

قرآن شریف کے مطالب کے اس اردو ترجمہ کی طباعت کے تھم دینے کا شرف فرمازوائے مملکت ِسعودی عرب خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبد العزیز آل سعود کو حاصل ہوا۔



تَنَوْ بِالأَنْ بِطِبَاعَةِ هَذُو الدَّجَمَة لِمَتَا الفُرِّنِ الدَّيِّ الدَّيِّ المُنَالِكِمُ اللَّهِ الْمُنَا خَلِمْ نَظِمُ اللَّهِ لَمُنْ الْمُلِكُ مِنْكُلْ أَنْ مُنْكِلِلْ لِلْمُؤْلِكُ مُنْفِرِ اللَّهِ مِنْ اللَّهِ اللَّ مَلِكُ المَمْلَكِ المَمْلِكِ بَاللَّهُ مُودِينَةً



وقف لِله تعالى من خادم الحرَّمَيْن الشّريفَيْن اللَّكِ سَيِّا مَانَ مُؤَخِدُ الْمِزِيز آلسُعُود ولايجُوز بَيغُه ولايجُوز بَيغُه يسُجَّانًا يسُورُغ مَجَّانًا



ترجمة: الشيخ محمد الجوناكرهي والتعليقات التفسيرية للشيخ صلاح الدين يوسف



خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبد العزیز آل سعود کی جانب سے اللہ تعالی کی خوشنودی عاصل کرنے کے لیے وقف ہے اس کا بیچنا جائز نہیں۔

مفت تقسیم کے لیے

## قرآن شریف کے مطالب کا ار دو ترجمہ

ترجمه: مولانا محمد جونا گڑھی تفسیری حواشی: مولانا صلاح الدین یوسف

شاه فهد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینه منوره

#### بِسْ \_ مِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰزِ ٱلرَّحِي \_ مِ

#### مقدمة

بقلم معالي الشيخ الدكتور عبد اللطيف بن عبد العزيز بن عبد الرحمن آل الشيخ وزير الشؤون الإسلامية والدعوة والإرشاد المشرف العام على المجمع

الحمد لله رب العالمين، القائل في كتابه الكريم: ﴿ ... قَدْ جَآ هَ كُم مِّرَ ٱللَّه فُرُ وَكِتَبٌ مُّبِينٌ ﴾.
والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، نبينا محمد، القائل:
«خيركم من تعلَّم القرآن وعلَّمه».

أما بعد:

فإنف اذاً لتوجيهات خادم الحرمين الشريفين، الملك سلمان بن عبدالعزيز آل سعود -حفظه الله- بالعناية بكتاب الله، والعمل على تيسير نشره، وتوزيعه بين المسلمين، في مشارق الأرض ومغاربها، وتفسيره، وترجمة معانيه إلى مختلف لغات العالم.

وإيماناً من وزارة الشؤون الإسلامية والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية بأهمية ترجمة معاني القرآن الكريم إلى جميع لغات العالم المهمة؛ تسهيلاً لفهمه على المسلمين الناطقين بغير العربية، وتحقيقاً للبلاغ المأمور به في قوله على «بلّغوا عنى ولو آية».

وخدمةً لإخواننا الناطقين باللغة الأردية، يطيب لمجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة المنورة أن يقدم للقارئ الكريم هذه الترجمة إلى اللغة الأردية، التي قام بها الشيخ محمد جوناكرهي، وكتب حواشيها الشيخ صلاح الدين يوسف، وراجعها الدكتور وصي الله بن محمد عباس والدكتور أختر جمال لقمان.

ونحمد الله سبحانه وتعالى أن وفق لإنجاز هذا العمل العظيم الذي نرجو أن ينفع به الناس.

إننا لندرك أن ترجمة معاني القرآن الكريم -مهما بلغت دقتها-ستكون قاصرة عن أداء المعاني العظيمة التي يدل عليها النص القرآني المعجز، وأن المعاني التي تؤديها الترجمة إنما هي حصيلة ما بلغه علم المترجم في فهم كتاب الله الكريم، وأنه يعتريها ما يعتري عمل البشر كلّه من خطأ ونقص.

ومن ثم نرجو من كل قارئ لهذه الترجمة أن يوافي مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة النبوية بما قد يجده فيها من خطأ أو نقص أو زيادة؛ للإفادة من الاستدراكات في الطبعات القادمة إن شاء الله.

والله الموفق، وهو الهادي إلى سواء السبيل، اللهُمَّ تقبل منا إنك أنت السميع العليم.

#### 

#### مفتارمه

از قلم معالى الشيخ الدكتور عبداللطيف بن عبدالعزيز بن عبدالرحمن آل الشيخ وزيراسلامي امور ودعوت وارث د گران اعلى مجمع الملك فهد

الحمد لله رب العالمين، القائل في كتابه الكريم: ( ... قَدُجَآءُكُو مِّنَ اللهِ نُوْمٌ وَ كِتْبُ مُّبِينُ ﴾. والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، نبينا محمد، القائل: «خيركم من تعلَّم القرآن وعلَّمه».

أما بعد:

خادم الحرمين الشريفين شاہ سلمان بن عبد العزيز آل سعود حفظہ اللہ نے كتاب اللهى كى خدمت كے سلسلہ ميں جو ہدايات دى بيں ان ميں قرآن مجيد كى طباعت، وسيع پيانے پر مسلمانان عالم ميں اس كى تقسيم كے اہتمام اور دنيا كى مختلف زبانوں ميں ترجمہ وتفسير كى اشاعت پر خاص طور سے زور ديا گيا ہے۔

"وزارة الشؤون الإسلامية والدعوة والإرشاد" كى نظر مين عربي زبان سے ناواقف مسلمانوں كے ليے قرآن فنمي كى راہ ہموار كرنے اور تبليغ كى اس ذمه دارى سے عهده برآ ہونے كے ليے جو رسول اكرم مَنَّالَيْمَا كے ارشاد گرامي «بلَّغُوا عَتي ولو آية». (ميرى جانب سے لوگوں تك يہنچاؤ خواہ ايك ہى آيت كيوں نہ ہو) ميں بيان كى گئ ہے، دنيا كى تمام اہم زبانوں ميں قرآن مجيد كے مطالب كو منتقل كيا جانا انتہائي ضرورى ہے۔

خادم الحرمين الشريفين كى انهى بدايات اور وزارت برائ اسلامى امور كے اسى احساس كے پیش نظر "مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة المنورة" اردو دال قارئين كے استفاده كے ليے قرآن مجيد كے مطالب كا يہ اردو ترجمه پیش كرنے كى سعادت عاصل كررہا ہے۔

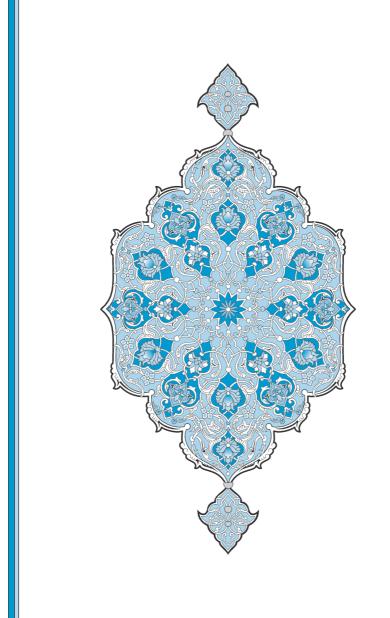
یہ ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی کے قلم سے ہے اور تفییری حواثی مولانا صلاح الدین ایوسف کے تحریر کردہ ہیں۔ مجمع کی جانب سے نظر ثانی کا کام ڈاکٹر وصی اللہ بن محمد عباس اور ڈاکٹر اختر جمال لقمان ہر دو حضرات نے انجام دیا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اس عظیم کام کو پایہ سکیل تک پہنچانے کی توفیق دی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ خدمت قبول فرمائے اور لوگوں کے لیے اسے نفع بخش بنائے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا کوئی بھی ترجمہ خواہ کیسی ہی دفت نظر سے انجام پایا ہو، ان عظیم معانی کو کما حقہ ادا کرنے سے بہر حال قاصر رہے گا جو اس مجزانہ متن کے عربی مدلولات ہیں۔ نیز یہ کہ ترجمہ میں جن مطالب کو پیش کیا جاتا ہے وہ دراصل مترجم کی قرآن فہی کا ماحصل ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہر انسانی کوشش کی طرح ترجمہ قرآن میں بھی غلطی، کوتاہی اور نقص کا امکان باقی رہتا ہے۔

اس بناء پر قارئین سے ہماری درخواست ہے کہ انہیں اس ترجمہ میں کی مقام پر کوئی فروگذاشت نظر آئے تو "مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة النبوية" كو ضرور مطلع فرمائيں تاكم آئندہ اشاعت ميں ان اسدراكات سے فائدہ اٹھایا جائے۔

والله الموفق، وهو الهادي إلى سواء السبيل، اللهُمَّ تقبل منا إنك أنت السميع العليم.



# بِسُـــهِ اللهِ الرَّحْمِنُ الرَّحِيهِ مَعَانَى قرآن مجيد معانى قرآن مجيد معميد

قرآنِ مجید الله تعالی کا کلام ہے جسے الله تعالیٰ نے اس کے الفاظ و معانی کے ساتھ اپنے رسول محمد منگائیڈ کم پر نازل فرمایا، جنہیں الله تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لئے رحمت، خوشخبری دینے والا، والا، الله تعالیٰ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنایا، یہاں قرآنِ مجید اور اس کے پیغام کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

#### قرآن مجيد كاعمومي تعارف

#### بہاا: قرآن مجید کا تعارف اور اس کے اساء و صفات کا بیان

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس نے اپنے رسول محمر سکی اللہ اور اس کے استحد اس کی وحی فرمائی، جو مصحف (قرآنِ مجید کا لکھا ہوا اس کی وحی فرمائی، جو مصحف (قرآنِ مجید کا لکھا ہوا نسخہ) میں لکھا ہوا ہے، تواتر سے نقل کیا گیا ہے اور جس کی تلاوت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے۔

خود الله تعالی نے ہی اس وحی کو جسے اپنے رسول سَکَالِیَّا کِمَ بِر نازل فرمایا قرآن کے نام سے موسوم فرمایا، ارشاد باری تعالی ہے ﴿ إِنَّا يَعْنُ نَوِّلُكُ الْقُرُّالُ تَكُوْنُ لِلَّا ﴾ (الدهـ.: ٢٣) (بع شک ہم نے تجھ پر بتدریج قرآن نازل کیا ہے) اس لیے اس کا یہ حق ہے کہ اسے پڑھا جائے، اس کی تلاوت کی جائے اور اسے جھوڑا نہ جائے۔

ای طرح اللہ تعالی نے اسے الکتاب کے نام سے بھی موسوم فرمایاہ، ارشاد باری تعالی ہے ﴿ اِتَّاكْتُولْكُلُوكُ الْكِتْبُولُمُونِ ﴾ (النساء: ١٠٥) (یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے) اس لئے کہ اس کا حق ہے کہ اسے ککھا جائے اور اس کے بارے میں لایروائی نہ برتی جائے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی یہ صفات بھی بیان فرمائی کہ وہ فرقان (حق وباطل میں فرق کرنے والا)، ذکر (نفیحت)، هدی (بدایت)، نور، شفاء، کیم (حکمت سے بھر ا ہوا) اور موعظة (وعظ) وغیرہ ہے۔ اور یہ ساری صفات قرآنِ مجید کی عظمت اور اس کے پیغام کی کاملیت کو ظاہر کرتی ہے۔

اور "مصحف" کا لفظ ان صحیفوں سے لیا گیا جن میں قرآنِ مجید لکھا گیا اور صحابہ نے یہ نام اس کتاب کا رکھا تھا جس کے صفحات پر قرآنِ مجید لکھا گیا تھا۔

اور حضرت محمد مُنَا لَيْنَا اس معاملے میں کوئی انو کھے نبی نہیں تھے بلکہ ان کے تمام پیغیبر بھائیوں میں بھی جر میل علیہ اللہ تعالی کی وحی لے کر نازل ہوتے تھے اور اللہ تعالی اس عظیم امانت کی خاطر جے چاہے منتخب فرماتے ہیں، ارشاد باری ہے۔ ﴿ اَلَّهُ يَعْمُطِفَى مِنَ الْمَلَا لِمَةِ وَمُن الْمَلَا لِمَةِ وَمِن الْمَلَا لَيْ اللهِ تعالی میں سے اور انسانوں میں سے در اُسُلا وَمِن اللّهُ اللهِ مَن اللّهُ اللهِ مَن اللّهُ اللهِ مَن اللّهُ اللهِ مَن اللّهُ اللهِ عَلَى اللهِ اللهُ اللهُ

#### دوسرا: قرآن مجید کا نزول

رسول الله مَنَّ اللَّيْمَ إِير ارمضان الله عَيْم بير ك دن مله مكرمه ك ايك بهار ك غارِ حراء ميں وحى نازل ہوناشر وع ہوئى جہال جرئيل عَالِيَّا ان ك ياس بير آيتي كراتر على إِذْ أَبا سُورَتِك

اتَذِيْ خَلَقَ ﴿ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَيْقَ ﴿ إِفْرَاوْرَتُلِكَ الْكَرْمُ ﴿ الَّذِيْ عَلَمَ بِالْقَلَمِ ﴿ عَلَمَ الْوَلِمُنَانَ مَا الْوَيْعَالَةِ ﴾ (العلي: ١٠٥) (براه ابني رب كے نام سے جس نے پيدا كيا، جس نے انسان كو خون كے لو تعرف سے بيدا كيا، تو برا رب برا رب برا كرم والا ہے، جس نے قلم كے ذريع (علم) سكھايا، جس نے انسان كو وہ سكھايا جے وہ نہيں جانتا تھا) اس طرح رسول الله مَنَّ اللَّهِ عَلَيْ اللهِ مَنْ اللهِ عَلَى اللهِ مَنْ اللهِ عَلَى اللهِ اللهِ عَلَى اللهِ اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ اللهِ اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِي

انہیں لے کر رسول اکرم منگا فیٹی کے ارزاں وترسال اپنے اہل خانہ کے پاس واپس تشریف لائے اور اپنی شریک حیات ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رفی فیٹا سے پورا واقعہ بیان کیا اور ان سے یہ بھی فرمایا کہ جھے اپنی جان خطرے میں نظر آرہی ہے تو انہوں نے آپ کو تسلی ویتے ہوئے فرمایا ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اللہ آپ کو بھی رسوا نہیں کرے گا، اس لئے کہ آپ صلۂ رحمی کرتے ہیں، بچی بات کہتے ہیں (حقیقی یا معنوی) بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نواز ہیں اور حق کی مصیبتوں میں مدوفرماتے ہیں، پھر آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو دانا اور بصیرت مند شے، ان سے فرمایا: پچا جان، اپنے بھتے کی بات تو سنیے، پھر جب رسول اللہ منگا فیٹی آپا نے آپ منگا فیٹی آپا کے ساتھ جو کچھ بیش آیا وہ انہیں بتایا تو ورقہ بن نوفل نے آپ منگا فیٹی آپا کہ میں اس وقت تک توانا رہوں، کاش کہ میں اس وقت تک توانا رہوں، کاش کہ میں اس وقت تک توانا رہوں، کاش کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی، رسول اللہ منگا فیٹی میں اس وقت تک نوایا کہ ہاں، جب بھی کوئی میں اس وقت تک نوانا رہوں، کاش کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی، رسول اللہ منگا فیٹی آپ کا وہ دن یالوں تو میں آپ کی بھر پور مدد کروں گا اور اس ما قات کے تھوڑے وقفہ آپ کا وہ دن یالوں تو میں آپ کی بھر پور مدد کروں گا اور اس ما قات کے تھوڑے وقفہ کے بعد ورقہ بن نوفل کا انقال ہوگیا۔

قرآنِ مجید گزشتہ انبیاء کی کتابوں کی طرح پورا ایک ساتھ رسول الله مَثَّالِیَّا پُر نازل نہیں ہوا بلکہ تیئیس سال کے عرصے تک تھوڑا تھوڑا اترتا رہا، کبھی پوری سورت

ا. ناموس سے مراد جر کیل امین علیگا ہیں جو انہیاء کے پاس وحی لے جانے پر مامور ہیں۔

نازل ہوتی تو بھی ایک سورت کی چند آ بیتی، اور قرآنِ مجید کے تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کے پیچھے یہ حکمت رہی ہے کہ وقناً فوقناً ومی لے کر جرئیل علیہ ایک نزول کے ذریعہ آپ منگائیٹیٹم کو دلجمعی، تقویت اور مدد حاصل ہو تاکہ اس طرح آپ منگائیٹیٹم دور نبوت کے آغاز ہے ہی مشرکین کی روگردانیوں اور مخالفتوں کے مقابلے میں زیادہ مضبوطی اور ثابت قدمی سے جے رہ سکیں، ارشادِ اللی ہے ﴿ وَقَالَ الّذِیْنَ کُفُرُوالُولَائِٹِنَ مُعَنِّدُ اللّٰهُ مُنْدُلُهُ وَلَا اللّٰهُ اللّٰهُ مُنْدُلُهُ وَلَا اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللللّٰهُ الللللّٰهُ اللللللّٰهُ الللللّٰهُ الللللّٰهُ الللللّٰهُ اللللّٰهُ الللّ

اسی طرح قرآنِ مجید کے بندر تج نازل ہونے میں تربیتی پہلو سے بھی ایک زبردست حکمت رہی ہے '' اور وہ ہے اہلِ ایمان کو دینی احکام سے روشاس ہونے اور ان پر عمل کرنے میں تدریج کی سہولت عطا کرنا تاکہ وہ بہ آسانی اسے جان اور سمجھ سکیں اور جہالت اور کفر وشرک کے جن اندھیروں میں وہ تھے انہیں وہاں سے نکال کربندریج ایمان، توحید اور علم تک لایا جاسکے۔

#### تيسرا: تدوينِ قرآن

عبارتوں کی حفاظت کا سب سے اہم ذریعہ انہیں لکھ لینا ہے اور جو بات لکھی نہ جائے اس کے بھول جانے کا اندیشہ رہتاہے چونکہ قرآنِ مجید قیامت تک کے انسانوں کے لئے ہدایت بناکر نازل کیا گیا تھا الہٰذا اس کا لکھ لیا جانا ضروری تھا۔

قرآنِ مجید نبی کریم مَنَالِیَّیْاً کی زیرِ مَگرانی واہتمام کھا جاتا رہا، چنانچہ آپ مَنَالِیْیَا نے اپنے ان صحابہ رُقَائِیْمُ کوجو کتابت کے لئے مشہور منصے قرآنِ مجید لکھنے کا تعلم دیا اور انہیں کا تبین وحی بنایا، جن میں سب سے زیادہ مشہور زید بن ثابت رُقائِمُ ہیں۔(۱)

<sup>1.</sup> ملاظه مو تغیر طبری: ۱۹/۱۰ اور المرشدالوجیز ابو شامة المقدسی ص: ۲۸۔ ۲. تغیر طبری ص ۱/۲۸۔

رسول الله مَنْ اللهِ عَنْ اللهِ اللهِ عَنْ اللهِ اللهِ عَنْ اللهِ اللهِ عَنْ اللهِ اللهُ عَنْ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَنْ اللهُ ا

جبر کیل عَلَیْقِلِ ہر سال ایک مرتبہ نبی کریم مَنَّالَیْقِمْ کے ساتھ ایک دور فرماتے سے اور جس سال نبی کریم مَنَّالِیْقِمْ کا انتقال ہوا اس سال دو مرتبہ دور فرمایا، آیتوں اور سور توں کی ویسی ترتیب کے مطابق جیسی وہ آج مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود قرآن مجید میں ہے تاکہ اللہ کا یہ فرمان ثابت ہوجائے کہ ﴿ إِنَّ عَلَيْ خَاْجَمْعَهُ وَقُوْلاَنَهُ \* فَاذَا قَرَائَهُ فَالْتُوعَ قُوْلاَنَهُ ﴾ القیامة: ۱۱-۱۸) (اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی بیروی کریں) اور یہ بھی ﴿ سَنَقْمِ نُكُ فَلاَتَنْلَمَی ﴾ (القیامة: ۲) (ہم مجھے پڑھائیں گے پھر تو نہ بھولے گا)۔

#### چوتھا: قرآن مجيد كو صحيفوں ميں جمع كرنا

رسول اکرم مَنَّا اللَّیْمَ کَلُو وَات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق و اللَّیْمُ نے قرآن مجید کو مرتب صحیفوں (کاپیوں) میں جمع کرنے کا حکم دیا تاکہ حافظوں کے وفات پاتے رہنے یا جن دستاویزوں میں قرآنِ مجید لکھا گیا تھا ان کے ضائع ہوجانے کی وجہ سے قرآن مجید کا کوئی حصہ ضائع نہ ہوجائے اور یہ ذمہ داری حضرت زید بن ثابت و اللَّهُ نُهُ نے انجام دی اور ان صحیفوں پر نظرِ ثانی اور اس بات کے اطبینان کے بعد کہ وہ دستاویزوں میں لکھے اور سینوں میں محفوظ قرآن مجید کے عین مطابق بیں ان صحیفوں کو حضرت ابو بکر صدیق وار سینوں میں دکھا تھا کہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو انہیں حفاظت کی خاطر و خالمیں کی خاطر میں کی کا میں دکھا گیا، یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو انہیں حفاظت کی خاطر

ا. سنن الى داود: ۷۸۷، سنن ترزى: ۳۰۸۱، اور حاكم نے اسے متدرك: ۳۳۲۵ ميں ذكر كيا ہے، اور كباكه يه حديث صحيح بے اور شينين (بخارى و مسلم) كى شرطوں پر پورى اترقى جاگرچه كه ان دونوں نے اسے ذكرية كيا ہو۔ ص

۲. صحیح بخاری: ۴۵۹۲، ۴۵۹۳\_

جب اسلام پھیلا تو مسلمانوں کو قرآنِ جمید کے تسخوں کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ وہ ان میں دیکھ کر قرآنِ جمید پڑھ سکیں تب بعض صحابہ رفخالنڈ نے اس وقت کے خلیفہ حضرت عثان رفخالنڈ کو مشورہ دیا کہ لوگوں کو ایک مثالی نسخے پر جمع کر دیا جائے جے سب لوگ پڑھنے کے لئے استعال کریں تو انہوں نے حضرت زید بن ثابت رفخالنڈ کی سربراہی میں قرآنِ مجید کے حافظوں کی ایک ایسی جماعت (شیم) کو جو لکھنا جانتے تھے یہ ذمہ داری سونی کہ وہ ان ساری کا پیوں کو جن میں حضرت ابو بکر وفالنڈ کے زمانے میں قرآنِ مجید لکھا گیا تھا ایک نسخ میں جمع کریں، چنانچہ وہ سارے صحیف (کابیاں) ایک مصحف (نسخہ) میں جمع کردیے گئے پھراس مکمل مصحف کے کئی مکمل نسخ (نقلیں) بنائی گئیں اور سارے مسلم شہروں میں ایک نسخہ روانہ کیا گیا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس سے نسخ (نقلیں) تیار کریں۔

آج دنیا میں قرآنِ مجید کے جتنے بھی ننخ ہیں چاہے وہ ہاتھوں سے لکھے ہوں یا پریس میں چھپے ہوئے ان سب کی اصل وہی پرانے ننخ ہیں جونقل کئے گئے اور شہروں میں جسیح گئے اور ان ننخوں کی عبارت میں کوئی اختلاف ہے نہ ترتیب میں۔

اور آج تک مسلمان قرآنِ مجید کی طباعت کا اہتمام کرتے ہیں اور طباعت کی جدید سہولتوں، آلات اور طباعت کی عدید سہولتوں، آلات اور طبکنالوجی کو اس کے لئے استعمال کرتے ہیں تاکہ قرآنِ مجید کی کتابت رسم (طریقۂ تحریر) عثانی - جیسے اسے حضرت عثان بن عفان رفائعۂ کے زمانے میں کھا گیا تھا۔ کے مطابق بہترین، عمدہ ترین اور محفوظ ترین معداریر کی جاسکے۔

اور شاہ فہد قرآن کریم پر بٹنگ کمپلیس ایک نمایاں ترین دلیل ہے قرآنِ مجید سے تعلق اور اہتمام اور مملکت سعودی عرب کے حکمر انوں کی قرآن مجید سے دلچیں، اس کی خدمت کے شوق اور ان کے اس جذبے کی کہ ہر مسلمان قرآن مجید کا ایسا نیخہ بہ آسانی حاصل

ا. صحیح بخاری: ۴۹۸۷، سنن ترمذی: ۱۳۱۰، مند احمد: ۲۷۔

کرسکے جس کی نہ صرف طباعت دیدہ زیب اور جلد انتہائی معیاری ہو بلکہ جو ہر پہلو سے بہترین اور محفوظ ترین ہو۔

#### یانچوان: قرآنِ مجید کی ترتیب اور اس کے تھے

قرآنِ کریم سورہ فاتحہ سے شروع ہوتاہے اور سورہ ناس پرختم ہوتاہے، وہ ۱۱۳ سورتوں پر مشتمل ہے اور اس کی موجودہ ترتیب توقیقی ہے لیعنی نبی کریم سکا لیکھی ہے لیا گئ ہے اور نزولی ترتیب کے مطابق نہیں ہے، اس لئے کہ سب سے پہلے جو سورت نازل ہوئی وہ سورۃ العلق ہے حالانکہ اس کا نمبر ۹۷ ہے اور صحابہ وٹی اُلٹی آیتوں اور سورتوں کی اس ترتیب کونبی کریم سکا لیکھی اس کا نمبر ۹۷ ہے اور صحابہ وٹی اُلٹی آیتوں اور سورتوں کی اس ترتیب کونبی کریم سکا لیکھی اس کے یا صحاب کریم سکا لیکھی اس کا معلوم کرتے تھے۔ ۱۱۰

آج کل قرآن مجید میں ۳۰ پارے ہیں، ہر پارے کے دو حزب (آدھے پارے) ہیں اور ہر حزب چار چوتھائیوں پر مشتمل ہے، اس تقیم کا غالب انحصار علماء کے اجتہاد پر ہے اور اس کا مقصد مسلمانوں کے لیے قرآنِ مجید کی تلاوت میں آسانی پیدا کرنا ہے۔

#### حصا: قرآنِ مجيد كي تعليم حاصل كرنا

قرآنِ مجید جیسے رسول اکرم مَنَّ النَّیْمَ پر نازل ہوا مسلمانوں نے اسی طرح اسے کیھے،
اس کی تلاوت اور اس کی عبارت کی حفاظت کا پورا اہتمام کیا، چنانچہ حفاظ و قراءِ صحابہ نے
تابعین کو اس کی تعلیم دی تاکہ وہ اس کی عبارت کو محفوظ کرلیں اور ہر آیت پر روک
ر انہیں سمجھایا تاکہ اس کے معانی کو اچھی طرح سمجھ لیں، اس طرح انہوں نے
علم اور عمل دونوں سیکھا پھر حفاظِ تابعین نے قرآنِ مجید پڑھانے کے مدارس بنائے اور جو
کچھ انہوں نے سیکھا تھا اس کی پابندی کی، چاہے وہ تلاوت کا پہلو ہو یا عبارت کی حفاظت،
حروف اور کلمات کی گنتی، آیتوں اور سورتوں کی ترتیب اور اسے پڑھنا کے اور تلاوت
ترتیل کی سیفیت کے پہلو، چنانچہ قرآنِ مجید آج تک اس طرح پڑھایا، حفظ کرایا اور تلاوت
کیا جاتا ہے اور طالب علم اسے اپنے عافظ قاری شخ سے زبانی فضیح ترین عربی زبان میں
اسی طرح سیکھتا ہے جس طرح رسول اکرم مَنَّ اللَّهُ اللَّهُ مِنْ یَا مَنْ کیا۔

ا. اسے ابو عمرو الدانی نے المقنع ص ٨ میں امام مالک بن انس سے نقل کیا ہے۔

قرآن کریم متعدد قراءات سے پڑھا جاتا ہے اور قراءات سے مراد قرآنِ مجید کے کلمات اور حروف کی ادائیگی کا طریقہ اور تلفظ کا ڈھنگ ہے جسے تابعین نے قراءِ صحابہ سے سیکھا جنہوں نے اسے نبی کریم مگالیٹی ہے سیکھا اور جس کی انہیں آپ مگالیٹی آ نے اجازت مرحت فرمائی، عصر حاضر میں ان قراءات میں سب سے زیادہ مشہور عاصم کی وہ قراءت ہے جسے ان کے شاگرد حقص بن سلیمان نے روایت کیا ہے اور نافع کی وہ قراءت جسے ان کے شاگرد عثمان بن سعید جن کا لقب ورش ہے نے روایت کی ہے اور ان مشہور ترین قراءت میں سے الدوری کی روایت کی روایت کی قراءت اور قالون کی روایت کردہ نافع کی قراءت بھی ہے۔

#### ساتوان: قرآن مجید کی تفسیر

قرآنِ مجید کی تقییر سے مراد اس کے معنوں کی وضاحت ہے ('' اور کسی بھی کلام کا مقصد اس کے معانی اور مفہوم کو سمجھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید پڑھنے والوں کو اس کے معانی اور مطالب سمجھنے کی ترغیب دلائی ہے، ارشاد ہے ﴿ کَبُّ اَنْوَلُنُهُ اِلَیْكَ مُرُونُ اللّٰهِ وَلَلِیْتَوْکُرُ اُولُواالْلَبُانِ ﴾ (صَ: ۲۹) (یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور عقلند اس سے نصیحت حاصل کریں) اور غور و فکر سے مراد سمجھنا ہے۔

صحابہ کرام رفٹائٹر کو جن معانی کے سیجھنے میں دشواری پیش آتی رسول اکرم مگائٹیر کیا اس کی وضاحت فرمادیتے (۱۰ کیکن ان کی زبان دانی اور قرآنِ مجید کے ان کی زبان میں نازل ہونے کی وجہ سے انہیں قرآنِ مجید کی آیتوں کے معانی کو سیجھنے میں زیادہ سوالات نہیں کرنے پڑے کیکن وقت کے ساتھ تفیر کی ضرورت بڑھتی گئی۔

رسول اکرم مَثَالِثَیْنَ ، آپ کے صحابہ رُقُالِثُیْنَ اور ان کے ثار د تابعینِ عظام سے تفسیر کے باب میں جو کچھ نقل کیا گیا وہ علم تفسیر کی بنیاد بنا جسے تفسیر ماثور کہا گیا جو

<sup>1.</sup> ملافظه مو البرهان للزركشي ١٦/١٦

٢. الاظه بو تفير طرى ١/٣٧ اور مقدمة في أصول التفسيرشيخ ابن تيمية ص ٣٥٠.

قرآنِ مجید کو سیحفے کا سب سے اہم وسیلہ مانا جاتا ہے اس لیے کہ اس کے ذریعہ یہ جانا جاسکتا ہے کہ اولین نسلوں نے جو ایک طرف عربی زبان کے مزاج شناس تھے تو دوسری طرف قرآنِ مجید کے نزول کے زمانے کے حالات و واقعات کے گواہ و واقفِ حال تھے انہوں نے قرآن مجید کو کیسے سمجھا۔

#### ا- تفسير کي قشمين

مفسرین کی علمی دلچپیوں کے تنوع کی وجہ سے ان کے تفییری رجھانات میں تنوع رہا ہے چنانچہ بعض نفاسیر میں قرآنِ مجید کے لسانی پہلو کی وضاحت پر زور ہے تو بعض نے فقہی ادکام پر زیادہ توجہ دی، اسی طرح کسی نے تاریخی پہلو سے زیادہ دلچپی لی تو کسی اور نے عقلی پہلو یا اخلاقی پہلو وغیرہ سے، اور اس بناء پر علماء نے تفییر کی دوقت میں کی ہیں:

پہلی: تفییر بالماثور: اس سے مراد وہ تفییر ہے جو رسول اکرم مُلگُنیکُوم صحابہ کرام اور تابعین عظام سے منقول ہے۔

دوسرى: تفسير بالرائے يا بالاجتهاد: جو صحیح علمی بنيادوں پر مبنی ہو۔

#### ۲- تفیر کے سب سے اچھ طریقے اور اس کے ضوابط

قرآنِ مجید کو سمجھنے کا سب سے پہلا ذریعہ تفسیرِ ماثور ہے،اس لیے کہ وہ نبی کریم مَنگا ﷺ اور صحابہ و تابعین -جو قرآن مجید سے سب سے زیادہ واقف ہیں- سے منقول ہے، اگر قرآنِ مجید کی آیتوں کو سمجھنے میں مزید ایسی وضاحت کی ضرورت پیش آئے جو تفسیرِ ماثور میں نہ ہو تو مفسر کو ان ضوابط کو بیش نظر رکھنا چاہیے:

- ا۔ تفییر ماثور سے آیتوں کے جو معانی سمجھ میں آتے ہیں ان کا لحاظ کرنا اور ان سے متعارض کوئی بات نہ کہنا۔
- السیر قرآن وسنت میں وارد عموی مطالب سے ہم آ ہنگ ہو اس لیے کہ مفسر کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ الی تفییر کرے جو ان مطالب سے متصادم ہو؛ اس لیے کہ قرآن کریم کی بعض آیتیں دیگر بعض آیتوں کی تفییر کرتی ہیں ان سے متصادم نہیں، اس طرح سنت بھی قرآنِ مجید کے اجمال کی وضاحت اور تفییر کرتی ہے۔

- الفاظ کی دلالت، جملوں کی سافت اور اظہارِ بیان کے پیرایوں میں عربی زبان کے مزاج و قواعد سے واقفیت، اس لیے کہ قرآنِ مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور اس کے قواعد کی روشنی ہی میں سمجھا جانا چاہیے۔
- کوینی آیتوں کی تفییر میں ثابت شدہ سائنسی حقیقوں سے مدد حاصل کرنا اور سائنسی نظریات کو زبردستی قرآنِ مجید کی آیتوں کو وہ معنی نہ پہنادیے جائیں جو ہیں نہیں۔
- ان غلط تاویلات سے اجتناب جو اللہ تعالیٰ کے کلام کے معانی کوشریعتِ مطہرہ کے حقائق
   دور کردیں اور انہیں عربی زبان کے قواعد سے باہر کردیں، چاہے وہ تحریف کے مقصد سے جو یا عربی زبان اور اس کے قواعد اور اسالیب سے ناوا قفیت کی وجہ سے،
   یا ایسے معانی تصور کر لینے کی وجہ سے جن سے اللہ تعالیٰ کا کلام منزہ اور پاک ہے۔

#### آتھواں: قرآن مجید کا اعجباز

اصطلاح میں اعجاز کہتے ہیں کی عمل یا تدبیر کو لے آنے کی قدرت سے بالاتر صفت کو، اور معجزہ نبیوں اور رسولوں کی نشانیوں کے لیے بعد میں وضع شدہ ایک اصطلاح ہے، یہ لفظ قرآنِ مجید میں نہیں آیا بلکہ اس کے معنی میں آیت اور برہان وغیرہ کے الفاظ استعال ہوئے ہیں۔

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کے معانی میں وہ کاملیت اور اس کی آیتوں، الفاظ اور اسالیب میں وہ دلکشی ہے جے لانے سے انسان عاجز ہے، ارشادِ الٰہی ہے ﴿ الرّ اللّٰهِ اللهِ اللّٰهِ اللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ الللّٰمُ اللللّٰمُ الللللّٰمُ

اور قرآنِ مجید نے ڈکھ کی چوٹ پر واشگاف الفاظ میں یہ اعلان فرما دیا کہ سارے انسان اور ان کے بعد سارے جن بھی اس قرآن مجیدکے مانند کلام کے آنے سے عاجز ہیں اگرچہ کہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کیوں نہ کریں

کے مثل ایک ہی سورت لاؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلاسکو بلالو اگر تم سے ہو)۔

<sup>1.</sup> آيتي ملاحظه بول الانعام: ٢٥، ١٥، الانهياء: ٥ سأ: ٣٣، لينّ: ٢٩، الصافات: ٣٣، صّ: ٣، الطور: ٣٠ـــ ٢. آيتي ملاحظه بول البقرة: ٣٣، يونس: ٨٣، صور: ١٣، الطور: ٣٣٠

﴿ قُلُ لَهِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنْ عَلَى آنَ يَاتُوا بِمِشِلِ هَذَا الْقُرُ الِ لاَ يَاتُونَ بِمِثْلِهُ وَلَوْكَا نَصُحُنُهُمُ لِيَعْفِي عَلِيهِ بَلِهِ فَلَا الْقُرُ الِ لاَ يَالْتُونَ بِمِثْلِهُ وَلَوْكَا فَصُحُنُهُمُ لِيَعْفِي عَلِيهِ اللهِ عَلَى اللهِ وَبَهِ وَ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ

اور قرآنِ جمید معجزہ ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایسا کلام ہے کہ مخاوق کا کلام جس کے مشابہ نہیں ہوسکتا، اور وہ نشانی اور معجزہ ہے اپنے الفاظ میں، آیتوں میں، زبان میں، اور ان فصیح وبلیغ سورتوں میں جو اس میں ہیں، ان خبروں اور سیج واقعات میں جو اس نے ذکر کیے ہیں، ان احکام ومسائل میں جن پر وہ مشتمل ہے، اس کی شدید جذباتی اور نفیاتی تاثیر میں، اور ان مبہوت کن سائنسی حقائق میں جن کا اس نے تذکرہ کیا ہے۔

سائنسی حقیقوں اور کو ینی اشاروں جن کا تعلق طبیعاتی اور فلکیاتی علوم کے ماہر سائنسی حقیقوں اور زندگی اور طب کے ماہرین سے ہے انھوں نے جب یہ دیکھا کہ ان مسائل سے متعلق قرآنی بیانات کتنے دقیق ہیں تو وہ اچنجے میں پڑ گئے اس لئے کہ یہ بات تصور سے بالاتر ہے کہ اتنی دقیق باتیں ایک اُتی رسول کہہ سکے جو خود ایک ناخواندہ امت میں مبعوث کیا گیا اور ایک ایسے وقت میں جب دنیا ان چیزوں سے بکسر نا بلد تھی اور نتیجة وہ طقہ بگوش اسلام ہوگئ، اس لئے کہ وہ جان چکے تھے کہ قرآنِ مجید کے یہ بیان انسانی کام نہیں بلکہ یہ یقیناً انسان اور کائنات کے خالق کا کلام ہے۔

ای طرح قرآنِ مجید ایی بے شمار آیتوں سے بھرا ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عجیب وغریب کاریگری پر دلالت کرتی ہیں۔ ارشاد ہے ﴿ سَمُونِیْهِهُ اللَّهِ مَالُونَاقِ وَفِی اَلْفُی اِسْمُ مَتَّی اَلَهُ اَلَّهُ الْحَقِّ اَوَلَوْ یَکُونِ مِرَیّکِ اَتّا عَلیٰ طُلِ مَنْ مُنْ اللَّهُ اللّهُ اللللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ

#### نواں: قرآن مجید کے معانی کا ترجہ

(کسی بھی ) کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنے کو ترجمہ کہتے ہیں ('') اور ترجمے کی اپنی د شواریاں ہیں، اس لیے کہ زبانی تعبیرات عبارت کا ایک اہم تکوینی عضر ہے اور کسی عبارت کو ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے اس کے اسلوب تعبیر کی لسانی دلالتوں کا کماحقہ اداکرپانا آسان نہیں ہوتا('') اگر انسانی عبارتوں کے ترجمے کا یہ حال ہو تو قرآنِ مجید کے ترجمے میں تو یہ دشواری کئی گنا بڑھ جاتی ہے، اس لیے کہ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عربی زبان میں نازل کیاگیا ہے اور جو اپنے الفاظ اور معانی کے ساتھ اللہ کی طرف سے وحی کیا گیا ہے ور کوئی انسان یہ وعویٰ نہیں کرسکتا ہے کہ وہ قرآنِ مجید کے تمام معانی سے واقف ہوچکا یا وہ اس کے الفاظ کو آئی طرح کے پیرائے میں ڈھال سکتا ہے جیسا کہ وہ عربی میں ہوچکا یا وہ اس کے الفاظ کو آئی طرح کے پیرائے میں ڈھال سکتا ہے جیسا کہ وہ عربی میں ہو ورد مسلم علماء نے قرآنِ مجید میں اور اس کے پیغام کو دنیا کی ساری قوموں تک پہنچانے کو اشد ضروری قرار دیا ہے، چاہے ان قوموں کی زبانیں جو بھی ہوں اور یہ ترجمے کے بغیر ممکن نہیں۔ ('')

اور قرآنِ مجید کا دوسری زبانوں میں ترجمہ: 🐃

- ا۔ یاتو صرف قرآنِ مجید کے معانی کا ترجمہ ہو گا جو تفسیر کے بغیر ہو اور قرآنی آیتوں کے الفاظ و معانی کی وضاحت تک محدود ہو۔
- یا تفسیری ترجمہ ہو گا جو مثالوں اور اضافی وضاحتوں پر مشتمل ہوتو یہ عربی کے علاوہ دیگر
   کسی بھی زبان میں قرآنِ مجید کی تفسیر ہوگا۔

اور قرآنِ مجید کے معانی کا ترجمہ چاہے جتنا دقیق ہواور مترجم دونوں زبانوں میں چاہے جتنی دسترس رکھتا ہواور آیتوں کے معانی سے چاہے جتنا واقف ہولیکن وہ ترجمہ

ا. الماظه بولسان العرب لابن منظور (اده ترجم و رجم).

٢. دلالة الألفاظ ابراتيم انيس ص: ١٧١-١٤٥، فن الترجمة محمر عوض محمد ص: ١٩ـ

٣. ملاظه مو مجموع الفتاوي ابن تيمية ١١١/٣\_

م. ملاظه جو مجموع الفتاوي ابن تيمية ه/١١٥ اور ٥٥٢، اور التفسير والمفسرون محمد صين الذبي ٢٣/١-

قرآن نہیں کہلائے گا، اس کے دو سبب ہیں:(۱)

پہلا سبب: قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو عربی زبان میں اتارا گیا ہے اور جو فصاحت وبلاغت کی انتہائی بلند چوٹی ہے اور اس کی آیتوں کو عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں ڈھال دیں تو اس کا نام قرآنِ مجید نہیں رہ جائے گا۔

دوسرا سبب: ترجمہ قرآنِ مجید کے معانی کو مترجم نے جیسا کچھ بھی سمجھا ہے اس کا اظہار ہے اور وہ اس پہلو سے تفییر کی طرح ہے تو جس طرح تفییر کو قرآنِ مجید نہیں کہا جاتا اس طرح ترجمہ بھی قرآن نہیں کہلا سکتا۔

اور قرآنِ کریم کے معانی کے ترجے کے قابلِ قبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان قواعد کے مطابق ہو جو علماء نے قرآنِ مجید کے معانی کی وضاحت کے لیے طے کئے ہیں ساتھ ہی مترجم ترجمہ کو قرآنِ مجید کے تحریف شدہ معانی کی اشاعت، یا اسلام اور مسلمانوں کے شعائر اور مقدسات کی توہین کے لیے ڈھال نہ بنائے جیسا کہ مستشر قین کے ترجموں یا بہت سے نام نہاد اسلام کی طرف منسوب متر جموں کے ترجموں کا حال ہے جن کے فاسد عقائد دینِ اسلام کے عظیم اصولوں کو منہدم کردیتے ہیں اور اس کے صحیح عقیدہ اور روشن شریعت کو داغدار کرتے ہیں اسی لیے شاہ فہد قرآن شریف کمپلیس مدینہ منورہ نے قرآنِ مجید کے قابلِ اعتاد ترجموں کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے تاکہ قرآنِ مجید کا عظیم یہا اللہ کے سارے بندوں تک ان کی اصلی زبانوں میں پہنچایا جاسکے۔

والحمد لله رب العالمين

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحابته أجمعين والتابعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين

<sup>1.</sup> للاظه مو المجموع شرح المهذب نووي ٣/٣٣٢.

سُورَةٌ الْفَاتِحَةِ ا

#### سورهٔ فاتحه (۱) مکی ہے، (۲) اس میں سات آیتیں ہیں۔ <sup>(۳)</sup>

### مِيْنَ كَالْهَا الْحِيْنَ الْمُعَالِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعَالِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَالِمُ الْمُعَالِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَالِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعالِمُ الْمُعَلِمِ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمِ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمِعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمِ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمِعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمِ الْمِلْمِ الْمُعِمِي الْمِعِلِمِ الْمُعِلْمُ الْمُعِلِمِ الْمُعِلِمِ ا

ا. شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. سورة الفاتحة قرآن مجید کی سب سے پہلی سورت ہے، جس کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ فاتحہ کے معنی آغاز اور ابتداء کے ہیں، اس لیے اسے الفَاتِحةُ لیمنی فَاتِحةُ الْکِتَابِ کہا جاتا ہے۔ اس کے اور بھی متعدد نام احادیث سے ثابت ہیں، مثلاً: أُمُّ الْقُرْآنِ، السَّبْعُ الْمَثَانِيْ، القُرْآنُ الْعَظِیمُ، الشَّفَاءُ، الرُّقیَةُ (دم) وَغَیْرِهَا مِن الاسْمَاءِ اس کا ایک اہم نام "الصَّلَوٰه" بھی ہے، جیسا کہ ایک حدیث قدی میں ہے، الله تعالیٰ نے فرمایا: «قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ الصحدیث (صحیح مسلم کتاب الصلوٰه) "میں نے صلاۃ (نماز) کو اپنے اور اپنے بندے کے در میان تقیم کر دیا ہے"، مراد سورہ فاتحہ ہے جس کا نصف حصہ الله تعالیٰ کی حمد وثناء اور اس کی رحمت وربوبیت اور عدل وبادشاہت کو بیان میں ہے اور نصف حصے میں دعا و مناجات ہے جو بندہ الله کی بارگاہ میں کرتا ہے۔ اس حدیث میں سورہ فاتحہ کو "نماز" سے تعیر کیا گیا ہے۔ جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں اس کا پڑھنا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ کو "نماز" کے ارشادات میں اس کی خوب وضاحت کر دی گئی ہے، فرمایا: «لاَ صَلاۃ لِمَنْ لَمْ یَقُرا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ» (صحیح مسلم) "اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔" اس حدیث میں (من) کا لفظ صحیح البخاری وصحیح مسلم) "اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔" اس حدیث میں (من) کا لفظ میام ہے جو ہر نمازی کو شائل ہے۔ منفر د ہو یا امام، یا امام کے پیچھے مقتدی۔ سری نماز ہو یا جری، فرض نماز ہو یا نال ہو یا نال ہو یا نال ہو یا سام، یا امام کے پیچھے مقتدی۔ سری نماز ہو یا جری، فرض نماز ہو یا امام، یا امام کے پیچھے مقتدی۔ سری نماز ہو یا جری، فرض نماز ہو یا نال ہو یا نال

۲. یہ سورت کی ہے۔ کی یا مدنی کا مطلب یہ ہے کہ جو سورتیں ہجرت (۳انبوت) سے قبل نازل ہوئیں وہ کی ہیں، خواہ ان کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا، یا اس کے اطراف وجوانب میں، اور مدنی وہ سورتیں ہیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں، خواہ مدینہ یا اس کے اطراف میں نازل ہوئیں یا اس سے دور۔ حتیٰ کہ مکہ اور اس کے اطراف ہی میں کیوں نہ نازل ہوئی ہوں۔
 ۱۳. ہم اللہ کی بابت اختلاف ہے کہ آیا یہ ہر سورت کی مستقل آیت ہے؟ یا ہر سورت کی آیت کا حصہ ہے؟ یا یہ صرف سورۂ فاتحہ کی ایک آیت کا حصہ ہے؟ یا یہ صرف سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہی کی بھی سورت کی مستقل آیت نہیں ہے اسے صرف دو سری سورت سے ممتاز کرنے کے لیے ہر سورت کے آغاز میں لکھا جاتا ہے؟ قراء مکہ وکوفہ نے اسے سورۂ فاتحہ سمیت ہر سورت کی آیت قرار دیا ہے، جبہہ قراء مدینہ، بھرہ وشام نے اسے کسی بھی سورت کی آیت تسلیم نہیں کیا ہے، سوائے سورۂ نمل کی آیت ۱۳ کے، کہ اس میں بالاتفاق بھم اللہ اس کا جزو ہے۔ اس طرح جہری نمازوں میں اس کے اونچی آواز سے پڑھنے میں بھی افتلاف ہے۔ بعض اونچی آواز سے پڑھنے کے قائل ہیں اور بعض سری آواز سے (نے القدیر) اکثر علماء نے سری آواز سے پڑھنے کے قائل ہیں اور بعض سری آواز سے (نے القدیر) اکثر علماء نے سری آواز سے پڑھنے کو ارار دیا ہے۔ تاہم جہری آواز سے بھی یڑھنا جائز ہے۔

٧٠. بهم الله ك آغاز ميں أقْرَأُ، أبداً أه يا أَثْلُو محذوف ہے يعنى الله ك نام سے پڑھتا، يا شروع كرتا يا تلاوت كرتا ہوں۔ ہر اہم كام ك شروع كرنے سے پہلے بهم الله پڑھنے كى تاكيد كى گئى ہے۔ چنانچہ عظم ديا گيا ہے كہ كھانے، ذئ، وضو اور جماع سے پہلے بهم الله پڑھو۔ تاہم قرآن كريم كى تلاوت ك وقت بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے پہلے أَعُوْذُ بِاللهِ مِن الشَّيْطَانِ الرَّحِيْمِ پُرُهُ اللهِ عَلَى ضرورى ہے۔ ﴿ فَإِذَا قَرَاتَ الْقُرْانَ فَاسْتَوَثُنُ بِاللهِ مِن الشَّيْطِين الرَّحِيْمِ ﴿ (النحل: ٩٨) (جب مِن الشَّيْطَانِ الرَّحِيْمِ ﴿ وَاللهِ كَى جَنابِ مِين شيطان رجيم سے پناہ مائلو)۔

سُورَةٌ الْفَاتِحَةِ الْفَاتِحَةِ الْفَاتِحَةِ ا

سب تعریف الله تعالی کے لیے ہے  $^{(1)}$  جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ $^{(7)}$ 

س. بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا۔ (۳) ۴. بدلے کے دن (لینی قیامت) کا مالک ہے۔ <sup>(۴)</sup> الُحَمُكُ بِلهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ ٥

الرِّحُلْنِ الرِّحِيُوهُ ملكِ يَوْمِ الرِّيْنِ هُ

ا. الحمد میں ال، استغراق یا اختصاص کے لیے ہے، لیعن تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، یا اس کے لیے خاص ہیں، کیوں کہ تعریف کا اصل مستحق اور سزاوار صرف اللہ تعالی ہے۔ کسی کے اندر کوئی خوبی، حسن یا کمال ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے اس کا استعال کسی اور اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے اس کا استعال کسی اور کے چائز نہیں۔الْدَدُ اللہ یہ کلمۂ شکر ہے۔ جس کی بڑی فضیلت احادیث میں آئی ہے۔ ایک حدیث میں لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کو أَفْضَلُ الدُّعَاءِ کہا گیا ہے۔(ترزی، نائی وغیره) صحیح مسلم اور نسائی کی روایت میں ہے الْدَحُدُدُ للله کو أَفْضَلُ الدُّعَاءِ کہا گیا ہے۔(ترزی، نائی وغیره) صحیح مسلم اور نسائی کی روایت میں ہے الْدَحُدُدُ للله تَدَمُدُ اللهِ میزان کو بھردیتا ہے" اس لیے ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ اس بات کو پیند فرماتا ہے کہ ہر کھانے پر اور مینے پر بندہ اللہ کی حمد کرے۔ (سی مسلم)

اس کو شخیل تک پہنچانے والا۔ اس کا استعال بغیر اضافت کے سمعنی ہیں ہر چیز کو پیدا کرکے اس کی ضروریات مہیا کرنے اور اس کو شخیل تک پہنچانے والا۔ اس کا استعال بغیر اضافت کے کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ عَالَمِیْنَ عَالَمْ (جہان) کی جمع ہے۔ ویسے تو تمام خلائق کے مجموعے کو عالم کہا جاتا ہے، اسی لیے اس کی جمع نہیں لائی جاتی۔ لیکن یہاں اس کی ربوبیت کا ملہ کے اظہار کے لیے عالم کی بھی جمع لائی گئی ہے، جس سے مراد مخلوقات کی الگ الگ جنسیں ہیں۔ مثلاً عالم جن، عالم انس، عالم ملائکہ اور عالم وحوش وطیور وغیرہ۔ ان تمام مخلوقات کی ضرورتیں ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں، لیکن رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سب کی ضروریات، ان کے احوال وظروف اور طباع واجسام کے مطابق مہیا فرماتا ہے۔

سلار کے حلیٰ بروزن فَعْلَان اور رَحِیْمٌ بروزن فَعِیلٌ ہے۔ دونوں مبالنے کے صینے ہیں، جن میں کثرت اور دوام کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالی بہت رحم کرنے والا ہے اور اس کی یہ صفت دیگر صفات کی طرح دائی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں: رحمٰن میں رحیم کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے، اس کے رَحْمٰنَ اللّٰذِیّا وَالآخِرَةِ کَہا جاتا ہے۔ دنیا میں اس کی رحمت عام ہے جس سے بلا شخصیص کافر ومومن سب فیض یاب ہورہے ہیں اور آخرت میں وہ صرف رحیم ہوگا، لینی اس کی رحمت صرف مومنین کے لیے خاص ہوگی۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا وَنْهُمْ (آمین)۔

٧٠. دنیا میں بھی اگرچہ مکافات عمل کا سلسلہ ایک حد تک جاری رہتا ہے، تاہم اس کا مکمل ظہور آخرت میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے اجھے یا برے اعمال کے مطابق مکمل جزاء اور سزا دے گا۔ اسی طرح دنیا میں عارضی طور پر اور بھی کئی لوگوں کے پاس تحت الاسباب اختیارات ہوتے ہیں، لیکن آخرت میں تمام اختیارات کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس روز فرمائے گا: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَومَ؟ (آج کس کی بادشاہی ہے؟) پھر وہی جواب دے گا: لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْفَهَّالِ وَالْمَرْ يَوْمَ مِن بُوگا وَاللهِ الله کے لیے) ﴿ يَوْمَ لَائَةُ لِكُ نَصْلُ لِنَفْسِ شَيْعًا وَالْاَمْرُ يَوْمَ مِن بُوگا وَاللهِ الله کے لیے) ﴿ يَوْمَ لَائَةُ لِكُ نَصْلُ لِنَفْسِ شَیْعًا وَالْاَمْرُ يَوْمَ مِن بُوگا ﴾ (الانظار:١٩) (الانظار:١٩) دن۔ دن کوئی ہمتی کسی کے لیے کوئی اختیار نہیں رکھے گی، سارا معالمہ اللہ کے ہاتھ میں ہوگا ۔ یہ ہوگا جزاء کا دن۔

سُورَةٌ الْفَاتِحَةِ ا

## م صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔(۱)

#### إِيَّاكَ نَعُبُنُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ٥

ا. عبادت کے معنی میں کسی کی رضا کے لیے انتہائی تذلل وعاجزی اور کمال خشوع کا اظہار اور بقول ابن کثیر "شریعت میں کمال محبت، خضوع اور خوف کے مجموعے کا نام ہے" لینی جس ذات کے ساتھ محبت بھی ہو، اس کی مافوق الاسباب طاقت کے سامنے عاجزی ویے لبی کا اظہار بھی ہو اور اساب ومافوق الاساب ذرائع سے اس کی گرفت کا خوف بھی ہو۔ عام عبارت ﴿ نَعْبُدُكَ وَنَسْتَعِينُكَ ﴾ (ہم تیری عبادت كرتے اور تجھ سے مدد جائتے ہیں) ہوتی، ليكن الله تعالى نے يهال مفعول کو فعل پر مقدم کرکے ﴿ إِيَّاكَ فَعُبُكُ وَإِيَّاكَ فَسَتَّعِينُ ﴾ فرماما، جس سے مقصد اختصاص پیدا کرنا ہے، یعنی (ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) نہ عبادت اللہ کے سواکسی اور کی جائز ہے اور نہ استعانت ہی کسی اور سے جائز ہے۔ ان الفاظ سے شرک کا سد باب کردیا گیا ہے، لیکن جن کے دلوں میں شرک کا روگ راہ پاگیا ہے، وہ ما فوق الاساب اور ماتحت الاساب استعانت میں فرق کو نظر انداز کرکے عوام کو مفالطے میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہم بیار ہوجاتے ہیں تو ڈاکٹر سے مدد حاصل کرتے ہیں، بیوی سے مدد چاہتے ہیں، ڈرائیور اور دیگر انسانوں سے مدد کے طالب ہوتے ہیں اس طرح وہ یہ باور کراتے ہیں کہ اللہ کے سوا اوروں سے مدد مانگنا بھی جائز ہے۔ حالانکہ اسباب کے ماتحت ایک دوسرے سے مدد جاہنا اور مدد کرنا یہ شرک نہیں ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے، جس میں سارے کام ظاہری اساب کے مطابق ہی ہوتے ہیں، حتیٰ کہ انساء بھی انسانوں کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ حضرت عیسی عَالَیْلًا نے فرمایا: ﴿ مَنْ اَنْصَادِی ٓ اِللَّهِ ﴾ (الصف:١٣) (الله کے دین کے لیے کون میرا مددگار ہے؟) الله تعالیٰ نے اہل ایمان کو فرما ما: ﴿وَتَعَاوِنُوا عَلَى الْبُرِّوَ التَّقُولِي ﴾ (المائدة : ٢) ( نيكي اور تقويل كے كاموں ير ايك دوسرے كي مدد كرو) ظاہر بات ہے كہ به تعاون ممنوع ہے، نہ شرک، بلکہ مطلوب ومحمود ہے۔ اس کا اصطلاحی شرک سے کیا تعلق؟ شرک تو یہ ہے کہ ایسے شخص سے مدد طلب کی جائے جو ظاہری اساب کے لحاظ سے مدد نہ کرسکتا ہو، جسے کسی فوت شدہ شخص کو مدد کے لیے ایکارنا،اس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا، اس کو نافع وضار باور کرنا اور دور ونزدیک سے ہر ایک کی فرباد سننے کی صلاحیت سے بہرہ ور تسلیم کرنا۔ اس کانام ہے مافوق الاسباب طریقے سے مدد طلب کرنا، اور اسے خدائی صفات سے متصف ماننا۔ اس کا نام شرک ہے، جو بدقتمتی سے محبت اولیاء کے نام پر مسلمان ملکوں میں عام ہے۔اُعاذَنَا اللهُ مِنْهُ.

توحید کی تین قشمیں: اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی تینوں قشمیں بھی مخضراً بیان کردی جائیں۔ یہ قشمیں بیں۔ توحید ربوبیت، توحید الوہیت، توحید صفات۔

(۱) توحید ربوبیت کا مطلب ہے کہ اس کا تنات کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس توحید کو ملاحدہ وزنادقہ کے علاوہ تمام لوگ مانتے ہیں، حتیٰ کہ مشرکین بھی اس کے قائل رہے ہیں اور ہیں، جیسا کہ قرآن کریم نے مشرکین مکہ کا اعتراف نقل کیا ہے۔ مثلاً فرمایا "اے پیغیر (سَکَاتِیْمُ اُن اِن سے بوچھیں کہ تم کو آسان وزمین میں رزق کون دیتا ہے؟ یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور بے جان سے جانات اور جاندار سے بےجان کون دیتا ہے؟ یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور بے جان سے جاندار اور جاندار سے بےجان کون

#### ۲. ہمیں سید هی (اور سچی) راه د کھا۔(۱)

#### إهُ بِ نَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُوْ

پیدا کرتا ہے؟ اور دنیا کے کاموں کا انظام کون کرتا ہے؟ جھٹ کہہ دیں گے کہ اللہ" (یعنی یہ سب کام کرنے والا اللہ ہے)۔ (سورہ یونں: ۳۱) دوسرے مقام پر فرمایا: اگر آپ عَلَیْتَیْمُ ان سے پوچسیں کہ آسان وزمین کاخالق کون ہے؟ تو یقیناً یہی کہیں گے کہ اللہ (الزمر: ۳۸) ایک اور مقام پر فرمایا: "اگر آپ عَلَیْتِیْمُ ان سے پوچسیں کہ زمین اور زمین میں جو کچھ یہی کہ اللہ (الزمر: ۳۸) ایک اور مقام پر فرمایا: "اگر آپ عَلیْتِیْمُ ان سے پوچسیں کہ زمین اور زمین میں جو کچھ ہے، یہ سب کس کا مال ہے؟ ساتوں آسان اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ ہر چیز کی بادشاہی کس کے ہاتھ میں ہے؟ اور وہ سب کو پناہ دیتا ہے، اور اس کے مقابل کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ ان سب کے جواب میں یہ یہی کہیں گے کہ اللہ یعنی یہ سارے کام اللہ ہی کے ہیں۔" (المؤمنون: ۸۹۔۱۳) وَغَیْر هَا مِنَ الْآیاتِ.

(۲) توحید الوہیت کا مطلب ہے کہ عبادت کی تمام اقسام کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عبادت ہروہ کام ہے جو کسی مخصوص ہستی کی رضا کے لیے، یا اس کی ناراضی کے خوف سے کیا جائے، اس لیے نماز، روزہ، جج اور زکوۃ صرف یہی عبادات نہیں ہیں بلکہ کسی مخصوص ہستی سے دعا والتجا کرنا، اس کے نام کی نذر ونیاز دینا، اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا، اس کا طواف کرنا، اس سے طبع اور خوف رکھنا وغیرہ بھی عبادات ہیں۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ یہ تمام کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کے جائیں۔ قبر پرستی کے مرض میں مبتلا عوام وخواص اس توحید الوہیت میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور مذکورہ عبادات کی بہت سی قسمیں وہ قبروں میں مدفون افراد اور فوت شدہ بزرگوں کے لیے بھی کرتے ہیں جو سراسر شرک ہے۔

(٣) توحید صفات کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہیں، ان کو بغیر کی تاویل اور تحریف ہیں۔ مثلاً جس طرح اس کی صفت علم غیب اور تحریف کے تسلیم کریں اور وہ صفات اس انداز میں کی اور ہے اندر نہ مانیں۔ مثلاً جس طرح اس کی صفت علم غیب ہے، یا دور اور نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے پر وہ قادر ہے، کائنات میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اسے اختیار حاصل ہے، یہ یا اس قسم کی اور صفات الہید یا ان میں سے کوئی صفت بھی اللہ کے سواکسی نبی، ولی یا کسی بھی شخص کے اندر تسلیم نہ کی جائیں۔ اگر تسلیم کی جائیں گی تو یہ شرک ہوگا۔ افسوس ہے کہ قبر پرستوں میں شرک کی یہ قسم بھی عام ہے اور انہوں نے اللہ کی مذکورہ صفات میں بہت سے بندول کو بھی شریک کررکھا ہے۔ آُعاذَنا اللهُ منهُ.

ا. ہدایت کے کئی مفہوم ہیں۔راستے کی طرف رہنمائی کرنا، راستے پر چلادینا، منزل مقصود پر پہنچا دینا۔ اسے عربی میں ارشاد، توفیق، البهام اور دلالت سے تعبیر کیا جاتا ہے، لیعنی ہماری صراط متنقیم کی طرف رہنمائی فرما، اس پر چلنے کی توفیق اور اس پر استقامت نصیب فرما، تاکہ ہمیں تیری رضا (منزل مقصود) حاصل ہوجائے۔ یہ صراط متنقیم محض عقل اور ذبانت سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہ صراط متنقیم وہی "الإسلام" ہے جسے نبی شکا الیشنی نے دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور جو اب قرآن واحادیث صحیحہ میں محفوظ ہے۔

سُوْرَةً الْفَاتِحَةِ الْفَاتِحَةِ الْفَاتِحَةِ الْفَاتِحَةِ الْفَاتِحَةِ الْفَاتِحَةِ الْفَاتِحَةِ ا

ڝؚڒٳڟٳڹڒؠۣڽؙٵؘڡؙ۫ڰؠؖؾؘۘۼڵؽڣؠٞٚٚۼؘؠؙۅٳڵؠۼؙڞؙۅۛۑؚٵؽؿۿؚۄ ۅؘڒٳٳڝؙٞٳڵؠؙۯؘؙ۫

2. ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، (۱) انکی نہیں جن پر غضب کیا گیا (لیعنی وہ لوگ جنہوں نے حق کو پہچانا گر اس پر عمل پیرا نہیں ہوئے)، اور نہ گمر اہوں کی (۲) (لیعنی وہ لوگ جو جہالت کے سبب راہِ حق سے برگشتہ ہوگئے)۔

ا. یہ صراط منتقیم کی وضاحت ہے کہ یہ سیدھا راستہ وہ ہے۔ جس پر وہ لوگ چلے، جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ منعم علیہ گروہ ہو انبیاء شہداء صدیقین اور صالحین کا۔ جیسا کہ سورۂ نیاء میں ہے ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهُ وَالتَّسُولَ فَالْوَلَمِكُ مَعَ الّٰذِيْنَ اَلْفَعُواللّٰهُ وَالتَّسِيْقِيْنَ وَاللّٰهُ اَوَ اللّٰهِ اور اس کے رسول مَنْ اَوْلَمْ کَوَیْقَا ﴾ (انساء: ۱۹) (اور جو الله اور اس کے رسول مَنْ اللّٰهُ کَا وَالْمَعْنَ وَاللّٰهُ مَا وَاللّٰهُ اللّٰهِ مَا اللّٰهِ اَوْلَمْ کَوَیْقَا ﴾ (انساء: ۱۹) (اور جو الله اور اس کے رسول مَنْ اللّٰهُ کِنَ انبیاء، صدیقین، اطاعت کرتے ہیں، وہ (قیامت کے روز) ان لوگول کے ساتھ ہول گے جن پر الله نے انعام کیا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین، اور ان لوگول کی رفاقت بہت ہی خوب ہے)۔ اس آیت میں یہ بھی وضاحت کردی گئی ہے کہ انعام یافت الله اور اطاعت رسول مَنْ اللّٰهُ آئِمَ مِن کا راستہ ہے، نہ کہ کوئی اور راستہ۔

العض روایات سے ثابت ہے کہ مَعْضُوبٌ عَلَیْهِمْ (جن پر اللہ کا عضب نازل ہوا) سے مراد یہودی اور ضَالَیْن رَگر اہوں) سے مراد نصاریٰ (عیمائی) ہیں۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ مضرین کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں (گر اہوں) سے مراد نصاریٰ (عیمائی) ہیں۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ مضرین کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں (لا أَعْدَمُ خِلافاً بَینَ الْمُفَسِّرِینَ فِی تَفْسِیْرِ ﴿الْمَعْصُوبِ عَلَیْهِمُ ﴾: بِالنَهُود وَ ﴿وَلَالطَّمَالِیْنَ ﴾ بِالنَّصَارَیٰ (ثُن اللہ) اس کے سے صراطمت میں پر چلنے کی خواہش رکھنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہود اور نصاریٰ دونوں کی گر ابیوں سے فی کر رہیں۔ یہود کی بڑی گر ابی یہ تھی کہ وہ جانتے ہوجھتے صبح راستے پر نہیں چلتے تھے، آیات الٰہی میں تحریف اور حیلہ کر رہیں۔ یہود کی بڑی گر ابی یہ حض کہ وہ جانتے ہوجھتے صبح راستے پر نہیں چلتے ہالیا کو حرام وحلال کرنے کا حیاز سیمتے تھے۔ نصاریٰ کی بڑی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں غلو کیا اور انہیں ابْنُ اللہِ اور ثَالِثُ ثُلَاثَةِ (اللہ کا بیٹا اور تین خدا میں سے ایک) قرار دیا۔ افسوس ہے کہ امت محمد یہ میں بھی یہ گر اہیاں عام ہیں اور اس وجہ سے وہ دنیا میں ذلیل ورسوا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ضلالت کے گڑھے سے ذکالے، تا کہ ادبار و کبت کے بڑھتے ہوئے سائے سے وہ محفوظ رہ سکے۔

سورہ فاتحہ کے آخر میں آمین کہنے کی نبی سَکَالَیْکُیْم نے بڑی تاکید اور فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اس لیے امام اور مقتدی ہر ایک کو آمین کہنا چاہیے۔ نبی سَکُلُیْکُمْ اَرْجَری نمازوں میں) او پی آواز سے آمین کہا کرتے تھے اور صحابہ توکُلُیْکُمْ بھی، حتیٰ کہ معبد گونج اٹھتی (ابن اجہابن کیر) بنا بریں آمین او پی آواز سے کہنا سنت اور صحابہ کرام تُشَکُلُیُکُمْ کا معمول بہ ہے۔ آمین کے معنی مختلف بیان کیے گئے ہیں۔ «کَذٰلِكَ فَلْیَكُنْ» (اسی طرح ہو) «لاتُنخیِّبْ رَجَاءَنَا» (ہمیں نام او نہ کرنا) «اللَّهُمَّ السُّتَجِتْ لَنَاكُ لِنَاكُ فَرالِكُ فَلْیَكُنْ» (اسی طرح ہو) «لاتُنخیِّبْ رَجَاءَنَا» (ہمیں نام او نہ کرنا) «اللَّهُمَّ السُّتَجِتْ لَنَا» (اے اللہ ہماری دعا قبول فرمالے)۔

الْبَقَرَة ٢ الْبَقَرَة ٢

#### سورہ بقرہ مدنی ہے <sup>(۱)</sup>اور اس میں دوسو چھیا سی آیات اور چالیس رکوع ہیں۔

#### بِنُ مِلْ الرَّحِيْمِ

ذلك الكِتُّكِ لَارَيْبَ ﴿ فِيهِ ﴿ هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾

#### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. الَّهِـ (۲)

 $m{7}$ . اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، $^{(r)}$  پر ہیزگاروں کو راہ د کھانے والی ہے۔ $^{(r)}$ 

ا. اس سورت میں آگے چل کر گائے کا واقعہ بیان ہوا، اس لیے اسے بقرہ (گائے کے واقعے والی سورت) کہا جاتا ہے۔ حدیث میں اس کی ایک خاص فضیلت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جس گھر میں یہ پڑھی جائے، اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ فرمایا: «لَا تَجْعَلُوْا بُیُوتَکُمْ مَقَابِرَ؛ إِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ تُقُرَأُ فِیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ» (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب صلاة النافلة فی بیته...) نزول کے اعتبار سے یہ مدنی دور کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے البتہ اس کی بعض آیات ججہ الوداع کے موقع پر نازل ہوئیں۔ بعض علماء کے نزدیک اس میں ایک ہزار منہیات ہیں۔ (این کثیر)

۲. انہیں حروف مقطعات کہا جاتا ہے، لینی علیحدہ علیحدہ پڑھے جانے والے حروف۔ان کے معنی کے بارے میں کوئی مستند روایت نہیں ہے۔ والله اُ اُعْلَم بِمُرَادِو۔ البتہ نی مُنَافِیْنِ نے یہ ضرور فرمایا ہے کہ میں نہیں کہتا کہ الّم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف اور میم ایک حرف ہے اور ہر حرف پر ایک نیکی اور ایک نیکی کا اجر وس گنا ہے۔ (سن ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاءفیمن قراحرفا ...)

سل اس کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں جیسا کہ دوسرے مقام پرہے: ﴿ تَنْفِیْنُ الْکِتْپُ لَاکْیْبُرَنِیْ الْکِتْپُ لَاکْیْبُرِیْ اِلْکِیْبُ لَاکْیْبُرِیْ اِلْکِیْبُ لِاکْیْبُرِیْ اِلْکُلِیْبُرِیْ الْکِیْبُرِیْ الْکِیْبُرِیْ اِلْکِیْبُرِیْ الْکِیْبُرِیْ الْکِیْبُرِیْ الْکِیْبُرِیْ الْکِیْبُرِیْ الْکِیْبُرِیْ اللہ میں (اسبعة :۲) بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ خبر بمعنی نہیں ہو احکام ومسائل بیان کیے گئے ہیں، ان سے انسانیت کی فلاح و نجات وابستہ ہونے میں اور جو عقائد (توحید ورسالت اور معاد کے بارے میں) بیان کیے گئے ہیں، ان کے برحق ہونے میں کوئی شک نہیں۔

ملا ویسے تو یہ کتابِ الّبی تمام انسانوں کی ہدایت ور ہنمائی کے لیے نازل ہوئی ہے، لیکن اس چشمۂ فیض سے سیراب صرف وہی لوگ ہوں گے، جو آب حیات کے متلاشی اور خوف الّبی سے سرشار ہوں گے۔ جن کے دل میں مرنے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہوکر جواب دہی کا احساس اور اس کی فکر ہی نہیں، جن کے اندر ہدایت کی طلب، یا گراہی سے بیخے کا جذبہ ہی نہیں ہوگا تو انہیں ہدایت کہاں سے اور کیوں کر حاصل ہو کتی ہے؟

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَمِنَّا (رَقَيْنُهُ مُايُنُوفَتُونَ ﴿

وَالَّذِينُ يُوْمِنُونَ بِمَآانُول اِلْمَك وَمَاۤ انْوِلَ مِنْ تَبْلِكَ وَبِالْاخِزَةِهُويُوقِنُونَ

ٱۅؙڷڸؘؘٟۜۘۘػؘۘۼڶۿٮڰؾۺؚٞڎۜؾؚڥؚۄؗ؞ٛۜۅٙٲۅؙڷڵٟ۪ڬۿۄؙ الهُفۡڸحُوۡن۞

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُاوُاسَوَاءُّعَلَيْهِمُءَانَّنَ ثَقَهُمُ اَمۡلَمُتُنۡذِرُهُمُ لَاٰبُوۡمِنُونَ۞

س. جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں<sup>(۱)</sup> اور نماز کو قائم رکھتے ہیں<sup>(۲)</sup>اور ہمارے دیے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں۔<sup>(۳)</sup>

م. اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا، (<sup>()</sup> اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

6. یہی لوگ اینے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔(۵)

٢. یقیناً کافروں کو آپ کا ڈرانا، یا نہ ڈرانا برابر ہے، یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔<sup>(۱)</sup>

ا. أُمُورٌ غَيْبِيَةٌ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا ادراک عقل وحواس سے ممکن نہیں۔ جیسے ذات باری تعالیٰ، وحی البی، جنت، دوزخ، ملائکہ، عذاب قبر اور حشر اجباد وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول مُنْائِقِیُّما کی بتلائی ہوئی ماورائے عقل واحساس باتوں پر یقین رکھنا جزو ایمان ہے اور ان کا انکار کفر وضلالت ہے۔

القامت صلوۃ سے مراد پابندی سے اور سنت نبوی کے مطابق نماز کا اہتمام کرنا ہے، ورنہ نماز تو منافقین بھی پڑھتے تھے۔
 القائق کا لفظ عام ہے، جو صد قات واجبہ اور نافلہ دونوں کو شامل ہے۔ اہل ایمان حسب استطاعت دونوں میں کو تاہی نہیں کرتے، بلکہ ماں باپ اور اہل وعیال پر صحیح طریقے سے خرج کرنا بھی اس میں داخل ہے اور باعث اجر وثواب ہے۔
 المجھلی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ جو کتابیں انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں، وہ سب سچی ہیں، وہ اب اپنی اصل شکل میں دنیا میں پائی نہیں جائیں، نیز اب ان پر عمل بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اب عمل صرف قرآن اور اس کی تشریح نبوی (حدیث) پر ہی کیا جائے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتی ورسالت کا سلسلہ آنحضرت عَنَّ الْشِیْمُ پر ختم کردیا گیا ہے، ورنہ اس پر بھی ایمان لانے کا ذکر اللہ تعالی ضرور فرماتا۔

8. یہ ان اہل ایمان کا انجام بیان کیا گیا ہے جو ایمان لانے کے بعد تقویٰ وعمل اور عقیدۂ صحیحہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ محض زبان سے اظہار ایمان کو کافی نہیں سمجھتے۔ کامیابی سے مراد آخرت میں رضائے الیمی اور اس کی رحمت و مغفرت کا حصول ہے۔ اس کے ساتھ دنیا میں مجمی خوش حالی اور سعادت وکامرانی مل جائے تو سبحان اللہ ورنہ اصل کامیابی آخرت ہی کی کامیابی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ دوسرے گروہ کا تذکرہ فرمارہا ہے جو صرف کافر ہی نہیں، بلکہ اس کا کفر وعناد اس انتہاء تک پہنچا ہوا ہے جس کے بعد اس سے خیر اور قبول اسلام کی توقع ہی نہیں۔

۲. نی مَالَیْدَا کی شدید خواہش تھی کہ سب مسلمان ہو جائیں اور اسی حساب سے آپ مَالِیْدَا کوشش فرماتے، لیکن الله تعالی

ڂؘؾؘۄؘٳٮؖؗؗؗؗؗؗؗٮؙڡؙڬٷڣۿؚۄؘٷڸڛؗؠ۫ۼۿؚۄ۠ٷۘۼڸؘ ٲڹڞؙٳڔۿؚؚ؞ۼۺؘٲٷؙؙڐؗٷڵۿؙۯؙۼؘۮٵڹٛۼڟؚؽؙؽ۠

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ تَقُوُّلُ امْثَا بِاللهِ وَبِالْيُومِ الْاخِرِ وَمَاهُمْ بِبُؤْمِنِينَ ۞

يُغْدِعُونَ اللهَ وَالَّذِيْنَ الْمَنُواْ وَمَا يَغُلُكُونَ إِلَّا اَنْفُسُهُمْ وَمَا يَنْعُرُونَ ۞

ک. اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کردی ہے اور ان کی آئھوں پر پردہ ہے اور ان کے کے کانوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (۱)

٨. اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالی پر اور قیامت
 کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن در حقیقت وہ ایمان
 والے نہیں ہیں۔(\*)

وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں،
 لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھو کہ دے رہے ہیں،
 مگر سمجھتے نہیں۔

نے فرمایا کہ ایمان ان کے نصیب میں ہی نہیں ہے۔ یہ وہ چند مخصوص لوگ ہیں جن کے دلوں پر مہر لگ چکی تھی (جیسے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ) ورنہ آپ مگل گئی کا وعوت و تبلیغ سے بے شار لوگ مسلمان ہوئے، حتیٰ کہ پھر پورا جزیرہ عرب اسلام کے سایے میں آگیا۔

ا. یہ ان کے عدم ایمان کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ کفر ومعصیت کے مسلسل ارتکاب کی وجہ سے ان کے دلوں سے قبول حق کی استعداد ختم ہوچکی ہے، ان کے کان حق بات سننے کے لیے آمادہ خبیں اور ان کی نگاہیں کا نکات میں پیملی ہوئی رب کی نشانیاں دیکھنے ہے محروم ہیں تو اب وہ ایمان کس طرح لاسکتے ہیں؟ ایمان تو انہی لوگوں کے جھے میں آتا ہے، جواللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں کا صحیح استعال کرتے اور ان سے معرفت کردگار حاصل کرتے ہیں۔ اس کے برعکس لوگ تو اس حدیث کا مصداق ہیں جس میں بیان کیا گیا ہے کہ «مومن جب گناہ کر بیٹھتا ہے تو اس کے دل میں بیان فرا گیا ہے کہ «مومن جب گناہ کر بیٹھتا ہے تو اس کے دل میں ساہ نقط پڑجاتا ہے، اگر وہ تو ہہ کرکے گناہ سے باز آجاتا ہے تو اس کا دل پہلے کی طرح صاف شفاف ہوجاتا ہے اور اگر وہ تو ہی بیٹون کی طرح صاف شفاف ہوجاتا ہے اور اگر وہ تو ہی بیٹون کی طرح صاف شفاف ہوجاتا ہے اور اگر وہ تو ہی بیٹون کی طرح صاف شفاف ہوجاتا ہے اور اگر وہ میں کر اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے۔ "نی منگاہ ہوڑی کی فرایا: "نی منگاہ ہوڑی کی فرایا: "خرایا: کی وہ زنگ ہے جے اللہ تعالیٰ نے بیان فرایا ہے ﴿ کَالَائِلُ مِنْ کُلُونُونِمْ مُا کَائُونُونِکُمْ کَاکَانُونُونِکُمْ کَاکَانُونُونِکُمُ کَاکَانُونُونِکُمُ کَاکَانُونُونِکُمُ کَاکَانُونُونِکُمُ کَاکَانُونُونِکُمْ کَاکَانُونُونِکُمْ کَاکَانُونُونِکُمُ کَاکَانُونُونِکُمُ کَاکُونُونِکُمُ کَاکَانُونُونِکُمُ کَاکُانُونُونِکُمْ کَاکُانُونُونِکُمُونِ کے بھی کہ تعیم ہے۔ کہ تعیم ہے۔ دول پر نگ جیوں کی مسلسل بر انکالیوں کا منطق متیجہ ہے۔ (مرم لگ جانے) سے تعیم فرمایا ہے، جو ان کی مسلسل بد انکالیوں کا منطق متیجہ ہے۔

۲. یہاں سے تیسرے گروہ منافقین کا تذکرہ شروع ہوتا ہے جن کے دل تو ایمان سے محروم تھے، مگر وہ اہل ایمان کو فریب دینے کے لیے زبان سے ایمان کا اظہار کرتے تھے، اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ نہ اللہ کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں کیوں کہ اللہ تعالی وحی ہو گئے ہیں کیوں کہ اللہ تعالی وحی کے دریعے ہیں کیوں کہ اللہ تعالی وحی کے دریعے سے مسلمانوں کو ان کی فریب کاریوں سے آگاہ فرما دیتا تھا۔ یوں اس فریب کاری کا سارا نقصان خود انہی کو یہنچا کہ انہوں نے اپنی عاقبت برباد کرلی اور دنیا میں بھی رسوا ہوئے۔

الْبَقَرَةُ ٢٥ الْبُقَرَةُ ٢٥

ِؽ۬ڤؙٷؙۑؚڥٟڡؙػۘۯۻ۠ٚٷؘٳۮۿؙؗؗؗؗۄؙٳڵڎؙڡۘٮۯۻؖٵ؞ۅٙڶۿؙؗۮؙ عَذَابٌٵڵؚؽؙٷٞ۠؋ٳؠؠٙٵػائو۠ٳػؽ۬ڹڹٛۏؙڹ۞

> وَإِذَاقِيْلَ لَهُمُ لَانُفُسِدُوْا فِي الْأَرْضِ قَالُوْآ إِنَّهَا نَعْنُ مُصُلِحُونَ ۞

ٱلاّرَانَّهُ مُهُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلاَئِنُ لَا يَشْعُرُونَ ®

ۅٙٳۮٙٳڣؽڶۘڸؘۿڿٳ۠ڡڹؗۏٵػڡۜٙٵڡؘڹٵڵػٵۺؙۊٵڵؙۊٛٵ ٵٮؙؙۅؙؙڡؚڽؙػؠۜٵڡڹٳۺؙڣۿٵ۫ٵڒٙٳٮٚۿڿۿۿ ٳۺؙڣۿٵؖٷڶڮڹ۠ڒڮۼڶؠٛۏڽ۞

1. ان کے دلول میں بیاری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیاری میں مزید بڑھادیا<sup>(۱)</sup> اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

11. اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔

۱۲. خبر دار! یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں، (۲) لیکن شعور (سمجھ) نہیں رکھتے۔

الر جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہ فَکُلَیْمُ) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بو قوف لائے ہیں، (۳) خبر دار ہوجاؤ! یقیناً یہی ہو قوف ہیں، لیکن جانتے نہیں۔

ا. بیاری سے مراد وہی کفر ونفاق کی بیاری ہے، جس کی اصلاح کی فکر نہ کی جائے تو بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح جھوٹ بولنا منافقین کی علامات میں سے ہے، جس سے اجتناب ضروری ہے۔

۲. فَسَادٌ، صَلاحٌ کی ضد ہے۔ کفر و معصیت سے زمین میں فساد پھیاتا ہے اور اطاعت اللی سے امن و سکون ماتا ہے۔
 ہر دور کے منافقین کا کردار یہی رہا ہے کہ پھیلاتے وہ فساد ہیں، اشاعت وہ متکرات کی کرتے ہیں اور پامال حدود اللی کو کرتے ہیں اور سبھتے یا دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ اصلاح وترقی کے لیے کوشاں ہیں۔

سا. ان منافقین نے ان صحابہ فرکا گُنٹر کو "ب و قوف" کہا، جنہوں نے اللہ کی راہ میں جان ومال کی کسی بھی قربانی سے در پنے نہیں کیا اور آج کے منافقین یہ باور کراتے ہیں کہ نعوذ باللہ صحابہ کرام فرکا گُنٹر دولتِ ایمانی ہی سے محروم تھے۔ اللہ تعالیٰ نہیں کیا اور آج کے منافقین کی تردید فرمائی۔ فرمایا کسی اعلیٰ تر مقصد کے لیے دنیوی مفادات کو قربان کردینا، بیو قونی نہیں، عین عقل مندی اور سعادت ہے۔ صحابہ فرکا گُنٹر نے اسی سعادت مندی کا ثبوت مہیا کیا ہے، اس لیے وہ کیا مومن نہیں، بلکہ ایمان کے لیے ایک معیار اور کسوئی ہیں، اب ایمان انہی کا معتبر ہوگا جو صحابہ کرام ہی کی طرح ایمان لائیں گئیں۔ ﴿ وَالْمِدَنَ وَالْهِ وَ اللّٰهِ الْمُتَنَاقُ فِی فَقَدِ الْمُتَنَاقُ وَالْهِ وَ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰهُ کَا مُعْتِر ہوگا جو صحابہ کرام ہی کی طرح ایمان لائیں گئیں۔ ﴿ وَالْمِدَنَاقُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ ا

۴. ظاہر بات ہے کہ نفع عاجل (فوری فائدے) کے لیے نفع آجل (دیر سے ملنے والے فائدے) کو نظر انداز کر دینا اور آخرت کی پائیدار دائمی زندگی کے مقابلے میں دنیا کی فافی زندگی کو ترجیح دینا اور اللہ کی بجائے لوگوں سے ڈرنا پرلے درجے کی سفاہت ہے جس کا ارتکاب ان منافقین نے کیا۔ یوں ایک مسلمہ حقیقت سے بے علم رہے۔

وَاِذَالَقُواالَّذِيْنَ امْنُواْقَالُوْآاَمَنَا ﴿ وَإِذَا لَهُ الْمَنَا ﴿ وَإِذَا لَا مُنَاكًا ﴿ وَإِذَا لَا مُنَاكَةً وَالْوَآ إِنَّامَعُكُمُ ۚ اللَّهِ الْمُنَاكِمُونَ اللَّهِ الْمُنَاكِمُونَ اللَّهِ اللَّهُ اللَّاللَّاللَّهُ الللَّا اللَّالَةُ اللَّا اللَّهُ اللَّلَّا اللَّالِمُ الل

ٱللهُ يَسْتَهُزِئُ بِهِمْ وَيَهُٰتُ هُمُ فِى ُطُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ®

ٱۅ۠ڷؠڮٙٲڷؽڹ۫ؽٲۺ۬ڗؘۅٛٲڶڞٙڶڶۊٙۑٳڶۿؙڵؽۜڣٙٵۯۼؚۣؾٮٛ ؾؚٞۼؖٲۯڗڠؙؙڞ۫ۅؘڡؘٲػٲڎؙٳمؙۿؾٙۮۣؽؽ۞

مَتَلُهُ مُكَمَّتَلِ الَّذِي الْسَتَوْفَكَ كَالَّاءَ فَلَمَّاَ اَضَاءَتُ مَا حُولَهُ ذَهَبَ اللهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَّكَهُ مُرِقِيْ ظُلُمُات لَائُكُورُونَ

10 اور جب ایمان والول سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم کھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے برطوں کے پاس جاتے ہیں ان تو کہتے ہیں کہ ہم تو تہمارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں۔

10. الله تعالیٰ بھی ان سے مذاق کر تا ہے (۲) اور انہیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے۔

17. یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید لیا، پس نہ تو ان کی تجارت<sup>(۳)</sup> نے ان کو فائدہ پہنچایا اور نہ یہ ہدایت والے ہوئے۔

12. ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پس آس پاس کی چیزیں روشتی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انہیں اندھیروں میں

ا. شیاطین سے مراد سرداران قریش ویہود ہیں جن کے ایماء پر وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے، یا منافقین کے اپنے سردار۔

۲. "الله تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے" کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ جس طرح مسلمانوں کے ساتھ استہزاء واستحفاف کا معاملہ کرتے ہیں، الله تعالیٰ بھی ان سے ایسا ہی معاملہ کرتے ہوئے انہیں ذلت وادبار میں مبتلا کرتا ہے۔ اس کو استہزاء سے معاملہ کرتے ہوئی ان ہے فعل استہزاء کی سزا ہے جیسے ﴿وَجَدْوُاسِیّتِنَاتُهُ سَیّبِنَاتُهُ سَیّبِنَاتُهُ سَیّبِنَاتُهُ سَیّبِنَاتُهُ سَیّبِنَاتُهُ سَیّبِنَاتُهُ سَیّبِنَاتُهُ الله وہ برائی کا بدلہ، اس کی مثل برائی ہے، ان کے فعل استہزاء کو برائی کہا گیا ہے حالاتکہ وہ برائی نہیں ہے ایک جائز فعل ہے۔ اس طرح ﴿یُغْلِیاعُونَ الله وَهُوخَادِ عُهُمُ ﴿ (النساء: ۱۳۲) ﴿ وَمَكُونُ الله وَالله عمران: ۵۳) وغیرہ آیات میں ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن الله تعالیٰ بھی ان سے استہزاء فرمائے گا۔ جیسا کہ سورۂ حدید کی آیات میں ہے۔ وہرا المُلنفِقُونَ ﴾ الآیة میں وضاحت ہے۔
 آیت (۱۱) ﴿ یَوْمُ یَقُولُ الْمُنْفِقُونَ ﴾ الآیة میں وضاحت ہے۔

سلا تجارت سے مراد ہدایت چھوڑ کر گمراہی اختیار کرنا ہے، جو سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔ منافقین نے نفاق کا جامہ پہن کریہی گھاٹے والی تجارت کی۔ لیکن یہ گھاٹا آخرت کا گھاٹا ہے، ضروری نہیں کہ دنیا میں ہی اس گھاٹے کا انہیں علم ہوجائے۔ بلکہ دنیا میں تو اس نفاق کے ذریعے سے انہیں جو فوری فائدے حاصل ہوتے سے، اس پر وہ بڑے خوش ہوتے اور اس کی بنیاد پر اپنے آپ کو بہت دانا اور مسلمانوں کو عقل و فہم سے عاری سبھتے ہے۔

حيوراديا جو نهيس ديکھتے۔(۱)

1٨. بهرے، گونگے، اندھے ہیں۔ پس وہ نہیں لوٹتے۔

19. یا آسانی برسات کی طرح جس میں اندھیریاں اور گرج اور بحلی ہو، موت سے ڈر کر کڑاکے کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔

۲۰. قریب ہے کہ بجلی ان کی آئکھیں ایک لے جائے، جب ان کے لیے روشی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہوجاتے ہیں (۲) اور اگر اللہ تعالی چاہے تو ان کے کانوں اور آئکھوں کو بیکار کردے۔ (۳) یقیناً اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

صُونَّ بُكُوُّ عُمْىٌ فَهُمْ لايَرْجِعُونَ ﴿

ٱۅ۫ۘػڝٙێ۪ٮٟؾؚٙؽٵڶۺۜؠؘٲٚۦۏؽؿٷڟؙڵٮ۠ۜٛۊۜڗۘڡؙۮۨٷۜؠۯ۫ڽٞٛ ؘؽڿۘڡڂؙۏۘڽٵڝٙٲۑؚۼڞؙؠٛؽٞٵڎٳڹۿۣڝ۫۠ڝۜٵڶڝۜٙۅؘڃؚؾ ڂؘٮؘۯڵؠؙۅٛؾٷؘڶۺؙۼؚ۫ؽڟؙؽٵڰڸڣڕؽ۫ؽ

ڲػ۠ڎؙٵڶڹڔؘٞڽؙڿؙڟڡؙٛٵؘڣڡٵۯۿ۫ڎٝڰؙؠۧؠۜٛٵؘڞؘٵٙٷۿۿ ؞ٞۺؘۉٳڣؽڐؚ۠ۅٳۮٙٳٲڟ۬ڮؘٵؽؘۿٟڞؙٵؙڡؙؙۅٵٷٷؘۺؘٲٵڶڷ۠ۿ ڶؘڽؘۿڔڛؚٮؠۼۿؚ؋ٙۅؘٲڹڞٲڔۿؚؿٝڔٳڽٞٵڶڷۿؘۼڸػ۠ڷؚ ۺٛؿؙٞڡٞؾۯؙؿۨڒٛ۫ٛ

ا. حضرت عبداللہ بن مسعود و کالٹیڈ اور دیگر صحابہ و کالٹیڈ نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے: کہ نبی علی الٹیڈ ہیں مدینہ تشریف لائے تو کچھ لوگ مسلمان ہوگئے، لیکن پھر جلد منافق ہوگئے۔ ان کی مثال اس شخص کی سے جو اندھیرے میں تھا، اس نے روشنی جلائی جس سے اس کا ماحول روشن ہوگیا اور مفید اور نقصان دہ چیزیں اس پر واضح ہو گئیں، دفعتا وہ روشنی جھے گئی، اور وہ حسب سابق تاریکیوں میں گھر گیا۔ یہی حال منافقین کا تھا۔ پہلے وہ شرک کی تاریکی میں تھے، مسلمان ہوئے تو روشنی میں آگئے۔ حلال وحرام اور خیرو شرکو بہپان گئے، پھر وہ دوبارہ کفر ونفاق کی طرف لوٹ گئے تو ساری روشنی جاتی رہی (خ القدیر)۔

۲. یہ منافقین کے ایک دوسرے گروہ کا ذکر ہے جس پر مجھی حق واضح ہوتا ہے اور مجھی اس کی بابت وہ ریب وشک میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ پس ان کے دل ریب و تردد میں اس بارش کی طرح ہیں جو اندھیروں (شکوک، گفر اور نفاق) میں اترتی ہے، گرج چمک سے ان کے دل ڈر ڈر جاتے ہیں، حتی کہ خوف کے مارے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں شونس لیتے ہیں۔ لیتے ہیں۔ لیکن یہ تدبیریں اور یہ خوف ودہشت انہیں اللہ کی گرفت سے نہیں بچاسکے گا، کیوں کہ وہ اللہ کے گھیرے سے نہیں نکل سکتے۔ مجھی حق کی کرنیں ان پر پڑتی ہیں تو حق کی طرف جمک پڑتے ہیں، لیکن پھر جب اسلام یا مسلمانوں پر مشکلات کا دور آتا ہے تو پھر جیران وسرگرداں کھڑے ہوجاتے ہیں۔ (ابن کیر) منافقین کا یہ گروہ آخر وقت تک تذہذب اور گومگو کا شکار اور قبول حق (اسلام) سے محروم رہتا ہے۔

س. اس میں اس امر کی تنبیہ ہے کہ اگر اللہ تعالی چاہے تو وہ اپنی دی ہوئی صلاحیتوں کو سلب کرلے۔ اس لیے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے گریزاں اور اس کے عذاب اور مؤاخذے سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔

ۣؽٙٳؿؙۿٵڶؿٙٵڞؙڶۼؠؙڬؙۉڶۯڰؚڰؚ۠ۅؙڷڹؽؽڂؘڷڡۜٙڴۄ ۅؘٲڷۜڹؚؽؙؿڝؚڽ۬ۊۜؿؙڸڴؙۄؙڶڡٙڰڴۿؚڗۜؾٙۛڡۛۊؙؽ۞۫

اتَّذِيْ جَعَلَ لَكُوُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَّالشَّمَا َ بِنَاءً ۗ وَٱنْزَلَ مِنَ السَّمَاءَ مَا أَوْفَا خُرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرُتِ بِرُمُّ قَا ٱلكُوْءَ فَلَا تَجْعُلُوْ الِلْهِ اَنْنُ ادًا وَٱنْنُوْ تَعْلَمُوْنَ ۖ

ۅٙٳڶؙٛڴؽؙؿؙٛۄۯ۬ؽؙڔڝؚؚؠۧؠٙٵڹڗٛڶؽٵۼڸۘۘۼۘؽڽؾٵڡؙٲڹؙۅؙٚٚٲ ڛؙؚۅؙڗۊؚؠؖڹٛ ؠؚٞۺؙڸؚۿٷٲۮۼ۠ۉٲۺؙۿػٲٷٛڴۄۺڹ ۮؙۅٛڹۣٲڵؿۅٳؽؙڴؙؿٛؿؙۄٛۻۑۊؚؿؽؘ۞

فَإِنْ لَكُوْ تَفْعُلُوا وَلَى تَفْعَلُوا فَاتَّقُواالكَّارَالْيَيْ وَقُودُهُمَا النَّاسُ وَالْحِبَارَةُ الْمُثَاتُ لِلْكِفِيرِينَ

11. اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کر وجس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے۔

47. جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسان کو حجت بنایا اور آسان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کرکے تمہیں روزی دی، خبر دار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو۔(۱)

اسم. اور ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تہمیں شک ہو اور تم سچے ہوتو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ تہمیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مدد گاروں کو بھی بلاو۔ (۱)

۲۴. پس اگر تم نے نہ کیا اور تم ہر گز نہیں کر سکتے (۱۳ تو (اسے سچا مان کر) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، (۲۰ جو کافروں کے لیے تیار

ا. ہدایت اور ضلالت کے اعتبار سے انسانوں کے تین گروہوں کے تذکرے کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کی وعوت تمام انسانوں کو دی جارہی ہے۔ فرمایا کہ جب تمہارا اور کائنات کا خالق اللہ ہے، تمہاری تمام ضروریات کا مہیا کرنے والا وہی ہے، تو پھرتم اسے چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ دوسروں کو اس کا شریک کیوں تھہراتے ہو؟ اگر تم عذاب خداوندی سے بچنا چاہتے ہوتو اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کو ایک مانو اور صرف ای کی عبادت کرو، جانتے بوجھتے شرک کا ارتکاب مت کرو۔

۲. توحید کے بعد اب رسالت کا اثبات فرمایا جارہا ہے کہ ہم نے اپنے بندے پر جو کتاب نازل فرمائی ہے، اس کے مغزل من اللہ ہونے میں اگر تمہیں شک ہے تو تم اپنے تمام جمایتیوں کو ساتھ ملاکر اس جیسی ایک ہی سورت بناکر دکھادو اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ واقعی یہ کلام کی انسان کی کاوش نہیں ہے، کلام الہی ہی ہے اور ہم پراور رسالت محمدید پر ایمان لاکر جہنم کی آگ ہے۔
 رسالت محمدید پر ایمان لاکر جہنم کی آگ سے بچنے کی سعی کرنی چاہیے، جو کافروں کے لیے ہی تیار کی گئی ہے۔

۳. یہ قرآن کریم کی صداقت کی ایک اور واضح دلیل ہے کہ عرب وعجم کے تمام کافروں کو چیننج دیا گیا، لیکن وہ آج تک اس کا جواب دینے سے قاصر میں اور یقیناً قیامت تک قاصر رہیں گے۔

۷۰. پتھر سے مراد بقول حضرت ابن عباس ٹالٹھٹا گندھک کے پتھر ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک پتھر کے وہ "اَََّ صْنَامٌ" (بت) بھی جہم کا ایندھن ہوں گے جن کی لوگ دنیا میں پرستش کرتے رہے ہوں گے جیسا کہ قر آن مجید میں بھی ہے: ﴿إِنْکُوْوَ مَا تَعَبُّتُ وُنَ وَمِنْ دُوُنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَلُّمٌ ﴾ (الانبیاء: ۹۸) (تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو، جہنم کا ایندھن ہوں گے)۔ کی گئی ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِينَ الْمَنُواوَعِلُواالطِّيلِحْتِ اَنَّ لَهُوُجَبَّتٍ
تَجْرِى مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهُو عُكَمَّا اُرْفِوُ المِنْهَا مِنْ تَمَرَةٍ
يِّزْقًا كَالُوالهٰ اللَّذِي الْرَقْقَامِنُ فَبُلُ وَالْوَايِهِ
مُتَكَابِهًا وَلَهُمُ فِيْهَا الْوَاجُ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمُ فِيهَا
طِلِدُونَ اللَّهِ الْمُدُونَةُ

إِنَّ اللهَ لَايَسْتَعُمُ آنُ يَّضُرِبَ مَثَلًا ثَابَعُوْضَةً فَمَا فَوَقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِيْنَ الْمَنُواْفَيَعُلَمُوْنَ النَّهُ الْحَقُّ مِنْ

70. اور ایمان والول اور نیک عمل کرنے والول کو (۳) ان جنتوں کی خوشخبریاں دو، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب بھی وہ کیلوں کا رزق دیے جائیں گے اور ہم شکل لائے جائیں گے تو کہیں گے یہ وہی ہے جو ہم اس سے شکل لائے جائیں گے تو کہیں گے یہ وہی ہے جو ہم اس سے کہلے دیے گئے شے (۳) اور ان کے لیے یبویاں ہیں صاف ستھری (۳) اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (۵) ستھری شکل کے بیان کرنے سے نہیں شرماتا، خواہ مچھر کی ہو، یا اس سے بھی ملکی

ا. اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ جہنم اصل میں کافروں اور مشرکوں کے لیے تیار کی گئی ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جنت اور دوزخ کا وجود ہے جو اس وقت بھی ثابت ہے۔ یہی سلف امت کا عقیدہ ہے۔ یہ تمثیلی چیزیں نہیں ہیں، جیسا کہ بعض متجدوین اور مکرین حدیث باور کراتے ہیں۔

۲. قرآن کریم نے ہر جگہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کا تذکرہ فرماکر اس بات کو واضح کردیا ہے کہ ایمان اور عمل صالح ان دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ عمل صالح کے بغیر ایمان ثمر آور نہیں اور ایمان کے بغیر اعمال خیر کی عند اللہ کوئی ایمیت نہیں۔ اور عمل صالح کیا ہے؟ جو سنت کے مطابق ہو اور خالص رضائے اللی کی نیت سے کیا جائے۔ خلاف سنت عمل بھی نا متبول اور غمود ونما کش اور ریا کاری کے لیے کیے گئے عمل بھی مردود ومطرود۔

سلا، مُتَشَابِهَا كا مطلب یا تو جنت کے تمام میووں كا آپس میں ہم شكل ہونا ہے، یا دنیا کے میووں کے ہم شكل ہونا۔ تاہم یہ مشابہت صرف شكل یا نام كی حد تک ہی ہوگی، ورنہ جنت کے میووں کے مزے اور ذائقے سے دنیا کے میووں كو كوئی نبیت ہی نہیں ہے۔ جنت كی نعتوں كی بابت حدیث میں ہے: مَا لَا عَینٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلی قَلْبِ بَشَرٍ ( سِحْ بَناری، تغیر سورۃ البحۃ) "نہ كی آنكھ نے انہیں دیكھا، نہ كی كان نے ان كی بابت سنا (اور دیكھنا سنا تو كبا) كی انسان كے دل میں ان كا گمان مجی نہیں گررا۔"

٨. ليعني حيض ونفاس اور ديگر آلائشول سے پاک ہول گی۔

۵. خُلُو دُّ کے معنی بیشگی کے ہیں۔ اہل جنت بمیشہ ہمیش کے لیے جنت میں رہیں گے اور خوش رہیں گے اور اہل دوزخ بمیش میں جانے کے بمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں رہیں گے اور مبتلائے عذاب رہیں گے۔ حدیث میں ہے۔ جنت اور جہنم میں جانے کے بعد ایک فرشتہ اعلان کرے گا "اے جہنمیو! اب موت نہیں ہے اور اے جنتیو! اب موت نہیں ہے۔ جو فریق جس حالت میں میشہ رہے گا۔ " (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب یدخل الجنة سبعون ألفا. وصحیح مسلم کتاب الجنة)

ۜۛۛۛٛڗؾؚڣؚؠؗٛٷٲؿٵڷێڹؽ۬ػؘڡؘۜۯؙۏٵڣؘؿڠٝٷٛۮؽؘڡٵڎٙٱڗڵڎڵٮ۠ۿ ؠؚۿۮؘٵڡؘؾؘٙڵۮؚؽۻؚڷ۠ؠۼػؿؿڔؙٲۊۜؽۿؚٮؚؽۑ؋ػؾ۬ؽڔٞٵ ۅؘڡٙٵؽ۠ۻؚڷؙؠؚ؋ٙٳڒۜۮٵڶڡٝڛڣؽؘ۞۫

الَّذِيْنَ يَنْقُضُونَ عَهُدَا اللهِ مِنْ بَعُدِامِيْتَاقِهٌ وَيَقْطَعُونَ مَا اَمَرَاللهُ بِهَ اَنَ يُّوْصَلَ وَيْقِسِدُونَ فِي الْأَرْضِ الْوَلْبِكَهُمُ الْخَسِرُونَ

چیز کی۔ (۱) ایمان والے تو اسے اپنے رب کی جانب سے صحیح سمجھتے ہیں اور کفار کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ نے کیا مراد کی ہے؟ اس کے ذریعہ بیشتر کو گراہ کرتا ہے اور اکثر لوگوں کو راہ راست پر لاتا ہے (۲) اور گراہ تو صرف فاسقوں کو ہی کرتا ہے۔

۲۷. جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مضبوط عہد (۳) کو توڑ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے، انہیں کاٹنے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ (۳)

ا. جب الله تعالیٰ نے دلائل قاطعہ سے قرآن کا مجزہ ہونا ثابت کردیا تو کفار نے ایک دوسرے طریقے سے معارضہ کردیا اور وہ یہ کہ اگر یہ کلام اللی ہوتا تو اتن عظیم ذات کے نازل کردہ کلام میں چھوٹی چھوٹی چیوٹی چیزوں کی مثالیں نہ ہوتیں۔ الله تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بات کی توضیح اور کسی محمت بالغہ کے بیش نظر تمثیلات کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں، اس لیے اس میں حیاء و تجاب بھی نہیں۔ فوقَهَا جو مچھر کے اوپر ہو، لیعنی پر یا بازو، مراد اس مجھر سے بھی حقیر ترچیز۔ یا فوقَ کے معنی، اس سے بڑھ کر، بھی ہو سے بیں۔ اس صورت میں معنی "مجھر یا اس سے بڑھ کر کسی چیز" کے ہوں گے۔ لفظ فَوقَهَا میں دونوں مفہوم کی گنجائش ہے۔

اللہ کی بیان کردہ مثالوں سے اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ اور اہل کفر کے کفر میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ سب اللہ کے قانون قدرت ومشیت کے تحت ہی ہوتا ہے۔ جے قرآن میں ﴿ نُوَلِّهِ مَا تُوَلِّی﴾ (انساء: ۱۱۵) (جس طرف کوئی اللہ کے قانون قدرت ومشیت کے تحت ہی ہوتا ہے۔ جے قرآن میں ﴿ فَکُلِّ مُیسَرِّ لِّ مَا تُولِیْ ﴾ (انساء: ۱۱۵) (جس طرف کوئی چر تاہے، ہم ای طرف اس کو پھیر دیتے ہیں) اور حدیث میں ﴿ فَکُلِّ مُیسَرِّ لِّ مَا لَٰ تُکَابِ عَارضی اور وقتی طور پر ایک مومن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فیق، اطاعت اللی سے خروج کو کہتے ہیں، جس کا ارتکاب عارضی اور وقتی طور پر ایک مومن سے بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس آیت میں فیق سے مراد اطاعت سے کلی خروج لینی کفر ہے۔ جیسا کہ اگلی آیت سے واضح ہے کہ اس میں مومن کے مقابلے میں کافروں والی صفات کا تذکرہ ہے۔

سا. مضرین نے عَهْدٌ کے مختلف مفہوم بیان کیے ہیں۔ مثلاً (۱) اللہ تعالیٰ کی وہ وصیت جو اس نے اپنے اوامر بجالانے اور نواہی سے باز رکھنے کے لیے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے مخلوق کو کی۔ (۲) وہ عہد جو اہل کتاب سے تورات میں لیا گیا کہ نبی آخر الزمان مُنَا ﷺ کے آجائے کے بعد تمہارے لیے ان کی تصدیق کرنا اور ان کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہوگا۔ (۳) وہ عہد الست جو صلب آدم سے نکا لئے کے بعد تمام ذریت آدم سے لیا گیا، جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے ﴿وَ اِلْاَ اَتَعْنَى عَبْد کی پرواہ نہ کرنا ہے۔ (ان عَیْر)

مم. ظاہر بات ہے کہ نقصان اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کو ہی ہو گا، اللہ کا یا اس کے پیغیمروں اور داعیوں کا کچھ نہ بگڑے گا۔

كَيْفَ تَكُفُّرُوْنَ بِاللهِ وَكُنْتُمُوَاثًا فَاحْيَا كُفْرَ ثُمْرُيُويُنَكُمْ ثُمَّرِيُحُيِينُكُمُ ثُثَمَّ اِلْيَهِ تُرْجَعُونَ ⊚

هُوَ الَّذِي كَخَلَقَ لَكُمُّمَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا "نُتُّرَ اسْتَوْىَ إِلَى السَّمَآءَ فَسَوْمُهُنَّ سَبْعُ سَلُوتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَنُّ عَلِيْمٍ ۚ ﴿

۲۸. تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو؟ حالانکہ تم مردہ سے اس نے تہہیں زندہ کیا، پھر تہہیں مار ڈالے گا، پھر زندہ کرے گا، پھر اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔
زندہ کرے گا، (۱) پھر اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

۲۹. وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کی تمام پیزوں کو پیدا کیا، (۲) پھر آسان کی طرف قصد کیا(۳) اور ان کو ٹھیک ٹھاک سات آسان (۲) بنایا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

ا. آیت میں دو موتوں اور دو زندگیوں کا تذکرہ ہے۔ پہلی موت سے مراد عدم (نیست یعنی نہ ہونا) ہے اور پہلی زندگی ماں کے پیٹ سے نکل کر موت سے ہمکنار ہونے تک ہے۔ پھر موت آجائے گی اور پھر آخرت کی زندگی دوسری زندگی ہوگی، جس کا انکار کفار اور منکرین قیامت کرتے ہیں۔ شوکانی نے بعض علماء کی رائے ذکر کی ہے کہ قبر کی زندگی (کھکا ھیے) دنیوی زندگی میں ہی شامل ہوگی(ٹے اقدیر) صحیح یہ ہے کہ برزخ کی زندگی، حیات آخرت کا پیش خیمہ اور اس کا سرنامہ ہے، اس کیے اس کا تعلق آخرت کی زندگی سے ہے۔

۲. اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ زمین کی اثیاء مخلوقہ کے لیے "اصل" حلت ہے۔ الا یہ کہ کی چیز کی حرمت نص سے ثابت ہو۔ (فع القدیر)

سا. بعض سلف امت نے اس کا ترجمہ "پھر آسان کی طرف چڑھ گیا" کیا ہے (سیح بناری) اللہ تعالیٰ کا آسانوں کے اوپر عرش پر چڑھنا اور خاص خاص مواقع پر آسان دنیا پر نزول، اللہ کی صفات میں سے ہے، جن پر اسی طرح بغیر تاویل کے ایمان رکھنا ضروری ہے جس طرح قرآن یا احادیث میں بیان کی گئی ہیں۔

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ "آسان" ایک حسی وجود اور حقیقت ہے۔ محض بلندی کو ساء سے تعبیر نہیں کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ان کی تعداد سات ہے۔ اور حدیث کے مطابق دو آسانوں کے در میان ۴۰ مسال کی مسافت ہے۔ اور زمین کی بابت قرآن کریم میں ہے: ﴿وَمِينَ الْكُوْنِ وَتُلَافِيّ ﴾ (الطلاق: ۱۱) (اور زمین کبی آسان کی مثل ہیں) اس سے زمین کی بابت قرآن کریم میں ہوتی ہے جس کی مزید تائید حدیث نبوی سے ہوجاتی ہے: ﴿مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مَّنَ اللَّرْضِ ظُلْمًا، فَإِنَّه يُطَوَّ فَهُ يَومَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِيْنَ ﴾ (صحبح البخاري، بدء الخلق، ما جاء في سبع أرضين) "جس نے اللَّرْضِ ظُلْمًا، فَإِنَّه يُطوَّ فَهُ يَومَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِيْنَ ﴾ (صحبح البخاري، بدء الخلق، ما جاء في سبع أرضين) "جس نے ظلماً کی کی ایک بالشت زمین کے لی تو اللہ تعالی اسے قیامت کے دن ساقوں زمینوں کا طوق پہنائے گا۔ "اس آیت سے یہ کی معلوم ہوتا ہے کہ آسان سے پہلے زمین کی تخلیق ہوئی ہے لیکن سورہ نازعات میں آسان کے ذکر کے بعد فرمایا گیا ہے۔ ﴿وَالْكُرُضُ بَعْدَدُ لِلْكَ مُحْمَا ﴾ (۳۰) (زمین کو اس کے بعد بچھایا) اس کی توجید یہ کی گئی ہے کہ تخلیق پہلے زمین ہی کی ہوئی ہے اور دَحْوٌ (صاف اور ہموار کرکے بچھانا) تخلیق سے مختلف چیز ہے جو آسان کی تخلیق کے بعد میں عمل کی ہوئی ہے اور دَحْوٌ (صاف اور ہموار کرکے بچھانا) تخلیق سے مختلف چیز ہے جو آسان کی تخلیق کے بعد میں عمل میں آیاد (نُ القدیر)

وَاذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمُلَلِّكَةِ إِنِّ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْقَةٌ قَالُوْ اَتَّجَعَلُ فِيْهَامَنُ يُقْسِدُ فِيهَا وَيَسُفِكُ البِّمَاءَ وَنَحُنُ شُبِّةُ بِحَدْدِكَ وَنُقَرِّسُ لَكَ قَالَ البِّمَاءَ وَنَحُنُ الْاَتْعَلَمُونَ۞

وَعَلَّمَ ادَمَ الْاَسُمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمُ عَلَى الْمُلَيِّكَةِ فَقَالَ انْبِئُورُنْ بِاَسْمَاءِ هَؤُلِّ إِنْ كُنْتُمُ طِيقِيْنَ®

قَالُوُّاسُبُّمٰنَكَ لَاعِلُمُ لَنَّا إِلَّامَاعَلَّمُتَنَا ۚ إِتَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْكِيْثُوْ

قَالَ يَادَمُ ٱنِنْكُفُمْ مِنِ اَسْمَآ بِرَمُ فَلَتَآ اَنْبَا َهُمُ بِاسَّمَآ بِمُ قَالَ اَلْمُ اَقُلْ كُلُمُ إِنِّ آعُلُو عَيْبِ السَّمَا تِ

الله الد جب تیرے رب نے فرشتوں (۱) سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں، (۲) تو انہوں نے کہا ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے؟ اور ہم تیری تشیج، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا، جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتا ہوں تم نہیں جانتا

اس. اور الله تعالیٰ نے (حضرت) آدم (عَلَیْکِاً) کو تمام نام سکھاکر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا، اگر تم سیچ ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔

۳۲. ان سب نے کہا اے اللہ! تیری ذات پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے۔

سس. الله تعالى نے (حضرت) آدم (علیم الله علی الل

ا. مَلَائِكَةٌ (فرشة) الله كى نورى مخلوق بين، جن كا مسكن آسان ہے، جو اوامر اللي كے بجا لانے اور اس كى تحميد وتقديس ميں مصروف رہتے بين اور اس كے كسى حكم سے سرتابى نہيں كرتے۔

۲. خَلِیْفَةٌ سے کیا مراو ہے؟ بعض ابلِ علم نے کہا کہ جب اللہ نے جنات کو زمین بدر کیا تو ان کی جگہ آوم عَلَیْكِا کو ان
 کا جانشین بنایا، حضرت ابن عباس اور ابن مسعود حقائقہ کے اقوال کے مطابق آدم عَلیْكِا اللہ کے احکام کو اس کی مخلوق میں نافذ كرنے میں اللہ کے نائب ہیں۔

سا، فرشتوں کا یہ کہنا حسد یا اعتراض کے طور پر نہیں تھا، بلکہ اس کی حقیقت اور حکمت معلوم کرنے کی غرض سے تھا کہ اے رب اس گلوق کے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے، جب کہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو فساد پھیلائیں گے اور خون ریزی کریں گے؟ اگر مقصود یہ ہے کہ تیری عبادت ہو تو اس کام کے لیے ہم تو موجود ہیں، ہم سے وہ خطرات بھی نہیں جو نئی مخلوق سے متوقع ہیں۔ اللہ تعالی نے فربایا: میں وہ مصلحت جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ جس کی بنا پر ان ذکر کردہ مفاسد کے باوجود میں اسے پیدا کررہا ہوں، کیوں کہ ان میں انہیاء، شہداء وصالحین اور زباد بھی ہوں گے۔ (ابن میں ذریت آدم عَالِیَا کی بابت فرشتوں کو کیے علم ہوا کہ وہ فساد برپا کرے گی؟ اس کا اندازہ انہوں نے انسانی مخلوق سے پہلے ذریت آدم عَالِیَا کی اور طریقے سے کرلیا ہوگا۔ بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے ہی بتلادیا تھا کہ وہ ایسے ایسے کی مخلوق کے اعمال یا کی اور طریقے سے کرلیا ہوگا۔ بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی بتلادیا تھا کہ وہ ایسے ایسے کام بھی کرے گی۔ یوں وہ کلام میں حذف مانتے ہیں کہ إنِّی جَاعِلٌ فِی الْأَرْض خَلِیْفَةً یَفْعُلُ کَذَا وَکَذَا (نُ التدی)۔

ۅٙاڵڒڝ۫ٚۅٚٲۼڵۏؚٵؾؙڹٛۏؙؽؘۅؘٵڴؙؽٚؿ۠ۄ؆ؙڰ۫ؿؙڎ۠ۅ؆ڰۺٷؽ

ۅؘڶڎؙڨؙڶؽٙٳڵؠؘٮٙڵؠۣۧڲؘ؋ٳڛؙڿ۠ٮ۠ۉٳڵۣٳۮڡۜڔڣٙؽڿٮؙۏٞٳٳڒۜٙ ٳٮؙڸؽۺ؆ڹڶۣۅؘٳڛٛؾٮؙڴڹڗٷػٳڹڝڹٵڵڬۣڣؚڔؽڽٛ®

وَقُلْمَنَا يَادَمُ السُكْنُ انْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَارَغَدًا حَيْثُ شِئْتُهَا ۖ وَلاَتَقُرُنَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتُكُونَا مِنَ الظّٰلِهِ يَنَ۞

نے تمہیں (پہلے ہی) نہ کہا تھا کہ زمین اور آسانوں کا غیب میں ہی جانتا ہوں اور میرے علم میں ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو تم چھپاتے تھے۔(۱)

سر اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم (عَلَيْطِ)
کو سجدہ کرو<sup>(۱)</sup> تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس
نے انکار کیا<sup>(۱)</sup> اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہو گیا۔

سر اور ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی
جنت میں رہو<sup>(۵)</sup> اور جہال کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو
لیکن اس درخت کے قریب بھی نہ جانا<sup>(۱)</sup> ورنہ ظاکم ہوجاؤگے۔

ا. اساء سے مراد مسمیات (اشخاص واشیاء) کے نام اور ان کے خواص و فوائد کا علم ہے، جو اللہ تعالیٰ نے القاء والہام کے ذریعے حضرت آدم علیہ اللہ کی مسلادیا۔ پھر جب ان سے کہا گیا کہ آدم علیہ ان کے نام بتااؤ تو انہوں نے فوراً سب پھے بیان کر دیا، جو فرشتے بیان نہ کر سکے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک تو فرشتوں پر حکمت تخلیق آدم علیہ افتح کردی۔دوسرے دنیا کا نظام چلانے کے لیے علم کی اجمیت وفضیات بیان فرما دی، جب یہ حکمت واجمیت علم فرشتوں پر واضح ہوئی، تو انہوں نے ایک قوصور علم وفہم کا اعتراف کرلیا۔ فرشتوں کے اس اعتراف سے یہ بھی واضح ہوا کہ عالم الغیب صرف اللہ کی ذات ہے، اللہ کے برگزیدہ بندوں کو بھی اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا اللہ تعالی انہیں عطا فرماتا ہے۔

۲. علمی فضیات کے بعد حضرت آدم علیہ الله الله الله الله علی الله تعالی کے سعدہ کے معنی ہیں خضوع اور تذلل کے، اس کی انتہاء ہے "زمین پر پیشانی کا تکادینا" (قرطی) یہ سجدہ شریعت اسلامیہ میں الله تعالی کے سواکسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ نبی کریم علیہ الله تعالی مشہور فرمان ہے کہ "اگر سجدہ کسی اور کے لیے جائز ہو تا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔" (سن ترندی) تاہم فرشتوں نے اللہ کے حکم پر حضرت آدم علیہ الله کو سجدہ کیا، جس سے ان کی تکریم وفضیات فرشتوں پر واضح کردی گئی۔ کیوں کہ یہ سجدہ آکرام و تعظیم کے طور پر ہی تھا، نہ کہ عبادت کے طور پر۔ اب تعظیم گھی کسی کو سجدہ نہیں کیا جاسکتا۔

٣. ابليس نے سجدے سے انکار کیا اور راندہ درگاہ ہوگیا۔ ابلیس حسب صراحت قرآن جنات میں سے تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اعزازاً فرشتوں میں شامل کرر کھا تھا، اس لیے بحکم الہی اس کے لیے بھی سجدہ کرنا ضروری تھا، لیکن اس نے حسد اور تکبر کی بنا پر سجدہ کرنے سے انکار کردیا۔ گویا حسد اور تکبر وہ گناہ ہیں جن کا ارتکاب دنیائے انسانیت میں سب سے پہلے کیا گیا اور اس کا مرتکب ابلیس تھا۔

- م. بعنی الله تعالیٰ کے علم وتقدیر میں۔
- ۵. یه حضرت آدم عَالِیًا کی تیسری فضیات ہے جو جنت کو ان کا مسکن بناکر عطاکی گئی۔

٢. يه درخت كس چيز كا تها؟ اس كى بابت قرآن وحديث مين كوئى صراحت نہيں ہے۔ اس كو گندم كا درخت مشہور كرديا

فَأَزُلُهُمُا الشَّيُطِنُ عَنْهَا فَأَخْرَجُهُمَامِمَّا كَانَا فِيُهُ وَقُلْنَا اهْرِطُوْ ابَعْضُ كُوْ لِبَعْضٍ عَدُوَّ وَكُوْرِ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرُّوَّمَنَا كُوْلِلْ جِيْرٍ

فَتَكَفَّى الدَمُرُمِنَ رَبِهِ كَلِمْتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّاكِ الرَّحِيْمُو®

قُلْنَااهُبِطُوْامِهُمَاكِمِيْيُعا ۚ قِلْاَا يَاتِينَكُمُ مِّتِّى هُدًى فَمَنْ تَتِبَعَ هُدَا كَ فَلَاخُونُ عَلَيْهُمُ وَلَاهُمُ يُحَزِّنُونَ۞

السبح الميكن شيطان نے ان كو بہكاكر وہاں سے نكلوائى ديا (ا) اور ہم نے كہد ديا كہ اترجاؤ! تم ايك دوسرے كے دشمن ہو (ا) اور ايك وقت مقرر تك تمہارے ليے زمين ميں كشہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔

کس. (حضرت) آدم (عَلَيْهِاً) نے اپنے رب سے چند باتیں سکھ لیں (۳) اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

۳۸. ہم نے کہا تم سب یہاں سے چلے جاؤ، جب بھی تہارے پاس میری ہدایت پہنچ تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف وغم نہیں۔

گیا ہے جو بے اصل بات ہے، ہمیں اس کا نام معلوم کرنے کی ضرورت ہے، نہ اس کا کوئی فائدہ ہی ہے۔

ا. شیطان نے جنت میں داخل ہوکر روبرو انہیں بہکایا، یا وسوسہ اندازی کے ذریعے ہے، اس کی بابت کوئی صراحت نہیں۔
تاہم یہ واضح ہے کہ جس طرح سجدے کے عظم کے وقت اس نے عظم اللی کے مقابلے میں قیاس سے کام لے کر (کہ
میں آدم سے بہتر ہوں) سجدے سے انکار کیا، اسی طرح اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے عظم (وَلَا تَقْرَبَا) کی تاویل کرکے
حضرت آدم عَلَیْکِا کو پھلانے میں کامیاب ہوگیا، جس کی تفصیل سورہ اعراف میں آئے گا۔ گویا عظم اللی کے مقابلے میں
قیاس اور نص کی دور از کار تاویل کا ارتکاب بھی سب سے پہلے شیطان نے کیا۔ فَنَعُودُ وَبِاللهِ مِنْ هٰذَا.

۲. مراد آدم علیکیا اور شیطان میں، یا یہ مطلب ہے کہ بنی آدم آلیں میں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔

سر حضرت آدم عَلَيْهِ جب بشیمانی میں ڈوبے دنیا میں تشریف لائے تو توبہ واستغفار میں مصروف ہوگے۔ اس موقعے پر بھی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی ودست گیری فرمائی اور وہ کلمات معافی سکھادیے جو "سورہ اعراف" میں بیان کیے گئے بین ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسْنَا حَوَّاَ لَٰهِ تَقْفُولَٰ لَاَ وَتَوْجَمُنَا ﴾ (۲۳) الآیة بعض حضرات یہاں ایک موضوع روایت کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم عَلَیْها نے عرش اللّٰہی پر لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ لَكُما ہوا دیکھا اور محمد رسول اللہ کے وسلے سے دعا ما تکی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا۔ یہ روایت موضوع (من گھڑت) اور قرآن کے بھی معارض ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقے کے بھی خلاف ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ براہ راست اللہ سے دعائیں کی ہیں، کی ہیں، ولی، بزرگ کا واسطہ اور وسید نہیں کیڑا، اس لیے نبی کریم مَنَّ اللَّٰهُ عَلَیْمُ سمیت تمام انبیاء کا طریقۂ دعا یہی رہا ہے کہ بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی جائے۔

ۅؘٲڷڹؽؙؾؙػڡؙۯؙٷۅؘػڴۜڹٛٷٳڽٳێؾؚێۧٲۉڵؠؚٟٚػٲڞڂٮؙ ٵڵؿٚٳڗٞۿؙؿۄڣؽۿٵڂڸۮؙۏؿۿ

ڸڹؠ۬ؿٞٳۺڗٳ؞ؽڶٳۮؙڴۯۏٳڹۼؠؘؾٵڵؾۧؿٞٵڬۘػؠؙؾؙ ۘۼڵؽڴۄؙۅؘٳۏڣٛۅٳؠۼۿۑؿٛٲۏڣؚؠؚۼۿۑػۿ؞ٞۅٳؾۜٳؽ ڣٙٵۯ۫ۿڹۘٷڹ۞

ۉٵۻؙٷٛٳؠٮٵۜٙٲٮۛڒؘڶۘۘڎؙڡؙٛڞڐؚٲٵڸۧؠٵٙڡؘػڴۄ۫ۉڵ؆ؙٝٷٷؘٛٲ ٲۊۜڶػٳڿۣڔؠۥٞۉڵڎؿ۫ؿڗؖٷٳ؇ڸڗؿؙڗٞؠٵٞٷڸؽڰ

**۳۹.** اور جو انکار کرکے ہماری آیتوں کو جھٹلائیں، وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔<sup>(۱)</sup>

• ۱۲. اے بنی اسرائیل! (۲) میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں میں نے تم پر انعام کی اور میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا اور مجھ ہی سے ڈرو۔

اسم. اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے تمہاری کتابوں کی تصدیق میں نازل فرمائی ہے اور اس کے ساتھ (۳) تم ہی

ا. قبولیت دعا کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ جنت میں آباد کرنے کے بجائے دنیا میں بی رہ کر جنت کے حصول کی تلقین فرمائی اور حضرت آدم علیہ السلام کے دارسے بھین فرمائی اور حضرت آدم علیہ السلام کے دارسے بھین فرمائی اور حضرت آدم علیہ السلام کے دارسے بھین کے داکام وضا بطے) تم تک پنچے گی، جو اس کو قبول کرے گا وہ جنت کا مستحق، اور بصورت دیگر عذاب البی کا سراوار ہوگا۔ "ان پر خوف نہیں ہوگا" کا تعلق آخرت سے ہے۔ آئی: فیڈما یستقیب لو نه کی مین آمر والا خور آئے۔ اور حزن نہیں ہوگا" کا تعلق دنیا سے عکی ما فاتھ مین آمرو اللہ نیا (جو فوت ہوگیا امور دنیا سے مین آمرو الآئی فیا کہ نیا میں چھوڑ آئے) جس طرح دوسرے مقام پر ہے، ﴿فَمَنِ النَّبِعَ هُدُكَا فَى فَلَائِفِينٌ وَلَائِشْتُعُی﴾ (ط:۱۳۱۱) (جس یا اپنے پیچے دنیا میں چھوڑ آئے) جس طرح دوسرے مقام پر ہے، ﴿فَمَنِ النَّبِعَ هُدُكَا فَ فَلَائِفِنُ وَلَائِشْتُعُی﴾ (ط:۱۳۱۱) (جس نے میری ہدایت کی پیروی کی، پس وہ نہ (دنیا میں) گر اہ ہوگا اور نہ (آخرت میں) بر بخت)۔ (ابن سیر) گویا اور نہ (آخرت میں) بر بخت)۔ (ابن سیر) گویا اور نہ (آخرت میں) بر بخت)۔ (ابن سیر) گویا اللہ بین کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی ایسا مقام نہیں جو صرف بعض اولیاء اللہ بی کو حاصل ہو اور پھر اس "مقام "کا مفہوم بھی کچھ کا کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ طالا نکہ تمام مومنین ومتھین بھی اولیاء اللہ بیں "ولیاء اللہ بی "ولیاء اللہ "کوئی الگ مخلوق نہیں۔ بہاں البتہ اولیاء کے درجات میں فرق ہو سکتا ہے۔

7. إِسْرَ آقِيْلُ (جمعنی عبدالله) حضرت يعقوب عليه اكا لقب تفاد يهود كو بنواسرائيل كها جاتا ہے يعنی يعقوب عليه اكل كا اولاد كيونكه حضرت يعقوب عليه الله عليه عليه عليه عليه عليه الله عليه حضرت يعقوب عليه الله عليه عليه عليه عليه حضرت يعقوب عليه الله عليه عليه حضرت يعقوب عليه الله عليه عليه حضرت انبياء ورسل ہوئ يهود كو عرب ميں ان كی گزشته تاريخ اور علم ومذہب سے وابستگی كی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل تفاد اس ليے انہيں گزشته انعامات الله علیه كرائے كہا جارہا ہے كہ تم ميرا وہ عہد پوراكرو جو تم سے نبی آخر الزمان كی نبوت اور ان پر ايمان لانے كی بابت ليا گيا تفاد اگر تم اس عہد كو پوراكروگ تو ميں بھی اپنا عہد پوراكروں گاكه تم سے وہ بوجھ اتار ديے جائيں گے جو تمہارى غلطيوں اور كو تاہيوں كی وجہ سے بطور سزاتم پر لاد دیے گئے شے اور تمہيں دوبارہ عروج عطاكيا جائے گا۔ اور مجھ سے ڈرو كہ ميں تمہيں مسلسل اس ذلت وادبار ميں مبتلار كھ سكتا ہوں جس ميں تم بھی مبتلا ہو اور تمہارے آباء واجداد بھی مبتلا رہے۔

٣. بِهِ كَى صَمير قرآن كَى طرف، يا حضرت محد رسول الله سَكَالَيْهِم كَى طرف ہے۔ دونوں ہى قول صحیح بین كيونكه دونوں آپس ميں لازم وملزوم بین، جس نے قرآن كے ساتھ كفر كيا، اس نے محد رسول الله سَكَالَيْهِم كَ ساتھ كفر كيا اور جس نے محد سَكَالْيَهُم كَ ساتھ كفر كيا ور جس نے محد سَكَالْيُهُم كَ ساتھ كفر كيا ور جس بنا عليہ كار ابن عشر)۔ "پہلے كافر نہ بنو" كا مطلب ہے كہ ايك تو تمهيں

وِّ اِیّای فَاتَّقُوْنِ®

وَلِاتَلِسُوالُحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُواالُحَقَّ وَاَنْتُمُو تَعْلَمُوْنَ۞

وَاَقِينُمُواالصَّلْوَةَ وَاتُواالزُّلُوةَ وَاثَكَعُوامَعَ الرُّكِعِينَ

ٱتَامُّوُوْنَ النَّاسَ بِالْبَرِ وَتَنْسَوُنَ اَنَفُسَكُمْ وَانْتُوْتَتُلُوْنِ الْكِتابُ اَفَلاَتَفِقْلُون

ۅؘٳڛٛۘۼؽڹؙٷٳڽٳڵڞۜڹؙڔۅٳڵڞڵۅۊٷٳؙٮٛۿٲڵڲڹؽڗۊ۠ٳ۠ڰٵؽ ٳڬٛؿؿۼڽؙڽٛ

پہلے کا فرنہ بنو اور میری آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قیت پر نہ فروخت کرو<sup>(۱)</sup> اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

۳۲. اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ حق کو چھیاؤ، تمہیں تو خود اس کا علم ہے۔

سم، اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

۳/۲ کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجود میلہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟

 $^{\prime\prime}$ . اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو $^{(\prime)}$  یہ چیز شاق ہے، مگر ڈر رکھنے والوں پر۔ $^{(\prime\prime)}$ 

جو علم ہے دوسرے اس سے محروم ہیں، اس لیے تمہاری ذمہ داری سب سے زیادہ ہے۔ دوسرا مدینہ میں یہود کو سب سے نہاد ہوت ایمان دی گئ، ورنہ ہجرت سے پہلے بہت سے لوگ قبول اسلام کر چکے تھے۔ اس لیے انہیں تنبیہ کی جارہی ہے کہ یہودیوں کے کفر و جحود کا وبال تم پر پڑے گا۔

جارہی ہے کہ یہودیوں میں تم اولین کافر مت بنو۔ اگر ایسا کروگ تو تمام یہودیوں کے کفر و جحود کا وبال تم پر پڑے گا۔

ا. "تھوڑی قیمت پر فروخت نہ کرو" کا یہ مطلب نہیں کہ زیادہ معاوضہ مل جائے تو احکام الّبی کا سودا کرلو۔ بلکہ مطلب یہ کہ احکام الّبی کا سودا کرلو۔ بلکہ مطلب یہ کہ احکام اللّبی کی مقابلے میں دنیاوی مفادات کو اہمیت نہ دو۔ احکام اللّبی تو اسے فیتی ہیں کہ ساری دنیا کا مال ومتائ بھی ان کے مقابلے میں نیچ اور شمن قلیل ہے۔ آیت میں اصل مخاطب اگر چہ بنی اسرائیل ہیں لیکن یہ تھم قیامت تک تنے والوں کے لیے ہے، جو بھی ابطال حق یا اثبات باطل یا سمان علم کا ار تکاب اور احقاق حق سے محض طلب دنیا کے لیے گریز کرے گا وہ اس وعید میں شامل ہو گا۔ (ٹے القدر)

۲. صبر اور نماز ہر اللہ والے کے دو بڑے ہتھیار ہیں۔ نماز کے ذریعے سے ایک مومن کا رابطہ و تعلق اللہ تعالیٰ سے استوار ہوتا ہے جس سے اسے اللہ تعالیٰ کی تائید و نفرت حاصل ہوتی ہے۔ صبر کے ذریعے سے کردار کی پچتگی اور دین میں استقامت حاصل ہوتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے "إِذَا حَزَبَهُ أَمْنٌ فَرَعَ إِلَى الصَّلوٰةِ" (أحمد وأبوداود) "نبی عَلَا اللَّهُ كُو جب بھی کوئی اہم معاملہ بیش آتا آپ فوراً نماز کا اہتمام فرماتے۔"

سر. نماز کی پابندی عام لوگوں کے لیے گرال ہے، لیکن خشوع وخضوع کرنے والوں کے لیے یہ آسان بلکہ اطمینان اورراحت کا باعث ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ وہ جو قیامت پر پورایقین رکھتے ہیں۔ گویا قیامت پریفین اعمال خیر کو آسان کردیتا اور آخرت سے بے فکری انسان کو بے عمل بلکہ بدعمل بنادیتی ہے۔

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمُ مُّلْقُوْارَبِّهِ هُوَانَّهُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ رجِعُونَ۞

ينبَنِي إِسْرَاءِ يُلِ ادُكُولُولِغُنِينَ النِّيُّ ٱنْعَمَّتُ عَلَيْكُووَانِّ فَظَلْتُلُوعَكَالْطَلِمْينِ

ۅٙٳڷٚٛڡٞۊؙٳؽۅؙؚؗڡٞٵڰؚڰؚؾؚ۬ۯؽؗڡؘڡؙٞڽٛۘۘۼؽؙٮٛؿؘؽٵ ٷڵٳؽۊؙؠڵۄؠ۬ؠٚٳۺؘڡٙٵۼٷڰڵؽؙۏؚ۫ٛػؽؙۄ۫ؠ۫ۿٳٸٮٛڷ ٷڵۿڞؙۯؙؿ۫ڡٷۏؽ۞

وَإِذْ نَجَّيُنَكُمْ مِنْ اللِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ

۳۲. جو جانتے ہیں کہ بے شک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے اور یقیناً وہ اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

27. اے اولاد یعقوب(عَلَیْمِلاً)! میری اس نعت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی۔

(1)

مم. اور اس دن سے ڈرتے رہو جب کوئی کسی کو نفع نہ دے سکے گا اور نہ بی اس کی بابت کوئی سفارش قبول ہوگی اور نہ کوئی بدلہ اس کے عوض لیا جائے گا اور نہ وہ مدد کیے جائیں گ۔ بدلہ اس کے عوض لیا جائے گا اور نہ وہ مدد کیے جائیں گ۔ ممال اور جب ہم نے تہمیں فرعونیوں (۲) سے نجات دی جو

ا. یہاں سے دوبارہ بنی اسرائیل کو وہ انعامات یاد کرائے جا رہے ہیں جو ان پر کیے گئے اور ان کو قیامت کے دن سے ڈرایا جارہا ہے، جس دن نہ کوئی کسی کے کام آئے گا، نہ سفارش قبول ہوگی، نہ معاوضہ دے کر چھٹکارا ہوسکے گا، نہ کوئی مدد گار آگے آئے گا۔ ایک انعام یہ بیان فرمایا کہ ان کو تمام جہانوں پر فضیلت دی گئی، یعنی امت مجمد سے پہلے افضل العالممین ہونے کی یہ فضیلت بنو اسرائیل کو حاصل تھی جو انہوں نے معصیت اللی کا ارتکاب کرکے گوالی اور امت محمد یہ کو خیر اُمَّیَة کے لقب سے نوازا گیا۔ اس میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ انعامات اللی کسی خاص نسل کے ساتھ وابستہ نہیں ہیں، بلکہ یہ ایمان اور عمل کی بنیاد پر ملتے ہیں، اور ایمان و عمل سے محرومی پرسلب کرلیے جاتے ہیں، جس طرح امت محمد یہ کی اکثریت بھی اس وقت اپنی بر عملیوں اور ہیں، ور دیمان و کو جہ سے "خیر اُمَّیَة "کی جو کی جہائے" شَرُّ اُمَّیَة" بنی ہوئی ہے۔ ھَدَاھَا اللهُ تُعَالَیٰ.

یمبود کو یہ دھو کہ بھی تھا کہ ہم تو اللہ کے محبوب اور چیستے ہیں اس لیے موّاخدہ آخرت سے محفوظ رہیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ وہاں اللہ کے نافرمانوں کو کوئی سہارا نہیں دے سکے گا، اسی فریب میں امت محمد یہ بھی مبتلا ہے اور مسئلہ شفاعت کو (جو اہل سنت کے یہاں مسلمہ ہے) اپنی بدعملی کا جواز بنا رکھا ہے۔

نبی مَنَّ اللَّيْظِ یقیناً شفاعت فرمائیں گے اور الله تعالی ان کی شفاعت قبول بھی فرمائے گا (احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے) لیکن یہ بھی احادیث میں آتا ہے کہ إِحْدَاثٌ فِي الدِّیْنِ (بدعات) کے مرتکب اس سے محروم ہی رہیں گے۔ نیز بہت سے گناہ گاروں کو جہنم میں سزا دینے کے بعد آپ مُنَّافِیْظِ کی شفاعت پر جہنم سے نکالا جائے گا، کیا جہنم کی یہ چند روزہ سزا قابل برداشت ہے کہ ہم شفاعت پر تکیہ کرکے معصیت کا ارتکاب کرتے رہیں؟

۲. آل فرعون سے مراد صرف فرعون اور اس کے اہل خانہ ہی نہیں، بلکہ فرعون کے تمام پیروکار ہیں۔ جیسا کہ آگے ﴿وَاَغْرَقُنَا الْ فِوْعُونَ ﴾ ہے (ہم نے آل فرعون کو غرق کردیا) یہ غرق ہونے والے فرعون کے گھروالے ہی نہیں سے، اس کے فوجی اور دیگر پیروکار بھی تھے۔ گویا قرآن میں «آل» مُتَیِّعِیْنَ (پیروکاروں) کے معنوں میں استعال کیا گیا ہے، اس کی مزید تفصیل "سورہ احزاب" میں ان شاء اللہ آئے گی۔

ڛؙۢۏٙٵڶڡ۬ڬؘٵڔؽؙۮٙڔۼٷؽٵڹؽٵٙؠٛڬؙۄؙۅؘؽؽ۬ؾڿؽ۠ۅٛؽ ڛ۬ٵؘٷڴۄ۫ۅ۬ؽ۬ۮڶؚڴۄؙڹڮٷۺڽؙڗ؆ؙؙؚۿؚػۼڟؽٷ

وَاِذْ فَرَقُنَا بِكُوْالْبَحْرَفَاَتَخِيْنِكُمْ وَاَغْرَقُنَآ اللَّ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُوْتِنَظُوْوْنَ

ۅؘٳۮ۬ۅ۬عؘۮؙٮؘٵمُوٛڛٙٲڒؘؽۼؽڹ۩ؘؽۜڰڐٛٛٛڎ۠ڗٳؾۜڿؘڹٛڗؙؽ العِجْلَمِنٛ)بَعْدِهٖ وَٱنْتُوْظٰلِمُوْنَ®

تْمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمُ مِّنَ كَعِيْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشَكَّرُونَ اللهِ عَنْدَ اللهِ عَلَيْدُونَ

وَإِذْ التَّيْنَا مُوْسَى الكِيْتِ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَمْتَكُونَ۞

شہیں برترین عذاب دیتے تھے جو تمہارے لڑکوں کو مار ڈالتے تھے اور اس ڈالتے تھے اور تہاری لڑکیوں کو چھوڑدیتے تھے، اور اس نجات دینے میں تمہارے رب کی بڑی مہربانی تھی۔

• ۵. اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا چیر (پھاڑ) دیا اور خمہیں اس سے پار کردیا اور فرعونیوں کو تمہاری نظروں کے سامنے اس میں ڈبو دیا۔

10. اور ہم نے (حضرت) موسیٰ (عَلَیْکِا) سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا، چھر تم نے اس کے بعد بچھڑا پوجنا شروع کردیا اور ظالم بن گئے۔(۲)

**۵۲**. لیکن ہم نے باوجود اس کے پھر بھی تہرہیں معاف کردیا، تاکہ تم شکر کرو۔

۵۳. اور ہم نے (حضرت) موسیٰ (عَالِیَّا) کو تہاری ہدایت کے لیے کتاب اور معجزے عطا فرمائے۔<sup>(۳)</sup>

ا. سمندر کا یہ پھاڑنا اور اس میں سے راستہ بنا دینا ایک معجزہ تھا جس کی تفصیل سورۂ شعراء میں بیان کی گئی ہے۔ یہ سمندر کا مدو جزر نہیں تھا جیسا کہ سرسید احمد خان اور دیگر منکرین معجزات کا خیال ہے۔

سا. یہ بھی بحر قلزم پار کرنے کے بعد کا واقعہ ہے (این کیٹر) ممکن ہے کتاب لیعنی تورات ہی کو فرقان سے بھی تعبیر کیا گیا ہو، کیوں کہ ہر آسانی کتاب حق وباطل کو واضح کرنے والی ہوتی ہے، یا معجزات کو فرقان کہا گیا ہے کہ معجزات بھی حق وباطل کی پیچان میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ۅٙٳۮ۬ٵڶؙؙؙۘۘۘٛٷ؈ڸۊٙۏؠ؋ؽڡۘٙۅؙڡڔٳٮؖٛڴؙۄٛڟؘڵؠؘ۬ؾؙۄؙ ٵٮؙڡٛ۫ٮػؙڎڔٵؾؚۜۼٙٳۮػؙڎؙٳڶڡؚۻڶ؋ٷڔؙٷۘٳٳڶ ٮٵڔٮڴ۪ٟڂۘٷٲڨؙؾؙٷٙٳؽؘڞؙػ۠ڎٝ؇ۮڸػؙۄؙڂۘؽۯ۠ڰڴۿ ۼٮٛٮػؠؘٳڔٮٟڴٷٷؘؾٵۻۼػؽ۠ۮ۠ٳؾٚ؋ۿۅؘ ٳؾۜۊٵٮؚٛٵڶڗۜۜڝؚؽ۠ۄٛ۞

وَادَّقُلُتُوْ لِبُولِي لَنَ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَزَى اللهَ جَهُرُّةً فَاَخَذَتُهُمُ الصَّعِقَةُ وَآنَتُهُ تِتَنُظُرُونَ۞

ثُوَّ بَعَثَنَاكُمْ مِِّنَا بَعْدِ مَوْتِكُمُ لَعَكَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ®

وَظلَّلُنَاعَلَيُكُو الْغَمَامَ وَانْزَلْنَاعَلَيْكُو الْمَنَّ وَالسَّلُوٰى كُلُوْامِنْ طَيِّباتِ مَارَزَقُنكُوْ

۱۹۵۰ اور جب (حضرت) موسی (علیماً) نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! بچھڑے کو معبود بناکر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اب تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو، اپنے کو آپس میں قتل کرو، تمہاری بہتری اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی میں ہے، تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی، وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم وکرم کرنے والا ہے۔'' کی، وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم وکرم کرنے والا ہے۔'' موسیٰ (علیماً) سے کہا تھا کہ جب تک ہم اپنے رب کو موسیٰ (علیماً) سے کہا تھا کہ جب تک ہم اپنے رب کو سامنے نہ دیکھ لیں ہر گز ایمان نہ لائیں گے (جس گتائی کی سزا میں) تم پر تمہارے دیکھتے ہوئے بجلی گری۔'' کی سزا میں) تم پر تمہارے دیکھتے ہوئے بجلی گری۔'' کی سزا میں کے بعد بھی ہم نے تمہیں زندہ کردیا۔

۵۷. اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا<sup>(۳)</sup> (اور کہہ دیا) کہ ہماری دی ہوئی پاکیزہ

سل اکثر مضرین کے نزدیک یہ مصر اور شام کے در میان میدان تیہ کا واقعہ ہے۔ جب انہوں نے تھم الٰہی سے اعراض کرتے ہوئے عمالقہ کی بستی میں داخل ہونے سے انکار کر دیا اور بطور سزا بنو اسرائیل چالیس سال تک تیہ کے میدان میں پڑے رہے۔ بعض کے نزدیک یہ شخصیص صحیح نہیں۔ صحرائے سینا میں اترنے کے بعد جب سب سے پہلے پانی اور کھانے

التقرا

70

وَمَاظَلَمُوْنَا وَلَكِنَ كَانُوۡاۤاَنۡفُسَهُمُو يَظۡلِمُوۡنَ ۞

وَاذْ قُلُنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْدِيَةَ فَكُلُوْ امِنْهَا حَيْثُ شِئْتُهُ وَضَّا الَّادْخُلُوا الْبَابِ سُجَّدًا الَّوَقُولُوُا حِطَّةُ لَعَفِورُ لَكُمْ خَطْلِيكُمُ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ

فَبَكَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْاقَوْلًا غَيْرُ الَّذِي قِيْلَ لَهُمُ فَانْزُلْنَاعَلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا رِجُزًا مِّنَ السَّمَا ﴿ بِمَا كَانُوْا يُفِسُقُونَ۞

چیزیں کھاؤ، اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا، البتہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

اور ہم نے تم سے کہا کہ اس بستی (۱) میں جاؤ اور جو پچھ جہاں کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے گزرو(۱) اور زبان سے حقہ (۱) کہو ہم تمہاری خطائیں معاف فرمادیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے۔

09. پھر ان ظالموں نے اس بات کو جو ان سے کہی گئی تھی (<sup>(()</sup> بدل ڈالی، ہم نے بھی ان ظالموں پر ان کے فسق ونافرمانی کی وجہ سے آسانی عذاب <sup>(()</sup> نازل کیا۔

کا مسکلہ در پیش آیا تو اسی وقت یہ انتظام کیا گیا۔

مَنٌّ، بعض کے نزدیک ترجیبین ہے، یا اوس جو درخت یا پھر پر گرتی، شہد کی طرح میٹھی ہوتی اور خشک ہوکر گوند کی طرح ہو ہو ہوتی ہوکر گوند کی طرح ہو ہوجاتی۔ بعض کے نزدیک شہد یا میٹھا پانی ہے۔ بخاری و مسلم وغیرہ میں حدیث ہے کہ "کھنبی مَن کی اس فتم سے ہو جو حضرت موئی علیہ او دقت بہم پہنی جاتا تھا، اس جو حضرت موئی علیہ او دقت بہم پہنی جاتا تھا، اس طرح کھنبی بغیر کسی کے بونے کے پیدا ہوجاتی ہے (تغیر احمن انقابیر) سَلُوَیٰ بٹیر یا چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ تھا جے ذئ کے کہ کس طرح کھا لیتے۔ (ٹی القدی)

ا. اس بستی سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک بیت المقدس ہے۔

r. سجدہ سے بعض حضرات نے یہ مطلب لیا ہے کہ جھکتے ہوئے داخل ہو اور بعض نے سجدۂ شکر ہی مراد لیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بارگاہ الہی میں عجزو انکساری کا اظہار اور اعتراف شکر کرتے ہوئے داخل ہو۔

m. حطّةٌ اس ك معنى بين "بهارك كناه معاف فرمادك."

٣٠. اس كى وضاحت ايك حديث ميں آتى ہے جو صحيح بخارى وصحيح مسلم وغيرہ ميں ہے۔ نبى سَلَّ اللَّيْفِاً نے فرمايا: ان كو حكم ديا گيا تھا كہ سجدہ كرتے ہوئے داخل ہوں، ليكن وہ سرينول كو زمين پر گھسيٹتے ہوئے داخل ہوئے اور حِطَّةٌ كے بجائے حَبَّة في شَعرَةٍ (يعنى گندم بالى ميں) كہتے رہے۔ اس سے ان كى اس سرتانى وسرتنى كا، جو ان كے اندر پيدا ہوگئى تھى اور احكام البى سے مسخر واستہزاء كا جس كا ارتكاب انہوں نے كيا اندازہ كيا جا سكتا ہے۔ واقعہ یہ ہے كہ جب كوكى قوم اخلاق وكردار كے لحاظ سے زوال پذير ہوجائے تو اس كا معاملہ بھر احكام البير كے ساتھ اى طرح كا ہوجاتا ہے۔

۵. یہ آسانی عذاب کیا تھا؟ بعض نے کہا غضب الهی، سخت یالا، طاعون۔ اس آخری معنی کی تائید حدیث سے ہوتی ہے۔

ۅٙٳۘڿٳۺؗۺؙڠ۬ؽؗؗڡؙۅٛڶڡڸۊۅؙؠ؋ڡؘڟؙڵؽٵڞؙڔٮؚؖۑؚٚڡڝٙٵڬ ٵؗٚػڿۜڒٞٷؘڶؽؙۼڔۜؿؙڡؚؽؙڎؙٵؿؙڹۜؾٵۼۺٛڔٷؘۼؽؙێٵٷڽؙڡڮڶؚػ ػؙڷ۠ٲٮؙٳڛۺٞڒؠؘۿٷػڟۏٵۺ۫ڒؽٟٷ؈۫ڗؚۮٞۊؚٵڶڶڡ ۅؘڵڒؾۘۼۘٷٛٳڣٵڵۯۯۻۣڡؙڣؙڛڔؽڹ۞

١٥ جب موسى (عَلَيْكِاً) نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا
 تو ہم نے کہا کہ اپنی لا کھی پھر پر مارو، جس سے بارہ چشم پھوٹ فکلے (اور ہم گھوٹ فکلے (اور ہم گروہ نے اپنا چشمہ پہچان لیا (اور ہم نے کہہ دیا کہ) اللہ تعالی کارزق کھاؤ پیو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔

الا. اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم سے ایک ہی قتم کے کھانے پر ہر گر صبر نہ ہوسکے گا، اس لیے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں زمین کی پیداوار ساگ، کلڑی، گیہوں، مسور اور پیاز دے، آپ نے فرمایا، بہتر چیز کے بدلے ادنی چیز کیوں طلب کرتے ہو! اچھا شہر میں جاؤ وہاں تمہاری جاہت کی یہ سب چیزیں ملیں گی۔(")ور ان پر ذلت اور مسکینی ڈال دی گئی اور اللہ کا غضب لے کر وہ لوٹے "کا بر اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آ بیوں کے ساتھ کفر کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے

نبی سُکُلِیْتِیْمِ نے فرمایا ''یہ طاعون اسی رجز اور عذاب کا حصہ ہے جو تم سے پہلے بعض لوگوں پر نازل ہوا۔ تمہاری موجودگی میں کسی جگہ یہ طاعون پھیل جائے تو وہاں سے مت نکلو اور اگر کسی اور علاقے کی بابت تمہیں معلوم ہو کہ وہاں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ۔'' (صحیح مسلم، کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ والکھانۃ ونحوھا، حدیث ۲۲۱۸)

ا. یہ واقعہ بعض کے نزدیک تیہ کا اور بعض کے نزدیک صحرائے سینا کا ہے، وہاں پانی کی طلب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْشِا سے کہا اپنی لا تھی پتھر پر مارو۔ چنانچہ پتھر سے بارہ چشمے جاری ہوگئے۔ قبیلے بھی بارہ تھے۔ ہر قبیلہ اپنے اپنے چشمے سے سیراب ہوتا۔ یہ بھی ایک مجرہ تھا جو حضرت موسیٰ عَلَیْشِا کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔

۲. یہ قصہ بھی ای میدان تیہ کا ہے۔ مصر سے مراد یہاں ملک مصر نہیں، بلکہ کوئی ایک شہر ہے۔ مطلب یہ ہے یہاں سے کسی بھی شہر میں چلے جاؤ اور وہاں تھیتی باڑی کرکے اپنی پند کی سبزیاں، دالیں اگاؤ اور کھاؤ۔ ان کا یہ مطالبہ چونکہ کفران نعت اور انتکبار پر بنی تھا، اس لیے زجر و توزیخ کے انداز میں ان سے کہا گیا "تمہارے لیے وہاں تمہاری مطلوبہ چیزیں ہیں۔" سال کہاں وہ انعامات واحسانات جن کی تفصیل گزری؟ اور کہاں وہ ذلت و مسکنت جو بعد میں ان پر مسلط کردی گئی؟ اور وہ غضب اللی کے مصداق بن گئے، غضب بھی رحمت کی طرح اللہ کی صفت ہے، جس کی تاویل ارادۂ عقوبت یا نفس عقوبت سے کرنا شیج نہیں۔ اللہ تعالی ان پر غضب ناک ہوا۔ کہا گھو شَدائنہ ازین شان کے لائق)۔

إِنَّ الَّذِيْنَ امْنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّطٰرَى وَالصَّبِيْنَ مَنُ امْنَ بِاللهِ وَالْيُوْمِ الْاِجْرِوَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمُ اَجْرُهُمُ عِنْدَرَيِّهِمْ وَالْيُوْمِ وَكَنْوَوْنَ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يُحَزِّنُونَ

سے (۱) یہ ان کی نافرمانیوں اور زیاد توں کا متیجہ ہے۔ (۲) مسلمان ہوں، یہودی (۳) ہوں، نصاریٰ (۳) ہوں یا صابی (۵) ہوں، جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے اجر ان کے رب کے پاس ہیں اور ان پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نئہ داسی۔ (۱)

ا. یہ ذلت وغضب الہی کی وجہ بیان کی جارہی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار اور اللہ کی طرف بلانے والے انبیاء علیم السلام اور داعیان حق کا قتل اور ان کی تذلیل واہانت، یہ غضب الہی کا باعث ہے۔ کل یہود اس کا ارتکاب کرکے مغضوب اور ذلیل ورسوا ہوئے تو آج اس کا ارتکاب کرنے والے کس طرح معزز اور سرخرو ہو سکتے ہیں: أَیْنَ مَا كَانُوْا وَ حَدِیْتُ مَا كَانُوْا

۲. یہ ذات ومسکنت کی دوسری وجہ ہے۔ عَصَوْا (نافرمانی) کا مطلب ہے جن کاموں سے انہیں روکا گیا تھا، ان کا ارتکاب کیا اور (یَعْتَدُوْنَ) کا مطلب مامور بہ کاموں میں حد سے تجاوز کرتے تھے۔ اطاعت وفرمانبرداری یہ ہے کہ مَنْهیّات سے باز رہا جائے اور مَأْمُورَات کو اس طرح بجالایا جائے جس طرح ان کو بجالانے کا حکم دیا گیا ہو۔ اپنی طرف سے کی بیشی یا زیادتی (اعْتِدَاءً) ہے جو اللہ کو سخت نالبند ہے۔

سا۔ یَھُود ھَوَادَةٌ (جَمعَیٰ محبت) سے یا تَھَوَدٌ (جَمعٰیٰ توبہ) سے بنا ہے۔ گویا ان کا یہ نام اصل میں توبہ کرنے یا ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھنے کی وجہ سے پڑا۔ تاہم موسیٰ عَلَیْلًا کے ماننے والوں کو یہود کہا جاتا ہے۔

4. نَصَارَیٰ، نَصْرَانُ کی جُمْع ہے۔ جیسے سَکَارَیٰ سَکْرَانُ کی جَمْع ہے۔ اس کا مادہ نصرت ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی وجہ سے ان کا یہ نام پڑا، ان کو انصار بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ انہوں نے حضرت عسیٰ عَلَیْظًا کو کہا تھا حَصْنَ اَلْعَالُ کو کہا جاتا ہے جن کو عیسائی بھی کہتے ہیں۔ تھا حَصَّن اَنْصَارُ الله کُوران میں۔

۵. صَابِیْن َ صابیعٌ کی جمع ہے۔ یہ لوگ وہ ہیں جو یقیناً ابتداء کی دین حق کے پیرو رہے ہوں گے (ای لیے قرآن میں یہودیت وعیمائیت کے ساتھ ان کا ذکر کیا گیا ہے) لیکن بعد میں ان کے اندر فرشتہ پرستی اور سارہ پرستی آگئ، یا یہ کی مجھی دین کے پیرو نہ رہے۔ ای لیے لاندہب لوگوں کو صابی کہا جانے لگا۔

ۅؘٳۮؗٲڂۛۮؙڹٛٵ۫ڡۣؽؙؾٚٲڨٞڴؙۄ۫ۅؘۯڣۧۼٮۜٵڡٛۏۛڰڴۿ۠ٳڵڟؖۅ۫ۯؿڂٛۮؙٷ ڝۧٵٮؾؽڹ۬ڴڞڔؠؚڨؙۜٷۊٟٷٙٲۮػڒؙۅؙٳڡٵڣؽ۠ۼڶڡۜڴڴۿ ؾٮۜؿۊ۠ؿ

تُقَرَّوَ لَيُتُمُّرِّنُ ابَعُدِ ذَلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضُلُ اللهِ عَلَيْهُ وَلَافَضُلُ اللهِ عَلَيْهُ وَمَنْ المُفْرِدِينَ ﴿ عَلَيْهُ لَكُنْ تُمُّرِّنَ الْخُمِرِيْنَ ﴿

سلا. اور جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور تم پر طور پہاڑ لاکھڑا کردیا<sup>()</sup> (اور کہا) جو ہم نے تمہیں دیا ہے، اسے مضبوطی سے تھام لو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد کرو تاکہ تم نی سکو۔

۱۳ کیکن تم اس کے بعد بھی پھر گئے، پھر اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم نقصان والے ہوجاتے۔

پیغمبر کی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنے والے تھے، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ پاکیا معاملہ فرمائے گا؟ الله تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرما دی کہ صرف یہودی ہی نہیں، نصاریٰ اور صابی بھی اپنے اپنے وقت میں جنہوں نے اللہ یر اور یوم آخرت پر ایمان رکھا اور عمل صالح کرتے رہے، وہ سب نجات اخروی سے ہمکنار ہوں گے اور اسی طرح اب رسالت محمدید یر ایمان لانے والے مسلمان بھی اگر صحیح طریقے سے ایمان باللہ والیوم الآخر اور عمل صالح کا اہتمام کریں تو یہ بھی یقیناً آخرت کی اہدی نعمتوں کے مستحق قرار یائیں گے۔ نجات اخروی میں کسی کے ساتھ امتیاز نہیں کیا جائے گا۔ وہاں بے لاگ فیصلہ ہو گا۔ جاہے مسلمان ہوں یا رسول آخر الزمان مَنْکَافِیْرِ اسے پہلے گزرجانے والے یہودی، عیسائی اور صابی وغیرہم۔ اس کی تائید بعض مرسل آثار سے ہوتی ہے۔ مثلاً محاہد حضرت سلمان فارسی مُثاثِثَة سے نقل کرتے ہیں جس میں وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی مُنَالِّنْکِئِرَ سے ان اہل دین کے بارے میں یوچھا جو میرے ساتھی تھے، عبادت گزار اور نمازی تھے (یعنی رسالت محمدیہ سے قبل وہ اپنے دین کے یابند تھے) تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ المُنْوا وَالَّذِيْنَ هَادُوا﴾ الآية (ابن كثير) قرآن كريم كے دوسرے مقامات سے اس كى مزيد تائيد ہوتى ہے مثلاً ﴿إِنَّ الدِّينَ عِثْ اللَّهِ الْاسْكَامُ ﴾ (آل عران: ١١) (الله ك نزوبك وين صرف اسلام عي ٤٠) ﴿ وَمَنْ يَبْتَعِ عَبْرَ الْإِلْسْكَامِدِينًا فَكُنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ﴾ (آل عران: ٨٥) (جو اسلام کے سواکسی اور دین کا مثلاثی ہوگا، وہ ہرگز مقبول نہیں ہوگا) اور احادیث میں بھی نبی منگالیا نیم نے وضاحت فرمادی کہ اب میری رسالت پر ایمان لائے بغیر کسی شخص کی نجات نہیں ہوسکتی، مثلاً فرمایا «وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِيْ أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَم يُؤْمِنْ بالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ » (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد النَّايِّم) "قشم ب اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری اس امت میں جو شخص بھی میری بابت سن لے، وہ یہودی ہو یا عيمائي، پھر وہ مرجائے اور مجھير ايمان نه لائے تو وہ جہنم ميں جائے گا" اس كا مطلب يہ ہے كه وحدت اديان كي ممراہي، جہاں دیگر آیات قرآنی کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ ہے وہاں احادیث کے بغیر قرآن کو سمجھنے کی مذموم سعی کا بھی اس میں بہت دخل ہے، اس کیے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ احادیث صحیحہ کے بغیر قرآن کو نہیں سمجھا جاسکا۔

ا. جب تورات کے احکام کے متعلق یہود نے از راہ شرارت کہا کہ ہم سے تو ان احکام پر عمل نہیں ہوسکے گا تو اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ کو سائبان کی طرح ان کے اوپر کردیا، جس سے ڈر کر انہوں نے عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ الْبِقَا ٢٩ الْبِقَا

ۅؘڵڡؘۜڎؙۼڵؠٛڗؙؿؙۯٵڴڹؾؽٳڡٛؾڎۅؙٳڡؽ۬ڬ۠ۄٝڣۣٵۺؠؾؚ ڡؙڠؙڷؽؘٵڵۿؙۄؙڒؙٷٛڹٛٷۊؚڒۮٙڰ۠ڂڛٟؽڹ۞۫

فَجَعَلَنْهَا نُكَالَالِمَا بِينَ يَدَايُهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَقِينَ۞

وَاِذْ قَالَ مُوُسَى لِقَوُوهِ إِنَّ اللهَ يَامُّوُكُمُ اَنُ تَنُبَحُوابَقَرَةٌ ۚ قَالُوۡۤالۡتَتَّخِنُنَاهُوُوُوا قَالَ آعُوٰذُ بِاللهِ اَنُ ٱكُونَ مِن الْجَهِلِيْنَ۞

قَالُواادُعُ لَكَارَبَّكَ يُبَيِّنُ لَنَامَاهِيَّ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَـَرَةٌ لِاقَارِضٌ وَلَا بِكُرْءُ عَوَانَّ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَافَعُلُوامَا تُؤْمُرُونَ

قَالُواادُخُلَنَارَبُّكَ يُمُبِيِّنُ لِنَا مَالُونُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءٌ فَاقِحٌ لُونُهَا شَـُوْ النَّظِرِيْنَ۞

قَالُواادُعُ لَنَارَبُّكَ يُبَيِّنُ لَنَامَاهِيِّ النَّالَبُقَرَ تَشْبَهَ عَلَيْنَا ﴿ وَإِثَّالِنُ شَأَءَاللهُ لَهُمَتَكُونَ۞

10. اور یقیناً مهمہیں ان لوگوں کا علم بھی ہے جو تم میں سے مفتہ (۱) کے بارے میں حد سے بڑھ گئے اور ہم نے بھی کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔

17. اسے ہم نے اگلوں بچھلوں کے لیے عبرت کا سبب بنادیا اور پر ہیز گاروں کے لیے وعظ ونصیحت کا۔

اور (حضرت) موسی (علیها) نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالی تمہیں ایک گائے ذرج کرنے کا حکم دیتا ہے<sup>(۲)</sup> تو انہوں نے کہا ہم سے مذاق کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں ایسا جاہل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی بناہ کیارتا ہوں۔

۱۸. انہوں نے کہا اے موسیٰ! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس کی ماہیت بیان کردے، آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے گائے نہ تو بالکل بڑھیا ہو، نہ بچہ، بلکہ درمیانی عمر کی نوجوان ہو، اب جو تہہیں تعلم دیا گیا ہے بجا لاؤ۔ 19. وہ چر کہنے لگے کہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ بیان کرے کہ اس کا رنگ کیا ہے؟ فرمایا وہ کہتا ہے کہ وہ گائے زرو رنگ کیا ہے، چمکیلا اور دیکھنے والوں کو بھلا لگنے والا اس کا رنگ ہے۔

دہ کہنے گئے کہ اپنے رب سے اور دعا کیجیے کہ ہمیں
 اس کی مزید ماہیت بتلائے، اس قسم کی گائے تو بہت ہیں پتہ

ا. سَبْتُ (ہفتہ) کے دن یہودیوں کو مچھلی کا شکار بلکہ کوئی بھی دنیاوی کام کرنے سے منع کیا گیا تھا، لیکن انہوں نے ایک حیلہ اختیار کرکے حکم الٰہی سے تجاوز کیا۔ ہفتہ والے دن (بطور امتحان) محھلیاں زیادہ آئیں، انہوں نے گڑھے کھود لیے، تاکہ محھلیاں ان میں بھنتی رہیں اور پھر اتوار والے دن ان کو کپڑ لیتے۔

۲. بنی اسرائیل میں ایک لاولد مالدار آدمی تھا جس کا وارث صرف ایک بھتیجا تھا، ایک رات اس بھتیج نے اپنے چپا کو قتل کرکے لاش کسی آدمی کے دروازے پر ڈال دی، صبح قاتل کی خلاش میں ایک دوسرے کو ذمہ دار تھہرانے گئے، بالآخر بات حضرت موسیٰ علیہ ایک پنچی تو انہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا، گائے کا ایک مکڑا مقتول کو مارا گیا جس سے وہ زندہ ہوگیا اور قاتل کی نشاندہ کرکے مرگیا۔ (فتح القدر)

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُوْلُ ثُشِيْرُ الْأَرْضَ وَلِاَتَشْقِى الْحُرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَاشِيَةَ فِيُهَأْ قَالُواالُّنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ثَنَا بَحُوْهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۚ

> وَ إِذْ قَتَلُتُمُ نَفُسًا فَالْارَءُتُمُ فِيْهَا ۗ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنُتُمُ تَكَتُنُونَ۞

فَقُلْنَا اضُرِيُوكُوبِيَغُضِهَا كَثَالِكَ يُحْيِ اللهُ الْمَوْثَى وَرُوكُمُ الْلِيَّهِ لَعَلَكُمْ تَعُقِلُونَ۞

نہیں چلتا، اگر اللہ نے چاہا تو ہم ہدایت والے ہوجائیں گے۔

12. آپ نے فرمایا کہ اللہ کا فرمان ہے کہ وہ گائے کام

کرنے والی زمین میں ہل جو سے والی اور کھیتوں کو پانی

پلانے والی نہیں، وہ تندرست اور بے داغ ہے۔ انہوں

نے کہا، اب آپ نے حق واضح کردیا گو وہ حکم برداری

کے قریب نہ تھے، لیکن اسے مانا اور وہ گائے ذک

کردی۔(۱)

22. اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کرڈالا، پھر اس میں اختلاف کرنے لگے اور جو کچھ تم چھپاتے تھے اس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا۔ (۲)

سك. ہم نے كہا كہ اس گائے كا ايك كلؤا مقول كے جسم پر لگادو، (وہ جى اٹھے گا) اسى طرح الله مردوں كو زندہ كركے متہيں تمہارى عقل مندى كے ليے اپنی نشانیاں وكھاتا ہے۔ (۳)

1. انہیں محکم تو یہ دیا گیا تھا کہ ایک گائے ذرج کرو۔ وہ کوئی سی بھی ایک گائے ذرج کردیت تو محکم البی پر عمل ہوجاتا،
لیکن انہوں نے محکم البی پرسیدھے طریقے سے عمل کرنے کی بجائے مین شخ نکالنا اور طرح طرح کے سوالات کرنے شروع کردیے، جس پر اللہ تعالیٰ بھی ان پر سختی کرتا چلاگیا۔ اس لیے دین میں تعبق اور سختی اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

۲. یہ قتل کا وہی واقعہ ہے جس کی بنا پر بنی اسرائیل کو گائے ذرج کرنے کا محکم دیا گیا تھا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس قتل کا راز فاش کردیا، درآں حالیکہ وہ قتل رات کی تاریکی میں لوگوں سے جھپ کر کیا گیا تھا۔ مطلب یہ ہوا کہ نیکی یا بدی تم کتنی بھی جھپ کر کرو، اللہ کے علم میں ہے اور اللہ تعالیٰ اسے لوگوں پر ظاہر کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اس لیے ظلوت ہو یا جلوت ہر وقت اور ہر جگہ اچھے کام ہی کیا کرو تاکہ اگر وہ کسی وقت ظاہر بھی ہوجائیں اور لوگوں کے علم میں بھی جھپ کر کیوں نہ کی جائے اس کے فاش ہونے کا امکان ہے جس سے انسان کی بدنامی اور ذات ورسوائی ہوتی ہے۔

۳. مقتول کے دوبارہ جی اٹھنے سے استدلال کرتے ہوئے اللہ تعالی روز قیامت تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت کا اعلان فرما رہاہے۔ قیامت کے دن دوبارہ مردوں کا زندہ ہونا مکرین قیامت کے لیے بمیشہ حیرت واستعجاب کا باعث رہا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے کو بھی قرآن کریم میں جگہ جگہ مختلف اسلوب اور پیرائے میں بیان فرمایا ہے سورہ

تُثَمَّ قَسَتُ قُلُو بُكُمُّ مِّنَ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِى كَالْحِجَارَةِ أَوَالْشَكُّ فَشِكَ أَوْلِكَ أَنْفِلُ المَّكَانُ فَالْحَكَارَةِ لِكَالَّا لِمَنْفَظَ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا لِشَقَّقُ يَتَفَجَّرُمِنْهُ الْأَنْفُلُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَقَّقُ فَيَغُرُّئُمُ مِنْهُ اللَّمَا عُوْرَانَ مِنْهَا لَمَا لَيَمُوطُونَ خَشْيَةِ اللَّهُ وَقَاللَهُ بِعَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ فَي

ٱفَتَظْمَعُوْنَ ٱنُ يُّؤُمِنُوْ الكُثْرُ وَقَكُ كَانَ فَرِيْقُ مِّنْهُ دُيِسُمَعُوْنَ كَلْمَ اللّهِ ثُمَّيِّ غُوِّنَهُ مِنُ بَعْدِهِ مَا حَقَلُوْهُ وَهُحُ يَعْلَمُوْنَ

مرح. پھر اس کے بعد تمہارے دل پھر جیے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوگئے، (ا) بعض پھر ول سے تو نہریں بہہ نکلتی ہیں، اور بعض پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے، اور بعض اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گر گر پڑتے ہیں، اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے غافل نہ جانو۔ ہیں، (ا) اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے غافل نہ جانو۔ کے۔ (مسلمانو!) کیا تمہاری خواہش ہے کہ یہ لوگ ایماندار بن جائیں، حالانکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کلام اللہ کو س کر، عقل وعلم والے ہوتے ہوئے، پھر بھی بیرل ڈالا کرتے ہیں۔ (۱)

بقرہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی پانچ مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک مثال: ﴿ ثُمُّوْ بَعَنُنَكُمُ وَمِنْ يَعُلِمُ وَتِلُمْ ﴾ (البقرة: ٢٥) میں گزر چکی ہے۔ دوسری مثال یہی قصہ ہے۔ تیسری مثال دوسرے پارے کی آیت نمبر ٢٢٣ ﴿ مُوْفُواً تُمُوَّا اَتُوَا اَلْهُ وَالْهُ وَالْهُ وَاللّٰهُ عَلَيْكُا ﴾ ور بالبعد مثال اس کے بعد والی آیت میں حضرت ابراہیم عَلَيْكُا کے طیور اربعہ (چار پرندوں) کی ہے۔

ا. یعنی گزشتہ مجرات اور یہ تازہ واقعہ کہ مقتول دوبارہ زندہ ہوگیا دیکھ کر بھی تمہارے دلوں کے اندر إِنَابَةٌ إِلَى اللهِ کا داعیہ اور توبہ واستغفار کا جذبہ پیدا نہیں ہوا، بلکہ اس کے برعکس تمہارے دل پتھر کی طرح سخت بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوگئے۔ دلوں کا سخت ہو جانا یہ افراد اور امتوں کے لیے سخت تباہ کن اور اس بات کی علامت ہو تا ہے کہ دلوں سے اثر پذیری کی صلاحیت سلب اور قبول حق کی استعداد ختم ہوگئی ہے، اس کے بعد اس کی اصلاح کی توقع کم اور مکمل فنا اور تباہی کا اندیشہ زیادہ ہوجاتا ہے۔ اس لیے اہل ایمان کو خاص طور پر تاکید کی گئی ہے: ﴿وَلَا يَكُونُونُ الْكَلَّا الْكِتُ مِنُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ مُنْ مُنْ اللَّهُ مِن کو ان سے قبل کتاب دی گئی گئی گرانے کی ان کے دل سخت ہوگئی۔

۲. پھروں کی سینی کے باوجود ان سے جو جو فوائد حاصل ہوتے اور جو جو سفیت ان پر گزرتی ہے، اس کا بیان ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پھروں کے اندر بھی ایک قشم کا ادراک واحساس موجود ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
 شیبیّ کہ السّہ السّہ السّہ کے الدّر بھی آیک قشم کی ادراک واحساس موجود ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

 ﴿شیبیّ کہ السّہ کے اللہ کا اللہ اللہ کی ایک مرید وضاحت
کے لیے صورہ بن اسرائیل کی آیت ۴۴ کا حاشیہ دیکھے۔

۳. اہل ایمان سے خطاب کرکے یہودیوں کی بابت کہا جارہا ہے کہ کیا تمہیں ان کے ایمان لانے کی امید ہے، درآل حالیکہ ان کے پچھلے لوگوں میں ایک فریق ایسا بھی تھا جو کلام اللی میں جانتے ہوجھتے تحریف (لفظی ومعنوی) کرتا تھا۔ یہ استقبام انکاری ہے، یعنی ایسے لوگوں کے ایمان لانے کی قطعا امید نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ دنیوی مفادات، یا حزبی

وَإِذَالَقَتُوااتَّذِيْنَ الْمَنُوْاقَالُوَّالْمَثَا ۗ وَلِذَاخَلَا بَعُضُهُمُ إِلَى بَعْضِ قَالُوْا اَعُنِّا تُؤُنِّفُحْ بِمِمَا فَتَمَ اللهُ عَلَيْكُمْ لِيُعَاجُّوْكُمْ بِهِ عِنْدَارَتِكِمْ ۚ أَفَلَا تَغْقِدُونَ ؈

ٳۘۅؘڵڒؿۼؙڵؠؙۅٛڹٲؾٞٲڵڵۿؽۼٛڵڮ۠ۄٚڡۜٲؽؽؚٮؚڗ۠ۅؙڹٙۅڡٙٵ ؽڠڸٮؙٷڹٛ؈

وَمِنْهُمُ أُمِّيُّونَ لَايَعْلَمُوْنَ الْكِتْبَ اِلَّآ اَمَاٰنِیَّ وَإِنْ هُمُواِلَا يَظُنُّونَ۞

ڡؘٷؽڵ۠ؠڷڵڹؽؽڲڷؾ۠ڹٛۉؽٵڰؽۻۑٲؽڡؚؽۿٟڡٛۊۨڞٞ ؽڠؙۅڵۅٛؽؘۿؽؘٳڝٛۼڹؙؽؚٳڵڰۅڸؽؿ۫؆ٙۅؙٳڽ؋ۺؘػٵ ۊؘڸٮؙڰٷ۫ڽؙڵۿؙۄ۫ۺٵؘڲؾۘؾؙٵٛؽڽۿۿۄۘۅؘڽؙڵٛ

21. اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو اپنی ایمانداری ظاہر کرتے ہیں، (۱) اور جب آپس میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو کیوں وہ باتیں پہنچاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے مہیں سکھائی ہیں، کیا جانتے نہیں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس تم پر ان کی ججت ہوجائے گی۔

22. کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پوشیدگی اور ظاہر داری سب کو جانتا ہے؟<sup>(۲)</sup>

اور ان میں سے بعض ان پڑھ ایسے بھی ہیں کہ جو
 کتاب کے صرف ظاہر ی الفاظ کو ہی جانتے ہیں اور صرف
 گمان اور اٹکل ہی پر ہیں۔

29. ان لوگوں کے لیے "ویل" ہے جو اپنے ہاتھوں کی کھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالیٰ کی طرف کی کہتے ہیں اور اس طرح دنیا کماتے ہیں، ان کے ہاتھوں کی کھائی کو اور ان

تعصّبات کی وجہ سے کلام الٰہی میں تحریف تک کرنے سے گریز نہیں کرتے، وہ گراہی کی ایسی ولدل میں کھنس جاتے ہیں کہ اس سے فکل نہیں پاتے۔ امت محمدید کے بہت سے علاء ومشائخ بھی بدقتمتی سے قرآن وحدیث میں تحریف کے مرتکب ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جرم سے محفوظ رکھے۔ (دیکھے سورۂ نیا، آیت 22 کا حاثیہ)۔

ا. یہ بعض یہودیوں کے منافقانہ کردار کی نقاب کشائی ہورہی ہے کہ وہ مسلمانوں میں تو اپنے ایمان کا اظہار کرتے، لیکن جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے کو اس بات پر ملامت کرتے کہ تم مسلمانوں کو اپنی کتاب کی ایسی باتیں کیوں بتاتے ہو جس سے رسول عربی کی صدافت واضح ہوتی ہے۔ اس طرح تم خود ہی ایک ایسی ججت ان کے ہاتھ میں دے رہے ہو جو وہ تمہارے خلاف بارگاہ الٰہی میں بیش کریں گے۔

الله تعالی فرماتا ہے کہ تم بتلاؤ یا نہ بتلاؤ، الله کو تو ہر بات کا علم ہے اور وہ ان باتوں کو تمہارے بتلائے بغیر بھی مسلمانوں پر ظاہر فرماسکتا ہے۔

سال یہ تو ان کے اہل علم کی باتیں تھیں۔ رہے ان کے ان پڑھ لوگ، وہ کتاب (تورات) سے تو بے خبر ہیں، لیکن وہ آرونکیں ضرور رکھتے ہیں اور گمانوں پر ان کا گزارہ ہے، جس میں انہیں ان کے علماء نے مبتلا کیا ہوا ہے، مثلاً ہم تو اللہ کے چہیتے ہیں۔ ہم جہنم میں اگرگئے بھی تو صرف چند دن کے لیے اور ہمیں ہمارے بزرگ بخشوا لیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ علیہ آج کے جابل مسلمانوں کو بھی علماء ومشائخ نے ایسے ہی حسین جالوں اور پر فریب وعدوں میں پھنما رکھا ہے۔

لَّهُمُ مِّمَّا يَكُسِبُونَ<sup>®</sup>

وَقَالُوْالَنُ تَمَسَّنَاالتَّارُ الْآ اَيَّامًا مَعَدُودَةً \*قُلُ اَتَّحَدُ تُحْرِعِنُ كَاللهِ عَهُكًا فَكَنْ يُخْلِفَ اللهُ عَهْدَ لَا آمَرْتُقُولُونَ عَلَى اللهِ عَالاَ تَعْدَلُونَ

بىلىمنىكىكىكىسىتىئة وَّالْحَاطَتُ بِهِ خَطِيْئَةُ قَاُولَلِكَ اَصُحْبُ النَّارِ ۚ هُمُ فِيْهَا خَلِدُ وُنَ وَالَّذِيْنَ الْمَنُوْ اوَعَمِدُواالصَّلِحْتِ أُولَلٍكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّة هُمُ فِيْهَا خَلِدُ وُنَ

کی کمائی کو ویل (ہلاکت) اور افسوس ہے۔

میں رہیں گے، ان سے کہو کہ کیا تمہارے پاس اللہ تعالی میں رہیں گے، ان سے کہو کہ کیا تمہارے پاس اللہ تعالی کا کوئی پروانہ ہے؟ (۲) اگر ہے تو یقیناً اللہ تعالی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرے گا، (ہر گز نہیں) بلکہ تم تو اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاتے ہو (۳) جنہیں تم نہیں جانے۔ ۱۸. یقیناً جس نے بھی برے کام کے اور اس کی نافرمانیوں نے اسے گھرلیا، وہ ہمیشہ کے لیے جہنی ہے۔ نافرمانیوں نے اسے گھرلیا، وہ ہمیشہ کے لیے جہنی ہے۔ ۱۸ اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں وہ جنتی ہیں جو جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ (۳)

ا. یہ یہود کے علاء کی جسارت اور خوف البی سے بے نیازی کی وضاحت ہے کہ اپنے ہاتھوں سے مسئلے گھڑتے ہیں اور بہانگ دہل یہ باور کراتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ حدیث کی رو سے "وَیْلٌ " جَہْم میں ایک وادی بھی ہے جس بہانگ دہل یہ باور کراتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ حدیث کی رو سے "وَیْلٌ " جَہْم میں ایک وادی بھی ہے جس کی گہرائی اتن ہے کہ ایک کافر کو اس کی تہ تک گرف میں چالیس سال لگیں گے۔ (احمد ترنی، این جان والحاق خوالت کا مصداق بعض علماء نے اس آیت سے قرآن مجید کی فروخت کو ناجائز قرار دیا ہے، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں۔ آیت کا مصداق صرف وہی لوگ ہیں جو دنیا کمانے کے لیے کلام الہی میں تحریف کرتے اور لوگوں کو مذہب کے نام پر دھو کہ دیتے ہیں۔ ۲. یہود کہتے تھے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے اور ہم ہزار سال کے بدلے ایک دن جہنم میں رہیں گے۔ پچھ کہتے تھے کہ ہم نے چالیس دن بچھڑے کی عبادت کی تھی، چالیس حساب سے صرف سات دن جہنم میں رہیں گے۔ پچھ کہتے تھے کہ ہم نے چالیس دن بچھڑے کی عبادت کی تھی، چالیس دن جہنم میں رہیں گے۔ اللہ سے عہد لیا ہے؟ یہ بھی استقبام انکاری ہے۔ یعنی یہ غلط کہتے ہیں، اللہ کے ساتھ اس قتم کا کوئی عہد ویکان نہیں ہے۔

٣. ليعنى تمهارايه وعوىٰ كه ہم اگر جہنم ميں گئے بھى تو صرف چند دن ہى كے ليے جائيں گے تمهارى اپنى طرف سے ہے، اور اس طرح تم الله كے ذمے الى باتيں لگاتے ہو جن كا تنهيں خود بھى علم نہيں ہے۔ آگے الله تعالىٰ اپنا وہ اصول بيان فرمارہا ہے جس كى روسے قيامت كے دن الله تعالىٰ نيك وبدكو ان كى نيكى اور بدى كى جزاء دے گا۔

مل یہ یہود کے دعوے کی تردید کرتے ہوئے جنت وجہنم میں جانے کا اصول بیان کیا جارہا ہے۔ جس کے نامۂ اعمال میں برائیاں ہی برائیاں ہوں گی، یعنی کفر وشرک (کہ ان کے ارتکاب کی وجہ سے اگر بعض انتھے عمل بھی کیے ہوں گے تو وہ بھی بیت رہیں گے) تو وہ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہیں اور جو ایمان اور عمل صالح سے متصف ہوں گے وہ جنتی، اور جو مومن گناہ کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا، وہ چاہے گا تو اپنے فضل وکرم سے ان کے گناہ معاف فرماکر،

وَإِذْ اَخَنُ نَامِيْنَاقَ بَنِيْ اَسُرَاءِيْلُ لَا تَعُبُدُونَ اللّا اللهُ سَوْبِالُوالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّذِى الْقُدُولِ وَالْيُتَلَى وَالْبَسُكِيْنِ وَقُولُو اللّثَاسِ حُسْنًا وَآقِيْمُو الصَّلُوةَ وَالتُواالنَّرْكُولَةُ شُعْرِضُونَ ﴿ وِالتُواالنَّرِكُولَةُ شُعْرِضُونَ ﴿

وَاِذْاَخَنُنَامِيْتَاقَكُمُولَاشَفِكُوْنَ دِمَآءَكُمُولَا تُخْرِجُوْنَانَشْنَكُمُوصِّنَ دِيَارِكُمُ ثُمَّ اَقْرَرُتُمُ وَانْتُمْ تَشْهَدُوْنَ⊙

تُمَّرَ اَنْتُمُ هَوُٰلاَءَ تَقُتُلُوْنَ اَنَفْسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقَالِّمْنَكُمْ ِ يَّنْ دِيَارِهِمْ نَتَظْهِرُ وَنَ عَلَيْهِمُ بِالْإِنْثُمِرَ وَالْعُنْ وَانْ عِلَا ثَيْنَاتُوْكُمُوْ الْسُلوى تُفْنُ وَهُمْ وَهُوْمُ حَرَّمُ عَلَيْكُمْ إِخْرَائِهُمْ الْمُ

۸۳. اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور مال باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابتداروں، پتیموں اور مسکینوں کے ساتھ، اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، اور نمازیں قائم رکھنا اور زکوۃ دیتے رہنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑلیا۔

مر اور جب ہم نے تم سے وعدہ لیا کہ آپس میں خون نہ بہانا (قتل نہ کرنا) اور آپس والوں کو جلاوطن نہ کرنا، تم نے اقرار کیا اور تم اس کے شاہد ہئے۔

۸۵. لیکن پھر بھی تم نے آپس میں قتل کیا اور آپس کے ایک فرقے کو جلاوطن بھی کیا اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ان کے خلاف دوسرے کی طرفداری کی، ہال جب وہ قیدی ہوکر تمہارے پاس آئے تو تم نے

یابطور سزا کچھ عرصہ جہنم میں رکھنے کے بعد، یا نبی کریم علی اللیائی شفاعت سے ان کو جنت میں داخل فرمادے گا، جیسا کہ یہ باتیں صبح احادیث سے ثابت ہیں اور اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

ا. ان آیات میں پھر وہ عبد بیان کیا جارہا ہے جو بن اسرائیل سے لیا گیا، لیکن اس سے بھی انہوں نے اعراض ہی کیا۔
اس عبد میں اولاً صرف ایک اللہ کی عبادت کی تاکید ہے جو ہر نبی کی بنیادی اور اولین دعوت رہی ہے، اللہ کی عبادت کے الانہیاء آیت۲۵ اور دیگر آیات سے واضح ہے) اس کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے، اللہ کی عبادت کے بعد دوسرے نمبر پر والدین کی اطاعت و فرماں برداری اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید سے واضح کر دیا گیا کہ جس طرح اللہ کی عبادت بہت ضروری ہے اس طرح اللہ تبادک والدین کی اطاعت بھی بہت ضروری ہے اس طرح اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن میں متعدد مقامات پر اللہ تبادک و تعالی نے اپنی عبادت کے بعد دوسرے نمبر پر والدین کی اطاعت کا ذکر کرکے اس کی اجمیت کو واضح کر دیا ہے، اس کے بعد رشتے داروں، بتیموں اور مساکین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید اور حساکین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید اور حسن گفتار کا محکم ہے۔ اسلام میں بھی بھی موجود رہی ہیں جن سے اسلام میں تھی ہے دونوں عباد تیں نہایت اہم جیسی شریعتوں میں بھی موجود رہی ہیں جن سے ان کی اجمیت واضح ہے۔ اسلام میں بھی یہ دونوں عباد تیں نہایت اہم میں بھی موجود رہی ہیں جن سے انکار یا اس سے اعراض کو کفر کے متر ادف سمجھا گیا ہے، جیسا کہ حضرت ابو بکر ہیں بین جی میاد قافت میں مانعین زکوۃ کے خلاف جہاد کرنے سے واضح ہے۔

اَفَتُؤُمِنُونَ بِبَعُضِ الْكَتْبِ وَتَكَفَّرُونَ بِبَعْضٍ فَمَاجَزَا ُءُمَنَ يَفْعَلُ ذلِكَ مِنْكُمْ الْاَخِزُنِّ فِي الْحَيُوتِو الدُّنْيَا وَيُومَ الْقِلِيَةَ يُرَدُّونَ الْ اَشَكِّ الْعَذَابِ وَمَا اللهُ بِغَافِلِ عَبَّا تَعْمُلُونَ

اُولَيِكَ الَّذِينَ اشُّ تَرَوُّا الْحَيُوثَةُ النُّنْيَا بِالْاَخِرَةُ ۗ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَاهُمُ يُنْصَرُونَ ﴿

وَلَقَدُ التَّيُنَامُوسَى الكِينَ وَقَفَّيْنَامِنُ بَعْلِ ؟ بِالرُّسُلِ وَالتَّيْنَاعِيْسَى ابْنَ مَرْتِيَ البُيَنِيَّةِ

ان کے فدیے دیے، لیکن ان کا نکالنا جو تم پر حرام تھا (اس کا کچھ خیال نہ کیا)، کیا بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ (ا) تم میں سے جو بھی ایبا کرے اس کی سزا اس کے سواکیا ہو کہ دنیا میں رسوائی اور قیامت کے دن سخت عذاب کی مار؟ اور اللہ تعالی تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔

۸۲. یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے خریدلیا ہے، ان کے نہ تو عذاب ملکے ہوں گے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔(۲)

۸۷. اور ہم نے (حضرت) موسیٰ (عَالِیًا) کو کتاب دی اور ان کے پیچیے اور رسول بھیج اور ہم نے (حضرت) عیسیٰ

ا. نبی کریم مکانی کے زمانے میں انسار (جو اسلام سے قبل مشرک سے) کے دو قبیلے سے اوس اور خزرج، ان کی آپس میں آئے دن جنگ رہتی تھی۔ ای طرح یہود مدینہ کے تین قبیلے سے، بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ۔ یہ بھی آپس میں لڑتے رہتے سے۔ بنو قریظہ اوس کے حلیف (ساتھی) اور بنوقینقاع اور بنوقینقاع اور بنونسیر خزرج کے حلیف سے۔ جنگ میں یہ اپنے اپنے حلیفوں (ساتھیوں) کی مدد کرتے اور اپنے ہی ہم مذہب یہودیوں کو قبل کرتے، ان کے گھروں کو لوٹے، اور اپنے سے مطابق ایسا کرنا ان کے لیے حرام تھا۔ لیکن پھر انہی یہودیوں کو جب وہ مغلوب ہونے کی وجہ سے قیدی بن جاتے تو فدیہ دے کر چھڑاتے اور کہتے کہ ہمیں تورات میں یہی علم دیا گیا ہے۔ مغلوب ہونے کی وجہ سے قیدی بن جاتے تو فدیہ دے کر چھڑاتے اور کہتے کہ ہمیں تورات میں یہی علم دیا گیا ہے۔ ان آیات میں یہودیوں کے ای کردار کو بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے شریعت کو موم کی ناک بنالیا تھا، بعض چیزوں پر ایکان لاتے اور بعض کو ترک کردیتے، کسی علم پر عمل کر لیتے اور کسی وقت شریعت کے علم کو کوئی انہیت ہی نہ دیتے۔ ان آئیات اور فدیہ دے کر چھڑالینے کا جو علم تھا اس پر عمل کرلیا۔ حالانکہ اگر پہلے تین امور کا تو انہوں نے بے محابا ارتکاب کیا، اور فدیہ دے کر چھڑالینے کا جو علم تھا اس پر عمل کرلیا۔ حالانکہ اگر پہلے تین امور کا وہ کاظ رکھتے تو فدیہ دے کر چھڑا انے کی نوبت ہی نہ آئی۔ دے کر چھڑا اپنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ دے کابا

۲. یہ شریعت کے کی حکم کے مان لینے اور کی کو نظرانداز کردینے کی سزا بیان کی جارہی ہے۔ اس کی سزا دنیا میں عزت وسر فرازی کی جگہ (جو مکمل شریعت پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے) ذلت ورسوائی اور آخرت میں ابدی نعمتوں کے بجائے سخت عذاب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ہال وہ اطاعت مقبول ہے جو مکمل ہو، بعض بعض باتوں کا مان لینا، یا ان پر عمل کرلینا اللہ تعالیٰ کے ہال اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ آیت ہم مسلمانوں کو بھی دعوت غورو فکر دے رہی ہے کہ کہیں مسلمانوں کی ذلت ورسوائی کی وجہ بھی مسلمانوں کا وہی کردار تو نہیں جو ذکورہ آیات میں یہودیوں کا بیان کیا گیا ہے؟

وَاتَّيَانُكُ بِرُوْجِ القُّنُاسِ ۖ آفَكُلَّمَا جَاءَكُمُ رَسُوُلٌ' بِهَالاَ تَهُوْقَ انْفُسُكُمُ اسْتَكُبُرُتُمُ ۚ فَفَرِ يُقًا كَنَّابُتُمُ ۚ وَفِرِ يُقًا تَقُتُلُونَ ۞

> وَقَالُوْا قُلُوْنُبَاعُلُفٌ ۚ بَلُ لَّعَنَهُمُ اللهُ بِكُفۡمِ هِمُ فَقَالِيُلَامَّا يُؤۡمِنُونَ ⊙

وَلِتَمَاجَاءَهُمُوكِتُ مِّنَ عِنْدِاللهِ مُصَدِّقٌ لِهَامَعَهُمُو ۗ وَكَانُوُامِنَ قَبْلُ يَسُتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمُ شَاعَرَفُوا كَفَرُاوًا

ابن مریم (علیمیاً) کوروش دلیلی دیں اور روح القد سے ان
کی تائید کروائی۔ (الکین جب بھی تمہارے پاس رسول وہ چیز
لائے جو تمہاری طبیعتوں کے خلاف تھی، تم نے جھٹ سے
تکبر کیا، پس بعض کو تو جھٹلادیا اور بعض کو قتل بھی کرڈالا۔ (۲)
نہیں نہیں بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے انہیں اللہ تعالی
نہیں نہیں بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے انہیں اللہ تعالی
نے ملعون کردیا ہے، ان کا ایمان بہت ہی تھوڑا ہے۔ (۳)
کتاب کو سچا کرنے والی آئی، حالا تکہ پہلے یہ خود (اس کے
کتاب کو سچا کرنے والی آئی، حالا تکہ پہلے یہ خود (اس کے
ذریعہ) کافروں پر فتح چاہتے تھے (۵) تو باوجود آجانے اور

ا. ﴿ وَقَفَّيْنَامِنْ اَبِعُوا ﴾ بِالرُّولِ ﴾ کے معنی بیں کہ موک علیہ اللہ مسلسل پیغبر آتے رہے، حتیٰ کہ بنی اسرائیل میں انبیاء کا یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ اللہ ویے گئے، جیسے مردول کو زندہ کرنا، کوڑھی اور اندھے کو صحت یاب کرنا وغیرہ، جن کا ذکر سورہ آل عمران رآیت: ۴۹) میں ہے۔ "روّحُ الْقُدُسِ" ہے مراد حضرت جریل علیہ ایس، ان کو روح القدس اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ امر تکوینی سے ظہور میں آئے تھے، جیسا کہ خود حضرت جریل علیہ ایس کو روح القدس اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ امر تکوینی سے ظہور میں آئے ہے، جیسا کہ خود حضرت جریل علیہ ایس کو صحیح تر قرار دیا ہے، کوئکہ المائدۃ رآیت: ۱۰) میس روح القدس اور انجیل کی اضافت تشریفی ہے۔ ابن جریر نے اس کو صحیح تر قرار دیا ہے، کیونکہ المائدۃ رآیت: ۱۰) میس روح القدس اور انجیل کی اضافت تشریفی ہے۔ ابن جریر نے اس کو صحیح تر قرار دیا ہے، کیونکہ المائدۃ رآیت: ۱۰) میس حضرت جریل علیہ ایک دونوں الگ الگ مذکور ہیں (اس لیے روح القدس سے انجیل مراد خیرے حسان رفی گھٹے کے متعلق فرمایا: اللّٰہ مَّ اللّٰہ مَ اللّٰہ مَ اللّٰہ مَ اللّٰہ مَّ اللّٰہ مَ اللّٰہ مَّ اللّٰہ مَّ اللّٰہ مَا اللّٰہ مَا اللّٰہ مَا اللّٰہ مَا اللّٰہ مَا اللّٰہ مِیں معلوم ہوا کہ روح القدس سے مراد حضرت جریل علیہ اللّٰہ میں، (اح البیان، ان کثیر بوالہ الرّف الوا قی)۔ ساتھ ہیں) معلوم ہوا کہ روح القدس سے مراد حضرت جریل علیہ اللّٰہ میں، (اح البیان، ان کثیر بوالہ الرف الوا قی)۔

٢. جيب حضرت محمد سنكافيتيم أور حضرت عيسي عَلِيناً كو حبطلايا اور حضرت زكريا و يحي عَلِيناً أَم كُو قُلْ كيا-

س. لینی ہم پر اے محمد (سَالِیَّیَاُمُ) تیری باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا، جس طرح دوسرے مقام پر ہے ﴿وَقَالْوَاقُلُونِیَافِیَٓ اِیَّتِیَةٍ سِیِّمَانَدُ عُونَاَ الیَّهِ ﴾ (م اسجہ: ۵) (ہمارے دل اس دعوت سے پردے میں ہیں، جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے)۔

سم. دلوں پر حق بات کا اثر نہ کرنا، کوئی فخر کی بات نہیں۔ بلکہ یہ تو ملعون ہونے کی علامت ہے، پس ان کا ایمان بھی تھوڑا ہے (جو عند الله نامتیول ہے)، یا ان میں ایمان لانے والے کم ہی لوگ ہوں گے۔

۵. ﴿ يَدْتَفُونَ ﴾ ك ايك معنى يه بين غلبه اور نفرت كي دعا كرتے تھے، ليني جب يه يهود مشركين سے شكست

بِهِ ۚ فَلَعْنَهُ اللهِ عَلَى الكَّفِي يُنَ۞

بِشُهَمَا اشُتَرَوَارِهَ اَنْشُدُهُمَ اَنْ يُكُفُرُوُ ابِمَا اَنْ يَكُفُرُوُ ابِمَا اَنْزَلَ اللهُ مِنْ فَضَٰلِهِ عَلَى مَنْ يَنْنَا وَمِنْ عِمَا لِهِ قَلْ مَنْ يَنْنَا وَمِنْ عِمَادِهِ قَبْلَاهُ مِنْ فَضَلِهِ عَلَى عَلَى

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ الِمِنُوا بِمَا اَنْزُلَ اللهُ قَالُوْا نُؤُونُ بِمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكُفُرُونَ بِمَا وَرَاءَلاَ وَهُو النَّقَّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمُ قُلُ فَلِمَ تَقْتُلُونَ اَنْئِيكَاءَ اللهِ مِنْ قَبُلُ إِنْ كُنُ تُمُ مُؤُونِيْنِينَ ۞

باوجود بیجان لینے کے پھر کفر کرنے لگے، اللہ تعالیٰ کی العنت ہو کافروں بر۔

• 9. بہت بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو نیج ڈالا، وہ ان کا کفر کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ چیز کے ساتھ ، محض اس بات (۱) سے جل کر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اپنے جس بندہ پر چاہا نازل فرمایا، اس کے باعث یہ لوگ خضب پر غضب کے مستحق ہوگئے (۲) اور ان کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

91. اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب پر ایمان لاؤ تو کہہ دیتے ہیں کہ جو ہم پر اتاری گئی اس پر ایمان ہے۔ (۳) اور جو اس کے بعد والی (کتاب) ہے اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے، اچھا ان سے یہ تو دریافت کریں کہ اگر تمہارا ایمان پہلی کتابوں پر ہے تو وی ہے ماگئے انسیاء کو کیوں قتل کیا؟ (۳)

کھاجاتے تو اللہ سے دعا کرتے، یا اللہ آخری نبی جلد مبعوث فرما، تاکہ اس سے مل کر ہم ان مشرکین پر غلبہ حاصل کریں یعنی اسْتِفْتَاح بمعنی اسْتِنْصَار ہے۔ دوسرے معنی خبردینے کے میں۔ آئی: یُخْبِرُونَهُمْ بِأَنَّهُ سَیْبُعَثُ یعنی یہودی کافروں کو خبردیتے کہ عنقریب نبی کی بعثت ہوگ۔ (خ القدر) لیکن بعثت کے بعد علم رکھنے کے باوجود نبوت محمدی پر محض حسد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے، جیسا کہ اگلی آیت میں ہے۔

ا. لینی اس بات کی معرفت کے بعد بھی کہ حضرت محمد رسول مُنَافِیْتُمُا، وہی آخری پینیبر ہیں جن کے اوصاف تورات والجیل میں مذکور ہیں، اور جن کی وجہ سے ہی اہل کتاب ان کے ایک "نجات دہندہ" کے طور پر منتظر بھی تھے، لیکن ان پر محض اس جلن اور حسد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے کہ نبی مُنَافِیْتُمُ ہماری نسل میں سے کیوں نہ ہوئے جیسا کہ ہمارا گمان تھا، لینی ان کا انکار دلائل پر نہیں نسلی منافرت اور حسد وعناد پر مبنی تھا۔

۲. غضب پر غضب کا مطلب ہے بہت زیادہ غضب۔ کیوں کہ بار بار وہ غضب والے کام کرتے رہے جیسا کہ تفصیل گزری، اور اب محض حسد کی وجہ سے قرآن اور حضرت محمد مُلَّالِيَّةِ کا انکار کیا۔

س. لینی تورات پر ہم ایمان رکھتے ہیں، لینی اس کے بعد ہمیں قرآن پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

٨. يعني تمهارا تورات پر دعوى ايمان تهي صحيح نهيں ہے۔ اگر تورات پر تمهارا ايمان هوتا تو انسياء عظم کو تم قتل نه كرتے،

وَلَقَدُ مُنَافُولُمُ مُّولِمَى بِالْبَيِّنْتِ ثُمَّةً اتَّخَذُ ثُمُّ الْعِجْلَ مِنْ بَعْلَا ﴾ وَاَنْتُولُطِلُمُونَ ۞ وَإِذْ اَخَذُنْ الْمِيثَنَا قَكُمْ وَرَفَعُنَا فَوْ قَكُمُ الطُّورُ وَخُنْ وُلِمَا التَّبْنُكُمُ يِفُوّ إِوَّ السَّمَعُولِ الطُّورُ وَالسَّمِعُولِ الطَّورِ اللَّهِ اللَّهُ الْمُؤْلِقُلْ اللَّهُ اللَّلِمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللْمُولِي الْمُؤْلِقُلْمُ الْمُؤْلِمُ اللَّهُ الْمُؤْلِمُ اللَّهُ الْمُؤْلِمُ اللَّهُ ا

قُلْ إِنْ كَانَتُ لَكُمُّ النَّا ارُ الْأَخِرَةُ عِنْكَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُ اللَّهَوُتَ إِنْ كُنْ تُمُّ صِلاِقِيْنَ۞

وَلَنُ يَّتَمَنَّوُهُ اَبَكَا إِمَا قَدَّمَتُ اَيُدِيْهِمُ ﴿
وَاللهُ عَلِيْهُ مُ يِالظُّلِمِينَ ۞

97. اور تمہارے پاس تو موسیٰ (عَلَیْمِلًا) یہی ولیلیں لے کر آئے لیکن تم نے پھر بھی جھڑا پوجا(ا) تم ہوبی ظالم۔ 97. اور جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور تم پر طور کو کھڑا کردیا (اور کہہ دیا) کہ ہماری دی ہوئی چیز کو مضبوط تھامو اور سنو! تو انہوں نے کہا، ہم نے سنا اور نافرمانی کی(ا) اور ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت (گویا) بلادی گئی(ا) بسبب ان کے کفر کے۔ (ان سے کہہ دیجے کہ تمہارا ایمان تمہیں برا تھم دے رہا ہے، اگر تم مومن ہو۔ ایمان تمہیں برا تھم دے رہا ہے، اگر تم مومن ہو۔ ایمان تہہارے کہہ دیجے کہ اگر آخرت کا گھر صرف تمہارے ہیں، تو آؤ ہیں موت طلب کرو۔

98. کیکن اپنے کر تو توں کو دیکھتے ہوئے کبھی بھی موت نہیں مانگیں کے (۵) اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اب بھی تمہارا انکار محض حسد اور عناد پر مبنی ہے۔

ا. یہ ان کے انکار اور عناد کی ایک اور دلیل ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْظِا آیات واضحات اور دلائل قاطعہ اس بات کی لے کر آئے کہ وہ اللہ کے رسول میں اور یہ کہ معبود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، لیکن تم نے اس کے باوجود حضرت موسیٰ عَلیْظِا کو بھی نگ کیا اور اللہ واحد کو چھوڑ کر بچھڑے کو معبود بنالیا۔

۲. یہ کفر وانکار کی انتہاء ہے کہ زبان سے تو اقرار کہ س لیا، یعنی اطاعت کریں گے اور دل میں یہ نیت کہ ہم نے کون ساعمل کرنا ہے؟

سل ایک تو محبت خود ایسی چیز ہوتی ہے کہ انسان کو اندھا اور بہرا بنادیتی ہے۔ دوسرا اس کو اُنْشیرِ بُوا (پلادی گئی) سے تعبیر کیا گیا، کیوں کہ پانی انسان کے رگ وریشہ میں خوب دوڑتا ہے جب کہ کھانے کا گزر اس طرح نہیں ہوتا۔ (فخ القدی)۔ ۸۔ لینی عصان اور مجھڑے کی محبت وعبادت کی وجہ وہ کفر تھا جو ان کے دلول میں گھر کرچکا تھا۔

۵. حضرت ابن عباس ڈھائٹینا نے اس کی تغییر دعوت مباہلہ سے کی ہے، یعنی یہودیوں کو کہا گیا کہ اگر تم نبوت محمدیہ کے انکار اور اللہ سے محبوبیت کے دعوے میں سچے ہوتو مباہلہ کرلو، یعنی اللہ کی بارگاہ میں مسلمان اور یہودی دونوں مل کریہ عرض کریں کہ یا اللہ ہم دونوں میں سے جو جموٹا ہے، اسے موت سے ہمکنار کردے، یہی دعوت انہیں سورت جمعہ میں بھی دی گئی ہے۔ نجران کے عیبائیوں کو بھی دعوت مباہلہ دی گئی تھی، جیسا کہ سورہ آل عمران میں ہے۔ لیکن چوں کہ یہودی بھی،

ۅؘۘۘڵؾۘڿؚٮۘۮٮۜٛۿؙؗۿڔٲڂۯڞٳڶٮۜٞٵڛۘۜۼڸڂڸۅٷٚٷڝؘ ٵٮۜڹؙؽؗٵؘۺؗۯڴۏٲۼؽڔڎٵڂۘۘڽ۠ۿڿڵۏؽؙۼؠۜۯٵڶڣٛ ڛؘؿٷڟۿۅڽؚۼۯڂۯؚڿ؋ڝٙٵڶۼڬٵڮٲڽٛ ؿؙۼڽۜڒٷڶڵۿؙۻؿ۠ڒؙۣڽڡٵؿۼؠڷۅ۠ؽ۞۠

قُلُ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِحِبْرِيْلَ فَإِنَّهُ نَزَّ لَهُ عَلْ قَلْمِكَ بِإِذْنِ اللهِ مُصَبِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيُهِ وَهُدًى قَائِشُوْرِي لِلْمُؤْمِنِيْنِ

مَنْكَانَ عَدُقًا تِلْهِ وَمُلْيِكَتِهِ وَنُسُلِهِ وَجِبْرِيْلَ وَمِيُكُلِلَ فَإِنَّ اللهُ عَدُوُّ لِلْكِفِي أِينَ

97. اور بلکہ سب سے زیادہ دنیا کی زندگی کا حریص اے نبی! مُکا اللّٰیہ آپ انہیں کو پائیں گے۔ یہ حرص زندگی میں مشرکوں سے بھی زیادہ ہیں (۱) ان ہیں سے تو ہر شخص ایک ایک ہزارسال کی عمر چاہتا ہے، گویہ عمر دیا جانا بھی انہیں عذاب سے نہیں چھڑ اسکتا، اللہ تعالی ان کے کاموں کو بخوبی دیکھ رہا ہے۔ کو شمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالی اتارا کا دشمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالی اتارا ہے، جو پیغام ان کے پاس کی کتاب کی تصدیق کرنے والا اور مومنوں کو ہدایت اور خوشخمری دینے والا ہے۔ (۱) میں اللہ کا دشمن ہی اس کا دشمن ہی جو شخص اللہ کا دور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیل کا دشمن ہو، ایسے کا فروں کا دشمن خود اور میکائیل کا دشمن ہو، ایسے کا فروں کا دشمن خود

عیسائیوں کی طرح، جھوٹے تھے، اس لیے عیسائیوں ہی کی طرح یہودیوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ یہ ہرگز موت کی آرزو (یعنی مباہلہ) نہیں کریں گے۔ حافظ ابن کثیر نے اس تفییر کو ترجیج دی ہے (تغیر ابن کیر)

ا. موت کی آرزو تو کیا، یہ تو دنیوی زندگی کے تمام لوگوں حتیٰ کہ مشرکین سے بھی زیادہ حریص ہیں، لیکن عمر کی یہ درازی انہیں عذاب البی سے بچا نہیں سکے گی۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ یہودی اپنے ان دعووں میں یکسر جھوٹے تھے کہ وہ اللہ کے محبوب اور چہیتے ہیں، یا جنت کے مستحق صرف وہی ہیں اور دوسرے جبنی، کیوں کہ فی الواقع اگر ایما ہوتا، یا کم انہیں اپنے دعووں کی صداقت پر پورایقین ہوتا، تو یقیناً وہ مبابلہ کرنے پر آمادہ ہوجاتے، تاکہ ان کی سچائی واضح اور مسلمانوں کی غلطی آشکارا ہوجاتی۔ مبابلے سے پہلے یہودیوں کا اعراض اور گریز اس بات کی نثان دہی کرتا ہے کہ گو وہ زبان سے اپنے بارے میں خوش کن باتیں کر لیتے تھے، لیکن ان کے دل اصل حقیقت سے آگاہ تھے، اور جانتے تھے کہ اللہ کی بارگاہ میں جانے کے بعد ان کا حشر وہی ہوگا جو اللہ نے اپنے نافرمانوں کے لیے طے کرر کھا ہے۔

۲. احادیث میں ہے کہ چند یہودی علماء نبی منگالیا کے پاس آئے ، آپ سے چند سوالات کے اور کہا کہ اگر آپ سنگالیا کے ان کا صحیح جواب دے دیا تو ہم ایمان لے آئیں گے، کیوں کہ نبی کے علاوہ کوئی ان کا جواب نہیں دے سکتا۔ جب آپ سنگالیا کی نہا کہ آپ سنگالیا گیا ہے کہا کہ آپ سنگالیا گیا ہے؟ آپ شاکھیا کے آپ سنگالیا کی سوالوں کا صحیح جواب دے دیا تو انہوں نے کہا کہ آپ سنگالیا گیا ہے وہی کون لا تا ہے؟ آپ شاکھیا کی فرمایا: جبریل (علیہ اللہ کے کر انز تا رہا ہے۔ فرمایا: جبریل (علیہ اللہ کے کر انز تا رہا ہے۔ اور اس بہانے سے آپ سنگالیہ کی نبوت مانے سے انکار کردیا۔ (این کیشر وفق القدی)۔

الله ہے۔

وَلَقَنُ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْيَتِ اَبِيِّنْتٍ ۗ وَمَا يَكُفُّمُ اِمِّاۤ اللَّهٰ الْفُلْسِقُّوْنَ۞ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْاعَهُدًا "ثَبَكَ لاَ فَرِيْنَ مِّنْ مُّمْ بَلُ اَكْتُرَاهُمُولائِؤُمِنُونَ۞

99. اور یقیناً ہم نے آپ کی طرف روش دلیلیں تھیجی ہیں جن کا انکار سوائے بدکاروں کے کوئی نہیں کرتا۔

100 جب مجھی کوئی عہد کرتے ہیں تو ان کی ایک نہ ایک جماعت اسے توڑ دیتی ہے، بلکہ ان میں سے ایک نہ ایک جیابی ہیں۔

ۘٷؾۜٵۼۜٵۧٷۿؙۄ۫ڗڛٛٛٷڵۺڹٵڿڹۘۑٳ۩ڵؠۅڡؙڝۜڐ۪ؿٞ ڸؠۜٵڡۘۼۿؙۄ۫ڹڹۜڎؘڣڔؽؿ۠ڝؚٞٵؾٚڹؽڹٲٷڗٷٳ ٵڰؚؿؙۻؙٷڮۺٵ۩ڶۼۅۊڒٙٳٷڟۿۅ۫ڔۿؚۄٛػٲڷۿؙۿ ڵؽۼؙؙؙڮؠٷ۞ؗٛ

1.1. اور جب مجھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والا آیا، ان اہل کتاب کے ایک فرقہ نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ چیچے ڈال دیا، گویا جانتے ہی نہ تھے۔ (1)

وَاتَّبَعُوامَا تَتُلُواالشَّيْطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْنُلَ ۚ وَمَا كَفَرَسُلَيْمُنُ وَلَاِنَ الشَّيْطِينَ

۱۰۲ اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین (حضرت) سلیمان (غالیَّلِاً) کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ سلیمان (غالیَّلاً)

ا. یہود کہتے تھے کہ میکائیل (علیہ اللہ کا بھی جو اللہ تعالی نے فرایا: یہ سب میرے متبول بندے ہیں جو ان کا یا ان میں کسی ایک کا بھی دشمن ہے وہ اللہ کا بھی دشمن ہے۔ اس سے واضح ہوا (سیح بناری کتاب الر تاق بب الواشن) "جس نے میرے کی دوست سے دشمنی رکھی، اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا ہے "گویا اللہ کے کسی ایک ولی سے وشمنی سارے اولیاء اللہ سے، بلکہ اللہ تعالی سے بھی دشمنی ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ اولیاءاللہ کی محبت اور ان کی تعظیم نہایت ضروری اور ان سے بغض وعناد اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ تعالی اس کے خلاف اعلان جنگ کیا ہم اللہ کون ہیں؟ اس کے لیے ملاحظہ ہو سورہ یونس، آیت ۲۲–۲۳، لیکن محبت اور تعظیم کا یہ مطلب ہر گرز نہیں ہے کہ ان کی قبروں پر سالانہ عرس مطلب ہر گرز نہیں ہے کہ ان کی قبروں پر سالانہ عرس کے نام پر میلوں ٹھیلوں کا اجتمام کیا جائے، ان کی نام ور نیز اور ان کی قبروں کو عشل دیا جائے اور ان پر چادریں کے نام پر سمیوں کا جب ان کی قبروں کو عشل دیا جائے اور ان پر چادریں کر سمیدہ کیا جائے وغیرہ، جیسا کہ برقسمی سے "اولیاءاللہ کی محبت " کے نام پر یہ کاروبار لات و منات فروغ پذیر ہے۔ حالا نکہ پر سمیدہ کیا جائے وغیرہ، جیسا کہ برقسمی سے "ولیاءاللہ کی محبت " کے نام پر یہ کاروبار لات و منات فروغ پذیر ہے۔ حالا نکہ بر سمیدہ کیا جائے ہیں بیات میں آیاتی بینات عطاکی ہیں، جن کو ویکھ کر یہود کو بھی ایمان لے کا عبد موجود ہے، لیکن انہوں نے پہلے بھی کسی عہد کی ب ہروہ کی سے جو اس عہد کی وہ کریں گے؟ عہد شکنی ان کر ایک گروہ کی ہمیشہ عادت رہی ہے۔ حتی کہ اللہ کی کتاب کو بھی اس طرح پس پیت ڈال دیا، جیسے وہ اسے جانتے ہی نہیں۔ کی کی یہ بیشہ عادت رہی ہے۔ حتی کہ اللہ کی کتاب کو بھی اس طرح پس پیت ڈال دیا، جیسے وہ اسے جانتے ہی نہیں۔

كَفَنُوُ الْيَكِيْدُون النَّاس السِّحْدُ وَمَا أَنْزِلَ عَلَ الْمُلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَالُوْتُ وَمَا يُعَلِّنِ مِنُ اَحَدٍ حَتَّى يَقُولُ إِلَّهَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا عَنْفُرُ وَيَتَعَكَّمُونَ مِنْهُمًا مَا يُقَرِّوُون بِهِ بَيْن

نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، (۱) اور بابل میں ہاروت ماروت (نامی) دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا، (۱) وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے (۳) جب تک یہ

ا. یعنی ان یہودیوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے عہد کی تو کوئی پرواہ نہیں کی، البتہ شیطان کے پیچھے لگ کر نہ صرف جادو ٹونے پر عمل کرتے رہے، بلکہ یہ دعویٰ کیا کہ حضرت سلیمان عَلَیْظًا بھی (نعوذباللہ) اللہ کے پیغیر نہیں تھے بلکہ ایک جادوگر تھے اور جادو کے زور سے بی حکومت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت سلیمان عَلیْظًا کیوں کر کرسکتے تھے؟ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان عَلیْظًا کے زمانے میں سحر تو کفر ہے، اس کفرکا ارتکاب حضرت سلیمان عَلیْظًا کیوں کر کرسکتے تھے؟ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان عَلیْظًا کے زمانے میں جادوگری کا سلسلہ بہت عام ہوگی تھا، حضرت سلیمان عَلیْظًا کے واس کے سدباب کے لیے جادو کی کتابیں کے کر این کرس یا تخت کے بغد ان شیاطین اور جادو گروں نے ان کتابوں کو نکال کر نہ صرف کو گوں کو دکھایا، بلکہ لوگوں کو یہ باور کرایا کہ حضرت سلیمان عَلیْظًا کی قوت واقتدار کا راز یہی جادو کا عمل تھا اور اسی بنا پر ان ظالموں نے حضرت سلیمان عَلیْظًا کو کتریہ دیاں شیاطین نے فرمائی (ابن سیم۔ وغیری) واللہ اُعلم۔

العض مفسرین نے وَمَا أُنْوِلَ میں مَا نافیہ مراد لیا ہے اور ہاروت وہاروت پر کسی چیز کے اترنے کی نفی کی ہے، لیکن قرآن کریم کا سیاق اس کی تائید نہیں کرتا۔ اسی لیے ابن جریر وغیرہ نے اس کی تردید کی ہے (ابن عیر) اسی طرح ہاروت وہاروت کے بارے میں بھی تفاسیر میں اسرائیلی روایات کی بھرمار ہے۔ لیکن کوئی صحیح مر فوع روایت اس بارے میں ثابت نہیں۔ اللہ تعالی نے بغیر کسی تفصیل کے نہایت اختصار کے ساتھ یہ واقعہ بیان کیا ہے، ہمیں صرف اس پر اور اسی حد تک ایمان رکھنا چاہیے (تغیر ابن عیر) قرآن کے الفاظ سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے بابل میں ہاروت وہاروت وہرضتوں پر جادو کا علم نازل فرمایا تھا اور اس کا مقصد والله اُ أَعْلَمُ بالصَّوَابِ یہ معلوم ہوتا ہے، کہ وہ لوگوں کوبتائیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں پر ظاہر شدہ معجزے، جادو سے مختلف چیز ہے اور جادو یہ ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عطاکیا گیا ہے۔ اس دور میں جادو عام ہونے کی وجہ سے لوگ انبیاء کو بھی نعوذ باللہ جادوگر اور شعبرہ باز طرف سے ہمیں عطاکیا گیا ہے۔ اس دور میں جادو عام ہونے کی وجہ سے لوگ انبیاء کو بھی نعوذ باللہ جادوگر اور شعبرہ باز کسی خونے کے لیے اور بطور امتحان فرشتوں کو نازل فرمایا گیا۔

دوسرا مقصد بنو اسرائیل کی اخلاقی گراوٹ کی نشاندہی معلوم ہوتا ہے کہ بنو اسرائیل کس طرح جادو سکھنے کے لیے ان فرشتوں کے پیچھے پڑے اور یہ بتلانے کے باوجود کہ جادو کفر ہے اور ہم آزما کش کے لیے آئے ہیں، وہ علم سحر حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ ہیں ہوی کے درمیان نفرت کی کرنے کے لیے ٹوٹ پڑ رہے تھے جس سے ان کا مقصد ہنتے ہیئے گھروں کو اجاڑنا اور میاں بیوی کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کرنا تھا۔ یعنی یہ ان کی گراوٹ، بگاڑ اور فساد کے سلسلے کی ایک اہم کڑی تھی اور اس طرح کے توہات اور اضلاقی گراوٹ کی قوم کی انتہائی بگاڑ کی علامت ہیں۔ اُعادُنا الله مِنهُ۔

۳. یہ ایسے ہی ہے جیسے باطل کی تردید کے لیے، باطل مذاہب کا علم کسی استاد سے حاصل کیا جائے، استاد شاگرد کو اس یقین دہانی پر باطل مذہب کا علم سکھائے کہ وہ اس کی تردید کرے گا۔ لیکن علم حاصل کرنے کے بعد وہ خود بد مذہب

الْهُوَّةِ وَزَوْجِهُ وَمَاهُمُ بِصَآلِيْنُ رِهِ مِنْ اَحَدٍ اللّا بِإِذْنِ اللهُ وَيَتَعَلَّمُونَ مَايِضُرُّهُمُ وَلاَ يَنْفَعُهُمُ وَلَقَّلُ عَلِمُ وَالْمَنِ اشْتَرْلهُ مَالَهُ فِي الْاِخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَيَلِيشٌ مَا شَرَوًا لِهَ اَنْفُسُهُمُ وَلَوْكَانُوا يُعْلَمُونَ ۞

وَلَوَ أَنَّهُمُ الْمَنُواُ وَاتَقَوُا لَمَتُوْدَةٌ مُّنْ عِنْدِ اللهِ خَنْدُ لِكُونَ الْمَثُونَ اللهِ خَنْدُ لَوْكَا نُوْ ا يَعْلَمُونَ اللهِ خَنْدُ لَوْكَا نُوْ الاَتَقُولُوْ الرَاعِتَ الْكَثْمُ الْوَلْكُوْ الرَاعِتَ الْمَعُوالُّ وَالْلَافِرُ الْنَاكُورُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَنَا اللّهُ اللللللّهُ اللللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الل

نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں (ا) تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ سکھتے جس سے خاوند وہیوی میں جدائی وال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے، (۱) یہ لوگ وہ سکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچاکے اور نفع نہ پہنچاسکے، اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کررہے ہیں، کاش کہ یہ جانتے ہوتے۔

سامال اور اگریہ لوگ صاحب ایمان متی بن جاتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین ثواب انہیں ماتا، اگر یہ جانتے ہوتے۔
کی طرف سے بہترین ثواب انہیں ماتا، اگر یہ جانتے ہوتے۔
کی طرف سے بہترین ثواب انہیں ماتا، اگر یہ جانتے ہوتے۔
کی طرف مے بہترین ثواب انہیں ماتا، اگر یہ جانتے ہوتے۔
کرو، بلکہ " انظرنا "کہو" لعنیٰ ہماری طرف دیکھیے، اور سنتے کرو، بلکہ " انظرنا "کہو" کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ہوجائے، یا اس کا غلط استعال کرے تو اساد اس میں قصوروار نہیں ہو گا۔

ا. أَيْ: إِنَّمَا نَحْنُ ابْتِلَاءٌ مِّنَ الله لِعبَادِهِ بهم الله كي طرف سے بندوں كے ليے آزمائش بيں (ثَّ القدي)-

۲. یہ جادو بھی اس وقت تک کی کو نقصان نہیں پہنچاسکتا جب تک اللہ کی مشیت اور اس کا اذن نہ ہو۔ اس لیے اس کے کیفنے کا فائدہ بھی کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جادو کے سکھنے اور اس پر عمل کرنے کو کفر قرار دیا ہے، ہر قشم کی خیر کی طلب اور ضرر کے دفع کے لیے صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کیا جائے، کیوں کہ وہی ہر چیز کا خالق ہے اور کائنات میں ہر کام اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔

سلار رَاعِنَا کے معنی ہیں، ہمارا لحاظ اور خیال سیجے۔ بات سیجھ میں نہ آئے تو سامع اس لفظ کا استعال کرتے متکلم کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا، لیکن یہودی اپنے بغض وعناد کی وجہ سے اس لفظ کو تھوڑا سا بگاڑ کر استعال کرتے تھے جس سے اس کے معنی میں تبدیلی اور ان کے جذبہ عناد کی تعلی ہوجاتی، مثلاً وہ کہتے رَاعِیْنَا (ہمارے چرواہے) یا رَاعِنَا (احمق) وغیرہ، جیسے وہ السَّلامُ عَلَیْکُمْ کی بجائے السَّامُ عَلَیْکُمْ (تم پر موت آئے) کہا کرتے تھے۔ الله تعالی نے فرمایا: تم "انظرُونَا" کہا کرو۔ اس سے ایک تو یہ مسلم معلوم ہوا کہ ایسے الفاظ، جن میں تنقیص واہانت کا شائبہ ہو، ادب واحرّام کے بیش نظر اور سد ذریعہ کے طور پر ان کا استعال صیح نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ کفار کے ساتھ افعال واقوال میں مشابہت اختیار کرنے سے بچا جائے، تاکہ مسلمان (مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْم فَهُوَ مِنْهُمْ) (ابوداود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشہرة: وقال الألباني ہذا اِسناد حسن، بحوالہ حجاب المرأة ص: ۱۳۰ (جو کئی قوم گی مشابہت اختیار کرے گاہ وہ انہی میں شار ہوگا) کی وعید میں داخل نہ ہوں۔

مَايَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتْبِ وَلَا الْمُشْوِكِيْنَ اَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمُ مِّنْ خَيْرِ مِّنْ تَتِّكُمُّ وَاللهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ تَيْشَآءُ ﴿ وَاللهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿

مَانَنْسَةُ مِنْ اليَّوَاوُنْشِهَا نَأْتِ بِغَيْرِمِيِّنُهَاَوُ مِثُلِهَا الدَّوْتَعُلُوْ اَتَّاللهُ عَلْ كُلِّ شَيْعً قَدِيُرُّ

ٱلْكُرْتَعُلُمُ أَنَّ اللهَ لَهُ مُلْكُ السَّلَمُوتِ وَالْأَرْضِ وَمَالَكُوْتِنُ دُونِ اللهِ صِنْ وَّرَلِيَّ وَّلاَنْصِيْرِ

100 بیہ تو اہل کتاب کے کافر اور نہ مشرکین چاہتے ہیں کہ تم پر تمہارے رب کی کوئی جھلائی نازل ہو (ان کے اس حسد سے کیا ہوا) اور اللہ تعالی جسے چاہے اپنی رحمت خصوصیت سے کیا ہوا) اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔ سے عطا فرمائے، اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔

۱۰۱. جس آیت کو ہم منسوخ کردیں، یا بھلادیں اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں، (۱) کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

کیا تخصے علم نہیں کہ زمین وآسمان کا ملک اللہ ہی
 کے لیے ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی اور مددگار نہیں۔

ا. ننخ کے لغوی معنی تو نقل کرنے کے ہیں، لیکن شرعی اصطلاح میں ایک تھم کو بدل کر دوسرا تھم نازل کرنے کے ہیں۔ یہ کسخ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے۔ جیسے آدم علیہ ایک زمانے میں سکے بہن بھائیوں کا آپس میں نکاح جائز تھا، بعد میں اسے حرام کردیا گیا، وغیرہ، اسی طرح قرآن میں بھی اللہ تعالٰی نے بعض احکام منسوخ فرمائے اور ان کی جگہ نیا حکم نازل فرمایا۔ ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ شاہ ولی اللہ نے "الفوز الكبير" میں ان کی تعداد صرف یانچ بیان کی ہے۔ یہ نئے تین قشم کا ہے۔ ایک تو مطلقاً نئے تھم یعنی ایک کو بدل کر دوسرا تھم نازل کردیاگیا۔ دوسرا ہے نئے مع التلاوه، یعنی پہلے تھم کے الفاظ قرآن مجید میں موجود رکھے گئے ہیں، ان کی تلاوت ہوتی ہے لیکن دوسرا تھم بھی، جو بعد میں نازل کیا گیا، قرآن میں موجود ہے، لینی ناشخ اور منسوخ دونوں آبات موجود ہیں۔ نشخ کی ایک تیسری قشم یہ ہے کہ ان کی تلاوت منسوخ کردی گئی۔ یعنی قرآن کریم میں نبی مَنَافِیدُ إِن نے انہیں شامل نہیں فرمایا، کیکن ان کا حکم باقی رکھا گیا۔ جیسے «الشَّيخُ والشَّيخُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْ هُمَا الْبَتَّةَ» "شادى شده مرد اور عورت اگر زناكا ارتكاب كرين تويقيناً انهين سنكسار كرديا جائے" اس آيت ميں ننخ كى كيلى دو قسمول كا بيان ہے ﴿مَانَشْتَحُ مِنْ الْيَةِ ﴾ ميں دوسرى قسم اور ﴿أَوْنَنْسِهَا ﴾ ميں پہلی قشم۔ نُنْسِهَا (ہم مجلوا دیتے ہیں) کا مطلب ہے کہ اس کا حکم اور تلاوت دونوں اٹھالیتے ہیں۔ گویا کہ ہم نے اسے بھلاد یا اور نیا تھم نازل کر دیا۔ یا نبی مَنْالَیْمُ کِی اللہ سے ہی ہم نے اسے مٹادیا اور اسے نسیاً منسیا کر دیا گیا۔ یہودی تورات کو نا قابل کنخ قرار دیتے تھے اور قرآن پر بھی انہوں نے بعض احکام کے منسوخ ہونے کی وجہ سے اعتراض کیا۔ اللہ تعالی نے ان کی تردید فرمائی اور کہا کہ زمین وآسان کی بادشاہی اس کے ہاتھ میں ہے، وہ جو مناسب سمجھے کرے، جس وقت جو تھم اس کی مصلحت و حکمت کے مطابق ہو، اسے نافذ کرے اور جسے چاہے منسوخ کردے۔ یہ اس کی قدرت ہی کا ایک مظاہرہ ہے۔ بعض قدیم گر اہوں (مثلاً ابو مسلم اصفہانی معتزلی) اور آج کل کے بھی بعض متجددین نے یہودیوں کی طرح قرآن میں ننخ ماننے سے انکار کہا ہے۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جو مذکورہ سطروں میں بیان کی گئی ہے، سلف صالحین کا عقیدہ تھی اثبات نسخ ہی رہا ہے۔

ٱمۡڗُوكِنُكُوۡنَ ٱنۡ تَسۡعَكُوۡا رَسُوۡلَكُمۡ كَـٰمَا سُسِلَ مُوۡسَى مِنۡ قَبُلُ ۗ وَمَنۡ يَّـتَبَكَّ لِ الكُٰفُرَ بِالْإِيۡمَانِ فَقَدُ صَلَّ سَوَاۤءَ السِّبِيۡلِ۞

وَدَكَتُويُرُثِينَ اَهْلِ الْكِتْبِ لَوْيَرُدُّ وْنَكُمْ مِّنَ بَعْدِالِيُمَاكِكُمُ لُقَارًا \*حَسَمًا امِّنَ عِنْدِا اَهْشِهِمْ مِّنَ بَعْدِهِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ حُوالْحَقُّ \* فَاعْفُوْا وَاصُفَحُوْاحَتِّي يَأْتِيَ اللهُ لِأَمْرِ الْأَقَ اللهَ عَلَى كُلِّ شَكُمُ قَوْيُرُهِ

وَاقِيمُواالصّلُوكَةُ وَانْوُاالرُّكُوكَةُ وَمَا تُفَتَّدِمُوا لِاَنْفُسِكُوْمِنْ خَيْرِيَّوْلُوفُهُ عِنْدَاللّهِ إِنَّ اللّهَ بِمَاتَعْمَلُونَ بَصِيْرُ۞

وَقَالُوْالَنَّ يَّنْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُـُودًا اَوْنَصَارِقْ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمُّ وَقُلْ هَاتُوْا بُرْهَاكُمُولُونُ كُنْتُمُ طِيوِيْنَ۞

بَلْ مَنْ اَسْلَمُ وَجُهَا فَيِنَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهَ اَجُرُهُ عِنْدَارَتِهِ وَلَاخَوْتُ عَلِيهُمُ وَلا هُمُ

۱۰۸ کیا تم اپنے رسول سے یہی پوچھنا چاہتے ہو جو اس سے پہلے موسی (عَلَیْمِیْ) سے پوچھا گیا تھا؟ (ا) اور (سنو) ایمان کو کفر سے بدلنے والا سید تھی راہ سے بھٹک جاتا ہے۔

109 ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہوجانے کے محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان ہوجانے کے محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں، تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں سے ہٹا دینا چاہتے ہیں، تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ تعالی اپنا تھم لائے۔ یقیناً اللہ تعالی ہر چیز پر تدرت رکھتا ہے۔

• 11. اور تم نمازیں قائم رکھو اور زکوۃ دیتے رہا کرو اور جو پچھ بھلائی تم ایٹے لیے آگے بھیجوگے، سب پچھ اللہ کے پاس یا لوگ، بے شک اللہ تعالی تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

ااا. اور یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود ونصاریٰ کے سوا اور کوئی نہ جائے گا، یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں، ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہوتو کوئی دلیل تو پیش کرو۔(\*)

اللہ کے سنو! جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھادے۔(\*) بے شک اسے اس کا رب پورا بدلہ سامنے جھادے۔(\*)

ا. مسلمانوں (صحابہ ٹھائٹی ) کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ تم یہودیوں کی طرح اپنے پیغیر مُلَاثِیْنِ سے از راہ سرشی غیر ضروری سوالات مت کیا کرو۔ اس میں اندیثیر کفر ہے۔

۲. یہودیوں کو اسلام اور نبی منگالینی سے جو حمد اور عناد تھا اس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو دین اسلام سے پھیرنے کی مذموم سعی کرتے رہتے تھے۔ مسلمانوں کو کہا جارہا ہے کہ تم صبر اور در گزر سے کام لیتے ہوئے، ان احکام وفرائض اسلام کو بجا لاتے رہو، جن کا تمہیں تھم دیاگیا ہے۔

س. یہاں اہل کتاب کے اس غرور اور فریب نفس کو پھر بیان کیا جارہا ہے جس میں وہ مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ محض ان کی آرزوئیں ہیں جن کے لیے ان کے یاس کوئی دلیل نہیں۔

۷. ﴿ اَسْلَمَ وَجُهَهُ وَمِلْهِ ﴾ كا مطلب ہے محض الله كى رضا كے ليے كام كرے اور ﴿ وَهُوَ مُحْسِنٌ ﴾ كا مطلب ہے اخلاص كے ساتھ پنيمبر آخر الزمان عَلَيْنَا عُمَا كَ مِعَابِق قبوليت عمل كے ليے يہ دو بنيادى اصول ہيں اور نجات اخروى انہى

يَخْزَنُوْنَ ﴿

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيُسَتِ النَّصْرَى عَلَ شَيُّ ۚ وَقَالَتِ النَّصْرَى عَلَ شَيْ ۗ وَقَالَتِ النَّصْرَى عَلَ شَيْ ۗ وَقَالَتِ النَّهُودُ عَلَى شَيْ ۖ وَهُمُ وَيَتْلُونَ الِكَتْبُ كُذُولَ الْكِتْبُ كُذُولَ الْكِتْبُ كُذُولَ الْكِتْبُ كُذُولَ الْمِنْفُلَ فَوْلِهِمُ وَقَالِهُ عَنْهُ كُذُولُ الْفِيلِيمَ وَفِيماً كَانُولُونِهُ وَيُعْمَلُهُ وَلَيْهُمُ كَوْمَ الْفِيلِمَةُ وَفِيماً كَانُولُونِهُ وَيُهُمَا كَانُولُونِهُ وَيُهُمَا لَاكُولُونُ الْفِيلِمُ الْمُعْلَمُونَ الْمُعْلَمُونَ الْمُعْلَمُونَ الْمُعْلَمُ وَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْمُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهِ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهِ اللّهُ اللّهُ عَلَيْهِ اللّهُ عَلَيْهِ اللّهُ عَلَيْهِ اللّهُ عَلَيْهِ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهِ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهِ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ اللّ

وَمَنْ اَظْلُمُ مِنْ مَنَعَ مَسْجِدَاللهِ اَنْ يُثُكُرُ فِيْهَا اسْمُهُ وَسَغِى فِى خَرَابِهَا ﴿ اُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُ مُوانَ يَثُلُ خُلُوْهَا الْاخَانِ فِينَهُ لَهُ مُوْرُقِ اللَّهُ ثَيَا

دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، نہ غم اور اداسی۔

اسما اللہ اور یہود کہتے ہیں کہ نصرانی حق پر نہیں (۱) اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہودی حق پر نہیں، حالانکہ یہ سب لوگ تورات پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ان ہی جیسی بات بے علم بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح ان ہی جیسی بات بے علم بھی کہتے ہیں۔ (۱) قیامت کے دن اللہ ان کے اس اختلاف کا فیصلہ ان کے درمیان کردے گا۔

۱۱۳. اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیے جانے کو روکے (۳) اور ان کی بربادی کی کوشش کرے؟!(۳) ایسے لوگوں کو خوف

اصولوں کے مطابق کیے گئے اعمال صالحہ پر مبنی ہے، نہ کہ محض آرزؤوں پر۔

ا. یہودی تورات پڑھتے ہیں جس میں حضرت مولی علیقیا کی زبان سے حضرت علیی علیقیا کی تصدیق موجود ہے، لیکن اس کے باوجود یہودی حضرت علیمی علیقیا کی تعلیم حضرت مولی علیقیا کی تعلیم حضرت مولی علیقیا اور تورات کے مِنْ عِنْدِ اللهِ ہونے کی تصدیق ہے، اس کے باوجود یہ یہودیوں کی تنظیم کرتے ہیں، یہ گویا اہل کتاب کے دونوں فرقوں کے کفر وعناد اور اپنے اپنے بارے میں خوش فہیوں میں مبتلا ہونے کو ظاہر کیا جارہا ہے۔

۲. اہل کتاب کے مقابلے میں عرب کے مشرکین ان پڑھ (اُمُعیین کی تھے، اس لیے انہیں بے علم کہا گیا، لیکن وہ بھی مشرک ہونے کے باوجود یہود ونصاریٰ کی طرح، اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ وہی حق پر ہیں۔ اسی لیے وہ نبی مثل اُلیکی کو کہا کہتے ہے۔
 صابی لیعنی بے دین کہا کرتے تھے۔

ساب جن لوگوں نے مسجدوں میں اللہ کا ذکر کرنے سے روکا، یہ کون ہیں؟ ان کے بارے میں مفسرین کی دو رائے ہیں:
ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد عیسائی ہیں، جنہوں نے بادشاہ روم کے ساتھ مل کر بیت المقدس میں یہودیوں کو نماز
پڑھنے سے روکا اور اس کی تخریب میں حصہ لیا۔ ابن جریر طبری نے اسی رائے کو اختیار کیا ہے، لیکن حافظ ابن کثیر نے
اس سے اختلاف کرتے ہوئے اس کا مصداق مشرکین مکہ کو قرار دیا ہے، جنہوں نے ایک تو نبی منافیا میں اور آپ منافیا کے موقع پر
صحابہ شکافیا کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کردیا اور یوں خانہ کعبہ میں مسلمانوں کو عبادت سے روکا۔ پھر صلح حدیبیہ کے موقع پر
بھی یہی کردار دہرایا اور کہا کہ ہم اپنے آباء واجداد کے قاتلوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، حالاں کہ خانہ کعبہ
میں کسی کو عبادت سے روکنے کی اجازت اور روایت نہیں تھی۔

۷۰. تخریب اور بربادی صرف یہی نہیں ہے کہ اسے ڈھا دیا جائے اور عمارت کو نقصان پہنچایا جائے، بلکہ ان میں اللہ کی عبادت اور ذکر سے روکنا، اقامت شریعت اور مظاہر شرک سے پاک کرنے سے منع کرنا بھی تخریب اور اللہ کے گھروں کو برباد کرنا ہے۔

خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْإِخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْدُ

وَلِلْعِالْمَشْرِقُ وَالْمُغْرِبُ ۚ فَأَيْنُكُمَاۤ تُوَكُّوا فَتُكَّ وَجُهُ اللّهِ الذّ الله وَالسِعُ عَلِيْهُ۞

وَقَالُوااتَّغَنَااللهُ وَلَمَّالاسُّجُفنَهُ ۚ بَلُ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوِتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلُّ لَهُ قَٰنِتُونَ۞

بَدِيُعُ السَّلُوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَ اِذَا قَضَى آمُرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنُ فَيَكُونُ

کھاتے ہوئے ہی اس میں جانا چاہیے،(۱) ان کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔

110. اور مشرق ومغرب کا مالک اللہ ہی ہے۔ تم جدهر بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ کا منہ ہے،(۱) اللہ تعالیٰ کشادگی اور وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔

117. اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے، (نہیں بلکہ) وہ پاک ہے، آسانوں اور زمین کی تمام مخلوق اس کی ملکیت میں ہے اور ہر ایک اس کا فرمانبر دار ہے۔

11. وہ زمین اور آسانوں کا ابتداءً پیدا کرنے والا ہے، اور وہ جس کام کو کرنا چاہے کہہ دیتا ہے کہ ہوجا، بس وہ وہیں ہوجاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِبُنَ لَا يَعْلَمُونَ لَوَلاَ يُكِلِّمُنَا اللهُ اَوْ تَالْتِيْنَا اَيَةٌ حَكَثْ لِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنُ قَبْلِهِمْ مِّتْلَ قَوْلِهِمْ تَتَنَا لَهَتُ قُلُوْبُهُمْ قَدُبْيَتَا الْأَلِيتِ لِقَوْمٍ يُؤْوِنُونَ © الْأَلِيتِ لِقَوْمٍ يُؤُوتِنُونَ ©

ٳ؆ٞٲۯؙڛۘڵڹڮڽٲڵػؚڣۣۜڹؿؽڲؙؗٷٷػڹؽڲٳ؇ ٷڵٲۺؙٷڴٷڶٲڞڂۑؚٵڣۘٛڿؽؽۄ؈

ۅٙڵؽؙڗۜڞٚؠ؏ۘۘۘؾ۬ڬٵڵؽۿؙۅٛۮۅٙڵٳۘۘڶڷڟۯؽڂڴٛؾۘٚؿٙڽۼ مِڵؾۜۿٛڎٷٞڶٳڽۜۿؙٮؽٳٮڶؠۿۅؘٳڷۿ۪ڵؿۅٞڵڽٟڹ ٲڹٞۼؙؾٛٱۿٚۅٙؖٳۼۿؙؠٞۼڬٲڰڹؽؽڿٵٙٷڝؽٳڵڝؚڶؙڮ ڝٵڮڡؚؽٳٮڶؿڡؚؽٷڸؾۣٷٙڵڒڹڝؽؙؿٟ<sup>©</sup>

111. اور اسی طرح بے علم لوگوں نے بھی کہا کہ خود اللہ تعالی ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا، یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی ؟ (۱) اسی طرح الی ہی بات ان کے اگلوں نے بھی کہی تھی، ان کے اور ان کے دل یکسال ہو گئے۔ (۱) ہم نے تو یقین والوں کے لیے نشانیاں بیان کردیں۔

119. بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخمری دینے والا اور ڈرانے والا بناکر بھیجا ہے اور جہنمیوں کے بارے میں آپ سے پرسش نہیں ہوگی۔

11. اور آپ سے یہود ونصاریٰ ہر گز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں، (۳) آپ کہہ دیجیے کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہی ہدایت ہے ہو۔ (۱۳ آپ نے باوجود اپنے پاس علم آجانے کے، پیر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی وئی ہوگا اور نہ مددگار۔ (۵)

ا. اس سے مراد مشرکین عرب ہیں جنہوں نے یہودیوں کی طرح مطالبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے براہ راست گفتگو کیوں نہیں کرتا، یاکوئی بڑی نشانی کیوں نہیں دکھا دیتا؟ جسے دیکھ کر ہم مسلمان ہوجائیں جس طرح کہ سورۂ بنی اسرائیل (آیت: ۹۰ ع ۹۲) میں اور دیگر مقامات پر بھی بیان کیا گیا ہے۔

۲. لیخی مشرکین عرب کے دل، کفروعناد اور انکار وسرتشی میں اپنے ماقبل کے لوگوں کے دلوں کے مشابہ ہوگئے۔ جیسے سورہ ذاریات میں فرمایا گیا ﴿ کَلَالِکَ مَا اَتَی اَلَٰذِیْنَ مِن قَبْلِهُمْ مِیْنَ تَسْعُولِ اِلْاَقَالُواْمَالِحِوْلُوْمُجُونٌ \* اَتَوَاصُولِهِ بَلِ هُمُ وَقُومُظِاعُونَ \* (۵۲، ۵۲) داریات میں فرمایا گیا ﴿ وَسَیت ران سے پہلے جو بھی رسول آیا، اس کو لوگوں نے جادوگر یا دیوانہ ہی کہا۔ کیا یہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرجاتے تھے ؟ نہیں یہ سب سرکش لوگ ہیں) لیخی قدر مشترک ان سب میں سرکشی کا جذبہ ہے، اس لیے داعیان حق کے سامنے نئے نئے مطالبے رکھتے ہیں، ما انہیں دیوانہ گردانتے ہیں۔

- ۳. لعنی یہودیت یا نفرانیت اختیار کرلے۔
- مم. جو اب اسلام کی صورت میں ہے، جس کی طرف نبی کریم عُلَیْقِیَّا وعوت دے رہے ہیں، نہ کہ تحریف شدہ یہودیت ونصرانیت۔ ۵. یہ اس بات پر وعید ہے کہ علم آجانے کے بعد بھی اگر محض ان بر خود غلط لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ان کی پیروی کی تو تیرا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ یہ دراصل امت محمدیہ کو تعلیم دی جارہی ہے کہ اہل بدعت اور گمراہوں کی

ٱكَيْنَىٰ الْتَيْنُهُمُ الْكِتْبَ يَتْلُوْنَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهُ اُولِيِّكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۗ وَمَنْ تَكُفُرُ بِهِ قَاُولِيِّكَ هُمُر الخَيْئُرُونَ۞

ينبني إسُرَا مِيْلَ أَذُكُوْ الْغِمَتِيَ الَّيْنَ ٱلْغَمَّتُ عَلَيْكُمْ وَإِنِّى فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَلِمْينِ ۞

ۅؘٲؾٞؿؙٵۑۄۣ۫ڡٞٲڵٲڴؚڹٟٛۯؽڹڡٛٛٛٛٛٛ؆ۼؽ۬ؿٛڡٟ۫ۺؽ۠ٵٷڵ ؙؽڨؠڵڡ۪ڹۿٵػٮؙؙؖٛڵٷڵڗؾؘڹٛڡؘٷۿٲۺؘڡٞٵۼڎؙٷڵ ۿۘڿۯؠڹٛڞڒؙۯؽ۞

ۅٙٳڿٳڹؾؘڵٙٳڹٛڒۿۭڿٙۯڗ۠ۼؘۑؘػڸؠڮٵؘؾؘؠۜٙۿؙؾٞٚۊؙٲڶٳڹٞ ۼٙٳڡڵؙػڸڵێٞٳڛٳٮٵٮ۠ٲڐۊٲڶۅؘڝؚڽؙڎؙڗؾٙؾؿؖۥڠٙٲڶڵٳ ؠؿۜٵڶؘؙٛۼۿٮؚؽٵڟ۠ڸؚؠؽڹ۞

171. جنہیں ہم نے کتاب دی ہے ('') اور وہ اسے پڑھنے کے حق کے ساتھ پڑھتے ہیں ('') وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں، اور جو اس کے ساتھ کفر کرے وہ نقصان والا ہے۔'') 171. اے اولاد یعقوب! (عَلَیْمِلِاً) میں نے جو نعتیں تم پر انعام کی ہیں انہیں یاد کرو اور میں نے تو تمہیں تمام جہانوں پر فضیات دے رکھی تھی۔

الم السور الس دن سے ڈرو جس دن کوئی نفس کسی نفس کو پچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا، نہ کسی شخص سے کوئی فدید قبول کیا جائے گا، نہ اسے کوئی شفاعت نفع دے گی، نہ ان کی مدد کی جائے گ۔

الم ۱۲۳۔ اور جب ابراہیم (عَلِیْلِاً) کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا (م) اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ میں شہبیں لوگوں کا مام بنادوں گا، عرض کرنے لگے:

خوشنودی کے لیے وہ بھی ایسا کام نہ کریں، نہ دین میں مداہنت اور بے جا تاویل کاار تکاب کریں۔

ا. اہل کتاب کے ناخلف لوگوں کے مذموم اخلاق وکردار کی ضروری تفصیل کے بعد ان میں جو کچھ لوگ صالح اور ایجھے کردار کے تھے، اس آیت میں ان کی خوبیاں، اور ان کے مومن ہونے کی خبردی جارہی ہے۔ ان میں عبد اللہ بن سلام ڈاٹھٹۂ اور ان جیسے دیگر افراد ہیں، جن کو یہودیوں میں سے قبول اسلام کی توفیق حاصل ہوئی۔

الرق اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح پڑھنے کا حق ہے۔ " کے کئی مطلب بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً (۱) خوب توجہ اور غور سے پڑھتے ہیں۔ جنت کا ذکر آتا ہے تو جنت کا سوال کرتے اور جہنم کا ذکر آتا ہے تو اس سے پناہ ما علتے ہیں۔ (۲) اس کے حلال کو حلال، حرام کو حرام سجھتے اور کلام الہی میں تحریف نہیں کرتے (جیسے دو سرے یہودی کرتے تھے)۔ (۳) اس میں جو کچھ تحریر ہے لوگوں کو بتلاتے ہیں، اس کی کوئی بات چھپاتے نہیں۔ (۳) اس کی محکم باتوں پر عمل کرتے، متنابات پر ایمان رکھتے، اور جو باتیں سمجھ میں نہیں آتیں انہیں علماء سے حل کراتے ہیں (۵) اس کی ایک ایک ایک بات کا اتباع کرتے ہیں (خ القدیم) واقعہ یہ ہے کہ حق تلاوت میں یہ سارے ہی مفہوم داخل ہیں اور ہدایت ایسے ہی لوگوں کے جھے میں آتیں۔

۳. اہل کتاب میں سے جو نبی منافیظِ کی رسالت پر ایمان نہیں لائے گا، وہ جہنم میں جائے گا، کھما فِی الصَّحِیْح (ابن کیر)۔
۲۰. کلمات سے مراد احکام شریعت، مناسک جَ، ذخ پسر، جبرت، نار نمرود وغیرہ وہ تمام آزمائشیں ہیں، جن سے حضرت ابراہیم عَلَیْظًا گزارے گئے اور ہر آزمائش میں کامیاب وکامران رہے، جس کے صلے میں امام الناس کے منصب پر فائز کیے گئے، چنانچہ مسلمان ہی نہیں، یہودی، عیبائی حق کہ مشرکین عرب سب ہی میں ان کی شخصیت محرّم اور پیشوا مانی اور سججی جاتی ہے۔

ۅؘٳۮ۫جَعَلْمَا الْبِيْتَ مَتَابَةً لِلتَّاسِ وَامْنُا وُاتَّخِنُ وُامِنْ مَّقَامِ إِبْرِهِمُ مُصَلَّى وَعَنَّا لِلَّ إِبْرِهِمَ وَاسْلِعِيْلَ اَنْ كَلِهَزَا يَبْتِي لِظَالِمِهْ بِنَ وَالْخِلِفِيْنَ وَالْتُولِقِيْنَ وَالْتُولِقِيْنَ وَالْتُولِقِيْنَ وَالْتُولِقِيْنَ

ۅؘٳۮ۫ۊؘٵڶٳؿٝٳۿؠؙڒؾؚٳۼٛۼڷۿڬٲڹػؽٵڵڝ۫ٵٞۊٞڶۯۯؙؿؙ ٱۿؙڶۮؙڝؘٵڶؾٞٮۘڒؾؚڝؙۛٵڡػ؈ؿؙۿؙؠؙٵۣڵڵٶٷٲؽٷٵڷڵۣڿ۫ڗ

اور میری اولاد کو، (۱) فرمایا میرا وعده ظالموں سے نہیں۔

110 اور ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ثواب اور
امن وامان کی جگه بنایا، (۱) تم مقام ابراہیم کو جائے نماز
مقرر کرلو، (۱) ہم نے ابراہیم (عَلِیْکًا) اور اساعیل (عَلِیْکًا)
سے وعدہ لیاکہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں
اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و ہجود کرنے والوں
کے لیے پاک صاف رکھو۔

۱۲۷. اور جب ابراجیم (عَلِیَّلِاً) نے کہا، اے پرورد گار! تو اس جگه کو امن والا شہر بنا اور یہال کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ

ا. الله تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ کی اس خواہش کو پورا فرمایا، جس کا ذکر قرآن مجید میں ہی ہے ﴿وَجَعَلَمٰكَافِیْ مَدِیْتِیَا الله تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ کی اس خواہش کو پورا فرمایی، اوالاد ابراہیم علیہ کی اوالاد میں کردیا )۔ پس ہر ہی جے اللہ نے معبوث کیا اور ہر کتاب جو ابراہیم علیہ کی بعد نازل فرمائی، اوالاد ابراہیم علیہ کی میں یہ سلسلہ رہا۔ (ابن کی اس کے ساتھ ہی یہ فرماکر کہ "میرا وعدہ ظالموں سے نہیں" اس امر کی وضاحت فرمادی کہ ابراہیم علیہ کی اتنی اونجی شان اور عنداللہ منزلت کے باوجود، اولاد ابراہیم علیہ میں سے جو ناخلف اور ظالم ومشرک ہوں گے، ان کی شقاوت و محرومی کو دور کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ الله تعالیٰ نے یہاں پیمبر زادگی کی جڑ کاٹ دی ہے۔ اگر ایمان وعمل صالح نہیں، تو پیرزادگی اورصاحبزادگی کی بارگاہ اللهی میں کیا چیشت ہوگی؟ نبی شکیہ کی فرمان ہے: (مَنْ بَطاً بِهِ عَمَلُهُ لَمْ یُسْرِعْ بِهِ نَسَبُه) (صحیح مسلم، کتاب الذکو والدعاء... باب فضل الاجتماع علی تلاوہ القرآن...) (جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑگیا، اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سے گا۔ والدعاء... باب فضل الاجتماع علی تلاوہ القرآن...) (جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑگیا، اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سے گا۔ الله کی زیارت سے مشرف ہوجاتا ہے، دوبارہ سہ بارہ آنے کے لیے بے قرار رہتا ہے۔ یہ ایما شوق ہے جس کی مجھی الله کی زیارت سے مشرف ہوجاتا ہے، دوبارہ سہ بارہ آنے کے لیے بے قرار رہتا ہے۔ یہ ایما شوق ہے جس کی کہی تنہیں نہیں بوتی، بلکہ روز افزوں رہتا ہے۔ دوسری خصوصیت "امن کی جگہ " یعنی یہاں کسی دشمن کا بھی نوف نہیں اسے بدلہ نہیں لیت شے۔ اسلام نے اس کی مربیہ تاکید اور توسیع کی۔ اسلام نے اس کی مربیہ تاکید اور توسیع کی۔

٣. مقام ابرائيم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابرائيم عليه الله تعمير کعبہ کرتے رہے۔ اس پتھر پر حضرت ابرائيم عليه الله کا کہا ہے، جے ہر حاجی حضرت ابرائيم عليه کا کہا ہے، جے ہر حاجی ومعتر طواف کے دوران بہ آسانی دیکھا ہے۔ ﴿وَالْتَحِذْاتُوا اِنْ اِلْهِم مُصَلَّى ﴾ اس مقام پر طواف مکمل کرنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے۔

قَالَ وَمَنُ كَفَمَ فَأَمَيِّتُهُ قَلِيُلاً ثُقِوَاضُطُوُّهَ إِلَى عَذَابِ النَّارِ عَبِثْسَ الْمَصِيُّرُ۞

ۅٙٳۮ۬ؽۘۯؘڡؘٛۼ۠ٳؠ۠ۯۿؠؙٲڶڤڗۘٳۼۮڡؚؽٵڷٜؠؽؗؿؚۏٳۺ۠ؠۼؽؙڵؙۯٮۜڹۜٮٵ ؘڡۜۛؾؘۜڵٛڡؚؽۜٵٵؚێۘػٲٮٛٵڶۺۜؠؽۼؙٵڷۘۼڸؽ۠ۄ۠

رَتِيَاوَاجُعَلْنَامُسُلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِيَّتِنَآ أُمَّةً مُسُلِمَةً لَكَ وَارِنَامَنَاسِكَنَا وَتُبْعَلَيْنَاءاتِكَ آنتُ التَّوَّابُ الرَّحِيْدُ

ۯۜؾۜڹٵۅٲڹۘۼڎؙڣۿۿۯٮۺۘۅٛڵڒۧڡؚٚڹ۫ۿؙۿؙۯؽؾؙڵۅٛٳ ۼڲڣۿٳڵؾڮٷؽؙۼڷؠؙۿؙۿؙڟڰؚؾڹۘۅٲڶڝؚڴؠڎ ۘٷؽؙڒۣڲۿۿ۫ٳڶػؘٲڶؿٵڶۼۯؽؙۯؙٵڰڮؽؙۉ۠

پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں، سچلوں کی روزی دے۔(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں کا فروں کو بھی تصورا فائدہ دول گا، پھر انہیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کردوں گا، یہ پہنچنے کی جگہ بری ہے۔

۱۲۷. اور ابراہیم (عَلَیْطِاً) اور اساعیل (عَلَیْطِاً) کعبہ کی بنیادیں اور دیواریں اٹھاتے جاتے تھے اور کہتے جارہے تھے کہ ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

۱۲۸. اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبر دار بنالے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنی اطاعت گزار رکھ اور ہمیں اپنی عباد تیں سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم وکرم کرنے والا ہے۔

119. اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج<sup>(۲)</sup> جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، اور انہیں کتاب و علمت<sup>(۳)</sup> یقیناً تو غلبہ

ا. الله تعالیٰ نے حضرت ابرائیم عَلَیْمِیا کی یہ دعائیں قبول فرمائیں، یہ شہر امن کا گہوارہ بھی ہے اور وادی غیر ذی زرع (غیر کھیتی والی) ہونے کے باوجود اس میں دنیا بھر کے کچل فروٹ اور ہر قتم کے غلے کی وہ فراوانی ہے جسے دیکھ کر انسان حیرت و تعجب میں ڈوب جاتا ہے۔

۲. یه حضرت ابراجیم واساعیل علیها کی آخری دعا ہے۔ یہ جھی الله تعالی نے قبول فرمائی اور حضرت اساعیل علیها کی اولاد میں سے حضرت محمد رسول سلیها کی معوث فرمایا۔ اسی لیے نبی سلیها نے فرمایا: "میں اپنے باپ ابراہیم علیها کی دعا حضرت علیها کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں" (الحق الربانی، ج ۲۰، ص ۱۸۱ و ۱۸۹)۔

س. کتاب سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد حدیث ہے۔ تلاوت آیات کے بعد تعلیم کتاب و حکمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی نفس تلاوت بھی مقصود اور باعث اجر و ثواب ہے۔ تاہم اگر ان کا مفہوم و مطلب بھی سمجھ میں آتا جائے تو سجان اللہ، سونے پر سہاگہ ہے۔ لیکن اگر قرآن کا ترجمہ و مطلب نہیں آتا، تب بھی اس کی تلاوت میں کو تاہی جائز نہیں ہے۔ تلاوت بجائے خود ایک الگ اور نیک عمل ہے۔ تاہم اس کے مفاہیم اور مطالب سمجھنے کی بھی حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے۔ سم. تلاوت و تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت کے بعد آپ مُن اللہ اللہ عشت کا یہ چوتھا مقصد ہے کہ انہیں شرک و تو ہمات کی آلائشوں سے اور اخلاق و کردار کی کو تاہیوں سے یاک کریں۔

والا اور حکمت والا ہے۔

وَمَنَ تَيْرُغَبُ عَنْ صِّكَةِ إِبُرْهِ مَ إِلَّامَنُ سَفِهَ نَشُمَهُ \* وَلَقَدِ اصْطَمَيْنُهُ فِي الدُّنُبَاء وَ إِنَّهُ فِي الْاِفِرَةِ لِمِنَ الطّبِلِحِيْنَ ۞

> إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ آسُلِمُ ۚ قَالَ آسُلَمْتُ لِرَتِ الْعُلِينِينَ۞

ۅۘٙۅۘڝٚؗؽؠۿٙٳۧٲؚڔٝۿۭ؞ٛڔؘؽؽ؋ۅؽۼڠؙۊ۫ڮ؞ٝؽڹڹؾٞٳؾۜ ٳڵڎٳڞؙڟڣٛڸػۄؙٵڵؾؚؽؙڹؘ؋ؘػڒؾۜؠؙٛٛۊؙؾؙٛٵۣڵؚۘۘۛ؇ۅؘٲٮۛٛؾؙۄؙ ۺؙٮڸؠؙٛۅؙڹ۞

آمُرُكُنْتُمْشُهَكَ آءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُونُ الْمُوَثُ إِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنَ بَعْنِي ثَالُوا نَعْبُدُ الهَكَ وَإِلَهُ الْإِلْهِ الْإِلْهِمَ وَالسَّلْمِيْلَ وَالْسُعِيْلَ وَالسَّحَ الهَّاوَاحِلَّا ۗ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِدُونَ ۞

ا. عربی زبان میں رَغِبَ کا صلہ عَنْ ہو تو اس کے معنی بے رغبتی ہوتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ اللہ علیہ علامت وفضیلت بیان فرمارہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا وآخرت میں عطا فرمائی ہے اور یہ بھی وضاحت فرمادی کہ ملت ابراہیم سے اعراض اور بے رغبتی بے و توفوں کا کام ہے، کسی عقل مند سے اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

٧٠. يبود كو زجر وتونيخ كى جارى ہے كہ تم جو يہ دعوىٰ كرتے ہو كہ ابراہيم ويعقوب عياله في اپنى اولاد كو يبوديت پر قائم رہنے كى وصيت فرمائى سخى، توكيا تم وصيت كے وقت موجود سخے؟ اگر وہ يہ كہيں كہ موجود سخے تو يہ كذب وزور اور بہتان ہوا، اور اگر يہ كہيں كہ حاضر نہيں سخے تو ان كا مذكورہ دعوىٰ غلط ثابت ہوگيا، كول كہ انہول نے جو وصيت كى بہتان ہوا، اور اگر يہ كہيں كہ حاضر نہيں سے تو ان كا مذكورہ دعوىٰ غلط ثابت ہوگيا، كول كہ انہول نے جو وصيت كى وہ تو اسلام كى سخى، نه كہ يہوديت، يا عيسائيت يا وثنيت كى تمام انبياء كا دين اسلام بى تقى، اگرچ شريعت اور طريقہ كار ميں سكى الله نبياءً إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَا تُهُمْ شَتَى، ميں كھھ انتلاف رہا ہے۔ اس كو نبى مَا الله الله الله بياء كى جماعت علاقى بھائى ہيں، ان كى مائيں مختلف وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ» (صحيح البخاري مع الفتح ٢/ ٢٥٨، حديث رقم: ٣٣٣٣) "انبياء كى جماعت علاقى بھائى ہيں، ان كى مائيں مختلف (اور باب ايک) ہے اور ان كا دين ايک ہى ہے۔ "

تِلْكَ أُمِّنَةٌ ثَنَّ خَلَتُ لَهَا مَا لَسَبَتُ وَلَكُمُ مِّنَا كَسَبُتُوْ وَلاَتُسُّ عَلُوْنَ حَمَّا كَا نُوْلِيَعُمَلُوْنَ ﴿

وَقَالُوْا كُوْنُواْ هُوُدًا اَوْنَطْرَى تَهُتُنُا وُا ثُلُ بَلْ مِلَّةَ إِبْرُهُمَ حَنِيُفًا وَمَا كَانَ مِنَ النُّشُرِكِيُنَ۞

قُوُلُوَّا امَتَابِاللهِ وَمَّاأَنُوْلَ الِيُنَا وَمَّاأُنُوْلَ الْلَ إِبْرَاهِمَ وَالسَّمْعِيْلَ وَالسَّحْقَ وَكَيْقُوْبُ وَ الْاَسْبَاطِ وَمَا أَوْقِ مُوْسِى وَعِيْسَى وَمَا أُوْقِ النَِّيثُيُّوْنَ مِنْ رَّيِهِخُوْلَا نُفْرَتِنُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمُوْوَ خَنْ لَهُ مُسْلِمُوُنَ

اور اساعیل (عَلَیْمِاً) اور اسحاق (عَلَیْماً) کے معبود کی، جو معبود ایک ہی ہے، اور ہم اسی کے فرمانبر دار رہیں گے۔ ۱۳۳۷. یہ جماعت تو گزر چگی، جو انہوں نے کیا وہ ان کے لیے ہے، اور جو تم کروگ تمہارے لیے ہے۔ ان کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤگے۔ (۱) کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤگے۔ (۱) گا۔ تم کہو بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں، اور ابراہیم گے۔ تم کہو بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں، اور ابراہیم (علیہ اللہ کے پرسار سے اور مشرک نہ سے۔ (۲) اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اساعیل، اسحاق، یعقوب (علیہ اللہ)، اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، کی اور جو چیز ابراہیم، گئی اور جو چیز ابراہیم، کئی اور جو چیز ابراہیم، کئی اور جو چی اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عسیٰ (علیہ اللہ) اور دوسرے انساء (علیہ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عسیٰ کی کے دوسرے انساء (علیہ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عسیٰ کی کے دوسرے انساء راہیہ کی جانب سے موسیٰ اور عسیٰ کی میں سے کسی کے دوسرے انساء راہیہ کی جانب سے موسیٰ اور عسیٰ کی کے۔ ہم ان میں سے کسی کے دوسرے انساء راہیہ کی جانب سے موسیٰ اور عسیٰ کی کے۔ ہم ان میں سے کسی کے دوسرے انساء راہیہ کے میں سے کسی کے۔ ہم ان میں سے کسی کے

ا. یہ بھی یہود کو کہا جارہا ہے کہ تمہارے آباء و اجداد میں جو انبیاء وصالحین ہو گزرے ہیں، ان کی طرف نسبت کا کوئی فائدہ نہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے، اس کا صلہ انہیں ہی ملے گا، تمہیں نہیں، تمہیں تو وہی کچھ ملے گا جو تم کماؤگ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلاف کی نیکیوں پر اعتاد اور سہارا غلط ہے۔ اصل چیز ایمان اور عمل صالح ہی ہے، جو پچھلے صالحین کا بھی سرمایہ تھا، اور قیامت تک آنے والے انسانوں کی نجات کا بھی واحد ذریعہ ہے۔

۲. یہودی مسلمانوں کو یہودیت کی، اور عیبائی عیبائیت کی دعوت دیتے، اور کہتے کہ ہدایت ای میں ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ان سے کہو: ہدایت اللہ واحد کا پرسار اور سب سے کٹ کر ای عبادت کرنے والا)، اور وہ مشرک نہیں تھا۔ جب کہ یہودیت اور عیبائیت دونوں میں شرک کی آمیرش موجود ہے۔ اور اب بدشمتی سے مسلمانوں میں بھی شرک کے مظاہر عام ہیں، اسلام کی تعلیمات اگرچہ بھراللہ قرآن وحدیث میں محفوظ ہیں، جن میں توحید کا تصور بالکل بے غبار اور نہایت واضح ہے، جس سے یہودیت، عیبائیت اور شنویت (دو میرائی کے قائل مذاہب) سے اسلام کا امتیاز نمایاں ہے لیکن مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کے اعمال وعقائد میں خو مشرکانہ اقدار وقصورات در آئے ہیں، اس نے اسلام کے امتیاز کو دنیا کی نظروں سے او جس کردیا ہے۔ کوں کہ غیر مشرکانہ اقدار وقسورات در آئے ہیں، اس نے اسلام کے امتیاز کو دنیا کی نظروں سے او جس کردیا ہے۔ کوں کہ غیر مشرکانہ تصورات در آئے ہیں، اس نے اسلام کے امتیاز کو دنیا کی نظروں سے او جس کردیا ہے۔ کول کہ غیر کریں گے کہ اسلام میں اور دیگر مشرکانہ تصورات سے آلودہ نداہب کے بابین تو کوئی امتیاز ہی نظر نہیں آتا۔ اگی آیت کریں گے کہ اسلام میں اور دیگر مشرکانہ تصورات سے آلودہ نداہب کے بابین تو کوئی امتیاز ہی نظر نہیں آتا۔ اگی آیت

فَإِنْ امَنُوْ الِمِثْلِ مَا امَنْتُمْ لِهِ فَقَدِ الْهَتَدَ وَا وَإِنْ تَوَكُواْ فَإِنْهَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكُفِينَكُهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّوِيْمُ الْعَلِيْمُ الْعَلِيْمُ ۚ

صِبْغَةَ اللهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً َ وَمَنْ اللهِ صِبْغَةً َ وَمَنْ اللهِ صِبْغَةً َ وَاللهِ مِنْ اللهِ صِبْغَةً وَاللهِ مِنْ اللهِ صِبْغُ اللهِ مِنْ اللّهِ مِنْ اللهِ مِنْ اللّهِ مِنْ اللهِ مِنْ اللهِ اللهِ مِنْ اللهِ مُنْ اللهِ مِنْ اللهِ مِنْ اللهِ مِنْ اللهِ مِنْ اللهِ مِنْ اللهِي اللهِ مِنْ اللّهِ م

قُلْ اَثُنَا َ يُحْوَنَنَا فِي اللهِ وَهُورَتُبْنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا اعْمَالْنَا وَلَكُمْ اعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ۞

در میان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبر دار ہیں۔()

اللہ علی اللہ کے فرمانبر دار ہیں، اللہ کے اللہ اللہ تعالی ان منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالی ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا،() اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔

ا. یعنی ایمان یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالی کی طرف سے جو جو کچھ بھی ملا یا نازل ہوا سب پرایمان لا یا جائے،

کسی بھی کتاب یا رسول کا انکار نہ کیا جائے۔ کسی ایک کتاب یا نبی کو مانا، کسی کو نہ مانا، یہ انبیاء کے در میان تفریق ہے جس کو اسلام نے جائز نہیں رکھا ہے۔ البتہ عمل اب صرف قر آن کریم کے بی ادکام پر ہوگا۔ پچھلی کتابوں میں لکھی ہوئی باتوں پر نہیں کیوں کہ ایک تو وہ اصلی حالت میں نہیں رہیں، تحریف شدہ ہیں، دوسرا قر آن نے ان سب کو منسوخ کر دیا ہے۔

۲. صحابہ کرام ڈیا شیخ بھی اسی نہ کورہ طریقے پر ایمان لائے سے، اس لیے صحابہ رفی انگیز کی مثال دیتے ہوئے کہا جارہا ہے کہ اگر وہ اسی طرح ایمان لائیں جس طرح اے صحابہ دفی انگیز اتم ایمان لائے ہوتو پھر یقیناً وہ ہدایت یافتہ ہوجائیں گے۔ اگر وہ صد اور اختلاف میں منہ موڑیں گے، تو گھبر انے کی ضرورت نہیں ہے، ان کی سازشیں آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں اگر کے حضرت عثان طاق اور بنوقی تقاع اور بنوفیسی کی کیوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی گفایت کرنے والا ہے۔ چنانچہ چند سالوں میں بی یہ وعدہ پورا ہوا اور بنوقی تقاع اور بنوفسیر کو جالوطن کر دیا گیا اور بنوقر بط قتل کے گئے۔ تاریخی روایات میں ہے کہ حضرت عثان طاق کی شہادت کے وقت ایک مصحف ان کی گھو اللہ جا ہے۔ جاریخی روایات میں ہے کہ حضرت عثان طاق کی جائے گے۔ تاریخی روایات میں ہے ہون کی خون کے چھینٹے گرے بلکہ دھار بھی۔ مصحف آن بھی ترکی میں موجود ہے۔

ساب عیبائیوں نے ایک زرد رنگ کا پانی مقرر کرر کھا ہے جو ہر عیبائی بچے کو بھی اور ہر اس شخص کو بھی دیا جاتا ہے جس کو عیبائی بنانا مقصود ہوتا ہے۔ اس رسم کا نام ان کے ہاں "بیتسمہ" ہے۔ یہ ان کے نزدیک بہت ضروری ہے، اس کے بغیر وہ کسی کو پاک تصور نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی اور کہا کہ اصل رنگ تو اللہ کا رنگ ہے، اس سے بہتر کوئی رنگ نہیں اور اللہ کے رنگ سے مراد وہ دین فطرت لیعنی دین اسلام ہے، جس کی طرف ہر نبی نے اپنے اپنے درمیں اپنی این امتوں کو دعوت دی۔ لیتی دعوت توحید۔

ہم تو اسی کے لیے مخلص ہیں۔(۱)

۱۳۰۰ کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اساعیل اور اسحاق اور اسحاق اور ایعقوب (علیم) اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟ کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ؟ (۲) اللہ کے پاس سے (آئی ہوئی) شہادت چھپانے والے سے زیادہ ظالم اور کون ہے؟ اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔ (۳) کاموں سے خافل نہیں۔ (۳) کے لیے ہے اور جو تم نے کیا تمہارے لیے، تم ان کے لیا ہے اور جو تم نے کیا تمہارے لیے، تم ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہ کیے جاؤگے۔ (۳) اعمال کے بارے میں سوال نہ کیے جاؤگے۔ (۳) سے انہیں کس چیز نے ہٹایا؟ آپ کہہ دیجے کہ مشرق ومغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے (۵) وہ جے چاہے مشرق ومغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے (۵) وہ جے چاہے مشرق ومغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے (۵)

امْ تَقُوْلُوْنَ إِنَّ إِبْرَاهِ مَ وَالسَّلْمِعِيْلَ وَالسَّحْقَ وَيَعْقُوبَ وَالْاَسْبَاطَكَانُواْ هُوْدًا الْوَفَطْوِى قُلْ ءَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ آمِراللهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِثَنَ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْكَ هُ مِنَ اللهِ وَمَااللهُ يِغَافِلِ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿

تِلْكَ أُمَّةً قُلُ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتُ وَلَكُمُّ لِمَّا كَسَبُتُتُمُ \* وَلَا تُشْعَلُونَ عَبَّا كَا نُوْا يَعُ مَلُونَ ﴿

سَيَقُوْلُ السُّفَهَاءُمِنَ التَّاسِ مَا وَلَهُمُ عَنُ قِبَلَيْهِمُ الَّذِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلُ تِلْهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهُدِئ مَنُ يَّشَاءُ اللَّ مِرَاطِمُ شَقِيدٍ

ا. کیا تم ہم سے اس بارے میں جھڑتے ہو کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں؟ اس کے لیے اخلاص ونیاز مندی کے جذبات رکھتے ہیں؟ اور اس کے اوامر کا اتباع اور زواجر سے اجتناب کرتے ہیں؟ حالانکہ وہ ہمارا رب ہی نہیں، تمہارا بھی ہے اور تمہیں بھی اس کے ساتھ یہی معاملہ کرنا چاہیے جو ہم کرتے ہیں، اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو تمہارا عمل تمہارے ساتھ، ہمارا عمل ممارے ساتھ۔ ہم تو اس کے لیے اخلاص عمل کا اجتمام کرنے والے ہیں۔

۲. تم کہتے ہو کہ یہ انبیاء ﷺ اور ان کی اولاد یہودی یا عیائی تھی، جب کہ الله تعالیٰ اس کی نفی فرماتا ہے۔ اب تم ہی بتلاؤ کہ زیادہ علم الله کو ہے یا تمہیں؟۔

سال تمہیں معلوم ہے کہ یہ انبیاء بیلیا ہودی یا عیبائی نہیں تھے، اسی طرح تمہاری کتابوں میں آنحضرت تکافیلی کی نشانیاں بھی موجود ہیں، لیکن تم ان شہاد توں کو لوگوں سے چھپاکر ایک بڑے ظلم کا ارتکاب کررہے ہو جو اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں۔

المجمل کی انہیت بیان فرماکر بزرگوں کی طرف انتساب یا ان پر اعتاد کو بے فائدہ قرار دیا گیا۔ کیوں کہ من بطأ به عمله لم یسرع به نسبه (صحبح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب فضل الاجتماع علی تلاوة والتر آن اللہ من کو اس کا عمل چیچے چھوڑگیا، اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا" مطلب ہے کہ اسلاف کی نیکیوں سے تہمیں کوئی فائدہ اور ان کے گناہوں پر تم سے مؤاخذہ نہیں ہوگا، بلکہ ان کے عملوں کی بابت تم سے یاتمہارے معلوں کی بابت تم سے یاتمہارے معلوں کی بابت تم سے یاتمہارے گاؤڈن گیش لِلْوِنْسَانِ اِلاَمُنَاسَعٰی ﴿ (ابْمَرَ عَمَالُ کَ لِیْ وَئِی کِھے ہے جس کی سعی اس نے کی )۔

﴿ وَاَنْ کَیْسُ لِلْوِنْسَانِ اِلاَمُنَاسَعٰی ﴾ (ابْمَر: ۲) (انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی سعی اس نے کی)۔

۵. جب آنحضرت مَنَا لَيْنَا كُلُ سے جمرت كركے مدينہ تشريف لے گئے تو ١١، ١٧ مهينے تك بيت المقدس كي طرف رخ

سیر تھی راہ کی ہدایت کر دے۔

سام الله المحربين عادل المت بنايا ہے (۱) عادل المت بنايا ہے (۱) عالم تاكم تم لوگوں پر گواہ ہوجاؤ اور رسول (مُنَائِیْدِیِّا) تم پر گواہ ہوجائیں، جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول (مُنَائِیْدِیِّا) کا سچا تابعدار کون ہے؟ اور کون ہے جو اپنی ایڈیوں کے بل پلٹ جاتا ہے؟ (۱) گو یہ کام مشکل ہے، مگر جنہیں اللہ بل پلٹ جاتا ہے؟ (۱) گو یہ کام مشکل ہے، مگر جنہیں اللہ

وَكَذَالِكَ جَعَلْنُكُوْلُمَّةً وَسَطَالِتَكُونُوْلَتُهُكَآءَ عَلَى التَّاسِ وَكُيُّونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُوْشَهِيمًا وَمَاجَعَلْمَا الْقِيْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَكِيْهِ الْآلِسُلُونَ عَلَيْمَ التَّيْسُعُ الرَّسُولُ وَمِثَّنَ يَّيْقَلِبُ عَلَى عَلِيْقِينَدُّ وَلِنْ كَانَتُ لَكِيدُيرَةً الرَّعْلَى اللَّذِينَ هَدَى اللهُ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعُمُ إِيْمَا نَكُوْلً إِنَّ اللهَ بِالثَّاسِ لَرُوُونَ اللهُ يَعْلِيْهِ

کرکے نماز پڑھتے رہے، درآل حالیکہ آپ مگانی آپ مگانی آپ مگانی آپ مگانی آپ کی خواہش تھی کہ خانہ کعبہ کی طرف ہی رخ کرکے نماز پڑھی جائے جو قبلۂ ابراہی ہے۔ اس کے لیے آپ مگانی آپ کا محامی فرماتے اور بار بار آسان کی طرف نظر بھی اٹھاتے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کا عکم دے دیا، جس پر یہودیوں اور منافقین نے شور مجادیا، حالا تکہ نماز اللہ کی ایک عبادت ہے اور عبادت میں عابد کو جس طرح تھم ہوتا ہے، اس طرح کرنے کا وہ پابند ہوتا ہے، اس لیے جس طرف اللہ نے رخ پھیردیا، اس طرف پھر جانا ضروری تھا۔ علاوہ ازیں جس اللہ کی عبادت کرنی ہے مشرق و مغرب ساری جہتیں اس کی ہیں، اس لیے جہتوں کی کوئی اہمیت نہیں، ہر جہت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوسکتی ہے، بشرطیکہ اس جہت کو اختیار کرنے کا تھم اللہ نے دیا ہو۔ تحویل قبلہ کا یہ تھم نماز عصر کے وقت آیا اور عصر کی نماز خانہ کعبہ کی طرف رخ کرکے پڑھی گئی۔

ا. و سَطٌ کے لغوی معنی تو در میان کے ہیں، لیکن یہ بہتر اور افضل کے معنی میں بھی استعال ہوتا ہے، یہاں ای معنی میں اس کا استعال ہوا ہے، یعنی جس طرح تمہیں سب سے بہتر قبلہ عطا کیا گیا ہے، اس طرح تمہیں سب سے افضل میں اس کا استعال ہوا ہے، یعنی جس طرح تمہیں سب سے افضل امت بھی بنایا گیا ہے اور مقصد اس کا یہ ہے کہ تم لوگوں پر گواہی دو۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے ﴿ لِیکُونَ اللّقَامُولُ سَتُحِیدُ اَعْکَیکُو وَ اَلْتُولُولُ اللّهُ اَلَّا اِسِ کَی وَاللّہُ اِللّهُ اللّهُ اللّهُ اِللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللّ

۲. یہ تحویل قبلہ کی ایک غرض بیان کی گئی ہے، مومنین صادقین تو رسول اللہ سکی ایٹی آئے کے اشارہ ابرو کے منتظر رہا کرتے تھے، اس لیے ان کے لیے تو ادھر سے ادھر پھر جانا کوئی مشکل معاملہ نہ تھا، بلکہ ایک مقام پر تو عین نماز کی حالت میں جب کہ وہ رکوع میں تھے یہ حکم پہنچا تو انہوں نے رکوع بی میں اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف پھیرلیا۔ یہ مجد قبلتین (لیعنی وہ مجد جس میں ایک نماز دو قبلوں کی طرف رخ کرکے پڑھی گئی) کہلاتی ہے اور ایسا ہی واقعہ معجد قبا میں بھی

قَدُنَىٰ تَقَدُّبُ وَجُهِكَ فِي السَّهَاءَ فَلَنُوْ لِيَنَّكَ قِبْلَةً تَرُضُهِماً فَوَلِّ وَجُهِكَ شَطْرِ الشَّيجِدِا أَخَوَامُ وَحَيْثُ مَا كُنْتُوْ فَوَلُوْا وُجُوهُكُمُ شَطْرَهُ وَإِنَّ النَّبِيُّ أُوتُوا اللَّهَ بَعَافِلٍ عَمَّا لَيُعْلَمُونَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ تَرْتِهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْلَمُونَ ۞

ۅۘڵڽڹٛٲؾؽ۫ؾٵڷێؽؽؙٲۉڗٛۅٵڶڮۺ۬ؼؠؚ۠ڴؚڷٳؽۊ؆ؘڷؾؘٷٵ ؿڹڵؾػٷڝٚٙٲٮٛ۫ؾؘؠؾٙٳڿڔؿؚؠؙڷؾۿڂٷڝؘڶۼڞؙۿؙۏۺؚٙٳۑڿ ؿؚڸڎٙؠؘۼۺۣٝۏڶڽؚڽٳڰڹٷؾٲۿۅٳٙۿؙڝٛۺؙڽٛٷڽڝٵ ڂؚڵٷڝۜؽٵڵٷؙڮ۫ڒٳٮۜڰٳڋٵڛٙۯڶڟۣڸؠؽؙ۞

مرجنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے (ان پرکوئی مشکل نہیں)، اللہ تعالی تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا<sup>(1)</sup> اللہ تعالی لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔ ۱۳۳ ہم آپ کے چرے کو بار بار آسمان کی طرف الحصے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب ہم آپ کو اس قبلہ کی جانب متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہوجائیں، آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیرلیں، اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اس طرف پھیرلیں، اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اس طرف بھیرا کریں۔ اہل کتاب کو اس بات کے اللہ کی طرف سے برحق ہونے کا قطعی علم ہے، (۱) اور اللہ تعالی ان اعمال سے غافل نہیں جو یہ کرتے ہیں۔

160. اور آپ اگرچہ اہل کتاب کو تمام دلیلیں دے دیں لیکن وہ آپ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے، (۳) اور نہ آپ ان کے قبلے کو ماننے والے ہیں، (۳) اور نہ یہ آپ میں ایک دوسرے کے قبلے کو ماننے

ہوا۔ لِنَعْلَمَ (تاکہ ہم جان لیں) اللہ کو تو پہلے بھی علم تھا، اس کا مطلب ہے تاکہ ہم اہل یقین کو اہل شک سے علیحدہ کردیں تاکہ لوگوں کے سامنے بھی دونوں قسم کے لوگ واضح ہوجائیں (فخ القدیر)۔

ا. بعض صحابہ و کی اُنڈی کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہوا کہ جو صحابہ و کا اُنڈی ہیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کے زمانے میں فوت ہو چکے تھے، یا ہم جتنے عرصے اس طرف رخ کرکے نماز پڑھتے رہے ہیں یہ ضائع ہو گئیں، یا شاید ان کا ثواب نہیں ملے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نمازیں ضائع نہیں ہوں گی، خمہیں پورا ثواب ملے گا۔ یہاں نماز کو ایمان سے تعبیر کرکے یہ بھی واضح کردیا کہ نماز کے بغیر ایمان کی کوئی چیشت نہیں۔ ایمان تب ہی معتبر ہے جب نماز اور دیگر احکام اللی کی پابندی ہوگ۔

۲. اہل کتاب کے مختلف صحیفوں میں خانہ کعبہ کے قبلۂ آخر الانہیاء ہونے کے واضح اشارات موجود ہیں۔ اس لیے اس کا برحق ہونا انہیں بھینی طور پر معلوم تھا، گر ان کا نسلی غرور وحسد قبول حق میں رکاوٹ بن گیا۔

۳. کیونکہ یہود کی مخالفت تو حسد وعناد کی بنا پر ہے، اس لیے دلائل کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ گویا اثر پذیری کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا دل صاف ہو۔

٣. كيونكه آپ مَنَا لِيُنْفِعُ وحى اللهي كے پابند ہيں، جب تك آپ مَنَالْفَيْفِ كو الله كى طرف سے ايسا تھم نہ ملے آپ ان كے قبلے كو كيوں كر اختيار كرسكتے ہيں۔

والے ہیں، (۱) اور اگر آپ باوجودیکہ آپ کے پاس علم آچکا پھر بھی ان کی خواہشوں کے پیچے لگ جائیں تو بالیقین آپ بھی ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔ (۲) بالیقین آپ بھی ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔ (۲) بہار جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اسے ایسا پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بچوں کو پہچانے، ان کی ایک جماعت حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے۔ (۳)

۱۳۷. آپ کے رب کی طرف سے یہ سراسر حق ہے ، خبر دار آپ شک کرنے والول میں سے نہ ہونا۔

۱۳۸. اور ہر مخص ایک نہ ایک طرف متوجہ ہورہا ہے (۵) تم نیکیوں کی طرف دوڑو۔ جہاں کہیں بھی تم ہوگے اللہ تمہیں لے آئے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ٱلَّذِيْنَ الْتَيْنَهُ لُمُو الْكِتْبَ يَعْرِفُونَهُ كَالْيَعْرِفُونَ الْبَنَاءَهُمُّ وَإِنَّ فِرِيْقًا لِمِنْهُمُ لِيَكْتُنُهُونَ الْحُقَّ وَهُمُ يَعُلُمُونَ ۞

ٱلحُقُّ مِنْ رِّبِّكِ فَلَا تُكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمُنَّرِيُنَ<sup>عَ</sup>

ۅؙڸڬؙڸۜ ۊؚڂؚۿڐؙۿ۠ۅؙٷػڒێۿٵڡۧٲڛٛؿؚٙڡڨ۠ۅاڵۼۘؽؙڔڬؖٵٙؽؽؘڡٵ ٮۜڴۅؙؿؙۨۅٵؽٲڎؚٮؚڮؙۮ۠ٳڶڶۮڿؠؽؙۼٵ؞ٳػٳڶڎػڵڴؙڴۣۺۜؿؙڴؙ ۼٙڔؿؙڒۣٛٛ۞

ا. یہود کا قبلہ صخرۂ بیت المقدس اور عیبائیوں کا بیت المقدس کی شرقی جانب ہے۔ جب اہل کتاب کے یہ دو گروہ بھی ایک قبلے پر متفق نہیں تو مسلمانوں سے کیوں یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ اس معاملے میں ان کی موافقت کریں گے۔

۲. یہ وعید پہلے بھی گزر چکی ہے، مقصد امت کو متنبہ کرنا ہے کہ قرآن وحدیث کے علم کے باوجود اہل بدعت کے پیچھے لگنا ظلم اور گمراہی ہے۔

بیغیبر پر الله کی طرف سے جو بھی حکم از تا ہے وہ یقیناً حق ہے، اس میں شک وشبہ کی کوئی گفاکش نہیں۔

۵. لیعنی ہر مذہب والے نے اپنا پیندیدہ قبلہ بنار کھا ہے جس کی طرف وہ رخ کرتا ہے۔ ایک دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ہر ایک مذہب نے اپنا ایک منہاج اور طریقہ بنا رکھا ہے، جیسے قرآن مجید کے دوسرے مقام پر ہے ﴿لَكُلِّ جَعَلْنَا عِنْكُوْتُوسُوعُهُ وَعَهِمُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الل

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَتَهَكَ شَطْرَالُمَسْچِيرِ الْحَرَامِرُورَاتَّهُ لَلُحَقِّ مِنْ تَتِبِكُ وَمَا اللهُ يِعَافِلِ مَا تَعْمُلُونِ

ڡڡڹٛڂؽڎٛڿۯڿۘؾٷٙڮۜۊۿٙػۺۜٙڟۯڶٮۺۼؚۑٳاڶۘٷٳؖؗؗۄ۠ ۅؘڝۘؽڎؙ؆ٲؽؙٮؿ۠ۄٛڡٚۅؙڷۅ۠ٲٷڿۿڵۄ۫ۺؘڟڒ؇ٞڸؚػڵڒڲ۠ۅٛڹ ڸڵٵڛٵؘؽؽۘۮ۠ڎڰڿڎ۠ٵڷڒٵؾٚۯؽؙڹڟڶۿؙٳڡؠؙؙ۫ڵۿ؞ۨڣڶڒ ۼۜۺ۫ۊؙۿۄؙۅؘٳڂٛۺۏؙڹڹٛٷڸٳ۠ڹؚڗۜڹۼٮؾؽ۫ٵؘؽؽؙڴۄ۫ۅٙڵڡڵٙڴۄ۠ ؙ ؙؿڞٙڎؙۅؙ۫ۮڹؖٛڰ

كَمَّآاَوُسُلْنَافِيَكُمْ وَسُوْلَامِّنْكُمْ يَتُنُوْا عَلَيَكُمُ النِتِنَا وُنُيُزِكِيْكُمْ وَنُعِيِّمُكُمُّ الكِينِبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعِيِّمُكُمُّ اللَّهِ

۱۹۲۹ اور آپ جہال سے نگلیں اپنامنہ (نماز کے لیے) معجد حرام
کی طرف کرلیا کریں، یہی حق ہے آپ کے رب کی طرف
سے، جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالی بے خبر نہیں۔
۱۵۰ اور جس جگہ سے آپ نگلیں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کھیرلیں، اور جہال کہیں تم ہو اپنے چبرے اسی طرف کیا کرو<sup>(۱)</sup> تاکہ لوگوں کی کوئی جمت تم پرباقی نہ رہ جائے، (۲) سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا ہے، (۳) تم ان سے نہ ڈرو<sup>(۵)</sup> مجھ ہی سے ڈرو، اور تاکہ میں اپنی نمیت تم پر لوری کروں، اور اس لیے بھی کہ تم راہ راست پاؤ۔ نمیت تم پر لوری کروں، اور اس لیے بھی کہ تم راہ راست پاؤ۔ اور جس (۵) طرح ہم نے تم میں شہبیں میں سے رسول بھیجا جو ہماری آ بیتیں تمہارے سامنے تلاوت کرتا ہے اور

ا. قبلہ کی طرف منہ پھیرنے کا تھم تین مرتبہ دہرایا گیا ہے، یا تو اس کی تأکید اور اہمیت واضح کرنے کے لیے، یا یہ چونکہ نشخ تھم کا پبلا تجربہ تھا، اس لیے ذہنی خلجان دور کرنے کے لیے ضروری تھا کہ اسے باربار دہرا کر دلوں میں رائخ کردیا جائے، یا تعدد علت کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔ ایک علت نبی منگائی اور ضی اور خواہش تھی، وہاں اسے بیان کیا۔ دوسری علت، مخالفین علت، ہر اہل ملت اور صاحب دعوت کے لیے ایک مستقل مرکز کا وجود ہے، وہاں اسے دہرایا۔ تیسری علت، مخالفین کے اعتراضات کا ازالہ ہے، وہاں اسے بیان کیا گیا ہے۔ (فع القدی)۔

۲. لیخی اہل کتاب یہ نہ کہہ سکیں کہ ہماری کتابوں میں تو ان کا قبلہ خانہ کعبہ ہے اور نماز یہ بیت المقدس کی طرف پڑھتے ہیں۔
 سابہ یہاں ظَلَمُوْ اسے مراد معاندین (عناد رکھنے والے) ہیں لیخی اہل کتب میں سے جو معاندین ہیں، وہ یہ جاننے کے باوجود کہ پنجبر آخر الزمان شَکَائِیْوْ کا قبلہ خانہ کعبہ ہی ہوگا، وہ بطور عناد کہیں گے کہ بیت المقدس کے بجائے خانہ کعبہ کو اپنا قبلہ بناکر یہ پنجبر شکائِیْوْ بالآخر اپنے آبائی دین ہی کی طرف ماکل ہوگیا ہے اور بعض کے نزدیک اس سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔
 س ظالموں سے نہ ڈرو۔ لیخی مشرکوں کی باتوں کی پروا مت کرو۔ انہوں نے کہا تھا کہ محمد (شکائِیْوْمُ) نے ہمارا قبلہ تو اختیار کرلیا ہے، عنظریب ہمارا دین بھی اپنالیں گے۔ "مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔" جو تھم میں دیتا رہوں اس پر بلاخوف عمل کرتے رہو۔ "خویل قبلہ کو اتمام نعت اور ہدایت یافشگی سے تعبیر فرمایا کہ تھم الہی پر عمل کرنا یقیناً انسان کو انعام واکرام کا مستحق رہو۔ "تھی بناتا ہے اور ہدایت کی توفیق بھی اسے نصیب ہوتی ہے۔

۵. کَمَا (جس طرح) کا تعلق ما قبل کلام سے ہے، یعنی یہ اتمام نعت اور توفیق ہدایت تمہیں اس طرح ملی جس طرح اس
 سے پہلے تمہارے اندر تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا، جو تمہارا تزکیہ کرتا، کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا اور جن کا تمہیں علم نہیں، وہ سکھلاتا ہے۔

### تَكُونُواتَعُلَكُونَ اللهُ

## فَاذْكُرُوْنِيَّ أَذُكُرُكُمْ وَالْشَكُرُوا إِلَى وَلِا تَكُفُرُونِ ﴿

ؙؽٙٳؿۜۿٵڷێڔؽؾؗٳٛڡٮٛۏؙٳٳڛٛؾۼؚؽؿؙۅٝٳڽٳڵڝۜؠ۫ڔۅؚٳڵڝۜڵۅٷۧٳؾٙٳڵؾؗ مَعَالصِّبِرْنِ

ۅؘڵٳؾؘڠؙٷڵٷٳڸؽؙؿؙڠٞؾؙڶ؋ۣٛڛؘؚؽٮؚؚٳڶڟۄٲڡٛۅٳڲ۠ڹڶ ٲڝٝؽؖٳٛٷڶڮڽؙڒڒؿؘؿڠٷۏؽ۞

وَلَنَبُنُوْتُكُمُ شِبَى مُعْمِنَ الْمُؤْفِ وَالْمُؤْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْمُؤْمِ وَلَقْضٍ مِّنَ الْمُورِينَ فَ الْوَمُوالِ وَالْوَنْفُسِ وَالشَّمَرَتِ \* وَيَشِّرِ الصِّيرِيْنَ ۖ

تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت اور وہ چیزیں سکھاتا ہے جن سے تم بے علم تھے۔

1<mark>۵۲</mark>. اس لیے تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا، اور میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔<sup>(۱)</sup>

**۱۵۳. اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو،** یقیناً اللّٰہ تعالیٰ صبر والوں کا ساتھ دیتا ہے۔<sup>(۲)</sup>

**۱۵۳**. اور الله تعالیٰ کی راہ کے شہیدوں کو مردہ مت کہو<sup>(۳)</sup> وہ زندہ ہیں، لیکن تم نہیں سب<u>ھ</u>تے۔

100. اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، جوک پیاس سے، مال وجان اور سچلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشنجری دے دیجے۔

ا. پس ان نعتوں پر تم میرا ذکر اور شکر کرو۔ کفران نعمت مت کرو۔ ذکر کا مطلب ہر وقت اللہ کو یاد کرنا ہے، لیعنی اس کی تشیح، تہلیل اور تکبیر بلند کرو، اور شکر کا مطلب اللہ کی دی ہوئی قوتوں اور توانائیوں کو اس کی اطاعت میں صرف کرنا ہے۔ خداداد قوتوں کو اللہ کی نافرمانی میں صرف کرنا، یہ اللہ کی ناشکر گزاری (کفران نعمت) ہے۔ شکر کرنے پر مزید احسانات کی نوید اور ناشکری پر عذاب شدید کی وعید ہے۔ ﴿ لَمِنْ شَکَ وَتُدُو کُلِنْ کَلَا وَلَیْ کَاللہ کَا اَوْر نَاشکری پر عذاب شدید کی وعید ہے۔ ﴿ لَمِنْ شَکَ وَتُدُو کُلِنْ کَلَا وَلَیْ کَاللہ کُلُونَ کَلَانْ کَلُودُ کَالِیْ کَلَانْ کَلَانْ کُلُود کُلُونْ کُلُونْ کُلُونْ کُلُونْ کُلُود کُلُونْ کُلُود کُلُونْ کُلُود کُلُونْ کُلُود کُلُون کُلُون کُلُون کُلُون کُلُون کُلُود کُلُون کُلُود کُلُون کُلُود کُلُون کُلُون کُلُون کُلُون کُلُود کُلُون کُلُون کُلُود کُلُون کُلُود کُلُون کُلُون کُلُون کُلُون کُلُون کُلُون کُلُون کُلُود کُلُون ک

۲. انسان کی دو بی حالتیں ہوتی ہیں: آرام وراحت (نعت) یا تکلیف وپریشانی۔ نعت میں شکر الٰہی کی تلقین اور تکلیف میں صبر اور اللہ سے استعانت کی تاکید ہے۔ حدیث میں ہے: "مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اسے خوشی پہنچتی ہے تو الله کا شکر اداکرتا ہے اور تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ دونوں بی حالتیں اس کے لیے خیر ہیں" (صحیح مسلم، کتاب الذه کا شکر اداکرتا ہے اور تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ دونوں بی حالین اس کے لیے خیر ہیں" (صحیح مسلم، کتاب الذه دوالرقائق، باب المؤمن آمرہ کله خیر عدین: ۱۹۹۹)۔ صبر کی دو قسمیں ہیں: ایک محرمات اور معاصی کے ترک اور اس سے بیخ پر اور لذتوں کے قربان اور عارضی فائدوں کے نقصان پر صبر۔ دوسرا ادکام الہید کے بجالانے میں جو مشقتیں اور تکلیفیں آئیں انہیں صبر وضبط سے برداشت کرنا۔ بعض لوگوں نے اس کو اس طرح تعیر کیا ہے: الله کی پہندیدہ باتوں پر عمل کرنا، چاہے وہ نفس وہدن پر کتنی ہی گراں ہوں، اور الله کی ناپہندیدہ باتوں سے بچنا، چاہے خواہشات ولذات اس کو اس کی طرف کتنا ہی گھینچیں۔ (ابن کیر)۔

سب شہداء کو مردہ نہ کہنا ان کے اعزاز و تکریم کے لیے ہے۔ یہ زندگی برزخ کی زندگی ہے جسے ہم سیحضے سے قاصر ہیں۔یہ زندگی علی قدر مراتب انبیاء ومومنین حتیٰ کہ کفار کو بھی حاصل ہے۔ شہید کی روح اور بعض روایات میں مومن کی روح بھی ایک پرندے کے جوف (یاسینہ) میں جنت میں جہاں چاہتی ہے گھرتی ہے (ابن کیٹر، نیز دیکھے آل عران: ۱۲۹)۔

الَّذِيْنَ إِذَا اَصَابَتُهُمُ مُّمْصِيْبَةٌ ۚ كَالُّوۡ الِثَالِيٰهِ وَاِئَّا اِلَيۡ وِلْحِعُونَ ۞

ٲۅ۠ڵٙڸۣڮٵٙڲؽۿۣڿؙڝڵۅٛٮۜٛ؈ٞؽۜڗۿ؋ۅؘڗڿٛۼؙؖٷٲۅ۠ڵڸۣڬۿ۠ ٲڵؽؙڣۘٮؙۮٶ<sup>۞</sup>

ٳڽٙۘٵڵڝۜڣؘٵۘۅٵڷؠۯۘۅٛٷۜڝٛۺؘۼٙٳ۬ؠڔۣڶٮڵۄؙڡٞؠؘؽ۫ڂڿۧٵڷؚؠؽؗڎ ٲۅؚٳڠؾٮۜؠۯؘڣؘڵۯڂٛڹٵڂۼڵؿؚۄٲؽؾۜڟۊۜڡ۬ؠؚڡؚؠؠٵۅٛڡٙؽ ٮۘڟۊۜۼڂؙؿؙڔٵٷٳؿٵٮڵۿۺؘڶۯڒۘۼڸؿڠۣ

ٳڽۜٙٵڵێڔؽؽڲٮؙٞؿؙٷؙؽڡۘٵۧٲٮٚۯؙڵؽٵڝٵڵؽێڹؾٵڵۿؽ ڝؙؙڹۼؙڮۥٵؽؾۣۜؿ۠ڰڶڵٵڛ؋ۣٵڵڲۺؚٵؙؙٞۏڶڸٟڬ

184. جنہیں جب تھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

102. ان پر ان کے رب کی نواز شیں اور رحمتیں ہیں اور یہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔<sup>(۱)</sup>

10۸. بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، (() اس کیے بیت اللہ کا حج و عمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں (() اور اپنی خوشی سے بھلائی کرنے والوں کا اللہ قدر دان ہے اور انہیں خوب جاننے والا ہے۔ 109. بے شک جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت

کو چھاتے ہیں باوجود یکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں

1. ان آیات میں صبر کرنے والول کے لیے خوش خبریال ہیں۔ حدیث میں نقصان کے وقت ﴿ إِنَّالِلْهِ وَالْمَا ٓ الْكَوْرُ رَجِعُونَ ﴾ کے ساتھ «اللَّهُ مَّ أُجُرْنِي فِي مُصِيبَتِيْ، وأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مَّنْهَا» پڑھنے کی بھی فضیلت اور تاکید آئی ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة، حدیث: ٩١٨)۔

۲. شَعَاآئِرُ شَعِيرَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی علامت کے ہیں، یہاں ج کے وہ مناسک (مثلاً موقف، سعی، منحر، بدی (قربانی) کو اشعار کرنا وغیرہ) مراد ہیں، جو الله تعالی نے مقرر فرمائے ہیں۔

يَلْعَنُهُمُ اللهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللَّعِنُونَ اللَّعِنُونَ

ٳڵڒٵٮۜۜٚڒڹؙؽؘ؆ؘٵڹُٷٳۅٙٲڞ۫ڶڂٛۅ۠ٳۅؘڹؾۜڹٛٷٵڡؙؙۅڵؠٟۧڬ ٲؿؙڹٛؗۘۼؽڣۣڿؙٷٲػٵڵؾٞۊؘڮٵڵڗۣڃؽؙؿ۠

ٳڽؘۜٵڵڬؽؙؽؘػڡٞؠٛٛۉٵۅؘڡٙٲؿؙۉٵۅؙۿؙۄؙٞڵڠٵڒؖٵۉڵؠؚٟٙٙ عَيۡهۣۿؚۄؙڵۼؗڹؘڎؙٲٮؿؗۄؘٷڶٮٛڬٙڸٟػۊؘٶالتّاسؚٲۼۘٮۼؽؗڹ<sup>ۿ</sup>

ڂٝڸؚڔؽؽڣؽۿٲٞڵٳۼٛؾڡؙؙٞٛٛٛٛٛػؘڹ۫ۿؙۮ۠ٳڵ۬ڡٙڬؘۘٲڹٛۅٙڵٳۿؙۯ ؙؽ۫ڟؙۯؙۏؽ۞

وَالْهُكُمْ اللَّهُ وَاحِنَّا لَا إِلَّهُ إِلَّاهُ وَالرَّحْمُنُ الرَّحِيْثُ

إِنَّ فِيُ خَلْقِ السَّلْوَتِ وَالْكَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلُفِ الَّتِيُّ تَغْرِى فِي الْبَعْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَّاانْزُلَ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّا إِ فَا خَيْرا بِهِ

کے لیے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پراللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔(۱)

•14. مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور بیان کردیں تو میں ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا ہوں۔

۱۲۱. یقیناً جو کفار اینے کفر میں ہی مرجائیں، ان پر الله تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔<sup>(1)</sup>

ا ۱۹۲. جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے، نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں ڈھیل دی جائے گی۔

سرا اور تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سواکوئی معبود برحق نہیں (\*\*) وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہر بان ہے۔
سرا اور بڑا مہر بان ہے۔
الار یقیناً آسانوں اور زمین کی پیدائش، رات دن کا جیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لیے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسان سے پانی اتار کر، مردہ

ا. الله تعالیٰ نے جو باتیں اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہیں انہیں چھپانا اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ کے علاوہ دیگر لعنت کرنے والے بھی اس پر لعنت کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے: «مَنْ شُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَکَتَمَه، أَلْجَمَةُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيْمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَاوِ اللهِ بَعِيْ اللهِ بَرِلْعَنْ کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے: «مَنْ عَلْمِ فَکَتَمَه، أَلْجَمَةُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيْمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَاوِ » (اَو داود، کتاب العلم، باب کواهیة منع العلم، وسنن ترمذی حدیث: ۱۵۱ وقال حدیث حسن "جس سے کوئی ایس بات پوچھی گئی جس کا اس کو علم تھا اور اس نے اسے چھپایا تو قیامت کے دن الله تعالیٰ آگ کی لگام اس کے منہ میں دے گا۔ " کی جس کا اس کو علم جوا کہ جن کی بابت یقینی علم ہے کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے، ان پر لعنت جائز ہے، لیکن ان کے علاوہ کسی بھی بڑے سے بڑے گناہ گار مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ ممکن ہے مرنے سے پہلے اس نے علاوہ کسی بڑے اللہ نے انسال کی وجہ سے اس کی غلطیوں پر قلم عفو پھیر دیا ہو، جس کا علم ہمیں نہیں ہوسکتا۔ البتہ جن بعض معاصی پر لعنت کا لفظ آیا ہے، ان کے متلین کی بابت کہا جاسکتا ہے کہ یہ لعنت والے کام نہیں، ان سے اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو یہ بارگاہ اللہی میں ملعون قرار پاسکتے ہیں۔

٣. اس آيت ميں پھر وعوت توحيد دی گئي ہے۔ يہ وعوت توحيد مشركين مكہ كے ليے نا قابل فہم تھی، انہوں نے كہا: ﴿ اَجْعَلَ الْاَلِهَ اَلَّالِهَ اَلَّا اِلْكُ اللَّهُ عُمْ اَلْكُ اللَّهُ مُعْ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهُ عُمْ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهُ عُمْ اللَّهُ اللَّهُ عُمْ اللَّهُ اللَّهُ عُمْ اللَّهُ اللَّ

الْأَكُمُ ضَ بَعُدُكَمُ وَبِهَا وَ بَكَ فِيُهَا مِنْ كُلِّ دَاَّكِةٍ ۗ وَتَصُرِيُفِ الرِّياحِ وَالسَّحَابِ الْسُخَوِ بَيْنَ السَّمَاءَ وَالْرَئِضِ لَاليتٍ لِقَوْمٍ يَعُقِلُونَ ۞

ڡڝؘٵڵػٵڛڡۜڹٞؾۼۻٛۻؙۮۅؙۑٵۺٚۄٲٮ۫ڬۘٲۘۮ۠ٲ ؿ۠ۼۣؿ۫ۏ؆ٛؠٚڲؙڮؚٵٮڶڡۅٞٵڷڮؽڹٵڡڹٛٛٵٛٲۺٙڷ۠ڂٛڲڷؚؾڵۊۅٙڵۅٛ ۘڽڒؠٵڷؽ۬ؿؽۜڟؘڂٛڂٛٳٛۮ۬ڽۯۏڹٳڵۼۘۮٵڮٛٵٚٵٚٛٛٛٛٛٚٵڶۿۊۜڰ

زمین کو زندہ کردینا، (۱) اس میں ہر قشم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رخ بدلنا، اور بادل، جو آسان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقلندوں کے لیے قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔

140. اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اورول کو تھہر اکر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے (۲) اور ایمان والے اللہ کی محبت

ا. یہ آیت اس لحاظ سے بڑی جامع ہے کہ کائنات کی تخلیق اور اس کے نظم و تدبیر کے متعلق سات اہم امور کا اس میں کیجا تذکرہ ہے، جو کسی اور آیت میں نہیں۔

- (۱) آسان اور زمین کی پیدائش، جن کی وسعت وعظمت محتاج بیان ہی نہیں۔
- (۲) رات اور دن کا کیے بعد دیگرے آنا، دن کو روشنی اور رات کو اند هیرا کردینا تاکه کاروبار معاش بھی ہوسکے اور آرام بھی۔ پھر رات کا کمیا اور دن کا چھوٹا ہونا اور پھر اس کے برعکس دن کا کمیا اور رات کا چھوٹا ہونا۔
- (٣) سمندر میں کشتیوں اور جہازوں کا چلنا، جن کے ذریعے سے تجارتی سفر بھی ہوتے ہیں اور شنوں کے حساب سے سامان رزق وآسائش بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔
  - (۴) بارش جو زمین کی شادابی وروئیدگی کے لیے نہایت ضروری ہے۔
- (۵) ہر قسم کے جانوروں کی پیدائش، جو نقل وحمل، کھتی باڑی اور جنگ میں بھی کام میں آتے ہیں اور انسانی خوراک کی بھی ایک بڑی مقدار ان سے پوری ہوتی ہے۔
- (۲) ہر قشم کی ہوائیں ٹھنڈی بھی، گرم بھی، بار آور بھی اور غیر بار آور بھی، شرقی غربی بھی اور شالی جنوبی بھی۔ انسانی زندگی اور ان کی ضروریات کے مطابق۔
- (۷) بادل جنہیں اللہ تعالی جہاں چاہتا ہے، برساتا ہے۔ یہ سارے امور کیا اللہ تعالی کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر دلالت نہیں کرتے؟ یقیناً کرتے ہیں۔ کیا اس تخلیق میں اور اس نظم و تدبیر میں اس کا کوئی شریک ہے؟ نہیں۔ یقیناً نہیں۔ تو پھر اس کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود اور حاجت روا سمجھنا کہاں کی عقل مندی ہے؟
- ۲. مذکورہ دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ کے باوجود ایسے لوگ ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اس کا شریک بنالیتے ہیں اور ان سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ سے کرنی چاہیے، بعثت محمدی کے وقت ہی ایسا نہیں تھا، شرک کے یہ مظاہر آج بھی عام ہیں، بلکہ اسلام کے نام لیواؤل کے اندر بھی یہ بیاری گھر کرگئی ہے، انہول نے بھی نہ صرف غیر اللہ اور پیرول، فقیرول اور سجادہ نشینوں کو اپنا ماوی وطحا اور قبلہ حاجات بنا رکھا ہے، بلکہ ان سے ان کی محبت، اللہ سے بھی زیادہ ہے اور توحید کا وعظ ان کو بھی اسی طرح مشرکین مکہ کو اس سے تکلیف ہوتی تھی، جس

يلاهِ جَمِيْعًا وَآنَ اللهَ شَدِيْنُا لُعَذَاكِ

ٳۮ۫ؾؘڔۜۧڒٙٳٲڵؽڹؽڹٵؿ۠ؠڠؙۅؙٳڡؚڹٵێٙڹؽڹٵۺۜؠڠؙۅؙٳۅٙۯٳٞۅ۠ٳ الْعَكَابَ وَتَقَطَّعَتُ بِهِمُ الْكِسْبَابُ®

ۅؘۛڡٙٲڶٲڵؽؽڹۜٵؾٞڹۘٷ۫ٳڵٷٲڽٞڵٮؘٵػڗۜٷٞڣؘٮؘۜؾڹۜڔٞڷؚٙڡؚڹۿؙڎ ػؠٵٮۜڹڗٷٛٳڝؚؿٵ؇ؽڶڸڮؽڔؽۣۼۣۿٳڟۿٲۼؠٵڵۿؙٷ ڝۜڒؾٟٵڮڽۿۣڂٷٵۿؙۯۼۣڂۣؽؘ؈ٛٵڵڰٳڕؖۿ

يَآيَهُا النَّاسُ كُلُوا مِثَافِى الْاَرْضِ حَلَاطِيبًا قُلَا تَتَّبِعُوْ اخْطُلُوتِ الشَّيْطُنِ واتَّهُ لَكُوْعَدُ وَّتُهُمِينُ ۞

میں بہت سخت ہوتے ہیں (''کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (تو ہر گز شرک نہ کرتے)۔

117. جس وقت پیشوا لوگ اینے تابعداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور کل رشتے ناتے ٹوٹ جائیں گے۔

171. اور تابعدار لوگ کہنے لگیں گے کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہوجائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کو، اور یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔(۲)

۱۲۸. لوگو! زمین میں جنتی تھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر نہ چلو، <sup>(۳)</sup> وہ تمہارا کھلا

کا نقشہ اللہ نے اس آیت میں کھینیا ہے: ﴿وَلَدَا أَذِكُو اللهُ وَحَدَى اللّهِ عَلَى اللّهِ عَنْ اللّهِ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّه

۲. آخرت میں بیروں اور گدی نشینوں کی بے بی اور بے وفائی پر مشرکین حسرت کریں گے لیکن وہاں اس حسرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کاش دنیا میں ہی وہ شرک سے توبہ کرلیں۔

س. لیعنی شیطان کے پیچھے لگ کر اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام مت کرو۔ جس طرح مشرکین نے کیا کہ اپنے بتوں کے نام وقف کردہ جانوروں کو وہ حرام کر لیتے تھے، جس کی تفصیل سورۃ الانعام میں آئے گی۔ حدیث میں آتا ہے نبی مُعَالَّيْنِاً

ہوا دشمن ہے۔

ٳٮۜۜؠٚٵێٳؘڡؙٛۯؙػؙۄ۫ڔۣٳۺٷٙۼۘٷٲڶڡٚڞؗؾۜٵٙ؞ؚۅٙٲڽؙؾڠؙۅڷۅٛٵٸٙؽ اٮڵٶڡٵڵڒؾؘۘٷڲؠؙۅٛڽ۞

وَإِذَاقِيْلَ لَهُمُّ اتَّبِعُوا مَاۤ اَنْزَلَ اللهُ قَالُوا بَلُ نَكِّيْعُ مَاۤ الْفَيۡنَا عَلَيْهِ ابَآ ءَنا الَوَلَوُ كَانَ ابَاۤ وُهُمۡ لاَيۡفِعۡدُونَ شَيۡعًا وَلاَيۡهُمۡنُدُونَ

ۅؘڡؿڷؙڷڒؠؽ۬ؽػڤۯؗۏٵػؠۜۺٙڶڷۮؚؽؽؽؙۼؿؙؠٟؠٵڵۘۘۮ ؽؽٮٛٮۼ۠ٳڷٳۮؙۼٵۧٷؾؚٮؘٲۓٛڞؙڿ۠ڰ۪ڴڎۣ۠ۼؙؽؙٷۿۿؙ ڵڒؽۼڟۮؙۏڽٛ

يَّالَيُهُا الَّذِيْنَ الْمُنُوالْمُنُوامِنْ طَيِّبْتِ مَارِحَنَ قَنْكُمُ وَاشْكُوُوالِمُوانُ كُنْتُمُ لِيَّالُا تَعْبُكُونَ

149. یقیناً وہ متہیں صرف برائی اور بے حیائی کا اور اللہ تعالی پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا متہیں علم نہیں۔

• 12. اور ان سے جب بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، گو ان کے باپ دادے بے عقل اور کا کہا یہ کہ کردہ راہ ہوں۔

\*\*A کردہ راہ ہوں۔(۱)

121. اور کفار کی مثال ان جانوروں کی طرح ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی کو سنتے ہیں ( سیحتے نہیں) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، انہیں عقل نہیں۔ (۲) 121. اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تہہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ، پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو، اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔ (۳)

نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے "میں نے اپنے بندوں کو صنیف پیدا کیا، پس شیطانوں نے ان کو ان کے دین سے گر اہ کردیا اور جو چیزیں میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں، وہ اس نے ان پر حرام کردیں۔" (صحیح مسلم، کتاب البحنة وصفة نعیمها والمها، باب الصفات التی یعرف بھا فی الدنیا آھل البحنة وأهل النار)۔

1. آج بھی اہل برعت کو سمجھایا جائے کہ ان برعات کی دین میں کوئی اصل نہیں تو وہ بہی جواب دیتے ہیں کہ یہ رسمیں تو ہمارے آباء و اجداد سے چلی آرہی ہیں۔ حالانکہ آباء و اجداد بھی دینی بصیرت سے بے بہرہ اور ہدایت سے محروم رہ سکتے ہیں، اس لیے دلائل شریعت کے مقابلے میں آباء پر سی یا اپنے ائمہ وعلاء کی اتباع غلط ہے۔ اللہ تعالی مسلمانوں کو اس دلدل سے نکالے۔

7. ان کا فروں کی مثال جنہوں نے تقلید آباء میں اپنی عقل و فہم کو معطل کرر کھا ہے، ان جانوروں کی طرح ہے جن کو چرواہا بلاتا اور پکار تا ہے، وہ جانور آواز تو سنتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ انہیں کیوں بلایا اور پکارا جارہا ہے؟ اسی طرح یہ مقلدین بھی بہرے ہیں کہ حق کی آواز نہیں سنتے، گو تگے ہیں کہ حق ان کی زبان سے نہیں نکلتا، اندھے ہیں کہ حق کے دکھنے سے عاجز ہیں اور بے عقل ہیں کہ دعوت حق اور دعوت توحید وسنت کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ یہاں دعا سے قریب کی آواز اور ندا سے دور کی آواز مراد ہے۔

m. اس میں اہل ایمان کو ان تمام یا کیزہ چیزوں کے کھانے کا حکم ہے جو اللہ نے حلال کی ہیں اور اس پر اللہ کاشکر ادا کرنے

ٳٮٚۜٮؙٵڂۜۊۜڡۧٵؽؽؙػ۠ۄؙٳڷٮؽؗؾۜڎٞۘٷٳڶػۿۅؘڷڂٛۿٳڵۼڹ۠ڔ۬ؽؗڕۅؘڡٙٲ ٳ۠ۿڷڽ؋ڸۼؽڔٳڶؿٷڣٙڛؘٳڞٛڟڗۜۼؽڒؠۜٳڿٷٙڵۯٵۧۮ۪ۏڶٙڒٙ ٳؿؿٛٷؽؽ؋ٳؾٞٳڛ۠ڎۼؘڡؙٛۏڒؿۜڿؽؿ۠

ساکا. تم پر مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے (۱) پھر جو مجبور ہوجائے اور وہ حدسے بڑھنے والا

کی تاکید ہے۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اللہ کی حلال کردہ چیزیں ہی پاک اور طیب ہیں، حرام کردہ اثیاء پاک نہیں، چاہے وہ نفس کو کتنی ہی مرغوب ہول (جیسے اہل یورپ کو سور کا گوشت بڑا مرغوب ہے)، دوسرایہ کہ بتوں کے نام پر منسوب جانوروں اور اثیاء کو مشرکین اپنے اوپر جو حرام کر لیتے تھے (جس کی تفصیل سورۃ الانعام میں ہے) مشرکین کا یہ عمل غلط ہے اور اس طرح ایک حلال چیز حرام نہیں ہوتی، تم ان کی طرح ان کو حرام مت کرو (حرام صرف وہی ہیں جس کی تفصیل اس کے بعد والی آیت میں ہے)، تیسرایہ کہ اگر تم صرف ایک اللہ کے عبادت گزار ہوتو ادائے شکر کا اہتمام کرو۔

ا. اس آیت میں چار حرام کردہ چیزوں کا ذکر ہے، لیکن اسے کلمہ حصر (إنها) کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جس سے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حرام صرف یہی چار چیزیں ہیں، جب کہ ان کے علاوہ بھی کئی چیزیں حرام ہیں۔ اس کیے اول تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ حصر ایک خاص سیاق میں آیا ہے، یعنی مشرکین کے اس فعل کے ضمن میں کہ وہ حلال جانوروں کو بھی حرام قراردے لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ حرام نہیں، حرام تو صرف یہ یہ ہیں۔ اس لیے یہ حصر اضافی ہے، لینی اس کے علاوہ بھی دیگر محرمات ہیں جو یہاں مذکور نہیں۔ دوسرے حدیث میں دو اصول جانوروں کی حلت وحرمت کے لیے بان کردیے گئے ہیں، وہ آیت کی صحیح تفییر کے طور پر سامنے رہنے چاہئیں۔ درندوں میں ذو ناب (وہ درندہ جو کیلیوں سے شکار کرے) اور پرندوں میں ذو مخلب (جو پنجے سے شکار کرے) حرام ہیں۔ تیسرے: جن جانوروں کی حرمت حدیث سے ثابت ہے مثلاً گدھا، کتا وغیرہ وہ بھی حرام ہیں، جس سے اس بات کی طرف اشارہ نکلتا ہے کہ حدیث بھی قرآن کریم کی طرح دین کا ماخذ اور دین میں جبت ہے اور دین دونوں کے ماننے سے مکمل ہو تا ہے، نہ کہ حدیث کو نظر انداز کرکے، صرف قرآن سے۔ مردہ سے مراد ہر وہ حلال جانور ہے، جو بغیر ذبح کیے طبعی طور یر یا کسی حادثے سے (جسکی تفصیل سورۃ المائدۃ میں ہے) مر گیا ہو۔ پاشر عی طریقے کے خلاف اسے ذخ کیا گیا ہو، مثلاً گلا گھونٹ دیا جائے، یا پتھر اور لکڑی وغیرہ سے مارا جائے، یا جس طرح آج کل مشینی ذبح کا طریقہ ہے جس میں جھکے سے مارا جاتا ہے۔ البتہ حدیث میں دو مر دار جانور حلال قرار دیے گئے ہیں۔ ایک مجھلی، دوسری ٹڈی، وہ اس حکم میتہ سے مشٹی ہیں۔ خون سے مراد دم مسفوح ہے لینی ذبح کے وقت جو خون نکاتا اور بہتا ہے۔ گوشت کے ساتھ جو خون لگا رہ جاتا ہے وہ حلال ہے۔ یہاں بھی دو خون حدیث کی رو سے حلال ہیں: کلیجی اور تلی۔ خزیر لیعنی سور کا گوشت، یہ بے غیرتی میں بدترین جانور ہے، اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے، وَمَا أُهِلَّ وہ جانور یا کوئی اور چیز جے غیراللہ کے نام پر یکارا جائے۔ اس سے مراد وہ جانور ہیں جو غیراللہ کے نام پر ذبح کیے جائیں۔ جیسے مشرکین عرب لات وعزیٰ وغیرہ کے ناموں پر ذنح کرتے تھے، یا آگ کے نام پر، جسے مجوسی کرتے تھے۔

اور اسی میں وہ جانور بھی آجاتے ہیں جو جاہل مسلمان فوت شدہ بزرگوں کی عقیدت ومحبت، ان کی خوشنودی وتقرب حاصل کرنے کے لیے یا ان سے ڈرتے اور امید رکھتے ہوئے، قبروں اور آستانوں پر ذبح کرتے ہیں، یا مجاورین کو بزرگوں

ٳؾۜٵؾۜڹؽؙؽڲؿؙؿؙٷؽ؞ٙۘػٵٮؙڎ۫ڶٳڶٮؿ۠؋ڝٙٵڰؽڮ ۅؘؽۺؙؾٞۯؙۏڽ؋ڟؘٮٵڟؚؽڲڵٳ۠ۉڵڸۣڮ؆ٳؽٲ۠ڴٷ۫ؽڣ ؠؙڟٷڹۿٟڂٳڵٳٵڶػڶۯۅٙڵؽڲڷۿۻؙٳڶڵ۠ۿؽۏۛڞڶڤؚؽؠةۅۅٙڵۮ ؽٷؿٚۿڂٞٷڶۿڿۘۼۮٵڮٳڵؽؙڲؚ۠

ٱۅڵۑڬ۩ێڹؽؽٳۺؙػڒۘۉٳڶڞۜڶڶڎۜۑٵٮؙۿؙڬؽ ۅؘٳڵؙۼڬؘٳڹۑٳڷؠٞٷ۫ڣڒۊ\*ڣؠۜٵٞڞؙڹڒۿؙڎ۫ۼڶٙ۩ڶؿٵؚۅ

ۮ۬ڵؚڡٛڔٲؿۜٙ۩ڵؗۿؙڬڗٞڵ۩۠ڮؿؙؼڔٵٛڡٞڂؚقۜٞٷڶڰٙ ٵڰؚۜۮؚؽؽٵڂٛؾؘڵڡؙؙۅؙؙٳڣ۩ڰؚۺڶؚڶڣؽ۠ۺڠٳٙؿٵؠۼؽۑٳۿ

اور زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں، یقیناً اللہ تعالی بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

127. بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی تھوڑی سی قیمت پر بیچے ہیں، افر قیامت یقین مانو کہ یہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں، اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا، اور نہ انہیں پاک کرے گا، بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

پاک کرے گا، بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

بدلے اور عذاب کو مغفرت کے بدلے خرید لیا ہے، یہ لوگ آگ کا عذاب کو مغفرت کے بدلے خرید لیا ہے، یہ لوگ آگ کا عذاب کتنا برداشت کرنے والے ہیں۔

بدلے اور عذاب کتا برداشت کرنے والے ہیں۔

کتاب اتاری اور اس کتاب میں اختلاف کرنے والے بیں۔

کتاب اتاری اور اس کتاب میں اختلاف کرنے والے بیں۔

کتاب اتاری اور اس کتاب میں اختلاف کرنے والے بیں۔

کی نیاز کے نام پردے آتے ہیں (جیسے بہت سے بزرگوں کی قبروں پر بورڈ گئے ہوئے ہیں مثلاً "داتا" صاحب کی نیاز کے لیے بحرے بہاں جمع کرائے جائمیں)، ان جانوروں کو، چاہ ذرج کے وقت اللہ ہی کا نام لے کر ذرج کیا جائے، یہ حرام ہی ہوں گے۔ کیوں کہ اس سے مقصود، رضائے اللی نہیں، رضائے اہل قبور اور تعظیم لغیر اللہ، یا خوف یا رجاء من غیر اللہ (غیراللہ سے مافوق الأساب طریقے سے ڈر یا امید) ہے، جو شرک ہے۔ اس طریقے سے جانوروں کے علاوہ جو اشیا بھی غیر اللہ کے نام پر نذر ونیاز اور چڑھاوے کی ہوں گی، حرام ہوں گی، جیسے قبروں پر لےجاکر یا وہاں سے خرید کر، قبور کے ارد گرد فقراء وماکین پر دیگوں اور لگروں کی، یا مٹھائی اور پیسوں وغیرہ کی تقسیم، یا وہاں صندوقچی میں نذر ونیاز کے بیٹے ڈالنا، یا عرس کے موقع پر وہاں دودھ پہنچانا، یہ سب کام حرام اور ناجائز ہیں، کیونکہ یہ سب غیر اللہ کی نذر ونیاز کی صورتیں ہیں اور نذر بھی نماز، روزہ وغیرہ عبادات کی طرح، ایک عبادت ہے اور عبادت کی ہرقشم صرف ایک اللہ کی حدیث میں ہے: «مَلْعُونْ مَنْ ذَبِحَ لِغَیْرِ الله» – (صحیح الجامع الصغیر وزیادته البانی – ج ۲ کے لیے مخصوص ہے۔ اس لیے حدیث میں ہے: «مَلْعُونْ مَنْ ذَبِحَ لِغَیْرِ الله» – (صحیح الجامع الصغیر وزیادته البانی – ج ۲ کے لیے مخصوص ہے۔ اس لیے حدیث میں ہے: «مَلْعُونْ مَنْ ذَبِحَ لِغَیْرِ الله» – (صحیح الجامع الصغیر وزیادته البانی – ج ۲ کے ایم بر مانور ذرج کیا، وہ ملعون ہے۔ "

تفیر عزیزی میں بحوالہ تفیر نیشا پوری ہے: «أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ لَو أَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِیْحَةً، یُرِیْدُ بِذَبْحِهَا التَّقَوُّبَ إِلَی عَیْرِ اللهِ، صَارَ مُوْتَدًّا وَذَبِیْحَتُهُ ذَبِیْحَةُ مُوْتَدًّا وَذَبِیْحَتُهُ ذَبِیْحَةُ مُوْتَدًّا وَذَبِیْحَتُهُ دَبِیْحَةُ مُوْتَدًّا وَ اَسْ عَرِدَ مِن عَلَاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ الرّکسی مسلمان نے کوئی جانور غیراللہ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ذرج کیا تو وہ مرتد ہوجائے گا اور اس کا ذبیحہ اگر کسی مرتد کا ذبیحہ ہوگا۔"

لَيْسَ الْبِرِّ آنُ تُوَلِّوا وُجُوْهَكُمْ وَبَسَلَ الْمُشْرِقِ وَالْمَعْرِبِ وَلِكِنَّ الْبِرِّمِنَ الْمَنْ بِاللَّهِ وَالْبَيْوِ الْإِخِرُ وَالْمَلْكُةَ وَالْكِبْرِ فَالْكَبْرِ وَالْقِيبِينَ وَالْمَلْكِينَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِى الْقُدُونِ وَالْيَسَلِّي وَالْمَشْلِي وَالْمَسْلِينَ وَابْنَ السَّيِمْيُلِ وَالسَّلَيْلِيلِينَ وَالْمُوفُونَ بِعَهُدِهِمُ وَاقَامَ الصَّدَوَّةُ وَالْمَلْيِلِينَ فِي الْبَالُمِنَ أَوْلَا لَكُوفُونَ بِعَهُدِهِمُ وَالصَّرَّ الْمَوْمُونَ وَالْمَلْلِينَ فِي الْبَالُمِنَ الْمَالَمَةُ وَالْمُوفُونَ فِي الْمَالَمَةُ وَالْمُؤْونَ فَى مَا فَاللَّهُ الْمَلْمَةُ وَلَى الْمَالَمَةُ وَالْمَوْفَقِينَ فَى الْمَالَمَةُ وَلَيْكَ اللَّهُ وَالْمُؤْونَ فَى الْمَلْمَةُ وَلَى الْمُلْكَامِينَ فَى الْمُنْفَوْنَ فَى الْمُنْفَاقِينَ فَى الْمُنْفَاقِينَ فَى الْمُنْفَاقِينَ فَى الْمُنْفَاقِينَ فَى الْمُنْفَاقِينَ فَى الْمُنْفِينَ فَى الْمُنْفَاقِينَ فَى الْمُنْفَاقِينَ فَى الْمُنْفِقِقُونَ فَى الْمُنْفَاقِينَ الْمُنْفَاقِينَ فَى الْمُنْفَاقِينَ الْمُنْفِقَاقِونِ الْمُنْفِقِينَ الْمُنْفَاقِينَ الْمُنْفِينَ الْمُنْفَاقِينَ الْمُنْفَاقِينَ الْمُنْفَاقِينَ الْمُنْفِقَاقِينَ الْمُنْفَاقِينَ الْمُنْفَاقِينَاقِلَى الْمُنْفَاقِينَ الْمُنْفَاقِينَاقِينَاقِينَالَّى الْمُنْفَاقِينَاقِينَاقِينَالِمُنْفَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَالْمُنْفِينَالِمُنْفِينَالْمُنْفَاقِينَاقِينَالِمُنْفَاقِينَاقِينَالْمُنْفَاقِينَالِمُنْفَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَالْمُنَاقِينَاقِينَالْمُنْفَاقِينَالِمُنْفِينَالْمُنْفَاقِينَاقِينَالْمُنْفَاقِينَاقِينَاقِينَالِمُنْفَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقُونَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقِينَاقُونَاقِينَاقُونَاقِينَاقُونَاقِينَاقُونَاقِينَاقُونِينَاقِينَاقُونِينَاقُونَاقُ

يَايُتُهَا الذِينَ المَنُوا كُنِبَ عَلَيْكُو الْقِصَاصُ فِي الْفَتُلَ الْدُونُ الْقِصَاصُ فِي الْفَتُل اللهِ اللهِ الْفَلْفِينَ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ الل

المان اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں (۱) بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نہیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، تیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پر ہیز گار ہیں۔

۱۷۸. اے ایمان والو! تم پر مقولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے، آزاد آزاد کے بدلے، غلام غلام کے بدلے، اور عورت عورت کے بدلے۔

ا. یہ آیت قبلے کے ضمن میں ہی نازل ہوئی۔ ایک تو یہودی اپنے قبلے کو (جو بیت المقدس کا مغربی حصہ ہے) اور نصاری اپنے قبلے کو (جو بیت المقدس کا مشرقی حصہ ہے) بڑی اہیت دے رہے تھے اور اس پر فخر کررہے تھے۔ دوسری طرف مسلمانوں کے تحویل قبلہ پر چہ میگوئیاں کررہے تھے، جس سے بعض مسلمان بھی بعض دفعہ کبیدہ فاطر ہوجاتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرلینا بذات خود کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ یہ تو صرف مرکزیت اور اجھاعیت کے حصول کا ایک طریقہ ہے، اصل نیکی تو ان عقائد پر ایمان رکھنا ہے جو اللہ نے بیان فرمائے اور ان انمال واطاق کو اپنانا ہے جس کی تاکید اس نے فرمائی اور ان انمال واطاق کو اپنانا ہے جس کی تاکید اس نے فرمائی وار فرائی وار قر آن وحدیث میں بیان کردہ تمام صفات باری کو بغیر کسی تاویل یا تعطیل یا تکییف کے تسلیم کیا جائے۔ آخرت کے روز جزاء ہونے، حشر ونشر اور جنت ودوزخ پر یقین رکھا جائے۔ الکیتاہے، سے مراد تمام آسانی کتابوں کی صدافت پر ایمان ہے۔ اور فرشتوں کے وجود پر اور تمام پنجبروں پر یقین رکھا جائے۔ ان ایمانیات کے ساتھ ان انمال کی طرف راجع ہے، یعنی مال کی حجت کے کو اپنایا جائے جس کی تفصیل اس آیت میں ہے۔ عکلیٰ حُبیّہ میں (ہ) ضمیر مال کی طرف راجع ہے، یعنی مال کی محبت کے باوجود مال خرج کرے۔ الباہشیآء سے نگل دستی اور شدت فقر، الفی آء سے نقصان یا بیادی اور البائیت کھن ہوتا ہے اس لیے شدت مراد ہے۔ ان تینوں عالتوں میں صبر کرنا، یعنی احکامات الہیہ سے سرمو انحراف نہ کرنا نہایت کھن ہوتا ہے اس لیے شدت مراد ہے۔ ان تینوں عالتوں میں صبر کرنا، یعنی احکامات الہیہ سے سرمو انحراف نہ کرنا نہایت کھن ہوتا ہے اس لیے اس کیا طرف دیر بیان فرمایا ہے۔

۲. زمانۂ جاہلیت میں کوئی نظم اور قانون تو تھا نہیں، اس لیے زور آور قبیلے کمزور قبیلوں پر جس طرح چاہتے، ظلم وجور کا ار تکاب کر لیتے۔ ظلم کی ایک شکل یہ تھی کہ کسی طاقتور قبیلے کا کوئی مرد قتل ہوجاتا تو وہ صرف قاتل کو قتل کرنے کے

ۑۣٳڵؠؙۼۯ۬ۅ۫ڣؚٷٲڎٳٛٵڷۣؾۅۑٳڞٮٳڽۣٵڎ۬ڸػۼۛڣؙؽڡ۠ٞۺ ڗؾٟ۠ۿۅٛڗڂؠڎٞڟؘڹڹٳٲۼؾڶؽڹۼۛۮڶڸػؘڡؘڶڎؙڝۜۮؘٵٮ ٵؘڸؿؗۿٛ

بھائی کی طرف سے پچھ معافی دے دی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہیے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہیے۔(۱) تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے(۱) اس کے بعد بھی جوسرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا۔(۱)

بجائے قاتل کے قبیلے کے کئی مردوں کو، بلکہ بیا او قات پورے قبیلے ہی کو تہیں نہیں کرنے کی کوشش کرتے اور عورت کے بدلے مرد کو اور غلام کے بدلے آزاد کو قتل کرتے۔ اللہ تعالی نے اس فرق وامتیاز کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ جو قاتل ہوگا، قصاص (بدلے) میں ای کو قتل کیا جائے گا۔ قاتل آزاد ہے تو بدلے میں وہی قاراد، غلام ہے تو بدلے میں وہی عورت ہی قتل کی جائے گی، نہ کہ غلام کی جگہ آزاد اور عورت کی جگہ مرد، وہی غلام اور عورت ہے تو بدلے میں متعدد مرد۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرد اگر عورت کو قتل کردے تو قصاص میں کوئی یا ایک مرد کے بدلے میں متعدد مرد۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرد اگر عورت کو قتل کردے تو قصاص میں کوئی عورت قتل کی جائے گا (جیسا کہ ظاہری الفاظ ہے مفہوم نکاتا کی جائے گا، یا عورت، مرد ہو یا عورت، مرد ہو یا کمزور۔ «الْمُسْلِمُونَ تَتَکَافَأُ دِمَاؤُهُمْم» – الحدیث (سنن أبی داود، کتاب الجهاد، باب فی السریة تود علی أهل العسکر) "تمام مسلمانوں کے خون (مرد ہو یا عورت) برابر ہیں۔ "گویا آیت کا وہی مفہوم ہے جو قر آن کریم کی دوسری آیت، ﴿اللّٰهُ سُلِمُونَ اللّٰهُ اللّٰهُ سُلِمُونَ عَلَی کا ہے۔ احداث نے اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسلمان کو کافر کے قصاص میں قتل کیا جائے گا لیکن جمہور علاء اس کے قائل نہیں، کیوں کہ حدیث میں وضاحت کہ مسلمان کو کافر کے قصاص میں قتل کیا جائے گا لیکن جمہور علاء اس کے قائل نہیں، کیوں کہ حدیث میں وضاحت کہ مسلمان کو کافر کے قصاص میں قتل کیا جائے گا لیکن جمہور علاء اس کے قائل نہیں، کیوں کہ حدیث میں وضاحت کہ طاح گا "رائے گا" (خ اقدیم) مزید دکھیے آیت ۲۵ میں مورة المائدة۔

ا. معافی کی دو صورتیں ہیں: ایک بغیر معاوضہ مالی یعنی دیت لیے بغیر ہی محض رضائے اللی کے لیے معاف کردینا، دوسری صورت، قصاص کے بجائے دیت قبول کرلینا، اگر یہ دوسری صورت اختیار کی جائے تو کہا جارہا ہے کہ طالب دیت مجلائی کا اتباع کرے۔ ﴿وَاَلْمَالِيْكِهِ مِيْكُ مَيْكُ مِيْكُ مِيْكُ كَمَا جَارِہا ہے کہ بغیر نگ کیے اچھے طریقے سے دیت کی ادائیگی کرے۔ اولیائے مقتول نے اس کی جان بخشی کرکے اس پر جو احمان کیا ہے، اس کا بدلہ احمان ہی کے ساتھ دے۔ ﴿هَلْ جَوَااُو لِلْمُعْسَانُ ﴾ (الرطن: ۲۰)۔

۲. یہ تخفیف اور رحمت (لیعنی قصاص، معافی یا دیت تین صورتیں) الله تعالیٰ کی طرف سے خاص تم پر ہوئی ہے ورنہ اس
 سے قبل اہل تورات کے لیے قصاص یا معافی تھی، دیت نہیں تھی اور اہل انجیل (عیبائیوں) میں صرف معافی ہی تھی،
 قصاص تھا نہ دیت۔ (ابن عیر)۔

m. قبول دیت یا اخذ دیت کے بعد قتل بھی کردے تویہ سرکثی اور زیادتی ہے جس کی سزا اسے دنیا وآخرت میں جھکتنی ہوگ۔

وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ عَلِوةٌ لِيَاثُرِ لِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَقُوُنَ۞

كُوِّبَ عَلَيُكُوْ إِذَاحَضَرَاحَتَكُوْ الْمُوْتُ إِنْ تَوَكَّ خَيُراً ۗ لِلْوَصِيِّ ثُنَّ لِلْوَالِمَيْنِ وَالْاَقْرَىكِيْنَ بِالْمُعَوُّوُفِّ حَقَّا عَلَى الْمُتَقَوِّنَ

> فَمَنْ بَتَ لَهُ بَعُلَ مَاسَمِعَهُ فَاتَّمَاۤ التُهُ عَلَى اللهَ سَمِيعُ عَلِيُّرُهُ الّذِينُ نُيكِ لُؤنَهُ ﴿ إِنَّ اللهَ سَمِيعٌ عَلِيُرُهُ

ڣؠۜڽؙڿٵؽڡؚڽٛ؆۠ۏڝٟڿڹڡٞٵٷٛٳؙؿ۫ڴٵٷؘٲڞؙڵػ ڹؽؿۿؙۮۏڰڒٳٮؙٛؿۯۼڷؿڋٳؖۊٵڶڰڬٷٛۏڒؖؾڿؚؽڎ۠ؖ

129. اور عقلمندو! قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے اس کے باعث تم (قتل ناحق سے) رکوگ۔(۱)
100. تم پر فرض کردیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مال چھوڑ جاتا ہو تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت

کرجائے، (۲) پر ہیز گاروں پر یہ حق اور ثابت ہے۔

۱۸۱. اب جو شخص اسے سننے کے بعد بدل دے اس کا گناہ

بدلنے والے پر ہی ہوگا، واقعی اللہ تعالیٰ سننے والا جانے

المحمد. ہاں جو شخص وصیت کرنے والے کی جانب داری یا گناہ کی وصیت کردینے سے ڈرے (۳) پس وہ ان میں آپس میں اصلاح کرادے تو اس پر گناہ نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

ا. جب قاتل کو یہ خوف ہوگا کہ میں بھی قصاص میں قتل کردیا جاؤں گا تو پھر اسے کسی کو قتل کرنے کی جر آت نہیں ہوگی اور جس معاشرے میں یہ قانون قصاص نافذ ہوجاتا ہے، وہاں یہ خوف معاشرے کو قتل وخونریزی سے محفوظ رکھتا ہے، جس سے معاشرے میں نہایت امن اور سکون رہتاہے، اس کا مشاہدہ آج بھی سعودی معاشرے میں کیا جاسکتا ہے جہاں اسلامی حدود کے نفاذ کی یہ برکات الحمدللہ موجود ہیں۔ کاش دوسرے اسلامی ممالک بھی اسلامی حدود کا نفاذ کرکے اسلامی حدود کا نفاذ کرکے اسلامی میں کیا کہ یہ پرسکون زندگی مہیا کرسکیں۔

7. وصیت کرنے کا یہ تھم آبت مواریث کے نزول سے پہلے دیا گیا تھا۔ اب یہ منسون ہے۔ بی سکی تینی کم النہ الله تعالی نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے قد اُغطیٰ لیکٹل ذِیْ حَقَّ مُفَاد وَصِینَّه لَوَادِثِ (اَخْرِجه النه مذي) "الله تعالی نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے (یعنی ورثاء کے ھے مقرر کردیے ہیں) لیس اب کی وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں" البتہ اب ایسے رشتہ داروں کے لیے وصیت کی جاسکتی ہے وو وارث نہ ہوں، یا راہ خیر میں خرج کرنے کے لیے کی جاسکتی ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ عد ثابت (ایک تہائی) مال ہے، اس سے زیادہ کی وصیت نہیں کی جاسکتی۔ (صحبح البخاري، کتاب الفرائض باب میراث البنات) سے جنگا (ماکل ہونا) کا مطلب ہے غلطی یا بجول سے کسی ایک رشتے دار کی طرف زیادہ ماکل ہوکر دو سروں کی حق تلفی کرے اور اِثما سے مراد ہوں کو وصیت ہے جس کا بدلنا اور اس کرے اور اِثما سے مراد گناہ کی وصیت ہے جس کا بدلنا اور اس پر عمل نہ کرنا ضروری ہے، ورنہ دنیا سے جاتے ہی ظلم کا ارتکاب، اس کے اخروی نجات کے نقطۂ نظر سے سخت خطرناک ہے۔

ؙڲٳؽ۠ۿٵ۩ۜٙڹؽؙؽٵؗڡؙٮؙٛۅٛٳػؚ۫ؾڹۘۦڡٙڶؽڬۿؚ۠ٳڵڝؚۨؽٵۿؙؚػؠٙٵ ػۭ۠ؾڹٸٙڶ۩ٚڹؽؽ؈؈ٛڠؙؽڸڴۏؙڵڡؘڰڴۿڗؾۜؿڠؙۅٛ؈ٚ

آيَّامَامَعُدُاوُدُتِ فَمَنَكَانَ مِنْكُمُّ قَرِيْطُا اَوْعَلَى سَفَرِوَفِتَ ةُ شِنَ آيَّامِ الْخَرِ وَعَلَى الّذِيْنَ يُطِيقُونَهُ فِذَيَةٌ طُعَامُوسِيكِنْ فَمَنُ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُو خَيْزًا هُ وَانْ تَصُومُواْ خَيْزٌ كُلُّمُ اِنْ كُنْتُهُ تَعْلَمُونَ ﴿

شَهُرُومَضَانَ الَّذِي أَنْزِلَ فِيهِ الْقُرْانُ هُدَّى

۱۸۳. اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔<sup>(۱)</sup>

۱۸۴ گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے (۲) اور اس کی طاقت رکھنے والے (۳) فدید میں ایک مسکین کو کھانا دیں، پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے (۳) لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے آگر تم باعلم ہو۔

الما المان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا (۵) جو

ا. صِیامٌ، صَوْمٌ (روزہ) کا مصدر ہے جس کے شرعی معنی ہیں، صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور بیوی سے ہم بستری کرنے سے، اللہ کی رضا کے لیے، رکے رہنا، یہ عبادت چونکہ نفس کی طہارت اور تزکیہ کے لیے، بہت اہم ہے، اس لیے اسے تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا۔ اس کا سب سے بڑا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ اور تقویٰ انسان کے اخلاق وکردار کے سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

۲. یہ بیار اور مسافر کو رخصت دے دی گئی ہے کہ وہ بیاری یا سفر کی وجہ سے رمضان المبارک میں جینے روزے نہ رکھ سکے ہوں، وہ بعد میں رکھ کر گنتی یوری کرلیں۔

الله یطیقُونَهُ کا ترجمہ یَتَجَشَّمُونَهُ "نہایت مشقت سے روزہ رکھ سکیں" کیا گیا ہے (یہ حضرت ابن عباس وَلَا اُلْهُا سے منقول ہے، امام بخاری نے بھی اسے پند کیا ہے) لیعنی جو شخص زیادہ بڑھانے یا ایسی بیاری کی وجہ سے، جس سے شفا یابی کی امید نہ ہو، روزہ رکھنے میں مشقت محسوس کرے، وہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دے دے، لیکن جمہور مضرین نے اس کا ترجمہ "طاقت رکھتے ہیں" بی کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں روزے کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے طاقت رکھتے والوں کو بھی رخصت دے دی گئی مشکین کو کھانا دے طاقت رکھتے والوں کو بھی رخصت دے دی گئی مشکی کہ اگر وہ روزہ نہ رکھیں تو اس کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے دیا کریں۔ لیکن بعد میں ﴿فَمَنَ شَهِمَدَ وَمُنْکُو الشَّهُو وَفَلْیَصُهُدُهُ ﴾ کے ذریعے اسے منسوخ کرکے ہر صاحب طاقت کے لیے روزہ فرض کردیا گیا، تاہم زیادہ بوڑھے، وائی مریض کے لیے اب بھی یہی تکم ہے کہ وہ فدیہ دے دیں اور حَامِلَةٌ (دودھ پلانے والی) عورتیں اگر مشقت محسوس کریں تو وہ مریض کے تکم میں ہوں گی لیمی وہ دورہ نہ رکھیں اور بعد میں روزے کی قطا کریں۔ (تعنف الأحوذي شرح النومذي)۔

٨٠. جو خوشي سے ايك مسكين كى بجائے دو ياتين مسكينوں كو كھانا كھلادے تو اس كے ليے زيادہ بہتر ہے۔

۵. رمضان میں نزول قرآن کا یہ مطلب نہیں کہ مکمل قرآن کی ایک رمضان میں نازل ہوگیا، بلکہ یہ ہے کہ رمضان

لِلتَّاسِ وَ بَتِناتٍ مِّنَ الْهُنْ يَ وَالْفُرُ قَانِ فَمَنَ شَهِدَ مِنْكُو الشَّهْرَ فَلْيَصُّهُهُ وَمَنُ كَانَ مَرِيْشًا اَوْعَلَ سَفَرِفَوَكَ قُونَ اَيَّامٍ أَخَدَ يُرِيْدُ اللهُ بِكُو الْيُثَرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُوالْهُ سُرَ وَلِتَكْمِلُو اللهِ كَانَ قَا وَ لِتُكَابِرُوا الله عَلْ مَا هَلْ كُورُ وَلَتَكُمُ وَلَا تَكُورُ وَاللهِ كَانَ قَا وَكَابِرُوا الله عَلْ مَا هَلْ كُورُ وَلَتَكَامُ تَشَكُرُونَ ۞

وَإِذَا سَالَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيْكُ الْحِيْبُ كَعُوَةُ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلَيْسَتَعِيْبُوالِيُ وَلَيُؤْمِنُوا فِي لَكَنَّهُمُ يَرِيشُكُونَ ﴿

لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے، ہاں جو بیار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، شخق کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کی طرائیاں بیان کرو اور اس کی طرائیاں بیان کرو

۱۸۷. اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر کیارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں (۱) اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ

کی شب قدر میں لوح محفوظ سے آسان دنیا پر اتاردیا گیا اور وہاں بیٹ العِزَّۃ میں رکھ دیا گیا۔ وہاں سے حسب حالات ۲۳ سالوں تک اتر تا رہا۔ (ابن کیر) اس لیے یہ کہنا کہ قرآن رمضان میں، یا لیلۃ القدر، یا لیلۃ مبار کہ میں اترا۔ یہ سب صحیح ہے کیوں کہ لوح محفوظ سے تو رمضان میں ہی اترا ہے اور لیلۃ القدر اور لیلۃ مبار کہ یہ ایک ہی رات ہے لیمیٰ قدر کی رات، جو رمضان میں ہی آتی ہے۔ بعض کے نزد کیہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ رمضان میں نزول قرآن کا آغاز ہوا اور پہلی وی، جو غار حرا میں آئی، وہ رمضان میں آئی۔ اس اعتبار سے قرآن مجید اور رمضان المبارک کا آپس میں نہایت گہرا تعلق ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم شکالیٹیٹر اس ماہ مبارک میں حضرت جریل غلیٹی سے قرآن کا دور کیا کرتے شے اور جس سال آپ شکیٹیٹر کی وفات ہوئی آپ شکالیٹیٹر کے رمضان میں جریل غلیٹی کے ساتھ دو مرتبہ دور کیا رمضان کی تین راتوں سال آپ شکیٹر کی وفات ہوئی آپ شکالیٹر کی عاب شکالیٹر کو باجماعت قیام اللیل بھی کرایا، جس کو اب تراوی کہا جاتا ہے (سی سل مردی وغیرہ میں آپ شکالیٹر کی صاحت مع و تر گیارہ رکعات تعین جس کی صراحت حضرت جابر شکالیٹر کی کی اور حضرت عائشہ شکی کی اور دین میں موجود ہے۔ نبی شکالیٹر کی کا در کا حالت تعین موجود ہے۔ نبی شکالیٹر کی کا در کا درکات سے تارہ وہ کی تارہ کی اور حضرت عائشہ شکالیٹر کی کی دوایت (جو تا کسی موجود ہے۔ نبی شکالیٹر کی کا در کا در کا در کیا تو کی دوایت رکھی سے بار موزی وغیرہ میں ہے) اور حضرت عائشہ شکی ہی صحیح حدیث سے نابت نہیں ہے۔ البتہ چو نکہ بعض صحابہ کرام شکالیٹر کی جاس کی ہیں۔ شابت سے کم یا زیادہ پڑھی جاسکتی ہیں۔

ا. رمضان المبارک کے احکام ومسائل کے درمیان دعا کا مسئلہ بیان کرکے یہ واضح کردیا گیا کہ رمضان میں دعا کی بھی بڑی فضیات ہے، جس کا خوب اہتمام کرنا چاہیے، خصوصاً افطاری کے وقت کو قبولیت دعا کا خاص وقت بتلایا گیا ہے (مسند أحمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجه، بحوالہ ابن کثیر) تاہم قبولیت دعا کے لیے ضروری ہے کہ ان آداب وشرائط کو ملحوظ رکھا جائے جو قرآن میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان ر تھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

الکا. روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تہہارے
لیے طال کیا گیا، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس
ہو، تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالی کو علم ہے، اس نے
تہہاری توبہ قبول فرماکر تم سے در گزر فرمالیا، اب تمہیں
ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی کسی ہوئی چیز کو
تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک
کہ صبح کا سفید دھاگہ ساہ دھاگے سے ظاہر ہوجائے۔
(۱) چھر رات تک روزے کو پورا کرو(۱) اور عورتوں سے اس
وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف

اُحِلَّ لَكُوْلَكُلَة الصِّيكَامِ الرَّفَثُ اِللَّ الْمَثَلِمِ الْمَثَلِّ الْمَثَلِّ الْمَثَلِّ الْمَثَلِّ الْمُثَلِّ الْمُثَلِّ الْمُثَلِّ الْمُثَلِّ الْمُثَلِّ الْمُثَلِّ الْمُثَلِّ الْمُثَلِّ الْمُثَلِّ اللَّهُ الْمُثَلِّ الْمُثَلِّ اللَّهُ اللَّهُ الْمُثَلِّ وَكُلُوْا وَاللَّمْ الْمُثَلِّ وَالْمُثَلِّ اللَّهُ الْمُثَلِّ وَكُلُوْا وَاللَّمْ اللَّهُ الْمُثَلِّ وَاللَّهُ اللَّمُ وَكُلُوْا وَاللَّمْ اللَّهُ الْمُثَلِّ وَكُلُوْا وَاللَّمْ اللَّهُ الْمُثَلِقُ وَاللَّهُ وَلَمُ اللَّهُ الْمُلْوِمِ وَاللَّمِ اللَّهُ الْمُؤْمِنُ اللَّهُ اللْمُ اللَّهُ اللْمُؤْمِ اللَّهُ اللْمُؤْمِلُوالْمُوالِمُ اللَّهُ ا

وحدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ جن میں سے دو یہاں بیان کے گئے ہیں: ایک اللہ پر صبح معنوں میں ایمان اور دوسرا اس کی اطاعت و فرمانبر داری۔ اس طرح احادیث میں حرام خوراک سے بچنے اور خشوع و خصوع کا اہتمام کرنے کی تأکید کی گئی ہے۔

1. ابتدائے اسلام میں ایک حکم یہ تھا کہ روزہ افطار کرنے کے بعد عشاء کی نماز یا سونے تک کھانے پینے اور بیوی سے مباشرت کرنے کی اجازت تھی، سونے کے بعد ان میں سے کوئی کام نہیں کیا جاسکا تھا۔ ظاہر بات ہے یہ پابندی سخت مخصی اور اس پر عمل مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ دونوں پابندیاں اٹھالیں اور افطار سے لے کر صبح صادق تک کھانے پینے اور بیوی سے ہم بستری کرنا ہے اللہ تعلیٰ الا آبیض سے صبح صادق، اور الحَدِیْطُ الاَّسُودُ (سیاہ دھاری) سے مراد رات ہے۔ (ابن کیر)

مسئلہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حالت جنابت میں روزہ رکھا جاسکتا ہے، کیوں کہ فخر تک اللہ تعالیٰ نے مذکورہ امور کی اجازت دی ہے اور صیح بخاری وصیح مسلم کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (ابن کثیر)

لیعنی رات ہوتے ہی (غروب مش کے فوراً بعد) روزہ افطار کرلو۔ تاخیر مت کرو، جیسا کہ حدیث میں بھی روزہ جلد
 افطار کرنے کی تاکید اور فضیلت آئی ہے۔ دوسرا یہ کہ وصال مت کرو۔ وصال کا مطلب ہے ایک روزہ افطار کیے بغیر
 دوسرا روزہ رکھ لینا۔ اس سے نبی مَنْ اللّٰیَّمْ اللہ تُنہایت سختی سے منع فرمایا ہے۔ (آب حدیث)

سا. اعتکاف کی حالت میں بیوی سے مباشرت اور بوس و کنار کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ ملاقات اور بات چیت جائز ہے۔ ﴿ عَلِمُوْنَ فِی الْمُسْلَجِدِ﴾ سے استدلال کیا گیا ہے کہ اعتکاف کے لیے مسجد ضروری ہے، چاہے مرد ہو یا عورت۔ ازواج مطہرات نے بھی مسجد میں اعتکاف کیا ہے۔ اس لیے عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف کرنا صحیح نہیں۔ البتہ مسجد میں

وَلاَتَأَكُنْوْٓا آمُوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُنُانُوا بِهَا إِلَى الْحُكَامِ لِيَتَاكُمُوْ ا فَرِيْقًا مِّنْ آمُوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْجِ وَآنُتُمُ

يَنْعَلُوْنَكَ عَنِ الْآهِلَةِ قُلُ هِي مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَبِّرِ وَلَيْسَ الْبِرُّ لِإَنْ تَأْتُوا الْبُنُيُوتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّمَنِ التَّفْءُ وَالْتُواالْبُيُوتَ مِنْ اَبُوابِهَا وَاتَّقُوااللهَ لَعَلَّكُمُ تَقْتُلِحُونَ ۞

تَعُلَيُونَ ﷺ

وَقَارِتُوا فِي سَرِينِلِ اللهِ الَّذِيرَ يَنَ لَكُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ

بھی نہ جاؤ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لو گوں کے لیے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ بھیں۔

1۸۸. اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، اور نہ حاکموں کو رشوت پہنچاکر کسی کا پہنچا کے مال ظلم وستم سے اپنا کرلیا کرو، حالانکہ تم جانتے ہو۔(۱)

۱۸۹. لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور جج کے موسم کے لیے ہے اور (احرام کی حالت میں) گھروں کے پیچھے سے تہارا آنا پچھ نیکی نہیں، بلکہ نیکی والا وہ ہے وہ متقی ہو۔ اور گھروں میں تو دروازوں میں سے آیا کرو<sup>(۱)</sup> اور اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔ اور لاڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو،<sup>(۱)</sup> اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں ہیں اور زیادتی نہ کرو،<sup>(۱)</sup> اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں

ان کے لیے ہر چیز کا مردوں سے الگ انظام کرنا ضروری ہے، تاکہ مردوں سے کسی طرح کا اختلاط نہ ہو، جب تک معجد میں معقول، محفوظ اور مردوں سے بالکل الگ انظام نہ ہو، عورتوں کو معجد میں اعتکاف کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے اور عورتوں کو بھی اس پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ایک نظی عبادت ہی ہے، جب تک پوری طرح تحفظ نہ ہو، اس نظی عبادت سے گریز بہتر ہے۔ فقد کا اصول ہے: دَرْءُ الْمَفَاسِدِ يُقَدَّمُ عَلَىٰ جَلْبِ الْمَصَالِحِ. مصالح کے حصول کے مقابلے میں مفاسد سے بچنا اور ان کو ٹالنا زیادہ ضروری ہے۔

ا. ایسے شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس کسی کا حق ہو، لیکن حق والے کے پاس ثبوت نہ ہو، اس کمزوری سے فائدہ اٹھاکر وہ عدالت یا حاکم مجاز سے اپنے حق میں فیصلہ کروالے اور اس طرح دوسرے کا حق غصب کرلے۔ یہ ظلم ہے اور حرام ہے۔ عدالت کا فیصلہ ظلم اور حرام کو جا نز اور حلال نہیں کرسکتا۔ یہ ظالم عنداللہ مجرم ہوگا۔ (ابن کیر)
 ۲. انصار اور دوسرے عرب جابلیت میں جب ج یا عمرہ کا احرام باندھ لیتے اور پھر کسی خاص ضرورت کے لیے گھر آنے کی ضرورت پر جاتی تو دروازے سے آنے کی بجائے چھے سے دیوار پھلائگ کر اندر آتے، اس کو وہ نیکی شجھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نیکی نہیں ہے (ایر انفایر)

الله اس آیت میں پہلی مرتبہ ان لوگوں سے لڑنے کی اجازت دی گئی ہے جو مسلمانوں سے آمادہ قال رہتے تھے۔ تاہم

لا يُحِتُ البُعْتَدِينَ ٠

وَاقْتُ الْوُهُ مُ حَدِيثُ ثَقِفْتُهُ وَهُمْ وَآخِرُ حُوهُمْ مِنْ حَنْثُ آخُرَجُو كُهُ وَالْفِتْنَةُ ٱشَكَّا مِنَ الْقَتُلِ وَلاَ تُقْتِلُو هُمُ مُ عِنْكَ الْمُسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقْتِلُونُكُمُ فِيُحِ فَإِنْ قَتَلُوكُمُ عَاقَتُ لُوُهُمُ كَذَالِكَ جَسَزَاءُ الْكَفِينِينَ ®

فَإِن انْتَهَوُا فَإِنَّ اللهَ غَفُوْسٌ رَّحِيهُ ﴿ وَقْتِلُونُهُ مُ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتُنَةً وَكَيْدُونَ البِّيْنُ بِلَهِ فِإِنِ انْتَهَوُّا فَكُلُّعُدُوانَ إِلَّا عَلَى الطُّلِمِينَ ﴿

اَلشَّهُوْ الْحَرَامُ بِالشَّهُ وِالْحَرَامِ وَالْحُوْمِتُ قِصَاصٌ فَبَنِ اغْتَلَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَكُ وَاعَلَيْهِ

ا کو بیند نہیں فرماتا۔

ا 191. اور انہیں مارو جہاں بھی یاؤ اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے ممہیں نکالا ہے اور (سنو) فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے<sup>(۱)</sup> اور مسجد حرام کے پاس ان سے لڑائی نہ کرو جب تک کہ یہ خود تم سے نہ لڑیں، اگر یہ تم سے لڑیں تو تم بھی انہیں مارو<sup>(۲)</sup> کا فروں کا بدلہ یہی ہے۔ 19۲. اگر یه باز آجائیں تو الله تعالی بخشنے والا مهربان ہے۔ **١٩٣**. اور ان سے لڑو جب تک که فتنہ نه مٹ حائے اور الله تعالی کا دین غالب نه آجائے، اگر به رک جائیں (تو تم بھی رک جاؤ) زیادتی تو صرف ظالموں پرہی ہے۔ ۱۹۴. حرمت والے مہینے حرمت والے مہینوں کے بدلے ہیں اور حرمتیں ادلے بدلے کی

زیادتی سے منع فرمایا، جس کا مطلب یہ ہے کہ مثلہ مت کرو، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو جن کا جنگ میں حصہ نہ ہو، اسی طرح درخت وغیرہ جلادینا، یا جانوروں کو بغیر مسلحت کے مارڈالنا بھی زیادتی ہے، جن سے بچا جائے۔(ابن کثیر) ا. مکہ میں مسلمان چوں کہ کمزور اور منتشر تھے، اس لیے کفار ہے قال ممنوع تھا، ہجرت کے بعد مسلمانوں کی ساری قوت مدینہ میں مجتمع ہوگئی تو پھر ان کو جہاد کی اجازت دے دی گئی۔ ابتداء میں آپ صرف انہی سے لڑتے جو مسلمانوں سے لڑنے میں پہل کرتے، اس کے بعد اس میں مزید توسیع کردی گئی اور مسلمانوں نے حسب ضرورت کفار کے علاقوں میں بھی جاکر جہاد کما۔ قرآن کریم نے اعْتِدَآءٌ (زیادتی کرنے) ہے منع فرماما، اس لیے نبی کریم سَکُالْیُنِمُ اپنے لشکر کو تاکید فرماتے کہ خیانت، بدعهدی اور مثله نه کرنا، نه بچول، عورتول اور گرجول میں مصروف عبادت درویشوں کو قتل کرنا۔ اسی طرح درختوں کے جلانے اور حیوانات کو بغیر کسی مصلحت کے مارنے سے بھی منع فرماتے (ابن کثیر ۔ بوالہ سیح مسلم وغیرہ) ﴿ حَدِيثُ تُقِفْتُهُوهُمْ ﴾ (جہاں بھی یاؤ) کا مطلب ہے تَمَکَّنتُهُ مِنْ قِتَالْهِمْ ان کو قُل کرنے کی قدرت متہیں حاصل ہوجائے (ایراتاسر) ﴿قِنْ حَدِثُ آخر بخور کھی کھنی جس طرح کفار نے تمہیں مکہ سے نکالا تھا، اسی طرح تم بھی ان کو مکہ سے نکال باہر کرو۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے انہیں مدت معاہدہ ختم ہونے کے بعد وہاں سے نکل جانے کا تکم دے دیا گیا۔ فتنہ سے مراد، کفروشرک ہے۔ یہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے، اس لیے اس کو ختم کرنے کے لیے جہاد سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ r. حدود حرم میں قبال منع ہے، لیکن اگر کفار اس کی حرمت کو ملحوظ نہ رکھیں اور تم سے لؤس تو تنہیں بھی ان سے لڑنے کی اجازت ہے۔

بِمِثْلِ مَااعْتَالِي عَلَيْكُوْ وَالْتَقُوااللهَ وَالْتَقُوااللهَ وَاعْكَمُوْاَتَ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿

وَٱنْفِقُواْفِ سِبِيُلِاللهِ وَلاَتُلْقُوْا بِأَيْدِ يُكُولِلَ التَّهْلُكَةِ ۚ وَٱحْسِنُواْ ۚ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۞

وَاتِبُواالُحَجُّ وَالْعُهُرَةُ يِلْهُ فَإِنَ أُحْصِرُتُمُّ فَمَا اسْتَيُسَرِمِن الْهَدُيُّ وَلاَ تَعْلِقُوا رُءُوسُكُمْ حَتَّى يَبُلُغَ الْهَدُى عِلَهُ فَمَن كان مِنْكُمُ مِّرِيْضًا أَوْمِهَ اَذًى مِّنُ رَالْسِهِ فَقِدْاكِةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْصَدَقَةٍ

بیں ('' جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اسی کے مثل زیادتی کروجو تم پر کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر ہیز گاروں کے ساتھ ہے۔
194. اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرج کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو('') اور سلوک واحسان کرو، بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

197. اور حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے پوراکرو، (۳) ہاں اگر تم روک لیے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو، اسے کرڈالو (۳) اور اپنے سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے (۵) البتہ تم میں سے جو بیار ہو، یا اس کے نہ پہنچ جائے (۵)

1. ٢ جرى ميں رسول الله مَنَّاقَيْقِمَّ چوده سو صحابہ وَفَاقَدُمُ كو ساتھ لے كر عمرہ كے ليے گئے تھے، ليكن كفار كلہ نے انہيں كلہ نہيں جانے ديا اور يہ طے پايا كہ آئندہ سال مسلمان تين دن كے ليے عمرہ كرنے كى غرض سے مكہ آئئيں گے۔ يہ ذوالقعدہ كا مہينہ تقا جو حرمت والے مہينوں ميں سے ايك ہے۔ جب دوسرے سال مسلمان حسب معاہدہ اس مهينہ ميں عمرہ كرنے كے ليے جانے گئے تو الله تعالى نے يہ آيات نازل فرمائيں۔ مطلب يہ ہے كہ اس دفعہ بھى اگر كفار كلہ اس مہينے كى حرمت كو نظر مہينہ كے ميں جانے سے روكيں تو تم بھى اس كى حرمت كو نظر منداز كركے ان سے بھر پور مقابلہ كرو۔ حرمتوں كو ملحوظ ركھنے ميں بدلہ ہے، ليخى وہ حرمت كا خيال ركھيں تو تم بھى ركھو بھورت ديگر تم بھى حرمت كا فيال ركھيں تو تم بھى ركھو بھورت ديگر تم بھى حرمت كو نظر انداز كركے كفار كو عبرت ناك سبق سكھاؤ۔ (ابن عَبْر)

۲. اس سے بعض لو گوں نے ترک انفاق، بعض نے ترک جہاد اور بعض نے گناہ پر گناہ کیے جانا مراد لیا ہے۔ اور یہ ساری ہی صور تیں ہلاکت کی ہیں، جہاد چھوڑ دوگے، یا جہاد میں اپنا مال صرف کرنے سے گریز کروگے تو یقیبناً و شمن قوی ہو گا اور تم کمزور۔ نتیجہ تباہی ہے۔

٣. لينى جج يا عمرے كا احرام باندھ لو تو چر اس كا لوراكرنا ضرورى ہے، چاہے نقلى جج وعمرہ ہو۔ (اير القابر)
٨. اگر رائے ميں دشمن ياشديد بيارى كى وجہ سے ركاوٹ ہوجائے تو ہدى۔ ايك بكرى يا گائے يا اوٹ كا ساتوال حصہ جو بھى ميسر ہو۔ وہيں ذرج كرے سر منڈوالو اور حلال ہوجاؤ، جيسے نبى عنگائيلا اور آپ كے صحابہ تخالتا آخ ہے وہيں حد يبيہ ميں قربانيال ذرج كى تھيں اور حد يبيہ عرم سے باہر ہے (خ القدير) اور آئندہ سال اس كى قضاء دو جيسے نبى عنگائيلا نے ٢ جمرى والے عمرہ كى قضاء كہ جمرى ميں دى۔ هد يبيہ حرم سے باہر ہے (خ القدير) اور آئندہ سال اس كى قضاء دو جيسے نبى عنگائيلا نے ٢ جمرى والے عمرہ كى قضاء كہ جمرى ميں دى۔ هد يبيہ عرف كا خطف ﴿ وَاَنْتِهُوا الْحَجْمَ ﴾ پر ہے اور اس كا تعلق حالت امن سے ہے، يعنی امن كى حالت ميں اس وقت تك سر نہ داؤو (احرام كھول كر حلال نہ ہو) جب تك تمام مناسك حج پورے نہ كراو۔

ٱوئسُّكٍ كَاذَا اَمِنْتُوَّ فَمَن تَمَتَّهَ وَالْعُمْرَةِ الْكَ الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْمَرَضِ الْهَدْيِ فَمَن تَمَتَّهَ وَالْعُمْرَةِ الْكَ فَصِياهُ ثَوْلَتُهَ إِنَّامِ فَى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَحَبَتُنُوْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِكَةٌ ذلك لِمَن لَّهُ يَكُنُ اَهْلُهُ حَاضِرِي الْسُجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقَوُ الله وَاعْلَمُوا أَنَّ الله شَدِيدُ الْمُقَابِ ۚ

سر میں کوئی تکلیف ہو (جس کی وجہ سے سر منڈوالے) تو اس پر فدیہ ہے، خواہ روزے رکھ لے، خواہ صدقہ دے دے، خواہ قربانی کرے (ا) پس جب تم امن کی حالت میں ہوجاؤ تو جو شخص عمرے سے لے کر چ تک تمتع کرے، پس اسے جو قربانی میسر ہو اسے کرڈالے، جسے طاقت ہی نہ ہو وہ تین روزے تو چ کے دنوں میں رکھ لے اور سات واپی میں، (ا) یہ پورے دس ہوگئے۔ یہ حکم ان کے لیے ہے میں، (ا) یہ پورے دس ہوگئے۔ یہ حکم ان کے لیے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں، (ا) لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تعالی سخت عذاب والا ہے۔ والے بھ عقراب والا ہے۔ والے بھ عقراب والا ہے۔

## ٱلْحَجُّ ٱشْهُوْمَ عَنُومَتُ فَنَنْ فَرَضَ فِيهِيَّ الْحَجَّ

جگہ کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ کھانا اور خون مکہ میں ہی وے، بعض کہتے ہیں کہ روزوں کی طرح اس کے لیے بھی کوئی خاص جگہ متعین نہیں ہے۔ امام شوکائی نے اس رائے کی تائید کی ہے۔ (ہُ القدی)

۲. جج کی تین قسمیں ہیں: إِفَرَادٌ، صرف جج کی نیت ہے اجرام باندھنا۔ قِرَانٌ، جُ اور عمرہ دونوں کی نیت کرکے اجرام باندھنا۔ ان دونوں صور توں میں تمام مناسک جج کی ادائیگی ہے پہلے اجرام کھولنا جائز نہیں ہے۔ حَجُّ تَمتُّع، اس میں بین جونی ہے، لیکن پہلے صرف عمرہ کی نیت ہے اجرام باندھا جاتا ہے اور عمرہ کرکے اجرام کھول دیا جاتا ہے اور پھر ۸ ذوالحجہ کو جج کے لیے مکہ سے ہی دوبارہ اجرام باندھا جاتا ہے، تمتع کے معنی فائدہ اٹھانے کے ہیں۔ گویا در میان میں ایک بدی (ایخن میں ایک بدی (ایخن کی یا پھر کوز اس میں ایک بحری یا پھر کوز ایک ہوں کہ کہ سے ہی دوبارہ اجرام باندھا جاتا ہے، تمتع کے معنی فائدہ اٹھانے کے ہیں۔ گویا در میان میں ایک بدی (ایخن کی کہ کے ہیں۔ گویا در میان میں ایک بدی (ایخن کی کہ کے ہیں۔ اونٹ یا گائے کے ساتویں جھے) کی بھی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اس آیت میں ای جی تمتع کا تھم بیان کیا گیا ہے کہ متعتع کے معنی اور سات روزے کر اگھر جاگر رکھے۔ ایام جی بین میں روزے رکھے ہیں، 9 ذی الحجہ (ایوم عرفات) سے پہلے، یا ایام تشریق ہیں۔ (این کیر بوار میں اور سات روزے اس کی جب بین ہو ایس بی ہو تھر جرام میں بی وجہ ہے بدی یا روزے حرف ان لوگوں کے لیے ہیں جو متجہ جرام کے رہنے والے نہ ہوں، مراد اس سے حدود حرم میں بیا تئی مسافت پر رہنے والے ہیں کہ ان کے سفر پر قصر کا اطلاق نہ ہو سکتا ہو۔ (این کیر بواد ہو بین شوال، ذوالحجہ کے پہلے دس دن۔ مطلب یہ ہے کہ عمرہ تو سال میں ہر وقت جائز ہے، ایک مسلہ: جی خران یا افراد کا احرام ایل میہ می ہو تا ہے، اس لیے اس کا احرام جی کے معرہ تو سال میں ہو تا ہے، اس لیے اس کا احرام جی کے البتہ جی تھتع کی صورت میں عمرے کرام میں ایک میں عمرے کے احرام میک کے مورت میں عمرے کے احرام میک کے البتہ جی تھتع کی صورت میں عمرے کے احرام میک کے دران کے البتہ جی تھتع کی صورت میں عمرے کے احرام میک کے ادرام اس کی خور کو اس کے اندر سے، این میں ہی مورت میں عمرے کے احرام کے۔ البتہ جی تھتع کی صورت میں عمرے کے احرام کے ادرام

ا. یعنی اس کو ایسی تکلیف ہوجائے کہ سر کے بال منڈوانے پڑجائیں تو اس کا فدیہ ضروری ہے۔ حدیث کی رو سے ایسا کھخص ۲ مسکینوں کو کھانا کھلادے، یا ایک بحری ذیح کردے، یا تین دن کے روزے رکھے۔ روزوں کے علاوہ پہلے دو فدلوں کی

فَلَارَفَكَ وَلَافُنُوْقَ وَلِحِدِالَ فِي الْحَجِّرُ وُمَاتَقَعُكُوْا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرًا لِرَّالِهِ التَّقُوٰىٰ وَائِنَّقُوْنِ يَا ُولِي الْأَلْبَابِ ۞

لَيْسَ عَلَيُكُمُ جُنَاحُ أَنْ تَنْبَتَغُواْ فَضُلَّامِينَ رَّتِكُمْ وَاَذَا اَفَضَاتُهُ قِنْ عَرَفَاتٍ فَا ذَكُوُوا الله عِنْ النَّشْعَرِ الْمُحَرَامِ وَاذْكُوُوهُ كَبَا هَـل كُمْ وَإِنْ كُنْ تُمُوقِّنُ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِيْنَ ﴿ الضَّالِيْنَ

جج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھڑے کرنے سے بچتا رہے، (۱) تم جو نیکی کروگ اس سے اللہ تعالی باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیاکرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالی کا ڈر ہے اور اے عقلندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔

19۸. تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں (\*) جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس ذکر الٰہی کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تہمیں ہدایت دی، حالانکہ تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے سے ۔

کے لیے حرم سے باہر حل میں جانا ان کے لیے ضروری ہے۔ (فتح الباري، کتاب الحج وأبواب العمرة وموطأ إمام مالك) اس طرح آفاقی لوگ جج تمتح میں ٨ ذوالحجہ کو مکہ سے ہی احرام باند حسیں گے۔ البتہ بعض علماء کے نزدیک اہل مکہ کو عمرے کے احرام کے احرام کے لیے حدود حرم سے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے وہ ہر طرح کے جج اور عمرے کے لیے اپنی جگہ سے ہی احرام باندھ سکتے ہیں۔

تنبیہ: حافظ ابن القیم نے لکھا ہے کہ رسول الله عُلَّاتِیْم کے قول وعمل سے صرف دو قشم کے عمرے ثابت ہیں۔ ایک وہ جو قی تمتع کے ساتھ کیا جاسکتا ہے اور دوسرا وہ عمرہ معردہ جو ایام قج کے علاوہ صرف عمرے کی نیت سے ہی سفر کرکے کیا جائے۔ باقی حرم سے جاکر کسی قریب ترین حل سے عمرے کے لیے احرام باندھ کر آنا غیر مشروع ہے۔ (الا یہ کہ جن کے احوال وظروف حضرت عائشہ ٹاٹھیا جیسے ہول) (زاد المعاد – جن کے احوال وظروف حضرت عائشہ ٹاٹھیا جیسے ہول) (زاد المعاد – جن، شع جدید) نوٹ: حدود حرم سے باہر کے علاقے کو حل اور بیرون میقات سے آنے والے جاج کو آفاقی کہا جاتا ہے۔

ا. صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدیث ہے «مَنْ حَجَّ لِلْهِ، فَلَمْ یَرْفُثْ، وَلَمْ یَفْسُقْ؛ رَجَعَ مِنْ دُنُوبِهِ کَیَوْمَ وَلَدَنَهُ أُمُّهُ». (صحیح البخاري، کتاب المحصر، باب قول الله عز وجل فلا رفث) "جمل نے اللہ تعالیٰ کے لیے ج کیا اور شہوانی باتوں اور فُنور و فَخُور ہے بچا، وہ گناہوں ہے اس طرح پاک ہوجاتا ہے، جیسے اس دن پاک تقا جب اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔"
 ۲. تقویٰ سے مراد یہاں سوال سے بچنا ہے۔ بعض لوگ بغیر زاد راہ لیے ج کے لیے گھر سے نکل پڑتے اور کہتے کہ ہمارا اللہ پر توکل ہے۔ اللہ نے توکل کے اس مفہوم کو غلط قرار دیا اور زاد راہ لینے کی تاکید فرمائی۔

m. فضل سے مراد تجارت اور کاروبار ہے، لعنی سفر حج میں تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

م. 9 زوالحجہ کو زوال آفتاب سے غروب مشمل تک میدان عرفات میں وقوف، حج کا سب سے اہم رکن ہے، جس کی بابت حدیث میں کہا گیا ہے۔ «الحَجُّ عَرَفَةُ» (عرفات میں وقوف ہی حج ہے) یہاں مغرب کی نماز نہیں پڑھنی ہے، بلکہ

ثُمَّ آفِيُضُوُا مِنْ حَيْثُ آفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوااللهُ ۚ إِنَّ اللهَ خَفُورُرُ تَرْجِيْرُ®

فَإِذَا قَضَىٰ يُثُوُ مَّنَاسِكَكُمُ فَاذُكُرُوا الله كَذِكُوكُمُ البَآءَكُمُ آوَ اَشَكَ ذِكُرًا فَهِنَ السَّاسِ مَنْ يَنَقُولُ رَبَّنَا التِنَا فِي السُّنُيَا وَمَا لَهُ فِي الْلِخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۞

وَمِنْهُمُ مِّنْ يَّقُوُلُ رَبَّنَا التِّنَافِ الثُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَاعَذَابَ التَّارِهِ

199. پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹے ہیں (۱) اور اللہ تعالیٰ سے طلب بخشش کرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

ادا کرچکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم ارکان مجے ادا کرچکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے در کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے سے، بلکہ اس سے بھی زیادہ (۲) بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

۲۰۱. اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے<sup>(۳)</sup> اور آخرت میں بھی محملائی عطافرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔

مز دلفہ پہنچ کر مغرب کی تین رکعات اور عشاء کی دو رکعت (قصر) جمع کرکے ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ مز دلفہ ہی کو مشعر حرام کہا گیا ہے، کیوں کہ یہ حرم کے اندر ہے۔ یہاں ذکر الٰہی کی تاکید ہے۔ یہاں رات گزارتی ہے، فجر کی نماز خَلَسٌ (اندھیرے) میں لیعنی اول وقت میں پڑھ کر طلوع آفتاب تک ذکر میں مشغول رہا جائے، طلوع آفتاب کے بعد منی جایا جائے۔

ا. مذكورہ بالا ترتیب كے مطابق عرفات جانا اور وہاں و توف كركے واپس آنا ضرورى ہے، ليكن عرفات چونكه حرم سے باہر ہے اس ليے قریش مكه عرفات تک نہیں جاتے تھے، بلكه مزدلفه سے ہى لوك آتے تھے، چنانچہ تھم دیا جارہا ہے كه جہاں سے سب لوگ لوك كر آتے ہيں وہيں سے لوك كر آؤ لينى عرفات ہے۔

۲. عرب کے لوگ جج سے فراغت کے بعد منی میں مید لگاتے اور آباء واجداد کے کارناموں کا ذکر کرتے، مسلمانوں کو کہا جارہا ہے کہ جب تم • اذوالحجہ کو کنگریاں مارنے، قربانی کرنے، سرمنڈوانے، طواف کعبہ اور سعی صفا ومروہ سے فارغ ہوجاؤ تو اس کے بعد جو تین دن منی میں قیام کرنا ہے تو وہاں خوب اللہ کا ذکر کرو، جیسے جاہلیت میں تم اپنے آباء کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

س. لینی اعمال خیر کی توفیق، لینی اہل ایمان دنیا میں بھی دنیا طلب نہیں کرتے، بلکہ نیکی کی ہی توفیق طلب کرتے ہیں۔ نبی مُنَّا النَّیْمَ کثرت سے یہ دعا پڑھتے ہیں جو خود ساختہ ہیں، ان کے بجائے طواف کے دوران لوگ ہر چکر کی الگ الگ دعا پڑھتے ہیں جو خود ساختہ ہیں، ان کے بجائے طواف کے وقت یہی دعا ﴿رَبِّنَا الْتِنَافِقُ الدُّنِيَّا حَسَنَةً وَفِي الْاَحْدَةِ حَسَنَةً وَقِنَاعَذَا اَبِ اللَّالِهِ ﴿ رَبُن يمانی اور جمر اسود کے درمیان پڑھنا مسنون عمل ہے۔

اوُلَلِكَ لَهُمُ نَصِيُّ مِّمَّا كَسَبُواْ وَاللهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ®

وَاذُكُرُواالله فِنَ آيَامِ مَّعُدُوْدَتٍ فَهَنَ تَعَجَّل فِي يَوْمَنِي فَلَا إِثْمَ عَلَيْهُ وَمَنُ تَأَخَّرَ فَكَلَا إِثْمَ عَلَيْهُ لِلهِ إِلَيْهِ وَمَثْ وَاثَقُواالله وَاعْلَمُوالكُمُ إِلَيْهِ تُخْشُرُونَ

وَمِنَ النَّاسِ مَنُ يُعْجِمُكَ قَوْلُهُ فِى الْحَيْوَةِ النَّائِيَّا وَيُشْفِهْ لَاللهُ عَلَى مَا فِي قَلْبُهُ ۚ وَهُوَاكَتُّا الْخِصَاءِ ۞

وَإِذَاتُوكَىٰ سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهُا وَيُهُلِكَ الْخَرُثَ وَالنَّمُ لُلَ يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿ اللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿

وَإِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللهَ أَخَذَتُ الْعِزَّةُ بِالْإِنْوِ فَحَسُبُهُ جَهَنَةٌ وَلِبِشْ الْبِهَادُ

۲۰۲. یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

۲۰۳ اور الله تعالی کی یاد ان گنتی کے چند دنوں (ایام تشریق) میں کرو، (۱۰ دو دن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں، اور جو چیچے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں، (۲۰ یہ بیز گار کے لیے ہے اور الله تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اسی کی طرف جمع کیے جاؤگ۔ ملائل کو گواہ کم کردیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے، حالانکہ دراصل وہ زبردست جھڑ الو ہے۔ (۲۰ کرتا ہے، حالانکہ دراصل وہ زبردست جھڑ الو ہے۔

۲۰۵. اور جب وہ لوٹ کرجاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگار ہتا ہے اور اللہ تعالی فساد کو ناپند کرتا ہے۔

۲۰۷. اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے، (۲) ایسے کے لیے بس جہنم ہی ہے اور یقیناً وہ بد ترین جگہ ہے۔

1. مراد ایام تشریق بین، یعنی ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذوالحجه ان میں ذکر الی، یعنی بآوازِ بلند تکبیرات مسنون بین، صرف فرض نمازوں کے بعد بی نبیں (جیسا کہ ایک ضعیف حدیث کی بنیاد پر مشہور ہے) بلکہ ہر وقت یہ تکبیرات پڑھی جائیں «الله أكبَرُ، الله أكبَرُ على مستون ہے ۔ (نيل الأوطار - ع: ۵ ص: ۸۱)

۲. رمی جمار (جمرات کو کنگریاں مارنا) ۳ دن افضل ہیں، لیکن اگر کوئی دو دن (۱۱، ۱۲ ذوالحجه) کو کنگریاں مار کر منی سے واپس آجائے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

سم. بعض ضعیف روایات کے مطابق یہ آیت ایک منافق اخنس بن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، لیکن صحیح تر بات یہ ہے کہ اس سے مراد سارے ہی منافقین اور متنکبرین ہیں، جن میں یہ مذموم اوصاف پائے جائیں جو قرآن نے اس کے ضمن میں بیان فرمائے ہیں۔

٨٠. ﴿ أَخَذَتُهُ الْعِزَّةُ وَالْإِنْتُو ﴾ تكبر او رغرور اسے گناہ پر ابھارتا ہے۔ عزت كے معنی غرور وانانيت كے ہيں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنُ يَّنتُرِئُ نَفْسَهُ ابْرَعَآ مَرْضَاتِ اللهِ وَاللهُ مَاءُوْثٌ بِالْعِبَادِ ۞

يَايُهُا الَّذِينَ الْمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلاتَتَبْعُوا خُطُوتِ الشَّيْطُنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُونُّ يُّبِيئُنُ ﴿
قَانُ زَلَلْتُمْ مِنَ اللَّهُ عَذِينُ مُّحَكِّمُهُ اللَّهُ عَذِينُ خُكِيمُ ﴿
الْبَرِيْنُ فَاعْلَمُوا اللَّهُ عَذِينُ خُكِيمُ ﴿
الْبَرِيْنُ فَاعْلَمُوا اللَّهُ عَذِينُ خُكِيمُ ﴿
الْبَرِيْنُ فَاعْلَمُوا اللَّهُ عَذِينُ اللَّهُ فَاللَّهُ فَا اللَّهُ فَى اللَّهُ عَذِينًا لِكُوا اللَّهُ فَى اللَّهُ فَى اللَّهُ فَا اللَّهُ فَى اللَّهُ اللَّهُ فَى اللَّهُ اللَّهُ فَى اللَّهُ اللَّهُ فَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ فَى اللَّهُ اللَّهُ فَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ فَا اللَّهُ اللَّهُ فَى اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْلُولُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى الللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُمْ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُمْ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُمْ اللَّهُ عَلَيْكُمْ اللَّهُ عَلَيْكُمْ اللَّهُ عَلَيْكُمْ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ اللَّهُ عَلَيْكُمْ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ الْمُؤْمُ اللْمُؤْمُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ اللْمُ الْمُؤْمِنُ الْمُؤْمِ الْمُؤْمِنُ الْمُؤْمِ الللَّهُ عَلَيْكُمْ اللْمُؤْمِ الْمُؤْمِ الْمُؤْمِ الْمُؤْمِ الْمُؤْمِ الْمُؤْمِ اللْمُؤْمِ الْمُؤْمِ الْمُوالِمُ الْمُؤْمُ اللْمُؤْمِ الْمُؤْمِ الْمُؤْمِ اللْمُؤْمِ ال

۲۰۷. اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک نیج ڈالتے ہیں (۱) اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔ محمد اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاواور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو<sup>(۱)</sup> بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

۲۰۹. اگر تم باوجود تمہارے پاس دلیلیں آجانے کے بھی پھسل جاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔
۲۱۰ کیا لوگوں کو اس بات کا انتظار ہے کہ ان کے پاس خود اللہ تعالیٰ ابر کے سائبانوں میں آجائے اور فرشتے

ا. یہ آیت، کہتے ہیں حضرت صہیب رومی ر النافیۃ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب وہ ججرت کرنے گے تو کافروں نے کہا کہ یہ مال سب یہاں کا کمایا ہوا ہے، اسے ہم ساتھ نہیں لے جانے دیں گے، حضرت صہیب ر النفیۃ نے یہ سارا مال ان کے حوالے کردیا اور دین ساتھ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ منگا النفیۃ نے من کر فرمایا "صہیب نے نفع بخش تجارت کی ہے" دو مرتبہ فرمایا (ٹی القدیم) کیکن یہ آیت بھی عام ہے، جو تمام مومنین، متقین اور دنیا کے مقابلے میں دین کو اور آخرت کو ترجیح دینے والوں کو شامل ہے، کیوں کہ اس قتم کی تمام آیات کے بارے میں، جو کی خاص شخص یا واقعہ کے بارے میں نازل ہو کی سے اصول ہے: (العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب) یعنی لفظ کے عموم کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ پس اخس بن شریق (جس کا ذکر پھیلی آیت میں ہوا) برے کردار کا ایک نمونہ ہے جو ہر اس شخص پر صادق آئے گا جو اس جیسے برے کردار کا حامل ہوگا اور صہیب ر النافیۃ خیر اور کمال ایمان کی ایک مثال ہیں ہر اس شخص کے لیے جو ان صفات خیر و کمال سے متصف ہوگا۔

ابل ایمان کو کہا جارہا ہے کہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ۔ اس طرح نہ کرو کہ جو باتیں تمہاری مصلحوں اور خواہشات کے مطابق ہوں، ان پر تو عمل کرلو اور دوسرے حکموں کو نظر انداز کردو۔ اس طرح جو دین تم چھوڑ آئے ہو، اس کی باتیں اسلام میں شامل کرنے کی کوشش مت کرو، بلکہ صرف اسلام کو مکمل طور پر اپناؤ۔ اس سے دین میں بدعات کی بھی نفی کردی گئ اور آج کل کے سیولر ذہن کی تردید بھی، جو اسلام کو مکمل طور پر اپنانے کے لیے تیار نہیں، بلکہ دین کو عبادات، یعنی مساجد تک محدود کرنا، اور سیاست اور ایوان حکومت سے دیس نکالا دینا چاہتا ہے۔ اس طرح عوام کو بھی سمجھایا جارہا ہے جو رسوم ورواج اور علاقائی ثقافت وروایات کو پیند کرتے ہیں اور انہیں چھوڑنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے، جیسے مرگ اور شادی بیاہ کی مسرفانہ اور ہندوانہ رسوم اور دیگر رواج۔ اور یہ کہا جارہا ہے کہ شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو، جو تمہیں نہ کورہ خلاف اسلام باتوں کے لیے حمین فلنے تراش کر پیش کرتا، اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو، جو تمہیں نیکی باور کراتا ہے، تاکہ اس کے دام ہم رنگ زمین میں چینے رہو۔

# الْكَمْثُوا وَإِلَى اللهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اللهِ

سَلْ بَنِيْ َ إِسْرَا ﴿ يُلَكُو الْتَكُنْهُمْ مِّنَ الْيَةَ بَيِّنَةٍ \* وَمَنْ يُثْبَدِّلُ نِعُمَةً اللهِ مِنْ بَعُدِ مَا جَاءَتُهُ فَوَاقَ اللهَ شَدِيدُ الْعِقَالِ ۞

زُسِّ لِلَّذِينُ كَفَرُوا الْحَيْوِةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِينَ الْمَنُوا وَالَّذِينَ التَّقُوا فَوْقَهُمْ يَوُمَر الْقِيْكَةُ وَاللهُ يُرَزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِحِسَابٍ ۞

### كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً مَا فَهُعَتَ اللَّهُ

بھی، اور کام انتہاء تک پہنچا دیا جائے، (۱) اللہ ہی کی طرف تمام کام لوٹائے جاتے ہیں۔

روش نشانیاں عطا فرمائیں <sup>(1)</sup> اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی روش نشانیاں عطا فرمائیں <sup>(1)</sup> اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعتوں کو اپنے پاس پہنچ جانے کے بعد بدل ڈالے (وہ جان لے) <sup>(1)</sup> کہ اللہ تعالیٰ بھی شخت عذابوں والا ہے۔ جان لے) <sup>(1)</sup> کہ اللہ تعالیٰ بھی شخت عذابوں والا ہے۔ ہان کا فرول کے لیے دنیا کی زندگی خوب زینت دار کی گئ ہے، وہ ایمان والوں سے ہنسی مذاق کرتے ہیں، <sup>(1)</sup> حالانکہ پرہیز گار لوگ قیامت کے دن ان سے اعلیٰ ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ جے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ <sup>(۵)</sup> ادر اصل لوگ ایک ہی گروہ شے، <sup>(۱)</sup> اللہ تعالیٰ نے

ا. یہ یا تو قیامت کا منظر ہے جیسا کہ بعض تفیری روایات میں ہے۔ (ائن کیر) یعنی کیا یہ قیامت برپا ہونے کا انظار کر رہے ہیں؟ یا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی فرشتوں کے جلو میں اور بادلوں کے سائے میں ان کے سامنے آئے اور فیصلہ چکائے، تب وہ ایمان لائیں گے۔ لیکن ایسا اسلام قابل قبول ہی نہیں، اس لیے قبول اسلام میں تاخیر مت کرو اور فوراً اسلام قبول کرکے اپنی آخرت سنوارلو۔

۲. مثلاً عصائے مولی، جس کے ذریعے سے اللہ تعالی نے جادو گروں کا توڑ کیا، سمندر سے راستہ بنایا، پھر سے بارہ چشمے جاری کیے، بادلوں کا سایہ، من وسلولیٰ کا مزول وغیرہ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حضرت موسیٰ علیٰظِا کی صدافت کی دلیل سے، بادوں کے باوجود انہوں نے احکام اللی سے اعراض کیا۔

بھت کے بدلنے کا مطلب یہی ہے کہ ایمان کے بدلے انہوں نے کفر اور اعراض کا راستہ اپنایا۔

م. چونکہ مسلمانوں کی اکثریت غرباء پر مشتل تھی جو دنیوی آسائشوں اور سہولتوں سے محروم تھے، اس لیے کافر یعنی قریش مکہ ان کا مذاق اڑاتے تھے، جیسا کہ اہل ثروت کا ہر دور میں شیوہ رہا ہے۔

۵. اہل ایمان کے فقر اور سادگی کا کفار جو استہزاء و مسخر اڑاتے، اس کا ذکر فرماکر کہا جارہا ہے کہ قیامت کے دن یہی فقراء اپنے تقویٰ کی بدولت بلند وبالا ہوں گے۔ "بے حساب روزی" کا تعلق آخرت کے علاوہ دنیا سے بھی ہوسکتا ہے کہ چند سالوں کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے ان فقراء پر بھی فقوات کے دروازے کھول دیے، جن سے سامان دنیا اور رزق کی فراوانی ہوگئ۔
 ۲. یعنی توحید پر۔ یہ حضرت آدم علیہ اللہ سے حضرت نوح علیہ اللہ یعنی دس صدیوں تک لوگ توحید پر، جس کی تعلیم انبیاء دیتے رہے، قائم رہے۔ آیت میں مفسرین صحابہ نے فَا خْتَلَفُوْ المحذوف مانا ہے، یعنی اس کے بعد شیطان کی وسوسہ اندازی سے

ٱمْرَحَسِمْتُمُ أَنْ تَنُخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَتَا يَا يُتَكُمُ مَّتَلُ الَّذِيْنَ خَلَوَا مِنْ قَبُلِكُمُ مُسَتَّتُهُمُ الْبَاسُنَا وُوَالظَّرَّاءُ وَمُ لِزِلُوا حَتَّى يَقُولُ

نبیوں کو خوشخر ماں دینے اور ڈرانے والا بناکر بھیجا اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں، تاکہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہوجائے۔ اور صرف ان ہی لوگوں نے جنہیں کتاب دی گئی تھی، اپنے پاس دلائل آچکنے کے بعد آپس کے بغض وعناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا اس لیے اللہ پاک نے ایمان والوں کی اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنی مشیئت سے رہبری کی (۲) اور میں بھی حق کی طرف اپنی مشیئت سے رہبری کی (۲) اور میں کہا کہ جسید ھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔ اللہ جس کو چاہے سید ھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔ اللہ جس کو چاہے سید ھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔ جاؤگے، حالانکہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو جاؤگے، حالانکہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے اگلے لوگوں پر آئے تھے۔ (۳) انہیں بھاریاں اور

ان کے اندر اختلاف پیدا ہوگیا اور شرک و مظاہر پر سی عام ہوگئ۔ فَبَعَثَ اس کا عطف فَاخْتَلَفُوْا (جو محذوف ہے) پر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو کتابوں کے ساتھ بھیج دیا، تاکہ وہ لوگوں کے در میان اختلافات کا فیصلہ اور حق اور توحید کو قائم وواضح کریں۔ (این کیر)

ا. اختلاف ہمیشہ راہ حق سے انحراف کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس انحراف کا منبع بغض وعناد بنا ہے، امت مسلمہ میں بھی جب تک یہ انحراف نہیں آیا، یہ امت اپنی اصل پر قائم اور اختلافات کی شدت سے محفوظ رہی، لیکن اندھی تقلید اور بدعات نے حق سے گریز کا جو راستہ کھولا، اس سے اختلافات کا دائرہ پھیلتا اور بڑھتا ہی چلاگیا، تا آنکہ اتحاد امت ایک ناممکن چیز بن کر رہ گیا ہے فَھَدَی اللهُ ٱلْمُسْلِحِیْنَ۔

7. چنانچہ مثلاً اہل کتاب نے جمعہ میں اختلاف کیا، یہود نے ہفتہ کو اور نصاریٰ نے اتوار کو اپنا مقدس دن قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جمعے کا دن اختیار کرنے کی ہدایت دے دی۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ ایک عبارے میں اختلاف کیا۔ یہود نے ان کی تکذیب کی اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہ اس پر بہتان باندھا، اس کے برعکس عیسائیوں نے ان کو اللہ کا بیٹا اور اللہ بنادیا۔ اللہ نے مسلمانوں کو ان کے بارے میں صحیح موقف اپنانے کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ اللہ کے پیڈیم اور اس کے فرمان بردار بندے متھے۔ حضرت ابراہیم علیہ ایک نے بارے میں بھی انہوں نے اختلاف کیا، ایک نے یہودی اور دو سرے نے نفرانی کہا مسلمانوں کو اللہ نے صحیح بات بتلائی کہ وہ ﴿جَذِیمٌا اللہ اللہ عمران ۱۲) شے اور اس کے دیگر کئی مسائل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اذن یعنی اپنے فضل سے مسلمانوں کو صراط متقیم دکھائی۔

س. ججرت مدینہ کے بعد جب مسلمانوں کو یہودیوں، منافقوں اور مشرکین عرب سے مختلف قسم کی ایذائیں اور تکلیفیں پنچیں تو بعض مسلمانوں نے نبی منافقین سے شکایت کی، جس پر مسلمانوں کی تسلی کے لیے یہ آیت بھی نازل ہوئی اور خود

الرَّسُولُ وَالَّذِيْنَ الْمَنُوْا مَعَهُ مَثَى نَصْرُ اللهِ الرَّاقِ نَصُرَاللهِ قَرِيْبُ®

يَئُ كُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ \* قُلُ مَا اَنْفَقُتُوْسِ فَيَ مَا اَنْفَقُتُوسِ فَيَ مَا اَنْفَقُتُوسِ فَيَدِ فَلَ مَا اَنْفَقُتُوسِ فَيَدِ فَلَكُوا لِكَ يُنِ وَالْكَتَلَى وَالْمَتَلَى وَالْمَتَلَى وَالْمَتَلَى وَالْمَتَلَى وَالْمَتَلَى وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْدٍ فَلَا اللهَ يَهِ وَلِيُحُرُ ﴿

كْتِبَ عَلَيْكُو الْقِتَالُ وَهُوكُورٌ الْكُوْ وَعَنَى اَنُ تَكُرُهُوْ اشَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُوْ وَعَنَى اَنْ يُحُبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرُّكُورٌ وَاللهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُرُولَ تَعْلَمُونَ فَى

مصیبتیں پینچیں اور وہ یہاں تک جھنجھوڑے گئے کہ رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کہنے گئے کہ اللہ کی مدد اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کہنے گئے کہ اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔ (۱) بہ کہ آئے گئی؟ سن رکھو کہ اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔ اور رشتہ دیجیے جو مال تم خرج کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے اور رشتہ داروں اور تیبیوں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اور رشتہ اور تم جو پچھ بھلائی کروگے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔ اور تم جو پچھ بھلائی کروگے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔ ہو، ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور در اصل وہی تمہارے لیے بھلی ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالائکہ وہ تمہارے لیے بری ہو، اور حقیقی کو اچھی سمجھو حالائکہ وہ تمہارے لیے بری ہو، اور حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو۔ (۱)

نی مَنَّا اللّٰیَمَ نے بھی فرمایا "تم سے پہلے لوگوں کو ان کے سر سے لے کر پیروں تک آرے سے چیرا گیا اور لوہ کی کنگھی سے ان کے گوشت پوست کو نوچا گیا، لیکن یہ ظلم و تشدو ان کو ان کے دین سے نہیں پھیر سکا "پھر فرمایا "اللّٰہ کی قتم، اللّٰہ تعالیٰ اس معاطم کو مکمل (یعنی اسلام کو غالب) فرمائے گا۔ یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک تنہا سفر کرے گا اور اسے اللّٰہ کے سواکس کا ڈر نہ ہوگا۔" (صحیح البخاري، کتاب الإکرا،، باب من اختار الضرب والفتل والهوان علی الکھنر) مقصد نبی سُلُولِیَّمَ کا مملمانوں کے اندر حوصلہ اور استقامت کا عزم بیدا کرنا تھا۔

ا. اس لیے کہ «کُلُّ مَا هُوَآتٍ فَهُوَ قَرِيبٌ». (ہر آنے والی چیز قریب ہے) اور اہل ایمان کے لیے اللہ کی مددیقین ہے، اس لیے وہ قریب ہی ہے۔

۲. بعض صحابہ فتی اُلڈی کے استفسار پر مال خرج کرنے کے اولین مصارف بیان کیے جارہے ہیں، یعنی یہ سب سے زیادہ تمہارے مالی تعاون کے مستحق ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انفاق کا یہ حکم صد قات نافلہ سے متعلق ہے، زکوۃ سے متعلق نہیں۔ کیوں کہ مال بپ پر زکوۃ کی رقم خرج کرنی جائز نہیں ہے۔ حضرت میمون بن مہران نے اس آیت کی علاوت کرکے فرمایا "مال خرچ کرنے کی اان جگہوں میں نہ طبلہ سار گی کا ذکر ہے اور نہ چوبی تصویروں اور دیواروں پر لئکائے جانے والے آرائش پردوں کا" مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں پر مال خرج کرنا نالپندیدہ اور اسراف ہے۔ افسوس ہے کہ آج یہ مسرفانہ اور نالپندیدہ اخراجات ہماری زندگ کا اس طرح لازی حصہ بن گئے ہیں کہ اس میں کراہت کا کوئی پہلو بی ہماری نظروں میں نہیں رہا۔

۳۰. جہاد کے تھم کی ایک مثال دے کر اہل ایمان کو سمجھایا جارہا ہے کہ اللہ کے ہر تھم پر عمل کرو، چاہے تہمیں وہ گرال

يَتُكُوْنَكَ عَنِ الشَّهُرِ الْحَرَامِرِ قِتَالِ فِيُهُ قُلُ قِتَالٌ فِيهُ قُلُ قِتَالٌ فِيهُ قُلُ قِتَالٌ فِيهُ قُلُ قِتَالٌ فِيهُ كَمْ يُرْدُونَ مَنْ سَبِيلِ الله وَكُفُرُ كَهُ وَالْمَوْمُ مَنْ سَبِيلِ الله وَكُفُرُ كَهُ وَالْمَوْمُ الْفَتُلِ وَلاَ يَزَالُونَ الله وَالْمَوْمُ مَنْ وَلاَ يَزَالُونَ الْفَتُلِ وَلاَ يَزَالُونَ الْفَتُلِ وَلاَ يَزَالُونَ الله وَالْمَوْمُ مَنْ وَلَا يَزَالُونَ الله وَالله والله وَالله والله والله

کال اوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں الرائی کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجے کہ ان میں الرائی کرنا بڑا گناہ ہے، لیکن اللہ کی راہ سے روکنا، اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا، اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے، اس سے بھی بڑا گناہ ہے، اس یہ لوگ تم سے الرائی بھڑائی کرتے ہی رہیں گے بہاں تک کہ اگر ان سے ہوسکے تو تمہیں تمہارے دین سے مرتد کردیں اور اس تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے بائیں اور اس کفر کی حالت میں مریں، ان کے اعمال دنیوی اور اخروی کو کارت ہو جائیں گے۔ ہوگ جہنی ہوں گے اور اخروی سے غارت ہو جائیں گے۔ ہوگ جہنی ہوں گے اور

اور ناگوار ہی گئے۔ اس لیے کہ اس کے انجام اور نتیج کو صرف اللہ تعالی جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔ ہو سکتا ہے اس میں تمہارے لیے بہتری ہو۔ جیسے جہاد کے نتیج میں تمہیں فتح وغلبہ، عزت و سربلندی اور مال واسباب مل سکتا ہے، اس طرح تم جس کو پیند کرو، (یعنی جہاد کے بجائے گھر میں بیٹھ رہنا) اس کا نتیجہ تمہارے لیے خطرناک ہو سکتا ہے، یعنی دشمن تم پر غالب آجائے اور تمہیں ذات ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔

ا. رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ یہ چار مہینے زمانہ جاہلیت میں بھی حرمت والے سمجھ جاتے تھے، جن میں قال وجدال نالپندیدہ تھا۔ اسلام نے بھی ان کی حرمت کو بر قرار رکھا۔ نی تنگائیڈ کم کے زمانے میں ایک مسلمان فوری دیتے کے باتھوں رجب کے مہینے میں ایک کافر قال ہوگیا اور بعض کافر قیدی بنالیے گئے۔ مسلمانوں کے علم میں یہ نہیں تھاکہ رجب شروع ہوگیا ہے۔ کفار نے مسلمانوں کو طعنہ دیا کہ دیکھو یہ حرمت والے مہینے کی حرمت کا بھی خیال نہیں رکھت، جس پر یہ آیت نازل ہوئی اور کہا گیا کہ یقیناً حرمت والے مہینے میں قال بڑا گناہ ہے، لیکن حرمت کی دہائی دینے والوں کو اپنا عمل نظر نہیں آتا؟ یہ خود اس سے بھی بڑے جرائم کے مرتکب ہیں یہ اللہ کے رائے دور مسجد حرام سے لوگوں کو روکتے ہیں اور وہاں سے مسلمانوں کو نظنے پر انہوں نے مجبور کردیا۔ علاوہ ازیں کفروشرک بجائے خود قال سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اس لیے اگر مسلمانوں سے غلطی سے ایک آدھ قال حرمت والے مہینے میں ہوگیا تو کیا ہوا؟ اس پر واویلا کرنے کے بجائے ان کو اپنا نامۂ میاہ بھی تو دیکھ لینا چاہے۔

۲. جب یہ اپنی شرارتوں، سازشوں اور تہمیں مرتد بنانے کی کوششوں سے باز آنے والے نہیں تو پھر تم ان سے مقاتلہ کرنے میں شھر حرام (باحرمت مہینہ) کی وجہ سے کیوں رکے رہو؟ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے۔

۲۱۸. البتہ ایمان لانے والے، جمرت کرنے والے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے بی رحمت اللی کے امیدوار ہیں، اور اللہ تجاد کرنے والے بہت مجربانی کرنے والا ہے۔ اللہ تعالی بہت بخشے والا اور بہت مہربانی کرنے والا ہے۔ ۲۱۹. لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیے ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے (۱) اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے، لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔ (۱) آپ سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ کیا کچھ خرج کریں؟ تو آپ سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ کیا کچھ خرج کریں؟ تو آپ کہہ دیجیے دریافت کرتے ہیں کہ کیا کچھ خرج کریں؟ تو آپ کہہ دیجیے

إِنَّ الَّذِينَ امَنُوا وَالَّذِينَ هَاجُرُوا وَجَهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهُ اُولِلِكَ يَرُجُونَ رَحْمَتَ اللهِ وَاللهُ عَفُورٌ رَحِيْدُ

ؽٮؙڡٞڵؙۅؙؾڬۼڹٳڷڂٙڣڔۅٵڷؠؽؙڛڔؚۣڟڰؙڶ؋ؽۿۭؠؠٙۜ ٳؿ۫ٷڰؠؘؽڒٷٙڡٮؘڵۏۼٷڸڵڰٳڛؗۅٳڬؿۿؠٵۧٵػٛؗڹۯ ڡؚڽؙؾڡ۫ۼۣۿؠٵ؞ۅٙؽڛڬڵۅؙؾڬڡٵڎٵؽڹؙڣڨۊؙۅڽ ڠؙڸٵڷڡڡٚۏ؞ػۮٳڬڮؽڔؾڽٵ۩۠ۿؙڵػۿٵڵٳڸؾ ڵڡۜڰۜڂٛؠٛؾۜڡؘڡٛڴۯٷؽ۞ٛ

ا. جو دین اسلام سے پھر جائے، لیعنی مرتد ہوجائے (اگر وہ توبہ نہ کرے) تو اس کی دنیوی سزا قتل ہے۔ صدیث میں ہے: 
(هَنْ بَدَّلَ دِیْنَهُ فَاقْتُلُوهُ أَهُ (صحیح البخاري، کتاب الجهاد، باب لا یعذب بعذاب الله) آیت میں اس کی اخروی سزا بیان کی جارہی 
ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی حالت میں کیے گئے اعمال صالحہ بھی کفروار تداد کی وجہ سے کا لعدم ہوجائیں گے اور 
جس طرح ایمان قبول کرنے سے انسان کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اسی طرح کفر وار تداد سے تمام نیمیاں برباو 
ہوجاتی ہیں۔ تاہم قرآن کے الفاظ سے واضح ہے کہ حبط اعمال اسی وقت ہوگا جب خاتمہ کفر پر ہوگا، اگر موت سے پہلے 
تائب ہوجائے گا تو ایسا نہیں ہوگا، لیعنی مرتد کی توبہ مقبول ہے۔

۲. بڑا گناہ تو دین کے اعتبار سے ہے۔

الله فائدوں کا تعلق دنیا ہے ہے، مثلاً شراب ہے وقتی طور پر بدن میں چتی و مستعدی اور بعض ذہنوں میں تیزی آجاتی ہے۔ جنسی قوت میں اضافہ ہوجاتا ہے، جس کے لیے اس کا استعال عام ہوتا ہے۔ ای طرح اس کی خرید وفروخت نقع بخش کاروبار ہے۔ جوا میں بھی بعض دفعہ آدی جیت جاتا ہے تو اس کو کچھ مال مل جاتا ہے، لیکن یہ فائدے ان نقصانات ومفاسد کے مقابلے میں کوئی چیشت نہیں رکھتے جو انسان کی عقل اور اس کے دین کو ان سے پہنچتے ہیں۔ اس لیے فرمایا کہ "ان کا گناہ، ان کے فائدوں سے بہت بڑا ہے۔" اس طرح اس آیت میں شراب اور جوا کو حرام تو قرار نہیں دیا گیا، تاہم اس کے لیے تمہید باندھ دی گئی ہے۔ اس آیت سے ایک بہت اہم اصول یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چیز میں چاہے وہ کئی بھی بری ہو، کچھ نہ کچھ فائدے بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً ریڈیو، ٹی وی اور دیگر اس قسم کی ایجادات ہیں اور لوگ ان کے بعض فوائد بیان کر کے اپنے نفس کو دھو کہ دے لیتے ہیں۔ دیکھنا یہ چاہیے کہ فوائد اور نقصانات کا نقابل کیا ہے۔ خاص طور پر دین وائیان اور اخلاق و کردار کے لحاظ ہے۔ اگر دینی نقطۂ نظر سے نقصانات ومفاسد زیادہ ہیں تو تھوڑے سے دنیوی فائدوں کی خاطر اسے جائز قرار نہیں دیا جائے گا۔

فِ النُّنْيَا وَالْاِخِرَةِ ۚ وَيَسْتُلُونَكَ عَنِ الْيَتْلَىٰ ۗ قُلُ الْصَلَاحُ لَهُمْ وَالْحُوانُكُمُّ الْصَلَاحُ لَهُمْ وَالْحُوانُكُمُّ وَالْمُصْلِحِ ۗ وَلَوْشَاءَ اللهُ وَالْمُصْلِحِ ۗ وَلَوْشَاءَ اللهُ لَكَ مُنْكُمُ الْمُصْلِحِ ۗ وَلَوْشَاءَ اللهُ لَكَ مُنْتَكُمُ الْمُصْلِحِ ۗ وَلَوْشَاءَ اللهُ لَكَ مُنْتَكُمُ اللهُ مَعْرِيْهُ وَكُونَتُكُمْ اللهُ اللهُ عَرِيْدُ وَكُونَتُكُمُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَرِيْدُ وَكُونَتُكُمُ اللهُ اللهُ

ۅٙڵڒٮٙڰؽؚڂۅااڵڡٛۺ۫ڔػؾؚڂؿ۠ؽؙٷڡۣؾۜٷؘڵڡؘڎٞٞؗٛٛٛ۠ٛؗؗؗؗڡؙۏؙڡڹڐۛ ڂؿڒ۠ؿؚڹٛ مُ۠ۺؙ۫ڔػڐٟۊۜڵۉٲۼٛڹؿؙؙٙٛ۠۠ػ۠ٷڒٮؙٮٛٛؽڮٶٳ

ا. اس معنیٰ کے اعتبار سے یہ اظافی ہدایت ہے، یا پھر یہ تھم ابتدائے اسلام میں دیاگیا، جس پر فرضیت زکوۃ کے بعد عمل ضروری نہیں رہا، تاہم افضل ضرور ہے، یا اس کے معنی ہیں مَا سَهُلَ وَتَیسَّرَ وَلَمْ یَشُقَ عَلَی الْقَلْبِ (خُ القدی) 'جو آسان اور سہولت سے ہو اور دل پرشاق (گرال) نہ گزرے " اسلام نے یقینا انفاق کی بڑی ترغیب دی ہے۔ لیکن یہ اعتدال ملحوظ رکھا ہے کہ ایک تو اینے زیر کفالت افراد کی خبرگیری اور ان کی ضروریات کو مقدم رکھنے کا تھم دیا ہے۔ دوسرے، اس طرح خرج کرنے سے بھی منع کیا ہے کہ کل کو تہمیں یا تمہارے اہل خاندان کو دوسروں کے آگے وست سوال دراز کرنا پڑجائے۔
 عن جب بیموں کا مال ظلما گھانے والوں کے لیے وعید نازل ہوئی تو صحابہ کرام ڈوائیڈا ڈرگئے اور بیموں کی ہرچیز الگ کردی حتی کہ کھانے چنے کی کوئی چیز خی جاتی، تو اسے بھی استعال نہ کرتے اور وہ خراب ہوجاتی، اس ڈرسے کہ کہیں ہم بھی اس وعید کے مستحق نہ قرار پاجائیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کیر)

سر لیعنی تنہیں بخر ض اصلاح وبہتری بھی ان کا مال اپنے مال میں ملانے کی اجازت نہ ویتا۔

مم. مشركہ عورتوں سے مراد بتوں كى پجارى عورتيں ہيں۔ كيوں كہ اہل كتاب (ريبودى ياعيمائى) عورتوں سے نكاح كى اجازت قرآن نے دى ہے۔ البته كى مسلمان عورت كا نكاح كى اہل كتاب مروسے نہيں ہوسكتا۔ تاہم حضرت عرفظ النفي نے مسلمتا اہل كتاب كى عورتوں سے نكاح كو نالپندكيا ہے (ابن عُنِ) آيت ميں اہل ايمان كو ايمان دار مردوں اور عورتوں سے نكاح كى تاكيد كى گئ ہے اور دين كو نظر انداز كر محص حسن وجمال كى بنياد پر نكاح كرنے كو آخرت كى بربادى قرار ديا گيا ہے۔ جس طرح حديث ميں بھى نبى سكھي نبيا كيا ہو ديوں سے نكاح كيا جاتا ہے: مال، حسب ونسب، حسن وجمال يا دين كى وجہ سے۔ تم دين دار عورت كا استخاب كرو۔" (صحيح البخاري - كتاب الذكاح، باب الأكفاء في الدين - وصحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين) اكى طرح آپ سكھينے نبي عورت كو دنيا كى سب سے بہتر متاع قرار ديا مسلم، كتاب الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين) اكى طرح آپ سكھينے نبي عورت كو دنيا كى سب سے بہتر متاع قرار ديا ہے۔ فرمايا: "خير متاع الدنيا المرأة الصالحة" (صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة)

الْمُشْرِكِيْنَ حَتَى يُؤْمِنُواْ وَلَعَبُكُ مُّؤُمِنٌ خَيْرٌ شِّنُ مُّشُرِادٍ وَلَوَاعُجَبَكُمْ الْولْلِكَ يَكُ عُونَ الْلَ الثَّارِ ۚ وَاللّٰهُ يَكُ عُوْاَلِلَ الْجَنَّةِ وَالْمُغْفِرَةِ بِإِذْنِهُ ۚ وَيُبَرِينُ الْمِيْتِهِ لِلتَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَكَارُونَ ۚ

وَيُسْتَكُوْنَكَ عَنِ الْمَعِيْضِ قُلُ هُوَاَذَّيٌ فَاعْتَرْ لُواالشِّكَمْ فِي الْمَعِيْضِ وَلاَ تَقُرْ بُوْهُنَّ حَتَّى يَطْهُزُنَّ فَإِذَاتَطَهَّرُنَ فَانُوْهُنَّ مِنْ حَبُثُ آمَرَكُمُّ اللهُ لِنَ اللهَ يُعِبُّ التَّوَّا لِيثَنَ مِنْ حَبُثُ آمَرَكُمُ

الْمُتَطَهِّرِينَ۞

کرنے والی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے، گو تہبیں مشرکہ ہی اچھی گتی ہو اور نہ شرک کرنے والے مردول کے نکاح میں اپنی عورتوں کو دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں،اور ایمان والا غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے، گو مشرک تہمیں اچھا لگے۔ یہ لوگ جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت کی طرف اپنی بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلاتا ہے، وہ اپنی آ بیتیں لوگوں کے لیے بیان فرما رہا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

۲۲۲. اورآپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں،
کہہ دیجے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عور توں
سے الگ رہو(۱) اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان کے
قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہوجائیں(۲) تو ان کے پاس
جاؤ جہاں سے اللہ نے حمہیں اجازت دی ہے،(۱) یقیناً اللہ

ا. بلوغت کے بعد ہر عورت کو ایام ماہواری میں جو خون آتا ہے، اسے حیض کہا جاتا ہے اور بعض دفعہ عادت کے خلاف بیاری کی وجہ سے خون آتا ہے، اسے استخاضہ کہتے ہیں، جس کا حکم حیض سے مختلف ہے۔ حیض کے ایام میں عورت کے لیے نماز معاف ہے اور روزے رکھنے ممنوع ہیں، تاہم روزوں کی قضا بعد میں ضروری ہے۔ مرد کے لیے صرف ہم بستری منع ہے، البتہ بوس و کنار جائز ہے۔ اسی طرح عورت ان دنوں میں کھانا پکانا اور دیگر گھر کا ہر کام کر سکتی ہے، لیکن بہودیوں میں ان دنوں میں عورت کو بالکل نجس سمجھا جاتا تھا، وہ اس کے ساتھ اختلاط اور کھانا پینا بھی جائز نہیں سمجھے سے۔ صحابہ کرام شکائٹی نے اس کی بابت حضور مگائٹی ہے بوچھا تو یہ آیت اتری، جس میں صرف جماع کرنے سے روکا گیا۔ علیحدہ رہے اور قریب نہ جانے کا مطلب صرف جماع سے ممانعت ہے۔ (ابن کیر وغیرہ)

۲. جب وہ پاک ہوجائیں۔ اس کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں "ایک خون بند ہوجائے" لیتی پھر عنسل کیے بغیر بھی پاک ہیں، مرد کے لیے ان سے مباشرت کرنا جائز ہے۔ ابن حزم اور بعض ائمہ اس کے قائل ہیں۔ علامہ البانی نے بھی اس کی تائید کی ہے (آداب الزفاف ص: ۳۷) دوسرے معنی ہیں، خون بند ہونے کے بعد عنسل کرکے پاک ہوجائیں۔ اس دوسرے معنی کے اعتبار سے عورت جب تک عنسل نہ کرلے، اس سے مباشرت حرام رہے گی۔ امام شوکانی نے اس کو رائج قراردیا ہے (خ القدے) ہمارے نزدیک دونوں مسلک قابل عمل ہیں، لیکن دوسرا قابل ترجیح ہے۔

س. جہاں سے اجازت دی ہے" لیعنی شرمگاہ ہے۔ کیوں کہ حالت حیض میں بھی اس کے استعال سے روکا گیا تھا اور اب پاک ہونے کے بعد جو اجازت دی جارہی ہے تو اس کا مطلب اسی (فرج، شرمگاہ) کی اجازت ہے، نہ کہ کسی اور جھے کی۔ اس سے یہ

نِسَآؤُكُمُوَّنُ لَكُمُّ فَأَنُّواحُوَثَكُمُ اَقْ شِئْتُمُ وَقَدِّمُوالِاَنْشِكُمُ وَاتَّقُوااللهَ وَاعْلَمُوَااَتُكُمُ مَّلْقُوْهُ وَبَيْتِرالْمُؤْمِنِيْنَ ۖ

ۅؘڵڂؘؙؚٞۼۘڬۅ۠ٳٳڵڡؙٷٛۻڐٞڒؚۘڬؽؠٙٵڹڬ۠ۿڔٲڽؙؾڹڗ۫ۉٳ ۅؘؾۜؾٞڠ۠ۏٳۅؘؿڞؙڸڂٛۅٳؠؽؙٵڸٮٛٵڛٷٳڶڵۿؙڛؘۄؽۼۜٷڶؽۄؖٛ

ؘڒڒؙؽؘٷٳڿ۬ڎؙػؙڎؙٳڶڵۿؙڔۣٵڵۼٝۅؚ؈ٛٙٵؽؗڡ۫ٵڹڴ۫ۄٛٷڵڮڽؙ ؿ۠ٷٳڿۮٛػؙڎڔۑؠؠٵػڛؘؠٙؾؙڨ۠ڶۅؙڹٛڮ۫ۊٝٷٳٮڷۿۼۧڡؙۅۛڗ۠ ڂڽڸؿ۠ۿ

لِلَّنِ يُنَ يُؤُلُونَ مِنْ شِمَا إِنِهِمْ تَرَبُّسُ اَرْبُعَةِ
اللَّهِ يُنَ يُؤُلُونَ مِنْ شِمَا إِنهِمْ تَرَبُّسُ اَرْبُعَةِ

توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پہند فرماتا ہے۔ **۲۲۳**. تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ (۱) اور اپنے لیے (نیک اعمال) آگے جھیجو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ تم اس سے ملنے والے ہو اور ایمان والوں کو خوش خبری سنا دیجیے۔

۱۲۲۳ اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ کہ مجلائی اور پر ہیز گاری اور لوگوں کے در میان کی اصلاح کو چھوڑ بیٹھو<sup>(۱)</sup> اور اللہ تعالیٰ سننے والا جانے والا ہے۔

۲۲۵ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ان قسموں پرنہ کیڑے گاجو پختہ نہ ہوں<sup>(۱)</sup> ہاں اس کی کیڑ اس چیز پر ہے جو تمہارے دلوں کا فعل ہو، اللہ تعالیٰ بخشے والا اور بر دبار ہے۔

دلوں کا فعل ہو، اللہ تعالیٰ بخشے والا اور بر دبار ہے۔

۲۲۲ جو لوگ اپنی بیویوں سے (تعلق نہ رکھنے کی) قسمیں کھائیں، ان کے لیے چار مہینے کی

استدلال کیا گیا ہے کہ عورت کی دہر کا استعال حرام ہے، جیسا کہ احادیث میں اس کی مزید صراحت کردی گئی ہے۔

ا. یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر عورت کو پیٹ کے بل لٹاکر (مُدْبِرَةً) مباشرت کی جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تردید میں کہا جارہا ہے کہ مباشرت آگے سے کرو (چت لٹاکر) یا پیچھے سے (پیٹ کے بل) یا کروٹ پر، جس طرح چاہو، جائز ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر صورت میں عورت کی فرج ہی استعال ہو۔ بعض لوگ اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ (جس طرح چاہو) میں تو دہر بھی آجاتی ہے، لبذا دہر کا استعال بھی جائز ہے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ جب قرآن نے عورت کو کھیتی قرار دیا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ صرف کھیتی کے استعال کے لیے یہ کہا جارہا ہے کہ "این کھیتیوں میں جس طرح چاہو، آؤ" اور یہ کھیتی (موضع ولد) صرف فرج ہے نہ کہ دہر۔ بہر حال یہ غیر فطری فعل ہے ایک سے شخص کو جو اپنی عورت کی دہر استعال کرتا ہے ملاون قرار دیا گیا ہے۔ (بحالہ این کیشر وٹ قالدی)

۲. لینی غصے میں اس طرح کی قتم مت کھاؤ کہ میں فلال کے ساتھ نیکی نہیں کروں گا، فلال سے نہیں بولوں گا، فلال کے در میان صلح نہیں کراؤل گا۔ اس قتم کی قسمول کے لیے حدیث میں کہا گیا ہے کہ اگر کھالو تو انہیں توڑدو اور قسم کا کفارہ ادا کرو۔ (کفارہ شم کے لیے دکھے: مورۃ الملدۃ، آیت: ۸۹)

.m. لینی جو غیر ارادی اور عادت کے طور پر ہوں۔ البتہ عمداً جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے۔

مدت (۱) ہے، پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے۔

وَإِنْ عَزَمُواالطَّلَاقَ فَإِنَّ اللهَسَيميعٌ عَلِيُمْ

۲۲۷. اور اگر طلاق کا ہی قصد کرلیں (۲) تو اللہ تعالیٰ سننے والا، حاننے والا ہے۔

ۅؘۘٲٮؙؙڟڷڡؘ۠ؾؗؾۘڗؘؿڡؙؽؠٲ۪۬ڡؙ۫ۺۿؚؾؘڟؙؾٛۊؘڡؙ۠ۯۏۧ؞ٟ ۅؘڵٳۼڽۣڷ۠ڶۿؙؾٞٲڽؙؾڲۺؙؽ؆ٵڂؘڷقؘٵٮڵۿ؈ٚٛ ٲۯڂٳڡؚڡ۪ؾٙٳڹٛڬؿؙؽؙٷ۫ڝؿڽٳؠڶڍۅؘٲڶؽۊٙڡؚٳڵٳڿڕڎ ۅؘؠؙٷۅؙڶؿؙۿؾٛٳٙڂڨؙؙۑڔۜڐؚۿؚؾؘ؈۬ڎ۫ڸڬڔڶؙٵڒٳۮٷٙٵ

۲۲۸. اور طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں، (") اور انہیں حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہو اسے چھپائیں، (") اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو، اور ان کے خاوند

ر کھوں گا۔ پھر قشم کی مدت پوری کرکے تعلق قائم کرلیتا ہے تو کوئی کفارہ نہیں، ہاں اگر مدت پوری ہونے سے قبل تعلق قائم کرے گا تو کفارہ قشم ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر چار مہینے سے زیادہ مدت کے لیے یا مدت کی تعیین کے بغیر قشم کھاتا ہے تو اس آیت میں ایسے لوگوں کے لیے مدت کا تعین کر دیا گیا ہے کہ وہ جار مہینے گزرنے کے بعدیا تو بیوی سے تعلق قائم کرلیں، یا پھر اسے طلاق دے دیں (اسے چار مہینے سے زیادہ معلق رکھنے کی اجازت نہیں ہے) پہلی صورت میں اسے کفارہ قشم ادا کرنا ہو گا اور اگر دونوں میں سے کوئی صورت اختیار نہیں کرے گا تو عدالت اس کو دونوں میں سے کسی ایک بات کے اختیار کرنے پر مجبور کرے گی کہ وہ اس سے تعلق قائم کرے، یا طلاق دے، تاکہ عورت پر ظلم نہ ہو۔ (تغیر ابن کثیر) ۲. ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ چار مہینے گزرتے ہی ازخود طلاق واقع نہیں ہوگی (جیسا کہ بعض علاء کا مسلک ہے) بلکہ خاوند کے طلاق دینے سے طلاق ہوگی، جس پر اسے عدالت بھی مجبور کرے گی۔ جیسا کہ جمہور علماء کا مسلک ہے۔ (ابن کثیر) ۳. اس سے وہ مطلقہ عورت مراد ہے جو حاملہ نہ ہو (کیوں کہ حمل والی عورت کی مدت وضع حمل ہے)، جسے دخول سے قبل طلاق مل گئی ہو وہ بھی نہ ہو (کیوں کہ اس کی کوئی عدت ہی نہیں ہے)، آئسہ بھی نہ ہو، لینی جن کو حیض آنا ہند ہو گیا ہو (کیوں کہ ان کی عدت تین مہینے ہے) گوما یہاں مذکورہ عور توں کے علاوہ صرف مدخولہ عورت کی عدت بیان کی جارہی ہے اور وہ ہے تین قروء۔ جس کے معنی طہر یا تین حیض کے ہیں۔ یعنی تین طہر یا تین حیض عدت گزار کے وہ دوسری جگہ شادی کرنے کی مجاز ہے۔ سلف نے قروء کے دونوں ہی معنی صحیح قرار دیے ہیں، اس لیے دونوں کی گنجائش ہے۔ (ابن کثیر وفتح القدير) اس سے حیض اور حمل دونوں ہی مراد ہیں۔ حیض نہ چھیائیں، مثلاً کھے کہ طلاق کے بعد مجھے ایک یا دو حیض آئے ہیں، درآں حالیکہ اسے تینوں حیض آ چکے ہوں۔ مقصد پہلے خاوند کی طرف رجوع کرنا ہو (اگر وہ رجوع کرنا چاہتا ہو) یا اگر رجوع کرنا نہ چاہتی ہوتو یہ کہہ دے کہ مجھے تو تین حیض آجکے ہیں جب کہ واقعۂ ایسا نہ ہو، تاکہ خاوند کا حق رجوع ثابت

نہ ہوسکے۔ اسی طرح حمل نہ چھائیں، کیوں کہ اس طرح دوسری جگہ شادی کرنے کی صورت میں نسب میں انتلاط ہوجائے

گا۔ نطفہ وہ پہلے خاوند کا ہو گا اور منسوب دوسرے خاوند کی طرف ہوجائے گا۔ یہ سخت کبیرہ گناہ ہے۔

ا. إيْلاءٌ ك معنى قسم كھانے كے ہيں، ليني كوئي شوہر اگر قسم كھالے كه اپني بيوي سے ايك مبينے يا دو مبينے (مثلاً) تعلق نہيں

ٳڝ۬ڵڒؚؗٵۨٷڵۿؙؾٞڝؾ۬ٛٛٛڶٲؾٚڹؽ۬ؗؗڡؘڲؽؘڣۣؾؘ ڽٳڵؠٛۼؙۯؙٷؾ۫ٷڸڵڗؚۼٳڸۼڶؿۿؚؾۜۮڗؘۼؖۛ ۘٷڵڵۿؙۼڒؿڒٛڂڮؽؿ۠ٛ

اس مدت میں انہیں لوٹا لینے کے پورے حق دار ہیں اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو۔ (۱) اور عور توں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردول کے ہیں اچھائی کے ساتھ۔ (۲) ہاں مردول کو عور تول پر فضیلت ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔

۲۲۹. پیه طلاقیس دو مرتبه ہیں، (۳) پھریا تو اچھائی سے رو کنا(۴

## ٱلطَّلَاقُ مَرَّتُنِ فَإَمْسَاكُ بِمَعْرُونِ

ا. رجوع کرنے سے خاوند کا مقصد اگر تنگ کرنا نہ ہو تو عدت کے اندر خاوند کو رجوع کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ عورت کے ولی کو اس حق میں رکاوٹ ڈالنے کی اجازت نہیں ہے۔

۲. لیخی دونوں کے حقوق ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، جن کے پورے کرنے کے دونوں شرعاً پابند ہیں، تاہم مرد کو عورت پر فضیلت یا درجہ حاصل ہے، مثلاً فطری قوتوں میں، جہاد کی اجازت میں، میراث کے دوگنا ہونے میں، قوامیت اور حاکمیت میں اور اختیار طلاق ورجوع (وغیرہ) میں۔

سبب یعنی وہ طلاق جی میں خاوند کو (عدت کے اندر) رجوع کا حق حاصل ہے، وہ وہ مرتبہ ہے۔ پہلی مرتبہ طلاق کے بعد بھی اور دوسری مرتبہ طلاق کے بعد بھی رجوع ہو سکتا ہے۔ تیسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد رجوع کی اجازت نہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ حق طلاق ورجوع غیر محدود تھا جی سے عورتوں پر بڑا ظلم ہوتا تھا، آدمی بار بار طلاق دے کر رجوع کر ان جاتا تھا، اس طرح اسے نہ بباتا تھا، نہ آزاد کرتا تھا۔ اللہ نے اس ظلم کا راستہ بند کردیا۔ اور پہلی یا دوسری مرتبہ سوچنے اور غور کرنے کی سہولت سے محروم بھی نہیں کیا۔ ورنہ اگر پہلی مرتبہ کی طلاق میں ہیشہ کے لیے جدائی کا عمر دے دیا جاتا تو اس سے بیدا ہونے والی معاشر تی مسائل کی پیچیدگیوں کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالی نے شاکل تھا۔ نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالی فرمادیا کہ بیک وقت دو یا تنین طلاقیں دینا اور انہیں بیک وقت نافذ کر دینا حکمت الہیہ کے ظلاف ہے۔ حکمت الہیہ ای منظہ ہو ایک بعد رہا ہے وہ ایک ہو یا گئی ایک اور ای طرح دوسری مرتبہ طلاق کے بعد (چاہے وہ ایک ہو یا گئی ایک) اور ای طرح دوسری مرتبہ طلاق کے بعد رہا ہے وہ ایک ہو یا گئی ایک اور ای طرح دوسری مرتبہ طلاق کے بعد رہا ہے وہ ایک ہو یا گئی ایک اور ای طرح دوسری مرتبہ طلاق کے بعد رہا ہے دہ ایک میں بی باتی رہتی ہے، نہ کہ تینوں کو بیک وقت نافذ کر کے سوچنے اور فلطی کا ازالہ کرنے کی سہولت سے محروم کردینے کی صورت میں، (تفصیل کے لیے طلاقہ ہو: کتاب مجموعہ مقالت علمیہ بابت –ایک محلوم ہونا چاہیے کہ بہت علماء ایک مجلس کی تین طلاقوں کے واقع ہونے بی کا فتوئی دیتے ہیں۔

آوُ تَسَمْرِيُحُ الِمُحَمَّانِ وَلاَيَحِنُّ لَكُمُ اَنُ تَاخُنُوا مِنَا اَسَيُتُهُوْ هُنَّ شَيْئًا الْآانَ يَخَافَا الَّا يُقِيمُا حُدُود اللهِ قَالَ خِفْتُو اللاَيْقِيمَا حُدُود اللهِ فَلاَجْنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا امْتَاتَ عِبْمُ تِلْكَ حُدُود اللهِ فَلا تَعْتَدُ وُهَا، وَمَن يَتَعَدَّحُدُود اللهِ فَأُولَةٍ كَ هُمُ الظّلِمُونَ ﴿

فَإِنْ طَلَقَهَا فَلَاتَحِلُّ لَهُ مِنْ اَبَعُنُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَقَهَا فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِ مَا اَنُ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَتَّا اَنُ يُّقِيمُا حُنُوْدَ اللهِ وَتِلُكَ حُنُودُ اللهِ يُمَيِّنُهَا لِقَوْمِ يَعْفَلَمُونَ۞

یا عمد گی کے ساتھ چھوڑدینا ہے (۱) اور حمہیں طال نہیں کہ تم نے انہیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو، اس لیے اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے ہے لیے کچھ دے ڈالے، اس میں دونوں پر گناہ نہیں (۲) یہ اللہ کی حدود ہیں خبردار ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کرجائیں وہ ظالم ہیں۔

اب اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس اب اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں (۳) بشر طیکہ یہ جان لیں کہ اللہ کی حدوں کو قائم کی حدوں کو قائم کی خدوں بیں جنہیں وہ کرکھ سکیں گے، اور یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں جنہیں وہ کی سکیں گے، اور یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں جنہیں وہ کی کہ سکیں گے، اور یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں جنہیں وہ کی سکیں گے، اور یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں جنہیں وہ کی سکیں گے، اور یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں جنہیں وہ کی حدود ہیں جنہیں وہ کی کہ سکیں گے، اور یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں جنہیں وہ کی حدود ہیں جنہیں وہ

ا. لینی تیسری مرتبه طلاق دے کر۔

الس میں خلع کا بیان ہے، لیعتی عورت خاوند سے علیحدگی حاصل کرنا چاہے تو اس صورت میں خاوند عورت سے اپنا دیا ہوا مہر واپس لے سکتا ہے۔ خاوند اگر علیحدگی قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو تو عدالت خاوند کو طلاق دینے کا حکم دے گی اور اگر وہ اسے نہ مانے تو عدالت نکاح فنح کردے گی۔ گویا خلع بذریعہ طلاق بھی ہوسکتا ہے اور بذریعہ فنح بھی۔ دونوں صورتوں میں عدت ایک حیض ہے (أبوداود، تومذي، نساني والحاکم۔ فنح القدیر) عورت کو یہ حق دینے کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی سخت تاکید کی گئی ہے کہ عورت بغیر کسی معقول عذر کے خاوند سے علیحدگی لیعنی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔ اگر ایسا کرے گی تو نو بی عنی ایکن ہے۔ ایس کی عورت بغیر کسی معقول عذر کے خاوند سے علیحدگی لیعنی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔ اگر ایسا کرے گی تو نبی عنی ایکن ہے۔ ایس عدت وعید بیان فرمائی ہے کہ وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائیس گے۔ (ابن کیر وغیرہ) سا۔ اس طلاق سے تیسری طلاق مراد ہے۔ لیعنی تیسری طلاق کے بعد خاوند اب نہ رجوع کر سکتا ہے اور نہ نکاح۔ البتہ یہ عورت کسی اور جگہ نکاح کرلے اور دوسرا خاوند اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے، یا فوت ہوجائے تو اس کے بعد ہوہر سے اس کا نکاح جائز ہوگا۔ لیکن اس کے لیے بعض ملکوں میں جو حلالہ کا طریقہ رائج ہے، یہ تعنی فعل ہے۔ نہی شکھ ٹیٹی نے خلالہ کرنے والے اور کروانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ حلالہ کی غرض سے کیاگیا نکاح، نکاح نہیں بی خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔

جاننے والول کے لیے بیان فرمارہا ہے۔

۲۳۱. اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت ختم کرنے پر آئیں تو اب انہیں اچھی طرح بساؤ، یا بھلائی کے ساتھ الگ کردو(ا) اور انہیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم وزیادتی کے لیے نہ روکو، اور جو شخص ایسا کرے اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور تم اللہ کے احکام کو ہنمی کھیل نہ بناؤ(ا) اور اللہ کا احسان جو تم پر ہے یاد کرو اور جو تجہیں کھیل نہ بناؤ کا احسان خو تم پر ہے یاد کرو اور جو نقیمیں کھیک کتاب و حکمت اس نے نازل فرمائی ہے جس سے تہہیں نصیحت کردہا ہے، اسے بھی۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

۲۳۲. اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں۔ (۳) یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے

وَإِذَا طَلَقَتْ ثُوُ النِّسَاءَ فَبَكَغُنَ اَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعُرُوْفِ او سَيِّرِحُوْهُنَ يِمَعُرُوْفِ وَلَاتَنْمُسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِتَعُتَّكُوْا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَلْ ظَلَمَ نَفْسَهُ \* وَلَاتَتَخِذُ وَالنِي اللهِ هُزُوًا ' وَاذْكُرُوُ ايغُمَتَ اللهِ عَلَيْكُمُ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمُ وَمِنَ الكِتْبِ وَالْحِكْمَةَ يَعِظُكُمُ وَمَا اَنْزَلَ وَاتَّقُوا اللهَ وَاعْلَمُوْا انَّ الله يَكِيلُ شَيْ

وَإِذَا طَلَقَتُ مُ النِّسَاءَ فَبَكَغْنَ آجَلَهُ تَ فَكَ تَعْضُلُوْهُنَّ آنُ يَّنْكِحْنَ آزُوَاجَهُنَ إِذَا تَرَاضَوُا بَيْنَهُمُ بِالْمَعْرُوْتِ ذَلِكَ يُوْعَظُٰ رِبِهِ مَنَ كَانَ مِنْكُمُ يُؤْمِنُ بِاللهِ

وَالْيَوْمِ الْاِخِرِ ۚ ذٰلِكُمُ اَذَٰكَ لَكُمُ وَ اَطْهَرْ ۗ وَاللَّهُ يَعُـكُمْ وَاَنْتُمُ لَاتَعُلَمُوْنَ ۞

ۉالۇاللەڭئۇضغى اۇلادھىن خولىي كامىلىن لېن اَلدان ئىرقالار خاعة ئوغلى الىمۇلۇد لە رۇخھى كېئىونھى لالمئۇنۇد لائىكىك ئىش الا ئىسىقھا الائىتار كالىدى ھاكلامۇلۇد كە

جنہیں تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر یقین وایمان ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

۲۳۳. اور مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دورھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو<sup>(۱)</sup> اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہو۔<sup>(۲)</sup> ہرشخص کو اتنی ہی تکلیف

پس اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے...) (عوالہ نہ تور) ان احادیث کو علامہ انور شاہ کشیری نے بھی، دیگر محیثین کی طرح، میجے اور حسن تسلیم کیا ہے۔ (فین الباری، جس، کتاب الاکاع) دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ عورت کے ولیوں کو بھی عورت کی رضامندی کو بھی ضرور کے ولیوں کو بھی عورت کی رضامندی کو بھی ضرور کے ولیوں کو بھی عورت کی رضامندی کو نظر انداز کرکے زبردستی نکاح کردے، تو شریعت نے عورت کو بذریعہ عدالت نکاح فیخ کرانے کا اختیار دیا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ نکاح میں دونوں کی رضامندی حاصل کی جائے، کوئی ایک فریق بھی میں مین مانی نہ کرے۔ اگر عورت من مانے طریقے سے ولی کی اجازت نظر انداز کرے گی تو وہ نکاح ہی صبح نہیں ہوگا اور کئی کہ مفادات کو ترجیح دے گا تو عدالت ایسے ولی کو حق والیت میں اپنے مفادات کو ترجیح دے گا تو عدالت ایسے ولی کو حق والیت سے محروم کرکے ولی ابعد کے ذریعے سے یا خود ولی بن کر اس عورت کے نکاح کا فریعنہ انجام دے گی۔ ﴿فَإِنِ الشَّنَجَدُّ وُ السَّلُطَانُ وَلِیُّ مَنْ لاَ وَلِیُّ لَهَا ﴾ (ادواء الغلیل)

ا. اس آیت میں مسئلہ رضاعت کابیان ہے۔ اس میں پہلی بات یہ کہی گئ ہے کہ جو مدت رضاعت پوری کرنی چاہے تو وہ دوہ میل نیورے دودھ پلائے۔ ان الفاظ سے اس سے کم مدت تک دودھ پلانے کی بھی گنجائش نگلتی ہے، دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مدت رضاعت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے، جیسا کہ ترمذی میں حضرت ام سلمہ تراثتها ہے مرفوعاً روایت ہے: ﴿لَا يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ إِلا مَا فَتَقَ الأَمْعَاءَ فِي الثدْي، وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ ﴾ (الترمذي، کتاب الرضاع، باب ما جاء أن الرضاعة لا تحرم إلا في الصغر دون الحولين) "وہی رضاع (وودھ پلانا) حرمت ثابت کرتا ہے، جو چھاتی سے نکل کر آتوں کو پھاڑے اور یہ دودھ چھڑانے (کی مدت) سے پہلے ہو۔ " چنانچہ اس مدت کے اندر کوئی بچے کسی عورت کا اس طریقہ سے دودھ پی لے گا، جس سے رضاعت ثابت ہوجاتی ہے، تو ان کے درمیان رضاعت کا وہ رشتہ قائم ہوجائے گا، جس کے بعد رضاع بہن بھائیوں میں ترام ہوتا ہے۔ «ایکٹر مُن الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ» (صحیح البخاری، کتاب الشهادة علی الأنساب والرضاع المستفیض والموت القدیم) "رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہوجائیں گے جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔ "

٢. مَوْلُوْدٌ لَّهُ سے مراد باپ ہے۔ طلاق ہوجانے کی صورت میں شیرخوار بچے اور اس کی مال کی کفالت کا مسئلہ

بِولِيهُ وَعَلَى الْوَارِثِي مِثْلُ ذَلِكَ فَإِنْ اَرَادَا فِصَالَاعَنُ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَاجُنَاحَ عَيْفِهَا وَلِنُ اَرَدُنْتُورَاتَ شَنَّرْضِغُواً وُلَادَكُو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمُ إِذَا اسَكَمْتُو كَالَّالَيْتُورُ بِالْمَعُرُونِ \* وَاتَّقَوُ اللهَ وَاعْلَمُوااتَ اللهَ بِمَاتَعُمُونَ بَعِيْرُ

ذمہ داری ہے۔ (۲) پھر اگر دونوں (یعنی ماں باپ) اپنی رضامندی اور باہمی مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر پچھ گناہ نہیں اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو دونوں پر پچھ گناہ نہیں اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو تودھ پلوانے کا ہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تم ان کو دستور کے مطابق جو دینا ہو وہ ان کے حوالے کردو، (۳) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کررہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کررہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کررہا ہے۔ چھوڑ جائیں، وہ عورتیں اپنے آپ کو چارمہنے اوردس (دن) عدت میں رکھیں، (۳) پھر جب مدت ختم کرلیں تو جواچھائی عدت میں رکھیں، (۳) پھر جب مدت ختم کرلیں تو جواچھائی

دی جاتی ہے جتنی اس کی طاقت ہو۔ ماں کو اس کے

بچہ کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی

ضرر نه پنجایا جائے۔(۱) اور وارث پر بھی اسی جیسی

ۅٙٲڵڸؽؙڹؙؿۘٷۜۏٛڹؘڡؚٮٛٛڬؙۄٝۅؘؾؽؘڒؙۯۏؽٲۯ۬ٷڲٵؾۜڗۜڰڞؙ ؠؚٲۿؙڛۿؚؾٞٲۯؠ۫ۼڎٙٲۺۿڕٟٷٙۼؿؗڗ۠ٵٷٙۮٵڹػۼٛؽ ٲۻؘڵۿۨؿٷڵۯۼٛڹٵڂ؏ػؽڴڿ۫ۏؿػٲڡٛۼڵؿ؈ٛٞٲٮٛۿؙۣڽۿؚؾۜ

ہمارے معاشرے میں بڑا چیجیدہ بن جاتا ہے اور اس کی وجہ شریعت سے انحراف ہے۔ اگر تھم الہی کے مطابق خاوند اپنی طاقت کے مطابق مطلقہ عورت کے روٹی کیڑے کا ذمہ دار ہو، جس طرح کہ اس آیت میں کہا جارہا ہے تو نہایت آسانی سے مسلم حل ہوجاتا ہے۔

ا. مال کو تکلیف پہنچانا یہ ہے کہ مثلاً مال بچے کو اپنے پاس رکھنا چاہے، گر مامتا کے جذبے کو نظر انداز کرکے بچے زبردستی اس سے چھین لیا جائے، یا یہ کہ بغیر خرچ کی ذمہ داری اٹھائے، اسے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے۔ باپ کو تکلیف پہنچانے سے مراد یہ ہے کہ مال دودھ بلانے سے انکار کردے، یا اس کی جیثیت سے زیادہ کا اس سے مالی مطالبہ کرے۔

۲. باپ کے فوت ہوجانے کی صورت میں یہی ذمہ داری وارثوں کی ہے کہ وہ بچے کی مال کے حقوق صحیح طریقے سے ادا کریں، تاکہ نہ عورت کو تکلیف ہو اور نہ بچے کی پرورش اور نگہداشت متاثر ہو۔

سم. یہ مال کے علاوہ کسی اور عورت سے دودھ پلوانے کی اجازت ہے بشر طیکہ اس کا ما و جب (معاوضہ) دستور کے مطابق ادا کردیا جائے۔

مل. یہ عدت وفات ہر عورت کے لیے ہے، چاہے مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، جوان ہو یا بوڑھی۔ البتہ اس سے حاملہ عورت مستفیٰ ہے، کیوں کہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔ ﴿وَالْوَلَاثُ الْاَحْلَالَ اَجَلَافُتَ اَلَّا اَعْلَاقَ ﴾ (الطلاق: ۴) (حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل ہے)۔ اس عدت وفات میں عورت کو زیب وزینت کی (حتیٰ کہ سرمہ لگانے کی بھی) اور خاوند کے عدت کے اندر زیب وزینت ممنوع مکان سے کسی اور جگہ منتقل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ مطلقہ رجعیہ کے لیے عدت کے اندر زیب وزینت ممنوع

## بِالْمُعَرُّوُفِ وَاللهُ بِمَاتَعُمَلُونَ خَبِيُرُ ﴿

وَلاَجُنَاحَ عَلَيْكُوْ فِيمَا عَرَّضْتُوْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاْءِ اَوْاَلْنَتَهُمْ فِي اَنَفْسِكُوْ عَلِمَ اللهُ النَّكُو سَتَنْ كُوُونَهُنَّ وَلِكِنَ لانُواعِدُوهُنَّ سِرَّا الآلَانُ تَقُولُوْا قَوْلاَمَعُوُوقًا فُولاتَوْرُمُواعُقُكَ اللّهَ حَتَّى يَبُلُغَ الكِيْبُ اَجَلَهُ وَاعْلَمُوْا اَنَ اللّهَ يَعُلَمُ مِنَا فِي اَنْفُسِكُوْ فَاحْذَارُوهُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّهَ عَفُورٌ حَلِيْهُ ﴿

کے ساتھ وہ اپنے لیے کریں اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں (۱) اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے خبر دار ہے۔

100 اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اشارۃ کنایۃ ان عور تول سے نکاح کی بابت کہو، یا اپنے دل میں پوشیدہ ارادہ کرو، اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم ضرور ان کو یاد کروگ، لیکن تم ان سے پوشیدہ وعدے نہ کرلو(۱) ہاں یہ اور بات ہے کہ تم جملی بات بولا کرو(۱) اور عقد نکاح جب تک کہ عدت ختم نہ ہوجائے پختہ نہ کرو، اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی باتوں کا بھی علم ہے، تم اس سے خوف کھاتے رہا کرو اور یہ بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ میں خوف کھاتے رہا کرو اور یہ بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی باتوں کا بھی علم ہے، تم اس

نہیں ہے اور مطلقہ بائنہ میں اختلاف ہے، بعض جواز کے اور بعض ممانعت کے قائل ہیں۔ (ابن کیر)

ا. یعنی عدت گزرنے کے بعد وہ زیب وزینت اختیار کریں اور اولیا کی اجازت ومشاورت سے کسی اور جگہ نکاح کا بندوبست کریں، تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، اس لیے تم پر بھی (اے عورت کے ولیو!) کوئی گناہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوہ کے عقد ثانی کو برا نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ اس میں رکاوٹ ڈالنی چاہیے۔ جیسا کہ ہندوؤں کے اثرات سے ہمارے معاشرے میں یہ چیز پائی جاتی ہے۔

۲. یہ بیوہ یا وہ عورت، جس کو تین طلاقیں مل چکی ہوں، لینی طلاق بائند۔ ان کی بابت کہا جارہا ہے کہ عدت کے دوران ان سے اشارے کنا نے میں تو تم نکاح کا پیغام دے سکتے ہو (مثلاً میرا ارادہ شادی کرنے کا ہے، یا میں نیک عورت کی تلاش میں ہوں، وغیرہ) لیکن ان سے کوئی خفیہ وعدہ مت او اور نہ مدت گزرنے سے قبل عقد نکاح پختہ کرو۔ لیکن وہ عورت جس کو خاوند نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں، اس کو عدت کے اندر اشارے کنا ہے میں بھی نکاح کا پیغام دینا جائز نہیں، کیوں کہ جب تک عدت نہیں گرے اور کہ ہی کو خاوند رجوع ہی کراہے۔

مسئلہ: بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جابل لوگ عدت کے اندر ہی نکاح کر لیتے ہیں، اس کی بابت علم یہ ہے کہ اگر ان کے درمیان ہم بستری نہیں ہوئی ہے تو فوراً ان کے درمیان تفریق کرادی جائے اور اگر ہم بستری ہوگئ ہے تب بھی تفریق تو ضروری ہے، تاہم دوبارہ ان کے درمیان (عدت گزرنے کے بعد) نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض علاء کی رائے یہ ہے کہ ان کے درمیان اب بھی باہم نکاح نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک دوسرے کے لیے ابداً حرام ہیں، لیکن جہور علاء ان کے درمیان نکاح کے جواز کے قائل ہیں۔ (تغیر ابن کیر)

س. اس سے مراد بھی وہی تعریض و کنایہ ہے جس کا تھم پہلے دیا گیا ہے، مثلاً میں تیرے معاطع میں رغبت رکھتا ہوں، یا ولی سے کیے کہ اس کے نکاح کی بابت فیصلہ کرنے سے قبل مجھے اطلاع ضرور کرنا۔ وغیرہ، (ابن کیر) تبخشش اور حلم والا ہے۔

۲۳۷. اگر تم عورتوں کو بغیر ہاتھ لگائے اور بغیر مهر مقرر کیے طلاق دے دو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، ہاں انہیں پچھ نہ کچھ نہ کچھ نہ کچھ فائدہ دو۔ خوشحال اپنے انداز سے اور تنگدست اپنی طاقت کے مطابق دستور کے مطابق اچھا فائدہ دے۔ بھلائی کرنے والوں پر یہ لازم ہے۔ (۱)

۲۳۷. اور اگر تم عورتوں کو اس سے پہلے طلاق دے دو کہ تم نے انہیں ہاتھ لگایا ہو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کردیا ہوتو مقررہ مہر کا آدھا مہر دے دو، یہ اور بات ہے کہ وہ خود معاف کردیں (۲) یا وہ شخص معاف کردیے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے (۳) تمہارا معاف کردینا تقویٰ سے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے (۳) تمہارا معاف کردینا تقویٰ سے

لاجُنَاحَ عَلَيُكُمُ إِنَّ طَلَقُتُو النِّسَآءَ مَالَكُم تَمَتُوهُ شَا وَتَقُرُضُوالهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ قَوَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْنُوسِعِ قَكَارُهُ وَعَلَى الْنُقْتِرِ قَكَارُهُ مَتَاعًا ۖ بِالْمُعُرُّونِ حَقًاعَلَى الْمُضْنِينِينَ ۞

وَإِنْ طَلَقَتُنُوْ هُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَنَسُّوهُنَّ وَقَكُ فَرَضُ تُوْلُهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصُفُ مَا فَرَضُتُمُ اِلَّا اَنْ يَعْفُوْنَ اَوْيُعُفُوا الَّذِي بِيدِهِ عُقُلَاةً النِّكَاجِ وَاَنْ تَعْفُواا قَرْبُ لِلتَّقُومِ وَكَرَتَشُوا الفِّضُلَ بَيْنَكُمُ إِنَّ اللهَ بِمَاتَتُ مَلُونَ بَصِيرٌ

ا. یہ اس عورت کی بابت تھم ہے کہ نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں ہوا تھا اور خاوند نے خلوت صحیحہ لیعنی ہم بسری کے بغیر طلاق بھی دے دی تو اسے کچھ نہ کچھ فائدہ دے کر رخصت کرو۔ یہ فائدہ (متعبر طلاق) ہر شخص کی طاقت کے مطابق ہونا چاہیے۔ خوش حال اپنی جیشت اور نگ دست اپنی طاقت کے مطابق دے۔ تاہم محسنین کے لیے یہ ضروری ہے۔ اس متعہ کی تعیین بھی کی گئی ہے، کسی نے کہا، خادم۔ کسی نے کہا ۵۰۰ در ہم۔ کسی نے کہا ایک یا چند جوڑے کپڑے، وغیرہ۔ بہرحال یہ تعیین شریعت کی طرف سے نہیں ہے۔ ہر شخص کو اپنی طاقت کے مطابق دینے کا اختیار اور تھم ہے۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ متعبر طلاق ہر قسم کی طلاق یافتہ عورت کو دینا ضروری ہے یا خاص اسی عورت کی بابت تھم ہے جو اس آت آیت میں نہ کور ہے۔ قرآن کریم کی بعض اور آیات سے معلوم ہو تا ہے کہ یہ ہر قسم کی طلاق یافتہ عورت کے لیے ہے، وَاللّٰہُ أَعْلَمُ۔ اس تھم متعہ میں جو حکمت اور فوائد ہیں، وہ مختاج وضاحت نہیں۔ تلی کی متوقع خصومتوں کے بے، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ اس تھم متعہ میں جو حکمت اور فوائد ہیں، وہ مختاج وضاحت نہیں۔ تلی کی متوقع خصومتوں کے بے واللّٰہ کا نہایت اہم ذریعہ ہے، احسان کرنا اور عورت کی دلجوئی ودلداری کا اجتمام کرنا، مستقبل کی متوقع خصومتوں کے سدباب کا نہایت اہم ذریعہ ہے، ایکن ہمارے معاشرے میں اس احسان وسلوک کے بجائے مطلقہ کو ایسے برے طریقے سدباب کا نہایت اہم ذریعہ ہے، لیکن ہمارے معاشرے میں اس احسان وسلوک کے بجائے مطلقہ کو ایسے برے طریقے سے رخصت کیا جاتا ہے کہ دونوں خاندانوں کے آپس کے تعلقات ہمیشہ کے لیے ختم ہوجاتے ہیں۔

۲. یہ دوسری صورت ہے کہ مساس (خلوت صحیحہ) سے قبل ہی طلاق دے دی اور حق مہر بھی مقرر تھا۔ اس صورت میں خاوند کے لیے ضروری ہے کہ نصف مہرادا کرے۔ الا یہ کہ عورت اپنا یہ حق معاف کردے۔ اس صورت میں خاوند کو کچھ نہیں دینا یڑے گا۔

س. اس سے مراد خاوند ہے، کیوں کہ نکاح کی گرہ (اس کا توڑنا اور باقی رکھنا) اس کے ہاتھ میں ہے۔ یہ نصف حق مہر معاف کردے اور معاف کردے اور معاف کردے اور

بہت نزدیک ہے اور آپس کی فضیلت اور بزرگی کو فراموش نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

۲۳۸. نمازوں کی حفاظت کرو، اور بالخصوص در میان والی نماز کی (۱) اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہاکرو۔

۲۳۹. اگر تمہیں خوف ہو توپیدل ہی سہی یا سوار ہی سہی، بال جب امن ہوجائے تواللہ کا ذکر کروجس طرح کہ اس نے تمہیں اس یا تعامی دی جسے تم نہیں جا نہتہ تھے (۲)

پی بہ ب میں ربیت رہیں و روز میں جانتے تھے۔ (\*)

ہمہیں اس بات کی تعلیم دی جسے تم نہیں جانتے تھے۔ (\*)

ہمری اور جو لوگ تم میں سے فوت ہوجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ وصیت کرجائیں کہ ان کی بیویاں سال بھر تک فائدہ اٹھائیں (\*) انہیں کوئی نہ نکالے ، ہاں اگر وہ خود

حَافِظُوْاعَلَ الصَّلَوٰتِ وَالصَّلُوةِ الْوُسُظِيُّ وَقُوْمُوُا بِلٰهِ قِٰنِتِيُنَ⊕

فَإِنْ خِفْتُهُ فِرِجَالًا أَوُرُكُبَانَا ۚ فَإِذَ ٱلْمِنْتُوفَا ذُكُرُوا الله كَمَاعَلَمَكُمْ مَا لَحَ تَكُونُواْ تَعْلَمُونَ ۞

وَالَّذِيْنَ يُتَوَقَّوْنَ مِنْكُمُّ وَيَذَادُوْنَ اَزُوَاجَا قَضِيَّةً لِآزُنُوَاجِهِمُ مَّتَنَاعًا إِلَى الْحُوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ قَانْ خَرَجْنَ فَلاَمْنِنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا

پورے کا پورا مہر عورت کو دے دے۔ اس سے آگے آپس میں فضل واحسان کو نہ بھولنے کی تاکید کرکے حق مہر میں بھی اس فضل واحسان کو اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

ملاحظہ: بعض نے ﴿ بِيكِ ؟ عُقُلَ ةُ النِّكَامِ ﴾ سے مراد عورت كا ولى مراد ليا ہے كہ عورت معاف كردے يا اس كا ولى معاف كردے، ليكن يہ صحیح نہيں۔ ايك تو عورت كے ولى كے ہاتھ ميں عقدہ نكاح نہيں، دوسرے مہر عورت كا حق اور اس كا مال ہے، اسے معاف كرنے كا حق بھى ولى كو حاصل نہيں۔ اس ليے وہى تفيير صحیح ہے جو آغاز ميں كى گئى ہے۔ (خُ القدر) ضرورى وضاحت: طلاق يافتہ عورتوں كى چار قسميں ہيں:

(۱) جن کا حق مہر بھی مقرر ہے، خاوند نے مجامعت بھی کی ہے ان کو پورا حق مہر دیا جائے گا۔ جیسا کہ آیت ۲۲۹ میں اس کی تفصیل ہے۔ (۲) حق مہر بھی مقرر نہیں، مجامعت بھی نہیں کی گئی، ان کو صرف متعبہ طلاق دیا جائے گا۔
(۳) حق مہر مقرر ہے، لیکن مجامعت نہیں کی گئی، ان کو نصف مہر دینا ضروری ہے (ان دونوں کی تفصیل، زیر نظر آیت میں ہے)۔ (۴) مجامعت کی گئی ہے، لیکن حق مہر مقرر نہیں، ان کے لیے مہر مشل ہے، مہر مثل کا مطلب ہے اس عورت کی قوم میں جو رواج ہے، یا اس جیسی عورت کے لیے بالعوم بختنا مہر مقرر کیا جاتا ہو۔ (نیل الأوطار وعون المعبود) ا. در میان والی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے جس کو اس حدیث رسول مُنَاقِیْقِم نے متعین کردیا ہے جس میں آپ سَاقِیْقِمُ الله خندق والے دن عصر کی نماز کو صَلوٰۃ وُسْطَیٰ قرار دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المجهاد، باب الدیماء علی المشرکین بالہزیمة وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب الدلیل لمن قال الصلاۃ الوسطیٰ…)

۲. لینی دشمن سے خوف کے وقت جس طرح بھی ممکن ہے، پیادہ چلتے ہوئے، سواری پر بیٹھے ہوئے نماز پڑھ او۔ تاہم
 جب خوف کی حالت ختم ہوجائے تو پھر اسی طرح نماز پڑھو جس طرح سکھلایا گیا ہے۔

س. یہ آیت، گو ترتیب میں مؤخر ہے، مگر منسوخ ہے، ناشخ آیت پہلے گزر چکی ہے، جس میں عدت وفات ۴ مہینے ۱۰ دن

فَعَلَى فِئَ اَنْفُسِهِنَّ مِنُ مَّعُرُّوثٍ وَاللهُ عَزِيْرُ حَكِيُهُ

وَلِلْمُطَلَقَاتِ مَتَاعُ بِالْمَعُرُّوفِ ْحَقَّاعَلَى الْمُثَيِّقِ بُنَ ﴿

كَنْلِكَ يُمَيِّنُ اللهُ لَكُمُّ الْنِيَّةِ لَعَلَّكُمُ الْنِيَّةِ لَعَلَّكُمُ الْنِيَّةِ لَعَلَّكُمُ

اَلَهُوْتَرَالَى الَّذِيْنَ خَرِجُوامِنَ دِيَارِهِمُوهُوُهُوُالُوْفُ حَدَّرَالُمُوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللهُ مُوثُواً ثُقُرَاحُيَاهُمُوانَ الله لَذُوفَضُ لِعَلَى النَّاسِ وَالْكِنَّ ٱكْثَرَالنَّاسِ الله لَذُوفَتُ

نکل جائیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ اپنے لیے اچھائی سے کریں، اللہ تعالی غالب اور حکیم ہے۔

۲۴۱. اور طلاق والیول کو اچھی طرح فائدہ دینا پر ہیز گارول پرلازم ہے۔(۱)

۲۴۲. الله تعالیٰ اسی طرح اپنی آیتیں تم پر ظاہر فرمارہا ہے تاکہ تم مسمجھو۔

سهم کی تعداد میں خبیں نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں شے اور موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے مسلم اللہ تعالی نے انہیں فرمایا مرجاؤ، پھر انہیں زندہ کردیا<sup>(1)</sup> بے شک اللہ تعالی لوگوں پر بڑا فضل والا ہے، لیکن اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

بتلائی گئی۔ علاوہ ازیں آیت مواریث نے بیویوں کا حصہ بھی مقرر کردیا ہے، اس لیے اب خاوند کو عورت کے لیے کسی بھی قتم کی وصیت کرنے کی ضرورت نہیں رہی، نہ رہائش (سکنی) کی اور نہ نان ونفقہ کی۔

ا. یہ حکم عام ہے جو ہر مطلقہ عورت کو شامل ہے۔ اس میں تفریق کے وقت جس حسن سلوک اور تطبیب قلوب کا اجتمام کرنے کی تاکید کی گئی ہے، اس کے بے شار معاشرتی فوائد ہیں۔ کاش مسلمان اس نہایت ہی اہم نصیحت پر عمل کریں، جے انہوں نے بالکل فراموش کر رکھا ہے۔ آج کل کے بعض "مجتہین " نے مَتَاعٌ اور مَتَّعُو هُنَّ ہے یہ استدلال کیا ہے کہ مطلقہ کو اپنی جائیداد میں سے باقاعدہ حصہ دو، یا عمر بھر نان ونفقہ دیتے رہو۔ یہ دونوں باتیں بے بنیاد ہیں، بھلا جس عورت کو مرد نے نہایت نالپندیدہ سمجھ کر اپنی زندگی ہے ہی خارج کرد ہا، وہ ساری عمر کس طرح اس کے اخراجات کی ادائیگی کے لیے تار ہوگا؟

۲. یہ واقعہ کی پچھلی امت کا ہے، جس کی تفصیل کی صحیح حدیث میں بیان نہیں کی گئی۔ تفییر کی روایات میں اسے بنی اسرائیل کے زمانے کا واقعہ اور اس پینیمبر کا نام، جس کی دعا سے انہیں اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ فرمایا، حزقیل علیہ بٹا یا گیا ہے۔ یہ جہاد میں قتل کے ڈر سے، یا وبائی بیاری طاعون کے خوف سے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے تھے، تاکہ موت کے منہ میں جانے سے نج جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مار کر ایک تو یہ بٹلادیا کہ اللہ کی نقدیر سے تم نج کر کہیں نہیں جاسکتے۔ دوسرا یہ کہ انسانوں کی آخری جائے پناہ اللہ تعالیٰ بی کی ذات ہے۔ تیسرا یہ کہ انلہ تعالیٰ دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے اور وہ تمام انسانوں کو اس طرح زندہ فرمائے گا جس طرح اللہ نے ان کو مار کر زندہ کر دیا۔ اگلی آیت میں مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا جارہا ہے۔ اس سے پہلے اس واقع کے بیان میں یہی حکمت ہے کہ جہاد سے جی مت چراؤ، موت وحیات تو اللہ کے قبضے میں ہے اور اس موت کا وقت بھی متعین ہے جے جہاد سے گریز وفرار کرکے تم نال نہیں سکتے۔

ۅؘڰٙٳؾڵؙٷٳؽ۫ڛٙڔؽڸؚٳڶڷٚۅۅٵۼڵؠؙۅٞٳٲؾۧٳڵڎڛٙؠؽڠ ؙۼڸڎؙؖڎۣ

مَنُ ذَاللَّذِي يُقُرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفَهُ لَهُ اَضْعَافًا كُلِيْرُوَّ وَاللهُ يَقْمِضُ وَيَبُضُّطُ وَ اللَيْهِ تُرْجُعُونَ

ٱڬۘۊؙؾۜۯڵٙڶٲؠؙڲڵؚڡؚؽٛٵڹؿٙٳۺڗٳٙ؞ؿڶڝؽٵڽۼٮ مُٷڛٛٳڎ۫ػٵڵۊؙٳڶێؚؾ۪ۜڴۿ۠ڎٳڣػؙڶٮؘٵڝٙڵؚڴٵؽ۫ڡٙٳؾڷ ڣٛڛؘؽڶؚٳڶڵ؋ٞڰٙٲڶۿڶ عٙڛؽؾؙؿؙٳؽؙڮؙڹڹۼڶؽڮٷ

۲۳۴. اور الله کی راه میں جہاد کرو اور جان لو کہ الله تعالیٰ سنتا، جانتا ہے۔

۲۳۵. ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے (۱) پس اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے، اور اللہ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤگ۔ ۲۲۲ کیا آپ نے (حضرت) موسیٰ (علیہ اللہ) کے بعد والی بنی اسرائیل کی جماعت کو نہیں دیکھا<sup>(۱)</sup> جب کہ انہوں نے اینے پیغیمر سے کہا کہ کسی کو جمارا بادشاہ بناد بجیے (۱)

ا. قَوْضٌ حَسَنٌ ہے مراد اللہ کی راہ میں اور جہاد میں مال خرج کرنا ہے لینی جان کی طرح مالی قربانی میں بھی تامل مت کرو۔ رزق کی کشادگی اور کی بھی اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور وہ دونوں طریقوں سے تمہاری آزمائش کرتا ہے۔

محمی رزق میں کی کرکے اور مجھی اس میں فراوانی کرکے۔ پھر اللہ کی راہ میں خرج کرنے سے تو کمی بھی نہیں ہوتی،

اللہ تعالی اس میں کئی کئی گنا اضافہ فرماتا ہے، مجھی ظاہری طور پر، مجھی معنوی وروحانی طور پر اس میں برکت ڈال کر اور

آخرت میں تو یقیناً اس میں اضافہ حیران کن ہوگا۔

المراکس قوم کے ان اشر اف، سروار اور اہل حل وعقد کو کہا جاتا ہے جو خاص مثیر اور قائد ہوتے ہیں، جن کے دیکھنے ہے آئکھیں اور دل رعب سے ہھر جاتے ہیں مکلاً کے لغوی معنی (بھرنے کے ہیں) (ایسو التفاسیو) جن پینجبر کا یہاں ذکر ہے ان کانام شمویل علیہ اہتا ہے۔ ابن کثیر وغیرہ مفسرین نے جو واقعہ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بنو اسرائیل حضرت موسی علیہ اہتا ہے۔ ابن کثیر وغیرہ مفسرین نے جو واقعہ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بنو اسرائیل حضرت موسی علیہ ایس برعات ایجاد کرلیں۔ حق کہ بنول کی پوجا شروع کردی۔ انبیاء ان کو روکتے رہے، لیکن یہ معصیت اور شرک سے باز نہیں آئے۔ اس کے نتیج میں اللہ نے ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کردیا، جنہوں نے ان کے علاقے بھی چھین لیے اور ان کی ایک بڑی تعداد کو قیدی بھی بنالیا، ان میں نبوت وغیرہ کا سلسلہ بھی منقطع ہوگیا، بالآخر بعض لوگوں کی دعاؤں سے شمویل علیہ ہی بیدا کو قیدی بھی بنالیا، ان میں نبوت وغیرہ کا سلسلہ بھی منقطع ہوگیا، بالآخر بعض لوگوں کی دعاؤں سے شمویل علیہ ہی بیدا کو دیور جس کی قیادت میں ہم دشمنوں سے لڑیں۔ پنجبر نے ان کے سابقہ کردار کے بیش نظر کہا کہ تم مطالبہ تو کررہ ہوء کردیں جس کی قیادت میں ہم دشمنوں سے لڑیں۔ پنجبر نے ان کے سابقہ کردار کے بیش نظر کہا کہ تم مطالبہ تو کراہ ہوء کی میں بادشاہ مقرر کردنی ہوئی نو ایک کو رد فرمادیتا، لیکن اللہ نے اس معاطے کو رد فہیں فرمایا، بلکہ طالوت کو ان کے لیے بادشاہ مقرر کردیا، جیسا کہ آئے آرہا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بادشاہ اگر مطلق العنان فہیں ہے بلکہ وہ ادکام الی کاپابند اور عدل وانصاف کرنے والا ہے تو اس کی بادشاہ جائز ہی فہیں، بلکہ مطلوب و محبوب بھی ہے۔ مزید دیکھیے: سورۃ المائدۃ، آیت: ۲۰ کا حاشیہ۔

الْقِتَالُ ٱلَاثْقَاتِلُوادِقَالُواوَمَالَنَا ٱلَائْقَاتِلَ فِي سَهِيْلِاللهِ وَقَدُ الْخُرِجُنَا مِنْ دِيَارِنَا وَٱبْنَالَيَا ۖ فَلَيَّا لَٰمِتِ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَكُوا الْاقَلِيُلَا مِنْهُمُّمُ وَاللهُ عَلِيْمُ اللّٰلِيدِينَ

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمُ إِنَّ اللهُ قَدُ بَعَثَ لَكُمُ طَالُوْتَ مَلِكًا ۚ قَالُوْا لَنْ يَكُونُ لَهُ المُلُكُ عَلَيْنَا وَخَنُ احَقَّ بِالمُمُلُكِ مِنْهُ وَلَمُنِيُّتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللهُ اصْطَفْهُ عَلَيْكُمُ وَزَادَهُ بِمُطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِنْمِ وَاللهُ يُؤْتِى مُلْكَةُ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ وَاسِعْ عَلِيْدُ ﴿ وَاللهُ يُؤْتِى مُلْكَةُ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ

وَقَالَ لَهُمُ نَبِيْهُمُ إِنَّ الِيَّةَ مُلْكِمَةَ آنُ ثِيَّا تِيَكُمُّ التَّاكِثُوكُ فِيْهُ سَكِينَتُهُ ثِنِّ تَرَيِّكُمُ وَيُقِيَّةُ ثِثِمَّا ثَرُكِ

تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ پیغیر نے کہا کہ ممکن ہے جہاد فرض ہوجانے کے بعد تم جہاد نہ کرو، انہوں نے کہا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کیوں نہ کریں گے؟ اور ہم تو اپنے گھروں سے اجاڑے گئے ہیں اور بچوں سے دور کردیے گئے ہیں۔ پھر جب ان پر جہاد فرض ہوا تو سوائے تھوڑے سے لوگوں کے سب پھر گئے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

کہ ۱۲۳ اور انہیں ان کے نبی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنادیا ہے تو کہنے گئے بھلا اس کی ہم پر حکومت کیسے ہوسکتی ہے؟ اس سے تو بہت زیادہ حقدار بادشاہت کے ہم ہیں، اور اس کو تو مالی کشادگی بھی نہیں دی گئی۔ نبی نے فرمایا سنو، اللہ تعالیٰ نے اس کو تم پر برگزیدہ کیا ہے اور اس علمی اور جسمانی برتری بھی عطا برگزیدہ کیا ہے اور اسے علمی اور جسمانی برتری بھی عطا فرمائی ہے اور اسے علمی ور جسمانی برتری بھی عطا فرمائی ہے اور اسے علمی والا ہے۔

۲۳۸. اوران کے نبی نے انہیں پھر کہا کہ اس کی بادشاہت کی ظاہری نشانی یہ ہے کہ تمہارے یاس وہ صندوق(۲)

1. حضرت طالوت اس نسل سے نہیں تھے جس سے بنی اسرائیل کے بادشاہوں کا سلسلہ چلا آرہا تھا۔ یہ غریب اور ایک عام فوجی تھے، جس پر انہوں نے اعتراض کیا۔ پیغیبر نے کہا کہ یہ میرا انتخاب نہیں ہے، اللہ تعالی نے انہیں مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں قیادت وسیادت کے لیے مال سے زیادہ عقل وعلم اور جسمانی قوت وطاقت کی ضرورت ہے اور طالوت اس میں تم سب میں ممتاز ہیں، اس لیے اللہ تعالی نے انہیں اس منصب کے لیے چن لیا ہے۔ وہ واسع الفضل ہے، جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت وعنایات سے نواز تا ہے۔ علیم ہے، لینی وہ جانتا ہے کہ بادشاہت کا مستحق کون ہے اور کون نہیں ہے (معلوم ہوتا ہے کہ جب انہیں بتلایا گیا کہ یہ تقرری اللہ کی طرف سے ہے تو اس کے لیے انہوں نے مزید کسی نشانی کا میان ہے۔)

۲. صندوق لینی تابوت، جو توب سے ہے، جس کے معنی رجوع کرنے کے ہیں۔ کیوں کہ بن اسرائیل تبرک کے لیے اس کی طرف رجوع کرتے تھے (فخ القدیر) اس تابوت میں حضرت موسیٰ وہارون ﷺ کے تبرکات تھے، یہ تابوت بھی ان کے دشمن ان سے چھین کر لے گئے تھے۔ الله تعالیٰ نے نشانی کے طور پر یہ تابوت فرشتوں کے ذریعے سے حضرت

## الُمُوْلِي وَالُ هَرُوْنَ تَعَمِّلُهُ الْمَلَلِكَةُ إِنَّ فِي ذلِكَ لَايَةً كُلُوْإِنُ كُنْتُوْمُّ فُمِينِيْنَ ﴿

فَكَمَّافَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُّوْدَ قَالَ إِنَّ اللهُ مُبْتَلِيكُمُ نِهَهَرٍ فَنَنُ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِرِّيْ وَمَنْ لَوْيُطُعُهُ فَإِنَّا مِنْ إِلَامِن اعْتَرَفَ غُرْفَةً بِيرِهِ فَشَرَيُولُ مِنْهُ إِلَا فَلِيلًا مِنْهُمْ وَفَلَمّا جَاوَزَهُ هُو وَالّذِيْنَ امْنُوا مِعَهُ قَالُوالِالَحَاقَةُ لَنَا الْيُومِ عِلَالُوتَ وَجُنُودٍ لا قَالَ الّذِينَ يَظُنُّونَ اَنَّهُمُ مُنْلَقُوا اللهِ اللهِ مَنْ فِنَةً كَرِيْرَةً إِلَادُن مِنْ فِنَةٍ قِلِيلُة عَلَيْتُ فِنَةً كَرِيْرَةً إِلَادُن

آجائے گا جس میں تہہارے رب کی طرف سے ولجمعی ہے اور آل موسیٰ اور آل ہارون (طیبالہ) کا بقیہ ترکہ ہے، فرشتے اسے اٹھاکر لائیں گے۔ یقیناً یہ تو تمہارے لیے کھلی دلیل ہے اگر تم ایمان والے ہو۔

۲۳۹. جب (حضرت) طالوت لشكروں كولے كر نكلے تو كہا سنو اللہ تعالى تمہيں ايك نهر (۱) سے آزمانے والا ہے، جس نے اس ميں سے پانی پی ليا وہ مير انہيں اور جو اسے نہ چھے وہ مير ا ہيں اور جو اسے نہ چھے وہ مير اہب ہے كہ اپنے ہاتھ سے ايك چلو بحر لے۔ ليكن سوائے چند كے باقی سب نے وہ پانی پی ليا (۲) وہ لوٹ مومنين سميت جب نهر سے گزر گئے تو وہ لوگ كہنے لگے آج تو ہم ميں طاقت نہيں كہ جالوت اور اس كے لئكروں سے لڑيں۔ (۳) ليكن اللہ تعالى كی ملاقات

طالوت کے دروازے پر پہنچادیا۔ جے دیکھ کر بنی اسرائیل خوش بھی ہوئے اور اسے طالوت کی بادشاہی کے لیے منجانب اللہ نشانی بھی سمجھا اور اللہ تعالی نے بھی اسے ان کے لیے ایک اعجاز (آیت) اور فتح وسکینت کا سبب قرار دیا۔ سکینت کا مطلب ہی اللہ تعالی کی طرف سے خاص نصرت کا ایسا نزول ہے جو وہ اپنے خاص بندوں پر نازل فرماتا ہے اور جس کی وجہ سے جنگ کی خون ریز معر کہ آرائیوں میں جس سے بڑے بڑے شیر دل بھی کانپ کانپ اکٹھتے ہیں، اہل ایمان کے دل وشمن کے خوف اور ہیہت سے خالی اور فتح وکامرانی کی امید سے لبریز ہوتے ہیں۔

ا. یہ نہر اردن اور فلسطین کے در میان ہے۔ (ابن کثیر)

7. اطاعت امیر ہر حال میں ضروری ہے، تاہم دشمن سے معرکہ آرائی کے وقت تو اس کی اہمیت دوچند، بلکہ صد چند ہوجاتی ہے۔ دوسرے جنگ میں کامیابی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فوجی اس دوران بھوک، پیاس اور دیگر شدائد کو نہایت صبر اور حوصلے سے برداشت کریں۔ چنانچہ ان دونوں باتوں کی تربیت اور امتحان کے لیے طالوت نے کہا کہ نہر پر تنہاری پہلی آزمائش ہوگی۔ جس نے پانی پی لیا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ لیکن اس تنبیہ کے باوجود اکثریت نہائی پی لیا۔ ان کی تعداد میں مفسرین نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ اسی طرح نہ چنے والوں کی تعداد ۳۱۳ بتلائی گئی ہے، جو اصحاب بدر کی تعداد ۳۱۳ بتلائی

سبر ان اہل ایمان نے بھی، ابتداءً جب وشمن کی بڑی تعداد و کیھی تو اپنی قلیل تعداد کے بیش نظر اس رائے کا اظہار کیا کیا، جس پر ان کے علاء اور ان سے زیادہ پختہ یقین رکھنے والوں نے کہا کہ کامیابی، تعداد کی کثرت اور اسلحہ کی فراوانی پر منحصر نہیں، بلکہ اللہ کی مشیت اور اس کے اذن پر موقوف ہے اور اللہ کی تائید کے لیے صبر کا اہتمام ضروری ہے۔ پر یقین رکھنے والوں نے کہا، بیا او قات چھوٹی اور تھوڑی سی جماعتیں بڑی اور بہت ہی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غلبہ پالیتی ہیں، اور اللہ تعالی صبر والوں کے ساتھ ہے۔

• ۲۵۰. اور جب ان کا جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے دعاما تگی کہ اے پروردگار ہمیں صبر دے، ہوا تو انہوں نے دعاما تگی کہ اے پروردگار ہمیں صبر دے، اور ثابت قدمی دے اور قوم کفار پر ہماری مدد فرما۔ (۱) کو شکست دے دی اور (حضرت) داود (عَلَيْلِاً) کے ہاتھوں کو شکست دے دی اور (حضرت) داود (عَلَيْلاً) کے ہاتھوں مجالوت قبل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے داود (عَلَيْلاً) کو مملکت وحکمت (۱) اور بقنا کچھ چاہا علم بھی عطا فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فیاد بھیل جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔ (۱)

ۅۘۘۘڵؠۜۜٵ؉ؚۯؙۉڶڸڿٵڵۅ۫ؾۅؘڂۼٛۏڍ؋ قاڵٷٳۯؾؘڹۧٵؘۘڡٛٚۅؚۼۛ عَلَيْنَاصُبُراۊٸێؚتُٵڡۛؿۯٳڡٮۜڶۊٳڶڞؙڗؽٵعٙڶ؞اڶڨؘۅؙ*ڡؚ* ٵڰڶؚڣ*ۣؠ*ؿؿ۞

فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَقَتَلَ دَاوُدُ كِالْوَتَ وَالنَّهُ اللهُ الْمُلْكَ وَالْحِلْمُةَ وَعَلَمَهُ مِثَا يَشَاءُ وَلَوْلَادَ فَعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ مِبِعْضِ تَضَكَتِ الْاَرْضُ وَلِاِنِّ اللهُ ذُوْفَضُلٍ عَلَى الْعُلَمِينِيَ @

ا. جالوت اس دشمن قوم کا کمانڈر اور سربراہ تھا جس سے طالوت اور ان کے رفقا کا مقابلہ تھا۔ یہ قوم عمالقہ تھی جو اپنے وقت اہل ایمان وقت کی بڑی جنگجو اور بہادر قوم سمجھی جاتی تھی۔ ان کی اسی شہرت کے پیش نظر، عین معرکہ آرائی کے وقت اہل ایمان نے بارگاہ الہی میں صبر وثبات اور کفر کے مقابلے میں ایمان کی فتح وکامیابی کی دعا ما گئی۔ گویا مادی اسباب کے ساتھ ساتھ اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نصرت اللی کے لیے ایسے موقعوں پر بطور خاص طلبگار رہیں، جیسے جنگ بدر میں نی منگا الیکھ نے نہایت الحاح وزاری سے فتح ونصرت کی دعائیں مائلیں، جنہیں اللہ تعالی نے قبول فرمایا اور مسلمانوں کی ایک نہیت قلیل تعداد کافروں کی بڑی تعداد پر غالب آئی۔

۲. حضرت داود علینیا بھی، جو ابھی پیغیر سے نہ بادشاہ، اس لشکر طالوت میں ایک سپاہی کے طور پر شامل سے ان کے ہاتھوں اللہ تعالی نے جالوت کا خاتمہ کیا اور ان تھوڑے سے اہل ایمان کے ذریعے سے ایک بڑی قوم کو شکست فاش دلوائی۔
 ۱س. اس کے بعد اللہ تعالی نے حضرت داود علینیا کو بادشاہت بھی عطا فرمائی اور نبوت بھی۔ حکمت سے بعض نے نبوت، بعض نے صنعت آبمن گری اور بعض نے ان امور کی سمجھ مراد لی ہے، جو اس موقعۂ جنگ پر اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادے سے فیصلہ کن ثابت ہوئے۔

۷. اس میں اللہ کی ایک سنت البی کا بیان ہے کہ وہ انسانوں کے ہی ایک گروہ کے ذریعے سے، دوسرے انسانی گروہ کے ظلم اور اقتدار کا خاتمہ فرماتا رہتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا اور کسی ایک ہی گروہ کو ہمیشہ قوت واختیار سے بہرہ ور کیے

تِلْكَ اللهُ اللهِ نَـتُلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَوَاللَّهُ اللهُ عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَ

تِلْكَ الرُّسُلُ فَصَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضِ مُ مِنْهُمْ مَّنَ كَلَمَ اللهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضِ وَالْيَنَا عِنْسَى الْنَى مَرْيَدَ الْبَيْلِتِ وَالَيْلَ لُهُ يُرُوْمِ وَالْيَنَا عِنْسَى الْنَى مَرْيَدَ الْبَيْلِتِ وَالْيَالِيْنَ مِنْ بَعْدِ هِمْ الْقُنُسِ وَمِنْهُمْ مِّنَ كَفَرَ وَلُو شَاءَ اللهُ مَا اقْتَتَلُوْاً الْمَنَ وَمِنْهُمْ مِّنَ كَفَرَ وَلُو شَاءَ اللهُ مَا اقْتَتَلُوْاً وَلِكِنَ اللهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ فَى

۲۵۲. یہ اللہ تعالیٰ کی آ بیتی ہیں جنہیں ہم حقانیت کے ساتھ آپ پر پڑھتے ہیں، اور بالیقین آپ رسولوں میں سے ہیں۔ (۱) پر پڑھتے ہیں، اور بالیقین آپ رسولوں میں سے ہیں۔ کھسے بر فضیلت دی ہے، (۱) ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بات چیت کی ہے اور بعض کے درجے بلند کیے ہیں، اور ہم نے عیسیٰ بن مریم (عَالِیْلًا) کو معجزات عطافر مائے اور روح القدس سے ان کی تائید گی۔ (۱) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کے بعد والے اپنے پاس ولیلیں آجائے کے بعد ہر گز آپس میں لڑائی بھڑائی نہ کرتے، لیکن ان لوگوں نے اختلاف کیا، ان میں سے بعض تو مومن ہوئے اور بعض کافر، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ آپس

ر کھتا تو یہ زمین ظلم وفساد سے بھر جاتی۔ اس لیے یہ قانون الہی اہل دنیا کے لیے فضل الٰہی کا خاص مظہر ہے۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ حج کی آیت ۳۸ اور ۴۰ میں بھی فرمایا ہے۔

ا. یہ گزشتہ واقعات، جو آپ عَلَیْتُیْمْ پر نازل کردہ کتاب کے ذریعے سے دنیا کو معلوم ہورہ ہیں، اے محمد (عَلَیْتُیْمْ) یقینا آپ کی رسالت وصدافت کی دلیل ہیں، کیوں کہ آپ عَلَیْتُیْمْ نے یہ نہ کی کتاب میں پڑھے ہیں، نہ کی سے سے ہیں۔ جس سے یہ واضح ہے کہ یہ غیب کی وہ خبریں ہیں جو بذریعۂ وحی اللہ تعالیٰ آپ پر نازل فرمارہا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر گزشتہ امتوں کے واقعات کے بیان کو آپ عَلَیْتُیْمْ کی صدافت کے لیے دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ متعدد مقامات پر گزشتہ امتوں کے واقعات کے بیان کو آپ عَلَیْتُیْمْ کی صدافت کے لیے دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ۱۴ قرآن نے ایک دوسرے مقام پر بھی اسے بیان کیا ہے ﴿وَلَمْتُ فَضَلْمُنَالِیْمِیْنَ عَلَیْکُومْ کَالَیْمِیْنَ اللّٰہِ ہِنَ عَلَیْکُومُونِ کَاللّٰهِ ہِنَ عَلَیْکُومُ نَالِیْکُومُ نے ہو فرمایا ہے موسی عیالی کو بعض پر فضیلت عطاکی ہے) اس لیے اس حقیقت میں تو کوئی شک خبیں۔ البتہ نی عَلَیْلُیْمُ نے ہو فرمایا ہے موسی عیالی "تم مجھ انبیاء کے درمیان فضیلت مت دو" تو اس سے ایک کی دوسرے پر فضیلت کا انکار لازم خبیں آتا بلکہ موسی علیا گیا ہے کہ تمہیں چو نکہ تمام باتوں اور ان امتیازات کا، جن کی بناء پر انبیں ایک دوسرے پر فضیلت عاصل ہے، پورا علم خبیں ہے۔ اس لیے تم میری فضیلت بھی اس طرح بیان نہ کرنا کہ اس سے دوسرے ارائی سنت کا متفقہ عقیدہ ہے جو نصوص کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ (تفسیل کے لیے دیجے شے اقدی سے واشر فیت مسلمہ اور اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے جو نصوص کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ (تفسیل کے لیے دیجے شے اقدی سے مراد دوم مجورات ہیں جو دھرت عیسیٰ علیائیا کو دیے گئے تھے، مثلاً احیاے موتی (مردول کو زندہ کرنا) وغیرہ۔ جس کی تفصیل سورہ آل عمران میں آئے گی۔ روح القدس سے مراد دھرت جبریل غلیائیا ہیں، جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔

يَايَّهُا الَّذِينَ الْمَثْوَّا اَنْفِقُوا مِنَا رَزَقَنَكُوْمِنَ قَبْلِ اَنْ يَأْتِ كَوْمُلَّلِ بِيْعُ فِيْهِ وَلَاخُلَّةُ ۗ وَلَا شَفَاعَةُ وَالْكِفِرُونَ هُوالظِّلُونُونَ

ٱللهُ لَاَ الهُ إِلَالُهُوَ ٱلْحَيُّ الْقَيُّوهُ هُ لَا تَأْخُنُ لُا سِنَةٌ وَلَا اللهُ لِكَالْخُنُ لُا سِنَةٌ وَلَا لَوْمُوْ السَّهُ وِتِ وَمَا فِي السَّهُ وِتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِّنُ ذَا

میں نہ لڑتے، (۱) لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

۲۵۳. اے ایمان والو! جو ہم نے تنہیں دے رکھا ہے

اس میں سے خرچ کرتے رہو اس سے پہلے کہ وہ دن

آئے جس میں نہ تجارت ہے نہ دوستی اور شفاعت (۱) اور
کافر ہی ظالم ہیں۔

۲۵۵. الله تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سواکوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے

ا. اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کی جگہ بیان فرمایا ہے۔ مطلب اس کا یہ نہیں ہے کہ اللہ کے نازل کردہ دیں میں اختلاف پندیدہ ہے۔ یہ اللہ کو سخت ناپند ہے، اس کی پیند (رضا) تو یہ ہے کہ تمام انسان اس کی نازل کردہ شریعت کو اپنا کر نار جہنم سے نج جائیں۔ اس لیے اس نے کتابیں اتاریں، انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ قائم کیا تا آنکہ نبی کریم مُثَاثِیْتُو پر رسالت کا خاتمہ فرمادیا۔ تاہم اس کے بعد بھی خلفاء اور علماء ودعاۃ کے ذریعے سے دعوت حق اور امر بالمحروف اور نہی عن المنظر کا سلسلہ جاری رکھا گیا اور اس کی سخت اجمیت و تاکید بیان فرمائی گئی۔ کس لیے؟ اس لیے تاکہ بالمحروف اور نہی عن المنظر کا سلسلہ جاری رکھا گیا اور اس کی سخت اجمیت و تاکید بیان فرمائی گئی۔ کس لیے؟ اس لیے تاکہ اوگ اللہ کے پہندیدہ راست کو اختیار کریں۔ لیکن چونکہ اس نے ہدایت اور گراہی دونوں راستوں کی نشان دہی کرکے انسانوں کو کوئی ایک راستہ اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا ہے بلکہ بطور امتحان اسے اختیار اور ارادہ کی آزادی سے نوزا ہے، اس لیے کوئی اس اختیار کا خیج استعال کرکے کافر۔ یہ اس کی حکمت ومشیت ہے، جو اس کی رضا سے مختلف چیز ہے۔

البید و وضاری اور کفار ومشرکین اپنے اپنے پیشواؤں لعنی نبیوں، ولیوں، بزرگوں، پیروں، مرشدوں وغیرہ کے بارے میں جو میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ پر ان کا اتنا اثر ہے کہ وہ اپنی شخصیت کے دباؤ سے اپنے پیروکاروں کے بارے میں جو بات چاہیں اللہ سے منواسلتے ہیں اور منوالیتے ہیں۔ اس کو وہ شفاعت کہتے تھے۔ لینی ان کا عقیدہ تقریباً وہی تھا جو آئ کل کے جاہلوں کا ہے کہ ہمارے بزرگ اللہ کے پاس اڑ کر بیٹھ جائیں گے، اور بخشواکر اٹھیں گے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے بہاں الی کسی شفاعت کا کوئی وجود نہیں۔ پھر اس کے بعد آیت الکری میں اور دوسری متعدد آیات میں بتایا گیا کہ اللہ کے بہاں ایک میں شفاعت کا کوئی وجود نہیں۔ پھر اس کے بعد آیت الکری میں اور دوسری متعدد آیات الکری میں اور دوسری متعدد آیات الکری میں اور دوسری متعدد آیات اللہ اجازت دے گا۔ واحادیث میں بتایا گیا کہ اللہ اجازت دے گا، اور صرف اس بندے کے بارے میں کر سکیں گے جس کے لیے اللہ اجازت دے گا۔ اور اللہ صرف اور صرف اہل توحید کے بارے میں اجازت دے گا۔ یہ شفاعت فرضتے بھی کریں گے، انبیاء ورسل بھی، اور شہداء وصالحین بھی۔ مگر اللہ پر ان میں سے کس بھی شخصیت کا کوئی دباؤ نہ ہوگا۔ بلکہ اس کے برکس یہ لوگ خود اللہ کے خوف سے اس قدر لرزاں وترساں ہوں گے کہ ان کے چہروں کا رنگ اڑ رہا ہوگا۔ ﴿ وَلَا لَيْنَا اللّٰهُ عُنْ اللّٰهُ لِنَا اللہ کے اللہ خوث ہو اور وہ تو خود بہت الٰہی سے لرزاں وترساں ہیں)۔

الَّذِنُ يَشْفَعُ عِنْكَ ثَالِّا بِإِذْنِهُ يَعْكُمُ مَابِيْنَ أَيْدِيْهِمُ وَمَاحَلْفَهُمْ وَلَايُحِيطُونَ شِّئَ ُّمِنْ عِلْمِهَ إِلَّا بِمَا شَاءً وَسِعَ كُوسِيَّهُ السَّمُوتِ وَالْاَرْضَ وَلَائِنُودُهُ وَهْظُهُمُ آوَهُوا لَعَلِيُّ الْعَظِيْدُ

لَاَإِكْرَاكَ فِي اللِّينِ فَكُنْتَكِنَ الرُّشُكُ مِنَ الْغَنِّ فَلَاكِمُ الْغَيَّ فَمَنْ يَكُفُّرُ بِاللَّاغُوتِ وَلِيُؤُمِنَ إِللَّهِ فَقَلِ

نہ نیند، اس کی ملیت میں زمین اور آسانوں کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، (۱) اس کی کرسی کی وسعت (۲) نے زمین وآسان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالی ان کی حفاظت نے زمین وآسان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالی ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ آلیاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔ کہ تھکتا اور نہ آلیاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔ کا برے میں کو ئی زبردستی نہیں، ہدایت ضلالت سے روش ہو چکی ہے، (۱) اس کیے جو شخص اللہ کو شخص اللہ

ا. یہ آیت اکرس ہے جس کی بڑی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے مثلاً یہ آیت قرآن کی اعظم آیت ہے۔ اس کے پڑھنے سے رات کو شیطان سے تحفظ رہتا ہے۔ ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے وغیرہ (ابن کیر) یہ اللہ تعالیٰ کی صفات جلال، اس کی علو شان اور اس کی قدرت وعظمت پر بنی نہایت جامع آیت ہے۔

۲. گُرْسِیٌ سے بعض نے مَوْضِعُ قَدَمَیْنِ (قدم رکھنے کی جگہ)، بعض نے علم، بعض نے قدرت وعظمت، بعض نے باوثنای اور بعض نے عرش مراد لیا ہے۔ لیکن صفات باری تعالیٰ کے بارے میں محدثین اور سلف کا یہ مسلک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات جس طرح قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہیں، ان کی بغیر تاویل اور کیفیت بیان کیے ان پر ایمان رکھا جائے۔ اس لیے یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ یہ فی الواقع کرس ہے جو عرش سے الگ ہے۔ اس کی کیفیت کیا ہے، اس کے روہ کس طرح بیٹھتا ہے؟ اس کو ہم بیان نہیں کرسکتے کیونکہ اس کی حقیقت سے ہم بے خبر ہیں۔

اسب اس کی شان نزول میں بتایا گیاہے کہ انصار کے کچھ نوجوان یہودی یا عیمائی ہو گئے تھے، پھر جب یہ انصار مسلمان ہو گئے تھے، نربرد سی مسلمان بنانا چاہا، جس پریہ آیت ہوگئے ۔ شان نزول نے اس اعتبار سے بعض مفسرین نے اسے اہل کتاب کے لیے خاص مانا ہے بعنی مسلمان مملکت منزل ہوئی۔ شان نزول کے اس اعتبار سے بعض مفسرین نے اسے اہل کتاب کے لیے خاص مانا ہے بعنی مسلمان مملکت میں رہنے والے اہل کتاب، اگر وہ جزیہ ادا کرتے ہوں تو انہیں قبول اسلام پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ لیکن یہ آیت تھم میں رہنے والے اہل کتاب، اگر وہ جزیہ ادا کرتے ہوں تو انہیں کیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور گراہی دونوں کو واضح کردیا ہے۔ تاہم کفروشرک کے خاتمے اور باطل کا زور توڑنے کے لیے جہاد ایک الگ اور جبر واکراہ سے مختلف چیز ہے۔ متصد معاشرے سے اس قوت کا زور اور دباؤ ختم کرنا ہے جو اللہ کے دین پر عمل اور اس کی تبلیغ کی میں داخل میں دوڑا بنی ہوئی ہو۔ تاکہ ہرشخص اپنی آزاد مرضی سے چاہے تو اسپنے کفر پر قائم رہے اور چاہے تو اسلام میں داخل ہوجائے۔ چونکہ روڑا بنے والی طاقتیں رہ رہ کر ابھرتی رہیں گی اس لیے جہاد کا تھم اور اس کی ضرورت بھی قیامت تک جاری رہے گا، خود نی منگارٹیؤ کی خود نی منگارٹیؤ کی خود نی منگارٹیؤ کی نے جیسا کہ حدیث میں ہے «البچھاڈ ماضی إلیٰ یَوم القیاہۃیّ (جہاد قیامت تک جاری رہے گا) خود نی منگارٹیؤ کی جیسا کہ حدیث میں ہے «البچھاڈ ماضی إلیٰ یَوم القیاہۃیّ (جہاد قیامت تک جاری رہے گا) خود نی منگارٹیؤ کی خود نی منگارٹیؤ کی خود نی منگارٹیؤ کیا

اسَّتَسُكَ بِالْغُزُوّةِ الْوُثْقَٰىٰ ۚ لَا انْفِصَاْمَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَبِمُيْعٌ عَلِيُكُو

اَلَلُهُ وَلِىُ الَّذِيْنَ الْمَنُوا يُخِوْجُهُ مُقِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِةِ وَالَّذِيْنَ كَفَنُ وَالْوَلِيِّكُ ثُمُ الطَّاغُوتُ يُخْوِجُونَهُمُ قِنَ النُّوْرِ إِلَى الظُّلُمٰتِ أُولِلِّكَ اَصْحَبُ النَّارِ هُمُونِيَّهَا خَلِدُ وَنَ ﴿

تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو مجھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔

۲۵۷. ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں بڑے رہیں گے۔

۲۵۸. کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جوسلطنت پاکر ابراہیم (علیہ اس کے رب کے بارے میں جھڑ رہا تھا، جب ابراہیم (علیہ اللہ کے ابراہیم (علیہ اللہ کہ میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا ہوں، اور مارتا ہوں، ابراہیم (علیہ اللہ تعالی سورج کو مشرق کی طرف ابراہیم (علیہ اللہ تعالی سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے لے آتا ہے لے آب

کافروں اور مشرکوں سے جہاد کیا ہے اور فرمایا ہے۔ ﴿ أُمِوْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهِدُوْ ﴾ الحدیث (صحبح البخادی کتاب الإیمان، باب فإن تابوا وأقاموا الصلوٰة) " مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کروں جب تک کہ وہ لا اللہ الا اللہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار نہ کرلیں۔ " ای طرح سزائے ارتداد (قبل) سے بھی اس آیت کا کوئی فکراؤ نہیں ہے بلکہ اسلامی ریاست کی نظریاتی جیشت کا تحفظ ہے۔ ایک اسلامی مملکت میں ایک کافر کو اپنے گفر پر قائم رہ جانے کی اجازت تو بے جلکہ واست کی نظریاتی جیشت کا تحفظ ہے۔ ایک اسلامی مملکت میں داخل ہوجائے تو پھر اس سے بغاوت وانحراف کی اجازت نہیں دی جاستی لہذا وہ خوب سوچ سمجھ کر اسلام لائے۔ کیونکہ اگر یہ اجازت دے دی وی جاتی تو نظریاتی اساس منہدم ہوسکتی تھی جس جاستی البندا وہ خوب سوچ سمجھ کر اسلام لائے۔ کیونکہ اگر یہ اجازت دے دی جائی تو نظریاتی اساس منہدم ہوسکتی تھی جس جاستی البندا وہ خوب سوچ سمجھ کر اسلام کا معاشرے کے امن کو اور ملک کے استحکام کو خطرے میں ڈال سکتی تھی۔ اس طرح آزادی رائے کے نام پر ایک اسلامی مملکت میں نظریاتی بغاوت (ارتداد) کی اجازت نہیں دی جاسکی۔ یہ وہوا کہ وہ اس کے جس طرح آزادی رائے کے نام پر ایک اسلامی مملکت میں افساف ہے جس طرح قبل وغارت گری اور اخلاقی جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو سخت سزائیں دینا عین انصاف ہے۔ ایک کا مقصد ملک کا نظریاتی شخفظ ہے اور دونوں ہی مقصد ملک کو نظر انداز کرکے جن انجھنوں، دشوار ہوں اور پریشانیوں سے دوچار ہیں، ختاج وضاحت نہیں۔

اَوْكَالَانِىُ مَتَّرَعَلَى قَرْيَةٍ قَهِى خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا ۚ قَالَ اَقْ يُخْمَى هَٰذِيوْ اللهُ بَعْنَ مَوْوَشِهَا ۚ قَالَ اَنْ يُخْمَى هَٰذِيوْ اللهُ بَعْنَ لَا مَوْتِهَا ۚ فَأَمَا تَهُ اللهُ مِائَةَ عَامِ تَتُّرَبَّعَتَهُ ۖ قَالَ كَمْ لِيَتَّهُ وَالنَّفُرُ وَاللَّهُ عَامِ فَانْظُرُ اللَّهُ عَلَى اللهُ عَلَى عَلْمَا عَلْمَا عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَ

ۅٙٳۮ۬ۊؘٵڶٳؠ۠ڒ؋ڿؙۯؾؚٵڔڹٛڰؽؙڡؙڗؙؿؙؠٵڷؠۅؙؾ۠ قَالَ ٱۅَلَهُ تُؤُمِنْ قَالَ بَلْ وَلِانْ لِيَطْلَمْ إِنَّ قَلْمِيْ

اب تو وه کافر مجمونچکا ره گیا، اور الله تعالی ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۲۵۹. یا اس شخص کے مانند کہ جس کا گزر اس بتی پر ہوا جو حیت کے بل اوند ھی پڑی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا اس کی موت کے بعد اللہ تعالی اسے کس طرح زندہ کرے گا؟ (۱) تو اللہ تعالی نے اسے مار دیا سوسال کے لیے، پھر اسے اٹھایا، پوچھا کتنی مدت تجھ پر گزری؟ کہنے لگا ایک دن یا دن کا پھھ حصہ، (۲) فرمایا بلکہ تو سو سال تک رہا، پھر اب تو اپنے کھانے پینے کو دیکھ کہ بالکل خراب نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو بھی دیکھ، ہم تجھے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناتے ہیں تو دیکھ دیکھ، ہم ہڑیوں کو کس طرح اٹھاتے ہیں، پھر ان پر گوشت کے جھانے ہیں، پھر ان پر گوشت جراحاتے ہیں، پھر ان پر گوشت جراحاتے ہیں، جب یہ سب ظاہر ہوچکا تو کہنے لگا میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ (۱)

۲۲۰. اور جب ابراہیم (عَلَیْلًا) نے کہا کہ اے میرے پرورد گار! مجھے دکھا تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے

ا. أَوْ كَالَّذِيْ كَا عَطَفَ يَهِ وَاقعه ير ہے اور مطلب يہ ہے كہ آپ نے (پہلے واقعہ كى طرح) اس شخص كے قصے پر نظر نہيں ڈالى جو ايك بستى سے گزرا... يہ شخص كون تھا؟ اس كى بابت مختلف اقوال نقل كيے گئے ہيں۔ زيادہ مشہور حضرت عزير كا نام ہے جس كے بعض صحابہ و تابعين قائل ہيں۔ واللہ اعلم۔ اس سے پہلے كے واقعہ (حضرت ابراہيم عَلَيْلًا ونمرود) ميں صافع يعنى بارى تعالىٰ كا اثبات تھا اور اس دوسرے واقع ميں الله تعالىٰ كى قدرت احيائے موتى كا اثبات ہے كہ جس الله تعالىٰ كى قدرت احيائے موتى كا اثبات ہے كہ جس الله تعالىٰ نے اس شخص كو اور اس كے گدھے كو سو سال كے بعد زندہ كرديا، حتىٰ كہ اس كے کھانے پينے كى چيزوں كو بھى خراب نہيں ہونے ديا۔ وہى الله تعالىٰ قيامت كے دن تمام انسانوں كو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔ جب وہ سو سال كے بعد زندہ كرسكتا ہے تو ہزاروں سال كے بعد خميں نهيں۔

۲. کہا جاتا ہے کہ جب وہ شخص ندکورہ مرا تھا، اس وقت کچھ دن چڑھا ہوا تھا اور جب زندہ ہوا تو ابھی شام نہیں ہوئی تھی، اس سے اس نے یہ اندازہ لگایا کہ اگر میں یہاں کل آیا تھا تو ایک دن گزرگیا ہے اور اگر یہ آج ہی کا واقعہ ہے تو دن کا کچھ حصہ ہی گزرا ہے۔ جب کہ واقعہ یہ تھا کہ اس کی موت پر سوسال گزر پکے تھے۔

۳. لیعنی یقین تو مجھے پہلے بھی تھا لیکن اب عینی مشاہدے کے بعد میرے یقین اور علم میں مزید پختگی اور اضافہ ہو گیا ہے۔

قَالَ فَخُدُ ٱرْبُعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرُهُنَّ اِلَيُكَ ثُمَّ اجْعَلُ عَلْ كُلِّ جَبَلِ مِّنْهُنَّ جُرُّءً اثْقَادُعُهُنَّ يَاثِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمُ آنَّ اللهَ عَزِيُرُ كُوكِيئُوْ

مَثَلُ الَّذِينَ كَيْفِقُونَ اَمُوالَهُمُ فَى سَجِينِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتُ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مَّانَةُ حَبَّةٌ وَاللهُ يُضْعِفُ لِيَنْ بَسَكَا وْ وَاللهُ

گا؟ ((جناب باری تعالی نے) فرمایا، کیا تہمیں ایمان نہیں؟ جواب دیا ایمان تو ہے لیکن میرے دل کی تسکین ہوجائے گی ، فرمایا چار پرندے لو، ان کے گلڑے کرڈالو، پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک گلڑا رکھ دو پھر انہیں پکارو، تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے اور جان رکھو کہ اللہ تعالی غالب ہے حکمتوں والا ہے۔

۲۱۱. جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں تکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ تعالیٰ

ا. یہ احیائے موتیٰ کا دوسرا واقعہ ہے جو ایک نہایت جلیل القدر پیغیبر حضرت ابراہیم عَلَیْلًا کی خواہش اور ان کے اطمینان قلب کے لیے دکھایا گیا۔ یہ چار پرندے کون کون سے تھے؟ مفسرین نے مختلف نام ذکر کیے ہیں لیکن ناموں کی تعیین کا کوئی فائدہ نہیں، اس لیے اللہ نے بھی ان کے نام ذکر نہیں گے۔ بس یہ چار مختلف پرندے تھے۔ فَصُہ هُنَّ کے ایک معنی أَمالُهُنَّ کے گئے ہیں لیعنی ان کو ''ہلالے '' (مانوس کرلے) تاکہ زندہ ہونے کے بعد ان کو آسانی سے بیجان لے کہ یہ وہی پرندے ہیں اور کسی قشم کا شک باقی نہ رہے۔ اس معنی کے اعتبار سے پھر اس کے بعد ڈُمَّ قَطِّعْهُنَّ (پھر ان کو مُکڑے گکڑے کرلے) محذوف ماننا پڑے گا۔ دوسرے معنی قَطِّعْهُیَّ (پھر ان کو مُکڑے مکڑے کرلے) کیے گئے ہیں۔ اس صورت میں کچھ محذوف مانے بغیر معنی واضح ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے مختلف پہاڑوں پر ان کے اجزاء باہم ملاکر رکھ دے، پھر تو آواز دے تو وہ زندہ ہوکر تیرے پاس آجائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعض جدید وقدیم مفسرین نے (جو صحابہ و تابعین کی تغییر اور سلف کے منہج ومسلک کو اہمیت نہیں دیتے) فَصُدْ هُنَّ کا ترجمہ صرف "ہلالے" کا کہا ہے۔ اور ان کے مکڑے کرنے اور پہاڑوں پر ان کے اجزاء بکھیرنے اور پھر اللہ کی قدرت سے ان کے جڑنے کو وہ تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن یہ تفییر صحیح نہیں، اس سے واقعے کی ساری اعجازی حیثیت ختم ہوجاتی ہے اور مردے کو زندہ کر دکھانے کا سوال جوں کا توں قائم رہتا ہے۔ حالانکہ اس واقعہ کے ذکر سے مقصود الله تعالیٰ کی صفت احبائے موتی اور اس کی قدرت کاملہ کا اثبات ہے۔ ایک حدیث میں ہے نبی مُثَاثِیْزُا نے حضرت ابراہیم عَالِیَلِا کے اس واقعے کا تذکرہ کرکے فرمایا «نَحْنُ أَحَقُّ بالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ الصحيح البخاري، كتاب التفسير) "بم إبراتيم عَلَيْلًا سے زيادہ شک کے حق وار بين-" اس كا يد مطلب نہیں کہ ابراہیم علیہ اللہ علیہ البذا ہمیں ان سے زیادہ شک کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ بلکہ مطلب حضرت ابراہیم علیہ اس شک کی نفی ہے۔ یعنی ابراہیم عَالَیْها نے احیائے موتیٰ کے مسلے میں شک نہیں کیا اگر انہوں نے شک کا اظہار کیا ہوتا تو ہم یقیناً شک کرنے میں ان سے زیادہ حق دار ہوتے (مزید وضاحت کے لیے دیکھیے فتح القدیر۔ للثوکانی)

وَالِسِعُ عَلِيُرُ اللهِ

ٱڰڬؽؙڹؽؙڣڡٞۅ۠ؽٵؘڡؙٛۅؘۘۘڶۿؙۄؙڣٛ؈ٟٚڛؽڸٳڶڵۼڎؙٞڗۜ ڵؽ۠ؿؙؚۼۅ۠ڽؘڡؘٵۘڶڡؘٛؿ۠ۅ۠ٳڡؿٞٵۊؖڵٲۮؘێڵۿؙۿٵڿؙۯۿؙۄ ؏ٮ۫۬ؽۜڔؾؚۨۿؚۿٷڵڒڿٛۅۛٮٛ۠ۼؘؽ<del>ۿ</del>ۯؙۅڵۿؙڿؙؿؙۯ۬ۏٛڽؖ

قَوْلُ مَّعْرُوْكٌ وَّمَغْفِهَ لَا خَيْرُضَّ صَكَقَةٍ يَتُبَعُهَاۗ اَذَى ٞوَاللهُ غَنِيُّ حَلِيُمُ

جے چاہے بڑھا چڑھا کردے(۱) اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔

۲۱۲. جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ تو احسان جتاتے ہیں نہ ایذاء دیتے ہیں، (۲) ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ تو کچھ خوف ہے اور نہ وہ اداس ہول گے۔

۲۷۳. نرم بات کہنا اور معاف کردینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا رسانی ہو<sup>(۳)</sup> اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار ہے۔

ا. یہ انفاق فی سبیل اللہ کی فضیات ہے۔ اس سے مراد اگر جہاد ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جہاد میں خرج کی گئی رقم کا یہ ثواب ہو گا اور اگر اس سے مراد تمام مصارف خیر ہیں تو یہ فضیات نفقات وصد قات نافلہ کی ہوگی اور دیگر نیکیاں «الحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا» (ایک نیکی کا اجر دس گنا) کی ذیل میں آئیں گی۔ (فُّ القدیر) گویا نفقات وصد قات کا عام اجر وثواب، دیگر امور خیر سے زیادہ ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کی اس اہمیت وفضیات کی وجہ بھی واضح ہے کہ جب تک سامان واسلحہ جنگ کا انظام نہیں ہوگا، فوج کی کارکردگی بھی متاثر ہوگی اور سامان اور اسلحہ رقم کے بغیر مہیا نہیں کیے جاسے۔ ۲. انفاق فی سبیل اللہ کی نہ کورہ فضیات صرف اس شخص کو حاصل ہوگی جو مال خرج کرکے احسان نہیں جبلاتا، نہ زبان سے ایسا کلمیہ تحقیر ادا کرتا ہے جس سے کسی غریب، محتاج کی عزت نفس مجروح ہو اور وہ تکلیف محسوس کرے۔ کیونکہ یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ نبی مَنَا ﷺ کا فرمان ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے کلام نہیں فرمائے گا، ان میں ایک

سبر سائل سے زمی اور شفقت سے بولنا یا دعائیہ کلمات (اللہ تعالی تجھے بھی اور جمیں بھی اپنے فضل وکرم سے نوازے وغیرہ)

سبر سائل سے زمی اور شفقت سے بولنا یا دعائیہ کلمات (اللہ تعالی تجھے بھی اور جمیں بھی اپنے فضل وکرم سے نوازے وغیرہ)

اور اس کی پردہ پو تئی ہے اور اگر سائل کے منہ سے کوئی نازبہا بات نکل جائے تو اس سے چٹم پو تئی بھی اس میں شامل ہے۔
ایونی سائل سے نرمی وشفقت اور چٹم پو تئی، پردہ پو تئی، اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد اس کو لوگوں میں ذلیل ورسوا کینی سائل سے نرکی وشفقت اور چٹم پو تئی، پردہ پو تئی، اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد اس کو لوگوں میں ذلیل ورسوا کرکے اسے تکلیف پہنچائی جائے۔ اس لیے حدیث میں کہا گیا ہے «الْکَلِمَةُ الطَّیْبَةُ صَدَقَةٌ» (صحیح مسلم کتاب الزکاۃ، باب بیان ان اسم الصدقۃ یفع علی کل نوع من المعروف (یا کیزہ کلمہ بھی صدقہ ہے) نیز نبی مُلَّیْتِیْمُ نے فرمایا "تم کسی بھی معروف (یکی) کو حقیر مت سمجھو، اگرچہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے مانا ہی ہو۔" «اَلا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَیْنًا وَلُو أَنْ تَلْقَی اَوْحِه عند اللقاء)۔

اصال جملان والا م (مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية)-

يَايَّهُا الَّذِينَ الْمَنْوَ الاَتُبُطِلُوا صَدَافَتِكُو بِالْمَنِّ وَالْاَدِينَ الْمَنْوَ الْاَتُبُولُوا صَدَانَا النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ مِاللَّهُ رِمَّا النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيُؤُمِلُونِ \* فَمَثَلُهُ كُمَثُلِ صَفْوانِ عَلَيْهُ تُرَكُ مَلْدًا الْكَيْفُرِنُ فَعَلَى الْمُؤْمِنُ عَلَيْهُ مُنْدًا اللَّهُ لَا يَفُومُ عَلَى الْمُؤْمِنُ الْكَفِرِينُ فَاللَّهُ لَا يَفْوَمُرُ الْكَفِرِينُ فَى الْفَوْمُر الْكَفِرِينُ فَى الْمُؤْمِر فَى الْكَوْمِر الْكَفِرِينُ فَى الْكَوْمِر فَى الْكَوْمِر فَى الْكَفْورُمُ الْكَفِرِينُ فَى الْكَوْمِر فَى الْكَفِرِينَ فَى الْكَوْمِر فَى الْكَوْمِر فَى الْكَوْمِر فَى الْكُومِر فَى الْكَوْمِر فَى الْكَوْمِر فَى الْكَوْمِر فَى الْكَوْمِر فَى الْكُومِر فَى اللَّهُ فَالْمِنْ فَى اللَّهُ فَالْمُومُ اللَّهُ اللَّهُ فَالْمُومُ اللَّهُ فَالْمُومُ اللَّهُ الْمُؤْمِر فَى الْمُعْرِينُ فَى الْمُعْرِينُ فَى الْمُؤْمِر فَى الْمُؤْمِر فَى الْمُؤْمِر فَى الْمُؤْمِر فَى اللَّهُ الْمُؤْمِر فَى الْمُؤْمِرُ فَى الْمُؤْمِرُ فَى الْمُؤْمِر فَى الْمُؤْمِرِينُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُومُ الْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرِ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرِينَ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرِ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِلُومُ الْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فِي الْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِ لَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِنُ الْمُؤْمِلُومُ الْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِ الْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِ الْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِ الْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِ الْمُؤْمِرُ فَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ فَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُ

وَمَعَلُ الَّذِينَ نُيُفِقُونَ اَمُوالَهُمُ الْبَخَاءُ مَرْضَاتِ اللهِ وَتَخْبِيتُ اَمِّنُ اَ فَفُسِهُ مُكَمَّلَ جَنَّةٍ ابِرِبُوقٍ اَصَابَهَا وَالِلُّ فَالْتَ أَكْلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَإِنْ لَمُرْشِضِهَا وَالِلُّ فَطَلَّ \* وَاللهُ بِمَا تَعْمُلُونَ بَصِيْدُ

ایذاء پہنچاکر برباد نہ کرو! جس طرح وہ شخص جو اپنا مال ایڈاء پہنچاکر برباد نہ کرو! جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرج کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پتھر پر ایمان رکھے نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زوردار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑدے، (۱) مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑدے، (۱) ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کا فروں کی قوم کو (سیدھی) راہ نہیں دکھاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا خرج کرتے ہیں اس باغ جیسی ہے جو او نچی زمین پر ہو (۳) خرج کرتے ہیں اس باغ جیسی ہے جو او نچی زمین پر ہو (۳) اور زوردار بارش اس پر برسے اور وہ اپنا کچل دگنا لاوے اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے اور اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

ا. اس میں ایک تو یہ کہا گیا ہے کہ صدقہ وخیرات کرکے احسان جتلانا اور تکلیف دہ باتیں کرنا، اہل ایمان کا شیوہ نہیں، بلکہ ان لوگوں کا وطیرہ ہے جو منافق ہیں اور ریا کاری کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ دوسرے، ایسے خرچ کی مثال صاف چٹان کی تی ہے جس پر کچھ مٹی ہو، کوئی شخص پیداوار حاصل کرنے کے لیے اس میں نیج بو دے لیکن بارش کا ایک جھٹکا پڑتے ہی وہ ساری مٹی اس سے اترجائے اور وہ پھر مٹی سے بالکل صاف ہوجائے۔ یعنی جس طرح بارش اس پھر کے لیے نفع بخش ثابت نہیں ہوئی، اسی طرح ریاکار کو بھی اس کے صدقہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

7. یہ ان اہل ایمان کی مثال ہے جو اللہ کی رضا کے لیے خرج کرتے ہیں، ان کا خرج کیا ہوا مال اس باغ کی مانند ہے جو پر نفضا اور بلند چوٹی پر ہو، کہ اگر زوردار بارش ہو تو اپنا پھل دگنا دے ورنہ بلکی سی پھوار اور شبنم بھی اس کو کافی ہوجاتی ہے۔ اس طرح ان کے نفقات بھی، چاہے کم ہوں یا زیادہ، عند اللہ کئی گئی گنا اجر وثواب کے باعث ہوں گے جَنَّةُ اس زمین کو کہتے ہیں جس میں اتنی کثرت سے درخت ہوں جو زمین کو ڈھانک لیں یا وہ باغ، جس کے چاروں طرف باڑھ ہو اور باڑھ کی وجہ سے باغ نظروں سے پوشیدہ ہو۔ یہ جن سے ماخوذ ہے، جن اس مخلوق کا نام ہے جو نظر نہیں آتی، پیٹ کے اور باڑھ کی وجہ سے باغ نظروں سے پوشیدہ ہو۔ یہ جن سے ماخوذ ہے، جن اس مخلوق کا نام ہے جو نظر نہیں آتی، پیٹ کے بی کہ وجہ بیا ہا ہا ہا ہے کہ وہ بھی اس میں بھی عقل پر پردہ پڑجاتا ہے۔ اور جنت کہ جہ ہیں کہ وہ نظروں سے مستور ہے۔ رَبُورَةِ اورجُی زمین کو کہتے ہیں۔ وَابِنٌ تیز بارش۔ ہے۔ اور جنت کو بھی اس لیے جنت کہتے ہیں کہ وہ نظروں سے مستور ہے۔ رَبُورَةِ اورجُی زمین کو کہتے ہیں۔ وَابِنٌ تیز بارش۔

أيَوَدُّ أَحَنُكُوُ أَنْ تَكُوْنَ لَهُ حَبَّنَةٌ مُّنِّنَ تَخِيْلٍ وَّ أَعْنَابٍ بَغِرْ فُ مِنْ تَغِيمًا الْأَنْهُلُّ لَهُ فِيهًا مِنْ كُلِّ التَّهَرُّ إِنَّ وَأَصَابُهُ الْكِبُرُولَةُ ذُرِيَّةٌ ثُمُعَفًا مُنَّ فَأَصَا بَهَا إِعْصَادُ فِيْ إِنَارُ فَاحَبَرُ قَتْ ثَمَنْ الِكَ يُبَرِيِّنُ اللهُ لَكُمُ الْأَيْتِ لَعَلَّكُوْنَ مَقْلَرُونَ فَ

ڲٲؾ۠ۿٵڷێڹؽڹؗٲڡؙٮؙٛڟٞٲٮۛڣ۫ڠؙۊ۬ٲڡٟڽؙڟۣؾۣؠؾؚ؞ٵ ػٮۜٮٛڹؙؿؙۄۘۅڝؠۜٚٲٲڂٛڔڂڹٵڴۼٛۊۣٮڹٲڵۯڝ۬ ۅؘڵڗؾؘؠؠؙۜۜؠۅؙٳڵڿؘۣؠ۫ؿؽۄؙٮؙؙڣؙؿؙڹٛڣڠ۠ۊ۫ڹۅؘڶٮٞۺؾؙؙۄؙ

۲۲۲. کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو، جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور ہر قتم کے پھل موجود ہوں، اور اس شخص کا بڑھایا آگیا ہو، اور اس کے نتھے نتھے سے بیچ بھی ہوں اور اچانک باغ کو بگولا لگ جائے جس میں آگ بھی ہو، لیس وہ باغ جل جائے، اس طرح اللہ تعالی تمہارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم غورو فکر کرو۔ لیہ آپین بیان کرتا ہے تاکہ تم غورو فکر کرو۔ لیے آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم غورو فکر کرو۔ زمین میں سے تمہارے لیے ہاری نکالی ہوئی چیزوں میں نے خرچ کرو، (۲) اور ان میں سے بری چیزوں کے خرچ سے خرچ کرو، (۲) اور ان میں سے بری چیزوں کے خرچ

ا. اسی ریاکاری کے نقصانات کو واضح کرنے کے اور اس سے بیخنے کے لیے مزید مثال دی جارہی ہے کہ جس طرح ایک شخص کا باغ ہو جس میں ہر طرح کے کھل ہوں (لعینی اس سے بھر پور آمدنی کی امید ہو)، وہ شخص بوڑھا ہوجائے اور اس کے جھوٹے جھوٹے بیچ ہول ( یعنی وہ خود بھی ضعف پیری اور کبر سنی کی وجہ سے محنت ومشقت سے عاجز ہو چکا ہو اور اولاد بھی اس کے بڑھانے کا سہارا تو کیا؟ خود اپنا بوجھ بھی اٹھانے کے قابل نہ ہو) اس حالت میں تیز و تند ہوائیں چلیں اور اس کا سارا باغ جل جائے۔ اب نہ وہ خود دوبارہ اس باغ کو آباد کرنے کے قابل رہانہ اس کی اولاد۔ یہی حال ان رہا کار خرج کرنے والوں کا قیامت کے دن ہوگا۔ کہ نفاق ور ما کاری کی وجہ سے ان کے سارے اعمال اکارت چلے جائیں گے جب کہ وہاں نیکیوں کی شدید ضرورت ہوگی اور دوبارہ اعمال خیر کرنے کی مہلت وفرصت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا یہی حال ہو؟ حضرت ابن عباس ڈلٹٹھا، اور حضرت عمر ڈلٹٹھئڈ نے اس مثال کا مصداق ان لوگوں کو بھی قرار دیا ہے جو ساری عمر نیکیاں کرتے ہیں اور آخر عمر میں شیطان کے جال میں کچنس کر اللہ کے نافرمان ہوجاتے بیں جس سے عمر بھر کی نکیاں برباد ہوجاتی بیں (صحیح البخاري، کتاب التفسیر، فتح القدیر، للشوکاني وتفسیر ابن جریر طبري)-۲. صدقے کی قبولیت کے لیے جس طرح ضروری ہے کہ مَنّ وأَذَى اور ریاکاری سے یاک ہو (جیسا کہ گذشتہ آیات میں بتایا گیا ہے) اس طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حلال اور یا کیزہ کمائی سے ہو۔ چاہے وہ کاروبار (تجارت وصنعت) کے ذریعے سے ہو یا نصل اور باغات کی پیداوار سے۔ اور یہ جو فرمایا کہ "خبیث چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرج كرنے كا قصد مت كرو۔" تو خبيث سے ايك تو وہ چيزيں مراد ميں جو غلط كمائى سے ہوں۔ الله تعالى اسے قبول نہیں فرماتا۔ حدیث میں ہے «إِنَّ اللهُ طَیِّبُ لَا یَقْبَلُ إِلَّا طَیْبًا» (الله تعالیٰ یاک ہے، یاک (حلال) چیز ہی قبول فرماتا ہے)۔ دوسرے خبیث کے معنی ردی اور نگمی چیز کے ہیں، ردی چیزیں بھی اللہ کی راہ میں خرچ نہ کی جائیں، جیسا کہ

ۑؚٳۜڿڹؚؽٷٳڰٚۯٲڽٛؾؙۼٛؠڞؙۅؙڶڣؽ؋ٝۅؙٲۘۼػؠٛۏۧٲٲؾۜ الله َ غَنِيُّ حَمِيثُ ڰ

ٱشَّيُطْنُ يَعِدُّكُمُّ الْفَقُرَ وَيَأْمُوُكُمُ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللهُ يَعِدُكُمُ مِّغُفِرَةً مِّنْهُ وَفَضُلًا وَاللهُ وَالِسِحُ عَلِيُكُمْ ۖ

يُّؤُقِ الْمُكِلَّمَةَ مَنْ يَّشَأَءُ وَمَنْ يُؤُتَ الْحِكْلَمَةَ فَقَدَا أُوْقِ خَيُرًا كَثِيرًا وَمَا يَنَّ كُوْلِالْالْمِلَالْبَابِ

کرنے کا قصد نہ کرنا، جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آئکھیں بند کرلو تو، (۱) اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے۔

۲۷۸. شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے، (۲) اور اللہ تعالی تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے، اور اللہ تعالی وسعت والا اور علم والا ہے۔

۲۲۹. وہ جسے چاہے حکمت اور دانائی دیتا ہے اور جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری تجلائی دیا گیا<sup>(۳)</sup> اور نصیحت صرف عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔

آیت ﴿ لَنُ تَنَالُوا الْبِرَحَتَی تُنْفِقُوا مِمَا اَ مِنْ اَلْمِی الله عمران: ٩٥) کا بھی مفاد ہے۔ اس کی شان نزول کی روایت میں بتلایا گیا ہے کہ بعض انصار مدینہ خراب اور مکمی تھجوری بطور صدقہ مسجد میں دے جاتے، جس پریہ آیت نازل ہوئی۔ (خ القدیر۔ بحالة ترندی وابن ماجہ وغیرہ)۔

ا. یعنی جس طرح تم خود ردی چیزیں لینا پند نہیں کرتے، اس طرح اللہ کی راہ میں بھی اچھی چیز ہی خرچ کرو۔

۲. یعنی بھلے کام میں مال خرچ کرنا ہوتو شیطان ڈراتا ہے کہ مفلس اور قلاش ہوجاؤگ۔ لیکن برے کام پر خرچ کرنا ہو تو ایسے اندیشوں کو نزدیک نہیں بھٹے دیتا۔ بلکہ ان برے کاموں کو اس طرح سجا اور سنوار کر بیش کرتا ہے اور ان کے لیے خفیہ آرزوؤں کو اس طرح بگاتا ہے۔ چانچہ دیکھا گیا ہے کہ ممبر، مدرسے یا اور کسی کار خیر کے لیے کوئی چندہ لینے پہنچ جائے تو صاحب مال سو، دو سو کے لیے بار بار اپنے حساب کی جائج پڑتال کرتا ہے۔ اور مانگنے والے کو بسا او قات کئی گئی بار دوڑاتا اور بلیٹاتا ہے۔ لیکن یہی شخص سینما، ٹیلی ویژن، شراب، بدکاری اور مقدمے بازی وغیرہ کے جال میں پھنتا ہے تو اپنا مال بے تحاشا خرچ کرتا ہے۔ اور اس سے کی قشم کی بیکچاہئے اور زدد کا ظہور نہیں ہوتا۔

سا. حِکْمَةٌ سے بعض کے نزدیک، عقل و فہم، علم اور بعض کے نزدیک اصابت رائے قرآن کے نائخ ومنسوخ کا علم و فہم، قوت فیصلہ اور بعض کے نزدیک صرف سنت یا کتاب وسنت کا علم و فہم ہے یا سارے ہی مفہوم اس کے مصداق میں شامل ہوسکتے ہیں۔ صحیحین وغیرہ کی ایک حدیث میں ہے کہ "دو شخصول پر رشک کرنا جائز ہے ایک وہ جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔ دوسرا وہ جے اللہ نے حکمت دی جس سے وہ فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔" (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمة –مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمه ...)

وَمَاۤانَفُقُتُوُمِّنُ ثَفَقَةٍ اَوۡنَڬَۯتُوُمِّنُ تَّنۡدِوۡنِاتَ اللهَ يَعۡلَمُهُ ۚ وَمَالِلطَّلِمِیْنَ مِنۡ اَنۡصَارِد۞

ٳ؈ؗٛؿؙؠؙۮؙۅۘۘۘۘۘۘ۠۠ۅٳڶڞٙػۊ۬ؾؚڡؘ۬ؽؚڝؠۜۜٵۿؽٷڔٳ۬ڽٛ ؾؙڂٛڡؙؙۅ۫ۿٵۅؘؿؙٷٛؿۅ۠ۿٵڶڡؙٛڡٞڒٙٵؘؠٷۿۅؙػؽڒ ڰڪؙؿڒٷؽػؚڣٚؠؙؙػؽڬٷۺؽڛؾؚؾٵؾؚ۬ػؙۄ۫ٷڶڶؾؗۿ ڽؚؠٵؘؾؘؘۘڰؠؘڵٷؽؘڿٙڽؽٷٛ

كَيْسَ عَكِيْكَ هُـلُ مُهُمْ وَلَكِنَّ اللهَ يَهُدِى مَنْ تَشَاءُ وَمَا تُنْفِقُوْ امِنْ خَيْدٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُونَ اللَّا ابْتِغَاءَ وَجُهُ اللهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ ثُوَّ لِاللَّا الْمَيْكُمُ وَانْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۞

• ٢٧٠. اور تم جتنا کچھ خرچ کرو لینی خیرات اور جو کچھ نذر مانو<sup>(۱)</sup> اسے اللہ تعالی بخوبی جانتا ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

۲۷۱. اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، (۲) اور اللہ تعالی تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔

۲۷۲. انہیں ہدایت پر لاکھڑا کرنا تیرے ذمہ نہیں بلکہ ہدایت اللہ تعالی دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو بھلی چیز اللہ کی راہ میں دوگے اس کا فائدہ خود پاؤگ۔ اور تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب کے لیے ہی خرج کرنا چاہیے تم جو کچھ مال خرج کروگے اس کا پورا پورا بدلہ تمہیں دیا جائے گا۔

ا. نَذْر كا مطلب ہے كہ ميرا فلال كام ہوگيا يا فلال ابتلاء سے نجات مل گئی تو ميں الله كی راہ ميں اتنا صدقه كرول گا۔ اس نذر كا پورا كرنا ضرورى ہے۔ اگر كسى نافرمانى يا ناجائز كام كی نذر مانی ہے تو اس كا پورا كرنا ضرورى نہيں ہے۔ نذر بھی، نماز روزہ كی طرح عبادت ہے۔ اس ليے الله كے سواكسى اور كے نام كی نذر ماننا اس كی عبادت كرنا ہے جو شرك ہے، جيساكہ آج كل مشہور قبروں پر نذر ونياز كايد سلسلہ عام ہے، اللہ تعالیٰ اس شرك سے بجائے۔

7. اس سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں خفیہ طور پر صدقہ کرنا افضل ہے، سوائے کی ایی صورت کے کہ علانیہ صدقہ دینے میں لوگوں کے لیے ترغیب کا پہلو ہو۔ اگر ریا کاری کا جذبہ شامل نہ ہوتو ایسے موقعوں پر پہل کرنے والے جو خاص فضیلت حاصل کرسکتے ہیں، وہ احادیث سے واضح ہے۔ تاہم اس قشم کی مخصوص صورتوں کے علاوہ دیگر مواقع پر خاموثی سے صدقہ وخیرات کرنا ہی بہتر ہے۔ نبی مگائیڈ نم فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو قیامت کے دن عرش الہی کا سایہ نصیب ہوگا، ان میں ایک وہ شخص بھی ہوگا جس نے استے خفیہ طریقے سے صدقہ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی یہ پتہ نہیں چلا کہ اس کے وائیں ہاتھ کو بھی سے پتہ نہیں چلا کہ اس کے وائیں ہاتھ نے کیا خرج کیا ہے۔صدقے میں اضاء کی افضلیت کو بعض علاء نے صرف نفلی صد قات تک محدود رکھا ہے اور زکوۃ کی ادائیگی میں اظہار کو بہتر سمجھا ہے۔ لیکن قرآن کا عموم صد قات نافلہ اور واجبہ دونوں کو شامل ہے وارن بھی اور حدیث کا عموم بھی اس کی عائیہ کرتا ہے۔

س. تفییری روایات میں اس کی شان نزول یہ بیان کی گئی ہے کہ مسلمان اپنے مشرک رشتے داروں کی مدد کرنا جائز نہیں

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِينَ الْحُصِــرُوْا فِيُ سَدِيكِ اللهِ لَاكِسُتَطِيْعُونَ ضَرُكًا فِي الْأَرْضِ يُعَسَّبُهُمُ الْجَاهِـلُ اَغْنِينَآءَ مِنَ التَّعَقَّمِٰ تَعْرِفُهُمُ يَسِيلهُ هُو كَا يَسَعُلُونَ النَّاسَ الْحَاكَا قَا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللهَ يِهِ عَلِيُكُوْ

الله الله على روك ديے گئے، جو ملك ميں چل پير جو الله كى راہ ميں روك ديے گئے، جو ملك ميں چل پير نہيں الله على ادان لوگ ان كى بے سوالى كى وجہ سے انہيں مال دار خيال كرتے ہيں، آپ ان كے چبرے ديكھ كر قيافه سے انہيں پيچان ليں گے وہ لوگوں سے چٹ كر سوال نہيں كرتے، (۲) اور تم جو پچھ مال خرچ كرو تو الله تعالى اس كا جانے والا ہے۔

سبھتے تنے اور وہ چاہتے تنے کہ وہ مسلمان ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہدایت کے رائے پر لگادینا یہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ تم لوَجہ اللہ جو بھی خرج کروگے، اس کا پورا اجر ملے گا جس سے یہ معلوم ہوا کہ غیر مسلم رشتے داروں کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرنا باعث اجر ہے۔ تاہم زکوۃ صرف مسلمانوں کا حق ہے یہ کسی غیر مسلم کو نہیں دی جاسکتی۔

ا. اس سے مراد وہ مہاجرین ہیں جو مکہ سے مدینہ آئے اور اللہ کے رائے میں ہر چیز سے کٹ گئے۔ دینی علوم حاصل کرنے والے طلباء اور علماء بھی اس کے ذیل میں آسکتے ہیں۔

۴. گویا اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ فقر وغربت کے باوجود وہ تَعَفَّف (سوال سے بچنا) اختیار کرتے اور إِلْحَاف (چہنکر سوال کرنا) سے گریز کرتے ہیں۔ بعض نے الحاف کے معنی کیے ہیں، بالکل سوال نہ کرنا کیونکہ ان کی پہلی صفت عفت بیان کی گئی ہے (خ القدر) اور بعض نے کہا ہے کہ وہ سوال میں الحاح وزاری خبیں کرتے اور جس چیز کی انہیں ضرورت خبیں ہے اسے لوگوں سے طلب خبیں کرتے۔ اس لیے کہ الحاف یہ ہے کہ ضرورت نہ ہونے کے باوجود (بطور پیشر) لوگوں سے طلب خبیں کرتے۔ اس لیے کہ الحاف یہ ہے کہ ضرورت نہ ہونے کے باوجود (بطور پیشر) لوگوں سے مانکے اس مفہوم کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے جن میں کہا گیا ہے کہ «مسکین وہ نہیں ہے جو ایک ایک دو دو کھجور یا ایک ایک، دو دو لقے کے لیے در در پر جاکر سوال کرتا ہے۔ مسکین تو وہ ہے جو سوال سے بچتا ہے "پی گراؤی النگاس الحکا کی کا حوالہ بیش فرمایا (سیح بخاری، النیر والزہ)۔ اس لیے بیشہ ور گداگروں کی منافی کے بجائے، مہاجرین، دین کے طلباء علماء اور سفید پوش ضرورت مندوں کا چۃ چلاکر ان کی امداد کرنی چاہیے۔ جو سوال کرنے سے گریز کرتے ہیں، کیونکہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا انسان کی عزت نفس اور خود داری کے خلاف ہے۔ کہ جب کہ جس کے پاس مایعنی ہو (یعنی اتنا سامان ہو جو اس کو کفایت کرتا ہو) لیکن اس کے باوجود وہ لوگوں سے سوال کرنے والے کے چبرے پر زخم ہوں گے۔ (رواہ اہل السنن الأربعة۔ ترمذی، باوجود وہ لوگوں سے سوال کرنے والے کے چبرے پر قیامت کے دن اس کے چبرے پر زخم ہوں گے۔ (رواہ اہل السنن الأربعة۔ ترمذی، کتاب الزکاۃ) اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ ہمیشہ لوگوں سے سوال کرنے والے کے چبرے پر قیامت کے دن اس کے خبرے پر قیام ہوں کے دن اس کے خبرے پر قیام ہوں گے۔ (رواہ اہل السنن الأربعة۔ ترمذی، کتاب الزکاۃ باب من لا تحل لہ المسألة ومن تحل له)

ٱلَّذِيْنَ يُنُفِقُونَ آمُوَالَهُ مُوبِالِّيُلِ وَالنَّهَارِسِرًّا وَعَلانِيَةً فَلَهُمُ آجُرُهُمُ عِنْنَدَرِّبِهِمُ وَلاَخَوْثُ عَلَيْهِمُ وَلاَهُمُ يَعُذَرُثُونَ ۞

ٱكَذِينَ يَٱكْفُونَ الرِّلُوالاَيَقُوْمُوْنَ إِلَّاكِمَا يَـقُومُ الَّذِي َيَنَخَبَّطُهُ الشَّيْطُنُ مِنَ الْمَسِّ

۲۷۳. جو لوگ اپنے مالوں کو رات دن چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں ان کے لیے ان کے رب تعالی کے پاس اجر ہے اور نہ انہیں خوف ہے اور نہ غمگینی۔

۲۷۵. سود خور (۱) لوگ نه کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھوکر خبطی

ا. رِبُوا کے لغوی معنی زیادتی اور اضافے کے ہیں۔ اور شریعت میں اس کا اطلاق رِبَا الْفَضْل اور رِبَا النَّسِيئَةِ پر ہوتا ہے۔ ربا الْفَضْل، اس سود کو کہتے ہیں جو چھ اشیاء میں کی بیشی یا نقد وادھار کی وجہ سے ہوتا ہے (جس کی تفصیل حدیث میں ہے)۔ مثلاً گندم کا تبادلہ گندم سے کرنا ہے تو فرمایا گیا ہے کہ ایک تو برابر برابر ہو۔ دوسرایکا بیکد (ہاتھوں ہاتھ) ہو۔ اس میں کمی بیشی ہو گی تب بھی اور ہاتھوں ہاتھ ہونے کی بجائے، ایک نقد اور دوسرا ادھار یا دونوں ہی ادھار ہوں، تب بھی سود ہے۔ ربا النَّسِيئَة کا مطلب ہے کسی کو (مثلاً) ٢ مہینے کے لیے اس شرط پر سو رویے دینا، کہ واپسی ١٢٥ رويے ہوگی۔ ۲۵ رویے ۲ مہینے کی مدت کے لیے جائیں حضرت علی نظائفیّا کی طرف منسوب قول میں اسے اس طرح بیان کیا گیا ے۔ ( كُلُّ قَوْضِ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُو رِبًا » (فيض القدير شرح الجامع الصغير،ج٥، ص٢٦) ( قرض پر ليا كيا نفع سود ہے) يہ قرضہ ذاتی ضرورت کے کیے لیا گیا ہو یا کاروبار کے لیے دونوں قتم کے قرضوں پر لیا گیا سود حرام ہے اور زمانۂ جاہلیت میں بھی دونوں قتم کے قرضوں کا رواج تھا۔ شریعت نے بغیر کسی قتم کی تفریق کے دونوں کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تجارتی قرضہ (جو عام طور پر بنک سے لیا جاتا ہے) اس پر اضافہ، سود نہیں ہے۔ اس لیے کہ قرض لینے والا اس سے فائدہ اٹھاتا ہے جس کا کچھ حصہ وہ بنک کو یا قرض دہندہ کو لوٹادیتا ہے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ اس کی قباحت ان متجددین کو نظر نہیں آتی جو اس کو جائز قرار دینا چاہتے ہیں، ورنہ الله تعالیٰ کی نظر میں تو اس میں بڑی قباحتیں ہیں۔ مثلاً قرض لے کر کاروبار کرنے والے کا منافع تو یقینی نہیں ہے۔ بلکہ، منافع تو کجا اصل رقم کی حفاظت کی بھی ضانت نہیں ہے۔ بعض وفعہ کاروبار میں ساری رقم ہی ڈوب جاتی ہے۔ جب کہ اس کے برعکس قرض وہندہ (چاہے وہ بنک ہو یا کوئی ساہوکار) کا منافع متعین ہے جس کی ادائیگی ہر صورت میں لازمی ہے۔ یہ ظلم کی ایک واضح صورت ہے جے شریعت اسلامیہ کس طرح جائز قرار دے سکتی ہے؟ علاوہ ازیں شریعت تو اہل ایمان کو معاشرے کے ضرورت مندول پر بغیر کسی دنیوی غرض ومنفعت کے خرج کرنے کی ترغیب دیتی ہے، جس سے معاشرے میں اخوت، بھائی چارے، مدردی، تعاون اور شفقت ومحبت کے جذبات فروغ یاتے ہیں۔ اس کے برعکس سودی نظام سے سنگدلی اور خود غرضی کو فروغ ملتا ہے۔ ایک سرمائے دار کو اپنے سرمائے کے نفع سے غرض ہوتی ہے جاہے معاشرے میں ضرورت مند، بیاری، بھوک، افلاس سے کراہ رہے ہول یا بے روز گار اپنی زندگی سے بیزار ہوں۔ شریعت اس شقاوت وسنگدلی کو کس طرح پیند کرسکتی ہے؟ اس کے اور بہت سے نقصانات ہیں، تفصیل کی یہاں گنحائش نہیں۔ بہر حال سود مطلقاً حرام ہے چاہے ذاتی ضرورت کے لیے لیے گئے قرضے کا سود ہو یا تجارتی قرضے یر۔

ذلك بِانَهُمُ قَالُوَ النَّمَا الْبُيَعُ مِتُلُ الرِّيلُوا وَ اَحَلَّ اللهُ الْبَيْعُ مِتُلُ الرِّيلُوا وَ اَحَلَّ اللهُ الْبُيعُ وَحَوَّمَ الرِّلُوا فَمَنَ حَبَاءً لا مَوْعِظَةٌ وَ اللهُ النَّيرَةِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَ اَصُرُ لَا اللهِ وَ وَمَنْ عَادَ فَا وَلَيْكَ اصْعَبْ التَّارِ هُمُ مُ فِيهًا حَلِكُ التَّارِ هُمُ مُ فِيهًا حَلِكُ التَّارِ هُمُ مُ فِيهًا حَلِكُ وَنْ فَ فَلَا مَا مَا اللهُ وَنَ فَا فَلَا اللهِ اللهُ وَنَ فَا فَلَاكُ اللهِ اللهُ وَاللهِ اللهُ اللهُ وَنَ فَا فَلَا اللهُ وَنَ فَا فَلَا اللهُ اللهُ وَاللهِ اللهُ اللهُ وَاللهِ اللهُ اللهُ وَاللهِ اللهُ وَاللهِ اللهُ وَاللهِ اللهُ اللهُ اللهُ وَاللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ وَاللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ وَاللهِ اللهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللللّهُ اللللّهُ اللّهُ الللللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللل

يَمُحَقُ اللهُ الرِّيْواوَيُّرُ بِ الصَّدَافَتِ ۚ وَاللهُ كُرِيُوبُ كُلُّ كَقَارٍ اَشِيُو

إِنَّ الَّذِيْنَ الْمُنُوُّ اوَعَمِلُواالطَّلِطْتِ وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَانْتُواالرُّكُوٰةَ لَهُمُ اَجُرُهُمُوعِنْنَ رَبِّهِمُ \* وَلَاخُوثُ عَيْبُهُمُ وَلَاهُمُ يُغَزِّنُوْنَ

يَايَّهُا الَّذِينَ امَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوُا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّيْوَ النَّ كُنْتُمُ مُّؤْمِنِينَ

بنادے، (۱) یہ اس لیے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، (۲) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لیے وہ ہے جو گزرا (۳) اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، ایسے لوگا، وہ جہنی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔

۲۷۲. الله تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے (<sup>(a)</sup> اور الله تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنهگار سے محبت نہیں کرتا۔

مطابق) نیک جو لوگ ایمان کے ساتھ (سنت کے مطابق) نیک کام کرتے ہیں، نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب تعالیٰ کے پاس ہے، اور ان پر نہ تو کوئی خوف ہے، نہ اداسی اور غم۔ کرکھا ہے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باتی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سے چھ ایمان والے ہو۔

ا. سود خور کی یہ کیفیت قبر سے اٹھتے وقت یا میدان محشر میں ہوگا۔

۲. حالائکہ تجارت میں تو نقد رقم اور کی چیز کا آپی میں تبادلہ ہوتا ہے۔ دوسرا اس میں نفع نقصان کا امکان رہتا ہے،
 جب کہ سود میں یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں، علاوہ ازیں بچے کو اللہ نے حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ پھر یہ دونوں ایک کس طرح ہوسکتے ہیں؟

س. قبول ایمان یا توبہ کے بعد پچھلے سود پر گرفت نہیں ہوگ۔

۷. کہ وہ توبہ پر ثابت قدم رکھتا ہے یا سوء عمل اور فساد نیت کی وجہ سے اسے حالات کے رحم وکرم پر چھوڑدیتا ہے۔ اس کیے اس کے بعد دوبارہ سود لینے والے کے لیے وعید ہے۔

۵. یہ سود کی معنوی اور روحانی مضرقول اور صدقے کی برکول کا بیان ہے۔ سود میں بظاہر بڑھوتری نظر آتی ہے لیکن معنوی حماب سے یا مآل(انجام) کے اعتبار سے سودی رقم ہلاکت وبربادی ہی کا باعث بنتی ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف اب یورپی ماہرین معیشت بھی کرنے لگے ہیں۔

فَاكَ لَّمُ تَفْعَلُوا فَاذْنُوْالِ كُوْكِ مِّنَ اللهِ وَرَسُولُهُ وَ إِنْ تُجْتُو فَلَكُوْرُءُوُسُ امُوَالِكُوْ لِاَتَظْلِمُوْنَ وَلاَ تُظْلَمُونَ ۞

وَانْكَانَ ذُوْعُسُرَةٍ فَنَظِرَةٌ اللَّمَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَكَّ قُوْاخَيْرٌ تُكُمُّ اِنْ كُنْتُمُ تَعْلَمُوْنَ ۞

ڲٲؿ۠ۿٵڷڹڔؙؽؙؽٵڡؙٮؙٛۏٛٳۮٵؾؽٵؽؿؙؿؙۄۑؚڮؽ؈ٳڵٲؘڿڸٟ ؙؙؙڡ۫ڛڰؽۘٵڴڹٛڹٷ؇ٷڶؽڴڹٛڮڹؽؘڴڿڰٳؾۻٛٳڵڡػۮؙڮ

۲۷۹. اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہوجاؤ، (۱) اور ہال اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرونہ تم پر ظلم کیا جائے۔(۲)

۲۸۰. اور اگر کوئی تنگی والا ہوتو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے اور صدقہ کرو تو تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے ''' اگرتم میں علم ہو۔

الله اور اس دن سے ڈروجس میں تم سب الله تعالی کی طرف لوٹائے جاؤگے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (۳) میں ایک دوسرے میاد مقرر پر قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا سے میعاد مقرر پر قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا

ا. یہ ایسی سخت وعید ہے جو اور کسی معصیت کے ار تکاب پر نہیں دی گئی۔ اس لیے حضرت عبد اللہ بن عباس ڈٹاٹھٹا نے کہا ہے کہ اسلامی مملکت میں جو شخص سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو، تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑا دے۔ (این کثیر)

۲. تم اگر اصل زر سے زیادہ وصول کروگے تو یہ تمہاری طرف سے ظلم ہوگا اور اگر تمہیں اصل زر بھی نہ دیا جائے تو یہ تم پر ظلم ہوگا۔ تم پر ظلم ہوگا۔

س. زمانۂ جابلیت میں قرض کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں سود در سود، اصل رقم میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا تھا، جس سے وہ تھوڑی ہی رقم ایک پہاڑ بن جاتی اور اس کی ادائیگی ناممکن ہوجاتی۔ اس کے برعکس اللہ تعالی نے حکم دیا کہ کوئی نگک دست ہوتو (سود لینا تو در کنار اصل مال لینے میں بھی) آسانی تک اسے مہلت دے دو اور اگر قرض بالکل ہی معاف کردو تو زیادہ بہتر ہے، احادیث میں بھی اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ کتنا فرق ہے ان دونوں نظاموں میں؟ ایک سراسر ظلم، سنگ دلی اور خود غرضی پر مبنی نظام اور دوسرا ہمدردی، تعاون اور ایک دوسرے کو سہارا دینے والا نظام۔ مسلمان خود ہی اس بابرکت اور پر رحمت نظام اللی کو نہ اپنائیں تو اس میں اسلام کا کیا قصور اور اللہ پر کیا الزام؟ کاش مسلمان اپنے دین کی ایمیت وافادیت کو سمجھ سکیس اور اس پر اپنے نظام زندگی کو استوار کر سکیں۔

٧٠. بعض آثار ميں ہے كہ يہ قرآن كريم كى آخرى آيت ہے جو نبى كريم مَنَّ اللَّيْظِ پر نازل ہوئى، اس كے چند دن بعد ہى آپ دنيا سے رحلت فرما كئے۔ مَنَّ اللَّيْظِ (ابن عير)

وَلَايَاْبُكَانِبُ اَنْ يَكُنُّبُ مَكَاعَلَمُهُ اللهُ فَلْيَكُنُّبُ وَلَا يَلْمُ اللهُ فَلْيَكُنُّبُ وَلَا وَلَيْتُوا اللهُ وَلَا اللهُ فَلْيَكُنُ اللهُ فَلْيَكُنُ اللهُ وَلَا يَنْ عَلَيْهِ اللهُ وَلَا يَنْ عَلَيْهُ اللهُ وَلَا يَنْ عَلَيْهُ اللهُ وَلَا يَنْ عَلَيْهُ اللهُ وَلَا يَنْ اللهُ هَا اللهُ هَا اللهُ هَا اللهُ اللهُ وَلَا اللهُ اللهُ وَلَا اللهُ اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ اللهُ اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ اللهُ وَلَا اللهُ اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ اللهُ اللهُ وَلَا اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ وَلَا اللهُ الله

کرو، (۱) اور کھنے والے کو چاہیے کہ تمہارا آپس کا معاملہ عدل سے لکھے، اور کاتب کو چاہیے کہ کھنے سے انکار نہ کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے سکھایا ہے، پس اسے بھی لکھ دینا چاہیے اور جس کے ذیعے حق ہو(۱) وہ لکھوائے اور اپنے اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے پچھ گھٹائے نہیں، ہاں جس شخص کے ذیعے حق ہے وہ اگر نادان ہو یا کمزور ہو یا لکھوانے کی طاقت نہ رکھتا ہوتو اس کا ولی عدل کے ساتھ لکھوا دے اور اپنے میں ہوتو اس کا ولی عدل کے ساتھ لکھوا دے اور اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ او، اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پہند کرلو، (۳)

ا. جب سودی نظام کی سختی سے ممانعت اور صدقات وخیرات کی تأکید بیان کی گئی تو پھر ایسے معاشرے میں دیون (قرضوں) کی بہت ضرورت پڑتی ہے۔ کیونکہ سود تو ویسے ہی حرام ہے اور ہر شخص صدقہ وخیرات کی استطاعت نہیں رکھتا۔ ای طرح ہر شخص صدقہ لینا پہند بھی نہیں کرتا۔ پھر اپنی ضروریات وحاجات پوری کرنے کے لیے قرض ہی باقی رہ جاتا ہے۔ ای لیے احادیث میں قرض دینے کا بڑا ثواب بیان کیا گیا ہے۔ تاہم قرض جس طرح ایک ناگزیر ضرورت ہو جہ اس میں بے احتیاطی یا تبائل جھڑوں کا باعث بھی ہے۔ اس لیے اس آیت میں جے آیة الدَّین کہا جاتا ہے اور جو قرآن کی سب سے کمبی آیت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرض کے سلسلے میں ضروری ہدایات دی ہیں تاکہ یہ ناگزیر ضرورت لڑائی جھڑے کہ دت کا باعث نہ ہے۔ اس کے لیے ایک حکم یہ دیا گیا ہے کہ مدت کا تعین کراو، دوسرا یہ کہ اسے لکھ لو، تیسرا یہ کہ اس یر دو مسلمان مردوں کو، یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالو۔

۲. اس سے مراد مقروض ہے لیعنی وہ اللہ سے ڈرتا ہوا رقم کی صحیح تعداد لکھوائے، اس میں کی نہ کرے۔ آگے کہا جارہا
 ہے کہ یہ مقروض اگر کم عقل یا کمزور بچہ یا مجنون ہے تو اس کے ولی کو چاہیے کہ انصاف کے ساتھ لکھوالے تاکہ صاحب
 حق (قرض دینے والے) کو نقصان نہ ہو۔

سال لیعن جن کی دین داری اور عدالت پر تم مطمئن ہو۔ علاوہ ازیں قرآن کریم کی اس نص سے معلوم ہوا کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔ نیز مرد کے بغیر صرف اکیلی عورت کی گواہی بھی جائز نہیں، سوائے ان معاملات کے جن پر عورت کے علاوہ کوئی اور مطلع نہیں ہوسکتا۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ مدعی کی ایک قئم کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جس طرح ایک مرد گواہ کے ساتھ فیصلہ کرنا جائز ہے جب کہ دوسرے گواہ کی جگہ مدعی قیم کھائے۔ فقہائے احتاف کے نزدیک ایبا کرنا جائز نہیں، جب کہ محدثین اس کے قائل ہیں، کیونکہ حدیث سے ایک گواہ اورقم کے ساتھ فیصلہ کرنا ثابت ہے اور دو عورتیں جب ایک مرد گواہ کے برابر ہیں تو دو عورتوں اورقم کے ساتھ فیصلہ کرنا جھی جائز ہوگا۔ (خُر القدر)

الآآنَ تَكُونَ تِجَازَةً حَاضِرَةً تُوبُيْرُونَهَا بَيْنَكُمُ فَلَيْسَ عَلَيُكُمْ جُسَاحُ الآ تَكُتُنُبُوهَا \*وَاشُهِكُ وَالْاَسَمِينَا هُ وَإِنْ تَفْعَلُوا وَلَا يُضَارَّ كَارِبُ وَلَاشَهِينًا \* وَإِنْ تَفُوالله \* وَيُعَلِّمُكُوْ فَاتَهُ فَنُمُونًا بِكُمْ \* وَانْتَقُواالله \* وَيُعَلِّمُكُوْ الله \* وَالله بِكِلِّ شَكْعُ عِلْهُ &

تاکہ ایک کی بھول چوک کو دوسری یاد دلادے (() اور گواہوں کو چاہیے کہ وہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں اور قرض کو جس کی مدت مقرر ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو لکھنے میں کا بلی نہ کرو، اللہ تعالی کے نزدیک یہ بات بہت انصاف والی ہے اور گواہی کو بھی درست رکھنے والی ہو اور شک وشبہ سے بھی زیادہ بچانے والی ہے، (()) ہاں یہ اور شک وشبہ سے بھی زیادہ بچانے والی ہے، (()) ہاں یہ آپس میں تم لین دین کررہے ہوتو تم پر اس کے نہ آپس میں کوئی گناہ نہیں۔ خرید وفروخت کے وقت بھی گواہ مقرر کرلیا کرو (()) اور (یاد رکھو کہ) نہ تو لکھنے والے گواہ مقرر کرلیا کرو (()) اور (یاد رکھو کہ) نہ تو لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے نہ گواہ کو (()) اور اگر تم یہ کرو تو یہ تمہیں تعلیم دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانے والا ہے۔

1. یہ ایک مرد کے مقابلے میں دو عور توں کو مقرر کرنے کی علت و حکمت ہے۔ یعنی عورت عقل اور یاد داشت میں مرد سے کزور ہے (جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں بھی عورت کو ناقص العقل کہا گیا ہے) اس میں عورت کے استخفاف اور فروتری کا اظہار نہیں ہے (جیسا کہ بعض لوگ باور کراتے ہیں) بلکہ ایک فطری کمزوری کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت پر بنی ہے۔ مُکابِرَةً کوئی اس کو تسلیم نہ کرے تو اور بات ہے۔ لیکن حقائق وواقعات کے اعتبار سے یہ ناقابل تردید ہے۔ کا بیک بھی درست رہے گی (کہ گواہ کے فوت کر یہ گواہ کے فوت کی علیہ ہونے کی صورت میں بھی تحریر کام آئے گی) اور شک وشبہ سے بھی فریقین محفوظ رہیں گے۔ کیونکہ شک پڑنے یا غائب ہونے کی صورت میں تحریر کام آئے گی) اور شک وشبہ سے بھی فریقین محفوظ رہیں گے۔ کیونکہ شک پڑنے کی صورت میں تحریر کام آئے گی)

سلابیہ وہ خرید وفروخت ہے جس میں ادھار ہو یا سودا طے ہوجانے کے بعد بھی انحراف کا خطرہ ہو۔ ورنہ اس سے پہلے نقلہ سودے کو لکھنے سے مشتلی کردیا گیا ہے۔ بعض نے اس سے مکان، دکان، باغ یا حیوانات کی بیج مراد کی ہے۔ (ایر النقاسر) میں ان کو نقصان پہنچانا یہ ہے کہ دور دراز کے علاقے میں ان کو بلایا جائے کہ جس سے ان کی مصروفیات میں حرج یا کاروبار میں نقصان ہویا ان کو جھوٹی بات لکھنے یا اس کی گواہی دینے پر مجبور کیا جائے۔

۵. لیعنی جن باتوں کی تاکید کی گئی ہے، ان پر عمل کرو اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے، ان سے اجتناب کرو۔

ۅٳ؈ۢڬٮؙٛڎؙۄٛڟڛڡٙۅٙڐڵۄٛۼؚٙۮۏٳػٳؿٵڣٙڔۿڽ۠ ۺۜڡٞڹٛۅ۫ڝؘڎ۫۠ٷؘٳؽٳڝٙڹۼڞؙڴۄۛؠۼڞٵڡٙڵؽٷڐؚٳڵڎؚؽ ٲۊؙؿؙ؈ٵٙڡؘٲڹؾؙۏؙۅڵؽۼۜۊ۪ٵڵڎۮڔۜۜ؋ؙۅڵٳػڬٮؙٷٳ ٳۺۿٵۮة۫ٷڝڽؖڲؙڎؙۿٵٷٳ؆ٞ؋ٛٳؿۉڰڶڹڎٷٳڵڶۿ ڽؚؠٵؾۼؠٞؠؙٷؽۼڸؽۄ۠ؖ۞۫

ۣڟۼڡٵڣٵڷ؆ڶڂۅؾٷ؆ڣٵڶۯۻ۠ٷٳڽٛۺؙڮ۠ۏٳڝؙ ڣٛٵؘڡٛۺ۠ڴۏٳؘۊؙؾؙڂٛڡٛۅؙ؇ۑؙػٳڛڹٛڴؙڡڔڿٵٮڵڎ ڣؘؽۼٚڣۯؚڶؠؽ۩ؘؿؽٵٷؽۼڗڮٞۻ؈ؙٛؾؿٵٷۯٳڟڎ

میں رکھ لیا کرو، (۱) ہاں اگر آپس میں ایک دوسرے سے میں رکھ لیا کرو، (۱) ہاں اگر آپس میں ایک دوسرے سے مطمئن ہوتو جسے امانت دی گئی ہے وہ اسے ادا کردے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتارہے جو اس کا رب ہے۔ (۱) اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اسے چھپالے وہ گناہ گار دل والا ہے (۱) اور جو کھھ تم کرتے ہو اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

۲۸۴. آسانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔ تمہارے ولوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرویا چھپاؤ، اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا۔

ا. اگر سفر میں قرض کا معاملہ کرنے کی ضرورت بیش آجائے اور وہاں لکھنے والا یا کاغذ پنیل وغیرہ نہ ملے تو اس کی متبادل صورت بتلائی جارہی ہے کہ قرض لینے والا کوئی چیز دائن (قرض دینے والے) کے پاس رہن (گروی) رکھ دے۔ اس سے گروی کی مشروعیت اور اس کا جواز ثابت ہو تا ہے۔ نبی منگائیڈ نے بھی اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی تھی۔ (صحیحین) تاہم اگر مگر فَدُنَّهُ (گروی رکھی ہوئی چیز) ایس ہے جس سے نفع موصول ہو تا ہے تو اس نفع کا حق دار مالک ہوگا نہ کہ دائن۔ البتہ اس پر دائن کا اگر کچھ خرج ہو تا ہے تو اس سے وہ اپنا خرچہ وصول کر سکتا ہے۔ باتی نفع مالک کو ادا کرنا ضروری ہے۔

۲. لینی اگر ایک دوسرے پر اعتاد ہو تو بغیر گروی رکھے بھی ادھار کا معاملہ کرسکتے ہو۔ امانت سے مرادیہال قرض ہے، اللہ سے ڈرتے ہوئے اسے صحیح طریقے سے ادا کرے۔

٣. گوائى كا چھپانا كبيره گناه ہے، اس ليے اس پر سخت وعيد يہاں قرآن ميں اور احاديث ميں بھى بيان كى گئى ہے۔ اسى ليے صحيح گوائى وينے كى فضيت بھى بڑى ہے۔ صحيح مسلم كى حديث ہے۔ نبى طَائِيْتُوْمَ نے فرمايا "وہ سب سے بہتر گواہ ہے جو گوائى طلب كرنے سے قبل ہى ازخود گوائى كے ليے بيش ہوجائے" «أَلاَ أُخبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهِدَاءِ؟ الَّذِيْ يَأْتِي بِشَهَا دَيْهِ قَبْلُ أَنْ يُسْأَلَهَا» (صحيح مسلم، كتاب الأفضية، باب بيان خير الشهود) نيز آيت ميں دل كا خاص ذكر كيا گيا ہے، اس ليے كه تان دل كا فعل ہے۔ علاوہ ازيں دل تمام اعضاء كا سردار ہے اور يہ ايبا مضغ گوشت ہے كہ اگر يہ صحيح البخاري، رہے تو سارا جم صحيح رہتا ہے اور اگر اس ميں فساد آجائے تو سارا جم فساد كا شكار ہوجاتا ہے۔ «أَلاَ! وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْعَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ؛ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلاَ! وَهِيَ الْقَلْبُ» - (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب فضل من استبراً لدينه)

م. احادیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام بڑے پریشان ہوئے۔ انہوں نے دربار رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! نماز، روزہ، زکوۃ وجہاد وغیرہ یہ سارے اعمال، جن کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، ہم

عَلَى كُلِّ شَكَّ قَدِيُرُ۞

المَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ الدَّهِ مِنْ رَّبِهِ وَالنَّهُ وْمِثُونَ \* كُلُّ امَنَ بِاللهِ وَمَلْإِكْمَتِهِ وَكُنْبِهِ وَرُسُلِهِ \* لَا نُقَرِّقُ بَيْنَ آحَدٍمِّنَ رُسُلِهٍ \* وَقَالُوا سَمِعْنَا وَاطَعْمَا خَفْرانَكَ رَبَّنَا وَالدَّكَ الْمَصِيْدُ

پھر جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، (۱) انہوں نے میں ہم تفریق نہیں کرتے، (۱) انہوں نے

بحا لاتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہماری طاقت سے بالا نہیں ہیں۔ کیکن دل میں پیدا ہونے والے خیالات اور وسوسوں پر تو ہمارا اختیار ہی نہیں ہے اور وہ تو انسانی طاقت سے ہی ماورا ہیں۔ کیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی محاسبہ کا اعلان فرمادیا ہے۔ نبی كريم مَثَالِثَيْرُمُ نِهِ وَمِهِ إِنَّهُ الحَالِ تَم «مَدَمُعْنَا وَأَطَعْنَا» بَي كَهُو. چنانچه صحابه ثَخَالَتُنْمُ كَ جذبه سمع وطاعت كو ديكھتے ہوئے الله تعالى نے اسے آیت ﴿لَا يُكِلُّكُ اللهُ نَفْمًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (الله تعالى كى جان كو اس كى طاقت سے زيادہ تكليف نہيں ديتا) سے منسوخ فرمادیا (این کثیر وفتح القدیر) صحیحین وسنن اربعہ کی یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ «إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ أُمَّتِيْ مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ الصحيح البخاري، كتاب العتق، باب الخطأ والنسيان في العتاقة... ومسلم، كتاب الإيمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس...) "الله تعالى في ميرى امت سے جى ميں آفے والى باتوں كو معاف کر دیا ہے۔ البتہ ان پر گرفت ہو گی جن پر عمل کیا جائے یا جن کا اظہار زبان سے کر دیا جائے۔" اس سے معلوم ہوا کہ دل میں گزرنے والے خیالات پر محاسبہ نہیں ہو گا، صرف ان پر محاسبہ ہو گا جو پختہ عزم وارادہ میں ڈھل جائیں یا عمل کا قالب اختیار کرلیں۔ اس کے برعکس امام ابن جریر طبری کا خیال ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے کیونکہ محاسبہ معاقبہ کو لازم نہیں ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالی جس کا بھی محاسبہ کرے، اس کو سزا بھی ضرور دے، بلکہ اللہ تعالی محاسبہ تو ہر ایک کا کرے گا، لیکن بہت ہے لوگ ہوں گے کہ محاسبہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمادے گا بلکہ بعض کے ساتھ تو یہ معاملہ فرمائے گا کہ اس کا ایک ایک ایک گناہ باد کرائے ان کا اس سے اعتراف کروائے گا اور پھر فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں ان پر بروہ ڈالے رکھا، جا آج میں ان کو معاف کرتا ہوں (یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم وغیرهما میں ہے بوالہ این کثیر) اور بعض علاء نے کہا ہے کہ یہاں نٹخ اصطلاحی معنی میں نہیں ہے بلکہ بعض دفعہ اسے وضاحت کے معنی میں بھی استعال کرلیا جاتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام کے دل میں جو شبہ اس آیت سے پیدا ہوا تھا، اسے آیت ﴿ لَا يُكِلِّكُ اللَّهُ تَفْسًا﴾ اور حديث «إنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِيْ عَنْ أُمَّتِي...» وغيره سے دور كرديا گيا۔ اس طرح ناسخ منسوخ ماننے کی ضرورت ماقی نہیں رہتی۔

ا. اس آیت میں پھر ان ایمانیات کا ذکر ہے جن پر اہل ایمان کو ایمان رکھنے کا تھم دیا گیا ہے اور اس سے اگلی آیت ﴿ لَا يُكِلِّفُ اللهُ ﴾ میں الله تعالیٰ کی رحمت وشفقت اور اس کے فضل وکرم کا تذکرہ ہے کہ اس نے انسانوں کو کسی الیمی

کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

۲۸۷. اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لیے اور جو برائی وہ کرے وہ اس کے لیے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے، اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطاکی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے در گزر فرما! اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر! تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔

لائكِلِفُ اللهُ نَفْسًا إلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتُ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتُ "رَبَّنَا لا تُوَاخِنْ نَآلِنُ نَّسِيْنَا اَوْاَخْطَانَا تُرْبَنَا وَلا تَحْمِلُ عَلَيْنَا اَوْسَرًا كَمَا حَمَلُتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ تَبْلِنَا رَّبَنَا وَلا عُجِنْلْنَا مَا لاطاقَة لَنَا يِهِ وَاعْفُ عَنَّا " وَاغْفِرُ لَنَا "وَارْحَمْنَا " اَنْتَ مَوْللْنَا فَانْصُرُنَا عَلَى الْقَوْمِ الكَفِرِيْنَ شَ

بات کا مکلف نہیں کیا ہے جو ان کی طاقت سے بالا ہو۔ ان دونوں آیات کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ نی سالیتیکم نے فرمایا "جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھ لیتا ہے تویہ اس کو کافی ہوجاتی ہیں" (سیح بخاری ۔ ابن سیر) لیتی اس عمل کی بدوات اللہ تعالی اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ نبی سالیتیکم کو معراج کی رات جو تین چیزیں ملیں، ان میں سے ایک سورہ بقرہ کی یو آیات بھی ہیں۔ (سیح سلم، بب نی زکر سررہ استی) کئی روایات میں چیزیں ملیں، ان میں سے ایک سورت کی آئیت آپ سالیتیکم کو ایک خزانے سے عطا کی گئیں جو عرش الہی کے نیچ ہے۔ یہ بھی وارد ہے کہ اس سورت کی آخری آیات آپ سالیہ فراحد، نسانی، طبرانی، بیھقی، حاکم، دارمی وغیرہ ۔ در مشور) حضرت معافر اللہ کو ایک خزائے اس سورت کے خاتمے پر آممین کہا کرتے تھے۔ (این کیر)

### سورهٔ آل عمران مدنی ہےاس میں دوسو آیات اور میں رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### ا. المّا-

 الله تعالی وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا نگہبان ہے۔<sup>(1)</sup>

س. جس نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب کو نازل فرمایا ہے، (۲) جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے، اس نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو اتارا تھا۔

اس سے پہلے، لوگوں کو ہدایت کرنے والی بناکر، (۳)

# نَا لَمُ الْعُلِيلِيِّ اللَّهِ الْعُلِيلِيِّ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ

### 

### الَّقُ

اللهُ لِآلِالهُ إِلَّاهُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ﴿

نَوَّلَ عَلَيْكَ الْكِتْبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًالِمَابَيْنَ يَدَيْهِ وَٱنْزُلَ النَّوْرُلةَ وَالْإِنْجُيْلُ ۚ

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِلتَّاسِ وَٱنْزَلَ الْفُرْقَانَ أَلَّ

۲. لیعنی اس کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

اللہ اس سے پہلے انسیاء پر جو کتابیں نازل ہوئیں۔ یہ کتاب اس کی تصدیق کرتی ہے تعنی جو باتیں ان میں درج تھیں، ان

ٳڲڹؿؽڰڡٛۯٷٳۑٵڸؾؚٳٮڵڡۅڷۿؙؗؗؗؗۄ۫ۘۼڬٵۨۨۺڝؽؖڮ۠ ۅٙڵڵۿؙۼۯ۫ؽؙڒ۠ڎؙۅٲڹ۫ؾڡۜٙٵڝؚؗ۞

إِنَّ اللهَ لَايَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَمَّىُ ۖ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَا ۚ ﴿

هُوَالَّانِى يُصَوِّرُكُمُ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآاً ۗ لَا إِلهُ إِلاَّهُ وَالْعَزِيْرُ الْحَكِيمُ۞

هُوَالَّذِي َ اَنُزُلَ عَلَيْكَ الكِتْبَ مِنْهُ اللَّهُ مُحْكَمْتُ هُنَّ الْمُ الكِتْبِ وَانْخَرُمْتَشْبِهْتُ فَاثَا النِّيْنِي فِي قُلُوْيِهِمْ زَيْعٌ فَيَثَبِعُونَ مَا تَشَابَهُ

اور قرآن بھی اسی نے اتارا<sup>(۱)</sup> جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیوں سے کفر کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے، بدلہ لینے والا ہے۔

 ه. یقیناً الله تعالی پر زمین وآسان کی کوئی چیز پوشیده نہیں۔

۲. وہ مال کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جس طرح کی چاہتا ہے بناتا ہے۔ (۱) اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

2. وبی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض منشابہ آیتیں ہیں۔(\*) پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ

کی صداقت اور ان میں بیان کردہ بیش گوئیوں کا اعتراف کرتی ہے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ قرآن کریم بھی اسی ذات کا نازل کردہ ہے جس نے پہلے بہت سی کتابیں نازل فرمائیں۔ اگر یہ کسی اور کی طرف سے یا انسانی کاوشوں کا نتیجہ ہو تا تو ان میں باہم مطابقت کے بجائے مخالفت ہوتی۔

ا. یعنی اپنے اپنے وقت میں تورات اور انجیل بھی یقیناً لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ تھیں، اس لیے کہ ان کے اتارنے کا مقصد ہی یہی تھا۔ تاہم اس کے بعد ﴿وَاَنْدُلَ الْفُرُهُ قَانَ﴾ دوبارہ کہہ کر وضاحت فرمادی۔ کہ اب تورات وانجیل کا دور ختم ہوگیا، اب قرآن نازل ہوچکا ہے، وہ فرقان ہے اور اب صرف وہی حق وباطل کی پہچان ہے، اس کو سچا مانے بغیر عنداللہ کوئی معلمان اور مومن نہیں۔

۲. خوب صورت یا برصورت، مذکر یا مونث، نیک بخت یا بد بخت، ناقص الخلقت یا تام الخلقت۔ جب رحم مادر میں یہ سارے تصرفات صرف اللہ تعالی ہی کرنے والا ہے تو حضرت عیسی علیتی اللہ کس طرح ہوسکتے ہیں جو خود بھی اسی مرحلئہ تخلیق سے گزر کر دنیا میں آئے ہیں جس کا سلسلہ اللہ نے رحم مادر میں قائم فرمایا ہے۔

س. مُحْکَمَاتٌ سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اوامر ونواہی، احکام ومسائل اور قصص وحکایات ہیں جن کا مفہوم واضح اور اٹل ہے، اور ان کے سجھنے میں کی کو اشکال بیش نہیں آتا۔ اس کے برعکس آیاتٌ مُتَشَابِهَاتٌ ہیں مثلاً اللہ کی ہسی، قضاء وقدر کے مسائل، جنت و دوزخ، ملائکہ وغیرہ یعنی ماوراء عقل حقائق جن کی حقیقت سجھنے سے عقل انسانی قاصر ہو یا ان میں ایسی تاویل کی گنجائش ہو یا کم از کم ایسا ابہام ہو جس سے عوام کو گمراہی میں ڈالنا ممکن ہو۔ ای لیے آگے کہا جارہا ہے کہ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ آیات متشابھات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کے ذریعے سے "فتنے" بریا کرتے

مِنُهُ ابُسِّغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابُتِغَآءَ تَأْوِيُلِهَ ۗ وَمَا يَعْلَمُتَاوُرِيُكُهُ إِلَّا اللهُ ۖ وَالرَّسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ الْمَثَالِهِ ۚ كُلُّ مِّنَ عِنْدِرَتِبَا ۚ وَمَا يَكُكُّ إِلَّا اُولُوا الْأَلْبَانِ ۞

رَّتِنَالَاتُزِغُ قُلُوْمَبَابَعُلَىٰ إِذْ هَدَايُتَنَا وَهَبُ لَنَامِنُ كَانُكَ رَحْمَةً أَنَّكَ اَنْتَ الْوَهَابُ⊙

ۯۜؾٞڹؖۘٲٳؾۧػڂؚٵؠٷٵڵؾٵڛڸؽۅ۫*ڡٟڒٙڵۯ*ؽۘڹڣؽڋٳڽۜ ٵڵۿڬڒۼؙڶؚڡؙٵڣؽۼٵۮڽۧ

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْاكَنْ تُغْذِىٰ عَنْهُمْ اَمُوالْهُمْ وَلَاَ ٱوۡلِادُهُمُ مِّنَ اللهِ شَيْئًا ۚ وَٱوللّٰإِكَ هُمۡ وَقُودُ النَّارِ۞

تو اس کی متشابہ آیوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جبتجو کے لیے، حالانکہ ان کے حقیق مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا<sup>(۱)</sup> اور پختہ ومضبوط علم والے یہی کہ ہم تو ان پر ایمان لاچکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقل مند حاصل کرتے ہیں۔

۸. اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے
 دل ٹیڑھے نہ کردے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا
 فرما، یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔

9. اے ہمارے رب! تو یقیناً لوگوں کو ایک دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

•ا. یقیناً کافرول کو ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ تعالی (کے عذاب) سے چھڑانے میں کچھ کام نہ آئیں گی،اور یہ تو جہنم کا ایندھن ہی ہیں۔

ہیں۔ جیسے عیبائی ہیں۔ قرآن نے عیسی علیہ اللہ اور نبی کہا ہے یہ واضح اور محکم بات ہے۔ لیکن عیبائی اسے چھوڑ کر قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ اللہ اور کلمۃ اللہ جو کہا گیا ہے، اس سے اپنے گر اہ کن عقائد پر غلط استدلال کرتے ہیں۔ بہی حال اہل بدعت کا ہے۔ قرآن کے واضح عقائد کے برعکس اہل بدعت نے جو غلط عقائد گھڑ رکھے ہیں، وہ انہی مُتشابِهاتٌ کو بنیاد بناتے ہیں اور بسا او قات مُحْکَمَاتٌ کو بھی اپنے فلسفیانہ استدلال کے گور کھ دھندے سے مُتشابِهاتٌ بنادیتے ہیں۔ اَعادَنَا اللهُ مِنهُ. ان کے برعکس صحیح العقیدہ مسلمان محکمات پر عمل کرتا ہے اور مُتشابِهاتٌ کے مفہوم کو بھی (اگر اس میں اشتباہ ہو) محکمات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ قرآن نے انہی کو "اصل کے مفہوم کو بھی (اگر اس میں اشتباہ ہو) محکمات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ قرآن نے انہی کو "اصل کتاب" قرار دیا ہے۔ جس سے وہ فتنے سے بھی محفوظ رہتا ہے اور عقائد کی گراہی سے بھی جَعَلَنَا اللهُ مِنْهُمْ.

ا. تاویل کے ایک معنی تو ہیں "کی چیز کی اصل حقیقت" اس معنی کے اعتبار سے إلا الله گر وقف ضروری ہے۔ کیونکہ ہر چیز کی اصل حقیقت واضح طور پر صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ تاویل کے دوسرے معنی ہیں "سی چیز کی تفییر و تعبیر اور بیان و توضیح" اس اعتبار سے إلا الله گر وقف کی بجائے ﴿وَالْوَسِعُونَ فِي الْوَلُو ﴾ پر بھی وقف کیا جاسکتا ہے کیوں کہ مضبوط علم والے بھی صحیح تفییر وتوضیح کا علم رکھتے ہیں۔ "تاویل" کے یہ دونوں معنی قرآن کریم کے استعال سے ثابت ہیں۔ (طنس از این کیشر)

كَدَاكِ الِ فِرْعُونَ ۗ وَالَّذِينَ مِنْ فَيُلِهِمُ كَنَّ بُوْا بِالْتِنَا قَالَحَدَ هُمُ اللهُ بِذُنْوَ بِهِمْ وُ اللهُ شَدِيْهُ الْعِقَاكِ®

قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْاسَتُغُلَبُوْنَ وَتُحْتَنَرُوْنَ إلَٰ جَهَنَعْ وَبِئُلَ الْمِهَادُ ۞

فَنْ كَانَ كُكُوْالِيَةٌ فِی فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ ثُقَاتِلُ فِیُسِیلِ اللّٰہِ وَانْحُلِی كَافِرَۃٌ بَیّرُونَهُمُومِّتُلَیْهِمُ دَلَّیَ الْعَیْنِ وَاللّٰهُ یُؤیِّیْ بِنَصْرِ ﴿ مَنْ یَّشَاۤا وَانَّ فِیْ ذلِكَ لَعِبْرَةً لِاوْلِی الْاَبْصَارِ ⊙

11. جیسا آل فرعون کا حال ہوا، اور ان کا جو ان سے پہلے تھے، انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، پھر اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں ان کے گناہوں پر بکڑلیا، اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

17. کافروں سے کہہ دیجے کہ تم عنقریب مغلوب کیے جاؤ گے اور وہ برا جاؤ گے اور وہ برا شمکانا ہے۔

ان دو عبرت کی نشانی تھی ان دو عبرت کی نشانی تھی ان دو جماعتوں میں جو گھ گئی تھیں، ایک جماعت تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گررہی تھی اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا وہ انہیں اپنی آئھوں سے اپنے سے دوگنا دیکھتے تھے(۲) اور

ا. یہاں کا فروں سے مراد یہودی ہیں۔ اور یہ پیش گوئی جلد ہی پوری ہوگئ۔ چنانچہ بنوقینقاع اور بنو نضیر جلا وطن کیے گئے، بنو قریظہ قتل کیے گئے۔ پھر خیبر فتح ہو کیا اور تمام یہودیوں پر جزیہ عائد کردیا گیا۔ (فتی انقدیہ)

۲. ایعنی ہر فریق دوسرے فریق کو اپنے سے دوگنا دیکھتا تھا۔ کافروں کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی، انہیں مسلمان دو ہزار کے قریب دکھائی دیتے تھے۔ مقصد اس سے ان کے دلوں میں مسلمانوں کی دھاک بٹھانا تھا۔ اور مسلمانوں کی تعداد تین سو سے کچھ اوپر (یا ۱۳۳۳) تھی، انہیں کافر ۲۰۰ اور ۲۰۰ کے در میان نظر آئے تھے۔ درآل حالیکہ ان کی اصل تعداد ہزار کے قریب (۱۳۳۳) تھی مقصد اس سے مسلمانوں کے عزم وحوصلہ میں اضافہ کرنا تھا۔ اپنے سے تین گنا دیکھ کر ممکن تھا مسلمان مرعوب ہوجاتے۔ جب وہ تین گنا کے بجائے دوگنا نظر آئے تو ان کا حوصلہ پست نہیں ہوا۔
دیکھ کر ممکن تھا مسلمان مرعوب ہوجاتے۔ جب وہ تین گنا کے بجائے دوگنا نظر آئے تو ان کا حوصلہ پست نہیں ہوا۔
لیکن یہ دوگنا دیکھنے کی کیفیت ابتداء میں تھی، پھر جب دونوں گروہ آئے سامنے صف آرا ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کر برعکس دونوں کو ایک دوسرے کی نظروں میں کم کرکے دکھایا تاکہ کوئی بھی فریق لڑائی سے گریز نہ کرے بلکہ ہر ایک بیش قدمی کی کوشش کرے (این کئر) یہ تفصیل سورۃ الانفال-آیت ۴۲ میں بیان کی گئی ہے۔ یہ جنگ بدر کا واقعہ ہے جو ہجرت کے بعد دوسرے سال مسلمانوں اور کافروں کے درمیان پیش آیا۔ یہ کئی لخاط سے نہایت اہم جنگ تھی۔ ایک قطاع نہیں جنگ تھی۔ دوسرا یہ جنگی منصوبہ بندی کے بغیر ہوئی۔ مسلمان ابو سفیان کے قافلہ تو بچاکر لے گیا، لیکن کفار میں جو شام سے سامان شخارت کے کہ خوریا اور مقام بدر میں یہ بہلا معرکہ بریا ہوا۔ تیسرا اس میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدو حاصل ہوئی۔ چو تھا اس میں کافروں کو عبرت ناک شکست ہوئی، جس سے آئندہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدو حاصل ہوئی۔ چو تھا اس میں کافروں کو عبرت ناک شکست ہوئی، جس سے آئندہ کے لئے فروں کے حوصلے بیت ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی مدد سے قوی کرتا ہے۔ یقیناً اس میں آنکھوں والوں کے لیے بڑی عبرت ہے۔

۱۳ مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کردی گئ ہے، جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بعث کیے ہوئے خزانے اور نشاندار گھوڑے اور چوپائے اور تھیتی، (۱) یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانا

رُيِّنَ لِلنَّالِسِ حُبُّ الشَّهَوْتِ مِنَ السِّنَاءِ وَالبُّنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنَطَرَةِ مِنَ النَّهَيَ وَالْفِصَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُنَوَّنَةِ وَالْاَفْعَامُ وَالْخُرُثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيْوِةِ التُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِنْكَ هُ حُسْنُ

ا. شَهَوَاتٌ سے مراد یہال مُشْتَهَيَاتٌ بيل يعنى وہ چيزيں جو طبعى طور پر انسان كو مرغوب اور پنديدہ بيں۔ اى ليے ان میں رغبت اور ان کی محبت ناپندیدہ نہیں ہے۔ بشر طیکہ اعتدال کے اندر اور شریعت کے دائرے میں رہے۔ ان کی تزيين تجي الله كي طرف سے بطور آزمائش ہے۔ ﴿ إِنَّا بَعَلْنَامَاعَلَى الْأَرْضِ زِيِّنَةً لَهَالِنَبْلُوهُمْ ﴾ (الكهف: ٤) (جم نے زمين یر جو کچھ ہے، اسے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ہم لوگوں کو آزمائیں) سب سے پہلے عورت کا ذکر کیا ہے کیونکہ یہ ہر بالغ انسان کی سب سے بڑی ضرورت بھی ہے اور سب سے زیادہ مر غوب بھی۔ خود نبی مَثَاثِیْتُمُ کا فرمان ہے: «حُبِّبَ إِلَیَّ النَّسَآءُ وَ الطِّيْتُ ﴾ (مند احم) "عورت اور خوشبو مجھے محبوب ہیں"۔ اس طرح نبی مَکالِیْزُم نے نیک عورت کو "دنیا کی سب سے بہتر متاع" قرار دیا ہے خیر متاع الدُّنیا المرْأةُ الصَّالِحةُ الله المراقق الله المراقة المال على محبت شریعت کے دائرے سے تجاوز نہ كرے توبد بہترین رفیق زندگی بھی ہے اُور زاد آخرت بھی۔ ورنہ یہی عورت مرد کے لیے سب سے بڑا فتنہ ہے۔ فرمان رسول مَگالِثَيْظ ب: «مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ» (صحيح البخاري كتاب النكاح، باب ما يتقى من شؤم المرأة) "میرے بعد جو فقنے رونما ہول گے، ان میں مر دول کے لیے سب سے بڑا فتنہ عور تول کا ہے۔" اس طرح بیٹول کی محبت ہے۔ اگر اس سے مقصد مسلمانوں کی قوت میں اضافہ اور بقاء و تکثیر نسل ہے تو محمود ہے ورنہ مذموم۔ نبی منگالیڈیم کا فرمان ے: «تَزَوَّ جُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُودَ؛ فَإِنِّى مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ القِيَامَةِ» (بهت محت كرنے والى اور زياده يج جننے والى عورت سے شادی کرو، اس لیے کہ میں قیامت کے دن دوسری امتول کے مقابلے میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا) اس آیت سے رہانیت کی تردید اور تحریک خاندانی منصوبہ بندی کی تردید بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ بنین جمع ہے۔ مال ودولت سے بھی مقصود قیام معیشت، صله رحمی، صدقه وخیرات اور اسے امور خیر میں خرچ کرنا اور سوال سے بچنا ہے تاکہ الله کی رضا حاصل ہو، تو اس کی محبت بھی عین مطلوب ہے ورنہ مذموم۔ گھوڑوں سے مقصد، جہاد کی تباری، دیگر جانوروں سے کھیتی باڑی اور بار برداری کا کام لینا اور زمین سے اس کی پیداوار حاصل کرنا ہوتو یہ سب پیندیدہ ہیں اور اگر مقصود محض دنیا کمانا اور پھر اس پر فخر وغرور کا اظہار کرنا اور یاد الہی سے غافل ہو کر عیش وعشرت سے زندگی گزارنا ہے تو یہ سب مفید چیزیں اس کے لیے وبال جان ثابت ہوں گی۔ قَنَاطِیرٌ قِنْطَارٌ (خزاند) کی جمع ہے۔ مراد ہے خزانے لیعنی سونے جاندی اور مال ودولت کی فراوانی اور کثرت۔ الْمُسَوَّمَة وہ گھوڑے جو چراگاہ میں چرنے کے لیے جھوڑے گئے ہوں۔ یا جہاد کے لیے تار کیے گئے ہوں یا نشان زدہ، جن پر امتیاز کے لیے کوئی نشان یا نمبر لگادیا جائے۔ (فخ القدیر وابن کثیر)

111

الْهَابِ®

قُلُ اَوْنَبِسُّكُمُ عَيْمِصِّ ذَلِكُوْلِلَّانِينَ اتَّقَوْاعِنْ رَبِّهِهُ جَدُّتُ تَجُوِّيُ مِن تَحْتِهَا الْاَنْهُرُ خْلِدِينَ فِيْهَا وَ اَذُوَاجُ مُّطَهِّرَةٌ قَرِضُوانٌ مِّنَ اللهِ وَ اللهُ بَصِدُيُ اِلْعِبَادِ قَ

ٱتَّذِيُنَ يَقْوُلُونَ رَتَبَكَّالَّتُنَاۤ الْمَثَّا فَاغْفِرُلَنَا ذُنْوُبَنَّا وَقِنَا عَذَابَالنَّارِ ﴿

الصَّبِرِيْنَ وَالصَّدِيقِيْنَ وَالْقَيْتِيْنَ وَالنَّمُنْفِقِيْنَ وَالنُّمْتَغْفِرِيْنَ بِالْكَسْحَارِ®

شَهِكَاللهُ آتَّهُ لِآلِالهُ إِلَّاهُوَّوَالْمَلَأِكَةُ وَاوْلُوا الْعِلْمِ قَآبِمًا لِبَالْقِسُطِ «لَآلِلهُ إِلَّاهُوالْعَزِيْنُو الْحَكِيْمُوْ

إِنَّ الدِّينَ عِنْ مَاللهِ الْرَسْكُومُ وَمَااخْتَكَفَ

تو اللہ تعالیٰ ہی کے یاس ہے۔

10. آپ کہہ و بچے! کیا میں جہیں اس سے بہت ہی بہتر چیز بتاؤں؟ تقویٰ والوں کے لیے ان کے رب تعالیٰ کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچ نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (ا) اور پاکیزہ بیویاں (ا) اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے، اور سب بندے اللہ تعالیٰ کی زگاہ میں ہیں۔ اللہ بھائی کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لاچکے اس لیے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

12. جو صبر کرنے والے اور پیج بولنے والے اور فرمانبر داری کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور رات کے پچھلے حصے میں بخشش مانگنے والے ہیں۔

1. الله تعالى، فرشتے اور اہل علم اس بات كى گواہى ديتے ہيں كہ الله كے سواكوئى معبود نہيں (۳) اور وہ عدل كو قائم ركھنے والا ہے، اس غالب اور حكمت والے كے سواكوئى عمادت كے لائق نہيں۔

19. بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی

ا. اس آیت میں اہل ایمان کو بتلایا جارہا ہے کہ دنیا کی مذکورہ چیزوں میں ہی مت کھوجانا، بلکہ ان سے بہتر تو وہ زندگی اور اس کی نعتیں ہیں جو رب کے پاس ہیں، جن کے مستق اہل تقویٰ ہی ہوں گے۔ اس لیے تم تقویٰ اختیار کرو۔ اگر یہ تمہارے اندر پیدا ہوگیا تو یقیناً تم دین ودنیا کی تھلائیاں اپنے دامن میں سمیٹ لوگے۔

۲. پا کیزہ، تعنی وہ دنیاوی میل کچیل، حیض ونفاس اور دیگر آلودگیوں سے پاک ہوں گی اور پاک دامن ہوں گی۔ اس سے اگلی وو آیات میں اہل تقویٰ کی صفات کا تذکرہ ہے۔

سا، شہادت کے معنی بیان کرنے اور آگاہ کرنے کے بین، لیعنی اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا اور بیان کیا، اس کے ذریعے سے اس نے اپنی وحدانیت کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔ (فخ القدر) فرشتے اور اہل علم بھی اس کی توحید کی گواہی دیتے بیں۔ اس میں اہل علم کی بڑی فضیلت اور عظمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور فرشتوں کے ناموں کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا ہے تاہم اس سے مراد صرف وہ اہل علم بیں جو کتاب وسنت کے علم سے بہرہ ور بیں۔ (فخ القدر)

الَّذِيْنَ اُوُتُواالْكِتْ الْكِيثِ الْآلِينَ بَعْدِ مَا جَاْءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمُ وْمَنْ تَكَفُّرُ بِالْيِتِ اللهِ فَإِنَّ اللهَ سَرِيُعُ الْجِسَانِ®

ہے، (') اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد آپس کی سرکثی اور حسد کی بنا پر ہی اختلاف کیا ہے ('') اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں ('') کے ساتھ جو بھی کفر کرے اللہ تعالیٰ

ان کے اس باہمی افتلاف سے مراد وہ افتلاف ہے جو ایک ہی دین کے ماننے والوں نے آپس میں برپا کر رکھا تھا مثلاً یہودیوں کے باہمی افتلافات اور فرقہ بندیاں، ای طرح عیسائیوں کے باہمی افتلافات اور فرقہ بندیاں۔ پھر وہ افتلاف بھی مراد ہے جو اہل کتاب کے درمیان آپس میں تھا۔ اور جس کی بنا پر یہودی نصرانیوں کو اور نصرانی یہودیوں کو کہا کرتے تھے "تم کسی چیز پر نہیں ہو"۔ نبوت محمدی مثلاثی اور نبوت عیسیٰ علیاً اسے بارے میں افتلاف بھی اسی صمن میں آتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ سارے افتلاف دلائل کی بنیاد پر نہیں تھے، محض حمد اور بغض وعناد کی وجہ سے تھے یعنی وہ لوگ حق کو جاننے اور پیچائنے کے باوجود محض اپنے فیالی دنیاوی مفاد کے چکر میں غلط بات پر جے رہتے اور اس کو دین باور کراتے تھے۔ تاکہ ان کی ناک بھی اور ٹی کہا تو ان کا عوامی حلقۂ ارادت بھی قائم رہے۔ افسوس آج مسلمان علماء کی ایک بڑی تعداد ٹھیک ان ہی غلط مقاصد کے لیے ٹھیک اسی غلط ڈگر پر چل رہی ہے۔ ھَدَاھُمُ اللہُ وَ إِیَّانَا۔
 سے یہاں ان آیتوں سے مراد وہ آبات ہیں جو اسلام کے دین الٰہی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

فَإِنْ حَالَمُؤُكَ فَقُلُ آسُكُمْتُ وَجُهِى بِلَاءِ وَمَنِ التَّبَعَنِ \* وَقُلُ لِلَّذِيْنِ الْوَتُواالِكِتْب وَالْاُشِّ بِّنَ ءَاسُكَمْتُمُّ "فَإِنْ اَسْكَمُوْا فَقَدِ اهْتَكُ وَالْوَلْنَ تَوَكُّوا فَإِنَّهَا عَلَيْكَ الْبَكُمُ وَاللّهُ بَصِدُورً بِالْوَبَادِ ۞

ٳڰۜٵڰڹؽ۬ؽؘڲڬڡٛ۠ۯ۠ۏؽڽٳؖڵۑؾؚٵٮڵۼۘۅؘؽؿؖؾؙ۠ٷؽ ٵڷؿۜؠؠۜؽؠؚۼؘؽڔؚػؾٞ؞ٚٷٙؽؿؙؾؙڮٛۏٵ؆ڹؽؽ ؘؽٲٛمؙۯؙۏؽۑٳڶۊؚۺؙۅڶڡؚؽٵڵٮٞٵۺٚڣؘۺؚٞۯۿؙۿ ؠۼڬٵٮٟٵڸؽۄٟۛ

ٱۅڵڵ۪ڬٵڰڹؚؽؙڹؘڂؚؠڟٮؗٞٵؘۼٛؠٙٵڵۿؙۄٝ؈ٛ ٵڵؿؙؙڹ۫ڲٳۘۅٙٵڵٳڿۯۊؚ؞ۅؘڡٵڷۿؙۄ۠ڝؚٞٞؿ۫ؿٝڿؚڔؽؽ۞

ٱڵۼڗۜڗؙٳڶٙٲڷێڽؽؙٲؙۉؾؙۏٵڹؘڝۣؽؠؙٵڝۧٵڵڮڹؚ۬ ؽؙۮؙۼٞۅؙؽٳڶڮڹۭٵڟۼڸؽػڴۄؘڹؽڹٛڠ۠ۄؿؙػۜڗؾػٷڵ ڣؚٙؽڽ۠ۜؠٞڹ۫ۿؙۄؙۄۿؙڂؠٞۼۛڝٛٛۏؽ

ذلك بِانَّهُمُ قَالُواكَنُ تَمَسَّنَا النَّارُ لِلَّا آيَّا مَّا مَّعُدُوُدُ لِيَّ وَغِرْمُ فِي دِيْنِهُمُ مَّا كَانُوا لِفُتَرُونِ

اس کا جلد حساب کینے والا ہے۔

۲۰. پھر بھی اگر یہ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں اور میرے تابعداروں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا سرتسلیم خم کردیا ہے اور اہل کتاب سے اور ان پڑھ لوگوں (۱) سے کہہ دیجیے کہ کیا تم بھی اطاعت کرتے ہو؟ پس اگر یہ بھی تابعدار بن جائیں تو یقیناً ہدایت والے ہیں اور اگر یہ روگردانی کریں، تو آپ پر صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھ بھال رہاہے۔

11. یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کرتے ہیں اور ناحق نبیوں کو قتل کرڈالتے ہیں اور جو لوگ عدل وانصاف کی بات کہیں انہیں بھی قتل کرڈالتے ہیں، (۲) تو اے نبی! انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجیے۔

۲۲. ان کے اعمال دنیا وآخرت میں غارت ہیں اور ان کا کوئی مدد گار نہیں۔

۲۴. اس کی وجہ ان کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں تو گئے چنے چند دن ہی آگ جلائے گی، ان کی گھڑی گھڑائی باتوں نے انہیں

ا. ان پڑھ لوگوں سے مراد مشر کین عرب ہیں جو اہل کتاب کے مقابلے میں بالعموم ان پڑھ تھے۔

العنی ان کی سرکشی و بغاوت اس حد تک پہنچ چی تھی کہ صرف نبیوں کو بی انہوں نے ناحق قل نہیں کیا بلکہ ان تک کو بھی قتل کرڈالا جو عدل وانصاف کی بات کرتے تھے۔ یعنی وہ مومنین مخلصین اور داعیان حق جو امر بالمعروف اور نہی عن المنظر کا فریصنہ انجام دیتے تھے۔ نبیوں کے ساتھ ان کا تذکرہ فرماکر اللہ تعالی نے ان کی عظمت وفضیلت بھی واضح کردی۔
 السکر کا فریصنہ انجام دیتے تھے۔ نبیوں کے ساتھ ان کا تذکرہ فرماکر اللہ تعالی نے ان کی عظمت وفضیلت بھی واضح کردی۔
 السکر کا فریصنہ انجام دینے کے وہ یہودی ہیں جن کی اکثریت قبول اسلام سے محروم رہی اور وہ اسلام، مسلمانوں اور نبی منظروہ سازشوں میں مصروف رہے تا آئکہ ان کے دو قبیلے جلاوطن اور ایک قبیلہ قبل کردیا گیا۔

فَكَيْفَاذَاجَمَعْنُهُمْ لِيَوْمِ لَارَيُبَ فِيْةٌ وَوُفِيَتُ كُلُّ نَفْسٍ مَّاكْسَبَتُ وَهُمُ لِأَيْظَلَمُونَ ۞

ڡؙؙڸٵڵؖۿۊٞ؇ڸػٵڶٮ۠ڵڮؚ؞ؿ۫ۅؙ۫ؾٵڶؠؙ۫ڵػڡۜ؈ؙۺؘۜٵؖ ۅؘؾڹ۫ڔۣ۬ٷڶؽ۫ڶػڡ؆ؖؽؙۺۜٵۼٛٷؿ۠ڿڒ۫ڡڽؙۺٵ٤ٛۅؾؙۏؚڷ ڡؘڽؙؾۺٙٵؿؚؠؾڔڬٵڬؽؿؙٷٵڽۜڰؘٷڸڴؚۺؿؙڴ۫ۊٙؽؿ۠۞

ؿٝۅؙڸڿؙٵێؽڶ؋ۣٵۺۜؠؙٳۅؘؿ۠ۅڮ۠ٵۺۜؠؙٵڒ؋ۣٵێؽڶؚ ۅؘؾؙؙۼؙۣڿؙٵڶٛؿۜڝؘٵڶؽێؾؚۊؾؙۼؙۣڿؙٵڶ۫ؠێؾۜڝؘٵڬٛٷؗ ۅؘؿۯؙۯ۠ڨؙڡؙؙڶؿؿٵٞۯٛؠۼؽڕڝٮٵڽؚ۞

ان کے دین کے بارے میں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔(۱)

70 بی کیا حال ہو گا جبکہ ہم انہیں اس دن جمع کریں گے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا (بدلہ) دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا؟(۲)

۲۷. آپ کہہ دیجیے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جے چاہے بلطنت تو جے چاہے سلطنت چھین کے اور جس سے چاہے سلطنت چھین کے اور تو جے چاہے عزت دے اور جے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، (") کے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

۲۷. تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں لے جاتا ہے، (۳) تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا

ا. یعنی کتاب اللہ کے مانے سے گریز واعراض کی وجہ ان کا یہ زعم باطل ہے کہ اول تو وہ جہنم میں جائیں گے ہی نہیں، اور اگر گئے بھی تو صرف چند دن ہی کے لیے جائیں گے۔ اور انہی من گھڑت باتوں نے انہیں دھوکے اور فریب میں ڈال رکھاہے۔
 ۲. قیامت کے دن ان کے یہ دعوے اور غلط عقائد کچھ کام نہ آئیں گے اور اللہ تعالیٰ بے لاگ انصاف کے ذریعے سے ہر نفس کو، اس کے کیے کا پورا پورا بورا بدلہ دے گا، کئی پر ظلم نہیں ہوگا۔

سل اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی بے پناہ قوت وطاقت کا اظہار ہے، شاہ کو گدا بنادے، گدا کو شاہ بنادے، تمام اختیارات کا مالک وہی ہے۔ الْخَیْرُ بِیکِدِکَ کی بجائے بِیکِدِکَ الْخَیْرُ (خبر کی نقدیم کے ساتھ) سے مقصود شخصیص ہے بعنی تمام بھلائیاں صرف تیرے ہی ہاتھ میں ہیں۔ تیرے سواکوئی بھلائی وینے والا نہیں۔ "شر"کا خالق بھی اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن ذکر صرف خیر کا کیا گیا ہے، شرکا نہیں۔ اس لیے کہ خیر اللہ کا فضل محض ہے، بخلاف شرکے کہ یہ انسان کے اپنے عمل کا بدلہ ہے جو اسے پہنچتا ہے یا اس لیے کہ شر بھی اس کے قضاء وقدر کا حصہ ہے جو خیر کو متضمن ہے، اس اعتبار سے اس کا بدلہ ہے جو اسے پہنچتا ہے یا اس لیے کہ شر بھی اس کے قضاء وقدر کا حصہ ہے جو خیر کو متضمن ہے، اس اعتبار سے اس کے تمام افعال خیر ہیں۔ فَاَفْ عَلَمُ کُلُھُا خَیْرُ۔ (ثُنَّ القدی)

۷. رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرنے کا مطلب موسی تغیرات ہیں۔ رات کبی ہوتی ہے تو دن چھوٹا ہوجاتا ہے اور دوسرے موسم میں اس کے برعکس دن لمبا اور رات چھوٹی ہوجاتی ہے۔ یعنی تبھی رات کا حصہ دن میں اور تبھی دن کا حصہ دن میں اور تبھی دن کا حصہ رات میں داخل کردیتا ہے جس سے رات اور دن چھوٹے یا بڑے ہوجاتے ہیں۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤُمِنُونَ الْكَفِرِينَ آوُلِيَآ مَمِنُ دُوْنِ الْمُؤُمِنِينَ وَمَن يَّفْعَلُ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِي شَيْ إِلَّا أَنْ تَتَقُوْ امِنْهُمْ تُقْتَةً وَيُعِيِّ ذُكُوُ اللهُ نَفْسَهُ وَالَى اللهِ الْمَصِيْدُ

فُلْ إِنْ تُخَفَّوْ امَا فِي صُدُورِكُمُ ٱوْتُبُكُ وَهُ يَعْكَمُهُ اللهُ وَيَعْكَمُ مَا فِي السَّهُ لِمُوتِ وَمَا فِي

ہے، ('' تو ہی ہے کہ جسے چاہتا ہے بے شار روزی دیتا ہے۔

7. مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں
کو اپنا دوست نہ بنائیں ('') اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی
کسی حمایت میں نہیں مگریہ کہ ان کے شر سے کسی طرح
بچاؤ مقصود ہو''' اور اللہ تعالیٰ خود تہہیں اپنی ذات سے
ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔
ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

7. کہہ دیجیے کہ خواہ تم اپنے سینوں کی باتیں چھپاؤ خواہ
ظاہر کرو اللہ تعالیٰ (بہرحال) جانتا ہے، اور آسانوں اور

الد اولیاء ولی کی جمع ہے۔ ولی ایسے دوست کو کہتے ہیں جس سے دلی محبت اور خصوصی تعلق ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کو اہل ایمان کا ولی قرار دیا ہے۔ ﴿ اَللّٰهُ وَیٰ اَلمَدْیْنَ اَمْمَنْوا ﴾ (ابقرۃ: ۲۵۷) یعنی (اللہ اہل ایمان کا ولی ہے)۔ مطلب یہ ہوا کہ اہل ایمان کو ایک دوسرے سے محبت اور خصوصی تعلق ہے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے ولی (دوست) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں اہل ایمان کو اس بات سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست بنائیں۔ کیونکہ کافر اللہ تعالیٰ نے یہاں اہل ایمان کو اس بات سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست بنائیں۔ کو جو سکتا ہے؟ اس اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو قرآن کریم میں کئی جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے تا کہ اہل ایمان کافروں کی موالات (دوستی) اور ان سے خصوصی تعلق قائم کرنے سے گریز کریں۔ البتہ حسب ضرورت ومصلحت ان سے صلح کی موالات (دوستی) اور ان سے حسن سلوک اور محماہدہ بھی جو سکتا ہے اور تجارتی لین دین بھی۔ اس طرح جو کافر، مسلمانوں کے دشمن نہ ہوں، ان سے حسن سلوک اور مدارات کا معاملہ بھی جائز ہے (جس کی تفصیل سورۂ ممتحنہ میں ہے) کیونکہ یہ سارے معاملات، موالات (دوستی و محبت) سے مختلف ہے۔

س. یہ اجازت ان مسلمانوں کے لیے ہے جو کسی کافر حکومت میں رہتے ہوں کہ ان کے لیے اگر کسی وقت اظہار دو تی کے بغیر ان کے شر سے بچنا ممکن نہ ہوتو وہ زبان سے ظاہری طور پر دوستی کا اظہار کرسکتے ہیں۔

الْرَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْعً قَدِيْرٌ ۞

ۘؽۅٛٛٵۼۜڽؙٮؙػڷؙۿؙڛ؆ٵۼؠڶؾؙڡٟڽؘڿؘؽڔٟۼٛٚٛٛۼۘٷۘڐٷٙؽٵ ۼٟػؿڡؚڽؙڛؙٷٙٷڎڵۏۘٳؘؘؖٛٛڹؠؽؙۿٵۏڹؽؙڎٛۿٙڡۘڰٵ ڹۼؽۣڡٵٷڲؙۼڹؚٚۮؙڴؙڎٳڶڵڎؙٮؘۿڛؘڎٷٳڶڎڎٷٷؽٛ ڽٵؽڹٳۮۣ۞ۧ

قُلْ إِن كُنْتُوتِجُون اللهَ فَالَّبِّوُنُ يُغِيبَكُوا للهُ وَيَغْفِر كُدُونُنُونَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَّحِيبُرُ۞

قُلُ ٱطِيْعُوااللهَ وَالتَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَكُّواْ فَإِنَّ اللهَ لائعُتُ الأَلِيْدِينَ۞

زمین میں جو کچھ ہے سب اسے معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

• ۳۰. جس دن ہر نفس (شخص) اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور کرے گا کہ کاش! اس کے اور برائیوں کے در میان بہت ہی دوری ہوتی۔ اللہ تعالی تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالی میں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالی اپنے بندوں پر بڑا ہی مہر ہان ہے۔

اسل. کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، (۱) خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا<sup>(۲)</sup> اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

سر کہہ دیجیے! کہ اللہ تعالی اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ چھیرلیں تو بے شک اللہ تعالی کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

ا. یہود اور نصاریٰ دونوں کا دعویٰ تھا کہ ہمیں اللہ سے اور اللہ تعالیٰ کو ہم سے محبت ہے، بالخصوص عیمائیوں نے حضرت عیسیٰ ومریم علیہا السلام کی تعظیم ومحبت میں جو اتنا غلو کیا کہ انہیں درجۂ الوہیت پر فائز کردیا، اس کی بابت بھی ان کا خیال تھا کہ ہم اس طرح اللہ کا قرب اور اس کی رضا ومحبت چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے دعووں اور خود ساختہ طریقوں سے اللہ کی محبت اور اس کی رضا حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس کا تو صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ میرے آخری پنیمبر پر ایمان لاؤ اور اس کا اتباع کر میار میا کردیا ہے کہ میرے آخری پنیمبر پر ایمان لاؤ اور اس کا اتباع محمد ما اس کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے، تو پھر تو یقیناً وہ کامیاب ہے اور اپ محبت اور اپ مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے، تو پھر تو یقیناً وہ کامیاب ہے اور اپ دعوے میں سچا ہے، ورنہ وہ جھوٹا بھی ہے اور اس مقصد کے حصول میں ناکام بھی رہے گا۔ بی سی ایکی فرمان ہے دعوے میں سچا ہے، ورنہ وہ جھوٹا بھی ہے اور اس مقصد کے حصول میں ناکام بھی رہے گا۔ بی سی ایکی فرمان ہے دعیٰ عمارے سے تو وہ مسترد ہوئے طریقے سے مخلف ہے تو وہ مسترد ہوئے طریقے سے مخلف ہے تو وہ مسترد ہو۔ "

۲. لینی اتباع رسول مَنَّالَیْمِنَّا کی وجہ سے تمہارے گناہ ہی معاف نہیں ہوں گے بلکہ تم محب سے محبوب بن جاؤگے۔ اور یہ کتنا اونجا مقام ہے کہ بارگاہ الہی میں ایک انسان کو محبوبیت کا مقام مل جائے۔

س. اس آیت میں اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اطاعت رسول منگائیو کی پھر تاکید کرکے واضح کردیا کہ اب نجات اگر ہے تو صرف اطاعت محمدی میں ہے اور اس سے انحراف کفر ہے اور ایسے کافروں کو اللہ تعالیٰ پیند نہیں فرماتا۔ چاہے وہ

اِتَّ اللهَ اصَّطَفَى ادْمَرُ وَنُوْحًا وَالَ إِبْرَهِيْمَرَ وَالَحِمْرَى عَلَى الْعُلَيْدُينَ ﴿

ذْرِيَّةً بُعُضُهَامِنَ بَعُضٍ وَاللَّهُ سَمِيْعٌ عَلِيُدِّ ۗ

ٳۮ۫ڡؙۜڵڝٙٳڡؙۘۯٲؾٛ؏ؠۯؽۯؾؚٳڹٞؽ۫ٸۮؘۯؾٛڵػ؆ ڣۣٛؠڟڹؚؽؙۼۘڗۜڒٳڡٚٮؘڡؘۜؾۘڷؙڡؚڽؚؿٝٵۣؾۜڬٲڹؙؾٳڶڛۜؠؽۼ ٳڵۼڸؽؗۄٛ

سس بی شک اللہ تعالی نے تمام جہان کے لوگوں میں سے آدم (عَلَیْمِیْاً) کو، اور ابراہیم (عَلَیْمِیْاً) کے خاندان اور عمران کے خاندان کو منتخب فرمالیا۔ (۱) میں ایک دوسرے کی نسل سے ہیں (۲) اور اللہ تعالی سنا جانتا ہے۔

70. جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے میرے رب! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے، اسے میں نے تیرے نام آزاد کرنے (۳) کی نذر مانی، تو میری طرف سے قبول فرما، یقیناً تو خوب سننے والا اور پوری طرح جانے والا ہے۔

الله کی محبت اور قرب کے کتنے ہی وعوے دار ہوں۔ اس آیت میں جیت حدیث کے منکرین اور اتباع رسول مَنْکَافِیْکِمُ سے گریز کرنے والوں دونوں کے لیے سخت وعید ہے کیونکہ دونوں ہی اپنے اپنے انداز سے ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں جسے یہال کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اُعاذٰذَا اللهُ مِنْهُ۔

ا. انبیاء ﷺ کے والد۔ اس آیت میں دو عمران ہوئے ہیں۔ ایک حضرت مو کی وہارون عَیْجااً کے والد اور دوسرے حضرت مریم علیجا اُ کے والد۔ اس آیت میں اکثر مضرین کے نزدیک یہی دوسرے عمران مراد ہیں اور اس خاندان کو بلند درجہ حضرت مریم عَیْجااً کی والدہ کا نام مفسرین نے حنّہ میں ہوا اور حضرت مریم عَیْجااً کی والدہ کا نام مفسرین نے حنّہ بنٹ فاقد اور حضرت کو بلیا ہے جن کو اللہ تعالی نے آل عمران کے علاوہ مزید تین خاندانوں کا تذکرہ فرمایا ہے جن کو اللہ تعالی نے اپنے وقت میں جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ ان میں پہلے حضرت آدم علیہ ایس عظا تذکرہ فرمایا ہے جن کو اللہ تعالی نے اپنے وقت میں جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ ان میں پہلے حضرت آدم علیہ انہیں عطا جنہیں اللہ نے اپنی اللہ نے اپنے اور اس میں اللہ کے اپنے وقت میں دوسرے چھر انہیں عطا کی علی اور اس میں اس کی بہت می حکمتیں تھیں۔ کیا اور انہیں جن میں اس کی بہت می حکمتیں تھیں۔ دوسرے حضرت نوح علیہ بین انہوں نے اپنی قوم کو ساڑھ نو سو سال تبلیغ کی، لیکن چند افراد کے سوا، کوئی آپ پر ایمان دوسرے منا اللہ کا تو بیل ایمان کے سوا، دوسرے تمام لوگوں کو غرق کردیا گیا۔ آل ابراہیم علیہ کو یہ نہیں کے بیل الطاق کا نات میں انہیاء وسلاطین کاسلہ قائم کیا اور بیشتر پیغیمر آپ بی کی نسل سے ہوئے۔ حتی کہ علی الاطلاق کا نات میں سب سے افضل حضرت محمد رسول اللہ مخالیہ کی میں اللہ علیہ کی اور ایس میں انہیاء وسلول اللہ مخالیہ کی علیہ الراہیم علیہ کی کہ ان میں انہیاء وسلول اللہ مخالیہ کی میں سب سے افضل حضرت محمد رسول اللہ مخالیہ کی میں سب سے افضل حضرت محمد رسول اللہ مخالیہ کی میں سب سے افضل حضرت محمد رسول اللہ مخالیہ کی میں سب سے افضل حضرت محمد سول اللہ مخالیہ کی میں سب سے افضل حضرت محمد سول اللہ مخالیہ کو میں سب سے افضل حضرت محمد میں اللہ میں اللہ علیہ کی میں سب سے افضل حضرت محمد سول اللہ مخالیہ کی میں سب سے افضل حضرت محمد میں اس میں اللہ کی میں سب سے افضل حضرت محمد میں اللہ میں میں اللہ میں میں اللہ میں میں میں میں اللہ میں میں میں اللہ میں میں میں میں میں میں

۲. یا دوسرے معنی ہیں دین میں ایک دوسرے کے معاون اور مدد گار۔

۳. مُحَرَّرًا (تیرے نام آزاد) کا مطلب تیری عبادت گاہ کی خدمت کے لیے وقف۔

فَلَمَّاوَضَعَتُهَا قَالَتُ رَتِّ إِنِّ وَضَعُتُّهَا اُنْثُ وَاللهُ ٱعُلَمُ بِهَا وَضَعَتُ \* وَلَيْسَ الدَّكَوُكَالُانُثُ وَإِنِّ سَهَّيْتُهَا مَرُيْمَ وَاِنِّ أَعِيْنُ هَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطُون الرِّحِيْمِ۞

قَتَقَتَبَاهَا رَبُهَا بِقَبُولِ حَسَنٍ وَّاكُنَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا \*
وَتَقَتَبَاهَا رَبُهَا بِقَبُولِ حَسنٍ وَّاكُنَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا \*
وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْرَ قَاقَالَ لِيَمْ يَحُلُنُ لَكِ هُذَا
قَالَتُ هُومِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرُزُقُ مَنَ يَشَاءً \*
وَجَدَ عِنْدِهِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرُزُقُ مَنَ يَشَاءً \*
وَاللَّهُ يُرُزُقُ مَنَ عَنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرُزُقُ مَنَ يَشَاءً \*

سر جب نیکی کو جنا تو کہنے لگیس کہ پروردگار! مجھے تو لڑکی ہوئی، اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ کیا اولاد ہوئی ہے اور لڑکا لڑکی جیسا نہیں (۱) میں نے اس کانام مریم رکھا، (۲) میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ (۱)

سے اسے اس کے پروردگار نے اچھی طرح قبول فرمایا اور اسے بہترین پرورش دی۔ اس کی خیر خبر لینے والا زکریا (علیہ اللہ (\*) جب بھی زکریا (علیہ اللہ) ان کے جرمے میں جاتے ان کے پاس روزی رکھی ہوئی پاتے، (\*) وہ پوچھتے اے مریم! یہ روزی تمہارے پاس کہال

ا. اس جملے میں حسرت کا اظہار بھی ہے اور عذر بھی۔ حسرت اس طرح کہ میری امید کے برعکس لاکی ہوئی ہے اور عذر اسطرح کہ نذر سے مقصود تو تیری رضا کے لیے ایک خدمت گار وقف کرنا تھا اور یہ کام ایک مرد ہی زیادہ بہتر طریقے سے کرسکتا تھا۔ اب جو کچھ بھی ہے تو اسے جانتا ہی ہے۔ (ٹے القدیہ)

۲. حافظ ابن کشیر نے اس سے اور احادیث نبوی سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بیچے کا نام ولادت کے پہلے روز رکھنا چاہیے اور ساتویں دن نام رکھنے والی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن حافظ ابن القیم نے تمام احادیث پر بحث کرکے آخر میں لکھا ہے کہ پہلے روز، تیسرے روز یا ساتویں روز نام رکھا جاسکتا ہے، اس مسئلے میں گنجائش ہے۔ وَالْأُمْنُ فَالِيسَعُ ہِ اللَّهِ مَالِيسَعُ ہِ اللَّهِ وَالِيسَعُ ۔ (تخة المودود)

سلا الله تعالیٰ نے یہ وعا قبول فرمائی۔ چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ جو بھی بچہ بیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو مس کرتا (چھوتا) ہے جس سے وہ چیخا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مس شیطان سے حضرت مریم عَلَیْتَااً اور ان کے بیٹے (عیسیٰ عَلَیْتِاً) کو محفوظ رکھا ہے۔ «مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ يُولُدُ، إِلَّا نَخَسَهُ الشَّيْطَانُ، فَيَسْتَهَلُّ صَارِخاً مِّنْ نَخَسَةِ الشَّيْطَانِ، إِلَّا ابْنَ مَرْبَعَ وَأُمَّهُ اللهَ يَعْانَ عَلَيْلِاً) مَرْبِيمَ وَأُمَّهُ اللهَ يَعْانَ مَالِ الناسَ اللهَ يَعْانَ اللهَ يَعْانَ اللهَ يَعْانَ اللهِ اللهَ يَعْانَ اللهِ اللهَ يَعْانَ اللهِ اللهَ يَعْانَ اللهَ يَعْانَ اللهَ اللهَ اللهَ يَعْانَ اللهِ اللهَ يَعْانَ اللهُ اللهَ يَعْانَ اللهُ اللهَ يَعْانَ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ يَعْانَ اللهِ اللهُ يَعْانَ اللهِ اللهُ يَعْانَ اللهِ اللهُ يَعْنَا اللهُ اللهُ اللهُ يَعْنَا اللهُ اللهُ يَعْنَا اللهُ اللهُ يَعْنَا اللهُ اللهُ يُعْنَانُ اللهُ اللهُ يَعْنَانُ اللهُ يَعْنَا اللهُ اللهُ يَعْنَا اللهُ اللهُ يَعْنَا اللهُ اللهُ يَعْنَانُ اللهُ يَعْنَانَ اللهُ اللهُ اللهُ يَعْنَانُ اللهُ يَعْنَانَ اللهُ يَعْنَانُ اللهُ يَعْنَانُ اللهُ يُعْنَانُ اللهُ يَعْنَانُ اللهُ اللهُ يَعْنَانَ اللهُ عَلَانَانَ اللهُ يَعْنَانَ اللهُ يَعْنَانُ اللهُ يَعْنَانَ اللهُ يَعْنَانَ اللهُ يَعْنَانَ اللهُ يَعْنَانَ اللهُ يَعْنَانَ اللهُ يَعْنَانُونَ اللهُ يَعْنَانُ اللهُ

۷. حضرت زکر یا عَلَیْتِاً، حضرت مریم عَلِیّاً، کے خالو بھی تھے، اس لیے بھی، علاوہ ازیں اپنے وقت کے پیغبر ہونے کے لحاظ سے بھی وہی سب سے بہتر کفیل بن سکتے تھے جو حضرت مریم عَلیّاً، کی مادی ضروریات اور علمی واخلاقی تربیت کے تقاضوں کا صبح اہتمام کر سکتے تھے۔

۵. مِحْوَابٌ ہے مراد تجرہ ہے جس میں حضرت مریم علیاً اُرہا کش پذیر تھیں۔ رزق سے مراد پھل۔ یہ پھل ایک تو غیر موجو دہوتے، موسی ہوتے، اُری کے پھل سردی کے موسم میں اور سردی کے اُری کے موسم میں ان کے کمرے میں موجو دہوتے، دوسرا حضرت زکریا علیاً ایا کوئی اور شخص لاکر دینے والا نہیں تھا۔ اس لیے حضرت زکریا علیاً اُس کے اُر راہ تعجب وحیرت

ۿڬٵڸڬۮٵڒٛػؚڔؾۜٵۯؾۜ؋ؘۛۊؘٲڶۯٮؚ۪ۜۿۘڹڸؽؙڝڽؙ ڰۘۮؙڶۮۮ۠ڗۣڰۣۿٙڟؚؾؚڹۘۿۧٵؾۜڬڛؘؽؿؙٵڵڎؙۼؖٵ۫؞۞

فَنَادَتُهُ الْمَلَيِّكَةُ وَهُوقَآ إِحْ تُصُلِّى فِي الْمِحْرَاكِ آنَّ اللهَ يُبْشِّرُكَ بِيَحْنِي مُصَدِّقًا بِكِلَمَةٍ مِّنَ اللهِ وَسَيِّدًا وَحَصُّورًا تَوْنِيكَا مِّنَ اللهِ

قَالَ رَبِّ ٱ ثَىٰ يُكُوْنُ لِلْ غُلاوٌ قَاکُ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَ إِنِّ عَاقِرٌ ۚ قَالَ كَذٰ لِكَ اللهُ يَفْعَلُ

ے آئی؟ وہ جواب دیتیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جے چاہے بے شار روزی دے۔ ۱۸۸ اسی جگہ زکریا (عَلَیْکِا) نے اپنے رب سے دعا کی، کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد کہ اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

٣٩. پس فرشتوں نے انہیں آوازدی، جب کہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، کہ اللہ تعالیٰ تجھے بیجیٰ (عَالِیْكِا) کی بیتیٰی خوشخبری دیتا ہے (اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی تصدیق کرنے واللہ (۲) سر دار، ضابط نفس اور نبی ہے نیک لوگوں میں ہے۔ میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے موگا؟ میں بالکل بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہوگا؟ میں بالکل بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ

پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے؟ انہوں نے کہا اللہ کی طرف سے۔ یہ گویا حضرت مریم علیماً کی کرامت تھی۔ میجرہ اور کرامت خی میجرہ اور کرامت خی کہ اللہ کو قاہر ہوتو اسلامی خواف ہو۔ یہ کئی نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتو اسے میجرہ اور کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتو اسے کرامت کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں برخق ہیں۔ تاہم ان کا صدور اللہ کے حکم اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ نبی یا ولی کے اختیار میں یہ بات نہیں کہ وہ میجرہ اور کرامت جب چاہے صادر کردے۔ اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ نبی یا ولی کے اختیار میں یہ بات نہیں کہ وہ میجرہ اور کرامت جب چاہے صادر کردے۔ اس کی مشیت سے ہوتا کہ ان مقبولین بارگاہ کے پاس کا کنات میں تصرف کرنے کا اختیار ہے، جیسا کہ اہل بدعت اولیاء کی کرامتوں سے عوام کو یہی کچھ باور کرائے انہیں شرکیہ عقیدوں میں مبتلا کردیتے ہیں اس کی مزید وضاحت بعض میجرات کے خمن میں آئے گی۔

ا. بے موسی پھل دیکھ کر حضرت زکریا علیہ ایک دل میں بھی (بڑھاپے اور بیوی کے بانچھ ہونے کے باوجود) یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش اللہ تعالی انہیں بھی اس طرح اولاد سے نوازدے۔ چنانچہ بے اختیار دعا کے لیے ہاتھ بارگاہ الہی میں اٹھ گئے، جے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا۔

7. اللہ کے کلے کی تقدیق سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ الله کی تقدیق ہے۔ گویا حضرت کیجیٰ، حضرت عیسیٰ علیما السلام سے بڑے ہوئے۔ دونوں آپس میں خالہ زاد تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی تائید کی۔ سیداً کے معنیٰ ہیں سردار، حصوراً کے معنیٰ ہیں گناہوں سے پاک، لیعنی گناہوں کے قریب نہیں پھلتے گویا کہ ان کو ان سے روک دیا گیا ہے۔ لیعنی حَصُورٌ بمعنیٰ مَحْصُورٍ، بعض نے اس کے معنیٰ نامرد کے کیے ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ یہ ایک عیب ہے جب کہ یہاں ان کا ذکر مدح اور فضیات کے طور پر کیا گیا ہے۔

مَايِشَاءُ©

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِنَّ النَّهُ قَالَ اليَّنُكَ ٱلاَّتُكِلِّمَ التَّاسَ تَلْثَةَ ٱلْيَامِ الَّلاَرَمُوَّا وَادْكُوْرُتَتِكَ كَيْثِيرًا وَسَيِّمْ بِالْعَثِينِ وَالْرِبْكَارِهُ

وَادُوَّالَتِ الْمَلَيِّكَ أَنْ لِمَرْيُكُولِ اللهُ اللهُ الْمُطَفِّدِ وَاصْطَفْدُ عَلَى نِسَاءً الْعُلَمِينَ ۞

يَكُرُيُكُوْ اقْنُقُ لِرَبِّكِ وَالْمُجُدِى وَارْكَعِي مَعَ الرَّيِكِ وَالْمُجُدِى وَارْكَعِي مَعَ الرَّيِكِ مَا الرَّيْعِينَ ﴿

ذٰلِكَ مِنُ ٱثُبَّا ۚ الْغَيْبِ ذُنْمِيْهِ النِّكَ وْمَا كُنْتَ لَكَ يُعِمُ إِذْ يُلْقُونَ ٱقُلَامَهُمُ اَيَّهُمُ كَيْفُلُ مَرْبَحَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۞

ہے، فرمایا: اسی طرح اللہ تعالی جو چاہے کرتا ہے۔

الم. کہنے گئے پروردگار! میرے لیے اس کی کوئی نشانی مقرر کردے، فرمایا نشانی یہ ہے کہ تین دن تک تو لوگوں سے بات نہ کرسکے گا، صرف اشارے سے سمجھائے گا، تو این رب کا ذکر کثرت سے کر اور صبح وشام اسی کی تشبیح بیان کرتا رہ!()

1. بڑھاپے میں مجزانہ طور پر اولاد کی خوش خبری س کر اشتیاق میں اضافہ ہوا اور نشانی معلوم کرنی چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تین دن کے لیے تیری زبان بند ہوجائے گی۔ جو ہماری طرف سے بطور نشانی ہوگی کیکن تو اس خاموشی میں کثرت سے صبح وشام اللہ کی تشبح بیان کیا کر۔ تاکہ اس نعت الہی کا جو تجھے ملنے والی ہے، شکر ادا ہو۔یہ گویا سبق دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری طلب کے مطابق تہمیں مزید نعتوں سے نوازے تو اس حساب سے اس کا شکر بھی زیادہ سے زیادہ کرو۔

۲. حضرت مریم علیاً کا یہ شرف و فضل ان کے اپنے زمانے کے اعتبار سے ہے کیونکہ صحیح احادیث میں حضرت مریم علیاً اسکے ساتھ حضرت خدیجہ ڈاٹیٹا کو بھی خیر نیسکائی اسب عور توں میں بہتر) کہا گیا ہے۔ اور بعض احادیث میں چار عور توں کو کامل قرار دیا گیا ہے۔ حضرت مریم، حضرت آسیہ (فرعون کی بیوی)، حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن ہوتی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن کہا م عور توں پر ایسے ہے جیسے شرید کو تمام کھانوں پر فوقیت حاصل ہے۔ (ابن کیر) اور ترمذی کی روایت میں حضرت فاطمہ وہا گھٹا بنت محمد عمالی اللہ تعالی نے دیگر عاصل ہے۔ (ابن کیر) اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ذکورہ خواتین ان چند عور توں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالی نے دیگر عور توں پر فضیات اور بزرگی عطا فرمائی یا یہ کہ اپنے اپنے زمانے میں فضیات رکھتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

وقت ان کے پاس تھا۔(۱)

٣٥. جب فرشتوں نے کہا اے مریم! (علیماً) اللہ تعالی اللہ تعالی خصے اپنے ایک کلم (۲) کی خوشخری دیتا ہے جس کا نام مسیح (۲) عیسیٰ بن مریم (علیمیاً) ہے جو دنیا اور آخرت میں دی عزت ہے اور وہ میرے مقربین میں سے ہے۔

إِذُقَالَتِ الْمَلَإِكَةُ لِيَمْرُمُ إِنَّ اللَّهَ يُنَيِّرُكِ حِكْمَةٍ مِّنَهُ ۗ اسُهُ الْسَينَحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَحَ وَعِيْعًا فِي اللهُ نُيَا وَالْاِحْرَةِ وَمِنَ الْهُ عَرَّبِ بِنُنَ ۞

ا. آج کل کے اہل بدعت نے نبی کریم مَنَّاتَیْتُم کی شان میں غلو عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے، ان کے اللہ تعالیٰ کی طرح عالم الغیب اور ہر جلہ حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ گھڑ رکھا ہے۔ اس آیت سے ان دونوں عقیدوں کی واضح تردید ہوتی ہے۔ اگر آپ نبی عظی الغیب ہوتے، تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ "ہم غیب کی خبریں آپ کو بیان کررہے ہیں "کیونکہ جس کو پہلے ہی علم ہو، اس کو اس طرح نہیں کہا جاتا اور اسی طرح حاضر وناظر کو یہ نہیں کہا جاتا کہ آپ اس وقت وہاں موجود نہیں سے جب لوگ قرعہ اندازی کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ موضرت مریم علیما کی کفالت کے اور بھی کئی خواہش مند تھے۔ ﴿ذٰلِكَ مِنْ اَبْدَا اَلْفَیْکِ وَحْوَیْدِ الْکُنِکُ وَوْجِیْدِ الْکُنِکُ وَحْوَیْدِ الْکُنِکُ وَمِنْ مُنْ اِلْکُنِکُ وَمِنْ اَنْکِنَا وَ اللہ کی طرف کی کئی خواہش مند تھے۔ ﴿ذَٰلِكُ مِنْ اَنْکِنَا اِلْکُنِکُ وَمُونِدِ الْکُنِکُ وَمِنْ مِنْ اِللّٰکُ وَاللّٰ کُلُونِ مُنْ اِنْکُ وَالْکُ وَلِیْکُ وَالْکُونُ اِنْکُ وَالْکُونِ وَاللّٰکُ وَاللّٰکُ وَالّٰکُونِ اِنْکُ وَالْکُ وَلَٰ اللّٰکِ وَاللّٰکُ وَاللّٰکُونِ وَاللّٰکُ وَاللّٰکُ وَاللّٰکُونِ وَاللّٰکُ وَاللّٰکُ وَاللّٰک

۲. حضرت عیسیٰ علیہ اللہ اس اعتبار سے کہا گیا ہے کہ ان کی ولاوت اعجازی شان کی مظہر اور عام انسانی اصول کے برعکس، باپ کے بغیر، اللہ کی خاص قدرت اور اس کے کلمہ کُنْ کی تخلیق ہے۔

سلا، مَسِیْتُ مُسِی ہے ہے آئی: مَسَعَ الاَّرْضَ لِینی کشرت سے زمین کی سیاحت کرنے والا، یا اس کے معنی ہاتھ پھیرنے والا ہے، کیونکہ آپ ہاتھ پھیر کر مریضوں کو باذن اللہ شفا یاب فرماتے تھے۔ ان دونوں معنوں کے اعتبار سے یہ فیعینُّل بعنی فاعل ہے اور قیامت کے قریب ظاہر ہونے والے دجال کو جو می کہا جاتا ہے وہ یا تو بمعنی مفعول لینی مَہْسُوْحُ الْعَیْنِ (اس کی ایک آئھ کانی ہوگی) کے اعتبار سے ہے یا وہ بھی چونکہ کشرت سے دنیا میں پھرے گا اور مکہ اور مدینہ کے سوا ہر جگہ پہنچ گا، (بخاری وسلم) اور بعض روایات میں بیت المقدس کا بھی ذکر ہے اس لیے اسے بھی الْمَسِینُ اللَّجَالُ کہا جاتا ہے۔ عام الل تفییر نے عموماً بہی بات درج کی ہے۔ کچھ اور محققین کہتے ہیں کہ میتی یہود و نصاری کی اصطلاح میں بڑے مامور من اللہ پیغیر کو کہتے ہیں، یعنی ان کی یہ اصطلاح تقریباً اولوالعزم پیغیر کے ہم معنی ہے۔ دجال کو میتی میں بڑے مامور من اللہ پیغیر کو جس انقلاب آفریں میتی کی بشارت دی گئی ہے۔ اور جس کے وہ غلط طور پر اب بھی منتظر ہیں، دجال اس میتی کے نام پر آئے گا یعنی اپنی آپ کو وہی میتی قرار دے گا۔ گر وہ اپنے اس دعوی سیت مشتق ہے جس کے معنی کہا گیا۔ وہ الدجال کہا کے گا۔ اور عبل کی کوئی مثال نہ ہوگی اس لیے وہ الدجال کہا گیا۔ اور عیسیٰ بھی زبان کا لفظ ہے۔ بعض کے نزد یک یہ عربی اور عاسَ یَعُوسُ سے مشتق ہے جس کے معنی سے مشتق ہے جس کے معنی ساست و قیادت کے ہیں۔ (فریلی وفتہ الفدیر)

وَيُكِلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهُدِوَكَهٰلَا وَمِنَ الصَّلِحِينَ@

قَالَتُ رَبِّ اَثْنَ يَكُونُ لِى وَلَا ۚ وَلَهُ عَلَمُ يَسُسُمِنَى بَشَرُّ قَالَ كَذَٰ لِكِ اللهُ يَخْنُقُ مَا يَشَاءُ ﴿ اِذَا قَصٰىۤ اَمُوًا فِاتَمَا يَقُوْلُ لَهُ كُنُ فَيَكُونُ ۞

وَيُعِلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَلَةَ وَالْإِنْجِنُيلَ۞

ۅؘڛٛۅٛڷٳٳڵؠڹؽٙٳ؞ٮڗٳ؞ؽڸ؞ٚٳڽۜؿؙۊؙڽڿٮؙؿؙٮؙؖػؙ؞ؚۑٵؽڐ۪ ڝؚٞڽۘڗۜؿؚڮؙٷٚٳٞڹٞٵؘڂٛٷؙ ڵڴۄ۫ۺٙٵڶڟۣؽۑػۿؽڠۊ الڟؽڔٷؘٲڡ۫ڂؙڔڣؽۅڣؘؽڴۅٛڽؙڬڲڹڵٳڋ۬ؿؚٵۺ۠ۊٵٛڋڔؚؽ۠ ٳ۫ۯػۿۿٙۅؘٲۯڹ۫ڔڞٙۅٲڿۣٵڵؠٛۅ۫ؿ۬ڽٳۮؙؽٵۺڰ

۱۲۹. اوروہ لوگوں سے اپنے گہوارے میں باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر میں بھی (۱) اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ کم کھنے لگیں الٰہی مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟ حالانکہ مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ بھی نہیں لگایا، فرشتے نے کہا، اس طرح الله تعالیٰ جو چاہے پیدا کرتا ہے، جب بھی وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ ہوجا! تو وہ ہوجاتا ہے۔ (۱) ہم اور اللہ تعالیٰ اسے لکھنا (۱) اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائے گا۔

۱۹۹ اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا، کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں، میں تمہارے لیے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں، (\*) پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ

ا. حضرت عیسیٰ علیہ کے مَھْدٌ (گہوارے) میں گفتگو کرنے کا ذکر خود قرآن کریم کی سورہ مریم میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ صحیح حدیث میں دو بچوں کا ذکر اور ہے۔ ایک صاحب جرت اور ایک اسرائیلی عورت کا بچہ (صحیح البخاری، کتاب الأنبیاء، باب واذکر فی الکتاب مریم) اس روایت میں جن تین بچوں کا ذکر ہے، ان سب کا تعلق بنواسرائیل سے ہے، کیونکہ ان کے علاوہ صحیح مسلم میں اصحاب الأخدود کے قصے میں بھی شیر خوار بچ کے بولنے کا ذکر ہے۔ اور حضرت یوسف علیہ کی بابت فیصلہ کرنے والے شاہد کے بارے میں جو مشہور ہے کہ وہ بچہ تھا، صحیح نہیں ہے۔ بلکہ وہ ذُوْ لِحْدِیہ (واڑھی کی بابت فیصلہ کرنے والے شاہد کے بارے میں کو مشہور ہے کہ وہ بچہ تھا، صحیح نہیں ہے۔ بلکہ وہ ذُوْ لِحْدیہ (واڑھی والا) تھا۔ (الضعیفة۔ رقم ۱۸۸۱) کھٹل (ادھیم عمر) میں کلام کرنے کا مطلب بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ جب وہ بڑے ہو کر وی اور رسالت سے سرفراز کیے جائیں گے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کا قیامت کے قریب جب آسمان سے نزول ہوگا جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے جو صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے، تو اس وقت جو وہ اسلام کی تبلیغ کریں گ، ہوگا جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے جو صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے، تو اس وقت جو وہ اسلام کی تبلیغ کریں گ،

۲. تیرا تعجب بجا، لیکن قدرت اللی کے لیے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے، وہ تو جب چاہے اسباب عادیہ وظاہریہ کا سلسلہ ختم کرکے علم کن سے پیک جھیکتے میں، جو چاہے کردے۔

٣. كِتَابٌ سے مراد كتابت (كلهنا) ہے۔ جيسا كه ترجمه ميں اختيار كيا گيا ہے يا انجيل وتورات كے علاوہ كوئى اور كتاب ہے جس كا علم الله تعالى نے انہيں ديا (قرطبي) يا تورات وانجيل، الكِتَابُ اور الْحِكْمَةُ كى تفسير ہے۔

الله تعالى بى قادر بين كوئكه وأُقدِّرُ لَكُمْ (قرطبى) لعِنى خلق يهال پيدائش كے معنى ميں نہيں ہے، اس پر تو صرف الله تعالى بى قادر بين كوئكه وبى خالق ہے۔ يهال اس كے معنى ظاہرى شكل وصورت گھڑنے اور بنانے كے بيں۔

ۅؙٲڹۜؠٮٞٷؙۿڔؠؠٵؾٲڬ۠ۏ۫ڹۅؘڡٵؾ؆ۜڿۉۏێٚڨ۬ڹؙؽۅٛؾؚڴٛڟٳؖڰ ڣ۬ڎڶؚڮڵڒؽةٞڰڴۯڶڽؙڴڹؙؿؗۄ۫ۺٞٷؙڡۣڹؽؙڹ۞۠

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىًّ مِنَ التَّوْرِدةِ وَالْخِلَّ لَكُمْ بَعُضَ الَّذِي عُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمُّ مِالَيَةٍ مِّنُ تَرَيِّكُمْ ۖ فَاتَّقُوااللهَ وَالْطِيعُوْنِ ۞

> ٳڽۜٙٳڶؿٚٲۮڒؠؚٞٛۅؘڗڰؙؙؚٛڋۏؘٲۼٛڹٮ۠ۅٛؖٷڟۿڬٳڝڗٳڟ ڛؖٮؾؘؿؽؗۯ۞

کے تھم سے پرندہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے تھم سے میں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کردیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں (۱) اور جو کچھ تم کھاؤ اور جو اپنے گھروں میں فرخیرہ کرومیں تمہیں بتا دیتا ہوں، اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے، اگر تم ایمان لانے والے ہو۔ تمہارے لیے بڑی نشانی ہے، اگر تم ایمان لانے والے ہو۔ میر صامنے ہے اور میں اس لیے آیا ہوں کہ تم پر بحض وہ چیزیں حلال کروں جو تم پر حرام کردی گئی ہیں (۱) اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں اس لیے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری فرمانبر داری کرو!

اله یقین مانو! میرا اور تمهارا رب الله ہی ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی سید تھی راہ ہے۔

ا. دوبارہ باذن اللہ (اللہ کے تھم سے) کہنے سے مقصد یہی ہے کہ کوئی شخص اس غلط فہنی کا شکار نہ ہوجائے کہ ممیں خدائی صفات یا اختیارات کا حامل ہوں۔ نہیں، ممیں تو اس کا عاجز بندہ اور رسول ہی ہوں۔ یہ جو کچھ میرے ہاتھ پر ظاہر ہورہا ہے، مجزہ ہے جو محض اللہ کے تھم سے صادر ہورہا ہے۔ امام این کشیر فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کے زمانے کے حالات کے مطابق مجزے عطا فرمائے تاکہ اس کی صدافت اور بالاتری نمایاں ہوسکے۔ حضرت موسی علیہ اللہ کو سکے حصرت موسی علیہ اللہ کی میں جادوگری کا بڑا زور تھا، انہیں ایسا مجزہ عطا فرمایا گیا جس کے سامنے بڑے بڑے جادوگر اپنا کرتب دکھانے میں ناکام رہے جس سے ان پر حضرت موسی علیہ اللہ کی صدافت واضح ہوگئی اور وہ ایمان لے آئے۔ حضرت عیسی علیہ اللہ کی ناکام رہے جس سے ان پر حضرت موسی علیہ اللہ کی صدافت واضح ہوگئی اور وہ ایمان لے آئے۔ حضرت عیسی علیہ اللہ فرمایا گیا ہو کہ بڑا طبیب اپنے فن کے ذریعے سے کرنے پر قادر نہیں تھا۔ ہمارے پینیمبر نبی کریم شاہد فیج و کوئی بھی بڑے سے بڑا طبیب اپنے فن کے ذریعے سے کرنے پر قادر نہیں تھا۔ ہمارے پینیمبر نبی کریم شاہد کو اور دور میں شعر وادب اور فصاحت وبلاغت کا زور تھا، چنانچہ انہیں قرآن جیسا فضح و بلیخ اور پرا گاز کلام عطا فرمایا گیا، جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا بھر کے فصاء وبلغاء اور ادباء وشعراء عاجز رہے اور چینج کے باوجود آج تک عاجز ہیں اور جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا بھر کے دائوہ وبلغاء اور ادباء وشعراء عاجز رہے اور چینج کے باوجود آج تک عاجز ہیں اور قبیا مطابق کی ایک کے دور میں شعر وادب اور قبیا کھر کے دائوہ وبلغاء اور ادباء وشعراء عاجز رہے اور چینج کے باوجود آج تک عاجز ہیں اور

۲. اس سے مرادیا تو وہ بعض چیزیں ہیں جو بطور سزا اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کردی تھیں یا پھر وہ چیزیں ہیں جو ان کے علماء نے اجتہاد کے ذریعے سے حرام کی تھیں اور اجتہاد میں ان سے غلطی کا ارتکاب ہوا، حضرت عیسیٰ عَلَیْمِنْا نے اس غلطی کا ازالہ کرکے انہیں حلال قرار دیا۔ (ابن کیر)

سر یعنی اللہ کی عبادت کرنے میں اور اس کے سامنے ذلت وعاجزی کے اظہار میں میں اور تم دونوں برابر ہیں۔ اس

فَكَتَّاَاكَسَّ عِيْسُى مِنْهُ مُّ الكُفْرَ قَالَ مَنُ اَنْصَارِیُّ إِلَى اللهِ ْقَالَ الْحَوَارِيُّونَ خَنُ اَفْصَارُاللهِ ْ الْمَنَا بِاللهِ ْوَالشَّهُ يَاتَنَا مُسْلِمُونَ ۖ

رَبَّنَاْلَمَنَا بِمَاَانُوْلُتُ وَاتَّبَعْنَاالَّوْسُولَ فَاكْتُبُنَا مَعَالشَّهِدِيْنَ ⊛

وَمَكُرُوْ اوَمَكُرَ اللهُ وَاللهُ خَيْرُ الْلكِرِيْنَ اللهُ

مر جب حضرت عیسیٰ (عَلَیْمِاً) نے ان کا کفر محسوس کرلیا<sup>(۱)</sup> تو کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی راہ میں میری مدد کرنے والا کون کون ہے؟<sup>(۱)</sup> حواریوں<sup>(۱)</sup> نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کی راہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیے کہ ہم تابعدار ہیں۔

97. اے ہمارے پالنے والے معبود! ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی اتباع کی، پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔

98. اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی (مکر) خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے۔

99. ہمتر ہے۔

ا. یعنی ایسی گہری سازشیں اور مشکوک حرکتیں جو کفر یعنی حضرت مسے علیہ اللہ کے مطابق اپنی قوم کے باشعور لوگوں سے مدد طلب کا بہت سے نمبیوں نے اپنی قوم کے ہاتھوں ننگ آکر ظاہری اساب کے مطابق اپنی قوم کے باشعور لوگوں سے مدد طلب کی ہے۔ جس طرح خود نبی شکی گئی آئی ابتداء میں، جب قریش آپ کی دعوت کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے، تو آپ موسم جج میں لوگوں کو اپنا ساتھی اور مدد گار بننے پر آمادہ کرتے تھے تاکہ آپ رب کا کلام لوگوں تک پہنچا سکیں، جس پر انصار نے لبیک کہا اور نبی شکی گئی آئی کی انہوں نے قبل ججرت اور بعد ججرت مدد کی۔ اسی طرح یہاں حضرت عیسی علیہ اللہ نے مدد طلب فرمائی۔ یہ وہ مدد نہیں ہے جو مافوق الاساب طریقے سے طلب کی جاتی ہے کیونکہ وہ تو شرک ہے اور ہر نبی شرک کے سد باب بی کے لیے آتا رہاہے، پھر وہ خود شرک کا ارتکاب کس طرح کرسکتے تھے؟ لیکن قبر پرستوں کی غلط رش کا علیہ مائم ہے کہ وہ فوت شدہ اشخاص سے مدد مانگنے کے جواز کے لیے حضرت عیسی علیہ ایک قول مَنْ أَنْصَادِیْ اللّٰہ سے استدلال کرتے ہیں؟ فَإِنَّا لِلٰہ وَ إِنَّا لِلُهُ وَ اَجِعُونَ اللّٰہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔

لیے سیدھا راستہ صرف یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کی الوہیت میں کسی کو شریک نہ تھرایا جائے۔

سَّا، حواریون، حواری کی جمع ہے بمعنی انصار (مدَد کَار) جس طَرْح بی سَّائِینَا کَا فرمان ہے ﴿إِنَّ لِکُلِّ نَبِیِّ حَوَادِیَّ وَحَوَادِیَّ اللّٰهُ بَیْدٌ ﴾ (صحیح البخادی کتاب الجهاد، باب فضل الطلبعة) "ہر نبی کا کوئی مددگار خاص ہوتا ہے اور میرا مددگار زبیر را اللّٰهُ ہے۔ " مجمع علیہ میں شام کا علاقہ رومیوں کے زیر نگیس تھا، یہاں ان کی طرف سے جو حکمران مقرر تھا، وہ کافر تھا۔ یہودیوں نے حضرت عیسی عَالِیَّا کے خلاف اس حکمران کے کان بھردیے کہ یہ نَعُوذُ بِالله بغیر باپ کے اور فسادی ہے وغیرہ وغیرہ ۔ حکمران نے ان کے مطالبے پر حضرت عیسی عَالِیَّا کو سولی دینے کا فیصلہ کرلیا۔ لیکن الله نے اور فسادی ہے وغیرہ وغیرہ وغیرہ ۔

إذْ قَالَ اللهُ لِعِيْسَى إِنِّ مُتَوَقِيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَّ وَمُتَوَقِيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ اللَّذِيْنَ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ اللَّذِيْنَ كَفَرُ وَ اللَّيْ يَعُمُ اللَّذِيْنَ التَّبِعُولُو فَوْقَ اللَّذِيْنَ كَفَرُ وَ اللَّيْكُو فِيْمَ الْفَيْمَةِ فَيْمَ اللَّهُ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ وَيْمَ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللْلَاللَّةُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّلْمُ اللللْمُ اللَّلْمُ اللَّهُ اللَّلْمُ اللَّهُ الللْمُواللَّةُ اللَّهُ اللِّلْمُ اللللْمُ الللْمُولِي الللْمُولِي اللللْمُ الللْمُ اللِلْمُ الللْمُولِي اللِّلْمُ الللْمُولِيْ

فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُ وَا فَأَعَدِّ بُهُمْ عَذَا اِلَّاشَدِينَكَا

00. جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! (عَلَیْثِاً) میں تخجے پورا لینے والا ہوں (۱) اور تخجے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں (۱ اور تخجے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں (۱ اور تخیے کافروں کے کافروں کے اوپر غالب کرنے والا ہوں تیرے تابعداروں کو کافروں کے اوپر غالب کرنے والا ہوں قیامت کے دن تک، (۱ پھر تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے میں ہی تمہارے آپس کے تمام تر اختلافات کا فیصلہ کروں گا۔

۵۲. پهر کافرول کو تو میں دنیا اور آخرت میں سخت تر

حضرت عیسیٰ عَلَیْمُا کُو بحفاظت آسان پر اٹھالیا اور ان کی جگہ ان کے ہم شکل ایک آدمی کو انہوں نے سولی دے دی، اور
سبحت رہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ عَلیْمُا کو سولی دی ہے مَکُو ٌ عربی زبان میں لطیف اور خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں اور اس
معنی میں یہاں اللہ تعالیٰ کو خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ کہا گیا ہے۔ گویا یہ کر، سیٹی (برا) بھی ہوسکتا ہے، اگر غلط مقصد کے لیے
ہو اور خیر (اچھا) بھی ہوسکتا ہے اگر ایتھے مقصد کے لیے ہو۔

ا. المتوفی کا مصدر توفی اور مادہ و فی ہے جس کے اصل معنی پورا پورا لینے کے ہیں، انسان کی موت پر جو وفات کا لفظ ہولا جاتا ہے تو اس لیے کہ اس کے جسمانی اغتیارات مکمل طور پر سلب کر لیے جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے موت اس کے معنیٰ کی مختلف صورتوں میں سے محض ایک صورت ہے۔ نیند میں بھی چونکہ انسانی اعتبارات عارضی طور پر معطل کردیے جاتے ہیں اس لیے نیند پر بھی قرآن نے وفات کے لفظ کا اطلاق کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس کے حقیقی اور اصل معنیٰ پورا پورا لین کے بی ہیں۔ ﴿إِنِّ مُمَّتُوفِیْكِ ﴾ میں یہ اس ایخ حقیقی اور اصلی معنیٰ میں استعال ہوا ہے لیمیٰ میں استعال ہوا ہے لیمیٰ میں استعال ہوا ہے لیمیٰ میں استعال ہوا ہے بیاکہ پورا پورا لین طرف آسانوں پر اٹھالوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور بعض نے اس سے عالیہ علیہ اس کے مطابق موت ہی کے میں لیکن اس کے ساتھ انہوں نے کہا ہے کہ الفاظ میں تقدیم وتا خیر ہے لیمیٰ رَافِعُکُ (میں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں) کے معنیٰ مقدم ہیں اور مُتَوَفِّیْكُ (فوت کرنے والا ہوں) کے معنیٰ مقدم ہیں اور مُتَوَفِّیْكُ (فوت کرنے والا ہوں) کے معنی مقدم ہیں اور مُتَوَفِّیْكُ (فوت کرنے والا ہوں) کے معنی متعدم ہیں اور مُتَوَفِّیْكُ (فوت کرنے والا ہوں) کے معنی متاخر، یعنیٰ میں تھے آسان پر اٹھالوں گا اور پھر جب دوبارہ دنیا میں بزول ہو گا تو اس وقت موت سے ہمکنار کروں گا۔ لیمیٰ میہودیوں کے ہاتھوں تیرا قتل نہیں ہو گا بلکہ تھے طبعی موت ہی آئے گی۔ (ثِیْ اقدیم واری کیر)

۲. اس سے مراد ان الزامات سے براءت ہے جن سے یہودی آپ کو متہم کرتے تھے، نبی مَنگَانَّیْمُ کے ذریعے سے آپ کی صفائی دنیا کے سامنے پیش کردی گئی۔

س. اس سے مراد یا تو نصاریٰ کا وہ دنیاوی غلبہ ہے جو یہودیوں پر قیامت تک رہے گا، گو وہ اپنے غلط عقائد کی وجہ سے نجات اخروی سے محروم ہی رہیں گے۔ یا امت محمدیہ کے افراد کا غلبہ ہے جو در حقیقت حضرت علیلی علیہ اور دیگر تمام انسیاء کی تصدیق کرتے اور ان کے صحیح اور غیر محرف دین کی پیروی کرتے ہیں۔

فِى الدُّنْيَا وَٱلاخِرَةَ ۚ وَمَالَهُمُ مِّنْ تَٰصِرِيْنَ وَاتَّا الَّذِيْنَ امْنُوا وَعَمِلُوا الطّبلِحٰتِ فَيُوَقِّيْهِمُ اجْوُرَهُمُ وَاللهُ لَا يُحِبُّ الظّلِمِيْنَ

ذ إِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْأَيْتِ وَالذِّكُوالْحَكِيمُو

إِنَّ مَثَلَ عِيْسَى عِنْكَ اللهِ كَمَثَلِ ادْمَ تَحْكَقَنَهُ مِنْ اللهِ كَمَثَلِ ادْمَ تَحْكَقَنَهُ مِنْ اللهِ كَنْ فَيَكُونُ ﴿ اللَّهِ مَا لَكُنْ فَيَكُونُ اللَّهِ مَا لَا لَكُنْ فَيَكُونُ اللَّهِ مَا لَا لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾ وقال الله كن فيكُونُ ﴿ اللَّهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ مَنْ اللَّهُ عَلَيْكُ مِنْ اللَّهُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَيْكُ عِلْكُ عِلَيْكُ عَلَيْكُ عِلْكُ عَلَيْكُ عِلْكُ عَلَيْكُ عِلْكُونُ كُلَّ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عِلْكُونُ كُلَّ عَلَيْكُ عَلَيْكُونُ عَلَيْكُ عَلَيْكُونَاكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَّا عَلَيْكُ عَلِيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُولُ عَلْمُ عَلِيكُ عَلَّا عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَّاكُ عَلَّاكُ عَل

ٱلْحَقُّ مِنْ رّبِّكِ فَكَلَّتَكُنُّ مِّنَ الْمُمْتَوِيُنَ<sup>©</sup>

فَمَنُ حَالَتِكَ فِيُهِ مِنْ بَعُدِى الْجَابُكُ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلُ تَعَالُوْانَدُ مُحَ ٱبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَ نِسَاءَكُمْ وَانْفُسَنَا وَانْفُسَكُمُّ لَقُّ نَجْوَلُبَتِهِلُ فَنَجْعَلُ تَعْنَتَ اللهِ عَلَى الكَلْنِ بِيْنِ۞

عذاب دول گا اور ان کا کوئی مدد گار نه ہو گا۔ هے. اور کیکن ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کو الله

تعالی ان کا ثواب بورا بورا دے گا اور اللہ تعالی ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔

۵۸. یہ جسے ہم تیرے سامنے پڑھ رہے ہیں آئیتیں ہیں اور حکمت والی نصیحت ہیں۔

09. یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ (عَالِیَّااً) کی مثال ہو بہو آدم (عَالِیَّااً) کی مثال ہے جسے مٹی سے بناکر کہہ دیا کہ ہوجا! پس وہ ہوگیا۔

۲۰. تیرے رب کی طرف سے حق یہی ہے خبر دار شک
 کرنے والوں میں نہ ہونا۔

11. اس لیے جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس میں جھڑے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم تم اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی عور توں کو اور ہم تم اپنی اپنی بیلی، پھر عور توں کو اور ہم تم خاص اپنی اپنی جانوں کو بلالیں، پھر ہم عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعت کریں۔()

ا. یہ آیت مبابلہ کہلاتی ہے۔ مبابلہ کے معنی ہیں دو فریق کا ایک دوسرے پر لعنت لینی بددعا کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ جب دو فریقوں میں کسی معاطے کے حق یا باطل ہونے میں اختلاف وہزاع ہو اور دلائل سے وہ ختم ہوتا نظر نہ آتا ہوتو دونوں بارگاہ اللہ میں یہ دعا کریں کہ یا اللہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے، اس پر لعنت فرما۔ اس کا مختصر کی منظر یہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے، اس پر لعنت فرما۔ اس کا مختصر کی منظر یہ ہم وہ جو کہ ججری میں نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد نبی صافحیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ آئے کہ بارے میں وہ جو غلو آمیز عقائد رکھتے تھے اس پر بحث و مناظرہ کرنے لگا۔ بالآخر یہ آیت نازل ہوئی اور نبی سکی الیہ آئے نے انہیں مبابلہ میں وہ جو غلو آمیز عقائد رکھتے تھے اس پر بحث و مناظرہ کرنے لگا۔ بالآخر یہ آیت نازل ہوئی اور عیسائیوں سے کہا مبابلہ کی دعوت دی۔ حضرت علی ڈائوئی ، حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین بڑی گئے کو بھی ساتھ لیا، اور عیسائیوں سے کہا کہ تم بھی اپنے ہال و عیال کو بلالو اور پھر مل کر جھوٹے پر لعنت کی بددعا کریں۔ عیسائیوں نے باہم مشورہ کے بعد مبابلہ کرنے سے گریز کیا اور پیش کش کی کہ آپ ہم سے جو چاہتے ہیں ہم دینے کے لیے تیار ہیں، چنانچہ نبی سکی گئے نے اس پر جنہیں آپ سکی گئے نے اس بر جنہیں آپ شکی گئے کے نازلہ بر بیاں کہا ہے جہ میں الل کتاب مقرر فرمادیا جس کی وصولی کے لیے آپ شکی الحق بھیجا (مخس از تغیر این کیٹر وفرۃ القدیر وغیرہ) اس سے اگلی آیت میں اہل کتاب امرے کا خطاب عنایت فرمایا تھا۔ ان کے ساتھ بھیجا (مخس از تغیر این کیٹر وفرۃ القدیر وغیرہ) اس سے اگلی آیت میں اہل کتاب

اِنَّ هٰذَالَهُوَالْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَامِنُ إِلَٰهِ اِلَّلِ اللهُ \* وَإِنَّ اللهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞

فَإِنْ تَوَلُّوا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ اللَّهُ أَسِلِينَ ﴿

ڡؙؙؙٛ۫ڷؙ ؽۜٳٛۿڶٵڰؚؽڗۑ؆ؘۘۼٵڷۏٳٳڶػڶؠڎۺٮۅٙٳٛ ڹۘؽؽٮۜٵۅۜڹؽؽڴؙۄؙٲڰڒٮۼؠؙػٳڷٳٳڶڶڎۅؘۅڵۮۺٞڔۣڮؘڽؚ؋ ۺؽٵٞۊٙڵۣۯؽؾۜڿٮؘٚڹۼڞؙؽٵۼڞٞٵۯۯٵڹٵ۪ڝۧۨٷۮؙۏؚ ٳڶؿؗۊٷؙؽٮۜۊڵٷٳڡؘڨؙۅؙڶۅ۠ٳۺ۫ۿۮ۠ۏٳڽؘؙ؆ٛڡ۠ۺڸؠ۠ۅٛڹ۞

**٦٢.** یقیناً صرف یہی سچا بیان ہے اور کوئی معبود برحق نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور بے شک غالب اور حکمت والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۱۳. پھر بھی اگر قبول نہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی صحیح طور یر فسادیوں کو جاننے والا ہے۔

۱۲. آپ کہہ دیجے کہ اے اہل کتاب! این انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سواکسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، (۱) نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں۔ (۱) پس اگر وہ منہ کھیرلیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔ (۳)

(یہودیوں اور عیمائیوں) کو دعوت توحید دی جارہی ہے۔

ا. کسی بت کو نہ صلیب کو، نہ آگ کو اور نہ کسی اور چیز کو۔ بلکہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں جیسا کہ تمام انبیاء کی دعوت رہی ہے۔

۲. یہ ایک تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تم نے حضرت می اور حضرت عزیر علیجا السلام کی ربوبیت (رب ہونے) کا جو عقیدہ گھڑ رکھا ہے یہ غلط ہے، وہ رب نہیں ہیں انسان ہی ہیں۔ دوسرا، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تم نے اپنے احبار ورببان کو حلال وحرام کرنے کا جو اختیار دے رکھا ہے، یہ بھی ان کو رب بنانا ہے جیسا کہ آیت... ﴿ اَتَحَدُّوُوَ اللّٰهِ اَلَّٰ اَلَٰهِ ہُوَ اللّٰہِ اَلَٰهِ ہُو اَلَٰتُ اِللّٰہُ اَلٰہُ ہُو ہُو اللّٰہِ ہِ ہُو اَللّٰہُ اِسْ ہُو ہُو اَللّٰہُ اَللہُ ہُو ہُو اللّٰہ ہی کو ہے۔ (ابن کثر وہ اللہ ہی کو ہے۔ (ابن کثر وہ اللہ ہی ہی صحیح بنیں ہے، حلال وحرام کا اختیار صرف الله ہی کو ہے۔ (ابن کثر وہ اللہ اور سعم سعب کہ قر آن کریم کے اس حکم کے مطابق آپ شکافی اِسْ اس اوم کو مکتوب تحریر فرمایا اور اس میں اے اس آیت کے حوالے سے قبول اسلام کی دعوت دی اور اسے کہا کہ تو مسلمان ہوجائے گا تو تجھے دہرا اجر ملے گا، ورنہ ساری رعایا کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا۔ «اَسْلِمْ تَسْلَمْ، یُوْیَكُ اللهُ اَجْرَكَ مَرَّ تَیْنِی، فَإِنْ تَوَلَیْتَ مُؤْلِ الله عَلَیْ اِللہ تعالیٰ خجھے دوگنا اجر دے گا۔ لیکن اگر تو نے قبول اسلام ہول کرلے، سلامتی میں رہے گا۔ اسلام لے اعراض کیا تو رعایا کا گناہ بھی تجھ پر ہی ہوگا۔) کو نکہ رعایا کے عدم قبول اسلام کا سبب تو ہی ہوگا۔ اس آیت میں مذکور تین نکات لیجی (۱) صرف اللہ کی عبادت کرنا۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ تھرانا۔ (۳) اور کسی کو شریعت سازی کا خدائی مقام نہ دینا وہ کلمیہ سواء ہے جس پر کامیہ کو اتخاد کی دعوت دی گئی۔ البذا اس امت کے شیرازہ کو جمع کرنے کے لیے بھی ان ہی تینوں نکات اور اس کلی کامیہ سواء کو بدرجہ اولی اساس وبنیاد بنانا چاہیے۔
کلمیہ سواء کو بدرجہ اولی اساس وبنیاد بنانا چاہیے۔

يَاَهُلُ الكِتْبِ لِمَثِّكَا شُخُونَ فِنَ الْبُرهِ يُمَوَوَا ابْزَلَتِ التَّوْلَامُ قُوالْاِنْجُمِيْلُ الَّامِنُ بَعُدِهِ ﴿ اَضَّلَاتَعُقِلُونَ ۞

هَاَ اَنْ تُوْهُؤُلْاً مَاجَجُ تُوْفِيْمَالَكُمُ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ ثُمَاجُوْنَ فِيْمَالَيْسَ لَكُوْ بِهِ عِلْمُ وَاللهُ يَعْلَمُ وَانْتُوْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿

مَا كَانَ إِبْرُهِيهُمُ يَهُوُدِيًّا وَلَا نَصْرَ ابِيَّا وَالْكِنُ كَانَ حَنِيْفًا مُنْسُلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۞

اِنَّ آوُ لَى النَّاسِ بِالْبُرْهِ فِيهُمَ لَكُونِيْنَ اسَّبُعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ الْمَنْوَا \* وَاللهُ وَ لِنُّ الْمُنْوَمِنِيْنَ ۞

۲۵. اے اہل کتاب! تم ابراہیم (عَالِیَاً) کی بابت کیوں جھٹڑتے ہو حالائلہ تورات وانجیل تو ان کے بعد نازل کی گئیں، کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے؟(1)

۲۲. سنو! تم لوگ اس میں جھگڑ کے جس کا تمہیں علم تھا پھر اب اس بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم تعابی نہیں؟ (۲) اور اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔
۲۷. ابراہیم (علیہ اللہ تعالی کا نہودی تھے نہ نصرانی تھے بلکہ وہ تو یک طرفہ (خالص) مسلمان تھے، (۳) اور وہ مشرک بھی نہ تھے۔

۲۸. سب لوگوں سے زیادہ ابراہیم (عَلَیْمِیْاً) سے نزدیک تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کا کہا مانا اور یہ نبی اور جو لوگ ایمان لائے، (<sup>(\*)</sup> مومنوں کا ولی اور سہارا اللہ ہی ہے۔

ا. حضرت ابراہیم علیہ اللہ علیہ کے بارے میں جھڑنے کا مطلب یہ ہے کہ یہودی اور عیسائی دونوں وعویٰ کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ ان کے دین پر تھے، حالانکہ تورات جس پر یہودی ایمان رکھتے تھے، اور انجیل جے عیسائی مانتے تھے، دونوں حضرت ابراہیم علیہ کی سینکروں برس بعد نازل ہوئیں، پھر حضرت ابراہیم علیہ یہودی یا عیسائی کس طرح ہو سکتے تھے؟
کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ اور موسیٰ علیہ کی درمیان ایک ہزار سال کا اور حضرت ابراہیم وعیسیٰ علیہا السلام کے درمیان دو ہزار سال کا فاور حضرت ابراہیم وعیسیٰ علیہا السلام کے درمیان دو ہزار سال کا فاصلہ تھا۔ (ترقبی)

۲. تمہارے علم ودیات کا تو یہ حال ہے کہ جن چیزوں کا تنہیں علم ہے یعنی اپنے دین اور اپنی کتاب کا، اس کی بابت تمہارے جھڑے (جس کا ذکر پچھلی آیت میں کیا جاچکا ہے) ہے اصل بھی ہیں اور بے عقلی کا مظہر بھی۔ تو پھر تم اس بات میں کیوں جھڑتے ہو جس کا تنہیں سرے سے علم ہی نہیں ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ ایک شان اور ان کی ملت صنیفیہ کے بارے میں، جس کی اساس توحید واخلاص پر ہے۔

٣. ﴿ حَنِيْمًا أُمُّنْ لِلمَّا ﴾ (يك طرفه خالص مسلمان) ليني شرك سے بيزار اور صرف خدائے واحد كے پرستار۔

الله الله الله الله علاوہ ان كريم ميں نبى كريم طَلَّقَيْمُ كو ملت ابرائيمى كا اتباع كرنے كا تقم ديا گيا ہے ﴿ إِنَّ التَّبِعُ مِلْقَارِهُمْ مَوْيُفُا﴾ (النه عَلَّقَيْمُ فَي اللهُ عَلَّقَيْمُ فَي أَلَيْهُمُ عَلَيْهُمْ فَي اللهُ عَلَيْهُمْ فَي اللهُ عَلَيْهُمُ اللهُ عَلَيْهُمُ فَي اللهُ عَلَيْهُمُ اللهُ عَلَيْهُمُ اللهُ عَلَيْهُمُ اللهُ عَلَيْهُمُ عَلَيْهُمُ اللهُ عَلَيْهُمُ اللهُ عَلَيْهُمُ عَلَيْهُمُ اللهُ اللهُ عَلَيْهُمُ اللهُ عَلَيْهُمُ اللهُ عَلَيْهُمُ اللهُمُ اللهُمُمُ اللهُمُ اللهُمُ اللهُمُ اللهُمُ اللهُمُ اللهُمُمُ اللهُمُمُ اللهُمُ اللهُمُمُ اللهُمُ اللهُمُ اللهُمُ اللهُمُ اللهُمُمُ اللهُمُ اللهُمُ اللهُمُمُ اللهُمُ اللهُمُمُ اللهُمُ اللهُمُ اللهُمُمُ اللهُمُلِمُ اللهُمُمُ اللهُمُمُمُ اللهُمُمُمُ اللهُمُمُ اللهُمُمُمُ اللهُمُمُ اللهُمُمُمُ اللهُمُمُمُ اللهُمُمُمُ اللهُمُمُ اللهُمُمُمُ اللهُمُمُمُمُمُمُمُمُمُمُمُمُمُمُ اللهُمُمُمُ اللهُمُمُمُمُ اللهُمُمُمُمُمُ اللهُمُمُمُمُمُمُمُمُمُمُمُم

وَدَّکَ طَّلَامِکَ ثُمِّنَ اَهْلِ الْکِلْتِ لَوُ يُضِلُّوُ نَڪُّمُ ْ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلْاَ اَنْفُسَهُمُّه وَمَا يَشْتُعُوُونَ ۞

يَّاَ هُــلَ(الْكِتْبِ لِمَوَّكُفُّرُوْنَ بِالْيَتِ اللّهِ وَاكْنُتُو تَشْهُكُونَ ⊙

يَا هُلَ الاِتْنِ لِمَ تَلِبُسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتُلْتُنُونَ الْحَقَّ وَٱنْتُوتَعُلَمُونَ ۚ

وَقَالَتُ تُعَارِّفَةٌ ثِينَ اَهُلِ الْكِتْبِ الْمُنُوالِآلَذِيَّ أُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ الْمُنُواْ وَجُهَ النَّهَارِ وَالْمُثُنُّ وَۤ الْجَرَٰةُ لَعَلَّهُ مُحْ يَرُحِجُونَ ۚ

19. اہل کتاب کی ایک جماعت چاہتی ہے کہ تہمیں گر اہ کردیں، دراصل وہ خود اپنے آپ کو گر اہ کررہے ہیں اور سجھتے نہیں۔(۱)

ک. اے اہل کتاب! تم باوجود قائل ہونے کے پھر بھی دانستہ اللہ کی آیات کا کیوں کفر کررہے ہو؟ (۱)
 اک. اے اہل کتاب! باوجود جاننے کے حق وباطل کو

کیوں خلط ملط کررہے ہو اور کیوں حق کو چھپارہے ہو؟ (\*) **۲ک.** اور اہل کتاب کی ایک جماعت نے کہا کہ جو کچھ ایمان والوں پر اتارا گیا ہے اس پر دن چڑھے تو ایمان لاؤ اور شام کے وقت کافر بن جاؤ، تا کہ یہ لوگ بھی پلٹ جائیں۔ (\*)

ا. یہ یہودیوں کے اس حسد وبغض کی وضاحت ہے جو وہ اہل ایمان سے رکھتے تھے اور اسی عناد کی وجہ سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس طرح وہ خود بی بے شعوری میں اپنے آپ کو گمراہ کررہے ہیں۔ ۲۔ قائل ہونے کا مطلب ہے کہ تمہیں نبی کریم عُلَّا الْیَکِیْم کی صداقت و تقانیت کا علم ہے۔

ۅٙڵڒؾؙۅؙڡڹؙٷٙٳڵڒڸڡٙڽؙؾٙٮؚۼڔؽڹؽؙڬ۠ۄٝۊ۫ڶٳۜۊۜٵڷۿڵٮؽ ۿؙٮؘؽٵۺٚٷٵؽ۫ڲٛٷٞڷٙٲڝٙۮ۠ۺؿٝڶڝٵٛٞٲۏؾؽ۬ؾ۠ۉٲۅٛ ؽؙۼٵؖڿ۠ٷڬۿۄڝؙ۬ٮؘۯؾڲؙٟۄٝۊ۠ڶٳۊٵٞڶڡٚڞ۬ڷؠؚؽڽؚٳڶۺۼؖ ؽٷٞۊٮٛۑۅڝؘؽؾؿػآۦٛٷڶڶۿؙٷٳڛڠۼڮڶؽٷ۠۞

27. اور سوائے تمہارے دین پر چلنے والوں کے اور کسی کا یقین نہ کرو۔ (۱) آپ کہہ دیجے کہ بے شک ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے (۱) (اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس بات کا بھی یقین نہ کرو) کہ کوئی اس جیسا دیا جائے جیسا تم دیے گئے ہو، (۱) یا یہ کہ یہ تم سے تمہارے رب کے پاس جھڑا کریں گے، آپ کہہ دیجے کہ فضل تو اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے، وہ جسے چاہے اسے دے، اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

**۷/۷**. وہ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہے مخصوص کرلے اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔<sup>(\*)</sup> يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَأَءُ وَاللهُ ذُوالفَصَٰلِ الْعَظِيُونِ

ا. یہ آپس میں انہوں نے ایک دوسرے کو کہا۔ کہ تم ظاہری طور پر تو اسلام کا اظہار ضرور کرو لیکن اپنے ہم مذہب (یہود) کے سواکسی اور کی بات پر یقین مت رکھنا۔

۲. یہ ایک جملہ معترضہ ہے جس کا ما قبل اور ما بعد سے تعلق نہیں ہے۔ صرف ان کے مکروحیلہ کی اصل حقیقت اس سے واضح کرنا مقصود ہے کہ ان کے حیلوں سے کچھ نہیں ہو گاکیونکہ ہدایت تو اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہ جس کو ہدایت دے دے یا دینا چاہے، تمہارے حیلے اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔

اللہ یہ بھی یہودیوں کا قول ہے اور اس کا عطف و لَا تُؤْمِنُوا پر ہے۔ لینی یہ بھی تسلیم مت کرو کہ جس طرح تمہارے اندر نبوت وغیرہ رہی ہے، یہ کسی اور کو بھی مل سکتی ہے اور اس طرح یہودیت کے سواکوئی اور دین بھی حق ہوسکتا ہے۔

مم. اس آیت کے دو معنی بیان کیے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہود کے بڑے بڑے علاء جب اپنے شاگر دوں کو یہ سکھاتے کہ دن چڑھتے ایمان لاؤ اور دن اترتے کفر کرو تاکہ جو لوگ فی الواقع مسلمان ہیں وہ بھی ندبذب ہو کر مرتد ہوجائیں تو ان شاگر دوں کو مزید یہ تاکید کرتے تھے کہ دیکھو صرف ظاہراً مسلمان ہونا، حقیقاً اور واقعۂ مسلمان نہ ہوجانا، بلکہ یہودی ہی رہنا۔ اور یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ جیسا دین، جیسی وحی وشریعت اور جیسا علم وفضل جمہیں دیا گیا ہے ویسا ہی کسی اور کو بھی دیا جاسکتا ہے، یا تمہارے بولئی کوئی اور حق پر ہے جو تمہارے ظاف اللہ کے نزدیک ججت قائم کر سکتا ہے۔ اور تمہیں دیا طلط شہرا سکتا ہے۔ اس معنی کی رو سے جملۂ معرضہ کو چھوڑ کر عند ربکہ تک کل کا کل یہود کا قول ہوگا۔ دوسرے معنی غلط شہرا سکتا ہے۔ اس معنی کی رو سے جملۂ معرضہ کو چھوڑ کر عند ربکہ تک کل کا کل یہود کا قول ہوگا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ اے یہودیو! تم حق کو دبانے اور مٹانے کی یہ ساری حرکتیں اور سازشیں اس لیے کررہے ہو کہ ایک تمہیں اس بیت کا غم اور جلن ہے کہ جیسا علم وفضل، وحی وشریعت اور دین تمہیں دیا گیا تھا اب ویسا ہی علم وفضل اور دین کسی اور بیس دیا گیا تھا اب ویسا ہی علم وفضل اور دین کسی اور کو کیوں دے دیا گیا۔ دوسرا تمہیں یہ اندیشہ اور خطرہ بھی ہے کہ اگر حق کی یہ دعوت پنپ گئی، اور اس نے اپنی بڑ میں

وَمِنَ اهْلِ الكِتَٰتِ مَنْ إِنْ تَأْمَنُهُ فِقِنُطَارِ ثُوُودٌ ﴾ الَيُكَ وَمِنْهُمُ مَّنْ إِنْ تَأْمَنُهُ بِدِ يُنَارِكُ يُؤَدِّ ﴾ الَيُكَ الاَمَادُ مُتَ عَلَيْهِ قَالٍ مَا ﴿ ذَلِكَ بِاَ تَقُمُم قَالُوْ النِّيرَ عَلَيْنَا فِي الزُّمِّتِنَ سِينُكُ وَيَقُوْ لُوْنَ عَلَى اللهِ الْكَذِب وَهُمُ رَبِعُكَمُونَ ۞

> بَلْ مَنْ اَوْفْ بِعَهْدِهٖ وَاتَّقَىٰ فَاكَ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ۞

ِاتَّاالَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِاللَّهِ وَٱيُمَانِهِمُ ثَـَمَنَّا قِلِيْلاً اُولِلِكَ لِاخَلاقَ لَهُمُ فِي الْاِخِرَةِ وَلَا

20. اور بعض اہل کتاب تو ایسے ہیں کہ اگر انہیں تو خزانے کا امین بنادے تو بھی وہ تجھے واپس کردیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر تو انہیں ایک دینار بھی امانت دے تو تجھے ادا نہ کریں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ تو اس کے سر پر ہی کھڑا رہے، یہ اس لیے کہ انہوں نے کہہ رکھا ہے کہ ہم پر ان جاہلوں (غیر یہودیوں) کے حق کا کوئی گناہ نہیں، یہ لوگ باوجود جاننے کے اللہ تعالیٰ یر جھوٹ کہتے ہیں۔(۱)

21. کیوں نہیں (موَاخذہ ہوگا) البتہ جو شخص اپنا قرار پورا کرے اور پر ہیز گاری کرے، تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے پر ہیز گاروں سے محبت کرتا ہے۔

22. بے شک جو اوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپن قسموں کو تھوڑی قیمت پر بھی ڈالتے ہیں، ان کے لیے آخرت

مضبوط کرلیں تو نہ صرف یہ کہ تمہیں دنیا میں جو جاہ وو قار حاصل ہے وہ جاتا رہے گا۔ بلکہ تم نے جو حق چھپا رکھا ہے اس کا پردہ بھی فاش ہوجائے گا۔ اور اس بنا پر یہ لوگ اللہ کے نزدیک بھی تمہارے خلاف جمت قائم کر بیٹھیں گے۔ حالائکہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دین وشریعت اللہ کا فضل ہے۔ اور یہ کسی کی میراث نہیں۔ بلکہ وہ اپنا فضل جے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اسے معلوم ہے کہ یہ فضل کس کو دینا چاہیے۔

ا. أُمِّيِّنَ (ان پڑھ-جائل) سے مراد مشركين عرب بيں يبود كے خائن لوگ يه دعوىٰ كرتے تھے كه يه چونكه مشرك بيں اس ليے ان كا مال بڑپ كرلينا جائز ہے، اس ميں كوئى گناہ نہيں۔ اللہ تعالى نے فرمايا كه يه الله پر جھوٹ بولتے ہيں، الله تعالى من طرح كى كا مال بڑپ كرجانے كى اجازت دے سكتا ہے؟ اور بعض تفيرى روايات ميں ہے كه نبى عَلَيْظِيَّا الله تعالى من كر فرمايا كه "الله كے د شمنوں نے جھوٹ كہا، زمانه جاہلت كى تمام چيزيں ميرے قدموں سلے بيں، سوائے امانت كے كه وہ ہر صورت ميں اداكى جائے گی، چاہے وہ كى نيكوكاركى ہو يا بدكاركى۔ " (ابن كثير وُ القير) افسوس ہے كه يہود كى طرح آج بعض مسلمان بھى مشركين كا مال بڑپ كرنے كے ليے كہتے بيں كه دار الحرب كا سود جائز ہے۔ اور حرلى كے مال كے ليے كوئى عصمت نہيں۔

۲. "قرار پورا کرے" کا مطلب، وہ عہد پورا کرے جو اہل کتاب سے یا ہر نبی کے واسطے سے ان کی امتوں سے نبی سنگائیٹیا پر ایمان لانے کی بابت لیا گیا ہے اور ان باتوں پر عمل کرے چو نبی سنگائیٹیا کے بابت لیا گیا ہے اور ان باتوں پر عمل کرے جو نبی سنگائیٹیا کے بیان فرمائیں۔ ایسے لوگ یقیناً مواخذہ اللی سے نہ صرف محفوظ رہیں گے بلکہ محبوب باری تعالیٰ ہوں گے۔

ؿػؚؠٝۿؙڎؙٳڵڎ۠ۏؘۘۘڒڮؽؙڟ۠ۯٳڵؽۿؚۮۘؽۏۘڡٛڔٳڷؿٙ؊ػۊؚۅٙڵ ؙؿڒۣڲؽۿڎؙٷڶۿؙڎؙۼۮؘاڣٵؘڸؿڎ۠۞

وَإِنَّ مِنْهُمُ لَفَرِ نَقِّا اِبَّلُوٰنَ ٱلْسِنَتَهُمُ بِالْكِتْبِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتْبِ وَمَا هُوَمِنَ الْكِتْبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَمِنُ عِنْبِ اللهِ وَمَا هُوَمِنُ عِنْبِ اللَّوَّ يَقُوْلُوْنَ عَلَ اللهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

مَاكَانَ لِيَشَوِ إَنْ يُؤْمِّنِيَهُ اللهُ الْكِتَبَ وَالْحُكُورَ النَّبُوَّةَ ثُحَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْ اعِبَادًا

میں کوئی حصہ نہیں، اور اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے بات چیت کرے گا، نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے در دناک عذاب ہے۔ (۱) یکی اور یقیناً ان میں ایسا گروہ بھی ہے جو کتاب پڑھتے ہوئے اپنی زبان مروڑ تا ہے تاکہ تم اسے کتاب ہی کی عبارت خیال کرو حالانکہ دراصل وہ کتاب میں سے نہیں، اور یہ کہتے بھی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں، وہ تو حالانکہ دراصل وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں، وہ تو داستہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ (۱)

29. کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت اور نبوت دے، یہ لاکق نہیں کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کھے

ا. بذکورہ افراد کے برعکس دوسم ہے لوگوں کا حال بیان کما گیا ہے۔ اور یہ دو طرح کے لوگوں کو شامل ہے ایک تو وہ لوگ جو عہد الٰہی اور اپنی قسموں کو پس پشت ڈال کر تھوڑے سے مفادات کے لیے نبی منگاٹیٹی پر ایمان نہیں لائے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو حبوٹی قسمیں کھاکر اپنا سودا بیچتے پاکسی کا مال ہڑپ کرجاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ مثلاً نبی متَکافِیّنظِ نے فرمایا کہ "جو شخص کسی کا مال ہتھیانے کے لیے جھوٹی قتم کھائے، وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضب ناك يموكًا" (صحيح البخاري، كتاب المساقات، باب، الخصومة في البئر والقضاء فيها، مسلم، كتاب الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم...) نیز فرمایا تین آدمیول سے اللہ تعالیٰ نه کلام کرے گا، نه ان کی طرف د کیھے گا، نه انہیں یاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا، ان میں ایک وہ شخص ہے جو جھوٹی قشم کے ذریعے سے اپنا سودا بیتیا ہے۔ (صحبحہ مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار...) متعدو احاديث مين مه باتين بال كي گئي بين- (ابن كثير وفتح القدير) ۲. یہ یہود کے ان لوگوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے کتاب الی (تورات) میں نہ صرف تحریف و تبدیلی کی بلکہ دو جرم اور بھی کے کہ ایک تو زبان کو مروڑ کر کتاب کے الفاظ پڑھتے جس سے عوام کو خلاف واقعہ تاثر دینے میں وہ کامیاب رتے۔ دوسرا وہ اپنی خود ساختہ باتوں کو من عنداللہ باور کراتے۔ بدشمتی سے امت محمدیہ کے مذہبی پیشواؤں میں بھی، نبی مَنَالِثَیْرًا کی بیش گوئی «لَتَتَبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ» (تم اینے سے پہلی امتوں کی قدم یہ قدم پیروی کروگے) کے مطابق بکثرت ایسے لوگ ہیں جو دنیوی اغراض، یا جماعتی تعصب یا فقہی جمود کی وجہ سے قرآن کریم کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتے ہیں۔ پڑھتے قرآن کی آیت ہیں اور مسکہ اپنا خود ساختہ بان کرتے ہیں۔ عوام سمجھتے ہیں کہ مولوی صاحب نے مسّلہ قرآن سے بان کیا ہے درآں حالیکہ اس مسّلے کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یا پھر آبات میں معنوی تحریف وملمع سازی سے کام لیا جاتا ہے تاکہ باور یہی کرایا جائے کہ یہ من عنداللہ ہے۔ اُعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ۔

ڵؽڝؽؙۮؙۅؙڹؚٳڶڵۼۅٙڶڮؽؙػؙۅٛٮؙؙۅٛٳڒؾٚڹؾۜڹؠٵٛؖؽؙٮؙٛؿؙ تُعۡيِّمُوۡنَ الكِتْبَوَبِمَا كُنْتُوۡ تَتُۥۯؙڛُۅۡنَ۞ٞ

ۅؘڵٵؽؙؙڡؙۯڪُمُ ٱنۡ تَتَّخِذُ وا الْمَلَيْكَةَ وَالنَّحِبِيِّنَ اَرُبَا بًا ﴿ اَيَا مُؤكُّمُ بِالنَّفْفُرِ بَعُكَ اِذْ اَنۡ تُمُّسُٰلِمُونَ ۚ

ۅؘٳۮ۬ٲڂؘٮؘؘٵڛ۠ۿؙڡؚؽؙۼٙٲؾؘٵٮڐٮؚڽٜۜڹؽڶؠؠٙٵؾؽؙؾؙڬؙۄ۫ ۺؚٞؽڮؾ۬ٮؚٷڝؚڬؠؿۊٟٮٛڠڗۜۻٙٵۧػؙۄؙڗڛٛۅ۠ڵڞؙڝۜ؆ؚڨ۠ ڸؠٵڡؘۼڴۄؙڶؾؙٷؙڝڹؙؿٞٮؚ؋ۅؘڶؾؘۻؙٷؾڎ۫ٵڶ ٵؘڨ۫ۯ۫ڎؙۄٛۅؘٲڂڶٛؿؙؙٛٷٛۼڶڿڵڴۄؙٳڞۄؿ۫ۥڠؘٵڵۊؙٳؘٲڨ۫ۯۯؽٵ؞

کہ تم اللہ تعالی کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو کہے گا کہ تم سب رب کے ہوجاؤ، (۱) تمہارے کتاب سکھانے کے باعث اور تمہارے کتاب پڑھنے کے سبب۔ (۲) فیلمل اور یہ نہیں (ہوسکتا) کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالینے کا حکم کرے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا۔ (۲) ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا۔ (۲) میں خہیں کتاب وحکمت دوں پھر تمہارے یاس وہ رسول آئے تہہیں کتاب وحکمت دوں پھر تمہارے یاس وہ رسول آئے

جو تمہارے یاس کی چیز کو سیج بتائے تو تمہارے لیے اس

پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔ (<sup>۳)</sup> فرمایا کیا

ا. یہ عیبائیوں کے ضمن میں کہا جارہا ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ عَلیْظا کو خدا بنایا ہوا ہے حالائکہ وہ ایک انسان سے جنہیں کتاب و حکمت اور نبوت سے سر فراز کیا گیا تھا۔ اور ایبا کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے پجاری اور بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو یہی کہتا ہے کہ رب والے بن جاؤ۔ رَبَّانِیٌّ رب کی طرف منسوب ہے، الف اور نون کا اضافہ ممالغہ کے لیے ہے۔ (فتح القد)

۲. لیعنی کتاب اللہ کی تعلیم و تدریس کے نتیجے میں رب کی شاخت اور رب سے خصوصی ربط و تعلق قائم ہونا چاہیے۔ اس طرح کتاب اللہ کا علم رکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو بھی قرآن کی تعلیم دے۔ اس آیت سے واضح ہے کہ جب اللہ کا علم رکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کا محکم دیں، تو کسی اور کو یہ حق کیوں کر حاصل ہو سکتا ہے؟ (تغیر این کیش)

ساب لیعنی نیمیوں اور فرشنوں (یاکسی اور کو) رب والی صفات کا حامل باور کرانا یہ کفر ہے۔ تمہارے مسلمان ہوجانے کے بعد ایک نبی یہ کام بھلا کس طرح کر سکتا ہے؟ کیونکہ نبی کا کام تو ایمان کی دعوت دینا ہے جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا نام ہے۔ بعض مضرین نے اس کی شان نزول میں یہ بات بیان کی ہے کہ بعض مسلمانوں نے نبی سابھائی شان نزول میں یہ بات کی اجازت ما گئی کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ جس پریہ آیت نازل ہوئی۔ (خ القدیر) اور بعض نے اس کی شان نزول میں یہ کہا اجازت ما گئی کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ جس پریہ آپ کیا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی اس طرح عبادت ہو پرستش کریں جس طرح عبائی حضرت عبیلی علیا گئی کرتے ہیں آپ شائی گئی نے فرمایا۔ اللہ کی بناہ، اس بات سے کہ ہم اوپرستش کریں جس طرح عبائی حضرت عبیلی علیا گئی کرتے ہیں آپ شائی گئی نے فرمایا۔ اللہ کی بناہ، اس بات سے کہ ہم اوپرستش کریں جس طرح عبائی حوارت کریں یا کسی کو اس کا حکم دیں، اللہ نے جمجے نہ اس لیے بھیجا ہے نہ اس کا حکم ہی دیا اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کریں یا کسی کو اس کا حکم دیں، اللہ نے جمجے نہ اس لیے بھیجا ہے نہ اس کا حکم ہی دیا ہوئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ان کیئر۔ بجوالۂ برت این جام)

مم. لینی ہر نبی سے یہ وعدہ لیا گیا کہ اس کی زندگی اور دور نبوت میں اگر دوسرا نبی آئے گا تو اس پر ایمان لانا اور اس

قَالَ فَاشْهَدُ وَاوَانَامَعُكُمْ مِّنَ الشَّهِدِيْنَ®

فَمَنُ تَوَلَّى بَعُكَ ذَٰ لِكَ فَأُولَيِّكَ هُمُ الْفُسِقُونَ۞

ٱفَغَـُدُرِدِيْنِ اللهِ يَبْغُونَ وَلَهُۤ اَسُلَوَمَنُ فِی السَّہٰوٰتِ وَالْاَرۡضِ طَوْعًا کُکُرُهًا وَ اِلۡبُهٰهِ يُرۡجَعُمُونَ ۞

تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

**٨٢.** پس اس کے بعد بھی جو پلٹ جائيں وہ يقيناً پورے نافرمان ہیں۔

۸۳. کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سواکسی اور دین کی تلاش میں ہیں؟ حالانکہ تمام آسانوں والے اور سب زمین والے اللہ تعالیٰ ہی کے فرمانبر دار ہیں خوش سے ہوں یا ناخوش سے ، " سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

کی مدد کرنا ضروری ہوگا، جب نبی کی موجودگی میں آنے والے نئے نبی پر خود اس نبی کو ایمان لانا ضروری ہے تو ان کی امتوں کے لیے تو اس نئے نبی پر ایمان لانا بطریق اولی ضروری ہے۔ بعض مفسرین نے ﴿ دَسُولٌ مُصَّدِّقٌ ﴾ ہے الرَّ سُه لُ کا مفہوم مراد لیا ہے یعنی حضرت محمد رسول الله مَنْ اللَّهِ عَلَيْتُهُمْ کی بابت تمام نبول سے عہد لیا گیا کہ اگر ان کے دور میں وہ آجائیں تو اپنی نبوت ختم کرکے ان پر ایمان لانا ہو گا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ پہلے معنی میں ہی یہ دوسرا مفہوم ازخود آجاتا ہے۔ اس لیے الفاظ قرآن کے اعتبار سے پہلا مفہوم ہی زبادہ صحیح ہے اور اس مفہوم کے لحاظ سے بھی یہ بات واضح ہے کہ نبوت محمدی کے سراج منیر کے بعد کسی بھی نبی کا چراغ نہیں جل سکتا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر طالفناؤ تورات کے اوراق بڑھ رہے تھے تو نبی منگالٹیاؤ یہ دیکھ کر غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ "فشم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمہ (مَنَاتَیْنَامِ) کی جان ہے کہ اگر موسیٰ عَلاَیْلِا بھی زندہ ہو کر آجائیں اور تم مجھے جپوڑ کر ان کے بیچھے لگ حاؤ تو بقینیاً گمراہ ہو حاؤگے" (منداحمہ، بحوالۂ ابن کثیر) بہر حال اب قیامت تک واجب الاتباع صرف محمد رسول اللہ مَنْکَالْقَیْظِ ہیں اور نجات انہی کی اطاعت میں منحصر ہے نہ کہ کسی امام کی اندھی تقلید یا کسی بزرگ کی بیعت میں۔ جب کسی پیغمبر کا سکہ اب نہیں چل سکتا تو کسی اور کی ذات غیر مشروط اطاعت کی مستحق کیوں کرہوسکتی ہے؟ إصْرُه مجمعنی عہد اور ذمہ ہے۔ ا. یہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) اور دیگر اہل مذاہب کو تنبیہ ہے کہ بعثت محمدی کے بعد بھی ان پر ایمان لانے کے بجائے، اینے اپنے مذہب پر قائم رہنا اس عہد کے خلاف ہے جو اللہ تعالی نے نبول کے واسطے سے ہر امت سے لیا اور اس عہد سے انحراف کفر ہے۔ فسق یہال کفر کے معنی میں ہے کیونکہ نبوت محمدی سے انکار صرف فسق نہیں، سراسر کفر ہے۔ ۲. جب آسان اور زمین کی کوئی چیز الله تعالی کی قدرت ومشت سے باہر نہیں، جانے خوشی سے یا ناخوش سے۔ تو پھر تم اس کے سامنے قبول اسلام سے کیوں گریز کرتے ہو؟ اگلی آبات میں ایمان لانے کا طریقہ بتلاکر (کہ ہر نبی اور ہر منزل کتاب پر بغیر تفریق کے ایمان لانا ضروری ہے) پھر کہا جارہا ہے کہ اسلام کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں ہوگا، کسی اور دین کے پیروکاروں کے جھے میں سوائے گھاٹے کے اور کچھ نہیں آئے گا۔

قُلُ الْمُنَّايِاللهِ وَمَاَ الْزِنْ لَ عَلَيْنَا وَمَاَ الْزِلَ عَلَىَ الْبُلهِ يُمَ وَالسَّلْعَيْلَ وَالسَّحْقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْرُسُبَاطِ وَمَاَ الْوَيَّ مُولِى وَعِيْلَى وَالنَّبِيُّ وَنَصِنْ وَالْرُسُبَاطِ وَمَا الْفَرِّقُ بَنِّى اَحَدِيِّمُنْهُمُ وَعَنْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ ۞ مُسْلِمُونَ ۞

وَمَنُ يَّبْتَغِغَيْرَ الْاِسْلَامِرِدِيئًا فَكَنُ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاِخِرَةِ مِنَ الْخَيْرِيْنَ۞

كَيْفَ يَهْدِى اللهُ فَوْمًا كَفَمُ وْابَعْدَالِيُمَانِهِمُ وَشَهِدُ وَالنَّ الرَّسُولَ حَقَّ وَجَاءَهُو الْبَيِّناتُ وَاللهُ لا يَهْدِى الْقَوْمُ الظَّلِمِينَ۞

ٱولَلِكَ جَزَاؤُهُمُ أَنَّ عَلَيْهِمَ لَعْنَةَ اللهِ وَالْمَلَلِكَةِ وَالنَّاسِ ٱجْمَعِيْنَ ۞

ۼ۬ڸؚؚؚؚٮؽؗڹؘ؋ؽۿٵڒؽؙۼؘڡۜڡؘؙؙۼۘڣۿؙڎٳڷۼؽۜٳٮٜٛۅؘڵٳۿؙؠ ؙؽٛڟۯؙۏؽ۞

اِلَّاالَّذِيْنَ تَانُوُامِنَ بَعُدِ ذلِكَ وَاَصْلَحُوا ۗ فَــَانَّ اللهَ غَفُورُرَّحِيْدُو

۱۳۱۰ آپ کہہ دیجیے کہ ہم اللہ تعالی پر اور جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے اور جو کچھ ابراہیم (غلیقا) اور اساعیل (غلیقا) اور اساعیل (غلیقا) اور اساعیل (غلیقا) اور اساعیل (غلیقا) اور دوسرے اتارا گیا اور جو کچھ موسیٰ وعیسیٰ (علیما السلام) اور دوسرے انبیاء (غلیما ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے، ان سب پر ایمان لائے، () ہم ان میں سے کسی کے در میان فرق نہیں کرتے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرما نبر دار ہیں۔ نہیں کرتے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرما نبر دار ہیں۔ میں نقصان کو دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان یانے والوں میں ہوگا۔

۸۲. الله تعالی ان لوگوں کو کیسے ہدایت دے گا جو اپنے ایمان لانے اور رسول کی حقانیت کی گواہی دینے اور اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد کافر ہوجائیں، الله تعالیٰ ایسے بے انصاف لوگوں کو راہ راست پر نہیں لاتا۔

۸۷. ان کی تو یہی سزا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

۸۸. جس میں یہ ہمیشہ پڑے رہیں گے، نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

۸۹. مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کرلیں تو بیک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۱)

ا. یعنی تمام سے نبیوں پر ایمان لانا کہ وہ اپنے اپنے وقت میں اللہ کی طرف سے مبعوث تھے، نیز ان پر جو کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ان کی بابت بھی یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ آسانی کتابیں تھیں جو واقعی اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں۔ ضروری ہے۔ گو اب عمل صرف قرآن کریم ہی پر ہوگا، کیونکہ قرآن نے پچھلی کتابوں کو منسوخ کردیا۔

۲. انصار میں سے ایک مسلمان مرتد ہوگیا اور مشرکوں سے جاملا، لیکن جلد ہی اسے ندامت ہوئی اور اس نے لوگوں کے ذریع سے رسول اللہ عَلَیْ اللّٰہِ عَلَیْ عِیْا کہ (هَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ) (کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟) اس پر یہ آیات نازل ہو کیں۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ مرتدکی سزا اگرچہ بہت سخت ہے کیونکہ اس نے حق کو پیچانے کے بعد بغض

إِنَّ الَّذِينُ كُفَّ وُابِعُنَىٰ اِيُمَا نِهِمُ تُحَّا اُدُدَادُوُا كُفُرًاكُنُ تُقْبَلَ تَوْبَنُهُمُ وَاوُلِيِكَ هُمُ الصَّالُونَ ۞

إِنَّ الَّذِيْنَ كَمَّ مُّوَاوَمَا ثُوَّا وَهُمُ كُفَّا رُّفَكَنُ يُّقُبُلَ مِنْ اَحَدِهِمُ مِّ لُمُّ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَ لَوَافْتَكَ ى بِهِ \* اُولَلِكَ لَهُ مُرَعَنَابٌ اَلِيُمُوُّ وَمَالَهُمُ مِّنْ نُصِّرِيْنَ ۚ

9. بے شک جو لوگ<sup>(۱)</sup> اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کریں پھر کفر میں بڑھ جائیں، ان کی توبہ ہرگز ہرگز قبول نہ کی جائے گی، (۲) اور یہی گراہ لوگ ہیں۔

91. ہاں جو لوگ کفر کریں اور مرتے دم تک کافر رہیں ان میں سے کوئی اگر زمین بھر سونا دے، گو فدیے میں ہی ہوتو بھی ہرگز قبول نہ کیاجائے گا یہی لوگ ہیں جن کے لیے تکلیف دینے والا عذاب ہے اور جن کا کوئی مددگار نہیں۔

وعناد اور سرکشی سے حق سے اعراض وانکار کیا۔ تاہم اگر کوئی خلوص دل سے توبہ اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ غفور ورجیم ہے، اس کی توبہ قابل قبول ہے۔

ا. اس آیت میں ان کی سزا بیان کی جارہی ہے جو مرتد ہونے کے بعد توبہ کی توفیق سے محروم رہیں اور کفر پر ان کا انتقال ہو۔

٣. حديث ميں آتا ہے كہ اللہ تعالى قيامت كے دن ايك جہنى سے كہے گا كہ اگر تيرے پاس دنيا بھر كا سامان ہوتوكيا تو اس عذاب نار كے بدلے اسے دينا پيند كرے گا؟ وہ كہے گا "بال" اللہ تعالى فرمائے گا ميں نے دنيا ميں تجھ سے اس سے كہيں زيادہ آسان بات كا مطالبہ كيا تھا كہ ميرے ساتھ شرك نہ كرنا، مگر تو شرك سے باز نہيں آيا۔ (مسند أحمد وكذا أخرج البخارى ومسلم، ابن كئير) اس سے معلوم ہوا كہ كافر كے ليے جہنم كا دائكى عذاب ہے۔ اس نے اگر دنيا ميں كچھ التحد بن جدعان كھ كام بھى كيے ہوں گے تو كفر كى وجہ سے وہ بھى ضائع ہى جائيں گے جيسا كہ حديث ميں ہے كہ عبد اللہ بن جدعان

ڵڹؙؾؘڬٵڵۅؙٳٳڵؚڔۜۜػؚؾ۠ؿؙڹٛڣڠؙڗٛٳڝؠۜٵۼؚ۫ڹؙۏڹ ۅۜٵؿؙڣڨؙۊؙٳڡؚڽۺؘؙؽؙؙٷؘڮٳۺڎؠۼؽؽؗۄٛ

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلَّالِبَنِيَ السُرَاءِ يُلَ الآمَا حَوَّمَ اسْرَاءِيُلُ عَلْ نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ اَنُ تُنَزَّلَ التَّوْلِيةُ قُلُ فَاتُوُا بِالتَّوْلِيةِ فَا تُلُوهَا اِنْ كُنْ تُوْلِمَةً مُولِوقِينَ®

97. جب تک تم اپنی پیندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کروگے ہرگز بھلائی نہ پاؤگے، () اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔ ()

97. تورات کے نزول سے پہلے (حضرت) یعقوب (عالیہ الله کے سوا تمام کے جس چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا اس کے سوا تمام کھانے بنی اسرائیل پر حلال تھے، آپ کہہ دیجھے کہ اگر تھے ہوتو تورات لے آؤ اور پڑھ ساؤ۔ ()

کی بابت پوچھا گیا کہ وہ مہمان نواز، غریب پرور تھا اور غلاموں کو آزاد کرنے والا تھا، کیا یہ اعمال اسے نفع دیں گ۔
نی منگا تینے آنے فرمایا "نہیں" کیونکہ اس نے ایک دن بھی اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی نہیں ما تکی (صحیح مسلم، کتاب
الإیمان)۔ ای طرح اگر کوئی شخص وہاں زمین بھر سونا بطور فدید دے کر یہ چاہے کہ وہ عذاب جہنم سے نی جائے، تو یہ
ممکن نہیں ہوگا۔ اول تو وہاں کسی کے پاس ہوگا ہی کیا؟ اور اگر بالفرض اس کے پاس دنیا بھر کے خزانے ہوں اور انہیں
دے کر عذاب سے چھوٹ جانا چاہے تو یہ بھی نہیں ہوگا، کیوں کہ اس سے وہ معاوضہ یا فدیہ قبول ہی نہیں کیا جائے گا۔
جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَلَا يُقْفِیُ مِنْهَا عَدُلُ وَلَا تَنْفَعُهَا اَللَّهُ اَللَّهُ اَللَّهُ اَللَّهُ اللَّهُ ﴿ (البقرة: ۱۳) (اور نہ اس سے کوئی معاوضہ
جبول کیا جائے گا اور نہ کوئی سفارش اسے فائدہ پہنچائے گی)۔ ﴿ لَابِ اَیْمُ وَلِیْ اِللَّهُ ﴿ (ابراهیم: ۱۳) (اس دن میں کوئی خرید وفروخت ہوگی نہ کوئی دوسی (م) کام آئے گی))۔

ا. الْبِرَّ ( نیکی تجلائی) سے مراد یہاں عمل صالح یا جنت ہے (ٹُ القدی) حدیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاری وُٹُلُفِیْزُ جو مدینہ میں اصحاب جیشت میں سے تھے نبی کریم عَکَلُفِیْزُ کی خدمت میں عاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ عَکُلُفِیْزُ ابیر عاء باغ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، میں اسے اللہ کی رضا کے لیے صدقہ کرتا ہوں۔ آپ عَکُلُفِیْزُ نے فرمایا "وہ تو بہت نفع بخش مال ہے، میری رائے یہ ہے کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقییم کردیا۔ (مند اجم) اسی کرو۔ " چنانچہ آپ عَلَیْقِیْزُ کے مشورے سے انہوں نے اسے اپنے اقارب اور عم زادوں میں تقییم کردیا۔ (مند اجم) اسی طرح اور بھی متعدد صحابہ نے اپنی پندیدہ چیزیں اللہ کی راہ میں خرج کیں۔ مِمَّا تُحِبُّوْنَ میں مِنْ، تَبْعِیْض کے لیے ہونی چینی ساری پندیدہ چیزیں خرج کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ پندیدہ چیزوں میں سے کچھ۔ اس لیے کوشش یہی ہونی چاہیے کہ اچھی چیز صدقہ کی جائے۔ یہ افضل اور اکمل درجہ حاصل کرنے کا طریقہ ہے جس کا مطلب یہ نہیں سے کہ کمتر چیز یا اپنی ضرورت سے زائد فالتو چیز یا استعال شدہ پر انی چیز کا صدقہ نہیں کیا جاسکتا یا اس کا اجر نہیں سے کہ کمتر چیز یا اپنی ضرورت سے زائد فالتو چیز یا استعال شدہ پر انی چیز کا صدقہ نہیں کیا جاسکتا یا اس کا اجر نہیں سے کہ کہ کمتر چیز وی کا صدقہ نہیں کیا جاسکتا یا اس کا اجر نہیں میں ہے۔ اس کہ کہ کمتر چیز وی کا صدقہ نہیں کیا جاسکتا یا اس کا اجر نہیں میں ہے۔ اس کہ مجر پھی مجھی خرج کر وی کی بیا جاسکتا ہا ہوں بھی یا جان اور باعث اجر ہے گو کمال وافضلیت محبوب چیز کے خرج کرنے میں ہے۔ اس کہ مطابق جزاء سے نوازے گا۔

۳. یہ اور مابعد کی دوآیتیں یہود کے اس اعتراض پر نازل ہوئیں کہ انہوں نے نبی کریم مَنَّا لِیُّنِیَّا سے کہا کہ آپ مَنَالِیْکِمَّا دین ابراہیمی کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اونٹ کا گوشت بھی کھاتے ہیں جب کہ اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ

فَيَنِ افْتَرَى عَلَى اللهِ الكَذِبَ مِنْ بَعُـ دِ ذَٰلِكَ فَأُولَلِكَ هُمُوالطُّلِمُونَ۞

قُلُ صَدَقَ اللَّهُ فَالَبِّعُوالِلَّة إِبُوهِيمُ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ النَّشُرِكِينَ

ٳڽۜٲۊۜڶؘؠؽؾٟٷٛۻۼڸڷٮۧٲڛڵڵؽ۬ؽؙؠؚڹػۜڎٙڡؙٛؠٛۯڰؙٵ ۊۜۿٮۘ۠ؽڷؚڶۼڶؠؽؿ۞ٛ

فِيْهِ النَّتُ بَيِنْكُ مَّفَا مُر إِلَّهِ هِبُمُوَّوْمَنُ دَخَلَهُ كَانَ إُمِثًا وَيَلِيءَ كَلَ النَّاسِ حِبُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْهُ عَسِيلًا لَا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهُ خَدِيُّ عَنِ الْعُلَمِيْنِ ﴿ الْعُلَمِيْنِ

۹۴. اس کے بعد بھی جو لوگ اللہ تعالیٰ پر مجھوٹ بہتان باندھیں وہی ظالم ہیں۔

90. کہہ و یجیے کہ اللہ تعالیٰ سچاہے تم سب ابراہیم (عَلَیْطِ) حنیف کی ملت کی پیروی کرو، جو مشرک نہ تھے۔

97. بے شک اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ (شریف) میں ہے (ا) جو تمام دنیا کے لیے برکت وہدایت والا ہے۔

92. جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم (عَالِیَاً)
ہے، اس میں جو آجائے امن والا ہوجاتا ہے (۲) اللہ تعالیٰ
نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس
گھر کا حج فرض کردیا ہے۔ (۳) اور جو کوئی کفر کرنے تو

دین ابراہیمی میں حرام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہود کا دعویٰ غلط ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ ایک دین میں یہ چیزیں حرام نہیں تھیں۔ ہاں البتہ بعض چیزیں اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ اللہ فید اپر حرام کرلی تھیں اور وہ یہی اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ تھا (اس کی ایک وجہ نذر یا بیاری تھی) اور حضرت یعقوب علیہ اگل کا یہ فعل بھی نزول تورات سے پہلے کا ہے، اس لیے کہ تورات تو حضرت ابراہیم علیہ اور حضرت یعقوب علیہ اگل کے بہت بعد نازل ہوئی ہے۔ پھر تم کس طرح نہ کورہ دعویٰ کرسکتے ہو؟ علاوہ ازیں تورات میں بعض چیزیں تم (یہودیوں) پر تمہارے ظلم اور سرکشی کی وجہ سے حرام کی گئی تھیں (الانعام: ۴۸، النساء: ۱۸) اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو تورات لاؤ اور اسے پڑھ کر ساؤ جس سے یہ بات واضح ہوجائے گی کہ حضرت ابراہیم علیہ ایک زمانے میں یہ چیزیں حرام کی گئی تھیں اور تم پر بھی بعض چیزیں حرام کی گئیں تو اس کی وجہ تہاری ظلم وزیادتی تھی یعنی ان کی حرمت بطور سزا تھی۔ (ایم انظایر)

ا. یہ یہود کے دوسرے اعتراض کا جواب ہے، وہ کہتے تھے کہ بیت المقدس سب سے پہلا عبادت خانہ ہے۔ محمد مثالیقی اور ان کے ساتھیوں نے اپنا قبلہ کیوں بدل لیا؟ اس کے جواب میں کہا گیا تمہارا یہ دعویٰ بھی غلط ہے۔ پہلا گھر، جو اللہ کی عبادت کے لیے تعمیر کیا گیا ہے، وہ ہے جو مکہ میں ہے۔

۲. اس میں قال، خون ریزی، شکار حتی که درخت تک کا کاٹنا ممنوع ہے۔ (صحیحین)

س. "راہ پاسکتے ہوں" کا مطلب زاد راہ کی استطاعت اور فراہمی ہے۔ لیعنی اتنا خرچ کہ سفر کے اخراجات پورے ہوجائیں۔ علاوہ ازیں استطاعت کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ راستہ پر امن ہو اور جان ومال محفوظ رہے، ای طرح یہ بھی ضروری ہے کہ صحت و تندرستی کے لحاظ سے سفر کے قابل ہو۔ نیز عورت کے لیے محرم بھی ضروری ہے۔ (فنح القدید)

قُلْ يَاهَلُ الكِتْ لِمَ تَكْفُرُونَ بِالْيِتِ اللَّهِ ۗ وَاللهُ فَلْ اللَّهِ ۗ وَاللهُ فَلَا اللَّهِ ۗ وَاللهُ

قُلْ يَاكَهُلَ الْكِتْكِ لِمِنَصَّلُّ وُنَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ مَنْ امْنَ تَبُغُوْنَهَا عِوَجًا قَانَتُو شُهَكَا أَءْ وَمَااللهُ بِغَافِلِ عَتَانَعُهُ كُونَ®

يَايَّهُا الّذِينَ المَثُوَّالِنْ تُطِيعُوْا فِرْيُقَا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْاالِكِتْبَ يَرُدُّوْكُمُ بَعُكَرِابُمَانِكُوْكِفِرِيْنَ ۞

الله تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔ (۱) ملک کتاب تم الله تعالیٰ کی آیوں کے ساتھ کفر کیوں کرتے ہو؟ اور جو کچھ تم کرتے ہو، الله تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔

99. ان اہل کتاب سے کہو کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ سے لوگوں کو کیوں روکتے ہو؟ اور اس میں عیب ٹیولتے ہو، حالا کلہ تم خود شاہد ہو، (۲) اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبر نہیں۔

•• الله الميان والو! اگر تم الل كتاب كى كسى جماعت كى باتين مانوگے تو وہ تنهيں تمہارے ايمان لانے كے بعد مرتد كركے كافر بناديں گے۔(۳)

یہ آیت ہر صاحب استطاعت کے لیے وجوب حج کی دلیل ہے اور احادیث سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ (نفسیر ابن کٹیر)

ا. استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کو قرآن نے "کفر" سے تعبیر کیا ہے جس سے حج کی فرضیت میں اور اس کی تاکید میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ احادیث وآثار میں بھی ایسے شخص کے لیے سخت وعید آئی ہے۔ (تفسیر ابن کٹیر)

۲. لینی تم جانتے ہو کہ یہ دین اسلام حق ہے، اس کے داعی اللہ کے سچے پیغیر ہیں کیونکہ یہ باتیں ان کتابوں میں درج میں جو تمہارے انبیاء پر اتریں اور جنہیں تم پڑھتے ہو۔

سبب بہودیوں کے کمر وفریب اور ان کی طرف سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی بذموم کو ششوں کا ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کو تنہید کی جارہی ہے کہ تم بھی ان کی سازشوں سے ہوشیار رہو اور قرآن کی تلاوت کرنے اور رسول اللہ منگینی معلمانوں کو تنہید کی جارہی ہے کہ تم بھی ان کی سازشوں سے ہوشیار رہو اور قرآن کی تلاوت کرنے اور رسول اللہ منگینی کیا گیا ہے کہ انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج ایک مجلس میں انتھے بیٹھے باہم گفتگو کررہے تھے کہ شاس بن قیس کیا گیا ہے کہ انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج ایک مجلس میں انتھے بیٹھے باہم گفتگو کررہے تھے کہ شاس بن قیس کیودی ان کے پاس سے گزرا اور ان کا باہمی پیار دیکھ کر جل بھن گیا کہ پہلے یہ ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے اور ابسام کی برکت سے باہم شیر و شکر ہوگئے ہیں۔ اس نے ایک نوجوان کے ذیے یہ کام لگایا کہ وہ ان کے در میان جار جنگ بعاث کا تذکرہ کرے جو بجرت سے ذرا پہلے ان کے در میان برپا ہوئی تھی اور انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف جو رزمیہ اشعار کیے تھے وہ ان کو سائے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، جس پر ان دونوں قبیلوں کے پرانے جذبات خلاف جو رزمیہ اشعار کیے تھے وہ ان کو سائے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، جس پر ان دونوں قبیلوں کے پرانے جذبات کھر بھڑک اٹھے اور ایک دوسرے کو گائی گلوچ دینے گی بہاں تک کہ ہتھیار اٹھانے کے لیے لکار اور پکار شروع ہوگئ۔ اور قریب تھا کہ ان میں باہم قبال بھی شروع ہوجائے کہ استے میں نبی منگلی تشریف لے آئے اور انہیں سمجھایا اور وہ وہ کی۔

ۅؘػؽڣٛ؆ٛڬڡؙٚۯؙۏڹٷٲٮؙؙؿؙڗٮؙٛؿڵٵڮڬؽڴۄٵؽڬٵۺٳ ۅٙڣؽؙۮؙڛؙٷڵ؞ۅٛڡٙؽؙؾۘۼٮٙڝؚۮۑٲۺڮۏڡٚڡٙٮ۠ۿٮؚؽٳڶ ڝؚٮٙٳڟۣۺؙٮؿڣؿڽۄ۞

> يَايَّهُا الَّذِينَ امَنُوااتَّقُوااللهَ حَقَّ تُفْتِهِ وَلاَتَهُوْتُنَّ اِلَاوَانَتُرُهُ مُصْلِمُونَ

ۅٙٳڠؾٙڝٟۿؙۅٛٳؾٸؠ۫ڸٳڵڷۅؚجؠؽڠٵۊٞؖڒؾؘڡۜڗڠٚۅٷٚٳٷٳۮؙٷٝۊٳ ڹۣڡ۫ؠػٳ۩ؿۅۘۼؽؽڮ۠ڋٳۮ۫ڴؽؙؿ۠ۄ۠ٳڠڮٳڋڣٲڰڡؘػڹؽؙؽ

1. اور (گویہ ظاہر ہے کہ) تم کیسے کفر کرسکتے ہو؟ باوجود یکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آئیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں رسول اللہ (مُنَّالَّیْرِیِّاً) موجود ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوط تھام لے (ا) تو بلاشبہ اسے راہ راست دکھادی گئی۔ مضبوط تھام لے (ا) تو بلاشبہ اسے راہ راست دکھادی گئی۔ 1. اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ویسے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے (ا) اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔

**۱۰۳**. اور الله تعالی کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام او<sup>(۳)</sup> اور پھوٹ نہ ڈالو، (<sup>۳)</sup> اور الله تعالیٰ کی اس وقت کی

باز آگئے اس پریہ آیات بھی اور جو آگے آرہی ہیں وہ بھی نازل ہو کیں۔ (تفسیر ابن کثیر، فتح القدیر وغیرہ)

ا. اعْتِصَامٌ بِاللهِ کے معنی میں۔ اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھام لینا اور اس کی اطاعت میں کو تاہی نہ کرنا۔

اس کا مطلب ہے کہ اسلام کے احکام وفرائض پورے طور پر بجا لائے جائیں اور منہیات کے قریب نہ جایا جائے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس آیت سے صحابہ ٹڑاٹٹٹ پریشان ہوئے تو اللہ تعالی نے آیت ﴿فَالْتَعْمُو الله مَمَاالمُتَعَلَّعْمُو ﴾ (التغابی: ۱۱)
 (اللہ سے اپنی طاقت کی مطابق ڈرو) نازل فرمادی۔ لیکن اسے ناتخ کے بجائے اس کی مُبیّن (بیان وتوضیح کرنے والی) قرار دیا جائے تو زیادہ صحیح ہے، کیونکہ ننے وہیں ماننا چاہیے جہاں دونوں آیتوں میں جمع و تطبیق ممکن نہ ہو اور یہاں یہ تطبیق ممکن نہ ہو اور یہاں یہ تطبیق ممکن ہے۔ معنی یہ ہوں گے «اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ» "اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اپنی طاقت کے مطابق ڈرنے کا حق ہے۔" (فق القدی)

س. تقویٰ کے بعد اعْتِصَامٌ بِحَبْلِ الله جَمِیْعًا، - "سب مل کر الله کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں" کا درس دے کر واضح کردیا کہ نجات بھی انہی دو اصولول میں ہے اور اتحاد بھی انہی پر قائم ہوسکتا اور رہ سکتا ہے۔

قُلُوْكِمْ فَاَضِّعُمُمُ بِنِعْمَتِهَ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُوعَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَانْفَتَ كَنْدُ مِّنْهَا كَنَالِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ النِّتِهِ لَعَلَّكُمُ تَفْتُدُوْنَ ۞

وَلْتَكُنُ مِّنْكُمُواْتُلَةٌ تَّكَ عُوْنَ إِلَى الْخَيْرِوَيَأُمُرُونَ بِالْمُعُرُّوْفِ وَيَثْهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِّ وَاوْلِلِكَ هُمُ الْمُقْلِحُونَ۞

ۅؘڵ؆ؙٞؽ۠ۏ۫ڹٝٳػٲڵۜۮ۪ؽؙؽؾؘڡۜٛڗۜڠ۬ۅٵۅؘٲڂ۫ؾؘڵڡؙٛۅ۠ٳڝڽؙڗؠڡؙٮؚ مَاجَاءَهُمُ الْبَيِّنْتُ وَالْلِكَ لَهُمْ عَدَابٌ عَظِيْرُڰٚ

ڲۅٛڡٙڗۜڹؙؽڝٚ۠ۅؙڿٛۅٛ؇ٛٷؾٮٛۅڐؙۅؙڿۅٛ؇ۨٷؘٲڡؘۜٵڷڵڹؽؽ ٳڛٛۅۜؿٷؙٷڿۿۿؙۼۛٵٛڰڡٞۯؾ۠ٶڹٮ۫ۮٳؽؠٚٵڽڵۄٛ ڣڹٛۏڟؚ۫ٳٳڶۼؽٳٮڽؠٲؽؙؿؙۯؿؙڬۿؙۯ۠ٷؽ۞

وَاَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتُ وُجُوْهُمُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللَّهِ هُمُ

نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچالیا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح تمہارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت یاؤ۔

۱۰۱۰ اورتم میں سے ایک جماعت الی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔

100 اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے اپنے پاس روشن ولیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈاللا() اور اختلاف کیا، انہی لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔

۱۰۲. جس دن بعض چبرے سفید ہوں گے اور بعض ساہ، (۲) سیاہ چبرے والوں (سے کہاجائے گا) کہ کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ اب اپنے کفر کا عذاب چکھو۔

۱۰۷۔ اور سفید چبرے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں

ا. روشن دلیلیں آجانے کے بعد تفرقہ ڈالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہود ونصاریٰ کے باہمی اختلاف و تفرقہ کی وجہ یہ نہ تھی کہ انہیں حق کا پہنہ نہ تفا۔ اور وہ اس کے دلائل سے بے خبر شے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے سب پچھ جانتے ہوئے محض اپنے دنیاوی مفاد اور نفسانی اغراض کے لیے اختلاف و تفرقہ کی راہ پکڑی تھی اور اس پر جمے ہوئے شے۔ قرآن مجید نے مختلف اسلوب اور پیرائے سے بار بار اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے اور اس سے دور رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ مگر افسوس کہ اس امت کے تفرقہ بازوں نے بھی ٹھیک یہی روش اختیار کی کہ حق اور اس کی روشن دلیلیں انہیں خوب اچھی طرح معلوم ہیں۔ مگر وہ اپنی فرقہ بندیوں پر جمے ہوئے ہیں اور اپنی عقل وذہانت کا سارا جوہر سابقہ امتوں کی طرح تاویل و تحریف کے مکروہ شغل میں ضائع کررہے ہیں۔

۲. حضرت ابن عباس و الفجئان اس سے اہل سنت والجماعت اور اہل بدعت وافتر اق مراد لیے ہیں۔ (ابن کیر وفقر القدیر) جس سے معلوم ہوا کہ اسلام وہی ہے جس پر اہل سنت وجماعت عمل پیرا ہیں اور اہل بدعت واہل افتراق اس نعمت اسلام سے محروم ہیں جو ذریعہ نجات ہے۔

فِيُهَا خٰلِدُ وَنَ ⊙

تِلْكَ النِّتُ اللهِ نَتْ لُوُهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللهُ يُورِيُدُ ظُلْمًا الِّلْعُلَمِيْنَ۞

وَيِلْهُ مَا فِي السَّمْلُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِيٰ وَإِلَى اللهِ شُرْجَعُ الْأُمُوْرُ ۞

كُنْتُمْ خَيْراُمِّةِ الْخُرِجَةُ لِلتَّاسِ تَأْمُـرُوْنَ بِالْمَعُرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكِرَ وَتُوْمِنُوْنَ بِاللهِ وَلَوْامَنَ اهْلُ الْكِتْبِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمُّ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمُّ الْفِيشَوْنَ

ڶؽؙؾٞڟ۠ٷٛؽٝۏٳڰٚٳؘٲڐؘؽٷٳڶؽؙؿؘٵؾڷٷؙڲؙۄؙؽۅٙڷؙۏڴۿ ٳڵؙۮڎ۫ڽٵؿۜۥؿؙڿؖڵڔؙؠٛڹٛڞۯۏڹ۞

داخل ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۱۰۸. اے نبی! (مُنَافِیْدِهٔ) ہم ان حقانی آیتوں کی تلاوت آپ پر کررہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ لوگوں پر ظلم کرنے کا نہیں۔
۱۰۹. اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسانوں اور زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام کام لوٹائے جاتے ہیں۔
۱۱۰. تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدائی گئ ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، (اور اگراہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں (ا) کین اکثر تو فاسق ہیں۔

ااا. یہ تمہیں سانے کے سوا اور زیادہ کچھ ضرر نہیں کہنچاسکتے، اور اگر لڑائی کا موقعہ آجائے تو پبیٹھ موڑلیں گے، پھر مدد نہ کے جائیں گے۔ (\*)

1. اس آیت میں امت مسلمہ کو "خیر امت" قرار دیا گیا ہے اور اس کی علت بھی بیان کردی گئی ہے جو امر بالمعروف ونہی عن المسکر اور ایمان باللہ ہے۔ گویا یہ امت اگر ان امتیازی خصوصیات سے متصف رہے گی تو "خیر امت" ہے، بصورت دیگر اس امتیاز سے محروم قرار پاسکتی ہے۔ اس کے بعد اہل کتاب کی مذمت سے بھی ای علتے کی وضاحت مقصود ومعلوم ہوتی ہے کہ جو امر بالمعروف و نہی عن المسکر نہیں کرے گا، وہ بھی اہل کتاب کے مشابہ قرار پائے گا۔ ان کی صفت بیان کی گئی ہے ﴿ گائوالا یکنتا کھوئی عن المسکر نہیں کرے گا، وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روئے سے عفت بیان کی گئی ہے ﴿ گائوالا یکنتا کھوئی عن گہا گیا ہے۔ امر بالمعروف یہ فرض ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روئے سے اور یہاں اس آیت میں ان کی اکثریت کو فاس کہا گیا ہے۔ امر بالمعروف یہ فرض ادا کرتے رہیں کیونکہ معروف ومنکر شرعی کا صحیح خیال میں یہ فرض کفایہ ہے لیخی علماء کی ذمے داری ہے کہ وہ یہ فرض ادا کرتے رہیں کیونکہ معروف ومنکر شرعی کا صحیح علم وہی رکھتے ہیں۔ ان کے فریصۂ شبلینے ودعوت کی ادائیگی سے دیگر افراد امت کی طرف سے یہ فرض کا دائیگی ہوجائے گ۔ جسے عبداللہ بن سلام ڈٹائیڈ وغیرہ جو مسلمان ہو گئے تھے۔ تاہم ان کی تعداد نہایت قابل تھی۔ اس فرض کی ادائیگی ہوجائے گ۔

۳. اُذًى (ستانے) سے مراد زبانی بہتان تراشی اور افترا ہے جس سے دل کو وقتی طور پر ضرور تکلیف پہنچتی ہے تاہم میدان حرب وضرب میں یہ تہمیں شکست نہیں دے عمیں گے چنانچہ ایبا ہی ہوا۔ مدینہ سے بھی یہودیوں کو نکلنا پڑا، پھر خیبر فتح ہوگیا اور وہاں سے بھی نکلے، ای طرح شام کے علاقوں میں عیبائیوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں شکست سے دویار ہونا

ضُرِيَتُ عَلَيُهِ اللَّالَةُ أَيْنَ مَا ثُفِفُوْ آ اِلَّا عِبُلٍ مِّنَ اللهِ وَحَبُلِ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُ وُبِغَضَبٍ مِّنَ الله وَضُرِ بَتُ عَلَيْهِ الْمَسْلَنَةُ لَالِكَ بِإَنَّهُمُ كَا ثُوْ الْكُفُرُ وْنَ بِالنِّتِ اللهِ وَيَقْتُلُونَ الْاَئِلِياَءَ بِغَيْرِحَقِّ لَا لِكَ بِمَا عَصَوْ الْوَكَانُوْ ا يَعَتَدُونَ اللَّهِ فَنَ اللَّهِ مِمَا عَصَوْ الْوَكَانُوْ ا

لَيُسُوْاسَوَآءٌ مِنَ اَهُلِ الكِتٰبِ اُسَّـةٌ قَآلِمَةٌ يَّتُلُونَ النِبِ اللهِ النَّاءَ الَّيْلِ وَهُمُ يَسُجُدُونَ ۞

يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاخِرِ وَ يَامُرُوْنَ بِالْمُعَرُّوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُثْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرِتِ وَاوْلِيْكَ مِنَ الْمُثْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ

111. ان پر ہر جگہ ذلت کی مار پڑی، الا یہ کہ اللہ تعالی کی یالوگوں کی پناہ میں ہوں، (۱) یہ غضب اللہ کے مستحق ہوگئے اور ان پر فقیری ڈال دی گئ، یہ اس لیے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کی آیتوں سے کفر کرتے تھے اور بے وجہ انبیاء کو قتل کرتے تھے، یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانیوں اور زادتیوں کا۔ (۱)

۱۱۳. یہ سارے کے سارے کیساں تہیں بلکہ ان اہل کتاب میں ایک جماعت (حق پر) قائم رہنے والی بھی ہے جو راتوں کے وقت بھی کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدے بھی کرتے ہیں۔

116. یہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان بھی رکھتے ہیں، اور بھلائیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔ اور یہ نیک بخت لوگوں میں سے ہیں۔

پڑا۔ تاآنکہ حروب صلیبیۃ میں عیبائیوں نے اس کا بدلہ لینے کی کوشش کی اور بیت المقدس پر قابض بھی ہوگئے مگر اسے سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۹۰ سال کے بعد واگزار کرالیا۔ لیکن اب مسلمانوں کی ایمانی کمزوری کے نتیجہ میں یہود ونصاریٰ کی مشتر کہ سازشوں اور کوششوں سے بیت المقدس پھر مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ تاہم ایک وقت آئے گا کہ یہ صورت حال تبدیل ہوجائے گی بالخصوص حضرت عیبیٰ عَلَیْمِا کے نزول کے بعد عیبائیت کا خاتمہ اور اسلام کا غلبہ یقنی سے جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے۔ (ابن کیر)

ا. یہودیوں پر جو ذلت و مسکنت، غضب اللی کے نتیجے میں مسلط کی گئی ہے، اس سے وقتی طور پر بچاؤ کی دو صور تیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اسلام قبول کرلیں۔ یا اسلامی مملکت میں جزیہ دے کر ذمی کی جیشت سے رہنا قبول کرلیں۔ دو سری صورت یہ ہے کہ لوگوں کی پناہ ان کو حاصل ہوجائے، میں جزیہ دے کر ذمی کی جیشت سے رہنا قبول کرلیں۔ دو سری صورت یہ ہے کہ لوگوں کی پناہ ان کو حاصل ہوجائے، اس کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اسلامی مملکت کے بجائے عام مسلمان ان کو پناہ دے دیں جیسا کہ ہر مسلمان کو دی گئی پناہ کو بھی مسلمان کو دی گئی ہناہ کو بھی مسلمان کو دی گئی ہناہ کو بھی مسلمان کو دی گئی ہناہ کو بھی مسلم طاقت کی پشت پناہی ان کو حاصل ہوجائے۔ کیونکہ الناس عام ہے۔ اس میں مسلمان اور غیر مسلمان دونوں شامل ہیں۔

۲. یہ ان کے کرتوت ہیں جن کی یاداش میں ان پر ذلت مسلط کی گئی۔

وَمَايَفُعَلُوْامِنُ خَيْرٍ فَلَنَ يُكَفَّمُرُوهُ \* وَاللهُ عَلِيْمُ اللهُ تَقِيْنَ ﴿

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُ وَالَنَ تُغْنِىَ عَنْهُمُ آمُوَالُهُمُّ وَلَاَّ ٱوُلِادُهُمُّ مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا وَالْوِلَلِكَ اَصُّعٰبُ النَّارِ هُمُّ وِنْهَا لَخِلِكُ وَنَ®

مَثَلُ مَايُنُفِقُونَ فِي هَٰذِيهِ الْحَيُوةِ الثَّهُ نَيَا كَمَثَلِ رِيُحِرِفِهُا صِرُّلَصَابِتُ حَرْثَ قَوْمِ ظَلَكُوْزَ انْفُسَهُمُ وَفَاهُ لَكَتْنُهُ \* وَمَا ظَلَمَهُمُ اللهُ وَلَكِنْ انْفُسَهُمُ وَظَلِلُونَ ©

ڲٲؿ۠ۿٵڷۮڹؙؽڶڡٮؙؙۏٛٵڵڗؾۜؾؘڿ۬ڎؙۅؙڶڮؚڟڶٮؘڎٙڡؚۜڽ ۮؙۅ۫ۑ۬ڴؙۄ۫ڵڒؽۣٲٛۮؙٷؙڴۄڿؘؠٵڒٞ؞ۅؘڋ۫ۏؙٳڡٵۼڹؚؾۨ۠ۄٛ۫ۥۊؘڽؙ

110. اوریہ جو کچھ بھی بھلائیاں کریں ان کی ناقدری نہ کی جائے گی اور اللہ تعالی پر ہیز گاروں کو خوب جانتا ہے۔ (۱)
111. یقیناً کا فروں کو ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے بال کچھ کام نہ آئیں گی، اور یہ تو جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

112. یہ کفار اس دنیوی زندگی میں جو خرج اخراجات کریں اس کی مثال یہ ہے کہ ایک تند ہوا چلی جس میں پالا تھا جو ظالموں کی کھیتی پر پڑا اور اسے تہس نہس کردیا۔ (۲) اور اللہ تعالی نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

11۸. اے ایمان والو! تم اپنا ولی (دوست) ایمان والول کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ۔ (۳) (تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے

ا. یعنی سارے اہل کتاب ایسے نہیں جن کی مذمت پچھلی آیات میں بیان کی گئی ہے، بلکہ ان میں کچھ اچھے لوگ بھی ہیں، جیسے عبداللہ بن سلام، اُسد بن عبید، ثعلبہ بن سعیہ اور اُسید بن سعیہ وغیرہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے شرف اسلام سے نوزا اور ان میں اہل ایمان و تقویٰ والی خوبیاں پائی جاتی ہیں رَضِی اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ – قَائِمَةٌ کے معنی ہیں، شریعت کی اطاعت اور نبی کریم مَنْ اللهُمُ کا اتباع کرنے والی۔ یَسْجُدُوْنَ کا مطلب، رات کو قیام کرتے یعنی تبجد پڑھتے اور شریعت کی اطاعت اور نبی کریم مَنْ اللهُمُمُ کُرِفُونَ کا مطلب، رات کو قیام کرتے یعنی تبجد پڑھتے اور میں تلاوت کرتے ہیں۔ اس مقام پر امر بالمع وف .... کے معنی بعض نے یہ کیے ہیں کہ وہ نبی مَنْ اللهُمُمُونِ بِدان وَلَنْ وَنُ لَا عَلَمُ وَلَنْ وَنُ وَلَانَ مِنْ لَا عَلَمُ کُرُونَ کا مطلب اُللہِمُونَ مِلْلُونِ اللّهُمُونَ وَلَنْ مِنْ اللّهُ عَنْهِ اللّهُ وَمَا اللّهُ وَاللّهُ وَلَى اللّهُ اللّهُ وَاللّٰ وَلَنْ اللّهُ عَنْهِ اللّهُ وَاللّٰ وَلَانَ مِنْ اللّهُ وَاللّٰ اللّهُ وَاللّٰ اللّهُ وَاللّٰ اللّهُ وَاللّٰ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ وَمَا أَنْوِلَ الْلِهُ هُو خُولُونَ وَلَى اللّهُ وَاللّٰ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ وَمَا أَنْوِلَ الْلِهُ هُولُونَ وَلَانَ وَلَانَ وَلَى اللّهُ وَمَا أَنْوِلَ اللّهُ هُمُولُونَ اللّهُ فَلَاللّٰ وَمَا أَنْوِلَ اللّهُ هُمُ خُولُونَ وَلَى اللّهُ وَمَا أَنُولَ اللّهُمُ وَمَا أَنُولَ اللّهُمُونَ وَلِي اللّهُ وَاللّٰ اللّهُ اللّهُ

۲. قیامت کے دن کافروں کے نہ مال پچھ کام آئیں گے نہ اولاد حتیٰ کہ رفاہی اور بظاہر مجلائی کے کاموں پر وہ جو خرج کرتے ہیں، وہ بھی بیکار جائیں گے اور ان کی مثال اس سخت پالے کی سی ہے جو ہری بھری تھیتی کو جلاکر خاکشر کردیتا ہے، ظالم اس تھیتی کو دیکھ کر خوش ہورہے ہوتے اور اس سے نفع کی امید رکھے ہوتے ہیں کہ اچانک ان کی امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ایمان خہیں ہوگا، رفاہی کاموں پر رقم خرج کرنے والوں کی چاہے دنیا میں کتنی ہی شہرت ہوجائے، آخرت میں انہیں ان کا کوئی صلہ خہیں طلح گا، وہاں تو ان کے لیے جہنم کا دائمی عذاب ہے۔ مسل سے مضمون پہلے بھی گزرچکا ہے۔ یہاں اس کی اہمیت کے پیش نظر پھر دہرایا جارہا ہے۔ بطانة، دلی دوست اور رازدار کو کہا جاتا ہے۔ کافر اور مشرک مسلمانوں کے بارے میں جو جذبت وعزائم رکھتے ہیں، ان میں سے جن کا وہ اظہار کرتے کہا جاتا ہے۔ کافر اور مشرک مسلمانوں کے بارے میں جو جذبت وعزائم رکھتے ہیں، ان میں سے جن کا وہ اظہار کرتے اور جنہیں اپنے سینوں میں مخفی رکھتے ہیں، اللہ تعالی نے ان سب کی نشاندہی فرمادی ہے یہ اور اس قسم کی دیگر آبات

بكَتِ الْبُغْضَآءُمِنَ اَفْوَاهِهِ وَ ۗ وَمَا تُخْفِي صُدُوْرُهُمُ اكْبُرُقْنَ ابْيَتُنَا لَكُوْ الْإِلْمِةِ إِنْ كُنْتُوْ تَعْقِلُوْنَ ۞

ۿٙٲٮ۫ٚڎؙۄؙؖٲۅٛڵڒٙۼۼؖؿ۠ۏڡؘۿۏۅؘڵٳؽۼۣؿۘۏٮ۫ڴۿۅؘڎۊؙؙڡۣٮۏؙؽ ڽؚٵؽڮڗ۬ۑػ۠ڸؠٞٷڸڎؘڶڶڡٞٷؙؠٛٷڶٷۤٵڡٮۜٵۼۧۅٳڎٳڂڬۏٳ ۼڞؙڎؙۄٵۼۘڶؽڬٷٲڒؽٵڡؚڶڝؘۯڶؿؽؙڟۣڎڞؙڶؙڡؙۉۊؙۅٛٳ ڽؚۼؽ۫ڟؚػٛڎۣٞٳڽۜٵٮڵه؞ؘۼڸؽٷٛڹڽؚۮؘٳؾؚٵڶڞٞٮؙٛۮ۫ۄؚؚ

لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو، (۱) ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے، ہم نے تمہارے لیے آ بیتیں بیان کردیں اگر عقلمند ہو (تو غور کرو)۔
لیے آ بیتیں بیان کردیں اگر عقلمند ہو (تو غور کرو)۔

119. ہاں تم تو انہیں چاہتے ہو (۲) اور وہ تم سے محبت نہیں

119. ہاں تم تو انہیں چاہتے ہو (۱) اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے، تم پوری کتاب کو مانتے ہو، (وہ نہیں مانتے پھر محبت کسی ؟) اور یہ تمہارے سامنے تو اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں مارے غصہ کے انگلیاں چباتے ہیں (۱) کہہ دو کہ اپنے غصہ ہی میں مرجاؤ، بے شک اللہ تعالی دلوں کے راز کو بخوبی جانتا ہے۔

کے پیش نظر ہی علاء وفقہاء نے تحریر کیا ہے کہ ایک اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو کلیدی مناصب پر فائز کرنا جائز 
نہیں ہے۔ مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری ڈفائٹنڈ نے ایک ذمی (غیر مسلم) کو کاتب (سیکرٹری) رکھ لیا، حضرت عرفی اشعری ڈفائٹنڈ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے انہیں سختی سے ڈائٹا اور فرمایا کہ "تم انہیں اسین وراز دار مت بناؤ 
نہیں دور کردیا ہے، ان کو عزت نہ بخشو جب کہ اللہ نے انہیں ذلیل کردیا ہے اور انہیں امین وراز دار مت بناؤ 
جب کہ اللہ نے انہیں خائن قرار دیا ہے۔" حضرت عمر ڈفائٹنڈ نے اسی آیت سے اشدلال کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔ امام 
قرطبی فرماتے ہیں۔ "اس زمانے میں اہل کتاب کو سیکرٹری اور امین بنانے کی وجہ سے احوال بدل گئے ہیں اور ای وجہ 
سے غبی لوگ سردار اور امراء بن گئے ہیں" (تغیر قرطبی)۔ بدقتمتی سے آج کے اسلامی ممالک میں بھی قرآن کریم کے 
اس نہایت اہم حکم کو انہیت نہیں دی جارتی ہے اور اس کے برعکس غیر مسلم بڑے بڑے اہم عہدوں اور کلیدی مناصب 
پر فائز ہیں جن کے نقصانات واضح ہیں۔ اگر اسلامی ممالک اپنی داخلی اور خارجی دونوں پالیسیوں میں اس حکم کی رعایت 
کرس تو یقینا بہت سے مفاسد اور نقصانات سے مخفوظ رہ سکتے ہیں۔

ا. لَایَالُونَ کو تابی اور کی نہیں کریں گے خَبَالًا کے معنی فساد اور ہلاکت کے بیں مَا عَنِتُمْ (جس سے تم مشقت اور تکلیف میں یڑو) عَنَتٌ بمعنیٰ مَشَقَّةِ۔

۲. تم ان منافقین کی نماز اور اظہار ایمان کیوجہ سے ان کی بابت دھوکے کا شکار ہوجاتے ہو اور ان سے محبت رکھتے ہو۔
 ۳. عَضَّ یَعَضُّ کے معنی دانت سے کاٹنے کے ہیں۔ یہ ان کے غیظ وغضب کی شدت کا بیان ہے، جیسا کہ اگلی آیت ﴿ إِنْ تَمْسُسُمُو ﴾ میں بھی ان کی اس کیفیت کا اظہار ہے۔

ٳؽ۬ۘۛؾؠؙۺڛٛڴۄؙٛڂڛۜؾؘڎٞۺٷٛۿۄؗۏۯ؈ؙڝؚ۠ؠڴۄ ڛؾٟۼڎ۠ڲڣ۫ؠڂٛۅؙٳؠۿٲٷڶؽؾٙڞؠؚۯؙۅؙٳۅؾۜؿۧڠؙۅٝٳ ڵڒڝؘڞؙڒؙڴۄػؽٮٛ۠ۿؙۄٛۺؽٵٞٵؚۨٳڰؘٳۺڰڔؚؠػٳ ڽڝؙۘۘۘۿٷؽؙؠؙڿؽڟ۞

وَإِذْ غَنَا وُتَ مِنْ أَهُ لِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤُمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللهُ سَمِينٌ عَلِيْمٌ ﴿

11. تہمیں اگر بھلائی ملے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں ہاں اگر برائی پنچے تو خوش ہوتے ہیں، (۱) اور تم اگر صبر کرو اور پر ہیزگاری کرو تو ان کا مکر تہمیں کچھ نقصان نہ دے گا، (۲) بیشیزگاری کرو تو ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے۔ بیٹک اللہ تعالی نے ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اللہ اور اے نبی! (مُثَافِیْمِ ) اس وقت کو بھی یاد کرو جب صبح ہی صبح آپ ایخ گھر سے نکل کر مسلمانوں کو میدان جنگ میں لڑائی کے مورچوں پر با قاعدہ بھا رہے سے (۳)

ا. اس میں منافقین کی اس شرید عداوت کا ذکر ہے جو انہیں مومنوں کے ساتھ تھی اور وہ یہ کہ جب مسلمانوں کو خوش حالی میسر آتی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو تائیہ ونصرت ملتی اور مسلمانوں کی تعداد وقوت میں اضافہ ہوتا تو منافقین کو بہت برا لگتا اور اگر مسلمان قحط سالی یا تنگدستی میں مبتلا ہوتے، یا اللہ کی مشبت ومصلحت سے دشمن، وقتی طور پر مسلمانوں یر غالب آجاتے (صبے جنگ احد میں ہوا) تو بڑے خوش ہوتے۔ مقصد بتلانے سے یہ ہے کہ جن لوگوں کا یہ حال ہو، کیا وہ اس لاکق ہوسکتے ہیں کہ مسلمان ان سے محبت کی بینگلیں بڑھائیں اور انہیں اپنا رازدان اور دوست بنائیں؟ اسی لیے الله تعالی نے یہود ونصاریٰ سے بھی دوستی رکھنے سے منع فرمایا ہے (جیسا کہ قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر ہے) اسی لیے کہ وہ بھی مسلمانوں سے نفرت وعداوت رکھتے، ان کی کامیابیوں سے ناخوش اور ان کی ناکامیوں سے خوش ہوتے ہیں۔ ۲. یہ ان کے مکر وفریب سے بیجنے کا طریقہ اور علاج ہے۔ گویا منافقین اور دیگر اعدائے اسلام و مسلمین کی سازشوں سے بیخ کے لیے صبر اور تقویٰ نہایت ضروری ہے۔ اس صبر اور تقویٰ کے فقدان نے غیر مسلموں کی سازشوں کو کامیاب بنار کھاہے۔ لوگ سیجھتے ہیں کہ کافروں کی یہ کاممانی مادی اساب ووسائل کی فراوانی اور سائنس وٹیکنالوجی میں ان کی ترقی کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی پیتی وزوال کا اصل سب یہی ہے کہ وہ اپنے دین پر استقامت (جو صبر کی متقاضی ہے) سے محروم اور تقویٰ سے عاری ہو گئے ہیں جو مسلمان کی کامیابی کی کلید اور تائید الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ ۳۰. جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے مراد جنگ احد کا واقعہ ہے جو شوال ۳۷ ججری میں پیش آیا۔ اس کا پس منظر مخضراً یہ ہے کہ جب جنگ بدر ۲ ہجری میں کفار کو عبرت ناک شکست ہوئی، ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہوئے تو ان کفار کے لیے یہ بڑی بدنامی کا باعث اور ڈوب مرنے کا مقام تھا۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک زبر دست انتقامی جنگ کی تباری کی جس میں عورتیں بھی شریک ہوئیں۔ ادھر مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا کہ کافرتین ہزار کی تعداد میں احدیماڑ کے قریب خیمہ زن ہوگئے تو نبی کریم مگالٹیٹل نے صحابہ ڈٹاکٹٹر سے مشورہ کیا کہ وہ مدینہ میں ہی رہ کر اوس یا مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کریں، بعض صحابہ رفٹائٹٹر نے اندر رہ کر ہی مقابلہ کا مشورہ دیا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن الی نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا۔ لیکن اس کے برعکس بعض پرجوش صحابہ ڈٹاکٹٹر نے جنہیں جنگ بدر میں حصہ لینے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی تھی، مدینہ سے باہر جاکر لڑنے کی حمایت کی۔ آپ مَاللَّیْمَ اندر حجرے میں تشریف لے گئے اور جب ہتھیار

اور الله تعالیٰ سننے جاننے والا ہے۔

۱۲۲. جب تمہاری دو جماعتیں پست ہمتی کا ارادہ کر چکی تھیں، (۱) اور اللہ تعالی ان کا ولی اور مددگار ہے۔ (۲) اور اسی کی پاک ذات پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔

۱۲۳ کی پاک ذات پر میں اللہ تعالی نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جبکہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں شے، (۱۳ اس لیے اللہ ہی سے ڈرو! (نہ کسی اور سے) تاکہ تمہیں شکر گزاری کی توفیق ہو۔

۱۲۴. جب آپ مومنوں کو تسلی دے رہے تھے، کیا آسان سے تین ہزار فرشتے اتار کر اللہ تعالیٰ کا تمہاری مدد کرنا متہیں کافی نہ ہوگا۔

1۲۵. کیوں نہیں، بلکہ اگر تم صبر وپر ہیزگاری کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا<sup>(۴)</sup> جو نشاندار

إِذْهَنَتُ كَالَهِفَتْنِ مِنْكُوْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَ اللهِ فَلَيْتَوَكِّلِ الْمُؤْمِنُونَ⊙

ۅؘڵڡؘۜٮؙٮؘؙڞؘۯڬڎؙٳڶڷڰؙؠؚڹۘۮڔٷٲٮؙ۫ٮؙؖڎٛٳؘۮؚڷۜڎۨ۠ٷٙٲؾٞڡؙۛۅٳٳڶڵۿ ڵۼۘڷػ۠ۮۣۺؙڴٷۏؘ۞

ٳۮ۬ؾؘڡؙٛۅ۠ڵؠڵؠٮٛۅؙڡۣڹؽڹٵڶٛؾۘڬٛڣێڬٛۄ۫ڷؙؽۨؠ۠ؠػڴۄ ڒڰڮؙۄؙڔۺؘڵڟۊٲڵڡٟڡؚؚٞٮؘٲڵؠٙڵؠٟ۪۪ٙڮۊؙڡؙڹٛڗڸؽڹ۞

بَلَّالِنُ تَصُيِرُواْ وَتَتَّقُوْا وَيَاتُوْكُوْمِّنُ فَوْرِهِمُ هٰنَايُمُودُكُورُبَّكُمْ مِِعَمْسَةِ النِي مِّنَ الْمَلْمِكَةِ مُسَوِيدِنِ

پہن کر باہر آئے، تو دوسری رائے والوں کو ندامت ہوئی کہ شاید ہم نے رسول الله مَثَاقَیْقِاً کو آپ کی خواہش کے برعکس باہر نظنے پر مجبور کرکے ٹھیک نہیں کیا چنانچہ انہوں نے کہا یا رسول الله مَثَاقِیْقِاً! آپ اگر اندر رہ کر مقابلہ کرنا پیند فرمائیں تو اندر ہی رہیں۔ آپ مَثَاقِیْقِاً نے فرمایا کہ لباس حرب پہن لینے کے بعد کسی نبی کے لائق نہیں ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے کے بغیر والیس ہو یا لباس اتارے۔ چنانچہ مسلمان ایک ہزار کی تعداد میں روانہ ہوگئے مگر مقام شوط سے عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھوں سمیت یہ کہہ کر واپس آگیا کہ اس کی رائے نہیں مانی گئی۔ خواہ مخواہ جان دینے کا کیا فائدہ؟ اس کے اس فیصلے سے وقتی طور پر بعض مسلمان بھی متاثر ہوگئے اور انہوں نے بھی کمزوری کا مظاہرہ کیا۔ (ابن شیر)

ا. یہ اوس اور خزرج کے دو قبیلے (بنو حارثہ اور بنو سلمہ) تھے۔

۲. اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے ان کی مدد کی اور ان کی ممزوری کو دور فرماکر ان کی ہمت باندھ دی۔

۳. به اعتبار قلت تعداد اور قلت سامان کے، کیونکہ جنگ بدر میں مسلمان ۱۳۱۳ تھے اور یہ بھی بے سروسامان، صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے، باقی سب پیدل تھے۔ (ابن کثیر)

۳. مسلمان بدر کی جانب محض قافلۂ قریش پر جو تقریباً نہتا تھا چھاپہ مارنے نکلے تھے۔ مگر بدر پہنچتے بہنچتے معلوم ہوا کہ مکہ سے مشرکین کا ایک لشکر جرار پورے غیظ وغضب اور جوش وخروش کے ساتھ چلا آرہا ہے۔ یہ سن کر مسلمانوں کی ہوں گے۔(۱)

ۅؘڡؙٵجَعَلَهُ اللهُ ٳڷائِنْمُراى لَكُوْ وَلِتَطْلَمَةَ قُلُونُكُوْ بِهٖ \* وَمَا النَّصُرُ ٳڷالمِنُ عِنْدِ اللهِ الْعَزِيْزِ الْحَلِيْمِ ۞

> ڸؚؿڠٞڟۼؘۘۘڟڔؘڡٞٵڡؚۧؽٵڷۜؽ۬ؿۘؾٛػڡؘٞۯ۠ۊۘٙٳٲۏؘۘڲؽؙؠؚؾٙۿؙؙ۠ؗؗؗؗؗۿ ڣۜؽ۫ڡۛٚڶؽ۠ۅ۠ٳڂٙٳۧؠڢڽؙؽ۞

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِشَيُّ أَوْنَيُّوْبَ عَلَيْهِمْ

۱۲۱. اور یہ تو محض تمہارے دل کی خوشی اور اطمینان قلب کے لیے ہے، ورنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمتول والا ہے۔

112. (اس امداد الهی کا مقصد یه تھا که الله ) کافرول کی ایک جماعت کو کاف دے یا انہیں ذلیل کرڈالے اور (سارے کے سارے) نامراد ہوکر واپس چلے جائیں۔(۲) مارائیڈیڈ) آپ کے اختیار میں کچھ نہیں(۴)

صف میں گھبر اہٹ، تشویش اور جوش قبال کا ملا جلا رد عمل ہوا اور انہوں نے رب تعالیٰ سے دعا و فریاد کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک ہزار پھر تین ہزار فرشتے اتارنے کی بشارت دی اور مزید وعدہ کیا کہ اگر تم صبر و تقویٰ پر قائم رہے اور مشرکین اس حالت غیظ وغضب میں آدھمکے تو فرشتوں کی یہ تعداد پانچ ہزار کردی جائے گی۔ کہا جاتا ہے کہ چونکہ مشرکین کا جوش وغضب بر قرار نہ رہ سکا۔ (بدر پہنچنے سے پہلے ہی ان میں پھوٹ پڑگئی۔ ایک گروہ مکہ پلٹ گیا اور باقی جو بدر آئے ان میں سے اکثر سرداروں کی رائے تھی کہ لڑائی نہ کی جائے) اس لیے حسب بشارت تین ہزار فرشتے اتارے بدر آئے اور پانچ ہزار کی تعداد پوری کرنے کی ضرورت پیش نہ آسکی اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ تعداد پوری کی گئی۔ ایک بیتی بہوان کے لیے ان کی مخصوص علامت ہوگی۔

۲. یہ اللہ غالب وکار فرما کی مدد کا نتیجہ بتلایا جارہا ہے۔ سورۂ انفال میں فرشتوں کی تعداد ایک ہزار بتلائی گئی ہے ﴿ اَذْ مَنْ عَنْ اَلْمَالُونُونُ وَ اَلْمَالُونُ وَ اَلْمَالُونُ وَ اِلْمَالُونُ وَ اِللَّهُ مَیں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا) ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے واقعتاً تو ایک ہزار ہی نازل ہوئے اور مسلمانوں کے حوصلے اور تعلی کے لیے تین ہزار کا اور پھر پانچ ہزار کا مزید مشروط وعدہ کیا گیا۔ پھر حسب حالات مسلمانوں کی تعلی کے نقطۂ نظر سے بھی ان کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اس لیے بعض مفسرین کے نزدیک یہ تین ہزار پانچ ہزار فرشتوں کا نزول نہیں ہوا کیونکہ مقصد تو مسلمانوں کے حوصلوں اس لیے بعض مفسرین کے نزدیک یہ تین ہزار پانچ ہزار فرشتوں کا نزول نہیں ہوا کیونکہ مقصد تو مسلمانوں کے حوصلوں میں اضافہ کرنا تھا، ورنہ اصل مددگار تو اللہ تعالیٰ ہی تھا اور وہ اپنی مدد کے لیے فرشتوں کا یا کسی اور کا محتاج ہی نہیں ہوئی، کفر کی طاقت کمزور ہوئی اور کا گھمنڈ خاک میں مل گیا۔ (ایر القاہر)

٣. ليتن ان كافرول كو ہدايت دينا يا ان كے معاملے ميں كى بھى فتم كا فيصلہ كرنا سب اللہ كے اختيار ميں ہے۔ احاديث ميں آتا ہے كہ جنگ احد ميں نبى كريم مَثَلَّقَيْمُ كے دندان مبارك بھى شہيد ہوگئے اور چېرة مبارك بھى زخمى ہوا تو آپ مَثَلِّقَيْمُ نے ان كى تو تو آپ مَثَلِقَيْمُ نے ان كى اس مَثَلِقَيْمُ نے ان كى

اَوْلِيُكِنِّ بَهُمُ فَالْمُمُ ظِلْمُوْنَ ۞

وَلِلْهِمَافِى السَّمْلُوتِ وَمَافِى الْأَرْضِ يَغْفِرُلِمَنُ يَّنْنَا ۚ وَيُعَنِّ بُمَنُ كَيْنَا ۚ وَاللهُ خَفُورُ رُّكِولِيُهُ ۗ

يَاكَثُهَا الَّانِيْنَ امَنُوا لَا تَأْكُوُ الرِّيْوَا اَضُعَافًا مُّضْعَفَةً وَاتَّقَتُوا اللهَ لَعَكَّكُمُ تُفُلِحُونَ ۞

وَاتَّقُواالنَّاٰرَالَّةِيُّ الْعِثَّاتُ لِلْكُفِرِيْنَ۞

الله تعالى چاہے تو ان كى توبہ قبول كرے() يا عذاب دے، كيونكه وہ ظالم بين۔

179. اور آسانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے، وہ جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب کرے، اور اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

اسود نہ ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ، (۲) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تہمیں نجات ملے۔

اسال. اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

ہدایت سے نامیدی ظاہر فرمائی۔ اس پریہ آیت نازل ہوئی۔ اس طرح بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ سَکَاتُیْکِمْ نے بعض کفار کے لیے قنوت نازلہ کا بھی اہتمام فرمایا جس میں ان کے لیے بد دعا فرمائی جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ چانچہ آپ سَکَاتُیْکِمْ نے بددعا کا سلسلہ بند فرمادیا۔ (ابن کیر وفتح القدر) اس آیت سے ان لوگوں کو عبرت پکڑئی چاہیے جو نبی کریم سَکُلِتُیْکِمْ کو فقار کل قرار دیتے ہیں کہ آپ سَکُلِتُیْمُ کو تو اتنا اختیار بھی نہ تھا کہ کسی کو راہ راست پر لگادیں حالا تکہ آپ سَکُلِتُیْمُ اس راست کی طرف بلانے کے لیے جیسے گئے شھے۔

ا. یہ قبیلے جن کے لیے آپ سَلَیْقَیْمُ بد دعا فرماتے رہے اللہ کی توفیق سے سب مسلمان ہوگئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مختار کل اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۲. چونکہ غروہ احد میں ناکامی رسول سکی ایش کی نافرمانی اور مال دنیا کے لالح کے سبب ہوئی تھی اس لیے اب طمع دنیا کی سب نیادہ بھیانک اور مستقل شکل سود سے منع کیا جارہا ہے اور اطاعت کیش کی تاکید کی جارہی ہے اور بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ کا یہ مطلب نہیں کہ بڑھا چڑھا کر نہ ہو تو مطلق سود جائز ہے۔ بلکہ سود کم ہو یا زیادہ مفرد ہو یا مرکب، مطلقاً حرام ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ یہ قید نہی (حرمت) کے لیے بطور شرط نہیں ہے بلکہ واقعے کی رعایت کے طور پر ہے لینی سود کی اس وقت جو صورت حال تھی، اس کا بیان واظہار ہے۔ زمانۂ جالمیت میں سود کا یہ رواج عام تھا کہ جب ادائیگی کی مدت آجاتی اور ادائیگی ممکن نہ ہوتی تو مزید مدت میں اضافے کے ساتھ سود میں بھی اضافہ ہوتا چلاجاتا جس کی وجہ سے تھوڑی ہی رقم بھی بڑھ چڑھ کر کہیں پہنچ جاتی اور ایک عام آدمی کے لیے اس کی ادائیگی ناممکن ہوجاتی۔ اللہ تعالیٰ خوری سے نہد تھوڑی سے ڈرو وجو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے جس سے تنبیہ بھی مقصود ہے کہ سود خوری سے باز نہ آئے تو یہ فعل حرام عہمیں کفر تک پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ ورسول سے محاربہ ہے۔

وَٱطِيعُوااللهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿

ۅٙڛٙٳڔۼٛٷٙٳڸؽڡؘۼؙڣؚڕؘۊٟڝؚٞڽؙڗڛؙۣ۠ۮؙۅؘڿۜڹۊٕۼۯڞؙۿٵ ٳڶۺڶۏؿؙۅٲڶٲۯڞؙٵؙڝؚ۠ػۛؿؙڶؚڷؙؿؖٞٙؾؿؙڹؽ۞ۨ

الَّذِيْنَ نُيْفِقُونَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَظِمِيْنَ الْغَيْطَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ التَّاسِّ وَاللهُ يُعِبُّ الْمُحِينِينِينَ

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْظَلَمُوْاۤ اَنْفُسَهُمُ ذَكَرُوااللهَ فَاسْتَغْفَرُوْ الِنُنْوْبِهِمُّ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُنْوُبَ إِلَااللهُ وَلَمْ يُصِرُّوُا عَلَ مَا فَعَكُوْا وَهُمْ يُعْلَمُوْنَ۞

> ٲۅؙڵڵٟڬجؘۯؘٳٙۊؙۿؙۄؙڞۘۼ۫ڣۯة۠ۺؙٞڗؾؚۿؚڝؙۛ ۅؘڿؖڒؖؾٞٛۼٞڔؚؽؙڡؚڽؙؾٙؿؚؠٙٵٲ۬ۯڶۿ۠ۯڂڸؚڸ؞ؽڹ ڣۣۿٵؘڎڹٷؚڮۘٳۼٛۯؙؚٵڵڂڽڸؚؽڹ۞۫

قَدُ خَلَتُ مِنْ قَبْلِكُمُ سُنَنٌ فَسِيرُو الى

۱۳۳۱. اور الله اور اس کے رسول کی فرمانبر داری کرو تاکہ تم یر رحم کیا جائے۔

۱۳۳ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دورو<sup>(۱)</sup> جس کا عرض آسانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پر ہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

الله جو لوگ آسانی میں اور سخی کے موقعہ پر بھی الله کے رائے میں خرچ کرتے ہیں، (۲) اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے در گزر کرنے والے ہیں، (۳) اور الله تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔

110. اور جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہوجائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً الله کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، (۵) فی الواقع الله تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔

۱۳۷ انہیں کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور جنتیں ہیں جن کے ینچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور ان نیک کاموں کے کرنے والوں کا ثواب کیا ہی اچھا ہے۔

١٣٧. تم سے پہلے بھی ایسے واقعات گزر چکے ہیں، سو

ا. مال ودولت دنیا کے پیچیے لگ کر آخرت تباہ کرنے کے بجائے، اللہ ورسول کی اطاعت کا اور اللہ کی مغفرت اور اس کی جنت کا راستہ اختیار کرو۔ جو متقین کے لیے اللہ نے تیار کی ہے۔ چنانچہ آگے متقین کی چند خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔
 ۲. لیعنی محض خوش حالی میں ہی نہیں، ننگ دستی کے موقع پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر حال اور ہر موقع پر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

س، لیعنی جب غصہ انہیں بھڑ کا تا ہے تو اسے پی جاتے ہیں لیعنی اس پر عمل نہیں کرتے اور ان کو معاف کردیتے ہیں جو ان کے ساتھ برائی کرتے ہیں۔

الم. لینی جب ان سے بہ نقاضائے بشریت کسی غلطی یا گناہ کا ارتکاب ہوجاتا ہے تو فوراً توبہ واستغفار کا اہتمام کرتے ہیں۔

الْاَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَـةُ الْهُكَذِّبِـيْنَ®

لهٰناۥبَیَانُ لِلتَّاسِ وَهُدًی َّوَمُوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِیْنیَ⊚

وَلاَ تِهَنُوْاوَلاَ تَحَزُنُوْاوَانَتْهُوْالْاَعْلُونَ إِنْ كُنْتُهُ مُّؤُمِنِيْنَ ⊕

ٳڬێۜؠؙۺڛۘٛڬڎؙؚڡۘٙۯ۫ٷٞڡٙڎ۫ڡۺۜٵڷ۬ڡۘۜۅؙٛۛڡۯڡٞۯ۫ؖ ڡؚؚۜڞ۠ڬ۠ڎ۫ ٷؾؚڷػٲڵۘۯؾٵۿڔؙٮؙڬٳۅڵۿٵٮؽڹٵڶٮٚٵڛ ٷڸؽۼؙػۄؘڶڵڎٵڒڹؽؙٵۿٮؙؙۊؙٲۅؘؽؾۧڿۮؘڝڹ۫ڬۿ ۺؙۿۮٲٷڶڵڎؙڵٳؽؙڿؚڰ۪ٵڵڟ۠ڸؚڡؽؙؽ۞ٛ

زمین میں چل کھر کر دیکھ لو کہ (آسانی تعلیم کے) جھلانے والوں کا کہا انجام ہوا؟ (۱)

۱۳۸. عام لوگوں کے لیے تو یہ (قرآن) بیان ہے اور پر ہیز گاروں کے لیے ہدایت ونفیحت ہے۔

۱۳۹. اور تم نه سستی کرو اور نه ممگین هو، اور تم هی غالب رهوگ، اگر تم ایمان دار هو۔(۲)

۱۳۰ اگر تم زخمی ہوئے ہوتو تمہارے مخالف لوگ بھی ایسے ہی زخمی ہو تھے ہیں، ہم ان دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں، (الکست احد) اس لیے تھی کہ اللہ تعالی ایمان والوں کو ظاہر کردے اور تم

ا. جنگ احد میں مسلمانوں کا لشکر سات سو افراد پر مشتمل تھا، جس میں سے ۵۰ تیراندازوں کا ایک دستہ آپ نے عبداللہ بن جبیر طافیٰڈ کی قیادت میں ایک پہاڑی پر مقرر فرمادیا اور انہیں تاکید کردی کہ چاہے جمیں فتح ہو یا شکست، تم یہاں سے نہ بانا اور تمہارا کام یہ ہے کہ جو گھڑ سوار تمہاری طرف آئے تیروں سے اسے پیچے دھکیل دینا۔ لیکن جب مسلمان فتح یاب ہوگئے اور مال واساب سمیٹنے گھ تو اس دستے میں اختلاف ہوگیا۔ کچھ کہنے گھ کہ نبی کریم سکالیٰڈ کے فرمان کا مقصد تو یہ تھا کہ جب تک جنگ جاری رہے پہیں جے رہنا، لیکن جب یہ جنگ ختم ہوگئی ہے اور کفار بھاگ رہے ہیں تو یہاں رہنا ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی وہاں سے ہٹ کر مال واساب جمع کرنا شروع کردیا اور وہاں نبی کریم سکالیٰڈ کیا گھڑ سوار کریم سکالیٰڈ کیا کے فرمان کی اطاعت میں صرف دس آدمی باقی رہ گئے۔ جس سے کافروں نے فائدہ اٹھایا اور ان کے گھڑ سوار پیٹ کر وہیں سے مسلمانوں میں افرا تفری کی گئی لیٹ کر وہیں سے مسلمانوں میں افرا تفری کی گئی اور وہ غیر متوقع حملے سے سخت سراسیم ہوگئے جس سے مسلمانوں کو قدرتی طور پر بہت تکلیف ہوئی۔ ان آیات میں اللہ تو تا آیا ہے۔ اور وہ غیر متوقع حملے سے سخت سراسیم ہوگئے جس سے مسلمانوں کو قدرتی طور پر بہت تکلیف ہوئی۔ ان آیات میں اللہ تو تا آیا ہے۔ اور وہ غیر متوقع حملے سے سخت سراسیم ہوگئے جس سے مسلمانوں کو قدرتی طور پر بہت تکلیف ہوئی۔ ان آیات میں اللہ تا آیا ہے۔ اور موبی وہ بربادی اللہ ورسول کی تکذیب کرنے والوں کا ہی مقدر بنی ہے۔

۲. گزشتہ جنگ میں تنہیں جو نقصان پہنچا ہے، اس سے نہ ست ہو اور نہ اس پر غم کھاؤ کیونکہ اگر تمہارے اندر ایمانی قوت موجود رہی تو غالب وکامر ان تم ہی رہوگ۔ اس میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کی قوت کا اصل راز اور ان کی کامیابی کی بنیاد واضح کردی ہے۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ اس کے بعد مسلمان ہر معرکے میں سرخرو ہی رہے ہیں۔

س. ایک اور انداز سے مسلمانوں کو تسلی دی جارہی ہے کہ اگر جنگ احد میں تمہارے کچھ لوگ زخمی ہوئے ہیں تو کیا ہوا؟ تمہارے مخالف بھی تو (جنگ بدر میں) اور احد کی ابتداء میں اس طرح زخمی ہو پچکے ہیں اور اللہ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ وہ فتح وظلمت کے ایام کو ادلتا بدلتا رہتا ہے۔ کبھی غالب کو مغلوب اور کبھی مغلوب کو غالب کر دیتا ہے۔

میں سے بعض کو شہادت کا درجہ عطا فرمائے، اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔

**۱۳۱**. اور (یہ وجہ بھی تھی) کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو بالکل الگ کردے اور کافروں کو مٹا دے۔<sup>(1)</sup>

الالك كيا تم يه سمجھ بيٹے ہوكہ تم جنت ميں چلے جاؤگ، (۲) حالائكہ اب تك الله تعالى نے يہ ظاہر نہيں كيا كہ تم ميں جہاد كرنے والے كون ہيں اور صبر كرنے والے كون ہيں؟ (۳)

۱۳۳ اور جنگ سے پہلے توتم شہادت کی آرزومیں تھے (۱۳۳

وَلِيُمَحِّصَ اللهُ الَّذِينَ امَنُوْا وَيَمُحَقَ اللهُ الَّذِينَ امَنُوْا وَيَمُحَقَ النَّالُ اللهُ اللهُ الله

ٱمُرَحِسِبْتُمُ اَنْ تَنُ خُلُوا الْجُنَّةَ وَلَمَّا اَيَعْلَمِ اللهُ الَّذِيْنَ جَهْدُوْا مِثْلُمُ وَيَعْلَمَ الصَّبِرِيْنَ ۞

وَلَقَدُ كُنْ تُوْتَمَنُّونَ الْمُوْتَ مِنْ قَبْلِ آنَ

ا. احد میں مسلمانوں کو جو عارضی شکست ان کی اپنی کو تاہی کی وجہ سے ہوئی، اس میں بھی مستقبل کے لیے کئی حکمتیں پنہاں تھیں۔ جنہیں اللہ تعالی ایمان والوں کو ظاہر کردے (کیونکہ صبر واستقامت ایمان کا تقاضا ہے) جنگ کی شدتوں اور مصیبتوں میں جنہوں نے صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا، یقیناً وہ سب مومن ہیں۔ دوسری یہ کہ پچھ لوگوں کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کردے۔ تیسری یہ کہ ایمان والوں کو ان کے گناہوں سے پاک کردے۔ تیسری یہ کہ جھی اور ایک معنی تخلیص سے پاک کردے۔ آخری دونوں کا مطلب گناہوں سے پاکی اور خلاصی ہے۔ (فع القدیر) مرحوم مترجم نے پہلے معنی کو افتیار کیا ہے۔ چوتھی یہ کہ کافروں کو ہٹادے۔ وہ اس طرح کہ وقتی فتح یابی سے ان کی سرکشی اور تکبر میں اضافہ ہوگا اور بیس چیز ان کی سرکشی اور تکبر میں اضافہ ہوگا اور بیس چیز ان کی سرکشی اور تکبر میں اضافہ ہوگا اور بیس چیز ان کی تبابی وہلاکت کا سبب ہے گی۔

7. لينى بغير قال وشدائد كى آزمائش كے تم جنت ميں چلے جاؤگے؟ نہيں بلكہ جنت ان لوگوں كو ملے گى جو آزمائش ميں پورے اترين گے۔ چيے دوسرے مقام پر فرمايا ﴿آمُرْحَيْمَةُ وَانْ تَتُنْ خُلُواالْجُنَّةُ وَلَمَّايَا يُكُومُ مِّنَالُ الَّذِينَ خَلُوا مِنْ فَبَرُكُومُ مَّنَالُ اللَّذِينَ خَلُوا مِنْ فَبَرُكُومُ مَّنَالُ اللَّذِينَ خَلُوا مِنْ فَبَرُكُومُ مَّنَالُ اللَّذِينَ خَلُوا مِنْ فَرَايا ﴿آمُرْحَيْمَةُ وَالْمَالُومُ وَمِنْ لَوْلُولُو ﴾ (البترة: ١١٦) (كيا تم نے ممان كياكہ تم جنت ميں چلے جاؤگے اور اجمى تم پر وہ حالت نہيں آئى جو تم ہے پہلے لوگوں پر آئى تھى، انہيں نگ دىتى اور تكليفيں پنچيں اور وہ خوب بلائے گئے) مزيد فرمايا ﴿آحَيْمِتُ لَمُنَالُومُ وَلَا الْمَالُومُ مُنْ لَا يُقْدَنُونَ ﴾ (العبد: ٢) (كيا لوگ مَان كرتے ہيں كہ انہيں صرف يہ كہنے پر چھوڑديا جائے گا كہ ہم ايمان لائے اور ان كى آزمائش نہ ہوگى؟)۔

سال یہ مضمون اس سے پہلے سورہ بقرہ میں گزر چکا ہے۔ یہاں موضوع کی مناسبت سے پھر بیان کیا جارہا ہے کہ جنت یوں ہی نہیں مل جائے گی، اس کے لیے پہلے حمہیں آزمائش کی بھٹی سے گزارا اور میدان جہاد میں آزمایا جائے گا کہ وہاں نرغهُ اعداء میں گھر کرتم سرفروشی اور صبر واستقامت کا مظاہرہ کرتے ہویا نہیں؟

٨. يه اثاره ان صحابه نْكَاتْنُمُ كَى طرف ہے جو جنگ بدر ميں شريك نه ہونے كى وجه سے ايك احساس محروى ركھتے تھے

اب اسے اپنی آتھوں سے اپنے سامنے دیکھ لیا۔ (۱)

۱۳۲۰ اور (حضرت) محمد مُنَّالِقَيْمُ صرف رسول ہی ہیں، (۲)

ان سے پہلے بہت سے رسول ہوچکے ہیں، کیا اگر ان

کا انتقال ہوجائے یا یہ شہید ہوجائیں، تو تم اسلام سے

اپنی ایر یوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے

اپنی ایر یوں پر تو ہرگز اللہ تعالیٰ کا پچھ نہ بگاڑے گا، (۳)

عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ دے گا۔ (۳)

اور چاہتے تھے کہ میدان کار زار گرم ہوتو وہ بھی کافروں کی سرکوبی کرتے جہاد کی فضیلت حاصل کریں۔ انہی صحابہ ڈڈالنڈئ نے جنگ احد میں جوش جہاد سے کام لیتے ہوئے مدینہ سے باہر نظنے کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن جب مسلمانوں کی فتح کافروں کے اچانک حملے سے شکست میں تبدیل ہوگئ (جس کی تفصیل پہلے گزر چکی) تو یہ پرجوش مجابدین بھی سراسیمگی کا شکار ہوگئے اور بعض نے راہ فرار افقیار کی۔ (جیسا کہ آگے تفصیل آئے گی) اور بہت تھوڑے لوگ بی ثابت قدم رہ۔ (ٹے القدیر) اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ "تم دشمن سے لڈ بھیڑ کی آرزو مت کرو اور اللہ سے عافیت طلب کیا کرو تاہم جب از خود طالات ایسے بن جائیں کہ حتہیں دشمن سے لڑنا پڑجائے تو پھر ثابت قدم رہو اور یہ بات جان لوکہ جنت تلواروں کے سائے لئے ہے۔" (سیمین) اور رَاَیْدُمُوْہُ اور تَنْظُرُوْنَ۔ دونوں کے ایک ہی معنی لیعنی دیکھنے کے ہیں۔ تاکید اور مبالغ کے لیے دو لفظ لائے گئے ہیں۔ یعنی تعلواروں کی چبک، نیزوں کی تیزی، تیروں کی یلغار اور جاں بازوں کی صف آرائی میں تم نے موت کا خوب مشاہدہ کرلا۔ (اس کیر وہ ٹے القدیر)

محمد مَثَنَاتِيمٌ صرف رسول ہی ہیں " یعنی ان کا امتیاز بھی وصف رسالت ہی ہے۔ یہ نہیں کہ وہ بشری خصائص سے بالاتر اور خدائی صفات سے متصف ہوں کہ انہیں موت سے دوجار نہ ہونا پڑے۔"

سا. جنگ احد میں شکست کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ رسول اللہ منگالینی کے بارے میں کافروں نے یہ افواہ الرادی کہ محمد منگالینی کی اندی کے اسباب میں جب یہ خبر پھیلی تو اس سے بعض مسلمانوں کے حوصلے بہت ہوگئے اور لڑائی سے بیچھے ہٹ گئے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نبی منگالین کا کافروں کے ہاتھوں قتل ہوجانا یا ان پر موت کا وارد ہوجانا، کوئی نئی بات تو نہیں ہے۔ پچھلے انبیاء میلی ہم قتل اور موت سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ اگر آپ منگالین مجھلے انبیاء میلی ہم قتل اور موت سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ اگر آپ منگالین ہم بھی (بالفرض) اس سے دوچار ہوجائیں تو کیا تم اس دین سے ہی پھر جائے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، اللہ کا پچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ نبی کریم منگالین کی ساختہ وفات کے وقت جب حضرت عمر طاقع شدت جذبات میں وفات نبوی کا انکار کر رہے شے، حضرت ابوبکر صدیق ڈولٹن کے نہایت عکمت سے کام لیتے ہوئے منبر رسول مکی ٹیٹی کے پہلو میں کھڑے ہوکر انہی رہے تھے، حضرت ابوبکر صدیق ڈولٹن کی نہوں کے جو انہیں محسوس ہوا کہ یہ آیات انہی انہی انہی اتری ہیں۔ آیات کی تعاوں کو جنہوں نے صبر واستقامت کا مظاہرہ کرکے اللہ کی نعموں کا عملی شکر ادا کیا۔

وَمَاكَانَ لِنَفُسِ آنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِلِذُنِ اللهِ كِتْبًا مُّوَجَّلًا وَمَنْ يُبُودُ ثَوَابَ اللَّانُيَا ثُوُّتِهِ مِنْهَا \* وَمَنْ يَبُّرِدُ تَوَابَ الْإِخْرَةِ نُوُّتِهِ مِنْهَا \* وَسَنَجْزِي الشَّكِرِيُنَ ۞

وَكَايِّنَ مِّنْ نَّنِيٍّ فَتَلَامَعَهُ رِبِّيُّوْنَ كَثِيُرُ فَهَا وَهَنُوْ الِمَااصَابَهُمْ فَى سَبِيلِ اللهووَمَاضَعُفُوْ اوَمَااسُتَكَانُوْ أَوَاللهُ يُحِبُ الصِّبِرِيْنَ۞

وَمَا كَانَ قَوْلَهُ مُ الْآانَ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرُ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ السُرَا فَنَا فِيَّ آمُونَا وَتَخِبَّتُ اَتُكَامَنَا وَانصُّرُنَا عَلَى الْقَوْمِ الكِفِرِيْنَ ۞

فَاللهُ هُواللهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْإِخِرَةِ وَاللهُ يُحِبُ الْهُمْسِنِينَ ﴿

يَّايُّهُا الَّذِيْنَ امَنُّوْاَ إِنْ تُطِيعُواالَّذِيْنَ كَفَّرُوا يَرُدُّوُكُمُ عَلَى اَعْقَا بِكُثُرُ فَتَنْقَلِبُوا خْسِرِيْنَ⊚

بَلِ اللهُ مَوْلِكُمْ وَهُوَخَيْرُ النَّصِيرِيْنَ @

۱۳۵ اور بغیر اللہ تعالیٰ کے تکم کے کوئی جاندار نہیں مرسکتا، مقرر شدہ وقت کھا ہوا ہے، اور دنیا کی چاہت والوں کو ہم کچھ دنیا دے دیتے ہیں اور آخرت کا ثواب چاہنے والوں کو ہم وہ بھی دیں گے۔ (ا) اور احسان ماننے والوں کو ہم بہت جلد نیک بدلہ دیں گے۔

۱۳۲ اور بہت سے نبیوں کے ہم رکاب ہو کر، بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں کینچیں لیکن نہ تو انہوں نے ہمت باری نہ ست رہ اور نہ دیے، اور اللہ صبر کرنے والوں کو (ہی) چاہتا ہے۔ (۲) گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو بے جا زیادتی ہوئی ہے اسے بھی معاف فرما اور ہمیں گابت قدی عطا فرما اور ہمیں کافروں کی قوم پر مدد دے۔ ثابت قدی عطا فرما اور ہمیں کافروں کی قوم پر مدد دے۔ کا اچھا ثواب بھی دیا اور آخرت کا اچھا ثواب بھی عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

۱۳۹ اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی باتیں مانوگے تو وہ تمہیں تمہاری ایرایوں کے بل پلٹا دیں گے، (یعنی تمہیں مرتد بنادیں گے) پھر تم نامراد ہوجاؤگ۔

100. بلکه الله بی تمهارا مولا ہے اور وہی بہترین

ا. یہ کروری اور بزدلی کا مظاہرہ کرنے والوں کے حوصلوں میں اضافہ کرنے کے لیے کہا جارہا ہے کہ موت تو اپنے وقت پر آکر رہے گی، پھر بھاگنے اور بزدلی دکھانے کا کیا فائدہ؟ اسی طرح محض دنیا طلب کرنے سے کچھ دنیا تو ال جاتی ہے لیکن آخرت میں اخروی نعمیں تو ملیں گی ہی، دنیا کھیں آخرت میں اخروی نعمیں تو ملیں گی ہی، دنیا بھی اللہ تعالی انہیں عطا فرماتا ہے۔ آگے مزید حوصلہ افزائی اور تسلی کے لیے پچھلے انبیاء ﷺ اور ان کے پیرو کاروں کے صبر اور ثابت قدمی کی مثالیں دی جارہی ہیں۔

r. یعنی ان کو جو جنگ کی شدرتوں میں بیت ہمت نہیں ہوتے اور ضعف اور کمزوری نہیں د کھاتے۔

مدوگار ہے۔

161. ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے، اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرتے ہیں جس کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں اتاری، (۲) اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور ان ظالموں کی بری جگہ ہے۔

10 کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور ان ظالموں کی بری جگہ ہے۔
تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔ (۳) یہاں تک تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔ (۳) یہاں تک کہ جب تم نے بہت ہمتی اختیار کی اور کام میں جھگڑنے کہ جب تم نے بہت ہمتی اختیار کی اور کام میں جھگڑنے لئے اور نافرمانی کی، (۳) اس کے بعد کہ اس نے تمہاری

سَنُلُقِىٰ فِى ْقُلُوْكِ الَّانِيْنَ كَفَّمُ وَاللَّوْعُبَ بِهِمَّا اَشْتَرُكُوْ ابِاللهِ مَالَمُ يُنَزِّلُ بِهِ سُلُطْنًا ۚ وَمَا وْنِهُمُ النَّالُ ۗ وَ بِشُ مَثْوَى الظّلِمِيْنَ ۞

وَلَقَالُ صَدَاقَكُمُ اللهُ وَعْمَانَا إِذْ تَحُسُّوْنَهُمُ بِإِذْنِهِ ۚ حَتَّى إِذَا فَشِلْتُمُ وَتَنَازَعُ تُحُمُ فِي الْالْمُورُوعَصَيْتُمُ مِّنَ ابَعُدِ مَاۤ اَرٰكُمُ مَّا تُحِبُّونَ مِنْكُمُومَّنُ يُورِيُكُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمُ

ا. یہ مضمون پہلے بھی گزرچکا ہے، یہاں پھر دہرایا جارہا ہے کیونکہ احد کی شکست سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض کفار یا منافقین مسلمانوں کو یہ مشورہ دے رہے تھے کہ تم اینے آبائی دین کی طرف لوٹ آؤ۔ ایسے میں مسلمانوں کو کہا گیا کہ کا فرول کی اطاعت ہلاکت وخسران کا باعث ہے۔ کامیاتی اللہ کی اطاعت ہی میں ہے اور اس سے بہتر کوئی مدد گار نہیں۔ ۲. مسلمانوں کی شکست دکھتے ہوئے بعض کافروں کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ موقع مسلمانوں کے بالکلیہ خاتمہ کے لیے بڑا اچھا ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالی نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ پھر انہیں اپنے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کا حوصلہ نہ ہوا۔ (فٹر القدیر) صحیحین کی حدیث میں ہے کہ نبی مَثَالَیْنِا نے فرمایا کہ مجھے یانچ چیزیں الی عطاکی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ "نُصِرْتُ بالرُّعْب مَسِیْرَةَ شَهْرِ" "وشمن کے دل میں ایک مہینے تک کی مسافت پر میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی ہے۔" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ مَا لَّنْتِيْظ کا رعب مستقل طور پر دشمن کے دل میں ڈال دیا گیا تھا۔ اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مَا کیا لینٹیا کے ساتھ آپ مَنْ النَّيْظُ کی امت لیعنی مسلمانوں کا رعب بھی مشر کوں پر ڈال دیا گیا ہے اور اس کی وجہ ان کا شرک ہے۔ گویا شرک کرنے والوں کا دل دوسروں کی ہیت سے لرزال وترسال رہتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ جب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد مشرکانہ عقائد واعمال میں مبتلا ہوئی ہے، تو دشمن ان سے مرعوب ہونے کے بجائے، وہ دشمنوں سے مرعوب ہیں۔ ۰۰۰. اس وعدے سے بعض مفسرین نے تین ہزار اور ۵ہزار فرشتوں کا نزول مراد لیا ہے لیکن یہ رائے سرے سے صحیح نہیں بلکہ صبیح یہ ہے کہ فرشتوں کا یہ نزول صرف جنگ بدر کے ساتھ مخصوص تھا۔ باقی رہا وہ وعدہ جو اس آیت میں مذکور ہے تو اس سے مراد فتح ونصرت کا وہ عام وعدہ ہے جو اہل اسلام کے لیے اور اس کے رسول کی طرف بہت پہلے سے کیا جاچکا تھا۔ حتی کہ بعض آیتیں مکہ میں نازل ہو بچکی تھیں۔ اور اس کے مطابق ابتدائے جنگ میں مسلمان غالب وفاتح رے جس کی طرف ﴿إِذْ تَتُحُسُّونَهُمُ بِإِذْنِهِ ﴾ سے اشارہ کیا گیا ہے۔

ہم. اس تنازع اور عصبان سے مراد ۵۰ تیر اندازوں کا وہ اختلاف ہے جو فتح وغلبہ دیکھ کر ان کے اندر واقع ہوا اور جس

مَّنُ يُحِرِٰيُدُ الْاِخِرَةَ ۚ ثُثُرَّصَ رَفَكُمُ عَنْهُمُ لِيَنْبَلِيكُمُّ ۚ وَلَقَدُ عَفَا عَنُكُمُ ۗ وَاللهُ ذُوُ فَضُٰلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۞

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلُونَ عَلَى آحَدٍ وَّالرَّسُولُ يَدُعُوكُمْ فِنَّ ٱخْرَاكُمْ فَأَتَا بَكُمُ عَمَّا بِغَيْمِ لِكَيْدُ لا تَخْرَنُوا عَلَى مَا فَا تَكُمُ

چاہت کی چیز متہیں و کھادی، (۱) تم میں سے بعض دنیا چاہتے سے اللہ اور بعض کا ارادہ آخرت کا تھا<sup>(۳)</sup> تو پھر اس نے متہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تم کو آزمائے (۱۳) اور یقیناً اس نے تمہاری لغزش سے در گزر فرمادیا اور ایمان والول پر اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ (۵)

10 جب کہ تم چڑھے چلے جارہے تھ (۱) اور کسی کی طرف توجہ تک نہیں کرتے تھے اور اللہ کے رسول تہمیں مہارے بیچھے سے آوازیں دے رہے تھے، (۱) بس تہمیں

کی وجہ سے کا فروں کو پلٹ کر دوبارہ حملہ آور ہونے کا موقع ملا۔

ا. اس سے مراد وہ فتح ہے جو ابتداء میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی تھی۔

۲. یعنی مال غنیمت، جس کے لیے انہوں نے وہ پہاڑی چھوڑدی جس کے نہ چھوڑنے کی انہیں تاکید کی گئی تھی۔

۳. وہ لوگ ہیں جنہوں نے مورچہ چھوڑنے سے منع کیا اور نبی کریم منگائیڈیم کے فرمان کے مطابق اسی جگہ ڈٹے رہنے کا عزم ظاہر کیا۔

٨. ليني غلبه عطاكرنے كے بعد پھر تهميں شكست دے كر ان كافروں سے پھيرديا تاكم تمهيں آزمائے۔

۵. اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس شرف وفضل کا اظہار ہے جو ان کی کو تاہیوں کے باوجود اللہ نے ان پر فرمایا۔ یعنی ان کی غلطیوں کی وضاحت کرکے تاکہ آئندہ ان کا اعادہ نہ کریں، اللہ نے ان کے لیے معافی کا اعلان کردیا تاکہ کوئی بد باطن ان پر زبان طعن دراز نہ کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہی قر آن کریم میں ان کے لیے عنو عام کا اعلان فرمادیا تو اب کسی کے لیے طعن و تشنیح کی شخائش کہاں رہ گئی؟ صحیح بخاری میں ایک واقعہ نہ کور ہے کہ ایک حج کے موقع پر ایک شخص نے حضرت عثان رشائشۂ پر بعض اعتراضات کیے کہ وہ جنگ بدر اور بیعت رضوان میں شریک نہیں ہوئے۔ نیز یوم احد میں فرار ہوگئے تھے۔ حضرت ابن عمر طفائشۂ نے فرمایا کہ جنگ بدر میں تو انکی المبہ (بنت رسول مثالیۃ بیار تھیں، بیعت رضوان کے موقع پر آپ رسول مثالیۃ کی سفیر بن کر مکہ گئے ہوئے تھے اور یوم احد کے فرار کو اللہ نے معاف فرمادیا ہے۔ (ملخصاء صحیح بخاری، غزوۃ آحد)

۲. کفار کے یکبارگی اچانک جملے سے مسلمانوں میں جو بھگدڑ بچی اور مسلمانوں کی اکثریت نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ اس کا نقشہ بیان کیا جارہا ہے۔ تُصْعِدُونَ إِصْعَادٌ سے ہے جس کے معنی اپنی رو بھاگے جانے یا وادی کی طرف چڑھے جانے یا بھاگئے کے ہیں۔ (طری)
 ک. نبی مَنگا ﷺ این کے چند ساتھیوں سمیت چھپے رہ گئے اور مسلمانوں کو پکارتے رہے۔ (اِلَیَّ عِبَادَ اللهِ! إِلَیَّ عِبَادَ اللهِ!» الله
 کے بندو! میری طرف لوٹ کر آؤ! اللہ کے بندو میری طرف لوٹ کر آؤ۔ لیکن سراسیگی کے عالم میں یہ پکار کون سنتا؟

وَلاَمَا اَصَابَكُمُ وَاللهُ خَبِيُرُ بِمَا تَعُمُلُوْنَ

تُمْ آنْزَلَ عَلَيُكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَقِرَ آمَنَةٌ ثُعَاسًا يَغْشَى
كَا إِنفَةٌ مِّنْكُمُ وَكَا إِنفَةٌ قَنْ آهَمَتُهُمُ اَنْشُنُهُمُ
كَا إِنفَةٌ مِّنْكُمُ وَكَا إِنفَةٌ قَنْ آهَبَاهِ لِيَّة نِقُولُونَ
نَظُونُ الْكَامِنَ الْكَمُرِمِنْ شَكَّ قُلُ اِنَّ الْوَمْرُكُلَّة يُلِيَّة
هُلُ لَنَا مِنَ الْكَمُرِمِنْ شَكَّ قُلُ اِنَّ الْوَمْرُكُلَّة يُلِيَّة
كُانَ لَنَا مِنَ الْوَمْرِشَقَ كُاقَتُلْنَا هُمُنَا قُلُ لَوَكُنْ تُدُونِ
كَانَ لَنَا مِنَ الْوَمْرِشَقُ كَاقَتُلْنَا هُمُنَا قُلُ لَوَكُنْ تُدُونِ
كَانِ لَنَا مِنَ الْوَمْرِشَقَ كُاقَتُلْنَا هُمُنَا قُلُ لَوَكُنْ تُدُونِ
كَانُ لِنَا مِنَ الْوَمْرِشَقَ كُنَا قَدُلُنَا هُمُنَا قُلُ لَوَكُنْ تُدُونِ
بُيُونِكُمْ لِلْرَزَ الَّذِي نِي كُرِبَ عَلَيْهُومُ الْقَتُلُ إِلَى الْمُنْ اللَّهُ اللَّهُ الْوَلْمُولِيْنَا فَا لِيَكُولُونَ الْمَنْ اللَّهُ الْمَنْ اللَّهُ الْمَالُونَ الْمُعَلِّى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُنْ الْمُنْ الْمُؤْلِقُ اللَّهُ اللَّلَالُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُؤْلِكُمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُولُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُولُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُولُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُولُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُولُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُ الْمُؤْلِقُولُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُولُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُولُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُ الْمُؤْلِقُولُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُ الْمُؤْلِقُولُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُ الْمُؤْلِقُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُولُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُ الْمُؤْلِقُ الْمُؤْلُولُ اللَّهُ الْمُؤْلِقُ الْمُؤْلِقُ الْمُؤْلِقُلُولُ الْمُؤْلِقُلُولُ اللَّهُ الْمُؤْلُولُ الْمُؤْلُولُ الْمُؤْلُولُ الْمُؤْلُو

غم پرغم پہنچا<sup>(۱)</sup> تاکہ تم فوت شدہ چیز پر ممگلین نہ ہو اور نہ پہنچنے والی (تکلیف) پر اداس ہو،<sup>(۲)</sup> اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے خبر دار ہے۔

الم الله کے اختیار میں ہے ایک علی کے بعد تم پر امن نازل فرمایا اور تم میں سے ایک جماعت کو امن کی نیند آنے لگی۔ اللہ کچھ وہ لوگ بھی تھے کہ انہیں اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناحق جہالت بھری ہوئی میں اللہ کے اللہ تھے کیا جمیں بھی کسی جیزکا اختیار ہے؟ (۱) آپ کہہ دیجے کہ کام کُل کا کُل اللہ کے اختیار میں ہے، کہ یہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی اللہ کے اختیار میں ہے، کہ یہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی

ا. فاُٹابکم تہاری کو تاہی کے بدلے میں تہمیں غم پر غم دیا غَمَّا بِغَمِّ بمعنی غَمَّا عَلَیٰ غَمِّ ابن جریر اور ابن کثیر کے اختیار کردہ رائے قول کے مطابق پہلے غم سے مراد ہے مراد ہے مراد ہے مراد ہے مطابوں کی شہادت، ان کے زخمی ہونے، نبی مُنَّا اِلْمِیْمُ کے حکم کی خلاف ورزی اور آپ مُنَّالِیْمُ کی شہادت کی خبر سے بینچنے والا غم۔

۲. لیعنی یہ غم پر غم اس لیے دیا تاکہ تہارے اندر شدائد برداشت کرنے کی قوت اور عزم وحوصلہ پیدا ہو۔ جب یہ قوت اور عوصلہ پیدا ہو جب یہ قوت اور عوصلہ پیدا ہو۔ جب یہ قوت اور عوصلہ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر انسان کو فوت شدہ چیز پر غم اور پہنچنے والے شدائد پر ملال نہیں ہوتا۔

س. مذکورہ سراسیگی کے بعد اللہ تعالی نے پھر مسلمانوں پر اپنا فضل فرمایا اور میدان جنگ میں باتی رہ جانے والے مسلمانوں پر اونگھ مسلط کردی۔ یہ اونگھ اللہ کی طرف سے سکیت اور نصرت کی دلیل تھی۔ حضرت ابو طلحہ رفائٹنڈ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جن پر احد کے دن اونگھ چھائی جارہی تھی حتی کہ میری تلوار کئی مرتبہ میرے ہاتھ سے گرتا، وہ پھر گرجاتی۔ (سی بخانی) نُعَاسًا، أَمَنَةً سے بدل ہے۔ طائفة، واحد اور جمع دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ (فی القدی)

اس سے مراد منافقین میں۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں ان کو تو اپنی جانوں ہی کی فکر تھی۔

۵. وہ یہ تھیں کہ نبی کریم منگالیا کی معاملہ باطل ہے، یہ جس دین کی دعوت دیتے ہیں، اس کا مستقبل مخدوش ہے، انہیں اللہ کی مدد ہی حاصل نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

۲. لیغیٰ کیا اب ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی فتح ونصرت کا امکان ہے؟ یا یہ کہ کیا ہماری بھی کوئی بات چل سکتی ہے اور مانی جاسکتی ہے؟

ک. تمہارے یا دھمن کے اختیار میں نہیں ہے، مدد بھی اسی کی طرف سے آئے گی اور کامیابی بھی اس کے حکم سے ہوگی اور امر ونہی بھی اس کا ہوگا۔

مَضَاچِعِهِمُ ۚ وَلِيَكْتَلِى اللهُ مَا فِي صُدُودِكُمُ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُو كِمُّرٌ ۗ وَاللهُ عَلِيمُۥ بِنَاتِ الصِّدُورِ@

ٳؿۜٵێٙڹؽؽۘڗۘٷڴۅؙٳڡؽؙڴۄ۫ڽۘٷٞۘ؋ٳڵٮڠۜؽٵۻۘۼؽٚٳٳؽؠۘٵ ٳڛۘؾڒڲۿؙڎٳڶۺۜؽڟؽؠؠۼڞؚٵڰ؊ڽؙۅؙؖٷڶڡٙؽػۼڡؘٵ ٳٮڵڎؙۼؿۿؙڎٳٷٳڸڰۼڠۏ۠ڎڮڸؽٷۿ

باتیں چھپاتے ہیں جو آپ کو نہیں بتاتے، (''کہتے ہیں کہ اگر ہمیں کچھ بھی اختیار ہوتا تو یہاں قتل نہ کیے جاتے۔ ('' آپ کہہ دیجے کہ گو تم اپنے گھروں میں ہوتے پھر بھی جن کی قسمت میں قتل ہونا تھا وہ تو مقتل کی طرف چل کھڑے ہوتے،'' اور اللہ تعالی کو تمہارے سینوں کے اندر کی چیز کا آزمانا اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے، اس کو پاک کرنا تھا، ('') اور اللہ تعالی سینوں کے بھید سے آگاہ ہے۔ (ف) کرنا تھا، تم میں سے جن لوگوں نے اس دن بیٹھ دکھائی جس دن دونوں جماعتوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تھی یہ لوگ جس دن دونوں جماعتوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تھی یہ لوگ آگئے ('') لیکن یقین جانو کہ اللہ تعالی نے انہیں معان کردیا ('') ہے شک اللہ تعالی ہے جفشے والا اور خمل والا۔

ا. اپنے ولوں میں نفاق چھپائے ہوئے ہیں، ظاہر یہ کرتے ہیں کہ وہ رہنمائی کے طالب ہیں۔

٢. يه وه آليل ميل كهت يا اين دل ميل كهت تھـ

سا. الله تعالیٰ نے فرمایا: اس قشم کی باتوں کا کیافائدہ؟ موت تو ہر صورت میں آنی ہے اور اس جگہ پر آنی ہے جہاں الله کی طرف سے لکھ دی گئی ہے۔ اگر تم گھروں میں بیٹھے ہوتے اور تبہاری موت کسی مقتل میں لکھی ہوتی تو تبہیں قضاء ضرور وہاں کھینچ کر لے جاتی ؟

۴. یہ جو کچھ ہوا اس سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ تمہارے سینوں کے اندر جو کچھ ہے لینی ایمان، اسے آزمائے (تاکہ منافق الگ ہوجائیں) اور پھر تمہارے دلوں کو شیطانی وساوس سے پاک کردے۔

۵. یعنی اس کو تو علم ہے کہ مخلص مسلمان کون ہے اور نفاق کا لبادہ کس نے اوڑھ رکھا ہے؟ جہاد کی متعدد حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ اس سے مومن اور منافق کھل کر سامنے آجاتے ہیں جنہیں عام لوگ بھی پھر دیکھ اور پیچان لیتے ہیں۔ ۲. یعنی احد میں مسلمانوں سے جو لغزش اور کو تاہی ہوئی اس کی وجہ ان کی پیچیلی بعض کمزوریاں تھیں جس کی وجہ سے شیطان اس روز بھی انہیں پیسلانے میں کامیاب ہوگیا۔ جس طرح بعض سلف کا قول ہے کہ "نیکی کا بدلہ یہ بھی ہے کہ اس کے بعد مزید برائی کا راستہ کھاتا اور ہموار ہوتا ہے۔" اس کے بعد مزید برائی کا راستہ کھاتا اور ہموار ہوتا ہے۔" کے اللہ تعالیٰ صحابہ شخانی کی تغرشوں، ان کے متائی اور حکمتوں کے بیان کے بعد پھر اپنی طرف سے ان کے معافی کا اعلان کے اللہ توالی صحابہ شخانی کو تنہیہ ہے کہ ان مومنین کو تنہ کو تنہ کا دیا کہ کو تا کہ کو تنہ کو تنہاں کے بعد کی کا دیا کہ کو تنہیہ ہے کہ ان مومنین کو تنہیں کو تنہ کہ کہ ان مومنین کو تنہ کہ کو تنہ کو تنہ کر کیا کہ کو تنہیں کو تنہیہ ہے کہ ان مومنین کو تنہ کیا کہ کو تنہ کو تنہ کو تنہ کی کہ ان مومنین کو تنہ کو کہ کو تنہ کو تنہ کو تنہ کو تنہ کی کو تنہ کی کی کو تنہ کو ت

يَايَّهُا الَّذِينَ امنُو الاَئُونُوا كَالَّذِيْنَ كُفَرُوا وَقَالُوْ الاِخْوَانِهِ مُ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ اَوْكَانُوْا غُرًّى لُوْكَانُوْ اعِنْدَ كَانُوا مِما تُوا وَاللَّهُ يُلُولِهِ مُ وَاللَّهُ يُنْجَى اللّهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً وَمْ قُلُولِهِمْ وَاللّهُ يُنْجَى وَيُمِيْتُ وَ اللّهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيرُ اللهُ يُنْجَى

وَلَيِنَ فُتِلَتُمُ فِنُسَبِيْلِ اللهِ أَوْمُتُمُ لَمُغُفِرَةٌ مِّنَ اللهِ وَرَحْمَةٌ خُنُورٌ مِّهَا يَجْمَعُونَ ﴿

وَلَبِنُ مُّ تُنُمْ اَوْقُتِلْتُمُ لِإِلَى اللهِ تُعَثَّرُونَ ۞

فَيِمَاكِمُهُ وِمِنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوُكُنُتَ فَظًا غَلِيُظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوٰ امِنُ حَوْلِكٌ فَاحْفُ

161. اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے کفر کیا اور اپنے بھائیوں کے حق میں -جب کہ وہ سفر میں ہوں۔ کہا کہ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے، (اس کی وجہ یہ تھی کہ اس خیال کو اللہ تعالی ان کی دلی حرت کا سبب بنادے، (اور اللہ تعالی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ تعالی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ تعالی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ تعالی جلاتا ہے۔

102. اور قسم ہے اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیے جاؤ یا اپنی موت مرو تو بے شک اللہ تعالیٰ کی بخشش ورحمت اس سے بہتر ہے جسے یہ جمع کررہے ہیں۔

10۸. اور بالیقین خواہ تم مرجاؤ یا مار ڈالے جاؤ جمع تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی کیے جاؤگے۔

109. الله تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل بیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب

صادقین کو جب اللہ نے معاف فرما دیا ہے تو اب کس کے لیے جائز نہیں ہے کہ انہیں ہدف ملامت یا نشانۂ تقید بنائے۔

ا. اہل ایمان کو اس فساد عقیدہ سے روکا جارہا ہے جس کے حامل کفار اور منافقین تھے کیونکہ یہ عقیدہ بزدلی کی بنیاد ہے اس کے برعکس جب یہ عقیدہ ہوکہ موت وحیات اللہ کے ہاتھ میں ہے، نیز یہ کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے تو اس سے انسان کے اندر عزم وحوصلہ اور اللہ کی راہ میں لڑنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۲. ندکورہ فسادِ عقیدہ دلی حرت کا ہی سبب بنتا ہے کہ اگر وہ سفر پر یامیدان جنگ میں نہ جاتے بلکہ گھر میں ہی رہتے تو موت کے آغوش میں جانے سے فی جاتے۔ درآل حالیکہ موت تو مضبوط قلعول کے اندر بھی آجاتی ہے، ﴿آیْنَ مَا تَکُووْنُوْ الْکُونُتُ وَلَوْکُنْتُو فِیْ بُرُوْجٍ مُشَیّدَا فی ﴿ النساءَ ٤٠) (تم جہال کہیں بھی ہو، موت تمہیں پالے گی اگرچہ تم ہو مضبوط قلعول میں)۔ اس لیے اس حرت سے مطبوط قلعول میں)۔ اس لیے اس حرت سے مطبوط قلعول میں)۔ اس لیے اس حرت سے مطبوط قلعول میں)۔ اس جات سے میں ہو، حدیدے صحیح ہیں۔

س، موت تو ہر صورت میں آنی ہے لیکن اگر موت الی آئے کہ جس کے بعد انسان اللہ کی مغفرت ورحمت کا مستحق قرار پائے تو یہ دنیا کے مال واساب سے بہت بہتر ہے جس کے جع کرنے میں انسان عمر کھیا دیتا ہے۔ اس لیے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے گریز نہیں، بلکہ اس میں رغبت اور شوق ہونا چاہیے کہ اس طرح رحمت ومغفرت اللی یقینی ہوجاتی ہے بشر طیکہ اخلاص کے ساتھ ہو۔

عَنْهُمُ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرُهُمُ فِى الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَنَمُتَ فَتَوَكَّلُ عَلَى اللهِ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوكِّلِيْنَ @

ٳ؈ؗؾ۫ڞؙۯؙػٛٳڵڷٷؘڬڒۼٙٳڮۘۘڷڴۄ۫ٷ؈ٛڲۜۼ۫ڬٛڷڴۄؙڡٚؠٙؽ ۮٵڵۜۮؚؽؽؘڞؙۯؙڴڎڝۨٞۯؘڹڡ۫ۑ؋ٝۅٛۼٙٙٙٙٙٙڶٵڵڡ ڡؘڵؽٮۜۘٷڲۜڵڶۮؙۅؙؙ۫ڡؚٮٛٚۉڹ

وَمَا كَانَ لِنَبِيِّ آنُ تَغْلُلْ وَمَنْ تَغُلُلْ يَانِي بِمَا

آپ کے پاس سے حجیث جاتے، سو آپ ان سے در گزر کریں اور کام کا مشورہ ان کریں اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں، (۲) چھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، (۳) بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

11. اگر اللہ تعالی تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ ایمان والوں کو اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

۱۲۱. اور ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت ہوجائے (\*) ہر

ا. نبی سَلَّاتُیْکِمْ جو صاحب خلق عظیم سے، اللہ تعالی اپنے اس پیغیر پر ایک احمان کا ذکر فرمارہا ہے کہ آپ سَلَیْکُیْکِمْ کے اندر جو نرمی اور یہ نرمی دعوت و تبلیغ کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اگر آپ سَلَّاکُیْکِمْ اَن نتیجہ ہے اور یہ نرمی دعوت و تبلیغ کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اگر آپ سَلُّاکُیْکِمْ اَن نتیجہ ہونے آپ سَلُکُیْکِمْ اَن کے برعکس آپ سَلَّاکُیْکِمْ اَن ندہ خو اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے قریب ہونے کے بجائے، آپ سَلُّاکُیْکِمْ سے دور بھاگتے۔ اس لیے آپ در گزر سے ہی کام لیتے رہیے۔

7. یعنی مسلمانوں کی طیب خاطر کے لیے مشورہ کرلیا کریں۔ اس آیت سے مشاورت کی اہمیت، افادیت اور اس کی ضرورت ومشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ مشاورت کا یہ حکم بعض کے نزدیک وجوب کے لیے اور بعض کے نزدیک استجاب کے لیے ہے (ابن کیر)۔ امام شوکائی لکھتے ہیں "حکم انوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ علماء سے ایسے معاملات میں مشورہ کریں جن کا انہیں علم نہیں ہے۔ یا ان کے بارے میں انہیں اشکال ہیں۔ فوج کے سربراہوں سے فوجی معاملات میں، سربر آوردہ لوگوں سے عوام کے مصالح کے بارے میں اور ماتحت حکام ووالیان سے ان کے علاقوں کی ضروریات مربر آوردہ لوگوں سے عوام کے مصالح کے بارے میں اور ماتحت حکم ان کے وجوب عزل پر کوئی اختلاف نہیں ہو وتر جیجات کے سلسلے میں مشورہ کریں"۔ ابن عطبے کہتے ہیں کہ "ایسے حکمران کے وجوب عزل پر کوئی اختلاف نہیں ہو جو اہل دین سے مشورہ نہیں کرتا"۔ یہ مشورہ صرف ان معاملات تک محدود ہوگا جن کی بابت شریعت خاموش ہے یا جن کا تعلق انظامی امور سے ہے۔ (ق القدر)

سا اینی مشاورت کے بعد جس پر آپ کی رائے پختہ ہوجائے، پھر اللہ پر توکل کرکے اسے کر گزریے۔ اس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ مشاورت یا ان کی اکثریت کا جیسا بات معلوم ہوئی کہ مشاورت یا ان کی اکثریت کا جیسا کہ جمہوریت میں ہے۔ دوسری یہ کہ سارا اعتاد وتوکل اللہ کی ذات پر ہونہ کہ مشورہ دینے والوں کی عقل وقہم پر۔ اگلی آیت میں بھی توکل علی اللہ کی مزید تاکید ہے۔

٨. جنگ احد كے دوران جو لوگ مورجه جهور كر مال غنيمت سميننے دوڑ بڑے تھے ان كا خيال تھا كه اگر ہم نه پنيح تو سارا

ۼؙۘڷؽۅٛؗ؋ٳڶڣؽػٷ۬ؿٞۊؙٷڵ۠ػؙڷؙؽؘڡ۫ڛ؆ۧڵڝۜؠۜۘػ ۅؘۿؙٷڒؽڟؚڮۏؙڹ۞

ٱڣٙؠؘؽؚٳڹؖڹۼٙڔڞؚٛۅؘڮٵڽٳؠڎڮػڽٛٵؚٚٛٙٛػؠؚڛڿٙڟٟڝؚۨڽ ٳٮڵؿۅۊٙڡۧٲۏٛؠۿؙڿۿؖٮۜؿٛٷٷڽؚئۺٳڶؠؙڝؚڹؙڔ۠۞

ۿؙۄؙۮڒڂۣڹؾۢ؏ڹ۫ۮٲڶڵؿٷۅؘٲڵؿۿڹڝٙؽؙڗ۠ؽؠؚؠٵٙ ؾۼؠۘڒؙۏؽ®

ڵڡۜٙٮؙٛڡۜؽۜٵڵڎؙۼٙڸٵڵؠٷؙڡؚڹؗؿڹٳۮ۫ڹۜۼؘۜڣ؋ۿؙۺؙٷڵ ڝٞٵؘڡؙؙۺۿڂ۪ؠؾ۫ڶۅؙٵۼؘؽۿؚۿٵڸؾؚٷؿۯٙڴؽۿۿ ٷؽؙػؚڵؠۿؙڎؙٵڰؚڒڹڹۅؘڶڿؚڬؙؠؖڎٷڔٳڽؗػٲڎؙۅؙ؈ٛ

خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا، پھر ہر مخض کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

۱۹۲. کیا پس وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے درپے ہے، اس شخص جیسا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لے کر لوٹا ہے؟ اور جس کی جگہ جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے۔

۱۹۳. اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے الگ الگ درج ہیں اور ان کے تمام اعمال کو اللہ بخوبی دیکھ رہا ہے۔

۱۹۳. بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالی کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، (۱) جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر ساتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے

مال غنیمت دوسرے لوگ سمیٹ لے جائیں گے اس پر تنبیہ کی جارہی ہے کہ آخر تم نے یہ تصور کیسے کرلیا کہ اس مال میں سے تمہارا حصہ تم کو نہیں دیا جائے گا۔ کیا تمہیں قائد غزوہ محمر مُنَافِیْتُمَ کی امانت پر اطمینان نہیں۔ یاد رکھو کہ ایک پنجمبر سے کسی قشم کی خیانت کا صدور ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ خیانت نبوت کے منافی ہے۔ اگر نبی ہی خائن ہوتو پھر اس کی خت مذمت آئی ہے۔ کی نبوت پر یقین کیوں کر کیا جاسکتا ہے؟ خیانت بہت بڑا گناہ ہے احادیث میں اس کی سخت مذمت آئی ہے۔

ا. نبی کے بشر اور انسانوں میں سے بی ہونے کو اللہ تعالیٰ ایک احسان کے طور پر بیان کررہا ہے اور فی الواقع یہ احسان عظیم ہے کہ اس طرح ایک تو وہ اپنی قوم کی زبان اور لہج میں بی اللہ کا پیغام پہنچائے گا جے سجھنا برخص کے لیے آسان ہوگا۔ دوسرا لوگ ہم جنس ہونے کی وجہ سے اس سے مانوس اور اس کے قریب ہوں گے۔ تیسرا انسان کے لیے انسان، یعنی بشر کی پیروی تو ممکن ہے لیکن فرشتوں کی پیروی اس کے بس کی بات نہیں اور نہ فرشتہ انسان کے وجدان وشعور کی گہرائیوں اور باریکیوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ اس لیے اگر پینمبر فرشتوں میں سے ہوتے تو وہ ان سب وجدان وشعور کی گہرائیوں اور باریکیوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ اس لیے اگر پینمبر فرشتوں میں سے ہوتے تو وہ ان سب بشر بی شھے۔ قرآن نے ان کی بشریت کو خوب کھول کر بیان کیا ہے۔ مثلاً فرمایا ﴿وَمَا الْوَسَلَمْ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ اللللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللللّٰ الللّٰهُ اللللّٰهُ اللللّٰهُ الللّٰهُ اللللّٰهُ اللللّٰ اللللللل

## قَبُلُ لَفِيُ ضَلْإِل مِّبِينِ<sup>®</sup>

ٱۅۘڵؠۜٵۜڝؘٵڹؾؙڴؙۊڝ۫ڝڹؽڐٞۊؙؽؗٲڝۘؠ۫ؾؙؙؗۿؚۄۜؿ۬ٚڷؽۿڵ ڠؙڷؿؙۅٵٙؿ۠ۿؽؘٲٷ۠ڶۿۅؘڡۣؽۼٮؙڽٳؘڶۿ۠ڛڵؙۿٵٟ الله على كُلِّ شَيْع قَابِيئر۞

وَمَاۤاَصَابُکُوۡ يَوۡمَالۡتَقَى الجُمَّعٰنِ فَبِاذۡنِ اللهِ وَلِيَعۡلَمَ الْمُؤۡمِنیُنَ۞

ۅٙڸؽۼؙڬۄؘٳڰڹؠؙؽؘڬٲڡؘٛؿ۠ٳ؋ۧۅٙؿ۫ڵڶؘڷؗؗؗؠٛ۫ؠؙٚڠؘٵؽؙٵڠٲؾڵؙٷٳڣٛ ڛؠؽڸٳٮڵؿۄٲۅؚٳۮڣؘڠؙۅ۠ٳ؞ٛڠٙٲڵٛۅٛٳڮؘؽۼػۄ۫ۊؚؾؘٵڰ

اور انہیں کتاب اور حکمت (۱) سکھاتا ہے، یقیناً (۲) یہ سب اس سے پہلے کھلی گراہی میں تھے۔

110. (کیا بات ہے) کہ جب تمہیں ایک ایک تکلیف پہنچی کہ تم اس جیسی دو چند پہنچا چکے، (۳) تو یہ کہنے گے کہ یہ خود تمہاری کہ یہ یہ کہاں سے آگئ؟ آپ کہہ دیجیے کہ یہ خود تمہاری طرف سے ہے، (۳) ب شک اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ ۱۲۲ اور تمہیں جو پچھ اس دن پہنچا جس دن دو جماعتوں میں مڈ بھیڑ ہوئی تھی، وہ سب اللہ کے حکم سے تھا اور اس لیے کہ اللہ تعالی ایمان والوں کو (ظاہری طور پر) جان لے۔ لیے کہ اللہ تعالی ایمان والوں کو (ظاہری طور پر) جان لے۔ 112 اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے (۱۳ اور جن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، یا کافروں کو ہٹاؤ، تو وہ کہنے

ا. اس آیت میں نبوت کے تین اہم مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔ (۱) تلاوت آیات، (۲) تزکیہ، (۳) تعلیم کتاب و حکمت۔
تعلیم کتاب میں تلاوت از خود آجاتی ہے، تلاوت کے ساتھ ہی تعلیم ممکن ہے، تلاوت کے بغیر تعلیم کا تصور ہی نہیں۔
اس کے باوجود تلاوت کو الگ ایک مقصد کے طور پر ذکر کیا گیا ہے جس سے اس ملتے کی وضاحت مقصود ہے کہ تلاوت
بجائے خود ایک مقدس اور نیک عمل ہے، چاہے پڑھنے والا اس کا مفہوم سمجھے یا نہ سمجھے۔ قرآن کے معانی ومطالب کو
سمجھنے کی کوشش کرنا یقیناً ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ لیکن جب تک یہ مقصد حاصل نہ ہو یا اتنی فہم واستعداد بہم
نہ بہتے جائے، تلاوت قرآن سے اعراض یا غفلت جائز نہیں۔ تزکیے سے مراد عقائد اور انحال واخلاق کی اصلاح ہے، جس
طرح آپ عُنالِیْنِیْم نے انہیں شرک سے ہٹاکر توحید پر لگایا اس طرح نہایت بد اخلاق اور بداطوار قوم کو اخلاق وکردار کی
رفعتوں سے ہمکنار کردیا، حکمت سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک سنت ہے۔

٢. يه إِنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الْمُثَقَّلَةِ بِ لِعنى «إِنَّ» (تَحقيق، يقيناً بلاشه) كم معنى بين.

سا. یعنی احد میں تمہارے سر آدمی شہید ہوئے تو بدر میں تم نے سر کافر قمّل کیے سے اور سر قیدی بنائے سے۔ ۸. یعنی تمہاری اس غلطی کی وجہ سے جو رسول الله مَنَّالَيُّوَّا کے تاکیدی حکم کے باوجود پہاڑی مورچہ چھوڑ کر تم نے کی تھی۔ جیسا کہ اس کی تفصیل پہلے گزری کہ اس غلطی کی وجہ سے کافروں کے ایک دستے کو اس در سے دوبارہ حملہ کرنے کا موقع مل گیا۔

۵. لین احد میں تمہیں جو کچھ نقصان پہنچا، وہ اللہ کے حکم ہے ہی پہنچا ہے (تاکہ آئندہ تم اطاعت رسول کا کما حقد اہتمام
 کرو) علاوہ ازیں اس کا ایک مقصد مومنین اور منافقین کو ایک دوسرے سے الگ اور ممتاز کرنا بھی تھا۔

ؙؖ؆ؾۜٮۘۼٮ۬۬ڬؙڎٟ۫؞ۿؙؗؗؗۿڔڶڴڣ۫ؠؽؘۅؙڡٙؠۮٟٲۊ۬ۛڔۜڹؙڡۣڹ۫ۿؙۄ ڶؚڵٳؽؠؙٵ؈ۧؽڡٞڎڵۏٛڽٵؘ۪ٛڡٛٚۅٵۿٟؠ؋؆ڶؽؘڝ؈ؙٛڰؙڵۅٛڽؚۿٟڎ ۘٷڶڵؿٵؘۼؙػؙڔؙۑؠٵٙڲػؙڎؙٷؾؖ

ٱلَّذِيثِنَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَكُ وَالْوَاطَاعُوْنَا مَا قَتِلُواْ قُلُ فَادْرَءُوا عَنْ اَنْفُيكُوالْمُوْتَ إِنْ كُنْتُمْ طدِيقِينَ©

ۅؘڵٳۼۜۺڹؘۜۜۜۜٞٵڷۑ۬ڹؙؽؘ؋ؾ۠ڶۉٳ؈۫ڛؚؽڸؚٳ۩ؗؠۄؘٲڡؙۅٵؾٵٝ؇ؠڶ ٲؙؙؙؙؽؽٳٚ؞ٛ۠ۼٮؙۮڗؠؚۿۣ؞ؙؽۯڒۊؙۏؽ۞ٚ

لگے کہ اگر ہم لڑائی جانتے ہوتے تو ضرور ساتھ دیتے، (۱) وہ اس دن بہ نسبت ایمان کے کفر سے بہت قریب تھے، (۲) اپنے منہ سے وہ باتیں بناتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں، (۳) اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔ نہیں، (۳) اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔ اللہ بھائیوں کی بابت کہا کہ اگر وہ بھی ہماری بات مان لیتے تو قتل نہ کے جاتے۔ کہہ دیجے کہ اگر تم سیچ ہو تو اپنی جانوں سے موت کو ہٹادو۔ (۳)

149. اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ مجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیے جاتے ہیں۔(۵)

ا. الرائی جانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر واقعی آپ لوگ لڑائی لڑنے چل رہے ہوتے تو ہم بھی ساتھ دیتے۔ گر آپ تو لڑائی کے بجائے اپنے آپ کو تابی کے دہانے میں جھو تکنے جارہے ہیں۔ ایسے غلط کام میں ہم کیوں آپ کا ساتھ دیں۔ یہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے اس لیے کہا کہ ان کی بات نہیں مانی گئی تھی اور اس وقت کہا جب وہ مقام شوط پر پہنچ کر واپس ہورہے تھے اور عبداللہ بن حرام انساری ڈائٹیڈ انہیں سمجھا بجماکر شریک جنگ کرنے کی کوشش کررہے تھے۔ (قدرے تفصیل گزر بچی ہے)

۲. اینے نفاق اور ان باتوں کی وجہ سے جو انہوں نے کیں۔

۳. لیعنی زبان سے تو وہ ظاہر کیا جو مذکور ہوا لیکن دل میں یہ تھا کہ ہماری علیحدگی سے ایک تو مسلمانوں کے اندر بھی ضعف پیدا ہوگا۔ دوسرا کافروں کو فائدہ ہوگا۔ مقصد اسلام، مسلمانوں اور نبی کریم مُثَاثِثَیْنِ کو نقصان پہنچانا تھا۔

7. یہ منافقین کے اس قول کا رو ہے کہ "اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو قتل نہ کیے جاتے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اگر تم سے ہوتو خود سے موت کو ٹال کر دکھاؤ" مطلب یہ ہے کہ نقدیر سے کسی کو مفر نہیں۔ موت بھی جہاں اور جیسے مقدر ہے، وہاں اور اس صورت میں آگر رہے گی۔ اس لیے جہاد اور اللہ کی راہ میں لڑنے سے گریز وفرار یہ کسی کو موت کے شکنج سے نہیں بچاسکا۔

۵. شہداء کی یہ زندگی حقیقی ہے یا مجازی، یقینا حقیقی ہے لیکن اس کا شعور اٹال دنیا کو نہیں، جیسا کہ قرآن نے وضاحت کردی ہے۔ ملاحظہ ہو (سورۂ بھرۃ آیت: ۱۵۲) پھر اس زندگی کا مطلب کیا ہے؟ بعض کہتے ہیں قبروں میں ان کی روحیں لوٹا دی جاتی ہیں اور وہاں اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جنت کے پھلوں کی خوشہو کیں انہیں آتی ہیں جن سے ان کے مشام جان معطر رہتے ہیں۔ لیکن حدیث سے ایک تیسری شکل معلوم ہوتی ہے اس لیے وہی

ڡؘٙڔۣۣڿؽڹؠؠٙٵۜڶٮۿؙؙؙؙؙؙ۠ۮڸڵۿؙ؈۬ڡٛڞ۬ڸ؋ٚۅؘؽؘۺؿۺ۠ۯؙۏؽ ڽٳڷڿؽؙؽڶڎؘؽڶػڨؙۅؙٳۑۿٟۮۺؽٚڂڶڣڰؠٵؘ۩ۜۮڂؘۅڡٛ ۼؘؽۼۿؚڂٷڵۿؙڂؙؿؘڿڒؙۏؙؽ۞

ؽٮؘؾؙۺؗٷۏڹؠۣۼؠؠۊڝۜڶۺۼۅؘڡٛڞؙڸٟڵۊٙٳؘؾؘٳۺؗ ڒڒۣڝٛ۬ؽۼٲۼڔٵڷٷؙۣۛڡؚڹؽڹؖٛٛ

• 12. الله تعالی نے اپنا فضل جو انہیں دے رکھا ہے اس سے بہت خوش ہیں اور ان پچھلوں کی بابت جو اب تک ان کے پاس نہیں پہنچ خوشیاں منارہے ہیں، (۱) اس پر کہ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ ممگین ہوں گے۔

121. وہ خوش ہوتے ہیں اللہ کی نعت اور فضل سے اور اس سے جھی کہ اللہ تعالی ایمان والوں کے اجر کو برباد نہیں کرتا۔ (۲)

صحیح ہے، وہ یہ کہ ان کی روحیں سبز پرندوں کے جوف یا سینوں میں داخل کردی جاتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتی پھرتی اور اسکی نعمتوں سے متمتع ہوتی ہیں۔ (فتح القدید بحوالہ صحیح مسلم، کتاب الإمارة)

ا. یعنی وہ اہل اسلام جو ان کے پیچھے دنیا میں زندہ ہیں یا مصروف جہاد ہیں، ان کی بابت وہ خواہش کرتے ہیں کہ کاش وہ بھی شہادت سے ہمکنار ہو کر یہاں ہم جیسی پر لطف زندگی حاصل کریں۔ شہدائے احد نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ ہمارے وہ مسلمان بھائی جو دنیا میں زندہ ہیں، انہیں ہمارے حالات اور پر مسرت زندگی سے کوئی مطلع کرنے والا ہے؟ تاکہ وہ جنگ وجہاد سے اعراض نہ کریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میں تمہاری یہ بات ان تک پہنچادیتا ہوں" ای سلسے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میں تمہاری یہ بات ان تک پہنچادیتا ہوں" ای سلسے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میں تمہاری یہ بات ان تک پہنچادیتا ہوں" ای سلسے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میں دوبارہ "من نَفْسِ تَمُوتُ لَهَا عِنْدُ اللهِ خَیْرٌ یَسُوُهَا أَنْ تَوْجِعَ إِلَی الدُّنْیَا فَیقْتَلَ مَرَّةً أُخْریٰ لِمَا یَریٰ مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ» (مسند احمد۳۲۰۱۲، فی فضیلت ثابت ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں فرمایا «ما ہون نَفْسِ تَمُوتُ لَهَا یَنْدُ اللهِ خَیْرٌ یَسُوُهَا أَنْ تَوْجِعَ إِلَی الدُّنْیَا فَیقْتَلَ مَرَّةً أُخْریٰ لِمَا یَریٰ مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ» (مسند احمد۳۲۲۰۱۲، والله الشّهادة) "کوئی مرنے والی جان، جس کو اللہ کے بال اچھا مقام حاصل ہے، دنیا میں ووہارہ آنا پند منہیں کرتی۔ البتہ شہید دنیا میں دوہارہ آنا پند کرتا ہے۔ "حضرت جابر دُواللُوْ کُھُو کہ ہم میں قُل کیا جائے۔ یہ قرامای ہم معلوم ہے کہ اللہ نے تیرے باپ کو وہ مشاہدہ کرلیتا ہے۔ "حضرت جابر دُواللُوْ کُھُ کہ ہم ہم دوہارہ دنیا میں بھی دیا میں میں بھی دیا میں اللہ تعالی فرمائے گا، یہ تو ممکن نہیں ہم اس لیے کہ میرا فیصلہ ہے کہ یہاں آنے تاکہ دوہ ارہ میں مارا جاؤں، اللہ تعالی فرمائے گا، یہ تو ممکن نہیں ہم اس لیے کہ میرا فیصلہ ہے کہ یہاں آنے تاکہ دوہارہ دنیا میں مارا واوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ تو ممکن نہیں ہم اس لیے کہ میرا فیصلہ ہے کہ یہاں آنے تاکہ دوبارہ دنیا میں واپس نہیں جاسی حاسیا۔

۲. یہ استبشار، پہلے استبشار کی تاکید اور اس بات کا بیان ہے کہ ان کی خوشی محض خوف و حزن کے فقدان کی ہی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے بے پایاں فضل و کرم کی وجہ سے بھی ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے پہلی خوشی کا تعلق دنیا میں رہ جانے والے بھائیوں کی وجہ سے اور یہ دوسری خوشی اس انعام واکرام کی ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے خود ان پر ہوا۔ (فخ القدیم)

ٱلّذِينِين اسْتَجَابُوُ الِلّٰهِ وَالرَّسُوُلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرُحُ ۚ لِلّذِينَ اَحْسَنُوا مِنْهُمُ وَاتَّقَوْا اَجُرٌ عَظِيْمٌ ۚ

ٱلّذِينَ قَالَ لَهُوُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدُ جَمَعُوْا لَكُوْفَاغْشَوْمُ فَزَا دَهُمُ إِيْمَانًا تَا ۖ وَقَالُوْا حَسُبُنَا اللّٰهُ وَفِحُمَالُوكِيْلُ ۞

121. جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے تھم کو قبول کیا اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے، ان میں سے جنہوں نے نیکی کی اور پر ہیز گاری برتی ان کے لیے بہت زیادہ اجر ہے۔(۱)

ان سے لوگوں نے کہا کہ کا فروں نے کہا کہ کا فروں نے کہا کہ کا فروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لیے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان ہیں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

ا. جب مشرکین جنگ احد سے واپس ہوئے تو راستے میں انہیں خیال آیا کہ ہم نے تو ایک نہایت سنہری موقع ضائع کردیا۔ مسلمان شکست خوردگی کی وجہ سے بے حوصلہ اور خوف زدہ تھے۔ ہمیں اس سے فائدہ اٹھاکر مدینہ پر بھرپور ہملہ کردیا چاہیے تھا تاکہ اسلام کا یہ پودا اپنی سرزمین (مدینہ) سے ہی نبیست ونابود ہوجائے۔ ادھر مدینہ پنچ کر نمی کریم شکھینے کو بھی اندیشہ ہوا کہ شاید پھر پلے آئیں البذا آپ شکھینے کے سے پر صحابہ کو لڑنے کے لیے آمادہ کیا آپ شکھینے کی کہنے پر صحابہ بوجود اس بات کے کہ وہ اپنے متقولین ومجروعین کی وجہ سے دل گرفتہ اور محزون ومغموم تھے، تیار ہوگئے۔ مسلمانوں کا ارادہ یہ قافلہ جب مدینہ سے ۸ میل کے فاصلے پر واقع "محراء الاسد" پر پہنچا تو مشرکین کو خوف محسوس ہوا۔ چنانچہ ان کا ارادہ بدل گیا اور وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کے بجائے مکہ واپس چلے گئے۔ اس کے بعد نبی شکھینے اور آپ شکھنے کے رفقاء بھی بدل گیا اور وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کے بجائے مکہ واپس چلے گئے۔ اس کے بعد نبی شکھنے کو اس کے بعض نے اس کا سبب مدینہ واپس آگئے۔ آیت میں مسلمانوں کے اس جذبہ اطاعت اللہ ورسول کی تعریف کی گئی ہے بعض نے اس کا سبب نول ابو سفیان کی اس دھمکی کو بتلایا ہے کہ آئندہ سال بدر صغری میں ہمارا تنہارا مقابلہ ہوگا۔ (ابو سفیان انجی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) جس پر مسلمانوں نے بھی اللہ ورسول کی اطاعت کے جذبے کا مظاہرہ کرتے ہوئے، جہاد میں مسلمان نہیں ہوئے تھے) جس پر مسلمانوں نے بھی اللہ ورسول کی اطاعت کے جذبے کا مظاہرہ کرتے ہوئے، جہاد میں بھرپر رحصہ لینے کا عزم کرلیا۔ (طنوں از فٹے القدی وائی بھر، گریہ آخری تول بیات ہے میں نہیں کھائیا۔

7. حمراء الاسد اور کہا جاتا ہے کہ بدر صغریٰ کے موقع پر ابوسفیان نے بعض لوگوں کی خدمات مالی معاوضہ دے کر حاصل کیں اور ان کے ذریعے سے مسلمانوں میں یہ افواہ پھیلائی کہ مشرکین مکہ لڑائی کے لیے بھر پور تیاری کررہے ہیں تاکہ یہ من کر مسلمانوں کے حوصلے پہت ہوجائیں۔ بعض روایات کی رو سے یہ کام شیطان نے اپنے چیلے چانٹوں کے ذریعے سے لیا۔ لیکن مسلمان اس قسم کی افواہیں من کر خوف زدہ ہونے کے بجائے مزید عزم وولولہ سے سرشار ہوگئے جس کو یہاں ایمان کی زیادتی سے تعبیر کیا گیا ہے، کیونکہ ایمان جتنا پختہ ہوگا، جہاد کا عزم اور ولولہ بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان جامد قسم کی چیز نہیں ہے بلکہ اس میں کی بیشی ہوتی رہتی ہے، جیسا کہ محدثین کا مسلک بات کی دلیل ہے کہ ایمان جامد قسم کی چیز نہیں ہے بلکہ اس میں کی بیشی ہوتی رہتی ہے، جیسا کہ محدثین کا مسلک ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ابتاء ومصیبت کے وقت اہل ایمان کا شیوہ اللہ پر اعتماد وتوکل ہے۔ اس لیے حدیث میں بھی

فَانْقَكَبُوۡابِنِعۡمَةِمِّنَ اللهِوَوۡفَصُٰلِ لَيۡمَيۡمُسَهُمُ سُوۡءٌوَالَّبۡغُوۡابِضُوانَ اللهِ وَاللهُ ذُوۡفَصَٰلِ عَظِيْرٍ

> ٳؠؙۜٮؘٵۮ۬ڸڬؙۉٳڵۺۜؽڟؽؙۼؙڿؚٙڡؙؙٲۏڸؽٳٞٷٷؘڵڵ ؿۜٵٷٛۿؙۄؙۅؘۼٵٷٛڹٳڶؙڬؙؽ۫ؗٛٛؗؗٛٛٛؠؙؙٷؙؙڡۣڹؙؽ۞

ۅؘڵٳۼؘۯؙڹٛڬ۩ۜێڔ۬ۺؘؽڛؙٵڔٷ؈ٛڶڰڡؙٝٷٵۣ؆ؙؙٞٛؗۻؙڶؖڽؙ ؾؿؙڗؙۅۘٵۺٚۿۺؘؿٵ۫ؠؙڔؽڽٵۺ۠ۿؙ۩ٚؽۼڠڶڶۿۿؙڔػڟٙٵڣ ٵڵۼۯۊٷػمؙۼؘۮٵڋۼؚڟؚڸؿ۠۞

اِتَّ الَّذِيثَ اشَّتَرَوُّ اللَّمُ فَرَالِا يُمَانِ لَنَ يَغُرُّوا اللهَ شَيْئًا وَلَهُمُ عَذَاكِ إلِيْهُ

وَلَا يَعْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُ وْآانَّمَا نُمُلُ لَهُمُ خَيْرٌ

۱۵۲. (نتیجہ یہ ہوا کہ) وہ اللہ کی نعمت وفضل کے ساتھ لوٹے، (انہیں کوئی برائی نہ پہنچی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی پیروی کی، اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

۸۵۱. یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے (<sup>(۲)</sup> تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو۔ (<sup>(۳)</sup>

121. اور کفر میں آگے بڑھنے والے لوگ تجھے غمناک نہ کریں، یقین مانو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا پچھ نہ بگاڑ سکیں گے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ان کے لیے آخرت کا کوئی حصہ عطا نہ کرے، (\*) اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

122. کفر کو ایمان کے بدلے خرید نے والے ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور ان ہی کے لیے المناک عذاب ہے۔

۱۷۸. اور کافرلوگ جاری دی ہوئی مہلت کو اینے حق میں

حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ پڑھنے کی فضیلت وارد ہے۔ نیز صحیح بخاری وغیرہ میں ہے حضرت ابراہیم علیہ اُ کو جب آگ میں ڈالا گیا تو آپ کی زبان پریمی الفاظ تھے۔ (فٹر القدیر)

ا. نِعْمَةٌ سے مراد سلامتی ہے اور فَضْلٌ سے مراد وہ نفع ہے جوہدر صغریٰ میں تجارت کے ذریعے سے حاصل ہوا۔ نبی کریم مَثَانِیْنِ نے بدر صغریٰ میں ایک گزرنے والے قافلے سے سامان تجارت خرید کر فروخت کیا جس سے نفع حاصل ہوا اور آپ مَثَانِیْنِ نے بدر صغریٰ میں ایک گذریا۔ (ابن کثیر)

r. لیعنی تنہیں اس وسوسے اور وہم میں ڈالتا ہے کہ وہ بڑے مضبوط اور طاقتور ہیں۔

۳. نی مَنْالَیْکُوْمُ کے اندر اس بات کی شدید خواہش تھی کہ سب لوگ مسلمان ہوجائیں، اس کیے ان کے انکار اور تکذیب سے آپ کو سخت تکلیف کیبنچتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ مَنَالِیْکِوْمُ کو تعلیٰ دی ہے کہ آپ مَنَالِیْکِوْمُ مُککین نہ ہوں، یہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ کیتے، اپنی ہی آخرت برباد کررہے ہیں۔

لِّانْفُيهِهُ ۚ إِنَّمَانُئِلْ لَهُمُ لِيَزْدَادُوْلَاثُمَّا وَلَهُمُ عَذَاكِ مُّهُنِئُ⊕

مَاكَانَ اللَّهُ لِيَنَارَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى مَآ اَكُنُّمُ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيْزَ الْخَبِيُثَ مِنَ الطِّيِّبِ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطُلِعَكُمُ عَلَى الْفَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهِ يَعْتَبِيْنُ مِنُ رُسُلِهِ مَنْ يَّشَآ أَءُ قَامِنُوْ اللَّهِ وَسُلِهَ وَانْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاَّءُ وَقَامِنُوْ اللَّهِ وَسُلِهَ وَانْ

بہتر نہ سمجھیں، یہ مہلت تو اس لیے ہے کہ وہ گناہوں میں اور بڑھ جائیں، (۱) اور ان ہی کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

129. جس حال پر تم ہو اسی پر اللہ ایمان والوں کو نہ چھوڑدے گا جب تک کہ پاک اور ناپاک کو الگ الگ نہ کردے، (۲) اور نہ اللہ تعالی ایبا ہے کہ تمہیں غیب سے آگاہ کردے، (۳) بلکہ اللہ تعالی اپنے رسولوں میں سے جس کا چاہے انتخاب کرلیتا ہے، (۳) اس لیے تم اللہ تعالی پر اور

ا. اس میں اللہ کے قانون امہال (مہلت وینے) کا بیان ہے۔ لینی اللہ تعالی این حکمت ومشیت کے مطابق کافروں کو مہلت عطا فرماتا ہے، وقتی طور پر انہیں دنیا کی فراغت وخوش حالی ہے، فتوحات سے اور مال واولاد سے نواز تا ہے۔ لوگ سجھتے ہیں کہ ان پر اللہ کا فضل ہورہا ہے لیکن اگر اللہ کی نعتوں سے فیض یاب ہونے والے نیکی اور اطاعت اللی کا راستہ اختیار نہیں کرتے تو یہ دنیوی نعتیں، فضل اللی نہیں مہلت اللی ہے۔ جس سے ان کے کفر وفسوق میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ بالآخر وہ جہنم کے دائی عذاب کے مشتق قرار پاجاتے ہیں۔ اس مضمون کو اللہ تعالی نے اور بھی گئی مقامات پر بیان کیا ہے۔ مثلاً حجمہ بوت کی عذاب کے مشتق قرار پاجاتے ہیں۔ اس مضمون کو اللہ تعالی نے اور بھی گئی مقامات پر بیان کیا ہے۔ مثلاً میں افعاد میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس مضمون کو اللہ تعالی نے اور بھی کئی مقامات پر بیان کیا ہے۔ مثلاً ہم ان کے مال واولاد میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہ ہم ان کے لیے بھلائیوں میں جلدی کررہے ہیں؟ نہیں بلکہ وہ سجھتے نہیں ہیں )۔ ہم ان کے مال واولاد میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہ ہم ان کے لیے بھلائیوں میں جلدی کررہے ہیں؟ نہیں بلکہ وہ سجھتے نہیں ہیں)۔ منافق سے اللہ تعالی ابتلاء کی بھی سے ضرور گزار تا ہے تا کہ اس کے دوست واضح اور دشمن ذلیل ہوجائیں۔ مومن صابر، منافق سے اللہ ہوجائے جس طرح احد میں اللہ تعالی نے اہل ایمان کو آزمایا جس سے ان کے ایمان، صبر وثبات اور جذبہ منافق سے اللہ ہوجائے جس طرح احد میں اللہ تعالی نے اہل ایمان کو آزمایا جس سے ان کے ایمان، صبر وثبات اور جذبہ کا اظہار ہوا اور منافقین نے اپنے اوپر جو نفاق کا پردہ ڈال رکھا تھا وہ جے نقاب ہوگیا۔

سا. یعنی اگر اللہ تعالیٰ اس طرح ابتلاء کے ذریعے سے لوگوں کے حالات اور ان کے ظاہر وباطن کو نمایاں نہ کرے تو تمہارے پاس کوئی غیب کا علم تو ہے نہیں کہ جس سے تم پر یہ چیزیں مکشف ہوجائیں اور تم جان سکو کہ کون منافق ہے اور کون مومن خالص؟

٧٠. ہاں البتہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے غیب کا علم عطا فرماتا ہے جس سے بعض دفعہ ان پر منافقین کا اور ان کے حالات اور ان کی سازشوں کا راز فاش ہوجاتا ہے۔ لیتی یہ بھی کسی کسی وقت اور کسی کسی نبی پر ہی ظاہر کیا جاتا ہے۔ ورنہ عام طور پر نبی بھی (جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے) منافقین کے اندرونی نفاق اور ان کے مکر وکید سے بے خبر ہی رہتا ہے (جس طرح کہ سورہ توبہ کی آیت: ۱۰۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اعراب اور اہل مدینہ میں جو منافق ہیں اے چیم ہو سکتا مدینہ میں جو منافق ہیں اے چیم ہو سکتا ہو کہ وہ عطاکرتے ہیں کیونکہ یہ ان کی منصی ضرورت ہے۔ اس وحی الی اور امور میں وہ الی اور امور

اس کے رسولوں پر ایمان رکھو، اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لیے بڑا بھاری اجر ہے۔

100 اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے نہایت بدتر ہے، عقریب قیامت کے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے، (۱) اور آسانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ بی کے لیے ہے، اور جو پچھ تم کررہے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔ اور جو پچھ تم کررہے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔ اور جو پکھ تم کررہے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔ ایک کھا کہ اور جم تو نگر ہیں " ان کے کہا کہ "اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم تو نگر ہیں " ان کے اس قول کو ہم لکھ لیں گے، اور ان کا انہیاء کو بلا

ۅۘٙڵڒؾۣڂ۫ڛٙڹؿٵڵۏؿڽؘۘؾؠ۫ڿٙڵۅؙڽؠؠؠۧٵٛڬٮۿؙؗؗؗؗؗۿ ڶۺؙؙ۠ڡڝٛ۬ڣٚؠڸ؋ۿؙۅؘڂؘؿڗٵڵۿڎڗؙؙۘڹڶؙۿۅؘۺٞڗ۠ڵۿڎ۫ ڛؽڟۅۜۛٷۯؘٵۼۼٷٳڽ؋ۼ؋ٵڶؿؽۼٷڒڸڡۄؽڗٳػ ڶۺؠؗۏؾؚٷٲڒۯڞؚٷڶڵۿؙؠؚؠٵؾۧۼؠڴۏٛؽڂڽؚؽ۠ڒؙ۞ٚ

ڵڡۜٙٮؙڛٙؠۼۘٵٮڵۿؙٷڷٳ۩ێڔؽؾۘۊؘٵڵٷٳٛٳؾٙٵٮڵۿ ڣؘڨؿڒٷۜۼڽؙٵۼ۫ڹؾٳٛٷ؊ؽڴؿڹؙڡٵڡٙٵڵٷٳۅؘۿٙؾؙڷۿؙۮ ٵڒؙؽؠ۫ؽٳؙٶڽۼؽڔۣ۫ڂڞۣ۪ٙ؋ۊۜٮؘڡؙ۠ٷڵۮؙۏڨٷٳٸٮٙٵٮ ٵڵڂڔؽؾ؈

غیبیہ کے ذریعے سے بی وہ لوگوں کو اللہ تعالی کی طرف بلاتے اور اپنے کو اللہ کا رسول ثابت کرتے ہیں؟ اس مضمون کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان کیا گیا ہے ﴿غُلُو الْفَدَيْبِ فَلَا يُظْهِوُ عَلَى غَيْبِهِ اَحَدًا ﴾ إلّا مَنِ امْ اَتَضَى مِنْ مَّ سُولٍ ﴾ دوسرے مقام پر اس طرح بیان کیا ہے ﴿غُلُو الْفَدَيْبِ فَلَا يُظْهِوُ عَلَى غَيْبِ اَحَدَى الله تعالی ہے) اور وہ اپنے غیب سے پندیدہ رسولوں کو بی خبر دار کرتا ہے) ظاہر بات ہے کہ یہ امور غیبیہ وبی ہوتے ہیں جن کا تعلق منصب وفرائض رسالت کی ادائیگی سے ہوتا ہے نہ کہ مَاکَانَ وَمَا يَكُونُ دُو جَو ہونے والا ہے "کاعلم۔ جیسا کہ بعض اہل باطل اس طرح کا علم غیب انبیاء عظم کے لیے اور کراتے ہیں۔

ا. اس میں اس بخیل کا بیان کیا گیا ہے جو اللہ کے دیے ہوئے مال کو اللہ کی راہ میں خرج نہیں کرتا حتیٰ کہ اس میں سے فرض زکوۃ بھی نہیں نکالتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اس کے مال کو ایک زہریلا اور نہایت خوفناک سانپ بناکر طوق کی طرح اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا، وہ سانپ اس کی با نچیں کپڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ «مَنْ آتَاہُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ یُوَدِّ زَکَاتَهُ، مُثَلِّ لَهُ مَالُهُ شُدِّعَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِیْبَتَانِ، یُطَوَّقُهُ یُومَ الْقِیامَةِ» (صحیح البخاری، کتاب النفسیر، باب تفسیر آل عمران، کتاب الزکاۃ، حدیث: ۲۵۹)

۲. جب الله تعالی نے اہل ایمان کو الله کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا ﴿مَنْ دَاالّانِی یُفْوِیُ الله عَرْضًا لله عَرْضًا لله عَرْضًا لله عَرْضًا الله عَدْلًا الله عَلَى الله تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن عَیْر)

m. لیعنی مذکورہ قول جس میں اللہ کی شان میں گستاخی ہے اور اسی طرح ان کے (اسلاف) کا انہیاء علیظاً کو ناحق قتل کرنا،

والا عذاب جيكھو۔

ذٰلِكَ بِمَاقَتَّامَتُ اَيَدِيُكُمُ وَاَنَّ اللهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبْيُدِةَ

اَكَيْنِينَ قَالُوْ اَ إِنَّ اللهَ عَهِدَ اِلَيْنَا اَلَا نُؤُمِنَ لِرَسُولٍ حَتَّى يَالْتِبَنَا بِقُوْرَانِ تَاكُفُهُ النَّالُّ قُلُ قَلْ جَاءَكُورُسُكُ مِن قَبْلِ بِالْبِيِّنْتِ وَبِالَّذِي قُلْمُدُو لِمَ قَتَلَتُهُو هُولُول كَنْ تُغُولُ مِلْفِيْتِتِ وَبِالَّذِي قُلْمُدُو لِمَ قَتَلَتُهُو هُولُول كَنْ تُغُولُ مِلْفِيْتِينَ ﴿

قِانُ كَنَّا بُوُلَكَ فَقَالُ كُنِّابَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ حَبَاءُوْ بِالْبُيِّنِيْتِ وَالزَّبُرِ وَالْكِتْبِ الْمُنْيُدِ ⊛

كُلُّ نَفْسِ ذَ آلِقَةُ الْمُونِ \* وَ إِنْكَا تُوفُونَ الْجُوْرُكُمْ يَوْمَ الْقِيكَةِ \* فَمَنُ زُحُزِحَ عَنِ النَّارِ وَادْ خِلَ الْجَنَّةَ فَقَلُ فَاذَ وَمَا

۱۸۲. یہ تمہارے پیش کردہ اعمال کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

۱۸۳ میں جنہوں نرکا کی اللہ آوالی ن

۱۸۳. یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا ہے کہ کسی رسول کو نہ مانیں جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جے آگ کھا جائے۔ آپ کہہ دیجے کہ اگر تم سچے ہوتو مجھ سے پہلے تمہارے پاس جو رسول دیگر معجزوں کے ساتھ یہ بھی لائے جے تم کہہ رہے ہو تو پھر تم نے انہیں کیوں مار ڈالا؟۔(۱)

۱۸۳. پھر بھی اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی بہت سے وہ رسول جھٹلائے گئے ہیں جو روشن دلیلیں صحیفے اور منور کتاب لے کر آئے۔(۲)

1۸۵. ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیے جاؤگے، پس جو شخص آگ سے ہٹادیا جائے اور جنت میں داخل کردیا

ان کے یہ سارے جرائم اللہ کی بارگاہ میں درج ہیں، جن پر وہ جہنم کی آگ میں داخل ہول گے۔

ا. اس میں یہود کی ایک اور بات کی تکذیب کی جارہی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالی نے ہم سے یہ عہد لیا ہے کہ تم صرف اس رسول کو ماننا جس کی دعا پر آسان سے آگ آئے اور قربانی وصد قات کو جلا ڈالے۔ مطلب یہ تھا کہ اے محمد (سُکا اللہ آپ کے ذریعے سے اس مجورے کا چونکہ صدور نہیں ہوا۔ اس لیے بحکم اللی آپ سَکا الله کی رسالت پر ایمان کا نا ہمارے لیے ضروری نہیں ہے حالانکہ پہلے نبیوں میں ایسے نبی بھی آئے کہ جن کی دعا سے آسان سے آگ آتی اور اہل ایمان کے صد قات اور قربانیوں کو کھاجاتی۔ جو ایک طرف اس بات کی دلیل ہوتی کہ اللہ کی راہ میں پیش کردہ صدقہ یا قربانی بارگاہ اللہ میں قبول ہوگئی۔ دوسری طرف اس بات کی ولیل ہوتی کہ یہ نبی برحق ہے۔ لیکن ان یہودیوں نے ان نبیوں اور رسولوں کی بھی تکذیب ہی کی تھی۔ اس لیے اللہ تعالی نے فرمایا "اگر تم اپنے دعوے میں سے ہوتو پھر تم نے نبیعیں اور دسولوں کو کیوں جھالیا اور انہیں قتل کیا جو تمہاری طلب کردہ نشانی ہی لے کر آئے تھے"۔

۲. نبی منافظیم کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ منافظیم یہودیوں کی ان کٹ مجتبوں سے بد دل نہ ہوں۔ ایسا معاملہ صرف آپ منافظیم کے ساتھ نہیں کیا جارہا ہے۔ آپ منافظیم سے پہلے آنے والے پیفیمروں کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوچکا ہے۔

الْحَيْوةُ الدُّنْيَآ اِلْامَتَاءُ الْغُرُورِ

لَتُبُلُوُنَ فَيْ آمُوَالِكُمْ وَانَفْسِكُمُّ وَانَفْسِكُمُّ وَلَيَسْكُمُّ وَلَيْسَبُونَ الْكِتْبِ مِنْ وَتُوَاالْكِتْبِ مِنْ فَيَبِكُمُّ وَمِنَ اللَّذِينَ الْفَتُواالَّذِي كَفِيرُوا وَمَنْتَقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَوْمِ الْرُهُمُورِ اللَّامِنَ عَوْمَ الْمُؤْمِرِ اللَّامِنَ اللَّهُ اللِّهُ اللَّهُ الْمُلْمُ الْمُؤْمِلِي الْمُؤْمِنِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِي الْمُؤْمِلُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنِي الْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنِي الْمُؤْمِنِي الْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنِي الْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِلِي الْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنِي الْمُؤْمِنِي الْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنِي الْمُؤْمِنِ ال

جائے بے شک وہ کامیاب ہوگیا، اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔(۱)

۱۸۷. یقیناً تمہارے مالوں اور جانوں سے تمہاری آزمائش کی جائے گی<sup>(۲)</sup> اور یہ بھی یقین ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی جہت کی جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور مشرکوں کی بہت سی دکھ دینے والی باتیں بھی سنتی پڑیں گی اور اگر تم صبر کرلو اور پر ہیزگاری اختیار کرو تو یقیناً یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔

ا. اس آیت میں ایک تو اس اٹل حقیقت کا بیان ہے کہ موت سے کسی کو مفر نہیں۔ دوسرایہ کہ دنیا میں جس نے، اچھا یا برا، جو کچھ کیا ہوگا، اس کو اس کا پورا بولہ دیا جائے گا۔ تیسرا کامیابی کا معیار بتلایا گیا ہے کہ کامیاب اصل میں وہ ہے جس نے دنیا میں رہ کر اپنے رب کو راضی کر لیا جس کے نتیج میں وہ جہنم سے دور اور جنت میں داخل کردیا گیا۔ چوتھا یہ کہ دنیا کی زندگی سامان فریب ہے، جو اس سے دامن بچاکر نکل گیا، وہ خوش نصیب اور جو اس کے فریب میں پھینس گیا، وہ ناکام ونامراد ہے۔

س. اہل کتاب سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔ یہ نبی منگالیُّیْمِ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مختلف اندازسے طعن وتشنیع کرتے رہے اس طرح مشرکین عرب کا حال تھا۔ علاوہ ازیں مدینہ میں آنے کے بعد منافقین بالخصوص ان کا رئیس عبداللد بن ابی بھی آپ منگالیُّیْمِ کی شان میں استخفاف کرتا رہتا تھا۔ آپ کے مدینہ آنے سے قبل اہل مدینہ اپنا سردار بنانے

وَإِذْ اَخَنَا اللهُ مِيْنَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُواالُّكِتْبَ لَتُبَيِّنُتَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُهُوْنَهُ فَخَنَبَثُ وُهُ وَرَاءُ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْالِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَهَشَ مَا يَشْتَرُونَ

لاَتَّفَىٰ بَنِّ الَّذِيُنَ يَفُمُ حُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنۡ يُتُعۡدُوْ ابِمَالَدَ يَفۡعَلُوْا فَلاَ تَّصۡدَنَهُوۡمُ بِمَفَاذَةٍ مِّنَ الْعَذَابِۚ وَلَهُحُرْعَذَابُ الِيُثُوْ

1/2. اور الله تعالیٰ نے جب اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم اسے سب لوگوں سے ضرور بیان کروگ اور اسے چھپاؤگے نہیں، تو پھر بھی ان لوگوں نے اس عہد کو اپنی پیٹھ ڈال ویا اور اسے بہت کم قیمت پر نیج ڈالا۔ ان کا یہ بیویار بہت برا ہے۔

۱۸۸. وہ لوگ جو اپنے کر تو توں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریفیں کی جائیں آپ انہیں عذاب سے چھکارے میں نہ سجھے اور ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے۔

گے تھے اور اس کے سر پر تاج سیادت رکھنے کی تیاری مکمل ہو پھی تھی کہ آپ تَنَافِیْجَا کے آنے سے اس کا یہ سارا خواب

بھر کر رہ گیا، جس کا اسے شدید صدمہ تھا چنانچہ انقام کے طور پر بھی یہ شخص آپ کے خلاف سب وشتم کا کوئی موقعہ

ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا (جیسا کہ صحیح بخاری کے حوالے سے اس کی ضروری تفصیل گزشتہ حاشیہ میں ہی بیان کی گئ

ہات سے نہیں جانے دیتا تھا (جیسا کہ صحیح بخاری کے حوالے سے اس کی ضروری تفصیل گزشتہ حاشیہ میں ہی بیان کی گئ

ہا تھ سے نہیں جانہ کو عفو ودر گزر اور صبر اور تقوی اختیار کرنے کی تلقین کی جارہی ہے۔ جس سے معلوم ہوا

کہ داعیان حق کا اذبیوں اور مشکلات سے دو چار ہونا اس راہ حق کے ناگزیر مر حلوں میں سے ہے اور اس کا علاج صبر

فی اللہ، استعانت باللہ اور رجوع الی اللہ کے سوا کچھ نہیں۔ (این گئر)

ا. اس میں اہل کتاب کو زجر وتوزیج کی جارہی ہے کہ ان سے اللہ نے یہ عبد لیا تھا کہ کتاب اللی (تورات اور انجیل) میں جو باتیں درج ہیں اور آخری نبی کی جو صفات ہیں، انہیں لوگوں کے سامنے بیان کریں گے اور انہیں چھپائیں گے نہیں۔

الیکن ان لوگوں نے دنیا کے تھوڑے سے مفادات کے لیے اللہ کے اس عبد کو پس پشت ڈال دیا۔ یہ گویا اہل علم کو تلقین وتنبیہ ہے کہ ان کے ہاں جو علم نافع ہے، جس سے لوگوں کے عقائد واعمال کی اصلاح ہوسکتی ہو، وہ لوگوں تک ضرور پہنچانا چاہیے اور دنیوی اغراض ومفادات کی خاطر ان کو چھپانا بہت بڑا جرم ہے۔ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ (ابدودو، ترزی)۔

۲. اس میں ایسے لوگوں کے لیے سخت وعید ہے جو صرف اپنے واقعی کارناموں پر ہی خوش نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ ان کے کھاتے میں وہ کارنامے بھی درج یا ظاہر کیے جائیں جو انہوں نے نہیں کیے ہوتے۔ یہ بیاری جس طرح عہد رسالت کے بعض لوگوں میں تھی جن کے پیش نظر آیات کا نزول ہوا۔ اسی طرح آج بھی جاہ پیند فتم کے لوگوں اور پروپیگنڈے اور دیگر ہھکنڈوں کے ذریعے سے بننے والے لیڈروں میں یہ بیاری عام ہے۔ أَعَادَنَا اللهُ مُ مِنْهُ

آیت کے سیاق سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہودی کتاب اللی میں تحریف و کتان کے مجرم تھے، مگر وہ اپنے ان کر توتوں پر خوش ہوتے تھے، یہی حال آج کے باطل گروہوں کا بھی ہے، وہ بھی لوگوں کو گمر اہ کرکے، غلط رہنمائی کرکے

وَبِللهِ مُلْكُ السَّمْلُوتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللهُ عَلَى كُلِّ شَيُّ قَرِيْرُهُ

ٳؾٞڣ۬ڬٞڹؾٳڛۜؠؙڵۅؾؚۘۘۘۘۉٳڷؙڒۘؠٛۻۣۉٳڂٛؾؚڵڒڣ ٳؾۜؽؙڸۉٳڵؾٞۿٳڔڷڒؽؾٟڵؚۯؙۅڸٳڵۘۯڵؽٵڝؙؚؖ ٳڛؽؙڹؽؘڬۯؙٷڹٵۺڎۊؚؽؠٵۊٞڨٷٛڎٵۊٞڠڵ ۻؙٷٛڽۿ۪ڝٛۅؾۜؿڡؘػۯؙۏڹڣٛڬڣٛؿٳۺؠڵۅؾ ۅؘٳڷؙٳۮۻ۫ۥۧۯۻۜٵڝٵ۫ڂػڨؙؾڶڵڹٳڟؚڵڰ ڛؙؠؙڂڬٷؘڣؾ۬ٵۼۮٳٮؚٳڶٮٵ۫ڔؖ؈

109. اور آسانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہو اور اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔
190. بیشک آسانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عظمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔
191. جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسانوں اور زمین کی پیدائش میں غوروفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پرورد گار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو یاک ہے ایں ہمیں آگ

اور آیات الہی میں معنوی تحریف وتلبیس کرکے بڑے خوش ہوتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ اہل حق ہیں اور یہ کہ ان کے دجل وفریب کاری کی انہیں داد دی جائے۔ قَاتَلَهُمُ اللهُ أَنَّى يُؤْفَكُوْنَ

کے عذاب سے بحالے۔<sup>(۲)</sup>

ا. لیعنی جو لوگ زمین وآسان کی تخلیق اور کائنات کے دیگر اسرار ورموز پر غور کرتے ہیں، انہیں کائنات کے خالق اور اس کے اصل فرمانروا کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے اور وہ سمجھ جاتے ہیں کہ اتن طویل و عریض کائنات کا یہ لگا بندھا نظام، جس میں ذرا سا بھی خلل واقع نہیں ہوتا، بیقیناً اس کے پیچھے ایک ذات ہے جو اسے چلار ہی اور اس کی تدبیر کررہی ہوئام، جس میں ذرا سا بھی خلل واقع نہیں ہوتا، بیقیناً اس کے پیچھے ایک ذات ہے جو اسے جلار ہی اور اس کی تدبیر کررہی کی اللہ کی ذات ہے اللہ کی ذات ہے اللہ بی اللہ وائش کی صفات کا تذکرہ ہے کہ وہ اٹھے بیٹھتے اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں سے حدیث میں آتا ہے کہ إِنَّ فِنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے لے کر آخر سورت تک یہ آیات نبی کریم مُنَّالِئِیْمُ اللہ وقعرہا، رات کوجب تبجد کے لیے اٹھتے تو پڑھتے اور اس کے بعد وضو کرتے (سیح بخاری، کتاب النفیر۔ سیح مسلم، کتاب صلاۃ المهاذین وقعرہا، بابدا الماء، فی صلاۃ اللیل وتیاء،)

الب ان دس آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت وطاقت کی چند نشانیاں بیان فرمائی ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ نشانیاں ضرور ہیں لیکن کن کے لیے؟ اہل عقل و دانش کے لیے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان عجائیات تخلیق اور قدرت الہیہ کو دیکھ کر بھی جس شخص کو باری تعالیٰ کا عرفان حاصل نہ ہو، وہ اہل دانش ہی نہیں۔ لیکن یہ المیہ بھی بڑا عجیب ہے کہ عالم اسلام میں "دانش ور" سمجھا ہی اس کوجاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں تشکیک کا شکار ہو۔ فإنّا لِلّٰهِ وَإِنّا إِلَيْهِ وَالِنّا إِلَيْهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَالل

رَتَبَنَآ إِنَّكَ مَنُ ثُنُ خِلِ التَّارَفَقَكُ اَخْزَيْتُهُ \* وَاللَّظِلِمِ بْنَ مِنْ اَنْصَادِ ﴿ رَبَّنَآ إِنَّنَا سَهِ مُعَنَا مُنَادِيًا شِّنَادِيُ لِلْإِيْمَانِ آنَ المِنْوَائِرَ تِيْمُ فَالْمَثَا أَرْتَبَنَا فَاغْفِرُ لَنَاذْ نُوْبَنَا وَكَفِّمٌ حَتَّا سَيِّيَاتِنَا وَتَوْقَنَا مَعَ الْأَبُرُادِ ﴿

رَبَّنَا وَالِنَنَا مَا وَعَلَّنَنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا غُخْزَنَا يَوْمَ الْقِياعَة ﴿ إِنَّكَ لِاتَخْلُفُ الْمِيْعَادُ ۞

ڬؙٲڛۛڗۘۼٵۘۘۘۘڮڷۿؙڎڒؿؙؙؙٛٛۿٵڹٞؽؙڒۘٲٳ۠ۻؽۼؙۼؠٙڷۼٲڡٟڸ ڡۭٞٮؙڴۄڝۧڹۮڮڔٳۉڶٮؙؿ۠ۼڞؙڴۄڝٚڹڮڞؙ ڣٵڷڹؽؙؾۿٵڿٞۯۊٳٷڷڿ۫ڔڿۅؙٳڝڹڎڽٵڔۿٟؗۿٷٲۏۮ۠ۉٳ ڣؙڛؘؽڵؽٷؿڶڰؙۅ۠ٳٷؿ۠ؿ۠ٷٵڴڒڲڣۜڽۜػۼۿ۠ڿ

191. اے ہمارے پالنے والے! تو جسے جہنم میں ڈالے یقیناً تو نے اسے رسواکیا، اور ظالموں کا مدوگار کوئی نہیں۔

192 میارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا با آواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ، پس ہم ایمان لائے۔ یا الٰہی! اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کردے اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر۔

190. اے ہمارے پالنے والے معبود! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا، یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

190. پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی (۱) کہ تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ہرگز ضائع نہیں کرتا، (۲) تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، (۳) اس لیے وہ لوگ جنہوں نے دوسرے کے ہم جنس ہو، (۳) اس لیے وہ لوگ جنہوں نے

تو وہ بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ رب کائنات نے یہ کائنات یوں ہی بے مقصد نہیں بنائی ہے بلکہ اس سے مقصد بندوں کا امتحان ہے۔ جو امتحان میں کامیاب ہو گیا، اس کے لیے ابد الآباد تک جنت کی نعمتیں ہیں اور جو ناکام ہوا اس کے لیے عذاب نار ہے۔ اس لیے وہ عذاب نار سے بچنے کی دعا بھی کرتے ہیں۔ اس کے بعد والی تین آیات میں بھی مغفرت اور قیامت کے دن کی رموائی سے بچنے کی دعائیں ہیں۔

ا. فَاسْتَجَابَ يَهِال أَجَابَ لِعِنى "قبول فرمالى" كے معنى ميں ہے۔ (ف القدير)

۲. مرد ہو یا عورت کی وضاحت اس لیے کردی کہ اسلام نے بعض معاملات میں، مرد اور عورت کے درمیان ان کے ایک دوسرے سے مختلف فطری اوصاف کی بنا پر جو فرق کیا ہے -مثلاً قوامیت وحاکیت میں، کب معاش کی ذمہ داری میں، جہاد میں حصہ لینے میں اور وراثت میں نصف حصہ ملنے میں- اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ نیک اعمال کی جزاء میں بھی شاید مرد وعورت کے درمیان کچھ فرق کیا جائے گا۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا بلکہ ہر نیکی کا جو اجر ایک مرد کو ملے گا، وہ نیکی اگر ایک عورت کرے گی تو اس کو بھی وہی اجر ملے گا۔

س. یہ جملہ معترضہ ہے اور اس کا مقصد پچھلے تکتے کی ہی وضاحت ہے لیعنی اجر واطاعت میں تم مرد اور عورت ایک ہی ہو لیعنی ایک جیسے ہی ہو۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رکھا گھنا نے ایک مرتبہ عرض کیا یا رسول اللہ! مکی گھنی اللہ تعالیٰ نے جمرت کے سلسلے میں عورتوں کا نام نہیں لیا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تنیر طبری، ابن کثیر وفح القدر)

ڛۜؾٳڗڥۿۅؘۯڵٲۮڿڵؿٞۿؙۄٞۘڿڹٝؾٟۼۜؠؚۯؽڡؚڽؙؾۧۼؿۄؖٵ ٵڵۘۯٮ۫ۿ۬ڵٷٛٷٵٵؚٵڝؚؖؽۼٮٛڽٵٮڵڡٷٵٮڵؙۿؙۼٮ۬۬ؽؘ ڂؙۺؙؽٵڶؿٞۅؘٳٮؚۛ

<u>ڒؽۼؙڗۜؾؘ</u>ٛػؘؾؘڟٙڷؙٵڷۮؚؽؽػڡؘٚۯؙۅٛٳڣٳڶؠؚڶڒۮؚۿ

مَتَاعُ قَلِيْلُ تَ ثُمَّامَا وْلَهُمُ جَهَ تُثَمُّ وْ بِئُسَ الْمِهَادُ

لِكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوُ ارَبَّهُمُ لَهُمُجَنَّتُ جَرِيُ مِنُ تَنْتِهَا الْاَنْهُ ارْخِلِدِيْنَ فِيهَا نُزُلَّ مِّنْ عِنْدِ اللهِ وَمَاعِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِلْاَبْرَارِ۞

ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکال دیے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذاء دی گئی اور جنہوں نے جہاد کیا اور شہید کیے گئے، میں ضرور بالضرور ان کی برائیاں ان سے دور کردوں گا اور بالیقین انہیں ان جنتوں میں لے جاوں گا جن کے پنجے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ ہے ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ میں چینا پھرنا فریب میں نہ وال دے، (۱)

192. یہ تو بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے، (۲) اس کے بعد ان کا محکانہ تو جہنم ہے اور وہ بری جگه ہے۔

19۸. لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچ نہریں جاری ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ مہمانی ہے اللہ کی طرف سے، اور نیکو کاروں کے لیے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہت

۲. یعنی یہ دنیا کے وسائل، آسائشیں اور سہولتیں بظاہر کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں، در حقیقت متاع قلیل ہی ہیں۔ کیونکہ بالآخر انہیں فنا ہونا ہے اور ان کے بھی فنا ہونے سے پہلے وہ حضرات خود فنا ہوجائیں گے، جو ان کے حصول کی کوششوں میں اللہ کو بھی فراموش کیے رکھتے ہیں اور ہر قتم کے اخلاقی ضابطوں اور اللہ کی حدوں کو بھی یامال کرتے ہیں۔ ہی بہتر ہے۔

وَانَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتْفِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَمَّا اُنْزِلَ اِلْكِلْمُ وَمَا اُنْزِلَ اِلْيَهِمُ خَتْعِيْنَ بِللهِ لَا يَشْتَرُونَ بِاليتِ اللهِ تَمَنَّا قَلِيلًا اللهِ اَلْمِي اَجُوْهُمْ عِنْدُرَتِهِهُ إِنَّ اللهَ سَرِيْعُ الْحُسَابِ

جو الله تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمہاری طرف جو اتارا گیا ہے اور ان کی جانب جو نازل ہوا اس پر بھی، الله تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور الله تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قیمت پر بیچے بھی نہیں، (۲) ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے، یقیناً الله تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔
پاس ہے، یقیناً الله تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔
دوسرے کو تھامے رکھو اور جہاد کے لیے تیار رہو اور الله تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔

199. اور یقیناً اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں

يَايَّهُا الَّذِينَ الْمُنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا " وَاتَّقُوا اللهَ لَعَكُمُ تُقْلِحُونَ ۞

ا. ان کے برعکس جو تقویٰ اور خدا خوفی کی زندگی گزار کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ گو دنیا میں ان کے پاس خدا فراموشوں کی طرح دولت کے انبار اور رزق کی فراوانی نہ رہی ہوگی، مگر وہ اللہ کے مہمان ہوں گے جو تمام کائنات کا خالق ومالک ہے اور وہال ان ابرار (نیک لوگوں) کو جو اجر وصلہ ملے گا، وہ اس سے بہت بہتر ہو گا جو دنیا میں کافروں کو عارضی طور پر ماتا ہے۔ ۲. اس آیت میں اہل کتاب کے اس گروہ کا ذکر ہے۔ جے رسول کریم منگانی کی رسالت پر ایمان لانے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے ایمان اور ایمانی صفات کا تذکرہ فرماکر اللہ تعالی نے انہیں دوسرے اہل کتاب سے متاز کردیا، جن کا مشن ہی اسلام، پیغیبر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ساز شیں کرنا، آبات الہی میں تحریف وتلبیس کرنا اور دنیا کے عارضی اور فانی مفادات کے لیے تمان علم کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ مومنین اہل کتاب ایسے نہیں ہیں، بلکہ یہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ اللہ کی آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قعیت پر بیچنے والے نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو علماء ومشائخ دنیوی اغرض کے لیے آیات الہی میں تحریف یا ان کے مفہوم کے بان میں دجل وتلبیں سے کام لیتے ہیں، وہ ایمان و تقویٰ سے محروم ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ آیت میں جن مومنین اہل کتاب کا ذکر ہے، یہود میں سے ان کی تعداد دس تک بھی نہیں پہنچتی البتہ عیبائی بڑی تعداد میں مسلمان ہوئے اور انہوں نے دین حق کو اپناہا۔ (تغیر ابن کثیر) س. صبر کرو یعنی طاعات کے اختیار کرنے اور شہوات ولذات کے ترک کرنے میں اپنے نفس کو مضبوط اور ثابت قدم رکھو۔ مُصَابَرَةٌ (صَادُووْ) جَنَك كي شدتوں ميں وشمن كے مقابلے ميں ؤٹے رہنا، به صبر كي سخت ترين صورت ہے۔ اس ليے اسے علیحدہ بیان فرمایا۔ رَابطُوْا میدان جنگ یا محاذ جنگ میں مورچہ بند ہو کر ہمہ وقت چو کنا اور جہاد کے لیے تیار رہنا مرابطہ ہے، یہ مجى بڑے عزم وحوسلَه كاكام ہے۔ اى ليے حديث ميں اس كى يہ فضيات بيان كى گئى ہے۔ "دِبَاطُ يَوْم فِيْ سَبِيْل اللهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا» (صحيح البخاري، باب فضل رباط يوم في سبيل الله) "الله كراسة (جہاد) ميں ايك ونَّ يرُاؤ وَالنا (ليعني مورجيه بند ہونا) دنیا وہا فیبا سے بہتر ہے" علاوہ ازیں حدیث میں مَکَارِہ (لیعنی ناگواری کے حالات میں) مکمل وضو کرنے، مجدول میں زیادہ دور سے چل کر جانے اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کرنے کو بھی رباط کہا گیا ہے۔ (صحیح مسلم- کتاب الطهارة)

## سورہ نساء مدنی ہے اور اس میں ایک سو چھہتر آیات اور چومیس رکوع ہیں۔

## 

١

## شر وع کر تا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يَايَثُهَا النَّاسُ الثَّقُوُ ارَبَّكُمُ الَّذِي ُ خَلَقَلُمُ مِّنُ تَفُسٍ قَاحِدَةٍ قَخَلَقَ مِنْهَا ذَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمُكُوحِبَالاً كَتِثِيرًا قَنِمَاءً وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي تُشَكَّاء لُوْنَ بِهِ وَالْكَرْحَامَ ﴿ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمُ رَقِيبُهُمَا ﴾

ا. اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تہمیں ایک جان سے پیداکیا<sup>(۱)</sup> اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے ماگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی پچو<sup>(۱)</sup> بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

وَانْوُاالْيَكُنْ اَمُوَالَهُمُ وَلَاتَتَبَدَّ لُواالْخَبِيْثَ بِالطِّيِّبِ وَلاَتَأْكُنُوۤ اَمُوالَهُمۡ إِلَى اَمُوالِكُوْ

۲. اور تیموں کو ان کے مال دے دو اور پاک اور حلال
 چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو، اور اپنے مالوں

للہ. نساء کے معنی ہیں "عورتیں" اس سورت میں عورتوں کے بہت سے اہم مسائل کا تذکرہ ہے۔ اس لئے اسے سورہ نساء کہا جاتا ہے۔

ا. "ایک جان" سے مراد ابو البشر حضرت آدم عَلَیْکا بیں اور حَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا میں مِنْهَا ہے وہی "جان" یعنی آدم عَلَیْکا میں اور حَلَق مِنْهَا زَوْجَهَا میں مِنْهَا ہے وہی "جان" یعنی آدم عَلَیْکا ہے میں طرح مراد بیں یعنی آدم عَلَیْکا سے ان کی زوج (بیوی) حضرت حواء کو پیدا کیا۔ حضرت حواء مرد (بینی آدم عَلَیْکا) سے پیدا ہو کیں اس میں اختلاف ہے حضرت ابن عباس ڈٹائٹن سے تول مروی ہے کہ حضرت حواء مرد (بینی آدم عَلَیْکا) سے پیدا ہو کیں۔ بعنی ان کی بائیں پہلی سے، ایک حدیث میں کہا گیا ہے۔ "فَإِنَّ الْمَدْرَأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَع وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيءِ فِي الضَّلَع أَعْدَدُ ان کی بائیں پہلی سے، ایک حدیث میں کہا گیا ہے۔ "فَإِنَّ الْمَدْرَأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَع وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيءِ فِي الضَّلَع أَعْدَدُ ان کی بائیل پہلی سے، ایک حدیث میں سب بیدا کو گئی ہے اور پہلی میں سب سب میرا اور اگر تو اس سے فائدہ الحانا چاہے تو توڑ بیٹھے گا اور اگر تو اس سے فائدہ الحانا چاہے تو توڑ بیٹھے گا اور اگر تو اس سے فائدہ الحانا چاہے تو میرا میں موقف کی تائید ہوئی ہے حضرت ابن عباس ڈٹائٹو سے منتول رائے کی تائید کی ہے۔ قرآن کے الفاظ حَلَق مِنْهَا سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے حضرت حواء کی تخلیق اس فضر واحدہ سے ہوئی ہے جو آدم عَلَیْکِا کہا جاتا ہے۔

۲. وَالْأَرْحَامَ كَا عَطف الله پر ہے لیمی رحموں (رشتوں ناطوں) کو توڑنے سے بھی بچو أَرْحَامٌ، رَحِمٌ کی جمع ہے۔ مراد رشتے داریاں ہیں جو رحم مادر کی بنیاد پر بی قائم ہوتی ہیں۔ اس سے محرم اور غیر محرم دونوں رشتے مراد ہیں رشتوں ناطوں کا توڑنا سخت کبیرہ گناہ ہے جے قطع رحمی کہتے ہیں۔ احادیث میں قرابت داریوں کو ہر صورت میں قائم رکھنے اور ان کے حقوق اداکرنے کی بڑی تاکید اور فضیلت بیان کی گئی ہے جے صلئے رحمی کہا جاتا ہے۔

إِنَّهُ كَانَ مُؤْمِّا كَبِيْرًا ۞

وَإِنْ خِفْتُوْ اَلَّا تُقْشِطُوْ ا فِي الْيُسَتَّلِي فَانْكِحُواْ مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءَ مَثْنُى وَتُلْتَ وَرُبْعَ ۚ قِلْنُ خِفْتُمْ الاِّسَاءَ فَوَاحِدَةً ا وَمَامَلَكَتُ اَيُمَا نُكُوُّ ذَٰ لِكَ اَدُنَى اَلَّا تَعُوْلُوُ الْ

کے ساتھ ان کے مال ملاکر کھا نہ جاؤ، بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔<sup>(1)</sup>

س. اور اگر تنہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرکے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عور توں میں سے جو بھی تنہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کرلو، دو دو، تین تین، عار چار ہے، لیکن اگر تنہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے یا تنہاری ملکیت کی لونڈی (۱) یہ زیادہ قریب ہے، کہ (ایسا کرنے سے ناانصافی اور) ایک طرف جھک پڑنے سے نے جاؤ۔ (۱)

ا. يتيم جب بالغ اور باشعور ہو جائيں تو ان كا مال ان كے سپر دكر دو۔ خبيث سے گھٹيا چيزيں اور طيب سے عمدہ چيزيں مراد ہيں ليتن ايسا نہ كروكہ ان كے مال سے اچھى چيزيں لے لو اور محض گئتى پورى كرنے كے ليے گھٹيا چيزيں ان كے بدلے ميں ركھ دو۔ ان گھٹيا چيزوں كو خبيث (ناپاك) اور عمدہ چيزوں كو طيب (پاك) سے تعبير كركے اس طرف اشارہ كرديا كہ اس طرح بدلايا گيا مال، جو اگر چه اصل ميں تو طيب (پاك اور حلال) ہے ليكن تمہارى اس بد ديا نتى اس ميں خبائت داخل كردى اور وہ اب طيب نہيں رہا، بلكہ تمہارے حق ميں وہ خبيث (ناپاك اور حرام) ہوگيا۔ اس طرح بد ديا نتى سے ان كا مال اپنے مال ميں ملاكر كھانا بھى ممنوع ہے ورنہ اگر مقصد خيرخواہى ہو تو ان كے مال كو اس غيل ميں مانا جائز ہے۔

الروش ہوتی تو وہ اس کے مال اور حسن وجمال کی وجہ ہے اس ہے شادی تو کر لیتا گیکن اس کو دو سری عور تول کی طرح پورا پرورش ہوتی تو وہ اس کے مال اور حسن وجمال کی وجہ ہے اس ہے شادی تو کر لیتا گیکن اس کو دو سری عور تول کی طرح پورا حق مہر ننہ دیتا۔ اللہ تعالی نے اس ظلم ہے روکا، کہ اگر تم گھر کی میتیم بچیوں کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے تو تم اس سے نکاح ہی مت کرو، تمہارے لیے دو سری عور تول سے نکاح کرنے کا راستہ کھلا ہے (صحیح البخاري، کتاب النفسیر) بلکہ ایک کے بجائے دو سے تین سے حتیٰ کہ چار عور تول تک سے تم نکاح کر سکتے ہو، بشر طیکہ ان کے در میان انصاف کے نقاضے پورے کر سکو۔ ورنہ ایک ہے ہی نکاح کرو یا اس کے بجائے لونڈی پر گزارا کرو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان مرد (اگر وہ ضرورت مند ہے) تو چار عور تیں بیک وقت اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ نہیں، جیسا کہ حقی احادیث میں اس کی مزید صراحت اور تحدید کردی گئی ہے۔ نبی کریم شکائیڈ غیر نے جو چار سے زائد شادیاں کیں وہ کہ سکتا گئیڈ غیر کے خصائص میں سے ہے جس پر کئی امتی کے لیے عمل کرنا جائز نہیں۔ (ائن میر)

س. لیعنی ایک ہی عورت سے شادی کرنا کافی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی صورت میں انصاف کا اہتمام بہت مشکل ہے جس کی طرف قلبی میلان زیادہ ہوگا، ضروریات زندگی کی فراہمی میں زیادہ توجہ بھی اسی کی طرف

وَاتُواالنِّسَآءَ صَدُقْتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ قِانُ طِبْنَ لَكُوْعَنُ شَيُّ أَيِّنُهُ نَفْسًا فَكُلُوُهُ هَنِيْكًا شَرِيْكًا۞

وَلَاتُوْنُوُ السُّفَهَاءَ آمُوالَكُمُّ الَّذِيُّ جَعَلَ اللهُ لَكُةُ قِيمًا وَالْدُنُوْمُ مُنِهَا وَالسُّنُو هُــــُو وَقُوْلُوْ اللَّهُمُ قَوْلًا مَعُدُرُوهًا ۞

وَابُتَكُواالْيُتُمْنَى حَثَى إِذَابِلَغُواالِيَّكَاحُ قَالَ الْسَنْتُوُ مِّنْهُمُرُسُمَّا فَادْفَعُوْ اَلِيُهِمُ اَمُوالَهُمُ وَلَا تَأْكُلُوهَا السَّرَافَا وَيِدَارًا اَنُ يَتَكْبَرُولُ وَمَنْ كَانَ خَنِيًّا فَلْيَسَتَعُقِفُ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلُ فِلْيَسَتَعُقِفُ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلُ فِلْشَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعُتُ وَلِلَهِمُ اللَّهِمُ المُؤلِّفَةُ فَانْتُهِدُولُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى بِاللهِ حَسِيبًا وَاللهِ عَسِيبًا

ہم. اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوثی دے دو، ہاں اگر
 وہ خود اپنی خوش سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہوکر کھالو۔

8. اور بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دے دو جس مال کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گزران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے، ہاں انہیں اس مال سے کھلاؤ، پلاؤ، پہناؤ اوڑھاؤ اور انہیں معقولیت سے نرم بات کہو۔

۲. اور تیموں کو ان کے بالغ ہوجائے تک سدھارتے اور آزماتے رہو گھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انہیں ان کے مال سونپ دو اور ان کے بڑے ہوجائے ک ڈر سے ان کے مالوں کو جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ کردو، مال داروں کو چاہیے کہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں ہاں مسکین مختاج ہو تو دستور کے مطابق واجب طور سے کھالے، کچر جب انہیں ان کے مال سونیو تو گواہ بنالو، دراصل حساب لینے والا اللہ تعالی ہی کافی ہے۔ (ا

ہوگی۔ یوں بیویوں کے درمیان وہ انصاف کرنے میں ناکام رہے گا اور اللہ کے ہاں مجرم قرار پائے گا۔ قرآن نے اس حقیقیت کو دوسرے مقام پر نہایت بلیغانہ انداز میں اس طرح بیان فرمایا ﴿ وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْاَلُنْ اَلْمِیْسَا اَوْلَوْ اِللّٰهِ اَلْمُواَلِّمُوْ اَلْمِیْسَا اِوْلَوْ اِللّٰهِ اِللّٰهِ اِلْمُوالِمُوْلَا کَالْمُعُلَّمُو اِللّٰهُ اللّٰمِیْلِ فَتَکَدُوْهُا کَالْمُعُلَّمَةُ ﴾ (النار: ۱۳۹) (اور تم ہرگز اس بات کی طاقت نہ رکھوگ کہ بیویوں کے درمیان انصاف کرسکو، اگرچ تم اس کا اجتمام کرو۔ (اس لیے اتنا تو کرو) کہ ایک بی طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری بیویوں کو نیج ادھو میں لئکا رکھو )۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ شادی کرنا اور بیویوں کے ساتھ انصاف نہ کرنا نامناسب اور نہویوں کے ساتھ انصاف نہ کرنا نامناسب اور نہویوں کے ساتھ انصاف نہ کرنا نامناسب خطرناک ہے۔

ا. تیموں کے مال کے بارے میں ضروری ہدایات دینے کے بعد یہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک یتیم کا مال تمہارے پاس رہا، تم نے اس کی کس طرح حفاظت کی اور جب مال ان کے سپر دکیا تو اس میں کوئی کی بیثی یا کسی قتم کی تبدیلی کی یا نہیں؟ عام لوگوں کو تو تمہاری امانت داری یا خیانت کا شاید پہتہ نہ چلے۔ لیکن اللہ سے تو کوئی چیز مخفی نہیں۔ وہ یقیناً جب تم اس کی بارگاہ میں جاؤگے تو تم سے صاب لے گا۔ اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ یہ بہت ذمہ داری کا کام ہے۔ نبی طافیتیاً نے حضرت ابو ذر طافیت نے فرمایا "ابو ذرا میں حمہیں ضعیف دیکتا ہوں اور تمہارے لیے

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِلْنِ وَالْرَقُورُبُونَ وَلِلِمِّسَاءَ نَصِيُبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِلْنِ وَالْاقْرُبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْكَ ثُرُهُ نَصِيْبًا مَّفُرُوْضًا ۞

وَإِذَاحَضَرَالْقِسْمَةَ اُولُواالْقُرُبِى وَالْيُتْلَى وَالْمُسْكِيْنُ فَارْنُ قُوْهُمُومِّنُهُ وَقُوْلُوْالَهُمُوْقَوْلًا مَتَعُرُوفًا⊙

وَلَيُّفْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوُ امِنْ خَلْفِهِمُ ذُرِّيَّةً ضِعْفًا خَاصُوْا عَلَيْهُمُّ فَلْيَتَّقُوُ اللهَ وَلَيُقُولُوُّا قَوْلًا سَدِيدًا ۞

2. مال باپ اور خویش واقارب کے ترکہ میں مردول کا حصہ بھی ہے اور عور تول کا بھی۔ (جو مال مال باپ اور خویش اور اقارب چھوڑ کر مریں) خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ (اس میں) حصہ مقرر کیا ہوا ہے۔ (ا

٨. اور جب تقسیم کے وقت قرابت دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو تم اس میں سے تھوڑا بہت انہیں بھی دے دو اور ان سے نرمی سے بولو۔

9. اور چاہیے کہ وہ اس بات سے ڈریں کہ اگر وہ خود اپنے چھھ (نفصے نفصے) ناتواں بچے چھوڑ جاتے جن کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ رہتا ہے، (تو ان کی چاہت کیا ہوتی) پس اللہ تعالیٰ سے ڈر کر بچی تلی بات کہا کریں۔

وہی چیز پیند کرتا ہوں، جو اپنے لیے پیند کرتا ہوں، تم دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بننا نہ کسی یتیم کے مال کا والی اور سرپرست۔" (صحیح مسلم-کتاب الإمارة)

ا. اسلام سے قبل ایک یہ ظلم بھی روا رکھا جاتا تھا کہ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وراثت سے حصہ نہیں دیا جاتا تھا اور صرف بڑے لڑے جو لڑنے کے قابل ہوتے، سارے مال کے وارث قرار پاتے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مر دوں کی طرح عورتیں اور بچ بچیاں اپنے والدین اور اقارب کے مال میں حصہ دار ہوں گی، انہیں محروم نہیں کیا جائے گا۔ تا ہم یہ الگ بات ہے کہ لڑکی کا حصہ لڑکے کے حصے سے نصف ہے (جیسا کہ ۳ آیات کے بعد مذکور ہے) یہ عورت پر ظلم نہیں ہے نہ اس کا استخفاف ہے بلکہ اسلام کا یہ قانون میراث عدل وانصاف کے نقاضوں کے عین مطابق ہے۔ یہ طلم نہیں ہے نہ اس کا استخفاف ہے بلکہ اسلام کا یہ قانون میراث عدل وانصاف کے نقاضوں کے عین مطابق ہے۔ کوئکہ عورت کو اس کا کفیل بنایا ہے۔ علاوہ ازیں عورت کے بیاں مہر کی صورت میں مال آتا ہے جو ایک مر د ہی اسے ادا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے عورت کے مقابلے میں مر د پر گئی گنا زیادہ مالی ذمہ داریاں ہیں۔ اس لیے اگر عورت کا حصہ نصف کے بجائے مرد کے برابر ہوتا تو یہ مرد پر ظلم ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی پر بھی ظلم نہیں کیا ہے کیونکہ وہ عادل بھی ہے اور حکیم بھی۔

۲. اسے بعض علاء نے آیت میراث سے منسوخ قرار دیا ہے لیکن صحیح تر بات یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں، بلکہ ایک بہت ہی اہم اخلاقی ہدایت ہے۔ کہ امداد کے مستحق رشتے داروں میں سے جو لوگ ورافت میں حصہ دار نہ ہوں، انہیں بھی تقیم کے وقت کچھ دے دو۔ نیز ان سے بات بھی پیار و محبت کے انداز میں کرو۔ دولت کو آتے ہوئے دیکھ کر قارون و فرعون نہ بنو۔
 سابہ بعض مفسرین کے نزدیک اس کے مخاطب اوصیا ہیں (جن کو وصیت کی جاتی ہے) ان کو نصیحت کی جارہی ہے کہ ان کے نردیک اس کے ساتھ وہ ایسا سلوک کریں جو وہ اینے بچوں کے ساتھ اینے مرنے کے بعد کیا جانا لیند

اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ آمُوَالَ الْيَتْعَلَى ظُلْمًا إِثْمَا يَأْكُلُوْنَ فِى ثَبُطُونِهِمُ نَامَّا \* وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۞

ؽ۠ۅڝؽڮؙۉؙٳٮڵؿؙٷٛٲۉڵٳۮڮؙڎ۠ڵڵڎ۠ڮٙڔڝؿؙ۠ڵٛڂڟۣ ٵڵؙۯؿؿؘؽؽؙؿٞٷؽٷٛؾڿٵؘۼٷؘڨٵؿڬؾؽۑٷؘۿڽؙۜؿڶؿؘٵ ٵٮۛڗؙڮٷۯڶػٲڹؾؙۉٳڿڐٞٛٷۿٵڶڹۨڞڡٛ۠ٷٳڮڹۅؽۼ ڸػؚ۠ڷؚٷٳڿؠؚۄٞڹۿؙؠٵڶڛؙ۠ػڛؙڝؠۜۧٵؿٷڮٳڶؽڰٲؽڵۀ

•ا. بے شک جولوگ ناحق ظلم سے تیموں کامال کھاجاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ ووزخ میں جائیں گے۔

11. الله تعالی متہیں تمہاری اولاد کے بارے میں تکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے (اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دوتہائی ملے گا۔ (ا) اور اگر ایک ہی لڑکی ہوتو

ا. اس کی حکمت اور اس کا مبنی برعدل وانصاف ہونا ہم واضح کر آئے ہیں۔ ورثاء میں لڑکی اور لڑکے دونوں ہوں تو پھر
 اس اصول کے مطابق تقییم ہوگی۔ لڑکے چھوٹے ہوں یا بڑے، اسی طرح لڑکیاں چھوٹی ہوں یا بڑی سب وارث ہوں
 گی۔ حتی کہ جنین (مال کے پیٹ میں زیر پرورش بچی) بھی وراث ہوگا۔ البتہ کافر اولاد وارث نہ ہوگی۔

۲. لیعنی بیٹا کوئی نہ ہو تو مال کا دو تہائی (لیعنی کل مال کے تین جھے کرکے دو جھے) دو سے زائد لڑکیوں کو دیے جائیں گے اور اگر صرف دو ہی لڑکیاں ہوں، تب بھی انہیں دو تہائی حصہ ہی دیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ سعد بن رہیج ڈٹائٹٹڈ احد میں شہید ہوگئے اور ان کی دو لڑکیاں تھیں۔ گر سعد کے سارے مال پر ان کے ایک بھائی نے قبضہ کرلیا تو نبی سالیٹیڈ نے ان دونوں لڑکیوں کو ان کے چیا ہے دو ثکث مال دلوایا (ترمذی، أبوداود، ابن ماجه، کتاب الفرائض) علاوہ ازیں سورہ نساء کے آخر میں بتلایا گیا ہے کہ اگر کسی مرنے والے کی وارث صرف دو بہنیں ہوں تو ان کے لیے بھی دو تہائی حصہ ہے لہذا جب دو بہنیں دو تہائی مال کی وارث ہوں گی جس طرح دو بہنوں سے زیادہ ہونے کی صورت میں انہیں دو سے زیادہ ہونے ک

ۅۘڶؖؖۛۛ۠۠ٷٳ۫ڶڰۄٛڲڹؙٛڽؙڰٷۘۘۅڵڎۜٷٙۅۺؘۜٵٙؠۘٷٷڶؚۯ۠ۊؚ ٵڵؿ۠ڬٛٷؘڬػٵڽؘڶڣۜٳڂٛۅڎٞٷڵۯؾۅٳڵۺ۠ۮؙڛٛڡؽ۬ ؠۼٮۅٶڝؾٙڿؿؙٷڝؽۑۿٲڷۅۮؿڹۣٝٵڹٲٷؙڮ۠ۅٵؿڹٙٵٚٷؙڮڴ ڶڒؾۮۯۅؙڽٵؿ۠ۿؙؙؙۿٵڨٙۯؚۘۘۘۘ۠ڶػڮؙۯؙٮٛڡؙ۫ڰٵٚڣٙڔؽڞٙڎۧڡٞۨڽ ٵٮڵٷٳڽٞٵٮڵۿػٵؽؘٷڶؽؠڴٵۘۘۘػڮؽؽڴ۞

اس کے لیے آدھا ہے اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے، اگر اس (میت) کی اولاد ہو، (۱) اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی مال کے لیے تیسرا حصہ ہے، (۱) ہال اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو پھر اس کی مال کا چھٹا حصہ ہے۔ (۳) یہ حصے اس وصیت (کی سیمیل) کے بعد ہیں جو مرنے والا کرگیا ہو یا ادائے قرض کے بعد، تمہارے باپ ہول یا تمہارے بیٹے تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کون تمہیں نفع پہنچانے میں زیادہ قریب

ہوں، تو دونوں صورتوں میں مال متروکہ سے دو تہائی لڑکیوں کا حصہ ہوگا۔ باقی مال عصبہ میں تقسیم ہوگا۔

ا. مال باپ کے حصے کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ پہلی صورت ہے کہ مرنے والے کی اگر اولاد بھی ہوتو مرنے والے کے مال باپ میں سے ہر ایک کو ایک ایک سدس طے گا یعنی باتی دو تہائی مال اولاد پر تقتیم ہوجائے گا البتہ اگر مرنے والے کی اولاد میں صرف ایک بیٹی ہوتو اس میں سے چونکہ صرف نصف مال (یعنی چھ حصوں میں سے سامھے) میں کے ہول گے اور ایک سدس باقی فی جائے گا اس کو دینے کے بعد مزید ایک سدس باقی فی جائے گا اس کی جینے والا یہ سدس بطور عصبہ باپ کے حصہ میں جائے گا یعنی اس صورت میں باپ کو دو سدس ملیں گے، ایک باپ کی چیشیت سے دوسرا عصبہ ہونے کی چیشیت سے۔

۲. یہ دوسری صورت ہے کہ مرنے والے کی اولاد نہیں ہے (یاد رہے کہ بوتا بوتی بھی اولاد میں اجماعاً شامل ہیں) اس صورت میں مال کے لیے تیسرا حصہ ہے اور باقی دو حصے (جو مال کے حصے میں دوگنا ہیں) باپ کو بطور عصبہ ملیں گے اور اگر مال باپ کے ساتھ مرنے والے مرد کی بیوی یا مرنے والی عورت کا شوہر کھی زندہ ہے تو راج قول کے مطابق بیوی یا شوہر کا حصہ (جس کی تفصیل آرہی ہے) نکال کر باقی ماندہ مال میں سے مال کے لیے ثلث (تیسرا حصہ) اور باقی باپ کے لیے ہوگا۔

سا. تیسری صورت یہ ہے کہ مال باپ کے ساتھ مرنے والے کے بھائی بہن زندہ ہیں۔ وہ بھائی چاہے سگے (عینی) ہوں لیتی ایک ہی مال باپ کی اولاد ہوں۔ یا باپ ایک ہو، مائیں مختلف ہوں یعنی علاقی بھائی بہن ہوں یا مال ایک ہو، باپ مختلف ہوں لیتی اخیافی بہن ہوں۔ اگرچہ یہ بھائی بہن میت کے باپ کی موجود گی میں وراخت کے حقد ار نہیں ہوں گے۔ لیکن مال کے لیے ججب (نقصان کا سبب) بن جائیں گے لیتی جب ایک سے زیادہ ہوں گے تو مال کے ثلث (تیسرے جھے) کو سدس (چھٹے جھے) میں تبدیل کردیں گے۔ باقی سارا مال (۲/۵) باپ کے حصہ میں چلا جائے گا۔ بشر طیکہ کوئی اور وارث نہ ہو۔ حافظ این کشر لکھتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک و بھائیوں کا بھی وہی محکم ہے جو دو سے زیادہ بھائیوں کا نہ کور ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک بھائی یا بہن ہوتو اس صورت میں مال میں مال کا حصہ ثلث بر قرار رہے گا۔ وہ سدس میں تبدیل نہیں ہوگا۔ (تغیر این کیشر)

وَلَكُ فِضُفُ مَا تُوكَ أَذُوا فِكُمُ اِن لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَكُ فَاكُمُ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَكُ فَلَكُ الدُّيُّ فِكَ الدُّ فَاكُوْ الدُّيُّ مِثَا تَوَكُنْ الدُّيْ وَلَكُ فَاكُوْ الدُّيْ وَلَهُنَّ الدُّيْمُ مِثَا تَوَكُنْ لَكُمْ وَلَكُ فَوَيْ وَلَهُنَّ الدُّيْمُ وَلَكُ فَالدُّ فَاكُ وَلَكُ فَالدُّونَ وَلَكُ وَلَكُ فَالدُّكُمُ وَلَكُ فَوَلَكُ وَلَكُ فَالدُّكُو وَلَكُ فَالدُّونَ الدُّكُ وَلَكُ فَالدُّونَ وَلَمْ الدُّيْمُ اللَّهُ وَالدُّ كَانَ رَجُلُ يُورَثُ كَلَلَةً وَلَكُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَلَا لَهُ وَلَيْكُونَ وَلَوْ فَاللَّهُ وَلَا لَكُونَ وَلَكُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَيْكُونَ وَكَلَيْمُ وَلَيْكُ وَلَوْلَ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَيْكُونَ وَكِينَ فَلَكُونَ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَيْكُونَ وَكِينَا فَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَيْكُونَ وَكِينَا فَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَيْكُونَ وَكِينَا فَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا لَكُونَ وَكِينَا فَوَكُونَ فَالْكُونَ وَلَيْكُونَ وَلَاللَّهُ وَلَا لَكُونَ وَكِينَا فَوَكُونَ فَاللَّالِ وَاللَّهُ وَلَا لَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا لَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَلَالِهُ وَلَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَلَاللَّهُ وَلَالِهُ وَلَا لَاللَّهُ وَلَالِهُ وَلَالِمُ وَلِلْكُونَا لِللْمُؤْمِنَ اللَّهُ وَلَالِمُ وَلِلْكُونَا لِلْكُونُ اللَّهُ وَلَا لَاللَّهُ وَلَا لَا لَاللَّهُ وَلَا لَاللَّهُ وَلَا لَاللْكُونَا لِلْلَالِ

ہے، ('') یہ جھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ بیں بے شک اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمتوں والا ہے۔

11. اور تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ کر مریں اور ان کی اولاد ہو تو نہ ہوتو آدھوں آدھ تمہارا ہے اور اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے چھوڑ سے ہوئے مال میں سے تمہارے لیے چوتھائی حصہ ہے۔ ('') اس وصیت کی ادائیگی کے بعد جو وہ کرگئ موں یا قرض کے بعد۔ اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں ان کے لیے چوتھائی ہے، اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد جو تم کر گئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد۔ اور جن کی میراث کی جاتی ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد۔ اور جن کی میراث کی جاتی ہو وہ مرد یا عورت کلالہ ہو لیخی اس کا باپ بیٹا نہ ہو، ('')

1. اس لیے تم اپنی سمجھ کے مطابق وراثت تقسیم مت کرو، بلکہ اللہ کے تعلم کے مطابق جس کا جتنا حصہ مقرر کردیا گیا ہے، وہ ان کو دو۔

۲. اولاد کی عدم موجود گی میں بیٹے کی اولاد لیعنی پوتے بھی اولاد کے تعلم میں ہیں، اس پر امت کے علماء کا اجماع ہے (ثق القدیر وابن کیش) اسی طرح مرنے والے شوہر کی اولاد خواہ اس کی وارث ہونے والی موجودہ بیوی سے ہویا کسی اور بیوی سے۔ اسی طرح مرنے والی عورت کی اولاد اس کے وارث ہونے والے موجودہ خاوند سے ہو یا پہلے کے کسی خاوند سے۔ اسی طرح مرنے والی عورت کی اولاد اس کے وارث ہونے والے موجودہ خاوند سے ہو یا پہلے کے کسی خاوند سے۔ سال علی مسلم میں بھی ایک ایک ہوتھا یا آٹھوال حصہ مبیں ملے گا۔ اگر زیادہ ہول گی تب بھی یہی حصہ ان کے در میان تقسیم ہوگا، ایک ایک ایک ایک ہوتھانی یا آٹھوال حصہ خبیں ملے گا، یہ بھی اجماعی مسلم ہے۔ (ٹے القدیر)

مم. كاله سے مراد وہ ميت ہے جس كا باپ ہونہ بيٹا۔ يہ اكليل سے مشتق ہے۔ اكليل اليى چيز كو كہتے ہيں جو كه سر كو اس كا وارث كے اطراف (كناروں) سے گھير لے۔ كاله كو بھى كاله اس ليے كہتے ہيں كه اصول و فروع كے اعتبار سے تو اس كا وارث نہ سبت كن اطراف وجوانب سے وارث قرار پاجائے (فخ القدر وابن كير) اور كہا جاتا ہے كه كاله "كلل" سے مشتق ہے جس كے معنی ہيں تھك جانا۔ گويا اس شخص تك چينج چينج سلسكة نسل ونسب تھك گيا اور آگے نہ چل سكا۔

۵. اس سے مراد اخیافی بہن بھائی ہیں جن کی مال ایک ہو باپ الگ الگ کیونکہ عینی بھائی بہن یا علاتی بہن بھائی کا حصة میراث اس طرح نہیں ہے اور اس کا بیان اس سورت کے اخیر میں آرہا ہے اور یہ مسلہ بھی اجماعی ہے (خ القدیہ) اور دراصل نسل کے لیے مرد وزن ﴿لِلْمُوَيِّ مِنْ کِمِظُ الْمُنْتَیْمِیْ ﴾ کا قانون چلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹے بیٹیوں کے لیے اس جگہ اور بہن بھائیوں کے

سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں، (۱) اس وصیت کے بعد جو کی جائے اور قرض کے بعد (۲) جب کہ اوروں کا نقصان نہ کیا گیا ہو (۲) یہ مقرر کیا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

لیے آخری آیت نساء میں ہر دو جگہ یہی قانون ہے البتہ صرف ماں کی اولاد میں چونکہ نسل کا حصہ نہیں ہوتا اس لیے وہاں ہر ایک کو برابر کا حصہ دیا جاتا ہے۔ بہر حال ایک بھائی یا ایک بہن کی صورت میں ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔

ا. ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں یہ سب ایک تہائی جھے میں شریک ہوں گے۔ نیز ان میں مذکر اور مؤنث کے اعتبار سے بھی فرق نہیں کیا جائے گا۔ بلا تفریق سب کو مساوی حصہ ملے گا، مرد ہویا عورت۔

ملحوظہ: بال زاد لیعنی اخیافی بھائی بعض احکام میں دوسرے وارثوں سے مختلف ہیں۔(۱) یہ صرف اپنی بال کی وجہ سے وارث ہوتے ہیں۔(۲) ان کے مرد اور عورت، جھے میں مساوی ہوں گے۔ (۳) یہ اس وقت وارث ہوں گے جب کہ میت کلالہ ہو۔ پس باپ دادا بیٹا اور پوتے وغیرہ کی موجودگی میں یہ وارث نہیں ہوں گے۔ (۳) ان کے مرد وعورت کتنے بھی زیادہ ہوں، ان کا حصہ ثبت نہائی) سے زیادہ نہیں ہوگا اور جیسا کہ اوپر کہا گیا ان کو اپنے مرنے والے اخیافی بھائی سے جو مال ملے گا اس میں مرد اور عورت کا حصہ برابر ہوگا یہ نہیں کہ مرد کو عورت سے دوگنا دیا جائے۔ حضرت عمر شافتہ نے یہ فیصلہ لیا تھا اور امام زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عمر شافتہ نے یہ فیصلہ یقینا اس عربی کو گا جب ان کے یاس نبی فیصلہ کیا تھا اور امام زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عمر شافتہ نے یہ فیصلہ یقینا اس وقت بی کیا ہوگا جب ان کے یاس نبی شافتہ کیا تھا اور امام زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عمر شافتہ نے یہ فیصلہ یقینا اس

۲. میراث کے احکام بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ تیسری مرتبہ کہا جارہا ہے کہ ورثے کی تقییم، وصیت پر عمل کرنے اور قرض کی ادائیگی کے بعد کی جائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں باتوں پر عمل کرنا کتا ضروری ہے۔ پھر اس پر بھی اتفاق ہے کہ سب سے پہلے قرضوں کی ادائیگی کی جائے گی اور وصیت پر عمل اس کے بعد کیا جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ نے تینوں جبًہ وصیت کا ذکر دین (قرض) سے پہلے کیا حالانکہ ترتیب کے اعتبار سے دین کا ذکر پہلے ہونا چاہیے تھا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ قرض کی ادائیگی کو تو لوگ اہمیت دیتے ہیں، نہ بھی دیں تو لینے والے زبردسی بھی وصول کر لیتے ہیں۔ لیکن وصیت پر عمل کرنے کو غیر ضروری سمجھا جاتا ہے اور اکثر لوگ اس معاملے میں تسائل یا تغافل سے کام لیتے ہیں۔ اس لیے وصیت کا پہلے ذکر فرماکر اس کی اہمیت واضح کردی گئی۔ (درج المعانی)

ملحوظہ: اگر بیوی کا حق مہر ادانہ کیا گیا ہوتو وہ بھی دین (قرض) میں شار ہوگا اور اس کی ادائیگی بھی وراثت کی تقییم سے پہلے ضروری ہے۔نیز عورت کا حصہ شرعی اس مہر کے علاوہ ہوگا۔

سا. بایں طور کہ وصیت کے ذریعے سے کسی وارث کو محروم کردیا جائے یا کسی کا حصد گھٹا بڑھا دیا جائے یا یوں ہی وارثول کو نقصان پہنچانے کے لیے کہہ دے کہ فلال شخص سے میں نے اتنا قرض لیا ہے درآں حالیکہ کچھ بھی نہ لیا ہو۔ گویا اضرار کا تعلق وصیت اور دین دونوں سے ہے اور دونوں کے ذریعے سے نقصان پہنچانا ممنوع اور کمیرہ گناہ ہے۔ نیز ایسی اور اللہ تعالی دانا ہے بردبار۔

سال یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (مُثَالِثَیْمِ ) کی فرمانبر داری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

۱۳ اور جو شخص الله تعالی کی اور اس کے رسول (مَنَّا لَلْمَالِّ)
کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدول سے آگے نکلے
اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا،
ایسوں ہی کے لیے رسواکن عذاب ہے۔

10. اور تہہاری عور تول میں سے جو بے حیائی کا کام کریں ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو، اگر وہ گواہی دیں تو ان عور تول کو گھرول میں قید رکھو، یہال تک کہ موت ان کی عمریں پوری کردے، (۱) یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی اور راستہ نکالے۔ (۱)

تِلْكَ حُكُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُكُخِلُهُ جَنَّتٍ تَجُرِئُ مِنْ تَحْتِمَ الْأَنْهُلُ خِلِدِينَ فِيْهَا كُوذِلِكَ الْفُوزُ الْعَظِيرُ

ۅؘڡؖؽؘؿۼڞؚٳ؇؋ۅؘۯڛؙۅڷ؋ۅؘؽؾۘٙػڰۜۘ۫ۘۘۘ۠۠۠ڝؙۮؙۅٛۮ؋ ؽؙۮڿڷ؋ؙڬؘٲڒؚٞٳڂٙٳڸڐٳڣؽ۬ۿٵٷڶۿؘۼۮٙٳڮٛ ؿ۠ۿؚؽؿ۠۞۫

وَالِّتِىُ يَا اِتَّىٰ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَالٍ كُمُ فَاسُتَشُهُ مِنْ وُاعَلِيْهِنَّ اَرْبَعَةٌ مِّنْكُمْ وَفَانُ شَهِدُ وُافَا مَسِكُوْهُنَ فِى البُّنُوْتِ حَتَّى يَتَوَقَّدُهُنَّ الْهَوْتُ اَوْيَجُعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا۞

وصیت تھی باطل ہو گی۔

ا. یہ بد کار عور توں کی بدکاری کی وہ سزا ہے جو ابتدائے اسلام میں - جب کہ زنا کی سزا متعین نہیں ہوئی تھی۔ عارضی طور پر مقرر کی گئی تھی ہاں یہ بھی یاد رہے کہ عربی زبان میں ایک سے دس کی گنتی میں یہ مسلمہ اصول ہے کہ عدد ذکر ہوگا تو معدود مؤنث ہوگا، اور عدد مؤنث تو معدود ذکر ہیبال اربعہ (لیعنی ۴ کا عدد) مؤنث ہے، اس لیے اس کلے اس کا معدود جو یہال ذکر نہیں کیاگیا اور محذوف ہے، یقیناً ذکر آئے گا اور وہ ہے رجال یعنی اُربعة رجال جس سے یہ بات معدود جو یہال ذکر نہیں کیاگیا اور مخذوف ہے، یقیناً ذکر آئے گا اور وہ ہے رجال یعنی اُربعة رجال جس سے یہ بات مقرر کی گئی ہے، اس کے اثبات زنا کے لیے چار مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ گویا جس طرح زنا کی سزا سخت مقرر کی گئی ہے، اس کے اثبات کے لیے گواہوں کی کڑی شرط عائد کردی گئی ہے یعنی چار مسلمان مرد عینی (چشم دید) گواہوں اس کے بغیر شرعی سزا کا اثبات ممکن نہیں ہوگا۔

۲. اس راستے سے مراد زنا کی وہ سزا ہے جو بعد میں مقرر کی گئی یعنی شادی شدہ زنا کار مرد وعورت کے لیے رجم اور غیر شادی شدہ بدکار مرد وعورت کے لیے سوسو کوڑے کی سزا۔ (جس کی تفصیل سورۂ نور اور احادیث صحیحہ میں موجود ہے)

وَالَّذَٰنِ يَأْتِينِهَا مِنْكُمْ فَاذْوُهُمَا ۚ فَإِنْ تَا بَا وَآصُلَحَا فَاعْرِضُواعَنْهُمَا أِنَّ اللهَ كَانَ تَوَّابًا تَحِيْبًا۞

إِثْمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ اللَّذِيْنَ يَعْمَلُونَ السُّوَّءَ بِجَهَاكَةِ ثُمَّةً يَتُوْبُونَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُولَلِمَ يَتُوْبُ اللهُ عَلَيْهِمُ وْوَكَانَ اللهُ عَلِيْهُمَا حَكِيْهُمَاقَ

وَكَيْسَتِ التَّوْيَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاتِ عَثِّى إِذَا حَضَرَاحَكَهُمُ الْمُوتُ قَالَ إِنِّ ثُنْبُتُ الْنَى وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمُ كُفَّالُ الْوَلَلِكَ اَعْتَدُنَا لَهُمُ عَذَابًا اَلِيْمِكًا ۞

يَايَّهُا الَّذِيْنَ امَنُوالاِيَوِلُّ لَكُوْ اَنْ تَرِثُوا السِّمَاءَ كَرْهًا \* وَلاَ تَعْضُلُوْهُنَّ لِتِنْ هَبُوا بِبَعْضِ مَا

11. اورتم میں سے جو دو افراد ایسا کام کرلیں () انہیں ایڈاء دو () اگر وہ توبہ اور اصلاح کرلیں تو ان سے منہ پھیرلو، بے شک اللہ تعالی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا سے۔

1. یقیناً اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجۂ نادانی کوئی برائی کر گزریں پھر جلد اس سے باز آجائیں اور توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑے علم والا حکمت والا ہے۔

11. اور ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی (۲) اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مرجائیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

19. اے ایمان والو! تہمیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو<sup>(م)</sup> انہیں اس لیے روک نہ رکھو کہ

ا. بعض نے اس سے اغلام بازی مراد لی ہے لیعن عمل لواطت۔ دو مردوں کا بی آپس میں بدفعلی کرنا اور بعض نے اس سے باکرہ مرد وعورت مراد لیے ہیں اور اس سے قبل کی آیت کو انہوں نے محصنات لیعنی شادی شدہ کے ساتھ خاص کیا ہے اور بعض نے اس شنید کے صیغے سے مرد اور عورت مراد لیے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ باکرہ ہوں یا شادی شدہ۔ ابن جریر طبری نے دوسرے منہوم لیعنی باکرہ (مرد وعورت) کو ترجیح دی ہے۔ اور پہلی آیت میں بیان کردہ سزا کو نی شاہدی کی شزا سے کہ وزار کیا سرائے رجم سے اور اس آیت میں بیان کردہ سو کوڑے کی سزا سے مشہوخ قرار دیا ہے۔ (قیر طبری)

۲. لیعنی زبان سے زجرو تونیخ اور ملامت یا ہاتھ سے کچھ زدوکوب کرلینا۔ اب یہ منسوخ ہے جیسا کہ گزرا۔ ۱۳. اس سے واضح ہے کہ موت کے وقت کی گئی توبہ غیر مقبول ہے جس طرح کہ حدیث میں بھی آتا ہے اس کی ضروری تفصیل سورۂ آل عمران کی آیت ۹۰ میں گزر چکی ہے۔

۷۰. اسلام سے قبل عورت پر ایک یہ ظلم بھی ہوتا تھاکہ شوہر کے مرجانے پر اس کے گھر کے لوگ اس کے مال کی طرح اس کی عورت کے بھی زبردستی وارث بن بیٹھتے تھے اور خود اپنی مرضی سے، اس کی رضامندی کے بغیر اس سے نکاح

انَيُتُنُوُهُنَّ اِلْاَانُ بَيَانِينَ بِهَاحِشَةِ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَإِنْ كَرِهۡتُنُوهُنَّ فَعَلَىٰ اَنْ تَكْرُهُوْا شَيَّا وَيَجْعَلَ اللهُ فِيْهِ خَيْرًا ۞

جو تم نے انہیں دے رکھا ہے، اس میں سے پچھ لے لو (۱) ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں (۲) ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودو باش رکھو، گو تم انہیں ناپیند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو، اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی جملائی کردے۔

کر لیتے یا اپنے بھائی جیتیج سے اس کا نکاح کردیتے، حتی کہ سوتیلا بیٹا تک بھی مرنے والے باپ کی عورت سے نکاح کرلیتا یا اگر چاہتے تو اسے کسی بھی جگہ نکاح کرنے کی اجازت نہ دیتے اور وہ ساری عمریوں ہی گزارنے پر مجبور ہوتی۔ اسلام نے ظلم کے ان تمام طریقوں سے منع فرمادیا۔

ا. ایک ظلم یہ بھی عورت پر کیا جاتا تھا کہ اگر خاوند کو وہ پیند نہ ہوتی اور وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تو ازخود اس کو طلاق نہ دیتا (جس طرح ایس صورت میں اسلام نے طلاق کی اجازت دی ہے) بلکہ اسے خوب ننگ کرتا تاکہ وہ مجبور ہوکر حق مہر یا جو کچھ خاوند نے اسے دیا ہوتا، ازخود واپس کرکے اس سے خلاصی حاصل کرنے کو ترجیح دے۔ اسلام نے اس حرکت کو بھی ظلم قرار دیا ہے۔

۲. کھی برائی سے مراد بدکاری یا بدزبانی اور نافرمانی ہے۔ ان دونوں صورتوں میں البتہ یہ اجازت دی گئی ہے کہ خاوند اس کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرے کہ وہ اس کا دیا ہوا مال یا حق مہر واپس کرکے خلع کرانے پر مجبور ہوجائے جیسا کہ خلع کی صورت میں خاوند کو حق مہر واپس لینے کا حق دیا گیا ہے۔ (ماحکہ جو سورہ بقرہ آیت ۲۲۹)

ساب یہ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کا وہ محکم ہے جس کی قرآن نے بڑی تاکید کی ہے اور احادیث میں بھی نبی منافیاتیا فی اس کی بڑی وضاحت اور تاکید کی ہے۔ ایک حدیث میں آیت کے اس مفہوم کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ «لاَیَفْرَ کُ مُوْمِنٌ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ کُوِ مِیْهَا خُحلُقًا، رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ» (سیج ملب کا بارضائ) "مومن مرد (شوہر) مومنہ عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے۔ اگر اس کی ایک عادت اسے نالپند ہے تو اس کی دوسری عادت پندیدہ بھی ہوگی" مطلب یہ ہے کہ بغض نہ رکھے۔ اگر اس کی ایک عادت اسے نالپند کرتا ہوتو اسے بعض نہ درکھے۔ اگر اس کی ایک عادہ اگر بیوی میں کچھ اور کو تاہیاں ہوں جن کی وجہ سے خاوند اسے نالپند کرتا ہوتو اسے جدیائی اور نشوز وعصیان کے علاوہ اگر بیوی میں کچھ اور کو تاہیاں کو وجہ سے خاوند اسے نالپند کرتا ہوتو اسے جدیائی اس میں ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالی اس میں ہوسکتا ہے اللہ تعالی اس میں ہوسکتا ہے اللہ تعالی اس میں ہرکت ڈال کے خیر کثیر بیدا فرمادے لیعنی نیک اولاد دے دے یا اس کی وجہ سے اللہ تعالی اس کے کاروبار میں ہرکت ڈال دے۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ و فیرہ ۔ افسوس ہے کہ مسلمان قرآن وحدیث کی ان ہدایات کے برعکس ذرا ذرا سی باتوں میں اپنی بیویوں کو طلاق دے ڈالتے ہیں اور اس طرح اسلام کے عطا کردہ حق طلاق کو نہایت ظالمانہ طریقے سے استعال کرتے ہیں۔ کو طلاق دے ڈالتے ہیں اور اس طرح اسلام کے دیا گیا تھا، نہ کہ گھر اجاڑنے، عورتوں پر ظلم کرنے اور بچوں کی زندگیاں خراب کرنے کے لیے۔ علاوہ ازیں اس طرح یہ اسلام کی برنامی کا بھی باعث بنتے ہیں کہ اسلام نے مرد کو

ۅؘڵؙؗڶٲۮؘؿؙٞٞٵؙڛؗؾؽٵڶۮؘۏڿٟ؆ٞػٵڹۮؘۅ۫ڿٚۊٞڶؾؽۜڷؙۄؙ ڸڝ۫ڶۿڽۜۊڹڟٵڒٵڣؘڵڗؾٲ۠ڂ۫ڎؙۏڶۄڹؗڎۺٙؽٵ ٲٮۜٲڎؙڎؙۏ۫ڗ؋ؙڹؙۿؚؾٲڴٷٳؿٚٵڴؠؽؾٵ۞

وَكِيْفَ تَاكُنُدُونَهُ وَقَدُا اَفْضَى بَعْضُكُوْ الْ بَعْضٍ وَّاخَذُنُ مِنْكُمْ تِيْنَا قَاغِلِيُطًا⊚

ۅؘڒٮٮٙڰؚؠٷٳؠٵػٷٳڹٵٞٷٛػ۫ۄۺٵڸێڛٙٵٙٳڒڒؠٵڡۜٮٛڛٙڵڡؘٛ ٳؿٞؗٷػٳڹ؋ٳڝڣڐٞٷٞڝؙڠؙؾٵٷڛٵٚڛؠڋڲ۠ٛ

حُرِّمَتُ عَلَيْكُمُ أُمَّهُ تُكُو وَبَنْتُكُو وَاخَوْتُكُو وَعَلْمُتُكُو

۲۰. اور اگر تم ایک بیوی کی جگه دوسری بیوی کرنا ہی چاہو اور ان میں سے کسی کو تم نے خزانہ کا خزانہ دے رکھا ہو، تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو(۱) کیا تم اسے ناحق ادر کھلا گناہ ہوتے ہوئے بھی لے لوگے۔

۲۱. اور تم اسے کیسے لے لوگے حالاتکہ تم ایک دوسرے سے مل چکے ہو<sup>(۱)</sup> اور ان عور تول نے تم سے مضبوط عہد و پیان لے رکھا ہے۔<sup>(۱)</sup>

۲۲. اور ان عور تول سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے (\*) گر جو گزر چکا ہے، یہ بے حیائی کا کام اور بغض کا سبب ہے اور بڑی بری راہ ہے۔

۲۳. حرام کی گئیں (۵) تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری لڑکیاں

طلاق کا حق دے کر عورت پر ظلم کرنے کا اختیار اسے دے دیا۔ یوں اسلام کی ایک بہت بڑی خوبی کو خرابی اور ظلم باور کرایا جاتا ہے۔

ا. خود طلاق دینے کی صورت میں حق مہر واپس کیلئے سے نہایت سختی کے ساتھ روک دیا گیا ہے۔ قِنْطَارٌ خزانے اور مال کثیر کو کہتے ہیں لیعنی کتنا بھی حق مہر دیا ہو واپس نہیں لے سکتے۔ اگر ایسا کروگ تو یہ ظلم (بہتان) اور کھلا گناہ ہو گا۔

۲. "ایک دوسرے سے مل چکے ہو" کا مطلب ہم بسری ہے۔ جسے اللہ تعالی نے کنایةً بیان فرمایا ہے۔

سل. "مضبوط عبد و پیان" سے وہ عبد مراد ہے جو نکاح کے وقت مرد سے لیا جاتا ہے کہ تم "اسے اچھے طریقے سے آباد کرنا یا احسان کے ساتھ چھوڑدینا"۔

٧٠. زمانهُ جاہلیت میں سوتیلے بیٹے اپنے باپ کی بیوی سے ( لیعنی سوتیلی مال سے ) نکاح کر لیستہ تھے، اس سے روکا جارہا ہے،
کہ یہ بہت ہی بے حیائی کا کام ہے۔ ﴿وَلَائِنَكُو اَلْمَاکُو اِلْمَاکُو اِلْماکہ اِلْمال کے باپ نے نکاح کیا لیکن وخول سے قبل ہی طلاق دے دی۔ حضرت ابن عباس ڈوائنو سے بھی یہ بات مروی
ہے۔ اور علماء اس کے قائل ہیں۔ (تغیر طبری)

## اور تمهاری تهباری چوچھیاں اور تمہاری خالاً میں

وَخْلَتُكُو وَبَنْتُ الْرَحْ وَبَنْتُ الْرُفْقِ وَأُمَّ لَهُ تُكُو الْبِيُّ

جھتیجیاں اور رضاعی بھانجیاں اور سسر الی محرمات میں ساس، ربائب (مدخولہ بیوی کی پہلے خاوند سے لڑکیاں) بہو اور دو سگی بہنوں کا جمع کرنا ہے۔ ان کے علاوہ باپ کی منکوحہ (جس کا ذکر اس سے پہلی آیات میں ہے) اور حدیث کے مطابق بیوی جب تک عقد نکاح میں ہے اس کی بچو پھی اور اس کی جیتیجی اور اس کی بیٹیجی اور اس کی بیٹیجی اور اس کی مائیں (دادیاں، قسم اول: محرمات نسبی کی تفصیل: اُمَّیَّهَاتُ (مائیں) میں ماؤں کی مائیں (نانیاں) ان کی دادیاں اور باپ کی مائیں (دادیاں، وسم اور ان سے آگے تک) شامل ہیں۔ بَنَاتُ (بیٹیاں) میں پوتیاں، نواسیاں اور پوتیوں، نواسیوں کی بیٹیاں (پنچ کی ان مائل (پنچ کی ان میں اختلاف ہے۔ ائمہ ہلاشہ است بیٹی میں شامل ہیں۔ بنائٹ (بیٹیل اس میں اختلاف ہے۔ ائمہ ہلاشہ اس بیٹی میں شامل کرتے ہیں اور اس سے نکاح کو حرام سمجھتے ہیں۔ البتہ امام شافقی کہتے ہیں کہ وہ بنت شرعی نہیں ہے۔ پس جس طرح شامل کرتے ہیں اور اس سے نکاح کو حرام سمجھتے ہیں۔ البتہ امام شافقی کہتے ہیں کہ وہ بنت شرعی نہیں ہے۔ پس جس طرح وہ وارث نہیں۔ اس میں داخل نہیں اولاد میں مال متر و کہ تقسیم کرنے کا تکم دیتا ہے) میں داخل نہیں اور بالاجماع وہ وارث نہیں۔ اس میں داخل نہیں اور اس میں باپ کی سب مؤنث اصول (یعنی نانا، دادا کی تینوں قسموں کی بہنیں شامل ہیں۔ اشیافی وعلاتی، عَمَّاتٌ (پھو پھیاں) اس میں باپ کی سب مؤنث اصول (یعنی نانا، دادا کی تینوں قسموں کی بہنیں شامل ہیں۔ بھانجیاں، اس میں تینوں قسم کی بھانیوں قسم کی بھانیوں کی اولاد بواسطہ اور بلاواسطہ (یا صلبی وفر عی) شامل ہیں۔ بھانجیاں، اس میں تینوں قسم کی بھانیوں کی اولاد بواسطہ اور بلاواسطہ (یا صلبی وفر عی) شامل ہیں۔ بھانجیاں، اس میں تینوں قسم کی بھانیوں کی دور کی اولاد بواسطہ اور بلاواسطہ (یا صلبی کی شامل ہیں۔ بھانجیاں، اس میں تینوں قسم کی بینوں کو کہ بینوں کو کہ کیاں ہیں۔

فتم دوم: محرمات رضاعی: رضاعی مال، جس کا دودھ تم نے مدت رضاعت (لیعنی دو سال) کے اندر پیا ہو۔ رضاعی بہن، وہ عورت جس کو تمہاری حقیقی یا رضاعی مال نے دودھ پلایا، تمہارے ساتھ پلایا یا تم سے پہلے یا بعد تمہارے اور بہن بھائیوں کے ساتھ پلایا۔ چاہے مختلف او قات میں پلایا ہو۔ رضاعت سے کھی وہ تمام رشتے حرام ہوجائیں گے جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ رضاعی مال بنے والی عورت کی نبی ورضاعی اولاد دودھ پینے والے بیچ کی بہن بھائی، اس عورت کا شوہر اس کا باپ اور اس مرد کی بہنیں، اس کی پھوپھیاں، اس عورت کی بہنیں، خالائیں اور اس عورت کے جیٹھ، دیور، اس کے رضاعی چچا، تایا بن جائیں گے اور اس ددھ چینے والے بیچ کے نسی بہن بھائی وغیرہ اس گھرانہ پر رضاعت کی بنا پر حرام نہ ہونگے۔

قتم سوم: سسرالی محرمات: بیوی کی مال یعنی ساس (اس میں بیوی کی نانی دادی بھی داخل ہے) اگر کسی عورت سے نکاح کرے بغیر ہم بستری کے ہی طلاق دے دی ہو، تب بھی اس کی مال (ساس) سے نکاح حرام ہوگا۔ البتہ کسی عورت سے نکاح کرے اسے بغیر مباشرت کے طلاق دے دی ہوتو اس کی لڑی سے اس کا نکاح جائز ہوگا۔ (فُرُ القدی) کرئے اسے بغیر مباشرت کرلی گئی ہوگی تو ربیبہ سے رکزیشی ہوگی۔ اس کی حرمت مشروط ہے بعنی اس کی مال سے اگر مباشرت کرلی گئی ہوگی تو ربیبہ سے نکاح حرام، بصورت دیگر حلال ہوگا۔ فِیْ حُجُوْدِ کُمْ (وہ ربیبہ جو تمہاری گود میں پرورش پائیں) یہ قید غالب احوال کے اعتبار سے ہے، بطور شرط کے نہیں ہے۔ اگر یہ لڑی کسی اور جگہ بھی زیر پرورش یا مقیم ہوگی۔ تب بھی اس سے نکاح حرام ہوگا۔ جب بھی اس سے نکاح حرام ہوگا۔ جکھی اس سے نکاح حرام ہوگا۔ جکھی اس سے نکاح حرام ہوگا۔ جکھی نے بہ حَلَی یَجِیُّ (اترنا) سے فَعَیْ اَتُمْ کے وزن پر بمعنی فاعِلَة ہے۔ بیوی کو طلبہ اس لیے کہا

ٱۯڞؘڎؽؙڬؙۄ۫ۅٙٲڂۏٮؖٛػؙۄ۫ۺٵڵڗۜڞؘٵۼۜ؋ۅؘٲٛڡۜۧۿؖؿ ڛ۬ٵۧؠٟڬۄ۫ۅڗڔؘٳۧؠؚڮٷٳڵؾؽڣٛڿٛۅڮۿۺ۫ڹٚڛٳڮۿ ٳڵؿؿٙۮڂڵؿؙۯؠڡۣڽٷڶڽڰۊؾۘٷ۬ؽٷۮػڟؿؙڎؠڡۣڽ ڡؘڰڂڹٵڂڡٙؽؽڮؙۄؙؗۅٙڝٙڰڵؠۣڶٲڹؾٙٳڮ۠ۿٵڰڹؽڹ؈ڽ ٲڞڰڮڴڎٛۅٙڶ ۼۜڡٛٷٲؠؽؙؽٵڶڒؙڞٛؾڽٳڰٳڝٵڠڽ ڛڡٙػٵۣؾٵڶڎػٵؽڂؘڨؙۅؙڗٵؿڿؠؙٵٚۿ

ٷۘٳڵؠؙڂٛڞڹ۬ؾؙڝؘؚٵڵۺٚٮۜٲ؞ٳڒۜڒڡۜٲڡػػۛۛ ؙۘڲؿؠٵؘڡؙٛڴٷؚؿ۬ڹٳۺۼڡؘؽؽؙڴ۫ۅۧٳؙڿؚڴٮڴۿ؆ۊڒٙٳٙ؞ٙ

اور بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں، تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کرچکے ہو، ہاں اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہوتو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے صلی سگے بیٹوں کی بیویاں اور تمہارے و گزرچکا سو گزرچکا سو گزرچکا سو گزرچکا سو گزرچکا سو گزرچکا سے گرزچکا، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہر ہان ہے۔

۲۳. اور (حرام کی گئیں) شوہر والی عورتیں گر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں، (۱) اللہ تعالیٰ نے یہ احکام تم

گیا ہے کہ اس کا محل (جائے قیام) خاوند کے ساتھ ہی ہوتا ہے لیعنی جہاں خاوند اترتا یا قیام کرتا ہے وہ بھی وہیں اترتی یا قیام کرتی ہے۔ بیٹوں میں پوتے نواسے بھی داخل ہیں لیعن ان کی بیویوں سے بھی نکاح حرام ہوگا۔ اس طرح رضائی اولاد کے جوڑے بھی حرام ہوں گے مِن أَصْلاَبِكُمْ (تبہارے صلی بیٹوں کی بیویوں) کی قید سے یہ واضح ہوگیا کہ لے پالک بیٹوں کی بیویوں سے نکاح حرام نہیں ہے۔ دو بہنیں (رضائی ہوں یا نبی) ان سے بیک وقت نکاح حرام نہیں ہے۔ دو بہنیں (رضائی ہوں یا نبی) ان سے بیک وقت نکاح حرام ہے۔ البتہ ایک کی وفات کے بعد یا طلاق کی صورت میں عدت گزرنے کے بعد دوسری بہن سے نکاح جائز ہے۔ اس طرح چار بیویوں میں سے ایک کو طلاق دینے سے پانچویں نکاح کی اجازت نہیں جب تک طلاق یافتہ عورت عدت سے فارغ نہ ہوجائے ملے ملے ملے وظاف ہے۔ اکثر اہل علم کا اقبال ہے کہ اگر کسی ملحوظة: زنا سے حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ اس میں اہل علم کا افتلاف ہے۔ اکثر اہل علم کا قول ہے کہ اگر کسی ملحوظة: زنا سے حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ اس میں اہل علم کا افتلاف ہے۔ اکثر اہل علم کا قول ہے کہ اگر کسی ملحوظة نہ سے در نہیں ہوں کی ایک میں کر ایک کر ایک

ملحوظة: زنا سے حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ اس میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ اکثر اہل علم کا قول ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے بدکاری کی تو اس بدکاری کی وجہ سے وہ عورت اس پر حرام نہیں ہوگی اسی طرح اگر اپنی بیوی کی ماں (ساس) سے یا اس کی بیٹی سے (جو دوسرے خاوند سے ہو) زنا کرلے گا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی (دلائل کے لیے دیکھیے، فتح القدیر) احناف اور دیگر بعض علماء کی رائے میں زناکاری سے بھی حرمت ثابت ہوجائے گی۔ اول الذکر مسلک کی تائید بعض احادیث سے ہوتی ہے۔

ا. قرآن کریم میں إِحْصَانٌ چار معنوں میں متعمل ہوا ہے۔ (۱) شادی (۲) آزادی (۳) پاک دامنی (۴) اور اسلام۔ اس اعتبار سے محصنات کے چار مطلب ہیں، (۱) شادی شدہ عوتیں (۲) آزاد عوتیں (۳) پاک دامن عوتیں (۴) اور مسلمان عوتیں سباں پہلا معنی مراد ہے۔ اس کی شان نزول میں آتا ہے کہ جب بعض جنگوں میں کافروں کی عورتیں بھی مسلمانوں کی قید میں آگئیں تو مسلمانوں نے ان سے ہم بستری کرنے میں کراہت محسوس کی کیونکہ وہ شادی شدہ تھیں۔ صحابہ ڈڈاکٹی نے نبی منگو ہوا کہ جنگ میں حاصل ہونے والی کافر نے نبی منگو ہوا کہ جنگ میں حاصل ہونے والی کافر عورتیں، جب مسلمانوں کی لونڈیاں بن جائیں تو شادی شدہ ہونے کے باوجود ان سے مباشرت کرنا جائز ہے۔ البتہ استبرائے رخم ضروری ہے۔ یعنی ایک حیض آنے کے بعد یا حاملہ ہیں تو وضع حمل کے بعد ان سے جنسی تعلق قائم کیا جائے۔

ۮڸڬؙۄؙٲؽ ؾۺۼؙٷؙٳۑٲڡؙۅٳڵڮؙٛؗؗؠؙؙۼؙۻۣؽؽؘۼؽۯ ڡؙٮڝٝڿؿؽؙٷؠٵڶۺؠؙؾڠؿؙۯڽۣ؋ؚڝڹۿڽۜڣٵڎ۠ۿؽ ٲۼؚٛۯۿؿۏ۫ؽڞؘةٞٷڵڂڹٵڂۼڶؽڴۏڣؽؠٵڗڶۻؽؿ۠ٷ ڽؚ؋ڡٟؽؙۼڋڔڵۿٚؽؽٚڞڐڒؖڰٳٮڵڰػڵؽؘۼڸؽۿٵڮؽۿڰ

پر فرض کردیے ہیں، اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تہمارے لیے حلال کی گئیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو برے کام سے بچنے کے لیے نہ کہ شہوت رانی کرنے کے لیے، (۱) اس لیے جن سے تم فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو، (۲) اور مہر مقرر ہوجانے کے بعد تم آپس کی رضامندی سے جو طے کرلو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، (۳) بے شک اللہ تعالی علم

لونڈی کا مسکلہ: نزول قرآن کے وقت غلام اور لونڈیوں کاسلسلہ عام تھا جے قرآن نے بند نہیں کیا، البتہ ان کے بارے میں الیی حکمت عملی اختیار کی گئی کہ جس سے غلاموں اور لونڈیوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں حاصل ہوں تاکہ غلامی کی حوصلہ شکنی ہو۔ اس کے دو ذریعے تھے۔ ایک تو بعض خاندان صدیوں سے ایسے چلے آرہے تھے کہ ان کے مرد اور عورت فروخت کردیے جاتے تھے۔ یکی خریدے ہوئے مرد وعورت غلام اور لونڈی کہلاتے تھے۔ مالک کو ان سے ہر طرح کے استمتاع (فائدہ اٹھانے) کا حق حاصل ہوتا تھا۔ دوسرا ذریعہ جنگ میں قیدیوں والا تھا، کہ کافروں کی قیدی عورتوں کو مسلمانوں میں تقسیم کردیا جاتا تھا اور وہ ان کی لونڈیاں بن کر ان کے پاس رہتی تھیں۔ قیدیوں کے لیے یہ بہترین حل تھا۔ کیونکہ اگر انہیں معاشرے میں یوں بی آزاد چھوڑ دیا جاتا تو معاشرے میں ان کے ذریعے سے فساد پیدا ہوتا (تفسیل کے لیے ملائح میں معاشرے میں ایوں بی قرام ہی ہیں الا یہ کہ وہ مسلمانوں کی ملکیت میں آجائیں۔ اس صورت عورتیں تو ویسے بی حرام ہیں تاہم کافر عورتیں بھی حرام ہی ہیں الا یہ کہ وہ مسلمانوں کی ملکیت میں آجائیں۔ اس صورت میں استبرائے رحم کے بعد وہ ان کے لیے طال ہیں۔

ا. یعنی مذکورہ محرمات قرآئی اور حدیثی کے علاوہ دیگر عور توں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ بشر طیکہ چار چیزیں اس میں ہوں۔
اول یہ کہ طلب کرو آُن تَبْتَغُوْا یعنی دونوں طرف سے ایجاب وقبول ہو۔ دوسری یہ کہ مال یعنی مہر ادا کرنا قبول کرو۔
تیسری یہ کہ ان کو شادی کی قید (دائمی قبض) میں لانا مقصود ہو۔ صرف شہوت رانی غرض نہ ہو (جیسے زنا میں یا اس
متعہ میں ہوتا ہے جو شیعوں میں رائح ہے یعنی جنسی خواہش کی تسکین کے لیے چند روز یا چند گھنٹوں کا نکاح)۔ چو تھی یہ
کہ چیسی یاری دوستی نہ ہو بلکہ گواہوں کی موجود گی میں نکاح ہو۔ یہ چاروں شرطیں اس آیت سے متفاد ہیں۔ اس سے
جہاں شیعوں کے متعہ کا بطلان ہوتا ہے وہیں مروجہ حلالہ کا بھی ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کا مقصد بھی عورت
کو نکاح کی دائمی قید میں لانا نہیں ہوتا، بلکہ عرفا یہ صرف ایک رات کے لیے مقرر اور معہود ذہنی ہے۔

۲. یہ اس امر کی تاکید ہے کہ جن عور تول سے تم نکاح شرعی کے ذریعے سے استمتاع اور تلذذ کرو۔ انہیں ان کا مقرر کردہ مہر ضرور اداکرو۔

س. اس میں آپس کی رضامندی سے مہر میں کمی بیشی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

والا حكمت والا ہے۔

70. اور تم میں سے جس کی کو آزاد مسلمان عور توں سے نکاح کرنے کی پوری وسعت وطاقت نہ ہوتو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو (اپنا نکاح کرلے) اللہ تمہارے اعمال کو بخوبی جاننے والا ہے، تم سب آپس میں ایک ہی تو ہو، اس لیے ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کرلو، (۱) اور قاعدہ کے مطابق ان کے مہر ان کو دو، وہ پاک دامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں، نہ خفیہ آشائی کرنے والیاں، پس بدکاری کرنے والیاں، نہ خفیہ آشائی کرنے والیاں، پس جب یہ لونڈیاں نکاح میں آجائیں پھر اگر وہ بے حیائی عور توں کی ہے۔ (۱) کنیزوں سے نکاح کا یہ حکم تم میں سے عور توں کی ہے۔ (۱) کنیزوں سے نکاح کا یہ حکم تم میں سے ان لوگوں کے لیے ہے جنہیں گناہ اور تکلیف کا اندیشہ ہو اور تمہارا ضبط کرنا بہت بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشے والا اور بڑی رحمت والا ہے۔ (۱)

وَمَنُ لَا مَيْسَطِعُ مِثَكُمْ طُوْلَا اَنْ بَيْكِحَ الْمُحْصَنْتِ
الْمُؤْمِنْتِ فَمِنَ مَّامَكَتُ اَيْمَالُكُمُ مِّنْ فَتَيْتِكُمُ
الْمُؤْمِنْتِ فَالْكُوْهُنَّ مِائِمَالُكُمُ مِّنْ فَتَيْتِكُمُ
الْمُؤْمِنْتِ فَالْكُوْهُنَّ بِإِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاتُوهُنَّ
الْمُؤْرُهُنَّ بِالْمَعُوْنُو فُحْصَنَتْ عَيْرُمُسْفِطْتٍ وَلَا
مُتَّخِلُ مِنْ الْمُعْرُونُو فُحُصَنَتْ عَيْرُمُسْفِطْتٍ وَلَا
مُتَّخِلُ مِنْ اللَّهُ مُونُونُ وَمُصَنِّى الْمُنْتَ مِنْكُمُ وَلَى الْمُحْصَنِي مِنَ
الْعَدَائِدِ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِي الْعَنْتَ مِنْكُمُ وَلَى الْمُحْصَنِي مِنَ
الْعَدَائِدِ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِي الْعَنْتَ مِنْكُمُ وَلَى الْمُحْصَنِي مِنَ
الْعَدَائِدِ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِي الْعَنْتَ مِنْكُمُ وَلَى الْمُحْصَنِي مِنَ
عَيْرُ اللَّهُ عَلَيْ وَلَى الْمِنْ خَشِي الْعَنْتَ مِنْكُمُ وَلَى الْمُحْصَنِي مِنَ عَلَيْهِ مِنْ اللَّهِ عَلْمُونُ الْحَمِيلُونُ اللَّهِ عَلَى الْمُحْصَنِي مِنَ عَلَيْهُ وَلَى اللَّهُ عَلْمُونُ اللَّهِ اللَّهِ عَلْمُونُ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ مَنْ اللَّهُ مَعْمُونُ وَاللَّهُ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ اللّهُ اللّهُ

ملحوظة: "استمتاع" كے لفظ سے شيعہ حضرات نكاح متعه كا اثبات كرتے ہيں۔ حالائكه اس سے مراد نكاح كے بعد صحبت ومباشرت كا استمتاع ہے، جيسا كہ ہم نے بيان كيا ہے۔ البتہ متعه ابتدائے اسلام ميں جائز رہا ہے اور اس كا جواز اس آيت كى بنياد پر نہيں تھا، بلكه اس رواج كى بنياد پر تھا جو اسلام سے قبل چلا آرہا تھا۔ پھر نبي مَنَّا لَيْنَا نِهُ نَهِ نَهِ اِنْفَاظُ ميں اسلام سے قبل جلا آرہا تھا۔ کھر نبي مَنَّا لَيْنَا نَهُ نہيات واضح الفاظ ميں اسے قيامت تك كے ليے حرام كرديا۔

ا. اس سے معلوم ہوا کہ لونڈیوں کا مالک ہی لونڈیوں کا ولی ہے، لونڈی کا کسی جگہ نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ اس طرح غلام بھی اپنے مالک کی اجازت کے بغیر کسی جگہ نکاح نہیں کرسکتا۔

۲. یعنی لونڈیوں کو سو (۱۰۰) کے بجائے (نصف یعنی) بچاس کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ گویا ان کے لیے سزائے رجم نہیں ہے کیونکہ وہ نصف نہیں ہوسکتی اور غیر شادی شدہ لونڈی کو تعزیری سزا ہوگی۔ (تفصل کے لیے دیجیے تغیر ابن کش)

۳. یعنی لونڈیوں سے شادی کی اجازت ایسے لوگوں کے لیے ہے جو جوانی کے جذبات پر کنٹرول رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور بد کاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو، اگر ایسا اندیشہ نہ ہوتو اس وقت تک صبر کرنا بہتر ہے جب تک کسی آزاد خاندانی عورت سے شادی کے قابل نہ ہوجائے۔

ؠ۠ڔۣؽ۠ؖؗؗؗؗٳڵڵۿؙڸؽؠۜؾؽػؙۮ۫ۅؘێۿڮؽڬؙۄٛڛؘؙؽٵڷڮۮؚؽؽڡؚؽ ؿٙۼڸػؙۊؘؽؾؙؙۅٛڔؘۼۘڶؽڴؙۄ۫ٷٳڵڰٷڮڸؿ۠ػڲؽڠ۠۞

> ۅؘٲٮڟٷؙؽڔؙؽڋٲڽٛؾؾؙ۠ۅٛۘڹۘۼڷؽڴۊ۫ۨٷؽڕ۠ؽ۠ٵڷڽڔؽؽ ؾؿۧڡۭٷؙڹٵۺۜۿۅ۬ؾؚٲڽٛڗٙؽؽ۠ڵۏٲڡؽٙڲڟؚڟؙڲؙٲؗؗ۫ۿ

يُرِىٰيُداللهُ أَنَّ يُُحُقِّفَ عَنُكُوْ ۗ وَخُلِقَ الْإِلْسُكَانُ ضَعِيقًا⊚

يَايُّهُا الَّذِيْنَ امْنُوْالَا تَأْكُوْاَامُوَالْلُوْبَيْئُوْ بِالْبَاطِلِ إِلَّااَنْ تَكُوْنَ يَغَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُوْ وَلِتَقْتُلُوَّاانَفُسَكُوْ النَّ الله كَانَ بِكُوْ رَحِيْمًا® رَحِيْمًا®

۲۷. الله تعالی چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے خوب کھول کر بیان کرے اور تمہیں تم سے پہلے کے (نیک) لوگوں کی راہ پر چلائے اور تمہاری توبہ قبول کرے، اور الله تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

۲۷. اور الله چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کے پیرو ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم اس سے بہت دور ہٹ حاؤ۔(۱)

۲۸. الله چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کردے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔(۲)

79. اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤہ (<sup>(\*)</sup> مگر یہ کہ خرید و فروخت تمہاری آپس کی رضامندی سے ہو، <sup>(\*)</sup> اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو<sup>(۵)</sup> یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔

ا. أَنْ تَمِيْلُوْ الْعِنْ حَقّ سے باطل كى طرف جَمَك جاؤ

۴. اس کمزوری کی وجہ سے اس کے گناہ میں مبتل ہونے کا اندیشہ زیادہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالی نے ممکن آسانیاں اسے فراہم
کی ہیں۔ انہیں میں سے لونڈیوں سے بٹادی کی اجازت ہے۔ بعض نے اس ضعف کا تعلق عورتوں سے بٹایا ہے یعنی عورت
کے بارے میں کمزور ہے، اس لیے عورتیں بھی باوجود نقصان عقل کے، اس کو آسانی سے اپنے دام میں پھنا لیتی ہیں۔
سلا بِالْبَاطِلِ میں دھوکہ، فریب، جعل سازی، ملاوٹ کے علاوہ وہ تمام کاروبار بھی شامل ہیں جن سے شریعت نے منع
کیا ہے، جیسے قمار، ربا، وغیرہ۔ اس طرح ممنوع اور حرام چیزوں کا کاروبار کرنا بھی باطل میں شامل ہے۔ مثلاً بلاضرورت
کیا ہے، جیسے قمار، ربا، وغیرہ۔ اس طرح ممنوع اور حرام چیزوں کا کاروبار کرنا بھی باطل میں شامل ہے۔ مثلاً بلاضرورت
کوٹوگر آئی، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں اور فخش کیشیں وغیرہ۔ ان کا بنانا، بچنا، مر مت کرنا سب ناجائز ہے۔

۲۰ اس کے لیے بھی شرط یہ ہے کہ یہ لین دین حلال اشیاء کا ہو۔ حرام اشیاء کا کاروبار باہمی رضامندی کے باوجود ناجائز ہی رہے گا۔ علاوہ ازیں رضامندی میں خیار مجلس کا مسئلہ بھی آجاتا ہے لینی جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں سودا شخ کرنے کا اختیار رہے گا جیسا کہ حدیث میں ہی آجاتا ہے لینی جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں سودا شخ کرنے کا اختیار رہے گا جیسا کہ حدیث میں جی آئبیگانِ بِالْخِیارِ مَالَمْ یَتَفَرَّ قَا» (صحبح البخاری ومسلم-کتاب البیوع)"دونوں باہم سودا کرنے والوں کو، جب تک جدا نہ ہوں، اختیار ہے۔"

۵. اس سے مراد خودکثی بھی ہوسکتی ہے جو کبیرہ گناہ ہے اور ارتکاب معصیت بھی جو ہلاکت کا باعث ہے اور کسی مسلمان
 کو قتل کرنا بھی کیونکہ مسلمان جمد واحد کی طرح ہیں۔ اس لیے اس کا قتل بھی ایسا ہی ہے جیسے اپنے آپ کو قتل کیا۔

وَمَنَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ عُلُ وَانَّا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصُلِيُهِ نَازًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيغُوا ۞

ٳؽ۬ڿؘۜؾ۬ڹٛڹؙۅؙٳػؠؘٳٚڒؘٷؘٲؿؙۿۄؘڹؘؘۘعن۫ۿؙٮٚڲڡٚٞۯؘؗۼؽؙڴۄۛڛؾؚٲؾؚڵۄؙ ۅؘٮؙ۫ٮؙٛڿڵڬؙۄ۫ ؠؙؙٞڶؙڂڵڒػڔؽؠٵ۞

ۅؘڵڒؾؘۘڎؠۘٷٞٳٮ۬ٳڡ۬ڞۜڶٳۺ۠ڡؙڔؠؠؘۼڞؙڴؠ۫ٵٚؽۼڞٟ ڸڸڗؚؚۜڿٳڸڹڝؚؽڮ؞ؚٞؾ؆ٲٲڬۺۜؠؙۅٝٲٷؚڸڸێؚڛٵۧۼڹڝؚۘؠڮٛ ؾؚؠ؆ٵڬۺۜڔؙؿؙٷۺٷؙۅاڶڵۿڡؚڽٛڡ۬ڞ۫ڶؚۣ۩ٟٳؾٵڶڵۿػٵؽ ڽڴؚڵۣؿؘؿؙؙٷؽؽؙٵ۞

• اور جو شخص یہ (نافرمانیاں) سرکشی اور ظلم سے کرے گا(ا) تو عنقریب ہم اس کو آگ میں داخل کریں گے۔ اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

اللا اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہوگے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے (۲) تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کردیں گے اور عزت وبزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔

اللہ اور اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر بزرگی دی ہے۔ مردول کا اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو، (۳) یقیناً اللہ ہر چیز کا جانے اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو، (۳) یقیناً اللہ ہر چیز کا جانے

ا. تعنی منہیات کا ارتکاب، جانتے بوجھتے، ظلم وتعدی سے کرے گا۔

الد جمیرہ گناہ کی تعریف میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وہ گناہ ہیں جن پر حد مقرر ہے، بعض کے نزدیک وہ گناہ جس پر قرآن میں یا حدیث میں سخت وعید یا لعنت آئی ہے، بعض کہتے ہیں ہر وہ کام جس سے اللہ نے یا اس کے رسول نے بطور تحریم کے روکا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بات بھی کی گناہ میں پائی جائے تو وہ بحیرہ ہے۔ احادیث میں مختلف بحیرہ گناہوں کا ذکر ہے جنہیں بعض علماء نے ایک تتاب میں جمع بھی کیا ہے۔ جیسے الکہائر للہیتمی وغیرہ۔ یہاں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ جو مسلمان بحیرہ گناہوں مثلاً شرک، عقوق والدین، جھوٹ وغیرہ سے اجتناب کرے گا تو ہم اس کے صغیرہ گناہ معاف کردیں گے۔ سورہ تجم میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے، البتہ وہاں کبائر کے ساتھ فواحش (بے حیائی کے کاموں) سے اجتناب کو بھی صغیرہ گناہوں کی معافی نے سروری قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں صغیرہ گناہوں پر اصرار وہداومت بھی صغیرہ گناہوں کو کبائر بنادیت خیروری کیا ہوں کو کبائر بنادیت ضروری ہیں۔ ای طرح اجتناب کبائر کے ساتھ ادکام وفرائض اسلام کی پابندی اور اعمال صالح کا اجتمام بھی نہیت ضروری ہے۔ بیں مارہ کرام ڈنائیڈ نے شریعت کے اس مزاج کو سمجھ لیا تھا، اس لیے انہوں نے صرف وعدہ مغفرت پر ہی تکیہ نہیں کیا، بلکہ مغفرت ورحمت اللی کے یقیٰی حصول کے لیے نہ کورہ تمام ہی باتوں کا اجتمام کیا۔ جب کہ جمارا دامن عمل سے تو خالی بلکہ مغفرت ورحمت اللی کے یقیٰی حصول کے لیے نہ کورہ تمام ہی باتوں کا اجتمام کیا۔ جب کہ جمارا دامن عمل سے تو خالی ہے لیکن ہارے قلب امیدوں اور آرزؤوں سے معمور ہیں۔

۳. اس کی شان نزول میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت ام سلمہ بڑا ٹھیا نے عرض کیا کہ مرد جہاد میں حصہ لیتے ہیں اور شہادت پاتے ہیں۔ ہم عورتیں ان فضیلت والے کامول سے محروم ہیں۔ ہماری میر اث بھی مردول سے نصف ہے۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ (سند اند ملاد سند ۲۲۲) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے جو جسمانی قوت والا ہے۔

ۅؘڸڬؙڵ؆ۻػڶٮٚٵٚڡۘۅٳڸؠۺٵڗؘڮٵڶۅٳڸۮڹۅٲڵػۊٛڔؠؙۅٛڹ ۅٙڷڵۧڔؙؿؽػقٙؽڬٳؽؠٵٛڬؙڎ۫ٷٵؿؙۅۿؗۮۏڝؽؠۿؙڎ۠ٳڽۧٵٮڵڬ ػٲڹۼڸڮ۠ڸػٞڶؿؙڴؙۺؘۿؽٵڴ

سم الله اور مال باب یا قرابت دار جو چھوڑ کر مریں اس کے وارث ہم نے ہر شخص کے مقرر کردیے ہیں (۱) اور جن سے تم نے اپنے ہاتھوں معاہدہ کیا ہے انہیں ان کا حصہ دو (۲)

وطاقت اپنی حکمت وارادہ کے مطابق عطا کی ہے اور جس کی بنیاد پر وہ جہاد بھی کرتے ہیں اور دیگر بیرونی کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ یہ ان کے لیے اللہ کا خاص عطیہ ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے عورتوں کو مردانہ صلاحیتوں کے کام کرنے کی آرزو نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ اللہ کی اطاعت اور نیکی کے کاموں میں خوب حصہ لینا چاہیے اور اس میدان میں وہ جو کچھ کمائیں گی، مردوں کی طرح، ان کا پورا پورا صلہ انہیں ملے گا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرنا چاہیے کیونکہ مرد اور عورت کے در میان استعداد، صلاحیت اور قوت کار کا جو فرق ہے، وہ تو قدرت کا ایک اٹل فیصلہ ہے جو محض آرزو سے تبدیل نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس کے فضل سے کسب و محنت میں رہ جانے والی کمی کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

ا. مَوَ الِيْ، مَوْلَىٰ كَى جَمِع ہے۔ مَوْلَىٰ كَ كُنَّى معنى بين دوست، آزاد كردہ غلام، چچا زاد، پڑوى۔ ليكن يبال اس سے مراد ور ثاء بيں۔ مطلب يہ ہے كہ ہر مرد عورت جو پچھ چھوڑ جائيں گے، اس كے دارث ان كے مال باپ اور ديگر قريبى رشتہ دار ہوں گے۔

۲. اس آیت کے محکم یا منسوخ ہونے کے بارے میں مضرین کا اختلاف ہے۔ ابن جریہ طبری وغیرہ اسے غیر منسوخ (محکم) مانتے ہیں اور آینمائنگٹم (معاہدہ) سے مراد وہ حلف اور معاہدہ لیتے ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کے لیے اسلام سے قبل دو اشخاص یا دو قبیلوں کے درمیان ہوا اور اسلام کے بعد بھی وہ چلا آرہا تھا۔ نَصِیْبَهُم (حصہ) سے مراد ای حلف اور معاہدے کی پابندی کے مطابق تعاون و تناصر کا حصہ ہے اور ابن کثیر اور دیگر مضرین کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے۔ کوئکہ آینمائنگٹم سے ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے۔ کوئکہ آینمائنگٹم سے ان کے نزدیک وہ معاہدہ ہے جو جم ت کے بعد ایک انساری اور مہاجر کے درمیان اخوت کی صورت میں ہوا تھا، اس میں ایک مہاجر، انساری کے مال کا اس کے رشتہ داروں کے بجائے، وارث ہوتا تھا لیکن یہ چونکہ ایک عارضی انظام تھا، اس لیے پھر ﴿وَاوُلُو االْاَدِمُ اَمُ بِعَصُّهُمُ اُو کُلِیبِیمُ اللهٰ وَاللهٰ اللهٰ وَاللهٰ اللهٰ کَ حَمْم کی مارد دوسی ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ایس کی مارد دوسی ایک دوسرے کی مدد ہے اور ابلور وصیت کچھ دے دینا بھی اس میں شامل ہے۔ موالات عقد، موالات حلف ومحبت اور ایک دوسرے کی مدد ہے اور ابلور وصیت کچھ دے دینا بھی اس میں شامل ہے۔ موالات عقد، موالات حلف یا موالات اخوت میں اب وراشت کا تصور نہیں ہوگا۔ اہل علم کے ایک گروہ نے اس سے مراد ایسے دو شخصوں کو لیا جن میں شامل ہے۔ موالات میں تمہارا مولی ہوں۔ اگر کوئی یا موالات اور ایک اوراث کی وفات کے بعد اس کا مال نہ کورہ میں سے کم از کم ایک لاوارث ہے۔ اور ایک دوسرے شخص سے یہ طے کرتا ہے کہ میں تمہارا مولی ہوں۔ اگر کوئی وارث نہ ہو۔ بعض دوسرے اہل علم نے اس آیت کا ایک اور معنی بیان کیا ہے۔ خضوں آلُو ہُنْ وَنْ کی ہے۔ موالات کا میک وہ ہوں کے معنی بیاں کیا ہے۔ وہ کوئی بیاں کیا ہے۔ موالات کا ایک اور معنی بیاں کیا ہے۔ مور کی بیت کی موالوث کی وہ کیا ہوں کیا گوئی وہ کے مور دیوں کی دوسرے اس علم نے اس آیت کا ایک اور معنی بیاں کیا ہوں وہ کہتے ہیں کہ ﴿ وَالَوٰ بُوْنَ وَالَوْنَ کُوْنُ وَارْتُ نَہُ ہُوں کُوْنُ یہ ہِ مِن کیا ہی کیا کہ وہ ہو۔ ایک اور شوہر ہیں اور اس کا عطف اَلْا قَوْنُ کیا کہ معنی بیاں کیا ہے۔

ٱلِرِّجَالُ قَوْمُونَ عَلَى النِّمَا َ بِمَافَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ قَ بِمَا اَنْفَقُوا مِنَ اَمُوالِهِمُّ قَالْفِيكَ ثَنَافُونَ نُشُوْرَهُنَّ فَعِظُوهُنَ وَاهُجُرُوهُنَ وَالْمِئَ خَافُونَ نُشُورَهُنَّ فَعِظُوهُنَ وَاهُجُرُوهُنَّ فِى الْمُضَاجِعِ وَاخْرِبُوهُنَّ فِإِنَّ اطْعَنَكُمُ فَلَا تَبْغُولَ عَكَيْهِنَّ سِبْمُلُولِ اللهَ كَانَ عَلِيًّا كَنْدُولُ اللهَ كَانَ عَلِيًّا

حقیقتاً اللہ تعالی ہر چیز پر حاضر ہے۔

الله تعالی الله تعالی الله الله تعالی الله تعالی الله تعالی الله تعالی ایک کو دوسرے پر فضیت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرج کیے ہیں، (۱) پس نیک فرمانبر دار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت اللی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا متمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الله بستروں پر چھوڑدو اور انہیں مارکی سزادو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، (۱) بے تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، (۱) بے شک الله تعالی بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔

"مال باپ نے، قرابت دارول نے اور جن کو تمہارا عہد و پیان آ کیں میں باندھ چکا ہے (لیعنی شوہر یا بیوی) انہوں نے جو کچھ چھوڑا اس کے حقدار لیعنی جھے دار ہم نے مقرر کردیے ہیں۔ لہذا ان حقداروں کو ان کے جھے دے دو" گویا پیچھے آیات میراث میں تفصیلاً جو جھے بیان کیے گئے تھے یہاں اجمالاً ان کی ادائیگی کی تاکید مزید کی گئی ہے۔

ا. اس میں مرد کی حاکمیت و توامیت کی دو وجہیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک وہبی ہے جو مردانہ توت ودماغی صلاحیت ہے جس میں مرد عورت سے خلقی طور پر ممتاز ہے۔ دوسری وجہ کبی ہے، جس کا مکلف شریعت نے مرد کو بنایا ہے اور عورت کو اس کی فطری کمزوری اور مخصوص تعلیمات کی وجہ سے جنہیں اسلام نے عورت کی عفت وحیاء اور اس کے تقدس کے تخظ کے لیے ضروری قرار دیا ہے، عورت کو معاشی جمعیاوں سے دور رکھا ہے۔ عورت کی سربراہی کے خلاف قرآن کریم مگالیٹی کے خلاف قرآن کریم مگالیٹی کے خلاف قرآن کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس میں نبی کریم مگالیٹی نے فرمایا ہے "دوہ قوم ہرگز فلاح یاب نہیں ہوگی جس نے اپنے امور ایک عورت کے سپر دکر دیے۔" (صحیح البخاری- کتاب المغن جاب کتاب النبی عالیہ اللہ کا سری وقیصر وکتاب الغتن باب ۱۸)

۲. نافرمانی کی صورت میں عورت کو سمجھانے کے لیے سب سے پہلے وعظ وقصیحت کا نمبر ہے، دوسرے نمبر پر ان سے وقتی اور عارضی علیحدگی ہے جو سمجھ دار عورت کے لیے بہت بڑی تنبیہ ہے۔ اس سے بھی نہ سمجھ تو ہلکی ہی مارکی اجازت ہے۔ کین یہ مار وحشیانہ اور ظالمانہ نہ ہو جیسا کہ جابال لوگوں کا وطیرہ ہے۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول شکی الیہ اس ظلم کی اجازت کسی مرد کو نہیں دی ہے۔ اگر وہ اصلاح کرلے تو پھر راستہ تلاش نہ کرو یعنی مار پیٹ نہ کرو ننگ نہ کرو، یا طلاق نہ دو، گویا طلاق بالکل آخری مرحلہ ہے جب کوئی اور چارہ کار باتی نہ رہے۔ لیکن مرد اس حق کو بھی بہت ناجائز طریقے سے استعال کرتے ہیں اور ذرا ذرا می بات میں فوراً طلاق دے ڈالتے ہیں اور اپنی زندگی بھی برباد کرتے ہیں، عورت کی بھی اور بیخ ہوں تو ان کی بھی۔

وَ اِنْ خِفْتُمُ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْ احْكَمُا مِّنْ اَهُلِه وَحَكَمًا مِِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُرِيْدَا اِصْلاَحًا يُُوفِّقِ اللهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبَيْرُا۞ خَبِيْرُا۞

وَاحْبُنُوااللهَ وَلاَشُتُوكُوْالِهٖ شَيْئًا قَوْلِالْوَالِدَى الشَّوْرِنِي الْقُرْبِي وَالنَّيْتُلَى وَالْمُسَلِكِيْنِ وَالْجَارِذِي الْفُرْبِي وَالْجَارِ الْجُنْبُ وَالصَّاحِبِ لِالْجُنْبِ وَابْنِ السَّمِيْلِ وَمَامَلَكَتُ اَيْمَانُكُوْرُاقَ اللهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ غُنْتَالًا فَخُوْرُاهُ

۳۵. اور اگر تہمیں میاں بیوی کے در میان آپس کی ان بن کا خوف ہوتو ایک منصف مر د والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو، (۱) اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرادے گا، یقیناً اللہ تعالی بورے علم والا بوری خبر والا ہے۔

سینا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اس کے ساتھ سلوک واحسان کرو اور رشتہ دارول سے اور تیبیول سے اور مسکینول سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے (۱) اور پہلو کے ساتھی سے (۱) اور پہلو کے ساتھی سے (۱) اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، (غلام کنیز) (۱) یقیناً اللہ تعالیٰ کی ماکر کرنے والوں اور شخی خوروں کو پہند نہیں فرماتا۔ (۵)

ا. گھر کے اندر مذکورہ تینوں طریقے کارگر ثابت نہ ہوں تو یہ چوتھا طریقہ ہے اور اس کی بابت کہا کہ حکمین (فیصلہ کرنے والے) اگر مخلص ہوں گے تو یقیناً ان کی سعی اصلاح کامیاب ہوگ۔ تاہم ناکامی کی صورت میں حکمین کو تفریق بین الزوجین یعنی طلاق کا اختیار ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض اس کو حاکم مجاز کے تھم یا زوجین کے توکیل بالفرقہ (جدائی کے لیے وکیل بنانا) کے ساتھ مشروط کرتے ہیں اور جمہور علماء اس کے بغیر اس اختیار کے قائل ہیں۔ رات بھیں۔ راتفیل کے لاظہ ہو تغیر طری، فتر القدیر، تغیر ابن عیر)

۲. اَلْجَارِ الْجُنُبِ قرابت دار پڑوی کے مقابلے میں استعال ہوا ہے جس کے معنی ہیں ایسا پڑوی جس سے قرابت داری نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ پڑوی سے بہ حیثیت پڑوی کے حسن سلوک کیا جائے، وہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار جس طرح کہ احادیث میں بھی اس کی بڑی تاکید بیان کی گئی ہے۔

س. اس سے مراد رفین سفر، شریک کار، بوی اور وہ شخص ہے جو فائدے کی امید پر کسی کی قربت وہم نشینی اختیار کرے۔ بلکہ اس کی تعریف میں وہ لوگ بھی آسکتے ہیں جنہیں مخصیل علم، تعلم صناعت (کوئی کام سکھنے) کے لیے یا کسی کاروباری سلسلے میں آپ کے پاس بیٹھنے کا موقع ملے۔ (ٹے القدیہ)

سم. اس میں گھر، دکان اور کارخانوں، ملوں کے ملازم اور نوکر چاکر بھی آجاتے ہیں۔ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی تاکید احادیث میں آئی ہے۔

۵. فخر و غرور اور تکبر اللہ تعالی کو سخت ناپیند ہے بلکہ ایک حدیث میں یہاں تک آتا ہے کہ "وہ شخص جت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے ایک دانے کے برابر بھی کبر ہوگا۔" (صحیح مسلم کتاب الإیمان، باب تحریم الکبر وبیانه

ٳڵٙڬڔؿؘؽؘؽۼۘٷٛڹۘٶؘؽؘٲٚٷٛؽٵڵؾٵڛۑؚٲڶؠٛٷؚٛڸ ۅۘٙؽؽؾؙؠٛٷڹؠٵۧٲڎۿؗۄڶڵۿڡۣؽ؋ؘڞٛڸ؋ ۅؘٲڂۛؾؙۮؙٮؘٛٳڸڷؙڝٚۼؚؠٳؠؙؽ؏ۮٵڲ۠ٳۼ۠ۿؽؙٮٵ۠

ۅؘۘٲڷؽ۬ؽؗؽ؞ؙؽؙڣٛۊڠؙۏؽؘٲڡۘۄؙٵڵۿؙڿڔڴٲٵڵٮۜٵڛۅؘٙڵۘۘ ؙڮؙۊۣ۫ڡؠؙٷۛؽٵ۪ڵڰۅؘڰڵٵؚڷۼۘٶ۩ڵڿڔۣٝۅؘڡٙؽؖڲؽؙؚ ٵۺۜؽڟؽؙڶٷڮؘۊؘڒؿؙٵؘۿڛٵٞٷٙڔؽؾؖٵ۞

وَ مَـا ذَا عَلَيْهِ هُ لَوَا مَنُوْ الِبَاللهِ وَالْيُومِ الْآخِرِ وَانْفَقُوْ اِمِتَارَدَقَهُمُ اللهُ وَكَانَ اللهُ يَرْمُ عَلِيمًا ۞

ٳؾٞٳڵؿؗڰڒؽڟٚڸؚۅ۠ڡۣؿؙڡۜٙٲڶۮؘڗۜڐٷٳڶؾڬٛڂڛؽڐ ؿۻ۠ۼڣؙۿٵٷؽؙٷ۫ؾؚڡؚؽؙڷۮؙڽؙؙٲؙٛڋؙڗؙۼڟۣؽؠٵ۞

ڡٚڲؽڡٛٳۮؘٳڿؿؙٮٚٵڝٛػؙؚڸٞٲ۫ڡۜۊٟؠۺٙڣؽۅ۪ۊۜڿؙؚٮٚٵۑڬ ۼڵۿٷؙڒۺۿؽؙڵ۞ٞ

٣٧. جو لوگ خود بخيلي كرتے ہيں اور دوسروں كو بھى بخيلى كرتے ہيں اور الله تعالىٰ نے جو اپنا فضل بخيلى كرنے كو كہتے ہيں اور الله تعالىٰ نے جو اپنا فضل انہيں دے ركھا ہے اسے چھياليتے ہيں ہم نے ان كافروں كے ليے ذلت كى مار تيار كر ركھى ہے۔

۳۸. اور جو لوگ اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور جس کا ہم نشین اور ساتھی شیطان ہوں (۱) وہ برترین ساتھی ہے۔

اور جھلا ان کا کیا نقصان تھا اگر یہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ نے جو انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے، اور اللہ تعالیٰ انہیں خوب جاننے والا ہے۔

الله تعالی ایک ذره برابر ظلم نهیں کرتا اور اگر نیکی ہوتو اسے دوگئی کردیتا ہے اور خاص اپنے پاس
 بہت بڑا ثواب دیتا ہے۔

الم. پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہر امت میں سے ایک گواہ ہم لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بناکر لائیں گے۔(۲)

حدیث: ۱۹) یہاں کبر کی بطور خاص مذمت سے یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور جن جن لوگوں سے حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ اس پر عمل وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دل کبرسے خالی ہوگا۔ متکبر اور مغرور شخص صیح معنوں میں نہ حق عبادت ادا کر سکتا ہے اور نہ اپنوں اور بیگانوں کے ساتھ حسن سلوک کا اہتمام۔

ا. بخل ( لیعنی اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا) یا خرچ تو کرنا لیکن ریا کاری لیعنی نمود و نمائش کے لیے کرنا۔ یہ دونوں باتیں اللہ کو سخت ناپیند ہیں اور ان کی ندمت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ یہاں قرآن کریم میں ان دونوں باتوں کو کافروں کا شیوہ اور ان لوگوں کا وطیرہ بتایا گیا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور شیطان ان کا ساتھی ہے۔

۲. ہر امت میں سے اس کا پیغیر اللہ کی بارگاہ میں گوائی دے گا کہ یا اللہ! ہم نے تو تیرا پیغام اپنی قوم کو پینچادیا تھا، اب انہوں نے نہیں مانا تو ہمارا کیا قصور؟ پھر ان سب پر نبی کریم مَانَاتِیْا کُوائی دیں گے کہ یا اللہ! یہ سیح ہیں۔ آپ مَانَاتِیْا میہ

ۘؽۅٛڡؠۜؠۮ۪ڲۘٷڎ۠ٲڰۮؚؾؽؘػڡۜٛۯ۠ۏٲۅؘۘۼڞۅ۠ٵڵڗۜڛؙۅ۬ڶ ڶۅؙۺۜۅ۠ؖؽؠؚۿؚۣۿٳڵۯڔڞ۫ٷڵڒڲٮٛؿؠ۠ۅٛڹٵۺ۠ۿ ڝٙڔؙؽؿؖٵ۞۫

يَايُّهُا الَّذِيْنَ امْنُواْ لَا تَقْرَبُواالصَّلُوةَ وَاَنْتُوُ سُكُرى حَتَّى تَعَلَمُوْا مَا تَقُوُلُوْنَ وَلَاجُنْبًا اِلَّاعَابِرِى سِيئِل حَتَّى تَغْسَلُوْا ﴿ وَإِنْ كُنْتُوْ مَّرْضَى اَوْعَلَى سَفَى اَوْجَاءَ اَحَكُ مِّنْكُوْمِّنَ الْغَالِطِ اَوْلُسَنَّةُ وُالْدِسَاءَ فَلَوْ يَجَكُوْ اَمَاءً

۳۲. جس روز کافر اور رسول کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش! انہیں زمین کے ساتھ ہموار کردیا جاتا اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھیا سکیں گے۔

سرم. اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، (۱) جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ عنسل نہ کرلو، (۲) ہاں اگر راہ چلتے گزرجانے والے ہو تو اور بات ہے (۳) اور اگر تم بھار ہویا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی

گواہی اس قرآن کی وجہ سے دیں گے جو آپ سُگالِیْنِیْ پر نازل ہوا اور جس میں گزشتہ انبیاء اور ان کی قوموں کی سر گزشت بھی حسب ضرورت بیان کی گئی ہے۔ یہ ایک سخت مقام ہوگا، اس کا تصور ہی لرزہ براندام کردینے والا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم سُگلِیْنِیْم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رُقافَقَۃ ہے قرآن سننے کی خواہش ظاہر فرمائی، وہ ساتے ہوئے جب اس آیت پر بہنچ تو آپ سُگلِیْنِیْم نے فرمایا بس، اب کافی ہے۔ حضرت این مسعود وُقافِیْم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو آپ سُگلِیْنِیْم کی دونوں آتھوں سے آتا ہے۔ (سی بنائل القرآن) بعض لوگ کہتے ہیں کہ گواہی وہی دے سکتا ہے جو سب بچھ اپنی آتھوں سے دیکھے۔ اس لیے وہ "شہید" (گواہ) کے معنی "حاضر ناظر" کے کرتے ہیں اور یوں نبی سُگلِیْنِیْم کو حاضر ناظر" ہے کرتے ہیں اور یوں کرنا ہے جو شرک ہے کیوں کہ حاضر وناظر صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ "شہید" کے لفظ سے ان کا استدلال اپنے اندر کوئی قوت نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ شہادت بھی ہوتی ہے اور قرآن میں بیان کردہ تھائی وواقعات سے زیادہ توت نہیں ملک کا ہو سکتا ہے؟ اس یقینی علم کی بنیاد پر بھی ہوتی ہے اور قرآن میں بیان کردہ تھائی واقعات سے زیادہ یقینی علم کی بنیاد پر خود امت محمد ہو کبھی قرآن نے ﴿شُہُمُوْعِیُ النَّاسِ﴾ (البقہۃ ۱۳۳۱) (تمام وناظر مہنا پڑے کا وگر ان برحال نبی سُلُوری علم کی بنیاد پر خود امت محمد ہو کبھی قرآن نے ﴿شُہُمُلُوعِیُ النَّاسِ﴾ (البقہۃ ۱۳۳۱) (تمام وناظر ماننا پڑے گا۔ بہرحال نبی سُلُوری کی بارے میں یہ عقیدہ مشرکانہ اور بے بنیاد ہے۔ آعاذنا اللَّهُ مِنهُ دُور کو حاضر وناظر ماننا پڑے گا۔ بہرحال نبی سُلُوری کے بارے میں یہ عقیدہ مشرکانہ اور بے بنیاد ہے۔ آعاذنا اللَّهُ مِنهُ دُور

1. یہ حکم اس وقت دیا گیا تھا جب کہ شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ ایک دعوت میں شراب نوشی کے بعد جب نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو نشے میں قرآن کے الفاظ بھی امام صاحب غلط پڑھ گئے۔ (تغییل کے لیے دیکھے تذی، تغیر سورہ الند) جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نشے کی حالت میں نماز مت پڑھا کرو۔ گویا اس وقت صرف نماز کے وقت کے قریب شراب نوشی سے منع کیا گیا۔ بالکل ممانعت اور حرمت کا حکم اس کے بعد نازل ہوا۔ (یہ شراب کی بابت دوسرا حکم ہے جو مشروط ہے) کہ علی کی حالت میں بھی نماز مت پڑھو۔ کیونکہ نماز کے لیے طہارت ضروری ہے۔

سل اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسافری کی حالت میں اگر پانی نہ ملے تو جنابت کی حالت میں ہی نماز پڑھ لو (جیسا کہ بعض نے کہاہے) بلکہ جمہور علماء کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ جنابت کی حالت میں تم مسجد کے اندر مت بیٹھو، البتہ مسجد کے اندر

فَتَيَمَّـمُوۡ اصَعِيْدًا اطِيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوْجُوۡهِكُمُوۡ اَلۡدِيۡكُمُ اِنَّاللهُ كَانَ حَفْوًّا خَفُوْرًا⊛

ٱڬڿڗۜۯٳڶؽ۩ێڔؽؽٵٛٷٮٛٷؙٳڝؚ۫ؽێٵۺؽٵڵؽڷ ؽۺؙؾۘڒؙٷؽٵڶڞڵڶڎٙٷۑؙڔۣؽڽؙٷؽٵؽؙؾٙۻڵۛۅٵ السِّيْيل۞

ۅؘؘۘڶڟهؙٲؘۘۘۼؙڬۘۄؙڽٳؘٛۼ۫ٮؘٳٙؠؙٟٛڬٛۄ۫ٷػڣ۬ڸۑٲڟۼۅؘڡڸڲٵۨٞٷٛػڣ۬ؽ ڽٳڟۼۏڹؘڞؚؽؙٷ۞

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْايُحِرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهُ وَيَقُوْلُوْنَ سَبِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَمُسْمَعٍ وَرَاعِنَالَيَّالِ الْسِنَتِهِمُ

قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عور توں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور اپنے ہاتھ مل لو۔ () بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، بخشے والا ہے۔

۲۴ کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا؟ جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے، وہ گر اہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ سے بھٹک جاؤ۔

۳۵. اور الله تعالی تمہارے دشمنوں کو خوب جاننے والا ہے اور الله تعالی کا دوست ہونا کافی ہے اور الله تعالی کا مدد گار ہونا بھی کافی ہے۔

۳۷. بعض یہود کلمات کو ان کی ٹھیک جگہ سے ہیر پھیر کردیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی اور سن اس کے بغیر کہ تو سناجائے (۲) اور ہماری رعایت کر!

سے گزرنے کی ضرورت پڑے تو گزرسکتے ہو بعض صحابہ کے مکان اس طرح تھے کہ انہیں ہر صورت میں مسجد نبوی کے اندر سے گزر کر جانا پڑتا تھا۔ یہ رخصت ان ہی کے بیش نظر دی گئی ہے۔ (ابن کیر) ورنہ مسافر کا حکم آگے آرہا ہے۔

ا. (۱) بیار سے مراد، وہ بیار ہے جے وضو کرنے سے نقصان یا بیاری میں اضافے کا اندیشہ ہو۔ (۲) مسافر عام ہے، لمبا سفر کیا ہو یا مختفر۔ اگر پانی دستیاب نہ ہوتو تیم کرنے کی اجازت ہے۔ پانی نہ ملنے کی صورت میں یہ اجازت تو مقیم کو بھی حاصل ہے، لیکن بیار اور مسافر کو چونکہ اس قسم کی ضرورت عام طور پر بیش آتی تھی اس لیے بطور خاص ان کے لیے اجازت بیان کردی گئی ہے۔ (۳) قضائے حاجت سے آنے والا۔ (۴) اور بیوی سے مباشرت کرنے والا، ان کو بھی پانی نہ ملنے کی صورت میں تیم کرکے نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ تیم کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہی مرتبہ ہاتھ زمین پر مارکر کلائی تک دونوں ہاتھ ایک دوسرے پر پھیر لے۔ (کہنیوں تک ضروری نہیں) اور منہ پر بھی پھیر لے۔ قال فِی التَیمُّم: «ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْکَفَیْنِ» (مسند أحمد - عن عمار بُلُّ مُن جلد ۴ صفحه ۲۲۱ نبی صَلَّقَیْکُمُ نے تیم کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں ہتھیلیوں اور چرے کے لیے ایک ہی مرتبہ مارنا ہے۔ ﴿صَحِیمُنَا اَولِیْبُا﴾ سے مراد (پاک مٹی) ہے۔ زمین کی مؤید والی ہر چیز نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے۔ حدیث میں اس کی مزید وضاحت کردی گئی ہے۔ «جُعِلَتْ تُرْبَتُهَا کَا ذَرِیعہ بنادی گئی ہے۔ الْمَاءَ» (صحیح مسلم - کتاب المساجد) "جب ہمیں پانی نہ ملے تو زمین کی مٹی ہمارے لیے پا کہزگ کا ذریعہ بنادی گئی ہے۔"

۲. یہودیوں کی خباشتوں اور شرارتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ "ہم نے سنا" کے ساتھ ہی کہہ دیتے لیکن ہم نافرمانی

وَطَعْنَافِي السِّيْنِ ۗ وَلَوَائَهُمُ قَالُوُاسَمِعْنَا وَاطَعْنَا وَاسْمَعُ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمُ وَاقْوَمَزُولِكِنْ لَعَنَهُمُ اللهُ بِكُفْرٍهِمُ فَلائِغُمِنُونَ إِلَّاقِلِيلًا ۞

ؽٙٳؿؙۿٵڷڒۮؿؽٳٷٛٮٷٳٳڵڮڹۛٵۄڹؙٷٳۑؠٵٮؙۯٞڶڬٲ مُڝڗؚۊٞٵڵۣٮٵڡؘۼڬۄ۫ڡؚڽۜٷڹڶٳڽٛڗڟۺ ۅؙڿٛۄ۠ۿٳڣڒؙڎؙۿٵۼڵٙٲۮڹٵڕۿٵۧۘٳٛۅؙؽڶۼڹۿؙٷؙػؠٵڵڡٮۜٵٞ ٳڞؙۼڹٳٳڛؖؠٛؾؚ۫ٷػٳڽٵؘۿۯ۠ڸؿٳڝڡٛۛڠٷڵۘڰ۞

اِتَّاللَّهَ لَاَيَغُمْ اَنَ يُّنْتُرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ دَٰلِكَ لِمِنَ يَّشَا ُ وُمِّنَ يُنْشُرِكُ بِاللهِ فَقَابِ افْتَرَنِي اِثْمًا عَظِيمًا ۞

(کیکن اس کہنے میں) اپنی زبان کو پیچ دیتے ہیں اور دین میں طعنہ دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ کہتے کہ ہم نے سا اور ہم نے فرمانبر داری کی اور آپ سنیے اور ہمیں دیکھیے تو یہ ان کے لیے بہت بہتر اور نہایت ہی مناسب تھا، کیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے انہیں لعنت کی ہے۔ پس یہ بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں۔ (۱)

کم. اے اہل کتاب! جو کچھ ہم نے نازل فرمایا ہے جو اس کی بھی تصدیق کرنے والا ہے جو تمہارے پاس ہے، اس پر ایمان لاؤ اس سے پہلے کہ ہم چہرے بگاڑدیں اور انہیں لوٹاکر پییٹھ کی طرف کردیں، (۲) یا ان پر لعنت بھیجیں جیسے ہم نے ہفتے کے دن والوں پر لعنت کی (۳) اور ہے اللہ تعالیٰ کا کام کیا گیا۔ (۲)

۲۸. یقیناً اللہ تعالی اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخش اور اس کے سواجے چاہے بخش دیتا ہے (۵) اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ

کریں گے یعنی اطاعت نہیں کریں گے۔ یہ دل میں کہتے یا اپنے ساتھیوں سے کہتے یا شوخ چشمانہ جسارت کا ار تکاب کرتے ہوئ منہ پر کہتے۔ اس طرح غَیْرَ مُسْمَعِ (تیری بات نہ سی جائے) یہ بددعا کے طور پر کہتے لیعنی تیری بات مقبول نہ ہو۔ رَاعِنَا کی بابت دیکھیے سورۃ البقرۃ آیت ۱۰۴ کا حاشیہ۔

ا. یعنی ایمان لانے والے بہت ہی قلیل ہیں۔ پہلے گزر چکا ہے کہ یہود میں سے ایمان لانے والوں کی تعداد دس تک بھی نہیں پہنچتی۔ یا یہ معنی کہ بہت ہی کم باتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جب کہ ایمان نافع یہ ہے کہ سب باتوں پر ایمان لایا جائے۔
 ۲. یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں تبہارے کر توتوں کی پاداش میں یہ سزا دے سکتا ہے۔

س. یہ قصہ سورہُ اعراف میں آئے گا، کچھ اشارہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔ لیعنی تم بھی ان کی طرح ملعون قرار پاسکتے ہو۔ .

م. لینی جب وہ کسی بات کا تھم کروے تو نہ کوئی اس کی مخالفت کر سکتا ہے اور نہ اسے روک ہی سکتا ہے۔

۵. لینی ایسے گناہ جن سے مومن توبہ کیے بغیر ہی مرجائیں، اللہ تعالیٰ اگر کسی کے لیے چاہے گا، تو بغیر کسی قسم کی سزا
 دیے معاف فرمادے گا اور بہت سول کو سزا کے بعد اور بہت سول کو نبی شافیتیاً کی شفاعت پر معاف فرمادے گا۔ لیکن
 شرک کسی صورت میں معاف نہیں ہوگا کیونکہ مشرک پر اللہ نے جنت حرام کردی ہے۔

اور بهتان باندها۔

ٵؘۿڗۜڔٳڶٲڷڒڽؙؽٷڒٷٛؽٵؘڶٛڡؙؙؽۿڎ۫؞ٙڹؚٳ۩ڶؖۿ ؽؙڒؘڴؙۣؠٞؽؙڲؿؘٵٷڵؽ۠ڟڶؠٷؽؘۊؘؿؽڵڰ

ٱنْظُوْكَيْفَ يَفُتَرُونَ عَلَى اللهِ الكَّذِبُ وَكَفَىٰ بِهَ إِنْهَا مُّبِينًا ﴿

ٱڵؘۄؙڗؘۘڒؚڸڶٙٵڵڹؿؗؽٵ۫ۉٷٛٳڹڝؚؽؠٵۺۜؽٵڷڮؿ ؽؙٷؙڝڹؙٷؽۑٳٛڂؚؠؗؾۘٵڟٵڠ۠ٷؾۅؘؽڠؙۅ۠ڵۅٛؽ ۑڵێڔؙؽؽػڡٞۯؙٷٳۿٷؙڒؖٷٵۿٮؗؽؽؽٵڰٮۮؚؽؿ

ابنی پاکیزگی اور ستائش دیکھا جو اپنی پاکیزگی اور ستائش خود کرتے ہیں؟ بلکہ اللہ تعالی جسے چاہے پاکیزہ کرتا ہے، اور کسی پر ایک دھاگے کے برابر ظلم نہ کیا جائےگا۔ (۲)
 دیکھو یہ لوگ اللہ تعالی پر کس طرح جھوٹ باندھتے ہیں (۳) اور یہ (حرکت) صرح گناہ ہونے کے لیے کافی ہے۔ (۲)

0. کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ ملا ہے؟ جو بت کا اور باطل معبود کا اعتقاد رکھتے ہیں اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں

ا. دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ إِنَّ الشِّرْكَ كَالْمُ وَعَطِيْهُ ﴾ (لقمان: ١٣) "شرك ظلم عظيم ہے" حدیث میں اسے سب سے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ أَخْبَرُ الْكَبَائِر الشَّرْكُ بالله ...

۲. یہود اپنے منہ میاں مطوبنتے تھے مثلاً ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں وغیرہ، اللہ نے فرمایا تزکیہ کا اختیار بھی اللہ کو ہے۔ فَتِیْل محجور کی شخطی کے کٹاؤ پر جو دھاگے یا سوت کی طرح نکلتا یا دکھائی دیتا ہے اس کو کہا جاتا ہے۔ یعنی اتنا سا ظلم بھی نہیں کیا جائے گا۔

m. لینی مذکورہ دعوائے تزکیہ کرکے۔

الْمَنُّوُ اسَبِيلًا۞

اُولِلَكَ الَّذِينَ لَعَنَّهُ مُولِللهُ وَمَنْ يَلْعَنِ اللهُ فَكَنْ تَجِّدَلُهُ نَصِيْرًا ﴿

ٱمُرَكَهُ وْنَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذَّ الَّا يُؤْثُونَ النَّاسَ نَقِيُرًا اللَّ

آمْ يَعُسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا الْتُسهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ \*فَقَتُ التَّيْنَا الرَابُوهِيُمَ الْكِتْبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَيْنُهُمُ مُثْلُكًا عَظِيمًا ۞

فِهَنْهُوهُ مِنْ الْمَنَ بِهِ وَمِنْهُوهُ مِنْ صَلَّاعَنْهُ وَكَفَيْ بِجَهَلَّمُ سَعِيْرًا

سے زیادہ راہ راست پر ہیں۔

۵۲. یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور جسے اللہ تعالیٰ لعنت کردے، تو اس کا کوئی مدد گار نہ پائے گا۔

30. کیا ان کا کوئی حصہ سلطنت میں ہے؟ اگر ایسا ہوتو پھر یہ کسی کو ایک تھجور کی مشھلی کے شگاف کے برابر بھی کچھ نہ دیں گے۔

۵۴. یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالی نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے، (۳) پس ہم نے تو آل ابراہیم (عَالِیَّا اِ) کو کتاب اور حکمت بھی دی ہے اور بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی ہے۔

۵۵. پیر ان میں بعض نے تو اس کتاب کو مانا اور بعض اس سے رک گئے، (\*) اور جہنم کا جلانا کافی ہے۔

ا. اس آیت میں یہودیوں کے ایک اور فعل پر تجب کا اظہار کیا جارہا ہے کہ اہل کتاب ہونے کے باوجود یہ جِبْت (بت، کابن یا ساحر) اور طَاغُوتٌ (جھوٹے معبودوں) پر ایمان رکھتے اور کفار مکہ کو معلمانوں سے زیادہ بدایت یافتہ سجھتے ہیں۔ جِبْت کے یہ سارے نہ کورہ معنی کیے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے «الْعِیافَةُ وَالطَّیرَةُ وَالطَّرُقُ مِنَ الْجِبْتِ» (سنن آبی داود، کتاب الطب: ۱۲۹/۳ بوقم، ۲۹۰۷) (پرندے الزاکر، خط کھینچ کر، بدفالی اور بدشگونی لینا یہ جِبْت سے ہیں۔) لیخی یہ سب شیطانی کام ہیں اور یہود میں بھی یہ چیزیں عام تھیں۔ طَاغُوتٌ کے ایک معنی شیطان بھی کے گئے ہیں۔ دراصل معبودانِ باطل کی پرستش، شیطان بی کی پیروی ہے۔ اس لیے شیطان بھی یقیناً طاغوت میں شامل ہے۔

۲. یہ استفہام انکاری ہے لیعنی بادشاہی میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اگر اس میں ان کا پھھ حصہ ہوتا تو یہ یہود اتنے بخیل ہیں کہ لوگوں کو بالخصوص حضرت محمد مثلاً اللہ اللہ کے اور است کھی کا شکاف ہی پر ہوجاتا۔ نَقِیرٌ اس نقطے کو کہتے ہیں جو کھیور کی محملی کا شکلی کے اوپر ہوتا ہے۔ (ابن کیر)

۳. أم (یا) بل کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے لیعنی بلکہ یہ اس بات پر حسد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو جھوڑ کر دوسروں میں نبی (لیعنی آخری نبی) کیوں بنایا؟ نبوت اللہ کا سب سے بڑا فضل ہے۔

مل لیعنی بنی اسر ائیل کو، جو حضرت ابراہیم علیہ آل کو ذریت اور آل میں سے ہیں، ہم نے نبوت بھی دی اور بڑی سلطنت وبادشاہی بھی۔ پھر بھی یہود کے یہ سارے لوگ ان پر ایمان نہیں لائے۔ کچھ ایمان لائے اور کچھ نے اعراض کیا۔ مطلب یہ ہے کہ اے محمد (مُثَلِّقَافِیم)! اگر یہ آپ کی نبوت پر ایمان نہیں لارہے ہیں تو کوئی انو کھی بات نہیں، ان کی تو تاریخ ہی نہیوں کی تکذیب سے بھری ہوئی ہے حتی کہ اپنی نسل کے نبیوں پر بھی یہ ایمان نہیں لائے۔ بعض نے آھنَ

ٳؿۜٵێٙڹؽؙؽؘڰؘۿؙۯؙۏٳۑٳێؾٮٚٵڛۘۅؙڡ۬ۜؽؙڞڸؽۄؗٛۥڹٵڗؖٵڰؙٛٚؠؙڬٲ ٮٛٚۻۼۘؾؙڿؙۏؙڎۿؙۄ۫ڔۘڹۘڎڶؿۿؙٷۘڿڶۏڐٵۼؽؗۯۿٳڸؽۮ۫ۅۛڡٞؗۏؗ ٵڡؙػٵڹؖٳ۠ۊٵڛ۠ڎػٵؽۼۯؿؙڒؙٵػؚڮؽؠؖڰ

ۅٵڷڹؽؽٵڡۜٮؙؙۏٛٳۅؘۼڵؙٵڵڟۑڸؾڛؘؽؙۮڿڵۿؙؗؠٞڿڐ ؾڿٟؽؙڡڹٛۼؖؿٵڶؙڒڣۿڂۣڸڔؽؽڣۿٲڹۘٮٞٵۮۿۿ ڣۿٙٵڒؙۏٳۺٞڟۿڒڐۜۊۘۮۮڿڵۿؙؠٛڟؚڰڵڟڸؽڴ۞

24. جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا، انہیں ہم یقنیناً آگ میں ڈال دیں گے (۱) جب ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھتے رہیں، (۲) یقیناً اللہ تعالی غالب حکمت والا ہے۔ 26. اور جو لوگ ایمان لائے اور شائستہ اعمال کے (۳) ہم عنقریب انہیں ان جنتوں میں لے جائیں گے جن کے عنقریب انہیں ان جنتوں میں لے جائیں گے جن کے نیچ نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، ان کے لیے وہاں صاف ستھری بویاں ہوں گی اور ہم انہیں

بهِ میں ھاکا مرجع نبی سُکُالِیَّا کو بتلایا ہے لینی ان یہود میں سے کچھ نبی سُکُالِیُّا پر ایمان لائے اور کچھ نے انکار کیا۔ ان منکرین نبوت کا انجام جہنم ہے۔

ا. یعنی جہنم میں اہل کتاب کے منکرین ہی نہیں جائیں گے، ملکہ دیگر تمام کفار کا ٹھکانہ بھی جہنم ہی ہے۔

۲. یہ جہنم کے عذاب کی سختی، شلسل اور دوام کا بیان ہے۔ صحابہ کرام ڈیالٹٹٹر سے معقول بعض آثار میں بتلایا گیا ہے کہ کھالوں کی یہ تبدیلی دن میں بیسیوں بلکہ سینکڑوں مرتبہ عمل میں آئے گی اور مند احمد کی روایت کی روسے جہنمی جہنم میں استے فربہ ہوجائیں گے کہ ان کے کانوں کی لوسے پیچھے گردن تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت جتنا ہوگا، ان کی کھال کی موٹائی ستر باشت اور داڑھ احمد بھاڑ جتنی ہوگی۔

سالہ کی دولت سے مالا مال ہول گے۔ جَعَلَنا الله مِنْهُمْ ... الله تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر جگہ ایمان جو اہمال صالہ کی دولت سے مالا مال ہول گے۔ جَعَلَنا الله مِنْهُمْ ... الله تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر جگہ ایمان کے ساتھ اہمال صالہ کا ذکر کرکے واضح کردیا کہ ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایمان، عمل صالح کے بغیر ایسے ہی ہے جیسے پھول ہو مگر خوشبو کے بغیر، درخت ہو لیکن بے ثمر۔ صحابہ کرام رضوان الله علیہم اجمعین اور خیر القرون کے دوسرے مسلمانوں نے اس طلق و اس کے بغیر، درخت ہو لیکن بے ثمر۔ سابہ کی ایمان کے پھل (اعمال صالحہ) سے مالا مال تھیں۔ اس دور میں مسلمانوں نے اس طلق کو سمجھ لیا تھا۔ چنانچہ ان کی زندگیاں ایمان کے بھل (اعمال صالحہ) سے مالا مال تھیں۔ اس دور میں بیل بید عملی کے ساتھ ایمان کا نصور ہی نہیں تھا۔ اس کے برعکس آج ایمان صرف زبانی جمع خرج کا نام رہ گیا ہے۔ اعمال صالحہ سے دعویداران ایمان کا قور ہی خال ہے۔ ھکراَن الله تُعَالَیٰ. ای طرح اگر کوئی شخص ایسے عمل کرتا ہے جو اعمال صالحہ کے ذیل میں آتے ہیں۔ مثلاً راست بازی، امانت ودیانت، جدردی وغم گساری اور دیگر اخلاتی خوبیاں۔ لیکن الله کی بارگاہ میں ان کی کوئی قدر وقعیت نہ ہوگی اس لیے کہ ان کا سرچشمہ ایمان نہیں ہے جو اعجھے اعمال کو عنداللہ الله کی بارگاہ میں ان کی کوئی قدر وقعیت نہ ہوگی اس لیے کہ ان کا سرچشمہ ایمان نہیں ہے جو اعجھے اعمال کو عنداللہ بارگاہ میں ان کی کوئی قدر وقعیت نہ ہوگی اس لیے کہ ان کا سرچشمہ ایمان نہیں ہے جو اعجھے اعمال کو عنداللہ بارق ویادت ان کی بنیاد ہے۔

اِتَّ اللهَ يَامُّوُكُوۡ اَنۡ تُؤَدُّواالْاَمۡنَٰتِ اِلۡىَ اَهُوۡلَهَا ُوَاذَا حَكَنَٰتُمُ ۚ يُزِّنَاكِّاسِ اَنۡ تَحۡكُمُوۡابِالۡعَدُلِ اِنَّ اللهَ نِعِتَّا اَعۡطِٰكُمُ ۡ بِهٖ ۡ إِنَّ اللهَ كَانَ سَمِيْعَا اَبَصِيْرُا۞

ؽؘٲؿٞۿٵڷۮؚڹؿؘٵڡٛٮؙٷؙٛٲٳڟؚؽۼ۠ۅۘۘۘٳٳڶڵۿٷٙٳڟؚؽۼۅؙٳ ٳڵڗڛؙٛۅٛڶۅٳؙۅڸٳڵۯڡڔڡؠ۫ڬؙۄٝۅٚٳڶۥؘؾؘڬٳؘۏۼؿٚڕڎ ۺۧؽٞ۠ٷڎ۠ٷؠٳڶٳڶڰؠۅٵڵڗڛؙۅ۫ڸٳؽؙڴڹ۫ٮٞۛٷ

کھنی چھاؤں (اور پوری راحت) میں لے جائیں گے۔(۱)

۵۸. اللہ تعالی شہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں
کی امانتیں انہیں پہنچاؤ!(۱) اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو
عدل وانصاف سے فیصلہ کرو!(۱) یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس
کی نصیحت شہیں اللہ تعالی کررہا ہے۔ (۱) بے شک اللہ
تعالیٰ سنتا ہے، ویکھتا ہے۔

09. اے ایمان والو! فرمانبر داری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبر داری کرو رسول (مَنَالْیَائِم) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔(۵) پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کروتو اسے لوٹاؤ

ا. تھنی، گہری، عمدہ اور پاکیزہ چھاؤں جس کو ترجمہ میں "پوری راحت" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے "جنت میں ایک درخت ہے جس کا سایہ اتنا ہے کہ ایک سوار سو سال میں بھی اسے طے نہیں کرسکے گا یہ شجرة الخلد "جنت میں ایک درخت ہے جس کا سایہ اتنا ہے کہ ایک سوار سو سال میں بھی اسے طے نہیں کرسکے گا یہ شجرة الخلد ہے۔" (مسند أحمد، جلد ٢ ص ٣٥٥) وأصله في البخاري، كتاب بدء الخلق باب: ٨، ماجاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة)

الکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیت حضرت عثمان بن طلحہ رفائیڈ کی شان میں، جو خاندانی طور پر خانہ کعبہ کے دربان وکلید بردار چلے آرہے شے، نازل ہوئی ہے۔ مکہ فتح ہونے کے بعد جب رسول اللہ علی فیڈ خانہ کعبہ میں تشریف لائے تو طواف وغیرہ کے بعد آپ علی فیڈ آئی خانہ کعبہ میں تشریف لائے تو طواف وغیرہ کے بعد آپ علی فیڈ آئی خانہ کعبہ کی جابیاں دے کر فرمایا "یہ تمہاری چابیاں ہیں آج کا دن وفا اور نیکی کا دن ہے" (ابن کئر) آیت کا یہ سبب نزول اگرچہ خاص ہے لیکن اس کا تکم عام ہے اور اس کے خاطب عوام اور حکام دونوں ہیں۔ دونوں کو تاکید ہے کہ امائتیں انہیں پہنچاؤ جو امائتوں کے اہل ہیں۔ اس میں ایک تو وہ امائتیں شال ہیں جو کئی نہ کی کے پاس کھوائی ہوں۔ ان میں انہیں پہنچاؤ جو امائتوں کے اہل ہیں۔ اس میں ایک تو وہ امائتیں۔ دوسرا عہدے اور مناصب اہل لوگوں کو دیے جائیں، محض خیانت نہ کی جائے بلکہ یہ بحفاظت عند الطلب لوٹادی جائیں۔ دوسرا عہدے اور مناصب اہل لوگوں کو دیے جائیں، محض ساتی بنیاد یا نملی ووطنی بنیاد یا قرابت وخاندان کی بنیاد یا کوئے سسٹم کی بنیاد پر عہدہ ومنصب دینا اس آیت کے خلاف ہے۔ ساتی بنیاد یا نملی وبطور خاص عدل وانصاف کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ "حاکم جب تک ظلم نہ کرے، اللہ اس کے صابح جب وہ ظلم کا ارتکاب شروع کر دیتا ہے تو اللہ اسے اس کے اپنے نفس کے حوالے کروہتا ہے۔" (سنن ابن ماج ساب اللکام)
 الم اللہ لوگوں کے سپر د کرنا اور عدل وانصاف مہا کرنا۔

۵. اولوالام (اپنے میں سے اختیار والے) سے مراد بعض کے نزدیک امراء و حکام اور بعض کے نزدیک علاء و فقہاء ہیں مفہوم کے اعتبار سے دونوں ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اصل اطاعت تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے کیونکہ ﴿ اَلَالَهُ اَلَّا اَلَٰهُ اَلَٰهُ اَلَٰهُ اِلَٰهُ ﴾ (الأعراف: ۵۲) (خبردار مخلوق بھی ای کی ہے، حکم بھی ای کا ہے) ﴿ إِنِ اَلْحَنْهُ وَالْاَلِهُ ﴾ (ایسن: ۵۰) (حکم صرف اللہ ہی کا ہے) کیکن چونکہ رسول مَنْ اَلْمُنْیْمُ خالص منشاء اللّٰی ہی کا مظہر اور اس کی مرضیات کے نمائندہ ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ رسول مَنْ اللّٰمُنْیْمُ کی حکم کو بھی مستقل طور پر واجب الاطاعت قرار دیا اور فرمایا کہ رسول مَنْ اللّٰمُنْیَمُ کی اطاعت

تُوُّمِنُونَ بِاللهِ وَالْيُومِ الْإِخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌوَا حَسَنُ تَاوُبُلاهُ

ٱلْهُوْتَرَالَى الَّذِينَ يَنْعُمُونَ الَّهُمُواْمَنُوْا بِمَا اُنُولَ اللَّكَ وَمَا اُنُولَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ اَنْ تَتَحَاكَمُوْ اللَّى الطَّاعُوْتِ وَقَدُ أُمِرُوْاَ اَنْ تَتَكُفُرُوْا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطُلُ اَنْ يُضِلَّهُمُ

اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف اگر ممہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔ (۱)

10 کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ سے پہلے اتاراگیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں تھم دیا گیا ہے کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں تھم دیا گیا ہے

دراصل الله کی اطاعت ہے۔ ﴿ مَنَ يُطِيح الوَّمَ وَ لَيْ اللهِ كَلَ اللهِ كَلَ اللهِ كَلَ اطاعت کی اس نے الله کی اطاعت کی) جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حدیث بھی ای طرح دین کا ماخذ ہے جس طرح قرآن کر یہ تاہم امراء وحکام کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ کیونکہ وہ یا تو الله اور اس کے رسول مَنَّ اللَّهُ اِ کَ احکام کا نفاذ کرتے ہیں۔ یا امت کے اہتائی مصالح کا انتظام اور مگہداشت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امراء وحکام کی اطاعت اگرچہ ضروری ہے کیکن وہ علی الاطلاق نہیں بلکہ مشروط ہے الله ورسول مَنَّ اللهِ کَ اطاعت کی ساتھ۔ اسی لیے اَطِیْعُوا الله کے بعد اَطِیْعُوا اللهِ مُسولَ تو کہا الله کہ کہ مصالح کا انتظام اور مگہداشت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امراء وحکام کی اطاعت اگرچہ ضروری ہے کیکن وہ کہا کو کہ الله الله ورسول مَنْ اللهُ کَ بعد اَطِیْعُوا اللهِ مُستقل اور واجب ہیں لیکن اُطیعوا اُولی الأمر نہیں کہا کیونکہ اُولی الاَمر کی اطاعت مستقل اور واجب ہیں لیکن اُطیعوا اُولی الاَمر نہیں کہا کیونکہ اُولی الاَمر کی اطاعت مستقل اور واجب ہیں لیکن اُطیعوا اُولی الاَمر نہیں کہا کیونکہ اُولی الاَمر کی اطاعت مستقل اور واجب ہیں لیکن اُطیعوا اُولی الاَمر نہیں کہا کیونکہ اُولی الاَمر کی اطاعت مستقل اُور واجب ہیں لیکن اُطیعوا اُولی الاَمر معیں کہا کہ وہا الله الطّاعة فی الله کیا ہے۔ (اَلَّ اُولو الاَمر میں اُن کو بھی شامل کیا جائے) الْمُعَدُّ وُ فِ اسلام الطّاعة فی معصیت میں اطاعت میں ماطاعت صرف معروف میں ہے۔ (اَلَّ اولو الاَمر میں ان کو بھی شامل کیا جائے) کی طرف ارشاد وہدایت اور رہنمائی کا کام کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علاء وفقہاء بھی دینی امور ومعاملات میں حکام کی طرف ارشاد وہدایت اور رہنمائی کا کام کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علاء وفقہاء بھی دینی امور ومعاملات میں حکام کی طرف ارسام مُنْ اُنْ ہوائی بات بتائیں لیکن اگر وہ اس سے انحراف کریں تو عوام کے لیے ان کی اطاعت بھی ضروری نہیں اس کے دین المور ورک نہیں جائے گی جب تک عوام کو صوف الله اللہ اس کے مصوب اور گائی گھی ہے۔ اس کی طرح کے لیے ان کی اطاعت بھی ضروری نہیں بیک بیا کہ انتحواف کی صورت میں جائے گی جب تک عوام کو صوف الله کہ بیک کی جائے گی حسیت اور کیا ہو سے اُنہ کہ ہوں کہ بیک کی اس کی اطاعت بھی ورک نہیں کیا کہ کو اس کی اطاعت کئی الموافقہ کی سے اس کی اطاعت کرنا سے معلوم ہوا کہ کیا کہ کیا

ا. الله کی طرف لوٹانے سے مراد، قرآن کریم اور الرسول مُنَافِیْم سے مراد اب حدیث رسول ہے۔ یہ تنازعات کے ختم کرنے کے لیے ایک بہترین اصول بتلادیا گیا ہے۔ اس اصول سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی تیسری شخصیت کی اطاعت و اجب نہیں۔ جس طرح تقلید شخعی یا تقلید معین کے قالمین نے ایک تیسری اطاعت کو واجب قرار دے رکھا ہے اور اس تیسری اطاعت نے، جو قرآن کی اس آیت کے صرح مخالف ہے، مسلمانوں کو امت متحدہ کے بجائے امت منتشرہ بنارکھا ہے اور ان کے اتحاد کو تقریباً ناممکن بنادیا ہے۔

## ضَللاً بَعِيْكًا ®

وَاذَاتِیْلَ لَهُمُ تَعَالَوْالِلِ مَاۤانْزَلَ اللهُ وَالَى الرَّسُوْلِ رَائِتَ النَّنْفِقِیْنَ یَصُنُّوْنَ عَنْكَ صُدُودًا۞

فكيَفُ إِذَا اَصَابَتُهُمُّ مِّصِيْبَة ُ ْپُمَا قَدَّمَتُ اَيْدِيْهِمُ ثُمَّاجَآءُوُكَ يَحُلِفُونَ ۚ بِاللّٰحِ إِنُ اَرَدُنَا إِلَّا اِحْسَانًا وَتُوفِيْقًا ۞

اُولَاكِ الَّذِيْنَ يَعُكُواللهُ مَا فِى قُلُوْيِهِمُّ فَاعُرِضْ عَنْهُمُ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمُ فِنَ ٱنْفُسِهِمُ قُولًا بَلِيْغًا۞

کہ شیطان کا انکار کریں، شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکاکر دور ڈال دے۔

11. اور ان سے جب بھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی اور رسول (سُلُقَیْمُ اُ) کی طرف آؤ تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے منہ پھیر کر رکے جاتے ہیں۔ (۱) بیر کیا بات ہے کہ جب ان پر ان کے کر توت کے باعث کوئی مصیبت آپٹر تی ہے تو پھر یہ آپ کے پاس آکر اللہ تعالیٰ کی قشمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تو صرف محلائی اور میل ملاہ ہی کا تھا۔ (۱)

۱۳. یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے دلوں کا بھید اللہ تعالیٰ پر بخوبی روش ہے، آپ ان سے چیٹم پوشی کیجیے، انہیں نصیحت کرتے رہیے اور انہیں وہ بات کہیے جو ان کے دلوں میں گھر کرنے والی ہو۔

ا. یہ آیات ایسے اوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو اپنا فیصلہ عدالت میں لے جانے کے بجائے سر داران یہود یا سر داران قریش کی طرف لے جانا چاہتے تھے۔ تاہم اس کا حکم عام ہے اور اس میں وہ تمام لوگ شامل ہیں ہو کتاب وسنت سے اعراض کرتے ہیں اور اپنے فیصلوں کے لیے ان دونوں کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف جاتے ہیں۔ ورنہ مسلمانوں کا حال تو یہ ہو تا ہے ﴿ لَهُ اَلْكُوْ وَيُولُ الْكُوْوَيْنِيْنَ اللّهُ وَرَسُولُ اللّهِ وَرَسُلُ وَ وَلَا عَمُ اللّهِ وَرَسُلُ اللّهِ وَرَسُلُ اللّهِ وَرَسُلُ اللّهِ وَرَسُلُ اللّهِ وَرَسُولُ اللّهِ وَرَسُولُ اللّهِ وَرَسُلُ اللّهِ وَاللّهِ اللّهِ وَمِلْ اللّهُ اللّهِ وَمُولُولُولُ اللّهِ وَاللّهُ وَلَا لَهُ وَاللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَاللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَاللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَاللّهُ وَلِلْ لَا مُعْلَمُ وَلِلْ اللّهُ وَاللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا عَلْمُ اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا عَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا عَلَا لَا لَا اللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا عَلَا لَا عَلَا لَا لَا اللّهُ وَلَا لَا عَلّهُ وَلَا لَا عَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا لَا اللّهُ وَلِلْ اللّهُ وَلِلْ اللّهُ وَلْ اللّهُ وَلِلْ اللّهُ وَلَا لَلْهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا لَا ا

س. اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگرچہ ہم ان کے دلوں کے تمام بھیدوں سے واقف ہیں (جس پر ہم انہیں جزاء دیں گے)
 لیکن اے پیغیبر! (مُنَّا ﷺ ) آپ ان کے ظاہر کو سامنے رکھتے ہوئے در گزر ہی فرمائیے اور وعظ وتھیجت اور قول بلیغ کے ذریعے سے ان کے اندر کی اصلاح کی کوشش جاری رکھیے جس سے یہ معلوم ہوا کہ دشمنوں کی سازش کو عفو ودر گزر، وعظ وتھیجت اور قول بلیغ کے ذریعے سے ہی ناکام بنانے کی سعی کی جانی چاہے۔

وَمَاَارُسَلْنَامِنُ تَسُولٍ اِلْالِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَلَوُانَّهُمُ إِذْظَلَهُوَاانَفُسَهُمُ جَاءُ وُك فَاسُتَغْفَرُ والله وَاسْتَغْفَرُ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواالله تَوَّا بَاتَّحِيْمًا

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤُمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوْكَ فِيمَا شَجَرَبَيْنَهُمْ تُمَّلِكِيْنُ وَاقْ أَنْفِيهِمْ حَرَّجًا مِّمَّا قَضَنْتَ وَسُلِّمُوْ السَّلْمُ السَّلْمُ

۱۹۳ اور ہم نے ہر ایک رسول کو صرف اسی لیے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی فرمانبر داری کی جائے اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، تیرے پاس آ جاتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کرتے اور دسول بھی ان کے لیے استغفار کرتے والا مہر بان پاتے۔

18. سوقتم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہوسکتے، جب تک کہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبر داری کے ساتھ قبول کرلیں۔(۲)

ا. مغفرت کے لیے بارگاہ البی میں ہی توبہ واستغفار ضروری اور کافی ہے۔ لیکن یہاں ان کو کہا گیا کہ اے پیغیر منگالیّنیّاً! وہ تیرے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور تو بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتا۔ یہ اس لیے کہ چونکہ انہوں نے فصل خصومات (جھڑوں کے فیصلے) کے لیے دوسروں کی طرف رجوع کرکے آپ منگالیّنیّاً کا استخفاف کیا تھا۔ اس لیے اس کے ایک استخفاف کیا تھا۔ اس کے ازالے کے لیے آپ منگالیّنیّاً کی تاکید کی۔

ال آیت کی شان نزول میں ایک یہودی اور مسلمان کا واقعہ عموماً بیان کیا جاتا ہے جو بارگاہ رسالت سے فیصلے کے باوجود حضرت عمر شخافی سے فیصلہ کروانے گیا جس پر حضرت عمر شخافی نے اس مسلمان کا سر قلم کردیا۔ لیکن سنداً یہ واقعہ حضی نہیں ہے جیسا کہ ابن کثیر نے بھی وضاحت کی ہے۔ صحیح واقعہ جو اس آیت کے نزول کا سبب ہے وہ یہ ہے: کہ حضرت زبیر شخافی کا کہ وہ رسول اللہ شکافی کی ہے۔ سے والیہ آدمی کا، کھیت کو سیر اب کرنے والے (نالے) کے پانی پر جھٹر ابوگیا۔ معاملہ نبی شکافی کی ہے ہی ہوا گئے نے نہ صورت حال کا جائزہ لے کر جو فیصلہ دیا تو وہ اتفاق سے حضرت زبیر شخافی کے حق میں تھا، جس پر دوسرے آدمی نے کہا کہ آپ شکافی کی انداز ہو کیا ہے کہ سے حضرت زبیر شخافی کے حق میں تھا، جس پر دوسرے آدمی نے کہا کہ آپ شکافی کی نہ نہ ہوا کہ بھی ہوا کہ بھی کہ کا پہوچھی زاد ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (صحیح البخاری تفسیر سورۃ النساء) آیت کا مطلب یہ ہوا کہ نی شکافی کی کی بات یا فیصلے سے اختیاف تو کجا، دل میں افتباض بھی محسوس کرنا ایمان کے منافی ہے۔ یہ آیت بھی مکرین حدیث سے جو قول امام کے مقابلے میں حدیث صحیح سے منکرین حدیث کے لیے تو ہے ہی دیگر افراد کے لیے بھی لھے قگریہ ہے جو قول امام کے مقابلے میں حدیث صحیح سے انقاض نہی محسوس نہیں کرتے بیک یا تو کھلے لفظوں میں اسے مائے سے انکار کردیتے ہیں۔ یا اس کی دور از کار تاویل کو ضعیف باور کرا کے مسترد کرنے کی خدموس سعی کرتے ہیں۔ یا اس کی دور از کار تاویل کرکے یا تقد راویوں کو ضعیف باور کرا کے مسترد کرنے کی خدموس سعی کرتے ہیں۔

ۅؘڵۅؙٲؾ۠ٲڬٮؘۜؠٛٮؙٵؘؗڡٙۘؽڡٟۿٳڹٳؿؖؾ۠ڵۏۧٲٲڶ۬ڡ۠۬ٮػڴۿؖؗٲۅ ٳڞؙۯ۠ڿٛۏٳڡؽ۫ۮٟؽٳڔڴۿ؆ٞٲڡٚۼڵۅ۠ۿؙٳڷڵٷڸؽڷ ڝؚۜڹ۫ۿ۠ڎٷڶۏٲٮٞۿۮۛڡؘۼڵۏٳڡٙٵؽ۠ۏۘۼڟ۠ۅٛڽڽ؋ڶڰٲؽ ڂؿؙۅؙٳڰۿۮۅٲۺؘڰٙؿؿٛؽؿؖٲ۞

وَاذَالَالَيَنْهُمْ مِّنْ لَكُنْتَا آجُوا عَظِيمًا ﴿
وَلَهَكَ يُنْهُمُ مِّنْ لَكُنْتَا آجُوا عَظِيمًا

وَمَنْ يُطِعِ اللهُ وَالرَّسُولَ فَأُولِلَكَ مَعَ الَّذِيْنَ ٱغْمَرَ اللهُ عَلَيْهِمُ مِّنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّيِّيْفِيْنَ وَالشُّهُلَاءِ وَالصِّلِحِيْنَ وَحَسُنَ اوْلِلَكَ رَفِيْقًا ﴿

11. اور اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو قتل کر ڈالو! یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ! تو اسے ان میں سے بہت ہی کم لوگ بجا لاتے اور اگر یہ وہی کریں جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یقیناً یہی ان کے لیے بہتر اور بہت زیادہ مضبوطی والا ہو۔

الحرد اور تب تو انہیں ہم اپنے پاس سے بڑا ثواب دیں۔

۲۸. اور یقیناً انہیں راہ راست و کھا دیں۔

19. اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (مُنَالِّيْظِمُ) کی فرمانبر داری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، اور یہ بہترین رفیق ہیں۔(۲)

1. آیت میں انہی نافرمان قشم کے لوگوں کی جبات ردیہ کی طرف اشارہ کرکے کہا جارہا ہے کہ اگر انہیں تھم دیا جاتا کہ ایک دوسرے کو قتل کرویا اپنے گھرول سے نکل جاؤ تو جب یہ آسان باتوں پر عمل نہیں کرسکے تو اس پر عمل کس طرح کرسکتے تھے؟ یہ اللہ تعالی نے اپنے علم کے مطابق ان کی بات فرمایا ہے جو یقیناً واقعات کے مطابق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سخت حکموں پر عمل تو یقیناً مشکل ہے لیکن اللہ تعالی بہت شفیق اور مہربان ہے، اس کے احکامات بھی آسان ہیں۔ اس لیے اگر وہ ان حکموں پر چلیں جن کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو یہ ان کے لیے بہتر اور ثابت قدمی کا باعث ہو۔ کیونکہ ایمان اطاعت سے زیادہ اور معصیت سے کم ہوتا ہے۔ نیکی سے نیکی کا راستہ کھاتا اور بدی سے بدی متولد ہوتی ہے۔ یعنی اس کا راستہ کھاتا اور بدی سے بدی متولد ہوتی ہے۔ یعنی اس کا راستہ کھاتا ور بدی سے بدی متولد ہوتی ہے۔ یعنی اس کا راستہ کھاتا ور آسان ہوتا ہے۔

اللہ ورسول مَا اللہ اللہ ورسول مَا اللہ علیہ علیہ اللہ علیہ اللہ والصلة والآداب باب الموء مع من أحب حدیث: ١٦٢٠) "آو می البخاري کتاب الآداب باب: ٢٤، علامة حب الله عز وجل، مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب الموء مع من أحب حدیث: ١٦٢٠) "آو می البخاري کتاب الآداب باب الموء مع من أحب حدیث: ١٦٢٠) "آو می البخاري کتاب الآداب باب الموء مع من أحب حدیث اس فرمان البخاري کتاب الله علی الله تعالی الله تعالی من الله علی الله تعالی الل

ذلك الفَضْلُ مِنَ اللهِ وَكَفَى بِاللهِ عَلِمُكَاهَ

يَايَّهُا الَّذِينَ الْمُنْوَاخُدُّوْلِحِذْرُكُوْفَانْفِرُوُا تُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْاجَمِيْعًا۞

وَإِنَّ مِنْكُوْلَمَنُ لِّبُنِطِّتُنَّ ۚ فَإِنْ اَصَابَتُكُوُ مُّصِيبُنة ۚ قَالَ قَلْ اَنْعَكُواللهُ عَلَّ اِذْلَوُ ٱلْمُنَّ مَّعَهُمُ شَهِيدًا ⊚

وَلَيِنَ اَصَابُكُمْ فَضُلُّ شِّنَ اللهِ لَيَقُوْلَتَّ كَانَ لَّهُ تَكُنَّ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يُلِيَتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوْزَ فَوْزًا عِظْمًا

فَلَيْقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يَشُرُونَ الْحَيْوِةَ

ک۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ
 تعالیٰ جاننے والا۔

اک. اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا سامان لے لو<sup>(۱)</sup> پھر گروہ گروہ بن کر کوچ کرو یا سب کے سب اکٹھے ہوکر نکل کھڑے ہو۔

27. اور یقیناً تم میں بعض وہ بھی ہیں جو پس و پیش کرتے ہیں، (۲) پھر اگر تہمیں کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔

سک. اور اگر ممہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل (۳) مل جائے تو اس طرح کہ گویا تم میں ان میں دوستی تھی ہی نہیں، (۳) کہتے ہیں کاش! میں بھی ان کے ہمراہ ہوتا تو بڑی کامیابی کو پہنچا۔ (۵)

۷۲. پس جو لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے نیج

مُرَافَقَتَكَ فِيْ الْجَنَّةِ» جس پر نبی مَنَاتَّتُهُمُ نے انہیں کثرت سے نقلی نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی «فَاَعِنِیْ عَلَی نَفْسِكَ بِکُثْرَةِ السُّجُوْدِ» (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة باب فضل السجود والحث علیه حدیث: ۲۸۸) "لی تم کثرت بجود کے ساتھ میری مدد کرو۔" علاوہ ازیں ایک اور حدیث ہے۔ «اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْأَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّنَ وَالصِّدِیْقِیْنَ وَالشَّهَدَاءِ» (ترمذی- کتاب البیوع باب ماجاء فی النجاد و تسمیة النبی ایاهم) "راست باز، امانت دار تاجم انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔" صدیقیت، کمال ایمان و کمال اطاعت کا نام ہے، نبوت کے بعد اس کا مقام ہے، امت محمد میں اس مقام میں حضرت ابو بکر صدیق ڈالٹیئ سب سے متاز ہیں۔ اور اس لیے بالانفاق غیر انبیاء میں وہ نبی مَنَاتُ بین، علی صالح وہ ہے جو اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کامل طور پر ادا کرے اور ان میں کو تاہی نہ کرے۔

- ا. حِذْرَكُمْ (اپنا بحاِوَ اختيار كرو) اسلحه اور سامان جنگ اور ديگر ذرائع سے۔
- ۲. یه منافقین کا ذکر ہے۔ لیل و پیش کا مطلب، جہاد میں جانے سے گریز کرتے اور پیھیے رہ جاتے ہیں۔
  - س. یعنی جنگ میں فتح وغلبہ اور غنیمت۔
  - م. لینی گویا وہ تمہارے اہل دین میں سے ہی نہیں بلکہ اجنبی ہیں۔
  - ۵. لینی مال غنیمت سے حصہ حاصل کرتا جو اہل دنیا کا سب سے اہم مقصد ہوتا ہے۔

الثُّنُيَّا بِالْاِحْرَةِ وْمَنُ ثُقَارِتُلِ فَيُسِيئِلِ اللهِ فَيُقْتَلُ اَوْيَغْلِبُ فَسَوْفَ نُؤْتِيُهِ اَجْرًا عَظِيمًا۞

وَمَا لَكُوْ لَا تُقَاتِنُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْمُسْتَضَعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالرِّسَاءَ وَالْوِلْدَانِ الّذِيْنَ يَقُولُونَ رَجَّنَا آخْرِمُنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الطَّالِمِ اهْلُهَا وَاجْعَلُ تَنَا مِنْ لَكُنْكَ وَلِكَيَا الْقَالِمِ اهْلُهَا ثَنَا مِنْ تَدَا مِنْ تُكَ نَصِيرًا ﴿

ٱػٚۯؽؙڹٵؗڡٮؙٛٷ۠ٳؽٛڠٵؾڵٛۅؙڹ؋ٛۺۑؽ۫ڮٳۺۼ ۅؘٳڰڹؽڹػڡٚۅؙٷٳؽؙڠٳؾڵۅٛڹ؋ٛۺڽؽڸٳڵڟڵڠ۫ۅ۠ؾؚ ڡؘڟؾڵۏٛٳۜٳٞۅ۠ڸڒٳٵڵۺؖؽڟ؈ٵۣۜػڮؽٵڵۺؽ۠ڶڟؚڹ

چکے ہیں، (۱) انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا چاہیے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پالے یا غالب آجائے، یقیناً ہم اسے بہت بڑا ثواب عنایت فرمائیں گے۔

20. اور بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتواں مر دوں، عور توں اور نضح نخصے بچوں کے چھٹکارے کے لیے جہاد نہ کرو؟ جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پرورد گار! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لیے خود اپنے پاس سے حمایتی مقرر کردے اور ہمارے لیے خاص اپنے پاس سے مدد گار بنا۔ (۱)

27. جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کی راہ میں لڑتے ہیں۔(") پس تم

ا. شَرَىٰ يَشْوِيْ كَ مَعَىٰ يَجِيْ كَ بَهِى آتے ہيں اور خريد نے كَ بھى۔ متن ميں پہلا ترجمہ اختيار كيا گيا ہے اس اعتبار سے فَلْيُقَاتِلْ كا فاعل ﴿ الَّذِيْنَ يَشُووْنَ الْحَيْوَةَ ﴾ بن كالين اگر اس كے معنی خريد نے كے جائيں تو اس صورت ميں الَّذِيْنَ مفعول بن گا اور فَلْيُقَاتِلْ كا فاعل، الْمُؤْمِنُ النَّافِرُ (راہ جہاد ميں كوچ كرنے والے مومن) محذوف ہوگا۔ مومن ان لوگوں سے لڑیں جنہوں نے آخرت نے كر دنیا خريدلی۔ لیعنی جنہوں نے دنیا كے تھوڑے سے مال كی خاطر اپنے دین كو فروخت كردیا۔ مراد منافقين اور كافرين ہيں۔ (ان كي نے كي منہوم بيان كيا ہے)

۲. ظالموں کی بتی سے مراد (نزول کے اعتبار سے) ملہ ہے۔ ہجرت کے بعد وہاں باقی رہ جانے والے مسلمان خاص طور پر بوڑھے مرد، عورتیں اور بچ، کافروں کے ظلم وستم سے نگ آکر اللہ کی بارگاہ میں مدد کی دعا کرتے تھے۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ تم ان مستضعفین کو کفار سے نجات دلانے کے لیے جہاد کیوں نہیں کرتے؟ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے کہا کہ جس علاقے میں مسلمان اس طرح ظلم وستم کا شکار اور زغه کفار میں گھرے ہوئے ہوں تو دوسرے مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان کو کافروں کے ظلم وستم سے بچانے کے لیے جہاد کریں۔ یہ جہاد کی دوسری قسم ہے۔ پہلی قسم ہے إعلاء کليمةِ اللہ کے غلبے کے ليے لڑنا جہاد کی دوسری قسم ہے۔ پہلی قسم ہے إعلاء کليمةِ الله کے غلبے کے لیے لڑنا جس کا ذکر اس سے پہلی آیت میں اور مابعد کی آیت میں ہے۔

۳۰. مومن اور کافر، دونوں کو جنگوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ لیکن دونوں کے مقاصد جنگ میں عظیم فرق ہے، مومن

كَانَضَعِيْفًا ﴿

اَلَهُ تَزَالَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمُ كُفُّوا اَيُدِيكُمُ وَاقِيمُواالصَّلْوَةَ وَانْواالزَّلُوةَ فَلَمَّا كُمِّبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيْتُ مِنْهُمُ يَغْشُونَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللهِ اَو الشَّكَ خَشْيَةً وَقَالُوا كَبَّنَالِمَ كَتَبْتُ عَلَيْنَا الْقِتَالَ الْوَلْاَ اَخْرُتْنَا اللَّهُ اَحَلٍ قَرِيْتٍ قُلْ مَتَاءُ الدُّئِنَا قِيلُكُ وَالْفِرَةُ خُدُرِيِّلَمَنِ التَّفْ وَلِيْتٍ قُلْ مَتَاءُ الدُّئِنَا قِيلُكُ وَالْفِرَةُ خُدُرِيِّلَمَنِ التَّفْ وَلِيْتُ فُلْ مَتَاءُ الدُّئِنَا قَلِيلُكُونَ وَتِيلُكُونَا الْمُؤْرَةُ خُدُرِيِّلَمَنِ

شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو! یقین مانو کہ شیطانی حیلہ (بالکل بودا اور) سخت کمزور ہے۔(۱)

22. کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں تکم کیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نمازیں پڑھتے رہو اور زکھ اور نمازیں پڑھتے رہو اور زکھ اوا کرتے رہو۔ پھر جب انہیں جہاد کا تکم دیا گیا تو اس وقت ان کی ایک جماعت لوگوں سے اس قدر ڈرنے گی جیسے اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ، اور کھنے لگے اے ہمارے رب! تونے ہم پر جہاد کیوں فرض کردیا؟ کیوں ہمیں تھوڑی می زندگی اور نہ جینے دی؟ اور آپ کہہ دیجے کہ دنیا کی سود مندی تو بہت ہی کم ہے اور پہیر گاروں کے لیے تو آخرت ہی ہم جہا ور تم پر ایک دھاگے کے برابر بھی ستم روا نہ رکھا جائے گا۔

اللہ کے لیے لڑتا ہے، محض طلب دنیا یا ہوس ملک گیری کی خاطر نہیں۔ جب کہ کافر کا مقصد یہی دنیا اور اس کے مفادات ہوتے ہیں۔

ا. مومنوں کو ترغیب دی جارہی ہے کہ طاغوتی مقاصد کے لیے حیلے اور مکر کمزور ہوتے ہیں، ان کے ظاہری اسباب کی فراوانی اور کثرت تعداد سے مت ڈرو تمہاری ایمانی قوت اور عزم جہاد کے مقابلے میں شیطان کے یہ چیلے نہیں کھہر کتے۔

7. کے میں مسلمان چو تکہ تعداد اور وسائل کے اعتبار سے لڑنے کے قابل نہیں تھے۔ اس لیے مسلمانوں کی خواہش کے باوجود انہیں قال سے روکے رکھا گیا اور دو باتوں کی تاکید کی جاتی رہی، ایک یہ کہ کافروں کے ظالمانہ رویے کو صبر اور حوصلے سے برداشت کریں اور عفو ودر گزر سے کام لیں۔ دوسرا یہ کہ نماز زکوۃ اور دیگر عبادات وتعلیمات پر عمل کا اہتمام کریں تاکہ اللہ تعالیٰ سے ربط و تعلق مضبوط بنیادوں پر استوار ہوجائے۔ لیکن ہجرت کے بعد جب مدینہ میں مسلمانوں کی طاقت مجتمع ہوگئی تو پھر انہیں قال کی اجازت دے دی گئی اور جب اجازت دے دی گئی تو بھض لوگوں نے کمزوری اور پست ہمتی کا اظہار کیا۔ اس پر آیت میں کی دور کی ان کی آرزو یاد دلاکر کہا جارہا ہے کہ اب یہ مسلمان تھم جہاد من کرون ذرہ کیوں ہورہے ہیں جب کہ یہ حکم جہاد خود ان کی اپنی خواہش کے مطابق ہے۔

۳. اس کا دوسرا ترجمہ یہ بھی کیاگیا ہے کہ اس حکم کو کچھ اور مدت کے لیے مؤخر کیوں نہ کردیا یعنی اَجَلٍ قَرِیبٍ سے مراد موت یا فرض جہاد کی مدت ہے۔ (تغیر ابن کیر)

أَيْنَ مَا تَكُوْ نُوُا يُكْرِكُكُمُّ الْمُوَتُ وَلَوُكُنْتُوْ فَيُبُرُوجٍ مِّشَيِّكَةَ وَلِنَ نِصْبُهُمُ حَسَنَةٌ يَقُولُوُا هٰنِهٖ مِنْ عِنْدِاللهِ وَإِنْ نَصِبُهُمُ سَيِّنَةٌ يَقُولُوْ اهٰنِهٖ مِنْ عِنْدِاكُ قُلُ كُلُّ مِنْ عِنْدِاللهِ فَمَالِ هَؤُلِكَ اهٰنِهُ مِنْ عِنْدِاكُ قُلُ كُلُّ مِنْ عِنْدِاللهِ

مَّا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنةٍ فِينَ اللهُ وَمَّا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فِينَ تَفْسِكُ وَالْسَلْنَكَ لِلنَّاسِ رَسُوُ لَا

42. تم جہال کہیں بھی ہو موت تہمیں آپگڑے گی، گو تم مضبوط قلعول میں ہو<sup>(۱)</sup> اور اگر انہیں کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہہ الحصتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے۔ (۱) انہیں کہہ دو کہ یہ سب پھھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ انہیں کیا ہوگیا ہے کہ کوئی بات سجھنے کے طرف سے ہے۔ انہیں کیا ہوگیا ہے کہ کوئی بات سجھنے کے بھی قریب نہیں۔ (۱)

29. مجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (<sup>۳)</sup> اور جو برائی <sup>پہنچ</sup>تی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی

ا. ایسے کمزور مسلمانوں کو سمجھانے کے لیے کہا جارہا ہے کہ ایک تو یہ دنیا فانی اور اس کا فائدہ عارضی ہے جس کے لیے تم پچھ مہلت طلب کررہے ہو۔ اس کے مقابلے میں آخرت بہت بہتر اور پائیدار ہے جس کے اطاعت الٰہی کے صلے میں تم سزاوار ہوگے۔ دوسرایہ کہ جہاد کرویانہ کرو، موت تو اپنے وقت پر آکر رہے گی چاہے تم مضبوط قلعوں میں بند ہوکر بیٹھ جاؤ پھر جہاد ہے گریز کا کیا فائدہ؟ مضبوط برجوں سے مراد مضبوط اور بلند وبالا فصیلوں والے قلعے ہیں۔

ملحوظة: بعض مسلمانوں کا چونکہ یہ خوف بھی طبعی تھا۔ اسی طرح تاخیر کی خواہش بھی بطور اعتراض یا انکار نہ تھی، بلکہ طبعی خوف کا ایک منطق نتیجہ تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا اور نہایت مضبوط دلائل سے انہیں سہارا اور حوصلہ دیا۔

۲. یہاں سے پھر منافقین کی باتوں کا ذکر ہورہا ہے۔ سابقہ امت کے منگرین کی طرح انہوں نے بھی کہا کہ بھلائی (خوش حالی، غلے کی پیداوار، مال واولاد کی فراوانی وغیرہ) اللہ کی طرف سے ہے اور برائی (قحط سالی، مال ودولت میں کمی وغیرہ) اللہ کی طرف سے ہے اور برائی (قحط سالی، مال ودولت میں کمی وغیرہ) اللہ کی اللہ کی طرف سے ہے اور برائی (قط سالی، مال ودولت میں کمی وغیرہ) اور قوم فرعون کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جب ان کو بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں، یہ ہمارے لیے ہے (بعنی ہم اس کے مستحق ہیں) اور جب ان کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو حضرت موسیٰ غالیٰ اور ان کے پیروکاروں سے بدشگوئی کیر تیری، (بعنی نعوذباللہ ان کی نحوست کا نتیجہ بتلاتے ہیں)۔ " (الأعراف: ۱۱۱)

س. لیعنی بھلائی اور برائی دونوں اللہ کی طرف سے ہی ہے لیکن یہ لوگ قلت فہم وعلم اور کثرت جہل وظلم کی وجہ سے اس بات کو سمجھ نہیں پاتے۔

م. لیعنی اس کے فضل وکرم سے ہے اور کسی نیکی یا اطاعت کا صلہ نہیں ہے۔ کیونکہ نیکی کی توفیق دینے والا بھی اللہ تعالی ہی ہے۔ علاوہ ازیں اس کی نعمتیں اتنی بے پایاں ہیں کہ ایک انسان کی عبادت واطاعت اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی۔ اس لیے مدیث میں نبی شکائیڈ کے فرمایا جنت میں جو بھی جائے گا، محض اللہ کی رحمت سے جائے گا (رحمت سے جائے گا (رحمت سے جائے گا (رحمت سے جائے گا (رحمت سے بائے گا رحمت کے بغیر جنت کی وجہ سے نہیں) صحابہ جن کھٹی نے عرض کیا یا رسول اللہ! وَ لَا أَذْتَ آپ شکائیڈ کی رحمت کے بغیر جنت

وَكَفَىٰ بِأَللَّهِ شَيِهِيُكًا۞

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدُ أَكَاءَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا اَنْسَلُنْكَ عَلَيْهِمُ حَفِيْظًا ۞

وَيَقُولُوْنَ طَاعَةٌ ۚ فَإِذَا بَرَزُوْامِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَايِّهَ ۚ ثِنْهُمُ عَيْرَالَّذِي ثَتَقُولُ وَاللهُ يَكُنُّكُ مَا يُبَيِّتُونَ فَاعْرِضُ عَنْهُمُ وَتَوكَكُلُ عَلَى اللهِ وَكَفَل بِاللهِ وَكِيْلًا۞

ٳڡؘٛڵڒؾۜؽۜڔۜٷؙؽٳڶڤٞۯٳؽؙٷڮٙػٲؽڡۣؽ۫ۼؽ۫ڔ ٳؠڵٶڵۅؘؘۘۘۘڮۮؙۅؙٳڣؽؙٷٳڂٛؾڵٵؙػؿؙؽؙڗؙ۞

طرف سے ہے، (۱) ہم نے تجھے تمام لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بناکر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔

۸۰. اس رسول (صلی الله علیه وسلم) کی جو اطاعت کرے
 اسی نے الله تعالیٰ کی فرمانبر داری کی اور جو منه پھیر لے تو
 ہم نے آپ کو کچھ ان پر نگہبان بناکر نہیں بھیجا۔

٨١. اور يه كهتے تو بين كه اطاعت ہے، پھر جب آپ

کے پاس سے اٹھ کر باہر نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت، جو بات آپ نے یا اس نے کہی ہے اس کے خلاف راتوں کو مشورے کرتی ہے، (\*) ان کی راتوں کی بات چیت اللہ لکھ رہا ہے، تو آپ ان سے منہ پھیرلیں اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے۔ مرد رکھیں، اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے۔ کمیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سواکسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف یاتے۔ (\*)

میں نہیں جائیں گے؟ آپ مُنَاتُّیْتُمُ نے فرمایا کہ "ہاں جب تک الله مجھے بھی اپنے دامان رحمت میں نہیں ڈھانک لے گا جنت میں نہیں جاول گا۔" (صحیح البخاري، کتاب الرقاق، باب القصد والمداومة علی العمل: ۱۸)

ا. یہ برائی بھی اگرچہ اللہ کی مشیت سے بی آتی ہے۔ جیسا کہ کُلِّ مِّنْ عِنْدِ اللهِ سے واضح ہے لیکن یہ برائی کسی گناہ کی عقوبت یا اس کا بدلہ ہوتی ہے۔ اس لیے فرمایا کہ یہ تمہارے نفس سے ہے لینی تمہاری غلطیوں، کو تاہوں اور گناہوں کا نتیجہ ہے۔ جس طرح فرمایا ﴿وَمَاْ اَصَالِكُوْ مِنْ مُعْمِيْكَةً فِيَا كَسَبَتُ اَيْدِيْكُوْ وَيَعَفُواْ عَنْ كَيْتُو ﴾ (الثوریٰ: ۳۰) (اور تہمیں جو مصیبت بہنچی ہے، وہ تمہارے اپنے عملوں کا نتیجہ ہے اور بہت سے گناہ تو معاف بی فرما دیتا ہے)۔

لیعنی یہ منافقین آپ مَالیَّیْمِ کی مجلس میں جو باتیں ظاہر کرتے ہیں۔ راتوں کو ان کے برعکس باتیں کرتے اور ساز شوں
 جال بنتے ہیں۔ آپ مَالیَّیْمِ ان سے اعراض کریں اور اللہ پر توکل کریں۔ ان کی باتیں اور ساز شیں آپ مَالیَّیْمِ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاسکیں گی کیونکہ آپ کا وکیل اور کارساز اللہ ہے۔

س. قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے اس میں غور وتدبر کی تاکید کی جارہی ہے اور اس کی صداقت جانچنے کے لیے اس میں انسان کا بنایا ہوا کلام ہوتا (جیسا کہ کفار کا خیال ہے) تو اس کے مضامین اور بیان کردہ واقعات میں تعارض وتناقض ہوتا۔ کیونکہ ایک تو یہ کوئی چیوٹی سی کتاب نہیں ہے۔ ایک صخیم اور

ۅٳۮٵڿٵٛٷۿؙۄؗٲڞؙڗ۠ۺۜٵڷۘۘۘڒڞڹٲۅٵڬٷؘۻٲۮؘٵۿؙٷٳڽ؋ ۅٙػۯڎٞٷٷٳڶؽٵڵڗٮٮٛٷڸٷڶڵٵٛڡ۠ڶٵڵػۺؚۄٮڣۿؙڞ ڵڝؘڵؠۀؙ۩ؙێڹٛڹؽؘؽٮٞؾؙڹٛؽؚڟۅٛڹؘٷڝڹ۫ۿڎ۠ٷڶٷڶ؆ڡؘڞؙڵؙٵۺؾ عَڵڹۘڴۄ۫ۯػۘؿۘٮؙؿؙٷڵڋۼؿڴۄٵڶۺۜؽڟڹٳ؆ۅٙڶؽڵڰ۞

ڡؘٛڡۜٙٳؾڷ؋ٛۺۑؽڸٳۺۼڵڒؿؙڴڡؙٚٵؙؚڷڵؽؘ۬ۺۘڬ ۅؘحؚڔۣۜۻٵڵؠؙۅؙؙڡؚڹؽڹۧؿۧۼڝؘٵٮؿؙ؋ٲڽؙڲ۠ڣۜڹٲۺ ٵػڔ۬ؽؽػڡٞۯٷ۫ٳۅٳڛڎٲۺؘڎ۠ڹٲڛٵۊڶۺؘڎؙٮۛػڮؽڵڰ

سم. اور جہال انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کردیا، حالانکہ اگریہ لوگ اسے رسول (مُنَّا ﷺ) کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تبہ تک چہنچنے والوں کے حوالے کردیتے، تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کرلیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں (ا) اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودے چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔ چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔ شیری ذات کی نسبت حکم دیا جاتا ہے، ہاں ایمان والوں کو رغبت دلاتا رہ، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی

مفصل کتاب ہے، جس کا ہر حصہ اعجاز وبلاغت میں ممتاز ہے۔ حالانکہ انسان کی بنائی ہوئی بڑی تصنیف میں زبان کا معیار اور اس کی فصاحت وبلاغت قائم نہیں رہتی۔ دوسرا اس میں پچھلی قوموں کے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ جنہیں اللہ علام الغیوب کے سواکوئی اور بیان نہیں کر سکتا۔ تیسرا ان حکایت وقصص میں نہ باہمی تعارض وتضاد ہے اور نہ ان کا چھوٹے سے چھوٹا کوئی جزئیے قرآن کی کسی اصل سے عکراتا ہے۔ حالانکہ ایک انسان گزشتہ واقعات بیان کرے تو تسلس کی کڑیاں ٹوٹ ٹوٹ جاتی ہیں اور ان کی تفسیلات میں تعارض وتضاد واقع ہوجاتا ہے۔ قرآن کریم کے ان تمام انسانی کو تاہیوں سے مبرا ہونے کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ یقیناً کلام اللی ہے جو اس نے فرشتے کے ذریعے سے اپنے آخری پینمبر حضرت محمد رسول اللہ شکافینی پر نازل فرمایا ہے۔

ا. یہ بعض کمزور اور جلد باز مسلمانوں کا رویہ، ان کی اصلاح کی غرض سے بیان کیا جارہا ہے۔ امن کی خبر سے مراد مسلمانوں کی کامیابی اور دشمن کی ہلاکت و گلست کی خبر ہے۔ (جس کو سن کر امن اور اطبینان کی اہر دوڑجاتی ہے اور جس کو سن کر امن اور اطبینان کی اہر دوڑجاتی ہے اور جس کے نتیجہ میں بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ پر اعتادی پیدا ہوجاتی ہے جو نقصان کا باعث بن سکتی ہے) اور خوف کی خبر سے مراد مسلمانوں میں افسردگی پھیلنے اور ان کے خوصلے بہت ہونے کا امکان ہوتا ہے) اس لیے انہیں کہا جا رہا ہے کہ اس قسم کی خبری، چاہے امن کی ہوں یا خوف کی انہیں سن کر عام لوگوں میں پھیلانے کے بجائے رسول اللہ مگائیٹی کے پاس پہنچا دو یا اہل علم و تحقیق میں انہیں پہنچا دو انہیں سن کر عام لوگوں میں پھیلانے کے بجائے رسول اللہ مگائیٹی کے پاس پہنچا دو یا اہل علم و تحقیق میں انہیں پہنچا دو تا کہ وہ یہ دیکھیں کہ یہ خبر رہنا انہم اور نہایت مفید ہے لیکن عین حالت جنگ میں تو اس کی انہیت انفع ہے؟ یہ اصول ویسے تو عام حالات میں بھی بڑا اہم اور نہایت مفید ہے لیکن عین حالت جنگ میں تو اس کی انہیت وافادیت بہت ہی زیادہ ہے۔ اسٹیڈ بنباط کا مادہ نَبْطٌ ہے نَبطٌ اس پانی کو کہتے ہیں جو کنواں کھودتے وقت سب سے پہلے نکاتا ہے۔ ان کے اسٹیڈ باط حقیق اور بات کی تہد تک کینیجے کو کہاجاتا ہے۔ (خ القدیر)

جنگ کو روک دے اور اللہ تعالیٰ سخت قوت والا ہے اور سزا دینے میں بھی سخت ہے۔

۸۵. جو شخص کسی نیک یا بھلے کام کی سفارش کرے، اسے بھی اس کا پچھ حصہ ملے گا اور جو برائی اور بدی کی سفارش کرے اس کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

۸۲. اور جب حمهیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو، (۱) بے شبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حباب لینے والا ہے۔

۸۷. الله وه ہے جس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں وہ تم سب کو یقیناً قیامت کے دن جمع کرے گا، جس کے (آنے) میں کوئی شک نہیں، الله تعالیٰ سے زیادہ سچی بات والا اور کون ہوگا۔

۸۸. شہیں کیا ہوگیا ہے؟ کہ منافقوں کے بارے میں دو
 گروہ ہورہے ہو؟<sup>(۱)</sup> انہیں تو ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ

ڡؘڽ۬ڲؿؗڡٛٚڠؙؗۼۺؘڡٛٵۼڰؘۘڝۜٮڹڐۜڲڹٛڹڵۜۘڰؙڹؘڝؽؚڮؚڡؚٚڡٚۿٵ ۅؘڡؘؽ۬ؾؿ۬ڡٛۼؗۺؘۿٵۼٞۺێۣؿڐڲڶؽؙڵٷڵڡٛڵڞؚڹۿٵٶػٲؽ اٮڵۿۼڸػؙڸۺؿٷٞڴؿؚؽؾؙڰ

ۅؘٳۮؘٳۮ۫ؾؚؽؙؿؙٷۛؠؾٙڿڲڐؚۏؘػؿؙٷٳڽٲڂٛڛؘڝؽ۬ۿٵۧ ٲۅؙۯڎ۠ٷۿٵ؇ۣڽۜٵڶڵؗهؘػٲڹٷڵػؙڵۣۺؙٛڴؙڂڛؽڹۘٵؚ۞

ٱللهُ لَا إِلهُ إِلاَهُو لَيَجْمَعَثُكُمُ اللهِ يَوْمِ الْقِياعَةِ لَارَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللهِ حَدِيثًا ﴿

فَمَالَكُوْ فِي الْمُنْفِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللهُ أَنْكَمَهُمُ بِمَاكَسَنُبُولِهِ آثِرِينُ وْنَ آنَ تَهُدُوْ اَمَنْ آضَلَ

ا. تَحِيَّةٌ اصل ميں تَحْيِيةٌ (تَفْعِيلَةٌ) ہے۔ يا كے يا ميں ادغام كے بعد تَحِيَّةٌ ہوگيا۔ اس كے معنی ہيں: درازی عمر كی دعا (الدُّعَاءُ بِالْحَيَاةِ) يہاں يہ سلام كرنے كے معنی ميں ہے۔ (اخ القدر) زيادہ اچھا جواب دينے كی تفسير حدیث ميں اس طرح آئی ہے كہ السلام عليكم كے جواب ميں ورحمۃ الله وبركاته كا اضافہ کرديا جائے۔ ليكن اگر كوئی السلام عليكم ورحمۃ الله وبركاته كم تو پھر اضافہ كرديا جائے۔ ليكن اگر كوئی السلام عليكم ورحمۃ الله وبركاته كم تو پھر اضافے كے بغير انہی الفاظ ميں جواب ديا جائے۔ (ابن كريا جائے۔ ليكن اگر كوئی السلام عليكم ورحمۃ الله وبركاته كم تو پھر اضافے كے بغير انہی الفاظ ميں جواب ديا جائے۔ (ابن كي) ايك اور حديث ميں ہے كہ صرف السلام عليكم كہنے ہے دس نيكيال اس كے ساتھ ورحمۃ الله كہنے ہے ہيں نيكيال اور حديث ميں ہے كہ صرف السلام عليكم كہنے ہے دس نيكيال اس كے ساتھ ورحمۃ الله كہنے ہے ہیں نيكيال اس كے ساتھ ورحمۃ الله كوئے ہوں الله تو ان كو ان كو ان كو ان كو ان كو ان كو عليم كرنے ميں پہل نہ كی جائے۔ دوسرا اضافہ نہ كياجائے بلكہ صرف وعليم كے ساتھ جواب ديا جائے۔ (صحيح البخادي، سلام كرنے ميں پہل نہ كی جائے۔ دوسرا اضافہ نہ كياجائے بلكہ صرف وعليم كے ساتھ جواب ديا جائے۔ (صحيح البخادي، کتاب السلام)

۲. یہ استفہام انکار کے لیے ہے، لیمی مہارے در میان ان منافقین کے بارے میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ان منافقین سے مراد وہ ہیں جو احد کی جنگ میں مدینہ سے کچھ دور جاکر واپس آگئے تھے، کہ ہماری بات نہیں مائی گئے۔ (سیح منافقین سے مراد وہ ہیں اس وقت مسلمانوں کے دو
 بناری سورۃ الناء سیح سلم تاب النافین) جیسا کہ تفصیل پہلے گزر چکی ہے ان منافقین کے بارے میں اس وقت مسلمانوں کے دو

اللهُ وَمَنُ يُّضُلِلِ اللهُ فَكَنُ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا

وَدُّوْالُوَ تَكُفُّرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْ افَتَكُوْنُوْنَ سَوَاءً فَلاتَتَّخِنُوْ امِنُهُمُ اَوْلِيَاءَ عَشْكُهَا عِمُوْا فِنْ سَدِيْلِ اللهِ فَإِنْ تَوَكُوْا فَخُنُوُهُمُ وَافْتُلُوهُمُ حَيْثُ وَجَدُ تَنْمُوْهُمُ وَلاَتَتَخِنُ وُامِنُهُمُ وَلِيَّا وَلاَنْصِلُواْفُ

ٳڷڒٵڷڬڹؽ۬ؽڝٛڣۏؙؽٳڶ؈۫ۊؙۄ۬ڔٮۘؽؽؙڴۄٛۅۘؾؽ۫ؽۼؖۄؙ ڝؚۨؽڟؿ۠ٲٷٞٲۅٛڝڲٲٷٛػؙڿڝؚڗۘڞؙڞؙۮؙۅؙۯۿ۠ڿٲڹ ؿ۠ڡٵؾڶٷؙڰڎٳٷؿڡٵؾڶٷٵڡۜٙۅٛڡؘۿڎٷڮۏۺٲٵ؇ڽڬ ڵڛػڟۿڿػڶؽڬؙۿٷڶڨٵٷڴٷٚٳڹٳٵۼڗۜڒڰٛڴۏ

تعالیٰ نے اوندھا کردیا ہے۔(') اب کیا تم یہ منصوبے باندھ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے گمراہ کیے ہوؤں کو تم راہ راست پر لا کھڑا کرو، اور جسے اللہ تعالیٰ راہ بھلادے تو ہرگز اس کے لیے کوئی راہ نہ یائے گا۔('')

ان کی تو چاہت ہے کہ جس طرح کے کافر وہ ہیں تم جس اس کی ان کی طرح کفر کرنے لگو اور پھر سب یکسال ہوجاؤ، ایس جب تک یہ اسلام کی خاطر وطن نہ چھوڑیں ان میں ہے کسی کو حقیقی دوست نہ بناؤ، (۳) پھر اگر یہ منہ پھیرلیس تو انہیں پڑو (۳) اور قتل کرو جہال بھی یہ ہاتھ لگ جائیں، (۵) خبر دار! ان میں ہے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ سمجھ بیٹھنا۔ خبر دار! ان میں ہے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ سمجھ بیٹھنا۔ • 9 سوائے ان کے جو اس قوم سے تعلق رکھتے ہوں جن سے تمہارا معاہدہ ہوچکا ہے یا جو تمہارے پاس اس حالت میں آئیں کہ تم سے جنگ کرنے سے بھی تنگ دل ہیں اور اپنی قوم سے بھی جنگ کرنے سے بھی تنگ دل ہیں اور اپنی قوم سے بھی جنگ کرنے سے بھی تنگ دل ہیں اور اپنی قوم سے بھی جنگ کرنے سے تھی تنگ دل ہیں

گروہ بن گئے، ایک گروہ کا کہنا تھا کہ ہمیں ان منافقین سے (بھی) لڑنا چاہیے۔ دوسرا گروہ اسے مصلحت کے خلاف سمجھتا تھا۔ ا. کَسَبُوْا (اعمال) سے مراد، رسول کی مخالفت اور جہاد سے اعراض ہے آُر کَسَهُمْ اوندھا کردیا۔ لیمن جس کفر وضالات سے نکلے تھے، ای میں مبتلا کردیا، یا اس کے سبب ہلاک کردیا۔

۲. جس کو اللہ گراہ کردے لیعنی مسلسل کفروعناد کی وجہ سے ان کے دلول پر مہر لگادے، انہیں کوئی راہ یاب نہیں کرسکتا۔
 ۳۲. ججرت (ترک وطن) اس بات کی دلیل ہوگی کہ اب یہ مخلص مسلمان بن گئے ہیں۔ اس صورت میں ان سے دوستی اور محبت جائز ہوگی۔

- ٨. لعني جب تههيں ان ير قدرت وطاقت حاصل ہوجائے۔
  - ۵. حِل ہو یا حرم۔

٢. ليني جن سے لڑنے كا حكم دیا جارہا ہے۔ اس سے دو قتم كے لوگ متنتی ہیں۔ ایک وہ لوگ، جو ایسی قوم سے ربط و تعلق ركتے ہیں لينی ایسی قوم سے تمہارا معاہدہ ہے۔ دوسرا وہ جو تمہارے پاس اس حال میں آتے ہیں كہ ان كے بینے اس بات سے نگ ہیں كہ وہ اپنی قوم سے مل كر تم سے یا تم سے مل كراپنی قوم سے حال میں لينی تم سے بات میں لؤنا پند كرتے ہیں نہ تمہاری مخالفت میں۔

فَكُوۡ يُقَاٰتِلُوۡكُمُ وَٱلۡقَوۡالِلَيۡكُمُ السَّكَمَ ٚفَمَـا جَعَلَ اللهُ لَكُمُ عَلَيۡهِمۡ سَبِيۡلُا۞

ڛۘۘۘۊڮۮؙۉٮؘٵڂؚڔؽؽؽڔ۫ٮؽؙۉ؈ٲڽ۫ؾؙٲڡٮؙٚٷڴؙۄۛ ۅؘڲٲ۫ڡڬؙٷٷڡٞۄٛڡۿڎڴڰؠٵۯڎؙٷٙٳڶؽٵڶڣۣڎؖڹۊٲۯػؚڛٛٷ ڣؽۿٵٷٙٳؽڰۮؽۼڗؘڗڶٷڴۮۅؽڶڨؙٷٳٙٳڵؽڬۿ اڵۺؘڬۮۅٙڲڴڣ۠ۅٛٲٳؽڽؽۿڎ؈ؘٛڬڎؙٷۿؙڞ

اور اگر اللہ تعالی چاہتا تو انہیں تم پر مسلط کردیتا اور وہ تم سے یقیناً جنگ کرتے، (۱) پس اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کشی اختیار کرلیں اور تمہاری جانب صلح کا پیغام ڈالیں، (۲) تو اللہ تعالی نے تمہارے لیے ان پر کوئی راہ لڑائی کی نہیں کی۔

91. تم کچھ اور لوگوں کو ایسا بھی پاؤگے جن کی (بظاہر) چاہت ہے کہ تم سے بھی امن میں رہیں۔ اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں<sup>(۱)</sup> (لیکن) جب بھی فتنہ انگیزی<sup>(۱)</sup> کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو اوندھے منہ

ا. یعنی یہ اللہ کا احسان ہے کہ ان کو لڑائی سے الگ کردیا ورنہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے دل میں بھی اپنی قوم کی حمایت میں لڑنے کا خیال پیدا کردیتا تو یقیناً وہ بھی تم سے لڑتے۔ اس لیے اگر واقعی یہ لوگ جنگ سے کنارہ کش رہیں تو تم بھی ان کے خلاف کوئی اقدام مت کرو۔

۲. کنارہ کش رہیں، نہ لڑیں، تمہاری جانب صلح کا پیغام ڈالیں، سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔ تاکید اور وضاحت کے لیے تین الفاظ استعال کیے گئے ہیں۔ تاکہ مسلمان ان کے بارے میں مختاط رہیں کیونکہ جو جنگ وقال سے پہلے ہی علیحدہ ہیں اور ان کی یہ علیحدگی مسلمانوں کے مفاد میں بھی ہے، اس لیے اس کو اللہ تعالیٰ نے بطور امتنان اور احسان کے ذکر کیا ہے، تو ان کے بارے میں چھیڑ چھاڑ کا رویہ یا غیر مختاط طرز عمل ان کے اندر بھی مخالفت و مخاصت کا جذبہ بیدار کر سکتا ہے جو مسلمانوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس لیے جب تک وہ نہ کورہ حال پر قائم رہیں، ان سے مت لڑو، اس کی مثال وہ جماعت بھی ہے جس کا تعلق بنی ہاشم سے تھا، یہ جنگ بدر والے دن مشرکین مکہ کے ساتھ میدان جنگ میں تو آئے تھے، کیان یہ ان کے ساتھ میدان جنگ میں تو آئے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اس لیے ظاہری طور پر کافروں کے کیمپ میں تھے۔ اس لیے نبی سکا لیڈیڈ کو قبل کرنے سے روک دیا اور انہیں صرف قیدی بنانے پر اکتفا کیا۔ سِلْمٌ یباں مُسالَمَةٌ یعنی صلح کے معنی عباس دگائیڈ کو قبل کرنے سے روک دیا اور انہیں صرف قیدی بنانے پر اکتفا کیا۔ سِلْمٌ یباں مُسالَمَةٌ یعنی صلح کے معنی میں ہے۔

س. یہ ایک تیسرے گروہ کا ذکر ہے جو منافقین کا تھا۔ یہ مسلمانوں کے پاس آتے تو اسلام کا اظہار کرتے تاکہ مسلمانوں سے محفوظ رہیں، اپنی قوم کے پاس جاتے تو شرک وہت پرستی کرتے تاکہ وہ انہیں اپنا ہی ہم مذہب سمجھیں اور یوں دونوں سے مفادات حاصل کرتے۔

۳. الفِتْنَةَ سے مراد شرک بھی ہوسکتا ہے۔ أُرْكِسُوْا فِيْهَا اسی شرک میں لوٹادیے جاتے۔ یا الفِتْنَةَ سے مراد قال ہے کہ جب انہیں مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کی طرف بلایا یعنی لوٹایا جاتا ہے تو وہ اس پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔

ۅٙٲۊ۬ؾؙڶۅٛۿؙۯۘڂؽؿؙؙٛؾؘٛۊؘڡؙؙؾؙؠٛۅۿؙڎ۫ٷٲۅ۫ڵٙؠٟ۠ڬ۠ۿڔؘۼڶٮؘٵ ٲڰؙۄ۫ػؘڲؿۿۣۿؙڛٛڶڟ؆۠ڟؚۑ۫ؽؾٵ۞۫

ڡٞٵػٲڹڮؙٷ۫ڝؚٵؗؽؾؖڡٞؾ۠ڷؙۯؙۿؙٷ۫ڝٵٳڷڵڂڟٵ۫ۜٷڡۜڹڡٛڡۜٙڷ ۿؙٷؙڝٵ۫ڂؘڟٵٞٛڣۼؖٷؽڒڒڣؠٙ؋ۿٷ۫ڝڹٙ؋۪ۊۮؽڎ۠ۺؙٮڷؠٙڎ۠ٳڷ ٲۿڸۿٳڷڒٵڽؙؾۜڞۜػٷ۫ڶٷڶؽڝؽٷڞؚٟڝۮ۠ۊۣػڴۄ ۅؘۿۅۿٷؙڝٛٛڣؽٚڣؘٷؿڒٷڹؿۼؿٷؙڝڹ۫؋ٷڶؽػٲؽڝؽۊؘۅٛڡ ڹۘؽؽؙڴۄۅؘؽؽۿڿۄؿؿٵؿٛڣڮڛٙڎ؞ؙۺ۫ڰؠٙڎ۠ٳڶٛٵۿڸۄڡٙڠۯؽڒٛ

اس میں ڈال دیے جاتے ہیں، پس اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کشی نہ کریں اور کنارہ کشی نہ کریں اور اسلامی پیشکش نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روک لیں، (۱) تو انہیں کپڑو اور مار ڈالو جہال کہیں بھی پالو یہی وہ ہیں جن پر ہم نے شہیں ظاہر ججت عنایت فرمائی ہے۔(۱)

97. اور کسی مومن کو دوسرے مومن کا قتل کر دینا زیبا نہیں (۳) گر غلطی سے ہوجائے (۳) (تو اور بات ہے)، جو شخص کسی کو بلاقصد مار ڈالے، اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے۔ (۵) ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ

ا. يُلقُوْا اور يَكُفُّوْا كا عطف يَعْتَزِ لُوْكُمْ پر ب يعنى سب نفى ك معنى ميں بين، سب ميں لَمْ عَكَ الله

۲. اس بات پر کہ واقعی ان کے دلوں میں نفاق اور ان کے سینوں میں تمہارے خلاف بغض وعناد ہے، تب ہی تو وہ بادنیٰ کوشش دوبارہ فتنے (شرک یا تمہارے خلاف آمادۂ قال ہونے) میں مبتلا ہوگئے۔

سا. یہ نفی نہی کے معنی میں ہے جو حرمت کی متقاضی ہے لیعنی ایک مومن کا دوسرے مومن کو قبل کرنا ممنوع اور حرام ہے جیسے ﴿وَمَاکَاٰنَ اَکْمُواْنَ تُوْفُوْلُ اللّٰهِ﴾ (الأحزاب: ۵۳) (اور شہیں یہ لائق نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول سَلَّ اللّٰهِ کُو اللّٰهِ کَا اللّٰهِ کَاللّٰهِ کَا اللّٰهِ کَا اللّٰهُ کَا اللّٰهُ کَا اللّٰهُ کَا اللّٰهِ کَا اللّٰهُ کَا اللّ

م. غلطی کے اسباب ووجوہ متعدد ہوسکتے ہیں۔ مقصد ہے کہ نیت اور ارادہ قتل کا نہ ہو۔ مگر بوجوہ قتل ہوجائے۔

۵. یہ قتل خطاکا جرمانہ بیان کیا جارہا ہے جو دو چیزیں ہیں۔ ایک بطور کفارہ واستغفار ہے۔ یعنی مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا اور دوسری چیز بطور حق العباد کے ہے اور وہ ہے، دِیَةٌ (خون بہا)۔ مقتول کے خون کے بدلے میں جو چیز مقتول کے وارثوں کو دی جائے، وہ دیت ہے۔ اور دیت کی مقدار احادیث کی رو سے سو اونٹ یا اس کے مساوی قبیت سونے، چاندی یا کرنی کی شکل میں ہوگی۔

ملحوظة: خیال رہے کہ قتل عمد میں قصاص یا دیت مخلظہ ہے اور دیت مخلظہ کی مقدار سو اونٹ ہے جو عمر اور وصف کے لحاظ سے تین قسم یا تین معیار کے ہوں گے۔ جب کہ قتل خطا میں صرف دیت ہے۔ قصاص نہیں ہے۔ اس دیت کی مقدار سو اونٹ ہے مگر معیار اتنا کڑا نہیں۔ علاوہ ازیں اس دیت کی قیمت سنن ابی داود کی حدیث میں ۹۰۰ دینار کی مقدار سو اونٹ ہے مگر معیار اتنا کڑا نہیں۔ علاوہ ازیں اس دیت کی قیمت سنن ابی داود کی حدیث میں بارہ ہزار درہم بتلائی گئی ہے۔ اس طرح حضرت عمر اللّٰفَۃ نے اپنے دور خلافت میں تیمت دیت میں کی بیشی اور مخلف پیشوں والوں کے اعتبار سے اس کی مخلف نوعیتیں مقرر فرمائی تھی: (رواء الغلیل،

ڒڡۜٙڹۊٟڟ۫ۅؙؙۄڹۊٷٙۺؘؙڴۮۣڲڔؚۮڣڝؽٵۿۺۿؘۅؙؽڹۣ ڞؙؾٙٵڽؚۼؽؙڹۣۦٚڗۘۯڽةٞۺٵڛ۠ۼٷػٵؿٵۺۿؙػؚڸؽؙٵؘۘؗػؚڮؽؠؙٵٛ<sup>؈</sup>

معاف کردیں (۱) اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا ہو اور ہو وہ مسلمان، تو صرف ایک مومن غلام کی گردن آزاد کرنی لازمی ہے۔ (۱) اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں عہد ویکان ہے تو خون بہا لازم ہے، جو اس کے کنے والوں کو پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا بھی (ضروری ہے)، (۱) پس جو نہ پائے اس کے ذمے دو مہینے کے لگاتار روزے ہیں، (۱) اللہ تعالی عنوبی جانے والا اور صحبت والا اور اللہ تعالی بخوبی جانے والا اور صحبت والا ہو۔

99. اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کرڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، (۵) اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور

وَمَنْ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَّكِِّلًا نَجْزَآ وَهُ جَهَنَّوُخَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاعَدٌ لَهُ عَذَا بَاعْظِمًّا ۞

جلد: ٨) جس كا مطلب يه ہے كه اصل ديت (سو اونث) كى بنياد پر اس كى قيمت ہر دور كے اعتبار سے مقرر كى جائے گى۔ (تفصيل سے ليے شروح حديث وكتب فقه ملاحظه ہوں)

ا. معاف کردینے کو صدقہ سے تعبیر کرنے سے مقصد معافی کی ترغیب رینا ہے۔

ال العنی اس صورت میں دیت نہیں ہوگی۔ اس کی وجہ بعض نے یہ بیان کی ہے کہ کیونکہ اس کے وارث حربی کافر ہیں، اس لیے وہ مسلمان کی دیت لینے کے حق دار نہیں۔ بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ اس مسلمان نے اسلام قبول کرنے کے بعد چونکہ ہجرت نہیں کی، جب کہ ہجرت کی اس وقت بڑی تاکید تھی۔ اس کو تاہی کی وجہ سے اس کے خون کی حرمت کم ہے۔ (نُّ القیر)
بعر یہ ایک تیسری صورت ہے، اس میں بھی وہی کفارہ اور دیت ہے جو پہلی صورت میں ہے، بعض نے کہا ہے کہ اگر مقتول معاہد (ذمی) ہوتو اس کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف بیان معاہد (ذمی) ہوتو اس کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف بیان کی گئی ہے۔ لیکن زیادہ صحیح بات بہی معلوم ہوتی ہے کہ اس تیسری صورت میں بھی مقتول مسلمان ہی کا تھم بیان کیاجارہا ہے۔
بعتی اگر گر دن آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو پہلی صورت اور اس آخری صورت میں دیت کے ساتھ مسلمل لگا تار (بغیر ناغہ کے) دو مبینے کے روزے ہیں۔ اگر در میان میں ناغہ ہوگیا تو سے سرے سے روزے رکھنے کی ضروری ہوں گے۔ البتہ عذر شرعی کی وجہ سے ناغہ ہونے کی صورت میں نئے سرے سے روزے رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے حیض، نفاس یا شدید بیادی، جو روزہ رکھنے میں مانع ہو۔ سفر کے عذر شرعی ہونے میں اختلاف ہے۔ (ابن کئیر)

۵. یہ قتل عمد کی سزا ہے۔ قتل کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) قتل خطا (جس کا ذکر ماقبل کی آیت میں ہے) (۲) قتل شبہ عمد جو حدیث سے ثابت ہے، (۳) قتل عمد جس کا مطلب ہے، ارادہ اور نیت سے کسی کو قتل کرنا اور اس کے لیے وہ

يَّايَّهُمَّا الَّذِيْنَ امْنُوَّالِذَا صَّرَيْنُخُرِفْ سِيبْلِ اللهِ فَتَبَيَّنُوُ اوَلَاتَقُوْلُوْ الِمِنَ الْقَى الْيَكُوُ السَّلْمِ لَسُتَ مُؤُمِئًا تَبْتَغُوُّ نَعَرَضَ الْحَيْمِةِ الدُّنْيَا قَعِنْدَ اللهِ مَغَانِهُ كَثِيْرُةُ كَذَالِكَ كُنْتُوْرِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللهُ عَلَيْكُوْ فَتَبَيْنُوْ أَلْقَ اللهَ كَانَ بِمَا تَعْمَدُونَ خَبِيرًا

اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (۱)

97. اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں جارہے ہوتو
حقیق کرلیا کرو اور جو تم سے سلام علیک کرے تم اسے
یہ نہ کہہ دو کہ تو ایمان والا نہیں۔ (۱) تم دنیاوی زندگ
کے اساب کی تلاش میں ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سی
غنسیتیں ہیں۔ (۱) پہلے تم بھی ایسے ہی تھے، پھر اللہ تعالیٰ

آلہ استعال کرنا جس سے فی الواقع عادةً قتل کیا جارہا ہے جیسے تلوار، خنجر وغیرہ۔ آیت میں مومن کے قتل پر نہایت سخت وعید بیان کی گئ ہے۔ مثلاً اس کی سزاجہم ہے، جس میں جمیشہ رہنا ہوگا، نیز اللہ کا غضب اور اس کی لعنت اور عذاب عظیم بھی ہوگا۔ اتنی سخت سزائیں بیک وقت کسی بھی گناہ کی بیان نہیں کی گئیں۔ جس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ایک مومن کو قتل کرنا اللہ کے ہاں کتنا بڑا جرم ہے۔ احادیث میں بھی اس کی سخت مذمت اور اس پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

ا. مومن کے قاتل کی توبہ تبول ہے یا نہیں؟ بعض علماء مذکورہ سخت وعیدوں کے پیش نظر تبول توبہ کے قائل نہیں۔

ہمان قرآن وحدیث کی نصوص سے واضح ہے کہ خالص توبہ سے ہم گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ ﴿ الاَمْنَ قَابُ وَالْمَنَ وَعَلَمُ عَلَمُكُ ﴾ (الفرقان: ٤٠) اور دیگر آیات توبہ عام ہیں۔ ہم گناہ چاہ چھوٹا ہو یا بڑا یا بہت بڑا توبة النصوح سے اس کی معافی ممکن ہے۔ یہاں اس کی سزا جہنم جو بیان کی گئ ہے اس کا مطلب ہے کہ اگر اس نے توبہ نہیں کی تو اس کی سے مزاہے جو اللہ تعالی اس جرم پر اسے دے سکتا ہے۔ اس طرح توبہ نہ کرنے کی صورت میں ظود (ہمیشہ جہنم میں رہنے) کا مطلب بھی مُکٹ طَوِیْلٌ (لمبی مدت) ہے۔ کیونکہ جہنم میں خلود کافروں اور مشرکوں کے لیے ہی ہے۔ علاوہ ازیں گا تعلق اگرچہ حقوق العباد سے ہج جو توبہ سے بھی سافط نہیں ہوتے لین اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے بھی اس کی تعلق اور قاتل کی بھی معافی ہوجائے گی۔ (فَّ القدر وائن کِش) کا اور یش کی اس کی معافی ہوجائے گی۔ (فُّ القدر وائن کُش) کے سام کیا، بعض صحابہ نے اس طرح مشول کو بھی بدلہ مل جائے گا اور قاتل کی بھی معافی ہوجائے گی۔ (فُّ القدر وائن کُش) کے سام کیا، بعض صحابہ نے سمجھا کہ شاید وہ جان بچانے کے لیے اپنے کو مسلمان ظاہر کر رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بغیر شخصتی کے اسے قبل کرڈوال، اور بکریاں (بطور مال غنیمت) لے کر حضور شکائینی کی کہ مدت میں حاضر ہوگئے۔ جس پر یہ آیت نازل کے جواہ کی طرح ایمان چھیانے پر مجبور شخص روایت میں آتا ہے کہ بی شکائینی نے بھی فرمایا کہ مکہ میں پہلے تم بھی موفی۔ رصوبے البخاری، کتاب الدیات) مطلب یہ تھا کہ اس قبل کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اس جو کہیں زیادہ بہتر غندیس نیادہ بہتر غندیس یہ سے ہیں وارد آخرے میں تو ان کا مانا یقنی ہے۔ جس پر عور سے جس پر یہ خسیس بھی مل سکتی ہیں اور آخرے میں تو ان کا مانا یقنی ہے۔ جس پر عور سے جس پر میں جو سے جہیں دنیا میں بھی مل سکتی ہیں اور آخرے میں تو ان کا مانا یقنی ہے۔ جس پر عور سے جس پر عور سے جس پر عور سے جس پر میں بھی مل سکتی ہیں اور آخرے میں تو ان کا مانا یقنی ہے۔ جس پر عور اللہ ور سکریں اللہ ور سکریں اور کی طور کی کی بھی ہوں بھی میں، اللہ کے پاس اس سے کہیں زیادہ بہتر غندیس ہے۔ جس پر عالم کی میں جانے میں اور آخرے میں تو ان کا مانا بھی کے ور سے حس پر عور کے کی سے میں بھی مل سکتی ہیں اور آخرے میں تو ان کیا کا می کو ان کی میں کیا کیا کی کو کو سے ح

لاَيشْتَوى الْقُعِدُوْنَ مِن الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُاوُلِ الصَّرَدِ وَالْمُجُهِدُوْنَ فِي سِيْلِ اللهِ بِالْمُوالِهِمُ وَالْفُسِهِمُ فَضَّلَ اللهُ الْمُجْهِدِيْنَ بِالْمُوالِهِمُ وَالْفُسِهِمُ عَلَ الْقُدِيدِيْنَ دَرَجَةً \* وَكُلَّا وَّعَدَاللهُ النَّهُ النَّمُ وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجْهِدِيْنَ عَلَى الْفُعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيمًا ﴿

دَرَجْتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللهُ عَفُورًا تَحِيْمًا ﴿

إِنَّ الَّذِينُ تَوَفِّهُ مُالْمَلِكَ قُطُلِمِيًّ الْمُلِكَةُ طَالِمِيًّ الْمُلْكِمِيَّ الْفُواكُنَّا الْمُثَافُواكُنَّا مُسْتَضُعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ قَالُوْآ اَلَمُ تَكُنُ

بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

98. اینی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن برابر والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں، (۱) اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا ہے (۱) کیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر اچھائی کا وعدہ دیا ہے (۱) کیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔

97. اپنی طرف سے مرتبے کی بھی اور بخشش کی بھی اور رحم اور رحم کی بھی کا اور اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

92. بیشک جو لوگ اپن جانوں پرظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں، تم کس حال میں سے ؟(") یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ

ا. جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور گھروں میں بیٹھ رہنے والے برابر نہیں تو حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ڈلائٹڈ (نابینا صحابی) وغیرہ نے عرض کیا کہ ہم تو معذور ہیں جس کی وجہ سے ہم جہاد میں حصہ لینے سے محروم ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ گھر میں بیٹھ رہنے کی وجہ سے جہاد میں حصہ لینے والوں کے برابر ہم اجر وثواب حاصل نہیں کر سکیں گے درآل حالیکہ ہمارا گھر میں بیٹھ رہنے کی وجہ سے ہا جان کی حفاظت کے نہیں ہے بلکہ عذر شرعی کی وجہ سے ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ﴿عَیْدُاوْلِی الصَّورِ ﴾ (بغیر عذر کے) کا استثناء نازل فرمادیا یعنی عذر کے ساتھ بیٹھ رہنے والے، مجاہدین کے ساتھ اجر میں برابر کے شریک ہیں کونکہ «حَبَسَهُم العُذُدُ» "ان کو عذر نے روکا ہوا ہے" (سیح بناری، تاب ابہاد)

۲. لیعنی جان ومال سے جہاد کرنے والوں کو جو فضیلت حاصل ہوگی، جہاد میں حصہ نہ لینے والے اگر چہ اس سے محروم رہیں گ۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے دونوں کے ساتھ ہی مجلائی کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ عام حالات میں جہاد فرض عین نہیں، فرض کفایہ ہے۔ یعنی اگر بقدر ضرورت آدمی جہاد میں حصہ لے لیں تو اس علاقے کے دوسرے لوگوں کی طرف سے مجھی یہ فرض ادا شدہ سمجھا جائے گا۔

س. یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مکہ اور اس کے قرب وجوار میں مسلمان تو ہو چکے تھے لیکن انہوں نے اپنے آبائی علاقے اور خاندان چھوڑ کر بھرت کرنے سے گریز کیا۔ جب کہ مسلمانوں کی قوت کو ایک جگہ مجتمع

ٱرۡڞُ اللهِ وَاسِعَةً فَنُهَا مِرُوۡا فِيهُا ۗ فَاوُ لِيٓكِ مَا وُلهُمۡ جَهَـ ثُمُ وۡسَاۤءَتُ مَصِيْرًا۞

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ وَالْوِلْدَانِ لاَيَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْـلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيـُـلًا ﴿

فَأُولِلِّكَ عَسَى اللهُ أَنْ يَعْفُوَعَنُهُـُوْ وَكَانَ اللهُ عَفْوًّا غَفْوُرًا@

وَمَنُ يُّهَاجِرُ فَى سَدِيْلِ الله يَجِدُ فِى الأَمَّ فِى مُرْغَمًا كَذِيُّرًا وَسَعَةً ﴿ وَمَنُ يَخُرُحُ مِنَ اَكِيْتِهُ مُهَاجِرًا اللَّى اللهِ وَرَسُولِهِ تُحَرِّ يُدُيرُكُهُ الْهَوْتُ فَقَدُ وَقَعَ آجُرُهُ عَلَ اللهِ \* وَكَانَ اللهُ غَفُوْرًا الرِّحِيْمًا أَ

کرور اور مغلوب تھے۔ (۱) فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کرجاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے۔ ۹۸. مگر جو مر د عورتیں اور بیچ ہے بس ہیں جنہیں نہ تو کسی چارۂ کار کی طاقت اور نہ کسی راستے کا علم ہے۔ (۲)

99. بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے در گزر کرے،
اور اللہ تعالیٰ در گزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔

•• اور جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن کو چھوڑے گا، وہ
زمین میں بہت سی قیام کی جگہیں بھی پائے گا اور
کشادگی بھی، (۳) اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور
اس کے رسول (مُنَّا اللہُ اِنَّا کُی طرف نکل کھڑا ہوا، پھر اسے
موت نے آپیڑا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ

کرنے کے لیے ججرت کا نہایت تاکیدی تھم مسلمانوں کو دیا جاچکا تھا۔ اس لیے جن لوگوں نے بجرت کے تھم پر عمل نہیں کیا، ان کو یہاں ظالم قرار دیا گیا ہے اور ان کا ٹھکانہ جہنم بتلایا گیا ہے۔ جس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حالات وظروف کیا، ان کو یہاں ظالم کے اعتبار سے اسلام کے متراوف بن جاتے ہیں جیسے اس موقع پر بجرت اسلام اور اس سے گریز کفر کے متراوف قرار پایا۔ دوسرا یہ معلوم ہوا کہ ایسے دارالکفر سے ہجرت کرنا فرض ہے جہاں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا مشکل اور وہاں رہنا کفر اور اہل کفر کی حوصلہ افزائی کا باعث ہو۔

ا. یہاں ارض (جگہ) سے مراد شان نزول کے اعتبار سے مکہ اور اس کا قرب وجوار ہے اور آگے ارض اللہ سے مراد مدینہ ہے لیکن تھم کے اعتبار سے عام ہے لیعنی پہلی جگہ سے مراد ارض کفار ہوگی۔ جہاں اسلام پر عمل مشکل ہو اور ارض اللہ سے مراد ہر وہ جگہ ہوگی جہاں انسان اللہ کے دین پر عمل کرنے کی غرض سے ہجرت کرکے جائے۔

۲. یہ ان مردوں، عور توں اور بچوں کو ججرت سے متنٹیٰ کرنے کا تھم ہے جو اس کے وسائل سے محروم اور رائے سے بھی بے خبر تھے۔ بچے اگرچہ شرعی احکام کے مکلف نہیں ہوتے لیکن یہاں ان کا ذکر ججرت کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے کیا گیا ہے کہ بچے تک بھی ہجرت کریں یا بھر یہاں بچوں سے مراد قریب البلوغت بیچے ہوں گے۔

س. اس میں نیت جرت کی ترغیب اور مشرکین سے مفارقت اختیار کرنے کی تلقین ہے۔ مُرَاغَمًا کے معنی جُلہ، جائے قیام یا جائے پناہ ہے۔ اور سَعَةً سے رزق یا جُلہوں اور ملکوں کی کشادگی و فراخی ہے۔

ثابت ہو گیا، (۱) اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۰۱ اور جب تم سفر میں جارہے ہو تو تم پر نمازوں کے
قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اگر تمہیں ڈر ہو کہ
کافر تمہیں ستائیں گے، (۲) یقیناً کافر تمہارے کھلے

وَإِذَا صَٰرَبُنُوْ فِي الْأَرْضِ فَكَيْسَ عَكَيْكُوْ جُنَاحٌ أَنْ تَقَصُّرُوا مِنَ الصَّلُوةِ ﴿ إِنْ خِفْتُمُ أَنُ يُّفْتِنَكُوُ الَّذِيْنَ كَفَنُ وَالرَّانَ الْكُفِرِيْنَ كَانُوُا

ا. اس میں نیت کے مطابق اجر و تواب ملنے کی یقین دہانی ہے چاہ موت کی وجہ سے وہ اس عمل کے مکمل کرنے سے قاصر رہا ہو۔ جیسا کہ گزشتہ امتوں میں سے ایک سو افراد کے قاتل کا واقعہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ جو توبہ کے لیے نیکوں کی ایک بستی میں جا رہا تھا کہ راستے میں موت آگئ۔ اللہ تعالی نے نیکوں کی بستی کو، بہ نسبت دوسری بستی کے قریب تر کردیا جس کی وجہ سے اسے ملائکۂ رحمت اپنے ساتھ لے گئے (صحیح البخاری، کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: ۵۳ و مسلم کتاب النوبة، باب قبول توبة الفاتل وإن کٹر قتله) اس طرح جو شخص ججرت کی نبیت سے گھر سے نکلے لیکن رائتے میں بی اسے موت آجائے تو اسے اللہ کی طرف سے ججرت کا تواب ضرور ملے گا، گو ابھی وہ ججرت کی میں میں ہی ہے۔ نبی کریم مُنَافِّیْنِمُ نے فرمایا «إِنَّمَا الْاُعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ» "عملوں کا دارو مدار نیتوں پر ہے " ﴿ وَإِنَّمَا لِکُلِّ اَمْدِيُ مَنَّا نَوْیُ» "آدی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نبیت کی "جس نے اللہ کا دارو مدار نیتوں پر ہے " ﴿ وَإِنَّمَا لِکُلِّ اَمْدِيُ مَنَّا نَوْیُ ﴾ "آدی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نبیت کی "جس نے اللہ عورت سے شادی کرنے کی نبیت سے جبرت کی پس اس کی جبرت اس کے لیے ہے اور جس نے دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی نبیت سے جبرت کی پس اس کی جبرت اس کے لیے ہے جس نبیت سے اس نے ہجرت کی پس اس کی جبرت اس کے لیے ہو دین کے ہر کام کو شامل ہے۔ یعن اس کو کرتے دیتوں اللہ کی رضا غیش نظر ہوگی تو وہ متبول، ورنہ مر دود ہوگا۔

اس میں حالت سفر میں نماز قصر کرنے (دوگانہ ادا کرنے) کی اجازت دی جارہی ہے۔ إِنْ خِفْتُمْ "اگر حمہیں وُر ہو.... "غالب احوال کے اعتبار ہے ہے۔ کیونکہ اس وقت پورا عرب دار الحرب بنا ہوا تھا۔ کسی طرف کا بھی سفر خطرات ہے خالی نہیں تھا۔ یعنی یہ شرط نہیں ہے کہ سفر میں خوف ہوتو قصر کی اجازت ہے۔ جیے قرآن مجید میں اور بھی بعض مقامات پر اس قسم کی قیدیں بیان کی گئی ہیں جو اتفاقی یعنی غالب احوال کے اعتبار ہے ہے مشلاً ﴿ لَا تَا تُحُلُوا الْمِدِينَوا اَضْعَاقاً مُعالَقا لَا اِللَّهِ عَلَيْ اللَّهِ اَللَّهِ عَلَيْ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ الل

ملحوظة: سفر کی مسافت اور ایام قصر کی تعیین میں کافی اختلاف ہے۔ امام شوکانی نے ۳ فرسخ (یعنی ۹ کوس) والی روایت کو ترجیح دی ہے۔ (نیل الأوطار جلد ۳ صفحہ ۲۰۰) اسی طرح بہت سے محققین علاء اس بات کو ضروری قرار دیتے ہیں کہ دوران د شمن ہیں۔

لَكُمْ عَدُوًّا المُنتَّا 🗇

الحال اور جب تم ان میں ہو اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہمتار لیے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کرچکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آجائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائی اور وہ دوسری جماعت جس نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور تیرے ساتھ نماز اداکرے اور اپنا بچاؤ اور اپنے ہتھیار لیے رہے، کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے بخ خبر ہوجاؤ، تو وہ تم پر اچانک دھاوا بول دیں، (۱) ہاں اپنے ہتھیار اتار رکھنے میں اس وقت تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تمہیں تکلف ہو بوجہ بارش کے، بابسب بھار ہوجائے

سفر کسی ایک مقام پر تین یا چار دن سے زیادہ قیام کی نیت نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ قیام کی نیت ہوتو پھر نماز قصر کی ا اجازت نہیں۔ (تفسل کے لیے ملاظہ ہو مرعاۃ المفاتیح)

ا. اس آیت میں صلاق الخوف کی اجازت بلکہ تھم دیا جارہا ہے۔ صلاق الخوف کے معنیٰ ہیں، خوف کی نماز۔ یہ اس وقت مشروع ہے جب مسلمان اور کافر فوجیں ایک دوسرے کے مقابل جنگ کے لیے تیار کھڑی ہوں اور ایک لیح کی بھی غفلت مسلمانوں کے لیے سخت خطرناک ثابت ہوسکتی ہو۔ ایسے حالات میں اگر نماز کا وقت ہوجائے تو صلاق الخوف فیضات مسلمانوں کے لیے سخت خطرناک ثابت ہوسکتی ہو۔ ایسے حالات میں اگر نماز کا وقت ہوجائے تو صلاق الخوف کو حکم ہے، جس کی مختلف صورتیں حدیث میں بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً فوج دو حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک حصہ دشمن کے بالمقابل کھڑا رہا تاکہ کافروں کو حملہ کرنے کی جسارت نہ ہو اور ایک جھے نے آگر نبی شاہر ہوگئے کے پیچھے نماز پڑھی۔ مجب یہ حصہ نماز سے قار نبی شاہر ہوگئے کے پیچھ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ شاہر ہوگئے کی دو بعض میں آتا ہے کہ دو دو رکعات پڑھائی، اس طرح آپ شاہر ہوگئی کی دو رکعت اور باقی فوجیوں کی ایک رکعت ہوئیں اور بعض میں آتا ہے کہ دو دو رکعات پڑھائیں، اس طرح آپ کی چاکہ دو بیوں نہیں بھی ایک رکعت پڑھ کر التحیات کی طرح بیٹھ رہے، گئے۔ دوسرے جھے نے آگر نبی شاہر پڑھی کی جو کہ دو رکعات پوری کیں اور دشمن کے سامنے جاکر ڈٹ گئے۔ دوسرے جھے نے آگر نبی شاہر پڑھی کی دو سرے جھے نے آگر نبی شاہر پڑھی کی جو کہ دو رکعت اور فوجیوں کی ہو مال کے سامنے جاکر ڈٹ گئے۔ دوسرے جھے نے آگر نبی شاہر پھی دیا۔ اس طرح آپ شاہر پڑھی کی جو کہ دو رکعت اور فوج کے دونوں حصوں کی بھی دو رکعت اور دونوں حصوں کی بھی دو رکعت دوسری رکعت کو دونوں حصوں کی بھی دو رکعت دوسری دوسری دوسری کے دونوں حصوں کی بھی دو رکھی سے حدث اور دوسری دوسری دوسری دوسری کی جو ان کے ساتھ کہو کئی۔ دوسری دوسوں کی بھی دو رکھی سے حدث

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَوْةَ فَاذْكُرُ وَاللَّهُ قِيلِمًا وَّقَعُنُوْدًا وَعَلَى جُنُوْ كِلُوْ فَإِذَا اطْمَالُنَنْتُهُ فَاقِينُمُواالصَّلْوَةً إِنَّ الصَّلُوةَ كَانَتُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنِ كِنْ كِنْدًا مَّوُفُونًا ⊕

ۅؘۘۘۘڒػٙۼڹٛٷڶ؈ٝٳڹۘؾۼۜ؆ٵڷڠۜۅ۫ۄٝٳڶ؆ۘػ۠ۅٛٮؙۉٚٳ ؾٵؙٮٮؙۅٛڹٷڲڰۿؙ؞ڲٵٛڶػۅؙڹ؆ٙؠٵڷڶۮۅؙڹ ۅؘڗۯڿؙۅٛڹ؈ڹٳڶڰۅؚڡٵڵٳؽۯڿؙۅڹٷػڶڹٳڶڰۿ ۼؚڸؽٵ۫ۼڮؽؠٵڰ۠

ٳٮؖٵؘڷڗٛڶٮۘٛٵٚڷؽڬٵڶڮۺؼٳڶؾۨڿػۄؙؠؽؗؽٵڵڰٳڛ ؠٮٵۧۯڔڬٳڵڎٷڒؖ؆ڰڽؙڵۣۮۼٳؖڹؽؽڂڝؚؽؗڡ۠ٵؗؗؗ

کے، اور اپنے بحپاؤ کی چیزیں ساتھ لیے رہو۔ یقیناً اللہ تعالی نے منکروں کے لیے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے۔

10 اللہ تعالی کا ذکر کرتے رہو(۱) اور جب اطمینان پاؤ تو نماز قائم کرو(۱) یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔

(۱)

۱۰۴. اور ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہارے دل ہو کر بیٹھ نہ رہو<sup>(م)</sup> اگر تہمیں ہے آرامی ہوتی ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح بے آرامی ہوتی ہے اور تم اللہ تعالیٰ سے وہ امیدیں رکھتے ہو، جو امیدیں انہیں نہیں، (۵) اور اللہ تعالیٰ دانا اور حکیم ہے۔

100. یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شاسا کیا ہے (۱) اور

ا. مرادیہی خوف کی نماز ہے اس میں چونکہ تخفیف کردی گئی ہے، اس لیے اس کی تلافی کے لیے کہا جارہا ہے کہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے اللہ کا ذکر کرتے رہو۔

۲. اس سے مراد ہے کہ جب خوف اور جنگ کی حالت ختم ہوجائے تو پھر نماز کو اس کے اس طریقے کے مطابق پڑھنا
 ہے جو عام حالات میں پڑھی جاتی ہے۔

سبب اس میں نماز کو مقرر وقت میں پڑھنے کی تاکید ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر شرعی عذر کے دو نمازوں کو جع کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح کم از کم ایک نماز غیر وقت میں پڑھی جائے گی جو اس آیت کے خلاف ہے۔

ہم یعنی اپنے دشمن کے تعاقب کرنے میں کمزوری مت دکھاؤ، بلکہ ان کے خلاف بھرپور جدوجہد کرو اور گھات لگا کر بیشو!

8. یعنی زخم تو تہمیں بھی اور انہیں بھی دونوں کو پہنچے ہیں لیکن ان زخموں پر تہمیں تو اللہ سے اجر کی امید ہے لیکن وہ اس کی امید نہیں رکھتے۔ اس لیے اجر آخرت کے حصول کے لیے جو محنت وکاوش تم کر سکتے ہو، وہ کافر نہیں کر سکتے۔

7. ان آیات (۱۰۵ سے ۱۱۵ تک) کے شان نزول میں بتلایا گیا ہے کہ انصار کے قبیلہ بنی ظفر میں ایک شخص طعمہ یا بشیر بن ایبرق نے ایک انصار کی زرہ چرا لی، جب اس کا چرچا ہوا اور اس کو اپنی چوری کے بے نقاب ہونے کا خطرہ محسوس ہوا تو اس نے وہ زرہ ایک یہودی کے گھر پھینک دی اور بنی ظفر کے کچھ آدمیوں کو ساتھ لے کر نبی شاہدی کی خدمت

خیانت کرنے والوں (۱) کے حمایتی نہ بنو۔

۱۰۱ اور الله تعالی سے بخشش مانگو (۲) بے شک الله تعالی بخشش کرنے والا، مهربانی کرنے والا ہے۔

ک•۱. اور ان کی طرف سے جھڑا نہ کرو جو خود اپنی ہی خیانت کرتے ہیں، یقیناً دغا باز گناہ گار اللہ تعالیٰ کو اچھا نہیں لگتا۔ ۱•۸. وہ لوگوں سے تو حچپ جاتے ہیں، (لیکن) اللہ تعالیٰ سے نہیں حجیب سکتے، وہ راتوں کے وقت جب کہ اللہ کی وَّاسْتَغْفِرِ اللهُ اِتَّ اللهُ كَانَ غَفْوُرًا لَجَيْمًا ﴿

ۅۘٙڵڬۼٞٵؚۜۮڵۼڹ۩ڽ۬ؽؙؽؘۼٛؾٵٮ۠۫ۅٛڹٵؽ۬ۿؙۺۿۄؖٛ ٳڽۜٵٮڵۿؘڵٳۑؙڝؚڣ۠ڡؘؽؙػٲؽڂۜۊٵڴٵۺؚؽؙڴٲ ؿۜٮؙ۫ؾۘڂٛڡؙ۠ٷؽڝؘٵڵٮٮڛۅٙڵٳؽڛؙڗڂٛڡؙ۠ۅٛؽڝؚؽ ٵٮڵڮۅؘۿۅٞڡػۿۄؙڔٳۮ۫ؽؙؠۜێؚؚؾ۠ٷٛؽٵڵٳێۯڟؽڝؽ

میں پہنچ گیا، ان سب نے کہا کہ زرہ چوری کرنے والا فلال یہودی ہے۔ یہودی نی مُنَافِیْقِم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ بنی ایبرق نے زرہ چوری کرکے میرے گھر پھینک دی ہے۔ بنی ظفر اور بنی ایبرق (طعمہ یا بشیر وغیرہ) ہشیار سے اور نبی مُنَافِیْقِم کو باور کراتے رہے کہ چور یہودی ہی ہے اور وہ طعمہ پر الزام لگانے میں جھوٹا ہے۔ نبی مُنَافِیْقِم بھی ان کی چکنی چپڑی باتوں سے متاثر ہوگئے اور قریب تفاکہ اس انصاری کو چوری کے الزام سے بری کرکے یہودی پر چوری کی فرد جرم عائد فرمادیتے کہ اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمادی۔ جس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ نبی مُنَافِیْقِم بھی ہدیتیت ایک انسان کے غلط وہنی میں پڑکتے ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ عالم الغیب نبیں سے، ورنہ آپ مُنَافِیْقِم پر فوراً اللہ تعالی اپنے پیغیر کی حفاظت فرماتا ہے اور اگر مبھی حق کے پوشیدہ مور تحال واضح ہوجاتی۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالی اسے متنبہ فرما دیتا اور اس کی اصلاح فرما دیتا ہے در اس سے ادھر ادھر ہوجانے کا مرحلہ آجائے تو فوراً اللہ تعالی اسے متنبہ فرما دیتا اور اس کی اصلاح فرما دیتا ہے جو انبیاء کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيطًا

ۿٙٲٮؙؙٛٛڎؙۄٛٚۿؙٷؙڵڒٙ؞ڿٵۮڶڎؙۄٛۼٮٛۿؙۄ۫؈۬ٳڬؾؗۅۊ ٵڶڎؙؿؽٵۜڡٛؽؽؙؾ۠ڿٲۅڶؙٳڶڶۿۼؿ۫ۿؙۮؙؽۅ۫ڞٳڶڤؚؾؽػ ٲ؞ٛڡٞؽؙؾؙؽؙۅؙؽؙػؽؽۿۣڞۛٷؽؽؚڰ۞

وَمَنْ يَعْمَلُ سُوَءًا اَوْيُفْلِلُهُ نَفْسَةُ ثُرَّيَسْتَغْفِرِ الله يَجِدِالله خَفْورًا رَّحِيْمًا ۞

وَمَنُ يُكْسِبُ إِنْمُا قِائَمًا كِشِبُهُ عَلَى نَفْسِهُ \* وَكَانَ اللهُ عَلِيْمُا حِكِيْمًا ۞

ۅٙڡۜڽٛڲؙڛٮٛڿڵۣؽۧۼؖٲۉٳڎ؆ٵؾٚؾۯڡؚڔڽ؋ؠٙڔؽؖٵ ڡؘڡٙڽٳڂؿٙڵؠؙۿؾٵڴٷڷؿٵؿڽؽٵ۞

وَلَوُلاَ فَضُلُ اللهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتُ كَلْإَهَةٌ مِنْهُمُ أَنْ يُضِلُوكَ وَمَا يُضِلُّونَ الْأَ

ناپسندیدہ باتوں کے خفیہ مشورے کرتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کے پاس ہو تا ہے، اور وہ ان کے تمام اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔

109. ہاں تو یہ ہو تم لوگ کہ دنیا میں تم نے ان کی حمایت کی لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن ان کی حمایت کون کرے گا؟ اور وہ کون ہے جو ان کا وکیل بن کر کھڑا ہو سکے گا؟(۱)

• 11. اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا یائے گا۔

111. اور جو گناہ کر تا ہے اس کا بوجھ اسی پر ہے (\*) اور اللہ بخوبی جاننے والا اور پوری حکمت والا ہے۔

111. اور جو شخص کوئی گناہ یا خطا کرکے کسی بے گناہ کے ذمہ تھوپ دے، اس نے بہت بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ کیا۔ (۳)

الله اور اگرالله تعالی کافضل ورحم تجھ پر نہ ہوتا تو ان کی ایک جماعت نے تو تجھے بہکانے کا قصد کر ہی لیا تھا، "" گر

ا. یعنی جب اس گناہ کی وجہ سے اس کا مؤاخذہ ہو گا تو کون اللہ کی گرفت سے اسے بچاسکے گا؟

۲. اس مضمون کی ایک دوسری آیت میں اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿وَلَاتِیْدُوَالِدَدُوْ اِلْدِیْ ﴿ نَفُ اللهِ عَلَى الله تعالی فرماتا ہے ﴿وَلَاتِیْدُوَالِدَدُوْ وَلَائِدُدُو اِلْحَدِی ﴾ (نی امرائی): ۱۵) (کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا) یعنی کوئی کسی کا ذمہ دار نہیں ہوگا، ہر نفس کو وہی کچھ ملے گا جو وہ کما کر ساتھ لے گیا ہوگا۔
 ۱۳. جس طرح بنو ابیرق نے کیا کہ چوری خود کی اور تہمت کسی اور پر دھر دی۔ یہ زجر وتویی عام ہے۔ جو بنو ابیرق کو بھی شامل ہے اور ان کو بھی جو ان کی سی بد خصلتوں کے حامل اور ان جیسے برے کاموں کے مرتکب ہوں گے۔

٧٠. يه الله تعالى كى اس خاص حفاظت و گرانى كا ذكر ہے جس كااہتمام انبياء عَيْظُمُ كے ليے فرمايا ہے جو انبياء پر الله ك فضل خاص اور اس كى رحمت خاصه كا مظہر ہے۔ طاكفه (جماعت) سے مراد وہ لوگ بيں جو بنو ابيرق كى حمايت ميں رسول الله عَلَيْظُمُ كى خدمت ميں ان كى صفائى پيش كررہے تھے جس سے يہ انديشہ پيدا ہو چلا تھا كہ نبى مَنَّ اللَّهُ اللهُ مَقَلَ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ مَقَلَ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْلَ اللهُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ عَلَيْلُهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ اللهُ عَلَيْظُمُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْلُهُ اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ اللهُ عَلَيْلُهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْلُهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ ا

ٱنْشُكَهُمُ وَمَايَضُّرُّوْنَكَ مِنْ شَيُّ وَٱنْزَلَ اللهُ عَلَيْكَ النِّيْبُ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَثَهِ تَكُنْ تَعْلَمُ وْكَانَ فَضُلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

لَاخَيْرَ فِي كَيْدُرِقِنَ نَنْجُوا هُمُ اللَّا مَنْ أَمَرَ يَصِكَ فَقَةٍ أَوْمَعُرُوفٍ آوَاصُلَامِ بَيْنَ النَّاسِ فَمَنْ يَقْعَلُ ذَلِكَ ابْتِعَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ فَسَوْفَ نُؤُتِدُ وَأَجُوا مُطْمًا اللهِ فَسَوْفَ نُؤُتِدُ وَأَجُوا مُطْمًا اللهِ

دراصل یہ اپنے آپ کو ہی گمراہ کرتے ہیں، یہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اللہ تعالی نے تجھ پر کتاب و حکمت اتاری ہے اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو نہیں جانتا تھا<sup>(۱)</sup> اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے۔

ال کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں، (۱) ہاں! بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا علم کرے (۱) اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ادادہ سے یہ کام کرے (۱) اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے۔ (۵)

۲. نَجْوَیٰ (سرگوشی) سے مراد وہ باتیں ہیں جو منافقین آپس میں مسلمانوں کے خلاف یا ایک دوسرے کے خلاف کرتے تھے۔ ۱۳. لیغن صدقہ خیرات، معروف (جو ہر قتم کی نیکی کو شامل ہے) اور اصلاح بین الناس کے بارے میں مشورے، خیر پر مبنی ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں بھی ان امور کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔

م. کیونکہ اگر اخلاص (بینی رضائے البی کا مقصد) نہیں ہوگا تو بڑے سے بڑا عمل بھی نہ صرف ضائع جائے گا بلکہ وبال حان بن حائے گا۔ نعوذ باللہ من الریاء والنفاق.

۵. احادیث میں اعمال مذکورہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اللہ کی راہ میں حلال کمائی ہے ایک تھجور کے برابر صدقہ بھی احد پہاڑ جتنا ہوجائے گا (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ) نیک بات کی اشاعت بھی بڑی فضیلت ہے۔ ای طرح رشتے دارول، دوستول اور باہم ناراض دیگر لوگوں کے درمیان صلح کرا دینا، بہت بڑا عمل ہے۔ ایک حدیث میں اسے نظی روزوں، نظی نمازوں اور

وَمَنْ يُنْنَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ كَ الْهُلُاى وَيَـنَّبِعُ غَيْرَسَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيُنَ نُولِّهٖ مَا تَوَكَّى وَنُصُّلِهٖ جَهَنَّمُ وْسَآءَتُ مَصِيرًا۞

اِتَّاللَّهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشُرِك بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَّشَاغُ وَمَنْ يُثْثِرِكُ بِاللَّهِ فَقَلُ ضَلَّ ضَلَا لَعَيْدًا ۞

110. اور جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہوجانے کے بھی رسول(مُنَافِیْنِمُ) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، (۱) اور وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

117. اسے اللہ تعالی قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہال شرک کے علاوہ گناہ جس کے عالیہ معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے

نفلى صدقات وخيرات سے بھى افضل بتلايا كيا ج- فرمايا «أَلَا أُخبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟» قَالُوا بَليٰ: قَالَ: «إصْلَاحُ ذَاتِ البَيْن، -قَالَ-: وَفَسَادُ ذَاتِ البَيْن هِيَ الْحَالِقَةُ» (أبو داود كتأب الأدب، ترمذي، كتاب البر ومسند أحمد ۴۳۲/۱ ، ۴۳۵) حتی که صلح کرانے والے کو جھوٹ تک بولنے کی اجازت دے دی گئی تاکہ اسے ایک دوسرے کو قریب لانے کے لیے دروغ مصلحت آمیز کی ضرورت پڑے تو وہ اس میں بھی تامل نہ کرے۔ «لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاس، فَيَنْهِي خَيْرًا أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا» (صحيح البخاري، كتاب الصلح، مسلم والترمذي، كتاب البر- أبوداود، کتاب الأدب) "وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے اچھی بات پھیلاتا یا اچھی بات کرتا ہے۔" ا. ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد رسول الله مَاللَّيْمَ کی مخالفت اور مومنین کا راستہ جھوڑ کر کسی اور راہتے کی پیروی، دین اسلام سے خروج ہے جس پر یہاں جہنم کی وعید بیان فرمائی گئی ہے۔ مومنین سے مراد صحابہ کرام فٹائٹٹر میں جو دین اسلام کے اولین پیرو اور اس کی تعلیمات کا کامل نمونہ تھے۔ اور ان آبات کے نزول کے وقت جن کے سوا کوئی گروہ مومنین موجود نه تھا کہ وہ مراد ہو۔ اس لیے رسول مَلَاثَیْظِ کی مخالفت اور غیر سبیل المومنین کا اتباع دونوں حقیقت میں ایک ہی چیز کا نام ہے۔ اس لیے صحابہ کرام ڈٹاکٹٹر کے راستے اور منہاج سے انحراف بھی کفروضلال ہی ہے۔ بعض علماء نے سبیل المومنین سے مراد اجماع امت لیا یعنی اجماع امت سے انحراف بھی کفر ہے۔ اجماع امت کا مطلب ہے کسی مسئلے میں امت کے تمام علاء وفقہاء کا اتفاق۔ پاکسی مسلے پر صحابہ کرام دخوکٹٹی کا اتفاق یہ دونوں صورتیں اجماع امت کی ہی اور دونوں کا انکار یا ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے۔ تاہم صحابہ کرام دی کُشُیُّم کا انفاق، تو بہت سے مسائل میں ملتا ہے لینی اجماع کی یہ صورت تو ملتی ہے۔ لیکن اجماع صحابہ رفحالی کے بعد کسی مسلے میں پوری امت کے اجماع واتفاق کے دعوے تو بہت سے مسائل میں کیے گئے ہیں لیکن فی الحقیقت ایسے اجماعی مسائل بہت ہی کم ہیں۔ جن میں فی الواقع امت کے تمام علاء وفقہاء کا اتفاق ہو۔ تاہم ایسے جو مسائل بھی ہیں، ان کا انکار بھی صحابہ ڈٹائڈ کے اجماع کے انکار کی طرح، کفر ہے۔ اس لیے کہ صحیح حدیث میں ہے "الله تعالی میری امت کو گراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اور جماعت پر الله كا بأته بي-" (ترمذي، كتاب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة)-

والا بہت دور کی گمر اہی میں جا پڑا۔

112. یہ تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف عور توں کو پکارتے ہیں۔(۱) اور دراصل یہ صرف سرکش شیطان کو بوجتے ہیں۔(۱) 118. جسے اللہ نے لعنت کی ہے اور اس نے بیڑا اٹھایا ہے کہ تیرے بندوں میں سے میں مقرر شدہ حصہ لے کر رہوں گا۔(۳)

119. اور انہیں راہ سے بہکاتا رہوں گا اور باطل امیدیں دلاتا رہوں گا<sup>(4)</sup> اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیردیں، <sup>(4)</sup> اور ان سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں، <sup>(1)</sup> سنو جو شخص اللہ کو چھوڑ کر

ٳؽؙؾۜٮٛٷؙؽڝؽؙۮؙۏڹ؋ٙٳڷٚۘۜٳڶڟؙٷٳڶ ؾۜؽٷٛۏڹٳڵڒۺؘؽڟٵٞۺؚۧڔؽڲٵۿٚ

لَّعَنَهُ اللهُ مُوَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مِّفُرُوْضًا ﴿

ٷڵۻ۬ڵۼۜۿؙۄؙۘۅؘڵؗۯؙڡؚؾٚؽۼۿۄ۫ۅؘڵاڡؙڔۜٮٛۿۿؙ ڡؘڲڹؙؾؚۜڬؙؾؙ اذٙٳڹٳڰڒۼٵڝۅؘڵٳڡٛڔؙؾۿؙۿ ڡؘڲۼؾؚڔ۠ؾػؘڡؙؙڶؿٳڛٷۅڝؙؿؾۜڿڽؚٳڶۺۜؽڟڹ ۅؘڸؿٵڝؚۨڹؙۮۅٛڹۣٳؠڵڽۏڡؘڡۧڎڿڛڗڂٛٮڗڶٵۺؚ۫ؽٵ۞

ا. إِنَاثٌ (عورتيں) سے مراد يا تو وہ بت ميں جن كے نام مونث تھے جيسے لات، عزىٰ، مناۃ، نائلہ وغيرہا۔ يا مراد فرشتے بيں۔ يونكه مشركين عرب فرشتوں كو الله كى بيُمياں سبجھتے اور ان كى عبادت كرتے تھے۔

۲. بتوں، فرشتوں اور دیگر سہتیوں کی عبادت دراصل شیطان کی عبادت ہے۔ کیونکہ شیطان ہی انسان کو اللہ کے در سے چھڑا کر دوسروں کے آسانوں اور چو کھٹوں پر جھکاتا ہے، جیسا کہ اگلی آیت میں ہے۔

س. مقرر شدہ حصہ سے، مراد وہ نذر ونیاز بھی ہوسکتی ہے جو مشرکین اپنے بتوں اور قبروں میں مدفون اشخاص کے نام نکالتے ہیں اور جہنمیوں کا وہ کوٹہ بھی ہوسکتا ہے جنہیں شیطان گراہ کرکے اپنے ساتھ جہنم میں لے جائے گا۔

مم. یہ وہ باطل امیدیں ہیں جو شیطان کے وسوسوں اور دخل اندازی سے پیدا ہوتی اور انسانوں کی گر اہی کا سبب بنتی ہیں۔ ۵. یہ بحیرہ اور سائبہ جانوروں کی علامتیں اور صورتیں ہیں۔ مشر کین ان کو بتوں کے نام وقف کرتے تو شاخت کے لیے ان کا کان وغیرہ چیر دیا کرتے تھے۔

آ. تَخْمِیْوْ حَلْقِ اللهِ (الله کی تخلیق کو بدلنا) کی کئی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو یہی جس کا ابھی یہاں ذکر ہوا لینی کان وغیرہ کائن، چیرنا، سورخ کرنا، ان کے علاوہ اور کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً الله تعالیٰ نے چاند، سورخ، پتھر اور آگ وغیرہ اشیاء مختلف مقاصد کے لیے بنائی ہیں، لیکن مشرکین نے ان کے مقصد تخلیق کو بدل کر ان کو معبود بنالیا۔ یا تغییر کامطلب تغییر فطرت ہے، یا حلت وحرمت میں تبدیلی ہے۔ وغیرہ۔ اسی تغییر میں مردوں کی نس بندی کرکے اور اسی طرح عورتوں کے آپریشن کرکے انبیں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم کردینا۔ میک اپ کے نام پر ابروؤں کے بال وغیرہ اکھاڑ کر اپنی صورتوں کو مسخ کرنا اور وشم (یعنی گودنے گدوانا) وغیرہ بھی شامل ہے۔ یہ سب شیطانی کام ہیں جن بال وغیرہ اکھاڑ کر اپنی صورتوں کو اس لیے خصی کرنا کہ ان سے زیادہ انتفاع ہوسکے یا ان کا گوشت زیادہ بہتر ہوسکے یا

يَعِدُهُهُ وَيُمَنِّيْهِهُ وَمَايَعِدُهُ هُوالشَّيْطُنُ إِلَّاغْزُورًا ۞

ٳؙۅؙڵڸٟڬٙڡؘٲؙۏٮۿؗۄ۫جَهێۘۄؙؙٛٷڒؽڿؚٮؙ۠ۏٛؾؘۼؠؗٛٵ مَڿؽؙڝۧٲؗؗ؈

وَالَّذِيْنَ امَنُواْ وَعَمِلُواالصَّلِحْتِ سَنْكُ خِلُهُمُ حَبِّتٍ تَجُرِى مِنُ تَّخْتِهَا الْاَنْهُارُ خَلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَكَا وَعُدَاللهِ حَقَّا وَمَنُ اَصُدَقُ مِنَ اللهِ قِيْلًا

لَيْسَ بِأَمَانِيتِكُوُولَآامَانِ آهُلِ الْكِتْبِ مَنْ يَعْمَلُ سُوَّايُّهُوَنِ إِنَّ وَلَا يَمِلُ لَهُ مِنْ دُوْنِ اللهِ وَلِيَّا قَلَانَصِيُّرُا

شیطان کو اپنا رقیق بنائے گا وہ صریح نقصان میں ڈوبے گا۔

17. وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا، اور سبز باغ دکھاتا رہے گا، (مگر یاد رکھو) شیطان کے جو وعدے ان سے ہیں وہ سراسر فریب کاریاں ہیں۔

**۱۲۱**. یہ وہ لوگ ہیں جن کی جبگہ جہنم ہے، جہاں سے انہیں چھٹکارا نہ ملے گا۔

۱۲۲. اور جو ایمان لائیں اور بھلے کام کریں ہم انہیں ان جنتوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے چشے جاری ہیں، جہاں یہ اللہ کا وعدہ جو سراسر سچا ہو؟ (۱) ہیں اللہ سے اور کون ہے جو اپنی بات میں اللہ سے زیادہ سچا ہو؟ (۱) سکا حقیقت حال نہ تو تمہاری آرزو کے مطابق ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر موقوف ہے، جو برا کرے گا اس کی سزا پائے گا اور کسی کو نہ پائے گا جو اس کی حمایت ومدد، اللہ کے پاس کرسکے۔ (۱)

اسی قسم کا کوئی اور صحیح مقصد ہو، تو جائز ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ نبی کریم مَثَلَّ ﷺ نے خصی جانور قربانی میں ذکح فرمائے ہیں۔ اگر جانور کو خصی کرنے کا جواز نہ ہوتا تو آپ مَثَلِ ﷺ ان کی قربانی نہ کرتے۔

ا. شیطانی وعدے تو سراسر دھوکہ اور فریب ہیں لیکن اس کے مقابلے میں اللہ کے وعدے جو اس نے اہل ایمان سے کے ہیں سچ اور برخق ہیں، اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہوسکتا ہے؟ لیکن انسان کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ یہ سچوں کی بات کو کم مانتا ہے اور جھوٹوں کے پیچھے زیادہ چپاتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیجے کہ شیطانی چیزوں کا چلن عام ہے اور ربانی کاموں کو افتتیار کرنے والے ہر دور میں اور ہر جگہ کم ہی رہے ہیں اور کم ہی ہیں ﴿وَقِیْنِنْ وَمِنْ عِبَادِی النَّنْکُورُ ﴾ (سبا: ۱۱) (میرے شکر گزار بندے کم ہی ہیں)۔

۲. جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اہل کتاب اپنے متعلق بڑی خوش فہیوں میں مبتلا تھے۔ یہاں اللہ تعالی نے پھر ان کی خوش فہیوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا کہ آخرت کی کامیابی محض امیدوں اور آرزؤوں سے نہیں ملے گی۔ اس کے لیے تو ایمان اور عمل صالح کی یو نجی ضروری ہے۔ اگر اس کے برعکس نامۂ اعمال میں برائیاں ہوں گی تو اسے ہر صورت میں اس کی سزا سے بچاہیے۔ آیت میں اہل کتاب میں اس کی سزا سے بچاہیے۔ آیت میں اہل کتاب کے ساتھ اللہ تعالی نے اہل ایمان کو بھی خطاب فرمایا ہے تاکہ وہ بھی یہود ونصاریٰ کی سی غلط فہیوں، خوش فہیوں اور

وَمَنْ يَعْمَلُ مِنَ الصَّلِطَتِ مِنْ ذَكَرِ آوَانُثَىٰ وَهُوَمُوُمِنُ كَأُولَلِكَ يَدُخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيُرًا۞

ۅؘڡٙؽ۫ٲڂڛۘڽؙڋؽێٵڝٞۺؽٲۺڬۄٙۅؘۻٛۿٷٚڸڰۄ ۅۿۅؘڡؙڞڛڽؙۜۊۜٲٮۜۧؠؘۼڝڵڰٙٳڹۯۿؚؽؘۄؘڂڹؽڡٞٲ ۅؘٲؿۜٙڬؘٲڵڰؙٳڹۯۿؚؽۄؘڂؚٙڶؽڴ۞

وَ لِلْهِ مَا فِي السَّهٰ لُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللهُ يُكِنِّ شَعُ عُيِنُظًا ﴿

وَيَسُتَفُتُونَكَ فِى النِّسَآءُ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُوُ فِيُهِنَّ وَمَا يُتُل عَلَيَكُوْ فِى الْكِتْبِ فِي يَتْمَى النِّسَآءُ اللّٰتِى لَاتُؤُتُّو نَهُنَّ مَا كُنِبَ لَهُنَّ وَتَوْعَبُوْنَ اَنْ تَذَكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَانْ تَقُومُوْلُلْيَتُنْ فِي الْلِيَتُنْ فِي إِلْقِسْطِ \*

۱۲۴. اور جو ایمان والا ہو مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے، یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور تھجور کی سلطی کے شگاف برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا۔

۱۲۵. اورباعتبار دین کے اس سے اچھاکون ہے؟ جو اپنے کو اللہ کے تابع کردے اور ہو بھی نیکو کار، ساتھ ہی کیسوئی والے ابراہیم (عَالِیَلاً) کے دین کی پیروی کررہا ہو اور ابراہیم (عَالِیُلاً) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنالیا ہے (۱) ۱۲۲. اور آسانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرنے والا ہے۔

الرق آپ سے عور توں کے بارے میں تھم دریافت کرتے ہیں، (۲) آپ کہہ دیجے کہ خود اللہ ان کے بارے میں تھم دے رہا ہے اور قرآن کی وہ آ بیتی جو تم پر ان بیتی لڑکیوں کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں جنہیں ان کا مقرر حق تم نہیں دیتے (۲) اور انہیں این کا مقرر حق تم نہیں دیتے (۲)

عمل سے خالی آرزؤوں اور تمناؤں سے اپنا دامن بچاکر رکھیں۔ لیکن افسوس مسلمان اس تنبیہ کے باوجود انہیں خام خیالیوں میں مبتلا ہوگئے جن میں سابقہ امنیں گرفتار ہوئیں۔ اور آج بے عملی اور بدعملی مسلمان کا بھی شعار بنی ہوئی ہے اور اس کے باوجود وہ امت مرحومہ کہلانے پر مصر ہے۔ ھَدَانَا اللهُ تَعَالَیٰ

ا . یہاں کامیابی کا ایک معیار اور اس کا ایک نمونہ بیان کیا جارہا ہے۔ معیار یہ ہے کہ اپنے کو اللہ کے سپر دکر دے، محسن بن جائے اور ملت ابراہیم علیہ اللہ تعالی نے اپنا خلیل بنایا۔ خلیل جائے اور ملت ابراہیم علیہ اللہ تعالی نے اپنا خلیل بنایا۔ خلیل کے معنی ہیں کہ جس کے دل میں اللہ تعالی کی محبت اس طرح رائخ ہوجائے کہ کسی اور کے لیے اس میں جگہ نہ رہے۔ خلیل (بوزن فعیل) بمعنی فاعل ہے جیسے علیم بمعنی عالم اور بعض کہتے ہیں کہ بمعنی مفعول ہے۔ جیسے حبیب بمعنی محبوب فلیل (بوزن فعیل) بمعنی ناعل ہے جسے علیم بمعنی عالم اور بعض کہتے ہیں کہ بمعنی مفعول ہے۔ جیسے حبیب بمعنی محبوب اور حضرت ابراہیم علیہ اللہ کے محب بھی تھے اور محبوب بھی علیہ الصلاۃ والسلام۔ (فح القدیر) نبی منگالیہ فیم نے فرمایا ہے "اللہ نے جمعی خلیل بنایا۔" (صح ملم، تناب الماجہ)

۲. عورتوں کے بارے میں جو سوالات ہوتے رہتے تھے، یہاں سے ان کے جوابات دیے جارہے ہیں۔

٣. وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ... اس كا عطف اللهُ يُفتِيْكُمْ... ير ب يعنى الله تعالى ان كى بابت وضاحت فرماتا ب اور كتاب الله كى وه آيات وضاحت كرتى بين جو اس سے قبل يتيم لؤكيوں كے بارے ميں نازل ہوچكى بين۔ مراد بے سورة نساء كى

وَمَا تَفْعُلُو امِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا

وَاِنِ امْرَآةٌ خَافَتُ مِنْ بَعْلِهَا نُتُنُوزًاأَوُ اعْرَاضًا فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنۡ يُّصُٰلِحَابَيْنَهُمَا صُلُحًا وَالصَّلُحُ خَيْرٌ وَأُضِرَتِ الْرَفْشُ

کی رغبت رکھتے ہو<sup>(۱)</sup> اور کمزور بچوں کے بارے میں (<sup>۲)</sup> اور اس بارے میں کہ تیموں کی کار گزاری انصاف کے ساتھ کرو۔ <sup>(۳)</sup> تم جو نیک کام کرو، بے شبہ اللہ اسے پوری طرح جانے والا ہے۔

۱۲۸. اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد دماغی اور بے پرواہی کا خوف ہوتو دونوں آپس میں جو صلح کرلیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں۔ (م) صلح بہت بہتر چیز ہے، طمع

آیت: ۳ جس میں ان لوگوں کو اس بے انصافی سے روکا گیا ہے کہ وہ یتیم لڑکی سے ان کے حسن وجمال کی وجہ سے شادی تو کر لیتے تھے لیکن مہر مثل دینے سے گریز کرتے تھے۔

ا. اس کے دو ترجے کیے گئے ہیں، ایک تو یہی جو مرحوم مترجم نے کیا ہے، اس میں لفظ "فی "مخذوف ہے، اس کا دوسراترجمہ لفظ "عن "مخذوف مان کر کیا گیا ہے لیعنی تر عَبُون عَنْ أَنْ تَذْکِحُوْهُنَّ "تہمیں ان سے نکاح کرنے کی رغبت نہ ہو" رغب کا صلہ عن آئے تو معنی اعراض اور بے رغبتی کے ہوتے ہیں۔ جیسے ﴿وَمَنْ يَتَدِعَهُ عَنْ سِلَةِ إِبْرَهِمَ ﴾ (البقرة: ۱۱۰) میں ہے یہ گویا دوسری صورت بیان کی گئی ہے کہ بیتیم لڑکی بعض دفعہ برصورت ہوتی تو اس کے ولی یا اس کے ساتھ وراثت میں شریک دوسرے ورثاء خود بھی اس کا نکاح نہ کرتے، تاکہ کوئی اور شخص اس کے دوسرے ورثاء خود بھی اس کے ساتھ وکاح کرنا پیند نہ کرتے اور کی دوسری جگہ بھی اس کا نکاح نہ کرتے، تاکہ کوئی اور شخص اس کے حصہ جائیداد میں شریک نہ ہے۔ اللہ تعالی نے پہلی صورت کی طرح ظلم کی اس دوسری صورت سے بھی منع فرمایا۔

\*\*Note میں عراد میں شریک نہ ہے۔ لیعنی ﴿وَمَا يُتُلّٰ عَلَيْکُمْ فِيْ يَتَامَى النّسَاءِ وَفِي الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ اللّٰ لَوْلُدَانِ﴾ (بیتیم لڑکوں کے بارے میں تم پر جو پڑھا جاتا ہے (سورۃ النہ) کی آیت نبرہ) اور کرور بچوں کی بابت جو پڑھا جاتا ہے اس سے مراد قرآن کا حکم ﴿وُجِوہِ اللّٰهِ فِیْ اَوْلَاكُونُ ﴿ (النساء: ۱۱) ہے جس میں بیٹوں کے ساتھ بیٹیوں کو بھی وراثت میں حصہ دار بنایا گیا۔ جب کہ زمانہ جاہلیت میں صرف بڑے لڑکوں کو ہی وارث سمجھا جاتا تھا، چھوٹے کرور بچے اور عور تیں وارث سمجھا جاتا تھا، چھوٹے کرور بچے اور عیس میں بیٹوں کے ساتھ بیٹیوں کو بھی وارث قرآن کا حکم ہوتی تھیں۔ شریعت نے سب کو وارث قرار دیا۔

سال اس کا عطف بھی (یَتَامَی النِّسَآءِ) پر ہے۔ یعنی کتاب اللہ کا یہ حکم بھی تم پر پڑھا جاتا ہے کہ تیبوں کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرو۔ یہ بھی (بیتا کہ علیہ جمال ہو تب بھی اور بد صورت ہو تب بھی۔ دونوں صورتوں میں انصاف کرو۔ (بیا کہ تغییل گزی) ۸ خاوند اگر کمی وجہ سے اپنی بیوی کو نالپند کرے اور اس سے دور رہنا (نشوز) اور اعراض کرنا معمول بنالے یا ایک سے زیادہ بیویاں ہونے کی صورت میں کسی کم خوب صورت بیوی سے اعراض کرے تو عورت اپنا کچھ حق چھوڑ کر (مہر سے نیان ونققہ سے یا باری سے) خاوند سے مصالحت کرلے تو اس مصالحت میں خاوند یا بیوی پر کوئی گناہ نہیں۔ کیونکہ صلح بہر حال بہتر ہے۔ حضرت ام المومنین سودۃ ڈاٹھیٹا نے بھی بڑھا ہے میں اپنی باری حضرت عائشہ ڈاٹھیٹا کے لیے ہم کردی تھی جے نی عائشہ ڈاٹھیٹا کے لیے ہم کردی تھی جے نی عائشہ ٹاٹھیٹا کے لیے ہم کردی تھی جے نی عائشہ ٹاٹھیٹا کے الیے ہم کردی تھی جے نی عائشہ ٹاٹھیٹا کے الیے ہم کردی تھی

الشُّحُ وَانُ تُحُسِنُواوَتَكَفُوا فَإِنَّ اللهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيُرًا۞

وَلَنُ تَسْتَطِيعُوْاَانُ تَعْدِلُوْابَيْنَ النِّسَآ وَلَوُ حَرَصْتُوفَكُرْتَمِيْلُوْاكُلُّ الْمَيْلِ فَتَكَدُّوُهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِنْ تُصُلِحُوا وَتَنَّقُوُا فَإِنَّ اللهَ كَانَ عَفُوْرًا لَاحِيْمًا

وَلِنُ يَتَغَرِّوَا لِغُنِ اللهُ كُلُّامِينَ سَعَتِه ۗ وَكَانَ اللهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا۞

ہر ایک نفس میں شامل کردی گئی ہے۔(۱) اگر تم اچھا سلوک کرو اور پر ہیزگاری کرو تو تم جو کررہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ یوری طرح خبر دار ہے۔

1۲۹. اور تم سے یہ تو بھی نہ ہوسکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو، گو تم اس کی کتنی ہی خواہش وکوشش کرلو، اس لیے بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہوکر دوسری کو ادھر لنگتی ہوئی نہ چھوڑو(۱) اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک اللہ تعالی بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے۔

• ۱۳۰ اور اگر میال بوی جدا ہوجائیں تو اللہ تعالی اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کردے گا، (۳) اور اللہ تعالی

ا. شح بخل اور طمع کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد اپنا اپنا مفاد ہے جو ہر نفس کو عزیز ہوتا ہے بعنی ہر نفس اپنے مفاد میں بخل اور طمع سے کام لیتا ہے۔

۲. یہ ایک دوسری صورت ہے کہ ایک شخض کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو دلی تعلق اور محبت میں وہ سب کے ساتھ کیساں سلوک نہیں کرسکتا۔ کیونکہ محبت، فعل قلب ہے جس پر کسی کو اختیار نہیں ہے۔ خود نی منافیلی کو بھی اپنی بیویوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت عائشہ بی قبلی محبت کی اور محبت میں مانع نہ کرنے سے مطلب یہی قبلی میان اور محبت میں عدم مساوات ہے۔ اگر یہ قبلی محبت ظاہری حقوق کی مساوات میں مانع نہ بنے تو عند اللہ قابل مواخذہ نہیں۔ جس طرح کہ نی منافیلی خی اس کا نہایت عمدہ نمونہ بیش فرمایا۔ لیکن اکثر لوگ اس قبلی محبت کی وجہ سے دوسری نہیں۔ جس طرح کہ نی منافیلی خی اس کا نہایت عمدہ نمونہ بیش فرمایا۔ لیکن اکثر لوگ اس قبلی محبت کی وجہ سے دوسری بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں بہت کو تابی کرتے ہیں اور ظاہری طور پر بھی «محبوب بیوی» کی طرح دوسری بیویوں کے حقوق ادا نہیں کرتے اور انہیں معلقہ (درمیان میں لئکی ہوئی) بناکر رکھ چھوڑتے ہیں، نہ انہیں طلاق دیتے ہیں نہ حقوق زوجیت ادا کرتے ہیں۔ یہ انہیائی ظلم ہے جس سے یہاں روکا گیا ہے اور نی شافیلی نے بھی فرمایا ہے «جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف ہی مائل ہو (یعنی دوسری کو نظر انداز کیے رکھے) تو قیامت کے دن وہ اس طرح دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف ہی مائل ہو (یعنی دوسری کو نظر انداز کیے رکھے) تو قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کے جم کا ایک حصہ (یعنی ضف) ساقط ہوگا۔" (ترمذی، کتاب النکاح)

سا. یہ تیسری صورت ہے کہ کوشش کے باوجود اگر نباہ کی صورت نہ بنے تو پھر طلاق کے ذریعے سے علیحدگی اختیار کرلی جائے۔ ممکن ہے علیحدگی کے بعد مرد کو مطلوبہ صفات والی بیوی اور عورت کو مطلوبہ صفات والا مرد مل جائے۔ اسلام میں طلاق کو اگرچہ سخت ناپند کیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے «اَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى الله الطَّلَاقُ» (رواہ أبوداود، مشكوٰہ) "طلاق کو اگرچہ سخت ناپند ہے" اس کے باوجود اللہ نے اس کی اجازت دی ہے۔ اس لیے کہ حلال تو ہے لیکن یہ ایسا طلال ہے جو اللہ کو سخت ناپند ہے" اس کے باوجود اللہ نے اس کی اجازت دی ہے۔ اس لیے کہ

وَيِلْهِ مَا فِي السَّمُلُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَقَنُ وَضَّيُمَنَا الَّذِيْنَ اُوْتُو الكِبْنَ مِنْ قَبُلِكُمُ وَرَاتِيَاكُمُ اَنِ انْتَقُوا اللَّهُ وَإِنْ تَكَفُّرُوْا فَإِنَّ لِلْهِ مَا فِي السَّلْمُوتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ \* وَكَانَ اللَّهُ غَنِيبًا حَمْدُنا اللهِ

وَيِلْهِ مَا فِي السَّلَمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكُفَىٰ بِاللهِ وَكِيْلًا⊛

اِنۡ يَّشَأَيُٰنُ هِنَكُوۡ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاثِ رِبَاخَرِيۡنَ ۖ وَكَانَ اللّٰهُ عَلَى ذَٰلِكَ قَدِيْرًا ⊛

مَنْ كَانَ يُرِيُكُ ثُوَّابَ اللَّهُ نَبَا فَعِنْكَ اللهِ ثُوَّابُ اللَّهُ نَيَّا وَالْاِخِرَةِ مُوكَانَ اللهُ سَمِمْيعًا بُصِيُّرًا ﴿

يَأَيُّهَا الَّذِينَ امَّنُوا كُونُوْا قَوْمِينَ بِالْقِسْطِ

وسعت والا حكمت والا ہے۔

اساا. اور زمین اور آسانوں کی ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہے اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے تھے اور تم کو بھی یہی حکم کیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم کفر کرو تو یاد رکھو کہ اللہ کے لیے ہے جو کچھ آسانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ بہت بے نیاز اور تعریف کیا گیا ہے۔

اللہ کے اختیار میں ہیں آسانوں کی سب چیزیں اور زمین کی بھی اور اللہ کارساز کافی ہے۔

السمال. اگر اسے منظور ہوتو اے لوگو! وہ تم سب کو لے جائے اور دوسروں کو لے آئے، اور اللہ تعالیٰ اس پر لیوری قدرت رکھنے والا ہے۔(۱)

الله تعالی کے پاس تو دنیا اور آخرت (دونوں) کا ثواب موجود ہے (۱) اور الله تعالی بہت سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔

100 الله تعالی بہت سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔

100 الله تعالی بہت سننے والا عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم

بعض دفعہ حالات ایسے موڑ پر پہنچ جاتے ہیں کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ہوتا اور فریقین کی بہتری اسی میں ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کرلیں۔ مذکورہ حدیث میں صحت اساد کے اعتبار سے اگرچہ ضعف ہے تاہم قرآن وسنت کی نصوص سے یہ واضح ہے کہ یہ حق اس وقت استعال کرنا چاہیے جب نباہ کی کوئی صورت کسی طرح بھی نہ بن سکے۔ ملحوظة: حدیث مذکور (أَبْعَضُ الحَلَال...) کو شِخْ آلبانی نے ضعیف قرار دیا ہے (ارواء الغلیل: ۲۰۳۰) تاہم عذر شرعی کے بغیر طلاق کے نالپندیدہ ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

ا. یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ وکاملہ کا اظہار ہے جب کہ ایک دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَالْ تَتَوَلُوْالْيَسْتَيْدِالْ قَوْمُنَا عَيْدِالْ وَهُ تَمْهَاری طَرح کے غَيْدِکُوْلُوْالْمَنْ الْکُوْ ﴾ (ممہ: ٣٨) (اگر تم پھروگ تو وہ تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح کے نہیں ہوں گے)۔

۲. جیسے کوئی شخص جہاد صرف مال ننیمت کے حصول کے لیے کرے تو کتنی نادانی کی بات ہے۔ جب اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت دونوں کا ثواب عطا فرمانے پر قادر ہے تو پھر اس سے ایک ہی چیز کیوں طلب کی جائے؟ انسان دونوں ہی کا طالب کیوں نہ ہے:؟

شُهُ مَا اَءُلِلهِ وَلَوْعَلَى اَفْفِيكُمْ اَوِالُوالِمَيْنِ وَالْاَقْرِبِيْنَ ۚ إِنْ تَكِنُ غَنِيًّا اَوْفَقِيُرًا فَاللهُ اَوْلَى بِهِمَا تَعَلِّمُ وَاللهِ عُواالُهُوَى اَنْ تَعُدِلُوْا ۚ وَإِنْ تَلُوَا اَوْنَغُرِضُوْا فَإِنَّ اللهُ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَوِيْرًا۞

جانے والے اور خوشنودئ مولا کے لیے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ، گو وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ دار عزیزول کے، (۱) وہ شخص اگر امیر ہو تو، اور فقیر ہوتو، دونول کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے، (۲) اس لیے تم خواہش نفس کے بیچھے پڑکر انصاف نہ چھوڑ دینا (۳) اور اگر تم نے کچ بیانی یا پہلو تھی کی (۳) تو جان لو کہ جو کچھ تم

1. اس میں اللہ تعالی اہل ایمان کو عدل وانصاف قائم کرنے اور حق کے مطابق گوائی دینے کی تاکید فرمارہا ہے چاہے اس کی وجہ سے انہیں یا ان کے والدین اور رشتہ داروں کو نقصان ہی اٹھانا پڑے۔ اس لیے کہ حق سب پر حاکم ہے اور سب پر مقدم ہے۔

۲. لیعنی کسی مال دارکی مالداری کی وجہ سے رعابت کی جائے نہ کسی فقیر کے فقر کا اندیشہ تنہیں سچی بات کہنے سے روکے بلکہ اللہ ان دونوں سے تنہارے زیادہ قریب اور مقدم ہے۔

۳. لینی خواہش نفس، عصبیت یا بغض تمہیں انصاف کرنے سے نہ روک دے۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَلَا يَجُومِنَا ﷺ م شَنَانُ قُومُ عِلَى اَلاَقَةُ بِ لُوْا﴾ (المارة: ٨) (تمهیں کسی قوم کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو)۔

4. تَلُوُّوْا، لَيبي سے ہے جو تحریف اور جان بو جھ کر جھوٹ بولنے کو کہا جاتا ہے۔ مطلب شہادت میں تحریف وتغییر ہے اس ہے اور اعراض سے مراد شہادت کا تمان (چھپانا) اور اس کا ترک کرنا ہے۔ ان دونوں باتوں سے بھی روکا گیا ہے۔ اس آیت میں عدل وانصاف کی تاکید اور اس کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہے، ان کا اہتمام کرنے کا تکم دیا گیا ہے۔ مثلاً: 
ﷺ ہر حال میں عدل کرو اس سے سرمو انحراف نہ کرو، کسی ملامت گرکی ملامت اور کوئی اور محرک اس میں رکاوٹ نہ ہے۔ بلکہ اس کے قیام میں تم ایک دوسرے کے معاون اور وست وبازو بنو۔

اور کے اللہ کی رضا تمہارے پیش نظر ہو، کیونکہ اس صورت میں تم تحریف، تبدیل اور کتان سے گریز کروگے اور تمہارا فیصلہ عدل کی میزان میں پورا انزے گا۔

ﷺ عدل وانصاف کی زد اگر تم پر یا تمہارے والدین پر یا دیگر قریبی رشتے داروں پر بھی پڑے، تب بھی تم پرواہ مت کرو اور اپنی اور ان کی رعایت کے مقابلے میں عدل کے نقاضوں کو انھیت دو۔

لئے کسی مال دار کی اس کی تونگری کی وجہ سے رعایت نہ کرو اور کسی تنگ دست کے فقر سے خوف مت کھاؤ کیونکہ وہی جانتا ہے کہ ان دونوں کی بہتری کس میں ہے؟

اللہ فیصلے میں خواہش نفس، عصبیت اور دشمنی آڑے نہیں آئی چاہیے۔ بلکہ ان سب کو نظر انداز کرکے بے لاگ عدل کرو۔ عدل کا یہ اہتمام جس معاشرے میں ہوگا، وہاں امن وسکون اور اللہ کی طرف سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوگا۔ صحابہ کرام وُٹائُلٹُنڈ کی بابت آتا ہے کہ رسول صحابہ کرام وُٹائٹٹُنڈ کی بابت آتا ہے کہ رسول اللہ مُٹائٹٹِنڈ کے انہیں خیبر کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ وہ وہاں کے بچلوں اور فصلوں کا تخمینہ لگا کر آئیں۔ یہودیوں نے اللہ مُٹائٹٹِنڈ کے انہیں خیبر کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ وہ وہاں کے بچلوں اور فصلوں کا تخمینہ لگا کر آئیں۔ یہودیوں نے

يَاكَيُّهَا الَّذِيْنَ امْنُوْآ الِمِنُوْ الِاللهِ وَرَسُوْلِهِ وَالْكِتْبِ الَّذِيُ نَرِّلُ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتْبِ الَّذِيُ ٱنْزَلَ مِنْ قَبُلُ وَمَنْ كَيُفُرُ لِاللهِ فَمَلَلِكَتِهِ وَكُتْبُهِ وَرُسُلِهِ وَالْيُؤْمِوالْلِخِوفَقَدُ ضَلَّ ضَللًا بَعِيْدًا ۞

إنَّ الَّذِيْنَ امْنُوا ثُمَّكُوا أُثُمَّا امْنُوا ثُمَّكُوا ثُمَّكُوا ثُمَّكُوا ثُمَّكَ الْمُواثِمَّةَ ازْدَادُواكُفُمَّ الَّمَ يَكِنَ اللهُ لِيغَفِمَ لَهُوُ وَلَالِيهُ لِيكُمُّ سَبِيبُكُرَّهُ

بَشِّرِ الْمُنْفِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَا بَا الِيُمَا اللهُ

ٳڷۜڒڽؙڽؙؾۜۼۜڣؚڎؙۅٛڹٲڵڬڣؚڔۺؘٲۅٛڔڸؽۜٵٙڝڽؙۮۅؙڹ ٵؠؙٛۄؙؙڡۣڹؽؙ؇ٙؽڹ۫ؾؘٷؙؽۼؽڰ<sup>ۿ</sup>ٵڵۼڗۜۊؘڮٙٲڽٵڵۼڒۜڠ

کروگے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

1971 اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (مُثَالِّیْمِ)
پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (مُثَالِّیْمِ) پر
اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے
نازل فرمائی ہیں، ایمان لاؤ<sup>(1)</sup> جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور
اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس
کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو
بہت بڑی دور کی گر اہی میں جا بڑا۔

112. بے شک جن لوگوں نے ایمان قبول کرکے پھر کفر کیا، پھر ایمان لاکر پھر کفر کیا، پھر اینے کفر میں بڑھ گئے، اللہ تعالی یقیناً انہیں نہ بخشے گا اور نہ انہیں راہ ہدایت سجھائے گا۔

118 منافقوں کو اس امر کی خبر پہنچادو کہ ان کے لیے درناک عذاب یقینی ہے۔

۱۳۹. جن کی یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کو چپوڑ کر کافروں کو دوست بناتے پھرتے ہیں، <sup>(۳)</sup> کیا ان کے پاس

انہیں رشوت کی پیشکش کی تاکہ وہ کچھ نرمی سے کام لیں۔ انہوں نے فرمایا "اللہ کی قتم، میں اس کی طرف سے نمائندہ بن کر آیا ہوں جو دنیا میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک سب سے زیادہ نالپندیدہ ہو۔ لیکن اپنے محبوب کی محبت اور تمہاری دشمنی مجھے اس بات پر آمادہ نہیں کرسکتی کہ میں تمہارے معاملے میں انصاف نہ کروں۔" یہ سن کر انہوں نے کہا "اس عدل کی وجہ سے آسان وزمین کا یہ نظام قائم ہے۔" (تغیر ابن کشر)

ا. ایمان والوں کو ایمان لانے کی تاکید، تحصیل حاصل والی بات نہیں، بلکہ کمال ایمان اور اس پر استقرار واثبات کا تھم ہے۔ جیسے ﴿ اِلْهُ لِهِ كَاللَّهِ مُواطِّ الْهُ سُتَقِيْعُ ﴾ کا مفہوم ہے۔

البعض مفسرین نے اس سے مراد یہود لیے ہیں۔ یہود حضرت موسی علیتیا پر ایمان لائے، لیکن حضرت عزیر علیتیا کا انکار کیا، پھر حضرت عزیر علیتیا کی انکار کیا۔ پھر حضرت عزیر علیتیا کی انکار کیا۔ پھر حضرت عزیر علیتیا کی تحقید مسلمانوں کو نقصان پہنچانا تھا، اس کی نبوت کا بھی انکار کیا اور بحض نے اس سے مراد منافقین لیے ہیں، چونکہ ان کا مقصد مسلمانوں کو نقصان پہنچانا تھا، اس لیے وہ بار بار اپنی مسلمانی کا ڈھونگ رچاتے تھے بالآخر کفروضلالت میں اپنے بڑھ گئے کہ ان کی ہدایت کی امید منقطع ہوگئ۔
 سا۔ جس طرح سورہ بقرہ کے آغاز میں گزرچکا ہے کہ منافقین کا فروں کے پاس جاکر یہی کہتے تھے کہ ہم تو حقیقت میں

## رلله جَبِيْعًا الله

ۅۘٙڡؙٙڬڒۜٞڷۜؗۜٵۘػؽؙڮؙڎ۫؈۬ٵڰؠڗ۬ۑٲڹٝٳۮؘٲڛؠڡؙڷۄٞٵؽؾ ٵؠڵٶؽؙڡؙٚؠؙٳۿٳؘۮؽؽؙؾۿڒٞٳؙۑۿٵڣؘڵڗؿٙۼؙٮؙۉٳڡٙۘۘۘڡۿۿ ڂڝۨٞۼؙٷڞؙٷٳ؈ٛ۫ڂۑؽؿۼؽڕ؋ۧڷۣڰۿڔؙٳڐٵ ڝؚٞؿؙڵۿؙڎؙٵۣڰؘٵۺڵۿڂڲڡؚڴٵڶٮؙڵڣڨؚؿؽ ۅٙٵٮؙڬڣ۬ڕٳؿ۫ڹ؈۬ۼۻۜڎڮؘۼؚؽؿٵ۞ۨ

ٳڷٙۮۣؿؙؽؘؾٙڗؾۜڞٛۅ۫ڽڮؙۿٷڮڶػٵؽۘڰۿٛڞ۬ڿؖ۠ۺ ٳڵؿۊٵٛڶٷٵڬۏػٮٛٛۺؖۼػؙڎ۠ٷڶؽػٳؽڵڸڰڣٳؽڹ ٮؘڝؚؽۻٚۊٵڵٷٵڶٷڛؙؿڿۅۮ۬ٵؽؽ۠ۮٷۺٮؙۼڴۿ

عزت کی تلاش میں جاتے ہیں؟ (تو یاد رکھیں کہ) عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔(۱)

• 10 اور الله تعالی تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ تھم اتارچکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو الله تعالی کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو، (ایشینا الله تعالی تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

۱۳۱. یہ لوگ تمہارے انجام کار کا انظار کرتے رہتے ہیں کھر اگر تمہیں اللہ فتح دے تو یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں، اور اگر کافروں کو تھوڑا سا غلبہ

تمہارے ہی ساتھی ہیں، مسلمانوں سے تو ہم یوں ہی استہزاء کرتے ہیں۔

ا. لینی عزت، کافروں کے ساتھ موالات و محبت سے نہیں ملے گی، کیونکہ یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے اور وہ عزت اپنے ماننے والوں کو بی عطا فرماتا ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا ﴿مَنْ كَانَ يُوبِيُّ الْقِرَّةُ وَلِلْمُ الْقِرَّةُ جَمِيعًا﴾ (ناطر: ۱۰) (جو عزت كا طالب ہے، تو (اسے سمجھ لینا چاہیے کہ) عزت سب كی سب اللہ کے لیے ہے) اور فرمایا ﴿وَلِلْمُ الْمُؤْمِنَةُ وَلَلْمُ وَلِمُ اللَّهُ وَلِلْمُ اللَّمُ عَلَيْنَ الْمُنْفِقِيْنَ كَلِيَعْلَمُونَ ﴾ (المنافقون: ۸) (عزت اللہ کے لیے ہے اس کے رسول کے لیے ہے اور مومنین کے لیے ہے ایک منافق نہیں جانے) یعنی وہ نفاق کے ذریعے سے اور کافروں سے دوستی کے ذریعے سے عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ درآں حالیکہ بید طریقہ ذات وخواری کا ہے، عزت کا نہیں۔

۲. یعنی منع کرنے کے باوجود اگر تم ایسی مجلسوں میں، جہاں آیات الٰہی کا استہزاء کیا جاتا ہو بیٹھو گے اور اس پر تکیر نہیں کروگے تو پھر تم بھی گناہ میں ان کے برابر ہوگے۔ جیسے ایک حدیث میں آتا ہے کہ "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اس وعوت میں شریک نہ ہو جس میں شراب کا دور چلے۔" (مسند احمد جلدا ص٠٠، جلدہ ص١٣٠) اس سے معلوم ہوا کہ ایسی مجلسوں اور اجھاعات میں شریک ہونا، جن میں اللہ ورسول مُنَافِیْدُم کے احکام کا قولاً یا عملاً نہ اق الرایا جاتا ہو، جیسے آج کل امراء، فیشن ایبل اور مغرب زدہ حلقوں میں بالعوم ایسا ہوتا ہے یا شادی بیاہ اور سالگرہ وغیرہ کی قبریت میں کیا جاتا ہے، سخت گناہ ہے۔ ﴿ إِنْكُمُولَدُ الْمِیْدُولُولُولُولُ کَلُولُ اللّٰ ایمان کے اندر کیکی طاری کردینے کے لئے کافی ہے بشرطیکہ دل کے اندر ایمان ہو۔

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللهُ يَعَكُمُّ بَيْنَكُمُّ يَوْمَ الْقِيكَةِ وَلَنَّ يَجْعَلَ اللهُ لِلْكَفِي نِنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيًاكُ

إِنَّ الْمُنْفِقِيْنَ يُخْلِي عُوْنَ اللهُ وَهُوَخَادِ عُهُمَ ۚ وَإِذَا قَامُوۡا إِلَى الصَّلُوةِ قَامُوا كُسَالٌ 'يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَنُ كُرُوْنَ اللهَ اِلاَّ قِلْيُكُلُّ

مل جائے تو (ان سے) کہتے ہیں کہ ہم تم پر غالب نہ آنے لگے سے اور کیا ہم نے تہمیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے نہ بچایا تھا؟ (۱) پس قیامت میں خود اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا(۲) اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا۔ (۳)

۱۳۲ بے شک منافق اللہ سے چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے (۵) اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کا ہلی کی حالت میں (۵) کھڑے

ا. یعنی ہم تم پر غالب آنے گئے تھے لیکن تمہیں اپنا ساتھی سمجھ کر چھوڑ دیا اور مسلمانوں کا ساتھ چھوڑکر ہم نے تمہیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچایا۔ مطلب یہ کہ تمہیں غلبہ ہماری اس دوغلی پالیسی کے بتیجے میں حاصل ہوا ہے۔ جو ہم نے مسلمانوں میں ظاہری طور پر شامل ہوکر اپنائے رکھی۔ لیکن در پردہ ان کو نقصان پہنچانے میں ہم نے کوئی کو تاہی اور کمی نہیں کی تاآئکہ تم ان پر غالب آگئے۔ یہ منافقین کا قول ہے جو انہوں نے کافروں سے کہا۔

۲. لیعنی دنیا میں تم نے دھوکے اور فریب سے وقتی طور پر کچھ کامیابی حاصل کرلی۔ لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ان باطنی جذبات و کیفیات کی روشنی میں ہو گا جنہیں تم سینوں میں چھپائے ہوئے تھے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو سینوں کے رازوں کو بھی خوب جانتا ہے اور پھر اس پر جو وہ سزا دے گا تو معلوم ہو گا کہ دنیا میں منافقت اختیار کرکے نہایت خسارے کا سودا کیا تھا، جس پر جہنم کا دائمیٰ عذاب بھگتنا ہو گا۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ.

سر بعنی غلبہ نہ دے گا۔ اس کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ (۱) اہل اسلام کا یہ غلبہ قیامت کے دن ہوگا۔ (۲) ججت اور دلائل کے اعتبار سے کافر مسلمانوں پر غالب نہیں آسکتے۔ (۳) کافروں کا ایسا غلبہ نہیں ہوگا کہ مسلمان کی دولت و شوکت کا بالکل ہی خاتمہ ہوجائے گا اور وہ حرف غلط کی طرح دنیا کے نقشے سے ہی محو ہوجائیں۔ ایک حدیث صحیح سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ (۲) جب تک مسلمان اپنے دین کے عامل، باطل سے غیر راضی اور مکرات سے روکنے والے رہیں گے، کافر ان پر غالب نہ آسکیں گے۔ امام ابن العربی فرماتے ہیں کہ "یہ سب سے عمدہ معنی ہے" کوئکہ اللہ تعالی کافرمان ہے۔ ﴿وَمُعَالَمُ اللّٰهِ مِنْ اللّٰهِ تعالی کافرمان ہے۔ ﴿وَمُعَالَمُ اللّٰهِ عَلَى مُعَالِدِ اللّٰهِ تعالی کافرمان کی دو تھے ہو ان ہوتی ہوتی ہے، سوتم ہول کی وجہ سے) (فتح اللہ تعالی کافرمان کی و تاہیوں کا نتیجہ ہے۔

م. اس کی مختصر توضیح سورہ بقرہ کے آغاز میں ہو چکی ہے۔

 ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں، (۱) اور یاد اللی تو یونہی سی برائے نام کرتے ہیں۔ (۲)

> مُّنَابْنَابِيْنَ،َيْنَ ذَلِكَ ۗ ۚ لَآاِلَ هَوُٰلِآءَ وَلَآ اِلَّ هَوُٰلِآءْ وَمَنۡ تُتُفْلِلِ اللهُ فَلَنۡ تَجِّنَالَهُ سِبْلِكَ۞

۱۳۳ وہ درمیان میں ہی معلق ڈگرگا رہے ہیں، نہ پورے ان کی طرف نہ صحیح طور پر ان کی طرف (۱) اور جسے اللہ تعالیٰ گراہی میں ڈال دے تو تو اس کے لیے کوئی راہ نہ پائے گا۔

۱۳۳ ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف ججت قائم کرلو۔ (۱)

يَايَّهُا الَّذِيْنَ الْمُنُوالَاتَنَّخِنُواالُكْفِرِيْنَ اَوْلِيَاءُ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتَرُّرِيْدُوْنَ اَنْ مَّخَلُوْالِلهِ عَلَيْكُوُسُلُطْنًا شِّبُيْنًا ⊛

۱۳۵ منافق تو یقیناً جہم کے سب سے نیچ کے طقہ میں جائیں گے،(۵) ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔

إِنَّ الْمُنْفِقِيْنَ فِي الدَّدُلِكِ الْأَسُفَلِ مِنَ التَّلَرُّ وَلَنْ تَجَدَلَهُمُ نَصِيُرًا۞

مواقیت الصلوة- صحیح مسلم، کتاب المساجد) "منافق پر عشاء اور فجر کی نماز سب سے زیادہ بھاری ہے۔"

ا. یہ نماز بھی وہ صرف ریاکاری اور دکھلاوے کے لیے پڑھتے تھے، تاکہ مسلمانوں کو فریب وے سکیں۔

الله کا ذکر تو برائے نام کرتے ہیں یا نماز مخضر سی پڑھتے ہیں آئی لا یُصلُّونَ إِلَّا صَلوٰۃً قَلِیْلَةً جب نماز اظام، خشیت الله کا ذکر تو برائے نام کرتے ہیں یا نماز کی ادائیگی نہایت گراں ہوتی ہے۔ جیسا کہ ﴿وَلِاَتُهَالَکِیْتِوَا اِلْاَعَیٰ الْحَشِیْنِی﴾ الله اور خشوع ہے۔ خلی ہوتو اطبینان ہے نماز کی ادائیگی نہایت گراں ہوتی ہے منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے، یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دوسینگوں کے درمیان (یعنی غروب کے قریب) ہوجاتا ہے تو اٹھتا ہے اور چار شونگیں مارلیتا ہے ۔...." (صحیح مسلم، کتاب المساجد۔ موطا، کتاب القرآن)

۳. کافروں کے پاس جاتے ہیں تو ان کے ساتھ اور مومنوں کے پاس آتے ہیں تو ان کے ساتھ دوسی اور تعلق کا اظہار کرتے ہیں۔ ظاہراً وباطناً وہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں نہ کافروں کے ساتھ۔ ظاہر ان کا مسلمانوں کے ساتھ ہے تو باطن کافروں کے ساتھ اور بعض منافق تو کفر وایمان کے درمیان متحیر اور تذبذب ہی کا شکار رہتے تھے۔ نی سُکالُٹینِا کا فرمان ہے "منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو جفتی کے لیے دو ریوڑوں کے درمیان متر دو رہتی ہے، (بکرے کی تلاش میں) کہمی ایک ریوڑ کی طرف جاتی ہے، 'بھی دوسرے کی طرف" (صحیح مسلم، کتاب المنافقین)

۷۲. لینی اللہ نے تہمیں کافروں کی دوستی سے منع فرمایا ہے۔ اب اگر تم دوستی کروگے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کو یہ دلیل مہیا کررہے ہو کہ وہ تہمیں بھی سزا دے سکے (یعنی معصیت اللی اور حکم عدولی کی وجہ سے)۔

ه. جہنم کا سب سے نچلا طبقہ هاوِيَة کہلاتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا منافقين كى ندكورہ عادات وصفات سے ہم سب مسلمانوں
 کو اللہ تعالى بيائے۔

ٳڵڒٵٮۜۜڹؿؘؾٵڹٛۏٵٷٲڞڵڎ۠ۏٳٷۼؾۜڞۿؙۅ۠ٳۑڵؾ۠ۼ ۅٙٲڂٛڵڞؙۅؙٳۮؽؠٞۿؙٶ۫ؠڵؿٷٷٛڸڵ۪ػؘڡؘۼٳڵٮٷٛڡۣڹؽڹۜ ۅؘڛۘۅ۫ػؽٷؙؾؚٳڵؾ۠ۿٵڷؠٷؙڡؚڹؽؙؽٵٞڿڗٳۼڟۣؽؙڴ۞

مَايَفْعَلُ اللهُ بِعَنَا الِكُمُّ إِنْ شَكَرْتُمُ وَالْمَنْ تُمُّ وَكَانَ اللهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿

ڒؠۼؚۘڹ۠ٳٮڵڎؙٳڵڿۿڒڽؚٳڵۺؖۅ۫؞ڡؚؽٳڵۊۘۅؙڸٳڵؚ ڡؽڟٚڸؗۄٞٷٵؽٳٮڵڎؙڛؠؽڠٵۼڸؽؙؠٵٙ۞

۱۳۲۱. ہاں جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں اور خالص اللہ ہی کے لیے دینداری کریں تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں،(۱) اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت بڑا اجر دے گا۔

۱۳۷ الله تعالی تههیں سزا دے کر کیا کرے گا؟ اگر تم شکر گزاری کرتے رہو اور با ایمان رہو، (۲) الله تعالی بہت قدر کرنے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔ (۳)

۱۳۸. برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالی پیند نہیں فرماتا مگر مظلوم کو اجازت ہے (۲) اور اللہ تعالی خوب سنتا جانتا ہے۔

ا. یعنی منافقین میں سے جو ان چار چیزوں کا خلوص دل سے اہتمام کرے گا، وہ جہنم میں جانے کے بجائے جنت میں اہل ایمان کے ساتھ ہوگا۔ اہل ایمان کے ساتھ ہوگا۔

۲. شکر گزاری کا مطلب ہے اللہ کے تھم کے مطابق برائیوں سے اجتناب اور عمل صالح کا اجتمام کرنا۔ یہ گویا اللہ کی نعمتوں کا عملی شکر ہے اور ایمان سے مراد اللہ کی توحید وربوبیت پر اور نبی آخر الزمان حضرت مجمد مصطفیٰ مثالیقیاً کی رسالت پر ایمان ہے۔
 ۱۳. یعنی جو اس کا شکر کرے گا، وہ قدر کرے گا، جو دل سے ایمان لائے گا، وہ اس کو جان لے گا اور اس کے مطابق وہ بہترین جزاء سے نوازے گا۔

میں شریعت نے تاکید کی ہے کہ کسی کے اندر برائی و کیھو تو اس کا چرچا نہ کرو، بلکہ تنہائی میں اس کو سمجھاؤ، الا یہ کہ کوئی دینی مصلحت ہو۔ اسی طرح کھلے عام اور علی الاعلان برائی کرنا تھی سخت ناپہندیدہ ہے۔ ایک تو برائی کا ارتکاب ویسے ہی ممنوع ہے، چاہے پردے کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔ دو سرا اسے بر سرعام کیا جائے یہ مزید ایک جرم ہے اور اس کی وجہ سے اس برائی کا جرم دو چند، بلکہ دہ چند تھی ہوسکتا ہے۔ قرآن کے الفاظ نہ کورہ دونوں قتم کی برائیوں کے اظہار سے ممانعت کو شامل ہیں اور اس میں یہ بھی داخل ہے کہ کسی شخص کو اس کی کردہ یا ناکردہ حرکت پر برا بھلا کہا جائے۔ البتہ اس سے ایک استثناء ہے کہ ظالم کے ظلم کو تم لوگوں کے سامنے بیان کرسکتے ہو۔ جس سے ایک فائدہ یہ متوقع ہے کہ شاید وہ ظلم سے باز آجائے یا اس کی تلافی کی سعی کرے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ لوگ اس سے نچ کر رہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نبی مطابقیٰ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا کہ مجھے میرا پڑوسی ایذاء دیتا ہے۔ آپ سکان کے اس سے نوچھتا، وہ پڑوسی کے ظالمانہ "تم اپنا سامان نکال کر باہر راستے میں رکھ دو" اس نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ جو بھی گزرتا اس سے پوچھتا، وہ پڑوسی کے ظالمانہ رویے کی وضاحت کرتا تو س کر ہم گزرتا اس سے پوچھتا، وہ پڑوسی کے ظالمانہ رویے کی وضاحت کرتا تو س کر ہم گزرنے والا اس پر لعنت ملامت کرتا۔ پڑوسی نے یہ صور شحال دیکھ کر مغذرت کرلی اور اس سے اپنا سامان اندر رکھنے کی التجا کی۔ (سنن أبی داود۔ کتاب الادب)

ٳؽؙؿؙۮؙۅٛڶڂؘؽڒؙٳٲۉۼٛڡٛٛۏؗڰٲۉؾۘڠڡؙٛۏٵۼؽؙڛؙۅٚٙۼؚڣٳۜػ ٳٮڵه ػٳڹؘۘۘۼڡؙ۠ۊٵڣٙڔؙؽڒؖ۞

اِتَّ الَّذِيْنَ كَيُّفُرُوْنَ بِاللهِ وَدُسُلِهِ وَيُرِيْكُوْنَ اَنُ يُُقِرِّقُوْ ابَيْنَ اللهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُوْنَ نُوْمِنُ بِبَغْضِ وَنَكُفُرُ بِبَعْضٍ قَايُرِيْكُ وَنَ اَنَ يَتَخِّذُوْ اَبِيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا لَهُ

ٱۅؙڵؠٟڮۿؙۿؙۅاڷڬڸڣۯؙۉڹؘڂڠؖٵٷڷۘڠؙؾۮٮۜٵڸڷڬڸڣڕؿؽ عَدَابًاﷺ

ۅؘٳڷێڔؽڹٳؗڡؙٮٛٚۉٳۑٳٮڵؾۅۅڒڛؙڸ؋ۅڵۄؙؽ۫ڡٛڗٟۜٷٛٳؠؽڹٙٲڝٙۅ ڡؚۨؠؙٛۿؗ؋ٲۅڵڸػۺۅٛڣؽؙٷ۫ؾؠؙ۫ۿؙٲڹٛٷڒؙٛ؋ٞٷػٲڹٳڵڵۿ ۼٙڡؙٛٷڗٳڗۜڿؙؚۿٵ۫۫۫

169. اگر تم کسی نیکی کو علائیہ کرو یا پوشیدہ، یا کسی برائی ہے درگزر کرو، (۱) پس یقیناً اللہ تعالی بوری معافی کرنے والا اور پوری قدرت والا ہے۔

100. بے شک جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کے پیغیروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے اور بعض پر نبیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے اور اس کے بین بین کوئی راہ نکالیں۔

161. یقین مانو کہ یہ سب لوگ اصلی کافر ہیں، (۲) اور کافروں کے لیے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔

167. اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے تمام پیغیمروں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے، یہ ہیں جنہیں اللہ ان کا پورا ثواب دے گا (۳) اور

ا. کوئی شخص کی کے ساتھ ظلم یا برائی کا ارتکاب کرے تو شریعت نے اس حد تک بدلہ لینے کی اجازت دی ہے۔ جس حد تک اس پر ظلم ہوا ہے۔ اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِی، مَالَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب النہی عن السباب حدیث: ۱۸۵۷) "آپس میں گائی گوچ کرنے والے دو شخص جو کچھ کہیں اس کا گناہ پہل کرنے والے پر ہے (ایشر طیکہ) مظلوم (لینی جے پہلے گائی دی گئی اور اس نے جواب میں گائی دی) زیادتی نہ کرے۔" لیکن بدلہ لینے کی اجازت کے ساتھ ساتھ معافی اور درگزر کو زیادہ پیند فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالی خود باوجود قدرت کاملہ کے عفو ودرگزر سے کام لینے والا ہے۔ اس لیے فرمایا ﴿وَرَجَزُو اُسَیِبَیْتُ مِّسِیْکَ اُسِیْکَ اُسِیْکَ اُسِیْکَ اُسِیْکَ اُسِیْکَ اُسِیْکَ الله کی اور اس کا جرائی کا بدلہ، اس کے مثل ہے۔ اس لیے فرمایا ﴿وَرَجُو دِ اُورِ دِ رَكُر کرے اور اصلاح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے) اور حدیث میں بھی ہے" معاف کردینے برائی ہے اللہ تعالی عزت میں اضافہ فرماتا ہے۔" (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب العفو والتواضع)

۲. اہل کتاب کے متعلق پہلے گزر چکا ہے کہ وہ بعض نبیوں کو مانتے تھے اور بعض کو نہیں۔ جیسے یہود نے حضرت عیسیٰ علیکیا وحضرت محمد رسول الله منگالیفیکم اور عیسائیوں نے حضرت محمد رسول الله منگالیفیکم کا انکار کیا۔ الله تعالیٰ نے فرمایا کہ انبیاء علیکا کے درمیان تفریق کرنے والے یہ کیکے کافر ہیں۔

٣٠. په ايماندارون کا شيوه بتلايا که وه سب انسياء عليه الله پر ايمان رکھتے ہيں۔ جس طرح مسلمان ہيں که وه کسي بھی نبی کا انکار نہيں

يَسْعُلْكَ اَهُلُ الكِتْبِ اَنْ تُنِزِّلَ عَلَيْهُو ْ كِتْبَامِّنَ السَّمَا ۚ وَقَقَلُ سَأَلُوْ الْمُوسَى الْكَبْرَكِنْ ذَلِكَ فَقَالُوْ ا اَرِنَا اللهَ جَهُرَةً وَأَخَلَ تَهُوُ الشِّعِقَةُ يُظْلُمِهِمَّ تَكُوّ اتَّخَذَنُ واالْحِجْلَ مِنُ بَعْدِمَا جَآءَ تُهُمُ الْبَيِّنِنْ فَعَقَوْنَا عَنْ ذَلِكَ وَالتَّبْنَا مُولِسَى سُلُطْنَا هِبُينَا هِ

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِينِثَا قِهِمُ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُواالْبَابَسُجَّمَا وَقُلْنَا لَهُمُ لَا تَعُدُوا فِي السَّبْتِ وَاخَذُنَامِنُهُمُ وَقَيْنَا قَاغَلِيظًا ﴿

قَبِمَا نَقْتُضِهِمْ قِيْنَا قَهُمْ وَكُفْرُهِمْ بِالْبِ اللهِ وَقَتْلِهِمُ النَّنِيَاءَ بِغَلْرِحِيِّ قَقُولِهِمْ قُلُونُبَاغُلُفٌ بَلُطَبَعَ اللهُ عَلَيْهَا بِكُفِّرٍ هِمْ فَلاَ يُؤْمِنُونَ الِالْقِلْيُلاَفِ

الله بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔

ان کے پاس کوئی آسانی کتاب درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کے پاس کوئی آسانی کتاب لائیں، (۱) حضرت موسیٰ (عَالِیہاً) سے تو انہوں نے اس سے بہت بڑی درخواست کی تھی کہ ہمیں تھلم کھلا اللہ تعالیٰ کو دکھا دے، پس ان کے اس ظلم کی باعث ان پر کڑا کے کی بجلی آپڑی پھر باوجودیکہ ان کے باعث ان پر کڑا کے کی بجلی آپڑی پھر باوجودیکہ ان کے پاس بہت دلیلیں پہنچ بچلی تھی انہوں نے بچھڑے کو اپنا پاس بہت دلیلیں پہنچ بچلی تھی معاف فرمادیا اور ہم نے محبود بنالیا، لیکن ہم نے یہ بھی معاف فرمادیا اور ہم نے مولی مولیٰ (عَالِیہاً) کو کھلا غلبہ (اور صریح دلیل) عنایت فرمائی۔ مولیٰ (عَالِیہاً) کو کھلا غلبہ (اور صریح دلیل) عنایت فرمائی۔ مولیٰ (علیہاً لاکھڑا کردیا اور انہیں تھم دیا کہ سجدہ کرتے ہوئے دروازے میں جاؤ اور یہ بھی فرمایا کہ ہفتہ کے دن ہوئے دروازے میں جاؤ اور یہ بھی فرمایا کہ ہفتہ کے دن میں تجاوز نہ کرنا اور ہم نے ان سے سخت سے سخت قول

100. (یہ سزا تھی) بہ سبب ان کی عہد شکنی کے اور احکام اللی کے ساتھ کفر کرنے کے اور اللہ کے ببیوں کو ناحق قبل کرڈالنے کے، (۲) اور اس سبب سے کہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہے۔ حالانکہ دراصل ان

کرتے۔اس آیت سے بھی "وحدت ادیان" کی نفی ہوتی ہے جس کے قائلین کے نزدیک رسالت محمدیہ پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ اور وہ ان غیر مسلموں کو بھی نجات یافتہ سبھتے ہیں جو اپنے تصورات کے مطابق ایمان باللہ رکھتے ہیں۔ لیکن قرآن کی اس آیت نے واضح کردیا کہ ایمان باللہ کے ساتھ رسالت محمدیہ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ اگراس آخری رسالت کا انکار ہوگا تو اس انکار کے ساتھ ایمان باللہ غیر معتبر اور نامقبول ہے۔ (مزید دیکھیے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲ کا حاشیہ)

ا. یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیظا کوہ طور پر گئے اور تختیوں پر لکھی ہوئی تورات لے کر آئے، اسی طرح آپ بھی آسان پر جاکر لکھا ہوا قرآن مجید لے کر آئیں۔ یہ مطالبہ محض عناد، جمود اور تعنت کی بنا پر تھا۔

کا نقریری عبارت یوں ہوگی فَبِنَقْضِهِمْ مِیْثَافَهُمْ لَعَنَاهُمْ لَعَنَاهُمْ لیمی ہم نے ان کے نقض میثاق، کفر بآیات اللہ اور قتل انبیاء وغیرہ کی وجہ سے ان پر لعنت کی یا سزا دی۔

کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی ہے، اس لیے یہ قدرے قلیل ہی ایمان لاتے ہیں۔

187 اور ان کے کفر کے باعث اور مریم (علیماً) پر بہت بڑا بہتان باندھنے کے باعث۔

اللہ کے رسول میسے عیسی بن مریم (عَلَیْهِا) کو قتل کردیا حالانکہ نہ تو انہوں میسے عیسی بن مریم (عَلَیْهِا) کو قتل کردیا حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا(۲) بلکہ ان کے لیے ان (عیسیٰ عَلَیْهِا) کا شبیہ بنادیا گیا تھا۔(۳) یقین جانو کہ حضرت عیسیٰ (عَلَیْهِا) کے بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں بیں، انہیں اس کا والے ان کے بارے میں بین، انہیں اس کا کوئی یقین نہیں بجر تخینی باتوں پر عمل کرنے کے (۳) اتنا

## وَيِكْفُرُوهِمُ وَقَوْلِهِمُ عَلَى مَنْ يَمَ نَهُمَّا نَا عَظِيمًا اللهِ

وَّقُولِهِمُ إِنَّاقَتُلْنَا الْمُسِينَحَ عِنْسَى ابْنَ مَرْيُمُ رَسُولَ اللَّهُ وَمَاقَتَلُونُهُ وَمَاصَلَبُوْ لُا وَلَاِنْ شُیِّهَ لَهُمُّ وَلِکَ الَّذِینَ اخْتَلَفُو الْفِیْ لِنِیْ شَاقِیِّمِنَهُ مَالَهُمُ رِبُه مِنْ عِلْمِر اللَّا اِبِّبًا عَ الطَّرِيِّ وَمَا قَتَلُونُهُ يَقِيبُنَا هَ

ا. اس سے مراد یوسف نجار کے ساتھ حضرت مریم علیقاً پر بدکاری کی تہمت ہے۔ آج بھی بعض نام نہاد محققین اس بہتان عظیم کو ایک «حقیقت ثابتہ» باور کرانے پر لیے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یوسف نجار (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیقا کا باپ تھا اور یوں حضرت عیسیٰ علیقا کی بن باپ کے مججزانہ ولادت کا بھی انکار کرتے ہیں۔

۲. اس سے واضح ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ عَالِیہا کو یہودی قتل کرنے میں کامیاب ہوسکے نہ سولی چڑھانے میں۔ جیسا کہ ان کا منصوبہ تھا۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران کی آیت: ۵۵ کے حاشیے میں مختصر تفصیل گزرچکی ہے۔

سال اس کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ اللہ ویں کی سازش کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے حواریوں کو جن کی تعداد ۱۲ یا کا تھی، جمع کیا اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص میری جگہ قتل ہونے کے لیے تیار ہوگیا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی شکل وصورت میری جیسی بنادی جائے۔ ایک نوجوان اس کے لیے تیار ہوگیا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ کو وہاں سے آسمان پر اٹھالیا گیا۔ بعد میں یہودی آئے اور انہوں نے اس نوجوان کو لے جاکر سولی پر چڑھادیا جے حضرت عیسیٰ علیہ کا ہم شکل بنادیا گیا تھا۔ یہودی یہی سمجھتے رہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ کو سولی دی ہے درآں حالیکہ حضرت عیسیٰ علیہ اس وقت وہاں موجود ہی نہ سے وہ و زندہ جمیم عضری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جا چکے تھے۔ (این کیر وہ تو اتقدیہ) میں مقال علیہ کو مقل کو تقل کر نے کے بعد ایک گروہ تو یہی کہتارہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ کو قتل کر دیا، جب کہ دوسرا گروہ جے یہ اندازہ ہوگیا کہ مصلوب شخص حضرت عیسیٰ علیہ کیا ہوئی اور ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ کا کو میں نہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ کو آسمان پر جاتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔ بعض مصلوب ہونے کا انکار کرتارہا۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ کو آسمان پر جاتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔ بعض مصلوب ہونے کا انکار کرتارہا۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ کو آسمان پر جاتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔ بعض مصلوب ہونے کا انکار کرتارہا۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس اختلاف سے جو خود عیسائیوں کے نسطوریہ فرقہ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ کہا جس

یقینی ہے کہ انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا۔ ۱۵۸. بلکہ اللہ تعالی نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا<sup>(۱)</sup> اور اللہ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے۔<sup>(۲)</sup>

109. اور اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ (عَلِیْمِیُّا) کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لاچکے (۳)

## كَلُّ رَفِعَهُ اللهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللهُ عَزِيْرًا حَكِيْمًا

ۅؘٳڹؖۺؙٵۿؙڵۣٵڰؚؽڶۑٳڵٳڵڮۼؙڡۣڹۜٙڽ؋ڨؘڵؘڡؘۅؙؾ؋ ۅؘؿۅ۫ڡڒڶڨۣؠػۊؽڴۄؙؽؙۼؽۼۄۿۺؘۿؚؽڵ<sup>ۿ</sup>

کے لحاظ سے تو سولی دے دیے گئے کیان لاہوت (خداوندی) کے اعتبار سے نہیں۔ ملکانیہ فرقے نے کہا کہ یہ قتل وصلب ناسوت اور لاہوت دونوں اعتبار سے مکمل طور پر ہوا ہے (خ القدر) بہر حال وہ اختلاف، تردد اور شک کا شکار رہے۔

ا. یہ نص صریح ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ علیہ اللہ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور مقوار صحیح احادیث صدیث کی تمام کتابوں کے علاوہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بھی وارد ہیں۔ ان احادیث میں آسمان پر اٹھائے جانے کے علاوہ قیامت کے قریب ان کے نزول کا اور دیگر بہت سی باتوں کا تذکرہ ہے۔ امام ابن کثیر یہ تمام روایات ذکر کرکے آخر میں تحریر فرماتے ہیں "پس یہ احادیث رسول منگائیڈیا سے متواتر ہیں۔ ان کے راویوں میں حضرت ابوہریرہ، عبد اللہ بن مسعود، عثان بن ابی العاص، ابو امامہ، نواس بن سمعان، عبد اللہ بن مسعود، عثان بن ابی العاص، ابو امامہ، نواس بن سمعان، عبد اللہ بن مسعود، عثان بن الی العاص، ابو امامہ، نواس بن سمعان، نوبا کی صفت اور جگہ کا بیان ہے، آپ علیہ اس مریحہ اور حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان احادیث میں آپ کے لیے اقامت ہورہی ہوگی۔ آپ خزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑدیں گے، جزیہ معاف کردیں گے، ان کے دور میں سب مسلمان ہوجائیں گے، دجال کا قتل بھی آپ کے ہاتھوں سے ہوگا اور یاجوج وہاجوج کا ظہور وفساد بھی آپ کی ممیں سب مسلمان ہوجائیں گے، دجال کا قتل بھی آپ کے ہاتھوں سے ہوگا اور یاجوج وہاجوج کا ظہور وفساد بھی آپ کی موبودگی میں ہوگا، بالآخر آپ ہی کی بد دعا سے ان کی ہلاکت واقع ہوگی۔"

۲. وہ زبر دست اور غالب ہے، اس کے ارادہ اور مشیت کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور جو اس کی پناہ میں آجائے، اسے کوئی تصان نہیں پہنچاسکتا اور وہ حکیم بھی ہے، وہ جو فیصلہ بھی کرتا ہے، حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔

سل قَبْلُ مَوْتِهِ میں "ه" کی ضمیر کا مرجع بعض مفسرین کے نزدیک اہل کتاب (نصاریٰ) ہیں اور مطلب یہ کہ ہر عیمائی موت کے وقت حفرت عیمیٰ علیمیاً پر ایمان لے آتا ہے۔ گو موت کے وقت کا ایمان نافع نہیں۔ لیکن سلف اور اکثر مفسرین کے نزدیک اس کا مرجع حضرت عیمیٰ علیمیاً ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جب ان کا دوبارہ دنیا میں نزول ہو گا اور وہ دجال کو قتل کرے اسلام کا بول بالا کریں گے تو اس وقت جننے یہودی اور عیمائی ہوں گے ان کو بھی قتل کر ڈالیں گے اور روئے زمیں پر مسلمان کے سواکوئی اور باقی نہ بچے گا اس طرح اس دنیا میں جننے بھی اہل کتاب حضرت عیمیٰ علیمیاً پر ایمان لانے والے ہیں مسلمان کے سواکوئی مور باقی نہ بچے گا اس طرح اس دنیا میں جننے بھی اہل کتاب حضرت عیمیٰ علیمیاً پر ایمان کو ایمی ڈھنگ وہ حضرت عیمیٰ علیمیمی کے خواہ ان کا ایمان کسی بھی ڈھنگ کا ہو۔ صبح احادیث سے بھی بہی بات ثابت ہے۔ چنانچہ نبی علیمیمی کی اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری کا ہو۔ صبح احادیث سے بھی بہی بات ثابت ہے۔ چنانچہ نبی علیمیمی کا ہو۔ صبح احدیث سے بھی بہی بات ثابت ہے۔ چنانچہ نبی علیمیمیمی کا ہو۔ صبح احدیث سے بھی بہی بات ثابت ہے۔ چنانچہ نبی عادل بین مریم عاکم وعادل بن کر نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑدیں گے، خزیر جان ہے! ضرور ایک وقت آئے گا کہ تم میں ابن مریم عاکم وعادل بن کر نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑدیں گے، خزیر

ڣۣڟ۠ڸؗۄؚڝۜٵڷۯڹؽۿٲۮؙۏٲڂۜۜۜڡؙؽؙٵۼۘڷؽۿۄؙڟۣؾۑؾ ٳؙڿڰۘۘڐؙڷۿؙۮ۫ۅۑڝٙؾۿؚؠٝۼڽ۫ڛؚؽڸؚاڵڵٶػؿٛڴٳۿۨ

قَاَخْذِهِمُ الرِّبُوا وَقَکْ نُهُواْعَنُهُ وَٱکُلِّهِمُ اَمُوَلَ النَّاسِ بِالْبُاطِلِ وَاَعْتَکْ ثَالِلْکُفِر اَئِنَ مِنْهُمُ عَذَا بَا اَلِیْمًا ⊛

ڵڮڹٳڵڒۣڛٷ۫ڹ؋ؽٵڶڥڵۄڡؚڹ۫ۿؙڎۘۅٲڵٮٛٷؙڡؚڹؙۏؙؽ ؽؙٷؙڝڹؙۅ۫ڹ؏ٙٵٛڹؙڗؚ۫ڶ۩ؘؽڬٷؘٵٛٲؿؚ۬ڶ؈ؿڣڸػ ۅؘٲڶؿؿؿؠؽڹ۩ڟڶۅةٷٲڣٷ۫ڎؙڹٵڵڒٛڮۅؘڎٙۅٵڷؽٷؙڝڹؙۏٛڹ ڽؚٲؠڵؿۅڶڶؽٷۄٳڵڒڿۯٟٵؙۏڵڸٟڮؘ؊ؘٷ۫ؾؽڿٵۘڹجٞڒٵۼڟۣؽڴ۞ٝ

اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔(۱)

14. جو نفیس چیزیں یہودیوں کے لیے حلال کی گئی تھیں

وہ ہم نے ان پر حرام کردیں ان کے ظلم کے باعث اور
اللہ تعالیٰ کی راہ سے اکثر لوگوں کو روکنے کے باعث۔(۲)

171. اور سود جس سے منع کیے گئے تھے اسے لینے کے

باعث اور لوگوں کا مال ناحق مار کھانے کے باعث اور ان

میں جو کفار ہیں ہم نے ان کے لیے المناک عذاب مہیا

کر رکھا ہے۔

171. لیکن ان میں سے جو کامل اور مضبوط علم والے ہیں جو ہیں اور ایمان والے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور نمازوں کو قائم رکھنے والے ہیں (م) اور زکوۃ کے ادا کرنے

کو قتل کریں گے، جزیہ اٹھا دیں گے اور مال کی اتنی بہتات ہوجائے گی کہ کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔ (لیعن صدقہ خیرات لینے والا کوئی نہیں ہوگا) حتی کہ ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔" پھر حضرت ابوہریرہ ڈٹائٹٹ فرماتے اگر تم چاہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھ کو ﴿وَلَوْ مِنْ اَھُلِ الْکَلْکُوٹُوٹُ ہِ اِلْکُلُوٹُوٹُ ہِ اِلْکُلُوٹُوٹُ ہِ اِلْکُلُوٹُوٹُ ہِ اِلْکُلُوٹُوٹُ ہِ اِلْکُلُوٹُوٹُ ہِ اِلْکُلُوٹُ ہِ اِللَّ سنت کے تمام مکاتب کا متفقہ سے آئی ہیں کہ انہیں تواتر کا درجہ حاصل ہے اور انہی متواتر صبح روایات کی بنیاد پر اہل سنت کے تمام مکاتب کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ اور وجال کا اور تمام ادیان کا خاتمہ فرماکر اسلام کو غالب فرمائیں گے۔ یادوج کا خروج بھی حضرت عیسی علیہ آگا ہی کی موجود گی میں ہوگا اور حضرت عیسی علیہ آگا کی دعا کی برکت سے ہی اس فتنے کا بھی خاتمہ ہوگا جیسا کہ احادیث سے واضح ہے۔

ا. یہ گواہی اپنی پہلی زندگی کے حالات سے متعلق ہوگی۔ جیسا کہ سورۂ مائدہ کے آخر میں وضاحت ہے ﴿وَكُنْتُ عَكَيْكُمُ شَهِيدًا أَثَادُمُتُ فِيْهِمُ ﴾ (میں جب تک ان میں موجود رہا، ان کے حالات سے باخبر رہا)۔

۲. لینی ان کے ان جرائم ومعاصی کی وجہ سے بطور سزا بہت سی حلال چیزیں ہم نے ان پر حرام کردی تھیں۔ (جن کی تقصیل سورۃ الأنعام: ۱۴۷ میں ہے)

س. ان سے مراد عبداللہ بن سلام رہ اللہٰءُ وغیرہ ہیں جو یہودیوں میں سے مسلمان ہو گئے تھے۔

۷۲. ان سے مراد بھی وہ اہل ایمان ہیں جو اہل کتاب میں سے مسلمان ہوئے یا پھر مہاجرین وانصار مراد ہیں۔ لیعنی شریعت کا پختہ علم رکھنے والے اور کمال ایمان سے متصف لوگ ان معاصی کے ارتکاب سے بچتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ناپند فرماتا ہے۔ والے ہیں<sup>(۱)</sup> اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والےہیں<sup>(۲)</sup> یہ ہیں جنہیں ہم بہت بڑے اجر عطا فرمائیں گے۔

۱۲۳. اور آپ سے پہلے کے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں (\*) اور بہت سے رسولوں کے نہیں بھی کے (۵) اور موسیٰ (عَلَیْظًا) سے اللہ

إِنَّا اَوْحَيْنَاۚ اللَّهُ كَمَّا اَوْحَيْنَاۤ اللَّهُ فُوْمِ ۗ وَالنَّبَةِنَ مِنْ بَعْدِهِ وَاَوْحَيْنَاۤ اللَّهِ الْهُو يُمُووا السَّلْعِيْلَ وَالسَّحٰقَ وَيَمْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْلُى وَاكْثُوْبَ وَيُوْشَ وَهُرُوْنَ وَسُلِيُمُنَ ۖ وَالتَّيْنَا دَاوُدَ ذَنُوْرًا ﴾ دَاوُدَ ذَنُورًا ﴾

وَرُسُلَاقَدُ فَصَصَّمْهُمُ عَلَيْكَ مِنْ قَبُلُ وَرُسُلَا لَّهُ نَقَصُصُهُمُ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللهُ مُوْسَى تَكُلِيمُنَا ۚ

ا. اس سے مراد زکوۃ اموال ہے یا زکوۃ نفوس لیعنی اپنے اخلاق وکردار کی تطبیر اور ان کا تزکید کرنا، یا دونوں ہی مراد ہیں۔ ۲. لیعنی اس بابت پریقین رکھتے ہیں کہ اللہ کے سواکوئی معبود نہیں۔ نیز بعث بعد الموت اور عملوں پر جزاء وسزاکا یقین رکھتے ہیں۔

٣. حضرت ابن عباس رکی ﷺ سے مروی ہے کہ بعض لو گوں نے کہا کہ حضرت موسیٰ عَلیْظِا کے بعد سمی انسان پر اللہ تعالیٰ نے کچھ نازل نہیں کیا اور یوں نبی عَلَیْشِیْم کی وحی ورسالت سے بھی انکار کیا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی (ابن سیْر) جس میں مذکورہ قول کا رد کرتے ہوئے رسالت محمدیہ عَلَیْشِیْم کا اثبات کیا گیا ہے۔

٧٩. جن نبيول اور رسولول كے اسائے گرامی اور ان كے واقعات قرآن كريم ميں بيان كيے گئے ہيں ان كی تعداد ٢٣ يا٢٥ ہے۔

(۱) آدم (۲) ادريس (٣) نوح (٣) ہود (۵) صالح (٢) ابراہيم (۵) لوط (۸) اساعيل (٩) اسحاق (١٠) يعقوب (١١) يوسف

(۲۱) ايوب (١٣) شعيب (١٣) موئی (١٥) ہارون (١٦) يونس (١٤) داود (١٨) سليمان (٩١) الياس (٢٠) اليسع (١١) زكريا

(۲۲) يحيٰي (٢٣) عيسىٰي (٢٣) ذوالكفل (اكثر مفسرين كے نزديك) (٢٥) حضرت محمد صلوة الله وسلامه عليه وعليهم الجعين 
۵. جن انبياء اور رسل كے نام اور واقعات قرآن ميں بيان نبيس كيے گئے، ان كی تعداد كتنی ہے؟ الله تعالی ہی بہتر جانتا ہے۔

ايک حديث ميں جو بہت مشہور ہے ايك لاكھ ٢٢ بزار اور ايک حديث ميں ٨ بزار تعداد بتلائی گئی ہے۔ ليكن يه روايات سخت ضعيف ہيں۔ قرآن وحديث ہے صوف يه معلوم ہوتا ہے كہ مختلف ادوار وحالات ميں مبشرين ومنذرين (انبياء) آتے رہے ہيں۔ بالآخر يہ سلمائہ نبوت حضرت محمر شائلين غير خم فرماديا گيا۔ آپ سے پہلے کتنے نبی آئے؟ ان کی صحیح تعداد الله كے سواكوئی

ۯڛؙڴٲۺۜؽۺٚڔؽڹۘۏؘڡؙٮؙٛۮ۬ڔڔؿڹٙڸڡؙٙڰڵڲ۠ۅٛڽڶڵٵڛ عَلَىاللهِ حُجَّه تُبْعَثَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

لِكِنِ اللهُ يَشْهُدُ بِمِنَّا اَنْزُلَ الِيَكَ اَنْزُلَهُ بِعِلْمِهُۥ وَالْمُلَلِّكُهُ يُشْهُدُ وُنْ وَكَفَى بِاللهِ شَهِيْدًا ۞

اِتَّالَّذِيُنَكَغَمُّوا وَصَثُّوا عَنْسَبِيْلِ اللهِ قَدُصَّتُوا ضَلَا لَابِينِيْدًا ۞

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَمُ وَاوَظَلَمُوا لَحْرَيُكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَمُ وَلِإِيمُورَيُّهُمُ طِرِيقًا ﴿

تعالی نے صاف طور پر کلام کیا۔(۱)

الال ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے (۲) تاکہ لوگوں کی کوئی ججت اور الزام رسولوں کے جیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے۔ (۳) اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے۔ اللہ جو کچھ آپ کی طرف اتارا ہے اس کی بابت خود اللہ تعالیٰ گوائی دیتا ہے کہ اسے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے بھی گوائی دیتا ہے کہ اسے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے بھی گوائی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے۔ فرشتے بھی گوائی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے۔ اور وکا وہ یقیناً گمرائی میں دور نکل گئے۔

۱۲۸. جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا، انہیں اللہ تعالی ہر گز ہر گز نہ بخشے گا اور نہ انہیں کوئی راہ دکھائے گا۔ (۳)

نہیں جانتا تاہم آپ عَلَیْتُیْمُ کے بعد جینے بھی دعوے داران نبوت ہو گزرے یا ہول گے، سب کے سب دجال اور کذاب ہیں اور ان کی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے والے دائرہُ اسلام سے خارج ہیں اور امت محمدیہ سے الگ ایک متوازی امت ہیں۔ جیسے امت بابیہ، بہائیہ اور امت مرزائیہ وغیرہ۔ اس طرح مرزا قادیانی کو مستح موعود ماننے والے لاہوری مرزائی بھی۔

ا. یہ موسیٰ علیہ ایک وہ خاص صفت ہے جس میں وہ دوسرے انبیاء سے ممتاز ہیں۔ صحیح ابن حبان کی ایک روایت کی رو سے امام ابن کثیر نے اس صفت ہم کلامی میں حضرت آدم علیہ او حضرت محمد منافیہ ایک کو بھی شریک مانا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر زیر آیت ﴿ وَلِمُ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهِ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهِ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهِ الللَّهِ الللَّهِ الللَّهِ الللَّهِ الللَّهِ الللَّهِ الللَّهِ الللَّهُ الللَّهِ الللَّهُ الللَّهِ الللللَّهِ الللللَّهِ اللللَّهِ الللللَّهِ الللللَّهِ الللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ الللَّهِ الللَّهِ الللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ الللَّهِ الللَّا اللَّهِ اللَّهِ الللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّا اللَّهِ الللَّهِ الل

۲. ایمان والوں کو جنت اور اس کی نعمتوں کی خوشخری دینا اور کافروں کو اللہ کے عذاب اور بھڑ کتی ہوئی جہنم سے ڈرانا۔ سالہ بعض نبوت یا انذار و تبشیر کا یہ سلسلہ ہم نے اس لیے قائم فرمایا کہ کس کے پاس یہ عذر باقی نہ رہے کہ ہمیں تو شیرا پیغام پہنچا ہی نہیں۔ جس طرح دو سرے مقام پر فرمایا ﴿ وَلَقُ اَکْا اَهُ لَمَتِ اَلْهُ اَلْهُ اَلَٰهِ اَلْهُ اَلَٰهُ اَلُّوْ اَلْمَالُولُ اَلْمَالُتُ اللَّهُ اَلِی اِسْ کَی اَلْهُ اِللَّهُ اَلْمُولِ اَنْ اَلْهُ اِللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ اللَ

۷. کیونکہ مسلسل کفر اور ظلم کا ارتکاب کرکے، انہوں نے اپنے دلول کو سیاہ کرلیا ہے جس سے اب ان کی ہدایت ومغفرت کی کوئی امید نہیں کی جاسکتی۔

ِ الْاَطِرِيْقَ جَهَّنَّمَ غِلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَكَا أَوَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيُرًا ۞

ێٵؽٞۿٵڶٮۜٛٵؙؙٛٛٛٛٛ؈ؙڎٮؙۼؖٲۼۘػٛٷٵڵڗۜڛؙٛۅ۠ڵۑٳڷۼؚؾٞڡؚڽٛ ڎڽؚۜڮٞڎ۫ٷؙٳۿڹؙٷٲڂؽڔؙ۩ڰڎ۫ۅٳڶؾۘػۿؙڕ۠ۉٳٷٙڷڽٙڸڰ ڝٵڣۣٳۺٮؠڮۅؾؚۅٳڷڒۯۻٷػٲؽٳڶڰۿؙۼڸؽؠٵ ڂڝؽؠٛڴ۞

ؽۜٲۿڶۘۘۘۨڶڷؚڮؾ۬ڹڵڗؘۼؙڷٷٳؽ۫ۮؚؽڹؚػ۠ۄ۫ۅؘڵٳؾؘڠؙۅ۠ڵۅؖٛٳ عَلَى اللهِ إِلَّا الْحَقَّ إِتَّمَا الْمُسِيْحُ عِيْمَى

119. بجر جہنم کی راہ کے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ پڑے رہیں گے، اور یہ اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے۔

14. اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر رسول آگیا ہے، پس تم ایمان لاؤ تاکہ تمہارے لیے بہتری ہو اور اگر تم کافر ہوگئے تو اللہ ہی کی

الحا. اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حدسے نہ گزر جاؤ (۱) اور اللہ یر بجز حق کے اور کچھ نہ کہو، مس

ہے ہر وہ چیز جو آسانوں اور زمین میں ہے، () اور اللہ

ا. لینی تمہارے کفر سے اللہ کا کیا بگڑے گا جیسے حضرت موکی علیہ است قوم سے فرمایا تھا ﴿ اِنْ سَکُفُوگُو اَلْنَکُو وَمَنْ فِی الْکُوشِ جَمِیعًا اَفْلَیٰ الله کَاکیا بَلْکُ کَفَیْ وَالِراهیم: ۸) (اگر تم اور روئے زمین پر بینے والے سب کے سب کفر کا راستہ اختیار کرلیں تو وہ اللہ کا کیا بگاڑیں گے؟ بقیناً اللہ تعالی تو بے پروا تعریف کیا گیا ہے)۔ اور حدیث قد می میں ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے "اے میرے بندو! اگر تمہارے اول وآخر تمام انسان اور جن اس ایک آدمی کے دل کی طرح ہوجائیں جو تم میں سب سے زیادہ متی ہے تو اس سے میری بادشاہی میں اضافہ نہیں ہوگا اور اگر تمہارے اول وآخر اور انس وجن اس ایک آدمی کے دل کی طرح ہوجائیں جو تم میں سب سے بڑا نافرمان ہو تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی کی نہیں ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تم سب ایک میدان میں جمع ہوجاؤ اور مجھ سے سوال کرو اور میں ہر انسان کو اس کے موال کے مطابق عطا کروں تو اس سے میرے خزانے میں اتی ہی کی ہوگی جتنی سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں ہوتی ہے۔ " (صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الظلم)

دانا ہے حکمت والا ہے۔

7. غُلُوٌ کا مطلب ہے کی چیز کو اس کی حد سے بڑھادینا۔ جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ عَلَیْدا اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہ انہیں رسالت وبندگی کے مقام سے اٹھاکر الوہیت کے مقام پر فائز کردیا اور ان کی اللہ کی طرح عبادت کرنے گئے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ عَلیہا کے پیروکاروں کو بھی غلو کا مظاہرہ کرتے ہوئے، معصوم بنا ڈالا اور ان کو حرام وطال کے اختیار سے نوازدیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ اِنْ حَن اُوا اَحْدَا اَلْهُ مُورِدُهُ مِن اَدُهُ وَ اُرْبَا اِنَّا حَدِیْثُ وَ اللهِ اِن کو حرام (النوبة: ۳۱) (انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا)۔ یہ رب بنانا حدیث کے مطابق، ان کے حال کے کو حال اور حرام کیے کو حرام سمجھنا تھا۔ دراں حالیکہ یہ اختیار صرف اللہ کو حاصل ہے لیکن اہل کتاب نے یہ حق میں اپنے علماء وغیرہ کو دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل کتاب کو دین میں اسی غلو سے منع فرمایا ہے۔ بی مظاہری عیسی عیسائیوں کے اس غلو کے پیش نظر اپنے بارے میں اپنی امت کو متنبہ فرمایا۔ ﴿ اللهُ تُولُونُ فِی کُمَا أَطُرُتِ النَّصَارِیٰ عِیْسَیٰ ابن مَرْیَمَ ؛ فَالِنَّمُ اللهُ عَبْدُ الله وَرَسُولُه ﴾ (صحیح بخاری – کتاب الانبیاء مسند أَطْرَبِ النَّصَاریٰ عِیْسَیٰ ابن مَرْیَمَ ؛ فَالَّمُ اللهُ عَبْدُ الله وَرَسُولُه ﴾ (صحیح بخاری – کتاب الانبیاء مسند

ابْنُ مَرْيَمُرَيْمُوْلُ اللهِ وَكِلِمَتُهُ ۚ اَلْقُلَهُ ٓ اللهِ مَرْيُمُ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۚ فَالْمِنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهٖ ۗ وَلاَ تَقُوْلُوْا تَكُنْتُهُ ۗ النَّهُ وَاخَبُرالكُو اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ قَاحِثُ سُبُحْنَةُ آنُ يَكُوْنَ لَهُ وَلَنَّ اللهُ مَا فِي السّلوتِ وَمَا فِي الْوَرُضِ \* وَكَفْل بِإِنلِهِ وَكِيْلًا ۚ

لَنْ يَيْمُ تَنْكِفَ الْسِيْمُ أَنْ يَكُوْنَ عَبْدًا الِّلَهِ وَلَا الْمَلْلِكَةُ الْفَقَرِّدُونَ وْمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ

عیسیٰ بن مریم (عَلِیْکِاً) تو صرف الله تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں جسے مریم (عَلِیْکااً) کی طرف ڈال دیا تھا اور اس کے پاس کی روح ہیں (ا) اس لیے تم الله کو اور اس کے سب رسولوں کو مانو اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں (ا) اس سے باز آجاؤ کہ تمہارے لیے بہتری ہے، اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اس کے لیے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اس کے لیے ہے جو کچھ زمین میں ہے۔ اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔

۱۷۲ مسیح (عالیطاً) کو اللہ کا بندہ ہونے میں کوئی ننگ وعار یا تکبر وانکار ہرگز ہو ہی نہیں سکتا اور نہ مقرب فرشتوں

أحمد جلدا صفح ۱۳ اور ديميے صفح ۱۵۱ "تم مجھے اس طرح حدسے نه بڑھانا جس طرح عيسائيوں نے عيسىٰ بن مريم علينيا كو بڑھايا، ميں تو صرف الله كا بندہ ہوں، پس تم مجھے اس كا بندہ اور رسول ہى كہنا" كيكن افسوس امت محمديہ اس كے باوجود بھى اس غلو سے محفوظ نه رہ سكى جس ميں عيسائى مبتلا ہوئے اور امت محمديہ نے بھى اپنے پيغيمر كو بلكه نيك بندوں تك كوخدائى صفات سے متصف تظہر اديا جو دراصل عيسائيوں كا وطيرہ تھا۔ اسى طرح علماء وفقهاء كو بھى دين كا شارح اور مفسر مانے كے بجائے ان كو شارع (شريعت سازى كا اختيار ركھنے والے) بناديا ہے۔ فَإِنَّا لِلَٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ فَى قرمايا نبى سَلَّ اللَّهِ عَلَيْ اللهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ فَى قرمايا نبى سَلَّ اللَّهُ اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ

ا. كَلِمَةُ اللهِ كا مطلب يہ ہے كہ لفظ كُنْ سے باپ كے بغير ان كى تخليق ہوئى اور يہ لفظ حضرت جريل عَلَيْها كے ذريعے سے حضرت مريم عَلَيْها تَک بَنهايا گيا۔ روح الله كا مطلب وہ نَفخَة (پھونک) ہے جو حضرت جريل عَلَيْها نے الله كے حكم سے حضرت مريم عَلَيْها تَک بَنهايا گيا۔ روح الله كا مطلب وہ نَفخَة (پھونک) ہے بو حضرت جريم عَلَيْها الله كا عليه بيا الله كا كلمہ بھى ہيں جو فرشتے نے حضرت مريم عَلَيْها كى طرف ڈالا اور اس كى وہ روح ہيں، جے لے كر جريل عَلَيْها مريم عَلَيْها كى طرف ڈالا اور اس كى وہ روح ہيں، جے لے كر جريل عَلَيْها مريم عَلَيْها كى طرف ڈالا اور اس كى وہ روح ہيں، جے لے كر جريل عَلَيْها مريم عَلَيْها كى طرف ڈلا اور اس كى وہ روح ہيں، جے لے كر جريل عَلَيْها مريم عَلَيْها كى طرف ڈلا اور اس كى وہ روح ہيں، جے لے كر جريل عَلَيْها مريم عَلَيْها كى طرف بيجے گئے۔ (تعیر این کَشِر)

۲. عیسائیوں کے کئی فرقے ہیں۔ بعض حضرت عیسیٰ علیہ اللہ کا شریک اور بعض اللہ کا شریک اور بعض اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔ پھر جو اللہ مانتے ہیں وہ أَقَانِيْمُ شَلائَة (تین سے ایک) ہونے کے قائل ہیں۔ اللہ عالیہ اللہ تعالی فرمارہا ہے کہ تین خدا کہنے سے باز آجاؤ، اللہ تعالی ایک ہی ہے۔

عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكُيرُ فَسَيَحْشُرُهُ وَ الْيُهِ جَمِيْعًا ۞

فَأَكَّا الَّذِينَ امْنُواْ وَعَمِلُوا الصَّلِحْتِ فَيُوقِّ يُهِمُّ فَاللَّذِينَ الْمُؤْاوَعِمِلُوا الصَّلِحْتِ فَيُوقِّ يُهِمُّ الْمُؤَاوَّ فَضُلِمَّ وَالمَّا الَّذِينَ الْمُؤَوَّ الْمُؤَوَّ فَيُعَدِّبُهُمُّ عَذَا اللَّهِ وَلِيَّا اللَّهُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ وَلِيَّا اللَّهِ لَيَا اللَّهِ اللَّهُ اللَّالِيَّا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّلِيْنِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِيِّ الْمُنْ الْمُنْ الْمُنْ اللَّهُ الْمُؤْمِنِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِيِّ الْمُؤْمِنِيِ الْمُؤْمِنِيِّ الْمُؤْمِ

ٙؽؘٳؿ۠ۿٵڶڰٵ؈ؙۊؘۮؙڿٲٷػؙۅٛٮڔٛۿٵؽ۠ۺۣٞۯڗۺؚؚ۠ڮؙۄ ۅٙٲڹ۫ڒؘڶؽؙٳۧڵؽڮؙۄ۠ڹٚۅ۫ڒٳۺ۠ؠؽ۫ٵۘؗؗ

فَأَمَّا الَّذِيْ يَنَ الْمُنُوا بِاللهِ وَاعْتَصَهُوا بِهِ فَسَيُكُ خِلْهُمُ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ هُ وَفَصْلٍ وَيَهُدِي يُهِمُ اللهِ مِرَاطًا مُنْ تَقِيْمًا أَنْ

کو، (۱) اور اس کی بندگی سے جو بھی دل چرائے اور تنگبر وانکار کرے، اللہ تعالی ان سب کو اکٹھا اپنی طرف جمع کرے گا۔

السلام بیں جو لوگ ایمان لائے ہیں اور شائستہ اعمال کیے ہیں ان کو ان کا پورا پورا ثواب عنایت فرمائے گا اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا<sup>(۲)</sup> اور جن لوگوں نے ننگ وعار اور سرکشی اور انکار کیا، (۱) انہیں المناک عذاب دے گا<sup>(۳)</sup> اور وہ اپنے لیے سوائے اللہ کے کوئی حمایتی، اور امداد کرنے والا نہ پائیں گے۔

۱۷۲. اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آپنچی (۵) اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف نور اتار دیا ہے۔(۱)

الله الله الله تعالی پر ایمان لائے اور اسے مضبوط کیڑ لیا، انہیں تو وہ عنقریب اپنی رحمت اور فضل میں لے لئے گا اور انہیں اپنی طرف کی راہ راست دکھا دے گا۔

ا. حضرت عیسیٰ عَلیْمِلاً کی طرح بعض لوگوں نے فرشتوں کو بھی خدائی میں شریک تظہرا رکھا تھا، اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ یہ تو سب کے سب اللہ کے بندے ہیں اور اس سے انہیں قطعاً کوئی انکار نہیں ہے۔ تم انہیں اللہ یا اس کی الوہیت میں شریک کس بنیاد پر بناتے ہو؟

- ۲. بعض نے اس "زیادہ" سے مراد یہ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو شفاعت کا حق عطا فرمائےگا، یہ اذن شفاعت پاکر جن کی بابت اللہ چاہےگا یہ شفاعت کریں گے۔
  - س. لینی الله کی عبادت واطاعت سے رکے رہے اور اس سے انکار و تکبر کرتے رہے۔
- ٧٠. جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَسُتَكِيرُ وَنَ عَنْ عِبَادَقِ ٓ سَينٌ مُلُونَ جَهَا لَمُونَ وَ المؤمن: ١٠) (ب شک جو لوگ ميري عبادت سے انتہار (انکار و تکبر) کرتے ہیں، بقیناً ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے)۔
- ۵. بربان، ایسی دلیل قاطع، جس کے بعد کسی کو عذر کی گنجائش نہ رہے اور ایسی جحت جس سے ان کے شبہات زائل ہوجائیں، اسی لیے آگے اسے نور سے تعبیر فرمایا۔
- ۲. اس سے مراد قرآن کریم ہے جو کفر وشرک کی تاریکیوں میں ہدایت کا نور ہے۔ ضلالت کی پگڈنڈیوں میں صراط مستقیم
   اور حبل الله المتین ہے۔ پس اس کے مطابق ایمان لانے والے اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے مستحق ہوں گے۔

يَسْتَفَتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيَكُمُ فِى الْكَلْدَةِ إِنِ اَصُرُوُّا هَكَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَنَّ وَلَهُ آخُتُ فَلَهَا نِصُفُ مَا تَرَكِ وَهُويَرِتُهَا إِنَّ لَهُ يَكُنُ لَهَا وَلَنَّ فَا فَإِنْ كَانَتَا النَّنَ يَبِي فَلَهُمَا الشَّلُ ثَنِ مِمِّنَا تَرَكِ وَإِنْ كَانُوْ آلِخُوةً وَيِجَالَا وَيْسَاءً فَلِلنَّ كَرِمِتْ لُ حَظِّ الْأُنْثَيَدَ يُرِيِّينُ اللهُ لَكُمُ آنَ تَضِلُوْ أَوَاللهُ يُكُلِّ الْأُنْثَيَدَ يُرِيِّينُ اللهُ لَكُمُ آنَ تَضِلُوْ أَوَاللهُ يُكُلِّ

121. آپ سے فتوکی پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجھے کہ اللہ تعالی (خود) تہمیں کلالہ کے بارے میں فتوکی دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص مرجائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہوتو اس کے لیے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے ('') اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ ('') پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی طلح گا۔ ''') اور اگر کئی شخص اس ناطے کے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کے لیے حصہ ہے مثل دو عورتوں کے، ('') اللہ تعالی تمہارے لیے بیان فرمارہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم بہک جاؤ اور اللہ تعالی ہر چیز سے واقف ہے۔

ا. كَلاَلَةٌ كَ بارے ميں پہلے گررچكا ہے كہ اس مرنے والے كو كہا جاتا ہے جس كا باپ ہو نہ بيٹا۔ يہاں پھر اس كى ميراث كا ذكر ہورہا ہے۔ بعض لوگوں نے كلالہ اس شخص كو قرار ديا ہے جس كا صرف بيٹا نہ ہو۔ ليخى باپ موجود ہو، كين بيہ صحيح نہيں۔ كلالہ كى پہلى تعريف ہى صحيح ہے۔ كيونكہ باپ كى موجود گى ميں بہن سرے سے وارث ہى نہيں ہوتى۔ باپ اس كے حق ميں عالب بن جاتا ہے۔ ليكن يہال اللہ تعالى فرمارہا ہے كہ اگر اس كى بهن ہوتو وہ اس كے نصف مال كى وارث ہوگی۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے كہ كلالہ وہ ہے كہ بيٹے كے ساتھ جس كاباپ بھى نہ ہو۔ يوں بيٹى كى نفى وارث ہوگا۔ جس سے وار باپ كى نفى اشارة النص سے ثابت ہوجاتى ہے۔

ملحوظہ: بیٹے سے مراد بیٹا اور پوتا دونوں ہیں۔ اسی طرح بہن سے مراد سگی بہن یا علاقی (باپ شریک) بہن ہے (ایر الفاہر) اطادیث سے ثابت ہے کہ کلالہ کی بہن کے ساتھ بیٹی کی موجوگی میں بیٹی کو نصف اور بہن کو نیف اور بیٹی اور پوتی کی موجودگی میں بیٹی کو نصف اور بہن کو باقی لیعنی ثلث دیا گیا۔ (ٹی انقدیر وابن ٹیر) اس سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کی اولاد موجود ہوتو بہن کو بحثیت ذوی الفروش کچھ نہیں ملے گا۔ اب اگر وہ اولاد بیٹا ہوتو کسی اور چیشت سے بھی کچھ نہیں ملے گا۔ اب اگر وہ اولاد بیٹا ہوتو کسی اور چیشت سے بھی کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر بیٹی ہوتو بہن اس کے ساتھ عصبہ ہوجائے گی اور مَابَقِی کے لے گی۔ یہ مَابَقِی ایک بیٹی کی موجود گی میں نصف اور ایک سے زائد کی موجود گی میں ثلث ہوگا۔

۲. اس طرح باپ بھی نہ ہو۔ اس لیے کہ باپ، بھائی سے قریب ہے، باپ کی موجود گی میں بھائی وارث بی نہیں ہوتا اگر اس طرح باپ بھی نہ ہو۔ اس لیے کہ باپ، بھائی ہو گا تو ان کا حصہ نکالنے کے بعد باتی مال کا وارث بھائی قرار پائے گا۔ (ابن سیر)
 سابیہی عظم دو سے زائد بہنوں کی صورت میں بھی ہو گا۔ گویا مطلب یہ ہوا کہ کلالہ شخص کی دویا دو سے زائد بہنیں ہوں تو انہیں کل مال کا دو تہائی حصہ ملے گا۔

جم. لیعنی کلالہ کے وارث مخلوط (مرد اور عورت دونوں) ہوں تو پھر "ایک مرد دو عورت کے برابر" کے اصول پر ورثے کی تقسیم ہوگی۔ تقسیم ہوگی۔

## سورهٔ مائده مدنی ہے اور اس میں ایک سوبیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں۔

## 

سُوْرَةُ المَائدَةِ

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ؘڸؘؽۿٵڷێڹؽڹٵؗڡٮؙٛٷٛٲٲۅڡٛٷٵڽٳڵڠؙڨٛڎؚ؞ڋ ڵڝػ ٮڰؙۄؙڹڡؚۿ۪ٮڎؙٲڷڒڠٵڝٳڷڒڡٵؽۨؿڵٵؽڲۿؙۅؘۼؘؿڒۼؙؚڸؚٚ ڶڰؽڽ۫ۮؚۅؘٲٮ۬ٮؙؿ۫ٷٷڞ۠ٳڶٵڶڶڎێڲڰؙۄؙڡٵؽڔۣؽؙڰ

1. اے ایمان والو! عہد و پیان پورے کرو، (۱) تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کیے گئے ہیں (۲) بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیے جائیں گے (۳) مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا، یقیناً اللہ جو چاہے کھم کرتا ہے۔

يَايَّهُا اَتَّذِيْنِ)امَنُوْالاَيُّخُلُوْا شَعَآيِرَاللهِ وَلاَالشَّهُرَالُحُرَّامَ وَلاَالْهُدُى وَلَاالْقَلَاٰلِيَ

ایمان والو! الله تعالیٰ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو<sup>(\*)</sup> نہ ادب والے مہینوں کی<sup>(۵)</sup> نہ حرم میں قربان

ا. عُقُودٌ عَقُدٌ كى جَع ہے، جس كے معنى كرہ لگانے كے بيں۔ اس كا استعال كى چيز ميں كرہ لگانے كے ليے بھى ہوتا ہے اور ہے اور پختہ عبدو بيان كرنے پر بھى۔ يہاں اس سے مراد احكام اللى بيں جن كا اللہ نے انسانوں كو مكلف تشہرايا ہے اور وہ عبدو بيان ومعاملات بھى بيں جو انسان آپس ميں كرتے بيں۔ دونوں كا ايفاء ضرورى ہے۔

۲. بَهِیْمَةٌ چوپائے (چار ٹائلوں والے جانور) کو کہا جاتا ہے۔ اس کا مادہ بَهَمٌ، إِنْهَامٌ ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ ان کی گفتگو اور عقل وقہم میں چونکہ ابہام ہے، اس لیے ان کو بَهِیْمَةٌ کہا جاتا ہے۔ أَنْعَامٌ اونٹ، گائ، بَری اور بھیر کو کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی چال میں نری ہوتی ہے۔ یہ بَهِیْمَةُ الْأَنْعَامِ نر اور مادہ مل کر آٹھ قسمیں ہیں، جن کی تفصیل سورۃ الأنعام آیت نمبر ۱۲۳ میں آئے گی علاوہ ازیں جو جانور وحشی کہلاتے ہیں مثلاً ہرن، نیل گائے وغیرہ، جن کا عموماً شکار کیا جاتا ہے، یہ بھی طال ہیں۔ میں آئے گی علاوہ ازیں جو جانور وحشی کہلاتے ہیں مثلاً ہرن، نیل گائے وغیرہ، جن کا عموماً شکار کیا جاتا ہے، یہ بھی طال ہیں۔ البتہ حالت احرام میں ان کا اور دیگر پرندوں کا شکار ممنوع ہے۔ سنت میں بیان کردہ اصول کی روسے جو جانور ذُوْذَاب اور جو اپنی ہیں، وہ سب حلال ہیں، جیسا کہ سورہ بقرہ آیت نمبر سالا کے حاشے میں تفصیل گزرچکی ہے۔ ذُوْذَاب کا مطلب ہے وہ جانور جو اپنے پنج سے اپنا شکار چھپٹتا پکڑتا ہو اور چیرتا ہو، مثلاً شیر، چیتا، کہا، بھیریا وغیرہ اور ذُوْ فَاب کا مطلب ہے وہ برندہ جو اپنے پنج سے اپنا شکار چھپٹتا پکڑتا ہو۔ مثلاً شکرہ، باز، شاہین، عقاب وغیرہ۔

۳. ان کی تفصیل آیت نمبر ۳ میں آرہی ہے۔

٧٠. شَعَاتِر، شَعِیْرةٌ کی جَع ہے، اس سے مراد حرمات اللہ ہیں (جن کی تعظیم وحرمت اللہ نے مقرر فرمائی ہے) بعض نے اسے عام رکھا ہے اور بعض کے نزدیک یہاں جج وعمرے کے مناسک مراد ہیں بعنی ان کی بے حرمتی اور بے توقیری نہ کرو۔ اس طرح جج وعمرے کی ادائیگی میں کسی کے درمیان رکاوٹ بھی مت بنو، کہ یہ بھی بے حرمتی ہی ہے۔ هی اللّتَ اللّهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ ا

وَلاَ آلَيْنَ الْبَيْتَ الْحُرَامُ يَلْبَنَغُونَ فَضُلَّامِنَّ دَّيِّهِهُ وَرِضُوانًا وَإِذَا حَلَلْتُهُ فَاصُطَادُوا وَلَاَ عَرُمَتُكُمُ شَنَانُ قَوْمِ اَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمُسْجِدِ الْحَرامِ اَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوِنُوا عَلَى الْبِرِّوا التَّقُوٰيُ وَلاَتَعَاوِنُوا عَلَى الْإِنْثُهِ وَالْعُدُوانِ

ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جارہے ہوں () اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا جوئی کی نیت سے جارہے ہوں، (۲) ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو، (۲) جن لوگوں نے تہ ہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تہ ہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حدسے گزر جاؤ، (۲) نیکی اور پر ہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں مدد نہ کرو، (۵) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک

اور محرم) کی حرمت بر قرار رکھو اور ان میں قال مت کرو۔ بعض نے اس سے صرف ایک مہینہ لینی ماہ ذوالحجہ (ج کا مہینہ) مراد لیا ہے۔ بعض نے اس محکم کو ﴿فَاهْتُلُواالْمُشْرِيكِينَ حَيْثُ وَحَبُدُتُنُوْهُو ﴾(التوبة: ۵) سے منسوخ مانا ہے۔ مگر اس کی ضرورت نہیں۔ دونوں احکام کے اپنے اپنے دائرے ہیں، جن میں تعارض نہیں۔

ا. هَدْیٌ ایسے جانور کو کہا جاتا ہے جو حاتی حرم میں قربان کرنے کے لیے ساتھ لے جاتے تھے۔ قَلَاؤَدٌ فَلَادَةٌ کی جَع ہے جو گلے کے پیے کو کہا جاتا ہے، یہاں جج یا عمرہ کے موقع پر قربان کیے جانے والے ان جانوروں کو مراد لیا گیا ہے۔ جن کے گلوں میں علامت اور نشانی کے طور پر جوتے یا پیٹے ڈال دیے جاتے تھے پس قلائد سے مقصود وہی جانور ہوئے جنہیں حرم لے جایا جاتا تھا۔ یہ ھدی کی مزید تأکید ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان جانوروں کو کسی سے چھینا جائے نہ ان کے حرم تک چنیخ میں کوئی رکاوٹ کھڑی کی جائے۔

۲. لعنی جی وعرے کی نیت سے یا تجارت وکاروبار کی غرض سے حرم جانے والوں کو مت روکو نہ انہیں ننگ کرو۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ احکام اس وقت کے ہیں جب مسلمان اور مشرک اکٹھے جی وعمرہ کرتے تھے۔ لیکن جب آیت ﴿یَایُّهُ الْکَدْیْنَ الْمَنْوَ الْمَنْوَ الْکَدْیْنَ الْمُنْوَ الْکَدْیْنَ الْمُنْوِقُ وَلَیْنَ اللّٰ اللّٰہ اللّٰ

س. یہاں امر اباحت لیعنی جواز بتلانے کے لیے ہے۔ لیعنی جب تم احرام کھول دو تو شکار کرنا تمہارے لیے جائز ہے۔ مم. لیعنی گو تمہیں ان مشرکین نے ۲ ہجری میں معجد حرام میں جانے سے روک دیا تھا لیکن تم ان کے اس روکنے کی وجہ سے ان کے ساتھ زیادتی والا رویہ افتیار مت کرنا۔ دشمن کے ساتھ بھی حکم اور عفو کا سبق دیا جارہا ہے۔

۵. یہ ایک نہایت اہم اصول بیان کردیا گیا ہے۔ جو ایک مسلمان کے لیے قدم قدم پر رہنمائی مہیا کرسکتا ہے۔ کاش
 مسلمان اس اصول کو اپناسکیں۔

الله تعالی سخت سزا دینے والا ہے۔

سل تم پر حرام کیاگیا مردار اورخون اورخزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو<sup>(۱)</sup> اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو<sup>(۲)</sup> اور جو کسی ضرب سے مراگیا ہو<sup>(۳)</sup> اور جو اونچی حکمہ سے گر کر مرا ہو<sup>(۳)</sup> اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو<sup>(۵)</sup> اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو<sup>(۱)</sup> لیکن اسے تم ذرج کرڈالو تو حرام نہیں<sup>(۵)</sup> اور جو آسانوں پر ذرج کیا گیا ہو<sup>(۱)</sup> اور

حُرِّمَتُ عَلَيُكُو الْمَيْنَةُ وَالدَّمُ وَكَحُو الْخِنْنِيْرُ وَمَا الْهِنَّ لِغَيْرِ وَمَا الْهِنَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمُوقُودُةُ ثُو الْمُنْخَرِقَةُ وَالْمُوقُودُةُ ثُو اللَّهُ عَلَى السَّبُعُ اللَّهُ مَا ذَكَيْنُهُ وَاللَّهُ عَلَى النَّصُبِ وَانَ تَعْتَصُمُوا مِنْ اللَّهُ عَلَى النَّصُبِ وَانَ تَعْتَصُمُوا بِالْدُرْدُورُ وَاللَّهُ عَلَى النَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللْعُلِمُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللْهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللْعَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللْهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللْهُ عَلَى اللْعَلَى عَلَى اللْعَلَى اللْعَلَى اللَّهُ عَلَى اللْعَلَى اللَّهُ عَلَى اللْعَلَى الْمُعَلِّى الْعَلَى الْعَلَى اللَّهُ عَلَى اللْعَلَى اللْعَلَى الْعَلَى الْعَلَى الْعَلَى الْعَلَمُ عَلَى اللْعَلَى اللَّهُ عَلَى الْعَلَى الْعَلَى الْعَلَى الْعَلَى الْعَلَمُ عَلَى

1. یہاں سے ان محرمات کا ذکر شروع ہورہا ہے جن کا حوالہ سورت کے آغاز میں دیا گیا ہے۔ آیت کا اتنا حصہ سورۂ بقرہ میں گزرچکا ہے۔ (دیکھے آیت نبر۱۷۲)

۲. گلا کوئی شخص گھونٹ دے یا کسی چیز میں بھینس کر خود گلا گھٹ جائے۔ دونوں صورتوں میں مردہ جانور حرام ہے۔
س. کسی نے پتھر، لا تھی یا کوئی اور چیز ماری جس سے وہ بغیر ذئے کیے مر گیا۔ زمانۂ جاہلیت میں ایسے جانوروں کو کھالیا جاتا تھا۔ شریعت نے منع کردیا۔ بندوق کا شکار: بندوق کا شکار کیے ہوئے جانور کے بارے میں علاء کے در میان اختلاف ہے۔ امام شوکانی نے ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بندوق کے شکار کو حلال قرار دیا ہے۔ (ث القدیر) یعنی اگر بسم اللہ پڑھ کر گوئی چلائی گئی اور شکار ذیج سے پہلے ہی مر گیا تو اس کا کھانا اس قول کے مطابق حلال ہے۔

م. چاہے خود گرا ہو یا کسی نے پہاڑ وغیرہ سے دھکا دے کر گرایا ہو۔

۵. نَطِيْحَةٌ، مَنْطُوحَةٌ ك معنى ميں ہے۔ يعنى كسى نے اسے كلر ماردى اور بغير ذن كي كي وہ مركبيا۔

۲. یعنی شیر، چیتا اور بھیڑیا وغیرہ جے ذوناب (کیلیوں سے شکار کرنے والے درندوں میں سے کسی نے) اسے کھایا ہو اور
 وہ مرگیا ہو۔ زمانۂ جاہلیت میں مرجانے کے باوجود ایسے جانور کو کھالیا جاتا تھا۔

2. جمہور مفسرین کے نزدیک یہ استثناء تمام مذکورہ جانوروں کے لیے ہے لینی مُنْخَفِقَةٌ، مَوْقُوْدَةٌ، مُتَوَدِّيَةٌ، نَطِیْحةٌ اور در ندوں کا کھایا ہوا، اگر تم انہیں اس حال میں پالو کہ ان میں زندگی کے آثار موجود ہوں اور پھر تم انہیں شرعی طریقے ہے ذرج کر لو تو تبہارے لیے ان کا کھانا حلال ہوگا۔ زندگی کی علامت یہ ہے کہ ذرج کرتے وقت جانور پھڑکے اور ٹانگیں مارے۔ اگر چھری پھیرتے وقت یہ اضطراب و حرکت نہ ہوتو سجھ لویہ مردہ ہے۔ ذرج کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر تیزدھار آلے سے اس کا گل اس طرح کا ٹا جائے کہ رگیں کٹ جائیں۔ ذرج کے علاوہ نحر بھی مشروع ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑے جانور کے لیے پر چھری ماری جائے (اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے) جس سے زخرہ اور خون کی خاص رگیں کٹ جائیں۔ ان کا جاتی ہیں اور سارا نمون بہہ جاتا ہے۔

۸. مشرکین اپنے بتوں کے قریب پھر یا کوئی چیز نصب کرکے ایک خاص جگد، بناتے تھے۔ جے نُصُبُّ (تھان یا آستانہ)
 کہتے تھے۔ اس پر وہ بتوں کے نام نذر کیے گئے جانوروں کو ذرج کرتے تھے لینی یہ ﴿وَمَاۤ اَلْهِلَّ بِهِ لِغَیْرِ لِللهِ ﴾ ہی کی ایک

ۘڵڬؙۿ۫ۮۣؽۘڬؙڎؙؙۄؘٲڷؿؙۘۘمۘؿؙؗٛٵڬؽۘۿؙۯۼٸؠٙؿ۬٥ڗۻؽؾٛؗڰڰۿؙ ٵڵؚڛڶڵۮۮؽڲٵڣٙؠڹٳڞؙڟڗۜ؈۬ٛػۺڝۊۼؽڔ ؙؙڞؙۼٙٳؿڣٟڵؚٳؿۛۅؙٷٙڷٵؠڶۿۼؘڡؙٛۊۯ۠ڒۜۼؽؿ۠۞

ڛؙۘڬؙۮؙڗ۬ڬ؆ؘۮٵۮؘٳۧٳٛڝڰٛڵۿڎ۠ڟؙڷٳڝٛڰڵۿ۠ٳڷڟۣؾڹڬٛۅٙڡٵ ٵڴؿؙڎ۠ۅۺٵۼۅٳڔڿۿػڵۣؠؽڹؿۼڵؠۉٷۿڽۜڝ؆ٵۼڰٮڴۿ ٵڵڎؙۏؙڴۅٛٳڝؠۜٵۧڡٛۺڴؽٵڲؽڴٷٵۮٛڬۯٛۅٳٳۺۄٳڵؿڡ ۘۼڮؽٷٳڷڡٞٷٳٳڵڎٳٞؾٵڶؿڡڛڔؽۼٳڮ۫ڛٳ؈

بیہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو() یہ سب بد ترین گناہ ہیں، آج کفار تمہارے دین سے نا امید ہوگئے، خبردار! تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا، آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہوگیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہوجائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہوتو یقیناً اللہ تعالی معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔(۱) حلال ہے؟ آپ کہہ دیجھے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں، (۱) اور جن شکار کھیلنے والے جانوروں کو تم نے سدھا رکھاہے بینی جنہیں تم تھوڑا بہت جانوروں کو تم نے سدھا رکھاہے بینی جنہیں تم تھوڑا بہت وہ سکھاتے ہو جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے جمہیں دے وہ سکھاتے ہو جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے جمہیں دے

شکل تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آستانوں، مقبروں اور در گاہوں پر، جہاں لوگ طلب حاجات کے لیے جاتے ہیں اور وہاں مدفون افراد کی خوشنودی کے لیے جانور (مرغا، بکرا وغیرہ) ذیج کرتے ہیں، یا کمی ہوئی دیگئیں تقتیم کرتے ہیں، ان کا کھانا حرام ہے یہ ﴿وَاَذْ يُوْمِ کَلِي النَّصْابِ﴾ میں داخل ہیں۔

ا. ﴿ وَاَنْ اَسْتَقُوْمُ وُالِالْاَدُكُورِ ﴾ کے دو معنی کیے گئے ہیں ایک تیروں کے ذریعے تقسیم کرنا دوسرا تیروں کے ذریعہ قسمت معلوم کرنا، پہلے معنی کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ جوئے وغیرہ میں ذرج شدہ جانور کی تقسیم کے لیے یہ تیر ہوتے سے جس میں کسی کو پھی مل جاتا، کوئی محروم رہ جاتا۔ دوسرے معنی کی رو سے کہاگیا ہے کہ ازلام سے مراد تیر ہیں جن سے وہ کسی کام کا آغاز کرتے وقت فال لیا کرتے سے۔ انہوں نے تین قسم کے تیر بنار کھے تھے۔ ایک افعل (کر) دوسرے میں لاَتَفْعَلْ (نہ کر) اور تیسرے میں پھی نہیں ہوتا تھا۔ افْعَلْ والا تیر نکل آتا تو وہ کام کرلیا جاتا، لاَتَفْعَلْ والا تیر نکل آتا تو نہ کسی کہ اور تیسرا تیر نکل آتا تو پھر دوبارہ فال نکا گئے۔ یہ بھی گویا کہانت اور اسْتِمْدَادٌ بِغَیْرِ الله کی شکل ہے اس لیے اسے بھی حرام کردیا گیا استقسام کے معنی طلب قسمت ہیں۔ یعنی تیروں سے قسمت طلب کرتے تھے۔

۲. یہ بھوک کی اضطراری سفیت میں مذکورہ محرمات کے کھانے کی اجازت ہے بشر طیکہ مقصد اللہ کی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنا نہ ہو، صرف جان بجانا مطلوب ہو۔

m. اس سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جو طال ہیں۔ ہر طال طیب ہے اور ہر حرام خبیث۔

رکھی ہے (۱) پس جس شکار کو وہ تمہارے لیے پکڑ کر روک رکھیں تو تم اس سے کھالو اور اس پر اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرلیا کرو۔(۲) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

6. کل پاکیزہ چیزیں آج تمہارے لیے حلال کی گئیں اور اللہ کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے (\*\*) اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں (\*\*) جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو، اس طرح کہ تم ان سے با قاعدہ نکاح کرو یہ نہیں

ٱلْيُوَمَ الْحِلَّ لَكُوْ الطَّيِّدِاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُونُوْا الكِنْبَ حِلَّ لَكُوْ وَطَعَامُكُوْ حِلَّاكُمُ وَالْحُصْنَتُ مِنَ الْمُؤُونِٰتِ وَالْمُحْصَنَتُ مِنَ الَّذِينَ الْوُتُوا الكِنْبَ مِنْ فَيْلِكُوْ إِذَا التَيْنُمُوهُ فَى الْجُورُفُنَ مُحْصِنِينَ عَيْرَ مُسْفِحِيْنَ وَلَامْتَخِذِي أَخَدَانٍ وَمَنْ يَعْمُونَ بِالْإِيْمَانِ فَقَدُ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُو فِي الْلِخِرَةِ مِن

ا. جَوَارِحُ، جَارِحٌ کی جمع ہے جو کاسب (کمانے والا) کے معنی میں ہے۔ مراد شکاری کتا، باز، چیتا، شکرا اور دیگر شکاری پر تیوارِحُ، جَارِحٌ کی جمع ہے جو کاسب (کمانے والا) کے معنی میں ہے۔ مراد شکاری کے لیے سدھایا گیا ہو۔ سدھانے کا مطلب ہے جب اسے شکار پر چھوڑا جائے۔ تو دوڑتا ہوا جائے، جب روک دیا جائے تو رک جائے اور بلایا جائے تو واپس آجائے۔
 ۲. ایسے سدھائے ہوئے جانوروں کا شکار کیا ہوا جانور دو شرطوں کے ساتھ حلال ہے۔ ایک یہ کہ اسے شکار کے لیے چھوڑتے وقت بم اللہ یڑھ لی گئی ہو۔ دوسری ہے کہ شکاری جانور شکار کرکے اینے مالک کے لیے رکھ چھوڑے اور اس کا

چیوڑتے وقت جم اللہ پڑھ کی گئی ہو۔ دوسری یہ کہ شکاری جانور شکار کرکے اپنے مالک کے لیے رکھ چیوڑے اور اس کا انتظار کرے، خود نہ کھائے۔ حتیٰ کہ اگر اس نے اسے مار بھی ڈالا ہو، تب بھی وہ مقتول شکار شدہ جانور حلال ہوگا بشر طیکہ اس کے شکار میں سدھائے اور چیوڑے ہوئے جانور کے علاوہ کی اور جانور کی شرکت نہ ہو۔ (صحیح البخاري، کتاب اللہائح والصید- مسلم، کتاب الصید)

۳. اہل کتاب کا وہی ذبیحہ حلال ہو گا جس میں خون بہہ گیا ہو۔ گویا ان کا مشینی ذبیحہ حلال نہیں ہے، کیونکہ اس میں خون بہنے کی ایک بنیادی شرط مفقود ہے۔

۱۰. اہل کتاب کی عور توں سے نکاح کی اجازت کے ساتھ ایک تو پاکدامن کی قید ہے، جو آج کل اکثر اہل کتاب کی عور توں میں مفقود ہے۔ دوسرا اس کے بعد فرمایا گیا جو ایمان کے ساتھ کفر کرے، اس کے عمل برباد ہوگئے۔ اس سے یہ تنبیہ مقصود ہے کہ اگر ایس عورت سے نکاح کرنے میں ایمان کے ضیاح کا اندیشہ ہوتو بہت ہی خسارہ کا سودا ہو گا اور آج کل اہل کتاب کی عور توں سے نکاح میں ایمان کو جو شدید خطرات لاحق ہوتے ہیں، مختاج وضاحت نہیں۔ درآں حالیکہ ایمان کو جو شدید خطرات لاحق ہوتے ہیں، مختاج وضاحت نہیں۔ درآں حالیکہ ایمان کو جو بیان فرض ہے۔ ایک جائز کام کے لیے فرض کو خطرے میں نہیں ڈالا جاسکتا۔ اس لیے اس کا جواز بھی اس وقت تک ناقابل عمل رہے گا، جب تک مذکورہ دونوں چیزیں مفقود نہ ہوجائیں۔ علاوہ ازیں آج کل کے اہل کتاب ویسے بھی اپنے دین سے بالکل ہی بیگانہ بلکہ بیزار اور باغی ہیں۔ اس حالت میں کیا وہ واقعی اہل کتاب میں شار بھی ہوسکتے ہیں؟ واللہ اُعلم دین سے بالکل ہی بیگانہ بلکہ بیزار اور باغی ہیں۔ اس حالت میں کیا وہ واقعی اہل کتاب میں شار بھی ہوسکتے ہیں؟ واللہ اُعلم

الغييرين ٥

يَايَهُا الَّذِينَ امْنُوْآاِذَا فُمْتُهُ لِلَ الصَّلَاةِ
فَاغُسِلُوا وُجُوهُكُوْوَآيِدِ الْكَمْتُولُ الصَّلَاقِ
وَامُسَحُوْلِوُوْسُكُوْ وَآدُولُكُوْ الْ الْكَعْبَيْنِ وَانْ
كُنْ تُمْجُنِبًا فَاطَهَرُوْآ وُلِنُ كُنْتُمُ مِّرْضَى
اَوْعَلَى سَقَوْ اوْجَاءَ احَدُّ مِّنْكُمْ مِّنَ الْفَالِيطِ
اَوْلُسَنْتُهُ النِّسَاءَ فَكُوْتَ حِدُولُ وَامْاءً فَتَدَيَّمُهُوا
صَعِيدُنًا وَعِيدُ اللَّهُ لَيْجُعَلَ عَلَيْهُ وَاللَّهِ الْمُؤْلِدِيْهُ وَالْمِيدِينُكُمُ

کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو، اور منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔

۲. اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو(۱) اپنے سرول کا مسح کرو(۱) اور اپنے پاؤں کو شخوں سمیت دھولو،(۱) اور اپنے پاؤں کو شخوں سمیت دھولو،(۱) ہاں اگر تم اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو عسل کرلو،(۱) ہاں اگر تم بیار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہوکر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تہہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیم کرلو، اسے اور تہہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیم کرلو، اسے

ا. "منه دھوؤ" لینی ایک ایک، دو دو یا تین تین مرتبه دونوں ہھیلیاں دھونے، کلی کرنے، ناک میں پانی ڈال کر جھاڑنے کے بعد۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ منه دھونے کے بعد ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھویا جائے۔

۲. مسے پورے سرکا کیا جائے، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے اپنے ہاتھ آگے سے پیچے گدی تک لے جائے اور پھر وہاں سے آگے کو لائے جہاں سے شروع کیا تھا۔ اس کے ساتھ کانوں کا مسے کرلے۔ اگر سر پر پگڑی یا عمامہ ہوتو حدیث کی روسے موزوں کی طرح اس پر بھی مسے جائز ہے۔ (سچے مسلم، تاب اطمارة) علاوہ ازیں ایک مر تبہ بی اس طرح مسے کرلینا کافی ہے۔

٣. أَرْجُلَكُمْ كَا عَطَفَ وُجُوْهَكُمْ پر ہے لیعنی اپنے پیر مخنوں تک دھوؤ! اور اگر موزے یا جراہیں پہنی ہوئی ہیں (بشر طیکہ وضو کی حالت میں پہنی ہوں) تو حدیث کی روسے پیر دھونے کے بجائے جرابوں پر مسے بھی جائز ہے۔ ملحوظة: (۱) اگر پہلے سے باوضو ہوتو نیا وضو کرنا ضروری نہیں۔ تاہم ہر نماز کے لیے تازہ وضو بہتر ہے۔ (۲) وضو سے پہلے لیم اللہ پڑھنی بھی ضروری ہے۔ (۴) داڑھی گھنی ہوتو اس کا ظال کیا جائے۔ پہلے نیت فرض ہے۔ (۳) اور دھویا جائے۔ (۲) ان کے در میان فاصلہ نہ کیا جائے۔ لیعنی ایک عضو دھونے کے بعد دو سرے عضو کے دھونے میں دیر نہ کی جائے۔ بلکہ سب اعضاء تسلسل کے ساتھ کیے بعد دیگرے دھوئے جائیں۔ (۷) اعضائے وضو میں سے کسی بھی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہے، ورنہ وضو نہیں ہوگا۔ (۸) کوئی عضو بھی تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھویا جائے۔ ایسا کرنا ظاف سنت ہے۔ (نفسیر ابن کثیر، فتح القدیر وأیسر التفاسیر)

الله جنابت سے مراد وہ ناپاکی ہے جو احتلام یا بیوی سے ہم بستری کرنے کی وجہ سے لاحق ہوجاتی ہے اور اسی محکم میں حیض اور نفاس بھی داخل ہے۔ جب حیض یا نفاس کا خون بند ہوجائے تو پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے طہارت یعنی عشل ضروری ہے۔ البتہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیم کی اجازت ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ (فتح القدیر وأیسر التفاسیر)

وَالِكِنْ يُرِّدُكُ لِيُطَهِّرًا كُمُّوْ وَلِيُتِوَّنِعُمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمُ تَشْكُوْنَ شَكْرُوْنَ ﴿

وَاذُكُرُوُ انِعْمَةَ اللهِ عَنَيْكُمُ وَمِيْثَاقَهُ الَّانِينُ وَاتَقَكُّمُ رِبَّمٌ إِذْ تُنْمُو سَمِعُنَا وَاطَعُنَا ۗ وَاتَّقَوُ اللهُ إِنَّ اللهَ عَلِيْمُ اللهِ الصَّدُو و

يَايُّهُا الَّذِيْنَ الْمَنُوا كُونُوا قَوْمِيْنَ بِلَّهِ شُهَدَاء بِالقِسُطِ وَلا يَجْرِمَنَّكُمُ شَنَانُ قَوْمٍ عَلَى الاَقْدُبِ لُوا إَعْدِلُوْا هُوَا هُوَدَا فُوْرَهُ لِلتَّقُوٰى وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ خَبِيبُرُابِهَا

اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو<sup>(۱)</sup> اللہ تعالی تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا<sup>(۲)</sup> بلکہ اس کا ارادہ تنہیں پاک کرنے کا اور تنہیں اپنی بھر پور نعمت دینے کا ہے، (۳) تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔

2. اور تم پر اللہ تعالیٰ کی جو تعمیں نازل ہوئی ہیں انہیں یاد رکھو اور اس کے اس عہد کو بھی جس کا تم سے معاہدہ ہوا ہے جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا اور اللہ تعالیٰ سے دُرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کا جانے والا ہے۔

۸. اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہوجاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دیے والے بن جاؤ، (۵) کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کردے، (۵) عدل کیا کرو جو پر ہیزگاری کے زیادہ قریب

1. اس کی مختصر تشریخ اور تیم کا طریقہ سورۃ النہاء کی آیت نمبر ۳۳ میں گزرچکا ہے۔ صبیح بخاری میں اس کی شان نزول کی بابت آتا ہے کہ ایک سفر میں بیداء کے مقام پر حضرت عائشہ ڈھاٹھٹا کا ہار گم ہوگیا جس کی وجہ سے وہاں رکنا یا رک رہنا پڑا۔ صبح کی نماز کے لیے لوگوں کے پاس پانی نہ تھا اور تلاش ہوئی تو پائی دستیاب بھی نہیں ہوا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں تیم کی اجازت دی گئی ہے۔ حضرت اسید بن حضیر ڈھاٹھٹو نے آیت سن کر کہا اے آل ابی بحر! تمہاری وجہ سے اللہ نے لوگوں کے لیے برکتیں نازل فرمائی ہیں اور یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ (تم لوگوں کے لیے سرایا ہرکت نہیں ہے۔ (تم لوگوں کے لیے سرایا ہرکت ہو۔) (سبح بخاری۔ سورۃ المادہ)

۲. اسی لیے قیمم کی اجازت مرحمت فرمادی ہے۔

۳. ای لیے حدیث میں وضو کرنے کے بعد دعا کرنے کی ترغیب ہے۔ دعاؤں کی کتابوں سے یہ دعا یاد کرلی جائے۔ ۴. اس پہلے جملے کی تشریح سورۃ النساء آیت نمبر ۱۳۵ میں گزر چکی ہے۔

۵. اور اس دوسرے جملہ کی تشریح سورۃ المائدہ کے آغاز میں گزرچی ہے۔ نبی کریم شکی تیا آم کے نزدیک عادلانہ گوائی کی کتنی اہمیت ہے، اس کا اندازہ اس واقعے سے ہوتا ہے جو حدیث میں آتا ہے، حضرت نعمان بن بشیر شکا تیا گئی کہتے ہیں میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا تو میری والدہ نے کہا، اس عطیے پر آپ جب تک اللہ کے رسول کو گواہ نہیں بنائیں گے میں راضی نہیں ہوں گی۔ چنا نچہ میرے والد نبی شکا تیا تی خدمت میں آئے تو آپ شکی تیا گئی آغی کی خدمت میں آئے تو آپ شکی تیا گئی آغی کی خدمت میں آئے تو آپ شکی تی گئی گئی کے درمیان افساف طرح کا عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپ شکی تی فرمایا "اللہ سے ڈرو اور اولاد کے درمیان انساف کرو" اور فرمایا کہ «میں ظلم پر گواہ نہیں بنول گا۔ " (صحیح البخاری و مسلم، کتاب الهبة)

تَعْمَلُونَ⊙

وَعَكَاللَّهُ الَّذِينَ الْمَنُوا وَعَمِلُوا الطَّلِحَٰتِ لَهُ وَعَمِلُوا الطَّلِحَٰتِ لَهُ وَكَاللَّهُ اللَّ

وَالَّذِيْنَكَفَرُوْا وَكَنْنَبُوْا بِالْنِيْنَآاُولَلِكَ ٱصْحٰبُالْجَحِيْمِ ۞

يَّايَهُمُّ الَّذِيْنَ امَنُوا اذْكُرُوْ انْعُمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اِذْهَمَّ قَوْمُ اَنْ يَبْسُطُوْ اَلِيُكُمُ اَيْدِيهُمُ فَكَفَّ اَيْدِيهُمُّ عَنْكُمُ وَاتَّقُوا اللهُ وعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكِّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۚ

وَلَقَدُ أَخَذَاللهُ مِينَنَاقَ بَنِي السَّرَاءِيلَ

ہے، اور الله تعالى سے ڈرتے رہو، يقين مانو كه الله تعالى ممہارے اعمال سے باخبر ہے۔

9. الله تعالی کا وعدہ ہے کہ جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کے لیے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

1. اور جن لو گوں نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھٹلایا وہ دوزخی ہیں۔

11. اے ایمان والو! الله تعالی نے جو احسان تم پر کیا ہے اسے یاد کرو جب کہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو الله تعالی نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک دیا<sup>(۱)</sup> اور الله تعالی سے ڈرتےرہو اور مومنوں کو الله تعالی ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

**۱۲**. اور الله تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیان کیا<sup>(۱)</sup>

ا. اس کی شان نزول میں مفسرین نے متعدد واقعات بیان کیے ہیں۔ مثلاً اس اعرابی کا واقعہ کہ رسول الله مَالَیْتُیْمُ ایک سفر سے والیمی پر ایک درخت کے سائے میں آرام فرماتھ، تلوار درخت سے لئی ہوئی تھی۔ اس اعرابی نے تلوار پُرُوکر آپ مَالَیْتُیْمُ پر سونت کی اور کہنے لگا۔ اے محمد (مُنَالِیْمُ اُل آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ مَالِیْتُیْمُ نے بلا تالل فرمایا "الله" (لیعنی الله بچائے گا) یہ کہنا تھا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ بعض کہتے ہیں کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں نے نبی کریم مَالَیْتُیْمُ اور آپ مَالِیْتُومُ اور آپ مُلَالِیْکُمُ کے اصحاب کے خلاف، جب کہ آپ مُلَالیُّیْمُ وہاں تشریف فرماتھ، دھو کہ اور فریب سے نقصان پہنچانے کی سازش تیار کی تھی، جس سے الله تعالی نے آپ مُلَالِیُہُمُ وہو بچایا۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک مسلمان کے ہاتھوں غلط فہمی سے دو عامری شخص قمل ہوگئے تھے، ان کی دیت کی ادائیگی میں یہودیوں کے قبیلے بنو نفنیر سے حسب ہاتھوں غلط فہمی سے دو عامری شخص تیار کی کہ اوپر سے چکی کا پھر آپ مُلَالِیُہُمُ پر گرا دیا جائے، جس سے الله تعالی نے آپ مُلَالِیْکُمُ کو بیا تشریف کے گئے اور ایک دیوار سے مُلیک کے انہوں نے یہ سازش تیار کی کہ اوپر سے چکی کا پھر آپ مُلَالِیْکُمُ پر گرا دیا جائے، جس سے الله تعالی نے آپ مُلَالِیْکُمُ کو بذریعہ و می مطلع فرمادیا۔ ممکن ہے کہ ان سارے ہی واقعات کے بعد یہ آیت نازل ہوئی ہو۔ کیونکہ ایک آپ کر خرول کے کئی اسباب وعوامل ہو سکتے ہیں۔ (نفسیر ان کثیر، آبسر التفاسیر وفتح القدیر)

۲. جب الله تعالیٰ نے مومنوں کو وہ عہد اور میثاق پورا کرنے کی تاکید کی جو اس نے حضرت محمد سکاللیکی اور بالخصوص یہ اور انہیں قیام حق اور شہادت عدل کا حکم دیا اور انہیں وہ انعامات یاد کرائے جو ان پر ظاہراً وباطناً ہوئے اور بالخصوص یہ بات کہ انہیں حق وصواب کے رائے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی تو اب اس مقام پر اس عہد کا ذکر فرمایا جارہا ہے جو بنی امرائیل سے لیا گیا اور جس میں وہ ناکام رہے۔ یہ گویا بالواسطہ مسلمانوں کو تنبیہ ہے کہ تم بھی کہیں بنو اسرائیل کی طرح عہد وبیثاق کو یابال کرنا شروع نہ کردینا۔

وَبَعَتْنَكَامِنُهُمُ اثُنَّى عَشَرَنَقِدُبًا وَقَالَ اللهُ إِنِّ مَعَكُمُ لَكِنُ اَقَـهُ ثُو الصَّلُوةَ وَالتَّدِيثُهُ الزَّكُوةَ وَامَّنُ ثُو بُرُسُلِ وَعَزَّمْ تُنُمُوهُمُ وَاقْرَضُ ثُو اللهَ قَرْضًا حَسَنَا لَا كَفِّرَ تَنَّمُوهُمُ سَيِّنَا تِكُو وَلَا دُخِلَتًا لُهُ حَبْنَ عَنَكُمُ تَحْتِمَ الْاَنْهُنُ قَمَّنُ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدُ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿

قِبِمَا نَقُضِهِمُ مِيْنَا فَهُمُ لَعَنْهُمُ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمُ قُسِيةٌ ثَيْحَرِّفُونَ الْحَالِمَ عَنُ مُّواضِعِهُ وَنَسُواحَظَامِّمًا ذُكِّرُوُ الِهِ وَلاَتَزَالُ تَطَلِعُ عَلى خَالِنَةٍ مِنْهُمُ اللَّهِ قَلِيُلًا مِّنْهُ هُـ مُؤَامُّفُ عَنْهُمُ

اور انہی میں سے بارہ سر دار ہم نے مقرر فرمائے (۱) اور اللہ تعالی نے فرما دیا کہ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز قائم رکھوگے اور زکوۃ دیتے رہوگے اور مرتے میرے رسولوں کو مانتے رہوگے اور ان کی مدد کرتے رہوگے اور اللہ تعالیٰ کو بہتر قرض دیتے رہوگے تو یقیناً میں تمہاری برائیاں تم سے دور رکھوں گا اور تمہیں ان جینوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے چشمے بہہ رہے بین، اب اس عہد و بیان کے بعد بھی تم میں سے جو انکاری ہو جائے وہ یقیناً راہ راست سے جھٹک گیا۔

ان پر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر اپنی لعنت نازل فرمادی اور ان کے دل سخت کردیے کہ وہ کلام کو اس کی جگہ سے بدل ڈالتے ہیں (۱) اور جو پکھے سے بدل ڈالتے ہیں (۱ دھیہ بھلا پھے ، (۱ سیٹھے، (۱ ان کی ایک نہ ایک خیانت پر تجھے اطلاع ملتی بیٹھے، (۱ ان کی ایک نہ ایک خیانت پر تجھے اطلاع ملتی

ا. اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت موسیٰ عَلَيْهِ جبابرہ سے قال کے لیے تیار ہوئے تو انہوں نے اپنی قوم کے بارہ قبیلوں پر بارہ نقیب مقرر فرمادیے تاکہ وہ انہیں جنگ کے لیے تیار بھی کریں، ان کی قیادت ور ہنمائی بھی کریں اور دیگر معاملات کا انتظام بھی کریں۔

العنی استے انظامات اور عہد مواعید کے باوجود بنو اسرائیل نے عہدشکنی کی، جس کی بنا پر وہ لعنت الٰہی کے مستحق ہے۔ اس لعنت کے دنیوی نتائج یہ سامنے آئے کہ ایک تو ان کے دل سخت کردیے گئے جس سے ان کے دل اثر پذیری سے محروم ہو گئے اور انبیاء کے وعظ و نصیحت ان کے لیے ہے کار ہو گئے، دوسرایہ کہ وہ کلمات الٰہی میں تحریف کرنے لگ گئے۔ یہ تحریف لفظی اور معنوی دونوں طرح کی ہوتی تھی جو اس بات کی دلیل تھی کہ ان کی عقل و فہم میں کئی آئی ہے اور ان کی جمارتوں میں بھی ہے پناہ اضافہ ہوگیا ہے کہ اللہ کی آئیوں تک میں تصرف کرنے سے انہیں گریز نہیں۔ بدقسمتی سے اس قساوت قبلی اور کلمات الٰہی میں تحریف سے امت مجمد ہے کہ اللہ کی آئیوں تک میں تصرف کرنے سے انہیں گریز نہیں۔ بدقسمتی سے اس قساوت قبلی اور کلمات الٰہی میں تحریف سے امت مجمد ہے کہ افراد بھی محفوظ نہیں رہے۔ مسلمان کہلانے والے عوام نہیں خواص بھی، جہلاء ہی نہیں علماء بھی، ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ وعظ و نصیحت اور احکام الٰہی کی یاد دہائی ان کے لیے بیکار ہے، وہ س کر ان سے ذرا اثر قبول نہیں کرتے اور جن غفلتوں اور کو تاہیوں کا وہ شکار ہیں، ان سے تائب نہیں ہوتے۔ اسی طرح اپنی برعات، خودساختہ مزعوات اور ایکی تاویلات باطلہ کے اثبات کے لیے کلام الٰہی میں تحریف کرڈالتے ہیں۔

س. یہ تیسرا نتیجہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ احکام اللی پر عمل کرنے میں انہیں کوئی رغبت اور دلچیں نہیں رہی بلکہ

انہیں سب بتا دے گا۔

وَاصْفَحُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ النَّحُسِنِينَ اللَّهُ

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْآ إِنَّا نَصْلَوَى اَخَذُنَا مِيْثَاقَهُمُ فَنَسُواحَقَّا مِّمَّا ذُكِّرُوْاكِهٌ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُ مُ العُكَاوَةَ وَالْبَغُضَاءَ إلى يَوْمِ الْقِيمَةِ \* وَسَوْفَ يُنْزِّبَّ مُهُمُ اللهُ يِمَاكَ انْوَا يَصْنَعُونَ ۞

ہی رہے گی ('') ہاں تھوڑے سے ایسے نہیں بھی ہیں ('') پس تو انہیں معاف کرتا جا اور در گزر کرتا رہ ('') بے شک الله تعالی احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ الله تعالی احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ الله تعالی احسان کرنے اللہ ہم نے ان سے بھی عہد و پیان لیا، انہوں نے بھی اس نصیحت کا جو انہیں کی گئی تھی بڑا حصہ فراموش کردیا۔ تو ہم نے بھی ان کے آپس میں بغض وعداوت ڈال دی جو تا قیامت رے گی (ف) اور جو کچھ یہ کرتے تھے عنظ یب الله تعالی

10. اے اہل کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارارسول (مَنَا لَیْنَامُ) آچکا جو تمہارے سامنے اللہ کی کتاب کی بہت سی الیی

بے عملی اور برعملی ان کا شعار بن گئی اور وہ پستی کے اس مقام پر پہنٹی گئے کہ ان کے دل سلیم رہے نہ ان کی فطرت مستقیم۔

الدینی شر، خیانت اور مکر، ان کے کر دار کا جزو بن گیا ہے جس کے نمونے ہر وقت آپ کے سامنے آتے رہیں گ۔

الدینی شر، خیانت اور مکر، ان کے کر دار کا جزو بن گیا ہے جس کے نمونے ہر وقت آپ کے سامنے آتے رہیں گ۔

الدینی کا گئے تھوڑے سے لوگ وہی ہیں جو یہودیوں میں سے مسلمان ہوگئے تھے اور ان کی تعداد دس سے بھی کم تھی۔

الدینی کا گئے تھوڑی کا لیے قیم اس وقت دیا گیا تھا، جب لڑنے کی اجازت نہیں تھی۔ بعد میں اس کی جگہ تھم دیا گیا ﴿ فَاکُولُو اللّٰهِ عَلَیٰ اللّٰهِ کُونُ مَالِیُو وَرِ اللّٰهِ کِی اللّٰهِ کُونُ مِی اللّٰهِ کُونُ کُولُونِ کُولُونِ کُولُونِ کُولُونِ کُولُونِ کُولُونِ کُولُونِ کُولُونِ کہا اللّٰہ کے مطابق اللّٰہ کی اختیار کیا جاسکتا ہے اور اس سے بھی مسلوح نہیں ہو کی اصل ہو میں اُنٹھکاڑی کُولُ اللّٰہِ کُولُونِ کُو

الْكِتْبِ وَيَعْفُوْاحَنُكَذِيْرِهُ قَـَلُ جَاءَكُوْ مِّنَ اللهِ نُوْمٌ وَّكِتُبُ مِّبِيْنِيُّ ﴾ مِّبِيْنِيُ

يَّهُ بِى بِهِ اللهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضُوانَهُ سُبُلَ السَّلْ وَيُخْرِجُهُمُ مِّنَ الثُّلْلُبُ إِلَى النُّوْرِ بِلِدُنِهِ وَيَهُدِيُهِمُ اللَّصِرَاطِ شُسُتَقِيْمِ ۞

لَقَتُ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوْاَكَ اللهَ هُوَ الْمُسِينَةُ ابْنُ مَرْيُحَ قُلُ فَمَنْ يَمُلِكُ مِنَ اللهِ شَيْئًا إِنُ اَرَادَ اَنْ يُّهُ لِكَ الْمُسِينَةَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأَثَّةَ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا وَ لِللهِ مُلُكُ السَّمُوْتِ وَالْاَرْضِ وَمَابَيْنَهُمُ اَ

باتیں ظاہر کررہا ہے جنہیں تم چھپارہے تھے(۱) اور بہت سی باتوں سے در گزر کرتا ہے، تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔(۲)

17. جس کے ذریعے سے اللہ تعالی انہیں جو رضائے رب کے دریے ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کرنور کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے۔

11. یقیناً وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی میکے ابن مریم ہے، آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ میک ابن مریم اور اس کی والدہ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کردینا چاہے تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر پچھ بھی اختیار رکھتا ہو؟ آسانوں وزمین اور ان دونوں کے درمیان

ا. یعنی انہوں نے تورات وانجیل میں جو تبدیلیاں اور تحریفات کیں، انہیں طشت ازبام کیا اور جن باتوں کو وہ چھپاتے تھے انہیں ظاہر کیا، جیسے سزائے رجم۔ جیسا کہ احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

۲. نُورٌ اور كِتَابٌ مُّبِينٌ دونوں سے مراد قرآن كريم ہے ان كے در ميان واو، مغايرت مصداق نہيں مغايرت معنى كے ليے ہے اور يہ عطف تفيرى ہے جس كى واضح دليل قرآن كريم كى اگلى آيت ہے جس ميں كہا جارہا ہے ﴿ يَهُ كِنى نَيْ الله عَلَى بَدَيْت ہُوتِي ہِو الله الله بِيْرِي ہوتيں تو الفاظ يہدي بِهِ مَا اللهِ ہوتے "لينى الله تعالى ابن دونوں كے ذريع سے ہدايت فرماتا ہے" قرآن كريم كى اس نص سے واضح ہوگيا كہ نور اور كتاب مبين دونوں سے مراد ايك ہى چيز يعنى قرآن كريم ہے۔ يہ نہيں ہے كہ نور سے آنحضرت عَلَيْقِيْمُ كَى بابت نُورٌ مَنْ يُورُ اللهِ كا عقيدہ گھڑ ركھا ہے۔ اور آپ عَلَيْقُمُ كى بشريت كا انكار كرتے ہيں۔ اسى طرح اس خانہ ساز عقيدے كے اثبات أورُ رالله كا عقيدہ گھڑ ركھا ہے۔ اور آپ عَلَيْقُمُ كى بشريت كا انكار كرتے ہيں۔ اسى طرح اس خانہ ساز عقيدے كے اثبات كورُ رالله كا عقيدہ گھڑ ركھا ہے۔ اور آپ عَلَيْقُمُ كى بشريت كا انكار كرتے ہيں۔ اسى طرح اس خانہ ساز عقيدے كے اثبات كور يدا كى۔ حديث بحى بيان كرتے ہيں ہو مين موجود نہيں ہے علاوہ ازيں يہ اس حجج حديث كا كائت پيدا كى۔ حالانكہ يہ حديث، حديث كر كس مجى مستند مجموع ميں موجود نہيں ہے علاوہ ازيں يہ اس حجج حديث كے بهى خالف الله أنور نيدا كي الله تعالى خاس سے پہلے تاكہ وهو من الأدلة على الظاهرَةِ على بُطلانِ الحديث المَشْهُور ﴿ أَوَلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُور نَبِيْكَ يَا جَابِرُ ﴾ (تعليات المُلَّةُ عَدا سب سے پہلے تيرے بي كائو، على الله تعالى ہے۔ ﴿ الله تعالى المحديث المَشْهُور ﴿ أَولُ مَا خَلَقَ اللهُ نُور نَبِيْكَ يَا جَابِرُ ﴾ (تعليات المُلَّةُ عَدا سب سے پہلے تيرے بي كائور پيراكيا، باطل ہے۔ ﴿ الله الله نے سب سے پہلے تيرے بير كه الله نے سب سے بہلے تيرے بي كائور پيراكيا، باطل ہے۔ ﴿ الله الله نَاتِ سب سے بِهُ عَلَى الله الله نَاتِ المَالَةُ عَلَى الله عَلَى اللهُ الله عَدِي كَائُونَ عَدِي كَائُونَ عَدِي كَائُونَ عَدِي كَائُونَ عَدِي كَائُونَ عَدِي كَائُونَ عَدَى كَائُونَ عَدِي كَائُونَ عَدَى كَائُونَ عَدَى كَائُونَ عَدَى كَائُونَ عَدَى ك

يَخْلُقُ مَايَشَآءُ ﴿ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءً تَدِيثِ رُا ﴿

وَقَالَتِ الْيُهُوْدُ وَالنَّصَارِى عَنَى اَبُنَـُؤُااللَّهِ وَاَحِبَّاذُهُ قُلُ فَالْمَ يُعَدِّبُكُمْ بِنُ ثُوكِمُّ لِلَّالْمُنُهُ بَشَرُصِّتَنَ خَلَقَ لَيَغْفِي ُلِمِنَ يَتَشَا ۚ وَكُيعَيِّبُ مَنَ يَشَا أَوْ وَيِلْكِ مِلْكُ السَّلْمُوتِ وَالْاَثْمُ ضِ وَمَا بَيْنَهُمُ انْ وَالْيُهِ الْمُصِيرُ ۞

کی کل بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔(۱)

1. اور یہود ونصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں، (۲) آپ کہہ دیجیے کہ پھر شہبیں تمہارے گناہوں کے باعث اللہ کیوں سزا دیتا ہے؟ (۳) نہیں بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں ایک انسان ہو وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے عذاب کرتا ہے۔ (۳) زمین وآسان اور ان کے درمیان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت

۲. یہودیوں نے حضرت عزیر علیاً کو اور عیبائیوں نے حضرت عیبی علیاً کو ابن اللہ کہا۔ اور اپنے آپ کو بھی ابناء اللہ (اللہ کے بیٹے) اور اس کے محبوب قرار دے لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں ایک لفظ محذوف ہے لینی اُنْبَاعُ أَبْنَآءِ اللهِ ہم (اللہ کے بیٹوں (عزیر ومسے) کے پیروکار ہیں) دونوں مفہوموں میں سے کوئی سا بھی مفہوم مراد لیا جائے، اس سے ان کے نقاخر اور اللہ کے بارے میں بے جا اعتاد کا اظہار ہوتا ہے، جس کی اللہ کے بال کوئی حیثیت نہیں۔

سل اس میں ان کے مذکورہ نفاخر کا بے بنیاد ہونا واضح کردیا گیا کہ اگر تم واقعی اللہ کے محبوب اور چہیتے ہوتے یا محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تم جو چاہوکرو، اللہ تعالیٰ تمہارے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تم جو چاہوکرو، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کی پاداش میں سزا کیوں دیتا رہا ہے؟ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی بارگاہ میں فیصلہ دعووں کی بنیاد پر نہیں ہوتا نہ قیامت کے دن ہوگا، بلکہ وہ تو ایمان و تقویٰ اور عمل دیکھتا ہے اور دنیا میں بھی اس کی روشنی میں فیصلہ فرماتا ہے اور و قیامت کے دن بھی اس میں اصول پر فیصلہ ہوگا۔

۳. تاہم یہ عذاب یا مغفرت کا فیصلہ اس سنت اللہ کے مطابق ہوگا، جس کی اس نے وضاحت فرمادی ہے کہ اہل ایمان کے لیے مغفرت اور اہل کفر وفسق کے لیے عذاب، تمام انسانوں کا فیصلہ اس کے مطابق ہوگا۔ اے اہل کتاب! تم بھی اس کی پیدا کردہ مخلوق لیعنی انسان ہو۔ تمہاری بابت فیصلہ دیگر انسانی مخلوق سے مختلف کیوں کر ہوگا؟ ہے اور اس کی طرف لوٹنا ہے۔

19. اے اہل کتاب! بالیقین ہمارا رسول تمہارے پاس رسولوں کی آمد کے ایک وقفے کے بعد آپہنچا ہے۔ جو تمہاری یہ تمہارے لیے صاف صاف بیان کررہا ہے تاکہ تمہاری یہ والا آیا ہی نہیں، پس اب تو یقیناً خوشخبری سنانے والا اور والا آیا ہی نہیں، پس اب تو یقیناً خوشخبری سنانے والا اور آگاہ کرنے والا آپہنچا<sup>(۱)</sup> اور الله تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ آگاہ کرنے والا آپہنچا<sup>(۱)</sup> اور الله تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ میری قوم کے لوگو! الله تعالیٰ کے اس احسان کا ذکر کرو کہ میں تو تم میں سے پینمبر بنائے اور تمہیں بادشاہ بنادیا<sup>(۱)</sup> اور تمہیں وہ دیا جو تمام عالم میں کسی کو نہیں دیا۔ (۱۳)

ؽٙٲۿؙڶۘٵڵڲؾ۬ؾؚۊٮؙۘۘۜۜۼٵٛٷٛۯڛٛۅؙڵٮٛٵؽؠؾؚؽ۩ٞۮؙۄٷ ڡؙؙؿۊڝۜڹٳڵڗؙڛؙٛڶؚٲڽؘۘؾڡٛۅٝڵۅٛٳڡٵڿٵۧٷڝؽڹۺؙؠ ٷٙڒڹۜۏؽڔؙڂۣڡٙڎڂٵٛٷٛؽۺؽڒٷڹۮؚؽڔ۠ٷڗڂۅٳۺڰڡؙڶ ڂ۠ڵۣۺؘؿؙٞۼ؈ؽۯ۞ٞ

وَاذْقَالَمُوْسَى لِقَوْمِهٖ لِقَوْمِ اذْكُرُوْ انِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمُ اِذْجَعَلَ فِيكُمُّ آنِبُ يَاءَ وَجَعَلَكُمُ مُّلُوُكًا ۚ وَالثَّكُمُ مِّنَا لَوْيُؤْتِ اَحَدًامِّنَ الْعَلَمِينَ ۞

۲. پیشتر انبیاء بن اسرائیل میں سے بی ہوئے ہیں جن کا سلسلہ حضرت عیمیٰ علیہ اللہ بر ختم کردیا گیا اور آخری پینیمر بنواساعیل سے ہوئے شکی طوکیت (بادشاہت) سے نوازا۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ اللہ کا مطلب یہ ہوا کہ نبوت کی طرح ملوکیت (بادشاہت) بھی ملوکیت (بادشاہت) سے نوازا۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ اللہ کا مطلب یہ ہوا کہ نبوت کی طرح ملوکیت (بادشاہت) بھی اللہ کا انعام ہے، جے علی الاطلاق برا سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اگر ملوکیت بری چیز ہوتی تو اللہ تعالی کئی نبی کو بادشاہ بناتا نہ اس کا ذکر انعام کے طور پر فرماتا، جیسا کہ یہاں ہے آج کل مغربی جمہوریت کا کابوس اس طرح ذہنوں پر مسلط ہے اور شاطران مغرب نے اس کا افسوں اس طرح پھونکا ہے کہ مغربی افکار کے اسیر اہل سیاست ہی خبین بلکہ اصحاب جہ ودستار بھی ہیں۔ بہر حال ملوکیت یا شخصی حکومت، اگر بادشاہ اور حکمر ان عادل و متقی ہوتو جمہوریت سے ہزار در ہے بہتر ہے۔ سلا یہ اشارہ ہے ان انعامات اور معجزات کی طرف، جن سے بنی اسرائیل نوازے گئے۔ جیسے من وسلوئ کا نزول، بادلوں کا سایہ، فرعون سے نجات کے لیے دریا سے راستہ بنادینا۔ وغیرہ۔ اس کاظ سے یہ قوم اپنے زمانے میں فضیلت اور او نی معام کی حامل بھی لیکن پنجیم آخر الزمان حضرت مجمد شکھیٹی کی رسالت وبعث کے بعد اب یہ مقام فضیلت اور او نی سائل کی سائلہ جو اس ایک کردیا گیا ہے۔ ﴿ کُنْ تُوْمُونُونَ عِالمَاتِ ﴿ مَالَّ مُول کَا مُول کَا مِعل کَا حَدی ہو اور اللہ پر ایمان رویا ہے۔ ﴿ قَامُ رُونَ عِالمَعَونُ وَ اللہ تعالی کے ایکن یہ بھی مشروط ہے اس مقصد کی تعمیل کے ساتھ جو اس آیت میں بیان کردیا گیا ہے۔ ﴿ قَامُ رُونَ عِالمَعَونَ عَنِ اللهُ تَعَالُ کَا عَمَ دیت ، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو) اللہ تعالی و تعمل بھی مشروط ہے اس مقصد کی تعمیل کے ساتھ جو اس آیت میں بیان کردیا گیا ہے۔ ﴿ قَامُ رُونَ عِالمَعَ عَنْ اللهُ تَعْوَلُ وَ مُولَ عَلَ مُل کَا حَدی میں بیان کردیا گیا ہے۔ ﴿ قَامُ رُونَ عِالمُعَ وَ وَاللہُ تعالی کُنْ ہُونَ عِالمُعَم دیت ، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو) اللہ تعالی کے اس میں اس کے مور کے ایک کی سائل کی عام کی جو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو) اللہ تعالی کو کو کھائی کا حکم دیت ، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو) اللہ تعالی کے کہ کو کی کے کھیل کے کا حکم دیت ، برائی سے دور اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو) اللہ

يْقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْمُ صَ الْمُقَتَّاسَةَ الَّتِّيُّ كُنَّبَ اللهُ لَكُوْ وَلَا تَتُرْتَتُ وَاعَلَى اَدُبُارِكُوْ فَتَنْقَلِبُوا خِيرِيْنَ

قَالُوايئُوسَى إِنَّ فِيْهَا قُومًا جَبَّالِينَ ۗ وَاتَالَنُ نَّنُ ثُلُهَا حَتَّى يَعُزُجُولُ مِنْهَا ۚ فَإِنْ يَخُرُجُو امِنْهَا فَإِنَّا ذَخِلُونَ ۞

قَالَ رَجُلِن مِنَ الَّذِيثَنَ يَخَافُونَ اَنْحُمَ اللهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُواْ عَلَيْهِمُ الْبَابَّ فَإِذَ ادَخَلْتُنُولُا فَالْكُوْ ظِلْبُونَ هَ وَعَلَى اللهِ فَتَوَكَّلُوْ آاِنُ كُنْتُوْمُّ فُوْمِنِيْنَ ۞

17. اے میری قوم والو! اس مقدس زمین (۱) میں داخل ہوجاؤ جو اللہ تعالی نے تمہارے نام لکھ دی ہے (۲) اور اپنی پشت کے بل روگردانی نہ کرو(۱) کہ پھر نقصان میں جا پڑو۔ بیت کے بل روگردانی نہ کرو(۱) کہ پھر نقصان میں جا پڑو۔ ۲۲. انہوں نے جواب دیا کہ اے موسی (عَلَیْشًا) وہاں تو زور آور سرکش لوگ ہیں اور جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہم تو ہرگز وہاں نہ جائیں گے ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں بیم تو ہرگز وہاں نہ جائیں گے ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں گے۔ (۱)

77. دو شخصوں نے جو خدا ترس لوگوں میں سے تھے، جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہا کہ تم ان کے پاس دروازے میں تو پہنچ جاؤ، دروازے میں قدم رکھتے ہی یقیناً تم غالب آجاؤگے، اور تم اگر مومن ہوتو تنہیں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔(۵)

امت مسلمہ کو اس مقصد کے لیے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ اپنے خیر امت ہونے کا اعزاز برقرار رکھ سکے۔

ا. بنو اسرائیل کے مورث اعلیٰ حضرت یعقوب علیہ کا مسکن بیت المقدس تھا۔ لیکن حضرت یوسف علیہ کا امارت مصر کے زمانے میں یہ لوگ مصر جاکر آباد ہوگئے تھے اور پھر تب سے اس وقت تک مصر ہی میں رہے، جب تک کہ موکا علیہ انہیں راتوں رات (فرعون سے جھپ کر) مصر سے نکال نہیں لے گئے۔ اس وقت بیت المقدس پر عمالقہ کی حکمرانی تھی جو ایک بہادر قوم تھی۔ جب حضرت موکی علیہ ان نہیں لے گئے۔ اس وقت بیت المقدس پر عمالقہ کی حکمرانی تھی تو ایک بہادر قوم تھی۔ جب حضرت موکی علیہ ان نے پھر بیت المقدس جاکر آباد ہونے کا عزم کیا تو اس کے لیے وہاں قابض عمالقہ سے جہاد ضروری تھا۔ چنانچہ حضرت موکی علیہ ان ایک قوم کو اس ارض مقدسہ میں واغل ہونے کا حکم دیا اور نصرت الٰہی کی بشارت بھی سائی۔ لیکن اس کے باوجود بنو اسرائیل عمالقہ سے لڑنے پر آمادہ نہیں ہوئے۔ (ابن سیر)

الم اس سے مراد وہی فتح ونصرت ہے جس کا وعدہ اللہ تعالی نے جہاد کی صورت میں ان سے کر رکھا تھا۔

الم ایکی جہاد سے اعراض مت کرو۔

۳. بنو اسرائیل عمالقہ کی بہادری کی شہرت سے مرعوب ہو گئے اور پہلے مرحلے پر ہی ہمت ہار بیٹھے۔ اور جہاد سے دست بردار ہو گئے۔ اللہ کے رسول حضرت مو کی علیتیا کے حکم کی کوئی پرواہ کی اور نہ اللہ تعالیٰ کے وعدہُ نصرت پر یقین کیا۔ اور وہال جانے سے صاف انکار کردیا۔

۵. توم موسیٰ عَلَیْظِ میں سے صرف یہ دو شخص صحیح معنوں میں ایماندار نکلے، جنہیں نصرت الہی پریقین تھا، انہوں نے قوم کو سمجھایا کہ تم ہمت تو کرو، پھر دیکھو کس طرح الله تعالیٰ تمہیں غلبہ عطا فرماتا ہے۔

قَالْوَايِنُوْسَى إِنَّالَنُ ثَنَّ خُلَهَا اَبَنَّا تَادَامُوا فِيهَا فَاذْهَبُ اَنْتَ وَرَبُّكِ فَقَاتِلاً إِنَّاهُهُنَا فَعِدُونَ

قَالَ رَبِّ إِنِّ لَا اَمْمِلكُ إِلَّا نَفْمِي وَ اَخِيُ فَافُرْقُ بَيْنَنَا وَبَائِنَ الْقَوْمِ الْفْسِقِيْنَ ۞

قَالَ فَإِنَّهَا هُوَّتَمَهُ عُلَيُهِمُ ٱرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيَهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَاسَّ عَلَى الْقَوْمِ الفُسِقِينَ ﴿

۲۴. قوم نے جواب دیا کہ اے موسی! (عَلَیْظِا) جب تک وہ وہاں ہیں تب تک ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے، اس لیے تم اور تمہارا پروردگار جاکر دونوں ہی لڑ بھڑ لو، ہم یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔(۱)

70. موسیٰ (عَلَیْکِاً) کہنے لگے الٰہی! مجھے تو بجز اپنے اور میرے بھائی کے کسی اور پر کوئی اختیار نہیں، پس تو ہم میں اور ان نافرمانوں میں جدائی کردے۔

۲۲. ارشاد ہوا کہ اب زمین ان پر چالیس سال تک حرام کردی گئی ہے، یہ خانہ بدوش ادھر سرگردال پھرتے رہیں گئی ہے، یہ خانہ بدوش ادھر سرگردال پھرتے رہیں گئی ہونا۔(۵)

ا. لیکن اس کے باوجود بنی اسرائیل نے بدترین بزدلی، سوء ادبی اور تمر د وسرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ تو اور تیرا رب جاکر لڑے۔ اس کے برعکس جب جنگ بدر کے موقع پر رسول الله عَنَّاتَیْنِ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو انہوں نے قلت تعداد و قلت وسائل کے باوجود جہاد میں حصہ لینے کے لیے بھر پور عزم کا اظہار کیا اور یہ بھی کہا کہ "یا رسول الله! اَسَّاتِیْنِ اَلَّمُ الله اِسَّالِیْنِ اَلَمُ الله اِسَّالِیْنِ اَلله اِسَالِی اَلله اِسْلَالِی کہیں کہیں گے جس طرح قوم موکل نے موکل عَلَیْنِ کو کہا تھا۔" (سی بخاری - تاب العادی والفیر)

اللہ اس میں نافرمان قوم کے مقابلے میں این ہے لی کا اظہار بھی ہے اور براءت کا اعلان بھی۔

اللہ اس میں نافرمان قوم کے مقابلے میں این ہے لی کا اظہار بھی ہے اور براءت کا اعلان بھی۔

سا. یہ میدان سیہ کہلاتا ہے، جس میں چالیں سال یہ قوم اپنی نافرمانی اور جہاد سے اعراض کی وجہ سے سرگردال رہی۔ اس میدان میں اس کے باوجود ان پر من وسلوک کا نزول ہوا، جس سے اکتا کر انہول نے اپنے پیغیر سے کہا کہ روز روز ایک ہی کھانا کھاکر ہمارا ہی بھر گیا ہے۔ اپنے رب سے دعا کر کہ وہ مختلف قتم کی سبزیاں اور دالیں ہمارے لیے پیدا فرمائے۔ یہیں ان پر بادلوں کا سایہ ہوا، پھر پر حضرت موکی علیمیا کی لا تھی مارنے سے بارہ قبیلوں کے لیے بارہ چشمے جاری ہوئے، اور اس طرح کے دیگر انعامات ہوتے رہے۔ چالیس سال بعد پھر ایسے حالات پیدا کیے گئے کہ یہ بیت المقدس کے اندر داخل ہوئے۔

۷. پغیبر دعوت و تبلیغ کے باوجود جب دیکتا ہے کہ میری قوم سیدھا راستہ اختیار کرنے کے لیے تیار نہیں، جس میں اس کے لیے دین ودنیا کی سعادتیں اور بھلائیاں ہیں تو فطری طور پر اس کو سخت افسوس اور دلی قلق ہوتا ہے۔ یہی نبی عَلَیْشِیْمُ کا بھی حال ہوتا تھا، جس کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ فرمایا ہے۔ لیکن آیت میں حضرت موسیٰ عَلَیْشِا سے خطاب کرکے کہا جارہا ہے کہ جب تو نے فریصنہ تبلیغ ادا کردیا اور پیغام الہی لوگوں تک پہنچادیا اور اپنی قوم کو ایک عظیم الثان کامیابی کے نقطۂ آغاز پر لا کھڑا کیا۔ لیکن اب وہ اپنی دون ہمتی اور بد دماغی کے سبب تیری بات مانے کو

وَاتُنُ عَلَيْهِمْ نَبَا اَبْنَىُ الْاَمْرِ بِالْحَقِّ اِلْهُ قَرَّا اِ قُرْيَانًا نَتْقُتِلَ مِنُ اَحَدِهِمَا وَلَوْيُتَقَبَّلُ مِنَ الْاَخِرْ قَالَ لَاقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُثَقِّيْنَ ۞

ڵؠٟؽؙۺؘڟڰٳڷۜۜڲۘؾۘۘۘۮٷڷؚؾۛڨ۠ؾؙڵؿؗؽؙؗٙٛٛڡۜٛٵؙؽؘٳؠؠٵڛٟڟ ؾۜڋؽٳڷؽڮٳڒڎؿؙؾڮٵۣؿٚٛٲڬٵؽؙٵۺڎۯۜۺ ٵڡٚڶؠؠؙؽۘ؈

ٳڹٞۜٲڔؙٮؙٵؘڽؙؾۘۼٛۊٙٳڽٳؿ۫ؿؽۅٳؿۻڬڣٙؾؙۅؙؽ ڡؚڹؙٲڞؙۼٮؚٳڶٮۜٞٳڗٷۮ۬ڸڰؘجۯٚۊؙ۠ٳڶڟٚڸؠؿؙؽؘ۞ۧ

۲۷. اور آدم (عَالِيُلا) کے دونوں بیٹوں کا کھرا کھرا حال بھی انہیں سنادو، (ا) ان دونوں نے ایک نذرانہ پیش کیا، ان میں سے ایک کی نذر تو قبول ہو گئ اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی (۱) تو وہ کہنے لگا کہ میں مجھے مار ہی ڈالوں گا، اس نے کہا اللہ تعالی تقویٰ والوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے۔

۲۸. گوتو میرے قتل کے لیے دست درازی کرے لیکن میں تیرے قتل کی طرف ہرگز اپنے ہاتھ نہ بڑھاؤں گا، میں تو اللہ تعالی پروردگار عالم سے خوف کھاتا ہوں۔

٢٩. ميں تو چاہتا ہوں كه تو ميرا گناه اور اپنے گناه اپنے سر پر ركھ لے (٢) اور دوز خيوں ميں شامل ہوجائے، اور

تیار نہیں تو تو اپنے فرض سے سبک دوش ہو گیا اور اب تھجے ان کے بارے میں ممگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایسے موقع پر غمگینی توایک فطری چیز ہے۔ لیکن مراد اس تسلی سے یہ ہے کہ تبلیغ ودعوت کے بعد اب تم عند اللہ بری الذمہ ہو۔ ا. آدم علیہ کے ان دو بیٹوں کے نام ہائیل اور قابیل تھے۔

البیت ندریا قربانی کس لیے پیش کی گئی؟ اس کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں۔ البتہ مشہور یہ ہے کہ ابتداء میں حضرت آدم وحوا طینا کے مال ہے کہ ابتداء میں حضرت کا کا مال کے بہن ہوائی کا ذکاح دو سرے حمل سے پھر لڑکا لڑکی ہوتی، ایک حمل کے بہن پھائی کا ذکاح دو سرے حمل سے پھر لڑکا لڑکی ہوتی، ایک حمل کے بہن پھائی کا ذکاح دو سرے حمل سے بیدا ہونے والی بہن بدصورت تھی، جب کہ قابیل کی کہن کے ساتھ اور کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن خوبصورت تھی۔ اس وقت کے اصول کے مطابق بابیل کا ذکاح قابیل کی بہن کے ساتھ اور قابیل کا کہن کے ساتھ ہونا تھا۔ لیکن قابیل چاہتا تھا کہ وہ بابیل کی بہن کی بہن کے بہن کے ساتھ ہو خوبصورت تھی، نکاح کرے۔ حضرت آدم علینا کے اس مقبول ہو جائے گئی ہون کی بہن کی بہن کی بہن کے ساتھ ہو اللہ میں قربانیاں بیش کرنے کا حکم دیا اور فرایا کہ جس کی قربانی قبول ہوجائے گی قابیل کی بہن کا ذکاح اس کے ساتھ کہ کردیا جائے گا۔ بابیل کی قربانی قبول ہونے کی دلیل تھی۔ کردیا جائے گا۔ بابیل کی قربانی قبول ہونے کی دلیل تھی۔ لیض مضرین کا خیال ہے کہ ویسے ہی دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے طور پر اللہ کی بارگاہ میں نذر پیش کی، بابیل نے آبال حمد کا شکار ہوگیا۔ بعض مضرین کا خیال ہے کہ ویسے ہی دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے طور پر اللہ کی بارگاہ میں نذر پیش کی، بابیل نے آبال حمد کا شکار ہوگیا۔ بسل میں جہ میں آتا ہے کہ عمد دنبہ کی قربانی آبول ہو وائے گا؟ آب شکائی ہوئی نے فرمایاں آبال کہ دوسے میں آتا ہے کہ صحاحہ کرام نے بوچھا قاتل کا جہم میں جانا تو سمجھ میں آتا ہے، مقتول جہم میں کیوں جائے گا؟ آپ شکائی ہوئی نے فرمایا، "اس کے کہ وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا حریص تھا۔ "راہی وسلم کتاب اللتی)

ظالموں کا یہی بدلہ ہے۔

• این اسے اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کردیا اور اس نے اسے قتل کرڈالا، جس سے نقصان یانے والوں میں ہو گیا۔

اس. پھر اللہ تعالی نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کھود رہا تھا تاکہ اسے دکھائے کہ وہ کس طرح اپنے بھائی کی تغش كو چھيادے، وہ كہنے لگا، ہائے افسوس! كيا ميں ايساكرنے سے بھی گیا گزرا ہوگیا کہ اس کوتے کی طرح اپنے بھائی کی لاش کو دفنادیتا؟ پھر تو (بڑاہی) پشیمان اور شر مندہ ہو گیا۔ س. اس وجه سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو، یا زمین میں فساد محانے والا ہو، قتل کرڈالے تو گویا اس نے تمام لو گوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بجالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کردیا(۲) اور ان کے پاس

فَطُوَّعَتُ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ آخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَرَمِنَ الخييرين 🕾

فَبِعَتَ اللهُ غُرًا يَاتِيَحُتُ فِي الْأَرْضِ لِيُوبِهُ كَيْفَ يُوَارِيُ سَوْءَةً آخِيُهِ ۗ قَالَ يُويُكُتِّي اَعَجَزُتُ اَنُ اَكُوْنَ مِثْلَ لِمَنَا الْغُرَابِ فَأْوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِيُ فَأَصْبَحَ مِنَ التَّبِمِينَ اللَّهِ

مِنْ آجُل ذلكَ فَكَتَيْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَاءِيْلَ آتَهُ مَنُ قَتَلَ نَفْسًا لِغَيْرِنَفْسٍ آوُفَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّهَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ آحْيَاهَا فَكَأَنَّهَا آحْيَاالنَّاسَ جَمِيْعًا وَلَقَتُ جَاءَتُهُمْ رُسُلْنَا بِالْبَيِّنَتِ نُتَرِّانً كَيْنِيرًامِّهُمُ

ا. چِنانچِه حديث مين آتا ہے «لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إلا كانَ عَلَى ابن آدَمَ الأَوَّل كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا؛ لأَنهُ كانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ ﴾ (صحيح البخاري، كتاب الأنبياء ومسلم، كتاب القسامة) "جو قتلَ مجى ظلمًا بوتا ہے (قاتل كے ساتھ) اس ك خون ناحق کا بوجھ آدم علیہ اللہ کے اس پہلے بیٹے پر بھی ہوتا ہے کیونکہ یہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا کام کیا" امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ "ظاہر بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ قابیل کو ہابیل کے قتل ناحق کی سزا دنیا میں ہی فوری طور پر دے دی كُنُ صَى -" صيث مين آتا ب ني مَثَالِيُّنَا في فرمايا «مَا مِنْ ذَنْبِ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلُ اللهُ عُقُوْبَتَهُ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لِصَاحِبِهِ فِي الآخِرَةِ؛ مِنَ الْبَغْي وقطيعَةِ الرَّحِمِ» (أبوداود، كتاب الأدب- ابن ماجه، كتاب الزهد ومسند أحمد ٣٨٠٣١/٥) "بغي (ظلم وزیادتی) اور قطع رحمی یہ دونوں گناہ اس باتَ کے زیادہ لائق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مر تکبین کو دنیا میں ہی جلد سزا دے دے، تاہم آخرت کی سزا اس کے علاوہ اس کے لیے ذخیرہ ہوگی جو انہیں وہاں بھکتنی ہوگی" اور قابیل میں یہ دونول كناه جمع موكَّتَ تقد فَإِنَّا للهِ وَإِنَّا إِلَيْهَ رَاجِعُوْن (ابن كثير)

۲. اس قتل ناحق کے بعد الله تعالیٰ نے انسانی جان کی قدر وقیت کو واضح کرنے کے لیے بنو اسرائیل پر یہ تھم نازل فرمایا۔ اس سے اندازہ لگایا حاسکتا ہے کہ اللہ کے ہاں انسانی خون کی کتنی اہمیت اور تکریم ہے اوریہ اصول صرف بنی اسرائیل ہی کے لیے نہیں تھا، اسلام کی تعلیمات کے مطابق بھی یہ اصول ہمیشہ کے لیے ہے۔ سلیمان بن ربعی کہتے ہیں کہ میں

بَعْلَاذَ لِكَ فِي الْأَرْضِ لَلْسُرِفُونَ<sup>®</sup>

إِنَّمَاجَزَّوُاللَّذِيْنَ يُعَالِبُوْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَسُعُونَ فِ الْأَرْضِ فَسَادًا النَّ يُّقَتَّلُوْا اَوْ يُصَكَبُوْا اَوْتُقَطَّعَ اَيْدِيهِ فَ وَارْجُلُهُ مُّ مِّنَ خِلَافٍ اَوْيُنْ نُفَوَّا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمُ خِذْئٌ فِي النَّانُيْنَا وَلَهُمُ فِي الْأَخِرَةِ عَذَابٌ

ہمارے بہت سے رسول ظاہر ولیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے بعد بھی ان میں کے اکثر لوگ زمین میں ظلم وزیادتی اور زبردستی کرنے والے ہی رہے۔()

سرس. یقیناً جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزایہی ہے کہ وہ قتل کردیے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤل کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلا وطن کردیا جائے، (۲) یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری، اور

نے حضرت حسن (بھری) سے بوچھا یہ آیت ہمارے لیے بھی ہے جس طرح بنو اسرائیل کے لیے تھی؟ انہوں نے فرمایا "بال۔ قتم ہے اس ذات کی جس کے سواکوئی معبود نہیں۔ بنو اسرائیل کے خون اللہ کے بال ہمارے خونوں سے زیادہ تابل احترام نہیں تھے۔ " (تئیر این کئی)

ا. اس میں یہود کو زجر وتونیؓ ہے کہ ان کے پاس انبیاء دلائل وبراہین لے کر آتے رہے۔ لیکن ان کا رویہ بمیشہ حدسے سی سیاوز کرنے والا ہی رہا۔ اس میں گویا نبی مُنگانیکی کو تسلی دی جارہی ہے کہ یہ آپ کو قتل کرنے اور نقصان پہنچانے کی جو سازشیں کرتے رہتے ہیں، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، ان کی ساری تاریخ ہی مکر وفساد سے بھری ہوئی ہے۔ آپ بہر حال اللہ پر بھروسہ رکھیں جو خیر الماکرین ہے۔ تمام سازشوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

اب وہوا راس نہ آئی تو بی علی بیت آتا ہے کہ عکل اور عرینہ قبیلے کے پھے لوگ مسلمان ہوکر مدینہ آئے، انہیں مدینہ کی آب وہوا راس نہ آئی تو بی علی فیلے نے انہیں مدینہ سے باہر، جہال صدقے کے اونٹ سے، بھیج دیا کہ ان کا دودھ اور پیشاب پیونہ اللہ تعالی شفاء عطا فرمائے گا۔ چنانچہ چند روز میں وہ ٹھیک ہوگئے لیکن اس کے بعد انہوں نے اونٹوں کے رکھوالے اور چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہنگا کر لے گئے۔ جب نبی علی فیٹی ہوگئے کو اس امر کی اطلاع ملی تو آپ علی فیٹی ہوگئے نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے جو انہیں اونٹول سیت کیٹرلائے۔ نبی علی فیٹی ہوگئے نے ان کے ہاتھ پیر مخالف جانب سے کاٹ ڈالے ان کی آئیسوں میں گرم سلائیاں پھروائیں، (کیونکہ انہوں نے بھی چرواہے کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا) پھر انہیں دھوپ میں ڈال دیا گیا حتی کہ وہیں مرگئے۔ صحیح بخاری میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ انہوں نے چوری بھی کی، قتل بھی کیا، ایمان لانے کے بعد کفر بھی کیا اور اللہ ورسول کے ساتھ محاربہ بھی (صحیح البخادی کتاب الدیات، والطب والتفسیر - صحیح مسلم لانے کے بعد کفر بھی کیا اور اللہ ورسول کے ساتھ محاربہ بھی (صحیح البخادی کتاب الدیات، والطب والتفسیر - صحیح مسلم کیا افسامہ) یہ آیت میں منظم اور مسلح جتھ کا اسلامی حکومت کے دائرے میں یا اس کے قریب صحراء وغیرہ میں راہ چلتے قافلوں اور افرووں دونوں کو شامل ہے۔ محاربہ کا مطلب افراد اور گروہوں پر حملے کرنا، قتل وغارت گری کرنا، سلب و نہب، اغواء اور آبروریزی کرنا وغیرہ میں راہ کیا جی ایک مزامیں کی جو سم اسکی جو میزا مناسب سمجھ دے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اگر محاربین کی گئی ہیں، امام (خلیفۂ وقت) کو افتیار ہے کہ ان میں سے جو سزا مناسب سمجھ دے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اگر محاربین کی گئی ہیں، امام (خلیفۂ وقت) کو افتیار ہے کہ ان میں سے جو سزا مناسب سمجھ دے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اگر محاربین کی گئی ہیں، امام (خلیفۂ وقت) کو افتیار ہے کہ ان میں سے جو سزا مناسب سمجھ دے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اگر محاربی ایس کی جو سمزا مناسب سمجھ دے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اگر محاربی کا حوری کی کرنا ہوگئی ہیں، امام (خلیفۂ وقت) کو افتیار ہے کہ ان میں سے جو سرزا مناسب سمجھ دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں اگر محاربی کیا کہ ان میں سے جو سرزا مناسب سمجھ دیں۔ بعض لوگ کو بیا کہ ان میں میں سے دین میں سے دین میں میں کیا کی کو کیا کو کیا کیا کی کو کی کرنا ہوئی کی کیا کی کی کیا کیا کی کیا کیا کی

عَظيُونَ

إلا النينين تَابُوُامِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوُا عَلَيْهِمْ قَاعُلُمُوا آنَّ اللهَ غَفُورٌ تَحِيْدُهُ

يَّايَّهُاالَّذِيُنَ امَنُوااتَّقُوااللهُ وَابُتَغُوَّا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَمِيْلِهِ لَعَلَّكُمُ نُقُلِمُونَ®

آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔

سمس. ہاں جو لوگ اس سے پہلے توبہ کرلیں کہ تم ان پر قابو پالو<sup>(۱)</sup> تو یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑی جشش اور رحم وکرم والا ہے۔

**100.** اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو<sup>(۲)</sup> اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔

نے قتل وسلب کیا اور دہشت گردی کی تو انہیں قتل اور سولی کی سزا دی جائے گی اور جس نے صرف قتل کیا، مال نہیں لیا، اسے قتل کیا جائے گا اور جس نے قتل کیا اور مال بھی چھینا، اس کا ایک دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا۔ اور جس نے نہ قتل کیا نہ مال لیا، صرف وہشت گردی کی اسے جلا وطن کردیا جائے گا۔ لیکن امام شوکانی فرماتے ہیں پہلی بات صبح ہے کہ سزا دینے میں امام کو اختیار حاصل ہے۔ (فتر القدر)

ا. یعنی گرفتار ہونے سے پہلے اگر وہ توبہ کرکے اسلامی حکومت کی اطاعت کا اعلان کردیں تو پھر انہیں معاف کردیا جائے گا، مذکورہ سزائیں نہیں دی جائیں گی۔ لیکن پھر اس امر میں اختلاف ہے کہ سزاؤں کی معافی کے ساتھ انہوں نے قتل کرکے یا مال لوٹ کر یا آبروریزی کرکے بندوں پر جو دست درازی کی یہ جرائم بھی معاف ہوجائیں گے یا ان کا بدلہ لیا جائے گا، بعض علماء کے نزدیک یہ معاف نہیں ہوں گے بلکہ ان کا قصاص لیا جائے گا۔ امام شوکانی اور امام ابن کشر کا رجمان اس طرف ہے کہ مطلقاً انہیں معاف کردیا جائے گا اور اس کو ظاہر آیت کا مقتضی بتلایا ہے۔ البتہ گرفتاری کے بعد توبہ سے جرائم معاف نہیں ہوں گے۔ وہ مستحق سزا ہوں گے۔ (اُن القدید دان کیش)

الدوسیلہ کے معنی الی چیز کے ہیں جو کسی مقصود کے حصول یا اس کے قرب کا ذریعہ ہو۔ "اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرو" کا مطلب ہو گا ایسے اعمال اختیار کرو جس سے تمہیں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل ہوجائے۔ امام شوکانی فرماتے ہیں "إِنَّ الْوَسِيلْةَ التِي هِيَ القُربَّةُ التِي هِيَ القُربَّةُ التِي هِيَ القُربَّةُ التِي هِيَ القُربَ التعبادُ بھا إلی رَبِّهم» "وسیلہ جو قربت کے معنی میں ہے، تقویٰ اور دیگر خصال خیر پر صادق آتا ہے جن کے ذریعے سے بندے اپنے رب کا قرب حاصل کرتے ہیں" اسی طرح منہیات و محرمات کے اجتناب سے بھی اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے منہیات و محرمات کا حرب کا قرب حاصل کرتے ہیں" اسی طرح منہیات و محرمات کے اجتناب سے بھی اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے منہیات و محرمات کا حرب کا قرب کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے منہیات و محرمات کے اجتناب سے بھی اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے منہیات و محرمات کے اجتناب سے جی اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے منہیات و محرمات کی حرب کی شریعت میں کوئی بنیاد نہیں جہ۔ البتہ حدیث میں اس مقام محمود کو بھی وسیلہ کہا گیا ہے جو جنت میں نبی می اللہ کا قرب کی عطافہ فرمایا جائے گا۔ اس لیے آپ نے فرمایا جو اذان کے بعد میرے لیے یہ دعائے وسیلہ کرے گا وہ میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔ (صحبح البخاری - کتاب الصلوة) دعائے وسیلہ جو اذان کے بعد پڑھنی مسنون ہے «اللہ می کوری شفاعت کا اللہ عُرق اللَّذِيْ وَعَدْ تُلْهُ مَقَامًا مَّ حُمُودُ لُو اللَّهُ وَالْعَفْرِيْلَةَ وَالْعَفْرِيْلَةَ وَالْعَفْرِيْلَةَ وَالْعَفْرِيْلَةَ وَالْعُفْرِيْلَةَ وَالْعُفْرِيْلَةَ وَالْعُورَةِ التَّاقَةِ ، وَالصَّلُورَةِ الْقَاقِمَةِ ، وَالصَّلُورَةِ الْقَاقِمَةِ ، وَالصَّلُورَةِ الْقَاقِ مُدَةً ، وَالْعَلُورَةِ اللَّهُ مَا اللَّهُ وَالْعَلَمُ وَالْعُمْدُةُ وَالْعَلَمُ وَالْعَلَمُ وَالْعُمْدُ ، وَالْعَلَمُ وَالْعُمْدُ ، وَالْعُمْدُ مُورِ اللّهُ وَالْعُمْدُ مُورَالُورَ اللّهُ اللّهُ وَالْعُمْدُ اللّهُ وَالْعُمْدُ مُورَالُورُ اللّهُ اللّهُ وَالْعُمْدُ مُورَالُورُ اللّهُ اللّهُ وَالْعُمْدُ اللّهُ اللّهُ وَالْعُمْدُ اللّهُ اللّهُ وَالْعُمْدُ اللّهُ اللّهُ وَالْعُمُ اللّهُ وَالْعُمُ اللّهُ وَالْعُمْدُ اللّهُ وَالْعُمُ وَاللّهُ وَالْعُمُ وَاللّهُ اللّهُ وَالْعُرُورُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ وَالْعُرْورُ اللّهُ

إِنَّ الَّذِيْنَ كُفَّا ُوْالَوْانَّ لَهُمُ مِّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوُا لِهِ مِنُ عَذَاكِ يَوْمِ الْقِيهَ قَمَانُقُبُّ لَ مِنْهُمُ وَلَهُمُ عَذَاكِ اَلِبُهُ۞

ؽڔؽڮؙۉؙؽٲڽٛ ؾۜڂؙۯۼٛۉٳڝٙٵڵؾۜٵڔۅؘڡؘٵۿؙؙۿ

ۅؘالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقُطُوۡ اَيۡدِيهُمَاجَزَاءَئِمَا كَسَبَا نَكَالُامِّنَ اللهِ ۚ وَ اللهُ عَزِيْرُ خُكِيۡهُۗ

فَمَنُ تَابَمِنُ بَعَدِ ظُلِمهِ وَاصُلَحَ فَانَّاللهُ يَتُوُبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللهَ عَفُورٌ يَّحِيْدُ ۗ

٣٧. يقين مانو كه كافرول كے ليے اگر وہ سب كچھ ہو جو سارى زمين ميں ہے بلكہ اسى كے مثل اور بھى ہو اور وہ اس سب كو قيامت كے دن كے عذاب كے بدلے فديے ميں دينا چاہيں تو بھى ناممكن ہے كہ ان كا فديہ قبول كرليا جائے، ان كے ليے تو دردناك عذاب ہى ہے۔ (۱)

سے نکل جائیں گے کہ دوزخ میں سے نکل جائیں لیکن یہ ہرگز اس میں سے نہ نکل سکیں گے، اور ان کے لیے تو دوای عذاب ہیں۔

سرد اور چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو۔ (\*\*) یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، اللہ تعالی کی طرف سے سزا کے طور پر اور اللہ تعالی قوت و حکمت والا ہے۔

اللہ جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے (\*\*) یقیناً کرلے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے (\*\*)

ا. صدیث میں آتا ہے کہ ایک جبنی کو جبنم سے نکال کر اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائےگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھ گا "تو نے اپنی آرام گاہ کمیں پائی؟" وہ کیے گا "بدترین آرام گاہ" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "کیا تو زمین بھر سونا فدیہ دے کر اس سے چھکارا حاصل کرنا پہند کرے گا؟" وہ اثبات میں جواب دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تو دنیا میں اس سے بھی بہت کم کا تجھ سے مطالبہ کیا تھا تو نے وہاں اس کی پروا نہیں کی اور اسے دوبارہ جبنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم، صفة القیامة، صحیح البخاری، کتاب الرقاق والأنبیاء)

المجتمع علی المجتمع علی المجتمع علی المجتمع علی المجتمع علی المجتمع المح

مم. اس توبہ سے مراد عند اللہ قبول توبہ ہے۔ یہ نہیں کہ توبہ سے چوری یا کسی اور قابل حد جرم کی سزا معاف ہوجائے گ۔ حدود توبہ سے معاف نہیں ہوں گی۔

ٱلْهُ تَعُلُمُ آنَّ اللهُ لَهُ مُلُكُ السَّمَاوِٰتِ وَالْأَرْضِ يُعَدِّبُ مَنْ يَشَأَءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَأَءُ وَاللهُ عَلَى كُلِّ شَكِّ عَنِّ اللهِ عَلَيْ اللهُ عَلَى عُلِي اللهُ عَلَى عَلَى اللهُ عَلَى عَلَى اللهُ عَلَى عَلَى اللهُ عَل

يَايُهُا السَّمُولُ لا يَحُزُنُكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الكُفْمُ مِنَ الَّذِينَ قَالُواً المَثَا بِالْفُواهِهِمُ وَلَهُ تُوْمُنُ قُلُوبُهُمُ قُومِنَ الَّذِينَ هَادُوا اللهِ سَتُمُونَ لِلْكَذِبِ سَتَّعُونَ لِقَوْمِ اخْرِينَ سَتَّعُونَ لِلْكَذِبِ سَتَّعُونَ لِقَوْمِ اخْرِينَ لَوْ يَاتُولُو يُحْرِفُونَ الْكَلِمَ مِنَ ابْعَدِ مَوَاضِعَهُ يَقُولُونَ إِنَّ الْكِلَمَ مِنَ ابْعَدِ وَإِنْ لَكُمْ تُوْفُونُهُ فَاحْنَ دُوا "وَمَنْ يُودِ اللهُ وَإِنْ لَكُمْ تَوْفُونُهُ فَاحْنَ دُوا "وَمَنْ يُودِ اللهُ وَلَنْ لَكُمْ اللهِ تَعْيَاءً اولَيْكَ اللهِ يَنْ لَكُونَ لَوْ يُرْدِ اللهُ اللهِ تَعْيَاءً

اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

• ١٦ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے زمین وآسان کی بادشاہت ہے؟ جے چاہے سزا دے اور جے چاہے معاف کر دے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

الام الے رسول! (مَنَّ اللَّٰهُ عَلَیْمُ) آپ ان لوگوں کے پیچھے نہ کڑھیے جو کفر میں سبقت کر رہے ہیں خواہ وہ ان (منافقوں) میں سے ہوں جو زبانی تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقتا ان کے دل با ایمان نہیں (ا) اور یہودیوں میں سے پیچھ لوگ ایسے ہیں جو غلط باتیں سننے کے عادی ہیں اور ان لوگوں کے جاسوس نہیں جو اب تک آپ کے پاس نہیں لوگوں کے جاسوس نہیں جو اب تک آپ کے پاس نہیں متغیر کردیا کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر تم یہی حکم دیے جاؤ تو الگ تھلگ (۱)

ا. نبی کریم شکالیفی کو اہل کفر وشرک کے ایمان نہ لانے اور ہدایت کا راستہ نہ اپنانے پر جو تلق اور افسوس ہوتا تھا، اس پر اللہ تعالی اپنے پیغیبر کو زیادہ غم نہ کرنے کی ہدایت فرما رہا ہے تاکہ اس اعتبار سے آپ کو تعلی رہے کہ ایسے لوگوں کی بابت عند اللہ مجھ سے بازیرس نہیں ہوگی۔

۲. آیت نمبر ۱۳ تا ۲۳ کی شان نزول میں دو واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ ایک تو دو شادی شدہ یہودی زانیوں (مرد وعورت) کا۔ انہوں نے این کتاب تورات میں تو رد وبدل کرڈالا تھا، علاوہ ازیں اس کی گئی باتوں پر عمل بھی نہیں کرتے تھے۔ انہی میں سے ایک حکم رجم بھی تھاجو ان کی کتاب میں شادی شدہ زانیوں کے لیے تھا اور اب بھی موجود ہے لیکن وہ چونکہ اس سزا سے بچنا چاہتے تھے اس لیے آپس میں فیصلہ کیا کہ محمد طُلِقَیْم کے پاس چلتے ہیں اگر انہوں نے ہمارے ایجاد کردہ طریقہ کے مطابق کو نے مار نے اور منہ کالا کرنے کی سزاکا فیصلہ کیا کہ محمد طُلِقیم کی اور آگر رجم کا فیصلہ دیا تو نہیں مائیں گے۔ چانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رفیا گئی فرماتے ہیں کہ یہودی نبی کریم طُلُقیم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ طُلُقیم نے ان سے پوچھا کہ تورات میں رجم کی بہت کیا ہے؟ انہوں نے کہا تورات میں زنا کی سزا کوڑے مار نا اور رسوا کرنا ہے۔ عبداللہ بن سلام ڈوائفی نے کہا تورات میں زنا کی سزا کوڑے ان کا دورات لاکر وہ پڑھنے لگے تو آیت رجم پر باتھ رکھ کر آگے بیچھے کی آیت پڑھ دیں۔ عبد اللہ بن سلام ڈوائفی نے کہا ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم کھی۔ بالآخر انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ محمد طُلُقیم کی تیت پڑھ دیں۔ عبد اللہ بن سلام ڈوائفی نے کہا ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم تھی۔ بالآخر انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ محمد طُلُقیم کی تیت بڑھ دیں۔ عبد اللہ بن سلام ڈوائفی نے بہود کا ایک قبیلہ اپنے قبی کو دوسرے یہودی قبیلے۔ (ملاحظہ ہو سیمین دورگم کتب حدیث) ایک دوسرا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے یہود کا ایک قبیلہ اپنے قبیلہ اپنے آپ کو دوسرے یہودی قبیلے نیادہ معزز اور محرم سیمیتا تھا اور اس کے واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے یہود کا ایک قبیلہ اپنے قبیلہ کو دوسرے یہودی قبیلے نیادہ معزز اور محرم سیمیتا تھا اور اس کے واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے یہود کا ایک قبیلہ اپنے قبیلہ دوروں دوسرے یہودی قبیلے سے دیادہ معزز اور محرم سیمیتا تھا اور اس کے واقعہ اس طرح بیان کیا کیا کہ کا موجود ہے۔ چنانچہ دونوں دوسرے یہودی قبیلے کیا دور موسویاں کیا جاتا ہے یہود کا ایک قبیلہ کیا تھا تھا تھا کہ کو دوسرے یہودی تھیا تھا کہ کو دوسرے کیا کو دوسرے کو دوسرے کیا کو دوسرے کو دوسرے کورائے کو دوسرے کیا کو دوسرے کیا کو دوسرے کیا کو دوسرے کیا کو دوسر

سَبْعُونَ لِلُكَٰذِبِ اَكُٰلُونَ لِلسُّحْتِ ۚ فَإِنَّ جَاءُوْكَ فَاضَكُمْ بَكْنَهُمُ اُواَحْرِضُ عَنْهُمُ وَانَ تَعْرِضُ عَنْهُمُ فَلَنَّ يَتَّقُرُّوْكَ شَيْعًا وَإِنْ حَكَمَنتَ فَاحُكُمْ بَنْنَهُمُ بِالْقِشْطِ اِنَّ اللهَ يُعِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۞

ۅؘۘػؽڡؙٛؽؙػؚڴؠٛۅؙؽػۅٙۼٮ۫۫ۮۿؙۘؗؗؗؗؗؗۿٵڵٷۜۯڸةؙڣؽؗٲ ڂػؙؙٷؘڶڟۼؿؙٚڲؾػۅڷۅؙڹؘڝؚڹٵؘۼڡ۫ڮۮڶٟڮٷڝؘٲ ٵۅؙڵؠڬڔٵڷؙۼٷؙڡؚڹؽڹؿؘڿٛ

ٳ؆ٞٲٲٮؙٛڒڶڬٵڵؾٞۅ۫ۯٮ؋ٙڣؽۿٵۿؙٮۘٞؽٷۏٛۅ۠ٞؾػػؙۄؙ ؠؚۿٵڵٮٞؠؿؙٷڽٵڷۜۮؚؽؽٲۺڶؠٛۉؙٳڸڴۮؚؽؙؽ

رہنا اور جے اللہ تعالی فتنے میں مبتلا کرنا چاہیں تو آپ اس

کے لیے خدائی ہدایت میں سے کسی چیز کے مخار نہیں۔
اللہ تعالیٰ کا ارادہ ان کے دلوں کو پاک کرنے کا نہیں،
ان کے لیے دنیا میں بھی بڑی ذلت اور رسوائی ہے اور
آخرت میں بھی ان کے لیے بڑی سخت سزا ہے۔
آخرت میں بھی ان کے لیے بڑی سخت سزا ہے۔
میں کان لگا لگاکر جھوٹ کے سننے والے اور جی بھر
بھر کر حرام کے کھانے والے ہیں، اگر یہ تمہارے پاس
آئیں تو تمہیں اختیار ہے خواہ ان کے آپس کا فیصلہ کرو
خواہ ان کو ٹال دو، اگر تم ان سے منہ بھی پھیرو گے تو
بھی یہ تم کو ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچاسکتے، اور اگر تم فیصلہ کرو تو ان میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یقینا عدل والوں کے ساتھ فیصلہ کرو، یقینا عدل والوں کے ساتھ ویصلہ کرو، یقینا عدل والوں کے ساتھ اللہ محبت رکھتا ہے۔

سرم. اور (تجب کی بات ہے کہ) وہ کیسے اپنے پاس تورات ہوتے ہوئے جس میں احکام الہی ہیں تم کو منصف بناتے ہیں پھر جاتے ہیں، دراصل یہ ایمان ویقین والے ہیں تہیں۔

سرس، ہم نے تورات نازل فرمائی ہے جس میں ہدایت ونور ہے، یہودیوں میں (۲) اسی تورات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے

مطابق اپنے مقتول کی دیت سو وسق اور دوسرے قبیلے کے مقتول کی پچاس وسق مقرر کر رکھی تھی۔ جب نبی مکالٹینیکم مدینہ تشریف لائے، تو یہود کے دوسرے قبیلے کو پچھ حوصلہ ہوا جس کے مقتول کی دیت نصف تھی اور اس نے دیت سو ویق دینے سے انکار کردیا۔ قریب تھا کہ انکے درمیان اس مسئلے پر لڑائی چھڑ جاتی، لیکن ان کے سمجھدار لوگ نبی مکالٹینیکم سے فیصلہ کرانے پر رضامند ہوگئے اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں سے ایک آیت میں قصاص میں برابری کا تھم دیا گیا ہے۔ (یہ روایت سند احمد میں عمل سند کوش احمد منزل نے تھے کہا ہے۔ سند احمد جدیف: ۱۲۳۱) امام این کشر فرماتے ہیں ممکن ہے دونوں سبب ایک ہی وقت میں جمع ہوگئے ہوں اور ان سب کے لیے ان آیات کا نزول ہوا ہو۔ (این کشر)

ا. سَمَّاعُوْنَ کے معنی "بہت زیادہ سننے والے" اس کے دو مفہوم ہوسکتے ہیں، جاسوسی کرنے کے لیے زیادہ باتیں سننا یا دوسروں کی باتیں ماننے اور قبول کرنے کے لیے سننا۔ بعض مفسرین نے پہلے معنی مراد لیے ہیں اور بعض نے دوسرے۔ ۲. ﴿لِكَوْنِيْنَ هَادُوْلِ﴾ اس كا تعلق يَحْكُمُ ہے ہے۔ لينی يهوديوں سے متعلق فيصلے كرتے تھے۔

هَادُوْاوَالرَّ بَٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَادُ بِهَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتْبِ اللهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهْدَاءَ فَلا تَخْتُوالكَاسَ وَاخْتَوْنِ وَلا تَشْتَرُوْا بِاللِّقَ ثَمَنَا قَلِيْلاً وَمَنْ لَهُ يَحْكُمُ بِمَا اَنْزَلَ اللهُ فَأُولِإِكَ هُمُ الكَفِنُ وْنَ ﴿

وَكَتَبُنَا عَكَيُهِمُ فِيهُا آنَّ النَّفُسُ بِالنَّفُسُ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأِذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصُّ فَمَنُ تَصَكَّقَ بِهِ فَهُو كَفَّارَةٌ لَكَ \* وَمَنُ لَكُمْ يَحُكُمُ بِمَا اَنْزُلِ اللهُ فَأُولِلِكَ هُمُ

ماننے والے انبیاء (علیم الله کی اس کتاب کی حفاظت کا کرتے سے کیونکہ انہیں الله کی اس کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا۔ (۲) اور وہ اس پر اقراری گواہ سے (۳) اب متہیں چاہیے کہ لوگوں سے نہ ڈرو اور صرف میرا ڈر رکھو، میری آیتوں کو تھوڑے تھوڑے مول پر نہ بیچو، (۳) اور جو لوگ الله کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کرس وہ (پورے اور پختہ) کافر ہیں۔ (۵)

مقرر کردی تھی کہ جان کے ذیئے تورات میں یہ بات مقرر کردی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آئکھ کے بدلے آئکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے کان اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے، (۱) پھر جو شخص اس کو معاف کردے تو وہ اس

ا. اَسْلَمُوْا یہ نَبِیْنَ کی صفت بیان کی کہ وہ سارے انبیاء دین اسلام ہی کے پیروکار سے جس کی طرف محم مَالْنَیْنَا وعوت دے رہے ہیں۔ لیخی تمام پینجبروں کا دین ایک ہی رہا ہے۔ اسلام جس کی بنیادی دعوت یہ تھی کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک کو شریک نہ کیا جائے ایکا لاّلہ اِلاَ اَنَاقاعُبُدُونِ ﴿ (الانبیاء: ٢٥) (ہم نے آپ سے پہلے جتنے بیش کی ﴿ وَمَا اَرْسَلُنَامِنُ مَنْ لِكَ مِنْ وَسُولِ اِلاَ لَا فَرِيْقَ اِللّٰهِ اِلاَ اَنَاقاعُبُدُونِ ﴾ (الانبیاء: ٢٥) (ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیج، سب کو بہی وَتِیٰ کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پس تم سب میری ہی عبادت کرو) اس کو قرآن میں اللہ اللہ یہ ہی کہا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۂ شورئی کی آیت ۱۳ ﴿ فَرَبُوعَ کَلُورُونَ الدِیْنِ مَاوَطُی بِهِ نُورُعَا﴾ الآیة میں کہا گیا ہے، جس میں اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے لیے ہم نے وہی دین مقرر کیا ہے جو آپ سے قبل دیگر انبیاء کے لیے کیا تھا۔

- ٣٠. كه يه كتاب كى بيشى سے محفوظ ہے اور الله كى طرف سے نازل شده ہے۔
- م. لینی لوگوں سے ڈر کر تورات کے اصل احکام پر پردہ مت ڈالونہ دنیا کے تھوڑے سے مفادات کے لیے ان میں رد وبدل کرو۔
  - ۵. پھر تم کیسے ایمان کے بدلے کفر پر راضی ہوگئے ہو؟

۲. جب تورات میں جان کے بدلے جان اور زخموں میں قصاص کا حکم دیا گیا تھا تو پھر یہودیوں کے ایک قبیلے (بنو نضیر)
 کا دوسرے قبیلے (بنو قریظہ) کے ساتھ اس کے برعکس معاملہ کرنا اور اپنے مقتول کی دیت دوسرے قبیلے کے مقتول کی بہنست دوگنا رکھنے کا کیا جواز ہے؟ جیسا کہ اس کی تفصیل پچھلے صفحات میں گزری۔

الظُّلِمُونَ 🐵

وَقَقِّىْنَاعَلَ اثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَمُصَرِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيُهِ مِنَ التَّوْلِيةُ وَالتَيْنَاهُ الْإِنْجُيْلَ فِيهُ هُدًى وَنُورُلُو مُصَدِّقًالِمَ ابَيْنَ يَدَيُهُ مِنَ التَّوْرِنِ وَهُدًى وَمُورُعِظَةً لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿

کے لیے کفارہ ہے، اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی لوگ ظالم ہیں۔(۱)

٣٧. اور ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم (عَلَیْالُمُ) کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب لیعنی تورات کی تصدیق کرنے والے تھے (۱) اور ہم نے انہیں انجیل عطا فرمائی جس میں نور اور ہدایت تھی اور وہ اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتی تھی اور وہ سراسر ہدایت ونصیحت تھی یارسا لوگوں کے لیے۔(۱)

ا. یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جس قبیلے نے مذکورہ فیصلہ کیا تھا، یہ اللہ کے نازل کردہ تھم کے خلاف تھا اور اس طرح انہوں نے ظلم کا ارتکاب کیا۔ گویا انسان اس بات کا مکلف ہے کہ وہ احکامات الٰہی کو اپنائے، اس کے مطابق فیصلے کرے اور زندگی کے تمام معاملات میں اس سے رہنمائی حاصل کرے، اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو بارگاہ الٰہی میں ظالم متصور ہوگا، فاسق متصور ہوگا، واست معامل کرے اپنے غضب اور ناراضگی کا بھر پور اظہار ہوگا اور کافر متصور ہوگا۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالی نے تعنوں لفظ استعال کرکے اپنے غضب اور ناراضگی کا بھر پور اظہار فرمادیا۔ اس کے بعد بھی انسان اپنے ہی خودساختہ قوانین یا اپنی خواہشات ہی کو اہمیت دے تو اس سے زیادہ بدقسمتی کیا ہوگی؟ ملحوظة: علمائے اصولیین نے لکھا ہے کہ چھپلی شریعت کا تھم، اگر اللہ نے بر قرار رکھا ہے تو ہمارے لیے بھی اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور اس آیت میں بیان کردہ تھم غیر منسوخ ہے اس لیے یہ بھی شریعت اسلامیہ ہی کے احکام ہیں جیسا کہ احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس کی عائم ہیں جیسا کہ صورتیں خارج ہوں گی۔ کہ کوئی مسلمان اگر کسی کافر کو قتل کردے تو قصاص میں اس کافر کے بدلے مسلمان کو، اس طرح احادیث سے بیا طلام کے بدلے مسلمان کو، اس طرح کے ازد کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ (تفسیل کے لیا طلہ ہو، ٹے اباری وئیل الاہ طار وغیرہ)

۲. لیعنی انبیائے سابقین کے فوراً بعد حضرت علیی علیها کو بھیجا جو اپنے سے پہلے نازل شدہ کتاب تورات کی تصدیق کرنے والے سے، اس کی تکذیب کرنے والے نہیں، جو اس بات کی دلیل تھی کہ حضرت علیما علیها بھی اللہ کے سچے رسول ہیں اور اس اللہ کے فرستادہ ہیں جس نے تورات حضرت مولی علیها پر نازل فرمائی تھی، تو اس کے باوجود بھی یہودیوں نے حضرت علیما علیها کی تکذیب کی بلکہ ان کی تکفیر اور تنقیص وابانت کی۔

سا بینی جس طرح تورات اپنے وقت میں لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ تھی۔ اسی طرح انجیل کے نزول کے بعد اب یہی چیشت انجیل کو حاصل ہوگئ اور چر قرآن کریم کے نزول کے بعد تورات وانجیل اور دیگر صحائف آسانی پر عمل منسوخ ہوگیا اور ہدایت و نجات کا واحد ذریعہ قرآن کریم رہ گیا اور اسی پر اللہ تعالیٰ نے آسانی کتابوں کا سلسلہ ختم فرمادیا۔ یہ گویا اسی بات کا اعلان ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کی فلاح وکامیابی اسی قرآن سے وابستہ ہے۔ جو اس سے جڑگیا، سرخرو رہے گا۔ جو کٹ گیا ناکامی ونام رادی اس کا مقدر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ "وحدت ادیان" کا فلفہ

وَلَيۡكُمُوۡلَهُلُ ٱلۡاِنۡجُیۡلِ بِمَاۤانْزَلَ اللهُوۡفِیُوۡصَنَ لَّدَیۡکُمُ بِمَاۤانْزَلَ اللهُ فَأُولَٰلِكَ هُمُوالْفُسِقُونَ۞

وَانْزَلْنَا الْكُنْكَ الْكِنْكَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِلْمَابَيْنَ يَدَيُهُومِنَ الْكِنْفِ وَمُهَمِّعًا عَلَيْهِ فَاحْكُوْ بَيْنَهُمُ يِمَا انْزَلَ اللهُ وَلاَتَنْيَعُ اهْوَاءَهُمُ عَمَّاجًا وَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلِّ جَعَلْنَامِنْكُوْ الْمَاءُ وَكُومَةً وَعَنْهَا جَاءُ وَلَوْشَاءُ اللهُ كَعَلَكُو الْمَنَّةَ وَاحِدَةً وَلاَنْ لِيَبُلُوكُوهُ فِي اللهِ مُرْجِعُكُو

27. اور انجیل والوں کو بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ انجیل میں نازل فرمایا ہے اسی کے مطابق فیصلہ کریں (۱) اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ سے ہی فیصلہ نہ کریں وہ (بدکار) فاسق ہیں۔

۸م. اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔ (۲) اس لیے آپ ان کے آپ ان کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ تکم کیجیے، (۳) اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچیے نہ جائے (۴) تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے

یکسر غلط ہے، حق ہر دور میں ایک ہی رہا ہے، متعدد نہیں۔ حق کے سوا دوسری چیزیں باطل ہیں۔ تورات اپنے دور کا حق تھی، اس کے بعد انجیل اپنے دور کا حق تھی انجیل کے نزول کے بعد تورات پر عمل کرنا جائز نہیں تھا۔ اور جب قرآن نازل ہو گیا تو انجیل منسوخ ہو گئی، انجیل پر عمل کرنا جائز نہیں رہا اور صرف قرآن ہی واحد نظام عمل اور نجات کے لیے قابل عمل رہ گیا۔ اس پر ایمان لائے بغیر یعنی نبوت محدی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کو تسلیم کیے بغیر نجات ممکن نہیں۔ مزید ملاحظہ ہو، سورۂ یقرہ آیت ۲۲ کا حاشیہ۔

ا. اہل انجیل کو یہ تھم اس وقت تک تھا، جب تک حضرت عیسیٰ علیہ ﷺ کی نبوت کا زمانہ تھا۔ نبی سَکُالِیُّیُمَ کی بعثت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہﷺ کا دور نبوت بھی ختم ہو گیا۔ اور انجیل کی پیروی کا تھم بھی۔ اب ایماندار وہی سمجھا جائے گا جو رسالت محمدی پر ایمان لائے گا اور قر آن کریم کی اتباع کرے گا۔

۲. ہر آسانی کتاب اپنے سے ماقبل کتاب کی مصدق ربی ہے جس طرح قرآن پچھی تمام کتابوں کا مصدق ہے اور تصدیق
 کا مطلب ہے کہ یہ ساری کتابیں فی الواقع اللہ کی نازل کردہ ہیں۔ لیکن قرآن مصدق ہونے کے ساتھ ساتھ مُھینیونٌ
 (محافظ، امین، شاہد اور حاکم) بھی ہے۔ یعنی پچھلی کتابوں میں چونکہ تحریف وتغییر بھی ہوئی ہے اس لیے قرآن کا فیصلہ ناطق ہوگا، جس کو یہ صحیح قرار دے گا وہی صحیح ہے۔ باقی باطل ہے۔

س. اس سے پہلے آیت: ۲۲ میں نبی منگالیا گھا کہ افتیار دیا گیا تھا کہ آپ ان کے معاملات کے فیصلے کریں یانہ کریں۔ آپ کی مرضی ہے۔ لیکن اب اس کی جگہ یہ تھم دیا جارہا ہے کہ ان کے آپس کے معاملات میں بھی قرآن کریم کے مطابق فیصلے فرمائیں۔
 سم. یہ در اصل امت کو تعلیم دی جارہی ہے کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب سے ہٹ کر لوگوں کی خواہشات اور آراء یا ان کے خود ساختہ مزعومات وافکار کے مطابق فیصلے کرنا گر اہی ہے، جس کی اجازت جب پیغیر کو نہیں ہے تو کسی اور کو کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟

عَيْعًافَيُنِيِّئُكُو بِمَاكُنُتُمْ فِيُهِ تَخْتَلِفُونَ۞

وَإِنِ احُكُوْ بَيْنَهُمْ مِهِ آانَزَلَ اللهُ وَلاَتَكَيْمُ آهُوَاءَهُمُ وَاحْدَرُهُ مُوانَ يَفْتِنُوْكَ عَنَ بَعْضِ مَا اَنْزَلَ اللهُ إِلَيْكَ قِالَ تَوَكُوا فَاعْلَمُ أَمَّا يُويُدُاللهُ اَنْضُيْمَهُمْ بِمَعْضِ ذُنْوَيهِمْ وَالَّ كَيْثُرُامِّنَ التَّاسِ لَفِيقُونَ ۞

أَغَكُمُ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ آحْسَنُ مِنَ اللهِ

ایک دستور اور راہ مقرر کردی ہے۔ (۱) اگر منظور مولی ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تنہیں دیا ہے اس میں تنہیں آزمائے، (۲) تم نیکیوں کی طرف نیکیوں کی طرف جلدی کرو، تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، پھر وہ تنہیں ہر وہ چیز بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو۔

٩٧. اور آپ ان کے معاملات میں خداکی نازل کردہ و می کے مطابق ہی فیصلہ کیا تیجیے، انکی خواہشوں کی تابعداری نہ تیجیے اور ان سے ہوشیار رہیے کہ کہیں یہ آپ کو اللہ کے اتارے ہوئے کسی تھم سے ادھرادھر نہ کریں، اگر یہ لوگ منہ پھیرلیں تو یقین کریں کہ اللہ کا ارادہ یہی ہے کہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی سزا دے ہی ڈالے اور اکثر لوگ نافرمان ہی ہوتے ہیں۔

۵۰. کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں (°)

ا. اس سے مراد پچھلی شریعتیں ہیں جن کے بعض فروعی احکامت ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ ایک شریعت میں بعض چیزیں حرام تو دوسری میں تخفیف، لیکن دین سب کا ایک یعنی توحید پر مبنی تفاو دوسری میں تخفیف، لیکن دین سب کا ایک یعنی توحید پر مبنی تفاد اس لحال تھیں، بعض میں کسی مسئلے میں تشدید تھی تو دوسری میں تخفیف، لیکن دین سب کا ایک یعنی توحید پر مبنی تفاد اس لحال سے سب کی دعوت ایک ہی تھی۔ اس مضمون کو ایک حدیث میں اس طرح بیان کیاگیا ہے۔ «اُلْأُنبِياءُ إِخْوَةٌ لِي اِللّٰ بِعَالَى بِعَلَى بِعَلَى بِعَلَى بِعَلَى بِعَلَى بِعَلَى بِعَلَى بِعَلَى بِعَالَى بِعَالَى بِعَلَى بَعْلَى بِعَلَى بِعَلَ

۲. لیعنی نزول قرآن کے بعد اب نجات تو اگرچہ ای سے وابستہ ہے لیکن اس راہ نجات کو اختیار کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ
 نے انسانوں پر جبر نہیں کیا ہے۔ ورنہ وہ چاہتا تو ایسا کر سکتا تھا، لیکن اس طرح تمہاری آزمائش ممکن نہ ہوتی، جب کہ وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے۔

٣. اب قرآن اور اسلام کے سوا، سب جاہلیت ہے، کیا یہ اب بھی روشن اور ہدایت (اسلام) کو چھوڑ کر جاہلیت ہی کے مثلاثی اور طالب ہیں؟ یہ استفہام، انکار اور توزیخ کے لیے ہے اور "فا" لفظ مقدر پر عطف ہے اور معنی ہیں «یُعْرِضُوْنَ عَنْ حُکْمِ الْجَاهِلِیَّةِ» "تیرے اس فیصلے سے جو اللہ نے تجھ پر عَنْ حُکْمِ الْجَاهِلِیَّةِ» "تیرے اس فیصلے سے جو اللہ نے تجھ پر

## حُكُمًا لِلْقَوْمِ يُوفِينُونَ ٥

ؘؽٳؿۿٵڷڎؠؙؽٵڡۘٮٛٷٛٳڮڗؾۜڿڹ۠ۅٳٳڵؽۿۅؙٛۮ ۅٳڵؿۜۻڵٙؽٳۅ۫ڵؽٳۦٛۧڹۘۼڞ۠ۿؙۄۘٳٷڸؽٳٚ؞۠ؠۼڞٟٷڡؘڡڽؙ ؾۜؾۅڷۿۄ۠ڝۨڹؙڴؙۄؙۘڣؘٳٮۧٛڎؙڝؚؠ۫ۛۿؙڞ۠؞ٳؾۜٳڶڶڎڵڮۿڮؽ ٳڶؙڡٞۅٛڞٳڵڟۣ۠ڸؠؽڹ۞

فَتَرَى الَّذِينَ فَى قُلُوْ بِهِمُ مَّرَضٌ يُّسَالِ عُونَ فِيهِمْ دَيْقُوْلُوْنَ نَخْشَى اَنَ ثَضِيْبَنَا دَآبِرَةٌ فَعَسَى اللهُ اَنْ يَالِّيَ بِالْفَتْتِيَ اَوْ اَمْ مِنْ عِنْدِم

یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟۔(۱)

ام. اے ایمان والو! تم یہود ونصاری کو دوست نہ بناؤ<sup>(۲)</sup> یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔<sup>(۳)</sup> تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالی ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔<sup>(۳)</sup>

(2) آپ دیسیں گے کہ جن کے دلوں میں بیاری ہے (2) وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑجائے۔ (1) بہت

نازل کیا ہے یہ اعراض کرتے اور پبیٹھ پھیرتے ہیں اور جاہلیت کے طریقوں کے متلاثی ہیں۔" (فتح القدیر)

ا. حدیث میں آتا ہے نی مَا النَّیْا نے فرمایا ﴿أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ثَلاَثَةٌ .... مُبْتَغِ فِي الْإِسْلام سُنةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَم امْرِيَ بِغَيْرِ حَق لِيُهْرِيْقَ دَمَهُ ﴾ ( حَجُ بناری- کتاب الدیت) (الله کو سب سے زیادہ نالپندیدہ شخص الْجَاهِلِیَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَم امْرِيَ بِغَیْرِ حَق لِیُهْرِیْقَ دَمَهُ ﴾ ( حَجُ بناری- کتاب الدیت) (الله کو سب سے زیادہ نالپندیدہ فخص وہ ہے جو اسلام میں جاہلیت کے طریقے کا مثلاثی ہو اور جو ناحق کی کا فون بہانے کا طالب ہو)۔

۲. اس میں یہود ونصاریٰ سے موالات و محبت کا رشتہ قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے جو اسلام کے اور مسلمانوں کے دشمن میں اور اس پر اتنی سخت و عید بیان فرمائی کہ جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے سمجھا جائے گا۔ (مزید دیکھیے سورہُ آل عمران آیت: ۲۸، اور آیت: ۱۸۸ کا حاشیہ)

س. قرآن کی اس بیان کردہ حقیقت کا مشاہدہ ہر شخص کر سکتا ہے کہ یہود و نصار کی کا اگرچہ آپس میں عقائد کے لحاظ سے شدید اختلاف اور باہمی بغض وعناد ہے، لیکن اس کے باوجود یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرے کے معاون بازو اور محافظ ہیں۔ ۸۔ ان آیات کے شان نزول میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت انصاری ڈالٹنڈ اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی دونوں ہی عبد جاہلیت سے یہود کے حلیف چلے آرہے تھے۔ جب بدر میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تو عبداللہ بن ابی دونوں ہی عبد فتنہ برپاکیا اور وہ کس عبداللہ بن ابی نے بھی اسلام کا اظہار کیا۔ ادھر بنو قینقاع کے یہودیوں نے تھوڑے ہی دنوں بعد فتنہ برپاکیا اور وہ کس لیے گئے، جس پر حضرت عبادہ ڈلٹنٹی نے نے او اپنے یہودی حلیفوں سے اعلان براءت کردیا۔ لیکن عبداللہ بن ابی نے اس کے برعکس یہودیوں کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ جس پر یہ آیات نازل ہو کیں۔

۵. اس سے مراد نفاق ہے۔ لینی منافقین یہودیوں سے محبت اور دوستی میں جلدی کررہے ہیں۔

 لیعنی مسلمانوں کو شکست ہوجائے اور اس کی وجہ سے ہمیں بھی کچھ نقصان اٹھانا پڑے۔ یہودیوں سے دوستی ہوگی تو ایسے موقع پر ہمارے بڑے کام آئے گی۔

فَيُصْبِحُوْاعَلَى مَا اَسَرُّوْ إِنْ أَنْفُسِهِمْ نِدِمِيْنَ اَفْسُ فِهُمْ نِدِمِيْنَ اللهِ

وَيَقُوْلُ النَّذِيُنَ امَنُوَّا اَهُؤُلاَ الَّذِينَ اَقْسَمُوا بِاللهِ جَهْدَ اَيْمَا نِهِمُ إِنَّهُمُ لَمَعَكُمُ تُحِبَطَتُ اَعُمَالُهُمُ فَاصَبُحُوا خِيرِيْنَ ۞

يَايَهُاالَايْنِيُ امَنُوْامَنُ ثَيْرَتُكَ مِنْكُوْحَنْ دِيْنِهِ فَسَوْفَ يَالِّقِ اللهُ بِقَوْمٍ ثَيْجَةُمُ رَيُعِيُّوْنَةُ اَذِلَةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعَزَقٍ عَلَى الْكَفِرِينِيُنَ لَيُجَاهِدُونَ فِنْسَيِيْلِ اللهِ وَلَايَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَأَيْجٍ ﴿ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّيْنَا أَوْلَاللهُ وَاللّهُ وَاللّهُ عَلِيْمُ

ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے () یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے () پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر (بے طرح) نادم ہونے لگیں گے۔

مالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھاکر کہتے ہیں وہ لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھاکر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے اعمال غارت ہوئے اور یہ ناکام ہوگئے۔

''م میں سے چھر جائے ''' تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی "و اللہ کی مجوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی "، اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی طامت کی پروا بھی نہ اور کسی طامت کی پروا بھی نہ اور کسی گامین جاد کریں گے دیں گاریں گے فالے کی طامت کی پروا بھی نہ اور کسی گامین جاد کریں گے دیں گاریں گے۔

ا. لیعنی مسلمانوں کو۔

 کہ یہود ونصاریٰ پر جزیہ عائد کردے یہ اشارہ ہے ہنو قریظہ کے قتل اور ان کی اولاد کو قیدی بنانے اور بنو نضیر کی جلا وطنی وغیرہ کی طرف، جس کا وقوع مستقبل قریب میں ہی ہوا۔

سل. الله تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق فرمایا، جس کا و توع نبی کریم مُثَاثِیْتِهُم کی وفات کے فوراً بعد ہوا۔ اس فتنهُ ارتداد کے خاتیے کاشرف حضرت ابو بکر صدیق رفحاتی فلیٹیُّ اور ان کے رفقاء کو حاصل ہوا۔

مل. مرتدین کے مقابلے میں جس قوم کو اللہ تعالیٰ کھڑا کرے گا ان کی سم نمایاں صفات بیان کی جارہی ہیں۔ (۱) اللہ سے محبت کرنا اور اس کا محبوب ہونا۔ (۲) اہل ایمان کے لیے نرم اور کفار پر سخت ہونا۔ (۳) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (م) اور اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان صفات اور خوبیوں کا مظہر اتم شے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا وآخرت کی سعاد توں سے مشرف فرمایا اور دنیا میں ہی اپنی رضامندی کی سند سے نواز دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی ملامت کرنے والے کی ہم یہ انہیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ ہوگی۔ یہ بھی بڑی اہم صفت ہے۔ محاشرے میں جن برائیوں کا چلن عام ہوجائے، ان کیخلاف نیکی ملامت کی برداہ نہیں ہو کہ بیں جو برائی، معصیت الہی پر استقامت اور اللہ کے حکموں کی اطاعت اس صفت کے بغیر ممکن نہیں۔ ورنہ کتنے ہی لوگ ہیں جو برائی، معصیت الہی اور محاشرتی خرابیوں سے اپنا دامن بچپانا چاہتے ہیں لیکن ملامت گروں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پاتے۔ نیجیاً اور محاشرتی خرابیوں سے اپنا دامن بچپانا چاہتے ہیں لیکن ملامت گروں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پاتے۔ نیجیاً

إِثَّمَا وَلِيُّكُوُّ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِيْنَ امْنُوا الَّذِيْنَ يُقِيمُوُنَ الصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ الرَّكُوٰةَ وَهُمُ رِكِعُوْنَ ۞

وَمَنُ يَتَوَلَّ اللهُ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ المَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُوالْغَلِبُونَ ﴿

يَايَّهُا الَّذِينَ المَنْوَالِاتَتَخِنُ واالَّذِينَ اتَّخَنُوُا دِيْنَكُمُ هُزُوا وَلَمِامِّنَ الَّذِينَ اوُتُواالُكِتُ مِنْ قَبُلِكُمُ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوااللهَ إِنْ كُنْتُمُ مُّوُمِنِيْنَ @

الله تعالى برى وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔

۵۵. (مسلمانو)! تمهارا دوست خود الله ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں<sup>(۱)</sup> جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور وہ رکوع (خشوع وضوع) کرنے والے ہیں۔

اور جو شخص الله تعالی سے اور اس کے رسول سے اور مسلمانوں سے دوستی کرے، تو یقیناً الله تعالیٰ کی جماعت ہی فالب رہے گی۔(۱)

22. اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں (خواہ) وہ ان میں سے ہول جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے یا کفار ہوں (") اگر تم مومن ہوتو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

وہ ان برائیوں کی دلدل سے نکل نہیں پاتے اور حق وباطل سے بچنے کی توفیق سے محروم ہی رہتے ہیں۔ اس لیے آگے۔ الله تعالیٰ نے فرمایا کہ جن کو مذکورہ صفات حاصل ہوجائیں تو یہ الله کا ان پر خاص فضل ہے۔

ا. جب یہود ونصاریٰ کی دوستی سے منع فرمایا گیا تو اب اس سوال کا جواب دیا جارہا ہے کہ پھر وہ دوستی کن سے کریں؟ فرمایا کہ اہل ایمان کے دوست سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول ہیں اور پھر ان کے ماننے والے اہل ایمان ہیں۔ آگے ان کی مزید صفات بیان کی جارہی ہیں۔

۲. یہ حِزْبُ اللهِ (الله کی جماعت) کی نشاندہی اور اس کے غلبے کی نوید سنائی جارہی ہے۔ حزب الله وہی ہے جس کا تعلق صرف الله، رسول اور مومنین سے ہو اور کافروں، مشرکوں اور یہود ونصاریٰ سے چاہے وہ ان کے قریبی رشتے دارہوں، وہ محبت وموالات کا تعلق نہ رکھیں۔ جیسا کہ سورہ مجادلہ کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ "تم الله اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو ایسا نہیں پاؤگ کہ وہ ایسے لوگوں سے محبت رکھیں جو الله اور اس کے رسول کے دشمن ہوں، چاہے وہ ان کے جائی ہوں، ان کے بھائی ہوں یا ان کے خاندان اور قبیلے کے لوگ ہوں" پھر خوشنجری دی گئی کہ "یہ وہ لوگ ہیں، جن کے دلوں میں ایمان ہے اور جنہیں الله کی مدد حاصل ہے، انہیں ہی الله تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا۔... اور ہے حزب الله ہے، انہیں ہی الله تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا۔.... اور ہے حزب الله ہے، کا مقدر ہے۔" (سورہ بودلہ آخری آئی)

س. اہل کتاب سے یہود ونصاری اور کفار سے مشرکین مراد ہیں۔ یہاں پھر یہی تاکید کی گئی ہے کہ دین کو کھیل مذاق بنانے والے چونکہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں، اس لیے ان کے ساتھ اہل ایمان کی دوستی نہیں ہونی چاہیے۔

وَإِذَا نَادَيُتُهُ إِلَى الصَّلَوْةِ اتَّخَنُ وُهَا هُزُوًا وَلِعِبَا لَا لِحَدَ بِأَنَّهُمُ قَوْمُ لَا يَعْقِلُونَ قُلْ يَاهُلُ الكِتْ هِلَ تَنْقِبُونَ مِثْنَا إِلَّالُ المَنَّا بِاللهِ وَمَا أُثْرِلُ إِلَيْنَا وَمَا الْثُوزَلُ مِنْ قَبُلُ وَانَّ اكْثَرُكُمُ لُولِقُونَ ۞

قُلْ هَلُ أَنِيْنَكُمُ فِيَوَّرِيِّ ذَلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَا اللهِ مَنُ هَلُو مَنْ أَنِيْكُمُ فِيَّرِيِّ ذَلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَا اللهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ اللهِ مَنْ اللهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِمَ حَقَّ وَالْكَاغُوتُ أُولَيْكَ الْعَرِيْدِ وَعَبَدَا الطَّاعُوتُ اللهِ اللهُ ا

۵۸. اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہوتو وہ اسے بنی کھیل کھہرا لیتے ہیں۔ (ا) یہ اس واسطے کہ بے عقل ہیں۔ (علی کہہ و یجیے اے یہودیو اور نصرانیو! تم ہم سے صرف اس وجہ سے دشمنیاں کررہے ہو کہ ہم اللہ تعالی پر اور جو پچھ اس پر اور جو پچھ اس سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ایمان لائے ہیں اور اس لیے بھی کہ تم میں اکثر فاسق ہیں۔

ال کہ و بیجے کہ کیا میں شہیں بتاؤں؟ کہ اس سے بھی زیادہ برے اجر پانے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون ہے؟ وہ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور جن پر وہ غصہ ہوا اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنادیا اور جنہوں نے معبودان باطل کی پرستش کی، وہی لوگ بدتر درجے والے میں اور وہی راہ راست سے بہت زیادہ بھٹانے والے ہیں۔(۲)

ا. حدیث میں آتا ہے کہ جب شیطان اذان کی آواز سنتا ہے تو گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے، جب اذان ختم ہوجاتی ہے تو گر آجاتا ہے، تکبیر کے وقت گھر بیٹھ کھیر کر چل دیتا ہے، جب تکبیر ختم ہوجاتی ہے تو گھر آکر نمازیوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے۔ الحدیث (صحیح البخاری- کتاب الأذان، صحیح مسلم- کتاب الصلوٰة) شیطان ہی کی طرح شیطان کے پیروکاروں کو اذان کی آواز انھی نہیں لگتی، اس لیے وہ اس کا مذاق الراتے ہیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث رسول مُنَالَّیْمِ بھی قرآن کے فیم قرآن نے نماز کے لیے "نداء" کا تو دکر کیا ہے لیکن یہ "نداء" کی طرح دین کا ماخذ اور اس طرح جمت ہے۔ کیونکہ قرآن نے نماز کے لیے "نداء" کا تو دکر کیا ہے لیکن یہ "نداء" کی جیت اور ماخذ دین ہونے پر دلیل ہیں۔ جمیت حدیث کا مطلب: حدیث کے ماخذ دین ہونے پر دلیل ہیں۔ جمیت حدیث کا مطلب: حدیث کے ماخذ دین ہونے پر دلیل ہیں۔ جمیت حدیث کا مطلب: حدیث کے ماخذ دین ہونے پر دلیل ہیں۔ جمیت حدیث کا مطلب: حدیث کے ماخذ دین ہونے پر دلیل ہیں۔ جمیت حدیث کا مطلب: حدیث کے ماخذ دین ہونے پر دلیل ہیں۔ جمیت حدیث کا مطلب: حدیث کے ماخذ دین ہونے اور منان کریا ضروری اور ان کا انکار کفر ہے۔ ای طرح حدیث رسول مُنَافِیْکِمُ سے ثابت ہونے والے ادکام کا ماننا بھی فرض، متان پر عمل کرنا ضروری اور ان کا انکار کفر ہے۔ ای طرح حدیث رسول مُنَافِیْکِمُ سے ثابت ہونے والے ادکام کا ماننا بھی فرض، متواتر ہو یا آحاد، تولی ہو، فعلی ہو یا تقریری۔ یہ سب قابل عمل ہیں۔ حدیث کا خبر واحد کی بنیاد پر یا عقلی استحالے کی میناد پر یا انکہ کے قیاس واجتہادات کی بنیاد پر یا راوی کے عدم فقاجت کے دعویٰ کی بنیاد پر یا عقلی استحالے کی بنیاد پر یا ان قدم کے دیاں کی بنیاد پر یا ان کہ کے قیاس واجتہادات کی بنیاد پر یا راوی کے عدم فقاجت کے دعویٰ کی بنیاد پر یا عقلی استحالے کی بنیاد پر یا ان منا کی میاد پر، رد کرنا صحیح نہیں ہے۔ یہ سب حدیث سے اعراض کی مختلف صورتیں ہیں۔

ۅٙٳۮؘٳڮٙٵٛٷٛػؙۊؙڰٲڵٷٙٳڶڡٚػٵۅؘقؘؽڐۜڂٙڵۉٳڽٳڷڴڣٛ ۅؘۿؙڎۊػۮڂۜۯجُۉٳٮؚ؋ٷٳڶڵۿٲۼؙڵۮؙۑۣؠٮٵػڵڎٟٛٳ ؿڮؙؿؙؠ۠ۉؾٛ®

وَتَوْكَكُونُ كُولُونُهُ لِمُنَارِعُونَ فِي الْإِكْتُو وَالْعُنْدُوانِ وَاكْلِهِمُ السُّحْتُ لِبَشِّ مَا كَانُوْا يَعْمَدُونَ ﴿

ڮۘۅؙڵٳؽٮؙۿ۬ٮۿؙۄؙٳڵڗؖؿ۬ڽؿٞۅؙؽؘۘۅؘٵڷؚػۻۛٵۯۼؽ ڡۜٷڸۿؚڝؙٳڷٳڎ۫ۄۜۅٙٲڬڸۿؚۻ۠ٳۺؙ۠ٛٛڞٛؾ۠ٞڸڽۺؙ؆ٵػٲٮؙۊ۠ٳ ؿڞؘۼؙڎؙؽ۞

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَكْ اللّهِ مَغْلُولَةٌ ثُنَّكُ اَيُدِيهُومُ وَلِمُنُوا مِهَا قَالُولُ بَلْ يَلاهُ مَبْسُوطَ لِنَّ نَيْغَقُ كِيْفَ

11. اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر لیے ہوئے ہی آئے تھے اور اس کفر کے ساتھ ہی گئے بھی اور یہ جو کچھ چھپا رہے ہیں اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (۱)

۱۲. اور آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے اکثر گناہ کے کاموں کی طرف اور طلم وزیادتی کی طرف اور مال حرام کھانے کی طرف لیک رہے ہیں وہ کھانے کی طرف لیک رہے ہیں۔ جو پچھ یہ کر رہے ہیں وہ نہایت برے کام ہیں۔

۱۳ انہیں ان کے عابد وعالم جھوٹ باتوں کے کہنے اور حرام چیزوں کے کھانے سے کیوں نہیں روکتے، بے شک براکام ہے جو یہ کر رہے ہیں۔

۱۲۳. اور یہودیوں نے کہا کہ الله تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ (۳) انہی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان

قر آن کریم اور اس سے قبل اتاری گئی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیا یہ بھی کوئی قصور یا عیب ہے؟ یعنی یہ عیب اور مذمت والی بات نہیں، عیسا کہ تم نے سمجھ لیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ استثناء منقطع ہے۔ البتہ ہم تہہیں بتلاتے ہیں کہ بدترین لوگ اور گراہ ترین لوگ، جو نفرت اور مذمت کے قابل ہیں، کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہوا اور جن میں سے بعض کو اللہ نے بندر اور سور بنادیا اور جنہوں نے طاغوت کی پوجا کی۔ اور اس آسکینے میں تم اپنا چرہ اور کردار دیکھ لو کہ یہ کن کی تاریخ ہے اور کون لوگ ہیں؟ کیا یہ تم ہی نہیں ہو؟

ا. یہ منافقین کا ذکر ہے۔ جو نبی مُنگافیدِ کم کی خدمت میں گفر کے ساتھ ہی آتے ہیں اور اسی گفر کے ساتھ واپس چلے جاتے ہیں، آپ مُنگافیدِ کم کی صحبت اور آپ کے وعظ ونصیحت کا کوئی اثر ان پر نہیں ہوتا۔ کیوں کہ دل میں تو گفر چھپا ہوتا ہے اور رسول الله مُنگافِیدِ کم خدمت میں حاضری سے مقصد ہدایت کا حصول نہیں، بلکہ دھوکہ اور فریب دینا ہوتا ہے۔ تو پھر الیہ عاضری سے فائدہ بھی کیا ہوسکتا ہے؟

۲. یہ علاء مشاکُ دین اور عباد وزباد پر نکیر ہے کہ عوام کی اکثریت تمہارے سامنے فسق وفجور اور حرام خوری کا ارتکاب کرتی ہے لیکن تم انہیں منع نہیں کرتے۔ ایسے حالات میں تمہاری یہ خاموثی بہت بڑا جرم ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ امر بالمحروف اور نہی عن المنکر کی کتنی اہمیت اور اس کے ترک پر کتنی سخت وعید ہے۔ جیسا کہ احادیث میں بھی یہ مضمون وضاحت اور کثرت سے بیان کیا گیا ہے۔

m. یہ وہی بات ہے جوسورہ آل عمران کی آیت ۱۸۱ میں کی گئی ہے کہ الله تعالیٰ نے جب اپنی راہ میں خرج کرنے کی

يَشَآءُ وَكَيْرِيْدَقَكِيْنِوَّا يَنْهُمُ مَّا أَنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ تَرْبِكَ طُغْيَانًا وَكُثْرًا وَالْفَيْنَائِيَةَ مُمُ الْعَكَ اوَقَ وَالْبَغُضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيمَةِ كُلَّمَا أَوْقَكُ وُ انَارًا لِلْحَرْبِ اَطْفَاهَا اللهُ وَيَسْعُونَ فِى الْاَرْضِ فَمَادًا وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿

کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی، بلکہ اللہ تعالی کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ جس طرح چاہتا ہے خرج کرتا ہے اور جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے اتارا جاتا ہے وہ ان میں سے اکثر کو تو سرشی اور کفر میں اور بڑھا دیتا ہے اور ہم نے ان میں آپس میں ہی قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض ڈال دیا ہے، وہ جب بھی لڑائی کی آگ کو بھڑکانا چاہتے ہیں تو اللہ تعالی اسے بجھادیتا ہے، (') یہ زمین میں شر وفساد مچاتے بھی کرتا۔

ترغیب دی اور اسے اللہ کو قرض حسن دینے سے تعبیر کیا تو ان یہودیوں نے کہا کہ "اللہ تعالی تو فقیر ہے" لوگوں سے قرض مانگ رہاہے اور وہ تعبیر کے اس حسن کو نہ سمجھ سکے جو اس میں پنیاں تھا۔ یعنی سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اور اللہ کے د نے ہوئے مال میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کردینا، کوئی قرض نہیں ہے۔ لیکن یہ اس کی کمال مہربانی ہے کہ وہ اس پر بھی خوب اجر عطا فرماتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک ایک دانے کو سات سات سو دانے تک بڑھا دیتا ہے۔ اور اسے قرض حسن سے اسی لیے تعبیر فرمایا کہ جتناتم خرج کروگے، الله تعالی اس سے کئی گنا تهمیں واپس لوٹائے گا۔ مَغْلُوْلَةٌ کے معنی يَخيْلَةٌ (بخل والے) كيے گئے ہيں۔ يعني يہود كا مقصد يہ نہيں تھاكہ اللہ كے ہاتھ واقعتاً بندھے ہوئے ہيں، بلكہ ان كا مقصد یہ تھا کہ اس نے اپنے ہاتھ خرچ کرنے سے روکے ہوئے ہیں۔ (ابن کیر) الله تعالی نے فرمایا، ہاتھ تو انہی کے بندھے ہوئے ہیں لینی بخیلی انہی کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے۔ خرچ کرتا ہے۔ وہ وَاسِعُ الْفَضْلِ اور جَزِيْلُ الْعَطَآءِ ہے، تمام فزانے ای کے پاس ہیں۔ نیز اس نے اپنی مخلوقات کے لیے تمام حاجات وضروریات کا انتظام کیا ہواہے، ہمیں رات یا دن کو، سفر میں اور حضر میں اور دیگر تمام احوال میں جن جن چیزوں کی ضرورت بڑتی ہے یا بڑ سکتی ہے، سب وہی مہیا کرتا ہے۔ ﴿وَالْتُكُومِينَ كُلِّي مَاسَالْتُعُوهُ وَإِنْ تَعُدُّواْ وَعَبَّ اللَّهِ لِانْصُوهُ وَا اِنَّ الْاِئْسَانَ لَظَلْوُ مُرْكَفًا لَهُ ﴾ (ابراہم: ٣٠) (تم نے جو کچھ اس سے مانگا، وہ اس نے تمہیں دیا، اللہ کی تعتیں اتنی ہیں کہ تم گن نہیں سکتے، انسان ہی نادان اور نہایت ناشکراہے)۔ حدیث میں بھی ہے نبی مَالْلَیْمِ اللہ کا داماں ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن خرچ کرتا ہے لیکن کوئی کمی نہیں آتی، ذرا دیکھو تو، جب سے آسان وزمین اس نے پیدا کیے ہیں وہ خرچ کررہا ہے لیکن اس ك باته ك خزان ميس كمي نهيس آئي..." (صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب وكان عرشه على الماء، كتاب الزكوة، باب الحث على النفقة) ا. یعنی یہ جب بھی آپ کے خلاف کوئی سازش کرتے یا لڑائی کے اساب مہا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو باطل کر دیتا اور ان کی سازش کو انہی پر الٹا دیتا ہے اور ان کو "جاہ کن را جاہ در بیش" کی سی صور تحال سے دوجار کر دیتا ہے۔ ۲. ان کی عادت ثانیہ ہے کہ ہمیشہ زمین میں فساد پھیلانے کی مذموم کوششیں کرتے ہیں درآل حالیکہ اللہ تعالی مضدین کولیند نہیں فرماتا۔

ۅؘڷٷٙڷۜٵۿڶٳڷۑڗڹٳٲٮؿؙٷٳۄٙٲؿۧۊ۫ٳڷڬڤٙۯ۫ێٵۼۛؿۿؙۄؙ سِيّالقِۿۄۘٷؘڵؘۮڂؙڵڣۿؙٶجۜڵؾؚٳڶڵۼؽؙؠۄؚ®

ۅڵٷٵؘؠؙٛٛؗٛؗٛؗۿٵؘۊٵ؞ؗۅؗٳڵؾۜٷڔڮۼؙؚؽڶۅٙڝٵؙڹٛڗؚڶ ٳڵؽۿۣڂڝٞۨ؞ٛؾڣۿڒػڵٷٳ؈ٛڣٷڣۿۏۅڝٛڠؾ ڗڝؙڸۿؚڂۄ۫ڣۿؙڎٳٛۺڰ۠ڡؙٛؿ۫ؾڝؚۮڎؙ۠ٷڲڹؿڒ۠ۺٚۿڎ ڛٵٚٷٵؽۼؠؙڵٷؽ۞۠

يَايَّهُا الرَّسُوُلُ بَيِّعُمَّا أُنُّزِلَ إِلَيْكَ مِنْ تَرَيِّكَ وَإِنْ لَّمَ تَفْعَلُ فَمَا اَبَلَغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللهُ يَعْضِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللهَ لَايِمَهُ بِي الْقَوْمُ الْأَيْمِنِيَّ

14. اور اگریہ اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے(۱) تو ہم ان کی تمام برائیاں معاف فرمادیتے اور ضرور انہیں راحت وآرام کی جنتوں میں لے جاتے۔

۱۹۲. اور اگریہ لوگ توریت وانجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے، ان کے پورے پابند رہتے (۲) تویہ لوگ اپنے اوپر سے اور نیچ سے روزیاں پاتے اور کھاتے، (۲) ایک جماعت تو ان میں سے روزیاں باتے روش کی ہے، باقی ان میں سے بہت سے لوگوں کے برے اعمال ہیں۔ (۲)

12. اے رسول (مَنَّالَّیْمِ اُم جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجے۔ اگر آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں

ا. یعنی وہ ایمان، جس کا مطالبہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے، ان میں سب سے اہم محمد رسول اللہ علیٰ الیّنیٰ کی رسالت پر ایمان لانا ہے، جینہ جن ہے، جینہ کہ ان پر نازل شدہ کتابوں میں بھی ان کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ وَاتَقَوْا اور اللہ کی معاصی سے بیچے، جن میں سب سے اہم وہ شرک ہے جس میں وہ مبتلا ہیں اور وہ جود ہے جو آخری رسول کے ساتھ وہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔
 ۲. تورات اور انجیل کے پابند رہنے کا مطلب، ان کے ان احکام کی پابندی ہے جو ان میں انہیں دیے گئے، اور انہی میں انہیں دیے گئے، اور انہی میں ایک حکم آخری نبی پر ایمان لانا بھی تھا۔ اور وَمَا أَنْذِلَ سے مراد تمام آسانی کتب پر ایمان لانا ہے جن میں قرآن کریم بھی شامل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اسلام قبول کر کیتے۔

سل اوپر نیچ کا ذکر یا تو بطور مبالغہ ہے، لیعنی کثرت سے اور انواع واقسام کے رزق الله تعالی مہیا فرماتا۔ یا اوپرسے مراد آسان ہے لیعنی حسب ضرورت خوب بارشیں برساتا اور "نیچ" سے مراد زمین ہے۔ لیعنی زمین اس بارش کو اپنے اندر جذب کرکے خوب پیداوار دیتی۔ نیجناً شادانی اور خوش حالی کا دور دورہ ہوجاتا۔ جس طرح ایک دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَلَوَّالَیٰ اَهُلُوْ اَلَّهُ وَاللّٰهُ عَلَیْ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰم

سم. لیکن ان کی اکثریت نے ایمان کا یہ راستہ اختیار نہیں کیا اوروہ اپنے کفر پر مصر اور رسالت محمدی سے انکار پر اڑے ہوئے ہیں۔ اس اصرار اور انکار کو یہال برے اعمال سے تعبیر کیا گیا ہے۔ در میانہ روش کی ایک جماعت سے مراد عبداللہ بن سلام ڈالٹنڈ جیسے ۸، ۹ افراد ہیں جو یہود مدینہ میں سے مسلمان ہوئے۔

کی (۱) اور آپ کو اللہ تعالی لوگوں سے بچالے گا (۲) بے شک اللہ تعالی کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۱۸۸. آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! تم دراصل کسی چیز پر نہیں جب تک کہ تورات وانجیل کو اور جو پھھ تمہاری طرف تمہارے مرف تمہارے دب کی طرف سے اتارا گیا ہے قائم نہ کرو، جو پھھ آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے اترا ہے وہ ان میں سے بہتوں کو شرارت اور انکار میں اور بھی بڑھائے گا، (۳) تو آپ ان کافرول پر ممکلین نہ ہوں۔

قُلْ يَاهَلُ الكِنْفِ لَسُتُوعُ لَى شَمَّعُ حَتَّى تُقْتِمُوا التَّوْلِيَةَ وَالْإِنْخِيلُ وَمَا أُنْزِلَ الْيَكُمْ مِّنْ تَنَّمُوْ وَلَمَذِيْدَتَ كَيْنُوا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ الْيَكُ مِنْ تُرْتِكَ طُغْمَا نَا قَاكُفُمُ ا قَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَفِرِيْنَ ۞

ا. اس تحكم كا مفاديه ہے كه جو كچھ آپ مُكَاثِّنْهُمْ ير نازل كيا كيا ہے، بلا كم وكاست اور بلا خوف لومة لائم آپ لو گول تك پہنچا ديں، چنانچہ آپ مَانَ اللَّيْظِ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عائشہ ولی فی فی فرماتی میں کہ "جو شخص یہ گمان کرے کہ نبی مَانَ اللَّهُ عَلَيْظِ نے کچھ چھپالیا، اس نے یقیناً جھوٹ کہا۔" (سیح بندی: ۸۵۵) اور حضرت علی ملاقائیہ سے بھی جب سوال کیا گیا کہ تمہارے پاس قرآن کے علاوہ وحی کے ذریعے سے نازل شدہ کوئی بات ہے؟ تو انہوں نے قسم کھاکر نفی فرمائی اور فرمایا إِلَّا فَهُماً يُعْطِينُه اللَّهُ رَجُلاً (البته قرآن کا فہم ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی کو بھی عطا فرمادے) (صحیح بندی: نمبر ۱۹۰۳) اور حجۃ الوداع کے موقع پر آپ منگالینیٹا نے صحابہ کے ایک لاکھ یا ایک لاکھ چالیں ہزار کے جم غفیر میں فرمایا "تم میرے بارے میں کیا کہوگے؟" انہوں نے کہا «نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ، وَأَدَّيْتَ، وَنَصَحْتَ، "بهم كوابى ديل ك كه آپ نے الله كا پيغام ديا اور اداكرديا اور خير خوابى فرمادى-" آپ سَكَا لَيْنَا مِن الله كا پيغام ديا اور اداكرديا اور خير خوابى فرمادى-" آپ سَكَا لَيْنَا مِن الله كا پيغام ديا اور اداكرديا اور خير خوابى كى طرف انكلى كا اشاره كرتے ہوئے فرمايا اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ (عين مرتبه) يا اللَّهُمَّ اشْهَدْ (تين مرتبه) (صحيح مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم، حديث رقم: ١٢١٨) "لعني اس الله! ميس في تيرا ييغام بينجاديا، تو كواه ره، تو كواه ره، تو كواه ره." ۲. یہ حفاظت اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طریقہ پر بھی فرمائی اور دناوی اساب کے تحت بھی، دناوی اساب کے تحت اس آیت کے نزول سے بہت قبل اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کے چیا ابو طالب کے دل میں آپ کی طبعی محبت ڈال دی، اور وہ آپ کی حفاظت کرتے رہے، ان کا کفریر قائم رہنا بھی شاید انہی اسباب کا ایک حصہ معلوم ہو تا ہے۔ کیوں کہ اگر وہ مسلمان ہوجاتے تو شاید سر داران قریش کے دل میں ان کی وہ ہیت وعظمت نہ رہتی جو ان کے ہم مذہب ہونے کی صورت میں آخر وقت تک رہی۔ پھر ان کی وفات کے بعد اللہ تعالی نے بعض سر داران قریش کے ذریعہ پھر انصار مدینہ کے ذریعے سے آپ کا تحفظ فرمایا۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوگئی تو آپ نے تحفظ کے ظاہری اساب (پہرے وغیرہ) اٹھوا دی۔ اس کے بعد بارہا شکین خطرے پیش آئے لیکن اللہ نے حفاظت فرمائی۔ چنانچہ وحی کے ذریعے سے اللہ نے و قباً فوقاً یہودیوں کے مکرو کید سے مطلع فرماکر خاص خطرے کے مواقع پر بحایا اور گھسان کی جنگوں میں کفار کے انتہائی پر خطر حملوں سے بھی آپ کو محفوظ رکھا۔ ذٰلِكَ مِنْ قُدْرَةِ اللهِ وَقَدَّرُهُ بِمَا شَاءَ، وَلاَ يَرُدُّ قَدَرَ اللهِ وَقَضَاءَهُ أَحَدٌ وَلا يَغْلِبُهُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيمُ.

e بال یہ ہدایت اور گر اہی اس اصول کے مطابق ہے جو سنت اللہ رہی ہے۔ یعنی جس طرح بعض اعمال واشیاء سے اہل

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُواْ وَالَّذِيْنَ هَادُوُا وَالصِّبِوُنَ وَالتَّصْلُوى مَنْ اٰمَن بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْلِجْرِوَعَ لَ صَالِحًا فَلَاخُوفُ عُلَيْرِهُمْ وَلَاهُمْ يَعْزُنُونَ ۞

ڵڡۜٙڽؙٲڂؘڹؙٛٮؘٚٵڡۣؽؿٵۊٙ؉ؚؽٙٳڛۘڗٳ؞۠ؽڸؘۅٲؽڛڵؾؘٳڶؿۿؚؠ ٮؙڛؙڰؗڎڴػٵڿٲٷۿؙڔۯڛؙۅ۠ۛڮٛڹٟؠٵڵڒؾۿۏؽٲٮ۫ڡٞۺؙؙؠؙؗٛؗۿ ٷؚڔؿۊٵػڐؙۑٛٛۅۘٷڔؽۛڲٵێؿؿؙؿٷۯؽۜ

ۅؘۘۘۘڝؚڹؙۉٞٳٳڒػؙٷٛڹۏؾۘٮؘؗۊؙۨڡؘۜۼٷ۬ۅۅؘڞؠؙؖٷٳڎ۫؆؆ٙۘۘ ٳڵۿؙٵؽۿۣۿؚۮڗڠ۫ۜۼٷٛٳۅؘڞؠؖ۠ٷٳێؿؗۯۺۣؖڹۿؙڞڗۅٳڵڷۿ ڽؘڝؚؽؙۯۣؠؘٵؘؽۼؠۮؙۉؽ۞

ڵٙڡۜٙٮؙػڡۜڔؘؘٲڰٚۮؚؽڹ ڤَالْوُٳڷۜٵۺٚه هُۅؘڶٮؖڛؽڂؗڔڹؙؽؙڡؙۄؙڲؗٞ ۅؘۊٙٳڶٳڶؠڛؽڂۑڹڹؽؙٙٳڛؙڗٳۼؠ۫ڮٳڠؠؙڮٳڠؠؙۮۅٳۺڎڔؽ

19. مسلمان، یہودی، صابئ اور نصرانی، کوئی ہو، جو بھی اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ محض بے خوف رہے گا اور بالکل بے غم ہوجائے گا۔

• ک. ہم نے بالیقین بنو اسر ائیل سے عہدو پیمان لیا اور ان کی طرف رسولوں کو بھیجا، جب بھی رسول ان کے پاس وہ احکام لے کر آئے جو ان کی اپنی منشا کے خلاف تھے تو انہوں نے ان کی ایک جماعت کی تکذیب کی اور ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

12. اور سمجھ بیٹے کہ کوئی پکڑنہ ہوگی، پس اندھے بہرے بن بیٹھے، پھر اللہ تعالی نے ان کی توبہ قبول کی، اس کے بعد بھی ان میں سے اکثر اندھے بہرے ہوگئے۔(۲) اللہ تعالی ان کے اعمال کو بخوبی دیکھنے والا ہے۔

27. بے شک وہ لوگ کا فر ہوگئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم (عَالِیَاً) ہی اللہ ہے (عالیَاً) نے

ایمان کے ایمان و تصدیق، عمل صالح اور علم نافع میں اضافہ ہوتا ہے، ای طرح معاصی اور تمرد سے کفرو طغیان میں زیادتی ہوتی ہے۔ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہ بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ﴿قُلُ هُوَ لِلَّذِینَ الْمُنُوا هُدًى وَيَعْدَلُونَ مِنْ اللهِ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہ بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ﴿قُلُ هُوَ کُلَّذِینَ الْمُنُوا هُدًى اللّهُ وَاللّذِینَ الْمُنُوا هُدًى اللّهُ وَاللّذِینَ اللّهُ وَاللّذِینَ اللّهُ اللّهِ اللّهِ اللّهِ وَاللّهِ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ وَالّٰ وَاللّهُ وَا

ا. یہ وہی مضمون ہے جو سورۂ بقرہ کی آیت: ٦٢ میں بیان ہوا ہے، اسے دیکھ لیا جائے۔

۲. لیعن سمجھے یہ سے کہ کوئی سزا متر تب نہ ہوگی۔ لیکن مذکورہ اصول البی کے مطابق یہ سزا متر تب ہوئی کہ یہ حق کے دیکھنے سے مزید اندھے اور حق کے سننے سے مزید بہرے ہوگئے اور توبہ کے بعد پھر یہی عمل انہوں نے دھرایا ہے تو اس کی وہی سزا بھی دوبارہ متر تب ہوئی۔

س. یہی مضمون آیت نمبر کا میں بھی گزر چکا ہے۔ یہاں اہل کتاب کی گمراہیوں کے ذکر میں اس کا پھر ذکر فرمایا۔ اس

وَرَتَّكُمُ ۚ إِنَّهُ مَنْ يُنْتُرِكُ بِاللهِ فَقَتُ حَرَّمَاللهُ عَلَيْهِ الْبَنَّةَ وَمَأُولهُ النَّاكُ وَاللِّظْلِمِيْنَ مِنُ اَنْصَارٍ⊕

ڵڡۜٙٮؙٛڰؘڡٛٚڔٵێڹؽۘۊٵڵۅٛٙٳ؈ؘۜٲڶٮٷؿڵڮٛؿڬۊٟٷٵڝؽ ٳڵۅٳڵڒٙٳڵڎٷٳڿڎٷڶ؈ۜؿؙڔڹ۫ؠۿۅٛٵۼٳؿڡٛۅٛڵؽ ڵؽؠۺۜؾٵڐۮؽؽػڡۜۯؙۅؙڡڹۿؗڎٟٷ؉ڮٳٛڸؿۣٛڰ

ان سے کہاتھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کارب ہے، (۱) یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گناہ گاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (۱)

ساک. وہ لوگ بھی قطعاً کافر ہوگئے جنہوں نے کہا، اللہ تین میں کا تیسرا ہے، (۳) دراصل سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود خبیں۔ اگر یہ لوگ اپنے اس قول سے باز نہ رہے تو ان میں

میں ان کے اس فرقے کے کفر کا اظہار ہے جو حضرت مسیح علیاً کے عین اللہ ہونے کا قائل ہے۔

ا. چنانچہ حضرت عینی علیتها بعنی مسیح ابن مریم علیتها نے عالم شیرخوارگی میں (اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب کہ پچے اس عمر میں قوت گویائی نہیں رکھتے) سب سے پہلے اپنی زبان سے اپنی عبودیت ہی کا اظہار فرمایا، ﴿ إِنِّی عَبْدُاللّٰهُ ﴿ اِسْ عَمْ مَیْسِ قوت گویائی نہیں رکھتے) سب سے پہلے اپنی زبان سے اپنی عبودیت ہی کا اظہار فرمایا، ﴿ إِنِّی عَبْدُاللّٰهُ ﴾ المثنی الله کا بندہ ہوں یا الله کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مجھے اس نے کتاب بھی عطاکی ہے) حضرت مسیح علیتها نے یہ نہیں کہا، میں الله کو کہولت میں بھی انہوں نے یہی دعوت دی ﴿ إِنَّ اللّٰهُ کَرَبِّ وَرَقَبُمُ وَقُوا هُلَا اُورَ وَ اللّٰهُ کَا مِنْ الله کا بَعْن کے قریب ان کا آسان سے نزول ہوگا، جس کی خبر صبح ور میں بھی کہا ہے وہی الفاظ ہیں جو مال کی خبر صبح احدیث میں دی گئی ہے اور جس پر اہل سنت کا اجماع ہے، تب بھی وہ نی مُنَافِیّقُوا کی تعلیمات کے مطابق لوگوں کو اللہ کی توحید اور اس کی اطاعت کی طرف ہی بلائیں گے، نہ کہ اپنی عبادت کی طرف۔

علی حضرت مسے علیہ اللہ اللہ کے سلم اور مشیت سے اس وقت بھی فرمایا تھا جب وہ ماں کی گود میں لیعنی شیر خوارگی کی حالت میں شخصہ بھی سن کہولت میں یہ اعلان فرماید اور ساتھ ہی شرک کی شاعت وقباحت بھی بیان فرمادی کہ مشرک پر جنت حرام ہے اور اس کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوگا جو اسے جہنم سے نکال لائے، جیسا کہ مشرکین سیھے ہیں۔ سلا یہ عیسائیوں کے دوسرے فرقے کا ذکر ہے جو تین خداول کا قائل ہے، جن کو وہ أَقَانِيْمُ شَلَاثَة کہتے ہیں۔ ان کی تعبیر و تشریح میں اگرچہ خود ان کے مابین اختلاف ہے۔ تاہم صبح بات یہی ہے کہ اللہ کے ساتھ، انہوں نے حضرت تعبیل علیہ اللہ اللہ کی اللہ کے ساتھ، انہوں نے حضرت عسیل علیہ اللہ تعالی اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہ اللہ کو بھی اللہ (معبود) قرار دے لیا ہے، جیسا کہ قرآن نے صراحت کی ہے، اللہ تعالی علیہ قائد تعلی علیہ اللہ تعالی اللہ تواہ معبود بنا لینا؟) اس سے معلوم ہوا کہ عسیل اور مریم طرح اللہ تعالی نے اللہ بنایہ اور اللہ تیسرا اللہ ہوا، جو ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ (تین میں کا تیسرا کہلایا) پہلے عقیدے کی طرح اللہ تعالی نے اسے بھی کفرے تعبیل غلیہ عقیدے کی طرح اللہ تعالی نے اسے بھی کفرے تعبیل غلیہ خصیدے کی طرح اللہ تعالی نے اسے بھی کفرے تعبیل غلیہ خصیدے کی طرح اللہ تعالی نے اسے بھی کفرے تعبیل غلیہ ور مایا۔

ٳؘڡ۬ٙڒؾؙۊؙؠٛۅٛؽٳڮٙٳڵڸٳڎۅؘؽؽٮٛؾۼ۫ڣۯؙۅٛڹ؋۫ٷٳڵڶۿؙۼۧڣٛۅۛڒۛ ڗۜۜڿؽؙڿٛ۞

مَاالْسِيْحُابْنُ مُنْهَمَ إِلَّا سَوْلُ قَلُ خَلَتُ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَانْهُ صِدِّيْقَةٌ \*كَانَايَاكُلِ الطَّعَامُ الْفُطُّرُ كَيْفَ بُنْيِيْنُ لَهُمُ الْالِيتِ قُوْلُطُّرُالًا فِي يُؤَفِّكُونَ ⊙

قُلْ اَتَعَبُنُ وُنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا يَمِيْكُ لَكُمُ ضَرًّا وَلِانَفْعًا وَاللهُ هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيمُ

قُلْ يَاهُلُ الْكِتْ لِاتَّغُلُوا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَالْحَقِّ وَلاَتَتَّبِغُوَّا اَهُوَآءُ قَوْمٍ قَدُ ضَـ كُوْا مِنْ قَبْلُ

سے جو کفر پر رہیں گے، انہیں المناک عذاب ضرور پہنچ گا۔ **۸ک.** یہ لوگ کیوں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں
استغفار نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ تو بہت ہی بخشنے والا اور بڑا
ہی مہربان ہے۔

20. مسيح ابن مريم (عَلَيْلًا) سوا پيغير ہونے کے اور پھ بھی نہيں، اس سے پہلے بھی بہت سے پغير ہونے ہيں ان کی والدہ ايک راست باز عورت تھيں (۱ دونوں ماں بيٹے کھانا کھايا کرتے سے ، آپ د يکھيے کہ کس طرح ہم ان کے سامنے دليليں رکھتے ہیں پھر غور يجيے کہ کس طرح وہ پھرے جاتے ہیں۔ کم بھر جو جو نہ تمہارے کی نقصان کے مالک ہیں نہ کسی نفع کے، ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں نہ کسی نفع کے، اور اللہ ہی خوب سننے اور پوری طرح جاننے والا ہے۔ (۳)

22. کہہ دیجیے اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو<sup>(\*)</sup> اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی

ا. صِدَّيْقَةٌ کے معنی مومنہ اور ولیہ کے ہیں لیعنی وہ بھی حضرت مسیح عَلَیْظا پر ایمان لانے والوں اور ان کی تصدیق کرنے والوں میں سے تھیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نَبِیَّةٌ (پَغِیر) نہیں تھیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے اور انہوں نے حضرت مریم عَلَیْظا کی والدہ کوئییَّةٌ قرار دیا ہے۔ استدلال اس بات سے کیا ہے کہ اول الذکر دونوں سے فرشتوں نے آکر گفتگو کی اور حضرت ام موکی کو خود اللہ تعالیٰ نے وحی کی۔ یہ گفتگو اور وحی نبوت کی دلیل ہے۔ لیکن جمہور علاء کے نزدیک یہ دلیل الی نہیں جو قرآن کی نص صریح کا مقابلہ کرسکے۔ قرآن نے صراحت کی ہے کہ ہم نے جینے رسول بھی جیجے، وہ مرد تھے۔ (یوسند: ۱۹۰)

۲. یہ حضرت مسیح علیقیل اور حضرت مریم علیقاً دونوں کی الوہیت (اللہ ہونے) کی نفی اور بشریت کی دلیل ہے۔ کیونکہ کھانا پینا، یہ انسانی حوائج وضروریات میں سے ہے۔ جو اللہ ہو، وہ تو ان چیزوں سے ماور ا بلکہ وراء الوراء ہوتا ہے۔

سال یہ مشرکوں کی کم عقلی کی وضاحت کی جارہی ہے کہ ایسوں کو انہوں نے معبود بنار کھا ہے جو کسی کو نفع پہنچا کتے ہیں نہ نقصان، بلکہ نفع نقصان پہنچانا تو کجا، وہ تو کسی کی بات سننے اور کسی کا حال جاننے کی ہی قدرت نہیں رکھتے۔ یہ قدرت صرف اللہ ہی کے اندر ہے۔ اس لیے حاجت روا مشکل کشا بھی صرف وہی ہے۔

م. لینی اتباع حق میں حد سے تجاوز نہ کرو اور جن کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے، اس میں مبالغہ کرکے انہیں منصب نبوت

ۅٙٲڞؘڵؙۊٝٳڮؿؿڔٞٳۊۧۻؘڷ۠ۊٵۼؽؙڛٙۅٙٳۤ؞ؚٳڶڛؚۜؠؽ<u>ڸ</u>۞ٞ

لُعِنَ الَّذِيْنَكَفَمُ وُامِنَ بَنِئَ اِسُوَآ ِيُلَ عَلَ لِسَانِ دَاوُدَ وَعِشَى ابْنِ مَرْيُكَرِ ۖ ذَٰلِكَ بِهَاحَصُوا وَكَانُوْ اَيْغَتُكُ وَنَ۞

ػائوْالايتَنَاهَوْنَعَنْ مُّنَكِّرِ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَاكَانُوْايَفْعَلُوْنَ ۞

پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں۔
بھی چکے ہیں(ا) اور سید ھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔
کملے بنی اسرائیل کے کافروں پر (حضرت) داود (عَالِیَلِا)
اور (حضرت) علیمیٰ بن مریم (عَالِیَلا) کی زبانی لعنت کی گئ<sup>(1)</sup> اس وجہ سے کہ وہ نافرہانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ (<sup>1)</sup>

29. آپس میں ایک دوسرے کو برے کامول سے جو دہ کرتے تھے دو کتے نہ تھے (") جو کچھ بھی یہ کرتے تھے

سے اٹھاکر مقام الوہیت پر فائز مت کرو، جیسے حضرت میچ علیہ اللہ کے معاملے میں تم نے کیا۔ غلو ہر دور میں شرک اور گر اہی کا سب سے بڑا ذریعہ رہا ہے۔ انسان کو جس سے عقیدت و محبت ہوتی ہے، وہ اس کی شان میں خوب مبالغہ کرتا ہے۔ وہ اہم اور دینی قائد ہے تو اس کو پنجبر کی طرح معصوم سمجھنا اور پنجبر کو خدائی صفات سے متصف ماننا عام بات ہے، بد قتمتی سے مسلمان بھی انا عام بات میں رہ سکے۔ انہوں نے بعض ائمہ کی شان میں بھی غلو کیا اور ان کی رائے اور قول، حتیٰ کہ ان کی طرف منسوب فتو کی اور فقہ کو بھی حدیث رسول سکا ایکیہ کی شان میں ترجیح دے دی۔ اللہ بناکر خود بھی گر اہ ہوئے اوردوسروں کو بھی گر اہ کیا۔ اللہ بناکر خود بھی گر اہ ہوئے اوردوسروں کو بھی گر اہ کیا۔ کر یم کے اللہ بناکر خود بھی گر اہ ہوئے اوردوسروں کو بھی گر اہ کیا۔ کر یم کے ذریعے سے ان پر کی جارہی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ مکا فیڈی پر نازل ہوئی اور اب یہی لعنت قر آن کر یم کے ذریعے سے ان پر کی جارہی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ مکا فیڈی پر نازل ہوئی اور اب یہی لعنت قر آن کر یم کے ذریعے سے ان پر کی جارہی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ مکا فیڈی پر نازل ہوا۔ لعنت کا مطلب اللہ کی رحمت اور خیر سے دوری ہے۔ ملہ یہ یعنی واجبات کا ترک اور محمد کا ار تکاب کر کے۔ انہوں اللہ کی نافر مانی گی۔ اللہ کی دین میں ملو اور برعات ایجاد کر کے انہوں نے حد سے شجاوز کیا۔

اس پر مستزاد یہ کہ وہ ایک دوسرے کو برائی سے ٹوکتے نہیں تھے۔ جو بجائے خود ایک بہت بڑا جرم ہے۔ بعض مفسرین نے اس بر مستزاد یہ کہ وہ ایک بہت بڑا جرم ہے۔ بعض مفسرین نے اس بڑک نہی کو عصیان اور اعتداء قرار دیا ہے جو لعنت کا سبب بنا۔ بہر حال دونوں صورتوں میں برائی کو دیکھتے ہوئے برائی سے نہ روکنا، بہت بڑا جرم اور لعنت وغضب الہی کا سبب ہے۔ حدیث میں بھی اس جرم پر بڑی سخت وعیدیں بیان فرمائی گئی جیں۔ ایک حدیث میں نبی منگائی آئی آئی اسب سے پہلا نقص جو بنی اسرائیل میں داخل ہوا یہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو برائی کرتے ہوئے دیکھتا تو کہتا، اللہ سے ڈر اور یہ برائی چھوڑدے، یہ تیرے لیے جائز نہیں۔ لیکن دوسرے روز پھر اس کے ساتھ اسے کھانے بینے اور اٹھنے بیٹھنے میں کوئی عار یا شرم محسوس نہ ہوتی، (یعنی اس کا ہم نوالہ وہم پیالہ اور ہم نشین بن جاتا) درآں حالیک ایمان کا تقاضا اس سے نفرت اور ترک تعلق تھا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے در میان آئی میں عداوت ڈال دی اور وہ لعنت الہی کے مستحق قرار پائے "پھر فرمایا کہ "اللہ کی قشم! تم ضرور لوگوں کو نیکی کا تھم

يقيناً وه بهت برا تھا۔

تَرٰى كَثِيرُامِّنَهُمُ يَتَوَكُّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْلَالِّذِيْنَ مَاقَدَّمَتُ لَهُمُ انْفُسُهُمُ إِنَّ سَخِطَ اللهُ عَلِيهُمُ وَ فِي الْعَذَابِ هُمُ خِلِدُوْنَ ۞

وَلَوْكَانُوْائِؤُمُونُونَ بِاللهِ وَالنَّدِيِّ وَمَّاأُنُولَ اِلْسُهِ مَااتَّخَانُوهُمُ اَوْلِيَآءَ وَلَاِنَّ ڪَثِيُرًا مِّنْهُمُ فَهِمُ فَهِيقُونَ۞

لَتَعِمَنَ اَشَكَ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِيْنَ اَمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْ أَولَتَعِمَدَ اَقُرَبَهُمُ مُّوَدَّةً لِلَّذِيْنَ امَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوَ الاَّا نَصْرَى ۖ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمُ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهُبَانًا وَّالَّهُمُ لَا يَسْتَكُيرُوْنَ ۞

١٠٠ ان ميں سے بہت سے لوگوں کو آپ ديكھيں گے کہ وہ كافروں سے دوستياں كرتے ہيں، جو پچھ انہوں نے اللہ تعالىٰ اپنے ليے آگے بھيج ركھا ہے وہ بہت برا ہے كہ اللہ تعالىٰ ان سے ناراض ہوا اور وہ ہميشہ عذاب ميں رہيں گے۔ (۱)
 ١٠٠ اور اگر انہيں اللہ تعالىٰ پر اور نبی پر اور جو نازل كيا گيا ہے اس پر ايمان ہوتا تو يہ كفار سے دوستياں نہ كرتے، ليكن ان ميں سے اكثر لوگ فاسق ہيں۔ (۱)

۸۲. یقیناً آپ ایمان والول کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکول کو پائیں گے (۳) اور ایمان والول سے سب سے زیادہ دوستی کے قریب آپ یقیناً انہیں پائیں گ جو اپنے آپ کو نصار کی کہتے ہیں، یہ اس لیے کہ ان میں علاء اور عبادت کے لیے گوشہ نشین افراد پائے جاتے ہیں اور اس وجہ سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔ (۹)

دیا کرو اور برائی سے روکا کرو، ظالم کا ہاتھ بکڑلیا کرو (ورنہ تمہارا حال بھی یہی ہو گا)....." الحدیث (أبوداود- کتاب المعلاحم:۳۳۲) ایک دوسری روایت میں اس فریضے کے ترک پر یہ وعید سائی گئ ہے کہ تم عذاب الّبی کے مستحق بن جاؤگے، پھر تم الله سے دعائیں بھی مانگوگے تو قبول نہیں ہول گی۔ (سند احمد جلد ۵۔ ص ۴۵۸)

ا. یہ اہل گفر سے دوستانہ تعلق کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا اور ای ناراضی کا نتیجہ جہنم کا دائی عذاب ہے۔

۲. اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے اندر صحیح معنوں میں ایمان ہوگا، وہ کافروں سے بھی دوستی نہیں کرے گا۔

۱۳. اس کا مطلب یہ ہے کہ بہودیوں کے اندر عناد و جود، حق سے اعراض واستکبار اور اہل علم وایمان کی سنقیص کا جذبہ بہت پایا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نبیوں کا قبل اور ان کی سندیب ان کا شعار رہا ہے، حتی کہ انہوں نے رسول اللہ سکا اللہ کا کا جاتا ہے، یہی ہوجہ ہی کی اور ان کی سندیب ان کا شعار رہا ہے، حتی کہ انہوں نے رسول اللہ سکا اللہ کا کی بھی کئی مرتبہ سازش کی سندیب کی گئی اور ہم طرح نقصان پہنچانے کی مذموم سعی کی۔ اور اس معاملے میں مشرکین کا حال بھی یہی ہی ہے۔

۲۹. رُ ھُبَانٌ سے مراد نیک، عبادت گزار اور گوشہ نشین لوگ اور قبہ سیسین کے مراد علماء وخطباء ہیں، یعنی ان عیسائیوں میں علم و تواضع ہے، اس لیے ان میں یہودیوں کی طرح جود واستکبار نہیں ہے۔ علاوہ ازیں دین مسیحی میں نرمی اور عفو ودر گزر کی تعلیم کو امتیازی حیثیت حاصل ہے، حتی کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کوئی تمہارے دائیں رخسار پر مارے ور گزر کی تعلیم کو امتیازی حیثیت حاصل ہے، حتی کہ ان وجوہ سے یہ مسلمانوں کے، یہ نسبت یہودیوں کے زیادہ قریب تو بایاں رخسار بھی اس کو چیش کر دو۔ لینی لڑو مت۔ ان وجوہ سے یہ مسلمانوں کے، یہ نسبت یہودیوں کے زیادہ قریب

ۅٙٳۮ۬ٳڝؠۼؙۅؙٳڡٵۧٲڹٛۯڶٳڶؽٳڷڗڛٛۅ۠ڸڗۯؽ ٳػؽؙؽڎۿؙڂڔٞؾؘڣؽڞؙڡؚڹٳڵڰڡٝۼڝؠۜٵۼۘڗڣ۠ۅؙٳڝڹ ٳڂۜؾٞٞؿڣؙۅ۠ڶۅٛڹڗؠۜڹۧٳؙڡؿٵڡؘٲٮٛڹ۠ڹٵڡؘۼٳڶۺ۠ۼۣڔؽڹۛ۞

وَمَالَنَالاَنُوْنُونَ بِاللهِ وَمَاجَآءَنَامِنَ الْحَقِّ وَنَظْمَعُ آنُ يُّدُ خِلَنَارَتُبَامَعَ الْقَوْمِ الصَّلِحِيْنَ ⊙

۱۹۸۰ اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آ تکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پیچان لیا، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔ کھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔ ۱۸۳۸ اور ہمارے پاس کون سا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو حق ہم کو پہنچاہے اس پر ایمان نہ لائیں اور ہم اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی رفاقت میں داخل کردے گا۔ (۱)

ہیں۔ عیبائیوں کا یہ وصف یہودیوں کے مقابلے میں ہے۔ تاہم جہاں تک اسلام دشمنی کا تعلق ہے، کم وبیش کے کچھ فرق کے ساتھ، اسلام کے خلاف یہ عناد عیبائیوں میں بھی موجود ہے، جیسا کہ صلیب وہلال کی صدیوں پر محیط معرکہ آرائی سے واضح ہے اور جس کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ اور اب تو اسلام کے خلاف یہودی اور عیبائی دونوں ہی مل کر سرگرم عمل ہیں۔ اس کیے قرآن نے دونوں سے ہی دوستی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ا. عیشے میں، جہال مسلمان کی زندگی میں دو مرتبہ ہجرت کرکے گئے۔ اَصْحَمَةُ نَجاشی کی حکومت تھی، یہ عیمائی مملکت تھی۔ یہ آیت عیشے میں رہنے والے عیسائیوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں روایات کی روسے نبی سالیہ خواشی نے وہ حضرت عمرو بن امیہ ضری ڈاٹٹیڈ کو اپنا مکتوب دے کر نجاشی کے پاس بھیجا تھا، جو انہوں نے جاکر اسے سنایا، نجاشی نے وہ مکتوب سن کر عیشے میں موجود مہاجرین اور حضرت جعفر رٹاٹیڈ کو قرآن کریم پڑھی دور سالت کا حکم دیا۔ حضرت جعفر رٹاٹیڈ کو قرآن کریم پڑھی، جس میں حضرت جعفر رٹاٹیڈ نے سورہ مریم بڑھی، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ کا اعلان والات اور ان کی عبدیت ورسالت کا ذکر ہے جسے سن کر وہ بڑے متاثر ہوئے اور ایمان لے آئے۔ بعض کہتے ہیں کہ نجاشی نے اپنے پچھ علماء نبی سالیہ کیا تی ہے۔ متاثر ہوئے اور جاری ہوگئے۔ اور باس جیج سے، جب آپ سُلُوٹیڈ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا تو بے اختیار ان کی آئھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور پاس جیج سے، جب آپ سُلُوٹیڈ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا تو بے اختیار ان کی آئھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور ایمان لے آئے۔ اور کیا میں بعض اور مقامات پر اس قسم کے عیسائیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ﴿وَلِنَ مِنْ الْمُولِ الْکُولِ الْکُولِ الْکُولِ الْکُولِ الْکُولِ الْکُولِ الْکُولِ اللّٰکِ وَمُا اُنُولِ الْکُولِ اللّٰکِ وَمُا اُنُولِ اللّٰکِ وَمُا اُنُولِ اللّٰکِ وَمُا اُنُولِ اللّٰکِ وَمُا اُنُولِ اللّٰکِ اور اس پر جو ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کے آگے عاجزی کرتے ہیں) وَ غَیْرِ هَا مِنَ الْاکْیَاتِ اور حدیث میں آتا ہے کہ جب نجاشی کی موت کی خبر نبی سُلُٹیڈ کو آپ سُلُٹیڈ کے ایک کہ عبر نے ایک کہ عبر نول ہوئی اور اس کو نماز جان کہ نازہ پڑھو چانچے ایک صحراء میں نوح ایک نماز جانور کی نماز جانور کی کو ایک سے ایک کو نماز جان کہ خور میں تھا ہے کہ جب نوٹی کی موت کی خبر نبی سُلُٹیڈ کے ایک سے ایک میں نواز سے ایک نماز جانور کی نماز جانور کیا گیا کے جب نوٹی کی نماز جانور کیا گیا کے ایک کے ایک کی خواء میں کو خبر نہی سُلُٹیڈ کے ایک کی کو ایک کو ایک کیا نواز کو کر کیا گیا کے کہ کیا کولور کی کولور کیا گیا گیا گیا کے کہ کولور کی کولور کی کولور

فَأَثَابَهُهُ اللهُ بِمَاقَالُواجَلَّتِ تَجْدُى مِنْ تَخْتِمَا الْأِنْهُرُخْلِدِيْنَ فِيْهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِيْنَ⊙

ۅٙٲڵۮؚؽ۫ؽؘڰؘڡؙ۫ۯؙٷۅػڐٛڹٛٷٳڽٳێؾؚڹٵۧٳؙۅؙڵڸٟڬ ؙؙؙڞۼؙٵڹٛۼۣؽۄ۞۫

يَاكَيُّهُا الَّانِيْنَ الْمُثُوّ الاَتُحَرِّمُوْ الطِّيلِتِ مَا اَحَلَّ اللهُ لَكُوْ وَلاَنَعْتَكُوْ النَّ اللهَ لا يُعِبُ الْمُعْتَدِيْنَ

۸۵. اس لیے ان کو اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کی وجہ سے ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے۔

۸۲. اور جن لو گول نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلاتے رہے وہ لوگ دوزخ والے ہیں۔

۸۷. اے ایمان والو! الله تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تہمارے واسطے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو(۱) اور حد سے آگے مت نکلو، بے شک الله تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پیند نہیں کرتا۔

آپ مَنْ اللَّيْهِ فَمْ اللَّهِ عَلَى مَهَازَ جَنَازُه (غَائبَانَه) اوا فرمائي۔ (صحيح البخاري، مناقب الأنصار وكتاب الجنائز- صحيح مسلم، كتاب البحنائز) ايك اور حديث ميں ايسے الل كتاب كى بابت، جو نبى مَنْ اللَّهِ عَلَى نبوت پر ايمان لائے بتلايا گيا ہے كہ انہيں دو گنا اجر طلح گا۔ (بخاری- كتاب العلم وكتاب النكاح)

ا. حدیث میں آتا ہے ایک شخص بی سکا گینے کی خدمت میں حاضر ہوا اور آکر کہا کہ یا رسول الله سکا گینے اجب میں گوشت کھاتا ہوں تو نفیانی شہوت کا غلبہ ہوجاتا ہے، اس لیے میں نے اپنے اوپر گوشت حرام کرلیا ہے، جس پر آیت نازل ہوئی۔ (صحیح ترمذی للالبانی، جلا س۴) ای طرح سبب نزول کے علاوہ دیگر روایات سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ فرگا گئی نہ وعبادت کی غرض سے بعض حلال چیزوں سے (مثلاً عورت سے نکاح کرنے، رات کے وقت سونے، دن کے وقت کھانے پینے سے) اجتناب کرنا چاہتے تھے۔ نبی سکھنے کے غم میں یہ بات آئی تو آپ سکا گئی ہے انہیں منع فرمایا۔ حضرت عثمان بن منطعون وفکا گئی انہا کی بیوی کی شکلیت پر آپ شکا گئی ہے کہ اس سے روکا۔ رات میں اپنی بیوی سے کنارہ کشی اختیار کی ہوئی تھی، ان کی بیوی کی شکلیت پر آپ شکا گئی ہے کہ اس سے روکا۔ رات حدیث بہرحال اس آیت اور احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ کسی بھی چیز کو حرام کر لینا یا اس سے ویسے ہی مسلہ: اس طرح اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرلے گا تو وہ حرام نہیں ہوگی، سوائے عورت کے۔ البتہ اس صورت میں بعض علاء یہ کہتے ہیں کہ اسے وقتی ہوگئی نے نہیں کہ والی تعلی ماکولات وہ شروبات سے ہویا کہ نہیں ہوگی، سوائے عورت کے۔ البتہ اس صورت میں بعض علاء یہ کہتے ہیں کہ اسے وقتی ہوئی ہوگی گئی گئی ہے کہتے ہیں کہ احدیث صحیح سے اس بات کی تائیہ ہوتی ہے کوئلہ نبی سی گئی گئی ہے کسی نے جس سے معلوم ہوتا ہے نہیں خرا کے ایک اور بین کفارہ بیان فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہوتا ہے نہیں حلال چیز کو حرام کرلیا، یہ وہم کھانے کے مرشے میں ہے جو تکفیر (یعنی کفارہ اداکرنے) کا متقاضی ہے۔ لیکن نہر کی حلال چیز کو حرام کرلیا، یہ وہم کھانے کے مرشے میں ہے جو تکفیر (یعنی کفارہ اداکرنے) کا متقاضی ہے۔ لیکن یہ استدلال احدیث صحیحہ کی موجود گی میں محل نظر ہے۔ فالصّ حیے ما قالَهُ الشّو کانیہُ اللّہ قالَهُ الشّو کانیہُ ۔

وَكُنُوا مِمَّارَزَقَكُواللهُ حَلَاكُطِيِّبًا ۖ وَاتَّقُوااللهَ الَّذِيُّ اَنْتُورِهِمْ مُؤْمِنُونَ ﴿

لايُؤَاخِنُكُمُ اللهُ بِاللَّغُوفِيُّ آيْمَائِكُو وَلَكِنَ يُؤَاخِنُكُو بِمَاعَقَّنُ تُثُوالْأَيْمَانَ فَكَقَارَتُهَ إطْعَامُ عَشَرَةٍ مَسْكِيْنَ مِنَ آوْسَطِمَاتُطُعِمُونَ آهْلِيكُو آوْكِسُوَتُهُمُ أَوْ يَخْرِيُورُ رَبَّبَةٍ فَمَنَ لَكُو يَجِنُ فَضِيامُ تَلْثَةِ آيَامٍ لَا لِكَكَفَارَةُ أَيْمَا نَكُو إذَ احْلَفُتُهُ وَاحْفَظُو آآيُما نَكُو كَنْ الِكَ يُمَيِّنَ اللهُ لَكُوُ الْبِيْهِ لَعَكَمُ تَشَكُونُونَ ﴿

۸۸. اور الله تعالى نے جو چیزیں تم کو دی ہیں ان میں
 حلال مرغوب چیزیں کھاؤ اور الله تعالى سے ڈرو جس
 پرتم ایمان رکھتے ہو۔

۸۹. الله تعالی تمہاری قسموں میں لغو قسم پر تم سے مواخذہ نہیں فرماتا لیکن مواخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کردو۔ (۱) اس کا کفارہ دس مختاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھروالوں کو کھلاتے ہو (۱) یا ان کو کیڑا دینا (۱) یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے (۱) اور جسکو مقدور نہ ہوتو تین دن کے روزے ہیں (۵) یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا

ا. قَسَمٌ جَس کو عربی میں حَلْفٌ یا یَمِیْنٌ کہتے ہیں جن کی جمع أَحْلَافٌ اور ایمان ہے، تین قسم کی ہیں۔ (۱) لَغُونٌ (۲) غَمُوسٌ (۳) مُعَقَدَةٌ۔ لَغُونٌ وہ قسم ہے جو انسان بات بات میں عاد تا بغیر ارادہ اور نیت کے کھاتا رہتا ہے۔ اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ غَمُوسٌ: وہ جھوٹی قسم ہے جو انسان دھو کہ اور فریب دینے کے لیے کھائے۔ یہ بمیرہ گناہ بلکہ اکبر اللبائز ہے۔ لیکن اس پر کفارہ نہیں۔ مُعَقَدَةٌ: وہ قسم ہے جو انسان اپنی بات میں تاکید اور پچتگی کے لیے ارادۃً اور نیتہ کھائے، ایک قسم اگر توڑے گا تو اس کا وہ کفارہ ہے جو آگے آیت میں بیان کیا جارہا ہے۔

۲. اس کھانے کی مقدار میں کوئی صیح روایت نہیں ہے، اس لیے اختلاف ہے۔ البتہ امام شافعی نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے، جس میں رمضان میں روزے کی حالت میں ہوی سے ہم بستری کرنے والے کے کفارہ کا ذکر ہے، ایک مد (تقریباً ۱۰/چھٹانک) فی مسکین خوراک قرار دی ہے۔ کیونکہ نبی سائلیٹیا نے اس شخص کو کفارہ جماع ادا کرنے کے لیے ۱۵ صاع میں ۴ مد ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے لیے ۱۵ صاع میں ۴ مد ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے بغیر سالن کے دس مسکینوں کے لیے دس مد (یعنی سواچھ سیر یا چھ کلو) خوراک کفارہ ہوگی۔ (ابن سیر)

س. لباس کے بارے میں اختلاف ہے۔ بظاہر مراد جوڑا ہے جس میں انسان نماز پڑھ سکے۔ بعض علماء خوراک اور لباس دونوں کے لیے عرف کو معتبر قرار دیتے ہیں۔ (عاشیہ این کیش، تحت آیت زیر بحث)

بم. بعض علماء قتل خطا کی دیت پر قیاس کرتے ہوئے لونڈی، غلام کے لیے ایمان کی شرط عائد کرتے ہیں۔ امام شوکانی کہتے ہیں، آیت میں عموم ہے مومن اور کافر دونوں کو شامل ہے۔

۵. لینی جس کو مذکورہ تینوں چیزوں میں سے کسی کی طاقت نہ ہوتو وہ تین دن کے روزے رکھے، یہ روزے اس کی قشم کا کفارہ ہوجائیں گے۔ بعض علماء بے دریے روزے رکھنے کے قائل ہیں اور بعض کے نزدیک دونوں طرح جائز ہیں۔ خیال رکھو اسی طرح اللہ تعالی تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

• 9. اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں۔ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو۔ (۱) . شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرادے اور اللہ تعالیٰ کی یادسے اور نماز سے تم کو باز رکھے (۱) سو کیا تم باز آنے والے ہو؟

97. اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو۔ اگر اعراض کروگ تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذیتے صرف صاف پہنچا دینا ہے۔

يَايَّهُا الَّذِيْنَ الْمُنْوَالِهُمَّا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَفْصَابُ وَالْرُزُلَامُ رِجُنُّ مِّنَ عَمِلِ الشَّيْطِينَ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَكُمْ ثَفْلِحُونَ ۞

ٳٮۜٛۜڡؘٵؙؽڔۣؽؙؽٵڶۺۜؽڟؽؙٲؽؿ۠ۉۊ؆ؘڹؽڰۉؗٳڵڡٙػۘٵۄؘۊٚ ۅؘٵڹؠۼؙڞؙٲٷڹٷۼؠٛڔۅٲڷؿؿؠڕۅؘؿڝ۠ڎڴۄ۫ٸؙۮؚػٝڔٳڶڐ ۅؘٸؚۥٳڶڞڶۅٷۧڣؘۿڶٲٮؙؙػؙؗؿؙؿؙؿٛۏڽٛ

وَلَطِيعُوااللهُ وَالْمِيعُواالرَّسُولَ وَاحْذَرُواْ فَإِنْ تَوَكَّيْتُو فَاغْلُوْاَلَيْمًا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَغُ النَّبِيْنِ ۞

ا. یہ شراب کے بارے میں تیسرا تھم ہے۔ پہلے اور دوسرے تھم میں صاف طور پر ممانعت نہیں فرمائی گئی۔ لیکن یہاں اسے اور اس کے ساتھ، جوا پرستش گاہوں یا تفانوں اور فال کے تیروں کو رجس (پلید) اور شیطائی کام قرار دے کر صاف لفظوں میں ان سے اجتناب کا تھم دے دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس آیت میں شراب اور جوا کے مزید نقصانات بیان کرکے سوال کیا گیا ہے کہ اب بھی باز آؤگے یا نہیں؟ جس سے مقصود اہل ایمان کی آزمائش ہے۔ چنانچہ جو اہل ایمان تھے، وہ تو منشائے اللی سمجھ گئے اور اس کی قطعی حرمت کے قائل ہوگئے۔ اور کہا انْتھیْنا رَبَّنَا! "اے رب ہم باز آگئے" (مسند أحمد جدم، سخہ اسم) لیکن آج کل کے بعض "وانشور" کہتے ہیں کہ اللہ نے شراب کو حرام کہاں قرار دیا ہے؟ علی المسند أحمد جدم، سخہ اسم) لیکن آج کل کے بعض "وانشور" کہتے ہیں کہ اللہ نے شراب کو حرام کہاں قرار دیا ہے؟ علی المسند أحمد جدم، سخہ اسمان اللہ کے بعض ووانش باید گریست

یعنی شراب کو رجس (پلیدی) اور شیطانی عمل قراردے کر اس سے اجتناب کا تھم دینا، نیز اس اجتناب کو باعث فلاح قرار دینا، ان "مجتهدین" کے نزدیک پلید کام بھی جائز ہے، دینا، ان "مجتهدین" کے نزدیک پلید کام بھی جائز ہے، شیطانی کام بھی جائز ہے، جس کے متعلق اللہ تعالی اجتناب کا تھم دے، وہ بھی جائز ہے اور جس کی بابت کے کہ اس کا ارتکاب عدم فلاح اور اس کا ترک فلاح کا باعث ہے، وہ بھی جائز ہے۔ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ وَ اِجْعُونَ.

۲. یہ شراب اور جوا کے مزید معاشر تی اور دینی نقصانات ہیں، جو محتاج وضاحت نہیں ہیں۔ اسی لیے شراب کو ام الخبائث
 کہا جاتا ہے اور جوا بھی ایسی بری لت ہے کہ یہ انسان کو کسی کام کا نہیں چھوڑتی اور بیا او قات رئیس زادوں اور پشتینی جاگیر داروں کو مفلس و قلاش بنادیتی ہے۔ اََعاذَنا اللهُ مِنْهُماً.

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ امْنُوا وَعَمِمُوا الصَّلِحْتِ جُنَاحٌ فِيمْ اَطَعِمُوۤ الِدَامَا اتَّقَوُاوَ امْنُوا وَعِمُواالصَّلِحْتِ ثُوَّاتَقُوْا وَامَنُوا نُتَّوَا تَقَوُّا وَاحْسَنُوا وَاللهُ يُعِبُّ الْمُحْسِنِهُ نِيَّ

ؽؘٳؿٞؠؙٵ۩ٚڹؽڹۘٵڡٞٮؙٛٷٳڵؽۘڹؙؙۘڶۅ۫ڰڰٛۏٳڶڎۺؙؽٞڴۺۜؽٵڞؖؽٮؚ ٮؘۜٮؘٵڬٛٵٞؽؙۮؚؽؙۮ۫ۅؘڔڡٙٵڂؙۮٝڸؽۼؙڵڗٳڶڎؙڡڞؘڲٵڡ۫ٛڎؙ ڽٳڵۼؽٮؘؚؚۧٛٛڣؘۺؚٳۼؾٮڶؽڹۘۼؖٮڎڐڸػۊٙڶڎؘۼڵٲڰؚ ٳڸؽ۠ڎۣٛ۞

ۗ يَأَيُّ اللَّذِيُن المَنْوَالاَنَقْتُلُو الصَّيْدَ وَانْثُمْ حُوْمُ وْوَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُونُ مِنْ عَلَيْ افْجَزَا وْشِفْلُ مَا فَتَلَ مِنَ النَّعِمِ

المجا اليا لوگوں پر جو كہ ايمان ركھتے ہوں اور نيك كام كرتے ہوں اس چيز ميں كوئى گناہ نہيں جس كو وہ كھاتے پيتے ہوں جب كہ وہ لوگ تقوىٰ ركھتے ہوں اور ايمان ركھتے ہوں ہور اللہ اليا نيكو كاروں سے محبت ركھتا ہے۔ () محب اللہ اللہ اللہ تعالی قدرے شكار سے تمہارا اللہ اللہ تعالی معلوم كركے كہ امتحان كرے گا<sup>(۱)</sup> جن تك تمہارے ہاتھ اور تمہارے يہني سكيں گے (<sup>۱)</sup> تاكہ اللہ تعالی معلوم كركے كہ كون شخص اس سے بن و كھے ڈرتا ہے سو جو شخص اس کے بعد حد سے نكلے گا اس كے واسطے دردناك سزا ہے۔ كون شخص اللہ تعالی متار كو قبل مت كرو جب كہ تم حالت احرام ميں ہو۔ () اور جو شخص تم ميں سے كہ تم حالت احرام ميں ہو۔ () اور جو شخص تم ميں سے

ا. حرمت شراب کے بعد بعض صحابہ ٹھ کُٹٹا کے ذہن میں یہ بات آئی کہ جارے کئی ساتھی جنگوں میں شہید یا ویسے ہی فوت ہو گئے۔ جب کہ وہ شراب پیتے رہے ہیں۔ تو اس آیت میں اس شبے کا ازالہ کردیا گیا کہ ان کا خاتمہ ایمان و تقویٰ پر ہی ہوا ہے کیونکہ شراب اس وقت تک حرام نہیں ہوئی تھی۔

۲. شکار عربوں کی محاش کا ایک اہم عضر تھا، اس لیے حالت احرام میں اس کی ممانعت کرکے ان کا امتحان لیا گیا۔ خاص طور پر حدیبیہ میں قیام کے دوران کثرت سے شکار صحابہ فٹائٹٹر کے قریب آتے، لیکن انہیں ایام میں ان ۴ آیات کا نزول ہوا جن میں اس سے متعلقہ احکام بیان فرمائے گئے۔

سا. قریب کا شکار یا چھوٹے جانور عام طور پر ہاتھ ہی سے بکڑ لیے جاتے ہیں اور دور کے یا بڑے جانوروں کے لیے تیر اور نیزے استعال ہوتے تھے۔ اس لیے صرف ان دونوں کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن مراد یہ ہے کہ جس طرح بھی اور جس چیز سے بھی شکار کیا جائے، احرام کی حالت میں ممنوع ہے۔

مم. المام شافعی نے اس سے مراد، صرف ان جانوروں کا قتل لیا ہے جو ماکول اللحم ہیں یعنی جو کھانے کے کام میں آتے ہیں۔ دوسرے بڑی جانوروں کا قتل وہ جائز قرار دیتے ہیں۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک اس میں کوئی تفریق نہیں، ماکول اور غیر ماکول دونوں فتم کے جانور اس میں شامل ہیں۔ البتہ ان موذی جانوروں کا قتل جائز ہے جن کا استثناء احادیث میں آیا ہے اور وہ پانچ ہیں کوا، چیل، پچھو، چوہا اور باؤلا کتا۔ (صحبح مسلم، کتاب الحج، باب مایندب للمحرم وغیرہ قتلہ من الدواتِ فی الحل والحرم، وموظ إمام مالك) حضرت نافع سے سانپ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا، اس

يَحُكُوْمِهِ ذَوَاعَدُلٍ مِّنْكُوْهَدُيَّالِلِغَ الْكَعْبُةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسْكِيْنَ اَوْعَدُلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِيّدُوْنَ وَبَالَ اَمْرِهُ عَفَااللهُ عَاسَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيُكْتَعْتُواللهُ مِنْهُ وَاللهُ عَزْبُرُدُ وَانْبَقَامِ ۞

اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا(ا) تو اس پر فدیہ واجب ہوگا جو کہ مساوی ہوگا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے (۲) جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں(۱) خواہ وہ فدیہ خاص چوپایوں میں سے ہو جو نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچایا جائے(۱) اور خواہ کفارہ مساکین کو دے دیا جائے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لیے جائیں(۵) تاکہ اپنے کے کی شامت کا مزہ چھے، اللہ تعالی نے گذشتہ کو

کے قتل میں تو کوئی اختلاف بی نہیں ہے۔ (این کیز) اور امام احمد اور امام مالک اور دیگر علاء نے بھیڑیے، درندے، چیتے اور شیر کو کلب عقور (کاٹنے والے کتے) میں شامل کرکے حالت احرام میں ان کے قتل کی بھی اجازت دی ہے۔ (این کیزر) ا. "جان بوجھ کر" کے الفاظ سے بعض علاء نے یہ اشدلال کیا ہے کہ بغیر ارادہ کے بعنی بھول کر قتل کردے تو اس کے لیے فدیہ نہیں ہے۔ لیکن جمہور علاء کے نزدیک بھول کر، یا غلطی سے بھی قتل ہوجائے تو فدیہ واجب ہوگا۔ مُتَعَمِّدًا کی قید غلب احوال کے اعتبار سے ہے بطور شرط نہیں ہے۔

۲. مساوی جانور (یا اس جیسے جانور) سے مراد خلقت یعنی قدو قامت میں مساوی ہونا ہے۔ قیمت میں مساوی ہونا نہیں ہے، جیسا کہ احناف کا مسلک ہے۔مثلاً اگر ہرن کو قتل کیا تو اس کی مثل (مساوی) بکری ہے۔ گائے کی مثل نیل گائے ہے۔ وغیرہ۔ البتہ جس جانور کا مثل نہ مل سکتا ہو، وہاں اس کی قیمت بطور فدیہ لے کر مکم پہنچادی جائے گی۔

۳. کہ مقتول جانور کی مثل (ساوی) فلال جانور ہے اور اگر وہ غیر مثلی ہے یا مثل دستیاب نہیں ہے تو اس کی اتنی قیمت ہے۔ اس قیمت سے غلہ خرید کر مکہ کے مساکین میں فی مسکین ایک مد کے حساب سے تقییم کردیا جائے گا۔ احناف کے خرد کی فی مسکین دو مد ہیں۔

۷. یہ فدیہ، جانور یا اس کی قیمت، کعبہ پہنچائی جائے گی اور کعبہ سے مراد حرم ہے، (فتح القدیر) لیعنی ان کی تقسیم حرم مکه کے حدود میں رہنے والے مساکین پر ہوگی۔

۵. او (یا) تخییر کے لیے ہے یعنی کفارہ، اطعام مساکین ہو یا اس کے برابر روزے۔ دونوں میں سے کسی ایک پر عمل کرنا جائز ہے۔ مقتول جانور کے حساب سے طعام میں جس طرح کی بیٹی ہوگی، روزوں میں بھی کمی بیٹی ہوگی۔ مثلاً محرم (احرام والے) نے ہرن قتل کیا ہے تو اس کی مثل کمری ہے، یہ فدیہ حرم مکہ میں ذن کی کیا جائے گا، اگر یہ نہ ملے تو ابن عباس رہائٹیڈ کے ایک قول کے مطابق چھ مساکین کو کھانا یا تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے، اگر اس نے بارہ سنگھا، سانجھر یا اس جیسا کوئی جانور قتل کیا ہے تو اس کی مثل گائے ہے، اگر یہ دستیاب نہ ہو یا اس کی طاقت نہ ہوتو ہیں مسکین کو کھانا یا جس کو کھانا یا جس کی دوزے رکھنے ہوں گے۔ یا ایسا جانور (شتر مرغ یا گورخر وغیرہ) قتل کیا ہے جس کی مثل اونٹ ہے تو اس کی عدم دستیابی کی صورت میں ۴۰ مساکین کو کھانا یا ۴۰ دن کے روزے رکھنے ہوں گے۔ (این کیر)

معاف کردیا اور جو شخص پھر الی ہی حرکت کرے گا تو اللہ انتقام لے گا اور اللہ زبردست ہے انتقام لینے والا۔

97. تمہارے لیے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے۔ (۱) تمہارے فائدہ کے واسطے اور مسافروں کے واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لیے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالت احرام میں رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس جمع کیے جاؤگے۔

92. الله نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دے دیا اور عزت والے مہینہ کو بھی اور حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو بھی اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہوں (۲) یہ اس لیے تاکہ تم اس بات کا یقین کرلو کہ بے شک اللہ تمام آسانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتا ہے اور بے شک اللہ سب چیزوں کو خوب جانتا ہے۔

94. تم یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا بھی ہے۔
99. رسول کے ذیے تو صرف پہنچانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔

ٱۻڰؘڴڴؘؙڞؽؙٮ۠ؗٲڶؠؘٛڬٛڔۣۅؘڟۼٲؗۿؗۮؘڡؘؾٵۼٵڴۮ۫ ڡٙٳڶۺؾۜٳڒۊٷؿؚڗڡؚٵؽؿؙڴۏڝؽڽٵڷڹڗۣڡٵۮڡؙڎؙۏڂۯڡًٵ ۅٲؾۜٛڡؙۛۅٳٳٮڵۿٲڵڹؚؽٛٳڵؽۼؿؙؿڒؙٷؽ۞

جَعَلَ اللهُ الكُفَبَةَ الْبُيْتَ الْحُرَّامَ قِيمُالِلتَّاسِ وَالشَّهُرَالْحَرَامَ وَالْهَدَى وَالْقَلَاٰ بِلَّ ذَٰلِكَ لِتَعَلَّمُوۤا اَنَّ اللهَ يَعْلَمُمَا فِى الشَّلَوْتِ وَمَّا فِى الْأَرْضِ وَانَّ اللهَ بِكُلِّ شَكُّ عَلِيُمُّ۞

> ٳڠڵؠٛۏٞٳٲڽؖٳڵڎۺڮؽؙڵڶڡۣقٵٮؚۅٲڽٙٳڵۿ ۼۜڡؙٛۅٛڒڗڿؽۄ۠

مَاعَلَى الرَّسُولِ الَّالَبَلِغُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَاتُبُدُونَ وَمَا تَكُنُّنُونَ ۞

ا. صَیْدٌ سے مراد زندہ جانور اور طَعَامُهُ سے مراد وہ مردہ (مُحِیلی وغیرہ) ہے جے سمندر یا دریا باہر پھینک دے یا پانی کے اوپر آجائے۔ جس طرح کہ حدیث میں بھی وضاحت ہے کہ سمندر کا مردار حلال ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ تفسیر ابن کثیر اور نیل الاوطار وغیرہ)

۲. کعبہ کو اُلْبَیْت الْحَرَام اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے حدود میں شکار کرنا،درخت کافنا وغیرہ حرام ہیں۔ ای طرح اس میں اگر باپ کے قاتل سے بھی سامنا ہوجاتا تو اس سے تعرض نہیں کیا جاتا تھا۔ اسے قِیَامًا لَّلنَّاسِ (لوگوں کے قیام اور گزران کا باعث) قرار دیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ اس کے ذریعے سے اہل مکہ کا نظم وانصرام بھی صحیح ہے اور ان کی معاثی ضروریات کی فراہمی کا ذریعہ بھی ہے۔ ای طرح حرمت والے مہینے (رجب، ذو القعدہ، ذو الحجہ اور محرم) اور حرم میں جانے وانے جانور (هدی اور قلائد) بھی قِیَامًا لَّلنَّاس ہیں کہ ان تمام چیزوں سے بھی اہل مکہ کو مذکورہ فوائد حاصل ہوتے سے۔

قُلْ لَابِيَدُتُونِ الْنَجِينِيُّ وَالطِّيِّبُ وَلَوُ اَخْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخِبِيُثِ فَاتَّقُواالله يَاوُلِ الْاَلْبَابِ لَعَلَّمُ تُفْلِحُونَ

يَايَهُا الَّذِينَ الْمُنُوالاَتَسْعُلُواحَنَ الشَّيَاءُ اِنْ تُبُدُ لَكُوْتَسُوُكُوْوَلَ تَسْعُلُوا عَنْهَا حِبْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْانُ ثُبُدَ لَكُوْتِحَقَا اللهُ عَنْهَا وَاللهُ غَفُورٌ حِلِيْرُ۞

> قَدُسَالَهَاقُومٌ مِّنْ قَبْلِكُونُكَّاصُبُحُوا بِهَاكِفِرِينَ۞

• • ا. آپ فرماد بیجیے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو آپ کو ناپاک کی کثرت بھلی لگتی ہو<sup>(۱)</sup> اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اے عقل مندو! تاکہ تم کامیاب ہو۔

1.1. اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ تم پر ظاہر کردی جائیں تو تہہیں ناگوار ہوں اور اگر تم زمانۂ نزولِ قرآن میں ان باتوں کو پوچھوگ تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی<sup>(۱)</sup> سوالات گزشتہ اللہ نے معاف کردیے اور اللہ بڑی مغفرت والا بڑے حکم والا ہے۔

۱۰۲ الیی باتیں تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر ان باتوں کے منکر ہوگئے۔(۳)

ا. خَدِیثٌ (ناپاک) سے مراد حرام، یا کافر یا گناہ گار یا ردّی۔ طیب (پاک) سے مراد حلال، یا مومن یا فرمال بردار اور عمده چیز ہے یا یہ سارے ہی مراد ہوسکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جس چیز میں خبث (ناپاکی) ہوگی وہ کفر ہو، فتق وفجور ہو، اشیاء واقوال ہول، کثرت کے باوجود وہ ان چیزول کا مقابلہ نہیں کر سکتے جن میں پاکیزگی ہو۔ یہ دونول کسی صورت میں برابر نہیں ہوسکتے۔ اس لیے کہ خبث کی وجہ سے اس چیز کی منفعت اور برکت ختم ہوجاتی ہے جب کہ جس چیز میں پاکیزگی ہوگی اس سے اس کی منفعت اور برکت میں اضافہ ہوگا۔

۲. یہ ممانعت نرول قرآن کے وقت تھی۔ خود نی مُنَائینیم بھی صحابہ روّنائیم کو زیادہ سوالات کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں آپ مُنائیم نی نوبرہ اللہ میں وہ سب سے بڑا مجرم ہے جس کے سوال کرنے کی وجہ سے کوئی چیز حرام کردی گری درآن حالیہ اس سے قبل وہ حال تھی۔" (صحیح البخاری: ۲۸۹ و صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب توقیرہ ﷺ وہواؤ ہی وقر لا اکتفار سؤاله) میں اس کو تاہی کے مرتکب تم بھی نہ ہوجاؤ ہی میں طرح ایک مرتبہ نی مُنائیم نی اس کو تاہی کے مرتکب تم بھی نہ ہوجاؤ ہی میں طرح ایک مرتبہ اس نے تین مرتبہ سوال دہرایا، پھر آپ مُنائیم نی فرمایا کہ " آپ مُنائیم خاص شرب ہوجاتا اور اگر ایسا ہوجاتا تو ہر سال جج کرمایا دہرایا، پھر آپ مُنائیم خاص فرمایا کہ " آپ مُنائیم خاص ہوجاتا اور اگر ایسا ہوجاتا تو ہر سال جج کرما تمہارے لیے ممکن نہ ہوتا۔" (صحیح مسلم، کتاب الحج حدیث: ۲۱۳ و مسند احمد، سنن أبی داود، نسائی، ابن ماجه) ای لیے بعض مفسرین نے عَفَا اللہ عَنْها کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس چیز کا تذکرہ اللہ نے لین کتاب میں نہیں کیا ہے، اپن وہ ان چیزوں میں سے ایک مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس چیز کا تذکرہ اللہ نے لین کتاب میں نہیں کیا ہے، اپن وہ ان چیزوں میں سے جن کو اللہ نے معاف کردیا ہے۔ اپن تم بھی ان کی بابت خاموش رہو، جس طرح وہ خاموش رہا۔ (این کی) آئیس نی میں نی منظم کی گؤرڈہ سُر گؤرڈہ سُر کیا گؤرڈہ سُر گؤرڈہ سُر کی بابت نہیں بتایا گیا، تم مجھ سے ان کی بابت میں نہیں بتایا گیا، تم مجھ سے ان کی بابت نہیں بتایا گیا، تم مجھ سے ان کی بابت نہیں بتایا گیا، تم مجھ سے ان کی بابت نہیں بتایا گیا، تم مجھ سے ان کی بابت نہیں بتایا گیا، تم مجھ سے ان کی بابت نہیں بتایا گیا، تم مجھ سے ان کی بابت نہیں بتایا گیا، تم مجھ سے ان کی بابت نہیں بتایا گیا، تم مجھ سے ان کی بابت نہیں بتایا گیا، تم مجھ سے ان کی ہائی سے ان کا کثرت سوال اور اپنے انبیاء سے ان کی بابت نہیں بتایا گیا، تم مجھ سے ان کی ہائی سے ان کا کثرت سوال اور اپنے انبیاء سے ان کی ہائی سے ان کی ہائی سے ان کی ہائی سے ان کی ہائی کی ہائی سے ان کی ہائی سے ان کی ہائی سے ان کی ہائی سے ان کی ہائی ہے۔

مَاجَعَلَ اللهُ مِنْ بَجِيْرَقِ قَلَاسَالْمِيَّةِ قَلَا وَصِيلَةٍ وَلِاحَامِرُوَّلِكِنَّ الَّانِيُّنَكُفُّوُّا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّهِ الْكَذِبِ - وَٱكْثَرُهُمُ لِلْيُفَقِلُوْنَ ⊕

وَاِذَاقِيْلَ لَهُمْ تَعَالُوْاالِى مَااَنْزُلَ اللهُ وَالَّى الرَّسُوْلِ قَالُوا حَسُبُنَا مَا وَجَدُنَا عَلَيْهِ البَّاءِ نَا الوَّوْ كَانَ الْإِفْهُمُو لَايَعْلَمُونَ شَيْعًا وَلَا يَهْتَدُونَ۞

ۗ يَائَهُا الَّذِيُنَ امَنُوْ اعَلَيُكُوْ انْفُسَكُمُّ لَا يَضُّرُّكُمُّ مِّنَ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمُّ إِلَى اللهِ مَرْحِفِكُوْ مَمِيْعًا فِيَنَتِئُكُمُ بِمَاكُنُ تُوْتَعُمُكُونَ ۞

الله تعالی نے نہ بجویر ہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سَائِبَة کو اور نہ سَائِبَة کو اور نہ سَائِبَة کو اور نہ وہ کو اور نہ وَ الله تعالی پر جھوٹ لگاتے ہیں اور اکثر کافر عقل نہیں رکھتے۔
الله تعالی پر جھوٹ لگاتے ہیں اور اکثر کافر عقل نہیں رکھتے۔
الکم نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا، کیا اگر چہ ان کے بڑے نہ پچھ سمجھ نے اپنے بڑوں کو پایا، کیا اگر چہ ان کے بڑے نہ پچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔

۱۰۵ اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گر اہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔(۲) اللہ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے پھر وہ

ا. یہ ان جانوروں کی قسمیں ہیں جو اہل عرب اپنے بتوں کی نذر کردیا کرتے تھے۔ ان کی مختلف تفیریں کی گئی ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب وٹالفٹ سے صحیح بخاری میں اس کی تفیر حسب ذیل نقل کی گئی ہے۔ بَحِیرٌۃ وہ جانور، جس کا دودھ دوہنا چھوڑدیا جاتا اور کہا جاتا کہ یہ بتوں کے لیے ہے۔ چنانچہ کوئی شخص اس کے مختوں کو ہاتھ نہ لگاتا۔ سَدَائِیٓۃ وہ جانور، جس کا دوسی ہے وہ بتوں کے لیے آزاد چھوڑ دیتے تھے، اسے نہ سواری کے لیے استعمال کرتے نہ بار برداری کے لیے۔ وَصِیْلَۃ وہ او نئی، جس سے پہلی مرتبہ مادہ پیدا ہوتی اور اس کے بعد دوسری مادہ مل گئی، ان کے درمیان کسی نر سے تفریق نہیں ہوئی) الی او نٹنی کو بھی وہ بتوں کے لیے آزاد چھوڑ دیتے تھے اور حام وہ نوں کے لیے آزاد چھوڑ دیتے تھے اور حام وہ نر اونٹ ہے، جس کی نسل سے گئی بچ ہو چے ہوتے۔ (اور نسل کافی بڑھ جاتی) تو اس سے بھی بار برداری یا سب سے پہلے بتوں کے لیے جانور آزاد چھوڑد نے والا شخص عمرو بن عامر خزاعی تھا۔ بی مُنَّالِیَّا فرماتے ہیں کہ "میں نے اس طرح مشروع نہیں کیا جوئے دیکھا" ( سیح جنگ کاری۔ تغیر سوۃ المائۃ) آیت میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو اس طرح مشروع نہیں کیا ہے، کیونکہ اس نے تو ندر ونیاز صرف اپنے لیے خاص کر رکھی ہے۔ بتوں کے لیے یہ نذر ونیاز صرف اپنے کے خاص کر رکھی ہے۔ بتوں کے لیے یہ نذر ونیاز سے کہنے مشرکوں نے ایجاد کیے ہیں اور بتوں اور معبودان باطل کے نام پر جانور چھوڑنے اور نذر ونیاز چیش کرنے کا سلیلہ آئے بھی مشرکوں میں بلکہ بہت سے نام نہاد مسلمانوں میں بھی قائم وجاری ہے۔ آغاذنا اللہ مِنْدُ،

۲. بعض لوگوں کے زہن میں ظاہری الفاظ سے یہ شہر پیدا ہوا کہ اپنی اصلاح اگر کرلی جائے تو کافی ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضروری نہیں ہے۔ لیکن یہ مطلب صیح نہیں ہے کیونکہ امر بالمعروف کا فریصنہ بھی نہایت اہم ہے۔ اگر ایک مسلمان یہ فریصنہ ہی ترک کردے گا تو اس کا تارک ہدایت پر قائم رہنے والا کب رہے گا؟ جب کہ قرآن نے إذا

يَاتَهُا الَّذِينَ امَنُوْ اسْهَا دَةُ بَيْنِكُوْ إِذَا حَضَرَ اَحَدَكُوْ الْبَوْنَ الْمَوْتُ الْمَوْتُ الْمَوْتُ الْمَوْتُ الْمَوْتُ الْمَوْتُ الْمُوتُونُ ذَوَاعَلُ لَ مِثْنَاكُمُ اَوْا الْمَوْتُ الْمُوتِ الْمُوتِ الْمُوتُونُ فَعُمَّا الْمُوتِ اللهِ إِنِ ادْتَلُمُ اللهِ اللهِ إِنِ ادْتَلُمُ اللهِ الْمُوتِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ الل

تم سب کو بتلادے گا جو کچھ تم سب کرتے تھے۔

۱۰۱ اے ایمان والو! تمہارے آپس میں دو شخص کا گواہ ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور وصیت کرنے کا وقت ہو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں خواہ تم میں سے ہوں (ا) یا غیر لوگوں میں دیندار ہوں خواہ تم میں سے ہول (ا) یا غیر لوگوں میں سے دو شخص ہوں اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو اور تمہیں موت آجائے(۱) اگر تم کو شبہ ہوتو ان دونوں کو بعد نماز روک لو پھر دونوں اللہ کی قشم کھائیں کہ ہم اس قشم کے عوض کوئی نفع نہیں لینا چاہئے (۱) اگرچہ کوئی قرابت دار بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے، ہم اس حالت میں سخت گناہ گار ہوں گے۔

اھُتَدَیْتُمْ (جب تم خود ہدایت پر چل رہے ہو) کی شرط عائد کی ہے۔ اس لیے جب حضرت ابو بکر صدیق ڈلائی کے علم میں یہ بات آئی تو انہوں نے فرمایا کہ لوگو تم آیت کو غلط جگہ استعال کررہے ہو، میں نے تو نبی شائی اُلی کو فرماتے ہوئے میں یہ بات آئی تو انہوں نے فرمایا کہ لوگو تم آیت کو غلط جگہ استعال کررہے ہو، میں نے تو نبی شائی کی کوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپ عذاب کی گوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپ عذاب کی گوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپ عذاب کی گرفت میں لے لے" (مسند أحمد، جلدا ص ۵، ترمذی: ۲۱۵۸، أبو داود: ۳۳۸) اس لیے آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ تمہارے سمجھانے کے باوجود اگر لوگ نیکی کا راستہ اختیار نہ کریں یا برائی سے باز نہ آئیں تو تمہارے لیے یہ نقصان دہ نہیں ہے جب کہ تم خود نیکی پر قائم اور برائی سے مجتنب ہو۔ البتہ ایک صورت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ترک جائز ہے کہ جب کوئی شخص اپنے اندر اس کی طاقت نہ پائے اور اس سے اس کی جان کو خطرہ ہے۔ اس صورت میں فیان گُر م

ا. "تم میں سے ہوں" کا مطلب بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ہوں اور بعض نے کہا ہے کہ مُوصِی (وصیت کرنے والے) کے قبیلے سے ہوں۔ اس طرح ﴿الْحَرْنِ مِنْ عَدْرِكُو ﴾ میں دو مفہوم ہوں گے بعنی مِنْ غَیْرِ كُمْ سے مراد یا غیر مسلم (اہل کتاب) ہوں گے یا موصی کے قبیلے کے علاوہ کسی اور قبیلے سے۔

۲. لینی سفر میں کوئی ایسا شدید بیار ہوجائے کہ جس سے زندہ بیخ کی امید نہ ہو تو وہ سفر میں دو عادل گواہ بناکر جو وصیت کرنا چاہے، کردے۔

سا. لیخی مرنے والے مُوْصِیْ کے ورثاء کو شک پڑجائے کہ ان اوصاء نے مال میں خیانت یا تبدیلی کی ہے تو وہ نماز کے بعد لیغی لوگوں کی موجود گی میں ان سے قتم لیں اور وہ قتم کھائے کہیں ہم اپنی قتم کے عوض دنیا کا کوئی فائدہ حاصل نہیں کررہے ہیں۔ فنہیں کھا رہے ہیں۔

فِانُ عْثِرَ عَلَىٰ ٱثْمَالُاسْتَحَقَّا أِنْمُا فَاخْرِنِ يَقُوْمِن مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْمُ الْأُولَالِي فَيُقْدِمِن بِاللهِ لَشَهَادَ تُنَاآ اَحَقُّ مِنُ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ أَزِنَّا إِذَ الْيِنَ الظّٰلِيلِيْنَ ۞

ذلِكَ آدُنْ آنُ يَّانُّوْا بِالشَّهَادَةِ عَلَى وَجُهِمَّا ٱوْيُعَا فُوَّ آنُ تُرَدَّ آيُمَانَ بَعْدَ آيُمَانِهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْبَعُوْ الْوَاللَّهُ لَا يَهُدِى الْقَوْمُ الْفُسِقِيْنَ هَ

10-1. پھر اگر یہ پہ چلے کہ وہ دونوں گواہ کسی گناہ کے مرتکب (ہوکر حق بات چھیارہے) ہیں (ا) تو ان لوگوں میں سے جن کے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب ہوا تھا اور دو شخص جو سب میں قریب تر ہیں جہال وہ دونوں کھڑے ہوئے چھ (دونوں کھڑے ہوئے چھ (دونوں لاگھ کی قسم کھائیں کہ بالیقین ہماری یہ قسم ان دونوں کی اللہ کی قسم کھائیں کہ بالیقین ہماری یہ قسم ان دونوں کی اس قسم سے زیادہ راست ہے اور ہم نے ذرا تجاوز نہیں کیا، ہم اس حالت میں سخت ظالم ہوں گے۔

1•۸. یہ قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کریں یا اس بات سے ڈرجائیں کہ ان سے قسمیں لینے کے بعد قسمیں الٹی پڑجائیں گی (۳) اور اللہ تعالی سے ڈرو اور سنو! اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ا. لعنی حجوثی قشمیں کھائیں ہیں۔

۲. أَوْلَيَانِ، أَولَىٰ كا تثنيه ہے، مراد ہے ميت لعنی موصی (وصيت كرنےوالے) كے قريب ترين دو رشتے دار ﴿مِنَ اللّيَائِينَ اللّيَةِ عَيِّ عَلَيْهِ ﴾ كا مطلب يہ ہے جن كے مقابلے پر گناہ كا ار تكاب ہوا تھا لعنی جھوٹی قسم كا ار تكاب كركے ان كو ملئے والا مال ہڑپ كرليا تھا۔ الأَوْلَيَانِ يہ يا تو هُمَا مبتدا مخدوف كی خبر ہے يا يَقُوْمَانِ يا آخَرَانِ كی ضمير سے بدل ہے۔ لعنی يہ جو قريبی رشتے دار، ان كی جھوٹی قسمول كے مقابلے ميں اپنی قسم دیں گے۔

يَوْمَ يَخْمَعُ اللهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَا َاجْمَتُمُ قَالُوُا لَاعِلْمَ لَنَا إِنَّكَ اَنْتَ عَلَامُ الْقُيُّوبِ®

إِذْ قَالَ اللهُ لِعِيْمَى ابْنَ مُرْيُمُ اذْ كُرْنِعْمَتِيْ عَكَيْكَ
وَعَلَى وَالِدَتِكَ اِذْ آيَتَ لُ تُكْ يِرُوْجِ الْقُدُسِّ
فَكُمَّ النَّاسَ فِي الْمَهُو وَكَهَلَّا الْذِعْمَتُكُ الْكُمْبُ
وَالْحِكْمُةَ وَالتَّوْرُلةَ وَالْإِنْجِيْلُ وَالْذَعْمَتُكُ الْكِمْبُ
وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرُلةَ وَالْإِنْجِيْلُ وَالْذَعْمُتُ فَيْهُ وَيَهُا فَتَكُونُ
طَيْرًا لِيَاذِيْنَ كَهُرُونُ وَتُبْرِيُ وَإِذْ يُنْ وَالْمَكَةُ وَالْكُمْرَ فِي الْمَدِينَ وَالْمَالُونُ فِي الْمَدِينَ وَالْمَالُونُ فَي الْمَكِينَ وَالْمُونِي وَاذْ فِي الْمَدِينَ وَالْمَالُونُ فَي الْمَدِينَ وَقَالَ اللَّهِ فَي الْمَكِينَ فَي الْمَدِينَ وَقَالَ الْمُونِينَ وَلَهُ اللَّهُ وَلَيْ الْمُونُونُ وَالْمُونُ فَا اللَّهِ الْمُونِينَ وَقَالَ اللَّهِ وَالْمُونُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَاللَّهُ وَلِي الْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُونُ وَالْمُؤْمِنُ وَاللّهُ وَلَيْمُونُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُونُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمُونُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِدُونُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِلُونُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِلُونُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِلُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِلُ وَالْمُؤْمِلُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِلُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمُومُ وَالْمُؤْمِولُومُ وَالْمُؤْمِولُومُ وَالْمُؤْمُو

1. جس روز الله تعالیٰ تمام پیغیروں کو جمع کرے گا، پھر ارشاد فرمائے گا کہ تم کو کیا جواب ملا تھا، وہ عرض کریں گے کہ ہم کو کچھ خبر نہیں(۱) تو ہی بے شک پوشیدہ باتوں کو پورا جاننے والا ہے۔

ا. انبیاء علیم السلام کے ساتھ ان کی قوموں نے اچھا یا برا جو بھی معاملہ کیا، اس کاعلم تو یقیناً انہیں ہوگا لیکن وہ اپنے علم کی نفی یا تو محشر کی ہولناکیوں اور اللہ جل جلالہ کی ہیبت وعظمت کی وجہ سے کریں گے یا اس کا تعلق ان کی وفات کے بعد کے حالات سے ہوگا۔ علاوہ ازیں باطنی امور کا علم تو کلیت صف اللہ ہی کو ہے۔ اس لیے وہ کہیں گے علام الغیوب تو تو ہی ہے نہ کہ ہم۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء ورسل عالم الغیب نہیں ہوتے، عالم الغیب صف ایک اللہ کی ذات ہے۔ انبیاء کو جتنا پچھ بھی علم ہوتا ہے، اولاً تو اس کا تعلق ان امور سے ہوتا ہے جو فرائض رسالت کی ادائیگی کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ ثانیاً ان سے بھی ان کو بذریعہ وی ہی آگاہ کیا جاتا ہے۔ حالاتکہ عالم الغیب وہ ہوتا ہے جس کو ہر چیز کا علم موت ہوت ہی جی ان کو بذریعہ وی ہی آگاہ کیا جاتا ہے۔ حالاتکہ عالم الغیب وہ ہوتا ہے جس کو ہر چیز کا علم دائی طور پر ہو، نہ کہ کسی کے بتلانے پر اور جس کو بتلانے پر کسی چیز کا علم حاصل ہو اسے عالم الغیب نہیں کہا جاتا، نہ وہ عالم الغیب ہوتا ہی ہے۔ فافھ م و قَدَائِر و لَا تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ.

۲. اس سے مراد حضرت جبریل علیکی جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت: ۸۷ میں گزرا۔

٣. گود ميں اس وقت كلام كيا، جب حضرت مريم عليقاً اپنے اس نومولود (بنج) كو لے كر اپنی قوم ميں آئيں اور انہوں نے اس بنچ كو ديكھ كر تعجب كا اظہار اور اس كی بابت استفسار كيا تو اللہ كے حكم سے حضرت عليى عليظا نے شير خوارگی كے عالم ميں كلام كيا اور بڑی عمر ميں كلام سے مراد نبوت سے سر فراز ہونے كے بعد دعوت و تبليغ ہے۔ ٨. اس كی وضاحت سورة آل عمران كی آیت: ٨٨ ميں گزر چکی ہے۔ مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے تھم سے، اور جب کہ تم مر دوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے تھم سے، اور جب کہ جب کہ بین اسرائیل کو تم سے باز رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے (ا) پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہاتھا کہ بجز کھلے جادو کے یہ اور پچھ بھی نہیں۔ (ا) اللہ اور جب کہ میں نے حواریین کو تھم دیا (ا) کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ، انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور آپ شاہد رہیے کہ ہم پورے فرماں بردار ہیں۔

ۉٳۮ۬ٲۉۘڂۘؽؾؙٵڶؽٵڬٷٳڔؾۭۜڹٲڹٛٵۄٮٛ۫ۊ۠ٳؽ ۅٙؠؚۯڛؙۅٛڶۣڴؘڰٲڶٷٛٳؙٙٳڡػٵۅٵۺ۫ۿۮؠٲٮۜٛڬٵ مُسۡلِمُوۡنَ۞

ا. ان معجزات کا ذکر بھی مذکورہ سورت کی آیت: ۴۹ میں گزر چکا ہے۔

۲. یہ اشارہ ہے اس سازش کی طرف جو یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ کے قتل کرنے اور سولی دینے کے لیے تیار کی تھی۔ جس سے اللہ نے بحیاکر انہیں آسان پر اٹھالیاتھا۔ ملاحظہ ہو حاشیہ سورہ آل عمران آیت: ۵۴۔

س. ہر نبی کے مخالفین، آبات البی اور معجزات دیکھ کر انہیں جادو ہی قرار دیتے رہے ہیں۔ حالانکہ جادو تو شعبدہ بازی کا ایک فن ہے، جس سے انبیاء علیهم السلام کو کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ علاوہ ازیں انبیاء کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے معجزات قادر مطلق الله تبارک وتعالیٰ کی قدرت وطاقت کا مظہر ہوتے تھے، کیونکہ وہ اللہ ہی کے تھم سے اور اس کی مشیت وقدرت سے ہوتے تھے۔ کسی نبی کے اختیار میں یہ نہیں تھا کہ وہ جب جاہتا اللہ کے حکم اور مشیت کے بغیر کوئی معجزہ صادر کرکے د کھا دیتا، اس لیے یہاں بھی دیکھ کیلیے کہ حضرت علیلی عالیِّلاً کے ہر معجزے کے ساتھ اللہ نے چار مرتبہ یہ فرمایا "باذْنٹی" کہ "ہر معجزہ میرے حکم سے ہوا ہے۔" یہی وجہ ہے کہ جب نبی عَلَیْتُیْمُ سے مشرکین مکہ نے مخلف معجزات کے وکھائے کا مطالبہ کیا جس کی تفصیل سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر: ۹۱-۹۳ میں ذکر کی گئی ہے تو اس کے جواب میں جی منگالیا کم نے يهى فرمايا ﴿ سُبُعُنَانَ رَبِّي هُلُ كُنْتُ الْأَلْبَشُولَا ﴾ (ميرارب پاك ہے (يعني وہ تو اس كمزوري سے پاك ہے كه وہ يہ چيزيں نه د کھاسکے، وہ تو دکھاسکتا ہے لیکن اس کی حکمت اس کی مقتضی ہے یا نہیں؟ یا کب مقتضی ہوگی؟ اس کا علم اس کو ہے اور اس کے مطابق وہ فیصلہ کرتا ہے) لیکن میں تو صرف بشر اور رسول ہوں) یعنی میرے اندریہ معجزات دکھانے کی اپنے طور یر طاقت نہیں ہے۔ بہر حال انسیاء علیهم السلام کے معجزات کا جادو سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا تو جادوگر اس کا توڑ مہا کر لیت۔ کیکن حضرت موسیٰ عَلِیَلاا کے واقعے سے ثابت ہے کہ دنیا بھر کے جمع شدہ بڑے بڑے جادو گر بھی حضرت موسیٰ عَالِیْلاً کے معجزے کا توڑ نہ کرسکے اور جب ان کو معجزہ اور جادو کا فرق واضح طور پر معلوم ہوگیا تو وہ مسلمان ہو گئے۔ مم. حَوَاريَّيْنَ سے مراد حضرت عيسلي عَليَّلِهِ كے وہ بيرو كار بين جو ان پر ايمان لائے اور ان كے ساتھي اور مدد گار بنے۔ ان کی تعداد ۱۲ بان کی جاتی ہے۔ وحی سے مرادیہاں وہ وحی نہیں ہے جو بذریعہ فرشتہ انساء علیهم السلام پر نازل ہوتی تھی بلکہ یہ وحی الہام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض لوگوں کے دلوں میں القاء کر دی جاتی ہے، جیسے حضرت موسیٰ عَلَيْنًا كِي والدہ اور حضرت مریم علیالاً كو اسى قسم كا الہام ہوا جسے قر آن نے وحی ہی سے تعبیر كيا ہے۔

إذْ قَالَ الْحَوَادِيُّوْنَ يَعِيْسَى ابْنَ مَرْيَحَ هَلُ يَسْتَطِيْعُرَ بُكَ انْ يُثَنِّزِلَ عَلَيْمُنَامَا إِمَّ قَ مِنَ السَّمَاءُ قَالَ اثَّقُواالله وَلْ كُنْتُمُ

قَالُوا سُرِٰ يُكُ اَنْ تَا كُلُ مِنْهَا وَتَطْهَرِتَ قُلُونُهَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدُ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّهريُنَ®

قَالَعِيْمَى ابْنُ مَرْيَوَ اللَّهُوَّرَتَبَنَّا أَنِزُلُ عَلَيْنَا مَآلِمَةً مِّنَ التَّنَّاءِ تَكُونُ لَنَاعِيْدِاللِّرَقِلِنَا وَاخِرِنَا وَاليَّةُ مِّنْكَ ۚ وَادْدُفْنَا وَٱنْتَ خَيُولُالِانِقِيْنَ۞

111. وہ وقت یاد کے قابل ہے جب کہ حواریوں نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ بن مریم! (علیہ الله الله کا رب ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسان سے ایک خوان نازل فرمادے؟ (۱) آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔ (۱) سال وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہوجائے اور ہمارا یہ یعین اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہوجائے اور ہمارا یہ گوائی دینے والوں میں سے ہوجائیں۔

۱۱۳ عیسیٰ ابن مریم (عَیْجَالُمُ) نے دعاکی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسان سے کھانا نازل فرما کہ وہ ہمارے لیے تعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو بعد کے ہیں سب کے لیے ایک خوشی کی بات ہوجائے (۳) اور تیری طرف

ا. مَائِدَةً السے برتن (بینی، پلیٹ یاٹرے وغیرہ) کو کہتے ہیں جس میں کھانا ہو۔ اس لیے وستر خوان بھی اس کا ترجمہ کرلیا جاتا ہے کہ اس میں اس کا ذکر ہے حواریین نے مزید ہے کہ اس میں اس کا ذکر ہے حواریین نے مزید اطمینان قلب کے لیے یہ مطالبہ کیا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ اس نے احیاہے موتی کے مشاہدے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی۔

۲. لیعنی یہ سوال مت کرو، ممکن ہے یہ تمہاری آزمائش کا سبب بن جائے کیونکہ حسب طلب مجزہ و کھائے جانے کے بعد اس قوم کی طرف سے ایمان میں کمزوری عذاب کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لیے حضرت علیمیٰ علیہ اس مطالبے سے روکا اور انہیں اللہ سے ڈرایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے وحی کے لفظ سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضرت مولیٰ عَلَیْکِا کی والدہ اور حضرت مریم نَبِیَّةٌ تَحیس، اس لیے کہ ان پر بھی اللہ کی طرف سے وحی آئی تھی، صیح نہیں۔ اس لیے کہ یہ وحی، وحی الہام ہی تھی، جیسے یہاں ﴿أَوْحَیْثُ اِلْکَ الْحَوَّالِیِّنَ ﴾ میں ہے یہ وحی رسالت نہیں ہے۔

سا اسلامی شریعتوں میں عید کا مطلب یہ نہیں رہا ہے کہ قومی تبوار کا ایک دن ہو جس میں تمام اخلاقی قیود اور شریعت کے ضابطوں کو پامال کرتے ہوئے بے ہتگم طریقے سے طرب ومسرت کا اظہار کیا جائے، چراغاں کیا جائے اور جشن منایا جائے، جسا کہ آج کل اس کا یہی مفہوم سمجھ لیا گیا ہے اور اسی کے مطابق تبوار منائے جاتے ہیں۔ بلکہ آسانی شریعتوں میں اس کی جیشت ایک ملی تقریب کی ہوتی ہے، جس کا اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس روز پوری ملت اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کی تکبیر و تحمید کے زمز مے بلند کرے۔ یہاں بھی حضرت عیمیٰ عَلِیْلِا نے اس دن کو عید

سے ایک نشانی ہوجائے اور تو ہم کو رزق عطا فرمادے اور تو سب عطا کرنے والوں سے اچھا ہے۔

110. حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں، پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد کفر کرے گا تو میں اس کو ایس سزا دوں گا کہ وہ سزا دینا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا۔(۱)

117. اور وہ وقت بھی قابل ذکرہے جب کہ اللہ تعالی فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! (عَلِّمَالَاً) کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری مال کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو<sup>(۲)</sup>عیسیٰ (عَالِیَّاً) عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو قَالَ اللهُ إِنِّى مُنَزِّلُهُ اعْلَيْكُؤْفَدَنَ يَكُفُّرْ بَعِثُ مِنْكُوُ فَإِنِّى أَعُدِّبُهُ عَذَا الْكَالَّا أُعَدِّبُهُ ٱلْحَدَّامِّينَ الْعَلَمِيْنِي ﴿

وَاِذْ قَالَ اللهُ يُعِيْسَى ابْنَ مَرْيَحَ اَنْتُ قُلْتَ لِلتَّاسِ اتَّخِنُ وْنُ وَاثِّى الْهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللهِ قَالَ سُجُعَنَكَ مَا يَكُونُ لِيَّا اَنَ اَقُوْلَ مَالَيْسَ لِيُ يُخِقِّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدُ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِى وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ

بنانے کی جس خواہش کا اظہار کیا ہے اس ہے ان کا مطلب یہی ہے کہ ہم تعریف و تبجید اور تکبیر و تحمید کریں۔ بعض اہل بدعت اس "عید مائدہ" ہے "عید میلاد" کا جواز ثابت کرتے ہیں۔ حالاتکہ اول تو یہ ہماری شریعت سے پہلے کی شریعت کا واقعہ ہے، جے اگر اسلام بر قرار رکھنا چاہتا تو وضاحت کردی جاتی۔ دوسرا یہ پیغیبر کی زبان سے "عید" بنانے کی خواہش کا اظہار ہوا تھا اور پیغیبر بھی اللہ کے حکم سے شر عی احکام بیان کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ تیسرا عید کا مفہوم ومطلب بھی وہ ہوتا ہے جو نہ کورہ بالا سطروں میں بیان کیا گیا ہے۔ جب کہ "عید میلاد" میں ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے۔ البندا "عید میلاد" کی بدعت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں جو اسلام نے مقرر کی بین، عید الفظر اور عید الاضحیٰ۔ ان کے علاوہ کوئی تیسری عید نہیں ہے۔

ا. یہ مَائِدَۃٌ (خوان طعام) آسان سے اترا یا نہیں؟ اس کی بابت کوئی صحیح اور صریح مرفوع حدیث نہیں۔ جمہور علاء (امام شوکانی اور امام ابن جریر طبری سمیت) اس کے نزول کے قائل ہیں اور ان کا استدلال قرآن کے الفاظ ﴿ اِنِّی مُنْزِلُهُا عَلَیْکُوْ ﴾ شوکانی اور امام ابن جریر طبری سمیت) اس کے نزول کے قائل ہیں اور ان کا استدلال قرآن کے الفاظ ﴿ اِنِّی مُنْزِلُهُا عَلَیْکُوْ ﴾ سے ہے کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو یقیناً سچا ہے لیکن اسے اللہ کی طرف سے یقینی وعدہ قرار دینا اس لیے صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ شرط سن کر انہوں نے کہا کہ پھر ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ جس کے بعد اس کا نزول نہیں ہوا۔ امام ابن کشیر نے ان آثار کی اسانیہ کو جو امام مجابد اور حضرت حسن بھری سے منقول ہیں، صحیح قرارویا ہے۔ نیز کہا ہے کہ ان آثار کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ نزول مائدہ کی کوئی شہرت عیمائیوں میں ہے، نہ ان کی کتابول میں ورج ہے۔ طالائکہ اگر یہ نازل ہوا ہوتا تو اسے ان کے ہاں مشہور بھی ہونا چاہیے تھا اور کتابوں میں بھی تواتر سے یا کم از ورج ہے۔ طالائکہ اگر یہ نازل ہوا ہوتا تو اسے ان کے ہاں مشہور بھی ہونا چاہیے تھا اور کتابوں میں بھی تواتر سے یا کم از دینے سے خالوں میں بھی تواتر سے یا کم از

۲. یہ سوال قیامت کے دن ہو گا اور مقصد اس سے اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو معبود بنالینے والوں کی زجرو توزیخ ہے کہ جن

## نَفْسِكَ إِنَّكَ آنتَ عَلَامُ الْغُيُوبِ

ڡٵۊؙڷؾؙڷؠؙؙٳ؆ڡػٲٲڡۘۯؾٙؽۛۑٙ؋ٙڶؚؽٳۼۘؠؙٮٛۅۘۘٳڶڵۿۮڔٙؾٞ ۅؘڔۜؾؙؠٝؗڎٷڲؙڹؙؾۘۼؽڣۻۺٙۿڽۘڴٵ؆ۮڡؙؿڣۿۄؙٷڶڰٵ ؾۜۊؘۼۧؾڹؽٛػؙڹؾٵڹؿٵڶؾۊٟؽڽٷؿۻٝؗۅٲڹؾۼڵٷؚڵ ۺٞؿؙۺؽؽ۠۞

منوہ سمجھتا ہوں، مجھے کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں الی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تقو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ ('' بے شک تمام غیبول کا جاننے والا تو ہی ہے۔ نہیں جانتا۔ ('' بے شک تمام غیبول کا جاننے والا تو ہی ہے۔ 111. میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب بید گئے۔ اس کی رب جے اور تمہارا بھی رب بے۔ ('' میں ان پر مطلع ربا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو تو ہی ان پر مطلع ربا۔ ('' اور تو جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو تو ہی ان پر مطلع ربا۔ ('')

r. حضرت عیسیٰ عَلَیْکِا نے توحید وعبادت رب کی یہ دعوت عالم شیر خوار گی میں بھی دی، جیسا کہ سورۂ مریم میں ہے اور عمر جوانی وکہولت میں بھی۔

ٳڽؙڷ۫ڡۜێۜڹؙۿؙؗۮؙۏٳؘڷۿۉۛ؏ؠڶۮڮٷڶٛؾۼؗڣۯڵۿؙؗڎۏؘٳڷػ ٳٙٮٛٵڷۼڒؽڒؙٳؙڬؚڲؽؙۯ۞

قَالَ اللهُ لاَنَا الْوُمُ يَنْفَعُ الصَّدِقِينَ صِدَّفُهُمُ لَهُمُ حَبِّتُ جَنِّى مِن تَّخِمَ الْاَنْفُرُ طِلِائِن فِيُهَا اَبَكَأَ ارْضِيَ اللهُ عَنْهُمُ وَرَضُوْاعَنْهُ ذاكِ الْفُوْزُلُوطِيْكِ

ڒڸٷڡؙڵڰؙٳ۩ۜؠڵۅؾؚۘۘۘۅٙٳڷٚۯڞؚۄٙڡٙٵڣؽڡۣ۪ؾۧۅۿۅۜٙٵؽڴؚڵ ڹۜڠؙؙٷؿۯؙڰ

ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔

۱۱۸. اگر تو ان کو سزادے تو یہ تیرے بندے ہیں اور
 اگر تو ان کو معاف فرمادے تو تو زبردست ہے حکمت
 والا ہے۔(۱)

119. الله تعالی ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا<sup>(۱)</sup> ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچ نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ الله تعالی ان سے راضی اور خوش ہیں، یہ بڑی (بھاری) کامیابی ہے۔

• ۱۲. الله ہی کی ہے سلطنت آسانوں کی اور زمین کی اور ان کی اور ان میں موجود ہیں اور وہ ہرشے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

بِهِي كَهُول كَا جَو العبد الصالح (حضرت عسي عَلَيْكِا نَے كَها) ﴿ وَكُنْتُ عَكَيْهُمْ شَهِيدًا الْكَادُمُتُ فِيهِمْ قَلَمَا اَتَوَفَيْتِكُونَ كُنْتَ اَنْتَاالُوْلَيْبَعَلَيْهُمْ ﴾ (صحيح البخاري، تفسير سورة المائدة وكتاب الأنبياء- صحيح مسلم، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة).

ا. لیعنی مطلب یہ کہ یا اللہ! ان کا معاملہ تیری مشیت کے سپر د ہے، اس لیے کہ تو فَعَالُ لِّمَا یُرِیْدُ بھی ہے، (جو چاہے کرسکتا ہے) اور تجھ سے کوئی باز پرس کرنے والا بھی نہیں ہے۔ ﴿ لَا يُشْتَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْتَلُونَ﴾ (الأنبياء: ٣٣) (اللہ جو کچھ کرتا ہے، اس سے باز پرس نہیں ہوگی، لوگوں سے ان کے کاموں کی باز پرس ہوگی)۔ گویا آیت میں اللہ کے سامنے بندوں کی عاجزی و بے لی کا اظہار بھی ہے اور اللہ کی عظمت وجلالت اور اس کے قادر مطلق اور مختار کل ہونے کا بیان بھی اور پھر ان دونوں باتوں کے حوالے سے عفو ومغفرت کی التجاء بھی۔ سجان اللہ! کیسی عجیب وبلیغ آیت ہے۔ اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ ایک رات نبی عَلَیْ اَلَیْمُ پُر نوافل میں اس آیت کو پڑھتے ہوئے ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بار بار ہر رکھت میں اسے ہی پڑھتے رہے، حتی کہ صبح ہوگئی۔ (مسئد احمد جدہ، ص۱۹۵)

۲. حضرت ابن عباس و العنوائة في ناس كے معنی به بیان فرمائے ہیں يَنْفَعُ الْمُوَ حِّدِيْنَ تَوْ حِيْدُهُمْ وہ دن ايسا ہو گا كه صرف توحيد بى موحدين كو نفع پہنچائے گى، يعنی مشركين كى معانی اور مغفرت كى كوئی صورت نہيں ہوگی۔

## سورۂ انعام کمی ہےاور اس میں ایک سوپنیسٹھ آ بیتیں اور میں رکوع ہیں۔

## 

١

## شر وع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ٱڰۘٛۼۘٮؙٮؙٛٮڵۣٮڮٲڵؾؽػڂؘڷقؘٵڵۺۜٙؠؗٝۏؾؚۘٷٲڵۯؙڞؘ ۅؘجَعَلٙالظُّلُمٰۃ۪ٷٵڵؾ۫۠ۅؙۯۿؙؿٚڗؖٲڷۮؚؽڹۜػؘڡٞۯؙٷٵ ڽؚڒؠٙۿۣڞ۫ڽؘۼۮڸڷۏؽٙ۞

1. تمام تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں جس نے آسانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں اور نور کو بنایا<sup>(۱)</sup> پھر بھی کافرلوگ (غیراللہ کو) اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں۔<sup>(۲)</sup> کافرلوگ (فیراللہ کو) اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں۔<sup>(۲)</sup> بھر ایک وقت معین کیا<sup>(۳)</sup> اور (دوسرا) معین وقت خاص اللہ ہی کے نزدیک ہے <sup>(۵)</sup> پھر بھی تم شک رکھتے ہو۔<sup>(۱)</sup>

ۿؙۅٵڷڹؚؽؙڂؘڷڡٞڴؙۄ۫ڡۣۨڹؙڟؠڽؙؙؾ۫ۊؘڞ۬ؽٲجؘڰۅؘٳٙۻؖڵ ۺؙۺٞؽۘ؏؞۫۬ۮڰ۫ؾؙۊؙٲڹٛؿؙمؙ۫ؿؘؾۯؙۏٛڽؘ۞

س. اور وہی ہے معبود برحق آسانوں میں بھی اور زمین میں بھی، وہ تمہارے یوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے

وَهُوَاللَّهُ فِي السَّمُوتِ وَ فِي الْأَرْضِ يُعُلُمُ سِرَّكُمْ وَجَهُرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِنُمُونَ ۞

ا. ظلمات سے رات کی تاریکی اور نور سے دن کی روشنی یا کفر کی تاریکی اور ایمان کی روشنی مر اد ہے۔ نور کے مقابلے میں ظلمات کو جمع ذکر کیا گیا ہے، اس لیے کہ ظلمات کے اسباب بھی بہت سے ہیں اور اس کی انواع بھی متعدد ہیں اور نور کا ذکر بطور جنس ہے جو اپنی تمام انواع کو شامل ہے۔ (ٹی اقدر) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چو تکہ ہدایت اور ایمان کا راستہ ایک ہی ہے، چار یا پانچ یا متعدد نہیں ہیں، اس لیے نور کو واحد ذکر کیا گیا ہے۔

۲. یعنی اس کے ساتھ دوسرول کو شریک تھہراتے ہیں۔

سا ایعنی تمہارے باپ آدم علیظا کو، جو تمہاری اصل ہیں اور جن سے تم سب نکلے ہو۔ اس کا ایک دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تم جو خوراک اور غذائیں کھاتے ہو، سب زمین سے پیدا ہوتی ہیں اور انہی غذاؤں سے نطفہ بنتا ہے جو رحم مادر میں جاکر تخلیق انسانی کا باعث بنتا ہے۔ اس لحاظ سے گویا تمہاری پیدائش مٹی سے ہوئی۔

هم. لیعنی موت کا وقت۔

۵. لیعنی آخرت کا وقت، اس کا علم صرف الله بی کو ہے۔ گویا پہلی اجل سے مراد پیدائش سے لے کر موت تک انسان کی عمر ہے اور دوسری اجل مسیٰ ہے۔ مراد انسان کی موت سے لے کر وقوع قیامت تک دنیا کی کل عمر ہے، جس کے بعد وہ زوال وفناء سے دویار ہوجائے گی اور ایک دوسری دنیا لیعنی آخرت کی زندگی کا آغاز ہوجائے گا۔

۲. یعنی قیامت کے وقوع میں جیسا کہ کفار ومشرکین کہاکرتے تھے کہ جب ہم مرکز مٹی میں مل جائیں گے توکس طرح ہمیں دوبارہ نزدہ کیا جاسکے گا؟ اللہ تعہالی نے فرمایا: "جس نے تنہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا دوبارہ بھی وہی اللہ تنہیں زندہ کرے گا۔" (سورۂ لیسین)

ظاہر احوال کو بھی جانتا ہے اور تم جو کچھ عمل کرتے ہو اس کو بھی جانتا ہے۔(<sup>()</sup>

٧. كيا انہوں نے ديكھا نہيں كہ ہم ان سے پہلے كتنى جماعتوں كو ہلاك كرچكے ہيں جن كو ہم نے دنيا ميں اليى قوت دى تقى كہ تم كو وہ قوت نہيں دى اور ہم نے ان پر خوب بارشيں برسائيں اور ہم نے ان كے نيچے سے نہريں جارى كيں۔ پھر ہم نے ان كو ان كے گناہوں كے سبب ہلاك كرڈالا (۱) اور

ۅؘٙڡؘٵؾ۬ڷؿۿۣڡؗۊ؈۠ٳؽۊۭۺٙٵڽؾؚڗؠٞؗ؋ٳٙڒڰٲٮ۠ۉٵڡٞؠؙؠٵ ؙڡؙۼڔۻؽڹ۞

فَقَكُكُنَّ بُوْايِا فَقَ لَتَاجَأَ هُمُّ فَسَوْفَ يَاثِيُهِمُ اَبْتَعُا مَا كَانُوْا بِهِ بِيُنَتَّفُونُونَ⊙

ٱلْفَرَيَكُوْكُوْ اَهْلَكُنَامِنْ قَبْلِهِمُوسِّنْ قَرْبِ مَّكَنْهُمُ فِى الْاَرْضِ مَالَمُ كَكِنْ مُكُمْ وَارْسُلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمُ قِدْدَارًا لَا تَتَّجَعُلُنَا الْاِنْهُرَ يَجُوِيْ مِنْ تَخْتِرِمُ فَاهْلَكُنْهُمْ نِبْدُنُونِهِمْ وَانْشَأْنَامِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنَا اخْرِيْنَ ۞

ا. اہل سنت یعنی سلف کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی خود تو عرش پر ہے جس طرح اس کی شان کے لا اُق ہے لیکن اپنے علم کے لحاظ سے ہر جگہ ہے یعنی اس کے علم وخبر سے کوئی چیز باہر نہیں۔ البتہ بعض گراہ فرقے اللہ تعالی کو عرش پر نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ہر جگہ موجود ہے اور وہ اس آیت سے اپنے اس عقیدے کا اثبات کرتے ہیں۔ لیکن یہ عقیدہ جس طرح غلط ہے یہ استدلال بھی صحیح نہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذات جس کو آسانوں اور زمین میں اللہ کہہ کر پکارا جاتا ہے اور آسانوں اور زمین میں جس کی حکمرانی ہے اور آسانوں اور زمین میں جس کی حکمرانی ہے اور آسانوں اور زمین میں جس کو معبود برحق سمجھا اور مانا جاتا ہے، وہ اللہ تمہارے پوشیدہ اور ظاہر اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو، سب کو جانتا ہے۔ (اُن القدیر) اس کی اور بھی بعض توجیہات کی گئی ہیں جنہیں اہل علم تفیروں میں ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ مثلاً تفیر طبری وابن کثیر وغیرہ۔

۲. لیعنی اس اعراض اور تکذیب کا وہال انہیں پنچے گا اس وقت انہیں احساس ہوگا کہ کاش! ہم اس کتاب برحق کی تکذیب اور اس کا استہزاء نہ کرتے۔

سا ایعنی جب گناہوں کی پاداش میں تم سے پہلی امتوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں درآل حالیکہ وہ طاقت وقوت میں بھی تم سے کہیں زیادہ تھیں، تو تنہیں ہلاک کرنا ہمارے لیے کہیں زیادہ تھیں اور خوش حالی اور وسائل رزق کی فراوانی میں بھی تم سے بہت بڑھ کر تھیں، تو تنہیں ہلاک کرنا ہمارے لیے کیا مشکل ہے؟ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی قوم کی محض مادی ترقی اور خوش حالی سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بہت کامیاب وکامران ہے۔ یہ استدراج وامہال کی وہ صورتیں ہیں جو بطور امتحان اللہ تعالی قوموں کو عطا فرماتا ہے۔ لیکن جب یہ مہلت عمل ختم ہو جاتی ہو تھر یہ ساری ترقیاں اور خوش حالیاں انہیں اللہ کے عذاب سے بچانے میں کامیاب نہیں ہوتیں۔

ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کردیا۔

2. اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اس کو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیت بب بھی یہ کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر صریح جادو ہے۔(۱)

۸. اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی فرشتہ
 کیوں نہیں اتارا گیا اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیج دیتے تو سارا
 قصہ ہی ختم ہوجاتا۔ پھر ان کو ذرا مہلت نہ دی جاتی۔ (\*\*)

ۅؘۘڮؘۏؘٮۜڗٞڷٮؗٵۼڶؽڬڮؿڹٵؚ؈۬ۊؚڟٳڛڡؘػٮۺؙۅؙٷ ۑٲؽڔؽؚڡؚڂڷڡۜٵڶ۩ٚۮؚؽٮؘػڡٚۯؙڰٙٳڶؙۿڶۮٙٳٳٛڷ ڛؚڂٛٷ۠ؿؠؙؽؿ

وَقَالُوْالُوْلَآانُزِلَ عَلَيْهِ مَلَكُ ۚ وَلَوَانَزُلْنَامَلَكًا لَقُضِى الْأَمْرُثُمَّ لَانْيُظُرُوْنَ ⊙

ا. تاکه انہیں بھی پچھلی قوموں کی طرح آزمائیں۔

۲. یہ ان کے عناد و جحود اور مکابرہ کا اظہار ہے کہ اتنے واضح نوشتہ الہی کے باوجود وہ اسے ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں گے اور اسے ایک ساحرانہ کرتب قرار دیں گے۔ جلے قرآن مجید کے دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے۔ ﴿وَلُوفَتُتُحْمَا عَلَيْهُمُ يَانَامِنَ السَّمَاءَ فَظُولُ إِنْهُ وَيُعُونُونَ \* لَقَالُهُ إِنَّا لُهُكُرُتُ الصَّارُنَا لِلْ عَرْقُ فَوْمُ مَّسْعُورُونَ ﴾ (الجر: ١٠، ١٥) (اگر جم ان ير آسان كا كوئي دروازہ کھول دس اور یہ اس میں چڑھنے بھی لگ جائیں تب بھی کہیں گے ہماری آئکھیں متوالی ہوگئی ہیں بلکہ ہم پر حادو كرديا كياب) ﴿ وَإِنْ يَرُوالِكُ عُنَاقِينَ السَّمَاءَ سَاقِطًا يَقُولُواسَعَاتُ مَّرْكُومٌ ﴾ (اطور: ٣٣) (اور اگر وه آسان سے گرتا ہوا كلزا بھي دیکھ لیں تو کہیں گے کہ نہ بہ نہ بادل ہیں)۔ یعنی عذاب الٰہی کی کوئی نہ کوئی ایسی توجیه کرلیں گے کہ جس میں مشیت الٰہی کا کوئی دخل انہیں تسلیم کرنا نہ پڑے۔ حالاں کہ کائنات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ س. الله تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے حتنے بھی انساء ورسل جھیے وہ انسانوں میں سے ہی تھے اور ہر قوم میں اسی کے ایک فرد کو وحی ورسالت سے نواز دیا جاتا تھا۔ یہ اس لیے کہ اس کے بغیر کوئی رسول فریصنر تبلیغ ودعوت ادا ہی نہیں کرسکتا تھا، مثلاً اگر فرشتوں کو اللہ تعالی رسول بناکر بھیجتا تو ایک تو وہ انسانی زبان میں گفتگو ہی نہ کرماتے دوسرا وہ انسانی جذبات سے عاری ہونے کی وجہ سے انسان کے مختلف حالات میں مختلف کیفیات وجذبات کے سمجھنے سے بھی قاصر رہتے۔ ایس صورت میں ہدایت ور ہنمائی کا فریصنہ کس طرح انحام دے سکتے تھے؟ اس لیے اللہ تعالیٰ کا انسانوں پر ایک بڑا احسان ہے کہ اس نے انسانوں کو ہی نبی ورسول بنایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے بطور احسان ہی قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے ﴿ لَقَنَّ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْهُوْمِينِينَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ مِسُولًا مِّنَ أَنْفُيهِمْ ﴾ (آل عران: ١٦٢) (الله تعالى نے مومنوں ير احسان فرمایا جب کہ انہی کی حانوں میں سے ایک شخص کو رسول بناکر بھیجا) لیکن پیغیبروں کی بشریت کافروں کے لیے حیرت واستغاب کا باعث رہی۔ وہ سیحقے تھے کہ رسول انسانوں میں سے نہیں، فرشتوں میں سے ہونا چاہے گوبا ان کے نزدیک بشریت رسالت کے شامان شان نہیں تھی۔ جیسا کہ آج کل کے اہل بدعت بھی یہی سبھتے ہیں۔ تَشَابَهَتْ قُلُوْ ہُمُّ اہل کفر وشرک، رسولوں کی بشریت کا تو انکار کر نہیں سکتے تھے، کیونکہ وہ ان کے خاندان، حسب نسب ہر چیز سے واقف ہوتے

وَلَوْجَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلَّا وَلَلْبَسُنَا عَلَيْهِـمْ مَّا يَلْبِسُونَ ۞

وَلَقَتِ اسْتُهُزِئَ بِرُسُلِ مِّنْ قَبُلِكَ فَكَاقَ بِإِلَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمُ مِّكَا كَانُوْ ا بِهِ يَسْتَهُزِءُونَ ۞

قُلُسِيُرُوْا فِي الْأَرْضِ ثُقَّانُظْرُوْاكَيْفَ كَانَ عَاتِبَةُ الْمُكَنِّبِيُنَ<sup>®</sup>

9. اور اگر ہم اس کو فرشتہ تجویز کرتے تو ہم اس کو آدمی
 ہی بناتے اور ہمارے اس فعل سے پھر ان پر وہی شبہ ہوتا
 جو اب شبہ کررہے ہیں۔(۱)

•ا. اور واقعی آپ سے پہلے جو پیغیر ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی استہزاء کیا گیا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا ان کو اس عذاب نے آگھیرا جس کا شمسخر اللہ تھے۔

اا. آپ فرماد سجیے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والول کا کیا انجام ہوا۔

11. آپ کہیے کہ جو کچھ آسانوں اور زمین میں موجود ہے یہ سب کس کی ملکیت ہے، آپ کہد دیجے کہ سب اللہ ہی کی ملکیت ہے، اللہ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمالیا ہے (۲) تم کو اللہ قیامت کے روز جمع کرے گا، اس

سے لیکن رسالت کا وہ انکار کرتے رہے۔ جب کہ آج کل کے اہل بدعت رسالت کا انکار تو نہیں کرتے لیکن بشریت کو رسالت کے منافی سجھنے کی وجہ سے رسولوں کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالی اس آیت میں فرمارہا ہے کہ اگر ہم کافروں کے مطالبے پر کسی فرشتے کو رسول بناکر جھیجے یا اس رسول کی تصدیق کے لیے ہم کوئی فرشتہ نازل کردیے اگر ہم کافروں کے مطالبے پر کسی فرشتے کا اور پھر وہ اس پر ایمان نہ لاتے تو انہیں مہلت دیے بغیر ہلاک کردیا جاتا۔ الیعنی اگر ہم فرشتے ہی کو رسول بناکر جھیجے کا فیصلہ کرتے تو ظاہر بات ہے کہ وہ فرشتے کی اصل شکل میں تو آئہیں سکتا الیعنی اگر ہم فرشتے ہی کو رسول بناکر جھیجے کا فیصلہ کرتے تو ظاہر بات ہے کہ وہ فرشتے کی اصل شکل میں تو آئہیں سکتا تھا، کیونکہ اس طرح انسان اس سے خوف زدہ ہونے اور قریب ومانوس ہونے کے بجائے دور بھاگے، اس لیے ناگزیر تھا کہ اسے انسانی شکل میں بھیجا جاتا۔ لیکن یہ تمہارے لیڈر پھر یہی اعتراض اور شبہ چیش کرتے کہ یہ تو انسان ہی ہے، جو انسان ہی ہے، جو اس وقت بھی وہ رسول کی بشریت کے حوالے سے چیش کررہے ہیں تو پھر فرشتے کے بھیجنے کا بھی کیا فائدہ؟

۲. جس طرح حدیث میں نبی شکا فیمیا یہ جب اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو عرش پر یہ لکھ دیا اِن رَحْمَتِیْ

۲. جس طرح حدیث میں نبی منگا شیخ آنے فرمایا "جب الله تعالی نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو عرش پر یہ لکھ دیا اِن رَحْمَتِیْ تَعْلَبُ غَضَبِیْ" (صحیح البخاری، کتاب النوحید، وبدء البخلق، مسلم کتاب النوبة) "یقیناً میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے" کیکن یہ رحمت قیامت کے دن صرف اہل ایمان کے لیے ہوگی، کافروں کے لیے رب سخت غضب ناک ہوگا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تو اس کی رحمت یقیناً عام ہے، جس سے مومن اور کافر، نیک اور بد، فرماں بردار اور نافرمان سب ہی فیض یاب ہورہے ہیں۔ الله تعالی کسی شخص کی بھی روزی نافرمانی کرنے کی وجہ سے بند نہیں کرتا، لیکن اس کی رحمت فیض یاب ہورہے ہیں۔ الله تعالی کسی شخص کی بھی روزی نافرمانی کرنے کی وجہ سے بند نہیں کرتا، لیکن اس کی رحمت

میں کوئی شک نہیں، جن لوگوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالا ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

یں والا ہے سو وہ ایمان بیں لایں ہے۔

اللہ بی کی ملک ہیں وہ سب کچھ جو رات میں اور
دن میں رہتی ہیں اور وہ ہی بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔

اللہ آپ کہے کہ کیا اللہ کے سوا، جو کہ آسانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جو کہ کھانے کو دیتا ہے اور اس کا پیدا کرنے والا ہے اور جو کہ کھانے کو دیتا ہے اور اس کو کوئی کھانے کو نہیں دیتا، اور کسی کو معبود قرار دوں،

اپ فرماد بجیے کہ مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں اور تو مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا۔

میں اسلام قبول کروں اور تو مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا۔

تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

اللہ نے بڑار حم کیا اور یہ صریح کامیانی ہے۔

اللہ اللہ نے بڑار حم کیا اور یہ صریح کامیانی ہے۔

کا دور اگر تجھ کو اللہ تعالی کوئی تکلیف بہنچائے تو اس کادور کرنے والا سوا اللہ تعالی کوئی تکلیف بہنچائے تو اس کادور کرنے والا سوا اللہ تعالی کوئی تکلیف بہنچائے تو اس کادور کرنے والا سوا اللہ تعالی کے اور کوئی نہیں۔ اور اگر

ۅؘڸؘڎؙؠٙٵڛػڹ؋ۣ۩ێؖؿڸؚۉۘٳڵؠٞۜؠؙڵڔۣڐۏۿؙۅۛٳڵۺۜؠؽڠؙ ٳڵۼڵؽؙۄؙ۞

فُلُ آغَيْرُ اللهِ آتَخِنُ وَالِيَّا فَالطِرِ السَّلْوَتِ وَالْاَرْضِ وَهُو يُطْعِمُ وَلاَيْطُعَمُ قُلُ إِنِّيَ امُرْتُ آنُ آلُوْنَ آقَلَ مَنُ آسُلَمَ وَلا تَكُوْنَ مِنَ النَّشُرِكِيْنَ ۞

> قُلُ إِنَّ أَخَاكُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّى عَذَابَ يَوْمِ عَظِيْمِ ﴿

مَنُ يُّصُرِّفُ عَنْهُ يَوْمَيِدٍ فَقَدُ رَحِمَهُ وَدَلِكَ الْفَوْزُالْمُهُ يُنُ®

ۅؘٳڹٛڲۺۘڛؙڬٳڶڐؙ؞ؚؚڝ۬ٛڗۣۜڣؘڵٳػڶۺڣؘڮۤٳ؆ۿۊ۫ ۅٙٳڽؙڲؠؙۺۺڮۼؽؙڔٟۏؘۿۏؘعڶؠڪ۫ڸؚۜۺؘؿؙ

کا یہ عموم صرف دنیا کی حد تک ہے۔ آخرت میں جو کہ دار الجزاء ہے، وہاں اللہ کی صفت عدل کا کامل ظہور ہوگا، جس کے نتیج میں اہل ایمان دامانِ رحمت میں جگہ پائیں گے اور اہل کفر وفسق جہنم کے دائی عذاب کے مستحق کھریں گھریں گے۔ اس لیے قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْ اللّٰ کَنْبُھَالِلّٰذِیْنَ یَتَعُوْنَ وَنُوْوَنُونَ اللّٰوَکُوٰۃَ وَالّٰذِیْنَ هُمُر یَ گُلُ اللّٰہِ کَا یَکُونُونَ کُلُ اللّٰہِ کَا یُونُونَ کُلُ اللّٰہِ کَا یُونُونَ کُلُ اللّٰہِ کَا یُونُونَ کُلُ اللّٰہِ کَا یَونُ کُلُ اللّٰہِ کَا یُونُونَ کُلُ اللّٰہِ کَا اللّٰہِ کَا یُونُونَ کُلُ اللّٰہِ کَا یُونُونَ کُلُ اللّٰہِ کَا یُونُونَ کُلُ اللّٰہِ کَا اللّٰہِ کَا یُونُ کُلُ اللّٰہِ کَا اللّٰہِ کَا اللّٰہُ کُلُ اللّٰہُ کے ذات اللّٰہ کے اللّٰہ کا دو میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے۔ تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللّٰہ سے ڈرتے ہیں اور زَلُوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں)۔

ا. وَلِيٌّ سے مراد يهال معبود ہے جيسا كه ترجمه سے واضح ہے ورنه دوست بنانا تو جائز ہے۔

۲. یعنی اگر میں نے بھی رب کی نافرمانی کرتے ہوئے اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو معبود بنالیا تو میں بھی اللہ کے عذاب سے نہیں نج سکول گا۔

سا، جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ فَمَنَ نُحُونِهُ عَنِ النَّارِ وَأَدْخِلَ الْجَنَّهُ فَقَالُ فَازَ ﴾ (آل عران: ١٨٥) (جو آگ سے دور اور جنت میں داخل کردیا گیا، وہ کامیاب ہو گیا) اس لیے کہ کامیابی، خسارے سے نی جانے اور نفع حاصل کر لینے کا نام ہے۔ اور جنت سے بڑھ کر نفع کیا ہو گا؟

قَدِيُرُ۞

وَهُوَالْقَاهِمْ فَوْنَ عِبَادِهُ وَهُوَالْكِيْمُ الْخَيِيْمُ الْخَيِيْرُ

ڠؙڵٲؿؙۺٛٷٞٵڬڹٷۺؘۿٳۮۘٷۧڟؙؚڸٳڵڬڐۜۺٙڣؽڵٵؽؽ۬ؽ ڡؘؠؽؽػؙڎۜٷؙۏڃٵڸڰٙۿڶٵڵڠؙؠٝڮ۠ڵڹ۬ۮڹۯڴۏۑ؋ ۅٙڡڹؙڹڬٷٵؠۣۺڮۏڶۺٙۿۮۏڹٲؾٞڡۼٵٮڶؿٳڸۿڐ ٳٛڂؿٷؙڷڒۘٳۺ۫ۿڬٷ۠ڶڗؽٵۿۅٙٳڵڎٷٳڿڎٷٳڷؿؽ ؠڔؙؿ۠ٞ؞ۣٚۺٵؿؙؿۯٷڹ۞

ٱڵؽڹؽؗٳؾؽ۠ڶڠؙؙؙ۠ؗؗۿؙٳڷڮڹڮۼڔۣۏؙۏؙڬٷؙػؽڵۼڔۏ۠ۏڽ ٳؘڹڹٵٙۼۿؙڿۘٳؙڗٚڹۣؿؘڿؚؠؙٷٙٳڶڞ۠ۿؙ؋ؙڣؘۿڒڒؽٷؙؚڝٮؙۏؽۨ

تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

11. اور وہی اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے برتر ہوا اور وہی بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔

19. آپ کہے کہ سب سے بڑی چیز گواہی دینے کے لیے کون ہے، آپ کہیے کہ میرے اور تمہارے در میان اللہ گواہ ہے۔

20 اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پنچ ان سب کو ڈراؤں ("کیا تم چی بی گی کہی گواہی دوگے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں، آپ کہہ دیجے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں، آپ کہہ دیجے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا۔ آپ فرماد بھیے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

معبود ہے اور بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

کہ میں تو گواں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ لوگ رسول کو پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ جن

ا. لیعنی نفع وضرر کا مالک، کائنات میں ہر طرح کا تصرف کرنے والا صرف اللہ ہے اور اس کے حکم وقضاء کو کوئی رو کرنے والا نہیں ہے۔ (اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ، وَلَا کُرنے والا نہیں ہے۔ (اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِی لِمَا مَنْعُت، وَلَا الْہَجَدُّ وَنْكَ الْہَجَدُّ (صحبح البخاري، کتاب الاعتصام والقدر والدعوات- مسلم کتاب الصلاة والمساجد، "جس کو تو دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں، اور جس سے تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب جیشت کو اس کی جیشت تیرے مقابلے میں نفع نہیں پہنچاسمی " نبی صلیقی ہم نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ صاحب جیشت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں نفع نہیں پہنچاسمی " نبی طلیقی ہم نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ کا یعنی تمام گردنیں اس کے سامنے جب کی ہوئی ہیں، بڑے بڑے جابر لوگ اس کے سامنے ہے بس ہیں، وہ ہر چیز پر غالب ہے اور تمام کائنات اس کی مطبع ہے وہ اپنچ ہر کام میں حکیم ہے اور ہر چیز سے باخبر ہے، پس اسے معلوم ہے کہ اس کے احمان وعطاکا کون مستحق ہے اور کون غیر مستق۔

m. لینی الله تعالیٰ ہی اپنی وحدانیت اور ربوبیت کا سب سے بڑا گواہ ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی گواہ نہیں۔

۸. رجع بن انس ر الله الله كل الله عن كه اب جس كے پاس بھى يە قرآن بينى جائے۔ اگر دہ سي متع رسول ہے تو اس كى ذمه دارى به دارى به دارى به دارى به دارى به دہ بھى لوگوں كو دعوت دى اور اس طرح به كالله عن الله عن

لوگوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالا ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

۲۲. اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام خلائق کو جمع کریں گے، پھر ہم مشرکین سے کہیں گے کہ تمہارے وہ شرکاء، جن کے معبود ہونے کا تم دعویٰ کرتے تھے، کہاں گئے؟

۲۳. پھر ان کے شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوگا کہ وہ یوں کہیں گے کہ قتم اللہ کی، اپنے پرورد گار کی، ہم مشرک نہ تھے۔ (۴)

وَيُومَ خَشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُخَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ اَشُرَكُواَ اَيْنَ تُتَرَكَّأُ وُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْ نُكُمْ تَنْغُمُونَ۞

تُعَلَّمَ تَكُنُ فِتَنَتُهُمُ الآلَانَ قَالُوْا وَاللَّهِ رَبِّمَا مَا كُتًا مُشْيرِكِينَ ⊕

ا. یَعْرِفُوْنَهُ میں ضمیر کا مرجع رسول مَنْالَیُّا بین لیعنی اہل کتاب آپ مَنْالِیُّا کو اپنے بیٹوں کی طرح پیچانتے ہیں کیونکہ آپ مَنْالِیُّا کی وجہ سے وہ آخری نبی کے منتظر بھی تھے۔ آپ مَنْالْیُّا کی صفات ان کی کتابوں میں بیان کی گئی تھیں اور ان صفات کی وجہ سے وہ آخری نبی کے منتظر بھی تھے۔ اس لیے اب ان میں سے ایمان نہ لانے والے سخت خیارے میں ہیں کیونکہ یہ علم رکھتے ہوئے بھی ازکار کررہے ہیں۔ فَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْدِی فَاللَّهُ مُصِیبَةٌ أَعْظَمُ وَاللَّهُ مُصِیبَةٌ أَعْظَمُ (اگر تھے علم نہیں ہے تو بھر زیادہ بڑی مصیبت ہی ہے تاہم اگر علم ہے تو بھر زیادہ بڑی مصیبت ہے)

۲. لیعنی جس طرح اللہ پر جموٹ گھڑنے والا (نبوت کا جموٹا دعویٰ کرنے والا) سب سے بڑا ظالم ہے، اسی طرح وہ بھی بڑا ظالم ہے جو اللہ کی آیات اور اس کے سے رسول کی تکذیب کرے۔ جموٹے دعوائے نبوت پر اتن سخت وعید کے باوجود یہ واقعہ ہے کہ متعدد لوگوں نے ہر دور میں نبوت کے جموٹے دعوے کیے ہیں اور یوں یقیناً نبی مَنَّالَٰیْمُ کی یہ بیش گوئی یہ واقعہ ہے کہ متعدد لوگوں نے ہر دور میں نبوت کی دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ گذشتہ صدی میں بھی قادیان کے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور آج اس کے بیرو کار اسے اس لیے سیا نبی اور بعض مسے موعود مانتے ہیں کہ اسے ایک تعداد نبی مانتی ہے۔ طلائکہ کچھ لوگوں کا کسی جموٹے کو سیا مان لینا، اس کی سیائی کی دلیل نہیں بن سکتا۔ صدافت کا لیے تو قر آن وحدیث کے واضح دلائل کی ضرورت ہے۔
 کے لیے تو قر آن وحدیث کے واضح دلائل کی ضرورت ہے۔

سا. جب یہ دونوں ہی ظالم میں تو نہ مفتری (جموٹ گھڑنے والا) کامیاب ہوگا اور نہ مکذب (جھٹلانے والا) اس لیے ضروری ہے کہ ہر ایک اپنے انجام پر اچھی طرح غور کرلے۔

اللہ الآخر یہ جت یا معنی جت اور ایک معنی معذرت کے کیے گئے ہیں۔ بالآخر یہ جت یا معذرت پیش کرکے چوٹکارا حاصل

ٱنْظُوٰکَیْکَکَذَبُواعَلَ)انْشِیهِدُوصَٰلَّعَنْهُدُمَّا کانڈایفُنَرُوٰن

ۅٙڡ۪ٮ۫ۿؙۮؙۄۜ؆ۛڽؙۺۘؾ۫ۼ؇ڶؽڬۧۏؘۘۘۘۼۘڡؙڶڬٵڵڨؙۅٛڽؚۿؚ ٵؽؾۜڐٞٲڽؖؿڡ۫ٛڡۜۿٷٷ؈ٛٲڶٵڹۿۮٷۛڰٳٝۅڵڽؙۘڲٮۉؙڵڴ ٵؾڐ۪ٳؖڵؽؙٷؙڝٮؙٛۏٳڣ۪ٲڂۺۧٳۮٳڿٵۧٷٛڲۼٛٳۮؚڶؙٷؾڬ ؽؿ۠ٷڷٲڵڔ۬ؿؙػڡؘٚؠؙٛۉٙٳڶۿڶڬٙٳٳڰٚٳؘۺڵؚڟؽ۠ۯ ٵۯڰٳؽؘڽ۞

۲۳. ذرا دیکھو تو انہوں نے کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہو گئے۔(۱)

70. اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں، (۲) اور ہم نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال رکھا ہے اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں، اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے، (۳) اور اگر وہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ لیں تو بھی ان پر بھی ایمان نہ لائیں، یہاں تک کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ بھگڑتے ہیں، یہ لوگ جو کافر ہیں یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں صرف پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں۔ (۴)

کرنے کی کوشش کریں گے کہ ہم تو مشرک ہی نہ سے۔ اور امام ابن جریر نے اس کے معنی یہ بیان کیے ہیں ثُمَّ کَمْ یَکُنْ قِیْلُہُمْ عِنْدَ فِیْنَتِنَا إِیَّاهُمْ اعتِذَارًا مِمَّا سَلَفَ مِنْهُمْ مِنَ الشَّرْكِ بِاللهِ. (جب ہم انہیں سوال کی بھٹی میں جھونگیں گے تو دنیا میں انہوں نے جو شرک کیا، اس کی معذرت کے لیے یہ کیج بغیر ان کے لیے چارہ نہیں ہوگا کہ ہم تو مشرک ہی نہ سے) یہاں یہ اشکال پیش نہ آئے کہ وہاں تو انسانوں کے ہاتھ پیر گواہی دیں گے اور زبانوں پر تو مہریں لگادی جائیں گی، پھر یہ انکار کس طرح کریں گے؟ اس کا جواب حضرت ابن عباس ڈالٹھڈ نے یہ دیا ہے کہ جب مشرکین دیمیں جاہم مشورہ کرکے اپنے شرک کرنے سے ہی انکار کردیں گے۔ تب گے کہ اہل توحید مسلمان جنت میں جارہے ہیں تو یہ باہم مشورہ کرکے اپنے شرک کرنے سے ہی انکار کردیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگادے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں جو پچھ انہوں نے کیا ہوگا اس کی گواہی دیں گے اور پھر یہ اللہ سے کوئی بات چھپانے پر قادر نہ ہو سکیں گے۔ (ان کیر)

ا. لیکن وہاں اس کذب صرح کا کوئی فائدہ انہیں نہیں ہوگا، جس طرح بعض دفعہ دنیا میں انسان ایسا محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح ان کے معبودان باطل بھی، جن کو وہ اللہ کا شریک اپنا حمایتی ومددگار اور سفارشی سیحصے تھے، غائب ہوں گے اور وہاں ان پر شرکاء کی حقیقت واضح ہوگی، لیکن وہاں اس کے ازالے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

۲. لیعنی یہ مشرکین آپ کے پاس آگر قرآن تو سنتے ہیں لیکن چونکہ مقصد طلب ہدایت نہیں، اس لیے بے فائدہ ہے۔
 ۱۳. علاوہ ازیں مُحَجَازَاۃً عَلَیٰ کُفْرِ ہِمْ ان کے کفر کے نتیج میں ان کے دلوں پر بھی ہم نے پر دے ڈال دیے ہیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ جس کی وجہ سے ان کے دل حق بات سجھنے سے قاصر اور ان کے کان حق کو سننے سے عاجز ہیں۔
 ۱۲. اب وہ گر اہی کی الیمی دلدل میں بھنس گئے ہیں کہ بڑے سے بڑا معجزہ بھی دیکھ لیں، تب بھی ایمان لانے کی توفیق

ۅؘۿؗۄۘٛؽێؘۿۅؘؽؘػڬؙٷڲؽڹٛٷؽۼڹٛڎ۠ٷٳ؈۠ؿ۠ۿڸڴۅٛؽ ٳڰۜٲؘڶڡؙ۫ۺۜۿۄۅؘڵؽؿ۬ٷٷؽ۞

ۅٙڷٷٙؾڒٙؽٳۮ۫ۏؙۊڡؙٛٷٵٸٙؠٳڶؿٳۏڡؘۜڷڬٳڸؽؾؾؘٮؘٵٮؙ۠ڒڎ۠ۅڵڒ ٮؙٛػێؚۨٮٜۑٳ۠ڸۻؚڒڛ۪ٞٵۅؘڴۏؽڝ۬ٲؠؙؠٷٛڡڹؽ۫ؽ۞

بَلْبَكَالَهُمُمَّاكَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ وَلَوُرُدُّوا لَكَادُوْ الِمَانُهُوْ اعَنْهُ وَانَّهُمُ لَكَذِيْنُ۞

۲۷. اور یہ لوگ اس سے دوسرول کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور دور رہتے ہیں اار یہ لوگ اپنے آپ کا ور یہ لوگ اپنے آپ ہی کو تباہ کررہے ہیں اور پچھ خبر نہیں رکھے۔(۱)

۲۷. اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے کیے جائیں گے (۳) تو کہیں گے ہائے! کیا اچھی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیج دیے جائیں اور اگر ایسا ہوجائے تو ہم اپنے رب کی آیات کو نہ جھٹلائیں اور ہم ایمان والوں میں سے ہوجائیں۔

۲۸. بلکہ جس چیز کو اس کے قبل چھپایا کرتے تھے وہ ان کے سامنے آگئ ہے (۵) اور اگر یہ لوگ پھر واپس بھیج دیے جائیں تب بھی یہ وہی کام کریں گے جس سے ان کو

سے محروم رہیں گے اور ان کا عناد و جمود اتنا بڑھ گیا ہے کہ وہ قرآن کریم کو پہلے لوگوں کی بے سند کہانیاں کہتے ہیں۔ ا. یعنی عام لوگوں کو آپ شکالٹیٹی سے اور قرآن سے روکتے ہیں تاکہ وہ ایمان نہ لائیں اور خود بھی دور دور رہتے ہیں۔ ۲. لیکن لوگوں کو روکنا اور خود بھی دور رہنا، اس سے ہمارا یا ہمارے پیغیر شکالٹیٹی کا کیا بگڑے گا؟ اس طرح کے کام کرکے وہ خود ہی بے شعوری میں اپنی ہلاکت کا سامان کر رہے ہیں۔

وہ خود ہی بے شعوری میں اپنی ہلاکت کا سامان کر رہے ہیں۔ ۱۳. یہاں "او" کا جواب محذوف ہے نقذیری عبارت یوں ہو گی "تو آپ کو ہولناک منظرِ نظر آئے گا"

م. لیکن وہاں سے دوبارہ دنیا میں آنا ممکن ہی نہیں ہوگا کہ وہ اپنی اس آرزو کی سخیل کر سکیں۔ کافروں کی اس آرزو کا قرآن نے متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔ ﴿ رَبّعَنَاۤ آخِرِجُنَامِنَهُاۤ فَانَ عُدُنا فَانَا ظُلِمُونَ \* قَالَ اَخْسَتُوافِیہُاۤ وَکَرْتُکَالُوْنِ ﴾ (المؤمنون: ۱۰۸، ۱۰۷) (اے ہمارے رب! ہمیں اس جہنم سے نکال لے اگر ہم دوبارہ تیری نافرمانی کریں تو یقیناً ظام ہیں۔ اللہ تعالی فرمائے گا، اس میں ذلیل وخوار پڑے رہو، مجھ سے بات نہ کرو)۔ ﴿ رَبّتَآ اَبْصُرُنَا وَسَعِعْنَا فَالْحِعِمْنَا فَعْمَلُ صَلِا لِمَا اللَّهُ وَقِرُونَ ﴾ ( اسبرة: ۱۱) (اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور من لیا، پس ہمیں دوبارہ دنیا میں جمیح دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، اب ہمیں یقین آگیا ہے)۔

رب؛ ہم کے دیکھ لیا اور کن لیا، پل بی و وہارہ دیا یک کی دے تا لہ ہم لیک ک کریں، آب بی یہ یاں الیا ہے)۔

۵. بَلْ جو إِضْرَاب (لیعنی کیہلی بات سے گریز کرنے) کے لیے آتا ہے۔ اس کے کئی مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ (۱) ان

کے لیے وہ کفر اور عناد و تکذیب ظاہر ہوجائے گی، جو اس سے قبل وہ دنیا یا آخرت میں چھپاتے تھے۔ لیعن جس کا انکار

کرتے تھے، جیسے وہاں بھی ابتداءً کہیں گے ﴿مَاكُمُنَا مُشْہِرِکِکُنِی﴾ (ہم تو مشرک ہی نہ تھے)۔ (۲) یا رسول اللہ ﷺ اور
قرآن کریم کی صداقت کا علم جو ان کے دلوں میں تھا، لیکن اپنے پیروکاروں سے چھپاتے تھے۔ وہاں ظاہر ہوجائے گا جے وہ دنیا میں اہل ایمان سے چھپاتے تھے۔ (تئیر ابن کیشر)

منع کیا گیا تھا اور یقیناً یہ بالکل جھوٹے ہیں۔(۱)

79. اور یہ کہتے ہیں کہ صرف یہی دنیاوی زندگی ہماری

زندگی ہے اور ہم زندہ نہ کیے جائیں گ۔(۲)

70. اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب یہ اپنے رب کے

اسامنے کھڑے کیے جائیں گے۔ اللہ فرمائے گا کہ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے؟ وہ کہیں گے۔ اللہ فرمائے گا کہ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے؟ وہ کہیں گے بے شک قتم اپنے رب کی۔ اللہ تعالی فرمائے گا تو اب اپنے کفر کے عوض عذاب چھو۔ (۳) اللہ بے شک خمارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے ملنے کی تکذیب کی، یہاں تک کہ جب وہ معین وقت ان پر دفعنا آ پنچے گا، کہیں گے کہ ہائے افسوس ہماری کو تابی پر جو اس کے بارے میں ہوئی، اور حالت ان کی یہ کو تابی پر جو اس کے بارے میں ہوئی، اور حالت ان کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی پیٹھوں پر لادے ہوں گے، خوب ہوگ

سن لو کہ بری ہو گی وہ چیز جس کو وہ لادس گے۔<sup>(م)</sup>

وَقَالُوۡالِنُ هِى اِلَّاكِمَيَاتُنَااللّٰهُ نَيَا وَمَانَحُنُ بِمَبْعُوْ فِيۡنِيَ⊛

ۅۘڵۏۘٛڗۜۯٛؽٳۮؙۉؙۊڡؙؙۉٳۘۼڵڕٙڽؚۣۿۄؙۛۊٵڶٲڵؽۺۿڬٳ ڽٳڬؾٞٚٵڵؙۅؗٳڹڵۅٙڗڛؚۜٵ؞قاڶ؋ؘۮؙۉٷٛۅٳڶڡڬٵڹ ۣؠٮٵڴؙؽ۬ػٛۄ۫ػؙڡؙٛۯؙۏؘؽ۞۫

قَىُ خَسِرَالَّذِيْنَ كَنَّ بُوْالِلِقَاءَ اللهِ ْحَتِّى إِذَا جَاءَ نَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالْوَالِحَسُّرَتَنَاعَلَى مَا فَظَنَافِيْهَا ۚ وَهُو يَحْمِلُونَ اَوْزَارِهُوْمَ عَلَى ظُهُوْرِهِمْ الاَسَاءَ مَا يَزِدُونَ ®

ا. یعنی دوبارہ دنیا میں آنے کی خواہش ایمان لانے کے لیے نہیں، صرف عذاب سے بیچنے کے لیے ہے، جو ان پر قیامت کے دن ظاہر ہوجائے گا اور جس کا وہ معائد کرلیں گے ورنہ اگر یہ دنیا میں دوبارہ بھیج دیے جائیں تب بھی یہ وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے رہے ہیں۔

۲. یہ بَعْث بَعْد الْمَوتِ (مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے) کا انکار ہے جو ہر کافر کرتا ہے اور اس حقیقت سے انکار ہی دراصل ان کے کفر وعصیان کی سب سے بڑی وجہ ہے ورنہ اگر انسان کے دل میں صحیح معنول میں اس عقیدہ آخرت کی صدافت رائخ ہوجائے تو کفر وعصیان کے راستے سے فوراً تائب ہوجائے۔

سا بینی آتھوں سے مشاہدہ کر لینے کے بعد تو وہ اعتراف کر لیں گے کہ آخرت کی زندگی واقعی برخق ہے۔ لیکن وہاں اس اعتراف کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ اب تو اپنے کفر کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو۔

اعتراف کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ اب تو اپنی کو تاہیوں پر جس طرح نادم ہوں ملا اللہ کی ملاقات کی تکذیب کرنے والے جس خسارے اور نامرادی سے دوچار ہوں گے اپنی کو تاہیوں پر جس طرح نادم ہوں گے اور برے اعمال کا جو بوجھ اپنے اوپر لادے ہوں گے آیت میں اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے فَرَّ طُنَا فِیْهَا میں ضمیر الساعة کی طرف راجع ہے یعنی قیامت کی تیاری اور تصدیق کے معاطے میں جو کو تاہی ہم سے ہوئی۔ یا اَلصَّفْقَةُ (سودا) کی طرف راجع ہے، جو اگرچہ عبارت میں موجود نہیں ہے لیکن سیاق اس پر دلالت کناں ہے۔ اس لیے کہ نقصان سودے میں ہی ہوتا ہے اور مراد اس سودے سے وہ ہے جو ایمان کے بدلے کفر خرید کر انہوں نے کیا۔ یعنی یہ سودا کرکے ہم نے سخت کو تاہی کی

ۅؘڡؘٵڵؾۘؽۏڠؙٵڶڎؙڹ۫ؽٳۧٳ؆ڶڡؚڳٷۜڶۿٷٝۅؘڵڵڎٵۯ۠ڶڵڿۯۊ۠ ڂۘؿؙڒؙۣڵؚڷڹؽ۬ؽؘؾٞڠؙۊؙؽۧٲڡؘؘڵڗؾؘۼۊڵۅٛؽ۞

قَدُنَعُكُمُ إِنَّهُ لِيَحُزُنُكَ الَّذِئَ يَقُوُلُونَ قَائَهُمُ ڵڒؽ۠ػڒؚڹٛٷؘٮٚڬ ۅٙڶڮنَّ الظِّلِمِيْنَ بِٱلْنِتِ اللهِ يَعْجَدُنُونَ⊕

وَلَقَدَا كُذِّ بَتُ رُسُلُ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلَى مَا كِذِّبُوُا وَ اُوْذُوُا حَتَّى اَتُهُوْ فَصُرُوّا \* وَلَامُبَدِّلَ لِكُلِمِتِ اللهِ وَلَقَدُ جَاءَكَ مِنْ ثَنَبَا فِي الْمُوْسِلِيْنَ ۞

سر اور دنیاوی زندگی تو کچھ بھی نہیں بجز لہو ولعب کے۔ اور دارآخرت متقیوں کے لیے بہتر ہے۔ کیا تم سوچتے سبچھے نہیں ہو؟
سر بہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کی باتیں غم زدہ کردیتی ہیں، سو یہ لوگ آپ کو جموٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔()

سر اور بہت سے پیغیر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی جاچکی ہے سو انہوں نے اس پر صبر ہی کیا، ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو ایذائیں پہنچائی گئیں کیا، ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو ایذائیں پہنچائی گئیں کہ ہماری امداد ان کو پہنچی (۲) اور اللہ کی باتوں کا

یا حَیاۃ کی طرف راجع ہے یعنی ہم نے اپنی زندگی میں برائیوں اور کفر وشرک کا ارتکاب کرکے جو کو تاہیاں کیں۔ (فتح القدیر) ا. نی سَلَّاتُیْزُمُ کو کفار کی طرف سے اپنی تکذیب کی وجہ سے جو غم وحزن پہنچتا، اس کے ازالے اور آپ کی تسلی کے لیے فرمایا حاربا ہے کہ یہ تکذیب آپ کی نہیں۔ (آپ کو تو وہ صادق وامین مانتے ہیں) دراصل یہ آبات الٰہی کی تکذیب ہے اور یہ ایک ظلم ہے۔ جس کا وہ ار تکاب کررہے ہیں۔ ترمذی وغیرہ کی ایک روایت میں ہے کہ ابوجہل نے ایک بار رسول الله مَثَالَيْهُ عِلَم ہے کہا اے محمد (مَثَاثِیْظِ)! ہم تم کو نہیں بلکہ جو کچھ تم لے کر آئے ہو اس کو جھلاتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترمذی کی یہ روایت اگر جہ سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ کفار مکہ نبی مَنَافَیْتُمْ کی امانت ودیانت اور صداقت کے قائل تھے، کیکن اس کے باوجود وہ آپ مُلَاثِیْمُ کی رسالت پر ایمان لانے سے گریزاں رہے۔ آج بھی جو لوگ نبی سَکُالِیُنِمُ کے حسن اخلاق، رفعت کردار اور امانت وصداقت کو تو خوب جھوم جھوم کر بیان کرتے اور اس موضوع پر فصاحت وبلاغت کے دریا بہاتے ہیں کیکن اتباع رسول مُنَاقِیْنِام میں وہ انقباض محسوس کرتے ہیں اور آپ کی بات کے مقابلے میں فقہ وقیاں اور اقوال ائمہ کو ترجیح دیتے ہیں، انہیں سوچنا چاہیے کہ یہ کس کا کردار ہے جیے انہوں نے اپنایا ہوا ہے؟ ۲. نی مَنْ الله کے مزید تبلی کے لیے کہا حارہا ہے کہ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے کہ کافر اللہ کے پیغیر کا انکار کررہے ہیں بلکہ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر کیے ہیں جن کی تکذیب کی جاتی رہی ہے۔ پس آپ بھی ان کی اقتداء کرتے ہوئے اس طرح صبر اور حوصلے سے کام لیں جس طرح انہوں نے تکذیب اور ایذاء پر صبر سے کام لیا، حتیٰ کہ آپ کے یاس بھی اسی طرح ہماری مدد آجائے، جس طرح پہلے رسولوں کی ہم نے مدد کی اور ہم اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتے۔ ہم نے وعدہ کیا ہوا ہے ﴿ إِنَّا لَهَ نُصُّرُونُ مُلَكَنا وَالَّذِينَ الْمُنْوَا﴾ (الوس: ۵۱) (یقیناً ہم اپنے پیغیبروں اور اہل ایمان کی مدد کریں گے) ﴿ كَتَبَ اللّٰهُ كُوْغُلِينٌ آنَا وَرُسُولٌ ﴾ (المجادلة: ٢١) (الله نے يه فيصله كرديا ہے كه ميں اور ميرے رسول غالب رہيں گے) وَغَيْرِهَا مِنَ الْآيَاتِ. مثلاً (الصافات: ١٤١، ١٤٢) ـ

کوئی بدلنے والا نہیں(۱) اور آپ کے پاس بعض پیٹیمروں کی کچھ خبریں پہنچ چکی ہیں۔(۲)

سعر اور اگر آپ کو ان کا اعراض گرال گزرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈلو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو، اور اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ راست پر جمع کرویتا(") سوآپ نادانوں میں سے نہ ہوجائے۔(")

٣٦. يقيناً وہى لوگ قبول كرتے ہيں جو سنتے ہيں۔ (۵) اور مُر دول كو الله زندہ كركے اٹھائے گا پھر سب الله ہى كى طرف لائے جائيں گے۔

۳۷. اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیاگیا ان کے رب کی طرف سے ؟ آپ فرما دیجیے کہ وَانْ كَانَ كَدُرْعَلَيْكَ اعْرَاضُهُمْ فَانِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَنْبَعْنَى نَفَقًا فِى الْرَضِ اَوْسُلَمَا فِى السَّمَا فِى السَّمَا فِي السَّمَا فِي السَّمَا فِي الْفُلْمِ فَتَالْتِيهُمْ فِي الْبَيْةِ وَلَوْشَاءَ اللهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُلْمِي فَكَا تَلُوْنَنَّ مِنَ الْجُهِلِينَ۞

ٳػؠؘٳڝؘۜۼۣؠ۫ڮٳڷێڔؿؘؽڛٛؠۼٷؽۧٷٳڷؠٷؿ۬ؠ۫ۼؿۿؙڎٳٮڵؖۿ ؙڞؙؙٵۣڵؽڮٷؙؽۯؚۼٷؽ۞ٙ

ۅؘڠؘٲڵۊؙٳڬۅؘڵڬؚڗ۫ڵؘۘۜۘۼڲۼٳؽڎٞ۠ۺۨؽۜڗؾؚ؋ۨڠ۠ڶٳؾۜٙٲڶڵؖۿ ڡؘۜٳڋڒٷٙڵٲؽؙؾؙٛڹؚٙڵٳٳڲڰٷڶڮڹۜٲڬٛڗؘڰٛۿ

ا. بلکہ اس کا وعدہ بورا ہو کر رہے گا کہ آپ کا فرول پر غالب ومنصور رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۲. جن سے واضح ہے کہ ابتداء میں گو ان کی قوموں نے انہیں جھٹایا، انہیں ایذائیں پہنچائیں اور ان کے لیے عرصہ حیات نگ کردیا، لیکن بالآخر اللہ کی نصرت سے کامیابی وکامرانی اور نجات ابدی انہی کا مقدر بن۔

سابر بی سابھ کے معاندین وکافرین کی تکذیب سے جو گرانی اور مشقت ہوتی تھی، اس کے حوالے سے اللہ تعالی فرما رہا ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مشیت اور نقدیر سے ہونا ہی تھا اور اللہ کے حکم کے بغیر آپ ان کو قبول اسلام پر آمادہ نہیں کر سکتے۔ حتیٰ کہ اگر آپ کوئی سرنگ کھود کر یا آسان پر سیڑھی لگاکر بھی کوئی نشانی ان کو لاکر دکھادیں، تو اول تو آپ کے لیے ایسا کرنا محال ہے اور اگر بالفرض آپ ایسا کردکھائیں بھی تو یہ ایمان لانے کے نہیں۔ کیوں کہ ان کا ایمان نہ لانا، اللہ کی حکمت ومشیت کے تحت ہے جس کا حکمل احاطہ انسانی عقل وقہم نہیں کرستے۔ البتہ جس کی ایک ظاہری حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالی انہیں اختیار وارادے کی آزادی دے کر آزما رہا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے لیے تمام انسانوں کو ہدایت کے ایک راستے پر لگا دینا مشکل کام نہ تھا، اس کے لیے لفظ "کُنْ" سے پیک جھیکتے میں یہ کام ہوسکتا ہے۔

مم. لینی آپ ان کے کفر پر زیادہ حسرت وافسوس نہ کریں کیونکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت وتقدیر سے ہے، اس لیے اسے اللہ بی کے سپر دکردیں، وہی اس کی حکمت ومصلحت کو بہتر سمجھتا ہے۔

۵. اور ان کافرول کی حیثیت تو الی ہے جیسے مُردول کی ہوتی ہے جس طرح وہ سننے اور سمجھنے کی قدرت سے محروم ہیں، یہ بھی چونکہ اپنی عقل وفہم سے حق کو سمجھنے کا کام نہیں لیتے، اس لیے یہ بھی مردہ ہی ہیں۔

©ن مُثلث رَنِي اللهِ الله

وَمَامِنْ دَايَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلاَظْرِيَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ الْاَأْمُّ وَالْمَثَالُكُوْ مَا فَوَظْناً فِي الْكِيْتِ مِنْ شَيُّ تُنْجَ اللهِ رَبِّهِمْ يُحِيَّرُونَ ۞

الله تعالیٰ کو بے شک پوری قدرت ہے اس پر کہ وہ معجزہ نازل فرمادے<sup>(۱)</sup> کیکن ان میں اکثر بے خبر ہیں۔<sup>(۲)</sup>

سم. اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنے قسم کے پرندے ہیں کہ اپنے دونوں بازؤوں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہاری طرح کے گروہ نہ ہوں، (۳) ہم نے دفتر میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (۳) پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کیے جائیں گھوڑی (۵)

ا. لیعنی ایسا مجوزہ، جو ان کو ایمان لانے پر مجبور کردے، جیسے ان کی آتکھوں کے سامنے فرشتہ اترے، یا پہاڑ ان پر اٹھاکر بلند
 کردیا جائے، جس طرح بنی اسرائیل پر کیا گیا۔ فرمایا: اللہ تعالی تو یقیناً ایسا کر سکتا ہے لیکن اس نے ایسا اس لیے نہیں کیا کہ پھر انسانوں کے اہتلاء کا مسئلہ ختم ہوجاتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کے مطالبے پر اگر کوئی معجزہ دکھلایا جاتا اور پھر بھی وہ ایمان نہ لاتے تو پھر فوراً انہیں اسی دنیا ہی میں سخت سزا دے دی جاتی۔ یوں گویا اللہ کی اس حکمت میں بھی انہی کا دنیاوی فائدہ ہے۔
 ۲. جو اللہ کے حکم ومشیت کی حکمت بالغہ کا ادراک نہیں کرسکتے۔

س. لیعنی انہیں بھی اللہ نے اس طرح بیدا فرمایا جس طرح تہمیں پیدا کیا، اس طرح انہیں روزی دیتا ہے جس طرح تمہیں دیتا ہے اور تمہاری ہی طرح وہ بھی اس کی قدرت وعلم کے تحت داخل ہیں۔

٣٠. كتاب (وفتر) سے مراد لوح محفوظ ہے۔ ليني وہاں ہر چيز درج ہے يا مراد قرآن ہے جس ميں اجمالاً يا تفصيلاً دين كے ہر معاطع پر روشني ڈالي گئي گئي ہے، جيے دوسرے مقام پر فرمايا ﴿ وَمَوَّلِنْنَا عَكَيْكُ الْكِبْتَ بِتِهْيَا ثَالِكُلِّ لَمَنْيُ ﴾ (الحل: ٨٩) (ہم نے آپ پر ايك كتاب اتارى ہے جس ميں ہر چيز كا بيان ہے)۔ يہاں پر سياق كے لحاظ سے پہلا معنی اقرب ہے۔

8. یعنی تمام مذکورہ گروہ اکٹھے کے جائیں گے۔ اس سے علاء کے ایک گروہ نے اشدال کیا ہے کہ جس طرح تمام انانوں کو زندہ کرکے ان کا جھی حباب کتاب کو زندہ کرکے ان کا جھی حباب کتاب ہوگا۔ جس طرح ایک حباب کتاب ہوگا۔ جس طرح ایک حدیث میں نبی شکی فیٹی نے فرمایا، "کسی سینگ والی بکری نے اگر بغیر سینگ والی بکری پر کوئی زیادتی کی ہوگا تو قیامت کے دن سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔" (سچ سلم: ۱۹۹۷) بعض علاء نے حشر سے مراد صرف موت کی ہوگا تو تیامت کے دن سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔" (سچ سلم: ۱۹۹۷) بعض علاء نے حشر ہے۔ اور در میان موت لی ہے۔ یعنی سب کو موت آئے گا۔ اور بعض علاء نے کہا ہے کہ یہاں حشر سے مراد کفار کا حشر ہے۔ اور در میان میں مزید جو باتیں آئی ہیں، وہ جملہ معترضہ کے طور پر ہیں۔ اور حدیث مذکور (جس میں بکری سے بدلہ لیے جانے کا ذکر ہے) بطور تمثیل ہے جس سے مقصد قیامت کے حباب و کتاب کی انہیت و عظمت کو واضح کرنا ہے۔ یا یہ کہ حوانات میں سے صرف ظالم اور مظلوم کو زندہ کرکے ظالم سے مظلوم کو بدلہ دلادیا جائے گا۔ پھر دونوں معدوم کردیے جائیں گے۔ سے صرف ظالم اور مظلوم کو زندہ کرکے ظالم سے مظلوم کو بدلہ دلادیا جائے گا۔ پھر دونوں معدوم کردیے جائیں گے۔ (خ القدید و فیرہ) اس کی تائید بعض احدیث سے بھی ہوتی ہے۔

ۅؘٲڷڹٛؽؘػۘڎٞٛٛٛٛٛٛڮٛۊٳۑٳڵؾؚڹٙٵڞؗٛٞ۠ٷۜٛڰٛۉ؈ۣ۬ٳڵڟ۠ڵؙؠ۠ؾؚؖٞڡڽؙ ؿؿؘٵڒڵڎؙؽڞ۬ؠڶڎٷڡؽؙؾۜؿؘٲٛۼۘۼۘڵڎٛٸڵڝؚڗٳڟٟ ۿ۠ٮٮٛؾؘۊؿؙۄٟ۞

قُلْ)رَءَيْتَكُوُّ إِنْ)لَتْكُوْعَذَا كِاللَّهِ اَفَالَتَنَّكُوُّ السَّاعَةُ اَغَيْرَاللهِ تَنْ عُوْنَ إِنْ كُنْتُوْطِي ثِيْنَ

بَلْ إِيَّا لَا تَلْ عُوْنَ فَيَكُشِفُ مَا تَكُعُونَ اللَّيْجِ إِنْ شَلَّا وَتُسُونَ كَاقَتُمْرُكُونَ ۖ

وَلَقَتْ أَنْشُلْنَاۚ إِلَى أَمْحِمِّنُ قَبْلِكَ فَأَخَنُنُ ثُمُ بِالْبَأْسَآءِ وَالضَّرُّ اءِلَعَلَهُمْ يَنَضَرَّخُونَ۞

اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں وہ تو طرح طرح کی ظلمتوں میں بہرے گونگے ہورہے ہیں، اللہ جس کو چاہے داہ کردے اور وہ جس کو چاہے سیدھی راہ پر لگادے۔ (۱)

۰۰۰. آپ کہیے کہ اپنا حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا کوئی عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آپنچے تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکاروگے۔ اگر تم سے ہو۔

الا. بلکہ خاص اسی کو پکاروگ، پھر جس کے لیے تم پکاروگ اگر وہ چاہے تو اس کو ہٹا بھی دے، اور جن کو تم شریک تھہراتے ہو ان سب کو بھول بھال جاؤگ۔(۲) ملا اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے گزرچکی ہیں پیغیر بھیج تھے، سو ہم نے ان کو تنگدستی اور بہاری سے کپلا تا کہ وہ اظہار عجز کر سکیں۔

1. آیات الی کی تکذیب کرنے والے چونکہ اپنے کانوں سے حق بات سنتے نہیں اور اپنی زبانوں سے حق بات بولتے نہیں، اس لیے وہ ایسے بی بی بیں جیسے گونگے اور بہرے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ کفر وصلالت کی تاریکیوں میں بھی گھرے ہوئے ہیں۔اس لیے انہیں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے ان کی اصلاح ہوسکے۔ پس ان کے حواس گویا مسلوب ہوگئے جن سے کسی حال میں وہ فائدہ نہیں اٹھاسکتے۔ پھر فرمایا: تمام اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے گراہ کردے اور جسے چاہے سید کی راہ پر لگادے۔ لیکن اس کا یہ فیصلہ یوں بی الل ٹپ نہیں ہوجاتا بلکہ عدل وانصاف کے نقاضوں کے مطابق ہوتا ہے، گراہ اس کو کرتا ہے جونود گراہی میں پھنسا ہوتا ہے اور اس سے نگلنے کی وہ سعی کرتا ہے نہ نگلنے کو وہ پند ہی کرتا ہے نہ نگلنے کو وہ پند ہی کرتا ہے۔ (مزید دیکھیے سورۂ بقرہ آیت: ۲۱ کا حاشیہ)

۲. اُرَءَیْتَکُمْ میں کاف اور میم خطاب کے لیے ہے اُس کے معنی اَنْخبِرُ وْنِیْ (جیحے بتلاؤیا خبروو) کے ہیں۔ اس مضمون کو بھی قرآن کریم میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے (رکھے سورۂ بقرہ آت: ۱۲۵ کا عاشیہ) اس کا مطلب یہ ہوا کہ توحید انسانی فطرت کی آواز ہے۔ انسان ماحول، یا آباء و اجداد کی تقلید ناسدید میں مشرکانہ عقائد واعمال میں مبتلا رہتا ہے اور غیر اللہ کو اپنا حاجت روا ومشکل کشا سمجھتا رہتا ہے، نذر ونیاز بھی انہی کے نام کی نکالتا ہے، لیکن جب کسی ابتلاء سے دوچار ہوتا ہے تو بھر یہ سب بھول جاتا ہے اور فطرت ان سب پر غالب آجاتی ہے اور بے اختیار انسان بھر اس ذات کو پکارتا ہے جس کو پکارنا چاہیے۔ کاش! لوگ اس فطرت پر قائم رہیں کہ نجات اخروی تو مکمل طور پر اس صدائے فطرت یعنی توحید کے اختیار کرنے میں ہی ہے۔

ڣؘڮؘۯڒٙٳۮؙڿٵؚۧٛٷؗؠؙڔؘٲۺؙێٲڞؘڗۧٷٛٳٷڶڮؽؙۺٙؿ ؿؙؙۅ۠ڹۿؙڎۅؘڒؘؾؚۜڹڵۿؙۉٳڶۺۜؽڟؽؙ؆ؙڰٲٮؙۅٝٳؿۼؙڵۏؽ۞

فَلَتَّالْسُوُامَاذُكِّرُوُابِهٖ فَتَحْنَا عَكَيْهِمُ اَبُوابَ كُلِّ شُّئُهُ مَّتِّى اَذَافِرِحُوابِمَاأُوثُوْآ اَخَدُنْفُومُ بَغْتَة ً قَاذَاهُ مِدُمُّبُلِسُونَ۞

قَقُطِعَ دَايِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوْ الْوَائْمَ مُنْ لِلْهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ ۞

قُلُ آرَءَ يُنْذُ إِنْ آخَنَا اللهُ سَمْعَكُمْ وَٱبْصَارَكُمْ وَخَتَوَعَلَ قُلُوْ بِكُوْسُ اللهُ غَيْرًا للهِ يَأْتِيكُمُ مِيةً أَنْظُرُ

٣٣٠. سو جب ان كو ہمارى سزا كَيْخِى تَقَى تَوْ انْہوں نے عاجزى كيوں نہيں اختيار كى؟ ليكن ان كے دل سخت ہوگئے اور شيطان نے ان كے اعمال كو ان كے خيال ميں آراستہ كرديا۔ (۱

سم الله بھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نفیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کردیے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتاً کیٹرلیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔

۳۵. پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پرورد گار ہے۔

۳۷. آپ کہے کہ یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالی تمہاری ساعت اور بصارت بالکل لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کردے تو

ا. تومیں جب اخلاق وکردار کی پہتی میں مبتلا ہوکر اپنے دلوں کو زنگ آلود کرلیتی ہیں تو اس وقت اللہ کے عذاب بھی انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے اور جھنجوڑنے میں ناکام رہتے ہیں۔ پھر ان کے ہاتھ طلب مغفرت کے لیے اللہ کے سامنے نہیں اٹھے، ان کے دل اس کی بارگاہ میں نہیں جھکے اور ان کے رخ اصلاح کی طرف نہیں مڑتے۔ بلکہ اپنی برا ممالیوں پر تاویلات و توجیہات کے حسین غلاف چڑھاکر اپنے دل کو مطمئن کرلیتی ہیں۔ اس آیت میں ایسی ہی قوموں کا وہ کردار بیان کیا گیا ہے جے شیطان نے ان کے لیے خوبصورت بنادیا ہوتا ہے۔

ال میں خدا فراموش قوموں کی بابت اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ ہم بعض دفعہ وقتی طور پر ایسی قوموں پر دنیا کی آسائشوں اور فراوانیوں کے دروازے کھول دیتے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ اس میں خوب مگن ہوجاتی ہیں اور اپنی مادی خوش حالی ورتی پر اترانے لگ جاتی ہیں تو پھر ہم اچانک انہیں اپنے مؤاخذے کی گرفت میں لے لیتے ہیں اور ان کی جڑ ہی کاٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ حدیث میں بھی آتا ہے۔ نبی عناہ ہے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نافرمانیوں کی جڑ ہی کاٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ حدیث میں بھی آتا ہے۔ نبی عناہ ہے تو یہ "استدراج" (ڈھیل دینا) ہے۔ پھر آپ نے یہی آیت تا ہوجود کسی کو اس کی خواہشات کے مطابق دنیا دے رہا ہے تو یہ "استدراج" (ڈھیل دینا) ہے۔ پھر آپ نے یہی آیت تا ہوتوں فرمائی۔ (مسند آحمد، علدم، سٹھ میاں) قرآن کریم کی اس آیت اور حدیث نبوی عناہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے تالیہ اس بے کہ جس فرد یا قوم کویہ حاصل ہو وہ اللہ کی چیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوا کہ ایسا سجھتے ہیں بلکہ بعض تو انہیں ﴿آنَ الْاَدِیْضَ یَوْتَهَاٰعِبَاٰدِی الصَّلِحُوْنَ﴾ (الانہیاء: ۱۰۵) کا مصداق قرار دے کر انہیں "اللہ کے نیک بندے" تک قرار دیتے ہیں۔ ایسا سجھنا اور کہنا غلط ہے، گراہ قوموں یا افراد کی دنیوی خوش حالی، ابتاء اور مہلت کے طور پر ہے نہ کہ یہ ان کے کھر ومعاصی کا صلہ ہے۔

كَيْفَ نُصَرِّفُ الْإِيْتِ ثُمَّ هُمُ يَصُدِ فُوْنَ

قُلُ آرَءَيْتَكُمُّ إِنْ آلتَكُمُ عَنَاكِ اللهِ بَغْتَةً ٱوۡجَهُرَةً هَلُ يُهۡلَكُ إِلَّا الۡقَوۡمُ الظّٰلِيُونَ۞

وَمَانُوْسِلُ الْمُؤْسِلِينَ اِلْاَمُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِينَ فَمَنُ امَنَ وَاَصُلَحَ فَلَاخُونٌ عَلَيْهِمُ وَلَاهُمُ يَحُزُنُونَ ⊛

وَالَّذِينَ كَنْ بُوُا رِالْنِتِنَايَمَسُّهُ مُوالْعَنَا ابُ بِمَا كَانُوْا يَفُسُقُونَ®

الله تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تم کو پھر دے دے۔ آپ دیکھیے تو ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں۔(۱) سے پیش کر رہے ہیں پھر بھی یہ اعراض کرتے ہیں۔(۱) کس آپ کہیے کہ یہ بتلاؤ کہ اگر تم پر الله تعالیٰ کا عذاب آپڑے خواہ اچانک یا اعلانیہ، تو کیا بجر ظالم لوگوں کے اور بھی کوئی ہلاک کیا جائے گا۔(۱)

میں. اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں (<sup>(1)</sup> پھر جو ایمان لے آئے اور درستی کرلے سو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ (<sup>(2)</sup>

اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلائیں ان کو عذاب پہنچے گا بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کرتے ہیں۔

1. آکسیں، کان اور دل، یہ انسان کے نہایت اہم اعضاء وجوارح ہیں۔ اللہ تعالی فرما رہا ہے کہ اگر وہ چاہے تو ان کی وہ خصوصیات سلب کرلے جو اللہ نے ان کے اندر رکھی ہیں لیغنی سنے، دیکھنے اور سجھنے کی خصوصیات، جس طرح کافروں کے یہ اعضاء ان خصوصیات سے محروم ہوتے ہیں۔ یا اگر وہ چاہے تو اعضاء کو ویسے ہی ختم کردے، وہ دونوں ہی باتوں پر قادر ہے، اس کی گرفت سے کوئی نئے نہیں سکتا، مگر یہ کہ وہ خود کسی کو بچانا چاہے۔ آیات کو مختلف پہلوؤں سے چیش کرنے کا مطلب ہے کبھی انذار و تبشیر اور ترغیب وترہیب کے ذریعے سے، اور کبھی کسی اور ذریعے سے۔

۲. بَغْتَةً (بِ خَبری) سے مراد رات اور جَهْرَةً (خبرداری) سے دن مراد ہے، جے سورہ یونس: ۵۰ میں ﴿بَيَاتَااَوَبَاكُا﴾ سے تعبیر کیا گیا ہے جو اچانک بغیر تمہید اور مقدمات کے سے تعبیر کیا گیا ہے جو اچانک بغیر تمہید اور مقدمات کے آجائے اور جَهْرَةً وہ عذاب جو توموں کی ہلاکت کے لیے آتا ہے۔ ان ہی پر آتا ہے جو ظالم ہوتی ہیں یعنی کفرو طغیان اور معصیت اللی میں حد سے تجاوز کرجاتی ہیں۔

سا، وہ اطاعت گزاروں کو ان نعتوں اور اجر جزیل کی خوش خبری دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جنت کی صورت میں ان کے لیے تیار کر رکھا ہے اور نافرمانوں کو ان عذابوں سے ڈراتے ہیں جو اللہ نے ان کے لیے جہنم کی صورت میں تیار کیے ہوئے ہیں۔

اللہ مستقبل (یعنی آخرت) میں پیش آنے والے حالات کا انہیں اندیشہ نہیں اور اپنے چیچے دنیا میں جو کچھ چپوڑ آئے یا دنیا کی جو آسودگیاں وہ حاصل نہ کر سکے، اس پر وہ مغموم نہیں ہوں گے کیونکہ دونوں جہانوں میں ان کا ولی اور کارساز وہ رب ہے جو دونوں ہی جہانوں کا رب ہے۔

۵. لینی ان کو عذاب اس کیے نہنچے گا کہ انہوں نے تکفیر و تکذیب کا راستہ اختیار کیا، اللہ کی اطاعت اور اس کے اوامر کی

قُلُ لَاَ اقُولُ لَكُوْعِنْدِى خَزَا بِنُ اللهِ وَلَاَاعْكُوْ الْغَيْبُ وَلاَاقُولُ لَكُوْ إِنِّى مَلَكُ إِنْ اتَّبِعُ الْاَمَا يُوخَى إِنَّ قُلُ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْلَى وَالْبَصِيْرُ اَفَلا تَتَقَدُّرُونَ ۞

> وَٱنۡنِرۡرِهِ الَّذِیۡنَ؉َٵٛٷُونَ اَنۡ یُٰٓعُتُرُوۤاۤاِلّٰ رَبِّهِمُ لَیۡسُ لَهُمُوۡمِّنُ دُوۡنِهٖ وَلِیُّ وَۤلَا شَفِیۡحُ لَعَلَّهُمُ یَتَّقُوۡنَ ۞

ۅؘڵٲؿؘڟ۠ۯؚڍٵڷڹٳڹۛؽؘؾۮؙٷۏڽۯڹۜۿۄؙڔڽٳڷۼٮؗڶۅۊٚ ۅٙڶڡٚؿؾۣٞؠ۠ڔۣؽؽؙۅؙؽؘۅؘۻۿڎ۠مٵؘۼڵؿػڝڽؙ ڝؚٮٵڽؚۿؚۮڝؚؖڽؿؘؿؙٷٞڡٵڝڹڝٳۑڬۼڵؿۿٟۮ

• ۵. آپ کہہ دیجے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں فرشتہ ہوں۔ ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کرتا ہوں (۱) آپ کہتے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہوسکتا ہے۔ (۲) سو کیا تم غور نہیں کرتے ؟

10. اور ایسے لوگوں کو ڈرائیے جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایس حالت میں جمع کیے جائیں گے کہ جتنے غیراللہ ہیں نہ کوئی ان کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا، اس امید پر کہ وہ ڈرجائیں۔ (۳) میں اور ان لوگوں کو نہ نکالیے جو صبح وشام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں، خاص اسی کی رضامندی کا قصد رکھتے ہیں۔ ان کا حیاب ذرا بھی آپ کے ذیے نہیں اور آپ ہیں۔ ان کا حیاب ذرا بھی آپ کے ذیے نہیں اور آپ

پرواہ نہیں کی اور اس کے محارم ومناہی کا ارتکاب بلکہ اس کی حرمتوں کو پامال کیا۔

ا. میرے پاس اللہ کے خزانے بھی نہیں (جس سے مراد ہر طرح کی قدرت وطاقت ہے) کہ میں تمہیں اللہ کے اذن ومشیت کے بغیر کوئی ایسا بڑا مجرہ صادر کرکے دکھاسکوں، جیسا کہ تم چاہتے ہو، جے دیکھ کر تمہیں میری صداقت کا یقین ہوجائے۔ میرے پاس غیب کا علم بھی نہیں کہ مستقبل میں پیش آنے والے حالات سے میں تمہیں مطلع کردوں، مجھے فرشتہ ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کہ تم جھے ایسے خرق عادات امور پر مجبور کرو جو انسانی طاقت سے بالا ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کا پیرو ہوں جو مجھے پر نازل ہوتی ہے اور اس میں حدیث بھی شامل ہے، جیسا کہ آپ نے فرمایا اُوْتِیْتُ الْقُرْعَانَ وَمِشْلُهُ مَعَهُ (جھے قرآن کے ساتھ اس کے مثل بھی دیا گیا یہ مثل حدیث رسول مُنَافِیْتُمْ ہی ہے۔)

۲. یه استفهام انکار کے لیے ہے تعنی اندھا اور بینا، گمراہ اور ہدایت یافتہ اور مومن وکافر برابر نہیں ہو سکتے۔

٣. لينى انذار كا فائدہ اليے ہى لوگوں كو ہوسكتا ہے، ورنہ جو بعث بعد الموت اور حشر ونشر پر يقين ہى نہيں ركھتے، وہ اپنے كفر و جحود پر ہى قائم رہتے ہيں۔ علاوہ انريں اس ميں ان اہل كتاب اور كافروں اور مشركوں كا رد بھى ہے جو اپنے آباء اور اپنے بتوں كو اپنا سفار شى سبجھتے تھے۔ نيز كارساز اور سفار شى نہيں ہوگا كا مطلب، لينى ان كے ليے جو عذاب جہنم كے مستحق قرار پانچكے ہوں گے۔ ورنہ مومنوں كے ليے تو اللہ كے نيك بندے، اللہ كے حكم سے سفارش كريں گے۔ يعنی شفاعت كی نفی اہل كفر وشرك كے ليے ہو اور اس كا اثبات ان كے ليے جو گناہ گار مومن وموحد ہوں گے، اس طرح دونوں قشم كى آيات ميں كوئى تعارض بھى نہيں رہتا۔

مِّنْ شَيْ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّلِمِينَ®

ۅؘۘػٮ۬ٚڮڬؘ ڡؘۜؾؘڐؘٲؠۼۘڞؙۿ؞ؙؠۣؠۼۻۣڵؽڠٛٷٷٛٳٙۿٙٷؙڵؖٵٙ ڡۜڽۧٵڵڎؙٷػؽۼۣۄؙڝؚٞؽؘؠؽ۫ؽڬٵۘڵؽؙڛؘٵٮٝڎؙۑٲٛۼڵػ ڽٳؙۺ۠ڮڔۣؿؿ۞

ۅؘٳۮٙٳۻٙٲٷ۩ۜڵڹؽؽؙؽؙٷؙڡؚؠؙٷؘؽڽٳ۠ڸؾڗٵڡؘٛڠؙڷ؊ڵٷ ٵؽؽ۠ٷؙػۺؘڔڎٞؠؙ۠ۄٛڟڶڡؘٛڛ؋ٳڷڗۣڂؠػۜٞ۩ٞؽؙۿ؈ؙ ۼؠڶۄؽؙڬؙۄ۠ڛٛٷٵڸؚۻۿٲڵۊٟڗؙؿۜڗٙٵڹؚڡؚؽٛڹۼؙٮؚ؋

کا حساب ذرا بھی ان کے ذیتے نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں۔ ورنہ آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہوجائیں گ۔ (۱) میں آب اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ یہ لوگ کہا کریں، کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے؟! (۱) کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو خوب جانتا ہے۔ (۱)

۵۴. اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو (یوں) کہہ و سیجے کہ تم پر سلامتی ہے (\*) تمہارے رب نے مہر بانی فرمانا اپنے ذیتے مقرر کر لیا ہے (۵)

ا. یعنی یہ بے سہارا اور غریب مسلمان، جو بڑے اخلاص سے رات دن اپنے رب کو ریکارتے ہیں یعنی اس کی عبادت کرتے ہیں، آپ مشرکین کے اس طعن یا مطالبہ سے کہ اے محمد! (سَاللَیْمَ عَبارے اردگرد تو غرباء وفقراء کا ہی جوم رہتا ہے ذرا انہیں ہٹاؤ تو ہم بھی تمہارے ساتھ بیٹھیں، ان غرباء کو اپنے سے دور نہ کرنا، بالخصوص جب کہ آپ کا کوئی حساب ان کے متعلق نہیں اور ان کا آپ کے متعلق نہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو یہ ظلم ہو گا جو آپ کے شایان شان نہیں۔ مقصد امت کو سمجھانا ہے کہ بے وسائل لوگوں کو حقیر سمجھنا یا ان کی صحبت سے گریز کرنا اور ان سے وابتگی نہ رکھنا، یہ نادانوں کاکام ہے۔ اہل ایمان کا نہیں۔ اہل ایمان تو اہل ایمان سے محبت رکھتے ہیں چاہے وہ غریب اور مسکین ہی کیول نہ ہول۔ ۲. ابتداء میں اکثر غریب، غلام قسم کے لوگ ہی مسلمان ہوئے تھے۔ اس لیے یہی چیز رؤسائے کفار کی آزمائش کا ذریعہ بن گئی اور وہ ان غریبوں کا مذاق بھی اڑاتے اور جن پر ان کا بس چاتا، انہیں تعذیب واذیت سے بھی دوچار کرتے اور کہتے کہ کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان فرمایاہے؟ مقصد ان کا یہ تھا کہ ایمان اور اسلام اگر واقعی اللہ کا احسان ہوتا تو یہ سب سے پہلے ہم پر ہوتا، جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿لَوْكَانَ خَيْرًا لِمَا اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ ا تو اس کے قبول کرنے میں یہ ہم سے سبقت نہ کرتے) لینی ان ضعفاء کے مقابلے میں ہم پہلے مسلمان ہوتے۔ س. لینی اللہ تعالیٰ ظاہر ی چیک دمک، ٹھاٹ باٹ اور رئیسانہ کروفر وغیرہ نہیں دیکتا، وہ تو دلوں کی کیفت کو دیکتا ہے اور اس اعتبار سے وہ جانتا ہے کہ اس کے شکر گزار ہندے اور حق شناس کون ہیں؟ پس اس نے جن کے اندر شکر گزاری کی خولی دیکھی، انہیں ایمان کی سعادت سے سر فراز کر دیا جس طرح حدیث میں آتا ہے۔ "الله تعالیٰ تمہاری صورتیں اور تمہارے اموال نہیں دیکھتا، وه تو تمهارے ول اور تمهارے عمل و يكتا ہے-" (صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه) م. لینی ان پر سلام کرکے یا ان کے سلام کا جواب دے کر ان کی تکریم اور قدر افزائی کریں۔

۵. اور انہیں خوشخبری دیں کہ فضل واحسان کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر گزار بندوں پر اپنی رحت کرنے کا فیصلہ

وَاصْلَحَ فَأَتَّهُ غَفُوْرُتِّحِيْدُ

وَكِنْ لِكَ نُفَصِّلُ الْاِيٰتِ وَلِتَسُتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجُرِمِيْنَ ۚ

ڡؙٛڷٳڹۣؒٷ۫ۿؚؽؙڬٲڹٵؘۼؙڹػٵڷڒؽؽؘؾؘػۮؙٷٛؽڡؚؽ ۮؙۅ۫ڹؚٳڶڷۼۊٝڡؙٛڷڰٚٳ۩ۜٙؠۼٲۿۅٙٲٷٛڎ۫ۊٚڽؙۻؘڶڶػؙٳڎٞٳ ۊۜۧڡۧٵٙڶٵڝؘٳڶؽؙۿؾڮؿؽ۞

قُلْ إِنَّ عَلَى بِيِنَةٍ مِّنَ تَرِيُّ وَكَنَّ بُثُورِهِ مَا عِنْدِي مَا تَسْتَعُجِلُونَ بِهِ إِنِ الْخُكُوُ الْالِاللهِ يَقْصُ الْحَقِّ وَهُمَ خَيْرِ الْفَصِلِينَ ﴿

کہ جو شخص تم میں براکام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح رکھے تو اللہ (کی یہ شان ہے کہ وہ) بڑی مغفرت کرنے والا ہے بڑی رحمت والا ہے۔ (۱) معفرت کرنے والا ہے بڑی رحمت والا ہے۔ (۵۵۔ اور اسی طرح ہم آیات کی تفصیل کرتے رہتے ہیں اور تاکہ مجر مین کا طریقہ ظاہر ہوجائے۔

مرافعت کی گئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کو تم لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر لکیارتے ہو۔ آپ کہہ دیجے کہ میں تمہاری خواہشات کی اتباع نہ کروں گاکیوں کہ اس حالت میں تو میں بے راہ ہوجاؤں گا اور راہ راست پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا۔ (۲) میں کہ دیجے کہ میرے پاس تو ایک دلیل ہے میرے رب کی طرف سے (۳) اور تم اس کی تکذیب کرتے ہو، جس چیز کی تم جلد بازی کررہے ہو وہ میرے پاس نہیں۔ موہ جس چیز کی تم جلد بازی کررہے ہو وہ میرے پاس نہیں۔ علم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ واقعی بات کو میرے پاس نہیں۔

کر رکھا ہے۔ جس طرح صدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تخلیق کا نئات سے فارغ ہوگیا تو اس نے عرش پر لکھ دیا «إِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ» (سی بخاری وسلم) "میری رحت، میرے غضب پر غالب ہے۔" ا. اس میں بھی الل ایمان کے لیے بشارت ہے کیونکہ ان ہی کی یہ صفت ہے کہ اگر نادانی سے یا بہ تقاضائے بشریت کسی گناہ کا

ا. اس میں بھی اہل ایمان کے لیے بشارت ہے کیونکہ ان ہی کی یہ صفت ہے کہ اگر نادانی سے یا بہ تقاضائے بشریت کی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں تو پھر فوراً توبہ کرکے اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔ گناہ پر اصرار اور دوام اور توبہ وانابت سے اعراض نہیں کرتے۔

۲. لیعن اگر میں بھی تمہاری طرح اللہ کی عبادت کرنے کے بجائے، تمہاری خواہشات کے مطابق غیراللہ کی عبادت شروع کردوں تو یقیناً میں بھی گراہ ہو جاؤں گا۔ مطلب یہ ہے کہ غیراللہ کی عبادت وپرستش، سب سے بڑی گراہ ہی ہے لیکن بدقسمی کردوں تو یقیناً میں بھی اگر ان بی عام بھی ہے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کی بھی ایک بہت بڑی تعداد اس میں مبتلا ہے۔ هَدَاهُمُ اللهُ تَعَالَیٰ.

س. مراد وہ شریعت ہے جو وحی کے ذریعے سے آپ سَکَالِیْنَا کُم پر نازل کی گئی، جس میں توحید کو اولین چیشت حاصل ہے۔

(إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَىٰ صُورِ کُمْ وَ لَا إِلَىٰ أَمْوَ الِکُمْ، وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلَیٰ قُلُوبِکُمْ وَ أَعْمَالِکُمْ» (صحیح مسلم ومسند احمد (اِن ماجه، کتاب الزهد، باب الفناعة)

۷. تمام کائنات پر اللہ ہی کا حکم چلتا ہے اور تمام معاملات اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اس لیے تم جو چاہتے ہو کہ جلد ہی اللہ کا عذاب تم پر آجائے تاکہ تمہیں میری صداقت یا کذب کا پیۃ چل جائے، تو یہ بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے، وہ اگر

قُلْ لَوْ اَنَّ عِنْدِى مَا تَسُتَعُجِلُونَ بِهِ لَقُضِىَ الْوَمُرُنَيْنِيۡ وَبَيْنَكُمُ ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ لِالظّٰلِمِيْنَ ۞

ڡٙۼۘٮؙڬ۠ڡڡؘڡٛٵؾؗٷڶۼؘؽٮؚؗڒؠۼڶؠؙۿٳٙٳؘڒۿؙۅ۫ۊؽۼڬۄ۫ٵڣؚ ڵڹڔۜۅڶڹۼؚڗۣٷٵۺۜڨڟڡڹ۫ۜٷۯڨۊ۪ٳڒٮۼڷؠۿٵۏڵػۻۜڐ۪ڨٛ ڟؙڵؠؾؚ۩ؙۯۯۻٷڵۯڟۑ۪ٷٙڵڒؽٳڛؚٳڵڒ؈ٛڮڗ۠ۑ ڝ۠۠ؽؠؙؠ؈ٛ

بتلادیتا ہے (۱) اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا وہی ہے۔

۵۸. آپ کہہ دیجیے کہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم نقاضا کررہے ہو تو میرا اور تمہارا باہمی قصہ فیصل ہو چکا ہو تا (۱) اور ظالموں کو الله تعالی خوب جانتا ہے۔

۵۹. اور الله تعالی ہی کے پاس ہیں غیب کی تخیاں (خزانے)، ان کوکوئی نہیں جانتا بجز الله کے۔ اور وہ تمام چیزوں کو جانتاہے جو کچھ خطکی میں ہیں اور جو پچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پٹہ نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب میں میں ہیں۔ (۱)

چاہے تو تمہاری خواہش کے مطابق جلدی عذاب بھیج کر تمہیں متنبہ یا تباہ کردے اور چاہے تو اس وقت تک تمہیں مہلت دے جب تک اس کی حکمت اس کی مقتضی ہو۔

کے سارے خزانے اس کے پاس ہیں، اس لیے کفار ومشرکین اور معاندین کو کب عذاب دیا جائے؟ اس کا علم بھی صرف

ۉۿؙۅٵڵۮؽؙؾۜٷۿٚ۠ڴۄ۫ڽٳڵۜؿڸۅؘؽۼۘڬۿٵۻؘؚۯڬڗؙۄ۠ ڽٳڶڰۿٳڔڗؙۊ۠ؾۑۼؿؙڴۄ۫ڣؽ؋ڸؽڨۻٙؽٵۻۘڵۺۘۺٸۧؿۧڎٛۊۜ ڸڶؽٷٮؘۯ۫ڝۼڴۏؙڗٚڡٞٷؿؿؚئڴڎؠؚؠٵڴؽ۬ؿ۠ۊؾڡؠٛڬۏٛؽ۞۫

ؘؘۘۘڡؙۿؙۅؘٲڶڡٞٵۿؚ؍ٛڣؘۏؙؾؘۼؚؠٵڍ؋ٷؽؙڔڛڶؙۘٛڡؘڶؽؙڵؙۄؙۛڝڡؘٛڟڐۜ ڂؿٚٳۮ۬ڶۼٵؙٵؘٙػٮػػ۠ٵڶؠۘۏٮؙڎۜۊؘۜۊۜؿڎؙۯڛؙڶؽٵۅٙۿؙڎ ڵۯؽڣۜڗڟۏڹ

تُوَّرُدُّوْاَ إِلَى اللهِ مَوْللهُمُ الْخِقِّ ٱلَالَهُ الْفَكُوُّوَهُوَ اَسْرُعُ الْخِسِينِينَ®

اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو (ایک گونہ) قبض کر دیتا ہے (۱) اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے گھر تم کو جگا اٹھاتا ہے (۲) تاکہ میعاد معین تمام کر دی جائے (۳) گھر اس کی طرف تم کو جانا ہے (۳) گھر تم کو بنائے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

11. اور وہی اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے برتر ہے اور تم پر گہداشت رکھنے والے بھیجتا ہے بہال تک کہ جب تم میں ہے کسی کو موت آپینچتی ہے تو ہمارے بھیج ہوئے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کو تاہی نہیں کرتے۔ (۵) کی روح قبض کر لیتے ہیں اول وہ ذرا کو تاہی نہیں کرتے۔ عائیں گئر سب اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جائیں گے۔ (۱) خوب سن لو فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد گے۔ (۱)

ای کو ہے اور وہی اپنی حکمت کے مطابق اس کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ مفاتح الغیب پائچ ہیں قیامت کا علم، بارش کا نزول، رحم مادر میں پلنے والا بچے، آئندہ کل میں پیش آنے والے واقعات، اور موت کہاں آئے گیا۔ ان پانچوں امور کا علم اللہ کے سواکسی کو نہیں۔ (صحیح البخاري، تفسیر سورۃ الأنعام)

ا. یہاں نیند کو وفات سے تعبیر کیا گیا ہے، اس لیے اسے وفات اصغر اور موت کو وفات اکبر کہا جاتا ہے۔ (وفات کی وضاحت کے لیے دیکھیے آل عمران کی آیت ۵۵ کا حاشیہ)

۲. لعنی دن کے وقت روح واپس لوٹا کر زندہ کر دیتا ہے۔

سا. لیعنی یہ سلسلہ شب وروز اور وفاتِ اصغر سے ہمکنار ہو کر دن کو پھر اٹھ کھڑے ہونے کا معمول، انسان کی وفاتِ اکبر تک جاری رہے گا۔

م. یعنی پیر قیامت کے دن زندہ ہو کر سب کو اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

۵. لینی اپنے اس مفوضہ کام میں اور روح کی حفاظت میں بلکہ وہ فرشتہ، مرنے والا اگر نیک ہوتا ہے تو اس کی روح عِلِیَّیْنٌ میں اور اگر بد ہوتا ہے تو سِحِیْنٌ میں، بھیج دیتا ہے۔

٩. آيت ميں رُدُّوْا (لوٹائے جائيں گے) كا مرجع بعض نے فرشتوں كو قرار دیا ہے لینی قبض روح کے بعد فرشتے اللہ كی بارگاہ میں لوٹ جاتے ہیں۔ اور بعض نے اس كا مرجع تمام لوگوں كو بنایا ہے۔ لیعنی سب لوگ حشر کے بعد اللہ كی بارگاہ میں لوٹائے جائیں گے جائیں گے) اور پھر وہ سب كا فیصلہ فرمائے گا۔ آیت میں روح قبض كرنے والے فرشتوں كو رسل (جمع كے صینے كے ساتھ) بیان كیا گیا ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے كہ روح قبض كرنے

حساب لے گا۔

ڡؙ۠ڵڡۜڽۘؿؙؾؘڿؽڬۏ۠ڞٷڶڵٮؾٵڷڽڗۜۅٵڷ۪ۼڗۣؾڽٛٷۏێؘۿ ٮؘۜڞؘڗ۠ٷڰٷٛڡؙؽڐؖڷۺۣ۩ڹٛۼؙٮٮؘٵڡؚڽٛۿڒؚ؇ڵٮؘڴؙۅٛٮ۫ؾۜڝؚ الشّڮڔؽٙ۞

ڨؙؚڶڶڷ۬ڡ۠ؽؙڹۼؚؽڬٛۄٞ؞ؚٞڣؗؠؘٲۅڡؚڹٛڴؚڸۜػۯۛٮؚٟٮ۬ٛڠٞڗؘٲٮ۫ٛػؙۄؙ ؿؙؿۯؙٷؽ®

قُلُ هُوالْقَادِ رُعَلَىٰ اَنْ يَنْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَا اَبَاشِنَ فَوْقِكُوْ اوَمُنْ تَعْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَكْمِسَكُوْ شِيْعَا وَّيُكِرِيْنَ بَعْضَكُوْ بَاشَ بَعْضِ أَنْظُوكَيْفَ نُصَرِّفُ الْالِيتِ لَعَلَّهُمُ دَيْفَقَهُونَ®

۱۹۳. آپ کہے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور سمندر کے اندھیروں سے نجات دیتا ہے۔ تم اس کو پکارتے ہو گر گڑاکر اور چپکے چپکے، کہ اگر تو ہم کو ان سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہوجائیں گ۔ ۱۸۳. آپ کہہ دیجے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے، تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو۔ ہے اور ہر غم سے، تم پھر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے ان یا تمہارے کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے ان یا تمہارے پاؤں تلے سے ان یا کہ تم کو گروہ گروہ گروہ کرکے سب کو گروہ گروہ کرکے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی

والا فرشتہ ایک نہیں متعدد ہیں۔ اس کی توجیہ بعض مفسرین نے اس طرح کی ہے کہ قرآن مجید میں روح قبض کرنے کی نسبت اللہ کی طرف بھی ہے۔ ﴿ اَللّٰهُ يَتَوَقَى اَلْاَنْهُ اَللّٰهُ وَقَتِ ان کی اسبت الله کی طرف بھی ہے۔ ﴿ اَللّٰهُ يَتَوَقَى اَلْاَنْهُ اللّٰهِ وَقَعَ ان کی اللّٰهِ کی طرف بھی کی گئی ہے۔ ﴿ قُلْ يَتَوَقَّى اَلْهُ وَقِي اِللّٰهُ وَقِي کَلِی اللّٰهِ وَ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ کی طرف بھی کی گئی ہے، جیسا کہ اس مقام پر ہے اور اس طرح سورہ نباء آیت ۹۵ اور الا الله الله الله الله الله الله کی طرف اس کی نسبت اس کھاظ ہے ہے کہ وہی اصل آمر (حکم دینے والا) بلکہ آیت سام میں بھی ہے۔ متعدد فرشتوں کی طرف اس کی نسبت اس کھاظ ہے ہے کہ وہی اصل آمر (حکم دینے والا) بلکہ فاللّٰ حقیقی ہے۔ متعدد فرشتوں کی طرف نسبت اس کھاظ ہے ہے کہ وہ ملک الموت کے مددگار ہیں، وہ رگوں، شریانوں، شریانوں، شریانوں، شریانوں، شریانوں، شریانوں، معنی یہ ہیں کہ پھر آخر میں وہ روح قبض کرکے آسانوں کی طرف لے جاتا ہے۔ (تفسیر دوح المعانی جلد: ۵۔ صفحة: ۱۱۵ معنی یہ ہیں کہ پھر آخر میں وہ روح قبض کرکے آسانوں کی طرف لے جاتا ہے۔ (تفسیر دوح المعانی جلد: ۵۔ صفحة: ۱۱۵ آیت ہے اور مند آحمد (جلد ۳، صفی حرات براء بن عازب رفی الله تُن کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور جہاں جُن آئیر میں ملک الموت کانام "عزرائیل" بتا یا گیا آئی صیخ میں ان کا ذکر ہے تو وہ اس کے اعوان وانصار ہیں۔ اور ابعض آثار میں ملک الموت کانام "عزرائیل" بتا یا گیا ہے۔ (تنبیر این کیڈ۔ انہو،) واللّٰہ اعلم

1. یعنی آسان سے، جیسے بارش کی کثرت، یا ہوا یا پھر کے ذریعے سے عذاب۔ یا امراء وحکام کی طرف سے ظلم وستم۔ ۲. جیسے دھنسایا جانا، طوفانی سلاب، جس میں سب کچھ غرق ہوجائے۔ یا مراد ہے ماتحقوں، غلاموں اور نوکروں چاکروں کی طرف سے عذاب کہ وہ بددیانت اور خائن ہوجائیں۔

ۅؘڴۜڷٙۘڹؠؚ؋ۊؘۄؗٛڡ۠ٷۿؘۅڶۼؖؾ۠۠ڟٛڵڷٮٛؾؘٛٛٵؽڵٛۄٛ ؠؚڮؽڸٟ۞

ٳڴڸۜڹۜٳؙۺؖٮٛڡٞڗۜڗۜڛۘۅٛڬؾ**ؙۘڡؙڵؠ**ۉؽۘ

ۅٙٳۮ۬ۘۯٵؽۜؾٵ؆ڹؽ۬ؽۼٛۏٛڞؙۅؽ؈ٛٙٵڽڗڬٵڡٛٵٛۼڔڞٙ ۼؠؙٞؠؙڂؾٚٚؽۼٛۅ۠ڞؙۅٳ؈ٛڂۑؽۻۼؘؠڔ؋ٞۅٳۺٵ ؽٮؙ۫ڛؚؽؾػ۩ۺؽڟؽؙڣؘڰڒڡٞۼؙۮؠۘۼۮٵڵڎؚٚػۯؽڡڡؘػ ٵڡٞۊؙۄٳڷڟڸؠؠؿ۞

چکھادے۔(۱) آپ دیکھے تو سہی ہم کس طرح دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ سمجھ جائیں۔

147. اور آپ کی قوم اس کی(۱) تکذیب کرتی ہے حالانکہ وہ یقیٰی ہے۔ آپ کہہ دیجے کہ میں تم پر تعینات نہیں کیا گیا ہوں۔(۱)

٧٤. ہر خبر (كے و توع) كا ايك وقت ہے اور جلد ہى تم كو معلوم ہوجائے گا۔

۱۹۸. اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کررہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہوجائیں بہال تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر آپ کو شیطان بھلادے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں۔

ا. یکلِسِسکُمْ آَیْ: یَخْلطَ آَمْرَکُمْ تمہارے معالمے کو خلط ملط یا مشتبہ کردے جس کی وجہ سے تم گروہوں اور جماعتوں میں بٹ جاؤ۔ وَیُلِدِیْقَ، آَیْ: یَفْتُلَ بَعْضکُمْ بَعْضًا فَتُلِیْقَ کُلُّ طَائِفَةِ الْأَخْرَیٰ أَلَمَ الْحَرْبِ تمہارا ایک، دوسرے کو قتل کرے۔ اس طرح ہر گروہ دوسرے گروہ کو لڑائی کا مزہ چکھائے (ایر انقابر) حدیث میں آتا ہے نبی عَلَیْمِیْ آ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں۔ (ا) میری امت غرق کے ذریعے ہلاک نہ کی جائے۔ (۲) قبط عام کے ذریعے اس کی تابق نہ ہو۔ (۳) آپس میں ان کی لڑائی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو دعائیں قبول فرمالیں۔ اور تیسری دعا سے بجھے روک دیا۔ (ﷺ من اختلاف وانشقاق واقع ہوگا اور مجھے روک دیا۔ (ﷺ کی نافرمانی اور قرآن وحدیث سے اعراض ہوگا جس کے نتیج میں عذاب کی اس صورت سے امت مجمیہ میں میشہ رہی بھی محفوظ نہ رہ سکے گی۔ گویا اس کا تعلق اس سنت اللہ سے ہے جو قوموں کے اخلاق وکردار کے بارے میں ہمیشہ رہی ہے۔ جس میں تبریلی ممکن نہیں ﴿فَکَنْ تَحْجِدَ اللّٰہِ تَبْرِیْ اللّٰہِ قَرْبِیْ اللّٰہِ وَاللّٰہِ قَرْبِیْ اللّٰہِ قَرْبِیْ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ قَرْبُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہ کُنْ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہ کُنْ اللّٰہ ہُمُ اللّٰہ اللّٰۃ اللّٰہ الللّٰہ اللّٰہ اللّ

٢. به كا مرجع قرآن ہے يا عذاب - (فتح القدير)

۳. لیمنی مجھے اس امر کا مکلف نہیں کیا گیا ہے کہ میں تہمیں ہدایت کے راتے پر لگاکر ہی چھوڑوں۔ بلکہ میرا کام صرف دعوت و تبلیغ ہے ﴿ فَهِيْنَ شَارِّمُونِيْنَ وَهِيْنَ شَارِّمُونِيْنَ وَهُنَ شَازِّمُ فَالْہِکُونِيْنَ وَهُمُنَ

٧٠. آيت ميں خطاب اگرچه نبی سُکالِيَّا ہے ہے ليكن خاطب امت مسلمہ كا ہر فرد ہے۔ يہ الله تعالى كا ايك تاكيدى تعلم ہے جے قرآن مجيد ميں متعدد جلّه بيان كياگيا ہے۔ سورة نساء آيت نمبر ١٥٠٥ ميں جھى يہ مضمون گزرچكا ہے۔ اس سے ہر وہ مجلس مراد ہے جہاں الله اور رسول كے احكام كا مُداق الرايا جارہا ہو يا عملاً ان كا استخفاف كيا جارہا ہو يا الل بدعت واہل زليخ

ۅؘڡۜٵ۬عؘڶ؆ڷڒؠؙؽؘؠۜؾٞٞڡ۠ۊٛڹڝڽ۬ڿڛڵڹؚۿٟۮ۫ڝؚۜڽۺٛؽٝ ٷۜڶڵؽؙۮؚػؙڒؙؽڵۼۜڴۿۯؾٮۜٞڠؙۏٛؽ۞

ۅؘۮڽٳ۩ۜۮؠ۫ؽٵڰڬۮؙۅٳڋؽۼۿؗٷڲۘۘؠٵۜۊڵۿۅٞٵٷۼڗؖڎۿٛ ٵۼؽۏڠؙٳڰٛؽؙؽٵۉڋٞڒ؈؋ٲڽؿؙۺڶػڡٛٮٛٵڽؠٵ ڝۜڹٮٛڐۜؽۺڶۿٵڝٛۮؙۉڹٳ۩ؗڽۅؘڴٷٞڗۺؘڣؽڠ ۅؘٳڽٛؾؘڡ۫ؠڷڴڰٙۼڷڽٳڰڒؽؙؙڿڬؙۛۺؙٵٛۅڵڸٟڮ ٳڰۮؚؽؽٵٛؽٛڛڵۊٳڽؠٵڝۜؽٷٵڰۿؙۏۺڗڮ؈ڽؖ۫ڝؽٝۄٟ ۊۜۼؘڎٵڰ۪ڔؙڶؽٷؽؠٵػٵۏ۠ٵؽڬۿؙڒؙٷؽ۞۫

19. اور جو لوگ پر ہیز گار ہیں ان پر ان کی باز پر س کا کوئی انژ نہ پڑے گا<sup>(۱) لیک</sup>ن ان کے ذیتے نصیحت کردینا ہے شاید وہ بھی تقویٰ اختیار کریں۔<sup>(۲)</sup>

• 2. اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھاہے اور دنیوی زندگی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتے رہیں تاکہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب (اس طرح) نہ کھنس جائے (۳) کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہو اور نہ سفارشی اور یہ کیفیت ہوکہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اس سے نہ لیاجائے۔ (۳) ایسے ہی ہیں کہ اپنے کردار کے سبب

اپن تاویلات رکیکہ اور تو جیھات سخیفہ کے ذریعے سے آیات اللی کو توڑ مروڑ رہے ہوں۔ ایس میں علط باتوں پر تقید کرنے اور کلمیہ حق بلند کرنے کی نیت سے تو شرکت جائز ہے، بصورت دیگر سخت گناہ اور غضب اللی کا باعث ہے۔ اور غیب کلی تعلق آیات اللی کا استہزاء کرنے والوں سے ہے۔ یعنی جو لوگ ایس مجالس سے اجتناب کریں گے، تو استہزاء بیات اللہ کا جو گناہ، استہزاء کرنے والوں کو ملے گا، وہ اس گناہ سے محفوظ رہیں گے۔

۲. لیعنی اجتناب و علیحد گی کے باوجود وعظ و نصیحت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریصنہ حتی المقدور ادا کرتے رہیں۔ شاید وہ بھی اپنی اس حرکت سے باز آجائیں۔

٣. تُبْسَلَ، أَيْ: لِئَلَّا تُبْسَلَ، بَسَلٌ كَ اصل معنی تو منع كے ہیں، اى ہے ہے شُجَاعٌ بَاسِلٌ كيكن يہاں اس كے مختف منی كيا ہے ہے۔ منی كيا ہے ہيں۔ (۱) تُسَلَمُ (سونپ دیے جائیں) (۲) تُفْضَحُ (رسوا كرديا جائے) (۳) تُوَاخَذُ (مُواخَذُه كيا جائے) (۳) تُحَارُیٰ (بدلہ دیا جائے)۔ امام ابن كثير فرماتے ہیں كہ سب كے معنی قریب قریب ایک ہیں۔ خلاصہ یہ ہے كہ انہیں اس قرآن كے ذریع سے نصیحت كریں۔ كہیں ایسا نہ ہو كہ نفس كو، جو اس نے كمایا، اس كے بدلے ہلاكت كے سپرد كردیا جائے۔ یا رسوائی اس كا مقدر بن جائے یا وہ مؤاخذہ اور مجازات كی گرفت میں آجائے۔ ان تمام مفاہیم كو فاضل مترجم نے "پھن نہ جائے" سے تعبر كيا ہے۔

مل. دنیا میں انسان عام طور پر کسی دوست کی مددیا کسی کی سفارش سے یا مالی معاوضہ دے کر چھوٹ جاتا ہے۔ لیکن آخرت میں یہ تینول ذریعے کام نہیں آئیں گے۔ وہال کافرول کا کوئی دوست نہ ہوگا جو انہیں اللہ کی گرفت سے بچالے، نہ کوئی سفارشی ہوگا جو انہیں عذاب الہی سے نجات دلادے اور نہ کسی کے پاس معاوضہ دینے کے لیے پچھ ہوگا، اگر بالفرض ہو بھی تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا کہ وہ دے کر چھوٹ جائے۔ یہ مضمون قرآن مجید میں متعدد مقامت پر بیان ہوا ہے۔

قُلْ اَنَنُ عُوْامِنُ دُوْنِ اللهِ مَالاَ يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُونُا وَلَا يَضُونُا وَلَا يَضُونُا وَلَا يَضُونُا وَلَا يَضُونُونُ اللهِ عَلَى الْأَرْضِ حَيْرانَ لَا اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ عَلَى الْوَرْضِ حَيْرانَ لَا اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ ال

وَأَنُ اَقِينُهُواالصَّلُوٰةَ وَاتَّتُقُوْةُ وَهُوَالَّذِيُّ النَّهُ عُثْنُرُونَ ۞

کیش گئے، ان کے لیے نہایت تیز گرم پائی پینے کے لیے ہوگا اور دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب۔

الک. آپ کہہ و بیجے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا الی چیز کو پکاریں کہ نہ وہ ہم کو نفع پہنچائے اور نہ ہم کو نقصان پہنچائے اور کیا ہم اللہ پھرجائیں اس کے بعد کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کردی ہے، جیسے کوئی شخص ہو کہ اس کو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کردیا ہو اور وہ بھٹاتا پھر تا ہو، اس کے پچھ ساتھی بھی ہوں کہ وہ اس کو شیک راستہ کی طرف بلا رہے ہوں کہ ہمارے پاس کو شیک راستہ کی طرف بلا رہے ہوں کہ ہمارے پاس خاص اللہ ہی کی راہ ہے کہ یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کی راہ ہے کہ یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ بیرورد گار عالم کے پورے مطیع ہوجائیں۔

اللہ بی کی راہ ہے کہ نماز کی یابندی کرو اور اس سے ڈرو (\*\*) اور

27. اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو ' اور وہی ہے جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤگے۔

ا. یہ ان لوگوں کی مثال بیان فرمائی ہے جو ایمان کے بعد کفر اور توحید کے بعد شرک کی طرف لوٹ جائیں۔ ان کی مثال ایسے ہی ہے کہ ایک شخص اپنے ان ساتھیوں سے بچھڑ جائے جو سیدھے راتے پر جارہے ہوں۔ اور بچھڑ جانے والا جنگلوں میں حیران وپریشان بھٹکا پھر رہا ہو، ساتھی اسے بلارہے ہوں لیکن حیرانی میں اسے بچھ بچھائی نہ دے رہا ہو۔ یا جنات کے زغے میں بچش جائے کے باعث صبح راتے کی طرف مراجعت اس کے لیے ممکن نہ رہی ہو۔

المطلب یہ ہے کہ کفر وشرک اختیار کرکے جو گر اہ ہوگیا ہے، وہ بھٹے ہوئے راہی کی طرح ہدایت کی طرف نہیں آسکتا۔ ہاں البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ہدایت مقدر کردی ہے تو یقیناً اللہ کی توفیق ہے وہ راہ یاب ہوجائے گا۔ کیونکہ ہدایت پر چلاد بنا، ای کا کام ہے۔ جیسے دوسرے مقامت پر فرمایا گیا۔ ﴿ فَاَنَ اللّٰهُ کَایَهُ کُوبِی مُن یُفِیلُ وَمَالَهُ وَمِن نُجِیسِ نُحِی ﴿ النّٰی اِس کے ایک ہدایت نہیں دیتا، جس کو وہ گر اہ کردے، اور ان کے لیے تو ان کی ہدایت کی خواہش رکھتا ہے (تو کیا؟) ہے شک اللہ اس کو ہدایت نہیں دیتا، جس کو وہ گر اہ کردے، اور ان کے لیے کوئی مدد گار نہیں ہوگا ۔ لیکن یہ ہدایت اور گر ابی ای اصول کے تحت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بنایا ہوا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ یول ہی جمے چاہے گر اہ اور جے چاہے راہ یاب کرے۔ جیسا کہ اس کی وضاحت متعدد جگہ کی جاچکی ہے۔ سب نہیں ہو گائی قیدہ موجائیں اور یہ کہ ہم نماز قائم کریں اور اس سے ڈریں۔ تسلیم وانقیاد الٰہی کے بعد سب سے پہلا تھم اقامتِ صلاق کا دیا گیا ہے جس سے نماز کی انہیت واضح ہے کریں اور اس کے بعد تقویٰ کا تھم ہے کہ نماز کی اہمیت واضح ہے اور اس کے بعد سب سے پہلا تھم اقامتِ صلاق کا دیا گیا ہے جس سے نماز کی انہیت واضح ہے اور اس کے بعد تقویٰ کا تھم ہے کہ نماز کی پابندی تقویٰ اور خشوع کے بغیر ممکن نہیں ﴿ وَالْ مُعَلِّ اللّٰهِ عَلَی اللّٰہِ وَاللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰہ وَاللّٰهُ اللّٰہ وَاللّٰہ وَاللّٰہ

وَهُوَاتَّنِ ىُ خَلَقَ السَّلَمُوتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ا وَيَوْمَرَيْقُوْلُ كُنُ فَيَكُونُ لَا قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُكُ يُومَرُيُفَخُ فِي الصُّوْرِ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَالْحَكِيمُ الْغَيْدُرُ

ۅٙٳۮ۬ۊٞٵڶٳڔ۠ۿؽۄؙڸڒؠؽٵڒڔؘٵۜؾۜڿۜؽؙٲڞؙؗؽٵڡۧٵ ٳڵؚۿةۧٵؚڹٚٞٲڒؠڮۅؘقۅٛڡؙػؽ۬ڞڶڸۺؙۣؽؠؙٟٛ

ٷۘػٮ۬ٳڮٷ۫ؿٞٳڹڔٝۿۣؠ۫ۄؘٮؘػڴۅٛػٵڶۺۜٙؗؗڡؗؗڸؾٷٲڷۯۻۣ ۅٙڸؽڴۏؙڽڝڹٲڵٷٛۊؚڹؽؙڹ<sup>۞</sup>

سک. اور وہی ہے جس نے آسانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا<sup>(۱)</sup> اور جس وقت اللہ تعالی اتنا کہہ دے گا تو ہوجا بس وہ ہو پڑے گا۔ اس کا کہنا حق اور با اثر ہے۔ اور ساری حکومت خاص اس کی ہوگی جب کہ صور میں چھونک ماری جائے گی<sup>(۳)</sup> وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا۔ چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا۔ ابراہیم (علیہ ایک ہے جب بیا آزر (۴) سے فرمایا کہ کیا تو بیوں کو معبود قرار دیتا ہے؟ بے شک میں حجم کو اور شیری ساری قوم کو صریح گر اہی میں دیکھتا ہوں۔ شیری ساری قوم کو صریح گر ابراہیم (علیہ ایک کیا تو کے اور ہم نے اس طرح ابراہیم (علیہ ایک) کو آسانوں اور

زمین کی مخلو قات د کھلائیں اور تاکہ وہ کامل یقین کرنے

ا. حق کے ساتھ یا با فائدہ پیدا کیا، لیعنی ان کو عبث اور بے فائدہ (کھیل کود کے طور پر) پیدا نہیں کیا، بلکہ ایک خاص مقصد کے لیے کا نات کی تخلیق فرمائی ہے اور وہ یہ کہ اس اللہ کو یاد رکھا اور اس کا شکر ادا کیا جائے جس نے یہ سب کچھ بنایا۔

۲. یَوْمَ فعل محذوف وَاذْکُرْ یا وَاتَّقُوا کی وجہ سے منصوب ہے۔ لیعنی اس دن کو یاد کرو یا اس دن سے ڈرو! کہ اس کے لفظ کُنْ (ہوجا) سے وہ جو چاہے گا، ہوجائے گا۔ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حساب کتاب کے تعلق مراحل بھی بڑی سرعت کے ساتھ طے ہوجائیں گے۔ لیکن کن کے لیے؟ ایمان داروں کے لیے۔ دوسروں کو تو یہ دن ہزار سال یا پیاس ہزار سال کی طرح بھاری گئے گا۔

٣. صُوْرٌ ہے مراد وہ نرستگا یا بگل ہے جس کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ "اسر افیل عَلَیْهِا اسے منہ میں لیے اور اپنی پیشانی جھکائے، حکم اللی کے منتظر کھڑے ہیں کہ جب انہیں کہا جائے تو اس میں پھونک دیں" (ابن سُیْر) ابوداود اور ترمذی میں ہے الصور قرن ینفخ فیہ (۱۲۲۳ میں ۱۳۲۰ ۲۰۰۰ ۳۰۰ ۱۳۰۰) "صور ایک قرن (نرسنگا) ہے جس میں پھونکا جائے گا" بعض علماء کے نزدیک تین نفخ ہول گے، نَفْخَةُ الصَّعْق جس سے تمام لوگ بے ہوش ہوجائیں گے۔ نَفْخَةُ الْفِنْدَاءِ جس سے تمام انسان دوبارہ زندہ ہوجائیں گے۔ بعض علماء آخری دو نفوں کے بی قائل ہیں۔ منا ہوجائیں گے۔ بعض علماء آخری دو نفوں کے بی قائل ہیں۔ سے مرز فین حضرت ابراہیم عَلَیْهِا کے باپ کے دو نام ذکر کرتے ہیں، آزر اور تارخ۔ ممکن ہے دوسرا نام لقب ہو۔ بعض علمی ہور بین کے طور پر ذکر کیا ہے، البذا یہی صحیح نہیں، اس لیے کہ قرآن نے آزر کو حضرت ابراہیم عَلَیْهِا کے باپ کے طور پر ذکر کیا ہے، البذا یہی صحیح ہے۔

والول میں سے ہوجائیں۔(۱)

21. پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھاگئ تو انہوں نے ایک سارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے مگر جب وہ غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہوگیا سے محبت نہیں رکھتا۔

22. پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے لیکن جب وہ غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرے رب نے ہدایت نہ کی تو میں گراہ لوگوں میں شامل ہوجاؤں گا۔

۸. پھر جب آ قاب کو دیکھا چکتا ہوا تو فرمایا کہ (\*\*) یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا اے قوم! بے شک میں تہمارے شرک سے بیزار ہوں۔ (\*\*)

ڡؙڵؠۜٵڿڹۜۘۼؽؘڍٳڷؽڶؙۯٳٵٷػؚٵۛٵڶۿۮؘٳڗؚؠٞ ڡؙڵؾۜۧٳٲڡؘڶٷڶڒٳڃ۠ۺٳڵڒڣڸؽڹ۞

فَكَتَّارَاالْقَمَرَانِغَاقَالَ هٰذَارَيِّنْ فَلَكَّااَفَلَ قَالَ لَمِنْ لَكُوْيَهُدِنْ دَبِّنَ لَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الْكَتَالِّيْنَيْ

فَكَتَارًا الشَّهُسَ بَارِنَعَةً قَالَ لَمِنَ ارَبِّي لَمِنَ ٱلْكُبُوفَكَتَا ٱفَكَتُ قَالَ لِقَوْمِ إِنِّي بَرِثَيُ مِنْ الشُّهُ رُفُون ۞

ا. مَلَكُوْتٌ، مبالغہ كا صيغہ ہے جيے رَغْبَةٌ سے رَغْبُوْتٌ اور رَهْبةٌ سے رَهَبُوتٌ اس سے مراد مخلوقات ہے، جيسا كہ ترجمہ ميں يہى مفہوم اختيار كيا گيا ہے۔ يا ربوبيت والوبيت ہے يعنی ہم نے اس كو يہ دكھائى اور اس كى معرفت كى توفيق دى۔ يا يہ مطلب ہے كہ عرش سے لے كر اسفل ارض تك كا ہم نے ابراہيم عليه كو مكاشفہ ومشاہدہ كرايا۔ (ثّ القدير)
 الم يعنی غروب ہونے والے معبودوں كو پيند نہيں كرتا، اس ليے كہ غروب، تغير حال پر دلالت كرتا ہے جو حادث ہونے كى دليل ہے اور جو حادث ہو معبود نہيں ہوسكتا۔

الله شهر الرب ہے۔ کیونکہ یہ سب سے بڑا ہے۔ جس طرح کہ سورج پرستوں کو مغالطہ لگا اور وہ اس کی پرستش کرتے ہیں۔ میرا رب ہے۔ کیونکہ یہ سب سے بڑا اور سب سے زیادہ روشن ہے اور انسانی زندگی کے بقاء ووجود کے لیے اس کی اہمیت (اجرام ساویہ میں سورج سب سے بڑا اور سب سے زیادہ روشن ہے اور انسانی زندگی کے بقاء ووجود کے لیے اس کی اہمیت وافادیت مختاج وضاحت نہیں۔ اس لیے مظاہر پرستوں میں سورج کی پرستش عام رہی ہے۔ حضرت ابراہیم علینی نہا نے نہیں۔ اس کی عجودوں کی برستش عام رہی ہے۔ حضرت ابراہیم علینی نہایت لطیف پیرائے میں چاند سورج کے پجاریوں پر ان کے معبودوں کی بے عیثیتی کو واضح فرمایا۔

ملاً یعنی ان تمام چیزوں سے، جن کو تم اللہ کا شریک بناتے ہو اور جن کی عبادت کرتے ہو، میں بیزار ہوں۔ اس لیے کہ ان میں تبدیلی آتی رہتی ہے، کبھی طلوع ہوتے، کبھی غروب ہوتے ہیں، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مخلوق ہیں اور ان کا خالق کوئی اور ہے جس کے محکم کے یہ تابع ہیں۔ جب یہ خود مخلوق اور کسی کے تابع ہیں تو کسی کو نفع نقصان پہنچانے پر کس طرح قادر ہوسکتے ہیں؟

ٳڹۨٞٷۜڔۜۼۜۿؙؾؙۅؘڿۿؽٳڵۘۘێڹؽ۫ڡؘٚڟۯٳڶۺۜڶۅ۬ؾؚٷٲڵۯۯڞؘ ڂڹؿڟٵۊٞڡٵٞٲٮٚٵڝؽٲڵؙۺؙڔڮۺؙ۞۠

ۅؘۘڝؘؗڵۼۘ؋ۊؘڡؙٛ؋۬ٷٵڶٲڠؙٵٞۼٛۏؿٚ؋ۣ؞ڶٮڮۅڡؘۊٙٮؙ ۿڶۺۣٷڵٲۼٵڡؙ؆ؿؿڔؙٷڹڛ؋ٳڵڒڷڽۜۺڶؙٷۑؖ ۺؽٵ؞ۅڛۼڔۜڽ۫ڴۺؘڠؙؙۼڷؠٵ۫ٵؘۿڒؾٮؘڬڒۜۊٛڽٛ

وَكِيْفَ اَخَافُمَاۚ اَشُرَكُمُّهُ وَلَا ظَافُونَ اَثَّكُمُ اَشْرِكُمُّهُ ْ بِاللهِ مَا لَوُنْيَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمُ سُلْطَنَّا فَاكَّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْكُمِنِ إِنْ كُنْتُوْتَعْلَمُوْنَ ۞

29. میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں<sup>(۱)</sup> جس نے آسانوں اور زمین کو پیدا کیا میسو ہو کر، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

• ٨٠. اور ان سے ان كى قوم نے جت كرنا شروع كيا، (٢) آپ نے فرمايا كيا تم اللہ كے معاملہ ميں مجھ سے جت كرت ہو حالا نكہ اس نے مجھ كو طريقہ بتلاديا ہے اور ميں ان چيزول سے جن كو تم اللہ كے ساتھ شريك بناتے ہو نہيں وُر تا بال اگر ميرا پروردگار ہى كوئى امر چاہے، ميرا پروردگار ہم چيزكو اپنے علم ميں گھيرے ہوئے ہے، كيا تم پروردگار ہم چيزكو اپنے علم ميں گھيرے ہوئے ہے، كيا تم پھر بھى خيال نہيں كرتے۔

AI. اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک بنایا ہے؟ حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک تھہرایا ہے جن پر اللہ تعالیٰ

مشہور ہے کہ اس وقت کے بادشاہ نمرود نے اپنے ایک خواب اور کاہنوں کی تعبیر کی وجہ سے نومولود الڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا، حضرت ابراہیم عَالِیْلاً بھی انہی ایام میں پیدا ہوئے جس کی وجہ سے انہیں ایک غار میں رکھا گیا تاکہ نمرود اور اس کے کارندوں کے ہاتھوں قتل ہونے سے نی جائیں۔ وہیں غار میں جب کچھ شعور آیا اور چاند سورج دیکھے تو یہ تاثرات ظاہر فرمائے، لیکن یہ غار والی بات متند نہیں ہے۔ قرآن کے الفاظ سے معلوم ہو تا ہے کہ قوم سے گفتگو اور مکالے کے وقت حضرت ابراہیم عَالَیْلاً نے یہ باتیں کی ہیں، اس لیے آخر میں قوم سے خطاب کرکے فرمایا کہ میں تمہارے تھہرائے ہوئے شرکوں سے بیزار ہوں اور مقصد اس مکالے سے معبودان باطل کی اصل حقیقت کی وضاحت تھی۔

ا. رخ یا چہرے کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ چہرے سے ہی انسان کی اصل شاخت ہوتی ہے، مراد اس سے شخص ہی ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میری عبادت اور توحید سے مقصود، الله عزوجل ہے جو آسان وزمین کا خالق ہے۔

۲. جب قوم نے توحید کا یہ وعظ سنا جس میں ان کے خود ساختہ معبودوں کی تردید بھی تھی تو انہوں نے بھی اپنے دلائل دیت دلائل دیتے دلائل دیتے دہی دینے شروع کیے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مشرکین نے بھی اپنے شرک کے لیے بچھ نہ بچھ دلائل تراش رکھے تھے۔ جس کا مشاہدہ آج بھی کیا جاسکتا ہے۔ جینے بھی مشرکانہ عقائد رکھنے والے گروہ ہیں، سب نے اپنے اپنے عوام کو مطمئن کرنے اور رکھنے کے لیے ایسے "سہارے" تلاش کررکھے ہیں جن کو وہ "دلائل" سجھتے ہیں یا جن سے کم از کم دام تزویر میں سے عوام کو جال میں پھنائے رکھا جاسکتا ہے۔

نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، سو ان دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے (اگر تم خبر رکھتے ہو۔ ۱۸۸ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسول ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔ (۱)

۸۳. اور یہ ہماری جمت تھی جو ہم نے ابراہیم (عَالِیَاً) کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی (۲) ہم جس کو چاہتے ہیں مر ہوں میں بڑھادیتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے۔

۸۴. اور ہم نے ان کو اسحاق (عَلَيْلًا) دیا اور بعقوب (عَلَيْلًا)، (م) ہر ایک کو ہم نے بور (عَلَیْلًا) کی اور پہلے زمانے میں ہم نے نوح (عَلَیْلًا) کو ہدایت کی اور انکی اولا دمیں سے (۵) داود کو اور سلیمان کو اور

ٱتَذِيْنَ امَنُوا وَلَوَيلِينُو ٓ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ الْوَلَهِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّ

ۅٙؾڵؙڬؙڿۜٞؿؙٮؘؗٵۧٲؾؽؙڹ؉ۧٳڹڔۿؚؽؙۄؘٸڶۊؘڡؙؚڡؚ؞ٮؘٛۯڡٛڠؙ ۮڒؖڂ۪ؾؚ؆ٞؽ۫ؿٞٵٚؿٝٳڗ۠؈ۜڗۘڲػڮؽؙڎ۠ػڸؽؙڎٛ

ۅؘۅؘۿؠؙٮٮ۬ٵڵؿٙٳۺڂؾؘۅؘؽۼڠؙۯٮؚڽٷ۠ڵۿۘۮؽڹٵ ۅؘٷ۫ڿٵۿۮؽڹٵڝٛ ؿؘؠۘٛڶٛۏڝؚۉۮ۠ڗۣؾؾؚ؋ۮٵۏؙۮ ۅؘڛؙ۠ؽٙؠؙۮؽؘۅٲێٞٷؠٷؽؙۅؙۺڡؘۅؙڡٛۅڶ؈ۏۿڕؙۏؽؖ

ا. یعنی مومن اور مشرک میں ہے؟ مومن کے پاس تو توحید کے بھر پور دلائل ہیں، جب کہ مشرک کے پاس الله کی اتاری ہوئی دلیل کوئی نہیں، صرف اوبام باطلہ ہیں یا دور از کار تاویلات۔ اس ہے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ امن اور نجات کا مستحق کون ہوگا؟

7. آیت میں یہاں ظلم سے مراد شرک ہے جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نشائیڈ نے ظلم کا عام مطلب (کو تابی، غلطی، گناہ، زیادتی وغیرہ) سمجھا، جس سے وہ پریشان ہوگئے اور رسول الله منافیلاً الله منافیلاً نفر کا الله منافیلاً نفر کا الله منافیلاً کے ایک الله منافیلاً نفسیلہ ہم میں سے کون شخص ایسا ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو؟ آپ سکا الله منافیلاً نفر کا الله منافیلاً نفسیلہ ہم میں سے مراد شرک ہے۔ جس طرح حضرت لقمان علیلاً نے فرمایا "اس سے وہ کہا تھا ہو! آپ سکا الله کہ اس سے مراد شرک ہے۔ جس طرح حضرت لقمان علیلاً نفر منافیلاً نفسیلہ سے مورہ الانعام)۔ اپنے بیٹے کو کہا تھا ہوائیلاً کو نفر کو الله نفسیلہ شکا منافیلاً کو تو مسلم سے نہ بن پڑا۔ اور وہ بعض کے نزدیک یہ منافیلاً کو تو مسلم سے نہ بن پڑا۔ اور وہ بعض کے نزدیک یہ حضرت ابراہیم علیلاً کی توم سے نہ بن پڑا۔ اور وہ بعض کے نزدیک یہ حضرت ابراہیم علیلاً کی توم سے نہ بن پڑا۔ اور وہ بعض کے نزدیک یہ حضرت ابراہیم علیلاً کی توم سے نہ بن پڑا۔ اور وہ بعض کے نزدیک یہ حضرت ابراہیم علیلاً کو تو کہ ہوگئی میں نہ کہ اس سے کہ اس کہ میں ہے، پھر بیٹے کے ساتھ ایسے بوتے کی بھی بشارت دی جو یعقوب (علیلاً) ہوگا، جس کے معنی میں یہ مفہوم شامل ہے کہ اس کے بعد ان ساملہ چلے گا، اس لیے کہ یہ عقب (پیچے) سے مشتق ہے۔ کو کہ اس لیے کہ یہ عقب (پیچے) سے مشتق ہے۔ کو کہ اولاد کا سلسلہ چلے گا، اس لیے کہ یہ عقب (پیچے) سے مشتق ہے۔ کو کہ اولاد کا سلسلہ چلے گا، اس لیے کہ یہ عقب (پیچے) سے مشتق ہے۔ کو کہ اولاد کا سلسلہ چلے گا، اس لیے کہ یہ عقب (پیچے) سے مشتق ہے۔ کو کہ اولاد کا سلسلہ بیا گا، اس لیے کہ یہ عقب (پیچے) سے مشتق ہے۔ کو کہ اولاد کا سلسلہ بین حضرت نوح علیلاً کی اولاد کا سلسلہ بین خصرت نوح علیلاً کی اولاد کا سلسلہ بین خصرت نوح علیلاً کی اولاد کا سلسلہ بین خصرت نوح علیلاً کی اولاد کا سلسلہ کیا کہ کو کو کی اولاد کا سلسلہ کو کہ کو کہ کو کو

وَكَنْ لِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿

ۅؘۯػڔؾۜٳۅؘؾۼؗؽۅؘۼؽڶؽۅڵؽٵۺ؇ٛڽؓڝٞڹ الڞڸڿؠؙڹؘ۞۫

ۅؘٳۺڵؠؿڵۏٳڵؽڛۜۼۘٷؽۏۺؙۅؘڵۏڟٵٷڴڰۏڞۜڵؽٵ ۼڮٵڵۼڸؠۮؽ۞۫

وَمِنُ الْإِنْهِوَ وَذُرِّيْتِهِمْ وَالْفُوانِهِوْ وَالْجَنَيْنَاهُوْ وَهَدَيْنَاهُوْ اللَّ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞

ذٰلِكَ هُكَى اللهِ يَهُدِئَ بِهِ مَنْ يَشَكَّا ُوُمِنَ عِبَادِهِ وَلَوْ اَشُرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمُ مَّا كَانُوْا يَعْبَلُوْنَ ۞

الوب کو اور لوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون (علیہ الله) کو،اور اس طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزاء دیا کرتے ہیں۔ ۱۵۸ اور انیز) زکریا کو اور کیجیٰ کو اور علیمیٰ کو(۱) اور الیاس (علیہ الله) کو، سب نیک لوگوں میں سے متھے۔

۸۷. نیز اساعیل کو اور یسع کو اور یونس کو اور لوط (علیهم) کو، اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی۔ ۸۷. نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو، (۲) اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی۔

۸۸. الله کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور اگر بالفرض یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال

میں ہے داود اور سلیمان شینا گا کو۔ اور بعض نے حضرت ابراہیم علیہ گا کو۔ اس لیے کہ ساری گفتگو انہی کے حضمن میں ہورہی ہے۔

ایکن اس صورت میں یہ اشکال پیش آتا ہے کہ پھر "لوط علیہ گا کر اس فہرست میں نہیں آنا چاہیے تھا کیونکہ وہ ذریت ابراہیم علیہ گا میں ہیں۔ وہ ان کے بھائی ہدان بن آزر کے بیٹے بعنی ابراہیم علیہ گا کے جیسے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ گا، لوط علیہ گا کے نہیں ہیں۔ اور ابراہیم علیہ گا، لوط علیہ گا کے نہیں ہیں۔ کیکن بطور تغلیب انہیں بھی ذریت ابراہیم علیہ شمن کر کرلیا گیا ہے۔ اس کی ایک اور مثال قرآن مجید میں ہے۔

ہماں حضرت اساعمیل علیہ گا کو اولاد یعقوب علیہ گا کے آباء میں شار کیا گیا ہے جب کہ وہ ان کے پیا تھے۔ (رکیعے سرد ابراہیم علیہ نہیں تھا)

ہمان حضرت اساعمیل علیہ گا کو اولاد یعقوب علیہ گا کے آباء میں شار کیا گیا ہے جب کہ وہ ان کے پیا تھے۔ (رکیعے سرد ابراہیم علیہ نہیں تھا)

ہمان علیہ علیہ کی اولاد بھی ذریت رجال میں ہی شار ہوتی ہے۔ جس طرح نبی علیہ گا گئی نے خضرت حسن مخالفی دخرت و اپنا بیٹا فرمایا «إِنَّ ابنی هٰ هٰذَا سَیدٌ وَلَعَلَّ الله اَنْ یُصْلِح بِه بَیْنَ وَعَتَیْنِ عَظَیْمَتَیْنِ مِنَ اللّٰمُسْلِمِیْنَ ﴾۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب قول النبی کے للحسن بن علی، ابنی هذا سید، (تفسل کے لیے دیکھے تغیر ابن کیش کو تم مراد ہیں۔ لینی ان کے اصول وفروع اور انوان میں سے بھی بہت سول کو ہم المُمسْلِمِیْنَ ﴾۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب قول النبی کے لائل کی جع کو اور انوان میں سے بھی بہت سول کو ہم المُمسِلِ الله بنا۔ اصطفیٰ علیہ انستمل ہے۔ جس کا مفعول مصطفیٰ میں مستعمل ہے۔ جس کا مفعول مصطفیٰ محتیٰ میں مندوں میں ملا لینا۔ اصطفاً تخلیہ تخلیہ اور اختیارٌ بھی اس معنی میں مستعمل ہے۔ جس کا مفعول مصطفیٰ محتیہ عاص بندوں میں ملا لینا۔ اصطفاً تخلیہ الله اور اختیارٌ بھی اس معنی میں مستعمل ہے۔ جس کا مفعول مصطفیٰ محتیہ میں مخلص اور مختار ہے۔ جس کا مفعول مصطفیٰ محتیہ میں مخلص اور مختار ہے۔ جس کا مفعول مصطفیٰ محتیہ مندوں میں ملا لینا۔ اصور اختیارٌ بھی ای معنی میں مستعمل ہے۔ جس کا مفعول مصطفیٰ محتیہ مور میں مندوں میں ملا لینا۔ اصور اختیار ہو اور اختیارٌ بھی ای معنی میں مستعمل ہے۔ جس کا مفعول مصطفیٰ محتیہ میں مخلص اور مختار ہے۔ (ثُر اقدیہ کے)

کرتے تھے وہ سب اکارت ہوجاتے۔

۸۹. یہ لوگ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت کا انکار کریں (۲) تو ہم نے اس کے لیے ایسے بہت سے لوگ مقرر کردیے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں۔ (۳)

• 9. یہی لوگ ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی، سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلے (\*) آپ کہہ دیجے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا (۵) یہ تو تمام جہان والوں کے واسطے صرف ایک نصیحت ہے۔ (۱) . اور ان لوگوں نے اللہ کی جیسی قدر کرنا واجب تھی ویسی قدر کرنا واجب تھی ویسی قدر نزل نہیں کی جب کہ یوں کہہ دیا کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی (۵) آپ یہ کہیے کہ وہ کتاب کس

اُولِيۡكَالَّذِيۡنَ اٰتَيۡنَهُحُ الْكِتٰبَ وَاَنْحُكُمُ وَالشُّبُوّةَ ۚ وَإِنْ يُكَفُّرُ بِهَا لَهُوُّلَا ۗ فَقَدُ وَكَلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُنُوا بِهَا بِكِفِرِ اِنْنَ ۞

اُوْلِيِّكَ الَّذِيْنَ هَـكَى اللَّهُ فَيِهُـكُ لَهُمُّ مِهُمُّ اقْتَـكِهُ \*قُــُلُ لِالْآلَسُكُلُكُوْعَلَيْهِ اَجُرًا اِنْ هُـوَ اِلَّلَاذِكُوْكُ لِكُلُولِيْنَ ۚ

ۅٙڡٵٚۊٙٮۜۯۅاڵڷ؋ڂۜؾٛۊٙۮۅٙڲٳۮ۫ۊٙٵڵۅ۠ٳڝؘٚٲڹؗۯؙڶٳڵڷۿ ۼڸۺؘڔۺۣٞڞؙڞٞڠ۠ٷٛڶڡؽؙٲڹٛۯڶٲڶڮڟ۪ٵۜڷڹؽ ڂؚٲۼڔۣۿ۪ۿؙۅ۠؈ٛٮٛۅ۫ڒٲٷۿڰؽڷؚڵ؆ڶڛػٙۼػڰۄٛؽۿ

ا. اٹھارہ انبیاء کے اسائے گرامی ذکر کرکے اللہ تعالی فرمارہا ہے، اگر یہ حضرات بھی شرک کا ارتکاب کر لیتے تو ان کے سارے انمال برباد ہوجاتے۔ جس طرح دوسرے مقام پر نبی سُکاٹٹیٹی سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا ﴿ لَهِن َ اللّٰهِ کَاللّٰہِ کَاللّٰہِ کَاللّٰہِ کَاللّٰہِ کَاللّٰہِ کَاللّٰہِ کَاللّٰہِ کَاللّٰہِ کَاللّٰہِ کہ اللّٰہِ کہ اللّٰہ ہوجائیں گے)۔ حالاتکہ پنجیبروں سے شرک کا صدور ممکن نہیں۔ مقصد امتوں کو شرک کی خطرناکی اور ہلاکت خیزی سے آگاہ کرنا ہے۔ کالاتکہ پنجیبروں سے شرک کا صدور ممکن نہیں۔ مشرکین اور کفار ہیں۔ ۱۸ اس سے مراد رسول الله سَکاٹیٹیٹر کے خالفین، مشرکین اور کفار ہیں۔

س. اس سے مراد مہاجرین وانصار اور قیامت تک آنے والے ایماندار ہیں۔

سم. اس سے مراد انبیاء مذکورین ہیں۔ ان کی اقتداء کا حکم مسئلۂ توحید میں اور ان احکام وشر اکع میں ہے جو منسوخ نہیں ہوئے۔ (خ القدر) کیونکہ اصول دین تمام شریعتوں میں ایک ہی رہے ہیں، گو شر انع اور منابع میں کچھ کچھ اختلاف رہا۔ جیسا کہ آیت ﴿ اَمْرَعَ لَکُوْرِقِنَ الدِّبْرِي مَاوَطَى بِهِ نُوجًا ﴾ (الفوری: ۱۳) سے واضح ہے۔

۵. لینی تبلیغ ودعوت کا، کیونکه مجھے اس کا وہ صلہ ہی کافی ہے جو آخرت میں عنداللہ ملے گا۔

۲. جہان والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔ پس یہ قرآن انہیں کفر وشرک کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی عطا کرے گا اور ضلالت کی پگڈنڈیوں سے نکال کر ایمان کی صراط متنقیم پر گامزن کردے گا۔ بشر طیکہ کوئی اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہے، ورنہ ط دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے۔ والا معاملہ ہوگا۔

2. قَدَرٌ کے معنی اندازہ کرنے کے ہیں اور یہ کسی چیز کی اصل حقیقت جاننے اور اس کی معرفت حاصل کرنے کے

قَرَاطِيسُ تُبُدُونَهَا وَتُخْفُوْنَ كَيْتِيُرًا ۚ وَعُلِّمُنُوْمًا لَوُ تَعْلَمُوَّا اَنْشُوُولَا الْأَوْكُوْقُلِ اللهُ 'ثُوّذَرَهُ مُ فِي خَوْضِهُمَ يَلْعَبُونَ ®

نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ (عَلِیَّلِاً) لائے تھے جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ نور ہے اور لوگوں کے لیے وہ ہدایت ہے جس کو تم نے ان متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے (۱) جن کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو اور تم کو بہت سی الیی باتیں بتائی گئ ہیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے بڑے۔ (۱) آپ کہہ دیجیے کہ اللہ نے نازل فرمایا

معنی میں استعال ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ مشرکین مکہ ارسال رسل اور انزال کتب کا انکار کرتے ہیں، جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ انہیں اللہ کی صحیح معرفت ہی حاصل نہیں ورنہ وہ ان چیزوں کا انکار نہ کرتے۔ علاوہ ازیں اس عدم معرفت الہی کی وجہ سے وہ نبوت ورسالت کی معرفت سے بھی قاصر رہے اور یہ سیحتے رہے کہ کی انسان پر اللہ کا کلام کس طرح نازل ہوسکتا ہے؟ جس طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ اَکَانَ لِلنَّالِسِ عَجَبُّا اَنُ اُوجِیْنِیْ اَلٰو کُو کِی سِنُ مِی اَنْہُو اَنْ کُو کِی اِنْ اِنْ کَانَ لِلنَّالِسِ عَجُبُا اَنْ اُوجِیْ اِنْ اَلٰو کَانَ لِلنَّالِسِ عَجُبُا اَنْ اُوجِی سِنُ اِنْ کَا کلام کس طرح نازل ہوسکتا ہے؟ جس طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ وَمَامَنَمُ النَّاسُ اَنْ یُوجُونُو اَلْوَ کَانَ لِلنَّالِسِ عَجُبُا اِنْ اُوجِیْ مِنْ اَنْ ہُوں کے لیے باعث تجب کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک آدمی پر وی نازل کرکے اسے لوگوں کو ڈرانے پر مامور کرویا ہے؟) دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ وَمَامَنَمُ النَّاسُ اَنْ یُوجُونُو اَلْوَ کَا وَمُولِ کَا اِنْ اِنْ کَا کُلُونُ کُلُونُ کَالُوا اَنْ اَلْاللہ نے ایک اور سول بناکر بھیج دیا ہے؟) اس کی کھی تفصیل اس سے قبل آیت نمبر ۸ کے کہ انہوں نے اپنے اس کی کھی تفصیل اس سے قبل آیت نمبر ۸ کے اللہ تعالیٰ نے کسی انبوں نے اپنے اس کی بیاد پر اس بات کی نفی کی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انبوں نے اپنے اس کی بیاد پر اس بات کی نفی کی کہ اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھی؟ (جس کو یہ بھی مانے ہیں)۔

ا. آیت کی مذکورہ تغییر کے مطابق اب یہود سے خطاب کرکے کہا جارہا ہے کہ تم اس کتاب کو متفرق اوراق میں رکھتے ہو جن میں سے جس کو چاہتے ہو، چھیا لیتے ہو۔ جیسے رجم کا مسئلہ یا نبی شاھیا گا کی اس کے ساتھ والی صفات کا مسئلہ ہے۔ حافظ ابن کثیر اور امام ابن جریر طبری وغیرہ نے یَجْعَلُوْنَهُ اور یُبدُوْنَهَا صیغہ غائب کے ساتھ والی قراءت کو ترجی دی ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ یہ کلی آیت ہے، اس میں یہود سے خطاب کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور بعض مفسرین نے پوری آیت کو ہی یہود سے متعلق قرار دیا ہے اور اس میں سرے سے نبوت ورسالت کا جو انکار ہے اسے یہود کی ہٹ دھری، ضد اور عناد پر مبنی قول قرار دیا ہے۔ گویا اس آیت کی تغیر میں مفسرین کی تین رائے ہیں۔ ایک پوری آیت کو مشرکین سے متعلق اور تیسری آیت کے ابتدائی جھے کو مشرکین سے متعلق اور تیسری آیت کے ابتدائی جھے کو مشرکین سے متعلق اور تیسری آیت کے ابتدائی جھے کو مشرکین سے متعلق اور تیسری آیت کے ابتدائی جھے کو مشرکین سے متعلق اور تیسری آیت کے ابتدائی جھے کو مشرکین سے متعلق اور تیشری آیت کے ابتدائی جھے کو مشرکین سے متعلق اور تیسری آیت کے ابتدائی جھے کو مشرکین سے متعلق اور تیسری آیت کے ابتدائی جھے کو مشرکین سے متعلق اور تیسری آیت کے ابتدائی جھے کو مشرکین سے متعلق اور تیشری آیت کے ابتدائی جھے کو مشرکین سے متعلق اور تیشری آیت کے ابتدائی جھے کو مشرکین سے متعلق اور تیشری آیت کے ابتدائی حصے کو مشرکین سے متعلق اور تیشری آیت کے ابتدائی حصے کو مشرکین سے متعلق اور تیشری آیت کے ابتدائی حصے کو مشرکین سے متعلق اور تیشری آیت کے ابتدائی حصے کو مشرکین سے متعلق اور تیشری آیت کے ابتدائی حصے کو مشرکین سے متعلق اور تیشری آیت کے ابتدائی حصے کو مشرکین سے متعلق اور تیشری آیت کے ابتدائی حصے کو مشرکین کے دو مشرکی آیت کے ابتدائی میں کر دیا ہے۔

۲. یہود سے متعلق ماننے کی صورت میں اس کی تفییر ہوگی کہ تورات کے ذریعے سے تہمیں بتائی گئیں، بصورت دیگر قرآن کے ذریعے سے۔

وَهٰذَاكِينَٰ؟انْزَلْنَهُ مُبُرُكِ ٌمُّصَدِّقُ الَّذِى بَبُنَ يَكَيْهُ وَلِتُنْذِرَامُرَّالُقُلُى وَمَنْ حَوْلَهَا والَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِالْاِخِرَةِ يُوْمِنُونَ بِهِ وَهُمُوعَلَى صَلَاتِهِهُ يُحَافِظُونَ <sup>©</sup> يُحَافِظُونَ

وَمَنُ أَظْلُمُومِتَن افْتَرَى عَلَى اللهُ كَذِبْ أَأْوَقَالَ أُوْجِى النَّ وَلَكَ نِنُوْحَ النَّيهُ شَنِّ أُوْمَنُ قَالَ سَأْثُولُ مِثْلُ مَآانُوْلَ اللَّهُ وَلَوْتَرَى إِذِ الظَّلِمُوْن فِي عَمَرِتِ الْمُؤْتِ وَالْمَلَلِكَةُ بَاسِطُوۤ الْدِينُوهِ وَالْمُؤْتِ فَيْكُمُوْ الْمُؤَمِّدُوُنُ مَنَا اللَّهُ وَنِيمَا كُنْ نُوْتَقَوُّلُوْنَ عَلَى اللَّهُ عَيْرًا لَحَيِّ وَكُنْ تُوْعَن اللَّهُ وَنِيمَا كُنْ نُوْتَقُولُوْنَ عَلَى الله غَيْرًا لَحَيِّ وَكُنْ تُوْعَن اللّهِ اللّهُ اللّهِ اللّهُ اللّهُ اللّهِ اللّهُ اللّ

ہے ('' پھر ان کو ان کے خرافات میں کھیلتے رہنے دیجے۔

97. اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے، اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تاکہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈرائیں۔ اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں۔

بر جھوٹی تہت لگائے، یا یوں کھے کہ مجھ پر وی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وی نہیں آئی، اورجو حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وی نہیں آئی، اورجو شخص یوں کھے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے اس طرح کا میں بھی لاتا ہوں، اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی شختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں کالو، آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی (۱۳) اس سبب سے نکالو، آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی (۱۳) اس سبب سے اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔ (۱۳)

ا. یہ مَنْ أَنْزَلَ (كس نے اتارا؟) كا جواب ہے۔

العلم ہے مراد ہر ظالم ہے اور اس میں کتاب اللی کا انکار کرنے والے اور جھوٹے مدعیان نبوت سب سے پہلے شائل ہیں۔ غَمَرَاتٌ ہے موت کی سختیاں مراد ہیں۔ "فرشتے ہاتھ بڑھارہ ہوں گے۔" لیخی جان نکالنے کے لیے۔ الْلَیوْم (آج) ہے مراد قبض روح کا دن ہے اور یہی عذاب کے آغاز کا وقت بھی ہے جس کا مبدأ قبر ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب قبر برحق ہے۔ ورنہ ہاتھ پھیلانے اور جان نکالئے کا حکم دینے کے ساتھ اس بات کے کہنے کے کوئی معنی نہیں کہ آج تہمیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ خیال رہے قبر سے مراد برزخ کی زندگی ہے۔ لیغی دنیا کی زندگی کے بعد اور آخرت کی زندگی ہے قبل، یہ ایک درمیان کی زندگی ہے جس کا عرصہ انسان کی موت سے قیامت کے وقوع تک ہد اور آخرت کی زندگی کہائتی ہے۔ چاہے اسے کسی درندے نے کھالیا ہو، اس کی لاش سمندر کی موجوں کی نذر ہوگئی ہو ہے۔ یہ برزخ کی زندگی ہے جس میں عذاب دینے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ یا اسے جائر راکھ بنادیا گیا یا قبر میں دفتا دیا گیا ہو۔ یہ برزخ کی زندگی ہے جس میں عذاب دینے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ یا اسے جو ٹی ہو اور جھوٹا دعوائے نبوت بھی ہے۔ یا اسے حواثی باقد کے ذمہ جھوٹی باتیں لگانے میں ازال کتب اور ارسال رسل کا انکار بھی ہے اور جھوٹا دعوائے نبوت بھی ہے۔

ۅؘڵڡۜٙۮؙڿٮؙؙٞٚٚؾٛڹٛۅٛؾٵڡٛ۫ۯٳۮؽػؠٵڂؘڵڨٙڬڵۿؙٳٷٙڶؙٙڡڗۜڐ ۊڗڵؿؙۄؙ؆ڂۊؙڶڹۮؙۅۯٳۼڟۿۯڋٛٷ؆ڶڒؽ؞ڡؘػۿ ۺ۠ڣۼٲۼڴۏٳڷۮؠؽۯۼۺؙؿ۠ۄٲڣٞۿۏؽۣۿؙۺڒڬٷٛٳ؞ڵڡۜٙڽؙ ؾۜڡۜڟۼۥؽؽڴۿۅۻڵۼؽؙڴۄ۫؆ڮٛڹؙؿؙ ؾۯ۫ۼۿؙۅٛؽ۞۫

ٳؾؘؘؘۜۛۨۛۛٳڵڬۿڣڵؿؙٞٵؗۼۜؾؚۜۘٷٲڵڬۜۏؿ۠ڲؙٛڔڿؙٵڶۘػۧۜؽؖڝؘ ٵڵؠڽۜؾؚٷۼؙڔؙڿؙٲڶؠڽۜؾڝؚڝؘٵڰۣۧۨڎ۬ڸػؙۄؙٳڵڎؙڡؙڬؘٲڶٝ ؿؙٷٛڴڋؙڽٛ<sup>®</sup>

اول بارتم ہمارے پاس تنہا تنہا آگئے (۱) جس طرح ہم نے اول بارتم کو پیدا کیا تھا، اور جو پچھ ہم نے تم کو دیا تھا اس کو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے، اور ہم تو تمہارے ہمراہ تمہارے ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعویٰ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملے میں شریک ہیں۔ واقعی تمہارا آپس میں توقع تعلق ہوگیا اور شریک ہیں۔ واقعی تمہارا آپس میں توقع تعلق ہوگیا اور وہ تمہارا دعویٰ سب تم سے گیا گزرا ہوا۔

98. بے شک اللہ تعالی دانے کو اور کٹھلیوں کو پھاڑنے (۲) والا ہے، وہ جاندار کو بے جان سے نکال لاتا ہے (۳) اور وہ بے جان کو جاندار سے نکالنے والا ہے (۳) اللہ تعالیٰ یہ ہے، سوتم کہاں اللہ چلے جارہے ہو۔

اسی طرح نبوت ورسالت کا انکار وانتکبار ہے۔ ان دونوں وجوہ سے انہیں ذلت ورسوائی کا عذاب دیا جائے گا۔

ا. فُرَادیٰ فَرْدٌ کی جمع ہے جس طرح سُکاریٰ سَکْرانُ کی اور کُسّالیٰ کَسْلَانُ کی جمع ہے۔ مطلب ہے کہ تم علیحدہ علیحدہ ایک ایک کرکے میرے پاس آؤگے۔ تمہارے ساتھ نہ مال ہوگا نہ اولاد اور نہ وہ معبود، جن کو تم نے اللہ کا شریک اور اپنا مددگار سمجھ رکھا تھا۔ لیمنی ان میں سے کوئی چیز بھی تمہیں فائدہ پہنچانے پر قادر نہ ہوگی۔ اگلے جملوں میں انہی امور کی مزید وضاحت ہے۔

۲. یہاں سے اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت اور کاریگری کا بیان شروع ہورہا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ دانے (حَب) اور محفیٰ (نواۃ، جمع نوی) کو، جے کاشت کار زمین کی تہ میں دبا دیتا ہے، پھاڑ کر اس سے انواع واقسام کے درخت پیدا فرماتا ہے۔ زمین ایک ہوتا ہے۔ لیکن جس جس چیز کے وہ دانے یا سمجھایاں ہوتی ہیں۔ ایک ہوتا ہے۔ لیکن جس جس چیز کے وہ دانے یا سمجھایاں ہوتی ہیں۔ اس کے مطابق ہی اللہ تعالیٰ مخلف قسم کے غلوں اور پھلوں کے درخت ان سے پیدا فرما دیتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو کئی ہے، جو یہ کام کرتا ہو یا کرسکتا ہو؟

سم. لیعنی دانے اور سمحملیوں سے درخت اگادیتا ہے جس میں زندگی ہوتی ہے اور وہ بڑھتا، پھیاتا اور کھل یا غلہ دیتا ہے یا وہ خوشبودار، رنگ برنگ کے پھول ہوتے ہیں جن کو دیکھ یا سونگھ کر انسان فرحت وانبساط محسوس کرتا یا نطفے اور انڈے سے انسان اور حیوانات پیدا کرتا ہے۔

۷۰. لیعنی حیوانات سے انڈے، جو مردہ کے حکم میں ہیں۔ حی اور میت کی تعبیر مومن اور کافر سے بھی کی گئی ہے، لیعنی مومن کے گھر میں مومن پیدا کردیتا ہے۔

فَالِثُ الْاِصْنَاحِ وَجَعَلَ النَّيْلَ سَكَنَّا وَّالشَّهُسَ وَالْقَمَرُحُسْبَانَا وْلِكَ تَقْدِيُرُلْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ <sup>®</sup>

ۅؘۿؙۅؘٳ؆ڹؽؙڿۼڶڷػؙۄ۠ۘٳڵؿ۠ٚٷٛۛؗؗڡڔڸؾؘۿؙؾ۫ػؙۉٳؠۿٵؚڣٛ ڟؙڵٮؾٳڵڹڔؚۜۅٙٳڵؠۼڔۣٝۊڽٲڡؘڞؖڵڹٵڵڒڸؾؚٳڸقۅؙۄ ٮۜۧؿۘڬڮٷؙؽ®

وَهُوالنِّنِيُ آفَشَاكُمُوسٌ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَسُنَقَرُّ وَمُسُنَوْدَعُ ۚ قَدُفَصَّلْنَا الْأَلْبِ لِقَوْمِ تَفْقَهُونَ ۞

97. وہ صبح کا نکالنے والا ہے (۱) اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنایا ہے (۲) اور سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے۔ (۳) یہ تھہرائی بات ہے الیی ذات کی جو کہ قادر ہے بڑے علم والی ہے۔

92. اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا، تاکہ تم ان کے ذریعہ سے خشکی (زمین) اور تری (سمندر) کے اندھیرول میں، راستہ معلوم کر سکو۔ (م) بے شک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کردیے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو خبر رکھتے ہیں۔

9A. اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو ایک شخص سے بیدا کیا پھر ایک جگہ عارضی رہنے کی (۵)

ا. اندھیرے اور روشنی کا خالق بھی وہی ہے۔ وہ رات کی تاریکی سے صبح روشن پیدا کرتا ہے جس سے ہر چیز روشن ہوجاتی ہے۔ ۲. لیعنی رات کو تاریکیوں میں بدل دیتا ہے تا کہ لوگ روشنی کی تمام مصرو فیات ترک کرکے آرام کر سکیں۔

سا بیغی دونوں کے لیے ایک حساب بھی مقدر ہے جس میں کوئی تغیر واضطراب نہیں ہوتا، بلکہ دونوں کی اپنی اپنی منزلیں ہیں، جن پر وہ گرمی اور سردی میں روال رہتے ہیں۔ جس کی بنیاد پر سردی میں دن چھوٹے اور راتیں لمجی اور گرمی میں اس کے بر عکس دن لمجھوٹی ہوجاتی ہیں۔ جس کی تفصیل سورۂ یونس: ۵، سورۂ کیسین: ۴۰ اور سورۂ اعراف: ۵۲ میں بھی بیان کی گئی ہے۔

مم. ساروں کا یہاں یہ ایک فائدہ اور مقصد بیان کیا گیا ہے، ان کے دو مقصد اور ہیں جو دوسرے مقام پر بیان کیے گئے ہیں۔ آسانوں کی زینت اور شیطانوں کی مرمت۔ رُجُوْمًا لَّلشَّ یطِیْن لیعنی شیطان آسان پر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ان پر شعلہ بن کر گرتے ہیں۔ بعض سلف کا قول ہے مَنِ اعْتَقَدَ فِیْ هٰذِهِ النَّبُحُوْمِ غَیْرُ ثَلَاثٍ، فَقَدْ أَخْطاً وَکَذَبَ یہ ان پر شعلہ بن کر گرتے ہیں۔ بعض سلف کا قول ہے مَنِ اعْتَقَدَ فِیْ هٰذِهِ النَّبُحُومِ عَیْرُ ثَلَاثٍ، فَقَدْ أَخْطاً وَکَذَبَ عَلَى اللهِ (ان تین باتوں کے علاوہ ان ساروں کے بارے میں اگر کوئی شخص کوئی اور عقیدہ رکھتا ہے تو وہ غلطی پر ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔) اس سے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ملک میں جو علم نجوم کا جرچا ہے جس میں ساروں کے ذریعے سے مستقبل کے طالت اور انسانی زندگی یا کا نئات میں ان کے اثرات بتانے کا دعوی کیا جاتا ہے، وہ بے بنیاد بھی نزریعے سے مستقبل کے طالت اور انسانی زندگی یا کا نئات میں اسے جادو ہی کا ایک شعبہ (حصہ) ہتلایا گیا ہے۔ «مَنِ اقْتَبَسَ عَلْمُ مُنَ النَّجُومُ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْوِ زَادَ مَا زَادَ» (حسنہ الألباني صحیح أبی داود: ۲۹۰۹)

a. اکثر مفسرین کے نزدیک مُسْتَقَدُّ سے رحم مادر اور مُسْتَوْدَعٌ سے صلب پدر مراد ہے۔ (فِحَ القدير، ابن کثير)

بے شک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دیے ان لوگوں کے لیے جو سمجھ لوجھ رکھتے ہیں۔

99. اور وہ ایسا ہے جس نے آسان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعے سے ہر قسم کے نبات کو نکالا<sup>(۱)</sup> پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی<sup>(۱)</sup> کہ اس سے ہم اوپر علے دانے چڑھے ہوئے نکالی <sup>(۲)</sup> اور کھجور کے درختوں سے بعنی ان کے گچھے میں سے خوشے ہیں جو نیچ کو لٹکے جاتے ہیں<sup>(۲)</sup> اور انگوروں کے باغ اور زیبون<sup>(۵)</sup> اور انار کہ بعض ایک دوسرے ایک دوسرے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں اور پچھ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں اور پچھ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں اور پچھ ایک دوسرے وہ پھلتا ہے اور اس کے پہلے کو دیکھو جب وہ بھیاں ہیں دیکھو این میں دلائل ہیں <sup>(2)</sup>

وَهُوالَّذِيُ اَنْزَلَ مِن السَّمَآءُ مَآءٌ فَا خُرْجُنَالِهِ نَهَاتَ كُلِّ شَعَ فَا خَرْجُنَامِنُهُ فَحَوْدًا تُخْرِجُ مِنْهُ حَبَّا تُتَوَاكِبًا وَمِن الغَيْل مِنْ طَلِعها فِتْوَانُ دَائِمَةٌ وَعَبَيْتٍ مِّنْ اَعْتَابٍ وَالتَّيْنُونَ وَالوُّمَّانَ مُشْتَبِها وَعَبَيْتٍ مِّنَ مُتَشَالِيةٍ أَنْظُرُ وَاللَّيْ يَتُونُ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِها وَيَغْعِهُ إِنَّ فِي دَٰلِكُورُ لَا لِيتِ لِقَوْمٍ يُنْفُمِنُونَ

ا. یہاں سے اس کی ایک اور عجیب صنعت (کاریگری) کا بیان ہورہا ہے تعنی بارش کا پانی۔ جس سے وہ ہر قتم کے در خت پیدا فرما تا ہے۔

۲. اس سے مراد وہ سبز شاخیں اور کو نبیلیں ہیں جو زمین میں دبے ہوئے دانے سے اللہ تعالیٰ زمین کے اوپر ظاہر فرماتا ہے، پھر وہ پودا یا در خت نشو ونما یاتا ہے۔

۳. لیعنی ان سبز شاخوں سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں۔ جس طرح گندم اور چاول کی بالیاں ہوتی ہیں۔ مراد یہ سب غلہ جات ہیں مثلاً جو، جوار، باجرہ، مکئ، گندم اور چاول وغیرہ۔

٣. قِنْوَانٌ قِنْوٌ کی جَمْع ہے جیسے صِنْوٌ اور صِنْوَانٌ ہے۔ مراد خوشے ہیں۔ طَلْعٌ وہ گابھا یا گیھا ہے جو کھجور کی ابتدائی شکل ہے، یہی بڑھ کر خوشہ بنتا ہے اور پھر وہ رطب کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ دَانِیَةٌ سے مراد وہ خوشے ہیں جو قریب ہوں۔ اور کچھ خوشے دور بھی ہوتے ہیں جن تک ہاتھ نہیں چہنچے۔ بطور انتنان دَانِیَةٌ کا ذکر فرمادیا ہے، مطلب ہے۔ مِنْهَا دَانِیَةٌ وَوَمِنْهَا بَعِیْدَةٌ (کَچھ خوشے قریب ہیں اور کچھ دور) بَعِیْدَةٌ مُحْدُوف ہے۔ (ثُّ القدر)

ه. جنات، زیتون اور رمان یہ سب منصوب ہیں، جن کا عطف نبات پر ہے۔ لیمنی فَأَخْرَ جْنَا بِهِ جَنَّاتٍ لیمنی بارش کے پانی سے ہم نے انگوروں کے باغات اور زیتون اور انار پیدا کیے۔

٩. لعنی بعض اوصاف میں یہ باہم طلتے جلتے ہیں اور بعض میں طلتے جلتے نہیں ہیں۔ یا ان کے پتے ایک دوسرے سے طلتے ہیں۔
 ہیں۔ پیل نہیں طلتے، یا شکل میں ایک دوسرے سے طلتے ہیں لیکن مزے اور ذاکتے میں باہم مختلف ہیں۔
 کے لعنی ندکورہ تمام چیزوں میں خالق کا نکات کے کمال قدرت اور اس کی حکمت ورحمت کے دلائل ہیں۔

ۅؘۜۻۼڵؙۉٳۑڵؿؿؙۺڗڰٲٚٵڷڿڽۜۏڂؘڶڡۜٙۿؙٛٛؗٛٛؗؗٛؗڡؙٞۏۜۘۅؙٛڵڶ ؘؽڹؙؽٙۅؘڹڹٝؾٵۣؠۼؘؽڔ؏ڶؚ۫ۯۺ۠ؽؙڶۂۅؘؾؖۼڸ؏ۜٳڮڝڡؙٛۯؽ۞۫

بَدِيْهُ السَّلْوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ أَنَّى كُلُوْنُ لَهُ وَلَنَّ وَلَوْتَكُنُ لَٰذُ صَاحِبَةٌ ۚ وَخَلَقَ كُلَّ شَكَأٌ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَقُ ۚ عَلِيْمُ ۗ ۞

ڂ۬ڸڬؙۯؙڶٮؗؗۿۯؿؙڰ۬ۊؙٝٙڒٙٳڶۿٳڷۘۘۘڒۿۅۧٚۼٙٳڮؙٛػ۠ڸۺؘؽؙ ڡؘٚٲۼؠؙٮ۠ٮؙٛۉ۠ڴٷۿؙۅؘۼڶٷؚڛۧؿؘؿٝٷڲؠڬڽٛ۞

لَاثُكْ رِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَيْكُ رِكُ الْاَبْصَارَ

ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

•• الو لو گوں نے شیاطین کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالا نکہ ان لو گوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور ان لو گوں نے اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیال بلاسند تراش رکھی ہیں اوروہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جو یہ کرتے ہیں۔

1• ال وہ آسانوں اور زمین کا موجد ہے، اللہ تعالیٰ کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے حالا نکہ اس کے کوئی بیوی تو ہے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا<sup>(1)</sup> اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

1• لکت نہیں، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، تو تم اس کی عبادت کو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔

**۱۰۳** اس کو تو کسی کی نگاه محیط نهیس هو سکتی <sup>(۲)</sup> اور وه سب

وَهُوَاللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْ

قَکْ جَاءَكُوْبَصَآ إِلَّرُمِنْ تَاتِّكُوُّفَعُنُ اَبْفَكَرَ فَلِنَشِّيهُ ۚ وَمَنُ عَمِى فَعَلَيْهُا وُمَا اَنَاعَلَيْكُو يَحَفِيْظٍ ۞

ۅؘػٮ۬ٳڮۮؙٮٚڝڗٷاڵٳڸؾؚ ۅٙڸيڠؙۅٝڵٷٳۮڗڛٛػ ۅؘڸؽؙؠۣۜؾٮؘٷڸقۅؗمۣۨؖڠڬؠٷؙؽ®

ٳؾۜؠۼ۫ۘؠۧٵٞٲۏٛؿٵؘؚڲؽػڝڽؙڗۜڽڬٙڒۧٳڵۿٳڵڒۿؙۅۧ ۅؘڵۼٛڔڞؙۼڹڶڰؙۺٛڔڮؽڹ۞

وَلُوْشَاءُ اللَّهُ مَا آشَرَكُوْا وَمَاجَعَلُنكَ

نگاہوں کو محیط ہوجاتا ہے اور وہی بڑاباریک بین باخبر ہے۔

۱۹۳۰ اب بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب
سے حق کے دلائل بہنچ چکے ہیں سو جو شخص دیکھ لے
گا وہ اپنا فائدہ کرے گا اور جو شخص اندھا رہے گا وہ اپنا
نقصان کرے گا،(۱) اور میں تمہارا نگران نہیں ہوں۔(۲)

4.1. اور ہم اس طور پر دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تاکہ یہ یول کہیں کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہے (۳) اور تاکہ ہم اس کو دانشمندوں کے لیے خوب ظاہر کردیں۔

۱۰۱. آپ خود اس طریق پر چلتے رہیے جس کی وحی آپ کے رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور مشرکین کی طرف خیال نہ کیجے۔

١٠٠٨. اور اگر الله تعالى كو منظور ہوتا تو يه شرك نه

عَلَيْهُوْمُحَفِيُظًا ۚ وَمَّا أَنْتَ عَلَيْهِمُ بِوَكِيْلٍ<sup>©</sup>

ۅؘۘڵڗۺۜٮؙؿؙٳٳڷڹؽؽڽٙؽڬٷٛڹ؈ٛۮؙۏڽؚٳٮڵؾۏؽٙۺؙۺؖ۠ٳ ٳ۩ٚؠٷۮؙٷٳڽۼٙؽڔڡڷۅڰڶٳڮڎؽۜؾٚٳڮ۠ڴؚڷٳ۠ڡؖڐ ۼؠػۿٷڗؿؖٳڶڶڗؾۣڥؚڡٛڰۯؙڿۣٷۿڞؘؽؙۺۣٮؙؙۿؙڎؠؠٵ ڰٵٷٳۼؿؙڵڎڹ۞

وَٱقْسَمُوْ الِاللهِ جَهُلا اَيْمَا نِهِمْ لَيْنُ جَآءُ ثُهُمُّو اليَّهُۗ لَيُوۡمِنُنَ بِهَا قُلُ إِنَّمَا الْأَلِيْتُ عِنْدَاللهِ وَمَا يُشْعِرُكُمُ اَنَّهَا إِذَا جَآءَتُ لا يُؤْمِنُونَ ۞

کرتے (۱) اور ہم نے آپ کو ان کا نگران نہیں بنایا۔ اور نہ آپ ان پر مختار ہیں۔ (۲)

١٠٨ اور گالی مت دو ان کو جن کی په لوگ الله تعالی کو چپور کرعبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ جہالت کے باعث صد سے گزر کر الله تعالیٰ کی شان میں گتاخی کریں گ<sup>(۲)</sup> ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے۔ پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے سو وہ ان کو بتلادے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔

1•9. اور ان لوگوں نے قسموں میں بڑا زور لگاکر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ (۳) اگران کے پاس کوئی نشانی آجائے (۵) تو وہ ضرور ہی اس پر ایمان لے آئیں گے، آپ کہہ دیجیے کہ نشانیاں سب اللہ کے قبضے میں ہیں (۱) اور

ا. اس تکتے کی وضاحت پہلے کی جاچکی ہے کہ اللہ کی مشیت اور چیز ہے اور اس کی رضا اور، اس کی رضا تو اس میں ہے کہ اس کے ساتھ شرک نہ کیاجائے۔ تاہم اس نے اس پر انسانوں کو مجبور نہیں کیا کیونکہ جبر کی صورت میں انسان کی آزمائش نہ ہوتئ، ورنہ اللہ تعالیٰ کے پاس تو ایسے افتیارات ہیں کہ وہ چاہے تو کوئی انسان شرک کرنے پر قادر ہی نہ ہوسکے۔ (دید دیکھے سورۂ بٹرہ آیت: ۱۳۵ اور سورۃ الانعام آیت: ۲۵ کا عاشیہ)

۲. یہ مضمون بھی قرآن مجید میں متعدد جگہ بیان کیا گیا ہے۔ مقصد نبی طَالِقَیْکُم کی داعیانہ چیثیت کی وضاحت ہے جو منصب رسالت کا نقاضا ہے اور آپ صرف ای حد تک مکلف تنے۔ اس سے زیادہ آپ کے پاس اگر اختیارات ہوتے تو آپ اپنے محن چچا ابو طالب کو ضرور مسلمان کر لیتے، جن کے قبول اسلام کی آپ شدید خواہش رکھتے تھے۔

سا. یہ سد ذریعہ کے اس اصول پر بنی ہے کہ اگر ایک مباح کام، اس سے بھی زیادہ بڑی خرابی کا سبب بنتا ہو تو وہاں اس مباح کام کا ترک رائے اور بہتر ہے۔ اسی طرح نبی مُنَا اللَّهُ اللَّهُ فَعَمْ فَرِمایا ہے کہ تم کسی کے مال باپ کو گالی مت دو کہ اس طرح تم خود اپنے والدین کے لیے گالی کا سبب بن جاؤگے (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الکبائر واکبرها) امام شوکانی کستے ہیں یہ آیت سد ذرائع کے لیے اصل اصیل ہے۔ (فُح القدی)

٣. جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ، أَيْ: حَلَفُوْا أَيْمَانًا مُؤَكَّدَةً. برى تاكيد سے قسميس كاكس-

۵. لیعنی کوئی بڑا معجزہ جو ان کی خواہش کے مطابق ہو، جیسے عصائے موٹی علیہﷺ، احیائے موتی اور ناقۂ شمود وغیرہ جیسا۔ ۲. ان کا یہ مطالبۂ خرق عادت تعنت وعناد کے طور پر ہے، طلب ہدایت کی نیت سے نہیں ہے۔ تاہم ان نشانیوں کا ظہور تم کو اس کی کیا خبر کہ وہ نشانیاں جس وقت آجائیں گی یہ لوگ تب بھی ایمان نہ لائیں گے۔

• 11. اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے (() اورہم ان کو ان کی سرشی میں جیران رہنے دیں گے۔ اللہ اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے (۲) اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے موجودات کو ان کے پاس ان کی آئھوں کے روبرو لاکر موجودات کو ان کے پاس ان کی آئھوں کے روبرو لاکر جمع کردیتے (۳) تب بھی یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لاتے ہاں اگر اللہ ہی چاہے تو اور بات ہے لیکن ان میں زیادہ لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔ (۵)

ٷؙڡٞؾٚڮٵڣٟ۫ٙ۫ٙ۫ۛؗػؾٷۿٷٵڹڞٵۿ۠ۿؙػػٵڶۄؙؽؙٷؙڡٷٛٳ ڽؚ؋ٙٵۊۜڶؘ؆ۜۛۊۊٷؘڬۮڒؙۿؙۿڔ۬ؽؙڟؙۼؙؽٳڹۣۿؚۿ ڽڠؙٮۿٷڹ۞۫۞۫

ۉۘڶٷٲؽۜٮ۬ٵؘٮۘ۬ڒٛٞڶؽؖٵٳڷؽۿٟۄؙؗۯٳڵؠڵڸٟ۪ۘػۜۛڎٙۉػڰؠۿؙۄؙ ٳڵؠؠۅؙؿ۬ۅػۺۯٵۼؽڣؚۮڴڷۺٛڴ۫ۺؙڸڰ؆ڰٵٮؗٷٳ ڸؽؙٷؙڝؚٷٛٳٳڷٚڰٲڽؙؾۜؿٵٙٵٮڶڎٷڶڮڹۜٵڬؿڒۿؙۮ ؿۼۿۮؙؽ۞

تمام تر الله کے اختیار میں ہے، وہ چاہے تو ان کا مطالبہ پورا کردے۔ بعض مرسل روایات میں ہے کہ کفار مکہ نے مطالبہ کیا تھا کہ صفا پہاڑ سونے کا بنادیا جائے تو وہ ایمان لے آئیں گے، جس پر جبریل علیہ ایک آکر کہا کہ اگر اس کے بعد بھی یہ ایمان نہ لائے تو پھر انہیں ہلاک کردیا جائے گا، نبی سَکَایُّیْکِمْ نے پیند نہیں فرمایا۔ (این کیش)

ا. اس كا مطلب ہے كہ جب پہلى مرتبہ ايمان نہيں لائے تو اس كا وبال ان پر اس طرح پڑا كہ آئندہ تبحى ان كے ايمان لانے كا امكان ختم ہوگيا۔ دلول اور نگاہول كو پھيردينے كا يہ مفہوم ہے۔ (ابن عير)

۲. جیسا کہ وہ بار بار اس کا مطالبہ ہمارے پیفیر سے کرتے ہیں۔

اور وہ حضرت محمد رسول الله صَلَاقَائِم كَا رسالت كى تصديق كرديتے۔

مل، دوسرا مفہوم اس کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو نشانیاں وہ طلب کرتے ہیں، وہ سب ان کے روبرو پیش کر دیتے۔ اور ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہر چیز بھے ہوکر گروہ در گروہ یہ گواہی دے کہ پیغیروں کا سلسلہ برحق ہے تو ان تمام نشانیوں اور مطالبوں کے پورا کر دینے کے باوجود یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ گر جس کو اللہ چاہ، اسی مفہوم کی یہ آیت بھی ہے ﴿ إِنَّ الْكَوْمَنُ مُكُنَّ مُكُونِ مُكُونِ الْمُونُ الْمُونُ الْمُونِ الْمُحَلِّ الْمُونِ مُكِلِّ اللهُ اللهُ

۵. اور یہ جہالت کی باتیں ہی ان کے اور حق قبول کرنے کے در میان حاکل ہیں۔ اگر جہالت کا پردہ اٹھ جائے تو شاید حق اکلی سمجھ میں آجائے اور پھر اللہ کی مشیت سے حق کو اپنا بھی لیں۔

وَكَنَالِكَ جَعَلْنَالِكُلِّ نَبِيِّ عَدُّوَاشَيْطِيْنَ الْرِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْجِىُ بَعْضْهُمُ الْكَبَّضِ نُخُوْفَ الْقَوْلِ خُنُوْرًا وَلَوْشَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَكُوْهُ فَنَارُهُمُ وَمَايَفُ تَرُوْنَ

> ۅؘڵؾۜڞؙۼٛۜ؞ٳڵؽٵڣۣٛؽؖٲڷڒؽؽڵڒؽؙۅؙڡٮؙۅ۠ؽ ڽٲڵڿؚڗۊؚۅؘڵێڒۣڞۘۅ۠ٷۅڸؽڡؙٞڗۜڔڡٛ۫ۅ۠ٳڝٲۿؙۄؙ ۺ۠ڠڔۜٷؙۣؽ۞

اَفَغَيْرَاللهِ اَلْبَتِغِيْ حَكَمًا وَّهُواللَّهِ فَٱنْزَلَ اِلنَّيْلُوْالكِيْبَ مُفَصَّلَا وَالَّذِيْنَ اتَيْنُهُو الكِنْبَ يَعْلَمُونَ اَنَّهُ مُنَزَّلُ صِّنَ تَرَّبِكَ بِالْمُوِّ فَلَا تَكُونُنَّ مِنَ الْمُمُثَرِيْنَ ۞

ہورہا ہے، اسی حساب سے لوگ شیطانی جال میں کھنس رہے ہیں۔

111. اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کیے سے گھ آدمی اور کچھ جن، (۱) جن میں سے بعض بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے سے بعض بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے ہیا تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں (۲) اور اگر اللہ تعالیٰ چپاتا تو یہ ایسے کام نہ کر سکتے (۳) سو ان لوگوں کو اور جو پچھ یہ افتراء پردازی کررہے ہیں اس کو آپ رہنے دیجیے۔ ساال اور تاکہ اس کی طرف ان لوگوں کے قلوب مائل ہوجائیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور تاکہ اس کو پند کرلیں اور تاکہ مرتکب ہوجائیں ان امور کے جن کے وہ مرتکب ہوجائیں ان امور کے جن کے وہ مرتکب ہوجائیں ان امور کے جن

۱۱۳ و کیا میں اللہ کے سواکسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں؟! حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک کتاب کامل تمہارے پاس بھیج دی ہے، اس کے مضامین خوب صاف بیان کیے گئے ہیں اور جن لوگوں کو ہم نے

ا. یہ وہی بات ہے جو مختف انداز میں رسول اللہ عَلَیْقیَم کی تسلی کے لیے فرمائی گئی ہے کہ آپ سے پہلے جینے بھی انبیاء گزرے، ان کی سمکنیب کی گئی، انہیں ایذائیں دی گئیں وغیرہ وغیرہ مقصد یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے صبر اور حوصلے کام لیا، آپ بھی ان دشمنان حق کے مقابلے میں صبر واستقامت کا مظاہرہ فرمائیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان کے پیروکار جوّل میں سے بھی بیں اور انسانوں میں سے بھی۔ اور یہ وہ بیں جو دونوں گروہوں میں سے سرکش، باغی اور متئبر قسم کے بیں۔ بی وَحْق میں سے سرکش، باغی اور متئبر قسم کے بیں۔ بی وَحْق میں انسانوں اور جوّل کو گمراہ کرنے کے لیے ایک دوسرے کو چالبازیاں اور حیلے سکھاتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو دھوکے اور فریب میں مبتلا کر سکیں۔ یہ بات عام مشاہدے میں بھی آئی ہے کہ شیطانی کاموں میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھ خوب بڑھ چڑھ کر تعاون کرتے ہیں جس کی وجہ سے برائی بہت جلدی فروغ پاجاتی ہے۔ سب یعنی اللہ تعالیٰ تو ان شیطانی جو اس نے اپنی مشیت کے تحت اختیار کیا ہے، جس کی حکستیں وہ بہتر جانتا ہے۔ سل یعنی شیطانی وساوس کا شکار وہی لوگ ہوتے ہیں اور وہی اسے لیند کرتے اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں جو آخرت کی ایمان نہیں رکھے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جس صاب سے لوگوں کے اندر عقیدہ آخرت کے بارے میں ضعف پیدا کر ایمان نہیں رکھے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جس صاب سے لوگوں کے اندر عقیدہ آخرت کے بارے میں ضعف پیدا

کتاب دی ہے وہ اس بات کو یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ جھیجی گئی ہے، سو آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔(۱) ماللہ اور آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے،(۱) اس کے کلام کو کوئی بدلنے والا نہیں(۱) اور وہ خوب سنے والا، خوب جاننے والا ہے۔(۱) کہیں آ اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہا مانے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کردیں وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں۔(۵)

وَتَمَّتُ كِلمَتُ رَبِّكَ صِلْقًا وَعَلْلاً لاَمُبَدِّلَ لِكُمِيِّلَ لِكُمْبَدِّلَ الْكِلْمِيَةِ الْعَلِيْمُ

ۅؘٳؽڗؙڟ۪ۼٛٵڬٛڗٞۄڡؘؽ؈ؚٛٳڶٲۯڝٛؽۻؚڷ۠ۊڬٸڽؙ ڛؚؽڸٳڶڵٶٵؚڽٛؾۜؿۧۑۼؙۅ۫ؽٳڵۜٙۘڵٵڟٞؾؘۜۅٙٳؽؙۿؙۄۛ ٳڵڒۼؘؿؙڞؙۏؽؖ®

ا. آپ کو خطاب کرکے دراصل امت کو تعلیم دی جارہی ہے۔

۲. اخبار وواقعات کے لحاظ سے سچا ہے اور احکام ومسائل کے اعتبار سے عادل ہے بعنی اس کا ہر امر اور نہی عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ کیونکہ اس نے انہی باتوں کا حکم دیا ہے جن میں انسانوں کا فائدہ ہے اور انہی چیزوں سے روکا ہے جن میں نقصان اور فساد ہے۔ گو انسان اپنی نادانی یا اغوائے شیطانی کی وجہ سے اس حقیقت کو نہ سمجھ سکیں۔
 ۱۳. یعنی کوئی ایسا نہیں جو رب کے کسی حکم میں تبریلی کردے، کیونکہ اس سے بڑھ کرکوئی طاقتور نہیں۔
 ۱۳. یعنی بندوں کے اقوال سننے والا اور انگی ایک ایک حرکت وادا کو جاننے والا ہے اور وہ اس کے مطابق ہر ایک کو جزاء دے گا۔

الله المعنی بندوں کے اقوال سننے والا اور انکی ایک ایک حرکت وادا کو جاننے والا ہے اور وہ اس کے مطابق ہر ایک کو جزاء دے گا۔

3. قرآن کی اس بیان کردہ حقیقت کا بھی واقعے کے طور پر ہر دور میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا ﴿وَمَمَّ اَکْتُوالنّا اِس وَلَوْتُحَرِّضُتَ بِبُوْمِونِیْنَ ﴾ ( بیسف: ۱۳۰) (اور آپ کی خواہش کے باوجود اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں)۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق وصدافت کے راستے پر چلنے والے لوگ بمیشہ تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ جس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حق وباطل کا معیار، دلائل وبراہین ہیں، لوگوں کی اکثریت واقلیت نہیں۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ جس بات کو اکثریت نے اختیار کیا ہوا ہو وہ حق ہو، اور اقلیت میں رہنے والے باطل پر ہوں۔ بلکہ فہ کورہ حقیقت قرآن کی روسے یہ زیادہ ممکن ہے کہ اہل حق تعداد کے لحاظ سے اقلیت میں ہوں اور اہل باطل اکثریت میں۔ جس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی منافیق نے فرمایا ہے کہ میری امت ساکے فرقوں میں بٹ جائے گی، جن میں اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی منافیق نے فرمایا ہے کہ میری امت ساک فرقوں میں بٹ جائے گی، جن میں علیہ سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا، باقی سب جہنی۔ اور اس جنتی فرقے کی نشانی آپ سکا اللہ شرح السنة: ۱۹۲۹۔ تر مذی، عکیبُ والا ہوگا) (أبو داود کتاب السنة، باب شرح السنة: ۱۹۲۹۔ تر مذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق ہذہ الأمة وقد حسنه النرمذي فی بعض النسخ واقوہ الالبانی فی الطحاویة، حدیث: ۱۲۲)

ٳڽۜڒؾڮۿؙۅؘٲۼڷۯؙڡٛؽؘؾۻڷ۠ۼۛؽۛڛۑؙؽڸ؋ۧٷۿۅؘ ڵۼؙڰۯ۠ڽٳڵڰۿؾۜۑؽؘ۞

فَكُوُامِمَّا ذُكِرَاسُوُاللهِ عَلَيْهِ إِنُ كُنْتُو بِالنِّتِهِ مُؤْمِينَينَ ۞

وَمَالَكُوُ اَلاَتُأَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَاسُو اللهِ عَلَيْهِ وَقَلُ فَصَّلَ لَكُوْمًا حَوَّمَ عَلَيْكُوْ الامَااضُطُورُنُتُو الِيَهِ وَانَّ كَثِّ يُرَاليَّضُنُّونَ بِالْهُوْآنِهِ هُو يَخَيْرِ عِلْهِ "إِنَّ رَبِّكَ هُوَاعْلَوُ بِالْهُوْتَكِيْنِينَ عِلْهِ "إِنَّ رَبِّكَ هُوَاعْلَوُ بِالْهُوْتَكِينِينَ

وَذَرُوْاظَاهِمَ الْاِنْثِهِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْمِبُونَ الْوِنْعُ سَيُجْزَوُنَ بِمَا كَانُوا يُقْتَرِوْوْنَ⊙

112. بالیقین آپ کا رب ان کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بے راہ ہوجاتے ہیں۔ اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ پر چلتے ہیں۔

ہے جو اس کی راہ پر چلتے ہیں۔

11۸ سو جس جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اس میں

119 سے کھاؤ۔ اگر تم اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہو۔

119 دور آخر کیا وجہ ہے کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالا نکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتادی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے،

مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑجائے تو حلال ہے،

وار یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی اپنے خیالات پر بلاکسی سند کے گمراہ کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

الم بھی چھوڑدو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑدو اور باطنی گناہ کو بھی جھوڑدو اور باطنی گناہ کو بھی حجھوڑدو اور باطنی گناہ کو بھی حجھوڑدو۔

ا. یعنی جس جانور پر شکار کرتے وقت یا ذرج یا نحر کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے اسے کھالو بشر طیکہ وہ ان جانوروں میں سے ہوں جن کا کھانا مباح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس جانور پر عمراً ان موقعوں پر اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ حلال طیب نہیں البتہ اس سے الیمی صورت مشتلی ہے کہ جس میں یہ التباس ہو کہ ذرج کے وقت ذرج کرنے والے نے اللہ کا نام لیا یا نہیں؟ اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ کا نام لے کر اسے کھالو۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ وُلُنْجُانے نے رسول اللہ طَلَیْ اللہ عَلَیْ اللہ عَلَیْ اللہ عَلَیْ اللہ عَلَیْ اللہ عَلیْ اللہ کا نام لیا یا اللہ عَلیْ اللہ کا نام لیا یا اللہ عالی اللہ کا نام لیا یا اللہ یہ اللہ یہ میں الب اللہ کا نام لیا کہ کہ اللہ کا نام کے کہ اللہ کو عالم ہوجائے گا۔ اس سے زیادہ سے زیادہ یہ خابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی منڈیوں اور دکانوں پر طف والا گوشت علال ہے۔ ہاں اگر کسی کو وہم اور التباس ہوتو وہ کھاتے وقت ہم اللہ پڑھ لے۔

۲. جس کی تفصیل اسی سورت میں آگے آرہی ہے، اس کے علاوہ بھی اور سورتوں نیز احادیث میں محرمات کی تفصیل بیان کردی گئی ہے۔ ان کے علاوہ باقی حلال ہیں اور حرام جانور بھی عند الاضطرار سد رمق کی حد تک جائز ہیں۔

ۅٙڒؾٲٛػ۠ۏ۠ٳڝ؆ٙڷۄؙۑٛ۠ڬۯؚٳۺؙۘۘؗؗۄ۠ڶۺؗۅۘۼڲؽۅۅٙٳؾؖۿ ڶڣٮؙۘؿٞٷٳۜڷؘڶۺؽڶڟؚؽؽؘڶؽٷ۫ڞؙؽٳڶٙٲۅؙڸؾۿۿ ڸؽؙۻٳۮڶٷؙػ۫ٷۅٳڽٛٵڟڡ۫ؾؙٷۿ۫ۮٳڷڰؙۄؙؙڶۺٛۯۣڴؙۏۛڽؖ

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَخْيَدُيْنُهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُوْمًا يَّتُشِى بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنُ مَّتَلُهُ فِي الطَّلْمُتِ لَيْسُ خِنَارِجٍ مِّنْهَا كَذَالِكَ نُتِيّى لِلْكُلْفِيٰ الْثِنَ مَا كَانُوْ ايْفَكُونُونَ

ٷػٮ۬ٳڬ جَعَلُمَافِ كُلِّ قَرْكَةٍ ٱكْبِرَمُ حِرِمِيْهَا لِيَمُكُونُوا فِيْهَا وُمَا يَمُكُونُ الِّلَا بِأَنْشِيهِمْ

171. اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کانام نہ لیاگیا ہو اور یہ کام نافرمانی کا ہے (۱) اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں ڈالتے ہیں تاکہ یہ تم سے جدال کریں (۲) اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہوجاؤگ۔

171. ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کردیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھر تا ہے۔ کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے؟ جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔ (") اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال خوش نما معلوم ہوا کرتے ہیں۔ ملاح کافروں کو ان کے اعمال خوش نما معلوم ہوا کرتے ہیں۔ 170 اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تاکہ وہ لوگ وہاں

ا. یعنی عمداً اللہ کا نام جس جانور پر نہ لیاگیا، اس کا کھانا فسق اور ناجائز ہے۔ حضرت ابن عباس وٹالٹھٹ نے اس کے یہی معنی بیان کیے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جبول جانے والے کو فاسق نہیں کہاجاتا " اور امام بخاری کا رجحان بھی یہی ہے اور یہی احناف کا مسلک ہے تاہم امام شافعی کا مسلک ہے جانہ کہ مسلمان کا ذبیحہ دونوں صور توں میں حلال ہے چاہے وہ اللہ کا نام لے یا عمداً چھوڑدے اور وہ وَ إِنَّهُ لَفِسْتٌ کو غیراللہ کے نام پر ذبح کیے گئے جانور سے متعلق قرار دیتے ہیں۔

۲. شیطان نے اپنے ساتھوں کے ذریعے سے یہ بات پھیلائی کہ یہ مسلمان اللہ کے ذرج کیے ہوئے جانور (لیعنی مردہ)

کو تو حرام اور اپنے ہاتھ سے ذرج شدہ کو حلال قرار دیتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کو ماننے والے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان اور اس کے دوستوں کے وسوسوں کے پیھے مت لگو، جوجانور مردہ ہے لینی بغیر ذرج کیے
مرگیا (سوائے سمندری بیتہ کے کہ وہ حلال ہے) اس پر چونکہ اللہ کا نام نہیں لیا گیا، اس لیے اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔
سلا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافر کو میت (مردہ) اور مومن کوحی (زندہ) قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ کافر کفر
وضلالت کی تاریکیوں میں بھٹاتا پھر تا ہے اور اس سے نکل ہی نہیں پاتا جس کا نتیجہ ہلاکت وبربادی ہے اور مومن
کے دل کو اللہ تعالیٰ ایمان کے ذریعے سے زندہ فرمادیتا ہے جس سے زندگی کی راہیں اس کے لیے روشن ہوجاتی ہیں
اور وہ ایمان وہدایت کے راستے پر گامزن ہوجاتا ہے، جس کا نتیجہ کامیابی وکامر انی ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جو حسب
ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ ﴿اَللٰهُ وَلِیُ النَّوْرِ فِقَالُورُ فِقَالُورُ السِّمِیْجُ ہُلُوالُورِ السِّمِیْجُ ہُلُورُ السِّمِیْجُ ہُورُ السِّمِیْجُ ہُلُورُ السِّمِیْجُ ہُلُورِ السَّمِیْجُ ہُمُ الطَّمُورُ وَالسِّمِیْجُ ہُلُورُ السُّمِیْدِ وَالسِّمِیْجُ ہُلُورُ الْکُورُ الْکُورُورُ ﴿ وَالْمِیْدِ وَالسِّمِیْجُ ہُلُورُ الْکُرُورُ الْمُورُورُ وَالسِّمِیْجُ ہُلُورُ الْکُورُ الْکُورُ \* وَالْمُعْدَلِی الْکُورُ الْکُرُورُ \* وَالْمِیْتُ وَلُورُ الْکُورُ \* وَالْمَیْمُورُ وَالسِّمِیْدِ وَالسِّمِیْمُ وَالْکُورُ الْکُورُ \* وَالْمُعْدَلُولُ الْکُورُ وَالسِّمِیْمُ وَالْکُورُ الْکُورُ وَالسِّمِیْمِیْدِ وَالسِّمِیْدِ وَالْکُورُ الْکُورُ وَالْکُورُ \* وَالْمُیْکُورِ الْکُورُ وَالسِّمِیْدِ وَالْکُورُ وَالْکُمُیْدِ وَالْمُیْکُور السِّمِیْدُ وَ وَالْمُورُ وَالْکُمُیْکُورُ الْکُورُ وَالْکُمُیْدُ وَالْکُمُیْکُور وَالْکُمُورِ الْکُمُورُ وَالْکُمُورِ الْکُمُورُ الْکُورُ وَالْکُمُورِ وَالْکُمُورِ وَالْکُمُورُورُ وَلُورُ ال

## وَمَايَشُعُرُونَ@

وَاِذَاجَاءَ تُهُمُ اٰكِةٌ قَالُوالَىٰ تُؤُمِنَ حَثَى نُؤُنَى مِثْلَ مَاَاُوْقِ رَسُٰلُ اللَّهِ اَللَّهُ اَعْلَوْحَيُثُ يَجُعَلُ رِسَالَتَهُ شَيُصِيْبُ الَّذِينَ اَجْرَمُوُ اصَفَاكُونَنَ اللهِ وَعَذَاكِ شَدِينًا كَانُولَا كَانُولَا مَكُوُونَ ﴿

فَكُنْ يُّرِدِ اللهُ آنَ يُهُدِينَ فَيَشُرَحُ صَدُرَةُ لِلْإِسْكُلُو ۗ وَمَنْ يُرُدُ آنَ يُضِلَّهُ يَجُعَلْ صَدُرَة ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّهَا يَصَعَدُنْ فِي السَّمَا ۗ عُكَالِكَ يَجُعُلُ اللهُ الرِّجُسَ عَلَى الَّذِينَ لاَ يُؤْونُونَ ۞

فریب کریں۔(۱) اور وہ لوگ اپنے ہی ساتھ فریب کررہے ہیں اور ان کو ذرا خبر نہیں۔(۲)

۱۲۳ اور جب ان کو کوئی آیت پہنچی ہے تو یوں کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کو بھی الی ہی چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے، (۳) اس موقع کو تو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی پیغمبری رکھے؟ (۴) عنقریب ان لوگوں کو جنہوں نے جرم کیا ہے اللہ کے پاس پہنچ کر ذات پہنچ گی اور ان کی شرارتوں کے مقابلے میں سزائے سخت۔

۱۲۵. سو جس شخص کو اللہ تعالی راستے پر ڈالنا چاہے اس کے سینے کو اسلام کے لیے کشادہ کردیتا ہے اور جس کو بہت نگ کردیتا ہے داہ رکھنا چاہے اس کے سینے کو بہت نگ کردیتا ہے جیسے کوئی آسان میں چڑھتا ہے، (۵) اس طرح اللہ تعالی ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کردیتا ہے۔ (۱)

ا. أَكَابِرَ، أَكْبُو كَى جَع ہے، مراد كافرول اور فاستوں كے سرغنے اور كھڑ بينچ ہيں كيونكہ يہى انبياء اور داعيان حق كى مخالفت ميں پيش بيش ہوتے ہيں اور عام لوگ تو صرف ان كے بيچھ لگنے والے ہوتے ہيں، اس ليے ان كا بطور خاص ذكر كيا ہے۔ علاوہ ازيں اليے لوگ عام طور پر دنياوى دولت اور خاندانى وجاہت كے اعتبار سے بھى نماياں ہوتے ہيں، اس ليے مخالفت حق ميں بھى ممتاز ہوتے ہيں۔ (يہى مضمون سورہُ ساكى آيات: ٣١ تا ٣٣ سورہُ زخرف: ٣٢ سورہُ نوح: ٢٢ وغيرها ميں بھى بيان كيا گيا ہے)۔ ٢٠ يعنى ان كى اين شرارت كا وبال اور اى طرح ان كے بيچھ لگنے والے لوگوں كا وبال انہى پر پڑے گا۔ (مزيد ديكھيے سورہُ عنكبوت: ٣١- سورہُ نحل: ٢٥)

٣. ليغى ان كے پاس بھى فرضة وحى لے كر آئيں اور ان كے سرول پر بھى نبوت ورسالت كا تاج ركھا جائے۔
٨. ليغى يہ فيصلہ كرنا كہ كس كو نبى بنايا جائے؟ يہ تو اللہ ہى كاكام ہے كيونكہ وہى ہر بات كى حكمت ومصلحت كو جانتا ہے اور
اسے ہى معلوم ہے كہ كون اس منصب كا اہل ہے؟ مكہ كا كوئى چودھرى ورئيس يا جناب عبد اللہ وحضرت آمنہ كا دريتيم؟
٥. ليغى جس طرح زور لگاكر آسان پر چڑھنا ممكن نہيں ہے، اسى طرح جس شخص كے سينے كو اللہ تعالى تنگ كردے اس
ميں توحيد اور ايمان كا داخلہ ممكن نہيں ہے۔ الا يہ كہ اللہ تعالى ہى اس كا سينہ اس كے ليے كھول دے۔
٢. ليغى جس طرح سنہ تنگ كرديتا ہے اسى طرح رجس ميں مبتلا كرديتا ہے۔ رجس ہے مراد پليدى باعذاب باشطان كا تسلط ہے۔
٢. اينى جس طرح سنہ تنگ كرديتا ہے اسى طرح رجس ہے مراد پليدى باعذاب باشطان كا تسلط ہے۔

وَهٰذَاصِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِقَيْمًا ۚ قُتُ فَصَّلُنَا الْايْتِ لِقَوْمِ يَّنَّكُرُونَ ۞

لَهُوۡدَارُالسَّـٰ لِمِعِنْنَ رَبِّهِدُوَهُوَ وَلِيُّهُمۡ بِمَا كَانُوْ اِيعۡمُلُوْنَ۞

وَيَوْمَرَ يَحْشُدُوهُ مَ جَمِيعًا الْمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكُنْتُوْنُمُ مِّنَ الْوُنْسُ وَقَالَ اَوْلِيَّ هُمْ مِّنَ الْدِنْسِ رَبِّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضَكَا بِمَعْضَ وَبَلِغُنَا آجَلَنَا الَّذِي ثَى اَجَلْتَ لَنَا "قَالَ النَّا اَرْمَتُولِكُمْ خلدينَ وَيُعَلِّلُ الرَّمَا شَاءَ اللهُ النَّ وَتَبِكَ حَكِيمُ عَلَيْمُ اللهَ عَلَيْمُ اللهَ عَلِيمُ عَلِيمُون عَلِيمُونَ

171. اور یہی تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کردیا۔

112. ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے ان کے اعمال کی وجہ ہے۔

۱۲۸. اور جس روز الله تعالی تمام خلائق کو جمع کرے گا، (کمچ گا) اے جنات کی جماعت! تم نے انسانوں میں سے بہت سے اپنالیے(\*) جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پر ورد گار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا(\*) اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آ پہنچ جو تو نے ہمارے لیے معین فرمائی،(\*) الله فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ الله فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ

ا. یعنی جس طرح دنیا میں اہل ایمان کفر وضلالت کے کج راستوں سے خ کر ایمان وہدایت کی صراط متنقیم پر گامزن رہے، اب آخرت میں بھی ان کے لیے سلامتی کا گھر ہے اور اللہ تعالی بھی ان کا، ان کے نیک عملوں کی وجہ سے دوست اور کارساز ہے۔

۲. یعنی انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو تم نے گمراہ کرکے اپنا پیرو کار بنالیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ کیسین میں فرمایا: "اے بنی آدم! کیا میں نے تمہیں خبردار نہیں کردیا تھا کہ تم شیطان کی بوجا مت کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ تم شیطان نے تمہاری ایک بہت بڑی تعداد کو گمراہ کردیا ہے کیا تم نہیں سیھے؟" (یسین: ۲۰-۲۱)

سا جنوں اور انسانوں نے ایک دوسرے سے کیا فائدہ حاصل کیا؟ اس کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ جنوں کا انسانوں سے فائدہ اٹھانا ان کو اپنا پیرہ کار بناکر ان سے تلذذ حاصل کرنا ہے اور انسانوں کا جنوں سے فائدہ اٹھانا یہ ہے کہ شیطانوں نے گناہوں کو ان کے لیے خوبصورت بنا دیا جے انہوں نے قبول کیا اور گناہوں کی لذت میں تھنسے رہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ انسان ان غیبی خبروں کی تصدیق کرتے رہے جو شیاطین وجنات کی طرف سے کہانت کے طور پر پھیلائی جاتی ہے کہ انسان ان غیبی خبروں کی تصدیق کرتے رہے جو شیاطین وجنات کی طرف سے کہانت کے طور پر پھیلائی جاتی تھیں۔ یہ گویا جنات نے انسانوں کو بے وقوف بناکر فائدہ اٹھایا اور انسانوں کا فائدہ اٹھانا یہ ہے کہ انسان جنات کی بیان کردہ جھوٹی یا انگل پچو باتوں سے لطف اندوز ہوتے اور کاہن قتم کے لوگ ان سے دنیاوی مفادات حاصل کرتے رہے۔ کردہ جھوٹی یا انگل پچو باتوں سے لطف اندوز ہوتے اور کاہن قتم کے لوگ ان سے دنیاوی مفادات حاصل کرتے رہے۔ کم ایکن قیامت واقع ہوگئ جے ہم دنیا میں نہیں مانتے تھے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالی فرمائے گا کہ اب جہنم تمہارا دائی ٹھکانہ ہے۔

رہوگے، ہاں اگر اللہ ہی کو منظور ہوتو دوسری بات ہے۔(۱)
بے شک آپ کا رب بڑی حکمت والا، بڑا علم والا ہے۔

179. اور اسی طرح ہم بعض کفار کو بعض کے قریب
رکھیں گے ان کے اعمال کے سبب۔(۱)

• 10 اے جنات اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی پیغیر نہیں آئے تھے، (" جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیے؟ وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں اور ان کو دنیاوی زندگی نے بھول میں ڈالے رکھا اور یہ لوگ اقرار کرنے والے ہوں گے کہ وہ کافر تھے۔ (")

اوگ اقرار کرنے والے ہوں گے کہ وہ کافر تھے۔ (")

کو کفر کے سبب الی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس

ۅؙۘۘػڬٳڮٷؙٷۜڔٞڹۼڞؘاڵڟ۠ڸؚؠؽؙڹؘۼؖڞٙٳڹؠٵؖ ػٲٮؙٚۊؙٵڮؽؙڛڋؙۏؽ۞ۧ۫

يمَعْشَرَالْجِنِّ وَالْإِنْسُ الَّهُ يَالْتِكُهُ رُسُلُّ مِّنْكُهُ يَقْضُونَ عَلَيْكُوْ اللِّيْ وَيُنْذِرُو كُلُهُ لِقَاءً يَوْمِكُهُ هَلَا الْقَالُوْا شَهِكُ نَاعَلَ الْفُسِنَا وَغَرَّتُهُمُ الْحَلُوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُ وَاعَلَ اَنْفُسِهِهُ اَنَّهُمُ كَانُوا كِفِرِيْنَ ۞

ذٰلِكَ اَنْ لَمْ يَكُنُ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرْايِ بِظُلْمٍ وَاَهْلُهَا غَفِلُوْنَ ⊚

ا. اور اللہ کی مشیت کفار کے لیے جہنم کا دائمی عذاب ہی ہے جس کی اس نے بار بار قرآن کریم میں وضاحت کی ہے۔ بنا بریں اس سے کسی کو مخالطے کا شکار نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ استثناء اللہ تعالیٰ کے مطلق ارادہ کے بیان کے لیے ہے جے کسی چیز کے ساتھ مقید نہیں کیا جاسکتا اس لیے اگر وہ کفار کو جہنم سے نکالنا چاہے تو نکال سکتا ہے اس سے نہ وہ عاجز ہے نہ کوئی دوسرا روکنے والا۔ (ایر انقابیر)

۲. لیخی جہنم میں جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح ہم نے انسانوں اور جنوں کو ایک دوسرے کا ساتھی اور مددگار بنایا (جیسا کہ گذشتہ آیت میں گذرا) ای طرح ہم ظالموں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں ایک ظالم کو دوسرے ظالم پر ہم مسلط کردیتے ہیں اس طرح ایک ظالم دوسرے ظالم کو بلاک وتباہ کرتا ہے اور ایک ظالم کا انتقام دوسرے ظالم سے لے لیتے ہیں۔

سلا رسالت ونبوت کے معاملے میں جنات انسانوں کے ہی تالع ہیں ورنہ جنات میں الگ نبی نہیں آئے البتہ رسولوں کا پیغام پہنچانے والے اور منذرین جنات میں ہوتے رہے ہیں جو اپنی قوم کے جنوں کو اللہ کی طرف وعوت دیتے رہے ہیں اور دیتے ہیں۔ لیکن ایک خیال یہ بھی ہے کہ چونکہ جنات کا وجود انسان کے پہلے سے ہی ہے تو ان کی ہدایت کے لیے انہیں میں سے کوئی نبی آیا ہوگا بھر آدم علیا ایک وجود کے بعد ہوسکتا ہے وہ انسانی نمیوں کے تابع رہے ہوں، البتہ نبی کریم میں اللہ علیہ میں کوئی شبہ نہیں۔

۷۲. میدان حشر میں کافر مخلف پینترے بدلیں گے، تبھی اپنے مشرک ہونے کا انکار کریں گے (الانعام: ۲۳) اور تبھی اقرار کیے بغیر جارہ نہیں ہوگا، جیسے یہاں ان کا اقرار نقل کیا گیا ہے۔

ۅٙڸڴٟڷۮٙۯڂؾۢ؞ۣٞؠۜ؆ؘۘٛٛۼڡ۪ڵۅٛٲٷڝٵۯۺؙ۠ۘ ؠۼؘٵڣٟڸػؠ؆ؽڡؙؠٛڵۅٛڽ۞

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ﴿إِنْ يَّشَا أَيْنُ هِبُكُمُ وَيُسْتَخَلِفُ مِنْ بَعْدِكُمُ مَّا يَشَا أَمُكَمَّا اَشُفَا كُمُ مِّنْ ذُرِّيَةِ قَوْمِ الْغَرِيْنَ۞

> ٳؾؘۜڡٵؾ۠ۅٛؗۘٛۘۘۼۮؙۏۛؽڵٳؾٟؗۨۊۜڡۧٵٞٲٮؙ۫ؾؙۄؙ ؠؚؠؙڠڿؚڔۣؽڹ۞

قُلُ لِقَوُمِ اعْمَالُوا عَلَى مَكَانَتِكُمُ إِنِّيْ عَامِلٌ فَمَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ تَلُونُ لَهُ عَاقِبَةُ السَّارِ ﴿

بستی کے رہنے والے(۱) بے خبر ہوں۔

اسم اور ہر ایک کے لیے ان کے انٹال کے سبب درج ملیں گے (۲) اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

اگر وہ چاہے تو تم سب کو اٹھالے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تہاری جگہ آباد کردے جیسا کہ تم کو ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے۔

۱۳۴۳. جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ بے شک آنے والی چیز ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے۔(۵)

۱۳۵. آپ یه فرماد یجیے که اے میری قوم! تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کررہا ہوں،(۲) سو اب

ا. یعنی رسولوں کے ذریعے سے جب تک اپنی حجت قائم نہیں کرویتا، ہلاک نہیں کرتا جیسا کہ یہی بات سورہ فاطر: ۲۴۔ سورہ نحل: ۲۷۔ سورہ بنی اسرائیل: ۱۵ اور سورہ ملک: ۸، ۹ وغیرہا میں بیان کی گئی ہے۔

عنی ہر انسان اور جن کے، ان کے باہمی درجات میں، عملوں کے مطابق، فرق وتفاوت ہوگا، اس سے یہ بھی معلوم
 ہوا کہ جنات بھی انسانوں کی طرح جنتی اور جہنی ہوں گے۔

سا، وہ غنی (بے نیاز) ہے اپنی مخلوقات سے۔ انکا مختاج ہے نہ ان کی عبادتوں کا ضرورت مند ہے، ان کا ایمان اس کے لیے نفع مند ہے نہ ان کا کفر اس کے لیے ضرر رسال لیکن اس شان غناء کے ساتھ وہ اپنی مخلوق کے لیے رحیم بھی ہے۔ اس کی بے نیازی اپنی مخلوق پر رحمت کرنے میں مانع نہیں ہے۔

٣٠. يه اس كى بے پناہ قوت اور غير محدود قدرت كا اظهار ہے۔ جس طرح پچھلى كئى قوموں كو اس نے حرف غلط كى طرح مثا ديا اور ان كى جگه نئى قوموں كو اٹھا كھڑا كيا، وہ اب بھى اس بات پر قادر ہے كہ جب چاہے تنہيں نيست ونابود كردے اور تمہارى جگه ايى قوم بيدا كردے جو تم جيسى نہ ہو۔ (مزيد ملاحظہ ہو سورہُ نساء: ١٣٣٠ سورهُ ابراہيم: ٢٠ سورهُ فاطر: ١٥-١٥ سورهُ مُرْسَلُ فَيْجُمُ) ٣٨)۔

۵. اس سے مراد قیامت ہے۔ "اور تم عاجز نہیں کر سکتے" کا مطلب ہے کہ وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے چاہے تم مٹی میں مل کر ریزہ ریزہ ہو چکے ہو۔

٢. يه كفر اور معصيت پر قائم رہنے كى اجازت نہيں ہے بلكه سخت وعيد ہے جيسا كه اگلے الفاظ سے بھى واضح ہے۔ جس طرح

## اِتَّهُ لَا يُفْلِمُ الظَّلِمُوْنَ®

وَجَعَكُوُالِلهِ مِمَّاذَرَامِنَ الْحَرُثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْاهِ نَالِلهِ يِزَعْمِهِمْ وَهُ نَالِشُرَكَ إِنَا ثَنَمَا كَانَ لِشُرَكَا بِهِمْ فَلَايَصِلُ إِلَى اللهِ \*وَمَا كَانَ بِلهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَا إِهِمْ اسْأَءُمَا يَحُكُمُونَ۞

وَكَنَالِكَ زَسَّنَ لِكَيْثُرِ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمُشُرَكَا وُهُمُ لِيُرُدُوُهُمُ

جلد ہی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم کا انجام کار کس کے لیے نافع ہوگا۔ یہ یقینی بات ہے کہ حق تلفی کرنے والوں کو کبھی فلاح نہ ہوگا۔ (۱)

۱۳۷. اور الله تعالی نے جو تھیتی اور مویثی پیدا کیے ہیں ان لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ الله کا مقرر کیا اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ تو الله کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے، (۲) پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ تو الله کی طرف نہیں پہنچی (۳) اور جو چیز الله کی ہوتی ہوتی ہے وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتی ہے (۳) کیا برا فیصلہ وہ کرتے ہیں۔

ان کے معبودوں نے ان کی اولاد کے قتل کرنے کو ان کی اولاد کے قتل کرنے کو

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَقُلْ لِلَّذِینَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَى مَكَانَتِكُو لِأَنْظِمِونَ \* وَانْتَظِرُوا لِأَنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴾ (مود: ١٣١١١١) (جو ايمان نہيں لاتے، ان سے کہہ ديجيے کہ تم اپني جگه عمل کيے جاوَ ہم بھي عمل کرتے ہيں اور انتظار کرو ہم بھي منتظر ہيں)۔

1. جیسا کہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ سچاکرد کھایا، ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوگیا اور اس کے فتح کے بعد عرب قبائل جوق در جوق مسلمان ہونا شروع ہوگئے اور پورا جزیرۂ عرب مسلمانوں کے زیر نگلیں آگیا اور یہ دائرہ پھر پھیلتا اور بڑھتا ہی چلاگیا۔

7. اس آیت میں مشرکوں کے اس عقیدہ وعمل کا ایک نمونہ بتلایا گیا ہے جو انہوں نے اپنے طور پر گھڑ رکھے تھے۔ وہ زیبی پیداوار اور مال مویشیوں میں سے پچھ حصہ اللہ کے لیے اور پچھ اپنے خودساختہ معبودوں کے لیے مقرر کر لیتے۔ اللہ کے جے کو مہمانوں، فقراء اور صلۂ رحمی پر خرج کرتے اور بتوں کے جے کو بتوں کے مجاورین اور ان کی ضروریات پر خرج کرتے اور بتوں کے جے کو بتوں کے مجاورین اور ان کی ضروریات پر خرج کرتے۔ پھر اگر بتوں کے مقررہ جھے میں توقع کے مطابق پیداوار نہ ہوتی تو اللہ کے جھے میں سے نکال کر اس میں شامل کر لیتے اور اس کے بر عکس معاملہ ہوتا تو بتوں کے جھے میں سے نہ نکالتے اور کہتے کہ اللہ تو غنی ہے۔ سے بین اس کی کی جہ سے میں بین کے مقدر جھے میں سے نہ نکالتے اور کہتے کہ اللہ تو غنی ہے۔ سے بین اس کی کہ جس میں بین کے حصے میں سے نہ نکالتے اور کہتے کہ اللہ تو غنی ہے۔

۳. لینی اللہ کے جھے میں کمی کی صورت میں بتول کے مقررہ جھے میں سے تو صدقات وخیرات نہ کرتے۔

سم. ہاں اگر بتوں کے مقررہ حصے میں کی ہوجاتی تو وہ اللہ کے مقررہ حصے سے لے کر بتوں کے مصالح اور ضروریات پر خرچ کر لیتے۔ بعنی اللہ کے مقابلے میں بتوں کی عظمت اور ان کا خوف ان کے دلوں میں زیادہ تھا جس کا مشاہدہ آج کے مشرکین کے رویے سے بھی کیا جاسکتا ہے۔

ٷڸؚؽڵؠؚۺۘٷٵڡؘڵؿؘڡؚۣۿ۫ڋؽؙڹۿؙۿٷٷؘۘۅؙۺؙٵۧٵڵڷؙ ؖڡٵڡؘٛۼڵۏ۠ٷؙڡؘۮؘۯؙۿؙؿ۫ۅؘڡٵؽڡؙٛؾۜۯؙٷؽ۞

ٷقالۇا ھىذە اَنْعَامُّ قَحُرُثُ حِجُرٌّ ڵڒيڟۼؠؙۿٵؚڷڵڡؘڽؙنَشَآءٛ بِزَعْمِهِمُ وَاَنْعَامُّ حُرِّمَتُ ظُهُوْرُهَا وَانْعَامُّ لَايَذُكُرُون اسْحَاللهِ عَلَيْهُا افْتِرَاءً عَلَيْهِ سَيَهُ فِرِيْهِمُ بِمَا كَانُوْايَفُتَرُونَ۞

وَقَالُوْا مَا فِى بُطُوْنِ لِهٰذِهِ الْاَنْعَالِرِخَالِصَةٌ لِنْكُوْرِنَا وَمُحَرَّمُ عَلَى اَذُو اجِنَا وَانْ يَّكُنُ

مستحسن بنا رکھا ہے<sup>(۱)</sup> تاکہ وہ ان کو برباد کریں اور تاکہ ان کے دین کو ان پر مشتبہ کردیں<sup>(۱)</sup> اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے<sup>(۱)</sup> تو آپ ان کو اور جو کچھ یہ غلط باتیں بنارہے ہیں یونہی رہنے دیجیے۔

۱۳۸ اور وہ اپنے خیال پر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ پچھ مویثی ہیں اور کھیت ہیں جن کا استعال ہر خض کو جائز نہیں ان کو کو کوئی نہیں کھاسکتا سوائے ان کے جن کو ہم چاہیں، (۲) اور پچھ مویثی ہیں جن پر سواری یا باربرداری حرام کردی گئی، (۵) اور پچھ مویثی ہیں جن پر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے محض اللہ پر افتراء باند سنے کے طور پر۔ (۱) ابھی اللہ تعالیٰ ان کو ان کے افتراء کی سزا دیے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے افتراء کی سزا دیے دیتا ہے۔ ۱۳۹ اور وہ کہتے ہیں کہ جو چیز ان مویشیوں کے پیٹ میں ہے وہ خالص ہمارے مردول کے لیے ہے اور ہماری میں سے وہ خالص ہمارے مردول کے لیے ہے اور ہماری

ا. یہ اشارہ ہے ان کے بچیوں کے زندہ در گور کردینے یا بتوں کی بھیٹ چڑھانے کی طرف۔

۲. یعنی ان کے دین میں شرک کی آمیزش کردیں۔

سل یعنی الله تعالی اینے اختیارات اور قدرت ہے، ان کے ارادہ واختیار کی آزادی کو سلب کرلیتا، تو پھر یقیناً یہ وہ کام نہ کرتے جو ندکور ہوئے لیکن ایسا کرنا چونکہ جبر ہوتا، جس میں انسان کی آزمائش نہیں ہوسکتی تھی، جب کہ الله تعالی انسان کو ارادہ واختیار کی آزادی دے کر آزمانا چاہتا ہے، اس لیے اللہ نے جبر نہیں فرمایا۔

مم. اس میں ان کی جابلی شریعت اور اباطیل کی تین صورتیں اور بیان فرمائی ہیں۔ جِہْرٌ (بمعنی منع) اگرچہ مصدر ہے لیکن مفعول یعنی مَٹِجُورٌ (ممنوع) کے معنی میں ہے۔ یہ پہلی صورت ہے کہ یہ جانور یا فلال کھیت کی پیداوار، ان کا استعال ممنوع ہے۔ اسے صرف وہی کھائے گا جے ہم اجازت دیں گے۔ یہ اجازت بتول کے خادم اور مجاورین ہی کے لیے ہوتی۔

۵. یہ دوسری صورت ہے کہ وہ مختلف قتم کے جانوروں کو اپنے بتوں کے نام آزاد مچھوڑ دیتے جن سے وہ باربرداری یا سواری کا کام نہ لیتے جیسے بَحِیْرَة سَازِیْبَة وغیرہ کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

۲. یہ تیسری صورت ہے کہ وہ ذی کرتے وقت صرف اپنے بتول کانام لیتے، اللہ کا نام نہ لیتے۔ بعض نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ان جانوروں پر بیٹھ کر وہ ج کے لیے نہ جاتے۔ بہر حال یہ ساری صورتیں گھڑی ہوئی تو ان کی اپنی تھیں لیکن و اللہ پر افتراء باندھتے تیمیٰ یہ باور کراتے کہ اللہ کے علم سے ہی ہم سب کچھ کررہے ہیں۔

مَّيُنَتَةً فَهُوُ فِيْهِ شُرُكَآءُ مُسَيَجْزِيُهِهُ وَصُفَهُوۡ اِنَّهُ حَلِيُهُ عَلِيُمُ ۖ

قَدُ خَسرَالَّذِيْنَ تَتَكُوَّا اَوْلَادَهُمُ سَفَهَا بِغَيْرِعِلْمِ وَّحَرَّمُوُا مَارَنَ قَهُمُ اللهُ افْتِراً اُ عَلَى اللهُ قَدُ ضَكُوْا وَمَاكَانُوا مُهْتَدِيْنَ ﴿

وَهُوَالَّذِئَ اَنُشَا اَجَنَّتٍ مَّعُرُوشَتٍ وَعَيْرَ مَعْرُوشَتٍ وَالتَّحْلَ وَالتَّرْعُ مُخْتَلِقًا اُكُلُهُ وَالتَّرِيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ \*كُلُوْامِن ثَمَرِ إِذَ ٱلشَّمْرَ وَالثُوْا حَقَّهُ يَوْمَرَحَصَادِةٍ \*وَلَاشُنْرِفُواْ إِنَّهُ لَا يُعِبُّ النُسُرِونِيْنَ ﴿

عور تول پر حرام ہے۔ اور اگر وہ مردہ ہے تو اس میں سب برابر ہیں۔ (۱) ابھی اللہ ان کو ان کی غلط بیانی کی سزا دیے دیتا ہے (۱) بلاشبہ وہ حکمت والا ہے اور وہ بڑا علم والا ہے۔ ۱۹۰۰ واقعی خرابی میں پڑگئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو محض براہ حماقت بلاکسی سند کے قتل کرڈالا، اور جو چیزیں ان کو اللہ نے کھانے پینے کو دی تھیں ان کو حرام کرلیا محض اللہ پر افتراء باندھنے کے طور پر۔ بے شک یہ لوگ گراہی میں پڑگئے اور کبھی راہ راست پر چلنے والے نہیں ہوئے۔

اس اله اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کیے وہ بھی جو طمیوں پر تہیں اور وہ بھی جو طمیوں پر تہیں چیس اور وہ بھی جو طمیوں پر تہیں چیسائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی چیزیں مختلف طور کی ہوتی ہیں (ا) اور زیتون اور اندون اور ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ تہیں بھی ہوتے ان سب کے

ا. یہ ایک اور شکل ہے کہ جو جانور وہ اپنے بتوں کے نام وقف کرتے، ان میں سے بعض کے بارے میں کہتے کہ ان کا دودھ اور ان کے پیٹ سے پیدا ہونے والا زندہ بچیہ صرف ہمارے مردوں کے لیے حلال ہے، عورتوں کے لیے حرام ہے۔ ہاں اگر بچیے مردہ پیدا ہوتا تو پھر اس کے کھانے میں مرد وعورت برابر ہیں۔

۲. الله تعالی نے فرمایا کہ یہ جو غلط بیانی کرتے ہیں اور الله پر افتراء باندھتے ہیں، ان پر عنقریب الله تعالی انہیں سزا
 دے گا۔ وہ اپنے فیصلوں میں حکیم ہے اور اپنے بندول کے بارے میں پوری طرح علم رکھنے والا ہے اور اپنے علم و حکمت
 کے مطابق وہ جزاء وسزا کا اہتمام فرمائے گا۔

سلا مَعُرُّ وْشَاتِ كا مادہ عَوْشٌ ہے جس كے معنی بلند كرنے اور اٹھانے كے ہيں۔ مراد معروشات سے بعض درختوں كی وہ بليں ہيں جو مثيوں (چھيروں، منڈيروں وغيره) پر چڑھائی جاتی ہيں، جيبے انگور اور بعض ترکاريوں كی بليں ہيں۔ اور غير معروشات، وہ درخت ہيں جن كی ببليں اوپر نہيں چڑھائی جاتيں بلكہ زمين پر ہی تھيلتی ہيں، جيسے خربوزہ اور تربوز وغيره كی ببليں ہيں يا وہ سنے دار درخت ہيں جو بيل كی شكل ميں نہيں ہوتے۔ يہ تمام ببليں، درخت اور كھور كے درخت اور كھيتياں، جن كے ذاكتے ايك دوسرے سے مختلف ہوتے ہيں اور زيتون وانار، ان سب كا پيدا كرنے والا اللہ ہے۔ كھيتياں، جن كے ليے دكھيے آيت 99 كا حاشيہ۔

سی کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاشنے کے دن دیا کرو<sup>(۱)</sup> اور حد سے مت گزرنے والوں کو نالپند کرتا ہے۔<sup>(1)</sup>

ۉڝؚؽؘٵڷۘۘۘڒؿؙػٳڡڔۜڂؠؙۅؙڵڐٷۜٷڗۺٵ؞۠ػؙڵۉٳڡؠؾٚٵ ڔؘڹؘۊڬۉٳڛ۠ڎۅٙڵڒؾۜۺؚٷٳڂٛڟۅڝؚٳۺؽڟڸؚؿ ٳٮۧٛٛڎؙڵػؙۄ۫ۘۼٮٛٷ۠ۺؖۑؠؙؿۘ۠۞ٚ

۱۳۲ اور مویشیوں میں اونچ قد کے اور جھوٹے قد کے اور جھوٹے قد کے <sup>(\*)</sup> (پیدا کیے)، جو کھ اللہ نے تم کو دیا ہے کھاؤ<sup>(۵)</sup> اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو، <sup>(۱)</sup> بلاشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

تَكْنِيكَةَ أَزُو الرجَّمِنَ الضَّالِي الثَّكِيْنِ وَمِنَ

۱۳۳ . (پیدا کیے) آٹھ نر وہادہ (۲) یعنی بھیڑ میں دو قسم اور

ا. یعنی جب تھیتی سے غلہ کاٹ کر صاف کرلو اور کھل درختوں سے توڑلو، تو اس کاحق ادا کرو۔ اس حق سے مراد بعض علاء کے نزدیک نفلی صدقہ ہے اور بعض کے نزدیک صدقۂ واجبہ یعنی عشر، دسواں حصہ (اگر زمین بارانی ہو) یا نصف عشر یعنی بیسواں حصہ (اگر زمین کنویں، طیوب ویل یا نہری یانی سے سیراب کی جاتی ہو)

۲. لیمی صدقہ و خیرات میں بھی حدے تجاوز نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ کل کو تم ضرورت مند ہوجاؤ۔ بھش کہتے ہیں اس کا تعلق حکام ہے ہے یعنی صد قات وز کوۃ کی وصولی میں حد ہے تجاوز نہ کرو اور امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ سیاق آیت کی رو سے زیادہ صحیح یہ بات گئی ہے کہ کھانے میں اسراف مت کرو کیونکہ بسیار خوری عقل اور جسم دونوں کے لیے مضر ہے۔ اسراف کے یہ سارے ہی مفہوم مراد ہوسکتے ہیں۔ دوسرے مقامات پر اللہ تعالی نے کھانے سارے ہی مفہوم مراد ہوسکتے ہیں۔ دوسرے مقامات پر اللہ تعالی نے کھانے پینے میں بھی اعتدال بہت ضروری اور اس سے تجاوز پینے میں بھی اعتدال بہت ضروری اور اس سے تجاوز اللہ کی نافرمانی ہے۔ آج کل مسلمانوں نے اس اسراف کو لینی امارت کے اظہار کی علامت بنالیا ہے۔ فَإِنَّا اللهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ وَاجِعُوْنَ.
 سابر اس لیے اسراف سی چیز میں بھی پہندیدہ نہیں ہے، صدقہ و خیرات دینے میں نہ کی اور چیز میں۔ ہر چیز میں اعتدال اور میانہ روی مطلوب و محبوب ہے اور اس کی تاکید کی گئی ہے۔

۷. حَمُولَةً (بوجھ اٹھانے والے) سے مراد، اونٹ، بیل، گدھا، نچر وغیرہ ہیں، جو بار برداری کے کام میں آتے ہیں اور فَرْشًا سے مراد زمین سے لگے ہوئے جانور۔ جیسے بکری وغیرہ جس کا تم دودھ پیتے یا گوشت کھاتے ہو۔

۵. لیعنی محیلوں، تھیتوں اور چوپایوں سے۔ ان سب کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور ان کو تمہارے لیے خوراک بنایا ہے۔

۲. جس طرح مشر کین اس کے پیچھے لگ گئے اور حلال جانوروں کو بھی اپنے اوپر حرام کرلیا گویا اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام یا حرام کو حلال کرلینا، یہ شیطان کی پیروی ہے۔

2. لینی أَنْسَاً ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجِ (ای الله نے آٹھ زوج پیدا کے) أَزْوَاجٌ، زَوْجٌ کی جُمْع ہے۔ ایک ہی جنس کے نر اور مادہ

الْمُعَزِاتَّنَيْنِ قُلُ ۚ ﴿ النَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِر الْانْثَيَيْنِ اَمَّااشُ تَمَكَّ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَّيْنِ مَنِّئِوْنِ إِعِلْمِ إِنْ كُنْتُمُ صْدِقِيْنَ ﴿

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبُقِرِ اثْنَيْنِ قُلُ ﴿الدَّكُونِي حَرَّمَ آمِ الْأَنْشَيْنِ الْمَاشْتَىكَتُ عَلَيْهِ الرَّكُامُ الْأُنْشِينِ الْمَكُنْكُمُ شُهَدَاءً إِذْ وَصْكُواللهُ بِهِذَا اثْنَاسُ إِفْلَامُ مِثِّنِ افْتَرَى عَلَى الله وكذِ بَالِيُضِلُ النَّاسَ بِغَيْرِعِلُو إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِى الْقُومُ الثَّاسُ بِغَيْرِعِلُو إِنَّ اللهَ لَا

بکری میں دو قشم (۱) آپ کہیے کہ کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہیں؟ (۲) تم مجھ کو کسی دلیل سے تو بتاؤ اگر سیچ ہو۔ (۳)

الم ۱۳۴ اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم (م) آپ کہتے کہ کیا اللہ تعالی نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہوں؟ کیا تم حاضر ہے جس وقت اللہ تعالی نے تم کو اس کا حکم دیا؟ (۵) تو اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالی پر بلا دلیل جموٹی تہت لگائے، (۲) تاکہ لوگوں کو اللہ تعالی پر بلا دلیل جموٹی تہت لگائے، (۲) تاکہ لوگوں کو

کو زوج (جوڑا) کہا جاتا ہے اور ان دونوں کے ایک ایک فرد کو بھی زوج کہہ لیا جاتا ہے کیونکہ ہر ایک دوسرے کے لیے زوج ہوتا ہے۔ قرآن کے اس مقام پر بھی ازواج، افراد ہی کے معنی میں استعال ہوا ہے یعنی ۱ افراد اللہ نے پیدا کیے۔ جو باہم ایک دوسرے کا جوڑا ہیں۔ یہ نہیں کہ زوج (معنی جوڑے) پیدا کیے کیوں کہ اس طرح تعداد ۸ کے بجائے ۱۲ ہوجائے گی جو آیت کے اگلے حصہ کے مطابق نہیں ہے۔

ا. یہ شَمَانِیَةَ سے بدل ہے اور مراد دو قسم سے نر اور مادہ ہے لینی بھیڑ سے نر اور مادہ اور بکری سے نر اور مادہ پیدا کیے ( بھیڑ میں ہی دنبہ چھترا بھی شامل ہے)۔

۲. مشركين جو بعض جانورول كو اپنے طور پر بى حرام كر ليتے تھے، اس كے حوالے سے اللہ تعالىٰ پوچھ رہا ہے كہ اللہ تعالىٰ في اللہ عند اللہ في حرام نہيں كيا ہے۔

سر تمہارے پاس حرام قرار دینے کی کوئی یقینی دلیل ہے تو پیش کرو کہ بَحِیْرَةِ، سَائِبَةٍ وَصِیْلَةِ اور حَامٍ وغیرہ اس دلیل کی بنیاد پر حرام ہیں۔

مل یہ بھی شَمَانِیَةَ سے بدل ہے اور یہاں بھی دو دو قسم سے دونوں کے نر اور مادہ مراد ہیں اور یوں یہ آٹھ قسمیں پوری ہو گئیں۔

۵. یعنی تم جو بعض جانوروں کو حرام قرار دیتے ہو، کیا جب اللہ نے ان کی حرمت کا حکم دیا تو تم اس کے پاس موجود تھے؟
مطلب یہ ہے کہ اللہ نے تو ان کی حرمت کا کوئی حکم ہی نہیں دیا۔ یہ سب تبہارا افتراء ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔
۲. یعنی یہی سب سے بڑا ظالم ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ بی شائیڈ آخ نے فرایا کہ میں نے عمرو بن لحی کو جہنم میں اپنی انتزیاں کھینچتے ہوئے دیکھا، اس نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر وَصِیلَةِ اور حَامٍ وغیرہ جانور چھوڑنے کا سلسلہ شروع کیا تھا (صحیح

البخاري، تفسير سورة المائلة - صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب الناريدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء) الهام ابن كثير فرمات عيل كدير عمرو بن لحى، خزاعه قيميل ك مروارول ميں سے تقاع جو جرجم قيميل ك بعد خانه كعبه كا والى بنا تھا، اس نے سب سے يمبل دين

گراہ کرے یقیناً اللہ تعالی ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھلاتا۔

160 آپ کہہ دیجے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وقی میرے
پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے
والے کے لیے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا
کہ بہتا ہوا خون ہو یا خزیر کا گوشت ہو، کیوں کہ وہ بالکل
ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے لیے
نامز دکر دیا گیا ہو۔ (۱) پھر جو شخص مجبور ہوجائے بشرطیکہ نہ

قُلُ كَا أَجِدُ فَى مَا اُوْجَى إِلَىٰ مُحَوَّمًا عَلَى طاعِمِهِ تَنْطُعَمُهُ اَلِكَ اَنْ تَنْكُونَ مَيْ تَهُ اَوْدَمًا مَّسُفُوُحًا اُوْلَحُمَ خِنْزِيْرٍ فَالنَّهُ رِجْسُ اَوُ فِسْقًا اَهُلَّ لِغَيْرِ اللهِ رِبِهُ فَنَسِ اضُطُّرَ غَيْرَ بَا إِخْ وَلَاعَادٍ فَإِنَّ رَبِّكَ خَفُورُ تَرْجِيْمُ اَهُ

ابراہیمی میں تبدیلی کی اور حجاز میں بت قائم کر کے لوگوں کو ان کی عبادت کرنے کی دعوت دی اور مشرکانہ رسمیں جاری کیں (ابن کثیر) بہر حال مقصود آیت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مذکورہ آٹھ قتم کے جانور پیدا کرکے بندوں پر احسان فرمایا ہے، ان میں سے بعض جانوروں کو اپنی طرف سے حرام کرلینا، اللہ کے احسان کو رد کرنا بھی ہے اور شرک کا ار تکاب بھی۔ ا. اس آیت میں جن چار محرمات کا ذکر ہے، اس کی ضروری تفصیل سورۂ بقرہ: ۱۷۳ کے حاشیے میں گذر چکی ہے۔ یہاں یہ نکتہ مزید قابل وضاحت ہے کہ ان چار محرمات کا ذکر کلمئہ حصر سے کیا گیا ہے، جس سے بظاہریہ معلوم ہوتا ہے کہ ان حار قسموں کے علاوہ باقی تمام جانور حلال ہیں۔ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ ان چار کے علاوہ اور جانور بھی شریعت میں حرام ہیں، پھر یہاں حصر کیوں کیا گیا ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ اس سے قبل مشرکین کے جاہلانہ طریقوں اور ان کے رد کا بان چلا آرہا ہے۔ ان ہی میں بعض جانوروں کا بھی ذکر آیا ہے جو انہوں نے اپنے طور پر حرام کرر کھے تھے، اس سیاق اور ضمن میں یہ کہا جارہا ہے کہ مجھ پر جو وحی کی گئی ہے اس میں تو اس سے مقصود مشرکین کے حرام کردہ جانوروں کی حلت ہے لیعنی وہ حرام نہیں ہیں کیونکہ اللہ نے جن محرمات کا ذکر کیا ہے ان میں تو وہ شامل ہی نہیں ہیں۔ اگر وہ حرام ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کا بھی ذکر ضرور کرتا۔ امام شوکانی نے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ اگر یہ آیت کی نہ ہوتی تو چر یقیناً محرمات کا حصر قابل تسلیم تھا لیکن چونکہ اس کے بعد خود قرآن نے سورۃ المائدہ میں بعض اور محرمات کا ذکر کیا ہے اور نبی مَنَافَیْفِظَ نے بھی کچھ محرمات بیان فرمائے ہیں، تو اب وہ بھی ان میں شامل ہوں گے۔ اس کے علاوہ نبی مَنَافِیْفِظِ نے پر ندوں اور در ندوں کی حلت و حرمت معلوم کرنے کے لیے دو اصول بیان فرمادیے ہیں جن کی وضاحت بھی مذکورہ محوله حاشيه ميں موجود ہے۔ أَوْ فِسْقًا كا عطف لَحْمَ خِنْزِيْدِ پر ہے۔ اس ليے منصوب ہے، معنی ہیں أَيْ: ذُبحَ عَلَى الْأَصْنَام، "وہ جانور جو بتوں کے نام پر یا ان کے تھانوں پر ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ذیج کے جائیں" تعنی ا پسے جانو رول پر گو عندالذئ اللہ كا نام ليا جائے، تب بھی حرام ہول گے كيونكه ان سے الله كا تقرب نہيں، غير الله كا تقرب حاصل کرنا مقصود ہے۔ فسق رب کی اطاعت سے خروج کا نام ہے۔ رب نے تھم دیا ہے کہ اللہ تعالٰی کے نام پر جانور ذنج کها جائے اور صرف اس کے تقرب ونباز کے لیے کیا جائے، اگر ایسانہیں کیا جائے گا تو یہ فسق اور شرک ہے۔

تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو تو واقعی آپ کا رب غفور ورحیم ہے۔

۱۳۷ اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کردیے تھے() اور گائے اور بکری میں سے ان دونوں کی چربیاں ان پر ہم نے حرام کردی تھیں گر وہ جو ان کی پشت پر یا انتزایوں میں لگی ہو یا جو ہڈی سے ملی ہو۔() ان کی شرارت کے سبب ہم نے ان کو یہ سزا دی() اور ہم یقیناً سے میں۔

۱۳۷ ، پھر اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ فرماد بیجیے کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے (۵) اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے نہ ٹلے گا۔(۱)

۱۳۸. یه مشرکین (یول) کہیں گے که اگر الله تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نه ہم شرک کرتے اور نه ہمارے باپ دادا اور نه ہم کسی چیز کو حرام کہہ کتے۔(<sup>(2)</sup> اسی طرح جو لوگ

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوَّاحَرَّمُنَاكُلُّ ذِي طُفُوْ وَمِنَ الْبَقَرَ وَالْغَنَوْحَرَّمُنَاعَلَيْهِمْ شُخُوَمهُمَّا الَّلَا مَاحَمَلَتُ ظُهُوُرُهُ مَمَّا أَوِ الْحَوَايَّا أَوُمَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذلكَ جَزَيْنُهُمْ بِبَغْيِهِمُ ﴿ وَإِنَّالَصْدِقُونَ ۞

فَإِنْ كَنَّ بُوُكَ فَقُلْ رَّ ثِكُمُ ذُوْرَحُمَةٍ وَّاسِعَةٍ \* وَلاَيْرَدُ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُثْمِرِمِيْنَ ﴿

سَيَقُولُ الَّذِيْنَ اَشْرُكُوا لَوْشَآءَ اللهُ مَاۤ اَشُرُكُنَا وَلَاَابَآ وُنَا وَلاحَوَّمُنَامِنُ شَکُّ كَذٰلِكَ كَنَّابَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّى ذَا فُوْ ابَأْسَنَا ۚ قُلُ

ا. ناخن والے جانور سے مراد وہ ہاتھ والے جانور ہیں جن کی انگلیاں پھی ہوئی یعنی جداجدا نہ ہوں۔ جیسے اونٹ، شتر مرغ، بلخ، قاز، گائے اور بکری وغیرہ۔ ایسے سب چرند پرند حرام تھے۔ گویا صرف وہ جانور اور پرندے ان کے لیے حلال تھے جن کے پنج کھلے ہوں۔

عنی جو چربی گائے یا بکری کی پشت پر ہو (یا دینے کی مچکتی ہو) یا انتزیوں (یا اوجھ) یا ہڈیوں کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔
 چربی کی یہ مقدار حلال تھی۔

۳. یہ چیزیں ہم نے بطور سزا ان پر حرام کی تھیں تعنی یہود کا یہ دعویٰ تھیجے نہیں کہ یہ چیزیں حضرت یعقوب علیہ اُل نے اپنے اوپر حرام کی ہوئی تھیں اور ہم تو ان کے اتباع میں ان کو حرام سیجھتے ہیں۔

١٨. اس كا مطلب يه ب كه يهود يقيناً اپن مذكوره دعوے ميں جمول بير

اس لیے تکذیب کے باوجود عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا۔

۲. یعنی مہلت دینے کا مطلب ہمیشہ کے لیے عذاب الٰہی سے محفوظ ہونا نہیں ہے۔ وہ جب بھی عذاب دینے کافیصلہ کرے
 گا تو پھر اسے کوئی ٹال نہیں سکے گا۔

ک. یہ وہی مغالطہ ہے جو مشیتِ الٰہی اور رضائے الٰہی کو ہم معنی سمجھ لینے کی وجہ سے لاحق ہو تا ہے۔ حالا تکہ یہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ جس کی وضاحت پہلے کی جاچکی ہے۔

هَلُ عِنْدَاكُوْ مِّنَ عِلْمِ فَتُخْرِجُولُا لَنَا اللهُ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الطَّنَّ وَإِنَ أَنْتُوْ إِلَّا تَغُرُّضُونَ ۞

قُلْ فَلِلُهِ الْخِتَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْشَآءُ لَهَا لُكُو ٱجُمَعِيْنَ ®

فُّلُ هَـٰلُمَّ شُهَكَا ۗ ءَكُمُ الَّذِينَ يَشُهُكُونَ اَنَّ اللهَ حَكَمَ هَنَا ۚ فَإِنْ شَهِكُ وَا فَلاَ نَشُهُكُ مَعَهُمُّ وَلاَتَنَّيِّمُ اَهُوَ آءَ الَّذِينَ كَنَّ بُوْا بِالْلِتِنَا وَالَّذِينَ لاَيُؤْمِئُونَ بِالْلِخِرَةِ وَهُمْ بِرِنِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۚ

قُلْ تَعَالُوَا اَتُلُ مَاحَرِّمَرَ كَبُكُوْعَلَيْكُوُ اَلَا تُشْرِكُوْ ابِهِ شَيئًا وَ بِالوَّ الِدَيْنِ اِحْسَانًا \* وَلاَ تَقْتُلُوْا اَوْلاَدُكُوْ شِّنَ امْلاَقِ ثِحْنُ نَزُوُتُكُوْ

ان سے پہلے ہوچکے ہیں انہوں نے بھی تکذیب کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا۔(۱) آپ کہیے کہ کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو اس کو ہمارے روبرو ظاہر کرو۔(۱) تم لوگ محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو۔

۱**۳۹**. آپ کہیے کہ بس پوری حجت اللہ ہی کی رہی۔ پھر اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لے آتا۔

100. آپ کہیے کہ اپنے گواہوں کو لاؤ جو اس بات پر شہادت دیں کہ اللہ نے ان چیزوں کو حرام کر دیا ہے، (۳) گھر اگر وہ گواہی دے دیں تو آپ اس کی شہادت (۵) نہ دیجے اور ایسے لوگوں کے باطل خیالات کا اتباع مت کیجے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ اپنے رب کے برابر دوسروں کو تھبراتے ہیں۔ (۵)

101. آپ کہے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر ساؤں جن (یعنی جن کی مخالفت) کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمادیا ہے، (۲) وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو

ا. الله تعالیٰ نے اس مغالطے کا ازالہ اس طرح فرمایا کہ اگر یہ شرک الله کی رضا کا مظہر تھا تو پھر ان پر عذاب کیوں آیا؟ عذاب الٰہی اس بات کی دلیل ہے کہ مشیت اور چیز ہے اور رضائے الٰہی اور چیز۔

۲. لینی اپنے دعوے پر تمہارے پاس دلیل ہے تو پیش کرو! لیکن ان کے پاس دلیل کہاں؟ وہاں تو صرف اوہام وظنون ہی ہیں۔ در لعن سے دی ہے کہ میں کر میں تاریخی ہوئی۔

- ۳. لینی وہ جانور جن کو مشر کین حرام قرار دیے ہوئے تھے۔
- ٨٠. كيول كه ان كي پاس سوائ كذب وافتراء كي كيه نهيل-
  - یعنی اس کا عدیل (برابر کا) تظهرا کر شرک کرتے ہیں۔

۲. لیعنی حرام وہ نہیں ہیں جن کو تم نے بلا دلیل مَا أَذْرَ لَ اللهُ مُحض اپنے اوہام باطلہ اور ظنون فاسدہ کی بنیاد پر حرام قرار
 دے رکھا ہے بلکہ حرام تو وہ چیزیں ہیں جن کو تمہارے رب نے حرام کیا ہے۔ کیونکہ تمہارا پیدا کرنے والا اور تمہارا
 پالنہار وہی ہے اور ہر چیز کا علم بھی ای کے پاس ہے۔ اس لیے ای کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس چیز کو چاہے حلال اور

وَرَايًاهُمُوْ وَلَاَتَقُمُ كُواالْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَمِنُهَا وَمَا بُطَنَ وَلاَتَقَتُنُواالنَّفُسَ الَّتِيُ حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ دٰلِكُوْ وَصْكُوْ بِهِ لَعَكَّكُوْ تَعْفِدُن ⊙

ۅؘڵڒؾؘڠٞؠؙڹٛۅ۠ٳڡڵڶٳڵؽؚؾؽۅؚٳڷڒۑٵڷؿؖۿؽ ٲڂۘڛڽؙڂؾۨؽؠؙٮؙٛۼٳۺؙۜڐ؋ٷۅ۫ڡؙۅٳٳڰؽڸٛ ۅؘٵڽؙؠڹٞڒٳڹۑٳڶؿۺ۫ۅ۫ٷػؘڮۜڡؙ۠ؽؘۿؙٵٳؙڵڒۅؙڛ۫ڡؘۿٵ

شریک مت کھہراؤ<sup>(۱)</sup> اور مال باپ کے ساتھ احسان کرو<sup>(۲)</sup> اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو۔ ہم تم کم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں<sup>(۳)</sup> اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں خواہ پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق کے ساتھ (۳) ان کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔

10۲. اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ گر ایسے طریقے سے جو کہ مستحن ہے بہال تک کہ وہ اپنے س رشد کو پہنچ جائے(۵) اور ناپ تول پوری پوری کرو انصاف کے

جس چیز کو چاہے حرام کرے۔ چنانچہ میں تمہیں ان باتوں کی تفصیل بتلاتا ہوں جن کی تاکید تمہارے رب نے کی ہے۔

ا. أَلاَ تُشْرِ کُوْا ہے پہلے أَوْصَاکُمْ محذوف ہے بعنی اللہ تعالی نے تمہیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو تم شریک مت شہراؤ۔ شرک سب سے بڑا گناہ ہے، جس کے لیے معافی نہیں، مشرک پر جنت حرام اور دوزخ واجب ہے۔ قرآن مجید میں یہ ساری چیزیں مختلف انداز سے بار بار بیان ہوئی ہیں۔ اور نبی کریم مُنَافِیْنَا نے بھی احادیث میں ان کو تفصیل اور وضاحت سے بیان فرما دیا ہے اس کے باوجود یہ واقعہ ہے کہ لوگ شیطان کے بہکاوے میں آگر شرک کا عام ار تکاب کرتے ہیں۔

۲. اللہ تعالیٰ کی توجید واطاعت کے بعد یہاں بھی (اور قرآن کے دوسرے مقامات پر بھی) والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اطاعت رب کے بعد اطاعت والدین کی بڑی ابھیت ہے۔ اگر کسی نے اس ربوبیت صغریٰ (والدین کی اطاعت اور ان سے حسن سلوک) کے نقاضے پورے نہیں کیے تو وہ ربوبیت کبریٰ کے نقاضے بورے نہیں کیے تو وہ ربوبیت کبریٰ کے نقاضے بورے کرنے میں ناکام رہے گا۔

س. زمانۂ جاہلیت کا یہ فعل فتیح آج کل ضبط ولادت یا خاندانی منصوبہ بندی کے نام سے پوری دنیا میں زور وشور سے جاری ہے۔ الله تعالی اس سے محفوظ رکھے۔

۷. لیعنی قصاص کے طور پر نہ صرف جائز ہے بلکہ اگر مقتول کے وارث معاف نہ کریں تو یہ قمل نہایت ضروری ہے۔ ﴿وَلَكُوْم فِی الْقِصَاصِ حَلِوقٌ﴾ (ابترۃ: ۱۷۹) (قصاص میں تمہاری زندگی ہے)۔

۵. جس یتیم کی کفالت تمہاری ذمہ داری قرار پائے، تو اس کی ہر طرح خیر خواہی کرنا تمہارا فرض ہے۔ اس خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اگر اس کے اس مال سے لینی وراثت میں سے اس کو حصہ ملا ہے، چاہے وہ نقذی کی صورت میں ہو یا زمین اور جائیداد کی صورت میں، تاہم ابھی وہ اس کی حفاظت کرنے کی الجیت نہیں رکھتا۔ اس کے مال کی اس وقت تک پورے خلوص سے حفاظت کی جائے۔ یہ نہ ہو کہ کفالت کے نام پر پورے خلوص سے حفاظت کی جائے۔ یہ نہ ہو کہ کفالت کے نام پر

وَإِذَاتُلْتُمُ فَاعُدِالُوا وَلَوَكَانَ ذَا ثُرُنِ ۚ وَبِعَهُدِ اللهِ اَفْوُا ثَالِكُوْ وَصَّلُوْ بِهِ لَعَلَّكُوْ تَنَكَّرُونَ ﴿

وَاَنَّ لِمَنَاصِرَا لِمُ مُسْتَقِيْمًا فَالَّبِغُولَا وَلاَتَنَبِعُوا السُّبُلَ نَتَقَرَّقَ بِكُوْعَنْ سِيلِهِ ۖ ذَاكِمُ وُطْمِكُورِهِ

ساتھ، (۱) ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ (۲) اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو، اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اس کو پورا کرو، ان کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

100. اور یہ کہ یہ دین (۲) میرا راستہ ہے جومتقیم ہے سو اس راہ پر چلو (۴) اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں

اس کی عمر شعور سے پہلے ہی اس کے مال یا جائیداد کو ٹھکانے لگادیا جائے۔

ا. ناپ تول میں کی کرنا، لیتے وقت تو پورا ناپ یا تول کرلینا، مگر دیتے وقت ایسا نہ کرنا بلکہ ڈنڈی مارکر دوسرے کو کم دینا، یہ نہایت پت اور اخلاق سے گری ہوئی بات ہے۔ قوم شعیب عَلِیْهِا میں یہی اخلاقی بیاری تھی جو ان کی تباہی کے منجملہ اسباب میں سے تھی۔

۲. یہاں اس بات کے بیان سے یہ مقصد ہے کہ جن باتوں کی تاکید کررہے ہیں، یہ ایک نہیں ہیں کہ جن پر عمل کرنا مشکل ہو۔اگر ایسا ہوتا تو ہم ان کا حکم ہی نہ دیتے۔ اس لیے کہ طاقت سے بڑھ کر ہم کسی کو مکلف ہی نہیں تھہراتے۔ اس لیے اگر نجات اخروی اور دنیا میں بھی عزت وسر فرازی چاہتے ہوتو ان احکام اللی پر عمل کرو اور ان سے گریز مت کرو۔

1. هٰذا (یہ) سے مراد قرآن مجید یا دین اسلام یا وہ احکام ہیں جو بطور خاص اس سورت میں بیان کیے گئے ہیں اور وہ ہیں توحید، معاد اور رسالت۔ اور یہ اسلام کے اصول خلافہ ہیں جن کے گرد پورا دین گھومتا ہے۔ اس لیے جو بھی مراد لیا جائے مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔

لَعَلَّكُمُ تَتَقَوُّونَ ﴿

ثُوَّ التَّيْنَامُوُسَى الْكِتٰبَ تَمَامًاعَلَى الَّذِيِّ آَحْسَ وَقَفِيمُ لِلَّاكِلِّ شَيْعً وَهُدًى قَرَحْمَةً لَكَنَّهُمُ بِلِقَاءِ رَبِّهِمُ ثُبِغُونُونَ ﴿

وَهٰنَاكِبُّ اَنْزَلْنَهُ مُلِاكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُتُوا لَعَــُكُمُو تُرْحَبُونَ

ٱنۡ تَقُوۡلُوۡۤٳڷ۫ٛؠۘۘٲٲؿ۫ڗڶٳڵؽٟڷڮٛۼؗۼڶ؏ڵۄٚڡؘؾؽڹ مِنۡ قَبْلِيَا ۗٷٳڶٛػؙٛڴٵۼڽؙۮٟڒٳڛٙؾؚۿۣۮؖڵۼڣڸؽؾؗۨ

ٲٷٙؿٷ۠ٷؙڵٷٲٷۜٲڹ۫ۯڵۘۘۘۼۘڶؽڬٵڷڮؿڮڬڴٵۜٲۿڵؽ ڡ۪ڹۿڂ؞۫ۏٙڝٙڽ۫ڂٵٚۼؙۿڔؽڛۜڎڞ۠ۺ۠ڗۺؚڴۿ ۅؘۿڰؙؽٷٙڔڂۛؠڎ؞ٷڡٙۺؙٲڟڮۄٛڝؠۜؽػۺۜٙ ڽٵ۠ڸؾؚٳٮڵؾۅڡڝٮؘڡؘۼؗؠٚٵۺۼؘۯۣٵڷۮؚؽ ڽڝؙۮؚٷ۫ؽۼؽٵڸڗؚڹٵڛؙٷٙٵڣڬٵڽؠؠٵڰٵٷٛ

تم کو اللہ کی راہ سے جدا کردیں گی۔اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیہ کی حکم دیا ہے تاکہ تم پر ہیزگاری اختیار کرو۔

100 کی اللہ کی جس سے موسیٰ (عَلَیْکِا) کو کتاب دی تھی جس سے اچھی طرح عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہو اور سب احکام کی تفصیل ہوجائے اور رہنمائی ہو اور رحمت ہو(ا) تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے پر یقین لائیں۔

تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے پر یقین لائیں۔

100. اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر وبرکت والی، (۲) سو اس کی اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم

پر رحمت ہو۔

104. کہیں تم لوگ یوں نہ کہو(") کہ کتاب تو صرف ہم

سے پہلے جو دو فرقے شے ان پر نازل ہوئی تھی، اور ہم

ان کے پڑھنے پڑھانے سے محض بے خبر شے۔(")

104. یا یوں نہ کہو کہ اگر ہم پر کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے بھی زیادہ راہ راست پر ہوتے۔ سو اب تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے ایک کتاب واضح اور رہنمائی کا ذریعہ اور رحمت آچکی ہے۔(") اب شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ہماری ان آیتوں کو اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ہماری ان آیتوں کو

ا. قرآن کریم کا یہ اسلوب ہے جو متعدد جگہ دہرایا گیا ہے کہ جہاں قرآن کا ذکر ہوتاہے تو وہاں تورات کا اور جہاں تورات کا ذکر ہو وہاں قرآن کا بھی ذکر کردیا جاتا ہے۔ اس کی متعدد مثالیں حافظ ابن کثیر نے نقل کی ہیں۔ اس اسلوب کے مطابق یہاں تورات کا اور اس کے اس وصف کا بیان ہے کہ وہ بھی اپنے دورکی ایک جامع کتاب تھی جس میں ان کی دینی ضروریات کی تمام باتیں تفصیل سے بیان کی گئی تھیں اور وہ ہدایت ورحمت کا باعث تھی۔

۲. اس سے مراد قرآن مجید ہے جس میں دین ودنیا کی بر ستیں اور بھلائیاں ہیں۔

س. لعنی یه قرآن اس لیے اتارا تاکه تم یه نه کبور دو فرقول سے مراد یبود ونصاری ہیں۔

۴. اس کیے که وہ جاری زبان میں نہ تھی۔ چنانچہ اس عذر کو قرآن عربی میں اتار کر ختم کردیا۔

۵. گویا په عذر تھی تم نہیں کر سکتے۔

يَصُرِ فُونَ @

ۿڵؽۜؿؙڟ۠ۯؙۅ۫ڹٳڷۘۘۘۘٵؽؙؾؙۺؙؙؙؙؙؙؙ؋ؙڶؠؠٙڵ۪ؽڎؙٲۅؙؽٳ۫ؾ۬ۯڗؖ۠ڣ ٲۅؙؽٳ۫ؿڹۼڞؙٳؽؾڔؾڮڴؽۅ۫ۘڡڒؽٳٛؿڹۼڞؙٳؽؾ ڔڛڮڵڒؽڹ۫ڡٛۼٛڡٚۺٵٳؽؠٵٮٛۿٵڮؿڰ۠ؽٳڡػڞؙڣؽ ٵۅؙڰٮڹؿؙۏٛٵٛؽؠٳۿٵۼؽڗؙڷڣؙڸٲۺٙڟؚۯۊٙٳڗٵ ؙؙؙؙؙڡؙؿڟؚۯۅٛڹؖ ؙؙؙؙڡؙۺڟۣۯۅٛڹڰ

جھوٹا بتائے اور اس سے روکے۔(۱) ہم جلد ہی ان لوگوں کو جو کہ ہماری آیتوں سے روکتے ہیں ان کے اس روکنے کے سبب سخت سزا دیں گے۔

101. کیا یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا ان کے پاس آپ کا رب آئے یا آپ کے رب کی کوئی (بڑی) نشانی آئے؟ (۱) جس روز آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آئینچے گی، کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا۔ (۱) اس نے اپنان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔ (۱) آپ اس نے اپنان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔ (۱) آپ فرما و یجیے کہ تم منتظر رہو، ہم بھی منتظر ہیں۔ (۱)

ا. یعنی کتاب ہدایت و رحمت کے نزول کے بعد اب جو شخص ہدایت (اسلام) کا راستہ اختیار کرکے رحمت الٰہی کا مستحق نہیں بنتا، بلکہ تکذیب واعراض کا راستہ اپناتا ہے، تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟ صَدَفَ کے معنی اعراض کرنے کے بھی کے گئے ہیں اور دوسروں کو روکنے کے بھی۔

7. قرآن مجید کے نزول اور حضرت محم سکانی کی رسالت کے ذریعے ہم نے جمت قائم کردی ہے۔ اب مجی اگریہ اپنی گراہی سے باز نہیں آتے تو کیا یہ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرضتے آئیں لیعنی ان کی روحیں قبض کرنے کے لیے، اس وقت یہ ایمان لائیں گے؟ یا آپ کا رب ان کے پاس آئے، لیعنی قیامت برپا ہوجائے اور وہ اللہ کے روبرو پیش کیے جائیں۔ اس وقت یہ ایمان لائیں گے؟ یا آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آئے۔ جیسے قیامت کے قریب سوری مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ تو اس قسم کی بڑی نشانی دیکھ کریہ ایمان لائیں گے؟ اگلے جملے میں وضاحت کی جارہی ہے کہ اگریہ اس انظار میں ہیں تو بہت ہی ناوانی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ کیونکہ بڑی نشانی کے ظہور کے بعد کافرکا جارہی ہے کہ اگریہ اس انظار میں ہیں تو بہت ہی ناوانی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ کیونکہ بڑی نشانی کے ظہور کے بعد کافرکا ایمان اور فاسق وفاجر شخص کی تو یہ قبل نہیں ہوگی۔ صبح حدیث ہے نبی شکریت سے طلوع ہوتے دیکھیں تک کہ سوری (مشرق کے بجائے) مغرب سے طلوع ہو لیس جب ایسا ہوگا اور لوگ اسے مغرب سے طلوع ہوتے دیکھیں تک کہ سوری (مشرق کے بجائے) مغرب سے طلوع ہو لیس جب ایسا ہوگا اور لوگ اسے مغرب سے طلوع ہوتے دیکھیں (اس وقت ایمان لانا کس کو نفع نہیں دے گا جو اس سے قبل ایمان نہ لایا ہوگا۔ (سی بحارہ الانعام)

سل لعني كافر كا ايمان فائده مند، لعني قبول نهيس مو گا۔

م. اس کا مطلب ہے کہ کوئی گناہ گار مومن گناہوں سے توبہ کرے گا تو اس وقت اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور اس کے بعد عمل صالح غیر مقبول ہوگا۔ جیسا کہ احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

۵. یہ ایمان نہ لانے والوں اور توبہ نہ کرنے والوں کے لیے تہدید ووعید ہے۔ قرآن کریم میں یہ مضمون سورہ محمد: ۱۸ اور سورہ مومن: ۸۵، ۸۵ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ فَتَقُوْادِيْنَهُمْ وَكَاثُوْاشِيَعًا لَسُتَ مِنْهُمُ فَيُتَّى ُ أَلِّنَكَا آمُرُهُمُ إِلَى اللهِ ثُقَايُلَتِبُمُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفَعَكُوْنَ ®

مَنْ جَآءَ بِالْخُسَنَةِ قَلَهُ عُشُرُامُتَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسِّيِنَةِ فَلَا يُجُنَّى الِّلمِثْلُهَا وَهُمْ لِاَيْظَلَمُونَ ۞

ڡؙؙڷٳؾۜڹؽ۬ۿڶٮڹٛڗؾۣٞٳڵ؈ؚڔٙٳڟٟۺٞؾؘؿؠٟؖؗڐ ۮؚڹێٵؾػٵڝۜڷڐٳؽؗۿۑؽڔؘۘڬؚڹؽڡ۠ٵٷڡٵػٲڹڝ ٵؿۺڔڮڔٛڹ۞

قُلُ إِنَّ صَلَاقِ وَنُسُكِنْ وَ مَحْيَا َى وَمَمَاقِ ثِلَاءِ رَبِ الْعَلَمَةِ: ﴿

109. بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کردیا اور گروہ گروہ بن گئے، () آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ پھر ان کو ان کا کما ہوا جنلاد س گے۔

110. جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے (۱) اور جو شخص برا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی (۱) اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔

141. آپ کہہ دیجے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتادیا ہے کہ وہ ایک دین مستمم ہے جو طریقہ ہے ابراہیم (عَالِیَاً) کا جو اللہ کی طرف یکسو تھے۔ اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

۱۹۲. آپ فرما دیجیے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔

ا. اس سے بعض لوگ یہود ونصاری مراد لیتے ہیں جو مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ بعض مشرکین مراد لیتے ہیں کہ کچھ مشرک ملائکہ کی، کچھ ستاروں کی، کچھ مختلف بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ لیکن یہ آیت عام ہے کفار ومشرکین سیت وہ سب لوگ اس میں واخل ہیں جو اللہ کے دین کو اور رسول اللہ صَّالِیَّا اِلْمُ کَا اِللّٰہُ مَا اِللّٰہُ اِللّٰہُ کَا اللّٰہُ مَا اللّٰہُ اللّٰہُ کَا اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ کَا اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ کَا اللّٰہُ ہوئے کو چھوڑ کر دوسرے دین یا دوسرے طریقے کو اختیار کرکے تفرق و تحرب کا راستہ اپناتے ہیں۔ شِیکا کے معنی محتم میں مجتمع تھی لیکن پھر ان کے مختلف افراد نے اپنے کسی بڑے کی رائے کو ہی معند اور حرف آخر قرار دے کر اپنا راستہ الگ کرلیا، چاہے وہ رائے حق وصواب کے خلاف ہی ہو۔ (فُح القدیہ)

۲. یہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل واحبان کا بیان ہے جو اہل ایمان کے ساتھ وہ کرے گا کہ ایک بیکی کا بدلہ دس نیکیوں کے برابر عطا فرمائے گا۔ یہ کم از کم اجر ہے۔ ورنہ قرآن اور احادیث دونوں سے ثابت ہے کہ بعض نیکیوں کا اجر کئی کئی سو گانا بلکہ ہزاروں گنا تک ملے گا۔

س. لیعنی جن گناہوں کی سزا مقرر نہیں ہے، اور اس کے ارتکاب کے بعد اس نے اس سے توبہ بھی نہیں کی یا اس کی نئیاں اس کی برائیوں پر غالب نہ آئیں، یا اللہ نے اپنے فضل خاص سے اسے معاف نہیں فرمادیا (کیونکہ ان تمام صورتوں میں مجازات کا قانون بروئے عمل نہیں آئے گا) تو پھر اللہ تعالیٰ ایس برائی کی سزا دے گا اور اس کے برابر ہی دے گا۔

الأشريك لَهُ وَمِذِالِكَ أَمْرُتُ وَانَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿

ڡؙٛڶٲۼؽڒڶڶڎٳٙڣڣ۫ۯ؆ؚٞٵۊٙۿۅؘڒۻ۠ڴۺۜؿؙؙؖٷۘۘۘػػۺؖڹ ڴڰؘؙڡؘڝؙٳڷٳڝؘڮؠۼٵٷڵڗؾؚۯٷٳڔٙڐ۠ۊؚۮ۫ڒٳڂٛؽڐ۠ڠڎٚڒٳڵ ڔ؆ڹؙ۠ڎٷٞۻۼؙڴۏؘؽؙڹؾٷڴۄؠؠٳڴڹؿ۫ۏڽؽ؋ؾٛۼۛؾڵڡ۠ۏڹ۞

۱۹۳۳. اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں پہلا ہوں۔(۱)

ہ اللہ کے سواکسی اور کو اللہ کے سواکسی اور کو رب بنانے کے لیے تلاش کروں حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا (۱) اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتاہے اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ (۳) پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہوگا۔ پھر وہ تم کو جتلائے گا جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے۔ (۳)

ا، توحید الوہیت کی یہ دعوت تمام انبیاء نے دی، جس طرح بہاں آخری پنجیم کی زبان مبارک سے کہاوایا گیا کہ "مجھے اس کا تھم دیا گیا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔" دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا "ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی انبیاء بھیج، سب کو بہی وتی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم میری ہی عبادت کرو" (الانبیا،: ۲۵) چانچہ حضرت نوح علیہ انبیاء بھیج، سب کو بہی یہ اعلان فرمایا ﴿وَالْمِرْتُ اللّهُ لِمُ اللّهُ اللهُ اللهُ اللّهُ اللهُ اللهُ

۲. یہاں رب سے مراد وہی اللہ ماننا ہے جس کاانکار مشرکین کرتے رہے ہیں اور جو اس کی ربوبیت کا نقاضا ہے۔ لیکن مشرکین اس کی ربوبیت کو تقاضا ہے۔ اور اس میں کسی کو شریک نہیں گردانتے تھے لیکن اس کی الوہیت میں شریک تھر اس کے الوہیت میں شریک تھراتے تھے۔

۳. لیعنی اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کا پورا اہتمام فرمائے گا اور جس نے۔ اچھا یا برا۔ جو کچھ کیا ہوگا، اس کے مطابق جزاء وسزا دے گا، نیکی پر اچھی جزاء اور بدی پر سزا دے گا اور ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالے گا۔

۴٪. اس کیے اگر تم اس دعوت توحید کو نہیں مانتے جو تمام انبیاء کی مشتر کہ دعوت رہی ہے تو تم اپنا کام کیے جاؤ، ہم اپنا کے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں ہی جارا تمہارا فیصلہ ہوگا۔

ۅؘۿؙۅٳڷڬ؈ؿۼۘڬڴؙۄٛڂڵؠٟۜڣٵڷۯۯٝۻۅٙۯڡٛۼؠۘۼڞؘڴ ۿؘۊٛؿۼڞؚۮڗڂ۪ؾٳێؽڹ۠ٷڴٛؽ۬ٵٞڶؾڬٛۅ۠ٳڰۜۥڒؾػ ڛۯؿٷ۠ڷڡڟڮؖٷۘٳڴؙۘۘڬۼۘٷ۫ۯڗۜۧڝؽڠ۠

1۲۵. اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا()
اور ایک کا دوسرے پر رتبہ بڑھایا تاکہ تم کو آزمائے ان
چیزوں میں جو تم کودی ہیں۔(۲) بالیقین آپ کا رب جلد
سزا دینے والا ہے اور بالیقین وہ واقعی بڑی مغفرت کرنے
والا مہر بانی کرنے والا ہے۔

ا. یعنی حکمران بناکر اختیارات سے نوازا۔ یا ایک کے بعد دوسرے کو اس کا وارث (خلیفہ) بنایا۔ ۲. یعنی فقرو غناء، علم وجہل، صحت اور بیاری، جس کو جو کچھ دیا ہے، اسی میں اس کی آزمائش ہے۔

## سورۂ اعراف کی ہےاس میں دوسوچھ آیتیں اور چو بیں رکوع ہیں۔

## بِسُ عِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

شِيوْرَةُ الْأَغَرَافِيٰ

## شروع کرتا ہول اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

### البض أ

#### ا. الْمُضَّـ

ڮؖؗؗؿ۠ڮٲؙؿؚ۫ۯڵٳڷؽڰۏؘڵڒڲؽ۠ؿ۬؈ٛڝۮڔڬٙۘۜۘٚڝڒڿٞ ڡؚؖٮ۫ٮ۠ۿؙڸؿ۠ؿ۬ۮؚڒؠؚ؋ۅؘڎٟػۯ۬ؽڶؚڷٷؙۛڡؚڹؽؙؽ۞

۲. یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اس لیے جیجی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ سے ڈرائیں، سو آپ کے دل میں اس سے بالکل منگی نہ ہو<sup>(۱)</sup> اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لیے۔

اِتَّبِعُواْ مَاۤانْنزِلَ اِلْيُكُوْمِّنُ تَتِكُوْ وَلَاتَتَبِعُواْ مِنْ دُونِهَ اَوْلِيَآءٌ قَلِينُلامًا تَذَكَّوُونَ ⊙

س. تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے (<sup>۱)</sup> اور الله تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم تصیحت بکڑتے ہو۔

ۅؘػۏٙڝؚۜڽٛۊٙۯؾڐ۪ٳٙۿڶڰڶۿٵڣؘڿٲءٝۿٵڹٲۺؙٵڹؽٳؾؙٵ ٳؘۅٛۿؙؗۮۊؘٳؠڵۅٛڹ۞

مر اور بہت سی بستیوں کو ہم نے تباہ کردیا اور ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت پہنچا، یا الی حالت میں کہ وہ دو پہر کے وقت آرام میں تھے۔

فَمَاكَانَ دَعُونهُمْ اِذْجَاءَهُمْ بِالشَّنَاآلِآلَ قَالُوَاإِنَّا كُنَّاظْلِمِيْنَ ۞

۵. سوجس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا اس وقت ان
 کے منہ سے بجز اس کے اور کوئی بات نہ نگلی کہ واقعی

ا. یعنی اس کے ابلاغ سے آپ کادل تنگ نہ ہو کہ کہیں کافر میری تنگذیب نہ کریں اور ججھے ایذاء نہ پہنچائیں اس لیے کہ
اللہ آپ کاحافظ وناصر ہے یا حرج شک کے معنی میں ہے یعنی اس کے مزل من اللہ ہونے کے بارے میں آپ اپنے
میں شک محسوس نہ کریں۔ یہ نہی بطور تعریض ہے اور اصل مخاطب امت ہے کہ وہ شک نہ کرے۔

۲. جو اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے یعنی قرآن، اور جو رسول اللہ منگالیا گیا نے فرمایا یعنی حدیث، کیونکہ آپ منگالیا ہے نہی قرآن اور اس کے ساتھ دیا گیا ہوں۔ "ان دونوں کا اتباع ضروری ہے۔ ان کے علاوہ کسی کا اتباع ضروری نہیں
«میں قرآن اور اس کے مشل اس کے ساتھ دیا گیا ہوں۔ "ان دونوں کا اتباع ضروری ہے۔ ان کے علاوہ کسی کا اتباع ضروری نہیں
بلکہ ان کا انکار لازمی ہے۔ جیسا کہ اگلے فقرے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی پیروی مت کرو۔ جس طرح زمانتہ
جاہلیت میں سرداروں اور نجومیوں کا ہنوں کی بات کو ہی انہیت دی جاتی حتی کہ حال وحرام میں بھی ان کو سند تسلیم کیا جاتا تھا۔

سا. قائِلُوْنَ قَیْلُوْنَ قَیْلُوْنَ اَنْ اِجب وہ آرام وراحت کے لیے بے خبر بستروں میں آسودہ خواب سے۔
اچانک ایسے وقتوں میں آیا جب وہ آرام وراحت کے لیے بے خبر بستروں میں آسودہ خواب سے۔

تهم ظالم تھے۔(۱)

فَكَنَسُّكُكَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلْيُهِمُّ وَلَنَسُّكُنَّ الْمُرْسِلِيْنَ۞

فَلَنَقُصَّ تَعَلِيهُمُ بِعِلْمِ وَّمَا كُنَّا غَلِّبِيْنَ۞

وَالْوُزْنُ يُومَيِنِ إِلْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلُتُ مَوَازِيْنُهُ فَأُولِيۡكَ هُوُالۡمُفۡلِحُونَ۞

وَمَنُ خَفَّتُ مَوَانِينُهُ فَأُولِلَكِ الَّذِينَ خَسِرُوٓا اَنْشُمُهُمُ بِمَا كَانُوْا بِالْيِتَالِظُلِمُونَ۞

۲. پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پو چھیں گے جن کے پاس پیغیر بھیج گئے تھے اور ہم پیغیروں سے ضرور پو چھیں گے۔ (۲)
 کی پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہیں ان کے روبرو بیان

کردیں گے۔ <sup>(۳)</sup> اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے۔ ۸. اور اس روز وزن بھی بر حق ہے پھر جس شخص کا پلا بھاری ہو گا سو السے لوگ کامیاب ہوں گے۔

9. اور جس شخص کا بلا ہلکا ہوگا سویہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا بہ سبب اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔

ا. لیکن عذاب آجانے کے بعد ایسے اعتراف کا کوئی فائدہ تنہیں۔ جیسا کہ پہلے وضاحت گذر بھی ہے ﴿فَكُوْ يَكُ يَنْفَعُهُمُ اِلْيُمَانْهُمُوْلِكَا كَاوَّا بَالْسَنَا﴾ (مومن: ۸۵) (جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو اس وقت ان کا ایمان لانا، ان کے لیے نفع مند نہیں ہوا)۔

7. امتوں سے یہ پوچھا جائے گا کہ تمہارے پاس پیغیر آئے تھے؟ انہوں نے تہمیں ہمارا پیغام پہنچایا تھا؟ وہاں وہ جواب دیں گے کہ ہاں! یا اللہ تیرے پیغیر تو یقیناً ہمارے پاس آئے تھے لیکن ہماری ہی قسمت پھوٹی تھی کہ ہم نے ان کی پرواہ نہیں کی اور پیغیروں سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ہمارا پیغام اپنی امتوں کو پہنچایا تھا؟ اور انہوں نے اس کے مقابلے میں کیا رویہ اختیار کیا؟ پیغیر اس سوال کا جواب دیں گے۔ جس کی تفصیل قرآن مجید کے مختلف مقامات پر موجود ہے۔ سلا چونکہ ہم ہر ظاہر اور پوشیدہ بات کا علم رکھے ہیں اس لیے ہم پھر دونوں (امتیوں اور پیغیروں) کے سامنے ساری باتیں بین کریں گے اور جو جو پچھ انہوں نے کیا ہوگا، ان کے سامنے رکھ دیں گے۔

۷. ان آیات میں وزن اعمال کا مسلہ بیان کیا گیا ہے جو قیامت کے دن ہوگا اور جے قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ اور احادیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ترازو میں اعمال تولے جائیں گے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ترازو میں اعمال تولے جائیں گے، جس کا میکیوں والا پلڑا بھاری ہوگا، وہ کامیاب ہوگا اور جس کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا، وہ ناکام ہوگا۔ یہ اعمال کس طرح تولے جائیں گے جب کہ یہ اعراض ہیں لیعنی ان کا ظاہری وجود اور جسم نہیں ہے؟ اس بارے میں ایک رائے تو یہ ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن ان کو اجسام میں تبدیل فرمادے گا اور ان کا وزن ہوگا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ وہ صحیفے اور رجسٹر تولے جائیں گ جن میں انسان کے اعمال درج ہوں گے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ خود صاحب عمل کو تولا جائے گا۔ تینوں مسلکوں والوں کے بیاس اپنے مسلک کی حمایت میں صحیح احادیث وآثار موجود ہیں، اس لیے امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ تینوں ہی باتیں

ۅؘڵؾۜۘۘۘؗڶؙڡۘڴؿ۠ڮٛڋڧٳڵۯۻۅؘجؘعؙڵٮؘٵػڎ۫ۏؽۿٵ ڡؘۼٳۺؘٷڶؽؚڵۘؗڰٵػؘۺٛػؙۯؙۏڹ۞۫

ۅؘڷقَڽؙڂؘڷڨ۬ڬڎؙؙٟؿ۠ڗۜڝٷۧۯڬٷٛؿؙۊؙڰؙڶػٳڸۛڶؠڵڸٟ۪۪ۧۘؗػۊ ٳڛؙٛڿؙۮؙۉٳڸٳۮڴؖٷٙڛؘڿۮۅۧٲٳڷڒٙٳؠ۫ڸؽۺؙٵۿؠڲؙؽ۫ۺؚۜ ٳۺ۠ۼۣڔؿؙؽ<sup>۞</sup>

قَالَ مَامَنَعَكَ الْاَسْجُكَ الْدَّامَوْتُكَ قَالَ اَنَاخَيْرُ مِّنَهُ ۚ خَلَقْتَنِيُّ مِنُ ثَالِر وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ ®

اور بے شک ہم نے تم کو زمین پر رہنے کی جگہ دی
 اور ہم نے تمہارے لیے اس میں سامان رزق پیدا کیا، تم
 لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

11. اور ہم نے تم کو پیدا کیا، (۱) پھر ہم ہی نے تمہاری صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے، وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

11. حق تعالی نے فرمایا تو جو سجدہ نہیں کرتا تو تجھ کو اس سے کونسا امر مانع ہے، (۲) جب کہ میں تجھ کو حکم دے چکا، کہنے لگا میں اس سے بہتر ہول، آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے۔ (۲)

صحیح ہوسکتی ہیں ممکن ہے مبھی اعمال، مبھی صحیفے اور مبھی صاحب عمل کو تولا جائے (دلائل کے لیے دیکھیے تفسیر ابن کثیر) بہر حال میزان اور وزن اعمال کا مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اس کا انکار یا اس کی تاویل گراہی ہے۔ اور موجودہ دور میں تو اس کے انکار کی اب مزید کوئی گنجائش نہیں کہ بے وزن چیزیں بھی تولی جانے لگی ہیں۔

ا. خَلَقْنَاكُمْ ميں ضمير اگرچه جمع كى ہے ليكن مراد ابو البشر حضرت آدم عَاليُّكا بير-

۲. أَلَّا تَسْجُدَدُ مِیں لَا زائد ہے بینی أَنْ تَسْجُد ( تَجْھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا؟) یا عبارت محذوف ہے بینی "تجھے کس چیز نے اس بات پر مجبور کیا کہ تو سجدہ نہ کرے" (ابن کیٹر وفح القدی) شیطان فر شتوں میں سے نہیں تھا، بلکہ خود قر آن کی صراحت کے بموجب وہ جنات میں سے تھا۔ (اللہ: ۵۰) لیکن آسان پر فر شتوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اس سجدہ کے حکم میں شامل تھا جو اللہ نے فرشتوں کو دیا تھا۔ اس لیے اس سے باز پرس بھی ہوئی اور اس پر عتاب بھی نازل ہوا۔ اگر وہ اس حکم میں شامل بی نہ ہوتا تو اس سے باز پرس ہوتی نہ وہ رائدہ درگاہ قرار پاتا۔

سب شیطان کا یہ عذر "عذر گناہ بدتر از گناہ" کا آئینہ دار ہے۔ ایک تو اس کا یہ سمجھنا کہ افضل کو مفضول کی تعظیم کا تکم نہیں دیا جاسکتا، غلط ہے۔ اس لیے کہ اصل چیز تو اللہ کا تکم ہے، اس کے تکم کے مقابلے میں افضل وغیر افضل کی بحث اللہ سے سرتابی ہے۔دوسرا اس نے بہتر ہونے کی دلیل یہ دی کہ میں آگ سے بیدا ہوا ہوں اور یہ مٹی ہے۔ لیکن اس نے اس شرف وعظمت کو نظر انداز کردیا جو حضرت آدم علیقیا کو حاصل ہوا کہ اللہ نے انہیں اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی کے اس شرف وعظمت کو نظر انداز کردیا جو حضرت آدم علیقیا کو حاصل ہوا کہ اللہ نے انہیں اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے اس میں روح بھو کلی۔ اس شرف کے مقابلے میں دنیا کی کوئی چیز بھی ہو سکتی ہے؟ تیسرا، نص کے مقابلے میں قیاس فاسد تھا۔

قَالَ فَاهْبُطُمِهُمَا فَمَا يُكُونُ لِكَ اَنْ تَتَكَبَّرُ فِيهُمَا فَاخْرُجُرِ لِتَّكَ مِنَ الطَّيِغِرِيُنَ<sup>®</sup>

> قَالَ أَنْظِرُنَ أِلْ يَوْمِيْنَعَثُونَ ۗ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظِرِينَ ۗ قَالَ فِمَاآغُرِيْنَيُ أَلَقْعُدَنَ لَهُمُوصِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْدِهِ ۗ الْمُسْتَقِيْدِهِ ۗ

ڎؙڲڒڶؾڹؙؙۜٞٛٛؠؙؙۄٚڽٚؽؙؽؙڹٳؽؙۮۣؽؙؠؙۅڝؘٛڬڣؖڣۿؚۄ۫ۅؘػڽؙٳؽٮؙٳؽؠؙ ۅٙعنؙۺؘٵٙڸؚڸۿڋؙۅڵڗۼۣۮٵڬڗؙڰؙڎۿۿۺڮڔؽڹ۞

سال حق تعالی نے فرمایا تو آسان سے اتر (۱) تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو آسان میں رہ کر تکبر کرے سو نکل بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے۔(۱)

۱۳. اس نے کہا کہ مجھ کو مہلت دیجیے قیامت کے دن تک۔ 10. الله تعالیٰ نے فرمایا تجھ کو مہلت دی گئی۔(<sup>(۳)</sup>

اللہ اس نے کہا بہ سبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گر اہ کیا ہے (<sup>۳)</sup> میں قشم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔

12. پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی (۵) اور آپ ان میں سے اکثر

آگ، مٹی سے کس طرح بہتر ہے؟ آگ میں سوائے تیری، بھڑکنے اور جلانے کے کیا ہے؟ جب کہ مٹی میں سکون اور ثبات ہے، اس میں نبات ونمو، زیادتی اور اصلاح کی صلاحیت ہے۔ یہ صفات آگ سے بہر حال بہتر اور زیادہ مفید ہیں۔ اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ شیطان کی تخلیق آگ سے ہوئی۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ "فرشتے نور سے، ابلیس آگ کی لیٹ سے اور آدم غالیہ اس مٹی سے بیدا کیے گئے ہیں۔" (صحیح مسلم کتاب الزهد، باب فی أحادیث منفرقة)

ا. مِنْهَا کی ضمیر کا مرجع اکثر مفسرین نے جنت کو قرار دیا ہے اور بعض نے اس مرتبہ کو جو ملکوت اعلیٰ میں اسے حاصل تھا۔ فاضل مترجم نے اسی دوسرے مفہوم کے مطابق آسان ترجمہ کیا ہے۔

۲. الله کے حکم کے مقابلے میں میکبر کرنے والا احترام و تعظیم کا نہیں، ذلت وخواری کا مستحق ہے۔

سا. الله تعالیٰ نے اس کی خواہش کے مطابق اسے مہلت عطا فرمادی جو اس کی حکمت، ارادے اور مشیت کے مطابق تھی جس کا پورا علم اس کو ہے۔ تاہم ایک حکمت یہ نظر آتی ہے کہ اس طرح اپنے بندوں کی وہ آزمائش کرسکے گا کہ کون رحمان کا بندہ بتا ہے اور کون شیطان کا پجاری؟

۷. گراہ تو وہ اللہ کی تکوینی مشیت کے تحت ہوا۔ لیکن اس نے اسے بھی مشرکوں کی طرح الزام بنالیا، جس طرح وہ کہتے ہے تھے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے۔

۵. مطلب یہ ہے کہ ہر خیر اور شر کے رائے پر میں بیٹھول گا۔ خیر سے ان کو روکول گا اور شر کو ان کی نظروں میں پیندیدہ بناکر ان کو اختیار کرنے کی ترغیب دول گا۔

کو شکر گزار نہ پائیے گا۔(۱)

قَالَ اخْرُجُ مِنْهَامَدُ ءُوْمًا مِّنْهُوُرًا لَكَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمُ لَوْمَكَنَّ جَهَنَّهُ مِنْكُو الجُبَعِيْنَ©

وَيَادَمُ اسَّكُنُ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَامِنَ جَبُثُ شِنْكُمُّنَا وَلِاَنَّقُرْبَا لِهٰذِيوِ الشَّجَرَّةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظِّلِمِيْنَ۞

قَوْسُوَسَ لَهُمَاالشَّيْطُنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَّافَاؤُوِيَ عَنْهُمَّا مِنْ سَوْاتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَكُمَارَكُبُّمَاعَنُ هٰذِقْ الشَّجَرَةِ اِلْآلَنُ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْتُكُوْنَامِنَ الْسُّكِيرِيْنَ ۞ الْسُلِيرِيْنَ

# وَقَاسَمُهُمَّا إِنَّ لَكُمَّا لَهِنَ النَّصِحِينَ اللَّهِ

ا. شَاكِرِیْنَ کے دوسرے معنی موحدین کے کیے گئے ہیں۔ لینی اکثر لوگوں کو میں شرک میں مبتلا کردوں گا۔ شیطان نے اپنا یہ گمان فی الواقع سپا کر وکھایا ﴿وَلَقَدُ صَدَّقَ عَلَيْهُمُ الْبُلِیْسُ ظَنَّهُ فَاشِّبَعُوهُ اللَّهِ اللَّهِ عَلَيْهُمُ الْبُلِیْسُ فَلِنَّهُ فَاشِّبَعُوهُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُمُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْكُمُ اللَّهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ وَلَوْكُولِكُمُ عَلَيْهُ اللَّهُ عَلَيْهُ عَل

۲. لینی صرف اس ایک در خت کو چھوڑ کہ جہاں سے اور جتنا چاہو کھاؤ۔ ایک در خت کا کھل کھانے کی پابندی آزمائش کے طور پر عائد کردی۔

۳. وَسْوَسَةٌ اور وِسْوَاسٌ زَلْزَلَةٌ اور زِلْزَالٌ کے وزن پر ہے۔ پت آواز اور نفس کی بات۔ شیطان ول میں جو بری باتیں ڈالتا ہے اس کو وسوسہ کہا جاتا ہے۔

م. یعنی شیطان کا مقصد اس برکاوے سے حضرت آدم وحواظ الله کو اس لباس جنت سے محروم کرکے انہیں شر مندہ کرنا تھا جو انہیں جنت میں پہننے کے لیے دیا گیا تھا سَوْآتٌ، سَوْءَةٌ (شرم گاہ) کی جمع ہے۔ شرم گاہ کو سَوْءَةٌ سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ اس کے ظاہر ہونے کو برا سمجھا جاتا ہے۔

1. الله تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل وخوار ہوکر
نکل جا جو شخص ان میں سے تیرا کہنا مانے گا میں ضرور

تم سب سے جہنم کو بھر دول گا۔

19. اور ہم نے تھم دیا کہ اے آدم! (عَلَیْکِاً) تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔ پھر جس جگہ سے چاہو دونوں کھاؤ، اور اس درخت کے پاس مت جاؤ<sup>(1)</sup> ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہوجاؤگے۔

اللہ ان کی شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ (اللہ اللہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں دونوں کے روبرو بے پردہ کردے (اللہ کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا، مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہوجاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہوجاؤ۔

اور ان دونوں کے روبرو قشم کھالی کہ یقین جانیے

میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔(۱)

۲۲. سو ان دونوں کو فریب سے نیچے کے آیا<sup>(۲)</sup> پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا تو دونوں کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے<sup>(۳)</sup> اور ان کے رب نے ان کو پکارا کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کرچکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا کہ شیطان تمہارا صرح دشمن ہے؟<sup>(۳)</sup> کیااور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے کیااور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان یانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔<sup>(۵)</sup>

فَىَ لَهُمُ الِغُوُوْ يَؤْفَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَوَّةَ بَدَثُ لَمُّا سَوَاتُمُمَّا وَطَفِقَا لِيَخْصِفِّ عَلَيْهَا مِنْ قَرَقِ الْبَنِّدِّ وَنَا دُمُّالَّهُمَّا الْكَوَانُفُكُمَ اعْنُ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاقْلُ كَمُّالِنَّ الشَّيْطُلَ لَكُمَّا عَدُوْ مُّهُوْنِ

قَالارَبِّبَاطُلَمْنَا اَفْسُنَا ۗ وَإِنْ لَقَ تَغْفُرُلِنَا وَتُرْمَمُنَا لَنُكُونَنَّ مِن الْغِيرِيْنَ ۞

ا. جنت کی جو تعتیں اور آسائشیں حضرت آدم وحوا ﷺ کو حاصل تھیں، اس کے حوالے سے شیطان نے دونوں کو بہلایا اور یہ جھوٹ بولا کہ اللہ تہمیں ہمیشہ جنت میں رکھنا نہیں چاہتا، اس کیے اس درخت کا چھل کھانے سے منع فرمایا ہے کوئلہ اس کی تاثیر ہی یہ ہے کہ جو اسے کھالیتا ہے وہ فرشتہ بن جاتا ہے، یا دائی زندگی اسے حاصل ہوجاتی ہے چھر قشم کھاکر اپنا خیر خواہ ہونا بھی ظاہر کیا، جس سے حضرت آدم وحوا ﷺ متاثر ہوگئے اس لیے کہ اللہ والے اللہ کے نام پر آسانی سے دھوکہ کھاجاتے ہیں۔ کہ نظاہر کیا، جس سے حضرت آدم وحوا ﷺ متاثر ہوگئے اس لیے کہ اللہ والے اللہ کے نام پر آسانی سے دار کر ممنوعہ در خت کا گھل کھانے تک لے آباد

ساب یہ اس معصیت کا اثر ظاہر ہوا جو آدم وحوا ﷺ سے غیر شعوری اور غیرارادی طور پر ہوئی اور پھر دونوں مارے شرم کے جت کے بت جوڑجوڑ کر اپنی شرم گاہ چھپانے گئے۔ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ اس سے قبل انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا نورانی لباس ملا ہوا تھا، جو اگرچہ غیر مرئی تھا لیکن ایک دوسرے کی شرم گاہ کے لیے ساتر (پردہ پوش) تھا۔ (این سیر) ہما. یعنی اس سیبیہ کے باوجود تم شیطان کے وسوسوں کا شکار ہوگئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کے جال بڑے حسین اور دلفریب ہوتے ہیں اور جن سے بچنے کے لیے بڑی کاوش ومحنت اور ہر وقت اس سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ ۵۔ توبہ واستغفار کے یہ وہی کلمات ہیں جو حضرت آدم علیہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے سیکھی، جیسا کہ سورہ بقرہ آبیت: کسل میں صراحت ہے (دیکھیے آبیت نہ کورہ کا حاشیہ) گویا شیطان نے اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کیا تو اس کے بعد وہ اس پر نہ صرف اڑگیا بلکہ اس کے جواز واثبات میں عقلی و تیاسی دلائل دینے لگا۔ نینجناً وہ رائدہ درگاہ اور ہمیشہ کے لیے ملعون قرار پایا اور حضرت آدم علیہ لیک میں توبہ واستغفار کا اجتمام کیا۔ تو اللہ کی بایا اور حضرت آدم علیہ کے بین غلطی پر ندامت وپشیمانی کا اظہار اور بار گاہ اللہ میں توبہ واستغفار کا اجتمام کیا۔ تو اللہ والد محترت آدم علیہ کے بی بھوراد وار اللہ والد ور اللہ واللہ میں توبہ واستغفار کا اجتمام کیا۔ تو اللہ والد ومغرت کے مشخص قرار پائے۔ یوں گویا دونوں راستوں کی نشان دہی ہوگئی، شیطانی راستے کی بھی اور اللہ والوں رحمت ومغفرت کے مشخص قرار پائے۔ یوں گویا ویوں راستوں کی نشان دہی ہوگئی، شیطانی راستے کی بھی اور اللہ والوں

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمُ لِبَعْضِ عَدُوُّ وَكَثُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَمُّ وَمَتَاعُ اللَّحِيْنِ

قَالَ فِيهَا تَعْبُونَ وَفِيهَا تَهُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرِجُونَ اللَّهِ

ؽڹؽٞٵۮڡٙۯٙق٥ٛٲٮٛٚۯڵؽٵڡۧؽؽؙڴۉڶؚڹٵۺٵؿؙۅڶڔؽ۫ڛۘۉٳؾڴؙۄ ۅڔؽۺٵۉڶؚڹٵۺٵڶٮٞڨؙۅؽۮ۬ڶٟڰڂۘؽڋ۠ڎ۬ڵٟڬٷؽٵؽؾؚ ٵٮڵٶڶڡٙڴۿؙڞؙؽڴٷؽؙڰٷۏڽۘ۞

ڸڹؿؘٙٳۮػڒۘڒؽڣ۬ؾٮؘؾٞۘٛ۠ڴۉٳڵۺۜؽڟؽؙػڡۧٵؙٛٙٛٛٛٚڡٛٚڗڿۘٳؘڹۅؘػڲ۠ۄ۫ ڡؚؖڹٳۼؾۜڐؿڹ۫ڗؚٷۼۂۿڒٳڽٵ؊ۿڒڸڋؾٟػٵڛؙۏٳڗۣٵ۫ۧٳؾۜڬ

۲۳. حق تعالی نے فرمایا کہ نیجے الی حالت میں جاؤ کہ تم باہم ایک دوسرے کے دشمن ہوگ اور تہہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ہے ایک وقت تک۔ میں رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر نکالے جاؤگے۔

۲۷. اے آدم (عَلِيَّلًا) کی اولاد ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے، (ا) اور تقوے کا لباس (۲) یہ اس سے بڑھ کر ہے۔ (۳) یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔

۲۷. اے اولاد آدم! (عَالِيَّلاً) شيطان تم كو كسى خرابی ميں نه دال دے جيسے اس نے تمہارے مال باپ كو جنت سے باہر

کے رائے کی بھی۔ گناہ کرکے اس پر اترانا، اصرار کرنا اور اس کو تھیج ثابت کرنے کے لیے "ولائل" کے انبار فراہم کرنا، شیطانی راستہ ہے۔ اور گناہ کے بعد احساس ندامت سے مغلوب ہو کر بارگاہ اللی میں جبک جانا اور توبہ واستغفار کا اہتمام کرنا، بندگان اللی کا راستہ ہے۔ اللَّهُمَّ اَجْعَلْنَا مِنْهُمْ.

ا. سَوْآتُّ: جَمْم کے وہ جے جنہیں چھپانا ضروری ہے جیسے شرم گاہ، اور رِیْشًا وہ لباس جو حسن ورعنائی کے لیے پہنا جائے۔ گویا لباس کی پہلی قسم ضروریات سے اور دوسری قسم تکملہ واضافہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قسموں کے لباس کے لیے سامان اور مواد پیدا فرمایا۔

۲. اس سے مراد بعض کے نزدیک وہ لباس ہے جو متقین قیامت کے دن پہنیں گے۔ بعض کے نزدیک ایمان، بعض کے نزدیک عمل صالح، خشیت الٰہی وغیرہ ہیں۔ مفہوم سب کا تقریباً ایک ہے کہ ایسا لباس، جے پہن کر انسان تکبر کرنے کے بجائے، اللہ سے ڈرے اور ایمان وعمل صالح کے تفاضوں کا اجتمام کرے۔

اس سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ زیب وزینت اور آرائش کے لیے بھی اگرچہ لباس پہننا جائز ہے۔ تاہم لباس میں الی سادگی زیادہ پہندیدہ ہے جو انسان کے زید وورع اور تقویٰ کی مظہر ہو۔ علاوہ ازیں نیا لباس پہن کر یہ دعا بھی پڑھی جائے، کیونکہ نی منگانٹیٹا یہ دعا پڑھا کرتے «الْحَمْدُ للهِ الَّذِيْ کَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ وَأَتَعَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ، وَالْحَمْدُ للهِ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ الللللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّ

يَرِىٰكُوْهُوَوَقِينُكُ مِنْ حَيْثُ لاَتَرُوْنُهُمْ إِنَّاجَعَلْنَا التَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَلِلَّذِيْنَ لاَيْغُومُنُوْنَ®

ۅٳۮٙٳڡؘڬٮؙۉٳڡؘٳڝؘٛڐٞڠؘٲڵۉٳڡؘۻؙؽٵۜعؘڲۿٵۜڔؠۜٚٲ؞ٙؽٵۅٙٳڵڎ ٲڝۜڔؘؽٳڽۿٲ ڠ۠ڶٛٳؾٵڵڎڵڔڲٲؿ۠ۯ۠ٵؚڷۼؘؿؿٵۧڋٲؾڠۛٷڵۅؙڹ عكىٳؠڵڡۣڝٙٵڵڒؾۘڂۘڵؠڎؙۏ۞

کرادیا ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتروا دیا تاکہ وہ ان کو ان کی شرم گاہیں دکھائے۔ وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتے ہو۔ (۱) ہم نے شیطانوں کو ان ہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ (۲) کو ان ہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ (۲) کہ اور وہ لوگ جب کوئی فخش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ نعالی فخش بات کی تعلیم نہیں دیتا، کیا اللہ کے ذیتے الیہ بات کی تعلیم نہیں دیتا، کیا اللہ کے ذیتے الی بات کی تم سند نہیں رکھتے؟ (۱)

1. اس میں اہل ایمان کو شیطان اور اس کے قبیلے لیعنی چیلے چانٹوں سے ڈرایا گیا ہے کہ کہیں وہ تمہاری غفلت اور سستی سے فائدہ اٹھاکر تہہیں بھی اس طرح فتنے اور گراہی میں نہ ڈال دے جس طرح تمہارے ماں باپ (آدم وحوا ﷺ) کو اس نے جنت سے نکلوادیا اور لباس جنت بھی اتروا دیا۔ بالخصوص جب کہ وہ نظر بھی نہیں آتے۔ تو اس سے بچنے کا اہتمام اور فکر بھی زیادہ ہونی چاہیے۔

۲. لیعنی بے ایمان قشم کے لوگ بی اس کے دوست اور اس کے خاص شکار میں۔ تاہم اہل ایمان پر بھی وہ ڈورے ڈالتا رہتا ہے۔ پچھے اور نہیں تو شرک خفی (ریاکاری) اور شرک جلی میں بی ان کو مبتلا کردیتا ہے اور یوں ان کو بھی ایمان کے بعد ایمان صحیح کی یو بخی ہے محروم کردیتا ہے۔

اسال سال سے قبل مشرکین بیت اللہ کا نظا طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اس حالت کو اختیار کرکے طواف کرتے ہیں ہو اس وقت تھی جب ہمیں ہماری ماؤں نے جنا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اس کی یہ تاویل کرتے تھے کہ ہم جولباس پہنے ہوتے ہیں اس میں ہم اللہ کی نافرمانی کرتے رہتے ہیں اس لیے اس لباس میں طواف کرنا مناسب نہیں، چنانچہ وہ لباس اتار کر طواف کرتے اور عورتیں بھی نگی طواف کرتیں، صرف اپنی شرمگاہ پر کوئی کپڑا یا چڑے کا نکڑا رکھ لیتیں، اپنی شرمناک فعل کے لیے دو عذر انہوں نے اور پیش کیے، ایک تو یہ کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اس طرح ہو سکتا ہی کرتے پایا ہے، دوسرا یہ کہ اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہی کرتے پایا ہے، دوسرا یہ کہ اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے ہو ہو اس نے نہیں کہی۔ اس آیت میں ان مقلدین کے لیے بڑی زجر وتوزی ہے جو آباء پرستی، بیر پرستی، بیر پرستی میں مبتلا ہیں، جب انہیں بھی حق کی بات مقلدین کے لیے بڑی زجر وتوزی ہے جو آباء پرستی، بیر پرستی اور شخصیت پرستی میں مبتلا ہیں، جب انہیں بھی حق کی بات بیر وقتی کو اس کے مقابلے میں بہی عذر بیش کرتے ہیں کہ ہمارے بڑے بہی کرتے آئے ہیں یا ہمارے امام اور بیر وقتی کا عہم ہے۔ یہی وہ خصلت ہے جس کی وجہ سے یہودی، یہودیت پر، نھرانی نھرانیت پر اور بدعتی بدعتوں پر قائم رہے۔ (فی القید)

قُلُ آمَرَدِيِّ لِالْقِسُطِّ وَاقِيْهُوا وُجُوْهَكُوْعِنْكَ كُلِّ مَسْجِدٍ قَادْعُونُهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ مُّ كَمَابَكَ الْمُوتَعُودُونَ ۚ

فَرِيْقًاهَـَىٰى وَفِرِيْقًاحَقَّ عَلَيْهِمُ الصَّلَلَةُ \* إِنَّهْمُ اتَّخَنُواالشَّيْطِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللهِ وَيَحْسَبُونَ اَنَّهُمُ مُّهَدُّدُونَ ۞

ڸڹؿٙٳڐػڔؙ۫ۮؙۏؙٳڔ۬ؽؾؘڴؽۼڹػۻ۠ۜؠۺڿڽٟٷڴۏٛٳ ۅٙڶۺؗڒؙؿؙٳۅؘڵڎۺؙڔ۫ٷٛٲ۠ٳؾۧۘ؋ڵڮٷؚڮ۠ٵڵۺٛڔۏؿؘؽؘ۞۫

79. آپ کہہ ویجیے کہ میرے رب نے تھم دیا ہے انصاف کا آپ کہہ ویجیے کہ میرے رب نے تھم دیا ہے انصاف کا آ<sup>(1)</sup> اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو<sup>(1)</sup> اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے واسطے رکھو۔ تم کو اللہ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا اس طرح تم دوبارہ پیدا ہوگ۔

سل البعض لوگوں کو اللہ نے ہدایت دی ہے اور بعض پر گر اہی ثابت ہوگئی ہے۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنالیا ہے اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں۔

اسم. اے اولاد آدم! (عَلَيْكًا) تم مسجد كى ہر حاضرى كے وقت اپنا لباس كين لياكرو (") اور خوب كھاؤ اور پيو اور حدسے مت نكلو۔ ب شك الله حدسے نكل جانے والوں كو پيند نہيں كرتا۔ (")

ا. انصاف سے مراد یہال بعض کے نزدیک لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ لَعَىٰ توحید ہے۔

۲. امام شوکانی نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ "اپئ نمازوں میں اپنا رخ قبلے کی طرف کرلو، چاہے تم کسی بھی مسجد میں ہو" اور امام ابن کثیر نے اس سے استقامت بمعنی متابعت رسول مراد لی ہے اور اگلے جملے سے اخلاص للد اور کہاہے کہ ہر عمل کی مقبولیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت کے مطابق ہو اور دوسرا خالص رضائے الٰہی کے لیے ہو۔ آیت میں ان باتوں کی تاکید کی گئی ہے۔

علا آیت میں زینت سے مراد لباس ہے۔ اس کا سبب نرول بھی مشرکین کے نگے طواف سے متعلق ہے۔ اس لیے انہیں کہا گیا کہ لباس پہن کر اللہ کی عبادت کرواور طواف کرو۔ بعض کہتے ہیں زینت سے وہ لباس مراد ہے جو آرائش کے لیے پہنا جائے۔ جس سے ان کے نزدیک نماز اور طواف کے وقت تزئین کا حکم لکتا ہے۔ اس آیت سے نماز میں ستر عورت کے وجوب پر بھی اشدالل کیا گیا ہے بلکہ احادیث کی رو سے ستر عورت (گھٹوں سے لے کر ناف تک کے جھے کو ڈھانینا) ہر حال میں ضروری ہے چاہے آدمی خلوت میں ہی ہو۔ (ٹی القدی) جمعہ اور عید کے دن خوشبو کا استعال بھی مستحب ہے کہ یہ بھی زینت کا حصہ ہے۔ (ابن کشی) می خلوت میں ہی ہو۔ (ٹی القدی) جمعہ اور عید کے دن خوشبو کا استعال بھی مستحب ہے کہ یہ بھی زینت کا حصہ ہے۔ (ابن کشی) می المیشو آفی استحال کی مستحب ہے کہ یہ بھی زینت کا حدیث میں نبی سی المیشو آفی اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ تعالی میں جو چاہو پہنو، البتہ دو باتوں سے گریز کرو۔ اسراف اور تکبر سے " (صحبح البخاری، کتاب اللہاس، باب فرا یا "جو چاہو کھاؤ، جو چاہو پہنو، البتہ دو باتوں سے گریز کرو۔ اسراف اور تکبر سے " (صحبح البخاری، کتاب اللہاس، باب قول اللہ تعالی نے ﴿وَکُلُوْا وَاللّٰ مُوْوَا وَاللّٰ مُورَادِی ہے۔ (ابن کشر)

قُلُ مَنْ حَوَّمَزْيْنَةَ اللهِ الَّتِئَ اَخْرَجَ لِعِبَادِمٌ وَالطِّيِسِّتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ الْمَنْوُّ الِي الْحَيْوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيمَةِ كُذَ لِكَ نُقَصِّلُ الْالِيتِ لِقَوْمٍ يَعْلَكُونَ۞

ڠ۠ڵٳڷؠٮٵحۜۜۄٙڔێۣؽٵڵڡؘٚۊؘٳڝڞؘڡٲڟؘۿڗڡۣؠ۬ؠؗ؆ڡٙڡٵڹڟڹ ۅٙٲڵۯؿٚۄؘۅٲڷؠڠ۬ؽۼؿڔٳڂؾۜۅٲڶؿؙؿؙؿڔڴۅؗٵڽٳٮڶؾۅڡؘٵڶۿ ؽؙؿڒؚڵڔؠۥۺؙڵڟڲٵٷڷؿڠؙٷڵٷٵػؽٳٮڶؿۅٵڶاڒؾڠڶؠٷؾ۞

الله تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے اسبب زینت کو - جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے۔ اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے؟ آپ کہہ دیجے کہ یہ اثیاء اس طور پر کہ قیامت کے روز خالص ہوں گی اہل ایمان کے لیے، ونیوی زندگی میں مومنوں کے لیے بھی ہیں۔ (۱) ہم اسی طرح تمام آیات کو سمجھ داروں کے واسطے صاف صاف بیان کرتے ہیں۔ سمجھ داروں کے واسطے صاف صاف بیان کرتے ہیں۔ صرف ان تمام فخش باتوں کو جو علانیہ ہیں (۲) اور جو پوشیدہ صرف ان تمام فخش باتوں کو جو علانیہ ہیں (۲) اور جو پوشیدہ

ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو<sup>(m)</sup> اور

ا. مشرکین نے جس طرح طواف کے وقت لباس پینے کو ناپندیدہ قرار دے رکھا تھا، اس طرح بعض حلال چیزیں بھی بطور تقرب البی اینے اویر حرام کرلی تھیں (جیسا کہ بعض صوفیاء بھی ایسا کرتے ہیں) نیز بہت سی حلال چیزیں اپنے بتوں کے نام وقف کردینے کی وجہ سے حرام گردانتے تھے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایالوگوں کی زبینت کے لیے (مثلاً لباس وغیرہ) اور کھانے کی عمرہ چیزیں بنائی ہیں، انہیں کون حرام کرنے والا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے حرام کر لینے سے اللہ کی حلال کردہ چیزیں حرام نہیں ہوجائیں گی، وہ حلال ہی رہیں گی۔ یہ حلال وطیب چیزیں اصلاً اللہ نے اہل ایمان ہی کے لیے بنائی ہیں۔ کو کفار بھی ان سے فیض پاب اور مشتع ہولیتے ہیں بلکہ بعض دفعہ دنیوی چیزوں اور آسائشوں کے حصول میں وہ مسلمانوں سے زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں لیکن یہ ضمناً اور عارضی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تکوینی مشیت اور حکمت ہے۔ تاہم قیامت کے دن یہ نعمتیں صرف اہل ایمان کے لیے ہوں گی کیونکہ کافروں پر جس طرح جنت حرام ہوگی، اسی طرح ماکولات ومشروبات بھی حرام ہوں گے۔ ۲. علانیہ فخش ماتوں سے مراد بعض کے نزدیک طوائفوں کے اڈول پر حاکر بدکاری اور پوشیدہ سے مراد کسی "گرل فرینڈ" سے خصوصی تعلق قائم کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک اول الذکر سے مراد محرموں سے نکاح کرنا ہے جو ممنوع ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ کسی ایک صورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام ہے اور ہر قشم کی ظاہری بے حیائی کو شامل ہے۔ جیسے فلمیں، ڈرامے، ٹی وی، وی سی آر، فخش اخبارات ورسائل، رقص وسرود اور مجروں کی محفلیں، عورتوں کی بے بردگی اور مردوں سے ان کا بے باکانہ اختلاط، مہندی اور شادی کی رسموں میں بے حیائی کے کھلے عام مظاہر وغیرہ، یہ سب فواحش ظاہرہ ہیں۔ (أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا). ۳. گناہ، الله کی نافرمانی کا نام ہے اور ایک حدیث میں نبی منافیا نے فرمایا "گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھیکے اور لوگوں کے اس پر مطلع ہونے کو تو برا سمجھی" ( میج ملم، تاب البر) بعض کہتے ہیں گناہ وہ ہے جس کا اثر، کرنیوالے کی اپنی ذات تک محدود ہو اور بغی یہ ہے کہ اس کے اثرات دوسروں تک بھی پہنچیں یہاں بغی کے ساتھ بغیر الحق کا مطلب، ناحق، ظلم وزیادتی مثلاً لوگوں کا حق غصب کرلینا، کسی کا مال ہتھیالینا، ناجائز مارنا پیٹنا اور سب وشتم کرکے بے عزتی کرنا وغیرہ ہے۔

ڡؘڵۣڴڸۨٵ۠؆ؾ۬ٳؘڮۧڷٷٞۊؘڶٵۼٵٛٵۻڵۿۿڵؚۘڵؽۺؙؾٵؽٝٷڡٛؽ ڛٵۼةٞٷڵڒؽؽٮؘؿٙؿؙٷؿ۞

وَلَوْاَ تَنْنَا ٨

ؽڹؿٙٵۮػٳڰٵؽٳٝؾؽۘڴۮۯڛٛڷٷۜؽڬؙۮؽڠؙڞ۠ۅٛؾؘۼؽڵۮ ٳڽؿ۠ڎڹڹٱؿڠ۬ۑۅٙٲڞڶڔٙٷٙڵڂٷؿ۠ۼؽۿٟۿۅٙڒڵۿۅٛ ؿۼۘۯؙٮ۠ۅٛڹٛ

وَالَّذِيْنِيَ كَنَّ بُوْابِالِيتِنَا وَاسْتَكْبُرُوْاعَهُمَّ اُوْلِيِّكَ آصُعٰبُ النَّارِهُهُ وَيْهَا خلِدُونَ©

ڡؘٮؙٙٲڟٚڬۄؙڡؚ؆ڹٵڡ۫ػۯؽػٙؽٳٮڟۅػؽڔٵٲٷػڐۜۘۘۘ ڽؚٳؽؾؚ؋ٵٛۅڷڸٟٚػؘؾڬٵۿۿۯ۬ڝٙؽڹۿۿۯۺؚٙؽٵڷڮؿؾٝ ڂؿۧۜٳۮٙٳڂٵٛٷٛۿٷۯؙڛؙۮؙڬٳؽٮۜٷٷۧۏۿٷڰٚٲڰٛٷٛ

اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کی الی چیز کو شریک تھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے دے الی بات لگارو جس کو تم جانتے نہیں۔

۱۳۳ اور ہر گروہ کے لیے ایک میعاد معین (۱) ہے سو جس وقت ان کی میعاد معین آجائے گی اس وقت ایک ساعت نہیں گے۔

وقت ان کی میعاد معین آجائے گی اس وقت ایک ساعت نہ چھچے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

200 جو تم ہی میں سے ہوں جو میرے احکام تم سے بیان کریں جو تم ہی میں سے ہوں جو میرے احکام تم سے بیان کریں تو جو شخص تقوی اختیار کرے اور در تی کرے سوان لوگوں پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ وہ نگلین ہوں گے۔

10 سے تکبر کریں وہ لوگ دوزخ والے ہوں گے وہ اس سے تکبر کریں وہ لوگ دوزخ والے ہوں گے وہ اس

سو اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالی پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے، ان لوگوں کے نصیب کا جو کچھ کتاب سے ہے وہ ان کو مل جائے

میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ا. میعاد معین سے مراد وہ مہلت عمل ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ ہر گروہ کو آزمانے کے لیے عطا فرماتا ہے کہ وہ اس مہلت سے فائدہ اٹھاکر اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے یا اس کی بغاوت و سرکشی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ یہ مہلت بعض دفعہ ان کی پوری زندگیوں تک ممتد ہوتی ہے۔ یعنی دنیوی زندگی میں وہ گرفت نہیں فرماتا بلکہ صرف آخرت میں ہی وہ سزا دے گا ان کی اجل مسلمی قیامت کا دن ہی ہے اور جن کو دنیا میں وہ عذاب سے دوچار کرویتا ہے، ان کی اجل مسلمی وہ ہے جب ان کا مؤاخذہ فرماتا ہے۔

۲. یہ ان اہل ایمان کا حسن انجام بیان کیا گیا ہے جو تقویٰ اور عمل صالح سے آراستہ ہوں گے۔ قرآن نے ایمان کے ساتھ، اکثر جگہ، عمل صالح کا ذکر ضرور کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عند اللہ ایمان وہی معتبر ہے جس کے ساتھ عمل بھی ہوگا۔
 ۱س میں اہل ایمان کے برعکس ان لوگوں کا برا انجام بیان کیا گیا ہے جو اللہ کے احکام کی تکذیب اور ان کے مقابلے میں انتکبار کرتے ہیں۔ اہل ایمان اور اہل کفر دونوں کا انجام بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ لوگ اس کردار کو اپنائیں جس کا انجام اچھا ہے اور اس کردار سے بچیں جس کا انجام برا ہے۔

ٲؽڹؘؘؘؘٛٙٙمَاكُنْتُو تَکْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ ۖ قَالُوۡا ضَلُوۡاعَنّا وَشَهِنُ وَاعَلَ اَنۡفُیهِمۡ اَتَّهُمُ کَانُوۡا کِفِر اِیۡنَ®

قَالَ ادْخُلُوْ افِيَّ الْمُحِوَّدُ خَلَتُ مِنْ قَيْلِكُمُوْمِنَ الْمِينَ وَالْإِشِّ فِي النَّارِ ثُطُّهَا دَخَلَتُ الْمَثَّ تُعَنِّتُ الْفَتَّالُ حَتَى إِذَا الْاَلْوُلُولِفِيهَا جَمِيمًا "فَالتُ اُحُرِيهُمُ لِاوْلهُمُ رَبِّنَا هَوُلُا وَاضَالُونَا فَا يَرِمُ عَذَا بَاضِعُقًا مِّنَ النَّارِةُ قَالَ لِكِيلِ ضِعْفُ وَلِانَ لَاَعَلَمُونَ \*

گا، (۱) یہال تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیج ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے آئیں گے تو کہیں گے کہ وہ کہال گئے جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے کہ ہم سے سب غائب ہوگئے اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں گے۔

الله تعالی فرمائے گا کہ جو فرقے تم سے پہلے گزر چکے ہیں ('') جنات میں سے بھی اور آ دمیوں میں سے بھی، ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں جاؤ۔ جس وقت بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی ('') یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہوجائیں گے ('') تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے ('')

٢. أُمَمٌ، أُمَةٌ كى جمع ہے۔ مراد وہ فرقے اور گروہ ہیں جو كفر وشقاق اور شرك و تكذیب میں ایک جیسے ہول گے۔ فی بمعنی مَع بھی ہو سكتا ہے۔ یعنی تم سے پہلے انسانوں اور جنوں میں جو گروہ تم جیسے یہاں آچکے ہیں، ان کے ساتھ جہنم میں داخل ہوجاؤ۔

٣. ﴿ لَكُنْتُ الْخُمْهَا ﴾ اپنی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی۔ آُخْتُ بہن کو کہتے ہیں۔ ایک جماعت (امت) کو دوسری جماعت (امت) کی بہن بہ اعتبار دین، یا گمراہی کے کہا گیا۔ لینی دونوں ہی ایک غلط فدہب کے پیرو یا گمراہ تھے یا جہنم کے ساتھی ہونے کے اعتبار سے ان کو ایک دوسرے کی بہن قرار دیا گیا ہے۔

٨٠. ادَّارَكُوْا ك معنى بين تَدَارَكُوْا جب ايك دوسرك كو ملين ك اور باهم اكشے مول كـ

۵. أُخْرَىٰ ( بِحَصِك) سے مراد بعد میں داخل ہونے والے اور أُوْلَیٰ ( پہلے) سے مراد ان سے پہلے داخل ہونے والے ہیں۔ یا أُخْرَیٰ سے أَتْبَاعٌ ( پیروکار ) اور أُوْلَیٰ سے مَنْبُوْعٌ ( لیڈر اور سردار ) ہیں۔ ان کا جرم چونکہ زیادہ شدید ہے کہ خود بھی راہ حق سے دور رہے اور دوسروں کو بھی کوشش کرکے اس سے دور رکھا، اس لیے یہ اپنے اتباع سے پہلے جہنم میں جائیں گے۔ کو دوزخ کا عذاب دو گنا دے۔(۱) اللہ تعالی فرمائے گا کہ سب ہی کا دو گنا ہے، (۲) لیکن تم کو خبر نہیں۔

اللہ اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے کہیں گے کہ پھر تم کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں سوتم بھی اپنی کمائی کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو۔

ہمارے برورد گار ہم کو ان لوگوں نے گمر اہ کما تھا سو ان

• ۲۹. جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے لیے آسان کے دروازے نہ کھولے جائیں گ<sup>(۳)</sup> اور وہ لوگ اس وقت تک جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے کے اندر سے نہ چلاجائے (۴) اور ہم مجرم لوگوں کو ایکی ہی سزا دیتے ہیں۔

وَقَالَتُ اُوۡلَاهُمُ لِاُمۡوَٰلِهُمُ فَمَا كَانَ لَكُمُوعَكِيۡتُنَا مِنۡ فَضُلِ فَدُوۡقُوۡالۡعَدَابَ بِمَاكُنۡتُمُ تَكۡسِبُونَ ۚ

ٳؾۜٲڷۮؚڹٛڹػڴۜڋٷٳڽٳڵؾێٵۅٙٲڛؙؾڬؠٷٳۘؗٛٛٷٵػؠؗٞٵڵ ٮڠ۫ٮٙڐٷؘڵۿؙۄ۫ٳڹۉٳۘۘڮٲڵۺؠٳٝ؞ۅٙڵٳؽۘٮؙڞ۠ٷٛڽٵڶۻؖێۜٛۜٛۊ ڂؾۨؿڽڸۣڿڔاڷجؠٙڷ؋ٛۺؾؚٳڵۼۣؽٳڟؚٷٞڵڸڮۼؘؿؚ۬ؽ ٲؠؙۼٛؿؚۄؠ۬ؽڽ۞

ا. جس طرح ایک دوسرے مقام پر فرمایا گیا۔ جہنمی کہیں گے۔ ﴿ وَقَالُوْارَتِيْنَآ وَاَلَّا اَلْمَائِمَا اَلْمَائِمَا اَلْمَائِمَا اَلْمَائِمَا اللّٰهِ اللهِ المُن اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ الله

۲. لینی اب ایک دوسرے کو طعنے دینے، کونے اور ایک دوسرے پر الزام دھرنے سے کوئی فائدہ نہیں، تم سب ہی اپنی اپنی جگہ بڑے مجرم ہو اور تم سب ہی دوگنے عذاب کے مستحق ہو۔ انتباع اور متبوعین کا یہ مکالمہ سورہ سبا: ۳۱-۳۲ میں بھی بنان کیا گیا ہے۔

سبب اس سے بعض نے اعمال، بعض نے ارواح اور بعض نے دعا مراد لی ہے۔ یعنی ان کے عملوں، یا روحوں یا دعا کے لیے آسان کے دروازے نہیں کھولے جاتے، یعنی اعمال اور دعا قبول نہیں ہوتی اور روعیں واپس زمین میں لوٹادی جاتی ہیں (جیسا کہ مند احمد، جلد ۲ صفحہ ۳۲۵–۳۲۵ کی ایک حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے) امام شوکانی فرماتے ہیں کہ تینوں ہی چیزیں مراد ہوسکتی ہیں۔ ۲٪ یہ نعلیق بالحال ہے جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا ممکن نہیں، اسی طرح اہل کفر کا جنت میں داخلہ ممکن نہیں۔ اونٹ کی مثال بیان فرمائی اس لیے کہ اونٹ عربوں میں متعارف تھا اور جسمانی اعتبار سے ایک بڑا جانور تھا۔ اور سوئی کا ناکہ (سوراخ) یہ اپنے باریک اور تگل ہونے کے اعتبار سے بے مثال ہے۔ ان دونوں کے ذکر نے اس نعیق بالحال کے مفہوم کو غایت درجے واضح کردیا جو ناممکن ہو۔ جیسے اونٹ سوئی کے خایت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اب کی چیز کے وقوع کو، اونٹ کے سوئی کے ناکے میں داخل ہونے کے ساتھ مشروط کردینا، ویکی ہوں کے بالحال کا مطلب ہے۔ ناکے میں داخل ہونے کے ساتھ مشروط کردینا، ویکی کے بالح میں داخل ہونے کے ساتھ مشروط کردینا، ناکے میں داخل جو کے بالح میں داخل ہوں ہوں کے ایک کے میں داخل ہونے کے ساتھ مشروط کردینا، ویکی کے بالح میں داخل ہونے کے ساتھ مشروط کردینا، نیکی بیال ہوئے۔ ساتھ مشروط کردینا، ویک کے بالح میں داخل جو کی الحال ہونے کے ساتھ مشروط کردینا، ویکی کے بالح میں داخل ہونے کے ساتھ مشروط کردینا، ویکی کے بالح کی جیز کے وقوع کو، اونٹ کے سوئی کے ناکے میں داخل ہونے کے ساتھ مشروط کردینا، ویکی کے بالح کی جیز کے وقوع کو، اونٹ کے سوئی کے ناکے میں داخل ہوں کے ساتھ مشروط کردینا، ویکن کے ساتھ میں دینا کے ساتھ میں دینا کی دو تو کو بھروں کے ساتھ میں دینا کی دو تو کی کو ساتھ کی دو تو کو کو کی دو تو کو کو کی دو تو کی دو تو کو کو کو

ڶؘۿؙۮؙۺؙػۼٙڡۜٚڎٙڡؘۿاڎ۠قٙڝۛؽ۬ۏ۬ڗٟۯؗمؙۼٳۺۣٝٷػڶڶڮ ۼٛڹؽٵڵڟۣڶؠؽڹ۞

وَالَّذِيْنَ الْمَنْوُا وَعَمِلُوا الضِّلِمٰتِ لَائْكِيِّفُ نَفْسًا الْاوُسُعَهَا ٱوْلِيكَ اَصْحُبُ الْجَنَّةِ هُمُهُ فِيهَا خْلِدُونَ©

ۅؘٮؘۜۯؘۼۛۘٮ۬ٵؗڡٵۉڞؙۮۏڔۿؚؠؗٙۄڝؖڹۼڷؾۜڿڔؽؙڝ۬ ؾؾڗٟٟۿٳڵۯؘ۬ۿڒٛٷؘڰٵڵۅٵڵۼٮؙۮ۠ڽڷۼٳڷۜۜۮ۪ؽؙۿڶٮٮؘٵ ڶۣۿؽؘٳ؞ٷٵڬڲٵڸڹؘۿؾڹؽڶٷڵۘٳڷؙؿ۫ۿڶٮؽٵٳۺڰٵٞڡۜڡؘۮ ڂٜٳٛؿؿؙۯڛؙڶڒؾؚڹٵؚؠٵۼؾٞٷڎؙڎٷٳۯؙؿؿڶڴؙۉٵۼۜػڎؙ

ام. ان کے لیے آتش دوزخ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر (اس کا) اوڑھنا ہوگا<sup>(۱)</sup> اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی مزا دیتے ہیں۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کسی کا مکلف نہیں بناتے (۲) وہی لوگ جنت والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

سرم. اور جو کچھ ان کے دلوں میں (کینہ) تھا ہم اس کو دور کردیں گے۔ (\*) ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اور وہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری مجھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ

ا. غَوَاشِ، غَاشِيةٌ کی جمع ہے۔ ڈھانپ لینے والی۔ یعنی آگ ہی ان کا اوڑھنا ہو گا یعنی اوپر سے بھی آگ نے ان کو ڈھانیا یعنی گھیرا ہو گا۔

۲. یہ جملہ معترضہ ہے جس سے مقصود یہ بتانا ہے کہ ایمان اور عمل صالح، یہ ایکی چیزیں نہیں ہیں کہ جو انسانی طاقت سے زیادہ ہوں اور انسان ان پر عمل کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں۔ بلکہ ہر انسان ان کو بہ آسانی اپنا سکتا ہے اور ان کے مقتصیات کو بروئے عمل لاسکتا ہے۔

اسب غِلِّ اس کینے اور بغض کو کہاجاتا ہے جو سینوں میں مستور ہو۔ اللہ تعالیٰ اہل جنت پر یہ انعام بھی فرمائے گا کہ ان کے سینوں میں ایک دوسرے کے خلاف بغض وعداوت کے جو جذبات ہوں گے، وہ دور کردے گا، پھر ان کے دل ایک دوسرے کے بارے میں ایک دوسرے اسین کوئی کدورت اور عداوت نہیں دوسرے کے بارے میں کوئی کدورت اور عداوت نہیں رہے گی۔ بعض نے اس کامطلب یہ بیان کیا ہے کہ اہل جنت کے در میان درجات ومنازل کا جو تفاوت ہوگا، اس پر وہ ایک دوسرے سے حسد نہیں کریں گے۔ پہلے مفہوم کی تائید ایک حدیث سے ہوتی ہے کہ جنتیوں کو، جنت اور دوزخ کے در میان ایک بل پر روک لیا جائے گا اور ان کے در میان آپس کی جو زیادتیاں ہوں گی، ایک دوسرے کو ان کا بدلہ دیا دلیا جائے گا، حتی کہ جب وہ باکس پاک جو تفاوت میں داخلے کی اجازت دے دی جائے گا در میان ہو جائیں گے تو پھر انہیں جنت میں داخلے کی اجازت دے دی جائے گا در میان ہو جائیں گی باہمی رخیش ہیں جو سیاسی رقابت میں ان کے در میان ہو کیں۔ حضرت علی دائشہ کا قول ہے " بجھے امید ہے کہ میں، عثان ڈائٹہ ور طاحہ ڈائٹہ وزیر ڈائٹہ ان لوگوں میں در میان ہو کیں۔ حضرت علی ڈائٹہ کا قول ہے " بجھے امید ہے کہ میں، عثان ڈائٹہ ور طاحہ ڈائٹہ وزیر ڈائٹہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے ﴿ وَرَوَیْ مُدِنُ وَرِیْمِ وَسِیْقِ ﴾ "۔ (ابن کئیر)

## أُوْرِثُتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُهُ تَعْمُلُوْنَ ۞

ۅؘٮٛٵۮؗؽٲڞۼؙؙۘ۠ۘ۠ۻٵڷؖۼؾۜٛۊٲڞۼۘۻٵڶێؖٵڕٳؘڽؙۊؘۮ ۅؘڿۮٮؘٵ؆ٛۅؘڡؘػٵٚۯؿؙڹٵڝڟٞٷۿڵۅؘجۮؾؙٛۄ۫ؗ؆ٲۅڡٙ ڔؿؙڣؙۄ۫ڂڟٞٲڠٵڶۉؙڶڡٞڂٷؘٷٙڎۜؽۿٷؚڎؚٚؽڹؽ۬ۿۿؙۄٲڽٛ ڰۘؿؙڎؙؙٲٮڟڡ؏ٙڶڶڟ۠ڸؚۄؽؽۨ

الَّذِيْنَ)يَصْتُدُوْنَ عَنْسِينِلِاللّهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوجًا وَهُوُ بِالْاِخِرَةِ لِفِرُونَ۞

وَبَيْنَهُمَا حِبَاكُ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ

ہم کو نہ پہنچاتا۔ (۱) واقعی ہمارے رب کے پیغیر سچی باتیں لے کر آئے تھے۔ اور ان سے پکار کر کہاجائے گا کہ تم اپنے اعمال کے بدلے اس جنت کے وارث بنائے گئے ہو۔ (۲) میں اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اس کو سچا پایا، سو تم سے تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا کہا تم نے بھی سو تم سے تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے بھی کے در میان میں پکارے گا کہ اللہ کی مار ہو ان ظالموں پر۔ کے در میان میں بکل راہ سے اعراض کرتے تھے اور اس میں بکی تلاش کرتے تھے اور اس میں بکی تلاش کرتے تھے اور اس میں بکی تلاش کرتے تھے اور اس میں بکی اور ای اور اعراف

۲. یہ تصریح بچھلی بات اور صدیث ندکور کے منافی نہیں۔ اس لیے کہ نیک عمل کی توفیق بھی بجائے خود اللہ کا فضل واحمان ہے۔ سعبر یہی بات نبی عَلَیْشِیْم نے جنگ بدر میں جو کافر مارے گئے سے اور ان کی لاشیں ایک کوئیں میں پھینک دی گئی تھیں۔ انہیں خطاب کرتے ہوئے کہی تھی، جس پر حضرت عمر شائنڈ نے کہا تھا "آپ ایسے لوگوں سے خطاب فرمارہ ہیں جو بلیک نوطاب کرتے ہوئے کہی تھی، جس پر حضرت عمر شائنڈ نے کہا تھا "آپ ایسے لوگوں سے خطاب فرمارہ ہیں، لیکن ہو پچے کہہ رہا ہوں، وہ تم سے زیادہ من رہے ہیں، لیکن اب وہ جواب وینے کی طاقت نہیں رکھے" (صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب عرض مقعد المیت من الجنة أو النار والبخاري، کتاب المجنةی، باب عرض مقعد المیت من الجنة أو النار والبخاري، کتاب المجنزي، باب قتل أبي جهل).

۷م. "ان دونوں کے درمیان" سے مراد جنت اور دوزخ کے درمیان یا کافروں اور مومنوں کے درمیان ہے۔ حِجَابٌ (آئر) سے وہ فصیل (دیوار) مراد ہے جس کا ذکر سورہ حدید میں ہے۔ ﴿فَضْرِبَ بَیْنَعُمْمُ مِسُوْرِیَّهُ بَابُ﴾ (المحدید: ۱۲) (پس ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی، جس میں ایک دروازہ ہوگا) یہ اعراف کی دیوار ہے۔

ڬ۠ڴٳڛؚؽۿؿؙؠؙٝ وَنَادَوْالَصْحَابِ الْعَنَّةِ اَنْ سَلَمُ عَلَيُكُمُّ لَوَيَيْنُ خُلُوْهَا وَهُم يُطْعَوُنَ

ۅٙٳۮٙٵڞؙؚۯڣؘٵۜڹۻۜٵۯۿؙۄ۫ڗؚڵڡٙٵٞٵٙڞۼٮؚؚٵڵٮٞٵڒۣڰؘٲڵۅؙٳ ؆ڹۜٮؘٵڵڒۼؘۜڠؙڶٮٚامؘعٙٲڶڠڗ۫ڡؚڔاڵڟڸؠؠ۫ڹؽؘ۞۫

وَيَادَى)أَصْحُالُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَّتُو فُوْنَهُمُ بِسِيْلهُمْ قَالُوْ امْآ اَغْنَىٰ عَنْكُوْجَمْغُكُمُ وَمَاكُنْتُوْ تَسْتَكِيْرُوْنَ©

ٳۿٷٛڒػۄٳڷٙۮؠؙؾٵڨ۬ٮۘٮؙؿؙڎڵڒؠؘؾٵۿ۠ڎؙٳڶڵۿؠۯۿػڐٟ ٲۮڂ۠ڶۅٳڵۼڹۜڎٙڵۯۼٷػ۠ۼڵؽؙڴۏٙڒٙۯٲٮ۫ؿٛۊؙۼۜڗ۬ۏ۠ڽ۞

ے اوپر بہت سے آدمی ہوں گے وہ لوگ<sup>(۱)</sup> ہر ایک کو ان کے قیافہ سے پیچانیں گے<sup>(۲)</sup> اور اہل جنت کو پکار کر کہیں گے السلام علیکم، ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے۔(۳)

۳۷. اور جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف پھریں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب! ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کر۔

اور اہل اعراف بہت سے آدمیوں کو جن کو کہ ان کے قیافہ سے بیچانیں گے بکاریں گے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ آیا۔
 کیا یہ وہی ہیں جن کی نسبت تم قشمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالی ان پر رحمت نہ کرے گا، (۵) ان

ا. یہ کون ہوں گے؟ ان کی تعیین میں مفسرین کے در میان خاصا اختلاف ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ ان کی نکیاں جہنم میں جانے سے اور برائیاں جنت میں جانے سے مانع ہوں گی اور یوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعی فیصلہ ہونے تک وہ در میان میں معلق رہیں گے۔

۲. سِیْمَاءٌ کے معنی علامت کے ہیں۔ جنتیوں کے چہرے روشن اور ترو تازہ اور جہنیوں کے چہرے سیاہ اور آ تکھیں نیلی
 ہوں گی۔ اس طرح وہ دونوں قسم کے لوگوں کو بہچان لیں گے۔

٣. يہال يَطْمَعُوْنَ كے معنی بعض لوگول نے يَعْلَمُوْنَ كے كيے ہيں لينی ان كو علم ہوگا كہ كہ وہ عنقريب جنت ميں داخل كرديے جائيں گے۔

۸. یہ اہل دوزخ ہوں گے جن کو اصحاب الاعراف ان کی علامتوں سے پیچان لیں گے اور وہ اپنے جتھے اور دوسری چیزوں پر جو گھمنڈ کرتے تھے، اس کے حوالے سے انہیں یاد دلائیں گے کہ یہ چیزیں تمہارے کچھ کام نہ آئیں۔

۵. اس سے مراد وہ اہل ایمان ہیں جو دنیا میں غریب و مسکین اور مفلس ونادار قشم کے تھے جن کا استہزاء فد کورہ متکبرین اڑایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر یہ اللہ کے محبوب ہوتے تو ان کا دنیا میں یہ حال ہوتا؟ پھر مزید جسارت کرتے ہوئے دعویٰ کرتے کہ قیامت کے دن بھی اللہ کی رحمت ہم پر ہوگی (جس طرح دنیا میں ہورہی ہے) نہ کہ ان پر۔ بعض نے اس کا قائل اصحاب الاعراف کو بتلایا ہے اور بعض کہتے ہیں جب اصحاب الاعراف جہنیوں کویہ کہیں گے "تمہارا جھہ اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ آیا" تو اس وقت اللہ کی طرف سے جنتیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ آیا" تو اس وقت اللہ کی طرف سے جنتیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

کو یوں حکم ہو گا کہ جاؤ جنت میں تم پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ تم مغموم ہوگے۔

۵۰. اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے، کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی پکھ دے دو، جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے۔ جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی کافروں کے لیے بندش کردی ہے۔ ()

10. جنہوں نے دنیا میں اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا تھا اور جن کو دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ سو ہم (بھی) آج کے روز انھیں بھول جائیں گے جیسا کہ وہ اس دن کو بھول گئے (۲) اور جیسا وہ ہماری آ تیوں کا ازکار کرتے تھے۔

۵۲. اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایس کتاب پنجادی ہے جس کو ہم نے اینے علم کامل سے بہت واضح ۅؘؽٵۮٙؽٲڞؙۼۘ۠ٛ۠۠ۻؙٳڵؾٞٳڔٲڞ۠ؠڹٲۼؖؾؙٞۊٲڶٲڣؽڞؙۉٳ ۼؽؽؙٮؙٵڝؘڷؠؠؙٙٳٛٷ؆ٵڒڗؘۊؙڴٷؚٳڵؿڎ۫ڠٵڮٛۊٙٳڹۜٙٵڛؙۿ ڂڗؖڡۿؠؙٵۼڶٲڴڣڔۣؽٛ۞۠

ٵڰۜڹؿٵۼۜٛڬؙۉٳڋؽڹۘۿڞٛڵۿۯٵٷٙڮڹٵٛۊۜۼڗۜۿڞ ٵڲؠۏٷؙٳڮؙڹؽٵۼٵڶڽۏؿڒڹؙڛ۠ۿؠػؠٵۺٷٳڶڟٙٵٙؽۅڡۿؚؠ ۿۮؘٲۏٙڡٵػڶٷڔۑٳ۠ؾڒڶڿػٷؿ۞

ۅؘڵقَدَاْجِئْنَاهُمُو بِكِتٰتٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰعِلْمِهُدًى ٷمَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ۞

جائے گا کہ "یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں تم تسمیں کھاتے تھے کہ ان پر اللہ کی رحمت نہیں ہوگی۔" (تئیر اہن کیر) ا. جس طرح پہلے گزرچکا ہے کہ کھانے پینے کی نعمتیں قیامت کے دن صرف اہل ایمان کے لیے ہوں گی۔ ﴿خَالِصَةُ اللّٰهِ عَالَٰ اِللّٰهِ کَا اِللّٰہِ کَا اِللّٰہِ کَا اِللّٰہِ کَا ہُوں۔ یَقِیُ الْقِیمُ تَا َ اِللّٰہِ اِللّٰہِ کَا اِللّٰہِ کَا مزید وضاحت جنتیوں کی زبان سے کردی گئی ہے۔

۲. حدیث میں آتا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس قسم کے بندے سے کیے گا "کیا میں نے تیجے یوی پچ نہیں دیے سے ؟ تیجے عزت واکرام سے نہیں نوازا تھا؟ کیا اونٹ اور گھوڑے تیرے تالیح نہیں کردیے تھے؟ اور کیا تو سرداری کرتے ہوکے لوگوں سے چنگی وصول نہیں کرتا تھا؟" وہ کیے گا کیوں نہیں؟ یا اللہ یہ سب باتیں صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پیتھے گا، کیا تو میری ملاقات کا یقین رکھتا تھا؟ وہ کیے گا۔ نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، "پس جس طرح تو جھے بھولا رہا، آئ میں خیصے بھول جاتا ہوں" (سیح سلم, تنب الزہ) قرآن کریم کی اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کو لہو ولعب بنانے والے وہی ہوتے ہیں جو دنیا کے فریب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے دلوں سے چونکہ آخرت کی فکر اور اللہ کا خوف نکل جاتا ہے۔ اس لیے وہ دین میں بھی اپنی طرف سے جو چاہتے ہیں، اضافہ کر لیتے ہیں اور دین کے جس جے کو چاہتے ہیں عملاً کالعدم کر دیتے ہیں یا انہیں تھیل کود کا رنگ دے دیتے ہیں۔ اس لیے دین میں اپنی طرف سے برعات کا اضافہ کرکے انہی کو اصل ایمیت دینا (جیسا کہ اہل بدعت کا شیوہ ہے) یہ بہت بڑا جرم ہے، کیونکہ اس سے دین تھیل کود بن کر رہ جاتا ہے اور ادکام وفرائض پر عمل کی اجمیت ختم ہوجاتی ہے۔

کرکے بیان کردیاہے،<sup>(۱)</sup> وہ ذریعۂ ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں۔

سه. ان لوگوں کو اور کسی بات کا انتظار نہیں صرف اس کے اخیر نتیجہ کا انتظار ہے، (۲) جس روز اس کا اخیر نتیجہ پیش آئے گا اور اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے سے لیموں کہیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے پیغیر سچی سچی باتیں لائے تھے، سو اب کیا کوئی ہماراسفارش ہے کہ وہ ہماری سفارش کردے یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جاسکتے ہیں تا کہ ہم جو اعمال کرتے تھے ان کے برخلاف دوسرے اعمال کریں۔ بہ جو جو باتیں تراشتے تھے سب گم ہو گئیں۔ (۳)

۵۴. بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے، (۲۰۰ پھر عرش پر قائم

ۿڵؽؽ۫ڟ۠ۯۅ۫ڹٳؖڒؾٳۅؽڮڎ؞ؽۅؙٙٙٙٙٙڝٵ۫ؾ۬؆ٙڷۅؽڸڎ ؽڠ۠ڎڵٳڰڒؿڹڛؘۮٷۿڝٛڎٙڹڵٷػڋۼٲٷۺؙٛ ڔڛۜٵۑٵٛۼۜؾٚ؋ٞڰڵڰڶٳڝٛۺؙڡؘۼٵٷؘؽۺٝڡؘٷٳڵڹٙٚ ٲۉٮؙٛڎڰ۫ؿۼۘڵۼۘؽڒٳڰڹؽڴٮڟۼڬٷڝٛۺٚڡؘٷۉٳڵڹۧ ٲؽؙۺٛۿۿؗۄۅٙڞڰۼۿۿؗۄ؆ٵڰٵٷ۠ٳؽڡؙؾۯٷڹؖٛ۫

إِنَّ رَبَّكُمُ اللهُ الَّذِي َ خَلَقَ السَّلْمُوتِ وَ الْأَرْضَ فِي سِنَّةَ اَيَّا مِرْثُو السَّوْى عَلَى الْعُرْشِ "ثُغْشِي النَّيُلَ

ا. یہ اللہ تعالی جہنیوں کے ضمن میں ہی فرمارہا ہے کہ ہم نے تو اپنے علم کامل کے مطابق ایسی کتاب بھیج دی تھی جس میں ہر چیز کو کھول کر بیان کردیا تھا۔ ان لو گول نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا، تو ان کی بدشمتی، ورنہ جو لوگ اس کتاب پر ایمان لے آئے، وہ ہدایت ورحمت الہی سے فیض یاب ہوئے گویا ہم نے تو ﴿وَمَا لَمُمَا مُعَرِّدِيهُنِي حَتَّى يَبُعْتُ رَدُوكُولُ ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۵) (جب تک ہم رسول بھیج کر اتمام جسے نہیں کردیتے، ہم عذاب نہیں دیتے کے مطابق اہمام کردیا تھا۔

۲. تاویل کا مطلب ہے، کسی چیز کی اصل حقیقت اور انجام۔ لیخی کتاب الہی کے ذریعے سے وعدے، وعید اور جنت ودوزخ وغیرہ کا بیان تو کردیا گیا تھا۔ لیکن یہ اس دنیا کا انجام اپنی آئھوں سے دیکھنے کے منتظر سے، سواب وہ انجام ان کے سامنے آگیا۔

سلا لیخی یہ جس انجام کے منتظر سے، اس کے سامنے آجانے کے بعد اعتراف حق کرنے یا دوبارہ دنیا میں بھیج جانے کی آرزو اور کسی سفارش کی تلاش، یہ سب بے فائدہ ہول گی۔ وہ معبود بھی ان سے گم ہوجائیں گے جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر کے عادت کرتے سے، وہ ان کی مدد کر سکیں گے نہ سفارش اور نہ عذاب جہنم سے چھڑا ہی سکیں گے۔

مل. یہ چھ دن اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ ہے جمعہ کے دن ہی حضرت آدم علیالیا کی تخلیق ہوئی۔ ہفتے والے دن کہتے ہیں کوئی تخلیق نہیں ہوئی، اسی لیے اسے یوم السبت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ سبت کے معنی قطع (کاٹنے) کے ہیں لینی اس دن تخلیق کا کام قطع ہوگیا۔ پھر اس دن سے کیا مراد ہے؟ ہماری دنیا کا دن، جو طلوع مشمس سے شروع ہوتا ہے اور غروب مشمس پر ختم ہوجاتا ہے۔ یا یہ دن ہزار سال کے برابر ہے؟ جس طرح کہ اللہ کے یہاں کے دن کی گفتی ہے، یا جس طرح قیامت کے دن کے بارے میں آتا ہے۔ بظاہر یہ دوسری بات زیادہ صبحے معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک تو اس وقت

التَّهَارَيُطلُبُهُ حِثِيقًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَوَالنُّعُومَ مُسَخَّرْتِ رَامُرِهُ ٱلالهُ الْخَلْقُ وَالْمُثُرَّتَ بَرِكَ اللهُ رَبُّ الْعَلَمِيْنَ ۞

> ٳؙۮٷٛٳڒؾؙۜؠؙٛۉؾؘڞٞڗؙٵۜۊۜػٛڡ۬ٚؽؾۜۧٵؚؾۜ؋ڵٳؽؙۅؚؚۘ ٳڵۼؾؙؽؽڽٛ<sup>ۿ</sup>

وَلاَثْشِيدُوا فِي الْاَرْضِ بَعْدَارِصْلاَحِهَا وَادْعُوهُ خُوفًا قَطَمُعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قِر يُبُّ مِّنَ الْمُفْسِنِيْنَ ۞

ہوا۔ (۱) وہ شب سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے (۲) اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا پرورد گار ہے۔

۵۵ تم لوگ اپنے پرورد گار سے دعا کیا کرو گڑ گڑا کے بھی اور چیکے چیکے بھی۔ واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپیند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔

۵۲. اور دنیا میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کردی گئی ہے، فساد مت پھیلاؤ اور تم اللہ کی عبادت کرو اس سے درتے ہوئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے مزدیک ہے۔ (۳)

سورج چاند کا یہ نظام ہی نہیں تھا، آسان وزمین کی مخلیق کے بعد ہی یہ نظام قائم ہوا دوسرا یہ عالم بالا کا واقعہ ہے جس کو دنیا سے کوئی نسبت نہیں ہے، اس لیے اس دن کی اصل حقیقت الله تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم تطعیت کے ساتھ کوئی بات نہیں کہہ سکتے۔ علاوہ ازیں الله تعالیٰ تو لفظ کُنْ سے سب کچھ پیدا کر سکتا تھا، اس کے باوجود اس نے ہر چیز کو الگ الگ تدریج کے ساتھ بنایا اس کی بھی اصل حکمت الله تعالیٰ ہی جانتا ہے تاہم بعض علاء نے اس کی ایک حکمت لوگوں کو آرام، وقار اور تدریج کے ساتھ کام کرنے کا سبق دینا بتلائی ہے۔ وَاللهُ أَعْدَمُ.

ا. اسْتِوَاَءٌ کے معنی علو اور استفرار کے ہیں سلف نے بلا سیف وبلا تشبیہ یہی معنی مراد لیے ہیں۔ یعنی اللہ تعالی عرش پر بلند اور مستقر ہے۔ لیکن س طرح، س سیفیت کے ساتھ، اسے ہم بیان نہیں کر سکتے نہ کسی کے ساتھ تشبیہ ہی دے کتے ہیں۔ نعیم بن حماد کا قول ہے "جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے اس نے بھی کفر کیا اور جس نے اللہ کی، اپنی بارے میں بیان کردہ کسی بات کا انکار کیا، اس نے بھی کفر کیا" اور اللہ کے بارے میں اس کی یا اس کے رسول کی بیان کردہ بات کو بیان کرنا، تشبیہ نہیں ہے۔ اس لیے جو باتیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں نص سے ثابت ہیں، ان پر بلا تاویل کردہ بات کو بیان کرنا، تشبیہ نہیں ہے۔ اس لیے جو باتیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں نص سے ثابت ہیں، ان پر بلا تاویل اور بلا کیف و تشبیہ ایمان رکھنا ضروری ہے۔ (ابن کیز)

۲. حَیْشْاً کے معنی بین نہایت تیزی سے اور مطلب ہے کہ ایک کے بعد دوسرا فوراً آجاتا ہے۔ یعنی دن کی روشی آتی ہے تو رات کی تاریکی فوراً کافور ہوجاتی ہے اور رات آتی ہے تو دن کا اجالا ختم ہوجاتا ہے اور سب دور ونزدیک سابی چھاجاتی ہے۔
 ۱س ان آیات میں چار چیزوں کی تلقین کی گئی ہے، (۱) اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری اور خفیہ طریقے سے دعا کی جائے۔ جس طرح

وَهُوَاتَّذِى يُرْسِلُ السِّلِحَ بُشُمُّ رَابَكِنَى يَكَى رَحُمَتِهُ حَتَّى لِذَا اَقَلَتُ سَحَابًا ثِقَالًا سُقُنهُ لِبَكْدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزُلْنَا بِهِ الْمُأَءُ فَأَخْرَجُنَا لِهِ مِنْ كُلِّ الشَّمَٰزِتِ كَانْ الكَ نُخْرِجُ الْمُؤْثَى لَعَلَكُوْتَكُ كُرُونَ ۞

ۅؘۘڵڹۘٮؘۜڬؙٵڵڟؚؾٮٛۑٙڂٛۯڿؙڹؘٵؾؗ؋ؠٳۮ۬ڹۯؾؖ؋ ۅؘڷڐڹؽؙڂؘؠؙڞؘڵڔؽۼؗۯؙڿٳڰڒٮؘڮؽٲ۠ػۮٳڬ ؽؙڞڒٷٵڵٳٮؾڸٙۊؘۄ۫ؾؿؙڴڕٷڹ۞۫

26. اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیتنا ہے کہ وہ خوش کردیتی ہیں، (۱) یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھالیتی ہیں، (۲) تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں، پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں۔ (۱) یوں ہی ہم مُردوں کو نکال کھڑا کریں گے تا کہ تم مسمجھو۔ (۱)

۵۸. اور جو ستھری سرزمین ہوتی ہے اس کی پیداوار تو اللہ کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور جو خراب ہے اس کی پیداوار بہت کم نکلتی ہے، (۵) اسی طرح ہم دلائل کو طرح طرح سے

کہ صدیث میں بھی آتا ہے۔ "لوگو! اپنے نفس کے ساتھ زمی کرو (یعنی آواز پت رکھو) تم جس کو پکار رہے ہو، وہ بہرا ہے نہ فائب، وہ تمہاری دعائیں سننے والا اور قریب ہے" (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء إذا علا عقبة. ومسلم، کتاب الجنة، باب استحیاب خفض الصوت بالذکی. (۲) دعا میں زیادتی نہ کی جائے لیخی اپنی چیشت اور مرتبے سے بڑھ کر دعا نہ کی جائے۔ (۳) اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلایا جائے لیخی اللہ کی نافرہانیاں کرکے فساد پھیلانے میں حصہ نہ لیا جائے۔ (۴) اس کے عذاب کا ڈر بھی ول میں ہو اور اس کی رحمت کی امید بھی۔ اس طریقے سے دعا کرنے والے محسنین ہیں۔ یقیناً اللہ کی رحمت ان کے قریب ہے۔ اب بی الوہیت وربوبیت کے اثبات میں اللہ تعالی مزید دلائل بیان فرماکر پھر اس سے احیائے موتی کا اثبات فرمارہا ہے۔ بُشرًا اللہ کی جمع ہے رَحْمَةٌ سے مرادیہال مَطَرٌ (بارش) ہے یعنی بارش سے پہلے وہ شمتڈی ہوائیں چلاتا ہے جو بارش کی نوید ہوتی ہیں۔ بَشِیرٌ کی جمع ہے رَحْمَةٌ سے مرادیہال مَطَرٌ (بارش) ہے یعنی بارش سے پہلے وہ شمتڈی ہوائیں چلاتا ہے جو بارش کی نوید ہوتی ہیں۔

سور ہر قشم کے کھل، جو رنگوں میں، ذائقوں میں، خوشبوؤں میں اور شکل وصورت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

۱۹. جس طرح ہم پانی کے ذریعے سے مردہ زمین میں روئیدگی پیدا کردیتے ہیں اور وہ انواع واقسام کے غلے اور کھل پیدا کردیتے ہیں اور وہ انواع واقسام کے غلے اور کھل پیدا کرتی ہے۔

ارتی ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن تمام انسانوں کو، جو مٹی میں مل کر مٹی ہو بچکے ہوں گے، ہم دوبارہ زندہ کریں گے۔

ادر پھر ان کا حساب لیں گے۔

۵. علاوہ ازیں یہ تمثیل بھی ہوسکتی ہے۔ الْبَلَدُ الطَّیِّبُ سے مراد سریع الفہم اور الْبَلَدُ الْخَبِیْثُ سے کند ذہن، وعظ و نصحت قبول کرنے والا دل اور اس کے برعکس دل۔ قلب مومن یا قلب منافق یا پاکیزہ انسان اور ناپاک انسان۔ مومن، پاکیزہ انسان اور وعظ و نصیحت قبول کرنے والا دل بارش کو قبول کرنے والی زمین کی طرح، آیات اللی کو سن کر ایمان و عمل صالح میں مزید پختہ ہوتا ہے اور دوسرا دل اس کے برعکس زمین شور کی طرح ہے جو بارش کا پانی قبول ہی نہیں کرتی یا کرتی ہے تو بارش کا پانی قبول ہی نہیں کرتی یا کرتی ہے تو برائے نام جس سے پیداوار بھی نکی اور برائے نام ہوتی ہے۔ اس کو ایک حدیث میں اس طرح بیان

لَقَدُ ٱلسِّكُنَا نُوْحًا إلى قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمِ اعْبُدُوااللهَ مَالكُمُّ مِّنُ اللهِ غَيْرُهُ إِنِّنَ آخَافُ عَكَيْكُمُ عَذَابَ يَوْمِ عَظِيْمٍ ۞

قَالَ الْمَلَامُنُ قَوْمِهَ إِنَّا لَنَرْنِكَ فِي ضَلْلٍ مُّبِدُينِ ⊙

قَالَ لِقَوْمِ لَيْسَ بِنْ ضَلَلَةٌ وَّلِكِتِّنُ رَسُوُلٌ مِّنْ رَّتِ الْعَلَمِيْنِينَ ۞

ٱبكِّغَكُمْ رِسْلَتِ رَبِّىُ وَٱضَحُّ لَكُمْ وَٱعْلَمُونَ مَالاَتَعُلَمُونَ

ٲۅ<del>ٚۼ</del>ؚؠؙٛؿؙۄؙٛٲڹٛڿٲۼؙؙؽٝۮۮؚػؙۯ۠ۺۜٛڗڛؚٞٛؽٛۊۼڶڗۻؙٟٳ

بیان کرتے ہیں، ان لوگوں کے لیے جو شکر کرتے ہیں۔

89. ہم نے نوح (عَلِیَّا ا) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو
انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو
اس کے سواکوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں، مجھ
کو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

94. ان کی قوم کے بڑے لوگوں نے کہا کہ ہم تم کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں۔

(1)

الا. انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! مجھ میں تو ذرا بھی گر اہی نہیں لیکن میں پرورد گار عالم کا رسول ہوں۔

اللہ تم کو اپنے پرورد گار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تہہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا ہوں جن کی تم کو خبر نہیں۔

۱۹۳ اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پرورد گار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی

کیا گیا ہے۔ رسول اللہ فَالْشَیْمُ نے بیان فرمایا کہ "مجھے اللہ تعالیٰ نے جو علم وہدایت دے کر بھیجا ہے، اس کی مثال اس موسلا دھار بارش کی طرح ہے جو زمین پر برسی، اس کے جو جھے زر خیز تھے، انہوں نے پانی کو اپنے اندر جذب کرکے چارہ اور گھاس خوب اگایا (یعنی بھر پور بیداوار دی) اور اس کے بعض جھے سخت تھے، جنہوں نے پانی کو تو روک لیا (اندر جذب نہیں ہوا) تاہم اس سے بھی لوگوں نے فائدہ اٹھایا، خود بھی بیا، گھیتیوں کو بھی سیراب کیا اور کاشت کاری کی اور زمین کا کچھ حصہ بالکل چشیل تھا، جس نے پانی روکا اور نہ کچھ اگایا۔ پس یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے اللہ کی دین میں سبجھ حاصل کی اور اللہ نے جھے جس چیز کے ساتھ بھیجا، اس سے اس نے نقع اٹھایا، پس خود بھی علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھلایا اور مثال اس شخص کی بھی ہے جس نے پھی نہیں سکھا اور نہ وہ ہدایت ہی قبول کی جس کے ساتھ بھیجا گیا"۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل من علم وعلم)

ا. شرک اس طرح انسانی عقل کو ماؤف کردیتا ہے کہ انسان کو ہدایت گراہی، اور گراہی ہدایت نظر آتی ہے۔ چنانچہ توم نوح کی بھی یہی قلبی ماہیت ہوئی، ان کو حضرت نوح عَلِيَّا اِجو الله کی توحید کی طرف اپنی قوم کو دعوت دے رہے سے الله مگراہ نظر آتے تھے۔ ۂ

کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

تھا جو ناخوب، بتدریج وہی خوب ہوا

مِّنُكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْ اوَلَعَلَّكُمْ مِّرُحَمُونَ ۞

فَكُنَّ بُوُهُ فَانَمَيْنَهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ فِي الْقُلْكِ وَاغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَنَّ بُوا بِالْتِنَاداِ تَعُدُوكَا نُوا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿

وَالْ عَادِ اَخَاهُمُوهُودًا قَالَ يَقُومِ اعْبُدُوا الله مَالكُومِّنُ إِلَهٍ عَيْرُهُ أَفَلاَتَتَقُونَ

قَالَ الْمَلَا الَّذِينَ كَفَرُ وَامِنْ قَوْمِهُ إِنَّا لَنَظَّنُكَ مِنَ لَكَرِيحًا لَنَا لَنَظُنُّكَ مِنَ

معرفت، جو تمہاری ہی جنس کا ہے، کوئی نصیحت کی بات آگئ تاکہ وہ شخص تم کو ڈرائے اور تاکہ تم ڈرجاؤ<sup>(۱)</sup> اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

۱۹۲ سو وہ لوگ ان کی تکذیب ہی کرتے رہے تو ہم نے نوح (عَالِیَاً) کو اور ان کو جو ان کے ساتھ کشی میں تھ، بیالیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹایا تھا ان کو ہم نے غرق کردیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے ہورہے تھے۔ (۲) کے غرق کردیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے ہورہے تھے۔ (۲) کو بھیجا۔ (۳) انہوں نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (عَالِیْاً) کو بھیجا۔ (۳) انہوں نے فرایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سواکوئی تمہارا معبود نہیں، سوکیا تم نہیں ڈرتے۔ کرو، اس کے سواکوئی تمہارا معبود نہیں، سوکیا تم نہیں ڈرتے۔ کہا ہم تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں۔ (۳) اور ہم بے شک

ا. حضرت نوح عَلِيَّكِ اور حضرت آدم عَلَيْكِ کے در ميان دس قرنوں يا دس پشتوں کا فاصلہ ہے۔ حضرت نوح عَلَيْكِ ہے کچھ کہا ہے تک تمام لوگ اسلام پر قائم چلے آدے سے پہلے توحید سے انجراف اس طرح آیا کہ اس قوم کے صالحين فوت ہوگئے تو ان کے عقیدت مندوں نے ان پر سجدہ گاہیں (عبادت خانے) قائم کردیں اور ان کی تصویریں بھی وہاں لئکادیں، مقصد ان کا یہ تھا کہ اس طرح ان کی یاد سے وہ بھی اللہ کا ذکر کریں گے اور ذکر الہی میں ان کی مشابہت اختیار کریں گے۔ وقت گزرا تو انہوں نے ان تصویروں کے مجسے بناد ہے اور پھر پچھ اور عرصہ گزرنے کے بعد یہ مجسے بنوں کی شکل اختیار کرگئے اور ان کی پوجاپاٹ شروع ہوگئ اور قوم نوح کے یہ صالحین وَدّ، سُواع، یَعُوْق، یُونی نور کے یہ صالحین وَدّ، سُواع، یَعُوْق، اور عرصہ گزرنے کے بعد نوح عَلَیْكِ کو ان میں نبی بناکر بھیجا جنہوں نے ساڑھے یَعُوْق، اور تو م نوح کے یہ صالحین کو تا کہ بین تھوڑے سے لوگوں کے سوا، کی نے حضرت نوح عَلَیْكِ کو ان میں نبی بناکر بھیجا جنہوں نے ساڑھے نوسوسال شبیغ کی۔ لیکن تھوڑے سے لوگوں کے سوا، کی نے آپ کی تبلیغ کا اثر قبول نہیں کیا بالآخر اہل ایمان کے سو کو غرق کر دیا گیا۔ اس آیت میں بتلایا جارہا ہے کہ قوم نوح نے اس بات پر تیجب کا اظہار کیا کہ ان ہی میں کا ایک سب کو غرق کر دیا گیا۔ اس آیت میں بتلایا جارہا ہے کہ توم نوح نے اس بات پر تیجب کا اظہار کیا کہ ان ہی میں کا ایک سب کو غرق کر دیا گیا۔ اس آیت میں بنیانے کے لیے تار شے۔

س. یہ قوم عاد، عاد اولی ہے جن کی رہائش یمن میں ریتلے پہاڑوں میں تھی اور اپنی قوت وطاقت میں بے مثال تھی۔ ان کی طرف حضرت ہود عَلَیْلاً جو اسی قوم کے ایک فرد تھے۔ نبی بن کر آئے۔

۷۲. یہ کم عقلی ان کے نزدیک یہ تھی کہ بتوں کو چھوڑ کر - جن کی عبادت ان کے آباء واجداد سے ہوتی آرہی تھی- اللہ واحد کی عبادت کی طرف دعوت دی جارہی ہے۔

## الكذبينَ⊕

قَالَ لِقَوْمِ لَيْسَ بِنُ سَفَاهَـةٌ ُ وَلِكِنِّ مُسُوُلٌ مِّنُ رَّبِ الْعَلِمِيْنَ ﴿

أَبُلِّغُكُمُ رِسْلَتِ رَبِّي وَانَالَكُوْ نَاصِحُ آمِيُنْ⊕

ٱوَعَمِنهُوْ ٱنَ جَآءَكُمُ ذِكْرُقِّنُ لَّ يَكُمُ عَلَى رَجُلٍ مِّنْكُوْ لِيُنْنِ رَكُمُ ۚ وَاذَكُرُ وَالِذَجَعَلَكُوْ خُلَقَآ ، مِنْ بَعْدِ قَوْمِرُنُومِ قَرَادَكُوْ فِي الْخَلْقِ بَعْمَطَةُ ۚ فَاذَكُرُوۤ الْآرَءَ اللهِ لَعَكَمُوْ تُقْلِحُوْنَ ۞

قَالُوَّا اَحِثْتَنَا لِنَعُبُكَ اللهَ وَحُكَاهُ وَنَكَارَمَا كَانَ يَعُبُكُ ابَا ُوُنَا ۚ قَاتِنَا بِمَا تَعِكُ نَاۤ إِنُ كُنْتَ مِنَ الصِّدِ قِيْنَ⊙

تم كو جھوٹے لو گول ميں سمجھتے ہیں۔

۲۲. انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں لیکن میں پرورد گار عالم کا بھیجا ہوا پیغیبر ہوں۔
 ۲۸. تم کو اپنے پرورد گار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تہبارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔

19. اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت، جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئ تاکہ وہ شخص تم کو ڈرائے اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ نے تم کو قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا، (۱) سو اللہ کی نمتوں کو یاد کرو تاکہ تم کو فلاح ہو۔

• ك. انہوں نے كہا كہ كيا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہيں كہ ہم صرف الله ہى كى عبادت كريں اور جن كو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان كو چھوڑ ديں'' پس ہم كو جس عذاب كى دھمكى ديتے ہو اس كو ہمارے پاس متكوا دو اگر تم سے ہو۔''

پیدا نہیں کی گئی اپنی اس قوت کے گھمنڈ میں مبتلا ہو کر اس نے کہا مَنْ أَشَدُّ مِنَا قُوَّةً "ہم سے زیادہ طاقت ور کون ہے؟" اللہ تعالیٰ نے فرمایا (جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے بہت زیادہ قوت والا ہے) (خم السجدة: ۱۵)۔

1. آباء واجداد کی تقلید، ہر دور میں گراہی کی بنیاد رہی ہے۔ قوم عاد نے بھی یہی "دلیل" پیش کی اور شرک کو چھوڑ کر، توحید کا راستہ افتیار کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے۔ برقسمتی سے مسلمانوں میں بھی اپنے بڑوں کی تقلید کی یہ بیاری عام ہے۔

1. آباء واجداد قریش نے بھی رسول اللہ مُنَّا لَیْنَا اللہ مُنَّا لِیْنَا لَیْنَا اللہ مُنَّا لِیْنَا لِیْنَا لَیْنَا اللہ مُنَّا لَیْنَا اللہ مُنَّا لِیْنَا لَیْنَا اللہ مُنَّا لِیْنَا لَیْنَا اللہ مُنَّا لِیْنَا لَیْنَا لَیْنَا لَیْنَا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ کی اور دردناک عذاب ہم پر بھیج دے)۔ لیعنی شرک کرتے کرتے مشرک کی بر آسمان سے پتھروں کی بادش برسا یا کوئی اور دردناک عذاب ہم پر بھیج دے)۔ لیعنی شرک کرتے کرتے مشرک کی مت بھی ماری جاتی ہے۔ والر تیری ہی مل طرف سے ہم یہ بھی ماری جاتی ہے۔ والا نکہ عقل مندی کا قاضا یہ تھا کہ یہ کہا جاتا یا اللہ اگر یہ تی ہے اور تیری ہی می طرف سے ہم سے بھی ماری جاتی ہے۔ والانکہ عقل مندی کا قاضا یہ تھا کہ یہ کہا جاتا یا اللہ اگر یہ تی ہے اور تیری ہی می طرف سے ہم

ا. ایک دوسرے مقام پر الله تعالیٰ نے ان کی بات فرمایا ﴿ لَوْ يُخْلُقُ مِثْلُهَا فِي الْبِلَافِ ﴾ (ال جيسي قوت والي قوم

قَالَ قَدُوقَعَ عَلَيْكُوْمِنْ رَّبِّكُمْ رِجُسُّ وَغَضَكُ اَنَّكُادِ لُوْنَنِيْ فِي اَسُمَا اِسَّمَيْتُنُوْهَا اَنْمُوْ وَالِمَّا وُكُمُومًا تَوَّلَ اللهُ بِهَامِنُ سُلْظِنْ فَانْتَظِرُوا إِنِّيْ مَعَكُمُ مِّنَ اللهُ بِهَامِنُ سُلْظِنْ

فَأَغَيْنُكُ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ بِرَحُمَةٍ مِّتَّا وَقَطَعُنَادَابِرَالَّذِيْنَكَكَّ بُوُّارِالِيْنِنَا وَمَاكَانُوُا مُؤْمِنِيْنَ ۞

وَ إِلَىٰ تَنُوْدَ آخَاهُمُ طِيحًا ۚ قَالَ لِقَوْمِ الْحَبُدُواللهُ مَا لَكُوْمِ اللهِ عَيْرُهُ \* قَلُ

12. انہوں نے فرمایا کہ بس اب تم پر اللہ کی طرف سے عذاب () اور غضب آیا ہی چاہتا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھڑتے ہو() جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے تھر الیا ہے؟ ان کے معبود ہونے کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں جھجی۔ سوتم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کررہا ہوں۔

27. غرض ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور ان لوگوں کی جڑکاٹ دی، جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔ (۳)

20 جھٹلایا تھا اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔ (۳)

21 جھٹلایا تھا اور ہم نے شمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ الله کی کو جھجا۔ (۳) انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم الله کی

تو ہمیں اسے قبول کرنے کی توقیق عطا فرما۔ بہر حال قوم عاد نے اپنے پیغمبر حضرت ہود علیہ ایس کہہ دیا، کہ اگر تو سچا ہے تو اپنے اللہ سے کہہ جس عذاب سے وہ ڈراتا ہے، بھیج دے۔

ا. رِ جُسٌ کے معنی تو پلیدی کے ہیں۔ لیکن یہاں یہ مقلوب (بدلا ہوا) ہے رِ جُزٌ سے۔ جس کے معنی عذاب کے ہیں۔ یا پھر رِ جُسٌ یہال ناراضی اور غضب کے معنی میں ہیں۔ (این کیر)

۲. اس سے مراد وہ نام ہیں جو انہوں نے اپنے معبودوں کے رکھے ہوئے تھے، مثلاً صَدَا، صُمُودُ، هَبَا وغیرہ جیسے توم نوح کے پانچ بت تھے۔ آئ کا ماللہ نے قرآن میں ذکر کے ہیں جیسے مشرکین عرب کے بنول کے نام تھے۔ آئت گئ عُذَّی مَنَاۃ هُبَل وغیرہ یا جیسے آخ کل کے مشرکانہ عقائد واعمال میں ملوث لوگوں نے نام رکھے ہوئے ہیں۔ مثلاً "داتا گئج بخش" "خواجہ غریب نواز" "بابا فرید شکر گئج" "مشکل کشا" وغیرہ جن کے معبود یا مشکل کشا وگئج بخش وغیرہ ہونے کی کوئی دلیل ان لوگوں کے پاس نہیں ہے۔

س. اس قوم پر بادتند کا عذاب آیا جو سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل جاری رہا، جس نے ہر چیز کو تہس نہس کرکے رکھ دیا اور یہ قوم عاد کے لوگ، جنہیں اپنی قوت پر بڑا ناز تھا، ان کے لاشے کھجور کے کٹے ہوئے تنوں کی طرح زمین پر پڑا ناز تھا، ان کے لاشے کھجور کے کٹے ہوئے تنوں کی طرح زمین پر کے نظر آتے تھے۔ (دیکھے مورۃ الحاقة: ۲۸، مورۃ هود:۵۲-۹۳، مورۃ الأحقاف:۲۵، مورۃ الأحقاف:۲۵، مورۃ الأحقاف:۲۵، مورۃ الأحقان:۲۵، مورۃ المورۃ مورد کا مورۃ المورۃ کی مورۃ المورۃ کی کھور کے کا مورۃ المورۃ کی کھور کے کہ مورۃ المورۃ کی کھور کے کہ مورۃ کی کھور کے کہ کھور کے کئے ہوئے تنوں کی مورۃ کی کھور کے کہ کو تھا کہ کہ کو کہ کھور کے کئے ہوئے تنوں کی مورۃ کی کھور کے کئے ہوئے کی کھور کے کئے ہوئے کو تھور کے کئے ہوئے تنوں کی مورۃ کی کھور کے کہ کھور کے کہ کھور کے کہ کھور کے کئے ہوئے تنوں کی مورۃ کی کھور کے کھور کے کھور کے کہ کھور کے کہ کھور کے کہ کھور کے کہ کو تو الحداد کے کہ کھور کے کہ کو کھور کے کہ کھور کے کہ کو کھور کے کہ کھور کے کہ کو کھور کے کہ کھور کے کہ کھور کے کہ کو کھور کے کہ کو کھور کے کہ کو کھور کے کہ کو کھور کے کہ کو کہ کھور کی کھور کے کہ کو کھور کے کہ کھور کے کہ کھور کے کہ کھور کے کھور کے کہ کھور کے کہ کھور کے کھور کے کھور کے کہ کھور کے کھور کے کہ کھور کے کہ کھور کے کھور کے کھور کے کہ کور کے کہ کور کھور کے کھور کے کہ کھور کے کھور کے کھور کے کہ کور کے کہ کور کے کہ کھور کے کہ کھور کے کہ کور کور کے کہ کور کور کے کہ کور کور کے کہ کور کے کہ کور کور کے کہ کور کے کہ کور کے کہ کور کے کہ کور کور کے کہ کو

٣. يه شود، حجاز اور شام كے در ميان وادى القرىٰ ميں رہائش پذير تھے۔ ٩ جمرى ميں جوك جاتے ہوئے رسول الله مَعَلَيْظَ اور آپ كَ صَابِه ثِمَالَيْكُم كَ ان كے مساكن اور وادى سے گزر ہوا، جس پر آپ مَعَلَيْظُ نے صحابہ ثِمَالَيُّمُ سے فرمايا كه معذب قوموں كے علاقے سے گزرو تو روتے ہوئے تعنی عذاب الله عنه باب فرموں كے علاقے سے گزرو (صحيح البخاری، كتاب الصلوة باب

جَاءَتُكُوْ بَكِيْنَةُ مِّنُ تَرَيِّكُوْ هَـٰ يَهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُوُ الْهِ قَنَادُوْهَا تَأْكُلُ فِنَ آرُضِ اللّٰهِ وَلاَتَسُّنُوْهَا مِسُوَّةٍ فَيَانُـٰنَكُوْءَنَاكِ اللّٰهِ وَلاَتَسَّنُوْهَا مِسُوَّةٍ فَيَانُـٰنَكُوْءَنَاكِ

وَاذُكُوْوَالِذُ جَعَلَكُوْ خُلَقَآءَ مِنْ بَعُدِعَادٍ وَّ بَوَّاكُ مُ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُ وُنَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْجِثُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا \* فَاذُكُوْوَا الْإِءَا للهِ وَلاَتَعْتُوا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِينَ ۞

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ السُتَكُمْرُوُ امِنُ قَوْمِهِ لِلَّذِيْنَ السَّضُعِفُو المِنَ امَن مِنْهُمُ اَتَعْلَمُوْنَ انَّ طِيعًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْ الْتَابِمَ اَ انْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۞

عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح ولیل آچکی ہے۔ یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی چرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کہ کہیں تم کو دردناک عذاب آپکڑے۔

۱۹۷. اور تم یه حالت یاد کرو که الله تعالیٰ نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا اور تم کو زمین پر رہنے کا ٹھکانا دیا کہ زمین پر مین پر مخل بناتے ہو<sup>(۱)</sup> اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے ہو<sup>(۱)</sup> سو الله تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔<sup>(۱)</sup>

20. ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا، کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح (عَالِیَّا) اپنے رب کی طرف سے بیسجے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہاکہ بے شک ہم تو

الصلوٰۃ في مواضع الخسف، صحيح مسلم كتاب الزهد باب لاتدخلوا مساكن الذين ظلموا أنفسهم إلا أن تكونوا باكين) ان كی طرف حضرت صالح عَلَيْظِا نبی بناکر بجیج گئے۔ یہ عاد کے بعد كا واقعہ ہے۔ انہوں نے اپنے پیغیر سے مطالبہ كیا كہ پھر كی چٹان سے ایک او نثنی كال كر دكھا، جے نكلتے ہوئے ہم اپنی آئكھوں سے دیجھیں۔ حضرت صالح عَلَیْظِا نے ان سے عہد لیا كہ اس كے بعد بھی اگر ایمان نہ لائے تو وہ ہلاك كرديے جائيں گے۔ چنانچہ الله تعالیٰ نے ان كے مطالبے پر او منٹی ظاہر فرمادی۔ اس او نٹنی كی بابت انہیں تاكيد كردی گئی كہ اسے برى نہت سے كوئی شخص ہاتھ نہ لگائے ورنہ عذاب الله كی گرفت ميں آجاد گے۔ لیكن ان ظالموں نے اس او نٹنی كو بھی قتل كردالا، جس كے تین دن بعد انہیں چنگھاڑ (صَدِحةٌ سخت چيخ اور رَجْفَةٌ زلزلہ) كے عذاب سے ہلاك كردیا گیا، جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے كے اوندھے پڑے رہ گئے۔

ا. اس کا مطلب ہے کہ نرم زمین سے مٹی لے لے کر اینٹیں تیار کرتے ہو اور ان اینٹوں سے محل، جیسے آج بھی بھٹوں پر اس طرح مٹی سے اینٹیں تیار کی جاتی ہیں۔

۲. یه ان کی قوت، صلابت بدن اور مہارت فن کا اظہار ہے۔

۳۰. یعنی ان نعمتوں پر اللہ کا شکر کرو اور اس کی اطاعت کا راستہ اختیار کرو، نہ کہ کفران نعمت اور معصیت کا ارتکاب کرکے فساد پھیلاؤ۔

قَالَ النَّذِينَ السَّتَكْبُرُ وُلَالِنَّا بِالنَّذِينَ السَّتَكُبُرُ وُلَالِنَّا بِالنَّذِينَ الْمَنْدُونَ

فَعَقَرُواالنَّاقَةَ وَعَتَوُاعَنَ آمُرِرَتِهِمِهُ وَقَالُوُايُطٰلِحُ اعُتِنَابِمَاتَعِـدُنَآاِنُ كُنْتَ مِنَ النُوْسِلِيْنَ©

فَأَخَنَ نَهُدُ الرِّجْفَةُ فَأَصْبَعُوْ إِنْ دَارِهِمُ جُتِيمِينَ

فَتَوَلَّى عَنْهُمُ وَقَالَ لِقَوْمِ لَقَدُ اَبُلَغْتُكُو رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنُ لَا يُحِبُّونَ النَّصِحِينُ

وَلْوُطَّا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهَ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ

اس پر پورایقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ (۱) au وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس بات پر یقین لائے ہوئے ہو، ہم تو اس کے منکر ہیں۔ (۲)

22. پس انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے کہ اے صالح! (عَلَيْظًا) جس کی آپ ہم کو دھمکی دیتے تھے اس کو منگوائیے اگر آپ پنجبر ہیں۔

کی ان کو زلزلہ نے آپکڑا<sup>(۳)</sup> اور وہ اپنے گھرول
 میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔

29. اس وقت (صالح عَلِيَّلًا) ان سے منہ موڑ کر چلے، اور فرمانے لگے (م) کہ اے میری قوم! میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچادیا تھا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پیند نہیں کرتے۔

۸٠. اور جم نے لوط (عَلَيْلاً) کو بھیجا(۵) جب کہ انہوں نے

ا. لیعنی جو دعوت توحید وہ لے کر آئے ہیں، وہ چونکہ فطرت کی آواز ہے، ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ باتی رہی یہ بات کہ صالح (علیہ اللہ کے رسول ہیں؟ جو ان کا سوال تھا، اس سے ان اہل ایمان نے تعرض ہی نہیں کیا۔ کیونکہ ان کے رسول من اللہ ہونے کو وہ بحث کے قابل ہی نہیں سبھتے تھے۔ ان کے نزدیک ان کی رسالت ایک مسلمہ حقیقت وصداقت تھی، جیسا کہ فی الواقع تھی۔

r. اس معقول جواب کے باوجود وہ اپنے انتکبار اور انکار پر اڑے رہے۔

سل یہاں رَجْفَةٌ (زلزلے) کا ذکر ہے۔ دوسرے مقام پر صَیْحَةٌ (چِنِّ) کا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں قسم کاعذاب ان پر آیا۔ اوپر سے سخت چی اور نیچے سے زلزلہ۔ ان دونوں عذابوں نے انہیں تہس نہس کرکے رکھ دیا۔

۱۹. یہ یا تو ہلاکت سے قبل کا خطاب ہے یا پھر ہلاکت کے بعد ای طرح کا خطاب ہے جس طرح رسول الله مَالَيْتُوْمُ نے جنگ بدر ختم ہونے کے بعد قلیب بدر میں مشرکین کی لاشوں سے خطاب فرمایا تھا۔

۵. حضرت لوط عَلَيْنَاً، حضرت ابراتیم عَلَيْناً کے بیتیجے تھے اور حضرت ابراتیم عَلَیْناً پر ایمان لانے والوں میں سے تھے پھر خود ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک علاقے میں نبی بناکر بھیجا۔ یہ علاقہ اردن اور بیت المقدس کے درمیان تھا جسے سدوم کہا جاتا ہے۔ یہ زمین سرسبز وشاداب تھی اور یہاں ہر طرح کے غلے اور کھلوں کی کثرت تھی۔ قرآن نے اس جگہ کو مُوْ تَفِحَکُهُ

مَاسَبَقَكُمْ بِهَامِنُ آحَدٍ مِّنَ الْعَلَمِيْنَ ⊙

اِئَكُمُ لَكَا أَثُونَ الرِّجَالَ شَهُوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاءَ \* بَلُ اَنْتُوْ قَوْمُرُّ مُسْرِفُونَ ۞ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِ ﴾ إِلَّا اَنْ قَالُوْا اَخْرِجُوهُمُومِّنْ قَرْ يَتِكُمُ ۚ إِلَّهُمُ أَنَاسُ يَّتَطَهَّرُونَ ۞ يَّتَطَهَّرُونَ ۞

اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فخش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا۔

۸۱. تم مر دوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو (۱) عور توں کو چھوڑ کر (۱) بلکہ تم تو حد ہی سے گزر گئے ہو۔ (۱)

۸۲. اور ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا، بجز اس کے کہ آپس میں کہنے گئے کہ ان لوگوں کو اپنی بستی کے کہ آپس میں کہنے گئے کہ ان لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے یاک صاف بنتے ہیں۔ (۱)

یا مُوْ تَفِکَاتٌ کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ حضرت لوط عَلَیْلاً نے غالباً سب سے پہلے یا دعوت توحید کے ساتھ ہی، (جو ہر نبی کی بنیادی دعوت تھی اور سب سے پہلے وہ ای کی دعوت اپنی قوم کو دیتے تھے۔ جیسا کہ پچھلے نبیوں کے حالات میں، جن کا ذکر ابھی گذرا ہے، دیکھا جاسکتا ہے۔) جو دوسری بڑی خرابی مردوں کے ساتھ بدفعلی، قوم لوط میں تھی، اس کی شاعت وقباحت بیان فرمائی۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جے دنیا میں سب سے پہلے ای قوم لوط نے کیا، اس گناہ کا نام بی لواطت پڑگیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جے دنیا میں سب سے پہلے ای قوم لوط نے کیا، اس گناہ کا نام بی لواطت پڑگیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے درمیان اختلاف ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ ہلا کے ذریعے دعوت توحید بھی بہاں پہنچ چکی ہوگی۔ لواطت کی سزا میں اثمہ کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض ائمہ کے نزدیک اس کی وہی سزا ہے جو زنا کی ہے لیعنی مجر م اگر شادی شدہ ہو تو رجم، غیر شادی شدہ ہوتو سوکوڑے۔ بعض کے نزدیک اس کی سزا ہی رجم ہے چاہے مجر م کیسا بھی ہو اور بعض کے نزدیک فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کردینا پعض کے نزدیک اس کی سزا ہی رجم ہے چاہے مجر م کیسا بھی ہو اور بعض کے نزدیک فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کردینا چھن ہے۔ البتہ امام ابوصنیفہ صرف تعزیری سزا کے قائل ہیں، حد کے نہیں۔ (نصفہ الاحوذي، جلدہ، س کا)

ا. لینی مردوں کے پاس تم اس بے حیائی کے کام کے لیے محض شہوت رانی کی غرض سے آتے ہو، اس کے علاوہ تمہاری اور کوئی غرض ایس نہیں ہوتی جو موافق عقل ہو۔

۲. جو قضائے شہوت کا اصل محل اور حصول لذت کی اصل جگہ ہے۔ یہ ان کی فطرت کے مسخ ہونے کی طرف اشارہ ہے، لینی اللہ نے مرد کی جنبی لذت کی تسکین کے لیے عورت کی شرم گاہ کو اس کا محل اور موضع بنایا ہے اور ان ظالموں نے اس سے نجاوز کرکے مرد کی دبر کو اس کے لیے استعمال کرنا شروع کردیا۔

سل کین اب اسی فطرت صحیحہ سے انحراف اور حدود اللی سے تجاوز کو مغرب کی "مہذب" قوموں نے اختیار کرلیا ہے تو یہ انسانوں کا "بنیادی حق" قرار پاگیا ہے جس سے روکنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ اب وہاں لواطت کو قانونی تحفظ حاصل ہوگیا ہے۔ اور یہ سرے سے جرم ہی نہیں رہا۔ فَإِنَّا اللهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ وَاجْعُونَ.

م. یہ حضرت لوط علیہ کو بستی سے نکالنے کی علت ہے۔ باقی ان کی پاکیزگی کا اظہار یا تو حقیقت کے طور پر ہے اور مقصد ان کا یہ ہوا کہ یہ لوگ اس برائی سے بچنا چاہتے ہیں، اس لیے بہتر ہے کہ یہ ہمارے ساتھ ہماری بستی ہی میں نہ رہیں یا استہزاء اور تمسخر کے طور پر انہوں نے ایسا کہا۔

فَأَغَيْنِكُ وَآهُلَةَ إِلَّا امْرَاتَهُ ﴿كَانَتُ مِنَ الْغَيْرِيْنَ صَ

وَٱمْطُرْنَاعَكَيْهُوهُ هَطَرًا ۚ قَانُظُرُكَيْفَ كَانَ عَاقِبَهُ الْمُجْرِمِيْنِ۞

و إلى مَدُينَ آخَاهُمُ شُعَيْبًا قَالَ يَقَوُمِ اعْبُدُوااللهَ مَالَكُمُ شِّنَ اللهِ غَيْرُهُ \* قَدُ جَآءَ تَكُمُ بَيِّنَةَ ثُمِّنُ ثَرَّئِكُمُ فَآ وُفُواالُكُيُلَ وَالْمِيْزَانَ وَلِاتَبُحْسُواالنّاسَ اَشْ يَاءُهُمُ وَلاَتُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَا اِصْلاحِهَا ذلِكُمْ خَيْرُ لَكُمُ إِنْ كُنْ تُوَمِّوْمِنِيْنَ ﴾

۸۳. سو ہم نے لوط (عَالِیُّا) کو اور ان کے گھر والوں کو بچالیا بجز ان کی بیوی کے کہ وہ ان ہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے۔(۱)

۸۴. اور ہم نے ان پر خاص طرح کا مینہ <sup>(۲)</sup> برسایا پس د یکھو تو سہی ان مجر مول کا انجام کیسا ہوا؟<sup>(۳)</sup>

۸۵. اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (عَلَیْاً) کو بھیجا۔ (۳) انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے۔ پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کرکے مت دو (۵) اور روئے زمین میں،

ا. إِنَّهَا كَانَتْ مِنَ الْبَاقِيْنَ فِيْ عَذَابِ اللهِ، يعنی وہ ان لوگوں میں باقی رہ گئی جن پر الله كا عذاب آیا۔ كيونكه وہ بھی مسلمان نہيں تھی اور اس كی جدر دیاں بھی مجر مین كے ساتھ تھیں بعض نے اس كا ترجمہ "ہلاك ہونے والوں میں سے" كيا ہے۔ ليكن يہ لازمی معنی ہیں، اصل معنی وہی ہیں۔

۲. یہ خاص طرح کا مینہ کیا تھا؟ پھر وں کا مینہ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَاَمْطُونَا عَکَیْهُ کَاحِجَارَةً مِّنْ سِجِیْلٍ لَا مَنْ فَضُودٍ ﴾ (هود: ۸۲) (۲م نے ان پر ته به ته پھروں کی بارش برسائی) اس سے پہلے فرمایا ﴿جَعَلْمُنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا ﴾ (هود: ۸۲)
 (۲م نے اس بستی کو الٹ کر نیجے اوپر کردیا)۔

سر لینی اے محمد! (سَلَطْنَیْمُ) دیکھیے تو سہی، جو لوگ علانیہ اللہ کی معاصی کا ارتکاب اور پیفیبروں کی تکذیب کرتے ہیں، ان کا انجام کیا ہوتا ہے؟

مم. مدین حضرت ابراہیم علیہ اللہ کے بیٹے یا بوتے کا نام تھا، پھر انہی کی نسل پر مبنی قبیلے کا نام بھی مدین اور جس بستی میں یہ رہائش پذیر تھے، اس کا نام بھی مدین پڑگیا۔ یوں اس کا اطلاق قبیلے اور بستی دونوں پر ہوتا ہے۔ یہ بستی ججاز کے راستے میں "معان" کے قریب ہے۔ انہی کو قرآن میں دوسرے مقام پر أَصْحَابُ الْأَیْكَةِ (بن کے رہنے والے) بھی کہا گیا ہے۔ ان کی طرف حضرت شعیب علیہ آلی بناکر بھیجے گئے۔ (دیمیے الشعراء: ۱۷۱ کا عاشیہ)

ملحوظہ: ہر نبی کو اس قوم کا بھائی کہا گیا ہے، جس کا مطلب اسی قوم اور قبیلے کافرد ہے، جس کو بعض جگہ رَسُولًا مِنْهُمْ یا مِنْ أَنْفُسِهِمْ سے تعبیر کیا گیا ہے اور مطلب ان سب کا یہ ہے کہ رسول اور نبی انسانوں میں سے بی ایک انسان ہوتا ہے جے الله تعالی لوگوں کی ہدایت کے لیے چن لیتا ہے اور وحی کے ذریعے سے اس پر اپنی کتاب اور احکام نازل فرماتا ہے۔ ۵۔ وعوت قوحید کے بعد، اس قوم میں ناپ تول میں کی کی جو بڑی خرابی تھی، اس سے اسے منع فرمایا اور پورا پورا ناپ

وَلَاتَقَعُكُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ ثُوْعِدُونَ وَتَصُنُّونَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ مَنْ الْمَنْ بِهِ وَتَبُغُونَهَا عِوجًا وَاذْكُوْ الذُكُنُ الْمُنْ تُمْ قِلِيلُكُ فَكَتَّرُكُمْ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَلَيْكُ لَا فَكَثَّرُكُمْ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَلَيْكُ لَا الْمُفْسِدِيْنَ ۞

وَإِنْ كَانَ طَايِّنْفَةٌ مِّنْكُمُ امَنُوْا بِالَّذِئِ الرُّسِلُتُ بِهِ وَطَالِّفَةٌ لَّوْيُؤُمِنُوْا فَاصُلِرُوْ احَتَّى يَحُكُّرَاللهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيُرُ الْحُكِمِيْنَ ۞ خَيُرُ الْحُكِمِيْنَ ۞

اس کے بعد کہ اس کی درستی کردی گئی، فساد مت پھیلاؤ، یہ تمہارے لیے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو۔

۱۸۲ اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والے کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں کجی کی تلاش میں گئے رہو۔(۱) اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم کم تھے پھر اللہ نے تم کم و زیادہ کردیا اور دیکھو کہ کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا۔

۸۷. اور اگر تم میں سے کچھ لوگ اس تھم پر، جس کو دے کر مجھ کو بھیجا گیا، ایمان لے آئے ہیں اور کچھ ایمان نہیں لائے ہیں تو ذرا تھہر جاؤ یہاں تک کہ ہمارے در میان اللہ فیصلہ کیے دیتا ہے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

اور تول کروینے کی تلقین کی۔ یہ کو تاہی بھی بہت خطرناک ہے جس سے اس قوم کی اخلاقی کپتی اور گراوٹ کا پید چلتا ہے جس کے اندر یہ ہو۔ یہ بدترین خیانت ہے کہ پلیے لورے لیے جائیں اور چیز کم دی جائے۔ اس لیے سورہ مطفّقین میں ایسے لوگوں کی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے۔

ا. اللہ کے رائے ہے روکنے کے لیے اللہ کی رائے میں کجیاں تلاش کرنا۔ یہ ہر دور کے نافرمانوں کا محبوب مشغلہ رہا ہے جس کے نمونے آج کل کے متجددین اور فرنگیت زدہ لوگوں میں بھی نظر آتے ہیں۔ اُعاذَنَا اللهُ مِنهُ، علاوہ ازیں رائے میں بیٹھنے کے اور بھی کئی مفہوم بیان کے گئے ہیں۔ مثلاً لوگوں کو ستانے کے لیے بیٹھنا، جیسے عام طور پر اوباش قسم کے لوگوں کاشیوہ ہے۔ یا حضرت شعیب غلیبُلا کی طرف جانے والے راستوں میں بیٹھنا تاکہ ان کے پاس جانے والوں کو روکیس اور ان سے انہیں بد طن کریں، جیسے قریش مکہ کرتے تھے یا دین کے راستوں پر بیٹھنا اور اس راہ پر چلنے والوں کو روکنا۔ یوں لوٹ مار کی غرض سے ناکوں پر بیٹھنا تاکہ آنے جانے والوں کا مال سلب کرلیں۔ یا بعض کے نزد یک محصول اور چنگی وصول کرنے کے لیے ان کا راستوں پر بیٹھنا۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ سارے ہی مفہوم صیح ہوسکتے ہیں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ وہ یہ سب ہی کرتے ہوں۔ (فر القدیہ)

٢. كفر ير صبر كرنے كا حكم نبيس ہے بلكہ اس كے ليے تهديد اور سخت وعيد ہے كيونكه الله تعالى كا فيصله ابل حق كا ابل باطل ير فتح وغلبه بى موتا ہے۔ يه ايسے بى ہے جيسے دوسرے مقام ير فرمايا: ﴿فَاتَوْتُصُوْلَا اللَّهُ عَلَيْهُ مُؤْتَرَ يَصُونَ ﴾ (النوبة: ٥٢)

قَالَ الْمَكُلْ الَّذِيْنَ الْسُتَكَبِّرُ وُامِنْ قَوْمِهِ لَمُؤْرِجِنَّكَ يَشْعَيْبُ وَالَّذِيْنَ الْمَنْوُ الْمَعَكَ مِنْ فَرَيْنِنَّا أَوْلَتَعُوْدُنَّ فِنْ مِلِّينًا قَالَ اَوْلَوْكُنَّا كَرِهِ فِينَ ۞

قَى افْتَرَيْنَاعَلَى الله كَذِبَالُ مُلْكَافِي مِلْتَكُوْبَعُنَا الْدُنَّخِسْنَا اللهُ مِنْهَا وَمَا يُكُونُ لِنَاآنَ نَّعُودُ فِيهَا الْآ اَنْ يَّنَنَا أَءَ اللهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلُّ شَيْعُ عِلْمًا \* عَلَى الله وَتَوَكَّلُنَا ثُرَبِّنَا افْتَحَ بِيُنَا وَبَيْنَ فَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَانْتَ خَيْرُ الْفَتِحِيْنَ @

۸۸. ان کی قوم کے متنجر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب!

(عَلَیْکِا) ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان

کو لینی بستی سے نکال دیں گے الا یہ کہ تم ہمارے مذہب میں

پھر آجاؤ۔ (۱) شعیب (عَلَیْکِا) نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے
مذہب میں آجائیں گوہم اس کو مکروہ ہی سیجھے ہوں۔ (۱)
مذہب میں آجائیں گوہم اس کو مکروہ ہی سیجھے ہوں۔ (۱)
ہوجائیں گے اگر ہم تمہارے دین میں آجائیں اس کے
بوجائیں گے اگر ہم تمہارے دین میں آجائیں اس کے
بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے نجات دی (۱) اور
ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں پھر آجائیں،
کین بال یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے مقدر کیا
ہو۔ (۱) ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے، ہم اللہ ہی
پر بھروسہ رکھے ہیں۔ (۱) اے ہمارے پروردگار! ہمارے

ا. ان سر داروں کے تکبر اور سرکتی کا اندازہ بیجے کہ انہوں نے ایمان وتوحید کی دعوت کو ہی رد نہیں کیا بلکہ اس سے بھی تجاوز کر کے اللہ کے پینجبر اور اس پر ایمان لانے والوں کو دھمکی دی کہ یا تو اپنی کی بات تو قابل فہم ہے، کیونکہ انہوں نے کفر چپوٹر کر ایمان اختیار کیا تھا۔ لیکن دیں گے۔ اہل ایمان کے اپنے سابق مذہب کی طرف واپنی کی بات تو قابل فہم ہے، کیونکہ انہوں نے کفر چپوٹر کر ایمان اختیار کیا تھا۔ لیکن حضرت شعیب علیہ الله کو بھی ملت آبائی کی طرف لوٹنے کی دعوت اس لحاظ سے تھی کہ وہ انہیں بھی نبوت اور تبلیغ ودعوت سے پہلے اپنا ہم مذہب ہی سیمھتے تھے، گو حقیقا ایمان نہ ہو۔ یا بطور تغلیب انہیں بھی شامل کر لیا ہو۔

\*\*\* سوال مقدر کا جواب ہے اور ہمزہ انکار کے لیے اور واو حالیہ ہے۔ یعنی کیا تم ہمیں اپنے مذہب کی طرف لوٹاؤگ یا ہمیں اپنی بہتی سے نکال دوگ درآل حالیہ ہم اس مذہب کی طرف لوٹا اور اس بتی سے نکانا پیند نہ کرتے ہوں؟ مطلب یہ ہمیں اپنی بہتی سے نکال دوگ درآل حالیہ ہم اس مذہب کی طرف لوٹا اور اس بتی سے نکانا پیند نہ کرتے ہوں؟ مطلب یہ ہوگا کہ ہم سے کہ تمہارے لیے یہ بات کے اختیار کرنے پر مجبور کرو۔ نیا بیان وتوحید کی دعوت دے کر اللہ پر جھوٹ باندھا تھا؟ مطلب یہ تھا کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ہماری طرف سے ایسا ہو۔ نیا بیا عزم ظاہر کرنے کے بعد معاملہ اللہ کی مشیت کے سپر دکر دیا۔ یعنی ہم تو اپنی رضامندی سے اب کفر کی طرف نہیں اور نے بیانہ واوٹ سوئی کے اندر سے نہ چالجائے) کی طرح تعلیق بالحال ہے۔ اور خوت کے اندر سے نہ چالجائے) کی طرح تعلیق بالحال ہے۔ اور نے کے اندر سے نہ چالجائے) کی طرح تعلیق بالحال ہے۔

۵. کہ وہ ہمیں ایمان پر ثابت رکھے گا اور ہمارے اور کفر وائل کفر کے در میان حاکل رہے گا، ہم پر اپنی نعمت کا اتمام فرمائے گا اور اینے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ اور تو سب سے آپھا فیصلہ کرتے والا وَقَالَ الْمَكُذُ النَّذِیْنَ كُفَرُوْامِنْ قَوْمِةِ لَبِنِ النَّبِعُثُمُّ م شُعَبْدًا النَّهِ إِذَ النَّهِ مُونَ ۞

> ڡؘٲڂؘڬؘڷۿؙۉٳڵڗۘڿڣؘڎؙڬٲڞؠڂٷٳ؈ٛۮٳڔۿؚۄٛ ڂؚؿؚڡؽڹٙٛؿٞ

الَّذِيْنَ كَكَّبُوْاشُعَيْبًا كَأَنْ لُدُيَّغُمُوْا فِيْهَا ۚ ٱلَّذِيْنَ كَكَّبُوْ اشْعَيْبًا كَانْوُاهُحُوالْخْسِرِيْنَ ۞

91. پس ان کو زلزلے نے آپگڑا سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔(")

97. جنہوں نے شعیب (عَلَیْلِاً) کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہوگئی جیسے ان گھروں میں مجھی بسے ہی نہ سے در میں مجھی بسے ہی نہ سے در میں جنہوں نے شعیب (عَلَیْلِاً) کی تکذیب کی تھی وہی خیارے میں پڑگئے۔ (۵)

ا. اور الله جب فیصله کرلیتا ہے تو وہ یہی ہوتا ہے کہ اہل ایمان کو بچاکر مکذبین اور متکبرین کو ہلاک کردیتا ہے۔ یہ گویا عذاب الٰہی کے نزول کا مطالبہ ہے۔

۲. اپنے آبائی مذہب کو چھوڑنا اور ناپ تول میں کی نہ کرنا، یہ ان کے نزدیک خسارے والی بات تھی درآل حالیکہ ان دونوں باتوں میں ان ہی کا فائدہ تھا۔ لیکن دنیا والوں کی نظر میں تو نفع عاجل (دنیا میں فوراً حاصل ہوجانے والا نفع) ہی سب کچھ ہوتا ہے جو ناپ تول میں ڈنڈی مار کر انہیں حاصل ہورہا تھا، وہ اہل ایمان کی طرح آخرت کے نفع آجل (دیر میں ملنے والے نفع) کے لیے اسے کیوں چھوڑتے؟۔

سلا یہاں رَجْفَةٌ (زلزلہ) کا لفظ آیا ہے اور سورہ ہود آیت: ۹۲ میں صَیْحَةٌ (قَیْحٌ) کا لفظ ہے اور سورہ شعراء: ۱۸۹ میں طُلَّةٌ (بادل کا سایہ) کے الفاظ ہیں۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ عذاب میں ساری ہی چیزوں کا اجتماع ہوا۔ لیعیٰ ساکے والے دن ان پر عذاب آیا۔ پہلے بادل نے ان پر سایہ کیا جس میں شعلے، چنگاریاں اور آگ کے بھبھوکے تھے، پھر آسان سے سخت چیخ آئی اور زمین سے بھونچال، جس سے ان کی روعیں پرواز کر گئیں اور بے جان لاشے ہو کر پرندوں کی طرح گھنوں میں منہ دے کر اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔

۸. لینی جس بتی سے یہ اللہ کے رسول اور ان کے پیروکاروں کو نکالنے پر تلے ہوئے تھے، اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہونے کے بعد ایسے ہوگئے جیسے وہ یہاں رہتے ہی نہ تھے۔

۵. لینی خسارے میں وہی لوگ رہے جنہوں نے پیغیر کی تکذیب کی، نہ کہ پیغیر اور ان پر ایمان لانے والے۔ اور خسارہ بھی
 دونوں جہانوں میں۔ دنیا میں بھی ذات کا عذاب چکھا اور آخرت میں اس سے کہیں زیادہ عذاب شدید ان کے لیے تیار ہے۔

ۿٙڗڵؘؙؗؗۼۘڹ۫ۿؙۮۘۅؘۊؘٲڶؽقؘۅٛۄؚڵقَڎؙٲڔٛڵڬؿؙػ۠ۮؙۅۣڛڶؾؚ ڔٙؠٞٞۅؘٮڞؙۼؙؾؙڰڴٷٞڰؘڲڣؙڶڶؽۼڶڠۊؙۄٟڬؚڣڕٲؿڽٛ

ۅؖڡۜۧٲڷڝۘڵؽٵڣٛ ۊٞۯؾۊؚڡٞڹٛؠ۪ؠٞٳڒۜٲڂؗۮ۫ڹۧٱۿڵۿٵ ڽؚڵڹٲ۫ۺٵۧ؞ۅؘالڞۜڗؖٳ؞ڶڡۜڴۘۿؙۮێڞۧڗ۠ڠۏؽ۞

تُمَّرَبَّ لَنَامَكَانَ السِّيِّنَةِ الْحَسَنَةَ حَثَّى عَفَوَا وَقَالُواقَدُمَّ الْبَاءَنَا الضَّلَاءُ وَالسَّوَاءُ فَاضَدُنْهُمُ بَغْتَةً وَّهُمُولَالِيَثُورُونِ

سا اس وقت شعیب (عَلَیْهِا) ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے گلے کہ اے میری قوم! میں نے تم کو اپنے پرورد گارکے احکام پہنچادیے شے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی۔ پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں۔

90. اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نبیس بھیجا کہ وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے سختی اور تکلیف میں نہ پکڑا ہو تاکہ وہ گڑ گڑائیں۔(۲)

90. پھر ہم نے اس بدحالی کی جگہ خوش حالی بدل دی، یہاں تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی اور کہنے لگے کہ ہمارے آباء واجداد کو بھی تنگی اور راحت پیش آئی تھی تو ہم نے ان کو دفعتاً پکڑلیا<sup>(۱)</sup> اور ان کو خبر بھی نہ تھی۔

ا. عذاب وتباہی کے بعد جب وہ وہاں سے چلے، تو انہوں نے وفور جذبات میں یہ باتیں کہیں۔ اور ساتھ ہی کہا کہ جب میں نے حق تبلیغ ادا کردیا اور اللہ کا پیغام ان تک پہنچا دیا، تو اب میں ایسے لوگوں پر افسوس کروں تو کیوں کروں؟ جو اس کے باوجود اپنے کفر اور شرک پر ڈٹے رہے۔

سلا یعنی فقر وبیاری کے ابتلاء سے بھی جب ان کے اندر رجوع الی اللہ کا داعیہ پیدا نہیں ہوا تو ہم نے ان کی تنگ دستی کو خوش حالی سے اور بیاری کو صحت وعافیت سے بدل دیا تاکہ وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ لیکن اس انقلاب حال سے بھی ان کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی اور انہوں نے کہا کہ یہ تو ہمیشہ سے ہی ہوتا چلا آرہا ہے کہ بھی تنگی آگئ بھی خوش حالی آگئ، بھی بیاری تو بھی صحت، بھی فقیری تو بھی امیری۔ یعنی تنگ دستی کا پیلا علاج ان کے لیے مؤثر ثابت ہوئی۔ وہ اسے لیل ونہار کی گردش ہی سیجھے رہے اور اس ہوا، نہ خوش حالی ان کے اصلاح احوال کے لیے کارگر ثابت ہوئی۔ وہ اسے لیل ونہار کی گردش ہی سیجھے رہے اور اس کے ارادہ کو سیجھنے میں ناکام رہے تو ہم نے پھر انہیں اچانک اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیا۔ اسی لیے حدیث میں مومنوں کا معاملہ اس کے برعکس بیان فرمایا گیا ہے۔ کہ وہ آرام وراحت ملنے پر اللہ کا شکر اداکرتے ہیں اور تکلیف بہنچنے پر صبر سے کام لیتے ہیں، یوں دونوں ہی حالتیں ان کے لیے خیر اور اجر کا باعث ہوتی شکر اداکرتے ہیں اور تکلیف بہنچنے پر صبر سے کام لیتے ہیں، یوں دونوں ہی حالتیں ان کے لیے خیر اور اجر کا باعث ہوتی

وَلَوَانَّ اَهُلَ الْقُزْى الْمَنْوْا وَاتَّقَوُالْفَتَحُنَا عَلَيْهِمُ بَرَكَتٍ مِّنَ السَّمَا ۚ وَالْأَرْضِ وَلَكِنْ كَنَّ بُوْا فَاخَنْ نَهُمُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُونَ۞

ٵڡؘٵڝٙٵۿڵؙٳڵڠؙۯۧؽٲڽٛ ؾۜٳ۫ؾؽۿؙۄٞڔؘٵڛؙٛٵ بَيَاتًا وَّهُونَا لِمُؤنَ۞

ٱۅٙٲڡۣڹؘٲۿڵؙڶڷڤ۠ٳٙؽٲڹؖٵٛڹۧڲٳؙؾؾۿؙؗؗؗؗؗؗؗؗؗۮڹٲۺؙڬٵڞؙ۬ؾٞ ۊۜۿؙۄؙؾڸؘڡؙڹؙۅٛڹ۞

ٳؘۘڡؘٵٛڝؘڹٛۅؗٳڡػۯٳٮڵٷٙڡؘڵٳٵڡٛؽؙڡؙؽؙڡػۯٳٮڵڡٳٳؖڒ ٳڷڡۜۊؙڞٳڶۼڛۯؙۅؙؾ۞۫

ٲۅٙڵۄؙؽۿڮٳڵڵڹؽؙؽؾڒۣڎ۠ۯؽٲڷۯڞؘڡؚؽ۠ٲؠۼٮ ٲۿڸۿٵٙڷؙڰۏٛۺؙػٵٷػؠڶڹ۠ۿؙۄؙۑڹ۠ڹٛۅٛۑۿٷ ۅؘڟؠؙۼؙۼڸؿؙڷۅٛڽۿڂۯ۫ۿؙڒڮڛؙۿٷؿ

97. اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پر ہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو پکڑلیا۔

92. کیا پھر بھی ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب شب کے وقت آبریٹے جس وقت وہ سوتے ہوں۔

98. اور کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہوگئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آپڑے جس وقت کہ وہ اپنے کھیلوں میں مشغول ہوں۔ 99. کیا پس وہ اللہ کی اس پکڑ سے بے فکر ہوگئے۔ سو اللہ کی کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آگئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہو تا۔ (۱)

•• الوركيا ان لوگوں كو جو زمين كے وارث ہوئے وہاں كے لورہ وہاں كے لوگوں كى ہلاكت كے بعد (ان واقعات مذكورہ نے) يہ بات نہيں بتلائى كہ اگر ہم چاہيں تو ان كے جرائم كى سبب ان كو ہلاك كر واليس اور ہم ان كے دلوں پر بند لگاديں، پس وہ نہ س سكيں۔ (۱)

ا. ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ بیان فرمایا ہے کہ ایمان و تقویٰ ایسی چیز ہے کہ جس بستی کے لوگ اسے اپنا لیں تو ان پر اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے لیعیٰ حسب ضرورت انہیں آسمان سے بارش مہیا فرماتا ہے اور زمین اس سے سیراب ہوکر خوب پیداوار دیتی ہے۔ نتیجاً خوش حالی و فراوانی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس تکذیب اور کفر کا راستہ اختیار کرنے پر قومیں اللہ کے عذاب کی مستحق تھر جاتی ہیں، چر پھ نہیں ہوتا کہ شب وروز کی کس گھڑی میں عذاب آجائے اور ہنتی کھیاتی بستیوں کو آن واحد میں کھنڈر بناکر رکھ دے۔ اس لیے اللہ کی ان تدبیروں سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔ اس بے خوفی کا نتیجہ سوائے خسارے کے اور پچھ نہیں۔ مکڑ کے مفہوم کی وضاحت کے لیے دیکھیے سورۂ آل عمران آیت: ۵۲ کا حاشیہ۔

۲. لینی گناہوں کے نتیجے میں عذاب ہی نہیں آتا، دلوں پر بھی قفل لگ جاتے ہیں، پھر بڑے بڑے عذاب بھی انہیں

تِلْكَ الثُّلُ مِي نَفْضُ عَلَيْكَ مِنَ اَنْبَالِهَ ۗ وَلَقَتُ جَاءَتُهُ مُ رُسُلُهُ مُ بِالْبِيِّنَةِ ۚ فَهَا كَانُو البُّوْمِنُوا بِهَاكَذَّ بُوامِنُ قَبُلُ كَذَالِكَ يَطْبَعُ اللهُ عَلَ قُلُوبِ الْكِفِنَ بِينَ ۞

> ۅؘۛڡٙٵۅؘۘجَۮؙٮؘٵؘڸٳؙػ۬ؿؘۯۿؚۄؙڡؚۜڽؘؙۜۘۜۜۜۜٛڡۿٮٟٵۅٳڽؙ ٷۜڿۮؙٮۜٵۧڰ۫ؿؘۯۿؙڎڶڟڛۊؚؽڹ۞

1.1 ان بستیوں کے کچھ کچھ تھے ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں اور ان سب کے پاس ان کے پیغیر معجزات کے کر آئے، (ا) پھر جس چیز کو انہوں نے ابتداء میں جھوٹا کہہ دیا یہ بات نہ ہوئی کہ پھر اس کو مان لیتے، (۱) اللہ تعالیٰ اس طرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتا ہے۔

1.1 اور اکثر لوگوں میں ہم نے وفائے عہد نہ دیکھا(۱) اور ہم نے اکثر لوگوں کو فاش ہی پایا۔

خواب خفلت سے بیدار نہیں کرپاتے۔دیگر بعض مقامات کی طرح یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک تو یہ بیان فرمایا ہے کہ جس طرح گزشتہ قوموں کو ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کیا، ہم چاہیں تو تہمیں بھی تبہارے کر توتوں کی وجہ سے اور دوسری بات یہ بیان فرمائی کہ مسلسل گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے لوگوں کے دلوں پر مہر لگادی جا ہاک کردیں اور دوسری بات یہ بیان فرمائی کہ مسلسل گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے لوگوں کے دلوں پر مہر لگادی جاتی ہیں۔ بھر اندار اور وعظ ونصیحت ان جاتی ہیں۔ پھر اندار اور وعظ ونصیحت ان کے لئی ہوجاتے ہیں۔ آیت میں ہدایت تَبْییْنٌ (وضاحت) کے معنی میں ہے، اس لیے لام کے ساتھ متعدی ہے۔ آؤ کَمْ یَھْدِ لِلَّذِیْنَ کیا ان پر یہ بات واضح نہیں ہوئی۔

ا. جس طرح گزشتہ صفات میں چند انبیاء کا ذکر گزرا۔ بَیِّنَاتٌ سے مراد دلائل وبرابین اور مجزات دونوں ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ رسولوں کے ذریعے سے جب تک ہم نے جمت تمام نہیں کردی، ہم نے انہیں ہلاک نہیں کیا۔ کیونکہ ﴿وَمَالْمُثَاّ مُعَلِّدِیْنِ حَتَّیْ بَیْعُتَیْ وَسُولًا﴾ (بی ہرائل: ۱۵) (جب تک ہم رسول نہیں بھیج ویتے۔ عذاب نازل نہیں کرتے)۔

۲. اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ یوم میثاق کو جب ان سے عہد لیا گیا تھا تو یہ اللہ کے علم میں ایمان لانے والے نہ سے ، اس لیے جب ان کے پاس رسول آئے تو اللہ کے علم کے مطابق ایمان نہیں لائے۔ یونکہ ان کی نقد پر میں ہی ایمان نہیں تھا جے اللہ نے اپنے علم کے مطابق لکھ دیا تھا۔ جس کو حدیث میں فکگُلُّ مُیسَّرٌ لِّمَا خُولِقَ لَهُ (صحیح البخاري، ایمان نہیں تھا جے اللہ نے اپنیان اسے تعمر کیا گیا ہے دو سرا مفہوم یہ ہے کہ جب پینیم ان کے پاس آئے تو وہ اس وجہ سے ان پر ایمان نہیں لائے کہ وہ اس سے قبل حق کی تکذیب کر چکے تھے۔ گویا ابتداءً جس چیز کی وہ تکذیب کر چکے تھے، بہی گناہ ان کے عدم ایمان کا سبب بن گیا اور ایمان لانے کی توفیق ان سبب کرلی گئی، ای کو اگلے جملے میں مہر لگانے سے تعمر کیا گیا ہے۔ ﴿وَمَا لَيُنْتُورُ وَمُورُ اَلَّهُ اِللَّهُ اِللهُ اللهُ علی اللهُ ا

ثُوَّرَبَعَثْنَامِنُ بَعُدِهِمُّ مُّوْسَى بِالنِتِنَّالِلِ فِرْعَوْنَ وَمِكْلِهٍ فَطْلَمُوْ إِيهَا ۚ فَانْظُرُ كَيْثَ كَانَ عَاتِبَةُ النُّفْسِدِيْنَ۞

ٷۊؘٲڵؘڡؙٛۅٛڵؽڸڣۣۯۛۘۼۅؙؽؙٳڹٞۯؘؽٮؙٛۅٛڵٛڝؚؖؽڗۜ ٳڷۼڮؠؽڹ۞

حَقِثْقٌ عَلَى اَنْ لَاَ اقْوُل عَلَى اللهِ اِلَّا الْحَقَّ قَنُ جِئْتُكُمُ بِيَيِّنَةٍ مِّنْ رَّسِّكُمْ فَأَرْسِلُ مَعِى َبَنِيَ لِمُنَّالُمِ بِيِنِيَةً لِمُنَالِمْ يُلَ®

قَالَ إِنُ كُنْتَ حِمُّتَ لِأَيَةٍ فَأْتِ بِهَاۤ إِنْ كُنْتَ مِنَ الطّيوقِينَ۞

فَٱلْقَى عَصَاهُ فَإِذَاهِيَ ثُعُبُانٌ مُّبِينٌ ٥

وَّنَزَعَيْدَ ﴾ فَإِذَا هِي بَيْضَا ۚ وُلِلنَّظِرِيْنَ ۗ

سادا. پر ان کے بعد ہم نے موسیٰ (عَلَیْلِاً) کو اپنے دلائل دے کر فرعون اور اس کے امراء کے پاس بھیجا، (۱) گر ان لوگوں نے ان کا بالکل حق ادا نہ کیا۔ سو دیکھیے ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا؟ (۲)

۱۹۲۰. اور موسی (عَلَیْهِاً) نے فرمایا کہ اے فرعون! میں رب العالمین کی طرف سے پیغیمر ہوں۔

100. میرے لیے یہی شایان ہے کہ بجز سے کے اللہ کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں، میں تمہارے پاس تمہارے پاس تمہارے باللہ کمی لایا تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی دلیل بھی لایا ہوں، (۳) سو تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے۔ (۵) اللہ کا کہا، اگر آپ کوئی معجزہ لے کر آئے ہیں۔ تو اس کو پیش کیجے اگر آپ سے ہیں۔

◄ اپنا عصا ڈال دیا، سو دفعتاً وہ صاف
 ایک اژدھا بن گیا۔

١٠٨. اور اپنا ہاتھ باہر نكالا سو وہ يكايك سب ديكھنے والول

ا. یہاں سے حضرت موسی علیمیلا کا ذکر شروع ہورہا ہے جو مذکورہ انبیاء کے بعد آئے جو جلیل القدر پیغیبر تھے، جنہیں فرعون مصر اور اس کی قوم کی طرف دلائل و معجزات دے کر بھیجا گیا تھا۔

۲. یعنی انہیں غرق کرویا گیا، جیسا کہ آگے آئے گا۔

س. جو اس بات کی دلیل ہے کہ میں واقعی اللہ کی طرف سے مقرر کردہ رسول ہوں۔ اس معجزے اور بڑی دلیل کی تقصیل بھی آگے آرہی ہے۔

۷٪ بنی اسرائیل، جن کا اصل مسکن شام کا علاقہ تھا، حضرت یوسف علیہ کے زمانے میں مصر چلے گئے تھے اور پھروہیں کے ہوکر رہ گئے۔ فرعون نے ان کو غلام بنالیا تھا اور ان پر طرح طرح کے مظالم کرتا تھا، جس کی تفصیل پہلے سورہ بقرہ میں گزرچکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی۔ فرعون اور اس کے درباری امراء نے جب حضرت موسی علیہ کیا کہ وعوت کو شکرادیا تو حضرت موسی علیہ کیا کہ بنی اسرائیل کو آزاد کردے تاکہ یہ اپنے آبائی مسکن میں جاکرعزت واحرام کی زندگی گزاریں اور اللہ کی عبادت کریں۔

کے روبرو بہت ہی چیکتا ہوا ہو گیا۔(۱)

1•9. قوم فرعون میں جو سر دار لوگ تھے انہوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادو گر ہے۔(۲)

• 11. یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری سرزمین سے باہر کردے سوتم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو۔

ااا. انہوں نے کہا آپ ان کو اور ان کے بھائی کو مہلت دیجیے۔ دیجیے۔

اللہ کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لاکر حاضر کردیں۔

سال اور وہ جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے، کہنے گا؟ لگے کہ اگر ہم غالب آئے تو ہم کو کوئی بڑا صلہ ملے گا؟ اللہ فرعون نے کہا کہ ہاں اور تم مقرب لوگوں میں داخل ہوجاؤگے۔

قَالَ الْمَكَاثُونُ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَ هٰنَالَسَاحِرُّ عَلِيْمُوُّ

> يُّرِيدُانَ يُّخْرِجَكُوْمِّنُ اَرْضِكُوْ فَمَاذَا تَأْمُرُوْنَ®

قَالُوُّا اَرْجِهُ وَاَخَاهُ وَارْسِلُ فِي الْمَكَالِينِ خِشِرِيْنَ ﴿

بَأْتُولُو بِكُلِّ سِحِرِعَلِيُوس

وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعُونَ قَالُؤَالِنَّ لَنَالَاكُمُرُّا إِنْ كُنَّا خَنُ الْفِلْمِيْنَ ۞

قَالَ نَعَمُ وَإِنَّكُوْلَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ®

ا. یعنی الله تعالی نے جو دو بڑے معجزے انہیں عطا فرمائے تھے، اپنی صدانت کے لیے انہیں پیش کردیا۔

۲. مجزے دیکھ کر، ایمان لانے کے بجائے، فرعون کے درباریوں نے اسے جادو قرار دے کرید کہد دیا کہ یہ تو بڑا ماہر جادوگر ہے جس سے اس کا مقصد تمہاری حکومت کو ختم کرنا ہے۔ یونکہ حضرت موسکی علیہ اگلیا کے زمانے میں جادو کا بڑا زور اور اس کا عام چلن تھا، اس لیے انہوں نے مجزات کو بھی جادو سمجھا، جن میں سرے سے انسان کا دخل ہی نہیں ہوتا۔ خالص اللہ کی مشیت سے ظہور میں آتے ہیں۔ تاہم اس عنوان سے فرعون کے درباریوں کے لیے حضرت موسکی علیہ ایک علیہ کے مربار کو بہکانے کا موقع مل گیا۔

سر حضرت موسی علیدا کے زمانے میں جادو گری کو بڑا عروج حاصل تھا۔ اس لیے حضرت موسی علیدا کے پیش کردہ معظم معجزات کو بھی انہوں نے جادو سمجھا اور جادو کے ذریعے سے اس کا توڑ مہیا کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جس طرح دوسرے مقام معجزات کو بھی انہوں نے جادو سے جمیں ہماری الیا گیا تو چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے جمیں ہماری زمین سے نکال دے؟، پس ہم بھی اس جیسا جادو تیرے مقابلے میں لائیں گے، اس کے لیے کسی ہموار جگہ اور وقت نے مہا کا ہم تعین کرلیں جس کی دونوں پابندی کریں، حضرت موسی علیدا کیا کہ نو روز کا دن اور چاشت کا وقت ہے، اس حساب سے لوگ جمع ہوجائیں "۔ (ط: ۵۵-۵۹)

٨. جادوگر، چوں كه طالب دنيا تھے، دنيا كمانے كے ليے ہى شعبده بازى كا فن سكھتے تھے، اس ليے انہوں نے موقع غنيمت

قَالُوْالِمُوْسَى إِمَّااَنُ تُلقِى وَالْمَاآنُ ثُلُونَ خَنُ الْمُلْقِيْنَ۞

قَالَ اَلْقُواْ اَفَلَمَّا اَلْقَوْاسَحَرُوْ اَاعَيْنَ التَّالِسَ وَاسْتَرْهَبُوْهُمُ وَجَاءُوْ بِسِحْرِعَظِيْرٍ۞

ۅٙٲۅۛػؽؙٮؘۛٚٳۧٳڸ۬ؠؙٛٷڶ؈ؘٲؽؙٲؿۣؖۼڝؘۘٵڰۣ۫ٞٷؘٳۮؘٳۿؚؽ تَلۡقَتُ مَاؽٲ۫ۏؚڴۅؙڹ۞۫

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْ ايَعْمَلُوْنَ ﴿

فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْ اصْغِرِينَ ﴿

118. ان ساحرول نے عرض کیا کہ اے موسیٰ! (عَلَیْمِیاً) خواہ آب ڈالیے اور یا ہم ہی ڈالیں؟

انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کردی اور ان پر انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کردی اور ان پر بنیت غالب کردی اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھلایا۔ (")

انہوں نے موسی (عَلَيْسِلًا) کو حکم دیا کہ اپنا عصا ڈال دیجیے، سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے ان کے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کیا۔ (")

11. پس حق ظاہر ہو گیا اور انہوں نے جو کچھ بنایا تھا سب حاتا رہا۔

119. پس وہ لوگ اس موقع پر ہارگئے اور خوب ذلیل ہو کر پھرے۔

جانا کہ اس وقت تو بادشاہ کو ہماری ضرورت لاحق ہوئی ہے، کیوں نہ اس موقع سے فائدہ اٹھاکر زیادہ سے زیادہ اجرت حاصل کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا مطالبۂ اجرت، کامیابی کی صورت میں پیش کردیا، جس پر فرعون نے کہا کہ اجرت ہی نہیں بلکہ تم میرے مقربین میں بھی شامل ہوجاؤگے۔

ا. جادو گروں نے یہ اختیار اپنے آپ پر مکمل اعتماد کرنے کی وجہ سے دیا۔ انہیں پورا یقین تھا کہ ہمارے جادو کے مقابلے میں موسیٰ علینیاً کا معجزہ - جسے وہ ایک کرتب ہی سمجھتے تھے۔ کوئی چیٹیت نہیں رکھتا۔ اور اگر موسیٰ علینیاً کو پہلے اپنے کرتب دکھانے کا موقع دے بھی دیا تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا، ہم اس کے کرتب کا توڑ بہر صورت مہیا کرلیں گے۔

۲. لیکن موکی علیه الله کے رسول سے اور الله کی تائید انہیں حاصل سی اس لیے انہیں اپنے الله کی مدد کا یقین سی البذا انہوں نے بغیر کسی خوف اور تامل کے جادو گروں سے کہا کہ پہلے تم جو دکھانا چاہتے ہو، دکھاؤ، علاوہ ازیں اس میں یہ حکمت بھی ہوسکتی ہے کہ جادو گروں کے پیش کردہ جادو کا توڑ جب حضرت مولی علیه کی طرف سے مجزانہ انداز میں پیش ہوگا تو یہ لوگوں کے لیے زیادہ متاثر کن ہوگا، جس سے ان کی صداقت واضح تر ہوگی اور لوگوں کے لیے ایمان لانا سہل ہوجائے گا۔

سا. بعض آثار میں بتایا گیا ہے کہ یہ جادوگر ۵۷ ہزار کی تعداد میں تھے۔ بظاہر یہ تعداد مبالغے سے خالی نہیں، جن میں سے ہر ایک نے ایک ایک رسی اور ایک ایک لا تھی میدان میں چینگی، جو دیکھنے والوں کو دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں۔ یہ گویا بزعم خویش بہت بڑا جادو تھا جو انہوں نے چیش کیا۔

۷. لیکن یہ جو کچھ بھی تھا، ایک تخیل، شعبرہ بازی اور جادو تھا جو حقیقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ موسیٰ علیہ ﷺ کے لاٹھی ڈالتے ہی سب کچھ ختم ہو گیا اور لاٹھی نے ایک خوفناک اثردھے کی شکل اختیار کرکے سب کچھ نگل لیا۔ ۱۲۰ اور وہ جو ساحر تھے سجدے میں گرگئے۔

۱۲۱ کہنے گئے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر۔

۱۲۱ جو موسیٰ اور ہارون (ﷺ) کا بھی رب ہے۔

۱۲۳ فرعون کہنے لگا کہ تم موسیٰ (عَلِیْلِاً) پر ایمان لائے ہو بغیر اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں؟ بے شک یہ سازش تھی جس پر تمہارا عمل درآمد ہوا ہے اس شہر میں تاکہ تم سب اس شہر سے یہاں کے رہنے والوں کو باہر کال دو۔ سو اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے۔

۱۲۳ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاتھ میں جائیں گے۔

وَٱلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجِدِيثِنَ ۞ قَالُوۡۤاَ الْمَتَّالِمَرَّ ِالْعَلْمِيثِنَ ۞ رَبِّ مُوۡسٰی وَهُمُوۡنَ

قَالَ فِرُعَوْنُ الْمَنْتُوْ بِهِ قَبْلَ انَّ اذَنَ لَكُوْ اِنَّ هٰذَا لَكُنُّ تُنْكُونُنُو دُفِى الْمَدِيْنَة لِتُخْرِيُوا مِنْهَا لَهُلُهَا "فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ@

ڵؙۉٞڟۣۼڽۜٙٲؠؙڽؚؾۘڮٛۄٛۅؘٲۯۻؙڴڬٛۄٛۺؙٞڿڵٳڣٟؾؙٛۊ ڒڞؙڔڵڹؽۜڴؙۄٛٲجٛؠؘۼؽڹ۞

قَالُوْآ إِنَّآ إِلَّى رَبِّينًا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿

ا. جادو گروں نے جو جادو کے فن اور اس کی اصل حقیقت کو جانتے تھے، یہ دیکھا تو سمجھ گئے کہ مو کا علیہ اُلی جو کچھ یہاں پیش کیاہے، جادو نہیں ہے، یہ واقعی اللہ کا نمائندہ ہے اور اللہ کی مدد سے ہی اس نے یہ معجزہ پیش کیا ہے۔ جس نے آن واحد میں ہم سب کے کر تبول پر پانی پھیر دیا۔ چنانچہ انہوں نے موکا علیہ اللہ پر ایمان لانے کا اعلان کر دیا۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ باطل، باطل ہے چاہے اس پر کتنے ہی حسین غلاف چڑھا لیے جائیں اور حق، حق ہے چاہے اس پر کتنے ہی پر دے ڈال دیے جائیں، تاہم حق کا ڈ ٹکا نج کر رہتا ہے۔

العنون کو کیا گیا ہے جس کی الوہیت کے وہ قائل تھے، اس لیے انہوں نے مو کی غایشاً اور ہارون غایشاً کا رہ کہہ کر واضح کردیا کہ یہ سجدہ فرعون کو کیا گیا اور ہارون غایشاً کا رہ کہہ کر واضح کردیا کہ یہ سجدہ ہم جہانوں کے رب کو ہی کررہے ہیں۔ لوگوں کے خود ساختہ کی رب کو نہیں۔
 سابہ یہ جو کچھ ہوا، فرعون کے لیے بڑا جیران کن اور تعجب خیز تھا، اس لیے اسے اور تو کچھ نہیں سوجھا، اس نے یہی کہہ دیا کہ تم سب آپس میں ملے ہوئے ہو اور اس کا مقصد ہمارے اقتدار کا خاتمہ ہے۔ اچھا! اس کا انجام عنقریب تنہیں معلوم ہوجائے گا۔
 سب آپس میں ملے ہوئے ہو اور اس کا مقصد ہمارے اقتدار کا خاتمہ ہے۔ اچھا! اس کا انجام عنقریب تنہیں معلوم ہوجائے گا۔
 یعنی دایاں پاؤں اور بایاں ہاتھ یا بایاں پاؤں اور دایاں ہاتھ، پھر یہی نہیں، سولی پر چڑھاکر تنہیں نشان عبرت بھی بنادوں گا۔
 اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ اگر تو ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کرے گا تو شجھے بھی اس بات کے لیے تیار رہنا چاہیے کہ اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ اگر تو ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کرے گا تو شجھے بھی اس بات کے لیے تیار رہنا چاہی کی سزا سے کون نگے سکتا ہے؟ گویا فرعون کے عذاب دنیا کے مقابلے میں اسے عذاب آخرت سے ڈرایا گیا ہے۔ دوسرا کی سزا سے کون نگے سکتا ہے؟ گویا فرعون کے عذاب دنیا کے مقابلے میں اسے عذاب آخرت سے ڈرایا گیا ہے۔ دوسرا

وَمَا تَنْقِدُ مِثَّا الِّا اَنُ امَثَا بِالِيْتِ رَسِّنَا لَهَا جَآءَتُنَا رُبَّنَا اَفِرْءُ عَلَيْنَا صَبُرًا وَتَوَقَّنَا مُسْلِمِیْنَ ﴿

وَقَالَ ٱلْمَكَلُّمِنُ قَوْمِ فِرْعُونَ آتَكَزُّمُوْسَ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِكُوْا فِى الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَالْهَتَكُ قَالَ سَنُقَتِّلُ البُنَّاءَهُمُ وَنَسَتَهُم نِسَاءَهُمُ وَالنَّا فَوْقَهُمُ قَعِرُونَ ۞

171. اور تو نے ہم میں کونساعیب دیکھا ہے بجز اس کے کہ ہم اپنے رب کے احکام پر ایمان لے آئے، (() جب وہ ہمارے پاس آئے؟ اے ہمارے رب! ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما(() اور ہماری جان حالت اسلام پر نکال۔ (() موسیٰ (علیہ اللہ اللہ اللہ اللہ کہ کیا آپ موسیٰ (علیہ اللہ اللہ کہ کیا آپ موسیٰ (علیہ اللہ اللہ کہ کیا آپ موسیٰ (علیہ اللہ میں فساد کرتے پھریں، (() اور وہ آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کے رہیں۔ (ف) فرعون نے کہا کہ ہم ابھی ان لو گوں کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کردیں گے اور عور توں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم کو ان پر گر طرح کا زور ہے۔ (()

مفہوم یہ ہے کہ موت تو ہمیں آنی ہی آئی ہے، اس سے کیا فرق پڑے گا کہ موت سولی پر آئے یا کسی اور طریقے سے؟

ا. یعنی تیرے نزدیک ہمارا یہی عیب ہے۔ جس پر تو ہم سے ناراض ہوگیا ہے اور ہمیں سزا دینے پر حل گیا ہے۔ درآل حالیکہ یہ سرے سے عیب ہی نہیں ہے۔ یہ تو نوبی ہے، بہت بڑی نوبی، کہ جب حقیقت ہمارے سامنے واضح ہوکر آگئ تو ہم نے اس کے مقابلے میں تمام دنیاوی مفادات ٹھکرا دیے اور حقیقت کو اپنالیا۔ پھر انہوں نے اپنا روئے سخن فرعون سے پھیر کر اللہ کی طرف کرلیا اور اس کی بارگاہ میں دست بدعا ہوگئے۔

۲. تاکہ ہم تیرے اس دشمن کے عذاب کو برداشت کرلیں، اور حق میں متصلب اور ایمان پر ثابت قدم رہیں۔
 ۳. اس دنیاوی آزما کش سے ہمارے اندر ایمان سے انحراف آئے نہ کی اور فتنے میں ہم مبتلا ہوں۔

کا. یہ ہر دور کے مفسدین کا شیوہ رہا ہے کہ وہ اللہ والول کو فسادی اور ان کی دعوت ایمان وتوحید کو فساد سے تعبیر کرتے ہیں۔ فرعونیول نے بھی یہی کہا۔

۵. فرعون کو بھی اگرچہ دعوائے ربوبیت تھا ﴿ اَنَارَ بَکُوْ الْاکْلُ ﴾ (النازعات: ۲۳) (میں تمہارا بڑا رب ہوں) (وہ کہا کرتا تھا) لیکن دوسرے چھوٹے چھوٹے معبود بھی تھے جن کے ذریعے سے لوگ فرعون کا تقرب حاصل کرتے تھے۔

۲. ہمارے اس انتظام میں یہ رکاوٹ نہیں ڈال سکتے۔ قتل ابناء کا یہ پروگرام فرعونیوں کے کہنے سے بنایا گیا اس سے قبل بھی جب موسیٰ علیہ گیا کے بعد از ولادت خاتے کے لیے اس نے بنی اسرائیل کے نومولود پچوں کو قتل کرنا شروع کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ گیا کی ولادت کے بعد ان کو بچانے کی یہ تدبیر کی کہ موسیٰ علیہ گیا کو خود فرعون کے محل میں پہنچوا کر ای کی گود میں ان کی پرورش کروائی۔ فیللہ الْمَکْرُ جَمِیْعًا.

قَالَمُوْسَى لِقَوْمِةِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّهِ وَاصْــِبُوُوا ۚ اِنَّ الْاَمْرُضَ بِلْكَّ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّتَنَأَ أُمِنُ عِبَادِمْ وَالْعَاقِيَةُ لِلْمُثَّقِيْنَ ۞

قَالُوْاَاوُوْ يُنَامِنُ قَبْلِ اَنْ تَأْتِينَا وَمِنْ بَعْدِ مَاجِئُتَنَا قَالَ عَلَى رَبُّكُوْ اَنْ يُقْلِكَ عَنْ وَكُوْ وَيَسْتَخْلِفَكُوْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَكِيفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿

ۅؘڵڡۜٙٮؙٲڂؘۮ۬ڹؘٲۧٳڵۏۯۼۏؗڹٳڵڛؚٚؽڽؙۏؘڡؘڠڝٟٛ ڡؚۜڹٳڵؿٞؠڒٮؚڵۼۘڰۿؙۯێٛػڒٛۏڽ۞

فَإِذَاجِآءَتُهُوُالْحَسَنَةُ قَالُوُالْنَاهُنِ ۚ وَإِنْ تُصُنَّهُمُ سِيِّنَةُ يُطَيِّرُوَالِمُوْسَى وَمَنْ مَّعَهُ ۚ ٱلرَّ إِنَّمَا ظَيْرُهُو ْ عِنْدَاللهِ وَلِكِنَّ اكْتَرَهُوْ

۱۲۸. موسیٰ (عَلَیْمِیْاً) نے اپنی قوم سے فرمایا الله تعالیٰ کا سہارا حاصل کرو اور صبر کرو، یہ زمین الله تعالیٰ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے وہ مالک بنادے اور اخیر کامیابی ان ہی کی ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ (۱) اخیر کامیابی ان ہی کی ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ (۱) میں رہے، آپ کی تشریف آوری سے قبل بھی (۱) اور میں رہے، آپ کی تشریف آوری سے قبل بھی (۱) اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی۔ (۱) موسی (علیہ ایک کردے گا فرمایا کہ بہت جلد اللہ تمہارے دشمن کو ہلاک کردے گا بھر اور بجائے ان کے تم کو اس سرزمین کا خلیفہ بنادے گا بھر تمہارا طرز عمل دیکھے گا۔ (۱)

• ۱۳ اور ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا قط سالی میں اور کھول کی کم پیداواری میں، تاکہ وہ تصیحت قبول کریں۔ (۵) اسلا سو جب ان پر خوشحالی آجاتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہیے اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ (عَالِیْلِا) اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے۔ (۲)

ا. جب فرعون کی طرف سے دوبارہ اس ظلم کا آغاز ہوا تو حضرت موئی عَلَیْکِا نے اپنی قوم کو اللہ سے مدد حاصل کرنے اور صبر کرنے کی تلقین کی اور تعلی دی کہ اگر تم صبح رہے تو زمین کا اقتدار بالآخر متہیں ہی ملے گا۔

۲. یه اشارہ ہے ان مظالم کی طرف جو ولادت موسیٰ عَلَیْکِا سے قبل ان پر ہوتے رہے۔

٣. جادو گروں كے واقعے كے بعد ظلم وستم كا يد نيا دور ہے جو موىلى عَلَيْنِيا كے آنے كے بعد شروع ہوا۔

م. حضرت موسیٰ عَلِیْشا نے تعلی دی کہ گھبر اؤ نہیں، بہت جلد اللہ تبہارے دشمن کو ہلاک کرکے، زمین میں تمہیں اقتدار عطا فرمائے گا۔ اور پھر تمہاری آزمائش کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ ابھی تو تکلیفوں کے ذریعے سے آزمائے جارہے ہو، پھر انعام واکرام کی بارش کرکے اور اختیار واقتدار سے بہرہ مند کرکے تمہیں آزمایا جائے گا۔

۵. آلَ فِرْ عَوْنَ سے مراد، فرعون کی قوم ہے۔ اور سِنِیْنَ سے قط سالی۔ یعنی بارش کے فقدان اور در ختوں میں کیرٹے وغیرہ لگ جانے سے پیداوار میں کی۔ مقصد اس آزمائش سے یہ تھا کہ اس ظلم اور استکبار سے باز آجائیں جس میں وہ مبتلا تھے۔
 ۲. حَسَنَةٌ (بَعِلاَ فَی) سے مراد غلے اور پھلوں کی فراوانی اور سَیِّتَةٌ (برائی) سے اس کے برعس اور قحط سالی اور پیداوار میں کی۔ حَسَنَةٌ کا سارا کریڈٹ خود لے لیتے کہ یہ ہماری محنت کا شمرہ ہے اور بدحالی کا سبب حضرت مولی عَلَیْلًا اور ان پر

لَايَعُلَمُوْنَ 🕾

ۅؘقَالُوُامَهُمَا تَايُتِنَا بِهِمِنُ الْيَوِّلِّتَسُّمَرَنَا بِهَا فَمَاغَنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ۞

فَأَنُسُلُنَاعَلَيُهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَوَّادَوَالْقُتُّلَ وَالضَّفَادِعَوَالدَّمَ النِّتِ مُفَصَّلَتٍ ۖ فَاسُتَكُبُوْفًا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجُرِمِيْنَ ۞

وَلَمَّا وَقَعَ عَلِيُهِمُ الرِّجُزُقَالُوْا لِمُوْسَى ادُعُلَنَا رَبِّكَ بِمَا عَهِلَ عِنْدَكَ لَا لِمِنْ كَنْفُتَ عَنَّا

یاد رکھو کہ ان کی نحوست اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، (۱) کیکن ان کے اکثر لوگ نہیں حانتے۔

۱۳۲ اور یوں کہتے کیسی ہی بات ہمارے سامنے لاؤ کہ ان کے ذریعے سے ہم پر جادو چلاؤ جب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانیں گے۔

سس الله بھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون، کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے۔ (۳) سو وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ تھے ہی جرائم پیشہ۔ سام اور جب ان پر کوئی عذاب واقع ہوتا تو یوں کہتے کہ اے موسیٰ! (عَلَیْمُلُا) ہمارے لیے اپنے رب سے اس

ایمان لانے والوں کو قرار دیتے کہ یہ تم لوگوں کی نخوست کے اثرات ہمارے ملک پر پڑ رہے ہیں۔

ا. طَائرٌ کے معنی ہیں "اڑنے والا" یعنی یرندہ۔ چوں کہ یرندے کے بائیں یا دائیں اڑنے سے وہ لوگ نیک فالی یا بدفالی لیا کرتے تھے اس لیے یہ لفظ مطلق فال کے لیے بھی استعال ہونے لگ گیا اور یہاں یہ اس معنی میں استعال ہوا ہے۔ الله تعالی نے فرمایا کہ خیر یا شر، جو خوش حالی یا قط سالی کی وجہ سے انہیں پہنچتا ہے، اس کے اساب الله تعالی کی طرف سے ہیں، موئی عَلَیْکا اور ان کے پیروکار اس کا سب نہیں۔ ﴿ طَابِرُهُمْ عِنْكَ اللّٰهِ ﴾ کا مطلب ہوگا کہ ان کی برشگونی کا سبب اللہ کے علم میں ہے اور وہ ان کا کفر وانکار ہے نہ کہ کچھ اور۔ یا اللہ کی طرف سے ہے اور اس کی وجہ ان کا کفر ہے۔ ۲. یه ای کفر و جحود کا اظہار ہے جس میں وہ مبتلا تھے، اور معجزات وآیت الٰہی کو اب بھی وہ جادو گری باور کرتے یا کراتے تھے۔ س. طوفان سے سلاب یا کثرت بارش -جس سے ہر چیز غرق ہوگئی- یا کثرت اموات مراد ہے، جس سے ہر گھر میں ماتم بریا ہوگیا۔ بجرَ اڈٹٹری کو کہتے ہیں، ٹڈی دل کا حملہ فصلوں کی ویرانی کے لیے مشہور ہے۔ یہ ٹڈیاں ان کے غلوں اور مجلوں کی فصلوں کو کھاکر چٹ کر جاتیں۔ قُمَّلُ سے مراد جوئیں ہیں جو انسان کے جسم، کیڑے اور بالوں میں ہوجاتی ہیں یا گھن کا کیڑا ہے جو غلے میں لگ جاتا ہے تو اس کے بیشتر جھے کو ختم کردیتا ہے۔ جوؤں سے انسان کو گھن بھی آتی ہے اور اس کی کثرت سے سخت پریشانی بھی۔ اور جب یہ بطور عذاب ہول تو اس سے لاحق ہونے والی پریشانی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح گھن کا عذاب بھی معیشت کو کھو کھلا کردینے کے لیے کافی ہے۔ ضَفَادِعُ، ضَفْدَعَةٌ کی جمع ہے یہ مینڈک کو کہتے ہیں جو یانی اور جوہڑوں، چھیڑوں میں ہوتا ہے۔ یہ مینڈک ان کے کھانوں میں، بستروں میں، ابلے ہوئے غلوں میں غرض ہر جگہ اور ہر طرف مینڈک ہی مینڈک ہوگئے، جس سے ان کا کھانا پینا، سونا اور آرام کرنا حرام ہوگیا۔ دُمٌّ (خون) سے مراد ہے یانی کا خون بن جانا، یوں یانی پینا ان کے لیے ناممکن ہو گیا۔ بعض نے خون سے مراد تکسیر کی بیاری کی ہے۔ یعنی ہر مخص کی ناک سے خون جاری ہو گیا آیات مُّفَصَّلَات ہے کھلے کھلے اور جدا جدا معجزے تھے، جو وقفے وقفے سے ان کے پاس آئے۔

ٳڸڗ۠ڿۘڗؘڵٮؙٛۏؙڡۣڹۜٛٵؘؘۜٛڰؘۅٙڶڹؙۺۣڷؽۜٙڡۘڡؘڰؘڹڹؽؙٙ ٳٮٮؙڒٳؗٷؽڶ۞

فَلَتَاكَنَنَفَنَاعَنُهُوُ الرِّجُزَالَ اَجَلٍهُو بلِيغُوُهُ إِذَاهُمُ يَنَكُنُّونَ

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمُوفَاَغَرَقُنْهُمُ فِي الْيَمِرِّ بِأَنَّهُمُ كَدَّبُوُا بِالْيِتِنَا وَكَانُواعَنُهَا غَفِلِيْنَ ۞

ۅؘٲۅٞۯؿؙٚٮؘٚٵڵڤۊؙۄؗۛۘؗۄؘٳڰڹؿؽػٲٮٷ۠ٳؽ۠ۺؙؾڞ۬ۼڡؙۅؙ۠ؽ ڝؘڞٳڔٙڨٵڷۯۯڞؚۅٙڡۼٵڔؠۿٵڰؚؿؙؠؗٷٞؽڬٵڣؽۿٲ ۅؘٮۜٙؿؿٞػۣڸؠؿؙڗۑؚؚؚؚۜؽٵؿؙۺؽۼڶؠڹؿٞٳۺڗٳ؞ؽؽؘ

بات کی دعا کردیجے جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے، اگر آپ اس عذاب کو ہم سے ہٹادیں تو ہم ضرور آپ کے کہنے سے ایمان لے آئیں گے اور ہم بن اسرائیل کو بھی (رہا کرکے) آپ کے ہمراہ کردیں گے۔ 100 بھر جب ان سے اس عذاب کو ایک خاص وقت تک کہ اس تک ان کو پنچنا تھا ہٹا دیتے، تو وہ فوراً ہی عہد شکنی کرنے لگتے۔ (۱)

۱۳۱. پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا یعنی ان کو دریا میں غرق کردیا اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے سے اور ان سے بالکل ہی غفلت کرتے تھے۔(۲)

ال اور ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شار کے جاتے تھے۔ $^{(7)}$  اس سرزمین کے مشرق ومغرب کا مالک بنادیا، جس میں ہم نے برکت رکھی ہے $^{(8)}$  اور آپ کے

ا. یعنی ایک عذاب آتا تو اس سے ننگ آگر موسی علیمیلا کے پاس آتے، ان کی دعا سے وہ ٹل جاتا تو ایمان لانے کے بجائے پھر اس کفر وشرک پر جمے رہتے۔ پھر دوسرا عذاب آجاتا تو پھر اس طرح کرتے۔ یوں پھھ کچھ و تفوں سے پاخی عذاب ان پر آئے۔ لیکن ان کے دلوں ممیں جو رعونت اور دماغوں ممیں جو تکبر تھا، وہ حق کی راہ ممیں ان کے لیے زنجیر پا بنا رہا اور اتنی اتنی واضح نشانیاں دیکھنے کے باوجود وہ ایمان کی دولت سے محروم ہی رہے۔

۲. اتنی بڑی بڑی نشانیوں کے باوجود وہ ایمان لانے کے لیے اور خواب غفلت سے بیدار ہونے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ بالآخر انہیں دریا میں غرق کر دیا گیا، جس کی تفصیل قرآن مجید کے مختلف مقامات پر موجود ہے۔

سل یعنی بنی اسرائیل کو، جن کو فرعون نے غلام بنا رکھا تھا اور ان پر ظلم روا رکھتا تھا۔ اس بنا پر وہ فی الواقع مصر میں کمزور سمجھ جاتے سے کیونکہ مغلوب اور غلام تھے۔ لیکن جب اللہ نے چاہا تو اسی مغلوب اور غلام قوم کو زمین کا وارث بنادیا۔ ﴿وَتَعْوِيْكُونُ مِنْكَا اُوْكُونُ مِنْكَا اُوْكُونُ مِنْكَا اُوْكُونُ مِنْكَا اُوْكُونُ مِنْكَا اُوْكُونُ مِنْكَا اُورِ الله عدون ۲۲)

م. زمین سے مراد شام کا علاقہ فلسطین ہے، جہال الله تعالیٰ نے عمالقہ کے بعد بنی اسرائیل کو غلبہ عطا فرمایا، شام میں بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیقیا وہارون علیقیا کی وفات کے بعد اس وقت گئے جب حضرت یوشع بن نون نے عمالقہ کو شکست دے کر بنی اسرائیل کے لیے راستہ ہموار کردیا۔ اور زمین کے ان حصول میں برکتیں رکھیں، یعنی شام کے علاقے میں۔ جو بکثرت انبیاء کا مسکن ومدفن رہا اور ظاہری شادرانی اور خوش حالی میں بھی ممتاز ہے۔ یعنی ظاہری وباطنی دونوں قشم کی

بِمَاصَبَرُوْا وُدَمَّرُنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوْايَدِرِشُونَ ﴿

ۅؘۘڂۅؘۯ۬ؽٵۑڹۘڹؽٙٳڛؙڗٳٙ؞ؽڶۘٳٲڹػۯؘۛۏؘٲۊٞٳٵڵۊٛۄٟ ؿۼڬؙڡؙٛڎڹ؏ڵٲڞؙڹٳڔڵۿ۠ڎٷٞڶڴٳؽڹٛٷڛٙٵۼۘڡؙڷ ڰڹٵۧٳڶۿٵػؠٵڶۿؙٷٳڵؚۿؖڐۨڡٞٵڶٳؾۜ۠ۮٛۊٙۅٛۿ ؾۼۿؙڵؙۄٛڹ۞

اِنَّ هَوُلَاء مُنتَ بَرُّمًا هُـ مِ فِيْهِ وَلِطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعُمُلُوْنَ ﴿

رب کا نیک وعدہ، بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہوگیا() اور ہم نے فرعون کے اور اس کی وجہ سے پورا ہوگیا() اور ہم نے فرعون کے اور اس کی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو پچھ وہ اونچی عمارتیں بنواتے سے، سب کو درہم برہم کردیا۔ (\*)
السمال اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتاردیا۔ پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گزر ہواجو اپنے چند بتوں سے لگے بیٹھے سے، کہنے لگے اے موسی! (عَلِیْکِا) ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کردیجے جسے ان کے یہ معبود ہیں۔ ایک معبود ایسا ہی مقرر کردیجے جسے ان کے یہ معبود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔ (\*)
ایک معبود ایسا ہی مقرل کر یہ بھی سے باہ کیا جائے گا اور ان کا یہ کام محض بے بنیاد ہے۔ (\*)

بر کتوں سے یہ زمین مالا مال رہی ہے۔ مشارق مشرق کی جمع اور مغارب مغرب کی جمع ہے۔ حالا نکھ مشرق اور مغرب ایک ایک ہی ہیں۔ جمع سے مراد اس ارض بابر کت کے مشرقی اور مغربی جمع ہیں لینی جہات مشرق ومغرب۔

ا. یہ وعدہ وبی ہے جو اس سے قبل حضرت موسی علیہ کی زبانی آیت ۱۲۸، ۱۲۹ میں فرمایا گیا ہے اور سورہ فقص میں بھی۔ ﴿وَنُونِیْنُ اَنُ نَمُونَ عَلَی اَلَائِینَ اسْتَضُعِفُوا فِی الْاَدْضِی وَنَجْعَلَهُ مُو اَئِیتَ گاہُ وَالْوَضِیْنَ ﴿ وَنُمُونِی کَا اَلَائِینَ اسْتَضُعُوا فِی الْاَدْضِی وَنَجْعَلَهُ مُو اَئِیتَ گاہُ وَالْوَضِیْنَ ﴿ وَنُونِی کَا اَلَائِینَ اسْتَضُعُوا فِی الْاَدْضِی وَنَوْقَ وَهَامِنَ وَجُودُ کُھُامِنَ وَجُودُ کُھُامِنَ وَجُودُ کُھُامِنَ وَجُودُ کُھُامِنَ وَجُودُ کُھُامِنَ وَجُودُ وَلَائِی اور ملک کا وارث کریں اور ملک میں ان کو قوت وطاقت دیں اور فرعون وہامان اور ان کو بیشوا بنائیں اور ملک کا وارث کریں اور ملک میں ان کو قوت وطاقت دیں اور فرعون وہامان اور ان کے لئکروں کو وہ چیز دکھادیں جس سے وہ ڈرتے ہیں) اور یہ فضل واصان اس صبر کی وجہ سے ہوا جس کا مظاہرہ انہوں نے فرعونی مظالم کے مقاطم کے

۲. مصنوعات سے مراد کارخانے، عمارتیں اور ہتھیار وغیرہ ہیں اور یَعْرِشُوْنَ (جو وہ بلند کرتے تھے) سے مراد او نچی او نچی عمارتیں بھی ہو سکتی ہیں اور انگوروں وغیرہ کے باغات بھی جو وہ چھپروں پر پھیلاتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی شہری عمارتیں، ہتھیار اور دیگر سامان بھی تباہ کردیا اور ان کے باغات بھی۔

سال اس سے بڑی جہالت اور نادانی کیا ہوگی کہ جس اللہ نے انہیں فرعون جیسے بڑے دشمن سے نہ صرف نجات دی، بلکہ ان کی آنکھوں کے سامنے اسے اس کے لشکر سمیت غرق کردیا اور انہیں معجزانہ طریق سے دریا عبور کروایا۔ وہ دریا پار کرتے ہی اس اللہ کو بھول کر پھر کے خود تراشیدہ معبود علاش کرنے لگ گئے۔ کہتے ہیں کہ یہ بت گائے کی شکل کے ستے جو پھر کی بنی ہوئی تھیں۔

م. تعنی یہ مورتیوں کے پیجاری جن کے حال نے تہمیں بھی دھوکے میں ڈال دیا، ان کا مقدر تباہی اور ان کا یہ فعل باطل

قَالَ اَغَيْرَاللّٰهِ اَبْغِيكُمْ إِللَّهَا قُهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالِمَيْنَ۞

ۄؘٳۮؗٲٮؙٚۼؽڹؙڴۄٞۺٵڸ؋ٶٛٷؽؽؽٮ۠ۅؙڡٛۏؙؽڴۄ۠ڛٛۅٛٙۼ ٵڡؙۘڬٵٮؚۦ۠ٛؿڡۜؾؚۨڶٷؽٵؘؠڹٵٙػؙۮؙۅؘؽٮٛؾؘڞؽؙۏؽ ڛ۬ٵٙٷٝڎٷڎ۬ٳڮؙڎؠڮڒٷۺ؆ڛؙۣؖؗۄٛۼڟؚؽٷ۠

وَوْعَدُنْامُوْسَى تَلْثِيْنَ لَيْلَةً وَّاتَهُمُنْهَا بِعَشُرِ فَتَحَرِّمِيْقَاتُ رَبِّهَ أَرْبَعِيْنَ لَيْكَةً وَقَالَ مُوْسَى لِاَخِيْتِ لِاهْرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِي قَوْمِيْ وَاصْلِحُ وَلاتَتَّبِعُ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ

• ۱۳۰. فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کردوں؟ حالائکہ اس نے تم کو تمام جہان والوں پر فوقیت دی ہے۔ (۱)

اسمال اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے بچالیا جو تم کو بڑی سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ تمہاری عور توں کو تمہارے بیٹوں کو قتل کرڈالتے تھے اور تمہاری عور توں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش تھی۔(۱)

اور من ید دس راتوں سے ان تیس راتوں کا وعدہ کیا اور من ید دس راتوں سے ان تیس راتوں کو پورا کیا۔ سو ان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس راتوں کا ہوگیا۔ (۳) اور موسیٰ (عَالِیْلِاً) نے اپنے بھائی ہارون (عَالِیْلاً) سے کہا کہ میرے بعد ان کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے رہنا اور بدنظم لوگوں کی رائے پر عمل مت کرنا۔ (۳)

اور خسارے کا باعث ہے۔

ا. کیا جس اللہ نے تم پر اتنے احسانات کیے اور تنہیں جہانوں پر فضیلت بھی عطا کی، اسے چھوڑ کر میں تمہارے لیے پتھر اور ککڑی کے تراشے ہوئے بت تلاش کروں؟ لینی یہ ناشکری اور احسان ناشنای میں کس طرح کر سکتا ہوں؟ اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ کے مزید احسانات کا تذکرہ ہے۔

۲. یہ وہی آزمانشیں ہیں جن کا ذکر سورہ بقرہ میں بھی گزرا اور سورہ ابراہیم میں بھی آئے گا۔

س، فرعون اور اس کے لشکر کے غرق ہونے کے بعد ضرورت لاحق ہوئی کہ بنی اسرائیل کی ہدایت ورہنمائی کے لیے کوئی کتاب انہیں دی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ عَلَیْقِا کو تمیں راتوں کے لیے کوہ طور پر بلایا، جس میں دس راتوں کا اضافہ کرکے اسے چالیس کردیا گیا۔ حضرت موسیٰ عَلیْقِا نے جاتے وقت حضرت ہارون عَلیْقِا کو جو ان کے بھائی بھی تھے اور نبی بھی۔ اپنا جانشین مقرر کردیا تاکہ وہ بنی اسرائیل کی ہدایت واصلاح کا کام کرتے رہیں اور انہیں ہر قشم کے فساد سے بچائیں۔ اس آیت میں یہی بیان کیا گیاہ۔

۷٪. حضرت ہارون عَلَيْظًا خود نبی تھے اور اصلاح کا کام ان کے فرائض منصبی میں شامل تھا، حضرت موسیٰ عَلَيْظًا نے انہیں محض تذکیر وتنبیہ کے طور پر یہ نصیحتیں کیں، میقات سے یہاں مراد وقت معین ہے۔

وَلَتَنَاجَآءَمُوْ شَى لِمِيْقَارِتَنَا وَكُلْمَةُ رَبُّهُ ۚ قَالَ رَبِّ
آرِ فِيَّ ٱنْظُرُ اِلَّذِكَ قَالَ لَنْ تَرْسِنِي وَلِكِنِ انْظُرُ
الْمَ الْخَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَعَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرْنِيْ وَ
فَكَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكُّا وَّخَرَّ
مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا آفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبُتُ
الِيُكَ وَ أَنَا الْوَلْ الْمُؤْمِنِيْنِي ﴿

اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے (۱) لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو وہ اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھ دیکھ سکو گے۔ پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر مجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پر نچے اڑا دیے اور موسیٰ (عَالِمُلِلًا) ہے ہوش ہوکر کر پڑے اڑا دیے اور موسیٰ (عَالِمُلِلًا) ہے ہوش ہوکر گریڑے۔ (۱) پھر جب ہوش میں آپ کی جناب میں تو بہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے دالا ہوں۔ (۱)

ا. جب موئی علیها طور پر گئے اور وہاں اللہ نے ان سے براہ راست گفتگو کی، تو حضرت موئی علیها کے دل میں اللہ کو دکھنے کا بھی شوق پیدا ہوا، اور اپنے اس شوق کا اظہار رَبِّ اَدِنِی کہہ کر کیا۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَنْ تَذْنِیْ "تو جھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا" اس سے استدلال کرتے ہوئے معزلہ نے کہا کہ لَنْ نَفْیُ تَأْبِیْدِ (ہیشہ کی نفی) کے لئے آتا ہے۔ اس لیے اللہ کا دیدار نہ دنیا میں ممکن ہے نہ آخرت میں۔ لیکن معزلہ کا یہ مسلک تھی احادیث کے خلاف ہے۔ متواتر، تھی اور قوی روایات سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن اہل ایمان اللہ کو دیکھیں گے اور جنت میں بھی دیدار اللہ سنت کا بہی عقیدہ ہے۔ اس نفی رؤیت کا تعلق صرف دنیا سے ہے۔ دنیا میں کوئی انسانی آئکھ اللہ کو دیکھنے پر قادر نہیں ہے۔ لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ ان آئکھوں میں اتنی قوت پیدا فرما دے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے جلوے کو برداشت کرسکیں گی۔

7. لیعنی وہ پہاڑ بھی رب کی بڑی کو برداشت نہ کرسکا اور موسی علیہ اللہ بہوش ہوکر گرپڑے۔ حدیث میں آتا ہے کہ "قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہوں گے، (یہ بے ہوشی امام ابن کثیر کے بقول میدان محشر میں اس وقت ہوگ جب اللہ تعالی فیصلے کرنے کے لیے نزول اجلال فرمائے گا) اور جب ہوش میں آئیں گے تو میں ہوش میں آنے والوں میں سب سے پہلا شخص ہوں گا، میں دیکھوں گا کہ مولی علیہ الیا عرش کا پایہ تھامے کھڑے ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھے سے پہلے ہوش میں آئے یا انہیں کوہ طور کی بے ہوشی کے بدلے میں میدان محشر کی بے ہوشی سے مشتنی رکھا گیا۔" (صحیح البخاری، تفسیر سورة الأعراف صحیح مسلم، باب فضائل موسی علیہ السلام)

۳۰. تیری عظمت وجلالت کا اور اس بات کا که میں تیرا عاجز بندہ ہوں، دنیا میں تیرے دیدار کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

قَالَ يُمُوْسَى إِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسْ لِتِّى وَ بِكَلَامِى ۖ فَخَنْ مَا التَّيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشِّكِرِيْنَ۞

ۅٞڲٮۜؽؙێٵڵۘۘٷ۬ڣٵڷٛڵۏؗٳڿ؈ؙڴڸۜۺٞؽؙ۠ڰٞڡٞۅ۫ۼڟڐٞ ٷۜٮڡؙڝؗؽڵڒؖێڴڵۺٞؽٞٞٷڂٛۮؙۿٵؠڨؙٷۊٷٲڡؙۯ ڡٛۏۛڡۘۘػؽؙڂؙڎؙۉؙٳۑٲڝٞڹۿٲڛٲ۫ۅڔؚؽؗڲ۫ۄؙۮٳڒ ٵڶؙڣڽڦؽؘؽ۞

سَأَصُرِفُ حَنَ التِي الَّذِينَ يَتَكَبَّرُوُن فِي الْكُرُضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اِنْ يَتَرَوُا كُلُّ اليَّةِ لَا يُغُونُنُوا بِهَا ۚ وَانَ يَّرَوُا سِبِيْلَ الرُّشِّنِ لَا يَتَخِذُونُوهُ سَبِيْلًا وَانَ يَرَوُاسَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُنُوهُ سَبِيْلًا وَلِكَ إِنَّهُ مُوكَنَّ بُوْا بِالْيِزَا وَكُانُوا

۱۳۳۰. ارشاد ہوا کہ اے موسی! (عَلَیْكِاً) میں نے سینیبری اور اپنی ہمكائی سے اور لوگوں پر تم كو امتیاز دیا ہے تو جو پچھ تم كو میں نے عطا كیا ہے اس كو لو اور شكر كرو۔ (۱) ١٩٣٨. اور ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم كی نصیحت اور ہر چیز كی تفصیل ان كو لكھ كردی، (۲) تم ان كو پوری طاقت ہے پڑلو اور اپنی قوم كو حكم كرو كہ ان كے اچھے اچھے اچھے احكام پر عمل كریں، (۳) اب بہت جلد تم لوگوں كو ان فاسقوں كا مقام دكھا تا ہوں۔ (۳)

۱۳۲۱. میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں، جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ ان پر ایمان نہ لائیں، (۵) اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس

ا. یہ ہم کلامی کا دوسرا موقعہ تھا جس سے حضرت موسی عالیّہا کو مشرف کیا گیا۔ اس سے قبل جب آگ لینے گئے تھے تو اللّٰہ تعالیٰ نے ہم کلامی سے نوازا تھا اور پینیبری عطا فرمائی تھی۔

۲. گویا تورات تختیوں کی شکل میں عطا فرمائی گئی جس میں ان کے لیے دینی احکام، امر و نہی اور ترغیب وترہیب کی پوری تفصیل تھی۔ ۱۳. لیعنی رخصتوں کی ہی تلاش میں نہ رہیں جیسا کہ سہولت پہندوں کاحال ہو تا ہے۔

۴. مقام (دار) سے مراد یا تو انجام لینی ہلاکت ہے یا اس کا مطلب ہے کہ فاستوں کے ملک پر تمہیں حکمرانی عطا کروں گا اور اس سے مراد ملک شام ہے جس پر اس وقت عمالقہ کی حکمرانی تھی۔ جو اللہ کے نافرمان تھے۔ (ابن کیڑ)

## عَنْهَا غَفِلِيْنَ ۞

ۅٙٲڷڬؚؿؙؽؘػڴڹٛٷؙٳۑۧڶێؚڹؘٵۅؘڸڤٙٳۧ؞ٳڷڵڿۯۊ حَبِطَتٛٱعۡمَالُهُمُۨڗۿڶؙؽؙۻٛڒؘۅٛڹٳڵٳڡٵڰاٺٛۊؙٳ ؽۼٮؙڶۅٛڹۧۿ

ۅؘٲڠۜڹؘڎؘۊؘۅؙٛؗؗمُمُوٛڛڝڹٛڹۼؽڔ؋ڝؙٛٷێۣڥٟۿؚ ۼؚڂڴۻۘٮػٲڷؙڎؙڂٛۅؙڷٵۣڶۮٛؾۯؙٙۉٲٲػ۠ڎؙڶۯ ؿؙػڵؚؠ۫ۿڂۛۅؘڶٳؽۿڮؽڣۣڂڛؘۑؽؙڴٵٟڠۜڿڹٛۅؙڰؙ ٷػٲڹؙۊؙٳڟ۬ڸؠؽڹ۞

کو اپنا طریقہ بنالیں۔ (۱) یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے۔ (۲)

۱۳۷۱. اور یہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور قیامت کے بیش آنے کو جھٹلایا ان کے سب اعمال غارت گئے۔ ان کو وہی سزا دی جائے گی جو کچھ یہ کرتے تھے۔ (۳)
۱۳۸ اور موسیٰ (عَالِیَلَا) کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا معبود کھبرالیا جو کہ ایک قالب تھا جس میں ایک آواز تھی۔ کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا تھا اور نہ ان کو کوئی راہ بٹلاتا کو انہوں نے معبود قرار دیا اور بڑی بے انصافی کا کام کیا۔ (۳)

ا. اس میں احکام الی سے اعراض کرنے والوں کی ایک اور عادت یانفسیات کا بیان ہے کہ ہدایت کی کوئی بات ان کے سامنے آئے تو اسے تو نہیں مانتے، البتہ گراہی کی کوئی چیز دیکھتے ہیں تو اسے فوراً اپنا لیتے اور راہ عمل بنالیتے ہیں۔ قرآن کریم کی بیان کردہ اس حقیقت کا ہر دور میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ آج ہم بھی ہر جگہ اور ہر معاشرے میں حتی کہ مسلمان معاشروں میں بھی یہی کچھ دیکھ رہے ہیں کہ نیکی منہ چھپائے بھر رہی ہے اور بدی کو ہر کوئی لیک لیک کر اختیار کررہا ہے۔ ۲ بید اس بات کا سبب بتلایا جارہا ہے کہ لوگ نیکی کے مقابلے میں بدی کو اور حق کے مقابلے میں باطل کو کیوں زیادہ اختیار کرتے ہیں؟ یہ سبب ہے آیات اللی کی تکذیب اور ان سے خفلت واعراض کا۔ یہ ہر معاشرے میں عام ہے۔ سب اس میں آیات اللی کی تکذیب اور آخرت کا انکار کرنے والوں کا انجام بتلایا گیا ہے کہ چونکہ ان کے عمل کی اساس عمل وحق نہیں، ظلم وباطل ہے۔ اس لیے ان کے نامۂ اعمال میں شر ہی شر ہوگا جس کی کوئی قیمت اللہ کے ہاں نہ ہوگی۔ یاں اس شر کا بدلہ ان کو وہاں ضرور دیا جائے گا۔

مم. موسیٰ علیہ جب چالیس راتوں کے لیے کوہ طور پر گئے تو چھے سے سامری نامی شخص نے سونے کے زیورات اکھے کرکے ایک مجھڑا تیار کیا جس میں اس نے جریل علیہ ایک علیہ ایک مجھڑا تیار کیا جس میں اس نے جریل علیہ ایک علیہ کی عاثیر رکھی تھی، جس کی وجہ سے بچھڑا کچھ کچھ بیل کی آواز نکالتا تھا۔ (گو واضح کلام کرنے اور رہنمائی کرنے سے عاجز تھا جیسا کہ قرآن کے الفاظ واضح کررہے ہیں) اس میں اختلاف ہے کہ وہ فی الواقع گوشت پوست کا بچھڑا بن گیا تھا، یا تھا وہ سونے کا ہی۔ لیکن کسی طریقے سے اس میں ہوا داخل ہوتی تو گائے، بیل کی سی آواز اس میں سے نکلتی۔ (ابن عیر) اس آواز سے سامری نے بنی اسرائیل کو گراہ کیا کہ تمہارا معبود تو یہ ہے، مولی کی سی آواز اس میں آئے گا)

ۅؘڵؾٵڛؙقِط فۣڽٛٙٲؽٮۣؽۿؚۣۄ۫ۅٙۯٳۉٳٲۿۿؙۄٛۊڽ ۻۜڰ۫ؗٷٵڡٚٵڰؚٛٳڶ؈ڰۄ۫ؠؽۣۘڂؠؙڹٵۯؾ۠ڹٵۅؾۼڣؚۯڶؽٵ ڶٮؙڴؙۅٛٮۧؿٙڝؘؚٵڰؙڝؚڔؽڹ۞

ۗ ۗ ۗ كَلَّاا رَجَعَ مُوْسَى إلى قَوْمِهِ غَضْبَان آسِفًا قَالَ بِشُسَا خَلَفْتُمُوْنَ مِنْ بَعْدِى كَا يَجَلَّتُواُمُرَ رَتِّكُوْ ۚ وَالْقَى الْأَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ بَجُرُّكَ الْيَهُ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّرِ إِنَّ الْقَوْمُ الْسَتَضْعَفُوْنَ وَكَادُوْلِيَقْنُلُوْنَوْنَ فَكَارُشُيْتُ بِيَ الْأَمْدَاءَوَلَا تَجْعَلْنِهُمَ مَعَ الْقَوْمُ الظّلِمِيْنِ فَ

149. اور جب نادم ہوئے (۱) اور معلوم ہواکہ واقعی وہ لوگ گراہی میں پڑگئے تو کہنے گئے کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گزرے ہوجائیں گے۔

•10. اور جب موسیٰ (عَلَیْلِاً) اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رخ میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی بری جانشینی کی؟ کیا اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کرلی، اور جلدی سے تختیال ایک طرف رکھیں (۲) اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو ایک طرف رکھیں تا ایک طرف کی سیٹنے لگے۔ ہارون (عَلیَّلِاً) نے کہا کہ اے میرے ماں جائے! (۲) ان لوگوں نے مجھ کو جے محققت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کرڈالیں (۳) تو تم مجھ پر مشمنوں کو مت ہناؤ (۵) اور مجھ کو ان ظالموں میں مت

ا. سُقِطَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ محاورہ ہے جس کے معنی نادم ہونا ہیں، یہ ندامت موکی عَلَیْشِا کی واپسی کے بعد ہوئی، جب انہوں نے آکر اس پر ان کی زجر وتونیخ کی، جیسا کہ سورہ طلا میں ہے۔ یہاں اسے مقدم اس لیے کردیا گیا ہے کہ ان کا فعل اور قول اکٹھا ہوجائے۔ (ٹے القدیہ)

۲. جب حضرت موسی علیها نے آکر دیکھا کہ وہ بچھڑے کی عبادت میں گے ہوئے ہیں تو سخت غضب ناک ہوئے اور جلدی میں تختیاں بھی، جو کوہ طور سے لائے تتے، ایسے طور پر رکھیں کہ دیکھنے والوں کو محسوس ہوا کہ انہوں نے بیچے بھیک دی ہیں، جے قرآن نے "ڈال دیں" سے تعبیر کیا ہے۔ تاہم اگر بھینک بھی دی ہوں تو اس میں سوء ادبی نہیں کیونکہ مقصد ان کا تختیوں کی بے ادبی نہیں تھا، بلکہ دینی غیرت و حمیت میں بے خود ہو کر غیر اختیاری طور پر ان سے یہ فعل سرزد ہوا۔ سا. حضرت ہارون علیہ وموسی علیہ آپس میں سگے بھائی تھے، لیکن یہاں حضرت ہارون علیہ اُن فی آب س میں سگے بھائی تھے، لیکن یہاں حضرت ہارون علیہ اُن جائے "اس لیے کہا کہ اس اور خرمی کا پہلو زیادہ ہے۔

۷. حضرت ہارون علیہ اپنا عذر بیش کیا جس کی وجہ سے وہ قوم کو شرک جیسے جرم عظیم سے رو کئے میں ناکام رہے۔ ایک اپنی کمزوری اور دوسرا بنی اسرائیل کا عناد اور سرکٹی کہ وہ انہیں قتل تک کردینے پر آمادہ ہوگئے تھے اور انہیں اپنی جان یجانے کے لیے خاموش ہونا پڑا، جس کی اجازت ایسے موقعوں پر اللہ نے دی ہے۔

۵. میری ہی سرزنش کرنے سے دشمن خوش ہول گے، جب کہ یہ موقع تو دشمنوں کی سرکوبی اور ان سے اپنی قوم کو بھانے کا ہے۔

شار کرو۔(۱)

قَالَ رَبِّاغُفِرُ لِيُ وَلِأَخِىُ وَاَدْخِلْنَا فِي ْرَحْمَتِكَ ۖ وَٱنْتَ اَرْحُوْلِالْمِعِيْنَ۞

ٳڽؘۜٲڷڒؽ۬ؽؽٲۼٞڹؙۯؙٵڷۼۻٛڵ؊ؘؽٵڷۿؙۄؙۼٙۻڮۨۺؖڽ ڒۜڽڣۣڡؙۅۮؚڷڎؙؽڶڰ۬ؽۏۊاڵڎؙڹؙڲٝۅٙػڶٳڬۼۧٷؚؽ ٲڷؙڡٛ۫ڗؘؽؽ۞

وَالَّذِيْنَ عَلُواالسَّيِّاتِ ثُوَّتَ اَبُوا مِنَ بَعُدِهَا وَامْنُوْ آزَانَ رَبِّكِ مِنْ بَعْدِهَا لَعَفُورُرَّ عِيْمُ

ۅؙڵؾۜٵڛۜػؾؘۼڽ۠ڠ۠ۅٛۺٵڶۼ۬ۻۜڹٛٳڿؘۮڶٲٳڵۅٛٳڂؖ ۅؘؽ۬ۺؙٛڿٙؠؙٵۿڔؙؽۊۜڔۻٛؠٲ۠ێڷێڹؽۿؙۅٛڸڔؠۜۿۄ

101. موسیٰ (عَلَیْمِاً) نے کہا کہ اے میرے رب! میری خطا معاف فرما اور میرے بھائی کی بھی،اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

10۲. ہے شک جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذکت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی $^{(7)}$  اور ہم افتراء پردازوں کو ایسی ہی سزا دیاکرتے ہیں۔ $^{(7)}$ 

10 اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کیے پھروہ ان کے بعد توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد گناہ معاف کردینے والا، رحمت کرنے والا ہے۔ (۳) 10 خصہ فرو ہوا تو ان تختیوں کو اٹھالیا اور جب موسی (غالیہ اللہ کا غصہ فرو ہوا تو ان تختیوں کو اٹھالیا اور ان کے مضامین میں (۵) ان لوگوں کے لیے

ا. اور ویسے بھی عقیدہ وعمل میں مجھے کس طرح ان کے ساتھ شار کیا جاسکتا ہے؟ میں نے نہ شرک کا ارتکاب کیا، نہ
 اس کی اجازت دی، نہ اس پر خوش ہوا، صرف خاموش رہا اور اس کے لیے بھی میرے پاس محقول عذر موجود ہے، پھر میرا شار ظالموں (مشرکوں) کے ساتھ کس طرح ہوسکتا ہے؟ چنانچہ حضرت موسی علیہ اپنے اور اپنے بھائی ہارون علیہ اللہ مغفرت ورحمت کی دعا مانگی۔
 کے لیے مغفرت ورحمت کی دعا مانگی۔

۲. الله كاغضب يه تھاكه توبہ كے ليے قتل ضرورى قرار پايا۔ اور اس سے قبل جب تك جيتے رہے، ذلت ورسوائی كے وہ مستحق قرار يائے۔

سع. اور یہ سزا ان بی کے لیے خاص تہیں ہے، جو بھی اللہ پر افتراء کرتا ہے، اس کو ہم یہی سزا دیتے ہیں۔
 سم. ہاں جنہوں نے توبہ کرلی، ان کے لیے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ معلوم ہوا کہ توبہ سے ہر گناہ معاف ہوجاتا ہے بشر طیکہ خالص توبہ ہو۔

4. نُسْخَةٌ، فُعْلَةٌ کے وزن پر جمعنی مفعول ہے۔ یہ اس اصل کو بھی کہتے ہیں جس سے نقل کیا جائے اور نقل شدہ کو بھی نخہ کہہ دیا جاتا ہے۔ یہاں نخہ سے مراد یا تو وہ اصل الواح ہیں جن پر تورات لکھی گئی تھی، یااس سے مراد وہ دوسرا نخہ ہے جو تختیاں زور سے چھیکنے کی وجہ سے ٹوٹ جانے کے بعد اس سے نقل کرکے تیار کیا گیا تھا۔ تاہم صحیح بات پہلی

روروو ر رهبون®

ۅڶؙۏؙؾٵۯڡؙۅٛ؈ڡۜۊؙڡؙۘ؋ڛؠ۫ۼؽڹڗڿؙڰڒڵؠؽڡۧٳؾٵ ڣڵێٵۜڂؘڹؘ؆ٛؗٵڷڗۼۘڣڐؙۊؘڶڶڒٮؚڷۊۺ۫ػؙٵٙۿڵڰڶۿۿؙ ۺۜ؋ڹؙڶؙۉڔٳؾٳؽٲؿٛۿڸڬؾٳؠٮٵڣڬڶٳۺؙۿۿٵ؞ڝٮٵٛ ۿؽٳڷٳڣؾؙؾٮ۠ػؿؙۻڷؙؠۿٵڝؙٛؾۺؘٵٷڗۿڮؽڝٛ ۺؾٵٞٷ۫ٵڹؙؾۅڸؿ۠ێٵڡٞٵۼٛڣۯڶؽٵۅٳۅػؠؙؽٵۅۘٲڹؾڂؽڔؙۯ ڶؿؙڣۏڽؙؿ

ہی لگتی ہے۔ کیونکہ آگے چل کر آتا ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْلاً نے ان "تختیوں کو اٹھالیا" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

وَاكْنُتُ لَنَا فِي هَٰذِهِ اللَّ نَيْمَا حَسَنَةً ۗ وَفِ الْاحِرَةِ التَّاهُ لَ نَا اللَّيْكَ ۚ قَالَ عَنَا بِنَ الْصِيْبُ يهِ مَنُ اَشَاءُ وَرُحُمَرِقُ وَسِعَتُ كُلَّ شَّئُ ۚ هَمَاكُنُنُهُمَا لِلَّانِ يُنَ يَتَّقُونَ وَيُؤْمِنُونَ وَالرَّوْلَوَةَ وَالَّذِيْنَ هُمُرُ لِأَلِيْتِنَا يُؤْمِنُونَ ۚ

ٵۜٮٚڹڝؘٛؾؘػڽٷۏڹٵڵۺٷڶٵڵؿؚؚٛۜۜۜۜٵڷؙٳ۠ۼۜٵۘڵؙٳ۠ۼۜ ٲڵڹؽؙؾؘڮٮ۠ۉڹٷؘڰڬٷ۫ڴٳۼٮؙػۿڞؚ۬ڣٵڶٷ۠ۯٮۊؚ ۅؘٵڷٟٳۼٛؿڸؙؽٵؙڞؙۯؙۿؙڞڽٳڵؠؙٷۯٛڣؚۅؘؽۿٮۿۄٛۼڹ

101. اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دے اور آخرت میں بھی، ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب اس پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے۔ (۲) تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور کھوں گاجو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

102. جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اینے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔(\*\*) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور

منع نہیں کیا۔ ایک چوتھی رائے یہ ہے کہ یہ سر آدمی وہ ہیں جنہیں اللہ کے حکم سے کوہ طور پر لے جانے کے لیے چنا گیا تھا، وہاں جاکر انہوں نے اللہ سے دعائیں کیں۔ جس میں ایک دعا یہ بھی تھی کہ "یا اللہ ہمیں تو وہ کچھ عطا فرما، جو اس سے قبل تو نے کسی کو عطا نہیں کیا اور نہ آئندہ وہ کسی کو عطا کرنا۔" اللہ تعالیٰ کو یہ دعا پہند نہیں آئی، جس پر وہ زلز لے کے ذریع سے ہلاک کردیے گئے۔ زیادہ مفسرین دوسری رائے کے قائل ہیں اور انہوں نے وہی واقعہ قرار دیا ہے جس کا ذکر سورہ بقرہ آیت: ۵۲ میں آیا ہے۔ جہاں ان پر صَاعِقَةٌ (بجل کی کڑک) سے موت وارد ہونے کا ذکر ہے اور یہاں رَجْفَةٌ (زلز لے) سے موت کا ذکر ہے۔ اس کی توجیہ میں کہا گیا ہے کہ ممکن ہے دونوں ہی عذاب آئے ہوں اوپر سے بجلی کی گڑک اور نیچے سے زلزلہ۔ بہر حال حضرت موسی علیاً گیا گی اس دعا والتجاء کے بعد کہ اگر ان کوہلاک ہی کرنا تھا تو اس سے قبل اس وقت ہلاک کرتا جب یہ مچھڑے کی عبادت میں مصروف تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کردیا۔

ا. تعنی توبه کرتے ہیں۔

۲. یہ اس کی وسعت رحمت ہی ہے کہ دنیا میں صالح وفاسق اور مومن وکافر دونوں ہی اس کی رحمت سے فیض یاب ہورہے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے "اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ۱۰۰ جصے ہیں۔ یہ اس کی رحمت کا ایک حصہ ہے کہ جس سے کلاق ایک دوسرے پر رحم کرتی اور وحثی جانور اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہیں اور اس نے اپنی رحمت کے ۹۹ جصے اپنے یاس رکھے ہوئے ہیں۔" (صحیح مسلم: ۲۰۱۸ وابن ماجه: ۳۲۹۳)

٣. يه آيت بھي اس امر كى وضاحت كے ليے نص قطعى كى هيئيت ركھتى ہے كه رسالت محمديد پر ايمان لائے بغير نجات اخروى ممكن نہيں اور ايمان وہى معتبر ہے جس كى تفصيلات محمد رسول الله مُعَلَّقَيْرُمُ نے بيان فرمائى ہيں۔ اس آيت سے بھى تصور "وحدت اديان" كى جڑك جاتى ہے۔

الْمُنْكَرِوَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَلِّثَ وَيَضَعُ عَنْهُمُ اصْرَهُمْ وَالْاَغْلَلَ الَّيْقُ كَانَتُ عَلَيْهِمْ قَالَّانِيْنَ الْمَنُوْابِهِ وَعَذَّرُ وَهُ وَنَصَّـرُوهُ وَاتَّبَعُواالنُّوْرَالَانِيَّ انْزِلَ مَعَةَ الْوَلْإِكَ هُولِلْمُفْلِحُونَ ﴿

قُلْ يَايَّهُاالتَّاسُ إِنِّ رَسُوُلُ اللهِ اِلَيُكُمُّ جَمِيعُا إِلَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّلْوٰتِ

بری باتوں سے منع کرتے ہیں (۱) اور پاکیزہ چیزوں کو طال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے(۱) ان کو دور کرتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی حمدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ بوری فلاح پانے والے ہیں۔(۱)

الله تعالی کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام

ا. معروف، وہ ہے جسے شریعت نے اچھا اور منکر، وہ ہے جسے شریعت نے برا قرار دیا ہے۔

۲. یہ بوجھ اور طوق وہ ہیں جو پچھی شریعت میں تھے، مثلاً نفس کے بدلے نفس کا قتل ضروری تھا، (دیت یا معافی نہیں تھی) یا جس کپڑے کو نجاست لگ جاتی، اس کا قطع کرنا ضروری تھا، شریعت اسلامیہ نے اسے صرف دھونے کا حکم دیا۔ جس طرح قصاص میں دیت اور معافی کی بھی اجازت دی۔ وغیرہ اور آپ شکا اللی تا یا ہے کہ "مجھے آسان دین حنیفی کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔" (مسند أحمد: جلدہ، ص۲۲۱، ۴۳۳) لیکن افسوس! اس امت نے اپنے طور پر رسوم ورواج کے بہت سے بوجھ اپنے اوپر لاد لیے ہیں اور جاہلیت کے طوق زیب گلو کر لیے ہیں، جن سے شادی اور مرگ دونوں عذاب بن گئے ہیں۔ هذا ها الله تعالیٰ۔

ایمان لانے والے اور ان کی پیروی کرنےوالے ہوتی ہے کہ کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو حضرت محمد رسول اللہ مُنگانیٰ پیر ایمان لانے والے اور ان کی پیروی کرنےوالے ہوں گے۔ جو رسالت محمد پر ایمان نہیں لائیں گے، وہ کامیاب نہیں، خاسر اور ناکام ہوں گے۔ علاوہ ازیں کامیابی سے مراد بھی آخرت کی کامیابی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی قوم رسالت محمد پر ایمان نہ رکھتی ہو اور اسے دنیاوی خوش حالی و فراوانی حاصل ہو۔ جس طرح اس وقت مغربی اور پور پی اور دیگر بعض قوموں کاحال ہے کہ وہ عیمائی یا یہودی یا کافر ومشرک ہونے کے باوجود مادی ترقی اور خوش حالی میں ممتاز ہیں۔ لیکن ان کی یہ ترقی عارضی و بطور امتحان واستدراج ہے۔ یہ ان کی اخروی کامیابی کی حانت یا علامت نہیں۔ اس طرح ان کی اخروی کامیابی کی حانت یا علامت نہیں۔ اس طرح آن محبد کو انٹی محبور اللور المتحان واستدراج ہے۔ یہ ان کی اخروی کامیابی کی حانت یا علامت نہیں۔ اس طرح آن ہوئی ہے۔ جس مراد قرآن مجبد ہی ہے۔ (جیسا وہاں بھی وضاحت کی گئی تھی) کیوں کہ جو نور آپ کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، وہ قرآن مجبد ہی ہے۔ اس نے اس سے اس بیا انگ بات ہے کہ آپ کی صفات میں ایک محب نور بھی ہے۔ جس سے کفر وشرک کی تاریکیاں دور ہوئیں۔ لیکن آپ کے نوری صفت ہونے سے آپ کا نُول ہون اللہ وہ نا خاب نہیں ہو سکتا، جس طرح اہل بدعت یہ خابت کرتے ہیں۔ (دید دیکھے سورۃ المائدۃ آیت: ۱۵ کامائی)

ۘڡٙٵڷؙۯۯڞۣ۬؆ٛڒٳڵۿٳڵڰۿڒؘۼٛؽۘۏؽۑؗڔؽؙػۜٷؘٳڡڹؙۅٛٳ ڽٳؠڵؿۅۮٙۯڛؙٷڸڡٳڵڎؚٙؠٙٵڵۯ۠ۼۣٞٵڰٮڹؽؽؽؙٷؽڽ ڽٳؠڵؿۅۘٷڲؚڵؠؾؚ؋ۅؘٲڰٙؠۼٷٛٷڵڡؘڰڴٷۘؾۿؙۺڬٷؽ۞

وَمِنْ قَوْمِمُوْسَى الْمَهُ يُنَهُدُونَ بِالْحُقِّ وَبِهِ يَعُدِلُونَ۞

وَقَطَّعُنْهُمُ اثْنَتَى عَشْرَةَ اَسْبَاطًا أُمَمًا \* وَاوْحَيُنَا إلى مُوْسَى إذِ اسْتَسْفُهُ قُومُهُ آنِ اضْرِبُ يِعْصَاكَ الْحَجَرِ فَانْبُجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا

آسانوں اور زمین میں ہے اس کے سواکوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کروتاکہ تم راہ پر آجاؤ۔

109. اور قوم موسیٰ (عَلَیْمِهٔ) میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتی ہے اور اس کے مطابق انصاف بھی کرتی ہے۔

11. اور ہم نے ان کو بارہ خاندانوں میں تقیم کرکے سب کی الگ الگ جماعت مقرر کردی (۳) اور ہم نے موسیٰ (عَلَيْظِ) کو حکم دیا جب کہ ان کی قوم نے ان سے پانی مانگا

ا. یہ آیت بھی رسالت محمد کی عالم گیر رسالت کے اثبات میں بالکل واضح ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم شالیّتیا کو تھم دیا کہ آپ شکیّتی کہ دیجے کہ اے کائنات کے انبانو! میں سب کی طرف اللہ کا رسول بناکر بھیجا گیا ہوں۔ یوں آپ شکیّتی پری بنی نوع انبانی کے نجات وہندہ اور رسول ہیں۔ اب نجات اور ہدایت نہ عیسائیت میں ہے نہ یہودیت میں، نہ کسی اور فہ ہیں۔ نجات اور ہدایت آگر ہے تو صرف اسلام کے اپنانے اور اسے ہی افتدار کرنے میں ہے۔ اس آیت میں اور اس سے پہلی آیت میں بھی آپ شکیّتی کو النّبی اللهُ مِّی کہا گیا ہے۔ یہ آپ کی ایک خاص صفت ہیں اور اس سے پہلی آیت میں بھی آپ سکی انتاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کے، کسی سے کسی قسم کی تعلیم ہے۔ اس کے معنی ہیں ان پڑھ۔ یعنی آپ نے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کے، کسی سے کسی قسم کی تعلیم عاصل نہیں کی۔ لیکن اس کے باوجود آپ شکی ہی گئی گیں، ان کی صداقت و تھانیت کی ایک دنیا معرف ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ واقعی اللہ کے سے رسول ہیں ورنہ ایک ای نہ ایسا قرآن بیش کر سکتا ہے اور نہ ایک تعلیمات بیش کر سکتا ہے اور نہ ایک تعلیمات بیان کر سکتا ہے جو عدل وانصاف کا بہترین نمونہ اور انسانیت کی فلاح وکام انی کے لیے ناگز پر ہیں، انہیں اپنائے بغیر دنیا حقیقی امن و سکون اور راحت وعافیت سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔

٢. اس سے مراد وہي چند لوگ ہيں جو مسلمان ہوگئے تھے، عبدالله بن سلام وغيره- رَضِي اللهُ عَنْهُمْ.

٣. أَسْبَاطٌ، سِبْطٌ كَى جَمْع ہے۔ بمعنی بوتا۔ یہاں اساط قبائل کے معنی میں ہیں۔ لینی حضرت یعقوب عَلَيْظًا کے بارہ بیٹوں سے بارہ قبیلے معرض وجود میں آئے، ہر قبیلے پر الله تعالی نے ایک ایک نقیب (گلران) بھی مقرر فرمادیا تھا، ﴿وَبَعَتْنَا مِنْهُو اللهُ مُنْعَصْدَ فَقِیدًا﴾ (المائدة: ١٢) یہاں الله تعالی ان بارہ قبیلوں کے بعض بعض صفات میں ایک دوسرے سے ممتاز ہونے کی بنا پر ان کے الگ الگ گروہ ہونے کو بطور انتنان کے ذکر فرمارہا ہے۔

عَشُرَةَ عَيْنَا قَدُعَلِمَ كُلُّ أَنَاسٍ مَّشُرَبَهُهُ وَ وَطُلَّلُنَا عَلَيُهُمُ الْغَمَامُ وَانْزَلُنَا عَلَيُهِمُ الْهُنَّ وَالسَّلُوٰى كُلُوْا مِنْ طِيِّبَاتِ مَا رَنَى قُنْكُمُ وْمَاطَلْمُوُنَا وَالْكِنْ كَانُوْاً اَنْشُمُهُ مُونَظِّلِمُوْنَ

وَاذْفَيْلَ لَهُوُ الْسُكُنُوا هَانِهِ الْقَتَرُيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِكْنُوُ وَقُولُوا حِطّة تُوَادُخُلُواالْبَابَ سُجَّدًا انْتُغُورُ لَكُمُّ خَطِيْنَا تِكُورُ سَنَزِيْدُ الْمُحُسِنِيْنَ ® خَطِيْنَا تِكُورُ سَنَزِيْدُ الْمُحُسِنِيْنَ ®

نَبَكَّ لَ الَّذِيْنَ طَلَمُوُا مِنْهُمُ قَوُلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمُ فَأَرْسَلُنَا عَلَيْهِمُ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُونَ ۚ

وَسُعُلَهُمُ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّــِيِّ كَانَتُ حَاضِرَةً الْبَحْرِ اِذْ يَعَدُ وْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاثِيهُمُ حِيْتَانُهُمُ يَهُمَ سَبْتِهِمُ شُرَّعًا وَيُوْمَ لِكِيْبُهُونَ لَا ثَاثِيْهِمُ الْكَالِيَةِ فَالْكَالِكَ الْمَالِكَةِ

کہ اپنے عصا کو فلال پھر پر مارو پس فوراً اس سے بارہ چشے پھوٹ نظے۔ ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کی جگہ (گھاٹ) معلوم کرلیا۔ اور ہم نے ان پر ابر کو سایہ فکن کیا اور ان کو من وسلوکی (ترجیبین اور بٹیریں) پہنچائیں، کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔ کوئی نقصان کرتے تھے۔ ان کو عکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی

میں جاکر رہو اور کھاؤ اس سے جس جگہ تم رغبت کرو اور زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے اور جھکے جھکے وروازہ میں داخل ہونا ہم تمہاری خطائیں معاف کردیں گے۔ جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو مزید برآل اور دیں گے۔ ۱۹۲ سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کی ان سے فرمائش کی گئی تھی، اس پر ہم نے ان پر ایک آفت ساوی جھیجی اس وجہ سے کہ یہ کو ضائع کرتے تھے۔ (۱)

الال اور آپ ان لوگول سے، (\*) اس بستی والوں کا (\*) جو کہ دریائے (شور) کے قریب آباد تھے اس وقت کا حال لوچھے جب کہ وہ ہفتہ کے بارے میں حدسے نکل رہے تھے جب کہ ان کے ہفتہ کے روز تو ان کی محصلیاں ظاہر ہو ہوکر ان

ا. ۱۹۰ تا ۱۹۲ آیات میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں، یہ وہ ہیں جو پارہ الم، سورہُ بقرہ کے آغاز میں بیان کی گئی ہیں۔ وہاں ان کی تفصیل ملاحظہ فرما کی جائے۔

ل وَسْمَالُهُمْ میں ﴿هُمْ ﴾ ضمیر سے مراد یہود ہیں۔ یعنی ان سے بوچھے ۔ اس میں یہودیوں کو یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ اس واقعے کا علم نبی کریم مثالیقیاً کو کھی ہے جو آپ مثالیقیاً کی صدافت کی دلیل ہے، کیونکہ اللہ کی طرف سے وحی کے بغیر آپ مثالیقیاً کو اس واقعے کا علم نہیں ہو سکتا تھا۔

س. اس بستی کی تعیین میں اختلاف ہے، کوئی اس کانام ایلہ کوئی طبریہ کوئی ایلیا اور کوئی شام کی کوئی بستی، جو سمندر کے قریب تھی، بتلا تا ہے۔ مفسرین کا زیادہ رجحان "ایلہ" کی طرف ہے جو مدین اور کوہ طور کے درمیان دریائے قلزم کے ساحل پر تھی۔

نَبُلُوْهُمُ بِمَا كَانُوْ ايَفُسُ قُوْنَ ٠٠

ۅؘٳۮٚۊؘٵڵۘؾٛؗٲ۠ڡۜڐۛؗ؆ٞٮٞۿؙڂڸۄڗؘۼڟؙۅٛڹٷڡؙٵٚڵۣۺؖؖ ڡؙۿڸؚڵۿ۠ڎؙٲۅٛڡؙۼڐؚڹۿۏٛۼؘۘۮٵڹٞٲۺؘڮؽؙٵڰٵؙؖڶؗۅؗ۠ٳ ڡؘۼ۫ڹۣۯۊٙۘٳڶڒڽؚۜٚٚٚ۠ۮۄؘڶۼٙڰۺؙؠؙؾؘۜڨؙۏڹ۞

فَكَتَانَسُوْ امَا ذُكِرُو الهَ الْجُنَبُنَا الَّذِينَ يَنْهُونَ عَنِ السُّوْءِ وَلَخَذُنَا الَّذِينَ طَلَمُوْ ابِعَدَ الْإِبِيشِي

کے سامنے آتی تھیں، اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں، ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے۔ (ا)
سامنے نہ آتی تھیں، ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے۔ (ا)
۱۹۳ اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا
کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں تھیحت کرتے ہو جن کو اللہ
بالکل ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت سزا دینے والا
ہے؟ (ا) انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے روبرو
عذر کرنے کے لیے اور اس لیے کہ شاید یہ ڈر جائیں۔
عذر کرنے کے لیے اور اس کو جول گئے جو ان کو سمجھایا جاتا
ہوالی ہو جب وہ اس کو جول گئے جو ان کو سمجھایا جاتا

ا. حِیْتَانٌ حُوْتٌ (مُحِیلی) کی جمع ہے۔ شُرَّعًا شَارعٌ کی جمع ہے۔ معنی ہیں پانی کے اوپر ابھر کر آنے والیاں۔ یہ یہودیوں کے اس واقعے کی طرف اشارہ ہیں جس میں انہیں ہفتے والے دن مُحِیلیوں کا شکار کرنے سے منع کردیا گیا تھا۔ لیکن بطور آزمائش ہفتے والے دن مُحِیلیاں کثرت سے آتیں اور پانی کے اوپر ظاہر ہو ہو کر انہیں دعوت شکار دیتیں۔ اور جب یہ دن گزر جاتا تو اس طرح نہ آتیں۔ بالآخر یہودیوں نے ایک حیلہ کرکے تھم اللی سے تجاوز کیا کہ گڑھے کھود لیے تاکہ محجھلیاں اس میں بھنسی رہیں اور جب ہفتے کا دن گزر جاتا تو پھر انہیں پکڑلیتے۔

ال جماعت سے صالحین کی وہ جماعت مراو ہے جو اس جیلے کا ارتکاب بھی نہیں کرتی تھی اور حیلہ گروں کو سمجما سمجماکر ان کی اصلاح سے مالیوس بھی ہوگئی تھی۔ تاہم کچھ اور لوگ بھی سمجمانے والے تھے جو انہیں وعظ ونصیحت کرتے تھے۔ صالحین کی یہ جماعت انہیں یہ کہتی کہ ایسے لوگوں کو وعظ ونصیحت کا کیا فائدہ جن کی قسمت میں ہلاکت وعذاب اللی ہے۔ یا اس جماعت سے وہی نافرمان اور تجاوز کرنے والے مراوییں، جب ان کو وعظ کرنے والے نصیحت کرتے تو یہ کہتے کہ جب تمہمارے خیال میں ہلاکت یا عذاب اللی ہمارا مقدر ہے تو پھر ہمیں کیوں وعظ کرتے ہو؟ تو وہ جواب دیتے کہ ایک تو اپنی میں مدرت پیش کرنے کے لیے تاکہ ہم تو اللہ کی گرفت سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ معصیت اللی کا ارتکاب ہوتے ہوئے دیکھنا اور پھر اسے روکنے کی کوشش نہ کرنا بھی جرم ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کی گرفت ہو سکتی ہے۔ اور دوسرا فائدہ یہ جا کیا تفسیر کی روسے یہ تین جماعت میں جائیں۔ پہلی تفسیر کی روسے یہ تین جماعت ہو کو کئیں۔ (۱) نافرمان اور شکار کرنے والی جماعت، (۲) وہ جماعت جو بالکل کنارہ کش ہوگئی، نہ وہ نافرمانوں میں تھی نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ نافرمانوں کی منع کرنے والوں میں (۳) وہ جماعت جو نافرمان بھی نہیں تھی۔ اور بالکل کنارہ کش بھی نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ نافرمانوں کی دوسے یہ دو جماعت ہو نافرمان کی روسے یہ دو جماعت ہو نافرمانوں کی اور دوسری منع کرنے والوں کی دوسری تفسیر کی روسے یہ دو جماعت ہیں ہول گی۔ ایک نافرمانوں کی اور دوسری منع کرنے والوں کی۔ ایک نافرمانوں کی اور دوسری منع کرنے والوں کی۔

## بِمَا كَانُوْ ايَفُسُقُوْنَ ٠٠

فَلَمَّاعَتُواعَنُ مَّانْهُوْاعَنُهُ ثُلْنَالَهُوَكُوْنُوُا قِرَدَةً خٰسِمٍ يُنَ⊕

ۅٙٳۮ۫ؾؘٲۮۜۧؽؘۯۜڗؙڮػڵؽڹۘۼڗۜؽؘۘۼڷؽۿٟؗؗۿڔٳڵؽۅؙڡؚ اڵؿٟؽػۊڝٛڲٷڞؙۿڂٛڛٛٛٷٵڶڡػٵٮؚٵۣۛڗؘؾڮ ڵڛۯۣؿؙٵڵڡؚڟٙڮ؆ۧۅٳڷٛڎڵۼڡؙؙۅٞۯڗۜڿؽؗٷٛ

وَقَطَّعُنْهُمُ فِي الْأَرْضِ أُمَّا مِنْهُمُ الصَّلِحُونَ وَمِنْهُمُ دُونَ ذَلِكَ وَبَلَوْنَهُمُ بِالْحَسَلْتِ

سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو کہ زیادتی کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑلیا اس وجہ سے کہ وہ خلاف ورزی کیا کرتے تھے۔(۱)

177. لینی جب وہ، جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا اس میں حد سے نکل گئے تو ہم نے ان کو کہہ دیا تم ذلیل بندر بن جاؤ۔ (۲)

الحکا. اور وہ وقت یاد کرنا چاہیے کہ آپ کے رب نے یہ بات بتلادی کہ وہ ان یہود پر قیامت تک ایسے شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سزائے شدید کی تکلیف پہنچاتا رہے گا، (۳) بلاشبہ آپ کا رب جلدی ہی سزا دے دیتا ہے اور بلا شبہ وہ واقعی بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے۔ (۳) اور بلا شبہ وہ واقعی بڑی مغفرت اور برٹی رحمت والا ہے۔ (۳) بعض ان میں نیک تنے اور بعض ان میں اور طرح تنے

ا. یعنی وہ ظالم بھی تھے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا ار تکاب کرکے انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور انہیں جہنم کا ایند ھن بنا لیا اور فاسق بھی، کہ اللہ کے حکموں سے سرتابی کو انہوں نے اپنا شیوہ اور وطیرہ بنالیا۔

۲. عَتَوا کے معنی ہیں، جنہوں نے اللہ کی نافرمانی میں حد سے تجاوز کیا۔ مضرین کے درمیان اس امر میں افتلاف ہے کہ نجات پانے والے صرف وہی سے، جو منع کرتے سے اور باقی دونوں عذاب اللی کی زد میں آئے؟ یا زد میں آئے والے صرف معصیت کار سے؟ اور باقی دو جماعتیں نجات پانے والی تھیں؟ امام ابن کثیر نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے۔ سل تَاَذَّنَ، إِیْذَانٌ بمعنی إِعْلَام (خبر دینا، جلادینا) سے باب تفعل ہے۔ یعنی وہ وقت بھی یاد کرو! جب آپ کے رب نے ان بہودیوں کو اچھی طرح باخبر کردیا یا جلادیا تھا لَیہ عَمَنی میں لام تاکید ہے جو قسم کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی قسم کھاکر نہایت تاکید کے ساتھ اللہ تعالی فرمارہا ہے کہ وہ ان پر قیامت تک ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سخت عذاب میں مبتلا رکھیں گے، چنانچہ یہودیوں کی پوری تاریخ آئ ذکر دیتا ومسکنت اور غلامی و محکومی کی تاریخ ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دی ہے۔ اسر ائیل کی موجودہ حکومت قرآن کی بیان کردہ اس حقیقت کے خلاف نہیں بلہ اس اس لیے کہ وہ قرآن تی کے بیان کردہ اس حقیقت کے خلاف نہیں بلہ اس کی مؤید ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے آل عمران: ۱۱۲ کا کا عاشیہ)۔

الم. یعنی اگر ان میں سے کوئی توبہ کرکے مسلمان ہوجائے گا تو وہ اس ذلت وسوء عذاب سے فی جائے گا۔

## وَالتَّبِيّاٰتِ لَعَكَّهُمُ يَرُجِعُونَ<sup>®</sup>

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلَفٌ وَرُثُوا الْكُرْبُ يَأْخُنُ وُنَ عَرَضَ هَنَ االْكُوْنُ وَيَقُولُونَ سَيُغَثَّرُكِنا وَإِنْ ثَيَّاتِهِمْ عَرَضٌ مِّثُلاً يَاخُذُ وُثُا الْمَرْكُوغُنَّ مَا يَكُمُ ثِيْنَا قُ الْكِرْبُ آنَ لَا يَقُولُوا عَلَى الله والاالْحَقَّ وَدَسُوا مَا فِيهُ وَاللّاارُ الْمُحْرَةُ خَيْرٌ لِللّذِيرِينَ يَتَقَوْنَ لَهُ وَلَكُلاَتُهُونَ لَيْكُورُ لِللّذِيرِينَ يَتَقَوْنَ الْكَلْلَاعُولُونَ الْمَارِدُ الْمُحْرَةُ خَيْرٌ لِللّذِيرِينَ يَتَقَوْنَ لَهُ الْمَلْلَادُ الْمُحْرَةُ خَيْرٌ لِللّذِيرِينَ يَتَقَوْنَ لَهُ الْمَلْلَادُ الْمُحْرَةُ فَنْ الْمُنْ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللللّهُ اللّ

وَالَّذِيُّنَ يُمِيَّكُونَ رِالْكِتْبِ وَٱقَامُواالصَّلَوَّةَ 'إِثَّالَا نُضِيُّهُ الْمُصَلِحِيْنَ ۞

اور ہم ان کوخوش حالیوں اور بدحالیوں سے آزماتے رہے کہ شاید باز آجائیں۔(۱)

119. پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کے جائشین ہوئے (\*) کہ کتاب کو ان سے حاصل کیا وہ اس دنیائے فائی کا مال و متاع لے لیتے ہیں (\*) اور کہتے ہیں کہ ہماری ضرور مغفرت ہوجائے گی (\*) حالانکہ اگر ان کے پاس ویسا ہی مال و متاع آنے گئے تو اس کو بھی لے لیں گے۔ کیا ان سے اس کتاب کے اس مضمون کا عہد نہیں لیا گیا کہ اللہ کی طرف بجو حق بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ کریں، (\*) اور انہوں نے اس کتاب میں جو پھھ تھا اس کو پڑھ لیا (\*) اور آخرت والا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے پڑھ تھی ریٹھ کے بین، پھر کیا تم نہیں شبھتے۔

• 21. اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں، ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں گے۔(2)

ا. اس میں یہود کے مختلف گروہوں میں بٹ جانے اور ان میں سے بعض کے نیک ہونے کا ذکر ہے۔ اور ان کو دونوں طریقوں سے آزمائے جانے کا بیان ہے کہ شاید وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں اور اللہ کی طرف رجوع کریں۔

۲. خَلَفٌ (لام پر فَحْ کے ساتھ) اولاد صالح کو اور خَلْفٌ (بِسُکُونِ اللَّامِ) نالا کُق اولاد کو کہتے ہیں۔ اردو میں بھی ناخلف کی ترکیب نالا کُق اولاد کے معنی میں مستعمل ہے۔

٣. أَذْنَىٰ، ذُنُوُّ (قریب) سے ماخوذ ہے لیعنی قریب کا مال حاصل کرتے ہیں جس سے دنیا مراد ہے یا یہ دَنَاءَۃٌ سے ماخوذ ہے جس سے مراد حقیر اور گرا پڑا مال ہے۔ مطلب دونوں سے ان کے دنیا کے مال ومتاع کے حرص کی وضاحت ہے۔ ۸. لیعنی طالب دنیا ہونے کے باوجود، مغفرت کی امید رکھتے ہیں۔ جیسے آج کل کے مسلمانوں کا بھی حال ہے۔

۵. اس کے باوجود وہ اللہ کی طرف جموٹی باتیں منسوب کرنے سے باز نہیں آتے، مثلاً وہی مغفرت کی بات، جو اوپر گزری۔
 ۲. اس کا ایک دوسرا مفہوم مثانا بھی ہوسکتاہے، جیسے دَرَسَتِ الرِّیْحُ الآثَارَ (ہوا نے نشانات مثا ڈالے) لیمیٰ کتاب کی باتوں کو مثا ڈالا، محو کردیا لیمیٰ ان پر عمل ترک کردیا۔

ان لوگوں میں سے جو تقویٰ کا راستہ اختیار کرلیں، کتاب کو مضبوطی سے تھام لیں، جس سے مراد اصل تورات ہے اور

ۅٙڶۮ۫ٮؘۜٛؾۛڡؙۛٮ۬ٵۘڵۻؘۘۘڷٷٙڡٛٷۿڴٲۜڎؙڟ۠ڷڎۨٷٙڬڶؿٚؖٛٳٙٲػ ۅؘٳڡؚٙڰؙڽؚۿؚۣڂۦ۫ڞ۠ڶٛٷٲڡۧٵڶؾؽڹڶۯ۫ڔۿۛٷۊٚٷۮڒۯ۠ۅ۠ٲڡٵ ڣؽۅڶػڰؙڴڕ۫ؾڰٞڠؙۅ۠ڹ۞۫

ۅٙٳۮ۬ٲڂؘۮؘڒؿ۠ڮڡؚؽؙٲڹؽٞٵۮػڡؽؙڟ۠ۿۅ۫ڔۿؚؖؖ ۮؙؾۜؾٮؘۜڞؙۄٛۅؘٲۺؙٛۿۮۿؙۄٛػڶٲٮٞۺؙۑۿڐٵٞڶۺؙؾؙ ؠؚڗڛؙٛۮۣۊؘٲڵۅٳؠڶڐۺٙۿۮڹٲٵٛڽٛؾڠؙۅؙڶۅٛٳڽۅٛۘڝٳڶؿڶؽۊ ٳؾٵؙڲ۫ٵۼؽ۫ۿۮؘٳڂڣ۫ڶؽ۞ۨ

121. اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔(۲) تاکہ تم لوگ قیامت

جس پر عمل کرتے ہوئے نبوت محمدی پر ایمان لے آئیں، نماز وغیرہ کی پابندی کریں، تو الله ایسے مصلحین کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔ اس میں ان اہل کتاب (سیاق کلام سے یہاں بطور خاص یہود) کا ذکر ہے جو تقویٰ، تمسک بالکتاب اور اقامت صلوۃ کا اہتمام کریں اور ان کے لیے آخرت کی خوش خبری ہے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمان ہوجائیں اور رسالت محمد یہ ایمان لے آئیں۔ کیونکہ اب پیغیبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ مَثَاثِیٰتِکم پر ایمان لائے بغیر نجات اخروی ممکن نہیں۔ ا. یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت موسیٰ عَلَيْظِا ان کے پاس تورات لائے اور اس کے احکام ان کو سنائے۔ تو انہوں نے پھر حسب عادت ان پر عمل کرنے سے انکار واعراض کیا، جس پر اللہ تعالیٰ نے ان پریماڑ کو بلند کردیا کہ تم پر گراکر تمہیں کچل دیا جائے گا، جس سے ڈرتے ہوئے انہوں نے تورات پر عمل کرنے کا عہد کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ رفع جبل کا یہ واقعہ ان کے مطالبے پر پیش آیا، جب انہوں نے کہا کہ ہم تورات پر عمل اس وقت کریں گے جب اللہ تعالیٰ پہاڑ کو ہمارے اوپر بلند کرکے دکھائے۔ کیکن پہلی بات زیادہ تصحیح معلوم ہوتی ہے وَاللهُ أَعْلَمُ. یہاں مطلق پہاڑ کا ذکر ہے۔ کیکن اس سے قبل سورہ بقرہ آیت: ۹۳ اور آیت: ۹۳ میں دو جگہ اس واقعہ کا ذکر آیا ہے، وہاں اس کا نام صراحت کے ساتھ کوہ طور بتلایا گیا ہے۔ ۲. یہ عَهْدِ أَلَسْتُ كہلاتا ہے جو اَلَسْتُ برَبِّكُمْ سے بن ہوئى تركيب ہے۔ یہ عہد حضرت آدم عَلَيْلِا كى تخليق كے بعد ان كى پشت سے ہونے والی تمام اولاد سے لیا گیا۔ اس کی تفصیل ایک صحیح حدیث میں اس طرح آتی ہے کہ عرفہ والے دن نعمان جگہ میں الله تعالی نے اصلاب آدم سے عہد (میثاق) لیا۔ پس آدم کی پشت سے ان کی ہونے والی تمام اولاد کو نکالا اور اس کو اینے سامنے پھیلادیا اور ان سے بوچھا، "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟" سب نے کہا (بَلَیٰ، شَهدْنَا) "کیول نہیں۔ ہم سب رب مونے کی گواہی ویتے ہیں"۔ (مسند أحمد- جلدا، ص ٢٥٢ والحاكم- جلد ٢، ص ٥٣٨ وصححه ووافقه الذهبي) امام شوكاني اس حديث كي بابت لكھتے ہيں وَإِسْنَادُهُ لا مُطْعَنَ فِيهِ (خُ القدير) "اس كي سند ميں كوئي طعن نہيں" نيز امام شوكاني فرماتے ہيں۔ " یہ عالم ذر کہلاتا ہے اس کی یہی تفسیر صحیح اور حق ہے جس سے عدول اور کسی اور مفہوم کی طرف جانا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ مر فوع حدیث اور آثار صحابہ سے ثابت ہے اور اسے مجاز پر بھی محمول کرنا جائز نہیں ہے۔" بہر حال اللہ کی راوہیت کی یہ

ٱۏٙؾڡٞٷ۠ڶٳٞٳؿۜؠۜٵۜۺؙۯڲٳٵڹۧٷٛێٵڡۣڽٛۼۘڹؙٛٛ۠۠ٷڴؾٵۮ۫ڗۣڲة ڡؚؚڽ۫ؽؘۼؙڽۿؚ؋ؙٝٲڡؘٞۿؙڶؚڴؙڬٵؠؚؠؘٵڡؘڡٙڵٵؠ۠ؠؙۼؙؙڟۣڡ۠ۏؘؽ۞

وَكَنْ الِكَ نُفُصِّلُ الْأَلْيَٰتِ وَلَعَلَّهُمُ يُرْجِعُونَ @

وَاتُّلُ عَلَيْهِمُ نَبَا ٱلَّذِيُ انْيَنُهُ الْيَتِنَا فَانْسَلَحُ مِنْهَا فَأَتَّنِعَهُ الشَّيْطُنُ فَكَانَ مِنَ الْغُوِيْنَ®

ۅؙۘڬۏۺ۬ڬؙؽؘٵڵڔۏؘۼٮ۠۬ۮؙؠۿٵۅڵڮؾۜٞ؋ٛٵؘڂٛڬۮٳڷ ٵڵۯڞؚۅٲۺۜۼۿۅڵ؞۠ڣۜٮؿڷؙ؋ؙػؠۺڷؚٲػڵۑٝٵۣڽ ٛۼۘؠؚڶؙؗۼؽڍؙ؋ؚؽڶۿڬٛٲۅ۫ؾؙؗڗ۠ػؙ؋ؙؽڵۿػٛ۬ڎڵڮ ۘڡڝؙؙۜٛڴٵڷڡۜۅؙۄٳڷڶٳؽ۫ڽؙػۜڰٞؠؙٷٳڽٳڸٳؾڹٵ

کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔

12 بیا یوں کہو کہ پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا

12 ہم ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط

13 والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟ (۱)

14 اور ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے

13 بیں اور تاکہ وہ باز آجائیں۔

120. اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ جس کو ہم نے اپنی آئیتیں دیں پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گراہ لوگوں میں شامل ہو گیا۔(\*)

121. اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کردیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف ماکل ہوگیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہوگئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانچ

گواہی ہر انسان کی فطرت میں ودیعت ہے۔ اسی مفہوم کو رسول الله مَنَّالَیْمِیَّمُ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ "ہر بچہ فطرت پر بیدا ہوتا ہے، پس اس کے مال باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوی بنادیتے ہیں۔ جس طرح جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، اس کا ناک، کان کٹا نہیں ہوتا۔" (صحیح البخاری- کتاب الجنائز ومسلم- کتاب القدر) اور صحیح مسلم کی روایت ہے۔ الله تعالی فرماتا ہے "میں نے اپنے بندول کو صنیف (الله کی طرف یکسوئی سے متوجہ ہونے والا) پیدا کیا ہے۔ پس شیطان ان کو ان کے دین (فطری) سے گراہ کردیتا ہے۔" الحدیث (صحیح مسلم- کتاب الجنة) یہ فطرت یا دین فطرت، یہی رب کی توحید اور اس کی نازل کردہ شریعت ہے جو اب اسلام کی صورت میں مخفوظ اور موجود ہے۔

ا. یعنی ہم نے یہ اخذ عہد اور اپنی ربوبیت کی گواہی اس لیے لی تاکہ تم یہ عذر پیش نہ کرسکو کہ ہم تو غافل تھے یا ہمارے باپ دادا شرک کرتے آئے تھے، یہ عذر قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں مسموع نہیں ہوں گے۔

۲. مفسرین نے اسے کسی ایک متعین شخص سے متعلق قرار دیا ہے جے کتاب الٰہی کا علم حاصل تھا لیکن چر وہ دنیا اور شیطان کے پیچھے لگ کر گمراہ ہوگیا۔ تاہم اس کی تعیین میں کوئی متند بات مروی بھی نہیں۔ اس لیے اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ عام ہے اور ایسے افراد ہر امت اور ہر دور میں ہوتے رہے ہیں، جو بھی اس صفت کا حامل ہوگا، وہ اس کا مصداق قراریائے گا۔

نَا قُصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ @

سَاءَمَتَكُلُ إِلْقَوْمُ اللّذِيْنَ كَكَّا بُوْا بِالْلِتِنَا وَانْفُسُهُمُ كَانُوالظِّلْمُونَ مَنْ يَهْدِاللهُ فَهُوَالْمُهُتَدِئُ وَمَنْ يُّضْلِلُ فَأُولِلّاكَ هُوُالْمِارُونَ ﴿

ۅؘۘڶڡؘۜۮؙۮؘڒؙؙٮؘٵڸڿۿۮۜۧ؏ػؿ۬ؽڒٳڝؚٚڹٳڶڿۣۨڽۜۅؙڵڵٟۺؗ<sup>؞</sup>ؖڬۿؗؗؗۿ ڠؙڶۅ۫ڔٛ؆ڒؽڣ۫ڡٞۿۅؙؽؠؚۿٵ۫ۅؘڷۿڂۭٳۼؽ۠ڽ۠ڵٳؿؙۼؚڒۅؙؽ ؠؚۿٵؙۅٛڵۿڂۥڶڎٳڽٛڵٳڝٞٮٷؽڹؠۿٵۅؙڶڸڬ ػٵڒؙؽڠٵۄڔڶؙۿۅٳؘڞؙڷ۠ۥ۠ڶڸڵٷٛؠؙ۠ڶڣٚڸ۫ۏڽٛؖ

یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانچ،(۱) یہی حالت ان لو گوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ ان واقعات کو بیان کردیجیے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔(۲) کے ان لو گوں کی مثال بھی بری مثال ہے (۳) جو ہماری آیت کو جھٹلاتے ہیں اور وہ اپنا نقصان کرتے ہیں۔ کا اللہ ہدایت کرتا ہے سو ہدایت پانے والا وہ ی ہوتا ہے اور جس کو وہ گراہ کردے سو ایسے ہی لوگ خیارے میں پڑنے والے ہیں۔(۲)

129. اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ

کے لیے پیدا کیے ہیں، (۵) جن کے دل ایسے ہیں جن سے

نہیں سمجھتے اور جن کی آ تکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں

دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے۔ یہ

لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گراہ

ہیں۔(۲) یہی لوگ غافل ہیں۔

ا. لَهَتْ كَتَ بِين سَحَكَاوث يا پياس وغيره كى وجه سے زبان كے باہر تكالنے كو كتے كى يہ عادت ہے كہ تم اسے ڈانٹو ڈپٹو يا اس كے حال پر چھوڑ دو، دونوں حالتوں ميں وہ بھو نكنے سے باز نہيں آتا، اس طرح اس كى يہ عادت بھى ہے كہ وہ شكم سير ہو يا بھوكا، تندرست ہو يا بيار، تھكا ماندہ ہو يا توانا، ہر حال ميں زبان باہر نكالے بانپتا رہتا ہے۔ يہى حال اليے شخص كا ہے، اس وعظ كرو يا نہ كرو، اس كا حال ايك ہى رہے گا اور دنيا كے مال ومتاع كے ليے اس كى رال شكتی رہے گا۔

r. اور اس قشم کے لوگوں سے عبرت حاصل کرکے، گر اہی سے بچیں اور حق کو اپنائیں۔

ساء مثلاً تميز ہے۔ اصل عبارت يوں ہوگى ساء مَثلًا مَثلُ الْقوْم الَّذِيْنَ كَذَّبُوْ ا بِآيَاتِنَا۔

م. یه اس کے قانون مشیت کا بیان ہے جس کی وضاحت پہلے دو تین مرتبہ کی جا چکی ہے۔

۵. اس کا تعلق تقدیر ہے ہے۔ یعنی ہر انسان اور جن کی بابت اللہ کو علم تھا کہ وہ دنیا میں جاکر اچھے یا برے کیا عمل
 کرے گا، اس کے مطابق اس نے لکھ رکھا ہے۔ یہاں انہی دوز خیوں کا ذکر ہے جنہیں اللہ کے علم کے مطابق دوز خوالے ہی کام کرنے تھے۔ آگے ان کی مزید صفات بیان کرکے بتادیا گیا کہ جن لوگوں کے اندر یہ چیزیں اس انداز میں ہوں جس کا ذکر یہاں کیا گیا ہے، تو سمجھ لوکہ اس کا انجام برا ہے۔

٢. يعني دل، آئهه، كان يه چيزين الله نے اس ليے دى بين كه انسان ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے پرورد گار كو سمجھ،

ۅٙێڵٵڵڛؗٛؠڵٵٝڵڰۺؽؙٵڴۮٷٷۑۿٵۜۏۮۯۅۘۘٵڷڵۮۑؽؽ ؽڵڿۮۏؽڨٛٙٲڛۘٮٵڸؚٝؠ؋ۺؽڿڒٙۅڹٵػٵڬڵٷؙٵ ؽۼٮٛڵٷؿ

> ۅؘڝؚ؆ؽؘڂؘڷڤؙٮٚٵٛڡؙۜڰڐٞؾۿۮؙۅٛؽۑٲڵؚٛؾٙٚۅؘڔؚ؋ ؘؿڡؙۑڵۅٛؽؘؘؘؘؘۛ۠

• ۱۸. اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان نامول سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو() اور ایسے لو گول سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے نامول میں کج روی کرتے ہیں،() ان لو گول کو ان کے کیے کی ضرور سزا ملے گی۔ ۱۸۱. اور ہماری مخلوق میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے موافق ہدایت کرتی ہے اور اس کے موافق جو حق کے موافق ہدایت کرتی ہے اور اس کے موافق

اس کی آیات کا مشاہدہ کرے اور حق کی بات کو غور سے سنے۔ لیکن جو شخص ان حواس سے یہ کام نہیں لیتا، وہ گویا ان سے عدم انتفاع (فائدہ نہ اٹھانے) میں چوپایوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ گراہ ہے۔ اس لیے کہ چوپایے تو پھر بھی اپنے نقع و نقصان کا کچھ شعور رکھتے ہیں اور نقع والی چیزوں سے نئج کر رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے اعراض کرنیوالے شخص کے اندر تو یہ تمیز کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہوجاتی ہے کہ اس کے لیے مفید چیز کوئی ہے اور مصر کوئی؟ اس لیے اگلے جملے میں انہیں غافل بھی کہا گیا ہے۔

ا. حُسْنٰی آَحْسَنُ کی تانیث ہے۔ اللہ کے ان ایتھے ناموں سے مراد اللہ کے وہ نام ہیں جن سے اس کی مخلف صفات، اس کی عظمت و جلالت اور اس کی قدرت وطاقت کا اظہار ہوتا ہے۔ صحیحین کی حدیث میں ان کی تعداد ۹۹ (ایک کم سو) بنائی گئی۔ اور فرمایا کہ "جو ان کو شار کرے گا، جنت میں واغل ہوگا، اللہ تعالی وفضل من أحصاها) شار کرنے کا البخاری، کتاب الدعوات، باب إن لله مائة اسم غیر واحد۔ مسلم، کتاب الذکر، باب فی أسماء الله تعالی وفضل من أحصاها) شار کرنے کا مطلب ہے، ان پر ایمان لانا، یا ان کو گننا اور انہیں ایک ایک کرکے بطور تبرک اخلاص کے ساتھ پڑھنا، یا ان کا حفظ، ان کے معانی کا جاننا اور ان سے اپنے کو متصف کرنا۔ (مر قاۃ شرح مشکوۃ، کتاب الدعوات، باب آساء اللہ تعالی العض روایات ضعیف ہیں اور علماء نے انہیں مدرج قرار دیا ہے بعنی راویوں کا اضافہ۔ وہ نبی طاقیاتی کا حصہ نہیں ہیں۔ نیز علماء نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اللہ کے ناموں کی تعداد ۹۹ میں مخصر نہیں ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ ہیں۔ این عگر وفرا اقدر)

الحاد کے معنی بیں کی ایک طرف ماکل ہونا۔ ای سے لحد ہے جو اس قبر کو کہا جاتا ہے جو گڑھے میں اندر کی طرف بنائی جاتی ہے۔ دین میں الحاد اختیار کرنے کا مطلب کج روی اور گر ابی اختیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد (کج روی)
 کی تین صور تیں ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے ناموں میں تبدیلی کردی جائے۔ جیسے مشرکین نے کیا۔ مثلاً اللہ کے ذاتی نام سے اپنی طرف سے اینے ایک بت کا نام لات اور اس کے صفاتی ناموں عَزِیْزٌ سے عُزَّیٰ بنالیا۔ (۲) یا اللہ کے ناموں میں اپنی طرف سے اضافے کرلینا، جس کا حکم اللہ نے نہیں دیا۔ (۳) یا اس کے ناموں میں کی کردی جائے مثلاً اسے کی ایک ہی مخصوص نام سے پکارا جائے اور دوسرے صفاتی ناموں سے پکارنے کو برا سمجھا جائے۔ (اور اللہ کے ناموں میں الحاد کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ان میں تاویل یا تعطیل یا تثبیہ سے کام لیا جائے۔ (ایر القابر) جس طرح معتز لہ، معطلة اور مشبہہ وغیرہ گراہ فر توں کا طریقہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان سب سے نی کر رہو۔

انصاف بھی کرتی ہے۔

ۅؘٲڷڹٚڔؽڹۘػػۜٞٛڹؙۉؙٳڽٳڵۣؾڹٵڛؘؽؙٮؾۘۮڔؚڿ۠ۿؗؠؙٛڝؚۨٞ ػؽؿؙڶڒؿۼڷڮٷؽ۞۠

وَأُمْلِ لَهُمُ إِنَّ كَيْرِي مَتِينٌ

ٲۅؘڵۊؘؾۜڡؘڰۯؙۅٲٵۧٛٵۑڝٵڿؚۿؚؠٝۺؙڿؚٮۜٛڐٟٵٟڽؙۿۅٙٳڰۯ ڹڹؽؙۯ ۺؚ۠ؽؿٛٛ

ٱۅؘؖڵۄؘؽڹٞڟؙڒٛۅٛٳ؈۬ٞڡؘٮڬؙۅٛ۫ؾؚٵڶۺۜڡؗۏؾۅٙٲڷڒڞۣ۬ۅڡٵ ڂؘڷٙٵڶؿؙڡؙۻؙۺٞڴؙؗۨٷٲڹ۫ۼڛؘٙٲڽؙڰؽؙۅؙؾۊٙ ٵڡؙٞڗۜڹٵۼڵۿڂۊؘڹٲؚؾۣۜۜٙۜػڽؽؿٟڹۼٮؘۘڬڎؙڮؙؙۄؙؠڹؙۏؽ

> مَنُ يُّضُلِلِ اللهُ فَلَاهَادِيَ لَهُ \*وَيَذَرُهُمُ فِي طُغْيَانِهِمُ يَعْمَهُوُنَ۞ طُغْيَانِهِمُ يَعْمَهُوُنَ۞

۱۸۲. اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ہم ان کو ہتر رہے ان ہتر رہے (گرفت میں) لیے جارہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں۔

۱۸۳۰. اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔(۱)

۱۸۴. کیا ان لوگوں نے اس بات پر غور نہ کیا کہ ان کے ساتھی کو ذرا بھی جنون نہیں وہ تو صرف ایک صاف صاف ڈرانے والے ہیں۔

1۸۵. اور کیا ان لوگوں نے غور تنہیں کیا آسانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آپینچی ہو۔ (۳) پھر قرآن کے بعد کون می بات یہ یہ لوگ ایمان لائمیں گے؟ (۳)

۱۸۷. جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کوکوئی راہ پر نبیں لاسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کی گمراہی میں بھکتے

ا. یہ وہی استدراج وامہال ہے جو بطور امتحان اللہ تعالی افراد اور تو مول کو دیتا ہے۔ پھر جب اس کی مشیت مؤاخذہ کرنے کی ہوتی ہے تو کوئی اس سے بھانے پر قادر نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس کی تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

۲. صَاحِبٌ سے مراد نبی کریم مَثَلَیْتُوَ کی ذات گرامی ہے جن کی بابت مشرکین مجھی ساحر اور مجھی مجنون (نعوذ باللہ) کہتے ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا یہ تمہارے عدم تفکر کا نتیجہ ہے۔ وہ تو ہمارا پیغامبر ہے جو ہمارے احکام پہنچانے والا اور ان سے غفلت واعراض کرنے والوں کو ڈرانے والا ہے۔

سا. مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں پر بھی اگر یہ غور کریں تو یقیناً یہ اللہ پر ایمان لے آئیں، اس کے رسول کی تصدیق اور اس کی اطاعت اختیار کرلیں اور انہوں نے جو اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں، انہیں چھوڑ دیں اور اس بات سے ڈریں کہ انہیں موت اس حال میں آجائے کہ وہ کفریر قائم ہوں۔

۷. حَدِیْتٌ سے مراد یہاں قرآن کریم ہے۔ یعنی نبی سَا اللَّیا ہُم کے اندار وتہدید اور قرآن کریم کے بعد بھی اگریہ ایمان نہ لائیں تو ان سے بڑھ کر انہیں ڈرانے والی چیز اور کیا ہوگی جو اللّٰہ کی طرف سے نازل ہو اور پھر یہ اس پر ایمان لائیں؟

يَسْئَكُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسِمَا قُلُ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَرَةِ فَلَا يَعْكِلُهِ هَالِوَقَهَّ الْاَفْتُوَقَّلْتُ فِي التَّمُلُوتِ وَالْكُرْضِ لا تَأْنِيَكُمُ الْاَبْقَتَهُ يُسْئَلُونَكَ كَانَّكَ حَفِيٌّ عَنْمَا قُلُ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللهِ وَلاَنَ كَانَّوَ التَّالِي لاَيْفَلِمُونَ

قُلُ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِى نَفَعًا وَلاضَرَّا الآماشَاءَ اللهُ وُلَوُكُنُتُ اَعْلَمُ الغَيْبَ لاستَكُنْزُتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِى السُّوَءُ أَنْ اَنَا إِلَّا نَذِيرُرُ وَيَتَنِكُرُ لِقُومُ تُوْفِئُونَ فَ

ہوئے جیوڑ دیتا ہے۔

الکا. یہ لوگ آپ سے قیامت (۱) کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ (۲) آپ فرما دیجیے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے، (۳) اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا۔ وہ آسانوں اور زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہوگا (۳) وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر پیکے طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر پیکے ہیں۔ اس کا علم خاص اللہ ہی کے ہیں۔ اس کا علم خاص اللہ ہی کے ہیں جا گیں۔ اگر اس کا علم خاص اللہ ہی کے ہیں جا گیں۔ اس کا علم خاص اللہ ہی کے ہیں جا گیں۔ وہ آپ سے اس کا علم خاص اللہ ہی کے ہیں۔ اس کا علم خاص اللہ ہی کے ہیں۔ اس کی تحقیقات کر پیکے ہیں۔ (۵) آپ فرما دیکھی جا گھیں جانتے۔

۱۸۸. آپ فرما دیجیے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کرلیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔(۱)

ا. سَاعَةٌ کے معنی گھڑی (لحدیا پل) کے میں۔ قیامت کو ساعۃ اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ اچانک اس طرح آجائے گی کہ پل بھر میں ساری کائنات درہم برہم ہوجائے گی یا سرعت حساب کے اعتبار سے قیامت کی گھڑی کو ساعۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ...

۲. أَرْسَىٰ يُرْسِیْ کے معنی اثبات وو قوع کے ہیں، یعنی کب یہ قیامت ثابت یا واقع ہو گی؟

سر لینی اس کا یقینی علم نه کسی فرشتے کو ہے نه کسی نبی کو، الله کے سوا اس کا علم کسی کے پاس نہیں، وہی اس کو اپنے وقت پر ظاہر فرمائے گا۔

۴. اس کے ایک دوسرے معنی ہیں۔ اس کا علم آسان اور زمین والوں پر بھاری ہے، کیونکہ وہ مخفی ہے اور مخفی چیز دلوں پر بھاری ہوتی ہے۔

۵. حَفِيٌّ کہتے ہیں پیچھے پڑ کر سوال کرنے اور شخقیق کرنے کو۔ لینی یہ آپ مُنگائینِاً سے قیامت کے بارے میں اس طرح سوال کرتے ہیں کہ گویا آپ نے رب کے پیچھے پڑ کر اس کی بابت ضروری علم حاصل کر رکھا ہے۔

٣. يه آيت اس بات ميں كتنى واضح ہے كه نبى مَنْ الله الله علم الغيب نبين - عالم الغيب صرف الله كى ذات ہے- ليكن ظلم

ۿؙۅٵؙؙؖۘٚٚٙۛۛۛۛۛۛۅؙڵؽؙڬؙٛۮؙۺؙٞؿڡؙڛٷٙٳڝٙۮٷؚٚۊۘۻۼڶ ڡؚڹ۫ۿٵۮؘۅؙۻۿٳڸۺۘٷڶٳڶۿٵ۠ٙڡؘؙڷ؆ٵؾۺ۠ۿٵڂؠٙڮ ڂؠؙڵڴؚڣڣؽڣٞٵڡؘؠۧڗؿ؈ؚڄٛٷڶؠۜٵۘڷؿؙڡٛٮٙڮڎڎۧۼۅٳٳٮڶڮ ڔؾۿؠٵڵؠڹؙٳػؿۘڬٵڝٳڸڂٵؿڬؙۏؿٙ؈ڹٳۺڮؠؽ۞

109. وہ اللہ تعالی ایسا ہے جس نے تم کو ایک تن واحد سے پیدا کیا<sup>(۱)</sup> اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا<sup>(۲)</sup> تاکہ وہ اس اپنے جوڑے سے انس حاصل کرے<sup>(۳)</sup> پھر جب میاں نے بیوی سے قربت کی<sup>(۳)</sup> تو اس کو حمل رہ گیا ہاکا سا۔ سو وہ اس کو لیے ہوئے چلتی پھر تی رہی،<sup>(۵)</sup> پھر جب وہ

اور جہالت کی انتہاء ہے کہ اس کے باوجود اہل بدعت آپ عُنگانی کُم کو عالم الغیب باور کراتے ہیں۔ حالانکہ بعض جنگوں میں آپ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے، آپ عُنگانی کا چہرہ مبارک بھی زخی ہوا، اور آپ عُنگانی کُم نے فرمایا کہ یہ قوم کیے فلاح یاب ہوگی جس نے اپنے نبی کے سرکو زخی کر دیا، کتب حدیث میں یہ واقعات بھی اور ذیل کے واقعات بھی درج ہیں۔ حضرت عائشہ ہُن گئیا پر تہمت لگی تو آپ بورا ایک مہینہ سخت مضطرب اور نہایت پریشان رہے۔ ایک یہودی عورت نبی آپ کی دعوت کی اور کھانے میں زہر ملادیا، جے آپ نے بھی تناول فرمایا اور صحابہ نے بھی، حتی کہ بعض صحابہ تو کہانے کی دعوت کی اور کھانے میں زہر ملادیا، جے آپ نے بھی تناول فرمایا اور صحابہ نے بھی، حتی کہ بعض صحابہ تو کھانے کے زہر سے ہلاک ہی ہوگئے اور خود نبی مُنگانی کُم عربر اس زہر کے اثرات محسوس فرماتے رہے۔ یہ اور اس قسم کے وجہ سے تکلیف پنچی ، نقصان اٹھانا پڑا، جس سے قرآن کی بیان کردہ حقیقت کا اثبات ہوتا ہے کہ آگر میں غیب جانتا ہوتا تو مجھے کوئی مضرت نہ چہچی۔"

ا. ابتداء لعنی حضرت آدم علینیا سے۔ اس کیے ان کو انسان اول اور ابو البشر کہا جاتا ہے۔

۲. اس سے مراد حضرت حوا علیاً ہیں، جو حضرت آدم علیاً کی زوجہ بنیں۔ ان کی تخلیق حضرت آدم علیاً اسے ہوئی، جس طرح کہ منھا کی ضمیر سے، جو نفس واحدہ کی طرف راجع ہے، واضح ہے۔ (مزید دیمیے سورۂ نیا، آیت: ۱، کا عاشیہ)

سال یعنی اس سے اطمینان و سکون حاصل کرے۔ اس لیے کہ ایک جنس اپنے ہی ہم جنس سے صحیح معنوں میں مانوس اور قریب ہو سکتی ہے جو سکون حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔ قربت کے بغیریہ ممکن ہی نہیں۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمِنْ اللّٰهِ اَنْ خَلَقَ اَلْمُوْسِدُونَ اللّٰهِ اَللّٰهِ اللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ

مم. لینی یہ نسل انسانی اس طرح بڑھی اور آگے چل کر جب ان میں سے ایک زوج لینی میاں بیوی نے ایک دوسرے سے قربت کی۔ تَغَشَّاهَا کے معنی بیوی سے ہم بستری کرنا ہیں۔ لینی وطی کرنے کے لیے ڈھانیا۔

۵. لیعن حمل کے ابتدائی ایام میں حتی کہ نطفے سے عَلَقَةٌ اور عَلَقَةٌ سے مُضْعَةٌ بننے تک، حمل خفیف ہی رہتا ہے، محسوس بھی نہیں ہوتا۔

بو جھل ہو گئ تو دونوں میاں بیوی اللہ سے جو ان کا مالک ہے دعا کرنے گئے کہ اگر تو نے ہم کو صحیح سالم اولاد دے دی تو ہم خوب شکر گزاری کریں گے۔(۱)

•19. سو جب الله نے دونوں کو صحیح سالم اولاد دے دی تو الله کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں الله کے شریک قرار دینے گئے، (۱) سو الله پاک ہے ان کے شرک سے۔ 191. کیا ایسوں کو شریک گئیراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہ کر سکیں اور وہ خود ہی پیدا کیے گئے ہوں۔

**۱۹۲**. اور وہ ان کو کسی قشم کی مدد نہیں دے سکتے اور وہ خود بھی مدد نہیں کر سکتے۔

۱۹۳ اور اگر تم ان کو کوئی بات بتلانے کو پکارو تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں (۳) تمہارے اعتبار سے دونوں امر برابر بیں خواہ تم ان کو پکارو یا تم خاموش رہو۔

۱۹۳۳ واقعی تم الله کو چپوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جسے بندے ہیں (<sup>(\*)</sup> سو تم ان کو یکارو پھر ان کو

فَلَتَآاتْمُهُمَاصَاعِاجَعَلَالَهٔشُرَكَآءَفِيمَااتُهُهَاۤ فَتَعٰلَىاللهُ عَمَّايُثُلُوكُونَ®

ٱيُشْرِكُونَ مَا لَا يَغَنَّقُ شَيْئًا وَّهُمُ يُغَلَّقُونَ ﴿

ۅؘڵڒؽؽؾؘڟؚؽٷٛؽڶۿؙۮۣ۫ڡؗؗڗٳۜۊۜڵؚۜٲڶڡؙٛ؊ۿۮ ؠؘؽ۠ڞؙۯؙۉڹٛ

وَإِنْ تَنْعُوْهُوْ إِلَى الْهُلَاى لَايَتَبِعُوْكُمُ سُوَآءٌ عَلَيْكُوُ اَدَعُوْنُهُوْهُمُ اَمْرَانَتُوُصَامِتُونَ⊕

اِنَّ الَّذِيْنَ تَنْ عُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ عِبَادُ آمَٰتَ الْكُوْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْ الْكُوْرانَ

ا. بوجھل ہوجانے سے مراد، جب بچے پیٹ میں بڑا ہوجاتا ہے تو جوں جوں ولادت کا وقت قریب آتا جاتا ہے، والدین کے دل میں خطرات اور توہات پیدا ہوتے جاتے ہیں (بالخصوص جب عورت کواٹھرا کی بیاری ہو) تو انسانی فطرت ہے کہ خطرات میں وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، چنانچہ وہ دونوں اللہ سے دعائیں کرتے ہیں اور شکر گزاری کا عہد کرتے ہیں۔

۲. شریک قرار دینے سے مراد یا تو بچ کا نام ایسا رکھنا ہے، مثلاً امام بخش، بیراں دعہ، عبد شمس، بندہ علی، وغیرہ۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بچہ بلا اس عقیدے کا اظہار سے یہ خاہر ہوتا ہے کہ یہ بچہ فلال بزرگ، فلال بیرکی (نعوذ باللہ) نظر کرم کا نتیجہ ہے۔ یا گھر اپنے اس عقیدے کا اظہار کرے کہ ہم فلال بزرگ یا فلال قبر پر گئے تھے جس کے نتیج میں یہ بچہ پیدا ہوا ہے۔ یہ ساری صورتیں اللہ کا شریک دے یہ ہم فلال بزرگ یا فلال تو جاکر اس کا ماتھا وہال ٹکائے کہ ان کے طفیل بچہ ہوا ہے۔ یہ ساری صورتیں اللہ کا شریک مقبرانے کی ہیں، جو بدقسمتی سے مسلمان عوام میں بھی عام ہیں۔ اگلی آیات میں اللہ تعالی شرک کی تردید فرما رہا ہے۔ سلالی ہوئی بات پر عمل نہیں مائیں گے، نہ تہہیں کوئی جواب ہی دیں گے۔ (خ القدی)

٨٠. ليني جب وه زنده تھے۔ بلكه اب تو تم خود ان سے زياده كامل مو، اب وه ديكھ نہيں كتے، تم ديكھتے ہو۔ وه س نہيں

كُنْتُوْطدِقِيْنَ<sup>®</sup>

ٱڮۿؙۄۛٲڔؙۻؙ۠۠۠ٛڮٞؠۺ۠ۏۘؽۑۿٙٲؙۿٙۯؙۿؙٳؽؗڽؿۘڣؚڶۺؙۏؽ ؠۿٵؙۿؙۯؙۿڎٛٲڬؽ۠ڽؙٛؿؙڝؚۯؙۅ۫ڹۑۿٵؘٛۿڔڷۿۿ۠ؗۄڶڬڷ ڲؽٮٛۼٛۅٛؾؠۿٵؖڠؙڶۣٳۮۼٛۅؙٳۺڗڰٙٵٚػؙۿڗؙڠۘڰ ڮؽٮ۠ۉڹ؋ؘڶۘڒؿؙڹڟۯۏڹ۞

إِنَّ وَلِنَّ اللهُ الَّذِي َ نَتَّلَ الْكِيثِ ُ وَهُوَيَتُوَلَّى الطّيلِحِينَ ﴿

وَالَّذِيْنَ تَنُ عُوْنَ مِنُ دُونِهِ لَايَسْتَطِيْعُونَ نَصْرَكُوْ وَلَا اَنْشَاهُمْ يَنْصُرُونَ®

وَإِنْ تَنُ عُوْهُوْ إِلَى الهُلْايِ لَالِيَمُعُوْاً وَتَرْهُمُ يَنْظُرُونَ اِلِنَكَ وَهُولِائِمِعِرُونَ

چاہیے کہ تمہارا کہنا کردیں اگر تم سیج ہو۔

190. کیا ان کے پاؤل ہیں جن سے وہ چلتے ہول یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ کسی چیز کو تھام علیں، یا ان کی آکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں، یا ان کے کان ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں، یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں (۱) آپ کہہ دیجیے تم اپنے سب شرکاء کو بلا لو، پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو۔(۱)

19۲۱. یقیناً میرا مددگار الله تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کرتا ہے۔

192. اور تم جن لوگوں کی اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کرسکتے اور نہ وہ اپنی مدد کرسکتے ہیں۔ (۳) 19۸. اور ان کو اگر کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اس کو نہ سنی (۳) اور ان کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپ کو دکھے رہے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں دکھتے۔

سکتے، تم سنتے ہو۔ وہ کی کی بات سمجھ نہیں سکتے، تم سمجھتے ہو۔ وہ جواب نہیں دے سکتے، تم دیتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین، جن کی مورتیال بناکر پوجتے تھے، وہ بھی پہلے اللہ کے بندے لیعنی انسان ہی تھے، جیسے حضرت نوح علیالیا ک قوم کے پانچ بتوں کی بابت صحیح بخاری میں صراحت موجود ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندے تھے۔

ا۔ یعنی اب ان میں سے کوئی چیز بھی ان کے پاس موجود نہیں ہے۔ مرنے کے ساتھ ہی دیکھنے، سننے، سمجھنے اور چلنے کی طاقت ختم ہوگئی۔ اب ان کی طرف منسوب یا تو پھر یا لکڑی کی خود تراشیدہ مورتیاں ہیں یا گنبد، قبے اور آستانے ہیں جو ان کی قبروں پر بنالیے گئے اور یوں استخوال فروش کا کاروبار فروغ پذیر ہے۔ۂ

اگرچہ بیر ہے آدم، جوال ہیں لات ومنات

۲. لیعنی اگر تم اپنے وعوے میں سے ہو کہ یہ تمہارے مدوگار ہیں تو ان سے کہو کہ میرے خلاف تدبیر کریں۔
 ۳۳. جو اپنی مدد آپ کرنے پر قادر نہ ہوں، وہ جھلا دوسروں کی مدد کیا کریں گے؟
 جو خود محتاج ہووے دوسروں کا
 کھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

سم. اس کا وہی مفہوم ہے جو آیت: ۱۹۳ کا ہے۔

خُنِوالْعَفُو وَامُرُ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَهِلِيْنَ @

ۅؘٳڡۜٵؽڬۯۼؘٮۜٛػ مِنَ الشَّيْطِينَ نَزْغٌ فَاسُتَعِنُ ڽٳٮڵڡۣڔٝڗۜؿؙڛؠؽڠؙ؏ڸؽؙۄۨٛ

> ٳڽۜٙٲڷٙۮؚؠؗٛؽٲٿۜۘٞٛٛٛڡٞۅؙٳۮؘٲڡۜۺۜۿؙۄؙڟؠٟ۫ڡ۠ڝؚٞ ٵۺۜؽڟؚڹڗؘۮػٷؙۏٲۏٙٳۮؘڵۿؙۓۛۺؙؙۻؚۯؙۏڽؖٛ

199. آپ در گزر کو اختیار کریں (۱) نیک کام کی تعلیم دیں <sup>(۲)</sup> اور جاہلوں سے کنارہ کش ہوجائیں۔ <sup>(۴)</sup>

۲۰۰. اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا لیجیے (۱۳) بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

۲۰۱. یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں، سویکایک ان کی آئکھیں کھل جاتی ہیں۔(۵)

ا. بعض علاء نے اس کے معنی کے ہیں خُدْ مَا عَفَا لَكَ مِنْ أَمْوَ الْهِمْ أَيْ: مَا فَضَلَ لِعِیْ "جو ضرورت سے زائد مال ہو، وہ لے لو" اور یہ زکوہ کی فرضیت سے قبل کا حکم ہے۔ (فتح الباری، جلد ۸، ص ۲۰۵۵) لیکن دوسرے مفسرین نے اس سے اخلاقی ہدایت لیخی عفو ودر گزر مراد لیا ہے اور امام ابن جریر اور امام بخاری وغیرہ نے اس کو ترجیح دی ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے اس کی تفسیر میں حضرت عمر طابعہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ عیبنہ بن حصن حضرت عمر طابعہ کی عمد میں حاضر ہوئے اور آکر ان پر تقید کرنے گئے کہ آپ ہمیں نہ پوری عطا دیتے ہیں اور نہ ہمارے در میان انصاف میں حاضر ہوئے اور آکر ان پر تقید کرنے گئے کہ آپ ہمیں نہ پوری عطا دیتے ہیں اور نہ ہمارے در میان انصاف کرتے ہیں جس پر حضرت عمر طابعہ شکھ عضب ناک ہوئے، یہ صورت حال دیکھ کر حضرت عمر طابعہ کی مشیر حر بن قیس نے (جو عیبنہ کے جیتیج سے) حضرت عمر طابعہ کے اس میں انہ کے مشیر حر بن قیس نے اپنی کہ اللہ تعالی نے اپنی کا عمم دیا ہوں سے اعراض سے اعراض سے ای المی کو المیٹی اللہ علی کی کہ بی کا عکم من کر دونے وائے شکھ کی کہ کہ البلہ کی کا تک کہ کہ کہ البلوں میں سے ہے "جس پر حضرت عمر طابعہ نے در گزر فرمادیا۔ و کان و قَافًا عِنْدُ کِتَابِ اللہ (اور حضرت عمر طابعہ ان کی کائید ان احادیث کی کہ کی کتاب کا حکم من کر فوراً گردن فم کردینے والے شعب ) (صحیح البخاری، تفسیر سورہ الأعراف) اس کی تائید ان احادیث کی کتاب کا حکم من کر فوراً گردن فرما کے مقابلے میں معاف کردینے، قطع رحی کے مقابلے میں صلۂ رحی اور برائی کے بدلے اصان کرنے کی تاقین کی گئی ہے۔

٢. غُرُفٌ سے مراد معروف لینی نیکی ہے۔

س. لینی جب آپ نیکی کا تھم دینے میں اتمام جمت کر چکیں اور پھر بھی وہ نہ مانیں تو ان سے اعراض فرمالیں اور ان کے جھڑوں اور حماقتوں کا جواب نہ دیں۔

م. اور اس موقع پر اگر آپ کو شیطان اشتعال میں لانے کی کوشش کرے تو آپ اللہ کی پناہ طلب فرمائیں۔
۵. اس میں اہل تقویٰ کی بابت بتلایا گیا ہے کہ وہ شیطان سے چوکنا رہتے ہیں۔ طائف یا طیف، اس تخیل کو کہتے ہیں جو دل میں آئے یا خواب میں نظر آئے۔ یہاں اسے شیطانی وسوسے کے معنی میں استعال کیا گیا، کیونکہ وسوسۂ شیطانی بھی خالی تصورات کے مشاہہ ہے۔ (خ القدر)

وَإِخْوَانْهُمُ يَبْدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ تُقَرِّلَ يُقْصِّرُوْنَ®

وَإِذَالُهُ تَأْتِهِمُ بِالِيَةٍ قَالُوْالُوَلَااجُتَبَيْتُهَا قُلُ إِثَمَا التَّبِعُمَايُوْتَى إِلَّ مِنْ تَرِبِّى هَٰذَا اِصَالِرُ مِنْ تَتِكُمُ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ ثُؤُمِنُوْنَ ۞

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرُاكُ فَاسْتَبِعُوالَهُ وَانْصِتُوا لَعَلَّكُوْ تُرْحَمُونَ ۞

۲۰۲. اور جو شیاطین کے بھائی (تابع) ہیں وہ ان کو گراہی میں کھینچ لے جاتے ہیں پس وہ باز نہیں آئے۔ (۱) میں کھینچ لے جاتے ہیں پس وہ باز نہیں آئے۔ (۲۰۳ اور جب آپ کوئی مجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ مجزہ کیوں نہ لائے؟ (۲) آپ فرماد بجھے کہ میں اس حکم کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے یہ بہت سی ولیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔ (۲)

۲۰۴ اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔

ا. یعنی شیطان کا فروں کو گر اہی کی طرف کھنچے لے جاتے ہیں، پھر وہ کا فر (گر اہی کی طرف جانے میں) یا شیطان ان کو لے جانے میں کو تاہی کی نہیں کرتے۔ یعنی لایڈھیٹ وُن کا فاعل کا فر بھی بن سکتے ہیں اور إِخْوانُ الْکُفَّارِ شیاطین بھی۔
 ۲. مراد ایسا معجزہ ہے جوان کے کہنے پر ان کی خواہش کے مطابق ظاہر کرکے دکھایا جائے۔ جیسے ان کے بعض مطالبات سورہ بنی اسرائیل، آیت ۹۰–۹۳ میں بیان کیے گئے ہیں۔

سل کُو لَا اجْتَبِيْتَهَا کے معنی بیں، تو اپنے پاس سے ہی کیوں نہیں بنا لاتا؟ اس کے جواب میں بتلایا گیا کہ آپ فرما دیں، مجرات پیش کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے میں تو صرف وحی اللی کا پیرو کار ہوں۔ ہاں البتہ یہ قرآن جو میرے پاس آیا ہے، یہ بجائے خود ایک بہت بڑا معجرہ ہے۔ اس میں تبہارے رب کی طرف سے بصائر (دلائل وبراہین) اور ہدایت ورحت ہے۔ بشرطیکہ کوئی ایمان لانے والا ہو۔

٧٠. يه ان كافروں كو كہا جارہا ہے جو قرآن كى حلات كرتے وقت شور كرتے تھے اور اپنے ساتھيوں كو كہتے تھے ﴿ لَا لَتَمْ الْهُوْ الْهُوْ الْهُوْ الْهُوْ الْهُوْ الْهُو اَفِي وَ الْهِ اللهِ عَلَيْ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْ اللهُ اللهُ عَلَيْ اللهُ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ اللهُ عَلَيْ اللهُ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ عَلِيْ عَلَيْ عَلَيْ

June 1

ۅٙٳڎؙػؙۯڗۜؾڮ؋ؽ۬ڡؘڡٛڛڬؾؘڞ؆۠؏ٵۊڿؽؙڡٛڎؖ ۊۜۮٷڽٵڵڿۿڕڝؘٵڵڡۜٛٷڸڽٳڵۼؙٮ۠ڕۊ ۅؘاڵڞٳڸۅؘڵڗؾڴؽؙۺۣٵڶۼ۬ڣڸؿڹ۞

ٳؿۜٲڷۮؚؽؽ؏ٮؙۮڒؾٟڮڵڒؽؿؾؙڲؙؠؚ۫ڔؙۏؽۼؽٛ عؚؠؘٵۮڗ؋ۅؘؽؙڛؚۜٷٛؽؘ؋ۅؘڵ؋ؽؽٮٛۼؙۮؙۉٮؙؖڴ۠

۲۰۵. اور اے شخص! اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام اور اہل غفلت میں سے مت ہونا۔

۲۰۷. یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے مکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

و توی احادیث سے ثابت ہے۔ بنابریں جس طرح اور بعض عمومات قرآنی کی تخصیص احادیث کی بنیاد پر تسلیم کی جاتی ہے، مثلاً آیت ﴿ اَلنّ اِنِینَ اُوالنّا اِنْ فَالْمُولُونُ اللّهَ اِلدَّورَ اللّهَ اللّهِ (المائدة: ٢٨) ﴿ اَلنّا اِنِینَ اُوالنّا اِنْ فَالْمُولُونُ اللّهَ اللّهِ اللّهِ (المائدة: ٢٨) کے عموم سے الیے چور کا اخراج یا تخصیص جس نے ربع دینار سے کم الیت کی چیز چوری کی ہویا چوری شدہ چیز، حرز میں نہ رکھی ہو۔ وغیرہ۔ ای طرح ﴿ فَالنّتَهِ مُواللّهُ وَالْفُولُونُ (الأعراف: ٢٠٥) کے عمومی علم سے مقتدی خارج ہوں گے اور ان کے لیے جبری نمازوں میں بھی سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہوگا، کیونکہ نبی مَنافِیدُ نِنْ اس کی تأکید فرمائی ہے۔ (جیا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہوگا، کیونکہ نبی مَنافِیدُ نے اس کی تأکید فرمائی ہے۔ (جیا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہوگا، کیونکہ نبی مَنافِیدُ نے اس کی تأکید فرمائی ہے۔ (جیا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہوگا، کیونکہ نبی مَنافِیدُ نے اس کی تأکید فرمائی ہے۔ (جیا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہوگا، کیونکہ نبی مَنافِیدُ نے اس کی تأکید فرمائی ہے۔ (جیا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہوگا، کیونکہ نبی مَنافِیدُ اِن کی تُنافِید فرمائی ہے۔ (جیا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہوگا، کیونکہ نبی صورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہوگا، کیونکہ نبی مَنافِیدُ اِن کی گئی ہیں)

## سورۂ انفال مدنی ہے اور اس کی پھھتر آیات اور دس رکوع ہیں۔

## 

سُيُّوْرَةُ الْأَنْفَ الْأَنْ

## میں شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔

ؽٮٮؙٛڵؙۅ۫ؽؘػۼڹٵڵۘۘۘۘڒڡٛٚٵڸٝٷ۠ڸٵڵۯؙڡٚ۬ٵؙٛڵڽؚڵۼ ۅؘالسَّوُولِٷٚٲؾٞڠؙۅٵۺڰۅٙٵڝۘڸڂٛۅٵڎؘٲٮ؉ؽڹۘڒؙۿۜ ۅؘڵڟؚؽۼؙۅٳٲڛ۠ڰۅؘۯڛؙٛۅؙڵڣۤٳڽؙڴؙڹ۫ؿٛۄ۫ۺ۠ٷ۫ڡۣڹؿڹٙ۞

ا. یہ لوگ آپ سے عنبیتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں، (۱)
آپ فرما دیجیے کہ یہ عنبیتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں، (۲)
ہیں، (۲) سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔ (۳)

ٳٮۜٛؠٵؙڵڣٷؙڡٮؙٛٷڽٵڰؚۮؚؽؘٳۮٙٵۮؙڮۯٳڵڷۿۅؘڿٟؖؖڴؖ ڠؙٷٛڹۿؙۄ۫ۊٳۮٳڟؙڲػۘٸڲڣۄٵڮؿؙٷڒٳۮؾۿؙۿ ٳؽؠٵؽٵٷۜٸڶڒڽؚؚۜۿۄؙؽؾؘٷڴٷؽ۞ٞ

7. بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سائی جاتیں ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کردیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

ا. أَنْفَالٌ، نَفَلٌ كَى جَعْ ہے جس كے معنى زيادہ كے ميں، يہ اس مال واسبب كو كہا جاتا ہے، جو كافروں كے ساتھ جنگ ميں ہاتھ كے، ميں ہاتھ كے، يہ ان چيزوں ميں سے ايك ہے ميں ہاتھ كے، جہ غذیت بھی كہا جاتا ہے اسے نفل (زيادہ) اس ليے كہا جاتا ہے كہ يہ ان چيزوں ميں سے ايك ہے جو چچھل امتوں پر حرام تھيں۔ يہ گويا امت محمد يہ پر ايك زائد چيز حالل كی گئی ہے يا اس ليے كہ يہ جہاد كے اجر سے (جو آخرت ميں ملے گا) ايك زائد چيز ہے جو بعض دفعہ دنيا ميں ہی مل جاتی ہے۔

 لینی اس کا فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں۔ اللہ کا رسول، اللہ کے حکم سے اسے تقتیم فرمائے گا۔ نہ کہ تم آپس میں جس طرح جاہو اسے تقتیم کرلو۔

سا. اس کا مطلب یہ ہوا کہ مذکورہ تینوں باتوں پر عمل کے بغیر ایمان کمل نہیں۔ اس سے تقویٰ، اصلاح ذات البین اور اللہ اور رسول کی اطاعت کی اہمیت واضح ہے۔ خاص طور پر مال غنیمت کی تقسیم میں ان تینوں امور پر عمل نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ مال کی تقسیم میں باہمی فساد کا بھی شدید اندیشہ رہتا ہے، اس کے علاج کے لیے اصلاح ذات البین پر زور دیا۔ ہیرا پھیری اور خیانت کا بھی امکان رہتا ہے اس کے لیے تقویٰ کا حکم دیا۔ اس کے باوجود بھی کوئی کو تاہی ہو جائے تو اس کا حل اللہ اور رسول کی اطاعت میں مضمر ہے۔

م. ان آیات میں اہل ایمان کی م صفات بیان کی گئی ہیں: (۱) وہ الله اور اس کے رسول سَکَاتُنْکِئَر کی اطاعت کرتے ہیں نہ کہ

الَّذِيْنَ يُقِيمُوُنَ الصَّلُولَا وَمِـمَّا رَنَمَ قُنْهُمُ يُنْفِقُونُ۞

اُولَلِكَ هُوُ النُوُومِنُونَ حَقَّا الهُوُ دَرَجْتُ عِنْدَرَتِيهِ وَمَعْفِمَ قُ قَرِينَ قُكِرِيْهُ ﴿

ڬۘؠۜؽۘٵؘٛڂٛڔڿػڔؙؖؿؙػڡؚؽ۬ڔؘؽؙؾڮڗڮٳڵڂۊۜٷٳڽۜ ؋ٟٛؽ۫ڡٞٵڝٞٵڶؠٛٷ۫ڡؚڹؽؘڶڮڒۿؙۅؙؽ<sup>۞</sup>

س. جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

م. سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں ان کے لیے بڑے درج ہیں ان کے لیے بڑے درج ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

میسا کہ آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ آپ کو روانہ کیا<sup>(۱)</sup> اور مسلمانوں کی ایک جماعت

صرف اللہ کی لیمن قرآن کی۔ (۲) اللہ کا ذکر من کر، اللہ کی جلالت وعظمت سے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔ (۳) تلاوت قرآن سے ان کے ایمانوں میں اضافہ ہوتا ہے (جس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں بھی کمی بیٹی ہوتی ہے، جیسا کہ محدثین کامسلک ہے) (۴) اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ توکل کا مطلب ہے کہ ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں۔ لیمنی اسباب سے اعراض وگریز بھی نہیں کرتے یونکہ انہیں اختیار کرنے کا حکم اللہ توالی نے بی دیا ہے، لیکن اسباب ظاہری کو بی سب کچھ نہیں سبجھ لیتے بلکہ ان کا یہ یقین ہوتا ہے کہ اصل کار فرما مشیت اللہ کی مشیت بھی نہیں ہوگی، یہ ظاہری اسباب پچھ نہیں کر سکیں گے اور اس یقین واعتاد کی بنیاد پر پھر وہ اللہ کی مدد واعانت حاصل کرنے سے ایک لیمح کے لیے بھی غافل نہیں ہوتے۔ آگے ان کی مزید صفات کے عاملین کے لیے اللہ کی طرف سے سپچ مومن ہونے کا سر ٹیفایٹ اور مغفرت ورجہت اللہ کا در رت کریم کی نوید ہے۔ جَعَلَنَا اللهُ مِنْهُمْ (اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان میں شار فرمالے)۔

جنگ بدر کا پس منظر: جنگ بدر، جو ۲ ہجری میں ہوئی، کافروں کے ساتھ مسلمانوں کی پہلی جنگ تھی۔ علاوہ ازیں یہ منصوبہ بندی اور تیاری کے بغیر اچائک ہوئی۔ نیز بے سروسامانی کی وجہ سے بعض مسلمان ذہنی طور پر اس کے لیے تیار بھی نہیں تھے۔ مختصراً اس کا پس منظر اس طرح ہے کہ ابوسفیان کی (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) سرکردگی میں ایک تجارتی قافلہ شام سے ملہ جارہا تھا، چونکہ مسلمانوں کا بھی بہت سامال واسب ہجرت کی وجہ سے ملہ رہ گیا تھا، یا کافروں نے چھین لیا تھا، نیز کافروں کی توت و شوکت کو توڑنا بھی منتفائے وقت تھا، ان تمام باتوں کے بیش نظر رسول الله منگیتیا نے اس تجارتی قافلی نیز کافروں کی قوت و شوکت کو توڑنا بھی منتفنائے وقت تھا، ان تمام باتوں کے بیش نظر رسول الله منگیتیا نے اس تجارتی قافلی پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا اور مسلمان اس نیت سے مدینہ سے چل پڑے۔ ابو سفیان کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ انہوں نے ایک تو اپنا راستہ تبدیل کرلیا۔ دوسرا، مکہ اطلاع بھجوادی جس کی بنا پر ابو جہل ایک لشکر لے کر اپنے تا فیلے کی حفاظت کے لیے بدر کی جانب چل پڑا، نبی منگائیو کم واس صورت حال کا علم ہوا تو صحابہ کرام کے سامنے معاملہ رکھ دیا اور اللہ کا وعدہ بھی بتایا کہ ان دونوں (تجارتی قافلہ اور لشکر) میں سے ایک چیز تہمیں ضرور حاصل ہوگی۔ تاہم پھر بھی لڑائی میں بعض صحابہ نے تردد کا اظہار اور تجارتی قافلہ کے تعاقب کا مشورہ دیا، جب کہ دوسرے تمام صحابہ نے رسول الله کا مشورہ دیا، جب کہ دوسرے تمام صحابہ نے رسول الله کا شاہ کہ سے میکہ کیا ہو تھا۔ کا مشورہ دیا، جب کہ دوسرے تمام صحابہ نے رسول اللہ کا کہ ساتھ لڑنے میں بعض صحابہ نے تردد کا اظہار اور تجارتی قافلے کے تعاقب کا مشورہ دیا، جب کہ دوسرے تمام صحابہ نے رسول اللہ کا کہ ساتھ لڑنے میں بھر پور تعاون کا یقین دلایا۔ اس بی منظر میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

ا. یعنی جس طرح مال غنیمت کی تقتیم کا معامله مسلمانوں کے درمیان اختلاف کا باعث بنا ہوا تھا۔ پھر اسے الله اور اس

اس کو گرال سمجھتی تھی۔(۱)

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَى َمَاتَبَيِّنَ كَانَتْمَالِمُمَا قُوْنَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمُّ مِنْ نَظْرُوْنَ ۞

وَإِذْ يُعِدُ كُوُ اللهُ إِحْدَى الطَّالِهَ تَدُنِ أَنَّهَا لَكُوُ وَتُودُّوْنَ اَنَّ غَيْرَذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُوْ وَيُرِيدُ اللهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكِلِمَتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكِفِيْنَ فَ

لِيُحِثَّ ٱلْحَثَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلُ وَلَوْكِرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۗ

إِذْ تَسْتَغِنْتُونَ رَبَّكُمُ فَاسْتَجَابَ لَكُو َ إِنِّى مُمِثُلُو ُ

۲. وہ اس حق کے بارے میں، اس کے بعد کہ وہ واضح ہوگیا تھا<sup>(\*)</sup> آپ سے اس طرح جھٹڑ رہے تھے کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہائلے لیے جاتا ہے اور وہ دیکھ رہے ہیں۔ (\*)
 ک. اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتا تھا کہ وہ تہمارے ہاتھ آجائے گی (\*) اور تم اس تمنا میں شے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آجائے (اور تم اس تمنا میں شے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آجائے (\*) اور اللہ تعالی کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا حق ہونا ثابت کر دے اور ان کافروں کی جڑ کاٹ دے۔

۸. تاکه حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت
 کردے گویہ مجرم لوگ نالپند ہی کریں۔ (۱)

9. اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے، پھر اللہ تعالی نے تمہاری س لی کہ میں تم کو ایک ہزار

کے رسول سکا کی نیم کے حوالہ کر دیا گیا تو اس میں مسلمانوں کی بہتری تھی، اسی طرح آپ کا مدینہ سے نکلنا، اور پھر آگ چل کر تجارتی قافلے کے بجائے، لشکر قریش سے مڈ بھیر ہوجانا، گو بعض طبائع کے لیے ناگوار تھا، لیکن اس میں بھی بالآخر فائدہ مسلمانوں ہی کا ہوگا۔

ا. یہ ناگواری لشکر قریش سے لڑنے کے معاملے میں تھی، جس کا اظہار چند ایک افراد کی طرف سے ہوا اور اس کی وجہ بھی صرف بے سروسامانی تھی۔ اس کا تعلق مدینہ سے نکلنے سے نہیں ہے۔

۲. لینی یہ بات ظاہر ہو گئی تھی کہ قافلہ تو بچکر نکل گیا ہے اور اب لشکر قریش ہی سامنے ہے جس سے لڑائی ناگزیر ہے۔ ۱۳. یہ بے سرو سامانی کی حالت میں لڑنے کی وجہ سے بعض مسلمانوں کی جو سیفیت تھی، اس کا اظہار ہے۔

مم. لینی یا تو تجارتی قافلہ تنہیں مل جائے گا، جس سے تنہیں بغیر لڑائی کے وافر مال واسباب مل جائے گا، بصورت دیگر لشکر قریش سے تمہارا مقابلہ ہوگا اور تنہیں غلبہ ہوگا اور مال غنیمت ملے گا۔

۵. یعنی تجارتی قافلہ، تاکہ بغیر لڑے مال ہاتھ آجائے۔

۲. لیکن اللہ اس کے برعکس یہ چاہتا تھا کہ لشکر قریش سے تمہاری جنگ ہوتا کہ کفر کی قوت وشوکت ٹوٹ جائے گو یہ امر مجر موں (مشرکوں) کے لیے ناگوار ہی ہو۔

ۅؘ؆ؙجَعَكَهُ اللهُ اِلَائِتُمْنِي وَلِتَطْمَعِتَّ بِهِ قُلُوُ بُكُمُّ وَمَا النَّصُرُ اِلَّامِنُ هِنْدِاللَّهِ ۚ اِنَّ اللهَ عَزِيْرٌ حَكِيْمُوْ

إِذْ يُغَشِّيُكُوُ التُّعَاسَ امَنَةً مِّنَهُ وَيُنَزِّلُ عَكَيْكُوُ مِّنَ السَّمَاءُ مَاءً لِيُطَهِّرَكُوْبِ وَيُنْ هِبَ عَنُكُوْرِ فِرَ الشَّيْطِن وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُو بِكُوْ وَيُثَنِّتَ بِوِ الْاَقْدَاهُ ۚ

فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگا تار چلے آئیں گے۔()

• اور الله تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لیے کی کہ بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہوجائے اور مدد صرف الله ہی کی طرف سے ہے() جو کہ زبردست حکمت والا ہے۔

11. اس وقت کو یاد کرو جب که الله تم پر اونگھ طاری کررہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لیے (\*\*) اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا کہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو پاک کردے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کردے (\*\*) اور تمہارے دلول کو مضبوط کردے اور تمہارے یاؤل جما دے۔ (۵)

ا. اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی، جب کہ کافر اس سے ساگنا (یعنی ہزار کے قریب) تھے، پھر مسلمان نہتے اور بے سرو سامان شخے جب کہ کافروں کے پاس اسلح کی بھی فراوانی تھی۔ ان حالات میں مسلمانوں کا سہارا صرف اللہ ہی کی ذات تھی، جس سے وہ گڑ گڑا کر مدد کی فریادیں کررہے تھے۔ خود نبی کریم شاھیا الگ ایک خیمے میں نہایت الحال وزاری سے مصروف دعا تھے۔ (سمج بخاری۔ کتاب المعازی) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دعائیں قبول کیں اور ایک ہزار فرشتے ایک دوسرے کے پیچے مسلسل لگا تار مسلمانوں کی مدد کے لیے آگئے۔

۲. لیعنی فرشتوں کا نزول تو صرف خوش خبری اور تمہارے دلوں کے اطمینان کے لیے تھا، ورنہ اصل مدد تو الله کی طرف سے تھی، جو فرشتوں کے بغیر بھی تمہاری مدد کر سکتا تھا تاہم اس سے یہ سمجھنا بھی صحیح نہیں کہ فرشتوں نے عملاً جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ میں فرشتوں نے عملی حصہ لیا اور کئی کافروں کو انہوں نے تہ تیخ کیا، دیکھے۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، کتاب المغازی، وفضائل الصحابة)

۳. جنگ احد کی طرح جنگ بدر میں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اونکھ طاری کردی، جس سے ان کے دلوں کے بوجھ ملکے ہوگئے اور اطمینان وسکون کی ایک خاص کیفیت ان پر طاری ہوگئی۔

4. تیسرا انعام یہ کیا کہ بارش نازل فرمادی، جس سے ایک تو ریتلی زمین میں نقل وحرکت آسان ہوگئ۔ دوسرا وضو وطہارت میں آسانی ہوگئ۔ تیسرا اس سے شیطانی وسوسول کا ازالہ فرمادیا گیا جو وہ اہل ایمان کے دلوں میں ڈال رہا تھا کہ تم اللہ کے نیک بندے ہوتے ہوئے بھی پانی سے دور ہو، دوسرا جنابت کی حالت میں تم لڑوگ تو کیسے اللہ کی رحمت وفصرت تنہیں حاصل ہوگی؟ تیسرا تم پیاسے ہو، جب کہ تمہارے دشمن سیراب ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

٥. يه چوتھا انعام ہے جودلوں اور قدموں كو مضبوط كركے كيا گيا۔

دینے والا ہے۔

لِذُ يُوْمِىُ رَبُّكَ إِلَى الْمُلَلِّكَةِ اَنِّى مَعَكُمُ فَتَيِّتُوا الَّذِيْنَ الْمُنُواْ سَالَثِیْ فِی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعُبُ فَاصْرِ مُواْ فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِيُوا مِنْهُمُ كُلَّ بَنَانِ ۞

ذلِكَ بِأَنَّهُمُّ شَكَأَقُواْاللهَ وَرَسُولَهُ وَمَنُ يُّنْنَاقِقِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللهَ شَدِينُ الْمِقَاٰبِ®

ذلِكُوْفَذُوْفُولُا وَأَنَّ لِلْكَلِفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿

ؽؘٳؿٞۿٵ۩ڽٚڔۺٵڡۘٷٛٳۮٵڶۣؿؽٮؙٛٷؙٵڰۮؚۺؘػڡؘٚؠؙۉٳ ڒڿڡؙٵڡؘٚڵڎؙٷٷۿٷؙٳۮڋؠٵ۞۫

وَمَنُ يُتُولِّهِمْ بَوْمَهِ نِ دُبُرَكَا الْامْتَكَرَّفَا لِقِتَالِ ٱوُمُنَحَيِّرًا اللهِ فِئَةً فَقَدُ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ الله ومَاوُّكُ جَهَدُّهُ وَبِثْسَ المُصِدُّدُ۞

11. اس وقت کو یاد کرو جب که آپ کا رب فرشتوں کو حکم دینا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دینا ہوں، (ا) سوتم گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور کو مارو۔ (۱) سال بیہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے سو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا

۱۳ سوید سزا چکھو اور جان رکھو کہ کافرول کے لیے جہنم کا عذاب مقرر ہی ہے۔

10. اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دوبدو مقابل ہوجاؤ تو ان سے پشت مت چھیرنا۔

17. اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مشتنیٰ ہے۔ (۳) باقی اور جو ایسا

ا. یہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے سے اور خاص اپنی طرف سے جس جس طریقے سے مسلمانوں کی بدر میں مدد فرمائی، اس کابیان ہے۔

۲. بَنَانِ "ہاتھوں اور پیروں کے پور" لیمی ان کی انگلیوں کے اطراف (کنارے)، یہ اطراف کاٹ دیے جائیں تو ظاہر ہے کہ وہ معذور ہوجائیں گے۔ اس طرح وہ ہاتھوں سے تلوار چلانے کے اور پیروں سے بھاگنے کے قابل نہیں رہیں گے۔
 ۱۳. زَحْفًا کے معنیٰ ہیں ایک دوسرے کے مقابل اور دوبدہ ہونا۔ لیمیٰ مسلمان اور کافر جب ایک دوسرے کے بالمقابل صف آرا ہوں تو پہیٹھ پھیر کر بھاگنے کی اجازت نہیں ہے۔ ایک صدیث میں ہے اجْتَنِبُوْ السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ "سات میں ایک وَالتَّولِی یَوْمَ الزَّحْفِ" مقابلے والے دن پہیٹھ پھیر جانا ہے۔"
 بلاک کردینے والی چیزوں سے بچو!" ان سات میں ایک وَالتَّولِی یَوْمَ الزَّحْفِ" مقابلے والے دن پہیٹھ پھیر جانا ہے۔"
 (صحیح البخاری: ۲۵۱۱ کتاب الوصایا وصحیح مسلم، کتاب الإیمان)

٣٠. گزشته آيت ميں پيپٹھ پھيرنے سے جو منع کيا گيا ہے، دو صورتيں اس سے مشتیٰ ہيں: ايک تَحَرُّفٌ کی اور دوسری تَحَبُّزُ کی۔ تَحَرُّفٌ کے معنی ہيں ایک طرف پھر جانا۔ لیعنی لڑائی میں جنگی چال کے طور پر یا دشمن کو دھوکے میں ڈالنے کی غرض سے لڑتا لڑتا ایک طرف پھر جائے، دشمن یہ سمجھے کہ شاید یہ شکست خوردہ ہوکر بھاگ رہا ہے لیکن پھر وہ ایک دم پینترا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا لھانہ دوزخ ہوگا وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔(۱)

12. سوتم نے انہیں قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا۔ (۲) اور آپ نے خاک کی مٹی نہیں بھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے وہ بھینکی (۳) اور تاکہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے ان کی محنت کا خوب عوض دے (۳) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

۱۸. (ایک بات تو) یہ ہوئی اور (دوسری بات یہ ہے)
 اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنا تھا۔<sup>(۵)</sup>

19. اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہوتو وہ فیصلہ تمہارے سامنے آ موجود ہوا<sup>(۱)</sup> اور اگر باز آجاؤ تو یہ تمہارے لیے نہایت فَكُوۡتَقُتُكُوۡهُمُ وَلَكِنَّ اللهَ فَتَلَهُمُ ۗ وَمَارَمَیْتَ اِذۡ رَمَیْتَ وَلَکِنَّ اللهَ رَفْعُ وَلِیُئِلَ الْمُوۡمِنِیۡنَ مِنْهُ بَلاَءً حَسَنْا ۚ إِنَّ اللهَ سَبِیْتُ عَلِیْہُوْ

ذْلِكْمْ وَأَنَّ اللَّهُ مُوْهِنُ كَيْدِ النَّافِي يُنَ

ٳڹؙۺۜؽڡؙٛؾٷٛٳڧؘڡۧڽؙۘۘۼٵٛٷؙۯؙٳڵڡؙػٛٷٷڶڽؙؾڹٛۿٷٳ ڡؘۿٷڂؽؙڒۣڰڴۄٝٞٷٳؽ۫ؾۘٷۮٷڶۼؙۮ۠ٷٙڬڽٛؿڠؙؽؽ

٢. ابوجهل وغيره رؤسائے قريش نے مكه سے فكتے وقت دعاكى تھى كه "يا الله بهم ميں سے جو تيرا زيادہ نافرمان اور قاطع رحم

عَنْكُوْفِئَتُكُوْشَيْئًا قَلَوَكَثْرَتُ ٚوَأَنَّ اللهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

يَايَّهُا الَّذِينَ الْمُنُوَّا اَطِيْعُوا اللهَ وَرَسُولَهُ وَلا تَوَلُّوُ اعَنْهُ وَانْتُوْ شَنْعُوْنَ

وَلاَ تُلُونُوْا كَالَّذِينَ قَالُواسَمِعُنَاوَهُمُولاً يَنْمَعُونَ ۞

إِنَّ شَرَّ الدَّوَآتِ عِنْدَاللهِ الصُّدُّ الْبُكُمُ الَّذِيْنَ لايَعْقِلُونَ ۞

ۅؘڶۅٛۘۼڸؚۄٳڵٮ۠ؗ؞۠ڣؽۿ۪ۄؙڂؘؿڗٵڒٳۺٮؘۼۿؙؗؗؗ؞۠ڗٷ ٲۺؠۼۿؙؗۮڶؾۜٷٵٷۿۮؠؙٞؿڔۣڞ۠ۏڹ

خوب ہے اور اگر تم چھر وہی کام کروگے تو ہم بھی پھر وہی کام کروگے تو ہم بھی پھر وہی کام کروگے تو ہم بھی کھر کام کریں گے اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آئے گی گو کتنی زیادہ ہو اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالٰی ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

ہے، کل کو تو اسے ہلاک کردے " اپنے طور پر وہ مسلمانوں کو قاطعِ رحم اور نافرمان سیجھتے تھے، اس لیے اس قسم کی دعا گ۔ اب جب الله تعالی نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمادی تو الله تعالی ان کافروں سے کہد رہا ہے کہ تم فتح یعنی حق اور باطل کے درمیان فیصلہ طلب کررہے تھے تو وہ فیصلہ تو سامنے آچکا ہے، اس لیے اب تم کفر سے باز آجاؤ تو تمہارے لیے بہتر ہے، اور اگر پھر تم دوبارہ مسلمانوں کے مقابلے میں آؤگے تو ہم بھی دوبارہ ان کی مدد کریں گے اور تمہاری جماعت کثرت کے باوجود تمہارے کچھ کام نہ آئے گی۔

ا. یعنی من لینے کے باوجود عمل نہ کرنا، یہ کافروں کا طریقہ ہے، تم اس روپے سے بچو۔ اگلی آیت میں ایسے ہی لوگوں کو بہرہ، گونگا، غیر عاقل اور بدترین خلائق قرار دیا گیا ہے۔ دَوَاب، دَابَّةٌ کی جَع ہے، جو بھی زمین پر چلنے پھرنے والی چیز ہے وہ دابّة ہے۔ مراد مخلوقات ہے۔ لیعنی یہ سب سے بدتر ہیں جو حق کے معاطے میں بہرے گونگ اور غیر عاقل ہیں۔

۲. اسی بات کو قرآن کریم میں دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔ ﴿ لَهُو مُونُونٌ لِایفَقَهُونَ بِهِا وَلَهُو اَعْنُ اَلَّهُ مُونُونٌ اِللَّهُ اَلْمُؤْمُونٌ وَ اِللَّهُ مَا اَن کُلُونُ اَلْمُؤْمِر اَلْهُ اَلْمُؤْمُونٌ وَ اللّه اِن سے اللّه مِن ان سے دیجے کی طرح ہیں، اس میں، لیکن ان سے دیجے کی طرح ہیں، بیکن ان سے سنتے نہیں یہ چوپائے کی طرح ہیں، بیکن ان سے جبی زبادہ گراہ، یہ لوگ (اللّه ہے) ہے خبر ہیں)۔

۳. لینی ان کے ساع کو نافع بناکر ان کو فہم صحیح عطا فرما دیتا، جس سے وہ حق کو قبول کر لیتے اور اسے اپنا لیتے۔ لیکن چونکہ ان کے اندر خیر لینی حق کی طلب ہی نہیں ہے، اس لیے وہ فہم صحیح سے ہی محروم ہیں۔

يَايَّهُا الَّذِينَ الْمَنُوا السُّتَجِينُبُوُا بِلَّهِ وَالْمَسُوُلِ اذَادَعَا كُوْلِمَا يُخْفِينُكُمُ وَاغْلَمُوَّا اَنَّ اللهَ يَحُوُلُ بَيْنَ الْمَرُورُوقَالِيهِ وَاتْنَا لِيُنْهُ لِتُغْتَرُونَ۞

وَاتَّقُوْا فِتُنَةً لَا تُصِيْبَنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوُا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوَاانَّ اللهَ شَدِيْنُ الْعِقَابِ @

ضرور روگردانی کریں گے بے رخی کرتے ہوئے۔ (۱)

۲۳. اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجا
لاؤ جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف
بلاتے ہوں۔ (۲) اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے اور
اس کے قلب کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے (۲) اور
بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

70. اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص کر صرف ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں (۲۰) اور یہ جان رکھو کہ اللہ سخت سزا

بھی دے تو چونکہ ان کے اندر حق کی طلب ہی نہیں ہے، اس لیے وہ بدستور اس سے اعراض ہی کریں گے۔ ۲. لِمَا يُحْيِيْكُمْ اليي چيزوں كى طرف جس سے تمهيں زندگی ملے۔ بعض نے اس سے جہاد مراد ليا ہے كہ اس ميں تمہاري زندگی کا سروسامان ہے۔ بعض نے قرآن کے اوامر ونواہی اور احکام شرعیہ مراد کیے ہیں، جن میں جہاد بھی آجاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ اور رسول منگاللیج کی بات مانو، اور اس پر عمل کرو، اسی میں تمہاری زندگی ہے۔ س. لینی موت وارد کرئے، جس کا مزہ ہر نفس کو چکھنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قبل اس کے کہ تمہیں موت آجائے، اللہ اور رسول کی بات مان لو اور اس پر عمل کرلو۔ بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالی انسان کے دل کے جس طرح قریب ہے اس میں اسے بطور تمثیل بان کیا گیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے، اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ امام ابن جریر نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کے دلوں پر ایورا اختیار رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے ان کے اور ان کے دلوں کے درمیان حائل ہوجاتا ہے۔ حتیٰ کہ انسان اس کی مشیت کے بغیر کسی چیز کو یا نہیں سکتا۔ بعض نے اسے جنگ بدر سے متعلق قرار دیا ہے کہ مسلمان دشمن کی کثرت سے خوف زدہ تھے تو اللہ تعالی نے دلوں کے در میان حائل ہو کر مسلمانوں کے دلوں میں موجود خوف کو امن سے بدل دیا۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ آیت کے یہ سارے ہی مفہوم مراد ہوسکتے ہیں (فخ القدیر) امام ابن جریر کے بیان کردہ مفہوم کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے، جن میں دین پر ثابت قدمی کی دعائیں کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں رسول الله مَنَا فَقِيمًا نے فرمایا (بن آوم کے دل، ایک دل کی طرح رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، انہیں جس طرح چاہتا ہے پھیر تارہتا ہے) پھر آپ مَنَا ﷺ مِنْ نے یہ دعا پڑھی۔ «اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوب، صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَىٰ طَاعَتِكَ الصحيح مسلم-كتاب القدر، باب تصريف الله تعالى القلوب كيف شاء، رقم الحديث: ٢٦٥٣) (اح ولول كر يجمير في والے! ہمارے ولول کو اپنی اطاعت کی طرف پھیروے) بعض روایات میں تَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَىٰ دِیْنِكَ (سنن ترمذي- أبواب القدر) کے الفاظ ہیں۔

ا. پہلے ساع سے مراد ساع نافع ہے۔ اس دوسرے ساع سے مراد مطلق ساع ہے۔ لینی اگر اللہ تعالی انہیں حق بات سنوا

هم. اس سے مراد یا تو بندوں کا ایک دوسرے پر تسلط ہے جو بلا تخصیص، عام وخاص پر ظلم کرتے ہیں یا وہ عام عذاب ہیں

وینے والا ہے۔

وَاذُكُوْوَاَاذْ اَنْتُوْقِلِيْلٌ مُّسْتَضَعَفُوْنَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنَّ يَتَخَطَّفَكُوْ النَّاسُ فَالْوَكُوْ وَاَيَّنَكُوْ فِيَصْرِ إِ وَرَزَقَكُوْ مِّنَ الطَّيِبِّاتِ لَعَلَّمُّهُ تَشْكُرُوْنَ ۞

يَايَّهُا الَّذِينَ الْمُنُولُالِ نَخُونُواللهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوْا اللّٰنِيَّمُورَانُتُوتَعَلَمُونَ ﴿

وَاعْلَمُوَّااَتُمَا اَمُوَالْكُمْ وَاوْلِادُكُمْ وَنُنَةٌ \* وَآنَ الله عِنْدَ لَهَ آجُرُّعِظِيْرُهُ

۲۷. اور اس حالت کو یاد کرو جب که تم زمین میں قلیل سے، کمزور شار کیے جاتے تھے۔ اس اندیشہ میں رہتے سے کہ تم کو لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں، سو اللہ نے تم کو رہنے کی جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا فرمائیں تا کہ تم شکر کرو۔ (۱) میں جانتے ہوئے خیانت مت کرو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت مت کرو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت مت کرو۔ (۱)

۲۸. اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تم ہاری اولا ایک امتحان کی چیز ہے۔ (۳) اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے یاس بڑا بھاری اجر ہے۔

جو کثرت بارش یا سیلاب وغیرہ ارضی وساوی آفات کی صورت میں آتے ہیں اور نیک وبد سب ہی ان سے متاثر ہوتے ہیں،
یا بعض احادیث میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ترک کی وجہ سے عذاب کی جو وعید بیان کی گئی ہے، وہ مراد ہے۔
ا. اس میں مکی زندگی کے شدائد وخطرات کا بیان اور اس کے بعد مدنی زندگی میں مسلمان جس آرام وراحت اور آسودگی
سے بغضل الّٰہی ہمکنار ہوئے، اس کا تذکرہ ہے۔

سبر مال اور اولاد کی محبت ہی عام طور پر انسان کو خیانت پر اور اللہ اور رسول کی اطاعت سے گریز پر مجبور کرتی ہے۔ اس کی فتنہ (آزمائش) قرار دیا گیا ہے، لینی اس کے ذریعے سے انسان کی آزمائش ہوتی ہے کہ ان کی محبت میں امانت اور اطاعت کے تقاضے پورے کرتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ پورے کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ اس آزمائش میں کامیاب ہے۔ بصورت دیگر ناکام۔ اس صورت میں یہی مال اور اولاد اس کے لیے عذاب اللی کا باعث بن جائیں گے۔

يَّايَّهُا الَّذِيْ يَنَامُنُوَّا إِنْ تَتَّقُوا اللهَ يَجْعَلُ تَكُوُ فُرُقَانًا وَّئِكِفِّمْ حَنَكُوْسَيِّةً اِنِّكُوْ وَيَغُفِمُ لَكُوْ وَ اللهُ ذُوا لَفَضِّلِ الْعَظِيْمِ @

ۅٙٳۮ۬ؽٮػؙڒٛڔڮٵڷڒؽێػڡٞۯؙۉٵڸؚؽؙۺٷڮٲۅؙۘ ؿؿؙٮ۠ڶۅ۠ڬٳؘٷؿۼٛۯۼۅٛڬٷؽؽؽڒ۠ۄٛڽؘۅؽؠۿػۯۘ۠ٳڶڵۿ۠ ۅؘٳڵڮؙ؋ۼؿؙۯٳڵؠڮڔؠؽڹ۞

وَاِذَاتُتُلَّىٰ عَلَيْهِمُ الِـٰتُنَا قَالُوْا قَکْسَمِعْنَالُوُ نَشَاءُلَقُلُنَامِثُلَ هٰکَآاِنُ هٰــنَآ اِلُّاۤ اَسَاطِیْرُالْاَوّلِیْنَ ۞

79. اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہوگے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کردے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

• ٣٠. اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجیے جب کہ کافر لوگ آپ کی نسبت تدبیر سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کرلیں، یا آپ کو خل وطن کردیں<sup>(1)</sup> اور وہ تو این تدبیر کردہا تھا اور تو اللہ اپنی تدبیر کردہا تھا اور سب سے زیادہ مشخکم تدبیر والا اللہ ہے۔<sup>(1)</sup>

الله. اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا، اگر ہم چاہیں تو اس کے برابر ہم بھی کہد دیں، یہ تو پچھ بھی نہیں صرف پچھلوں کی داستانیں ہیں۔

1. تقوی کا مطلب ہے، اوامر الہی کی مخالفت اور اس کے منابی کے ار تکاب سے بچنا۔ اور فرقان کے کئی معنی بیان کیے گئے ہیں مثلاً ایکی چیز جس سے حق وباطل کے درمیان فرق کیا جاسکے۔ مطلب یہ ہے کہ تقویٰ کی بدولت دل مضبوط، بصیرت تیز تر اور ہدایت کا راستہ واضح تر ہوجاتا ہے، جس سے انسان کو ہر ایسے موقع پر، جب عام انسان التباس واشتباہ کی وادیوں میں بھٹک رہے ہوں، صراطمتقیم کی توفیق مل جاتی ہے۔ علاوہ ازیں فتح ونصرت اور نجات و مخرج بھی اس کے معنی کیے گئے ہیں۔ اور سارے ہی معانی مراد ہوسکتے ہیں، کیونکہ تقویٰ سے یقیناً یہ سارے ہی فوائد حاصل ہوتے ہیں، بلکہ اس کے ساتھ تکفیر سیئات، مغفرت ذنوب اور فضل عظیم بھی حاصل ہوتا ہے۔

۲. یہ اس سازش کا تذکرہ ہے جو رؤسائے ملہ نے ایک رات دار الندوہ میں تیار کی تھی اور بالآخریہ طے پایا تھا کہ مختلف قبیلوں کے نوجوانوں کو آپ کے قتل پر مامور کیا جائے تاکہ کی ایک کو قتل کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے بلکہ دیت دے کر جان چھوٹ جائے۔

٣٠. چنانچه اس سازش کے تحت ایک رات یہ نوجوان آپ کے گھر کے باہر اس انتظار میں کھڑے رہے کہ آپ منگائیا میں الکھر اس انتظار میں کھڑے رہے کہ آپ منگائیا میں الکھیں تو آپ کا کام تمام کردیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ منگائیا کو اس سازش سے آگاہ فرمادیا اور آپ منگائیا ہے گھر سے باہر نکلتے وقت مٹی کی ایک مٹھی کی اور ان کے سروں پر ڈالتے ہوئے نکل گئے، کی کو آپ منگائیا کے نکلنے کا پہتہ ہی نہیں لگا، حتی کہ آپ غار ثور میں بہنج گئے۔ یہ کافروں کے مقابلے میں اللہ کی تدبیر تھی۔ جس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں کرسکا۔ (کمر کے معنی کے لیے دیکھے: آل عمران: ۵۲ کا جائیہ)۔

وَاِذْ قَالُوااللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ لِمَنَا هُوَالُحَقَّ مِنْ عِنْدِاكَ فَامُطِرْعَلَيْنَا هِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ اعْتِنَا بِعَنَا إِبِ اَلِيُوٍ⊚

وَمَاكَانَ اللهُ لَلِيُعَنِّىٰ ثُمُّ وَانَتُ فِيُهِمْ وَمَاكَانَ اللهُ مُعَنِّبَهُمُ وَهُوُ يَسُتَغْفِرُونَ ﴿

وَمَالُهُوْ الاَيْعَانِ بَهُوُ اللهُ وَهُوْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْسُجِدِالْحَرَامِ وَمَاكَانُوَّا أَوْلِيَاءَهُ اِنْ اَوْلِيَاوُهُ إِلَا الْمُتَقُونَ وَالْكِنَّ اكْتَرَهُوْ لاَ يَعْلَمُوْنَ ﴿

وَمَا كَانَ صَلَا تُهُـُمُ عِنْدَالبُيُتِ إِلَّامُكَاءً وَّتَصُدِيَةً ۚ فَنَاوُقُواالْعَـنَا بَ بِمَا كُنُـتُهُ تَكُفُّرُونَ⊚

سر اور جب کہ ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ! اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسان سے پھر برسا یا ہم پر کوئی دردناک عذاب واقع کردے۔

اس اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے (اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا اس عالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔ (اکس عالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔ (اکس اور ان میں کیا بات ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ سزا نہ دے عالانکہ وہ لوگ مسجد حرام سے روکتے ہیں، جب کہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی نو صرف وہ لوگ اس مسجد کے متولی نوسن میں اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔ (اس کے متولی تو صرف متعی اور ان کی نماز کعبہ کے پاس صرف یہ تھی سٹیاں مینا اور تالیاں بجانا۔ (اس عداب موانے کفر کے سبب اس عذاب کا مزہ چکھو۔

ا. یعنی تیغیر کی موجود گی میں قوم پر عذاب نہیں آتا، اس لحاظ سے آپ سَکَالِیُکِا کا وجود گرامی بھی ان کے حفظ وامان کا سبب تھا۔ ۲. اس سے مرادیہ ہے کہ وہ آئندہ مسلمان ہو کر استغفار کریں گے، یا یہ کہ طواف کرتے وقت مشرکین غُفْرَ انَكَ رَبَّنَا غُفْ اَذَكَ كَا كُرتے ہے۔

سال ایعنی وہ مشرکین اپنے آپ کو معجد حرام (خانہ کعبہ) کا متولی سیجھتے تھے اور اس اعتبار ہے جس کو چاہتے طواف کی اجازت دیتے اور جس کو چاہتے نہ دیتے۔ چانچہ مسلمانوں کو بھی وہ معجد حرام میں آنے سے روکتے تھے۔ درآں حالیکہ وہ اس کے متولی تو متعی آذر ردسی ) ہنے ہوئے تھے۔ اللہ تعالی نے فرمایا، اس کے متولی تو متعی افراد ہی بن سکتے ہیں نہ کہ مشرک۔ علاوہ ازیں اس آیت میں جس عذاب کا ذکر ہے، اس سے مراد فتح مکہ ہے جو مشرکین کے لیے عذاب الیم کی حیثیت مشرک۔ علاوہ ازیں اس آیت میں جس عذاب کا ذکر ہے، اس سے مراد فتح مکہ ہے جو مشرکین کے لیے عذاب الیم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سے قبل کی آیت میں جس عذاب کی نفی ہے، جو پیغیبر کی موجودگی یا استغفار کرتے رہنے کی وجہ سے نہیں۔ آتا، اس سے مراد عذاب استیصال اور ہلاکت کلی ہے۔ عبرت و تنبیہ کے طور پر چھوٹے موٹے عذاب اس کے منافی نہیں۔ اس مرکسین جس طرح بیت اللہ کا نگا طواف کرتے تھے، اس طرح طواف کے دوران وہ الگلیاں منہ میں ڈال کر سیٹیال اور ہاتھوں سے تالیاں بجاتے۔ اس کو بھی وہ عبادت اور نیکی تصور کرتے تھے، جس طرح آج بھی جابل صوفی مسجدول اور آستانوں میں رقص کرتے، ڈھول پیٹے اور دھالیں ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں۔ یہی ہماری نماز اور عبادت ہے۔ ناچ ناچ اور آستانوں میں رقص کرتے، ڈھوڈ ڈ باللہ وہن ھائیوہ اگلیس ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں۔ یہی ہماری نماز اور عبادت ہے۔ ناچ ناچ اور آستانوں میں رقص کرتے، ڈھول پیٹے اور دھالیں ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں۔ یہی ہماری نماز اور عبادت ہے۔ ناچ ناچ اور آستانوں میں رقص کرتے، ڈھول پیٹے اور دھالیں ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں۔ یہی ہماری نماز اور عبادت ہے۔ ناچ ناچ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَهُ وُايُنْفِقُوْنَ آمُوالَهُمُ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا شُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسُرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ هُ وَالَّذِيْنَ كَفَهُوْ َ اللهِ جَهَنَّا يُغْلَبُوْنَ هُ

لِيَمِيْزَاللهُ الْخَيِّدُكَ مِنَ الطَّلِيِّ وَيَجْعَلَ الْخَيِيْثَ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَيَرَّكُمُهُ جَـهِيُعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّهُ أُوْلَإِكَ هُوُالْخِيرُونَ ۚ

قُلْ لِلَّاذِيْنَ كَفَرُوْلَانُ يَتْنَهُوْايُغْفَرُالُهُوُمَّاقَدُ سَلَفَ وَانَ يَعُوْدُوْلَفَقَدُمُضَتُ سُنَّتُ

سر بے شک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لیے خرچ کررہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں سویہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے، پھر وہ مال ان کے حق میں باعث حسرت ہوجائیں گے۔ پھر مغلوب ہوجائیں گے۔ پھر مغلوب موجائیں گے اور کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف جمع کیا حائے گا۔ (۱)

الله تاکه الله تعالی ناپاک کو پاک سے الگ کردے (۲) اور ناپاکوں کو ایک دوسرے سے ملادے، پس ان سب کو اکٹھا ڈھیر کردے پھر ان سب کو جہنم میں ڈال دے۔ ایسے لوگ پورے خمارے میں ہیں۔

۳۸. آپ کافروں سے کہہ دیجیے کہ اگریہ لوگ باز آجائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کردیے

ا. جب قریش مکہ کو بدر میں شکست ہوئی اور ان کے شکست خوردہ اصحاب مکہ واپس گئے۔ ادھر سے ابوسفیان بھی اپنا تجارتی قافلہ لے کر وہاں پہنچ چکے تھے تو کچھ لوگ، جن کے باپ، بیٹے یا بھائی اس جنگ میں مارے گئے تھے، ابوسفیان اور جن کا اس تجارتی سامان میں حصہ تھا، ان کے پاس گئے اور ان سے استدعا کی کہ وہ اس مال کو مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے استعمال کریں۔ مسلمانوں نے ہمیں بڑا سخت نقصان پہنچایا ہے اس لیے ان سے انتقامی جنگ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہی لوگوں یا اسی قشم کا کردار اپنانے والوں کے بارے میں فرمایا کہ بے شک یہ لوگ اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکنے کے لیے اپنا مال خرچ کرلیں لیکن ان کے جھے میں سوائے حرس اور مغلوبیت کے پچھ نہیں آئے گا اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

۲. یہ علیحدگی یا تو آخرت میں ہوگی کہ اہل سعادت کو اہل شقاوت سے الگ کردیا جائے گا، جیسا کہ فرمایا ﴿ وَامْتَادُواالْیَوْمَرُونَ ﴾ (لِسَ: ۵۹) (اے گناہ گارو! آج الگ ہوجاؤ) یعنی نیک لوگوں سے اور مجر موں یعنی کافروں، مشرکوں اور نافرمانوں کو اکٹھاکر کے سب کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ یا پھر اس کا تعلق دنیا سے ہے اور لام تعلیل کے لیے ہے۔ یعنی کافر اللہ کے راستے سے اور لام تعلیل کے لیے ہے۔ یعنی کافر اللہ کے راستے سے روکنے کے لیے جو مال خرج کررہے ہیں، ہم ان کو ایسا کرنے کا موقع دیں گے تاکہ اس طریقے سے اللہ تعالیٰ خبیث کو طیب سے، کافر کو مومن سے اور منافق کو مخلص سے علیحدہ کردے۔ اس اعتبار سے آیت کے معنی ہوں گے، کفار کے ذریعے سے ہم تمہاری آزمائش کریں گے، وہ تم سے لڑیں گے اور ہم انہیں ان کے مال بھی لڑائی پر خرج کرنے کی قدرت دیں گے تاکہ خبیث، طیب سے ممتاز ہوجائے۔ پھر وہ خبیث کو ایک دوسرے سے ملادے گا یعنی سب کو جمع کردے گا۔ (این بیش)

الْكَوَّلِيْنَ⊕

وَقَاتِلُوُهُمُوَحَتَّىٰ لاَ تُلُوْنَ فِتُنَةٌ ُ وَكَيُّوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ بِلهِ ۚ فَإِنِ الْنَّقَعُوا فَإِنَّ اللهَ بِمَا يَعْمُلُونَ بَصِيْرُ۞

وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْاَ اَنَّ اللهُ مَوْلُلَّكُمُّ ﴿
يَعْمُ الْمُوْلُلُ وَيَغْمُ النَّصِيرُ

وَاعْلَمُوۡۤٱلَّمَاعَنِمُتُوۡمِّنَ شَكُمٌ ۚ فَأَنَّ بِلّٰهِ خُمْسَهٔ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى الْقُرُّ بِي وَالْيَتْلِي

جائیں گے(۱) اور اگر اپنی وہی عادت رکھیں گے تو (کفار) سابقین کے حق میں قانون نافذ ہوچکا ہے۔(۲)

اور تم ان سے اس حد تک کڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے۔ (\*) اور دین اللہ ہی کا ہوجائے (\*) پھر اگر یہ باز آجائیں تو اللہ تعالی ان کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے۔ (۵) • میں اور اگر روگر دانی کریں (۱) تو یقین رکھیں کہ اللہ تعالی تہارا کارساز ہے ، (۵) وہ بہت اچھا کارساز ہے اور بہت اچھا مددگار ہے۔ (۸)

الاً. اور جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو<sup>(۹)</sup> اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول

ا. باز آجانے کا مطلب، مسلمان ہونا ہے۔ جس طرح حدیث میں بھی ہے "جس نے اسلام قبول کرکے نیکی کا راستہ اپنا لیا، اس سے اس کے ان گناہوں کی بازپرس نہیں ہوگی جو اس نے جالمیت میں کیے ہوں گے اور جس نے اسلام لاکر بھی برائی نہ چھوڑی، اس سے اگلے چھیلے سب عملوں کا مؤاخذہ ہوگا۔" (صحیح البخاري، کتاب استنابة المرتدین وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب هل یؤاخذ بأعمال الجاهلیة) ایک اور حدیث میں ہے «الإسلام فی بھیلے سے اللا سلام فی بھیلے سے اللا سلام فی بھیلے کے گناہوں کو مثا ویتا ہے)۔

- ۲. لیعنی اگر وہ اپنے کفر وعناد پر قائم رہے تو حلد یا بہ دیر عذاب الٰہی کے مورد بن کر رہیں گے۔
- س. فتنہ سے مراد شرک ہے۔ یعنی اس وقت تک جہاد جاری رکھو، جب تک شرک کا خاتمہ نہ ہوجائے۔
  - ٨. يعني الله كي توحيد كا پهريرا چار دانگ عالم مين لهرا جائـ
- ۵. یعنی تمہارے لیے ان کا ظاہری اسلام ہی کافی ہے، باطن کا معاملہ اللہ کے سپر د کردو، کیونکہ اس کو ظاہر وباطن ہر چیز کا علم ہے۔
  - ۲. لیعنی اسلام قبول نه کریں اور اپنے کفر اور تمہاری مخالفت پر مصر رہیں۔
    - ے. تعنی تمہارے د شمنوں پر تمہارا مدد گار اور تمہارا حامی و محافظ ہے۔
  - ٨. پس كامياب بهي ويي بو كا جس كا مولى الله بو، اور غالب بهي ويي بو كا جس كا مدر كار وه بو\_

9. غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو کافروں سے، کافروں پر لڑائی میں فتح وغلبہ حاصل ہونے کے بعد، حاصل ہو۔ پہلی امتوں میں اس کے لیے یہ طریقہ تھا کہ جنگ ختم ہونے کے بعد کافروں سے حاصل کردہ سارا مال ایک جگہ ڈھیر کردیا جاتا، آسان سے آگ آتی اور اسے جلاکر ہمسم کرڈالتی۔ لیکن امت مسلمہ کے لیے یہ مال غنیمت حلال کردیا گیا۔ اور جو مال بغیر لڑائی کے صلح کے ذریعے یا جزیہ وخراج سے وصول ہو، اسے فئی ﷺ کہا جاتا ہے۔ کبھی غنیمت کو مجمی فئی ﷺ سے تعبیر کرلیا جاتا ہے۔ مجمی نشمی ہے سے مراد جو کچھ مجمی ہو۔ یعنی تھوڑا ہو یا زیادہ، فیتی ہو یا معمولی، سب کو جمع کرکے اس

وَالْمُسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّيِيْلِ ّانْ كُنْتُوْا امْنُتُوْ بِاللهِ وَمَآا نَزُلْنَا عَلَى عَبْدِ نَا يَوْمَ الْفُرُ قَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمُعُنْ وَاللهُ عَلَى كُلِّ شَقَّ قَدِيثُرُّ ۞

إِذْ أَنَّكُمْ بِالْعُدُّوَةِ النُّهْيَّا وَهُمْ بِالْعُدُّوَةِ الْقُصُّوٰى وَالرَّكِبُ آسُفَلَ مِنْكُمْ وَالْعَدُو تَوَاعَدُ تُمْ لِكُفْتَكُفُتُهُ فَيْ إِلْهِ يُعْلِا وَلِكِنْ

کا اور قرابت داروں کا اور تیبیوں اور مسکینوں کا اور مسکنوں کا اور مسافروں کا، (۱) اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتاری ہے، (۲) جو دن حق وباطل کی جدائی کا تھا<sup>(۱)</sup> جس دن دو فوجیس بھڑگئی تھیں۔ (۱) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

المم. جب کہ تم پاس والے کنارے پر تھے اور وہ دور والے کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے نیچ تھا۔ (۱) اگر تم آپس میں وعدے کرتے تو یقیناً تم وقت معین پر پہنچنے

- r. اس نزول سے مراد فرشتوں کا اور آیات اللی (معجزات وغیرہ) کا نزول ہے جو بدر میں ہوا۔
- ۳. بدر کی جنگ ۲ ہجری کے ارمضان المبارک کو ہوئی۔ اس دن کو یوم الفرقان اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ کافروں اور مسلمانوں کے فتح و مسلمانوں کو فتح و غلبہ دے کر واضح کردیا گیا کہ اسلام حق ہے اور کفر وشرک باطل ہے۔ م. لیغی مسلمانوں اور کافروں کی فوجیں۔
- ۵. دنیا۔ دُنُوُّ سے ہے جمعنی قریب۔ مراد ہے وہ کنارہ جو مدینہ شہر کے قریب تھا۔ قصویٰ کہتے ہیں دور کو۔ کافر اس کنارے یر تھے جو مدینہ سے نسبتاً دور تھا۔
- ۲. اس سے مراد وہ تجارتی قافلہ ہے جو حضرت ابو سفیان رفائٹی کی قیادت میں شام سے مکہ جارہا تھا اور جسے حاصل کرنے
   کے لیے ہی در اصل مسلمان اس طرف آئے تھے۔ یہ پہاڑ سے بہت دور مغرب کی طرف نشیب میں تھا، جب کہ بدر کا مقام، جہاں جنگ ہوئی، بلندی پر تھا۔

ڵۣؽڡٞۻؽٳۘؗؗؗؗؗؗ۠ڎٲڡؙٵػٳؽؘڡڡٛڠؙٷٛؖؗؗۘٷڵڎڵؿۿڸؚڬڡۧڽؙ ۿڵػۼڽٛڹۑؚؾٚڐۊؚڲؘۼؙڸؽ؈ٛڿۜۼڹٛڹؾؚێڐۊٟ ۅٙٳؾٞٳٮڵؿڵڝٙؽؿؙٷۼڸؿۄ۠ۨ

اِذُيُرِيُكُهُ وُاللهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيُلاً وَلَوُ اَرْكَمَهُ وُكِيْنِيرًا لَفَشِلْتُهُ وَلَتَنَازَعْتُوْ فِي الْأَمْرِوَ الْكِتَّ اللهَ سَلَّمَ إِلَّهُ عَلِيُهُ عَلِيهُ عَلِيدًاتِ الشَّلُ وُرِ

وَ إِذْ يُوكُمُونُهُ مُو إِذِ الْتَقَيْتُهُ فِنَ آعَيْنِكُمْ قَلِيلًا وَّيُقَا لِلْكُوْ فِنَ آعَيْنِهِمُ لِيَقْضِى اللهُ ٱمُوَّا كَانَ مَعْتُولًا \* وَإِلَى اللهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿

میں مختلف ہوجاتے۔ (۱) کیکن اللہ کو تو ایک کام کرہی ڈالنا تھا جو مقرر ہوچکا تھا تاکہ جو ہلاک ہو، دلیل پر (یعنی یقین جان کر) ہلاک ہو اور جو زندہ رہے، وہ بھی دلیل پر (حق پیچان کر) زندہ رہے۔ (۱) اور بیٹک اللہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

سرم. جب کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے تیرے خواب میں ان کی تعداد کم دکھائی، اگر ان کی زیادتی دکھاتا تو تم بزدل ہوجاتے اور اس کام کے بارے میں آپس میں اختلاف کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے بچالیا، بیشک وہ دلوں کے بھیدوں سے خوب آگاہ ہے۔ (۳)

۳۳. اور جب کہ اس نے بوقت ملاقات انہیں تہاری نگاہوں میں بہت کم دکھایا اور تہہیںان کی نگاہوں میں کم دکھایا (۴) تاکہ اللہ تعالیٰ اس کام کو انجام تک پہنچادے جو کرنا

ا. یعنی اگر جنگ کے لیے با قاعدہ دن اور تاریخ کا ایک دوسرے کے ساتھ وعدہ یا اعلان ہوتا تو ممکن بلکہ یقین تھا کہ کوئی فریق لڑائی کے بغیر ہی پسپائی اختیار کرلیتا لیکن چونکہ اس جنگ کا ہونا اللہ نے لکھ رکھاتھا، اس لیے ایسے اساب پیدا کردیے گئے کہ دونوں فریق بدر کے مقام پر ایک دوسرے کے مقابل بغیر بلینگی وعدہ وعید کے، صف آرا ہوجائیں۔

۲. یہ علت ہے اللہ کی اس تقدیری مشیت کی جس کے تحت بدر میں فریقین کا اجتماع ہوا، تاکہ جو ایمان پر زندہ رہے تو وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے اور اسے یقین ہو کہ اسلام حق ہے کیونکہ اس کی حقانیت کا مشاہدہ وہ بدر میں کرچکا ہے اور جو کفر کے ساتھ ہلاک ہوتو وہ بھی دلیل کے ساتھ ہلاک ہو کیونکہ اس پر یہ واضح ہوچکا ہے کہ مشرکین کا راستہ گراہی اور باطل کا راستہ ہے۔
 سابر اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کافروں کی تعداد تھوڑی دکھائی اور وہی تعداد آپ نے صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمائی جس سے ان کے حوصلے بڑھ گئے، اگر اس کے برعکس کافروں کی تعداد زیادہ دکھائی جاتی تو صحابہ میں بہت ہمتی پیدا ہونے اور باہمی اختلاف کا اندیشہ تھا۔ لیکن اللہ نے ان دونوں باتوں سے بچالیا۔

٧٠. تاكہ وہ كافر بھى تم سے خوف كھاكر چيچھے نہ بٹيں۔ پہلا واقعہ خواب كا تھا اور يہ دكھلانا عين قال كے وقت تھا، جيسا كه الفاظ قرآنى سے واضح ہے۔ تاہم يہ معاملہ ابتداء ميں تھا۔ ليكن جب با قاعدہ لاائى شروع ہوگئ تو پھر كافروں كو مسلمان اپنے سے دوگنا نظر آتے تھے۔ جيسا كہ سورة آل عمران كى آيت: ١٣ سے معلوم ہوتا ہے۔ بعد ميں زيادہ دكھانے كى حكمت يہ نظر آتى ہے كہ كثرت ديكھ كر ان كے اندر مسلمانوں كا خوف اور دہشت بيد ملى جائے، جس سے ان كے اندر

يَّايَّهُمَّا الَّذِيْنَ الْمَنْوَّالِذَالِقِينُ ثُوُوْنَةٌ فَاتُخْبُتُوُا وَاذْكُرُوااللّهَ كَضِّيُرًا لَعَكَّكُمُ ثُفُلِكُونَ ۚ

ۅؘڵڟۣؠۼؙۅۘؗۘٳٳٮڵۿۅٙۯڛؙۅٛڮٷڵڗؾۜٵڬۿؙۅٛٲڡٞڡؙؗۺؙڵۅ۠ٳ ۅؘؾڹٝۿڔؘۑؿؙۣڲؙڴۯۅٵڞڽؚڔؙٷٲٳ۫ؾۜٳؠڵۿڡؘػ ٳڵڟۑڔۣؽؽ۞ٞ

ۅؘۘڒ۩ػٷ۫ڹ۫ۅٛٳػٲڰڹؽڹڿؘڿٷٳڡۣڽٛۮۣؽٳڔۿؚٟؗؗؗؗؗۄ ٮۜۼڵٵٷڔؽٵٚٵڵٮٛٵڛۉؠڝؙڰ۠ۏؙؽۼؽؙڛؘؚؽڸ

ہی تھا('' اور سب کام اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔ 8. اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت اللہ کو یاد کرو تاکہ تہمیں کامیانی حاصل ہو۔(''

۲۷. اور الله کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نه کرو ورنه بزدل ہوجاؤگ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر وسہار رکھو، یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

کم. اور ان لوگول جلیے نہ بنو جو اتراتے ہوئے اور لوگول میں خود نمائی کرتے ہوئے اپنے گھرول سے چلے اور اللہ

بزدلی اور بیت ہمتی پیدا ہو، اس کے بر عکس پہلے کم دکھانے میں تحکمت یہ تھی کہ وہ لانے سے گریز نہ کریں۔

ا. اس سب کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا ہوا تھا، وہ پورا ہوجائے۔ اس لیے اس نے اس کے اسبب پیدا فرماد ہے۔

۲. اب مسلمانوں کولڑائی کے وہ آداب بتائے جارہے ہیں جن کو دشمن سے مقابلے کے وقت ملحوظ رکھنا ضروری ہے سب سے پہلی بات ثابت قدمی اور استقلال ہے، کیونکہ اس کے بغیر میدان جنگ میں تھہرنا ممکن ہی نہیں ہے تاہم اس سے تحرف اور تحیز کی وہ دونوں صورتیں مشتیٰ ہوں گی جن کی پہلے وضاحت کی جاچکی ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ ثبات قدمی کے لیے بھی تحرف و تحیز ناگزیر ہوتا ہے۔ دوسری ہدایت یہ کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ تاکہ مسلمان اگر تھوڑے ہوں تو اللہ کی مدد کے طالب رہیں اور اللہ بھی کثرت ذکر کی وجہ سے ان کی طرف متوجہ رہے اور اگر مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں تو کشرت کی وجہ اللہ کی امداد پر ہی رہے۔

سبر تیسری ہدایت اللہ اور رسول کی اطاعت، ظاہر بات ہے ان نازک حالات میں اللہ اور رسول کی نافرمانی کتنی سخت خطرناک ہوسکتی ہے۔ اس لیے ایک مسلمان کے لیے ویسے تو ہر حالت میں اللہ اور رسول کی اطاعت ضروری ہے۔ تاہم میدان جنگ میں اس کی اہیت دوچند ہوجاتی ہے اور اس موقعہ پر تھوڑی می بھی نافرمانی اللہ کی مدر سے محرومی کا باعث بن سکتی ہے۔ چو تھی ہدایت کہ آپس میں تنازع اور اختلاف نہ کرو، اس سے تم بزدل ہوجاؤگ اور ہوا اکھڑجائے گ۔ اور پانچویں ہدایت کہ صبر کرو، یعنی جنگ میں کتنی بھی شدت آجائے اور جہیں گئتے بھی کھن مراحل سے گزرنا پڑے لین صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ نبی مُن گلتُن بھی شدت آجائے اور جہیں فرمایا۔ "لوگو! دشمن سے لم بھیڑ کی آرزو مت لین صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ نبی مُن گلتُن ہم کرو اور اللہ سے عافیت مانگا کرو، تاہم جب بھی دشمن سے لڑائی کا موقعہ پیدا ہوجائے تو صبر کرو (یعنی جم کر لڑو) اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔" (صحبح البخاري، کتاب الجہاد، باب کان النبي صلی الله علیه وسلم إذا لم یقاتل اور النہار آخر القتال حتی تزول الشمس)

الله والله بِمَا يَعْمَلُونَ فِحَيْظُ

وَإِذْ زَتِّنَ لَهُمُ الشَّيْطُنُ اَعْمَالَهُمُ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَانِّيْ جَارُنَّكُمُ ۚ فَكَنَا تَرَاءَ بِ الْفِعَنْنِ نَكَصَ عَلَ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّ بَرِيْنُ مُنْ لُمُ إِنِّ آرَى مَالَاتَوْنَ إِنِّيٍّ آخَاتُ اللهُ وَاللهُ شَدِيدُ العُقَابِ ﴿

إِذْ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِيْنَ فِي قُلُو بِهِمُ مَّرَضُ غَرَّهَٰؤُلَآ دِيْنُهُمُّ وَمَنُ يَّتَوَكَّلُ عَلَى اللهِ فَانَ اللهَ عَزِيْزُ عَكِيهُ

کی راہ سے روکتے تھے، (۱) اور جو کچھ وہ کررہے ہیں اللہ اسے گھیر لینے والا ہے۔

٣٨. اور جب كه ان كے اعمال كو شيطان انہيں خوشنما بناكر دكھا رہا تھا اور كہه رہا تھا كه لوگوں ميں سے كوئى بھى آج تم پر غالب نہيں آسكتا، ميں خود بھى تمہارا جمايتى ہوں ليكن جب دونوں جماعتيں آمنے سامنے ہوئيں تو اپنى ايرايوں كين جب دونوں جماعتيں آمنے سامنے ہوئيں تو تم سے برى ہوں۔ كے بل پيچھے ہٹ گيا اور كہنے لگا ميں تو تم سے برى ہوں۔ ميں وہ ديكھ رہا ہوں جو تم نہيں ديكھ رہے۔ (۱) ميں اللہ سے درتا ہوں، (۱) اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔ (۱)

اور وہ مجھی جن کے دین نے دسوں میں روگ تھا<sup>(۵)</sup> کہ انہیں تو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے (<sup>۲)</sup> اور جو بھی اللہ پر بھروسہ کرے

ا. مشر کین مکہ، جب اپنے قافلے کی حفاظت اور لڑائی کی نیت سے نکلے، تو بڑے اتراتے اور فخر وغرور کرتے ہوئے نکلے، مسلمانوں کو اس کافرانہ شیوے سے روکا گیا ہے۔

۲. مشرکین جب مکہ سے روانہ ہوئے تو انہیں اپنے حریف قبیلے بنی بکر بن کنانہ سے اندیشہ تھا کہ وہ پیچھے سے انہیں نقصان نہ پہنچائے، چنانچہ شیطان سراقہ بن مالک کی صورت بناکر آیا، جو بن بکر بن کنانہ کے ایک سردار تھے، اور انہیں نہ صرف فتح وغلبہ کی بشارت دی بلکہ اپنی حمایت کا بھی پورایقین دلایا۔ لیکن جب ملائکہ کی صورت میں امداد الہی اسے نظر آئی تو ایریوں کے بل بھاگ کھڑا ہوا۔

۳. الله کاخوف تو اس کے دل میں کیا ہونا تھا؟ تاہم اسے یقین ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کو الله کی خاص مدد حاصل ہے۔ مشرکین ان کے مقابلے میں نہیں گھہر سکیں گے۔

4. ممکن ہے یہ شیطان کے کلام کا حصہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اللہ سجانہ وتعالیٰ کی طرف سے جملہ مستانفہ ہو۔ ۵. اس سے مراد یا تو وہ مسلمان ہیں جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور مسلمانوں کی کامیابی کے بارے میں انہیں شک تھا، یا اس سے مراد مشر کین ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ مدینہ میں رہنے والے یہودی مراد ہوں۔

۲. لیخی ان کی تعداد تو دیکھو اور سروسامان کا جو حال ہے، وہ بھی ظاہر ہے۔ لیکن یہ مقابلہ کرنے چلے ہیں مشرکین مکہ ہے، جو تعداد میں بھی ان سے کہیں زیادہ ہیں اور ہر طرح کے سامان حرب اور وسائل سے مالا مال بھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دین نے ان کو دھوکے اور فریب میں ڈال دیا ہے۔ اور یہ موٹی سی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

ۅؘڵۅؙؾڗۧؽٳۮ۫ؾؾۘۊۜڨٞٵێۏؿؙؽؘػڡٞٛۯ۠ۅاڵؠؙڵڸٟۧڴڎؙ ؽۻؗڔڹۘۅٛڹۅؙۻۅؙۿۿؙ؋ۅؘٲۮڹۘٵۯۿؙٶٛڎ۠ۉڨٛۊؙ عَذَابَالخُوِيۡقِ۞

ۮ۬ڸؘؚۘڮؠؚؠؘٵۊؘػۜٙڡؘۛؾؗٲؽؠؙؽؙػؙۄؙۅؘٲؾؘٞۨۨۨۨۨٳۺ۠ڡؘڶؽۺ ؠؚڟٙڰٚۄٟڵڡ۫ۼؠؽٮؚ۞۫

كَدَائِ الْلِفِرُعُونَ ۚ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَيْلِهِمُ ۚ كَفَالُهُمُ كَفَارُوْا بِالنِّ اللهِ فَاَخَذَ هُوُاللهُ بِذُنْوُ بِهِمُ ۚ النَّا اللهَ قَوَ يُّ شَدِيْدُ الْفِقَالِ @

تو الله تعالیٰ بلاشک وشبہ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔(1)

• ه. اور کاش که تو دیکھا جب که فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں ان کے منہ پر اور سرینوں پر مار مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) تم جلنے کا عذاب چکھو۔(1)

01. یہ بسبب ان کاموں کے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے ہی بھیج رکھا ہے بیشک اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔(۲)

۵۲. مثل فرعونیوں کے حال کے اور ان سے اگلوں کے، (\*) کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں سے کفر کیا کپس اللہ نے ان کے گناہوں کے باعث انہیں کپڑلیا۔ اللہ تعالیٰ بقیناً قوت والا اور سخت عذاب والا ہے۔

ا. الله تعالیٰ نے فرمایا: ان اہل دنیا کو اہل ایمان کے عزم و ثبات کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جن کا توکل الله کی ذات پر ہے، جو غالب ہے لینی اپنے پر بھروسہ کرنے والول کو وہ بے سہارا نہیں چھوڑتا اور تھیم بھی ہے اس کے ہر فعل میں حکمت بالغہ ہے جس کے ادراک سے انسانی عقلیں قاصر ہیں۔

العض مضرین نے اسے جنگ بدر میں قتل ہونے والے مشرکین کی بابت قرار دیا ہے۔ حضرت ائن عباس فی فی فی سے ہے کہ جب مشرکین مسلمانوں کی طرف آت تو مسلمان ان کے چہروں پر تلواریں مارتے، جس سے بچنے کے لیے وہ پیدھ پھیر کر بھا گئے تو فرشتے ان کی دبروں پر تلواریں مارتے۔ لیکن یہ آیت عام ہے جو ہر کافر ومشرک کو شامل ہے اور مطلب یہ ہی موت کے وقت فرشتے ان کے مونہوں اور پشتوں (یادبروں لیخی چوٹروں) پر مارتے ہیں، جس طرح سورہ انعام میں بھی فرمایا گیا ہے: ﴿ وَالْعَلَیْكَةُ بَالِسِطُوْ الْدِیْدِوْحَہُ ﴾ (الانعام: ۹۳) (فرشتے ان کو مارنے کے لیے ہاتھ دراز کرتے ہیں) اور ابعض کی نزدیک فرشتوں کی یہ مار قیامت کے دن جہنم کی طرف لے جاتے ہوئے ہوگی اور داروغۂ جہنم کہے گا "تم جلنے کا عذاب چھو۔"
 سابہ یہ ضرب وعذاب تمہارے اپنے کر تو توں کا نتیجہ ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے، بلکہ وہ تو عادل ہے جو ہر قسم کے ظلم وجور سے پاک ہے۔ صدیث قدی میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم حرام کیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔ نے اپنے نفس پر ظلم حرام کیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے پس تم ایک وسرے پر ظلم مت کرو۔ اس کے برعس پائی پائے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔" (صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الظلم) ہی جہ کرے اور جو اس کے برعس پائے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔" (صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الظلم) میں، ان طرح ہے جس طرح فرعون اور اس سے قبل دیگر مکذبین کی عادت یا حال، اللہ کے پیغیبروں کے جھلانے میں، ان طرح ہے جس طرح فرعون اور اس سے قبل دیگر مکذبین کی عادت یا حال، اللہ کے پیغیبروں کے جھلانے میں، ان طرح ہے جس طرح فرعون اور اس سے قبل دیگر مکذبین کی عادت یا حال، اللہ کے پیغیبروں کے جھلانے میں، ان طرح ہے جس طرح فرعون اور اس سے قبل دیگر مکذبین کی عادت یا حال، اللہ کے پیغیبروں کے جھلانے میں، ان طرح ہے جس طرح فرعون اور اس سے قبل دیگر مکذبین کی عادت یا حال تھا۔

ذلِكَ بِأَنَّ اللهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعُمَهَا عَلَى قَوْمُ حَتَّى يُغَيِّرُوُا مَا بِأَنشُيهِ مُوَّوَا نَا اللهَ سَمِيعٌ عَلِيُوُّ

كَدَابُ الِ فِرْعُونُ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمُ كَذَّ بُوْ اِيالِيتِ رَبِّهِمُ فَاهْلُلُهُمْ يِذُنُوْ بِهِمُ وَاغْرَقُنَا ال فِرْعُونَ وَكُلُّ كَانُواْ ظَلِينِينَ ۞

ٳؿۜۺؘڗٳڵڎۜۅٙڷؾؚؚؖؖۼٮؙ۫ػڶڵؿۄٳڷێڹؽؽؘػڡٞۯ۠ۅٝٲڡٛۿؙۄ ڒٮؙۏؙؙۄڹؙۅٛڹ۞ٞ

ٱڵؽؽ۬ؽڂۿۮؙؾؖؠؠؗٞؠؙٛؗٛؗؗٛؗٛؠڎؙؾ۠ؽؘڡؙٛڞؙۏؽؘۼۿػۿؙؗۮ ڣۣٛػؙؙؙڴؚڸٞڡۜٷۊٟٷۿؙۅۛڶڒؠؘؾؖڨؙۅٛؽ۞

مه بید اس لیے کہ اللہ تعالی ایسانہیں کہ کسی قوم پر کوئی نعمت انعام فرماکر پھر بدل دے جب تک کہ وہ خود اپنی اس حالت کو نہ بدل دیں جو کہ ان کی اپنی تھی(ا) اور یقیناً اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

مهم. فرعونیوں کی اور ان سے پہلے کے لوگوں کی حالت کے مانند، کہ انہوں نے اپنے رب کی باتیں جھٹلائیں۔ پس ان کے گناہوں کے باعث ہم نے انہیں برباد کیا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا۔ اور یہ سارے ظالم تھے۔(1)

من الله کے نزدیک وہ ایمان جو کفر کریں، پھر وہ ایمان نہ لائیں۔

37. جن سے آپ نے عہد و پیان کر لیا پھر بھی وہ اپنے عہد و پیان کو ہر مرتبہ توڑ دیتے ہیں اور بالکل پر ہیز نہیں کرتے۔

سلا شَرُّ النَّاسِ (لو گوں میں سب سے بدت) کے بجائے انہیں شَرّ الدَّوَابِّ کہا گیا ہے۔ جو لغوی معنی کے لحاظ سے تو انسانوں اور چوپایوں وغیرہ سب پر بولا جاتا ہے۔ لیکن عام طور پر اس کا استعال چوپایوں کے لیے ہوتا ہے۔ گویا کافروں کا تعلق انسانوں سے ہی نہیں۔ کفر کا ارتکاب کرکے وہ جانور بلکہ جانوروں میں بھی سب سے بدتر جانور بن گئے ہیں۔ کا تعلق انسانوں سے ہی نہیں۔ کفر کا ارتکاب کرتے ہیں اور اس کے عواقب سے ذرا کمبر یہ یہ کا فروں بی کی ایک عادت بیان کی گئی ہے کہ ہر بار نقض عہد کا ارتکاب کرتے ہیں اور اس کے عواقب سے ذرا نہیں ڈرتے۔ بعض لو گوں نے اس سے یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ کو مراد لیا ہے، جن سے رسول الله مَنْ اللهُ عَلَیْقِیْمُ کا یہ معاہدہ تھا کہ وہ کافروں کی مدد نہیں کریں گے لیکن انہوں نے اس کی پاسداری نہیں گی۔

ڣؘٳڡۜٵؾؿ۫ڨۘؾؙۿڎ؈۬ڷػۯؙٮؚۣ؞ؘڡٛؾڗۣڎؠؚۿۭ؆ؽڂڷڡؘۿڎ ڵڡؘڴۿؙڎؙڽڋڴۯۏؙؽ۞

وَاِمَّاتَخَافَنَّ مِنُ قَـُومٍ نِنيَانَةً فَاشِّنُالِيُهِمُ عَلْ سَوَاءِ إِنَّ اللهَ لاَيْحِبُ الْخَالِمِنِيْنَ

> ۅؘڵٳؽؘڝ۬ڹۜۜٲڷڶؚڔؽؽؘػڡؘۜۯ۠ۏٲڛۘڹڠٞۅٛؗٲٳؙؾٚۿؗۯ ڒٮؙؙؽۼڿؚۯؙۅؙڹ۞

ۅٙٳؘڝؗۛڎ۠ۅؙٳڷۿؗۄ۫؆ٙٳٲڛؙؿؘڟۼؿؙۄ۫ۺؚؽ۬ٷۜ۫ٷۣۜ؋ٚ ۊۜڡؚؽ۬ ڔؚۨڔٚٵؚڟٳڶڂؽؙڶؚؿؙۅٛۿؚڹؙٷؽڽ؋عؘۮؙۊۧٳؠڶؿۅۏۘڡؘۮڰڴۄ۫

24. پس جب مجھی تو لڑائی میں ان پر غالب آجائے انہیں ایسی مار مار کہ ان کے پچھلے بھی بھاگ کھڑے ہوں (۱) ہوسکتا ہے کہ وہ عبرت حاصل کریں۔

34. اور اگر تھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی

۵۸. اور اگر تھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہد نامہ توڑدے، (۱) بے شک الله تعالی خیانت کرنے والوں کو لیند نہیں فرماتا۔ (۳)

**۵۹**. اور کافریه خیال نه کریں که وه بھاگ نگلے۔ یقیناً وه عاجز نہیں کر سکتے۔

• ٢٠. اور تم ان كے مقابلے كے ليے اپنی استطاعت بھر قوت كى تيارى كرو اور گھوڑوں كے تيار ركھنے كى (٢٠) كم اس سے تم اللہ كے اور اپنے دشمنوں كو خوف زدہ ركھ سكو اور ان كے

ا. شَرِّدُ بِهِمْ كا مطلب ہے كہ ان كو الى مار مار كہ جس سے ان كے پیچے، ان كے حمايتيوں اور ساتھيوں ميں بھلگدرُ ﴿ جَائِهَ حَىٰ كَهُ وَ اِن كَى خَمَايتيوں اور ساتھيوں ميں بھلگدرُ ﴿ جَائِهُ حَىٰ كَهُ وَ وَهُ آپ كَى طرف اس انديشے سے رخ ہى نہ كريں كہ كہيں ان كا بھى وہى حشر نہ ہو جو ان كے پیش رؤوں كا ہوا ہے۔

۲. خیانت سے مراد ہے معاہد قوم سے نقش عہد كا خطرہ۔ اور عَلَىٰ سَوَآءِ (برابرى كى حالت ميں) كا مطلب ہے كہ انہيں با قاعدہ مطلع كيا جائے كہ آئندہ ہمارے اور تمہارے درميان كوئى معاہدہ نہيں۔ تاكہ دونوں فريق اپنے اپنے طور پر اپنی حفاظت كے ذمہ دار ہوں، كوئى ایك فریق لاعلمی اور مغالطے میں نہ مارا جائے۔

اللہ العنی یہ نقض عہد اگر مسلمانوں کی طرف سے بھی ہوتو یہ خیات ہے جے اللہ تعالیٰ پہند نہیں فرماتا۔ حضرت معاویہ والنفیٰ اور رومیوں کے در میان معاہدہ تھا۔ جب معاہدے کی مدت ختم ہونے کے قریب آئی تو حضرت معاویہ والنفیٰ نے روم کی سرزمین کے قریب اپنی فوجیں جع کرنا شروع کردیں۔ مقصد یہ تھا کہ معاہدے کی مدت ختم ہوتے ہی رومیوں پر حملہ کردیا جائے۔ ایک صحابی حضرت عمرو بن عبسہ والنفیٰ کے علم میں حضرت معاویہ والنفیٰ کی یہ تیاری آئی تو انہوں نے اسے غدر سے تعبیر فرمایا اور ایک صحیت رسول بیان فرماکر اسے معاہدے کی خلاف ورزی قرار دیا، جس پر حضرت معاویہ والنفیٰ نے لینی فوجیں والیس بالیس۔ (مسند احمد: جلد ۵، سا۔ آبو داود کتاب الجہاد، باب فی الامام یکون بینہ ویین العدو عهد فیسیر نحوہ (البه)۔ ترمذی، آبواب السیر، باب ماجاء فی الغدر) کی تفیر نبی منافیہ کی تغیر نبی منافیہ کی تھی ہے۔ سین اندازی (صحیح مسلم۔ کتاب الامارة، باب فضل الرمی والحث علیہ۔ ودیگر کتب حدیث) کیونکہ اس ورد میں یہ بہت بڑا جنگی ہتھیار اور نہایت اہم فن تھا، جس طرح گھوڑے جنگ کے لیے ناگز پر ضرورت باقی شخص، جہاز اور بج بیا کہ اس آبیت سے بھی واضح ہے۔ لیکن اب تیر اندازی اور گھوڑوں کی یہ جنگی اہمیت اور افادیت وضرورت باقی نہیں رہی۔ اس لیے ﴿وَاَعِدُ وَالْهُوهُ قِاالْهُ مُعِدُ اللّٰهُ مُعِدِی کی تیاری ضروری ہے۔ جبیا کہ اس لیہ کے لیے تا بوزیں وغیرہ) کی تیاری ضروری ہے۔

ۅٙٳڂٙڔۣؾؙؽڝؙ۬ۮؙۏؽڿؗؗؗؠٵٞڒؾۘڡ۠ػٷٛٮٙۿٷٵٛڵڎؗ ؽۼٮؙڶۿؙڎؙۅٞڬٲؿؙؿڠؙٷٳڡؚڽؘڞٞڴؙ؋ۣٛڛڽؽڸؚڶڶڶؠ ؽۅؘڡٞٳڷؽڮؙؙۄ۫ۅٙٲڹؙڎ۫ۅڵۯؙڟڶؠؘۅؙؽ۞

ڡٙٳڽؘٛۘۼؘٮؘٷٛٳڸڵۺڵؽؚۅڣؘٲڿؙٮؘؗڠڶۿٵۅٙؾۘۅڰڷؗٛۼۘڷ ٳڵؿڗ۠ٳڹٞڬؙۿؙۅٳڵۺؠؽؙۼؙٳڷۼڸؽؙۿ۞

ۅٙٳڶٛؿؙڔۣؽڮؙٷٙٲڶؿٞۼٛڶٷڮٷٷٷڝٞڂۺؠڬٲڵڵۿؙ ۿؙۅؘٲڷۮؚؽٞٲڲؽۜڬؘٷؚؠؘؚڞؘۄؚ؋ۅؘڽؚٲڷؠٷٛڡڹۣؽؙؽۨ

ۅؘۘۘڵڡؘؘڹؽؙڹٛٷؙؽ۫ۑۿٟ؋ؙڵٷٲؽؙڡؙٞؾؘڡؙٵڣۣٵڷٳۯۻ ۼؚڡؚؽۼٵۺۧٵڷڡؙٚؾڹؽڹڠ۠ڶۅ۫ۑۿٟڡؗ<sup>ڒ</sup>ۅڵڮڹۜٵۺٚۿٵؽۜۜڡؘ ؠؽؙؿۿؙۄ۠ڔ۠ٳؾٞ؋ۼڔ۫ؽڒ۠ۼڮؽۄ۠۞

سوا اورول کو بھی، جنہیں تم نہیں جانے، اللہ انہیں خوب جان رہا ہے جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کروگے وہ مہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔

17. اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا اور اللہ پر بھروسہ رکھ، (ا) یقیناً وہ بہت سننے جاننے والا ہے۔

17. اور اگر وہ تجھ سے دغا بازی کرنا چاہیں گے تو اللہ تجھے کافی ہے، اس نے این مدد سے اور مومنوں سے تیری تائید کی ہے۔

۱۳۰۰ اور ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اسی نے ڈالی ہے۔ زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارا کا سارا بھی خرچ کرڈالٹا تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملاسکتا۔ یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے (۲) یقیناً وہ غالب حکمتوں والا ہے۔

ا. لیعنی اگر حالات جنگ کے بجائے صلح کے متقاضی ہوں اور دشمن بھی مائل بہ صلح ہوتو صلح کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر صلح سے دشمن کا مقصد دھو کہ اور فریب ہو، تب بھی گھبر انے کی ضرورت نہیں، اللہ پر بھروسہ رکھیں، یقینا اللہ دشمن کے فریب سے بھی محفوظ رکھے گا، اور وہ آپ کو کافی ہے۔ لیکن صلح کی یہ اجازت ایسے حالات میں ہے جب مسلمان کمزور ہوں اور صلح میں اسلام اور مسلمانوں کا مفاد ہو۔ لیکن جب معاملہ اس کے برعکس ہو، مسلمان قوت ووسائل میں ممتاز ہوں اور کافر کمزور اور مزیمت خوردہ تو اس صورت میں صلح کے بجائے کافروں کی قوت وشوکت کو توڑنا ضروری ہے۔ ﴿وَقَائِتَلُوهُ مُوسَدُّ اللّٰهِ مِنْ كُلُّهُ لِللّٰهِ ﴿ الاَنْدَانِ ٢٩)

يَايَّهُا النَّبِيُّ حَسُبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ النُوُونِيْيِنَ ﴿

يَايَّهُا النَّبِيُّ حِيْضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اِنْ "يَكُنُ مِّنْكُمْ ْعِشْنُرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوُا مِامُتَيْنِ وَانْ يَكُنُ مِّنْكُمْ هِنَاكُةٌ يَّاغُلُبُوَّا الْفَامِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمُرُّلًا يَفْفَهُوْنَ

ٵڬؽڂڡۜڡٛۜٵٮڵۿؙۘۘؗۼڬؙڡٝۯۅؘۼڸۄٳٙڽۜڣؽؙؙۿ۠ۅٚڞؙڡڟۧٵ ٷڶؿۘؽؙڹٛ؞ٞۺؙڬۄ۫ڝؚٵػڎ۠ڝٵؠڗۊ۠ؾۼ۬ڸؚۻٛٳڝٳڡؘؾؽڹ ڡٳڹڰؽ۠ؽڝٞڹڬۄؙٳڷڡٛ؞ؾۼؙڹؠ۠ۅۧٳٲڶڡٙؽڹۣؠٳۮ۬ڹۣٳۺڰ ۅٳٮڰۿؘڡؘٵڶڞؠؿۣڹ

۱۳۰۰ اے نبی! (مَنَّ اللَّهُ عَلَمُ ) تَجْهِ الله کافی ہے اور ان مومنوں کو جو تیری پیروی کررہے ہیں۔

14. اے نبی! (مُنَا اللَّهُ عَلَيْهُ البَان والوں کو جہاد کا شوق دلاؤ<sup>(۱)</sup> اگر تم میں بیس بھی صبر کرنے والے ہوں گے، تو دو سو پر غالب رہیں گے۔ اور اگر تم میں ایک سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب رہیں گے <sup>(۱)</sup> اس واسطے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں۔

۱۲۷. اچھا اب اللہ تمہارا بوجھ ہلکا کرتا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ تم میں ناتوانی ہے، پس اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ کے تھم

فرمائی۔ تم محتاج سے، اللہ نے تمہیں میرے ذریعے سے خوش حال کر دیا اور تم ایک دوسرے سے الگ الگ سے، اللہ نے میرے ذریع سے اللہ الگ سے، اللہ نے میرے ذریع سے تمہیں آپس میں جوڑدیا" نی مُنَائِنْیُم جو بات کہتے، انصار اس کے جواب میں یہی کہتے "الله ورکسُولُهُ أُمَنُّ "۔" اللہ اور اس کے رسول (مَنَائِنْیُم) کے احسانات اس سے کہیں زیادہ بیں" (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الطائف - صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ باب إعطاء المولفة قلوبهم علی الإسلام)

ا. تَحْدِ يْضٌ کے معنی ہیں ترغیب میں مبالغہ کرنا یعنی خوب رغبت دلانا اور شوق پیداکرنا۔ چنانچہ اس کے مطابق بی سَالْقِیْجُمُ جنگ سے قبل صحابہ کو جہاد کی ترغیب دیتے اور اس کی فضیلت بیان فرماتے۔ جیسا کہ بدر کے موقع پر جب مشرکین اپنی بھاری تعداد اور بھر پور وسائل کے ساتھ میدان میں آ موجود ہوئے، آپ سَالِّیْجُمُ نے فرمایا "ایسی جنت میں جانے کے لیے کھڑے ہوجاؤ جس کی چوڑائی آسانوں اور زمین کے برابر ہے" ایک صحابی عمیر بن حمام طُولِفَیْوُ نے کہا "اس کی چوڑائی آسانوں اور زمین کے برابر ہے" ایک صحابی عمیر بن حمام طُولِفَیْوُ نے کہا اور یہ امید آسانوں اور زمین کے برابر ہے ؟" میں باتھ ہوئی کا اظہار کیا اور یہ امید ظاہر کی کہ میں بھی جنت میں جانے والوں میں سے ہوں گا۔ آپ سُلُولِیُولِمُ نے فرمایا "تم اس میں جانے والوں میں سے ہوں گا۔ آپ سُلُولِیُولِمُ نے فرمایا "تم اس میں جانے والوں میں سے ہوگ۔" چنانچہ انہوں نے اپنی تلوار کی میان توڑ ڈالی اور کھجوریں نکال کر کھانے گئے، پھر جو بچیں، ہاتھ سے پھینک دیں اور کہا۔ "ان کے کھانے تک میں زندہ رہا تو یہ تو طویل زندگی ہوگی" پھر آگے بڑھے اور داد شجاعت دینے گئے، حتیٰ کہ عرص شہادت سے ہمکنار ہوگئے۔ رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم، کتاب الإمادة، باب ثبوت الجنة للشهید)

۲. یه مسلمانوں کے لیے بشارت ہے کہ تمہارے ثابت قدمی سے لڑنے والے بیس مجاہد دو سو پر اور سو ایک ہزار پر غالب رہیں گے۔ سے دو ہزار پر غالب رہیں گے، (۱) اللہ صبر کرنے والول کے ساتھ ہے۔(۱)

> مَاكَانَ لِنِيِّ آنَ يُكُوْنَ لَنَّ آسُرِٰى حَتَّى يُتُخِنَ فِ الْأَرْضِ ثُورِيُهُ وَنَ عَرَضَ اللَّهُ ثِيا أَوَّاللَّهُ يُرِيُّهُ الْإِخْرَةُ وَاللَّهُ عَزِيْزُ كَلِيْدُ

✓٢. نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہییں جب تک کہ ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہوجائے۔ تم تو دنیا کے مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے (۳) اور اللہ زورآ ور با حکمت ہے۔

ا. پچھلا تھم صحابہ ٹی اُلڈا پر گرال گزرا، کیونکہ اس کا مطلب تھا، ایک مسلمان دس کافروں کے لیے، بیس دو سو کے لیے اور سو ایک ہزار کے لیے کافی ہیں اور کافروں کے مقابلے میں مسلمانوں کی اتنی تعداد ہوتو جہاد فرض اور اس سے گریز ناجائز ہے۔ چنانچہ الله تعالیٰ نے اس میں شخفیف فرماکر ایک اور دس کا تناسب کم کرکے ایک اور دو کا تناسب کردیا۔ (صحیح البخاري، تفسیر سورة الانفال) اب اس تناسب پر جہاد ضروری اور اس سے کم پر غیر ضروری ہے۔

۲. یہ کہہ کر صبر وثبات قدمی کی اہمیت بیان فرمادی کہ اللہ کی مدد حاصل کرنے کے لیے اس کا اہتمام ضروری ہے۔ ۳۰. جنگ بدر میں ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنالیے گئے۔ یہ کفر واسلام کا چونکہ پیلا معرکہ تھا۔ اس لیے قیدیوں کے بارے میں کیا طرز عمل اختیار کیا جائے؟ ان کی بابت احکام یوری طرح واضح نہیں تھے۔ چنانچہ نبی مُثَالَّتُنَامُ نے ان ستر قداوں کے مارے میں مشورہ کما کہ کما کما جائے؟ ان کو قتل کردیا جائے یا فدید لے کر چھوڑ دیا جائے؟ جواز کی حد تک دونوں ہی باتوں کی گنجائش تھی۔ اسی لیے دونوں ہی باتیں زیر غور آئیں۔ لیکن بعض دفعہ جواز وعدم جواز سے قطع نظر حالات وظروف کے اعتبار سے زیادہ بہتر صورت اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں بھی ضرورت زیادہ بہتر صورت اختیار کرنے کی تھی۔ لیکن جواز کو سامنے رکھتے ہوئے کم تر صورت اختیار کرلی گئی، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عماب نازل ہوا۔ مشورے میں حضرت عمر ڈالٹیئ وغیرہ نے یہ مشورہ دیا کہ کفر کی قوت وشوکت توڑنے کے لیے ضروری ہے کہ ان قیدیوں کو قتل کردیا جائے، کیونکہ یہ کفر اور کافروں کے سرغنے ہیں، یہ آزاد ہوکر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زیادہ سانشیں کریں گے۔ جب کہ حضرت ابو بکر ڈالٹھنا وغیرہ کی رائے اس کے برعکس یہ تھی کہ فدیہ لے کر انہیں جھوڑ دیا حائے اور اس مال سے آئندہ جنگ کی تباری کی حائے نبی مُنَافِیْنِ نے بھی اسی رائے کو پیند فرمایا جس پر یہ اور اس کے بعد کی آبات نازل ہوئیں ﴿حَتَّى يُتُغْضِنَ فِي الْأَرْضِ﴾ کا مطلب ہے کہ اگر ملک میں کفر کا غلبہ ہے (جیسا کہ اس وقت عرب میں کفر کا غلبہ تھا) تو کافروں کی خون ریزی کرکے کفر کی قوت کو توڑنا ضروری ہے۔ اس نکتے کو نظر انداز کرکے تم نے جو فدیہ قبول کیا ہے تو گویا زیادہ بہتر صورت کو چھوڑ کر کم تر صورت کو اختیار کیا ہے جو تمہاری غلطی ہے۔ بعد میں جب كفركا غلبہ ختم ہوگیا تو قيديوں كے بارے ميں امام وقت كو اختيار دے دیا گیا كہ وہ چاہے تو قتل كردے، فديہ لے كر چھوڑ دے، يا مسلمان قيديوں كے ساتھ تبادله كرلے، اور چاہے تو ان كو غلام بنالے، حالات وظروف كے مطابق كوئى بھی صورت اختیار کرنا جائز ہے۔

ڵٷڒڮؿڮڡؚۧؽٳڵۼڝڹۜۊڶڝۜؾۧڴۄ۬ڣؽؠۧٵۧ ٳڂؘۮؙؾؙؙۅٛۼڎٳڮۼڟۣؽ۠ڰ

فَكُنُوامِتَاغَنِمْتُوُحَلُلًاكِلِبَّا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهُ إِنَّ اللَّهُ إِنَّ اللهُ عَنْوُ اللَّهُ إِنَّ اللهُ عَفُوُرُ وَحِيْرُ ﴿

ۘڲٲؿ۠ۿٵڵؿؚۧؿؙ۠ۊؙڷٙڵؚؠؽ۬؋ٛٙٲؽۘۮۣؽؙؙۮڝٚؽٵڷ۬ڵٮؘؙۯٙێٳؽ ؾۜۼڵۄٳڶؿ۠ۿۏؿ۫ڨؙڮؙڔ۫ڿٛڎڲ۫ؠٲؿؙۊۣ۬؆ؙۉڂؽؠٵڝٙؠۜٵۜؽڿڹ ڡ۪ٮؙڴۄ۫ۅؘؽۼؚۛڣٛۯڷڴۄؙۅٳڶؿ۠ۼڠؙۄ۫ۯ؞ۜٛٛٛٛ۠ٛۜڲۅؿۄ۠ٛ۞

وَانُ يُرِيْدُوُ اخِيَانَتَكَ فَقَدُ خَانُوا اللهَ مِنْ قَبُلُ فَامُكَنَّ مِنْهُوْ وَاللهُ عِلْمُ عِلَيْهِ عَكِيْهِ

۱۸. اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات کھی ہوئی نہ ہوتی (۱) تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔

19. پس جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے، خوب کھاؤ پیو<sup>(۲)</sup> اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ غفور ورحیم ہے۔

• ک. اے نی! (سَّالِقَیْمُ) اپنے قبضے میں آئے ہوئے قیدیوں سے کہہ دو کہ اگر الله تعالیٰ تمہارے دلوں میں نیک نیتی دیکھے گا<sup>(۳)</sup> تو جو پچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دے گا<sup>(۳)</sup> اور پھر گناہ بھی معاف فرمائے گا اور اللہ بخشے والا مہربان ہے ہی۔

12. اور اگر وہ تجھ سے خیانت کا خیال کریں گے تو یہ تو اس سے پہلے خود اللہ کی خیانت کرچکے ہیں آخر اس نے انہیں گرفتار کرادیا، (۵) اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

1. اس میں مفسرین کا افتلاف ہے کہ یہ کھی ہوئی بات کیا تھی؟ بعض نے کہا کہ اس سے مال غنیمت کی حلت مراد ہے لیخی چونکہ یہ نوشتہ تقدیر تھا کہ مسلمانوں کے لیے مال غنیمت حلال ہوگا، اس لیے تم نے فدید لے کر ایک جائز کام ہی کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو فدید لینے کی وجہ سے تمہیں عذاب عظیم پہنچتا۔ بعض نے اہل بدر کی مغفرت اس سے مراد کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو فدید لینے کی وجہ دگی کو عذاب میں مانع ہونا مراد لیا ہے وغیرہ۔ (تفسل کے لیے دیمجے فی القدیر) بعض نے رسول الله منگائی ہوئی کی موجود گی کو عذاب میں مانع ہونا مراد لیا ہے وغیرہ۔ (تفسل کے لیے دیمجے فی القدیر) بات میں مال غنیمت کی حات ویا کیزگی کو بیان کرکے فدیے کا جواز بیان فرمادیا گیا۔ جس سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ «کھی ہوئی بات" سے مراد شاید یہی حلت غنائم ہے۔

سل کینی ایمان واسلام لانے کی نیت اور اسے قبول کرنے کا جذبہ۔

۷۰. لیخی جو فدیہ تم سے لیا گیا ہے، اس سے بہتر تمہیں اللہ تعالی قبول اسلام کے بعد عطا فرمادے گا۔ چنانچہ ایسا بی ہوا، حضرت عباس طالفتہ وغیرہ جو ان قیدیوں میں تھے، مسلمان ہوگئے تو اس کے بعد اللہ نے انہیں دنیوی مال ودولت سے بھی خوب نوازا۔

۵. لیخی زبان سے تو اظہار اسلام کردیں لیکن مقصد دھوکہ دینا ہو، تو اس سے قبل انہوں نے کفر وشرک کا ارتکاب کرکے کیا حاصل کیا؟ یہی کہ وہ مسلمانوں کے قیدی بن گئے، اس لیے آئندہ بھی اگر وہ شرک کے راہتے پر قائم رہے تو اس سے مزید ذات ورسوائی کے سوا انہیں کچھ اور حاصل نہیں ہوگا۔

إِنَّ الَّذِيْنَ امْنُوْاوَهَاجُوُا وَجِهَدُوُا بِاَمُوالِهِهُ وَاَهْنُيهِهُ فَيْسِيْلِ اللهِ وَالَّذِيْنَ اوْوَا قَنَصَرُواً اوُلِلَكَ بَعْضُهُمُ اَوْلِياءُ بَعْضٍ وَالَّذِيْنَ الْمَنْوُا وَلَوْيُهَا جُرُواْ مَالَكُمُ مِّنَ وَلاَيَتِهِمُ مِّنَ شَيْئً حَتَّى يُهَا جُرُواْ وَإِنِ الْسَنَصَرُ وَكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُوُ النَّصُرُ الْآعلِ فَتَوْمِ بَيْنَكُمُ وَمَنَيْنَهُمُ

ۅؘٲڷڒؠڹٛػڡؘٞؠؙۅۛٲڹۼڞ۠ۿڂٲۯؙڸؽٵٛٞۼۼؗڞٟ۫ٵۣڷڒڹڤؘڠڵۮؙٷ ؘػڵؿؙۊ۫ؿۜؾؙؿٛٚۿۣٲۯؿڞۣۅؘڡؘٮٵڎؙڮؠؖ؉ۣۛۨ۞

27. جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا<sup>(۱)</sup> اور جن لوگوں نے اان کو پناہ دی اور مدد کی<sup>(۲)</sup> یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں<sup>(۳)</sup> اور جو ایمان تو لائے ہیں لیکن ہجرت نہیں کی تمہارے لیے ان کی کچھ بھی رفاقت نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔<sup>(۳)</sup> ہاں اگر وہ تم سے دین جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔<sup>(۳)</sup> ہاں اگر وہ تم سے دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو تم پر مدد کرنا ضروری ہے اور ان میں عہد و بیان ہے، ان تم جو کچھ کررہے ہو اللہ خوب دیکھتا ہے۔
وبیان ہے، (۱) تم جو کچھ کررہے ہو اللہ خوب دیکھتا ہے۔
اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ملک میں فتنہ ہوگا اور زبردست اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ملک میں فتنہ ہوگا اور زبردست فساد بریا ہوجائے گا۔ (۱)

ا. یه صحابه مهاجرین کهلاتے ہیں جو فضیلت میں صحابہ میں اول نمبر پر ہیں۔

r. یه انصار کہلاتے ہیں۔ یه فضیلت میں دوسرے نمبر پر ہیں۔

س، لیعنی ایک دوسرے کے حمایتی اور مدوگار ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔ جیسا کہ بجرت کے بعد رسول الله عَلَیْتِیْمُ نے ایک ایک ایک انصاری کے در میان رشتہ اُخوت قائم فرمادیا تھا حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کے وارث بھی بنتے تھے (بعد میں وراثت کا حکم منسوخ ہوگیا)۔

ہم. یہ صحابہ کی تیسری قسم ہے جو مہاجرین وانصار کے علاوہ ہیں۔ یہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے ہی علاقول اور قبیلول میں مقیم رہے۔ اس لیے فرمایا کہ تمہاری حمایت یا وراثت کے وہ مستحق نہیں۔

۵. مشرکین کے خلاف اگر ان کو تمہاری مدد کی ضرورت پیش آجائے تو پھر ان کی مدد کرنا ضروری ہے۔

٩. ہاں اگر وہ تم سے الی قوم کے خلاف مدد کے خواہش مند ہوں کہ تمہارے اور ان کے درمیان صلح کا اور جنگ نہ
 کرنے کا معاہدہ ہے تو پھر ان مسلمانوں کی حمایت کے مقابلے میں، معاہدے کی باسداری زیادہ ضروری ہے۔

2. لیمن جس طرح کافر ایک دوسرے کے دوست اور حمایتی بین اسی طرح اگر تم نے بھی ایمان کی بنیاد پر ایک دوسرے کی حمایت باہمی اختلاط کی حمایت باہمی اختلاط اور محبیت اور کافروں سے عدم موالات نہ کی، تو پھر بڑا فتنہ اور فساد ہوگا۔ اور وہ یہ کہ مومن اور کافر کے باہمی اختلاط اور محبت وموالات سے دین کے معاملے میں اشتباہ اور مداہت پیدا ہوگی۔ بعض نے ﴿بَعْضُهُمُ اَوْلِیَا مُعْمُونِ ﴾ سے، وارث ہوں مراد لیا ہے۔ لیمن کافر ایک دوسرے کے وارث ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کی کافر کا اور کافر کسی

ۅؘٲ؆ؽؚڹؙؽؗٵؗڡٞڹؙۅؙٳۅۿٵجؘۯؙۅؙٳۅؘڂ۪ۿۮؙۅؙۛٳ؈ٛ۬ ڛؚٙؽڸٳڶڵۼۅؘٲڷڒؽؙؽٵۅۅؙٲۅٞڹؘڞؘۯؙۅٛٲٳ۠ۅ۠ڶڵٟػۿ۠ۄ۠ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمُومَّغْضَآةٌ ۊٞرِزُقٌؓ كَرِيُّمُّ۞

ۅؘٲ؆ؽ۬ؽؾؗٵڡٞٮؙؙٷٳڝٛٵۼڡؙۘۮۅٙۿٵڿۯؙۅٲۅڿۿٮؙۉٲ ڡۘڡٙڬڎؙۊٲۅڵؠڬۄٮۛڶڎ۠ۊٲۅڷۅٵڵٳڵۯڂٲم بعڞۿۿ ڵۅؙڵؠؚڹۼۻۣ۫ڨؙؚٙڮؾ۠ۑؚٵٮڵۼٳڮٵڵڵ؋ڮڴۣۺٞؿؙٞۼڵؽڠ<sup>ڰ</sup>

42. اور جو لوگ ایمان لائے اور ججرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی۔ یہی لوگ سیح مومن ہیں، ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔()

20. اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہوکر جہاد کیا۔ پس یہ لوگ بھی تم میں سے ہی ہیں ہیں <sup>(۲)</sup> اور رشتے ناتے والے ان میں سے بعض سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کے حکم میں، <sup>(۳)</sup> بیشک اللہ تعالی ہر چیز کا جانے والا ہے۔

مسلمان کا وارث نہیں ہے۔ جیسا کہ احادیث میں اسے وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اگر تم وراثت میں کفر وایمان کو نظر انداز کرکے محض قرابت کو سامنے رکھوگے تو اس سے بڑا فتنہ اور فساد پیدا ہوگا۔

ا. یہ مہاجرین وانصار کے انہی دو گروہوں کا تذکرہ ہے، جو پہلے بھی گزرا ہے۔ یہاں دوبارہ ان کا ذکر ان کی فضیلت کے سلسلے میں ہے۔ جب کہ پہلے ان کا ذکر آپس میں ایک دوسرے کی جمایت ونصرت کا وجوب بیان کرنے کے لیے تھا۔ ۲. یہ ایک چوتھے گروہ کا ذکر ہے جو فضیلت میں پہلے دو گروہوں کے بعد اور تیسرے گروہ سے، (جنہوں نے ہجرت نہیں کی تھی) پہلے ہے۔

سا، اخوت یا طف کی بنیاد پر وراثت میں جو حصہ دار بنتے تھے، اس آیت سے اس کو منسوخ کر دیا گیا اب وارث صرف وہی ہول گے جو نسبی اور سسر الی رشتوں میں منسلک ہول گے۔ اللہ کی کتاب یا اللہ کے حکم سے مراد یہ ہے کہ لوح محفوظ میں اصل حکم یہی تھا۔ لیکن اخوت کی بنیاد پر صرف عارضی طور پر ایک دوسرے کا وارث بنا دیا گیا تھا، جو اب ضرورت ختم ہونے پر غیر ضروری ہوگیا اور اصل حکم نافذ کردیا گیا۔

## سورہ توبہ مدنی ہے اور اس میں ایک سو انتیس آیتیں شِنُولُوْ البَّوْسَیْنَ کُالْ الْمُوسِیْنِ کُالْ اللّٰهِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ

بَرَآءَةُ ثُنِّنَ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِيْنَ عَهَدُهُمُّ مِنَّ الْشُرِيْنِ

فَسِيُحُوا فِى الْاَرْضِ اَدْبَعَةَ اَشُهُرٍ وَاعْلَمُوْاَ اَكُلُوغَيْرُ مُغْجِزِى اللهِّ وَاَنَّ اللهَ مُخْزِى الكُفِي يُنَ⊙

ا. الله اور اس کے رسول کی جانب سے بیزاری کا اعلان ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے تم نے عہد ہے۔ (۱) ان مشرکوں کے بارے میں جن سے تم نے عہد ویان کیا تھا۔

لا کیں (اے مشرکو!) تم ملک میں چار مہینے تک تو چل پھرلو، (۲) جان لوکہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں، اور یہ (بھی یاد رہے) کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ (۳)

ہلا۔ وجہ تسمیہ: اس کے مفسرین نے متعدد نام ذکر کیے ہیں لیکن زیادہ مشہور دو ہیں۔ ایک توبہ، اس لیے کہ اس میں بعض مومنین کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے۔ دوسرا نام براءت ہے۔ اس لیے کہ اس میں مشرکین سے براءت کا اعلان عام ہے۔ یہ قرآن مجید کی واحد سورت ہے جس کے آغاز میں لیم اللہ الرحمٰن الرحیم درج نہیں ہے۔ اس کی بھی متعدد وجوہات کتب تفسیر میں درج ہیں۔ لیکن زیادہ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سورہ اُنفال اور سورہ توبہ ان دونوں کے مضامین میں بڑی کیسانیت پائی جاتی ہے، یہ سورت گویا سورہ انفال کا تتمہ یا بقیہ ہے۔ یہ سات بڑی سورتوں میں ساتویں بڑی سورتوں میں ساتویں بڑی سورتوں ہیں انویں بڑی سورتوں ہیں انہا ہے۔

ا. فرق مکہ کے بعد ۹ ہجری میں رسول اللہ منگا تینی کے حضرت ابو بکر صدیق والنی خصرت علی والنی اور دیگر صحابہ کو قرآن کریم کی یہ آیات اور یہ احکام دے کر بھیجا تاکہ وہ مکہ میں ان کا عام اعلان کردیں۔ انہوں نے آپ منگا تینی کے مطابق اعلان کردیا کہ کوئی شخص بیت اللہ کا عربال طواف نہیں کرے گا، بلکہ آئندہ سال سے کی مشرک کو بیت اللہ کے ج کی بی اجازت نہیں ہوگی۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب ما یسترمن العورة - مسلم، کتاب الحج باب لا یحج البیت المشرك ) کی اجازت نہیں ہوگی۔ (صحیح البیت المشرك) کا جاتھا یا جن سے چار مہینے کے اعلان براءت ان مشرکین کے لیے تھا جن سے غیر مؤقت معاہدہ تھا یا چار مہینے سے کم کا تھا یا جن سے چار مہینے ملہ سے زیادہ ایک خاص مدت تک تھا لیکن ان کی طرف سے عہد کی پاسداری کا اہتمام نہیں تھا۔ ان سب کو چار مہینے مکہ میں رہنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس مدت کے اندر اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو انہیں یہاں رہنے کی اجازت ہوگی، بصورت دیگر ان کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ چار مہینے کے بعد جزیرۂ عرب سے نکل جائیں، اگر دونوں صورتوں میں سے وہ کوئی بھی اختیار نہیں کریں گے تو وہ حربی کافر شار ہوں گے، جن سے لڑنا مسلمانوں کے لیے دونوں صورتوں میں سے وہ کوئی بھی اختیار نہیں کریں گے تو وہ حربی کافر شار ہوں گے، جن سے لڑنا مسلمانوں کے لیے دونوں صورتوں میں تاکہ جزیرۂ عرب کو تارک کی تاریکیوں سے صاف ہوجائے۔

سر. لیعنی یہ مہلت اس لیے نہیں دی جارہی ہے کہ فی الحال تمہارے خلاف کاروائی ممکن نہیں ہے بلکہ اس سے مقصد صرف تمہاری بھلائی اور خیر خواہی ہے تاکہ جو توبہ کرکے مسلمان ہونا چاہے وہ مسلمان ہوجائے۔ ورنہ یاد رکھو کہ تمہاری

ڡۘٳؙۮؘڮ۠؈ۜٵۺۊۅٙڛؙٷڸ؋ڔڵؽٵۺٵڛؽۅؙۘۘؗٙۘۘ؞ۘٵڵڂؾؚؖ ٵڵڴڬؠڔٙڷڽٵڵۿؠڔٙؽٞ۠ڝٞٵڶڡؙۺ۫ڔڮؽؽ؞ٚۉۯڛؙٷڷڎ ڣٳ۫ڽؿڹؙڎؙۄ۫ڡۿۅؘڿۘؽٷڰٷٷٳڶؾۘٷؖڲؿؿ۠ۄ۬ڬٵۼڵٷٛٳ ٵڰ۠ۄؙۼٞؽؙۯؙؙؙۿؚۼؚڔ۬ؽٵۺٳڐؚۅؘؠٙۺۣٚڔٳڷۮؚؽؙڹڰؘۿۯؙڡؙٳ ؠۼۮٙٳڛ۪ٵڸؽۄۣڞ

ٳ؆ٳٵڵؽ۬ؽؽڂۿۮؙڷڎؙۅ۫ڞٙٵڶؙۺؗڔڮؽؘڽؘڎؙٛڗٙڵۄ۫ ؽؘؿؙڞؙۅؙٛڬٛۄؙۺؘؽٵۊڵۮؽڟٳۿۯۏٵڡۜؽؽؙڬٛۄٛٲڂٮٵڣؘٳؾؿ۠ۅٛٙ ٳڵؽۿؚۣۮۼۿػۿؙۅٛٳڵؙؗٛؗؗۿڰڗڣۣڎؖٳڽۧٳڛؖۮؿؙؙؚؚؚؚڰ ٳڵؿۿؚۣڎۼۿػۿؙۅٛٳڵؙؙۿڰڗڣۣڎؖٳڽۧٳڛؖڎؽؙۼؚؚؚڰ

فَإِذَا انْسَلَحَ الْكِشَّهُ وَالْحُومُ فَاقْتُلُوا الْكُشِّيرِكِينَ

سل اور الله اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے جج کے دن (۱) صاف اطلاع ہے کہ الله مشرکوں سے بیزار ہے، اور اس کا رسول بھی، اگر اب بھی تم توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، اور اگر تم روگر دانی کرو تو جان لو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے۔ اور کافروں کو دکھ کی مارکی خبر پہنیا دیجے۔

اور انہوں نے شہر کوں کے جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے اور انہوں نے شہیں ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچایا، نہ کسی کی تمہارے خلاف مدد کی ہے تو تم بھی ان کے معاہدے کی مدت ان کے ساتھ پوری کرو، (۲) بے شک اللہ تعالی پر ہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔

۵. پھر حرمت والے مہینوں (<sup>r)</sup> کے گزرتے ہی مشرکوں

بابت اللہ کی جو تقدیر ومشیت ہے اسے تم ٹال نہیں سکتے اور اللہ کی طرف سے مسلط ذات ورسوائی سے تم نی نہیں سکتے۔

1. صحیت (بناری وسلم) اور دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ یوم حج اکبرسے مراد یوم النحر (۱۰ ذوالحجہ) کا دن ہے (ترندی: ۵۹۵، بناری: ۹۸۵، مسلم: ۹۸۲) اسی دن منی میں اعلان براءت سنایا گیا۔ ۱۰ ذوالحجہ کو حج اکبر کا دن اسی لیے کہا گیا کہ اس دن حج سب سے زیادہ اور اہم مناسک ادا کے جاتے ہیں۔ اور عوام عمرے کو حج اصغر کہا کرتے تھے۔ اس لیے عمرے سے ممتاز کرنے کے لیے حج کو حج اکبر کہا گیا۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جوج جمعہ کے دن آئے، وہ حج اکبر ہے، یہ بے اصل بات ہے۔

۲. یہ مشرکین کی چوتھی قشم ہے۔ ان سے جتنی مدت کا معاہدہ تھا، اس مدت تک انہیں رہنے کی اجازت دے دی گئی،
 کیونکہ انہوں نے معاہدے کی پاسداری کی اور اس کے خلاف کوئی حرکت نہیں کی، اس لیے مسلمانوں کے لیے بھی اس کی پاسداری کو ضروری قرار دیا گیا۔

سلا ان حرمت والے مہینوں سے کیا مراد ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ ایک رائے تو یہ ہے کہ اس سے مراد وہی چار مہینے ہیں جو حرمت والے مہینوں سے کی اس سے مراد وہی چار مہینے ہیں جو حرمت والے ہیں۔ لیخی رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ اور اعلان براءت ۱۰ ذوالحجہ کو کیا گیا۔ اس اعتبار سے گویا اعلان کے بعد پچاس دن کی مہلت انہیں دی گئی۔ کیونکہ حرمت والے مہینوں کے گزرنے کے بعد مشرکین کو پکڑنے اور قتل کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ لیکن امام ائن کثیر نے کہا ہے کہ یہاں اُشھور حُورُمْ سے مراد وہ حرمت والے مہینے نہیں ہیں بلکہ ۱۰ ذوالحجہ سے لے کر ۱۰ ربیج الثانی تک کے چار مہینے مراد ہیں۔ انہیں اَشھور حُورُمْ اس لیے کہا گیا ہے کہ اعلان براءت کی روسے ان چار مہینوں میں ان مشرکین سے لڑنے اور ان کے خلاف کی اجازت نہیں تھی۔

حَيْثُ وَجَهُ تُنْوُهُمُ وَخُنُ وَهُمْ وَاحْصُرُوهُمُ وَاحْصُرُوهُمُ وَاقْتُدُوا وَاَقَامُوا وَاقْعُنُ وَالْهُمُ كُلُّ مَرْصَا ۚ فَإِنَ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلَوْةَ وَاتَوُّ الرَّكُوةَ فَخَنُّوا سِبِيلَهُمُوْ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ تَرِيرُهُوْ

ۉٳڶٛٳٙػۘۘۘڮ۠ڝۜٞؽٳڶڣٛۺ۬ڔڮڹٛؽٳۺؾۜڿٳۯڬٷٛڣٳٛڿۘۯٷ۠ ڂڝۨٞؽۺؠؘػڮٳڗڶؿٳؿؙؖڴٵۘؠؙڸؚڣؙٷؙڡٵڡٛٮؘڬڎۮٳڮ ڔۣٲٮٞۿؙڎۊؘڡ۫ٛڒ۠ڒؽۼۘۮؠٷٛؽ۞۫

کو جہاں پاؤ قتل کرو<sup>(۱)</sup> انہیں گرفتار کرو،<sup>(۲)</sup> ان کا محاصرہ کرلو اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جابیٹھو،<sup>(۳)</sup> ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہوجائیں اور زکوۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو۔<sup>(۳)</sup> یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۲. اور اگر مشر کول بیں سے کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے تو تو اسے پناہ دے دے یہال تک کہ وہ کلام اللہ س لے پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچا دے۔ (۵) یہ اس لیے

اعلان براءت کی رو سے یہ تاویل مناسب معلوم ہوتی ہے، واللہ اُعلم بالصواب۔

ا. بعض مفسرین نے اس تھم کو عام رکھا ہے لیعنی حل یا حرم میں، جہاں بھی پاؤ، قتل کرو۔ اور بعض مفسرین نے ﴿ وَلَا تَقْیَاوُهُمُ مُو عَنْکَ الْمُسَوْحِ الْاَحْرَامِحَ فَی یُقْتِلُو کُنُمْ وَیْدُو قَانُ فَتَلُو کُمْ فَافْتُلُو هُمْ الْمِسْوِدِ اللّهَ وَ اللّهِ وَ اللّهِ اللّهُ الللّهُ اللّهُ ال

ا. یکی این طیدی بنا تو یا س کردو۔ سولینی ایس ایسر راکتذان کر م

سا بین اس بات پر اکتفا نہ کرو کہ وہ تمہیں کہیں ملیں تو تم کاروائی کرو۔ بلکہ جہاں جہاں ان کے حصار، قلعے اور پناہ گاہیں ہیں، وہاں وہاں ان کی گھات میں رہو۔ حتیٰ کہ تمہاری اجازت کے بغیر ان کے لیے نقل وحرکت ممکن نہ رہے۔

ادائے زکو کی کاروائی ان کے خلاف نہ کی جائے، کیونکہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ گویا قبول اسلام کے بعد اقامت صلاۃ اور ادائے زکوۃ کا اجتمام ضروری ہے، اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔ جس طرح حضرت ابو بکر صدیق ڈالٹھئٹ نے مانعین زکوۃ کے خلاف، اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے جہاد کیا۔ اور فرمایا واللهِ لَا قُواَتِلَنَّ مَنْ فَرَقَ بَیْنَ الصَّلوٰةِ وَالذَّ کَاةِ (متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ، فصل ثالث) "اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے در میان فرق کریں گے۔ " یعنی نماز تو پڑھیں لیکن زکوٰۃ ادا کرنے سے گریز کریں۔

۵. اس آیت میں مذکورہ حربی کافروں کے بارے میں ایک رخصت دی گئی کہ اگر کوئی کافر پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دو یعنی اسے این حفظ وامان میں رکھو تاکہ کوئی مسلمان اسے قتل نہ کرسکے۔ اور تاکہ اسے اللہ کی باتیں سننے اور اسلام کے سیحضے کا موقعہ ملے، ممکن ہے اس طرح اسے توبہ اور قبول اسلام کی توفیق مل جائے۔ لیکن اگر وہ کلام اللہ سننے کی باوجود مسلمان نہیں ہوتا تو اسے اس کی جائے امن تک پہنچادو۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی امان کی پاسداری آخر تک کرنی ہے، جب تک کہ وہ اپنے مستقر تک بخیریت واپس نہیں پہنچ جاتا اس کی جان کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے۔

کہ یہ لوگ بے علم ہیں۔(۱)

2. مشرکوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک

کیسے عہد رہ سکتا ہے سوائے ان کے جن سے تم نے مسجد

حرام کے پاس عہد و پیان کیا ہے، (\*) جب تک وہ لوگ تم

سے معاہدہ نبھائیں تم بھی ان سے وفاداری کرو، اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔ (\*)

۸. ان کے وعدوں کا کیا اعتبار ان کا اگر تم پر غلبہ ہوجائے تو نہ یہ قرابت داری کا خیال کریں نہ عہد و پیان کا، (۳) اپنی زبانوں سے تو حمہیں پرچا رہے ہیں لیکن ان کے دل نہیں مانتے ان میں سے اکثر تو فاسق ہیں۔

9. انہوں نے اللہ کی آیتوں کو بہت کم قیمت پرنے کے دیا اور اس کی راہ سے روکا۔ بہت برا ہے جو یہ کر رہے ہیں۔

10. یہ تو کسی مسلمان کے حق میں کسی رشتہ داری کا یا عہد کا مطلق لحاظ نہیں کرتے، اور یہ ہیں ہی حد سے گزرنے والے۔

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهَنَّ عِنْدَاللهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهَ إِلَّا الَّذِيْنَ غَهَنْ تُتُوعِنْدَالْسَّجِيدِ الْحَرَامِ فَمَا السَّقَامُ وَالكُوْفَ السَّقِيمُوْالهُمُ إِنَّ اللهُ يُعِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۞

ڬؽڡٛ۬ۯٳڹؖؾؙڟۿۯؙۉٳڡػؽڬۄؙڵڒؽڗڠٛڹٷٳۏؽڬۄؙٳڵؖۛڴ ٷڵڒڿ؆ٙؿؙؽۯڞؙۅٛٮڬٷڔؠٲڡ۬ٛۅٳۿۿۄؙۅؾٲؙڶ ڠؙڮؙڔؙؠؙۿؙڎٷٳٙۘٛٛٛػؚڗؙۿؙۄؗۛۏڶڛڨؙؙۏڹ۞ۧ

ٳۺؙؾۘڒٷٳڽٳڸؾؚٵٮڵٶؿؘؠٮۘ۫ٵۊؘڸؽڵڒۏؘڝۘڷ۠ۉٵؖؖؖۜۜٸؽؙ ڛۜڔؽڽڸ؋؞ٳڹۜڞؙؙؙۄؙڛٵٛؿڝٵػٳٮٷٳۑۼۛؠڵۏؽ۞ ڵڒؿڒؿؙڹۉڹ؋ٛؽؙٷؙڝؙڣۣ؈ٳڷڒۊٞڵڒۮؚۺۜٙڐٷٳۉڶڵ۪ٟػ ۿؙؙؙؙۄٳڵؠ۫ٛڠؙؾؙۮؙۉڹ۞

ا. لیعنی پناہ کے طلب گاروں کو پناہ کی رخصت اس لیے دی گئی ہے کہ یہ ہے علم لوگ ہیں۔ ممکن ہے اللہ اور رسول کی باتیں ان کے علم میں آئیں اور مسلمانوں کا اخلاق و کردار دیکھیں تو وہ اسلام کی حقانیت وصدافت کے قائل ہوجائیں اور اسلام قبول کر کے آخرت کے عذاب سے نئے جائیں۔ جس طرح صلح حدیثیہ کے بعد بہت سے کافر امان طلب کر کے مدینہ آتے جاتے رہے تو انہیں مسلمانوں کے اخلاق و کردار کے مشاہدے سے اسلام کے سیجھنے میں بڑی مدد ملی اور بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے۔
۲. یہ استفہام نفی کے لیے ہے، لیعنی جن مشرکین سے تمہارا معاہدہ ہے، ان کے علاوہ اب کسی سے معاہدہ باقی نہیں رہا ہے۔ سبر یعنی عبد کی پاسداری، اللہ کے بال بہت پہندیدہ امر ہے۔ اس لیے معاملے میں اختیاط ضروری ہے۔
۱۲. گیف ، پھر بطور تاکید، نفی کے لیے ہے۔ إِلِنَّ کے معنی قرابت (رشتہ داری) اور ذِمَّةٌ کے معنی عبد کے ہیں۔ یعنی ان مشرکین کی زبانی باتوں کا کیا اعتبار، جب کہ ان کا یہ حال ہے کہ اگر یہ تم پر غالب آجائیں تو کسی قرابت اور عبد کا پاس نہیں کریں گے۔ بعض مفسرین کے نزدیک پہلا کیف مشرکین کے لیے ہے اور دوسرے سے یہودیوں ہی کا رہا ہے۔ کیونکہ ان کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں کو کم قیت پر بیج دیتے ہیں۔ اور یہ وطیرہ یہودیوں ہی کا رہا ہے۔
کے بیار بار وضاحت سے مقصود مشرکین اور یہود کی اسلام دشمنی اور ان کے سینوں میں مخفی عداوت کے جذبات کو بے نقاب کرنا ہے۔
کہ بار بار وضاحت سے مقصود مشرکین اور یہود کی اسلام دشمنی اور ان کے سینوں میں مخفی عداوت کے جذبات کو بے نقاب کرنا ہے۔

فَإِنْ تَأْبُوْا وَأَقَامُوا الصَّلَوْةَ وَالتَّوُا الزَّكُوةَ فَإِخْوَا نُكُوُّ فِي الدِّيْنِ وَنُفَصِّلُ الْأَيْتِ لِقَوْمِ يَّعَلَمُونَ ۞

وَإِنْ تَكَثُوْاَ اَيُمَانَهُ مُ مِّنَ اَبَعُهِ عَهْدِهِمُ وَطَعَنُواْ فَ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُواَ آيِمَةَ الصُّفُمْ الِتَهُمُ لَآ اَيْمَانَ لَهُمُ لَعَلَّهُ مُرْيَنْتَهُونَ ©

الاتْقَاتِلُوْنَ قُومًا نَّكَنُّوْ اَلَيْمَا نَهُمُ

11. اب بھی اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہوجائیں اور زکوۃ دیتے رہیں، تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ (۱) ہم تو جاننے والوں کے لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کررہے ہیں۔

17. اور اگر یہ لوگ عہد و پیان کے بعد بھی اپنی قسموں کو توڑدیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم بھی ان سر داران کفر سے بھڑ جاؤ۔ ان کی قسمیں (۲) کوئی چیز نہیں، ممکن ہے کہ اس طرح وہ بھی باز آ جائیں۔

18. تم ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے کیوں تیار نہیں

ا. نماز - توحید ورسالت کے اقرار کے بعد- اسلام کا سب سے اہم رکن ہے، جو اللہ کا حق ہے، اس میں اللہ کی عبادت کے مختلف پہلو ہیں۔ اس میں دست بستہ قیام ہے، رکوع وجود ہے، دعاء ومناجات ہے، اللہ کی عظمت وجلالت کا اور اپنی عاجزی و بے کسی کا اظہار ہے۔ عبادت کی یہ ساری صورتیں اور قسمیں صرف اللہ کے لیے خاص ہیں۔ نماز کے بعد دوسرا اہم فریضہ زکوۃ ہے، جس میں عبادتی پہلو کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بھی شامل ہیں۔ زکوۃ سے معاشرے کے اور زکوۃ دینے والے کے قبیلے کے ضرورت مند، مفلس ونادار اور معذور ومختاج لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اسی لیے حدیث میں بھی شہادت کے بعد ان بی دو چیزوں کو نمایاں کرکے بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم شکافیڈ کے فرمایا "مجھے تھم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (منافیڈیم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ویں" (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب فإن تابوا وأقاموا الصلوٰۃ مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس) حضرت عبد اللہ بن مسعود شکافیڈیم کول ہے۔ و من لم یز کے فلا صلوٰۃ له (عمالہ نہ کورہ) "جس نے زکوۃ نہیں دی، اس کی نماز بھی نہیں۔"

الدیمان میری نی کی جمع ہے، جس کے معنی قسم کے ہیں۔ ائمہ، امام کی جمع ہے۔ مراد پیشوا اور لیڈر ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ عبد توڑدی، اور دین میں طعن کریں، تو ظاہری طور پر یہ قسمیں بھی کھائیں تو ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ کفر کے ان پیشواؤں سے لڑائی کرو۔ ممکن ہے اس طرح یہ اپنے کفر سے باز آجائیں۔ اس سے احناف نے اسدال کیا ہے کہ ذی (اسلامی مملکت میں رہائش پذیر غیر مسلم) اگر نقض عبد نہیں کرتا، البتہ دین اسلام میں طعن کرتا ہے تو اسے قبل نہیں کرتا، البتہ دین اسلام میں طعن کرتا ہے تو اسے قبل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ قرآن نے اس سے قبال کے لیے دو چیزیں ذکر کی ہیں، اس لیے جب تک دونوں چیزوں کا صدور نہیں ہوگا، وہ قبال کا مستحق نہیں ہوگا۔ لیکن امام مالک، امام شافعی اور دیگر علماء طعن فی الدین کو نقش عبد بھی قرار دیتے ہیں۔ اس لیے ان کے نزدیک اس میں دونوں ہی چیزیں آجاتی ہیں، لہذا اس ذی کا قبل جائز ہے، اس طرح نقض عبد کی صورت میں بھی قبل جائز ہے۔ (فی القدیر)

وَهَـٰ تُوُا بِإِخْرَاحِ الرَّسُوْلِ وَهُمُّ بَكَءُوُكُوْ ٱوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَّشْتُونَهُمُ ۚ فَاللّٰهُ اَحَثْ اَنْ تَّضْتُونُهُ إِنْ كُنْ تُوْمُؤُمِنِينَ®

ڠٙٳؾڵۅ۫ۿؙۘۮؙؽۼڹٚؠۿؙۮؙٳٮڵڎؙڔؚٳؙؽؙڮؚؽؙؙۮ۬ۅؽؙۼؚٛ۬ۯؚۿؚؚۿ ۅؘؽؿؙڞؙڒؙؽؙؗٷڲؘؽؠؗٛ؋ۅؘۜۺٙؿؙڝڞؙۮؙۏڒۊؘۅ۫*ۄۨۺٝۊ۫*ڡڹۣؽؽؗ۞ۨ

ٷؽؙۯ۫ۿؚڹؙۼؽڟؙڨؙڒٛؠۿؚۿٷۛؽؾؙٛۅؚٛٛٛٛٛٛٵڶڵؖۮؙۘؗؗٸڸڡٞ ؿۜؿؘٵٛٷؘڶڶۿؙۼڸؽؗڎ۠ۘٷؽؿٛٛ<sup>۞</sup>

ٱمْرَحَدِبْتُمُ آنَ تُتَكُوُّ اوَلَمَّا يَعْلِمُ اللهُ الَّذِيْنَ خِهَ لُ وُامِنُكُوْ وَلَهُ يَتَّخِثُ وُامِنُ دُونِ اللهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلِا الْمُؤْمِنِيُنَ وَلِيُجَةً وَاللهُ خَبِيُرُّ بِمَا تَعْمُلُوْنَ ۚ

ہوتے (۱) جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑدیا اور پیٹمبر کو جلا وطن
کرنے کی فکر میں ہیں (۲) اور خود ہی اول بار انہوں نے تم
سے چھیڑ کی ہے۔ (۳) کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ ہی زیادہ
مستحق ہے کہ تم اس کا ڈر رکھو بشرطیکہ تم ایمان والے ہو۔
۱۳ ان سے تم جنگ کرو اللہ تعالی انہیں تمہارے ہاتھوں
عذاب دے گا، انہیں ذلیل و رسوا کرے گا، تمہیں ان
پر مدد دے گا، انہیں ذلیل و رسوا کرے گا، تمہیں ان
پر مدد دے گا اور مسلمانوں کے کلیج ٹھنڈے کرے گا۔
بر مدد وے گا اور مسلمانوں کے کلیج ٹھنڈے کرے گا۔
بر مدد وے گا اور مسلمانوں ہے کا جو ٹھنڈے کرے گا۔
بر مدت سے توجہ فرماتا ہے۔ اور

17. کیا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ تم چھوڑ دیے جاؤگے (۵) حالانکہ اب تک اللہ نے تم میں سے انہیں ممتاز نہیں کیا جو مجاہد ہیں (۲) اور جنہوں نے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور مومنوں کے سواکسی کو ولی دوست نہیں

ا. أَلَا حرف تحضيض ہے، جس سے رغبت دلائی جاتی ہے، اللہ تعالی مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دے رہا ہے۔ ۲. اس سے مراد دار الندوہ کی وہ مشاورت ہے جس میں رؤسائے مکہ نے نبی سُکُالیَّیْمِ کے جلاوطن کرنے، قید کرنے یا قتل کرنے کی تجویزوں پر غور کیا۔

سال اس سے مرادیا تو بدر کی جنگ میں مشرکین ملہ کا رویہ ہے کہ وہ اپنے تجارتی قافلے کی حفاظت کے لیے گئے۔ لیکن اس کے باوجود کہ انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ قافلہ بی کر نکل گیا ہے، وہ بدر کے مقام پر مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کرتے اور چھیڑ خانی کرتے رہے، جس کے نتیج میں بالآخر جنگ ہوکر رہی۔ یا اس سے مراد قبیلہ بنی بکر کی وہ امداد ہے جو قریش نے کی، جب کہ انہوں نے رسول مُنگا پینی کے حلیف قبیلے خزاعہ پر چڑھائی کی تھی درآل حالیکہ قریش کی یہ امداد معاہدے کی خلاف ورزی تھی۔ ملکوں نے رسول مُنگا پینی جب مسلمان کرور تھے تو یہ مشرکین ان پر ظلم وستم کرتے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دل ان کی طرف سے بڑے دکھی اور مجروح تھے۔ جب تمہارے ہاتھوں وہ قتل ہوں گے اور ذلت ورسوائی ان کے جے میں آئے گی تو فطری بات ہے کہ اس سے مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں کے کہج ٹھنڈے اور دلوں کا غصہ فرو ہوگا۔

- ۵. لیعنی بغیر امتحان اور آزماکش کے۔
- ۲. گویا جہاد کے ذریعے امتحان لیا گیا۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَنُ يَعَمُرُوْ اَمَلِعِدَاللهِ شَهِدِيْنَ عَلَ اَنْفُسِهِمُ بِالكُفْرِ الْوَلِيَّ فَرَخِدَاللهِ اَعْمَالُهُمُّ وَفِي التَّالِهُمُ خِلِدُوْنَ

إِنَّهَايَعَثُرُمَنِهِمَاللّهِ مَنْ امْنَ بِاللّهِ وَالْيُؤْمِ الْاِخْدِ وَاقَامَ الصَّلْوَةَ وَانَّ الزَّكُوةَ وَلَوْيَغُثُ الِّاللَّةُ فَعَنَى اُولِيْكَ اَنْ يُلُونُوْ امِنَ الْهُفَتِدِيْنَ

بنایا۔ (۱) اور اللہ خوب خبر دار ہے جو تم کررہے ہو۔ (۲)

12. لائق نہیں کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد
کریں۔ درآں حالیکہ وہ خود اپنے کفر کے آپ ہی گواہ
بیں، (۳) ان کے اعمال غارت واکارت بیں، اور وہ دائک
طور پر جہنمی ہیں۔ (۴)

11. الله كى مسجدوں كو آباد كرنا تو صرف ان لوگوں كا حصه ج جو الله پر اور قیامت كے دن پر ايمان ركھتے ہوں، فمازوں كے پابند ہوں، زكوة دیتے ہوں، الله كے سواكى سے نه درتے ہوں، توقع ہے كه يہى لوگ يقيناً بدايت يافتہ ہیں۔ (۵)

ا. وَلِيْجَةٌ، گبرے اور دلی دوست کو کہتے ہیں مسلمانوں کو چونکہ اللہ اور رسول کے دشمنوں سے محبت کرنے اور دوستانہ تعلقات رکھنے سے بھی منع کیا گیا تھا، لہذا یہ بھی آزمائش کا ایک ذریعہ تھا جس سے مخلص مومنوں کودوسروں سے ممتاز کیا گیا۔

۲. مطلب یہ ہے کہ اللہ کو تو پہلے ہی ہر چیز کا علم ہے۔ لیکن جہاد کی حکمت یہ ہے کہ اس سے مخلص اور غیر مخلص، فرمال بردار اور نافرمان بندے نمایال ہوکر سامنے آجاتے ہیں، جنہیں ہر شخص دیکھ اور پیچان لیتا ہے۔

سا. مَسَاجِدَ اللهِ سے مراد مسجد حرام ہے جمع کا لفظ اس لیے استعال کیا گیا کہ یہ تمام مساجد کا قبلہ ومرکز ہے یا عربوں میں واحد کے لیے بھی جمع کا استعال جائز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے گھر (یعنی مسجد حرام) کو تعمیر یا آباد کرنا یہ ایمان والوں کا کام ہے نہ کہ ان کا جو کفر وشرک کا ارتکاب اور اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ جیسے وہ آلبیہ ہیں کہا کرتے شے لَبَیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ، إِلَّا شَرِیْگا هُوَ لَكَ، تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ (صحیح مسلم، باب التلبیة) یا اس سے مراد وہ اعتراف ہے جو ہر فدہب والا کرتا ہے کہ میں یہودی، نھرانی، صالی یا مشرک ہوں۔ (ٹے القدر)

۷. لینی ان کے وہ عمل جو بظاہر نیک لگتے ہیں، جیسے طواف وعمرہ اور حاجیوں کی خدمت وغیرہ۔ کیونکہ ایمان کے بغیر یہ اعمال ایسے درخت کی طرح ہیں جو بے ثمر ہیں یا ان پھولوں کی طرح ہیں جن میں خوشبو نہیں ہے۔

۵. جس طرح حدیث میں بھی ہے، نی مَثَالَیْمُ نے فرمایا إِذَا رَایْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادُ الْمَسْجِدَ، فَاشْهَدُوْا لَهُ بِالْإِیْمَانِ (تومذی، تفسیر سورة النوبة) "جب تم ویکھو کہ ایک آدمی معجد میں پابندی سے آتا ہے تو تم اس کے ایمان کی گوائی دو۔" قرآن کریم میں یہاں بھی ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے بعد جن اعمال کا ذکر کیا گیا ہے، وہ نماز، زکوۃ اور خشیت اللی ہے۔ جس سے نماز، زکوۃ اور تقویٰ کی ایمیت واضح ہے۔

اَجَعَلْتُمُوسِقَايَةَ الْحَكِّجِ وَعِمَارَةَ الْمَسَجِدِ الْحُرَامِكِمَنُ امْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاِخْدِ وَجِهَى فِيُ سَبِيْلِ اللهِ لَاليَسْتَوْنَ عِنْدَ اللهِ وَاللهُ لَا يَهُدِي الْقَوْمُ الطَّلِمِيْنَ۞

ٱتَّذِينَ الْمَنُوا وَهَاجَرُوْا وَجَهَدُوُالِهُ وَالْفُ سَبِيْلِ اللهِ بِأَمُوالِهُ وَانْشُهِمْ أَعْظُوْدَرَجَهُ ۗ

19. كيا تم نے حاجيوں كو پانى بلا دينا اور مسجد حرام كى خدمت كرنا اس كے برابر كرديا ہے جو الله پر اور آخرت كے دن پر ايمان لائے اور الله كى راہ ميں جہاد كيا، يه الله كے نزديك برابر كے نہيں (۱) اور الله تعالى ظالموں كو ہدايت نہيں ديتا۔ (۱)

۲۰ جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، اللہ کی راہ میں اپنے
 مال اور اپنی جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے

ا. مشر کین حاجیوں کو پانی بلانے اور مسجد حرام کی دیکھ بھال کا جو کام کرتے تھے، اس پر انہیں بڑا فخر تھا اور اس کے مقالبے میں وہ ایمان وجہاد کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے جس کا اہتمام مسلمانوں کے اندر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرماما کیا تم سقایت حاج اور عمارت مسجد حرام کو ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے برابر سبھتے ہو؟ یاد رکھو اللہ کے نزدیک یہ برابر نہیں۔ بلکہ مشرک کا کوئی عمل بھی مقبول نہیں، چاہے وہ صورةً خیر ہی ہو۔ جیسا کہ اس سے پہلی آیت کے جملے ﴿ حَبِطَتُ أَعْمَالُاثُهُ ﴾ میں واضح کما حاچکا ہے۔ بعض روایت میں اس کا سبب نزول مسلمانوں کی آپس میں ایک گفتگو کو بتلایا گیا ہے کہ ایک روز منبر نبوی کے قریب کچھ مسلمان جمع تھے، ان میں سے ایک نے کہا کہ اسلام لانے کے بعد میرے نزدیک سب سے بڑا عمل حاجیوں کو پانی بلانا ہے۔ دوسرے نے کہا، مسجد حرام کو آباد کرنا ہے۔ تبسرے نے کہا، بلکہ جہاد فی سبیل اللہ ان تمام عملوں سے بہتر ہے جو تم نے بیان کیے ہیں۔ حضرت عمر ڈلائٹڈ نے جب انہیں اس طرح ہاہم تکرار کرتے ہوئے سنا تو انہیں ڈانٹا اور فرمایا کہ منبر رسول مُلَاثِیْتُلِ کے پاس آوازیں اونجی مت کرو۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ راوی حدیث حضرت نعمان بن بشیر ر اللہ کہ میں کہ میں جمعہ کے بعد نبی عَلَیْتِا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی آپس کی اس گفتگو کی بابت استفسار کیا، جس پر یه آیت نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الشهادة في سبل الله) جس ميں گویا یہ واضح کر دیا گیا کہ ایمان باللہ، ایمان بالآخرت اور جہاد فی سبیل اللہ سب سے زیادہ اہمیت وفضیات والے عمل ہیں۔ تفتگو کے حوالے سے اصل اہمیت وفضلت تو جہاد کی بیان کرنی تھی لیکن ایمان باللہ کے بغیر چونکہ کوئی بھی عمل مقبول نہیں، اس لیے پہلے اسے بان کیا گیا۔ بہر حال اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں۔ دوسرا یہ معلوم ہوا کہ اس کا سبب نزول مشر کین کے مزعومات فاسدہ کے علاوہ خود مسلمانوں کا بھی اپنے اپنے طور یر بعض عملوں کو بعض پر زیادہ اہمیت دینا تھا، جب کہ یہ کام شارع کا ہے نہ کہ مومنوں کا۔ مومنوں کا کام تو ہر اس بات یر عمل کرنا ہے جو اللہ اور رسول کی طرف سے انہیں بتلائی جائے۔

۲. لیعنی یہ لوگ چاہے کیسے بھی دعوے کریں، حقیقت میں ظالم ہیں لیعنی مشرک ہیں، اس لیے کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ اس ظلم کی وجہ سے یہ ہدایت الٰہی سے محروم ہیں۔ اس لیے ان کا اور مسلمانوں کا، جو ہدایت الٰہی سے بہرہ ور ہیں، آپس میں کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔

عِنْكَاللَّهِ ۚ وَالْوَلِيِّكَ هُمُ الْفَآيِٰرُوْنَ ۞ يُبَشِّرُهُمُ رَبُّهُمُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضُوانٍ وَّجَبَّتٍ لَّهُمُ فِيْهُمَ اَنِعِيْمُ مُنْقِيْمُ ۗ

> ڂڸٮؚؽ۫ڹؘ؋ؽؠٵۧٲؠؘػٵڗ۠ؾٞٵۺڰ؏ٮ۬ۮۏۜٲۻؚ۠ ۼڟؚؽؿؙ۞

يَايُهُا الَّذِينَ امْنُوا لاِتَتَّخِنُ وَالبَّاءَكُمُ وَ اِخُوانَكُوْ اوْلِياءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَ الْإِنْمُانِ وَمَنُ يَّتَوَلَّهُمُّ يِّنَكُمُ فَا لُولِكَ هُمُ الطِّلُونَ ق

ڞؙڵٳڽؙ؆ڹٵڣۜٳٞٷؙڴۄؙۅٲؠڹۜٲٷٞڴۄؙۅٵڂۅٲٮ۠ڴۄؙ ۅٲڎۅٵڿؙڴۄٛۅۼۺؙؽڗڰڴۅٵؠۘٷٵڵٳڨٙڗڡٛٞۺؙٷۿٵ ۅؾۼٵڔٷۨؿڞۘڝؙڶڮػڴۅۺڹٵڎۿٵۅؘڡۺڮڽ ٮڗڞۅؙڹۿٵۧڂۻٙٳڶؽػ۠ۄؙۺڹٳٮڶؾۏۅڗڛؙۅؙڸ؋ ۅڿۿٳڋ؈۬ۺؠؽڸؚ؋ڣٙڰٙٷۜڞٷٳڂڝۨٚؽٳٛؿٵڵڵۿ ؠٲۺٷ۫ۘۅؙڶڵۿڵڒؽۿؠؚؽٵڡ۫ڠۅ۫ؿۯڶۿڛۊؚؿڹٛ۞۠

مرتبہ والے ہیں، اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

11. انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت کی
اور رضامندی کی اور جنتوں کی، ان کے لیے وہاں دوامی
نعمت ہے۔

۲۲. وہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہ کے پاس یقیناً بہت بڑے تواب ہیں۔(۱)

سرم. اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ پورا گناہ گار ظالم ہے۔ (۲)

رجم الرب کہہ دیجے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے کو تمہارے کئے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کئے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پند کرتے ہو اور اس کے رسول سے کرتے ہو اگر یہ خمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالی اپنا عذاب لے آئے۔ اور اللہ تعالی انتظار کرو کہ اللہ تعالی اپنا عذاب لے آئے۔ اور اللہ تعالی

ا. ان آیات میں ان اہل ایمان کی فضیلت بیان کی گئی جنہوں نے ہجرت کی اور اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا۔ فرمایا، اللہ کے ہاں انہی کا درجہ سب سے بلند ہے اور یہی کامیاب ہیں، یہی اللہ کی رحمت ورضامندی اور دائمی نعمتوں کے مستحق ہیں نہ کہ وہ جو خود اپنے منہ میاں مٹھو بنتے اور اپنے آبائی طور طریقوں کو ہی ایمان باللہ کے مقابلے میں عزیز رکھتے ہیں۔

۲. یہ وہی مضمون ہے جو قرآن کریم میں متعدد جگہ بیان کیا گیا ہے۔ (ملاظہ ہو: سورۃ آل عمران آیت: ۱۸-۱۸، سورۃ المائدۃ آیت: ۱۵ اور سورۃ المجادلۃ آیت: ۱۲) یہال جہاد و جبرت کے موضوع کے ضمن میں (چو نکہ اس کی اجمیت واضح ہے اس لیے) اسے یہال مجمی بیان کیا گیاہے۔ لیعنی جہاد و جبرت میں تہہارے لیے تمہارے باپوں اور بھائیوں وغیرہ کی محبت آڑے نہ آئے، کیونکہ اگر وہ ابھی تک کافر ہیں، تو پھر وہ تمہارے دوست ہو ہی نہیں سکتے، بلکہ وہ تو تمہارے دشمن ہیں، اگر تم ان سے محبت کا تعلق رکھو گے تو یاد رکھو تم ظالم قرار یاؤگے۔

فاسقول کو ہدایت نہیں دیتا۔

ڵڡۜٙٮؙؙڹڡؘڔۜۓؙؙؙؙؗؗؗؗؗؗؗؗؗؗڝؙٳڟڹػؿؙؚۯٷٚ ۊۜؽۅٛڡٞڔؙڂؽڽ۬ٳٚٳۮٚٲۼۘڿؠؘؾؙػؙۅؙڰؿٚۯؿػؙۄؙڣٙڬۄؙ ؿۼؙڹۼؽؙڬؙۅؙٞۺؽٵٷۻٚٲؾؙۼػڮڬۄ۠ٳڵۯۯڞؙ ڽؚؠٵؘڔۓۘڹؿڎ۠ؿٞٷڒؽٮ۫ؿؙۄؙۺ۠ۮؠڔۣؽڹ۞۠

۲۵. یقیناً اللہ تعالی نے بہت سے میدانوں میں تمہیں فتح دی ہے اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہوگیا تھا، لیکن اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہوگئ پھر تم پبیٹھ کھیر کر مڑگئے۔

ا. اس آیت میں بھی گذشتہ مضمون کو بڑے مؤکد انداز میں بیان کیا گیا ہے عشیہ ہ اسم جمع ہے، وہ قریب ترین رشتے دار جن کے ساتھ آدمی زندگی کے شب وروز گزارتا ہے، یعنی کنبہ، قبیلہ۔ اقتراف، کسب (کمائی) کے معنی کے لیے آتا ہے۔ تجارت، سودے کی خرید وفروخت کو کہتے ہیں جس سے مقصد نفع کا حصول ہو۔ کساد، مندی کو کہتے ہیں بعنی سامان فروخت موجود ہو کیکن خریدار نہ ہوں یا اس چیز کا وقت گزر چکا ہو، جس کی وجہ سے لوگوں کو اس کی ضرورت نہ رہے۔ دونوں صورتیں مندی کی ہیں۔ مساکن سے مراد وہ گھر ہیں جنہیں انسان موسم کے شدا کد وحوادث سے بیخن، آبرو مندانہ طریقے سے رہنے سہنے اور اپنے بال بچوں کی حفاظت کے لیے تعمیر کرتا ہے، یہ ساری چیزیں اپنی اپنی جگہ ضروری ہیں اور ان کی ایمیت وافادیت بھی ناگزیر اور قلوب انسانی میں ان سب کی محبت بھی طبعی ہے (جو مذموم نہیں) کیکن اگر ان کی محبت اللہ اور رسول کی محبت سے زیادہ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے میں مانع ہوجائے، تو یہ بات اللہ کو سخت ناپہندیدہ اور اس کی ناراضی کا باعث ہے۔ اور یہ فسق (نافرمانی) ہے جس سے انسان اللہ کی ہدایت سے محروم ہو سکتا ہے۔جس طرح کہ آخری الفاظ تہدید سے واضح ہے۔ احادیث میں نبی سَلَّاتُیْکُم نے بھی اس مضمون کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ایک موقع پر حضرت عمر ڈلائٹۂ نے کہا: "یا رسول الله !مَنْائِنْتِمْ مجھے آپ - اپنے نفس کے سوا- ہر چیز سے زیادہ مجوب ہیں"۔ آپ سکا اللہ کے فرمایا "جب تک میں اس کے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں اس وقت تک وہ مومن نہیں"۔ حضرت عمر دلالٹیڈ نے کہا "پس واللہ! اب آپ مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں"۔ آبِ مَاللَّيْكُمْ نِي قرمايا "اب عمر! (طُاللُّنُهُ) اب تم مومن هو" - (صحيح البخاري، كتاب الأيمان والنذور، باب كيف كان يمين النبي صلی الله علیه وسلم) ایک دوسری روایت میں نبی مَنَالَیْمُ ان فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں، جب تک میں اس کو، اس کے والد سے، اس کی اولاد سے اور تمام لوگول سے زیادہ، محبوب نہ ہوجاؤل"۔ (صحیح البخاري، کتاب الإیمان، باب حب الرسول ﷺ من الإیمان- ومسلم کتاب الإیمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الإيمان) ايك اور حديث مين جهاد كي ايميت بيان كرتے ہوئے فرمايا "جب تم بَيْعُ عِیْنَةِ (کی کو مدت معینہ کے لیے چیز ادھار دے کر، پھر اس سے کم قیمت پر خرید لینا) اختیار کرلوگ اور گایول کی دمیں کپڑ کر کھیتی باڑی پر راضی و قانع ہو جاؤگے اور جہاد حچھوڑ بیٹھوگے تو اللہ تعالیٰ تم پر الیی ذلت مسلط فرمادے گا جس سے تم اس وقت تک نہ نکل سکوگے، جب تک اپنے دین کی طرف نہیں لوٹوگے "۔ (أبوداود، کتاب البيوع، باب النهي عن العينة، مسند أحمد، جلد ٢، ص ٣٢).

ثُقُرَّانُزَلَاللهُ سَكِيْنَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَٱنْزَلَ جُنُودًا لَّهُ تُرَوْهَا، وَعَنَّابَ الَّذِيْنَ كَفَرُكُوا \* وَذٰلِكَ جَزَاءُ الْصُغِرِيُّنَ

ؿؙٛػٙڮؾؙٷؙڹؙٳٮڵؗؗؗؗڡؙڝؘ۫ٛڹۼؙٮؚۮڸؚڬؘۼڶڡؽؘ ؿۜؿٵۜٛۦؙ۠ٷٳڶڵٷۼٛڡؙؙٷڒڰۜڿؽؙؚؗؿ۠۞

يَّالِيُّهَا الَّذِينَ الْمَنُوْ َ إِنَّمَا الْمُشُرِكُونَ نَجَسٌ فَلاَيَقُمُ بُواالْمُسُجِدَالْحُرَامَ رَعِنُ كَامِهِمُ

۲۷. پھر اللہ نے اپنی طرف کی تسکین اپنے نبی پر اور مومنوں پر اتاری اور اپنے وہ لشکر بھیج جنہیں تم دیکھ نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزا دی۔ اور ان کفار کا یمی بدلہ تھا۔

۲۷. پھر اس کے بعد بھی جس پر چاہے اللہ تعالی اپنی رحمت کی توجہ فرمائے گا<sup>(۱)</sup> اور اللہ ہی بخشش ومہربانی کرنے والا ہے۔

رک ایمان والو! بے شک مشرک بالکل ہی ناپاک ہی  $^{(r)}$  ہوں  $^{(r)}$  وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ

ا. حُدَیْن مکہ اور طائف کے در میان ایک وادی ہے۔ بہاں ہوازن اور تقیف رہتے تھے، یہ دونوں قبیلے تیراندازی میں مشہور سے۔ یہاں ہوازن اور تقیف رہتے تھے، یہ دونوں قبیلے تیراندازی میں مشہور سے۔ یہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے کی تیاری کررہے تھے جس کا علم رسول اللہ عَلَیْتِیْم کو ہوا تو آپ ۱۲ ہزار کا لنکر لے کر ان قبیلوں نے ہور پور تیاری کر رکھی تھی اور مختلف کمین گاہوں میں تیر اندازوں کو مقرر کردیا تھا۔ ادھر مسلمانوں میں یہ مجب پیدا ہوگیا کہ آج کم از کم قلت کی وجہ سے ہم مغلوب نہیں ہوں گے۔ لیخی اللہ کی مدو کے بجائے، اپنی کئرت تعداد پر اعتماد زیادہ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ جب اور یہ کلمہ لیند نہیں آیا۔ نتیجاً جب ہوازن کے تیراندازوں نے مختلف کمین گاہوں سے مسلمانوں کے اللہ تعالیٰ کو یہ جب اور یہ کلمہ لیند نہیں آیا۔ نتیجاً جب ہوازن کے تیراندازوں نے مختلف کمین گاہوں سے مسلمانوں کے ہوئے۔ ایک کثرے اللہ تعالیٰ کی تو اس غیر متوقع اور اچانک تیروں کی ہو چھاڑ سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ ہماگ کھڑے کے بندو! میرے پاس آؤ، میں اللہ تعالیٰ اور ہوں ہوں " بھی یہ رہزیہ کلمہ پڑھتے آنا النّبِیُّ لاگذِنْ مالنان کو بھار آباد نہیں اللہ کا رسول ہوں " بھی یہ رہزیہ کلمہ پڑھتے آنا النّبِیُّ لاگذِنْ مالیٰ اللہ نے آباد نور ہو نہایت بلند آواز سے کا مدی ہوں کہ وان کی مدان کی مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے آواز دیں۔ چنا فرمائی، اللہ تعالیٰ کی بھی مدد پھر اس طرح جم کر لڑے کہ اللہ نے قان کی مدان کی مدد پھر اس طرح جم کر لڑے کہ اللہ نے قتا وان پر سکیت نازل فرمائی گئی، جس سے ان کے دلول سے وشمن کا خوف دور ہوگیا۔ دوسرا فرشنوں کا خول ہوا۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے چہ ہزار کافروں کو قیدی بنایا (جنہیں بعد میں نی سُکھیٰ کی کی درخواست پر چھوڑ دیا گیا) اور بہت سامال غنیمت حاصل ہوا۔ جنگ کے بعد ان کے بہت سے سردار بعد میں نی سُکھیٰ کیا ہوئے کی درخواست پر چھوڑ دیا گیا) اور بہت سامال غنیمت حاصل ہوا۔ جنگ کے بعد ان کے بہت سے سردار میک کھران کو خرمان کے بہت سے سردار

۲. مشرک کے نجس (پلید، ناپاک) ہونے کا مطلب، عقائد واعمال کے لحاظ سے ناپاک ہونا ہے۔ بعض کے نزدیک مشرک ظاہر وباطن دونوں اعتبار سے ناپاک ہے۔ کیونکہ وہ طہارت (صفائی وپاکیزگی) کا اس طرح اہتمام نہیں کرتا، جس کا تھم شریعت نے دیا ہے۔

هلذَا وَ إِنْ خِفْتُمُ عَيْلَةً فَمَنُوفَ يُغْنِينَكُو اللهُ مِنْ فَضْلِهَ إِنْ شَاءَ لِنَّ اللهَ عَلِيُوْ حَكِيْمُ

قَاتِلُواالَّذِيُنَ لَايُؤُمِئُونَ بِاللهِ وَلَا بِالْيُؤْمِ الْأَخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَسَرَمَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُهُونَ دِيْنَ النَّحَقِّ مِنَ الَّــنِ يُـنَ الْوَتُواالْكِتْبَ حَثَّى يُعُظُوا الَّــنِ يُـنَ الْوَتُواالْكِتْبَ حَثَّى يُعُطُوا الْجِؤْرِيَةَ عَنْ بَيْدٍ وَّهُمُوطُ فِيرُونَ۞

پیشکنے پائیں(۱) اگر تہہیں مفلسی کا خوف ہے تو اللہ اگر چھکنے پائیں (۱) اگر تہہیں دولت مند کردے گا،(۱) ہے۔ بینک اللہ علم و حکمت والا ہے۔

۲۹. ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے جو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے، نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہوکر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔

ا. یہ وہی تھم ہے جو س ۹ ہجری میں اعلان براءت کے ساتھ کیا گیا تھا، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے یہ ممانعت بعض کے نزدیک صرف معجد حرام کے لیے ہے۔ ورنہ حسب ضرورت مشرکین دیگر مساجد میں داخل ہوسکتے ہیں۔ جس طرح نی کریم مَا اَلْیَا ہُیْ اِنْ اَلْمُ اَلْمُوْ کُلُو مُو کہ نبوں کے ستون سے باندھے رکھا تھا۔ حتی کہ اللہ نے ان کے دل میں اسلام کی اور نبی مَا اَلْیَا اِنْکُو کُلُو مُو مُلیان ہو گئے۔ علاوہ ازیں اکثر علاء کے نزدیک یہاں معجد حرام سے مراد، پورا حرم ہے۔ لیعن حدود حرم کے اندر مشرک کا داخلہ ممنوع ہے۔ لیعن آثار کی بنیاد پر اس تھم سے ذمی اور خدام کو مشتیٰ کی حرم ہے۔ لیعن حدود حرم کے اندر مشرک کا داخلہ ممنوع ہے۔ لیعن آثار کی بنیاد پر اس تھم سے ذمی اور خدام کو مشتیٰ کیا گیا ہے اسی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس سے استدلال کرتے ہوئے اپنے دور حکومت میں یہود ونصاریٰ کو بھی مسلمانوں کی مسجدوں میں داخلے سے ممانعت کا تھم جاری فرمایا تھا۔ (ابن کیم)

۲. مشرکین کی ممانعت سے بعض مسلمانوں کے دل میں یہ خیال آیا کہ جج کے موسم میں زیادہ اجتماع کی وجہ سے جو تجارت ہوتی ہے، یہ متاثر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس مفلسی (یعنی کاروبار کی کی) سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ عنقر یب اینچ فضل سے تہہیں غنی کردے گا چنانچہ فقوعات کی وجہ سے کثرت سے مال غنیمت مسلمانوں کو حاصل ہوا اور پھر بندر نج سادا عرب بھی مسلمان ہوگیا اور جج کے موسم میں حاجیوں کی ریل پیل پھر اسی طرح ہوگئی جس طرح پہلے تھی بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہوگئی اور جو مسلسل روز افزوں ہی ہے۔

سال مشركين سے قال عام كے حكم كے بعد اس آيت ميں يہود ونصاريٰ سے قال كا حكم ديا جارہا ہے (اگر وہ اسلام نه قبول كريں) يا پھر وہ بزيہ دے كر مسلمانوں كى ما حتى ميں رہنا قبول كريں۔ بزيہ، ايك متعين رقم ہے جو سالانہ ايسے غير مسلموں سے كى جاتى والى اور عزت غير مسلموں سے كى جاتى والى اور عزت غير مسلموں سے كى جاتى والى اور عزت وآبروكى حفاظت كى وف دارى اسلامى مملكت كى ہوتى ہے۔ يہود ونصاريٰ باوجود اس بات كے كہ وہ اللہ اور يوم آخرت پر ايمان نہيں ركھتے تھے، ان كى بابت كہا گيا كہ وہ اللہ اور يوم آخرت پر ايمان نہيں ركھتے تھے، اس سے يہ واضح كرديا گيا كہ انسان جب تك اللہ پر اس طرح ايمان نہ ركھے جس طرح اللہ نے اپنے پنجبروں كے ذريعے سے بتلايا ہے، اس وقت تك اس كا ايمان باللہ قابل اعتبار نہيں۔ اور يہ بھى واضح ہے كہ ان كے ايمان باللہ كو غير معتبر اس ليے قرار ديا گيا كہ يہود

وَقَالَتِ الْيَهُوُدُعُزَيْرُ إِبْنُ اللهِ وَقَالَتِ
النَّصْرَى الْبَسِيْحُ ابْنُ اللهِ ذَٰ لِكَ قَوْلُهُمُ
يَافُوهِمْ يُضَاهِمُونَ قَوْلَ الَّانِيْنَ
كَفُوهِمْ يُضَاهِمُونَ قَوْلَ الَّانِيْنَ
كَفُرُوهُمْ وُلِمِنْ قَبَـٰ لُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ اللِّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْهُ اللَّهُ اللْهُ اللَّهُ اللْهُ اللْهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْهُ اللَّهُ اللْهُولُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْهُ اللَّهُ اللْهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْهُ اللَّهُ اللَّالِمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّلْمُ اللَّالِمُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُوالِمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَ

وَاعْلَكُوا وَا

اِتَّخَذُوْآآحُبَارَهُمُوْرُوهُبَانَهُمُ اَرُبَابًا مِّنُ دُونِ اللهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَكُوْ وَمَا أَمُرُوْآ إِلَّالِيَعُبُدُوْآ اللهُا وَّاحِدًا ۚ لِآ اِلْ َ اِلْاَهُوْ سُبُحْنَهُ عَبَّا يُثْرِكُونَ ۞

يُرِيْدُوْنَانَ يُّطْفِئُواْ نُوْرَاللهِ بِأَفُوَاهِ هِــُمْ وَيَـابِّنَاللهُ لِلْاَانَ يُتُتِوَّ نُوْرَةً وَلَوْكِرَةَ الْسَخِيْرُوْنَ©

• س. اور یہود کہتے ہیں عزیر (عَلَیْظً) الله کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں می (عَلَیْطً) الله کا بیٹا ہے یہ قول صرف ان کے منہ کی بات ہے۔ اگلے منکروں کی بات کی یہ بھی نقل کرنے لگے الله انہیں غارت کرے وہ کیسے پیٹائے جاتے ہیں۔

اس. ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے (اور مریم کے بیٹے مسی (علیمیلا) کو بھی، حالا نکمہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سواکوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے ہے۔

اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بھادیں اور اللہ تعالیٰ انکاری ہے مگر اسی بات کا کہ اپنا نور یورا کرے گو کافر ناخوش رہیں۔

ونصاریٰ نے حضرت عزیر وحضرت مسیح طبیاً کی ابنیت ( یعنی بیٹا ہونے کا) اور الوہیت کا عقیدہ گھڑ لیا تھا، جیسا کہ اگل آیت میں ان کے اس عقیدے کا اظہار ہے۔

ا. اس کی تفسیر حضرت عدی بن حاتم رفاتین کی بیان کردہ حدیث سے بخوبی ہوجاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی منافینی سے یہ آیت سن کر عرض کیا کہ یہود ونصاری نے تو اپنے علاء کی بھی عبادت نہیں کی، پھر یہ کیوں کہا گیا کہ، انہوں نے ان کو رب بنالیا؟ آپ منافینی نے فرمایا۔ "یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے ان کی عبادت نہیں گی۔ لیکن یہ بات تو ہے نا، کہ ان کے علاء نے جس کو حلال قرار دے دیا، اس کو انہوں نے حال اور جس چیز کو حرام کردیا، اس کو حرام ہی سمجھا۔ یبی ان کی عبادت کرنا ہے "۔ (صحیح ترمذی، لاالبانی: ۲۵۱۱) کیونکہ حرام وطلل کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالی کو ہے۔ یبی حق اگر کوئی شخص کی اور کے اندر تسلیم کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کو اپنا رب بنالیا ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کے لیے بڑی تنبیہ ہے جنہوں نے اپنے اپنے بیشواؤں کو تحلیل و تحریم کا منصب دے رکھا ہے اور ان کے متا لیے متا لیے میں وہ نصوص قرآن وحدیث کو بھی ابہت دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

ۿُۅَٵڷۜڬؽؽٙٲۯڛٛڶۯڛؙۏڷ؋۫ۑٵڵۿ۠ڵؽۅٙڋؽؚ ٱڬؾٞڸؽ۠ڟۿؚڔؘٷػٙؽٵڵڐ۪ؽڹۣػ۠ڸٞٳ؋ؖۅؘڷۊؙڲؚڔڰٙ ۘٵؠٚٛۺؙڔؙٷؙۏؿ۞

يَايُهُا النّانِينَ امْنُوْآاِنَّ كَثِيرُامِّنَ الْاَحْبَارِ وَالنُّهُ بَانِ لَيَا كُلُوْنَ اَمُوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُنُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِيْنَ يَكُنْزُونَ النَّ هَبَ وَالْوَضَّةَ وَلا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرُهُمُ بِعَنَابٍ لِيُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرُهُمُ بِعَنَابٍ

سس. اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سیے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے اور تمام مذہبوں پر غالب کردے<sup>(۱)</sup> اگرچہ مشرک برا مانیں۔

چھپانے والا، ای لیے رات کو بھی "کافر" کہا جاتا ہے کہ وہ تمام چیزوں کو اپنے اندھیروں میں چھپا لیتی ہے۔ کاشت کار کو بھی "کافر" کہتے ہیں کیونکہ وہ غلے کے دانوں کو زمین میں چھپا دیتا ہے۔ گویا کافر بھی اللہ کے نور کو چھپانا چاہتے ہیں یا اپنے دلوں میں کفر ونفاق اور مسلمانوں اور اسلام کے خلاف بغض وعناد چھپائے ہوئے ہیں۔ اس لیے انہیں کافر کہا جاتا ہے۔ ا. دلائل وہراہین کے لحاظ سے تو یہ غلبہ ہر وقت حاصل ہے۔ تاہم جب مسلمانوں نے دین پر عمل کیا تو انہیں دنیوی غلبہ بھی حاصل ہوا۔ اور اب بھی مسلمان اگر اپنے دین کے عامل بن جائیں تو ان کا غلبہ یقینی ہے، اس لیے کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ مسلمان حزب اللہ بن جائیں۔

۲. آخبارٌ، حِبْرٌ کی جمع ہے۔ یہ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو بات کو خوبصورت طریقے سے پیش کرنے کا سلیقہ رکھتا ہو۔ خوبصورت اور منقش کیڑے کو قَوْبٌ مُحَبَرٌ کہا جاتا ہے مراد علمائے یہود ہیں۔ رہبان راہب کی جمع ہے جو رہبنه سے مشتق ہے۔ اس سے مراد علمائے نصاریٰ ہیں بعض کے نزدیک یہ صوفیائے نصاریٰ ہیں۔ علماء کے لیے ان کی ہاں قِستَّیْسِیْنَ کا لفظ ہے۔ یہ دونوں ایک تو کلام اللہ میں تحریف وتغیر کرکے لوگوں کی خواہشات کے مطابق مسلے بتاتے اور یوں لوگوں کو اللہ کے راہتے سے روکتے ہیں دوسرا اس طرح لوگوں سے مال اینصیّۃ، جو ان کے لیے باطل اور حرام تھا۔ بدقتی سے بہت سے علمائے مسلمین کا بھی یہی حال ہے اور یوں نی منگائیڈ کی پیش گوئی کا مصداق ہیں جس میں آپ منگائیڈ کی نے فرمان باب کا عنصام میں نی منگائیڈ کی کی میدن باب کا عنوان ہے) " می گھی امتوں کے طور طریقوں کی ضرور پیروی کروگی۔

ؿۜۅؙ*ؗؗؗؗؗؗڡڲؙڂ*ؠؗ؏ؘؽؠؗٵڣٛ؞ؘؙٵڔۣڿۿؾۜٛۄؘڧؿؙۅؙٝؽؠؚۿٲ ڿؚڹٵۿۿؙڎؚۅؘڿؙٮؙٛٷؠٛۿۊٷڟۿۅٛۯۿڎٞۿڶػٳڡٵ ػٮۜۯؙؿؙڎؚٳڒؽڡؙؙڛؚڴۄ۫ڧؘڎؙٷڠؙٷٳ؆ٲڎؙؿؙڎؙؾڴڹۯ۠ۏڽ۞

إِنَّ عِلَّاةً الشُّهُوْ رِعِنْكَ اللهِ اثْنَاعَشَرَ شَهُرًّا فِيُ كِتْبِ اللهِ يَوْمَرْخَكَقَ السَّلُوتِ وَالْأَرْضَ مِنْهُمَّ اَرْبَعَةٌ خُرُمُّ السَّلُولِ الدِّيْنُ الْقَلِّيُولَا فَكَلاَتُظْلِمُوْ افِيهِنَ الدِّيْنُ الْقَلِيمُونَ فَالِتِلُو الْمُشْرِكِينَ كَأْفَةً الْفُسُكُمُّ وَقَالِتِلُو الْمُشْرِكِينَ كَأْفَةً المُنْسَكُمُ الْفُلْوَكُلُوكَافَةً وَاعْلَمُوا النَّالَةِ اللهُ مَعَ الْفُتَّقِيْنَ ﴿

سے دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیشھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بناکر رکھا تھا۔ لیس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔

اللہ مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو اس نے پیدا کیا ہے ان میں سے چار حرمت وادب کے ہیں۔ (ا) یہی درست دین ہے، اش مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم درست دین ہے، (ای مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم نے کرو (ای اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں (اور جان رکھو کہ اللہ تعالی متقیوں کے ساتھ ہے۔

اس کے دونوں پہلوؤں کو، پیشانی کو اور کمر کو داغا جائے گا۔ یہ دن پیچاس ہزار سال کا ہوگا اور لوگوں کے فیصلے ہوجانے تک اس کا یہی حال رہے گا اس کے بعد جنت یا جہنم میں اسے لے جایا جائے گا"۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب إثم مانع الزکوٰۃ) یہ بگڑے ہوئے علی اور صوفیاء کے بعد بگڑے ہوئے اہل سرمایہ ہیں سینوں طبقے عوام کے بگاڑ میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ ﴿اللّٰهُمُ اَحْفَظْنَا مِنْهُمُ ﴾.

ا. فی کتاب اللہ سے مراد لوح محفوظ یعنی تقدیر الہی ہے۔ یعنی ابتدائے آفرینش سے ہی اللہ تعالی نے بارہ مہینے مقرر فرمائے ہیں، جن میں چار حرمت والے ہیں جن میں قال وجدال کی بالخصوص ممانعت ہے۔ اسی بات کو نبی کریم مکائی اللہ خیا اس طرح بیان فرمایا ہے کہ "زمانہ گھوم گھماکر پھر اسی حالت پر آگیا ہے جس حالت پر اس وقت تھا جب اللہ نے آسانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی۔ سال بارہ مہینوں کا ہے، جن میں چار حرمت والے ہیں، تین پے درپے۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب مضر، جو جمادی الاخری اور شعبان کے در میان ہے" (صحیح البخاري، کتاب التفسیر، سورة توبة وصحیح مسلم، کتاب القسامة، باب تغلیظ تحریم الدماء…) زمانہ اس حالت پر آگیا ہے کا مطلب، مشرکین عرب مہینوں میں جو تاخیر و تقذیم کرتے تھے، جس کی تقصیل آگے آرہی ہے، اس کا خاتمہ ہے۔

۲. لینی ان مہینوں کا اس ترتیب سے ہونا، جو اللہ نے رکھی ہے اور جن میں چار حرمت والے ہیں۔ اور یہی حساب صحیح اور عدد مکمل ہے۔

m. لیعنی ان حرمت والے مہینوں میں قال کرکے ان کی حرمت پامال کرکے اور اللہ کی نافرمانی کا ار ٹکاب کرکے۔

۷. لیکن حرمت والے مہینے گزرنے کے بعد الا یہ کہ وہ لڑنے پر مجبور کردیں، پھر حرمت والے مہینوں میں بھی تمہارے لیے لڑنا جائز ہوگا۔

وَاعْكَمُوْلَ ١٠

اِتْمَاالْتَيْنَىُّ زِيَادَةٌ فِى الْكُفُرِ رُيْمَكُ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّونَهُ عَامَاً قَ يُحَرِّمُونَهُ عَامَاً لِيُوَا طِغُوْا عِنَّةَ مَاحَرَّمَ اللهُ فَيُحِلُّوُا مَاحَوَّمَ اللهُ ثُنِّينَ لَهُمُ سُوَّءُ اَعْمَالِهِمُ وَاللهُ لَا يَهْدِي النَّهُ وُمُرَالْكِفِنِ بُنِي ۞

يَّايَّهُا الَّذِيْنَ امَنُوامَا لَكُوْ إِذَا قِيْلَ لَكُوُ انْفِرُوَا فِيُسِيئِلِ اللهِ التَّاقَلُتُوْ الى الْاَرْضِ اَرْضِيئَتُو بِالْحَيْوِةِ الدُّنْيَامِنَ الْاِخْرَةِ فَهَامَتَاءُ الْحَيْوَةِ الدُّنْيَا فِي الْاِخْرَةِ الْاَقْلِيْلُ فِي الْاِخْرَةِ الْاَقْلِيْلُ

ٳڷڒؾؘڹٛڣۯؙۅٳؽػؚڮۨڹڴۄٛؗؗۼڬٵۛٵ۪ٵڸؽٵٚۮٷۧڝؗٮؙؾڹٛٮؚڶ ڰؘۅ۫ڡؙٵۼؘؽۯڴۄٛۅڵڒؾؘۻؗڗ۠ۅٛؗٷۺؽٵ۫ٷڶڶڰٛٵ؇ڴؚؚڵ

سے وہ لوگ گراہی میں ڈالے جاتے ہیں جو کافر ہیں۔ ایک سے وہ لوگ گراہی میں ڈالے جاتے ہیں جو کافر ہیں۔ ایک سال تو اسے حلال کر لیتے ہیں اور ایک سال اس کو حرمت والا کر لیتے ہیں، کہ اللہ نے جو حرمت رکھی ہے اس کے شار میں تو موافقت کر لیں (۲) پھر اسے حلال بنالیس جے اللہ نے حرام کیا ہے انہیں اان کے برے کام بھلے دکھا دیے گئے ہیں اور قوم کفار کی اللہ رہنمائی نہیں فرماتا۔

سے کہا جاتا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو اللہ کے راستے میں کوچ کرو تو تم زمین سے لگے جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگانی پر ہی ریجھ گئے ہو۔ سنو دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑی سی ہے۔

اگر تم نے کوچ نہ کیا تو شہیں اللہ تعالی دردناک سزا
 دے گا اور شہارے سوا اور لوگوں کو بدل لائے گا، تم

ا. نَسِيعٌ کے معنی، پیچھے کرنے کے ہیں۔ عربوں میں بھی حرمت والے مہینوں میں قال وجدال اور لوٹ مار کو سخت نالپندیدہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن مسلسل تین مہینے -ان کی حرمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے - قتل وغارت سے اجتناب، ان کے لیے بہت مشکل تھا۔ اس لیے اس کا عل انہوں نے یہ نکال رکھا تھا کہ جس حرمت والے مہینے میں وہ قتل وغارت گری کرمت کرنا چاہتے، اس میں وہ کر لیتے اور اعلان کر دیتے کہ اس کی جگہ فلاں مہینہ حرمت والا ہوگا۔ مثلاً محرم کے مہینے کی حرمت وزر کر اس کی جگہ فلاں مہینہ حرمت والے مہینوں میں وہ نقذیم وتاخیر اور ادل توڑکر اس کی جگہ صفر کو حرمت والا مہینۂ قرار دے دیتے، اس طرح حرمت والے مہینوں میں وہ نقذیم وتاخیر اور ادل بدل کرتے رہتے تھے۔ اس کو نسینیؓ کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالی نے اس کی بابت فرمایا کہ یہ کفر میں زیادتی ہے کیونکہ اس اول بدل سے مقصود لڑائی اور دنیاوی مفاوات کے حصول کے سوا پچھ نہیں۔ اور نبی کریم عُلَاثِیْمٌ نے بھی اس کے خاتمے کا اول بدل سے مقصود لڑائی اور دنیاوی مفاوات کے حصول کے سوا پچھ نہیں۔ اور نبی کریم عُلَاثِیْمٌ نے بھی اس کے خاتمے کا اعلن یہ کہہ کر فرما دیا کہ زمانہ تھوم گھاکر اپنی اصلی حالت میں آگیا ہے۔ لیعنی اب آئیدہ مہینوں کی یہ ترتیب اس طرح ابتدائے کا نئات سے چلی آر ہی ہے۔

۲. لیعنی ایک مبینے کی حرمت توڑ کر اس کی جگہ دوسرے مبینے کو حرمت والا قرار دینے سے ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اللہ تعالی نے جو چار مبینے حرمت والے رکھے ہیں، ان کی گنتی پوری رہے، لینی گنتی پوری کرنے میں اللہ کی موافقت کرتے تھے لیکن اللہ نے قال وجدال اور غارت گری سے جو منع کیا تھا، اس کی انہیں کوئی پروا نہ تھی، بلکہ انہیں ظالمانہ کاروائیوں کے لیے بی وہ ادل بدل کرتے تھے۔

ئەرۇ شىگ قاپىرۇ⊛

الَّاتَنْصُرُوهُ فَقَالُ نَصَرَوُ اللهُ إِذَا خُرِعَهُ الَّذِينَ كَفَّرُو ا تَانِى احْتَلَيْ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لاَ تَخْرُنُ إِنَّ اللهَ مَعَنَا " فَانْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَايَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّهُ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كِلِمَةَ الدِّبُنَ كَفَوْ اللهُ فَلْ وَكِلمَةُ الله فِي الْعُلْمَا وَاللهُ عَزِيْزُ عَكِيدُ

الله تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے<sup>(۱)</sup> اور الله ہر چیز یر قادر ہے۔

• ٣٠. اگر تم ان (نبی مَنَّ اللَّهُ اِللَّهُ اَلَٰ کَی مدد نه کرو تو الله بی نے ان کی مدد کی اس وقت جبکه انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکه وہ دونوں غار میں شے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نه کر الله جارے ساتھ ہے، (۱) پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرماکر ان لشکروں سے طرف سے تسکین اس پر نازل فرماکر ان لشکروں سے کافروں کی مدد کر جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، (۱) اس نے کافروں کی بات پست کردی اور بلند وعزیز تو الله کا کلمہ ہی ہے، (۱) اور الله غالب ہے حکمت والا ہے۔

ا. روم کے عیبائی بادشاہ ہرقل کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی کی تیاری کررہا ہے۔ چنانچہ نبی شکا ﷺ نے بھی اس کے لیے تیاری کا تھم دے دیا۔ یہ شوال سن ۹ جمری کا واقعہ ہے۔ موسم سخت گرمی کا تھا اور سفر بہت کہا تھا۔ بعض مسلمانوں اور منافقین پر یہ تھم گراں گزرا، جس کا اظہار اس آیت میں کیا گیا ہے اور انہیں زجروتونی کی گئی ہے۔ یہ جنگ تبوک کہلاتی ہے جو حقیقت میں ہوئی نہیں۔ ۲۰ روز مسلمان ملک شام کے قریب تبوک میں رہ کر واپس آگئے۔ اس کو جیش العمرۃ کہا جاتا ہے کیونکہ اس لمبے سفر میں اس لشکر کو کافی وقتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اثّاً قَلْتُمْ یعنی سستی کرتے اور بیچھے رہنا چاہتے ہو۔ اس کا مظاہرہ بعض لوگوں کی طرف سے ہوا لیکن اس کو منسوب کی طرف کردیا گیا۔ (فع القدیم)

7. جہاد سے پیچے رہنے یا اس سے جان چھڑانے والوں سے کہا جارہا ہے کہ اگر تم مدد نہیں کروگ تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیغیر کی مدد اس وقت بھی کی جب اس نے غار میں پناہ لی تھی اور اپنے ساتھی (لیمنی حضرت ابو بکر صدیق ڈوائیڈی سے کہا تھا "غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے" اس کی تفصیل حدیث میں آئی ہے۔ ابو بکر صدیق ڈوائیڈیڈ فرماتے ہیں۔ "جب ہم غار میں سے تو میں نے نبی کریم مُنافیدی سے اگر ان مشرکین نے (جو ہمارے تعاقب میں ہیں) اپنے قدموں پر نظر ڈائی تو یقیناً ہمیں دیکھ لیں گے" حضرت نبی کریم مُنافیدی نے فرمایا، کیا آبابکڑ! ماظنگ با انگیر اللہ می تالیہ کی مدد اور اس کی نصرے جن کے شامل حال ہے۔ جن کا تبیرا اللہ ہے" یعنی اللہ کی مدد اور اس کی نصرے جن کے شامل حال ہے۔

س. یہ مدد کی وہ دو صورتیں بیان فرمائی ہیں جن سے اللہ کے رسول مَثَالِثَیْمُ کی مدد فرمائی گئی۔ ایک سکینت، دوسری فرشتوں کی تائید۔ ۸۔ کافروں کے کلمے سے شرک اور کلمۃ اللہ سے توحید مراد ہے۔ جس طرح ایک حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔ رسول اللہ مَثَالِثَیْمُ

ٳڣ۬ڣۯۅؙٳڿڡؘٵڠٞٵۊۜؿۊٵڴٷٙجٳۿٮؙۅؙٳۑٳٛڡٛٷٳڸػؙۄؙ ۅؘٲؿؙڛ۫ػؙٷڣٛڛؽؚؽڸٳ۩ڸٷڐٳڝؙؙۄ۫ڂؘؿڗ۠ڰػؙۄؙٳڽؙ ػؙڹ۫ؿؙۅٛؿڎؙػؠؙؙٷؽ۞

لَوُكَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا قَسَفَرًا قَاصِدًا لَا تَتَبَعُوُكَ وَلَكِنَ بَعُكَاتُ عَلَيْهِ مُ الشُّقَةُ \* وَسَيَحُ لِفُونَ بِاللهِ لَوِ السُتَطَعُنَا لَخَرَجُنَا مَعَكُمُ أَيْهُ لِكُونَ أَنْفُسَهُ هُوَ وَاللهُ يَعُلَمُ لِأَنْهُمُ لَكُنْ بُنُونَ ۞

> عَفَااللهُ عَنُكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمُ حَتَّى يَتَبَيِّنَ لَكَ الَّذِينُنَ صَدَقُوْ اوَتَعْلَمَ الْكَذِيدِينَ

الال کھڑے ہوجاؤ بلکے پھلکے ہو تو بھی اور بھاری بھر کم ہو تو بھی، (۱) اور راہ رب میں اپنی مال وجان سے جہاد کرو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔

ہراد کرو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔

ہراد وصول ہونے والا مال واساب ہوتا (۱) اور ہلکا ساسفر ہوتا تو یہ ضرور آپ کے پیچھے ہولیتے (۱) لیکن ان پر تو دوری اور دراز کی مشکل پڑگئی۔ اب تو یہ اللہ کی قسمیں تو دوری اور دراز کی مشکل پڑگئی۔ اب تو یہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم میں قوت وطاقت ہوتی تو ہم یقیناً آپ کے ساتھ نگلے، یہ اپنی جانوں کو خود ہی ہلاکت میں ڈال رہے ہیں (۱) اور ان کے جھوٹا ہونے کا سچا علم اللہ کو ہے۔

ساسم، اللہ تجھے معاف فرمادے، تو نے انہیں کیوں اجازت دے دی؟ بغیر اس کے کہ تیرے سامنے سچے لوگ کھل ویکن رہے ویکن اور تو جھوٹے لوگوں کو بھی جان لے۔ (۵)

سے بوچھا گیا: ایک شخص بہادری کے جوہر دکھانے کے لیے افرتا ہے، ایک قبا کلی عصبیت وحمیت میں افرتا ہے، ایک اور ریاکاری کے لیے افرتا ہے۔ اللہ کا ریاکاری کے لیے افرتا ہے۔ ان میں سے فی سبیل اللہ افرنے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا "جو اس لیے افرتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند موجائے، وہ فی سبیل اللہ ہے"۔ (صحیح البخاري، کتاب العلم، باب من سأل وهو قائم عالما جالسا. ومسلم، کتاب الإمارة، باب من قاتل لنکون کلمة الله هي العليا)

ا. اس کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں مثلاً انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر، خوشی سے یا ناخوشی سے، غریب ہو یا امیر، جوان ہو یا بوڈھا، پیادہ ہو یا سوار، عیال دار ہو یا اہل وعیال کے بغیر، وہ بیش قدمی کرنے والوں میں سے ہو یا پیچھے لئکر میں شامل، امام شوکانی فرماتے ہیں آیت کا حمل تمام معانی پر ہوسکتا ہے، اس لیے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ «تم کوج کرو، چاہے نقل وحرکت تم پر بھاری ہو یا ہلکی "۔ اور اس مفہوم میں مذکورہ تمام مفاہیم آجاتے ہیں۔

۲. یہاں سے ان لوگوں کا بیان شروع ہورہا ہے جنہوں نے عذر معذرت کرکے نبی سُکُاٹِیْکِم سے اجازت لے لی سمّی درآں حالیکہ ان کے پاس حقیقت میں کوئی عذر نہیں تھا۔ عَرضٌ سے مراد، جو دنیوی منافع سامنے آئیں، مطلب ہے مال عنسیت۔ سم. لینی آپ سُکُاٹِیْکِم کے ساتھ شریک جہاد ہوتے۔ لیکن سفر کی دوری نے انہیں حیلے تراشنے پر مجبور کردیا۔ مم. لینی جمود ٹی مکھانا گناہ کہیرہ ہے۔

۵. یہ نبی کریم مُنَّالِیْکِم کو کہا جارہا ہے کہ جہاد میں عدم شرکت کی اجازت مانگنے والوں کو تونے کیوں بغیر یہ تحقیق کیے کہ ان کے پاس معقول عذر بھی ہے یا نہیں؟ اجازت دے دی؟ لیکن اس تونیخ میں بھی پیار کا پہلو غالب ہے، اس

لاَيَسْتَأَذِ نُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيُؤَمِرِ الْلِخِرِ اَنْ يُجْكِمِكُوْا بِامْوَالِهِمْ وَانْفُسِهِمْ وَاللهُ عَلِيثُمُّ اِلْاَنْتَقِيْنَ ﴿

ٳٮٚٞؠ۬ٙٳؘؽٮؗٮۛؾ۬ٲڋ۬ؽؙػٵڷۮؚؽؽؘڮڮؽؙڡؚؽؙٷؽ ڽٳؠڵٶ ۅؘٲڶؽۅؙڡؚڔٲڵٳڿڔۅٙڶۯؾٵڹۜۘؿؙٷؙؠۿؙۄؙڣۿؙۄؙ؈ٛ ڒڽ۫؞ٟۿؚۄؙڔؾڗڒڎۮٷڽۛ۞

سم می اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ویقین رکھنے والے تو مالی اور جانی جہاد سے رک رہنے کی مجھی مجھی مجھ سے اجازت طلب نہیں کریں گے، (۱) اور اللہ تعالیٰ پر ہیز گاروں کو خوب جانتا ہے۔

الله پر ایمان ہے نہ آخرت کے دن کا یقین ہے جن کے دل شک میں پڑے دل کا یقین ہے جن کے دل شک میں پڑے ہوئ میں ہی مرگر دال ہیں۔

لیے اس کو تاہی پر معافی کی وضاحت پہلے کردی گئی ہے۔ یاد رہے یہ تعبید اس لیے کی گئی ہے کہ اجازت دینے میں عبلت کی گئی اور پورے طور پر تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ ورنہ تحقیق کے بعد ضرورت مندوں کو اجازت دینے کی آپ کو اجازت عاصل تھی۔ جیسا کہ فرمایا گیا ہے ﴿وُلِیْكَ اللّذِیْنَ يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَوَسُولِهُ وَاَدَاسُتَا أَذَنُوكَ لِبَعْضِ شَالْجِهِ وَاَدَانَ لِبَعْضِ شَالْجِهِ وَاذَنَ لِبَعْضِ شَالْجِهِ وَاَدَنَ لِبَعْضِ شَالْجِهِ وَاَدَنَ لِبَعْضِ اللّهِ وَوَلِيْكَ اللّذِينَ اللّهِ وَمَنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهِ وَمَنْ اللّهِ وَمَنْ اللّهِ وَمَنْ اللّهِ وَمَنْ اللّهِ وَمَنْ اللّهُ وَمَانِ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمُولُولُولُكُولُولُ وَمَنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمَالًا لَهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمُنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمَالِكُولُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمُعْلَى اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَاللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَاللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَاللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ الللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ الللّهُ وَمِنْ اللّهُ

ا. یہ مخلص ایمان داروں کا کردار بیان کیا گیا ہے بلکہ ان کی تو عادت یہ ہے کہ وہ نہایت ذوق وشوق کے ساتھ اور بڑھ چڑھ کر جہاد میں حصہ لیتے ہیں۔

۲. یہ ان منافقین کا بیان ہے جنہوں نے جھوٹے حیلے تراش کر رسول کریم منگالینی ہے جہاد میں نہ جانے کی اجازت طلب کرلی تھی۔ ان کی بابت کہا گیا ہے کہ یہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عدم ایمان نے انہیں جہاد سے کہا گیا ہے۔ اگر ایمان ان کے دلول میں رائخ ہوتا تو نہ یہ جہاد سے بھا گئے نہ ان کے دلول میں شکوک وشبہات پیدا ہوتے۔

ملحوظہ: خیال رہے کہ اس جہاد میں شرکت کے معاملے میں مسلمانوں کی چار قسمیں تھیں۔

پہلی قشم: وہ مسلمان جو بلا تامل تیار ہوگئے۔ دوسرے وہ جنہیں ابتداءً تردد ہوا اور ان کے دل ڈولے، لیکن پھر جلد ہی اس تردد سے نکل آئے۔ تیسرے وہ جو ضعف اور بیاری یا سواری اور سفر خرج نہ ہونے کی وجہ سے فی الواقع جانے سے معذور تھے اور جنہیں خود اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی تھی۔ (ان کا ذکر آیت او-۹۲ میں ہے) چو تھی قشم وہ جو محض کا بلی کی وجہ سے شریک نہیں ہوئے۔ اور جب نبی مگاٹیٹیٹا واپس آئے تو انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کرکے اپنے آپ کو توبہ اور سزا کے لیے پیش کردیا۔ ان کے علاوہ باقی منافقین اور ان کے جاسوس تھے۔ یہاں مسلمانوں کے پہلے گروہ اور منافقین کا ذکر ہے۔ مسلمانوں کی پہلے گروہ اور منافقین کا ذکر ہے۔ مسلمانوں کی باقی تین قسموں کا بیان آگے چل کر آئے گا۔

وَلَوْاَرَادُواالْخُوُوْجَ لَاَمَكُوْالَهُ عُدَّةٌ وَّلْكِنُكِّوِهُ اللهُ اتْبِعَا تَهُـُمُوْفَ ثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُلُكُوْا مَعَ الْقُصِدِيْنَ ۞

لَوُخَرَجُوْ الْمِيْكُمُ مَّا نَهَ ادُوْكُمُ الْآ خَبَ الَّاوَّلَاْ اَوْضَعُوْ اخِللَكُمُ يَبْغُوْنَ كُمُ الْفِتْنَكَةَ وَفِيدُكُمُ سَنْعُوْنَ لَهُمُوْ وَاللهُ عَلِيمُوُّ لِالطَّلِمِينَ۞

لَقَدِابُتَغُواالْفِتُنَةَ مِنْ قَبُلُ وَقَلَبُوْالَكَ الْأُمُوْرَحَتَّى جَاءَالُحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُاللهِ وَهُـُوكِرِهُونَ⊚

۱۳۸. اور اگر ان کا ارادہ جہاد کے لیے نکلنے کا ہوتا تو وہ اس سفر کے لیے سامان کی تیاری کررکھتے (ا) کین اللہ کو ان کا اشخا پیند ہی نہ تھا اس لیے انہیں حرکت سے ہی روک دیا (اور کہہ دیا گیا کہ تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے ہی رہو۔ (اس کے اور کوئی چیز نہ بڑھاتے (اس کی بلکہ تمہارے لیے سوائے فساد گوڑے دوڑا دیتے اور تم میں فتنے ڈالنے کی تلاش میں رہتے (ہ) گھوڑے دوڑا دیتے اور تم میں فتنے ڈالنے کی تلاش میں رہتے (ادر تم میں ان کے لیے بعض سننے والے (جاسوسی کرنے والے) بھی موجود ہیں، (ا) اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ اور تم میں اور تیرے لیے کاموں کو الٹ پلٹ کرتے رہے ہیں اور تیرے لیے کاموں کو الٹ پلٹ کرتے رہے ہیں، یہاں تک کہ حق آپہنچا اور اللہ کا تکم غالب آگیا (ا)

ا. یہ انہی منافقین کے بارے میں کہا جارہا ہے جنہوں نے جھوٹ بول کر اجازت حاصل کی تھی کہ اگر وہ جہاد میں جانے کا ارادہ رکھتے تو یقیناً اس کے لیے تاری کرتے۔

۲. فَنَبَطَهُمْ کے معنی میں ان کو روک دیا یعنی پیچے رہنا ان کے لیے پیندیدہ بنادیا گیا، پس وہ ست ہوگئے اور مسلمانوں
 کے ساتھ نہیں نکلے۔ (ایر انفایر) مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علم میں ان کی شرارتیں اور سازشیں تھیں، اس لیے اللہ کی تقدیری مشیت یہی تھی کہ وہ نہ جائیں۔

سال یہ یا تو اسی مشیت اللی کی تعبیر ہے جو تقدیراً کھی ہوئی تھی۔ یا بطور ناراضی اور غضب کے رسول اللہ مُنگانیا کی طرف سے کہا گیا ہے کہ اچھا ٹھیک ہے تم عورتوں، بچوں، بیارول اور بوڑھوں کی صف میں شامل ہو کر ان کی طرح گھروں میں بیٹھ رہو۔

۱۹. یہ منافقین اگر اسلامی لشکر کے ساتھ شریک ہوتے تو یہ غلط رائے اور مشورے دے کر مسلمانوں میں انتشار ہی کاباعث بنے۔

۵. اِیْضَاعٌ کے معنی ہوتے ہیں، اپنی سواری کو تیزی سے دوڑانا۔ مطلب یہ ہے کہ چغل خوری وغیرہ کے ذریع سے تمہارے اندر فتنہ برپا کرنے میں وہ کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے اور فتنے سے مطلب اتحاد کو پارہ پارہ کردینا اور ان کے ماہین باہمی عداوت و نفرت پیدا کر دینا ہے۔

 ۲. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقین کی جاسوس کرنے والے پھھ لوگ مومنین کے ساتھ بھی لشکر میں موجود تھے جو منافقین کو مسلمانوں کی خبریں پہنچایا کرتے تھے۔

ک. اسی لیے اس نے گزشتہ اور آئندہ امور کی تمہیں اطلاع دے دی ہے اور یہ بھی بتلادیا ہے کہ یہ منافقین جو ساتھ

وَمِنْهُوْمَّنُ يَقُوْلُ ائْذَنُ لِنَّ وَلاَتَفُّ تِنِّقُ ۗ أَلَا فِي الْفِٰتُنَةِ سَقَطُواْ وَ إِنَّ جَهَنَّوَ لَهُ مِنْطَةً لِالْكِفْرِيْنِ

ٳڽؙٮؙڝؙؚؠ۬ڬ حَسَنَةٌ تَشُؤُهُ ۚ وَإِنْ يُصِبُكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُولُوْ اقَدُ إَخَنُ نَاۤ اَمُرَنَامِنُ قَبُلُ وَيَتَوَلُّوا وَهُمُ فَرِحُونَ ۞

قُلُ لِنَّنُ يُُصِيِّبَنَا الآمِاكَتَبَاللهُ لَنَا هُوُ مُوْلُــنَا ۚ وَعَلَى اللهِ فَلْيَــتَّوَكِّلِ الْهُوْمِنُوْنَ۞

باوجود یکه وه ناخوشی میں ہی رہے۔

اور ان میں سے کوئی تو کہتا ہے مجھے اجازت دیجیے میں نہ ڈالیے، آگاہ رہو وہ تو فتنے میں پڑ چکے ہیں اور یقیناً دوزخ کا فرول کو گھیر لینے والی ہے۔ (۲)

٥٠. آپ کو اگر کوئی بھلائی مل جائے تو انہیں برا لگتا
 ہے اور کوئی برائی پہنچ جائے تو یہ کہتے ہیں ہم نے تو اپنا معاملہ پہلے سے ہی درست کرلیا تھا، پھر تو بڑے ہی اتراتے ہوئے لوٹتے ہیں۔ (")

10. کہہ دیجیے ہمیں کوئی گزند پہنچ نہیں سکتی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں لکھ رکھی ہے وہ ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے۔ مومنوں کو تو اللہ کی ذات پاک پر

نہیں گئے، تو تمہارے حق میں اچھا ہی ہوا، اگر یہ جاتے تو یہ خرابیاں ان کی وجہ سے پیدا ہوتیں۔

ا. یعنی یہ منافقین تو، جب سے آپ مدینہ میں آئے ہیں آپ کے خلاف فتنے تلاش کرنے اور معاملات کو بگاڑنے ہیں سرگرم رہے ہیں۔ حتیٰ کہ بدر میں اللہ تعالی نے آپ کو فتح وغلبہ عطا فرما دیا، جو ان کے لیے بہت ہی ناگوار تھا۔ اس طرح جنگ احد کے موقع پر بھی ان منافقین نے راستے سے ہی واپس ہو کر مشکلات پیدا کرنے کی اور اس کے بعد بھی ہر موقع پر بگاڑ کی کوششیں کرتے رہے۔ حتی کہ مکہ فتح ہوگیا اور اکثر عرب مسلمان ہوگئے جس پر کف حسرت وافسوس مل رہے ہیں۔

۲. "جھے فتنے میں نہ ڈالیے" کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اگر آپ جھے اجازت نہیں دیں گے تو جھے بغیر اجازت رکنے پر سخت گناہ ہوگا۔ اس اعتبار سے فتنے، گناہ کے معنی میں ہوگا۔ لیعنی جھے گناہ میں نہ ڈالیے، دوسرا مطلب فتنے کا، ہلاکت ہے لیمن جھے ساتھ لے جاکر ہلاکت میں نہ ڈالیں کہا جاتا ہے کہ ایک منافق جد بن قیس نے عرض کیا کہ جھے ساتھ نہ لے جائیں، روم کی عور توں کو دیکھ کر میں صبر نہ کر سکوں گا۔ اس پر نبی سُکا ﷺ نے رخ پھیر لیا اور اجازت دے دی۔ بعد میں ہو آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالی نے فرمایا "فتنے میں تو وہ گر چکے ہیں" لیعنی جہاد سے پیچے رہنا اور اس سے گریز کرنا، بجائے خود ایک فتنہ اور سخت گناہ کا کام ہے جس میں یہ ملوث ہی ہیں۔ اور مرنے کے بعد جہنم ان کو گھیر لینے والی ہے، جس میں نے فرار کا کوئی راستہ ان کے لیے نہیں ہوگا۔

۳. سیاق کلام کے اعتبار سے حَسَنَةٌ سے یہاں کامیابی اور غنیمت اور سَبِیَّةٌ سے ناکامی، شکست اور اسی قتم کے نقصانات جو جنگ میں متوقع ہوتے ہیں، مراد ہیں۔ اس میں ان کے اس خبث باطنی کا اظہار ہے جو منافقین کے دلوں میں تھا۔ اس لیے کہ مصیبت پر خوش ہونا اور بھلائی حاصل ہونے پر رخج و تکلیف محسوس کرنا، غایت عداوت کی دلیل ہے۔

قُلُ هَـُلُ تَرَبِّصُونَ بِنَاۤ اِلْآرَاحُكَى الحُسُنَيَيْنِ ۚ وَحَنُ نَـ تَرَبَّصُ بِكُوۡ اَنُ يُصِيُبَكُوُ اللهُ بِعَذَابٍ مِّنَ عِنْدِهٖۤ اَوُ يأيُدِينَا أَتَّقَا تَرَبَّصُوۡ اَ اِنَّامَعَكُوۡ مُتَّرَبِّصُوۡنَ ۞

قُلُ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْكَرُهُا لَنَّ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمُّ إِنَّكُوْنُنْتُوْ قَوْمًا فِيقِيْنَ®

وَمَامَنَعَهُمُ آنَ ثُقْبَلَ مِنْهُمُ نَفَقْتُهُمُ إِلَّا أَنَّهُمُ كَفَرُ وَإِياللّٰهِ وَبِرَسُولِهٖ وَلَا يَأْتُونَ الصّلوة إلَّا وَهُو كُسُالٌ وَلاَيْنُفِقُونَ إِلَّا وَهُـ وَكِلِهُونَ ۞

ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔(۱)

۵۲. کہہ و یجیے کہ تم ہمارے بارے میں جس چیز کا انتظار کررہے ہو وہ دو بھلائیوں میں سے ایک ہے (۲) اور ہم تمہارے حق میں اس کا انتظار کرتے ہیں کہ یا تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے کوئی سزا تمہیں دے یا ہمارے ہاتھوں سے (۳) پس ایک طرف تم منتظر رہو دوسری جانب تمہارے ساتھ ہم بھی منتظر ہیں۔

ملا. کہہ دیجے کہ تم خوش یا ناخوش کسی طرح بھی خرج کرو قبول تو ہرگز نہ کیا جائے گا، (۵۰ یقیناً تم فاس لوگ ہو۔

ملا اور کوئی سبب ان کے خرچ کی قبولیت کے نہ ہونے کا اس کے سوانہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے مطر ہیں اور بڑی کا بلی سے ہی نماز کو آتے ہیں اور برے دل سے ہی خرچ کرتے ہیں۔ (۵)

ا. یہ منافقین کے جواب میں مسلمانوں کے صبر و ثبات اور حوصلے کے لیے فرمایا جارہا ہے۔ کیونکہ جب انسان کو یہ معلوم ہو کہ اللہ کی طرف سے مقدر کام ہر صورت میں ہونا ہے اور جو بھی مصیبت یا بھلائی ہمیں پہنچی ہے، اسی تقدیر اللہی کا حصہ ہے، تو انسان کے لیے مصیبت کا برداشت کرنا آسان اور اس کے حوصلے میں اضافے کا سبب ہوتا ہے۔

اللہی کا حصہ ہے، تو انسان کے لیے مصیبت کا برداشت کرنا آسان اور اس کے حوصلے میں اضافے کا سبب ہوتا ہے۔

۲. تعنی کامیابی یا شہادت، ان دونوں میں سے جو چیز بھی ہمیں حاصل ہو، ہمارے لیے حسنہ (بھلائی) ہے۔ .

سر یعنی ہم تمہارے بارے میں دو برائیوں میں سے ایک برائی کا انظار کررہے ہیں کہ یا تو آسان سے اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل فرمائے جس سے تم ہلاک ہوجاؤیا ہمارے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ تمہیں (قتل کرنے، یا قیدی بننے وغیرہ قسم کی) سزائیں دے۔ وہ دونوں باتوں پر قادر ہے۔

٣٠. أَفْفِقُوْا امر كا صيغ ہے۔ ليكن يہال يہ يا تو شرط اور جزاء كے معنى ميں ہے۔ يعنى اگر تم خرچ كروگ تو قبول نہيں كيا جائے گا۔ يا يہ امر بمعنى خبر ہے۔ مطلب يہ ہے كہ دونوں باتيں برابر بيں، خرچ كرو يا نہ كرو۔ اپنى مر ضى سے اللہ كى راہ ميں خرچ كرو يا نہ كرو۔ اپنى مر ضى سے اللہ كى راہ ميں خرچ كروگے، تب بھى نا مقبول ہے۔ كيونكہ قبوليت كے ليے ايمان شرط اول ہے اور وہى تمہارے اندر مفقود ہے اور ناثو شى سے خرچ كيا ہوا مال، اللہ كے ہاں ويسے بى مردود ہے، اس ليے كہ وہاں قصد صحيح موجود نہيں ہے جو قبوليت كے ليے ضرورى ہے۔ يہ آيت بھى اى طرح ہے جس طرح يہ ہے ﴿ إِسْتَقَوْمُ لَهُمُ اَوْلاَتَ تَتَفُورُ لَهُمُ ﴾ (النوبة: ٨٠) (آپ ان كے ليے جنشش مانگيں يا نہ مانگيں) (يعنى دونوں باتيں برابر بيں)۔

۵. اس میں ان کے صد قات کے عدم قبول کی تین دلیلیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک ان کا کفر وفسق۔ دوسرا کاہلی سے نماز

فَلانْتُجِمُكَ اَمُوَالُهُمُّ وَلَا اَوْلاَدُهُمُّ إِنْتَكَايُرِيُواللهُ لِيُعَذِّيَهُمُ بِهَا فِي الْحَيْوةِ اللهُّنْيَا وَتَرَّهُقَ اَنْشُنُهُمُّ وَهُمُّ كُلْفِرُونَ ⊕

ۅؘؿڂؙڸڣٝۏؙؽؠٳٮڵڡٳڷۜۿؙؗۿڔٙڵؠٮؘ۫ڬ۠ۄ۫ؗٷڡۜٵۿؙۄ۫ڡؚۜڹ۫ڬ۠ۄؙ ۅؘڵڮٮٞۿؙڎ ڨٙۅؙۺ۠ؾڣۛ؍ڠ۠ۏٛڽؘ۞

ڵۊؙؽڿؚٮ۠ۉؘؽؘؘؘڝڵؙۻٲٛٲۊؙڡٙۼ۠ڒؾ۪ٲۉؙڝؙؾۜڂؘڵؙڵ ڵۅٞڵۅؙٳٳڵؽڋۅؘۿؙڎؙؽڿٛؠۘػ۠ٷٛڽؖ۞

مل واولاد تعجب میں نہ ڈال دیں۔ اللہ کی چاہت کہی ہے کہ اس سے انہیں دنیا کی زندگی میں ہی سزا دے  $^{(1)}$  اور ان کے کفر ہی کی حالت میں ان کی جانیں نکل جائیں۔  $^{(7)}$ 

17. اور یہ اللہ کی قشم کھا کھاکر کہتے ہیں کہ یہ تمہاری جماعت کے لوگ ہیں، حالانکہ وہ دراصل تمہارے نہیں، بات صرف اتن ہے کہ یہ ڈرپوک لوگ ہیں۔ (م) محک اگر یہ کوئی بچاؤ کی جگہ یا کوئی غار یا کوئی بھی سرگھسانے کی جگہ پالیں تو ابھی اس طرف لگام توڑکر الٹے بھاگ چھوٹیں۔ (۵)

پڑھنا، اس لیے کہ وہ نماز پر ثواب کی امید رکھتے ہیں اور نہ ہی اس کے ترک کی سزا سے انہیں کوئی خوف ہے۔ کیونکہ رجاء
اور خوف، یہ بھی ایمان کی علامت ہے جس سے یہ محروم ہیں۔ اور تیسرا کراہت سے خرچ کرنا۔ اور جس کام میں دل کی رضا
نہ ہو، وہ قبول کس طرح ہوسکتا ہے؟ بہرحال یہ تینوں وجوہات ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک ایک وجہ بھی عمل کی نامقبولیت
کے لیے کافی ہے۔ چہ جائیکہ تینوں وجوہات جہاں ججع ہوجائیں تو اس عمل کے مردود بارگاہ اللی ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے؟
ا. اس لیے کہ یہ سب بطور آزمائش ہے۔ جس طرح فرمایا ﴿ وَلاَئِنَّوْنَ عَیْدَیْکُ لِلی مَامَتُعْتُولِ ﴾ آذُولَجُا وَالْمُنْیَا اللَّهُ اللَّه

۲. امام ابن کثیر اور امام ابن جریر طبری نے اس سے زکوۃ اور انفاق فی سبیل اللہ مراد لیا ہے۔ لیعنی ان منافقین سے زکوۃ وصد قات تو (جو وہ مسلمان ظاہر کرنے کے لیے دیتے ہیں) دنیا میں قبول کر لیے جائیں تاکہ اس طریقے سے ان کو مالی مار بھی دنیا میں دی جائے۔

س. تاہم ان کی موت کفر ہی کی حالت میں آئے گی۔ اس لیے کہ وہ اللہ کے پیغیبر کو صدق دل سے ماننے کے لیے تیار نہیں اور اپنے کفر ونفاق پر ہی بدستور قائم ومصر ہیں۔

۷. اس ڈر اور خوف کی وجہ سے جھوٹی قشمیں کھاکر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہم بھی تم میں سے ہی ہیں۔ ۵. لینی نہایت تیزی سے دوڑ کر وہ ان پناہ گاہوں میں چلے جائیں، اس لیے کہ تم سے ان کا جتنا کچھ بھی تعلق ہے، وہ

وَمِنْهُوْمَ مَّنَ تِيلِمِ زُكِ فِى الصَّمَاةُ تِأْنَ اعْقُلُوا مِنْهَارَضُوا وَإِنْ لَكُمْ يُعْطُوا مِنْهَا إِذَا هُمُ يَسْخُطُونَ ۞

وَكُوَانَّهُمُّ رَضُوُامَآالتُهُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ ۗ وَقَالُوۡاحَـٰـٰبُنَااللهُ سَبُوۡتِیۡنَااللهُ مِنۡ فَضُلِهٖ وَرَسُولُهُ ۗ إِنَّالِ اللهِ (غِبُونَ ۞

إِنَّمَا الصَّدَةَ عُلِلْفُقُ رَآءِ وَالْمُسْكِينِ وَالْعِيلِينَ

۵۸. اور ان میں وہ بھی ہیں جو خیراتی مال کی تقسیم کے بارے میں آپ پر عیب رکھتے ہیں، (۱) اگر انہیں اس میں سے مل جائے تو خوش ہیں اور اگر اس میں سے نہ ملا تو فوراً ہی بگڑ کھڑے ہوئے۔ (۱)

09. اور اگر یہ لوگ اللہ اور رسول کے دیے ہوئے پر خوش رہتے اور کہہ دیتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول بھی، بے شک ہم تو اللہ کی ذات سے ہی توقع رکھنے والے ہیں۔

. مدتے صرف فقیرول کے لیے ہیں<sup>(۳)</sup> اور مسکینول

محبت وخلوص پر نہیں، عناد، نفرت اور کراہت پر ہے۔

ا. یہ ان کی ایک اور بہت بڑی کو تابی کا بیان ہے کہ وہ نبی کریم طَلَّقْیَا کُم کی استودہ صفات کو (نعوذ باللہ) صد قات وغنائم کی تقسیم میں غیر منصف باور کراتے، جس طرح ابن ذی الخویصرہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ طَلَّقْیَا ایک مرتبہ تقسیم فرمارہے تھے کہ اس نے کہا "انصاف سے کام لیجے" آپ طَلَّقَیْم نے فرمایا " افسوس ہے تجھ پر، اگر میں بی انصاف نہیں کرول گا تو چر اور کون کرے گا؟" الحدیث (صحبح البخاري، کتاب المناقب، باب علامات النبوة - صحبح مسلم، کتاب الزکوة باب

۲. گویا اس الزام تراثی کا مقصد محض مالی مفادات کا حصول تھا کہ اس طرح ان سے ڈرتے ہوئے انہیں زیادہ حصہ دیا جائے، یا وہ مستحق ہوں یا نہ ہوں، انہیں حصہ ضرور دیا جائے۔

سبب اس آیت میں اس طعن کا دروازہ بند کرنے کے لیے صدقات کے مستحق لوگوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔ صدقات سے مراد یہاں صدقات واجبہ لیخی زکوۃ ہے۔ آیت کا آغاز إِنّهَا ہے کیا گیا ہے جو قصر کے صیفوں میں سے ہے اور الصدقات میں لام تعریف جنس کے لیے ہے۔ لیخی صدقات کی یہ جنس (زکوۃ) ان آٹھ قسموں میں مقصور ہے جن کا ذکر آیت میں ہے۔ ان کے علاوہ کی اور مصرف پر زکوۃ کی رقم کا استعال صحیح نہیں۔ اہل علم کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ ان آٹھوں مصارف پر تقییم کرنا ضروری ہے یا ان میں ہے جس مصرف یا مصارف پر امام یا زکوۃ ادا کرنے والا، مناسب سمجھ، حسب ضرورت خرج کرسکتا ہے۔ امام شافعی وغیرہ پہلی رائے کے قائل ہیں اور امام مالک اور امام الک اور امام الک اور آٹھوں مصارف پر خرج کرنا ضروری ہے، لیخی اقتضائے ضرورت اور مصالح دیکھے بغیر رقم کے آٹھ جھے کرکے آٹھوں جگہ پر تقم خرج کر کے آٹھوں مصارف پر خرج کرنا ضروری ہے، لیخی اقتضائے ضرورت اور مصالح دیکھے بغیر رقم کے آٹھ جھے کرکے آٹھوں جگہ پر مقصی بول، تو وہاں ضروری ہے، جس مصرف پر خرج کرنے کی زیادہ ضرورت یا مصالح کی ایک مصرف پر خرج کرنے کی زیادہ ضرورت یا مصالح کی ایک مصرف پر خرج کرنے کی زیادہ ضرورت یا مصالح کی ایک مصرف پر خرج کرنے کی ذیادہ ضرورت یا مصالح کی ایک مصرف پر خرج کرنے کی مقتصی ہوں، تو وہاں ضرورت اور مصالح کی زیادہ ضرورت یا مصالح کی زیادہ ضرورت یا مصالح کی ایک مصرف پر خرج کرنے کے مقتصی ہوں، تو وہاں ضرورت اور مصالح کی زیادہ ضرورت یا مصالح کی کی دیادہ ضرورت اور مصالح کی زیادہ ضرورت یا مصالح کی کی دیادہ ضرورت اور مصالح کی زیادہ ضرورت یا مصالح کی دیادہ ضرورت اور مصالح کی دیادہ ضرورت یا مصالح کی دیادہ ضرورت اور مصالح کی دیادہ ضرورت یا مصالح کی دیادہ ضرورت اور مصالح کی دیادہ ضرورت یا مصالح کی دیادہ ضرورت اور مصالح کی دیادہ ضرورت اور مصالح کی دیادہ ضرورت یا مصالح کی دیادہ ضرورت اور مصالح کی خرج کرنے کے مقتصی ہوں، تو وہاں ضرورت اور مصالح کی دیادہ ضرورت اور مصالح کیا ہوں کیا کی دیادہ ضرورت اور مصالح کی دیادہ ضرورت اور مصالح کی دیادہ ضرورت اور مصالح کی دیادہ کیادہ کیادہ کی دیادہ سرورت کیادہ کیادہ کیادہ کیادہ کیادہ کی دیادہ کی دیادہ کیادہ کیادہ کیادہ کی دیادہ کیادہ کی دیادہ کیادہ کی دیادہ کی دیادہ کیادہ کی دیادہ کی دیادہ کیادہ کیا

عَكَيْهَا وَالنُّمُوَّلَفَةِ قُلُوْبُهُ مُ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغَرِمِئِنَ وَفِي سَمِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيُلِّ فَرِيْضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيُوْجُكِيْمُ

کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جن کے دل پر چائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لیے، (۱) فرض ہے اللہ کی طرف

کے لحاظ سے زکوۃ کی رقم خرج کی جائے گی، چاہے دوسرے مصارف پر خرج کرنے کے لیے رقم نہ بچے۔ اس رائے میں جو معقولیت ہے، وہ پہلی رائے میں نہیں ہے۔

ا. ان مصارف ثمانیه کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

(ا، ۲) فقیر اور مسکین چونکہ قریب قریب ہیں اور ایک کا اطلاق دوسرے پر بھی ہوتا ہے لینی فقیر کو مسکین کو فقیر کہہ لیا جاتا ہے۔ اس لیے ان کی الگ الگ تعریف میں خاصا اختلاف ہے۔ تاہم دونوں کے مفہوم میں یہ بات تو قطعی ہے کہ جو حاجت مند ہوں اور اپنی حاجات و ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مطلوبہ رقم اور وسائل سے محروم ہوں، ان کو فقیر اور مسکین کہا جاتا ہے۔ مسکین کی تعریف میں ایک حدیث آتی ہے۔ نبی کریم شافیتی نے فرمایا، "مسکین وہ گوشنے پھر نے والا نہیں ہے جو ایک ایک یا دو دو لقے یا محبور کے لیے گھر گھر پھر تا ہے بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال بھر نے والا نہیں ہے جو ایک ایک یا دو دو لقے یا محبور کے لیے گھر گھر پھر تا ہے بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال بھی نہ ہو جو اسے بے نیاز کردے، نہ وہ ایسی مسکنت اپنے اوپر طاری رکھے کہ لوگ غریب اور مستحق سمجھ کر اس پر صدقہ کریں اور نہ خود لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرے"۔ (صحیح بخاری و مسلم، کتاب الزیوٰہ) حدیث میں گویا اصل مسکین شخص نہ کور کو قرار دیا گیا ہے۔ ورنہ حضرت ابن عباس شائنگا وغیرہ سے مسکین کی تعریف یہ منقول ہے کہ جو گداگر ہو، گھوم پھر کر اور لوگوں کے بیچھ پڑکر مائکا ہو۔ اور فقیر وہ ہے جو نادار ہونے کے باوجود سوال سے بچے اور لوگوں سے کی چین کا سوال نہ کرے۔ (ابن کیش)

(٣) عاملین سے مراد حکومت کے وہ اہل کار ہیں جو زکوۃ وصد قات کی وصولی و تقییم اور اس کے حماب و کتاب پر مامور ہوں۔
(٣) مؤلفۃ القلوب، ایک تو وہ کافر ہے جو کچھ کچھ اسلام کی طرف مائل ہو اور اس کی امداد کرنے پر یہ امید ہو کہ وہ مسلمان ہوجائے گا۔ دوسرے، وہ نو مسلم افراد ہیں جن کو اسلام پر مضبوطی سے قائم رکھنے کے لیے امداد دینے کی ضرورت ہو۔ تیسرے، وہ افراد بھی ہیں جن کو امداد دینے کی صورت میں یہ امید ہو کہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے اور اس طرح وہ قریب کے کمزور مسلمانوں کا تحفظ کریں۔ یہ اور اس قسم کی دیگر صورتیں تالیف قلب کی ہیں جن پر زکوۃ کی رقم خرج کی جاستی ہے۔ چاہے ندکورہ افراد مال دار ہی ہوں۔ احناف کے نزدیک یہ مصرف ختم ہوگیا ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ طالت وظروف کے مطابق ہر دور میں اس مصرف پر زکوۃ کی رقم خرج کرنا حائز ہے۔

(۵) گردنیں آزاد کرانے میں۔ بعض علاء نے اس سے صرف مکاتب غلام مراد لیے ہیں۔ اور دیگر علاء نے مکاتب وغیر مکاتب ہر قسم کے غلام مراد لیے ہیں۔ امام شوکانی نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤُدُّوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُولُوْنَ هُوَاٰذُنُّ قُلْ اٰذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ يُمُوْمِن بِاللهِ وَيُؤْمِنُ الِمُؤُمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِلَّذِيْنَ الْمَنُوا لِمِنْكُوْرُوالدِيْنَ يُؤُدُّوْنَ نَسُول اللهِ لَهُمُوعَذَاكِ اللَّهُمُّوْنَ

يَحْلِفُوْنَ بِاللهِ لَكُمْ لِئِرُضُوْكُمْ ۗ وَاللهُ وَ مَسُولُكَ ٓ اَحَقُّ اَنْ يُتُوضُوْهُ إِنْ كَانُوْا مُؤُمِنِيْنَ ۞

ٱلَـمُرِيُفُـكُمُوُاۤاَتَّـهُ مَنۡ يُتُحَادِدِاللهَ وَرَسُولَهُ فَاَنَّ لَهُ نَارَجَهَـتُمُ خَالِدًا فِيْهَا لَاٰلِكَ الْخِزْيُ الْحَظْدُو

سے، اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

الا. اور ان میں ہے وہ بھی ہیں جو پینمبر کو ایذاء دیتے ہیں اور کہتے ہیں کان کا کیا ہے، آپ کہہ دیجیے کہ وہ کان تمہارے بھلے کے لیے ہے () وہ اللہ پر ایمان رکھا ہے اور اللہ اور تم میں سے جو اہل مسلمانوں کی بات کا یقین کرتا ہے اور تم میں سے جو اہل ایمان ہیں یہ ان کے لیے رحمت ہے، رسول اللہ (مُنَائِیْنِیْمِ) کو جو لوگ ایذاء دیتے ہیں ان کے لیے دکھ کی مار ہے۔ کو جو لوگ ایذاء دیتے ہیں ان کے لیے تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاجاتے ہیں حالانکہ اگر یہ ایمان دار ہوتے تو اللہ اور اس کا رسول رضامند کرنے کے زیادہ مستحق تھے۔ کی مخالفت کرے گا اس کے لیے یقیناً دوزخ کی آگ ہے کی مخالفت کرے گا اس کے لیے یقیناً دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے، یہ زبردست رسوائی ہے۔

(۲) غارمین سے ایک تو وہ مقروض مراد ہیں جو اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ اور ضروریات زندگی فراہم کرنے میں لوگوں کے زیر بار ہوگئے اور ان کے پاس نفذ رقم بھی نہیں ہے اور ایسا سامان بھی نہیں ہے جے نیج کر وہ قرض ادا کر سکیں۔ دوسرے وہ ذمہ دار اصحاب ضانت ہیں جنہوں نے کسی کی ضانت دی اور پھر وہ اس کی ادائیگی کے ذمہ دار قرار پاگئے، یاکسی کی فصل تباہ یا کاروبار خسارے کا شکار ہوگیا اور اس بنیاد پر وہ مقروض ہوگیا۔ ان سب افراد کی زکوۃ کی مدے امداد کرنا جائز ہے۔

(2) فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔ لیعنی جنگی سامان وضروریات اور مجابد (چاہے وہ مالدار ہی ہو) پر زکوۃ کی رقم خرج کرنا جائز ہے۔ اور احادیث میں آتا ہے کہ حج اور عمرہ بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ ای طرح بعض علماء کے نزدیک سبیل اللہ میں داخل ہے کیونکہ اس سے بھی مقصد، جہاد کی طرح، اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔

(٨) ابْنِ السَّبِيْلِ سے مراد مسافر ہے۔ لینی اگر کوئی مسافر، سفر میں مستحق امداد ہوگیا ہے تو چاہے وہ اپنے گھر یا وطن میں صاحب جیثیت ہی ہو، اس کی امداد زکاۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے۔

ا. یہاں سے پھر منافقین کا ذکر ہورہا ہے۔ نبی منگائیڈی کے خلاف ایک ہرزہ سرائی انہوں نے یہ کی کہ یہ کان کا کیا (بکا) ہے، مطلب ہے کہ یہ ہر ایک کی بات س لیتا ہے (یہ گویا آپ شکائیڈیٹر کے حکم وکرم اور عفو وصفح کی صفت سے ان کو دھو کہ ہوا) اللہ نے فرمایا کہ نہیں، ہمارا پیغیر شرو فساد کی کوئی بات نہیں ستا، جو بھی ستا ہے، تمہارے لیے اس میں خیر اور بھلائی ہے۔

ڲڬؙۮؙۯڶڷٮ۬ٛ۬ڣڠؙۅٛؽٵؽؙؾؙڬڗۜڶۘۜۼۘؽۿٟڿؙڛ۠ۅٛڗۊۨ ؾؙؾؚؾؙۿ۠ڞؙۯۑؠٵڣؽ۬ڠ۠ڶۅٛؠۿؚڎ۠ڠؙڷؚٵۺؾۿڔؚ۬ٷٛڰ ٳػٙٵڵڰۮؙۻؙڿۛڔڿٞڟٵٙػ۫ۮۮؙۅ۫ؽ۞

وَلَيْنَ سَأَلْتُهُمُ لَيَقُوْلُنَّ إِنَّمَاكُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلُ إِبَاللهِ وَالِيتِهِ وَرَسُوْلِهِ كُنُ تُوْ تَسُتَهُزِءُونَ®

ڵڒؿؘڡٛ۬ڗؙڹۯؙٷڡؙؙؙۜٛٛٛٛٛػڡٛۯڗؙؙڞؙڮڬڒٳؽؠٚٵؽڬٛۄٝٵؚؗؗڽٛ ؾۜٛڡڡؙٛ عَنُ ڟٳ۪ٚڣؘة۪ مِّٮ۬ٛػؙۄٛڶؙۼڮۨڔۨڹؙڟٳٝڣؘڐٙۥ ڽۣٲۿؙۿؙػؙڵۏؙٳۼٛڔۄؽؽ۞ٛ

ٱلمُنْفِقُونَ وَالمُنْفِقَاتُ بَعْضُهُوُ مِّنَ بَعْضٍ

۱۹۲. منافقوں کو ہر وقت اس بات کا کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں مسلمانوں پرکوئی سورت نہ اترے جو ان کے دلوں کی باتیں انہیں بتلادے۔ کہہ دیجیے کہ تم مذاق اڑاتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈر دبک رہے ہو۔ کالی اور اگر آپ ان سے لوچیس تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یو نہی آپس میں ہنس بول رہے تھے۔ کہہ دیجیے کہ اللہ، اس کی آبیس میں ہنس بول رہے تھے۔ کہہ دیجیے کہ اللہ، اس کی آبیس میں ہنس کا رسول ہی تمہارے ہنسی خداق کے لیے رہ گئے ہیں؟(۱)

۱۲. تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہوگئے، (۲) اگر ہم تم میں سے پچھ لوگوں سے در گزر بھی کر لیں (۳) تو پچھ لوگوں کو ان کے جرم کی علمین سزا بھی دیں گے۔ (۴)

X۲. تمام منافق مرد وعورت آپس میں ایک ہی ہیں، (۵)

ا. منافقین آیات اللی کا مذاق اڑاتے، مومنین کا استہزاء کرتے حتیٰ کہ رسول اللہ مُنگانیا گیا گیا کی شان میں گتاخانہ کلمات کہنے سے گریز نہ کرتے جس کی اطلاع کسی نہ کسی طریقے ہے بعض مسلمانوں کو اور پھر رسول اللہ مُنگانیا کی ہوجاتی۔ لیکن جب ان سے پوچھا جاتا تو صاف مکرجاتے اور کہتے کہ ہم تو یوں بی آپس میں ہنی مذاق کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہنی مذاق کے لیے کیا تمہارے سامنے اللہ اور اس کی آیات اور اس کا رسول ہی رہ گیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ اگر مقصد تمہارا آپس میں ہنی مذاق بی ہوتا تو اس میں اللہ، اس کی آیات ورسول در میان میں کیوں آتا۔ یہ یقیناً تمہارے اس خبث اور نظاق کا اظہار ہے جو آیات اللی اور ہمارے پنجبر کے خلاف تمہارے دلوں میں موجود ہے۔

۲. لیعنی تم جو ایمان ظاہر کرتے رہے ہو۔ اللہ اور رسول کے استہزاء کے بعد اس کی کوئی چیشیت باقی نہیں رہ گئی ہے۔ اول تو وہ بھی نفاق پر ہی بینی تھا۔ تاہم اس کی بدولت ظاہر کی طور پر مسلمانوں میں تمہارا شار ہوتا تھا اب اس کی بھی گھائش ختم ہوگئی ہے۔

سل اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جنہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور انہوں نے توبہ کرلی اور مخلص مسلمان بن گئے۔ ۸. یہ وہ لوگ ہیں جنہیں توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی اور کفر ونفاق پر اڑے رہے۔ اس لیے اس عذاب کی علت بھی بیان کردی گئی ہے کہ وہ مجرم تھے۔

۵. منافقین، جو حلف اٹھاکر مسلمانوں کو باور کراتے تھے کہ "ہم تم ہی میں سے ہیں" اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی، کہ

يَامُرُونَ بِالْمُتَكِرُونَيَنُهُونَ عَنِ الْمُعَرُوفِ وَيَقْبِضُونَ آيُدِيَهُمُ شَنُوااللهَ فَنَسِيَهُمُ الْنَ المُنْفِقِيْنَ هُمُ الْفُسِقُونَ

وَعَدَاللهُ المُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقْتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَــُّتُمَ خٰلِدِينَ فِيْهَا هِي حَسُبُهُمُّ وَلَعَنَهُمُ اللهُ ۚ وَلَهُمْ عَنَاكِ مُّقِيْمٌ ۞

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبُلِكُمْ كَانُوْاَلَشَكَّ مِنْكُمْ قُوَّةً

وَاكْثَرَ اَمُوَالَّا وَاَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوْ إِخَلَاقِهِمُ
فَاسْتَمْتَعُتُمْ عِلَاقِكُوْ كَمَا السُتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُوْ يِغَلَاقِهُ وَخُضْتُو كُالَّانِيْنَ عِنْ قَبْلِكُوْ يِغَلَاقِهِ وَخُضْتُو كُالَّانِيْ

یہ بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بھلی باتوں سے روکتے ہیں اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں، (۱) یہ اللہ کو بھول گئے اللہ نے انہیں بھلادیا۔ (۲) بیشک منافق ہی فاسق وبد کردار ہیں۔

۱۸۸. اللہ تعالی ان منافق مر دول، عور تول اور کافرول سے جہنم کی آگ کا وعدہ کرچکا ہے جہال یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، وہی انہیں کافی ہے ان پر اللہ کی پھٹکار ہے، اور ان ہی کے لیے دائمی عذاب ہے۔

19. ان لوگوں کے مانند جو تم سے پہلے تھے، (\*\*) وہ تم سے زیادہ قوت والے تھے اور زیادہ مال واولاد والے تھے کیں وہ اپنا دینی حصہ برت گئے پھر تم نے بھی اپنا حصہ برت گئے پھر تم نے بھی اپنا فصہ برت لیا (\*\*) جیسے تم سے پہلے کے لوگ اپنے حصے سے فائدہ مند ہوئے تھے اور تم نے بھی اس طرح مذاقانہ

ایمان والوں سے ان کا کیا تعلق؟ البتہ یہ سب منافق، چاہے مرد ہوں یا عور تیں، ایک ہی ہیں۔ لینی کفر ونفاق میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ آگے ان کی صفات بیان کی جارہی ہیں جو مومنین کی صفات کے بالکل الٹ اور بر عکس ہیں۔ ا. اس سے مراد بخل ہے۔ لیعنی مومن کی صفت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے اور منافق کی اس کے بر عکس بخل، لیعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے اور منافق کی اس کے بر عکس بخل، لیعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے ہو سے گریز کرنا ہے۔

۲. لیعنی اللہ تعالیٰ بھی ان سے ایسا معاملہ کرے گا کہ گویا اس نے انہیں بھلادیا۔ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ الْبَوْمَ مَنْهُ اللّٰهِ تَعَالَیٰ بِیْمُ وَ اللّٰهِ اللّٰهِ عَلَیْ اللّٰہِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ عَلَیْ اللّٰہِ عَلَیْ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ عَلَیْ اللّٰہِ کے اس دن کو بھولے ہوئے تھے)۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے دنیا میں اللہ کے احکامات کو چھوڑے رکھا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل وکرم سے محروم رکھے گا۔ گویا نسیان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف علم بلاغت کے اصول مثاکلت کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ اللہ کی ذات نسیان سے یاک ہے۔ (قُ القدی)

س. لینی تمہارا حال بھی اعمال اور انجام کے اعتبار سے امم ماضیہ کے کافروں جیسا ہی ہے۔ اب غائب کے بجائے، منافقین سے خطاب کیا جارہا ہے۔

۷. خلاق کا دوسرا ترجمہ دنیوی حصہ بھی کیا گیا ہے۔ یعنی تمہاری تقدیر میں دنیا کا جتنا حصہ لکھ دیا گیا ہے، وہ برت لو، جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنا حصہ برتا اور پھرموت یا عذاب سے ہم کنار ہوگئے۔

## وَالْاِخِرَةِ وَالْوِلَلِكَ هُمُ الْخَلِيرُونَ @

اَكُو ۚ يَا أَيْهِ مُنَا أَالَّانِ أَنَ مِنَ قَبُلِهِمُ قَوْمِرُ نُوْمِ وَعَادٍ وَتَنُوُدَ لَا وَقَوْمِ اِلْرَهِيْءَ وَاَصْلَٰ مَدُينَ وَالْمُؤْتَوَكَتِ آتَتُهُمُ رُسُلُهُمُ مِالْدِيَّاتِ فَمَا كَانَ اللهُ لِيَظْلِمَهُمُ وَلاَينَ كَانُوْ آانَفُسُهُمُ يُطْلِمُونَ © يُطْلِمُونَ ©

بحث کی جیسے کہ انہوں نے کی تھی۔(۱) ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں غارت ہو گئے۔ اور یہی لوگ نقصان پانے والے میں۔(۲)

• کی انہیں اپنے سے پہلے لوگوں کی خبریں نہیں پینچیں،
قوم نوح اور عاد اور شمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور
اہل مؤتفکات (الٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والے) کی، (۳)
ان کے پاس ان کے پیغیمر دلیلیں لے کر پہنچ، (۳) اللہ ایسا
نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے

ا. یعنی آیات الہی اور اللہ کے پیٹمبروں کی تکذیب کے لیے۔ یا دوسرا مفہوم ہے کہ دنیا کے اسباب اور لہو ولعب میں جس طرح وہ مگن رہے، تہمارا بھی یہی حال ہے۔ آیت میں پہلے لوگوں سے مراد اہل کتاب یعنی یہود ونصاری ہیں۔ جیسے ایک حدیث میں نبی سُلُ اللّٰیَّیْمُ نے فرمایا "فتم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ضرور متابعت کروگے۔ بالشت بہ بالشت، ذراع بہ ذراع اور ہاتھ بہ ہاتھ۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہوں تو تم بھی ضرور گھسوگے۔ لوگوں نے پوچھا، کیا اس سے آپ کی مراد اہل کتاب ہیں؟ آپ نے فرمایا، اور میں گھتے ہوں تو تم بھی ضرور گھسوگے۔ لوگوں نے پوچھا، کیا اس سے آپ کی مراد اہل کتاب ہیں؟ آپ نے فرمایا، اور کون؟" (صحیح البخاری، کتاب الاعتصام- مسلم، کتاب العلم) البتہ ہاتھ بہ ہاتھ (بَاعًا بِبَاع) کے الفاظ ان میں نہیں ہیں۔ یہ تفیر طبری میں منقول ایک اثر میں ہے۔

7. أو لئك سے مراد وہ لوگ ہیں جو نہ كورہ صفات وعادات كے حال ہیں، مشہبین بھی اور مشبہ بہم بھی لینی جس طرح وہ خاسر ونامراد رہے، تم بھی ای طرح رہوگے۔ حالانكہ وہ قوت میں تم سے زیادہ سخت اور مال واولاد میں بھی بہت زیادہ سخے۔
۱س كے باوجود وہ عذاب اللی سے نہ فئ سكے تو تم جو ان سے ہر لحاظ سے كم ہو- كس طرح اللہ كی گرفت سے فئ سكتے ہو۔
سع. یہاں ان چھ قوموں كا حوالہ دیا گیا ہے جن كا ممكن ملک شام رہا ہے۔ یہ بلاد عرب كے قریب ہے اور ان كی پچھ باتیں انہوں نے شاید آباء واجداد سے سن بھی ہوں۔ قوم نوح، جو طوفان میں غرق كردى گئی۔ قوم عاد، جو قوت وطاقت میں ممتاز ہونے كے باوجود، باد تند سے ہلاك كردى گئی۔ قوم شمود، جے آسانی چیخ سے ہلاك كيا گيا۔ قوم ابراہیم، جس كے بادشاہ نمرود بن كنعان بن كوش كو مجھر سے مروا دیا گیا۔ اصحاب مدین (حضرت شعیب علیشلا) كی قوم)، جنہیں چیخ زلزلہ اور بادشاہ نمرود بن كنعان بن كوش كو مجھر سے مروا دیا گیا۔ اور اہل مؤتفكات، اس سے مراد قوم لوط ہے جن كی بھی كانام "سدوم" تھا۔ ائتفاك كے معنی ہیں انقلاب۔ الٹ پلٹ دینا۔ ان پر ایک تو آسان سے بھر برسائے گے۔ دوسرا ان كی بھی كو اوپر اٹھا كر نیچے بھینكا گیا جس سے پوری بھی اوپر نیچے ہوگئی اس اعتبار سے انہیں اصحاب مؤتفكات كہا جاتا ہے۔

۴. ان سب قوموں کے پاس، ان کے پیغیر، جو ان ہی کی قوم کا ایک فرد ہو تا تھا، آئے۔ لیکن انہوں نے ان کی باتوں کو کوئی اہیت ہی نہیں دی۔ بلکہ تکذیب اور عناد کا راستہ اختیار کیا، جس کا نتیجہ بالآخر عذاب الٰہی کی شکل میں نکا۔ اوپر ظلم کیا۔(۱)

وَالْمُؤُمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعُضُهُمُ أَوْلِيَاءُ بَعُضَ كِامُنُرُونَ وِالْمُغُرُونِ وَيَنْهُونَ عَن المُنْكُرُوكُةِ يُمُؤُنَ الصَّلُوةَ وَيُؤْتُونَ الرَّكُوةَ وَيُطِيْعُونَ اللهَ وَرَسُولَةَ الْوللَّكَ سَيْرَحَمُهُمُ اللهُ إِنَّ اللهَ عَزِيْزُ وَكِيْمُوْ

12. اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسے کے (مددگار ومعاون اور) دوست ہیں، (۲) وہ کھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، (۲) نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں زکوۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، (۱۳) یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی بہت جلد رحم فرمائے گا بیشک اللہ غلی والا حکمت والا ہے۔

وَعَكَاللّهُ النُّوُوُمِنِيْنَ وَالنُّوُمِنْتِ جَنَّتٍ تَخْرِيْ مِنْ تَتْنَاالْاَنْهُرُخْلِدِيْنَ فِيْهَا وَسَلَٰكِنَ طِيِّبَةً فِى جَنَّتِ عَدُيْنِ دُوضِوَانٌقِّنَ اللهِ ٱكْبَرُّ ذٰلِكَ هُوَالفُورُوُ الْعَظِيْمُو ۚ

12. ان ایماندار مردوں اور عور توں سے اللہ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات (۵) کا جو ان ہیشگی والی جنتوں میں

ا. یعنی یہ عذاب، ان کے ظلم پر استمرار اور دوام کا نتیجہ ہے۔ یوں ہی بلا وجہ عذاب اللی کا شکار نہیں ہوئے۔

۲. منافقین کی صفات مذمومہ کے مقابلے میں مومنین کی صفات محمودہ کا مذکرہ ہورہا ہے۔ پہلی صفت، وہ ایک دوسرے کے دوست، معاون وغم خوار ہیں۔ جس طرح حدیث میں ہے۔ «الْمُوَّ مِنْ کَالْمُنْیَانِ، یَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا» (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب تشبیك الأصابع فی المسجد وغیرہ - مسلم، باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم وتعاضدهم) "مومن، مومن کے لیے ایک دیوار کی طرح ہے جس کی ایک لینٹ دوسری اینٹ کی مضوطی کا ذریعہ ہے"۔ دوسری حدیث میں فرمایا: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَوَادَهِمْ، وَتَرَاحُمِهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَکٰی مِنْهُ عُضُوٌ، تَدَاعٰی لَهُ سَآئِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهِرِ وَالْحُمَّیٰ» (صحیح مسلم، باب مذکور - والبخاری، کتاب الأدب، باب رحمۃ الناس والبھائم) "مومنول کی مثال، الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّیٰ» (صحیح مسلم، باب مذکور - والبخاری، کتاب الأدب، باب رحمۃ الناس والبھائم) "مومنول کی مثال، آئیس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے اور رحم کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے کہ جب جسم کے ایک عضو کو آگیف ہوتی ہوتی ہے تو سارا جسم بیدار رہتا ہے اور تپ کا شکار ہوجاتا ہے"۔

۳. یہ اہل ایمان کی دوسری خاص صفت ہے معروف وہ ہے جسے شریعت نے معروف (لیعنی نیکی اور بھلائی) اور منکر وہ ہے جسے شریعت نے منکر (یعنی برا) قرار دیا ہے۔ نہ کہ وہ جسے لوگ اچھا یا برا کہیں۔

٣. نماز، حقوق الله مين نماياں ترين عبادت ہے اور زكوة، حقوق العباد كے لحاظ سے امتيازى هيشت ركھتى ہے۔ اس ليے ان دونوں كا بطور خاص تذكرہ كركے فرماديا گيا كہ وہ ہر معاملے ميں الله اور رسول كى اطاعت كرتے ہيں۔ ٥. جو موتى اور ماقوت سے تار كے گئے ہوں گے۔ عدن كے كئي معنى كے گئے ہیں۔ ایک معنی بھيگى كے ہیں۔ ہیں، اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے، (۱) یہی زردست کامیابی ہے۔

ڲٲؿٞ۠ۿٵڶڒٞؽؿؙڿٳۿٮؚٳڶڰؙڡٞٵڒۅٙٳڶؽؙٮ۬ڣؾؽڹۅٵۼؙڵڟ ٵؽؿۿؚۮٞۅػٲؙۏٮۿؙٶؙجؘۿڎۜۄؙۅڽؚۺٞٵڶؠؘڝؚؽؙڔ۠۞

سک. اے نبی! (سُکَالَیُّنِیُّم) کا فروں اور منافقوں سے جہاد جاری رکھو، (۱) اور ان پر سخت ہوجاؤ (۱) ان کی اصلی جگه دوزخ ہے، جو نہایت بدترین جگه ہے۔ (۱)

ڲۘڬڣؙۉڽٳڵڵۼڡٵۊۜٵڵٛٷٷڷڡٙۮۊٵڵۉٵػڸؚؽڎٙٵڵڬٛۿ ۅػڡٞڒؙۉٳڹۼؙڬٳڶڛڵڒڝؚۿۏۘۅۿؠؙٚۉٳڽؚؠٵڵۄٞؾؘٵڵٷٳ ۅؘڡٵڹڡۜٙؠؙۏۧٳٳڒۘٳٲڽٵۼٛڶۿؗٷڒڛٛۅٛڵڎ ڡؚڽؙڡؘٛڞ۫ڸڋٷڶؿؾٷ۫ؽؙٷٳۑڮ۫ڂؙؿؙڒٳڷۿؙۄٛ۫

الله کی قشمیں کھاکر کہتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا، حالانکہ یقیناً کفر کا کلمہ ان کی زبان سے نکل چکا ہے اور یہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے ہیں (۵) اور انہوں نے اس کام کا قصد بھی کیا جو پورا نہ کر سکے۔ (۲) یہ

1. حدیث میں بھی آتا ہے کہ جنت کی تمام نعتوں کے بعد اہل جنت کو سب سے بڑی نعمت رضائے اللی کی صورت میں طلح گی۔ (صحیح البخاري ومسلم، کتاب الرقاق وکتاب الجنة)

۲. اس آیت میں نبی کریم سکا تینیکی کو کفار اور منافقین سے جہاد اور ان پر سختی کرنے کا تھم دیا جارہا ہے۔ نبی سکا تینیکی کے بعد اس کی خاطب آپ سکا تینیکی کی امت ہے۔ کا فروں کے ساتھ منافقین سے بھی جہاد کرنے کا جو تھم ہے، اس کی بابت اختلاف ہے۔ ایک رائے تو یبی ہے کہ اگر منافقین کا نفاق اور ان کی سازشیں بے نقاب ہوجائیں تو ان سے بھی اسی طرح جہاد کیا جائے، جس طرح کا فروں سے کیا جاتا ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ منافقین سے جہاد یہ ہے کہ انہیں زبان سے وعظ ونصیحت کیجائے۔ یا وہ اخلاقی جرائم کا ار ٹکاب کریں تو ان پر حدود نافذ کی جائیں۔ تیسری رائے یہ ہے کہ جہاد کا سے متعلق ہے اور سختی کرنے کا منافقین سے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ان آراء میں آپس میں کوئی تضاد اور منافات نہیں، اس لیے کہ حالات وظروف کے مطابق ان میں سے کسی بھی رائے پر عمل کرنا جائز ہے۔

سل غلظة، رأفة كى ضد ہے، جس كے معنی نرمی اور شفقت كرنے كے بيں۔ اس اعتبار سے غلظة كے معنی سختی اور قوت سے وشمنوں كے خلاف اقدام ہے۔ محض زبان كی سختی مراد نہيں ہے۔ اس ليے كہ وہ تو نبی كريم سُگاليَّيْمُ كَ اخلاق كريمانہ كے ہی خلاف ہے، اسے آپ مُلَّاليَّيْمُ اختيار كر سكتے تھے نہ اللہ تعالیٰ ہی كی طرف سے اس كا حكم آپ كو مل سكتا تھا۔ كريمانہ كے ہی خلاف ہے۔ اس كا حكم كا تعلق دنیا سے ہے۔ آخرت بیں ان كے لیے جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے۔

۵. مفسرین نے اس کی تفسیر میں متعدد واقعات نقل کیے ہیں، جن میں منافقین نے رسول اللہ منگائیلی کی شان میں گتافانہ کلمات کہے۔ جے بعض مسلمانوں نے سن لیا اور انہوں نے آکر نی سنگائیلی کو بتلایا، لیکن آپ کے استفسار پر مکر گئے بلکہ حلف تک اٹھالیا کہ انہوں نے ایک بات نہیں کی۔ جس پر یہ آیت اتری۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نی سنگائیلی کی شان میں گتافی کرنے والا مسلمان نہیں رہ سکتا۔
 میں گتافی کرنا کفر ہے۔ نی کریم منگائیلی کی شان میں گتافی کرنے والا مسلمان نہیں رہ سکتا۔

۲. اس کی بابت بھی بعض واقعات نقل کیے گئے ہیں۔ مثلاً تبوک سے والبی پر منافقین نے رسول اللہ مُنَافِیْتُمِ کے خلاف

ۅٙٳڶؾۜؾۘڗؘٷٷٳؽؙۼڐؚڹۿۄۢٳڶڷؗؗؗؗؗڡؙڡؘۮؘٲڋٵڵڸؽڴ ڣٵڶڎؙڹٛێٵۅؘٲڵٳڂۯۼٷۧٵؘڶۿ۠ڎ۫ڣٲڶۯۯۻ ڡؚؗٛ۬ڽٞڐڸؚٞٷٙڶڒڹٙڝؽۄٟۛ

> وَمِنْهُوُمَّنَ عُهَدَاللهَ لَمِن النَّامِنُ فَضُلِهِ لَنَصَّدَّ قَتَّ وَلَنَّكُونَنَّ مِنَ الصِّلِحِيْنَ

فَكَتَّاالتْهُوُمِّنُ فَضُلِهٖ بَخِنُوُابِهٖ وَتَوَكُّواْ وَهُوُ مُعْمِضُونَ۞

فَاحُقْتَبُهُهُ نِفَاقًا فِنُ قُلُوبِهِمُ اللَّيَوُمِرَيُلْقُوْنَهُ بِمَاكَخُلُفُوا اللهَ مَا وَعَدُونُهُ وَيِمَا كَانُوُا يُكْذِيُونَ

صرف اس بات کا انتقام لے رہے ہیں کہ انہیں اللہ نے اسپے فضل سے اور اس کے رسول (سُکَاتِیْنِمٌ) نے دولت مند کردیا، (ا) اگر یہ اب بھی توبہ کرلیں تویہ ان کے حق میں بہتر ہے، اور اگر منہ موڑے رہیں تو اللہ تعالی انہیں دنیا وآخرت میں دردناک عذاب دے گا اور زمین بھر میں ان کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ کھڑا ہوگا۔

24. اور ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے مال دے گا تو ہم ضرور صدقہ وخیرات کریں گے اور کی طرح نیکو کاروں میں ہوجائیں گے۔

17. لیکن جب اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا تو یہ اس میں بخیلی کرنے گے اور ٹال مٹول کرکے منہ موڑ لیا۔

24. پس اس کی سزا میں اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا اللہ سے ملئے کے دن تک، کیونکہ انہوں نے اللہ سے کیے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی کی اور کیوں کہ جموٹ بولتے رہے۔

ا یک سازش کی جس میں وہ کامیاب نہیں ہوسکے کہ دس بارہ منافقین ایک گھائی میں آپ کے پیچھے لگ گئے جہاں رسول اللہ عَمَّا ﷺ باقی لشکر سے الگ تقریباً تنہا گزر رہے تھے۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ آپ پر حملہ کرکے آپ کا کام تمام کردیںگے اس کی اطلاع وجی کے ذریعے سے آپ کو دے دی گئی، جس سے آپ نے بچاؤ کرلیا۔

ا. مسلمانوں کی جمرت کے بعد، مدینہ کو مرکزی چیشت حاصل ہو گئی تھی، جس کی وجہ سے وہاں تجارت اور کاروبار کو بھی فروغ ملا، اور اہل مدینہ کی معاشی حالت بہت اچھی ہو گئی۔ منافقین مدینہ کو بھی اس سے خوب فائدہ حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہی فرمارہا ہے کہ کیا ان کو اس بات کی ناراضی ہے کہ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے غنی بنادیا ہے؟ لیننی یہ ناراضی اور غضب والی بات تو نہیں، بلکہ ان کو تو اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے انہیں فقر و تنگ دستی سے نکال کر خوش حال بنادیا۔ ملحوظۃ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول شکھی گھڑ کی ذکر اس لیے ہے کہ اس غناء اور تو مگری کا ظاہری سبب رسول اللہ شکھی گھٹو کی خمیر ذات گرائی مین فضل ہے انہیں غنی کر دیا۔ سے کہ اللہ تعالیٰ ہی تھا۔ اس لیے آیت میں من فضلہ، واحد کی ضمیر ہے کہ اللہ نے اپنین غنی کر دیا۔

۲. اس آیت کو بعض مفسرین نے ایک صحابی حضرت ثعلبہ بن حاطب انصاری کے بارے میں قرار دیا ہے۔ لیکن سنداً یہ صحیح نہیں۔ صحیح نہیں۔ صحیح نہیں۔ صحیح نہیں۔ صحیح نہیں۔ صحیح نہیں۔ میں بھی منافقین کا ایک اور کردار بیان کیا گیا ہے۔

ٱڵۄؙۑڝؙؙۘۘۘؠڬٛٷٞٲٲؾٞۜٙٞٞۨڶڵؖؗؗؗۿٙؾؙۘۘڬؙڴڛڗۜۿؙۄؙ ۅؘٮٛۻٛۅ۠ٮۿؙۄ۫ۅٙٲؿٙڶڵؗؗۿۓڴڷٳٛۯؙڶڠؙؿؙۅؙۑ<sup>۞</sup>

ٱڷۜۏؽۘڽؘؽڸٛؠۯؙۅؙڽٵڷٮؙڟۊؚۘۼؽؽڡؚڹٵڷٮؙۉ۫ڡٟڔ۬ؽڹ ڣۣٵڵڞۜٮڐ۬ؾؚٵڰڹؽؗڽڵڒۑڿٮؙۅٛؽٳڵڒ جُهُٮؙۮۿؙٷڡؽۺٛڿٞۯؙۅؙؽڡؚڹؙۿؙڠڗ۫ڛڿڒڶٮڵۿ ڡؚڹ۫ۿؙٷؘۏڬۿؙۄؙعؘذاكؚٳڶؽؙۄٞٛ۞

ٳؚؗۺؾۼۛڣؗۯڷۿؗۄؙۯؘۉڵٲۺۜؾۼۛڣۯڷۿؙڎ۠ٳؽؙۺۜؾۼ۫ڣۯڷۿۄؙ ڛۘڹڡؚؠؙؽؘڡۜڗۜۊٞۘڬڶڽؙٞؿۼۛڣۯڶڵۿؙڷۿؗۄؙڎٚڸػۑٲٮٚۿۿ ػڡؘۜۯؙٷٳڵڶڰۅڡٙ؆ڛؙٷڸ؋ٷڶڵۿؗڶٳڽۿڽؚؽٲڷڡٞۉؙڡ

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے دل کا بھید
 اور ان کی سر گوشی سب معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ غیب کی
 تمام باتوں سے خبر دار ہے۔ (۱)

29. جو لوگ ان مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنہیں سوائے اپنی محنت مز دوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں، پس یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، '' اللہ بھی ان سے تمسخر کرتا ہے۔

"" اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۸۰. ان کے لیے تو استغفار کریا نہ کر۔ اگر تو ستر مرتبہ
 بھی ان کے لیے استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہ
 بخشے گا<sup>(م)</sup> یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ سے اور اس کے

ا. اس میں ان منافقین کے لیے سخت و عید ہے جو اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتے ہیں اور پھر اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مخفی باتوں اور بھیدوں کو نہیں جانتا۔ حالائکہ اللہ تعالیٰ سب پچھ جانتا ہے، کیونکہ وہ تو علام الغیوب ہے۔ غیب کی تمام باتوں سے باخبر ہے۔

س. لینی مومنین سے استہزاء کا بدلہ انہیں اس طرح دیتا ہے کہ انہیں ذلیل ورسوا کرتا ہے۔ اس کا تعلق باب مشاکلت سے ہے جو علم بلاغت کا ایک اصول ہے یا یہ بددعا ہے اللہ تعالی ان سے بھی اسی طرح استہزاء کا معاملہ کرے جس طرح یہ مسلمانوں کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں۔ (فح القدیر)

۷م. ستر کا عدد مبالغ اور تکثیر کے لیے ہے۔ لینی تو کتنی ہی کثرت سے ان کے لیے استغفار کرلے، اللہ تعالیٰ انہیں ہر گز معاف نہیں فرمائے گا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ستر مرتبہ سے زائد استغفار کرنے پر ان کو معافی مل جائے گی۔

## الفليقين ٥

فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمُ خِلْفَ سَّوُلِ اللهِ وَكَرِهُوَّا اَنْ يُجَاهِدُوْ الْمِأْوَ الِهِمْ وَالنَّسُوهِمُ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَقَالُواْ الاَتَنْفِرُواْ فِي الْحَرِّوْثُلُ فَارْجَهَنَّمَ الشَّكُ حَوَّا لَوْكَانُواْ اِنْفَقُهُوْنَ ©

ڡؘؙڶؽڞؙڿڴۊؙٳۊڸؽڰڒۊؘڷؽڹۘػۉٵػڎ۬ؽڴٵ۫ڿۯۜٚٳٙٷڽؠٵ ػٵڎ۬ٳڮؽؽڎؚۏڽ

فَإِنْ تَرْجَعُكُ اللَّهُ إِلَّى طَأَيْفَ قِيِّنُهُمُ وَفَاسْتَأَذُنُوْكَ

رسول سے کفر کیا ہے (۱) اور ایسے فاسق لوگوں کو رب کریم ہدایت نہیں ویتا۔ (۲)

۸۱. پیچیے رہ جانے والے لوگ رسول اللہ (سَالِلَیْمُ ) کے جانے کے بعد اپنے بیٹے رہنے پر خوش ہیں (۳) انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرنا ناپسند رکھا اور انہوں نے کہہ دیا کہ اس گرمی میں مت نکلو۔ کہہ دیجے کہ دوزخ کی آگ بہت ہی سخت گرم ہے، کاش کہ وہ سیجھتے ہوتے۔ (۳)

۸۲. کیس انہیں چاہیے کہ بہت کم ہنسیں اور بہت زیادہ روئیں (۵) بدلے میں اس کے جو یہ کرتے تھے۔ مصل اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی کسی جماعت (۲) کی طرف ۸۳

ا. یہ عدم مغفرت کی علت بیان کردی گئی ہے تاکہ لوگ کسی کی سفارش کی امید پر نہ رہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح کی پونچی لے کر اللّٰہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ اگر یہ زاد آخرت کسی کے پاس نہیں ہوگا تو ایسے کا فروں اور نافرمانوں کی کوئی شفاعت ہی نہیں کرے گا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لیے شفاعت کی اجازت ہی نہیں دے گا۔

۲. اس ہدایت سے مراد وہ ہدایت ہے جو انسان کو مطلوب (ایمان) تک پہنچا دیتی ہے۔ ورنہ ہدایت جمعنی رہنمائی یعنی راستے کی نشان دہی۔ اس کا اہتمام تو دنیا میں ہر مومن وکافر کے لیے کردیا گیا ہے ﴿ اِتّاهَدَیْنَهُ السّیدیْلَ إِشّاهَ اَکْوَا وَ اِسْلَا اَلْمَاهُ اِللّهُ اَلْمَاهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّه

سال یہ ان منافقین کا ذکر ہے جو جوک میں نہیں گئے اور جھوٹے عذر پیش کرکے اجازت حاصل کرلی۔ خلاف کے معنی بیس، پیچھے یا خالفت لیعنی رسول اللہ مُنگائیڈ کے جانے کے بعد آپ کے پیچھے یا آپ کی مخالفت میں مدینہ میں بیٹھے رہے۔

اللہ میں اللہ منگائیڈ کی گئی گئی گئی گئی گرمی کے مقابلے میں، دنیا کی گرمی کوئی جیشیت نہیں رکھتی، تو وہ مجھی پیچھے نہ رہتے۔ حدیث میں آتا ہے کہ دنیا کی یہ آگ جہنم کی آگ کا محدواں حصہ ہے۔ لیعنی جہنم کی آگ کی شدت دنیا کی آگ ہے کہ دنیا کی ہے البخاری، بدہ المخلق باب صفة النار) اَللَّھُمَّ اَحْفَظُنَا مِنْھَا.

۵. قَالِيْلًا اور كَيْثِرًا يا تو مصدريت (ليعنى ضِحْكًا قَالِيْلًا اور بُكَاءً كَثِيْرًا يا ظرفيت ليعنى زَمَانًا قَلِيْلًا وَرَمَانًا كَثِيْرًا) كى بنياد پر منصوب ہے۔ اور امر كے دونوں صيغ بمعنی خبر ہیں۔ مطلب یہ ہے كہ یہ ہنسیں گے تو تھوڑا اور روئیں گے بہت زیادہ۔
 ۲. منافقین كى جماعت مراد ہے۔ لیعنی اگر اللہ تعالیٰ آپ كو صحیح سلامت تبوك سے مدینہ واپس لے آئے جہاں یہ پیچے رہ جانے والے منافقین بھی ہیں۔

ڸڵڂٛۯؙۅٛڿؚڡٞڡؙؙڷڰؽؙۼۜٷٛڿٛۏٚٳڡٚۼؽٲڹٮۜٵڐٙڵؽ تُقَاتِلُوْامِعِیَ عَنُڰٛٳٳ۠ڴڵؙۄؙۯۻۣؽؾؙۄؗڽٳڶڨۼؙۅ۫ۮٟٳۊڶ ڝٷۊؚڣؘٵڡٞۼؙٮؙٛۅؙٳڡؘۼٳڵڂڸڣؽڹ۞

ۅؘڵٳؿؙڞڵۣۼڵۣٙٲڂٮۣؠۨؠٞٮؙ۬ۿؙۄ۫؆ٵػٲؠۜٮٞٵۊٙڵٳٮؘۜٛۺؙۄ ۼڵۊؘڋڔ؋ٳڷۿؙۄٛػڡؙؗڒؙۏٳڸٮڵۼۅٙڛؙٶڸ؋ۅؘٵٮۛٛۊ۠ٳ ۅؘۿؙۄٝڣٛٮؿؙۅ۫ڹ۞

لوٹاکر واپس لے آئے پھر یہ آپ سے میدان جنگ میں نکلنے کی اجازت طلب کریں () تو آپ کہہ دیجھے کہ تم میرے ساتھ ہرگز چل نہیں سکتے اور نہ میرے ساتھ تم دشمنوں سے لڑائی کرسکتے ہو۔ تم نے پہلی مرتبہ ہی بیٹھ رہنے کو پیند کیا تھا(\*) پس تم پیچھے رہ جانے والوں میں ہی بیٹھے رہو۔(\*)

 $\Lambda M$ . اور ان میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس کے جنازے کی ہرگز نماز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ (() یہ اللہ اور اس کے رسول کے مکر ہیں اور مرتے دم تک بدکار بے اطاعت رہے ہیں۔ (۵)

ا. تعنی کسی اور جنگ کے لیے، ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کریں۔

۲. یہ آئندہ ساتھ نہ لے جانے کی علت ہے کہ تم پہل مرتبہ ساتھ نہیں گئے۔ لہذا اب تم اس لائق نہیں کہ تمہیں کی بھی جنگ میں ساتھ لے جایا جائے۔

سا لیعنی اب تمہاری او قات یہی ہے کہ تم عور توں، بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ ہی بیٹے رہو، جو جنگ میں شرکت کرنے کے بجائے گھروں میں بیٹے رہے ہیں۔ نبی کریم مُنالِّیْنِا کو یہ ہدایت اس لیے دی گئی ہے تاکہ ان کے اس ہم وغم اور حسرت میں اور اضافہ ہو جو انہیں پیچے رہ جانے کی وجہ سے تھا۔ (اگر تھا)

مم. یہ آیت اگرچہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن اس کا تکم عام ہے۔ ہر شخص جس کی موت کفر ونفاق پر ہو، وہ اس میں شامل ہے۔ اس کی شان نزول یہ ہے کہ جب عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوگیا تو اس کی موت کفر ونفاق پر ہو، وہ اس میں شامل ہے۔ اس کی شان نزول یہ ہے کہ جب عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوگیا تو اس کی خار اللہ سکا تی ہے عبداللہ (جو مسلمان اور باپ بی کے ہم نام سے) رسول اللہ سکا تی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا کہ ایک تو آپ (بطور تبرک) اپنی قمیص عنایت فرمادی اور نماز جنازہ پڑھادیں۔ آپ نے جمی تشریف لے گئے۔ حضرت عمر دلی شنگئے نے پڑھادیں۔ آپ نے قمیص بھی عنایت فرمادی اور نماز جنازہ پڑھانے کے لیے بھی تشریف لے گئے۔ حضرت عمر دلی تو تی میں آپ کو اس کے حق میں اس کے حق میں اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں؟ آپ شکی تی اوالیہ تعالی نے بھی اختیار دیا ہے " یعنی روکا نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہو اللہ تعالی نہیں معاف نہیں فرمائے گا، تو میں سر مرتبہ ہے کہ "اگر تو سر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کراوں گا" چنانچہ آپ نے نماز جنازہ پڑھادی۔ جس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرماکر سے نیادہ ان کے لیے استغفار کرلوں گا" چنانچہ آپ نے نماز جنازہ پڑھادی۔ جس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرماکر سے نیادہ اللہ انقین کے حق میں دعائے مغفرت کی قطعی ممانعت فرمادی۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ البواءۃ ومسلم آئندہ کے لیے منافقین واحکامہم)

۵. یہ نماز جنازہ اور دعائے مغفرت نہ کرنے کی علت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کا خاتمہ کفر وفس پر ہو،

ۅؘڵڒڠؙڿڹڬٲؗمُواڵؙۿۏۅٙٲۊڵۯۿؙۏ۫ڗ۠ڷؠۜٵؽڔؽٮؙؙٵٮڵڎٲڹ ؿ۠ۼڔٚۜ؉ؙٛؗؠٛۼۣۿٳ۬ؽٳڶڎؙڹ۫ؽٳؘڡؘڗٛۿۊؘٵؘڡؙٛۺ۠ۿ۫ٞٷۿٛٷڶۄؙڕ۠ۮڹ<sup>©</sup>

ۅؘٳۮٙٵڷؙؿؚۯڵتٛۺۅۘۯٷٞٲؽٵڡڹؙٷٳڽٳ۩ؿۅۅؘڿٳۿؚٮؙۉٳڡؘۼ ٮؘۺؙۅ۬ڶۼٳۺؾ۬ٲڎ۫ڒؘػٲۅؙڶۉٳٳڵڟۅٞڸۣڡؚؠٞؗٞؠؙؙٛؗؠؙۅؘڰٙٵڵؙٷٳۮؘڒٵ ٮؙڴؽ۫ۼؖۼٳڷ۠ڠۑڔؿؙؿ

رَضُوْا بِأَنْ يُكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَكُلِيعَ عَلَىٰ قُلُوْيِهِمُ فَهُوُ لِاَيْفَقَهُوْنَ۞

لِكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ الْمَنُوْ الْمَعَةُ جُهَدُوْا بِأَمُوَ الِهِمُ وَٱنْشُيهِمُ وَاوُلِلِكَ لَهُمُ الْحَيْرِثُ ﴿ وَاوْلِيكَ هُوُالْمُفْلِحُونَ۞

۸۵. اور آپ کو ان کے مال واولاد کچھ بھی بھلے نہ لگیں،
الله کی چاہت یہی ہے کہ انہیں ان چیزوں سے دنیوی
سزا دے اور یہ اپنی جانیں نکلنے تک کافر ہی رہیں۔
۸۲. اور جب کوئی سورت اتاری جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان
لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان

لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے دولت مندول کا ایک طبقہ آپ کے پاس آکر یہ کہہ کر رخصت لے لیتا ہے کہ ہمیں تو بیٹھے رہنے والوں میں ہی چھوڑ دیجیے۔(۱)

کہ. یہ تو خانہ نشین عور توں کا ساتھ دینے پر ریجھ گئے اور ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی اب وہ کچھ سمجھ عقل نہیں رکھتے۔(۱)

۸۸. لیکن خود رسول (مُنَالِّیْکِمْ) اور اس کے ساتھ کے ایمان والے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں، یہی لوگ بھلائیوں والے ہیں اور یہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

ان کی نہ نماز جنازہ پڑھنی چاہیے اور نہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنی جائز ہے۔ ایک حدیث میں تو یہاں تک آتا ہے کہ جب بی معلق خیر متان پہنچ تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن ابی کو دفنایا جاچکا ہے، چنانچہ آپ منگائینی نے اسے قبر سے نکلوایا اور اپنے گھنول پر رکھ کر اس پر اپنا لعاب دبمن تھوکا، اپنی قمیص اسے پہنائی (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب القمیص وکتاب الجنائز-صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین وأحکامهم) جس سے معلوم ہوا کہ جو ایمان سے محروم ہوگا، اسے دنیا کی جمور سے بڑی شخصیت کی دعائے مغفرت اور اس کی شفاعت بھی کوئی فائدہ نہ پہنچاسکے گی۔

ا. یہ انہی منافقین کا ذکر ہے جنہوں نے حلیے تراش کر چیچے رہنا پہند کیا اُولُوا الطَّولِ سے مراد ہے صاحب جیشت، مال دار طقد، لیخی اس طقے کو چیچے تو نہیں رہنا چاہیے تھا، کیونکہ اس کے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ موجود تھا۔ قاعِدِیْنَ سے مراد بعض مجبوریوں کے تحت گھروں میں رک جانے والے افراد ہیں، جیسا کہ اگلی آیت میں ان کو خَوَالِفُ کے ساتھ تشہید دی گئی ہے جو خَالِفَةٌ کی جمع ہے۔ یعنی، چیچے رہنے والی عورتیں۔

۲. دلوں پر مہر لگ جانا، یمسلسل گناہوں کا نتیجہ ہوتا ہے جس کی وضاحت پہلے کی جاچکی ہے، اس کے بعد انسان سوچنے سیجھنے کی صلاحیت سے عاری ہوجاتا ہے۔

ٳؘڡؘ؆ؖٲٮڵۿؙڷۿؙۅٛڿؠٚٚؾۼۘۯؽؙڡؚؽؙؾؘڂؾۭڮٵڷۯؽۿۯ ڂؚڸٮؚؽؙؽڣۣؽۿٵڎ۬ٳػٵڷڣؘۅؙۯؙٳڵۘۼڟؚؽۄ۠ٛ

ۅؘڿٵٙٵڵٮؙٛػێٙۨۯۅؙڹڝڹٲڵۿٙۯٳۑٳڸؽؙۅٛ۫ۮؘؽڵۿؙۄ ۅؘقعَدَاڷڬؿؙؽػۮؘڣۅاڶڵ؋ۅٙڒڛؙٷڵڎ۠ۺؽؙڝؚؽڹ ٵڰؘۮۣؿؽػڡٞۯؙٷٳڡؚٮؙۿۄ۫؏ۮٙٵڮٛٳڸؽ۠ۄ۠

ڵؽۺؘۘۜۼڶٙٙٙ؞اڵڞؙۼڡٞٳۧۦۘۅٙڵٵۼڶٳڶؠؙۯڟؽۅؘڵٵڝ ٵێڔؽؙؽڵٳۼڮٮؙۅؙڽؘ؆ٵؽؙؿ۫ڣڠؙۅ۫ڹؘڂڗڿ۠ٳۮٙٳ؈ؘڂٷ ؠڵۼۅؘڗڛؙٷڸ؋؆ٵۼڶٳڷؠؙڂڛڹؽڹڝ؈۫ڛؚؽڸٟ ۅؘٳٮڵڎؙۼؘڣؙؗۅ۠ۯڒڿؽ۫ۄ۠ۨ

۸۹. انہی کے لیے اللہ نے وہ جنتیں تیار کی ہیں جن
 کے پنچے نہریں جاری ہیں جن میں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ ()

• 9. اور بادیہ نشینوں میں سے عذر والے لوگ حاضر ہوئے کہ انہیں رخصت دے دی جائے اور وہ بیٹھ رہے جنہوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے جھوٹی باتیں بنائی تھیں۔ اب تو ان میں جتنے کفار ہیں انہیں دکھ دینے والی مار پہنچ کر رہے گی۔ (۲)

91. ضعیفوں پر اور بیاروں پر اور ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں، ایسے نیک کاروں پر الزام کی کوئی راہ نہیں، اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت ورحت والا ہے۔

ا. ان منافقین کے برعکس اہل ایمان کا رویہ یہ ہے کہ وہ اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اللہ کی راہ میں انہیں اپنی جانوں کی پروا ہے اور نہ مالوں کی۔ ان کے نزدیک اللہ کا حکم سب پر بالا تر ہے۔ انہیں کے لیے خیرات ہیں لیعنی آخرت کی بھلائیاں اور جنت کی تعتیں اور بعض کے نزدیک دین ودنیا کے منافع اور یہی لوگ فلاح یاب اور فوز عظیم کے حامل ہوں گے۔

ان مُعَدِّرِیْنَ کے بارے میں مفسرین کے در میان اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ شہر سے دور رہنے والے وہ اعرائی ہیں جنہوں نے جموٹے غذر بیش کرکے اجازت حاصل کی۔ دو سری قتم ان میں وہ تھی جنہوں نے آکر غذر بیش کرنے کی جمی ضرورت نہیں سمجھی اور بیٹھ رہے۔ اس طرح گویا آیت میں منافقین کے دو گروہوں کا تذکرہ ہے اور عذاب الیم کی وعید میں دونوں شامل میں اور مِنْهُم سے جموٹے غذر بیش کرنے والے اور بیٹھ رہنے والے دونوں مراد ہوں گی وعید میں دونوں شامل میں اور مِنْهُم سے جموٹے غذر بیش کرنے والے اور بیٹھ رہنے والے دونوں مراد ہوں گی تقی۔ اور دوسرے مفسرین نے مُعَدِّرُوْنَ سے مراد الیے بادیہ شین مسلمان لیے ہیں جنہوں نے معقول غذر بیش کرکے اجازت کی تھی۔ اور مُعَدِّرُوْنَ ان کے نزدیک اصل میں مُعْمَدِّرُوْنَ ہے۔ تا کو ذال میں مذتم کردیا گیا ہے اور معتذر کے معنی میں، واقعی غذر رکھنے والا۔ اس اعتبار سے آیت کے اگلے جملے میں منافقین کا تذکرہ ہے اور آیت میں دو گروہوں کا ذکر ہے، پہلے جملے میں ان مسلمانوں کا جن کے پاس واقعی غذر سے اور دوسرے منافقین، جو بغیر عذر بیش کے بیٹھے رہے اور آیت میں وعید ہے، اس دوسرے گروہ کے لیے ہے۔ وَاللهُ أَعْلَمُ.
 آخری ھے میں جو وعید ہے، اس دوسرے گروہ کے لیے ہے۔ وَاللهُ أَعْلَمُ.

m. اس آیت میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو واقعی معذور تھے اور ان کا عذر بھی واضح تھا۔ مثلاً (۱) ضعیف وناتوال لیعنی

قَلَاعَلَ الَّذِيْنَ إِذَامَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلُهُ وَقُلْتَ لَاَ آجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهُ تَوْلُوا وَّاعَيْنُهُمُ تَقْيُضُ مِنَ السَّمْعِ حَزَيًا اللَّهِ مِحْدُوامَا يُنْفِقُونَ ۞

إِنَّهُ السَّيْمِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسُتَأَذِ نُوْنَكَ وَهُمُ اَغْنِيَا ۚ وَصُوْا بِأَنُ يَّكُوْ نُوْا مَعَ الْخَوَّالِفِ وَطَلِمَ اللهُ عَلَى قُلُوْ بِهِمُ فَهُمُ الْاَيْعُ لَمُوْنَ ©

97. اوربال ان پر بھی کوئی حرج نہیں جو آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ انہیں سواری مہیا کردیں تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میں تو تہہاری سواری کے لیے کچھ بھی نہیں پاتا، تو وہ رخی وغم سے اپنی آئکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں کہ انہیں خرچ کرنے کے لیے کچھ بھی میسر نہیں۔(۱) معلق انہیں لوگوں پر راہ الزام ہے جو باوجود دولتمند ہونے کے آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں۔ یہ خانہ نشین عور توں کا ساتھ دینے پر خوش ہیں اور ان کے دلوں پر مہر خداوندی لگ بھی ہے جس سے وہ محض بے علم ہوگئے ہیں۔(۱)

بوڑھے قتم کے لوگ، اور نابینا یا لنگڑے وغیرہ معذورین بھی اسی ذیل میں آجاتے ہیں۔ بعض نے ان کو بیاروں میں شامل کیا ہے۔ (۲) بیار (۳) جن کے پاس جہاد کے اخراجات نہیں تھے اور بیت المال بھی ان کے اخراجات کا متحمل نہیں تھا۔ اللہ اور رسول کی خیر خواہی سے مراد ہے، جہاد کی ان کے دلول میں نڑپ، مجاہدین سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ اور رسول کے دشمنوں سے عداوت، اور حتی الامکان اللہ اور رسول کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے محسنین، اگر جہاد میں شرکت کرنے سے معذور ہوں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

ا. یہ مسلمانوں کے ایک دوسرے گروہ کا ذکر ہے جن کے پاس اپنی سواریاں بھی نہیں تھیں اور نبی سنگھنے کے بھی انہیں سواریاں بھی نہیں تھیں اور نبی سنگھنے کے بھی انہیں سواریاں بیش کرنے سے معذرت کی جس پر انہیں اتنا صدمہ ہوا کہ بے اختیار ان کی آئکھوں سے آنسو روال ہوگئے۔ رضی اللہ عنہم۔ گویا مخلص مسلمان، جو کسی بھی لحاظ سے معقول عذر رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کہ ہر ظاہر وباطن سے باخبر ہے، ان کو جہاد میں شرکت سے مشتیٰ کردیا۔ بلکہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی سنگھنے نے ان معذورین کی بارے میں جہاد میں شریک لوگوں سے فرمایا کہ "تمہارے بیچے مدینے میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ تم جس وادی کو بھی طے کرتے ہو اور جس راستے پر بھی چلتے ہو، تبہارے ساتھ وہ اجر میں برابر کے شریک ہیں" سحابہ کرام نے پوچھا۔ یہ کیوں کر ہو سکتا ہو اور جس راستے پر بھی چلتے ہو، تبہارے ساتھ وہ اجر میں برابر کے شریک ہیں" صحابہ کرام نے پوچھا۔ یہ کیوں کر ہو سکتا ہو وہ مدینے میں بیٹھے ہیں؟ آپ سنگھنے فرمایا حبسہ فیم الْعُذْدُ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من حبسہ العذر عن الغذو - وصحیح مسلم، کتاب الامارة باب فواب من حبسہ عن الغزو مرض) (عذر نے ان کو وہال روک دیا ہے۔)

۲. یہ منافقین میں جنکا تذکرہ آیت ۸۱، ۸۷ میں گزرا۔ یہاں دوبارہ ان کا ذکر مخلص مسلمانوں کے مقابلے میں ہوا ہے کہ تشکین الْاَشْیاءُ بِاَّضْدَادِهَا چیزیں اپنی ضد سے بیچانی جاتی ہیں۔ خوالِفُ، خالِفَةٌ کی جمع ہے (پیچھے رہنے والی) مراد عورتیں، بیچ، معذور اور شدید بیار اور بوڑھے ہیں جو جنگ میں شرکت سے معذور ہیں۔ لَا یَعْلَمُوْنَ، کا مطلب ہے وہ نہیں جانے کہ چیچے رہنا کتا بڑا جرم ہے، ورنہ شاید وہ رسول مُناشِیَم سے چیچے نہ رہتے۔

يَعْتَذِارُوُنَ إِلَيُكُمُّ إِذَارَجَعْتُمُ الْكَيْهِمُ وَ فُ لَ لَا تَعْتَذِرُوالَنُ نُؤُمِنَ لَكُوُ قَلَ نَبَّانَا اللهُ مِنْ اَخْبَارِكُمُّ وَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمُ وَرَسُولُهُ ثُوَّتُرُدُّونَ إِلَى غِلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فِنَيِّتُ ثُلُوْمِهَا كُنْتُوْتَعْمَلُوْنَ ۞

ڛٙؿڂڸؿؙۏڹٳڵڵۄڶڬۅؙٳۮٳٳڶڡٞڷڹڗؙڎٳڵؠۿۄ۫ڔڶؾؙۼڕڞؙۅؙٳ ۼۘۿڎٷٚۼڔۻؙۅٳۼڹ۫ۿؗڎٳڵۿؙۄ۫ڔۻٛڽؗ۠ۊۜڡٵؙۏؙٮۿؙۄ جۜۿڒۜٷۼڒؘڴؚؠڮٵػٲٮ۠ۏٳڮؽؙڛڹؙۏؽ۞

يَحْلِفُونَ لَكُولِتَرْضُواعَنَهُوْ وَاللَّهُ اللَّهُ لَا يَرْضُواعَنْهُمُ فَإِنَّ الله لايرَضَى عَنِ الْقُومِ الْفُسِقِينَ ۞

90. یہ لوگ تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے جب تم الن کے پاس واپس جاؤگ۔ آپ کہہ دیجیے کہ یہ عذر پیش مت کرو ہم بھی تم کو سچا نہ سمجھیں گے، اللہ تعالی ہم کو تمہاری خبر دے چکا ہے اور آئندہ بھی اللہ اور اس کا رسول تمہاری کارگزاری دیکھ لیں گے پھر ایسے کے پاس لوٹائے جاؤگے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے پھر وہ تم کو بتادے گا جو پچھ تم کرتے تھے۔

90. ہاں وہ اب تمہارے سامنے اللہ کی قشمیں کھائے جائیں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤگ تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ کی حالت پر چھوڑ دو۔ وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے ان کاموں کے بدلے جنہیں وہ کیا کرتے تھے۔

97. یہ اس لیے قشمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہوجاؤ۔ سو اگر تم ان سے راضی بھی ہوجاؤ تو اللہ تعالی تو الیہ فاس لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔ (۱)

ا. ان تین آیت میں ان منافقین کا ذکر ہے جو تبوک کے سفر میں مسلمانوں کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ نبی سکھائیوا اور مسلمانوں کو بخیریت والیمی پر اپنے عذر بیش کرکے ان کی نظروں میں وفادار بننا چاہتے تھے۔ اللہ تعالی نے فرمایا، جب تم ان کے پاس آؤگے تو یہ عذر بیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالی نے تمہارے اصل حالات سے بمیں باخبر کردیا ہے۔ اب تمہارے جھوٹے عذروں کا ہم اعتبار کس طرح کر سکتے ہیں؟ البتہ ان عذروں کی حقیقت مستقبل قریب میں مزید واضح ہوجائے گی، تمہارا عمل، جے اللہ تعالی بھی دیکھ رہا ہے اور رسول شکھی اللہ تعالی ہیں دیکھ رہا ہے اور اگر تم رسول اللہ شکھی نظر بھی اس پر ہے، تمہارے عذروں کی حقیقت کو خود بے نقاب کردے گا۔ اور اگر تم رسول اللہ شکھی نظر اللہ شکھی نظر کی خوب ہوجائے گی، تمہارا عمل، جے اللہ تعالی بھی دیکھ رہا ہے اور مسلمانوں کو پھر بھی فریب اور مغالطہ دینے میں کامیاب رہے تو بالآخر ایک وقت وہ تو آئے گا ہی، جب تم ایسی ذات کی بارگاہ میں عاضر کیے جاؤگے جو ظاہر وباطن ہر چیز کو خوب جانتی ہے۔ اسے تو تم بہر صورت دھو کہ نہیں دے سکتے، وہ اللہ تمہارا سارا کیا چھا تمہارے سامنے کھول کر رکھ دے گا۔ دوسری آیت میں فرمایا کہ تمہارے لوٹے پر یہ قسمیں کھائیں گے طاظ سے اعراض یعنی در گزر کردو۔ پس تم انہیں ان کی حالت پر چھوڑدو۔ یہ لوگ اپنے عقائد واعمال کے لحاظ سے سے اعراض یعنی در گزر کردو۔ پس تم انہیں ان کی حالت پر چھوڑدو۔ یہ لوگ اپنے عقائد واعمال کے لحاظ سے کھائیں گے۔ لیکن ان نادانوں کو یہ پہ نہیں کہ اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو انہوں نے جی کھو گوتی کے لیے قسمیں کہ اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو انہوں نے جی فوت یہ فرق کی اطاعت الہی

ٵڷٵٛڡ۫ۯٳٮٛٵۺۜٛڷؙڴڣؙۯٞٳڰ۫ڔ۬ڣٵڠٵۊٵۘڋٮۘۮ ٵٙڰؽڝؙڬۿؙٳڂٮؙۮؙۅؙۮڡۧٵۧٲٮؗ۬ۯٚڶٳڶڵۿ۬ۛؗؗۼڶؽڛؙۘۅؙڸ؋ ۅٙٳڵۿؙۼڸؽ۠ۄ۠ػؚؽؽ۠ۄ۠®

وَمِنَ الْاَعْوَابِ مَنْ تَتَخِفُ مَا يُنْفِقُ مَغْوَمًا وَّ يَتَوَقِّصُ بِكُو النَّوَ إَلْوَ عَلَيْهِ مُ دَآيِرَةُ التَّوْءِ وَاللهُ سَمِيعُ عِلَيْهُ

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللهووَ الْيُؤمِرُ الْإِخِرُورَيَّ يَّخِنُ مَا يُنْفِقُ قُوْبُتٍ عِنْدَاللهِ

92. دیبهاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں (') اور ان کو ایسا ہونا ہی چاہیے کہ ان کو ان احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالی نے اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں ('') اور اللہ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

9A. اور ان دیہاتیوں میں سے بعض (۳) ایسے ہیں کہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو جرمانہ سمجھتے ہیں (۵) اور تم مسلمانوں کے واسطے برے وقت کے منتظر رہتے ہیں، (۵) برا وقت ان ہی پر پڑنے والا ہے (۱۳ اور اللہ سننے والا جانے والا ہے۔ 99. اور بعض اہل دیہات میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو پچھ خرج

سے گریز و فرار کا راستہ اختیار کیا ہے اس کی موجود گی میں اللہ تعالی ان سے راضی کیوں کر ہوسکتا ہے؟

ا. مذکورہ آیات میں ان منافقین کا تذکرہ تھا جو مدینہ شہر میں رہائش پذیر تھے۔ اور کچھ منافقین وہ بھی تھے جو بادیہ نشین لینی مدینہ کے باہر دیہاتوں میں رہتے تھے، دیمات کے ان باشدوں کو اعراب کہا جاتا ہے جو اعرابی کی جمع ہے۔ شہر یوں کے اظافی وکر دار کے مقابلے میں جس طرح ان کے اضافی وکر دار میں درشتی اور کھر درا بن زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس طرح ان میں بھی شہر یوں سے زیادہ سخت اور احکام شریعت سے زیادہ بے خبر تھے۔ اس آیت میں انہی کا تذکرہ اور ان کے اس کردار کی وضاحت ہے۔ بعض احادیث سے بھی ان کے کردار پر روشنی پڑتی ہے۔ مثلاً ایک موقع پر کچھ اعرابی رسول اللہ مُنَا اللَّهِ کَا اللَّهِ مَنا اللہ مُنَا اللَّهُ عَلَیْ اللهِ مُنا اللهِ مُنا اللهِ عَا اللهُ عَلَيْهِ أَنْ فَي بِ سِی کو بوسہ نہیں دیتے ہو؟ صحابہ رفن الله عَا اللهُ عَا اللهُ عَا اللهُ عَاللهُ عَا اللهُ عَا اللهُ عَا اللهُ عَا اللهُ عَلَیْ اللهُ عَا اللهُ عَالَ اللهُ عَا اللهُ عَا اللهُ عَلَ اللهُ عَالَ اللهُ عَا اللهُ عَلَ اللهُ عَا اللهُ عَا اللهُ عَا اللهُ عَالَ اللهُ عَلَى اللهُ عَا اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ عَا اللهُ عَلَى الل

۲. اس کی وجہ یہ ہے کہ چوں کہ وہ شہر سے دور رہتے ہیں اور اللہ اور رسول سَکَا ﷺ کی باتیں سننے کا اتفاق ان کو نہیں ہو تا۔ ۱۳. اب ان دیہاتیوں کی دو قشمیں بیان کی جارہی ہیں یہ پہلی قشم ہے۔

- م. غُرْهُ، تاوان اور جرمانے کو کہتے ہیں۔ لینی ایسا خرج ہو جو انسان کو نہایت ناگواری سے ناچار کرنا پڑجاتا ہے۔
- ۵. دَوَائِرُ دَائِرَةٌ کی جَمْع ہے، گروش زمانہ لینی مصائب وآلام لینی وہ منتظر رہتے ہیں کہ مسلمان زمانے کی گروشوں لیعنی مصائب کا شکار ہوں۔

۲. یه بدوعا یا خبر ہے کہ زمانے کی گروش ان پر ہی پڑے۔ کیونکہ وہی اس کے مستحق ہیں۔

ۅؘڝؘڬۅؾؚٵڵڗۜڛؙۅؙڸٵڒٙٳڵٙۿٵڡؙ۠ۯؠۜڎ۫ؖڰۿۄؙ؞ ڛؘؽؙڬڿڶؙۿؙٷؙڶڵٷ۫ؽؙڗؘڡٛؠٙؾؚ؋ٵؚؚڽۜٵڵڶۿۼۧڡؙٛۅ۠ڒ۠ ڗۜۜڝؚؽؙٷۜ۞۫

ۅؘالسِّبِقُونَ الْاَقِلُونَ مِنَ الْمُهْجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمُّ بِإِحْسَانِ تَصْنِى اللهُ عَنَّهُمُ

کرتے ہیں اس کو عنداللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں، (۱) یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لیے موجب قربت ہے، ان کو اللہ تعالیٰ ضرور اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ (۲) بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔

•• ا. اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور حقنہ لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں (۳) اللہ ان

ا. یہ اعراب کی دوسری قشم ہے جن کو اللہ نے شہر سے دور رہنے کے باوجود، اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اس ایمان کی بدولت ان سے وہ جہالت بھی دور فرمادی جو بدویت کی وجہ سے اہل بادیہ میں عام طور پر ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اللہ کی راہ میں خرج کردہ مال کو جرمانہ سیحضے کے بجائے، اللہ کے قرب کا اور رسول مَثَلَّاتُهُم کی دعائیں لینے کا ذریعہ سیحصے ہیں۔ یہ اشارہ ہے رسول اللہ مَثَلَّاتُهُم کی اس طرز عمل کی طرف، جو صدقہ دینے والوں کے بارے میں کا ذریعہ سیحصے ہیں۔ یہ اشارہ ہے رسول اللہ مَثَلَّاتُهُم کی اس طرز عمل کی طرف، جو صدقہ دینے والوں کے بارے میں آپ مَا ہے کہ ایک صدقہ لانے آپ مَلْلَیْهُم کی قول کے لیے آپ مَثَلِیْتُم کی اللہ کہ مَا کی طرف (سیح بناری دیس کر حدیث میں آتا ہے کہ ایک صدقہ لانے والے کے لیے آپ مَثَلِیْتُمُم نے دعا فرمائی اللّٰہُم صَلً عَلَیٰ آلِ أَبِیْ أَوْفَیٰ (سیح بناری: ۱۲۱۳، سیح سلم: ۱۵۵۱) (اے اللہ ابو

۲. یہ خوش خبری ہے کہ اللہ کا قرب انہیں حاصل ہے اور اللہ کی رحت کے وہ مستحق ہیں۔

سال اس میں تین گروہوں کا ذکر ہے۔ ایک مہاجرین کا، جنہوں نے دین کی خاطر، اللہ اور رسول سَکَالِیْجُمْ کے حکم پر، مکہ اور دیگر علاقوں سے ججرت کی اور سب بھے چھوڑ چھاڑ کر مدینہ آگئے۔ دوسرے انصار، جو مدینہ میں رہائش پذیر سے۔ انہوں نے ہر موقع پر رسول اللہ سَکُلِیْجُمْ کی مدد اور حفاظت فرمائی اور مدینہ آنے والے مہاجرین کی بھی خوب پذیرائی اور تواضع کی۔ اور اپنا سب بچھ ان کی خدمت میں پیش کردیا۔ یہاں ان دونوں گروہوں کے سابقون اولون کا ذکر فرمایا ہے، یعنی دونوں گروہوں کے سابقون اولون کا ذکر فرمایا ہے، یعنی دونوں گروہوں میں سے وہ افراد جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سب سے پہلے سبقت کی۔ اس کی تحریف میں اختلاف دونوں گروہوں میں بیض کے نزدیک سابقون اولون وہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی۔ یعنی تحویل قبلہ ہے۔ بعض کے نزدیک سابقون اولون وہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی۔ یعنی تحویل قبلہ علی مسلمان ہونے والے مہاجرین وانصار، بعض کے نزدیک سے وہ صحابہ شِکُالِیْمُ ہیں جو حدیبیہ میں بیعت رضوان میں حاضر سے، بعض کے نزدیک سے امام شوکائی فرماتے ہیں کہ یہ سارے ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ تیسری قسم وہ سام میں کہ بیت سام کے سام کی تعریف کے نزدیک اصطاح کی تابعین ہیں جنہوں نے بی سُکُور کی نہیں دیکھا لیکن صحابہ کرام شِکُالِیُمُ کی صحبت سے مشرف ہوئے اور ایس نے مشرف ہوئے والے مسلمان ہیں، وکھا کیکن صحابہ کرام شِکُالِیُمُ کی صحبت سے مشرف ہوئے والے مسلمان ہیں، رکھنے والے مسلمان ہیں۔ ان میں شامل ہیں۔ ان میں اصطلاحی تابعین بھی آجاتے ہیں۔

ۅؘڒڞؙۏٳۼٮؙٷۅؘٵػڵؘڵؠؙؙؠۻڐؾۼڔؙؽؾؙؿؗ؆ٲڷڒۘۘٮ۬ۿؙۯ ڂڸؚۮؽؽ؋ۣؽۿٵۧڹٮۧٵ؇ڎ۬ڸڬۘٱڶڣؘۅؙٛۯ۠ٵڵۼڟؚؽۄؙ۞

ۅؘڝؚؠۜؖؽؘڂۅۘڵڴۄ۫ڝؚۜٵڷڒۘڠۘۯٳۑؙڡؙڹڣڠؙۏؽۜڐۅڝؽ ٵۿؙڸٵڷؠؙۮؽڹڎٙۺۧڡؘۯڎؙۊٵٸڸٵێؚڡٚٵٚۊ؞ڶڒؾؘڡؙڵؠۿڡؙڗ ٮؘڂڽؙؿڡؙڵۿۿۄ۫ۺٮؙڡٙڔۨؠۿؗۄ۫؆ۜڗؾؠٛڽؿؙڴۛڗؽؙڒڎ۠ۏڹ ٳڵؿۼۮٳۑۼڟۣؿؖڟۣؖ

وَاخَرُونَ اعْتَرَفُوْ ابِنُ نُوْ بِهِمْ خَكُطُوْ اعْمَلُاصَالِحًا

سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کرر کھے ہیں جن کے فیچ نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گ<sup>(۱)</sup> یہ بڑی کامیابی ہے۔

ا•ا. اور کچھ تمہارے گرد و پیش والے دیہاتیوں میں اور کچھ مدینے والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق پر اڑے (۲) ہوئے ہیں، آپ ان کو ہم جانتے ہیں، ہم ان کو دہری سزا دیں گے، (۳) پھر وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف جھیج جائیں گے۔

۱۰۲ اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے اقراری ہیں (۵)

ا. اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا۔ کامطلب ہے اللہ تعالیٰ نے اٹکی نیکیاں قبول فرمالی، ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمادیا اور وہ ان پر ناراض نہیں۔ کیوں کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کے لیے جنت اور جنت کی نعتوں کی بشارت کیوں دی جاتی؟ جو اس آیت میں دی گئی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ رضائے الٰہی مؤقت اور عارضی نہیں، بلکہ دائمی ہے اگر رسول اللہ عَلَیْشِیْم کے بعد صحابہ کرام ثِنَائِیْم کو مرتد ہوجانا تھا (جیساکہ ایک باطل ٹولے کا عقیدہ ہے) تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت کی بشارت سے نہ نواز تا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اللہ نے ان کی ساری لغزشیں معاف فرمادیں تو اب شقیص و تقید کے طور پر ان کی کوتا ہیوں کا تذکرہ کرنا کسی مسلمان کی شان کے لائق نہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی مجت اور بیروی رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے اور ان سے عداوت اور بغض وعناد رضائے الٰہی سے محرومی کا باعث ہے۔ کی محبت اور بیروی رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے اور ان سے عداوت اور بغض وعناد رضائے الٰہی سے محرومی کا باعث ہے۔ فائی ؓ الْفَوِیْقَیْنِ اَحَقُ بِالْأَمْنِ إِنْ کُنتُمْ تَعْلَمُوْنَ.

۲. مَرَدَ اور تَمَرَّدَ کے معنی ہیں۔ زمی، ملائمت (چیناہٹ) اور تجرد۔ چنانچہ اس شاخ کو جو بغیر پتے کے ہو، وہ گھوڑا جو بغیر بال کے ہو، وہ الرکا جس کے چیرے پر بال نہ ہوں، ان سب کو آمْرُدُ کہا جاتا ہے اور شیشے کو صَرْحٌ مُمَرَّدٌ أَيْ مُجَرَّدٌ کہاجاتا ہے۔ ﴿مَرَدُوْاعَلَى النِّفَاقِ ﴾ کے معنی ہول گے تَجَرَّدُوْا عَلَى النَّفَاقِ ، گویا انہوں نے نفاق کے لیے اپنے آپ کو خالص اور تنہا کرلیا، یعنی اس پر ان کا اصرار اور استمرار ہے۔

سل کتنے واضح الفاظ میں بی منگائیگی سے علم غیب کی گفی ہے۔ کاش اہل بدعت کو قرآن سیحضے کی توفیق نصیب ہو۔ سم. اس سے مراد بعض کے نزدیک دنیا کی ذلت ورسوائی اور پھر آخرت کا عذاب ہے اور بعض کے نزدیک دنیا میں ہی دہری سزاہے۔

۵. یہ وہ مخلص مسلمان ہیں جو بغیر عذر کے محض تساہل کی وجہ سے تبوک میں نبی مَثَافِیْظِم کے ساتھ نہیں گئے بلکہ بعد میں انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگیا، اور اعتراف گناہ کرلیا۔

ٷۜٲڂؘڗڛؚۜێٵٞۼۘٮٙؽٳٮڵۿٲؽؙؾۘؿؙۅٛۘڹۼڵؽۿؚڡؙۯٝ ٳڽۜٳڶڵۿۼٛڡؙٛۅؙۯڒۜۼۣؽۄ۠۞

ڂؙٮؙٛٚ؈ؙٲڡؙٛۅٛٳڸۿۄ۫ڝۮۊؘۜڎٞڟۊۣۯۿۄؙۅؘؿؙۯؙێٞؽۿؚؚۮۑۿؘٵ ۅؘڝٙڵؚۜٷؽۯٟۿٵؚڷۜڞڶۅؾػڛػڽؓڰۿؙڿٛۯٵؾؗۿ ڛؠؽڠٷۘۼڸؽٛ۞

ٱڵۄؙڽۼؖڬٮؙٷٛٳٙٲؾٞٳڶڵڎۿۅؘؽؿؙؠڵؙٳڵڐٷؽۜۼۜٸؽ؏ؠٵٝۮؚ؋ ۅؘؽٳؙڂٛڎ۠ٳڶڝۜٞۮ؋۬ؾؚۅؘٳؽۧٳڵڎۿۅؘٳڵؾؖۊٞٳۘۘڮ ٳڵڗۣڝؚؽؙۯ۠۞

جنہوں نے ملے جلے عمل کیے تھے، کچھ بھلے اور کچھ برے۔ (۱) اللہ سے امید ہے کہ ان کی توبہ قبول فرمائے۔ (۲) بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔

اللہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔

اللہ آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے موجب لیے دعا کیجے، (۱) بلاشیہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔

اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔

اخیہ قبول کرتا ہے اور وہی صد قات کو قبول فرماتا ہے (۱) اور رحمت کرنے میں اور رحمت کرنے اور دے کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے میں اور رحمت کرنے

ا. بھلے سے مراد وہ اعمال صالحہ ہیں جو جہاد میں پیچھے رہ جانے سے پہلے وہ کرتے رہے ہیں جن میں مختلف جنگوں میں شرکت بھی ہے اور "کچھ برے" سے مراد یہی تبوک کے موقع پر ان کا پیچھے رہنا ہے۔

میں کامل ہے۔

۲. اللہ تعالیٰ کی طرف سے امید، یقین کا فائدہ دیتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف رجوع فرماکر ان کے اعتراف گناہ
 کو توبہ کے قائم مقام قرار دے کر انہیں معاف فرمادیا۔

اللہ علم عام ہے۔ صدقے سے مراد فرضی صدقہ لینی زکوۃ بھی ہوسکتی ہے اور نفلی صدقہ بھی۔ نبی مکالینیکم کو کہا جارہا ہے کہ اس کے ذریعے سے آپ مسلمانوں کی تطبیر اور ان کا تزکیہ فرمادیں۔ جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ زکوۃ موصد قات انبان کے اطلاق وکردار کی طہارت ویا کیزگی کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ علاوہ ازیں صدقے کو صدقہ اس لیے کہاجاتا ہے کہ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خرج کرنے والا اپنے دعوائے ایمان میں صادق ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ صدقہ وصول کرنے والے کو صدقہ دینے والا اپنے دعوائے ایمان میں صادق ہے۔ جس طرح یہاں اللہ تعالیٰ ہوئی کہ صدقہ وصول کرنے والے کو صدقہ دینے والے کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہیے۔ جس طرح یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغیر طرف پینے بیٹی منافظ کو دعا کرنے کا حکم دیا، اور آپ مگالین کی اس کے مطابق دعا فرمایا کرتے تھے۔ اس حکم کے عموم سے یہ اسدلال بھی کیا گیا ہے کہ زکوۃ کی وصولی امام وقت کی ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی اس سے انکار کرے تو حضرت ابو بکر سے اندول کوئی اس سے انکار کرے تو حضرت ابو بکر صدیق طافئہ اور صحابہ کرام شخالین کے طرز عمل کی روشنی میں اس کے خلاف جہاد ضروری ہے۔ (ابن کیز)

٧٠. صدقات قبول فرماتا ہے كا مطلب (بشرطيكہ وہ حلال كمائى سے ہو) اس ميں اضافہ فرماتا ہے۔ جس طرح حديث ميں آيا ہے۔ بى عَلَيْ اللَّهُ تعالى تمہارے صدقے كى اس طرح پرورش كرتا ہے جس طرح تم ميں سے كوئى شخص اپنے گھوڑے كے بي پرورش كرتا ہے، حتى كہ ايك تھجور كے برابر صدقه (بڑھ بڑھ كر) احد پہاڑ كے مثل ہوجاتا ہے"۔ (صحيح البخارى، كتاب الزكرة وصلم، كتاب الزكرة)

ۉڠؙڸٳۼۘٛۘۘؠڵۉؙٳڡٚڛؘؘۘؽڔؽٳڵڵٷۘۼۜؠڵڴۄؙۉڒڛؗۅ۠ڵؿؙ ۅؘٲٮ۫ڣؙٷؙؠٷٛؾٛۊڛڗۘۯڎ۠ۏؽٳڵۼڶٟڃٳڵۼؽۑؚ ۅؘٲۺٞۿٳۮٷؚؿؽؾؿؙڴۏ۫ڽؚؠٵڴؿؙڗٛۏۘڡۜؠڵۏؽ۞ٛ

ۅٙڶڂۯؙۏٛڹؙۘڡؙۯڿۏٛؽٳۯڡؙڔٳڶٮۑٳ؆ؽػڹؖۨۨڹۿۿۄؘۅڶڟۜ ؿٮؙٞٷٛڹٛۼؽڹۯؗؗ؋ؖٷڶڵڎؙۼڵؽۏ۠ػڲؽؙ<sup>۞</sup>

وَاتَّذِيْنَ اتَّخَنْوُامَسُجِمُّا ضِرَارًا وَّكُفُرًا وَتَفْرِيُقَا لَكِنُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَارْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللهُ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيْحُلِفُنَّ اِنْ اَرَدُنَاۤ اِلاَالْحُسُمَٰ فَاللهُ يَشْهُ مُكُ اِنَّهُ مُ

1.00 اور کہہ دیجیے کہ تم عمل کیے جاؤ تمہارے عمل اللہ خود دیکھ لے گا اور اس کا رسول اور ایمان والے (بھی دیکھ لیں گے) اور ضرور تم کو ایسے کے پاس جانا ہے جو تمام چیبی اور کھلی چیزوں کاجاننے والا ہے۔ سو وہ تم کو تمہارا سب کیا ہوا بتلادے گا۔(1)

۱۰۱ اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کا تھم آنے

تک ملتوی ہے ('') ان کو سزا دے گا('') یا ان کی توبہ قبول

کرلے گا، ('') اور اللہ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔

201 اور اللہ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔

101 اور البعض ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لیے

مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کی باتیں کریں اور

ایمانداروں میں تفریق ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان

کریں جو اس سے پہلے سے اللہ اور رسول کا مخالف ہے، (۵)

ا. رؤیت کا مطلب دیکھنا اور جاننا ہے۔ لینی تمہارے عملوں کو اللہ تعالیٰ ہی نہیں دیکھتا، بلکہ ان کا علم اللہ کے رسول اور مومنوں کو بھی (بذریعہ وحی) ہوجاتا ہے۔ (یہ منافقین ہی کے ضمن میں کہا جارہا ہے) اس مفہوم کی آیت پہلے بھی گزر پچی ہے۔ یہاں مومنین کا بھی اضافہ ہے جن کو اللہ کے رسول مُنَافِیْتِم کے بتلانے سے علم ہوجاتا ہے۔

۲. جنگ جوک میں چیچے رہنے والے ایک تو منافق تھے، دوسرے وہ جو بلاعذر چیچے رہ گئے تھے۔ اور انہوں نے اپنی غلطی
 کا اعتراف کرلیا تھا لیکن انہیں معافی عطا نہیں کی گئی تھی۔ اس آیت میں اسی گروہ کا ذکر ہے جن کے معاملے کو مؤخر کردیا گیا تھا۔ (یہ تین افراد تھے، جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔)

۳. اگر وہ اپنی غلطی پر مصر رہے۔ ۴. اگر وہ خالص توبہ کرلیں گے۔

8. اس میں منافقین کی ایک اور نہایت فتیج حرکت کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک مسجد بنائی۔ اور نبی سُلُیْفِیْم کو یہ باور کرایا کہ بارش، سردی اور اس فتم کے موقعوں پر بیاروں اور کرزوروں کو زیادہ دور جانے میں دفت پیش آتی ہے۔ ان کی سہولت کے لیے ہم نے یہ مسجد بنائی ہے۔ آپ سُلُیْفِیْم وہاں چل کر نماز پڑھیں تاکہ ہمیں برکت حاصل ہو۔ آپ سُلُیْفِیْم اس وقت تبوک کے لیے پایہ رکاب تھے، آپ سُلُیْفِیْم نے واپسی پر نماز پڑھنے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن واپسی پر وحی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے منافقین کے اصل مقاصد کو بے نقاب کردیا کہ اس سے وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانا، کفر پھیلانا، مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرنا، اور اللہ اور رسول سُلُمُنْفِیْم کے دشمنوں کے لیے کمین گاہ مہیا کرنا چاہتے ہیں۔

لَكٰذِ بُوْنَ<sup>©</sup>

لاتقَتُرْ فِيْء اَبَكَا لَمَسْجِكُ السِّسَ عَلَى التَّقُوٰى مِنُ اَوَّلِ بَوْمِ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيُدُو فِيُه رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَتَطَهْرُوْا وَاللهُ يُعِبُّ الْمُطَّقِرِيْنَ

اَفَمَنَ اَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَى تَقُولى مِنَ اللهِ وَرِضُوانٍ خَيْرٌا مُرَّمِّنُ اَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَى شَفَا جُرُفٍ هَارِ فَانْهَارَبِهِ فِى نَارِجَهَــنَّمَ وَاللهُ لايَهُدِى الْقَوْمَ الطَّلِمِينَ ⊕

اور قشمیں کھاجائیں گے کہ بجز بھلائی کے اور ہماری کچھ نیت نہیں، اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ (۱)

۱۰۸ آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں۔ (۲) البتہ جس مجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں، (۳) اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پیند کرتے ہیں، (۳) اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پیند کرتے ہیں، (۳) بنیاد اللہ سے ڈرنے پر اور اللہ کی خوشنودی پر رکھی ہو، یا بنیاد اللہ سے ڈرنے پر اور اللہ کی خوشنودی پر رکھی ہو، یا وہ شخص، کہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کسی گھائی کے کنارے پر جو کہ گرنے ہی کو ہو، رکھی ہو، پھر وہ اس کو

ا. یعنی جموٹی قشمیں کھاکر وہ نبی منگالٹیٹی کو فریب دینا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ منگالٹیٹی کو ان کے مکرو فریب سے بچالیا اور فرمایا کہ ان کی نیت صحیح نہیں، اور یہ جو کچھ ظاہر کررہے ہیں اس میں جھوٹے ہیں۔

العنی آپ مَنَا اللّهِ عَلَی الله عاکر نماز پڑھنے کا جو وعدہ فرمایا ہے، اس کے مطابق وہاں جاکر نماز نہ پڑھیں۔ چنانچہ آپ مَنَا اللّهِ عَلَی الله الله علیہ الله الله علیہ الله الله الله الله الله الله علیہ الله الله علیہ الله کی عبادت کے بجائے، مسلمانوں کے درمیان تفریق پیدا کرنے کی غرض سے بنائی جائے، وہ مسجد ضرار ہے، اس کو ڈھا دیا جائے تاکہ مسلمانوں میں تفریق وانتشار پیدا نہ ہو۔

سال اس سے مراد کون کی معجد ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسے معجد قباء اور بعض نے معجد نبوی سَا اللَّیْا مِ قرار دیا ہے۔ سلف کی ایک ایک جماعت دونوں کی قائل رہی ہے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ آیت سے اگر معجد قباء مراد ہے تو بعض احادیث میں معجد نبوی کو ﴿اُلْسِسَ عَلَى التَّقُولِی﴾ کا مصدات قرار دیا گیا ہے اور ان دونوں کے در میان کوئی منافات نہیں۔ اس لیے کہ اگر معجد قباء کے اندر یہ صفت پائی جاتی ہے کہ اول یوم سے ہی اس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے تو معجد نبوی تو بطریق اولی اس صفت کی حامل اور اس کی مصداق ہے۔

ملا حدیث میں آتا ہے کہ اس سے مراد اہل قباء ہیں۔ نبی منگی تیا آن سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تحریف فرمائی ہے، تم کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم ڈھیلے استعال کرنے کے ساتھ ساتھ پانی بھی استعال کرتے ہیں۔ (بحالہ ابن کیر) امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ایسی قدیم مساجد میں نماز پڑھنا مستحب ہے جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی غرض سے تعیر کی گئی ہوں، نیز صالحین کی جماعت اور ایسے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنا مستحب ہے جو مکمل وضو کرنے اور طہارت ویا کیزگی کا صبح صبح اہتمام کرنے والے ہوں۔

ڒؽڒٙٳڷؙڹؙؽٚٳٮ۫ۿؙؙؙۿؙؙۅؙٲڰڹؽڹٮؘۜٷٳڔؽؠڐؘ؈۬ ڠؙٷؠؚۿ۪ۄ۫ٳڰٚٳٙڹٛٮٞڨڟۜۼۛٷؙڋٛڹؙٛٛؠٛ۫ٷٳڸۿؙۼؚڸؠؙڎ۠ڮڵؽڎۣ۠ٛ

إِنَّ اللهُ اللهُ تَرَاى مِنَ الْمُؤُمِنِينَ اَنْفُسَهُمْ وَامُوالْهُمُ بِأَنَّ لَهُمُ الْبَتَّةَ يُقَاتِلُونَ فَقُ سَبِيْلِ اللهِ فَيَقُتُلُونَ وَ يُقْتَلُونَ "وَعُلَا عَكَيْهِ حَقَّا فِي التَّوْرُا لِهَ وَالْإِنْجُيْلِ وَالْقُرُوالِ وَمَنُ اَوْفُ يَعَهْ لِالْإِمِنَ اللهِ فَاسْتَكُمْ الْوَالْفَوْرُ بِبَيْعِكُمُ الَّذِي كَالِيَعْتُمُ لِهِ وَذَٰلِكَ هُوَالْفَوْرُ الْعَظِيمُونَ اللهِ الْعَلْمَةُ اللهِ الْعَلْمَةُ اللهِ اللهِ اللهِ الْعَلْمَةُ اللهِ الْعَلْمَةُ الْعَلْمُ الْعَلْمَةُ الْعَلْمَةُ اللهِ الْعَلْمَةُ اللهِ الْعَلْمَةُ اللهِ الْعَلْمَةُ اللهِ الْعَلْمَةُ اللهِ الْعَلْمَةُ اللهِ اللهِ اللهُ الْعَلْمَةُ اللهِ اللهُ الْعَلَالَةُ اللّهُ اللهُ الْعَلَيْمُ اللّهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهِ اللّهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللّهُ اللّهُ

لے کر آتش دوزخ میں گرپڑے، (۱) اور اللہ تعالی ایسے ظالموں کو سمجھ ہی نہیں دیتا۔

• 11. ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں شک کی بنیاد پر (کانٹا بن کر) کھکتی رہے گی، ہاں مگر ان کے دل ہی اگریاش پاش ہوجائیں (۲) تو خیر، اور اللہ تعالیٰ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

111. بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ (\*\*) وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، (\*\*) تو تم لوگ اپنی اس بیچ پر جس کا تم نے معاملہ کھمرایا ہے خوشی مناؤ، (۵) اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

ا. اس میں مومن اور منافق کے عمل کی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ مومن کا عمل اللہ کے تقویٰ پر اور اس کی رضا مندی کے لیے ہوتا ہے، جب کہ منافق کا عمل ریا کاری اور فساد پر مبنی ہوتا ہے، جو اس حصۂ زمین کی طرح ہے جس کے پنچے سے اوادی کا پانی گزرتا ہے اور مٹی کو ساتھ بہالے جاتا ہے۔ وہ حصہ پنچے سے کھوکھلا رہ جاتا ہے جس پر کوئی تعمیر کرلی جائے تو فوراً گرپڑے گی۔ ان منافقین کا مسجد بنانے کا عمل بھی ایسا ہی ہے جو انہیں جہنم میں ساتھ لے کر گرے گا۔

۲. دل پاش پاش ہوجائیں، کا مطلب موت سے ہمکنار ہونا ہے۔ لیعنی موت تک یہ عمارت ان کے دلوں میں مزید شک وفاق پیدا کرنے کا ذریعہ بنی رہے گی، جس طرح کہ بچھڑے کے پجاریوں میں بچھڑے کی محبت رچ بس گئی تھی۔

۳. یہ اللہ تعالیٰ کے ایک خاص فضل وکرم کا بیان ہے کہ اس نے مومنوں کو، ان کے جان ومال کے عوض، جو انہوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیے، جنت عطا فرمادی، جب کہ یہ جان ومال بھی اس کا عطیہ ہے۔ پھر قیمت اور معاوضہ بھی جو عطا کیا بین ہے۔

کما یعنی جنت، وہ نہایت ہی میش قیمت ہے۔

م. یہ اسی سودے کی تاکید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سچا وعدہ چھلی کتابوں میں بھی اور قرآن میں بھی کیا ہے۔ اور اللہ سے زیادہ عبد کو بورا کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟

۵. یہ مسلمانوں کو کہا جارہا ہے کیکن یہ خوشی اسی وقت منائی جاسکتی ہے جب مسلمان کو بھی یہ سودا منظور ہو۔ لینی اللہ کی

اَلتَّكَابِبُونَ الْعَلِيدُونَ الْحِمِدُونَ السَّالِحُونَ الرَّيْعُونَ الشَّحِدُونَ الْاِمِرُونَ بِالْمَعُرُوفِ وَالتَّاهُونَ عَنِ الْمُثَكِّرُوالْحُفِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ امَنُوُّا اَنْ يَسْتَغْفِرُوُّا لِلْمُشْرِكِ بِنَّ وَلَوْكَا فُوَّا اُو لِلْ قُرُّ بِلِمِنْ بَعْدِمَاتَبَيِّنَ لَهُمُ اَنَّهُمُ ٱصْحِبُ الْجَحِيْمِ

111. وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، (یا راہ حق میں سفر کرنے والے، نیک میں سفر کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم دینے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدول کا خیال رکھنے والے ہیں<sup>(1)</sup> اور الیہ مومنین کو آپ خوشنجری سنا دیجیے۔<sup>(1)</sup>

اللہ بیغیر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہوجانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

راہ میں جان ومال کی قربانی سے انہیں در یغ نہ ہو۔

ا. یہ انہی مومنوں کی مزید صفات بیان کی جارہی ہیں جن کی جانوں اور مالوں کا سودا اللہ نے کر لیا ہے۔ وہ توبہ کرنے والے، لیخی گناہوں اور فواحش ہے۔ پابندی ہے اپنے رب کی عبادت کرنے والے، زبان سے اللہ کی حمد و شاء بیان کرنے والے اور دیگر ان صفات کے حامل ہیں جو آیت میں مذکور ہیں۔ سیاحت سے مراد اکثر مفسرین نے روزے لیے ہیں اور اسی کو ابن کشیر نے صحیح ترین اور مشہور ترین قول قرار دیا ہے۔ اور بعض نے اس سے جہاد مراد لیا ہے۔ تاہم سیاحت سے زمین کی سیاحت سے جہاد مراد لیا ہے۔ تاہم سیاحت سے زمین کی سیاحت مراد نہیں ہے جس طرح کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے۔ اسی طرح اللہ کی عبادت کے لیے پہاڑوں کی چوٹیوں غاروں اور سنسان بیابانوں میں جاکر ڈیرے لگا لینا بھی اس سے مراد نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ رہانیت اور جوگی پن کا ایک حصہ ہے جو اسلام میں نہیں ہے۔ البتہ فتوں کے ایام میں اپنے دین کو بچانے کے لیے شہروں اور آبادیوں کو چھوڑ کر جنگوں اور بیابانوں میں جاکر رہنے کی اجازت حدیث میں دی گئی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب من الدین الفراد من الفتن و کتاب الفتن باب التعرب، آپ السکنیٰ مع الأعراب، فی الفتنة).

۲. مطلب یہ ہے کہ مومن کامل وہ ہے جو قول وعمل میں اسلام کی تعلیمات کا عمدہ نمونہ ہو اور ان چیزوں سے بچنے والا ہو۔ ایسے ہی ہو جن سے اللہ نے اور یوں اللہ کی حدول کو پایال نہیں، بلکہ ان کی حفاظت کرنے والا ہو۔ ایسے ہی کامل مومن خوشنجری کے مستق ہیں۔ یہ وہی بات ہے جمعے قرآن میں ﴿المَنْوَاوَعِلُوْالصِّلِیٰۃِ ﴾ کے الفاظ میں بار بار بیان کیا گام مومن خوشنجری کے مستق ہیں۔ یہ وہی بات ہے جمعے قرآن میں ﴿المَنْوَاوَعِلُوْالصِّلِیٰۃِ ﴾ کے الفاظ میں بار بار بیان کیا گام ہے۔ یہاں اعمال صالحہ کی قدرے تفصیل بیان کردی گئی ہے۔

٣. اس كى تفسير صحيح بخارى ميں اس طرح ہے كہ جب نبى مَثَالَيْنَا كَمَ عَم بزر گوار ابوطالب كا آخرى وقت آيا تو نبى مَثَالِيْنَا اللهُ اللهُ يَعْلَمُ صَحِيح بخارى ميں اس طرح ہے كہ جب نبى مَثَالِيْنَا كَم عَم بزر گوار ابوطالب كا آخرى وقت آيا تو نبى مَثَالِيْنَا اللهُ اللهُ يَعْلَمُ اللهُ عَبَد اللهُ مِن الله عَم الله كَ بال آپ كے ليے جبت پيش كرسكوں " ابوجہل اور عبدالله بن ابى اميہ نے كہا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يُرْه لين، تاكہ ميں الله كے بال آپ كے ليے جبت پيش كرسكوں " ابوجہل اور عبدالله بن ابى اميہ نے كہا

وَمَاكَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرُهِيْمَ لِلَهِبِ وِالْاَعْنُ مُوْمِدَةٍ وَعَدَهَآلِيَّاكُ \*فَكَلَّاكَبَكِّنَ لَهَاتُكَ عَدُوُّ تِلْهِ تَنَبَّرَامِنُهُ إِنَّ إِبْرُهِيْمَ لَاَقَاكُ حَلِيْمُ

وَمَاكَانَ اللهُ لِيُضِلَّ قَوْمًائِعَكَ إِذْ هَلَا مُهُمُّ حَتَّى يُــَكِبِّنَ لَهُــُهُ مَّا يَتَّقُوُنَ ۚ إِنَّ اللهَ بِكُنِّ شَيْءً عَلِيُهُوْ

سمالاً. اور ابراہیم (عَلِیَّلاً) کا اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت مانگنا وہ صرف اس وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کرلیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئ کہ وہ اللّٰہ کا وشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہوگئ، (اوقعی اللّٰہ کا وشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہوگئ، (اور بردبار تھے۔ (۱)

110. اور الله ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کرکے بعد میں گراہ کردے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتالد تعالی ہر چین (۳) بیشک الله تعالی ہر چیز کوخوب جانتا ہے۔

"اے ابو طالب! کیا عبر المطلب کے مذہب سے انحراف کروگے؟" (یعنی مرتے وقت یہ کیا کرنے لگے ہو؟ حتیٰ کہ اس حال میں ان کا انتقال ہوگیا) نی عُلَّا اللَّیْ اِن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے روک نہیں دیا جائے گا، میں آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا"۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورۃ التوبۃ) اور سورۂ فقص کی آیت ۵۹ ﴿ اِنَّكَ لَا تَقْدُونِیْ مَنْ اَجْبَدُتُ ﴾ جھی دیا گیا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورۃ التوبۃ) اور سورۂ فقص کی آیت ۵۹ ﴿ اِنَّكَ لَا تَقْدُونِیْ مَنْ اَجْبَدُتُ ﴾ جھی ای سلط میں نازل ہوئی۔ مند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ نی سُلُ اللّٰیٰ اور نی مُنْ اللّٰیٰ اللہ ما اُن کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کی اجازت طلب فرمائی، جس پر یہ آیت نازل ہوئی (مسند احمد: خ ہ، ص ۱۹۵۵) اور نبی مُنْ اللّٰیٰ اللّٰی مشرک قوم کے لیے ہوانت طلب فرمائی سمی اللّٰه ما الْحُونُ وَقُومِی فَا اِنْ اُنْ اُنْ اُنْ اُنْ اِنْ اللّٰد میری قوم ہے علم ہے اس کی مغفرت فرمادے) یہ آیت کے منافی نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کا مطلب ان کے لیے ہدایت کی دعا ہے۔ لیعنی وہ میرے مقام ومرتبہ سے ناآشا ہے، اسے ہدایت سے نواز دے تاکہ وہ مغفرت کی اہل ہوجائے۔ اور زندہ کفار ومشر کین کے لیے ہدایت کی دعا کرنی جائز ہے۔ اسے بدایت کے دور نواز دے تاکہ وہ مغفرت کی اہل ہوجائے۔ اور زندہ کفار ومشر کین کے لیے ہدایت کی دعا کرنی جائز ہے۔ اسے بدایت کی دیا اور اس کے بعد مغفرت کی دعا نہیں گی۔ سے اظہار براءت کردیا اور اس کے بعد مغفرت کی دعا نہیں گی۔

اور ابتداء میں باپ کے لیے مغفرت کی دعا بھی اپنے ای مزاج کی نرمی اور حلیمی کی وجہ سے کی تھی۔
 جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے حق میں مغفرت کی دعا کرنے سے روکا تو بعض صحابہ ٹھ اُلڈ آئے کو جنہوں نے ایسا کیا تھا، یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اللہ تعالیٰ جب تک بچنے والے اندیشہ لاحق ہوا کہ اللہ تعالیٰ جب تک بچنے والے کاموں کی وضاحت نہیں فرما دیتا، اس وقت تک اس پر مؤاخذہ بھی نہیں فرما تا نہ اسے گر ابی قرار دیتا ہے البتہ جو ان کاموں سے نہیں بچنا، جن سے روکا جاچکا ہوتو پھر اللہ تعالیٰ اسے گر اہ کر دیتا ہے۔ اس لیے جن لوگوں نے اس محکم سے قبل اپنے فوت شدہ مشرک رشتے داروں کے لیے مغفرت کی دعائیں کی ہیں ان کا مؤاخذہ نہیں ہوگا، کیونکہ انہیں مسلے کا اس وقت علم ہی نہیں تھا۔
 اس وقت علم ہی نہیں تھا۔

ٳؾٙٵٮڵؗؗؗؗۼ ؙڡؙڵؙٛڰؙٵڛۜٙؠڶۅؾؚٷٲڷٙۯۯؚڞٟ؞۠ؽؙۼؠ ۅؘؽؠؚؽؾؙٷۄؘڡٵڰؘؙڞؙۄؚۺٞڎؙٷڹؚٵٮڵڹۄڡؚڽؙ ٷؚڸؾۊٙڒڒؘڝؚؽڔٟۛ۞

لَقَنُ تَنَابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهْجِوِيُنَ وَالْاَنْصَارِ النَّانِيُنَ اسَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسُّرَةِ مِنَ بَعُدِما كَادَ يَزِيْغُ قُلُوبُ فِرِيْقٍ مِنْهُمُ تُقُرَّتَابَ عَلَيْهِمُ النَّهُ بِهِمُ رَوُونُ تَحِيْهُ ﴾

ۗ وَعَلَى النَّلَانَةِ اكَّذِينَ خُلِفُوا ْحَتَّى إِذَا ضَافَتُ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَارَخُبَتُ وَضَافَتُ عَلَيْهِمُ

111. بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسانوں اور زمین میں۔ وہی جِلاتا اور مارتا ہے، اور تمہارا اللہ کے سوانہ کوئی یار ہے۔ یار ہے اور نہ کوئی مددگار ہے۔

111. الله تعالی نے پیغیر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی شکی کے وقت پیغیر کا ساتھ دیا، (۱) اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلول میں پچھ تزلزل ہوچلا تھا۔ (۱) پھر الله نے ان کے حال پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ الله تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق اور مہربان ہے۔

11۸. اور تین شخصول کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ (۲) یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی

ا. جنگ جوک کے سفر کو "تنگی کاوفت" قرار دیا۔ اس لیے کہ ایک تو موسم سخت گرمی کاتھا۔ دوسرا فصلیس تیار تھیں۔
تیسرا سفر خاصا لمبا تھا اور چوتھا وسائل کی بھی کمی تھی۔ اس لیے اسے «جَیْشُ الْعُسْرَةِ» (تنگی کا قافلہ یا لشکر) کہا جاتا
ہے۔ توبہ کے لیے ضروری نہیں ہے کہ پہلے گناہ یا غلطی کا ارتکاب ہو۔ اس کے بغیر بھی رفع درجات اور غیر شعوری
طور پر ہوجانے والی کو تاہیوں کے لیے توبہ ہوتی ہے۔ یہاں مہاجرین وانصار کے اس پہلے گروہ کی توبہ اس مفہوم میں ہے
جنہوں نے بلا تامل نبی شَلَّ اللَّهِ اللہ کہا۔

۲. یہ اس دوسرے گروہ کا ذکر ہے جے مذکورہ وجوہ سے ابتداء تردد ہوا۔ لیکن پھر جلد ہی وہ اس کیفیت سے نکل آیا اور پخوشی جہاد میں شریک ہوا۔ دلول میں تزلزل سے مراد دین کے بارے میں کوئی تزلزل یا شبہ نہیں ہے بلکہ مذکورہ دنیاوی اساب کی وجہ سے شریک جہاد ہونے میں جو تذبذب اور تردد تھا، وہ مراد ہے۔

سر خُلِفُوْ اکا وہی مطلب ہے جو مُوْ جَوْن کا ہے لینی جن کا معاملہ مؤخر اور ملتوی کردیا گیا تھا اور پچاس دن کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی۔ یہ تین صحابہ تھے۔ کعب بن مالک، مرارہ بن رہیج اور ہلال بن امیہ فرانگرا ہے تینوں نہایت مخلص مسلمان تھے۔ اس سے قبل ہر غزوے میں شریک ہوتے رہے۔ اس غزوہ توک میں صرف تساہلاً شریک نہیں ہوئے۔ بعد میں انہیں اپنی غلطی کااحساس ہوا۔ تو سوچا کہ ایک غلطی (پیچھے رہنے کی) تو ہو ہی گئی ہے۔ لیکن اب منافقین کی طرح میں انہیں اپنی غلطی کااحساس ہوا۔ تو سوچا کہ ایک غلطی نہیں کریں گے۔ چنانچہ حاضر خدمت ہوکر اپنی غلطی کا صاف اعتراف کرلیا اور اس کی سزا کے لیے اپنے آپ کو پیش کردیا۔ نی شکھائی آپ نے ان کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا کہ وہ ان کے بارے میں کوئی تھم نازل فرمائے گا۔ تاہم اس دوران آپ نے صحابہ کرام ٹوئائیزا کو ان تینوں افراد سے تعلق قائم رکھنے حتیٰ کہ بات چیت تک کرنے سے روک دیا۔ اور چالیس راتوں کے بعد انہیں تھم دیا گیا کہ وہ اپنی بیویوں تعلق تائم رکھنے حتیٰ کہ بات چیت تک کرنے سے روک دیا۔ اور چالیس راتوں کے بعد انہیں تھم دیا گیا کہ وہ اپنی بیویوں

ٱنۡۿؙٮٛۿؙۄ۫ۅؘڟٮؖٛۅٛٵٙڷؽۘڵٳڡڵڿٵؘڝ۬ٵٮڵڗۅٳڵڒٳڶؽٲۊ ؿؙۊۜؾؘٵٮؘٸٙؽۿٟۿڔڶؽؾؙٷڹؙٷؚٲٳڹۜٵٮڵۿۿۅؘاڵؾۜۊۜٵبٛ ٳڵڗۣڝڹؙۯڟ۫

> يَاتَيُّهَا الَّذِينَ المَنُوا اتَّقَتُوا اللهَ وَكُونُوْ امَّعَ الصَّدِونِيَ

مَاكَانَ لِاَهُلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمُّ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَتَخَلَّقُوْاعَنْ رَّسُولِ اللهوولا يَرْغَبُوْا بِاَنْشِهِمْ عَنْ نَفْسِهٖ ذَٰلِكَ بِالنَّهُمُّ لايُصِيبُبُهُمُ ظَمَّا وَّلاَنصَبُ وَلاَعْنُمَتُ فِنْ

کے ان پر تنگ ہونے گی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آگے (۱) اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجر اس کے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی توبہ کرسکیں۔(۲) بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

11. مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش ہیں ان کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ (مُثَالَّیْمُ ) کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں (مُثَا اور نہ یہ کہ این جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں، (۵) یہ اس سبب سے کہ (۲) ان کو جان سے عزیز سمجھیں،

سے بھی دور رہیں چنانچہ بیویوں سے بھی جدائی عمل میں آئی مزید دس دن گزرے تو توبہ قبول کرلی گئی اور مذکوہ آیت نازل ہوئی۔ (اس واقعے کی پوری تفصیل حضرت کعب بن مالک فٹائٹڈ سے مروی حدیث میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو، صحیح البخاری، کتاب المغازی باب غزوہ تبوك مسلم كتاب التوبة، باب حدیث توبة كعب بن مالك وٹائٹوء)

ا. یہ ان ایام کی کیفیت کا بیان ہے جس سے سوشل بائکاٹ کی وجہ سے انہیں گزرنا پڑا۔

۲. لینی پیاس دن کے بعد اللہ نے ان کی آہ وزاری اور توبہ قبول فرمائی۔

اسا سپائی ہی کی وجہ سے اللہ تعالی نے ان مینوں صحابہ کی غلطی نہ صرف معاف فرمادی بلکہ ان کی توبہ کو قرآن بناکر نازل فرمادیا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اس لیے مومنین کو حکم دیا گیا کہ اللہ سے ڈرو اور سپوں کے ساتھ رہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے اندر تقویٰ (یعنی اللہ کا خوف) ہو ہا، وہ سپا بھی ہوگا اور جو جھوٹا ہوگا، سبھ لو کہ اس کادل تقویٰ سے خالی ہے۔ اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ مومن سے کچھ اور کوتا ہوں کا صدور تو ہو سکتا ہے لیکن وہ جھوٹا نہیں ہوتا۔

اللہ جنگ جوک میں شرکت کے لیے چونکہ عام منادی کردی گئی تھی، اس لیے معذورین، بوڑھے اور دیگر شرعی عذر رکھنے والوں کے علاوہ سب کے لیے اس میں شرکت ضروری تھی لیکن پھر بھی جو سکان مدینہ یا اطراف مدینہ میں سے اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی زجر وتوزی کرتے ہوئے فرمارہا ہے کہ ان کو رسول اللہ مَنَّالَیْکُومُ ہے پیچھے نہیں رہنا چاہیے تھا۔

۵۔ لیعنی یہ بھی ان کے لیے زبیا نہیں کہ خود اپنی جانوں کا تو تحفظ کر لیں اور رسول اللہ مَنَّالِیُومُ کی جان کے تحفظ کا انہیں رسول مَنَّالِیْکُمُ کی جان کے تحفظ کا انہیں رسول مَنَّالِیْکُمُ کی جان کے تحفظ کا انہیں خول نہیں رسول مَنَالِیْکُمُ کی جان کے تحفظ کا انہیں مورے بلکہ انہیں رسول مَنَّالِیْکُمُ کی جان کے تحفظ کا انہیں کہ ورسول اللہ مُنَالِیْکُمُ کی جان کے تحفظ کا انہیں رسول مَنَّالِیْکُمُ کی جان کے تحفظ کا انہیں کہ ورسول اللہ مُنَالِیْکُمُ کی جان کے تحفظ کا انہیں کہ ورسول اللہ مُنہیں رسول مَنَّالِیْکُمُ کی جان کے تحفظ کا انہیں میں دیا کہ ہیں ان کے لیے دیا جب کے ساتھ رہ کر اپنے سے زیادہ ان کے تحفظ کا انہیمام کرنا چاہیے۔

۲. ذٰلِكَ سے پیچھے نہ رہنے كى علت بيان كى جارہى ہے تعنى انہيں اس ليے پیچھے نہيں رہنا چاہيے كہ الله كى راہ ميں انہيں جو

سَبِيْلِ اللهِ وَلاَ يَطَغُونَ مَوْطِئَايَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلاَيْنَالُوْنَ مِنْ عَنْوِّتَنْيُلَا الْأَكْتِبَ لَهُمُّ بِهِ عَمَلٌ صَالِحُ لِنَّ اللهَ لَاِنْفِينُهُ أَجُرَالُمُصِّنِيْنَ ۞

ۅؘڵڮؙڹٛڣڠؙۯؽؘٮٚڡؘٛڡؘۜڐۘڝۼؽڗؘۊٞٷڵڮؚٮؽڗۊٞ ٷٙڵؽؿؘڟٷؽۏٳڍؚڲٳٳڴڬؿؚۨڹڷۿؙۅؙڸؽۻؚٛڒۣؽۿۅ۠ اللهؙآخسۜنؘڝٵڰاٮٛۅؙٳۑۼؠڵۅ۫ؽ۞

وَمَاكَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِينْفِرُواكَآفَةٌ فَكُوْلاَفَكَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُخُ مِكَانِفَةٌ لِيَّتَفَقَّهُوْ إِنِ السِّيْنِ وَلِيُنُفِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْ اَلِيُهُو لَعَكُهُمْ يَعُذَرُونَ ۞

الله کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو تکان پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو کسی الیمی جگہ چلے جو کفار کے لیے موجب غیظ ہوا ہو<sup>(۱)</sup> اور دشمنوں کی جو پچھ خبر لی<sup>(۲)</sup> ان سب پر ان کے نام (ایک ایک) نیک کام لکھا گیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

171. اور جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرج کیا اور جینے میدان ان کو طے کرنے پڑے، (۳) یہ سب بھی ان کے نام کھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کا اجھے سے اچھا مدلد دے۔

۱۲۲. اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہیے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب

پیاس، تھکاوٹ، بھوک پنچے گی یا ایسے اقدامات، جن سے کافروں کے غیظ وغضب میں اضافہ ہوگا، اسی طرح دشمنوں کے آدمیوں کو قتل کروگے یا ان کو قیدی بناؤگے، یہ سب کے سب کام عمل صالح کھے جائیں گے یعنی عمل صالح صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی معجد میں یاکی ایک گوشے میں بیٹھ کر نوافل، تلاوت، ذکر الٰہی وغیرہ کرے بلکہ جہاد میں پیش آنے والی ہر تکلیف اور پریشانی، حتیٰ کہ وہ کاروائیاں بھی جن سے دشمن کے دلوں میں خوف پیدا ہویا غیظ بھڑکے، ان میں سے ہر ایک چیز اللہ کے ہاں عمل صالح کھی جائے گی۔ اس لیے محض شوق عبادت میں بھی جہاد سے گریز صحیح نہیں، چہ جائیکہ بغیر عذر کے بی آدمی جہاد سے گریز حجیح نہیں، چہ جائیکہ بغیر عذر کے بی آدمی جہاد سے بی جرائے؟

ا. اس سے مراد پیادہ، یا گھوڑوں وغیرہ پر سوار ہو کر ایسے علاقوں سے گزرنا ہے کہ ان کے قدموں کی چاپوں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے دشمن کے دلوں پر لرزہ طاری ہوجائے اور ان کی آتش غظ بھڑک اٹھے۔

۲. ﴿ وَلَا يَكَالُونَ مِنْ عَدُونَ مُنْ وَهُمَن سے كوئى چيز ليتے ہيں يا ان كى خبر ليتے ہيں) سے مراد، ان كے آدميوں كو قتل يا قيد كرتے ہيں۔ قيد كرتے ہيں۔

۳. پہاڑوں کے درمیان کے میدان اور پانی کی گزرگاہ کو وادی کہتے ہیں۔ مرادیبال مطلق وادیاں اور علاقے ہیں۔ لیعنی الله کی راہ میں تھوڑا یا الله کی راہ میں تھوڑا یا نیادہ جتنا بھی خرج کروگے اسی طرح جتنے بھی میدان یا علاقے طے کروگے، (لیعنی جہاد میں تھوڑا یا زیادہ سفر کروگے) یہ سب نیکیاں تنہارے نامہ اعمال میں درج ہوں گی جن پر اللہ تعالی ایتھے سے اچھا بدلہ عطا فرمائے گا۔

کہ وہ ان کے پاس آئیں، ڈرائیں تاکہ وہ ڈر جائیں۔(۱)

174. اے ایمان والو! ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس
پاس ہیں(۱) اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیے(۱۳) اور
یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔

176 اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے،(۱۳) سو جو لوگ ایمان والے ہیں اس سورت نے زیادہ کیا ہے،(۱۳) سو جو لوگ ایمان والے ہیں اس سورت نے

يَكَيُّهُا الَّذِينَ الْمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُوْنَكُمُ مِّنَ الكُفَّارِ وَلَيْجِدُوْ افِيكُمُ غِلْظَةً وَاعْلَمُوَّا اَنَّ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ۞ وَإِذَا مَا أَنْزِلَتُ سُورَةٌ فَمِنْهُمُ مِّنْ يَقُولُ ايَّكُمُ وَزَادَتُهُ هٰذِهِ إَيْمَانًا قَامَتًا الَّذِينَ امْنُوا فَزَادَتُهُ هٰذِائِمَانًا وَهُمُ

ا. بعض مفسرین کے نزدیک اس کا تعلق بھی تھم جہاد سے ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ بچھلی آیات میں جب پتھے رہنے والوں کے لیے سخت وعید اور زجر وقویج بیان کی گئ تو صحابہ کرام ٹرڈائٹٹٹر بڑے فتاط ہوگئے اور جب بھی جہاد کا مرحلہ آتا تو سب کے سب اس میں شریک ہونے کی کوشش کرتے۔ آیت میں انہیں تھم دیا گیا کہ ہر جہاد اس نوعیت کا نہیں ہوتا کہ جس میں ہر شخض کی شرکت ضروری ہو (جیسا کہ جوک میں ضروری تھا) بلکہ ایک گروہ کی ہی شرکت کا فی ہے۔ ان کے نزدیک لیکٹفٹٹٹٹو کا مخاطب چتھے رہ جانے والا طائفہ ہے۔ لیخی ایک گروہ جہاد پر چلاجائے و تُنٹٹ کی طائفٹٹ (یہ محذوف ہوگا) اور ایک گروہ چھچ رہے، جو دین کا علم حاصل کرے اور جب مجاہدین واپس آئیں تو انہیں بھی ادکام دین سے آگاہ کرکے انہیں ڈرائیں۔ دوسری تفسیر اس کی یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق جہاد سے نہیں ہے بلکہ اس میں علم دین سکھنے کی کرکے انہیں ڈرائیں۔ دوسری تفسیر اس کی یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق جہاد سے نہیں ہے بلکہ اس میں علم دین سکھنے کی ایمیت کا بیان، اس کی ترغیب اور طریقے کی وضاحت ہے اور وہ یہ کہ ہر بڑی جماعت یا قبیلے میں سے پچھے لوگ دین کا علم حاصل کرنے کے لیے اپنا گھر بار چھوڑیں اور مدارس ومراکز علم میں جاکر اسے حاصل کریں اور پھر آکر اپنی قوم میں وعظ و نسیحت کریں۔ دین میں تفقہ حاصل کرنے کا مطلب اوامر ونوائی کا علم حاصل کرنا ہے تاکہ اوامر الہی کو بجالا سکے اور وہ یہ دونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے۔

7. اس میں کافروں سے لؤنے کا ایک اہم اصول بیان کیا گیا ہے کہ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ اور الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ كَ مطابق کافروں سے جہاد کرنا ہے جیسا کہ رسول اللہ مُنْ اللَّهِ اِن ہے کا فروں سے جہاد کرنا ہے جیسا کہ رسول اللہ مُنْ اللّٰهِ عَلَیْتِ اِن ہے فارغ ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے کمہ، طائف، یمن، یمامہ، ججر، خیبر، حضر موت وغیرہ اقالیم پر مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمادیا اور عرب کے سارے قبائل جوق در جوق اسلام میں داخل ہوگئے، تو پھر اہل کتاب سے قبال کا آغاز فرمایا اور 9 ہجری میں رومیوں سے قبال کے لیے جوک تشریف لے گئے جو جزیرہ عرب سے قریب ہے۔ ای کے مطابق آپ مُنْ اللّٰهِ اَلَٰ کی وفات کے بعد طافائے راشرین نے روم کے عیسائیوں سے قبال فرمایا، اور ایران کے مجوسیوں سے جنگ کی۔

سا. لیعنی کافروں کے لیے مسلمانوں کے دلوں میں نرمی نہیں سختی ہونی چاہیے جیسا کہ ﴿ آیَشَدُّ آنُوعَیٰ الْکُفُورِیُ الْفَتَارِ وَ اَلْفَالُورِیُ اَلْفَتَارِ وَ الْفَتَارِ وَ الْفَقِیاتِ ﴾ (الفتح: ۲۹) (کافروں پر سخت بیں آپس میں رحمل بیں) صحابہ کی صفت بیان کی گئی۔ اس طرح ﴿ اَذِلَادِ عَلَى الْلُوفِيدِینَ اَجْوَرَ (الماندة: ۵۲) (نرم دل ہوں کے مسلمانوں پر، اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر) اہل ایمان کی صفت ہے۔

اس سورت میں منافقین کے کردار کی جو نقاب کشائی کی گئی ہے، یہ آیات اس کا بقیہ اور تمہ ہیں۔ اس میں بتلایا جارہا

يَسُ تَبُشِرُونَ ﴿

وَ اَسَّااتَّذِيْنَ فِى قُلُوْيِهِهُ مَّرَضٌ فَزَادَ تَهُمُ رِجُسًا إلى رِجُسِهِمُ وَمَاتُوْا وَهُوۡكُوٰمُوۡنَ۞

ٲۅٞڵٳڝۯۅٛڽٲٮٞٛۿؙۄؙؽؙڎ۫ؾٛٷٛڹ؋ٛٷڴ؆ۼٳؖڡ ڡۜڗۜۼٞٵۉؙڡڗۜؾؽڹڎؿۜڒڽؿڗٞڒڽؿؙٷٛؠؙٛٷڽۅٙڵۿؙۄؙ ٮؘؽؙػٛڒٞۯ۫ڽٛ

ۉٳڎٳڡٵۧٲؙؿٚڗڵؾؙڛؙٛۅڒٷٞؾٞڟڒؠۼڞؙۿۮڔٳڸؠۼۻ ۿڵؾڔڵڬؙؗۅٛ۫ڝؚٞؽٳڝؿؿٵڹڞڒڣؙۅ۠ٲڞڒڡؘ ڶڵۿڨؙڵۅٛڹۿڎڔؠٲؾۜۿ؎ٛۊۘۅٛڴڒڒؽڣؘۛڠۿۅٛڽ۞

ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ خوش ہورہے ہیں۔(۱)

148. اور جن کے دلول میں روگ ہے اس سورت نے

ان میں ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھادی اور وہ
حالت کفر ہی میں مرگئے۔(۱)

۱۲۱. اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال
ایک بار یا دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنتے رہتے ہیں (۳)
پھر بھی نہ توبہ کرتے اور نہ نصیحت قبول کرتے ہیں۔

1۲۷. اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں کہ تم کو کوئی دیکتا تو نہیں پھر چل دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پھیر دیے ہیں چل دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پھیر دیے ہیں

ہے کہ جب ان کی غیر موجودگی میں کوئی سورت یا اس کا کوئی حصہ نازل ہوتا اور ان کے علم میں بات آتی تو وہ استہزاء اور مذاق کے طور پر آپس میں ایک دوسرے سے کہتے کہ اس سے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ ہوا ہے؟

ا. اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو بھی سورت اترتی ہے اس سے اہل ایمان کے ایمان میں ضرور اضافہ ہوتا ہے اور دہ اپنے ایمان کے اضافے پر خوش ہوتے ہیں۔ یہ آیت بھی اس بات پر دلیل ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے جس طرح کہ محدثین کا مسلک ہے۔

الروگ سے مراد نفاق اور آیات اللی کے بارے میں شکوک وشبہات ہیں۔ فرمایا: البتہ یہ سورت منافقین کو ان کے نفاق اور خبث میں اور بڑھاتی ہے اور وہ اپنے کفر ونفاق میں اس طرح پختہ تر ہوجاتے ہیں کہ انہیں توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی اور خبر میں ان کا خاتمہ ہوتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا کہ "ہم قرآن میں ایس چیزیں نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لیے شفاء اور رحمت ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان سے ظالموں کے خمارے میں اضافہ ہی فرماتا کے نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لیے شفاء اور رحمت ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان سے ظالموں کے خمارے میں اضافہ ہی فرماتا ہے "۔ (نی امرائیل: ۱۸) یہ گویا ان کی بد بختی کی انتہا ہے کہ جس سے لوگوں کے دل ہدایت پاتے ہیں۔ وہی باتیں ان کی ضالت وہلائت کا باعث غابت ہوتی ہیں جس طرح کسی شخص کا مزاج اور معدہ گرنجائے، تو وہی غذائیں، جن سے لوگ

٣. يُفْتَنُوْنَ كَ معنى بين - آزمائے جاتے بين - آفت سے مراد يا تو آسانی آفات بين مثلاً قحط سالی وغيرہ (مگر يہ بعيد ہے) يا جسمانی بيارياں اور تكاليف بين يا غزوات بين جن مين شركت كے موقع پر ان كى آزمائش ہوتی تھی۔ سياق كلام كے اعتبار سے بيہ مفہوم زيادہ صحيح ہے۔

مم. لیخی ان کی موجود گی میں سورت نازل ہوتی جس میں منافقین کی شرارتوں اور سازشوں کی طرف اشارہ ہوتا تو پھر یہ دیکھ کر کہ مسلمان انہیں دیکھ تو نہیں رہے، خاموشی سے کھیک جاتے۔ اس وجہ سے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں۔(۱)

۱۲۸. تمہارے پاس ایک ایسے پیغیر تشریف لائے ہیں جو تہراری جنس سے ہیں (۲) جن کو تمہاری مفرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے (۳) جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (۳) ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔ (۵)

179. پھر اگروہ روگردانی کریں (') تو آپ کہہ دیجے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، (<sup>(2)</sup> اس کے سواکوئی معبود نہیں۔ میں نے اس پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ (<sup>(()</sup>

ڵۊؘۜۘڽؙڿٵٚءٞڴۄۛڗڛٛۏڮ۠ڞؙؚٲڡؙڡؙ۠ڛڬؙۄ۫ۼڔؽ۬ڗ۠ ۼڲڽ۠ۼ؆ۼڹڗؖؗڎ۫ڿڔؽڞ۠ۼڲؽڴۅ۫ڽؚٵڷؠٛٷؙؙڡؚڹؽڹ ڒٷٛڡٛٚڗۜۼۣؽؿؚؖٛ

فَإِنْ تَوَكَّوْافَقُلُ حَسِْبَى اللهُ ۗ كَاۤ اِللهُ اِلاَّهُوَۥ عَكَيْءٍ تَوَكَّلُتُ وَهُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۚ

ا. لینی آیات اللی میں غوروندبر نه کرنے کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں کوخیر اور ہدایت سے پھیر دیا ہے۔

۲. سورت کے آخر میں مسلمانوں پر نبی منگائیٹی کی صورت میں جو احسان عظیم فرمایا گیا، اس کا ذکر کیا جارہا ہے۔ آپ سنگائیٹی کی پہلی صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ تمہاری جنس جنس بشریت سے ہیں (وہ نور یا پھے اور نہیں) جیسا کہ فساد عقیدہ کے شکار لوگ عوام کو اس قتم کے گور کھ دھندے میں چھناتے ہیں۔

سل عَنَتُ: ایسی چیزیں جن سے انسان کو تکلیف ہو، اس میں دنیاوی مشقتیں اور اخروی عذاب دونوں آجاتے ہیں۔ اس پیٹمبر پر تمہاری ہر قسم کی تکلیف ومشقت گرال گزرتی ہے۔ اس لیے آپ سُکُلِیْنِ نَے فرمایا کہ "میں آسان دین صنیفی دے کر بھیجا گیا ہوں" (منداحہ جلد:۵، س:۲۲۲ جلد:۲، س:۲۳۳) ایک اور حدیث میں فرمایا۔ إِنَّ هٰذَا الدِّیْنَ یُسُوِّ (بِ شک یہ دین آسان ہے۔) (صحیح البخاری، کتاب الایمان)

۳/ تمہاری ہدایت اور تمہاری ونیوی واخروی منفعت کے خواہش مند ہیں۔ اور تمہارا جہنم میں جانا پیند نہیں فرماتے۔ اسی لیے آپ مُکانِیْنِا کُم نے فرمایا کہ "میں تمہیں تمہاری پشتوں سے کیڑ کیڑ کر کھینچتا ہوں لیکن تم مجھ سے وامن چھڑاکر زبردستی نار جہنم میں واخل ہوتے ہو"۔ (صحیح البخاری کتاب الرقاق باب: ۲۲ الانتہاء من المعاصي)

۵. یہ آپ کی چو تھی صفت بیان کی گئی ہے۔ یہ ساری خوبیاں آپ کے اعلیٰ اخلاق اور کریمانہ صفات کی مظہر ہیں۔ یقیناً آپ مُنَافِیْنِظُ صاحب خلق عظیم ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲. لعنی آپ کی لائی ہوئی شریعت اور دین رحمت سے۔

2. جو كفر واعراض كرنے والول كے مكروكيد سے مجھے بيالے گا۔

٨. حضرت ابوالدرداء رفائليُّهُ فرماتے میں کہ جو شخص یہ آیت حَسْبِيَ اللهُ (الآیة) صبح اور شام سات سات مرتبہ پڑھ لے گا،
 اللّٰد تعالیٰ اس کے ہموم (فکر ومشکلات) کو کافی ہوجائے گا۔ (سنن أبي داود: ٥٠٨١)

#### سورۂ یونس مکی ہے اور اس کی ایک سو نو آیتیں بیں اور گیارہ رکوع بیں۔

# ۔۔۔۔ واللاء الرّحمٰن الرّحینیوں شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا

# مهربان نہایت رحم والا ہے۔

# ا. الله، یه پر حکمت کتاب کی آیتی ہیں۔

۲. کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب (۲) ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیج دی کہ سب آدمیوں کو ڈرائیے اور جو ایمان لے آئے ان کو یہ خوشخری سنائیے کہ ان کے رب کے پاس ان کو پورا اجر ومر تبہ (۳) ملے گا۔ کافروں نے کہا کہ یہ شخص تو بلاشبہ صرت جادوگر ہے۔ (۳)

سل بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کردیا پھر عرش پر قائم

### الرَّ وَلَكُ الْكُالِثُ الْكُتْبِ الْحَكِيْمِ وَ الْكُلُّ فِي الْحَكِيْمِ وَ الْكُلُّ فِي الْحَكِيْمِ

ٱػٵڹڸڵؾؖٳڛۼۜۼٵٲڽؙٲۅؙۼؽؙؾٚٵٙڸڶڕڂؙٟڸ؞ۣٮ۫ٮٛٚۿؙۄٲڹ ٵؽ۬ۮڔٳڵێٵڝؘۅؘؿؿؚڔٳڷڎؚؽڹٵڡٮؙۊؙٵ؈ۜۿۄؙڡػٙ ڝؚۮۊ۪ۼٮ۬ۮڔۜؾۣۿٟٷۧۊؘڶڶڰڶۿڕؙۏڹٳؾٙۿڵڵڶۼٟۅ۠ ۺؙۣؿؙڽٛ

ڛؙٛۅٛڔۊؙؽؙؙۏؙۺؙ

ٳڽؘۜۯؾۜڲؙۄؙؙٳ؇ۿؙٳڷۮؚؽ۫ڂؘػؘڶ۩ۺڶۅڝؚۘۘۅٳڵؙۯۻٛ<u>؈ٛ۬</u> ڛِنتةٳڲٵۜۿٟڗؙڟۜٳڛ۫ؾؘۅ۬ؽۼڶ۩۬ۼۯۺۣؽؽۜؠؚٞۯٳڵۯٙڡ۫ۯ

☆. یہ سورت مکی ہے۔ البتہ اس کی دو آیات اور بعض نے تین آیات کو مدنی قرار دیا ہے۔ (فٹے القدیر)

ا. الحَكِيْم، كتاب يعنی قرآن مجيد کی صفت ہے۔ اس كے ایک تو وہی معنی ہیں جو ترجے میں اختیار کیے گئے ہیں۔ اس كے اور بھی كئی معنی كئے ميں اختيار كيے گئے ہیں۔ اس كے اور بھی كئی معنی كئے ميں۔ مثلاً الْمُحْكَم، یعنی حلال وحرام اور حدود وادكام میں محكم (مضبوط) ہے۔ حكیم جمعنی حاكم۔ یعنی اختلافات میں لوگوں كے درمیان فیصلہ كرنے والی كتاب (البقرة: ٣٣) حكیم جمعنی محکوم فیہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس میں عدل وانصاف كے ساتھ فیصلے كیے ہیں۔

7. استفہام انکار تعجب کے لیے ہے، جس میں توتی کا پہلو بھی شامل ہے۔ یعنی اس بات پر تعجب نہیں ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں ہے ہی ایک آدمی کو وحی ورسالت کے لیے چن لیا، کیونکہ ان کے ہم جنس ہونے کی وجہ سے وہ صحیح معنوں میں ان کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ اگر وہ کسی اور جنس سے ہوتا تو فرشتہ یا جن ہوتا، اور دونوں ہی صورتوں میں رسالت کا اصل مقصد فوت ہوجاتا، اس لیے کہ انسان اس سے مانوس ہونے کے بجائے وحشت محسوس کرتے۔ دوسرا ان کے لیے اس کو دیکھنا بھی ممکن نہ ہوتا۔ اور اگر ہم کسی جن یا فرشتے کو انسانی قالب میں جیجج تو پھر وہی اعتراض آتا کہ ہو تاہاں کو دیکھنا جس کے اس لیے ان کے اس تعجب میں کوئی معقولیت نہیں ہے۔

٣٠. ﴿قَكَ مَرِصِدْتِن﴾ كا مطلب، بلند مرتبه، اجر حسن اور وه اعمال صالحه بين جو ايك مومن آگے بھيجنا ہے۔

٨. كافرول كو جب انكار كے ليے كوئى اور بات نہيں سوجھتى تويد كہد كر چھٹكارا حاصل كر ليت كديد تو جادو گر ہے۔ نعوذ بالله۔

مَامِنُ شَفِيْعِ اللَّا مِنْ بَعُدِاذِنَةٍ ذَلِكُو اللهُ رَبَّكُمُ فَاعْبُدُاوُلاً اَفَلاَتَذَكُرُونَ۞

اِلَيْهُومَرْمِعُكُمْ جَمِيْعُا وْعَمْاللهِ حَقَّا أَلَّهُ يَبَدُكُوُّا الْخَلْقَ ثْرِّيُعِيدُكُ لِمَجْزِى الَّذِيْنَ امْنُوْا وَعِلُوا الطّيلِحْتِ بِالْقِسُوطُ وَالَّذِيْنَ كَثَوُّالِهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَيِيْهٍ وَعَذَابٌ الِيُمْ يَعِمَا كَانُوا بَكُمْزُونَ ۞

هُوَالَّذِي جَعَلَ النَّنَسُ ضِيَا ۚ وَالْقَبَرَنُورُ الْوَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوُ اعْدَدَ السِّينِينَ وَالْحِسَابُ مَاخَلَقَ

ہوا<sup>(1)</sup> وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔ <sup>(۲)</sup> اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے پاس سفارش کرنے والا نہیں <sup>(۳)</sup> ایبا اللہ تمہارا رب ہے سوتم اس کی عبادت کرو، <sup>(۲)</sup> کیا تم پھر بھی نصیحت نہیں کیڑتے۔

مل میں کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے، اللہ نے سیا وعدہ کرر کھا ہے۔ بیشک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی اور انہوں نے نیک کام کیے انصاف کے ساتھ جزاء دے اور جن لوگوں نے نیک کام کیے انصاف کے ساتھ جزاء دے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے کفرکی وجہ سے۔(۵)

6. وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا<sup>(۱)</sup> اور اس کے لیے منزلیں مقرر کیں

ا. اس کی وضاحت کے لیے دیکھیے سورۂ اعراف آیت ۵۴ کا حاشیہ

۲. لیعنی آسان وزمین کی تخلیق کرکے اس نے ان کو یوں ہی نہیں چھوڑدیا، بلکہ ساری کائنات کا نظم و تدبیر وہ اس طرح کررہا ہے کہ مجھی کسی کا آپس میں تصادم نہیں ہوا، ہر چیز اس کے تھم پر اپنے اپنے کام میں مصروف ہے۔

سلا مشرکین و کفار، جو اصل مخاطب سنے، ان کا عقیدہ تھا کہ یہ بت، جن کی وہ عبادت کرتے سنے، اللہ کے ہاں ان کی شفاعت
کریں گے اور ان کو اللہ کے عذاب سے چیٹروائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہاں اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کو سفارش
کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوگی۔ اور یہ اجازت بھی صرف انہی لوگوں کے لیے ہوگی جن کے لیے اللہ تعالیٰ پہند فرمائے
گا۔ ﴿وَلَا يَتَفَعُونَ اللّٰ لِهِنِ ارْتَضَى ﴾ (الانبیاء: ۲۸) (وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو)
﴿ لَا تَعْوَیْ شَفَاعَتُهُم شَدِیْکًا لِلّا مِنْ بَعْدُوا اَنْ اللّٰهُ لِمِنْ اَیْنَا فُوسِیْکُ اِللّٰ ایک خوش اور این چاہت سے جس کے لیے چاہے اجازت وے وے)۔
سکتی گریہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ این خوشی اور اپنی چاہت سے جس کے لیے چاہے اجازت وے وے)۔

۴. کینی ایسا اللہ، جو کا ئنات کا خالق بھی ہے اور اس کا مدبر و منتظم بھی علاوہ ازیں تمام اختیارات کا بھی کلی طور پر وہی مالک ہے، وہی اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

۵. اس آیت میں قیامت کے وقوع، بارگاہ اللی میں سب کی حاضری، اور جزاء وسزا کا بیان ہے۔ یہ مضمون قرآن کریم
 میں مختلف اسلوب سے متعدد مقامات پر بیان ہوا ہے۔

٣. ضِياً ﷺ ضَوْءٌ کے ہم معنی ہے۔ مضاف یہاں محذوف ہے ذات ضِیاءِ وَالْقَمَرَ ذَا نُورِ، سورج کو جیکنے والا اور چاند کو اور الا بناید با پھر انہیں مبالغ یر محمول کیا جائے گوبا کہ یہ بذات خود ضاء اور نور ہیں۔ آسان وزمین کی تخلیق اور ان کی

اللهُ ذلِكَ إِلَابِالْحُقِّ يُفَصِّلُ الْأَيْتِ لِقَوْمِ تَعْلَمُونَ<sup>®</sup>

إِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهُ إِرْ وَمَا خَلَقَ اللهُ فِي السَّلُوتِ وَالْأَرْضِ لَالْتِ لِقَوْمٍ يَّتَقَفُّونَ ۞

ٳۜۛۛۛۜۜۛٵڷۜڬۯؽؙؽڶڒؽۯؙۻٛۅؙؽڶڡۜٙٲءؘڬٵۉڒڝؙٛۅؗٳۑٳٛڰؽۏۊ ٵڵڎؙڹۛؽٵۉٵڟؠٲڷ۠ٷٛٳۑۿٵۅٲڰۮؚؽؽۿؙٶ۫ػؙؽٵڸؿؚؾٵ ۼڣۣڵۏؙؽ۞ٞ

اُولَيِّكَ مَا وُلهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْ اِيكَيْبُوْنَ⊙ إِنَّ الَّذِيْنَ الْمَنُوْاوَ عَمِلُواالصَّلِحْتِ يَهُويُهُمُ رَبُّهُمُ وَبِاَيْمَانِهِمُ تَعَرِّيُ مِنْ تَخْتِمُ الْاَنْهُ وُفَى جَنَّتٍ

تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیس۔ وہ یہ دلائل ان کو صاف صاف بتلارہا ہے جو دانش رکھتے ہیں۔

١٠ بلاشبہ رات اور دن كے يكے بعد ديگرے آنے ميں اور اللہ تعالى نے جو يھے آسانوں اور زمين ميں پيدا كيا ہے ان سب ميں ان لوگوں كے واسطے دلائل ہيں جو اللہ كا ڈر ركھتے ہيں۔

ک. جن لو گول کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہوگئے ہیں اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

٨. ایسے لو گوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوز خ ہے۔
 ٩. یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے
 ان کا رب ان کو ان کے ایمان کے سبب ان کے مقصد

تدبیر کے ذکر کے بعد بطور مثال کچھ اور چیزوں کا ذکر کیا جارہا ہے جن کا تعلق تدبیر کا نتات ہے ہے، جس میں سورج اور چیزوں کا ذکر کیا جارہا ہے جن کا تعلق تدبیر کا نتات ہے ہے، جس میں سورج اور چیزوں کا ذکر کیا جارہ کی روشنی ، کس قدر ناگزیر ہے اس سے ہر باشعور آدمی کی افزانست کا جو لطف اور اس کے فوائد ہیں، وہ بھی مختاج بیان نہیں۔ حکماء کا خیال ہے کہ سورج کی روشنی ہے متفاد ہے۔ (خ اتقدیہ) واللہ اعلم بالصواب۔ کی روشنی بالذات ہے اور چاند کی فورانست بالعرض ہے جو سورج کی روشنی سے مستفاد ہے۔ (خ اتقدیہ) واللہ اعلم بالصواب۔ میں اپنی مخصوص حرکت یا چال کی منزلیں مقرر کردی ہیں ان منزلوں سے مراد وہ مسافت ہے جو وہ ایک رات اور ایک دن میں اپنی مخصوص حرکت یا چال کے ساتھ طے کرتا ہے۔ یہ ۲۸ منزلیں ہیں۔ ہر رات کو ایک منزل پر پہنچتا ہے جس میں کبھی خطا نہیں ہوتی۔ پہلی منزلوں میں وہ چچوٹا اور باریک نظر آتا ہے، پھر بتدرج بڑا ہوتا جاتا ہے حتی کہ چود ھویں شب یا چود ھویں منزل پر وہ مکمل (بدر کامل) ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد پھر وہ سکڑنا اور باریک ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ اس کی بعد پھر وہ سکڑنا اور باریک ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ حتی کہ تم میں ایک فادہ وہ سیان کی رسوں کی گفتی اور حساب معلوم کر سکو۔ یعنی چاند کی ان منازل اور رفتار سے ہی میسنے اور سال بنتے ہیں جن سے تمہیں ہر برسوں کی گفتی اور حساب معلوم کر سکو۔ یعنی جاند کی ان منازل اور رفتار سے ہی میسنے اور سال بنتے ہیں جن سے تمہیں ہر کا۔ جو ایام استواء میں آا، ۱۲ گھنے اور سردی گری میں کم و بیش ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں صرف و نیوی منافع اور کاروبار اعظم میاں سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس طلوع بلال سے جی صام رمضان، کا جو ایام استواء میں کا اہتمام ایک مومن کرتا ہے۔

التَّعِبُوِ

دَعُواهُمْ فِيهُاسُبُحنَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمُ فِيهُا سَلَهُ وَالْحِرُدَعُولِهُمُ آنِ الْحَمْدُ لِلِهِ رَبِّ الْعَلِيمُنَهُ

ۅؘڷۅؙؽؙۼۻؚۜڵؙٲٮڵڡؗڸڵؾٵڛٵڷۜۺۜٵڛؗؾۼۘۻٲٮؙٛؗٛؠؙٳڬؽؗۯ ڶڡؙۻؽٳڷؠۿٟڂۛٳڮڵۿڴڡ۬ٮؘۜۮٵڷڹؽڹؽڵٳؽڔڿؙۅٛؽ ڸڡٞآءٛٮ۬ٵ۬ؽ۬ڴۼؽٳڹؚڥؚڂؽۼۘؠۿۅؙؽ؈

تک پہنچا دے گا<sup>(۱)</sup> نعمت کے باغوں میں جن کے پنچے نہریں جاری ہوں گی۔

• ال ك منه سے يه بات نكلے گی "سجان الله" () اور ان كا باہمى سلام يه ہوگا "السلام عليكم " () اور ان كى اخير بات يه ہوگى كه تمام تعريفيں الله ك ليے ہيں جو سارے جہان كا رب ہے۔

11. اور اگر اللہ لوگوں پر جلدی سے نقصان واقع کردیا کرتا جس طرح وہ فائدہ کے لیے جلدی مجاتے ہیں تو ان کا وعدہ کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا۔ (\*\*) سو ہم ان لوگوں کو جن

ا. اس كے ايك دوسرے معنی يہ كيے گئے ہيں كہ دنيا ميں ايمان كے سبب، قيامت كے دن اللہ تعالی ان كے ليے بل صراط كے ارزن آسان فرمادے گا، اس صورت ميں يہ "با" سبيت كے ليے ہے۔ بعض كے نزديك يہ استعانت كے ليے ہے اور معنی يہ ہوں گے كہ اللہ تعالی قيامت كے دن ان كے ليے ايك نور مہيا فرمائے گا جس كی روشنی ميں وہ چليں گے، جيسا كہ سورة حديد ميں اس كا ذكر آتا ہے۔

۲. لیعنی ابال جنت، اللہ کی حمد و شیخ میں ہر وقت رطب اللسان رہیں گے۔ جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ "ابال جنت کی زبانوں پر شیخ و تحمید کا اس طرح البهام ہوگا جس طرح سانس کا البهام کیا جاتا ہے" (صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب فی صفات الجنة وأهلها و تسبیحهم فیها بحرة و عشیا) لیعنی جس طرح بے اختیار سانس کی آمدورفت رہتی ہے، ای طرح ابال جنت کی زبانوں پر بغیر انهمام کے حمد و شیخ البی کے ترانے رہیں گے۔

m. لینی ایک دوسرے کو اس طرح سلام کریں گے، نیز فرشتے بھی انہیں سلام عرض کریں گے۔

اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جس طرح انسان خیر کے طلب کرنے میں جلدی کرتا ہے، اس طرح وہ شر (عذاب) کے طلب کرنے میں بھی جلدی بچاتا ہے، اللہ کے بیغبروں سے کہتا ہے کہ اگر تم سے ہوتو وہ عذاب لے کر آؤجس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ان کے اس مطالبے کے مطابق ہم جلدی عذاب بھیج دیتے تو بھی کے یہ موت اور ہلاکت سے دوچار ہو بھی ہوتے۔ لیکن ہم مہلت دے کر انہیں پورا موقع دیتے ہیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ جس طرح انسان اپنے لیے خیر اور بھلائی کی دعائیں مائگا ہے جنہیں ہم قبول کرتے ہیں۔ ای طرح جب انسان غصے یا تنگی میں ہوتا ہے تو اپنے لیے اور اپنی اولاد وغیرہ کے لیے بددعائیں کرتا ہے، جنہیں ہم اس لیے نظر انداز کردیتے ہیں کہ یہ زبان سے تو ہلاکت مائگ رہا ہے، مگر اس کے دل میں ایسا ادادہ نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم انسانوں کی بددعاؤں کے مطابق، انہیں فوراً ہلاکت سے دوچار کرنا شروع کردیں، تو پھر جلد ہی یہ لوگ موت اور تباہی سے ہمکنار ہوجایا کریں ای لیے حدیث میں ترا ہے کہ "تم اپنے لیے اپنی اولاد کے لیے وار اپنے بال وکاروبار کے لیے بددعائیں مت کیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری

وَإِذَامَتَ الْإِنْمَانَ الضُّرُّدَعَانَالِجَنْيَةَ ٱوْقَامِدًاٱوْقَالِمِمَّا ۚ فَلَمَّاكَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّةُ مَرَّكَانُ لَّهُ مِيْدُغُنَا اللَّ ضُرِّعَتَكَ ثَنَالِكَ رُيِّنَ لِلْمُشْرِفِيْنِي مَاكَانُوْ ايَعْمَلُوْنَ⊙

ۅؘڵڡٙٮؙۮؘٲۿڵػؙؽ۬ٵڶڤٞڒؙۏڹڡڹٛڣۘۘڹڵؚڮؙٛڎڵؾۜٲڟٚڵؠۘٷٛڵ ۅؘڂٵٚۥٛٙڞؙؙۿؙۯؙڛؙڶۿؙۄؙڔڽٳڷؠؾۣٚڹؾؚۅٙڡؘٵڪاٮؙۛٷٵ ڸۣؽؙٷٟڡڹؙٷؗ۩ٛڬڶٳڮۼٙۼ۬ڒۣؽٲڷڨۏٞؗؗڡٛڔٲؠؙۼٛڔؚڡڹڹۘ۞

کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے ان کے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرشی میں بھٹتے رہیں۔

11. اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچی ہے تو ہم کو پکارتاہے لیٹے بھی، بیٹھے بھی، کھڑے بھی۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو وہ ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی تکلیف کے لیے جو اسے پہنچی تھی کہ گویا اس نے اپنی تکلیف کے لیے جو اسے پہنچی تھی اس کم ہمیں پکارا ہی نہ تھا، (۱) ان حد سے گزرنے والوں کے اعمال کو ان کے لیے اسی طرح خوشما بنا دیا گیا ہے۔ (۲) اعمال کو ان کے لیے اسی طرح خوشما بنا دیا گیا ہے۔ (۲) کردیا جب کہ انہوں نے ظلم کیا حالانکہ ان کے پاس ان کے پئیر بھی دلاکل لے کر آئے، اور وہ ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے؟ ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کہ ایمان لے آتے؟ ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ (۳)

بد دعائیں، اس گھڑی کو پالیں، جس میں اللہ کی طرف سے دعائیں قبول کی جاتی ہیں، پس وہ تمہاری بد دعائیں قبول فرمالے"۔ (سنن أبي داود، كتاب الوتر، باب النهي عن أن يدعو الإنسان على أهله وماله، ومسلم، كتاب الزهد، في حديث جابر الطويل)

ا. یہ انسان کی اس حالت کا تذکرہ ہے جو انسانوں کی اکثریت کا شیوہ ہے۔ بلکہ بہت سے اللہ کے ماننے والے بھی اس کو تاہی کا عام ار تکاب کرتے ہیں کہ مصیبت کے وقت تو خوب اللہ اللہ ہورہاہے، دعائیں کی جارہی ہیں، توبہ واستغفار کا امہتمام کیا جارہا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ مصیبت کا وہ کڑا وقت نکال دیتا ہے تو بھر بارگاہ اللی میں دعا وتضرع سے بھی غافل ہوجاتے ہیں اور اللہ نے ان کی دعائیں قبول کرکے انہیں جس ابتلاء اور مصیبت سے نجات دی، اس پر اللہ کا شکر اداکرنے کی بھی توفیق انہیں نصیب نہیں ہوتی۔

۲. یہ تزئین عمل، بطور آزمائش اور مہلت اللہ تعالی کی طرف سے بھی ہوسکتی ہے، وسوسوں کے ذریعے سے شیطان کی طرف سے بھی ہوسکتی ہے جو انسان کو برائی پر آمادہ کرتا ہے۔
 ﴿ إِنَّ النَّفْشَ لَكُونَارَةٌ يُوالنَّوْءَ ﴾ (بوسف: ۵۳) (بیشک نفس تو برائی پر ابھارنے والا بی ہے) تاہم اس کا شکار ہوتے وہی لوگ ہیں
 جو صد سے گزر جانے والے ہیں۔ یہاں معنی یہ ہوئے کہ ان کے لیے دعا سے اعراض، شکر البی سے غفلت اور شہوات وثواہشات کے ساتھ اشتغال کو مزین کردیا گیا ہے۔ (فتر القدی)

س. یه کفار مکه کو تنبیه ہے که گزشته امتول کی طرح تم بھی ہلاکت سے دوچار ہوسکتے ہو۔

تُوَّجَعُلْنَاكُوُخَلِيْفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ اَبَعُدِهِمْ لِنَنْظُرِيَّيْفَ تَعُمُلُوْنَ®

ۅٳڎٙٲٮؙؿڵ؏ڲؽۿٟۅؙٳێٲؿؙٵڲڹؾٚڠٵڶٲ؆ؽؽ ڒؽڒۼٛٷڹڵڡٙٲٵٵۺؾڣۺ۠ٳ۠ڽۼؽڔۿڬٲٲۅؙ ٮؚڔۜڶؙڎ۠ٷ۠ڶ؆ڲٷؙؽڸٛٲؽٲؙڹۘڔۜڶڬڡ؈ٛؾڶڡٙٳٞؽ ٮؘڡؿؽٵؽٲڝٞۼٳڷٳڡٵؽٷڿٙٳڮٵڹٞٵٞؽٚٲڬٵڡٛ ٳڹؙۼڝؽؙٷڔڽٞٵڮٚڶٵؽٷۼڶؽؙۄٟۘۿ

فُلُ لُوْشَاءَ اللهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمُ وَلَا اَدُلِكُمُ بِهِ ﴿ فَقَدُ لِبِثُكُ فِيكُمُ عُمُوا مِّنُ قَبْلِهِ ۗ اَفَلَا تَمْقِلُونَ۞

۱۹۰۰. پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے ان کے تم کو جانشین کیا<sup>(۱)</sup> تاکہ ہم دکھ لیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو۔

10. اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں ('' جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کی امید نہیں ہے یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لایئے (''') یا اس میں کچھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کردوں ('') بس میں تو میم کردوں ('') بس میں تو میم کردوں ('') بس میں تو میم کردوں واب بس میں تو میم کردوں ('') بس میں تو میم کردوں کے ذریعہ سے کہنچا ہے، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔ (۵)

11. آپ یوں کہہ دیجے کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو نہ تو میں تم کو وہ پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالی تم کو اس کی اطلاع دیتا<sup>(۱)</sup>کیونکہ میں اس سے پہلے تو ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں۔ پھر کیا تم عمل نہیں رکھتے۔ (<sup>2)</sup>

ا. خلائف، خلیفہ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں، گزشتہ امتوں کا جانشین۔ یا ایک دوسرے کا جانشین۔

۲. لینی جو الله تعالیٰ کی الوہیت ووحدانیت پر دلالت کرتی ہیں۔

۳. مطلب یہ ہے کہ یا تو اس قرآن مجید کی جگہ قرآن ہی دوسرا لائیں یا پھر اس میں ہماری حسب خواہش تبدیلی کردیں۔ ۸. لینی مجھ سے دونوں باتیں ممکن نہیں میرے اختیار میں ہی نہیں۔

۵. یہ اس کی مزید تاکید ہے۔ میں تو صرف اس بات کا پیرو ہوں جو اللہ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں
 کس کی بیثی کا میں ارتکاب کروں گا تو ہوم عظیم کے عذاب سے میں محفوظ نہیں رہ سکتا۔

٧. لعنی سارا معاملہ اللہ کی مشیت پر مو قوف ہے، وہ چاہتا تو میں نہ تمہیں پڑھ کر سناتا نہ تمہیں اس کی کوئی اطلاع ہی ہوتی۔ بعض نے آڈر کا گُرم بِیه کے معنی کیے ہیں آع لَمَکُمْ بِیهِ عَلَیٰ لِسَانِیْ کہ وہ تم کو میری زبانی اس قرآن کی بابت کچھ نہ ہتلاتا۔
 ۷. اور تم بھی جانتے ہو کہ دعوائے نبوت سے قبل چالیں سال میں نے تمہارے اندر گزارے ہیں۔ کیا میں نے کسی استاد سے کچھ سیکھا ہے؟ ای طرح تم میری امانت وصداقت کے بھی قائل رہے ہو۔ کیا اب یہ ممکن ہے کہ میں اللہ پر

فَمَنُ ٱظْلَاُمِتُنِ افْتَزَى عَلَى اللهِ كَذِبْا أَوْ كَنَّابَ بِالْيِتِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ۞

وَيَعُبُدُاوُنَ مِنَ دُونِ اللهِ مَالَا يَضُرُّهُمُ وَلاَينُفَعُهُمُ وَيَقُوُلُونَ هَؤُلاَ شَفْعَا كُوْنَا عِنْدَ اللهِ فُلُ اَتُنَبِّئُونَ اللهَ بِمَالَا يَعُلُونِ السَّلْوَتِ وَلا فِي الْرَضِ سُبُلْعَنَهُ وَتَعْلَى عَبَّا يُشْرِكُونَ نَ

وَمَاكَانَ النَّاسُ اِلْأَامَّةَ وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُواْ وُلُولِا كَلِمَةٌ سُبَقَتُ مِنْ رُبِّكِ

12. سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلائے، یقیناً ایسے مجرموں کو فلاح نہ ہوگی۔

11. اور یہ لوگ اللہ کے سوا<sup>(۱)</sup> ایمی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں (۲) اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ (۳) آپ کہہ دیجے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالی کو معلوم نہیں، نہ آسانوں میں اور نہ زمین میں، (۳) وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔ (۵) میں، اور تمام لوگ ایک ہی امت کے تھے پھر انہوں نے انتخاف پیدا کرلیا (۲) اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے اختلاف پیدا کرلیا (۲) اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے

افتراء باندھنا شروع کردوں؟ مطلب ان دونوں باتوں کا یہ ہے کہ یہ قرآن اللہ ہی کا نازل کردہ ہے نہ میں نے کسی سے سن س یا سکھ کر اسے بیان کیا ہے اور نہ یوں ہی جھوٹ موٹ اسے اللہ کی طرف منسوب کردیا ہے۔

ا. یعنی الله کی عبادت سے تجاوز کرکے نہ کہ بالکلیہ الله کی عبادت ترک کرکے۔ کیونکہ مشرکین الله کی عبادت کرتے تھے۔ اور غیر الله کی بھی۔

۲. جب کہ معبود کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے اطاعت گزاروں کو بدلہ اور اپنے نافرمانوں کو سزادینے پر قادر ہو۔

سم. لیخی ان کی سفارش سے اللہ ہماری ضرورتیں پوری کردیتا ہے۔ ہماری بگڑی بنا دیتا ہے یا ہمارے دشمن کی بنی ہوئی بگاڑدیتا ہے۔ لیعنی مشرکین بھی اللہ کے سواجن کی عبادت کرتے تھے ان کو نفع وضرر میں مستقل نہیں سبجھتے تھے بلکہ اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ اور وسیلہ سبجھتے تھے۔

م. لیعنی اللہ کو تو اس بات کاعلم نہیں کہ اس کا کوئی شریک بھی ہے یا اس کی بارگاہ میں سفار شی بھی ہوں گے؟ گویا یہ مشرکین اللہ کو خبر دیتے ہیں کہ تجھے گو خبر نہیں لیکن ہم تجھے بتلاتے ہیں کہ تیرے شریک بھی ہیں اور سفار شی بھی ہیں جو اینے عقیدے مندوں کی سفارش کریں گے۔

۵. الله تعالیٰ نے فرمایا کہ مشر کین کی یہ باتیں بے اصل ہیں، الله تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک اور برتر ہے۔

۲. لعنی یہ شرک، لوگوں کی لینی ایجاد ہے۔ ورنہ پہلے پہل اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ تمام لوگ ایک ہی دین اور ایک ہی طریقے پر تھے اور وہ اسلام ہے جس میں توحید کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ حضرت نوح علیتیا تک لوگ اسی توحید پر قائم رہے۔ پھر ان میں اختلاف ہوگیا اور کچھ لوگوں نے اللہ کے ساتھ، دوسروں کو بھی معبود، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا شروع کردیا۔

## ڵٙڨؙۻۣؽٙڔؽؙڹؘۿؙؙٛۄؙۏؽؙؠٵٙڣؽؙۼۼؙؾڶؚڡؙ۠ٷؽ®

ٷؿڠؙۅؙڵۅٛ۫ؽڵۅٛٷٚٳٵٛٮٛٛڗؚ۬ڶؘعؘػؽؗۼٵڝڎڝ۠ٞ ڰڗۣ؋ٷؘڞؙڵٳػۜؠٵٲڣؘؽڹٛڽڶۼٷٵٛٮٛٛؾؘڟؚۯۅٛٵ ٳڹٞٞڡٞڡؘػڴۄ۫ڡؚڽٵڷؽؙؿؾڟؚڔؽؙؽ۞۫

ۅؘٳۮٙٛٳۮؘۊؙڬٵڵڰٵڝڔڝٛؠڎؘڝٞؽٵڽۼۑڿڗۜٳٙ؞ٛڡۺۜؿۿ ٳۮڶٷؗڞڰٷڣٛٳؽٳؾؾٵڠؙڸؚٳٮڶؿؗ؋ٵۺڗٷڡػۯؖٳٳؾۧڔؙۺڵؽٵ ۘڮؿؙؿ۠ۏڹ؆ڶؿڰۯؙۅٛڹ

رب کی طرف سے پہلے کھہر پکی ہے تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کررہے ہیں ان کا قطعی فیصلہ ہوچکا ہوتا۔ (۱) اور یہ لوگ یول کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی جانب سے کوئی نشانی کیول نہیں نازل ہوتی؟ (۱) سو آپ فرما دیجیے کہ غیب کی خبر صرف اللہ کو ہے (۱۳) سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

۲۱. اور جب ہم لوگوں کو اس امر کے بعد کہ ان پر کوئی مصیبت پڑچکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں (۴) تو وہ فوراً ہی ہماری آیتوں کے بارے میں چالیں چلنے لگتے ہیں، (۵) آپ کہہ دیجے کہ اللہ چال چلنے میں تم سے زیادہ تیز ہے، (۲)

ا. یعنی اگر اللہ کا یہ فیصلہ نہ ہوتا کہ اتمام جمت سے پہلے کسی کو عذاب نہیں دینا ہے، اس طرح اس نے مخلوق کے لیے ایک وقت موعود کا تعین نہ کیا ہوتا تو یقیناً وہ ان کے مابین اختلافات کا فیصلہ اور مومنوں کو سعادت مند اور کافروں کو عذاب ومشقت میں مبتلا کرچکا ہوتا۔

الس سے مراد کوئی بڑا اور واضح معجزہ ہے، جیسے قوم شمود کے لیے اونٹی کا ظہور ہوا۔ ان کے لیے صفا پہاڑی کو سونے کا یا مکہ کے پہاڑوں کو ختم کرکے ان کی جگہ نہریں اور باغات بنانے کا یا اور اس قتم کا کوئی معجزہ صادر کرکے دکھلایا جائے۔
الس یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی خواہشات کے مطابق وہ معجزے تو ظاہر کرکے دکھلاسکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی اگر وہ ایمان نہ لائے تو بھر اللہ کا قانون یہ ہے کہ ایسی قوم کو فوراً وہ ہلاک کردیتا ہے۔ اس لیے اس بات کا علم صرف اس کو ہے کہ کسی قوم کے لیے اس کی خواہشات کے مطابق معجزے ظاہر کردینا، اس کے حق میں بہتر ہے یا نہیں؟ اور اس طرح اس بات کا علم بھی صرف اس کو ہے کہ ان کے مطلوبہ معجزے اگر ان کو نہ دکھائے گئے تو انہیں کتنی مہلت اس طرح اس بات کا علم بھی صرف اس کو ہے کہ ان کے مطلوبہ معجزے اگر ان کو نہ دکھائے گئے تو انہیں کتنی مہلت دی جائے گئی؟ اس لیے آگے فرمایا، "تم بھی انظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انظار کرنے والوں میں سے ہوں"۔
میں مصیبت کے بعد نعمت کا مطلب ہے، شکی، قبط سالی اور آلام ومصائب کے بعد رزق کی فراوانی، اسباب معیشت کی ارزانی وغیرہ۔
میں مطلب ہے کہ وہ ہماری ان نعموں کی قدر اور ان پر اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ کفروشر ک کا ار تکاب کرتے ہیں۔
بیں۔ یعنی یہ ان کی وہ بری تدبیر ہے جو وہ اللہ کی نعموں کے مقابلے میں اضیار کرتے ہیں۔

٩. لیعنی اللہ کی تدبیر، ان سے کہیں زیادہ تیز ہے جو وہ اختیار کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ ان کا مواخذہ کرنے پر قادر ہے، وہ جب چاہے ان کی گرفت کر سکتا ہے، فوراً بھی اور اگر اس کی حکمت تاخیر کی مقتضی ہوتو بعد میں بھی۔ مکر، عربی زبان میں خفیہ تدبیر اور حکمت بیں، جو اچھی بھی ہوسکتی ہے اور بری بھی۔ یہاں اللہ کی عقوبت اور گرفت کو مکر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بالیقین ہمارے فرشتے تمہاری سب چالوں کو لکھ رہے ہیں۔

۲۲. وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے، (۱)
یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں
کو موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ
ان سے خوش ہوتے ہیں ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا
ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں اور وہ
سمجھتے ہیں کہ (برے) آگھرے، (اس وقت) سب خالص
اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارتے ہیں (اس وقت) سب خالص

هُوَالَّذِنَ كُيُسَيِّرُكُو فِي الْمَرِّوالْبَحْرِّحَتِّي إِذَا كُنْتُو فِي القُّلُكِ وَجَرَيْنَ بِهِمَ بِرِيْجِ طَبِبَيَّةٍ وَقَوْحُوا بِهَا جَاءَ ثَهَارِيْخُ عَاصِفٌ قَجَاءً هُوُالْمُوجُمِن كُلِّ مَكَانٍ وَظُنُّواَ أَنَّهُمُ الْحِيْطَ بِهِمْ لِدَعَوُ اللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ السِّيْنَ مَّلَانٍ الْجَيْنَامِنُ هٰذِهٖ لِنَكُونَنَ مِنَ الشِّيْنِ مَنْ لَهِنْ اَلْجَيْنَامِنُ هٰذِهٖ لِنَكُونَنَ مِنَ الشِّكِرِيْنَ ©

ا. پُسَیِرٌ کُمْ وہ تہمیں چلاتا یا چلنے کھرنے اور سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ "نتھی میں"۔ یعنی اس نے تہمیں قدم عطاکیے جن سے تم چلتے ہو، سوار بال مہا کیں، جن پر سوار ہو کر جو دور دراز کے سفر کرتے ہو۔ "اور سمندر میں" یعنی اللہ نے تہمیں کشتیاں اور جہاز بنانے کی عقل اور سمجھ دی، تم نے وہ بنائیں اور ان کے ذریعے سے سمندروں کا سفر کرتے ہو۔ ۲. أُحِيْطَ بهم كامطلب ب، جس طرح دشمن كسي قوم يا شهر كا احاطه ليني محاصره كرليتا ب اور پھر وہ دشمن كر رحم وكرم ير ہوتے ہیں، اسی طرح وہ جب سخت ہواؤں کے تھیٹروں اور تلاطم خیز موجوں میں گھر جاتے ہیں اور موت ان کو سامنے نظر آتی ہے۔ سر. لینی پھر وہ دعا میں غیر اللہ کی ملاوٹ نہیں کرتے جس طرح عام حالات میں کرتے ہیں۔ عام حالات میں تو وہ کہتے میں کہ یہ بزرگ بھی اللہ کے بندے ہیں، انہیں بھی اللہ نے اختیارات سے نواز رکھا ہے اور انہی کے ذریعے سے ہم اللہ کا قرب علاش کرتے ہیں۔ کیکن جب اس طرح شدائد میں گھرجاتے ہیں تو یہ سارے شیطانی فلفے بھول جاتے ہیں اور صرف الله باد رہ جاتا ہے اور پھر صرف اس کو پکارتے ہیں۔ اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ انسان کی فطرت میں الله واحد کی طرف رجوع کا جذبہ ودیعت کیا گیا ہے۔ انسان ماحول سے متاثر ہوکر اس جذبے یا فطرت کو دبا دیتا ہے لیکن مصیبت میں یہ جذبہ ابھر آتا ہے اور یہ فطرت عود کر آتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ توحید، فطرت انسانی کی آواز اور اصل چیز ہے، جس سے انسان کو انحراف نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے انحراف فطرت سے انحراف ہے جو سراسر گراہی ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مشرکین، جب اس طرح مصائب میں گھرجاتے تو وہ اینے خود ساختہ معبودوں کے بجائے، صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے چنانچہ حضرت عکرمہ بن الی جہل ڈلائفٹ کے بارے میں آتا ہے کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو یہ وہاں سے فرار ہو گئے۔ باہر کسی جگہ جانے کے لیے کشتی میں سوار ہوئے، تو کشتی طوفانی ہواؤں کی زد میں آگئی، جس پر ملاح نے کشتی میں سوار لوگوں سے کہا کہ آج اللہ واحد سے دعا کرو، تمہیں اس طوفان سے اس کے سوا کوئی نجات دینے والا نہیں ہے۔ حضرت عکرمہ ڈکاٹھنا کہتے ہیں، میں نے سوچا اگر سمندر میں نجات دینے والا صرف ایک اللہ ہے تو خشکی میں بھی یقیناً نحات دینے والا وہی ہے۔ اور یہی بات محمد (مُنَّالِیْنِیْم) کہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ اگر یہاں سے میں زندہ فی کر نکل گیا تو مکہ واپس جاکر اسلام قبول کرلوں گا۔ چنانچہ یہ نبی مَثَاثِیْتُمَ کی خدمت میں حاضر

فَكَتَآ اَنَّا مُهُو إِذَاهُ وَيَنْغُونَ فِي الْرَضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَايَهُا النَّاسُ إِثَمَا بَغَيْلُو عَلَ اَنْفُسِكُوْمَتَنَا عَ الْحَيُوةِ النُّنَا اثْمُولِكُمُ مَا مَرْجُعِكُو فَنَنْيَتَكُمُ فِيمَا كُنْتُو النُّنَا اثْمُولَ؟

إِنَّهَا مَثَلُ الْحَيُوةِ الثُّنْيَاكُمَّا ﴿ اَنْزَلْنَهُ مِنَ السَّمَا ﴿
فَاخْتَكُطْ رِهِ نَبَاكُ الْكَرْضِ مِتَايَا كُلُ النَّاسُ
فَالْفُعَامُ حُتَّى اِذَا اَخْدَتِ الْاَئْفُ نُخْرُفَهَا وَادَّتَيْتُ
وَظُنَّ اهْلُهُ آلَهُ هُوْ فَيْ رُوْنَ عَلَيْهَا أَنَّهَا آمُرُنَا
لَيْكُلُا أَوْنَهَا رَا فَجَعَلْنَهَا حَصِيدًا كَانَ لَهُ مَلَى اللَّهِ الْقَوْمِ
تَخْنَ بِالْأَمْسِ كَذَالِكَ نُفَصِّلُ اللَّيْ اللَّهِ القَوْمِ
سَّيَقَكُونُ وَنَ اللَّهِ اللَّهِ الْقَوْمِ
سَّيَقَكُونُ وَنَ

بچالے تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے۔

رمین میں ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں (ا) اے لوگو! یہ تمہاری سرکشی ترخی کرنے لگتے ہیں (ا) اے لوگو! یہ تمہاری سرکشی تمہارے لیے وبال ہونے والی ہے (ا) دنیاوی زندگی کے (چند) فائدے ہیں، پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہو جو چھر ہم تمہارا سب کیا ہوا تم کو بتلادیں گے۔

الم بھر ہم تمہارا سب کیا ہوا تم کو بتلادیں گے۔
آسان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کی نباتات، جن کو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں، خوب گنجان ہو کر نگلی۔

اور اس کی خوب زیبائش ہوگئی اور اس کے مالکوں نے بہل تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہوگئی اور اس کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل قابض ہو چکے تو دن میں یا رات میں اس پر ہماری طرف سے کوئی تھم (عذاب) آپڑا سو ہم نے اس کو ایسا صاف کردیا (ا) کہ گویا کل وہ موجود ہی نہ تھی۔ ہم اس کو ایسا صاف کردیا (ا) کہ گویا کل وہ موجود ہی نہ تھی۔ ہم اس کو ایسا صاف کردیا (اک کہ گویا کل وہ موجود ہی نہ تھی۔ ہم اس کو ایسا صاف کردیا (اک کہ گویا کل وہ موجود ہی نہ تھی۔ ہم اس کو ایسا صاف کردیا (اک کہ گویا کل وہ موجود ہی نہ تھی۔ ہم اس طرح آبات کو صاف صاف

ہوئے اور مسلمان ہوگئے۔ رضی اللہ عنہ (سنن نسائی، أبوداود: ٣١٨٣۔ وذكره الألباني في الصحيحة: ١٢٣) ليكن افسوس! امت محمد يہ كے عوام اس طرح شرك ميں كينے ہوئے ہيں كہ شدائد وآلام ميں بھی وہ اللہ كی طرف رجوع كرنے كے بجائے، فوت شدہ بزرگوں كو ہی مشكل كشا سجھتے اور انہی كو مدو كے ليے پكارتے ہيں۔ فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ آه! فَلْيَبْكِ عَلَى الْإِسْلَام مَنْ كَانَ بَاكِيًا۔

ا. یہ انسان کی اسی ناشکری کی عادت کا ذکر ہے جس کا تذکرہ ابھی آیت ۱۲ میں بھی گزرا، اور قر آن میں اور بھی متعدد مقامات پر اللہ نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔

۲. الله تعالیٰ نے فرمایا، تم یہ ناشکری اور سرکشی کرلو، چار روزہ متاع زندگی سے فائدہ اٹھاکر بالآخر تمہیں ہمارے ہی پاس آنا ہے، پھر ہم تمہیں، جو کچھ تم کرتے رہے ہوگے، بتلائیں گے لینی ان پر سزا دیں گے۔

س. حَصِیْدًا فعیل بمعنی مفعول ہے آئیْ: مَحْصُوْدًا یعنی ایسی کھیتی ہے جسے کاٹ کر ایک طرف رکھ دیا گیا ہو اور کھیت صاف ہو گیا ہو۔ دنیا کی زندگی کو اس طرح کھیتی سے تشبیہ دے کر اس کے عارضی پن اور ناپائیداری کو واضح کیا گیا ہے کہ کھیتی بھی بارش کے پانی سے نشوہ نما پاتی اور سرسز وشاداب ہوتی ہے لیکن اس کے بعد اسے کاٹ کر فنا کے گھاٹ اتاردیا جاتا ہے۔

ۅؘڵڟٷۘؽۮؙڠۅٛٙٳٳڸڎٳڔٳڵڛۜڵؚۅٝۅؘؽۿۘڮؽؙڡۜڽؙؾۜۺؙٵٛٛ ڔڵڸڝؚڗڶۅؙؿؙۺؾؿؠؖ

ڵؚڷٚۏؽڹؘٵؘۘڞٮۛؗڎؗؗ۠ٵڵؿؙٮٛٚؽۏڔٚؽؘٳۮٷۜٛٷڵؽڒۿؿؙ ڡؙۼ*ۉۿ*ؙؠؙٛڨٙڗٛٷڵٳڎؚڷڐٵٛۅڵڸۭڬٲڞڮٵؙڣؾٞڶۊٞۿ<sub>ػۄ</sub> ڣؿۿڵڂڸۮؙٷڽٛ۞

ۅۘۘٲڷڒۣؽؙڹؽؘػٮؙڹ۠ۅؗٳٲۺؾۣؾٲؾجؘڒٙٳٛٷڛؚێٷؾؠۺ۬ڸۿٵٚ ۅؘٮڗؙۿڡؘؙۿؙڎ۫ڎؚڰڎٞ۠ڡٵڶۿٷۺٙٵڵڸۅ؈ؙۼؖٲڝٟؠٝٵػٲؠۜٞٵٞ ٳؙۼٛۺۣؽڎٷڿۅۿۿۄۛۊڟڡٵۺٙٵؿؽڸڡٛڟڸڴٵٷڵؠٟڬ ٳڞۼۘۻٵڶٮۜڶڒۿٷۄ۫ڣۿڂڸۮۏؽ۞

ۅٙؾۅٛ۫ٙٙؗ۫ۛ۫ۄڒڹؙڎۺؙٛۯۿؙڎؚڿؚٮؽۘٵڷ۫ٷؘؾؘڡٛ۠ۏڷڸڵڹڔؽٵۺ۫ۯڴۏٳ ؗڡڬٵؘڴڎؙٳڹڗؙؗۅٛۊۺؙڗڰٳٚٷٛڴؙٷ۫ٷٙؽٙڵڹٵڹؽڹۿڎۅۊٵڶ

بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں۔

۲۵. اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف تم کو بلاتا ہے۔
اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دیتا ہے۔

۲۲. جن لوگوں نے بیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے۔
اور مزید برآں بھی() اور ان کے چہروں پر نہ سیابی
چھائے گی اور نہ ذلت، یہ لوگ جنت میں رہنے والے
ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۲۷. اور جن لوگوں نے بدکام کیے ان کی بدی کی سزا اس کے برابر ملے گی<sup>(1)</sup> اور ان کو ذلت چھائے گی، ان کو اللہ تعالیٰ سے کوئی نہ بچاسکے گا۔ (<sup>(2)</sup> گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کی پرت لپیٹ دیے گئے ہیں۔ <sup>(2)</sup> یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ مرزخ میں رہنے والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ کم ان سب کو جمع کریں گے (<sup>(6)</sup> پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور

ا. اس زیادہ کے کئی مفہوم بیان کیے گئے ہیں لیکن حدیث میں اس کی تفییر دیدار باری تعالیٰ سے کی گئی ہے جس سے اہل جنت کو جنت اور جنت کی تعمین دینے کے بعد، مشرف کیا جائے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب إثبات رؤیة المؤمنین في الآخرة لربهم)

۲. گزشتہ آیت میں اہل جنت کا تذکرہ تھا، اس میں بتلایا گیا تھا کہ انہیں ان کے نیک عملوں کی جزاء کئی گئی گنا ملے گ اور پھر مزید دیدار الہی سے نوازے جائیں گے۔ اس آیت میں بتلایا جارہا ہے کہ برائی کا بدلہ برائی کے مثل ہی ملے گا۔ سیئات سے مراد کفر وشرک اور دیگر معاصی ہیں۔

سلا جس طرح کہ اہل ایمان کو بچانے والا اللہ تعالیٰ ہوگا ای طرح انہیں اس روز اپنے فضل خاص سے نوازے گا علاوہ ازیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کو شفاعت کی اجازت بھی دے گا، جن کی شفاعت بھی وہ قبول فرمائے گا۔

۱۹. یہ مبالغہ ہے کہ ان کے چبرے اسنے سخت ساہ ہوں گے۔ اس کے برعکس اہل ایمان کے چبرے تروتازہ اور روشن ہوں گے جس طرح سورہ آل عمران، آیت ۱۰۱- ﴿یَوْمُوَلَّمُیْکُ وَجُولًا وَکَشُوکُ وَجُولًا اللهِ علی اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ الله

شُرُكًا وَهُمُ مَّا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعَبُدُ وَنَ ٥

فَكَفَّى بِاللهِ شَهِيدًا ابَيْنَنَا وَبَيْنَكُوْ اِنُ كُنَّاعَنُ عِبَادَ تِكُوُ لَغْفِلِيُنَ ۞

ۿؙٮٚٳڮػؾۘؠؙڵٷٙٳػؙڷ۠ؽؘڡؙؙڛ؆ۜٲڶڛؙڵڣؘۘٷۯڎ۠ٷٛٳڷڶ۩ڶؠ ڡٷڵۿؙٷٳؙۼؾۜٙۅؘڞؘڷۜۼؘۘۿؙٷ؆ٵڴٷؿٳؽڣؙڗۯۏڹ۞۫

تمہارے شریک اپنی جگہ تھہرو<sup>(۱)</sup> پھر ہم ان کے آپس میں پھوٹ ڈال دیں گے<sup>(۲)</sup> اور ان کے وہ شرکاء کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔

اس مقام پر ہر شخص اپنے اگلے کیے ہوئے کاموں کی جانچ کرلے گا<sup>(م)</sup> اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو ان کا مالک حقیق ہے لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ جھوٹ باندھا

ا. ان کے مقابلے میں اہل ایمان کو دوسری طرف کر دیا جائے گا۔ یعنی اہل ایمان اور اہل کفر وشرک دونوں کو الگ الگ ایک ایک دوسرے سے ممتاز کر دیا جائے گا جیسے فرمایا ﴿وَالْمَتَازُواالْيُوَمِ آَيُّاالْمُنْهُوُونَ﴾ (بَسَ: ۵۹) ﴿ يَوْمُهِنِ يَصَّدُّعُونَ﴾ (الروم: ۳۳) (اس دن لوگ گروہوں میں بٹ جائیں گے)۔ یعنی دو گروہوں میں۔ آئی: یَصِیرُوْنَ صِدْعَیْنِ۔ (ابن کیر)

۲. لینی دنیا میں ان کے درمیان آپس میں جو خصوصی تعلق تھا، وہ ختم کردیا جائے گا اور یہ ایک دوسرے کے وشمن بن جائیں گے اور ان کے معبود اس بات کا بی انکار کریں گے کہ یہ لوگ ان کی عبادت کرتے تھے، ان کو مدد کے لیے پارتے تھے، ان کے نام کی نذر ونیاز دیتے تھے۔

ساب یہ انکار کی وجہ ہے کہ ہمیں تو کچھ پتہ ہی نہیں تم کیا کچھ کرتے تھے، اور ہم جھوٹ بول رہے ہیں تو ہمارے در میان اللہ تعالی گواہ ہے اور وہ کافی ہے، اس کی گواہی کے بعد کسی اور ثبوت کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی۔ یہ آیت اس بات پر نص صرح ہے کہ مشرکین جن کو مدد کے لیے پکار تے تھے، وہ محض پتھر کی مورتیاں نہیں تھیں (جس طرح کہ آج کل کے قبر پرست اپنی قبر پرست کو جائز ثابت کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ اس قسم کی آیات تو بتوں کے لیے ہیں) بلکہ وہ عقل وشعور رکھنے والے افراد ہی ہوتے تھے جن کے مرنے کے بعد لوگ ان کے مجسے اور بت بناکر پوجنا شروع کردیتے تھے۔ جس طرح کہ حضرت نوح علیہ گیا کی قوم کے طرز عمل سے بھی ثابت ہے جس کی تصریح بخاری میں موجود ہے۔ دوسرایہ بھی معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد، انسان کتنا بھی نیک ہو، حتی کہ نبی وتا۔ اس کے متبعین اور عقیدت مند بھی نیک ہو، حتی کہ نبی ہوتا۔ اس کے متبعین اور عقیدت مند اسے مذر کے لیے پکار تے ہیں اس کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں، اس کی قبر پر میلے ٹھیلے کا انظام کرتے ہیں، اس کی قبر پر میلے ٹھیلے کا انظام کرتے ہیں، اس کی قبر پر میلے ٹھیلے کا انظام کرتے ہیں، اس کی قبر ہر میلے ٹھیلے کا انظام کرتے ہیں، اس کی قبر ہر میلے ٹھیلے کا انظام کرتے ہیں، اس کی قبر ہر میلے ٹھیلے کا انظام کرتے ہیں، اس کی قبر ہر میلے ٹھیلے کا انظام کرتے ہیں، اس کی قبر ہر میلے ٹھیلے کا انظام کرتے ہیں، اس کی قبر ہر میلے ٹھیلے کا انظام کرتے ہیں، اس کی قبر ہر میلے ٹھیلے کا انظام کرتے ہیں، اس کی قبر ہر میلے ٹھیلے کا انظام کرتے ہیں، اس کی قبر ہر میل گے۔ یہی بات سورہ اضاف

۴. لینی جان لے گا یا مزہ چکھ لے گا۔

جاتے ہو؟<sup>(۳)</sup>

قُلُ مَنْ يَرُزُقُكُمُّ مِنَ التَمَا وَالْاَرْضِ اَمَّنُ يَبُلِكُ التَمْعَوَ الْاَبْصَارُ وَمَنْ يُغُوِّجُ الْحَيَّمِنَ الْمِيِّتِ وَيُغْرِجُ الْمِيْتَ مِنَ الْحَيَّ وَمَنْ يُنَايِّدُ الْاَمْرُ هَيُنُوُّولُونَ اللَّهُ قَتُلُ الْاَلْتَقَفُّونَ ۞

فَذَالِكُوُّاللَّهُ لَكُنُّ الْكُثُّ فَمَاذَابِعُنَ الْحِقِّ إِلَّاالضَّلْكُ فَأَنِّى تُصُرَفُونَ ۞

ػٮ۬ٳڮڂڠٞٞٛٛٛؾٛػڮؠؖؗڎؙۯڽؚڮٸٙڸ۩ٙۮؚؽؿ ڣٮۜڨؙٳٞٳؠٞۿؙۯڵۯڣؙؙؚۯؠڹٛۏؽ

ڡؙؙڶۿڶٛ؈ٛۿؙڒػٳۧڬؙٛۅٛ؆ۘؽؾۘڋػؙؙۅؙٳڬٛڶؿؘؿؙۊؙؿؙؽؽؽؙ ڡؙؙڸ١ڵڵؗڡؙؽڹ۫ۮۊؙٳڵڂۘٛڷؿؘؿٛڿؽڮۂۏؘٲڶٚؿؙۊؙٷؙڰؙۅٛڗ۞

کرتے تھے سب ان سے غائب ہوجائیں گے۔ (۱)

اسل آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے؟ یا وہ کون ہے جو کانوں اور آئھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ "اللہ"(۱) تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے؟! کہ "اللہ"(۱) تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے؟! سویہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب حقیقی ہے۔ پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا جج گھرای کے، پھر کہاں پھرے

سس. اس طرح آپ کے رب کی یہ بات کہ یہ ایمان نہ لائیں گے، تمام فاسق لوگوں کے حق میں ثابت ہو چکی ہے۔ (\*)
سس. آپ یوں کہیے کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی پیدا کرے؟ آپ کہہ دیجے کہ اللہ بی پہلی بار پیدا کرتا ہے چھر وہی دوبارہ کہا دیجے کہ اللہ بی پہلی بار پیدا کرتا ہے چھر وہی دوبارہ

ا. یعنی کوئی معبود اور " مشکل کشا" وہاں کام نہیں آئے گا۔ کوئی کسی کی مشکل کشائی پر قادر نہیں ہوگا۔

۲. اس آیت سے بھی واضح ہے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی مالکیت، خالقیت، راوبیت اور اس کے مدیر الامور ہونے کو تسلیم کرتے سے لیکن اس کے باوجود چونکہ وہ اس کی الوبیت میں دوسرول کو شریک تھیراتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم کا ایندھن قرار دیا۔ آج کل کے مدعیان ایمان بھی اسی توحید الوبیت کے منکر ہیں۔ فَتَشَابَهَتُ قُلُوبُهُمْ (هَدَاهُمُ اللهُ تعَالَیٰ)۔ سابہ یعنی رب اور اللہ (معبود) تو یہی ہے جس کے بارے میں حمیمیں خود اعتراف ہے کہ ہر چیز کا خالق ومالک اور مدبر وہی ہے، پھر اس معبود کو چھوڑ کر جو تم دوسرے معبود بنائے پھر تے ہو، وہ گر ابی کے سوا پھھ نہیں، تہاری سمجھ میں یہ بات کیوں نہیں آتی؟ تم کہاں پھرے جاتے ہو؟

٧٠. لعنی جس طرح یه مشرکین تمام تر اعتراف کے باوجود اپنے شرک پر قائم ہیں اور اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں، اس طرح تیرے رب کی یہ بات ثابت ہوگئ کہ یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ غلط راستہ چھوڈ کر مسیح راستہ اغتیار کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں تو ہدایت اور ایمان انہیں کس طرح نصیب ہوسکتا ہے؟ یہ وہی بات ہے جے دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا گیا ہے ﴿وَلَكِنْ حَقَّتُ كُولِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكِفْرِيْنَ ﴾ (الزمر: ان) (لیکن عذاب کی بات کافرول پر ثابت ہوگئ)۔

ڡؙٛڶۿڶٷؽؙۺؙۘٛػٳٙؠؙٛؗ؋ٞڞؙٙڲۿۑؽٙٳڶؽٳڷؾۜۧؿ۠ڶٳ۩ڶ ؽۿڔؽڶڵػؚۊؚۨٵڡؘۜٮؙڲۿڔؽٙٳڶؽٱػؚؾٞٵڂؿؙٲڹ ؿؙڹۜؠۼٵٙۺٞڷڒؠؘڡؚؚؚڐؽۧٳڵڒٲڽؙؿ۠ۿڶؽۧڣؘٵڶڴؗٞڐػۿػ ؿؘػؙڋۊٛؽ۞

وَمَايَتَّيِّمُ ٱكْتَرُهُمُ الْأَطَّنَّ أَنَّ الطَّنَّ لَايُغُنِيُ مِنَ الْحَقِّ شَيًا أَنَّ الله عَلِيُوْلِمَا الظَّنَّ الأَعْدُنُ

بھی پیدا کرے گا۔ پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو؟ ('') **70.** آپ کہے کہ تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے کہ

حق کا راستہ بتاتا ہو؟ آپ کہہ دیجے کہ اللہ ہی حق کا

راستہ بتاتا ہے۔ ('') تو پھر آیا جو شخص حق کا راستہ بتاتا ہو

وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو بغیر بتائے
خود ہی راستہ نہ سو جھے؟ (''') پس تم کو کیا ہوگیا ہے تم کسے

فصلے کرتے ہو؟ ('')

سر اور ان میں سے اکثر لوگ صرف گمان پر چل رہے ہیں۔ یقیناً گمان، حق (کی معرفت) میں کچھ بھی کام نہیں دے سکتا<sup>(۵)</sup> یہ جو کچھ کررہے ہیں یقیناً اللہ کوسب خبر ہے۔<sup>(۱)</sup>

ا. مشرکین کے شرک کے کھوکھلے پن کو واضح کرنے کے لیے ان سے پوچھا جارہا ہے کہ بتلاؤ جنہیں تم اللہ کا شریک گردانتے ہو،
کیا انہوں نے اس کا کنات کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے؟ یا دوبارہ اسے پیدا کرنے پر قادر ہیں؟ نہیں، یقیفا نہیں۔ پہلی مرتبہ بھی پیدا
کرنے والا اللہ ہی ہے اور روز قیامت دوبارہ وہی سب کو زندہ کرے گا۔ تو پھر تم ہدایت کا راستہ چھوڑ کر، کہاں پھرے جارہے ہو؟

۲. یعنی بھٹکے ہوئے مسافرین راہ کو راستہ بتانے والا اور دلوں کو گمر ابھی سے ہدایت کی طرف پھیرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی
ہے۔ ان کے شرکاء میں سے کوئی ایسا نہیں جو یہ کام کرسکے۔

سر لیعن پھر پیروی کے لائق کون ہے؟ وہ شخص جو دیکھتا سنتا اور لوگوں کی حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے؟ یا وہ جو اندھے اور بہرے ہونے کی وجہ سے خود راستے پر چل بھی نہیں سکتا، جب تک کہ دوسرے لوگ اسے راستے پر نہ ڈال دیں یا ہاتھ کو کر کر نہ لے جائیں؟

٧٠. ليعنى تمهارى عقلوں كو كيا ہوگيا ہے؟ تم كس طرح الله كو اور اس كى مخلوق كو برابر تظہرائے جارہے ہو؟ اور الله ك ساتھ تم دوسروں كو بھى شريك عبادت بنارہے ہو؟ جب كہ ان دلائل كا تقاضا يہ ہے كہ صرف اى ايك الله كو معبود مانا جائے اور عبادت كى تمام قسميں صرف اى كے ليے خاص مانى جائيں۔

۵. لیکن بات یہ ہے کہ لوگ محض انگل پچو باتوں پر چلنے والے ہیں حالائکہ جانتے ہیں کہ دلائل کے مقابلے میں اوبام وخیالات اور ظن و گمان کی کوئی جیثیت نہیں۔ قرآن میں ظن، یقین اور گمان دونوں معنی میں استعال ہوا ہے۔ یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔
۲. لیعنی اس ہٹ دھرمی کی وہ سزا دے گا۔ کہ دلائل نہ رکھنے کے باوجود، یہ محض اوبام با طلہ اور ظنون فاسدہ کے بیجھے کے در عمل وقہم سے ذراکام نہ لیا۔

ۅؘڡؘٵػٵؽ۬ۿڬٵڷڠٛۯڮٲڹۘؾؙؙڣٛؾڒؽڝؙۮٷڽٳٮڵؾؖۼ ۅڵڮؽؙؾؘڞؙۑؽؙؾؘٲڷڹؚؽؠؽؙؽؘؽػؽؿۅڡؘڡٞڞؙؚؽڶ ٵڴ۪ؿۻؚڵڒڒؽۘڹڣؚؽ۬ٶڡؚؽڗۜؾؚؚٲڵۼڵؠؽؽۨ

ٱمَرْيَقُوْلُوْنَ افْتَرَكَ قُلْ فَاتُوْلِسُوْرَةِ مِثْلِهِ وَادْعُوامَنِ اسْتَطَعُتُومِّنَ دُونِ اللهِ إِنْ كُنْتُوْ طىرِقِيْنَ©

ۘۘۘڹڵؙػۜڎٞؠؙٛٛٛٵؚؠؠؘٵڵۄۘٞؽڿؽڟٷٳڽؚۅڷؚؠ؋ۅؘۘڵ؆ٙٵؾٲؚؾؚۿۄٝ ٮۜٵٛۅؽڶڎؙٷۮٳڮػڒۜڹٲڷۮؚؽؽڝؙٛۊٞؽڸۣۿۄ۫ڡؘٲڶڟ۠ۯ ڲؽ۫ػػٲؽۘٵۊۘؾڋڎؙٵڵڟ۠ڸ؞ؽؙؿٛ®

سر اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ (کی وحی) کے بغیر (اپنے ہی ہے) گھڑلیا گیا ہو۔ بلکہ یہ تو (ان کتابوں کی) تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے پہلے (نازل) ہو چکی ہیں<sup>(1)</sup> اور کتاب (ضروری احکام) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے ہ<sup>(1)</sup> اس میں کوئی بات شک کی نہیں<sup>(2)</sup> کہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔<sup>(3)</sup>

اس کو گھڑلیا ہے ہوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو گھڑلیا ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ پھر تم اس کے مثل ایک ہی سورت لاؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلا سکو، بلالو اگر تم سچے ہو۔ (۵) اور جن جن کی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لائے (۱) اور ہنوز ان کو اس کا اخیر احاطۂ علمی میں نہیں لائے (۱) اور ہنوز ان کو اس کا اخیر علیے میں ملا۔ (۵) جو لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں اسی

ا. جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قرآن گھڑا ہوا نہیں ہے، بلکہ اسی ذات کا نازل کردہ ہے جس نے پچھلی کتابیں نازل فرمائی تھیں۔ ۲. یعنی حلال وحرام اور جائز وناجائز کی تفصیل بیان کرنے والا۔

سر اس کی تعلیمات میں، اس کے بیان کردہ فقص وواقعات میں اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں۔

۱۹ یہ سب باتیں واضح کرتی ہیں کہ یہ رب العالمین ہی کی طرف سے نازل ہوا ہے، جو ماضی اور مستقبل کو جانے والا ہے۔

۵. ان تمام حقائق وولا کل کے بعد بھی، اگر تمہارا دعویٰ یہی ہے کہ یہ قرآن محمد طَلَّقَیْقِم کا گھڑا ہوا ہے، تو وہ بھی تمہاری ہی طرح کا ایک انسان ہے، تمہاری زبان بھی اس کی طرح عربی ہے۔ وہ تو ایک ہے، تم اگر اپنے وعوے میں سچے ہو تو تم دنیا بھر کے ادیبوں، فصحاء وبلغاء کو اور اہل علم واہل قلم کو جمع کرلو اور اس قرآن کی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مثل بناکر پیش کردو۔ قرآن کریم کا یہ چیلئے آج تک باتی ہے، اس کا جواب نہیں ملا۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ قرآن، کسی انسانی کاوش کا بیتیجہ نہیں ہے، بلکہ فی الواقع کلام اللی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ شکائیٹی پر اترا ہے۔

کہ یہ قرآن، کسی انسانی کاوش کا بنتیجہ نہیں ہے، بلکہ فی الواقع کلام الٰہی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ شکائیٹی پر اترا ہے۔

کہ یہ قرآن، میں تدبر اور اس کے معانی پر خور کے بغیر، اس کی تکذیب پر تل گئے۔

2. لیعنی قرآن نے جو پچھلے واقعات اور مستقبل کے امکانات بیان کیے ہیں، اس کی پوری سپائی اور حقیقت بھی ان پر واضح نہیں ہوئی، اس کے بغیر ہی تکذیب شروع کردی، یا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ انہوں نے قرآن پر کما حقہ تدبر کیے بغیر ہی اس کی تکذیب کردی حالاتکہ اگر وہ صبح معنوں میں اس پر تدبر کرتے اور ان امور پر غور کرتے، جو اس کے کلام المبی ہونے پر دلالت کرتے ہیں تو یقیناً اس کے فہم اور معانی کے دروازے ان پر کھل جاتے۔ اس صورت میں تاویل کے طرح انہوں نے بھی حبطلایا تھا، سو دیکھ کیجیے ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا؟<sup>(۱)</sup>

> ۅؘڡؚڹؙۿؙۄٛڡۜۧؽؙؿٝٚۊٝڡؚڽۢۑ؋ۅٙڡؚڹ۬ۿؙۄٛ؆ۧؽؙڵؽؙۊٝڡؚڽۢۑ؋ ۅؘڒؿ۠ڮٵؘؗۼڶۄؙڔٳڷۿڡؘ۫ڛڍؿؽؘ۞۫

• ٣٠. اور ان ميں سے بعض ايسے ہيں جو اس پر ايمان لے آئيں گے اور بعض ايسے ہيں کہ اس پر ايمان نہ لائيں گے۔ اور آپ کا رب مفسدول کو خوب جانتا ہے۔ (۱) اور اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو یہ کہہ دیجے کہ میرے

ۅٙٳؗؗڽؗػڐٛۘۘۘۘڹٛۉڮؘٷڡؙٛڡؙڷؙڮٚٷؘٷڵۯڲۿ۠ۼؠۘڵڬۄٝ۫ٲؽ۬ػٛۄۛ ؠؘڔؿۣٷؙؽۄؠؠۜۧٲڠؠڷؙۅٙٲڬٵؠڔٙؽؙٞؿۨؠؠۜٵ تعؙؠۘڵۉڽ۞

الم. اور اگر آپ کو مجھلاتے رہیں تو یہ کہہ و بیجے کہ میرے کے میراعمل اور تمہارے کیے تمہارا عمل، تم میرے عمل سے بری ہوں۔(۱)

وَمِنْهُمُومَّنْ يَّسُتَمِعُونَ اِلَيْكَ ۚ اَفَانُتَ شُيْمِعُ الصُّمَّ وَلَوُكَالْوُالاَيْعُقِلُونَ۞

اور ان میں بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگائے بیٹے ہیں۔ کیا آپ بہروں کو ساتے ہیں گو ان کو سمجھ بھی نہ ہو؟ (")

معنی، قرآن کریم کے اسرار ومعارف اور لطائف ومعانی کے واضح ہوجانے کے ہول گے۔

ا. یہ ان کفار ومشرکین کو تنبیہ وتہدید ہے۔ کہ تمہاری طرح بچھلی قوموں نے بھی آیات البی کی تکذیب کی تو دیکھ لو ان کاکیا انجام ہوا؟ اگر تم اس تکذیب سے باز نہ آئے تو تمہارا انجام بھی اس سے مختلف نہیں ہوگا۔

۲. وہ خوب جانتا ہے کہ ہدایت کا مستحق کون ہے؟ اسے ہدایت سے نواز دیتا ہے۔ اور گر ابی کا مستحق کون ہے؟ اس کے لیے گر ابی کا راستہ چوپٹ کھول دیتا ہے۔ وہ عادل ہے، اس کے کسی کام میں ظلم کا شائبہ نہیں۔ جو جس بات کا مستحق ہوتا ہے، اس کے مطابق وہ چیز اس کو عطا کردیتا ہے۔

سار لیعنی تمام تر سمجھانے اور دلائل پیش کرنے کے بعد بھی اگر وہ جھٹلانے سے بازنہ آئیں تو پھر آپ یہ کہہ دیں، مطلب یہ ہے کہ میراکام صرف دعوت و تبلیغ ہے، سو وہ میں کرچکا ہوں۔ اب نہ تم میرے عمل کے ذمہ دار ہو، نہ میں تبہارے عمل کا، سب کو اللہ کی بازگاہ میں پیش ہونا ہے، وہاں ہر شخص سے اس کے اچھے یا برے عمل کی باز پرس ہوگی۔ یہ وہی بات ہے جو ﴿قُلُ يَائِيُّهُا الْكُلْخِرُونَ \* لِآ اَعْمُبْدُ مُنَا تَعْبُدُ وُنَ ﴾ (الكافوون: ١٠١١) میں ہے اور حضرت ابراہیم عَالِیَّا نے ان الفاظ میں کہی تھی۔ ﴿قُلُ يَانَا بُهُمُ وَمِهَا اَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهُ كُفُنَ الله كَ سوا ﴿ الله عَلَى الله کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالكل بیزار ہیں، ہم تمہارے (عقائد کے) مکر ہیں)۔

۷۲. لیعنی ظاہری طور پر وہ قرآن تو سنتے ہیں، لیکن سننے کا مقصد چونکہ طلب ہدایت نہیں، اس لیے انہیں اسی طرح کوئی فائدہ نہیں ہوتا جس طرح ایک بہرے کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بالخصوص جب بہرا غیر عاقل بھی ہو۔ کیونکہ عقل مند بہرہ پھر بھی اشاروں سے کچھ سمجھ لیتا ہے۔لیکن ان کی مثال تو غیر عاقل بہرے کی طرح ہے جو بالکل ہی بے بہرہ رہتا ہے۔

وَمِنْهُوْمَّنْ يَنْظُرُ النِّكَ أَفَأَنْتَ تَهُدِى الْعُثَى وَلَوْكَانُوْ الاِيْبُصِرُونَ

اِتَّ اللهُ لَاَيُطْلِمُ النَّاسَ شَيْعًا وَّ لِكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسُهُمْ يُظْلِمُونَ۞

ۅؘێۅؙڡٙڲ۬ؿؙۯ۠ۿؙؙۿؙػٲؽ۫ڵۿؚؽڶؠٛؾؙٛۊؙؙٳٞٳڵٳڛٵۼڐٞڝؚۜڹٳڵۿٙڮٳ ؽؾۜۼٵۯڡؙؙٷڹؠؽٮٞۿڎؙۊؘڎؙڂؚؠڒٳڷۮؚؠؙؽػۮۜؠؙۉٳۑڸڡٙٳۧ؞ ٳڵؿۅڡؘٵػٵۏؙٳۿۿؾۮۣؿؽ۞

سهم. اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ آپ کو تک رہے ہیں۔ پھر کیا آپ اندھوں کو راستہ دکھلانا چاہتے ہیں گو ان کو بصرت بھی نہ ہو؟<sup>(۱)</sup>

سر میں ایک بات ہے کہ اللہ لو گوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ نود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ (۲) کیکن لوگ ذود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ (۲) کو وہ دن یاد دلائیے جس میں اللہ ان کو (اپنے

حضور) جمع کرے گا (تو ان کو ایسا محسوس ہو گا) کہ گویا وہ (دنیا میں) سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے<sup>(۳)</sup> اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچاہنے کو تھہرے ہوں۔<sup>(۵)</sup> واقعی خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس

ا. اسی طرح بعض لوگ آپ کی طرف دیکھتے ہیں، لیکن مقصد ان کا بھی چونکہ کچھ اور ہوتا ہے، اس لیے انہیں بھی اسی طرح کوئی فائدہ نہیں ہوتا، جس طرح ایک اندھے کو نہیں ہوتا۔ بالخصوص وہ اندھا جو بصارت کے ساتھ بصیرت سے بھی محروم ہو۔
کیونکہ بعض اندھے، جنہیں دل کی بصیرت حاصل ہوتی ہے، وہ آنکھوں کی بصارت سے محروم ہونے کے باوجود، بہت کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن ان کی مثال ایسے ہی ہے جینے کوئی اندھا جو دل کی بصیرت سے بھی محروم ہو۔ مقصد ان باتوں سے نبی مُنگالینیم کی اندھا جو دل کی بصیرت سے بھی محروم ہو۔ مقصد ان باتوں سے نبی مُنگالینیم کی اندھا ہو دل کی بصیرت سے بھی محروم ہو۔ مقصد ان باتوں سے نبی مُنگالینیم کی اللہ ہے۔ جس طرح ایک حکیم اور طبیب کو جب معلوم ہوجائے کہ مریض علاج کرانے میں سنجیدہ نہیں اور وہ میری ہدایات اور علاج کی پرواہ نہیں کرتا، تو وہ اسے نظر انداز کردیتا ہے اور وہ اس پر اپنا وقت صرف کرنا لیند نہیں کرتا۔

۲. لیعنی اللہ تعالیٰ نے تو انہیں ساری صلاحیتوں سے نوازا ہے، آئکھیں بھی دی ہیں، جن سے دیکھ کتے ہیں، کان دیے ہیں،
 جن سے سن کتے ہیں، عقل وبصیرت دی ہے جن سے حق اور باطل اور جموٹ اور چ کے در میان تمیز کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ان صلاحیتوں کا صحیح استعال کرکے وہ حق کا راستہ نہیں اپناتے، تو پھر یہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے۔

۳. لینی محشر کی سختیاں دیکھ کر انہیں دنیا کی ساری لذتیں بھول جائیں گی اور دنیا کی زندگی انہیں ایسے معلوم ہوگی گویا وہ دنیا میں ایک آدھ گھڑی ہی رہے ہیں۔ ﴿لَغُرِیَكُمْ ثُوْلَالِاعَشِیَّةُ ٱوْصُلْحُهَا﴾ (النازعات: ۲۸)

۷۰. محشر میں مختلف حالتیں ہوں گی، جنہیں قرآن میں مختلف جگہوں پر بیان کیا گیا ہے۔ ایک وقت یہ بھی ہوگا جب ایک دوسرے کو پیچانیں گے، بعض مواقع الیے آئیں گے کہ آپس میں ایک دوسرے پر گراہی کا الزام دھریں گے، اور بعض موقعوں پر ایسی دہشت طاری ہوگی ﴿فَلَآ أَنْسَاۤ كَبَیْنَهُ حَدِّمِینِ وَلَایتَسَاۤ عُلُونَ﴾ (المؤمنون: ۱۰۱) کہ (نہ آپس میں ایک دوسرے کی رشتہ داربوں کا بیتہ ہوگا اور نہ ایک دوسرے کو بچ چیس گے)۔

ۅؘٳ؆ٙٵڗٟ۫ۑێٙػڹۘۼڞؘٳ؆ڹؽؙڹۼؚۮۿؙۄؙٳۏؘٮۛؾۜۅؘڣۜێؾؘػ ؘٷٳڵؽؙٮٚٲؗؗڡٞۯڿٟٷۿٷڗؙٛ۫ڗٳٮڵؗڎؙۺؘۿ۪ؽؙڎؙۼڶۣؗڡٵؽڡ۫ٛۼڵۏٛؽ۞

ۅٙڶؚػؙٚؾٲؙڡۧۼڗؖڛؙۅؗڷٷؘۮڶۘۻٵٙۯڛؙۅٛڵۿؙ؋ڠؙۻؽؠؽ۬ۼۿۄؙ ڽۣاڶؙقؚٮ۫ٮڟؚۅؘۿؙۄ۬ڒڒؿڟڵٮٛٷٛڹ۞

وَيَقُوْلُونَ مَتَىٰ هٰذَاالْوَعْدُ إِنْ كُنْتُو صٰدِقِيْنَ۞

جانے کو جھٹلایا اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے۔

الاس اور جس کا ان سے ہم وعدہ کررہے ہیں اس میں سے
کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلادیں یا (ان کے ظہور سے
پہلے) ہم آپ کو وفات دے دیں، سو ہمارے پاس تو ان
کو آنا ہی ہے۔ پھر اللہ ان کے سب افعال پر گواہ ہے۔

کرمی اور ہر امت کے لیے ایک رسول ہے، سو جب ان
کا وہ رسول آ چلتا ہے تو ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ
کردیا جاتا ہے، (اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

کرمی اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا؟ اگر تم

ا. اس آیت میں اللہ تعالی فرمارہا ہے کہ ہم ان کفار کے بارے میں جو وعدے کررہے ہیں کہ اگر انہوں نے کفر وشرک یر اصرار جاری رکھا تو ان پر بھی اس طرح عذاب الہی آسکتا ہے۔ جس طرح پچھلی قوموں پر آیا، ان میں سے بعض اگر ہم آب کی زندگی میں بھیج وس تو یہ بھی ممکن ہے، جس سے آپ کی آٹکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ لیکن اگر آپ اس سے پہلے ہی دنیا سے اٹھالیے گئے، تب بھی کوئی بات نہیں، ان کافروں کو بالآخر ہمارے ہی یاس آنا ہے۔ ان کے سارے اعمال واحوال کی ہمیں اطلاع ہے، وہاں یہ ہمارے عذاب سے کس طرح نیج سکیں گے؟ لینی دنیا میں تو ہماری مخصوص حکمت کی وجہ سے ممکن ہے کہ عذاب سے نیج جائیں کیکن آخرت میں تو ان کے لیے ہارے عذاب سے بچنا ممکن ہی نہیں ہو گا کیونکہ قیامت کے و توع کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ وہاں اطاعت گزاروں کو ان کی اطاعت کا صلہ اور نافرمانوں کو ان کی نافرمانی کی سزادی جائے۔ ۲. اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ہر امت میں ہم رسول جھیجے رہے۔ اور جب رسول اپنا فریصنہ تبلیغ ادا کر چکتا تو پھر ان کے در میان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیتے۔ یعنی پیغیبر اور اس پر ایمان لانے والوں کو بچالیتے اور دوسروں کو ہلاک کردتے۔ کیونکہ ﴿وَمَالْنَا مُعَدِّبِيْنَ حَتَّى بَنْهُ عَنْ سُولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۵) (اور جماری عادت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب دینے لگیں)۔ اور اس فصلے میں ان پر کوئی ظلم نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ ظلم تو تب ہوتا جب بغیر گناہ کے ان پر عذاب بھیج دیا جاتا یا بغیر جبت تمام کیے ان کا مؤاخذہ کرلیا جاتا۔ (فق القدیر) دوسرا مفہوم اس کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا تعلق قیامت سے ہے یعنی قیامت کے دن ہر امت جب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگی، تو اس امت میں بھیجا گیا رسول بھی ساتھ ہوگا۔ سب کے اعمال نامے بھی ہوں گے اور فرشتے بھی بطور گواہ پیش ہوں گے۔ اور یوں ہر امت اور اس کے رسول کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ امت محدید کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جائے گا۔ جیسا کہ فرمایا "ہم اگرچہ سب کے بعد آنے والے ہیں، لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے، اور تمام مخلوقات سے بہلے بمارا فیصلہ کیا جائے گا"۔ (صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب هدایة هذه الأمة ليوم الجمعة).

ڡؙؙٛڵ؆ٛٵؘؽؙڸڰؙڸڬۺؙؽؘۏٞ؆ۧٷٙڒڶڡ۫۬ڠٵٳڒڒٲۺؙٵٝٵڵڵڎؖٚ ڸػؚ۠ڸٵٞڡٙؾٳٙۘڿڷٵؚڎؘٵۻٵۼٵڿڶۿۏؙڡؘڵڒؽٮؙؾٵڿٛۯۅؽ ڛٵۼڰ۫ٷٙڵؽۺؙؾڨؙؽؠؙڡٛۏڽ۞

قُلُ ٱرَءِ بُدُولُ اللهُ عَلَى اللهُ بَيَاتًا أَوْمَ الرَّامَ اذَا يَسْتَعُجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ۞

ٲؿؙڗٳڎؘٳڡؘٳۏؘڡٞۼٳڡؙڹٛؿؙۅڽؠٵٚڵڬؽۅؘڡٞۮؙڴؽ۫ػؙۄ۫ڽ؋ ؿٮؙؾۼڿؚڵۉڹ۞

تُوَّقِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْاعَدَابَ الْخُلُدِّ هَلُ تُخْزَوُنَ الِّالِيمَا لُنُتُوَّتُكُيْبُوْنَ۞

ۅۜؽٮؗٙٮۛؿ۫ٷؙڹڬٲڂؾٛ۠ۿۅۧڨؙڶٳؽۅڔؚۜڐؚڷٳؾؘ؋ػؖؾٞ۠ٶؘٲٲٮٚٛۄؙ ؠٟٮؙۼۣڔؽڹؖ۞

97. آپ فرما دیجیے کہ میں اپنی ذات کے لیے تو کسی نفع کا اور کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جنتا اللہ کو منظور ہو۔ ہر امت کے لیے ایک معین وقت ہے جب ان کا وہ معین وقت ہے جب ان کا وہ معین وقت ہے جب ان کا وہ معین وقت ہے ہیں۔

معین وقت آپنچتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں۔

اور نہ آگے سرک سکتے ہیں۔(۱)

۵۰. آپ فرما دیجیے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو تو عذاب میں کون سی چیز ایسی ہے کہ مجرم لوگ اس کو جلدی مانگ رہے ہیں۔ (۲)

16. کیا پھر جب وہ آئی پڑے گا اس پر ایمان لاؤگ۔ ہاں اب مانا! (۳) حالا تکہ تم اس کی جلدی مجایا کرتے تھے۔ ۵۲. پھر ظالموں سے کہاجائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو۔ تم کو تو تمہارے کیے کا ہی بدلہ ملا ہے۔

۵۳. اور وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی سے ہے؟ (۱۳) آپ فرما دیجیے کہ ہاں قسم ہے میرے

ا. یہ مشرکین کے عذاب الی مانگنے پر کہا جارہا ہے کہ میں تو اپنے نفس کے لیے بھی نفع یا نفصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ چہ جائیکہ میں کی دوسرے کو نفصان یا نفع پہنچا سکول۔ ہال یہ سارا اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنی مشیت کے مطابق ہی کی کو نفع یا نقصان پہنچانے کا فیصلہ کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اللہ نے ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے، اس وقت موعود تک وہ مہلت دیتا ہے۔ لیکن جب وہ وقت آجاتا ہے تو پھر وہ ایک گھڑی چچچے ہو سکتے ہیں نہ آگے سرک سکتے ہیں۔ معنود تک وہ مہلت دیتا ہے۔ لیکن جب وہ وقت آجاتا ہے تو پھر وہ ایک گھڑی چچچ ہو سکتے ہیں نفع یا نقصان کی نفع یا نقصان کی بہنچانے پر قادر نہیں، تو آپ کے بعد انسانوں میں اور کون می ستی ایک ہو سکتی ہے جو کسی کی حاجت بر آری اور مشکل کینتی کی تو در اللہ کے بعد انسانوں میں اور کون می ہتی ایک ہو سکتی ہے جو کسی کی حاجت بر آری اور مشکل کشائی پر قادر ہو؟ اس طرح خود اللہ کے بیغیر سے مدد مانگنا، ان سے فریاد کرنا، "یارسول اللہ مدد" اور "اَغِنْنِیْ یَا رَسُولَ کُلُدی وَ فَیْکُونْ ذُو بِاللّٰہ مِنْ ہُذَا.

۲. لینی عذاب تو ایک نہایت ہی ناپندیدہ چیز ہے جس سے ول نفرت کرتے اور طبیعتیں انکار کرتی ہیں، پھر یہ اس میں کیا خوبی دیکھتے ہیں کہ اس جلدی طلب کرتے ہیں؟

٣. ليكن عذاب آنے كے بعد ماننے كاكيا فائدہ؟

م. یعنی وہ پوچھتے ہیں کہ یہ معاد وقیامت اور انسانوں کے مٹی ہوجانے کے بعد ان کا دوبارہ جی اٹھنا ایک برحق بات ہے؟

رب کی وہ واقعی سچ ہے اور تم کسی طرح اللہ کو عاجز نہیں کر <u>سکت</u>ے۔

> ۅؘڵۊؙٲؽٙڸػؚ۠ڵؽؘڡؙ۬ڛڟڵٮؘۘٮؙ؆ڣۣٵڶۯڝ۬ڵۏؙؾۘڎؘڡ۫ڽؚ؞ ۅؘٲڛۘڗ۠ٵڶؾؘڒؙڵۼؘڷؾٵڒٲٷٵڵڡؘۮؘٵڹۧۅٙڨڞؚ۬ؽؘڹؽۼۿؙۄؙ ڽٳڵڣۣٮ۫ٮڂؚۅؘۿؙۄؙڒؽؙڟؚؠؘٷڽ<sup>۞</sup>

۵۴. اور اگر ہر جان، جس نے ظلم (شرک) کیا ہے، اس کے پاس اتنا ہو کہ ساری زمین بھر جائے تب بھی اس کو دے کر اپنی جان بچانے گئے، (۱) اور جب عذاب کو دیکھیں گے ور ان کا فیصلہ دیکھیں گے ور ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

ٱلَّا إِنَّ بِلْهِ مَا فِي السَّمْهٰوتِ وَالْأَرُضُ ٱلْكَارِنَّ وَعُدَ اللهِ حَثَّ وَّلٰكِنَّ ٱكْثَرَهُمْ لِاكِيْعُلْمُونَ ۞

۵۵. یاد رکھو کہ جنتی چیزیں آسانوں میں اور زمین میں ہیں جیں سب اللہ ہی کی ملکیت ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے آدمی علم ہی نہیں رکھتے۔

۵۲. وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے اور تم سب اس کے یاس لائے جاؤگے۔

(۲)

هُوَيُجِي وَيُبِينَتُ وَالَيْهِ تُرْجَعُونَ<sup>©</sup>

۵۷. اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایمی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے<sup>(۱۳)</sup> اور دلوں

ۑؘٲؿؙۿٵڶێٵڛؙۊٙۘۘۘٛٛؗڶڮٵٙڗؙؾؙؙؙۄٛ۬ڡۜۅؙۼۣڟؗؗڠؙ۠ۺۣ۫ڗٙؾؙؙۭڋۅٙۺؚڡٙٵۜؖؗؗٛ ڵؠڶڣۣٵڞؙۮؙٷڎؚٚۅۿٮٞؽۊۜۯڂٛؠۘۘۘڠؙٞڵڶؠٛٷ۫ڡۣؠڹؽڹۘ۞

الله تعالی نے فرمایا، اے پیغیر! (سَکَاتَیْفَا) ان سے کہہ و بیجے کہ تمہارا مٹی ہوکر مٹی میں مل جانا، الله تعالی کو دوبارہ زندہ کرنے سے عاجز نہیں کرسکتا۔ اس لیے یقیناً یہ ہوکر رہے گا۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس آیت کی نظیر قرآن میں مزید صرف ۲ آیتیں ہیں کہ جن میں اللہ تعالی نے اپنے پیغیر کو تھم دیا ہے کہ وہ قسم کھاکر معاد کے وقوع کا اعلان کریں۔ ایک سورۂ با، آیت: ۳ اور دوسری سورۂ تغابن، آیت: ۷۔

ا. یعنی اگر دنیا بھر کا خزانہ دے کر وہ عذاب سے چھوٹ جائے تو دینے کے لیے آمادہ ہوگا۔ لیکن وہاں کسی کے پاس ہوگا ہی کیا؟ مطلب یہ ہے کہ عذاب سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

۲. ان آیات میں آسان وزمین کے درمیان ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی ملیت تامہ، وعدہ الٰہی کے برحق ہونے، زندگی اور موت پر اس کے اختیار اور اس کی بارگاہ میں سب کی حاضری کا بیان ہے، جس سے مقصد گزشتہ باتوں ہی کی تائیہ وتو فیح ہے کہ جو ذات اتنے اختیارات کی مالک ہے، اس کی گرفت سے فیج کر کوئی کہاں جاسکتا ہے؟ اور اس نے حساب کتاب کے لیے جو ایک دن مقرر کیا ہوا ہے، اسے کون ٹال سکتا ہے؟ یقینا اللہ کا وعدہ سچا ہے، وہ ایک دن ضرور آئے گا اور ہر نیک وبد کو اس کے عملوں کے مطابق جزاء وسزا دی جائے گی۔

m. لینی جو قرآن کو دل کی توجہ سے پڑھے اور اس کے معانی ومطالب پر غور کرے، اس کے لیے قرآن نصیحت ہے۔ وعظ

میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفاء ہے (۱) اور رہنمائی

کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔ (۱)

هم. آپ کہہ دیجیے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام
اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے۔ (۱) وہ اس سے بدرجہا بہتر
ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔

09. آپ کہے کہ یہ تو بتاؤ کہ اللہ نے تمہارے لیے جو پھے رزق بھیجا تھا پھر تم نے اس کا پھھ حصہ حرام اور پھھ حلال قرار دے لیا۔ (<sup>(())</sup> آپ بوچھے کہ کیا تم کو اللہ نے حکم دیا تھا یا اللہ پر افتراء ہی کرتے ہو؟

ڡؙؙٛڵڡۣڣؘڞؙڸٳڵڶٷۅؘؠؚڔۜڂۘؠٙؾ؋ڣؚۑۮ۬ٳڮؘڡؘڶؽڣٛۯٷؙٲ ۿؙۅۜڂؿٷؾۜؾٳؘۼؠؙٷڽ۞

ڤُڵؙٲڒءَؿؙؿؙٷؘٵٞڹٛۯؙڶٲٮڵ۠ۿؙڵڴۅ۫ۺۨٞڗۣۯ۬ۊٟڡؘۼۘۼۘڡؙڷؿؙۄٛۺؖڬۿ ڂڒٳڡٵۊۜڂڵڴٲڟؙڵڵڵۿؙڵڿ؈ڶڴۄؙٲڡؙٷڶڶڵڮ ؿڡؙؙؿۯؙۏڹٙ۞

کے اصل معنی ہیں عواقب ونتائج کی یاد دہانی، چاہے ترغیب کے ذریعے سے ہو یا ترہیب سے۔ اور واعظ کی مثال، طبیب کی طرح ہے جو مریض کو ان چیزوں سے روکتا ہے جو اس کے جسم وصحت کے لیے نقصان دہ ہوں۔ اس طرح قرآن بھی ترغیب وترہیب دونوں طریقوں سے وعظ ونصیحت کرتا ہے اور ان نتائج سے آگاہ کرتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی صورت میں دوچار ہونا پڑے گا اور ان کاموں سے روکتا ہے جن سے انسان کی اخروی زندگی برباد ہو سکتی ہے۔

ا. یعنی دلوں میں توحید ورسالت اور عقائد حقہ کے بارے میں جو شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں، ان کا ازالہ اور کفر ونفاق کی جو گندگی ویلیدی ہوتی ہے، اسے صاف کرتا ہے۔

۲. یہ قرآن مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ ہے۔ ویسے تو یہ قرآن سارے جہان والوں کے لیے ہدایت ورحمت کا ذریعہ ہے اسلامیان ہی ہوتے ہیں، اس لیے بہاں صرف انہی کے لیے اسے ہدایت کا ذریعہ ہے لیکن چونکہ اس سے فیض یاب صرف اہل ایمان ہی ہوتے ہیں، اس لیے بہاں صرف انہی کے لیے اسے ہدایت ورحمت قرار دیا گیا ہے، اس مضمون کو قرآن کریم میں سورہ بنی اسرائیل، آیت: ۸۲ اور سورہ حم السجدة، آیت: ۴۲ میں میں کیا گیا ہے۔ (نیز پھڈگی لِلْمُتَقِیْنُ ﴾ البقرة: ۲ کا عاشیہ ملاحظہ فرمائیں)

سر خوشی، اس کیفیت کانام ہے جو کسی مطلوب چیز کے حصول پر انسان اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ اہل ایمان کو کہاجارہا ہے کہ یہ قرآن اللہ کا خاص فضل اور اس کی رحمت ہے، اس پر اہل ایمان کو خوش ہونا چاہیے لیخی ان کے دلوں میں فرحت اور اطمینان کی کیفیت ہونی چاہیے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خوشی کے اظہار کے لیے جلے جلوسوں کا، چراغال کا اور اس فتم کے غلط کام اور اسراف بے جاکا اہتمام کرو۔ جیسا کہ آج کل اہل بدعت اس آیت سے "جشن عید میلاد" اور اس کی غلط رسوم کا جواز ثابت کرتے ہیں۔

۷۲. اس سے مراد وہی بعض جانوروں کا حرام کرنا ہے جو مشرکین اپنے بتوں کے ناموں پر چھوڑ کر کیا کرتے تھے، جس کی تفصیل سورۂ انعام میں گزر چکی ہے۔

ۅٙڡؘٵؘڟڽؙؗٳڷڹۏؽ۫ڹؽڣ۫ؠٞۯؙۅؙؽؘۼۘؽٳٮڶؠۅٳڷؙڬڹؚۘۘؼؽۅ۫ڡٞڔ ڶؿؾڮڡڐ۪ٳؾؘٳٮڷؠڎڶۮؙۅ۫ڡٛڞؙڸۼٙؽٳڶؾٵڛۅٙڵڮؿؘ ٳڰؙڗؙۯۿ۠ۄؙڒڮؿؿڰۯؙۅ۫ڹ۞۠

ۅؘ؆ؘؾۘڴؙۅٛڹ۠؋ٛۺ۬ٳ۫ڽٷٙٵؾۘٮؙؙؗٛؗۏٳڝڹ۫ؗۿ؈ٛٷ۠ٳڹ ۅۜٞڵڗۜڡؙۜۘؠؙڵۅٛڹڡڹٛػڛٳڷڵػ۠ؾٵۼؽڮۏؙۺٛۿۯڐٳٳۮؙ ؿؙڣڞؙۅ۫ڹڣؽ؋ٶڡٙٵؘؽٷۯؙڹٛۓ؈ؙڗڽٟۜڮ؈ٛ ڝؚۜؿؙڡٙٵڶؚۮڗۊؚڣٳڷڒۻۅڵڮٵۺ؆ؽڽڹڽ ڝؚڽؙڎڶٟڮۅٙڒٙٲڴؠڒٳڷڒ؋ؽؿ۬ؾؚؿ۠ڽؠؙڹڽ۞

ٱلآإِنَّ ٱوْلِيَآءَ اللهِ لِاخَوُثُ عَلَيْهِمُ وَلِاهُمُ

۱۰. اور جو لوگ الله پر جھوٹ افتراء باندھتے ہیں ان
 کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے؟ (۱) واقعی لوگوں پر الله
 تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہے (۲) لیکن اکثر آدمی شکر نہیں
 کرتے (۳)

11. اور آپ کسی حال میں ہوں اور مجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور جو کام بھی کرتے ہوں ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو۔ اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب نہیں میں ہے۔ (")

**۱۲. یاد** رکھو اللہ کے دوستوں<sup>(۵)</sup> پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ

ا. تعنی قیامت کے دن اللہ تعالی ان سے کیا معاملہ فرمائے گا۔

۲. کہ وہ انسانوں کا دنیا میں فوراً مؤاخذہ نہیں کرتا، بلکہ اس کے لیے ایک دن مقرر کرر کھا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا کی نعتیں بلا تفریق مومن وکافر، سب کو دیتا ہے۔ یا جو چیزیں انسانوں کے لیے مفید اور ضروری ہیں، انہیں حلال اور جائز قرار دیا ہے، انہیں حرام نہیں کیا۔

۳. لین الله کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے، یا اس کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کر لیتے ہیں۔

سم. اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بی سکی فیٹے اور مومنین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمام مخلو قات کے احوال سے واقف ہے اور ہر لحظہ اور ہر گھڑی انسانوں پر اس کی نظر ہے۔ زمین وآسان کی کوئی بڑی چھوٹی چیز اس سے مخفی نہیں۔ یہ وہی مضمون ہے جو اس سے قبل سورۃ الانعام، آیت ۵۹ میں گزرچکا ہے کہ "اس کے پاس غیب کے خزانے ہیں، جنہیں وہی جانتا ہے۔ اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے، اور کوئی پٹا نہیں جھڑتا گر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری اور سوکھی چیز نہیں ہے گر کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے" اس طرح سورہ انعام کی آیت ۸س، اور سورہ ہود کی آیت ۲ میں بھی اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ جب واقعہ یہ ہے کہ وہ آسان وزمین میں موجود اثباء کی حرکتوں کو جانتا ہے تو وہ انسانوں اور جنوں کی ان حرکات واعمال سے کیوں کر بے خبر رہ سکتا ہے جو اللہ کی عبادت کے مکلف اور مامور ہیں؟

۵. نافرمانوں کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فرمال برداروں کا ذکر فرمارہا ہے اور وہ ہیں اولیاء الله۔ اولیاء ولی کی جمع ہے، جس کے

وہ عمکین ہوتے ہیں۔(۱)

سلا. یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پر ہیز رکھتے ہیں۔

۱۳ ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی(۲) اور آخرت میں بھی فوش خبری ہے اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کچھ فرق نہیں ہوا کرتا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

10. اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں۔ تمام تر غلبہ اللہ ہی کے لیے ہے وہ سنتا جانتا ہے۔

۲۷. یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں یہ سب اللہ ہی کے ہیں اور جو لوگ اللہ کو

ڲٷڒٷؽؖ

ٱلَّذِيْنَ المَنْوُا وَكَاثُوْ إِيتَّقُوْنَ الْمَنْوُا وَكَاثُوْ إِيتَّقُوْنَ الْمَنْوُ

لَهُمُّ الْبُشُوٰى فِي الْحَيْوةِ النُّهُ نَيَا وَفِي الْاِخِرَةِ ْ لَا تَبَّدِيْلَ لِكِلِمْتِ اللهِ ذلِكَ هُوَ الْفَوْرُ الْعَظِيْمُوْ

ۅؘڵٳؽڂڒؙؽ۫ڬۊؘۅؙڷۿؙؗؗؗۄؙٛۯڮۧٵڵۼؚڐۜڗؘۜۼٙۑڷۅجَمِيۛڡۧٵ ۿؙۅؘالسَّعِؽۼؙٳڷؙۼڮڸؿؙؚ۞

ٱلْاَاِنَّ لِلْهِ مَنْ فِي التَّمُوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَمَايَتَّنِهُ الَّذِيْنَ يَكْ عُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ

معنی لغت میں قریب کے ہیں۔ اس اعتبار سے اولیاء اللہ کے معنی ہوں گے، وہ سپے اور مخلص مومن جنہوں نے اللہ کی اللہ کا طاعت اور معاصی سے اجتناب کرکے اللہ کا قرب حاصل کرلیا۔ ای لیے اگلی آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی تحریف ان الفاظ سے بیان فرمائی، جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقوی اختیار کیا۔ اور ایمان و تقوی بی اللہ کے قرب کی بنیاد اور ایم ترین ذریعہ ہے، اس لحاظ سے ہر متقی مومن اللہ کا ولی ہے۔ لوگ ولایت کے لیے اظہار کرامت کو ضروری سبجھتے ہیں۔ اور بھر وہ اپنے بنائے ہوئے ولیوں کے لیے جموثی سجی کرامت میں میں اس میں اس میں اس کے لیے شرط۔ یہ ایک الگ چیز ہے کہ اگر کسی سے کرامت ظاہر ہوجائے تو اللہ کی مشیت ہے، اس میں اس بزرگ کی مشیت شامل نہیں ہے۔ لیکن کسی متقی مومن اور متبع سنت سے کرامت کا ظہور ہویا نہ ہو۔ اس کی ولایت میں کوئی شک نہیں۔

ا. خوف کا تعلق مستقبل سے ہے اور غم (حزن) کا ماضی سے، مطلب یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے زندگی خدا خونی کے ساتھ گزاری ہوتی ہے۔ اس لیے قیامت کی ہولناکیوں کا اتنا خوف ان پر نہیں ہوگا، جس طرح دوسروں کو ہوگا۔ بلکہ وہ ایخ ایمان و تقویٰ کی وجہ سے اللہ کی رحمت و فضل خاص کے امیدوار اور اس کے ساتھ حسن ظن رکھنے والے ہوں گے۔ اس طرح دنیا میں وہ جو کچھ چھوڑ گئے ہوں گے یا دنیا کی لذتیں انہیں حاصل نہ ہوسکی ہوں گی، ان پر انہیں کوئی حزن وطال نہیں ہوگا۔ ایک دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ دنیا میں جو مطلوبہ چیزیں انہیں نہ ملیں، اس پر وہ غم وحزن کا مظاہرہ نہیں کرتے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی قضاء و تقدیر ہے۔ جس سے ان کے دلوں میں کوئی کدورت پیدا نہیں ہوئی، بلکہ ان کے دلوں میں کوئی کدورت پیدا نہیں۔

۲. دنیامیں خوش خبری سے مراد، رؤیائے صادقہ ہیں یا وہ خوش خبری ہے جو موت کے وقت فرشتے ایک مومن کو دیتے ہیں، جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

شُرَكَآءُ انَّ يَنْبِعُونَ إلَّا الطَّنَّ وَإِنْ هُـُولِاً يَخْرُصُونَ۞

هُوَالَّذِيْ يُجَعَلَ لَكُمُّ النَّيْلُ لِتَسْكُنُوُّ اِفِيُهِ وَالنَّهَارَمُبُصِوًا إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَا يُتٍ لِقَوْمٍ يَسُمُعُوْنَ۞

قَالُوااتَّفَدُاللهُ وَلدَّاسُبُحْنَهُ هُوَالْغَرَيُّ لَهُ مَافِىالسَّمُوْتِ وَمَافِى الْأَرْضِ إِنْ عِنْدَكُمُ مِّنْ سُلُطِن بِهِنَا الْتَقُولُونَ عَلَى اللهِ مَالاَتَعُكُمُونَ ۞

### قُلُ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللهِ

چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کررہے ہیں کس چیز کی اتباع کررہے ہیں۔ محض بے سند خیال کی اتباع کررہے ہیں۔ (۱) ہیں اور محض انگلیں لگارہے ہیں۔ (۱)

٧٤. وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن بھی اس طور پر بنایا کہ دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے، تحقیق اس میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں۔

۱۸. وہ کہتے ہیں اللہ اولاد رکھتا ہے۔ سبحان اللہ! وہ تو کسی کا محتاج نہیں (\*) اس کی ملکیت ہے جو کچھ آسانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ (\*) تمہارے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں۔ کیا اللہ کے ذیتے ایس بات لگاتے ہو جس کا تم علم نہیں رکھتے۔

٢٩. آپ كهه ديجي كه جو لوگ الله پر جهوك افتراء

ا. یعنی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مظہرانا، کسی دلیل کی بنیاد پر نہیں۔ بلکہ یہ محض ظن و تخینن اور رائے و قیاس کی کرشمہ سازی ہے۔ آج اگر انسان اپنے قوائے عقل و فہم کو صحیح طریقے سے استعال میں لائے تو یقینا اس پر یہ واضح ہو سکتا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور جس طرح وہ آسان وزمین کی تخلیق میں واحد ہے، کوئی اس کا شریک نہیں ہے تو پھر عبادت میں دوسرے کیوں کر اس کے شریک ہوسکتے ہیں؟

۲. اور جو کسی کا محتاج نہ ہو، اسے اولاد کی بھی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اولاد تو سہارے کے لیے ہی ہوتی ہے اور جب وہ سہارے کا محتاج نہیں تو پھر اسے اولاد کی کیا ضرورت؟

سا. جب آسان وزمین کی ہر چیز اس کی ہے تو ہر چیز اس کی مملوک اور غلام ہوئی۔ پھر اسے اولاد کی ضرورت ہی کیا ہے۔
اولاد کی ضرورت تو اسے ہوتی ہے، جسے پچھ مدد اور سہارے کی ضرورت ہو۔ اور جس کا حکم آسان وزمین کی ہر چیز پر
چلتا ہو، اسے کیا ضرورت لاحق ہو سکتی ہے؟ علاوہ ازیں اولاد کی ضرورت وہ شخص بھی محسوس کرتا ہے جو اپنے بعد مملوکات
کا وارث دیکھنا یا بنانا لیند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو تو فنا ہی نہیں ہے اس لیے اللہ کے لیے اولاد قرار دینا اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ تَكَادُ اللَّهُ اللّٰهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللّٰهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللّٰهُ اللَّهُ اللَّهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰ

الْكَذِبَ لِا يُفْلِحُونَ اللهِ

مَتَاعُ فِي النُّ أَيْمَا تُثَوَّ الْيُنَا مَرْجِعُهُ مُ ثُمَّةً نُنِيقُهُ كُو الْعُكَابَ الشَّي يُكَرِيمًا كَانُوْا يَكُفُرُ وُنَ ۞

وَاتُلُ عَلَيْهِمُ بَبَانُوْمِ ۗ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ لِقَوْمِ اِنَّ كَانَكُبْرَ عَلَيْكُ اللهِ فَعَلَى كَانَكُبْرَ عَلَيْثُمْ مِّقَامِى وَتَذَكِيدِي بِاللّٰتِ اللهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلُتُ اللّٰهِ فَعَلَى اللّهِ تَوَكَّلُهُ وَشُرَكًا عَكُمُ ثُمَّةً الْمَرْكُووَ الْمَاكُمُ وَاللَّهُ الْمَرْكُووَ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهِ اللّهِ اللّهِ اللّهِ اللّهِ اللّهِ اللّهِ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللللّهُ الللّهُ الللّهُ الللللّهُ الللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللللللللّهُ الللللّهُ اللللللّهُ الللللللللللللللللللللللللللللللللل

فَانْ تَوَكَّيْتُوْفَكَاسَالْتُكُوْمِّنْ اَجْرِلُنُ اَجْرِى اِلَّا عَلَى اللَّهُ وَاُمِرُتُ اَنْ اَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

كرتے ہيں،(١) وہ كامياب نہ ہوں گے۔(١)

▶ یہ دنیا میں تھوڑا ساعیش ہے پھر ہمارے پاس ان کو
 آنا ہے پھر ہم ان کو ان کے کفر کے بدلے سخت عذاب چھائیں گے۔

اک. اور آپ ان کو نوح (عَلَیْکِا) کا قصہ پڑھ کر سنائے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم!اگر تم کو میر اربہنا اور احکام الٰہی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے قومیر اتو اللہ ہی پر بھروسہ ہے۔ تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکاء کے پختہ کرلو<sup>(۱)</sup> پھر تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہ ہونی چاہیے۔ (۱) پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو۔ چاہیے۔ (۱) پھر میر نے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو۔ کے ایک پھر میں اگر تم اعراض ہی کے جاؤ تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا، (۵) میرا معاوضہ تو صرف

ا. افتراء کے معنی جھوٹی بات کہنے کے ہیں۔ اس کے بعد مزید "جھوٹ" کا اضافہ تاکید کے لیے ہے۔

اللہ اس سے واضح ہے کہ کامیابی سے مرادآ ترت کی کامیابی لیتن اللہ کے غضب اور اس کے عذاب سے نی جانا ہے محض دنیا کی عارضی خوش حالی، کامیابی نہیں۔ جیسا کہ بہت سے لوگ کافروں کی عارضی خوش حالی سے مغالطے کا اور شکوک وشبہات کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اس لیے اگلی آیت میں فرمایا کہ "یہ دنیا میں تھوڑا ساعیش کرلیں پھر ہمارے ہی پاس ان کو آنا ہے" لیعنی یہ دنیا کا عیش، آخرت کے مقابلے میں نہایت قلیل اور تھوڑا سا ہے جو شار میں نہیں۔ اس کے بعد انہیں عذاب شدید سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس لیے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ کافروں، مشرکوں اور اللہ تعالی ان کے نافرمانوں کی دنیاوی خوشحالی اور مادی ترقیاں، یہ اس بات کی دلیل نہیں ہیں کہ یہ قومیں کامیاب ہیں اور اللہ تعالی ان سے خوش ہے۔ یہ مادی کامیابیاں، ان کی جہد مسلسل کا ثمرہ ہیں جو اسباب ظاہری کے مطابق ہر اس قوم کوحاصل ہوسکتی ہیں جو اسباب ظاہری کے مطابق ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ ہیں جو اسباب کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کی طرح محمن کرے گی، چاہے وہ مومن ہو یا کافر۔ علاوہ ازیں یہ عارضی کامیابیاں اللہ کے قانون مہلت کا بیجہ موسکتی ہیں۔ جس کی وضاحت اس سے قبل بعض جگہ ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ میں بعنی جن کو تم نے اللہ کا شریک شہرا رکھا ہے ان کی مدد بھی حاصل کرلو، (اگر وہ تمہارے زعم کے مطابق تمہاری مدد کرسکتے ہیں)۔

۴. غُمَّةً کے دوسرے معنی ہیں، ابہام اور پوشیدگی۔ لینی میرے خلاف تمہاری تدبیر واضح اور غیر مبہم ہونی چاہیے۔ ۵. کہ جس کی وجہ سے تم یہ تہت لگاسکو کہ دعوائے نبوت سے اس کا مقصد تو مال ودولت کا اکٹھا کرنا ہے۔

فَكُنَّ بُوْهُ فَنَجَيْنُهُ وَمَنُ مَّعَهُ فِي الفُلْكِ وَجَعَلَنْهُوْ خَلِيفَ وَلَغُرُقُنَا الَّذِيْنَ كَنَّ بُوُا بِالْإِنَا قَانْظُوكِيفَ كَانَ عَلَقِتُهُ النُّنُذَرِيْنَ

ڷؙڗۜؠؘۜػؘؿؙ۬ٮٚٵڡؚؽٵؠڡ۫ڮ؇ۯڛؙڷٳٳڵٷٙڡٟۿؚۏڣۜػٵٛٷۿؙۄؙ ٮؚٳڷڹؾٟڹؾؚڣۜٵػاڹ۠ۊٳڸؽۣٷؚڡؠؙٷٳؠؠٵػۮۜؽٷٳڽ؋ڝؙ ڡؘۜؿؙڵ۫ػۮٳڮؘڎؘڟؠۼؙۼڸڠؙٷڝ ٱڵؠڠؾڽؽؽ۞

مسلمانوں میں سے رہوں۔ () **42.** سو وہ لوگ ان کو جھٹلاتے رہے () پس ہم نے ان

کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی

ادر ان کو جانشین بنایا () اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو

اللہ ہی کے ذیتے ہے اور مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں

اور ان کو جانشین بنایا<sup>(۳)</sup> اور جنہوں نے ہماری آیوں کو حبطایا تھا ان کو غرق کر دیا۔ سو دیکھنا چاہیے کیسا انجام ہوا ان لو گول کا جو ڈرائے جاچکے تھے۔

مرک، پھر نوح (عَلَيْلاً) کے بعد ہم نے اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا سو وہ ان کے پاس روش دلیلیں لے کر آئے ((()) پس جس چیز کو انہوں نے اول میں جموٹا کہہ دیا یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیتے۔(() اللہ تعالیٰ اس طرح حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر بند لگادیتا ہے۔(()

ا. حضرت نوح عَلِيَّكِ كَ اس قول سے بھى معلوم ہوا كہ تمام انبياء كا دين اسلام ہى رہا ہے۔ گو شرائع مختلف اور منابح متعدد رہے۔ جيسا كہ آيت ﴿لَكِنِّ جَعَلْمَنَامِنَكُمُ تَوْمِعُهُ وَقَوْمُهُا جُا﴾ (المائدة: ٣٨) (تم ميں سے ہر ايك كے ليے ہم نے ايك دستور اور راہ مقرر كردى ہے) سے واضح ہے۔ ليكن دين سب كا اسلام تھا، ملاحظہ ہو سورة البقرة: ١١١ سورة المائدة: ٣٨ اور ١١١ سورة الأنعام: ١٦٢ سورة الأعراف: ١٢١ سورة الإنس ٢٨٠ سورة الوسف: ١٠١ اور سورة النمل: ٩١

۷۰. لیعنی ایسے دلائل و معجزات لے کر آئے جو اس بات پر دلالت کرتے تھے کہ واقعی یہ اللہ کے سپچ رسول ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت ورہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔

۵. لیکن یہ امتیں رسولوں کی دعوت پر ایمان نہیں لائیں، محض اس لیے کہ جب اول اول یہ رسول ان کے پاس آئے تو فوراً بغیر غور وفکر کیے، ان کا انکار کردیا۔ اور یہ پہلی مرتبہ کا انکار ان کے لیے مستقل حجاب بن گیا۔ اور وہ یہی سوچتے رہے کہ ہم تو پہلے انکار کرچکے ہیں، اب اس کو کیا ماننا؟ نتیجاً ایمان سے وہ محروم رہے۔

۲. یعنی جس طرح ان گزشتہ قوموں پر ان کے کفر و تکذیب کی وجہ سے مہریں لگتی رہی ہیں اسی طرح آئندہ بھی جو قوم

تُوَّيَعَنُنامِنَ)بَدُرِهِمُ مُّوْلسى وَهُرُوْنَ الل فِرْعَوْنَ وَمَلَايِهٖ بِإِلْيِتِنافَاسْتَكَبْرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا لَجُوِمِينَ⊙

فَكَتَاجَآءُهُمُ الْحَقُّ مِنُ عِنْدِنَاقَالُوَّالِنَّ هٰذَالَسِحُرُّ مُّبِدُنُّ ۞

قَالَ مُوْسَىَ اَتَقُوُلُونَ لِلْحَقِّ لَبَّاجَآءَكُوْ اَلِعِحُرُلُانَا وَلاِيُقْلِوُ السِّجِرُونَ<sup>©</sup>

قَالُوۡٓٱلۡحِعُتَنَالِتَلۡفِتَنَاعَمَّاوَجَدُنَاعَلَيُوابَاۤءَنَا وَتَكُوۡنَ لَكُمُاالۡكِبُرِيَآءٛفِ الۡاَرۡضِ وَمَاحَنُ لَكُمُا بِمُوۡمِنِیۡنَ۞

22. پھر ان پیغیروں کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہ اللہ) کو، (۱) فرعون اور اس کے سر داروں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر بھیجا۔ (۲) سو انہوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ مجرم قوم تھے۔ (۳)

۷۲. پھر جب ان کو ہمارے پاس سے صحیح دلیل پینجی تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یقیناً یہ صری جادو ہے۔

کے. موسیٰ (عَالِیَا اُ) نے فرمایا کہ کیا تم اس صحیح دلیل کی نسبت جب کہ وہ تمہارے پاس پیٹی الی بات کہتے ہو کیا یہ جادو ہے، حالانکہ جادو گر کامیاب نہیں ہوا کرتے۔(۵)

کہ وہ لوگ کہنے گا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے
 ہو کہ ہم کو اس طریقہ سے ہٹادو جس پر ہم نے اپنے
 باپ دادوں کو پایا ہے اور تم دونوں کو دنیا میں بڑائی مل

ر سولوں کو جیٹلائے گی اور اللہ کی آیتوں کا انکار کرے گی، ان کے دلوں پر مہر لگتی رہے گی اور ہدایت سے وہ اس طرح محروم رہے گی، جس طرح گزشتہ تومیں محروم رہیں۔

ا. رسولوں کے عمومی ذکر کے بعد، حضرت موسیٰ وہارون عَلَیْتِالم کا ذکر کیا جارہا ہے، درآں حالیکہ رسول کے تحت میں وہ بھی آجاتے ہیں۔ لیکن چونکہ ان کا شار جلیل القدر رسولوں میں ہوتا ہے، اس لیے خصوصی طور پر ان کا الگ ذکر فرمایا۔ ۲. حضرت موسیٰ عَلَیْشِا کے یہ معجزات، بالخصوص نو آیات بینات، جن کا ذکر اللہ نے سورہ بنی اسرائیل آیت: ۱۰۱ میں کیا ہے۔ مشہور ہے۔

سر یعنی چونکہ وہ بڑے بڑے جرائم اور گناہوں کے عادی تھے۔ اس لیے انہوں نے اللہ کے بھیج ہوئے رسول کے ساتھ بھی اعتبار کا معاملہ کیا۔ کیونکہ ایک گناہوں کے ارتکاب کی جرائٹ بیدا کردیتا ہے۔ کی جرائٹ پیدا کردیتا ہے۔

۷. جب انکار کے لیے کوئی معقول دلیل نہیں ہوتی تو اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے۔ ۵. حضرت موسیٰ عَلَیْظًا نے کہا، ذرا سوچو تو سہی، حق کی دعوت اور صحیح بات کو تم جادو کہتے ہو، بھلا یہ جادو ہے؟ جادوگر تو کامیاب ہی نہیں ہوتے۔ لیمنی مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے اور نالپندیدہ انجام سے بچنے میں وہ ناکام ہی رہتے ہیں اور میں تو اللہ کا رسول ہوں، مجھے اللہ کی مدد حاصل ہے اور اس کی طرف سے مجھے معجزات اور آیات بینات عطاکی گئی ہیں مجھے سحر وساحری کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور اللہ کے عطا کردہ معجزات کے مقابلے میں اس کی چیشیت ہی کیا ہے؟

وَقَالَ فِرْعَوْنُ الْمُثُورِنَ بِكُلِّ الْحِرِعِلِيْمِ

فَكُتَا جَأَءُالسَّحَرَةُ قَالَ لَهُمُّمُّولِهَى الْقُوْامَا اَنْثُمُّ مُّلْقُوْنَ©

فَكَتَّاَالُقُوَّاقَالَمُوْسَى مَلْجِفْتُوْ بِهِ ٚالسِّحُوُّ اِنَّ اللهُ سَيُبُطِلُهُ ۚ إِنَّ الله لَا يُصُلِحُ حَمَلَ الْمُفْسِدِينَ

وَيُحِقُّ اللهُ الْحَقَّ بِكِلمتِهِ وَلَوْكِرَةِ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿

فَهَآ الْمَنَ لِبُوُسُكَ اللَّذُرِّيَّةُ ثُوِّنُ قَوْمِهِ عَلَى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعُونَ وَمَلَا بِهِمُ النَّيْفَةِ نَهُمُّ وَالنَّ فِرْعُونَ

جائے (۱) اور ہم تم دونوں کو مجھی نہ مانیں گے۔ 29. اور فرعون نے کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادوگروں کو حاضر کرو۔

٨٠. پھر جب جادوگر آئے تو موسیٰ (علیہ اُ) نے ان سے فرمایا کہ ڈالو جو پچھ تم ڈالنے والے ہو۔

الم. سو جب انہوں نے ڈالا توموسیٰ (عَلَیْمَالِ) نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے۔ یقینی بات ہے کہ اللہ اس کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے، (۱) اللہ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔ (۱)

۸۲. اور الله تعالی حق کو اپنے فرمان (کلمات)<sup>(۳)</sup> سے ثابت کردیتا ہے گو مجرم کیسا ہی ناگوار سمجھیں۔

۸۳. پس موسیٰ (غالبیّلِاً) بر ان کی قوم میں سے صرف

۸۳. پس موسیٰ (عَلَیْطِ) پر ان کی قوم میں سے صرف قدرے قلیل آدمی ایمان لائے (۵) وہ بھی فرعون سے

ا. یہ منکرین کی دیگر کٹ حجتیاں ہیں جودلائل سے عاجز آکر، پیش کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ تم ہمیں ہمارے آباء واجداد کے راستے سے ہٹانا چاہتے ہو، دوسرا یہ کہ ہمیں جاہ وریاست حاصل ہے، اسے ہم سے چھین کر خود اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ اس لیے ہم تو کبھی بھی تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ یعنی تقلید آباء پر اصرار اور دنیوی جاہ ومرتبت کی خواہش نے انہیں ایمان لانے سے روکے رکھا۔ اس کے بعد آگے وہی قصہ ہے کہ فرعون نے ماہر جادوگروں کو بلایا اور حضرت موسیٰ علیہ اور جادوگروں کو بلایا اور حضرت موسیٰ علیہ اور جادوگروں کا مقابلہ ہوا، جیسا کہ سورۂ اعراف میں گزرا اور سورۂ طر میں بھی اس کی کچھ تفصیل آئے گی۔

۲. چنانچہ ایسا ہی ہوا، بھلا جھوٹ بھی، تج کے مقابلے میں کامیاب ہو سکتا ہے؟ جادوگروں نے، چاہے وہ اپنے فن میں کتنے ہی درجۂ کمال کو پہنچ ہوئے تھے، جو کچھ پیش کیا، وہ جادو ہی تھا اور نظر کی شعبدہ بازی ہی تھی اور جب حضرت مولیٰ علیہ اللہ کے تکم سے اپنا عصا پھینکا تو اس نے ساری شعبدہ بازیوں کو آن واحد میں ختم کردیا۔

س. اور یہ جادوگر بھی مفیدین تھے۔ جنہوں نے محض دنیا کمانے کے لیے جادوگری کا فن سکھا ہوا تھا اور جادو کے کرتب د کھاکر لوگوں کو بے و قوف بناتے تھے، اللہ تعالی ان کے اس عمل فساد کو کس طرح سنوار سکتا تھا؟

سم. کلمات سے مراد وہ دلائل وبراہین ہیں جو اللہ تعالیٰ لین کتابول میں اتارتا رہا ہے جو پینجبروں کو وہ عطا فرماتا تھا۔ یا وہ معجزات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے انبیاء کے ہاتھوں سے صادر ہوتے تھے، یا اللہ کا وہ حکم ہے جو وہ لفظ کُنْ سے صادر فرماتا ہے۔ ۵۔ قَوْمِیه کے "وِ" کے مرجع میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض نے اس کا مرجع حضرت موسیٰ عَلَیْشِا کو قرار دیا ہے۔

## لَعَالِ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسُرِوفِينَ @

ۅؘقَالَمُوُسٰى يَقَوُمِ إِنْ كُنْتُهُ الْمَنْتُمُ وَإِنْلُاهِ فَعَلَيْهِ تَوَكُلُوۡ الِنَّ كُنْتُو مُشۡلِمِیۡنِ۞

ڡؘڡۜٙٵڷؙٵٷٙڸ؇ڥڗۘػڴڵؽٵۯۜؾڹٵڒۼۘۘٛۜؿڵؽٵڣؿۘٮٛۼؖڔڷڷڡۜٛۅؙۛۄ ٳڵڟڸؠؽڹ۞

وَغَيِّنَابِرَحُمُتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكِفِي يُنَ۞

اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں ان کو تکلیف پہنچائے (۱) اور واقع میں فرعون اس ملک میں زور رکھتا تھا، اور یہ بھی بات تھی کہ وہ حد سے باہر ہوجاتا تھا۔ (۲) ۸۲ اور موسیٰ (عَالِیَاً) نے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہوتو اسی پر توکل کرو اگر تم مسلمان ہو۔ (۳) ۱ اللہ بی پر توکل کیا۔ اللہ بی پر توکل کیا۔ اے ہمارے پرورد گار! ہم کو ان ظالموں کے لیے فتنہ نہ بنا۔ ۱۸ اور ہم کو اپنی رحمت سے ان کافر لوگوں سے خیات دے۔ (۳)

کیونکہ آیت میں ضمیر سے پہلے انہی کا ذکر ہے۔ لینی موسی علیقیا کی قوم میں سے تھوڑے سے آدمی ایمان لائے۔ لیکن امام ابن کثیر وغیرہ نے اس کا مرجع فرعون کو قرار دیا ہے۔ لینی فرعون کی قوم میں سے تھوڑے سے لوگ ایمان لائے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے لوگ تو ایک رسول اور نجات دہندہ کے انتظار میں تھے جو حضرت موسی علیقیا کی صورت میں انہیں مل گئے اور اس اعتبار سے سارے بنی اسرائیل (سوائے قارون کے) ان پر ایمان رکھتے تھے۔ اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ ﴿فَرْدِیّةُ مِنْ قَوْمِهِ ﴾ سے مراد، فرعون کی قوم سے تھوڑے سے لوگ ہیں، جو حضرت موسی علیقیا پر ایمان لائے۔ انہی میں سے اس کی بیوی (حضرت آسیہ) بھی ہیں۔

ا. قرآن کریم کی یہ صراحت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ ایمان لانے والے تھوڑے سے لوگ فرعون کی قوم میں سے تھے، کیونکہ انہی کو فرعون اور اس کے درباریوں اور حکام سے تکلیف پہنچائے جانے کا ڈر تھا۔ بنی اسرائیل، ویسے تو فرعون کی غلامی و محکومی کی ذلت ایک عرصے سے برداشت کررہے تھے۔ لیکن موسی عَلَیْشًا پر ایمان لانے سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا نہ انہیں اس وجہ سے مزید تکالیف کا اندیشہ تھا۔

۲. اور ایمان لانے والے اس کے اس ظلم وستم کی عادت سے خوف زدہ تھے۔

سل بنی اسرائیل، فرعون کی طرف سے جس ذلت ورسوائی کا شکار سے، حضرت موسیٰ غلیظا کے آنے کے بعد بھی اس میں کی نہیں آئی، اس لیے وہ سخت پریشان سے، بلکہ حضرت موسیٰ غلیظا سے انہوں نے یہ تک کہہ دیا، اے موسیٰ! (غلیظا) جس طرح تسرے آنے سے پہلے ہم فرعون اور اس کی قوم کی طرف سے تکلیفوں میں مبتلا سے، تیرے آنے کے بعد بھی ہمارا بہی حال ہے۔ جس پر حضرت موسیٰ غلیظا نے انہیں کہا تھا کہ امید ہے کہ میر ارب جلد ہی تمہارے دشمن کو ہلاک کردے گا۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ تم صرف ایک اللہ سے مدد چاہو اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ (ملاظہ ہو، سورۃ الاعراف آیت: ۱۲۸۔۱۲۹) یہاں بھی حضرت موسیٰ غلیظا نے انہیں تلقین کی کہ اگر تم اللہ کے سیچ فرمانبر دار ہوتو اس پرتوکل کرو۔ ساتھ ساتھ انہوں نے بارگاہ الٰہی میں دعائیں بھی کیں۔ اور یقیناً اہل ایمان کے لیے یہ ایک بہت بڑا ہضیار بھی ہے اور سہارا بھی۔

وَاوَحَيُنَآ إلى مُوسى وَاخِيْه أَنْ تَبَوَّا لِقَوْمِكُمَّا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَاجْعَلُوْ ابْبُوْتَكُمْ قِبَلَةً وَاقِيمُوا الصّلوة وَيَشِّر الْهُؤُمِنِينَ

وَقَالَ مُولِى رَبَّ نَكَا تَكَ التَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلاَ هُزِيْنَةٌ قَالَمُوالاَ فِي الْحَيْوةِ الثُّنْيَا ْ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سِينِلِكَ رَبِّنَا اطْمِسْ عَلَى امْوَالِمُ وَاشْدُدُ عَلَى قُلُوْ بِهِمْ فَلا يُؤْمِنُوْ احَتَّى يَرُوُا الْعَذَاكِ الْأَلِيْمَ ۞

۸۷. اور ہم نے موسیٰ (عَلَیْشِا) اور ان کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لیے مصر میں گھر بر قرار رکھو اور تم سب اپنے انہیں گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قراردے لو(ا) اور نماز کے پابند رہو اور آب مسلمانوں کو بشارت دے دیں۔

مد. اور موسیٰ (عَلَیْطِاً) نے عرض کیا اے ہمارے رب!

تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان زینت

اور طرح طرح کے مال دنیاوی زندگی میں دیے۔ اے

ہمارے رب! (اسی واسطے دیے ہیں کہ) وہ تیری راہ سے

گمراہ کریں۔ اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست

ونابود کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے (۲) سویہ

ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو
دکھے لیں۔ (۳)

1. اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گھروں کو ہی مسجدیں بنالو اور ان کا رخ اپنے قبلے (بیت المقدس) کی طرف کرلو۔ تاکہ متہیں عبادت کرنے کے لیے باہر کنیسوں وغیرہ میں جانے کی ضرورت ہی نہ رہے، جہاں تہہیں فرعون کے کارندوں کے ظلم وستم کا ڈر رہتا ہے۔

۲. جب مویل علیہ ایس نے دیکھا کہ فرعون اور اس کی قوم پر وعظ ونصیحت کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا اور اس طرح معجرات دیکھ کر بھی ان کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ تو پھر ان کے حق میں بددعا فرمائی، جے اللہ نے یہاں نقل فرمایا ہے۔

قَالَ قَالُ إِيْبَيْتُ تَدْخُوتُكُمْا فَاسْتَقِيْمَا وَلاَ تَثْيِغِيِّ سِيئِل الّذِيْنَ لاَيْعُلَمُوْن⊛

يَعُتُذُرُونَ اا

وَجُوزُنَابِبَنِيَ إِمْرَا إِيْلَ الْبَعُوفَاتَبَعُهُمْ فِرْعُونُ وَجُنُودُهُ بَنْيًا وَعَدُوا حَتَّى إِذَا ادْرُكَهُ الْغَرَقُ قَالَ امْنُتُ انَّهُ لَا اللهَ إِلَّا الَّذِي َ الْمُنْتُ بِهِ بَنُوْآ إِسْرَا إِيْلِ وَإِنَامِنَ الْمُشْلِدِيْنَ ۞

> ٱڵٵ۬ؽؘۅؘقؘڷػڝۜؽؙؾؘؘۘٛۊؘؠؙڶ۠ۅٞڴؙؽؙؾؘڡؚؽؘ اڵؠؙڡٛ۫ڛؚڍؽؙؽ۞

۸۹. حق تعالی نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کرلی گئ، سو تم ثابت قدم رہو<sup>(۱)</sup> اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں۔<sup>(۲)</sup>

• اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کردیا" پھر ان کے پیچھے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ظلم اور زیادتی کے ارادہ سے چلا یہال تک کہ جب ڈوبنے لگا<sup>(۳)</sup> تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

91. (جواب دیا گیا که) اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔(۵)

ا. اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اپنی بدوعا پر قائم رہنا، چاہے اس کے ظہور میں تاخیر ہوجائے۔ کیونکہ تمہاری وعا تو یقینا قبول کرلی گئی ہے لیکن ہم اسے عملی جامہ کب پہنائیں گے؟ یہ خالص ہماری مشیت و حکمت پر موقوف ہے۔ چناخچہ بعض مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اس بدوعا کے چالیس سال بعد فرعون اور اس کی قوم ہلاک کی گئی اور بددعا کے مطابق فرعون جب دوج دوج نائیہ ہوا۔ دوسرا مطلب اس کایہ ہے کہ جب دوج نے لگا، تو اس وقت اس نے ایمان لانے کا اعلان کیا، جس کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ دوسرا مطلب اس کایہ ہے کہ تم ایک تبلیغ ودعوت، بنی اسرائیل کی ہدایت ورہنمائی اور اس کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے کی جدو جہد جاری رکھو۔

۲. لینی جو لوگ اللہ کی سنت، اس کے قانون، اور اس کی مصلحوں اور حکمتوں کو نہیں جانتے، تم ان کی طرح مت ہونا بلکہ اب انظار اور صبر کرو، اللہ تعالی اپنی حکمت و مصلحت کے مطابق جلد یا بدیر اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔ کیوں کہ وہ عدہ خلافی نہیں کرتا۔

۳. لیعنی در یا کو پھاڑ کر، اس میں خشک راستہ بنادیا۔ (جس طرح کہ سورہ بقرہ آیت: ۵۰ میں گزرا اور مزید تفصیل سورۂ شعراء میں آئے گی) اور تہمیں ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر پہنچا دیا۔

٧٠. يعنی الله كے تھم سے معجزانه طريق پر بنے ہوئے خشک راستے پر، جس پر چل كر موئى عَلَيْكِا اور ان كی قوم نے دريا پاركيا تھا، فرعون اور اس كا لشكر بھی دريا پاركرنے كی غرض سے چلنا شروع ہوگيا۔ مقصديہ تھا كہ موكى عَلَيْكِا بن اسرائيل كو جو ميرى غلامى سے نجات دلانے كے ليے راتوں رات لے آيا تو اسے دوبارہ قيد غلامى ميں لايا جائے۔ جب فرعون اور اس كا لشكر، اس دريائى راستے ميں داخل ہوگيا تو اللہ نے دريا كو حسب سابق جارى ہوجانے كا تھم دے ديا۔ نتيجاً فرعون سميت سب كے سب غرق دريا ہوگئے۔

۵. الله کی طرف سے جواب دیا گیا کہ اب ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ جب ایمان لانے کا وقت تھا، اس وقت

ٷؘڵؿۅٞڡۯؙڹٛڿۜؽڮڔؠٮۘۮڒڮڸؾۘٞڴۅؙؽڸؠڹٛڂڵڡؘڮٳؽڰؖ ۅٳۜؗؗۛڰڮڎ۫ؿڒٳڡؚۜڹٳڶؾٛٳڛٸؙٳێؾؚڹڵڶۼڣڵۅٛڽٙٛ

ۅؘڵۊؘۘڬۥٛڹٷٞٲؽٵڹؽٙٳڛٛڒٳ؞ؽڶؙؙۘۘۜڡ۠ؠۜٷۜٙٳڝۮۊ ٷۜڒۯڡٞ۬ڹۿؙۄ۫ۺٵڶڟڸۣؠؾؚٵٛڡۜؠٵڂٛؾڵڡؙٷٵڝؖڠۨ ۻٵٛٷۿؙۅڶڣڵۄؙٳ؈ۜڒؾڮؽڨ۬ۻؽ؞ؽؽۻٛۄۮؽۅؙڡڒ اڵڣۣؽؗڡ۬ڗڣۣؽؙؠٵػٳٮؙٷٳڣؽ؞ؚۼؙؾڵؚڡؙٷڽ۞

فَإِنْ كُنْتَ فِى شَكِّ مِّهَآ النُّزِلُنَا الِيُكَ فَمُثَلِ الَّذِيْنَ يَقْرُءُونَ الْكِتْبَ مِنْ قَبْلِكُ لَقَدُ جَأَءُكَ الْحَقِّ مِنْ رَّيِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُنْتَزِيْنِ

> ۅؘڵڗڴٷ۬ؾۜٛڝؘؚٲڷۮؚؽ۫ؽػڴٛڹٛٷؙٳڽٳڵؾؚٵٮڵڮ ڡؘؾػٷٛڹڝؽٳڵڂ۬ڛڔؽؙڹ۞

ان کے لیے نشان عبرت ہو جو تیرے بعد بیں (۱) اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

19 اور ہم نے بن اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں۔ سو انہوں نے اختلاف نہیں کیا یہال تک کہ ان کے پاس علم پہنچ گیا۔ (۲) یقینی بات ہے کہ آپ کارب ان کے در میان قیامت کے دن ان امور میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ ان امور میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ ان لوگوں سے کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ ان لوگوں سے پوچھ لیجے جو آپ سے پہلی کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ بیشک ہوں۔ آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے سیجی کتاب آئی ہے۔ آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ (۲) تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا، کہیں آپ خمارہ پانے والوں میں سے نہ ہوں۔ (۳) تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا، کہیں آپ خمارہ پانے والوں

**٩٢**. سو آج ہم صرف تیری لاش کو نحات دیں گے تا کہ تو

تو نافرمانیوں اور فساد انگیزیوں میں مبتلا رہا۔

ا. جب فرعون غرق ہوگیا تو اس کی موت کا بہت سے لوگوں کو یقین نہیں آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کو تھم دیا، اس نے اس کی لاش کو باہر خطکی پر پھینک دیا، جس کا مشاہدہ پھر سب نے کیا۔ مشہور ہے کہ آج بھی یہ لاش مصر کے عجائب غانے میں محفوظ ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

۲. لینی ایک تو اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے، آپس میں اختلاف شروع کردیا، پھر یہ اختلاف بھی لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے نہیں کیا، بلکہ علم آجانے کے بعد کیا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ اختلاف محض عناد اور تکبر کی بنیاد پر تھا۔ سا. یہ خطاب یا تو عام انسانوں کو ہے یا پھر نبی سکا لیے اللہ کے واسطے سے امت کو تعلیم دی جارہی ہے۔ کیونکہ نبی سکا لیے اللہ تو وجی کے بارے میں کوئی شک ہوبی نہیں سکتا تھا۔ "جو کتاب پڑھتے ہیں، ان سے بوچھ لیں "کا مطلب ہے کہ قرآن مجید سے پہلے کی آسانی کتابیں، (تورات وانجیل وغیرہ) لیعنی جن کے پاس یہ کتابیں موجود ہیں ان سے اس قرآن کی بابت معلوم کریں کیونکہ ان میں اس کی نشانیاں اور آخری پیغیر کی صفات بیان کی گئی ہیں۔

میں سے نہ ہوجائیں۔(۱)

97. یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہ لائیں گے۔

94. گو ان کے پاس تمام نشانیال پہنٹی جائیں جب تک کہ وہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں۔(۲)

98. چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا سوائے یونس (عَلَیْمِیُا) کی قوم کے۔(۲) جب وہ ایمان کے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتُ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكِ لَا كُوْمِنُونَ ۞

ۅؘڵۅ۫ۘۘۘۼٵٚۼؘۛٮۛ۫ۿؙٷڴڷ۠ٳڮۊٟڂؾٝٚ؉ؚۯٵ۠ڶڡؘۮؘٲڹٲڶۯڸؽ<sub>ڰ</sub>ۛ

فَكُوَّلاَ كَانَتُ قَرْئِيُّ امْنَتُ فَنَفَعَهَ إِلَيْمَا ثُمَّالَا قُوْمُر يُوْنْنَ ۚ لَكَنَّا امْنُوْ اكْتَفْنَا عَنْهُمْ عَنَا ابَ الْخِنْزِي فِي الْحَيْوَةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعُنْهُمُ إلى حِيْنِ۞

ا. یہ بھی دراصل مخاطب امت کو سمجھایا جارہا ہے کہ تکذیب کا راستہ خسر ان اور تباہی کا راستہ ہے۔

۲. یہ وبی لوگ ہیں جو کفر ومعصیت اللی میں اسے غرق ہو پیکے ہوتے ہیں کہ کوئی وعظ ان پر اثر نہیں کرتا اور کوئی دلیل ان کے لیے کار گر نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ نافرمانیاں کر کر کے قبول حق کی فطری استعداد وصلاحیت کو وہ ختم کر لیے ہوتے ہیں، ان کی آنکھیں اگر تھلتی ہیں تو اس وقت، جب عذاب اللی ان کے سرول پر آجاتا ہے، تب وہ ایمان اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا۔ ﴿فَكَرُمِيكُ يَنْفَعُهُمُ إِنِّمَانُهُمُ لَهُ الْمُؤَابَالُسُنَا﴾ (المؤمن: ۸۵) (جب وہ جمارا عذاب دیکھ پیکے (اس وقت) ان کے ایمان نے ایمان نے انہیں کوئی فائدہ نہیں دیا۔

سال کو لا یہاں تحضیض کے لیے، ھالا کے معنی میں ہے یعنی جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا، ان میں کوئی ایک بھی بھی ایک کیوں نہ ہوئی جو ایسا ایمان لاتی جو اس کے لیے فائدے مند ہوتا، ہاں صرف یونس علیہ اُلی قوم ایک ہوئی ہے کہ جب وہ ایمان لے آئی تو اللہ نے اس سے عذاب دور کردیا۔ اس کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ یونس علیہ اُلی نے جب دیکھا کہ ان کی تبلیغ ودعوت سے ان کی قوم متاثر نہیں ہورہی تو انہوں نے اپنی قوم میں اعلان کردیا کہ فلاں فلاں دن تم پر عذاب آن کی تبلیغ ودعوت سے ان کی قوم متاثر نہیں ہورہی تو انہوں نے اپنی قوم میں اعلان کردیا کہ فلاں فلاں دن تم پر عذاب آجائے گا اور خود وہاں سے فکل گئے۔ جب عذاب بادل کی طرح ان پر اللہ آیا تو وہ پچوں، عورتوں حتیٰ کہ جائوروں سمیت ایک میدان میں جمح ہوگئے اور اللہ کی بارگاہ میں عائبزی وانکساری اور توبہ واستغفار شروع کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرماکر ان سے عذاب ٹال دیا ہے، تو انہوں نے اپنی توم کا حال معلوم کرتے رہنے میں انہیں جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم سے عذاب ٹال دیا ہے، تو انہوں نے اپنی تکذیب کے بعد اس قوم میں جانا پیند نہیں کیا بلکہ ان سے ناراض ہو کر وہ کسی اور طرف روانہ ہوگئے، جس پر وہ کشتی کا واقعہ پیش آیا (جس کی تفصیل این میں جانا پیند نہیں کیا بلکہ ان سے ناراض ہو کر وہ کسی اور طرف روانہ ہوگئے، جس پر وہ کشتی کا واقعہ پیش آیا (جس کی تفصیل ایک جب کہ ایمان لانا نافع نہیں ہو تا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے اس قانون سے مشتیٰ کر کے اس کے ایمان کو قوم کونس کا اِلَّا کہ جب کہ ایمان لانا نافع نہیں ہو تا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان نافع نہیں ہو تا۔ لیکن قر آن کر یم نے قوم کونس کا اِلَّا کہ جب ایمان نافع نہیں ہو تا۔ لیکن قر آن کر یم نے قوم کونس کا اِلَّا کہ جب ایمان باتھ جو استثناء کیا جو ہیلی تفسیر کی تائید کرتا ہے۔ وَاللَّهُ أَعْلُمُ بِالصَّوْلِ فِی

میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت (خاص)

تک کے لیے زندگی سے فائدہ اٹھانے (کا موقع) دیا۔

99. اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ

سب کے سب ایمان لے آتے،

(۲) تو کیا آپ لوگوں پر زبرد سی کرسکتے ہیں یہاں تک کہ وہ مومن ہی ہوجائیں۔

••ا. اور حالانکہ کی شخص کا ایمان لانا اللہ کے حکم کے بغیر ممکن نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر گندگی ڈال دیتا ہے۔

(۱۹)

1.1. آپ کہہ دیجیے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسانوں میں اور زمین میں ہیں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو نشانیاں اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتیں۔
۲۰۱ سو وہ لوگ صرف ان لوگوں کے سے واقعات کا انتظار کررہے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ آپ فرما دیجے کہ اچھا تو تم انتظار میں رہو میں بھی تمہارے دیجے کہ اچھا تو تم انتظار میں رہو میں بھی تمہارے

ۅٙڷۅٞۺؘٲٚٵٙڒڹڮڵٳڡڽؘڡؽؙ؋ۣٵڵڒؽۻػڷؙٲٛؗۿڿؽۼٵ ٵڡؘۜٲڹؙؾؙٮؙٛڴؚٳ۠ٵڶٮۜٵڛؘڂؾ۠ؽڮ۠ۏٮؙٚۊؙٲڡؙۏؙٙڡڹؽڹ۞

وَمَا كَانَ لِنَفُسِ اَنْ ثُوْمِنَ الآرِيادُنِ اللهِ ۗ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَفْقِلُونَ<sup>©</sup>

قُلِ انْظُرُوْامَاذَاقِ التَّلَوْتِ وَالْكَرْضِ ۗ وَمَانَّغُنِي الْالِثُ وَالثَّذُرُ مَنَّ قَوْمِ لَا يُؤْمِنُونَ ۞

فَهَلُ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ ٱيَّامِ الَّذِيثَ خَلَوَامِنُ قَدْلِهِمُ قُلْ فَانْتَظِرُوَا إِنِّي مَعَكُوُ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ®

ا. قرآن نے دنیوی عذاب کے دور کرنے کی صراحت تو کی ہے، اخروی عذاب کی بابت صراحت نہیں کی، اس لیے بعض مفسرین کے خیال میں اخروی عذاب ان سے ختم نہیں کیا گیا۔ لیکن جب قرآن نے یہ وضاحت کردی کہ دنیوی عذاب، ایمان لانے کی وجہ سے ٹالا گیا تھا، تو پھر اخروی عذاب کی بابت صراحت کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی ہے۔ کیوں کہ اخروی عذاب کا فیصلہ تو ایمان اور عدم ایمان کی بنیاد پر ہی ہونا ہے۔ اگر ایمان لانے کے بعد قوم یونس اپنے ایمان پر قائم رہی ہوگی، (جس کی صراحت یہاں نہیں ہے) تو یقیناً وہ اخروی عذاب سے بھی محفوظ رہے گی۔ البتہ بصورت دیگر عذاب سے بچا صرف دنیا کی حد تک ہی ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۲. لیکن اللہ نے ایسا نہیں چاہا، کیونکہ یہ اس کی اس حکمت ومصلحت کے خلاف ہے، جے مکمل طور پر وہی جانتا ہے۔ یہ اس لیے فرمایا کہ نبی کریم حَلَّ اللّٰہِ عَلَیْ اللّٰہِ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ مشیت اللّٰی، جو حکمت بالغہ اور مصلحت راجحہ پر مبنی ہے، اس کی مقتضی نہیں۔ اس لیے آگے فرمایا کہ آپ لوگوں کو زبردستی ایمان لانے پر کیسے مجبور کرسکتے ہیں؟ جب کہ آپ کے اندر اس کی طاقت ہے نہ اس کے آپ مکلف ہی ہیں۔ سر گندگی سے مرادعذاب یا کفر ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کی آیات پر غور نہیں کرتے، وہ کفر میں ہی مبتلا رہتے ہیں اور یوں عذاب کے مستحق قراریاتے ہیں۔

ؿؙۊؽ۠ۼۣۜؿؙۯؙڛؙػٮٚٵۅؘٲڷۮؚؠؽٵؗڡٮؙؙٷ۠ٳػۮٳڮٷۦػڟؖٵ ٵؘڲؠؙڬٵٚڂٛۼؚۅٲڵؠٷؙڝڹؽؙؾ۞۠

قُلْ يَالَتُهُ التَّاسُ إِنَ كُنْتُدُونَ شَكِّ مِّنَ دِيْنِي فَكَا اَعْبُ الَّذِينَ تَعْبُدُ وُنَ مِنْ دُونِ اللهِ وَلَكِنَ اَعْبُدُ اللهَ الَّذِي يُ يَتَوَقِّدُ كُوْ \* وَالْمِرْتُ اَنَ الْمُؤْمِنُ اَنَ الْمُؤْمِنُ لَنَ الْمُؤْمِنُ لَنَ

وَانُ)قِوْ وَجُهُكَ لِللِّيئِنِ حَنِيْفًا ۗ وَلِاتَّأُوْنَتَكُونَ مِنَ الْمُشْرِكِنُ۞

> وَلاَتَنُخُمِنُ دُوْنِ اللهِ مَالاَيْفَعُكَوَلاَ يَضُرُّلُوَ ۚ قَالَ فَعَلْتَ فَالنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِدِينَ ۞

ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔

سال کیر ہم اپنے پنجم وں کو اور ایمان والوں کو بچالیت شے، اسی طرح ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

100 اور یہ کہ اپنا رخ یکسو ہو کر (اس) دین کی طرف کر لینا، (۵) اور مجھی مشر کول میں سے نہ ہونا۔

۱۰۱ اور اللہ کو جھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی ضرر پہنچا سکے۔ پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے

1. یعنی یہ لوگ، جن پر کوئی دلیل اور دھمکی اثر انداز نہیں ہوتی، البذا ایمان نہیں لاتے۔ کیا اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے ساتھ بھی وہی تاریخ دہر ائی جائے جن سے بچھلی امتیں گزرچکی ہیں۔ یعنی اہل ایمان کو بچاکر (جیسا کہ اگلی آیت میں صراحت ہے) باقی سب کو ہلاک کردیا جاتا تھا۔ اگر اس بات کا اقتظار ہے تو ٹھیک ہے، تم بھی انتظار کرو، میں بھی انتظار کررہا ہوں۔

۲. اس آیت میں اللہ تعالی اپنے آخری پیغیر حضرت محمد رسول اللہ منگا تیا تی کو علم فرمارہا ہے کہ آپ تمام لوگوں پر یہ واضح کردیں کہ میرا طریقہ اور مشرکین کا طریقہ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

٣. ليخي اگر تم ميرے دين كے بارے ميں شك كرتے ہو، جس ميں صرف ايك الله كي عبادت ہے اور يہى دين حق ہو۔ ہے نہ كہ كوئى اور تو ياد ركھو كہ ميں ان معبودوں كى كبھى اور كسى حال ميں عبادت نہيں كروں گا، جن كى تم كرتے ہو۔ ٢٠. ليخى موت وحيات اى كے ہاتھ ميں ہے، اى ليے جب وہ چاہے تہميں ہلاك كرسكتا ہے، كيونكہ انسانوں كى جانيں اى كے ہاتھ ميں ہيں۔ كے ہاتھ ميں ہيں۔

۵. حَنِیْفٌ کے معنی ہیں۔ یک سو، لیعنی ہر دین کو چھوڑ کر صرف دین اسلام کو اپنانا اور ہر طرف سے مند موڑ کر صرف ایک الله کی طرف یکسوئی سے متوجہ ہونا۔

ہو جاؤگے۔(۱)

ڡٙٳڽؙؾؠؙڛڛؙػٳۺ۠ٷۑڞ۫ڗۣۜڣؘڵڒػٳۺڡؘۘڵۿٙٳٞڵۿۅٞۧ ۄؘڶؿ۠ڔۣۮٷڿؽڕٟ۫ڣؘڵڒڒٙڐڵؚڣؘڞ۬ڸ؋ؽؙڝؽۘڮ؈ۭڡؽؙ ؿۜؿٵٛٷؿ۫ۼڔڶڋ؋ٷۿۅٵڵۼؘڣؙۅؙۯٵڵڗۣۜڿؽٷ

قُلْ يَائِهُا النَّاسُ قَلُ جَائِمُ كُوُ الْحَقُّ مِنْ رَّيِّكُوُّ فَهَنِ اهْتَدَاى فَإِنَّهَ اَيَهُتَدِى لِنَفْسِهُ وَمَنْ ضَلَّ فَاتُهَا يَضِلُّ عَلَمُهَا وْمَاّ اَنَا عَلَكُمْ يُوكِيلِ

2 • 1. اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجر اس کے اور کوئی اس کے اور کوئی اس کے اور کوئی اس کے دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں، (۱) وہ اپنا فضل اپنے بندول میں سے جس پر چاہے نچھاور کردے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔

۱۰۸ آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے پہنچ چکا ہے، (۳) اس لیے جو شخص راہ راست پر آجائے سو وہ اپنے واسطے راہ راست پر آجائے سو وہ اپنے واسطے راہ راست پر آخ گا(۳) اور جو شخص بے راہ رہے گا تو اس کا بے راہ ہونا اس پر پڑے گا(۵) اور میں تم پر مسلط نہیں کیا گیا۔ (۲)

ا. یعنی اگر اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کو آپ پکاریں گے جو کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہیں، تویہ ظلم کا ار تکاب ہوگا۔ نظلم کے معنی ہیں وَضْعُ الشَّیْءِ فِیْ غَیْرِ مَحلَّهِ کسی چیز کو اس کے اصل مقام سے ہٹاکر کسی اور جگہ رکھ دینا۔ عبادت چونکہ صرف اس اللہ کا حق ہے جس نے تمام کا نات بنائی ہے اور تمام اساب حیات بھی وہی مہیا کرتا ہے تو اس مستق عبادت و تعلیم عظیم مستق عبادت کو خیمور کر کسی اور کی عبادت کرنا، گویا عبادت کا نہایت ہی غلط استعمال ہے۔ اسی لیے شرک کو ظلم عظیم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہاں بھی خطاب اگرچہ نبی منگا پھیٹا کو ہے لیکن اصل مخاطب افراد انسانی اور امت محمد یہ ہے۔

۲. خیر کو یہاں فضل سے اس لیے تعبیر فرمایا کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کے ساتھ جو بھلائی کا معاملہ فرماتا ہے، اعمال کے اعتبار سے اگرچہ بندے اس کے مستق نہیں۔ لیکن یہ محض اس کا فضل ہے کہ وہ اعمال سے قطع نظر کرتے ہوئے، انسانوں پر پھر بھی رحم وکرم فرماتا ہے۔

۳. حق سے مراد قرآن اور دین اسلام ہے جس میں توحید البی اور رسالت محمدید پر ایمان نہایت ضروری ہے۔ ۸. لینی اس کا فائدہ اس کو ہوگا کہ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے چکے جائے گا۔

۵. لیعنی اس کا نقصان اور وبال اس پر پڑے گا کہ قیامت کو جہنم کی آگ میں جلے گا۔ گویا کوئی ہدایت کا راستہ اپنائے گا، تو اس سے اللہ کی تو اس سے اللہ کی اللہ کی طاقت میں اضافہ نہیں ہوجائے گا اور اگر کوئی کفر وضلالت کو اختیار کرے گا تو اس سے اللہ کی حکومت وطاقت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوجائے گا۔ گویا ایمان وہدایت کی ترغیب اور کفر وضلالت سے بچنے کی تاکید وترہیب، دونوں سے مقصد انسانوں ہی کی بھلائی اور خیر خواہی ہے۔ اللہ کی این کوئی غرض نہیں ہے۔

۲. لینی یہ ذمہ داری مجھے نہیں سونی گئ ہے کہ میں ہر صورت میں تمہیں ملمان بناکر چھوڑوں بلکہ میں تو صرف

وَاتَّنِعُ مَا يُوْحِيَ إِلَيْكَ وَاصْبِرُحَتِّي يَحَكُمُ اللَّهُ

وَهُو خَنُرُ الْحِيمِينَ الْحَ

1•9. اور آپ اس کی اتباع کرتے رہیے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور صبر کیجیے<sup>(۱)</sup> یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرنے والوں میں اچھا ہے۔ (۲)

بشیر اور نذیر اور مبلغ اور داعی ہوں۔ میرا کام صرف اہل ایمان کو خوشخبری دینا، نافرمانوں کو اللہ کے عذاب اور اس کے مواخذے سے ڈرانا اور اللہ کے پیغام کی دعوت و تبلیغ ہے۔ کوئی اس دعوت کو مان کر ایمان لا تا ہے تو ٹھیک ہے، کوئی نہیں مانیا، تو میں اس بات کا مکلف نہیں ہوں کہ اس سے زبردستی منواکر چھوڑوں۔

ا. الله تعالی جس چیز کی وحی کرے، اسے مضبوطی سے پکڑلیں، جس کا امر کرے، اسے عمل میں لائیں، جس سے روکے، رک جائیں اور کسی چیز میں کو تاہی نہ کریں۔ اور وحی کی اطاعت واتباع میں جو تکلیفیں آئیں، مخالفین کی طرف سے جو ایذائیں پہنچیں اور تبلیغ ودعوت کی راہ میں جن دشواریوں سے گزرنا پڑے، ان پر صبر کریں اور ثابت قدمی سے سب کا مقابلہ کریں۔

۲. کیونکہ اس کا علم بھی کامل ہے، اس کی قدرت وطاقت بھی وسیع ہے اور اس کی رحمت بھی عام ہے۔ اس کیے اس سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟

#### سورہ ہود کلی ہے اور اس کی ایک سو تیسکیس آیتیں۔ اور دس رکوع ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. الآ، یہ ایک ایی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئ ہیں، (۱) پھر صاف صاف بیان کی گئ ہیں (۲) ایک حکیم باخبر کی طرف ہے۔ (۲)

۲. یہ کہ اللہ کے سواکسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔
۳. اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اسی کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقرر تک اچھا سامان (۳) (زندگی) دے گا اور ہر زیادہ عمل

# شِوْلَةُ هُوْلِا ﴿

### بِسُ عِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

الَّزِّكِيْكُ أَحُكِمَتُ النَّهُ ثُمَّ فُصِّلَتُ مِنُ لَّدُنُ حَكِيْمٍ خِيْدِكُ

ٵۜ؆ؾۼؙڹؙۮؙۏٙٳٳڒٳٳڸڎٳٳؾٚؽ۬ڰڴۄٝڡؚۜڹٛۿؙڬۮؚؽڒٷۜؽؿؽڒ<sup>ٛ</sup>

ۉٵٙڹٳۺؾۼٛڣۯؙۅٛٳڒڰؽؙٷ۫ؿڗؙڎؙٷٛٳڵڶؽ؋ؽؙؠؾٚۼڬ۠ۄ۫ڡٞؾٵڠٵ ڂڛؘڵٳڮٲۻٟڸۺ۠ڿؽٷؽٷؙۻؚػؙڰۜڿؽؙڣڞؙڸ ڣڞ۬ڵۿٷٳڽٛٷڰۅؙٵڣٳڮٞٲڂٵڡؙۼڵڹڬڎؙۼۮٵٮ

ا. لیعنی الفاظ و نظم کے اعتبار سے اتنی محکم اور پختہ ہیں کہ ان کی ترکیب اور معنی میں کوئی خلل نہیں۔

بیر اس میں احکام وشر ائع، مواعظ و قصص، عقائد وائیانیات اور آداب واخلاق جس طرح وضاحت اور تفصیل سے بیان
 کیے گئے ہیں، چھپل کتابوں میں اس کی نظیر نہیں آئی۔

سر لیعنی اپنے اقوال میں مکیم ہے، اس لیے اس کی طرف سے نازل کردہ باتیں حکمت سے خالی نہیں اور وہ خبیر بھی ہے لیعن تمام معاملات اور ان کے انجام سے باخبر ہے۔ اس لیے اس کی باتوں پر عمل کرنے سے بی انسان برے انجام سے بی سکتا ہے۔ سم یہاں اس سامان دنیا کو جس کو قرآن نے عام طور پر "متاع غرور" دھوکے کا سامان۔ کہا ہے، یہاں اسے "متاع حسن" قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو آخرت سے غافل ہوکر متاع دنیا سے استفادہ کرلے گا، اس کے لیے یہ متاع غرور ہے، کیونکہ اس کے بعد اسے برے انجام سے دوچار ہونا ہے اور جو آخرت کی تیاری کے ساتھ ساتھ اس سے فائدہ اٹھائے گا، اس کے لیے یہ چند روزہ سامان زندگی متاع حسن ہے، کیونکہ اس نے اسے اللہ کے احکام کے مطابق برتا ہے۔ قدرت رکھتا ہے۔

دن<sup>(۱)</sup> کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

کومرکینر©

إِلَى اللهِ مَرْجِعُكُةً وَهُوَعَلِي كُلِّ شَيْعً وَلَهُ وَاللهِ عَلَى اللهِ مَرْجِعُكُةً وَهُوعَلِي كُلِّ شَيْعً وَلَيْنَ

ٱلْأَانَّهُ وَتَنْهُ إِنْ صُلُورَهُ وَلِسَنَتَ فَقُوامِنَهُ ٱلْإِحِانَ يَسْتَغُنُّونَ ثِيابَهُمْ يَعُلُومًا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيْمُ لِبَنَّاتِ الصُّدُونِ ۗ

وَمَامِنُ دَآتِهِ فِي الْأَرْضِ الْاعْلَى اللهِ رِزُقُهَا وَيَعُلُهُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلُّ فِي كِتْبِ مِّبِينِينَ

۵. ماد رکھو وہ لوگ اپنے سینوں کو دہرا کے دیتے ہیں تاکہ اپنی باتیں (اللہ) سے چھیا سکیں۔(۲) یاد رکھو کہ وہ لوگ جس وقت اپنے کپڑے لیٹتے ہیں وہ اس وقت بھی سب جانتا ہے جو کچھ وہ چھیاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں بالیقین وہ دلوں کے اندر کی باتیں جانتا ہے۔ ٢. اور زمين پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزباں اللہ تعالیٰ پر ہیں<sup>(۳)</sup> وہی ان کے رہنے سہنے کی جگہ کو جانتا ہے اور ان کے سونیے جانے<sup>(۴)</sup>

کرنے والے کو زبادہ ثواب دے گا۔ اور اگر تم لوگ

اعراض کرتے رہے تو مجھ کو تمہارے لیے ایک بڑے

سم. تم کو اللہ ہی کے یاس جانا ہے اور وہ ہر شے پر بوری

ا. بڑے دن سے مراد قیامت کا دن ہے۔

۲. اس کی شان نزول میں مفسرین کا اختلاف ہے، اس لیے اس کے مفہوم میں بھی اختلاف ہے۔ تاہم صحیح بخاری (تفسر سورة ہود) میں بیان کردہ شان نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو غلبہ حیاء کی وجہ سے قضائے حاجت اور ہوی ہے ہم بستری کے وقت برہنہ ہونا پیند نہیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہاہے، اس لیے ایسے موقعوں پروہ شرم گاہ کو چھیانے کے لیے اپنے سینوں کو دہرا کر لیتے تھے۔ اللہ نے فرمایا کہ رات کے اندھیرے میں جب وہ بسترول میں اپنے آپ کو کپٹروں میں ڈھانپ لیتے تھے، تو اس وقت بھی وہ ان کو دیکتا اور ان کی چپھی اور علانیہ باتوں کو جانتا ہے۔ مطلب یہ کہ شرم وحیاء کا جذبہ اپنی جگہ بہت اچھا ہے کیکن اس میں اتنا غلو اور افراط بھی صحیح نہیں، اس لیے کہ جس ذات کی خاطر وہ ایسا کرتے ہیں اس سے تو پھر بھی وہ نہیں حصیب سکتے، تو پھر اس طرح کے تکلف کا کیا فائدہ؟

س. لیعنی وه کفیل اور ذہبے دار ہے۔ زمین پر چلنے والی ہر مخلوق، انسان ہو یا جن، چرند ہو یا پرند، چھوٹی ہو یا بڑی، بحری ہو یا بری۔ ہر ایک کو اس کی نوعی یا جنسی ضروریات کے مطابق وہ خوراک مہیا کرتا ہے۔

۷. متقر اور مستودع کی تعریف میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک منتہائے سیر (لیعنی زمین میں چل پھر کر جہال رک حائے) مستقر سے اور جس کو ٹھکانہ بنائے وہ مستورع ہے۔ بعض کے نزدیک رحم مادر مستقر اور باب کی صلب مستورع ہے اور لبعض کے نزدیک زندگی میں انسان یا حیوان جہاں رہائش پذیر ہو، وہ اس کا مستقر ہے اور جہاں مرنے کے بعد دفن

وَهُوَالَّذِي ُحَكَّ السَّهٰوْتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ اَتَيَامِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاّءِ لِيبُكُوْكُو اَيُكُو اَحْسَنُ عَمَلاً وَلَمِنْ قُلْتَ إِنَّكُوْمَبُعُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيُقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوْاَ إِنْ هُذَا إِلَّاسِحُرُّمُٰدِ بِينَ ۞

ۅؘڵۺؘٲڂٞۯؙڹٵۼٮٛ۫ۿؙۉٳڵۼڬٵٮٳڵۣٲٲؿۊ۪ۜ۫ۺؖۼٮ۠ۉؙۮۊ۪ ڵێؿؙۛۅؙڵڹۜٞڡؘٳڲڣؚڛؙڎؙٵڒڹۅ۬ڡٙؾٳؾؿۿؚۄۛڵۺؘڡٞڞؙۯۅؙٵ ۼٮ۫ۿؙڎۘۅؘػٵؿۑۿؚڞۘڟٵٛٮ۠ۏ۠ٳڔؠؽۺؘؿۿؘۯؙٷڹٛ

کی جگہ کو بھی، سب کچھ واضح کتاب میں موجود ہے۔

2. اور اللہ ہی وہ ہے جس نے چھ دن میں آسانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا(ا) تاکہ وہ تہمیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل والا کون ہے، (ا) اگر آپ ان سے کہیں کہ تم لوگ مرنے کے بعد اٹھا کھڑے کے جاؤگے تو کافر لوگ پلٹ کر جواب دیں گے کہ یہ تو صاف صاف جادو ہی ہے۔

٨. اور اگر ہم ان سے عذاب کو گنی چنی مدت تک کے لیے پیچھے ڈال دیں تو وہ ضرور پکار اٹھیں گے کہ عذاب کو کون سی چیز روکے ہوئے ہے، سنو جس دن وہ ان کے پاس آئے گا پھر ان سے ٹلنے والا نہیں پھر تو جس چیز کی ہنسی اڑا رہے تھے وہ انہیں گھیر لے گی۔ (٣)

ہو، وہ مستودع ہے۔ (تغیر ابن کیر) امام شوکانی کہتے ہیں، مستقر سے مراد رحم مادر اور مستودع سے وہ حصہ زمین ہے جس میں دفن ہو اور امام حاکم کی ایک روایت کی بنیاد پر اس کو ترجیح دی ہے۔ بہر حال جو بھی مطلب لیا جائے، آیت کا مفہوم واضح ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک کے مستقر ومستودع کا علم ہے، اس لیے وہ ہر ایک کو روزی پہنچانے پر قادر ہے اور دے دار ہے اور وہ این ذمے داری یوری کرتا ہے۔

ا. يمي بات صحيح احاديث ميس بھي بيان كى گئى ہے۔ چنانچ ايك صديث ميس آتا ہے كه "الله تعالى نے آسان وزمين كى تخليق سے پچاس ہزار سال قبل، مخلوقات كى تقدير كھى، اس وقت اس كا عرش پانى پر تھا"۔ (صحيح مسلم، كتاب القدر. نيز ركھى، حصيح البخاري، كتاب بدء الخلق)

۲. لینی یہ آسان وزمین یوں ہی عبث اور بلا مقصد نہیں بنائے، بلکہ اس سے مقصود انسانوں (اور جنوں) کی آزمائش ہے کہ کون اچھے اعمال کرتا ہے؟

ملحوظہ: اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ کون زیادہ عمل کرتا ہے بلکہ کون زیادہ اچھے عمل کرتا ہے۔ اس لیے کہ اچھا عمل وہ ہوتا ہے جو صرف رضائے اللی کی خاطر ہو اور دوسرایہ کہ وہ سنت کے مطابق ہو۔ ان دو شرطوں میں سے ایک شرط بھی فوت ہوجائے گی تو وہ اچھاعمل نہیں رہے گا، پھر وہ چاہے کتنا بھی زیادہ ہو اللہ کے بال اس کی کوئی جیشیت نہیں۔ سل یہاں استعجال (جلد طلب کرنے) کو استہزاء سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ استعجال، بطور استہزاء ہی ہوتا تھا۔ بہر حال مقصود یہ سمجھانا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاخیر پر انسان کو غفلت میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے، اس کی گرفت کسی بھی وقت ہوسکتی ہے۔

وَلِينُ اَدْفُنَا الْرِنْمَانَ مِثَارَحُمَةً ثُوَّنَرَعْنَهَا مِنُهُ إِنَّهُ لِيَوُسُ كَفُورُ۞

ۅؘڵؠۣڹٛٲۮؘؿؙٮ۬ؗ۠ٛٛٛڬۼؙؠٵؘٛٷػػڞؘڗٳٚٶڝۜؾؙؙ۫ؖڰؙڸؿؙۊؙڮۜ ۮؘۿۜڹۘٵڶڛۜؾ۪ٵ۠ٮٛۘۼؚڹۨٞؿٝٳؾۜٛٷؘڶڡؘ۫ڔۣڂٛڣٛٷٛڒٞ

ٳڰٳٲێڹؽؽؘڝۘڹۯٷٲۅؘۘٛۘۼؠڵۅؗٳڶڞڸۣڂؾؚٵۅؙڵؠٟۧڬ ڵۿؙۮؚ؞ٞۼ۫ڣؘۯة۠ٷۜٲڿڒ۠ڲؚٮؽ۬ڒٛ۫

اور اگر ہم انسان کو اپنی کسی نعمت کا ذائقہ چکھاکر
 پھر اسے اس سے لے لیں تو وہ بہت ہی ناامید اور بڑا ہی ناشکرا بن جاتا ہے۔

• ا. اور اگر ہم اسے کوئی نعمت چکھائیں اس سخق کے بعد جو اسے پہنچ چک تھی، تو وہ کہنے لگتا ہے کہ بس برائیاں مجھ سے جاتی رہیں، (۲) یقیناً وہ بڑا ہی اترانے والا شخی خور ہے۔ (۳) اللہ سوائے ان کے جو صبر کرتے ہیں اور نیک کاموں میں لگ رہتے ہیں۔ انہی لوگوں کے لیے بخشش بھی ہے اور بہت بڑا نیک (۳) بدلہ بھی۔

أُمَّةً كَ مِحْلَف مفہوم: آیت نمبر ۸ میں أُمَّةً كا لفظ آیا ہے۔ یہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مختلف مفہوم میں استعال ہوا ہے۔ یہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مختلف مفہوم میں استعال ہوا ہے۔ یہ أُمَّ سے مشتق ہے، جس کے معنی قصد کے ہیں۔ یہاں اس کے معنی اس وقت اور مدت کے ہیں جو نزول عذاب کے لیے مقصود ہے، (نُّ القدی) سورہ یوسف کی آیت ۵۵ ﴿وَالدُّکُوبَکُ اُمْدَا اِسَ کَ علاوہ جن معنوں میں اس کا استعال ہوا ہے، ان میں ایک امام وبیشوا ہے۔ جیسے ﴿وَالدَّوْفِيْكُوكُانَ اُمْدَا ﴾ (النحل: ۱۳۰)، ملت اور دین ہمنوں میں اس کا استعال ہوا ہے، ان میں ایک امام وبیشوا ہے۔ جیسے ﴿وَالدَّوْفِيْكُوانَ اُمْدَا ﴾ (الزحوف: ۲۳)، جماعت اور طاکفہ ہے جیسے ﴿وَالدَّاوَرَدَمَا مُمَدُینَ وَجَدَ عَلَیْ اُمْدَا ﴾ الذَّاسِ ﴾ (القصص: ۲۳) ﴿وَمِنْ قَوْمُ مُوسِّی اُمْدَا ﴾ (الأعراف: ۱۹۵) وغیرہا۔ وہ مخصوص گروہ یا قوم ہے جس کی طرف کوئی رسول مبعوث ہو ﴿وَوَلِكُلِّ اُمْدَوْرُ ﴾ (یونس: ۲۷) اس کو امت وعوت بھی کہتے ہیں۔ اور اس طرح پنیمبر پر ایمان لانے والوں کو بھی امت یا امت اتباع یا امت اجابت کہا جاتا ہے۔ (ابن کش)

ا. انسانوں میں عام طور پر جو ندموم صفات پائی جاتی ہیں اس میں اور اگلی آیت میں ان کا بیان ہے۔ ناامیدی کا تعلق مستقبل سے ہے اور ناشکری کا ماضی وحال ہے۔

٢. لعني سمجھتا ہے كه تختيوں كا دور گزرگيا ہے، اب اسے كوئي تكليف نہيں آئے گا۔

سم. لینی جو کچھ اس کے پاس ہے، اس پر اتراتا اور دوسروں پر فخر وغرور کا اظہار کرتا ہے۔ تاہم ان صفات مذمومہ سے اہل ایمان اور صاحب اعمال صالحہ مشتیٰ بین جیسا کہ اگلی آیت سے واضح ہے۔

4. یعنی اہل ایمان، راحت وفراغت ہو یا تنگی اور مصیبت، دونوں حالتوں میں اللہ کے احکام کے مطابق طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ نبی عُلَّا اللَّهِ عُلَا فَرَایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالی مومن کے لیے جو بھی فیصلہ فرماتا ہے، اس میں اس کے لیے بہتری کا پہلو ہوتا ہے۔ اگر اس کو راحت پہنچتی ہے تو اس پر اللہ کا شکر کرتا ہے، جو اس کے لیے بہتر (یعنی اجر کا باعث) ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو

فَكَعَلَّكَ تَارِكُ نَعْضَ مَا يُوْخَى اِلَيْكَ وَضَآنِقٌ بِهٖ صَدُرُكَ اَنُ يَّقُوْلُوْ الْوُلَا اُثْرِلَ عَلَيْهِ كَنُرُّ ٱوْجُآءَ مَعَهُ مَلَكُ إِنَّمَا اَنْتُ نَذِيئُرُّ وَاللهُ عَلَى كُلِّ شَنَّ الْوَكِيدُكُ ۚ

اَمَرَيُّوُوُلُونَ افْتَرِلُهُ قُلْ فَأْنُوْالِعَشْرِسُورِمِّنَّلِهِ مُفْتَرَيْتٍ وَادْعُوامِنِ اسْتَطَعْتُومِّنُ دُونِ اللهِ اِنْ كُنْتُومُ لِي قِيْنَ ﴿

11. پس شاید که آپ اس وحی کے کسی حصے کو چھوڑ دینے والے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی جاتی ہے اور اس سے آپ کا دل تنگ ہے، صرف ان کی اس بات پر کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اترا؟ یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ ہی آتا، سن کیجے آپ تو صرف ڈرانے والے ہی ہیں (۱) اور ہر چیز کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو اسی نے گھڑا ہے۔ جواب دیجیے کہ پھر تم بھی اسی کے مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سواجے چاہو اپنے ساتھ بلا بھی لو اگر تم سے ہو۔(۲)

صبر كرتا ہے، يہ بھى اس كے ليے بہتر (يعنى اجر و تواب كا باعث) ہے يہ امتياز ايك مومن كے سواكى كو حاصل نہيں "۔ (صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب المؤمن أمره كله خير) اور ايك اور حديث ميں فرمايا كه "مومن كو جو بھى فكر وغم اور تكليف بہنچتى ہے حتى كه اسے كانٹا چہتا ہے تو اللہ تعالى اس كى وجہ سے اس كى غلطياں معاف فرما ديتا ہے"۔ (مند احم، جادم، ص م) سورة معارج كى آيات 19، ٢٢ ميں بھى يہ مضمون بيان كيا گيا ہے۔

ا. مشرکین نبی عَلَیْشِیْم کی بابت کہتے رہتے تھے کہ اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں ہوتا، یا اس کی طرف کوئی خزانہ کیوں نہیں اتارد یا جاتا۔ (الفرقان: ۸) ایک دوسرے مقام پر فرمایا گیا "ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ آپ کی بابت جو باتیں کہتے ہیں، ان سے آپ کا سینہ ننگ ہوتا ہے" (المحجر: ۹۸) اس آیت میں انہیں باتوں کے حوالے سے کہا جارہا ہے کہ شاید آپ کا سینہ ننگ ہو اور کچھ باتیں جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہیں اور وہ مشرکین پر گراں گزرتی ہیں، ممکن ہے آپ وہ انہیں سنانا پہند نہ کریں۔ آپ کا کام صرف انذار و تبلیغ ہے، وہ آپ ہر صورت میں کیے جائیں۔

ڣؘٳڰؗۄ۬ؽٮؙؾٙڿؚؽڹٛٷٳػؙۿؙٷٵڡؙڬؠٛٞۅۧٳٲٮۜٞػٲٲؙڹٛڗڶۑۼؚڵۄؚٳڶڰ ۅٙٲؽؙڒۜٳڵۮٳڵڒۿؙۅ۠ۧڣۿڵٲڹؙؿؙۄؙۺٝۮڸۿۅ۫ؽ®

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْخَيْوَةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَقِّ الَيْهُومُ اَعْمَالُهُوْ فِيْهَا وَهُوْ فِيْهَا لائِبْخَسُونَ۞

ٲۅؙڵؠٟڬ۩ێڹؽ۬ڮۺؙڵۿؗڎ؈۬ٲڵڿۯۊؚٳڵٳٳڵڴٳڗؖ ۅؘڂؠؚڟڡٵڝؘٮٞۼؙۅ۠ٳڣؽۿٵۅؘڹۘڟؚڵٞڡۜٵػٳڹٷ ڽۼؠٮؙۅؙڹ۞

افَكَنُ كَانَ عَلَى بَيِنَّتَ قِتِّنُ تَرَّبِهٖ وَيَتَالُونُهُ شَاهِنُ مِّنُهُ وَمِنُ قَبُلِهِ كِتَابُمُونِي إِمَامًا قَرَحُمَةٌ أُولِلٍكَ يُوْمِنُونَ بِهِ وَمَنُ يَتَكُفُّ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالْنَارُمُوعُدُمُنُ قَلَاتَكُ فِي مِرْدَةٍ مِنَّا الْأَحْزَابِ

۱۳ پھر اگر وہ تمہاری اس بات کو قبول نہ کریں تو تم یقین سے جان لوکہ یہ قرآن اللہ کے علم کے ساتھ اتارا گیا ہے اور یہ کہ اللہ کے سواکوئی معبود نہیں، پس کیا تم مسلمان ہوتے ہو؟(۱)

10. جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدله) میمیں بھر پور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کی نہیں کی جاتی۔

17. ہاں یبی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور پچھ نہیں اور جو پچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو پچھ ان کے اعمال تقے سب برباد ہونے والے ہیں۔ (۲)

1. کیا وہ شخص جو اپنے رب کے پاس کی دلیل پر ہو اور اس سے اللہ کی طرف کا گواہ ہو اور اس سے پہلے موسیٰ (عَالِیَا اِک کی کتاب (گواہ ہو) جو پیشوا اور رحمت ہے (اوروں کے برابر ہوسکتا ہے؟)۔(۳) یہی لوگ ہیں

ا. یعنی کیا اس کے بعد بھی کہ تم اس چیلنج کا جواب دینے سے قاصر ہو، یہ ماننے کے لیے کہ یہ قرآن اللہ ہی کا نازل کردہ ہے آمادہ نہیں ہو اور نہ مسلمان ہونے کے لیے تیار ہو؟

۲. ان دو آیات کے بارے میں بعض کا خیال ہے کہ اس میں اہل ریا کا ذکر ہے، بعض کے بزدیک اس سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں اور بعض کے بزدیک اس میں طالبان دنیا کا ذکر ہے۔ کیونکہ دنیا دار بھی جو بعض اچھے عمل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی جزاء انہیں دنیا میں دے دیتا ہے، آخرت میں ان کے لیے سوائے عذاب کے اور پچھ نہیں ہوگا۔ اسی مضمون کو قرآن مجید میں سور کم بنی اس ائیل، آیات: ۱۸، ۲۱ اور سور کا شوریٰ، آیت: ۲۰ میں بیان کیا گیا ہے۔

س. متکرین اور کافرین کے مقابلے میں اہل فطرت اور اہل ایمان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ "اپنے رب کی طرف سے دلیل" سے مراد، وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالی نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے اور وہ ہے اللہ واحد کا اعتراف اور اس کی عبادت۔ جس طرح کہ نبی منگائیٹی کا فرمان ہے کہ "ہر بچے فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے بعد اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی، یا مجموعی بنادیت جیں۔ "(صحیح البخاری، کتاب الجناز وصلم، کتاب القدر) یَتُلُوہُ کے معنی جیں، اس کے پیچے۔ یعنی اس

مِنْ رَّتِكِ وَلِكِنَّ ٱكْثَرَّالِكَاسِ لَايْؤُمِنُونَ<sup>©</sup>

ۅؘڡۜڹٛٲڟ۬ڬۄؙڝؚؾٙڹؚٲڡٛ۬ؗڗٙؽۼٙڶ۩ؗؾڮڹۘڔٞ۠ؗٵؙٞۅؙڵڸ۪ٚڬ ؽۼۯڞؙۅؙڹۼڶڒؚۼۣۿؚۮۅؘؿڠؙۅؙڶٵٝڒۺ۫ۿٵۮۿۅؙٛڵڒؘٛۛ ٵٮٞۮؚؽؙؽػۮؘڹؙۅٛٵۼڶڒڽؚۿؚۓٵڵڶۼؙڎؙٲ۩ڵۼ

جو اس پر ایمان رکھتے ہیں، (') اور تمام فرقوں میں سے جو بھی اس کا منکر ہو اس کے آخری وعدے کی جگہ جہنم (۲) ہے، پس تو اس میں کسی قتم کے شبہ میں نہ رہ، یقیناً یہ تیرے رب کی جانب سے سراسر برحق ہے، لیکن اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہوتے۔ (۲)

1. اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے (\*\*) یہ لوگ اپنے پرورد گار کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور سارے گواہ کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں

کے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک گواہ بھی ہو، گواہ سے مراد قرآن، یا محمد منگانیٹی ہیں، جو اس فطرت صحیحہ کی طرف دعوت دیتے اور اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اور اس سے پہلے مولی علیٹیا کی کتاب تورات بھی جو پیشوا بھی ہے اور رحمت کا سبب بھی ہے۔ یعنی یہ کتاب مولی علیٹیا بھی قرآن پر ایمان لانے کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک وہ شخص ہے جو منکر وکافر ہے اور اس کے مقابلے میں ایک دوسرا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل پر قائم ہے، اس پر ایک گواہ (قرآن، یا پیغیر اسلام منگانیٹیم) بھی ہے، اس طرح اس سے قبل نازل ہونے والی کتاب "تورات" میں بھی اس کے لیے پیشوائی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اور وہ ایمان لے آتا ہے کیا یہ دونوں شخص برابر ہوسکتے ہیں؟ یعنی یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ایک مومن ہے اور دوسرا کافر۔ ایک ہر طرح کے دلائل سے لیس ہے دوسرا بالکل خالی ہے۔

۲. تمام فرقول سے مراد، روئے زمین پر پائے جانے والے نداہب ہیں، یہودی، عیمائی، زرتشق، بدھ مت، مجوس اور مشرکین و کفار وغیرہم، جو بھی حضرت محمد رسول اللہ عَلَيْظِمْ پر ایمان نہیں لائے گا، اس کا شکانا جہنم ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جسے اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے «قشم ہے» اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے» اس امت کے جس یہودی، یا عیمائی نے بھی میری نبوت کی بابت سنا اور پھر مجھ پر ایمان نہیں لایا، وہ جہنم میں جائے گا" (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا محمد صلی الله علیه وسلم إلی جمیع الناس) یہ مضمون اس سے قبل سور ہ بقرہ، آیت: ۲۲ اور سور ہ نباء آیت: ۱۵ میں بھی گرر یکا ہے۔

س. یہ وہی مضمون ہے جو قرآن مجید کے مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ ﴿ وَمَآ اَکُنُوْالتَالِس وَلُوْحَوَّتَ بِمُؤْونِدُین﴾
 (ایست: ۱۰۰) (تیری خواہش کے باوجود اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے)۔ ﴿ وَلَقَدُ صَدَّقَ عَلَيْهِمُ الْبِلَيْسُ ظَلَّهُ فَالتَّبَعُوهُ اِلَّافِينَةً اللَّهِ فَرِيقًا مَوْمَنُول کے ایک گروہ کے سوا، سب اس کے پیروکار بن گئے)۔
 میں لیعن جن کہ لائے نہیں اللہ میں آئے فری کے ایک آئے ۔ میں ثناعہ کی ایک گروہ کے سوا، سب اس کے پیروکار بن گئے)۔

٣. ليعنى جن كو الله نے كائنات ميں تصرف كرنے كا يا آخرت ميں شفاعت كا اختيار نہيں ديا ہے، ان كى بابت يہ كہا جائے كه الله نے انہيں يہ اختيار دياہے۔

## عَلَى الطَّلِيدِينَ فَ

اتَّذِيْنَيَنَكُونُونَعَنَ سَبِيْلِ اللَّهُوَيَبِعُوْنَهَا عِوَجًا ُوهُمُ لِالْاِخِرَةِ هُمُوكُفِرُونَ ۞ اُولَاكِ اِنَّ كُذُنُونُونُونَةٍ هُمُوكِفِرُونَ ۞

اُولَيْكَ لَمُ يُكُونُوْ امُعُجِزِيُنَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمُرِّشُ دُوْواللهِ مِنُ اَوْلِيَا َءُ يُضْعَفُ لَهُمُ الْعُنَاكِ مُنَاكِنُوْل يَسْتَطِيعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْ اَيُنْصِرُونَ

ٳٛۅڷڵڬٳڷڹؽڹڿؠۯۏٳٲڶڡؙٛٮۜۿؙۄۘۅؘۻٙڷؘۼۘڹۿؙڎ ؠؖٵڴؙٲؙڹؙۅؙٳؽڣؙڗڒؙۏڹ

لَاحَرَكُمُ أَنَّهُمُ فِي الْأَخِرَةِ هُوُ الْأَخْسَرُوْنَ ۗ إِنَّ الَّذِيْنِ اَمَنُوْا وَعَلُوا الصَّلِحْتِ وَاخْبَتُوْ ٓ اللَّى رَبِّهِوُ الْوَلِمِ كَامَعُنُ الْجُنَّة ۚ هُمُ وَفِيهُا خِلْدُونَ ۗ خِلْدُونَ ۗ

جنہوں نے اپنے پرورد گار پر جھوٹ باندھا، خبر دار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔(۱)

19. جو الله کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کمی تلاش کرتے ہیں۔(۲) اور یہی آخرت کے منکر ہیں۔

۲۰. نہ یہ لوگ دنیا میں اللہ کو ہرا سکے اور نہ ان کا کوئی جمایتی اللہ کے سوا ہوا، ان کے لیے عذاب دگنا کیا جائے گا نہ یہ سننے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ یہ دیکھتے ہی تھے۔

۲۱. یمی بیں جنہوں نے اپنا نقصان آپ کرلیا اوروہ سب کچھ ان سے کھوگیا، جو انہوں نے گھڑ رکھا تھا۔

۲۲. بیشک یمی لوگ آخرت میں زیاں کار ہوں گ۔

۲۳. بیشک یمی لوگ آخرت میں زیاں کار ہوں گ۔

۲۳. بیشی جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی نیک کے اور انہوں نے کام بھی نیک کے اور اپنے پالنے والے کی طرف جھکتے رہے، وہی جنت میں جانے والے بیں، جہاں وہ ہمیشہ ہی رہنے والے ہیں۔

ا. حدیث میں اس کی تفسیر اس طرح آتی ہے کہ "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک مومن سے اس کے گناہوں کا اقرار واعتراف کروائے گا کہ ججے معلوم ہے کہ تو نے فلال گناہ بھی کیا تھا، فلال بھی کیا تھا، وہ مومن کہے گا کہ ہال ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں نے ان گناہوں پر دنیا میں بھی پردہ ڈالے رکھا تھا، جا آج بھی انہیں معاف کرتا ہوں۔ لیکن دوسرے لوگ یا کافروں کا معالمہ ایسا ہوگا کہ انہیں گواہوں کے سامنے پکارا جائے گا اور گواہ یہ گواہی دیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں، جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا"۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ ھود)

۲. لیمی لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کے لیے، اس میں کجیاں تلاش کرتے اور لوگوں کو اس سے متنظر کرتے ہیں۔
 ۱۳. لیمی ان کا حق سے اعراض اور بخض اس انتہاء پر پہنچا ہوا تھا کہ یہ اسے سننے اور دیکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے تھے۔
 یا یہ مطلب ہے کہ اللہ نے ان کو کان اور آئکھیں تو دی تھیں لیکن انہوں نے ان سے حق کی بات نہ سنی اور نہ دیکھی۔
 گویا ﴿ فَیمَا اَعْلَیٰ عَمْہُمْ مَسَمْعُ هُمْ وَ لَا اَبْصَارُهُ مُو وَلَا اَفِیْ کَ تُنْهُ مُو مِنْ مَنْ مُنْ کُلُ اللہ اللہ ان کے کانوں نے انہیں کوئی فائدہ بہنچایا، نہ ان کی آئھوں اور دلوں نے) کیونکہ وہ حق کے سننے سے بہرے اور حق کے دیکھنے سے اندھے بنے رہے، جس طرح کہ وہ جہنم میں داخل ہوتے ہوئے کہیں گے، ﴿ وَقَالُو الوَلِمُنَا لَسُمْعُ اَوْتَعُولُ مَا كُذَا فَا اَمْحُولُ اللّٰ عِیلُو ﴾ (الہلك: ١٠) (اگر میں نہ جاتے اور عقل سے کام لیتے تو آج جہنم میں نہ جاتے)۔

ڡؘؿؘڶؙڶڣ۫ۅؙؚؽۣڡؘؽؙڹۣػڷڒۼؗؽۏٳڵۏؘڡؠۜۧۅڶڵ۪ڝؚؽڔ ۅڶڛۜؠؽڿۨۿڶػؽۺؾٙۅؽڹڡؘؿڶٳٵؘڡؘڵڗؾؘػڗٞۏڽؖٛ

ۅؘڵڡۜٙٮؙٲڷ*ۺ*ڵؾٵٮؙۅ۫ۘۘۘۘۘٵٳڵٷٙڡٟ؋ؗٳؚڹٚؽؙڵڴۄ۫ڹڒؚؽڔ۠ ڡؠؙ۫ؽڹ۠۞

ٲڽؙ؆ڗؾؘۼۘڹؙٛۮؙۅٛٙٳٳٙڒٳڶڵ؋ٞٳ۫ڹٚٞٲڬٵڬؙۛؗؗۜۼؽؽؙۮؙ عَذَابَيۡوۡۄٟڸؽ۫ڰٟ

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيُّ كَفَرُوْامِنُ قَوْمِهِ مَانَزٰلِكَ الَّلاَئِتُ رَامِّتُلَا وَمَا سَزٰلِكَ اتَّبَعَكَ الِّلاالَّذِينَ هُحُوارَاذِلْنَا بَادِى الرَّائِيَّ وَمَانَزُلِي لَمُوْعَلَيْنَا

۲۷. ان دونوں فرقوں کی مثال اندھے، بہرے اور دکھیے، سننے والے جیسی ہے۔ ('' کیا یہ دونوں مثال میں برابر ہیں؟ کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

۲۵. اوریقیناً ہم نے نوح (علیہ اُلا) کو اس کی قوم کی طرف رسول بناکر بھیجا کہ میں تہہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ ۲۷. کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، (۲) مجھے تو تم پردرد ناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔ (۳)

۲۷. اس کی قوم کے کافروں کے سر داروں نے جواب دیا کہ ہم تو تخصے اپنے جیسا انسان ہی دیکھتے ہیں (<sup>(())</sup> اور تیرے تابعد اروں کو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ واضح طور پر

ا. پچھلی آیات میں مومنین اور کافرین اور سعادت مندوں اور بدبختوں، دونوں کاتذکرہ فرمایا۔ اب اس میں دونوں کی مثال بیان فرماکر دونوں کی حقیقت کو مزید واضح کیا جارہا ہے۔ فرمایا، ایک کی مثال اندھے اور بہرے کی طرح ہے اور دونوں کی حقیقت اور سننے والے کے طرح ہے۔ کافر دنیا میں حق کا روئے زیبا دیکھنے سے محروم اور آخرت میں خوات کے راستے سے بے بہرہ، اسی طرح حق کے دلائل سننے سے بے بہرہ ہوتا ہے، اسی لیے ایسی باقوں سے محروم رہتا ہے، واس کے لیے مفید ہوں۔ اس کے برعکس مومن سمجھ دار، حق کو دیکھنے والا اور حق وباطل کے در میان تمیز کرنے والا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ حق اور خیر کی پیروی کرتا ہے، دلائل کو سنتا اور ان کے ذریعے سے شبہات کا ازالہ کرتا اور باطل سے اجتناب کرتا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ استفہام نفی کے لیے ہے۔ یعنی دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا۔ ﴿کوکیسُ الْمِنْکُورُونَ﴾ (الحشر: ۲۰) (جنتی دوزنی برابر نہیں ہوسکتے۔ جاتے اور مقام پر اسے اس طرح بیان فرمایا "اندھا اور دیکھنے والا برابر بہیں ہوسکتے۔ جنتی تو کامیاب ہونے والے ہیں) ایک اور مقام پر اسے اس طرح بیان فرمایا "اندھا اور دیکھنے والا برابر بہیں۔ اندھیرے اور روشنی، سایہ اور دھوپ برابر نہیں، زندے اور مردے برابر نہیں "۔ (فاطر: ۱۹، ۲۰)

۲. یہ وہی دعوت توحید ہے جو ہر نبی نے آگر اپنی اپنی قوم کو دی۔ جس طرح فرمایا ﴿وَمَاۤ ٱلۡسَلْنَامِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولِ إِلَّا لُنوْجِيَّ اللّهُ اِلْاَّامَا فَاعْبُدُونِ ﴾ (الانبیاء: ۲۵) (جو پیغیبر ہم نے آپ سے پہلے بھیج، ان کی طرف یہی وتی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری ہی عبادت کرو)۔

سا. لیعنی اگر مجھ پر ایمان نہیں لائے اور اس دعوت توحید کو نہیں اپنایا تو عذاب البی سے نہیں نی سکو گے۔ ۸. یہ وہی شبہ ہے، جس کی پہلے کئی جلّہ وضاحت کی جاپی ہے کہ کافروں کے نزدیک بشریت کے ساتھ نبوت ورسالت کا اجتماع بڑا مجیب تھا، جس طرح آج کے اہل بدعت کو بھی مجیب لگتا ہے اور وہ بشریت رسول سَکَافِیْتِمْ سے انکار کرتے ہیں۔

## مِنُ فَضُلِ اَبِّلُ نَظْتُكُو كِلِيبِيُنَ®

قَالَ لِقُوْمُ الْرَيْثُمُّ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ سِّنُ كَرِبِّ وَالتَّانِيْ كَرَّمُنَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُبِّيَتُ عَلَيْكُوُّ اَنْلِرْمُكُوُهَا وَانْتُوْلَهَا لِلْهُوْنَ ۞

سوائے نے (ا) لوگوں کے (۱) اور کوئی نہیں جو بے سوچے سمجھے (تمہاری پیروی کررہے ہیں)، ہم تو تمہاری کسی قسم کی برتری اپنے اوپر نہیں دیکھ رہے، بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھ رہے ہیں۔

۲۸. نوح (عَالِيَّا) نے کہا، میری قوم والو! مجھے بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے کسی دلیل پر ہوا اور مجھے اس نے اپنے پاس کی کوئی رحمت عطاکی ہو، (۳) پھر وہ تمہاری نگاہوں میں نہ آئی (۳) تو کیا زبردستی میں اسے تمہارے گلے منڈھ دوں، حالا تکہ تم اس سے بیزار ہو۔ (۵)

ا. حق کی تاریخ میں یہ بات بھی ہر دور میں سامنے آتی رہی ہے کہ ابتداء میں اس کو اپنانے والے ہمیشہ وہ لوگ ہوتے جنہیں معاشرے میں ہے نوا اور کم تر سمجھا جاتا تھا اور صاحب جیشت اور خوش حال طبقہ اس سے محروم رہتا۔ حتیٰ کہ یہ چیز پنیمبروں کے پیروکاروں کی علامت بن گئی۔ چنانچہ جب شاہ روم ہر قل نے حضرت ابوسفیان ڈالٹنڈ سے نبی مگاللی کی است بات یہ بھی لوچھی کہ "اس کے پیروکار معاشرے کے معزز سمجھ جانے والے بات یہ بھی لوچھی کہ "اس کے پیروکار معاشرے کے معزز سمجھ جانے والے والے بیں یا کمزور لوگ "۔ جس پر ہر قل نے کہا "رسولوں لوگ بین یا کمزور لوگ "۔ جس پر ہر قل نے کہا "رسولوں کے پیروکار کی لوگ ہوتے ہیں" (سمجھ بناری حدیث: د) قر آن کریم میں بھی وضاحت کی گئی ہے کہ خوش حال طبقہ ہی سب سے پہلے پنیمبروں کی بخلیب کرتا رہا ہے۔ (زفرند: ۳۳) اور یہ اہل ایمان کی دنیوی چیشت تھی اور جس کے اعتبار سے اہل کفر انہیں حقیر اور کم تر سمجھتے تھے، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ حق کے پیروکار معزز اور اشراف ہیں چاہے وہ مال ودولت کے اعتبار سے فروتر ہی ہوں اور حق کا انکار کرنے والے حقیر اور بے چیشیت ہیں چاہے وہ دنیوی اعتبار سے مال دار ہی ہوں۔

۲. اہل ایمان چو تکد، اللہ اور رسول کے احکام کے مقابلے میں اپنی عقل ووانش اور رائے کا استعال نہیں کرتے، اس لیے اہل باطل یہ سجھتے ہیں کہ یہ بے سوچ سجھ والے ہیں کہ اللہ کا رسول انہیں جس طرف موڑدیتا ہے یہ مڑجاتے ہیں، جس چیز سے روک ویتا ہے رک جاتے ہیں۔ یہ بھی اہل ایمان کی ایک بڑی خوبی بلکہ ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ لیکن اہل کفر وباطل کے نزدیک یہ خوبی بھی "عیب" ہے۔

٣٠. بَيِّنَةٍ سے مراد ايمان ويفين ہے اور رَحْمَةً سے مراد نبوت۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح عَلَيْنَا کو سر فراز کيا تھا۔ ٨. لينى تم اس كے ديكھنے سے اندھے ہوگئے۔ چنانچہ تم نے نہ اس كی قدر پېچانی اور نہ اسے اپنانے پر آمادہ ہوئے، بلکہ اس كى تكذيب اور رد كے درہے ہوگئے۔

جب یہ بات ہے تو یہ ہدایت ورحمت تمہارے جے میں کس طرح آ سکتی ہے؟

ۅؘؗؽڡؘۜۅؙؙۄڵٙٲڷۺؙڵڴۅٛؗٛؗۼڵؽۼڡٵڷٳٝٳڽؗٱڿڔؽٳڵڒۼٙٙٙٙ ٵٮڵۼۅڡؘڡۧٵٞٮؘٵۑڟٳڔڍٳٮۜٙؽؿڹٲڡؙڹؙۊ۠ٳٳٞ؆ٛٛٛؠؙۺ۠ڵڟؙۊؙٳٮڗۣ؈ٛ ۅڶڮؾٚؿٙٳڒٮڴڎؚۊٛۅؙڡؙٵۼۧۼۿڵۅٛؽ۞

ۅؘڸۼۜۅؙۛۄؚڝؙٛؾؽؙڞؙۯؽ۬ڝؘ١ڶؾٳڶؘٛڟۯڎ۫؆ؙٛٛٛٛٛؗؗؗؗٲڶؘڵڒ ؾؘڎڴۯؙۅٛڹ۞

ۅؘۘڵٵؘۘۊؙۏؙڶؙڶڬٛۄ۫ۼڹ۫ۑؽ۫ڂۜۯٳؠڽٛۜٵٮڶؾۅۘۯڵٵۘۼڬۄؙ ٵٮۼؽڹۅٙڒٵڠٛۏڶٳڹٚؽؙٮڬٷۜڵٳٵؘڨؚ۬۠۠۠ڟڮۺ ٮڗؘۮڔؽٞٵۼؽؙڹٛػؙؠؙڶؽۛؿؙۊؾۿۄؙٳڛ۠ڎڂؽڗؙؙٲۺڬٵۼڬۄؙ ؠؠٵڣٛٲؙڹڞؙؚۿ۪ۼٵڔٚؽٚٙٳۮ۫ٵڽٞڹٵڵڟۣڸؠؿڹ۞

79. اور میری قوم والو! میں تم سے اس پر کوئی مال نہیں مانگا۔ (۱) میرا ثواب تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے نہ میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے نکال سکتا ہوں، (۲) انہیں اپنے رب سے ملنا ہے لیکن میں دیکھا ہوں کہ تم لوگ جہالت کررہے ہو۔ (۳)

اس اور میری قوم کے لو گو! اگر میں ان مومنوں کو اپنے پاس سے نکال دوں تو اللہ کے مقابلہ میں میری مدد کون کر سکتا ہے؟ (م) کیا تم کچھ بھی تصیحت نہیں کپڑتے۔
اس اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، (سنو) میں غیب کا علم بھی نہیں رکھتا، نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ ہوں، نہ میرا یہ قول ہے کہ جن پر تمہاری نگاہیں ذلت سے پڑرہی ہیں انہیں انہیں انہیں دلے دل میں انہیں دل کا بی نہیں، (۵) ان کے دل میں اللہ تعالی کوئی نعمت دے گاہی نہیں، (۵) ان کے دل میں

ا. تاکہ تمہاے دماغوں میں یہ شبہ نہ آجائے کہ اس دعوائے نبوت سے اس کا مقصد تو دولت دنیا اکٹھا کرنا ہے۔ میں تو یہ کام صرف اللہ کے حکم پر اور اس کی رضا کے لیے کررہا ہوں، وہی مجھے اس کا اجر بھی دے گا۔

م. گویا ایسے لوگوں کو اپنے سے دور کرنا، اللہ کے غضب اور ناراضی کا باعث ہے۔

۵. بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو انہیں ایمان کی صورت میں خیر عظیم عطا کرر کھا ہے اور جس کی بنیاد پر وہ آخرت میں بھی جنت

جو ہے اسے اللہ ہی خوب جانتا ہے، اگر میں ایی بات کہوں تو بقیناً میرا شار ظالموں میں ہوجائے گا۔ (۱) **۳۳**. (توم کے لوگوں نے) کہا اے نوح! (عَلَیْكِا) تو نے ہم سے بحث كرلی اور خوب بحث كرلی۔ (۲) اب تو جس چیز سے ہمیں دھكا رہا ہے وہی ہمارے پاس لے آ، اگر تو سچوں میں ہے۔ (۲)

ہے۔
سامی جواب دیا کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ ہی لائے گا اگر وہ
چاہے اور ہاں تم اسے ہرانے والے نہیں ہو۔
مامی اور تمہیں میری خیرخواہی کچھ بھی نفع نہیں دے
سکتی، گومیں کتنی ہی تمہاری خیرخواہی کیوں نہ چاہوں،
بشرطیکہ اللہ کا ارادہ تمہیں گراہ کرنے کا ہو، (۵) وہی تم

قَالْوْالنُّوْحُ قَلْ جَادَلْتَنَافَاكُثْرُتَ جِدَالْنَا فَاتِّنَا بِمَاتَعِدُنْكَ(نُ كُنْتَ مِنَ الطّٰدِقِيْنَ®

> قَالَ إِنَّمَايَاتُتِيَكُمْ بِواللهُ إِنْ شَاءَوَمَااَنْتُوُ بِمُعْجِزِيْنَ®

ۅۘڵڬؽڡ۬ٛڬڴؙۉ۫ٮڞؚٛؽٙٳڶؙٲڒۮۛڞ۠ٲؽۘٲڞػۘۅٙڵڴۄ۫ٳڶ ػٲؽٲٮڶڎؙؿؙڔؽڋٲؽؙؿۼٝۅێػ۠ۂۿۅڒڴڴۊۨۅٳڵؽؖڮ ؿؙۯڿۘۼٷؽٙ۞

کی نعتوں سے لطف ہوں گے اور دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ چاہے گا تو بلند مرتبے سے ہمکنار ہوں گے۔ گویا تمہارا ان کو حقیر سمجھنا ان کے لیے کسی نقصان کا باعث نہیں، البتہ تم ہی عند اللہ مجرم تھہروگے کہ اللہ کے نیک بندوں کو - جن کا اللہ کے ہاں بڑا مقام ہے- تم حقیر اور فرومایہ سمجھتے ہو۔

ا. كونكه ميں ان كى بابت الى بات كهول جس كا مجھ علم نہيں، صرف الله جانتا ہے، تو يہ ظلم ہے۔

۲. کیکن اس کے باوجود ہم ایمان نہیں لائے۔

سا. یہ وہی حماقت ہے جس کا ارتکاب گراہ قومیں کرتی آئی ہیں کہ وہ اپنے پیغیبر سے کہتی رہی ہیں کہ اگر تو سپا ہے تو ہم پر عذاب نازل کرواکر ہمیں تباہ کروا دے۔ حالانکہ ان میں عقل ہوتی، تو وہ کہتیں کہ اگر تو سپا ہے اور واقعی اللہ کا رسول ہے، تو ہمارے لیے بھی دعا کر کہ اللہ تعالیٰ ہمارا سیدہ بھی کھول دے تاکہ ہم اسے اپنالیں۔

۷۰. لیعنی عذاب کا آنا خالص اللہ کی مشیت پر مو توف ہے، یہ نہیں ہے کہ جب میں چاہوں، تم پر عذاب آجائے۔ تاہم جب اللہ عذاب کا فیصلہ کرلے گا یا بھیج دے گا، تو پھر اس کو کوئی عاجز کرنے والا نہیں ہے۔

۵. إِغْوَآءٌ بمعنی اضلال (گراہ کرنا) ہے۔ لینی تمہارا کفر و جود اگر اس مقام پر پہنچ چکا ہے، جہاں سے کسی انسان کا پلٹ کر آنا اور ہدایت کو اپنا لینا، ناممکن ہے، تو اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہر لگا دینا کہا جاتا ہے، جس کے بعد ہدایت کی کوئی امید باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم بھی اس خطرناک موڑ تک پہنچ چکے ہوتو پھر میں تمہاری خیر خواہی جمہارے لیے مفید خواہی بھی کرنی چاہوں لیعنی ہدایت پر لانے کی اور زیادہ کو ششیں کروں، تو یہ کوشش اور خیر خواہی تمہارے لیے مفید نہیں، کیونکہ تم گر اہی کے آخری مقام پر پہنچ چکے ہو۔

ٱمۡرِيۡقُولُونَ افۡتَرَبُهُ قُلُ إِنِ افۡتَرَيْتُهُ فَعَكِيَّ اِجْرَافِيۡ وَانَا بَرِثۡیُّ مِّیۡتَا تُجۡرِمُونَ ۖ

ۉٲۯڃؽٳڵؽؙٷ۫ڝڗٲێۧٷؙڶؽؙؿؙٷؙڝؘؽڡؚڽٛۊؘۘۅؙڡؚڬٳڰ ڡؘؽ۫ۊؘۮؙٳڡٚؽؘۏؘڵٲۺؙڗؘؠؚۺؠؚؠٵٙڰٵؿؙٳؽڡؙڠڵۅٛؾڰۧ

ۅٙاصُنعِ القُلُكَ بِٱعۡيُٰنِنَاوَوَحۡيِنَاوَلَاتُغَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ طَلَمُوُا ۚ إِنَّهُوُ مُّغۡزَقُونَ ۞

سب کا پروردگار ہے (۱) اور اس کی طرف لوٹائے جاؤگ۔

700. کیا یہ کہتے ہیں کہ اسے خود اس نے گھڑ لیا ہے؟

تو جواب دے کہ اگر میں نے اسے گھڑ لیا ہوتو میرا

گناہ مجھ پر ہے اور میں ان گناہوں سے بری ہوں جو تم

کررہے ہو۔ (۲)

٣٧. اور نوح (عَلَيْكِ) كى طرف وحى تجيبجى گئى كه تيرى قوم ميں سے جو ايمان لا تيك ان كے سوا اور كوئى اب ايمان لائے گا ہى نہيں، پس تو ان كے كامول پر مُكسين نہ ہو۔ (۳)

سے اور ایک کشق ہماری آئکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے تیار کر (م) اور ظالموں کے بارے میں ہم سے کوئی

ا. ہدایت اور گمراہی بھی اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کی طرف تم سب کو لوٹ کرجانا ہے، جہاں وہ تنہیں تمہارے عملوں کی جزاء دے گا۔ نیکوں کو ان کے نیک عمل کی جزاء اور بروں کو ان کی برائی کی سزا دے گا۔

۲. بعض مفسرین کے نزدیک یہ مکالمہ قوم نوح علیہ اور حضرت نوح علیہ اور حمان ہوا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ جملیہ معترضہ کے طور پر نبی اکرم علیہ اللہ اور مشرکین مکہ کے در میان ہونے والی گفتگو ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ قرآن میرا گھڑا ہوا ہے اور میں اللہ کی طرف منسوب کرنے میں جھوٹا ہول تو یہ میرا جرم ہے، اس کی سزا میں ہی جھکتوں گا۔ لیکن تم جو کچھ کررہے ہو، جس سے میں بری ہوں، اس کا بھی تمہیں پیتہ ہے؟ اس کا وبال تو مجھ پر نہیں، تم پر ہی پڑے گا کیا اس کی بھی تمہیں چھ فکر ہے؟

سلابیہ اس وقت کہا گیا جب قوم نوح علیہ اللہ نے عذاب کا مطالبہ کیا اور حضرت نوح علیہ اللہ نے ساڑھے نو سو سال تک سبلیغ کرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ یارب! زمین پر ایک کافر بھی بسنے والا نہ رہنے دے۔ اللہ نے فرمایا، اب مزید کوئی ایمان نہیں لائے گا، تو ان پر غم مت کھا۔

۷۲. "لیتی ہماری آئھوں کے سامنے" اور "ہماری دیکھ بھال میں" اس آیت میں اللہ رب العزت کے لیے صفت "عین" کا اثبات ہے جس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اور "ہماری وحی سے" کا مطلب، اس کے طول وعرض وغیرہ کی جو سیفیات ہم نے بتلائی ہیں، اس طرح اسے بنا۔ اس مقام پر بعض مضرین نے کشتی کے طول وعرض، اس کی منزلوں اور کس قشم کی لکڑی اور دیگر سامان اس میں استعال کیاگیا، اس کی تفصیل بیان کی ہے، جو ظاہر بات ہے کہ کسی مستند ماخذ پر مبنی نہیں ہے۔ اس کی پوری تفصیل کا صحیح علم صرف اللہ ہی کو ہے۔

ۅؘؽڝؙڹؘڎؙ الفُلُكَ ۜۅؘڴۺٵڡڗٙۼڷؽۅڡٙڵۯ۠ۺۜٷۅؙؠ؋ ۺۼٛۯؙٳڡؿ۬ة۠ قَالَ إِنٛ تَسْغُرُوٛٳڡِؿۜٵٷٲٮٞٲۺٛۼٞۯؙڡۣڹۘڵٛۄٛػؠٵ ۺۼٛۯۏڹ۞ۛ

ۿؘٮۘۅٛ۬ڬؘؾؘۘۼؙڷؠؗۅ۠ڽۜٚڡٞڹؙؿٳ۫ؿؙ؋ؚعَۮؘٙۘٵڰ۪ؿ۠ۼؚۛ۬ۯؽؚۅ ۅؘؘۘڿؚڵؙؙۘؗؗؗۼۘؽؽٶۼۮٙٲڣ۠ؠؿؽ<sub>ڴ</sub>۞

حَتِّى إِذَا جَاءَ ٱمُوْنَا وَفَارَاللَّتُوُزِّ قُلْمَا احْمِلُ فِيْمَا مِنْ كُلِّ زَوْجَنِي الثَّنَيْنِ وَاهْلُكَ الآمَنُ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنُ الْمَنْ وَمَاالْمَنَ مَعَةَ إِلَّا قَلِيْكُ۞

بات چیت نہ کر وہ پانی میں ڈبو دیے جانے والے ہیں۔ (')

7. اور وہ (نوح علیہ اللہ کشتی بنانے گے ان کی قوم

2 جو سردار ان کے پاس سے گزرتے وہ ان کا مذاق

اڑاتے، ('') وہ کہتے اگر تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو ہم بھی تم

پر ایک دن ہنسیں گے جیسے تم ہم پر بنتے ہو۔

سی بہت جلد معلوم ہوجائے گا کہ کس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے اور اس پر جیشگی کی سزا<sup>(۳)</sup> از آئے۔

• ۱۹. یہاں تک کہ جب ہمارا تھم آپہنچا اور تنور ایلنے لگا<sup>(())</sup>
ہم نے کہا کہ اس کشتی میں ہر قشم کے (جانداروں میں
سے) جوڑے (یعنی) دو (جانور، ایک نر اور ایک مادہ) سوار
کرالے<sup>(())</sup> اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی، سوائے ان کے
جن پر پہلے سے بات پڑچکی ہے (<sup>()</sup>) اور سب ایمان والوں کو

ا. بعض نے اس سے مراد حضرت نوح عَلَيْلاً کے بیٹے اور ان کی اہلیہ کو لیا ہے جو مومن نہیں تھے اور غرق ہونے والوں میں سے تھے۔ بعض نے اس سے غرق ہونے والی پوری قوم مراد لی ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے کوئی مہلت طلب مت کرنا کیونکہ اب ان کے ہلاک ہونے کا وقت آگیا ہے یا یہ مطلب ہے کہ ان کی ہلاکت کے لیے جلدی نہ کریں، وقت مقرر میں یہ سب غرق ہوجائیں گے۔ (فتر القدیر)

۲. مثلاً کہتے، نوح! (علیلاً) نبی بنتے بنتے اب بڑھئی بن گئے ہو؟ یا اے نوح! (علیلاً) منتکی میں کثتی کس لیے تیار کررہے ہو؟ ۱۳. اس سے مراد جہنم کا دائمی عذاب ہے، جو اس دنیوی عذاب کے بعد ان کے لیے تبار ہے۔

۷۴. اس سے بعض نے روٹی پکانے والے تنور، بعض نے مخصوص جگہیں مثلاً عین الوردہ اور بعض نے سطح زمین مراد کی ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اسی آخری مفہوم کو ترجیح دی ہے یعنی ساری زمین ہی چشموں کی طرح اہل پڑی، اوپر سے آسان کی بارش نے رہی سہی کسر پوری کردی۔

۵. اس سے مراد فذکر اور مؤنث لینی نراور مادہ ہے۔ اس طرح ہر ذی روح مخلوق کا جوڑا کشتی میں رکھ لیا گیا اور بعض
 کہتے ہیں کہ نباتات بھی رکھے گئے تھے۔ واللہ اعلم۔

٩. لعنی جن کا غرق ہونا تقدیر الٰہی میں ثبت ہے۔ اس سے مراد عام کفار ہیں، یا یہ استثناء أَهْلَكَ سے ہے لیعنی اسپنے گھر
 والوں کو بھی کشتی میں سوار کرالے، سوائے ان کے جن پر اللہ کی بات سبقت کر گئی ہے بیعنی ایک بیٹا (کنعان یا یام) اور حضرت نوح عَلَیْشِا کی اہلیہ (وَاعِلَة) یہ دونوں کافر تھے، ان کو کشتی میں بیٹھنے والوں سے مشتئی کردیا گیا۔

بخشش اور بڑے رحم والا ہے۔

وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهُ الِهُمِ اللهِ عَجْرُيْهَا وَمُرْسِلَهَا أَ

وَهِيَ تَجُرِيُ بِهِمُ فِي مَوْجٍ كَالِجُبَالِ ۖ وَنَاذِي نُوْحُ إِبْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلِ يُبْنَيَّ ارْكَبُ مَّعَنَا وَلِاتَكُنُّ مُّعَالِكُفِرِيْنَ<sup>®</sup>

ٳڹۜۯٙؾٚ٥ؙڵۼڣؙۅ۫ڒ۠ڗؖڃؽؗۺ

۳۲. اور وه کشتی انهیں پہاڑوں جیسی موجوں میں لے کر جا رہی تھی (م) اور نوح (عَالِيَّا اللهِ) نے اپنے لڑے کو جو ایک کنارے یر تھا، یکار کر کہا اے میرے بیارے نے! ہمارے ساتھ

بھی،<sup>(۱)</sup> اسکے ساتھ ایمان لانے والے بہت ہی کم تھے۔<sup>(۱)</sup>

اسم. اور نوح (عَالِيَلاً) نے کہا، اس کشتی میں بیٹھ جاؤ اللہ ہی

کے نام سے اس کا چلنا اور کھہرنا ہے، (۳) یقیناً میرا رب بڑی

ا. لینی سب اہل ایمان کو کشتی میں سوار کرالے۔

۲. بعض نے ان کی کل تعداد (مرد اور عورت ملاکر) ۸۰ اور بعض نے اس سے بھی کم بتلائی ہے۔ ان میں حضرت نوح عَلَيْظِا کے تین بیٹے، جو ایمان لانے والوں میں شامل تھے، سام، حام، یافث اور ان کی بیویاں اور چوتھی بیوی، یام کی تھی، جو کافر تھا، کیکن اس کی بیوی مسلمان ہونے کی وجہ سے کشتی میں سوار تھی۔ (ابن کثیر)

۳۰. لینی اللہ ہی کے نام سے اس کا یانی کی سطح پر چانا اور اس کے نام پر اس کا تھر بنا ہے۔ اس سے ایک مقصد ابل ایمان کو تبلی اور حوصلہ دینا بھی تھا کہ بلا خوف وخطر کشتی میں سوار ہوجاؤ، اللہ تعالیٰ ہی اس کشتی کا محافظ اور نگران ہے، اس کے حکم سے چلے گی اور اس کے حکم سے مھبرے گی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرماما کہ "اے نوح! (عَالِيَكِا) جب تو اور تيرے ساتھی کشتی ميں آرام سے بيٹھ حائيں تو کہو۔" ﴿ الْحُيَدُ يُلُواللَّذِي يَجْدِينَا مِن الْقَوْمِ الظَّلِيدِينَ \* وَقُلْ رَبَّ أَنْزِلْقَ مُنَوِّلُوكُما وَأَنْتَ خَيْرَالْهَنُولِينَ ﴾ (المؤمنون: ٢٩-٢٩) (سب تعريف الله عن کے لیے ہے، جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات عطا فرمائی اور کہہ کہ اے میرے رب! مجھے بابرکت اتارنا اتار اور تو ہی بہتر اتارنے والا ہے)۔

بعض علاء نے کشتی یا سواری پر بلیٹھ وقت ﴿ بِسِیم الله تَجَرِّتِهَا وَمُرْسِلها ﴾ کا پڑھنا مستحب قرار دیا ہے۔ مگر حدیث سے ﴿ سُبُحِنَ الَّذِي سَعَوْ لَنَا هٰذَا وَمَا أَنْنًا لَهُ مُقْرِنِينَ \* وَإِنَّا إِلَّى رَبِّنَا لَكُ قُلِمُونَ ﴾ يرصنا ثابت بـ

اس کی جب زمین پر پانی تھا، حتیٰ کہ پہاڑ بھی یانی میں ڈوب ہوئے تھے، یہ کشتی حضرت نوح علیہ اور ان کے ساتھیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے، اللہ کے حکم سے اور اس کی حفاظت میں یہاڑ کی طرح رواں دواں تھی۔ ورنہ اتنے طوفانی یانی میں کشتی کی حیثیت ہی کیا ہوتی ہے؟ اسی لیے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اسے بطور احسان ذکر فرمایا۔ ﴿ إِنَّالْمَا طَغَاالُمَا أَحْمَلُناكُمْ فِي الْجَالِياتِ \* لِيَجْعَلَهَا لَكُوْتَذَاكِرَةٌ وَتَعِيمَ أَذُنَّ وَاعِيةٌ ﴾ (الحاقة: ١١-١١) (جب ياني ميس طغياني آئن تو اس وقت ہم نے متہیں کشتی میں چڑھالیا تاکہ اسے تمہارے لیے نصیحت اور یادگار بنادیں اور تاکہ یاد رکھنے والے کان اسے ماد ركسين) - ﴿ وَحَمَلُناهُ عَلَى ذَاتِ الْوَاجِ وَدُسُو \* تَجْرِي بِالْعَيْنِنَا جُزَانِي كُونَ كُونَ ﴾ (القسر: ١١-١١) (اور بهم نے اسے تختوں اور كيلوں والى تشتی میں سوار کرلیا، جو ہماری آئکھوں کے سامنے چل رہی تھی۔ بدلہ اس کی طرف سے جس کا کفر کیا گیا تھا)۔

قَالَسَالِقَ إِلَى جَبَلِ تَعْصِمُنِيُّ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لِاَمَاصِهَ الْمَؤَمُونُ أَمْرِ اللّهِ الْأَمْنُ دَّحِهَ وَحَالَ بَيْنَهُمُ الْمُؤَمُّ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَوْنُنَ

ۅؘقِيْلَ يَارَصُّ|بُلَعِيُ مَأَءَكِ وَلِيمَا ۗ وَاَلِيمَا ۗ وَاَلِيمُ وَغِيْضَ الْمَاءُ وَقُضَى الْزَمُرُواسُتَوَتُ عَلَ الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعُدًالِّلْقَوْمِ الطَّلِوِيْنَ ۞

وَنَادَى نُوْحُرَّتِهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّا ابْنَى مِنُ اَهُـِلْ وَإِنَّ وَعْدَاكَ الْحَقُّ وَانْتَ اَحْكُمُ الْحَكِمِينَ

سوار ہوجا اور کافروں میں شامل نہ رہ<sup>(1)</sup>

سرم. اس نے جواب دیا کہ میں تو کسی بڑے پہاڑ کی طرف پناہ میں آجاؤل گا جو مجھے پانی سے بچالے گا، (۲) نوح (عَالِمُوْا) نے کہا آج اللہ کے امر سے بچانے والا کوئی نہیں، صرف وہی بچیں گے جن پر اللہ کا رحم ہوا۔ اسی وقت ان دونول کے درمیان موج حائل ہوگئ اور وہ ڈوین والول میں سے ہوگیا۔ (۳)

سمم. اور فرما دیا گیا کہ اے زمین! اپنے پانی کو نگل جا میں اور اے آسان! بس کر تھم جا، اسی وقت پانی سکھادیا گیا اور کشتی "جودی" نامی (") پہاڑ پر جا گی اور فرمادیا گیا کہ ظالم لوگوں پر لعنت نازل ہو۔ (۵) جا گی اور فرمادیا گیا کہ ظالم نوگوں پر لعنت نازل ہو۔ (۵) میں اور نوح (عَالِمُمُ اللهِ کَا اور نوح (عَالِمُمُ اللهِ عَلَم والوں میں سے ہے، یقیناً میرے رب! میر ابیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے، یقیناً میرا وعدہ بالکل سچاہے اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے۔ (۱)

ا. یہ حضرت نوح علیم ایک چوتھا بیٹا تھا جس کا لقب کنعان اور نام "یام" تھا، اسے حضرت نوح علیم ایک دعوت دی کہ مسلمان ہوجا اور کا فروں کے ساتھ شامل رہ کر غرق ہونے والوں میں سے مت ہو۔

۲. اس کا خیال تھا کہ کسی بڑے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر میں پناہ حاصل کرلوں گا، وہاں پانی کیوں کر پہنچ سکے گا؟

س. باپ بیٹے کے درمیان یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک طوفانی موج نے اسے اپنی طغیانی کی زو میں لے لیا۔

۷۰. نگلنا، کا استعال جانور کے لیے ہوتا ہے کہ وہ اپنے منہ کی خوراک کو نگل جاتا ہے۔ یہاں پانی کے خشک ہونے کو نگل جانے سے تعبیر کرنے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ پانی بتدریج خشک نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ کے حکم سے زمین نے سارا یانی دفتاً اس طرح اپنے اندر نگل لیا جس طرح جانور لقمہ نگل جاتا ہے۔

۵. لعنی تمام کافروں کو غرق آب کردیا گیا۔

۲. جودی، پہاڑ کانام ہے جو بقول بعض موصل کے قریب ہے، حضرت نوح علیِّلاً کی قوم بھی ای کے قریب آباد تھی۔

2. بُعْدٌ، یہ ہلاکت اور لعنت الہی کے معنی میں ہے اور قرآن کریم میں بطور خاص غضب البی کی مستحق بننے والی قوموں کے لیے اسے کئی جگه استعال کیا گیا ہے۔

٨. حضرت نوح عَلينيا نے غالباً شفقت پدري كے جذبے سے مغلوب ہوكر بارگاہ البي ميں يہ دعاكى اور بعض كہتے ہيں كه

قَالَ لِنُوْحُ اِنَّهُ لَيْسَ مِنَ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهُ عَمَٰلُ غَيْرُ صَالِحٍ ۚ فَلَا تَسْعُلِنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْوُ ْ لِنَّ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجِهِلِيْنَ۞

قَالَ رَتِ إِنِّى ٱعُوْدُ بِكَ اَنْ اَسْتُكَ مَالَيْسَ لِيُ يِهٖ عِلْهٌ وَالَّالِتَغْفِرْ لِيُ وَتَرْحَمُنِيَ ٱكُنُ مِّنَ الْخِيسِرِيْنَ ۞

٣٧. الله تعالى نے فرمایا اے نوح! (عَلَیْظِاً) یقیناً وہ تیرے گھرانے سے نہیں ہے، اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں "کخچے ہرگز وہ چیز نہ ما لکن چاہیے جس کا تخچے مطلقاً علم نہ ہو، "میں تخچے نہ وہ تخچے مطلقاً علم نہ ہو، "میں تخچے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے اپنا شار کرانے سے باز رہے۔ "

کم، نوح (عَلَيْلِاً) نے کہا میرے پالنہار! میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ مانگوں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور تو مجھ پر رحم نہ فرمائے گا، تو میں خمارہ پانے والوں میں ہوجاؤں گا۔ (۵)

انہیں یہ خیال تھا کہ شاید یہ مسلمان ہوجائے گا، اس لیے اس کے بارے میں یہ استدعا کی۔

ا. حضرت نوح عَلَيْلًا نے قرابت نبی کا لحاظ کرتے ہوئے اسے اپنا بیٹا قرار دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کی بنیاد پر قرابت دین کے اعتبار سے اس بات کی نفی فرمائی کہ وہ تیرے گھرانے سے ہے۔ اس لیے کہ ایک نبی کا اصل گھرانہ تو وہی ہے جو اس پر ایمان لائے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ اور اگر کوئی ایمان نہ لائے تو چاہے وہ نبی کا باپ ہو، بیٹا ہو یا بیوی، وہ نبی کے گھرانے کا فرد نہیں۔

۲. یہ اللہ تعالیٰ نے اس کی علت بیان فرمادی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس ایمان اور عمل صالح نہیں ہوگا، اسے اللہ کے عذاب سے اللہ کا پیغیبر بھی بچانے پر قادر نہیں۔ آج کل لوگ بیروں، فقیروں اور سجادہ نشینوں سے وابشگی کو ہی نجات کے لیے کافی سجھتے ہیں اور عمل صالح کی ضرورت ہی نہیں سجھتے حالائکہ جب عمل صالح کے بغیر نہی سے نسبی قرابت بھی کام نہیں آتی، تو یہ وابستگیاں کیا کام آسکتی ہیں؟

سا. اس سے معلوم ہوا کہ نبی عالم الغیب نہیں ہوتا، اس کو اتنا ہی علم ہوتاہے جتنا وحی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ اگر حضرت نوح علیہ اللہ کو پہلے سے علم ہوتا کہ ان کی درخواست قبول نہیں ہوگی توبقیناً وہ اس سے پر ہیز فرماتے۔

سم. یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت نوح علیہ ایک تصیحت ہے، جس کا مقصد ان کو اس مقام بلند پر فائز کرنا ہے جو علمائ عاملین کے لیے اللہ کی بارگاہ میں ہے۔

۵. جب حضرت نوح علیته یه بات جان گئے کہ ان کا سوال واقع کے مطابق نہیں تھا، تو فوراً اس سے رجوع فرمالیا اور اللہ
 تعالیٰ سے اس کی رحمت و مغفرت کے طالب ہوئے۔

قِيْلُ يُنْوُحُ اهْبِطْ بِسَالِمِ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ اُمْتِمِ مِّمَّنَ مَّعَكَ وُامُرُسُنُمْتِتُعُهُمْ ثِثُقَ يَبَشُهُمُ مِّنَّاعَكَ اكِالِيُوْ۞

تِلْك مِنَ اَنْبُلَ الْغَيْبِ نُوْحِيْمِ اللَّيْكَ مَاكُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا قَاصُبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَقِيْنَ هُ

٣٨. فرما ديا گيا كه اے نوح! (عَلَيْكِا) ہمارى جانب سے سلامتى اور ان بركتوں كے ساتھ الر() جو تجھ پر ہيں اور تيرے ساتھ كى بہت سى جماعتوں پر،() اور بہت سى وہ امتيں ہوں گى جنہيں ہم فائدہ تو ضرور پہنچائيں گے ليكن كھر انہيں ہمارى طرف سے دردناك عذاب پہنچ گا۔() ہم آپ كى طرف كر قرول ميں سے ہيں جن كى وحى ہم آپ كى طرف كرتے ہيں انہيں اس سے پہلے آپ جم آپ كى طرف كرتے ہيں انہيں اس سے پہلے آپ عبر كى قوم،() اس ليے آپ صبر كرتے رہيے (يقين مانے) كہ انجام كار پرہيزگاروں كے كرتے رہيے ہى ہے۔(ہ)

ا. یہ اترنا کشتی سے یا اس پہاڑ سے ہے جس پر کشتی جاکر کھہر گئی تھی۔

۲. اس سے مراد یا تو وہ گروہ ہیں جو حضرت نوح علیاً کے ساتھ کشتی میں سوار تھے، یا آئندہ ہونے والے وہ گروہ ہیں جو ان کی نسل سے ہونے والے متھے۔ اگلے فقرے کے بیش نظر یبی دوسرا مفہوم زیادہ صحیح ہے۔

سل یہ وہ گروہ ہیں جو کشی میں فی جانے والوں کی نسل سے قیامت تک ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کافروں کو دنیا کی چند روزہ زندگی گزارنے کے لیے ہم دنیا کا سازہ سامان ضرور دیں گے لیکن بالآخر عذاب الیم سے دوچار ہوں گے۔

۱۹. یہ نبی شکا پینیا سے خطاب ہے اور آپ سے علم غیب کی نفی کی جارہی ہے کہ یہ غیب کی خبریں ہیں جن سے ہم آپ کو خبر دار کررہے ہیں ورنہ آپ اور آپ کی قوم ان سے لاعلم تھی۔

۵. لیمنی آپ مَنَافِیْدِم کی قوم آپ کی جو تکذیب کررہی ہے اور آپ مَنَافِیْدِم کو ایذاکس پہنچا رہی ہے، اس پر صبر سے کام لیجے، اس لیے کہ ہم آپ کے مدد گار ہیں اور حسن انجام آپ کے اور آپ کے پیروکارول کے لیے ہی ہے، جو تقویٰ کی صفت سے متصف ہیں۔ عاقب، دنیا وآخرت کے ایجھ انجام کو کہتے ہیں۔ اس میں متقین کے لیے بڑی بشارت ہے کہ ابتداء میں چاہے انہیں کتنا بھی مشکلات سے دوچار ہونا پڑے، تاہم بالآخر اللہ کی مدد ونفرت اور حسن انجام کے وہی مستق ہیں۔ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ اِنَّالْمَدُ مُرُسُلَمَنَا وَ اللَّهِ مُنْ اللَّهِ مُنْ اللَّهِ اللَّهُ نُیْنَا وَکُومَ مَنْ اللَّهُ اللّٰ ا

وَ إِلَى عَادٍ اَخَاهُمُ هُوُدًا قَالَ لِقُومِ اعْبُدُ واللهَ مَالَكُمُ مِّنَ اللهِ غَيْرُهُ ۚ إِنْ اَنْتُمْ الاَّهُ مُقَتَّرُونَ ۞

ڸڠؖۏٛۄؚڵۯٙٲڛؙٵٛڬؙۄٛ۬ڡٙػؽؙ؋ٳؘڋڗؖٳ۠ڶؙٲۘڋڔؚؽٳڷۜڒڡؘٙڶ ٵڽٞڹؽؙڡٚڟؘۯڹٛٵٚڡؘؘڵڗؿۼؿڵۏؙڹ۞

ۅؘڸڡٞۅؗۄٳڛ۬ؾۘۼ۫ڣؗۯؙۉٳڔؠۜڰؙۄؙؿؙۊۨؿؙۅؙڹٛۅٛٳٛڵڷؽ؋ؽؙۯڛؚڶ ٵۺؠٵۼٸڲؽ۠ۮ۫ڡؚڽۮڒٲڒٲۊۜؽڔ۬ۮڬۮ۫ٷٞۊۜڰٙٳڶ ڨؙڗؾۓٛۮٞۅؘڵٳٮۜٷڰٳؙڡؙۻؚڔڡۣؽۘڹ۞

• ۵. اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی (۱) ہود (عَلَيْلًا) کو ہم نے بھائی (۱) ہود (عَلَيْلًا) کو ہم نے بھیجا، اس نے کہا میری قوم والو! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تم تو صرف بہتان باندھ رہے ہو۔(۲)

10. اے میری قوم! میں تم سے اس کی کوئی اجرت نہیں مائگا، میرا اجر اس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے تو کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ (")

01. اور اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے پالنے والے سے اپنی تقصیروں کی معافی طلب کرو اور اس کی جناب میں توبہ کرو، تاکہ وہ برنے والے بادل تم پر بھیج دے اور تمہاری طاقت پر اور طاقت وقوت بڑھا دے (۵) اور تم جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو۔(۵)

ا. بھائی سے مراد انہی کی قوم کا ایک فرد۔

۲. لینی اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک تھہراکرتم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو۔

سل اور یہ تنہیں سبھتے کہ جو بغیر اجرت اور لا کی کے تنہیں اللہ کی طرف بلارہا ہے، وہ تمہارا خیر خواہ ہے۔ آیت میں یَاقَوْمِ سے دعوت کا ایک طریقہ کار معلوم ہوتا ہے لین بجائے یہ کہنے کے "اے کافرو" اے مشرکو" اے میری قوم سے مخاطب کیا گیا ہے۔

سم. حضرت ہود غلیظًا نے توبہ واستغفار کی تلقین اپنی امت یعنی اپنی قوم کو کی اور اس کے وہ فوائد بیان فرمائے جو توبہ واستغفار کرنے والی قوم کو حاصل ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ قرآن کریم میں اور بھی بعض مقامات پر یہ فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو سورہ نورہ:۱۱) اور نبی صَلَّالَیْکِمُ کا بھی فرمان ہے۔ (امَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ لَهُ مِنْ کُلِّ هَمَّ فَرَجًا، وَرَنَ قَدُ مِنْ حَدِیْثُ لَا یَکُمُ میں اور بھی بعض مقامات پر یہ فوائد بیان کیے وَمِنْ کُلِّ هِمَّ فَرَجًا، وَابن ماجہ: ۱۹۱۹) (جو وَمِنْ کُلِّ ضِیْقِ مَخْرَجًا ورَزَقَهُ مِنْ حَدِیْثُ لَا یَکْتُسِبُ اللهِ الله اللهِ اللهُ اللهِ الل

۵. لیعنی میں تمہیں جو دعوت دے رہا ہول، اس سے اعراض اور اپنے کفر پر اصرار مت کرو۔ ایسا کروگے تو اللہ کی بارگاہ میں مجرم اور گناہ گار بن کر بیش ہوگے۔

قَالُوْا يُهُوُدُمَا جِئُتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَانَحُنُ بِتَارِكَنَّ الِهُتِنَاعَنُ قَوْلِكَ وَمَانَحُنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ۞

ٳڹؿؘڨؙٷڷٳؖڷٳٵۼڗڸػڹۼڞؙٳڶۿؾڹٵۺٷٞڋڠٙڵٳٳڹٞ ٲۺؙٛؠۮٳڶڵؗۿۅؘٳۺٛؠؘۮؙۅٞٳڸٚڽۧؠڕۣٙؽٞ۠ؿ؆ٵؿؙؿؙڔڴۏؽ۞ٚ

مِنُ دُونِهٖ فَكِيُكُونِ جَمِيْعًا ثُمَّ لِانْتُظِرُونِ®

ٳڹٞٷۛػٷڴڬٛٷؘڶڵۊڔۜٙڹٞۅؘڗؾؙؚٝۅٛ۫ٮٵڝؙٛۮؘٳۧڮۊۭٳڷٚۯ ۿؙۅٙڶڿڎ۠ڹؙڹٙڶڝڹڹۿٲٲؚؿۜڔٙڽٞٷڶڝڒٳڟٟؠؙٞۺؾؘؘڡؿؙڋؚؚؚٟ

الم انہوں نے کہا اے ہود! (عَلَيْظًا) تو ہمارے پاس کوئی دلیل تو لایا نہیں اور ہم صرف تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ نے والے نہیں اور نہ ہم تجھ پر ایمان لانے والے ہیں۔ (۵ میل معبود کے بیک بلکہ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تو ہمارے کسی معبود کے برے جھیٹے میں آگیا ہے۔ (۱) اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کو گو او او کر تا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تو اللہ کے سوا ان سب سے بیزار ہوں، جنہیں تم شریک بنا رہے ہو۔ (۱) میں میں تو اللہ کے سوا میں میں تو اللہ کے سوا ان سب سے بیزار ہوں، جنہیں تم شریک بنا رہے ہو۔ (۱) میرے خلاف چالیں چل لو اور میں میں بیار مہلت بھی نہ دو۔ (۱)

الله تعالی پر ہی ہے، جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے جتنے بھی پاؤں دھرنے والے ہیں سب کی پیشانی وہی تھامے ہوئے ہے۔

ا. ایک نبی دلائل وبراہین کی پوری قوت اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ لیکن ثیرہ چشموں کو وہ نظر نہیں آتے قوم ہود عَالَیْا نے بھی اسی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم بغیر دلیل کے محض تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو کس طرح چھوڑدیں؟

۲. لیعنی تو جو ہمارے معبودوں کی توبین اور گتاخی کرتا ہے کہ یہ پھے نہیں کرسکتے، معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے معبودوں نے ہی تیری اس گتاخی پر تھے کچھ کردیا ہے۔ اور تیرا دماغ ماؤف ہوگیا ہے۔ جیبے آج کل کے نام نہاد معلمان بھی اس فتم کے توہات کا شکار ہیں، جب انہیں کہا جاتا ہے کہ یہ فوت شدہ اشخاص اور بزرگ پچھ نہیں کرسکتے، تو کہتے ہیں کہ یہ ان کی شان میں گتاخی ہے اور خطرہ ہے کہ اس طرح کی گتاخی کرنے والوں کا وہ بیڑا غرق کردیں۔ نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ هٰذِهِ اللهِ مِنْ هٰذِهِ اللهِ مِنْ هٰذِهِ اللهِ مِنْ اللهِ اللهِ مِنْ اللهِ ال

س. لینی میں ان تمام بتوں اور معبودوں سے بیزار ہوں اور تمہارا یہ عقیدہ کہ انہوں نے مجھے کچھ کردیا ہے، بالکل غلط ہے، ان کے اندر یہ قدرت ہی نہیں کہ کسی کو مافوق الاساب طریقے سے نفع یا نقصان پہنچا سیس۔

مم. اور اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے بلکہ تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ بت کچھ کرسکتے ہیں تو لو، میں حاضر ہول، تم اور تمہارے معبود سب مل کر میرے خلاف کچھ کرکے دکھاؤ۔ مزید اس سے نبی کے اس انداز کا پیتہ جاتا ہے کہ وہ کس قدر بصیرت پر ہوتا ہے کہ اسے اپنے حق پر ہونے کا یقین ہوتا ہے۔

۵. لیخی جس ذات کے ہاتھ میں ہر چیز کا قبضہ وتصرف ہے، وہ وہی ذات ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے، میرا توکل ای
پر ہے۔ مقصد ان الفاظ سے حضرت ہود علیہ الله کا یہ ہے کہ جن کو تم نے الله کا شریک تھہرا رکھا ہے، ان پر بھی الله ہی
کا قبضہ وتصرف ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ جو چاہے کر سکتا ہے، وہ کسی کا کچھ نہیں کر سکتے۔

ڡؘٳؽؗؾؘۅۧڷۏٳڡ۬ڡۜڽٲڹۘٮؙڬؿؙڴۄ۫؆ۧٲۯٛڛڶؾؙؠ؋ٙٳڶؽؙڴۄٞ ۅؘڝۜٮۛؾؘڂ۫ۑڡؙ۫ڒؠٞٷۛٵٚۼؽڒڴۅ۫ٷڵڗؾؘٛڞ۠ڗؙۅڹۿۺؽٵ ٳؾٙڔؾؚؽۼڵڴؚڸ؆ؿػؙڴڿڣؽڟ۠

ٷڵؠۜٵۼٵؘڡؙۯؙؽٵۼۜؽۮٵۿۅڎٳۊٞٳڷۮؠؽٵڡٮٛٷ۠ٳڡۘۼۿ ؚؠڒڞڐؚۣڡؚڡۜڹٵٷۧڹؙڲؽ۠ٷۿۄٞۺؙۼڬٳۑۼڵؽڟۣ

ۅٙؾڷڬٵڎٛڿۘؽۯؙۏٳؠٳڵڿۯڗۣؠٛؗؗؠٝۅؘۘڡٛڞۘۅ۬ٳۯۺؙڵۿ ۅؘڶؿۜڹڠؙۊٞٳؘٲڡ۫ۯػؙؙؙؙؚ۬؆ۣڿۘؾڔ۠ڔۼڹؽڽ<sup>ۿ</sup>

یقیناً میرا رب بالکل صحیح راہ پر ہے۔

22. پس اگر تم روگردانی کرو تو کرو میں تو تمہیں وہ پیغام پہنچا چکا جو دے کر مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔ (۲) میرا رب تمہارے قائم مقام اور لوگوں کو کردے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکوگے، (۳) یقیناً میرا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (۳)

(عَلَيْلًا) کو این اور جب ہمارا تھم آپہنچا تو ہم نے ہود (عَلَيْلًا) کو اور اس کے مسلمان ساتھیوں کو اپنی خاص رحمت سے نجات عطا فرمائی اور ہم نے ان سب کو سخت عذاب سے بھالیا۔

09. اور یہ تھی قوم عاد، جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی (۲) نافرمانی کی اور ہر ایک

ا. تعنی وہ جو توحید کی دعوت دے رہا ہے بقیناً یہ دعوت ہی صراط متنقیم ہے، اس پر چل کر نجات اور کامیابی سے ہمکنار ہوسکتے ہو اور اس صراط متنقیم سے اعراض وانحراف تباہی وبربادی کاباعث ہے۔

r. لینی اس کے بعد میری ذمے داری ختم اور تم پر جمت تمام ہو گئ۔

سل بینی متہیں تباہ کرکے تمہاری زمینوں اور املاک کا وہ دوسروں کو مالک بنادے، تو وہ ایسا کرنے پر قادر ہے اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ بلکہ وہ اپنی مشیت و حکمت کے مطابق ایسا کرتا رہتا ہے۔

۴. یقیناً وہ مجھے تمہارے مکرو فریب اور ساز شوں سے بھی محفوظ رکھے گا اور شیطانی چالوں سے بھی بچائے گا۔ علاوہ ازیں ہر نیک وبد کو ان کے اعمال کے مطابق اچھی اور بری جزاء بھی دے گا۔

۵. سخت عذاب سے مراد وہی اَلرِّیْح الْعَقِیْم تیز آندھی کا عذاب ہے جس کے ذریعے سے حضرت ہود علیبَیْلا کی قوم عاد کو ہلاک کیا گیا اور جس سے حضرت ہود عَلیبُیلا اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا گیا۔

۲. عاد کی طرف صرف ایک نبی حفرت ہود علیہ ای جھیج گئے تھے، یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ کے رسولوں کی نافربانی کی۔ اس سے یا تو یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ ایک رسول کی تکذیب، گویا تمام رسولوں کی تکذیب ہے۔ کیونکہ تمام رسولوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ یامطلب یہ ہے کہ یہ قوم اپنے کفر وازکار میں اتنی آگے بڑھ چکی تھی کہ حضرت ہود علیہ اگر ہم اس قوم میں متعدد رسول بھی جھیج، تو یہ قوم ان سب کی تکذیب ہی کرتی۔ اور اس سے قطعاً یہ امید نہیں تھی کہ وہ کسی بھی رسول پر ایمان لے آتی۔ یا ہوسکتا ہے کہ اور بھی انبیاء بھیج گئے ہوں اور اس قوم نے ہر ایک کی تکذیب کی۔

سرکش نافرمان کے حکم کی تابعداری کی۔(۱)

۱۹. اور دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگادی گئ اور قیامت کے دن بھی،<sup>(۲)</sup> و کمیر لوقوم عاد نے اپنے رب سے کفر کیا، ہود (عالیہ ایک اور کوم عاد پر دوری ہو۔<sup>(۳)</sup>

11. اور قوم شمود کی طرف ان کے بھائی صالح (عَلَیْکَا) کو بھیجا، (() اس نے کہا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، ((ه) اس نے شمہیں زمین سے بیدا کیا ہے (() اور اس نے اس زمین میں شمہیں بیایا ہے، (() پس تم اس سے معافی طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب قریب اور دعاؤل کا قبول کرنے والا ہے۔

ۅٙٲؿؙڔۼؙۅؗٛٳڧؙۿڹؚٷاڵڎؙؽ۬ٵڵۼؘٮؘٛڐٞۊٞؽۅ۫ۛۘۛٙٙؗؗۄٵڷؚۛؾؽػڗؚٚ ٱڵٳٙڷٵٵۮؙٲڰڡؙٞۯؙۏٳڮۿٷٵۘڒڹؙۼڴٳڷؚۼٳڎٟۊ۫ۄؚۿۅؙۮٟ۞۫

وَالْى ثَمُوْدَكَغَاهُوْ صِلِحًا قَالَ يَقُومُ اعْبُدُواللهُ مَالْكُوثِينَ اللهِ غَيْرُكُ هُوَانِشَا كُوْتِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعَمَّرُكُوْ فِيهَا فَاسْتَغْفَرُ وَهُ ثُنَوَّتُو ثُوْلِاللَّهِ قُ إِنَّ رَبِّى قَوْرُيْكِ غِيْبَكِ<sup>®</sup>

ا. یعنی اللہ کے پیغیبروں کی تو تکذیب کی لیکن جو لوگ اللہ کے حکموں سے سرکشی کرنے والے اور نافرمان تھے، ان کی اس قوم نے پیروی کی۔

کھنٹہ کا مطلب ہے اللہ کی رحمت سے دوری، امور خیر سے محرومی اور لوگوں کی طرف سے ملامت وبیزاری۔ دنیا میں یہ لعنت اس طرح کہ اہل ایمان میں ان کا ذکر ہمیشہ ملامت وبیزاری کے انداز میں ہوگا اور قیامت میں اس طرح کہ وہاں علیٰ ردوس الاشہاد ذات ورسوائی سے دویار اور عذاب الہی میں مبتلا ہوں گے۔

سم. بُعْدٌ کا یہ لفظ رحمت سے دوری اور لعنت ہلاکت کے معنی کے لیے ہے، جیسا کہ اس سے قبل بھی وضاحت کی جاچک ہے۔ ۱۳ وَإِلَىٰ ثَمُوْدَ عطف ہے ماقبل پر۔ لینی وَأَرْسَلْنَا إِلَیٰ ثَمُوْدَ ہم نے ثمود کی طرف بھیجا۔ یہ قوم تبوک اور مدینہ کے درمیان مدائن صالح (حجر) میں رہائش پذیر تھی اور یہ قوم عاد کے بعد ہوئی۔ حضرت صالح عَلِیَّا کو یہاں بھی خمود کا بھائی کہا ہے، جس سے مراد انہی کے خاندان اور قبیلے کا ایک فرد ہے۔

۵. حضرت صالح علیها نے بھی سب سے پہلے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی، جس طرح کہ تمام انبیاء کا طریق رہا ہے۔
 ۲. لیعنی ابتداءً شہیں زمین سے پیدا کیا، وہ اس طرح کہ تمہارے باپ آدم علیها کی تخلیق مٹی سے ہوئی اور تمام انسان صلب آدم علیها سے پیدا ہوئے یوں گویا تمام انسانوں کی پیدائش زمین سے ہوئی۔ یا یہ مطلب ہے کہ تم جو پچھ کھاتے ہو، سب زمین ہی سے پیدا ہوتا ہے اور اسی خوراک سے وہ نطفہ بنتا ہے۔ جو رحم مادر میں جاکر وجود انسانی کا باعث ہوتا ہے۔

2. یعنی تمبارے اندر زمین کو بسانے اور آباد کرنے کی استعداد وصلاحت پیدا کی، جس سے تم رہائش کے لیے مکان تعمیر کرتے، خوراک کے لیے کاشت کاری کرتے اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کرنے کے لیے صنعت وحرفت سے کام لیتے ہو۔

ۊؘٵڵؙۊؙٳؽۻڸٷٞڡٞۘػؙڴؽؙؾؘ؋ۣؽٵؘڡۯؙۼٷٵؿٞڷۿؽؘٵڷؿؘۿؽٵؖ ٵؽؙٷؽؙۮٵۑۼؠؙڬٵڹٵٷٛٵۅٵؚؿۜٮؘٵڶؚڣؽۺڮؚۨٷٙٵ ؾٮٛٷ۫ؽٵٙٳؽ*ڍۄؙۯٟؽؠ*ؚۣ

قَالَ لِقَوْمِ اَرَءَ يَنْمُ إِنْ كُنْتُ عَلَى بِيِّنَةٍ مِّنْ تَدِيِّنَ وَاتْنِيُّ مِنْهُ كَمْنَةً فَمَنْ يَنْصُرُنْ مِنَ اللهوان عَصَيْتُكُ فَعَهُ اَنْزِيُهُ وَنُوْعَ ثَيْرَ تَخِيْرٍ

ڡؘۘؽڡٞٶ۫ڡڔۿڶؚٳ؋ٮٚٲۊؘڎ۬۩ؿۅ۩ڮٛٷٳؽڐٞڣؘۮۯٷۿٲؾؙٲڴؙڶ؋ٛؽٙ ٱۯڞؚ۩ؗؿٶؘڵٳؾۘۺؖٶٛۿٳڛؚٮٷٙ؞ڣؘؽڷٛڂؙڎؘڴۄ۫عؘۮؘٳڰؚ ۼٙڔؽڰؚ؈

۱۲. انہوں نے کہا اے صالح! (علیکیا) اس سے پہلے تو ہم بہت بچھ سے بہت کچھ امیدیں لگائے ہوئے سخے، کیا تو ہمیں ان کی عبادت ہمارے بیا دادا کرتے چلے آئے، ہمیں تو اس دین میں جیران کن شک ہے جس کی طرف تو ہمیں بلارہا ہے۔ (۱) بیاکہ اس نے جواب دیا کہ اے میری قوم کے لوگو! ذرا بیاکہ تاکو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے کسی مضبوط دلیل بیر ہوا اور اس نے مجھے اپنے پاس کی رحمت عطاکی ہو، (۲) پھراگر میں نے اس کی نافرمانی کرلی (۳) تو کون ہے جو اس کے مقابلے میں میری مدد کرے؟ تم تو میرا نقصان ہی بڑھا رہے ہو۔ (۳)

۱۳۲. اور میری قوم والو! یه الله کی تجیبی ہوئی اونٹنی ہے جو تمہارے لیے ایک مجرہ ہے اب تم اسے الله کی زمین میں کھاتی ہوئی چھوڑ دو اور اسے کسی طرح کی ایذاء نه پہنچاؤ ورنہ فوری عذاب تمہیں پکڑلے گا۔(۵)

ا. یعنی پیغیبر اپنی قوم میں چونکہ اخلاق وکردار اور امانت ودیانت میں ممتاز ہوتاہے، اس کیے قوم کی اس سے انجھی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ اس اعتبار سے حضرت صالح عَلَیْظًا کی قوم نے بھی ان سے یہ کہا۔ لیکن دعوت توحید دیتے ہی ان کی امیدوں کا یہ مرکز، ان کی آنکھوں کا کانٹا بن گیا اور اس دین میں شک کا اظہار کیا جس کی طرف حضرت صالح عَلَیْظًا انہیں بلارہے تھے لینی دین توحید۔

 ۲. بَینَةِ سے مراد وہ ایمان ویقین ہے، جو اللہ تعالی پیغیر کو عطا فرماتا ہے اور رحمت سے نبوت۔ جیسا کہ پہلے وضاحت گزر چی ہے۔

سں نافرمانی سے مرادیہ ہے کہ اگر میں حمہیں حق کی طرف اور اللہ واحد کی عبادت کی طرف بلانا چھوڑ دوں، جیسا کہ تم چاہتے ہو۔ ۸۲. لیعنی اگر میں ایسا کروں تو تم مجھے کوئی فائدہ تو نہیں پہنچا سکتے، البتہ اس طرح تم میرے نقصان وخسارے میں ہی اضافہ کروگے۔

۵. یہ وہی او نٹی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے کہنے پر ان کی آگھوں کے سامنے ایک پہاڑیا چٹان سے برآمد فرمائی۔ ای لیے اسے «نَاقَةُ اللهِ» (اللہ کی او نٹنی) کہا گیا ہے کیونکہ یہ خالص اللہ کے حکم سے مججزانہ طور پر مذکورہ خلاف عادت طریقے سے ظاہر ہوئی حتی۔ اس کی بابت انہیں تاکید کردی گئی حتی کہ اسے ایذاء نہ پہنچانا، ورنہ تم عذاب اللی کی گرفت میں آجاؤگے۔

فَعَقَرُ وُهَافَقَالَ تَمَتَّعُوا فِيُ دَارِكُوْ تَلْثَةَ ٱبَّامِ دُلِكَ وَعُنَّ غَيْرُمُكُنُ وُبِ®

فَكَتَاجَاٛءَامُّرُنَا نَجَّيْنَاصٰلِعَالَوَالَّذِيْنَامَنُوْامَعَهُ يِرِحُمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْى يَوْمِينٍّ إِنَّ رَبَّكَ هُوَالْقَوِئُ الْعَزِيْزُ⊙

ۅؘۘڵۜڂؘۮؘٵڷڒؠؽؽڟؘڵؠؙۅٛٵڵڝۜٙؽ۫ڿڎؙۜڣؘٲڞؙڹڠؙۅٝٳ؈ٝۮؚؽٳڔۿٟؠؙ ڂؿؚٷڹؽ۞ۨ

ػٲڽؙڵۮؽۼؙڹۘٷٳڣۿٲ۠ٵڒۘٙٳؾۜٙؿڹۘٷؙۮٲػڡٚؗۯؙۏۛٵڒؠۜۿۄٝ ٵؘڒؠؙۼؙٮٵڸٟؿۜؠؙٛۅؙۮڿٞ

۲۵. پھر بھی ان لوگوں نے اس او نٹنی کے پاؤل کاٹ ڈالے، اس پر صالح (عَلَيْظًا) نے کہا کہ اچھاتم اپنے گھروں میں تین دن تک تو رہ سہ لو، یہ وعدہ جھوٹا نہیں ہے۔ (۱) کم جب ہمارا فرمان آ پہنچا، (۲) ہم نے صالح (عَلَيْظًا) کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے اس سے بھی بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے بھی۔ یقیناً تیرا رب نہایت توانا اور غالب ہے۔

۱۸. ایسے کہ گویا وہ وہال مجھی آباد ہی نہ سے، (۵) آگاہ رہو کہ قوم شمود نے اپنے رب سے کفر کیا۔ س لو ان شمودیوں پر پھٹکار ہے۔

ا. لیکن ان ظالموں نے اس زبروست مجورے کے باوجود نہ صرف ایمان لانے سے گریز کیا بلکہ تھم البی سے صریح سرتابی کرتے ہوئے اسے مار ڈالا، جس کے بعد انہیں تین دن کی مہلت دے دی گئی کہ تین دن کے بعد تہمیں عذاب کے ذریعے سے ہلاک کردیا جائے گا۔

۲. اس سے مراد وہی عذاب ہے جو وعدے کے مطابق چوتھے دن آیا اور حضرت صالح عَلَیْظًا اور ان پر ایمان لانے والوں کے سوا، سب کو ہلاک کردیا گیا۔

٣. يه عذاب صَيْحَةٌ (چَيْ، زور کی کُڑک) کی صورت ميں آيا، بعض کے نزديک يه حضرت جريل عَلَيْلاً کی چيځ سخی اور بعض کے نزديک آسان سے آئی سخی جس سے ان کے دل پارہ ہوگئے اور ان کی موت واقع ہوگئ، اس کے بعد يا اس کے ساتھ ہی بھونچال (رَجْفَةٌ) بھی آيا، جس نے سب پچھ ته وبالا کرديا۔ جيسا که سورهُ اعراف: ٥٨ ميں ﴿فَاَخَذَاتُهُ السَّحْفَةُ السَّحْفَةُ السَّحْفَةُ السَّحْفَةُ السَّحْفَةُ السَّحَةُ السَّحْفَةُ السَّمَاءُ السَّحْفَةُ السَّعْفَةُ السَّمَاءُ السَّمَاءُ السَّمَاءُ السَّمَةُ السَّمَاءُ السَّمَةُ السَّمَاءُ السَّمَاءُ السَّمَاءُ السَّمَاءُ السَّمَاءُ السَمَاءُ السَمَاءُ السَّمَاءُ السَمَاءُ ال

سم. جس طرح پرندہ مرنے کے بعد زمین پر مٹی کے ساتھ پڑا ہوتا ہے۔ اس طرح یہ موت سے ہمکنار ہوکر منہ کے بل زمین پر پڑے رہے۔

۵. ان کی بستی یا خود یه لوگ یا دونوں ہی، اس طرح حرف غلط کی طرح مٹادیے گئے، گویا وہ مجھی وہاں آباد ہی ند تھے۔

ۅؘڵڡۜٙٮؙۘڂٳٛٵؘؾؙۯ۠ڛؙڵؾؘٳٳ؞ٟڵۅؽ<sub>ڋ</sub>ڔڽؚٳڷڹؿ۠ۯؽۊؘٳڬٛۅٳڛڵؠؙؖٲ ڠٵڶڛڵٷڡٞؠٵڷؚۑػٳٙڽۼٵٙۼ<sup>ڽۼ</sup>ڸٟڂؚؽؽ۬ڒۣ<sup>®</sup>

فَكَتَارَا اَبُويَهُ وَلَاتَصِلُ إِلَيُهِ نِكَرَهُمُووَا وُجَسَ مِنْهُمُ خِيْفَةٌ قَالُوالاَتَخَفَّ إِنَّا أُرْسِلْنَا ۚ إِلَٰ قَوْمِ وُلُوطٍ ۞

19. اور ہمارے بھیج ہوئے پیغا مبر (فرشتے) ابراہیم (عَالِیَااً)
کے پاس خوشتخری لے کر پہنچ<sup>(۱)</sup> اور سلام کہا،<sup>(۲)</sup> انہوں
نے بھی جواب سلام دیا<sup>(۳)</sup> اور بغیر کسی تاخیر کے گائے کا
بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔<sup>(۲)</sup>

• ك. اب جو ديكھا كہ ان كے تو ہاتھ بھى ان كى طرف نہيں پہنچ رہے تو ان سے اجنبيت محسوس كركے دل ہى دل ميں ان سے خوف محسوس كرنے لگے، (۵) انہوں نے كہا ڈرونہيں ہم تو توم لوط (عَالِيَّا) كى طرف بھيج ہوئے آئے ہيں۔(۲)

ا. یہ دراصل حضرت لوط عَلَیْشِا اور ان کی قوم کے قصے کا ایک حصہ ہے۔ حضرت لوط عَلَیْشِا، حضرت ابراہیم عَلَیْشِا کے پچازاد بھائی تھے۔ حضرت لوط عَلَیْشِا کی بستی بھیرہ مردار کے جنوب مشرق میں تھی، جب کہ حضرت ابراہیم عَلیْشِا فلسطین میں مقیم تھے۔ جب حضرت لوط عَلیْشِا کی قوم کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کرلیا گیا تو ان کی طرف فرشتے بھیجے گئے۔ یہ فرشتے قوم لوط عَلیْشِا کی طرف جاتے ہوئے رائے میں حضرت ابراہیم عَلیْشِا کے پاس مُضہرے اور انہیں بیٹے کی بشارت دی۔

العنی سَدَّمْنَا عَلَیْكُ سَدُلامًا (ہم آپ کو سلام عرض کرتے ہیں)۔

٣. جس طرح پہلا سلام ایک فعل مقدر کے ساتھ منصوب تھا۔ اس طرح یہ سَلَامٌ مبتدا یا خبر ہونے کی بنا پر مر فوع ہے، عبارت ہوگی اَّمْزُکُمْ سَلَامٌ یا عَلَیْکُمْ سَلَامٌ.

ام جھزت ابراہیم علیہ البیال بڑے مہمان نواز تھے۔ وہ یہ نہیں سمجھ پائے کہ یہ فرشتے ہیں جو انسانی صورت میں آئے ہیں اور کھانے پینے سے معذور ہیں، بلکہ انہوں نے انہیں مہمان سمجھا اور فوراً مہمانوں کی خاطر تواضع کے لیے بھنا ہوا بچھڑا لاکر ان کی خدمت میں بیش کردید نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ مہمان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جو موجود ہو حاضر خدمت کردیا جائے۔

۵ حضرت ابراہیم علیہ نے جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف بڑھ ہی نہیں رہے، تو انہیں نوف محسوس ہوا۔ کہتے ہیں کہ ان کے ہاں یہ چیز معروف تھی کہ آئے ہوئے مہمان اگر ضافت سے فائدہ نہ اٹھاتے تو سمجھا جاتا تھا کہ آئے والے مہمان کسی اچھی نیت سے نہیں آئے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے پیغیروں کو غیب کا علم نہیں ہوتا اگر ابراہیم علیہ علیہ اپنے غیب دان ہوتے تو بھنا ہوا بھی نہ لاتے اور ان سے خوف بھی محسوس نہ کرتے۔

١٠. اس خوف کو فرشتوں نے محسوس کیا، یا تو ان آثار سے جو ایسے موقعوں پر انسان کے چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں، یا اپنی گفتگو میں حضرت ابراہیم علیہ اللہ کی اظہار فرمایا، جیسا کہ دوسرے مقام پر وضاحت ہے ﴿ اِنّا مِنْکُو وَجَوْلُونَ ﴾ (الحجر: ٥٢) (ہمیں تو تم سے ڈر لگتا ہے)۔ چنانچہ فرشتوں نے کہا ڈرو نہیں، آپ جو سمجھ رہے ہیں، ہم وہ نہیں ہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے جھیج گئے ہیں اور ہم قوم لوط علیہ اللہ کی طرف جارہے ہیں۔

ۅؘٳڡؙۯٲؿؙ؋ؙۊٙٳٚؠڎؙۨڣؘۻٙڮػؙڣؘۺٞۯڶۿٳۑٳڛؙڂۊۜ ۅٙڝؚڽؙۊڒٳٙ؞ٳؙ۫ڷڂؾؘؽڠؙۊؙڔ؈ٛ

قَالَتُ يُويُلَتَى ءَالِدُ وَانَا عَجُورُ وَّهْ نَا اَبَعْلُ شَيْغًا إِنَّ هٰ نَالَشَىٰ عَجِيبٌ ۞

قَالْوُٱلْتَعْجَبِينَ مِنَ آمْرِ اللهِ رَحْمَتُ اللهِ وَكَلَهُ عَلَيْكُمُ الْمُلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيْكٌ تِجَيِيْكُ

فَكَتَّاذَهَبَ عَنُ إِنْوهِ بُعَ الرَّوْعُ وَجَاءَتُهُ الْبُشُرَٰى فَكَتَّاذَهَ الْبُشُرِٰى فَيُكَادِ لُنَاقِ تَقُومِلُو لِهِ

اک. اور اس کی بیوی جو کھڑی ہوئی تھی وہ ہنس پڑی،(۱) تو ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے پیچے یعقوب (ایجاز) کی خوشنجری دی۔

27. وہ کہنے لگی ہائے میری کم بختی! میرے ہاں اولاد کیسے ہوسکتی ہے میں خود بڑھیا اور یہ میرے خاوند بھی بہت بڑی عمر کے ہیں یہ تو یقیناً بڑی عجیب بات ہے! (۱) میں فرشتوں نے کہا کیا تو اللہ کی قدرت سے تعجب کررہی ہے؟ (۱) تم پر اے اس گھر کے لوگو! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، (۱) بے شک اللہ حمد وثناء کا سزاوار بڑی شان والا ہے۔

۱۳۷۲. جب ابراہیم (علیہ اللہ) کا ڈر خوف جاتا رہا اور اسے بشارت بھی پہنچ چک تو ہم سے قوم لوط (علیہ اللہ ا) کے بارے

ا. حضرت ابراہیم علیہ ایک اہلیہ کیوں ہنسیں؟ بعض کہتے ہیں کہ قوم لوط علیہ ایک فساد انگیزیوں سے وہ بھی آگاہ تھیں، ان کی ہلاکت کی خبر سے انہوں نے مسرت محسوس کی۔ بعض کہتے ہیں اس لیے ہنسی آئی کہ دیکھو آسانوں سے ان کی ہلاکت کا فیصلہ ہوچکا ہے اور یہ قوم غفلت کا شکار ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تقدیم و تاخیر ہے۔ اور اس بیننے کا تعلق اس بشارت سے جو فرشتوں نے اس بوڑھے جوڑے کو دی۔ واللہ اعلم

۲. یہ اہلیہ حضرت سارہ تھیں، جو خود تھی بوڑھی تھیں اور ان کے شوہر حضرت ابراہیم عَلیْلِلًا بھی بوڑھے تھے، اس کیے تعجب ایک فطری امر تھا، جس کا اظہار ان سے ہوا۔

سا. یہ استفہام انکار کے لیے ہے۔ لیعنی تو اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر پر کس طرح تعجب کا اظہار کرتی ہے جب کہ اس کے لیے کوئی چیز مشکل نہیں۔ اور نہ وہ اسباب عادیہ ہی کا محتاج ہے، وہ تو جو چاہے، اس کے لفظ کُنْ (ہوجا) سے معرض وجود میں آجاتا ہے۔

۷۰. حضرت ابراہیم علیتیا کی اہلیہ محترمہ کو یہاں فرشتوں نے "اہل بیت" سے یاد کیا اور دوسرا ان کے لیے جمع مذکر مخاطب (عکدی مُحْرُمہ کو یہاں فرشتوں نے "اہل بیت میں سب سے پہلے انسان کی بیوی شامل ہوتی ہے۔ دوسری، یہ کہ "اہل بیت" کے لیے جمع مذکر کے صیغ کا استعال بھی جائز ہے۔ جیسا کہ سورہ اُترزاب: ۳۳ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ مُکَالَّیْمُ کی ازواج مظہرات کو بھی اہل بیت کہا ہے اور انہیں جمع مذکر کے صیغ سے مخاطب بھی کیا ہے۔

### میں کہنے سننے لگے۔(۱)

کی یقیناً ابراہیم (عَالِیّاً) بہت تخل والے نرم دل اور الله
 کی جانب جھکنے والے تھے۔

27. اے ابراہیم! (عَلَیْکًا) اس خیال کو جھوڑ دیجیے، آپ کے رب کا حکم آپہنچا ہے، اور ان پر نہ ٹالے جانے والا عذاب ضرور آنے والا ہے۔(\*)

22. اور جب ہمارے بیھیج ہوئے فرشتے لوط (عَلَیْلاً) کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے بہت ممکنین ہوگئے اور دل ہی دل میں کڑھنے گئے اور کہنے گئے کہ آج کا دن بڑی مصیبت کا دن ہے۔

اور اس کی قوم دور تی ہوئی اس کے پاس آئینی ، وہ تو ہملے ہی ہے ، دہ تو ہملے ہی ہے بدکاریوں میں مبتلا تھی ، (() لوط عَلَیمِیا نے کہا اے قوم کے لوگو! یہ ہیں میری بیٹیاں جو تمہارے لیے بہت ہی یا کیزہ ہیں ،(۵) اللہ سے ڈرو اور جھے میرے مہمانوں کے بارے یا کیزہ ہیں ،(۵) اللہ سے ڈرو اور جھے میرے مہمانوں کے بارے

## إِنَّ إِبْرُهِ يُو لَحَلِيْهُ ٱوَّالْاُمُّنِيبُ

ۣۘڲٳؠ۠ڒۿؚؽؙۄؙٲۼۛڔڞؙۘۼۘڽؙۿڶؽٵٵۧؾۜڎ۬ۊۜؽؙۻٵۧٵٙڡؙۯؙ ڒٮؚؚۜڮٷٳڷٞۿؙۄٝٳڗؽؙۿؚۄ۫ٸػٵٮ۠ۼؙؿؙؽؙڞۯۮؙۅٛۮٟ۞

ۅؘڵؠۜٵۜڄٙٲؖٷڛؙٛڶڬٵڵۅؙڟڶڛؙٙٛؽؘؠؚۿؚۄؙۅؘۻٲؾؠۿؚۄ ۮۯٵۨۊۜؾؘٵڶۿۮؘٲؽۅؙٷۼڝؽۨڹٛ۞

وَجَآءَهٔ قَوْمُهُ يُفُرَعُونَ اللَيُهِ وَمِنَ قَبُلُ كَانُوا يَعْمُلُونَ التَّيِّالِتِ قَالَ لِقَوْمِ هَوُٰلَا بَنَاقِ هُنَّ ٱطْهُرُ لَكُوْ فَاتَّقُوا اللهَ وَلا يَخُزُونِ فِي ضَيُفِيْ الَيْسُ مِنْلُوْرِجُلُّ تَرْشِيْكُ۞

ا. اس مجادلے سے مرادیہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیٰیا نے فرشتوں سے کہا کہ جس بستی کو تم ہلاک کرنے جارہے ہو، اسی میں حضرت لوط علیٰیا بھی موجود ہیں۔ جس پر فرشتوں نے کہا "ہم جانتے ہیں کہ لوط علیٰیا بھی وہاں رہتے ہیں۔ لیکن ہم ان کو اور ان کے گھر والوں کو سوائے ان کی بیوی کے بچالیں گے"۔ (التکبوت:۳۲)

۲. یہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم عَلیْظِا سے کہا کہ اب اس بحث و تکرار کا کوئی فائدہ نہیں، اسے چھوڑ یے اللہ کا وہ تکم (ہلاکت کا) آچکا ہے جو اللہ کے ہاں مقدر تھا۔ اور اب یہ عذاب نہ کس کے مجادلے سے رکے گا نہ کسی کی دعا سے ٹلے گا۔

سر حضرت لوط علیتیا کی اس سخت پریشانی کی وجہ مفسرین نے یہ کسی ہے کہ یہ فرشتے نوعمر نوجوانوں کی شکل میں آئے سے ، جو بے ریش تھے، جس سے حضرت لوط علیتیا نے اپنی قوم کی عادت قبیحہ کے پیش نظر سخت خطرہ محسوس کیا۔ کیونکہ ان کو یہ پیتہ نہیں تھا کہ آنے والے یہ نوجوان، مہمان نہیں ہیں، بلکہ اللہ کے بیسجے ہوئے فرشتے ہیں جو اس قوم کو ہلاک کرنے کے لیے بی آئے ہیں۔

۴. جب اغلام بازی کے ان مریضوں کو پیتہ چلا کہ چند خوبرہ نوجوان لوط عَلَیْنیا کے گھر آئے ہیں تو دوڑے ہوئے آئے اور انہیں اپنے ساتھ لے جانے پر اصرار کیا، تاکہ ان سے اپنی غلط خواہشات پوری کریں۔

۵. لینی تمہیں اگر جنسی خواہش ہی کی تسکین مقصود ہے تو اس کے لیے میری اپنی بیٹیاں موجود ہیں، جن سے تم نکات

قَالُوْالقَدُ عَلِمْتَ مَالَنَا فِى بَنَاتِكَ مِنَ حَتِّ ۚ وَإِنَّكَ لَتَعُلُوُ مَا ثُورُيُهُ۞

قَالَ لَوُاَتَّ لِىٰ بِكُمْ قُنْتَةً ٱوْالِوَٰکَ إِلَىٰ رُكُنِ شَدِيْدٍ⊙

میں رسوانہ کرو۔ کیا تم میں ایک بھی بھلا آدمی نہیں۔(1)

29. انہوں نے جواب دیا کہ تو بخوبی جانتا ہے کہ ہمیں تو تیری بیٹیوں پر کوئی حق نہیں ہے اور تو ہماری اصلی چاہت سے بخوبی واقف ہے۔(1)

٨٠. لوط عَلَيْكِا ن كَها كاش! كه مجھ ميں تم سے مقابلہ
 كرنے كى قوت ہوتى يا ميں كى زبردست كا آسرا كيرً
 ياتا۔ (٣)

کراو اور اپنا مقصد اپورا کرلو۔ یہ تمہارے لیے ہر طرح سے بہتر ہے۔ بعض نے کہا کہ بنات سے مراد عام عورتیں ہیں اور انہیں اپنی لڑکیاں اس لیے کہا ہے کہ چینبر اپنی امت کے لیے بمنزلۂ باپ ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کام کے لیے عورتیں موجود ہیں، ان سے نکاح کرو اور اپنا مقصد پورا کرو۔ (این کیز)

ا. یعنی میرے گھر آئے ہوئے مہمانوں کے ساتھ زیادتی اور زبردستی کرکے مجھے رسوانہ کرو۔ کیا تم میں ایک آدمی بھی ایسا سمجھدار نہیں ہے، جو میزبانی کے تقاضوں اور اس کی نزاکت کو سمجھ سکے؟ اور شہیں اپنے برے ارادوں سے روک سکے؟ حضرت

لوط علیہ اس کی حفاظت کو اپنی اس بنیاد پر کیں کہ وہ ان فرشتوں کو فی الواقع نووارد مسافر اور مہمان ہی سیجھتے رہے۔ اس لیے وہ بہت جو تے ہوئی ہوتے، تو ظاہر بات کی حفاظت کو اپنی عزت وہ قاہر کے لیے ضروری سیجھتے رہے۔ اگر ان کو پیتہ چل جاتا یا وہ عالم العنیب ہوتے، تو ظاہر بات ہے کہ انہیں یہ پریشانی ہرگز لاحق نہ ہوتی، جو انہیں ہوئی اور جس کا نقشہ یہاں قرآن مجید نے کھینچا ہے۔

۲. لیعنی ایک جائز اور فطری طریقے کو انہوں نے بالکل رد کر دیا اور غیر فطری کام اور بے حیائی پر اصرار کیا، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ قوم اپنی اس بے حیائی کی عادت خبیثہ میں کتنی آگے جاچکی تھی اور کس قدر اندھی ہوگئی تھی۔

سلا قوت سے اپنے دست وبازہ اور اپنے وسائل کی قوت یا اولاد کی قوت مراد ہے اور رکن شدید (مضبوط آسرا) سے خاندان، قبید یا اس فیم میں گئی آگے جاچکی تھی اور کس قدر اندھی ہوگئی تھی۔ خاندان، قبید یا اس فیم کی مخانوں کی دجہ سے یہ ذات ہوئی، میں ان بد قماشوں سے نمٹ لیتا اور مہمانوں کی حفاظت کرلیتا۔ حضرت لوط علیہ کی کی وجہ سے یہ ذات ورسوائی نہ ہوتی، میں ان بد قماشوں سے نمٹ لیتا اور مہمانوں کی حفاظت کرلیتا۔ حضرت لوط علیہ کی کی وہ ہی ہی کہ کاش! میر کے ہوئی کی مائد کا سیج منہانوں کی حفاظت کرلیتا۔ حضرت لوط علیہ کی کی امباب ہی کی کی ہے کہ ورسوائی نہ ہوتی، میں ان بد قماشوں سے بالک بروے کار لائے جائیں اور ٹیم اللہ پر توکل کیا اللہ کا سیجہ میں اور کیم اللہ پر ہوگل کیا جائے۔ یہ توکل کا نہایت غلط منہوم ہے کہ ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ جاؤ اور کہو کہ ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے۔ اس لیے حضرت لوط علیہ کی کہا، ظاہری اساب کہ آن کل لوگوں نے یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے)، اگر نبی دنیا میں اختیارات سے بہرہ ور ہوتے تو بھینا کل بھی نہیں ہوتا (جیسا کہ آن کل لوگوں نے یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے)، اگر نبی دنیا میں اختیارات سے بہرہ ور ہوتے تو بھینا کل بھی نہیں ہوتی کہ الکہار نہ کرتے جو انہوں نے نہ کورہ الفاظ میں کیا۔

قَالُوايلُوُطُ اِلنَّارُسُلُ رَبِّكَ لَنُ يُصِلُوَا اِلدِّنْ فَاسُرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعِ مِّنَ النَّيْلَ وَلا يَلْتَقِتُ مِنْكُوْ اَحَدُ اِلَّا امْرَاتَكَ إِنَّهُ مُصِيدُهُمَا مَا اَصَابَهُمُ إِنَّ مَوْعِكَ هُـُ والصُّبُحُ الدِّسُ الصُّبُحُ بِقَرِيْتٍ ۞ الصُّبُحُ بِقَرِيْتٍ

ڣؘۘڵؠۜٵۜۼۜٲۥؘۯؙۨٷٵۼۘۼڶێٵۼٳڸۑۿٳڛٳڣڵۿٳۅؘٳؘڡٛڟۯؾٵ عؘڵؽۿٳڃۼٳڗؘةٞڝؚٞڽۺؚؚؿؚؽؙڸٟ؞ٚؠۧٮؙؙڞٛۅ۫ۮۣۣ۞

مُّسَوَّمَةً عِنْدَرَبِّكَ وَمَاهِى مِنَ الطَّلِمِينَ بِبَعِيْدٍ ۞

وَ إِلَى مَدُينَ اَخَاهُمُ شُعَيْبًا قَالَ يُقَوِّمِ اعْبُدُوا الله مَالَكُمْ مِّنَ اللهِ غَيْرُهُ وَلاَ تَنْقَصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ إِنِّ آَرُ بِكُمْ يِغَيْرٍ وَ إِنِّ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَلَاكَ إِنِّ آَرُ بِكُمْ يَعِيْطِ

۸۱. اب فرشتوں نے کہا اے لوط! (عَلَیْلِاً) ہم تیرے پروردگار کے بیجے ہوئے ہیں، ناممکن ہے کہ یہ تجھ تک پہنے جائیں، پس تو اپنے گھر والوں کو لے کر پچھ رات رہے نکل کھڑا ہو۔ تم میں سے کسی کو مڑکر بھی نہ دیکھنا چاہیے بجز تیری بیوی کے، اس لیے کہ اسے بھی وہی پہنچنے والا ہے جو ان سب کو پہنچے گا، یقیناً ان کے وعدے کا وقت ضبح کا ہے، کیا صبح بالکل قریب نہیں۔()

۸۲. پھر جب ہمارا تھم آپہنچا، ہم نے اس بستی کو زیر وزبر کردیا (اوپر کا حصہ نیچ کردیا) اور ان پر کنگریلے پتھر برسائے جو تہ ہہ تہ تھے۔

۸۳. تیرے رب کی طرف سے نشان دار تھے اوروہ ان ظالموں سے کچھ بھی دور نہ تھے۔(۲)

۸۴. اور ہم نے مدین والوں (۳) کی طرف ان کے بھائی شعیب (عَلَیْتِاً) کو بھیجا، اس نے کہا اے میری قوم! الله کی عبادت کرو اس کے سواتمہارا کوئی معبود نہیں اور تم ناپ تول میں بھی کمی نہ کرو (۳) میں تو تہہیں آسودہ حال دکھ

ا. جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ کیا ہے ہی اور ان کی قوم کی سرکثی کا مشاہدہ کرلیا تو بولے، اے لوط! (علیہ) گھبر انے کی ضرورت نہیں ہے، ہم تک تو کیا، اب یہ تجھے تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اب رات کے ایک جصے میں، سوائے بیوی کے، اپنے گھروالوں کو لے کر یہاں سے نکل جا! صبح ہوتے ہی اس بستی کو ہلاک کردیا جائے گا۔

۲. اس آیت میں هِي کا مرجع بعض مفسرین کے نزدیک وہ نشان زدہ کنگریلے پھر ہیں جوان پر برسائے گئے اور بعض کے نزدیک اس کا مرجع وہ بستیاں ہیں جو ہلاک کی گئیں اور جو شام اور مدینہ کے در میان تھیں اور ظالمین سے مراد مشرکین مکہ اور دیگر مکذبین ہیں۔ مقصد ان کو ڈرانا ہے کہ تمہارا حشر بھی ویسا ہوسکتا ہے جس سے گزشتہ تومیں دوچار ہوئیں۔

سل مدین کی شخقیق کے لیے دیکھیے سورۃ الأعراف، آیت: ۸۵ کا حاشیہ۔

مم. توحید کی دعوت دینے کے بعد، اس قوم میں جو نمایاں اخلاقی خرابی "ناپ تول میں کی" کی تھی، اس سے انہیں منع فرمایا۔ ان کا معمول یہ بن چکا تھا کہ جب ان کے پاس فروخت کنندہ (بائع) اپنی چیز لے کر آتا تو اس سے ناپ اور تول میں زائد چیز لیتے اور جب خریدار (مشتری) کو کوئی چیز فروخت کرتے تو ناپ میں بھی کی کرکے دیتے اور تول میں بھی ڈنڈی مار لیتے۔ رہا ہوں<sup>(۱)</sup> اور مجھے تم پر گھیرنے والے دن کے عذاب کا خوف (مجھی) ہے۔<sup>(۱)</sup>

> وَيٰقَوْمِ اَوْفُو الْهُكَيَالَ وَالْهِيُزَانَ بِالْقِسُطِ وَلاَتِبُخَسُواالنَّاسَ الشَّيَّاءَ هُمُ وَلاَتَعْتُوا فِي الْكَرْضِ مُفْسِدِيْنَ⊙

۸۵. اور اے میری قوم! ناپ تول انساف کے ساتھ پوری پوری کرو لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو<sup>(۳)</sup> اور زمین میں فساد اور خرابی نہ مچاؤ۔<sup>(۳)</sup>

بَقِيَّتُ اللهِ خَبْرُّكُمُّ إِنْ كُنْتُوتُمُّ وَمِنِيْنَ \$ وَمَأَانَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظِ

۸۲. الله تعالیٰ کا حلال کیا ہوا جو پچ رہے تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو، (۵) میں تم پر پچھ نگہبان (اور داروغہ) نہیں ہوں۔(۱)

ا. یہ اس منع کرنے کی علت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل کررہا ہے اور اس نے تہمیں آسودگی اور مال ودولت سے نوازا ہے تو پھر تم یہ فتیح حرکت کیول کرتے ہو؟

۲. یہ دوسری علت ہے کہ اگر تم اپنی اس حرکت سے باز نہ آئے تو پھر اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن کے عذاب سے تم
 نہ نیج سکو۔ گھیرنے والے دن سے مراد قیامت کا دن ہے کہ اس دن کوئی گناہ گار مؤاخذہ الٰہی سے نیج سکے گا نہ بھاگ کر کہیں چھیں سکے گا۔

سر انبیاء عین کی دعوت دو اہم بنیادوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ (۱) حقوق الله کی ادائیگی۔ (۲) حقوق العباد کی ادائیگی۔ اول الذکر کی طرف لفظ ﴿اغْبُدُوا الله کی اور آخر الذکر کی جانب ﴿وَلَا تَنْقُصُوا الْهِدُیّالَ﴾ سے اشارہ کیا گیا اور اب تاکید کے طور پر انبیس انصاف کے ساتھ پورا پورا ناپ تول کا حکم دیا جارہا ہے اور لوگوں کو چیزیں کم کرکے دینے سے منع کیا جارہا ہے۔ کیونکہ الله تعالیٰ کے بال یہ بھی ایک بہت بڑا جرم ہے اور الله تعالیٰ نے ایک پوری سورت میں اس جرم کی شاعت وقباحت اور اس کی اخروی سزا بیان فرمائی ہے۔ ﴿وَیُلُ لِلْمُطَفِّفِیْنَ ﴾ الذِیْنَ إِذَاکنالُواعِی النّابِسِیّنَ تَوْفُونَ ﴾ وَإِذَاکنالُوهُهُو اَوْدَوْهُمُ اِللهُ تَعِیلُ اللهُ بِیل اور الله عند بیں اور الله تعالیٰ کے بال یہ بھی اور الله تعالیٰ کے ایک بوری سزا بیان فرمائی ہے۔ ﴿وَیُلُ لِلْمُطَفِّفِیْنَ ﴾ الذِیْنَ إِذَاکنالُواعِی النّابِسِیّنَ تَوْفُونَ ﴾ وَإِذَاکنالُوهُهُو الله بیت بیں اور (المطففین: ۱-۲) (مطففین کے لیے ہلاکت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب دوسروں کو ناپ کریا تول کر دیتے ہیں، تو کم کرکے دیتے ہیں)۔

۷. اللہ کی نافرمانی سے -بالخصوص جن کا تعلق حقوق العباد سے ہو، جیسے یہاں ناپ تول کی کمی بیشی میں ہے- زمین میں یقیناً فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے جس سے انہیں منع کیا گیا۔

قَالُوُا يِشْعَيُبُ اَصَلُوتُكَ تَامُّوُكَ اَنَ تَتُوُكَ مَايِعَبُكُ ابَا ُؤُنَّا اَوَانَ نَفْعَلَ فِيَ اَمُوَالِيَا مَا نَشَّوُا ۗ إِنَّكَ لَانَتَ الْحَلِيجُ الرَّشِيْكُ⊙

قَالَ يَقَوْمِ آرَءَ يُنْعُرَانَ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّنَ تَرِيِّنَ وَرَزَقَنَىٰ مِنْهُ رِنَ قَاحَسَنَا وْمَا أَرُيُكُ أَنَ اخْالِفَكُوْ إلى مَا أَنْهُ لَكُوْ عَنْهُ إِنْ أَرْيُكُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا السُتَطَعْتُ وْمَا تَوْفِيْقِيَ إِلَّا بِإِللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّنُ أَنْ وَلِيْهِ أَرْدِيكِ @

۸۷. انہوں نے جواب دیا کہ اے شعیب! (عَلَیْمُلِاً) کیا شیری صلاق<sup>(۱)</sup> مجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو چھوڑدیں اور ہم اپنے مالوں میں جو کچھ چاہیں اس کا کرنا بھی چھوڑدیں<sup>(۱)</sup> تو تو بڑا ہی باوقار اور نیک چلن آدمی ہے۔

۸۸. کہا اے میری قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روش دلیل لیے ہوئے ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے بہترین روزی دے رکھی ہے، (\*\*) میرا یہ ارادہ بالکل نہیں کہ تمہاری مخالفت کرکے خود اس چیز کی طرف جھک جاؤں جس سے تمہیں روک رہا ہوں، (\*\*) میرا ارادہ تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا بی ہے۔ (\*\*) میری توفیق اللہ بی کی مدد سے ہے، (\*\*) اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

ا. صَلَواةٌ سے مراد، عبادت، دین یا تلاوت ہے۔

۲. اس سے مراد بعض مفسرین کے نزویک زکوۃ وصد قات ہیں جس کا تھم ہر آسانی ندہب میں ویا گیا ہے۔ اللہ کے تھم سے زکوۃ وصد قات کا اخراج، اللہ کے نافرمانوں پر نہایت شاق گزرتا ہے اور وہ سجھتے ہیں کہ جب ہم اپنی محنت ولیانت سے مال کماتے ہیں تو اس کے خرج کرنے یا نہ کرنے میں ہم پر پابندی کیوں ہو؟ اور اس کا کچھ حصہ ایک مخصوص مد کے لیے نکالنے پر ہمیں مجبور کیوں کیا جائے؟ اس طریقے سے کمائی اور خیارت میں حلال وحرام اور جائز وناجائز کی پابندی بھی ایسے لوگوں پر نہایت گراں گزرتی ہے، ممکن ہے ناپ تول میں کی سے روکنے کو بھی انہوں نے اپنے مالی تصرفات میں دخل در معقولات سمجھا ہو۔ اور ان الفاظ میں اس سے انکار کیا ہو۔ دونوں ہی مفہوم اس کے صحیح ہیں۔

- سر حضرت شعيب عَالِيُّكِ ك ليے يه الفاظ انہوں نے بطور استہزاء كهـ
  - م. رزق حسن کا دوسرا مفہوم نبوت بھی بیان کیا گیا ہے۔ (ابن کیر)
- ۵. لعنی جس کام سے میں تمہیں روکوں، تم سے خلاف ہوکر، وہ میں خود کروں، ایبا نہیں ہوسکا۔
- ۲. میں تمہیں جس کام کے کرنے یا جس سے رکنے کا حکم دیتا ہول، اس سے مقصد اپنی مقدور بھر، تہاری اصلاح ہی ہے۔
- 2. لینی حق تک پہنچنے کا جو میرا ارادہ ہے، وہ اللہ کی توفیق سے ہی ممکن ہے، اس لیے تمام معاملات میں میرا بھروسہ ای پر ہے اور اس کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

ۅؘڶۣڡٞۅؙۄؚڵٳۼؙڔۣڡؠۜٞػؙۄؙۺڡٙٳٚڨٙٲڹؖؿؙڝۣؽؠؙڬؙۄ۠ڗؿؖ۬ڷ ڡٵۜڝٵڹٷؙؗؗۯڹؙۅ۫ڿٵۏۊؘۅ۫ڡٙۿۅ۫ڿٟٵۏۊٷڡؘۯٮڶؚڸڿ ۅؘڡٵٚۊؘؙؙڞؙڒؙۏڟٟڡؚٙڹؙػؙۄؙڔؚؠۼۑؠؙۮۣ۞

ۅٙٳڛۘؾۼ۬ڣؗۯؙۏٳڒؠۜڮٛٷؙٮٛٷٷٛۅؙٳڵؽڐٳڷٙڔڮٞٛۯڝؚؽ۫ۄٞ ٷۮٷڎ۞

قَالُوُايْشُعَيْبُ مَانَفْقَهُ كَثِيْرُاصِّمَّالَقُوُّلُ وَ اِنَّا لَكُولِكَ فِيْنَاضِعِيْفًا ۚ وَلَوَلَارَهُطُكَ لَرَجَمُنْكَ ۖ وَفَالَنْتَ عَلَيْنَا بِحَزِيْزِ۞

قَالَ لِقَوْمِ آرَهُ فِلَ آعَزَّعَلَيْكُوْمِ آسَالِهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ المِلْمُلِمُ اللهِ المِ

79. اور اے میری قوم (کے لوگو!) کہیں ایبا نہ ہو کہ مہمیں میری مخالفت ان عذابوں کا مستحق بنادے جو قوم نوح اور قوم ہود اور قوم صالح کو پنچے ہیں۔ اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور نہیں۔ ()

•9. اورتم اپنے رب سے استغفار کرو اور اس کی طرف توبہ کرو، یقین مانو کہ میرا رب بڑی مہربانی والا اور بہت محبت کرنے والا ہے۔

91. انہوں نے کہا اے شعیب! (عَلَیْطِ) تیری اکثر باتیں تو ہماری سمجھ میں ہی نہیں آئیں <sup>(1)</sup> اور ہم تو تجھے اپنے اندر بہت کمزور پاتے ہیں، <sup>(1)</sup> اگر تیرے قبیلے کا خیال نہ ہوتا تو ہم تو تجھے کوئی حیثیت تو ہم تو تجھے کوئی حیثیت والی ہستی نہیں گئتے۔ <sup>(1)</sup>

91. انہوں نے جواب دیا کہ اے میری قوم کے لوگو! کیا تمہارے نزدیک میرے قبیلے کے لوگ اللہ سے بھی

ا. لینی ان کی جگہ تم سے دور نہیں، یا اس سبب میں تم سے دور نہیں جو ان کے عذاب کا موجب بنا۔

۲. یہ یا تو انہوں نے بطور نداق اور تحقیر کہا درآں حالیکہ ان کی باتیں ان کے لیے ناقابل فہم نہیں تحقیں۔ اس صورت میں یہاں فہم کی نفی مجازاً ہوگی۔ یا ان کا مقصد ان باتوں کے سیحف سے معذوری کا اظہار ہے جن کا تعلق غیب سے ہے۔ مثلاً بحث بعد الموت، حشر ونشر، جنت ودوزخ وغیرہ، اس لحاظ سے فہم کی نفی حقیقتاً ہوگی۔

۳. یه کمزوری جسمانی لحاظ سے تھی، جیسا کہ بعض کا خیال ہے کہ حضرت شعیب عَلَیْدِ کی بینائی کمزور تھی یا وہ نحیف ولاغر جسم کے تھے یا اس اعتبار سے انہیں کمزور کہا کہ وہ خود بھی مخالفین سے تنہا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔

م. حضرت شعیب علیه ای قبید کہا جاتا ہے کہ ان کا پشتیان نہیں تھا، لیکن وہ قبید چونکہ کفر وشرک میں اپنی ہی قوم کے ساتھ تھا، اس لیے اپنے ہم مذہب ہونے کی وجہ سے اس قبیلے کا لحاظ، بہر حال حضرت شعیب علیه ایک کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے اور انہیں نقصان پہنچانے میں مانع تھا۔

۵. لیکن چونکہ تیرے قبیلے کی هیشت بهر حال ہمارے دلوں میں موجود ہے، اس لیے ہم در گزر سے کام لے رہے ہیں۔ رہے ہیں۔

### تَعْمَلُونَ غُيطُ

ۅؘڸڡٓۅؙۄٳڠٮۘڵۉٳعڸؠػٵڹڗڴۄ۫ٳ؈ٚۜٵڡؚؖڽ۠ۺۅٛػ ؾۘۜڡؙڶؠؙۅؙٛؽڵڡؘڽؙؾٳؿٙؽۼػڶڮ۠ؿؙٚٷؚؽڋۅؘڡ؈ؙۿۅ ػٳۮؚڰؚٞۅؙٳٮۛۊؠٛٷٙٳٳڹٞڡؘػڴۄؙۯۊؚؽ۫ڮؚ®

ۅؘۘڵڽۜٵۼۜٲٵٞڡۯؙؽٵۼۜؽڹٵۺٛۼؽڋٵۜۊٵڷڮؿؽٵڡؘٮؙۊؙٳ ڡؘۼ؋ؠڔؘڂؠٙۊ۪ڝؚۧٵٷٳؘڂؽؘٮؚٵڷڹؚؽؽڟڶؠؙۅٳ اڵڲؠؿؙڎؙٷؘڝؙؠؙػؙۅؙٳڣٛۮٟؽٳڔۿؚٟڂڂؚؿۣؠؽؽؘ۞۫

زیادہ ذکی عزت ہیں کہ تم نے اسے پس پشت ڈال دیا ہے (۱) یقیناً میرارب جو کچھ تم کررہے ہو سب کو گھیرے ہوئے ہے۔

99. اور اے میری قوم کے لوگو! اب تم اپنی جگه عمل کیے جاؤ میں بھی عمل کررہا ہوں، تہمیں عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ کس کے پاس وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کردے اور کون ہے جو جھوٹا ہے۔ تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔(۲)

90. اور جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا ہم نے شعیب (علیہ اور جب ہمارا حکم (عذاب) مومنوں کو اپنی خاص (علیہ اور خالموں کو سخت چنگھاڑ کے عذاب نے دھر دبوچا<sup>(۱)</sup> جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے بڑے ہوئے ہوگئے۔

ا. کہ تم مجھے تو میرے قبیلے کی وجہ سے نظر انداز کررہے ہو۔ لیکن جس اللہ نے مجھے منصب نبوت سے نوازا ہے، اس کی کوئی عظمت اور اس منصب کا کوئی احترام تمہارے ولوں میں نہیں ہے اور اسے تم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ یہاں حضرت شعیب علیہ اللہ ان اُعلیہ (اللہ سے زیادہ ذی عزت) کی بجائے ﴿ اَعَرْعَا کَیْدِ اَللّٰهِ ﴾ (اللہ سے زیادہ ذی عزت) کہ بجائے ﴿ اَعَرْعَا کَیْدِ اِللّٰهِ ﴾ (اللہ سے زیادہ ذی عزت) کہا، جس سے یہ بتالنا مقصود ہے کہ نبی کی تو ہین، دراصل اللہ کی تو ہین ہے۔ اس لیے کہ نبی اللہ کا مبعوث ہوتا ہے۔ اور اس امتبار سے اب علمائے حق کی تو ہین اور ان کو حقیر سمجھنا اللہ کے دین کی تو ہین اور اس کا استخفاف ہے، اس لیے کہ وہ اللہ کے دین کے نمائندے ہیں۔ وَ اَتَّخَدُ تُمُوْهُ میں ھاکا مرجع لفظ اللہ ہے اور اس کی کوئی پروا تم اللہ کے اس معاطے کو، جے لے کر اس نے مجھے بھجا ہے، اسے تم نے پس پشت ڈال دیا ہے اور اس کی کوئی پروا تم نہیں گی۔

۲. جب انہوں نے دیکھا کہ یہ قوم اپنے کفر وشرک پر مصر ہے اور وعظ ونفیحت کا بھی کوئی اثر ان پر نہیں ہورہا، تو کہا اچھا تم اپنی ڈگر پر چلتے رہو، عنقریب خہبیں جموٹے سپے کا اور اس بات کا کہ رسوا کن عذاب کا مستحق کون ہے؟ علم ہوجائے گا۔

س. اس چیخ سے ان کے دل پارہ پارہ ہوگئے اور ان کی موت واقع ہوگئی اور اس کے معا بعد ہی بھونچال بھی آیا، جیسا کہ سورۂ اعراف: ۹۱ اور سورۂ عنکبوت: ۳۷ میں ہے۔

كَانُ لَامُنِغُنُو افِيُهَا الابعُدُ الِّمَدُينَ كَمَا بَعِدَتُ تُنُودُهُ

ۅٙڵۊۜٙڎؙٲۯڛۘٛڵڹٵٛؗٛؗؗٛٷڛؗۑٳڵێؾؚڹٵۅڛؙڵڟٟڹ ۺؙؚڽؙؿڹ۞

إلى فِرُعَوْنَ وَمَكَلْمِهِ فَاتَّبَعُوُّا آمُرُ

يَقُدُمُوقَوْمَهُ يُومَ الْقِيلَمَةِ فَأُوْرَدَهُمُوالنَّالَ ۗ وَبِئِشَ الْوِرْدُالْمُورُودُو

90. گویا کہ وہ ان گھروں میں مجھی بسے ہی نہ تھے، آگاہ رہو مدین کے لیے بھی ویسی ہی دوری<sup>(۱)</sup> ہو جیسی دوری شمود کو ہوئی۔

97. اور یقیناً ہم نے ہی موسیٰ (عَالِیُّااً) کو اپنی آیات اور روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا تھا۔<sup>(۲)</sup>

92. فرعون اور اس کے سر داروں (۳) کی طرف، پھر بھی ان لوگوں نے فرعون کے احکام کی پیروی کی اور فرعون کا کوئی حکم درست تھا ہی نہیں۔ (۳)

9A. وہ تو قیامت کے دن اپنی قوم کا پیش رو ہوکر ان سب کو دوزخ میں جا کھڑا کرے گا، (۵) وہ بہت ہی برا گھاٹ ہے۔ (۱) جس پر لا کھڑے کیے جائیں گے۔

ا. لینی لعنت، پیٹکار، اللہ کی رحمت سے محرومی اور دوری۔

۲. آیات سے بعض کے نزدیک تورات اور سلطان مین سے معجزات مراد ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آیات سے، آیات سعہ اور سلطان مین (روشن دلیل) سے عصا مراد ہے۔ عصا، اگرچہ آیات تسعہ میں شامل ہے لیکن یہ معجزہ چونکہ نہایت ہی عظیم الثان تھا، اس لیے اس کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

٣. مَلاَ قوم كَ اشراف اور ممتاز قسم كے لوگوں كو كہا جاتا ہے۔ (اس كى تشرح كہلے گزر چكى ہے) فرعون كے ساتھ، اس كے دربار كے ممتاز لوگوں كا نام اس ليے ليا گيا ہے كہ اشراف قوم ہى ہر معاملے كے ذمے دار ہوتے تھے اور قوم ان ہى كے چچھے چلتى تھى۔ اگر يہ حضرت موكى عَلَيْظِا پر ايمان لے آتے تو يقيناً فرعون كى سارى قوم ايمان لے آتى۔

م. رَشِیْدِ، ذی رشد کے معنی میں ہے۔ لینی بات تو حضرت موسلی عَلَیْلًا کی رشد وہدایت والی تھی، لیکن اسے ان لوگوں نے رد کردیا اور فرعون کی بات، جو رشد وہدایت سے دور تھی، اس کی انہوں نے پیروی کی۔

۵. لینی فرعون، جس طرح دنیا میں ان کا رہبر اور پیش رو تھا، قیامت کے دن بھی یہ آگے آگے ہی ہو گا اور اپنی قوم کو اپنی قیادت میں جہنم میں لے کر جائے گا۔

٩. وِرْدٌ پانی کے گھاٹ کو کہتے ہیں، جہال پیاسے جاکر اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ لیکن یہال جہنم کو ورو کہا گیا ہے۔ مَوْرُودٌ وہ مقام یا گھاٹ یعنی جہنم جس میں لوگ لے جائے جائیں گے یعنی جگہ بھی بری اور جانے والے بھی برے۔ أَعَاذَنَا اللهُ منْھا۔

وَانْتُبِعُوا فِي هٰذِهِ لَعُنَةً وَيُومَ الْقِيمَةِ ثِبُسُ الرِّفُنُ الْمُؤفُّودُ۞

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآ إِ الْقُرُاى نَقُصُّهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَالِمٌ وَّحَصِيْدُكُ®

وَمَاظَلَمُنْهُمُ وَلِكِنْ ظَلَمُوا اَفْشَهُمُ فَمَا اَعْنَتُ عَنْهُمُ الِهَتُهُمُ الَّتِي يَنْ عُونَ مِنْ دُوْنِ اللهِ مِنْ شَيِّ لِثَمَا جَاءَامُرُرَيِّكَ وْمَازَادُوهُمُ فَيْرَ تَتْمِيْنِ ۞

> ۅؙۘػۮ۬ٳڵػٙٳڂؙۮؙۯڗڮٳؚۮٙٳۮٙٳڶؘڂۮۘٵڷڠ۠ڕؽۅۿؽ ڟٳڶؠػٷ۠ٳؾٙٳڂۮؘٷٵٙڸۮڎۺ۫ڔڽؙؽ۠۞

99. اور ان پر تو اس دنیا میں بھی لعنت چپکا دی گئی اور قیامت کے دن بھی (') برا انعام ہے جو دیا گیا۔ (')

100. بستیوں کی یہ بعض خبریں جنہیں ہم تیرے سامنے بیان فرمارہے ہیں ان میں سے بعض تو موجود ہیں اور بعض (کی فصلیں) کٹ گئی ہیں۔ ('')

1. اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا، (\*\*) بلکہ خود انہوں نے ہی اپنے اوپر ظلم کیا، (۵) اور انہیں ان کے معبودوں نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے، جب کہ تیرے پروردگار کا حکم آپنجا، بلکہ انہوں نے ان کا نقصان ہی بڑھا یا۔ (۱)

101. اور تیرے پروردگار کی کیڑ کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو کیڑتا ہے

ا. لَعْنَةٌ سے پیشکار اور رحمت الٰہی سے دوری و محرومی ہے، گویا دنیا میں بھی وہ رحمت الٰہید سے محروم اور آخرت میں بھی اس سے محروم ہی رہیں گے، اگر ایمان نہ لائے۔

۲. رِفْدٌ انعام اور عطیے کو کہا جاتا ہے۔ یہاں لعنت کو رفد کہا گیا ہے۔ اسی لیے اسے برا انعام قرار دیا گیا۔ مَرْفُوْدٌ سے مراد، وہ انعام جو کسی کو دیا جائے۔ یہ الرفد کی تاکید ہے۔

سا، قائم، سے مراد وہ بستیاں، جو اپنی چھوں پر قائم ہیں اور حَصِیْدٌ بمعنی محصود سے مراد وہ بستیاں جو کی ہوئی کھیتیوں کی طرح نابود ہو گئیں۔ یعنی جن گزشتہ بستیوں کے واقعات ہم بیان کررہے ہیں، ان میں سے بعض تو اب بھی موجود ہیں، جن کے آثار وکھنڈرات نثان عبرت ہیں اور بعض بالکل ہی صفحہ ہستی سے معدوم ہو گئیں اور ان کا وجود صرف تاریخ کے صفحات پر باتی رہ گیا ہے۔

م. ان کو عذاب اور ہلاکت سے دوجار کرکے۔

۵. کفر ومعاصی کا ار تکاب کرکے۔

٢. جب كه ان كا عقيده يه تفاكه يه انبيس نقصان سے بچائيس گے اور فائده پېنچائيس گے۔ ليكن جب الله كا عذاب آيا
 تو واضح ہوگيا كه ان كا يه عقيده فاسد تفا، اور يه بات ثابت ہوگئ كه الله ك سواكوئى كى كو نفع ونقصان پېنچان پر قادر نہيں۔

اِتَّ فِى ُذَٰلِكَ لَا يَهُ لِّمَنُ خَافَ عَنَابَ الَّخِرَةِ ۗ ذَٰلِكَ يَوْمُ عَجِّدُوْءٌ لَهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمُ مَّشْهُوُ دُنُ

وَمَا نُؤَقِّوٰوُهُ إِلَّا لِلْجَلِ مَّعُنُ وُدٍ ۞

يَوْمَ يَانُتِ لَاتَكَلَّمُ نَفْشُ إِلَّا بِلِذُنِةٌ فَبِنُهُمُّهُ شَقِیٌ وَسَعِیْدُڻُ⊚

ۜۏؘٲڡۜٵڷڒؚؠؙڹؘۺؘڠؙۅؙٳڡؘۼؠٳڵػٳڔڵۿؙؗ؞ڣۣۿٳڒؘڣۣؽڗؙ ٷۺؘؘؚۿؠؿؙ۞ٚ

خلدين فيها مادامت التهاوك والارض

بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور نہایت سخت ہے۔(۱) سخت ہے۔(۱) سامار بقیناً اس میں (۱) ان لوگوں کے لیے نشان عبرت ہے جو قیامت کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ وہ دن جس میں سب لوگ جمع کیے جائیں گے اور وہ، وہ دن ہے جس میں سب حاضر کے جائیں گے۔(۱)

۱۹۲۷. اور اسے ہم جو ملتوی کرتے ہیں وہ صرف ایک مدت معین تک ہے۔

1.4 جس دن وہ آجائے گی مجال نہ ہوگی کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بات بھی کرلے، (۵) سو ان میں کوئی بدخت ہوگا اور کوئی نیک بخت۔

۱۰۷. کیکن جو بد بخت ہوئے وہ دوزخ میں ہوں گے وہاں چینیں گے چلائیں گے۔

۷٠١. وه و بي بميشه رہنے والے بيں جب تک آسمان و زمين

ا. یعنی جس طرح گزشته بستیوں کو اللہ تعالی نے تباہ وبرباد کیا، آئندہ بھی وہ ظالموں کی ای طرح گرفت کرنے پر قادر ہے۔ حدیث میں آتا ہے، نمی طُلِیْتِنَا نے فرمایا ﴿إِنَّ اللهَ لَیُمْلِی لِلظَّالِمِ حَتَّی إِذَا أَخَذَهُ لَمْ یُفْلِتُهُ ﴾ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر) "الله تعالی یقیناً ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب اس کی گرفت کرنے پر آتا ہے تو پھر اس طرح اچانک کرتا ہے کہ پھر مہلت نہیں دیتا ۔

- ٢. لعنى مواخذهٔ اللي ميں يا ان واقعات ميں جو عبرت وموعظت كے ليے بيان كيے گئے ہيں۔
  - ۳. لینی حساب اور بدلے کے لیے۔
- ۴. لینی قیامت کے دن میں تاخیر کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے لیے ایک وقت معین کیا ہوا ہے۔ جب وہ وقت مقرر آجائے گا، تو ایک لمحے کی تاخیر نہیں ہوگی۔

۵. گفتگو نه کرنے سے مراد، کسی کو الله تعالیٰ سے کسی طرح کی بات یا شفاعت کرنے کی ہمت نہیں ہوگی۔ الا یہ که وہ اجازت دے دے۔ طویل حدیث شفاعت میں ہے۔ رسول الله عَنَائَیْمِ نَ فرمایا، ﴿وَلَا یَتَکَلَّمُ یَومَئِذِ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ یَوْمَئِذِ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ سَلِّمْ ﴿ صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب فضل السجود. ومسلم، کتاب الإیمان، باب معرفة طریق الرؤیة ﴾ "اس دن انبیاء کے علاوہ کسی کو گفتگو کی ہمت نه ہوگی اور انبیاء کی زبان پر بھی اس دن صرف یہی ہوگا کہ یا الله! ہمیں بھالے ، ہمیں بھالے ، ہمیں بھالے ۔

ٳڰۯڡٵۺٵٛءؘۯڗؙڮٷٳڽۜۯؾڮڬڣڰٵڷؚڷۣؠٵؽڔؚؽؽڡ

ۅٙٲ؆ٛٲڷڒؚؽڹؽڛؙۘۼۮۅؙٲڣ۬ؽٲڮۜڐۊڂؚڸۮؿؽ؋ؽ؆ؙ ٵ۫ۮٲڡؘؾؚٵڶۺؖڵۏؾؙۘۅٲڵٲۯڞؙٳ۬ڒۜڶڡٵۺؙٵٞۥٙۯڹؙڰ عَطاًۥٞٞۼؙؿڒۼۘڎؙڎ۫ۅ۫۞

بر قرار رہیں(۱) سوائے اس وقت کے جو تمہارا رب چاہے۔ (۲) یقیناً تیرا رب جو کچھ چاہے کر گزر تا ہے۔ ۱۸۸ اور لیکن جو نیک بخت کیے گئے وہ جنت میں ہوں گے جہاں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسان و زمین باقی رہے مگر جو تیرا پرورد گار چاہے۔ (۳) یہ بے انتہاء بخشش ہے۔ (۳)

ا. ان الفاظ سے بعض لوگوں کو یہ مغالطہ لگا ہے کہ کافروں کے لیے جہنم کا عذاب دائمی نہیں ہے بلکہ مؤقت ہے لیتی اس وقت تک رہے گا، جب تک آسان وزمین رہیں گے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ کوئلہ یہاں ﴿مَالْاَمْتِ السَّمُوْتُ وَالْرَحْقُ ﴾ اہل عرب کے روز مرہ کی گفتگو اور محاورے کے مطابق نازل ہوا ہے۔ عربوں کی عادت متحی کہ جب کی چیز کا دوام ثابت کرنا مقصود ہوتا تو وہ کہتے تھے کہ ھٰڈا دَآئِمٌ دَوَامَ السَّمُواتِ وَالْأَدْضِ (یہ چیز اسی طرح ہمیشہ رہے گی جس طرح آسان وزمین کا دوام ہے) اس محاورے کو قرآن کریم میں استعال کیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اہل کفر وشرک جہنم میں ہمیشہ رہیں گے جس کو قرآن نے متعدد جگہ ﴿خَلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبْدُا ﴾ (انساء: ۱۹۱۹) کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ ایک دور مرا مفہوم اس کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آسان وزمین سے مراد، جنس ہے۔ لیتی دنیا کے آسان وزمین اور ہیں جو فتا ہوجائیں گے۔ بینی دنیا کے آسان وزمین اور ہیں جو فتا ہوجائیں کے جیسا کہ قرآن کریم میں اس کی صراحت ہے، ہوجائیں گے۔ گین آخرت کے آسان وزمین ان کے علاوہ اور ہوں گے، جیسا کہ قرآن کریم میں اس کی صراحت ہے، ہوجائیں گے۔ گین آخرت کے آسان وزمین ان کے علاوہ اور ہوں گے، جیسا کہ قرآن کریم میں اس کی صراحت ہے، ہوجائیں گے۔ اس کی عراحت ہے، ہوگی دار کی خریم میں اس کی عراحت ہے ہوجائیں گے۔ اس آب بیت میں مفہوم مراد بین، نہ کہ دنیا کے آسان وزمین، جو فنا ہوجائیں گے۔ (ابن کین) ان دونوں مفہوموں میں سے کوئی بھی مفہوم مراد لے لیا جائے، آبت کا مفہوم واضح ہوجاتا ہے اور دو اشکال پیدا نہیں ہوتا جو فہ کور ہوا۔ امام شوکائی نے اس کے اور بھی کئی مفہوم بیان کے جیں جنہیں اہل علم ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ (نُن اَشدہ)

۲. یہ استثناء کے بھی کئی مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ صحیح مفہوم یہی ہے کہ یہ استثناء ان گناہ گاروں
 کے لیے ہے جو اہل توحید واہل ایمان ہول گے۔ اس اعتبار سے اس سے ماقبل آیت میں شَقِقِیُّ کا لفظ عام یعنی کافر اور عاصی دونوں کو شامل ہوگا اور ﴿ [الاَمْ الله آمَا مَدَا مُرَا الله آمَا مَدَا مَدِي معنی میں ہے۔
 ۱۳. یہ استثناء بھی گناہ گار اہل ایمان کے لیے ہے۔ یعنی دیگر جنتیوں کی طرح یہ نافرمان مومن شروع سے جنت میں نہیں رہیں گے۔ بلکہ ابتداء میں ان کا کچھ عرصہ جہنم میں گزرے گا اور پھر انبیاء اور اہل ایمان کی سفارش سے ان کو جہنم میں گزرے گا اور پھر انبیاء اور اہل ایمان کی سفارش سے ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا، جیسا کہ احادیث صحیحہ سے یہ باتیں ثابت ہیں۔

۴. غیر مجذوذ کے معنیٰ ہیں غیر مقطوع " یعنیٰ نہ ختم ہونے والی عطا" اس جملے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ جن گناہ گاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا، یہ دخول عارضی نہیں، ہمیشہ کے لیے ہوگا اور تمام جنتی ہمیشہ اللہ کی عطاء اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے، اس میں کبھی انقطاع نہیں ہوگا۔

ڡٞڵۘؗؗڒؾؘۘڬٛٷٛٷؚؽؾۊؚڝؚۜؠۜٵؽۼڹؙؙؙٛ۠۠ۮۿٷؙڒٙٳ؞ٟ ڡٵؾۼڹؙٮؙٛۏڹٳڒڮػٵؽۼڹٮ۠ٵڹٵٷ۠ۿۏٞڝؚڹؗۊؘڹڵؙ ۅٙٳٮۜٵڵٷڰٷۿؙۏؘۻۣؽڹۿٷؗۼؽ*ۯۯ؞*ٛٮؙؙڠؙڎڝۣۿ

ۅؘۘڵڡٞٮؙؗٲڷؾۘؽؗٮؙٚٲڡؙۅؗؗؗؗؗۜۜٙڝٵڷڮڹٙۘڹٷڶڂؾؙڶؚڡؘ؋ۣؽٷٷڵۘؖؖؗڒ ػؚڸٮؘڎؙۺڹؘڡٞؾؙ؈ٛڗۑؚڮؘڷڡٞ۠ۻؽؘؠؽڹٛۿؙڎ۫ۅٙٳڷۿۄؙ ڶڣؙؿؙۺڮۣۨڡۣٞٮ۫ۮؙۿؙۄؙڔؽۑٟ۞

ۅؘٳؾٞػ۠ڴڒۘؾۜؾٵؽٛٷؚڣؚۜؽڣۜڡٛ۠ۯڔؙٞڮٲٵۿؙؗؗٛؗٞٞؗؗؗؗٚٞٳٮۜٞۜٙ؋ڹؚؠػ ؿۼؠڬؙۅٛڹڿؘڽؽڒٛ۞

> فَاسْتَقِوْكُمَا أَمُونَ وَمَنُ ثَابَ مَعَكَ وَلاَنَفْلِغَوْ إِنَّهُ بِمِالتَّهُ لُوْنَ بَصِيْرُ

1•9. اس لیے آپ ان چیزوں سے شک وشبہ میں نہ رہیں جنہیں یہ لوگ بوج رہے ہیں، ان کی پوجا تو اس طرح ہے جس طرح ان کے باپ دادوں کی اس سے پہلے متی۔ ہم ان سب کو ان کا پورا پورا حصہ بغیر کسی کمی کے دینے والے ہی ہیں۔ (۱)

•11. اور یقیناً ہم نے موسیٰ (عَلَیْظِاً) کو کتاب دی۔ پھر اس میں اختلاف کیا گیا، (۲) اگر پہلے ہی آپ کے رب کی بات صادر نہ ہوگئ ہوتی تو یقیناً ان کا فیصلہ کر دیا جاتا، (۳) انہیں تو اس میں سخت شبہ ہے۔

ااا. اور یقیناً ان میں سے ہر ایک جب ان کے روبرو جائے گا تو آپ کا رب اسے اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ بیشک وہ جو کررہے ہیں ان سے وہ باخبر ہے۔

۱۱۲. پس آپ جمے رہیے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں، خبر دار تم حد سے نہ بڑھنا، (۳) اللہ تمہارے تمام اعمال کا دیکھنے والا ہے۔

ا. اس سے مراد وہ عذاب ہے جس کے وہ مستحق ہول گے، اس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

۲. لیعنی کسی نے اس کتاب کو مانا اور کسی نے نہیں مانا۔ یہ نبی منگالی اُٹی کو تسلی دی جارہی ہے کہ پیچیلے انہیاء کے ساتھ بھی کیکی معاملہ ہوتا آیا ہے، کچھ لوگ ان پر ایمان لانے والے ہوتے اور دوسرے تکذیب کرنے والے۔ اس لیے آپ اپنی تکذیب سے نہ گھبر ائیں۔

۱۳. اس سے مرادیہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے ان کے لیے عذاب کا ایک وقت مقرر کیا ہوا نہ ہوتا تو وہ انہیں فوراً ہلاک کرڈالتا۔

۷۴. اس آیت میں نبی کریم مَنَا اللَّیْمُ اور اہل ایمان کو ایک تو استقامت کی تلقین کی جارہی ہے، جو دشمن کے مقابلے کے لیے ایک بہت بڑا ہتھیار ہے۔ دوسرا طُغْیَانٌ لیعنی بَغْیٌ (حد سے بڑھ جانے) سے روکا گیا ہے، جو اہل ایمان کی اظلاقی قوت اور رفعت کردار کے لیے بہت ضروری ہے۔ حتی کہ یہ تجاوز، دشمن کے ساتھ معاملہ کرتے وقت بھی جائز نہیں ہے۔

ۅؘڵڒؾۘڒػٮؙٛٷٚٵٳڶ۩ۜڹؠؙؽؘڟۘۘؠؙٮٛٷٲڡٚؠۜٙۺڬؙۉ۠ٳڶٮۜٵڒ۫ۅؘڡٙٵ ڵػ۠ۄٝؾؖڹ۫ۮؙۏٮؚٳٮڵؾۅڡ؈ؘٛٲۅؙڶؽٵٛٙؿؙ۫ڟۜڒڵؿؙڡ۫ڡۜۯۅؙڹ۞

ۅؘٲقِوالصَّلوٰةَ طَرَفِي النَّهَارِوَ مُنُ لَقًا مِّنَ الَّيُلِّ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُدُهِ بُنَ السَّيِّالِتِ ذَٰ لِكَ ذِكْرُى لِلذِّ كِرِيۡنَ۞

وَاصِيرُ فَإِنَّ اللهَ لَايْضِينَهُ ٱجْرَالْمُحْسِنِينَ

الله اور دیکھو ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکنا ورنہ تہمیں بھی (دوزخ کی) آگ لگ جائے گی<sup>(۱)</sup> اور اللہ کے سوا اور تمہارا مددگار نہ کھڑا ہوسکے گا اور نہ تم مدد دیے حاؤگے۔

111. اور دن کے دونوں سروں میں نماز قائم کر اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، (۲) یقیناً ٹیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔ (۳) یہ نصیحت ہے نصیحت کیڑنے والوں کے لیے۔

118. اور آپ صبر کرتے رہیے یقیناً اللہ تعالی نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

ا. اس کا مطلب ہے کہ ظالموں کے ساتھ نرمی اور مداہنت کرتے ہوئے ان سے مدد حاصل مت کرو۔ اس سے ان کو یہ تاکثر ملے گا کہ گویا تم ان کی دوسری باتوں کو بھی لیند کرتے ہو۔ اس طرح یہ تمہارا ایک بڑا جرم بن جائے گا جو تمہیں بھی ان کے ساتھ، نار جہنم کا مستحق بناسکتا ہے۔ اس سے ظالم حکمرانوں کے ساتھ ربط و تعلق کی بھی ممانعت نکلتی ہے۔ الا یہ کہ مصلحت عامہ یا دینی منافع متقاضی ہوں۔ ایک صورت میں دل سے نفرت رکھتے ہوئے ان سے ربط و تعلق کی ادازت ہوگی۔ جیسا کہ بعض اعادیث سے واضح ہے۔

۲. "دونوں سروں" ہے مراد بعض نے صبح اور مغرب، بعض نے صرف عشاء اور بعض نے عشاء اور مغرب دونوں کا وقت مراد لیا ہے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ آیت معراج سے قبل نازل ہوئی ہو، جس میں پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ کیونکہ اس سے قبل صرف دو ہی نمازیں ضروری تھیں، ایک طلوع مٹس سے قبل اور ایک غروب سے قبل اور رات کے چھلے پہر میں نماز تجد۔ پھر نماز تجد امت سے معاف کردی گئی، پھر اس کا وجوب بقول بعض آپ سَائَلَيْمَ اَلَٰ وَجُوب بِقُول بِعَض آپ سَائَلَیْمَ اَلٰ وَجُوب بِقُول بِعَض آپ سَائَلَیْمَ اَلٰ وَجُوب بِقُول بِعَض آپ سَائَلَیْمَ اِلْمَائِمَ اِلْمَائِم الْمَائِم اِلْمَائِم الْمَائِم اِلْمَائِم الْمَائِم اِلْمَائِم اِلْمَ

سا جس طرح کہ احادیث میں بھی اسے صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ مثلاً پانچ نمازیں، جعد دوسرے جعد تک اور رمضان دوسرے رمضان دوسرے رمضان دوسرے رمضان تک، ان کے مابین ہونے والے گناہوں کو دور کرنے والے ہیں بشر طیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة...) ایک اور حدیث میں رسول الله عَلَیْتَا الله عَلَیْتَا الله عَلَیْتَا الله عَلَیْتَا الله عَلَیْتَا الله عَلَیْتَا الله الله الله الله الله عَلَیْتَ الله عَلَیْتَ الله عَلَیْتَ الله عَلَیْتَ الله عَلَیْتُ مِی کے دروازے پر بڑی نہر ہو، وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو، کیا اس کے بعد اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہے گا؟" صحابہ دُوَالِیْتُ نے عرض کیا "نہیں" آپ مَنْ الله الله طرح پانچ نمازیں بیں، ان کے ذریعے سے الله تعالی گناہوں اور خطاوں کو مثاویتا ہے" (صحیح البخاري، کتاب المواقیت، باب الصلوات الخمس کفارة، ومسلم کتاب المساجد، باب المشی إلی الصلوة تمحی به الخطایا و ترفع به الدرجات)

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُوُ اوْلُوْالِقِتَةَةِ يَتْنُهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ الْآلَقِلِيُلَاصِّنُ اَنْجَيْنَا مِنْهُمُ وَالتَّبَعَ اللّٰهِ يُنَ ظَلَمُوُا مَا أَنْتُوفُوا فِيْهُ وَكَانُوْا مُنْجِرِمِيْنَ۞

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهُلِكَ الْقُلُوي بِظُلُوٍ وَٱهْلُهُمَّا مُصْلِحُونَ۞

ۅؘڷٷۺٵٙءٙۯڹ۠ڮڷجَعَلَالنّاسَ اُمَّـةً ۊٞاحِدَةً ۊٙڵٳؠؘؚٚۯاڵۅ۫ڹؙمُڠٚؾڶڣؽڹ<sup>ۿ</sup>

ٳڷٳڡۜڽ۬ؖڗڿۄؘڗؾ۠ڰٷڸۮڸػڂؘڵڡؘۜۿؙؗؗؗؠٝٷؾؘؠۜٞػػڸؠؘؖڎؙ ۯٮؚڸؚػڶڒڡؙڬڽۜۜڿۿڷؙۼڝ۫ٵڸؚؗۼؾۜٞۊؘۅؘالتّاس ٲڿۛٮۼؽؘ؈

الیے اہل کیوں نہ تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایسے اہل خیرلوگ ہوئے جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے، سوائے ان چند کے جنہیں ہم نے ان میں سے نجات دی تھی، (۱) ظالم لوگ تو اس چیز کے پیچھے پڑگئے جس میں انہیں آسودگی دی گئی تھی اور وہ گناہ گار تھے۔ (۲) میں انہیں آسودگی دی گئی تھی اور وہ گناہ گار تھے۔ (۲) میل اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ کسی بستی کو ظلم سے ہلاک کردے اور وہاں کے لوگ نیکوکار ہوں۔

111. اور اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی راہ پر ایک گروہ کردیتا۔ وہ تو برابر اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے۔

119. بجر ان کے جن پر آپ کا رب رحم فرمائے، انہیں تو اس لیے پیدا کیا ہے، (") اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہے کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے پر کروں گا۔ (")

ا. یعنی گزشتہ امتوں میں سے ایسے نیک لوگ کیوں نہ ہوئے جو اہل شر اور اہل منکر کو شر، منکرات اور فساد سے روکتے؟ پھر فرمایا، ایسے لوگ شے تو سہی، لیکن بہت تھوڑے۔ جنہیں ہم نے اس وقت نجات دے دی، جب دوسروں کو عذاب کے ذریعے سے ہلاک کیا گیا۔

۲. لیعنی یه ظالم، اپنے ظلم پر قائم اور اپنی مدہوشیوں میں مست رہے حتی که عذاب نے انہیں آلیا۔

سا. "اسی لیے" کا مطلب بعض نے اختلاف اور بعض نے رحمت لیا ہے۔ دونوں صورتوں میں مفہوم یہ ہوگا کہ ہم نے انسانوں کو آزمائش میں ناکام اور جو اسے انسانوں کو آزمائش میں ناکام اور جو اسے انسانوں کو آزمائش میں ناکام اور جو اسے اپنالے گا، وہ کامیاب اور رحمت اللی کا مستحق ہوگا۔

۷. لیعنی اللہ کی تقذیر اور قضاء میں یہ بات ثبت ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو جنت کے اور کچھ ایسے ہوں گے جو جہت کے مستحق ہوں گے اور جنت و جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے، نبی طَالْقَیْمُ عَنِی اللہ عَنْ الله عَلَم الله عَنْ الله عَلَم الله عَلَم الله عَلَم الله عَلَم الله عَلَم عَلَم عَلَم الله عَلَم عَ

ٷػؙڵؖڐڡٞڞؙٵؘؽڬڡڽٲۺٛٵۧ؞ٳڵڗؙڛٛڸڡٲۺؙؾۜڎ؈ؚ ڣٷٙڎڬٷؘۼٵٛٷڣۿڽؚۼٳڬؾٞ۠ۅؘڡۘۅؙۼڟة۠ٷؘۮؚػؙۯؽ ڸڶؠؙٷۛڝڹؿؘ۞

ۅؘؙؙۛۛۛۛ۠۠۠ڷؙؙڴڶؚؽؖڹؽؘڵٳؙؽؙؙۄؙؽڹؙۅؙؽؘٵڠڡؘڵۏٳۼڵڡؘػۘٵؽؾڬۄٞٝ ٳٮۜٛٵۼڡؚٮڵۏؽ۞ۨ

وَانْتَظِرُوْا إِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ @

ۅٙڵؾۏۼؘؠؙٵڷ؆ؖۿۅؾۘۘۘۘۅؘٲڵۯڞ۬ۅڵڶؽؗۼؽؙۯڿۘۘڋٲڵٲٷٛ ڴؙڷؙؙ؋ؘٵۼؠؙڎؙٷۅٙؾۜۅؘڰڶٛۼڷؽٷۅ۫ڡٙٵڒؾ۠ڮڔؠۼڶڣڸٵۜ ؾۼۘٮؙٷؿ۞۫

• ۱۲. اور رسولوں کے سب احوال ہم آپ کے سامنے آپ کے دل کی تسکین کے لیے بیان فرمارہے ہیں۔ آپ کے پاس اس سورت میں بھی حق پہنچ چکا جو تصیحت ووعظ ہے مومنوں کے لیے۔

، اور ایمان نه لانے والوں سے کہہ دیجیے کہ تم اپنے طور پر عمل کیے جاؤ ہم بھی عمل میں مشغول ہیں۔

111. اور تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں۔

111. اور زمینوں اور آسانوں کاعلم غیب اللہ تعالیٰ ہی

الم الله تعالی ہی الله تعالی ہی الله تعالی ہی کو ہے، تمام معاملات کا رجوع بھی اسی کی جانب ہے، پس مجھے اسی کی عبادت کرنی چاہیے اور اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں۔

کروں۔ اور جہنم سے اللہ تعالی نے فرمایا تو میرے عذاب کی مظہر ہے تیرے ذریعے سے میں جس کو چاہوں سزا دوں۔ اللہ تعالی جنت اور دوزخ دونوں کو بھر دے گا۔ جنت میں بمیشہ اس کا فضل ہو گا، حتی کہ اللہ تعالی ایس مخلوق پیدا فرمائے گا جو جنت کے باقی ماندہ رقبے میں رہے گی۔ اور جہنم، جہنیوں کی کثرت کے باوجود، ﴿ هَلَ مِن مُونِيْ ﴾ (قَ: ٣٠) کا فعره بلند کرے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا جس پر جہنم پکار اٹھے گی۔ قطْ قطْ، وَعِزَّ تِكَ (بس، تیری عزت وجلال کی قشم)" (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ما جاء فی قوله تعالیٰ إن رحمت الله قریب من المحسنین، وتفسیر سورة قب مسلم، کتاب النار یدخلها الجبارون والجنة یدخلها الضعفاء)

ا. یعنی عنقریب تمهیں پتہ چل جائے گا کہ حسن انجام کس کے جصے میں آتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ ظالم لوگ کامیاب نہیں ہول گے۔ چنانچہ یہ وعدہ جلد ہی پورا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا اور پورا جزیرۂ عرب اسلام کے زیر نگلین آگیا۔

### سورہ یوسف کمی ہے اور اس میں ایک سو گیارہ آئیتیں اور بارہ رکوع ہیں۔

## 

سُوْرَةُ يُوسُفِ

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

# الوَّ تِلْكَ الْبُتُ الْكِتْبِ الْمُبْيِنِ قَ

ا. اللَّهِ، یه روش کتاب کی آیتیں ہیں۔

اِتَّا اَنْزَانْـٰهُ قُوْاءًنَاءَرَ سِيًّا لَعَكَّكُمُ تَعُقِلُونَ۞

۲. یقیناً ہم نے اس کو قرآن عربی نازل فرمایا ہے کہ تم سکو۔ (۱)

نَحْنُ نَفْضٌ عَلَيْكَ آحُسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ آوَحُيْنَاۗ اِلْيُكَ لَهٰذَا الْقُرُّ النَّ وَالْنُ كُنْتَ مِنْ قَبُلِهٖ لَــِنَ الْغُفِلِيْنَ۞

سر ہم آپ کے سامنے بہترین بیان (\*) پیش کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ہم نے آپ کی جانب یہ قرآن وحی کے ذریعے نازل کیا ہے اور یقیناً آپ اس سے پہلے بے خروں میں سے تھے۔(\*)

7. قَصَصْ ، یہ مصدر ہے، معنی ہیں کی چیز کے پیچھے لگنا، مطلب دلچیپ واقعہ ہے۔ قصہ، محض کہانی یا طبع زاد افسانے کو نہیں کہاجاتا ہے بلکہ ماضی میں گزرجانے والے واقعے کے بیان کو (لینی اس کے پیچھے لگنے کو) قصہ کہا جاتا ہے۔ یہ گویا اخبار ماضیہ کا واقعی اور حقیق بیان ہے اور اس واقعے میں حمد وعناد کا انجام، تائید اللی کی کرشمہ سازیاں، نفس امارہ کی شورشیں اور سرکشیوں کا نتیجہ اور دیگر انسانی عوارض وحوادث کا نہایت دلچیپ بیان اور بڑے عبرت آنگیز پہلو ہیں اس لیے اسے قرآن نے احسن القصص (بہترین بیان) سے تعبیر کیا ہے۔

٣. قرآن كريم كے ان الفاظ سے بھى واضح ہے كہ نبى كريم مَنَّائِيْئِمْ عالم الغيب نہيں تھے، ورنہ اللہ تعالىٰ آپ كو بے خبر قرار نہ ديتا۔ دوسرى بات يہ معلوم ہوئى كہ آپ مَنَّائِلْيْئِمْ اللہ كے سچے نبى بين كيونكہ آپ پر وحى كے ذريع سے ہى يہ سچا واقعہ بيان كيا گيا ہے۔ آپ نہ كى كے شاگر د تھے، كہ كى استاد سے سيھ كر بيان فرما ديتے، نہ كى اور سے ہى ايسا تعلق تھا كہ جس سے من كر تاريخ كا يہ واقعہ اپنے اہم جزئيات كے ساتھ آپ نشر كرد ہے۔ يہ يقيناً اللہ تعالىٰ ہى نے وحى كے ذريع سے آپ پر نازل فرمايا ہے جيسا كہ اس مقام پر صراحت كى گئى ہے۔

إِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِآبِيْهِ يَأْبَتِ إِنِّىٰ رَابُثُ آحَدَ عَشَرَكُوْ كَبَّا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَرَايُتُهُمْ لِيُ سٰجِيدِيْنَ ۞

قَالَ يَبُنَىٰٓ لَانَقُصُٰصُ رُءِێٳڬٵٚؽٙٳڂٛۅڗڮ ڣؘڲۑؽؙۮؙۅٲڵػٙڲؽڎٲٳڽٞٳڶۺۜؽڟؽڸڵٳٮؗۺڵڶۣ عَدُو۠ۺؙۣؿؿٛ۞

وَكَنْ الِكَ يُغَيِّمِنُكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمْكَ مِنْ تَأْوِيْلِ الْكِمَادِيْثِ وَمُبَيَّمْ عَلَيْكَ وَعَلَى الْ يَعْقُوْبَ كَمَا أَنَتَهَاعَلَىٰ اَبْوَيْكَ مِنْ قَبْلُ

م. جب کہ یوسف (عَلَیْمِلًا) (۱) نے اپنے باپ سے ذکر کیا کہ ابا جان میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج چاند کو<sup>(۲)</sup> دیکھا کہ وہ سب مجھے سجدہ کررہے ہیں۔

اس خواب (عَالِيَّلاً) نے کہا پیارے بچا! اپنے اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تیرے ساتھ کوئی فریب کاری کریں، (۳) شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے۔ (۴)

۲. اور اسی طرح (۵) تحجیے تیرا پروردگار برگزیدہ کرے گا
 اور تحجیے معاملہ فہمی (یا خوابوں کی تعبیر) بھی سکھائے
 گا اور اپنی نعمت تحجیے بھرپور عطا فرمائے گا(۲) اور

ا. لعنی اے محمد! (مَالْقَیْمُ) اپنی قوم کے سامنے یوسف عَالِیْهِا کا قصد بیان کرو، جب اس نے اپنے باپ کو کہا۔ باپ حضرت یعقوب عَالِیْهِا تقے، جیسا کہ دوسرے مقام پر صراحت ہے اور حدیث میں بھی یہ نسب بیان کیا گیا ہے، «الکَرِیمُ ابْنُ الْکَرِیمِ ابْنِ الْکِرِیمِ ابْنِ الْکَرِیمِ ابْنِ الْکَرِیمِ الْکِرِیمِ ابْنِ الْکِرِیمِ ابْنِ الْکِرِیمِ ابْنِ الْکَرِیمِ ابْنِ الْکَرِیمِ ابْنِ الْکِرِیمِ ابْنِ الْکَرِیمِ ابْنِ الْکِرِیمِ الْکِرِیمِ الْکِرِیمِ الْکِرِیمِ الْکِرِیمِ ابْنِ الْکِیمِ الْکِرِیمِ الْکِرِیمِ الْکِرِیمِ الْکِرِیمِ الْکِرِیمِ الْکِیمِ الْکِرِیمِ الْکِرِیمِ الْکِیمِیمِ الْکِیمِی الْکِیرِیمِ الْکِیمِیمِ الْکِیرِیمِ الْکِیرِیمِ الْکِیرِیمِی الْکِیرِیمِ الْکِیرِ

لبعض مفسرین نے کہاہے کہ گیارہ شاروں سے مراد حضرت یوسف علیہ ایک بھائی میں جو گیارہ ہی تھے اور چاند سورج سے مراد مال اور باپ میں اور خواب کی تعبیر چالیس یا ای سال کے بعد اس وقت سامنے آئی جب یہ سارے بھائی اپنے والدین سمیت مصر گئے اور وہال حضرت یوسف علیہ ایک کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے، جیسا کہ یہ تفصیل سورت کے آخر میں آئے گی۔

سر. حضرت یعقوب علیه این نواب سے اندازہ لگالیا کہ ان کا یہ بیٹا عظمت شان کا حامل ہوگا، اس لیے انہیں اندیشہ ہوا کہ یہ خواب سن کر اس کے دوسرے بھائی بھی اس کی عظمت کا اندازہ کرکے کہیں اسے نقصان نہ پہنچائیں، بنا بریں انہوں نے یہ خواب بیان کرنے سے منع فرمادیا۔

4. یہ بھائیوں کے مگر وفریب کی وجہ بیان فرمادی کہ شیطان چونکہ انسان کا ازلی دشمن ہے۔ اس لیے وہ انسانوں کو بہکانے، گر اہ کرنے اور انہیں حسد وبغض میں مبتلا کرنے میں ہر وقت کوشاں اور تاک میں رہتا ہے۔ چنانچہ یہ شیطان کے لیے بڑا اچھا موقع تھا کہ وہ حضرت یوسف عالیہ کے خلاف بھائیوں کے دلوں میں حسد وبغض کی آگ بھڑ کا دے۔ جیسا کہ فی الواقع بعد میں اس نے ایسا ہی کیا اور حضرت یعقوب عالیہ کا اندیشہ درست ثابت ہوا۔

۵. لین جس طرح بیخے تیرے رب نے نہایت عظمت والا خواب دکھانے کے لیے چن لیا، ای طرح تیرا رب بیخے برگزیدگی بھی عطا کرے گا اور خوابوں کی تعبیر سکھائے گا۔ تَأْوِیْلِ الْأَحَادِیْثِ کے اصل معنی باتوں کی تہہ تک پہنچنا ہے۔ یہاں خواب کی تعبیر مراد ہے۔

۲. اس سے مراد نبوت ہے جو یوسف عَلَیْکِا کو عطا کی گئی۔ یا وہ انعامات ہیں جن سے مصرمیں یوسف عَلیْکِا نوازے گئے۔

ٳؠٛٳۿؚؽ۫ۄؘۅٳڛٛڂؾۧٵۣؾٙۯؾۜڮۼڸؽ۠ۊؙۘڂؚؽؿڠ<sup>ڰ</sup>

لَقَدُكَانَ فِي يُوسُفَ وَاخْوَتِهُ النِّ ٱلسَّالِمِلِينَ

ٳۮ۬ۊٙٵڵؙٷڵؽؙۅؙڛؙڡؙؙۘۅؘٲڂٛؗۅؙۿؙٲڝۜۺؙٳڵٙٳؘؠؽڹٵڝؾۜٵ ۅؘڂؘؽؙڠؙڞؘؠڎٞ۠ٳڰٲڔٚٵڬٵڣؽ۫ڞڶڸۣۺؙؚؽ؈ٚٛ

ٳۣڨؙؾؙٮؙٛۅؙٳؽؙۅؙڛؙڡؘٳۅٳڟڒٷؗٷٲۯڞٙٳؾۜٛٷؙڶػؙۄ۫ٞۅٞۻۘ ؖٲڛؚۓؙؙۿؙۅؘٮۜڴؙۏٛؿٞٛٳڡڹٛؠؘۼ۫ٮؚ؋ۊؘڡؙٵڝ۠ڸڃؽڹ۞

قَالَ قَالِىٰ ُ مِنْهُمُ لِاتَقَتَّلُوا يُوسُفَ وَالْقُوُمُ فِي غَيْبَتِ الْجُتِّ يَلْتَقِطُهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنُ كُنْتُو

یعقوب (عَلَیْظً) کے گھر والوں کو بھی، (۱) جیسے کہ اس نے اس سے پہلے تیرے دادا اور پردادا لیعنی ابراہیم واسحاق (عَلَیْلاً) کو بھی بھر پور اپنی نعمت دی، یقیناً تیرا رب بہت بڑے علم والا اور زبردست حکمت والا ہے۔

کے یقنیناً 'یوسف (عالیہ اور اس کے بھائیوں میں دریافت
 کرنے والوں کے لیے (بڑی) نشانیاں (۲) ہیں۔

۸. جب که انہوں نے کہا که یوسف (عَلَیْطًا) اور اس کا بھائی (\*\*) به نسبت ہمارے، باپ کو بہت زیادہ پیارے بین حالانکہ ہم (طاقتور) جماعت (\*\*) ہیں، کوئی شک نہیں کہ ہمارے ابا صریح غلطی میں ہیں۔ (۵)

9. یوسف (عَالِیَّا اِ) کو تو مار ہی ڈالو یا اسے کسی (نامعلوم) جگه کپینک دو که تنهارے والد کا رخ صرف تنهاری طرف ہی ہوجائے۔ اس کے بعد تم نیک ہوجانا۔(۱)

•ا. ان میں سے ایک نے کہا یوسف (عَلَیْلِاً) کو قتل تو نہ کرو بلکہ اسے کسی اندھے کوئیں<sup>(2)</sup> (کی تہ) میں ڈال آؤ

ا. اس سے مراد حضرت یوسف علیمیا کے بھائی، ان کی اولاد وغیرہم ہیں، جو بعد میں انعامات اللی کے مستحق بنے۔ ۲. لینی اس قصے میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور نبی کریم منگالیٹی کی نبوت کی صدافت کی بڑی نشانیاں ہیں۔ بعض مفسرین نے یہاں ان بھائیوں کے نام اور ان کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔

س. "اس کا بھائی" سے مراد بنیامین ہے۔

۴. لیعنی ہم دس بھائی طاقتور جماعت اور اکثریت میں ہیں، جب کہ یوسف عُلیمِیُا اور بنیامین (جن کی مال یا مائیں الگ تھیں) صرف دو ہیں، اس کے باوجود باپ کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔

۵. یہاں ضلال سے مراد وہ غلطی ہے جو ان کے زعم کے مطابق باپ سے یوسف عَلَیْکِ اور بنیامین سے زیادہ محبت کی صورت میں صادر ہوئی۔

۲. اس سے مراد تائب ہوجانا ہے یعنی کنویں میں ڈال کر یا قتل کر کے اللہ سے اس گناہ کے لیے توبہ کرلیں گے۔
 ک. جُبُّ کنویں کو اور غَیابَةٌ اس کی نہ اور گہرائی کو کہتے ہیں۔ کنوال ویسے بھی گہرا ہی ہوتا ہے اور اس میں گری ہوئی چیز کسی کو نظر نہیں آتی۔ جب اس کے ساتھ کنویں کی گہرائی کا بھی ذکر کیا تو گویا مبالغے کا اظہار کیا۔

فعِلِينَ<sup>©</sup>

قَالُوْايَابَانَامَالَكَ لَا تَامُنَاعَلَى يُوسُفَ وَإِثَالَهُ لَنْعِكُونُ نَ®

> آريُسِلُهُ مُعَنَاٰعَدَائَيُّرْتَعُ وَيَلُعُبُ وَإِنَّالَهُ لَحْفِظُوْنَ۞

قَالَ إِنِّى لَيَحُزُنُونَ اَنْ تَنْهُبُوا بِهِ وَاخَافُ اَنْ يَّاكُلُهُ الرِّنِ ثُبُ وَ اَنْتُوْعَنْهُ غَفِلُونَ ۞

قَالُوُّالِينَ آكَلَهُ النِّ ثُبُ وَيَحْنُ عُصْبَةً ۗ إِتَّالِدُّالِّخْسِرُوْنَ ۞

فَلَتَّاذَهَبُوابِهِ وَآجُمَعُوۤانَ يَّجْعَلُوْهُ فِي

کہ اسے کوئی (آتا جاتا) قافلہ اٹھالے جائے اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو یوں کرو۔(۱)

11. انہوں نے کہا ابا! آخر آپ یوسف (عَالِیَّلاً) کے بارے میں ہم پر اعتبار کیوں نہیں کرتے ہم تو اس کے خیرخواہ ہیں۔(۲) اللہ کل آپ اسے ضرور ہمارے ساتھ بھیج دیجے کہ خوب کھائے ہے اور کھیلے،(۳) اس کی حفاظت کے ہم ذیٹے دار ہیں۔

الله (یعقوب علیه ایسی تمہارا لے جانا مجھے تو سخت صدمہ دے گا اور مجھے یہ بھی کھٹکا لگا رہے گا کہ تہماری غفلت میں اسے بھیڑیا کھا جائے۔

۱۳ انہوں نے جواب دیا کہ ہم جیسی (زور آور) جماعت کی موجود گی میں بھی اگر اسے بھیڑیا کھاجائے تو ہم بالکل علمی ہی ہوئے۔ (")

10. پھر جب اسے لے چلے اور سب نے مل کر تھان لیا

ا. یعنی آنے جانے والے نووارد مسافر، جب پانی کی تلاش میں کنویں پر آئیں گے تو ممکن ہے کسی کے علم میں آجائے کہ کنویں میں کوئی انسان گرا ہوا ہے اور وہ اسے نکال کر اپنے ساتھ لے جائیں۔ یہ تجویز ایک بھائی نے ازراہ شفقت پیش کی۔ قتل کے مقابلے میں یہ تجویز واقعتاً مدردی کے جذبات ہی کی حامل ہے۔ بھائیوں کی آتش حسد اتنی بھڑکی ہوئی تھی کہ یہ تجویز بھی اس نے ڈرتے ڈرتے ہی پیش کی کہ اگر تہمیں کچھ کرنا ہے تو یہ کام اس طرح کرلو۔

۲. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس سے قبل بھی برادران بوسف عَلَیْلِا نے بوسف عَلَیْلِا کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی ہوگی اور باپ نے انکار کردیا ہوگا۔

سب کھیل اور تفریخ کا رجمان، انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ اس لیے جائز کھیل اور تفریخ پر اللہ تعالیٰ نے کسی دور میں بھی پابندی عائد نہیں کی۔ اسلام میں بھی ان کی اجازت ہے لیکن مشروط یعنی ایسے کھیل اور تفریخ جائز ہیں جن میں شرعی قباحت نہ ہو یا محرمات تک چہنچنے کا ذریعہ نہ بنیں۔ چنانچہ حضرت یعقوب غلیا ہے بھی کھیل کود کی حد تک کوئی اعتراض نہیں کیا۔ البتہ یہ خدشہ ظاہر کیا کہ تم کھیل کود میں مدہوش ہوجاؤ اور اسے بھیڑیا کھا جائے۔ کیوں کہ کھلے میدانوں اور صحر اؤں میں وہاں بھیڑیے عام تھے۔

م. یہ باپ کو یقین دلایا جارہا ہے کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم اتنے بھائیوں کی موجود گی میں بھیڑیا یوسف مُلیِّلاً کو کھاجائے۔

غَيْبَتِ الْجُنْتِ وَٱوْجَيْنَاۗ لَلْيُولُتُنَّتِكَنَّهُمْ بِٱمْرِهِمُ هذا وَهُوُ لِاَيَٰتُتُوُونَ۞

وَجَآءُ وَ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبُلُونَ ٥

قَالُوايَا آبَانَا لَآلَاقَا ذَهَبُنَا نَسُتَنِقُ وَتَرَكُنَا يُوسُفَ عِنْدَمَتَاعِنَا فَأَكَلُهُ الدِّنُّ ثُبُّ وَمَا اَنْتَبِمُؤُومٍن النَّا وَلَوْكُنَّا صٰدِوقِينَ©

وَجَاءُوْعَلَ قَدِيْصِهُ بِكَوِكُنِثِ قَالَ بَلُ سَوَّلَتُ لَكُوْاَنَقُسُكُوُ آمُرًا فَصَنُرٌ جَبِيْلٌ وَاللهُ النُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصْفُوْرَ. ۞

کہ اسے غیر آباد گہرے کنوئیں کی تہ میں پھینک دیں، ہم نے یوسف (عَالِیَّا اِ) کی طرف وحی کی کہ یقیناً (وقت آرہا ہے کہ) تو انہیں اس ماجرا کی خبر اس حال میں دے گا کہ وہ جانتے ہی نہ ہوں۔(۱)

17. اور عشاء کے وقت (وہ سب) اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے پہنچ۔

1. اور کہنے گئے کہ ابا جان ہم تو آپس میں دوڑ میں لگ گئے اور یوسف (عَلَیْظِاً) کو ہم نے اسباب کے پاس چھوڑا پس اسے بھیڑیا کھا گیا، آپ تو ہماری بات نہیں مانیں گے، گوہم بالکل سے ہی ہوں۔(۱)

1. اور یوسف (عَلَیْکِا) کے کرتے کو جھوٹ موٹ کے خون سے خون آلود بھی کر لائے تھے، باپ نے کہا یوں نہیں، بلکہ تم نے اپنے دل ہی سے ایک بات بنالی ہے۔ پس صبر ہی ہی بہتر ہے، (<sup>°)</sup> اور تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے

ا. قرآن کریم نہایت اختصار کے ساتھ واقعہ بیان کررہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب اپنے سوچ شمجھ منصوبے کے مطابق انہوں نے یوسف عَلَیْشا کو کنویں میں بچیک دیا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف عَلَیْشا کی تسلی اور حوصلے کے لیے وحی کی کہ گھبر انے کی ضرورت نہیں ہے، ہم تیری حفاظت ہی نہیں کریں گے بلکہ ایسے بلند مقام پر تجھے فائز کریں گے کہ یہ بھائی بھیک مانگتے ہوئے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے اور پھر تو انہیں بتائے گا کہ تم نے اپنے ایک بھائی کے ساتھ اس طرح کا سنگ دلانہ معاملہ کیا تھا، جسے سن کر وہ حیران اور پشیان ہوجائیں گے۔ حضرت یوسف عَلیْشا اس وقت اگرچہ بچ سنگ دلانہ معاملہ کیا تھا، جسے سن کر وہ حیران اور پشیان ہوجائیں گے۔ حضرت یوسف عَلیْشا اس وقت اگرچہ بچ شخص بیکن جو بچے، نبوت پر سر فراز ہونے والے ہوں، ان پر بچپن میں بھی وحی آجاتی ہے جسے حضرت عسیٰ و بچی وغیرہم میں بھی وحی آجاتی ہے جسے حضرت عسیٰ و بچی

البعنی اگر ہم آپ کے نزدیک ثقہ اور اہل صدق ہوتے، تب بھی یوسف غلیثیا کے معاملے میں آپ ہماری بات کی تصدیق نہ کرتے، اب تو ویسے ہی ہماری جیشت متہم اور مشکوک افراد کی ہی ہے، اب آپ کس طرح ہماری بات کی تصدیق کرلیں گے؟
 البی کہتے ہیں کہ ایک بحری کا بچے ذئے کرکے یوسف غلیثیا کی قمیص خون میں لت پت کرلی اور یہ بھول گئے کہ بھیڑیا اگر یوسف غلیثیا کو کھاتا تو قمیص کو بھی تو پھٹنا تھا، قمیص ثابت کی ثابت ہی تھی، جس کو دیکھ کر، علاوہ ازیں حضرت یوسف غلیثیا کے خواب اور فراست نبوت سے اندازہ لگا کر حضرت یعقوب غلیثیا کے خواب اور فراست نبوت سے اندازہ لگا کر حضرت یعقوب غلیثیا

مدد کی طلب ہے۔(۱)

ڡؘۘۻٙٵٛؿؙڛؾؘٳۯڐ۫ٞڡٚٲۯؘڛڵؙۊؙٵۅٳۮٟۿؙۄ۫ڣؘٲڎڵۮڶۘۅۘ؇۫ ڡۜٙٵڶؽۺؙڒؽۿڶٵۼٛڵڴٷٙڷڛڗؙۅؙڰؠۻٚٵۼڰ ۅؘٳڵۿؙٷڸؿڴۣڽؠٵٙؽۼؠڴۏؽ۞

19. اور ایک قافلہ آیا اور انہوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا اس نے اپنا ڈول لاکادیا، کہنے لگا واہ واہ خوشی کی بات ہے یہ تو ایک لڑکا ہے، (۲) انہوں نے اسے مال تجارت قرار دے کر چھیادیا (۳) اور اللہ تعالیٰ اس سے

بیان کررہے ہو، بلکہ تم نے اپنے دلوں سے ہی یہ بات بنالی ہے۔ تاہم چونکہ، جو ہونا تھا، ہوچکا تھا، حضرت یعقوب علیہ اس اس کی تفصیل سے بے خبر تھے، اس لیے سوائے صبر کے کوئی چارہ اور اللہ کی مدد کے علاوہ کوئی سہارا نہ تھا۔ .

ال وارد، اس شخص کو کہتے ہیں جو قافلے کے لیے پانی وغیرہ کا انتظام کرنے کی غرض سے قافلے کے آگے آگے چاتا ہے۔ تاکہ مناسب جگہ دیکھ کر قافلے کو تظہرایا جاسے۔ یہ وارد (قافلے کے لیے پانی لانے والا) جب کنویں پر آیا اور بڑا تنوش ہوا۔
 الکایا تو حضرت یوسف علیہ کے اس کی رسی پکڑلی، وارد نے ایک خوش شکل بچے دیکھا تو اسے اوپر کھیٹے لیا اور بڑا تنوش ہوا۔
 سعب بضماعة، سامان تجارت کو کہتے ہیں آسٹر وہ کا فاعل کون ہے؟ یعنی یوسف کو سامان تجارت سمجھ کر چھپانے والا کون ہے؟ اس میں افتحاف ہے۔ حافظ ابن کثیر نے برادران یوسف علیہ کی موجود تھے، تاہم انہوں نے اصل حقیقت کو چھپائے ساتھ یوسف علیہ کی کنویں سے باہر نکل آئے تو وہاں یہ بھائی بھی موجود تھے، تاہم انہوں نے اصل حقیقت کو چھپائے ساتھ یوسف علیہ کہا کہ یہ ہمارا بھائی ہے اور حضرت یوسف علیہ کی اس کہا کہ یہ ہمارا بھائی ہے اور حضرت یوسف علیہ کی اس کے اندیشے سے اپنا بھائی ہونا ظاہر شہیں کیا بلکہ بھائیوں نے انہیں فروختنی قرار دیا تو خاموش رہے اور اپنا فروخت ہونا لیند کرلیا۔ چنانچے اس وارد نے اہل قافلہ کو خوش خبری سائی کہ ایک بحد اور اس کے سرطان امام شوخت کے میں تھا کہا کہ ایک تھا ہما اہل قافلہ اس طرح تمام اہل قافلہ اس طرح تمام اہل قافلہ اس سمان تجارت ہماں شرک عبوجائے بلکہ اہل قافلہ کو انہوں نے جاکر یہ تلایا کہ کہیں اس کے عزیز واقارب اس کی طاش میں نہ آپہنچیں۔ اور اور سے نہوں اور کیلے کو سامان تجارت قرار دے کر چھپالیا کہ کہیں اس کے عزیز واقارب اس کی طاش میں نہ آپہنچیں۔ اور اور ہے۔
 اوال ہے اور کھیلئے کو دیے آگرا ہے۔
 اول سے اور کھیلئے کو دیے آگرا ہے۔
 وونا اور کھیلئے کو دیے آگرا ہے۔

باخبر تھا جو وہ کر رہے تھے۔(۱)

۲۰. اور انہوں (۲) نے اسے بہت ہی ہلکی قیمت پر گنتی کے چند در ہموں پر ہی نیچ ڈالا، وہ تو یوسف (عَالِیَّا اِ) کے بارے میں بہت ہی ہے دغبت تھے۔ (۳)

۲۱. اور مصر والوں میں سے جس نے اسے خریدا تھا اس نے اپنے بیوی (۲) سے کہا کہ اسے بہت عزت واحر ام کے ساتھ رکھو، بہت ممکن ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا اسے ہم اپنا بیٹا ہی بنالیں، یوں ہم نے مصر کی سرزمین میں یوسف (علیہ اُلی) کا قدم جمادیا، (۵) کہ ہم اسے خواب کی تعبیر کا کچھ علم سکھادیں۔ اللہ اپنے ارادے پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں۔

٢٢. اور جب (بوسف عَالِيْلًا) پَخْتَگَى كى عمر كو پَنْچُ گئے ہم

ۅٙۺۜڒۘۅؙٷؠؚۺۜؠؘڹؘۼؗڛۣۮڒٳۿؚڿٙڡؘڡ۠ۮؙۅۛۮۊٟٷػٵڹٛۅؙٳ ۏؚؽؙٷڝٵڶڒٞٳۿؚۑڔؽڹؘؘؘؖ

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرِيهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاٰتِهَ اكْرِمِى مَثُوْلهُ عَسْمَ انْ يَنْفَعَنَا اَوْنَكِّنِنَ لَا وَلَكَا " وَكَذَٰ لِكَ مَكْتَالِيُوسُكَ فِي الْوَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيْلِ الْكَمَادِيُثِ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى آمْرِمْ وَلِكِنَّ اكْتُرَالنَّالِسِ لاَيَعْلَمُوْنَ ۞

وَلَمَّا بِلَغَ آشُكَ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ عُلَمًا وَّعِلْمًا وَكَنْ إِكَ

ا. لیعنی یوسف علیمیا کے ساتھ یہ جو کچھ ہورہا تھا، اللہ کو اس کا علم تھا۔ لیکن اللہ نے یہ سب کچھ اس لیے ہونے دیا کہ نقد پر اللی بروئے کار آئے۔ علاوہ ازیں اس میں رسول اللہ عَنَّا اللَّهِ عَنَّا اللّٰہ کَا اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَلَیْ اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَنَا اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَلَیْ اللّٰہ عَنْ اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَنَّا اللّٰہ عَلَیْ اللّٰ کو مصر النہ اللّٰ ہُلّٰ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰ ہُلّٰ اللّٰہ اللّٰہ عَنْ اللّٰہ عَلَیْ اللّٰ اللّٰ اللّٰہ عَنْ اللّٰہ عَنْ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰہ عَنْ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰہ اللّٰ عَلَیْ اللّٰ ال

۲. بھائیوں یا دوسری تفسیر کی رو سے اہل قافلہ نے بیجا۔

۳. کیونکہ گری پڑی چیز انسان کو یوں ہی بغیر کسی محنت کے مل جاتی ہے، اس لیے چاہے وہ کتنی بھی فیتی ہو، اس کی صحیح قدر وقیت انسان پر واضح نہیں ہوتی۔

۷. کہا جاتا ہے کہ مصر پر اس وقت ریان بن ولید حکر ان تھا، اور یہ عزیز مصر، جس نے یوسف عَلیْسِاً کو خریدا، اس کا وزیر خزانہ تھا، اس کی بیوی کانام بعض نے راعیل اور بعض نے زلیخا بتلایا ہے، واللہ اعلم۔

۵. لیعنی جس طرح ہم نے یوسف علیاً اکو کنویں سے ظالم ہمائیوں سے نجات دی، اسی طرح ہم نے یوسف علیاً اکو سرزمین مصر میں ایک معقول اچھا ٹھکانہ عطا کیا۔

### بَغِزى المُحْسِنِيْن ﴿

وَرَاوَدَتُهُ النَّتِيُ هُوَ فِي بَيْبَتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتُ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللهِ إِنَّهُ رَبِّيُ ٱحْسَنَ مَثْوَايِّ إِنَّهُ الاِيْفُلِيُّ الظِّلِمُونَ ۞

وَلَقَدُهُمَّتُ بِهِ وَهَمَّ بِهَأَلُوُلَا أَنُ رَّا ابُرُهَانَ رَبِّهٖ كَنْ الِكَ لِنَصُرِيَ عَنْهُ الشَّوْءَ وَالْفَحُشَآءَ ﴿

نے اسے قوت فیلہ اور علم دیا، (۱) ہم نیک کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

سس. اور اس عورت نے جس کے گھر میں یوسف (عَالِيَلا)
تھے، یوسف (عَالِيَلا) کو بہلانا پھسلانا شروع کیا کہ وہ اپنے
نفس کی نگرانی جھوڑدے اور دروازے بند کرکے کہنے لگی
لو آجاؤ۔ یوسف (عَالِیَلا) نے کہا اللہ کی پناہ! وہ میرا رب
ہے، مجھے اس نے بہت اچھی طرح رکھا ہے۔ بے انصافی
کرنے والوں کا بھلا نہیں ہوتا۔ (۲)

۲۴. اور اس عورت نے یوسف (عَلَیْکِاً) کی طرف کا قصد کیا اور یوسف (عَلَیْکِاً) اس (۳) کا قصد کرتے اگر وہ اپنے

ا. لیعنی نبوت یا نبوت سے قبل کی دانائی اور قوت فیصلہ۔

۲. بہال سے حضرت یوسف علیہ کا ایک نیا امتحان شروع ہوا۔ عزیز مصر کی بیوی، جس کو اس کے خاوند نے تاکید کی تھی کہ یوسف علیہ کا کہ کو اکرام واحترام کے ساتھ رکھے، وہ حضرت یوسف علیہ کا کے حسن وجمال پر فریفتہ ہوگئی اور انہیں وعوت گا، جسے حضرت یوسف علیہ کا کہ ایک کے خصرادیا۔

سا بعض مفسرین نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ﴿ لَوْلَا أَنْ رَبِّه لَفَعَلَ مَاهَم یه یه کا تعلق ما قبل یعن ﴿ وَهُمَّوْهِ اَلَّه یَسِی بلکہ اس کا جواب محذوف ہے یعن ' لَوْلَا أَنْ رَبَّی بُرْهَانَ رَبّہ لَفَعَلَ مَاهَم یه یه ' ترجمہ یہ ہوگا کہ اگر یوسف علیہ اللہ کی دلیل نہ دیکھے تو جس چیز کا قصد کیا تھا وہ کر گررتے۔ یہ ترجمہ اکثر مفسرین کی تفسیر کے مطابق ہے۔ اور جن لوگوں نے اسے کولا کے ساتھ جوڑ کر یہ معنی بیان کیے ہیں کہ یوسف علیہ اللہ نہ تعلی کیا، ان مفسرین نے اسے عربی اسلوب کے خلاف قرار دیا ہے۔ اور یہ معنی بیان کیا ہے کہ قصد تو یوسف علیہ اللہ کا نہ کہ کرلیا تھا لیکن ایک تو یہ اضاری نہیں تھا بلکہ عزیز مصر کی بیوی کی ترغیب اور دباؤ اس میں شامل تھا۔ دوسرا یہ کہ گناہ کا قصد کرلینا عصمت کے خلاف ہے (خ القدر، ابن کیر) گر محقین اہل تفسیر نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ ہوتے۔ یعنی انہوں نے معنی بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ ہوتے۔ یعنی انہوں نے معنی بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ ہوتے۔ یعنی انہوں نے معنی بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ ہوتے۔ یعنی انہوں نے محمق کی بیان دیکھ رکھی تھی۔ اس لیے عزیز مصر کی بیوی کا قصد بی نہیں کیا۔ بلکہ دعوت گناہ ملتے ہی پکار الشے معنی بیان اور تحریک بیدا ہوجانا الگ بات ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر سرے سے بیجان اور تحریک بیدا ہو اور پھر تحقی کا گناہ سے نے جانا کوئی کمال نہیں۔ کمال تو تب ہی ہے کہ اگر سرے سے بیجان اور تحریک بیدا ہو اور پھر انہ ہوتو ایسے شخص کا گناہ سے نے جانا کوئی کمال نہیں۔ کمال تو تب ہی ہے کہ نفس کے اندر داعیہ اور تحریک بیدا ہو اور پھر انسان اس پر کنٹرول کرے اور گناہ سے نے جانے دھرت یوسف علیہ نے نے کہ نفس کے اندر داعیہ اور تحریک بیدا ہو اور پھر انسان اس پر کنٹرول کرے اور گناہ سے نے جانے دھرت یوسف علیہ نے کہ نفس کے اندر داعیہ اور تحریک بیدا ہو اور پھر انسان اس پر کنٹرول کرے اور گناہ سے نے جانے دھرت یوسف علیہ نے انسان اس پر کنٹرول کرے اور گناہ سے نے جانے دھرت یوسف علیہ نے کہ نفس کے اندر داعیہ اور خور کے مثال نمونہ بیش فرمایا۔

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِ نَا الْمُخْلَصِيْنَ ®

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَكَّتُ قَبِيْصَةَ مِنْ دُبُرٍ وَالْفَيَاسَيِّدَهَالَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَاجَزَاءُمَّنُ اَرَادَ بِالْمُلِكَ سُوِّءًالِّلَا اَنْ يُسْجَنَ اَوْعَذَابٌ اَلِيُوْ۞

قَالَ هِيَ رَاوَدَتُونَى عَنْ تَفَيْنِي وَشَهِكَ شَاهِكُ مِّنْ اَهْلِهَا أَلْ كَانَ قِيبُصُهُ قُكَّ مِنْ ثَبُّلٍ فَصَدَقَتُ وَهُوَمِنَ الْكَلِيبُيْنِ

پرورد گار کی دلیل نہ دیکھتے، (۱) یو نہی ہوا اس واسط کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کردیں۔ (۲) بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندول میں سے تھا۔

۲۵. اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے (") اور اس عورت نے یوسف (عَلَیْمِاً) کا کرتا پیچھے کی طرف سے کھنی کر پھاڑ ڈالا اور دروازے کے پاس ہی عورت کا شوہر دونوں کو مل گیا، تو کہنے لگی جو شخص تیری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے بس اس کی سزایہی ہے کہ اسے قید کردیا جائے یا اور کوئی دردناک سزادی جائے۔ (")

۲۷. یوسف (عَلَیْمِنَا) نے کہا یہ عورت ہی مجھے بھسلا رہی تھی، (۵) اور عورت کے قبیلے ہی کے ایک شخص نے گواہی دی (۲) کہ اگر اس کا کرتا آگے سے بھٹا ہوا ہو تو عورت سچی

ا. یہاں پہلی تفسیر کی بناء پر لَوْ لَا کا جواب مخدوف ہے، لَفَعَلَ مَا هَمَّ بِهِ، یعنی اگر یوسف عَلَیْشًا رب کی برہان نہ دیکھتے تو جو قصد کیا تھا، کر گزرتے۔ یہ برہان کیا تھی؟ اس میں مختلف اقوال ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ رب کی طرف سے کوئی الیک چیز آپ کو دکھائی گئی کہ اسے دیکھ کر آپ نفس کے داعیے کے دبانے اور رد کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پنجمبروں کی اسی طرح حفاظت فرماتا ہے۔

البین جس طرح ہم نے یوسف غلیبا کو برہان دکھاکر، برائی یا اس کے ارادے سے بچالیا، اسی طرح ہم نے اسے ہر معاطع میں برائی اور بے حیائی کی باتوں سے دور رکھنے کا اہتمام کیا۔ کیونکہ وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔
 بعر جب حضرت یوسف غلیبا نے دیکھا کہ وہ عورت برائی کے ارتکاب پر مصر ہے، تو وہ باہر نگلنے کے لیے دروازے کی طرف دوڑے۔ دوڑے، یوسف غلیبا کے پیچھے انہیں پکڑنے کے لیے عورت بھی دوڑی۔ یوں دونوں دروازے کی طرف لیکے اور دوڑے۔
 بعنی خاوند کو دیکھتے ہی خود معصوم بن گئ اور مجرم تمام تر یوسف غلیبا کو قرار دے کر ان کے لیے سزا بھی تجویز کردی۔ عالانکہ صورت حال اس کے برعکس تھی، مجرم خود تھی جب کہ حضرت یوسف غلیبا بالکل بے گناہ اور اس برائی سے بچنے کے خواہش مند اور اس کے لیے کوشاں تھے۔

۵. حضرت یوسف علیه این جب دیکھا کہ وہ عورت تمام الزام ان پر دھر رہی ہے تو صورت حال واضح کردی اور کہا کہ جھے برائی پر مجبور کرنے والی یہی ہے۔ میں اس سے بچنے کے لیے باہر دروازے کی طرف بھا گتا ہوا آیا ہوں۔
 ۲. یہ انہی کے خاندان کا کوئی سمجھ دار آدمی تھا جس نے یہ فیصلہ کیا۔ فیصلے کو یہاں شہادت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا، کیونکہ

وَإِنُ كَانَ قِمِيْصُهُ قُكَّمِنْ دُبُرِ فَكَنَبَتُ وَهُوَمِنَ الصَّدِقِيْنَ®

ڡؘٛڵؾۜٵڒٳڡۧؠؽڝۘ؋ٷٛ؆ؖڝؗۮؠؙڔۣڠٙٵڵٳڰ؋ڝؙ ػؽڔڴؿٞٵؚؿػؽ۫ػػؿۜۼڟؚؽؿ۠

ؽؙۅؙڛؙڡٛٵؘۼٛڔڞ۬ۼؽ۠ۿؽۜٲٞۅٙٳۺۘؾۼٛڣؚؠؽ ڸۮؙڹ۠ۑڮٵؖٳؾڮػؙڹٛؾؚڝؘٵڶڿٝڟٟۣؽؽ<sup>ۿ</sup>

وَقَالَ نِسُوَةٌ فِي الْهَدِيْنَةِ امْرَاتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتْمَهَاعَنُ ثَمْنُهِ ۚ قَدُ شَغَفَهَا كُبَّا ۗ إِنَّا لَكَرُلِهَ لِقُ ضَلْلِ مُّنِيْنِ ۞

ہے اور یوسف (عَالِیُّلِاً) جموٹ بولنے والوں میں سے ہے۔

72. اور اگر اس کا کرتا پیچھے کی جانب سے پھاڑا گیا ہے تو
عورت جموٹی ہے اور یوسف (عَالِیّلاً) سیوں میں سے ہے۔

74. خاوند نے جو دیکھا کہ یوسف (عَالِیّلاً) کا کرتا پیدھ
کی جانب سے پھاڑا گیا ہے تو صاف کہہ دیا کہ یہ تو تم
عورتوں کی چال بازی ہے، بیشک تمہاری چال بازی بہت
بڑی ہے۔ (۱)

۲۹. یوسف (عَلَیْلاً) اب اس بات کو آتی جاتی کرو<sup>(۲)</sup> اور (اے عورت) تو اپنے گناہ سے توبہ کر، بیشک تو گناہ گاروں میں سے ہے۔

• س. اور شہر کی عور توں میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز کی بوی اپنے (جوان) غلام کو اپنا مطلب نکالنے کے لیے بہلانے کھسلانے میں لگی رہتی ہے، اس کے دل میں یوسف (علیہ ایک کی محبت بیٹھ گئی ہے، ہمارے خیال میں تو وہ صرح گراہی میں ہے۔ (")

معاملہ ابھی متحقیق طلب تھا۔ شیر خوار بچے کی شہادت والی بات مستند روایات سے ثابت نہیں۔ صحیحین میں تین شیر خوار بچوں کے بات کرنے کی حدیث ہے جن میں یہ چوتھا نہیں ہے جس کا ذکر اس مقام پر کیا جاتا ہے۔

ا. یہ عزیز مصرکا قول ہے جو اس نے اپنی بیوی کی حرکت قبیجہ دیکھ کر عور توں کی بابت کہا۔ یہ نہ اللہ کا قول ہے اور نہ ہر عورت کے بارے میں صحیح۔ اس لیے اسے ہر عورت پر چیپاں کرنا اور اس بنیاد پر عورت کو مکرو فریب کا پتلا باور کرانا، قرآن کا ہرگز منشا نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض لوگ اس جملے سے عورت کے بارے میں یہ تاثر دیتے ہیں۔
 ۲. لینی اس کا جرحا مت کرو۔

m. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عزیز مصر پر حضرت بوسف علینا کی پاک دامنی واضح ہو گئ تھی۔

م. جس طرح خوشبو کو پر دوں سے چھپایا نہیں جاسکتا، عشق ومحبت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ گو عزیز مصر نے حضرت یوسف علیگیا کو اسے نظر انداز کرنے کی تلقین کی اور یقیناً آپ کی زبان مبارک پر اس کا بھی ذکر بھی نہیں آیا ہوگا، اس کے باوجود یہ واقعہ جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا اور زنان مصر میں اس کا چرچا عام ہوگیا، عورتیں تجب کرنے لگیں کہ عشق کرنا ہی تھا تو کسی پیکر حسن وجمال سے کیا جاتا، یہ کیا اپنے ہی غلام پر زلیخا فریفتہ ہوگئ، یہ تو اس کی بہت ہی ناوانی ہے۔

فَكَتَاسَىعتُ بِمَكُرِهِنَ السِّكَ الِيُهِنَّ وَاعْنَدَتُ لَهُنَّ مُتَّكًا وَّانَتُ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِلِّيْنَا وَقَالَتِ اخْرِجُ عَلَيْهِنَّ فَكَارَايَينَهَ اَكُبُرَنهُ وَقَطَّعْنَ اَيْنِيهُنَّ وَقُلْنَ حَانَشَ بِلْهِ مَاهْنَا بَشَرًا اِنْ هُذَا اِلْاَمْلَكُ كُرِيْهُ ﴿

قَالَتْ فَذَالِكُنَّ الَّذِي لُلْنُثَّنِيْ فِيْدِ وَلَقَدُرَا وَدُتُّهُ

اس، اس نے جب ان کی یہ پر فریب باتیں سنیں تو انہیں بلوا بھیجا<sup>(۱)</sup> اور ان کے لیے ایک مجلس مرتب کی اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دی۔<sup>(۲)</sup> اور کہا اے یوسف! (علیہ اللہ ایک کو چھری دی۔<sup>(۳)</sup> ان عور توں نے جب اسے دیکھا تو بہت بڑا جانا اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے،<sup>(۳)</sup> اور زبان سے نکل گیا کہ حاش للہ! یہ انسان تو ہرگز نہیں، یہ تو یقیناً کوئی بہت ہی بزرگ فرشتہ ہے۔<sup>(۵)</sup>

**سر** اس وقت عزیز مصر کی بیوی نے کہا، یہی ہیں جن کے

ا. زنان مصر کی غائبانہ باتوں اور طعن وطامت کو مکر سے تعبیر کیا گیا ہے، جس کی وجہ بعض مفسرین نے یہ بیان کی ہے کہ ان عور توں کو بھی یوسف عَالِیَّا کے بے مثال حسن وجمال کی اطلاعات پہنچ چکی تھیں۔ چنانچہ وہ اس پیکر حسن کو دیکھنا چاہتی تھیں۔ چنانچہ وہ اپنے اس مکر (خفیہ تدبیر) میں کامیاب ہو گئیں اور امر أة العزیز نے یہ بتلانے کے لیے کہ میں جس پر فریفتہ ہوئی ہوں، محض ایک غلام یا عام آدمی نہیں ہے بلکہ ظاہر وباطن کے ایسے حسن سے آراستہ ہے کہ اسے دیکھ کر نفذ دل وجان ہار جانا کوئی انہونی بات نہیں، ان عور توں کی ضیافت کا اہتمام کیا اور انہیں وعوت طعام دی۔

۲. لینی الی نشست گاہیں بنائیں جن میں تکیے لگے ہوئے تھے، جیسا کہ آج کل بھی عربوں میں الی فرشی نشست گاہیں عام بیں حتیٰ کہ ہوٹلوں اور ریستورانوں میں بھی ان کا اہتمام ہے۔

٣. يعنى حضرت يوسف علينا كو پہلے جھپائے ركھا، جب سب عور تول نے ہاتھوں ميں جھرياں بكر ليں تو امر أة العزيز (زليخا) نے حضرت يوسف علينا كو مجلس ميں حاضر ہونے كا حكم ديا۔

م. یعنی حسن یوسف فلیگیا کی جلوہ آرائی دیکھ کر ایک تو ان کی عظمت وجال شان کا اعتراف کیا اور دوسرا ان پربے خودی ووار فتگی کی الیمی کیفیت طاری ہوئی کہ چھریاں اپنے ہی ہاتھوں پر چلالیں، جس سے ان کے ہاتھ زخمی اورخون آلودہ ہوگئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت یوسف فلیگیا کو نصف حسن دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الإسراء) ۵. اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ فرشتے شکل وصورت میں انسان سے بہتر یا افضل ہیں۔ کیونکہ فرشتوں کو تو انسانوں نے دیکھا ہی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں انسان کے بارے میں تو اللہ تعالی نے خود قرآن کریم میں صراحت کی ہے کہ ہم نے اسے احسن تقویم (بہترین انداز) میں پیدا کیا ہے۔ ان عور توں نے بشریت کی نفی محض اس لیے کی کہ انہوں نے حسن و جمال کا ایک ایسا پیکر دیکھا تھا جو انسانی شکل میں کبھی ان کی نظر ول سے نہیں گزرا تھا اور انہوں نے فرشتہ اس لیے قرار دیا کہ عام انسان یہی سمجھتا ہے کہ فرشتے ذات وصفات کے لحاظ سے ایسی شکل رکھتے ہیں جو انسانی شکل سے بالاتر ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء کی غیر معمولی خصوصیات وانتیازات کی بناء پر انبیں انسانیت سے نکال کر نورانی مخلوق قرار دیا نہ ہو اس کی انسان کو توں کا شیوہ رہا ہے جو نبوت اور اس کے مقام سے ناآشنا ہوتے ہیں۔

عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمُ وَلَئِنْ لَدُيْفَعَلْ مَالْمُرُهُ لَيْسْجَنَنَّ وَلَيْكُوْنَا مِّنَ الصَّغِوِيْنَ۞

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ آحَبُّ الَّيَّ مِثَّالِيَنُ عُوْنَيْنَ ٱلَٰذِيهِ ۚ وَالْاَتَّفِرِفُ عَتِّىٰ گَلِيُنَ هُنَّ آصُبُ الِيهِبَّ وَاكْنُ مِّنَ الْجُهِلِيْنَ۞

فَاسُنَجَابَلَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَعَنهُ كَيْلَهُمُّنَّ إِنَّهُ هُوَ السِّمِيُعُ الْعَلِيُّهُ

تُعَرِّبَا الهُوُمِّنِ بَعْدِ مَا لَأَوُّا الْأَلِي لِسَبْخُنْنَاهُ حَتَّى حِثْنَ

بارے میں تم مجھے طعنے دے رہی تھیں، '' میں نے ہر چند اس سے اپنا مطلب حاصل کرنا چاہا لیکن یہ بال بال بچا رہا، اور جو پچھ میں اس سے کہہ رہی ہوں اگر یہ نہ کرے گا تو یقیناً یہ قید کردیا جائے گا اور بیشک یہ بہت ہی بے عزت ہو گا۔ '' سس بوسف (عَالِیَّا) نے دعا کی کہ اے میرے پرورد گار! جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلارہی ہیں اس سے تو مجھے جیل خانہ بہت پند ہے، اگر تو نے ان کا مکرو فریب مجھے جیل خانہ بہت پند ہے، اگر تو نے ان کا مکرو فریب مجھے جیل خانہ بہت پند ہے، اگر تو نے ان کا مکرو فریب مجھے جیل خانہ بہت پند ہے، اگر تو نے ان کا مکرو فریب مجھے جیل خانہ بہت پند ہے، اگر تو نے ان کا مکرو فریب میں جا ملوں گا۔ '''

اس کے رب نے اس کی دعا قبول کرلی اور ان عور توں کے رب نے اس کی دعا قبول کرلی اور ان عور توں کے داؤ یکے اس سے پھیر دیے، یقیناً وہ سننے والا جانے والا ہے۔

۳۵. پھر ان تمام نشانیوں کے دیکھ لینے کے بعد بھی انہیں یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ یوسف (عَلَیْظِ) کو پچھ مدت کے لیے قید خانے میں رکھیں۔(\*)

ا. جب امر اُۃ العزیز نے دیکھا کہ اس کی چال کامیاب رہی ہے اور عورتیں یوسف غالیاً کے جلوہ حسن آراء سے مبہوت ومدہوش ہو گئیں تو کہنے لگی، کہ اس کی ایک جھلک سے تمہارا یہ حال ہو گیا ہے تو کیا تم اب بھی مجھے اس کی محبت میں گرفتار ہونے پر طعنہ زنی کروگی؟ یہی وہ غلام ہے جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی ہو۔

۲. عور توں کی یہ مدہوشی دیکھ کر اس کو مزید حوصلہ ہوگیا اور شرم وحیاء کے سارے حجاب دور کرکے اس نے اپنے برے ارادے کا ایک مرتبہ پھر اظہار کیا۔

سا. حضرت یوسف عَلَیْدًا نے یہ وعا اپنے ول میں کی۔ اس لیے کہ ایک مومن کے لیے وعا بھی ایک ہتھیار ہے۔ حدیث میں آتا ہے، سات آومیوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کا سایہ عطا فرمائے گا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جے ایک ایک عورت وعوت گناہ دے جو حسن وجمال سے بھی آراستہ ہو اور جاہ ومنصب کی بھی حامل ہو۔ لیکن وہ اس کے جواب میں یہ کہہ دے کہ میں تو "اللہ سے ڈر تاہوں"۔ (صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلوٰة وفضل المساجد ومسلم، کتاب الزکوٰۃ باب فضل اخضاء الصدقة)

ہم. عفت ویاک دامنی واضح ہوجانے کے باوجود ایوسف عَلَیْطِا کو حوالۂ زنداں کرنے میں یہی مصلحت ان کے پیش نظر

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّعْنَ فَتَلِنْ قَالَ احَدُهُ الْآِنِّ آدَلِنِيَ اَعْصِرُخَهُ رَّا وَقَالَ الْاَخْرُانِّ آزِينَ اَعْلُ فَوْتَ رَأْسِيُ خُبُرًا تَأْمُلُ الطَّلْيُرُمِنْهُ ثَنِيْمُنَا بِتَأْوُ يُلِهِ اِثَّا نَزِلِكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ

قَالَ لَا يَاتِّيَكُمْ اطْعَامُ ثُثُرُ زَفْيَةٍ اِلَّا بَتَاْتُكُمُّا بِتَاوُيْلِهِ قَبْلَ اَنْ يَاتِيكُمُا ذٰلِكُمَامِمَّاعَكَمَنِي رَبِّ إِنِّ تَكِنُّ مِكَّةَ قَوْمِ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَهُو بِالْخِرَةِ هُوُلِفِرُونَ۞

السل اور اس کے ساتھ ہی دو اور جوان بھی جیل خانے میں داخل ہوئ، ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو شراب نچوڑتے دیکھا ہے، اور دوسرے نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں جسے پرندے کھارہے ہیں، ہمیں آپ اس کی تعبیر بتائیے، ہمیں تو آپ خوبیوں والے شخص دکھائی دیے ہیں۔ (۱)

کسل یوسف (علیهٔ الله) نے کہا تمہیں جو کھانا دیا جاتا ہے اس کے تمہارے پاس پہنچنے سے پہلے ہی میں تمہیں اس کی تعبیر بتلا دول گا۔ یہ سب اس علم کی بدولت ہے جو جھے میرے رب نے سکھایا ہے، (م)میں نے ان لوگول کا مذہب جھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے بھی مکر ہیں۔ (م)

ہو سکتی تھی کہ عزیز مصر حضرت یوسف عَلیَّها کو اپنی بیوی سے دور رکھنا چاہتا ہوگا تاکہ وہ دوبارہ یوسف عَلیَّها کو اپنے دام میں پھنسانے کی کوشش نہ کرے جیسا کہ وہ ایسا ارادہ رکھتی تھی۔

ا. یہ دونوں نوجوان شاہی دربار سے متعلق تھے۔ ایک شراب پلانے پر مامور تھا اور دوسرا نان بائی تھا۔ کی حرکت پر دونوں کو پس دیوار زنداں کردیا گیا۔ حضرت یوسف علینا اللہ کے پیغیر تھے، دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ عبادت وریاضت تقویٰ وراست بازی اور اظاق و کردار کے لحاظ سے جیل میں دیگر تمام قیدیوں سے ممتاز تھے۔ علاوہ ازیں نوابول کی تعبیر کا خصوصی علم اور ملکہ اللہ نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ ان دونوں نے خواب دیکھا تو قدرتی طور پر حضرت یوسف علینا کی طرف انہوں نے رجوع کیا اور کہا ہمیں آپ محسنین میں سے نظر آتے ہیں۔ ہمیں ہمارے خوابول کی تعبیر تھیں۔ ہمیں ہمارے خوابول کی تعبیر آپ اچھی کرلیتے ہیں۔ ہمیں۔ بتاکیں۔ محن بعض نے یہ بھی کیے ہیں کہ خواب کی تعبیر آپ اچھی کرلیتے ہیں۔

۲. لیعنی میں جو تعبیر بتلاؤں گا، وہ کاہنوں اور نجو میوں کی طرح نطن و تخیین پر مبنی نہیں ہو گی، جس میں خطا اور صواب دونوں کا اختال ہو تا ہے۔ بلکہ میری تعبیر یقینی علم پر مبنی ہو گی جو اللہ کی طرف سے مجھے عطا کیا گیا ہے، جس میں غلطی کا امکان ہی نہیں ہے۔

اللہ اور علم الہی (جن سے آپ کو نوزا گیا) کی وجہ بیان کی جارہی ہے کہ میں نے ان لوگوں کا مذہب چھوڑدیا جو اللہ اور اللہ اور آخرت پریفتین نہیں رکھتے، اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ کے یہ انعامات مجھ پرہوئے۔

وَاتَّبَعُتُ مِلَّةَ الْأَءِىُ إِبْرِهِبْهَ وَالسَّحْقَ وَيَعْقُوْبُ مَاكَانَ لَنَأَانُ نُشُرِكَ بِاللهِ مِنْ شَيْ ذلِكَ مِنْ فَضْلِ اللهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلكِنَّ ٱكْثَرَالتَّاسِ لاَيِشُكُرُوْنَ۞

ؽڝؘٲڿؽۣالسِّجْنِءَٱر۫بَاكِ ۠مُتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌٱمِر اللهُالْوَاحِدُالُقَهَّارُ ۞

مَا تَعَبُّدُاوُنَ مِنْ دُوُونَةَ إِلَّا اَسْمَاءُ سَبَّيْتُنُهُوْهَا اَنْکُوُ وَابَا وُکُوْ مَّااَنْزِلَ اللهُ بِهَامِنُ سُلْطِنْ إِنِ الْحُکُو الْالِلهِ اَمَرَالَاتَعُبُدُو اَلِالَّ اِبَالُهُ ذلك الدِّيْنُ الْقَبِّدُولَلِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لايَعْلَمُونَ

اراہیم واسحاق اور یعقوب (انگیام) کے دین کا پابند ہوں، لینی ابراہیم واسحاق اور یعقوب (انگیام) کے دین کا، (۱) ہمیں ہرگز یہ سزاوار نہیں کہ ہم اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں، (۱) ہم پر اور تمام اور لوگوں پر اللہ تعالی کا یہ خاص فضل ہے، لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں۔ 19 یہ خاص فضل ہے، لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں۔ 19 یہ میرے قید خانے کے ساتھیو! (۱۳) کیا متفرق کئی ایک پرورد گار بہتر ہیں؟ (۱۳) یا ایک اللہ زبردست طاقتور؟ میں برورد گار بہتر ہیں؟ (۱۳) یا ایک اللہ زبردست طاقتور؟ فود ہی مین مام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نود ہی گھڑ لیے ہیں۔ اللہ تعالی نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، (۵) فرمازوائی صرف اللہ تعالی ہی کی ہے، نہیں فرمائی، (۵) فرمازوائی صرف اللہ تعالی ہی کی ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم سب سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو، یہی دین درست ہے (۱۲) لیکن اکثر لوگ

ا. اجداد کو بھی آباء کہا، اس لیے کہ وہ بھی آباء ہی ہیں۔ پھر ترتیب میں بھی جد اعلیٰ (ابر ہیم علیٰظاً) پھر جد اقرب (اسحاق علیٰظاً) اور پھر باپ (یعقوب علیٰظاً) کا ذکر کیا۔ لیتی پہلے، پہلی اصل، پھر دوسری اصل اور پھر تیسری اصل بیان کی۔ ۲. وہی توحید کی دعوت اور شرک کی تردید ہے جو ہرنی کی بنیادی اور اولین تعلیم اور دعوت ہوتی تھی۔ ۳. قید خانے کے ساتھی، اس لیے قراردیا کہ یہ سب ایک عرصے سے جیل میں محبوس چلے آرہے تھے۔

سم. تفرق ذوات، صفات اور عدد کے لحاظ سے ہے۔ یعنی وہ رب، جو ذات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے متفرق، صفات میں ایک دوسرے سے مختلف میں متفرد ہے، میں ایک دوسرے سے مختلف میں متفرد ہے، میں ایک دوسرے سے مختلف میں متفرد ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ سب پر غالب اور حکمران ہے؟

8. اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ان کا نام معبود تم نے خود ہی رکھ لیا ہے، درآں حالیکہ وہ معبود ہیں نہ ان کی بابت کوئی دلیل اللہ نے اتاری ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان معبودوں کے جو مختلف نام تم نے تبویز کررکھے ہیں، مثلاً خواجہ غریب نواز، گنج بخش، کرنی والا، کرماں والا وغیرہ یہ سب تمہارے خود ساختہ ہیں، ان کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں اتاری۔ ۲۔ یہی دین، جس کی طرف میں تمہیں بلارہا ہوں، جس میں صرف ایک اللہ کی عبادت ہے، درست اور قیم ہے جس کا کھی دین، جس کی طرف میں تمہیں بلارہا ہوں، جس میں صرف ایک اللہ کی عبادت ہے، درست اور قیم ہے جس کا کھی اللہ نے دیا ہے۔

نہیں جانتے۔

يصاحِيَ السِّجْنِ المَّاَآحَدُكُمُافَيَسْقِيُ رَبَّهُ خَمْرًا وَآمَّا الْاِخْرُفَيْصُلَبُ فَتَاكُلُ الطَّلِيُرُ مِنْ رَّانِيهٖ فَضِّىَ الْاَمْرُالَّانِ يُ فِيْهِ تَسُنَفْتِينِ ﴿

ۅؘڡٞٵڵڸؚۘۘڷؽؽؙڟۜڽۧٲؾۜ؋ؙڬؘٳڿؚڛؙؙٞۨڡؙۿۘؗؗؗٵٲۮؙڴۯؽ۬ ۼٮؙ۫ۮڒؾؚڰٷؘٲۺ۠ڵ؋ڶۺؽڟؽۮؚڴۯڒؾؚ؋ڣؘڷؠؚػٛ ڣۣڶڶؾڿڽؠۻ۫ۼڛڹؚؽڹ۞۫

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّنَ آرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَّأَكُلُهُنَّ سَبُعُ عِبَاثٌ وَّسَبْعَ سُنُبُلْتٍ خُفْيٍر

الم. اے میرے قیدخانے کے رفیقو! (۲) تم دونوں میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب بلانے پر مقرر ہوجائے گا، (۲) کیکن دوسرا سولی پر چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کھائیں گے، (۳) تم دونوں جس کے بارے میں شخقیق کررہے تھے اس کام کا فیصلہ کردیا گیا۔ (۵) میں شخقیق کررہے تھے اس کام کا فیصلہ کردیا گیا۔ (۵) دونوں میں سے یہ چھوٹ جائے گا اس سے کہا کہ اپ دونوں میں سے یہ چھوٹ جائے گا اس سے کہا کہ اپ بادشاہ سے میرا ذکر بھی کردینا، پھر اسے شیطان نے اپنے بادشاہ سے ذکر کرنا بھلادیا اور یوسف (عَالِیَّا اِلَّ) نے کئی سال بادشاہ سے ذکر کرنا بھلادیا اور یوسف (عَالِیَّا اِلَیَ کُلُی سال قد خانے میں بی کائے۔ (۲)

الر بادشاہ نے کہا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی تازی فربہ گائیں ہیں جن کو سات لاغر

ا. جس کی وجہ سے اکثر لوگ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں، ﴿وَمَا اَیْوَمُنُ اَکْثَرُهُمْ وَاللَّهِ اِلْاَوَهُمُو مُشْرِکُونَ﴾ (یوسف: ۱۰۱) (ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں)۔ اور فرمایا ﴿وَمَاۤ اَکُثَرُالتَّاسِ وَلَوْ حَصْتَ بِمُوْمِيْدِيْنَ﴾ (یوسف: ۱۰۲) (اے پنجمبر تیری خواہش کے باوجود اکثر لوگ اللہ پر ایمان لانے والے نہیں ہیں)۔

۲. توحید کا وعظ کرنے کے بعد اب حضرت یوسف علیہ ان کے بیان کردہ خوابوں کی تعبیر بیان فرمارہے ہیں۔

سا بیہ وہ شخص ہے جس نے خواب میں اپنے کو انگور کا شیرہ تیار کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ تاہم آپ نے دونوں میں سے کسی ایک کی تعیین نہیں کی تاکہ مرنے والا پہلے ہی غم وحزن میں مبتلا نہ ہوجائے۔

م. یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے سر پر خواب میں روٹیاں اٹھائے دیکھا تھا۔

۵. لیعنی تقدیر اللی میں پہلے سے یہ بات جبت ہے اور جو تعییر میں بتلائی ہے، لامحالہ واقع ہوکر رہے گی۔ جیسا کہ صدیث میں ہے۔ رسول اللہ عن ال

٩٠٠ بضع کا لفظ تین سے لے کر نو تک کے عدد کے لیے بولا جاتا ہے۔ وجب بن منبہ کا قول ہے۔ حضرت ابوب علیہ اللہ اللہ میں اور بوسف علیہ قید خانے میں سات سال رہے اور بخت نصر کا عذاب بھی سات سال رہا۔ اور بعض کے نزدیک چودہ سال قید خانے میں رہے۔ واللہ اعلم۔

وَّافْتَىٰ اللّٰهِ عَلَيْهُا الْمَكَا اَفْتُوْ فِي فِي ُرُوْيَا كَ إِنْ كُنْ تُدُرِّلُوُّ فِيَا تَعَ نُرُوْنَ۞

قَالُوْآاَضُغَاتُ ٱحْلَامِ ۚ وَمَا نَحُنُ بِتَا وُيُلِ الْكَمْلَامِرِ مِلْلِينِينَ

> وَقَالَ الَّذِي ُ غَامِنْهُمَا وَادَّكُوبَعِثُ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُوْ بِتَأْوِيْلِهِ فَارْسِلُوْنِ۞

يُوسُفُ اَيُّهُ الصِّدِّيْنُ اُفْتِنَافِنَ سَبُعِ بَقَرْتِ سِمَانِ يَأْكُلُهُنَّ سَبُعُ عِاكُ وَّسَبُعِ سُنَبُلْتٍ خُفُعِ وَاخْرَ لِيلِمْتِ الْكَلِّ اَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَكَنَّهُ مُعْلَوُنَ

قَالَ َ زُرُعُوْنَ سَلْمَعِ سِنِيْنَ دَابًا قَمَاحَصَدُ ثُمُّ فَنَارُوهُ فِي سُنْئِلَةِ إِلاَ قِلْمِكُ مِّمَّا تَأْكُلُونَ

دیلی تیلی گائیں کھارہی ہیں اور سات بالیاں ہیں ہری ہری اور دوسری سات بالکل خشک۔ اے درباریو! میرے اس خواب کی تعبیر دے سکتے ہو۔ خواب کی تعبیر دے سکتے ہو۔ ۱۳۸۰ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو اڑتے اڑاتے پریشان خواب ہیں اور ایسے شوریدہ پریشان خوابوں کی تعبیر جانے والے ہم نہیں۔ (۱)

میں اور ان دو قیدیوں میں سے جو رہا ہوا تھا اسے مدت کے بعد یاد ہمیا اور کہنے لگا میں تمہیں اس کی تعبیر بتلادوں گا مجھے جانے کی اجازت دیجیے۔

اس بہت بڑے سچے یوسف! (عَلَیْمُلُا) آپ بہیں اس خواب کی تعبیر بتلائے کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی بیلی گائیں کھارہی ہیں اور سات بالکل سز خوشے ہیں اور سات ہی دوسرے بھی بالکل خشک ہیں، تاکہ میں واپس جاکر ان لوگوں سے کہوں کہ وہ سب حان لیں۔

٧٧. يوسف (عَالِيَّا) نے جواب ديا کہ تم سات سال تک پے در پے لگا تار حسب عادت غلہ بو يا کرنا، اور فصل کاٹ

ا. أَضْغَاثُ ضِغْثٌ كَى جَع ہے جس كے معنی گھاس كے گلھے كے ہیں۔ أحلاَم حِلْمٌ (بمعنی نواب) كى جَع ہے۔ اضغاث احلام كے معنی ہوں گے نواب بائے پریشان، یا خیالات منتشرہ، جن كى كوئی تعبیر نہ ہو۔ یہ نواب اس بادشاہ كو آیا، عزیز مصر جس كا وزیر تھا۔ اللہ تعالى كو اس نواب كے ذریعے سے یوسف عَلیّیًا كى رہائى عمل میں لائی تھی، چنانچہ بادشاہ كے درباریوں، كاہنوں اور نجومیوں نے اس نواب كی تعبیر بتلانے سے عجز كا اظہار كردیا۔ بعض كہتے ہیں كہ نجوميوں كے اس قول كا مطلب مطلقاً علم تعبیر كی نفی ہے اور بعض كہتے ہیں كہ علم تعبیر سے وہ بے خبر نہیں تھے نہ اس كی انہوں نے لئى كى، انہوں نے صرف اس خواب كی تعبیر بتلانے سے لاعلمی كا اظہار كيا۔

۲. یہ قید کے دو ساتھیوں میں سے ایک نجات پانے والا تھا، جے حضرت یوسف عَالِیّاً نے کہا تھا کہ اپنے آ قاسے میرا ذکر کرنا،
 تاکہ میری بھی رہائی کی صورت بن سکے۔ اسے اچانک یاد آیا اور اس نے کہا کہ مجھے مہلت دو، میں تنہیں آگر اس کی تعبیر بتلاتا ہوں۔ چناخیہ دہ نکل کر سیدھا یوسف عَالِیّاً کے یاس بہنچا، اور خواب کی تفصیل بتلاکر اس کی تعبیر کی بابت یو چھا۔

کر اسے بالیوں سمیت ہی رہنے دینا سوائے اپنے کھانے کی تھوڑی سی مقدار کے۔

> ؙؿ۠ۊۜؽٳ۫ٙؾؙ؈ٛڹۘۼڮۮڶڮڡۜ؊ڣٛٷۺػٳۮٞؾٳؙٛڴؙڶؽٙڡٵ ۊؘؾۜٙڡۛڞؙٝڟۿؿٳڒٷڸؽڵڒڴٵڠؙڝڹؙۅٛڹ

 $^{\prime\prime}$ ر اس کے بعد سات سال نہایت سخت قط کے آئیں گے وہ اس غلے کو کھاجائیں گے، جو تم نے ان کے لیے  $^{\prime\prime}$  ذخیرہ رکھ چھوڑا تھا، (۱) سوائے اس تھوڑے سے کے جو تم روک رکھتے ہو۔ (۲)

ؙؿ۫ۜۊؙۘ؉ڷۣ۫ڗ۫ۺؚؽ۬ڹڡؙڮۏۮڸػٵۘۮؙۏؽڮؽؙۼؖٲٮؙ۠ٲڵٮۜٵۺ ۄٙڣ۬ؽڮؽڞؚۯؙۏڹۧ<sup>ۿ</sup>

اس کے بعد جو سال آئے گا اس میں لوگوں پر خوب بارش برسائی جائے گی اور اس میں (شیرہ انگور کھی) خوب نچوڑیں گے۔ (\*)

وَقَالَ الْمَلِكُ الْثُوْنَ بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُوُلُ قَالَ ارْحِعُ اللَّى رَبِّكِ فَمْعُلُهُ مَا كَالُ النِّسُوةِ الْبِيْ قَطَّعُنَ اَيْدِيهُ ثَنَّ إِنَّ رَبِّيْ كِمُيْدِهِ فَى عَلِيْهُ ﴿

۵۰ اور بادشاہ نے کہا یوسف (علیداً) کو میرے پاس لاؤ، (۳) جب قاصد یوسف (علیداً) کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا، اپنے بادشاہ کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ

ا. حضرت یوسف علیکیا کو اللہ تعالی نے علم تعبیر سے بھی نوازا تھا۔ اس لیے وہ اس خواب کی تہ تک فوراً پہنچ گئے۔ انہوں نے موٹی تازہ سات گایوں سے اس سال مراد لیے جن میں خوب پیداوار ہوگی، اور سات دبلی تبلی گایوں سے اس کے برعکس سات سال خشک سال کے۔ ای طرح سات سبز خوشوں سے مراد لیا کہ زمین خوب پیداوار دے گی اور سات خشک خوشوں کا مطلب یہ ہے کہ ان سات سالوں میں زمین کی پیداوار نہیں ہوگی۔ اور پھر اس کے لیے تدبیر بھی بتلائی کہ سات سال تم متواتر کاشنکاری کرو اور جو غلہ تیار ہو، اسے کاٹ کر بالیوں سمیت ہی سنجال کر رکھو تا کہ ان میں غلہ زیادہ محفوظ رہے، پھر جب سات سال قحط کے آئیں گے تو یہ غلہ تمہارے کام آئے گا جس کا ذخیرہ تم اب کرو گے۔

٢. مِمَّا تُحْصِنُوْنَ سے مراد وہ نيج ميں جو دوبارہ كاشت كے ليے محفوظ كرليے جاتے ميں۔

٣. يعنی قط كے سات سال گزرنے كے بعد پھر خوب بارش ہوگی، جس كے نتیج میں كثرت سے پیداوار ہوگی اور تم انگوروں سے اس كاشیرہ نچوڑوگے، زیتون سے تیل نكالوگے اور جانوروں سے دورھ دوہوگے۔ خواب كی اس تعبیر كو خواب سے كہيں لطيف مناسبت حاصل ہے، جے صرف وہی شخص سمجھ سكتا ہے جے اللہ تعالیٰ ایسا صحیح وجدان، ذوق سلیم اور ملكة راسخہ عطا فرمادے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت بوسف علیہ کے کو عطا فرمایا تھا۔

مم. مطلب یہ ہے کہ جب وہ شخص تعبیر دریافت کرکے بادشاہ کے پاس گیا اور اسے تعبیر بتلائی تو وہ اس تعبیر سے اور حضرت یوسف عَلیْشِلاً کی بتلائی ہوئی تدبیر سے بڑا متاثر ہوا اور اس نے یہ اندازہ لگالیا کہ یہ شخص، جے ایک عرصے سے حوالہ زندال کیا ہوا ہے، غیر معمولی علم وفضل اور اعلیٰ صلاحیتوں کا حامل ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے انہیں دربار میں پیش کرنے کا حکم دیا۔ کہ ان عور توں کا حقیقی واقعہ کیا ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے<sup>(۱)</sup> تھے؟ ان کے حیلے کو (صیح طور پر) جاننے والا میر اپرورد گار ہی ہے۔

اف. بادشاہ نے پوچھا اے عور تو! اس وقت کا صحیح واقعہ کیا ہے جب تم داؤ فریب کرکے بوسف (علیداً) کو اس کی دلی منشا سے بہانا چاہتی تھیں، انہوں نے صاف جواب دیا کہ معاذ اللہ ہم نے یوسف (علیداً) میں کوئی برائی نہیں پائی، ") پھر تو عزیز کی بیوی بھی بول اٹھی کہ اب تو سچی بات نظر آئی۔ میں نے ہی اسے ورغلایا تھا، اس کے جی سے، اور یقیناً وہ سچوں میں سے ہے۔ (")

۵۲. (یوسف عَالِیَّا نے کہا) یہ اس واسطے کہ (عزیز) جان لے کہ میں نے اس کے پیٹھ پیچھے اسکی خیانت نہیں ک (\*) اور یہ بھی کہ اللہ دغا بازوں کے ہتھانڈے چلنے قَالَ مَاخَطُبُكُنَّ إِذُ رَاوَدُتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ تَفْسِمْ قُلْنَ حَاشَ بِلَّهِ مَاعَلِمْنَاعَلَيْهِ وَمِنْ سُّوَةٍ قَالَتِ امْرَاتُ الْعَزِيْزِالِّنَ حَصُحَصَ الْحَثُّ ٱنَارَاوَدُ تُنْعَنْ تَفْسِهِ وَانَّهُ لَمِنَ الصِّدِقِيْنِ

ذلِكِلِيَعُكُواَنِّ لَوُاخُنُهُ فِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللهُ لَكُونِ وَاَنَّ اللهُ لَا لَكُونِ فَكَيْبِ وَاَنَّ اللهُ لَا لَا يَهُدِى كُيْدًا لُخَالِنِيْنَ ۞

ا. حضرت یوسف علیه این جب دیکھا کہ بادشاہ اب مائل به کرم ہے، تو انہوں نے اس طرح محض عنایت خسروانہ سے جیل سے نگلنے کو پیند نہیں فرمایا، بلکہ اپنے کروار کی رفعت اور پاک وامنی کے اثبات کو ترجیح دی تاکہ دنیا کے سامنے آپ کے کردار کا حسن اور اس کی بلندی واضح ہوجائے۔ کیونکہ داعی الی اللہ کے لیے یہ عفت وپاک بازی اور رفعت کردار بہت ضروری ہے۔

بادشاہ کے استفسار پر تمام عور توں نے یوسف علیہ ایک یاک دامنی کا اعتراف کیا۔

۳. اب امر اُۃ العزیز (زلیغا) کے لیے بھی یہ اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں رہا کہ یوسف عَلَیْکِا بے قصور ہے اور یہ پیش دستی میری ہی طرف سے ہوئی تھی، اس فرشتہ صفت انسان کا اس لغزش سے کوئی تعلق نہیں۔

۷. جب جیل میں حضرت یوسف عالیہ کو یہ ساری تفصیل بتلائی گئی تو اسے سن کر یوسف عالیہ ان یہ کہا اور بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ کے پاس جاکر انہوں نے یہ کہا اور بعض مفسرین کے نزدیک یہ بھی زلیخا کا ہی قول ہے اور مطلب یہ ہے کہ یوسف عالیہ کی غیر موجود گی میں بھی اسے غلط طور پر متہم کرکے خیانت کا ارتکاب نہیں کرتی بلکہ امانت کے نقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی غلطی کا اعتراف کرتی ہوں، یا یہ مطلب ہے کہ میں نے اپنے خاوند کی خیانت نہیں کی اور کسی بڑے گناہ میں واقع نہیں ہوئی۔ امام ابن کثیر نے اسی قول کو ترجے دی ہے۔

نهیں دیتا۔

ۅؘڝؘۜٲؙٳٮڔۜۜؿؙڡؘٚڡ۬ۛڝؽؙٳ؈ؘۜٳڵؿڡ۬ٛٮڵۄڝۜٵۯڠ۠ ؽؚٳڵۺؙۅؙٚۦٳڵٳڝٵۯڿؚۄؘڒؠٞؿ؇ڽۜڗڽ۠ۼ۫ڡؙ۠ۅٛۯٮۧڿؽؿ۠ۨ

ۅؘقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهَ اَسْتَخُلِصُهُ لِنَفْسِيْ فَلَتَا كَلَّمَةُ قَالَ انَّكَ الْيُوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنُ اَمِيْنُ

قَالَ اجُعَلْنِیُ عَلَیٰ خَزَآیِنِ الْاَرْضَ اِنِّیۡ حَفِیظٌ عَلِیُوْ۞

" اور میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا۔ (۲) بیشک نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہی ہے، (۳) گریہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے، (۳) یقیناً میرا پالنے والا بڑی بخشش کرنے والا اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔ بڑی بخشش کرنے والا اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔ ۱۹۸۰ اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنے خاص کاموں کے لیے مقرر کرلوں، (۵) پھر جب اس سے بات چیت کی تو کہنے لگا کہ آپ ہمارے بال آج سے ذی عزت اور امانت دار ہیں۔ (۲)

۵۵. (یوسف عَالِیَّلا) کہا آپ مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کردیجے، (۱) میں حفاظت کرنے والا اور باخبر

ا. کہ وہ اپنے مکرو فریب میں ہمیشہ کامیاب ہی رہیں۔ بلکہ ان کا اثر محدود اور عارضی ہوتا ہے۔ بالآخر جیت حق اور اہل حق ہی کی ہوتی ہے، گو عارضی طور پر اہل حق کو آزمائشوں سے گزرنا پڑے۔

۲. اے اگر حضرت یوسف علیباً کا قول تسلیم کیا جائے تو بطور کسر نفسی کے ہے، ورنہ صاف ظاہر ہے کہ ان کی پاک دامنی ہر طرح سے ثابت ہو چی تھی۔ اور اگر یہ عزیزہ مصر کا قول ہے (جیسا کہ امام ابن کثیر کا خیال ہے) تو یہ حقیقت پر ہنی ہے کیونکہ اس نے اپنے گناہ کا اور یوسف علیباً کو بہلانے اور پھسلانے کا اعتراف کرلیا۔

۳. یہ اس نے اپنی غلطی کی توجیہ یا اس کی علت بیان کی کہ انسان کا نفس ہی ایسا ہے کہ اسے برائی پر ابھار تا اور اس پر آمادہ کرتا ہے۔

٧٠. ليعني نفس كى شرارتوں سے وہى بچنا ہے جس پر اللہ تعالى كى رحمت ہو۔ جيسا كه حضرت يوسف عَلَيْكِا كو الله تعالى نے بچاليا۔ ٥. جب بادشاہ (ريان بن وليد) پر يوسف عَلَيْكا كے علم وفضل كے ساتھ ان كے كردار كى رفعت اور پاك دامنى بھى واضح ہوگئ، تو اس نے تحكم ديا كه انہيں ميرے سامنے پيش كرو، ميں انہيں اپنے ليے منتخب كرنا يعنى اپنا مصاحب اور مثير خاص بنانا چاہتا ہوں۔ ٢. مَكِنْ يُنْ مرتبہ والا، أُومِيْنٌ رموز ممكنت كا رازدان۔

2. خَزَائِنُّ - خِزَانَةٌ کی جَعْ ہے۔ خزانہ ایسی جگہ کو کہتے ہیں جس میں چیزیں محفوظ کی جاتی ہیں۔ زمین کے خزانول سے مراد وہ گودام ہیں جہال غلہ جع کیا جاتا تھا۔ اس کا انظام اپنے ہاتھ میں لینے کی خواہش اس لیے ظاہر کی کہ مستقبل قریب میں (خواب کی تعبیر کی روسے) جو قبط سائی کے ایام آنے والے ہیں، اس سے خطئے کے لیے مناسب انظامات کے جاسمیں اور غلے کی محقول مقدار بچاکر رکھی جاسکے۔ عام حالات میں اگرچہ عہدہ ومنصب کی طلب جائز نہیں ہے۔ ر<sub>(1)</sub>

ۅؘڲڬڶؚڮڡۜڡؙڴؾٙٳڸؽۅؙڛؙڡٙ؋ۣٵڷۯۏۻۧؾۜڹۘڗۜۊؙٲۄؠؗٞؠؙٵ حَيْثُ يَشَأَةْ نُصِيبُ بِرَحَمَتِنا مَنُ ثَنْنَا ۚ وَلانْضِيْعُ آجُوالْمُحْسِنِيْنَ۞

ۅٙڵڂؚڔ۫ٳڵٳڿۯۼڂؽۯ<sup>ڽ</sup>ڷڵۮؚؽڹٵڡۜڹٛٷٳۅػٲٮؙٛۏٳؽؾٞڡ۠ۊ۫ؽؘ

0 اور اسی طرح ہم نے یوسف (عَلیہ الله کا قبضہ دے دیا۔ کہ وہ جہال کہیں چاہے رہے سے، (۲) ہم جمع جہاں کہیں چاہے رہے سے، 0 ہم جے چاہیں اپنی رحمت پہنچادیتے ہیں۔ ہم نیکوکاروں کا تواب ضائع نہیں کرتے۔ (۳)

۵۷. اور یقیناً ایمان دارول اور پر ہیز گارول کا اخروی اجر بہت ہی بہتر ہے۔

کین حضرت یوسف علیبیا کے اس اقدام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاص حالات میں اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ قوم اور ملک کو جو خطرات در بیش ہیں اور ان سے خمٹنے کی اچھی صلاحیتیں میرے اندر موجود ہیں جو دو سرول میں نہیں ہیں، تو وہ اپنی اہلیت کے مطابق اس مخصوص عہدے اور منصب کی طلب کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت یوسف علیبیا کے تو سرے سے عہدہ ومنصب طلب ہی نہیں کیا، البتہ جب بادشاہ مصر نے انہیں اس کی پیشکش کی تو پھر ایسے عہدے کی خواہش کی جس میں انہوں نے ملک اور قوم کی خدمت کا پہلو نمایاں دیکھا۔

ا. حَفِیْظٌ میں اس کی اس طرح حفاظت کروں گا کہ اسے کسی بھی غیر ضروری مصرف میں خرچ نہیں کروں گا، عَلِیْمٌ اس کو جمع کرنے اور خرچ کرنے اور اس کے رکھنے اور نکالنے کا بخوبی علم رکھتا ہوں۔

لیعنی ہم نے یوسف عالیتا کو زمین میں ایسی قدرت وطاقت عطاکی کہ بادشاہ وہی کچھ کرتا جس کا تھم حضرت یوسف عالیتا کرتے، اور سرزمین مصر میں اس طرح تصرف کرتے جس طرح انسان اپنے گھر میں کرتا ہے اور جہال چاہتے، وہ رہتے، بورا مصر ان کے زیر نگین تھا۔

سبب یہ گویا اجر تھا ان کے اس صبر کا جو بھائیوں کے ظلم وستم پر انہوں نے کیا اور اس ثابت قدمی کا جو زلیغا کی دعوت گناہ کے مقابلے میں اختیار کی اور اس اولوالعزمی کا جو قید خانے کی زندگی میں اپنائے رکھی۔ حضرت یوسف عَلَیْشًا کا یہ منصب وہی تھا جس پر اس سے پہلے وہ عزیز مصر فائز تھا، جس کی بیوی نے حضرت یوسف عَلَیْشًا کو ورغلانے کی مذموم سعی کی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بادشاہ حضرت یوسف عَلَیْشًا کی دعوت و تبلیغ سے مسلمان ہوگیا تھا۔ اسی طرح بعض نے یہ کہا ہے کہ عزیز مصر، جس کا نام اطفیر تھا، فوت ہوگیا تو اس کے بعد زلیخا کا نکاح حضرت یوسف عَلیْشًا سے ہوگیا اور دو بیچ بھی ہوئے، ایک کا نام افرائیم اور دوسرے کانام میثا تھا، افرائیم ہی یوشع بن نون اور حضرت ایوب عَلیْشًا کی بیوی رحمت کے والد شخے۔ (تغیر ابن کئی) لیکن یہ بات کسی مستند روایت سے ثابت نہیں اس لیے نکاح والی بات سے معلوم نہیں ہوتی ہوئے ایک نبی کے حرم سے معلوم نہیں ہوتی ہوئے ایک نبی کے حرم سے معلوم نہیں ہوتی ہوئے ایک نبی کے حرم سے معلوم نہیں ہوتی ہوئے ایک نبی کے حرم سے اس کی وابستگی، نہایت نامناسب بات گئی ہے۔

وَجَآءً إِخْوَةُ يُوْسُفَ فَكَخَلُوْاعَلَيْهِ فَعَرَفَهُمُ وَهُمُرَلَهُ مُنْكِرُونَ<sup>©</sup>

ۅؘڵؾۜٵجَهَّزهُمۡ بِجَهَازِهِءَقَالَ ائتُوۡنِنۡ بِأَنْحِ ٱلْمُوسِّنَ ٱبِسُكُمۡ ۚ ٱلاَتَرَوۡنَ ٱلِنَّ ٱوۡفِى الْكَيْلَ وَٱنَاخَيُرُ الْهُنْزِلِينَ۞

> ڣؘٳ۫ؽؙڵؿڗؘٲ۬ؿؙٷؽ؈ڣؘڵۘۘػؽؙڶؘػؙؽٝۅۼٮؙٚؽؽ ؘۅڵڒؾؘڨٞۯؠؙٷؚؽ

قَالُوُاسَنُرَاوِدُعَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّالَفْعِلُونَ ®

۵۸. اور یوسف (عَلَیْطًا) کے بھائی آئے اور یوسف (عَلَیْطًا) کے بھائی آئے اور انہوں نے کے پاس گئے تو اس نے انہیں پہچان لیا اور انہوں نے اسے نہ بہچانا۔(۱)

99. اور جب انہیں ان کا اسباب مہیا کردیا تو کہا کہ تم میرے پاس اپنے اس بھائی کو بھی لانا جو تمہارے باپ سے ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں پورا ناپ کردیتا ہوں اور میں ہوں بھی بہترین میزبانی کرنے والوں میں۔(۱)

40. پس اگر تم اسے میرے پاس نہ لے کر آئے تو میری طرف سے تمہیں کوئی ناپ بھی نہ ملے گا بلکہ تم میرے قریب بھی نہ بھانا۔(۱)

١١. انہوں نے كہا اچھا ہم اس كے باب كو اس كى بابت

ا. یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب خوش حالی کے سات سال گزرنے کے بعد قط سالی شروع ہوگئی جس نے ملک مصر کے تمام علاقوں اور شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، حتیٰ کہ کنعان تک بھی اس کے اثرات جا پنچ، جہاں حضرت یعقوب علیہ اور حضرت یوسف علیہ اس کے اثرات جا پنچ، جہاں حضرت یعقوب علیہ اور حضرت یوسف علیہ اس کے عصول کے جو انتظامات کیے تھے، وہ کام آئے اور ہم طرف سے لوگ حضرت یوسف علیہ اس طرح غلہ فروخت کررہا ہے۔ چنانچہ سخے۔ حضرت یوسف علیہ اس طرح غلہ فروخت کررہا ہے۔ چنانچہ بلی کے حصول کے لیے دربار شاہی میں پہنچ گئے، جہاں باپ کے حکم پر یہ برادران یوسف علیہ اس محرک یو بنی لے کہ حصول کے لیے دربار شاہی میں پہنچ گئے، جہاں باپ کے حکم پر یہ برادران یوسف علیہ اس محرک یو بنی تو نہوں کے لیے دربار شاہی میں پہنچ گئے، جہاں کے حضول کے لیے دربار شاہی میں پہنچ گئے، جہاں کے حضول کے لیے دربار شاہی میں پہنچ گئے، جہاں کے حضوت یوسف علیہ اس کے اور بہ بھی بیان ہو پھیں تو انہوں نے جہاں اور سب پچھ بتایا، یہ بھی بتادیا کہ ہم دس بھائی اس وقت یہاں موجود ہیں۔ لیکن ہمارے دو علاق بھائی (یعنی دوسری ماں سے) اور بھی ہیں، ان میں سے ایک تو جنگل میں ہلاک ہوگیا اور اس کے دوسرے بھائی کو والد نے اپنی تعلی کے لیے اپنی رکھا ہے، اس میں بھیجا۔ جس پر حضرت یوسف علیہ اور اس کے دوسرے بھائی کو والد نے اپنی تعلی کے لیے اپنی رکھا ہے، اسے بھی ساتھ لے کر آنا۔ دیکھتے نہیں کہ اس میں باید بھی یورا دیتا ہوں اور مہمان نوازی اور خاطر مدارات بھی خوب کرتا ہوں۔

۳. ترغیب کے ساتھ یہ دھمکی ہے کہ اگر گیار ہویں بھائی کو ساتھ نہ لائے تو نہ تہمیں غلہ ملے گا نہ میری طرف سے اس خاطر مدارات کا اہتمام ہوگا۔

وَقَالَ لِفِتْلِيْ وَاجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمُ لَعَكَهُمُ يَعُرِفُونَهَ ۚ إِذَا انْقَلَبُوا اللَّ اَهْلِهِمُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۞

فَكَمَّارَجُعُوۡۤالِلۡ اِبْهُوهُ قَالُوۡا يَأَابُانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَارْسِلُ مَعَنَا اَخَانَا نَكْتُلُ وَاتَالَهُ الْكَيْلُ فَارْسِلُ مَعَنَا اَخَانَا نَكْتُلُ وَاتَالَهُ لَحْفِظُونَ ۞

قَالَ هَلْ امْنُكُمُ عَلَيْهِ اِلَّاكِمَا اَمِنْتُكُمُ عَلَىٰ اَخِيْهِ مِنْ تَبْلُ فَاللهُ خَيْرُ لفِظًا ٌ وَهُوَ اَرْحَهُ الرِّحِمِيْنَ⊙

وَلَمَّا فَتَحُوامَتَاعَهُم وَجَدُوابِضَاعَتَهُمُرُدَّتُ

پھسلائیں گے اور پوری کوشش کریں گے۔(') **17.** اور اپنے خدمت گاروں ('') سے کہا کہ ان کی پونجی
انہی کی بوریوں میں رکھ دو ('') کہ جب لوٹ کر اپنے اہل
وعیال میں جائیں اور پونجیوں کو پہچان لیں تو بہت ممکن
ہے کہ یہ پھر لوٹ کر آئیں۔

۱۳۰ جب یہ لوگ لوٹ کر اپنے والد کے پاس گئے تو کہنے گئے ابا جان ہم سے تو غلہ کا ناپ روک لیا گیا۔ (۳) اب ہمارے ہمائی کو جھیجے کہ ہم پیمانہ ہمر کر لائیں ہم اس کی نگہبانی کے ذیتے دار ہیں۔

۱۸۲ (یعقوب غلیشًا نے) کہا کہ مجھے تو اس کی بابت تمہارا بس ویبا ہی اعتبار ہے جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں تھا، (۵) بس اللہ ہی بہترین حافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔ (۱)

٧٥. اور جب انہوں نے اپنا اساب كھولا تو اپنا سرمايہ

ا. یعنی ہم اپنے باپ کو اس بھائی کو لانے کے لیے پھسلائیں گے اور ہمیں امید ہے کہ ہم اس میں کامیاب ہوں گے۔ ۲. فِتْیَانٌ (نوجوانوں) سے مرادیہاں وہ نوکر جاکر اور خادم وغلام ہیں جو دربار شاہی میں مامور تھے۔

سا. اس سے مراد وہ پونچی ہے جو غلہ خریدنے کے لیے برادران یوسف علیاتیا ساتھ لائے تھے رِ حَالٌ (کجاوے) سے مراد ان کا سامان ہے۔ یونچی، چیکے سے ان کے سامانوں میں اس لیے رکھوا دی کہ ممکن ہے دوبارہ آنے کے لیے ان کے پاس مزید یونچی نہ ہوتو یہی یونچی لے کر آجائیں۔

م. مطلب یہ ہے کہ آئندہ کے لیے غلہ بنیامین کے جھیجنے کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر یہ ساتھ نہیں جائے گا تو غلہ نہیں طلح اس دفعہ ملا ہے۔ اور علی گا۔ اس لیے اسے ضرور ساتھ جھیجیں تاکہ ہمیں دوبارہ بھی اس طرح غلہ مل سکے، جس طرح اس دفعہ ملا ہے۔ اور اس طرح کا اندیشہ نہ کریں جو یوسف غایشا کو جھیجتے ہوئے کیا تھا، ہم اس کی حفاظت کریں گے۔

۵. لعنی تم نے یوسف علیہ کا مجھی ساتھ لے جاتے وقت ای طرح حفاظت کا وعدہ کیا تھا لیکن جو پچھ ہوا، وہ سامنے ہے۔
 اب میں تمہارا کس طرح اعتبار کروں؟

 ۲. تاہم چونکہ غلے کی ضرورت شدید تھی، اس لیے اندیشے کے باوجود بنیامین کو ساتھ بھیجنے سے انکار مناسب نہیں سمجھا اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اسے بھیجنے پر آماد گی ظاہر کردی۔

ٳڵؽؘڥٟ؞ؗٛۊؘٵڵۅؙٳؽۜٳٵ۪ڹٵڡٵٮؘؽۼؿٝۿۮؚۄۑڞؘٵؘۘۘڡؙؿؙٵ ڒڎۜٮۛٵڵؽٮ۬ٵٷؘۻؠؙؿؗۯؙۿڶڬٲٷؘڠؘڟؙڟڬٵٷؘٮٛۯؙۮاۮ ػؽؙڶؠٙۼؚؽڗٟڎ۬ڸڰػؽؙڵ؞ٞؾؚۜڽؿؗۯؖ۞

قَالَ لَنُ اْرُسِكَ الْمَعَكُوْمَثِّى ثُوُّ تُوْنِهُ وَيَقَا مِّنَ اللهِ لَنَا آثُنَّيْنُ بِهَ إِلَّا اَنْ يُّعَاطُ بِكُوُّ فَلَتَا اتَوْهُمُوْقِقَهُمْ قَالَ اللهُ عَلَى اَنْفُوْلُ وَكِيْلُ

وَقَالَ لِيَكِنَّ لَاتَثُخُلُوا مِنْ بَابِ وَّاحِدٍ وَّادُخُلُوا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وُمَا اُغْنِیٰ عَنْکُوْشِنَ اللَّهِ مِنْ شُکِّ الِنِ الْدُکُنُو لِلَّا

موجود پایا جو ان کی جانب لوٹا دیا گیا تھا۔ کہنے گئے اے ہمارے باپ! ہمیں اور کیا چاہیے۔(۱) دیکھے تو یہ ہمارا سرمایہ بھی ہمیں واپس لوٹادیا گیا ہے۔ ہم اپنے خاندان کو رسد لادیں گے اور اپنے بھائی کی گرانی رکھیں گے اور اینے بھائی کی گرانی رکھیں گے اور ایک اونٹ کے بوجھ کا غلہ زیادہ لائیں گے۔(۱) یہ ناپ تو بہت آسان ہے۔(۱)

الله يعقوب (عَلَيْكِا) نے كہا! ميں تو اسے ہرگز ہرگز مرگز مرگز ممبدے ساتھ نہ جھيجوں گا جب تك كه تم الله كو نے ميں ميں ركھ كر مجھے قول و قرار نه دو كه تم اسے ميرے پاس پہنچادو گے، سوائے اس ايك صورت كے كه تم سب گر فقار كر ليے جاؤ۔ (\*) جب انہوں نے پکا قول و قرار دے دیا تو انہوں نے کہا كه ہم جو پچھ كہتے ہیں الله اس پر دیا تو انہوں نے كہا كه ہم جو پچھ كہتے ہیں الله اس پر گہبان ہے۔

اکہ اور (یعقوب عَالِیَّا ) نے کہا اے میرے بچو! تم سب ایک دروازے سے نہ جانا بلکہ کئی جدا جدا دروازوں میں سے داخل ہونا۔ (۵) میں اللہ کی طرف سے آنے والی کس

ا. یعنی بادشاہ کے اس حسن سلوک کے بعد، کہ اس نے ہماری خاطر تواضع بھی خوب کی اور ہماری یو نجی بھی واپس کردی، اور ہمیں کیا جاہیے؟

۲. کیونکہ فی کس ایک اونٹ جتنا بو جھ اٹھاسکتا تھا، غلہ دیا جاتا تھا، بنیامین کی وجہ سے ایک اونٹ کے بو جھ بھر غلہ مزید ملتا۔
 ۱۳ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ باوشاہ کے لیے ایک بار شرغلہ کوئی مشکل بات نہیں ہے، آسان ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کے لیے ذٰلِكَ کا اشارہ اس غلے کی طرف ہے جو ساتھ لائے تھے اور یَسِین جمعنی قَلِین ہے۔ لیعنی جو غلہ ہم ساتھ لائے ہیں، قلیل ہے، بنیامین کے ساتھ جانے سے ہمیں پچھ غلہ اور مل جائے گا تو اچھی ہی بات ہے، ہماری ضرورت زیادہ بہتر طریقے سے پوری ہوسکے گی۔

م. لینی جمہیں اجھا عی مصیبت پیش آجائے یا تم سب ہلاک یا گر فتار ہوجاؤ، جس سے خلاصی پر تم قادر نہ ہو، تو اور بات ہے، اس صورت میں تم معذور ہوگے۔

۵. جب بنیامین سمیت، گیارہ بھائی مصر جانے لگے، تو یہ ہدایت دی، کیونکہ ایک ہی باپ کے گیارہ بیٹے، جو قدوقامت

ڒڵۼٷؽؽ؋ تَوَكَّلْتُّ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكِّل الْهُتَوَكِّلْوُنَ®

وَلَتَّادَخُلُوا مِنَ حَيْثُ اَمَرَهُمُ اَبُوهُ مُرَمًا كَانَ يُغْنِى عَنْهُ مُّرِّنَ اللهِ مِنْ شَى ً اللّاحَاجَةَ فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَطْمَا وُلِنَّهُ لَنُ وُعِلْمِ لِمَاعَكُمْنَهُ وَلَكِنَّ اَكْ تَرَّ التَّالِسِ لاَيَعْلَمُونَ

وَلَيّا اَ خَلُواعَل يُوسُفَ اوْكَ إِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ إِنْ آَنَا اَخُوكَ فَلا بَعَيْسٍ بِمَا كَانُوا يَعْمُلُونَ ۞

چیز کو تم سے ٹال نہیں سکتا۔ تھم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے۔ (۱) میرا کامل بھروسہ اسی پر ہے اور ہر ایک بھروسہ کرنا چاہیے۔ کرنے والے کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

۱۸۸. اور جب وہ انہی راستوں سے جن کا عکم ان کے والد نے انہیں دیا تھا، گئے۔ کچھ نہ تھا کہ اللہ نے جو بات مقرر کردی ہے وہ اس سے انہیں ذرا بھی بچائے، گر یعقوب (عَالِیَاً) کے دل میں ایک خیال (پیدا ہوا) جے اس نے پورا کرلیا، (۲) بلاشبہ وہ ہمارے سکھلائے ہوئے علم کا عالم تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جائے۔ (۳)

۲۹. اور یہ سب جب یوسف (عَالِیَّا) کے پاس پہنچ گئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس بٹھالیا اور کہا کہ میں

ا. یعنی یہ تاکید بطور ظاہری اساب، احتیاط اور تدبیر کے ہے جسے اختیار کرنے کا انسانوں کو تھم دیا گیا ہے۔ تاہم اس سے اللّٰہ تعالٰی کی تقدیر وقضاء میں تبدیلی نہیں آسکتی۔ ہوگا وہی، جو اس کی قضاء کے مطابق اس کا تھم ہوگا۔

میں تدبیر سے اللہ کی تقدیر کو ٹالا نہیں جاسکتا تھا۔ تاہم حضرت یعقوب غلیظا کے جی میں جو (نظر بدلگ جانے کا)
 اندیشہ تھا، اس کے بیش نظر انہوں نے ایسا کہا۔

س. لیعنی یہ تدبیر وحی اللی کی روشنی میں تھی اور یہ عقیدہ بھی کہ حذر (احتیاطی تدبیر) قدر کو نہیں بدل سکتی، اللہ تعالیٰ کے سکھلائے ہوئے علم پر مبنی تھا، جس سے اکثر لوگ بے بہرہ ہیں۔ تیرا بھائی (یوسف) ہوں، پس یہ جو کچھ کرتے رہے اس کا کچھ رنج نہ کر۔(۱)

> فَلَمَّاجَهَّزَهُمُ وِجَهَازِهِهِ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحُلِ اَخِيُاءَ ثُنُّوَاذَّنَ مُؤَذِّنُ اَيَّنُهَا الْعِيْرُ إِنْكُوۡلِلدِ قُوْنَ ۞

کے۔ پھر جب انہیں ان کا سامان اسباب ٹھیک ٹھاک کرے دیا تو اپنے بھائی کے اسباب میں پانی پننے کا پیالہ (۲) کہ دیا۔ پھر ایک آواز دینے والے نے پکار کر کہا کہ اے قافلے (۳) والو! تم لوگ تو چور ہو۔ (۳)

قَالُوُّا وَٱقْبَلُواْ عَلَيْهِمُ مَّاذَاتَفُقِدُوْنَ@

12. انہوں نے ان کی طرف منہ کھیر کر کہا کہ تمہاری کیا چیز کھوئی گئی ہے؟

> قَالُواْ نَفُقِدُ صُواعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَأَءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَاَنَابِهِ زَعِيْمُ ﴿

27. جواب دیا کہ شاہی پیانہ گم ہے جو اسے لے آئے اسے ایک اونٹ کے بوجھ کا غلہ ملے گا۔ اس وعدے کا میں ضامن ہول۔(۵)

قَالُوْاتَاللهولَقَکْ عَلِمُتُوْمَّا جِئْنَالِنُفُسِکَ فِي الْرُضِ وَمَا كُنَّا سُرِقِيْنَ ۖ

سك. انہوں نے كہا الله كى قسم! تم كو خوب علم ہے كه بم ملك ميں فساد پھيلانے كے ليے نہيں آئے اور نہ ہم

ا. بعض مفسرین کہتے ہیں کہ دو دو آدمیوں کو ایک ایک کمرے میں تھہرایا گیا۔ یوں بنیامین جب اکیلے رہ گئے تو یوسف علیہ اللہ ایک کمرے میں ان سے باتیں کیں اور انہیں چھلی باتیں بتلاکر کہا کہ ان علیہ ان سے باتیں کیں اور انہیں نہ بتلاکر کہا کہ ان محائیوں نے میرے ساتھ جو کچھ کیا، اس پر رنج نہ کر اور بعض کہتے ہیں کہ بنیامین کو روکنے کے لیے جو حیلہ اختیار کرنا تھا، اس سے بھی انہیں آگاہ کردیا تھا تاکہ وہ پریشان نہ ہوں۔ (ابن کیش)

۲. مفسرین نے بیان کیا ہے کہ یہ سقایہ (پانی پینے کا برتن) سونے یا چاندی کا تھا، پانی پینے کے علاوہ غلہ ناپنے کا کام بھی اس سے لیا جاتا تھا۔ اسے چیکے سے بنیامین کے سامان میں رکھ دیا گیا۔

س. الْعِير اصلاً ان اونثول، گدھوں يا نچر کو کہا جاتا ہے جن پر غلہ لاد کرلے جايا جاتا ہے۔ يہاں مراد اصحاب العير يعني قافلے والے ہیں۔

۴. چوری کی یہ نسبت اپنی جگہ صحیح تھی کیونکہ منادی حضرت یوسف علیہ ایک اس سوچ سمجھے منصوبے آگاہ نہیں تھا یا اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا حال تو چوروں کا سا ہے کہ بادشاہ کا پیالہ، بادشاہ کی رضامندی کے بغیر تمہارے سامان کے اندر ہے۔

۵. لینی میں اس بات کی صانت دیتا ہوں کہ تفیش سے قبل ہی جو شخص یہ جام شاہی ہمارے حوالے کردے گا تو اسے انعام یا اجرت کے طور پر اتنا غلہ دیا جائے گا جو ایک اونٹ اٹھاسکے۔ چور ہیں۔

# قَالُوُافَهَاجَزَآؤُهُالِنُكُنْتُوكِنِبِيُنَ<sup>©</sup>

۷۲. انہوں نے کہ اچھا چور کی کیا سزا ہے اگر تم جھوٹے ہو؟<sup>(۲)</sup>

> قَالُواْجَزَآؤُوْمَنُ وَّحِدَنِيُ رَحْلِهِ فَهُوَجَزَآؤُوْهُ كَنْالِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِينَ۞

20. جواب دیا کہ اس کی سزایہی ہے کہ جس کے اسباب میں سے پایا جائے وہی اس کا بدلہ ہے۔  $^{(n)}$  ہم تو ایسے ظالموں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں۔  $^{(n)}$ 

فَبَكَ اَبِاؤُوَيَتِهِهُ قَبْلَ وِعَاءً اَخِيْهِ ثُمُّةً اسْتَخْرَجَهَامِنُ وِعَاءً اَخِيْهُ كُذَالِكَ كِكُ نَا لِيُوسُفَّ مِنَا كَانَ لِيَاخُنَ اَخَاهُ فِيُ دِيْنِ الْمَلِكِ الْآانَ يَشَا اللهُ تُرْفَعُ دَرَخِتٍ مَّنُ شَيَاءً \* وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمِ عَلِيْهُ

72. پس یوسف (عَالِیَا) نے ان کے سامان کی تلاشی شروع کی، اپنے بھائی کے سامان کی تلاشی سے پہلے، پھر اس پیانہ کو اپنے بھائی کے سامان (زنبیل) سے نکالا۔ (۵) ہم نے یوسف (عَالِیَا) کے لیے اس طرح یہ تدبیر کی۔ (۱) اس بادشاہ کے قانون کی رو سے یہ اپنے بھائی کو نہ لے سکتا تھا (۵) مگر یہ کہ اللہ کو منظور ہو۔ ہم جس کے چاہے

ا. برادران یوسف عَالِیکا چونکہ اس منصوبے سے بے خبر تھے جو حضرت یوسف عَالِیکا نے تیار کیا تھا، اس کیے قشم کھاکر انہوں نے اپنے چور ہونے کی اور زمین میں فساد برپا کرنے کی نفی کی۔

۲. لیعنی اگر تمہارے سامان میں وہ شاہی پیالہ مل گیا تو پھر اس کی کیا سزا ہوگی؟

۳. لینی چور کو پچھ عرصے کے لیے اس شخص کے سپر دکردیا جاتا تھا۔ جس کی اس نے چوری کی ہوتی تھی۔ یہ حضرت یعقوب علینا کا کی شریعت میں سزا تھی، جس کے مطابق یوسف علینا کے بھائیوں نے یہ سزا تجویز کی۔

۷. یہ قول بھی برادرانِ یوسف عَلَیْظِا ہی کا ہے بعض کے نزدیک یہ یوسف عَلَیْظِا کے مصاحبین کا قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم بھی ظالموں کو ایس ہی سزا دیتے ہیں۔ لیکن آیت کا اگلا کھڑا کہ "بادشاہ کے دین میں وہ اپنے بھائی کو پکڑ نہ سکتے تھے" اس قول کی نفی کرتاہے۔

۵. پہلے بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی، آخر میں بنیامین کا سامان دیکھا تاکہ انہیں شبہ نہ ہو کہ یہ کوئی سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔
 ۲. لیعنی ہم نے وحی کے ذریعے سے یوسف علیشا کو یہ تدبیر سمجھائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی صحیح غرض کے لیے ایسا طریقہ اختیار کرنا جس کی ظاہر کی صورت حیلہ اور کید کی ہو، جائز ہے بشرطیکہ وہ طریقہ کسی نص شرعی کے خلاف نہ ہو۔ (فتح القدر)
 ک. لیعنی بادشاہ کا مصر میں جو قانون اور دستور رائج تھا، اس کی روسے بنیامین کو اس طرح روکنا ممکن نہیں تھا۔ اس لیے انہوں نے اہل قافلہ سے ہی یوچھا کہ بتلاؤ! اس جرم کی کیا سزا ہو؟

درجے بلند کردیں، (۱) ہر ذی علم پر فوقیت رکھنے والا دوسرا ذی علم موجود ہے۔ (۲)

22. انہوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کی (تو کوئی تعجب کی بات نہیں) اس کا بھائی بھی پہلے چوری کرچکا ہے۔ (الله علی اس بات کو اپنے دل میں رکھ لیا اور ان کے سامنے بالکل ظاہر نہ کیا۔ کہا کہ تم بدتر جگہ میں ہو، (اور جو تم بیان کرتے ہو اسے اللہ ہی خوے جانتا ہے۔

2. انہوں نے کہا کہ اے عزیز مصر! (۵) اس کے والد بہت بڑی عمر کے بالکل بوڑھے شخص ہیں۔ آپ اس کے بیت بڑی عمر میں سے کسی کو لے لیجے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے نیک نفس ہیں۔ (۲)

قَالُوْاَإِنُ يَيْسُوقَ فَقَدُ سَرَقَ اَخْ لَاهُمِنُ قَبُلٌ فَاسَرِّهَا اِيُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهُ وَلَوْ يُبْدِهَا لَهُوْ قَالَ اَنْتُوْسُرُّقِكَانًا وَاللهُ اَعْلَوْ بِمَاتَصِفُونَ ۞

قَالُوا يَالَيُّهَا الْعَزِيْثُولِ اللَّهَ اَكِاشَيْخًا كَمِيثُرًا فَخُذُا حَدَنَا مَكَانَةٌ إِثَّا عَرِيكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ

ا. جس طرح نوسف عَلَيْكِا كو اپنی عنایات اور مهربانیوں سے بلند مرتبہ عطا کیا۔

اب ایمی ہر عالم سے بڑھ کر کوئی نہ کوئی عالم ہو تا ہے اس لیے کوئی صاحب علم اس دھوکے میں مبتلانہ ہو کہ میں ہی اپنے وقت کا سب سے بڑا عالم ہوں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر صاحب علم کے اوپر ایک علیم لیعی اللہ تعالیٰ ہے۔
 بدا عالم ہوں نے اپنی پاکیزگی وشر افت کے اظہار کے لیے کہا۔ کیونکہ حضرت یوسف عالیہ اور بنیا مین، ان کے سکے اور حقیقی بھائی نہیں تھے، علاقی بھائی شخے۔ بعض مفسرین نے یوسف عالیہ ایک چوری کے لیے دور از کار باتیں نقل کی ہیں جو کسی مستند ماخذ پر مبنی نہیں ہیں۔ صبح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو تو نہایت با اخلاق اور باکر دار باور کر ایا اور یوسف عالیہ اور بنیا مین کو کم زور کر دار کا اور دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے، انہیں چور اور بے ایمان ثابت کرنے کی کوشش کی۔

۷. حضرت یوسف عَلَیْدًا کے اس قول سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یوسف عَلَیْدًا کی طرف چوری کے انتساب میں صرح کذب بیانی کا ارتکاب کیا۔

 ۵. حضرت یوسف عَلَیْها کو عزیز مصر اس لیے کہا کہ اس وقت اصل اختیارات حضرت یوسف علیها ہی کے پاس تھے، بادشاہ صرف برائے نام ہی فرماں روائے مصر تھا۔

۲. باپ تو یقیناً بوڑھے ہی تھے، لیکن یہاں ان کا اصل مقصد بنیامین کو چھڑانا تھا۔ ان کے زہن میں وہی یوسف علیکا والی بات تھی کہ کہیں ہمیں چھر دوبارہ بنیامین کے بغیر باپ کے پاس نہ جانا پڑے اور باپ ہم سے کہیں کہ تم نے میرے بنیامین کو بھی یوسف علیکا کی طرح کہیں گم کردیا۔ اس لیے یوسف علیکا کے احسانات کے حوالے سے یہ بات کی کہ شاید

وَمَنَّ ٱلْبَرِّئُ ١٣

قَالَمَعَاذَاللهِ آنُ ثَانُثُنَ الْاَمَنُ قَجَدُنَا مَتَاعَنَاعِنُدَةٌ إِثَّااِذًا لَطْلِمُونَ۞

فَكَتَّااسْتَيْمَنُوْ اِمِنْهُ خَلَصُوْانَحِيًّا ۥقَالَ كَيِّبُرُهُمُ اَلَمْ تَعْلَمُوْاَانَّ اَبَاكُوْ قَنْ اَخَنَ عَلَيْكُوْ مَّوْتِقًاقِنَ اللهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُوْ فِنْ يُوْسُفَ فَلَنْ اَبْرُحَ الْاَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِنَّ إِنْ يُوْسُفَ فَلَنْ اَبْرُحَ الْاَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِنَّ إِنْ اَوْمُنَالُهُ لِلَهُ لِنَّ وَهُوَخَيْرُ الْخَلِمِيْنَ ۞

ٳۯؙڝۼٷٞٳٳڷٳۑؽػؙۄ۫ڣؘڠۛٷڵۅ۫ٳؽؘٳؠۜٵؽٚٳؖ؈ۜٛٳٮؙڬۛ ڛۯڨٞٷڡؘٵۺؘۿۮڽۜۧٳڷٳۑؠٵۼڸٮؙؾٚٳۅؘڡٵڪ۠ؾٵ ڸڵۼؘٮٛٮڂڣؚڟؚڰڹ؈

29. یوسف (عَلَیْکِا) نے کہا کہ ہم نے جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے کی گرفتاری کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، ایسا کرنے سے تو ہم یقیناً ناانصافی کرنے والے ہوجائیں گے۔ (۱)

مشورہ کرنے گئے۔ ('') ان میں ہوگئے تو تنہائی میں بیٹھ کر مشورہ کرنے گئے۔ ('') ان میں جو سب سے بڑا تھا اس نے کہا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کی قشم لے کر پختہ قول و قرار لیا ہے اور اس سے پہلے یوسف (عَالِیًا) کے بارے میں تم کو تاہی کر پچئے ہو۔ پس میں تو اس سرزمین سے نہ ٹلوں گاجب تک کہ والد صاحب نود مجھے اجازت نہ دیں ''' یا اللہ تعالیٰ میرے اس معاملے کا فیصلہ کردے، اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ ''' کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ '' کہو کہ ابا تی! آپ کے صاحبزادے نے چوری کی اور ہم کہو کہ ابا تی! آپ کے صاحبزادے نے چوری کی اور ہم کچھے وہی گواہی دی تھی جو ہم جانتے تھے۔ ('' اور ہم کچھے

وہ یہ احسان بھی کردیں کہ بنیامین کو تو چھوڑدیں اور اس کی جگہ کسی اور بھائی کو رکھ لیں۔ ا. یہ جواب اس لیے دیا کہ حضرت نوسف عَلِیْنًا کا اصل مقصد تو بنیامین ہی کو روکنا تھا۔

۲. کیونکہ بنیامین کو چھوڑ کر جانا، ان کے لیے نہایت کٹھن مرحلہ تھا، وہ باپ کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے تھے۔ اس لیے باہم مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کیا جائے؟

سل اس بڑے بھائی نے اس صورت حال میں باپ کا سامنا کرنے کی اپنے اندر سکت اور ہمت نہیں پائی، تو صاف کہہ دیا کہ میں تو یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک خود والد صاحب تفیش کرکے میری بے گناہی کا یقین نہ کرایس اور مجھے آنے کی احازت نہ دیں۔

۳. الله میرے لیے معاملہ فیصل کردے۔ کا مطلب یہ ہے کہ کسی طرح یوسف عَالِیّلاً (عزیز مصر) بنیامین کو چھوڑدے اور میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دے، یا یہ مطلب ہے کہ الله تعالیٰ مجھے اتنی قوت عطا کردے کہ میں بنیامین کو تلوار لیخی طاقت کے ذریعے سے چھڑواکر اپنے ساتھ لے جاؤں۔

۵. لینی ہم نے جو عہد کیا تھا کہ ہم بنیامین کو بحفاظت واپس لے آئیں گے، تویہ ہم نے اپنے علم کے مطابق عہد کیا تھا،

غیب کی حفاظت کرنے والے نہ تھے۔(۱)

الم. اور آپ اس شہر کے لوگوں سے دریافت فرمالیں جہال ہم شے اور اس قافلہ سے بھی پوچھ لیں جس کے ساتھ ہم آئے ہیں، اور یقیناً ہم بالکل سچے ہیں۔

الم اللہ اللہ تعالیٰ اللہ تو نہیں، بلکہ تم نے اپنی طرف سے بات بنالی، اللہ تب لیں اب صبر ہی بہتر ہے۔

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب ہی کو میرے پاس بہنچادے۔ اللہ تعالیٰ ان سب ہی کو میرے پاس بہنچادے۔ اللہ تعالیٰ ان سب ہی کو میرے پاس منہ پہنچادے۔ اللہ تا وہ ہی علم و حکمت والا ہے۔

الم اور پھر ان سے منہ پھیرلیا اور کہا ہائے یوسف! (عَلَیْظِیُ) (۵) ان کی آئھیں بوجہ رنج وغم کے سفید ہوچکی کے سفید ہوچکی

وَسُئِلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَالَّتِيَّ اَقْبَلْنَا فِيْهَا وَلِنَّالَصْدِ قُوْنَ۞

قَالَ بَلُ سَوَّلَتُ لَكُوُّ اَنفُسُكُوُّ اَمُوَّا فَصَبْرُ جَوِيُكُ عَمَى اللهُ اَنُ يَّالْتِينِي بِهِمُ جَوِيْعًا \* إِنَّهُ هُوَالْعَلْيُوْ الْعَكِيْدُ

وَتَوَلَّى عَنْهُو وَقَالَ يَاسَغَى عَلَى يُوسُفَ وَابْيَضَّتُ عَيْنَهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُو كَلِظْلِمُوْ

بعد میں جو واقعہ پیش آگیا اور جس کی وجہ سے بنیامین کو ہمیں چھوڑنا پڑا، یہ تو ہمارے وہم و کمان میں بھی نہ تھا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہم نے چوری کی جو سزا بیان کی تھی کہ چور کو ہی چوری کے بدلے میں رکھ لیا جائے، تویہ سزا ہم نے اپنے علم کے مطابق ہی تجویز کی تھی، اس میں کسی قتیم کی بدنیتی شامل نہیں تھی۔ لیکن پھر یہ اتفاق کی بات تھی کہ جب سامان کی تلاشی کی گئی تو مسروقہ کٹورا بنیامین کے سامان سے فکل آیا۔

ا. لعنی مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے ہم بے خبر تھے۔

۲. الْقَرْيَة سے مراد مصر ہے، جہال وہ غلمہ لینے گئے تھے، مطلب اہل مصر میں۔ ای طرح وَالْعِیْر سے مراد اصحاب العیر یعنی اہل قافلہ میں۔ آپ مصر جاکر اہل مصر سے اور اس قافلے والوں سے، جو ہمارے ساتھ آیا ہے، پوچھ لیں کہ ہم جو کچھ بیان کررہے ہیں، وہ سی ہے، اس میں جھوٹ کی کوئی آمیزش نہیں ہے۔

سر. حضرت یعقوب عَالِیَا چونکہ حقیقت حال سے بے خبر سے اور اللہ تعالیٰ نے بھی وحی کے ذریعے سے انہیں حقیقت واقعہ سے آگاہ نہیں فرمایا۔ اس لیے وہ بہی سمجھے کہ میرے ان بیٹول نے جس طرح اس سے قبل یوسف عَالِیَا کے معاطمے میں اپنی طرف سے بات بنالی ہے۔ بنیا بین کی سی ایک طرف سے بات بنالی ہے۔ بنیا بین کے ساتھ انہوں نے لین طرف سے بات بنالی ہے۔ بنیا بین کے ساتھ انہوں نے کیا معاملہ کیا ہے؟ اس کا یقین علم تو حضرت یعقوب عَالِیَا کے پاس نہیں تھا، تاہم یوسف عَالِیَا کے واقع پر قیاس کرتے ہوئے ان کی طرف سے حضرت یعقوب عَالِیَا کے دل میں بجاطور پر شکوک وشبہات تھے۔

4. اب پھر سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں تھا، تاہم صبر کے ساتھ امید کا دامن بھی نہیں چھوڑا، جھویْعًا سے مراد یوسف عَلَیْظًا، بنیامین اور وہ بڑا بیٹا ہے جو مارے شرم کے وہیں مصر میں رک گیا تھا کہ یا تو والد صاحب جھے ای طرح آنے کی اجازت دے دیں یا پھر میں کسی طریقے سے بنیامین کو ساتھ لے کر آؤں گا۔

۵. لینی اس تازہ صدمے نے یوسف عَلیْشا کی جدائی کے قدیم صدمے کو بھی تازہ کردیا۔

قَالُوُاتَاللَّهِ تَفَتَوُّاتَكُنُّوْمُوسُفَ حَتَّى تَكُوْنَ حَرَضًا ٱوۡتَكُوۡنَ مِنَ الۡهٰلِكِيۡنَ۞

قَالَ إِنَّهَآ الشَّكُوا بَـثِّى ُ وَحُوْزِنَ ٓ إِلَى اللهِ وَاعْلَمُ مِنَ اللهِ مَالاَتَعْلَمُونَ⊙

يْنَبَقَّ اذْهُبُوْافَتَحَتَّسُوْامِنْ يُّوْسُفَ وَآخِيُهِ وَلاَتَايُسُوُامِنُ تَوْجِ اللهِ التَّهُ لاَيَايُشُ مِنُ تَوْجِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ وَمُراالْفِنُ وَن

فَكَتَّادَخُلُوْاعَلَيْهِ قَالُواْ يَائِثُهَا الْعَزِيْزُمُسَّنَا وَاهْلَنَاالِقُّرُّ وَحِثْنَا بِيضَاعَةٍ مُّزُجِبةٍ فَأَوْفِ لَنَاالْكَيْلُ وَتَصَدَّقُ عَلَيْنَا اللَّهِ بَعْذِي

تھیں(۱) اور وہ غم کو دبائے ہوئے تھے۔

۸۵. بیٹوں نے کہا واللہ! آپ ہمیشہ یوسف (علیہ اللہ) کی یاد ہی میں گے رہیں گے یہاں تک کہ گھل جائیں یا ختم ہی ہوجائیں۔ (۱)

۸۲ انہوں نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کررہا ہوں، مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

۸۷. میرے پیارے بچو! تم جاؤ اور یوسف (عَلَیْطًا) کی اور اس کے بھائی کی پوری طرح تلاش کرو<sup>(۱)</sup> اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یقیناً رب کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں۔<sup>(۵)</sup>

 $^{(1)}$  پھر جب یہ لوگ یوسف  $(^{3}$ ایگیا) کے پاس پہنچ  $^{(1)}$  تو کہنے گے کہ اے عزیز! ہم کو اور ہمارے خاندان کو دکھ پہنچا ہے۔ ہم حقیر یو نجی لائے ہیں  $^{(2)}$  پس آپ ہمیں

ا. لعنی آ تکھوں کی سیاہی، مارے غم کے، سفیدی میں بدل گئی تھی۔

۲. حَرَضٌ اس جسمانی عارضے یا ضعف عقل کو کہتے ہیں جو بڑھاپے، عشق یا پے در پے صدمات کی وجہ سے انسان کو لاحق ہوتا ہے، یوسف عَالِیْلاً کے ذکر سے بھائیوں کی آتش حسد پھر بھٹرک اٹھی، اور اپنے باپ کو یہ کہا۔

سع. اس سے مراد یا تو وہ خواب ہے جس کی بابت انہیں یقین تھا کہ اس کی تعبیر ضرور سامنے آئے گی اور وہ یوسف عَالَیْکا کو سجدہ کریں گے یا ان کا یہ یقین تھا کہ یوسف عَالِیْکا زندہ موجود ہیں، اور اس سے زندگی میں ضرور ملاقات ہوگی۔

۴. چنانچہ اسی یقین سے سرشار ہو کر انہوں نے اپنے بیٹوں کو یہ حکم دیا۔

۵. جس طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا ﴿وَمَنْ يَقْنُظُ مِنْ رَحْمَةُ وَرَبِّ ﴾ [لا الشَّالُونَ ﴾ (الحجر: ۵۱) (گمراہ لوگ ہی اللہ کی رحمت سے نامید ہوتے ہیں) اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان کو سخت سے سخت حالات میں بھی صبر ورضا کا اور اللہ کی رحمت واسعہ کی امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔

٧. يه تيسري مرتبه ان كامصر جانا ہے۔

2. لعنی غله لینے کے لیے ہم جو شمن (قیمت) لے کر آئے ہیں، وہ نہایت قلیل اور حقیر ہے۔

الْمُتَصَدِّقِيْنَ⊙

قَالَ هَلُ عَلِمْتُهُ مَّافَعَلْتُمُ بِيُوسُفَ وَاخِيُهِ إِذَانَتُمْ جِهِلُونَ۞

قَالُوَّاءَ إِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ قَالَ اَنَايُوْسُفُ وَلِمْنَا اَخِنُ قَدُمَنَّ اللهُ عَلَيْسَا اللهُ مَنُ يَّتُنِّقِ وَيَصْبِرُ فَإِنَّ اللهُ لَا يُضِيْهُ أَجُرَ الْمُخْسِنِيْنَ ۞

قَالُوا تَاللُّهِ لَقَدُ الثَرَكِ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ

پورے غلہ کا ناپ دیجیے (۱) اور ہم پر خیرات کیجیے، (۲) اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو بدلہ دیتا ہے۔

۸۹. یوسف (عَلَیْمِهٔ) نے کہا جانتے بھی ہو کہ تم نے یوسف (عَلَیْمِهٔ) اور اس کے بھائی کے ساتھ اپنی نادانی کی حالت میں کیا کیا؟ (۳)

•9. انہوں نے کہا کیا (واقعی) تو ہی یوسف (عَالِیَا) ہوں اور ہے۔ (اس جواب دیا کہ ہاں میں یوسف (عَالِیَا) ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ نے ہم پر فضل وکرم کیا۔ بات یہ ہم کہ جو بھی پر ہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (۵)

91. انہوں نے کہا اللہ کی قشم! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہم پر

ا. یعنی ہماری حقیر یو نجی کو نہ دیکھیں، ہمیں اس کے بدلے میں بورا ناپ دیں۔

۲. لیعنی ہماری حقیر یو نجی قبول کرکے ہم پر احسان اور خیرات کریں۔ اور بعض مضرین نے اس کے معنی کیے ہیں کہ ہمارے بھائی بنیامین کو آزاد کرکے ہم پر احسان فرمائیں۔

سا. جب انہوں نے نہایت عاجزی کے انداز میں صدقہ وخیرات یا بھائی کی رہائی کی ایبل کی تو ساتھ ہی باپ کے بڑھاپ، ضعف اور بیٹے کی جدائی کے صدمے کا بھی ذکر کیا، جس سے یوسف عَلَیْشِا کا دل بھر آیا، آ تکھیں نمناک ہو گئیں اور انکشاف حال پر مجبور ہوگئے۔ تاہم بھائیوں کی زیاد تیوں کے ذکر کے ساتھ ہی اخلاق کریمانہ کا بھی اظہار فرمادیا کہ یہ کام تم نے ایسی حالت میں کیا جب تم جابل اور نادان شھے۔

مم. بھائیوں نے جب عزیز مصر کی زبان سے اس یوسف عَلیہ کا تذکرہ سنا، جے انہوں نے بچین میں کعان کے ایک تاریک کویں میں پھینک دیاتھا، تو وہ حیران بھی ہوئے اور غور سے دیکھنے پر مجبور بھی کہ کہیں ہم سے ہم کلام بادشاہ، یوسف عَلیہ ہم تو نہیں؟ ورنہ یوسف عَلیہ کا سے کس طرح علم ہوسکتا ہے؟ چنانچہ انہوں نے سوال کیا کہ کیا تو یوسف عَلیہ ہم تو نہیں؟

۵. سوال کے جواب میں اقرار واعتراف کے ساتھ، اللہ کے احسان کا ذکر اور صبر و تقویٰ کے نتائج حسنہ بھی بیان کرکے بتلادیا کہ تم نے تو مجھے ہلاک کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ کنویں سے نجات عطا فرمائی، بلکہ مصر کی فرماں روائی بھی عطا فرمادی اور یہ نتیجہ ہے اس صبر اور تقویٰ کا جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مجھے دی۔
 کا جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مجھے دی۔

كْتَالَخْطِينُ٠٠

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمُرَّيَغُفِمُ اللهُ لَكُمُّ وَهُوَ اَرْحَـُهُ اللَّرِحِمِينِينَ ۞

ٳۮٚۿؠؙۉٳؠڨٙڔؽڝؽۿڬٵڡؘٲڵڨؙۅٛؗٷۼڸۅؘڿڋ ٳؽؘؽٲؾڹڝؚؽڗٵٷٲٮٛٚۊؙڹؽؙڽۣٲۿؙڸۣڪٛۄٞ ٲڂٛؠؘۼؽؙڹٛ۞۫

ۅؘۘڵؾٵڣؘڝؘڶؾؚٵڵڡؚؽڒؙۊؘٲڶٲڹٛۅؙۿؙۄ۫ٳڹٞڷڒڮؚۑڽؙ ڔؽؘڿؽؙۅؙڛؙڡؘٛڶۅؙڒٙٲؽ۬ؿؙڹؾ۠ۮ۠ۏڹ<sup>۞</sup>

قَالُوُا تَامَّلُهِ إِنَّكَ لَفِيُ ضَلَلِكَ الْقَدِيْجِ ﴿

برتری دی ہے اور یہ بھی بالکل سی ہے کہ ہم خطا کار تھے۔()

97. جواب دیا آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ <sup>(۱)</sup> اللہ تہمیں بخشے، وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔

99. میرایه کرتا لے جاؤ اور اسے میرے والد کے منہ پر ڈال دو کہ وہ دیکھنے لگ جائیں $^{(n)}$  اور اپنے تمام خاندان کو میرے پاس لے آؤ۔ $^{(n)}$ 

99. اور جب یہ قافلہ جدا ہوا تو ان کے والد نے کہا کہ مجھے تو یوسف (عَلَیْمِلِاً) کی خوشبو آرہی ہے اگر تم مجھے سٹھیایا ہوا قرار نہ دو۔(۵)

90. وہ کہنے لگے کہ واللہ آپ اپنے اس پرانے خبط (۱) میں مبتلا ہیں۔

ا. بھائیوں نے جب یوسف عَالِيَكِا كى يہ شان ديھى تو اپنى غلطى اور كو تابى كا اعتراف كرليا۔

۲. حضرت یوسف علیه این نجمی پنجبرانه عفو ودر گزر سے کام لیتے ہوئے فرمادیا کہ جو ہوا، سو ہوا۔ آج تہمیں کوئی سرزنش اور ملامت نہیں کی جائے گی۔ فتح مکہ والے دن رسول اللہ مثالی اللہ علیہ کے ان کفار اور سرداران قریش کو، جو آپ کے خون کے بیاسے تھے اور آپ کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچائی تھیں، یہی الفاظ ارشاد فرماکر انہیں معاف فرمادیا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سع. تمیص کے چیرے پر پڑنے سے آنکھوں کی بینائی کا بحال ہونا، ایک اعجاز اور کرامت کے طور پر تھا۔

م. یه یوسف عَلیما نے این یورے خاندان کو مصر آنے کی دعوت دی۔

۵. ادھر یہ تمیص لے کر قافلہ مصر سے چلا اور ادھر حضرت یعقوب علیہ ایک کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعجاز کے طور پر حضرت یوسف علیہ کی خوشبو آنے لگ گئے۔ یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ اللہ کے پیغیبر کو بھی، جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع نہ پہنچے، پیغیبر بے خبر ہوتا ہے، چاہے بیٹا اپنے شہر کے کسی کنویں ہی میں کیوں نہ ہو؟ اور جب اللہ انتظام فرمادے تو پھر مصر جیسے دور دراز کے علاقے سے بھی بیٹے کی خوشبو آجاتی ہے۔

۲. ضَلَانٌ ہے مراد، والہانہ محبت کی وہ وار فت کی ہے جو حضرت یعقوب عَلَیْشِا کو اپنے بیٹے یوسف عَلیْشِا کے ساتھ تھی۔ بیٹے کہ، ابھی تک آپ اسی پرانی غلطی یعنی یوسف عَلیْشِا کی محبت میں گر فتار ہیں۔ اتنا طویل عرصہ گزرجانے کے باوجود یوسف عَلیْشِا کی محبت دل سے نہیں گئی۔
 یوسف عَلیْشِا کی محبت دل سے نہیں گئی۔

فَكَتَّااَنُ جَاءَالْبُشِيُّرُالْفُهُ عَلَى وَجُهِهُ فَارْتَكَّ بَصِيْرًاءٍقَالَ الْمُرَاقُلُ لَّكُثُرًا إِنِّيَ اَعْلَمُومِنَ اللهِ مَالاَتَعْلَمُوْنَ @

قَالُوۡٳؽؘٳڮٳڹٵڛٛؾۼٛڣۯڶؽٵۮ۫ؿؙۅٛؠێۧٳؿٵڴڰ ڂڟٟۦؚؽڹ؈

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغَفِّرُ لَكُوْرَ لِنَّ إِنَّهُ هُوَالْغُفُورُ التَّحِيمُوُ۞

فَكَتَّالَحَفُوْاعَلَى يُوسُفَ الْآى الِيُهِ أَبَوَيُهِ وَقَالَ ادُخُلُوْا مِصْرِانَ شَاءً اللهُ امِنِيْنَ ﴿

وَرَفَعَ أَبُو يُهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَوْوالَهُ مُحِمَّا

97. جب خوشخری دینے والے نے پہنچ کر ان کے منہ پر وہ کرتا ڈالا تو اس وقت وہ پھر سے بینا ہو گئے۔ (۱) کہا! کیا میں میں مللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (۱)

92. انہوں نے کہا اباجی! آپ ہمارے لیے گناہوں کی بخش طلب کیجیے بیشک ہم قصور وار ہیں۔

9A. کہا اچھا میں جلد ہی تمہارے لیے اپنے پروردگار سے بخشش مانگول گا، (۳) وہ بہت بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربانی کرنے والا ہے۔

99. جب یہ سارا گھرانہ یوسف (عَالِیَّا) کے پاس پہنچ گیا تو یوسف (عَالِیَّا) کے پاس جبکہ دی (۳) اور کہا کہ اللہ کو منظور ہے تو آپ سب امن وامان کے ساتھ مصر میں آؤ۔

• • ا. اور اینے تخت پر اینے مال باپ (۵) کو اونچا بٹھایا اور

ا. یعنی جب وہ خوش خبری دینے والا آگیا اور آگر وہ قمیص حضرت یعقوب عَلَیْلاً کے چبرے پر ڈال دی، تو اس سے معجوانہ طور پر ان کی بینائی بحال ہوگئی۔

۲. کیونکہ میرے پاس ایک ذریعۂ علم وحی بھی ہے جو تم میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔ اس وحی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے پیغبروں کو حالات سے حسب مشیت و مصلحت آگاہ کرتا رہتا ہے۔

سا. فی الفور مغفرت کی دعا کرنے کے بجائے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا، مقصد یہ تھا کہ رات کے پچھلے پہر میں، جو اللہ کے خاص بندوں کا اللہ کی عبادت کرنے کا خاص وقت ہوتا ہے، اللہ سے ان کی مغفرت کی دعا کروں گا۔ دوسری بات یہ کہ بھائیوں کی زیادتی یوسف علیکیا پر تھی۔ ان سے مشورہ لینا ضروری تھا۔ اس لیے انہوں نے تاخیر کی اور فوراً مغفرت کی دعا نہیں گی۔ ۲۲. لیعنی عزت واحرام کے ساتھ انہیں اپنے پاس جگہ دی اور ان کا خوب اکرام کیا۔

۵. بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ سوتیلی مال اور سگی خالہ تھیں کیونکہ یوسف غلیبیا کی حقیقی مال بنیامین کی ولادت کے بعد فوت ہوگئی تھیں، حضرت یعقوب غلیبیا نے اس کی وفات کے بعد اس کی ہشیرہ سے ذکاح کرلیا تھا۔ یہی خالہ اب حضرت یعقوب غلیبیا کے ساتھ مصر گئی تھیں (فخ القدیر) لیکن امام ابن جریر طبری نے اس کے برعکس یہ کہا ہے کہ یوسف غلیبیا کی والدہ فوت نہیں ہوئی تھیں اور وہی حقیقی والدہ ساتھ تھیں۔ (ابن کیر)

وَقَالَ يَابَتِ هٰنَا اَتَاوُيلُ نُوْيَاى مِنْ قَبُلُ قَلُ جَعَلَهَا رَبِّي حَقَّا لُوقَلُ اَحْسَنَ فِي اِذْ اَخْرَجَنِي مِنَ السِّجُنِ وَجَاءً بِكُوْسِنَ البُّدُومِنُ بَعْدِ اَنْ سَنَوَ الشَّيْطُلُ بَيْنُ وَبَيْنَ الْبُدُومِنُ بَعْدِ رَبِّ لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُو الْعَلِيمُ الْحَكِيمُونَ

رَبِّ قَدُاتَيُتَنِّىُ مِنَ الْمُاكِ وَعَلَّمُنَتِيُ مِنَ تَاوِيْلِ الْرَحَادِيْثِ فَاطِرَاللَّمُوتِ وَالْرَفِيْ اَنْتَ وَلِّي فِي اللَّيْنَا وَالْرُخِرَةُ تَوَفَّيْنُ مُسُلِمًا وَالْحِقْنِيُ بِالصَّلِحِيْنَ ﴿

سب اس کے سامنے سجدے میں گرگئے۔ ('' تب کہا کہ ابابی! یہ میرے پہلے کے خواب کی تعبیر ہے ('' میرے رب نے اسے سچا کر دکھایا، اس نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا جب کہ مجھے جیل خانے سے نکالا ('') اور آپ لوگوں کو صحرا سے لے آیا ('') اس اختلاف کے بعد جو شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ڈال دیا قال ہے۔ قارب جو چاہے اس کے لیے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ اور بے شک وہ بہت علم و حکمت والا ہے۔ اور بے شک وہ بہت علم و حکمت والا ہے۔ اور بے شک وہ بہت علم و حکمت والا ہے۔ اور بے شواب کی تعبیر سکھلائی۔ ('') اے آسان اور تو نے مجھے خواب کی تعبیر سکھلائی۔ ('') اے آسان وزمین کے بیدا کرنے والے! تو ہی دنیا و آخرت میں میرا وزمین کے بیدا کرنے والے! تو ہی دنیا و آخرت میں میرا ولی (دوست) اور کارساز ہے، تو مجھے اسلام کی حالت میں

ا. بعض نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ ادب و تعظیم کے طور پر یوسف عَالِیّاً کے سامنے جھک گئے۔ لیکن ﴿وَحَدُّوْالَهُ اُسْجَّگاا﴾ کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ وہ زمین پر یوسف عَالِیّاً کے سامنے سجدہ ریز ہوئے۔ یعنی یہ سجدہ سجدہ بی کے معنی میں ہے۔ تاہم یہ سجدہ سجدہ تعظیمی ہے سجدہ علیہ عادت نہیں اور سجدہ تعظیمی حضرت یعقوب عَالِیّاً کی شریعت میں جائز تھا۔ اسلام میں شرک کے سدباب کے لیے سجدہ تعظیمی کو بھی حرام کردیا گیا ہے اور اب سجدہ تعظیمی کمی کسی کے لیے جائز نہیں۔

۲. لیعنی حضرت یوسف علینیا نے جو خواب دیکھا تھا۔ اتنی آزمائشوں سے گزرنے کے بعد بالآخر اس کی یہ تعبیر سامنے آئی کہ اللّٰہ تعالٰی نے حضرت یوسف علینیا کو تخت شاہی پر بٹھایا اور والدین سمیت تمام بھائیوں نے انہیں سجدہ کیا۔

س. الله کے احسانات میں کویں سے نکلنے کا ذکر نہیں کیا تاکہ بھائی شر مندہ نہ ہوں۔ یہ اخلاق نبوی ہے۔

٨. مصر جيے متمدن علاقے كے مقابلے ميں كنعان كى جيثيت ايك صحراكى تھى، اس ليے اسے بَدُوُ سے تعبير كيا۔

۵. یه بھی اخلاق کریمانه کا ایک نمونه ہے که بھائیوں کو ذرا مورد الزام نہیں تھہرایا اور شیطان کو اس کارستانی کا باعث قرار دیا۔
 ۲. یعنی ملک مصر کی فرماز وائی عطا فرمائی، جیسا که تفصیل گزری۔

2. حضرت یوسف عَالِیْلِا الله کے پینجبر تھے، جن پر الله کی طرف سے وئی کا نزول ہوتا اور خاص خاص باتوں کا علم انہیں عطاکیا جاتا تھا۔ چنانچہ اس علم نبوت کی روشنی میں پینجبر خوابوں کی تعبیر بھی صیح طور پر کر لیتے تھے، تاہم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف عَالِیلا کو اس فن تعبیر میں خصوصی ملکہ حاصل تھا، جیسا کہ قید کے ساتھیوں کے خواب کی اور سات موٹی گایوں کے خواب کی تعبیر بہلے گزری۔

فوت کر اور نیکول میں ملادے۔(۱)

۱۰۲. یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جس کی ہم آپ
کی طرف وحی کررہے ہیں۔ آپ ان کے پاس نہ تھے
جب کہ انہوں نے اپنی بات ٹھان کی تھی اور وہ فریب
کرنے لگے تھے۔(۲)

۱۰۴ اور آپ ان سے اس پر کوئی اجرت طلب نہیں کررہے ہیں۔(۴) یہ تو تمام دنیا کے لیے نری نصیحت ہی

ذلِكَ مِنَ اَنْبَاءً الْغَيْبِ نُوْمِيْهِ اِلَيْكَ وَمَاكُنْتُ لَدَيْهِمُ إِذْ اَجْمُعُوَّا اَمْرُهُمُ وَهُمُ يَمْكُرُونَ ۞

وَمَآ اَكُثَرُ التَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ @

ۅۜڡؘٲؾٮؘٛٷؙڵۿؙؙؙؙٞڡؙؙڡؙڲؿۼڡۣڽٛٲۼڔٟ۠ٳڶٛۿۅٳٞڵٳۮؚػؙڗؙ ڷۣڵڡ۬ڶؘۄؽڹؙۿ

رہے ہیں کہ جب ججھے موت آئے تو اسلام کی حالت میں آئے اور جھے نیک لوگوں کے ساتھ ملادے۔ اس سے مراد حضرت یوسف غلیظا کے آباء واجداد، حضرت ابراہیم واسحاق غلیظا وغیرہ مراد ہیں۔ بعض لوگوں کو اس دعا سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ حضرت یوسف غلیظا کے آباء واجداد، حضرت ابراہیم واسحاق غلیظا وغیرہ مراد ہیں۔ آخر وقت تک اسلام پر استقامت کی دعا ہے۔

۲. یعنی یوسف غلیظا کے ساتھ، جب کہ انہیں کویں میں پھینک آئے یا مراد حضرت یعقوب غلیظا ہیں بعنی ان کویہ کہہ کر کہ یوسف غلیظا کو بھیڑیا کھا گیا ہے اور یہ اس کی قمیص ہے، جو خون میں لت بت ہے۔ ان کے ساتھ فریب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر بھی اس بات کی نفی فرمائی ہے کہ نبی کریم مُنگاتُنیزا کو غیب کا علم تھا۔ لیکن یہ نفی مطلق علم کی نبی کریم مُنگاتُنیزا کو غیب کا علم تھا۔ لیکن یہ نفی مطلق علم کی نہیں ہے کیونکہ اللہ نے وہ کے ذرائع سے آپ کو آگاہ فرما دیا۔ یہ نفی مشاہدے کی ہے کہ اس وقت آپ وہال موجود نہیں ہے کہ کونکہ اللہ نے وہ کے کہ اس وقت آپ وہال موجود

ا. الله تعالیٰ نے حضرت یوسف عَالِیْکا پر جو احسانات کے، انہیں باد کرکے اور الله تعالیٰ کی دیگر صفات کا تذکرہ کرکے دعا فرما

نہیں تھے۔ اسی طرح الیے لوگوں سے بھی آپ کا رابطہ و تعلق نہیں رہا ہے جن سے آپ نے سنا ہو۔ یہ صرف اللہ تعالی بی ہے جس نے آپ کو اس واقعہ غیب کی خبر دی ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے سچ نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اور بھی کئی مقامات پر اسی طرح علم غیب اور مشاہدے کی نفی فرمائی ہے۔ (مثلاً طاحظہ ہو، مورة آل عران: 2، ۴۳، مورة همی: ۳۵، ۲۹۔ مورة ص: ۲۹، ۵۰)

سم. لیعنی اللہ تعالیٰ آپ کو پچھلے واقعات سے آگاہ فرمارہا ہے تاکہ لوگ ان سے عبرت بکڑیں اور اللہ کے پینمبروں کا راستہ اختیار کرکے نجات ابدی کے مستحق بن جائیں لیکن اس کے باوجود لوگوں کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے کیونکہ وہ گزشتہ قوموں کے واقعات تو سنتے ہیں لیکن عبرت پذیری کے لیے نہیں، صرف دلچپی اور لذت کے لیے۔ اس لیے وہ ایمان سے محروم ہی رہتے ہیں۔

٨. كه جس سے ان كويہ شبہ ہو كه يه دعوائے نبوت تو صرف يسے جمع كرنے كا بهانه ہے۔

نفیحت ہے۔

1•4. اور آسانوں اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ جن سے یہ منہ موڑے گزرجاتے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

۱۰۲. اور ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔(۳)

کوا. کیا وہ اس بات سے بے خوف ہوگئے ہیں کہ ان کے پاس اللہ کے عذابول میں سے کوئی عام عذاب آجائے یا ان پر اچانک قیامت ٹوٹ پڑے اور وہ بے خبر ہی ہوں۔

میں ہے۔ میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلارہے ہیں، اللہ کی طرف بلارہے ہیں، پورے یقین اور اعتاد کے ساتھ  $\binom{(9)}{2}$  اور اللہ پاک

ۅؘڰٳؘؾۜڽٛڝؚۨٞڹٵڮڐۭ؈۬السۜؠٝۏؾؚۅؘٲڵۯۻ ؽؠؙ۠ڗ۠ۊؙؽؘعڮؽۿٵۅۿؙۄۛۼؠؙٚؠٵؙڡؙۼڕڞؙۊؽ

وَمَا يُؤْمِنَ ٱكْثَرُهُمُ بِأَمْلِهِ إِلَّا وَالْآوَهُمُ وَتُشْرِكُونَ<sup>®</sup>

ٱفَامِنُوۡٱڶؘٛڗؘٲٳ۫ؾ۫ۿؙۄؗۼ۬ٳۺؽةؙڝؙٞٚعَذَابِاللّٰهِٱۅؙ تَاٰتِيۡهُڎٛٳڵڛۜٵڠةٛڹۼ۫ؾٞڰٙٷۿؙۮڒؽڹٮٛ۫ڠٛۯؙۉؽ۞

قُلُ هٰذِهٖ سِيْدِلِ َادْعُوۡ اللّٰ اللهِ تَسْعَلَى بَصِيْرَةٍ اَنَاوَمِنِ اتَّبَعَنِيُ وَسُبُعٰنَ اللهِ وَمَاۤانَامِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

ا. تاکہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں اور اپنی دنیا وآخرت سنوارلیں۔ اب دنیا کے لوگ اگر اس سے آئکھیں پھیرے رکھیں اور اس سے ہدایت حاصل نہ کریں تو لوگوں کا قصور اور ان کی بدقتمتی ہے، قرآن تو فی الواقع اہل دنیا کی ہدایت اور نھیجت ہی کے لیے آیا ہے ہدایت

### گرے بیند بروز شپرہ چثم چشم آفتاب را ب گناہ

۲. آسان وزمین کی پیدائش اور ان میں بے شار چیزوں کا وجود، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایک خالق وصافع ہے جس نے چیزوں کو وجود بخشا ہے اور ایک مدبر ہے جو ان کا ایسا انتظام کررہا ہے کہ صدیوں سے یہ نظام چل رہا ہے اور ایک مدبر ہے جو ان کا ایسا انتظام کررہا ہے کہ صدیوں سے یہ نظام چل رہا ہے اور ان میں کبھی آپس میں نگراؤ اور تصادم نہیں ہوا ہے۔ لیکن لوگ ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے یوں ہی گزرجاتے ہیں ان پر غور وفکر کرتے ہیں اور نہ ان سے رب کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔

ساب یہ وہ حقیقت ہے جے قرآن نے بڑی وضاحت کے ساتھ متعدد جگہ بیان فرمایا ہے کہ یہ مشرکین یہ تو مانتے ہیں کہ آسان وزمین کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود عبادت میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک تھرا لیتے ہیں اور یوں اکثر لوگ مشرک ہیں۔ یعنی ہر دور میں لوگ توحید ربوبیت کے تو قائل رہے ہیں لیکن توحید الوہیت ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ آج کے قبر پرستوں کا شرک بھی یہی ہے کہ وہ قبروں میں مدفون بزرگوں کو صفات الوہیت کا حامل سمجھ کر انہیں مدد کے لیے پکارتے بھی ہیں اور عبادت کے کئی مراسم بھی ان کے لیے بکالتے بھی ہیں اور عبادت کے کئی مراسم بھی ان کے لیے بکالتے ہیں جانے آغاذی اللہ مناؤ منہ ۔

م. لیعنی یہ توحید کی راہ ہی میری راہ ہے بلکہ ہر پیغیر کی راہ رہی ہے، اس کی طرف میں اور میرے پیروکار پورے یقین

ہے(۱) اور میں مشر کوں میں نہیں۔

1•9. اور آپ سے پہلے ہم نے بتی والوں میں جتنے رسول بھیجے ہیں سب مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی نازل فرماتے گئے۔ (۲) کیا زمین میں چل پھر کر انہوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے کے لوگوں کا کیسا کچھ انجام ہوا؟ یقیناً آخرت کا گھر پر ہیزگاروں کے لیے بہت ہی بہتر ہے، کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے ؟۔

• 11. یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہونے لگے (<sup>۳)</sup> اور وہ (قوم کے لوگ) خیال کرنے لگے کہ انہیں جھوٹ کہا گیا۔ (<sup>۳)</sup> تو فوراً ہی ہماری مدد ان کے پاس آپینچی (<sup>۵)</sup> پھر

وَمَاْلُوسَكُنَامِنُ قَبُلِكَ اِلَّلِحِالَّاثُوجِيُّ اَلِيُهُومِّنُ كَهْلِ الْفُرُىِّ اَفَكُوْ يَسِيْرُوْ اِنِ الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَكَانَ عَامِنَا لِلَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَكَ الْرُ الْخُوزَةِ خَيْزُلِلَّذِينَ التَّقَوْلُ اَفَلاَتَعْقِلُونَ

حَتَّى إِذَا اسْتَيْسُ الرُّسُلُ وَطَنُّوَا اَنَّهُمُ قَتَّكُنْ بُوا جَاءَهُمُ زَصُرُنَا فَغِنَّى مَنْ تَنَنَاءُ وَلاِيُرَدُّ بَأَسُنَا عَنِ الْفَوْمِ الْمُجُومِينِ

اور دلائل شرعی کے ساتھ لوگوں کو بلاتے ہیں۔

ا. یعنی میں اس کی تنزیہہ وتقدیس بیان کرتا ہوں اس بات سے کہ اس کا کوئی شریک، نظیر، وزیر و مشیر یا اولاد اور بیوی ہو۔ وہ ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔

۲. یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ تمام نبی مرد ہی ہوئے ہیں، عورتوں میں سے کی کو نبوت کا مقام نہیں ملا، ای طرح ان کا تعلق قریہ سے تھا، جو قصبہ دیہات اور شہر سب کو شامل ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اہل بادیہ (صحرا نشینوں) میں سے نہیں تھا۔ کیونکہ اہل بادیہ نبتاً طبیعت کے سخت اور اخلاق کے کھردرے ہوتے ہیں اور شہری ان کی نسبت نرم، دھے اور با اخلاق ہوتے ہیں اور یہ خوبیاں نبوت کے لیے ضروری ہیں۔

سال یہ مایوسی اپنی قوم کے ایمان لانے کے سلسلے میں ہوئی۔

ملا قراءات کے اعتبار سے اس آیت کے کئی مفہوم بیان کیے گئے ہیں لیکن سب سے مناسب مفہوم یہ ہے کہ ظنُّواکا فاعل قوم یعنی کفار کو قرار دیاجائے یعنی کفار عذاب کی دھمکی پر پہلے تو ڈرے لیکن جب زیادہ تاخیر ہوئی تو خیال کیا کہ عذاب تو آتا نہیں ہے، (جیسا کہ پیغیبر کی طرف سے دعوی ہورہا ہے) اور نہ آتا نظر ہی آتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ نہیوں سے بھی یوں ہی جھوٹا وعدہ کیا گیا ہے۔ مطلب نبی کریم شاہٹی کو تسلی دینا ہے کہ آپ کی قوم پر عذاب میں جو تاخیر ہورہی ہے، اس سے گھبر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پیچھلی قوموں پر بھی عذاب میں بڑی بڑی تاخیر روا رکھی گئی ہے اور اللہ کی مشیت و حکمت کے مطابق انہیں خوب خوب مہلت دی گئی، حتی کہ رسول اپنی قوم کے ایمان سے مایوس ہوگئے اور اوگ یہ خیال کرنے گئے کہ شاید انہیں عذاب کا یوں ہی جھوٹ موٹ کہہ دیاگیا ہے۔

۵. اس میں دراصل اللہ تعالیٰ کے اس قانون مہلت کا بیان ہے جو وہ نافرمانوں کو دیتا ہے، حتیٰ کہ اس بارے میں وہ اپنے

جے ہم نے چاہا اسے نجات دی گئی۔ (۱) اور بات یہ ہے کہ ہمارا عذاب گناہ گاروں سے واپس نہیں کیا جاتا۔

111. ان کے قصے میں عقل والوں کے لیے یقیناً نصیحت اور عبرت ہے، یہ قرآن جھوٹ بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ یہ تصدیق ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے کی ہیں، کھول کھول کر بیان کرنے والا ہے ہر چیز کو اور ہدایت اور رحمت ہے ایمان دار لوگوں کے لیے۔ (۱)

ڶڡؘۜۮػٵؽ؋۬ڞٙڝؚؠؗؠؙۼۘڹڗؙٛڐۜڵؚۯۅڔڸٳڵۯڵڹٵؚٮ ڡٵػٵؽڂٮؽؾٵؿؙؙڣؙؾڒؽۅٙڵڮڽٛڹۜڞؙٮؚؽؾ ٵڵۏؽڹؽؙؽؘؽۮؽٷڡؘڡٞڡؽڵػڴؚۺٚڠؙ ۊۜۿؙڴؽۊۜۯڂۘؽڐؖڸٚڡۜۅٛؗۄٟڒؙؿؙٷؚؽٷؽ۞۠

پینمبروں کی خواہش کے بر عکس بھی زیادہ سے زیادہ مہلت عطا کرتا ہے، جلدی نہیں کرتا، یہاں تک کہ بعض دفعہ پینمبر کے ماننے والے بھی عذاب سے مایوس ہو کر یہ سیجھنے لگ جاتے ہیں کہ ان سے یوں ہی جھوٹ موٹ کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ محض ایسے وسوسے کا پیدا ہوجانا ایمان کے منافی نہیں ہے۔

ا. یہ نجات پانے والے اہل ایمان ہی ہوتے تھے۔

۲. لیعنی یہ قرآن، جس میں یہ قصہ یوسف علیہ اور دیگر قوموں کے واقعات بیان کیے گئے ہیں، کوئی گھڑا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ یہ پچھلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے اور اس میں دین کے بارے میں ساری ضروری باتوں کی تفصیل ہے اور ایمان داروں کے لیے ہدایت ورحمت ہے۔

#### سورہ رعد مدنی ہے اور اس میں تینتالیس آیات اور چھ رکوع ہیں۔

### 

١

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الْتُوتِنُك الْكُ الْكِتْبِ وَالَّذِي َ الْتُوكِ الْيُكَمِنُ تَبِّكَ الْحُثُّ وَلَكِنَّ ٱكْثُوالتَّاسِ لَا يُوْمِنُونَ

ا. النور، یہ قرآن کی آیتیں ہیں، اور جو کھ آپ کی طرف آپ کے دب کی جانب سے اتارا جاتا ہے، سب حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

ٲڵڷؙۮؙٲڵۮؽؽۘۯڡؘۘٞ؆ٲڵڡۜۜۻؗۅؾڹؚۼؽؙڔٚۘػؠٳٮۜڗۘۅٛڹٙۿٵؾ۠ۊۜ ٲڛؾؘۅؽۼٙؽٲڵۼڗۺۘۅؘڛڂۜٵڷۺۺۘ؈ٵڷٚڣؠؘڔٷڴ ؿۼڔؿڵڒڮڸڞ۫ۺڰؿ۠ؿ؆ڽٵؚ۠ٳڷڎۯؽؙڣڝؖڷٲڵٳڽؾؚ ڵۼۘڴػؙڎ۫ڔؠڵؚڡٙٵٙۦڒؾڔؙٛڎ۫ؿ۠ٷؿؙٷؽ

۲. الله وہ ہے جس نے آسانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کرر کھا ہے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ چر وہ عرش پر قرار کپڑے ہوئے ہے <sup>(۱)</sup> اسی نے سورج اور چاند کو ما تحتی میں لگار کھا ہے۔ ہر ایک میعاد معین پر گشت کررہا ہے، <sup>(۱)</sup> وہی کام کی تدبیر کرتا ہے وہ اینے نشانات کھول کھول کر بال

ا. استواء علی العرش کا مفہوم اس سے قبل بیان ہوچکا ہے۔ کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا عرش پر قرار بکڑنا ہے۔ محدثین کا یہی مسلک ہے وہ اس کی تاویل نہیں کرتے، جیسے بعض دوسرے گروہ اس میں اور دیگر صفات الہی میں تاویل کرتے ہیں۔ تاہم محدثین کہتے ہیں کہ اس کی کیفیت نہ بیان کی جاسکتی ہے۔ اور نہ اسے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ ﴿کَیْسُ کَوْمُولُ السَّمَهُ اللَّهُ مِیْعُ اللَّهُ مِیْعُ اللَّهُ مِیْعُ اللَّهُ مِیْعُ اللَّهُ مِیْعُ اللَّهِ مِیْعُ اللَّهُ مِیْعُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ اللّٰ اللّٰ

وَهُوالَّذِي َى مَنَّ الْاَرْضَ وَحَعَلَ فِيهُا رَوَالِيَى وَانْهُا ُ وَمِنُ كُلِّ الْقَرْتِ جَعَلَ فِيهُا زَوْجُدِنِ انْتَيْنِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَالِ فَيْ ذَٰلِكَ لَالْتِ لِقُوْمِ تَنْفُكُرُونَ ۞

ۅٙڣۣٲڵۯڞۣڟڠٞۺؙڿۅڔؗؖٛڎۜۊۘڿڐ۠ؿ۠ۺۜٵڡٛٮٚٲٮٟ ٷڒۯٷٷۼؽڷؙڝڹؙۊڵڰٷۼۘؿڝؙڶٳڽؿ۠ۺؿؠؠ؉ٙ؞ٟ ٷٳڿڎ۪ٷؙڣڝٞڵؙڹۼڞؘؠٵٷڸۼڞٟڣؚٳڷڴڟۣ ٳؿٙ؋ٛڎٳڮٙڵٳڿٳڵڡٞۅؠۜؿڠڵٷڽٛ

وَإِنْ تَعْجُبُ فَعَبَّ قَوْلُهُمْ ءَ إِذَا كُنَّا ثُوا بَاءَ إِنَّا

کررہا ہے کہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرلو۔

مل اور اسی نے زمین پھیلا کر بچھادی ہے اور اس میں پہاڑ اور نہریں پیدا کردی ہیں۔ (۱) اور اس میں ہر قشم کے کھلوں کے جوڑے دوہرے روہرے پیدا کردیے ہیں، (۲) وہ رات کو دن سے چھپا دیتا ہے۔ یقیناً خوروفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

اور زمین میں مختلف گلڑے ایک دوسرے سے لگتے لگاتے ہیں (") اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیت ہیں اور کھیوروں کے درخت ہیں، شاخ دار اور بعض ایسے ہیں جو بیش شاخ ہیں آگ سب ایک ہی پانی بلائے جاتے ہیں۔ پھر بھی ہم ایک کو دوسرے پر بھیلوں میں برتری دیتے ہیں (۵) یقیناً اس میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ گھی آگ اور اگر مجھے تعجب ہوتو واقعی ان کا یہ کہنا عجیب ہے

ا. زمین کے طول وعرض کا اندازہ بھی عام لوگوں کے لیے مشکل ہے اور بلند وبالا پہاڑوں کے ذریعے سے زمین میں گویا میخیں گاڑی ہیں، نہروں، دریاؤں اور چشموں کا ایسا سلسلہ قائم کیا کہ جس سے انسان خود بھی سیراب ہوتے ہیں اور اپنے کھیوں کو بھی سیراب کرتے ہیں جن سے انواع واقسام کے غلے اور پھل پیدا ہوتے ہیں، جن کی شکلیں بھی ایک دوسرے سے مختلف اور ذاکتے بھی جداگانہ ہوتے ہیں۔

۲. اس کا ایک مطلب تویہ ہے کہ نر اور مادہ دونوں بنائے۔ جیسا کہ موجودہ تحقیقات نے بھی اس کی تصدیق کردی ہے۔ دوسرا مطلب (جوڑے جوڑے کا) یہ ہے کہ عیٹھا اور کھٹا، سرد اور گرم، سیاہ اور سفید اور ذائقہ دار وبد ذائقہ، اس طرح ایک دوسرے سے مختلف اور متضاد قسمیں پیدا کیں۔
 ایک دوسرے سے مختلف اور متضاد قسمیں پیدا کیں۔

سا. مُتَهُوِرَاتٌ ایک دوسرے کے قریب اور متصل یعنی زمین کا ایک حصه شاداب اور زرخیز ہے۔ خوب پیداوار دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی زمین شور ہے، جس میں کسی قتم کی بھی پیداوار نہیں ہوتی۔

٣٠. صِنْوَانٌ كَ ايك معنى ملے ہوئے اور غَيْرٌ صِنْوَانٍ كے جداجدا كيے گئے ہيں۔ دوسرا معنی صِنْوَانٌ ايك درخت، جس كى كئ شاخيں اور سے ہوں، جيسے انار، انجير، اور بعض مجوريں اور غَيْرٌ صِنْوَانِ جو اس طرح نہ ہو بلكہ ايك ہى سے والا ہو۔ ٥. لينى زمين بھى ايك، پانى، ہوا بھى ايك۔ ليكن پھل اور غلہ مختلف قسم كے اور ان كے ذاكتے اور شكليں بھى ايك دوس سے مختلف۔

ڵۼؽ۫ڂٙڵؾڮٮؽٮؚڎٲٷڷڵٟػٲڷڔ۬ؿؙؽؙػڡٞۯؙۉڶ ڽؚڔٙێۣۿ۪ڂٛۅؙٲۏڵڸڬٲڵٷٛڵڽٛؿٞٱۼۛٮٚٳؿۿؚڂٷٲٷڵڵٟٟػ ٲڞؙؙؙؙؙ۠ٷ۩ؾؙٳڒۧۿؙؚڎڕڣؿۿٲڂڸۮؙٷؘؽ۞

وَيَسْتُعُجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّتَةَ قَبُلَ الْحُسَنَةِ وَقَدُ خَلَتُ مِنْ قَبُلِهِهُ الْمَثُلْثُ وَإِنَّ رَبَّكَ لَنُوُ مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلى ظُلْبِهِمُ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْمُقَابِ®

کہ کیا جب ہم مٹی ہوجائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں ہوں گے؟(ا) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا۔ یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ اور یہی ہیں جو جہم کے رہنے والے ہیں جو اس میں ہیشہ رہیں گے۔

اور جو تجھ سے (سزا کی طلبی میں) جلدی کررہے ہیں راحت سے پہلے ہی، یقیناً ان سے پہلے سزائیں (بطور مثال) گزر چکی ہیں، (<sup>1)</sup> اور بیشک تیرا رب بڑا بخشنے والا ہے لوگوں کے بے جا ظلم پر بھی۔ (<sup>1)</sup> اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ تیرا رب بڑی سخت سزا دینے والا بھی ہے۔ (<sup>(1)</sup>

ا. یعنی جس ذات نے پہلی مرتبہ پیدا کیا، اس کے لیے دوبارہ اس چیز کا بنانا کوئی مشکل کام نہیں۔ لیکن کفاریہ عجیب بات کہتے ہیں کہ دوبارہ ہم کیسے پیدا کیے جائیں گے؟

۲. لیعن عذاب البی سے قوموں اور بستیوں کی تباہی کی کئی مثالیں پہلے گزرچکی ہیں، اس کے باوجود یہ عذاب جلدی مانگتے ہیں؟
 ہیں کفار کے جواب میں کہا گیا جو کہتے تھے کہ اے پیغیر! اگر تو سچا ہے تو وہ عذاب ہم پر لے آ، جس سے تو ہمیں ڈراتا رہتا ہے۔
 ۱۳ یعنی لوگوں کے ظلم ومعصیت کے باوجود وہ عذاب میں جلدی نہیں کرتا بلکہ مہلت دیتا ہے اور بعض دفعہ تو اتنی تاخیر کرتا ہے کہ معاملہ قیامت پر چھوڑویتا ہے۔ یہ اس کے حکم وکرم اور عفو ودر گزر کا نتیجہ ہے ورنہ اگر وہ فوراً مؤاخذہ کرنے اور عذاب دینے پر آجائے تو روئے زمین پر کوئی انسان ہی باقی نہ رہے۔ ﴿وَلَوْ يُوْوَا خِنْ اللّٰهُ النَّاسَ بِمُا كُمْتَ ہُوْوَا مَا تَوَافَعَ عَلَیٰ اور عَنْ اللّٰہ تعالٰی لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب داروگیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک ہنشن کو نہ چھوڑتا)۔
 ۲ ایک ہنفس کو نہ چھوڑتا)۔

۷. یہ اللہ کی دوسری صفت کا بیان ہے تاکہ انسان صرف ایک ہی پہلو پر نظر نہ رکھے، اس کے دوسرے پہلو کو بھی دیکھا رہے۔
کیونکہ ایک ہی رخ اور ایک ہی پہلو کو مسلسل دیکھتے رہنے سے بہت ہی چیزیں او جھل رہ جاتی ہیں۔ اس لیے قرآن کریم میں جہاں اللہ کی صفت رحیمی وغفوری کا بیان ہو تا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کی دوسری صفت قہاری وجباری کا بیان بھی ماتا ہے، جیسا کہ بہاں بھی ہے تاکہ رجا (امید) اور خوف، دونوں پہلو سامنے رہیں، کیونکہ اگر امید ہی امید سامنے رہے تو انسان معصیت جیسا کہ بہاں بھی ہے اور اونوں اللہ ی رحمت سے مایوسی ہوجاتا ہے اور اگر خوف ہی خوف ہر وقت دل ودماغ پر مسلط رہے تو اللہ کی رحمت سے مایوسی ہوجاتی ہے اور دونوں ہی باتیں غلط اور انسان کے لیے تباہ کن ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے اگریڈ مان بین الْخوْفِ وَالرَّ جَاءِ "ایمان خوف اور امید کے درمیان اعتدال وتوازن کا نام ایمان ہے۔ انسان اللہ کے عذاب کے خوف سے بے پرواہ ہو اور نہ اس کی رحمت سے مایوس ۔ (اس معمون کے ملاحظ کے درمیان اعتدال وتوازن کا نام ایمان ہے۔ انسان اللہ کے عذاب کے خوف سے بے پرواہ ہو اور نہ اس کی رحمت سے مایوس ۔ (اس معمون کے ملاحظ کے درمیان کے لیے دیکھے سورۃ الأنعام: ۲۰۔ سورۃ الأعواف: ۲۵۔ سورۃ الحدوف: ۲۵۔

ۅٙؽؿ۠ۅؙڷؙٲڷۮؚؽؽڰڡۜۯ۠ۅؙٲڶۊ۬ڷۘڒٲڹ۫ڗڶۘۘۼؽڿٳڸؿڎ۠ۺۜ ۫ڗٮؚؚۜ؋ٳٮۜؽٵۧٲڹٛػؙؙٛٛڡؙٮ۬ۮؚ؆ٛۊٞڸػؚ۠ڷٷٙ*ۄٟۿ*ٳۄ۞

ٲٮڵڎؙؽۼؙڬۄؙڡؘٲۼٞؠؙؚڶػ۠ڷ۠ٲؙٮ۬ؿٝۅؘۯٵؘؾۼؽڞؙ اڵۯڿٵۿؚؗۅؘڡٵؾۯڎڷڎٷڴڷؙؿؘڴۼؽؙػ؋ۑؚڡڠؙڬٳ۞ٟ

علِوُ الْغَيْبِ وَالشَّهَا دَةِ الْكِبِينُ الْمُتَّعَالِ ٥

ڛۘٷٳٛٷٚؠڬؙۮ؋ٞؽؙٳڛڗٳڶڤۏڮۅؘڡڽؙڿۿڒڽ؋ۅڡؽ ۿۅؙڡٛۺؾڂؙڡٟڹ۪ڸڷؿڸۅؘڛٳڔڮ۫ڔٳڶؠٞؠؙٳڕ

2. اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں اتاری گئی۔ بات یہ ہے کہ آپ تو صرف آگاہ کرنے والے ہیں(۱) اور ہر قوم کے لیے ہادی ہے۔(۱)

اللہ بخوبی جو کی ہے اسے اللہ بخوبی جانتا ہے (r) اور پیٹ کا گھٹنا بڑھنا بھی، (r) ہر چیز اس کے پاس اندازے سے ہے۔ (a)

9. ظاہر وپوشیدہ کا وہ عالم ہے (سب سے) بڑا اور (سب سے) بلند وبالا۔

 الح. تم میں سے کسی کا اپنی بات کو چھپاکر کہنا اور باآواز بلند اسے کہنا اور جو رات کو چھپا ہوا ہو اور جو دن میں چل رہا ہو، سب اللہ یر برابر ویکسال ہیں۔

ا. ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے حالات وضروریات اور اپنی مشیت و مصلحت کے مطابق کچھ نشانیاں اور مجروات عطا فرمائے۔
لیکن کافر اپنے حسب منشا مجروات کے طالب ہوتے رہے ہیں۔ جیسے کفار مکہ نبی سکا شیاع کو کہتے کہ کوہ صفا کو سونے کا بنادیا
جائے یا پہاڑوں کی جگہ نہریں اور چشمے جاری ہوجائیں، وغیرہ وغیرہ جب ان کی خواہش کے مطابق مجرہ صادر کرکے نہ
وکھایا جاتا تو کہتے کہ اس پر کوئی نشان (مجرہ) نازل کیوں نہیں کیاگیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے پیغبر! تیرا کام صرف انذار
وتبلیغ ہے۔ وہ تو کرتا رہ۔ کوئی مانے نہ مانے، اس سے شجھے کوئی غرض نہیں، اس لیے کہ ہدایت دینا ہمارا کام ہے۔ تیرا

۲. لیعنی ہر قوم کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اللہ تعالی نے ہادی ضرور بھیجا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ قوموں نے ہدایت کا راستہ اپنایا یا نہیں اپنایا۔ لیکن سیدھے راستے کی نشاندہی کرنے کے لیے پیفیبر ہر قوم کے اندر ضرور آیا ﴿وَاَلَىٰ مِیْنَ اُمْدَةِ اِلَا عَلَیٰ اَلْمَا اِلَٰ اللهِ عَلَیٰ اَلْمَا اِللهِ اللهِ عَلَیْ اِللهُ عَلَیْ اللهُ عَلَیْ اِللهُ عَلَیْ اللهُ اللهُ عَلَیْ اللهُ عَلَیْ اللهُ عَلَیْ اللهُ اللهُ عَلَیْ اللهُ اللهُ عَلَیْ اللهُ اللهُ عَلَیْ اللهُ الل

سر رحم مادر میں کیا ہے، نر ہے یا مادہ، خوب صورت ہے یا برصورت، نیک ہے یا بد، طویل العمر ہے یا تصیر العمر؟ یہ سب باتیں صرف الله تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

۴. اس سے مراد حمل کی مدت ہے جو عام طور پر تو ۹ مہینے ہوتی ہے لیکن گھٹی بڑھتی بھی ہے، کسی وقت یہ مدت ۱۰ مہینے اور کسی وقت ک، ۸ مہینے ہوجاتی ہے، اس کا علم بھی اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

۵. لینی کسی کی زندگی کتنی ہے؟ اسے رزق سے کتنا حصہ ملے گا؟ اس کا پورا اندازہ اللہ کو ہے۔

لَهُ مُعُقِّبُكُ سِّنَ بَيْنِ يَكَيْهِ وَمِنَ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَ لَهُ مِنَ اَمْرِ اللهِ النَّ اللهَ لَا يُعَيِّرُ مَا بِفَوْمِحَتَّى يُغَـيِّرُوامَا بِانْشُيهِمْ وُولَا اَلَا اللهُ بِقَوْمِ مُؤَّا فَلاَمَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُونِهِ مِنْ وَالِ ® مِنْ وَالِ ®

ۿؙۅؘٲڰڹؽؙۑؙڔؙۣؽڮٛۅ۠ڷؘؠٞۯ۬ؿؘڂٛۅ۫ڡٞٵۊۜڟؠؘۜۜؗؗڠٵۊؙؽؽٝۺؿؙ ٳڛؾٵڹٳؾۨڟٲڶ۞

وَيُسِيِّ الرَّعَهُ بِعَمْدِهِ وَالْمَلَّمِكَةُ مِنْ خِيفَةَ الْأَ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنُ يَّشَاءُ وَهُ وَيُعَادِلُونَ فِي اللهِ وَهُوَشَدِينُ المُحَالِ ۞

لَهُ دَعُوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدُعُونَ مِنُ دُونِهِ

11. اس کے پہرہ دار (۱) انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ کسی قوم کی حالت اللہ تعالی نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلول میں ہے۔ (۲) اللہ تعالی جب کسی قوم کی سزا کا ارادہ کرلیتا ہے تو وہ بدلا نہیں کرتا اور سوائے اس کے کوئی بھی ان کا کارساز نہیں۔

۱۲. وہ اللہ ہی ہے جو شہبیں بجلی کی چبک ڈرانے اور امید دلانے کے لیے دکھاتا ہے<sup>(۳)</sup> اور بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے۔<sup>(۳)</sup>

الله اور گرج اس کی تشییع و تعریف کرتی ہے اور فرشتہ بھی، اس کے خوف سے۔ (۵) وہی آسان سے بجلیاں گراتا ہے اور جس پر چاہتا ہے اس پر ڈالتا ہے (۲) کفار اللہ کی بابت لڑ جھگڑ رہے ہیں اور اللہ سخت قوت والا ہے۔ (۵) ہو لوگ اوروں کو اس کے ۱۳ اس کو پکارنا حق ہے۔ (۸) جو لوگ اوروں کو اس کے

ا. مُعَقِّبَاتٌ، مَعَقِّبَةٌ كى جَمْع ہے۔ ايك دوسرے كے پيچھے آنے والے، مراد فرشتے ہيں جو بارى بارى ايك دوسرے ك بعد آتے ہيں۔ دن كے فرشتے جاتے ہيں تو شام كے آجاتے ہيں شام كے جاتے ہيں تو دن كے آجاتے ہيں۔

۲. اس کی تشریح کے لیے دیکھیے سورہ انفال آیت ۵۳ کا حاشیہ۔

سر. جس سے راہ گیر مسافر ڈرتے ہیں اور گھروں میں مقیم کسان اور کاشت کار اس کی برکت ومنفعت کی امید رکھتے ہیں۔ مل. بھاری بادلوں سے مراد، وہ بادل ہیں جن میں بارش کا پانی ہوتا ہے۔

۵. جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَإِنْ مِینَ تَنْتُ اللَّهُ مِینَ مُنْتُ اللَّهُ مِینَ مُنْتَ مِینَ الله کا تشیح بیان کرتی ہے)۔

٢. لعنی اس کے ذریعے سے جس کو جاہتا ہے، ہلاک کرڈالتا ہے۔

ے. مِحَالٌ کے معنی قوت،موَاخذہ اور تدبیر وغیرہ کے کیے گئے ہیں۔ لیعنی وہ بڑی قوت والا، نہایت موَاخذہ کرنے والا اور تدبیر کرنے والا ہے۔

٨. ليعنی خوف اور اميد كے وقت اى ايك الله كو پكارنا صحيح ہے كيونكه وہى ہر ايك كى پكار سنتا اور قبول فرماتا ہے يا دعوت،
 عبادت كے معنی ميں ہے ليعنی، اى كی عبادت حق اور صحيح ہے، اس كے سواكوئی عبادت كا مستحق نہيں، كيونكه كائنات كا خالق، مالك اور مدير صرف وہى ہے اس ليے عبادت مجى صرف اى كا حق ہے۔

لاَيُسْتِيْنَةِنَ لَهُوْشِئَعُ إِلَّاكِبَاسِطِكَفَيْهِ إِلَى الْمَأْءِلِيَبْلُغُ فَاهُ وَمَاهُوَ بِبَالِغِهُ وَمَادُعَاءُ الْكِفِيْنِ إِلَّافِيْ ضَالِنَ

ۅؘؠڵؾۅؽڛؙڿؙؙۮؙڡؘؽ؋ۣٵڵۺۜؠڶۅؾؘۘۘۘۅؘٲڵۯۻۣ۫ڟۅ۫ڠٵ ٷۘڲۯۿٵۊٞڟؚڶؙۿۿؗۄ۫ۑٲڶۼؙۮۅؚۜٞۅٲڵؙڞٵڸ۞ٞ

> قُلْ مَنْ رَّبُ السَّمْلِيتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللهُّقُلُ افَا تَتَّنَ تُدُمِّنُ دُونِهَ اوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ

سوا پکارتے ہیں وہ ان (کی پکار) کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے گر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پسیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑجائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں، (۱) ان منکروں کی جتنی یکار ہے سب گر اہی میں ہے۔ (۱)

10. اور الله ہی کے لیے آسانوں اور زمین کی سب مخلوق خوشی اور ناخوشی سے سجدہ کرتی ہے اور ان کے سائے کھی صبح وشام۔

11. آپ پوچھے کہ آسانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ کہہ دیجے: اللہ۔ (۳) کہہ دیجے: کیا تم پھر بھی اس

ا. یعنی جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ ان کی مثال ایک ہے جیسے کوئی شخص دور سے پانی کی طرف اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلاکر پانی سے کہے کہ تو میرے منہ تک آجا، ظاہر بات ہے کہ پانی ہے شعور چیز ہے، اسے پتہ ہی نہیں کہ ہتھیلیاں پھیلانے والے کی حاجت کیا ہے؟ اور نہ اسے یہ پتہ ہے کہ وہ مجھ سے اپنی منہ تک پہنچنے کا مطالبہ کررہا ہے۔ اور نہ اس میں یہ قدرت ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کرکے اس کے ہاتھ یا منہ تک پہنچ جائے۔ اس طرح یہ مشرک، اللہ کے سوا، جن کو پکارتے ہیں، انہیں نہ یہ پتہ ہے کہ کوئی انہیں پکار رہا ہے اور اس کی فلاں حاجت ہے۔ اور نہ اس حاجت روائی کی ان میں قدرت ہی ہے۔

۲. اور بے فائدہ بھی ہے۔ کیونکہ اس سے ان کو کوئی نفع نہیں ہوگا۔

ساب اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت کا بیان ہے کہ ہر چیز پر اس کا غلبہ ہے اور ہر چیز اس کے ماتحت اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہے، چاہے مومنوں کی طرح خوش سے کرے یا مشرکوں کی طرح ناخوش سے۔ اور ان کے سائے بھی شبخ مالیا ہور میں معجدہ کرتے ہیں۔ جیے دوسرے مقام پر فرمایا ہوآؤگؤ تیرو اللہ ماخلق اللہ میں شبخگالتلہ و خیر بھی پیدا کی ہے، ان کے سائے دائیں سبخگالتلہ و کھٹے کہ اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے، ان کے سائے دائیں اور بائیں سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے و طلع ہیں اور وہ عاجزی کرتے ہیں)۔ اس سجدے کی سیفیت کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یا دوسرا مفہوم اس کا یہ ہے کہ کافر سمیت تمام مخلوق اللہ کے محم کے تابع ہے، کس میں اس سے سرتابی کی مجال نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کو صحت دے، بہار کرے، غنی کردے یا فقیر بناوے، زندگی دے یا موت سے ہمکنار کرے۔ کی میں ان کو بھی مجال انکار نہیں۔

م. یہاں تو پیغیبر کی زبان سے اقرار ہے۔ لیکن قرآن کے دوسرے مقامات سے واضح ہے کہ مشرکین کا جواب بھی یہی ہو تا تھا۔

ٳڒؽؙڡؙٛۑۿؚ؞۬ڡؘڡؙٵٷٙڵڬ؆ٞؖٲڨؙڷۿڵۺٮؙۊؚؽ ٵۯۼۛڡؙؽۅٵؠٛڝؚؿۯؗڎٲ؞ؙۿڵؿۜٮٮۜۊؽٵڟ۠ڶؙٮٮ ۅٙٵؿۨٷۯ۠ڎۧٲمۯۼۼڬۅٛٳڽڎۺؙۯػٳٚءؘڂؘڵڞؙٷٵػڂڶۊ؋ ڡؘۺؘٵؠڎٵڵڂٚڰؙٷۼؽۿؚٷڨؙڶ۩ڶۮڂٵڵؿ۠ٷؚڷۺؙٛؽؙ ٷۿۅؘڶۅٳڃۮ۠ڶڡٞڰٵۯٛ۞

ٱنْزَلَ مِنَ السَّمَا َ مَاءً فَسَالَتُ اَوْدِيَةٌ ' بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّبُلُ زَبَدًا الَّالِيَّا وَمِمَّا يُوْوِدُونُ وَنَ عَلَيْهِ فِى التَّارِا بُتِغَاءَحِلْيَةٍ آوْمَتَاءَ زَبَكُ مِّتُلُهُ كُذَالِكَ يَضُرِبُ اللَّهُ

کے سوا اوروں کو حمایتی بنارہے ہو جو خود اپنی جان کے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے۔(۱) کہہ ویجیے کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہوسکتا ہے؟ یا کیا اندھیرے اور روشیٰ برابر ہوسکتی ہے۔(۱) کیا جنہیں یہ اللہ کے شریک تھہرا رہے ہیں انہوں نے بھی اللہ کی طرح مخلوق بیدا کی ہے کہ ان کی نظر میں پیدائش مشتبہ ہوگئ ہو، کہہ دیجی کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے وہ اکیلا ہے (۳) اور زبردست غالب ہے۔

12. اسی نے آسان سے پانی برسایا پھر اپنی اپنی وسعت کے مطابق نالے بہد نکلے۔ (\*) پھر پانی کے ریلے نے اوپر چڑھے جھاگ کو اٹھالیا، (۵) اور اس چیز میں بھی جس کو آگ میں ڈال کر تیاتے ہیں زیور یا سازو سامان کے لیے

1. یعنی جب تہمیں اقرار واعتراف ہے کہ آسان وزمین کا رب اللہ ہے جو تمام اضیارات کا بلا شرکت غیر مالک ہے تو چھوٹر کر ایسوں کو کیوں اپنا دوست اور حمایتی سیجھتے ہو جو اپنی بابت بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔

۲. یعنی جس طرح اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے، اسی طرح موحد اور مشرک برابر نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ موحد کا دل توحید کی بسیرت سے معمور ہے، جب کہ مشرک اس سے محروم ہے۔ موحد کی آئکھیں ہیں، وہ توحید کا نور دیکھتا ہے اور مشرک کو یہ نور توحید نظر نہیں آتا، اس لیے وہ اندھا ہے۔ اس طرح، جس طرح اندھیرے اور روشنی برابر نہیں ہوسکتی، ایک اللہ کا پجاری -جس کا دل نورانیت سے بھرا ہوا ہے۔ اور ایک مشرک -جو جہالت و تو ہمات کے اندھیروں میں بھنک رہا ہے۔ برابر نہیں ہوسکتے؟

سر یعنی ایسی بات نہیں ہے کہ یہ کسی شبے کا شکار ہوگئے ہوں بلکہ یہ مانتے ہیں کہ ہر چیز کا خالق صرف اور صرف اللہ ہی ہے۔

اللہ بھکدر ھا (وسعت کے مطابق) کا مطلب ہے۔ نالے یعنی وادی (دو پہاڑوں کے در میان کی جگہ) تنگ ہوتو کم پانی،

کشادہ ہوتو زیادہ پانی اٹھاتی ہے۔ یعنی نزول قرآن کو، جو ہدایت اور بیان کا جامع ہے، بارش کے نزول سے تشیبہ دی ہے۔

اس لیے کہ قرآن کا نفع بھی بارش کے نفع کی طرح عام ہے۔ اور وادیوں کو تشیبہ دی ہے دلوں کے ساتھ۔ اس لیے کہ وادیوں (نالوں) میں پانی جاکر مظہر تا ہے، جس طرح قرآن اور ایمان مومنوں کے دلوں میں قرار کیڑتا ہے۔

۵. اس جھاگ سے، جو پانی کے اوپر آجاتا ہے اور جو مضمحل اور ختم ہوجاتا ہے اور ہوائیں جسے اڑالے جاتی ہیں کفر مراد ہے، جو جھاگ ہی کی طرح اڑجانے والا اور ختم ہوجانے والا ہے۔

الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ هْ فَامَّا النَّرَبُ كُ فَيَدُهُ جُفَا ۚ ۚ ۚ وَاَمَّا مَا يَـ نُفَعُ النَّاسَ فَيَكُنُ فِى الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللهُ الْرَمُثَالَ ۞

لِلّذِينَ اسْتَعَابُوُ الرَيْهِمُ الْحُسُنَّ وَالَّذِينَ لَوَ سُتَعِيْبُوْ اللَّهُ لَوَانَّ لَهُمُ قَافِى الْأَرْضِ جَمِيعًا وَعِنْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْلِهِ الْوَلَاكَ لَهُمُّ سُوَءُ الْمِسَابِ هُ وَمَا وَهُمُ جَهَدَّةُ وَبِثْسَ الْمُهَادُهُ

اسی طرح کے جھاگ ہیں، (۱) اسی طرح اللہ تعالیٰ حق وباطل کی مثال بیان فرماتا ہے، (۲) اب جھاگ تو ناکارہ ہوکر چلا جاتا ہے (۳) لیکن جو لوگوں کو نفع دینے والی چیز ہے وہ زمین میں گھہری رہتی ہے، (۳) اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔ (۵)

11. جن لوگوں نے اپنے رب کے تھم کی بجا آوری کی ان کے لیے بھلائی ہے اور جن لوگوں نے اس کے تھم برداری نہ کی اگر ان کے لیے زمین میں جو کچھ ہے سب کچھ ہو اور اس کے ساتھ ویبا ہی اور بھی ہوتو وہ سب کچھ اپنے بدلے میں دے دیں۔ (۱) یہی ہیں جن کے لیے

ا. یہ دوسری مثال ہے کہ تانبے، پیش، سیسے یا سونے چاندی کو زیور یا سامان وغیرہ بنانے کے لیے آگ میں تیایا جاتا ہے تو اس پر بھی جھاگ آجاتا ہے۔ اس جھاگ سے مراد میل کیبل ہے جو ان دھاتوں کے اندر ہوتا ہے۔ آگ میں تیانے سے وہ جھاگ کی شکل میں اوپر آجاتا ہے۔ پھر یہ جھاگ بھی دیکھتے دیکھتے ختم ہوجاتا ہے اور دھات اصلی شکل میں باقی رہ جاتی ہے۔

لعنی جب حق اور باطل کا آپس میں اجتماع اور ککراؤ ہو تا ہے تو باطل کو ای طرح ثبات اور دوام نہیں ہو تا، جس طرح سلابی ریلے کا جھاگ پانی کے ساتھ، دھاتوں کا جھاگ، جن کو آگ میں تبایا جاتا ہے، دھاتوں کے ساتھ باقی نہیں رہتا۔ بلکہ مضحل اور ختم ہوجاتا ہے۔

۳. لیعنی اس سے کوئی نفع نہیں ہو تا، کیوں کہ جھاگ پانی یا دھات کے ساتھ باقی رہتا ہی نہیں ہے بلکہ آہتہ آہتہ بیٹھ جاتا ہے یا ہوائیں اسے اڑالے جاتی ہیں، باطل کی مثال بھی جھاگ ہی کی طرح ہے۔

سم. لیعنی پانی اور سونا چاندی، تانبا، پیتل وغیرہ یہ چیزیں باقی رہتی ہیں جن سے لوگ متمتع اور فیض یاب ہوتے ہیں۔اس طرح حق باقی رہتا ہے جس کے وجود کو بھی زوال نہیں اور جس کا نفع بھی دائمی ہے۔

۵. لینی بات کو سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے، جیسے یہاں دو مثالیں بیان فرمائیں اور اسی طرح سورہ بقرہ کے آغاز میں منافقین کے لیے مثالیں بیان فرمائیں۔ اسی طرح سورہ نور، آیات ۳۹- ۳۰ میں کافروں کے لیے دو مثالیں بیان فرمائیں اور احادیث میں بھی نبی منافقین نے مثالوں کے ذریعے سے لوگوں کو بہت سی باتیں سمجھائیں۔ (تفصیل کے لیے دو مثالیں بیان فرمائیں ابن کشر)

۲. یہ مضمون اس سے قبل بھی دو تین جگہ گزرچکا ہے۔

برا حساب ہے<sup>(۱)</sup> اور جن کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت بری جگہ ہے۔

> ٱؘۘڡؘٚٮؘۜؿۘۼۘڵۉٲؽۜؠۘٲٲؙؿ۬ڒڶٳڷؽؙڡٛ؈ؙڗۜؾؚؚٚڡٛٱؗڂۜۊ۠۠ػۺؘ ۿۅؘٳۼڣؿٳؿۜؠٵؾۜۮػٛٷ۠ٷڵٳٲۯڵڹٵۑ<sup>۞</sup>

19. کیا وہ ایک شخص جو یہ علم رکھتا ہو کہ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے جو اتارا گیا ہے وہ حق ہے، اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اندھا ہو<sup>(۲)</sup> نصیحت تو وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔<sup>(۳)</sup>

الَّذِيْنَ يُوفُونَ بِعَهْدِاللهِ وَلاَيْنَقُضُونَ الْمِيْتَاقَ

۲۰. جو اللہ کے عہد (و پیان) کو پورا کرتے ہیں (<sup>(())</sup> اور قول و قرار کو توڑتے نہیں۔ <sup>(())</sup>

ۅٙٳؖ؆۫ڹۣؽؘڝؚڵۏؙؽٙ؞ۜٵٛڡۜۯٳٮڵڎ۠ڽؚ؋ٙٲؽؾ۠ۅٛڝڵ ۅؘؿؙؿؙۏٛڹڗٞڰٛؠٛۅؘۼؘٵۏؙۏٛؽڛؙٛۏٵڵؚڛٵٮؚ<sup>۞</sup>

۲۱. اور اللہ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے جوڑتے ہیں (۱) اور وہ اپنے پرورد گار سے ڈرتے ہیں اور حمال کی سختی کا اندیشر رکھتے ہیں۔

وَالَّذِينَ صَابِرُواالْبِيَغَاءَ وَجُهِ رَبِّهِمْ وَاتَّامُواالصَّالِوَّةَ

۲۲. اور وہ اپنے رب کی رضامندی کی طلب کے لیے صبر

ا. کیونکہ ان سے ہر چھوٹے بڑے عمل کا حساب لیا جائے گا اور ان کا معاملہ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذَّبَ (جس سے حساب میں جرح کی گئ اس کا بچنا مشکل ہوگا، وہ عذاب سے دوچار ہو کر ہی رہے گا) کا آئینہ دار ہوگا۔ اس لیے آگے فرمایا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۲. لیعنی ایک وہ شخص جو قرآن کی حقانیت وصداقت پریقین رکھتا ہو اور دوسرا اندھا ہو لیعنی اسے قرآن کی صداقت میں شک ہو، کیا یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے ہیں؟ استفہام، انکار کے لیے ہے لیعنی یہ دونوں اسی طرح برابر نہیں ہوسکتے، جس طرح جھاگ اور پانی یا سونا، تانبا اور اس کی میل کچیل برابر نہیں ہوسکتے۔

س. لیعنی جن کے پاس قلب سلیم اور عقل صحیح نہ ہو اور جنہوں نے اپنے دلوں کو گناہوں کے زنگ سے آلودہ اور اپنی عقلوں کو خراب کرلیا ہو، وہ اس قر آن سے نصیحت حاصل ہی نہیں کرسکتے۔

۴. یہ اہل دانش کی صفات بیان کی جارہی ہیں۔ اللہ کے عہد سے مراد، اس کے احکام (اوامر ونواہی) ہیں جنہیں وہ بجالاتے ہیں۔ یا وہ عہد ہے، جو عَهْدِ أَلَسْت كہلاتا ہے، جس كی تفصیل سورة اعراف آیت ۱۷۲ کے حاشیے میں گزر چکی ہے۔

۵. اس سے مراد وہ باہمی معاہدے اور وعدے ہیں جو انسان آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہیں یا وہ جو ان کے اور ان کے رب کے درمیان ہیں۔

۲. یعنی رشتول اور قرابتول کو توڑتے نہیں ہیں، بلکہ ان کو جوڑتے اور صلهٔ رحمی کرتے ہیں۔

ۅؘٲٮؙڡٛڡؙٞؿ۠ٳڝؠۜٵۯڒؘڣۧڵۿؠڛۧڒٳۜٷۼڵڒڹؽةۜٷۜؽؽؙۮٷٛڽ ڽؚٵڵؗڛۜٮؘڎٳڶۺؠۣؾئةۘٲۅڶڸٟٚڮڶۿۮ۠ٷ۫ۼۘڹؠٳڶڰٳڕۨ

ۘۜۘۻڒ۠ؿؙ عَدُڽؾۜؽؙڎ۠ڷٷنۿؘٳۅؘڡۜؽؘڝڬڗڡؚؽٵڹۧٳٛؠٟۿ ۅؘٲڒؘۉؙٳڿۿۥؙۅۮؙڐۣؾڔٛۿؘۅؙڶڵڛۭۧڐؙؽۮؙڎؙڶۏٛؽؘۼڶؽۿؚۄؙڝؚۨٞ ػؙؚڸٞڹٳٮۣڰٙ

کرتے ہیں، (۱) اور نمازوں کو برابر قائم رکھتے ہیں (۲) اور جو پچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اسے چھپے کھلے خرج کرتے ہیں (۳) ان کرتے ہیں (۳) ان کرتے ہیں (۳) ان کرتے ہیں، (۳) ان کی کھر ہے۔ (۵)

۲۳. ہمیشہ رہنے کے باغات (۱) جہاں یہ خود جائیں گ اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی جو نیکوکار ہوں گے، (۱) ان کے پاس فرشتے ہر ہر

ا. الله کی نافرمانیوں اور گناہوں سے بچتے ہیں۔ یہ صبر کی ایک قشم ہے۔ تکلیفوں اور آزما کشوں پر صبر کرتے ہیں۔ یہ دوسری قشم ہے۔ اہل دانش دونوں قشم کا صبر کرتے ہیں۔

۲. ان کی حدود ومواقیت، خشوع و خضوع اور اعتدال ارکان کے ساتھ۔ نہ کہ اپنے من مانے طریقے ہے۔

سا. لیعنی جہاں جہاں اور جب جب بھی، خرچ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اپنوں اور بیگانوں میں اور خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں۔

٧٠. ليعن ان كے ساتھ كوئى برائى سے بيش آتا ہے تو وہ اس كا جواب اچھائى سے ديتے ہيں، يا عفو ودر گزر اور صبر جميل سے كام ليتے ہيں۔ جس طرح دوسر سے مقام پر الله تعالى نے فرمايا ﴿ إِذْ فَعُرُ بِالْقِيْ هِيَ ٱحْسَنُ فَإِذَا الّذِي َ بَيْنَكَ وَبَيْتُ فَعَدَاوَةٌ كَا مَا لِيَّةَ عَدَاوَةٌ كَا مَا اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى الله

۵. لینی جو ان اعلیٰ اخلاق کے حامل اور مذکورہ خوبیوں سے متصف ہوں گے، ان کے لیے عاقبت کا گھر ہے۔

٢. عدن كے معنى بين اقامت لينى بميشه رہنے والے باغات ـ

 دروازے سے آئیں گے۔

۲۴. کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، صبر کے بدلے، کیا ہی اچھا (بدلہ) ہے اس دار آخرت کا۔

74. اور جو الله کے عہد کو اس کی مضبوطی کے بعد توڑدیتے ہیں اور جن چیزوں کے جوڑنے کا اللہ نے تھم دیاہے انہیں توڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کے لیے تعتمیں ہیں اور ان کے لیے برا گھر ہے۔ (۱) ۲۲. الله تعالیٰ جس کی روزی چاہتا ہے بڑھاتا ہے اور گھٹاتا ہے اور گھٹاتا ہے تو دنیا کی زندگی میں مست ہوگئے۔ (۳) حالانکہ دنیا آخرت کے مقابلے میں نہایت (حقیر) یو نجی ہے۔ (۳) نزل کے بین کہ اس پر کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نازل نبیں کیا گیا؟ جواب دے و یجھے کہ جے الله گر اہ کرنا چاہے کردیتا ہے اور جو اس کی طرف جھے اسے راستہ دکھا دیتا ہے۔

# سَلَوْعَلَيْكُوْ بِمَاصَابُرْثُمُ فَيْعُوَ عُقْبَى النَّالِرَ ا

ۅؘٳڷڹؠٚؽؘؽؘؿؙڡؙٞڞؙۅٛؽۼۿۮاڵؿڡؚڝؽ۬ؠؘۼڵؠؽڹۜٵۊ؋ ۅؿڣٞڟؙۼؙۅؙؽٵۜ۩ؘڒڶڵڎ۠ڽ؋ٙٲؽؙؿؙۅڝٙڶۅؘؿۿؙڛۮؙۏۛؽ؋ۣؽ ٱڵۯڞۣۧٵٛڡ۠ڵۣڮٙڶۿؙڂ۠ٳڵڰ۫ۼڹڎ۫ۅٙڵٲۻؙۺۏؙٵڵػٳ۞

ٲێڵۿؽؽؙٮٮٛڟٵڷڗۣۯ۫ؿٙڸ؈ٛؾۜؽٵٞڔؙٛۅؘؿؿؖڶۮؚٷۏۧڔۣٛڂۅٲٮڸٲڂؽۅۊ ٵڶڎؙڹؽٵٷڝٵڷۼؠۅٷؙٵڶڰؙڹؽٳ؈۬ٲڵڂۄٞۊٳڷٳػٮؘٮۜٵڠٛ۞ٞ

ۅؘؽڠ۠ۏڵٲڵۮ۪ؽ۬ؽؘػڡٞۯؙۏڶٷڵۘۯٲٮٛ۫ۯؚڶٶػؽٷٳؽڐٞڝٞؽڗۜؾؚڋ ڠؙڶڹؘۜٳڶڵڎؽؙۼۣٮڷؙڡٙؽؙؾۺۘٲ؞ٛٚۅؘڽۿۮؚؽۧٳڵؽۅڡؘؽ ٲٮٚٲٮؙؖ

فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن) (جے اس کا عمل چیچیے چھوڑ گیا، اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا)۔ 1. یہ نیکوں کے ساتھ بروں کا حشر بیان فرمادیا تاکہ انسان اس حشر سے بیجنے کی کو شش کرے۔

۲. جب کافروں اور مشرکوں کے لیے یہ کہا کہ ان کے لیے براگھر ہے، تو ذہن میں یہ اشکال آسکتا ہے کہ دنیا میں تو انہیں ہر طرح کی آسائشیں اور سہولتیں مہیا ہیں۔ اس کے ازالے کے لیے فرمایا کہ دنیوی اسباب اور رزق کی کی بیثی یہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ اپنی حکمت ومشیت، جس کو صرف وہی جانتا ہے، کے مطابق کسی کو زیادہ دیتا ہے کسی کو کم۔ رزق کی فراوانی، اس بات کی دلیل نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہے اور کی کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہے۔
 ۱۳ کسی کو اگر دنیا کا مال زیادہ مل رہا ہے، باوجود یکہ وہ اللہ کا نافرمان ہے تو یہ مقام فرحت ومسرت نہیں، کیوں کہ یہ استدراج ہے، مہلت جے، پیتہ نہیں کب یہ مہلت ختم ہوجائے اور اللہ کی کیڑ کے شانج میں آجائے۔

الله على ميں آتا ہے كه "ونياكى حشيت، آخرت كے مقابلے ميں اس طرح ہے جيے كوئى شخص اپنى انگلى سمندر ميں وال كر نكالے، تو و كيھ سمند ركے پانى كے مقابلے ميں اس كى انگلى ميں كتا پانى آيا ہے؟" (صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة) ايك دوسرى حديث ميں ہے كه رسول الله عَنَّ اللهِ عَمَّ اللهِ عَمَّ اللهِ عَلَيْ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ اللهُ عَلَيْهُ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْكُمُ اللهُ ال

ٵٙؿ۬ڽٚؾٵڡؙٮؙٛۏٲۊؘؙۿؠؿؙؙڠؙڵۏؙؠؙؙؙٛٛٛٛؠؙڿۯؚٳڵڵۼٵٙڒٮۑۮؚػؚڔٳڵڵۼ ؾڟؠڽؙۜٵڶڠڷٷؠٛ

ٱلذَيْنَ امَنُوْ اوَعِلُواالصَّلِي عُلُوبُ لَهُدُو وَحُسُنُ مَالِي®

كَنْ لِكَ السَّلْنُكَ فِيُّ الْتَاقِقُ خَلَتُ مِنْ قَبْلِهَاأُمَمُّ لِتَتْكُواْ عَلَيْرِمُ الَّذِيِّ اَفْرَعْيِنَا الْلِيُّا فَيُمُّ يَكُفُّرُونَ بِالرَّمْنِ قُلْ هُوَرِيِّ لَا اللهِ الاَهْوَعَلَيْهِ تَوَكِّلْتُ وَالْيَهِ مَنَّابٍ ۞

ۅؘڵۊٙٲؾۜ ڨؙڒٵڲ۠ڛ۠ؾؚۜػۛڽٳٵۼؚؚۘڹٵڷٲۉڟؘڟڡٙؿۑۄٳڵٙۯڞٛ ٲٷڴؚڵۅڽؚٳڷؠٙۅؙڷ؇ڽڒڸڎٳڵٲۯؙؿؽؠؙ۫ۛڠٵؙٞٛڡۜڵۄێڸۺ ٳڰڒؽٵڣٛٷٛٲۯؙ۞ٛؿۺؙٵ۫ڟڎؙڵۿۘؼؽٵڵٵڛٛڗڝٛؽڠٵ۠

۲۸. جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔(۱)

روی و سی کی اور جہوں نے دیک کام بھی اور جنہوں نے نیک کام بھی کے ان کے لیے خوشحال ہے (۲) اور بہترین ٹھکانا۔

• ۳ اس طرح ہم نے آپ کو اس امت میں بھیجا ہے (۳) جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں کہ آپ انہیں ہماری طرف سے جو وحی آپ پر اتری ہے پڑھ کر سنائیے یہ اللہ رحمٰن کے مکر ہیں، (۳) آپ کہہ و سیجے کہ میرا یہ والا تو وہی ہے اس کے سوا در حقیقت کوئی بھی لاکق عبادت نہیں، (۵) اسی کے اوپر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی عبادت نہیں، (۵)

اس. اور اگر (بالفرض) کسی قرآن (آسانی کتاب) کے ذریعے پہاڑ چلادیے جاتے یا زمین ککڑے ککڑے کردی جاتی یا مُردوں سے باتیں کرادی جاتیں (پھر

ا. الله کے ذکر سے مراد، اس کی توحید کا بیان ہے جس سے مشرکوں کے دلوں میں انقباض پیدا ہوجاتا ہے، یا اس کی عبادت، علاوت قرآن، نوافل اور دعا ومناجات ہے جو اہل ایمان کے دلوں کی خوراک ہے یا اس کے احکام وفرامین کی اطاعت و بجاآوری ہے، جس کے بغیر اہل ایمان و تقویٰ ہے قرار رہتے ہیں۔

جانب میرا رجوع ہے۔

۲. طُوْبیٰ کے مخلف معانی بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً خیر، حسنی، کرامت، رشک، جنت میں مخصوص درخت یا مخصوص مقام وغیرہ۔ مفہوم سب کا ایک ہی ہے یعنی جنت میں اچھا مقام اور اس کی نعمتیں اور لذتیں۔

سا. جس طرح ہم نے آپ کو تبلیغ رسالت کے لیے بھیجا ہے، ای طرح آپ سے پہلی امتوں میں بھی رسول بھیجے تھے، ان کی بھی اس طرح تکذیب کے نتیجے میں وہ قومیں عذاب اللی ان کی بھی اس طرح تکذیب کے نتیجے میں وہ قومیں عذاب اللی سے دویار ہوئیں، انہیں بھی اس انجام سے بے فکر نہیں رہنا چاہیے۔

۷۴. مشرکین مکه رحمٰن کے لفظ سے بڑا بدکتے تھے، صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی جب بہم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ لکھے گئے تو انہوں نے کہا یہ رحمٰن رحیم کیا ہے؟ ہم نہیں جانتے۔ (ابن کیْر)

۵. لینی رطن، میرا وہ رب ہے جس کے سواکوئی معبود نہیں۔

ۅڵؽڒؘڶڵٲڵؽ۬ؿ۬ؽؘػڡٞۯٝڶۊؙؽؽ۠ۼؙٛؠؙۼٲڝٮؘٷٚٳۊٙٳ؏ڎٞ ٲۅٛۼۜٙٛڴڿڔؽؠٞٵؚۺٞۮٳڕۿؚۄ۫ڂؾؖٚؽٳ۬ڽۜۅؘۼؙڵڟڋٳڽٵڶڷ ڵؿؙۼٛڮ۫ٵؙڶؠؽۼٲۮ۞۫

ۅؘڵڡۜڔٳڶۺؙۿڕ۬ؿٙڔ۠ۺڸڞۜڗڹؖڵٳۮڡؘۜٲؽؙؽؿؙؖٵڸڷۮؚؽڗ ػڡؙٷ۠ڷؿٳۜڂۮؿؙٷڞڡؙڲؽڣػٵڽۘۼڡٙٳۛۛ

مجھی وہ ایمان نہ لاتے)، بات یہ ہے کہ سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہے، (() تو کیا ایمان والوں کو اس بات پر دلجمعی نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمام لوگوں کو ہدایت دے دے۔ کفار کو تو ان کے کفر کے بدلے ہمیشہ ہی کوئی نہ کوئی سخت سزا پہنچتی رہے گی یا ان کے مکانوں کے قریب نازل ہوتی رہے گی تاو فتیکہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

۳۲. اور یقیناً آپ سے پہلے کے پیغیبروں کا مذاق اڑایا گیا تھا اور میں نے بھی کافروں کو ڈھیل دی تھی پھر انہیں پکڑلیا تھا، پس میرا عذاب کیبا رہا؟<sup>(م)</sup>

ا. امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ہر آسانی کتاب کو قرآن کہا جاتا ہے، جس طرح کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ «حفرت داود علیہ الله الله الله الله علی میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ قرآن کا ورد کر لیت " (صحیح البخادی کتاب الانبیاء، باب قول الله تعالی و آئینا داود زبودا) یہال ظاہر بات ہے قرآن سے مراد زبور ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اگر پہلے کوئی آسانی کتاب الی نازل ہوئی ہوتی کہ جسے س کر پہاڑ روال دوال ہوجاتے یا زمین کی مسافت طے ہوجاتی یا مردے بول اٹھتے، تو قرآن کریم کے اندر یہ خصوصیت بدرجہ اولی موجود ہوتی، کیونکہ یہ اعجاز بلاغت میں پچھلی تمام کتابول سے فائق ہے۔ اور بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اگر اس قرآن کے ذریع سے یہ معجزات ظاہر ہوتے، تب بھی یہ کفار ایمان نہ لاتے، کیوں کہ ایمان لانا نہ لانا یہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، معجزوں پر نہیں۔ اس لی فرمانا، سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

- ۲. جو ان کے مشاہدے یا علم میں ضرور آئے گی تاکہ وہ عبرت یکڑ سکیں۔
- سل. لینی قیامت واقع ہوجائے، یا اہل اسلام کو تطعی فتح وغلبہ حاصل ہوجائے۔

٧٠. صدیث میں بھی آتا ہے ﴿إِنَّ اللهَ لَیْمُلِی لِلظَّالِمِ حَتَّی إِذَا أَخَذَهُ لَمْ یُفْلِتْهُ ﴾ الله تعالی ظالم کو مہلت دیے جاتا ہے حتی کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں \*۔ اس کے بعد نبی طَلَّیْتُمْ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَکَمُنْ اللّهُ اَخْدُرُ رَبِّكَ الْخَالَةُ الْقُرْای وَهِی ظَالِمَةُ ﴿إِنَّ اَخْدَلُهُ اَلِيْمُ شَدِيدُ ﴾ (مود: ١٠٠) (ای طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ ظلم کی مرتکب بستیوں کو پکڑتا ہے۔ یقیناً اس کی پکڑ بہت ہی المناک اور سخت ہے)۔ (صحبح البخاری نفسیر سورة هود ومسلم، کتاب البر، باب تحریم الظلم)

ٲڣؘٮؘؗۿۅؘڡٞٳٛؠٞ۠ۼڸػڷۣ؞ٙڡٛڛ۫ؠؠٵػٮڹٮ۫ٷؘۘۘۘۘۘۘۘۘۼڡڵۊٛٳؾڮ ۺؙػٵٚؠٛٛۊؙڶۺ۠ڎڰٛڔؙٲۺؙؿؙؿؙٷٚ؉ؠٵڵۯؾڡؙڶۮڣٳڵۯۻ۬ٲۿ ٮڟؚۿڔۣڝۜٵڶڡۜۏڵۣؠڶۯؙۺۣۜڸڷڹؽؙؽڰؘۯ۠ٵڡٞۯ۠ۿ۠ۿ ڡڞڎۘۏٵۼڹٳڶۺؠؽڸؚٷڡۜڞؿؙڞ۬ڸڶڶٮ۠ڎ؋ٛٵڵڎؙڡڽٛ ۿٳڎٟ®

ڵۿؙؙۉؙڡڬؘٵۻؙؚڣٳڶۼۘؽۅۊٙٵڷڎؙؽ۫ٳؘۅؘػڬؘٵۻؙٳڵڂؚۯۊ ؘٲؿؘؿٞ۫ٶۜڡؘٵؘڷۿؙۄؙۺؚٙڶڶؿؗڡؚۄؙڹۜۊٙٳڥٙ®

سس آیا وہ اللہ جو نگہبانی کرنے والا ہے ہر شخص کی، اس کے کیے ہوئے اعمال پر، (۱) ان لوگوں نے اللہ کے شریک کلے ہو کہ اعمال پر، (۱) ان لوگوں نے اللہ کے شریک کلے ہیں کہہ دیجیے ذرا ان کے نام تو لو، (۲) کیا تم اللہ کو وہ باتیں بتاتے ہو جو وہ زمین میں جانتا ہی نہیں، یا صرف اوپری اوپری باتیں بتارہے ہو، (۳) بات اصل یہ ہے کہ کفر کرنے والوں کے لیے ان کے مکر سجا دیے گئے ہیں، اور جس بیں، (۱) اور وہ صحیح راہ سے روک دیے گئے ہیں، اور جس کو اللہ گراہ کردے اس کو راہ دکھانے والا کوئی نہیں۔ (۵) کو اللہ گراہ کردے اس کو راہ دکھانے والا کوئی نہیں۔ (۵) ہے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے، (۱) اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی زیادہ سخت

ا. یہاں اس کا جواب محذوف ہے۔ لیعنی کیا اللہ رب العزت اور وہ معبودان باطل برابر ہوسکتے ہیں جن کی یہ عبادت کرتے ہیں، جو کسی کو نفع پہنچانے پر قادر ہیں نہ نقصان پہنچانے پر، نہ وہ دیکھتے ہیں اور نہ عقل وشعور سے بہرہ ور ہیں۔

۲. لیعنی ہمیں بھی تو بتاؤ تاکہ انہیں بہچان سکیں اس لیے کہ ان کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔ اس لیے آگے فرمایا کیا تم اللہ کو وہ باتیں بتاتے ہو جو وہ زمین میں جانتا ہی نہیں؟ لیعنی ان کا وجود ہی نہیں۔ اس لیے کہ اگر زمین میں ان کا وجود ہی نہیں۔ اس لیے کہ اگر زمین میں ان کا وجود ہوتا تو اللہ تعالی کے علم میں تو ضرور ہوتا، اس پر تو کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

س. یہاں ظاہر ظن کے معنی میں ہے لیعنی یا یہ صرف ان کی ظنی باتیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم ان بتوں کی عبادت اس گمان پر کرتے ہو کہ یہ نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں اور تم نے ان کے نام بھی معبود رکھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ "یہ تمہارے اور تمہارے بالیوں کے رکھے ہوئے نام ہیں، جن کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں اتاری۔ یہ صرف گمان اور خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں۔" (النجم: ۱۲). . . .

۴. مکر سے مراد، ان کے وہ غلط عقائد واعمال ہیں جن میں شیطان نے ان کو پھنسا رکھا ہے، شیطان نے گر اہیوں پر بھی حسین غلاف چڑھا رکھے ہیں۔

۵. جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَمَنْ بَیْرِدِالله فِتْنَدّة فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللهِ شَیْعًا﴾ (الماندة: ۱۱) (جس کو الله گراه کرنے کا اراده کرلے تو آپ سَکُلُوْنِیُمُ اسے الله تعالی کی گرفت سے بچانے کا اختیار نہیں رکھتے) اور فرمایا ﴿لنَ تَحْمِثُ عَلَی مُللهُ مُؤْمِنٌ نَصِیدِیْنَ﴾ (النحل: ۲۵) (اگرتم ان کی ہدایت کی خواہش رکھتے ہو تو (یاد کیک الله تعالی اسے ہدایت نہیں دیتا ہے وہ گراہ کرتا ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا)۔

۲. اس سے مراد قتل اور اسیری ہے جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں ان کافروں کے جھے میں آتی ہے۔

ہے۔(۱) انہیں اللہ کے غضب سے بچانے والا کوئی بھی نہیں۔

> مَثَنُ الْعَنَّةِ الَّتِي ُوْعِدَ النَّنْقُوْنَ ۚ تَعَرِّيُ مِنْ تَعْنِهَا الْاَنْهُزُّ اَكُلُهَا دَآبِدٌ وَظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الّدِيْنَ اتَعَوَّاتُّوْعُقْبَى الْلَهْ ِيْنَ النَّالُ۞

سے اس جنت کی صفت، جس کا وعدہ پر ہیر گاروں کو دیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس کا میوہ ہمینگی والا ہے اور اس کا سایہ بھی۔ یہ ہے انجام پر ہیر گاروں کا، (۱) اور کا فروں کا انجام کار دوز خے۔

وَالَّذِيْنَ اتَيْنَهُمُ الْكِتْبَ يَفْمُحُوْنَ بِمَا أَنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُكُورُ بَعْضَهُ قُلْ اِنَّمَا اُمُرْتُ اَنْ اَعْبُدَاللهَ وَلَاَ انْفُرِكَ رِبِهُ إِلَيْتِهِ اَدَّعُوا وَالْيُهِ مَاٰبِ⊕

الم اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے (") وہ تو جو کچھ آپ پر اتارا جاتا ہے اس سے خوش ہوتے ہیں (") اور دوسرے فرقے اس کی بعض باتوں کے مکر ہیں۔ (۵) آپ اعلان کرد یجیے کہ مجھے تو صرف یہی کھم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ شریک نہ کروں، میں اس کی طرف بلا رہا ہوں اور اس کی جانب میرا لوٹنا ہے۔

ا. جس طرح نی مَنَّالَیْمُ نے بھی لعان کرنے والے جوڑے سے فرمایا تھا ﴿إِنَّ عَذَابَ الدُّنْیَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ ﴾ (صحیح مسلم، کتاب اللعان) "ونیا کا عذاب، عذاب آخرت سے بہت بلکا ہے" علاوہ ازیں دنیا کا عذاب (جیسا کچھ اور جتنا کچھ بھی ہو) عارضی اور فانی ہے اور آخرت کا عذاب دائی ہے، اسے زوال وفان نہیں۔ مزید برآں جہنم کی آگ، دنیا کی آگ کی نسبت ٦٩ گنا تیز ہے۔ اور اسی طرح دوسری چیزیں ہیں۔ اس لیے عذاب کے سخت ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔

۲. اہل کفار کے انجام بد کے ساتھ اہل ایمان کا حسن انجام بیان فرما دیا تاکہ جنت کے حصول میں رغبت اور شوق پیدا ہو، اس مقام پر امام ابن کثیر نے جنت کی نعبتوں، لذتوں اور ان کی خصوصی کیفیات پر مشتمل احادیث بیان فرمائی ہیں، جنہیں وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

- سا. اس سے مراد مسلمان ہیں اور مطلب ہے جو قرآن کے مقتضی پر عمل کرتے ہیں۔
  - الم. لینی قرآن کے صدق کے دلائل وشواہد دیکھ کر مزید خوش ہوتے ہیں۔
- ۵. اس سے مراد یہود ونصاری اور کفار ومشر کین ہیں۔ بعض کے نزدیک کتاب سے مراد، تورات والجیل ہے، ان میں سے جو مسلمان ہوئے، وہ خوش ہوتے ہیں اور انکار کرنے والے وہ یہود ونصاری ہیں جو مسلمان نہیں ہوئے۔

ۅؘۘػۮ۬ڔڮ٤ؘٲڹٛۯڷۮؗهؙڂڬٛؠؙٵۼۯؠؾٞٳ۠ٷٙڵؠٟڹٳؾۜؠۼۘؾ ٲۿۅۜٳۛٛٷۿؙۄ۫ؠۼؙۮؘڡؘڵڿٳۧٷڝؘٵڵۼڷۄؚۨڡٵڵػڡؚؽ اللهؚڝؙڎٞڔڮ۪ۜۊٙڵۯٵۊ۪۞۫

وَلَقَدُ اَرْسُلُنَا رُسُلَامِّنَ قَدْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُوُ ارْوَاجًاوَّذْرِّتَيَةً وَمَاكَانَ لِرَسُوْلِ اَنْ يَتَأْتِى بِالْيَةِ الَّالِبِاذْنِ اللَّهِ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابُ۞

اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان اتارا ہے۔ (۱) اگر آپ نے ان کی خواہشوں (۲) کی فرمان اتارا ہے۔ (۱) اگر آپ نے ان کی خواہشوں (۲) کی پیروی کرلی اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آچکا ہے (۳) تو اللہ (کے عذابوں) سے آپ کو کوئی حمایتی ملے گا اور نہ بچانے والا۔ (۳)

۳۸. اور ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج پکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا، (۵) کسی رسول سے نہیں ہو سکتا کہ کوئی نشانی بغیر اللہ کے

ا. یعنی جس طرح آپ سے پہلے رسولوں پر کتابیں مقامی زبانوں میں نازل کیں، اس طرح آپ پر قرآن ہم نے عربی زبان میں اتارا، اس لیے کہ آپ کے مخاطب اولین اہل عرب ہیں، جو صرف عربی زبان ہی جانتے ہیں۔ اگر یہ قرآن کسی اور زبان میں نازل ہوتا تو ان کی سمجھ سے بالا ہوتا اور قبول ہدایت میں ان کے لیے عذر بن جاتا۔ ہم نے قرآن کو عربی میں اتار کر یہ عذر بھی دور کردیا۔

۲. اس سے مراد اہل کتاب کی بعض وہ خواہشیں ہیں جو وہ چاہتے تھے کہ پیغیبر آخر الزمان (سَلَقَظِیُمُ) انہیں اختیار کریں۔ مثلاً بیت المقدس کو ہمیشہ کے لیے قبلہ بنائے رکھنا اور ان کے معتقدات کی مخالفت نہ کرنا، وغیرہ۔

سب اس سے مراد وہ علم ہے جو وحی کے ذریعے سے آپ کو عطا کیا گیا جس میں اہل کتاب کے معتقدات کی حقیقت بھی آپ پر واضح کردی گئی۔

مم. یہ دراصل امت کے اہل علم کو تنبیہ ہے کہ وہ دنیا کے عارضی مفادات کی خاطر قرآن وحدیث کے واضح احکام کے مقابلے میں لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ لگیں، اگر وہ ایسا کریں گے تو انہیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

۵. لینی آپ سمیت جینے بھی رسول اور نبی آئے، سب بشر بی سے، جن کا اپنا خاندان اور قبیلہ تھا اور بیوی بچے سے، وہ فرشتے سے نہ انسانی شکل میں کوئی نوری مخلوق۔ بلکہ جنس بشر بی میں سے سے۔ کیونکہ اگر وہ فرشتے ہوتے تو انسانوں کے لیے ان سے مانوس ہونا اور ان کے قریب ہونا نامکن تھا، جس سے ان کو جھیجے کا اصل مقصد ہی فوت ہوجاتا اور اگر وہ فرشتے، بشری جائے میں آئے، تو دنیا میں نہ ان کا خاندان اور قبیلہ ہوتا اور نہ ان کے بیوی بچے ہوتے۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ تمام انبیاء بحثیت جنس کے، بشر بی سے، بشری شکل میں فرشتے یا کوئی نوری مخلوق نہیں سے، نم کورہ آیت میں آؤ وَاجًا سے رہانیت کی تردید اور ذُرِیَّةً سے خاندانی منصوبہ بندی کی تردید بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ذُرِیَّةً بجع ہے کم از کم تین ہوں گے۔

اجازت کے لے آئے، (۱) ہر مقررہ وعدے کی ایک کھت ہے۔ (۲)

يَمْحُوااللهُ مَايِشًا أَوْ وَيُثْنِيكُ ۚ وَعِنْدَا لَا أُمُّوا لَكِتْبِ ۞

٢٠٠٩. الله جو چاہے مثادے اور جو چاہے ثابت رکھ، لوح محفوظ اسی کے باس ہے۔ (۳)

وَإِنْ مَّائِرُ يَتَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمُوَاوُ نَتَوَقَيْنَكَ فَإِنَّمَاعَلَيْكَ الْبَلْغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ®

اگر ہم آپ کو دکھادیں یا آپ کو ہم فوت کرلیں تو آپ پر تو صرف پہنچا دینا ہی ہے۔ حساب تو ہمارے ذمہ ہی ہے۔

ا. یعنی مجرات کا صدور، رسولوں کے اختیار میں نہیں کہ جب ان سے مطالبہ کیا جائے تو وہ اسے صادر کرکے دکھادیں
 بلکہ یہ کلیتاً اللہ کے اختیار میں ہے وہ اپنی حکمت ومشیت کے مطابق فیصلہ کرتا ہے کہ مجرے کی ضرورت ہے یا نہیں؟
 اور اگر ہے تو کس طرح اور کب دکھایا جائے؟

۲. لیعنی اللہ نے جس چیز کا بھی وعدہ کیا ہے، اس کا ایک وقت مقرر ہے، اس وقت موعود پر اس کاوقوع ہوکر رہے گا، اس لیے کہ اللہ کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کلام میں تقدیم وتاخیر ہے۔ اصل عبارت لِکُلِّ کِتَابِ أَجَلُّ ہے۔ اور مطلب ہے کہ ہر وہ امر، جے اللہ نے لکھ رکھا ہے، اس کا ایک وقت مقرر ہے۔ یعنی معاملہ، کفار کے ارادے اور منظا پر نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔

٣. اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ وہ جس محکم کو چاہے منسوخ کردے اور جے چاہے باتی رکھے۔ دوسرے معنی ہیں کہ اس نے جو تقدیر لکھ رکھی ہے، اس میں وہ محو واثبات کرتا رہتا ہے، اس کے پاس لوح محفوظ ہے۔ اس کی تائید بعض احادیث وآثار سے ہوتی ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں آتا ہے کہ "آدمی گناہوں کی وجہ سے رزق سے محروم کردیا جاتا ہے، دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے اور صلئے رحمی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے" (سند احمہ جلد: ۵، ص:۲۷۱) بعض صحابہ سے یہ دعا معقول ہے «اَللهم إِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنَا اَشْفِیّاءَ فَامْحُنَا وَاکْتُبْنَا اُسْفِیّاءَ فَاقْدِیْنَا، فَإِنْكَ تَمْحُوْ مَا تَشَاءُ وَتُنْبِتُ وَعِنْدَكَ أُمُّ الْکِتَابِ، حضرت عمر شَافَعُ سے متقول ہے کہ وہ دوران طواف روتے ہوئے یہ دعا پڑھتے «اَللهم إِنْ کُنْتَ کَتَبْتُنَا سُعَدَاءَ فَاقْدِیْتَا، فَإِنْكَ تَمْحُوْ مَا تَشَاءُ وَتُنْبِتُ، وَعِنْدَكَ أُمُّ الْکِتَابِ، فَاجْعَلْهُ وَتُنْبِتُ مَعْدَاءً فَاقْدِیْتَا، فَاقْدَیْ ہُونَا کَنْکَ تَمْحُوْ مَا تَشَاءُ وَتُنْبِتُ، وَعِنْدَكَ أُمُّ الْکِتَابِ، فَاجْعَلْهُ مَا تَشَاءُ وَتُنْبِتُ، وَعِنْدَكَ أُمُّ الْکِتَابِ، فَاجْعَلْهُ مَا سَعَادَةً وَمُعْفِلْ ہے کہ وہ دوران طواف روتے ہوئے یہ دعا پڑھتے متعول ہے کہ وہ دوران طواف روتے ہوئے یہ دعا پڑھتے متعول ہے کہ وہ دوران طواف روتے ہوئے یہ دعا پڑھتے متعول ہے کہ وہ دوران طواف روتے ہوئے یہ کہ تو جو چاہے مثاب ہیں ہو ہے کہ وہ دوران طواف روتے میں ہو ہو چاہے مثاب ہی ہو ہے کہ وہ ہو ہے باقی رکھ، تیرے پاس ہی لوح محمیث میں تو آتا ہے «جَفَّ الْفَلَمُ بِمَا هُو کَائِنٌ» (صحبح البخاري: ۲۵۰۵) اس مفہوم پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ حدیث میں تو آتا ہے «جَفَّ الْفَلَمُ بِمَا هُو کَائِنٌ» (صحبح البخاري: ۲۵۰۵) وتقدیر ہی کے ہونے والا ہے، قلم اسے لکھ کر خشک ہوچکا ہے)۔ اس کاجواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ محو واثبات بھی منجملہ قضاء وقتار ہی کے ہے۔ (فُلُ القدر)

ٱوَلَةُ يَرَوُااتَانَاقُ الْاَصْ نَنْقُصُمَامِنَ ٱطْرَافِهَا وَاللّٰهُ يُعَكُوُ لَامُعَقِّبَ لِحُكْمِه ۚ وَهُوَسَرِيْهُ الْحِمَاكِ ۞

وَقَدُمَكُوالَّذِيْنَمِنُ قَبْلِهِمْ فَيلُاهِ الْمَكُرُ جَمِيعًا يُعُلُمُ مَا تَكْسُبُ كُلُّ نَفْسٍ وَسَيَعُكُو الكُفُّرُ لِينَ عُقْبَى الكَّارِ۞

ۅؘؽؿ۠ۅؗٛڷؙٲڵڹۣؽؙڹۘػڡؘۜۯ۠ۉٲڵڛؾٛٷٛڛۘڵٛٛٛٛٛ۠ڡۊؙڷػڣ۬ ۑٳڵڶۅۺٙۿٟؽڲٲڹؽؙڣۣٛۅؘڹؽؙؽػؙڎۣٚۅٚڡۜڹؙڝڹ۠ۮؘٷۼڵۄؙ ٵڰۣؿ۬ۑ۞

ام. کیا وہ نہیں دیکھتے؟ کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گٹاتے چلے آرہے ہیں، (۱) اللہ حکم کرتا ہے کوئی اس کے احکام پیچھے ڈالنے والا نہیں، (۲) اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

۱۳۸. اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی اپنی مکاری میں کی نہ کی تھی، لیکن تمام تدبیریں اللہ ہی کی ہیں، (۳) جو شخص جو پچھ کررہا ہے اللہ کے علم میں ہے۔ (۳) اور کا فرول کو ابھی معلوم ہوجائے گا کہ عاقبت کا گھر کس کے لیے ہے؟ ۱۳۸ی اور یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول نہیں۔ آپ بلا کے وسول نہیں۔ آپ جواب دیجیے کہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہی دینے والا کافی ہے (۵) اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔ (۲)

ا. یعنی عرب کی سرزمین مشرکین پر بندرت کئی ہورہی ہے اور اسلام کو غلبہ و عروج حاصل ہورہا ہے۔ ۲. یعنی کوئی اللہ کے حکموں کو رد نہیں کر سکتا۔

۳. لیعنی مشرکین مکہ سے قبل بھی لوگ رسولوں کے مقابلے میں کمر کرتے رہے ہیں، لیکن اللہ کی تدبیر کے مقابلے میں ان کی کوئی تدبیر اللہ کی مشیت کے سامنے نہیں تھہر سکے گا۔ ان کی کوئی تدبیر اور حیلہ کارگر نہیں ہوا، ای طرح آئندہ بھی ان کا کوئی مکر اللہ کی مشیت کے سامنے نہیں تھہر سکے گا۔ 8 مال کے مطابق جزاء اور سزا دے گا، نیک کو اس کی نیکی کی جزاء اور بدکو اس کی بدی کی سزا۔

۵. پس وہ جانتا ہے کہ میں اس کا سچا رسول اور اس کے پیغام کا داعی ہوں اور تم جھوٹے ہو۔

۲. کتاب سے مراد جنس کتاب ہے اور مراد تورات اور انجیل کا علم ہے۔ لینی اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو مسلمان ہوگئے ہیں، جیسے عبد اللہ بن سلام، سلمان فارسی اور تمیم داری وغیرہم رضی اللہ عنہم، لینی یہ بھی جانتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ عرب کے مشرکین اہم معاملات میں اہل کتاب کی طرف رجوع کرتے اور ان سے پوچھتے تھے، اللہ کا رسول ہوں۔ عرب کے مشرکین اہم معاملات میں اہل کتاب کی طرف رجوع کرتے اور ان سے پوچھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی کہ اہل کتاب جانتے ہیں، ان سے تم پوچھ لو۔ بعض کہتے ہیں کہ کتاب سے مراد قرآن ہے اور حاملین علم کتاب، مسلمان ہیں۔ اور بعض نے کتاب سے مراد لوح محفوظ کی ہے۔ لیعنی جس کے پاس لوح محفوظ کا علم ہے لیعنی اللہ تبارک وتعالیٰ۔ مگر بہلا مفہوم زیادہ درست ہے۔

#### سورۂ ابراجیم مکی ہے اور اس کی باون آیتیں اور سات رکوع ہیں۔

#### 

شُوْرَةُ إِيرًا هِيمَاءُ

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

الَوْ كِتُبُ اَنْوَلَنْهُ الْمِيْكَ لِتُغْوِجَ النَّاسَ مِنَ الظَّلُمُ عِنْ اللَّوْلِا إِذْنِ وَيَّهِمُ اللَّ صِرَاطِ الْعَرِيْزِ الْعَمِيْرِ لِ

1. الله به عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں، (۱) ان کے پروردگار کے حکم سے، (۲) زبردست اور تعریفوں والے اللہ کی طرف۔

اللهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَادِتِ وَمَا فِي الْأَرْضُ وَوَيْبُنُ تِلْكَفِرْنِيَ مِنْ عَدَادٍ شَرِيْكِ

۲. جس الله کا ہے جو کچھ آسانوں اور زمین میں ہے۔ اور کافروں کے لیے تو سخت عذاب کی خرابی ہے۔

س. جو آخرت کے مقاملے میں دنوی زندگی کو پیند رکھتے

ٳڷڹ۬ؽ۬ؽؘؽۺؙۼۜؿؙۏؽٳڬؾۏۊؘۘٵڵڰؙڹؽٳۼػٲڷڬۯؘٷ ۅؘڝٞڰؙۉؘؾٷٛ؊ؚؽڽڶۣٳ۩ڮۅؘؽڹۼٛۅؙڹۿٳۘۼۅؘڋ ٵۅؙڷڵٟڲ؈ٛ۬ڞڵٳؘۣڹؠؽؠ

المرول کے لیے و حت عداب کی حراب ہے۔

اللہ جو آخرت کے مقابلے میں دنیوی زندگی کو پیند رکھتے

ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھ

پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ (ا) یہی لوگ پرلے درجے کی گر اہی
میں ہیں۔ (ا)

۲. لیعنی پیغیبر کا کام ہدایت کا راستہ دکھانا ہے لیکن اگر کوئی اس راستے کو اختیار کرلیتا ہے تو یہ صرف اللہ کے حکم اور مشیت سے ہو تا ہے کیونکہ اصل ہادی وہی ہے۔ اس کی مشیت اگر نہ ہو، تو پیغیبر کتنا بھی وعظ ونصیحت کرلے، لوگ ہدایت کا راستہ اپنانے کے لیے تیار نہیں ہوتے، جس کی متعدد مثالیں انبیائے سابقین میں موجود ہیں اور خود نبی منگا ﷺ باوجود شدید خواہش کے اپنے مہربان پچا ابو طالب کو مسلمان نہ کرسکے۔

٣. اس كا ايك مطلب تويہ ہے كہ اسلام كى تعليمات ميں لوگوں كو بد ظن كرنے كے ليے مين ميخ كالتے اور انہيں مسخ كركے پيش كرتے ہيں۔ دوسرا مطلب يہ ہے كہ اپنی اغراض وخواہشات كے مطابق اس ميں تبديلى كرنا چاہتے ہيں۔ ٢٠. اس ليے كہ ان ميں مذكورہ متعدد خرابياں جمع ہوگئ ہيں۔ مثلاً آخرت كے مقابلے ميں دنيا كو ترجيح دينا، اللہ كے راستے لوگوں كو روكنا اور اسلام ميں كجى تلاش كرنا۔

ۅؘڡٵؘۧٲۯؘڛۘڶڬٵڝؙ۫ڗۜڛۢۏڸٳڵڒۑڸؚڛٵڹۊؘڡؙۣڡ؋ڸؠؙؠؾۣۜؽ ڵؙڞؙؙ؋ٚؽؙۻۣڷؙڶڷ۠ؗؗڡؙڡؘڽؾؿٵۘۦؙٛۅػۿڽؽڡڽؾؽؽٵٛ ۅۿؙۅاڵۼڔؚ۬ؽڒؙڵؗؗؗؗػڮؽۿ۞

ۉڵڡۜٙٮؙٲۯؙۺۘڵؽٵڡٛٷڛۑٳڵۣؾڗێٙٲڽٞٲڂؚٛڿڠۊؘڡؙػ ڡؚڹٙ۩ڟ۠ڵڿٳڶڶ۩ؾؙ۫ٷٞٚٷڴػؚۯۿؙڡٞڔڽٲؾٝڝؚٳۺۼٳؾ؈ٚ ۮ۬ڸؚڡٛڵٵؠ۫ؾٟڵؚڴؙڸؚۜٙڞۺٙٳۺؘڴؙڎٟ۞

الم اور ہم نے ہر ایک نبی کو اس کی قومی زبان میں ہی جھجا ہے تاکہ ان کے سامنے وضاحت سے بیان کردے۔ (۱) اب اللہ جسے چاہے گراہ کردے، اور جسے چاہے راہ دکھادے، وہ غلبہ اور حکمت والا ہے۔ (۲) فیایٹی کو اپنی فی اور (یاد رکھو جب کہ) ہم نے موسی (عَلیٹی) کو اپنی نشانیاں دے کر جھجا کہ تو اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی میں نکال (۲) اور انہیں اللہ کے احسانات یاد دلا۔ (۵) یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لیے۔ (۵)

1. پھر جب اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا پر یہ احسان فرمایا کہ ان کی ہدایت کے لیے کتابیں نازل کیں اور رسول بھیج، تو اس احسان کی تھمیل اس طرح فرمائی کہ ہر رسول کو قومی زبان میں بھیجا تاکہ کسی کو ہدایت کا راستہ سبھنے میں وقت نہ ہو۔ ۲. لیکن اس بیان وتشریح کے باوجود ہدایت اسے ملے گی جسے اللہ چاہے گا۔

سر یعنی جس طرح اے محمہ! (مُنَافِیْتُمِ) ہم نے آپ کو اپنی قوم کی طرف بھیجا اور کتاب نازل کی، تاکہ آپ اپنی قوم کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی کی طرف لائیں۔ اس طرح ہم نے موسی علیہ ایک کو معجزات ودلائل دے کر ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ تاکہ وہ انہیں کفر وجہل کی تاریکیوں سے نکال کرایمان کی روشنی عطا کریں۔ آیات سے مراد وہ معجزات ہیں جو موسی علیہ ایک کوعطا کیے گئے تھے، یا وہ نو معجزات ہیں جن کا ذکر سورہ بنی امرائیل میں کیا گیا ہے۔

۴. أَيَّامَ اللهِ سے مراد اللہ کے وہ احسانات ہیں جو بن اسرائیل پر کیے گئے جن کی تفصیل پہلے کئی مرتبہ گزر چکی ہے۔ یا ایام و قالع کے معنی میں ہے یعنی وہ واقعات ان کو یاد دلا جن سے وہ گزر چکے ہیں جن میں ان پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات ہوئے۔ جن میں سے بعض کا تذکرہ یہاں بھی آرہا ہے۔

۵. صبر اور شکریہ دو بڑی خوبیال ہیں اور ایمان کا مدار ان پر ہے۔ اس لیے یہاں صرف ان دو کا تذکرہ کیا گیا ہے دونوں مبالغ کے صبغ ہیں۔ صبار، بہت صبر کرنے والا۔ شکور، بہت شکر کرنے والا۔ اور صبر کو شکر پر مقدم کیا ہے۔ اس لیے کہ شکر، صبر ہی کا نتیجہ ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ مُثَالِیّا فی فرمایا "مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اللہ تعالی اس کے لیے کہ شکر، صبر ہی کا نتیجہ ہے۔ حدیث میں بہتر ہوتا ہے، اگر اسے تکلیف پہنچ اور وہ صبر کرے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے، اگر اسے تکلیف پہنچ اور وہ صبر کرے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر اسے کوئی خوش پہنچ، وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے ۔ (صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب المؤمن أمره کله خیر)

وَاذْ قَالَ مُوْسَى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْ الْفَحْمَةُ اللهِ عَكَيْكُوْ الْهِ الْفَحْكُوْمِّنُ الْ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْكُوُ كُوْمُوْمَ الْعَكَ ابِ وَيُكَبِّحُوْنَ اَبْنَاءَكُوْ وَكَيْنَتَّ حُيُوْنَ نِسَاءَكُوْوَ فِي ذَٰلِكُوْ سَكَاّرٌ \* مِّنْ دَيْرُمْ عَظِيْمُوْنَ

ڡؘٳۮ۬ؾؘٲۮٞؽؘڒۘڽؙڮؙۄؙڶؠۣؽۺؘؘۘٛٚڞؙڐؿؙۄؙڶۯڔ۬ؽؽ؆ٞڮٛۄ۫ ۅؘڵؠؚؽ۬ػڡؘٛۯؙؿؙۄؙٳڽۜٙعؘڎٳ؈ٛڶۺؘۅؽڽ۠۞

وَقَالَ مُوْلَى إِنْ تَكَفَّرُ وَآانَتُرُ وَمَنُ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثَالِثَ الله لَغَنِثُ حَمِيْدُ۞

۲. اور جس وقت موسیٰ (عَلَیْكِاً) نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کے وہ احسانات یاد کرو جو اس نے تم پر کیے ہیں، جب کہ اس نے تمہیں بڑے دکھ اس نے تمہیں بڑے دکھ کہنچاتے تھے۔ تمہارے لڑکوں کو قتل کرتے تھے اور تمہاری لڑکوں کو قتل کرتے تھے اور تمہاری لڑکوں کو زندہ چھوڑتے تھے، اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے تم پر بہت بڑی آزمائش تھی۔(۱)

ک. اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کردیا<sup>(۱)</sup>کہ اگرتم شکرگزاری کروگ تو بیٹک میں تمہیں زیادہ دوں گا<sup>(۳)</sup> اور اگر تم ناشکری کروگ تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اورموسیٰ (عَالِیَاً) نے کہا کہ اگر تم سب اور روئے زمین کے تمام انسان اللہ کی ناشکری کریں تو بھی اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔ (۵)

ا. یعنی جس طرح یہ ایک بہت بڑی آزمائش تھی اس طرح اس سے نجات اللہ کا بہت بڑا احسان تھا۔ اس لیے بعض متر جمین نے بَلاَءٌ کا ترجمہ آزمائش اور بعض نے احسان کیا ہے۔

۲. تَأَذَّنَ كَ معنی أَعْلَمَكُمْ بِوَعْدِهِ لَكُمْ، اس نے اپنے وعدے سے تنہیں آگاہ اور خبر دار كردیا ہے۔ اور یہ اختال
 مجی ہے كہ یہ قشم كے معنی میں ہو لیعنی جب تمہارے رب نے اپنی عزت وجلال اور كبريائی كی قشم كھاكر كہا۔ (ابن كثر)
 معنی نبیت پر شكر كرنے پر مزید انعامات سے نوازوں گا۔

٣٠. اس كا مطلب يه ہوا كه كفران نعت (ناشكرى) الله كو سخت نالبند ہے جس پر اس نے سخت عذاب كى وعيد بيان فرمائى ہے۔ اس كے نبی مُثَاثِیْنِ فرمایا كه عورتوں كى اكثریت اپنے خاوندوں كى ناشكرى كرنے كى وجہ سے جہنم میں جائے گی۔ (صحیح مسلم، العیدین أوائل كتاب الصلوٰة)

۵. مطلب یہ ہے کہ انبان اللہ کی شکر گزاری کرے گا تو اس میں ای کا فائدہ ہے۔ ناشکری کرے گا تو اللہ کا اس میں کیا نقصان ہے؟ وہ تو بے نیاز ہے۔ سارا جہان ناشکر گزار ہوجائے تو اس کا کیا گبڑے گا؟ جس طرح صدیث قدی میں آتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے «یَاعِبَادِیْ! لَوْ أَنَّ أَوْلَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ، کَانُوْا عَلیٰ أَتْقیٰ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ، مَازَادَ ذٰلِكَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْتًا، یَاعِبَادِیْ! لَوْ أَنَّ أَوْلَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَجِنَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْتًا، یَاعِبَادِیْ! لَوْ أَنَّ أَوْلَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَحِنَدُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَ قَلْبِ رَجُلٍ وَآحِدٍ مِّنْکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَ وَاحْرَاحُمْ وَآخِرِ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرَاحُمْ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرَاحُمْ وَآخِرَکُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَکُمْ وَاحْرِورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحِدِ مِّنْکُمْ وَآخِرِورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرَاحُمْ وَاحْرَاحُهُمْ وَاحْرِورُ وَاحْرَاحُهُمْ وَاحْرِورُ وَاحْرَاحُهُمْ وَاحْرُورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرِورُ وَاحْرِورُ وَاحْرِورُ وَاحْرِورُ وَاحْرِورُ وَاحْرِورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرَاحُ وَاحْرُورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرِورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرَاحُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرَاحُ وَاحْرِورُ وَاحْرُورُ وَاحْرِورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُورُ وَاحْرُو

ٱلْوَيَأْتِكُوْنَبَوُّاالَّذِيْنَ مِنْ قَبُلِكُوْ قَوْمِنُوْمِ وَعَادٍ وَتَخُوْدُهُ أَوَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعَثِ هِــُوْرُوْمِ يَعْلَمُهُمُ الَّاالِلَّهُ عِبَاءَ تُهُوُ رُسُلُهُمُ بِالْبَيِّنْتِ فَرَدُّوْا آيْدِيهُمُ فِيَّ افْواهِهِمُ وَقَالُوْآ إِنَّاكُفُرُنَا إِمِمَا أَسُلِلُتُمُ بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكِّ مِّمَّا يَتُ مُوْنِنَا الْنِهِ مُرِيْبٍ ۞

قَالْتُرُسُلُهُمُ أَفِى اللهِ شَكُّ فَاطِرِ السَّلَوْتِ وَالْأَنْ ضِ يَدُ عُوْكُرُ لِيَغْضِ كَكُورِّن

9. کیا تمہارے پاس تم سے پہلے کے لوگوں کی خبریں نہیں آئیں؟ بعنی قوم نوح (عَلِیَّا اِلَّا کی اور عاد و شود کی اور ان کے بعد والوں کی جنہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، ان کے پاس ان کے رسول معجزے لائے، لیکن انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں دبالیے(ا) اور صاف کہہ دیا کہ جو پچھ تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے ہم اس کے منکر ہیں اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلارہ ہو ہمیں تو اس میں بڑا بھاری شبہ ہے۔(۱)

• ان کے رسولوں نے انہیں کہا کہ کیا تمہیں حق تعالیٰ کے بارے میں شک ہے جو آسانوں اور زمین کا بنانے

وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ، فَسَأَلُوْنِيْ فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتُهُ، مَا نَقَصَ ذَٰلِكَ مِنْ مُلْكِيْ شَيْئًا، إِلَّا كَمَا يَنْقَصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ فِي الْبَحْرِ» (صحيح مسلم، كتاب البر، باب نحريم الظلم) (اے ميرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور اى طرح ہوجائيں، جو تم ميں سب سے زيادہ متقى اور پر بيزگار ہو، (يعنى كوئى بھى نافرمان نہ رہے) تو اس سے ميرى حكومت اور بادشاہى ميں اضافہ نہيں ہوگا۔ اے ميرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور تمام انسان اور جن، اس ايک آدمى كوئى كى واقع نہيں ہوگا۔ اے ميرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور تمام انسان اور جن، اس ايک آدمى کى واقع نہيں ہوگا۔ اے ميرے بندو! اگر تمہارے اول واقع اس سے ميرى حكومت اور بادشاہى ميں كوئى كى واقع نہيں ہوگا۔ اے ميرے بندو! اگر تمہارے اول وآخر اور انسان وجن، سب ايک ميدان ميں جمع ہوجائيں اور مجھ سے سوال كريں، پس ميں ہر انسان كو اس كے سوال كے مطابق عطا كردول تو اس سے ميرے خزانے اور بادشاہى ميں اتنى ہى كى ہوگى جتنى سوئى كے سمندر ميں وُبُوكر نكالنے سے سمندر كے يانى ميں ہوتى ہے)۔ فَسُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ.

ۮؙۏؙۯڮؙۄؙۅؽٷڿؚۜٷۘٷڔٳڵٙٲۘۘۘۘۘۘۘٲۘۻڸۺٞۺؿؾ۠ۊؙڶۉٞٲ ٳڶٲڬؙؿؙۯٳڷٳؽۺؘڒۺٞڶؙؽٲڗؿؙؽؽؙۏڹٲڶ ؾڞؙػؙٷٮٵۼؠٵػٲؽؾۼڹ۠ٮ۠ٵؠٵۧٷؙػٲ ۼٵٛؿؙٷٚڬٳڛؙڵڟڹۺؙؠؚؽ۬؈۞

قَالَتُ لَهُمُورُسُلُهُمُوانَ تَحَنُ اِلْاَبَتَدُوْمِتُنُكُمُووَالِانَ الله يَمُنُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِمٌ قُومًا كَانَ لَنَا اَنْ تَابِّيَكُمُ يُسِلُطُنِ الِّالِإِلْوُنِ اللهِ وَعَلَى اللهِ فَلَيْنَةً كُلَّى الْمُؤْمِنُونَ "

والا ہے وہ تو تمہیں اس لیے بلا رہا ہے کہ تمہارے تمام گناہ معاف فرمادے، (۱) اور ایک مقرر وقت تک تمہیں مہلت عطا فرمائے، انہوں نے کہا کہ تم تو ہم جیسے ہی انسان ہو(۱) تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان خداؤں کی عبادت سے روک دو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے۔(۱) اچھا تو ہمارے سامنے کوئی کھی دلیل پیش کرو۔(۱)

11. ان کے پینمبروں نے ان سے کہا کہ یہ تو سے ہے کہ کہ مم تم جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے۔ (۵) اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی مجزہ تمہیں لا دکھائیں (۲) اور ایمان والوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر

ا. یعنی تمهیں اللہ کے بارے میں شک ہے، جو آسان وزمین کا خالق ہے۔ علاوہ ازیں وہ ایمان وتوحید کی دعوت بھی صرف اس لیے دے رہاہے کہ تمہیں گناہوں سے پاک کردے۔ اس کے باوجود تم اس خالق ارض وساء کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور اس کی دعوت سے تنہیں انکار ہے؟

۲. یہ وہی اشکال ہے جو کافروں کو پیش آتا رہا کہ انسان ہو کر کس طرح کوئی وی الٰہی اور نبوت ورسالت کا مستحق ہو سکتا ہے؟
 ۳۳. یہ دوسری رکاوٹ ہے کہ ہم ان معبودوں کی عبادت کس طرح چھوڑدیں جن کی عبادت ہمارے آباء واجداد کرتے رہے ہیں؟ جب کہ تمہارا مقصد ہمیں ان کی عبادت سے ہٹاکر اللہ واحد کی عبادت پر لگانا ہے۔

م. دلائل و مجوزات تو ہر نبی کے ساتھ ہوتے تھے، اس سے مراد ایسی دلیل یا معجرہ ہے جس کے دیکھنے کے وہ آرزومند ہوتے تھے، جس کا تذکرہ سورہ بنی اسرائیل میں آئے گا۔ میں آئے گا۔

۵. رسولوں نے پہلے اشکال کا جواب دیا کہ یقیناً ہم تمہارے جیسے بشر ہی ہیں۔ لیکن تمہارا یہ سمجھنا غلط ہے کہ بشر رسول نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالی انسانوں کی ہدایت کے لیے انسانوں میں سے ہی بعض انسانوں کو وحی ورسالت کے لیے چن لیتا ہے۔ اور تم سب میں سے یہ احسان اللہ نے ہم پر فرمایا ہے۔

۲. ان کے حسب منشا معجرے کے سلسلے میں رسولوں نے جواب دیا کہ معجرے کا صدور، ہمارے اختیار میں نہیں، یہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

بھروسہ رکھنا چاہیے۔(۱)

ۅؘڡٵڶؽؘٲٚٳۧڒؠؘؾؘۅڴڶۼٙڶ۩ؗڣۅۏٙڡؙٞۿڶٮؽٵۺؙؠؙڶؽٵ ۅؘڶڝؙؠڔؾۜۼڶؠٵۧٳۮؽؾؙؠؙٷؽٲۅۼڶٳ۩ڮ ڡؙڵؽؾؘۊڲڹٳڷؠؙؾؘۅڴؚۮؙۏؾؖٛ

11. اور آخر کیا وجہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ رکھیں جب کہ اسی نے ہمیں ہماری راہیں سجھائی ہیں۔ واللہ جو ایذائیں تم ہمیں دوگے ہم ان پر صبر ہی کریں گے۔ توکل کرنے والوں کو یہی لائق ہے کہ اللہ ہی پر توکل کریں۔ (۱)

ڡؘۛۊؘٲڶٲڷۮؿ۬ػؘػڡؙٛۯ۠ۊڸۯڛؙڸۿۄؙڶڹؙڠٝڔڿؾ۠ڮٝۺٟ ٲۯڝ۬ێۧٲٲٷڶؾٷڎؙڽؓ؈ٟ۬ڝڷؾؚٮٙٵ؞ڧٙٲٷۘڂٙؽٳڷؽۿٟ؞ٝڗڹ۠ۿؙڎ ڬؿؙۿڸؚػڹۜٙٵڵڟڸؠؽڹؖ

ال اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم ممہر ملک بدر کردیں گے یا تم پھر سے ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ۔ تو ان کے پرورد گار نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ان ظالموں کو ہی غارت کردیں گے۔(۳)

ۅؘۘڵۺؙڲڹؘڷڰؙۅؙ۠ٲڷڔۯڞؘڡؚڽؘؙٵۼڡؚۿؚڂٝڎڶڸػڶؠڽؙڂٵڡؘ مَقابِیۡ وَخَافَ وَعِیۡلِ<sup>©</sup>

۱۳ اور ان کے بعد ہم خود تمہیں اس زمین میں بسائیں گے۔(\*) یہ ہے ان کے لیے جو میرے سامنے کھڑے

ا. یہاں مومنین سے مراد اولاً خود انبیاء ہیں، لینی ہمیں سارا بھروسہ اللہ پر ہی رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ آگے فرمایا "آخر کیا وجہ ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ رکھیں"۔

۲. کہ وہی کفار کی شرارتوں اور سفاہتوں سے بچانے والا ہے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ہم سے معجزات طلب نہ
 کریں، اللہ پر توکل کریں، اس کی مشیت ہوگی تو معجزہ ظاہر فرمادے گا، ورنہ نہیں۔

٣. جيبے اور بھی کئی مقامات پر الله تعالی نے فرمایا ﴿وَلَقَدُسَمَقَتُ كَلِمُتُنَالِعِبَاٰوِمَا الْمُوْسِلِيْنَ ﴿ اِنْهُو لَهُو الْمُتَصُّورُونَ ﴿ وَإِنَّ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ اللَّهُ اللللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ ال

٧٠. يه مضمون بھى الله نے كئى مقامات پر بيان فرمايا ہے مشلاً ﴿ وَلَقَدُ كُتَبْمَنَافِى النَّهُ وَمِينَ بَعْدِ اللَّهِ كُوراَتَى الْرُرْضَ يَرِ تُقَاعِبَادِى الشّلِحُونَ ﴾ (الأنبياء: ١٠٥) (جم نے لكھ ديا زبور ميں نصيحت كے پيچے، كه آخر زمين كے وارث ہوں گے ميرے نيك بندے)۔ (مزيد ديميے مورة الأعراف: ١٢٨، ١٢٥) چنانچه اس كے مطابق الله تعالى نے نبى مُنَا الله عَلَيْهُم كى مدد فرمائى، آپ كو بادل ناخواسته كمه سے نكانا پڑا ليكن چند سالوں كے بعد بى آپ فاتحانه مكه ميں داخل ہوئے اور آپ كو نكلنے پر مجبور كرنے والے ظالم مشركين سرجھائے كھڑے آپ كے اشارة ابرو كے منتظر تھے۔ ليكن آپ مَنَا اللهِ عَلَيْهُم نے خلق عظيم كا مظاہرہ كرتے ہوئے لائشْرِ بْبَ عَلَيْكُم كم كر سب كو معاف فرماديا۔ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ.

وَاسَّفْتَكُوا وَخَابَكُلُّ جَبَّارِعِنيْدٍ<sup>®</sup>

مِّنُ وَرَابِهٖ جَهَّنُمُ وَيُسُفَىٰ مِنُ مِّنَ مِّ اَ إِ صَدِيبٍ اِنْ

ؿۜۼۜڲۜٷٷڵٳڲٵۮؽڛؚؽٷ۫؋ۅؘؽٳڗ۫ؽٵڶؠۅٛڬ؈ٛڮ۠ڷؚ ڡػٳڹٷۧڡٵۿۅؠؠٙؾۣڂ۪ٷ؈ٛۊۯڵؠ؋ۼٙڵۻٛۼڶؽڟ۠<sup>®</sup>

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَنْ وَابِرَيْهُمُ أَعَالُهُو كُرَّمَادِ لِشَتَكَّتُ بِهِ البِّيْءُ فِي يَوْمِ عَلَصِدٍ لَايَقْدِ رُونَ مِمَّا كَسَنُواعَل

ہونے کا ڈر رکھیں اور میری وعید سے خوفزدہ رہیں۔(۱)

10 اور انہوں نے فیصلہ طلب کیا(۱) اور تمام سرکش ضدی
لوگ نامر او ہوگئے۔

17. ان کے سامنے دوزخ ہے جہاں انہیں بیپ کا پانی بلایا جائے گا۔(\*\*)

12. جسے بمشکل گھونٹ گھونٹ پییں گے۔ پھر بھی اسے گلے سے اتار نہ سکیل گے اور انہیں ہر جگہ سے موت آتی دکھائی دے گی لیکن وہ مرنے والے نہیں۔ (۱۳) اور ان کے پیچیے بھی سخت عذاب ہے۔

11. ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے پالنے والے سے کفر کیا، ان کے اعمال اس راکھ کے مانند ہیں جس پر تیز

1. جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَاَمَّنَامَنْ خَافَ مَقَامُرَتِهٖ وَ نَهَى الْقَفْسَ عَنِ الْهُوٰى \* فَاقَ الْجَدَّةَ هِى الْمَاوْى ﴾ (النازعات: ٢٠، ٢١) (جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے وُرگیا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکے رکھا، یقیناً جنت اس کا شکانہ ہے)۔ ﴿وَلَمَنْ خَاکَ مَقَامُرَتِهٖ جَتَیٰنِ ﴾ (الرحلن: ٢١) (جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے وُرگیا، اس کے لیے دو جنتیں ہیں)۔ ۲۱. اس کا فاعل ظالم مشرک بھی ہو گئے ہیں کہ انہوں نے بالآخر اللہ سے فیصلہ طلب کیا۔ یعنی اگر یہ رسول سے ہیں تو یا اللہ ہم کو اپنے عذاب کے دریعے سے ہلاک کروہے جیے مشرکین ملہ نے کہا ﴿اللّٰهُ مَ اِنْ کَانَ هٰذَا الْمُوالْحُقَ مِنْ عِنْدِلَا فَامُولُو عَلَيْنَا اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّ

سل صَدِیْدٌ پیپ اور خون جو جہنیوں کے گوشت اور ان کی کھالوں سے بہا ہوگا۔ بعض احادیث میں اسے «عُصَارَةُ أهلِ النَّارِ» (مسند أحمد: جلده، صغراء) "جہنیوں کے جسم سے نچوڑا ہوا" اور بعض احادیث میں ہے کہ یہ صدید اتنا گرم اور کھولتا ہوا ہوا کہ ان کے منہ کے قریب پہنچتے ہی ان کے چرے کی کھال جھلس کر گرپڑے گی اور اس کا ایک گھونٹ پیتے ہی ان کے بیٹ کی آئتیں پاخانے کے رائے باہر نکل پڑیں گی۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ.

م. لینی انواع واقسام کے عذاب چکھ مجھ کر وہ موت کی آرزو کرے گا۔ لیکن، موت وہال کہاں؟ وہاں تو اس طرح دائمی عذاب ہوگا۔

شَيُّ ذٰلِكَ هُوَالضَّلْ الْبُعِيْثُ۞

ٱڮٞڗٞۯٲۜ؆ڶڎڂڰؘۊٵۺۜؠٝۏؾۅٙٲڵۯؙڞؘۑٳڠؾۧ ڶؙؙؾؙؿڷؙؽؙۮ۫ۿڹػڎؙۯۮٳؙٛڎؠۼٙڵؾۣڿۮؚؽۅٟ۞ٚ

وَّمَا ذَلِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيْنِ ۞ وَبَرَزُوْ اللهِ جَمِيعًا فَقَالَ الصَّّعَفَّوُ الِلَّذِيْنَ اسْتُكَبُرُوْ الِاَّا كُنَّا الْمُرْتَبَعًا فَهَلُ اَنْتُومُغُنُونَ عَنَّامِنُ عَنَابِ اللهِ مِنْ شَيْعٌ قَالُوْ الوَّهَلُ اللهُ اللهُ لَهَدَيْنُكُمُ شَمَوًا ءُعَلَيْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبُرُنَا ما لَذَا مِنْ تَجْيُمِنْ قَ

ہوا آند تھی والے دن چلے۔(۱) جو بھی انہوں نے کیا اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے، یہی دور کی گر اہی ہے۔

19. کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسانوں کو اور زمین کو بہترین تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کردے اور نئی مخلوق لے آئے۔

\*\*\* اور اللہ پریہ کام کچھ بھی مشکل نہیں۔(\*)

(\*) اور سب کے سب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ (\*)
اس وقت کمزور لوگ بڑائی والوں سے کہیں گے کہ ہم تو
تمہارے تابعدار تھے، تو کیا تم اللہ کے عذابوں میں سے
کچھ عذاب ہم سے دور کر سکنے والے ہو؟ وہ جواب دیں
گے کہ اگر اللہ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم بھی ضرور تمہاری
رہنمائی کرتے، اب تو ہم پر بے قراری کرنا اور صبر کرنا
دونوں ہی برابر ہیں ہمارے لیے کوئی چھٹکارا نہیں۔ (\*)

ا. قیامت کے دن کافروں کے عملوں کا بھی یہی حال ہوگا کہ اس کا کوئی اجر وثواب انہیں نہیں ملے گا۔

۲. لینی اگر تم نافرمانیوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ تنہیں ہلاک کرکے، تمہاری جگہ نئی مخلوق بیدا کردے۔ (یکی مضون اللہ تعالی نے سورۂ نیاہ: ۱۳۳، الملدُه: ۵۳، فاطر: ۱۵-۱۵ اور سورۂ محد: ۳۸ میں بھی بیان کیا ہے۔)

س. لیعنی سب میدان محشر میں اللہ کے روبرو ہول گے، کوئی کہیں حیب نہ سکے گا۔

می، بعض کہتے ہیں کہ جہنی آپس میں کہیں گے کہ جنتیوں کو جنت اس لیے ملی کہ وہ اللہ کے سامنے روتے اور گڑ گڑاتے سے، آؤ ہم بھی اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری کریں چنانچہ وہ روئیں گے اور خوب آہ وزاری کریں گے۔ لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، پھر کہیں گے کہ جنتیوں کو جنت ان کے صبر کرنے کی وجہ سے ملی، چلو ہم بھی صبر کرتے ہیں، پھر وہ صبر کا بھر پور مظاہرہ کریں گے، لیکن اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا، پس اس وقت وہ کہیں گے کہ ہم صبر کریں یا جزع وفزع، اب چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔ ان کی یہ باہمی گفتگو جہنم کے اندر ہوگی۔ قرآن کریم میں اس کو اور بھی کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ اعراف:۳۸-۴۹، سورہ الاحزاب: ۲۱-۲۸، سورہ مومن: ۲۷-۴۸۔ اس کے علاوہ وہ آپس میں جھڑیں گے بھی اور ایک دوسرے پر گراہ کرنے کا الزام دھریں گے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ جھڑا میدان محشر میں ہوگا۔ اس کی مزید تفصیل اللہ تعالی نے سورہ سا: ۳۱-۳۳ میں بیان فرمائی ہے۔

وَقَالَ الشَّيْطُنُ لَمَّا فَضِّكَ الْأَمُّ اِنَّ اللهُ وَعَدَكُمُّ وَعَدَكُمُ وَعَدَكُمُ وَعَدَاكُمُ وَعَدَاكُمُ وَعَدَاكُمُ وَعَدَاكُمُ وَعَدَاكُمُ وَعَدَاكُمُ عَلَيْكُمُ وَمَاكَانَ لِيَ عَلَيْكُمُ مِّنَّ الْمُعْرَفِينَ مَنْ اللهِ مَنْ اللهُ اللهُ عَلَيْهُ مَا النَّا اللهُ اللهُ عَلَيْهُ مَا اللهُ اللهُ عَنْ اللهُ اللهُ عَنْ اللهُ اللهُ

۲۲. اور جب اور کام کا فیصله کردیا جائے گا تو شیطان کے گا<sup>(۱)</sup> که اللہ نے تو جہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کیے شخصان کا خلاف کیا، (۲۰ میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں، (۳) ہاں میں نے جمہیں پکارا اور تم نے میری مان لی، (۳) پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو، (۵) نہ میں تمہارا فریاد رس اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، (۱) میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، (۱) میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے، (۱) یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (۱)

ا. یعنی اہل ایمان جنت میں اور اہل کفر وشرک جہنم میں چلے جائیں گے تو شیطان جہنیوں سے کہے گا۔

۲. اللہ نے جو وعدے اپنے پغیبروں کے ذریعہ سے کیے تھے کہ نجات میرے پغیبروں پر ایمان لانے میں ہے، وہ حق تھے ان کے مقابلے میں میرے وعدے تو سراسر دھو کہ اور فریب تھے۔ جس طرح اللہ نے فرمایا ﴿یَجِدُ اللّٰہ عَنِی اللّٰہ عَنِی اللّٰہ عَلَی اللّٰہ اللّٰہ عَلَی اللّٰہ عَلَیْ اللّٰہ عَلَیْ اللّٰہ عَلَی اللّٰ اللّٰہ عَلَی اللّٰ اللّٰہ عَلَی اللّٰ اللّٰہ عَلَی اللّٰہ عَلَی اللّٰہ عَلَی اللّٰہ عَلَی اللّٰہ عَلَی اللّٰہ عَلَی اللّٰہ علی اللّٰہ عَلَی اللّٰ اللّٰہ عَلَی اللّٰہ عَلَی اللّٰ اللّٰہ عَلَی اللّٰہ عَلَی اللّٰہ عَلَی اللّٰہ عَ

۳۰. دوسرایه که میری باتول میں کوئی دلیل وجحت نہیں ہوتی تھی، نه میرا کوئی دباؤ ہی تم پر تھا۔

ہم. ہاں میری صرف دعوت اور پکار تھی، تم نے میری بے دلیل بکار کو تو مان لیا اور پیٹیبروں کی دلیل وجت سے بھر پور ہاتوں کو رد کر دیا۔

۵. اس لیے کہ قصور سارا تمہارا اپنا ہی ہے، تم نے عقل وشعور سے ذرا کام نہ لیا، دلائل واضحہ کو تم نے نظر انداز کردیا،
 اور مجرد دعوے کے پیچیے لگے رہے، جس کی پشت پر کوئی دلیل نہیں تھی۔

لا. لینی نہ میں تمہیں اس عذاب سے نکلوا سکتا ہوں جس میں تم مبتلا ہو اور نہ تم اس قبر وغضب سے مجھے بچاسکتے ہو جو اللہ کی طرف سے مجھے پر ہے۔
 اللہ کی طرف سے مجھے پر ہے۔

2. مجھے اس بات سے بھی انکار ہے کہ میں اللہ کا شریک ہوں، اگر تم مجھے یا کسی اور کو اللہ کا شریک گردانتے رہے تو تمہاری اپنی غلطی اور نادانی تھی، جس اللہ نے ساری کائنات بنائی تھی اور اس کی تدبیر بھی وہی کرتا رہا، بھلا اس کا کوئی شریک کیوں کرہوسکتا تھا؟

٨. بعض كہتے ہيں كہ يہ جملہ بھى شيطان ہى كا ہے اور يہ اس كے مذكورہ خطبے كا تتمہ ہے۔ بعض كہتے ہيں كہ شيطان كا كلام
 مِنْ قَبْلُ پر ختم ہوگيا، يہ اللہ تعالى كا كلام ہے۔

ۅؘٲڎڿڵٲڷڹؽڹٵؗڡۧٮؙٷٳۅؘعؚڡڷۅۘٳٳڵڟڸڂؾؘۘڿؾٚ ؾۼڔؙؽؙ؈ٛػٷٙؠٙ؆ٵڵڒٮ۫ۿۯڂڸٮڔؽڹ؋ۑۿٳؠٳۮؙڹ ڗێۣۿؚڎ۫ٷؚؾێؿؙۿؙڎۏؿۿٵ؊ڵٷٛ

ٱڬۊؘڗۘڴؽڣؘۻٙڔٙٵٮڵٷؙڡۘۻؙڴڒڮڶؠڐؘڟؚؾؚؠڐٞ ػؿؘۼڒۊؚٚڬؚؚؾؠڎٟٳڞڵۿٵٵڽڰٷٙڣۘۯۼٛۿٳڣٳڶۺؠڵۧ؞۞ٚ

تُوُنَّ أَكُلُهَاكُلَّ حِيْنَ بِإِذْنِ رَبِّهِا ۚ وَيَغْرِبُ اللَّهُ الْكُفُثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمُ يَتَنَكَّزُونَ ۞

وَمَثَلُ كِلِمَةِ خِيْثَةَةٍكَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ لِجُنُثَّتُ مِنُ فَوْرِقِ الْاَرْضِ مَا لَهَامِنُ قَرَادٍ ۞

يُثَمِّتُ اللهُ الَّذِينَ امَنُوا بِالْفَوْلِ الثَّابِ فِي الْمُبُوةِ الثُّنُيَا وَفِي الْاِحْرَةِ وَيُضِلُّ اللهُ الطَّلِمِينَ \*

۲۳ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ ان جنتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے پنچے چشمے جاری ہیں جہال انہیں جیشگی ہوگی اپنے رب کے علم سے۔(۱) جہال ان کا خیر مقدم سلام سے ہوگا۔(۱)

۲۲. کیا آپ نے تنہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان فرمائی مثل ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی جہنیاں آسان میں ہیں۔
70. جو اپنے پروردگار کے علم سے ہر وقت اپنے کھل لا تا ہے، (۳) اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

۲۷. اور ناپاک بات کی مثال گندے درخت جیسی ہے جو زمین کے پچھ اوپر ہی سے اکھاڑلیا گیا۔ اسے پچھ ثبات تو ہے نہیں۔

۲۷. ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ یکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں

ا. یہ اہل شقادت واہل کفر کے مقابلے میں اہل سعادت اور اہل ایمان کا تذکرہ ہے۔ ان کا ذکر ان کے ساتھ اس لیے کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کے اندر اہل ایمان والا کردار اپنانے کا شوق ورغبت پیدا ہو۔

لین آپس میں ان کا تحفہ ایک دوسرے کو سلام کرنا ہوگا۔ علاوہ ازیں فرشتے بھی ہر ہر دروازے سے داخل ہو ہوکر انہیں سلام عرض کریں گے۔

سال اس كا مطلب ہے كہ مومن كى مثال اس درخت كى طرح ہے، جو گرى ہو يا سردى ہر وقت كھل ديتا ہے۔ اس طرح مومن كے اعمال صالح شب وروز كے لمحات ميں ہر آن اور ہر گھڑى آسان كى طرف لے جائے ہيں كَلِمَةٌ طَيّبةٌ عَاسلام، يا لا الله الا الله اور شجرهٔ طيب سے محجور كا درخت مراد ہے۔ جيسا كه صحح حديث سے ثابت ہے۔ (صحبح البخاري، كتاب العلم، باب الفهم في العلم، ومسلم، كتاب صفة القيامة، باب مثل المؤمن مثل النخلة)

٣٠. كلمة خبيش سے مراد كفر اور شجرة خبيش سے خظل (اندرائن) كادرخت مراد ہے۔ جس كى جراز مين كے اوپر بى ہوتى ہے اور ذراسے اشارے سے اكھر جاتى ہے۔ يعنى كافر كے اعمال بالكل بے جیشت ہیں۔ نہ وہ آسان پر چڑھتے ہیں، نہ اللہ كى بارگاہ ميں وہ قبوليت كا درجہ ياتے ہیں۔

وَيَفْعُلُ اللَّهُ مَا يَنَنَّأُ وْ

ٱڵۄ۫ؾۜۯٳڶڸٵێۮۣؽؙڹۘڐڶۅٝٳؽۼۘؠؾۘٳٮڵڡؚػؙڡٞؗٵڗۘٳۘٛػڵۊٛٳ ۛۼۜۅؙڡۿؙۮۮٳۯڵڹڮٳۯۣؖ

جَهَنَّهَ وَيَصُلَوْنَهَا وُبِئْسَ الْقَرَارُ

وَجَعَلُوْالِلهِ اَنْكَ ادَّالِيُضِلُّوْا عَنُ سَبِيلِهٌ قُلُ تَمَتَّعُوْا فَإِنَّ مَصِيْرِكُوْ إِلَى النَّارِ©

بھی، (' ) ہاں نا انصاف لوگوں کو اللہ بہکا دیتا ہے اور اللہ جو جاہے کر گزرے۔

۲۸. کیا آپ نے ان کی طرف نظر نہیں ڈالی جنہوں نے اللہ کی نعت کے بدلے ناشکری کی اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا۔ (۲)

۲۹. لیعنی دوزخ میں جس میں یہ سب جائیں گے، جو برترین طھکانا ہے۔

• اور انہوں نے اللہ کے ہمسر بنالیے کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ خیر مزے کرلو

۲. اس کی تفسیر صحیح بخاری میں ہے کہ اس سے مراد کفار مکہ ہیں، (بیخاری، تفسیر سورۃ إبراهیم) جنہوں نے رسالت محمدید کا انکار کرکے اور جنگ بدر میں مسلمانوں سے لڑکر اپنے لوگوں کو ہلاک کروایا، تاہم اپنے مفہوم کے اعتبار سے یہ عام ہے اور مطلب یہ ہوگا کہ حضرت محمد منگا شیئی کو اللہ تعالی نے رحمۃ للعالمین اور لوگوں کے لیے نعمت المہیہ بناکر بھیجا، پس جس نے اس نعمت کو رد کردیا اور کفر جس نے اس نعمت کو رد کردیا اور کفر اعتبار کے رکھا، وہ جہنمی قرار یابا۔

تمہاری بازگشت تو آخر جہنم ہی ہے۔

اسل. میرے ایمان والے بندوں سے کہہ دیجیے کہ نمازوں کو قائم رکھیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ خریدوفروخت ہوگی نہ دوستی اور محت۔(۲)

اسلا الله وہ ہے جس نے آسانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور آسانوں سے بارش برساکر اس کے ذریعے سے تمہاری روزی کے لیے کھل نکالے ہیں اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کردیا ہے کہ دریاؤں میں اس کے حکم سے چلیں پھریں۔ اس نے ندیاں اور نہریں تمہارے اختیار میں کردی ہیں۔ (۳) مسلا اور اسی نے تمہارے لیے سورج اور چاند کو مسخر کردیا ہے کہ برابر ہی چل رہے ہیں (۳) اور رات دن کو

ڡؙٛڷڵؚؚۼؚؠؘٳۮؽۘٵڷڒؚؽڹٵڡٮؙٛۉٵؽڣؚؽۿؙۅٳاڵڞڶۅۊؘ ڡؘؽؙٮٛٛڣڠؙۉٵڝ؆ۮؽؘڨ۬ۿؙۄؙڛٷۜٳٷۜۼڵڒڹؽڎٞۺڽ ڰؘڹؖڸؚٲڽٛؿٳٛڹؘؽڮۉڟؙڒٳۺؿۼ۫ڣؽٷڒڂۣڵڮٛ۞

ٱللهُ اللَّـ بِنِي خَـ لَتَى السَّـ لَمُوتِ وَالْأَرْضَ وَ اَنْزُلَ مِنَ السَّـمَا فِي مَاغُ فَاتَحْرَجَ بِهِ مِنَ الشَّمَرُتِ رِنْزُقَالُمُؤْ وَسَخْرَكُوْ الْفُلُكَ لِغَيْرِي فِي الْمَعْرِ بِأَمْرِ مِ \* وَسَخَرَكُوُ الْأَنْهُلَوَّ

ۅؘڛۜڿۜۯڵڬٛۄؗٳڶۺۜؠٛٮؘۅٳڵڨٙؠؘۯۮٳۧؠؚؠؽڹۣ۫ۅؘڛۜڿۜۯ ڵػؙۄٵؿڽڷٷٳڵڽۿٳ۞۠

ا. یہ تہدید وتونی ہے کہ دنیا میں تم جو کچھ چاہو کراو، مگر کب تک؟ بالآخر تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۲. نماز کو قائم کرنے کا مطلب ہے کہ اسے اپنے وقت پر اور تعدیل ارکان کے ساتھ اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کیا جائے، جس طرح کہ بی مثل اللہ کے ساتھ صلۂ رحمی کی جائے، جس طرح کہ بی مثل اللہ کیا ہے۔ انفاق کا مطلب ہے کہ زکوۃ ادا کی جائے، اقارب کے ساتھ صلۂ رحمی کی جائے اور دیگر ضرورت مندول پر احسان کیا جائے۔ یہ نہیں کہ صرف اپنی ذات اور اپنی ضروریات پر تو بلا در پنی خوب خرج کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی جگہول پر خرج کرنے سے گریز کیا جائے۔ قیامت کا دن ایسا ہوگا کہ جہاں نہ خرید و فروخت ممکن ہوگی دوستی ہی کس کے کام آئے گی۔

سا اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پر جو انعامات کیے ہیں، ان میں سے بعض کا تذکرہ یہاں کیاجارہا ہے۔ فرمایا آسان کو حجیت اور زمین کو بچھونا بنایا۔ آسان سے بارش نازل فرماکر مختلف قتم کے درخت اور فصلیں اگائیں، جن میں لذت وقوت کے لیے میں ہیں اور انواع واقسام کے غلے بھی جن کے رنگ اور شکلیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ذاکتے، خوشبو اور فوائد بھی مختلف ہیں۔ کشتیوں اور جہازوں کو خدمت میں لگادیا کہ وہ تلاظم خیز موجوں پر چلتے ہیں، انسانوں کو بھی ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچاتے ہیں اور سامان تجارت بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں۔ زمینوں اور پہاڑوں سے چشے اور نہریں جاری کردیں تاکہ تم بھی سیراب ہو اور اپنے کھیتوں کو بھی سیراب کرو۔

الله العني مسلسل چلتے رہے ہیں، مجھی مشہرتے نہیں رات کو، نہ دن کو۔ علاوہ ازیں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہیں لیکن

میں تمہارے کام میں لگار کھا ہے۔

سر اور اسی نے تمہیں تمہاری منہ مانگی کل چیزوں میں سے دے رکھا ہے۔ (۲) اگر تم اللہ کے احسان گننا چاہو تو انہیں پورے گن بھی نہیں سکتے۔ (۲) یقیناً انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔ (۲)

۳۵. اور (ابراہیم عَالِیَّا کی یہ دعا بھی یاد کرہ) جب انہوں نے کہا کہ اے میرے پرورد گار! اس شہر کو امن والا بنا دے، (۵) اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے۔

وَالْمُكُمِّنُ كُلِّ مَاسَالُتُنُونُ وَانَ تَعُثُّ وَالِغَمَتَ اللهِ لَاشْصُوْهُ أَكَ الْإِنْسَانَ لَظَلُومُ كَفَارُهُ

وَإِذُ قَالَ إِبْرُهِ يُوْرَتِ اجْعَلُ هِـ نَا الْبُكَدَ الْمِنَّا وَّاجُنُبْنِيُ وَبَنِيَّ اَنْ تَعَبُّدَ الْأَصَنَامَ ﴿

تبھی ان کا باہمی تصادم اور ٹکراؤ نہیں ہو تا۔

ا. رات اور دن، ان کا باہمی نفاوت جاری رہتا ہے۔ کبھی رات، دن کا کبھ جھے لے کر کمبی ہوجاتی ہے اور کبھی دن، رات کا کبھے حصد لے کر کمبی ہوجاتی ہے اور کبھی دن، رات کا کبھے حصد لے کر کمبا ہوجاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ ابتدائے کا کنات سے چل رہا ہے، اس میں یک سرمو فرق نہیں آیا۔

۲. لینی اس نے تمہاری ضرورت کی تمام چیزیں مہیا کیں جو تم اس سے طلب کرتے ہو۔ اور بعض کہتے ہیں جے تم طلب کرتے ہو، وہ بھی دیتا ہے۔ غرض تمہیں کرتے ہو، وہ بھی دیتا ہے۔ غرض تمہیں زندگی گزارنے کی تمام سہولتیں فراہم کرتا ہے۔

سا لیمن اللہ کی تعتیں ان گت ہیں انہیں کوئی حیطہ شار میں لاہی نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ کوئی ان نعتوں کے شکر کا حق ادا کرسکے۔ ایک اثر میں حضرت داود علیہ آگا کا قول نقل کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا "اے رب! میں تیرا شکر کس طرح ادا کروں؟ جب کہ شکر بجائے خود تیری طرف سے مجھ پر ایک نعت ہے"۔ اللہ تعالی نے فرمایا "اے داود! اب تو نے میرا شکر ادا کردیا جب کہ تو نے یہ اعتراف کر لیا کہ یا اللہ میں تیری نعتوں کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں"۔ (تغیر ابن کیر) میں اللہ کی نعتوں کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں"۔ (تغیر ابن کیر) میں اللہ کی نعتوں پر شکر ادا کرنے سے غفلت کی وجہ سے انسان اپنے نفس کے ساتھ ظلم اور بے انسافی کرتا ہے۔ باکھوس کافر، جو بالکل ہی اللہ سے غافل ہے۔

۵. "اس شہر" سے مراد مکہ ہے۔ دیگر دعاؤں سے قبل یہ دعا کی کہ اسے امن والا بنادے، اس لیے کہ امن ہوگا تو لوگ دوسری نعتوں سے بھی صحیح معنوں میں متمتع ہوسکیں گے، ورنہ امن وسکون کے بغیر تمام آسائشوں اور سہولتوں کے باوجود، خوف اور دہشت کے سائے انسان کو مضطرب اور پریشان رکھتے ہیں۔ جیسے آنج کل کے عام معاشروں کا حال ہے۔ سوائے سعودی عرب کے۔ وہاں اس دعا کی برکت سے اور اسلامی حدود کے نفاذ سے آنج بھی ایک مثالی امن قائم ہے (صَانَهَا اللّٰهُ عَنِ الشَّدُوْدِ وَالْفِنَيْنِ) یہاں انعامات الہیم کے ضمن میں اسے بیان فرماکر اشارہ کردیا کہ قریش جہاں اللہ کے دیگر انعامات سے عافل ہیں۔ اس خصوصی انعام سے بھی عافل ہیں کہ اس نے انہیں مکہ جیسے امن والے شہر کا باشدہ بنایا۔

رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضُلَلُنَ كَثِيُّ أَثِنَ التَّأْسِ \* فَهَنُ تَنِعَنِى فَإِنَّهُ مِتِّى ً وَمَنْ عَصَانِى أَ فَإِنَّكَ غَفُوْ مُ تَرْحِيْدُ

رَكَنَا إِنِّ آَسُكَنُتُ مِنْ ذُرِّدَيْتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِى ذَرُع عِنْك بَيْتِكَ الْمُحَوَّولِ رَبَّنَا لِيُقِيهُ وَالصَّلُولَةَ فَاجْعَلُ آفِ مَا عَلَيْ مِنَ النَّاسِ تَهُوِى َ لِيهُمُ وَارْبُ قَهُوُمِّنَ التَّهَرَاتِ لَعَلَّهُمُ يَشْكُرُونَ ۞

؆ۜۜۜۜۜڹۜٮؘٚٳۧٳۜٮٞٛڰؘؾؘڡؙؙڲۄؙؗڡؘٵٮؙٛڂٛڣۣؽ۫ۅؘڡٵؽؙۼڵؚڽ۠ ۅٙڡٵؽڂ۫ڟؽعؘڶ اللومِن۫شَڴؙ؋ۣ الْاَرْضِ

سے لوگوں کو راہ سے بھٹادیا ہے۔ (۱) پس میری تابعداری کرنے والے معبود! انہوں نے بہت کرنے وال میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بہت ہی معاف کرنے والا ہے۔ اور جو میری نافرمانی کرنے والا ہے۔ ہی معاف کرنے والا اور بہت زیادہ کرم کرنے والا ہے۔ کسل اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی پچھ اولاد (۲) اس بے کھتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ اس لیے کہ پاس بسائی ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ اس لیے کہ ان کی طرف مائل کردے۔ اور انہیں بھلوں کی روزیاں و عنایت فرما (۵) تاکہ یہ شکر گزاری کریں۔

سر اسے ہمارے پرورد گار! تو خوب جانتا ہے جو ہم چھپائیں اور جو ظاہر کریں۔ زمین وآسان کی کوئی چیز اللہ

ا. گر اہ کرنے کی نسبت ان پھر کی مورتیوں کی طرف کی جن کی مشرکین عبادت کرتے تھے، باوجود اس بات کے کہ وہ غیر عاقل ہیں، کیونکہ وہ گر اہی کا باعث تھیں اور ہیں۔

٢. مِنْ ذُرِّيَتِيْ ميں مِنْ تعبيض كے ليے ہے ليعنى بعض اولاد- كہتے ہيں حضرت ابراہيم عَالَيْكِا كے آٹھ صلى بيٹے تھے، جن ميں صرف حضرت اساعيل عاليَّكِا كو يہاں بايا- (فق القدير)

س. عبادات میں سے صرف نماز کا ذکر کیا، جس سے نماز کی اہمیت واضح ہے۔

٣٠. يهال بھى مِنْ تبعيض كے ليے ہے۔ كہ بچھ لوگ، مراد اس سے مسلمان ہيں۔ چنانچہ ديكھ ليجي كہ كس طرح دنيا بھر كے مسلمان مكه مكرمه ميں جمع ہوتے ہيں اور ج كے علاوہ بھى سارا سال يہ سلسله جارى رہتاہے۔ اگر حضرت ابراہيم عليناً أَفْدَدَةَ النَّاسِ (لوگوں كے دلوں) كہتے تو عيسائى، يہودى، مجوسى اور ديگر تمام لوگ مكه جنچتے۔ مِنَ النَّاسِ كے مِنْ نے اس دعا كو مسلمانوں تك محدود كرديا۔ (ان عَيْر)

۵. اس دعا کی تاثیر بھی دیکھ لی جائے کہ ملہ جیسی بے آب وگیاہ سرزمین میں، جہاں کوئی بھل دار درخت نہیں، دنیا بھر کے بھل اور میوے نہایت فراوانی کے ساتھ مہیا ہیں اور ج کے موقع پر بھی جب کہ لاکھوں افراد مزید وہاں بھنج جاتے ہیں، بھلوں کی فراوانی میں کوئی کی نہیں آتی (وَ هٰذَا مِنْ لُطْفِ اللّٰهِ تَعَالَیٰ وَکَرَمِهِ وَرَحْمَتِه وَبَرَکَتِهِ، اسْتِجَابَةً لِخَلِیْلِهِ إِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ) کہا جاتا ہے کہ یہ دعا خانہ کعہ کی تعیر کے بعد مانگی، جب کہ پہلی دعا (امن والا بنا دے) اس وقت مانگی، جب اپنی المہیہ اور شیر خوار بچے اساعیل کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر وہاں چھوڑ کر چلے گئے۔ (ابن کیر)

وَلا فِي السَّمَاءِ ١

ٵڬٛؠڬؙؽڵۼٳڷۜٮ۬ؽۅٙۿؘڹڶۣٛۼۜٲٲڲڹڔٳۺؠۼؽڶ ۅؘٳۺڂؾٞٳڹۜڔٙؠٞڶڛٙؠؽؙٵڶڎؙۼؙٳۤ۞

رَبِ اجْعَلْنِي مُقِيهُ الصَّلْوةِ وَمِنَ ذُرِّيَّتِيَ ثُمَّ رَبَّنَا وَتَقَبَّلُ دُعَا ﴿

رَبَّنَااغُفِرُ لِ وَلِوَالِدَى وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۚ

ۅٙڒؾؘؘؘؙؗڝ۫ٮؘڹۜٵٮڵڎۼٙٳڣڴػؠۜٵؽۼؙؠٙڷ الڟٚڸؚؠؙۅٛڹؗؗۄٝٳٮۜؠؙٵؽؙٷٙڿٚۯؙۿؙۄؙڸؽۅؙۄؚٟؾۜؿؙڿؘڞؙ ڣؙٵۮؙڒڝؙؙۯؙ۞۠

ير پوشيده نهيل-(١)

٣٩. الله كا شكر ہے جس نے مجھے اس بڑھاپے ميں اساعيل واسحاق (عَلَيْهَا الله) عطا فرمائے۔ کچھ شک نہيں كه ميرا پالنہار الله دعاؤل كا سننے والا ہے۔

۲۰۰۰ اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد سے بھی، (۱) اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما۔

ام. اے ہمارے پرورد گار! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش (۱۳) اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے۔

۳۲. اور نا انصافوں کے اعمال سے اللہ کو غافل نہ سمجھ، وہ تو انہیں اس دن تک مہلت دیے ہوئے ہے جس دن آئکھیں چھٹی کی بھٹی رہ جائیں گی۔ (۴)

ا. مطلب یہ ہے کہ میری دعا کے مقصد کو تو بخوبی جانتاہے، اس شہر والوں کے لیے دعا سے اصل مقصد تیری رضا ہے تو تو ہر چیز کی حقیقت کو خوب جانتا ہے، آسان وزمین کی کوئی چیز تجھ سے مخفی نہیں۔

۲. اپنے ساتھ اپنی اولاد کے لیے بھی دعا مانگی، جیبے اس سے قبل بھی اپنے ساتھ اپنی اولاد کے لیے بھی یہ دعا مانگی کہ انہیں پھر کی مور تیوں کو پوجنے سے بچا کر رکھنا۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے دین کے داعیوں کو اپنے گھر والوں کی بدایت اور ان کی دینی تعلیم و تربیت سے غافل نہیں رہنا چاہیے بلکہ تبلیغ ودعوت میں انہیں اولیت دینی چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغیم حضرت محمد مثل الله تعالیٰ نے اپنے آخری پیغیم حضرت محمد مثل الله تحلی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغیم حضرت محمد مثل الله تعالیٰ نے دیا ﴿ وَانْدُورْ تَعْشِیْدُ تَلُکُ اللّٰ الله تعالیٰ کے اپنے آخری پیغیم حضرت محمد مثل الله تعالیٰ کے دیا ہے۔

سا. حضرت ابراہیم علیہ اللہ کا وقت کی جب کہ انجی ان پر اپنے باپ کا عَدُوُّ اللهِ ہونا واضح نہیں ہوا تھا، جب یہ واضح ہو گیا کہ میرا باپ اللہ کا وشمن ہے تو اس سے اظہار براءت کردیا، اس لیے کہ مشرکین کے لیے دعا کرنا جائز نہیں چاہے وہ قرابت قریبہ ہی کیوں نہ رکھتے ہوں۔

۷۲. لیعنی قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ ہے۔ اگر دنیا میں اللہ نے کسی کو زیادہ مہلت دے دی اور اس کے مرنے تک اس کا مؤاخذہ نہیں کیا تو قیامت کے دن تو وہ مؤاخذہ اللی سے نہیں نی سکے گا، جو کافروں کے لیے اتنا ہولناک دن ہوگا کہ آتکھیں بھی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيُ رُءُوْسِهِمُ لاَيْرِتَكُ اِلَيُهِمْ طَوْفُهُوْ وَافِيْدَتْهُمْ هَوَاءُ۞

ۅٙٲٮؙٚۮؚڔؚٳڵٮۜٛٵڛٙؽۅؙؗؗؗڝٚؽؗڗؾؽڥۿٵڵڡؘڬؘٵۘۘڣؙؽٙڡؙٛۅٛڶٛ ٵڰڹڝؙ۬ڟڬۿؙٳۯؾۜڹؘٵۧڿٚڔٮؙٵٛٙٳڸۤٲڿڸٟ؋ٙڽ ؿؚۼۘٛۮ۪ۘۮۼۘۅٙؾػۅٙڬؾۜؽڿؚٵڷۅ۠ڛؙڷٲۅؘڵۄٙؗڴؙۏٟڹ۠ٷٛٙ ٲۺؖؠٛڎؙؿۅ۠ۺۜؿؙؙؿؙؙؙڮٛ؇ٲڴؙۄ۫ۺؙڗؘۊڰ۠

وَّسَكَنُمُ فِي مَسْلِكِنِ الَّذِيْنِ طَلَخُوْ النَّشُمُ مُ وَتَبَيَّنَ لَكُوْنَيْفَ فَعَلْمَا مِمُ وَضَرِّنَا الْكُوْ الْمُثَالَ

وَقَلْ مَكَرُوا مَكُوهُمُ وَعِنْمَاللهِ مَكُرُهُمُ وَإِنْ كَانَ مَكُوهُمُ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالْ

سر اوپر اٹھائے دوڑ بھاگ کر رہے ہوں گے، (اُن خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہیں نہ لوٹیں گی اور ان کے دل خالی اور اڑے ہوئے ہوں گے۔(۱)

ان کے پاس عذاب آجائے گا، اور ظالم کہیں گے کہ ان کے پاس عذاب آجائے گا، اور ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں بہت تھوڑے قریب کے وقت تک کی ہی مہلت دے کہ ہم تیری تبلیغ مان لیں اور تیرے پیٹمبروں کی تابعداری میں لگ جائیں۔ کیا تم اس سے پہلے بھی قسمیں نہیں کھارہے تھے؟ کہ تمہارے لیے دنا سے ٹلنا ہی نہیں۔ (۳)

۳۵. اور کیا تم ان لوگوں کے گھروں میں رہتے سہتے نہ تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور کیا تم پر وہ معاملہ کھلا نہیں کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا کچھ کیا۔ اور ہم نے (تو تمہارے سمجھانے کو) بہت سی مثالیں بیان کردی تھیں۔ (۳)

۲۰۰۸. اور یہ اپنی اپنی چالیں چل رہے ہیں اور اللہ کو ان کی تمام چالوں کا علم ہے (۵) اور ان کی چالیں ایسی نہ تھیں

ا. مُهْطِعِيْنَ تَيْرِى سے دورُ رہے ہول گے۔ دوسرے مقام پر فرمایا ﴿مُهْطِعِیْنَ إِلَى النّارِ ﴾ (القمر: ٨) (بلانے والے کی طرف دورُ یں گے) مُفْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ حیرت سے ان کے سر اٹھے ہوئے ہول گے۔

۲. جو ہولناکیاں وہ دیکھیں گے اور جو فکر اور خوف اپنے بارے میں انہیں ہو گا، ان کے بیش نظر ان کی آ تکھیں ایک لحظہ کے لیے بھی پیت نہیں ہول گی اور کثرت خوف سے ان کے دل گرے ہوئے اور خالی ہول گے۔

سا لیعنی دنیا میں تم قشمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ کوئی حساب کتاب اور جنت ودوزخ نہیں، اور دوبارہ کے زندہ ہونا ہے۔ سم لیعنی عبرت کے لیے ہم نے تو ان پیچھلی قوموں کے واقعات بیان کردیے ہیں، جن کے گھروں میں اب تم آباد ہو اور ان کے کھنڈرات بھی تمہیں دعوت غور وفکر دے رہے ہیں۔ اگر تم ان سے عبرت نہ پکڑو اور ان کے انجام سے بیخے کی فکر نہ کرو تو تمہاری مرضی، پھر تم بھی اس انجام کے لیے تیار رہو۔

۵. یہ جملہ حالیہ ہے کہ ہم نے ان کے ساتھ جو کیا وہ کیا، درآں حالیکہ انہوں نے باطل کے اثبات اور حق کے رد کرنے کے

ڣؘڵڗۼؖڛؘڹؘۜڷڶڷڎؙۼٛڶؚڡ۬ۅؘڡؙٮؚ؋ۯڛؙڵڎؙٳػٳڶڷ۬ۿۼؚۯۣؽڗٛ ڎؙۅٲڹۛڡٵڄ۞

يَوْمَرَّتُكَّ لُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوْتُ وَبَرَزُوُ الِلهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّالِ۞

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَبِنِ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْرَصْفَادِشَ

کہ ان سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔(۱)

سے بہوں سے اللہ اپنے بہوں سے وعدہ خلافی کرے گا، () بے شک اللہ بڑا ہی غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔ ()

۲۸. جس دن زمین اس زمین کے سوا اور ہی بدل دی جائے گی اورآسان کھی، (\*\*) اور سب کے سب غلبے والے اکید اللہ کے روبرو ہول گے۔

اور آپ اس دن گناه گاروں کو دیکھیں گے کہ

لیے مقدور بھر حیلے اور مکر کیے اور اللہ کو ان تمام چالوں کا علم ہے لین اس کے پاس درج ہے جس کی وہ ان کو سزا دے گا۔

۱. کیونکہ اگر پہاڑ ٹل گئے ہوتے تو اپنی جگہ بر قرار نہ ہوتے، جب کہ سب پہاڑ اپنی اپنی جگہ ثابت اور بر قرار ہیں۔ یہ إِنْ نافیة کی صورت میں ہے۔ دوسرے معنی إِنْ مُحَفَّفَةٌ مِنَ الْمُثَقَّلَةِ کے لیے گئے ہیں۔ لینی بقیناً ان کے کر تو استے بڑے سے کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جاتے۔ یہ تو اللہ تعالی ہی ہے، جس نے ان کے کروں کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ جیسے مشرکین کی طرک کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ تَكَادُ اللّهَ اللّهِ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ ال

۲. تعنی اللہ نے اپنے رسولوں سے دنیا اور آخرت میں مدد کرنے کا جو وعدہ کیا ہے، وہ یقیناً سچا ہے، اس سے وعدہ خلافی ممکن نہیں۔

سر لینی اپنے دوستوں کے لیے اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے والا ہے۔

٧٠. المام شوکانی فرماتے ہیں کہ آیت میں دونوں احتال ہیں کہ یہ تبدیلی صفات کے لحاظ ہے ہو یا ذات کے لحاظ ہے۔ لیخی یہ آسمان وزمین اپنے صفات کے اعتبار سے بدل جائیں گے یا ویے ہی ذاتی طور پر یہ تبدیلی آئے گی، نہ یہ زمین رہے گی نہ یہ آسمان، زمین بھی کوئی اور ہو گی اور آسمان بھی کوئی اور ہو گی اور آسمان بھی کوئی اور مورٹی اور آسمان بھی کوئی اور حدیث میں آتا ہے، رسول اللہ عَلَیْتَیْمَ نے فرمایا، «یُحشُرُ النّاسُ یَوْم الْقِیامَةِ عَلَیٰ اَرْضِ بَیْضَاءَ عَفْرَاءَ، کَقُرْصَةِ النّقِیِّ لَیْسَ فِیْهَا عَلَمٌ لاَّحَدِ» (صحیح مسلم، صفة القیامة، باب فی البعث والنشور) (قیامت کے دن لوگ سفید بھوری زمین پر اکٹھے ہوں گے جو میدہ کی روٹی کی طرح ہوگی۔ اس میں کسی کا کوئی حجینڈا (یا علامتی نشان) نہیں ہوگا۔ حضرت عائشہ بڑا ہے اوچھا کہ جب یہ آسمان وزمین بدل دیے جائیں گے تو پھر لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ بی عَلَیْشِیُمَ نے فرمایا "صراط پر" یعنی پل صراط پر (حواد نہ کور) ایک یہودی کے استفسار پر آپ عَلَیْشِیَمُ نے فرمایا کہ (لوگ اس دن بل کے قریب اندھیرے میں ہوں گے)۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب بیان صفة منے الرجل)

سَرَابِيلْهُوْمِّنُ قَطِرَانٍ وَتَعْشَى وُجُوهَهُ وُ التَّارُ

ڸؠؙڿ۬ڔ۬ؽۘٵٮڵڎؙػؙڴؘۘؽؘڡٛ۫ڛؚ؆ٵػڛؘڔؿٵۣڽۜٵٮڵڎٙۺڔؽۼٛ ڵڝؚ۫ٮٵٛڣ

ۿڬٲڹڬڠؙٚڷؚڵؾٵڛٷڶؽڹ۫ڬٮٛٛۉڶڽ؋ۏۘڵؽۼڬٮٛٷٛٳۧٲٮۜٚڡۘٵۿۅٙ ٳڵڎٷڶڃٮ۠ٷڸؽڹٞڴۯٷڶۅۘٵڶڰڶڹٵۛٮ۞۫

ز نجیروں میں ملے جلے ایک جگہ جکڑے ہوئے ہول گ۔

• ۵. ان کے لباس گندھک کے ہول گے (۱) اور آگ ان کے چروں پر بھی چڑھی ہوئی ہوگی۔

اله. یه اس لیے که الله تعالی ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ دے، بیشک الله تعالی جلد حماب لینے والا ہے۔

۵۲. یہ قرآن (۲) تمام لوگوں کے لیے اطلاع نامہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے وہ ہوشیار کردیے جائیں اور بخو فی معلوم کرلیں کہ اللہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقلمند لوگ سوچ سمجھ لیں۔

ا. جو آگ سے فوراً بھڑک اٹھتی ہے۔ علاوہ ازیں آگ نے ان کے چہروں کو بھی ڈھانکا ہوا ہو گا۔ ۲. یہ اشارہ قرآن کی طرف ہے، یا بچھلی تفصیلات کی طرف، جو ﴿وَلاَ تَصْسَبَنَى اللهُ عَافِلاً﴾ سے بان کی گئی ہیں۔

#### سورہ حجر مکی ہے اور اس کی ننانوے آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں۔

#### 

سُورُةُ إِلَيْحُ الْمُ

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. النّار ، یه کتاب الّهی کی آیتیں ہیں اور کھلے اور روشن قرآن کی۔('

۲. وہ بھی وقت ہو گا کہ کافر اپنے مسلمان ہونے کی آرزو کریں گے۔(۲)

سر آپ انہیں کھاتا، نفع اٹھاتا اور (جھوٹی) امیدوں میں مشغول ہوتا جھوڑ دیجیے یہ خود ابھی جان لیں گے۔(۲) مسخول ہوتا کھوٹر وہم نے ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ اس کے لیے مقررہ نوشتہ تھا۔

کوئی گروہ اپنی موت سے نہ آگے بڑھتا ہے نہ پیچے
 رہتا ہے۔(<sup>()</sup>

الرَّوْ تِلْكَالِيثُ الدِّكُ الْكِتْبِ وَقُرُانٍ مُبُّدِيْنِ

رُبَمَايَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوالْوَكَانُوْا مُسُلِمِيْنَ ۞

ذَرُهُمُ يَأَكُلُوْ اوَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعُلَمُونَ۞

وَمَا اَهُكُنُنَامِنُ قَرُيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعُلُومُ

مَاتَسُنِقُ مِنْ أُمَّةٍ إَجَلَهَا وَمَايَسُتَا أُخِرُونَ

ا. کتاب اور قرآن مبین سے مراد قرآن کریم بی ہے، جو نبی کریم طَلَّقَیْظِ پر نازل ہوا۔ جس طرح ﴿قُنْ مَجَاءَ کُوْ رِّنَ اللّٰهِ نُوْمُ اللّٰهِ فُومُ وَ الله الله: ١٥) میں نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن کریم بی ہے۔ قرآن کریم کی تنکیر تفخیم شان کے لیے سے لینی یہ قرآن کامل اور نہایت عظمت وشان والا ہے۔

۲. یہ آرزو کب کریں گے؟ موت کے وقت، جب فرشتے انہیں جہنم کی آگ دکھاتے ہیں یا جب جہنم میں چلے جائیں گیا یا اس وقت جب گناہ گار ایمانداروں کو کچھ عرصہ بطور سزا، جہنم میں رکھنے کے بعد جہنم سے نکالا جائے گا یا میدان محشر میں، جہاں حساب کتاب ہورہا ہوگا اور کافر ویکھیں گے کہ مسلمان جنت میں جارہے ہیں تو آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے۔ رُبَمَا اصل میں تو تکثیر کے لیے ہے لیکن مجھی تقلیل کے لیے بھی استعال ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی طرف سے یہ آرزو ہر موقع پر ہوتی رہے گا لیکن اس کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

س. یہ تہدید وتویج نے کہ یہ کافر ومشرک اپنے کفر وشرک سے باز نہیں آرہے ہیں تو انہیں چھوڑ دیجیے، یہ دنیاوی لذتوں
 سے مخطوظ ہولیں اور اپنی امیدیں برلائیں۔ عنقریب انہیں اپنے کفر وشرک کا انجام معلوم ہوجائے گا۔

م. جس بستی کو بھی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کرتے ہیں، تو فوراً ہلاک نہیں کر ڈالتے، بلکہ ہم ایک وقت مقرر کیے ہوئے ہیں، اس وقت تک اس بستی والوں کو مہلت دے دی جاتی ہے لیکن جب وہ مقررہ وقت آجاتا ہے تو انہیں ہلاک کردیا نہیں اا تا\_<sup>(1)</sup>

گیا ہے یقیناً تو تو کوئی دیوانہ ہے۔

وَ قَالُوا لَا يَتُهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الدَّكُو اتَّكَ لَيْحَنُونُ اللهِ

> لَوْمَا تَانِيْنَا بِالْمُلَلِّكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصِّدِقِينَ۞

مَانُنَزِّلُ الْمُلَبُكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَاكَانُوٓ إَادًا مُّنْظِرِينَ۞

اِتَّانَحُنُ نَرُّلْنَاالدِّ كُرُو اِتَّالَهُ لَحْفِظُونَ ©

وَلَقَدُ أَرُسُ لَنَامِنُ مَيْكَ فِي شِيعِ الْأَوَّ لِيُنَ @

وَمَايَائِيهُهُمْ مِنْ رَسُولِ إِلَّا كَانُوابِهِ

٨. ہم فرشتوں كو حق كے ساتھ ہى اتارتے ہيں اور اس وقت وہ مہلت دیے گئے نہیں ہوتے۔(۲)

٢. اور انہوں نے کہا اے وہ شخص! جس پر قرآن اتارا

2. اگر تو سیا ہی ہے تو ہمارے یاس فرشتوں کو کیوں

9. ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

• اور ہم نے آپ سے پہلے اگلی امتوں میں بھی اینے رسول (برابر) بھیجے۔

11. اور (لیکن) جو تجی رسول آتا وه اس کا مذاق

جاتا ہے پھر وہ اس سے آگے یا پیچھے نہیں ہوتے۔

ا. یہ کا فروں کے کفر وعناد کا بیان ہے کہ نبی مُنگاٹیٹی کو دیوانہ کہتے اور کہتے کہ اگر تو (اے محم مُنگاٹیٹیٹر) سیا ہے تو اینے اللہ سے کہہ کہ وہ فرشتے ہمارے یاس بھیج تاکہ وہ تیری رسالت کی تصدیق کریں یا ہمیں ہلاک کردیں۔

۲. الله تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتے ہم حق کے ساتھ ہی تھیجتے ہیں یعنی جب ہماری حکمت ومشیت عذاب بھیجنے کی مقتضی ہوتی ہے تو پھر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور پھر وہ مہلت نہیں دیے جاتے، فوراً ہلاک کردیے جاتے ہیں۔

m. لینی اس کو دست برد زمانہ سے اور تحریف وتغیر سے بھانا یہ ہمارا کام ہے۔ چنانچہ قرآن آج تک اس طرح محفوظ ہے جس طرح یہ اترا تھا، گراہ فرقے اینے اپنے گراہانہ عقائد کے اثبات کے لیے اس کی آیات میں معنوی تحریف تو کرتے رہے ہیں اور آج بھی کرتے ہیں لیکن بچھلی کتابوں کے برعکس یہ لفظی تحریف اور تغیر سے محفوظ ہے۔ علاوہ ازیں اہل حق کی ایک جماعت بھی تحریفات معنوی کا یردہ چاک کرنے کے لیے ہر دور میں موجود رہی ہے، جو ان کے گر اہانہ عقائد اور غلط استدلالات کے تاروبود بھیرتی رہی ہے اور آج بھی وہ اس محاذیر سرگرم عمل ہے۔ علاوہ ازیں قرآن کو یہاں "ذکر" (نصیحت) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے اہل جہان کے لیے "ذکر" (باد دہانی اور نصیحت ہونے) کے پہلو کو، نبی منگالیّنی کم سیرت کے تابندہ نقوش اور آپ کے فرمودات کو بھی محفوظ کرتے، قیامت تک کے لیے باقی رکھا گیا ہے۔ گویا قرآن کریم اور سیرت نبوی منگالینیکم کے حوالے سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کا راستہ ہمیشہ کے لیے کھلا ہوا ہے۔ یہ شرف اور محفوظت کا مقام پھچلی کسی بھی کتاب اور رسول کو حاصل نہیں ہوا۔

اڑاتے۔

۱۲. گناہ گاروں کے دلوں میں ہم اسی طرح یہی رچا دیا کرتے ہیں۔(۲)

**سا**ا. وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور یقیناً اگلوں کا طریقہ گزرا ہوا ہے۔

۱<mark>۳. اور اگر ہم ان پر آسان کا دروازہ کھول بھی دیں اور</mark> یہ وہاں چڑھنے بھی لگ جائیں۔

10. تب بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بندی کردی گئ ہے بلکہ ہم لوگوں پر جادو کردیا گیا ہے۔

17. اور یقیناً ہم نے آسان میں برج بنائے ہیں<sup>(۵)</sup> اور ہم

يَنْتَهُزِءُونَ<sup>©</sup>

كَنْ الِكَ نَسْلُكُمْ فِي قُلُوبِ المُجْرِمِينَ ﴿

لايُؤُمِنُوْنَ بِهِ وَقَدُخَلَتُ سُنَّةُ الْأَوَّلِيْنَ®

ۅؘڵۅ۬ڡؘٛؾؘۘڂؙڬٵۼۘڷؽڔۿۥؙڮٵڴ۪ڝؚۜؽٳۺٮۜٳۧٷڟڷؙڗٳڣؽۅ ؿڰۯڿٛۯڽؖ

> ڵڡؘۜٵؽؙٵڒؘٵڒؙڬٳڝؙٚڒؖػٲڹؖڝٛٵۯؽٵؠڷۼٛڽؙۢۊٙۅۛۿۨ ڝۜٮؙڿٛۯۯۏڹ۞

وَلَقَدُ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُوُوجًا وَزَيَّتُهُمُ الِلنَّظِرِيْنَ ۖ

ا. یہ گویا نبی مُنَالِیْکِمُ کو تسلی دی جارہی ہے کہ صرف آپ ہی کی تکذیب نہیں کی گئی، ہر رسول کے ساتھ اس کی قوم نے یہی معاملہ کیا ہے۔

۲. یعنی کفر اور رسولوں کا استہزاء ہم مجر موں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں یارچا دیتے ہیں، یہ نسبت اللہ نے اپنی طرف اس کے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے گو ان کا یہ فعل ان کی مسلسل معصیت کے نتیجے میں اللہ کی مشیت سے رونما ہوا۔

۳. یعنی ان کے ہلاک کرنے کا وہی طریقہ ہے جو اللہ نے پہلے سے مقرر کررکھا ہے کہ تکذیب واستہزاء کے بعد وہ قوموں کو ہلاک کرتا رہا ہے۔

مل ایعنی ان کا کفر وعناد اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ فرشتوں کا نزول تو رہا ایک طرف، اگر خود ان کے لیے آسان کے دروازے کھول دیے جائیں اور یہ ان دروازوں سے آسان پر آئیں جائیں، تب بھی انہیں اینی آ تکھوں پر یقین نہ آئے اور رسولوں کی تصدیق نہ کریں بلکہ یہ کہیں کہ ہماری نظر بندی کردی گئی ہے یا ہم پر جادو کردیا گیا ہے، جس کی وجہ سے ہم ایسا محسوس کردہے ہیں کہ ہم آسان پر آجا رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

۵. بُرُوجٌ بُرْجٌ کی جمع ہے، جس کے معنی ظہور کے ہیں۔ اس سے تَبَرُّجٌ ہے جو عورت کے اظہار زینت کے معنی میں استعال ہوتا ہے۔ یہاں آسان کے ساروں کو بُرُوجٌ ہاگیا ہے کیوں کہ وہ بھی بلند اور ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بُرُوجٌ سے مراد منس وقمر اور دیگر سیاروں کی منزلیں ہیں، جو ان کے لیے مقرر ہیں۔ اور یہ ۱۲ ہیں، جمل، تُور، جوزاء، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت۔ عرب ان سیاروں کی منزلوں اور ان کے ذریعے سے موسم کاحال معلوم کرتے ہے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں البتہ ان سے تغیر پذیر ہونے والے واقعات وحوادث جانے کا دعویٰ کرنا، چیسے آج کل بھی جابلوں میں اس کا خاصا چرچا ہے۔ اور لوگوں کی قستوں کو ان کے ذریعے سے دیکھا اور سمجھا

نے اسے دیکھنے والوں کے لیے سجادیا ہے۔

12. اور اسے ہر مر دود شیطان سے محفوظ رکھاہے۔

13. ہاں مگر جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرے اس کے پیچھے دھکتا ہوا (کھلا شعلہ) لگتا ہے۔

(1)

19. اور زمین کو ہم نے پھیلادیا ہے اور اس پر (اٹل) پہاڑ ڈال دیے ہیں، اور اس میں ہم نے ہر چیز ایک معین مقدار سے اگا دی ہے۔ (")

وَحَفِظُهٰهَا مِنْ كُلِّ شَيُطُن تَحِيْدٍ ﴿
الْاَمِنِ السَّرُقُ السَّمُعَ فَاتَبُعَا فَشِهَاكِ مَبْرِينُ

ۅٙاڵۯۻ۫ڡۘۮۮ۬ۿٵۅؙٙڵڡؙؾؽ۠ڵۏؽۿڒۅٙٳڛؽ ۅٙٲڹٛؠؙۘؾؙٮ۬ٵڣؽۿٵڡؚڽؙڴڸۜۺٞؿؙڴ۫ۺؖٷٛۅٛۑٟ۞

جاتا ہے۔ ان کا کوئی تعلق دنیا میں و توع پذیر ہونے والے واقعات وحوادث سے نہیں ہوتا، جو کچھ بھی ہوتا ہے، صرف مشیت البی ہی سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ان برجوں یا ساروں کا ذکر اپنی قدرت اور بے مثال صنعت کے طور پر کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ واضح کیا ہے کہ یہ آسان کی زینت بھی ہیں۔

ا. رَجِيْمٌ مَرْجُوْمٌ کے معنی میں ہے۔ رَجْمٌ کے معنی سلگار کرنے یعنی پتھر مارنے کے ہیں۔ شیطان کو رجیم اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ جب آسان کی طرف جانے کی کوشش کرتا تو آسان سے شہاب ثاقب اس پر ٹوٹ کر گرتے۔ پھر رجیم ملعون ومر دود کے معنی میں بھی استعال ہوتا ہے، کیوں کہ جے سلگار کیا جاتا ہے اسے ہر طرف سے لعنت ملامت بھی کی جاتی ہے۔ یہاں اللہ تعالی نے یہی فرمایا کہ ہم نے آسانوں کی حفاظت فرمائی ہر شیطان رجیم سے۔ یعنی ان شاروں کے ذریعے ہے، کیوں کہ یہ شیطان کو مار کر بھاگئے پر مجبور کردیتے ہیں۔

۲. اس کا مطلب یہ ہے کہ شیاطین آسانوں پر باتیں سننے کے لیے جاتے ہیں، جن پر شہاب ثاقب ٹوٹ کر گرتے ہیں، جن سے پچھ تو جل مرجاتے ہیں اور پچھ نی جاتے ہیں اور بعض سن آتے ہیں۔ حدیث میں اس کی تفسیر اس طرح آتی ہے۔ نبی سکا ﷺ فرماتے ہیں۔ "جب اللہ تعالی آسان پر کوئی فیصلہ فرماتا ہے، تو فرشتے اسے سن کر اپنے پر یا بازو پچڑ پھڑاتے ہیں، (عجز و مسکنت کے اظہار کے طور پر) گویا وہ کسی چٹان پر زنجیر کی آواز ہے۔ پھر جب فرشتوں کے دلوں سے اللہ کا خوف دور ہوتا ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں، تمہارے رب نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں، اس نے جو کہا، حق کہا اور وہ بلند اور بڑا ہے (اس کے بعد اللہ کا وہ فیصلہ اوپر سے نیچ کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں، اس نے جو کہا، حق کہا اور وہ بلند اور بڑا ہے (اس کے بعد اللہ کا وہ فیصلہ اوپر سے نیچ تک کے بعد دیگرے سایا جاتا ہے)۔ اس موقع پر شیطان چوری چچے بات سنتے ہیں۔ اور یہ چوری چچے بات سننے والے شیطان، تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں اور وہ ایک آدھ کلمہ س کر اپنے دوست نجومی یا کابن کے کان میں پھونک دیتے ہیں، وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاکر لوگوں کو بیان کرتا ہے۔ " دوست نجومی یا کابن کے کان میں پھونک دیتے ہیں، وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاکر لوگوں کو بیان کرتا ہے۔ " دوست نجومی یا کابن کے کان میں پھونک دیتے ہیں، وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاکر لوگوں کو بیان کرتا ہے۔ " دوست نجومی یا کابن کے کان میں پھونک دیتے ہیں، وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاکر لوگوں کو بیان کرتا

٣. مَوْزُونٌ بمعنى مَعْلُوْمٌ يا به اندازه ليعنى حسب ضرورت.

وَجَعَلْنَالَكُةُ فِيهُامَعَالِيشَ وَمَنَ لَسُتُولَهُ بِإِزْقِينَ۞

ۅؘڶؽڝؚۨڽؘۺٛؿؙٞٳٞڷٳڝؚڹ۫ػٮؘٲڂؘۯٙٳؠۣٟٝڬؗۅؘٮٵڬٛڹٛڗۣ۫ڷؙڰؘ ٳڷڒؠؚۊؘۜۮڔۣڝٞڡؙڰٛۅۛۅؚ

وَٱرْسُلْنَا الرِّيْحِ لَوَاقِحَ فَانْزُلْنَا مِنَ السَّمَا مَاءً فَاشَقَيْنَكُمُونُا وَمَا اَنْتُولُهُ بِغِزِنِيْنَ ۞

وَإِنَّالَنَحْنُ ثُمِّي وَنُمِينُتُ وَخَنُ الْوِرِثُونَ ®

وَلَقَانُ عَلِمُنَا الْمُسُتَقَدِّمِ مِينَ مِنْكُوْ وَلَقَانُ عَلِمُنَا الْمُسْتَالُخِرِيْنَ۞

وَإِنَّ رَبِّكَ هُوَيَحْشُرُهُ مُوالَّكَهُ حَكِيمُ عَلِيْهُ ۗ

\*\* اور اسی میں ہم نے تمہاری روزیاں بنادی ہیں (۱) اور اسی میں ہم نے تمہاری دوزیاں بنادی ہیں (۱) اور ان کی بھی جنہیں تم روزی دینے والے نہیں ہو۔ (۲) اور جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں، (۳) اور ہم ہر چیز کو اس کے مقررہ انداز سے اتار تے ہیں۔

۲۲. اور ہم جھیجتے ہیں بو جھل ہوائیں، (\*) پھر آسان سے پانی برساکر وہ تمہیں بلاتے ہیں اور تم اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو۔ (۵)

۲۳. اور ہم ہی جِلاتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی (بالآخر) وارث ہیں۔

۲۳. اور تم میں سے آگے بڑھنے والے اور پیچھے بٹنے والے کھی ہمارے علم میں ہیں۔

٢٥. اور آپ كا رب سب لو گول كو جمع كرے گا يقيناً وه

ا. مَعَايِشَ، مَعِيْشَةُ کی جَع ہے۔ یعنی زمین میں تمہاری معیشت اور گزران کے لیے بے شار اساب ووسائل پیدا کر دیے۔

۲. اس سے مراد نوکر چاکر، غلام اور جانور ہیں۔ یعنی جانوروں کو تمہارے تابع کر دیا ہے، جن پر تم سواری بھی کرتے ہو،
سامان بھی لاد کرلے جاتے ہو اور انہیں ذیج کرکے کھا بھی لیتے ہو۔ غلام لونڈیاں ہیں جن سے تم خدمت گزاری کا کام لیتے
ہو۔ یہ اگرچہ سب تمہارے ماتحت ہیں اور تم ان کے چارے اور خوراک وغیرہ کا انظام بھی کرتے ہو لیکن حقیقت میں ان کا
رازق اللہ تعالی ہے، تم نہیں ہو۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ تم ان کے رازق ہو، اگر تم انہیں کھانا نہیں دوگے تو بھوکے مرجائیں گ۔

سل بعض نے خزائن سے مراد بارش کی ہے کیونکہ بارش ہی پیداوار کا ذریعہ ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس سے مراد
تمام کا نکات کے خزائے ہیں، جنہیں اللہ تعالی حسب مشیت وارادہ عدم سے وجود میں لاتا رہتا ہے۔

۴. ہواؤں کو بوجھل، اس لیے کہا کہ یہ ان بادلوں کو اٹھاتی ہیں جن میں پانی ہوتا ہے۔ جس طرح لَقْحَةٌ حاملہ او نٹی کو کہا جاتا ہے جو پیٹ میں بچہ اٹھائے ہوتی ہے۔

۵. لینی یہ پانی جو ہم اتارتے ہیں، اسے تم ذخیرہ کرکے رکھنے پر بھی قادر نہیں ہو۔ یہ ہماری ہی قدرت ورحمت ہے کہ ہم اس پانی کو چشموں، کنووں اور نہروں کے ذریعے سے محفوظ رکھتے ہیں، ورنہ اگر ہم چاہیں تو پانی کی سطح اتنی نیچی کردیں کہ چشموں اور کنووں سے پانی لینا تمہارے لیے ممکن نہ رہے، جس طرح بعض علاقوں میں اللہ تعالی بعض دفعہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھاتا ہے۔ اللّٰهُ ہَمَّ اَحْفَظُنَا مِنْهُ.

بڑی حکمتوں والا بڑے علم والا ہے۔

۲۷. اور یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے، پیدا فرمایا ہے۔ (۱)

۲۷. اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ<sup>(۲)</sup> سے پیدا کیا۔

۲۸. اور جب تیرے پرورد گار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے ایک انسان کو پیدا کرنے والا ہوں۔

۲۹. تو جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح کھونک دوں تو تم سب اس کے لیے سجدے میں گریڑنا۔ (۳)

۳۰. چنانچہ تمام فرشتوں نے سب کے سب نے سجدہ کرلیا۔

m. سوائے ابلیس کے۔ کہ اس نے سجدہ کرنے والول

ۅؘڵڡۜٙۮؙڿؘػڤؙڬٵٲڒٟڶۺٵؽڡۣڽؙڝڶڝٙٳڸڡؚۨڽؙ حَيَامَّسُنُوُنِ۞

وَالْجِأَكَّ خَلَقُنْهُ مِنْ قَبُلُ مِنْ تَارِالسَّهُوْمِ

وَاِذُ قَالَ مَ بُكَ لِلْمَلَيِّكَةِ إِنِّى ْخَالِقٌ اَبَتْكُرُ مِّنْ صَلْصَالِ مِِّنْ حَإِسَّنُونِ

فَإِذَاسَوَيْتُهُ وَنَفَخُتُ فِيْهِمِنْ رُوحِيُ فَقَعُوالَهُ سٰجِدائِنَ

فَسَجَكَ الْمَلَلِكَةُ كُلُّهُمْ آجْمَعُونَ

ٳڷڒٙٳؽڸؽٮۜؗڵٲڶٲڶٞؾڲؙۅٛڹؘڡۼٵۺۼؚڔؽڹؖ

ا. ممنی کی مختلف حالتوں کے اعتبار سے اس کے مختلف نام ہیں۔ خشک مٹی ٹُرَاب، بھیگی ہوئی طیبن، گوند ھی ہوئی بدبودار ﴿ حَمَّا أَسَّمْ فُوْنِ ﴾ یہ حَمَاٍ مَّسْنُونِ خشک ہو کر گھن کھن بولنے گھ تو صَلْصَالِ اور جب اسے آگ میں پکالیا جائے تو فَخَّارٌ ( مُُعیکری) کہلاتی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا جس طرح تذکرہ فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم خاکی کا پتلا حَمَاٍ مَّسْنُونِ ( گوند ھی ہوئی، سڑی ہوئی، بدبودار) مٹی سے بنایا گیا، جب وہ سوکھ کر کھن کھن کرنے لگا (یعنی صلصال) ہوگیا۔ تو اس میں روح پھوئی گئی، اس صَلْصَالِ کو قرآن میں دوسری جگہ کالْفَخَارِ فخار کی مانند کہا گیا ہے۔ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالِ کَالْفَکَارِ ﴾ (الرحلن: ۱۲) (بہدا کیا انسان کو تھکھناتی مٹی سے جیسے شخیکرا)۔

۲. جِنٌ کو جن اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ سورہ رحمٰن میں جنات کی تخلیق ﴿مَالِحِ وَقُن الْرَحِ اللّٰهِ عَلَيْ وَ وَعُلِقَ الْجَانُ مِنْ سے بتلائی گئی ہے اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں یہی کہا گیا ہے، «خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّورٍ وَخُلِقَ الْجَانُ مِنْ مَالِحِ مِّنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ » (کتاب الزهد، باب في أحادیث متفوقة) اس اعتبار سے لو والی آگ یا آگ کے شعلے کا ایک ہی مطلب ہوگا۔

س. سجدے کا یہ حکم بطور تعظیم کے تھا، عبادت کے طور پر نہیں۔ اور یہ چونکہ اللہ کا حکم تھا، اس لیے اس کے وجوب میں کوئی شک نہیں۔ تاہم شریعت محدید میں بطور تعظیم بھی کسی کے لیے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ میں شمولیت کرنے سے (صاف) انکار کردیا۔ **۳۳**. (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے ابلیس مجھے کیا ہوا کہ تو سحدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا؟

سرس. وہ بولا کہ میں ایسا نہیں کہ اس انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (۱)

۳۳. فرمایا اب تو بہشت سے نکل جاکیوں کہ تو راندہ درگاہ ہے۔

۳۵. اور تجھ پر میری پھٹکار ہے قیامت کے دن تک۔
۳۷. کہنے لگا کہ اے میرےرب! مجھے اس دن تک کی
دوبارہ اٹھا کھڑے کیے جائیں۔
۷۔ فرمایا کہ اچھا تو ان میں سے ہے جنہیں مہلت ملی

**۳۸**. روز مقرر کے وقت تک کی۔

اس (شیطان نے) کہا کہ اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لیے معاصی کو مزین کرول گا اور ان سب کو بہکاؤل گا بھی۔

۴۰۰. سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لیے گئے ہیں۔ ہیں۔

ام. ارشاد ہوا کہ ہاں یہی مجھ تک پہنچنے کی سیدھی

قَالَ يَا بِلِيْسُ مَالَكَ ٱلْاتَكُونَ مَعَ السِّعِدِيْنَ

رُبَمَا ١٣

قَالَ لَدُاكُنُ لِاسْجُكَ لِبَشَرِخَلَقْتَهُ مِنُ صَلْصَالِ مِّنْ حَإِمَّنْ مُوْنِ

قَالَ فَاخْرُجُ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْهُ

قَانَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ البَّرِيْنِ ® قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرُ فِيَ اللَّيْوِمِ يُبْعَثُونَ ®

قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظِرِينَ فَ

اِلى يُوْمِ الْوَقُتِ الْمَعُلُوْمِ قَالَ رَبِّ بِمَا اَغُويُتَنِيُّ لَازَيِّنَ لَهُ مُرْفِى الْرَيْضِ وَلَاغُويَ تَهُوُ الجُمَعِيْنَ ۖ

الرعِبَادَك مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ©

قَالَ هَٰذَاصِرَاظُعَلَىٰٓ مُسْتَقِيْمُوْ

ا. شیطان نے انکار کی وجہ حضرت آدم عَلَیْها کا خاکی اور بشر ہونا بتلایا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان اور بشر کو اس کی بشریت کی بنا پر حقیر اور کم تر سجھنا یہ شیطان کا فلسفہ ہے، جو اہل حق کا عقیدہ نہیں ہوسکتا۔ اس لیے اہل حق انبیاء عظمیت کی بشریت کی بشریت کے مکر نہیں، اس لیے کہ ان کی بشریت کو خود قرآن کریم نے وضاحت سے بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں بشریت سے ان کی عظمت اور شان میں کوئی فرق نہیں بڑتا۔

راه ہے۔

۳۲. میرے بندوں پر مخجے کوئی غلبہ نہیں، (۲) لیکن ہاں جو گراہ لوگ تیری پیروی کریں۔

سم اور یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے۔ (۳) مم م کر دروازے کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لیے ان کا ایک حصہ بٹا ہوا ہے۔ (۳)

**۴۵.** پر ہیز گار جنتی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ (۵)

اِنَّ عِبَادِيُ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمُ سُلُطْنُ اِلَّامِنِ التَّبَعَكَ مِنَ الْغِوِيْنَ ۞

ۅؘٳؾۜڿۿۘڷ۫ۄۜڵؠۘۯؙۅٮؙۿؙۄٛٳڿۛؠۼؽؙ۞ٚ ڶۿٵڛۘڹۘۼڎؙٲڹٛۅٳۑ۪ٵڸڴؙؚڵۣڹٳۑؚؠڹۨڡؙۿؙۄؙڿٛۯ۫ٵ۠ ؿٙڡؙۛۺؙۅؙۿ۠۞۫

إِنَّ الْمُثَّقِيْنَ فِي جَنْتِ وَعُيُوْنٍ ٥

1. یعنی تم سب کو بالآخر میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے، جنہوں نے میرا اور میرے رسولوں کا اتباع کیا ہوگا، میں انہیں انچی جزاء دوں گا اور جو شیطان کے چیچے لگ کر گراہی کے رائے پر چلتا رہا ہو گا اسے سخت سزا دول گا جو جہنم کی صورت میں تیار ہے۔

۲. لیعنی میرے نیک بندوں پر تیرا داؤ نہیں چلے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان سے کوئی گناہ ہی سرزد نہیں ہوگا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان سے ایسا گناہ نہیں ہوگا کہ جس کے بعد وہ نادم اور تائب نہ ہوں کیوں کہ وہی گناہ انسان کی ہلاکت کا باعث ہے کہ جس کے بعد انسان کی اندر ندامت کا احساس اور توبہ وانابت الی اللہ کا داعیہ پیدا نہ ہو۔ ایسے گناہ کے بعد ہی انسان گناہ پر گناہ کرتا چلاجاتا ہے، اور بالآخر دائمی تباہی وہلاکت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ اور اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ گناہ پر اصرار نہیں کرتے بلکہ فوراً توبہ کرکے آئندہ کے لیے اس سے بیخے کی کوشش کرتے ہیں۔

سا یعنی چنے بھی تیرے پیروکار ہوں گے، سب جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

سا یعنی چنے بھی تیرے پروکار ہوں گے، سب جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

مل. لیعنی ہر دروازہ مخصوص قشم کے لوگوں کے لیے خاص ہوگا۔ مثلاً ایک دروازہ مشرکوں کے لیے، ایک دہریوں کے لیے، ایک دہریوں کے لیے، ایک زندیقوں کے لیے، ایک زانیوں، سود خوروں، چوروں اور ڈاکوؤں کے لیے وغیرہ وغیرہ۔ یا سات دروازوں سے مراد سات طبق اور درجے ہیں۔ پہلاطبق یا درجہ جہنم ہے، دوسرا لظیٰ، پھر حطمہ، پھر سقر، پھر سقر، پھر جحیم، پھر ہاویہ، سب سے اوپر والا درجہ موصدین کے لیے ہوگا۔ جنہیں پچھ عرصہ سزا دینے کے بعد یا سفارش پر نکال لیا جائےگا۔ دوسرے میں یہودی، تیسرے میں عیسائی، چوتھے میں صابی، پانچویں میں مجوسی، چھٹے میں مشرکین اور ساتویں میں منافقین ہوں گے۔ سب سے اوپر والے درجے کا نام جہنم ہے اس کے بعد اس ترتیب سے نام ہیں۔ (خ القدے)

ه. جہنم اور اہل جہنم کے بعد جنت اور اہل جنت کا تذکرہ کیا جارہا ہے تاکہ جنت میں جانے کی ترغیب ہو۔ متقین سے مراد شرک سے بچنے والے موحدین ہیں اور بعض کے نزدیک وہ اہل ایمان جو تمام معاصی سے بچتے رہے۔ جَنَّاتِ سے مراد باغات اور عُیُوْنِ سے نہریں مراد ہیں۔ یہ باغات اور نہریں یا تو تمام متقین کے لیے مشتر کہ ہوں گی، یا ہر ایک کے لیے الگ ایک باغات اور نہریں یا ایک ایک باغ اور نہر ہوگی۔

## اُدُخُلُوْهَابِسَالِمِ امِنِيْنَ®

ۅؘٮ۬ڒؘڠێٵؗؗؗؗؗڡٳ۬ڨ۬ڞؙۮۏڔۿۣڿ۫ۺۜؿۼڸؚٞٳڣٛۅٵێٵۼڵ ڛؙۯڔۣؿۘؾؘڟۑڸؿؘ۞

> ڵڔؽٮۺؙۿۮۏؽۿٵڹؘڞۘۘۘٛڮٷۜڡٵۿؙۮؚۛۨۺۣڹؗٵ ؠؚؠؙڎ۫ۯڿؽؽ۞

نِبِّئُ عِبَادِئَ أَنِّ أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيُوْ

ۅؘٲڹؘؘۜۘۜؗعَذَاؚؚؚؚؽۿۅٞاڶۘڡؘۮؘابُاڷٳڸؽؙڰ ۅؘێؚؠؙٞۿؙۮؚٸؙۻؘؽڣؚٳؠؙۯۿؚؽؠٛڰ

اِذْدَخَلُواْ عَلَيْهِ فَقَالُواْ سَلَمًا قَالَ إِنَّامِنُكُو وَجِلُونَ ﴿

قَالْوَالاَتُوْجُلُ إِنَّانُكِيِّرُكَ بِغُلْمٍ عَلِيْهٍ ﴿

قَالَ ٱبَشُّرُتُمُونَ عَلَىٓ أَنْ مَّسَّنِى ٱلْكِبَرُفَيِمَ تُبَشِّرُونَ ۞

۳۷. (ان سے کہا جائے گا) سلامتی اور امن کے ساتھ اس میں داخل ہوجاؤ۔ (۱)

کم. اور ان کے دلوں میں جو کچھ رجش وکینہ تھا، ہم سب کچھ نکال دیں گے، (۱) وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے شختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ (۲۸ نه تو وہاں انہیں کوئی تکلیف چھوسکتی ہے اور نہ وہ

۳۹. میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہر مان ہوں۔

وہاں سے بھی نکالے جائیں گے۔

۵۰ اور ساتھ ہی میرا عذاب بھی نہایت دردناک ہے۔
 ۵۱ اور انہیں ابراہیم (عَلیَمِلِاً) کے مہمانوں کا (بھی) حال

کہ جب انہوں نے ان کے پاس آگر سلام کہا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو تو تم سے ڈر لگتا ہے۔ (۳)
 انہوں نے کہا ڈرو نہیں، ہم تجھے ایک صاحب علم فرزند کی بشارت ویتے ہیں۔

۵۲. کہا، کیااس بڑھاپے کے آجانے کے بعد تم مجھے خوشخری دیتے ہو! یہ خوشخری تم کسے دے رہے ہو؟

ا. سلامتی ہر قسم کی آفات سے اور امن ہر قسم کے خوف سے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کویا فرشتے اہل جنت کو سلامتی کی دعا دیں گے۔ یا اللہ کی طرف سے ان کی سلامتی اور امن کا اعلان ہوگا۔

۲. ونیا میں ان کے در میان جو آپس میں حمد اور بغض وعداوت کے جذبات رہے ہوں گے، وہ ان کے سینوں سے نکال دیے جائیں گے اور ایک دوسرے کے بارے میں ان کے دل آئینے کی طرح صاف اور شفاف ہوں گے۔

سا، حضرت ابراہیم علیظًا کو ان فرشتوں سے ڈر اس لیے محسوس ہوا کہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیظًا کا تیار کردہ بھنا ہوا مجھڑا نہیں کھایا، جیسا کہ سورہ ہود میں تفصیل گزری۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبروں کو بھی غیب کا علم نہیں ہوتا، اگر پیغمبر عالم العنیب ہوتے تو حضرت ابراہیم علیظًا سمجھ جاتے کہ آنے والے مہمان فرشتے ہیں اور ان کے لیے کھانا تیار کرنے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ فرشتے انسانوں کی طرح کھانے پینے کے مختاج نہیں ہیں۔

قَالُوْابَشَّرُنِكَ بِالْحَقِّ فَلَاتَكُنُّ مِّنَ الْقُنِطِيُنَ®

قَالَ وَمَنْ يَّقَنُظُ مِنُ تَحْمَةِ رَبِّ آَإِلَا الصَّالَوُنَ®

قَالَ فَمَاخَطُبُكُمْ آيَّهُا الْمُرْسَلُونَ

تَالُوۡۤالِّنَا اُرۡسِلۡنَاۤالِي قَوۡمِرُمُّجُرِمِيۡنَ۞

اِلاَ الْ لُوْطِ النَّالَمُنَجُّوُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿

اِلاَامُواَتَهُ قَتَّدُنَآ إِنَّهَا لَمِنَ الْغَيْدِيْنَ فَ

فَلَتَاجَآءَالَ لُوْطِ إِلْنُوْسَلُونَ۞ قَالَ اللَّمُ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ۞

قَالُوُابَلُجِئُنكِ بِمَاكَانُوُافِيُهِ يَمْتَرُونَ ®

۵۵. انہوں نے کہا ہم آپ کو بالکل سچی خوشخبری ساتے ہیں آپ مایوس لو گوں میں شامل نہ ہوں۔<sup>(1)</sup>

**۵۲**. کہا اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے نا امید تو صرف گمراہ اور بہکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں۔(۲)

**۵۷**. پوچھا کہ اللہ کے بھیج ہوئے (فرشتو!) تمہارا ایسا کیا اہم کام ہے؟<sup>(۳)</sup>

۵۸. انہوں نے جواب دیا کہ ہم مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

**۵۹.** مگر خاندان لوط (عَلِيَّلِاً) که جم ان سب کو تو ضرور بچالیں گے۔

۲۰. سوائے اس (لوط عالیہ ایک) کی بیوی کے کہ ہم نے اسے
 رکنے اور باتی رہ جانے والوں میں مقرر کردیا ہے۔

۲۱. جب بھیج ہوئے فرشتے آل لوط(عَالَیْلاً) کے پاس پہنچ۔

۱۲. تو انہوں (لوط عَلَيْظِ) نے کہا تم لوگ تو کچھ انجان ہے معلوم ہورہے ہو۔ (۲)

۱۳۳ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک و شبہ کررہے تھے۔(۵)

ا. کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو خلاف نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں وہ ہربات پر قادر ہے، کوئی بات اس کے لیے ناممکن نہیں۔

۲. لیعنی اولاد کے ہونے پر میں جو تنجب اور حیرت کا اظہار کررہا ہوں تو صرف اپنے بڑھاپے کی وجہ سے کررہا ہوں

یہ بات نہیں ہے کہ میں اپنے رب کی رحمت سے ناامید ہوں۔ رب کی رحمت سے ناامید تو گمراہ لوگ ہی ہوتے ہیں۔

۳. حضرت ابراہیم عَلَیْشِا نے ان فرشتوں کی گفتگو سے اندازہ لگا لیا کہ یہ صرف اولاد کی بشارت دینے ہی نہیں آئے ہیں

بلکہ ان کی آمد کا اصل مقصد کوئی اور ہے۔ چانچہ انہوں نے پوچھا۔

٧٠. يه فرشة حمين نوجوانوں كى شكل ميں آئے تھے اور حضرت لوط عَلَيْلًا كے ليے بالكل انجان تھے، اس ليے انہوں نے ان سے اجنبيت اور بيگائگى كا اظہار كيا۔

۵. لعنی عذاب الهی۔ جس میں تیری قوم کو شک ہے کہ وہ آبھی سکتا ہے؟

وَاتَيْنَاكَ بِالْحُقِّ وَإِنَّالَصْدِقُونَ

فَٱشُرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْحِ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعُ ٱدُبَارَهُمُّ وَلَايْلَتَفِتُ مِنْكُمُّ اَحَكَّوًا مُضْـــوُ احَيُثُ تُؤْمَرُونَ

ۅؘڡؘۜڡؙؽٮؘۜڵٳڵؽ؋ۘۮڸڰٲڵۯؙؙٮؗٙۯٲؾۜۮٳؠڗۿۅؙ۠ڵڒؗؗؗؗؗؗؗؗۄڡۛڡٞڟۅڠ ۺ۠ۻۑڿؽڹڽ®

> وَجَآءَاهُلُ الْمُلِينَةَ يَسَتَبْشِرُوُنَ ۞ قَالَ إِنَّ لَمُؤُلِّ مِنْدِيْنِ فَلاَتَفْضَحُوْنِ۞

> > وَاتَّقُوااللهَ وَلَا تُخُزُونِ<sup>®</sup> قَالُوُا اَوْلَوْنَنْهُكَ عِن الْعَلَمِيْنَ<sup>®</sup>

70. اب تو اپنے خاندان سمیت اس رات کے کسی حصہ میں چل دے اور آپ ان کے پیچیے رہنا، (۱) اور (خبر دار) تم میں سے کوئی (پیچیے) مراکر بھی نہ دیکھے اور جہال کا تمہیں علم کیا جارہا ہے وہال چلے جانا۔

71. اور ہم نے اس کی طرف اس بات کا فیصلہ کردیا کہ صحب

صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جڑیں کاٹ دی جائیں گا۔ (\*) ۲۷. اور شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے آئے۔ (\*)

۲۸. (لوط عَالِيَّا نے) کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں تم
 مجھے رسوا نہ کرو۔<sup>(۵)</sup>

19. اور الله تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔ • ک. وہ بولے کیا ہم نے مجھے دنیا بھر (کی تھیکیداری) سے منع نہیں کر رکھا؟(۲)

ا. اس صرح حق سے بھی عذاب مراد ہے جس کے لیے وہ بھیج گئے تھے، اس لیے انہوں نے کہا ہم ہیں بھی بالکل سے یہ اس میں سے ہیں۔ اب اس قوم کی تباہی کا وقت بالکل قریب آپہنچا ہے۔
 ۲. تاکہ کوئی مومن پیچھے نہ رہے، تو ان کو آگے کرتا رہے۔

سب لیعنی لوط علیمیلاً کو وحی کے ذریعے سے اس فیصلے سے آگاہ کردیا کہ صبح ہونے تک ان لوگوں کی جڑیں کاٹ دی جائیں گی، یا دَاہِرَ سے مراد وہ آخری آدمی ہے جو باقی رہ جائے گا، فرمایا، وہ بھی صبح ہونے تک ہلاک کردیا جائے گا۔

٧٠. ادهر تو حضرت اوط عَلَيْنِا کے گھر ميں قوم کی ہلاکت کا يہ فيصلہ ہورہا تھا۔ ادهر قوم اوط کو پنة چلا کہ اوط عَلَيْنِا کے گھر ميں خوش شکل نوجوان مہمان آئے ہيں تو اين امر د پر تق کی وجہ سے بڑے خوش ہوئے اور خوشی خوشی حضرت اوط عَلَيْنِا کے پاس آئے اور مطالبہ کيا کہ ان نوجوانوں کو ان کے سپر د کيا جائے تاکہ وہ ان سے بے حيائی کا ارتکاب کرکے اپنی تسکين کر سکيں۔ ٥. حضرت اوط عَلَيْنِا نے انہيں سمجھانے کی کوشش کی کہ يہ مہمان ہيں انہيں ميں کس طرح تمہارے سپر د کر سکتا ہوں، اس ميں تو ميری رسوائی ہے۔ اس ميں تو ميری رسوائی ہے۔

٢. انہوں نے ڈھٹائی اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ اے لوط! (عَلَيْلًا) تو ان اجنبیوں کا کیا لگتا ہے؟ اور کیوں
 ان کی حمایت کرتا ہے؟ کیا ہم نے مجھے منع نہیں کیا ہے کہ اجنبیوں کی حمایت نہ کیا کر، یا ان کو اپنا مہمان نہ بنایا کر! یہ

قَالَ هَوُٰلَ إِبَنَاتِنَ إِن كُنْتُنُونِ فِيلِينَ ®

كَعَمْرُكَ إِنَّهُ وَلِفَى سَكْرَتِهِ وَيَعْمَهُونَ ۞ فَاخَذَتْ تَهُوُ الصَّيْحَةُ مُثْشِرِقِينَ۞

ڡؘٛۻؘۼڵؽٵۼٳڸؽۿٳ؊ڶٷۿٳۅؘٳڡٛڟۯؽٵۼؽٷٟڡٛڔڿؚٵڗؿٞ ڡؚۜڽؙڛؚڿؽڸٟ۞

اِتَّ فِيُ ذَلِكَ لَا يُتٍ لِلْمُتَوَسِّعِينَ@

اک. (لوط عَلَيْلًا نے) کہا اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو یہ میری پیچیاں موجود ہیں۔(۱)

پین و برو بین ده تو این بدستی میں سرگر دال تھے۔ (۲) **۲ک.** تیری عمر کی قشم! وہ تو اپنی بدستی میں سرگر دال تھے۔ (۲) **۳ک.** پس سورج فکلتے انہیں ایک بڑے زور کی آواز نے کیڑلیا۔ (۳)

**۵/۲.** بالآخر ہم نے اس شہر کو اوپر تلے کردیا<sup>(۱)</sup> اور ان لوگوں پر کنکر والے پھر برسائے۔<sup>(۵)</sup>

**۵۵.** بلاشبه بصیرت والول کے لیے (۲) اس میں بہت سی

ساری گفتگو اس وقت ہوئی جب کہ حضرت لوط عَلَيْظًا کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ اجنبی مہمان اللہ کے بھیج ہوئے فرشتے ہیں اور وہ اس ناہنجار قوم کو تباہ کرنے کے لیے آئے ہیں جو ان فرشتوں کے ساتھ بدفعلی کے لیے مصر تھی، جیسا کہ سورہ ہور میں یہ تفصیل گزر چک ہے۔ یہاں ان کے فرشتے ہونے کا ذکر پہلے آگیا ہے۔

ا. یعنی ان سے تم نکاح کراو یا پھر اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہا، لینی تم عورتوں سے نکاح کرو یا جن کے حبالۂ عقد میں عورتیں ہیں، وہ ان سے اپنی خواہش پوری کریں۔

۲. اللہ تعالی نی ﷺ جس خطاب فرماکر، ان کی زندگی کی قسم کھارہا ہے، جس سے آپ کا شرف و فضل واضح ہے۔ تاہم کس اور کے لیے اللہ تعالی ہے، وہ جس کی چاہے قسم کس اور کے لیے اللہ تعالی ہے، وہ جس کی چاہے قسم کسانا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالی تو حاکم مطلق ہے، وہ جس کی چاہے قسم کسائے، اس سے کون پوچھنے والا ہے؟ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جس طرح شراب کے نشے میں دھت انسان کی عقل ماؤن ہوجاتی ہے، اس طرح یہ اپنی بدمتی اور گر اہی میں استے سرگردال تھے کہ حضرت لوط علیہ ای اتنی معقول بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آپائی۔

٣. ايك چنگهاڙ نے، جب كه سورج طلوع ہو چكا تھا، ان كا خاتمه كرديا۔ بعض كہتے ہيں كه يه زوردار آواز حضرت جبر كيل عاليدًا كى تھى۔

۷. کہا جاتا ہے کہ ان کی بستیوں کو زمین سے اٹھاکر اوپر آسان پر لے جایا گیا اور وہاں سے ان کو الٹاکر زمین پر پھیئک دیا گیا۔ یوں اوپر والا حصد فیچے اور نجلا حصد اوپر کرکے تد وبالا کردیا گیا، اور کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد محض اس بستی کا چھوں سمیت زمین بوس ہوجانا ہے۔

 ۵. اس کے بعد ان پر کنکر کی قشم کے مخصوص پھر برسائے گئے۔ اس طرح گویا تین قشم کے عذابوں سے انہیں دوچار کرکے نشان عبرت بنادیا گیا۔

٢. گهری نظر سے جائزہ لینے اور غور وفکر کرنے والوں کو مُتوَسِّمِیْنَ کہا جاتا ہے۔ مُتوَسِّمیْنَ کے لیے اس واقع میں عبرت کے پہلو اور نثانیاں ہیں۔

نشانیاں ہیں۔

کا یہ بستی الی راہ پر ہے جو برابر چلتی رہتی (عام گذرگاہ) ہے۔ (۱)

22. اور اس میں ایمان والوں کے لیے بڑی نشانی ہے۔

4. اور ایکہ بستی کے رہنے والے بھی بڑے ظالم تھے۔

(آخر) ہم نے انتقام لے ہی لیا۔ اور یہ دونوں شہر کھلے (عام) راستے پر ہیں۔

("

۸۰. اور حجر والول نے بھی رسولوں کو حبطالیا۔ (۲)
 ۱۸. اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں بھی عطا فرمائیں (لیکن)
 تاہم وہ ان سے روگردانی ہی کرتے رہے۔ (۵)

وَإِنْهَالَبِسَبِينُلِ<sup>م</sup>ُّقِيُمٍ®

ٳؾؽ۬ڎٳڮڵٳڲڐۜڷۭڵۿٷۘڡڹؽؙڹؖ ۅؘٳڽؙػٲؽٲڞؙڣٲڵڒؽڲۊڵڟؚڸؠؽؙڹؖ ٷؘڶٮؙٛڠۜؠؙٮٚٵڡؚؠ۫ۿؙڎۅٙٳٮٚۿؠٵڶڽٳ؞ڒٳ؞ٟؠؙٞؠؽڹۣ<sup>ڞ</sup>۫

ۅؘڵڡۜٙڽؙػۮ۫ۜڔٵؘڞڂٛٵڶٟۼؚڔؚٳڶڡؙۯؙڛڵؚؽؽ۞ٚ ۅٙٳڶؾؽؙڹۿؙڎٳڸؾؚڹٵڣػٲنؙۅؙٳۼؠؙؠۜٵڡٛۼڔۻؽؽ۞ۨ

ا. مراد شاہراہ عام ہے۔ یعنی قوم لوط کی بستیاں مدینے سے شام کو جاتے ہوئے راستے میں پڑتی ہیں۔ ہر آنے جانے والے کو انہی بستیوں سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔ کہتے ہیں یہ پانچ بستیاں تھیں۔ سَدُوْمُ (یہ مرکزی بستی تھی)، صَعْبَة، صَعوة، عَشْرَة اور دُومَا کہا جاتا ہے کہ جر کیل عَلَیْکِا نے اپنے بازو پر انہیں اٹھایا اور آسان پر چڑھ گئے حتی کہ آسان والوں نے ان کے کوں کے بھو تکنے اور مرغوں کے بولنے کی آوازیں سنیں اور پھر ان کو زمین پر دے مارا (ابن کیر) گر اس بات کی کوئی سند نہیں ہے۔ ہو تکنے اور مرغوں کے بولنے کی آوازیں سنیں اور پھر ان کو زمین پر دے مارا (ابن کیر) گر اس بات کی کوئی سند نہیں ہے۔ ہو گئے گئے قد درخت کو کہتے ہیں۔ اس بستی میں گھنے درخت ہوں گے۔ اس لیے انہیں آھنے جاب الاُدِّیکَةِ (بن یا جنگل والے) کہا گیا ہے۔ مراد اس سے قوم شعیب ہے اور ان کا زمانہ حضرت لوط عَلَیْکِا کے بعد ہے اور ان کا علاقہ ججاز اور شام کے در میان قوم لوط کی بستیوں کے قریب ہی تھا۔ اسے مدین کہا جاتا ہے جو حضرت ابرائیم علینِکا کے بیٹے یا لوت کانام تھا اور اس کے نام پر ابتی کا نام پڑگیا تھا۔ ان کا ظلم یہ تھا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے تھے، رہزنی ان کا شیوہ اور کم تولنا اور کم ناپنا ان کا وطیرہ تھا، ان پر جب عذاب آیا تو ایک تو بادل ان پر سایہ قبل مو گیا پھر چنگھاڑ اور بھونچال نے مل کر ان کو ہلاک کردیا۔

٣. إِمَامٍ مُّبِيْنٍ كَ مَعَىٰ بَهِى شاہراہ عام كے بي، جہال سے شب وروز لوگ گزرتے بيں۔ دونول شہر سے مرادقوم لوط كا شہر اور قوم شعيب كا مسكن "مدين" مراد بيں۔ يہ دونول ايك دوسرے كے قريب ہى تھے۔

۷۰. حجر حضرت صالح عَلِيْلاً کی قوم "ثمود" کی بستیوں کا نام تھا۔ انہیں اََصْحَابُ الحِجْرِ (حجر والے) کہا گیا ہے۔ یہ بستی مدینہ اور تبوک کے درمیان تھی۔ انہوں نے اپنے تیغیبر حضرت صالح عَلَیْلاً کو جھٹا یا۔ لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "انہوں نے پیغمبروں کو جھٹایا، یہ اس لیے کہ ایک پیغمبر کی تکذیب ایسے ہی ہے جیسے سارے پیغمبروں کی تکذیب۔"

۵. ان نشانیوں میں وہ اونٹنی بھی تھی جو ان کے کہنے پر ایک چٹان سے بطور مجمزہ ظاہر کی گئی تھی، لیکن ظالموں نے اسے بھی قتل کرڈالا۔

وَكَانُوُ اِيَنْجِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا امِنِيْنَ

فَأَخَنَاتُهُوُالصَّيْحَةُمُصُبِحِيْنَ۞ فَمَآاغُنَىٰعَنُهُمُومَّا كَانُوْايكِيْبُونَ۞

وَمَاخَكَفُنَا السَّلْوَتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيُنَهُمَّا اِلَابِالْحَقِّ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَابِتِيةٌ فَاصُفِرَ الصَّفَحِ الْجَهْدِيْل

#### إِنَّ رَبَّكَ هُوَالْخَلْقُ الْعَلِيُوْ

وَلَقَدُ التَّبُعٰكَ سَبُعَامِّنَ الْمَثَانِيُّ وَالقُّرُ الَّ الْمُثَانِيِّ وَالقُّرُ الَّ الْعَظِيمُ

كرتَمُ لَّ نَّ عَيْنَيْك إلى مَا مَتَّعْنَابِهَ

۸۲. اور یہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے تھے، بے خوف ہوکر۔(۱)

۸۳. آخر انہیں بھی صبح ہوتے ہوتے چگھاڑ نے آدبوچا۔ '' ۸۴. پس ان کی کسی تدبیر وعمل نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔

△٨٥. اور ہم نے آسانوں اور زمین کو اور ان کے در میان کی سب چیزوں کو حق کے ساتھ ہی پیدا فرمایا ہے، (۳) اور قیامت ضرور بالضرور آنے والی ہے۔ پس تو حسن وخوبی (اور اچھائی) سے در گزر کر لے۔

۸۲. یقیناً تیرا پرورد گار ہی پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔

 $\Delta \Delta$ . اوریقیناً ہم نے آپ کو سات آ بیتیں دے رکھی ہیں '' کہ دہرائی جاتی ہیں اور عظیم قرآن بھی دے رکھا ہے۔  $\Delta \Delta$ . آپ ہرگز اپنی نظریں اس چیز کی طرف نہ دوڑائیں،

ا. یعنی بغیر کسی خوف یا احتیاج کے پہاڑ تراش لیا کرتے تھے۔ ۹ بجری میں جوک جاتے ہوئے جب رسول اللہ منگائینی اس بتی سے گزرے تو آپ منگائینی کے اور اللہ کے اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس بستی سے گزرے تو آپ منگائینی کے اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس بستی سے گزرو۔ (اہن کیر)، صحیح بخاری: ۱۳۳۳ اور مسلم: ۲۲۸۵ میں بھی یہ روایت ہے۔

۲. حضرت صالح علیہ اس بستی سے گزرو۔ (اہن کیر)، صحیح بخاری: ۱۳۳۳ اور مسلم: ۲۲۸۵ میں بھی یہ روایت ہے۔

۳. حضرت صالح علیہ اس کہ تمین دن کے بعد تم پر عذاب آجائے گا، چنانچہ چوشے روز ان پر یہ عذاب آگیا۔

۱۳ حق سے مراد وہ فوائد ومصالح ہیں جو آسان وزمین کی پیدائش سے مقصود ہیں۔ یا حق سے مراد محس (نیکوکار) کو اس کی برائی کا بدلہ دینا ہے۔ جس طرح ایک دوسرے مقام پر فرمایا "اللہ ہی کے لیے ہے جو آسانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے تاکہ وہ برول کو ان کی برائیوں کا اور نیکول کو ان کی نیکی کا بدلہ دیے۔ "الہے:۱۳)

۱۳ می منگانی سے مراد کیا ہے؟ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ صحیح بات یہ ہو کہ اس سے مراد صورہ فاتحہ ہے۔ یہ ساتھ ممثانی اور جو مین دیا گیا ہوں (مثانی کے معنی بار بار دہرانے کے کیے گئے ہیں) حدیث سے بھی مات کہ بیت ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ منگائینی کے معنی بار بار دہرانے کے کیے گئے ہیں) حدیث سے بھی عظیم ہے جو میں دیا گیا ہوں (حق خاتی کی ایک اور حدیث میں فرمایا «اُلُمُ الْقُرْآنِ هِی السَّبْعُ الْمَثَانِی وَالْقُرْآنِ الله علی الله علیہ کی اللہ کی کیا گیا ہوں (علیہ اللہ کی کی کیا گیا ہوں (علیہ کی کیا گیا ہوں (علیہ کی کیا گیا ہوں کیا گیا گیر آن کا ایک جزء ہے اس لیے قر آن عظیم کا ذکر بھی ساتھ ہی کیا گیا ہے۔

ٱۯ۫ۉٳۘؗۼٞٳ۫ڡٞڹؙۿؙۿؙۄؙۅٙڵٳؾۜٛڞ۬ڗؘڽٛؗؗؗعڵؽؙڡۣۿؙۅٙٳڂٛڣۣڞ۬ جَنَاحَكَ لِلْمُؤُمِنِيُن۞

وَقُلُ إِنِّ كَانَا النَّذِيُرُ الْمُبِيثُ ﴿
حَمَّا اَنْزَلُنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿
الَّذِينُ جَعَلُوا الْقُرُّ إِنَ عِضِينَ ﴿
فَوَرَبِّكَ لَنَسْ عَلَوْ الْقُرُ الْمَعْدِينَ ﴿
فَوَرَبِّكَ لَنَسْ عَلَيْهُمُ الْجُمْعِينَ ﴿

عَمّاكانُوْايَعْمَلُوْنَ 🕾

فَاصُكَعُ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ النَّشُرِكِيْنَ ®

جس سے ہم نے ان میں سے کئی قسم کے لوگوں کو بہرہ مند کرر کھا ہے، اور نہ ان پر آپ افسوس کریں اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھائے رہیں۔(۱)

۸۹. اور کہہ دیجیے کہ میں تو تھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ ایک میں دیجیے کہ میں تو تھا کھلا ڈرانے والا ہوں۔

• 9. جیسے کہ ہم نے ان تقییم کرنے والوں پر اتارا۔

91. جنہوں نے اس کتاب البی کے گلڑے گلڑے کردیے۔

97. قسم ہے تیرے پالنے والے کی! ہم ان سب سے ضرور بازیرس کریں گے۔

۹۳. ہر اس چیز کی جو وہ کرتے تھے۔

اس میں آپ (اس حکم کو جو آپ کو کیا جارہا ہے کھول کر سنا دیجیے اور مشرکول سے مند پھیر کیجیے۔

ا. یعنی ہم نے سورہ فاتحہ اور قرآن عظیم جیسی تعمیں آپ کو عطاکی ہیں، اس لیے دنیا اور اس کی زینتوں اور ان مختلف قسم کے اہل دنیا کی طرف نظر نہ دوڑائیں جن کو دنیائے فانی کی عارضی چیزیں ہم نے دی ہیں اور وہ جو آپکی تکذیب کرتے ہیں، اس پر غم نہ کھائیں اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھائے رہیں، لیخی ان کے لیے نرمی اور محبت کا رویہ اپنائیں۔ اس محاورہ کی اصل یہ ہے کہ جب پرندہ اپنے بچوں کو اپنے سایہ شفقت میں لیتا ہے تو ان کو اپنے بازوؤں لینی پروں میں لیتا ہے۔ یوں یہ ترکیب نرمی، پیار ومجبت کا رویہ اپنانے کے مفہوم میں استعال ہوتی ہے۔

العض مفسرین کے نزدیک آئز گنا کا مفعول الْعَذَابَ محذوف ہے۔ معنی یہ بین کہ میں تہمین کھول کر ڈرانے والا ہوں عذاب ہے، مثل اس عذاب کے جو مُقْتَسِمِیْنَ پر نازل ہوا مُقْتَسِمِیْنَ کون ہیں؟ جنہوں نے کتاب الٰہی کے گلاے کلائے کردیے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے قریش کی قوم مراد ہے جنہوں نے اللہ کی کتاب کو تقییم کردیا، اس کے بعض حصے کو شعر، بعض کو سحر (جادو) بعض کو کہانت اور بعض کو اساطیر الاولین (پہلوں کی کہانیاں) قرار دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مُقْتَسِمِیْنَ سے انہوں نے ان آسانی کتابوں کو متفرق اجزاء میں بانٹ دیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت صالح عالیہ اللہ کا قوم ہے جنہوں نے آپس میں قتم کھائی تھی کہ صالح عالیہ اور ان کے گھر والوں کو رات کے اندھیرے میں قتل کردیں گے۔ ﴿قَالُوْاتَقَاسَمُوْلِواللّٰهِ لَنَیْتِیَنَتُ ﴾ (النسل: ۲۹) اور آسانی کتاب کو مُکڑے کوڑے کرڈالا۔ عِضِیْنَ کے ایک معنی یہ بھی کے گئے ہیں کہ اس کی بعض باتوں پر ایمان رکھنا اور بعض کے ساتھ کفرے کرڈالا۔ عِضِیْنَ کے ایک معنی یہ بھی کے گئے ہیں کہ اس کی بعض باتوں پر ایمان رکھنا اور بعض کے ساتھ کفر کرنا۔

۳. اصْدَعْ کے معنی ہیں کھول کر بیان کرنا، اس آیت کے نزول سے قبل آپ جھپ کر تبلیغ فرماتے تھے، اس کے بعد آپ نے کھلم کھلا تبلیغ شروع کردی۔ (ٹخ القدر)

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهُ فِرْءِينَ ۗ

الَّذِيْنَ يَعَبَعُلُونَ مَعَ اللهِ اللهِ الْخَرَّفَسُوْفَ يَعْلَمُونَ ۞

وَلَقَلْنَعُكُمُ النَّكَ يَضِيْنُ صَدُرُكَ بِمَا يَقُولُونَ \*

فَسَيِّعُ بِعَمْدِرَيِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّجِدِيْنَ الْ

وَاعُبُدُرتَكِ حَتَّى يَالْتِيكَ الْيَقِينُ ﴿

98. آپ سے جو لوگ مسخرا پن کرتے ہیں ان کی سزا کے لیے ہم کافی ہیں۔

97. جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود مقرر کرتے ہیں انہیں عقریب معلوم ہوجائے گا۔

92. اور ہمیں خوب علم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے۔

98. آپ اپنے پرورد گار کی تشییج اور حمد بیان کرتے رہیں اور سجدہ کرنے والول میں شامل ہوجائیں۔

99. اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔(۱)

ا. مشرکین آپ کو ساح، مجنون، کابن وغیرہ کہتے جس سے بشری جبلت کی وجہ سے آپ کبیدہ خاطر ہوتے، اللہ تعالیٰ نے تعلی دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ حمد وثنا کریں، نماز پڑھیں اور اپنے رب کی عبادت کریں، اس سے آپ کو قلبی سکون بھی ملے گا اور اللہ کی مدد بھی حاصل ہوگی، سجدے سے یہاں نماز اور یقین سے مراد موت ہے۔

#### سورۂ کھل مکی ہے اور اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع میں۔

#### 

١٤٠٤

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ٲؿٙٳٙڡؙۯؙٳٮڷٶڡؘڰڵۺۜٮٛػۼڿۭڷؙۉؖڰ۠ۺؙڹڂٮؘڬ ۅؘٮۼڵڸ؏؊ۧٳؙؽۺٛڒڴۏڹ۞

ا. الله تعالی کا حکم آپہنیا، اب اس کی جلدی نه میاؤ۔ (۱) تمام پاک اس کے لیے ہے وہ برتر ہے ان سب سے جنہیں یہ الله کے نزدیک شریک بتلاتے ہیں۔

> ؽؙڹٚڒٙڵٵڵمڵؠٟٙػڐڔڸڵڗؙۅ۫ڿؚڡۣ؈ٛٲڡٝڔۣۼٵؠ؈ؙۛؾؾؘڵٛٷ۫ ڡؚڽؙۼؠڶۮؚ؋ٙڶڽؙٲٮؙؽ۬ۮؚۯؙۊٙٲٮۜۜٷڵڒٳڵۿٳڷٚٚٚۯٲٮؘٵ ۼٲؾؖڠۯ۫ڹ<sup>۞</sup>

وہی فرشتوں کو اپنی وحی<sup>(۲)</sup> دے کر اپنے تھم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے<sup>(۳)</sup> اتار تا ہے کہ تم لوگوں کو آگاہ کردو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں، پس تم مجھ سے ڈرو۔

خَكَقَ السَّمُوٰتِ وَالْكَرْضَ بِالْحُقِّ تَعَلَّى عَمَّا يُثْرِكُونَ ۞

س. اسی نے آسانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بیدا کیا (م) وہ اس سے بری ہے جو مشرک کرتے ہیں۔ م. اس نے انسان کو نطفے سے بیدا کیا پھر وہ صریح جھگڑالو

خَكَقَ الْإِنْمَانَ مِنْ تَنْطُفَةٍ فَإِذَا هُوَخَصِيْمٌ

ا. اس سے مراد قیامت ہے، لیعنی وہ قیامت قریب آگئی ہے جے تم دور سجھتے تھے، پس جلدی نہ مچاؤ، یا وہ عذاب مراد ہے جے مشرکین طلب کرتے تھے۔ اسے منتقبل کے بجائے ماضی کے صیغے سے بیان کیا، کیوں کہ اس کا وقوع لیقتی ہے۔

۲. رُوْحٌ سے مراد وی ہے جیسا کہ قرآن مجید کے دوسرے مقام پر ہے۔ ﴿ وَكُذَالِكَ اَوْحَيُمَا اِلِيَّكَ دُوْجًا اِتَّنَ اَمُّوَا اَلْكَتَ تَدُوِيْ مَا اللَّهِ اللَّهُ اللَّاللَّا اللَّهُ اللَّا اللَّهُ اللَّا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ ا

٣. مراد انبياء ﷺ بين جن پر وحى نازل ہوتى ہے۔ جس طرح الله نے فرمايا ﴿ اَللهُ اَعْلَوْ حَدَيْثُ بَعُعَلُ مِسَالَتَهُ ﴾ (الانعام: ١٣١) (الله خوب جانتا ہے کہ وہ کہاں اپنی رسالت رکھے)۔ ﴿ يُلْقِى التُّوْمَ مِنْ اَمُومٌ عَلَى مَنْ يَشَا أُومِنْ عِبَادِ بِالْمِنْوَدَ يَوْمُ السَّلَاقِ ﴾ (الانعام: ١٣١) (المؤمن: ١٥) (وہ اپنے علم سے اپنے بندول میں جس پر چاہتا ہے وحی ڈالتا لیعنی نازل فرماتا ہے تاکہ وہ ملاقات والے (قامت کے) دن سے لوگوں کو ڈرائے)۔

۸. لینی محض تماشے اور کھیل کود کے طور پر نہیں پیدا کیا بلکہ ایک مقصد چیش نظر ہے اوروہ ہے جزاء وسزا، جیسا کہ ابھی تفصیل گزری۔ بن بیطا۔

وَالْاَنْعُامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَادِفُّ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَاتَاكُانُونَ۞

مِّبُينُ۞

6. اور اسی نے چوپائے پیدا کیے جن میں تہمارے کیے گرمی کے لباس ہیں اور بھی بہت سے نفع ہیں (۱) اور بعض تمہارے کھانے کے کام آتے ہیں۔

وَلَكُوُّ فِيهُاجَمَالُّ حِيْنَ تُرِيُّحُوْنَ وَحِيْنَ تَشْرَحُونَ ۗ

۲. اور ان میں تمہاری رونق بھی ہے جب چراکر لاؤ تب بھی۔(<sup>n)</sup>
 بھی اور جب چرانے لے جاؤ تب بھی۔(<sup>n)</sup>

ۅؘؾؘڂؠؚڵؙٲؿ۫ڡٙٵڵػڎٳڸڹۘٮؘؠ۩ٞۄؙؾؘڴۏؙڹٛۉٳؠڸۼؽٷ ٳڷڒؠۺؚؾؚٞٵڶٳؘٛڹڣؙڽٝٳڽۜڗٮۜڹڴۄؙڵڔؘٷٛڰٛڗۜڝؚؽؙۄ۠ۨ

ک. اور وہ تمہارے بوجھ ان شہروں تک اٹھالے جاتے ہیں جہاں تم بغیر مشقت کے پہنچ ہی نہیں سکتے تھے۔ یقیناً تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور نہایت مہربان ہے۔

وَّالْخَيْلَ وَالِبُغَالَ وَالْحَيْدِ كَاتَرُكَبُوُهَا وَزِيْنَةً وْيَخْلُقُ مَالاَتَّعْلَمُوْنَ⊙

۸. اور گھوڑوں کو نچروں کو، گدھوں کو اس نے پیدا کیا
 کہ تم ان کی سواری لو اور وہ باعث زینت بھی ہیں۔

ا. یعنی ایک جامد چیز سے جو ایک جاندار کے اندر سے نگلتی ہے، جے منی کہا جاتا ہے۔ اسے مختلف اطوار سے گزار کر ایک مکمل صورت دی جاتی ہے، پھر اس میں اللہ تعالی روح پھونکتا ہے اور مال کے پیٹ سے نکال کر اس دنیا میں لاتا ہے جس میں وہ زندگی گزارتا ہے لیکن جب اسے شعور آتا ہے تو اس رب کے معاملے میں جھڑتا، اس کا انکار کرتا یا اس کے ساتھ شریک تھہراتا ہے۔

۲. اسی احمان کے ساتھ دوسرے احمان کا ذکر فرمایا کہ چوپائے (اونٹ، گائے اور بکریال) بھی اسی نے پیدا کیے، جن کے بالوں اور اون سے تم گرم کپڑے تیار کرکے گری حاصل کرتے ہو۔ اسی طرح ان سے دیگر منافع حاصل کرتے ہو، مثلاً ان سے دودھ حاصل کرتے ہو، ان کی ذریعے سے ہل چلاتے اور کھیتوں کو سیراب کرتے ہو، وغیرہ وغیرہ۔

س. تُرِیْحُوْنَ جب شام کو چراگاہوں سے چراکر گھر لاؤ تَسْرَ حُوْنَ جب صبح چرانے کے لیے لے جاؤ، ان دونوں وقتوں میں یہ لوگوں کی نظروں میں آتے ہیں جس سے تمہارے حسن وجمال میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان دونوں اوقات کے علاوہ وہ نظروں سے او جمل رہتے یا باڑوں میں بند رہتے ہیں۔

۷. یعنی ان کی پیدائش کا اصل مقصد اور فائدہ تو ان پر سواری کرنا ہے تاہم یہ زینت کا بھی باعث ہیں۔ گھوڑے، فچر، اور گدھوں کے الگ ذکر کرنے سے بعض فقہاء نے استدلال کیا ہے کہ گھوڑا بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح گدھا اور فچر۔ علاوہ ازیں کھانے والے چوپایوں کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ اس لیے اس آیت میں جن تین جانوروں کا ذکر ہے، یہ صرف رکوب (سواری) کے لیے ہے۔ لیکن یہ استدلال اس لیے صحیح نہیں کہ صحیح احادیث سے گھوڑے

اور بھی وہ الیں بہت چیزیں پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم بھی نہیں۔<sup>(1)</sup>

> ۅؘٸٙڶۥڶڵۊڨٙڞؙۮؙٲڷڛؚۜؠؽڸؚۅؘڡۣؠ۫ٞؠٵڿٳٚؽٟ۠ڗ۫ۅؘڷۅؙۺؙٲ؞ٛ ڶۿڵٮڬؙڎؙٳڿؙؠؘۼۣؽ۬ٛ

9. اور الله پر سیدهی راه کا بتا دینا ہے (۲) اور بعض شیرهی راه کا بتا دینا ہے (۲) اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لگا دیتا۔ (۳)

ۿؙۅؘٲڷڹۣؽٙٲڹؙۯؙڶڝؚڹٳڛٙؠٳٚٙ؞ڡٵؚٛٛڰڬؙۄ۫ڡؚۜٮؙٛۿؙ ۺؘڒٳڮ۠ٷٙڡؚڹؙۿؙۺؘڿۯؚ۠ڣؽٷۺؙؚؽۿؙۅؙؽ۞

• ا. وہی تمہارے فائدے کے لیے آسان سے پانی برساتا ہے جسے تم پیتے بھی ہو اور اس سے اگے ہوئے در ختوں کو تم اپنے جانوروں کو چراتے ہو۔

> يُنَّبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرُءَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الشَّهَرٰتِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

اا. اسی سے وہ تمہارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور ا انگور اور ہر قشم کے کھل اگاتا ہے بے شک ان لوگوں

کی طت ثابت ہے۔ حضرت جابر ڈالٹنڈ روایت کرتے ہیں کہ نبی طالبنڈ کے گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے۔ اَذِنَ فِیْ لُحُوْمِ الْحَوْلِ البخاری، کتاب الذہائح، باب لحوم الحیل ومسلم کتاب الصید، باب فی اُکل لحوم الحیل) علاوہ ازیں صحابہ کرام شاکنڈ نئے نبی طالبہ کے موجود گی میں خیبر اور مدینہ میں گھوڑا ذرج کرکے اس کا گوشت پکایا اور کھایا۔ آپ شالبنڈ کے منع نہیں فرمایا (طاحہ وصحیح مسلم، باب مذکور، ومسند أحمد، ج س ۳۵۲۳، آبوداود کتاب الاطعمة، باب فی اُکل لحوم الحیل) ای لیے جمہور علماء اور سلف وخلف کی اکثریت گھوڑے کی حلت کی قائل ہے۔ (تغیر ابن کیٹر) یہال گھوڑے کا ذکر محض سواری کے ضمن میں اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کا غالب ترین استعمال اسی مقصد کے لیے ہے، خوراک کے طور پر اس کا استعمال بہت ہی ناور ہے۔ بھیٹر بحری کی طرح اس کو خوراک کے لیے ذرخ نہیں کیا جاتا۔ از زمین کے زیریں جھے میں، اسی طرح سمندر میں، اور بے آب وگیاہ صحر اور اور جنگلوں میں اللہ تعالی مخلوق از زماتا رہتا ہے جن کا علم اللہ کے سواکسی کو نہیں اور اسی میں انسان کی بنائی ہوئی وہ چیزیں بھی آجاتی ہیں جو پیدا فرماتا رہتا ہے جن کا علم اللہ کے سواکسی کو نہیں اور اسی میں انسان کی بنائی ہوئی وہ چیزیں بھی آجاتی ہیں جو وہ تیار کرتا ہے، مثلاً بس، کار، ریل گاڑی، جہاز اور ہوائی جہاز اور اس طرح کی بے شار چیزیں اور جو مستقبل میں موقع ہیں۔

۲. اس کے ایک دوسرے معنی ہیں "اور اللہ ہی پر ہے سیدھی راہ" یعنی اس کا بیان کرنا۔ چنانچہ اس نے اسے بیان فرماد یا اور ہدایت اور ضلالت دونوں کو واضح کردیا، اسی لیے آگے فرمایا کہ بعض راہیں ٹیرھی ہیں لیعنی گراہی کی ہیں۔
 ۳. لیکن اس میں چوں کہ جبر ہوتا اور انسان کی آزمائش نہ ہوتی، اس لیے اللہ نے اپنی مشیت سے سب کو مجبور نہیں کیا، بلکہ دونوں راستوں کی نشاندہ کی کرے، انسان کو ارادہ واختیار کی آزادی دی ہے۔

# ڵٳؽڐٞڵؚؚ<u>ڡ</u>ٛۅ۫ۄؚؾۜؿؘڡٛػٚۯؙۯؙؽ

ڡۜۜۼۜۯػڎؙٳڷؽؙڶ٥ؘوالنَّهَارُٚوّالشَّهُسَ وَالْقَهَرَوْ وَالتُّجُوُمُمُسُخُرْتُ بِٱمۡرِهٖ ۚ إِنَّ فِيُ دَٰلِكَ ڵٳؠٝؾؚڵؚقَوْمِيَّغْقِلُونَ۞

وَمَاذَرَالَكُمُ فِي الْأَرْضِ مُغْتَلِقًاٱلْوَاكُهُ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَاٰكِةً لِقَوْمِ تَيْذَكَّرُونَ®

وَهُوَاكَنِى مَسَحَّرَالْبَحْرَالِتَأَكُمُوْامِنْهُ كَمُاطِرِيًّا وَتَسَنَّخُرِجُوْامِنُهُ حِلْيَةٌ تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيُهِ وَلِبَّنَتَوُوْلَ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمُ تَشْكُرُوْنَ ۞

کے لیے تو اس میں بڑی نشانی ہے<sup>(۱)</sup> جو غوروفکر کرتے ہیں۔

11. اور اسی نے رات دن اور سورج چاند کو تمہارے لیے تالع کر دیا ہے اور سارے بھی اسی کے حکم کے ماتحت ہیں۔ یقیناً اس میں عقلمند لوگوں کے لیے کئی ایک نشانیاں موجود ہیں۔(۲)

اور بھی بہت سی چیزیں طرح طرح کے رنگ و روپ کی اس نے تمہارے لیے زمین پر پھیلا رکھی ہیں۔ بیشک نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے اس میں بڑی بھاری نشانی ہے۔

19. اور دریا بھی اسی نے تمہارے بس میں کردیے ہیں کہ تم اس میں سے (نکلا ہوا) تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے اپنے پہننے کے زلورات نکال سکو اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اس میں پانی چیرتی ہوئی (جاتی) ہیں اور اس لیے بھی کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور ہوسکتا ہے کہ تم شکر گزاری بھی کرو۔(")

ا. اس میں بارش کے وہ فوائد بیان کیے گئے ہیں، جو ہر شخص کے مشاہدے اور تجربے کا حصہ ہیں وہ محتاج وضاحت نہیں۔ نیز ان کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

۲. کس طرح رات اور دن چیوٹے بڑے ہوتے ہیں، چاند اور سورج کس طرح اپنی اپنی منزلوں کی طرف روال دوال رہے ہیں اور ان میں کبھی فرق واقع نہیں ہوتا، سارے کس طرح آسان کی زینت اور رات کے اندھیروں میں بھی ہوئے مسافروں کے لیے دلیل راہ ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور سلطنت عظیمہ پر دلالت کرتے ہیں۔

سا کینی زمین میں اللہ نے جو معدنیات، نباتات، جمادات اور حیوانات اور ان کے منافع اور خواص پیدا کیے ہیں، ان میں بھی نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

۷. اس میں سمندر کی تلاظم خیز موجوں کو انسان کے تابع کردینے کے بیان کے ساتھ، اس کے تین فوائد بھی ذکر کیے ہیں۔ ایک بیر کہ تم اس سے مجھلی کی شکل میں تازہ گوشت کھاتے ہو (اور مجھلی مردہ ہوتب بھی حلال ہے۔ علاوہ ازیں حالت احرام میں بھی اس کو شکار کرنا حلال ہے)۔ دوسرا، اس سے تم موتی، سپیاں اور جواہر نکالتے ہو، جن سے تم زیور

وَٱلْقَىٰ فِى الْأَرْضِ رَوَاسِى اَنْ تَمِيْدَ بِكُوْ وَانْهُرًا وَّسُبُلًا لَكَنَّكُوْ تَهُتَدُونَ۞

وَعَلَمْتٍ وَبِالنَّجُورِهُمُ يَهْتَدُونَ ٠

ٱفَمَنْ يَّخُلُقُ كَمَنْ لَا يَخُلُقُ أَفَلَا تَنَكَّرُونَ ``

ۅؘڵڽؘؾؙڬ۠ڎؙۏٳڹۼۘٛڎؘٙٳۺڮٙڵؿؙڠڞؙۅ۫ۿٲڷؙؚؾۜٳۺڮ ڵۼؘڡؙٛۏۛۯڗۜڿؽؗۄٛۨ

وَاللَّهُ بَعَلَوُمَاشِّرُونَ وَمَاتَّعُلِنُونَ ۞

ۅؘٲڵڒؽۘڹؽؘؽڬڠٛۏؽڡٟؽؙۮؙۏڹؚٳڵڵۼڵؿڬؙڡؙٚۊؽ ۺؘؽٵؖۊۿؙڿؙؿؙڬڨؙۯؽ۞

10. اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیے ہیں تاکہ تہمیں کے کر ملے نہ (۱) اور نہریں اور راہیں بنادیں تاکہ تم مزل مقصود کو پہنچو۔(۲)

17. اور بھی بہت سی نشانیاں مقرر فرمائیں۔ اور ستاروں سے بھی لوگ راہ حاصل کرتے ہیں۔

ال ہو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کر سکتا؟ کیا تم بالکل نہیں سوچتے؟<sup>(۳)</sup>

۱۸. اور اگر تم الله کی نعمتوں کا شار کرنا چاہو تو تم اسے نہیں کرسکتے۔ بیشک الله بڑا بخشنے والا مهربان ہے۔
 ۱۹. اور جو پکھ تم چھپاؤ اور ظاہر کرو الله تعالیٰ سب پکھ

۲۰. اور جن جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہن وہ کسی چز کو پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ وہ خود پیدا کے

بناتے ہو۔ تیسرا، اس میں تم کشتیاں اور جہاز چلاتے ہو، جن کے ذریعے سے تم ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاتے ہو، جن تجارتی سامان بھی لاتے لے جاتے ہو، جس سے تہہیں اللہ کا فضل حاصل ہوتا ہے جس پر تہہیں اللہ کا شکر گزار ہونا علیہ۔۔

جانتا ہے۔

ا. یہ پہاڑوں کا فائدہ بیان کیا جارہا ہے اور اللہ کا ایک احسان عظیم بھی، کیونکہ اگر زمین ہلتی رہتی تو اس میں سکونت ممکن ہی نہ رہتی۔ اس کا اندازہ ان زلزلول سے کیا جاسکتا ہے جو چند سیکنڈول اور لمحول کے لیے آتے ہیں، لیکن کس طرح وہ بڑی بڑی مضبوط عمارتوں کو چیوند زمین اور شہرول کو کھنڈروں میں تبدیل کردیتے ہیں۔

۲. نہروں کا سلسلہ بھی عجیب ہے، کہاں سے وہ شروع ہوتی ہیں اور کہاں کہاں، دائیں بائیں، شال و جنوب، مشرق ومغرب ہر جہت کو سیراب کرتی ہیں۔ اس طرح راستے بنائے، جن کے ذریعے سے تم منزل مقصود پر پہنچتے ہو۔

سا ان تمام نعتوں سے توحید کی اہمیت کو اجاگر فرمایا کہ اللہ تو ان تمام چیزوں کا خالق ہے، لیکن اس کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کرتے ہو، انہوں نے بھی کچھ پیدا کیا ہے؟ نہیں، بلکہ وہ تو خود اللہ کی مخلوق ہیں۔ پھر بھلا خالق اور مخلوق کس طرح برابر ہوسکتے ہیں؟ جب کہ تم نے انہیں معبود بناکر اللہ کے برابر مشہرار کھا ہے۔ کیا تم ذرا نہیں سوچے؟

م. اور اس کے مطابق وہ قیامت کے دن جزاء اور سزا دے گا۔ نیک کو نیکی کی جزاء اور بد کو اس کی بدی کی سزا۔

ہوئے ہیں۔

۲۱. مر دے ہیں زندہ نہیں، <sup>(۲)</sup> انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ <sup>(۳)</sup>

۲۲. تم سب کا معبود صرف الله تعالی اکیلا ہے اور آخرت پر ایمان نه رکھنے والول کے دل منکر ہیں اور وہ خود تکبر سے بھرے ہوئے ہیں۔

۲۳. بے شک وشبہ اللہ تعالیٰ ہر اس چیز کو، جے وہ لوگ چھپاتے ہیں اور جے ظاہر کرتے ہیں، بخوبی جانتا ہے۔ یقیناً وہ غرور کرنے والوں کو پہند نہیں فرماتا۔(۵)

۲۳. اور ان سے جب دریافت کیا جاتا ہے کہ تمہارے پرورد گار نے کیا نازل فرمایا ہے؟ تو جواب دیتے ہیں کہ

ٲڡؗۉٳڬٛۼؙؠۯؙٲڎؽٳٚ؞ٛٞۊؙڡٵؽۺڠۯ۠ۅ۫ڵٵؾٵؽ ڽؠڠڹۅڹۿ

ٳڵۿؙڮؙۯٳڵڎ۠ٷٙڸڝڴٵؘڷێڔؽؘڵڒؽۅؙؙڡٮؙؙۅٛؽ ڽٵڵڒڿؘڒۊڟؙۅٛڹۿؙٶۛۺؙؽڮڗٷ۠ڰۿؙۄٞۺ۠ۺػٲؠؚۯۅٛؽ<sup>®</sup>

ڵۘڂڮۯٵۜؽٙٳٮڵؗؗ؋ؾۼڵۄؙڡٵؽؙٮڗؙؖۅؙڹۜۊٵؽڠڶؚؽؙڬۏڽ ٳؾٞ؋ڒڮؿؚڣؚٵڶۺؙؾؘڴؠڔۣؿ۞

ۅٙڸۮؘٳڣؽؙڵڮۿؙۄ۫ڡٞٵۮٙٲٮؙ۬ۯؘڶۯڗڹؙۘٛٛٛٛٷؗڒڠٙٲڵٷٙ ٲڛٵؚڟؽؙۯٵڷٳٷڸؽؘ۞

1. اس میں ایک چیز کا اضافہ ہے یعنی صفت کمال (خالقیت) کی گفی کے ساتھ نقصان کینی کی (عدم خالقیت) کا اثبات۔ (ش القدیر)

۲. مردہ سے مراد، وہ جماد (پھر) بھی ہیں جو بے جان اور بے شعور ہیں۔ اور فوت شدہ صالحین بھی ہیں۔ کیوں کہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا (جس کا انہیں شعور نہیں) وہ تو جماد کے بجائے صالحین ہی پر صادق آسکتا ہے۔ ان کو صرف مردہ ہی نہیں کہا بلکہ مزید وضاحت فرمادی کہ "وہ زندہ نہیں ہیں" اس سے قبر پرستوں کا بھی واضح رد ہوجاتا ہے، جو کہتے ہیں کہ قبروں میں مدفون مردہ نہیں، زندہ ہیں۔ اور ہم زندوں کو ہی پکار تے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ موت وارد ہونے کے بعد، دنیوی زندگی کسی کو نصیب نہیں ہوسکتی نہ دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی باقی رہتا ہے۔ ہوا کہ موت وارد ہونے کے بعد، دنیوی زندگی کسی کو نصیب نہیں ہوسکتی نہ دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی باقی رہتا ہے۔ ہوا کہ موت وارد ہونے کے بعد، دنیوی زندگی کسی کو نصیب نہیں ہوسکتی نہ دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی باقی رہتا ہے۔ سے بھر ان سے نفع کی اور ثواب وجزاء کی توقع کیسے کی جاسکتی ہے؟

سم. یعنی ایک اللہ کا ماننا مکرین اور مشرکین کے لیے بہت مشکل ہے۔ وہ کہتے ہیں ﴿آجَعَلَ الْاَلِمَةَ اِللهُ اَوَالهُ اَوَاحِمُا اَوْاَ هُذَا اَلْتُمُ عُجَابُ﴾
(صَنه) (اس نے تمام معبودوں کو ایک ہی معبود کردیا ہے یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے)۔ دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَالْدَادُكُورَ اللّٰهِ وَحَدَّدُ اللّٰهُ مَنْ اللّٰهُ وَحَدَّدُ اللّٰهُ مَنْ اللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَلّٰ اللّٰهُ عَلَى اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا اللّٰهِ وَاللّٰهِ وَلّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَلّٰ اللّٰهِ وَلّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَلّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَالل

۵. المستخبّارٌ کا مطلب ہوتا ہے اپنے آپ کو بڑا سیحتے ہوئے صحیح اور حق بات کا انکار کردینا اور دوسروں کو حقیر و کمتر سیجھنا۔
کبر کی یہی تعریف حدیث میں بیان کی گئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تحریم الکبر وبیانه) ہی کبر وغرور اللہ کو سخت نا پیند
ہے۔ حدیث میں ہے کہ "وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی کبر ہوگا۔" (عوالة ندكور).

الگوں کی کہانیاں ہیں۔(۱

74. ای کا نتیجہ ہوگا کہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے بھی جھے دار ہورے بوجھ کے بھی جھے دار ہوں گئے جہاں ہوں گئے جہاں ہوں گئے جہاں ہے ملمی سے مگر اہ کرتے رہے۔ دیکھو تو کیسا برا بوجھ اٹھارہے ہیں۔(۲)

۲۷. ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی کر کیا تھا، (آخر) اللہ نے (ان کے منصوبوں) کی عمارتوں کو جڑوں سے اکھیڑد یا اور ان (کے سروں) پر (ان کی) چھتیں اوپر سے گر پڑیں، (۳) اور ان کے پاس عذاب وہاں سے آگیا جہاں کا انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا۔

۲۷. پھر قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم لڑتے جھڑتے تھے، (۳) جنہیں علم دیا گیا

ڸؽڂؠڵؙۅٛٙٲۉڒؘٳۯۿؙۄ۫ػٵڝڵڎٞڲۅ۫ٙۘٙٙٙٙٙؽڵڟ ڡڝؙؙٲۉڒٳڔٳڰڹؽؽؽۻڷ۠ٷٮۿڂڿۼؽڔۼڵٟۄ ٵڵٳڛٵٚؿؘڝٵؾۯؚؠؙ۠ٷؽ۞۠

قَدُمُكَ رَالَّانِ بَنَ مِنْ قَدِّلِهِ مِهُ فَأَتَى اللهُ بُنْيَانَهُمُ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّعَلَيْهِمُ السَّفَّفُ مِنْ فَوْقِهِمُ وَالتَّهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لِاَيْشُعُرُونَ ۞

ثُعَّرَيُومَ الْقِيمَاةِ يُخْزِيهِهُ وَيَقُوُلُ اَيْنَ شُرَكَآءِى الَّذِيْنَ كُنْتُونَّشَآقُونَ فِيهِمُّ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُواالْعِلْوَ إِنَّ الْخِذْى الْيُوْمَ وَالسُّنُّوَءَ

ا. تعنی اعراض اور استہزاء کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ مکذمین جواب دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو کچھ نہیں اتارا، اور یہ محمد (سَنَّالْیُکِیِّم) ہمیں جو پڑھ کر سناتا ہے، وہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جو کہیں سے سن کر بیان کرتا ہے۔

العنی ان کی زبانوں سے یہ بات اللہ تعالی نے نظوائی تاکہ وہ اپنے ہوجموں کے ساتھ دوسروں کا ہوجھ بھی اٹھائیں۔
 جس طرح کہ حدیث میں ہے۔ نبی منگائی فی نے فرمایا "جس نے لوگوں کو ہدایت کی طرف بلایا، تو اس شخص کو ان تمام لوگوں کا اجر بھی ملے گا جو اس کی دعوت پر ہدایت کا راستہ اپنائیں گے اور جس نے گراہی کی طرف بلایا تو اس کو ان تمام لوگوں کے گناہوں کا بار بھی اٹھاٹا پڑے گا جو اس کی دعوت پر گراہ ہوئے"۔ (آبو داود، کتاب السنة، باب لزوم السنة)
 سابہ بعض مفسرین اسرائیلی روایات کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ اس سے مراد نمرود یا بخت نصر ہے، جنہوں نے آسان پر کسی طرح چڑھ کر اللہ کے خلاف کمر کیا، لیکن وہ ناکام واپس آئے اور بعض مفسرین کے خیال میں یہ ایک تمثیل ہے جس طرح چڑھ کر اللہ کے خلاف کمر کیا، لیکن وہ ناکام واپس آئے اور بعض مفسرین کے خیال میں یہ ایک تمثیل ہے جس مکان کی بنیادیں متزلزل ہوجائیں اور وہ چھت سمیت گر پڑے۔ مگر زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس سے مقصود ان قوموں کے بینجہروں کی تکذیب پر اصرار کیا اور بالآخر عذاب الہی میں گرفتار ہوکر کے انجام کی طرف اشارہ کرنا ہے، جن قوموں نے پینجہروں کی تکذیب پر اصرار کیا اور بالآخر عذاب الہی میں گرفتار ہوکر الیہ دی کہ اس کے بیاس ایسی جبلہ سے ان کو وہم و گمان بھی نہ تھا)۔
 الدیشر: ۲) (پس اللہ (کا عذاب) ان کے پاس ایسی جبلہ سے آیا جہاں سے ان کو وہم و گمان بھی نہ تھا)۔
 الدیشر: ۲) (پس اللہ (کا عذاب) ان کے پاس ایسی جبلہ سے آیا جہاں سے ان کو وہم و گمان بھی نہ تھا)۔

هم. لیعنی بیہ تو وہ عذاب تھے جو دنیا میں ان پر آئے اور قیامت کے دن اللہ تعالی انہیں اس طرح ذلیل ورسوا کرے گا

# عَلَى الْكَلِفِي ثِينَ ﴿

الَّذِيْنَ تَتَوَفَّهُ مُوالْمُلَلِّكَةُ ظَالِمِنَ اَفْشِهِمُّ فَالْفَوْالسَّلَوَمَاكُنَّا نَعُلُ مِنْ سُوَّةٍ بَلَ اِنَّ اللهَ عِلِيُوْيِمَاكُنْتُوْتَعَمَّكُونَ۞

ڡؘٚٲۮڂؙڵٷٙٳڣۅٵۘڹجٙۿٙ؞ٛٚۄؘڂڸڔؽؙؽؘ؋ؚؽۿٲ ڡؙڵڽؚؽ۫ڛؘڡؿ۬ۅؘؽٲؽؙؠڗڲڗۣؽؗؿ®

ڡٙڣٙؽڷڸڵڹؽڹٲڰڡۜۅٛٳڡٵڎٞٵٮٛڗٚڶۯڰٛڰؙڋؙۊٵڵۅؙ ڂؿڒٳڟؚڷۮؿؽٵڂڛٮؿٛٳڣٛۿڹ؋۩ڷڎؙؽؽٵڝۜٮڐ ۅؘڵؽٵۯؙٳڵڿڒۊڂؿؙڒؙۣٷڵۼۼۘڿڵٳڵؿؙؾٙۊؽؽ۞

تھا وہ پکار اٹھیں گے <sup>(۱)</sup> کہ آج تو کافروں کو رسوائی اور برائی چیٹ گئی۔

۲۸. وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، فرشتے جب ان کی جان قبض کرنے گئتے ہیں اس وقت وہ جھک جاتے ہیں کہ ہم برائی نہیں کرتے شے۔ (۲) کیوں نہیں؟ یقیناً اللہ تعالی خوب جانے والا ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔ (۳) بس اب تو ہمینگی کے طور پر تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ، (۳) پس کیا ہی برا ٹھکانا ہے غرور کرنے میں داخل ہوجاؤ، (۳) پس کیا ہی برا ٹھکانا ہے غرور کرنے میں داخل ہوجاؤ، (۳) کیا ہی برا ٹھکانا ہے غرور کرنے

• ۳۰. اور پر ہیز گاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پرورد گار نے کیا نازل فرمایا ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اجھے سے اچھا۔ جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لیے

کہ ان سے بو چھے گا، تمہارے وہ شریک کہاں ہیں جو تم نے میرے لیے تھر ارکھے تھے، اور جن کی وجہ سے تم مومنوں سے لڑتے جھڑ تے سے۔

والول کا۔

ا. تعنی جن کو دین کا علم تھا اوردین کے پابند تھے وہ جواب دیں گے۔

۲. یہ مشرک ظالموں کی موت کے وقت کی سیفیت بیان کی جارہی ہے جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے ہیں تو وہ صلح کی بات ڈالتے ہیں لیعنی سمع وطاعت اور عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم تو برائی نہیں کرتے تھے۔ جس طرح میدان محشر میں اللہ کے روبرو بھی جموٹی فشمیں کھائیں گے اور کہیں گے ﴿وَاللّٰهِ وَبِيّنَا مَا كُمّنَا مُشْرِكُینَ ﴾ (الأنعام: ۲۲) (اللہ کی فشم، ہم مشرک نہیں تھے) دوبرے مقام پر فرمایا (جس ون اللہ تعالی ان سب کو اٹھاکر اپنے پاس جمع کرے گا تو اللہ کے سامنے قشم، ہم مشرک نہیں تھے) دوبرے مقام پر فرمایا (جس ون اللہ تعالی ان سب کو اٹھاکر اپنے پاس جمع کرے گا تو اللہ کے سامنے بھی یہ اس طرح (جھوٹی) فشمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قشمیں کھاتے ہیں)۔ (الجادلہ: ۱۸)

س. فرشتے جواب دیں گے کیوں نہیں؟ لعنی تم جھوٹ بولتے ہو، تمہاری تو ساری عمر ہی برائیوں میں گزری ہے اور اللہ کے پاس تمہارے سارے عملوں کا ریکارڈ محفوظ ہے، تمہارے اس انکار سے اب کیا بنے گا؟

۷۴. امام ابن کثیر فرماتے ہیں، ان کی موت کے فوراً بعد ان کی روحیں جہنم میں چلی جاتی ہیں اور ان کے جسم قبر میں رہتے ہیں (جہاں اللہ تعالی این قدرت کاملہ سے جسم وروح میں بعد کے باوجود، ان میں ایک گونہ تعلق پیدا کرکے ان کو عذاب دیتا ہے، (اور صبح وشام ان پر آگ پیش کی جاتی ہے) پھر جب قیامت برپا ہوگی تو ان کی روحیں ان کے جسموں میں لوٹ آئیں گی اور یہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں واضل کردیے جائیں گے۔

اس دنیا میں بھلائی ہے، اور یقیناً آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے، اور کیا ہی خوب پر ہمیز گاروں کا گھر ہے۔

اسل بھیگی والے باغات جہاں وہ جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ جو پھھ طلب کریں گے وہاں ان کے لیے موجود ہوگا۔ پر ہمیز گاروں کو اللہ تعالیٰ اسی طرح بدلے عطا فرماتا ہے۔

سر وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں کہتے ہیں کہ تمہارے لیے سلامتی ہی سلامتی ہے، (۱) جاؤ جنت میں اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔ (۱)

سر کیا یہ اسی بات کا انتظار کررہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں یا تیرے رب کا تھم آجائے؟ (<sup>(7)</sup> ایسا ہی ان لوگوں نے بھی کیا تھا جو ان سے پہلے تھے۔ <sup>(7)</sup> ان پر اللہ جَنْتُ عَدُّنِ يَّنُ خُلُوْنَهَا تَجْرِيُ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهُرُ لَهُمُ فِيهُا مَا يَشَكَاءُوُنَ كَانَا لِكَ يَجْزِي اللهُ الْمُتَّقِيْنَ ۞

الَّذِيْنَ َتَتَوَقَّهُمُ الْمُلَكِكَةُ طِلِّيدِيْنَ يَقُولُوْنَ سَلَا ۗ عَلَيْكُوْ الْمُخُلُو الْجُنَّكَةُ بِمَا كُنْتُوْتِعَمْلُوْنَ۞

ۿڵؽؙؿ۠ڟ۠ۯۏڽٳ؆ٞٳڽٞڗٲؿۿؙۿٳڶؠٮۜڵڲڎؙٲۅ۫ؽٳٝۛؾٛ ٲٮؙۯڗؾڮػڎ۬ڸػڧػڶٳڷێڹؽ؈۫ۛؿؙڸڡٟۿۯڡٵ ڟڶؠڰؠؙؙؙٛؗؠٳؿڵۿۅؘڵڮڽؙػٳۮ۫ۅٞٳٳٞڷڡؙؙۺۘۿؙڂۘؽڟؚڸؠؙۅؙڽ۞

ا. ان آیت میں ظالم مشرکوں کے مقابلے میں اہل ایمان و تقویٰ کا کردار اور ان کا حسن انجام بیان فرمایا گیا ہے۔ جَعَلَنَا اللهُ مِنْهُمْ، آمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْن۔

۲. سورہ اعراف کی آیت ۳۳ کے تحت بیہ حدیث گزرچکی ہے کہ کوئی شخص بھی محض اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا، جب تک اللہ کی رحمت نہیں ہوگی۔ لیکن یہاں فرمایا جارہا ہے کہ تم اپنے عملوں کے بدلے جنت میں داخل ہوجاؤ، تو ان میں دراصل کوئی منافات نہیں۔ کیونکہ اللہ کی رحمت کے حصول کے لیے اعمال صالحہ ضروری ہیں۔ گویا عمل صالح، اللہ کی رحمت کا ذریعہ ہے، اس لیے عمل کی اجمیت بھی بجائے خود مسلم ہے، اس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا، اس کے بغیر آخرت میں اللہ کی رحمت مل بی نہیں سکتی۔ اس لیے حدیث نہ کور کا مفہوم بھی اپنی جگہ صبح ہے اور عمل کی اجمیت بھی اپنی جگہ بر قرار ہے۔ اس لیے ایک اور حدیث میں فرمایا گیا ہے «إِنَّ اللهُ لَا یَنْظُرُ إِلَیٰ صُورِکُمْ وَأَمْوَ الْکُمْ وَلَٰکِنْ یَنْظُرُ إِلَیٰ قُلُوْبِکُمْ وَأَعْمَالِکُمْ» (صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم…)

۳. لیعنی کمیا میہ مجھی اس وقت کا انتظار کررہے ہیں جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے یا رب کا حکم (لیعنی عذاب ما قامت) آجائے۔

الله العنی اس طرح سرکشی اور معصیت، ان سے پہلے لوگوں نے اختیار کیے رکھی، جس پر وہ غضب الہی کے مستحق ہے۔

تعالیٰ نے کوئی ظلم نہیں کیا<sup>(۱)</sup> بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔<sup>(۲)</sup>

جس کی ہنمی اڑاتے تھے اس نے ان کو گھیر لیا۔ (۳)

100 اور مشرک لوگوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے اس کے سواکسی اور کی عبادت ہی نہ کرتے، نہ اس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام کرتے۔ یہی فعل ان سے پہلے کے لوگوں کا رہا۔ تو رسولوں پر تو صرف تھلم کھلا پیغام کا پہنچا دینا ہے۔ (۳)

فَأَصَابَهُهُ مَسِيّاكُ مَاعَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمُ مّاكَانُوُابِهِ يَسُــتَهْزِءُونَ۞

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشُّ رَكُوْ الوَّشَاءَ اللهُ مَاعَبَكْ نَا مِنُ دُوْنِهِ مِنْ شَيْئٌ مِّنَ وُلَا ابَا وُنَا وَلاَحَوَّمُنَا مِنْ دُوْنِهِ مِنْ شَيْئٌ كَنْ الِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قِبْلِهِمْ قَهَلُ عَلَى الرُّسُلِ الِّا الْبَلَامُ النَّبِيُثِيْ ثَنْ

ا. اس لیے کہ اللہ نے تو ان کے لیے کوئی عذر ہی باقی نہیں چھوڑا۔ رسولوں کو بھیج کر اور کتابیں نازل فرماکر ان پر ججت تمام کردی۔

۲. لیعنی رسولوں کی مخالفت اور ان کی تکذیب کرکے خود ہی انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔

سل لینی جب رسول ان سے کہتے کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤگ تو اللہ کا عذاب آجائے گا۔ تو یہ استہزاء کے طور پر کہتے کہ جا اپنے اللہ سے کہہ وہ عذاب بھیج کر ہمیں تباہ کردے۔ چنانچہ اس عذاب نے انہیں گھیر لیا جس کا وہ نذاق اڑاتے ہے، پھر اس سے بچاؤ کا کوئی راستہ ان کے پاس نہیں رہا۔

۱۸. اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ایک وہم اور مغالطے کا ازالہ فرمایا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں یا اس کے حکم کے بغیر ہی کچھ چیزوں کو حرام کر لیتے ہیں، اگر ہماری سے باتیں غلط ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ملہ ہے ہمیں ان چیزوں سے روک کیوں نہیں دیتا، وہ اگر چاہے تو ہم ان کاموں کو کربی نہیں سکتے۔ اگر وہ نہیں روکتا تو اس کا مطلب ہے کہ ہم جو کچھ کررہے ہیں، اس کی مشیت کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شبے کا ازالہ "رسولوں کا کام صرف پہنچادینا ہے" کہہ کر فرمایا۔ مطلب سے ہے کہ تمہارا سے یہ مگان حجے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو تمہیں ان مشرکانہ امور سے بیا مگان حجے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو تمہیں ان مشرکانہ امور سے بیا کہان حجے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز یہ پند نہیں بہلے اپنی قوم کو شرک ہی سے بچانے کی کوشش کی ہے اس کا صاف مطلب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز یہ پند نہیں کرتا کہ لوگ شرک کریں کیونکہ اگر اسے سے لیند ہوتا تو اس کی تردید کے لیے وہ رسول کیوں بھیجنا؟ لیکن اس کے باوجود اگر تم نے رسولوں کی کندیب کرکے شرک کا راستہ اختیار کیا اور اللہ نے اپنی مشیت تکوینیہ کے تحت تو ہم ابوجود اگر تم نے رسولوں کی کندیب کرکے شرک کا راستہ اختیار کیا اور اللہ نے اپنی مشیت تکوینیہ کے تحت تو اس نے انبانوں بوجود اگر تم نے رسولوں کی کندیب کرکے شرک کا راستہ اختیار کیا اور اللہ نے اپنی مشیت تکوینیہ کے تحت اس نے انبانوں کو ارادہ واختیار کی آزادی دی ہے۔ کیوں کہ اس کے بغیر ان کی آزمائش ممکن ہی نہ تھی۔ ہمارے رسول ہمارا پیغام کو ارادہ واختیار کی آزمائش مکن ہی نہ تھی۔ ہمارے رسول ہمارا پیغام

وَلَقَدُبُعَثْنَافِ ثُكِّ اُمَّةٍ تَّسُولُا اَنِ اعْبُدُوا الله وَاجْتَنِبُواالطَّاغُوْتَ فَمِنْهُوْمَّنُ هَدَى اللهُ وَمِنْهُوُمَّنُ حَقَّتُ عَلَيْهِ الضَّلْلَةُ فَسِيرُوافِن الْرَضِ فَانْفُرُوْا كِيفَ كَانَ عَالِيَهِ الضَّلْلَةُ فَسِيرُوافِن

ڔؚڹٛؿؘڂۣڞؙۼڶۿ۫ڶ؋ٛ؋ؙ؋ؘڮٲؾٞٲڶڷڡؙڶٳؽۿٮؚؽؙۛٞٞٞٮؽ ؿؙۻؚڷؙۏؘڡؘڵڶۿؙڎۄؚٞؽؙڶٚڝڔؚؽڹٛ<sup>۞</sup>

ۅؘٲڞ۫ٮۘؠؙۅٛٳۑٳڵؿۅڿۿؙٮٚٲؽؠؙػٳڣۣۄؙٚڵٳؽؠ۫ۼػؙٛٵڵڷ۠۠ؗ۠؋ٛڝؘؙ ؿۜؠؙؙۅؙؿؙ؞ٮؚڶڶۅؘۼٮؖٵۼڮؽۅڂڤۧٵۊڵڮڹٞٲػ۫ۺٞ ٵڶؾٞٳڛڶٳؽۼڷؠٷؽ۞۫

لِيُمَيِّنَ لَهُوُ الَّذِيُ يَغْتَلِفُوْنَ فِيهُو وَلِيعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْاً اَنَّهُزُكَانُوْا كِذِيدِينَ ۞

سرف الله کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں صرف الله کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس بعض لوگوں کو تو الله تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گر اہی ثابت ہوگئی، (۱) پس تم خود زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟

الکی آپ ان کی ہدایت کے خواہش مند رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نہیں دیتا جسے گر اہ کردے اور نہ ان کا کوئی مدد گار ہوتا ہے۔

سم اور وہ لوگ بڑی سخت سخت قسمیں کھا کھاکر کہتے ہیں کہ مردول کو اللہ تعالی زندہ نہیں کرے گا۔ (۳) کیول نہیں ضرور زندہ کرے گا یہ تو اس کا برحق لازمی وعدہ ہے، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ (۹)

اس لیے بھی کہ یہ لوگ جس چیز میں اختلاف
 کرتے تھے اسے اللہ تعالیٰ صاف بیان کردے اور اس

تم تک پہنچاکر یہی سمجھاتے رہے کہ اس آزادی کا غلط استعال نہ کرو بلکہ اللہ کی رضا کے مطابق استعال کرو ہمارے رسول یہی کچھ کرسکتے تھے، جو انہوں نے کیا۔ اور تم نے شرک کرکے آزادی کا غلط استعال کیا جس کی سزا دائمی عذاب ہے۔

ا. مذکورہ شبے کے ازالے کے لیے مزید فرمایا کہ ہم نے تو ہر امت میں رسول بھیجا اور یہ پیغام الحکے ذریعے سے پہنچایا کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔ لیکن جن پر گمراہی ثابت ہو چکی تھی، انہوں نے اس کی پرواہ ہی نہ کی۔

۲. اس میں اللہ تعالی فرمارہا ہے۔ اے پیفیر! تیری خواہش یقیناً یہی ہے کہ یہ سب ہدایت کا راستہ اپنالیں لیکن قوانین الہیہ کے تحت جو گراہ ہوگئے ہیں، ان کو تو ہدایت کے راستے پر نہیں چلاسکتا، یہ تو اپنے آخری انجام کو پہنچ کر ہی رہیں کے جہاں ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

سا کیوں کہ مٹی میں مل جانے کے بعد ان کا دوبارہ جی اٹھنا، انہیں مشکل اور ناممکن نظر آتا تھا۔ اسی لیے رسول جب انہیں بعث بعد الموت کی بابت کہتا ہے تو اسے جھلاتے ہیں، اس کی تصدیق نہیں کرتے بلکہ اس کے برعکس یعنی دوبارہ زندہ نہ ہونے پر قسمیں کھاتے ہیں، قسمیں کھی بڑی تاکید اور یقین کے ساتھ۔

م. اس جہالت اور بے علمی کی وجہ سے رسولوں کی تکذیب و مخالفت کرتے ہوئے دریائے کفر میں ڈوب جاتے ہیں۔

لیے بھی کہ خود کافر اپنا جھوٹا ہونا جان لیں۔ (')

• ۱۲. ہم جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو صرف ہمارا سے

کہہ دینا ہوتا ہے کہ ہوجا، پس وہ ہوجاتی ہے۔ (')

ا۱۲. اور جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ

ک راہ میں ترک وطن کیا ہے ('') ہم انہیں دنیا میں بہتر

ہے بہتر ٹھکانا عطا فرمائس گے ('') اور آخرت کا ثواب تو

بہت ہی بڑا ہے، (۵) کاش کہ لوگ اس سے واقف ہوتے۔

## ٳؠٚؠٵٷؙؽؙڬٳڶۺؘؽؙٞٵۣۮؘٵۯۮٮ۫ۿٲؽ۫ٮۜڠؙٷڶڮڬؽؙ ڣؽڴؙۅٛڽؙؙ۞

وَالَّذِيْنَ هَاجُرُوْا فِ اللهِ مِنْ بَعَـٰ مِمَاظُلِمُوْا لَنُبُوِّنَّةُ هُوُ فِ اللَّهُ نُيَاحَسَنَةٌ وَلِكَجُرُا الْاِخْرَةِ ٱلْبُرُ لَوْ كَانُوْلِهِ لَمُوْنَ ۞

ا. یہ و قوع قیامت کی حکمت وعلت بیان کی جارہی ہے کہ اس دن اللہ تعالی ان چیزوں میں فیصلہ فرمائے گا جن میں لوگ دنیا میں اختلاف کرتے تھے اور اہل حق اور اہل تقویٰ کو اچھی جزاء اور اہل کفر وفسق کو ان کے برے عملوں کی سزا دے گا۔ نیز اس دن اہل کفر پر بھی یہ بات واضح ہوجائے گی کہ وہ قیامت کے عدم و قوع پر جو قسمیں کھاتے تھے، ان میں وہ جھوٹے تھے۔

لعنی لوگوں کے نزویک قیامت کا ہونا، کتنا بھی مشکل یا ناممان ہو، مگر اللہ کے لیے تو کوئی مشکل نہیں اسے زمین وآسان ڈھانے کے لیے مز دوروں، انجینئروں اور مستربوں اور دیگر آلات ووسائل کی ضرورت نہیں۔ اسے تو صرف لفظ کُنْ کہنا ہے اس کے لفظ کُنْ سے بیک جھیکتے میں قیامت برپا ہوجائے گی ﴿وَمَاۤ أَمُوْ السّاعَةِ اللّا كَلَمْتُح الْبُصَرِ الْبُصَرِ الْمُوَّاقُوْبُ﴾ (النجل: 22) (قیامت کا معاملہ بلک جھیکتے یا اس سے بھی کم مدت میں واقع ہوجائے گا)۔

سا، بجرت کا مطلب ہے اللہ کے دین کے لیے اللہ کی رضا کی خاطر اپنا وطن، اپنے رشتے دار اور دوست احباب چھوڑکر ایسے علاقے میں چلے جانا جہاں آسانی سے اللہ کے دین پر عمل ہو سکے۔ اس آیت میں ان ہی مہاجرین کی فضیلت بیان فرمائی گئ ہے، یہ آیت عام ہے جو تمام مہاجرین کو شامل ہے اور یہ بھی اختال ہے کہ یہ ان مہاجرین کے بارے میں نازل ہوئی ہو جو اپنی قوم کی ایذاؤں سے تنگ آکر حبشہ ہجرت کرگئے تھے۔ ان کی تعداد عور توں سمیت ایک سو یا اس سے زیادہ تھی، جن میں حضرت مقان غنی دوائے اور ان کی زوجہ دختر رسول شکا اللہ علی تھیں۔

مم. اس سے رزق طیب اور بعض نے مدینہ مراد لیا ہے، جو مسلمانوں کا مرکز بنا۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ دونوں قولوں میں منافات نہیں ہے۔ اس لیے کہ جن لوگوں نے اپنے کاروبار اور گھر بار چھوڑ کر بجرت کی تھی، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی انہیں ان کا تعم البدل عطا فرمادیا۔ رزق طیب بھی دیا اور پورے عرب پر انہیں اقتدار و تمکن عطا فرمایا۔

۵. حضرت عمر طلطین نے جب مہاجرین وانصار کے وظفے مقرر کیے تو ہر مہاجر کو وظفے ویتے ہوئے فرمایا۔ لهذا مَا وَعَدَكَ اللهُ فِي الدُّنْيَا (یہ وہ ہے جس کا اللہ نے دنیا میں وعدہ کیا ہے) وَمَا ادَّخَرَ لَكَ فِي الْآخِرَةِ أَفْضَلُ (اور آخرت میں اللهُ فِي الْآخِرَةِ أَفْضَلُ (اور آخرت میں اللہ تیرے لیے جو ذخیرہ ہے، وہ اس سے کہیں بہتر ہے)۔ (ابن عیر)

اگذِيْنَ صَبَرُوُ اوَعَلَى رَبِّهِمُ يَتَوَكَّلُوْنَ®

ڡؚڡٙۘٵٙۯڛؙڵڹٵڝؙڣٙڸٷٳؖڒڔؚۘۼٵڒؖڗؙۏڿؽٙٳڶؽ۬ۄٟؗؗ ؘڡؙڡؙٛڵۏٛٳۿڶڶٳڵڕٞڴؚڔڶٛػؙٮؙؙؿؙۅٛڒؾڡؙڵؠؙۏٛؾ۞۫

ڽۣٲڷؙڽؾۜڹؾؚۉٳڵؿ۠ؠ۠ڗۣۉۘٲٮٛۯڵؽۜٲڷؽڬٳڵێٞػؙۯڵؿؙؠؾؚۜڹ ڸڵؾٵڛڡٵڹ۠ڒؚ۠ڷٳڵؽۿؚ؞ؙۅؘڶڡؘڰۿؙۄ۫ؾؾؘڣڴۯ۠ۅٛڽ۞

ٱقَاۡمِنَ الَّذِيۡنَ مَكُرُواالسَّيِّااٰتِ اَنۡ يَّخُمِفَ اللهُ ؠؚۿٟالرَضَ اوۡ يَاژْنِيهُهُ الْعَدَابُ مِنۡ حَيْثُ لاَيشۡعُوُونَ

ٱۅ۫ؾٲ۫ڂؙۮؘۿؙۄٛ ڣؙ تَقَلَّبُهِوْ فَمَا لَهُ وِينُعَجِزِيْنَ۞

ٲۅ۫ؽٳٝڂؙٛۮؘۿؠؙۼڶؾؘڂٷٟڂؚٷٳؘؖڽؙۯؾڴ۪ۿؚڵۯٷۅؙڡ۠ڗۜڿؽ۠ۿ

۳۲. وہ جنہوں نے دامن صبر نہ چھوڑا اور اپنے پالنے والے ہی پر بھروسہ کرتے رہے۔

۳۳. اور آپ سے پہلے بھی ہم مُردوں کو ہی جیجتے رہے، جن کی جانب وحی اتارا کرتے تھے پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو۔<sup>(۱)</sup>

۳/ دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ، یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کردیں، شاید کہ وہ غورو فکر کریں۔

60. برترین داؤ بی کرنے والے کیا اس بات سے بخوف ہوگئے ہیں کہ اللہ تعالی انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان کے پاس ایس جگہ سے عذاب آجائے جہاں کا انہیں وہم گمان بھی نہ ہو۔

۲۸. یا انہیں چلتے پھرتے پکڑلے۔(۲) یہ کسی صورت میں اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کرسکتے۔

المين ورا وهمكاكر كيرك ("" كيس يقيياً تمهارا

1. أَهْلُ الذَّكْوِ سے مراد الل كتاب بيں جو پچھے انبياء اور ان كى تاريخ سے واقف ہے۔ مطلب بيہ ہے ہم نے جتنے بھى رسول بيجيء وہ انسان ہى ہتے اس ليے محمد رسول الله مُنْ اللّٰهُ عَلَيْهِ ہمى اگر انسان ہيں تو يہ كوئى نئى بات نہيں كہ تم ان كى بشريت كى وجہ سے ان كى رسالت كا انكار كردو۔ اگر تنہيں شک ہے تو الل كتاب سے پوچھ او كہ پچھے انبياء بشر ہے يا ملائكہ؟ اگر وہ فرشتے ہے تو پھر مجمد رسول الله مَنْ اللّٰهِ عَلَيْهِ كَا انكار كردينا، اگر وہ بھى سب انسان ہى ہے تو پھر محمد رسول الله مَنْ اللّٰهُ عَلَيْهُ كَا كَوْ رسالت كا محض بشريت كى وجہ سے انكار كوں؟ ١٠ اس كے كئى مفہوم ہو سكتے ہيں، مثلاً (١) جب تم تجارت اور كاروبار كے ليے سفر پر جاؤ۔ (٢) جب تم كاروبار كو فروغ و سے نے ليے مختلف حيلے اور طريقے اختيار كرو۔ (٣) يا رات كو آرام كرنے كے ليے اپنے بسروں پر جاؤ۔ يہ تَقَلَّبُ كے مختلف مفہوم ہيں۔ الله تعالیٰ جب چاہے ان صور توں ہيں بھى تمہارا مؤاخذہ كر سكتا ہے۔

س. تَخُوُّ ف کا بیہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے ہے ہی دل میں عذاب اور مؤاخذے کا ڈر ہو۔ جس طرح بعض دفعہ
 انسان کی بڑے گناہ کا ار تکاب کر بیٹھتا ہے تو خوف محسوس کر تا ہے کہ کہیں اللہ میری گرفت نہ کرلے، چنانچہ بعض
 دفعہ اس طرح بھی مؤاخذہ ہو تا ہے۔

ٱۅٙڵۄؙؠۜڔؘۉڶٳڵ؞ڡٵڂٙڵؾٙٵٮڵڎؙڝڹٛۺؙؽٞ۠ؾؠؘۜڡؘؾۜۼۜؾۘٷٛٳ ڟؚڵڷؙؙؗڡؙۼڹٳڷؽؠؽڹۅؘۅالشٞؠؠٙٳڽؚڸڛ۠ۼۜٮٵڗڵڸۅۅؘۿؠٛ ۮڿۯؙۏڹٛ۞

ۅٙؠڵؿؽٮؗۼؙٛ۠ٮ۠ٛٵڡٝٳڣٳڵۺؠؗۅؾؚۅؘؽٳڣٳڷڒۯؙۻۣڡؚؽؘ ۮٵٜۜڰؾٟۊۘ۠ٵڶؠؙڵێٟڲةؙۅٞۿؙۄڶٳؽؿؙؾؙڲؿؚۯ۠ۏڹ۞

يَنَافُوْنَ رَبُّهُ مِّنْ فَوْتِهِمْ وَيَفْعَكُوْنَ مَا يُؤْمِرُوُنَ ۖ فَيَ

ۅؘقَالَ اللهُ لاَتَتَّخِذْ وَاللهَيْنِ الْتَنَيْنِ اِتَّمَا هُولِلهٌ وَاحِثُنَّ وَاتِيَا مَ فَارْهَ مُونِ۞

پروردگار اعلیٰ شفقت اور انتہائی رحم والا ہے۔ (')

(۴۸ کیا انہوں نے اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں و یکھا؟ کہ اس کے سائے دائیں بائیں جھک جھک کر اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہوتے اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ (')

اور یقیناً آسان وزمین کے کل جاندار اور تمام فرشتے اللہ تعالی کے سامنے سجدے کرتے ہیں اور ذرا بھی ککبر نہیں کرتے۔

ا. کہ وہ گناہوں پر فوراً موّاخذہ نہیں کر تا بلکہ مہلت دیتا ہے اور اس مہلت سے بہت سے لوگوں کو توبہ واستغفار کی توفیق مجمی نصیب ہوجاتی ہے۔

۲. اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور اس کی جلالت شان کا بیان ہے کہ ہر چیز اس کے سامنے جھی ہوئی اور مطبع ہے۔ جمادات ہوں یا حیوانات یا جن وانسان اور ملا کئد۔ ہر وہ چیز جس کا سایہ ہے اور اس کا سایہ دائیں بائیں جھکتا ہے تو وہ صبح وشام اپنے سائے کے ساتھ اللہ کو سجدہ کرتی ہے۔ امام مجاہد فرماتے ہیں جب سورج ڈھلتا ہے تو ہر چیز اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوجاتی ہے۔

س. الله کے خوف سے لرزال وترسال رہتے ہیں۔

مم. الله ك حكم سے سرتاني تنہيں كرتے بلكہ جس كا حكم ديا جاتا ہے، بجا لاتے ہيں، جس سے منع كيا جاتا ہے، اس سے دور رہتے ہيں۔

۵. کیوں کہ اللہ کے سواکوئی معبود ہے ہی نہیں۔ اگر آسان وزمین میں دو معبود ہوتے تو نظام عالم قائم ہی نہیں رہ سکتا تھا، یہ فساد اور خرابی کا شکار ہوچکا ہوتا ﴿لَوْکَانَ فِيهِماۤ اللّهِ اللّهِ اللّهِ اللّهَ لَقَسَدَتَا ﴾ (الانبیاء: ۲۲) اس لیے شویت (دو خداوَں) کا عقیدہ، جس کے مجوسی حامل رہے ہیں یا تعدد الله (بہت سارے معبودوں) کا عقیدہ، جس کے اکثر مشرکین قائل رہے ہیں۔ یہ سب باطل ہیں۔ جب کائنات کا خالق ایک ہے اور وہی بلا شرکت غیر تمام کائنات کا نظم ونتی چلا رہا ہے تو معبود بھی صرف وہی ہے جو اکیلا ہے۔ دو با دو سے زیادہ نہیں ہیں۔

وَلَهُ مَا فِي السَّمَاوِتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ الرِّيْنُ وَاصِيًا أَفَغَنُورَاللهِ تَتَقُونَ ۞

ۅؘڡۜڵڸؚڬ۠ۄٛڝؚۜٛۏۜۼٞػڗؚۅؘڣ؈ؘؘٳۺڮڎؙڗۜٳۮٙٳڡؘۺػؙۄٛٳڵڞ۠ڗؙ ڣؘڵڮؿڗؿؘڿۘٷۯؽؘڰٛ

ۛڎؙڲٳۮؘٳۺؘڡؘۘٳڵڞؙڗۜۼۘٮؙٞڴۄؙٳۮٙٳڣٙڔؽؾ۠ۜڡ۪ٞٮؙؙڴۄ۬ؠؚڔؾؚٙۿ ؽؿۯڴۏؽ۞

لِيَكُفُرُ وابِمَا التَّيْنُهُمُ فَتَهَنَّعُوْ الْسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ١

ۅؘۜؽۼۘػڶؙۅٛؽڸۘٵڵڮۼڵؠۯؙؽۏڝؽٵؚڡؠۜٵۯڒٙڤٙٷٛڎ ۘؗؿڵڵۼڵۺ۠ٷؽۜڂؠٵڴؙٮٛؿ۠ڗؙڨؙڰۯؙۅٛؽ۞

**۵۲**. اور آسانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی عبادت لازم ہے، (۱) کیا پھر تم اس کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو؟

**۵۳**. اور تمہارے پاس جتنی بھی نعتیں ہیں سب اس کی دی ہوئی ہیں، (۲) اب بھی جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آجائے تو اس کی طرف نالہ و فریاد کرتے ہو۔ (۳)

۵۳. اور جہاں اس نے وہ مصیب تم سے دفع کردی تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔

۵۵. کہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کریں۔ (می اچھا کی فائدہ اٹھالو آخر کار متمہیں معلوم ہوہی جائے گا۔ (۵)

84. اور جسے جانتے بوجھتے بھی نہیں ہماری دی ہوئی روزی میں سے اس کا حصہ مقرر کرتے ہیں، (۲) واللہ تمہارے

ا. ای کی عبادت واطاعت وائی اور لازم ہے وَاصِبٌ کے معنی بیننگی کے بیں ﴿وَلَهُوْعَذَلَبُ وَاصِبُ ﴾ (الصافات: ٩) (ان کے لیے عذاب ہے ہمیشہ کا) اور اس کا وہی مطلب ہے جو دوسرے مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ ﴿فَاعْمُواللّٰهُ مُعْوَلِهُ اللّٰهُ مُعْاللّٰهِ اللّٰهِ مُعْلِمُ اللّٰهُ مُعْلِمُ اللّٰهُ کَا عبادت کرو، ای کے لیے بندگی کو خالص کرتے ہوئے، خبر دار! ای کے لیے خالص بندگی ہے)۔

٢. جب سب نعمتوں كا دينے والا صرف ايك الله ہے تو پھر عبادت كسى اوركى كيوں؟

۳. اس کا مطلب سے ہے کہ اللہ کے ایک ہونے کا عقیدہ قلب ووجدان کی گہرائیوں میں رائخ ہے جو اس وقت اجر کر سامنے آجاتا ہے جب ہر طرف سے مایوسی کے بادل گہرے ہوجاتے ہیں۔

۴. لیکن انسان تبھی کتنا ناشکرا ہے کہ تکلیف (بیاری، ننگ دستی اور نقصان وغیرہ) کے دور ہوتے ہی وہ پھر رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔

۵. یہ اس طرح ہی ہے جیسے اس سے قبل فرمایا تھا، ﴿قُلْ تَنَهَنَّعُوا فَإِنَّ مَصِدْ يُرَكُّو إِلَى النَّارِ ﴾ (ابراهیم: ۳۰) (چند روزه زندگی میں فائدہ اٹھالو، بالآخر تمہارا ٹھکانا جہنم ہے)۔

۲. لیغن جن کو بیر حاجت روا، مشکل کشا اور معبود سمجھتے ہیں، وہ پتھر کی مورتیاں ہیں یا جنات وشیاطین ہیں، جن کی حقیقت
 کا ان کو علم ہی نہیں۔ اسی طرح قبروں میں مدفون لوگوں کی حقیقت بھی کوئی نہیں جانتا کہ ان کے ساتھ وہاں کیا معاملہ

اس بہتان کا تم سے ضرور ہی سوال کیا جائے گا۔ (۱)

20. اور وہ اللہ سجانہ وتعالیٰ کے لیے لڑکیاں مقرر کرتے ہیں اور اپنے لیے وہ جو اپنی خواہش کے مطابق ہو۔ (۲)

30. اور ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے اور دل ہی دل میں گھنے لگتا ہے۔

09. اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے۔ سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت کے ساتھ لیے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبا دے، آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں؟ (۳)

وَيَجْعَلُونَ بِلَّهِ الْبَنْتِ سُعِلْنَهُ ۚ وَلَهُ مُوا لِيَثَنَّهُونَ ۞

ۅؘڶۮؘٳؠؙؾ۫ٚڔؘٳؘڂۮؙۿؙٶڽٳ۠ڒؙٮٛ۬ؿ۬ڟؘڷۜٷؘڿٛڬڡؙڡۘٮۘۊؖڲٳ ٷۿؙۅػڟؚؽٷٛ

ؽۜۊؘٳڵؽڝؘٵڷڡٞۊؘۛڡؚڝؙ۬ۺؙۏٙء؆ۺؾٚٮڋؚٲؽؙۺؚڴڂڵ ۿ۠ۏ؈ؘٟٲم۫ؽۮؙۺ۠؋ڣۣٵڵڗؙڗڮؚٵؘڵٳڛٵٙ؆ٵڲػڵۿؙۏؽ۞

ہورہا ہے؟ وہ اللہ کے پیندیدہ افراد میں ہیں یا کسی دوسری فہرست میں؟ ان باتوں کو کوئی نہیں جانتا لیکن ان ظالم لوگوں نے ان کی حقیقت سے ناآشا ہونے کے باوجود، انہیں اللہ کا شریک تھہرا رکھا ہے اور اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے ان کے لیے بھی (نذر ونیاز کے طور پر) حصہ مقرر کرتے ہیں بلکہ اللہ کا حصہ رہ جائے تو بیشک رہ جائے، ان کے حصے میں کی نہیں کرتے جیسا کہ سورۃ الانعام ۱۳۶ میں بیان کیا گیا ہے۔

1. تم جو الله پر افتراء کرتے ہو کہ اس کا شریک یا شرکاء ہیں، اس کی بابت قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔

۲. عرب کے بعض قبیلے (خزاعہ اور کنانہ) فرشتوں کی عبادت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ یعنی ایک ظلم تو یہ کیا کہ اللہ کی اولاد قرار دی، جب کہ اس کی کوئی اولاد نہیں۔ پھر اولاد بھی مونث، جے وہ اپنے لیے پند بی نہیں کرتے اللہ کے لیے اللہ کے لیے اللہ کے اس کی کوئی اولاد نہیں اللہ کے لیے اللہ کے اس کی کوئی اولاد نہیں۔ پھر اولاد بھی مونث، جے وہ اپنے لیے پند بی نہیں کرتے اللہ کے لیے اسے پند کیا، جے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ اَللّٰهُ اللّٰہُ کَا وَلَا اللّٰهِ کَا اللّٰهِ کَا اللّٰهِ کَا اللّٰهِ کَا اللّٰهِ کَا اللّٰهُ کَا اللّٰہُ کے اللّٰہُ کے اللّٰہ کے اللّٰہ بیاں فرمایا کہ تم تو یہ خواہش رکھتے ہو کہ بیٹے رکھا ہوں ، بیٹی کوئی نہ ہو۔

سا ایعنی لڑی کی والادت کی خبر من کر ان کا تو یہ حال ہوتا ہے جو مذکور ہوا، اور اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔ یہ کیما برا فیصلہ کرتے ہیں؟ یہاں یہ نہ سمجھا جائے کہ اللہ تعالیٰ بھی لڑکوں کے مقابلے میں لڑک کو حقیر اور کم تر سمجھتا ہے۔ نہیں، اللہ کے نزدیک لڑک لڑک لڑک میں کوئی تمیز نہیں ہے نہ جنس کی بنیاد پر حقادت اور برتری کا تصور اس کے ہاں ہے۔ یہاں توصرف عربوں کی اس ناانصافی اور سراسر غیر معقول روپے کی وضاحت مقصود ہے، جو انہوں نے اللہ کے ساتھ اختیار کیا تھا حالاں کہ اللہ کی برتری اور فوقیت کے وہ بھی قائل تھے۔ جس کا منطقی نتیجہ تو یہ تھا کہ جو چیز یہ اپنے لیا پہند نہیں کرتے، حالاں کہ اللہ کی برتری اور فوقیت کے وہ بھی قائل تھے۔ جس کا منطقی نتیجہ تو یہ تھا کہ جو چیز یہ اپنے لیے پہند نہیں کرتے، اللہ کے لیے بھی اسے تجویز نہ کرتے لیکن انہوں نے اس کے برعکس کیا۔ یہاں صرف اس نانصافی کی وضاحت کی گئی ہے۔

لِلَّذِيْنَ لَايُوْمُونُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءَ وَيِلَّهِ الْمَثَلُ الْاَعْلَىٰ وَهُوالْعَرِيْزُ الْحِيدُةُ

ۉؖۘۘٷؙؽٷڂۮؙٲٮڵڎؙٵڵؾٚٲڛڹڟؙؽؚۿۄؗۄٞٵ۫ڗۯڰۘڡؘڲؽۿٵ؈ٛ ڬڷڹۊٷڵؽؙؿ۫ٷۼ۠ٷۿؙۅؙٳڵٙٲڝؚۺۺڴؽٛۏٙٳۮٵۻٲ ٲڿڵۿؙۿؙڵڒۺؙؾٲڿٛۯۏڹڛٲ۠ۼڐٞ ٷڒؽٮ۫ٮؘۛؾڠؙڔ؞ڡؙٛۅؙڹ

وَيَجْعَلُوْنَ لِلْمِمَائِلُوُمُوْنَ وَقَصِفُ السِّنَهُ هُوُالكَّنِ بَ آنَّ لَهُو الْخُسْنَى لَلْجَرَمَ آنَ لَهُوُ السَّارُ وَ اَنَّهُوُ مُّفَى ُ طُورَى ﴿

۲۰. آخرت پر ایمان نه رکھنے والوں کی ہی بری مثال ہے، آور وہ ہے، اور وہ بڑا ہی غالب اور باحکمت ہے۔

11. اور اگر لوگوں کے گناہ پر اللہ تعالیٰ ان کی گرفت کرتا تو روئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ رہتا، (۳) لیکن وہ تو انہیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دیتا ہے، (۵) جب ان کا وہ وقت آجاتا ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہیں۔

۱۲. اور وہ اپنے لیے جو ناپند رکھتے ہیں اللہ کے لیے ثابت کرتے ہیں<sup>(۵)</sup> اور ان کی زبانیں جھوٹی باتیں بیان کرتی ہیں کہ ان کے لیے خوبی ہے۔<sup>(۱)</sup> نہیں نہیں،

ا. یعنی کافروں کے برے اعمال بیان کیے گئے ہیں انہی کے لیے بری مثال یاصفت ہے بیتی جہل اور کفر کی صفت۔ یا ہیہ مطلب ہے کہ اللہ کی جو بیوی اور اولاد ہیہ تھہراتے ہیں، یہ بری مثال ہے جو یہ منگرین آخرت اللہ کے لیے بیان کرتے ہیں۔

۲. یعنی اس کی ہر صفت، مخلوق کے مقابلے میں اعلی وبرتر ہے، مثلاً اس کا علم وسیع ہے، اس کی قدرت لانتاہی ہے، اس کی جود وعطاء بے نظیر ہے۔ وعلیٰ بذا القیاس یا یہ مطلب ہے کہ وہ قادر ہے، خالق ہے، رازق اور سمیع وبصیر ہے وغیرہ (ق القدر) یا بری مثال کا مطلب نقص، کو تاہی ہے اور مثل اعلیٰ کا مطلب، کمال مطلق، ہر لحاظ سے اللہ کے لیے ہے۔ (ابن کیر) ساب ساب بیہ اس کا حلم ہے اور اس کی حکمت ومصلحت کا نقاضا کہ وہ اپنی نافرمانیاں دیکھتا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی نعمیں سلب کرتا ہے نہ فوری مؤاخذہ ہی کرتا ہے حالانکہ اگر ار ٹکاب معصیت کے ساتھ ہی وہ مؤاخذہ کرنا شروع کردے تو ظلم ومعصیت اور کفر وشرک اتنا عام ہے کہ روئے زمین پر کوئی جاندار باقی نہ رہے کیوں کہ جب برائی عام ہوجائے تو پھر ومعصیت اور کفر وشرک اتنا عام ہے کہ روئے زمین پر کوئی جاندار باقی نہ رہے کیوں کہ جب برائی عام ہوجائے تو پھر وضاحت آتی ہے۔ (مادھ ہو سیح بحدر) بی علیہ کہ حدیث میں وہ عند اللہ سرخرو رہیں گے جیسا کہ حدیث میں وضاحت آتی ہے۔ (مادھ ہو سیح بحدری: ۱۲۰۲ و ۱۲۱۲)

مم. یہ اس حکمت کا بیان ہے جس کے تحت وہ ایک خاص وقت تک مہلت دیتا ہے تاکہ ایک تو ان کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہے۔ دوسرا ان کی اولاد میں سے کچھ ایماندار نکل آئیں۔

۵. لعنی بیٹیاں۔ یہ تکرار تاکید کے لیے ہے۔

٩. يہ ان کی دوسری خرابی کا بيان ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ نا انصافی کا معاملہ کرتے ہيں ان کی زبانيں يہ جھوٹ بولتی ہيں
 کہ ان کا انجام اچھا ہے، ان کے ليے بھلائياں ہيں اور دنیا کی طرح ان کی آخرت بھی اچھی ہوگی۔

دراصل ان کے لیے آگ ہے اور سے دوز خیوں کے پیش رو ہیں۔(۱)

تَاللّٰهِ لَقَدُارُسُلُنَا ۚ إِلَىٰ أُمْحِوْنَ قَبُلِكَ فَيَرِّنَ لَهُ هُ الشَّيْطُنُ آعُمَا لَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ النَّهُمُ النَّهُمُ وَلَكُمُ عَذَاكِ لَلِمْرُهُ

۱۳۰ والله، ہم نے تجھ سے پہلے کی امتوں کی طرف بھی اپنے رسول بھیج لیکن شیطان نے ان کے اعمالِ بد ان کی نگاہوں میں آراستہ کردیے، (۲) وہ شیطان آج بھی ان کا رفیق بنا ہوا ہے (۳) اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

وَمَآٱنۡزُلۡنَاعَلَیْكَاالکِتٰبَالِّالِلَّبُیِّنَ)لَهُـُو الَّذِی۱اخُتَلَفُوْافِیۡاۃِوَهُـگَایُّوَرَحُمَۃً لِقَوۡمِ یُّیُوۡمِنُونَ ۞

۱۳. اور اس کتاب کو ہم نے آپ پر اس کیے اتارا ہے کہ آپ ان کے لیے ہر اس چیز کو واضح کردیں جس میں وہ اختلاف کررہے ہیں (۳) اور یہ ایمان داروں کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے۔

ۅؘڶڷڡؙٲڹٛۯڶڝؘاڶؾۜڬٙٳ۫ۥٮۧٲٷؘڶڠؽٵۑ؋ڶڵۯڞؘؠؘۼؙٮ مَوْتِهَٵٝڔ۫ۜۜؿ۫ؽٛڎڶڸػڵؽةٞڵؚڡٞٞۅ۫ڝؚۜٛؽٮۘؠؙڠؙۅؙڹؘؘٛ

۲۵. اور الله آسان سے پانی برساکر اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کردیتا ہے۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو سنیں۔

ا. یعنی یقیناً ان کا انجام " اچھا" ہے۔ اور وہ ہے جہنم کی آگ۔ جس میں وہ دوزخیوں کے بیش رو یعنی پہلے جانے والے ہوں گے۔ فرایا «أَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ» والے ہوں گے۔ فَرَایا «أَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ» (صحیح البخاری: ۲۵۸۳ و مسلم: ۱۷۹۳) (میں حوض کو ثر پر تمہارا بیش رو ہوں گا)۔ ایک دوسرے معنی مُفْرَطُوْنَ کے بیٹ کہ انہیں جہنم میں ڈال کر فراموش کردیا جائے گا۔

۲. جس کی وجہ سے انہوں نے بھی رسولوں کی تکذیب کی جس طرح اے پیفیمر! قریش مکہ تیری تکذیب کر رہے ہیں۔

س. الْيَوْمَ سے يا تو زمانۂ دنيا مراد ہے، جيسا كه ترجمے سے واضح ہے، يا اس سے مراد آخرت ہے كه وہاں بھى بير ان كا ساتھى ہوگا۔ يا وَلِيُّهُمُ مِيْں هُمْ كام جع كفار مكه بيں۔ يعنى يہى شيطان جس نے پچھلى امتوں كو گمراہ كيا، آج وہ ان كفارِ مكه كا دوست ہے اور انہيں تكذيب رسالت پر مجبور كررہا ہے۔

۷۲. اس میں نبی منگالٹیٹو کا میہ منصب بیان کیا گیا کہ عقائد واحکام شرعیہ کے سلسلے میں یہود ونصاریٰ کے در میان اور اسی طرح مجوسیوں اور مشرکین کے در میان اور دیگر اہل ادیان کے در میان جو باہم اختلاف ہے، اس کی اس طرح تفصیل بیان فرمائیں کہ حق اور باطل واضح ہوجائے تاکہ لوگ حق کو اختیار اور باطل سے اجتناب کریں۔

ڡٳۜڷؘڬڡؙٛۄٝڣؚٳٲۘڒؙڡ۬ػٳؗؗؠۼؠؙڗۊٞؖۺ۫ؾؽؙۄؙٷ؆ٳڣٛڹڟۅ۫ڹ؋؈ٛ ؠؘؽڹۣڡٞۯؙؿؚۨۅۜۮٙڝۭڷڹٮۜٵڂاڸڞٲ؊ٙٳۼٞٵڸٞۺۨؠؽؽ۞

ۅٙڡؚڽؙڟؘڒٮؚٳڵۼؚۜؽ۬ڸۅٙٳڵػڡؙٮٚٳؾؘؖۼۧؽۮؙۅٛڹۜڡؚؽ۬ۿؙڛۘػڗؙٳ ۊۜڔؚۯ۫ۊٞٵڂۜٮؽۧٳ۠ڷۜۏٛڎٳڮػڶٳؿؖٳٚڡٚۅؙڡۭؿڡؙڟؚۅٛڽ۞

ۅؘٲۅٛڂؽۯؾ۠ڮٳڶؽاڵڠۜؽؚٳڹٳڶۼؖؿؽؚؽؗڡؚؽؘٵۼؚٛؠڔٙٳڶ ؠؙؿؙۊؙٵۊۜڡۣؽؘڶۺۼۜڔۣۅۼٵۼؿؙۺٷ

ؙڠؙڗڲؙڸٛڝؙٛػ۠ڸٚٵڷڞۜڔڮۏٵؙڛڶڮؙۺؙڮڶڔٙؾؚڮۮؙڶڴۨؗ ؿٷٞؿؙڝؽؙڹڟٷڹۿڶۺۜڔٳڢ۠ڠ۬ؾٙڵۣڡٛٵؙڵۅٲٮؙ؋ڣؙۣۑ ۺؚڡؘٙٵؙؿٚڵؚٮٙؗؗێٵڛٵؖؾ؋ٛۮڶٟڮڶڮؽڴؿؘؖ۫ڡؚؿؖۊ۫ۄؚۜؠۜؿٙڠڴٷؽۛ®

۱۲. اور تمہارے لیے تو چوپایوں (۱) میں بھی بڑی عبرت ہے کہ ہم تمہیں اس کے بیٹ میں جو کچھ ہے اسی میں سے گوبر اور لہو کے در میان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے سہتا پیچتا ہے۔ (۲)

14. اور کھجور اور انگور کے در ختوں کے کھلوں سے تم شراب بنالیتے ہو (\*\*) اور عدہ روزی بھی۔ جو لوگ عقل رکھتے ہیں ان کے لیے تو اس میں بہت بڑی نشانی ہے۔

15. اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں بیت بائی ہوئی اور گوں کی بیاڑوں میں در ختوں اور لوگوں کی بنائی ہوئی اور نجی اور نجی ٹائی ہوئی اور نجی افری کے میوے کھا اور اپنے گھر (چھتے) بنا۔

19. اور ہر طرح کے میوے کھا اور اپنے رب کی آسان راہوں میں جلتی پھرتی رہ، ان کے بیٹ سے ربگ برنگ مرابوں میں جلتی پھرتی رہ، ان کے بیٹ سے ربگ برنگ کا مشروب نکاتا ہے، (\*\*) جس کے رنگ مختلف ہیں (\*\*) اور

ا. أَنْعَامٌ (جِویائے) سے اون، گائے، بكرى (اور بھير، دنبه) مراد ہوتے ہيں۔

۲. یہ چوپائے جو کچھ کھاتے ہیں، معدے میں جاتا ہے، ای خوراک سے دودھ، خون، گوبر اور پیشاب بنتا ہے۔ خون، رگول میں اور دودھ میں اس طرح گوبر اور پیشاب اپنے اپنے اپنے مخرج میں منتقل ہوجاتا ہے اور دودھ میں نہ خون کی رنگت شامل ہوتی ہے نہ گوبر پیشاب کی بد بو۔ سفید اور شفاف دودھ باہر آتا ہے جو نہایت آسانی سے طلق سے ینچے اتر جاتا ہے۔
 ۱۳ میں سنگڑا کے بعد رِزْقًا حَسَنًا ہے، جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شراب رزل حسن نہیں ہے۔ نیز یہ سورت کی ہے۔ جس میں شراب کے بارے میں بندری کا اظہار ہے۔ پھر مدنی سورتوں میں بندری اس کی حرمت نازل ہوگئ۔
 ۱۶ و ٹی ہے۔ جس میں شراب کے بارے میں نالیندیدگی کا اظہار ہے۔ پھر مدنی سورتوں میں بندری اس کی حرمت نازل ہوگئ۔
 ۱۶ شہد کی کھی پہلے پہاڑوں میں، درختوں میں انسانی عمارتوں کی باندیوں پر اپنا مسدس خانہ اور چھتہ اس طرح بناتی ہے کہ درمیان میں کوئی شکاف نہیں رہنا۔ پھر وہ باغوں، جنگوں، وادیوں اور پہاڑوں میں گومتی پھرتی ہے اور ہر فتم کے پھلوں کا درمیان میں جمح کرتی ہے اور پھر انہی راہوں سے، جہاں اس کے منہ یا دبر سے وہ شہد نکاتا ہے جے قرآن نے "شراب" سے تعبیر کیا ہے لیعی مشروب روح افزا۔
 ۲. کوئی سرخ، کوئی سفید، اور کوئی زرد رنگ کا۔ جس فتم کے پھلوں اور کھیتوں سے وہ خوراک حاصل کرتی ہے، اس کا رنگ اور ذائقہ بھی مختلف ہوتا ہے۔
 ۲. کوئی سرخ، کوئی سفید، اور کوئی زرد رنگ کا۔ جس فتم کے پھلوں اور کھیتوں سے وہ خوراک حاصل کرتی ہے، اس حساب سے اس کا رنگ اور ذائقہ بھی مختلف ہوتا ہے۔

جس میں لو گوں کے لیے شفاء (۱) ہے غورو فکر کرنے والوں کے لیے اس میں بھی بہت بڑی نشانی ہے۔

• ك. اور الله تعالى نے ہى تم سب كو پيداكيا ہے وہى پھر تم ميں ايسے بھى ہيں جو بدترين عمر كى طرف لوٹائ جاتے ہيں كہ بہت كھ جاننے بوجھنے كے بعد بھى نہ جانيں۔(٢) بيشك الله دانا اور توانا ہے۔

اک. اور اللہ تعالیٰ ہی نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر روزی میں زیادتی دے رکھی ہے، پس جنہیں زیادتی دی گئی ہے وہ اپنی روزی اپنے ماتحت غلاموں کو نہیں دیتے کہ وہ اور یہ اس میں برابر ہوجائیں، (۳) تو کیا یہ لوگ اللہ کی

ۅؘؘڶڵڡؗٛڂؘڵڡٞػ۠ۊؙڬٛۊٚێؾۜۅٝ۬ٮڬٛۄؘڡؠڶڬۄٛ۫ۺؖؽؙؿۘ۠ڗڎ۠ٳڶٲۯۮؚ۬ڶ ٲڡؙٸڔؚڸػؙڵڒؽؽڵۄؘڹۼٮؙۼڵ۪ۅۺؽٵٳۨڽٞڶڵڎۼڸؿ ؿٙڔؿ۠ؿ۠

ۅؘڶڵڡ۠ٛڡؘؘڞۜٙڶؠۘۼڞؘػؙۄ۫ۘٛ؏ڶؠۼڞٟ؋ۣٵڷؚڗ۠ۯۊ۪۫۫؋ؘؠٵ ٲڵۮؚؽؙؽٷڝٚٚٷٳڔۯٳڐؽڔۯۊۿۭٷٵ؇ڶڵڰڰٛڲٵٛڰؙؙٛۿؙٷۿؙۄ ڣؽؙؙؙؙۣؗؗؗٷ۩ٞٷٚؠٷؿڗڶڵڡؚؽجؙۘڂۮؙۄؙؽۛ<sup>۞</sup>

ا. شِفَاءٌ کی شکیر تعظیم کے لیے ہے۔ یعنی بہت سے امراض کے لیے شہد میں شفاء ہے۔ بیہ نہیں کہ مطلقاً ہر بیاری کا علائ ہے۔ علمائے طب نے بھی صراحت کی ہے کہ شہد یقیناً ایک شفاء بخش قدرتی مشروب ہے۔ لیکن مخصوص بیاریوں کے لیے نہ کہ ہر بیاری کے لیے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بی شکاہیاً کو طوا (مبیٹی چیز) اور شہد پیند تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب شراب الحلواء والعسل) ایک دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا " تین چیزوں میں شفاء ہے۔ فصد تعلوانے (میجھ کو ان المین شفاء ہے۔ فصد تعلوانے (میجھ کو ان کی میں، شہد کے پینے میں اور آگ سے داغنے میں۔ لیکن میں این امت کو داغ لگوانے سے منع کرتا ہوں"۔ (صحیح البخاری، باب اللدواء بالعسل) حدیث میں ایک واقعہ بھی آتا ہے۔ "اسہال (دست) کے مرض میں آپ سُکا اللیکی استعمال کرنے کا مشورہ دیا، جس سے دستوں میں اضافہ ہوگیا، آکر بٹالیا گیا، تو دوبارہ آپ شکاہیکی نے شہد پیانے کا مشورہ دیا، جس سے مزید فضلات خارج ہوئے اور گھر والے سمجھے کہ شاید مرض میں اضافہ ہوگیا ہے۔ پھر نبی شکاہیکی نے بیاس آئے۔ آپ شکاہیکی نے تیسری مرتبہ میں استعمال ہوگئی"۔ (صحیح البخاری، باب دواء المبطون و مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بسفی العسل) مرتبہ میں اسے شفائے کا ملہ حاصل ہوگئی"۔ (صحیح البخاری، باب دواء المبطون و مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بسفی العسل) کر جب انسان طبعی عمر سے تباوز کر جاتا ہے تو پھر اس کا حافظہ بھی کمزور ہوجاتا اور بحض دفعہ عقل بھی ماؤف، اور وہ نادان نبجے کی طرح ہوجاتا ہے۔ یہی ارذل العمر ہے۔ جس سے نبی شکاہیکی گئی نے جبی پناہ ماگی ہے۔

سا ایعنی جب تم اپنے غلاموں کو اتنا مال اور اسباب دنیا نہیں دیتے کہ وہ تمہارے برابر ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ کب یہ پہند کرے گا کہ تم کچھ لوگوں کو، جو اللہ ہی کے بندے اور غلام ہیں اللہ کا شریک اور اس کے برابر قرار دے دو، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معاثی لحاظ سے انسانوں میں جو فرق پایا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے فطری نظام کے مطابق ہے۔ اسے جبری قوانین کے ذریعہ ختم نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ اشراکی نظام میں ہے۔ یعنی معاشی مساوات کی غیر فطری کوشش کے جبری کو معاشی میدان میں کسب معاش کے لیے مساوی طور پر دوڑ دھوپ کے مواقع میسر ہونے چاہئیں۔

نعمتوں کے منکر ہورہے ہیں؟(۱)

21. اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے تمہارے بید کیے اور تمہیں اچھی اور تمہیں اچھی اور تمہیں کھانے کو دیں۔ کیا پھر بھی لوگ باطل پر ایکان لائیں گے؟ (۱) اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کریں گے؟

ساک. اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو آسانوں اور زمین سے انہیں کچھ بھی تو روزی نہیں دے سکتے اور نہ کچھ قدرت رکھتے ہیں۔

مرک. پس اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں مت بناؤ، (\*) بے شک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

20. الله تعالی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے دوسرے کی ملکیت کا، جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا،

وَاللهُ جَعَلَ لَكُوْشِ اَنْفُسِكُوْ اَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُوْمِنَ اَذُواجِكُوْ بَنِيْنَ وَحَفَى ةً وَرَزَقَكُو مِنَ الطَّيِّبِاتِ اَفِيالُمُ الطِلِيُؤُمِنُونَ وَبِيْعُمَتِ الله هُمُمَيَّكُفُرُونَ ۗ

ۅؘۘؽۼۘڹ۠ٮؙٛٷؘڽؘڡؚڽٛۮؙۅۛڹؚٳٮڵڸٶڡٵڵٳؽؠٝڸؚڡؙٛڵۿؙۄؙ ڔڎٞڰٳڝٚۜٵڵۺڶۅؾؚۅؘٲڵۯۯۻۺؽٵ ٷۜڵؽٮؙٛٮؿٙڟۣؿٷؙؿؘؖ

فَلاَتَفُمُرِيُوْا لِلهِ الْآمَثَالَ ْإِنَّ اللهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمُّ لاَتَعْلَمُوْنَ®

ۻٙڔۜٵٮڵهؙ مَشَالَاعَبْدًا أَمَّهُلُوْكًا لَايَقُدِرُعَلَى شَيْعً وَمَن تَزَقُنهُ مِثْنَارِثُهَ قَاحَمَنَا فَهُويُنُفِقُ

ا. کہ اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے غیراللہ کے لیے نذر نیاز نکالتے ہیں اور یوں کفران نعمت کرتے ہیں۔

۲. یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ان انعامات کا تذکرہ کرکے جو آیت میں مذکور ہیں، سوال کررہا ہے کہ سب کچھ دینے والا تو اللہ ہے، لیکن پیر اسے چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں اور دوسروں کا ہی کہنا مانتے ہیں۔

س. لیعنی الله کو چھوڑ کر عبادت بھی ایسے لوگوں کی کرتے ہیں جن کے پاس کسی چیز کا اختیار نہیں ہے۔

مل، جس طرح مشركين مثاليں ديتے ہيں كہ بادشاہ سے ملنا ہو يا اس سے كوئى كام ہوتو كوئى براہ راست بادشاہ سے نہيں مل سكنا، اسے پہلے بادشاہ كے مقربين سے رابطہ كرنا پڑتا ہے۔ تب كہيں جاكر بادشاہ تك اس كى رسائى ہوتى ہے۔ اس طرح اللہ كى ذات بھى بہت اعلىٰ اور اونچى ہے۔ اس تك پہنچنے كے ليے ہم ان معبودوں كو ذريعہ بناتے ہيں يا بزرگوں كا وسيلہ كى ذات بھى بہت اعلىٰ اور اونچى ہے۔ اس تك پہنچنے كے ليے ہم ان معبودوں كو ذريعہ بناتے ہيں يا بزرگوں كا وسيلہ كيڑتے ہيں۔ اللہ تعالىٰ نے فرمايا، تم اللہ كو اپنے پر قياس مت كرو نہ اس قسم كى مثاليں دو۔ اس ليے كہ وہ تو واحد ہے، اس كى كوئى مثال ہى نہيں ہے۔ پھر بادشاہ نہ تو عالم الغيب ہے، نہ حاضر وناظر، نہ سميع وبصير۔ كہ وہ بغير كسى ذريعے كے رعايا كے حالت وضروريات سے آگاہ ہوجائے۔ جب كہ اللہ تعالىٰ تو ظاہر وباطن اور حاضر وغائب ہر چيز كا علم ركھتا ہے، رات كى تاريكيوں ميں ہونے والے كاموں كو بھى ديكتا ہے اور ہر ايك كى فرياد سننے پر بھى قادر ہے۔ بھلا ايك انسانى رات كى تاريكيوں ميں ہونے والے كاموں كو بھى ديكتا ہے اور ہر ايك كى فرياد سننے پر بھى قادر ہے۔ بھلا ايك انسانى مادشاہ اور حاكم كا اللہ تعالىٰ كے ساتھ كما قالى اور موازنہ؟

مِنْهُ سِتَّاوَجَهُ رَاهْلُ يَسْتَوْنَ الْحُمَّدُ بِلَّهُ مِلُ ٱکْتَوْهُمُ لِاَيَعْلَمُوْنَ۞

وَضَرَبَ اللهُ مَثَلَاتَجُكِيْنِ اَحَدُهُمَّا اَبُكُو لاَيَقْدِرُعَلَ شَئَّ وَهُوَكَلُّ عَلْ مَوْلَكُ ۚ آينَمَا يُوجِّهُ لَا يَانِّتِ بِغَيْرِهُلُ يَسْتَوَى هُوَ وَمَنُ يُأْمُرُ بِالْعُدُلِ وَهُوعَلى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ﴿

وَيِلْهِ غَيْبُ السَّبْلُوتِ وَالْرَضِ وَمَا آَمُوُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْجِ الْبَصَرِ اَوْهُوَ اَفْرَبُ إِنَّ اللهَ عَلِي كُلِّ شَعَّ قَرِيْرُ۞

اور ایک اور شخص ہے جمے ہم نے اپنے پاس سے معقول روزی دے رکھی ہے، جس میں سے وہ چھپے کھلے خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ سب برابر ہوسکتے ہیں؟ (۱) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سب تعریف ہے، بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

(\*) اور الله تعالی ایک اور مثال بیان فرماتا ہے، (\*) دو شخصوں کی، جن میں سے ایک تو گونگا ہے اور کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے کہیں بھی اسے بھیج وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا، کیا ہیہ اور وہ جو عدل کا حکم دیتا ہے اور ہے بھی سید ھی راہ پر، برابر ہوسکتے ہیں؟ (\*) کے اور آسانوں اور زمین کا غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ (\*) اور قیامت کا امر توالیا ہی ہے جیسے آنکھ کا جھیکنا، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی کا جھیکنا، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر

ا. بعض کہتے ہیں کہ یہ غلام اور آزاد کی مثال ہے کہ پہلا شخص غلام اور دوسرا آزاد ہے۔ یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔
بعض کہتے ہیں کہ یہ مومن اور کافر کی مثال ہے۔ پہلا کافر اور دوسرا مومن ہے۔ یہ برابر نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ
اللہ تعالیٰ اور اصنام (معبودان باطلہ) کی مثال ہے، پہلے سے مراد اصنام اور دوسرے سے اللہ ہے۔ یہ دونوں برابر نہیں
ہوسکتے۔ مطلب یہی ہے کہ ایک غلام اور آزاد، باوجود اس بات کہ دونوں انسان ہیں، دونوں اللہ کی مخلوق ہیں اور بھی
بہت سی چیزیں دونوں کے درمیان مشتر کہ ہیں، اس کے باوجود رتبہ وشرف اور فضل ومنزلت میں تم دونوں کو برابر نہیں
سیجھتے۔ تو اللہ تعالیٰ اور پتھر کی ایک مورتی یا قبر کی ڈھیری، یہ دونوں کس طرح برابر ہوسکتے ہیں؟

r. یہ ایک اور مثال ہے جو پہلے سے زیادہ واضح ہے۔

سا، اور ہر کام کرنے پر قادر ہے کیوں کہ ہر بات بولتا اور سمجھتا ہے اور ہے بھی سید تھی راہ پر یعنی دین تو یم اور سیرت صالحہ پر۔ یعنی افراط و تفریط سے پاک۔ جس طرح سے دونوں برابر نہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ اور وہ چیزیں، جن کو لوگ اللہ کا شریک تھبراتے ہیں، برابر نہیں ہو سکتے۔

۷. لینی آسان وزمین میں جو چیزیں غائب ہیں اور وہ بے شار ہیں اور انہی میں قیامت کا علم ہے۔ ان کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اس لیے عبادت کے لائق بھی صرف ایک اللہ ہے نہ کہ وہ اصنام یا فوت شدہ اشخاص جن کو کسی چیز کا علم نہیں نہ وہ کسی کو نفع نقصان پہنچانے پر ہی قادر ہیں۔ چیز پر قادر ہے۔

وَاللّٰهُ اَخۡرَجَكُوۡمِنَ ٰبُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُوۡلاَتَعۡلَمُوۡن شَيۡعًا ٚٷجَعَلَ لَكُوۡالسَّمۡعَ وَالْاَبۡصَارَ وَالْاَفۡدِكَةُ لَعَلّٰهُوۡتَشُكُوۡنِ۞

۸ک. اور الله تعالیٰ نے تہمیں تبہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا ہے کہ اس وقت تم پچھ بھی نبیں جانتے تھے، (") اسی نے تمہارے کان اور آئیس اور دل بنائے (") کہ تم شکر گزاری کرو۔ (")

ا. یعنی اس کی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ ہے وسیع وعریض کائنات اس کے تھم سے بلک جھیکنے میں بلکہ اس سے بھی کم لیے میں تباہ وبرباد ہوجائے گی۔ ہے بات بطور مبالغہ نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت واقعہ ہے کیونکہ اس کی قدرت غیرمتناہی ہے جس کا ہم اندازہ ہی نہیں کرسکتے، اس کے ایک لفظ کُن سے وہ سب کچھ ہوجاتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔ تو ہے قیامت بھی اس کے کُنْ (ہوجا) کہنے سے بریا ہوجائے گی۔

شَينًا نكرہ ہے تم چھے نہیں جانتے تھے، نہ سعادت وشقاوت كو، نہ فائدے اور نقصان كو۔

سا. تاکہ کانوں کے ذریعے سے تم آوازیں سنو، آگھوں کے ذریعے سے چیزوں کو دیکھو اور دل، لینی عقل (کیونکہ عقل کا مرکز دل ہے) دی، جس سے چیزوں کے درمیان تمیز کرسکو اور نفع ونقصان بیچیان سکو، جوں جوں انسان بڑا ہوتا ہے، ان قویٰ وحواس میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے، حتیٰ کہ جب انسان شعور اور بلوغت کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس کی یہ صلاحیتیں بھی قوی ہوجاتی ہیں، حتیٰ کہ پھر کمال کو پہنچ جاتی ہیں۔

اس حدیث کا بعض لوگ غلط مفہوم لے کر اولیاء اللہ کو خدائی اختیارات کا حامل باور کراتے ہیں۔ حالائکہ حدیث کا واضح مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اپنی اطاعت وعبادت اللہ کے لیے خالص کرلیتا ہے تو اس کا ہر کام صرف اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے، اپنے کانوں سے وہی بات سنہ اور اپنی آئکھوں سے وہی چیز دیکھتا ہے جس کی اللہ نے اجازت دی ہے، جس چیز کو ہاتھ سے پیڑتا ہے یا پیروں سے چل کر اس کی طرف جاتا ہے تو وہ وہی چیز ہوتی ہے جس کو شریعت نے روا رکھا ہے۔ وہ ان کو اللہ کی نافرمانی میں استعمال نہیں کرتا ہے۔

ٱكَمُيتَرَوْالِلَ الطَّلْيُرِمُسَخُّرْتٍ فِى ُجَوِّالسَّمَآ ۗ مَايْشِكُهُنَّ إِلَّا اللهُ أِنَّ فِى ْذَٰلِكَ لَا يَٰتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ۞

واللهُ جَعَلَ لَكُوُمِّنُ أَبُيُوْ تِكُوُسَكَنَا وَجَعَلَ لَكُوُ مِّنُ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوتًا شَنْ تَغِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُوْ وَيَوْمَ لِقَامَتِكُوْ لَوَمِنُ اَصُوَافِهَا وَأُوبُارِهَا وَالشَّعَارِهَا آثَاثًا قَامَتَاعًا لِلْحِيْنِ

وَاللهُ حَعَلَ لَكُوْمِّمَّا خَلَقَ ظِللًا وَّجَعَلَ لَكُوُ مِّنَ الْحِبَالِ اكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُوْسَرَابِيْلَ تَقِيكُوُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيكُوْ بَالْسُكُوْ كَدْلِكَ يُتِقَرِّفُومَتَ الْعَلَيْمُ لَكُوْلُكُكُوْ لَعَكُوْ لَتُسْلِمُونَ۞

29. کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو تابع فرمان ہوکر فضا میں ہیں، جنہیں بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور تھامے ہوئے نہیں، (۱) بیشک اس میں ایمان لانےوالے لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

میں سکونت کی جگہ بنادی ہے اور اسی نے تمہارے گھرول میں سکونت کی جگہ بنادی ہے اور اسی نے تمہارے لیے چوپایوں کی کھالوں کے گھر بنادیے ہیں، جنہیں تم ہلکا پھلکا پاتے ہو اپنے کوچ کے دن اور اپنے کھہرنے کے دن بھی، (۲) اور ان کی اون اور روؤں اور بالوں سے بھی اس نے بہت سے سامان اور ایک وقت مقررہ تک کے لیے فائدہ کی چیزیں بنائیں۔ (۳)

۸۱. اور الله ہی نے تمہارے کیے اپنی پیدا کردہ چیزوں میں سے سائے بنائے ہیں (\*\*) اور اسی نے تمہارے کیے پہاڑوں میں غار بنائے ہیں اور اسی نے تمہارے کیے کرتے بنائے ہیں جو تمہیں گرمی سے بچائیں اور ایسے کرتے بھی جو تمہیں لڑائی کے وقت کام آئیں۔(۵) وہ اسی طرح اپنی پوری بوری نمتیں دے رہا ہے کہ تم فرمان بردار بن جاؤ۔

ا. یہ اللہ تعالیٰ بی ہے جس نے پرندوں کو اس طرح اڑنے کی اور ہواؤں کو انہیں اپنے دوش پر اٹھائے رکھنے کی طاقت بخشی۔ ۲. لیعنی چڑے کے خیمے، جنہیں تم سفر میں آسانی کے ساتھ اٹھائے پھرتے ہو، اور جہاں ضرورت پڑتی ہے اسے تان کر موسم کی شدتوں سے اپنے کو محفوظ کر لیتے ہو۔

٣. أَصْوَافٌ، صُوْفٌ كَى جَمَّ، بَهِيرٌ كَى اون - أَوْبَارٌ، وَبَرٌ كَى جَمَّ، اونث كَ بال - أَشْعَارٌ، شَعَرٌ كَى جَمَّ، ونِ اور بكرى كَ بال الله عَلَى الله عَلَى الله عَلَى الله عَلَى الله وقت تك كَ بال الله عن الله وقت الله وقت تك فائده بحى الله الله عن الله وقت الله و

٨. يعني ورخت جن سے سايہ حاصل كياجاتا ہے۔

۵. لینی اون اور روئی کے کرتے جو عام پہننے میں آتے ہیں اور لوہے کی زربیں اور نحو د جو جنگوں میں پہنی جاتی ہیں۔

فَإِنْ تَوَلُّواْ فَإِنَّهَا عَلَيْكَ الْبَلّْخُ الْمُبِينُ؈

ؿۼڔۣڣ۠ۏؙڹڹۼؠؖؾؘؖٵٮڵٳؾؙ۬ٛڎۜؽؙؽؙڮۯؙۅٛڹۿٲۅٙٳڬٛؿۯۿۄؗٛ ٲڵڮ۬ۯؙؙۅٛڹڿٞ

وَيَوْمَرَنَبْعَثُ مِنُ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤُذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْلُولَاهُ وُيُسْتَعْتَبُوْنَ

ۅؘٳۮؘٳۯٳؘٳڰڹؽڹڟؠۯٳٳڵۼڬٵڹؘ؋ؘڵٳؽ۠ۼڡٛۜڡؙٛ ۼؠؙؙٛٛؠٛۅؘڒڵۿؙڎؠؙڹڟۯۅٛڹ۞

وَإِذَارَاالَّانِيْنَ اَشْرَكُوا شُرَكَآءَهُمُ قَالُوُا رَبَّنَاهَٓ وُلَاَهِ شُرُكَآ وُنَاالَّانِيْنَ كُنَّانَكُ عُوَا مِنُ دُونِكَ ۚ فَالْقَوْالِيُهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمُ لَكُن بُونَ ۚ

۸۲. پھر بھی اگر ہے منہ موڑے رہیں تو آپ پر صرف کھول کر تبلیغ کردینا ہی ہے۔

ملک سے اللہ کی تعمیں جانتے پیچانتے ہوئے بھی ان کے منکر ہورہے ہیں، بلکہ ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔ (۱) میک سے اکثر ناشکرے ہیں۔ (۱) ملک اور جس دن ہم ہر امت میں سے گواہ کھڑا کریں گے (۲) پھر کافروں کو نہ اجازت دی جائے گی اور نہ ان سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا۔

۸۵. اور جب یہ ظالم عذاب دیکھ لیں گے پھر نہ تو ان سے ہلکا کیا جائے گا اور نہ وہ ڈھیل دیے جائیں گے۔ (۳)
۸۱. اور جب مشرکین اپنے شریکوں کو دیکھ لیں گے تو کہیں گے اور جب مشرکین اپنے شریکوں کو دیکھ لیں گے تو کہیں گہیں گے اے ہمارے پروردگار! یہی ہمارے وہ شریک ہیں جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے، پس وہ انہیں جواب دیں گے کہ تم بالکل ہی جھوٹے ہو۔ (۳)

ا. یعنی اس بات کو جانتے اور سیحتے ہیں کہ بیہ ساری تعتیں پیدا کرنے والا اور ان کو استعال میں لانے کی صلاحیتیں عطا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے، پھر بھی اللہ کا انکار کرتے ہیں اور اکثر ناشکری کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔

ہم. معبودان باطلہ کی یو جاکرنے والے اپنے اس دعوے میں جھوٹے تو تہمیں ہوں گے۔ لیکن وہ شرکاء جن کو یہ اللہ کا شریک

نہیں دیا جائے گا، کیونکہ آخرت عمل کی جگہ نہیں، جزاء کا مقام ہے۔

وَٱلْقَـوُالِلَاللَّهِ يَوْمَمِنِ لِلسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْايَفُ تَرُوُنَ۞

ٱلَّذِينَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَن سَبِيْلِ اللهِ زِدُنهُمُّ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَأْكَانُوُا يُفْسِدُون۞

وَكُوْمَنَهُعَثُ فَيُ كُلِّ الْمَاةِ شَهِيْدًا عَلَيْهِمُ مِّنَ ٱنْفُسِهِمُ وَجِئْنَابِكَ شَهِيْدًا عَلَ هَوُلَا وَنَوْلِنَاعَلَيْكَ الْكِتْبَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَكْعُ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَكُشْرُرى لِلْمُسُلِمِيْنَ ﴿

۸۷. اور اس دن وہ سب (عاجز ہوکر) اللہ کے سامنے
 اطاعت کا اقرار پیش کریں گے اور جو بہتان بازی کیا
 کرتے تھے وہ سب ان سے گم ہوجائے گی۔

۸۸. جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم انہیں عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے، (۱) میہ بدلہ ہوگا ان کی فتنہ پر دازیوں کا۔

10. اور جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ان کے مقابلے پر گواہ کھڑا کریں گے اور تجھے ان سب پر گواہ بناکر لائیں گ<sup>(1)</sup> اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے، (<sup>(1)</sup> اور ہدایت اور

ا. جس طرح جنت میں اہل ایمان کے درجات مختلف ہوں گے، اسی طرح جہنم میں کفار کے عذاب میں تفاوت ہو گا۔ جو گمراہ ہونے کے ساتھ دوسروں کی گمراہی کا سبب بنے ہوں گے، ان کا عذاب دوسروں کی نسبت شدید تر ہوگا۔

۲. لینی ہر نبی اپنی امت پر گوائی دے گا اور نبی مُثَلِّقَیْمُ اور آپ کی امت کے لوگ انبیاء کی بابت گوائی دیں گے کہ سے سے ہیں، انہوں نے یقیناً تیرا پیغام پہنچادیا۔ (صحیح البخاري، تفسیر سورة النساء)

س. کتاب سے مراد اللہ کی کتاب اور نبی مُنگالِیْزِم کی تشریحات (احادیث) ہیں۔ اپنی احادیث کو بھی اللہ کے رسول نے

رحمت اور خوشخری ہے مسلمانوں کے لیے۔

• 9. بے شک اللہ تعالیٰ عدل کا، مجلائی کا اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں،

ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے،() وہ خود

اِتَّ اللهَ يَاْمُرُ بِالعُدُلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآيُ ذِى الْقُرُ بِي وَيَتُهٰى عَنِ الْفَحُشَآءُ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغِيُّ أَيْعِظُكُوْ لَعَلَّكُوْ تَذَكَّرُونَ ۞

"كتاب الله" قرار دیا ہے، جیسا كه قصة عسیف وغیرہ میں ہے (طلاقلہ ہو صحیح البخاري، كتاب المحاربین باب هل یأمر الإمام رجلا فیضرب الحد غائبا عنه، كتاب الصلوة، باب ذكر البیع والشراء على المنبر في المسجد) اور ہر چیز كا مطلب ہے، ماضى اور مستقبل كى وہ خبریں جن كا علم ضرورى اور مفید ہے۔ اى طرح حرام وطال كى تفسیات اور وہ باتیں جن كے دین ودنیا اور معاش ومعاد كے معاملات میں انسان محتاج ہیں۔ قرآن وصدیث دونوں میں بیہ سب چیزیں واضح كردى گئ ہیں۔

ا. عدل کے مشہور معنی انصاف کرنے کے ہیں۔ یعنی اپنوں اور بیگانوں سب کے ساتھ انصاف کیا جائے، کسی کے ساتھ دشمنی یا عناد یا محبت یا قرابت کی وجہ سے، انصاف کے تقاضے مجروح نہ ہوں۔ ایک دوسرے معنی اعتدال کے ہیں یعنی کسی معاطمے میں مجھی۔ کیونکہ دین میں افراط کا استخاب نہ کیا جائے۔ حتی کہ دین کے معاطمے میں مجھی۔ کیونکہ دین میں افراط کا متجہ غلو ہے، جو سخت مذموم ہے اور تفریط، دین میں کوتاہی ہے یہ مجھی نالپندیدہ ہے۔

احسان کے ایک معنی حسن سلوک، عنو وور گزر اور معاف کروینے کے ہیں۔ ووسرے معنی تفضیل کے ہیں لیخی حق واجب سے زیادہ دینا یا عمل واجب سے زیادہ کرنا۔ مثلاً کسی کام کی مرووری سو روپے طے ہے لیکن دیتے وقت ۱۰،۲۰ روپے رزیادہ وے دینا، طے شدہ سو روپے کی ادائیگی حق واجب ہے اور بیہ عدل ہے، مزید ۲۰،۴۰ روپے بیہ احسان ہے۔ عدل سے بھی معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے لیکن احسان سے مزید خوش گواری اور اپنائیت وفدائیت کے جذبات نشوونما پاتے ہیں۔ اور فرائض کی ادائیگی کے ساتھ نوافل کا اہتمام، عمل واجب سے زیادہ عمل ہے جس سے اللہ کا قرب خصوصی حاصل ہوتا ہے۔ احسان کے ایک تیسرے معنی اخلاص عمل اور حسن عبادت ہے، جس کو حدیث میں الله کا قرب خصوصی حاصل راللہ کی عرادت اسطرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو) سے تعییر کیا گیا ہے۔ اِیْتَآءِ ذِی الْقُوْرِیٰ (رشتے داروں کا حق ادا کرنا یعنی ان کی امداد کرنا ہے) اسے حدیث میں صلئر رحمی کہا گیا ہے اور اس کی نہایت تاکید احادیث میں بیان کی گئ ہے۔ عدل واحسان کے بعد، اس کا الگ سے ذکر، یہ بھی صلئر رحمی کہا گیا ہے اور اس کی نہایت تاکید احادیث میں بیان کی گئ ہے۔ عدل واحسان کے بعد، اس کا الگ سے ذکر، یہ بھی صلئر رحمی کہا گیا ہے اور آرٹ قرار پاگیا ہے، یا "تفریخ" کے نام پر اس کا جو زنا اور اس کے مقدمات کو، رقص و سرود، بے پردگی اور فیشن پرستی کو اور مرد وزن کے بے باکانہ اختلاط اور مخلوط نے زنا اور اس کے مقدمات کو، رقص و سرود، بے پردگی اور فیشن پرستی کو اور مرد وزن کے بے باکانہ اختلاط اور محلوط نے دنا اور اس کے مقدمات کو، رقص و سرود، بے پردگی اور فیشن پرستی کو اور مرد وزن کے بے باکانہ اختلاط اور مخلوط شدہ یہ خباتیں جائز قرار نہیں پاستیں۔ مُڈگڑ ہر وہ کام ہے جے شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے اور بَغْیُ کا مطلب ظلم شدہ یہ خباتیں جائز قرار نہیں پاستیں۔ مُڈگڑ ہر وہ کام ہے جے شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے اور بَغْیُ کا مطلب ظلم وزیری کا اراز کاب اس کے دیشتیں جائز قرار نہیں پاستیں۔ کہ اللہ تعالی دونوں جم اللہ کو اسے نابئز قرار دیا ہے اور بَغْیُ کا مطلب ظلم وزیری کا اراز کاب ۔ ایک حدیث میں بتایا گیا ہے کہ قطع رحمی اور بنی، یہ دونوں جرم اللہ کو ایک ناپیند ہیں کہ اسکو کیا مطلب ظلم وزیری کا اراز کاب کے باک کہ اس کا کور بیا کی کاب کہ اس کی کہ اس کہ اس کوری کوروں جرم اللہ کو ایک ناپی کی کاب

ۅؘٲۉ۬ٷٛٳۑؚعَۿؙٮؚاللهؚٳۮ۬ٵۼۿٮؙڎؙۄؙٛۅؘڵٳٮۜٞڡؙٛڞؙۅٳ الۯۜؽٮؠٵؽؠۼٮٛڗٷڮؽڽؚۿٵۅؘقٮؙڹؘعڶڎؙۅ۠ٳڶڷۿ عَڵؽؚػؙۊؙڮڣ۫ؽڴٳۨڗٞٵڶڷڎؽۼڵۄؙؠٵؿڡ۫ۼڵۅ۫ڹ۞

ۅؘڵڒؾؙڴۏ۬ٮؙٛۏٳػٳؾؿؙؽڡؘۜڞٮٛۼۯ۫ڶۿٵڝؙٛڹۼٮؙ ڠؙۊۜۼٟٳٛۥٛڬٵڟٞٲؾؾڿۮؙۏڽٵؽؠٵؽؙۮؙ؞ۮۼڵڵڹؽؽػۄؙڮ ؾڴۏڹٲؙڡۜڐؙۿۣٵۮڸ؈ؙٲۺڐ۪ٳۺٵؽڹٷؙڴٷڵڶڵڎڽ؋ ڡؘڰؽؾؚڹؘڽٞڵڴؙۮؽۅؙڡٞٳڶڨؚڸۿػۄڟؘڪؙڹ۫ؗؿؙۏڣؽؚۑۅ ؿۼؖؾڸڣٞۏڹ۞

شہیں کسیحیں کررہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

91. اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و قرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن کھہرا چکے ہو، (۱) تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو بخوبی جان رہا ہے۔

97. اور اس عورت کی طرح نہ ہوجاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد گلڑے گلڑے کرکے توڑ ڈالا، (۲) کہ تم اپنی قسمول کو آپس کے مکر کا باعث تھہر اؤ، (۳) اس لیے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہوجائے۔ (۳) بات صرف یہی ہے کہ اس عہدسے اللہ تہمیں آزما رہا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لیے قیامت کے دن ہر اس چیز کو کھول کر بیان کردے گا جس میں تم اختلاف کررہے تھے۔

کی طرف سے (آخرت کے علاوہ) دنیا میں بھی ان کی فوری سزاکا امکانِ غالب رہتا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب البغي).

ا. قَسَمٌ ایک تو وہ ہے جو کسی عبد و پیان کے وقت، اسے مزید پختہ کرنے کے لیے کھائی جاتی ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو انسان البخ طور پر کسی وقت کھالیتا ہے کہ میں فلال کام کرول گایا نہیں کرول گا۔ یبال آیت میں اول الذکر قسم مراد ہے کہ تم نے قسم کھاکر اللہ کو ضامن بنالیا ہے۔ اب اسے نہیں توڑنا بلکہ اس عبد و بیان کو پورا کرنا ہے جس پر تم نے قسم کھائی ہے۔ اس لیے کہ ثانی الذکر قسم کی بابت قسم کھالے، پھر وہ دیکھے کہ زیادہ لیے کہ ثانی الذکر قسم کی بابت قسم کھالے، پھر وہ دیکھے کہ زیادہ خیر دوسری چیز میں ہے (یعنی قسم کو قوڑ کر اس کا خیر دوسری چیز میں ہے (یعنی میں گئی گئی کا عمل بھی یہی تھا۔ (صحیح البخاری: ۱۲۲۳)، مسلم: ۱۲۷۳)

۲. یعنی مؤکد بہ حلف عہد کو توڑ دینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی عورت سوت کاتنے کے بعد اسے خود ہی فکڑے فکڑے کرڈالے، بیہ تمثیل ہے۔

س. تینی دهو که اور فریب دینے کا ذریعه بناؤ۔

۷۴. اُرْبَیٰ کے معنی اکثر کے ہیں لینی جب تم دیکھو کہ اب تم زیادہ ہوگئے ہو تو اپنے زعم کثرت میں حلف توڑدو، جب کہ قتم اور معاہدے کے وقت وہ گروہ کمزور تھا، لیکن کمزوری کے باوجود وہ مطمئن تھا کہ معاہدے کی وجہ سے ہمیں نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ لیکن تم غدر اور نقضِ عہد کرکے نقصان پہنچاؤ۔ زمانۂ جاہلیت میں اخلاقی پستی کی وجہ سے اس قتم کی عبد شکنی عام تھی، مسلمانوں کو اس اخلاقی پستی سے روکا گیا ہے۔

ڡؘڵۏۺۜٲٵڵڎؙڷجَعٙڷڪٛڎٲؙڝۜڐٞۊٙڶڝۮةۧۊڵڮڶ ؾؙۻۣڷؙڡٞٮٛؾۺؘٵٛٷؘؽۿڽؽ۠ڡؘڽؙؿؿٵٛٷ ۅؘڵۺؙٷڷؾؘعؠۜٲػ۠ڹٛؿؙڗ۫ۼؠٛڵۏڽ؈

ۅؘڵڗؾۜۜڿۮ۫ٷٙٲؽؠؗٵ؆ؙۿؙۮڂؘڴڶڔؽؽؙڴۄ۫ڡٙٷڒڷ ڡۜٙۮٞؗٛڔؙٞڹڡؙۮٮؙؿؙٷؾۿٵۅٙؿؙۮؙٷۛٷٳڶۺٷٙٸؚڽٟؠٵ ڝٙۮڎؿ۠ٷؙ؈ؘؽڽڶؚڶڟٷٷػڴۄ۬ۼۮٙٲڣ۠ۼڟۣؽ۠ڕٛٛ

ۅؘڵٳؘۺؙؾۘٚۯؙۉٳۑؚۼۿۑؚٳۺڸۊؾؘؽڶٲۊڸؽڸڒ؞ٳؿۜؽٵڝؽ۫ؽ ٳۺ۠ۅۿۅؘڂؽڒٛڰڮٛۯٳڽؙڴؙٮ۬ؿؙۊؘؿڬؠٛۏؙڽ؈

مَاعِنْكَ أُنِنُفُكُ وَمَاعِنُكَ اللهِ بَاقِّ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْاً اَجْرَهُمُ لِأَحْسَنِ مَاكَانُهُ اِيَّوْمُكُونَ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكِرَ اَوْانُتْنَى وَهُوَ مُؤُمِنُ فَلَنُثُمِّينَتَهُ حَيْوَةً طِيِّبَةً \* وَلَنَجُزِيَنَّهُمُ اَجْرَهُمُ بِأَحْسِن مَا كَانُوْايِعُمَلُوْنَ

90. اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی گروہ بنادیتا لیکن وہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے، یقیناً تم جو کچھ کررہے ہو اس کے بارے میں بازپرس کی جانے والی ہے۔

90. اور تم اپنی قسموں کو آپس کی دغابازی کا بہانہ نہ بناؤ۔ پھر تو تمہارے قدم اپنی مضبوطی کے بعد ڈگمگا جائیںگ اور تمہیں سخت سزا برداشت کرنا پڑے گی کیونکہ تم نے اللہ کی راہ سے روک دیا اور تمہیں بڑا سخت عذاب ہوگا۔(۱)

90. اور تم اللہ کے عہد کو تھوڑے مول کے بدلے نہ نیج دیا کرو۔ یاد رکھو اللہ کے پاس کی چیز ہی تمہارے لیے بہتر ہے بشر طیکہ تمہیں علم ہو۔

97. تمہارے پاس جو کچھ ہے سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے باقی ہے۔ اور صبر کرنے والوں کو ہم بھلے اعمال کا بہترین بدلہ ضرور عطا فرمائیں گے۔

92. جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہوتو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔(\*) اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں

ا. مسلمانوں کو دوبارہ مذکورہ عہد شکنی سے روکا جارہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری اس اخلاقی کستی سے کسی کے قدم ڈگمگا جائیں اور کافر تمہارا میہ روبیہ دیکھ کر قبول اسلام سے رک جائیں اور یوں تم لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکنے کے مجرم اور سزا کے مستحق بن جاؤ۔ بعض مفسرین نے آئیمانؓ یمیٹنؓ (بمعنی قشم) کی جمع سے رسول اللہ مُنگائی گائیمانؓ کی بیعت مراد کی ہے۔ یعنی نبی کی بیعت توڑ کر پھر مرتد نہ ہوجانا، تمہارے ارتداد کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی قبول اسلام سے رک جائیں گے اور یوں تم دگنے عذاب کے مستحق قرار یاؤگے۔ (فٹر القدر)

۲. حیات طیبہ (بہتر زندگی) سے مراد دنیا کی زندگی ہے، اس لیے کہ آخرت کی زندگی کا ذکر اگلے جملے میں ہے اور مطلب سے ہے کہ ایک مومن باکردار کو صالحانہ اور متقیانہ زندگی گزارنے اور الله کی عبادت واطاعت اور زہد و قناعت میں جو لند و حلاوت محسوس ہوتی ہے، وہ ایک کافر اور نافرمان کو دنیا بھر کی آسائشوں اور سہولتوں کے باوجود میسر نہیں آتی،

ضرور بالضرور دس گے۔

9A. قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ (۱)

99. ایمان والول اور اپنے پرورد گار پر بھروسہ رکھنے والول پر اس کا زور مطلقاً نہیں جپلا۔

• • ا. ہاں اس کا غلبہ ان پر تو یقیناً ہے جو اسی سے رفاقت کریں اور اسے اللہ کا شریک تھہرائیں۔

1. اور جب ہم کس آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالی نازل فرماتا ہے اسے وہ خوب جانتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ تو تو بہتان باز ہے۔ بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں۔

۱۰۲. کہہ دیجیے کہ اسے آپ کے رب کی طرف سے جبرائیل (علیہ اللہ علیہ کا ساتھ لے کر آئے ہیں (۳) تاکہ ایمان والوں کو اللہ تعالی استقامت عطا فرمائے (۳) اور

فَإِذَاقَرَاتَ الْقُرُانَ فَاسْتَعِثْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْظِنِ الرَّحِيثِو ۞

اِتَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلُطِنَّ عَلَى الَّذِيْنَ الْمَنُوُ اوَعَلَىٰ رَبِّهِ مُ يَتَوَكَّلُونَ® رَبِّهِمُ يَتَوَكَّلُونَ®

ٳٮۜٚؠۜٵۺؙڵڟٮؙؙۿؗۼؘۜٙٙٙڶٲڵڒؠۣؿۜؽؘؾؘۜۊؘڰۏۘڹۿؙۅٲڵٙڗؠؿؽۿۄؙ ٮؚ؋ۘؗؗؗڡۺؙڔػ۠ۏؽ۞۫

وَاِذَابَكَالُكَا اِللَّهُ مَكَانَ الْيَةِ لَّوَاللَّهُ اَعْلَمُ بِمَاكِنَةِ لَ قَالُوۡلَاتَمَا اَنۡتَ مُفۡتِرٍ بَلُ ٱكْثَرُهُمۡ لَا يَعْلَمُوۡنَ ۞

قُلْ نَوْلَهُ رُوْحُ الْقُكْسِ مِنْ تَرْتِكَ بِالْحَقِّ لِيُشَرِّتَ الَّذِيثَ الْمَنْوُا وَهُدَّى قَدِّمْرُى لِلْمُشْرِلِمِينَ ﴿

بلکہ وہ ایک گونہ قلق واضطراب کا شکار رہتا ہے۔ ﴿وَمَنْ اَعْدُرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ قَوَانَّ لَهُ مَعِیْشَةٌ ضَنْگا﴾ (طٰہ: ۱۳۳) (جس نے میری یاد سے اعراض کیا۔ اس کا گزران تنگی والا ہوگا)۔

ا. خطاب اگرچہ نبی مَاکَاتَیْکُمُ سے ہے لیکن مخاطب ساری امت ہے۔ لیعنی تلاوت کے آغاز میں اَعُوْدُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطُنِ الرَّجِيْم پڑھا جائے۔

۲. یعنی ایک علم منسوخ کرکے اس کی جگہ دوسرا علم نازل کرتے ہیں، جس کی عکمت ومصلحت اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس کے مطابق وہ احکام میں ردوبدل فرماتا ہے، تو کافر کہتے ہیں کہ یہ کلام اے محمہ! (مَثَّلَ اِللَّمُ اِللَّمُ اِللَّمُ اِللَّمُ اِللَّمُ اِللَّمَ اللهُ تعالیٰ قراتا ہے کہ ان کے اکثر لوگ بے علم ہیں، اس لیے یہ ننخ کی حکمتیں کیا جانیں۔ (مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو، سورہ بقرہ، آیت ۱۰۲ کا حاشیہ)

٣. ليمن بيه قرآن محمر مَنَا لَيْنَا كَا بِهَا كَمُرا مِوا نَهِين بِ بِلَمَه اسے حضرت جبريل عَلَيْنَا جيس ياكيزه بستى نے، سپائی كے ساتھ رب كى طرف سے اتارا ہے۔ جيسے دوسرے مقام پر ہے، ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْمُ الْوَمِيْنُ \* عَلَى قَلْدِكَ ﴾ (الشعراء: ١٩٣١،١٩٣) (است روح الامين (جبريل عَلَيْلاً) نے تيرے دل پر اتارا ہے)۔

الله اس لیے که وہ کہتے ہیں که ناسخ اور منسوخ دونوں رب کی طرف سے ہیں۔ علاوہ ازیں ننخ کے مصالح بھی جب ان

مسلمانوں کی رہنمائی اور بشارت ہوجائے۔(۱)

وَلَقَدُ نَعْكُوْ اَنَّهُمُ يَعُوْلُوْنَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ يَشَوُّ لِسَانُ الَّذِئُ يُلُحِدُونَ إِلَيُهَ اَعْجَمِیٌّ وَهٰ ذَالِسَانُ عَرَیِّ مُیْدِیْنُ ﴿

سال اور ہمیں بخوبی علم ہے کہ یہ کافر کہتے ہیں کہ اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے (۲) اس کی زبان جس کی طرف یہ نسبت کررہے ہیں مجمی ہے اور یہ قرآن تو صاف عربی زبان میں ہے۔ (۲)

اِنَّ الَّذِيْنَ لَايُؤُمِنُونَ بِالْيَتِاللَّهُ لَايَهُدِيْهِمُ اللهُ وَلَهُمْ عَذَابُ الِيُوْ

۱۰۴ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے انہیں اللہ کی طرف سے بھی رہنمائی نہیں ہوتی اور ان کے لیے المناک عذاب ہیں۔

ٳؿۜٮؘٵؽڡؙؙؾٙڔؽ۩ؙڲۮؚڹ۩ێؠؽ۬ۘڒؽؙٷؙؚڡڹؙۅؙؽڕؠٳڵؾؚ ٳٮڵۼٷٲۅڷڸٟػۿؙۄؙؙٳڷڬۮؚڹٛٷڹ

۱۰۵. جھوٹ افتراء تو وہی باندھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا۔ اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (۴)

کے سامنے آتے ہیں تو ان کے اندر مزید ثابت قدمی اور ایمان میں رسوخ پیدا ہوتا ہے۔

ا. اور بیہ قرآن مسلمانوں کے لیے ہدایت اور بشارت کا ذریعہ ہے، کیوں کہ قرآن بھی بارش کی طرح ہے، جس سے بعض زمینیں خوب شاداب ہوتی ہیں اور بعض میں خارو خس کے سوا کچھ نہیں اگتا۔ مومن کا دل طاہر اور شفاف ہے جو قرآن کی برکت سے اور ایمان کے نور سے منور ہوجاتا ہے اور کافر کا دل زمین شور کی طرح ہے جو کفر وضلالت کی تاریکیوں سے بھرا ہوا ہے، جہاں قرآن کی ضیا پاشیاں بھی بے اثر رہتی ہیں۔

۲. بعض غلام تھے جو تورات وانجیل سے واقف تھے، پہلے وہ عیبائی یا یہودی تھے، پھر مسلمان ہو گئے ان کی زبان بھی غیر فضیح تھی۔ مشرکین مکہ کہتے تھے کہ فلال غلام محمد کو قرآن سکھاتا ہے۔

سل اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ بیہ جس آدمی، یا آدمیوں کا نام لیتے ہیں وہ تو عربی زبان بھی فصاحت کے ساتھ نہیں بول سکتے، جب کہ قرآن تو ایس صاف عربی زبان میں ہے جو فصاحت وبلاغت اور اعجاز بیان میں بے نظیر ہے اور چیلنج کے باوجود اس کے مثل ایک سورت بھی بناکر پیش نہیں کی جاسکتی، دنیا بھر کے فصحاء وبلغاء اس کی نظیر پیش کرنے سے تاصر ہیں۔ عرب اس شخص کو مجمی (گونگا) کہتے تھے جو قصیح وبلیغ زبان بولنے سے قاصر ہوتا تھا اور غیر عربی کو بھی مجمی کہا جاتا ہے کہ مجمی زبان کامقابلہ نہیں کر سکتیں۔

ہم. اور ہمارا پیغیبر تو ایمانداروں کا سردار اور ان کا قائد ہے، وہ کس طرح اللہ پر افتراء باندھ سکتا ہے کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے بازل نہ ہوئی ہو اور وہ یوں ہی کہہ دے کہ یہ کتاب مجھ پر اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اس لیے جموٹا ہمارا پیغیبر نہیں، یہ خود جموٹے ہیں جو قرآن کے مزل من اللہ ہونے کے مکر ہیں۔

مَنُ كَفَرَ بِاللهِ مِنَ بَعُدِ اِنْمَادَةٖ اِلَّامِنُ ٱكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَعِتُ بِالْاِيْمَانِ وَلِكُنَّ مَّنَ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدُرًا فَعَلَيْهِمُ غَضَبٌ مِّنَ اللهُ وَلَهُمُ عَذَاكُ عَلَيْهُمُ عَطْدُهُ۞

ذلكَ بِأَنَّهُوُ اسْتَحَبُّوا أَكَيُوقَا النَّنْيَاعَلَى الْالْخِرَةِ لَوَكَنَّ اللهَ لَا يَهُدِي الْقُوْمَ الْكِفِرِينَ

اُولَيْكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللهُ عَلَى قُانُوبِهِمُ وَسَمْعِهِمُ وَابْصَارِهِمْ وَاُولِيْكَ هُـُوالْغَفِلُونَ

لَاجَوْمَ أَنَّهُمْ فِي الْإِخِرَةِ هُمُ الْخَيِسُونَ ١٠

ؿ۠ڗٳڹۜۯؾۜڮڶؚڷێڔؽؙؽۿٲڿۯؙۅؙٳڡؚؽؙؠؘڡؙڡؚ ڡٵڡؙٚڗٮؙٷٳؿؙڗڂۿۘٷڶۅؘڞڹۯؙۅٛٙٳٚٳڽۜۯڗڮ ڡؚؽڹۼٮۄۿٲڵۼۼؙڎۯڗۜڝڋٷٛ

۱۰۱. جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر بر قرار ہو، (۱) مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا عضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ (۲) عضب ہے اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔ (۲)

۱۰۸. یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور جن کے کانوں پر اور جن کی کانوں پر اور جن کی آئکھوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔

ا الحجم شک تنبیں کہ یہی لوگ آخرت میں سخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔

11. جن لوگوں نے فتنوں میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کا ثبوت دیا بیشک تیرا پرورد گار ان باتوں کے بعد انہیں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا ہے۔(۵)

ا. اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص کو کفر پر مجبور کیا جائے اور وہ جان بچانے کے لیے قولاً یا فعلاً کفر کا ارتکاب کرلے، جب کہ اس کا ول ایمان پر مطمئن ہو، تو وہ کافر نہیں ہوگا، نہ اس کی بیوی اس سے جدا ہوگی اور نہ اس پر دیگر احکام کفر لاگو ہوں گے قَالَهُ الْقُرْ طُبِیُّ۔ (فُحّ القدیر)

۲. یہ ارتداد کی سزا ہے کہ وہ غضب البی اور عذاب عظیم کے مستق ہوں گے اور اس کی دنیوی سزا قبل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سورۂ بقرہ، آیت: ۱۲۱ اور آیت: ۲۵۲ کا حاشیہ)

س. یہ ایمان کے بعد کفر اختیار کرنے (مرتد ہوجانے) کی علت ہے کہ انہیں ایک تو دنیا محبوب ہے۔ دوسرا اللہ کے ہاں یہ ہدایت کے قابل ہی نہیں ہیں۔

۸. پس میہ وعظ و نفیحت کی باتیں سنتے ہیں نہ انہیں سیحقے ہیں اور نہ وہ نشانیاں ہی دیکھتے ہیں جو انہیں حق کی طرف لے جانے والی ہیں۔ بلکہ یہ الیی غفلت میں مبتلا ہیں جس نے ہدایت کے رائے ان کے لیے مسدود کردیے ہیں۔

۵. یه مکه کے ان مسلمانوں کا تذکرہ ہے جو کمزور تھے اور قبول اسلام کی وجہ سے کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بنے رہے۔

يَوُمُرَ تَأْتِنُكُنُ نَفْسٍ تُجَادِ لُّعَنُ نَّفُوبِهَا وَتُوَقِّ كُلُّ نَفْسٍ مَّاعَبِلَتُ وَهُمُولاَيْظُلَمُوُنَ ₪

ۅۘۻٙڔٙٮؚۘۘۘۛۛٳٮڵٷۘۘۘؗٛٛٛڝٛڎۘۘڴڎؙؽۘۘڎٞػٲڹؾؗؗٳؖڡڹڐۘ ؿ۠ڟؠؠٟۜڎٛڐٞؾٳؙؾؽۿٳڔۯ۫ڤۿٵۯۼٙڴٵڝٞڽؙڴؙؚڸۜٙڡػٵڽ ڡؙڴڡۜٙؠؙۜؿؙڽٲڹڡؙٛڿؚٳڵڷۼڣؘٲڎٚٲڨۿٵڶڵٷؙڸٮٵۺ ٲۯڿؙۅ؏ۘۏٲڶڂۘٷڣؠۘٵػٵٷٛٳڝٛڶۼؙٷؽ۞

ااا. جس دن ہر شخص اپنی ذات کے لیے لڑتا جھگڑتا آئے گا<sup>(1)</sup> اور ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور لوگوں پر (مطلقاً) ظلم نہ کیا جائے گا۔

111. اور الله تعالی اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن واطمینان سے تھی اس کی روزی اس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی۔ پھر اس نے الله تعالیٰ کی نعتوں کا کفر کیا تو الله تعالیٰ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا جو بدلہ تھا ان کے کر توتوں کا۔(")

بالآخر انہیں ہجرت کا تھم دیا گیا تو اپنے خویش وا قارب، وطن مألوف اورمال وجائیداد سب کچھ جھوڑ کر حبشہ یا مدینہ چلے گئے، پھر جب کفار کے ساتھ معرکہ آرائی کا مرحلہ آیا تو مردانہ وار لڑے اور جہاد میں بھر پور حصہ لیا اور پھر اس کی راہ کی شدتوں اور المناکیوں کو صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ ان تمام باتوں کے بعد یقیناً تیرا رب ان کے لیے غفور ورحیم ہے یعنی رب کی مغفرت ورحمت کے حصول کے لیے ایمان اور اعمال صالحہ کی ضرورت ہے، جیسا کہ مذکورہ مہاجرین نے ایمان وعمل کا عمدہ نمونہ بیش کیا تو رب کی رحمت و مغفرت سے وہ شاد کام ہوئے۔ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ.

ا. یعنی کوئی اور کسی کی حمایت میں آگے نہیں آگے گا نہ باپ، نہ بھائی، نہ بیٹا، نہ بیوی نہ کوئی اور۔ بلکہ ایک دوسرے سے بھاگیں گے۔ بھائی بھائی سے بھائی ہے بھائی کہ ایک وصرف اپنی فکر ہوگی جو اسے دوسرے سے بے پرواہ کردے گی ﴿لِکِلِ الْمُرِیُ مِنْ فَامُورُیُ مِنْ فَامُورُیُ مِنْ فَامُورُیُ مِنْ فَامُورُیُ مِنْ فَامُرُیُ مُنْ فَامُورُیُ وَامُورُیْ فَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَمُنْ فَامُورُیْ وَامُورُیْ وَمُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامْ وَامُورُورُیْ وَامُورُیْ وَامْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامُورُیْ وَامْ وَامُورُورُیْ وَامْ وَامُورُورُیْ وَامْ وَامْ وَامُورُیْ وَامْ وَامْ وَامُورُورُیْ وَامُورُورُیْ وَامْ وَامُورُورُورُورُ وَامْ وَامُورُورُورُورُ وَامُ وَامُ وَامُورُورُ وَامْ وَامُورُورُ

۲. لیعنی نیکی کے ثواب میں کمی کردی جائے اور برائی کے بدلے میں زیادتی کردی جائے۔ ایسا نہیں ہوگا۔ کسی پر ادنی سا ظلم بھی نہیں ہوگا۔ برائی کا اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنا کسی برائی کا ہوگا۔ البتہ نیکی کی جزاء اللہ تعالیٰ خوب بڑھا چڑھا کر دے گا اور یہ اس کے فضل وکرم کا مظاہرہ ہوگا جو قیامت کے دن اہل ایمان کے لیے ہوگا۔ جَعَلَنَا اللهُ مِنْهُمْ.

٣. اکثر مفسرین نے اس قرید (بتی) سے مراد مکہ لیا ہے۔ لیعن اس میں مکہ اور اہل مکہ کا حال بیان کیا گیا ہے اور یہ اس وقت ہوا جب اللہ کے رسول نے ان کے لیے بد دعا فرمائی۔ ﴿اَللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَىٰ مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِي ہوا جب اللہ کے رسول نے ان کے لیے بد دعا فرمائی۔ ﴿اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَىٰ مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِي يُو مُنفَ ﴾ (صحبح البخاري: ٢٨١١)، مسلم: ٢١٥١) (اے اللہ مصر رقبلے) پر اپنی سخت گرفت فرما اور ان پر اس طرح قط سائی مسلم کر دے، جس طرح حضرت یوسف علیاً اکے زمانے میں مصر میں ہوئی)۔ چنانچہ اللہ تعالی نے ملہ کے امن کو خوف سے اور خوش حالی کو مجوک سے بدل دیا۔ حتی کہ ان کا بیہ حال ہوگیا کہ ہڈیاں اور درختوں کے بیے کھاکر انہیں گزارہ کرنا پڑا۔ اور بعض مفسرین کے نزدیک بیے غیر معین بستی ہے اور تمثیل کے طور پر یہ بات بیان کی گئی ہے۔ کہ کفران نعت

وَلَقَـٰکُجَآءُهُمُ رَسُولٌ مِّنْهُمُ فَلَکٌ بُـُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَنَابُ وَهُمُ ظٰلِمُونَ ۞

فَكُنُوْ المِمَّارَ نَهُ كَالُوْ اللهُ حَالِاً طِيِّبًا " وَّاشُكُوُوْ النِحْمَت اللهِ إِنْ كُنْ تُوْرِايَّاهُ تَعْمُدُونَ @

ٳٮۜٛؠؘٵٛڂڗۜٞۄؘۘػڮؽڮٛٳڶؠؽؾۘۊؘۅؘاڵڎۜۘۘۘۘۘۘ؞ۅؘڷڂۘۘۘ ٵڵڿڹٛ۬ۯۣؽؗڕۅؘڡۘٲٳۿؚڷٙڸۼؽڔٳڵؿۑؠؠٝ۫ڣٙؠڹ ٳڞؙڟڗۜۼؙؽۯۘڹٳۼؚٷٙڵٵٟۮؚۏؘٵۜۜڶڵڶڎۼؘڨؙۅٛ؆۠

اللہ اور ان کے پاس انہی میں سے رسول پہنچا پھر بھی انہوں نے اسے جھٹلایا پس انہیں عذاب نے آدبوچا<sup>(۱)</sup> اور وہ تھے ہی ظالم۔

۱۱۳. جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ نے شہبیں دے رکھی ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ (۲)

110. تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا دوسرے کانام بکارا جائے حرام بیں، (۳) پھر اگر کوئی شخص بے بس کردیا جائے نہ وہ

کرنے والے لوگوں کا بیہ حال ہوگا، وہ جہاں بھی ہوں اور جب بھی ہوں، اس کے اس عموم سے جمہور مفسرین کو بھی انکار نہیں ہے، گو نزول کا سبب ان کے نزویک خاص ہے۔ الْعِبْرَةُ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ.

ا. اس عذاب سے مراد وہی عذاب خوف و بھوک ہے جس کا ذکر اس سے پہلی آیت میں ہے، یا اس سے مراد کافروں کا وہ قتل ہے جو جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں ہوا۔

۲. اس کا مطلب یہ ہوا کہ حلال وطیب چیزوں سے تجاوز کرکے حرام اور خبیث چیزوں کا استعال اور اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا، یہ اللہ کی نعتوں کی ناشکری ہے۔

سا بیہ آیت تین مرتبہ پہلے بھی گزر پکی ہے۔ سورۃ البقرہ: ساء المائدہ: ساء الانعام: ۱۳۵، میں۔ یہ چوتھا مقام ہے جہاں اللہ نے اسے پھر بیان فرمایا ہے۔ اس میں لفظ إِنَّمَا حصر کے لیے ہے۔ لیکن یہ حصر حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے لیخن ہوئے حصر لایا گیا ہے۔ ورند دوسرے جانور اور درندے وغیرہ بھی حرام بین البتہ ان آیات سے یہ واضح ہے کہ ان میں جن چار محرات کا ذکر ہے، اللہ تعالی ان سے مسلمانوں کو نہایت تاکید کے ساتھ بچانا چاہتا ہے۔ اس کی ضروری تشریح گزشتہ مقامات پر کی جاپجی ہے، تاہم اس میں ﴿وَمَا اُهِلَ لِغَیْرِ الملوبہ﴾ کے ساتھ بچانا چاہتا ہے۔ اس کی ضروری تشریح گزشتہ مقامات پر کی جاپجی ہے، تاہم اس میں اویلات رایکہ اور قوجہات (جس چیز پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے) جو چوتھی قتم ہے۔ اس کے مفہوم میں تاویلات رایکہ اور توجیہات بعیدۃ سے کام لے کر شرک کے لیے چور دروازہ تلاش کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کی مزید وضاحت پیش خدمت ہے۔ جو جانور غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا جائے، اس کی مختلف صور تیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ غیر اللہ کے تقرب اور اس کی خوشنودی کے لیے نامزد کر دیا جائے، اس کی مختلف صور تیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ غیر اللہ کے اس ذری کو شائوری کو راضی کرنا مقصود ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مقصود تو غیر اللہ کا تقرب ہی ہو لیکن ذرج اللہ کے نام پر ہی کیا جائے ہی مورت ہیں ہو لیکن ذرج اللہ کے نام پر ہی کیا جائے کی خبر طرح کہ قبر پرستوں میں یہ سلسلہ عام ہے۔ وہ جانوروں کو بزر گوں کے لیے نامزد تو کرتے ہیں۔ مثلاً یہ بکرا فلال پیر کی کا ہے، یہ گائے فلال چیر کی ہے، یہ جانور گیارہویں کے لیے نامزد تو کرتے ہیں۔ مثلاً یہ بکرا فلال پیر کی کا ہے، یہ گائے فلال چیر کی ہے، یہ جانور گیارہویں کے لیے لیخی شخ عبد القادر جیلانی کے لیے ، وغیرہ وغیرہ۔ اور ان

ڗ<u>ۘ</u>ڂؚؽۄؚؗۿ

وَلَاتَفُوْلُوالِمَاتَصِفُ ٱلۡسِنَتُكُوُ الُكِنِبَ هٰنَاحَالُ وَّهٰنَاحَوْلُمُ لِتَفْتُرُولَ عَلَى اللهِ الْكَذِبُ إِنَّ الَّذِيبُ

خواہشمند ہو اور نہ حدسے گزرنے والا ہوتو یقیناً اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

۱۱۷. اور کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ طلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، (۱) سمجھ لو کہ اللہ تعالی پر بہتان بازی کرنے والے

کو وہ بسٹ مالله پڑھ کر ہی فرج کرتے ہیں۔ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ پہلی صورت تو یقیناً حرام ہے لیکن میہ دوسری صورت حرام نہیں ، بلکہ جائز ہے کیوں کہ بیہ غیر اللہ کے نام پر ذبح نہیں کیا گیا ہے اور یوں شرک کا راستہ کھول دیا گیا ہے۔ حالاں کہ فقہاء نے اس دوسری صورت کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ یہ بھی ﴿وَمَا الْفِلْ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ ﴾ میں داخل ہے۔ چنانچہ حاشیۂ بیضاوی میں ہے "ہر وہ جانور جس پر غیر اللہ کا نام ریکارا جائے، حرام ہے، اگرچہ ذنح کے وقت اس پر اللہ ہی کا نام لیا جائے۔ اس لیے کہ علاء کا اتفاق ہے کہ کوئی مسلمان اگر غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے جانور ذئح کرے گا تو وہ مرتد ہوجائے گا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہوگا" اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب در مختار میں ہے "کسی حاکم اور کسی طرح کسی بڑے کی آمد پر (حسن خلق یا شرعی ضافت کی نیت سے نہیں بلکہ اس کی رضامندی اور اس کی تعظیم کے طور پر) جانور ذئ کیا جائے تو وہ حرام ہوگا، اس لیے کہ وہ ﴿وَمَا اَهُلَى لِعَيْدِ اللهِ بِهِ ﴾ میں داخل ہے اگرچہ اس پر الله ہی کانام لیا گیا ہو اور علامہ شامی نے اس کی تائید کی ہے" (کتاب الذبائح طبع قدیم ۱۲۷۵ھ ص ۲۷۷۔ فاوی شامی ج ۵، ص ۲۰۳ مطبع میمنیة، مصر) البته بعض فقهاء اس دوسری صورت کو ﴿وَمَمَّا أَهِلَ لِغَيْرِ اللهِ ﴾ کا مدلول اور اس میں داخل نہیں سمجھتے اور اشتراک علت (تقرب تغیر الله) کی وجہ سے اسے حرام سمجھتے ہیں۔ گویا حرمت میں کوئی اختلاف نہیں۔ صرف استدلال واحتجاج کے طریقے میں اختلاف ہے۔ علاوہ ازیں یہ دوسری صورت ﴿وَمَاذْ بِحُرَعَى النَّصُبِ ﴾ (جو بتوں کے پاس یا تھانوں پر ذیج کیے جائیں) میں بھی داخل ہے، جسے سورۃ المائدۃ میں محرمات میں ذکر کیا گیا ہے اور احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آستانوں، درباروں اور تھانوں پر ذنح کیے گئے جانور حرام ہیں، اس لیے کہ وہاں ذنح کرنے کا یا وہاں لے جاکر تقتیم کرنے کا مقصد تَقَدُّبٌ لِّغَیْر الله (اللہ کے سوا دوسروں کی رضا اور تقرب حاصل کرنا) ہی ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ "ایک شخص نے آکر رسول اللہ منگالٹیکٹا سے کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں بوانہ جگہ میں اونٹ ذیج کروں گا۔ آپ مُنَا لَیْنِ آنے یو چھا کہ کیا وہاں زمانۂ جالمیت کے بتوں میں سے کوئی بت تھا جس کی پرستش کی جاتی تھی؟ لوگوں نے بتلایا نہیں۔ پھر آپ مُنْکِیْتُنِمَ نے یو چھا کہ وہاں ان کی عیدوں میں کوئی عید تو نہیں منائی جاتی تھی؟ لوگوں نے اس کی بھی نفی کی، تو آپ عُمَّا ﷺ نے ساکل کو نذر اپوری کرنے کا حکم ویا"۔ (أبوداود، کتاب الأیمان والنذور، باب ما يؤمر به من وفاء النذر) اس سے معلوم ہوا کہ بتوں کے ہٹائے جانے کے بعد بھی غیر آباد آستانوں پر جاکر جانور ذئے کرنا جائز نہیں ہے چہ جائیکہ ان آستانوں اور درباروں یر جاکر ذبح کیے جائیں جو پرستش اور نذر ونیاز کے لیے مرجع عوام ہیں۔ أَعَادَنَا اللهُ مِنْهُ. ا. یہ اشارہ ہے ان جانوروں کی طرف جو وہ بتوں کے نام وقف کرکے ان کو اپنے لیے حرام کر لیتے تھے، حصے بحیرہ، سائیہ، وصبله اور حام وغيره- (ديكي المائده: ١٠١ اور الأنعام: ١٣٩-١٨١ ك حواش)

يَفْ تَرُونَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ لَا يُقُلِحُونَ اللهِ مَتَاعٌ قَلِيهُ وَنَ اللهِ وَاللهِ مَتَاعٌ قَلِيهُ وَاللهُ وَلَهُمُ عَذَابٌ اَلِيُعُو

وَعَلَى الَّذِينُ مَا دُوَاحَرَّمُنَا مَا فَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبُلْ وَمَا ظَلَمُنْهُمُ وَلَاكِنُ كَانُوْ آانَفُسُهُمُ وَيُظْلِمُونَ ۞

تُمَّالَ دَبَّك لِلَّذِين عَمِلُواالسُّوِّء بِهَالَةٍ ثُمَّةً تَابُوُامِنَ بَعُدِ ذلِك وَاصْكُوا إِنَّ رَبَّك مِنَ بَعْدِهَ الْغَفُورُرِيحِيْمُ ﴿

إِنَّ الْبُرُهِ يُمِكَانَ أُمَّةً قَائِتًا لِتَلْمِ حَنِيُفًا وَلَمُ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿

شَاكِرًالِّالْغَيْهِ الْمِتَبَلَّهُ وَهَمَامُهُ اللَّ صِرَاطٍ مُّسُتَقِيُّمِ ﴿

وَالتَيْنَاهُ فِي الدُّنُيَاحَسَنَةً وُلِآنَهُ فِي الْاِخِرَةِ لَمِنَ الصَّلِحِينَ ﴿

ثُمَّ ٱوْحُيْنَآ اللَّهُ آنِ اتَّبِعُ مِلَّةَ اِبْوْهِيَمَ حَنِيُفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْوِكِيْنَ

کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں۔ 11۔ انہیں بہت معمولی فائدہ ملتا ہے اور ان کے لیے ہی دردناک عذاب ہے۔

111. اور یہودیوں پر جو کچھ ہم نے حرام کیا تھا اسے ہم پہلے ہی سے آپ کو سنا چکے ہیں، (۱) ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔
119. جو کوئی جہالت سے برے عمل کرلے پھر توبہ کرلے اور اصلاح بھی کرلے تو پھر آپ کا رب بلاشک وشبہ بڑی بخشش کرنے والا اور نہایت ہی مہربان ہے۔

11. بیشک ابراہیم (عَلَیْهِاً) بیشوا<sup>(۲)</sup> اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبر دار اور یک طرفہ مخلص تھے۔ وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

۱۲۱. الله تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، اللہ نے انہیں اپنا برگزیدہ کرلیا تھا اور انہیں راہ راست سجھا دی تھی۔

171. اور ہم نے اسے دنیا میں بھی بہتری دی تھی اور بیتک وہ آخرت میں بھی نیکو کاروں میں ہیں۔

171. پھر ہم نے آپ کی جانب و جی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم حنیف کی پیروی کریں، (") جو مشر کوں میں سے نہ تھے۔

ا. دیکھیے سورۃ الانعام: ۱۲۷ کا حاشیہ، نیز سورہ نساء: ۱۲۰ میں مجھی اس کا ذکر ہے۔

۲. أُمَّة کے معنی پیشوا اور قائد کے بھی ہیں، جیسا کہ ترجمے سے واضح ہے اور امت بمعنی امت بھی ہے، اس اعتبار سے حضرت ابراہیم عَلِیْشِا کا وجود ایک امت کے برابر تھا۔ (است کے معانی کے لیے سورۂ ہود: ۸ کا عاشیہ دیکھیے)

سر مِلَةٌ کے معنی ہیں ایسا دین جے اللہ تعالی نے اپنے کسی نبی کے ذریعے لوگوں کے لیے مشروع اور ضروری قرار دیا ہے۔
نبی مُنَّا الْقِیْمُ باوجود اس بات کے کہ آپ تمام انبیاء سمیت اولاد آ دم کے سردار ہیں، آپ کو ملت ابراہیمی کی پیروی کا حکم
دیا گیا ہے، جس سے حضرت ابراہیم عَلِیْسًا کی امتیازی اور خصوصی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ویسے اصول میں تمام انبیاء کی شریعت اور ملت ایک ہی رہی ہے جس میں رسالت کے ساتھ توحید ومعاد کو بنیادی چیشت حاصل ہے۔

اِتَّاجُولَ السَّبُّ عَلَى الَّذِيْنِ اخْتَلَفُّوْ افِيَّهِ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحُكُوْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْفِيْمَةِ فِيْمَا كَانُوُّ ا فِيْهِ يَغْتَلِفُوْنَ

اْدُوُ الى سَدِيْلِ رَبِّكَ بِالْخِكْمَةَ وَالْمُوَعِظَةَ الْخُسَنَةِ وَالْمُوَعِظَةَ الْخُسَنَةِ وَكَالَمُو الْحُسَنَةَ وَجَادِ لَهُمُّ بِالَّتِيِّ هِيَ اَحْسَنُ إِنَّ رَبِّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَكَّعَنْ سِيدْلِهِ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْهُهُنَدِيْنَ

ۅٙٳڽؙٛٵڣۜڹڗؙۏؙڡٚٵؘۊڹؙڎٳۑڔؾٛڸڡٵڠؙۏڣٮؾ۠ۯۑ؋ ۅٙڵؠڹؙڝؘڹۯؾؙؙۯؙڶۿؙۅؘڂؿۯ۠ٳڵڞۑڔؽؙ۞

۱۲۳. ہفتے کے دن کی عظمت تو صرف ان لوگوں کے ذھے ہی ضروری کی گئی تھی جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا، (۱) بات ہیہ ہے کہ آپ کا پرورد گار خود ہی ان میں ان کے اختلاف کا فیصلہ قیامت کے دن کرے گا۔

1۲۵. اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو سیجیے، (۲) یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بہتنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے۔ (۳)

۱۲۱. اور اگر بدلہ لو بھی تو بالکل اتنا ہی جتنا صدمہ تمہیں پہنچایا گیا ہو اور اگر صبر کرلو تو بے شک صابروں کے لیے یہی بہتر ہے۔

ا. اس اختلاف کی نوعیت کیا ہے؟ اس کی تفصیل میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت موئی عَالِیُّا نے ان کے لیے جعد کا دن مقرر فرمایا تھا، لیکن بنو اسرائیل نے ان سے اختلاف کیا اور ہفتے کادن تعظیم وعبادت کے لیے پیند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نے فرمایا، موئی! (عَالِیْاً) انہوں نے جو دن پیند کیا ہے، وہی دن ان کے لیے رہنے دو۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا کہ تعظیم کے لیے ہفتے میں کوئی ایک دن متعین کرلو۔ جس کے تعین میں ان کے در میان اختلاف ہوا۔ پس مہود نے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر ہفتے کا دن اور نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کرلیا۔ اور جمعہ کے دن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے مقرر کردیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نصاریٰ نے اتوار کا دن یہودیوں کی خالفت کے جذب سے اپنے لیے مقرر کیا تھا، اس طرح عبادت کے لیے انہوں نے اپنے کو یہودیوں سے الگ رکھنے کے لیے صخرہ بیت القدس کی شرقی جانب کو بطور قبلہ اضار کیا۔ جمعہ کا دن اللہ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے مقرر کیے جانے کا ذکر حدیث میں موجود ہے۔ (ماطہ ہو۔ صحیح اضار کیا۔ جمعہ کا دن اللہ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے مقرر کیے جانے کا ذکر حدیث میں موجود ہے۔ (ماطہ ہو۔ صحیح النہاں کی مقرد کے جانے کا ذکر حدیث میں موجود ہے۔ (ماطہ ہو۔ صحیح النہادی، کتاب الجمعة، باب مدایة ہذہ الأمة لیوم الجمعة و مسلم کتاب وباب مذکور)

۲. اس میں تبلیغ ودعوت کے اصول بیان کیے گئے ہیں جو حکمت، موعظہ حسنہ اور رفق وملائمت پر مبنی ہیں۔ جدال
 بالأحسن: درشتی اور تلخی سے بچتے ہوئے نرم ومشفقانہ لب واہجہ اختیار کرنا ہے۔

سا. لیخی آپ کا کام مذکورہ اصولوں کے مطابق وعظ و تبلیغ ہے، ہدایت کے راستے پر چلا دینا، بیہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے، اور وہ جانتا ہے کہ ہدایت قبول کرنے والا کون ہے اور کون نہیں؟

۴٪. اس میں اگرچہ بدلہ لینے کی اجازت ہے بشر طیکہ تجاوز نہ ہو، ورنہ یہ خود ظالم ہوجائے گا، تاہم معاف کر دینے اور صبر اختیار کرنے کو زیادہ بہتر قرار دیا گیا ہے۔

وَاصُبِرُومَاصَبُرُكَ إِلَّا بِاللهِ وَ لَاتَحْزَنُ عَلَيْهُمُ وَلاَتَكُ نِنْ ضَيْقِ مِّمَّا يَمُكُرُونَ۞

إِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُوُ مُحُسِنُونَ شَ

172. اورآپ صبر کریں، بغیر توفیق الی کے آپ صبر کرہی نہیں سکتے، اور ان کے حال پر رنجیدہ نہ ہوں، اور جو مکر وفریب بید کرتے رہتے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوں۔ (۱) وفریب بید کرتے رہتے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوں۔ (۱۸ یقین مانو کہ اللہ تعالی پر ہیز گاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔

ا. اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مکروں کے مقابلے میں اہل ایمان و تقویٰ اور محسنین کے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ اللہ ہو، اسے اہل دنیا کی سازشیں نقصان نہیں پہنچا سمتیں، جیسا کہ مابعد کی آیت میں ہے۔

## سورۂ بنی اسرائیل مکی ہے اور اس کی ایک سو گیارہ آینیں اور بارہ رکوع ہیں۔

## 

سُيُّوْ رَقُّ بَيْ إِلَيْكَ أَيْكَ أَيْكَ أَيْكَ

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُبُحٰنَ الَّذِي َ اَسَرِى بِعَبْدِ لِا لَيُلَامِّنَ الْمُسْجِدِ الْحَالِمِ الْمُلَامِّنَ الْمُسْجِدِ الْرَفْضَ الَّذِي الْمُسْجِدِ الْرَفْضَ الَّذِي لَيْ الْمُسْجِدِ الْرَفْضَ الَّذِي لَكُمْ الْمُسْتِدِيمُ الْمِسْتِدُونَ الْمُسْتِدُونَ الْمُسْتِدُنَ الْمُسْتِدُونَ الْمُسْتِدُونَ الْمُسْتِدُنَ الْمُسْتِدُنَ الْمُسْتَدِيدُ الْمُسْتَدِيدُ الْمُسْتَدِيدُ الْمُسْتَدِيدُ الْمُسْتَدِيدُ الْمُسْتَدِيدُ الْمُسْتَدِيدُ الْمُسْتَدِيدُ الْمُسْتَدِيدُ اللَّهُ الْمُسْتَدِيدُ الْمُسْتَدِيدُ اللَّهُ اللّهُ اللّهُ

ا. پاک ہے ('' وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے ('') کو رات ہیں رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصلٰ (''' تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے، ''' اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے

اقصلی کے جانے) کا ذکر ہے۔ سے سورہ الإسراء بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ اس میں نبی عَلَیْتَیْم کے اسراء (رات کو معجد اقصلی لے جانے) کا ذکر ہے۔ سیح بخاری میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رفیاتی مرفوعاً فرماتے ہیں کہ" سورہ کہف، مربی اور بنی اسرائیل یہ عتاق اول میں سے ہیں اور میرے تلاد میں سے ہیں" (تفسیر سورہ بنی اسرائیل) عِتَاقَّ، عَیْرُیْنَ (قدیم) کی جمع ہے اور تِلَادٌ، تَالِدٌ کی جمع ہے۔ تالد بھی قدیم مال کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سورتیں ان قدیم سورتیل میں سے ہیں جو مکہ میں اول اول نازل ہوئیں۔ رسول اللہ سَلَّ اللّٰہِ اُم ہر رات کو بنی اسرائیل اور سورہ زمر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (مسند أحمد، جلد:۲) سـ ۱۲،۲۱٪ ترمذی:۲۹۲، ۲۹۵۔ وصححه الألباني في الصحیحة: ۲۹۱) جلد:۲)

ا. سُبْحَانَ، سَبَحَ یَسْبَحُ کا مصدر ہے۔ معنی ہیں اُنُزَّہُ الله تَنْزِیْهَا لِعِنی میں اللہ کی ہر نقص سے تنزیہ اور براءت کرتا ہوں۔ عام طور پر اس کا استعال ایسے موقعوں پر ہوتا ہے جب کسی عظیم الثان واقعے کا ذکر ہو۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے نزدیک ظاہری اسباب کے اعتبار سے یہ واقعہ کتنا بھی محال ہو، اللہ کے لیے کوئی مشکل نہیں، اس لیے کہ وہ اسباب کا پابند نہیں۔ وہ تو لفظ کن سے بلک جھیکتے میں جو چاہے کر سکتا ہے۔ اسباب تو انسانوں کے لیے ہیں۔ اللہ تعالی ان پابندیوں اور کوتا ہیوں سے پاک ہے۔

٢. إِسْرَآءٌ كَ معنی ہوتے ہیں، رات كو لے جانا۔ آگے كَيْلًا اس ليے ذكر كيا گيا ہے تاكہ رات كى قلت واضح ہوجائے،
 اس ليے وہ كرہ ہے۔ يعنی رات كے ايك ھے يا تھوڑے سے ھے میں۔ يعنی چاليس راتوں كا يہ دور دراز كا سفر، پورى
 رات میں بھی نہیں بلكہ رات كے ايك قليل ھے ميں طے ہوا۔

٣. أَقْصَىٰ دور كو كَتِ بِي بيت المقدس، جو القدس يا لبلياء (قديم نام) شهر ميں ہے اور فلسطين ميں واقع ہے، مكہ سے القدس تك كى مسافت ٢٠٠٠ دن كى ہے، اس اعتبار سے مسجد حرام كے مقابلے ميں بيت المقدس كو مسجد اقعلى (دوركى مسجد) كہا گيا ہے۔
٢٠. يہ علاقہ قدرتى نبرول اور سچلول كى كثرت اور انبياء كامسكن ومدفن ہونے كے لحاظ سے متاز ہے، اس ليے اسے بابركت قرار ديا گيا ہے۔

ۅٙٵؾؽؘٮٚٵؗٛٛؗؗٷڛٙؽٵڵٛٛڮؚڐڹۅؘجؘۼڶؽ۠ڬ۠ۿٮؙٞۘؽڵؚؽڹؽٙ ٳڛٞڒٙٳ؞ؽڶٵڒڗؾؖؾؚٚڹؙۉڶڡۣڹؙۮۏڹۣٷڲڲ۠ڰ۠

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلُنَا مَعَ نُوْمِ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ ال

ۅؘۜڡٞڡؘؽٮؘٚٳٙڸڸڔؘؽٙٳ۫ۮؠۯٳ۫؞ؽڶ؋ٲڮؿ۬ڮڷؿؙڡۑۮؙؾٞ؋ۣ الأۯۻؚمَڗّؾؽڹۅؘڶؾؘڡؙڶؿؙۜۼؙڰؙڗڲڮڲڑ۞

د کھائیں، (۱) یقیناً اللہ تعالی ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

7. اور ہم نے موسیٰ (عَلَیْکِا) کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنادیا کہ تم میرے سواکسی کو اپنا کارساز نہ بنانا۔

سل اے ان لوگوں کی اولاد! جنہیں ہم نے نوح (عَلَیْکِا)
کے ساتھ سوار کردیا تھا، وہ ہمارا بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔ (۲)
مل اور ہم نے بنو اسرائیل کے لیے ان کی کتاب میں صاف فیصلہ کردیا تھا کہ تم زمین میں دو بار فساد برپا

ا. یہ اس سیر کا مقصد ہے تاکہ ہم اپنے اس بندے کو عجائیات اور آبات کبریٰ د کھائیں۔ جن میں سے ایک آیت اور معجزہ یہ سفر بھی ہے کہ اتنا لمباسفر رات کے ایک قلیل ھے میں ہو گیا۔ نبی کریم منگانٹیٹِ کو جو معراج ہوئی یعنی آسانوں پر لے حایا گیا، وہاں مختلف آسانوں پر انساء علیالہ سے ملا قاتیں ہوئیں اور سدرۃ المنتہلی پر، جو عرش سے پنیجے ساتویں آسان پر ہے، الله تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے نماز اور دیگر بعض چیزیں عطا کیں۔ جس کی تفصیلت صحیح احادیث میں بان ہوئی ہیں اور صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک امت کے اکثر علماء وفقہاء اس بات کے قائل چلے آرہے ہیں کہ یہ معراج بجسکدہ الْعُنْصَدِیْ "حالت بیداری میں ہوئی ہے۔ یہ خواب یا روحانی سیر اور مشاہدہ نہیں ہے، بلکہ عینی مشاہدہ ہے جو اللہ نے اپن قدرت کاملہ سے اینے پیغیر کو کرایا ہے۔ اس معراج کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ اسراء کہلاتا ہے، جس کا ذکر بہال کیا گیا ہے اور جو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کانام ہے، یہاں پہنچنے کے بعد نبی مَنَّالِثَیْرُ نے تمام انسیاء کی امامت فرمائی۔ بیت المقدس سے پھر آپ کو آسانوں پر لے جابا گیا، یہ اس سفر کا دوسرا حصہ ہے جسے معراج کہا جاتا ہے۔ اس کا کچھ تذکرہ سورہ مجم میں کیا گیا ہے اور باقی تفصیلات احادیث میں بیان کی گئی ہیں۔ عام طور پر بورے سفر کو "معراج" سے ہی تعبیر کیا جاتا ہے۔ معراج سیر هی کو کہتے ہیں یہ نبی مُنگالِیم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ عُرِجَ بی إِلَی السَّمآء (مجھے آسان پر لے جایا یا چڑھایا گیا) سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ اس سفر کا یہ دوسرا حصہ پہلے سے بھی زیادہ اہم اور عظیم الشان ہے، اس لیے معراج کا لفظ ہی زیادہ مشہور ہو گیا۔ اس کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ تاہم اس میں اتفاق ہے کہ یہ ہجرت سے قبل کا واقعہ ہے۔ بعض کہتے ہیں ایک سال قبل اور بعض کہتے ہیں کئی سال قبل یہ واقعہ بیش آیا۔ اسی طرح مہینے اور اس کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ کوئی ربیع الاول کی ۱۷، یا ۲۷، کوئی رجب کی ۲۷ اور بعض کوئی اور مہینہ اور اس کی تاریخ بتلاتے ہیں۔ (خ القدیر) ۲. طوفان نوح عَالِيًا کے بعد نسل انسانی نوح عَالِيًا کے ان بيوں کی نسل سے ہے جو کشتی نوح عَالِيًا ميں سوار ہوئے تھے اور طوفان سے کچ گئے تھے۔ اس لیے بنواسرائیل کو خطاب کرکے کہا گیا کہ تمہارا باپ، نوح علیٰیا اللہ کا بہت شکر گزار بندہ تھا۔ تم بھی اپنے باپ کی طرح شکر گزاری کا راستہ اختیار کرو اور ہم نے جو محد منگالینیم کو رسول بناکر بھیجا ہے، ان کا انکار کرکے کفران نعمت مت کرو۔

فَإِذَاجَاءُ وَعُدُاوُلُهُمَاكِتُنَاعَلَيْكُوْءِبَادًالنَّا اوُلِى كِأْسِ شَدِيْدِ فَجَاسُواخِلَ التِّكِارِ وَكَانَ وَعُدَّا شَفْعُو لَاهِ

ئُقَّرَدَدُنَا لَكُمُ الْكُرَّةَ عَلَيْهِمُ وَاَمُكَدُنكُمُ بِإَمْوَالٍ قَبْنِينَ وَجَعَلْنَكُمُ اكْثَرَ نَفِيْرًا۞

اِن آحَسَنْتُوْ آحَسَنْتُوْلِانفُيكُوْتَ وَإِنَّ السَّنْتُوْلِانفُيكُوْءَا السَّانُوْفَا الْمِنْوَءَا وَعُدُ الْاَخِرَةِ لِيسُوْءَا وُجُوْهَ كُوْ وَلِيسُوْءَا وُجُوْهَ كُوْ وَلِيسُوْءَا وُجُوْهَ كُوْ وَلِيسُوْءَا الْسَعْجِدَ كَمَادَخُلُونُهُ الْسَعْجِدَ كَمَادَخُلُونُهُ الْمُسَعِدَ كَمَادَخُلُونُهُ الْمُسَعِدَ كَمَادَخُلُونُهُ وَلِيسُوْءَ الْمُنْفِيلِينَ الْمُنْفِقِيلَ الْمُنْفِيلِينَ الْمُنْفِقِيلِينَ الْمُنْفِقِيلِينَ الْمُنْفِقِيلِينَ الْمُنْفِقِيلِينَ اللَّهُ اللَّلْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

کروگے اور تم بڑی زبردست زیادتیاں کروگ۔

۵. ان دونوں وعدول میں سے پہلے کے آتے ہی ہم نے تمہارے مقابلہ پر اپنے بندے بھیج دیے جو بڑے ہی لڑا کے تقد پس وہ تمہارے گھروں کے اندر تک پھیل گئے اور اللہ کا یہ وعدہ بورا ہونا ہی تھا۔ (۱)

۲. پھر ہم نے ان پر تمہارا غلبہ دے کر تمہارے دن
 پھیرے اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہیں
 بڑے جھے والا بنادیا۔ (۲)

2. اگر تم نے اچھ کام کے تو خود اپنے ہی فائدہ کے لیے،
اور اگر تم نے برائیاں کیں تو بھی اپنے ہی لیے، پھر جب
دوسرے وعدے کا وقت آیا (تو ہم نے دوسرے بندوں
کو بھیج دیا تاکہ) وہ تمہارے چرے بگاڑدیں اور پہلی دفعہ
کی طرح پھر اسی مسجد میں گھس جائیں۔ اور جس جس
چیز پر قابو پائیں توڑ پھوڑ کر جڑ سے اکھاڑ دیں۔

ا. یہ اشارہ ہے اس ذلت و تباہی کی طرف جو بابل کے فرمال روا بخت نصر کے ہاتھوں، حضرت مسے علیہ اسے تقریباً چھ سوسال قبل، یہودیوں پر یروشلم میں نازل ہوئی۔ اس نے بے در لیغ یہودیوں کو قتل کیا اور ایک بڑی تعداد کو غلام بنالیا اور یہ اس وقت ہوا جب انہوں نے اللہ کے نبی حضرت شَعْیًا عَلیہ الله کو قتل کیا اور تورات کے اور یہ اس وقت ہوا جب انہوں کے اللہ کے نبی حضرت شَعْیًا عَلیہ الله کو قتل کیا اور تورات کے احکام کی خلاف ورزی اور معاصی کا ارتکاب کرکے فساد فی الارض کے مجرم بنے۔ بعض کہتے ہیں کہ بخت نصر کے بجائے جالوت کو اللہ تعالیٰ نے بطور سزا ان پر مسلط کیا، جس نے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔ حتی کہ طالوت کی قیادت میں حضرت داود علیہ اللہ عالوت کو قتل کیا۔

۲. یعنی بخت نصر یا جالوت کے قتل کے بعد ہم نے تنہیں پھر مال اور دولت، بیٹوں اور جاہ و حشمت سے نوازا، جب کہ یہ ساری چیزیں تم سے چھن چکی تھیں۔ اور تنہیں پھر زیادہ جھے والا اور طاقتور بنادیا۔

سابی یہ دوسری مرتبہ انہوں نے فساد برپاکیا کہ حضرت زکریا علیقیا کو قتل کردیا اور حضرت عیسیٰ علیقیا کو بھی قتل کرنے کے درپے رہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ آسان پر اٹھاکر ان سے بچالیا۔ اس کے نتیجے میں پھر رومی بادشاہ شیٹس کو اللہ نے ان پر مسلط کردیا، اس نے بروشلم پر حملہ کرکے ان کے کشتوں کے پشتے لگادیے اور بہت سوں کو قیدی بنالیا، ان کے اموال لوٹ لیے، فد ہبی صحیفوں کو پاؤں تلے روندا اور بیت المقدس اور ہیکل سلیمانی کو تاراج کیا اور انہیں ہمیشہ کے لیے بیت المقدس سے جلا وطن کردیا۔ اور یوں ان کی ذات ورسوائی کا خوب خوب سامان کیا۔ یہ تباہی 42ء میں ان پر آئی۔

عَلَى رَثِّكُوْ اَنَّ يُرِحَمَّكُوْ وَانْعُدُ تُتُوعُدُ نَا مُرَجَعَلُنَا جَهَنَّهُ َ لِلْكُلِفِينِ صَعِيدًا

ٳؾۜۿڬٵڵؙڨٞڒؙڶؽؘڽۿۑؽؙڵؚۘێؿٙۿؽٲڤٙؗۅٛۿؙۅؙؽؽۺٞۯ ٵڵٷؙڡؚڹؽؙؽٵڰۮؚؽؽؾڡؙڡٛڶۅٛڽٵڟۨڸڂؾٵڽؘۜڵۿؠؙٲۼڔٞٵ ڲڽؙؿڒؖڰ

وَّاَنَّ الَّذِيُّنَ لَائُغُمِنُوْنَ بِالْاِخِرَةِ اَعَتَدُنَالَهُمُ عَدَاكِالِهُاڻَ

ۅؘٮؽڬٵڶؚۯؽ۬ٮٵڽؙؠٳڷۺۜٙڔۣۮٵۧۥؘٛٛٷڽٳڶڂؘؿڔٝۅػٵڹ ٵڒؚؿٮٛٵؽۼٷڰ

وَجَعَلْنَا الَّذِلُ وَالنَّهَ الْمِيْتَايْنِ فَمَحُونَا اَيَةَ النَّيْلِ وَجَعَلُنَا آكِ قَا النَّهَارِمُبُومَ كَا لِلْبَنْتُغُواْ فَضُلَّامِّنُ تَتَبِّمُ وَلِتَعَلَمُوْاعَدُ دَالسِّنِيْنَ وَالْحِسَابُ وَكُلَّ تَتُمُّ فَصَلْنَهُ تَفْصُلُكُ

امید ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے۔ ہاں اگر تم پھر بھی وہی کرنے لگے تو ہم بھی دوبارہ ایسا ہی کریں گے اور ہم نے منکروں کا قیدخانہ جہنم کو بنا رکھا ہے۔ (۲)
 یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اہر ہے۔ کی فوشخری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اہر ہے۔
 اور یہ کہ جو لوگ آخرت پریقین نہیں رکھتے ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کرر کھا ہے۔

11. اور انسان برائی کی دعائیں مانگنے لگتا ہے بالکل اس کی اپنی محلائی کی دعا کی طرح، اور انسان ہے ہی بڑا جلد باز۔

17. اور ہم نے رات اور دن کو اپنی قدرت کی نشانیاں بنائی ہیں، رات کی نشانی کو تو ہم نے بے نور کردیا ہے اور دن کی نشانی کو روشن بنایا ہے تاکہ تم اپنے رب کا فضل دن کی نشانی کو روشن بنایا ہے تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرسکو اور اس لیے بھی کہ برسوں کا شار اور حساب معلوم کرسکو (م) اور ہر ہر چیز کو ہم نے خوب تفصیل سے معلوم کرسکو (م)

ا. یہ انہیں تنبیہ کی کہ اگر تم نے اصلاح کرلی تو اللہ کی رحمت کے مستحق ہوگے۔ جس کا مطلب دنیا وآخرت کی سرخروئی اور کامیابی ہے اور اگر دوبارہ اللہ کی نافرہانی کا راستہ افتیار کرکے تم نے فساد فی الارض کا ارتکاب کیا تو ہم پھر تہہیں ای طرح ذات ورسوائی ہے دوچار کردیں گے جیسے اس سے قبل دو مرتبہ ہم تمہارے ساتھ یہ معالمہ کر پھے ہیں۔ چنافچہ ایسا ہی ہوا، یہ یہود اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے اور وہی کردار رسالت محمد ہے بارے میں دہرایا جو رسالت موسوی اور رسالت عیسوی میں ادا کر پھے تھے، جس کے نتیج میں یہ یہودی تیسری مرتبہ مسلمانوں کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہوئے اور بصد رسوائی انہیں مدینے اور خیبر سے نگانا پڑا۔

۲. لینی اس دنیا کی رسوائی کے بعد آخرت میں جہنم کی سزا اور اس کا عذاب الگ ہے جو وہاں انہیں جگتنا ہو گا۔
 ۱۳. انسان چونکہ جلد باز اور بے حوصلہ ہے، اس لیے جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو اپنی ہلاکت کے لیے اس طرح بددعا کر تا ہے۔ یہ تو رب کا فضل وکرم ہے کہ وہ اس کی بددعاؤں کو جول نہیں کرتا ہے۔ یہ قول نہیں کرتا ہے۔ یہ تو رب کا فضل وکرم ہے کہ وہ اس کی بددعاؤں کو قبول نہیں کرتا ہے۔

٨. يعني رات كوب نور يعني تاريك كرديا تاكه تم آرام كر سكو اور تمهاري دن جمر كي تفكاوك دور جوجائ اور دن كو روشن

بیان فرما دیا ہے۔

وَكُلِّ إِنْسَانِ الزَّمَنْ لَهُ طَلِّرِكُ فِي عُنُقِهُ وَتُغَيِّجُ لَهُ يَوْمُ الْقِيمَةِ كِتَابًا لِيُلْقَلْهُ مَنْشُورًا ۞

إقْرُأكِتْبَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَبِيبًا اللهِ

ڡؘڹؗۿؾؘڒؽٷؘٲۼٞٳۿؾؘۘؽؽڶڹڡؙ۫ڛڋۅؘڡۜڽؙۻۜڰٷٚڷؠؘۜٵ ؠۻؚڷؙٸؽۿٲۅؘڵڗؘڗۯۅٳۯڔڎۨٞڐۣڎ۫ۯٳٛڂٛۄؿؗڡٵڴؽٵ ڡؙۼڔۜٚؠؽؘۣڝڴۜڹۘڹۘػؘؽڛؙٛۅڰۿ

الله اور ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے لگادیا ہے (\*) اور بروز قیامت ہم اس کے سامنے اس کا نامۂ اعمال نکالیں گے جسے وہ اپنے اوپر کھلا ہوا پالے گا۔

اللہ کے، خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے۔ آج تو تو آپ ہی اپنا خود حساب لینے کو کافی ہے۔

10. جو راہ راست حاصل کرلے وہ خود اپنے ہی بھلے کے لیے راہ یافتہ ہوتا ہے اور جو بھٹک جائے اس کا بوجھ اسی کے اوپر ہے، کوئی بوجھ والا کسی اور کا بوجھ اپنے اوپر نہ لادے گا<sup>(۳)</sup> اور ہماری سنت نہیں کہ رسول جھیجنے سے

بنایا تاکہ کسب معاش کے ذریعے سے تم رب کا فضل تلاش کرو۔ علاوہ ازیں رات اور دن کا ایک دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح ہفتوں، مہینوں اور برسوں کا شار اور حساب تم کر سکو، اس حساب کے بھی بے شار فوائد ہیں۔ اگر رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات نہ آتی بلکہ ہمیشہ رات ہی رات یا دن ہی دن رہتا تو تمہیں آرام و سکون کا یا کاروبار کرنے کا موقع نہ ملتا اور اس طرح مہینوں اور سالوں کا حساب بھی ممکن نہ رہتا۔

ا. یعنی انسان کے لیے دین اور دنیا کی ضروری باتیں سب کھول کر ہم نے بیان کردی ہیں تاکہ انسان ان سے فائدہ اٹھائیں، اپنی دنیا بھی سنواریں اور آخرت کی بھی فکر اور اس کے لیے تیاری کریں۔

7. طَائِرٌ کے معنی پرندے کے ہیں اور عُنْتی کے معنی گردن کے۔ امام ائن کشیر نے طائر سے مراد انسان کے عمل لیے ہیں۔ فیٹے عُنْقبہ کا مطلب ہے، اس کے اجھے یا برے عمل، جس پر اس کو اچھی یا بری جزاء دی جائے گی، گلے کے ہار کی طرح اس کے ساتھ ہوں گے۔ لیخی اس کا ہر عمل کھا جارہا ہے، اللہ کے ہاں اس کا پورا ریکارڈ محفوظ ہوگا۔ قیامت کے دن اس کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور امام شوکانی نے طائر سے مراد انسان کی قسمت لی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق پہلے سے لکھ دی ہے، جسے سعادت مند اور اللہ کا مطبع ہونا تھا وہ اللہ کو معلوم تھا اور جسے نافرمان ہونا تھا، وہ بھی اس کے علم میں تھا، یہی قسمت (سعادت مندی یا بد بختی) ہر انسان کے ساتھ گلے کے ہار کی طرح چھی ہوئی ہوئی ہے۔ ای کے مطابق اس کے علم میں تھا، یہی قسمت (سعادت مندی یا بد بختی) ہر انسان کے ساتھ گلے کے ہار کی طرح چھی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی گا ہوں گے۔

سر البتہ جو ضال (گراہ) مضل (گراہ کرنے والے) بھی ہوں گے، انہیں اپنی گراہی کے بوجھ کے ساتھ، ان کے گناہوں کا بار بھی (بغیر ان کے گناہوں میں کی کیے) اٹھانا پڑے گا جو ان کی کوششوں سے گراہ ہوئے ہوں گے، جیسا کہ قرآن کے دوسرے مقامات اور احادیث سے واضح ہے۔ یہ دراصل ان کے اپنے ہی گناہوں کا بار ہوگا جو دوسروں کو گراہ کر اہ کرکے انہوں نے کمایا ہوگا۔

پہلے ہی عذاب کرنے لگیں۔(۱)

11. اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو (پھی) حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر (عذاب کی) بات ثابت ہوجاتی ہے پھر ہم اسے تباہ وبرباد کردیتے ہیں۔ (۲) کا. اور ہم نے نوح (عَلَيْمِلُا) کے بعد بھی بہت سی قومیں ہلاک کیں (۳) اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبر دار اور خوب د کھنے بھالنے والا ہے۔

وَاذَا اَرَدُنَا اَن تُمُلِكَ قَرْيَةُ اَمَرُنَا مُتَرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْفَوْلُ فَلَ مَّرْنِهَا اتَكُمِيرًا

ۅؙػۊؘۘٲۿؙۘػڴڬٵ۫ڡڹۘٵڶڤڒ۠ٷڹڡؚؽؙؠۼۘۮڹؙٷڿٷػؽ۬ ڽؚڒڽؚؖػڔ۪ۮؙڹٛۅؙٮؚۼؠؙۘۮؚ؋ڿؘؠؙؾڒؙڶڝؚؽڒؙ۞

۲. اس میں وہ اصول بتلایا گیا ہے جس کی رو سے قوموں کی ہلاکت کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ ان کا خوش حال طبقہ
 اللہ کے حکموں کی نافرمانی شروع کر دیتا ہے اور انہی کی تقلید پھر دوسرے لوگ کرتے ہیں، یوں اس قوم میں اللہ کی نافرمانی عام ہوجاتی ہے اور وہ مستحق عذاب قرار پاجاتی ہے۔

س. وہ بھی اسی اصول ہلاکت کے تحت ہی ہلاک ہوئیں۔

مَنُ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَبِّلْنَالَهُ فِيْهَا مَا نَثَا الْمِلَّا تُولِيُهُ ثُمِّ جَعْلَنَا لَهُ جَهَنَّةً يَصَلَّهَا مَنُ مُوعًا مِّنْ كُورًا ۞

ۅٙڡۜڹۘٳؘڒۘۮٲڵڂۣڗؘۜۊؘۅۜڛؗٚ۬ؽڵۿٵڛۼؠۜؠٵۉۿؙۅۿؙٷؿؙؽؙۏٲۅڵڸٟڬ ػٲڹڛؘڠؠؙٛٛڞؙڝؙٞٛڴؙۅؙٵؚ®

ڬڰڒؿۨ۬ؾؙ۠ۿؙۅؙڒٙۼۅۿۉؙڷٳٚ؞؈ٛۘػڟٳۧ؞ڔٮؾؚڬٷڡٵڬٳؽٸڟٳٛۥٛ ڔؾػؘڂؙڟؙۅٵ۞

ٱنْظُرُكِيَفَ فَصَّلْمَابَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضِ وَلَلْاخِرَةُ ٱكْبَرُ دَرَحْت َّوَالْكُرْتَفْضُلَانَ

11. جس کا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لیے چاہیں سردست دیتے ہیں بالآخر اس کے لیے ہم جہنم مقرر کردیتے ہیں جہال وہ بُرے حالوں دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔(۱)

19. اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے، وہ کرتا بھی ہو اور وہ با ایمان بھی ہو، پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں پوری قدردانی کی جائے گی۔(۲)

۲۰. تیرے پرورد گار کے انعامات میں سے ہم ہر ایک کو بہم پہنچاتے ہیں اِنہیں بھی اور انہیں بھی، اور تیرے پرورد گار کی بخشش رکی ہوئی نہیں ہے۔

۲۱. دیکھ لے کہ ان میں ایک کو دوسرے پر ہم نے کس طرح فضیات دے رکھی ہے اور آخرت تو درجوں میں اور بھی بڑھ کر ہے اور فضیات کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے۔

ا. یعنی دنیا کے ہر طالب کو دنیا نہیں ملتی، صرف اسی کو ملتی ہے جس کو ہم چاہیں، پھر اس کو بھی اتنی دنیا نہیں ملتی جتنی وہ چاہتا ہے۔ ہلکہ اتنی ہی ملتی ہے جتنی ہم اس کے لیے فیصلہ کریں۔ لیکن اس دنیا طبی کا نتیجہ جہنم کا داگی عذاب اور اس کی رسوائی ہے۔
 ۲. اللہ تعالیٰ کے ہاں قدردانی کے لیے تین چیزیں یہاں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) ارادۂ آخرت، لینی اخلاص اور اللہ کی رضا جوئی۔ (۲) ایسی کوشش جو اس کے لائق ہو۔ یعنی سنت کے مطابق۔ (۳) ایمان، کیونکہ اس کے بغیر تو کوئی عمل بھی قابل النفات نہیں۔ یعنی قبولیت عمل کے لیے ایمان کے ساتھ اظلاص اور سنت نبوی کے مطابق ہونا ضروری ہے۔
 سب کو دیتے ہیں۔ اللہ کی دنیا کا رزق اور اس کی آسائشیں ہم بلا تفریق مومن اور کافر، طالب دنیا اور طالب آخرت سب کو دیتے ہیں۔ اللہ کی نعمین کی ہے بھی روکی نہیں جاتیں۔

۴. تاہم ونیا کی یہ چیزیں کسی کو کم، کسی کو زیادہ ملتی ہیں، اللہ تعالی اپنی حکمت و مصلحت کے مطابق یہ روزی تقسیم فرماتا ہے۔ تاہم آخرت میں درجات کا یہ تفاضل زیادہ واضح اور نمایاں ہوگا اور وہ اس طرح کہ اہل ایمان جنت میں اور اہل کفر جہنم میں جائمیں گے۔

لِاتَّعِكُ مَمَّ اللهِ إِلهَا اخْرَفَتَقُعُكَ مَذُ مُومًا تَعَنْ وُلاَّ

ۅؘڡۜٙۻ۬ؽڗؙڮؘٲ؆ؾۧڣٮ۠ۮؙۏۧٳڒڷٳؾٵٷۅڽٳڷۅ۬ٳڸؽڹڽٳڂڛٙٳؽ۠ ٳ؆ٞؽڹؙڣ۫ؾۜۼۣٮ۫۫ۮڰؚٵڰڮڹڒٳڂٮؙٛۿٚٵۧۏڮڵۿٳڣٙڵڗؿؙڷ؆ٞۿؠؙٓٳ ٳ۠ؾۜٷڶػؿ۫ڡۯۿؠٵۅؿؙڷڴۿؽٵٷٛڒػڕؽۣؠٵ۞

> ۅٙڶڂ۫ڣڞؙڮػٳڿڹٵڂٳڵڎ۠ڷۣڡؚڹٳڵڗ۠ػۊۅؘٛؿؙڷڗۜؾؚ ٳۻٛۿؙٵڲؘۯؾڸؽؙڝۼؙڒٲؖ

ڔۜ؆ؙؿؙٳؙٵۼڎ؞ۣڲٳ۬؈ؙٛڡ۠ٛۏٛڛػؙڋٳڶؾڴٷ۫ۏٵۻڸڿؽڹٷڶڰ ػڵڹڶڵٷڗٳڽؠؙڹۼڡؙٛۏؙڗڰ

۲۲. اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ تھبرا کہ آخرش تو برے حالوں بے کس ہوکر بیٹھ رہے گا۔

۲۳. اور تیرا پروردگار صاف صاف علم دے چکا ہے کہ تم اس کے سواکسی اور کی عبادت نہ کرنا اور مال باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھانے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحرام سے بات چیت کرنا۔ (۱)

۲۲. اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھنا<sup>(۱)</sup> اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پرورد گار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بیپن میں میری پرورش کی ہے۔

70. جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تمہارا رب بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو تو وہ تو رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

ا. اس آیت میں اللہ تبارک و تعالی نے اپنی عبادت کے بعد دوسرے نمبر پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تھم دیا ہے، جس سے والدین کی اطاعت، ان کی خدمت اور ان کے ادب واحرّام کی ابھیت واضح ہے۔ گویا ربوبیت الہی کے نقاضوں کے ساتھ اطاعت والدین کے نقاضوں کی ادائیگی ضروری ہے۔ احادیث میں بھی اس کی ابھیت اور تاکید کو خوب واضح کر دیا گیا ہے، پھر بڑھاپے میں بطور خاص ان کے سامنے "ہوں" تک کہنے اور ان کو ڈانٹنے ڈپٹنے سے منع کیا ہے، کیونکہ بڑھاپے میں والدین تو کمزور، بے بس اور لاچار ہوجاتے ہیں، جب کہ اولاد جوان اور وسائل معاش پر قابض و متصرف ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جوانی کے پرجوش جذبات اور بڑھاپے کے سرد وگرم چشیدہ تجربات میں تصادم ہوتا ہے۔ ان حالات میں والدین کے ادب واحرّام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا بہت ہی مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ تاہم اللہ کے ہاں سرخرو وہی ہوگا وہ ان تقاضوں کو ملحوظ رکھنا بہت ہی مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ تاہم اللہ کے ہاں سرخرو

۲. پرندہ جب اپنے بچول کو اپنے سایۂ شفقت میں لیتا ہے تو ان کے لیے اپنے بازو پست کردیتا ہے، لیعنی تو بھی والدین کے ساتھ ای طرح انہوں نے بچپن میں تیری کی۔ یا یہ معنی ہیں کہ جب پرندہ اڑنے اور بلند ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے بازو پھیلالیتا اور جب نیچے اترتا ہے تو بازووں کو پست کر لیتا ہے۔ اس اعتبار سے بازووں کے بست کرنے کے معنی، والدین کے سامنے تواضع اور عاجزی کا اظہار کرنے کے مول گے۔

ۅؘڵؾۮٙٵڵڡؙٞٛۯؙڣػڡٞٷڶڸؚ۫ۺڮؽڹؘۅؘٵؠؙؽؘٲڵۺؚۜۑؽڸ ۅٙڵڗؙؿؙڮٚۯ۫ٮؿؙۮؚؿؙ

ڮۜٲڵؠؙؠؙێٙڐؚڔؿؽڬٲۏؙٛٷڵڂۘۅؘٳڹٳۺؿؠڟؚؽؿؚ۫ۅػٲؽ الشَّيْظُنُ لِرَيِّۥٖٛػڡٛ۫ۅٞڒؖ®

ۅؘٳؾۜڶڠ۫ڔۻۜؾۼؖؠؙؙؠؙٛٳؠٚؾٵٚءٙڒۘڝؙٛۊؚۺؙٞڒڽؚؚۜۜػؾۯڿٛۅۿٲڡٞڡؙٛڷ ڰۿٷۊؙڒڰڽۺٷۯڰ

ۅؘڒؾۼۘۘۜٛۜۼڵؠؘؽڬ مَغْلْوَلَةً الى عُنْقِكَ وَلاَتَبُسُطُهَا كُلَّ الْبُسْطِ نَتَقَعْلُ مَلْوُمًا تَحْتُورًا۞

۲۷. اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کاحق ادا کرتے رہو(۱) اور اسراف اور بےجا خرج سے بچو۔

۲۷. بےجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔
اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکراہے۔(۲)

۲۸. اور اگر مخجے ان سے منہ پھیرلینا پڑے اپنے رب کی اس رحت کی جسجو میں، جس کی تو امید رکھتا ہے تو بھی گئے چاہیے کہ عمدگی اور نرمی سے انہیں سمجھادے۔(۳)

۲۹. اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہوا درماندہ اسیطھ جائے۔

1. قرآن کریم کے ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ غریب رشتے داروں، مساکین اور ضرورت مند مسافروں کی امداد کرکے، ان پر احسان نہیں جنگانا چاہیے، کیونکہ یہ ان پر احسان نہیں ہے، بلکہ مال کا وہ حق ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اصحاب مال کے مالوں میں مذکورہ ضرورت مندوں کا رکھا ہے، اگر صاحب مال یہ حق ادا نہیں کرے گا تو عند اللہ مجرم ہوگا۔ گویا یہ حق کی ادائیگی ہے نہ کہ کسی پر احسان۔ علاوہ ازیں رشتے داروں کے پہلے ذکر سے ان کی اولیت اور احقیت بھی واضح ہوتی ہے۔ رشتے داروں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو صلۂ رحمی کہا جاتا ہے، جس کی اسلام میں بڑی تاکید ہے۔

۲. تَبْذِیْرٌ کی اصل بذر (ﷺ) ہے، جس طرح زمین میں ﷺ ڈالتے ہوئے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ یہ صحیح جگہ پر پڑرہا ہے یا اس سے ادھر ادھر۔ بلکہ کسان نے ڈالے چلا جاتا ہے۔ تَبْذِیْرٌ (فضول خرچی) بھی یہی ہے کہ انسان اپنا مال ﷺ کی طرح الاتا پھرے اور خرچ کرنے میں حد شرعی سے خباوز کرے، اور بعض کہتے ہیں کہ تبذیر کے معنی ناجائز امور میں خرچ کرنا ہیں چاہے تھوڑا ہی ہو۔ ہمارے خیال میں دونوں ہی صورتیں تبذیر میں آجاتی ہیں۔ اور یہ اتنا برا عمل ہے کہ اس کے مرتکب کو شیطان سے مما ثلت تامہ ہے اور شیطان کی مما ثلت سے بچنا، چاہے وہ کی ایک ہی خصلت میں ہو، انسان کے مرتکب کو شیطان کی کما ثلت اختیار کرو گے تو ہم بھی اس کی طرح کفورٌ (بہت ناشکرا) کہہ کر مزید بچنے کی تاکید کردی ہے کہ اگر تم شیطان کی مما ثلت اختیار کرو گے تو تم بھی اس کی طرح کفورٌ قرار دے دیے جاؤ گے۔ (ﷺ اقدر)

٣. ليعني مالی استطاعت کے فقدان کی وجہ سے، جس کے دور ہونے کی اور کشاکش رزق کی تو اپنے رب سے اميد رکھتا ہے۔ اگر تیجنے غریب رشتے داروں، مکينوں اور ضرورت مندوں سے اعراض کرنا لینی اظہار معذرت کرنا پڑے تو نرمی اور عمد گی کے ساتھ معذرت کر، لیعنی جواب بھی دیا جائے تو نرمی اور پیار ومجبت کے لیجے میں نہ کہ تر ثی اور بداخلاقی کے ساتھ، جیسا کہ عام طور پر لوگ ضرورت مندوں اور غریبوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

مر. گزشتہ آیت میں انکار کرنے کا ادب بیان فرمایا اب انفاق کا ادب بیان کیا جارہا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان نہ بخل

ٳڽۜۯؾۜڮؽڹٮٛڟٳڗؚڎ۫ڨٙڸؠڽؙؾٙؽٵٛٷؾؿ۫ڸۯڗ۠ڷؚۜؗڎڬٲڹ ؠؚڡؚٮٮؗۅ؋ڂؘؠؽڒٵڝٛؠؙڗؚؖٲٛ

ۅؘڵڗؾۛڡؙؙؿؙڵۊٛٲۊؘڵڒڴۄ۬ڿۺؙؽةٳڡ۫ڵۊڽٝۼؽؙٮؙڒۯ۬ۊۿؠ ۅٵؿٵڴ۫ۄٝٳۛۜؾۘۊؘؿؙڰۿٶػڶؽڿڟۘٵڮؚؽؙؠؖٵ®

وَلِاَتَقْرِيُواالرِّنْ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءُ سَبِيلًا

• سع. یقیناً تیرا رب جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کردیتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ۔ (۱) یقیناً وہ اپنے ہندوں سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔

اسل اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالو، ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں۔ یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔(۲)

**۳۳.** اور خبر دار زناکے قریب بھی نہ پھٹکنا کیوں کہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔<sup>(۳)</sup>

کرے کہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات پر بھی خرج نہ کرے اور نہ نفنول خرچی بی کرے کہ اپنی وسعت اور گنجائش وکھیے بغیر ہی بے در لیخ خرج کرتا رہے۔ بخل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان ملوم، لینی قابل ملامت و ندمت قرار پائے گا اور نفنول خرچی کے نتیج میں محسور (تھکا ہارا اور پچھتانے والا) محسور، اس جانور کو کہتے ہیں جو چل چل کر تھک چکا اور چلئے سے عاجز ہوچکا ہو۔ نفنول خرچی کرنے والا بھی بالآخر خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ اپنے ہاتھ کو اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ ہو گئا ہے۔ اپنے ہاتھ کو اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ ہو گئا ہے۔ گئا ہے اور "نہ اسے بالکل ہی کھول دے" یہ کنایہ ہے نفنول خرچی سے۔ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا لَفَ نَشْرٍ مُّرَتَّ بُٹ ہے لینی ملوم، بخل کا اور محسور نفنول خرچی کا نتیجہ ہے۔

ا. اس میں اہل ایمان کے لیے تسلی ہے کہ ان کے پاس وسائل رزق کی فراوانی نہیں ہے، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ کے ہاں ان کا مقام نہیں ہے بلکہ یہ رزق کی وسعت یا کی، اس کا تعلق اللہ کی حکمت ومصلحت ہے ہے صرف وہی جانتا ہے۔ وہ اپنے دشمنوں کو قارون بنادے اور اپنوں کو اتنا ہی دے کہ جس سے بمشکل وہ اپنا گزارہ کر سکیں۔ یہ اس کی مشیت ہے۔ جس کو وہ زیادہ دے وہ اس کا محبوب نہیں، اور قوت لایموت کا مالک اس کا مبغوض نہیں۔

۲. یہ آیت سورۃ الاَنعام: ۱۵۱ میں بھی گزرچکی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی مَنگالیّنی فی نی شرک کے بعد جس گناہ کو سب سے بڑا قرار دیا وہ یہی ہے کہ «أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ». (صحیح البخاري، تفسیر سورۃ البقرۃ، وکتاب الاَدب، مسلم، کتاب التوحید، باب فلا تجعلوا شہ أندادا) (کہ تو این اولاد کو اس ڈرسے قبل کردے کہ وہ تیرے ساتھ کھائےگی)۔ آج کل قبل اولاد کا گناہ عظیم نہایت منظم طریقے سے اور خاندانی منصوبہ بندی کے حمین عنوان سے پوری دنیا میں ہورہا ہے اور مرد حضرات "بہتر تعلیم وتربیت" کے نام پر اور خواتین اپنے "حسن" کو برقرار رکھنے کے لیے اس جرم کا عام ار تکاب کررہی ہیں آعادنی الله مِنه .

سا، اسلام میں زنا چونکہ بہت بڑا جرم ہے، اتنا بڑا کہ کوئی شادی شدہ مرد یا عورت اس کا ارتکاب کرلے تو اسے اسلامی معاشرے میں زندہ رہنے کا ہی حق نہیں ہے۔ پھر اسے تکوار کے ایک وار سے ماروینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ تھم ہے کہ پھر مار مار کر اس کی زندگی کا خاتمہ کیا جائے تاکہ وہ معاشرے میں نشان عبرت بن جائے۔ اس لیے یہاں فرمایا کہ زنا

ۅؘڵڒؾؘڨ۫ؾ۠ڷۅ۠ٵڵؿۜۿ۫ٮٵڰؚؾٞڂ؆ۧ؞ٙٳڶؿۿ۫ٳڷڒۑؚٵٛڬؾۜٞۏڡؘٮؙ۬ ؿؙؾڶ؞ڟؙڵۅؙڰٵڡؘڡٞڶجعۘڶێٵڸۅڸؾۣ؋ڛؙڶڟؽٞٵڡؘڵڒؽ۠ؿڔؚڡ۬ ڣۣٳڷڡٞؾؙڸۣٵڽۜۿؙػٳؽؘ؞ڡؘؽڞؙۅ۠ۯٳ۞

ۅؘڵڗٙڡٞڗؙؽؙؗڎؙٳڡؙڵڶڷؿؚڗؽۄؚٳڷٳٮٳڷؾ۬ۿۣؠٲڞٙٮڽؙػؾ۠ٚ ؘڝڹؙٛڎؘٲۺ۠ڰۂٷؘٲۏڡٝۅؙٲڽؚٳڶڡۿؙڐؚٳۧڹۜٵڶ۫ڡۿٮػڶؽ ڝٙٮؙٛٷٛڰ

وَٱوۡفُواالۡكَيۡلَ اِذَاكِلۡتُوۡوَنِنُواۤ بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡدِ

سس الرکسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کردیا ہے ہرگز ناحق قتل نہ کرنا(۱) اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے لیں اسے چاہیے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے بیشک وہ مدد کیا گیا ہے۔(۲)

سر اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہت ہی بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے (۳) اور وعدے پورے کرو کیونکہ قول وقرار کی بازیرس ہونے والی ہے۔ (۴)

**٣٥.** اور جب ناپنے لگو تو بھرپور پیانے سے ناپو اور

کے قریب مت جاؤ، لینی اس کے دواعی اور اسباب سے بھی چ کر رہو، مثلاً غیر محرم عورت کو دیکھنا، ان سے اختلاط وکلام کی راہیں پیدا کرنا، اسی طرح عور توں کا بے پردہ اور بن سنور کر گھروں سے باہر نکلنا، وغیرہ ان تمام امور سے اجتناب ضروری ہے تاکہ اس بے حیائی سے بچا جاسکے۔

ا. حق کے ساتھ قتل کرنے کا مطلب قصاص میں قتل کرنا ہے، جس کو انسانی معاشرے کی زندگی اور امن وسکون کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح شادی شدہ زانی اور مرتد کو قتل کرنے کا حکم ہے۔

7. لیخی مقتول کے وارثوں کو یہ حق یا غلبہ یا طاقت دی گئی ہے کہ وہ قاتل کو حاکم وقت کے شر کی فیصلہ کے بعد قصاص میں فتل کردیں یا اس سے دیت لے لیں یا معاف کردیں۔ اور اگر قصاص ہی لینا ہے تو اس میں زیادتی نہ کریں کہ ایک کے بدلے میں دو یا تین چار کو ماردیں، یا اس کا مثلہ کرکے یا عذاب دے دے کر ماریں، مقتول کا وارث، منصور ہے بینی امراء و حکام کو اس کی مدد کرنے کی تاکید کی گئی ہے، اس لیے اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے نہ یہ کہ زیادتی کا ارتکاب کرکے اللہ کی ناشکری کرے۔

سل کی کی جان کو ناجائز طریقے سے ضائع کرنے کی ممانعت کے بعد، اتناف مال (مال کے ضائع کرنے) سے روکا جارہا ہے اور اس میں بیٹیم کا مال سب سے زیادہ اہم ہے، اس لیے فرمایا کہ بیٹیم کے بالغ ہونے تک اس کے مال کو ایسے طریقے سے استعال کرو، جس میں اس کا فائدہ ہو۔ یہ نہ ہو کہ سوچ سمجھ بغیر ایسے کاروبار میں لگادو کہ وہ ضائع یا خسارے سے دوچار ہوجائے۔ یا عمر شعور سے پہلے تم اسے اڑا ڈالو۔

۳م. عہد سے وہ میثاق بھی مراد ہے جو اللہ اور اس کے ہندے کے درمیان ہے اور وہ بھی جو انسان آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ دونوں قتم کے عہدول کا پورا کرنا ضروری ہے اور نقض عہد کی صورت میں بازیرس ہوگی۔

ذلكَ خَيْرٌ وَآحُسُ تَاوُيْلًا

وَلِاتَقُفُ مَالَيُسَ لِكَ بِهِ عِلْوٌ إِنَّ السَّمُعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَكُلُّ الْولْلِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۞

ۅؘۘڒ؆ٙؠؙۺ؋ۣٲۯۯڞؚۥؘؘۯؖٵ۠ٳؖؾڬڶؽؙۼٛۏۣۊؘٲڶۯڞؘ ۅٙڶؿؘؾ۫ڹؙڠؙٳڣؚؠٵڶڟۅ۠ڒ۞

ڴڷؙڎ۬ٳڮٙػٲؽٙڛؚؚؾٷٛۼؽ۬ۮڗؾؚڮؘڡٛڷۯۅٛۿٵ

ذلِك مِتَّا أَوْتَى الِيُكَ رَبُّكِ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلاَتَجْعُلُ مَعَ اللهِ الهَّا اخْرَفَتُلْقَى فِي جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مِّدُحُورًا

ٱفاَصْفَاكُوْرَكُكُوْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَنَامِنَ الْمَلَيِّكَةِ إِنَاكًا إِنَّكُو لَتَقُوْلُونَ قَوْلِاعَظِيْمًا أَ

سید هی ترازو سے تولا کرو۔ یہی بہتر ہے<sup>(۱)</sup> اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت اچھا ہے۔

۳۱. اور جس بات کی تحقیے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ۔(۱) کیونکہ کان اور آئھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ سیچھ کی جانے والی ہے۔(۱)

اور زمین میں اکڑ کر نہ چل کہ نہ تو زمین کو چاڑ سکتا ہے۔ (م) سکتا ہے۔ اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے۔ (م) . ان سب کامول کی برائی تیرے رب کے نزدیک (سخت) ناپند ہے۔ (۵)

PM. یہ بھی منجملہ اس وحی کے ہے جو تیری جانب تیرے رب نے حکمت سے اتاری ہے تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بنانا کہ ملامت خوردہ اور راندہ درگاہ ہو کر دوزخ میں ڈال دیا جائے۔

کیا بیوں کے لیے تو اللہ نے تمہیں چھانٹ لیا اور
 خود اپنے لیے فرشتوں کو لڑکیاں بنالیا؟ بیشک تم بہت بڑا

ا. اجر و ثواب کے لحاظ سے بہتر ہے، علاوہ ازیں لوگوں کے اندر اعتاد پیدا کرنے میں بھی ناپ تول میں دیانت داری مفید ہے۔ ۲. قَفَا یَقْفُوْ کے معنی ہیں چیچے لگنا۔ لیعنی جس چیز کا علم نہیں، اس کے چیچے مت لگو، لیعنی بد گمانی مت کرو، کسی کی ٹوہ میں مت رہو، اسی طرح جس چیز کا علم نہیں، اس پر عمل مت کرو۔

سم. یعنی جس چیز کے پیچھے تم پڑوگے اس کے متعلق کان سے سوال ہوگا کہ کیا اس نے سنا تھا، آنکھ سے سوال ہوگا کہ کیا اس نے دیکھا تھا اور دل سے سوال ہوگا کیا اس نے جانا تھا؟ کیوں کہ یہی تینوں علم کا ذریعہ ہیں۔ یعنی ان اعضاء کو اللّٰہ تعالیٰ قیامت کے دن قوت گویائی عطا فرمائےگا اور ان سے بوچھا جائے گا۔

۷۴. اترا کر اور اکثر کر چلنا، الله کو سخت ناپیند ہے۔ قارون کو اس بناء پر اس کے گھر اور خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا دیا گیا۔ (القص ۱۸) حدیث میں آتا ہے (ایک شخص دو چادریں پہنے اکثر کر چل رہا تھا کہ اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک دھنتا چلا جائے گا)۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم التبختر فی المشی مع إعجابه بثیابه) الله تعالی کو تواضع اور عاجزی پیند ہے۔

۵. لینی جو باتیں مذکور ہوئیں، ان میں جو بری ہیں، جن سے منع کیا گیا ہے، وہ نالبندیدہ ہیں۔

بول بول رہے ہو۔

الم. اورہم نے تو اس قرآن میں ہر ہر طرح () بیان فرما دیا کہ لوگ سمجھ جائیں لیکن اس سے انہیں تو نفرت ہی بڑھتی ہے۔

الم کہ دیجیے کہ اگر اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیے کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو ضرور وہ اب تک مالک عرش کی جانب راہ ڈھونڈ نکالتے۔ (1)

سم جو کچھ یہ کہتے ہیں اس سے وہ پاک اور بالاتر، بہت دور اور بہت بلند ہے۔

۳/۸. ساتوں آسانوں اور زمین اور جو بھی ان میں ہے اس کی سبج کررہے ہیں۔ ایس کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔ لیکن تم اس کی سبج سبجھ نہیں سکتے۔ (" بوشک وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

ۅؘڵڡۜٙڽؙڝۜڒۘڣؙڬٳڣؙۿػٵڷڡٞ۠ۯٳڹڸێؖڴڒٛۏڷۏٵؽڔؚ۫ؽڎ۠ۿؙ ٳڵۯؙڡؙٛۅٛڒڰ

قُلُ لَوْكَانَ مَعَهُ الِهَهُ كَمَا يَقُولُونَ إِذَا لَا بَتَغَوْا إِلَىٰذِي الْغَشِ سِينْدِي

سُفْنَهُ وَتَعْلَى عَالِيَقُولُونَ عُلُوا كَبِيرًا

شُيِّرُلُهُ السَّمُوكُ السَّبُعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِّنْ شَى الْاِيْسِنِّرُ عِمْدِهٖ وَلِكِنُ لَا تَفْقَهُوْنَ شَيْبِيْحُمُّوْلِنَّهُ كَانَ عِلِيًّا غَفُوْرًا

1. ہر ہر طرح کامطلب ہے، وعظ و تصحت، دلائل و مینات ترغیب و ترہیب اور امثال وواقعات، ہر طریقے سے بار بار سمجھایا گیا ہے تاکہ وہ سمجھ جائیں، لیکن وہ کفر وشرک کی تاریکیوں میں اس طرح تھنے ہوئے ہیں کہ وہ حق کے قریب ہونے کے بجائے، اس سے اور زیادہ دور ہوگئے ہیں۔ اس لیے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن جادو، کہانت اور شاعری ہے، پھروہ اس قرآن سے کس طرح راہ یاب ہوں؟

ای طرح یہ دوسرے معبود بھی اللہ پر غلبے کی کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے۔ اور اب تک ایسا نہیں ہوا، جب کہ ان معبودوں اسی طرح یہ دوسرے معبود بھی اللہ پر غلبے کی کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے۔ اور اب تک ایسا نہیں ہوا، جب کہ ان معبودوں کو پوچے ہوئے صدیاں گزر گئی ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سواکوئی معبود بی نہیں، کوئی با اختیار ہستی بی نہیں، کوئی نافع وضار بی نہیں۔ دوسرے معنی ہیں کہ وہ اب تک اللہ کا قرب حاصل کرچے ہوتے اور یہ مشرکین جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے وہ اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں، انہیں بھی وہ اللہ کے قریب کرچکے ہوتے۔ سل یعنی واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کی بابت جو کہتے ہیں کہ اس کے شریک ہیں، اللہ تعالی ان باتوں سے پاک اور بہت بلند ہے۔ کہ یعنی صحاوف ہیں۔ گوہم ان کی تشبیح و تحمید میں مصروف ہیں۔ گوہم ان کی تشبیح و تحمید میں مصروف ہیں۔ گوہم ان کی تشبیح و تحمید میں مصروف ہیں۔ گوہم ان کی تشبیح و تحمید میں اس کی تشبیح و تحمید میں مصروف ہیں۔ گوہم ان کی تشبیح و تحمید میں اس کی تشبیح و تحمید میں مصروف ہیں۔ گوہم ان کی تشبیح و تحمید میں اس کی تشبیح و تحمید میں اس کی تشبیح و تحمید میں مصروف ہیں۔ گوہم ان کی تشبیح و تحمید میں اس کی تشبیح و تحمید میں اس کی تشبیح و تحمید میں اس کی تشبیح و تحمید میں کہ اس کی تشبیح و تحمید کی بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا شام کو اور شبیح کو اس کے ساتھ اللہ کی تشبیح (پاک) بیان کرتے ہیں)۔ بعض پھر وں کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا شام کو اور شبیح کو اس کے ساتھ اللہ کی تشبیح (پاک) بیان کرتے ہیں)۔ بعض پھر وں کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا

ۅؘٳۮؘٲڡۜۯؙؾٵڷڠٞۯؙٳؽجَعڵؽٵؽؽؙڬۅۜؠؽؗؽٵڷڒؠٝؽ ڵۯؙۑؙؙٷۣؽؙۏٛڹٵڵڟؚڗڒٙڿٵؚڸٵۺٮٛ۫ٷڒ۞

وَّجَعَلْنَاعَلَىٰ قُلُوْبِهِمُ اکِنَّةً اَنْ يَّفْقُوُهُ ۗ وَفَى ٓ اَذَانِهِمُ وَقَرَّا اُوْلِذَا اَذَكَرَتَ رَبَّكِ فِى الْقُرُّ الِن وَصُكَاءٌ وَلُوَاعَلَ اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا۞

عَنْ اَعْلَوْبِمَا اَيْسَتَهِ عُوْنَ بِهَ إِذْ يَسْتَمِعُونَ اللَّهِ فَ وَاذْ هُدُونَ اِنْ تَتَبِعُونَ اللَّهِ فَا اللَّهِ اللَّهِ فَا اللَّهِ اللَّهِ مَا أَنْ تَتَبِعُونَ وَاذْ هُدُونَ اللَّهِ اللَّهِ مَا أَنْ تَتَبِعُونَ اللَّهِ اللَّهِ مَا أَنْ تَتَبِعُونَ اللَّهِ اللَّهُ مَا أَنْ تَتَبِعُونَ اللَّهُ اللَّهُ مَا أَنْ تَتَبِعُونَ اللَّهُ اللَّهُ مَا أَنْ اللَّهُ اللَّهُ مَا أَنْ مَا اللَّهُ مَا أَنْ اللَّهُ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مُونَ اللَّهُ مُونَ اللَّهُ اللَّهُ مَا اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُونَ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مُنْ أَمُنْ اللَّهُ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ اللَّهُ مُنْ اللّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللّهُ مُنَالِمُ مُنَا اللَّهُ مُنْ اللَّالِمُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللّ

اور تو جب قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ایک پوشیدہ حجاب ڈال دیتے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

۲۷. اور ان کے دلول پر ہم نے پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ اسے سمجھیں اور ان کے کانول میں بوجھ، اور جب تو صرف اللہ ہی کا ذکر اس کی توحید کے ساتھ، اس قرآن میں کرتا ہے تو وہ روگردانی کرتے بیٹھ پھیرکر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

الله جس غرض سے وہ لوگ اسے سنتے ہیں ان (کی اسے سنتے ہیں ان (کی استوں) سے ہم خوب آگاہ ہیں، جب یہ آپ کی طرف

﴿ وَإِنَّ مِنْهُ كَالْمُكَانِمُونِ عُنْسِيَةِ اللّهِ ﴾ (البقرة: ٤٧) (اور بعض الله تعالىٰ كے ڈر ہے گر پڑتے ہیں)۔ بعض صحابہ ٹونگشن بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول الله عَلَیْشِیْم کے ساتھ کھانا کھارہے تھے کہ انہوں نے کھانے سے شبیح کی آواز سنی، (صحیح البخاري، کتاب المهناف،: ١٩٥٩) ایک اور حدیث سے ثابت ہے کہ چیونئیاں الله کی شبیح کرتی ہیں۔ (صحیح البخاری: ٢٠١٩ و مسلم: ١٤٥٩) ایک طرح جس شنے کے ساتھ ٹیک لگاکر رسول الله عَلَیٰشِیْم نظیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، جب لکڑی کا منبر بن گیا اور اسے آپ عَلیٰشِیْم نے چیوٹردیا تو بیچ کی طرح اس سے رونے کی آواز آتی تھی۔ (صحیح البخاری: ٢٥٨٩) کمہ میں ایک پیتھر تھا جو رسول الله عَلیٰشِیْم کو سلم: ١٤٨١) ان آیات و صحیح احادیث سے واضح ہے کہ جمادات پیتھر تھا جو رسول الله عَلیْ کو سلم کیا کرتا تھا۔ (صحیح مسلم: ١٤٨١) ان آیات و صحیح احادیث سے واضح ہے کہ جمادات و نباتات کے اندر بھی ایک مخصوص فتم کا شعور موجود ہے، جسے گو ہم نہ سمجھ سکیں، گر وہ اس شعور کی بنا پر الله کی شبیح کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد شبیح دلالت ہے یعنی یہ چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام کا نبات کا خالق اور ہر چیز پر قادر صرف الله تعالیٰ ہے۔ ب

وَفِ ہِنْ کُلِّ شَہِ عِ لَکُ آیَ۔ اُن سَیْ عُلَیْ اَیَا اَن اُن سَیْ عُلَیْ اَیْ اَیْ اَیْ اَیْ اَیْ اَیْ اَیک ہے اللہ تعالیٰ ایک ہے "کیان صحیح بات پہلی ہی ہے کہ سیج اپنے حقیق معنی میں ہے۔ اللہ مَسْتُوْرٌ بمعنی سَاتِرِ (مانع اور حاکل) ہے یا مستور عن الأبصار (آکھول سے او جمل) پی وہ اسے دیکھتے نہیں۔ اس کے باوجود ان کے اور ہدایت کے در میان تجاب ہے۔

۲. اُحِنَّةً، كِنَانٌ كى جَمْع ہے، ایسا پردہ جو دلوں پر پڑجائے۔ وَقُرُّ كانوں میں ایسا ثقل یا ڈاٹ جو قرآن کے سنے میں مانع ہو۔ مطلب یہ ہے كہ ان كے دل قرآن كے سجھنے سے قاصر اور كان قرآن من كر ہدایت قبول كرنے سے عاجز ہیں۔ اور اللہ كى توحید سے تو انہیں اتنی نفرت ہے كہ اسے من كر تو بھاگ ہى كھڑے ہوتے ہیں، ان افعال كی نسبت اللہ كی طرف باعتبار خلق كے ہے، درنہ ہدایت سے یہ محرومی ان كے جمود وعناد ہى كا نتیجہ تھا۔

## الرَّحِلامِّنَهُ وَوُرُانَ

ٱنْظُرْيُهَ فَعَرُبُوالَكَ ٱلرَّمْثَالَ فَضَلَّوًا فَلَاسِّتَطِيعُونَ سِيئِلاً

ۉۘۊٙٵڷؙٷٛٳٙۮٳڎؙٲڴٵ؏ڟڶڡٞٵۊۯؙڨٲؾؖٵ؞ٳؾۜٛٲڵؠۘؽۼٛۏڗٛۏڹڿڶڤٙٵ ڂڽؽؠ۠ۮٵ

قُلُ كُوْنُواْ هِالَةُ اَوْحَلِ يُكَاهَٰ اَوْخَلُقًا مِّسَا يَكِبُرُ فِي صُلُ وَرِكُمُّ فَسَيَقُولُوْنَ مَنْ يُعْمِدُكُ نَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمُ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيْنُفِضُونَ إلَيْكَ رُءُوسُهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَى هُمَّ قُلُ عَلَى اَنْ يَكُونَ فَرَسُكُونَ الْمَاكِ

کان لگائے ہوئے ہوتے ہیں تب بھی، اور جب یہ مشورہ کرتے ہیں تب بھی جب کہ یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم اس کی تابعداری میں لگے ہوئے ہو جن پر جادوکردیا گیا ہے۔ (۱) ہمر دیکھیں تو سہی، آپ کے لیے کیا کیا مثالیں بیان کرتے ہیں، پس وہ بہک رہے ہیں۔ اب تو راہ پانا ان کے بس میں نہیں رہا۔ (۱)

97. اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور (مٹی ہوکر) ریزہ ریزہ ہوجائیں گے توکیا ہم از سر نوپیدا کرکے پھر دوبارہ اٹھاکر کھڑے کردیے جائیں گے۔

۵۰. جواب دیجیے که تم پتھر بن جاؤیا لوہا۔

افی یا کوئی اور ایسی خلقت جو تمہارے دلوں میں بہت ہی سخت معلوم ہو، (۳) پھر وہ یہ پو چیس کہ کون ہے جو دوبارہ ہماری زندگی لوٹائے؟ آپ جواب دے دیں کہ وہی اللہ جس نے تمہیں اول بارپیدا کیا، اس پر وہ اپنے سر ہلا ہلاکر (۵) آپ سے دریافت کریں گے کہ اچھا یہ ہے کب؟ تو آپ جواب دے دیں کہ کیا عجب کہ وہ (ساعت) قریب ہی آن گئی ہو۔ (۲)

ا. یعنی نبی سُکالِیُنِاً کو یہ سحر زدہ سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہوئے قرآن سنتے اور آپس میں سر گوشیاں کرتے ہیں، اس لیے ہدایت سے محروم ہی رہتے ہیں۔

۲. تبھی ساحر، تبھی مسور، تبھی مجنون اور تبھی کاہن کہتے ہیں، پس اس طرح گراہ ہورہے ہیں، ہدایت کا راستہ انہیں کس طرح ملے؟ ۹. جو مٹی اور ہڈیوں سے زیادہ سخت ہے اور جس میں زندگی کے آثار پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے۔

مم. لینی اس سے بھی زیادہ سخت چیز، جو تمہارے علم میں ہو، وہ بن جاؤ اور پھر یو چھو کہ کون زندہ کرے گا؟

۵. أَنْغَضَ يُنْغِضُ كَ معنى بين، سر ہلانا۔ يعنى استہزاء كے طور پر سر ہلاكر وہ كہيں گے كہ يہ دوبارہ زندگى كب ہوگى؟
 ٣. قريب كا مطلب ہے ہونے والى چيز، كُلُّ مَا هُو آتِ فَهُو قَرِيْبٌ "ہر وقوع پذير ہونے والى چيز، قريب ہے" اور عسى بھى قرآن ميں يقين اور واجب الوقوع كے معنى ميں استعال ہوا ہے يعنى قيامت كا وقوع يقينى اور ضرورى ہے۔

ؽۅؙۛڡٛڒڽؽڎؙٷٛۮؙۏڡۜۺۘٮؾڿؽڹٷڽۼؚڬۮ؇ۅٙؾڟ۠ؾٚۏۛڽٳڽ ڰٟٮؙٛؿؙؿؙٳڒۊؘڸؽڵؖٛؗ۫ڟ۠

ۅؘؙؙؙۛۛۛڡؙؙڵۼؚؠٵڋؽؙؿڠٛٷڵۅؙٵڵؚۊؽٝۿؽٲڞٮؙؿ۠ٳۨڽۜٵۺؽڟڹ ؙؽؙٷۢؠؽؘؠؙػۿؙۯٵؿٵۺؽڟؽػٲؽڶڸؙڒؚؽٚٮؙٵؚؽۘڡٮؙڰ۠ٳ ۺؙؠؽ۫ٵ۞

ڒۘڽؙٛڋؙٳڬڒؙڮڔؙٝڋڶڽؗؾؿٵؙؽۯػٮٛڴؙؽؙٳۏۯڹۜؾۜؿؙڷؙؽؙۼێؖڹڰٛڎٝ ۅؽۜۧٲۯڛؖڵڹڬؘٵؘڲڣۣؠؗٛٷؽڸٛ۞

**۵۲**. جس دن وہ تمہیں بلائے گا<sup>(۱)</sup> تم اس کی تعریف کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کروگے اور گمان کروگے کہ تمہارا رہنا بہت ہی تھوڑا ہے۔(۲)

مرد. اور میرے بندول سے کہہ ویجیے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں (۳) کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے۔ (۳) بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ مردد تمہمارا رب تم سے بہنسبت تمہارے بہت زیادہ جاننے والا ہے، وہ اگر چاہے تو تم پر رحم کردے یا اگر وہ چاہے تہمہیں عذاب دے۔ (۵) اور ہم نے آپ کو ان کا ذمہدار

ا. "بلائے گا" کا مطلب ہے قبروں سے زندہ کرکے اپنی بارگاہ میں حاضر کرے گا، تم اس کی حمد کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کروگے یا اسے پیچانتے ہوئے اس کے پاس حاضر ہوجاؤ گے۔

۲. وہاں یہ دنیا کی زندگی بالکل تھوڑی معلوم ہوگی، ﴿ كَانَكُمْ يُومْرِيرُونَهَا لَعْرَبُهُ وَاللّٰاحَشِيّةٌ أَوْضُولُهِمَا﴾ (النازعات: ٢١) (جب قیامت کو دیکھ لیں گے، تو دنیا کی زندگی انہیں ایسے گے گی گویا اس میں ایک شام یا ایک صبح رہے ہیں)۔ ای مضمون کو دیگر مقامات میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ طاہ: ۲۰۱-۱۰۰ الموؤ منون: ۱۱۲-۱۱۰ المروم: ۵۵۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلا نفخہ ہوگا، تو سب مردے قبروں میں زندہ ہوجائیں گے۔ پھر دوسرے نفخہ پر میدان محشر میں حماب کتاب کے لیے اکشے ہوں گے۔ دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا اور اس فاصلے میں انہیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا، وہ سوجائیں گے۔ دوسرے نفخہ پر انھیں گے تو کہیں گے۔ "افسوس، ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھایا ہے؟ "گا، وہ سوجائیں بہلی بات زیادہ صبح ہے۔
 (سورۃ ہے ہے۔ (دوسرے اللہ بات زیادہ صبح ہے۔

سع. لینی آپس میں گفتگو کرتے وقت زبان کو احتیاط سے استعال کریں، اچھے کلمات بولیں، اس طرح کفار ومشرکین اور اہل کتاب سے اگر مخاطبت کی ضرورت پیش آجائے تو ان سے بھی مشفقانہ اور زم لیجے میں گفتگو کریں۔

مم. زبان کی فراسی بے اعتدالی سے شیطان، جو تمہارا کھلا اور ازلی دشمن ہے، تمہارے در میان آپس میں فساد وُلوا سکتا ہے۔ جدیث میں ہے بی مُلَّیْ اَلَٰیْمُ نے فرمایا: ہے، یا کفار ومشرکین کے دلوں میں تمہارے لیے زیادہ بغض وعناد پیدا کرسکتا ہے۔ حدیث میں ہے بی مُلَّیْ اِلْیَا َ فرمایا: «تم میں سے کوئی شخص، اپنے بھائی (مسلمان) کی طرف، ہتھیار کے ساتھ اشارہ نہ کرے، اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ شیطان شاید اس کے ہاتھ سے وہ ہتھیار چلوا دے (اور وہ اس مسلمان بھائی کو جاگے، جس سے اس کی موت واقع ہوجائے) پس وہ جہنم کے گرھے میں جاگرے اللہ (صحیح البخاری کتاب الفتن، باب من حمل علینا السلاح فلیس منا، وصحیح مصلم، کتاب البر، باب النهی عن الإشارة بالسلاح)

۵. اگر خطاب مشرکین سے ہو تو رحم کے معنی قبول اسلام کی توفیق کے ہوں گے اور عذاب سے مراد شرک پر ہی موت

کھہر اکر نہیں بھیجا۔(۱)

وَرَتُّكَ اَعْلَوُبِمَنُ فِي السَّمُوٰتِ وَالْأَرْضُ وَكَفَّنُ فَضَّلْنَا بَعُضَ النِّبِ بِّنَ عَلِى بَعْضٍ وَّالتَّيْنَا دَاؤْدَ زُبُّورًا

00. اور آسانوں اور زمین میں جو کبی ہے آپ کا رب سب کو بخوبی جانتا ہے۔ ہم نے بعض پیغیبروں کو بعض پر بہتری اور داود (عَلَیْہِاً) کو زبور ہم نے عطا فرمائی ہے۔

ڤُلِ ادْعُواالَّذِيْنَ نَعْمُتُمُ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَايِمُلِكُوْنَ كَشُفَ الشُّرِّعَنُكُو ُولِاتَّحُو يُلَّكُ

01. کہہ دیجیے کہ اللہ کے سواجنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارولیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔

> ٲۏڵڮٵڷۮؠؿۘڽؘؽڬٷڽؽؠڹۛۼؙۏڹٳڸۯڗۜٞٞۿۭٵڵۅؘڛؽڵۊۜ ٳؿ۠ڰؙ؋ٲڨڔۢۅؘؽڗٷڽٮؘػڞؾڬۅؽۼٵٷڽۼڶٵؽ ٳڽۜۼۮٵڔٮڔڮػڶؽۼڎٛڎؙۄؙۯ<sup>۞</sup>

۵۷. جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جبتجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہوجائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں، (۳) (بات بھی یہی

ہے، جس پر وہ عذاب کے مستحق ہوں گے اور اگر خطاب مومنین سے ہو تو رحم کے معنی ہوں گے کہ وہ کفار سے تمہاری حفاظت فرمائے گا اور عذاب کا مطلب ہے کفار کا مسلمانوں پر غلبہ وتسلط۔

حفاظت فرمائے گا اور عذاب کا مطلب ہے کفار کا مسلمانوں پر غلبہ وتسلط۔ ۱. کہ آپ انہیں ضرور کفر کی دلدل سے نکالیں یا ان کے کفر پر جمے رہنے پر آپ سے باز پرس ہو۔

البقرة: ۲۵ میں جی گررچکا الوسیل فضر الفائی المعین کے میں جی گررچکا ہے۔ یہاں دوبارہ کفار مکہ کے جواب میں یہ مضمون دہرایا گیا ہے، جو کہتے تھے کہ کیا اللہ کو رسالت کے لیے یہ محمد (سکانیٹیم) ہی ملا تھا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کی کو دوسرے پر فضیلت دینا، یہ اللہ کے ہی اختیار میں ہے۔
 اللہ کو دسالت کے لیے منتخب کرنا اور کی ایک نبی کو دوسرے پر فضیلت دینا، یہ اللہ کے ہی اختیار میں ہے۔
 اللہ گذشتہ آیت میں مِنْ دُوْنِه سے مراد فرشتوں اور بزرگوں کی وہ تصویریں اور مجسے ہیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے، یا دہ جنات ہیں حضرت عزیر و مسلم علیا ہی جنہیں یہودی اور عیسائی ابن اللہ کہتے اور انہیں الوہی صفات کا حامل مانتے تھے، یا وہ جنات ہیں جو مسلمان ہوگئے تھے اور مشرکین ان کی عبادت کرتے تھے۔ اس لیے اس آیت میں بتالیا جارہا ہے کہ یہ تو خود اپنے رب کا قرب علاش کرنے کی جبتی میں رہتے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور یہ صفت ہمادات (پھروں) میں نہیں ہوسکتی۔ اس آیت سے واضح ہوجاتا ہے کہ مِنْ دُوْنِ اللہ (اللہ کے سواجن کی عبادت کی جاتی ربی عبادت کی جاتی ہی خوبات ہی خوبات ہے کہ مِنْ دُوْنِ اللہ (اللہ کے سواجن کی عبادت کی جاتی ربی ہی تھے جن میں سے پھی فرشتے، پھی صالحین، کی مورتیاں ہی نہیں تھیں، بلکہ اللہ کے وہ بندے بھی تھے جن میں سے پھی فرشتے، پھی صالحین، کہ کی سے تکایف دور کر سے ہی خوبات ہی در کے جات ہیں کہ عالمی مطلب انکمال صالحہ کے ذریعے سے اللہ کا نہ کی کی حالت بدل سکتے ہیں۔ "اپنے رب کے تقرب کی جستمو میں رہتے ہیں"کا مطلب انکمال صالحہ کے ذریعے سے اللہ کا نہ کئی کی حالت بدل سکتے ہیں۔ "اپنے رب کے تقرب کی جستمو میں رہتے ہیں"کا مطلب انکمال صالحہ کے ذریعے سے اللہ کا خوبات کے دریعے سے اللہ کا خوبات کی میں نہیں تھیں۔ "اپنے رب کے تقرب کی جستم میں رہتے ہیں"کا مطلب انکمال صالحہ کے ذریعے سے اللہ کا کہ کی حالت بدل سکتے ہیں۔ "اپنے رب کے تقرب کی جستم میں رہتے ہیں"کا مطلب انکمال صالحہ کے ذریعے سے اللہ کا کہ کی حالت بدل سکتے ہیں۔ "اپنے رب کے تقرب کی جستم میں رہتے ہیں "کا مطلب انکمال صالحہ کے ذریعے سے اللہ کی در بھو کی میں دیں کی حالت بدل سکتے ہیں۔ "اپنے رب کے تقرب کی جستم میں دیا جستم کی ایک کی دو بیات کی میں کرنے کی دو بیات کی دو بیا

ۅؘڸڽٞڡؚۜڽؙۊؙۯؾڐؚؚٳڵڒۘۼۘؽؙؙۘٛٛڡؙۿڸڬ۠ۅ۫ۿٵڨٙڹؙڷؽۅؙڡؚٳڶڣؾۿۊ ٲۅؙڡؙۼڎ۬ؽؙۅۿٵۼۘڵڹؙٲۺٙڔؽۘڋٵػٲؽۮ۬ڶٟڰڣۣٛٵڰؽؾؗ مَسْطُورًا<sup>۞</sup>

ۅۜڡؘۜٲڡۛٮؘٚۼٮؘٚٲۘٲڽؙۺ۠ڗڛٮڶڽۘٳڷڵڸؾؚٳڷۜۘۘٳٙٲؽؙػۮ۪ۜۘۜۘۘڹؠۿؖٵ ٵڵٷٞڷۅ۫ڽٷڶؾؽؙٵؿۼٛٷڵڶڰٵڠؘ؋ؙؠٛڝؚڗۘٞڠڣؘڟڶؠٛٶٝٳڽۿٲ ۅؘٵڒؙۯڛڶؙؠٳڵڶڵڿٳڷڵؾؘڿٟٛؽڡٞٵ®

وَإِذْ قُلْنَالُكُ إِنَّ رَبِّكِ إَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَاجَعَلْنَا الرُّءُ يَا

ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔

84. اور جتنی بھی بستیاں ہیں ہم قیامت کے دن سے پہلے پہلے یا تو انہیں ہلاک کردینے والے ہیں یا سخت تر سزا دینے والے ہیں۔ یا سخت تر سزا دینے والے ہیں۔ یہ تو کتاب میں لکھا جاچکا ہے۔ (۱) 85. اور ہمیں نشانات (مجزات) کے نازل کرنے سے روک صرف اسی کی ہے کہ اگلے لوگ انہیں جھٹلاچکے ہیں۔ (۲) ہم نے شودیوں کو واضح نشانی کے طور پر او نٹی دی لیکن انہوں نے اس پر ظلم کیا(۱) اور ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشاناں جھیتے ہیں۔

۲۰. اور یاد کرو جب که جم نے آپ سے فرما دیا که

قرب ڈھونڈتے ہیں۔ یہی الوسید ہے جے قر آن نے بیان کیا ہے۔ وہ نہیں ہے جے قبر پرست بیان کرتے ہیں کہ فوت شدہ اشخاص کے نام کی نذر نیاز دو، ان کی قبروں پر غلاف چڑھاؤ اور میلے تھلیے جماؤ اور ان سے استمداد واستغاثہ کرو۔ کیونکہ یہ وسید نہیں، یہ تو ان کی عبادت ہے جو شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔

1. کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات طے شدہ ہے، جو لوح محفوظ میں کھی ہوئی ہے کہ ہم کافروں کی ہر بتی کویا تو موت کے ذریعے سے ہلاک کردیں گے اور بتی سے مراد، بتی کے باشدگان ہیں اور ہلاکت کی وجہ ان کا کفر وشرک اور ظلم وطغیان ہے۔ علاوہ ازیں یہ ہلاکت قیامت سے قبل و قوع پذیر ہوگی، ورنہ قیامت کے دن تو بلا تفریق ہر بستی ہی شکست وریخت کا شکار ہوجائے گی۔

ال. یہ آیت اس وقت اتری جب کفار مکہ نے مطالبہ کیا کہ کوہ صفا کو سونے کا بنادیا جائے یا مکہ کے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹادیے جائیں تاکہ وہال کاشت کاری ممکن ہو سکے، جس پر اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ اُلی کے ذریعے سے پیغام بھیجا کہ ان کے مطالبات ہم پورے کرنے کے لیے تیار ہیں، لیکن اگر اس کے بعد بھی وہ ایمان نہ لائے تو پھر ان کی ہلاکت بھینی ہے۔ پھر انہیں مہلت نہیں دی جائے گی۔ نبی مگاہی ہے تاکہ بہ بھی اسی بات کو پہند فرمایا کہ ان کا مطالبہ پورا نہ کیا جائے تاکہ یہ یہ اسی بات کو پہند فرمایا کہ ان کا مطالبہ پورا نہ کیا جائے تاکہ یہ یہی ہلاکت سے نی جائیں۔ (مسند احمد، ج: ۱، ص: ۲۵۸۔ وقال احمد شاکر فی تعلیقہ علی المسند: ۱۳۳۳، اسنادہ صحیح) اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی مضمون بیان فرمایا ہے کہ ان کی خواہش کے مطابق نشانیاں اتار دینا ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں۔ لیکن ہم اس سے گریز اس لیے کررہے ہیں کہ پہلی قوموں نے بھی اپنی خواہش کے مطابق نشانیاں مائلیں جو انہیں دکھادی گئیں، کین اس کے باوجود انہوں نے تکذیب کی اور ایمان نہ لائیں، جس کے نتیج میں وہ ہلاک کردی گئیں۔ سب قوم شمود کا بطور مثال تذکرہ کیا کیونکہ ان کی خواہش پر پھر کی چٹان سے اونٹنی ظاہر کرکے دکھائی گئی تھی، لیکن ان طالموں نے، ایمان لانے کے بجائے، اس اونٹنی ہی کو مار ڈالا، جس پر تین دن کے بعد ان پر عذاب آگیا۔
 طالموں نے، ایمان لانے کے بجائے، اس اونٹنی ہی کو مار ڈالا، جس پر تین دن کے بعد ان پر عذاب آگیا۔

الَّتِيَّ اَرَيْنِكَ اِلَّافِتَنَةً لِلنَّاسِ وَ الشَّجَوَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرُّالِيِّ وَغُيِّوْفُهُمْ فَايْزِيْدُهُمُ اللَّطْغُيَانَا كَيْبُرُارَ

ۅٙڶڎؙۊؙؙڶؽؗٵڸٮؙؗڡؘڵؠٟػۊؚٳۺؙۼؙۮؙۏٳڵٳۮڡٙؗڔؘڡؘڛؘڿۮۏۧٳٳڰۜۯ ٳڹڸؽ۫ٮٞ ڠٵڶٵٙ۩ۼؙۮڶؠٙڽڿڡؙڠٙؾڟؚؽڹٵ۞ٛ

قَالَ اَرَءُيْتِكَ لِمَنَا الَّذِي كَوَّمُتَ عَلَيُّ لَمِنَ اَخُرْتَنِ الليومِ الْقِيمَةِ لَرَّحْتَنِكَنَّ دُيِّيَّتَهَ أَلِا قِلْيُلَا

قَالَ اذُهَبُ فَمَنُ تَبِعَكَ مِنْهُمُ وَإِنَّ جَهَثُمُ

آپ کے رب نے لوگوں کو گھیر لیا ہے۔ (۱) جو رؤیا (عینی رؤیت) ہم نے آپ کو دکھائی تھی وہ لوگوں کے لیے صاف آزمائش ہی تھی اور اسی طرح وہ درخت بھی جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے۔ (۱) ہم انہیں ڈرا رہے ہیں لیکن یہ انہیں اور بڑی سرکتی میں بڑھارہا ہے۔ (۱) کیکن یہ انہیں اور بڑی سرکتی میں بڑھارہا ہے۔ (۱) کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سواسب نے کیا، اس نے کہا کہ کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ کیا میں اگر مجھے بھی قیامت تک تو نے واسل دی تو دی ہے، لیکن اگر مجھے بھی قیامت تک تو نے واسل دی تو میں اس کی اولاد کو بجز بہت تھوڑے لوگوں کے، اپنے بس (۱۳)

۳۳. ارشاد ہوا کہ جا ان میں سے جو بھی تیرا تابعدار

ا. لیعنی لوگ اللہ کے غلبہ وتصرف میں ہیں اور جو اللہ چاہے گا وہی ہوگا نہ کہ وہ جو وہ چاہیں گے، یا مراد اہل مکہ ہیں کہ وہ اللہ کے زیر افتدار ہیں، آپ بے خوفی سے تبلیغ رسالت کیجے، وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، ہم ان سے آپ کی حفاظت فرائیں گے۔ یا جنگ بدر اور فتح مکہ کے موقع پر جس طرح اللہ نے کفار مکہ کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا، اس کو واضح کیا جارہا ہے۔

میں کرلوں گا۔

۴. صحابہ و تابعین رفی اُنڈی نے اس رؤیا کی تفسیر عینی رویت سے کی ہے اور مراد اس سے معراج کا واقعہ ہے، جو بہت سے کرور لوگوں کے لیے فتنے کا باعث بن گیا اور وہ مرتد ہوگئے۔ اور درخت سے مراد زُقُومٌ (تھوہر) کا درخت ہے، جس کا مشاہدہ نبی منگا ہی نے شب معراج، جہنم میں کیا۔ الْمَلْعُونَةَ سے مراد، کھانے والوں پر بعنی جہنیوں پر بعنت۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُومِ \* طَعَامُراْلُونِيْمِ ﴾ (الدخان: ۴۳، ۴۳) (زقوم کا درخت، گناہ گاروں کا کھانا ہے)۔ سل بعنی کافروں کے دلوں میں جو خبث وعناد ہے، اس کی وجہ سے، نشانیاں دیکھ کر ایمان لانے کے بجائے، ان کی سرشی وطفیانی میں اور اضافہ ہوجاتا ہے۔

٧٠. لينى اس پر غلبہ حاصل كرلوں گا اور اسے جس طرح چاہوں گا، گراہ كرلوں گا۔ البتہ تھوڑے سے لوگ ميرے داؤ سے نئے جائيں گے۔ آدم عَلَيْكِ وابليس كا يہ قصہ اس سے قبل سورہ بقرہ، أعراف اور حجر ميں گزرچكا ہے۔ يہاں چوتھى مرتبہ اسے بيان كيا جارہا ہے۔ علاوہ ازيں سورہ كہف، طہ اور سورہ ص ميں بھى اس كا ذكر آئے گا۔

جَزَاؤُكُهُ جَزَاءً مَّوْفُورًا

ۉٳڛؙؾؘڣ۫ڔ۬ۯ۬ۺؚٳڛؗۘؾۜڟۼؾؘڡڹ۫ۿؙڎؠڝۜۅؙؾٟڬ ۅؘٲڿؙڸڹۘۼؽؙؿۿۄؙڿؚؽڸڮۅٙڒڿڸڮؘۏۺؘڶۯػۿٛڎؙ ٲڵؙؙۯڡؙٷٳڶۅٙٲڵٷٞڵٳۮؚۅؘۼۮۿؙڎۅٞڡٵؽۼۮۿؙۄٳۺۜؽڟڽٛ ٳٙڵٷٛۯۊؙڒؖ۞

ٳؾۜۼؚؠؗٳؗؗۅؽڶؽڽۘٵؘػۼؽؘڣۣۄؙڛؙڵڟڽٞٷػڣؗؠڔٮؾؚػ ٷڮ۫ؽڰ۞

رَكَبُّوُالَّذِي ئُ يُزْجِيُ لَكُوْالْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِلَّبَنَّعُوُّا مِنْ فَضُلِهِ إِنَّهُ كَانَ بِكُوْرَحِيْمًا۞

ہوجائے گا تو تم سب کی سزا جہنم ہے جو پورا پورا بدلہ ہے۔

''الا اور ان میں سے تو جے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے

بہکالے (۱) اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا (۲)

اور ان کے مال اور اولاد میں اپنا بھی ساجھا لگا (۱) اور

انہیں (جھوٹے) وعدے دے لے (۱) اور ان سے جتنے

بھی وعدے شیطان کے ہوتے ہیں سب کے سب سراسر
فریب ہیں۔ (۵)

۲۵. میرے سیچ بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں۔(۱) اور تیرا رب کارسازی کرنے والا کافی ہے۔(<sup>2)</sup>

۲۲. تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے لیے دریا میں
 کشتیال چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ بے شک

ا. آواز سے مراد پر فریب دعوت یا گانے، موسیقی اور لہو ولعب کے دیگر آلات ہیں، جن کے ذریعے سے شیطان بکثرت لوگول کو گمراہ کررہا ہے۔

۲. ان نشکروں سے مراد، انسانوں اور جنوں کے وہ سوار اور پیادے نشکر ہیں جو شیطان کے چیلے اور اس کے پیروکار ہیں اور شیطان ہی کی طرح انسانوں کو گمراہ کرتے ہیں، یا مراد ہے ہر ممکن ذرائع جو شیطان گمراہ کرنے کے لیے استعال کرتا ہے۔
 ۱۳. مال میں شیطان کی مشارکت کا مطلب حرام ذریع سے مال کمانا اور حرام طریقے سے خرج کرنا ہے اور اسی طرح مویشیوں کو بتوں کے ناموں پر وقف کر دینا مثلاً بحیرہ، سائیہ وغیرہ۔ اور اولاد میں شرکت کا مطلب، زناکاری، عبد اللات وعبد العزی وغیرہ نام رکھنا، غیر اسلامی طریقے سے ان کی تربیت کرنا کہ وہ برے اخلاق وکر دار کے حامل ہوں، ان کو تعبد العزی وغیرہ بنانا اور بغیر مسنون دعا پڑھے بیوی سے ہم بستری کرنا وغیرہ ہے۔ ان تمام صور توں میں شیطان کی شرکت ہوجاتی ہے۔

- ۴. که کوئی جنت دوزخ نہیں ہے، یا مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں ہے وغیرہ۔
- ۵. غُرُورٌ (فریب) کا مطلب ہوتا ہے غلط کام کو اس طرح مزین کرکے دکھانا کہ وہ اچھا اور درست لگے۔
- ۲. بندول کی نسبت اپنی طرف کی، یہ لطور شرف اور اعزاز کے ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندول کو شیطان برکانے میں ناکام رہتا ہے۔
- ک. لیعنی جو صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ بن جاتا ہے، اس پر اعتماد اور توکل کرتا ہے تو اللہ بھی اس کا دوست اور کارساز بن جاتا ہے۔

ۅٙٳۮ۬ٳڡۜۺػؙۄ۠ٳڵڞؙڗؙڣۣٲڶؠؘڂۅۻٙڷڡۜؽؙؾۘڎؙۼؙۅؙؽ ٳڰٚٳؾٚٳٷٞڡؙػؠٙٵۼۜڂؙۅؙٳڶٙؽٳڷؠڗۣؖٳۼۘڗۻؙؾؙۄؙٛۅؘػٳؽ ٳڵڔڶۺٵؽؙػڡؙٛۅ۫ڗٳ۞

ٲڡؘۜٲڡٟٞٮ۬ٛڎؙۄؙٲڽؙؾۜڂۛڛڡؘۑڴۄؙۼٳڹڹٱڵؠڔۜٚٲۅ۫ؽٛۅڛڵ عَڵؽڴؙۄ۫ڂٳڝؚؠٞٵٮ۠ؾٞڵۼۜٙڮٷٳڵڴۄ۫ۊڮؽڵڴ

آمُر آمِنْ تُوُانَ يُعِيْدُ كُوْ فِيهُ عِتَارَةً اُخُوٰى فَيُرُسِلَ عَلَيْكُوُ قَاصِفًا صِّنَ الرِّيْجِ فَيُغْوِقَكُوُ بِمَاكَفَرُ تُوْ نُشُوِّلَ فَيْكُولَاكُوْعَيْنُنَا لِهِ تِبْيُعًا ۞

وہ تمہارے اوپر بہت ہی مہربان ہے۔

14. اور سمندرول میں مصیب پہنچتے ہی جنہیں تم پکارتے سے سب گم ہوجاتے ہیں صرف وہی اللہ باقی رہ جاتا ہے۔ پھر جب وہ تمہیں خطکی کی طرف بچلاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔ (۲)

۲۸. تو کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ تمہیں خطی کی طرف (لے جاکر زمین) میں دھنادے یا تم پر پھر تم اپنے لیے کی بھر بھر تم اپنے لیے کی تگہبان کو نہ یاسکو۔

79. کیا تم اس بات سے بے خوف ہوگئے ہو کہ اللہ تعالیٰ پھر متہیں دوبارہ دریا کے سفر میں لے آئے اور تم پر تیز و تند ہواؤں کے جھونکے بھیج دے اور تم پر تیز و تند ہواؤں کے جھونکے بھیج دے اور تمہارے کفر کے باعث متہیں ڈبو دے۔ پھر تم اپنے لیے ہم پر اس کا دعویٰ (پیچیا) کرنے والا کسی کو نہ یاؤگے۔

ا. یہ اس کا فضل اور رحمت بی ہے کہ اس نے سمندر کو انسانوں کے تابع کردیا ہے اور وہ اس پر کشتیاں اور جہاز چلاکر ایک ملک سے دوسرے ملک میں آتے جاتے اور کاروبار کرتے ہیں، نیز اس نے ان چیزوں کی طرف رہنمائی بھی فرمائی جن میں بندوں کے لیے منافع اور مصالح ہیں۔

۴. یہ مضمون پہلے بھی کئی جگہ گزرچکا ہے۔

سر یعنی سمندر سے نکلنے کے بعد تم جو اللہ کو بھول جاتے ہوتو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ منتکی میں بھی تمہاری گرفت کر سکتا ہے، تمہیں وہ زمین میں دھنسا سکتا ہے یا پتھروں کی بارش کرکے تمہیں ہلاک کر سکتا ہے، جس طرح بعض گزشتہ قوموں کو اس نے اس طرح ہلاک کیا۔

٣٠. قَاصِفٌ الي تند و تيز سمندري ہوا جو کشتيوں کو توڑ دے اور انہيں ڈبو دے۔ تَبِيْعًا انتقام لينے والا، پيچهاکرنے والا، لين تمہارے ڈوب جانے کے بعد ہم سے بوچھے کہ تو نے ہمارے بندوں کو کيوں ڈبويا؟ مطلب يہ ہے کہ ايک مرتبہ سمندر سے بخيريت نكلنے کے بعد، کيا تنہيں دوبارہ سمندر ميں جانے کی ضرورت پيش نہيں آئے گی؟ اور وہاں وہ تنہيں گرداب بلا ميں نہيں بھينا سكتا؟

ڡٙڷڡؘۜۮؙػڗۜڡؙٮٚٵٚڹؿٙٵۮڡؘۅؘػٮڷؖڶٷٛڋ؈۬ۘٳڵؠڗؚۜۅؘٲڶؠؘڂؚڔ ۅؘڒڒڡٞ۠ۿؗۄ۫ڝۜٵڟؾؚۑڹؾۅؘڡؘڡٞۺؖڶۿٛۄؗۛٵڵػؿؠؙڕڡۣۧۺۜ ڂؘڵڡؙٞٵؘڡۛڣ۬ؽؠڵڒۂٞ

ؽۅ۫ڡۛڒؽڎؙڠٛۅٳڴڷٲؙؽٳڛٵۑؚٳڡٚٳڝۿڎؘ۠ڡٚڡؙؽؙٲۏؾٙڮؾؗڹۿ ڔؠؿؠؽڹ؋ڧٲۉڵؠٟٙڮؽڣٞۯٷڽڮڐڹۿڎؙۅٙڵٳؽ۠ڟڶۿٷۛڹ ڣؘؾؽؙڵڰ

▶ ک. اور یقیناً ہم نے اولاد آدم (علیہاً) کو بڑی عزت دی<sup>(1)</sup> اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں <sup>(۲)</sup> اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں <sup>(۳)</sup> اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیات عطا فرمائی۔ <sup>(۳)</sup>

اک. جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے بیشوا<sup>(۵)</sup> سمیت بلائیں گے۔ پھر جن کا بھی اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دے دیا گیا وہ تو شوق سے اپنا نامۂ اعمال پڑھنے لگیس گے اور

ا. یہ شرف اور فضل، بحثیت انسان کے، ہر انسان کو حاصل ہے چاہے مومن ہو یا کافر۔ کیونکہ یہ شرف دوسری مخلوقات، حیوانات، جمادات و نباتات و غیرہ کے مقابلے میں ہے۔ اور یہ شرف متعدد اعتبار سے ہے۔ جس طرح کی شکل وصورت، قدوقامت اور ہیئت اللہ تعالی نے انسان کو عطاکی ہے، وہ کسی دوسری مخلوق کو حاصل نہیں۔ جو عقل انسان کو دی گئی ہے، جس کے ذریعے سے اس نے اپنے آرام وراحت کے لیے بے شار چیزیں ایجاد کیں، حیوانات و غیرہ اس سے محروم ہیں۔ علاوہ ازیں اس عقل سے وہ غلط و صحیح، مفید و مصر اور حسین و فیج کے در میان تمیز کرنے پر قادر ہے۔ اس عقل کے ذریعے سے وہ اللہ کی دیگر مخلوقات سے فائدہ اٹھاتا اور انہیں اپنے تالج رکھتا ہے۔ اس عقل و شعور سے وہ الیہ عمارتیں کے ذریعے سے وہ اللہ کی دیگر مخلوقات سے فائدہ اٹھاتا اور انہیں اپنے تالج رکھتا ہے۔ اس عقل و شعور سے وہ الیہ عبر کرتا، ایسے لباس ایجاد کرتا اور ایس چیزیں تیار کرتا ہے، جو اسے گرمی کی حرارت سے اور سردی کی برودت سے اور موسم کی دیگر شدتوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔ علاوہ ازیں کا نئات کی تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت پر لگا ہے۔ چاند، سورج، ہوا، پانی اور دیگر بے شار چیزیں ہیں جن سے انسان فیض یاب ہورہا ہے۔

۲. خشکی میں وہ گھوڑوں، فچروں، گدھوں، اونٹوں اور اپنی تیار کردہ سوار یوں (ریلیس، گاڑیاں، بسیں، ہوائی جہاز، سائیکل اور موٹر سائیکل وغیرہ) پر سوار ہوتا ہے اور اس طرح سمندر میں کشتیاں اور جہاز ہیں جن پر وہ سوار ہوتا ہے اور سامان لاتا لے جاتا ہے۔
 ۳. انسان کی خوراک کے لیے جو غلہ جات، میوے اور پھل اس نے پیدا کیے ہیں اور ان میں جو جو لذتیں، ذائنے اور قوتیں رکھی ہیں۔ انواع واقسام کے یہ کھانے، یہ لذیذ ومرغوب پھل اور یہ قوت بخش اور مفرح مر کبات ومشروبات اور خمیرے اور معجونات، انسان کے علاوہ اور کس مخلوق کو حاصل ہیں؟

مذکورہ تفصیل سے انسان کی، بہت سی مخلوقات پر، فضیلت اور برتری واضح ہے۔

۵. إِمَامٌ كَ مَعَىٰ پیشِوا، لیڈر اور قائد كے ہیں، یہاں اس سے كیا مراد ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض كہتے ہیں كہ اس سے مراد پینجبر ہے۔ لینی ہر امت كو اس كے پینجبر كے حوالے سے پكارا جائے گا۔ بعض كہتے ہیں، اس سے آسانی كتاب مراد ہے جو انبیاء كے ساتھ نازل ہوتی رہیں۔ لینی اے اہل تورات! اے اہل انجیل! اور اے اہل قرآن! وغیرہ كہہ كے پكارا جائے گا۔ بعض كہتے ہیں یہاں "امام" سے مراد نامهٔ اعمال ہے ہر شخص كو جب بلایا جائے گا تو اس كا نامهٔ اعمال اس كے ساتھ ہوگا اور اس كے مطابق اس كا فیصلہ كیا جائے گا۔ اس رائے كو امام ابن كثير اور امام شوكانی نے ترجیح دی ہے۔

ۅؘڡۘڽؙػٲڹ؈۬ۿٮڹ؋ۜٲڠڶؽڣۿۅؙڣڷڵڿۯؚۊٚٲڠڶؽ ۅؘٲڞؘڷؙڛؘؽڰٙ

وَانُ كَادُوْلَلَيْفَتُوْنَكَ عَنِ الَّذِي َ اَوْجَيْنَالَلِيكَ لِتَفْتَرِى عَلَيْنَا عَبُرُهُ ۗ وَاذَا الرَّغَنَدُوْكَ خِلِيلًا

ۅؘڶٷڒٙٲڽٛڹۘؾۜؾؙڬڶڡؘۜڎؙڮڽؙۜۛٛٛٛۜؾؘڗؙڴؽٛٳڶؿۿؚ<sub>ٛۯ</sub>ۺؽؙٵ ۼٙڸؽؙڒؖۿ

ٳۮٞٲڒۘۮؘڨ۬ڮۻ۬ڡؘٵڶۼڸۅۊٙۏۻڡ۬ػٲڵؠؠؘٵؾڎؙڗۜ ؙڒۼؚۜۮؙڵػعؘؽؽٚٵٚڝٛؽؙڒٵٛ

ۅٳڽؙڬٳۮؙۅٛٳڵؽۺۘؾۼڗؙ۠ۏٙٮٚػڡؚڹٲڵڒڝ۬ڸؽۼٝڔۼٛڬ ڡؚڹ۫ۿٳۯٳڐؙٳڵڒٮؙڷ۪ؾڗؙؙۏؿڿڵڣڮٳڵڒۊٙڸؽڵ۞

وھاگے کے برابر (ذرہ برابر) بھی ظلم نہ کیے جائیں گے۔(ا)

12. اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا، وہ آخرت میں

بھی اندھا اور راتے سے بہت ہی بھٹکا ہوا رہے گا۔(۱)

20. یہ لوگ آپ کو اس وحی سے جو ہم نے آپ پر

اتاری ہے بہکانا چاہتے کہ آپ اس کے سوا پچھ اور ہی

ہمارے نام سے گھڑ گھڑا لیں، تب تو آپ کو یہ لوگ اپنا

دلی دوست بنالمتے۔

**۷۵٪** اور اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی طرف ذرا سا مائل ہوہی جاتے۔

20. پھر تو ہم بھی آپ کو دوہرا عذاب دنیا کا کرتے اور دوہرا ہی موت کا، (م) پھر آپ تو اپنے لیے ہمارے مقابلے میں کسی کو مدد گار بھی نہ پاتے۔

ا. فَتِيْنٌ اس جھلی یا دھاگے کو کہتے ہیں جو تھجور کی محھلی میں ہوتا ہے تعنی ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا۔

۲. اُعْمَیٰ (اندھا) سے مراد دل کا اندھا ہے لینی جو دنیا میں حق کے دیکھنے، سیھنے اور اسے قبول کرنے سے محروم رہا، وہ آخرت میں اندھا، اور رب کے خصوصی فضل وکرم سے محروم رہے گا۔

سا. اس میں اس عصمت کا بیان ہے جو اللہ کی طرف سے انبیاء عَلِیماً کو حاصل ہوتی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ مشرکین اگرچہ نبی مُنَالِّیماً کُلُو ان سے بچایا اور آپ مُنَالِّیماً ورا مشرکین اللہ نے آپ مُنَالِیماً کُو ان سے بچایا اور آپ مُنَالِّیماً ورا بھی ان کی طرف نہیں جھے۔

م. اس سے معلوم ہوا کہ سزا قدر ومنزلت کے مطابق ہوتی ہے۔

۵. یہ اس سازش کی طرف اشارہ ہے جو نی سُلُائِیْزِ کو کے سے نکالنے کے لیے قریش مکہ نے تیار کی تھی، جس سے اللہ
 نے آپ کو بھالیا۔

۲. لیعنی اگر اپنے منصوبے کے مطابق یہ آپ کو کے سے نکال دیتے تو یہ بھی اس کے بعد زیادہ دیر نہ رہتے لیعنی عذاب الہی کی گرفت میں آجاتے۔

سُنَّةَ مَنُ قَدْاَرُسُلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلاَعَيِبُ لِمُنْتِنَا عَوْمُلِكُ

أَقِوِ الصَّلَوَةُ لِدُلُولُ الشَّيْسِ إلى عَسَقِ النَّيْلِ وَقُرْانَ الْفَجُورِ إِنَّ قُرْانَ الْفَجُرِكَانَ مَشْهُودًا ۞

وَمِنَ الَّذِلِ فَتَهَجَّدُ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ يُعَلِّى اَنُ يَبْعَتَكَ

22. ایسا ہی دستور ان رسولوں کا تھا جو آپ سے پہلے ہم نے جیسے (۱) اور آپ ہمارے دستور میں مجھی ردو بدل نہ یائیں گے۔(۲)

۸ک. نماز کو قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریخی تک (<sup>۳)</sup> اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی، یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔ (<sup>۳)</sup>
 ۹ک. اور رات کے کچھ جھے میں تبجد کی نماز (<sup>۵)</sup> میں قرآن

ا. یعنی یہ دستور پرانا چلا آرہا ہے جو آپ منگانی آغیر سے پہلے رسولوں کے لیے بھی برتا جاتا رہا ہے کہ جب ان کی قوموں نے انہیں اپنے وطن سے نکال دیا یا انہیں نکلنے پر مجبور کردیا تو پھر وہ قومیں بھی اللہ کے عذاب سے محفوظ نہ رہیں۔
 ۲. چنانچہ اہل مکہ کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ رسول اللہ منگانی آغیر کی ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد ہی میدان بدر میں وہ عبرت ناک ذلت وظلست سے دوچار ہوئے اور چھ سال بعد ۸ ہجری میں مکہ ہی فتح ہوگیا اور اس ذلت وہزیمت کے بعد وہ سراٹھانے کے قابل نہ رہے۔
 کابل نہ رہے۔

سا۔ ڈلُوک ؑ کے معنی زوال (آفاب ڈھلنے) کے اور غَسَقٌ کے معنی تاریکی کے ہیں۔ آفاب کے ڈھلنے کے بعد، ظہر اور عصر کی نماز اور اس کی تاریکی تک سے مراد مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں اور قرآن الفجر سے مراد فجر کی نماز ہے۔ آس کو قرآن سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ فجر میں قراءت کمی ہوتی ہے۔ اس طرح اس آیت میں پانچوں مرض نمازوں کا ایمالی ذکر آجاتا ہے۔ جن کی تفسیلات احادیث میں ملتی ہیں اور جو امت کے عملی تواتر سے بھی ثابت ہیں۔ میں اسی فی اسی وقت فرشتہ حاض ہوتے ہیں بلکہ دن کے فرشتوں اور رات کے فرشتوں کا اجماع ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے (سی مینی اسی وقت فرشتہ حاض ہوتے ہیں بلکہ دن کے فرشتوں اور رات کے فرشتوں اور رات کے فرشتوں کا اجماع ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے (سی مینی اور حدیث میں ہے کہ رات والے فرشتہ جب اللہ کے پاس جاتے ہیں تو اللہ تعالی ان سے لیچھتا ہے حالانکہ وہ خود خود خوب جانتا ہے "تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟" فرشتے کہتے ہیں کہ "جب ہم ان کے پاس گئے تین تو انہیں نماز پڑھے ہوئے ہی پاس گئے تین اور نمین نماز پڑھے ہوئے ہی ہوئے ہی ہیں "دوسر والمحافظۃ علیهما) ہو تا ہیں گہر اسی اسی اسی مین تو رات کو سوئے سے بھی اور اسی کہ جود کے اصل معنی تو رات کو سوئے سے بھی دوسرے معنی ہیں باب تفعل میں جانے سے اس میں تجنب کے معنی بیں اس نے گئے ہی میں باب نفعل میں جانے سے بھی اور ہے بھی اور اسی کہ جود کے اصل معنی تو رات کو سوئے سے بھی اور بیل کہ بی میں بی اس نے کیا اور کہتے ہیں کہ ہود کے اسی کی میں اٹھ کر نوافل پڑھیں۔ بی کی دوسرے میں گئے ہی کہ دو رات کو سوئے سے بھی اور تین سے بھی اور تیت کی میں سوتے اور پھیلے جسے میں اٹھ کر نوافل پڑھین ہے۔ ساری رات قیام اللیل کرنا خلاف سنت ہے۔ تی خلافی اللیل کرنا خلاف سنت ہے۔ بی خلافی اللیک کرنا خلاف سنت ہے۔ بی خلافی اللیک کرنا خلاف سنت ہے۔ بی خلافی سنت ہے۔ بی خلافی سنت ہے۔ بی خلافی اللیک کرنا خلاف سنت ہے۔ بی خلافی شنت ہے۔ بی خلافی سنت ہے۔ بی خلافی

رَبُّكَ مَقَامًا تَعْمُوُدُّا

ۅؘۛڡؙؙؙڵڗۜؾؚٵۮؙڿڵؚؽؙ؞ؙٮؙڂڶڝۮ؈ۜٛٵٞۻٟٝۼؽؙۼٛڗٛ؉ ڝۮڗۣٷٳڂۼڶڸؙٞڝؙٛڵۮؙؽڰۺؙڵڟٵٚؿؘڝؽڗٵ۞

وَقُلُ جَأَءًالْحَقُّ وَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ نَهُوْقًا ۞

کی تلاوت کریں ہیہ نفل ہے آپ کے لیے (۱) عنظریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔ (۲)

۸۰. اور دعا کیا کریں کہ اے میرے پروردگار! مجھے جہال لے جا اور جہال سے نکال اچھی طرح لے جا اور جہال سے نکال اچھی طرح نکال اور میرے لیے اپنے پاس سے غلبہ اور امداد مقرر فرمادے۔ (۲)

۸۱. اور اعلان کردے کہ حق آچکا اور ناحق نابود ہو گیا۔
 یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا۔

ا. بعض نے اس کے معنی کیے ہیں یہ ایک زائد فرض ہے جو آپ کے لیے خاص ہے، اس طرح وہ کہتے ہیں کہ نی عَلَیْتَیْکُم پر تجد بھی اسی طرح فرض تھی، جس طرح پائج نمازیں فرض تھیں۔ البتہ امت کے لیے تبجد کی نماز فرض نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دَافِلَةٌ (زائد) کا مطلب یہ ہے کہ یہ تبجد کی نماز آپ عَلَیْتِیْکُم کے رفع درجات کے لیے زائد چیز ہے، کیونکہ آپ عَلَیْتِیْکُم تو مغفور الذنب ہیں، جب کہ امتیوں کے لیے یہ اور دیگراعمال خیر کفارہ سیئات ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نافِلَة افافہ ہی ہے لینی نہ آپ عَلَیْتِیْکُم کی امت پر۔ یہ ایک زائد عبادت ہے جس کی فضیلت نافلہ ہی ہے لینی نہ آپ عَلیْتِیْکُم کی اور نہ بھی اور نہ بھی اور اس وقت اللہ اپنی عبادت سے بڑا خوش ہوتا ہے، تاہم یہ نماز فرض وواجب نہ نی عَلیْتِیْکُم کی اور نہ آپ عَلیْتُیْکُم کی امت پر ہی فرض ہے۔

۲. یہ وہ مقام ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نبی مُثَلِّقَیْم کو عطا فرمائے گا اور اس مقام پر ہی آپ مُثَلِّقَیْم وہ شفاعت عظمیٰ فرمائیں گے، جس کے بعد لوگوں کا حساب کتاب ہوگا۔

سا بعض کہتے ہیں کہ یہ جرت کے موقع پر نازل ہوئی جب کہ آپ کو مدینے میں داخل ہونے اور کھ سے نکلنے کا مسلد در پیش تھا، بعض کہتے ہیں اس کے معنی ہیں مجھ سپائی کے ساتھ موت دینا اور سپائی کے ساتھ قیامت کے دن جب قبر سے اٹھائے تو قیامت کے دن جب قبر سے اٹھائے تو سپائی کے ساتھ قبر سے نکالنا، وغیرہ۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ دعا ہے اس لیے اس کے عموم میں یہ سپائی آجاتی ہیں۔

م. صریت میں آتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب نبی مُعَلَّقَیْمَ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں تین سو ساٹھ بت تھے، آپ مُعَلَّقَیْمَ کی اُن کے ہاتھ میں چیڑی تھی، آپ مُعَلِّقَیْمَ چیڑی کی نوک سے ان بتوں کو مارتے جاتے اور ﴿جَاءَالْحَقُ وَمَعَى الْبَاطِلُ ﴾ البَاطِلُ وَمَا يُعْمِدُ ﴾ (سبأ: ٢٩) پڑھتے جاتے (صحیح البخاری، تفسیر سورة بنی إسرائیل وکتاب المظالم، باب هل تکسر الدنان التی فیها الخمر - ومسلم، الجهاد، باب إزالة الأصنام من حول الکعبة)

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرُالِ مَاهُوَيشْفَآءٌ وَّرَضَةٌ لِّلْهُوُمِنِيْنَ وَلاَيْزِيْدُ الظّٰلِمِينَ اِلْاَضَارًا۞

ۅؘٳۮۧٳٲٮ۫ڡٚؠۘؽٚٵۼڷٳڷٟڶۺٵڹٵڠۯۻٙۅؽٵٝۼۭڮٳڹڽؚ؋ ۅٳۮٙٳڝۜۺؙڎؙٳڶۺٞڗؙػٳؽؽؙٷ۫ڛٵ۞

قُلُ كُلُّ يَعْمَلُ عَلَ شَاكِكَتِهٖ فَرَكِّكُوْ آعَلَوْبِمَنَ هُوَاهُلَى سَبِيلُاهِ

وَيَسْتَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْجِ قُلِ الرُّوْحُمِنُ آمُرِرَبِّنَ وَمَا اُوْتِينُتُوْمِنَ الْعِلْمِ الاَقِلِيُلاَ

۸۲. اور یہ قرآن جو ہم نازل کررہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفاء اور رحمت ہے۔ مگر ظالموں کے لیے خسارے کے سواکسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔

ملا. اور انسان پر جب ہم اپنا انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑلیتا ہے اور کروٹ بدل لیتا ہے اور جب اسے کوئی تکلیف مینچتی ہے تو وہ مایوس ہوجاتا ہے۔(\*)

مرد کہہ دیکیے کہ ہر شخص اپنے طریقے پر عامل ہے جو پوری ہدایت کے راستے پر ہیں انہیں تمہارا رب ہی بخوبی جاننے والا ہے۔

۸۵. اور یہ لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ جواب دے دیجے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔(")

ا. اس مفہوم کی آیت سورۂ یونس: ۵۷ میں گزر چکی ہے، اس کا حاشیہ ملاحظہ فرمالیا جائے۔

۲. اس میں انسان کی اس حالت و سیفیت کا ذکر ہے جس میں وہ عام طور پر خوش حالی کے وقت اور تکلیف کے وقت مبتلا ہوتا ہے۔ خوش حالی میں وہ اللہ کو بھول جاتا ہے اور تکلیف میں مایوس ہوجاتا ہے۔ لیکن اہل ایمان کا محاملہ دونوں حالتوں میں اس سے مختلف ہوتا ہے۔ دیکھیے سورہ ہود کی آیات: ۹-۱۱ کے حواثی۔

اسب اس میں مشرکین کے لیے تہدید و وعید ہے اور اس کا وہی مفہوم ہے جو سورہ ہود کی آیت: ۱۲۱-۱۲۱ کا ہے وَقُلُ لِلَّذِیْنَ لَا يُعْمِنُونَ الْحَمْلُواعِلَى مَكَانَتِ لَمُوْلُونَ ﴿ وَالْسَظِوْلُوا اِلْمَامْلَتُظُولُونَ ﴾ ... شَاكِلَةٌ کے معنی نیت، دین، طریقے اور موراج وطبیعت کے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس میں کافر کے لیے ذم اور مومن کے لیے مدح کا پہلو ہے، کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ ہر انسان ایساعمل کرتا ہے جو اس کے اس اخلاق و کردار پر بنی ہوتا ہے جو اس کی عادت وطبیعت ہوتی ہے۔ مطلب ہے کہ ہر انسان ایساعمل کرتا ہے جو اس کے اس اخلاق و کردار پر بنی ہوتا ہے جو اس کی عادت وطبیعت ہوتی ہے۔ میں دوج وہ لطیف شے ہے جو کسی کو نظر تو نہیں آتی لیکن ہر جاندار کی قوت و توانائی اسی روح کے اندر مضمر ہے۔ اس کی حقیقت وہ ہیت کیا ہے؟ یہ کوئی نہیں جانتا۔ یہودیوں نے بھی ایک مرتبہ نمی شُلُولُو النہود النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الذی اور میہ ایک مطلب یہ ہے کہ تمہارا علم، اللہ کے علم کے مقابلے میں قابل ہے، اور یہ روح جس کے بارے میں تم الدوح) آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا علم، اللہ کے علم کے مقابلے میں قابل ہے، اور یہ روح جس کے بارے میں تم لیوچھ رہے ہو، اس کا علم تو اللہ نے انبیاء سمیت کسی کو بھی نہیں دیا ہے۔ بس اتنا سمجھو کہ یہ میرے رب کا امر (حکم) ہے۔ یا میرے رب کی شان میں سے ہے۔ جس کی حقیقت کو صرف وہی جانتا ہے۔

وَلَيِنُ شِنُنَالَنَكُ هَبَى بِالَّذِئَ آوُحُيْنَا آلَيُك ثُمَّ لَا يَجِكُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلُاكُ

اِلْارْحْمَةُ مِّنْ رَّبِكِ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْك كَبُيرًا⊙

قُلُ لَين اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِرِّ، عَلَى آنُ يَاتُنُوا بِمِثْلِ هٰذَاالْقُرُالِ لَا يَاتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْكَازَيْضُهُمُ لِبَعُضِ ظَهِيُرًا۞

وَلَقَدُ صَرِّوْنَالِلتَّاسِ فِي هٰذَا الْقُدُوانِ مِنَ كُلِّ مَثَرِلُ فَأَبِنَ ٱكْثَرُ النَّاسِ الرَّكُفُورًا ١٠٠

وَقَالُوا لَنَ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفَجُّرُ لَنَامِنَ الْرَرْضِ يَنْبُوعًا ﴿

ٱۅۛ۫ؾؙڴ۠ۅٝؾؘڵڰؘجَّنة ؙٛڝۨٞؿٚۼ۬ؽڸۊؚۜۼڹؘب؋ؘؿؙۼۜجؚٙر الْأَنْهُرَخِلْلُهَاتَقَحُبُرًانُ

أؤشُنقِط السَّمَاء كَمَا زَعَمُتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْتَا أَيَّ بِإِيلَاءِ

٨٦. اور اگر ہم چاہیں تو جو وحی آپ کی طرف ہم نے اتاری ہے سب سلب کرلیں،(۱) پھر آپ کو اس کے لیے ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی میسر نہ آسکے۔(۲)

۸۷. سوائے آپ کے رب کی رحمت کے، (۳) یقیناً آپ پر اس کا بڑا ہی فضل ہے۔

۸۸. کهه دیجے که اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مدو گار تھی بن جائیں۔

٨٩. اور جم نے تو اس قرآن میں لوگوں کے سمجھنے کے لیے ہر طرح سے تمام مثالیں بیان کردی ہیں، مگر اکثر لوگ انکار سے باز نہیں آتے۔(<sup>۵)</sup>

 • اور انہوں نے کہا<sup>(۱)</sup> کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان لانے کے نہیں تاو قتیکہ آپ ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ حاری نه کردس۔

ا1. یا خود آپ کے لیے ہی کوئی باغ ہو تھجوروں اور انگوروں کا اور اس کے در میان آپ بہت سی نہریں جاری کرد کھائیں۔ 97. یا آپ آسان کو ہم پر ٹکڑے گلڑے کرکے گرادیں

ا. یعنی وحی کے ذریعے سے جو تھوڑا بہت علم دیا گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے بھی سلب کرلے یعنی دل سے محو کر دے یا کتاب سے ہی مٹادے۔

- ۲. جو دوباره اس وحي كو آپ كي طرف لوثادے۔
- س. کہ اس نے نازل کردہ وحی کو سلب نہیں کیا یا وحی الہی سے آپ مَنْکَافِیْنِمُ کو مشرف فرمایا۔
- ٨. قرآن مجيد سے متعلق يہ چيلنج اس سے قبل بھي کئي جگه گزر چکا ہے۔ يہ چيلنج آج تک تشنء جواب ہے۔
  - ۵. به مفهوم اس سورت کی آیت ایم میں بھی گزر چکا ہے۔
  - ۲. ایمان لانے کے لیے قریش مکہ نے یہ مطالبات پیش کیے۔

وَالْمُلَيْكَةِ قَبِيلًا اللهِ

ٲۅؙڲؙۅؙڹڮڎڹؽؾ۠ڞؚٞۏؙڎ۫ڂٛۅؚٵۏۘٙؾۯؿ۬؈ؚٝ۬ڶۺؠٵۧڐٟ ۅڵڹؖؿؙؙۏؙڝؚڹڶۯڣؾػڂڝۨٞؿؙڹۜڒۜڶٵٙؽؽٵڮڹڹٵؿڡٞۯٷؙڎ ڠؙؙڶؙۺؙۼٵؽڒؿؖۿڶڴؽؙؿٳڵٳڝۜٛڗٵؿڞۅڵٷ

وَمَامَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُؤْمِنُوْ الذِّجَاءَهُمُ الْهُكَاى الْكَانَ قَالُوُّ الْبَعَثَ اللهُ بَشَرًا لَوْمُوْلَهُ

قُلْ كَوْكَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَيِّكَةٌ يَّتَشُونَ مُطْمَيِنِّينَ

جیبا کہ آپ کا گمان ہے یا آپ خود اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاکھڑا کریں۔(۱)

94. یا آپ کے اپنے لیے کوئی سونے (۲۰) کا گھر ہوجائے یا آپ آسان پر چڑھ جانے کا بھی اس وقت تک ہرگزیقین نہیں کریں گے جب تک کہ آپ ہم پر کوئی کتاب نہ اتار لائیں جسے ہم خود پڑھ لیں، (۳) آپ جواب دے دیں کہ میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف ایک انسان ہی ہوں جو رسول بنایا گیا ہوں۔ (۳)

90. اور لوگوں کے پاس ہدایت پہنی چینے کے بعد ایمان سے روکنے والی صرف یہی چیز رہی کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے ایک انسان کو ہی رسول بناکر بھیجا؟ (۵)

98. آپ کہہ دیں کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے

ا. یعنی جمارے روبرو آکر کھڑے ہوجائیں اور ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

۲. زُخُرُفٌ کے اصل معنی زینت کے ہیں مُزَخُرِفٌ مزین چیز کو کہتے ہیں۔ لیکن یہاں اس کے معنی سونے کے ہیں۔ ۱۳. لینی ہم میں سے ہر شخص اسے صاف صاف خود پڑھ سکتا ہو۔

مم. مطلب یہ ہے کہ میرے رب کے اندر تو ہر طرح کی طاقت ہے، وہ چاہے تو تمہارے مطالبے آن واحد میں لفظ "کُنْ" سے پورے فرمادے۔ لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو (تمہاری طرح) ایک بشر ہی ہوں۔ لیا کوئی بشر ان چیزوں پر قادر ہے؟ جو مجھ سے ان کا مطالبہ کرتے ہو۔ ہاں، اس کے ساتھ میں اللہ کا رسول بھی ہوں۔ لیکن رسول کا کام صرف اللہ کا پنچا نے بنچانا ہے، سو وہ میں نے پنچا دیا اور پنچا رہا ہوں۔ لوگوں کے مطالبات پر معجزات ظاہر کرکے دکھانا یہ رسالت کا حصہ نہیں ہے۔ البتہ اگر اللہ چاہے تو صدق رسالت کے لیے ایک آدھ معجزہ دکھانے ہے لیکن لوگوں کی مطالبات پر اگر معجزے دکھانے شروع کردیے جائیں تو یہ سلسلہ تو کہیں بھی جاکر نہیں رک سکے گا، ہر آدمی اپنی خواہش کے مطابق نیا معجزہ دکھانے شروع کردیے جائیں تو یہ سلسلہ تو کہیں بھی جاکر نہیں رک سکے گا، ہر آدمی اپنی خواہش کے مطابق کے مطابق نیا معجزہ دکھوں کا اصل کام شھپ ہوجائے گا۔ اس لیے معجزات کا صدور صرف اللہ کی مشیت سے بی ممکن ہے اور اس کی مشیت اس حکمت و مصلحت کے مطابق ہوتی ہے، جس کا علم اس کے سواکس کو نہیں۔ میں بھی اس کی مشیت میں دخل اندازی کا مجاز نہیں۔

۵. لیغنی کسی انسان کا رسول ہونا، کفار ومشرکین کے لیے سخت تعجب کی بات تھی، وہ یہ بات مانتے ہی نہیں تھے کہ ہمارے جیسا انسان جو ہماری طرح چلتا پھر تا ہے، ہماری طرح کھا تا پیتا ہے، ہماری طرح انسانی رشتوں میں منسلک ہے، وہ رسول بن جائے۔ یہی استعجاب ان کے ایمان میں مانع رہا۔

لَنَوْلُنَا عَلَمُهُمِّينَ السَّمَاءِ مَلَكًا وَسُولُاهِ

قُلُ كَفَيٰ بِاللَّهِ شَهِيلًا لَكِنْيُ وَيَدُيِّكُمُ ۗ إِنَّهُ كَانَ بعِبَادِهِ خَبِيُرًابَصِيُرًا

وَمَنْ يَهُدِاللَّهُ فَهُوَ الْمُهُتَدِ ۚ وَمَنْ يُضُلِلْ فَكَرُ، تَعِمَالَهُمُ أُولِيا أَمِنُ دُونِهُ وَغَثْثُوهُم يَوْمَ الْقِيمَةِ عَلَىٰ وُجُوۡهِهِهُ عُمْيًا وَبُكُمَّا وَصَّمَّا مَا وَلِهُهُ جَهَنَّهُ كُلّْمَاخَبَتُ زِدُنْهُ وَسَعِيْرًا ﴿

ذلِكَ جَزَا وُهُمُ بِأَنَّهُ مُ كُفِّرُ وَا بِالْإِنِّنَا وَقَالُوَّا ءَاذَا كُنَّاعِظَامًا وَّرْفَاتًاءَ إِنَّالْكُنُّونُونُ خَلُقًا حَدِينُدًا ۞

اور رہتے بستے ہوتے تو ہم بھی ان کے پاس کسی آسانی فرشتے ہی کو رسول بناکر مجھتے۔<sup>(۱)</sup>

97. کہہ دیجیے کہ میرے اور تمہارے در میان اللہ تعالی کا گواہ ہونا کافی ہے۔<sup>(۱)</sup> یقیناً وہ اپنے بندوں سے خوب آگاہ اور بخونی دیکھنے والا ہے۔

AP. اور الله جس كى رہنمائى كرے وہ تو ہدايت يافتہ ہے اور جسے وہ راہ سے بھٹکادے ناممکن ہے کہ تو اس کا مدد گار اس کے سواکسی اور کو یائے، (۳) ایسے توگوں کا ہم بروز قیامت اوندھے منہ حشر کریں گے، (^) درآں حالیکہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہول گے، (۵) ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ جب مجھی وہ بجھنے لگے گی ہم ان پر اسے اور بھڑ کا دیں گے۔

.٩٨ يه سب جاري آيتول سے كفر كرنے اور اس كہنے کا بدلہ ہے کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہوجائیں گے پھر ہم نئی پیدائش میں اٹھا کھڑے کیے جائیں گے؟(۱)

ا. الله تعالیٰ نے فرمایا جب زمین میں انسان بستے ہیں تو ان کی ہدایت کے لیے رسول بھی انسان ہی ہول گے۔ غیر انسان رسول، انسانوں کی ہدایت کا فریصنہ انجام دے ہی نہیں سکتا۔ ہاں اگر زمین میں فرشتے بستے ہوتے تو ان کے لیے رسول بھی یقیناً فرشتے ہی ہوتے۔

۲. یعنی میرے ذمے جو تبلیغ ودعوت تھی، وہ میں نے پہنچا دی، اس بارے میں میرے اور تمہارے درمیان اللہ کا گواہ ہونا کافی ہے، کیونکہ ہر چیز کا فیصلہ اس کو کرنا ہے۔

سل میری شبکیغ ودعوت سے کون ایمان لا تا ہے، کون نہیں، یہ بھی اللہ کے اختیار میں ہے، میرا کام صرف شبکیغ ہی ہے۔ ٨. حديث ميں آتا ہے كه صحابه كرام فخالَتْهُا نے تعجب كا اظہار كيا كه اوندھے منه كس طرح حشر ہو گا؟ نبي مَالْلَيْلِمُ نے فرمايا (جس الله نے ان کو پیروں سے چلنے کی قوت عطا کی ہے، وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ انہیں منہ کے بل چلا دے)۔ (صحيح البخاري، سورة الفرقان، مسلم، صفة القيامة والجنة والنار، باب يحشر الكافر على وجهه)

۵. لینی جس طرح وہ دنیا میں حق کے معاملے میں اندھے، بہرے اور گونگے بنے رہے، قیامت کے دن بطور جزاء اندھے، بہرے اور گونگے ہوں گے۔

۲. لعنی جہنم کی یہ سزا ان کو اس کیے دی جائے گی کہ انہوں نے جاری نازل کردہ آیات کی تصدیق نہیں کی اور کائنات

ٲۅؘۘۘڷؙۄ۫ۑۘڔؘۘۉٳٲڹۜٳڶڵۿٵڷۮؽڂؘڰٙٵڶۺۜؠؗؗؗؗڬۣۅٷٲڷۯڞؘ ڡٙٵڍۯۜٷٙڶٲڹڲٷٛؾٞۄؿؖڶۿۄ۫ۅؘۻٙۼڶڶۿڎٲۻڰ ڰڒؽؿڹؽڋؿڋڨٲؽڶڟ۠ڸٷ۫ؽٳڒڴڡؙؙۅٛڒٵ۞

قُلُ لَّوْاَنُتُوْتَمُلِكُونَ خَزَابِنَ رَحْمَةِ رَبِّنَ إِذَّا لَّامَسُكُتُمُ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ \*وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا ۞

99. کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ جس اللہ نے آسانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے وہ ان جیسوں کی پیدائش پر پورا قادر ہے، (۱) اسی نے ان کے لیے ایک ایسا وقت مقرر کر رکھا ہے جو شک وشبہ سے یکسر خالی ہے، (۲) کین ظالم لوگ انکار بغیر رہتے ہی نہیں۔

ابہ دیجے کہ اگر بالفرض تم میرے رب کی رحتوں کے خزانوں کے مالک بن جاتے تو تم اس وقت کھی اس کے خرج ہوجانے کے خوف سے اس کو روکے رکھتے اور انسان ہے ہی تنگ دل۔

میں پھیلی ہوئی تکوینی آیات پر غوروفکر نہیں کیا، جس کی وجہ سے انہوں نے وقوع قیامت اور بعث بعد الموت کو محال خیال کیا اور کہا کہ ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہوجانے کے بعد ہمیں ایک نئی پیدائش کس طرح مل سکتی ہے؟

ا. الله نے ان کے جواب میں فرمایا کہ جو الله آسانوں اور زمین کا خالق ہے، وہ ان جیسوں کی پیدائش یا دوبارہ انہیں زندگی دینے پر بھی قادر ہے، کیونکہ یہ تو آسان وزمین کی تخلیق سے زیادہ آسان ہے، ﴿لَحَمْتُ الْسَلَهٰ وَ وَالْاَرْضِ اَكُرُوسِى اَكُرُسِى اَلْسَلُوتِ وَالْاَرْضِ اَكُرُسِى اَلْسَلُوتِ وَالْاَرْضِ اَلْسَانِي ﴾ (المؤمن: ۵۵) (آسان اور زمین کی پیدائش، انسانوں کی تخلیق سے زیادہ بڑا کام ہے)۔ ای مضمون کو الله تعالیٰ نے سورۃ الاحقاف: ۳۳ میں اور سورۂ باسین: ۲۱–۸۲ میں بھی، بیان فرمایا ہے۔

۲. اس اجل (وقت مقرر) سے مراد موت یا قیامت ہے۔ یہاں سیاق کلام کے اعتبار سے قیامت مراد لینا زیادہ مسیح ہے، یعنی ہم نے انہیں دوبارہ زندہ کرکے قبروں سے اٹھانے کے لیے ایک وقت مقرر کرر کھا ہے۔ ﴿وَمَا نُوَحِدُوُوَالَالِكَیْمِ اللّٰهِ عُدُدُودِ﴾
 (هود: ۱۰۳) (نهم ان کے معاملے کو ایک وقت مقرر تک کے لیے ہی مؤخر کررہے ہیں)۔

اس خوف سے کہ خرج کر کے ختم کرڈالیں گے، اس کے بعد فقیر ہوجائیں گے، اس کے بعد فقیر ہوجائیں گے۔ " طالا نکہ یہ خزان اللی ہے جو ختم ہونے والا نہیں۔ لیکن چوکہ انسان نگ دل واقع ہوا ہے، اس لیہ بعد فقیر ہوجائیں گے۔ " طالا نکہ یہ خزان اللی ہے جو ختم ہونے والا نہیں۔ لیکن چوکہ انسان نگ دل واقع ہوا ہے، اس لیے بخل سے کام لیتا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا ﴿اَمُرْهُوْمُو صِیْدُ فِی وَاللهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ واللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ والللّهُ واللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّه

ۅۘڬڡۜڽؙؖٵٮؾؽؙٮٚٲڡؙٷڛؾڛۛۼٵڸؾٟ؞ڽڐؾ ۺؙػؙڶؠۜؿٛٙ ٳٛڛڒٳٙۦؿؠٳۮ۫ۼٳٙۿٷڡؘقاڶڮؙ؋ۯۘۼٷڽؙٳڣۣٞ؆ڒڟؾ۠ۨػ ۣڸؠؙٷڛؿۺؙٷۯٳ۞

قَالَ لَقَدُعُلِثَ مَا أَنْزَلَ لَهُؤُلِكَ الْاَرْبُ السَّلُوتِ وَالْكُرْضِ بَصَلِّرُولِ إِنِّ لَكُظْتُّكَ يِفِرْعَوْنُ مَثْبُؤُرًا<sup>©</sup>

ڣؘٲۯؙٳۮٵؘڽ۫ؿۜٮؙؾۊ۫ؠۜۿؙڎۺۣٵڷڒۯۻۣڣٙٲۼٛۯڨؙڶۿؙۅٙڡڽؙڡۜۼۘ ۼؠؽڲٵ۞

وَّقُلْنَامِنَ بَعُهِ لِإِبْنَى الْمِرَاءِيُلِ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَآءَوَعُدُ الْلِخِزَةِ جُنْنَا بِكُوْلِقِيقًا ۞

وَبِالْحِيِّ ٱنْزَلْنَاهُ وَبِالْحُقِّ نَزَلَ وْمَاۤ ٱلۡسَلَٰنٰكَ إِلَّامُ بَشِّرًا

1•1. اورہم نے موسیٰ (عَلَیْمِاً) کو نو معجزے (۱) بالکل صاف صاف عطا فرمائے، تو خود ہی بنی اسرائیل سے پوچھ لے کہ جب وہ ان کے پاس پہنچ تو فرعون بولا کہ اے موسیٰ! (عَلَیْمِاً) میرے خیال میں تو تجھ پر جادو کردیا گیا ہے۔ ۱۰۲. موسیٰ (عَلَیْمِاً) نے جواب دیا کہ یہ تو تجھے علم ہوچکا ہے کہ آسانوں اور زمین کے پروردگار ہی نے یہ معجزے دکھانے، سمجھانے کو نازل فرمائے ہیں، اے فرعون! میں تو سمجھ رہا ہوں کہ تو یقیناً برباد وہلاک کیا گیا ہے۔

المال آخر فرعون نے پختہ ارادہ کرلیا کہ انہیں زمین سے ہی اکھیرادے تو ہم نے خود اسے اور اس کے تمام ساتھیوں کو غرق کردیا۔

۱۰۱۰ اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمادیا کہ تم اس سرزمین (۲) پر رہو سہو۔ ہاں جب آخرت کا وعدہ آئے گا ہم تم سب کو سمیٹ اور لپیٹ کرلے آئیں گ۔ 100 اور ہم نے اس قرآن کو حق کے ساتھ اتارا اور بہ

ا. وہ نو مجرے ہیں۔ ہاتھ کا چہکنا، لا کھی کا سانپ بن جانا، قبط سالی، نقص ثمرات، طوفان، جراد (ٹڈی دل) قدمل (کھٹل، جو کیں) ضفادع (بینڈک) اور خون۔ امام حسن بھری کہتے ہیں، کہ قبط سالی اور نقص ثمرات ایک بی چیز ہے اور نوال مجرہ و لا کھی کا جادوگروں کی شعیدہ بازی کو نگل جانا ہے۔ حضرت موسی علیقی ایک و ان کے علاوہ بھی مجرات دیے گئے ستھے مثلاً لا کھی کا پتھر پر مارنا، جس سے بارہ چشمے ظاہر ہوگئے ستھے۔ بادلوں کا سایہ کرنا، من وسلوی وغیرہ۔ لیکن یہاں آیات تعمد سے صرف وہی نو مجرات مراد ہیں، جن کا مشاہدہ فرعون اور اس کی قوم نے کیا۔ اسی لیے حضرت ابن عباس کھا گھا کہ ان فوم جرات میں شار کیا ہے اور قبط سالی اور نقص شمرات نے انْفِلَاقُ بَحْرٍ (سمندر کا بھٹ کر راستہ بن جانا) کو بھی ان نو مجرات میں شار کیا ہے اور قبط سالی اور نقص شمرات کو ایک مجرہ شار کیا ہے۔ ترذی کی ایک روایت میں آیات تعمد کی تفصیل اس سے مخلف بیان کی گئی ہے۔ لیکن سنداً وہ روایت ضعیف ہے، اس لیے آیات تعمد سے مراد یہی نہ کورہ مجرات ہیں۔

۲. بظاہر اس سرزمین سے مراد مصر ہے، جس سے فرعون نے موسی علیہ اور ان کی قوم کو نکالنے کا ارادہ کیا تھا۔ گر تاریخ بنی اسرائیل کی شہادت یہ ہے کہ وہ مصر سے نکلنے کے بعد دوبارہ مصر نہیں گئے، بلکہ چالیس سال میدان تیہ میں گزار کر فلسطین میں داخل ہوئے۔ اس کی شہادت سورہ اعراف وغیرہ میں قرآن کے بیان سے بھی ملتی ہے۔ اس لیے صحیح یہی ہے کہ اس سے مراد فلسطین کی سرزمین ہے۔

وَّنَذِيُرًا۞

ۅؘؿ۫ٳڵٵٞڡٛۯڡۛ۬ڬؙڰڸؾڠؙۯٳ؇ۼٙڸٳڵؾٳڛۼڸۥؙػؙڋؿؚۊٞڹۜۊٞڶڹ۠ڰؙ ؾؙؿ۬ۯؚؽؙڲ۞

قُلْ الِمُنُوْلِيَهَ اَوُلَا تُوْمِئُواْ إِنَّ الَّذِينَ اُوْتُواالْحِلْمَ مِنَ مَّلِهَمَ إِذَا يُتُثَلَّى عَلَيْهِم ۚ يَخِرُّوُنَ لِلْأَذْقَالِ سُخَمَّاكُ

وَّيَقُوْلُونَ سُبُحٰنَ رَبِّبَآ إِنْ كَانَ وَعُدُرَبِّنَا لَمَفْعُولُ

وَيَعِزُونَ اللَّاذَ قَالَ يَبُكُونَ وَيَزِينُاهُمُ خُتُونًا ۗ

بھی حق کے ساتھ اترا۔ (۱) ہم نے آپ کو صرف خوشنجری سانے والا اور ڈرانے والا (۲) بناکر بھیجا ہے۔

۱۰۱. اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے اس لیے اتارا ہے (<sup>(۲)</sup>کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں اور ہم نے خود بھی اسے بندریج نازل فرمایا۔

2.1. کہہ دیجیے تم اس پر ایمان لاؤیا نہ لاؤ، جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ تھوڑیوں کے بل سجدہ میں گریڑتے ہیں۔(")

۱۰۸ اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے، ہمارے رب کا وعدہ بلاشک وشبہ پورا ہو کر رہنے والا ہی ہے۔(۵)

109. اور وہ اپنی تھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدہ میں گرپڑتے ہیں اور یہ قرآن ان کی عاجزی اور خشوع و خضوع بڑھادیتا ہے۔

ا. لعنی بحفاظت آپ تک پہنچ گیا، اس میں رائے میں کوئی کی بیشی اور کوئی تبریلی اور آمیزش نہیں کی گئی۔ اس لیے
 کہ اس کو لانے والا فرشتہ شَدِیْدُ الْقُوَیٰ، اَلْأَمِیْنُ، الْمَکِیْنُ اور الْمُطَاعُ فِی الْمَلَإِ الْاَعْلیٰ ہے۔ یہ وہ صفات ہیں جو حضرت جریل علیہ اللہ کے متعلق قرآن میں بیان کی گئی ہیں۔

۲. مُبَشِّر اطاعت گزار مومن کے لیے اور نَذِیْرٌ نافرمان کے لیے۔

سم. فَرَقْنَاهُ کے ایک دوسرے معنی بَیّنَاهُ وَأَوْضَحْنَاهُ (ہم نے اسے کھول کر یا وضاحت سے بیان کردیا ہے) بھی کیے گئے ہیں۔
مم. یعنی وہ علماء جنہوں نے نزول قرآن سے قبل کتب سابقہ پڑھی ہیں اور وہ وہی کی حقیقت اور رسالت کی علامات سے
واقف ہیں، وہ سجدہ ریز ہوتے ہیں، اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہ انہیں آخری رسول مُنَّالَّیْمُ کی پہچان کی
توفیق دی اور قرآن ورسالت پر ایمان لانے کی سعادت نصیب فرمائی۔

۵. مطلب یہ ہے کہ یہ کفار مکہ جو ہر چیز سے ناواقف ہیں، اگر یہ ایمان نہیں لاتے، تو آپ پرواہ نہ کریں اس لیے کہ جو اہل علم ہیں اور وحی ورسالت کی حقیقت سے آشا ہیں وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں بلکہ قرآن من کر وہ بارگاہ الٰہی میں سحدہ ریز ہوگئے ہیں۔ اور اس کی پاکیزگی بیان کرتے اور رب کے وعدوں پر یفین رکھتے ہیں۔

۲. ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑنے کا دوبارہ ذکر کیا، کیونکہ پہلا سجدہ اللہ کی تعظیم و تنزیہ کے لیے اور بطور

عِلْ ادْحُوااللّهَ أُوادْحُواالرّحْمٰنَ ٱلْكَاتَالَتَّغُوْاقَلُهُ الْكَنْمَاءُ انْحُسْنَى وَلاَجِّهَرُ يُصِلاتِكَ وَلاَثْغَافِتُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَيِدِيُلا

ۅؘڨُڸٵڬؠؘۮؙؠڸٮۊٳڷٳڹؽڵۮٟؿۜۼؚۜۏؗۮؘۅٙڸػٵۊۜڶۄٙؽۘۘڒٛؽ۠ڰ ؘۺڔؽڮ۠؈ؚ۬ڷؠؙڴڮۅۘڶۄؽڮٛڽٛڰٷٷڸۑٞ۠ۺۜٵڵڎؙڔڷ ٷڮٙڔؙٛٷؙؿڹؙؽؙڒۣٲ۞۫

11. کہہ دیجے کہ اللہ کو اللہ کہہ کرپکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔ (() نہ تو تو اپنی نماز بہت بلند آواز سے پڑھ اور نہ بالکل پوشیدہ بلکہ اس کے درمیان کا راستہ تلاش کرلے۔ (۲)

ااا. اور یہ کہہ دیجے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک وساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو اور تو اس کی یوری بوری بڑائی بیان کرتا رہ۔

شکر تھا اور قرآن سن کر جو خشیت ورفت ان پر طاری ہوئی اور اس کی تأثیر واعجاز سے جس درجہ وہ متأثر ہوئے، اس نے دوبارہ انہیں سجدہ ریز کردیا۔

ا. جس طرح کہ پہلے گزرچکا ہے کہ مشرکین مکہ کے لیے اللہ کے صفاتی نام "رحمٰن" یا "رحیم" نامانوس تھے اور بعض آثار میں آتا ہے کہ بعض مشرکین نے نبی مُنالِقَیْمُ کی زبان مبارک سے یا رحمٰن ورجیم کے الفاظ سے تو کہا کہ ہمیں تو یہ کہتا ہے کہ صرف ایک اللہ کو پکارو اور خود دو معبودول کو پکار رہا ہے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی (ابن کیر)

الب کی شان نزول میں حضرت این عباس و الله این فرماتے ہیں کہ مکہ میں رسول الله عَلَیْتُوم چیپ کر رہتے تھے،
 جب اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو آواز قدرے بلند فرما لیتے، مشرکین قرآن من کر قرآن کو وار الله کو سب وشتم کرتے، الله تعالیٰ نے فرمایا، اپنی آواز کو اتنا اونچانہ کرو کہ مشرکین من کر قرآن کو برا بھلا کہیں اور نہ آواز اتنی پست کرو کہ صحابہ و المالائکة یشهدون و مسلم، پست کرو کہ صحابہ و المالائکة یشهدون و مسلم، السلاۃ، باب التوسط فی الغراءۃ) خود نی شاہیئے کا واقعہ ہے کہ ایک رات نی شاہیئے کا گزر حضرت ابو بر صدیق و النی و الله کی الفاق ہوا تو کے الفاق ہوا تو کہا کہ وہ پست آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ شاہیئے کہ ایک رات نی شاہیئے کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا تو وہ او نی آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ شاہیئے کے دونوں سے بو چھا تو حضرت ابو بکر صدیق و النی ہوا تو میری آواز سن رہا تھا، حضرت عرفی الله نی آواز قدرے بلند کرو اور حضرت عرفی کی میرا مقصد سوتوں کو جگانا اور شیطان کو بھگانا تھا۔ آپ شاہیئی نے صدیق آباد فرمایا، اپنی آواز قدرے بلند کرو اور حضرت عمر و الله تا ہودادہ، ترمذی کھڑے ہی ست رکھو۔ (مشکوۃ، باب صلوۃ اللیل، بوالہ انودادہ، ترمذی) حضرت عائشہ و کی گئی تھیں کہ جہاں اینی آواز کچھ بیت رکھو۔ (مشکوۃ، باب صلوۃ اللیل، بوالہ الودادہ، ترمذی) حضرت عائشہ و کی گئی ہیں کہ جہاں دیا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (بناری وسلم، بوالہ فی القدیر)

### سورہ کہف مکی ہے اور اس میں ایک سو دس آیات اور باره رکوع ہیں۔

# \_\_\_\_\_مِ اللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُورُةُ الْكُونُونَا

ا. تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے سزاوار ہیں جس نے اینے بندے پر یہ قرآن اتارا اور اس میں کوئی کسر باقی نه حچورٹی۔<sup>(۱)</sup>

ٱلْحَمْثُ يِلُّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَيْدِ وِ الْكِتَكَ وَلَمْ يَجْعَلُ لَّهُ عِوَمًا أَنَّ

 بلکہ ہر طرح سے ٹھک ٹھاک رکھا تاکہ اپنے ہاس<sup>(۱)</sup> کی سخت سزا سے ہوشار کردیے اور ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبر ماں سنا دے کہ ان کے لیے بہترین بدلہ ہے۔

قَيَّمَالِينُونِ رَيَاشًا شَوِيكًا إِمِّنَ لَكُنْهُ وَيُنِيِّرَ الْمُؤُمنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّلِحْتِ أَنَّ لَهُمْ آجُ احسنال

**س.** جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہاں گے۔

مَّاكِتُنُ فِيُهِ آلِكُاڭُ وَّانُذُنْ رَالَّذِينَ قَالُولِ التَّحْدُ اللهُ وَلَكَالَ

م. اور ان لو گول کو بھی ڈرا دے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی اولاد ر کھتا ہے۔(۳)

🛠 کہف کے معنی غار کے ہیں۔ اس میں اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس لیے اسے سورہ کہف کہا جاتا ہے۔ اس کی ابتدائی دس آیات اور آخری دس آیات کی فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے کہ جو ان کو یاد کرے اور پڑھے گا، وہ فتنه وجال سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، فضل سورة الكهف) اور جو اس كى تلاوت جمعے كے دن كرے كا تو آئندہ جمعے تك اس کے لیے ایک خاص نور کی روشنی رہے گی۔ (مستدرك حاكم: ٣١٨/٢ وصححه الألباني في صحيح الجامع الصغير: ١٣٤٠) اس كے پڑھنے سے گھر میں سکینت وبرکت نازل ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی ڈلاٹنٹڈ نے سورۂ کہف پڑھی گھر میں ایک جانور بھی تھا، وہ بدکنا شروع ہوگیا، انہوں نے غور سے دیکھا کہ کیا بات ہے؟ تو انہیں ایک بادل نظر آیا، جس نے انہیں ڈھانپ ر کھا تھا، صحابی طلائٹنگہ نے اس واقعے کا ذکر جب نی مثلاً ہینا ہے کہا، تو آپ مثلاً نیٹیٹر نے فرمایا، "اسے پڑھا کرو۔ قرآن پڑھتے وقت سكينت نازل موتى ب- (صحيح البخاري، فضل سورة الكهف ومسلم، كتاب الصلوة، باب نزول السكينة بقراءة القرآن)

ا. ما كوئى كجى اور راہ اعتدال سے انحراف اس ميں نہيں ركھا بلكہ اسے قيم يعنى سيدها ركھا۔ يا قيم كے معنى، بندول ك دینی ودننوی مصالح کی رعایت و حفاظت کرنے والی کتاب۔

٢. منْ لَّدُنْهُ جو اس الله كي طرف سے صادر ما نازل ہونے والا ہے۔

سور جیسے یہودیوں، عیسائیوں اور بعض مشر کین (فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں) کاعقیدہ ہے۔

مَالَهُمُّ بِهِ مِنْءِلِهِ وَّلَالِابَآلِهِمُ كَثَرُتُ كَلِمَةً تَخُرُّحُ مِنْ اَفْرَاهِهِمُّ إِنْ يَّقُولُونَ إِلَّا كَنِبَاۤ

فَكَعَكَّكَ بَاخِعُ نَفْسَكَ عَلَى أَثَارِهِمُ إِنَّ لَمُ يُؤُمِّنُواْ بِهٰذَاالْحَدِيْثِ اَسَقًا ۞

ٳؾۜٵۼۘۼڵڬٵڡٵٷڸٵۯۯۻؚڔ۬ؿڹؘۜۜۛڎٞۜڰؘڡٳڶؽڹڷٷۿؙۿ ٳؿؙٛؠؙؗٛؗؗؠٱڂڛۜؽؙۼؠؘڵٲ۞

وَإِنَّالَجْعِلُونَ مَاعَلَيْهَاصَعِينَّا اجْرُزًا ٥

آمُرْحَيبُتُ آنَّ آصُحٰبَ الْكَهُفِ وَالتَّرِقُ يُوِ كَانُوْ امِنُ الْمِتِنَا عِجَمًا۞

۵. در حقیقت نه تو خود انہیں اس کا علم ہے نه ان کے باپ دادوں کو۔ یہ تہمت (۱) بڑی بری ہے جو ان کے منه سے نکل رہی ہے وہ نرا جھوٹ بک رہے ہیں۔

ان کے پیچھے اسی رخ میں اپنی جان ہاک کرڈالیں آو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رخ میں اپنی جان ہلاک کرڈالیں گے؟

2. روئے زمین پر جو کچھ ہے  $^{(7)}$  ہم نے اسے زمین کی روئق کا باعث بنایا ہے تاکہ ہم انہیں آزمالیں کہ ان میں

ر اور اس پر جو کچھ ہے ہم ضرور اسے ایک ہموار صاف میدان کر ڈالنے والے ہیں۔ $^{(n)}$ 

سے کون نیک اعمال والا ہے؟

9. کیا تو اپنے خیال میں غار اور کتبے والوں کو ہماری نشانیوں میں سے کوئی بہت عجیب نشانی سمجھ رہا ہے؟ (۵)

ا. اس کلمة (تهبت) سے مراد يہي ہے كه الله كى اولاد ہے جو نرا جھوٹ ہے۔

4. صَعِیْدًا صاف میدان، جُورُزٌ بالکل ہموار، جس میں کوئی درخت وغیرہ نہ ہو۔ لینی ایک وقت آئے گا کہ یہ دنیا اپنی تمام تر رونقوں سمیت فنا ہوجائے گی اور روئے زمین ایک چٹیل اور ہموار میدان کی طرح ہوجائے گی، اس کے بعد ہم نیک وبد کو ان کے عملوں کے مطابق جزاء دیں گے۔

۵. لیعنی یہ واحد بڑی اور عجیب نشانی نہیں ہے۔ بلکہ ہماری ہر نشانی ہی عجیب ہے۔ یہ آسان وزمین کی پیدائش اور اس کا نظام، مثس وقمر اور کواکب کی تسخیر، رات اور دن کا آنا جانا اور دیگر بے شار نشانیاں، کیا کم تعجب انگیز ہیں۔ کھفٹ اس غار کو کہتے ہیں جو پہاڑ میں ہوتا ہے۔ رقیم، بعض کے نزدیک اس بسی کا نام ہے جہاں سے یہ نوجوان گئے تھے، بعض کہتے ہیں رقیہ محتی مَوْقُومٌ ہے اور یہ ایک شختی ہے لوہ یا یہ سیسے کی، جس میں اصحاب کہف کے نام کھے ہوئے ہیں۔ اسے رقیم اس لیے کہا گیا ہے کہ اس پر نام تحریر ہیں۔ حالیہ شخیق سے معلوم ہوا کہ پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ جس پہاڑ میں یہ غار واقع ہے اس کے قریب ہی ایک آبادی ہے جے

إِذْاَوَىالْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوُا رَبَّبَنَاۤ الِتِنَا مِنْ تَدُنُكَ رَحُمَةً وَهَرِيِّئُ لَنَامِنُ اَمْرِنَا رَشَدًا⊙

فَضَرَبُنَاعَلَىُ اذَانِهِمُ فِي الْكَفْفِ سِنِيُنَ عَدَدًا اللهِ

ٛؿؙڗۜؠؘۼؿؙڹ۠ۿؙۄؙڸٮؘۼڵۄؘٲؿؙٵڮؙؚۯ۫ؠؘؿۣڹؚٳٙڂڝؗؽڸؠٵڸؘۑؿ۠ٷٞٛ ٳڝۜڐٵ۞۫

نَحُنُ نَقُصُ عَلَيْكَ نَبَاهُهُ بِالْحُقِّ اِلْتُهُمُّ فِتْيَةٌ امْنُوابريهِمْ وَزِدْنَهُمُ هُدَى ۖ

•ا. ان چند نوجوانوں نے جب غار میں پناہ کی تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کو آسان کردے۔(۱)

11. پس ہم نے ان کے کانوں پر گنتی کے کئی سال تک اسی غار میں پردے ڈال دیے۔(۱)

11. پھر ہم نے انہیں اٹھا کھڑا کیا کہ ہم یہ معلوم کرلیں کہ دونوں گروہوں میں سے کس نے زیادہ یاد رکھا ہے اس انتہائی مدت کو جو انہوں نے گزاری۔

اب الرقيب كها جاتا ہے جو مرور زمانہ كے سبب الرقيم كى بگڑى ہوكى شكل ہے۔

ا. یہ وہی نوجوان ہیں جنہیں اصحاب کہف کہا گیا، (تفصیل آگے آرہی ہے) انہوں نے جب اپنے دین کو بیچاتے ہوئے غار میں پناہ لی تو یہ دعا مانگی۔ اصحاب کہف کے اس قصے میں نوجوانوں کے لیے بڑا سبق ہے، آج کل کے نوجوانوں کا بیشتر وقت فضولیات میں برباد ہوتا ہے اور اللہ کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ کاش! آج کے مسلمان نوجوان اپنی جوانیوں کو اللہ کی عبادت میں صرف کریں۔

۲. لیعنی کانوں پر پردے ڈال کر ان کے کانوں کو بند کردیا تاکہ باہر کی آوازوں سے ان کی نیند میں خلل نہ پڑے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے انہیں گہری نیند سلادیا۔

سال ان دو گروہوں سے مراد اختلاف کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ یا تو ای دور کے لوگ تھے جن کے در میان ان کی بابت اختلاف ہوا، یا عہد رسالت کے مومن وکافر مراد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اصحاب کہف ہی ہیں ان کے دو گروہ بن گئے تھے۔ ایک کہتا تھا کہ ہم اتنا عرصہ سوئے رہے۔ دوسرا، اس کی نفی کرتا اور فریق اول سے کم و بیش مدت بتلاتا۔ ۱۸. اب اجمال کے بعد تفصیل بیان کی جارہی ہے۔ یہ نوجوان، بعض کہتے ہیں عیدائیت کے بیرو کار تھے اور بعض کہتے ہیں ایک بادشاہ تھا، کہ ان کا زمانہ حضرت عیدی علیائیا سے پہلے کا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ کہتے ہیں ایک بادشاہ تھا، دقیانوس، جو لوگوں کو بتوں کی عبادت کرنے اور ان کے نام کی نذرونیاز وینے کی ترغیب دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان چند نوجوانوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ عبادت کے لائق تو صرف ایک اللہ ہی ہے جو آسان وزمین کا خالق اور کا کائت کا رب ہے۔ فِیْیَةٌ جمع قلت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعداد ۹ یا اس سے بھی کم تھی۔ یہ الگ ہو کر

ان کی ہدایت میں ترقی دی تھی۔

۱۳ اور ہم نے ان کے دل مضبوط کردیے تھے (۱) جب کہ یہ اٹھ کھڑے ہوئے (۱) اور کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار تو وہی ہے جو آسان وزمین کا پروردگار ہے، ناممکن ہے کہ ہم اس کے سواکسی اور معبود کو پکاریں اگر ایساکیا تو ہم نے نہایت ہی فلط بات کہی۔ (۱)

10. یہ ہے ہماری قوم جس نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ ان کی خدائی کی یہ کوئی صاف دلیل کیوں پیش نہیں کرتے، اللہ پر جھوٹے افتراء باندھنے والے سے زیادہ ظالم کون ہے؟

17. اور جب کہ تم ان سے اور اللہ کے سوا ان کے اور معبودوں سے کنارہ کش ہو گئے تو اب تم کسی غار میں جا بیٹھو، (۴) تمہارا رب تم یر اپنی رحمت پھیلادے گا اور

وَّرَبَطْنَاعَلِ قُلُوْيِهِمُ إِذْ قَامُواْ فَقَالُوْارِتُبْنَارَبُّ السَّلُوتِ وَالْرَئِضِ لَنُّ تَنْكُعُواْمِنُ دُونِهَ إِلْهَالَّقَتُ قُلْنَاإِذَا شَكِطًا®

ۿٷؙڵٷڡؙڡؙٮؙٚؽٵڠۜڬٮؙؙۉٵڡؚڽؙۮۏؽٙ؋ٳڸۿة ۠ڷٷڵٳؽٲڎ۠ۯؽ عَلَيۡهِمُڛؙڵڟؽۣؠڽؚۜڽٟ؞ٛڣؘڡؘڹؙٲڟڶۄؙؙڡؚؠۜٞڹٳڣ۫ؾڒؽ عٙڶؠڶۼڮڬۯڹٵ۞

ۅؘٳڿٳڠٮۜٛڗؙڷؾ۫ؠؙٛۅ۫ۿؙ؞ٞۅؘڡٵۑۼؠؙ۠ۮؙۏڹٳٙڵٳٳ۩ڮٷؘٲٷٙٳڶٙڸ ٵڷػۿڣؚؽڹٛۺؗڗڵڴۯڒڣ۠ڴۄ۫ڝٚٞڎػڡٛؠڗ؋ۅؽۿڽؚۜؿؙڵڬڎؙ ڛؙٞڶٲۺؚڒؙؙڎۺؖۯڡٞڤٙٳ۞

کی ایک جگہ اللہ واحد کی عبادت کرتے، آہتہ آہتہ لوگوں میں ان کے عقیدۂ توحید کا چرچا ہوا تو باوشاہ تک بات پہنچ گئی،اور اس نے انہیں اپنے دربار میں طلب کرکے ان سے پوچھا، تو وہاں انہوں نے برملا اللہ کی توحید بیان کی۔ بالآخر پھر بادشاہ اور اپنی مشرک قوم کے ڈر سے اپنے دین کو بجانے کے لیے آبادی سے دور ایک پہاڑ کے غار میں پناہ گزیں ہوگئے، جہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند مسلط کردی اور وہ تین سونو (۳۰۹) سال وہاں سوئے رہے۔

ا. یعنی ہجرت کرنے کی وجہ سے اپنے خویش واقارب کی جدائی اور عیش وراحت کی زندگی سے محرومی کا جو صدمہ انہیں اٹھانا پڑا، ہم نے ان کے دل کو مضبوط کردیا تاکہ وہ ان شدائد کو برداشت کرلیں۔ نیز حق گوئی کا فریصنہ بھی جر اُت اور حوصلے سے اداکر سکیں۔

۲. اس قیام سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک وہ طلبی ہے، جو بادشاہ کے دربار میں ان کی ہوئی اور بادشاہ کے سامنے کھڑے ہوکر انہوں نے توحید کا یہ وعظ بیان کیا، بعض کہتے ہیں کہ شہر سے باہر آپس میں ہی کھڑے، ایک دوسرے کو توحید کی وہ بات سائی، جو فرداً فرداً اللہ کی طرف سے ان کے دلوں میں ڈالی گئی اور یوں اہل توحید باہم اکھے ہوگئے۔
 س. شکططاً کے معنی جھوٹ کے باحد سے تجاوز کرنے کے ہیں۔

م. لینی جب تم نے اپنی قوم کے معبودوں سے کنارہ کئی کرلی ہے، تو اب جسمانی طور پر بھی ان سے علیحد گی اختیار کرلو۔ یہ اصحاب کہف نے آپس میں کہا۔ چنانچہ اس کے بعد وہ ایک غار میں جاچھیے، جب ان کے غائب ہونے کی خبر مشہور

وَتَرَى الشَّهُ مَسَ إِذَا طَلَعَتُ تَّذُورُ عَنُ كَهُفِهِهُ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَتُ تَقْمِضُهُمُ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِنْ فَبُوكَةٍ مِّنْهُ لَالِكَ مِنُ البِ اللهِ مَنْ يَهُوا اللهُ فَهُو الْهُهُ تَدِا وَمَنْ يُنْضُلِلْ فَكَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيَّا مُّرُشِدًا أَنْ

ۅۘٮۜٛٙۼۘٮؙڹۿؙۄؙٛٳؽ۫ڡۜٵڟٵٷۿؙۄؙۯڎؙۅٛڎؖٷٞڎٛۊؖؽ۫ڡۜڵؚڹۿۄؙڎٙۘۮٙۨٲٮػ ٵؽؙڝؽڹٷۮؘٲٮٵۺۜؠٵڸٷؖٷػڶؠۿؙۄ۫ڔٵڛڟ ۮؚڒٵۼؽڋڽٳڷۅؘڝ۫ۑڋؚڵۅٳڟڵڡؙؾٵؘؽڽۿؚۿۘۘۘۅۘػڷؽؙؾؙڡ۪ٮؙۿۿؙ ڣۣڒٲڒٵٷڵۮؙڸؽٝؾؠڹٝۿڂٛڕۯؙۼؠٵٙ۞

تہمارے لیے تمہارے کام میں سہولت مہیا کردے گا۔

12. اور آپ دیکھیں گے کہ آفتاب بوقت طلوع ان کے غار سے دائیں جانب کو جھک جاتا ہے اور بوقت غروب ان کے بائیں جانب کترا جاتا ہے اور وہ اس غار کی کشادہ جگہ میں ہیں۔(1) یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔(1) اللہ تعالیٰ جس کی رہبری فرمائے وہ راہ راست پر ہے اور جھے وہ گر اہ کردے ناممکن ہے کہ آپ اس کا کوئی کار ساز اور رہنما یا سکیں۔(1)

11. اور آپ خیال کرتے کہ وہ بیدار ہیں، حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے، (\*) خود ہم ہی انہیں دائیں بائیں کروٹیں دلایا کرتے تھے، (\*) ان کا کتا بھی چوکھٹ پر اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ اگر آپ جھانک کر انہیں دیکھنا چاہتے تو ضرور الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے اور ان کے رعب سے آپ پر دہشت چھا جاتی۔ (\*)

ہوئی تو تلاش کیا گیا، لیکن وہ اسی طرح ناکام رہے، جس طرح نبی منگالٹیکِم کی تلاش میں کفار مکہ غار ثور تک پہنچ جانے کے باوجود، جس میں آپ منگالٹیکِم حضرت ابو بکر ڈالٹیکۂ کے ساتھ موجود تھے، ناکام رہے تھے۔

ا. یعنی سورج طلوع کے وقت دائیں جانب کو اور غروب کے وقت بائیں جانب کو کترا کے نکل جاتا اور یوں دونوں وقتوں میں ان پر دھوپ نہ پڑتی، حالانکہ وہ غار میں کشادہ جگہ پر محو استراحت تھے۔ فَجْوَةِ کے معنی ہمیں کشادہ جگہ۔

۲. لیعنی سورج کا اس طرح نکل جانا کہ باوجود تھلی جگہ ہونے کے وہاں و ھوپ نہ پڑے، اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ ۳. جیسے دقیانوس بادشاہ اور اس کے پیرو کار ہدایت سے محروم رہے تو کوئی انہیں راہ یاب نہیں کرسکا۔

٣٠. أَيْقَاظُ، يَقِظٌ كى جُعْ اور رُقُودٌ، رَاقِدٌ كى جُعْ ہے وہ بيدار اس ليے محسوس ہوتے تھے كہ ان كى آئكھيں كھلى ہوتى تھيں، جس طرح جاگنے والے شخص كى ہوتى ہيں۔ بعض كہتے ہيں كہ زيادہ كروٹيں بدلنے كى وجہ سے وہ بيدار بيدار نظر آتے تھے۔ ٥. تاكہ ان كے جسمول كو منى نہ كھاجائے۔

۲. یہ ان کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انظام تھا، تاکہ کوئی ان کے قریب نہ جاسکے۔

ٳٮٚۿؙؙۿڔٳڽؙؾٞڟٚۿۯؙۅٛٵۘۼڵؽڬٛۄٛؠڒڿٛؠؗۏڬ۠ۄٛٲۅٛ ؽؙۼؚٮؙٮؙۉؙڬؙۄٛ؈۬ڡؚڴؾؚۿؚۿۅؘڶؽؗؿؙڞ۬ڸڂٛۏٞٳٳڐؘٳ ٲٮۘڰٳ۞

19. اور اسی طرح ہم نے انہیں جگاکر اٹھادیا<sup>(۱)</sup> کہ آپیں میں پوچھ گچھ کرلیں۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ کیوں بھئی ہم کتنی دیر کھہرے رہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک دن یا ایک دن یا ایک دن یا ایک دن یا ایک دن ہم اللہ تعالی ہی کو ہے۔ (۱۳) اب تو کھہرے رہنے کا بخوبی علم اللہ تعالی ہی کو ہے۔ (۱۳) اب تو تم اینی یہ چاندی دے کر شہر جھجو وہ خوب دیکھ بھال لے کہ شہر کا کون سا کھانا پاکیزہ تر ہے، (۱۳) پھر اسی میں سے تمہارے کھانے کے لیے لے ہے، (۱۳) پور اسی میں سے تمہارے کھانے کے لیے لے آئے، اور وہ بہت اختیاط اور نرمی برتے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے۔ (۵)

۲۰. اگریہ کافرتم پر غلبہ پالیں تو تہہیں سنگسار کردیں گے یا تہہیں پھر اپنے دین میں لوٹا لیں گے اور پھر تم مجھی بھی کامیاب نہ ہوسکو گے۔(۱)

ا. یعنی جس طرح ہم نے انہیں اپنی قدرت سے سلادیا ہے، اس طرح تین سو نو سال کے بعد ہم نے انہیں اٹھادیا اور اس حال میں اٹھایا کہ ان کے جسم اس طرح سیح تھے، جس طرح تین سو سال قبل سوتے وقت تھے، اسی لیے آپس میں ایک دوسرے سے انہوں نے سوال کیا۔

۲. گویا جس وقت وہ غار میں داخل ہوئے، صبح کا پہلا پہر تھا اور جب بیدار ہوئے تو دن کا آخری پہر تھا، یوں وہ سمجھے کہ شاید ہم ایک دن یا اس سے بھی کم، دن کا کچھ حصہ سوئے رہے۔

س. تاہم کثرت نوم کی وجہ سے وہ سخت تردد میں رہے اور بالآخر معاملہ اللہ کے سپرد کردیا کہ وہی صحیح مدت جانتا ہے۔ ۴. بیدار ہونے کے بعد، خوراک جو انسان کی سب سے اہم ضرورت ہے، اس کا سرو سامان کرنے کی فکر لاحق ہوئی۔

۵. احتیاط اور نرمی کی تاکید ای اندیشے کے پیش نظر کی، جس کی وجہ سے وہ شہر سے فکل کر ایک ویرانے میں آئے تھے۔ اسے تاکید کی کہ کہیں اس کے رویے سے شہر والوں کو ہمارا علم نہ ہوجائے اور کوئی نئی افتاد ہم پر نہ آپڑے، جیسا کہ اگلی آیت میں ہے۔

۲. لینی آخرت کی جس کامیابی کے لیے ہم نے یہ صعوبت، مشقت برداشت کی، ظاہر بات ہے کہ اگر اہل شہر نے ہمیں
 مجبور کرکے پھر آبائی دین کی طرف لوٹادیا، تو ہمارا اصل مقصد ہی فوت ہوجائے گا، ہماری محنت بھی برباد جائے گی اور ہم
 نہ دین کے رہیں گے نہ دنیا کے۔

وَكُذٰلِكَ اَعْتَرُنَا عَلَيْهُمُ لِيعَالَمُوْ اَنَّ وَعُدَاللّهِ حَقُّ وَ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَبْبَ فِيهُا اِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمُ اَمُرَهُمُ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمُ وَبُنْيَانًا لَا بَهُمُ اَعْلَوْ بِهِمُ قَالَ الدِيْنَ عَلَبُوُا عَلَى آمُرِهِمُ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمُ مَّشْخِدًا صَلَّ آمُرِهِمُ لَنَتَّخِذَنَ

71. اور ہم نے اس طرح لوگوں کو ان کے حال سے آگاہ کردیا<sup>(۱)</sup> کہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ (۲) جب کہ وہ اپنے امر میں آپس میں اختلاف کررہے تھے (۳) کہنے لگے ان کے غار پر ایک عمارت بنالو۔ (۳) ان کا رب ہی ان کے حال کا زیادہ عالم ہے۔ (۵) جن لوگوں نے ان کے بارے میں غلبہ پایا وہ کہنے لگے کہ ہم تو ان کے آس پاس مسجد بنالیں گے۔ (۱)

ا. یعنی جس طرح ہم نے انہیں سلایا اور جگایا، ای طرح ہم نے لوگوں کو ان کے حال سے آگاہ کردیا۔ بعض روایت کے مطابق یہ آگائی اس طرح ہوئی کہ جب اصحاب کہف کا ایک ساتھی چاندی کا وہ سکہ لے کر شہر گیا، جو تمین سوسال قبل کے بادشاہ دقیانوس کے زمانے کا تھا اور وہ سکہ اس نے ایک دکاندار کو دیا، تو وہ جیران ہوا، اس نے ساتھ کی دکان والے کو دکھایا، وہ بھی دیکھ کر حیران ہوا، جب کہ اصحاب کہف کا ایک ساتھی یہ کہتا رہا کہ ممیں ای شہر کا باشدہ ہوں اور کل بی یہاں سے گیا ہوں، لیکن اس محل میں سور کا باشدہ ہوں اور کل بی یہاں سے گیا ہوں، لیکن اس محل کو تین صدیاں گزر چکی تھیں، لوگ کس طرح اس کی بات مان لیت؟ لوگوں کو شبہ گزرا کہ کہیں اس شخص کو مدفون خزانہ نہ ملا ہو۔ شدہ شدہ بات بادشاہ یا حاکم مجاز تک پنچی اور اس ساتھی کی مدد سے وہ غار تک پنچیا اور اصحاب کہف سے ملاقات کی۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے انہیں پھر وہیں وفات دیدی۔ (ابن سیر) کا یک نمونہ موجود ہے۔ مکرین کے لیے اس واقعے میں اللہ کی قدرت کا ایک نمونہ موجود ہے۔

٣٠. إِذْ، يا تو ظرف ہے أَعْثَرُ ذَا كا، يعنى ہم نے انہيں اس وقت ان كے حال سے آگاہ كيا، جب وہ بعث بعد الموت يا وقوع قيامت كے بارے ميں آپس ميں جھر رہے تھے يا يہاں اذكر مخذوف ہے، يعنی وہ وقت ياد كرو، جب وہ آپس ميں جھر رہے تھے۔ ٢٠. يد كہنے والے كون تھے، بعض كہتے ہيں كہ اس وقت كے اہل ايمان تھے، بعض كہتے ہيں كہ بادشاہ اور اس كے ساتھى تھے، جب جاكر انہوں نے ملاقات كی اور اس كے بعد اللہ نے انہيں چر سلاديا، تو بادشاہ اور اس كے ساتھيوں نے كہا كہ ان كی حفاظت كے ليے ایک عمارت بنادی جائے۔

۵. جھگڑا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی بابت صحیح علم صرف اللہ ہی کو ہے۔

۲. یہ غلبہ حاصل کرنے والے اہل ایمان تھے یا اہل کفر وشرک؟ شوکانی نے پہلی رائے کو ترجیح دی ہے اور ابن کثیر نے دوسری رائے کو۔ کیونکہ صالحین کی قبرول پر مسجدیں تعمیر کرنا اللہ کو پیند نہیں ہے۔ نبی عَلَاقَیْمُ نِے فرمایا «لَعَنَ اللهُ الْیَهُوْدَ وَاللّٰهَ الْیَهُوْدَ وَاللّٰهَ اللّٰهَ اللّٰهِ اللّٰهَ اللّٰهِ وَسَلَّم،
 والنَّصَارَى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيمَانِهِمْ مَسَاجِلَة (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب مایکره من اتخاذ المساجد علی القبور ومسلم،

سَيَقُولُونَ ثَالتَهُ تَّالِعِهُو كَلَّبُهُو ۚ وَيَقُولُونَ خَسَةُ سَادِسُهُمُ كَلَبُهُمْ رَجُمًا الِالْفَيْتِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةُ ثَوَّنَا مِنْهُمُ كَلَبُهُمْ وَخُمَّا الِالْفَيْتِ وَيَلَّوَ الْمُكَارِفِيْمُ بِعِنَّ تِهِمُ مَّا يَعْلَمُهُمُ الَّاقِلِيْنَ ۚ قَلَا تُمَارِفِيْهِمُ اللّا مِرَاءً ظَاهِرًا "وَلَا تَسُتَهُتِ فِيهُمُ مِّنْهُمُ احَدًا أَنْ

کتاب المساجد واتخاذ الصور فیها) (اللہ تعالی یہود ونصاری پر لعنت فرمائے، جنہوں نے اپنے پیفیبروں کی قبروں کو متجدیں بنالیا)، حضرت عمر رفی نفی کی خلافت میں عراق میں حضرت دانیال عَلیّناً کی قبر دریافت ہوئی تو آپ نے محکم دیا کہ اسے چھپاکر عام قبروں جیسا کردیا جائے۔ تاکہ لوگوں کے علم میں نہ آئے کہ فلاں قبر فلال پیغیبر کی ہے۔ (تغیر ابن کیش).

ا. یہ کہنے والے اور ان کی مختلف تعداد بتلانے والے عہد رسالت کے مؤمن اور کافر تھے، خصوصاً اہل کتاب جو کتب ساویہ سے آگاہی اور علم کا دعویٰ رکھتے تھے۔

۲. لینی علم، ان میں سے کسی کے پاس نہیں ہے، جس طرح بغیر دیکھے کوئی پھر مارے، یہ بھی اسی طرح انگل پچو باتیں کررہے ہیں۔

سا. الله تعالیٰ نے صرف تین قول بیان فرمائے، پہلے دو قولوں کو رَجْمًا بالغَیْبِ (ظن و تخین) کہہ کر ان کو کمزور رائے قرار دیا اور اس تیسرے قول کا ذکر اس کے بعد کیا جس سے بعض اہل تفسیر نے یہ استدلال کیا ہے کہ یہ انداز اس قول کی صحت کی دلیل ہے اور فی الواقع ان کی اتنی ہی تعداد تھی۔ (این کیر)

۴. بعض صحابہ رفحالیُّمُ سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے میں ان کم لوگوں میں سے ہوں جو یہ جانتے ہیں کہ اصحاب کہف کی تعداد کتنی تھی؟ وہ صرف سات تھے جیسا کہ تیسرے قول میں بتلایا گیا ہے۔ (ابن کیر)

۵. لینی صرف ان ہی باتوں پر اکتفاء کریں جن کی اطلاع آپ کو وحی کے ذریعے سے کردی گئی ہے۔ یا تعین عدد میں
 بحث و تکرار نہ کریں، صرف یہ کہہ دیں کہ اس تعیین کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

۲. لیعنی بحث کرنے والوں سے ان کی بابت کچھ نہ یو چھیں، اس لیے کہ جس سے یو چھا جائے، اس کو یو چھنے والے سے زیادہ علم ہونا چاہیے، جب کہ یہاں معاملہ اس کے بر عکس ہے۔ آپ شکا ٹیٹیٹا کے پاس تو پھر بھی تیٹین علم کا ایک ذریعہ "وی" موجود ہے، جب کہ دوسروں کے پاس ظنون واوہام کے سواکچھ نہیں۔

وَلاَ تَفُوْلَنَّ لِشَائُمُ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰ لِكَ غَمَّا ۞

ٳڷٚۘۘۘۯٲڽٛؾؿؙۜٲٚٵٮڵڎؙٷٲۮؙڴۯڗۜؾڮٳۮؘٵڛٙؽؾ ۅٙڠؙؙؙ۠ڷۼڵؽٲڽؙؿۿۮؚؽڹۣڒؚٙؿؚٚڷۣڵٷٞڔؘؘۜؠ؈ٛ ۿؽٙٵڒۺؘڲٵ۞

وَلَبِثُوْا فِنَ كَهُفِهِ۔مُ ثَلَاثُ مِائَةِ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْاتِسُعًا®

قُلِ اللهُ أَعَلَمُ بِهِمَا لِمِتْوَا اللهُ عَيْبُ السَّلُوتِ وَالْاَرْضِ آبَصِرُ بِهِ وَالسِّعِمُ مَا لَهُمُ مِّنُ دُوْنِهِ مِنْ وَلِيُ وَلَا يُشْرِكُ وَلَ حُكِمَ اَكَمُانَ

۲۳. اور ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا۔

۲۴. گر ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ لینا۔ (۱) اور جب بھی بھولیں، اپنے پرورد گار کی یاد کرلیا کرنا<sup>(۱)</sup> اور کہتے رہنا کہ مجھے پوری امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کے قریب کی بات کی رہبری کرے۔ (۱)

**۲۵.** اور وہ لوگ اپنے غار میں تین سوسال تک رہے اور نوسال اور زیادہ گزارے۔<sup>(۴)</sup>

۲۷. آپ کہہ دیں اللہ ہی کو ان کے کھبرے رہنے کی مدت کا بخوبی علم ہے، آسانوں اور زمینوں کا غیب صرف اس کو حاصل ہے وہ کیا ہی اچھا دیکھنے سننے والا ہے۔

ا. مفسرین کہتے ہیں کہ یہودیوں نے نبی مَا گُلِیُّوْاَ ہے تین باتیں پو چھیں، روح کی حقیقت کیا ہے اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کون تھے؟ کہتے ہیں کہ یہی سوالات اس سورت کے نزول کا سبب بنے۔ نبی مُلَّا اللَّهِ اَ فرمایا میں تمہیں کل جواب دول گا، لیکن اس کے بعد ۱۵ دن تک جبریل عَلَیْکا وحی لے کر نہیں آئے۔ پھر جب آئے تو اللّه تعالیٰ نے ان شاء الله کہنے کا یہ حکم دیا۔ آیت میں کل (غد) سے مراد مستقبل ہے یعنی جب بھی مستقبل قریب یا بعید میں کوئی کام کرنے کا عزم کرو تو ان شاء الله ضرور کہا کرو۔ یونکہ انسان کو تو پند نہیں کہ وہ جس بات کا عزم ظاہر کررہا ہے، اس کی توفیق بھی اسے الله کی مشیت سے ملنی ہے یا نہیں؟

۲. لیعنی اگر کلام یا وعدہ کرتے وقت ان شاء اللہ کہنا بھول جاؤ، تو جس وقت بھی یاد آجائے ان شاء اللہ کہہ لو، یا پھر رب کو یاد کرنے کا مطلب، اس کی تشبیح و تحمید اور اس سے استغفار ہے۔

سا بینی میں جس کا عزم ظاہر کررہا ہوں، ممکن ہے اللہ تعالی اس سے زیادہ بہتر اور مفید کام کی طرف میری رہنمائی فرمادے۔

اللہ جہور مفسرین نے اسے اللہ کا قول قرار دیا ہے۔ شمسی حباب سے ۱۳۰۰ اور قمری حباب سے ۱۳۰۹ سال بنتے ہیں۔ بعض المل علم کا خیال ہے کہ یہ انہی لوگوں کا قول ہے جو ان کی مختلف تعداد بتلاتے تھے، جس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے "اللہ ہی کو ان کے مختلف تعداد بتلاتے تھے، جس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے "اللہ ہی کو ان کے مختلف تعداد بتلاتے تھے، جس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے "اللہ ہی مطابق اس کا مفہوم یہ ہے کہ المل کتاب یا کوئی اور، اس بتلائی ہوئی مدت سے اختلاف کرے، تو آپ ان سے کہہ دیں کہ تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ جب اس نے تین سو نو سال مدت بتلائی ہے تو یہی صحیح ہے کیونکہ وہی جانتا ہے کہ وہ کتنی مدت غار میں رہے؟

۵. یہ اللہ کی صفت علیم و خبیر ہی کی حزید وضاحت ہے۔

سوائے اللہ کے ان کا کوئی مدد گار نہیں، اللہ تعالیٰ اپنے تھم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

> ۅٙٲؿؙڷؙڡۜٙٲٲۉؿؽٳڷؽڬڝ۬ڮؾٵٮؚٮڗۑٟٞڬٝڷڡؙؠؙێؚڷ ڸػؚڸڹؾ؋ۜٞٷڶؙؿۼؚۮ؈ؙۮۏڽ؋ۘمؙڶؾؘؘؘؘۜۜڡۜػٲٵ<sup>®</sup>

۲۷. اور تیری جانب جو تیرے رب کی کتاب وحی کی گئی ہے اسے پڑھتا رہ،(۱) اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں تو اس کے سوا ہرگز کوئی پناہ کی جگہ نہ پائے گا۔(۲)

ۅٙٳڞؙؚؠۯڹؘڡؙٛٮؙڬؘڡٛ؆ؘٲڵؽ۬ؽ۬ؽؽٮٛڡ۠ٷۛڹۘۯڹۜۿؙۉ ڽٳڵۼؙڬۅۊٚۅٙٳڷۼۺۣؿۨ؉ۣڔؽ۠ۮٷڹۅؘۻۿٷۅڵٳؾؘڡؙڽؙ ۘۘۼؽڹڬ عَنْهُڎ۫؆ؙڔؽ۠ۮؙڕ۬ؽٮؘڎٙٵۼۑۏۊٵڵڎؙڹؽٵ ۅؘڵڗڟؙؚۼؙڞؙٲۼ۫ڡؙڶٮ۬ٵڡٞڶؠٷۼ؈ٛۮؚڴڕؚڹٵۅٵؿڹۼ ۿۅڵٷػٵڹٳؘڡؙۯٷٷٷڴڟ۞

رکھا کر جو اپنے ہے۔ کو انہیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں اس کی رضامندی چاہتے ہوئے، خبردار! تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں (۱۳) کہ دنیوی زندگی کے شاٹھ کے ارادے میں لگ جا۔ (۱۳) دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے فافل کردیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔ (۱۵)

ا. ویسے تو یہ حکم عام ہے کہ جس چیز کی بھی وحی آپ مَنگائیٹیم کی طرف کی جائے، اس کی تلاوت فرمائیں اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں۔ لیکن اصحاب کہف کے قصے کے خاتمے پر اس حکم سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اصحاب کہف کے بارے میں لوگ جو چاہیں، کہتے پھریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اپنی کتاب میں جو پچھ اور جتنا پچھ بیان فرمادیا ہے، وہی صحیح ہے، وہی لوگوں کو پڑھ کر سا دیجے، اس سے زیادہ دیگر باتوں کی طرف دھیان نہ دیجیے۔

لینی اگر اسے بیان کرنے سے گریز وانحراف کیا، یا اس کے کلمات میں تغیر و تبدیلی کی کوشش کی، تو اللہ سے آپ کو ہوئے نہیں ہوگا۔ خطاب اگرچہ نبی منگاطینی سے میں اسل مخاطب امت ہے۔

سل یہ وہی تھم ہے جواس سے قبل سورۃ الاُنعام ۵۲ میں گزر چکا ہے۔ مراد ان سے وہ صحابہ کرام تُحَافَّتُمُ ہیں جو غریب اور کرور شے، جن کے ساتھ بیٹھنا اشر اف قریش کو گوارا نہ تھا۔ حضرت سعد بن ابی و قاص ڈٹائٹئُو فرماتے ہیں کہ ہم چھ آدمی نبی سُکُائٹیئُو کے ساتھ شے، میرے علاوہ بلال، این مسعود، ایک بذلی اور دو صحابہ ٹرکائٹئُر اور شے۔ قریش مکہ نے خواہش ظاہر کی کہ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹادو تاکہ ہم آپ سُکُاٹٹیئُو کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سُکُاٹٹیئُو کی بات سنیں، نبی سُکُاٹٹیئُو کے دل میں آیا کہ چلو شاید میری بات سنے سے ان کے دلوں کی دنیا بدل جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔ (صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل سعد بن أبی وقاص ﷺ)

ان کو دور کر کے آپ اصحاب شرف واہل غنی کو اپنے قریب کرنا چاہتے ہیں؟

۵. فُرُطًا، اگر افراط سے ہو تو معنی ہوں گے حد سے متجاوز اور اگر تفریط سے ہو تو معنی ہوں گے کہ ان کا کام تفریط پر مبنی ہے، جس کا متیجہ ضاع اور ہلاکت ہے۔

ۅؘڟؙۣٳٲڂۜؾؙؙؙؙ۠ڡؚڽؖ۬ڗۜؾؚڮؙۅ۫ۨڡٚؠۜؽؗۺٵٙءٛڡ۬ڵؽٷؙڡؚؽ ٷڡۜؽؙۺٵٚءٙڡؘڷؽۘڂٛۼؙۯٵۣٞؽۜٲٷؾۮڹٵ ڸڵڟڸڡؚؽڹؽڹٵڒٵػٵڟؠؚۿؚۄؙڛؙۯٳڍڨؙۿٵٝۅٳڽ ؿۺؾۼ۫ؿؙٷ۠ٳؽؙۼٲؿٛٷٳؠڡٵ۫؞ػٲڵۿڔڮۺؙۅؽ ٲۅؙۻٛٷ؆ٝؠؚۺؙٞٙٚٵۺۜۯڮ۫ۏڝۜٲۦٛٙؿؙؙٷؿڡؘۜڡٞٵ۫۞

اِنَّ الَّذِيْنَ الْمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحٰتِ اِتَّالَانُضِيْعُ اَجْرَمَنْ اَحْسَنَ عَمَلَاهُ

اُوللَّاكَ لَهُمُ حَبَّتُ عَدُنِ تَجُرِى مِنْ تَعْتِهِمُ الْالْفُلْ يُعَلَّوْنَ فِيْهَامِنْ اَسَاوِرَمِنْ ذَهَبِ وَ يَلْبُسُونَ فِيكَابًا خُفُرًا مِّنْ سُدُسِ وَالسَّبَرُقِ شُسَّكِ بِيْنَ فِيهَا عَلَى الْارَآيِكِ يْغُمَ الثَّوَابُ مُشَكِّ بِيْنَ فِيهَاعَلَى الْارَآيِكِ يْغُمَ الثَّوَابُ

79. اور اعلان کردے کہ یہ سراسر برق قرآن تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ ظالموں کے لیے ہم نے وہ آگ تیار کرر کھی ہے جس کی قاتیں انہیں گھیرلیں گی۔ اگر وہ فریاد رسی چاہیں گے تو ان کی فریاد رسی اس پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا جو چہرے بھون دے گا، بڑا ہی برا پانی ہے اور بڑی بری آرام گاہ (دوزخ) ہے۔

س. یقیناً جو لوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔ (۱)

اسال ان کے لیے جینگی والی جنتیں ہیں، ان کے ینچے سے نہریں جاری ہوں گی، وہاں انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے (اور سبز رنگ کے نرم وباریک اور موٹے ریثم کے لباس پہنیں گے، (اا) وہاں تختوں کے اوپر سکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔ کیا خوب بدلہ ہے، اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے۔

ا. قرآن کے انداز بیان کے مطابق جہنمیوں کے ذکر کے بعد اہل جنت کا تذکرہ ہے تاکہ لوگوں کے اندر جنت حاصل کرنے کا شوق ورغبت پیدا ہو۔

۲. زمانۂ نزول قرآن اور اس سے ماقبل رواج تھا کہ بادشاہ، رؤساء اور سرداران قبائل اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے پہنتے تھے، جس سے ان کی امتیازی چیشت نمایاں ہوتی تھی۔ اہل جنت کو بھی جنت میں کڑے پہنائے جائیں گے۔
 پہنائے جائیں گے۔

٣. سُندُس، باريک ريشم اور اِسْتَبُرق موٹا ريشم۔ دنيا ميں مردوں کے ليے سونا اور ريشمی لباس ممنوع بين، جو لوگ اس علم پر عمل کرتے ہوئے دنيا ميں ان محرمات سے اجتناب کريں گے، انہيں جنت ميں يہ ساری چيزيں ميسر ہوں گ۔ وہاں کوئی چيز ممنوع نہيں ہوگی بلکہ اہل جنت جس چيز کی خواہش کريں گے، وہ موجود ہوگی۔ ﴿وَلَكُونِهُمُ اَلْمُنْشُدُونُهُمُ اَلْفُسُدُونُهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَيْهُ اللَّهُ اللَّا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللّهُ اللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ

ۅؘٵڞ۬ڔڂڷۿؙؗڞ۫؆ؘۜڟڒۜڪؙؚڲؽڹڿۼڶٮ۬ٵڔڬڐۑۿؠٵ ڿٮٞۜؾؙؽؙؽڞؙٵٛۼڹٵڽؚٷۜڂڡٛڡٛ۬ڹۿؠٵؚۺڂ۫ڸٷۜڿۼڶڹٵ ڹؽؙڹٛٷٛؠٵٚۯؙڠٵ۞

ڮڵؾٵٳڵۘڿؘێٞؾؽڹٳٳؾۘۛؾؙٲؙػؙڶۿٵۅؘڷٷڗؘڟٚڸۄ۫ڝؚۨڹ۠ۿؙۺؽٵٚ ٷؘۜۼۜڔؙڒٳڿڵڶۿؠؙٵڹۿڗٳڝٚ

ٷػان لَهُ ثَمُرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ إِنَّا إِكْ تُرَمِنْكَ مَالاَوَ اعَزُنَفُوا®

وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُ وَظَالِهُ لِنَفْسِهُ قَالَ مَاۤ أَظُنُّ اَنۡ تَبِيۡكَ هٰنِهُ اَبَكًا ﴿

وَّمَٱظُنُّ السَّاعَةَ قَالِمَةٌ وَّلَيِنُ ثُودِتُّ الْ رَبِّنَ لَكِيدَتَّ خَيُرًاوِّنُهَا مُنْقَلَبًا ﴿

سر اور انہیں ان دو شخصوں کی مثال بھی سادے (۱) جن میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگوروں کے دے رکھے سے اور جنہیں ہم نے کھجوروں کے درختوں سے گھیر رکھا تھا(۲) اور دونوں کے در میان کھیتی لگا رکھی تھی۔ (۳) میں کسی میں کسی طرح کی کئی نہ کی (۳) اور ہم نے ان باغوں کے در میان میں کسی طرح کی کئی نہ کی (۳) اور ہم نے ان باغوں کے در میان نہر جاری کررکھی تھی۔ (۵)

سم اور الغرض اس کے پاس میوے تھے، ایک دن اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے ساتھی (۲) سے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور جھے (۵) کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط ہوں۔

۳۵. اور یہ اپنے باغ میں گیا اور تھا اپنی جان پر ظلم کرنے والا۔ کہنے لگا کہ میں خیال نہیں کرسکتا کہ کسی وقت بھی یہ برباد ہوجائے۔

۳۷۸. اور نه میں قیامت کو قائم ہونے والی خیال کرتا ہوں اور اگر (بالفرض) میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا

1. مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ دو شخص کون تھے؟ اللہ تعالی نے تفہیم کے لیے بطور مثال ان کا تذکرہ کیا ہے یا واقعی دو شخص ایسے تھے؟ اگر تھے تو یہ بن اسرائیل میں گزرے ہیں یا اہل مکہ میں سے تھے، ان میں ایک مؤمن اور دوسرا کافر تھا۔

۲. جس طرح چار دیواری کے ذریعے سے حفاظت کی جاتی ہے، اس طرح ان باغوں کے چاروں طرف کھجوروں کے درخت تھے، جو باڑ اور چار دیواری کا کام دیتے تھے۔

سا. لیخی دونوں باغوں کے درمیان تھیتی تھی جن سے غلہ جات کی فصلیں حاصل کی جاتی تھیں۔ یوں دونوں باغ غلے اور میووں کے جامع تھے۔

- م. لینی اپنی پیداوار میں کوئی کمی نہیں کرتے تھے بلکہ بھریور پیداوار دیتے تھے۔
- ۵. تاکہ باغوں کو سیراب کرنے میں کوئی انقطاع واقع نہ ہو۔ یا بارانی علاقوں کی طرح بارش کے محتاج نہ رہیں۔
  - ٢. ليني باغول كے مالك نے، جو كافر تھا، اپنے ساتھى سے كہا جو مؤمن تھا۔
    - ك. نَفَرٌ (جيتے) سے مراد اولاد اور نوكر جاكر بيں۔

تو یقیناً میں (اس لوٹے کی جگہ) اس سے بھی زیادہ بہتر یاؤں گا۔(۱)

قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَيُحَاوِرُهُ ٱلْقَمَّرُتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابِ ثُوَّمِنْ تُطْفَةٍ ثُمُّ سَوْلِكَ رَجُلًا۞

الكِتَاْهُوَاللهُ رَبِّنَ وَلَاانْشُرِكُ بِرَبِّنَ آحَمًا

ا. یعنی وہ کافر عجب اور غرور میں ہی مبتلا نہیں ہوا بلکہ اس کی مدہوثی اور مستقبل کی حیین اور لمبی امیدوں نے اسے اللہ کی گرفت اور مکافات عمل سے بالکل غافل کردیا۔ علاوہ ازیں اس نے قیامت کا ہی انکار کردیا، پھر ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہاکہ اگر قیامت برپا ہوئی بھی تو وہاں بھی حسن انجام میرا مقدر ہوگا۔ جن کا کفر وطغیان حد سے تجاوز کرجاتا ہے، وہ مست مئے پندار ہوکر ایسے ہی متکبرانہ دعوے کرتے ہیں۔ جیسے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَانَ رَجُعُ اللّٰ مِنْ وَمِال بھی میرے لیے ﴿وَلَانَ رَجُومُ اللّٰ مِنْ وَمِال بھی میرے لیے ﴿وَلَانَ رَجُومُ اللّٰ مِنْ اللّٰهِ اللّٰ مِنْ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰ مُنْ مَنْ اللّٰ وَاللّٰ ہی ہیں)۔ ﴿اَوْمَ مِنْ کَا اللّٰ مِنْ کَا اللّٰ وَاللّٰ ہی ہیں)۔ ﴿اَوْمَ مِنْ کَا اور وعولیٰ کیا کہ آخرت میں بھی مجھے مال واولاد سے نوازا جائے گا)۔

الس کی یہ باتیں سن کر اس کے مومن ساتھی نے اس کو وعظ و تبلیغ کے انداز میں سمجھایا کہ تو اپنے خالق کے ساتھ کفر کا ارتکاب کررہا ہے، جس نے تجھے مٹی اور قطرہ پانی (منی) سے پیدا کیا۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ الله چونکہ مٹی سے بنائے گئے تھے، اس لیے انسانوں کی اصل مٹی ہی ہوئی۔ پھر قربی سبب وہ نطفہ بنا جو باپ کی صلب سے نکل کر رہم مادر میں گیا، وہاں نو میلینے اس کی پرورش کی۔ پھر اسے بورا انسان بناکر مال کے پیٹ سے نکالا۔ بعض کے نزدیک مٹی سے پیدا میں گیا، وہاں نو میلینے اس کی پرورش کی۔ پھر اسے بورا انسان بناکر مال کے پیٹ سے نکالا۔ بعض کے نزدیک مٹی سے پیدا ہونے کا مطلب ہے کہ انسان جو خوراک کھاتا ہے، وہ سب زمین سے لیخی مٹی سے ہی حاصل ہوتی ہے، اس خوراک سے نظفہ بنا ہے۔ یوں بھی ہر انسان کی اصل مٹی ہی قرار سے نظفہ بنا ہے۔ یوں بھی ہر انسان کی اصل مٹی ہی قرار پاتی ہے۔ ناشکرے انسان کو اس کی اصل یاد دلاکر اسے اس کے خالق اور رب کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے کہ تو اپنی میں خقیقت اور اصل پر غور کر، اور پھر رب کے ان احسانات کو دیکھ، کہ تجھے اس نے کیا پچھ بنادیا اور اس عمل تخلیق میں کوئی اس کا شریک اور مددگار نہیں ہے، یہ سب پچھ کرنے والا صرف اور صرف وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے، جس کو ماننے کے لیے تو تار نہیں ہے۔ آہا۔ یہ انسان کس قدر ناشکرا ہے؟

سا. لیخی میں تیری طرح کی بات تہیں کروں گا بلکہ میں تو اللہ کی ربوبیت اور اس کی وحدانیت کا اقرار واعتراف کرتا ہوں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا ساتھی مشرک ہی تھا۔

ۅؘڷٷڒۧٳڋۮػڡؙڷؾؘجۧئتَڬٷؙڷؾؘڡؘٲۺؙٳٚ؞ٙٳٮڷ۠ۿؙڵۯڡؙٛۊؘۜؖڠٙ ٳڷڒؠٳڶڶۼٳڶڹڗۜڗٮؚٲٮٚٲٲڡٞڴڝڹ۬ڬڡٵٞڷۅٞۅڶۮٲ۞ٛ

فَعَلَى مَ إِنِّيُ آَنَ يُؤُوِّيَنِ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ وَيُوسِلَ عَلَيْهَا كُسُبَانًا مِّنَ التَّهَا وَتَصُبِعَ صَعِيدًا زَلَقًا

ٱۅؙؿؙڞؚۑۼؚڡٵۧٷ۫ۿٵۼٞۅٝڒٳڣؘڵؽ۫ؾۺؾٙڟؚؽۼڵۿؙڟڶڹٵ<sub>۞</sub>

وَائِعِيُطُ بِشَكِرِمٌ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كُفَّيُهُ عَلَى مَا ٱنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلِ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَلَيْتَزِيْ لَوَالشِّرِكُ بِرَيِّنَ ٱحَكَا ۞

الله کاچاہا ہونے این باغ میں جاتے وقت کیوں نہ کہا کہ الله کاچاہا ہونے والا ہے، کوئی طاقت نہیں گر الله کی مدرسے، اگر تو مجھے مال واولاد میں اپنے سے کم دکھے رہا ہے۔

۰٬۹. بہت ممکن ہے کہ میرا رب مجھے تیرے اس باغ سے بھی بہتر دے<sup>(۱)</sup> اور اس پر آسانی عذاب بھیج دے تو یہ چٹیل اور چکنا میدان بن جائے۔<sup>(۱)</sup>

اس. یا اس کا پانی نیچ انرجائے اور تیرے بس میں نہ رہے کہ تو اسے ڈھونڈھ لائے۔

۳۲. اور اس کے (سارے) کھل گھیر لیے گئے، (۵) پس وہ اپنے اس خرج پر جو اس نے اس میں کیا تھا اپنے ہاتھ ملنے لگا(۱) اور وہ باغ تو اوندھا الٹا پڑا تھا(۵) اور (وہ شخص) یہ کہہ رہا تھا کہ کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو

ا. الله كى نعمتوں كا شكر اداكرنے كا طريقہ بتلاتے ہوئے كہاكہ باغ ميں داخل ہوتے وقت سركشى اور غرور كا مظاہرہ كرنے كے بجائے يہ كہا ہوتا، مَاشَاءَ اللهُ لَا قُوةَ إِلَّا بِاللهِ لِعنی جو يہم ہوتا ہے الله كى مشيت سے ہوتا ہے، وہ چاہے تو اسے باتى ركھ اور چاہے تو فناكردے۔ اسى ليے حديث ميں آتا ہے كہ جس كوكسى كا مال، اولاد يا حال اچھا كھ تو اسے مَاشَاءَ اللهُ لَا قُوّةَ إِلَّا بِاللهِ يِرْهِنا چاہیے۔ (تفسير ابن كثير، بحواله مسند أبو يعلیٰ)

٢. دنيا مين يا آخرت مين يا دنيا اور آخرت دونول جگهول مين-

٣. حُسْبَانٌ، غُفْرَانٌ کے وزن پر حماب سے ہے، لیمنی ایسا عذاب، جو کسی کے کر تو توں کے نتیجے میں آئے۔ لیمنی آسانی عذاب کے ذریعے سے وہ محاسبہ کرلے۔ اور یہ جگہ جہال اس وقت سر سبز وشاداب باغ ہے، چشیل اور چکنا میدان بن جائے۔ ٢٠. یا در میان میں جو نبر ہے جو باغ کی شادانی اور زر خیزی کا باعث ہے، اس کے پانی کو اتنا گہرا کردے کہ اس سے پانی کا حصول بی ناممکن ہوجائے۔ اور جہال پانی زیادہ گہرائی میں چلا جائے تو پھر وہال بڑے بڑے ہارس پاور کی موٹریں اور مشینیں بھی پانی کو اوپر کھینج لانے میں ناکام رہتی ہیں۔

- ۵. یه کنایه بے ہلاکت وفنا سے یعنی اس کا سارا باغ ہلاک کرڈالا گیا۔
- ۲. لیعنی باغ کی تعمیر واصلاح اور کاشت کاری کے اخراجات پر کف افسوس ملنے لگا۔ ہاتھ ملنا کنایہ ہے ندامت ہے۔

ک. لینی جن چھتوں، چھپروں پر انگوروں کی بیلیں تھیں، وہ سب زمین پر آرہیں اور انگوروں کی ساری فصل تباہ ہوگئ۔

بھی شریک نہ کر تا۔(۱)

ۅؘڷۄؗٛؾؘڬٛڹؙڷۮۏۼڐ۫ؾؙؽؙڞؙۯۅ۫ؽٷڡؚڹۮۏڹؚٳڶڵڡؚ ۅٙمَاكانَ مُنْتَصِرًا۞

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلهِ الْحَقِّ هُوَخَيْرُثُوَابًا وَخَدُرُعُقُالُ

وَاصْرِبُ لَهُمُ مَّتَلَ الْحَلِوةِ التَّانَيْكَ كَمَا ۚ كَنُوَلُنْهُ مِنَ السَّمَا ۚ فَاخْتَكَطَ بِهِ بَبَاتُ الْاَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَنْازُوهُ الرِّلِحُ ۚ وَكَانَ اللهُ عَلَى كُلِّ شَكْمًا مُّفْتَتِارِ رَّكِ

سرم. اور اس کی حمایت میں کوئی جماعت نہ انھی (۱) کہ اللہ سے اس کا کوئی بچاؤ کرتی اور نہ وہ خود ہی بدلہ لینے والا بن سکا۔

سم میں سے (ثابت) ہے کہ اختیارات (<sup>(\*)</sup> اللہ برحق کے لیے ہیں وہ ثواب دینے اور انجام کے اعتبار سے بہت ہی بہتر ہے۔ <sup>(\*)</sup>

میں اور ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال (بھی)
بیان کرو جیسے پانی جسے ہم آسان سے اتارتے ہیں اس
سے زمین کا سبزہ ملاجلا (نکلا) ہے، پھر آخر کار وہ چورا
چورا ہوجاتا ہے جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں۔ اور
اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

ا. اب اسے احساس ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک تظہر انا، اس کی نعتوں سے فیض یاب ہوکر اس کے احکام کا انکار کرنا اور اس کے مقابلے میں سرکشی، کسی طرح بھی ایک انسان کے لیے زیبا نہیں، لیکن اب حسرت وافسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا، اب چھٹائے کیا ہوت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

۲. جس جھے پر اس کو ناز تھا، وہ بھی اس کے کام نہیں آیا نہ وہ خود ہی اللہ کے عذاب سے بچنے کا کوئی انظام کر سکا۔
 سعب و لَایَةٌ کے معنی موالات اور نصرت کے ہیں، لیعنی اس مقام پر ہر مومن وکافر کو معلوم ہوجاتا ہے کہ اللہ کے سواکوئی کسی کی مدد کرنے پر اور اس کے عذاب سے بچانے پر قاور نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ پھر اس موقع پر بڑے بڑے سرکش اور جبار بھی اظہار ایمان پر مجبور ہوجاتے ہیں، گو اس وقت کا ایمان نافع اور مقبول نہیں۔ جس طرح قرآن نے فرعون کی بابت نقل کیا ہے کہ جب وہ غرق ہونے لگا تو کہنے لگا، ﴿اللهَ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ

ہم. لیغنی وہی اپنے دوستوں کو بہتر بدلہ دینےو الا اور حسن عاقبت سے مشرف کر نیوالا ہے۔

۵. اس آیت میں دنیا کی بے ثباتی اور نایائیداری کو کھیتی کی ایک مثال کے ذریعے سے واضح کیا گیا ہے کہ کھیتی میں لگے

ٱلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ ذِيْنَةُ الْحَيْوَةِ الدُّنْيَأَ وَالْبَقِيْتُ الصَّلِحْتُ خَيْرٌ عِنْدَرَتِّكَ ثَوَّابًا وَخَيْرًامَكُر⊛

وَيَوْمَ نُسَيِّرُالْحِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً لَٰ وَّحَشَرَنْهُمْ فَاكُو نُغَادِرْمِنْهُمُ آحَدًا ﴿

۳۷. مال واولاد تو دنیا کی ہی زینت ہے، (۱) اور (ہاں) باقی رہنے والی نیکیاں (۱) تیرے رب کے نزدیک ازروئے تواب اور (آئندہ کی) اچھی توقع کے بہت بہتر ہیں۔ ۲۷. اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے (۱) اور زمین کو تو صاف کھلی ہوئی دیکھے گا اور تمام لوگوں کو ہم اکٹھاکریں گے ان میں سے ایک کو بھی باقی نہ چھوڑیں گے۔ (۱)

ہوئے پودوں اور در ختوں پر جب آسان سے بارش برسی ہے تو پانی سے مل کر کھیں اہلہا اٹھی ہے، پودے اور در خت حیات نوسے شاداب ہوجاتے ہیں۔ لیکن پھر ایک وقت آتا ہے کہ کھیی سوکھ جاتی ہے۔ پانی کی عدم دستمایی کی وجہ سے یا فضل پک جانے کے سبب تو پھر ہوائیں اس کو اڑائے پھرتی ہیں۔ ہوا کا ایک جمونکا کبھی اسے دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب جھکا دیتا ہے۔ دنیا کی زندگی بھی ہوا کے ایک جمونکے یا پانی کے بلیلے یا کھیی ہی کی طرح ہے، جو اپنی چند روزہ بہار دکھاکر فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے۔ اور یہ سارے تصرفات اس ہستی کے ہاتھ میں ہیں جو ایک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالی نے دنیا کی یہ مثال قرآن مجید میں متعدد جگہ بیان فرمائی ہے۔ مثلاً سورۃ یونس: ۲۳، سورۃ الزمر: ۲۱، سورۃ الحدید: ۲۰، وغیرها من الآیات

ا. اس میں ان اہل دنیا کا رد ہے جو دنیا کے مال واساب، قبیلہ وخاندان اور آل اولاد پر فخر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ چیزیں تو دنیائے فانی کی عارضی زینت ہیں۔ آخرت میں یہ چیزیں پھھ کام نہیں آئیں گی۔ اس کیے اس سے آگے فرمایا کہ آخرت میں کام آنے والے عمل تو وہ ہیں جو باقی رہنے والے ہیں۔

۲. باقیات صالحات (باقی رہنے والی نیکیاں) کون سی یا کون کون سی ہیں؟ کسی نے نماز کو، کسی نے تحمید وشیح اور تکمیر و شہیر و شہیر و شہیر و شہیر و شہیل کو اور کسی نے بعض اور اعمال خیر کو اس کا مصداق قرار دیا۔ لیکن صبح بات یہ ہے کہ یہ عام ہے اور تمام نیکیوں کو شامل ہے۔ تمام فرائض وواجبات اور سنن ونوافل سب باقیات صالحات ہیں بلکہ منہیات سے اجتناب بھی ایک عمل صالح ہے، جس پر عند اللہ اجر و ثواب کی امید ہے۔

سا. یہ قیامت کی ہولناکیوں اور بڑے بڑے واقعات کا بیان ہے۔ پہاڑوں کو چلائیں گے کا مطلب، پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے اور دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑجائیں گے۔ ﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْجِهْنِ الْمَنْفُوْشِ﴾ (القارعة: ٥) (اور پہاڑ ایسے ہوں گے جیسے دھنی ہوئی رنگین اون) مزید دیکھے سورۂ طر: ۱۰۵، ۱۰۵۔ سورۂ نمل: ۸۸۔ سورۂ طور: ۹، ۱۰۔ زمین سے جب پہاڑ جیسی مضبوط چیزیں ختم ہوجائیں گی، تو مکانات، درخت اور اسی طرح کی دیگر چیزیں کس طرح اپنا وجود بر قرار رکھ سکیں گی؟ اسی لیے آگے فرمایا "تو زمین کو صاف کھلی ہوئی دیکھے گا۔"

ہم. لینی اولین وآخرین، چھوٹے بڑے، کافر ومؤمن سب کو جمع کریں گے، کوئی زمین کی تہ میں پڑا نہ رہ جائے گا اور نہ

ۅؘۼ۠ڔۣڞؙۅؗٵۼڶۯٮؚۜػڝۜۿٞٵڵڡؘۜۮڿؿؙؿؠٛٛۅٛێٵػؽٵ ڿڵڡؙؗٮ۠ػؙٷٲۊؘڶ؞ڞۜۊؚٵؘٛڹڶۯؘۼؠؽؙڎٵڰؽؙڿۜۼػڶ ڵڮؙؙۅٛڞۜۅ۫ۼٵ۞

وَوُضِعَ الْحِتْبُ فَتَرَى الْمُجُرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّافِيْهِ وَيَقُولُوْنَ لِوَيُلَتَ نَا مَالِ هٰذَاالكَيْتِ لَايُعَادِرُصَفِيْرَةً وَّلَاكِيْبُيْرَةً إِلَّا اَحُصٰهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَبِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِوُ رَبُّكَ آحَكًا ۞

ۅٙٳۮ۬ۊؙؙڶٮٛٵڵؚڶؠؠۜڵؠۣڮڐٳۺۘڿٮ۠ۉٳڸٳۮڡۘۯڣٙٮڿۮٷۜٛ ٳڰٚۯٳؿڸؽڽٞڴٵؽڝٵڶڿؚؾۣۜڣڣٙٮؾؘۼڽؙٲڡؙڔ ڒڛۣۧٞٵٞڣؘؾۧۼؚؽؙؙٷڹٷۮؚڗؠۜؾٷٵٛۅ۫ڸؽٵ۫ڝؽۮۅٛڹؽ

مرم. اور سب کے سب تیرے رب کے سامنے صف بستہ (ا) حاضر کیے جائیں گے۔ یقیناً تم ہمارے پاس ای طرح آئے جس طرح ہم نے شہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا لیکن تم تو اسی خیال میں رہے کہ ہم ہرگز تمہارے لیے کوئی وعدے کا وقت مقرر کریں گے بھی نہیں۔

الم اور نامهٔ اعمال سامنے رکھ دیے جائیں گے۔ پس تو دکھے گا کہ گناہ گار اس کی تحریر سے خوفزدہ ہورہ ہوں گے وار کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری خرابی! یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا بغیر گھیرے کے باقی ہی نہیں چھوڑا، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم وہتم نہ کرے گا۔

اور جب ہم نے فرشتوں کو تھم دیا کہ تم آدم (عَالِیَا)
 کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، یہ جنوں
 میں سے تھا، (۱) اس نے اپنے پرورد گار کی نافرمانی

قبر سے نکل کر کسی جگہ حیب سکے گا۔

ا. اس کے معنی ہیں کہ ایک ہی صف میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے، یا صفوں کی شکل میں بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے۔

۲. قرآن کی اس صراحت نے واضح کردیا کہ شیطان فرشتہ نہیں تھا، فرشتہ اگر ہوتا تو تھم البی سے سرتابی کی اسے مجال ہی نہ ہوتی، کیونکہ فرشتوں کی صفت اللہ تعالی نے بیان فرمائی ہے کہ ﴿ لَایَعَصُونَ اللهُ مَا اَسَرَهُمُ وَیَقْعَلُونَ مَا يُؤْمُووْنَ ﴾ اللہ علی نہیں کرتے ہیں جس کا انہیں تھا، کیونکہ اس ہے)۔ اس صورت میں النہیں رہتا ہے، اگر وہ فرشتہ نہیں تھا تو پھر اللہ کے تھم کا وہ مخاطب ہی نہیں تھا، کیونکہ اس کے مخاطب تو فرشتہ تھے، انہیں کو سجدے کا تھم دیا گیا تھا، صاحب روح المعانی نے کہا ہے کہ وہ فرشتہ یقیناً نہیں تھا، لیکن وہ فرشتوں کے ساتھ ہی رہتا تھا اور ان ہی میں شار ہوتا تھا، اس لیے وہ بھی اللہ گِدُوْا لِلَادَمَ کے تھم کا مخاطب تھا۔ اور سجدہ آدم کے تھم کے ساتھ اس کا مخاطب کیا جانا قطعی ہے۔ ارشاد باری ہے ہمامنگ الآل تَشْخِکُالِدُامُونِگُنَ ﴾ (الأعراف: ۱۱) (جب میں نے تھے تھم ساتھ اس کا مخاطب کیا جانا قطعی ہے۔ ارشاد باری ہے ہمامنگ الآل تشخِکُالِدُامُونِگُنَ ﴾ (الأعراف: ۱۱) (جب میں نے تھے تھم ساتھ اس کا مخاطب کیا جانا قطعی ہے۔ ارشاد باری ہے ہمامنگ کے الکھ تھا۔ اور عبدہ کیوں نہ کہا)۔

وَهُمُ لَكُوْعَدُ وُلْمِشَ لِلظَّلِمِينَ بَدَالًا

مَاَاتَتُهُدُ تُهُمُ خَلَقَ السَّمَاوِتِ وَالْأَرْضِ وَلِاخَلْقَ انْفُيْمِهِمُّ وَمَاكُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُمًا®

> ۅۘۘۘڽؘۅٛڡۘڒؿڠؙٛۏڷؙڬؙۮ۠ۏٲۺؙؗػٵٚؠٙؽٲڵۮؚؽڹؽؘۯؘعَؠٝؾؙٛۏ ڣػٷۿؙۿؙۅڣػۄٛڛٛؾڿ۪ؽڹؙٷٵڵۿؗۿۅػۼڡڶؽٵ ڹۘؽڹٛۿؗۉۺۜۏڽڠٙٲ۞

کی، (۱) کیا پھر بھی تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بنارہے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے۔ (۲) ایسے ظالموں کا کیا ہی برا بدل ہے۔ (۳) میں نے انہیں آسانوں اور زمین کی پیدائش کے وقت موجود نہیں رکھا تھا اور نہ خود ان کی اپنی پیدائش میں، (۳) اور میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بنانے والا بھی نہیں۔ (۵)

اور جس دن وہ فرمائے گا کہ تمہارے خیال میں جو میرے شریک تھے انہیں پکارہ، یہ پکاریں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی جواب نہ دے گا ہم ان کے درمیان ہلاکت کا سامان کردیں گے۔(۱)

ا. فِسْقٌ کے معنی ہوتے ہیں نکانا، چوہا جب اپنے بل سے نکاتا ہے تو کہتے ہیں فَسَقَتِ الْفَاْرَةُ مِنْ جُحْرِهَا شیطان بھی سیدہ تعظیم و تحیہ کا انکار کرکے رب کی اطاعت سے نکل گیا۔

لیعنی کیا تمہارے لیے یہ صحیح ہے کہ تم ایسے شخص کو اور اس کی ذریت کو دوست بناؤ جو تمہارے باپ آدم علیاً کا دشمن، تمہارا دشمن اور تمہارے رب کا دشمن ہے اور اللہ کو چھوڑ کر اس شیطان کی اطاعت کرو؟

سل ایک دوسرا ترجمہ اس کا یہ کیاگیا ہے "ظالموں نے کیا ہی برا بدل اختیار کیا ہے"۔ یعنی اللہ کی اطاعت اور اس کی دوسی کو چھوٹر کر شیطان کی اطاعت اور اس کی دوسی جو اختیار کی ہے تو یہ بہت ہی برا بدل ہے، جے ان ظالموں نے اپنایا ہے۔

اللہ یعنی آسان وزمین کی پیدائش اور اس کی تدبیر میں، بلکہ خود ان شیاطین کی پیدائش میں ہم نے ان سے یا ان میں سے کسی ایک سے کوئی مدد حاصل نہیں کی، یہ تو اس وقت موجود بھی نہیں شے۔ چر تم اس شیطان اور اس کی ذریت کی پوجا یا ان کی اطاعت کیوں کرتے ہو؟ اور میری عبادت واطاعت سے خمہیں گریز کیوں ہے؟ جب کہ یہ مخلوق ہیں اور میں ان سب کاخالق ہوں۔

۵. اور بفرض محال اگر میں کسی کو مددگار بناتا بھی تو ان کو کیسے بناتا، جب کہ یہ میرے بندوں کو گمراہ کرکے میری جنت اور میری رضا سے روکتے ہیں۔

٩. مَوْبِقٌ کے ایک معنی تجاب (پردے اور آڑ) کے ہیں۔ لینی ان کے درمیان پردہ اور فاصلہ کردیا جائے گا، کیونکہ ان
 کے مابین آپس میں عداوت ہوگا۔ نیز اس لیے کہ عرصۂ محشر میں یہ ایک دوسرے کو نہ مل سکیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ جہنم میں یہیپ اور خون کی مخصوص وادی ہے۔ اور بعض نے اس کا ترجمہ مہلک کیا ہے جیسا کہ ترجمے سے واضح ہے

وَرَاالْمُهُومُونَ النَّارَفَظَنُّوَا أَنَّهُمُ مُّوَاقِعُوهَا وَلَوْ يَعِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿

ۅؘڵڡۜٙۮؙڝۜڗؖڣؙڬٳ۬ڨؙۿ۬ۮؘٵڵڠؙۯ۠ٳٮڸڵػۜٳڛڡؚڽؙػؙڸؚ ڝؘؿؘڸٟڴۅؘػٵؽٲڵۣۺ۬ٵؽؙٲؿٞڗؘۺٛؿٞٞڂ۪ٮؘڒؖ۞

وَمَامَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُؤْمِنُوْ الْذَجَاءَهُ وُ الْهُلَى وَيَسْتَغُفِرُوا رَبَّهُ وَ إِلَّا اَنْ تَاثِيبَهُ وُسُنَّةُ الْاَوَّلِينَ اَوْ يَاثِيبُهُ وُ الْعَنَابُ قُبُلُا

وَمَانُوْسِكُ الْمُرُسِلِيْنَ اِلَّامُنَشِّرِيُنَ وَمُنْذِيرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوْلِ اِلْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْل بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوُّ الْيِنِيُّ وَمَاانُذِرُواهُرُواهُ

**۵۳**. اور گناہ گار جہنم کو دیکھ کر سمجھ لیں گے کہ وہ اسی میں جھو نکے جانے والے ہیں لیکن اس سے بیچنے کی جگہ نہ پائیں گے۔(۱)

**۵۴**. اور ہم نے اس قرآن میں ہر ہر طریقے سے تمام کی تمام مثالیں لوگوں کے لیے بیان کردی ہیں لیکن انسان سب سے زیادہ جھٹڑ الو ہے۔

00. اور لوگوں کے پاس ہدایت آچکنے کے بعد انہیں ایمان لانے اور اپنے رب سے استغفار کرنے سے صرف ای چیز نے روکا کہ اگلے لوگوں کا سامعاملہ انہیں بھی پیش آئے (۳) یا ان کے سامنے تھلم کھلا عذاب آموجود ہوجائے۔ (۹)

01. اور ہم تو اپنے رسولوں کو صرف اس کیے جھیجتے ہیں کہ وہ خوشنجریال سنادیں اور ڈرا دیں۔ کافر لوگ باطل کے سہارے جھڑتے ہیں اور (چاہتے ہیں کہ) اس حق کو لڑ کھڑا دیں، انہول نے میری آیتوں کو اور جس چیز سے ڈرایا جائے اسے مذاق بنا ڈالا ہے۔

یعنی یہ مشرک اور ان کے مزعومہ معبود، یہ ایک دوسرے کو مل ہی نہیں سکیں گے کیوں کہ ان کے درمیان ہلاکت کا سامان اور ہولناک چیزیں ہوں گی۔

ا. جس طرح بعض روایات میں ہے کہ کافر ابھی چالیس سال کی مسافت پر ہوگا کہ یقین کرلے گا کہ جہنم ہی اس کا شھکانا ہے۔ (مند احمد، جد۳، ص۵۵)

۲. لیعنی ہم نے انسانوں کو حق کا راستہ سمجھانے کے لیے قرآن میں ہر طریقہ استعمال کیا ہے، وعظ و تذکیر، امثال وواقعات اور دلائل وہراہین، علاوہ ازیں انہیں بار بار اور مختلف انداز سے بیان کیا ہے۔ لیکن انسان چونکہ سخت جھڑالو ہے، اس لیے وعظ و تھیجت کا اس پر اثر ہوتا ہے اور نہ دلائل وہراہین اس کے لیے کارگر۔

۳. لینی تکذیب کی صورت میں ان پر بھی اسی طرح عذاب آئے، جیسے پہلے لوگوں پر آیا۔

ہم. لیعن یہ اہل مکہ ایمان لانے کے لیے ان دو باتوں میں سے کسی ایک کے منتظر ہیں۔ لیکن ان عقل کے اندھوں کو یہ پیتہ نہیں کہ اس کے بعد ایمان لانے کا ان کو موقع ہی کب ملے گا؟
 ۵۔ اور اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑانا، یہ تکذیب کی بدترین قسم ہے۔ اس طرح جدال بالباطل کے ذریعے سے (یعنی

وَمَنُ اَظْلَا مِثَنَ ذُكِّرَ بِالْنِتِ رَبِّهٖ فَاَخْرُضَ عَنُمُ اَوْنِيَى مَاقَتَمَتُ يَدُاهُ إِنَّا جَعَلُنَا عَلِى قُلُوْبِهِمُ لَكِنَّةً اَنُ يَّنْفَقَهُ وُهُ وَ فِنَّ الْنَافِهِمُ وَقُرًا \* وَإِنْ تَدُعُهُمْ إِلَى الْهُدُى فَلَنْ يَهْتَدُوْلَ إِذَا الْبَدُا ۞ إِذَا الْبَدَّا ۞

ۅؘۯڹ۠ڬٲڵۼؘۏؙۯۮؙۅٵڵڗؖڝؗڎڷؙٚۯؽؙٷڶڿٮؙٛۿؙؗؗؗؠؙؠٮٵ ػٮۜڹؙٷٳڵڡۜڿۜڶڵۿٶٛٳڷڡؘۮؘٵٮ۪۫ڹڵڰۿۄۛ؆ٞۏۼؚڰ۠ڰؽ ؾڿؚٮؙۉٵڝؙ۬ۮؙۯؽ؋؞ۄؙڔڸۯ۞

20. اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟ جے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے وہ پھر بھی منہ موڑے رہے اور جو پھر اس کے ہاتھوں نے آگے بھیج رکھا ہے اس بھول ہے اس کے ہاتھوں نے آگے بھیج رکھا ہے اسے بھول جائے، بیٹک ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ اسے (نہ) سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی ہے، گو تو انہیں ہدایت کی طرف بلاتا رہے، لیکن یہ بھی بھی ہدایت نہیں پانے کے۔(۱) بلاتا رہے، لیکن یہ بھی بھی ہدایت نہیں یانے کے۔(۱) ہے وہ اگر ان کے اعمال کی سزا میں پکڑے تو بیشک ہے وہ اگر ان کے اعمال کی سزا میں پکڑے تو بیشک والا اور مہر بانی والا انہیں جلد ہی عذاب کردے، بلکہ ان کے لیے ایک وعدے کی گھڑی مقرر ہے جس سے وہ سرکنے کی ہرگز جگہہ نہیں پائیں گے۔(۱)

باطل طریقے اختیار کرے) حق کو باطل ثابت کرنے کی سعی کرنا بھی نہایت ندموم حرکت ہے۔ اس مجادلہ بالباطل کی ایک صورت یہ ہے جو کافر رسولوں کو یہ کہہ کر ان کی رسالت کا انکار کردیتے رہے کہ تم تو ہمارے جیسے ہی انسان ہو ﴿ مَاۤاَنْ اُوْ اِلَاجَتُوْ اِلَّا اِجْتَوْ اِلَّا اِجْتَوْ اِلْعَنْ اِلْعَالَیٰ اِلَّا اِلْمَا اِلَّا ہِم عَمْ ہِمِیں رسول کس طرح تسلیم کرلیں؟ دَحَضَ کے اصل معنی پھیلنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے دَحَضَتْ رِجْلُهُ (اس کا پیر پھسل گیا) یہاں سے یہ کسی چیز کے زوال (ٹلنے) اور بطلان کے معنی میں استعال ہوئی اس کاظ سے آدْحَضَ یُدْحِضُ مِدِنے لگا۔ کہتے ہیں دَحَضَتْ حُجَّنَهُ دُحُوْضًا آئی بطَلَتْ (اس کی جبت باطل ہوگئی) اس کاظ سے آدْحَضَ یُدْحِضُ کے معنی ہوں گے باطل کرنا۔ (ٹے القدی)

ا. یعنی ان کے اس ظلم عظیم کی وجہ سے کہ انہوں نے رب کی آیات سے اعراض کیا اور اپنے کر توتوں کو بھولے رہے، ان کے دلوں پر ایسے پردے اور ان کے کانوں پر ایسے بوجھ ڈال دیے گئے ہیں، جس سے قرآن کا سجھنا، سننا اور اس سے بدایت قبول کرنا ان کے لیے ناممکن ہوگیا۔ ان کو کتنا بھی بدایت کی طرف بلالو، یہ مجھی بھی بدایت کا راستہ اپنانے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔

۲. لیعنی یہ تو رب غفور کی رحمت ہے کہ وہ گناہ پر فوراً گرفت نہیں فرماتا، بلکہ مہلت دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پاداش عمل میں ہر مخض ہی عذاب اللهی کے شلخے میں کسا ہوتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جب مہلت عمل ختم ہوجاتی ہے اور ہلاکت کا وہ وقت آجاتا ہے، جو اللہ تعالی مقرر کیے ہوتا ہے تو پھر فرار کا کوئی راستہ اور بچاؤ کی کوئی سبیل ان کے لیے نہیں رہتی۔ موڑ بی کے معنیٰ ہیں جائے پناہ راہ فرار۔

وَتِلْكَ الْقُرْبَى اَهْلَلْنَهُمُ لِتَاظَلُمُواوَجَعَلْنَا لِمَهْلَكُهُمُ مِّدُوعِدًا أَنَّ

ۅٙٳۮؙۊؘٵڵؙڡؙٛۅ۠ڛڸڣؘؾڶٷڰٳٙڹڔۜٷؖڂؾٚۜٵؘڹڵؙۼۜۼؠۧۼ ٳڵڂۯؚؽڹٳۅٛٲڡٝۻؚؽڂؙؿؙڴ

09. اور یہ ہیں وہ بستیاں جنہیں ہم نے ان کے مظالم کی بنا پر غارت کردیا اور ان کی تباہی کی بھی ہم نے ایک میعاد مقرر کرر کھی تھی۔()

اور جب کہ موسیٰ (عَالِیَا اللہ ) نے اپنے نوجوان (۲) سے کہا کہ میں تو چاتا ہی رہوں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے سنگم پر (۳) پہنچوں، خواہ مجھے سالہا سال چلنا پڑے۔ (۳)

ا. اس سے مراد، عاد شمود اور حضرت شعیب علیہ اور حضرت لوط علیہ اور ان قومیں ہیں جو اہل تجاز کے قریب اور ان کے راستوں میں ہی تھیں۔ انہیں بھی اگرچہ ان کے ظلم کے سبب ہی ہلاک کیا گیا لیکن ہلاکت سے پہلے انہیں پورا موقع دیا گیا اور جب یہ بات واضح ہوگئی کہ ان کا ظلم وطغیان اس حد کو پہنچ گیا ہے، جہاں سے ہدایت کے راستے بالکل مسدود ہوجاتے ہیں اور ان سے خیر اور بھلائی کی امید باقی نہیں رہی، تو پھر ان کی مہلت عمل ختم اور تباہی کا وقت شروع ہوگیا۔ پھر انہیں حرف غلط کی طرح مٹادیا گیا۔ یا اہل دنیا کے لیے عبرت کا نمونہ بنادیا گیا۔ یہ دراصل اہل مکہ کو سمجھایا جارہا ہے کہ تم ہمارے آخری پیغیبر اور اشرف الرسل حضرت محمد رسول اللہ شکا گینٹی کی تکذیب کررہے ہو، تم یہ نہ سمجھنا کہ حمہیں کہ تم ہمارے آخری پیغیبر اور اشرف الرسل حضرت محمد رسول اللہ شکا گینٹی کی تکذیب کررہے ہو، تم یہ نہ سمجھنا کہ حمہیں موقعود تک ہر فرد، گروہ اور قوم کو وہ عطاکر تا ہے۔ جب یہ مدت ختم ہوجائے گی اور تم اپنے کفر وعناد سے باز نہیں آؤگے وہوں کا ہوچکا ہے۔

٢. نوجوان سے مراد حضرت بوشع بن نون عَلَيْلًا ہيں جو موسىٰ عَلَيْلًا كى وفات كے بعد ان كے جانشين بنے۔

سا. اس مقام کی تعیین کسی یقینی ذریعہ سے نہیں ہو سکی ہے تاہم قرائن کا اقتضایہ ہے کہ اس سے مراد صحرائے سینا کا وہ جنوبی رأس ہے جہال خلیج عقبہ اور خلیج سولیں دونوں آکر ملتے اور بحر احمر میں ضم ہوجاتے ہیں۔ دوسرے مقامات جن کا ذکر مفسرین نے کیا ہے ان پر سرے سے مجمع البحرین کی تعبیر ہی صادق نہیں آتی۔

الم ہو گئے گئے کے ایک معنی ۵۰ یا ۸۰ سال اور دوسرے معنی غیر معین مدت کے ہیں۔ یہاں یہی دوسرا معنی مراد ہے۔ یعنی جب تک میں مجمع البھرین (جہال دونوں سمندر طبتے ہیں) نہیں پہنچ جاؤں گا، چلتا رہوں گا اور سفر جاری رکھوں گا، چاہے کتنا بھی عرصہ لگ جائے۔ حضرت موسی علیقیا کو اس سفر کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ انہوں نے ایک موقع پر ایک سائل کے جواب میں یہ کہہ دیا کہ اس وقت مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں۔ اللہ تعالی کو ان کا یہ جملہ پند نہیں آیا اور وحی کے ذریعے سے انہیں مطلع کیا کہ ہمارا ایک بندہ (خضر) ہے جو تجھ سے بھی بڑا عالم ہے۔ حضرت موسی علیقیا نے پوچھا کہ یا اللہ اس سے ملاقات کس طرح ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالی نے فرمایا، جہال دونوں سمندر ملتے ہیں، وہیں ہمارا وہ بندہ بھی ہوگا۔ نیز فرمایا کہ چھل ساتھ لے جاؤ، جہاں مچھلی تمہاری ٹوکری (زنبیل) سے نکل کر غائب ہوجائے تو سمجھ لینا کہ یہی موجائے تو سمجھ لینا کہ یہی مقام ہے۔ رہاری، سروء کہف پیانچھ اس حکم کے مطابق انہوں نے ایک مجھلی لی اور سفر شروع کردیا۔

فَلَمَّا بَلَغَا مَجُمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَانَ سَِيئِلَهُ فِي الْبَحْوِسَرِيَّا

فَكَتَّاجَاوَزَاقَالَ لِفَتْمَهُ الِنَاغَكَآءَنَا لَقَدُ لَقِيْنَا مِنَ سَفَرِنَاهٰ ذَانَصَبًا⊕

قَالَ اَرَدَيْتَ إِذْ اَوَيُنَآ إِلَى الصَّغُرَةِ فَإِنِّى ُ شِيبُتُ الْحُوْتَ ۚ وَمَاۤ انْسَانِيۡهُ اِلَّا الشَّيْطُنُ اَنُ اَذْكُرُهُۥ وَاتَّخَذَسَرِبُسُلهُ فِي الْبُغَرِ ۗ عَبَاۤ

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبُغُ ۗ فَارْتَتَدَا عَلَى الْتَارِهِمَا قَصَعًا لِهِ

۲۱. جب وہ دونوں دریا کے سنگم پر پہنچ، وہاں اپنی مجھلی بھول گئے جس نے دریا میں سرنگ جیسا اپنا راستہ بنالیا۔

17. جب یہ دونوں وہاں سے آگے بڑھے تو موسیٰ (عَلَیْطِاً) نے اپنے نوجوان سے کہا کہ لا ہمارا کھانا دے، ہمیں تو اپنے اس سفر سے سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔

اس نے جواب دیا کہ کیا آپ نے دیکھا بھی؟ جب کہ ہم پھر سے طیک لگاکر آرام کررہے سے وہیں میں مجھل بھول گیا تھا، دراصل شیطان نے ہی بھے بھلادیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں۔ اس مجھل نے ایک انو کھے طور پر دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔ (۱)

۱۲۰ موسیٰ (عَلَیْکِاً) نے کہا یہی تھا جس کی تلاش میں ہم سے چھے چنانچہ وہیں سے اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈت موسے واپس لوٹے۔(۱)

ا. یعنی مجھلی زندہ ہوکر سمندر میں چلی گئی اور اس کے لیے اللہ تعالی نے سمندر میں سرنگ کی طرح راستہ بنادیا۔ حضرت یوشع علیہ اللہ نے مجھلی کو سمندر میں جاتے اور راستہ بنتے ہوئے دیکھا، لیکن حضرت موسی علیہ اگو بتلانا بھول گئے۔ حتی کہ آرام کرکے وہاں سے پھر سفر شروع کردیا، اس دن اور اس کے بعد کی رات سفر کرکے، جب دوسرے دن حضرت موسی علیہ اگا کو تھکاوٹ اور بھوک محسوس ہوئی، تو اپنے جوان ساتھی سے کہا کہ لاؤ بھی کھانا، کھانا کھانی ۔ اس نے کہا، مجھلی تو، جہاں ہم نے پتھر سے میک لگاکر آرام کیا تھا، وہاں زندہ ہوکر سمندر میں چلی گئی تھی اور وہاں عجب طریقے سے اس نے اپنا راستہ بنایا تھا، جس کا میں آپ سے تذکرہ کرنا بھول گیا۔ اور شیطان نے مجھے بھلادیا۔

۲. حضرت موسی علیظ نے کہا، اللہ کے بندے! جہاں مچھلی زندہ ہو کر غائب ہوئی تھی، وہی تو ہمارا مطلوبہ مقام تھا، جس کی تلاش میں ہم سفر کررہے ہیں۔ چنانچہ اپنے نشانات قدم دیکھتے ہوئے پیچھے لوٹے اور ای مجمع البحرین پر واپس آگئے۔ قَصَصًا کے معنی ہیں پیچھے لگنا، پیچھے چلنا۔ لینی نشانات قدم کو دیکھتے ہوئے ان کے پیچھے چلتے رہے۔

ڡٛۜڮۜٙٮۜڵۼؠؙػؙٳۺۜۼؚڔؘٳۮڹۜٙٲڵؾؙؽ۠ٷڝؘۜڎؘۺۜؽۼٮؙڔٮؘٵ ۅؘۼؖڵؠٮؙ۠ٷؙڝؙۛڰؙڽؙؗؿٵۼؚڵؠٙ۞

قَالَ لَهُ مُوْسَى هَلَ اَتَبِعُكَ عَلَى اَنُ تُعَلِّمَنِ مِثَاعْلِيْتُ رُشُّمًا®

قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِينُعَ مَعِيَ صَبُرًا ﴿
وَكُيْفُ تَصْبِرُ عَلِي مَالَوُ تُحِطْ بِهِ خُبُرًا ﴿

قَالَ سَتَجِدُنِ فَ إِن شَاءَ اللهُ صَابِرًا وَلَا اَعْصِى لَا اَعْرَاوَ لَا اَعْصِى لَكَ اَمْرًا ﴿

هم. لیعنی جس کا پورا علم نه ہو۔

10. ایس ہمارے بندول میں سے ایک بندے کو پایا، (۱) جسے ہم نے اپنے پاس کی خاص رحمت (۲) عطا فرما رکھی تھی اور اسے اپنے پاس سے خاص علم (۳) سکھا رکھا تھا۔

17. اس سے موسیٰ (عَالِیَّالِ) نے کہا کہ میں آپ کی تابعداری کروں؟ کہ آپ ججھے وہ نیک علم سکھا دیں جو آپ کو سکھا اگرا ہے۔

٧٤. اس نے کہا آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکتے۔
١٩٨. اور جس چيز کو آپ نے اپنے علم میں نہ لیا ہو<sup>(٣)</sup>
اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں؟

19. موسیٰ (عَالِیَا اِ) نے جواب دیا کہ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور کسی بات میں میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا۔

ا. اس بندے سے مراد حضرت خضر ہیں، جیسا کہ صحیح احادیث میں صراحت ہے۔ خضر کے معنی سرسبز اور شاداب کے ہیں، یہ ایک مرتبہ سفید زمین پر بیٹھے تو وہ حصۂ زمین ان کے بیٹھے سے سرسبز ہوکر لہلہانے لگا، اسی وجہ سے ان کا نام خضر پڑگیا۔ (سمج بنادی، تغیر سردہ کہف)

۲. رَحْمَةٌ سے بعض مفسرین نے وہ خصوصی انعامات مراد لیے ہیں جو اللہ نے اپنے اس خاص بندے پر فرمائے اور اکثر مفسرین نے اس سے مراد نبوت کی ہے۔

سال اس سے علم نبوت کے علاوہ جس سے حضرت مولی علیہ اللہ علی بہرہ ور تھے، بعض بحوینی امور کا علم ہے جس سے اللہ تعالی نے صرف حضرت خضر کو نوازا تھا، حضرت مولی علیہ اللہ تعالی نے صرف حضرت خضر کو نوازا تھا، حضرت مولی علیہ اللہ تعالی حضرت مولی علیہ ہوتا ہے اور یہ باطنی علم، شریعت کے ظاہری علم سے، جو قرآن وحدیث کی کے محض مبد اَ فیض کی کرم گشری کا نتیجہ ہوتا ہے اور یہ باطنی علم، شریعت کے ظاہری علم سے، جو قرآن وحدیث کی صورت میں موجود ہے، مختلف بلکہ بعض دفعہ اس کے مخالف اور معارض ہوتا ہے لیکن یہ استدلال اس لیے صبح نہیں کہ حضرت خضر کی بابت تو اللہ تعالی نے خود ان کو علم خاص دیے جانے کی صراحت کردی ہے، جب کہ کسی اور کے لیے ایک صراحت کہیں نہیں اگر اس کو عام کردیا جائے تو پھر ہر شعبدہ باز اس قشم کا دعوکی کرسکتا ہے، چنانچہ اس طبقے میں ایک صراحت کہیں۔ اس لیے ایسے دعووں کی کوئی چیشیت نہیں۔

قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِيُ فَلَاتَنْكَلِنِي عَنْ شَيُّ حَتَّى اُحُدِ كَلَكِ مِنْهُ دِكْرًا ۞

ڣٙٲٮ۬ٛڟؘۘڵقٲ؆ڂۿۧٳۮٙٲۯڮڹٵؚڣٳڶۺڣؽؙڹؾۘۊؘۻٛۯٙۿ۠ٲۊؘٲڶ ٲڂؘۯڨٞؾؠؘٳڸٮؙؙۼؙڔۣۊؘٲۿڶۿٲ۠ڷڨٙٮؙڿؚؠؙؙٛؾۺؽٵ ٳڝؙ۫ڔٞٳ۞

قَالَ ٱلدُو ٱقُلُ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيبُعُ مَعِي صَبْرًا ﴿

قَالَلاَتُوَاخِدُنْ بِمَاشِيْتُ وَلاَتُوهِقُنِيُ مِنْ اَمُرِي عُمُرًا ۞

فَانْطَلَقَا هَ حَتَّى إِذَا لَقِيَاعُلُمًا فَقَتَلَهُ "قَالَ اتَّتَلُتَ نَفُسًا زَكِيَّه أَبِغَيُّرِنَفُسٍ لَقَنُ جِدُّتَ شَيْئًا ثُكْرًا

اس نے کہا اچھا اگر آپ میرے ساتھ ہی چلنے پر اصرار کرتے ہیں تو یاد رہے کسی چیز کی نسبت مجھ سے پچھ نہ پوچھنا جب تک کہ میں خود اس کی نسبت کوئی تذکرہ نہ کروں۔

اک. پھر وہ دونوں چلے، یہاں تک کہ ایک کشی میں سوار ہوئے، تو اس نے کشی کے شختے توڑدیے، موسیٰ (عَالِیُّا) نے کہا کیا آپ اسے توڑ رہے ہیں تاکہ کشی والوں کو ڈبودیں، یہ تو آپ نے بڑی (خطرناک) بات کردی۔() کلے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے تو پہلے ہی تجھ سے کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔ کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔ کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔ کہ دیا تھا کہ تو اور مجھے اپنے کام میں شکل میں نہ ڈالیے۔() نہ کہڑیے اور مجھے اپنے کام میں شکل میں نہ ڈالیے۔() کہ کیا آپ نے اس نے اسے مارڈالا، موسیٰ (عالیہ اُلی کے کو پایا، کہ کیا آپ نے اس نے اسے مارڈالا، موسیٰ (عالیہ اُلی کے کو بایا، کہ کیا آپ نے اس نے تو بڑی ناپندیدہ حرکت کی۔()

ا. حضرت موسی علیهٔ الله کو چونکه اس علم خاص کی خبر نہیں تھی جس کی بنا پر خضر نے کشتی کے شختے توڑد یے شخے، اس لیے صبر نہ کرسکے اور اپنے علم وقعم کے مطابق اسے نہایت ہولناک کام قرار دیا۔ اِمْرًا کے معنی بیں الدَّاهِيَةُ العَظِيْمةُ "بڑا بیب ناک کام"۔

r. لینی میرے ساتھ یسر کا معاملہ کریں، سختی کا نہیں۔

سل غلام سے مراد بالغ جوان بھی ہو سکتا ہے اور نابالغ بچہ بھی۔

٧٠. نُحُوّا، فَظِيْعًا مُنْكَوًّا لَا يُعْرَفُ فِيْ الشَّوْع، ايسا برا برا كام، جس كى شريعت ميں گنجائش نبيس بعض نے كہا ہے كہ اس كے معنی بيں أَنْكَوُ مِنَ الْأَمْرِ الْأَوَّلِ بِهِلِ كام ( سَق كے تخت توڑنے ) سے زیادہ برا كام اس لیے كہ قتل، ایسا كام ہے جس كا تدارك اور ازالہ ممكن نبيس جب كم سَق كے تخت الكيروينا، ایسا كام ہے جس كا تدارك اور ازالہ كیا جاسكتا ہے۔ بعض نے اس كے معنی كيے بيں، پہلے كام سے كم تر اَفَلُّ مِنَ الْأَمْرِ اس ليے كہ ایک جان كو قتل كرنا، سارے كتّق والوں كو دُبود يے كم تر وَنْ اللّهُ مُن بَهِ اللّهُ مَن بيل منہوم ہى انسب ہے، كونك حضرت موسى عليمًا كو جو علم شريعت حاصل تھا، اس كى روسے حضرت

قَالَ الْهَ اَقُلُ لَكَ اِنَّكَ لَنُ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۞

قَالَ إِنْ سَالَتُكَ عَنْ شَىٰ كَبُكَ مُا هَافَلَاتُصْعِبْنِيْ قَدُبَكَفُتَ مِنْ لَدُنِّ كُذُرًا۞

فَانْطَلَقَا عَلَى إِذَا النَّيَّا الْمُلَ وَيُولِ النَّطْعَمَا الْمُلَهَا فَأَبُوا النُّ يُضِيِّفُوهُما فَوَجَدَا فِيهَا حِدَا رَا يُحْرِيكُ اَنْ يَنْفَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْشِئْتَ لَتَخَدُتَ عَلَيْهِ آجُرًا

قَالَ هٰنَافِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأْنَبِنَكَ بِتَأْوِيل

۵۷. وہ کہنے لگے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ہمراہ رہ کر ہرگز صبر نہیں کرسکتے۔

27. موسی (عَلَیْهِ ) نے جواب دیا اگر اب اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو بینک آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا، یقیناً آپ میری طرف سے (حد) عذر کو بینج کے۔(۱)

22. پھر دونوں چلے، ایک گاؤں والوں کے پاس آکر ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے ان کی مہمانداری سے صاف انکار کردیا، (۲) دونوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو گرا ہی چاہتی تھی، اس نے اسے ٹھیک اور درست (۳) کردیا، موسیٰ (علیہ ایک کہنے گھے اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت کے لیتے۔

٨٨. اس نے كہا بس يہ جدائى ہے ميرے اور تيرے

خصر کا یہ کام بہر حال خلاف شرع تھا، جس کی وجہ سے انہوں نے اعتراض کیا اور اسے نہایت برا کام قرار دیا۔

ا. یعنی اب اگر سوال کروں تو اپنی مصاحبت کے شرف سے مجھے محروم کردیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا، اس لیے کہ آپ کے پاس معقول عذر ہوگا۔

۲. یعنی یہ بخیلوں اور کمینوں کی بستی تھی کہ مہمانوں کی مہمان نوازی سے ہی انکار کردیا، درآں حالیکہ مسافروں کو کھانا کھلانا اور مہمان نوازی کرنا ہر شریعت کی اخلاقی تعلیمات کا اہم حصہ رہا ہے۔ نی شکائیڈ آ نے بھی مہمان نوازی اور اکرام ضیف کو ایمان کا تقاضا قرار دیا ہے۔ فرمایا «مَنْ کَانَ یُوْمِنُ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْآخِوِ، فَلْیُکُوِمْ ضَیْفَه» (صحیح البخاری، مسلم، نرمذی، آبوداود) (جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت و تکریم کرے)۔

۳. حضرت خضر نے اس دیوار کو ہاتھ لگایا اور اللہ کے حکم سے وہ معجزانہ طور پر سیدھی ہوگئ۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت سے واضح ہے۔

۷. حضرت موئی علیه این بی استی کے رویے سے پہلے ہی کبیدہ خاطر تھے، حضرت خضر کے اس بلا معاوضہ احسان پر خاموش نہ رہ سکے اور بول پڑے کہ جب ان بستی والوں نے ہماری مسافرت، ضرورت مندی اور شرف وفضل کسی چیز کا بھی کا لحظ نہیں کیا قو یہ لوگ کب اس لائق ہیں کہ ان کے ساتھ احسان کیا جائے؟

مَالَوْتَسُتَطِعُ عَلَيْهِ صَبُرًا⊙

ٱؿٵڶۺۜڣؚؽ۫ؽڎؙۘڣؙػٵڹؾؗڶۣۺڵؚڮؽؙؽؘؿڣؠڬؙۅؙؽ؋ ٵڷ۪ػؙڔ۫ڣؘٲۯۮؙؾ۠ٵڽؙٳۼؽؠۿٵٷػٲؽۅۯٳؖ؞ۿؙۄٛٵۣڮ ؾۧٳؙڂ۫ڎؙڴڰڛڣؽؙڹۊۼؘڞڹۘٵ۞

> ۅٙٳ؆ٵڷۼؙڵۅٛۏؘػٳؽٲڹۅؙؚؗڰؙؗؗؗؗؗڡؙؙۄؙڡؚڹؘؽڹۣۼٛۺۣؽڷۘٲؽ ؿؙۯۿؚڡٞۿٵڟۼ۫ؾٵڴٷڰؙڣ۫ٵ۞۫

در میان، (<sup>()</sup> اب میں تحقیے ان باتوں کی اصلیت بھی بتادوں گا جس پر تجھ سے صبر نہ ہوسکا۔ <sup>(۲)</sup>

29. کشتی تو چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کاخ کرتے تھے۔ میں نے اس میں کچھ توڑ پھوڑ کرنے کا ارادہ کرلیا کیونکہ ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک (صحیح سالم) کشتی کو جبراً ضبط کرلیتا تھا۔

۸۰. اور اس لڑکے کے مال باپ ایمان والے تھے۔ ہمیں
 خوف ہوا کہ کہیں یہ انہیں اپنی سرکثی اور کفر سے عاجز
 ویریشان نہ کردے۔

ا. حضرت خضر نے کہا کہ موسیٰ علیہ اللہ ہی تیسرا موقعہ ہے کہ تو صبر نہیں کرسکا اور اب خود تیرے کہنے کے مطابق میں تجھے ساتھ رکھنے سے معذور ہوں۔

۲. کیکن حدائی سے قبل حضرت خصر نے تینوں واقعات کی حقیقت سے انہیں آگاہ اور باخبر کرنا ضروری خیال کیا تاکہ موسیٰ عَالَیْظِاہِ کسی مغالطے کا شکار نہ رہیں اور وہ یہ سمجھ لیں کہ علم نبوت اور ہے، جس سے انہیں نوازا گیا ہے اور بعض تکوینی امور کا علم اور ہے جو اللہ کی حکمت ومشیت کے تحت، حضرت خضر کو دیا گیا ہے اور اس کے مطابق انہوں نے ایسے کام کیے جو علم شریعت کی رو سے جائز نہیں تھے اور اسی لیے حضرت موسیٰ عَلَیْقِلِ بجا طور پر ان پر خاموش نہیں رہ سکے تھے۔ انہی تکوینی امور کی انجام دہی کی وجہ سے بعض اہل علم کی رائے ہے کہ حضرت خضر انسانوں میں سے نہیں تھے اور اس لیے وہ ان کی نبوت ورسالت یا ولایت کی بحث میں نہیں بڑتے کیوں کہ یہ سارے مناصب تو انسانوں کے ساتھ ہی خاص رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ فرشتہ تھے، لیکن اگر اللہ تعالی اپنے کسی نبی کو بعض تکوینی امور سے مطلع کرکے ان کے ذریعے سے وہ کام کروالے، تو اس میں بھی کوئی ناممکن بات نہیں ہے۔ جب وہ صاحب وحی خود اس امر کی وضاحت کردے کہ میں نے یہ کام اللہ کے حکم سے ہی کیے ہیں تو گو بظاہر وہ خلاف شریعت ہی نظر آتے ہوں، لیکن جب ان کا تعلق ہی تکوینی امور سے ہے تو وہاں جواز اور عدم جواز کی بحث ہی غیر ضروری ہے۔ جیسے تکوینی احکامات کے تحت کوئی بیار ہوتا ہے، کوئی مرتا ہے، کسی کا کاروبار تباہ ہوجاتا ہے، قوموں پر عذاب آتا ہے، ان میں سے بعض کام بعض دفعہ باذن الٰہی فرشتے ہی کرتے ہیں، تو جس طرح یہ امور آج تک کسی کو خلاف شریعت نظر نہیں آئے۔ اس طرح حضرت خضر کے ذریعے سے وقوع پذیر ہونےوالے واقعات کا تعلق بھی چونکہ امور تکوینیہ سے ہے اس لیے انہیں شریعت کی ترازو میں تولنا ہی غیر صحیح ہے۔ البتہ اب وحی ونبوت کا سلسلہ ختم ہوجانے کے بعد کسی شخص کا اس فتم کا دعویٰ ہرگز صحیح اور قابل تسلیم نہیں ہوگا جیسا کہ حضرت خضر سے منقول ہے کیوں کہ حضرت خضر کا معاملہ تو نص قرآنی سے ثابت ہے، اس لیے مجال انکار نہیں۔ لیکن اب جو بھی اس قسم کا دعویٰ ما عمل کرے گا، اس کا انکار لازمی اور ضروری ہے کیوں کہ اب وہ یقینی ذریعۂ علم موجود نہیں ہے جس سے اس کے دعوے اور عمل کی حقیقیت واضح ہوسکے۔

ڡؙٲۯۮڹۜٛٲٲڽؙؿؠڔڷۿؠٵۯڹ۠ۿؠٵڂؽڗٳڝۨٞڎٷٛڮۅڠٞ ۊۜٲڡ۫ڗڔؙۯؙڂؠٵ۞

ۅؘٲۺۜٵڸۣؖ۫ٮڬٵۯؙڡٛػٵؽٳۼۘ۠ڵؠؽڹؽێؽؠۜؽڹۣؽؠؽڹۏ ٵڷؠڔؽؽڎٷػٳڽؾٞؾۘٷڬڹٛڒ۠ڰۿٵٷػٳڽٵؠٛٛۉۿؠٵ ڝڶٵٷٙٳؘۮڒؿ۠ػٳڹٞؾؠٛڶڡٚٳٲۺؙڽۿؠٵۅؘۺٮٛؾڂٟٝڿٵ ڬؿؙٷڵٷۧؽؠؙڰۧڝؚٞڹٛڗڮٷٙڡؘٵڣۼڶؿڬۼڽؙٵڡؙڔٟؽ ۮڶٟڮؾٳٛۏؚؽؙڵٵڮؘۊۺؘڟؚۼۘڠؽؠۅڝؙؿڒؖ۠

ۅۜۺڬؙۅٛڒػؘۼڽؙڿؠٳڵڡۜۯؽؽڹٝڠ۠ڷڛؘٲؾؙؙؙۉ۠ٳڡؘڵؽؙڮ۠ۄ ؠۜؖؿۿؙۮڴؚٵؖۿ

۸۱. اس کیے ہم نے چاہا کہ انہیں ان کا پرورد گار اس کے بہتر پاکیزگی والا اور اس سے زیادہ محبت اور بیار والا بچہ عنایت فرمائے۔

۸۲. اور دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یکیم بچ ہیں جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے پنچ دفن ہے، ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یکیم اپنی جوانی کی عمر میں آکر اپنا یہ خزانہ تیرے رب کی مہر بانی اور رحمت سے نکال لیں، میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا، (ا) یہ تھی اصل حقیقت این دائے سے کوئی کام نہیں کیا، (ا) یہ تھی اصل حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا۔

۸۳. اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کا واقعہ دریافت کررہے ہیں، (۲) آپ کہہ دیجیے کہ میں ان کا تھوڑا سا

ا. حضرت خضر کی نبوت کے قاملین کی یہ دوسری دلیل ہے جس سے وہ نبوت خضر کا اثبات کرتے ہیں۔ کیونکہ کسی بھی غیر نبی کا ایسا اشارہ غیبی قابل اس فتیم کی وی نبیس آتی کہ وہ اسٹے اہم کام کسی اشارہ غیبی پر کردے، نہ کسی غیر نبی کا ایسا اشارہ غیبی قابل عمل ہی ہے۔ نبوت خضر کی ظامت بہت سے لوگوں کی ملا قاتیں حضرت خضر کے قاملین بہت سے لوگوں کی ملا قاتین حضرت خضر کے زندگی پر کوئی نص شرعی نہیں ہے، اسی طریقے سے لوگوں کے مکاشفات یا حالت بیداری یا نیند میس حضرت خضر کے زندگی پر کوئی نص شرعی نہیں ہے، اسی طریقے سے لوگوں کے مکاشفات یا حالت بیداری یا نیند میس حضرت خضر سے ملئے کے دعوے بھی قابل تسلیم نہیں۔ جب ان کا حلیہ ہی مستند ذریعے سے منقول نہیں ہے تو ان کی شاخت کس طرح ممکن ہے؟ اور کیوں کر یقین کیا جاسکتا ہے، کہ جن بزرگوں نے ملئے کے دعوے کیے ہیں، واقعی ان کی ملا قات خضر مو کی غالیثیا ہے، کہ جن بزرگوں نے دھو کہ اور فریب میں مبتلا نہیں کیا۔

۲. یہ مشرکین کے اس تیسرے سوال کا جواب ہے جو یہودیوں کے کہنے پر انہوں نے نبی مگائیڈ ہے سے تھے۔ ذوالقرنین کے انفی معنی دوسینگوں والے کے ہیں۔ یہ نام اس لیے پڑا کہ فی الواقع اس کے سر پر دوسینگ تھے یا اس لیے کہ اس نے مشرق ومغرب دنیا کے دونوں کناروں پر پہنچ کر سورج کے قرن لیعنی اس کی شعاع کا مشاہدہ کیا، بعض کہتے ہیں کہ اس کے سر پر بالوں کی دو لٹیں تھی، قرن بالوں کی لٹ کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی دو لٹوں یا دو میند ھیوں یا دو زلفوں والا۔ قدیم مفسرین نے بالعموم اس کا مصداق سکندر رومی کو قرار دیا ہے جس کی فتوحات کا دائرہ مشرق ومغرب تک پھیلا ہوا تھا لیکن جدید مفسرین جدید تاریخی معلومات کی روشنی میں اس سے انقاق نہیں کرتے بالخصوص مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے اس پر جو داد شخیق دی ہے اور اس شخص کی دریافت میں جو محنت وکاوش کی ہے، وہ نہایت قابل قدر ہے۔ ان کی

حال شہبیں پڑھ کر سناتا ہوں۔

۸۲. ہم نے اسے زمین میں قوت عطا فرمائی تھی اور اسے ہر چیز کے سامان بھی عنایت کردیے تھے۔(۱) ۸۵. وہ ایک راہ کے پیچیے لگا۔(۲)

 $\frac{\Lambda Y}{2}$  ہورج ڈوجنے کی جگہ پہنے گیا اور اسے ایک دلدل کے چشم میں غروب ہوتا ہوا پایا اس اور اس چشم کے پاس ایک قوم کو بھی پایا، ہم نے فرمادیا (\*\*) کہ

ٳڰٵڡۧڴۜٵڵڬڣؚڧاڶۯۯۻؚۅٙٳڶؾؽ۬ڹۿؙڡؚڽ۬ڴؚڸۧۺٛؽٞ۠ سَبيًا

نَاتُبُعُ سَبِيلَ

حَتَّى إِذَا بَلَغَ مَغُرِبَ الشَّمْسِ وَجَهَهَ اَتَوْكُ فِيُ عَمِّنٍ حَمِثَةٍ قَوَجَدَ عِنْكَهَا قَوْمًا هُ قُلْنَا لِكَا الْقَرْنُيْنِ إِمَّا آنُ تُعَرِّبَ وَإِمَّا آنُ تَتَخِّنَ

تحقیق کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) کہ اس ذوالقرنین کی بابت قرآن نے صراحت کی ہے کہ وہ ایسا حکران تھا، جس کو اللہ نے اساب ووسائل کی فراوانی سے نوزا تھا۔ (۲) وہ مشرقی اور مغربی ممالک کو فتح کرتا ہوا، ایک ایسے پہاڑی درے پر پہنچا جس کی دوسری طرف یاجوج اورماجوج تھے۔ (۳) اس نے وہاں یاجوج کا راستہ بند کرنے کے لیے ایک نہایت محکم بند تعیر کیا۔ (۲) وہ عادل، اللہ کو ماننے والا اور آخرت پر ایمان رکھنےوالا تھا۔ (۲) وہ نفس پرست اور مال ودولت بند تعیر کیا۔ (۲)، ۵) وہ عادل، اللہ کو ماننے والا اور آخرت پر ایمان رکھنےوالا تھا۔ (۲) وہ نفس پرست اور مال ودولت کا حریص نہیں تھا۔ مولانا مرحوم فرماتے ہیں کہ ان خصوصیات کا حامل صرف فارس کا وہ عظیم حکر ان ہے جسے یونانی سائرس، عبرانی خورس، اور عرب کیہ خسر و کے نام سے پکار تے ہیں، اس کا دور حکر انی وسم، قبل مسلح ہے۔ نیز فرماتے ہیں مائرس کے ایک مجسے کا بھی انکشاف ہوا جس میں سائرس کا جسم، اس طرح دکھایا گیا ہے کہ اس کے دونوں طرف عقاب کی طرح پر نکلے ہوئے ہیں اور سر پر مینٹر ھے کی طرح دوسینگ ہیں۔ (تفیل کے لیا مادھ ہو تغیر ترحمان الفرآن خا، می واللہ اعلم بالصواب.

ا. سَبَبُّ کے اصلی معنی رسی کے ہیں، اس کا اطلاق ایسے ذریعے اور وسلے پر ہوتا ہے جو حصول مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اس اعتبار سے سَبَبًا کے معنی ہیں، ہم نے اسے ایسے سازو سامان اور وسائل مہیا کیے، جن سے کام لے کر اس نے فتوحات حاصل کیں، دشمنوں کا غرور خاک میں ملایا اور ظالم حکر انوں کو نیست ونابود کیا۔

۲. دوسرے سبب کے معنی رائے کے کیے گئے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے دیے ہوئے وسائل سے مزید وسائل تیار اور مہیا کیے، جس طرح اللہ کے پیدا کردہ لوہ سے مختلف قسم کے ہتھیار اور اسی طرح دیگر خام مواد سے بہت می اشیاء بنائی جاتی ہیں۔
 ۱۳ عَیْنِ سے مراد چشمہ یا سمندر ہے۔ حَدِیّة کیچڑ، دلدل، وَجَدَ (پایا) یعنی دیکھا یا محسوس کیا۔ مطلب یہ ہے کہ ذوالقر نین جب مغربی جہت میں ملک پر ملک فی کرتا ہوا، اس مقام پر چیچ گیا۔ جہاں آخری آبادی تھی وہاں گدلے پائی کا چشمہ یا سمندر تھا جو نیچ سے سیاہ معلوم ہوتا تھا اسے ایسا محسوس ہوا کہ گویا سورج اس چشمے میں ڈوب رہا ہے۔ ساحل سمندر سے یا دور سے، جس کے آگے حد نظر تک کچھ نہ ہو، غروب سمش کا نظارہ کرنے والوں کو ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ سمندر سے یا دور سے، جس کے آگے حد نظر تک کچھ نہ ہو، غروب سمس کا نظارہ کرنے والوں کو ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ سورج سمندر میں یا زمین میں ڈوب رہا ہے حالاں کہ وہ اپنے مقام آسان پر ہی ہوتا ہے۔

الم. قُلْنَا (ہم نے کہا) بذریعہ وی، اس سے بعض علاء نے ان کی نبوت پر اشدلال کیا ہے۔ اور جو ان کی نبوت کے قائل

### فِيُهُمْ حُسْنًا

قَالَ امَّامَنَ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَدِّبُهُ ثُوَّيُرِدُّ لِلَ رَبِّهٖ فَيُعَدِّبُهُ عَذَابًا ثُكُرُ<sup>©</sup>

وَٱتَّامَنُ امَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءَ إِلَّحُسُنَىٰ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنَ امْرِنَا يُنْتُرُكُ

### ثُمِّ التَّبَعُ سَبِيًا<sup>®</sup>

حَتَّى إِذَا بَكَغَ مُطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَظْلُعُ عَلَى قَوْمٍ كُونَغِتَ لَهُ هُوْمِّنُ دُونِهَا بِهُ ثَرَّكُ

كَنْ لِكَ وَقُدُ آحَطْنَا بِمَالَدَيْهِ خُبُرًا ١٠

# ئْچَاتْنَعَ سَيْبًا®

اے ذوالقرنین! یا تو تو انہیں تکلیف پہنچائے یا ان کے بارے میں تو کوئی بہترین روش اختیار کرے۔(۱)

۸۸. اس نے کہا کہ جو ظلم کرے گا اسے تو ہم بھی اب سزا دیں گے،(۲) پھر وہ اپنے پرورد گار کی طرف لوٹایا جائے گا اور وہ اسے سخت تر عذاب دے گا۔

۸۸. اور ہاں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرے اس
 کے لیے تو بدلے میں بھلائی ہے اور ہم اسے اپنے کام میں بھی آسانی ہی کا تھم دیں گے۔

۸۹. پیر وہ اور راہ کے پیچیے لگا۔<sup>(۳)</sup>

• 9. یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا تو اسے ایک ایس قوم پر نکلتا پایا کہ ان کے لیے ہم نے اس سے اور کوئی اوٹ نہیں بنائی۔ (")

91. واقعہ ایسا ہی ہے اور ہم نے اس کے پاس کی کل خبروں کا احاطہ کرر کھا ہے۔(۵)

**٩٢**. وه پھر ايک سفر کے سامان ميں لگا۔<sup>(۱)</sup>

نہیں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اس وقت کے پیغیر کے ذریعے سے ہم نے اس سے کہا۔

ا. یعنی ہم نے اس قوم پر غلبہ دے کر اختیار دے دیا کہ چاہے تو اسے قتل کرے اور قیدی بنالے یا فدیہ لے کر یا بطور احسان چھوڑدے۔

٢. ليني جو كفر وشرك پر جمارے گا، اسے ہم سزا ديں كے ليني پچھلي غلطيوں پر موّاخذہ نہيں ہوگا۔

m. یعنی اب مغرب سے مشرق کی طرف سفر اختیار کیا۔

4. لیعنی الیی جگہ پہنچ گیا جو مشرقی جانب کی آخری آبادی تھی، اسی کو مطلع الشمس کہا گیا ہے۔ جہاں اس نے الیی قوم دیکھی جو مکانوں میں رہنے کے بجائے میدانوں اور صحراؤں میں بسیرا کیے ہوئے، لباس سے بھی آزاد تھی۔ یہ مطلب ہے ان کے اور سورج کے درمیان کوئی پردہ اور اوٹ نہیں تھی۔ سورج ان کے نظے جسموں پر طلوع ہوتا۔

۵. لیعنی ذوالقرنین کی بابت ہم نے جو بیان کیا ہے وہ اس طرح ہے کہ پہلے وہ منتہائے مغرب اور پھر منتہائے مشرق میں پہنچا اور ہمیں اس کی تمام صلاحیتوں، اسباب ووسائل اور دیگر تمام باتوں کا پورا علم ہے۔

۲. لیعنی اب اس کا رخ کسی اور طرف کو ہوگیا۔

حَتِى إِذَا لِلْغَبَيْنَ السَّكَ يُنِ وَجَدَا مِنْ دُوْنِهَا قُوْمُالْايِكَادُونَ يَفْقَهُونَ قُولاً

قَالُوُالِكَا الْقَرَنَيْنِ إِنَّ يَاجُوُجُ وَمَاجُوْجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ يَجْعُلُ لِكَ خَرُجًا عَلَىَ ٱنْ يَتَّعُكُلَ يَيْنَنَاوَيَنِهُوُسِكَا®

ۊؘٵڶ؆ڡڴۜڹۧؿ۬؋ۣؽڋڔۜؠٞڂؿۘۯ۠ڣؘٳۼؽٮؙؙۅ۫ؽ۫ؠڠٞۊؘۊٟٚٲڿۘڡڶ ڮؽڹڴؙڎڮؽڎۿۯۮڡٛڴ

ؖٲڎؙٷؽ۬ۯؙٷٳڲڔؽڕٛڂؿۧٚٳۮؘٳڛۘٳۏؽؠؿؙۯڵڞۘۘڡٚۘؽؙؽؚ ڡۜٵڶٳٮؙڡؙٛڂؙۅؙڶڂڞٞٙٳۮٳڿڡڶۮٮؙٳڴۊٚٵڶٲڎؙۅ۫ؽٚٙ ٲڡ۫ۯۼ۫ۛٵؽؠ۫؋ؚڟڴٳ۞

99. یہاں تک کہ جب دو دیواروں<sup>(۱)</sup> کے در میان پہنچا ان دونوں کے پرے اس نے ایک الی قوم پائی جو بات سمجھنے کے قریب بھی نہ تھی۔<sup>(1)</sup>

99. انہوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین! (") یاجوج واجوج اس ملک میں (بڑے بھاری) فسادی ہیں، (") تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ خرچ کا انتظام کردیں؟ (اس شرط پر کہ) آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں۔
90. اس نے جواب دیا کہ میرے اختیار میں میرے پروردگار نے جو دے رکھا ہے وہی بہتر ہے، تم صرف قوت (۵) طاقت سے میری مدد کرو۔ میں تہمارے اور ان کے درمیان بند بنا دیتا ہوں۔

97. مجھے لوہے کی چادریں لا دو۔ یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے در میان دیوار برابر کردی (۲) تو تھم دیا کہ آگ تیز جلاؤ تاو فلتیکہ لوہے کی ان چادروں کو بالکل آگ کردیا، تو فرمایا میرے پاس لاؤ اس پر پھطلا ہوا تانبا ڈال دوں۔

ا. اس سے مراد دو پہاڑ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل تھے، ان کے درمیان کھائی تھی، جس سے یاجوج وماجوج اد هر آبادی میں آجاتے اور اود هم مچاتے اور قتل وغارت گری کا بازار گرم کرتے۔

۲. لینی اپنی زبان کے سواکسی اور کی زبان نہیں سیجھتی تھی۔

س. ذوالقرنین سے یہ خطاب یا تو کسی ترجمان کے ذریعے ہوا ہوگا یا اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو جو خصوصی اسباب ووسائل مہیا فرمائے تھے، انہی میں مختلف زبانوں کا علم بھی ہوسکتا ہے اور یوں یہ خطاب براہ راست بھی ہوسکتا ہے۔

٣٠. ياجوج وماجوج يه دو قوميس بين اور حديث صحيح كے مطابق نسل انسانی ميں سے بين اور ان كی تعداد، دوسرى انسانی نسلوں كے مقالع ميں زيادہ ہوگی اور انہی سے جہنم زيادہ بھرے گی۔ (صحيح البخاري، تفسير سورة الحج والرقاق، باب إن زلزلة الساعة شيء عظيم، ومسلم، كتاب الإيمان، باب قوله يقول الله الآدم أخرج بعث النار)

قوت سے مراد لیمنی تم مجھے تعمیراتی سامان اور رجال کار مہا کرو۔

۲. بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ لیعیٰ دونوں پہاڑوں کے سروں کے در میان جو خلاتھا، اسے لوہے کی چھوٹی چھوٹی چادروں سے پر کر دیا۔
 کے قِطْرًا پھلا ہوا سیسہ، یا لوہا یا تانبا یعنی لوہے کی چادروں کو خوب گرم کرکے ان پر پھلا ہوا لوہا، تانبا یا سیسہ ڈالنے سے وہ

فَمَااسُطَاعُوْآآنُ يَظْهُرُونُا وَمَااسُتَطَاعُوْآلَهُ نَقْتَا®

قَالَ لَهٰذَارَحُمُةُ ثِنْ تَرِينَ فَإِذَا جَآءَ وَعُدُرَيِّ جَعَلَهُ دُكَّآءُ ۗ وَكَانَ وَعُدُرَبِّنَ حَقًا۞

ۅؘٮۜڗڲٮٚٳٮڞؙۿؙۯؽۅؙڡؠٟۮٟؾؖؽٷٛڿؚٛڨؙڹۼۻؚٚۊۜٮٛڣڿؘ ؚ؈ٝٳڵڞؙٷڔڣؘجؠڠڶۿؙۄؙۻڠٵ<sup>ۿ</sup>

ۊؙؖۼۯڞؗڹٵڿۿڎۜۄڒۅؙڡؠ۪ۮٟڷڷؙڬڣڔؿڹۼۘۯڝؘٵٚ

92. پس تو ان میں اس دیوار کے اوپر چڑھنے کی طاقت تھی اور نہ اس میں کوئی سوراخ کرسکتے تھے۔

9A. کہا یہ صرف میرے رب کی مہربانی ہے، ہاں جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اسے زمین بوس کردے گا، (۱) بیشک میرے رب کا وعدہ سچا اور حق ہے۔

99. اور اس دن ہم انہیں آپس میں ایک دوسرے میں گڈیڈ ہوتے ہوئے چھوڑدیں گے اور صور پھونک دیا جائے گا پس سب کو اکٹھا کرکے ہم جمع کرلیں گے۔
•• ا. اور اس دن ہم جہنم کو (بھی) کافروں کے سامنے لاکھڑا کردیں گے۔

پہاڑی درہ یا راستہ ایسا مضبوط ہو گیا کہ اسے عبور کرکے یا توڑ کر یاجوج وہاجوج کا ادھر دوسری انسانی آبادیوں میں آنا ناممکن ہو گیا۔ ا. یعنی یہ دیوار اگر چیہ بڑی مضبوط بنادی گئی جس کے اویر چڑھ کر یا اس میں سوراخ کرکے باجوج وہاجوج کا ادھر آنا ممکن نہیں ہے لیکن جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا، تو وہ اسے ریزہ ریزہ کرکے زمین کے برابر کردے گا، اس وعدے سے مراد قیامت کے قریب باجوج وہاجوج کا ظہور ہے جیسا کہ احادیث میں ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں نبی مَثَالَیْکِمْ نے اس دیوار میں تھوڑے سے سوراخ کو فتنے کے قریب ہونے سے تعبیر فرمایا (صحیح البخاری: ۳۳۲۲، ومسلم: ۲۲۰۸) ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ وہ ہر روز اس دیوار کو کھودتے ہیں اور پھر کل کے لیے چھوڑدیتے ہیں۔ لیکن جب اللہ کی مشیت ان کے خروج کی ہوگی تو پھر وہ کہیں گے کل ان شاء اللہ اس کو کھودس گے اور پھر دوسرے دن وہ اس سے نکلنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ زمین میں فساد پھیلائیں گے حتیٰ کہ لوگ قلعہ بند ہوجائیں گے، یہ آسانوں پر تیر پھینکیں گے جو خون آلود لوٹیں گے، بالآخر اللہ تعالیٰ ان کی گدیوں پر ایسا کیڑا پیدا فرمادے گا جس سے ان کی ہلاکت واقع ہوجائے گی۔ (مسند أحمد: ١١/١١ه، جامع ترمذي: ١١٥٣، والأحاديث الصحيحة للألباني: ١٤٣٥) صحيح مسلم مين نواس بن سمعان رفي عند كي روايت میں صراحت ہے کہ ماجوج وماجوج کا ظہور حضرت علیٹی عالیَّلا کے نزول کے بعد ان کی موجود گی میں ہو گا، (کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال) جس سے ان حضرات كى ترويد ہوجاتى ہے، جو كہتے ہيں كد تا تاربوں كا مسلمانوں ير حمله، با منگول ترک جن میں سے چنگیز بھی تھا یا روس یا چینی قومیں یہی یاجوج وہاجوج ہیں، جن کا ظہور ہو چکا۔ یا مغربی قومیں ان کا مصداق ہیں کہ یوری دنیا میں ان کا غلبہ وتسلط ہے۔ یہ سب باتیں غلط ہیں کیوں کہ ان کے غلبے سے ساسی غلبہ م اد نہیں ہے بلکہ قتل وغارت گری اور شرو فساد کا وہ عارضی غلبہ ہے جس کا مقابلہ کرنے کی طاقت مسلمانوں میں نہیں ہوگی، تاہم پھر ومائی مرض سے سب کے سب آن واحد میں لقمۂ اجل بن حائیں گے۔

ٳڷڒڽؿؗػٵڹۜڎٲۼؽ۠ڹ۠ۿؙۯ؈ٛ۫ۼڟؖٳٝ؞ۼڽؙۮؚڔٞؽ ۘٷٵڹٛٷٵڒؽۺؙؾؘڟۣؿٷؽڛٮڰٲۿۧ

ٱفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُّ وَآلَنَ يَتَغِنْ وُاعِبَادِي مِنْ الْمَوْمِينَ الْمُؤْمِنَ الْمُؤْمِنَ الْمُؤْمِنَ وَكُولُ

# قُلُ هَلُ نُبَيِّئُكُمْ يِالْكِفْسِرِيْنَ أَعَالَاهُ

ٱلَّذِينَ صَلَّ سَعْيُهُو فِي الْحَيُوةِ الثَّنْيَاوِهُو يَحْسَبُونَ النَّهُ وَيُعِينُونَ صَنْعَا ﴿

ٱٷڵؠڬٵڰڹؿؘؽػڡؘۜۯ۠ٷٳۑٵڸؾڒؚٙۑۣۣۿؚۄ۫ٷڶؾٙٳؖؠ؋ ڣؘػؚۑؚڬڎٵؘڠؠٵڵۿؙڎ۫ۏڵڒڹۊ۫ؿۄؙڵۿؙۮؽۅؙؖػۧٵڵۣڤؾؽڎؚ ٷؘۯؙ۠ػ۠۞

ا•ا. جن کی آئکھیں میری یاد سے پردے میں تھیں اور (امرحق) من بھی نہیں سکتے تھے۔

الحرا. کیا کافر یہ خیال کیے بیٹھے ہیں؟ کہ میرے سوا وہ میرے بندوں کو اپنا حمایتی بنالیں گے؟ (سنو) ہم نے تو ان کفار کی مہمانی کے لیے جہنم کو تیار کررکھا ہے۔

سا۱۰. کہہ دیجیے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتا دوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ مام ر کوششیں اور وہ ہیں کہ دن کی دنیوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت الجھے کام کررہے ہیں۔(۲)

۱۰۵. یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کی ملاقات سے کفر کیا، (۳) اس لیے ان کے اکثال غارت ہو گئے پس قیامت کے دن ہم ان کا کوئی

ا. حَسِبَ، بَمَعَیٰ ظَنَّ ہے اور عِبَادِي (میرے بندول) سے مراد، ملائکہ، میج عَلِیَا اور دیگر صالحین ہیں، جن کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا جاتا ہے، ای طرح شیاطین وجنات ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ اور استفہام زجر وتوزیج کے لیے ہے۔ یور اللہ کے یہ پیجاری کیا یہ سمجھتے ہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر اور میرے بندول کی عبادت کرکے ان کی حمایت سے میرے عذاب سے فی جائیں گے؟ یہ ناممکن ہے، ہم نے تو ان کافرول کے لیے جہنم تیار کررکھی ہے جس میں جانے سے وہ بندے ان کو نہیں روک سکیں گے جن کی یہ عبادت کرتے اور ان کو اپنا جمایت سمجھتے ہیں۔

۲. لیعنی ان کے اعمال اللہ کے ہاں ناپندیدہ ہیں، لیکن وہ برعمِ خویش یہ سیجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھے کام کررہے ہیں۔ اس سے مراد کون ہیں؟ بعض کہتے ہیں، یہود ونصاری ہیں، بعض کہتے ہیں خوارج اور دیگر اہل بدعت ہیں، بعض کہتے ہیں کہ مشرکین ہیں۔ سیجے بات یہ ہے کہ آیت عام ہے جس میں ہر وہ فرد اور گروہ شامل ہے جس کے اندر مذکورہ صفات ہوں گی۔ آگے ایسے ہی لوگوں کی بابت مزید وعیدیں بیان کی جارہی ہیں۔
 گا۔ آگے ایسے ہی لوگوں کی بابت مزید وعیدیں بیان کی جارہی ہیں۔

سا، رب کی آیات سے مراد توحید کے وہ دلائل ہیں جو کائنات میں چھلے ہوئے ہیں اور وہ آیات تشریعی ہیں جو اس نے این کتابوں میں نازل کیں اور پینمبروں نے ان کی تبلیغ وتوضیح کی۔ اور رب کی ملاقات سے کفر کا مطلب آخرت کی زندگی اور دوبارہ جی اٹھنے سے انکار ہے۔

وزن قائم نہ کریں گے۔(۱)

1.۱ حال یہ ہے کہ ان کا بدلہ جہنم ہے کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کو نداق میں اڑایا۔

اجولوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کیے یقیناً ان کے لیے الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔

۱۰۸. جہاں وہ ہمیشہ رہا کریں گے جس جگہ کو بدلنے کا مجھی بھی ان کا ارادہ ہی نہ ہو گا۔ (۳)

109. کہہ دیجے کہ اگر میرے پروردگار کی باتوں کے (م)

کھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو وہ بھی میرے رب
کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجائے گا، گو
ہم اسی جیسا اور بھی اس کی مدد میں لے ہئیں۔

ۮ۬ڸػۘۻؘۯٚٷٛۿۅٞڿٙۿڵٞۄؙؽٵٛڡٛۯٛۏٳۅٲڠۜؾؙۯؙۅۧٳڵؾؿ ۘٷڛؙڸۿۏؙٷٳ۞

ٳؾۜٲڰۮؚؽؽٳڡٛٮؙٛٷٳۅٙۼؠڵۅٵڵڞڸڂؾؚػٳؽؖ ڵۿؙۄٛڿٙڹۨ۠ؿؙٳڵڣۯڎۉۺڹٛۯؙڰؚ۞

خْلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حَوَلَّا

قُلُ لَّوْكَانَ الْبَعُرُهُ مَادًالْكِلِمْتِ رَبِّى لَنَهْمَ الْبَعُرُ ةَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمْتُ رَبِّى وَلُوْجِثْمَالِمِثْلِمِ مَدَدًا۞

ا. یعنی جارے ہاں ان کی کوئی قدر وقیت نہیں ہوگی یا یہ مطلب ہے کہ ہم ان کے لیے میزان کا اہتمام ہی نہیں کریںگے کہ جس میں ان کے اعمال تو ان موصدین کے تولے جائیں گے جن کے نامهٔ اعمال میں نیکیاں اور برائیاں دونوں ہوں گی، جب کہ ان کے نامهٔ اعمال، صنات سے بالکل خالی ہوں گے جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ (قیامت کے دن موٹا تازہ آدمی آئے گا، اللہ کے ہاں اس کا اتنا بھی وزن نہیں ہوگا جتنا مچھر کے پر کا ہوتا ہے، پھر آپ میکائیٹی نے اس آت ہے کہ تلاوت فرمائی)۔ (سیج بندی، مورہ اللہ)

۲. جنت الفردوس، جنت كاسب سے اعلیٰ درجہ ہے، اس لیے نبی مُنگالیُّنِیَّم نے فرمایا كه، (جب بھی تم اللہ سے جنت كا سوال كرو تو الفردوس كا سوال كرو، اس لیے كه وہ جنت كا اعلیٰ حصہ ہے اور وہیں سے جنت كی نہریں پھوٹتی ہیں)۔ (صحیح البخاري كتاب التوحید، باب وكان عرشه علی الماء)

سا بعنی اہل جنت، جنت اور اس کی نعبتوں سے کبھی نہ اکتائیں گے کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور جگہ منتقل ہونے کی خواہش ظاہر کرس۔

م. كَلِمَاتٌ سے مراد، اللہ تعالى كا علم محيط، اس كى حكمتيں اور وہ دلائل وبراہين ہيں جو اس كى وحدانيت پر دال ہيں۔ انسانی عقلميں ان سب كا احاطہ نہيں كر ستيں اور دنيا بھر كے در ختوں كے قلم بن جائيں اور سارے سمندر بلكہ ان كے مثل اور مجى سمندر ہوں، وہ سب سيابى ميں بدل جائيں، تب بھى قلم گھس جائيں گے اور سيابى ختم ہوجائے گى، كيكن رب كے كلمات اور اس كى حكمتيں ضبط تحرير ميں نہيں آكيں گى۔

تُلُ إِنَّا اَنَا اَنَّا ثَوْتُكُمُ نُوْتُى إِلَىّا أَمَّا الهُّلُو الهُّوَاحِدٌّ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوُ الِقَاءَرَّةِ، فَلَيْتُمُ عَكَلَّصَالِحًا وَّلَاثُتُوكِ بِعِبَادَةِ رَبِّهَ إَحَدًا شَ

• 11. آپ کہہ دیجے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ (۱) (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، (۲) تو جے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک انگال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت (۲) میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

ا. اس کیے میں بھی رب کی باتوں کا احاطہ نہیں کرسکتا۔

7. البتہ مجھے یہ امتیاز حاصل ہے کہ مجھ پر وی الہی آتی ہے۔ اسی وی کی بدولت میں نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق اللہ کی طرف سے نازل کردہ وہ باتیں بیان کی ہیں جن پر مرور ایام کی دبیر جہیں پڑی ہوئی تھیں یا ان کی حقیقت افسانوں میں گم ہوگئ تھی۔ علاوہ ازیں اس وی میں سب سے اہم حکم یہ دیا گیا ہے کہ تم سب کا معبود صرف ایک ہے۔ سم عمل صالح وہ ہے جو سنت کے مطابق ہو، لینی جو اپنے رب کی ملاقات کا یقین رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ ہر عمل سنت نبوی کے مطابق کرے۔ اور دوسرا، اللہ کی عبادت میں کی کو شریک نہ تظہر انے، اس لیے کہ بدعت اور شرک دونوں ہی حیط اعمال کا سبب ہیں۔ اللہ تعالی ان دونوں سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

### سورہ مریم کلی ہے اور اس میں اٹھانوے آ بیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

### شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### ا. گهایعص-

ال مہرہانی کا ذکر جو اس جو تیرے پروردگار کی اس مہرہانی کا ذکر جو اس نے اپنے بندے زکریا<sup>(۱)</sup> (عَالِیَّهِا) پر کی تھی۔

اللہ جب کہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔

تھی۔ (۱)

". کہ اے میرے پرورد گار! میری ہڈیاں کمزور ہوگئ ہیں اور سر بڑھاپ کی وجہ سے بھڑک اٹھا ہے، "لکین میں کبھی بھی تجھ سے دعا کرکے محروم نہیں رہا۔ ") ۵. اور مجھے اپنے مرنے کے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے، (۵) میری ہیوی بھی بانجھ ہے پس تو مجھے اپنے پاس

# سِنْونَا لَا مِنْ اللَّهُ مُنْ اللَّا مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّا لَمُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّا مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ اللَّهُ مُنْ ا

#### بِسُ عِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

#### كَهٰلِعَصَ 🛈

ۮؚڬٛۯۯڂۘؠؾۯڽؚڮؘۘۘۘۼؠۘۮ؋ڒؘػؚڔؾٳڰٙ

ٳۮؙٮؘٚٳۮؽڒؾۜٷڹؚۮٵؖۥٞٞڿڣؾؖٵ۞

قَالَ رَتِّ إِنِّ وَهَنَ الْعَظْوُمِينَ وَاشْتَعَلَ الرَّالُسُ شَيْبًا وَلَوْ اَكُنُ إِنْ عَلِيْكَ رَتِ شَقِيًّا ۞

ۅؘٳڹٞٚڿڡؙؙؾؙؙۘ۠۠ٲڶؠۜۅۜٳڸؘڡؚڽؙٷۜڒٙؽؽٷػٲؽؾؚٵڡؗۄؘٳٙؿؖ ٵؚٙۊؚڔٵڣۿڔؙڶۣ؈ؙڵؙؽؙڬٷڸؙۣڸ۠<sup>۞</sup>

۲. خفیہ دعا اس لیے کی کہ ایک تو یہ اللہ کو زیادہ پند ہے کیوں کہ اس میں تضرع وانابت اور خشوع و نیادہ ہوتا
 ہے۔ دوسرا لوگ انہیں ہیو قوف نہ قرار دیں کہ یہ بڈھا اب بڑھا ہے میں اولاد مانگ رہا ہے جب کہ اولاد کے تمام ظاہری
 امکانات ختم ہو چکے ہیں۔

سعن جس طرح لکڑی آگ ہے بھڑک اٹھتی ہے اسی طرح میرا سر بالوں کی سفیدی ہے بھڑک اٹھا ہے مراد ضعف و کبر (بڑھایے) کا اظہار ہے۔

م. اور اسی لیے ظاہری اسباب کے فقدان کے باوجود تجھ سے اولاد مانگ رہا ہوں۔

۵. اس ڈر سے مرادیہ ہے کہ اگر میرا کوئی وارث میری مند وعظ وارشاد نہیں سنجالے گا تو میرے قرابت داروں

سے (۱) وارث عطا فرما۔

يَّرِيْنِيُ وَيَرِثُ مِنَ الِيَعْقُوبُ وَاجْعَلُهُ رَبِّ رَضِيًّا ۞

ێٷؚڲۘٳؘۜٳؙڬٲڹٛۺٚۯؙڲؠؚۼؙڵۄٳڛؙڬؽؘؾؙؽڵڶۄٚڹؘۼؗڡؙڶڰۮڝؚڽ قَبْلُسَمِيثَا۞

قَالَرَتِاڭْ يُلُونُ لِيُ غُلَّهُ ۗ وَكَانَتِ امْرَا بِيُ عَافِرًا وَقَدُ بَلَغُتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا⊙

قَالَكَذَالِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَعَلَّ هَيِّنُ وَقَدُ خَلَقُتُكَ مِنْ قَبُلُ وَلَهْ زَنُكُ شَيْئًا ۞

۲. جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب (عَلَیْلاً) کے خاندان کا بھی جانشین اور میرے رب! تو اسے مقبول بندہ بنالے۔
 ک. اے زکریا! (عَلیْلاً) ہم تجھے ایک بچ کی خوشخری دیتے ہیں جس کا نام یجی (عَلیْلاً) ہے، ہم نے اس سے دیتے ہیں جس کا نام بھی کسی کو نہیں کیا۔

۸. زکریا (علیمیاً) کہنے گئے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا، جب کہ میری بیوی بانچھ اور میں خود بڑھا ہے کے انتہائی ضعف کو پہنچ چکا ہوں۔ (۳)

9. ارشاد ہوا کہ وعدہ اسی طرح ہوچکا، تیرے رب نے فرما دیا ہے کہ مجھ پر تو یہ بالکل آسان ہے اور تو خود جب کچھ نہ تھا میں مجھے پیدا کرچکا ہوں۔

میں اور تو کوئی اس مند کا اہل نہیں ہے۔ نیتجناً میرے قرابت دار بھی تیرے رائے سے گریز وانحراف نہ اختیار کرلیں۔ ۱. "اپنے پاس سے" کا مطلب یہی ہے کہ گو ظاہری اسباب اس کے ختم ہو چکے ہیں، لیکن تو اپنے فضل خاص سے مجھے اولاد سے نوازدے۔

٢. الله تعالى نے نه صرف دعا قبول فرمائي بلكه اس كا نام بھى تجويز فرماديا۔

سا. عَاقِدٌ، اس عورت کو بھی کہتے ہیں جو بڑھاپے کی وجہ سے اولاد جننے کی صلاحیت سے محروم ہو پکی ہو اور اس کو بھی کہتے ہیں جو شروع سے ہی بانجھ ہو۔ یہاں یہ دوسرے معنی میں ہی ہے۔ جو لکڑی سو کھ جائے، اسے عِیبًا کہتے ہیں۔ مراد بڑھاپے کا آخری درجہ ہے جس میں بڈیاں اکڑ جاتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میری بیوی تو جوانی سے ہی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کا انتہائی آخری درجے پر پہنتے چا ہوں، اب اولاد کیسے ممکن ہے؟ کہا جاتا ہے کہ حضرت زکریا عَلَیْهِا کی اہلیہ کا نام اشاع بنت فاقود بن میل ہے اور یہ حضرت حنہ (والدہ مریم) کی بہن ہیں۔ لیکن زیادہ صحیح قول یہ لگتا ہے کہ اشاع بھی حضرت عمران کی دختر ہیں جو حضرت مریم کے والد شے۔ یول حضرت یکی عَلَیْها اور حضرت عیسیٰ عَلَیْها آپس میں خالہ زاد میں میں عالمہ زاد بھی تیں۔ دیشت صحیح سے بھی ای کی تائید ہوتی ہے۔ (فر القدی)

مم. فرشتوں نے حضرت زکریا علیم کا تعجب دور کرنے کے لیے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا دینے کا فیصلہ کرلیا ہے جس کے مطابق یقیناً مجھے بیٹا ملے گا، اور یہ اللہ کے لیے قطعاً مشکل کام نہیں ہے کیوں کہ جب وہ مجھے نیست سے ہست کرسکتا ہے تو مجھے ظاہری اساب سے ہٹ کر بیٹا بھی دے سکتا ہے۔

قَالَ رَبِّاجُعَلُ لِنَّ ایتَّ ثَقَالَ ایتُكَ اَلَاثُكُورَ النَّاسَ ثَلَثَ لَیَالِ سَوِیًا۞

ۏؘڂؘۯؘڗۜۼڶۊٞۅ۫ؠٳڡؚڹٳڵؠ۫ڞۅٵٮؚڡٚٲۅٛػٛؽٳڷؠۿؚۄ۫ ٲڽؙڛٙؠٞڞٛۅ۠ٲڹڰۯۊٞ۠ۊۜۼۺؾٞٳ۞

يليجيلى مخذِ الرِلتَ بِفُوَّةٍ وَالتِّينُهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿

وَّحَنَا نَا مِّنُ لَكُنَّا وَزَكُوةً وْكَانَ تَقِيًّا ﴿

وَبَرَّا بِوَالِدَيْهِ وَلَهُ يَكُنُّ جَبَّارًا عَصِيًّا

•ا. کہنے لگے میرے پروردگار میرے لیے کوئی علامت یہ ہے مقرر فرمادے، ارشاد ہوا کہ تیرے لیے علامت یہ ہے کہ باوجود بھلا چنگا ہونے کے تو تین راتوں تک کسی شخص سے بول نہ سکے گا۔(۱)

11. اب زکریا (علیمیاً) اپنے حجرے (۲) سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آگر انہیں اشارہ کرتے ہیں کہ تم صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تشبیح بیان کرو۔(۳)

11. اے کی ای (عَالِیَا) میری کتاب کو مضبوطی سے تھام اور ہم نے اسے لڑکین ہی سے دانائی عطا فرمادی۔ (۵) اور ہم نے اسے لڑکین ہی سے دانائی عطا فرمادی۔ (۵) اور اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی بھی، (۲) وہ پر ہیزگار شخص تھا۔

۱۲/ اور اپنے مال باپ سے نیک سلوک کرنے والا تھا وہ

ا. راتوں سے مراد، دن اور رات ہیں اور سَوِیًّا کا مطلب ہے بالکل ٹھیک ٹھاک، تندرست، یعنی ایسی کوئی بیاری نہیں ہوگی جو تخچے بولنے سے روک دے۔ لیکن اس کے باوجود تیری زبان سے گفتگو نہ ہوسکے تو سمجھ لینا کہ خوش خبری کے دن قریب آگئے ہیں۔

۲. مِحْوَابٌ سے مراد وہ حجرہ ہے جس میں وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ یہ حَوْبٌ سے ہے جس کے معنی لڑائی کے میں۔ گویا عبادت گاہ میں رہ کر اللہ کی عبادت کرنا ایسے ہے گویا وہ شیطان سے لڑرہا ہے۔

س. صبح وشام الله کی تشییج سے مراد عصر اور فجر کی نماز ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ان دو وقتوں میں الله کی تشییج و تخمید اور تنزیه کا خصوصی اہتمام کرو۔

م. لیعنی اللہ نے حضرت زکریا علیہ اللہ کو کیکی علیہ اور جب وہ کچھ بڑا ہوا، گو ابھی بچے ہی تھا، اسے اللہ نے کتاب کو مضبوطی سے بکڑنے لیعنی اس پر عمل کرنے کا تکم دیا۔ کتاب سے مراد تورات ہے یا ان پر مخصوص نازل کردہ کوئی کتاب ہے جس کا اب ہمیں علم نہیں۔

 گُخُمُ سے مراد دانائی، عقل، شعور، کتاب میں درج احکام دینیہ کی سمجھ، علم وعمل کی جامعیت یا نبوت مراد ہے۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ اس امر میں کوئی مانع نہیں ہے کہ حکم میں یہ ساری ہی چیزیں داخل ہوں۔

۲. حَنَانًا، شفقت، مهربانی، یعنی ہم نے اس کو والدین اور اقرباء پر شفقت ومهربانی کرنے کا جذبہ اور اسے نفس کی آلاکشوں اور گناہوں سے یاکیرگی وطہارت بھی عطا کی۔

سرکش اور گناه گار نه تھا۔

10. اور اس پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ میدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کرکے اٹھایا جائے۔ (۲)

11. اور اس کتاب میں مریم کا بھی واقعہ بیان کر۔ جب کہ وہ اپنے گھرکے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی جانب آئیں۔

21. اور ان لوگوں کی طرف سے پردہ کرلیا، (۳) پھر ہم نے اس کے پاس اپنی روح (جرائیل عالیہ اُلیا) کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔ (۳)

ۅؘۜڛڵڎؙؗۼڲؽؙؗ؋ؽۅ۫ڡٙۯۅ۠ڸۮۅٙێۅۛڡٚێؠٛٷڡؙٛۅؾۅۛڡۛ ؽؙؿڡؿؙڂؾؖٳۿ

ۅؘٲۮؙڬؙۯ؈۬۩ڮؾڹۘڝٞۯؾؘۄٛٳڿٳٮؙؙۺؘػؘڎڝ؈ٛٲۿڸؠۜٵ ڡؘػٳؽٞٳۺؙۯۊڲ۠ٳڰ۫

ڣؙٲؾٞؽؘۮؘؘۛۛۛڡؙڡؚڹٛۮؙۅ۫ڹؚؚؚؚۿۄؙڃؚۘۻٵؠٞ۠ڡۜڣؘٲؽڛۘڶؽٚٲٳؖڸؽۿٵ ۯۅٛڝؘۜٵڣۜؾؠۜؿٞڶڶۿٳۺؘۜڗؙڛۅؚؾٞٳ۞

ا. یعنی اپنے ماں باپ کی یا اپنے رب کی نافرمانی کرنےوالا نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی کے دل میں والدین کے لیے شفقت و محبت کا اور ان کی اطاعت وخدمت اور حسن سلوک کا جذبہ پیدا فرماوے تو یہ اس کا خاص فضل وکرم ہے اور اس کے برعکس جذبہ یا رویہ، یہ اللہ تعالیٰ کے فضل خاص سے محرومی کا نتیجہ ہے۔

۲. تین مواقع انسان کے لیے سخت وحشت ناک ہوتے ہیں، (۱) جب انسان رحم مادر سے باہر آتا ہے۔ (۲) جب موت کا شکنجہ اسے اپنی گرفت میں لیتا ہے۔ (۳) اور جب اسے قبر سے زندہ کرکے اٹھایا جائے گا تو وہ اپنے کو میدان محشر کی ہولناکیوں میں گھرا ہوا پائے گا۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ان تینوں جگہوں میں اس کے لیے ہماری طرف سے سلامتی اور امان ہے۔ بعض اہل بدعت اس آیت سے یوم ولادت پر "عید میلاد" کا جواز ثابت کرتے ہیں۔ لیکن کوئی ان سے پوچھے تو پھر یوم وفات پر "عید ممانی ضرور ہوئی۔ کیوں کہ جس طرح یوم ولادت کے لیے "سلام" ہے یوم وفات کے لیے بھی سلام ہے۔ اگر محض لفظ "سلام" سے "عید میلاد" کا اثبات ممکن ہے تو پھر اسی لفظ سے "عید وفات" کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ لیکن یہاں وفات کی عید تو کجا، سرے سے وفات و ممات ہی کا انکار ہے۔ یعنی وفات نبوی مُنگاہُ کُھُمُ کُلُ ایکار کرکے نص قرآنی کا تو انکار کرتے ہی ہیں، خود اپنے استدلال کی روسے بھی آیت کے ایک جز کو تو مانتے ہیں، اور اسی آیت کے دوسرے جز سے، ان بی کے استدلال کی روشے بھی آیت کے ایک جز کو تو مانتے ہیں، اور اسی آیت کے دوسرے جز سے، ان بی کے استدلال کی روشنی میں، جو ثابت ہوتا ہے، اس کا انکار ہے۔ ﴿ اَفْتُو مُنِدُونُ بِبَعْضِ ﴿ البَاسِ وَمَالُمُنْ بِوَ مُلَالِّ بِحَلُقُ اللّٰ بِعَضُ احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟)

س. یہ علیحد گی اور تجاب (پردہ) اللہ کی عبادت کی غرض سے تھا تا کہ انہیں کوئی نہ دیکھے اور یکسوئی حاصل رہے یا طہارت حیض کے لیے۔ اور مشرقی مکان سے مراد بیت المقدس کی شرقی جانب ہے۔

٣٠. رُوْحٌ سے مراد حفرت جرائيل عليه الله بين، جنهيں كامل انسانی شكل ميں حضرت مريم كی طرف بھيجا گيا، حضرت مريم نے جب ديكھا كہ ايك شخص بے دھڑك اندر آگيا ہے تو ڈر گئيں كہ يہ برى نيت سے نہ آيا ہو۔ حضرت جرائيل عليه الله نے كہا ميں وہ نہيں ہوں جو تو گمان كررہى ہے بلكہ تيرے رب كا قاصد ہوں اور يہ خوش خبرى وينے آيا ہوں كہ اللہ تعالیٰ مجھے لڑكا عطا فرمائے گا، بعض قراءتوں ميں لِيَهَبَ صيغ غائب ہے۔ متعلم كا صيغ (جو موجودہ قراءت ميں ہے) اس

قَالَتُ اِنِّنَ اَعُوْذُ بِالرَّحْمُٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا۞

قَالَ إِنَّمَا أَنَارُسُولُ رَبِّكِيٌّ لِرَهَبَ لَكِ عُلْمًا زَكِيًّا @

قَالَتُ اللَّىٰ يُكُونُ لِى غُلْمُ ۗ قَلَمُ لِلَّهُ يَمُسَسُنِيُ بَشُرُّوۡ لَمُ الْدُبَغِيُّا۞

قَالَ كَنَالِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَعَلَىٰ هَيِّنَ وَلِنَجُعَكَ الْيُهَ لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِثَنَّا وَكَانَ امْرًامَّقُضِيًّا۞

فَحَمَلَتُهُ فَانْتَبَنَاتُ فِي شَكَانًا قَصِيًّا @

یہ کہنے لگیں میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ ما گلتی ہوں اگر
 تو کیچھ بھی اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

19. اس نے جواب دیا کہ میں تو اللہ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں۔

رحت، این تو ایک طشرہ بال بچہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مجھے تو کسی انسان کا ہاتھ تک نہیں لگا اور نہ میں بدکار ہوں۔

17. اس نے کہا بات تو یہی ہے، (۱) لیکن تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ وہ مجھ پر بہت ہی آسان ہے ہم تو اسے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیں گے(۲) اور اپنی خاص رحمت، (۳) یہ تو ایک طے شدہ بات ہے۔ (۳)

۲۲. پس وہ حمل سے ہو گئیں اور اسی وجہ سے وہ یکسو ہو کر ایک دور کی جبکہ چلی گئیں۔

۲. لیعنی میں اساب عادیہ کا محتاج نہیں ہوں، میرے لیے یہ بالکل آسان ہے اور ہم اسے اپنی قدرت تخلیق کے لیے نشانی بنانا چاہتے ہیں۔ اس سے قبل ہم نے تمہارے باپ آدم علیہ اللہ کو مرد اور عورت کے بغیر، اور تمہاری ماں حواکو صرف مرد سے پیدا کیا اور اب عیمیٰ علیہ اگر کے چوتھی شکل میں بھی پیدا کرنے پر اپنی قدرت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہے صرف عورت کے بطن سے بغیر مرد کے پیدا کردینا۔ ہم تخلیق کی چاروں صورتوں پر قادر ہیں۔

سا. اس سے مراد نبوت ہے جو اللہ کی رحمت خاص ہے اور ان کے لیے بھی جو اس نبوت پر ایمان لائیں گے۔ ۱۲. یہ اس کلام کا تتبہ ہے جو جبرائیل علیہ ﷺ نے اللہ کی طرف سے نقل کیا ہے "یعنی یہ اعجازی تخلیق" تو اللہ کے علم اور اس کی قدرت ومشیت میں مقدر ہے۔

فَأَجَاءَهَا الْمُخَاضُ إلى جِنْ عِالتَّخْلَةُ قَالَتُ يليَتَنِيُ مِثُ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا ۞

فَنَادْ مِهَا مِنُ تَحْتِهَا ۗ ٱلاَتَحُزَ فِي قَنُجَعَلَ رَبُّكِ تَعْتَكِ سَرِيًا۞

> وَهُــزِّئَ إِلَيْكِ بِجِنُ جَ النَّخُلَةِ شُلْقِطُ عَلَيْكِ رُطِبًاجَنِيًّا ۞

فَكُلِى وَاشْرَ فِي وَقَرِّى عَيْنَا أَوَامَّا تَرَيِنَ مِنَ الْبَشَوِرَاحَكَا فَقُولِ إِنِّ إِنِّى نَكَارُتُ لِلرَّحُمٰنِ صَوْمًا فَلَنُ الْكِلِّوالْبَوْمَ إِنْمِينَا ۚ

فَاتَتُ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوْ الْمَرْيَةُ لَقَانُ عِثْتِ شَيْئًا فَرِثًا

۲۳. پھر درد زہ اسے ایک تھجور کے تئے کے پنچے لے آیا، بولی کاش! میں اس سے پہلے ہی مرگئ ہوتی اور لوگوں کی یاد سے بھی بھولی بسری ہوجاتی۔(۱)

۲۳. ات میں اسے ینچ سے ہی آواز دی کہ آزردہ خاطر نہ ہو، تیرے رب نے تیرے پاؤل تلے ایک چشمہ جاری کردیا ہے۔

۲۵. اور اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا، یہ تیرے سامنے تروتازہ کی کھجوریں گرا دے گا۔(۲)

۲۷. اب چین سے کھا ٹی اور آ تکھیں ٹھنڈی رکھ، (") اگر تجھے کوئی انسان نظر پڑجائے تو کہہ دینا (") کہ میں نے اللہ رحمٰن کے نام کا روزہ مان رکھا ہے۔ میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔

72. اب حضرت عليي (عليها) كو ليے ہوئے وہ اپنی قوم كے پاس آئيں۔ سب كہنے لگے مريم تو نے بڑى برى حركت كى۔

ا. موت کی آرزو اس ڈر سے کی کہ میں بیچ کے مسئلے پر لوگوں کو کس طرح مطمئن کر سکوں گی، جب کہ میری بات کی کوئی تصدیق کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہو گا۔ اور یہ تصور بھی روح فرسا تھا کہ کہاں میری شہرت ایک عابدہ وزاہدہ کے طور پر ہے اور اس کے بعد لوگوں کی نظروں میں بدکار تھہروں گی۔

۲. سَرِیًّا چھوٹی نہر یا پانی کاچشمہ یعنی بطور کرامت اور خرق عادت، اللہ تعالی نے حضرت مریم کے پاؤں تلے، پینے کے لیے پانی کا اور کھانے کے لیے ایک سوکھ ہوئے درخت میں پی ہوئی تازہ کھجوروں کا انتظام کردیا۔ ندا دینے والے حضرت جبرائیل علیہ سے مہدوں کے بیچے سے آواز دی اور کہاجاتا ہے کہ سَرِیٌّ بمعنی سردار ہے اور اس سے مراد عمیل علیہ اور انہی نے حضرت مریم کو نیچے سے آواز دی تھی۔

س. لینی کھجوریں کھا، جشمے کا یانی پی اور یجے کو دیکھ کر آ ٹکھیں ٹھنڈی کر۔

م. یہ کہنا بھی اشارے سے تھا، زبان سے نہیں، علاوہ ازیں ان کے ہاں روزے کا مطلب ہی کھانے اور بولنے سے یر ہیز تھا۔

يَاثُفَتَ هٰرُونَ مَا كَانَ اَبُولِهِ امْرَاسَوْءِ قَمَاكَانَتُ اللَّهِ الْمَرَاسَوْءِ قَمَاكَانَتُ اللَّهِ بَ

فَأَشَارَتُ اِلَيُةٌ قَالُواكِيْفُ نُكَلِّوُمَنُ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا⊚

قَالَ إِنِّي عَبُدُاللَّهِ ۗ التَّنْ عَالِكِتْ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿

ۊۜڿؘۼڵڹؽؙڡؙڔؙڒڴٲؾؽؘڡٵڴڹٛؾٛۜۅؘٲۅٝۻڹؽٙۑٲڵڝۜۧڵۅۊ ۅؘٲڵڒڮۅٚۊٚٮؘڒۮؙڡؙػڂؾٞٳ۞

وَّبَرُّا إِبِوَالِدَ تِنْ وَلَمْ يَجُعَلِنَيْ جَبَّالًا شَقِيًّا ۞

۲۸. اے ہارون کی بہن! (۱) نه تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نه تیری ماں بدکار تھی۔

79. مریم نے اپنے بچ کی طرف اشارہ کیا۔ سب کہنے گئے کہ لو بھلا ہم گود کے بچ سے باتیں کیسے کریں؟

79. بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس نے بچھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغیبر بنایا ہے۔

70 جسے اسل اور اس نے مجھے بابر کت کیا ہے (۳) جہاں بھی میں ہوں، اور اس نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے جب

**۳۲**. اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے (<sup>(()</sup>) اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا۔ <sup>(۵)</sup>

ا. ہارون سے مراد ممکن ہے ان کا کوئی سگا یا علاتی بھائی ہو، یہ بھی ممکن ہے ہارون سے مراد ہارون رسول (برادر موکل علیہ اللہ اور عربوں کی طرح ان کی نسبت اخوت ہارون کی طرف کردی، جیسے کہا جاتا ہے یَا اَّخَاتَمِیْمِ! یَا اَّخَالْعَرَبِ وغیرہ یا تقویٰ ویا کیزگی اور عبادت میں حضرت ہارون علیہ اللہ کی طرح انہیں سیجھے ہوئے، انہیں مثلیت اور مشابہت میں اخت ہارون کہا ہو، اس کی مثالیں قرآن کریم میں بھی موجود ہیں۔ (ایر انقابر وائن کیر)

تک بھی میں زندہ رہوں۔

۲. لیعنی قضاء وقدر ہی میں اللہ نے میرے لیے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ وہ مجھے کتاب اور نبوت سے نوازے گا۔

سل الله ك دين مين ثابت قدم، يا ہر چيز مين زيادتى، علو اور كاميابى ميرا مقدر ہے يا لوگوں كے ليے نافع، معلم خير يا معروف كا حكم دينے والا اور برائى سے روكنے والا۔ (خُ القديه)

۷. صرف والدہ کے ساتھ حسن سلوک کے ذکر سے بھی واضح ہے کہ حضرت عینیٰ عَلَیْقِا کی ولادت بغیر باپ کے ایک اعجازی شان کی حامل ہے، ورنہ حضرت عینیٰ عَلَیْقا بھی، حضرت کیجیٰ عَلَیْقا کی طرح برَّا بِوَالِدَیْهِ (ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا) کہتے، یہ نہ کہتے کہ میں مال کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں۔

۵. اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ماں باپ کا خدمت گزار اور اطاعت شعار نہیں ہوتا، اس کی فطرت میں سرشی اور قسمت میں بہختی لکھی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ اللہ نے ساری گفتگو ماضی کے صیعوں میں کی ہے حالاں کہ ان تمام باتوں کا تعلق مستقبل سے تھا، کیوں کہ ابھی تو وہ شیر خوار بیج بی تھے۔ یہ اس لیے کہ یہ اللہ کی تقدیر کے ایسے اٹل فیصلے تھے کہ گو ابھی یہ معرض ظہور میں نہیں آئے تھے لیکن ان کا وقوع اسی طرح یقینی تھا۔ جس طرح ماضی کے گزرے ہوئے واقعات شک وشہ سے بالا ہوتے ہیں۔

ۅؘۘالسَّلهُ عَلَّ يَوْمَرُوُلِكُ ثُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُنْعُثُ حَيًّا۞

ذلِك عِيْسَى ابْنُ مَرْيَحَ قُوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتُرُونَ

ڡؙٵػٵؽڔڵٮؖٵڷؾۜؿڿۮٙڡؚڽٷٙڮٟۛڵٮٟڵۺٛؠٝڂڬۿؙٵؚۮؘٵ ڡۜۜۻؘٛٵؘڡٞۯؙٷٚڰٮٵؽؿ۫ۅ۠ڶڶٷؙؽؙۿؽڴۏڽٛ۞

وَإِنَّ اللهَ رَبِّيُ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُكُوفُهُ هَٰذَاصِرَاطُّ مُّسْتَقِيْدُ۞

فَاخْتَلَفَ الْأَخْزَاكِ مِنْ يَيْنِهِمَّ فَوْسُلُ لِلَّذِينَ كَفَرُوْامِنْ مَشْهَدِيوُمِ عَظِيْهِ

سس اور مجھ پر میری پیدائش کے دن اور میری موت کے دن اور میری موت کے دن اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤل گا، سلام ہی سلام ہے۔

سر بہ ہے صحیح واقعہ عیمیٰ بن مریم (علیہ اللہ) کا، یہی ہے وہ حق بات جس میں لوگ شک وشبہ میں مبتلا ہیں۔ (۱) میں اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کا ہونا لا کق نہیں، وہ تو بالکل پاک ذات ہے، وہ تو جب کسی کام کے سرانجام دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے کہ ہوجا، وہ اسی وقت ہوجاتا ہے۔ (۱)

سر اور بیشک میرا اور تم سب کا پرورد گار صرف الله تعالی بی ہے۔ تم سب اس کی عبادت کرو، یہی سید هی راہ ہے۔

اللہ بھر یہ فرقے آپس میں اختلاف کرنے لگے، (اسلامی) کا فرول کے لیے "ویل" ہے ایک بڑے (سخت) دن کی عاضری ہے۔

عاضری ہے۔ (اسلامی)

ا. یعنی یہ ہیں وہ صفات، جن سے حضرت عیسیٰ علیہ اللہ متصف تھے نہ کہ ان صفات کے حامل، جو نصاریٰ نے غلو کرکے ان کے بارے میں باور کرائیں اور نہ ایسے، جو یہودیوں نے تفریط و تنقیص سے کام لیتے ہوئے ان کی بابت کہا۔ اور یہی حق بات ہے جس میں لوگ خواہ مخواہ مختک کرتے ہیں۔

۲. جس اللہ کی یہ شان اور قدرت ہو اسے تھلا اولاد کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس طرح اس کے لیے بغیر باپ کے پیدا کردینا کون سا مشکل امر ہے۔ گویا جو اللہ کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ اللہ کی اعجازی ولادت سے انکار کرتے ہیں، وہ دراصل اللہ کی قدرت وطاقت کے منکر ہیں۔

سا. یہاں الأحزاب سے مراد اہل کتاب کے فرقے اور خود عیبائیوں کے فرقے ہیں۔ جنہوں نے حضرت عیمیٰ علیہ اللہ علی علیہ اللہ بارے میں باہم اختلاف کیا۔ یہود نے کہا کہ وہ جادو گر اور ولد الزّنا، یعنی یوسف نجار کے بیٹے ہیں، نصاریٰ کے نسطوریہ (پروٹسٹنٹ) فرقے نے کہا کہ وہ ابن اللہ ہیں، ملکیہ یا سلطانیہ (کیتھولک) فرقے نے کہا وہ ثَالِثُ ثَلاَثَةٍ (تین خداوَل میں سے تیسرے) ہیں اور تیسرے فرقے یعقوبیہ (آرتھوڈکس) نے کہا، وہ اللہ ہیں۔ پس یہودیوں نے تفریط اور تقصیر کی عیبائیوں نے افراط وغلو۔ (ایر انقابر، فی القدیر)

٨. ان كافرول كے ليے جنہوں نے عيسیٰ عاليٰ كے بارے میں اس طرح اختلاف اور افراط و تفريط كا ارتكاب كيا، قيامت

ٱسْمِعُ بِهِمْ وَٱبْصِرُ يَوْمُ يَاتُوْنَنَا لِكِن الظّٰلِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلْلِ مُبِينٍ ۞

قَالَ آلَهُ ١٤

ۅؘٲٮ۫ۮؚۯۿؙۄ۫ۑؘۅ۫ڡٙٳڵڝؘۘۯۊٳۮ۬ڨؙۻؽٲڵۯڡٛۯٛۅۿؙۄ۫؈۬ ۼؘڡٛ۬ڶۊ۪ۊۜۿؙؠؙڵۯؽؙٷؚ۬ڝڹؙۏؙؽ

ٳ؆ؙۼؘڽؙڒؚٮؙٛٲڷڒڞؘۏؘڡۜؽؘڡؙؽۿٵۅٙٳڷؽؙڹٵ ؽۯۼٷؙؽؘ۞۫

ۅؘٳۮٛڒؙڔؙڣۣ۩ڷڮؾ۬ۑٳڹڒۿۣؽؘۄ۫؋ٳڗۜؽؙػٲؽڝؚٮؚۜ؞ؙؽڤؖٵ ؿؠؾؙؖ۞

۳۸. کیا خوب دیکھنے سننے والے ہوں گے اس دن جبکہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے، (۱) لیکن آج تو یہ ظالم لوگ صریح گر اہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

**۳۹**. اور تو انہیں اس رخج وافسوس کے دن<sup>(۲)</sup> کا ڈر سنادے جبکہ کام انجام کو پہنچادیا جائے گا،<sup>(۳)</sup> اور یہ لوگ غفلت اور بے ایمانی میں ہی رہ جائیں گے۔

• ۲۰۰۰ خود زمین کے اور تمام زمین والوں کے وارث ہم ہی ہوں گے اور سب لوگ ہماری ہی طرف لوٹا کر لائے جائیں گے۔

ام. اور اس کتاب میں ابراہیم (عَلَیْکِاً) کا قصہ بیان کر، بیشک وہ بڑی سچائی والے پیغبر تھے۔<sup>(۳)</sup>

کے دن جب وہاں حاضر ہول گے، ہلاکت ہے۔

ا. یہ تعجب کے صبنے ہیں یعنی دنیا میں تویہ حق کے دیکھنے اور سننے سے اندھے اور بہرے رہے لیکن آخرت میں یہ کیا خوب دیکھنے اور سننے والے ہول گے؟ لیکن وہال یہ دیکھنا سننا کس کام کا؟

الروز قیامت کو یوم حرت کہا، اس لیے کہ اس روز سب ہی حرت کریں گے۔ بدکار حرت کریں گے کہ کاش انہوں نے برائیاں نہ کی ہوتیں اور نیکو کار اس بات پر حرت کریں گے کہ انہوں نے اور زیادہ نیکیاں کیوں نہیں کمائیں؟
 البی حماب کتاب کرکے صحفے لپیٹ دیے جائیں گے اور جنتی جنت میں اور جہنی، جہنم میں چلے جائیں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس کے بعد موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور جنت اور دوزخ کے در میان کھڑا کر دیا جائے گا، اسے پہچانتے ہو، یہ کیا ہے؟ وہ کہیں گے، بال یہ موت ہے پھر ان کے سامنے اسے ذرائے کر دیا جائے گا اور اعلان کر دیا جائے گا کہ اے اہل جنت! تمہارے لیے جنت کی زندگی ہمیشہ کے لیے ہے، اب موت نہیں آئے گی۔ دوز خیول سے کہا جائے گا، اے دوز خیو! تمہارے لیے یہ دوزخ کا عذاب دائمی ہے، لیہ موت نہیں آئے گی۔ دوز خیول سے کہا جائے گا، اے دوز خیو! تمہارے لیے یہ دوزخ کا عذاب دائمی ہے، اب موت نہیں آئے گی۔ دوزخیول سے کہا جائے گا، اے دوز خیو! تمہارے لیے یہ دوزخ کا عذاب دائمی ہے، اب موت نہیں آئے گی۔ دوسیم، دیاب الجنة، باب الناریدخلها الجبارون…)

٧٠. صِدِّيْقٌ صِدْقٌ، (سَحِائَى) سے مبالغ كا صيغ ہے۔ بہت راست باز، يعنى جس كے قول وعمل ميں مطابقت اور راست بازى اس كا شعار ہو۔ صدیقیت كا يہ مقام، نبوت كے بعد سب سے اعلىٰ ہے ہر نبى اور رسول بھى اپنے وقت كا سب سے بڑا راست باز اور صداقت شعار ہوتا ہے، اس ليے وہ صداق بھى ہوتا ہے۔ تاہم ہر صدیق، نبى نہيں ہوتا۔ قرآن كريم ميں حضرت مريم كو صدیقہ كہا گیا ہے جس كا مطلب يہ ہے كہ وہ تقوىٰ وطہارت اور راست بازى ميں بہت اونچ مقام

ٳۮؙۊؘٵڶڒؠۣؽٷؽٲؠۜڿٳۄؘؾؘٮٛڹؙۮ۠ڡٵڒؽٮڡٛػؙ ۅٙڒؽؙؿڝؚۯؙۅٙڵؽۼؿؙۼؙڹڬۺؽٵ۫۞

ؽۜٲؠؾؚٳڹٚؽؙۊؘۮؙۘۘۜۼٵٛڹؽؙڡؚڹٲڣڵۅؚڡٵڵۄؙؽٳؿۛڬ ڡؘٵؾٞؠۼ۫ؿؘٛٲۿؙڔڬڝڒڟٵڛؚٷ

ؘؽؘٲڹؾؚڵڒؘڡٞؠؙؙۮٳڶۺۜؽڟؽٞٳ؈ۜٙٳڷۿؽڟؽػٲؽڸٮڗۜڂڛ۬ عڝؚؿٵ۞

ؽۜٲۺؚٳؿٞٞٲڂؘٵٮؙٛٲڽؿۘؠۺۜػۘۼۮؘۘۘۘۘڵڮۺۣۜٵڷڗٛٷڹ ڡؘۛػ۠ۅٝڽڵؚۺۜؽڟؚڽۅؘڸڲ۠ۿ

۳۲. جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اباجان! آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کررہے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں؟ نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں۔

سرم. میرے مہربان باپ! آپ دیکھیے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں، (۱) تو آپ میری ہی مانیں میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہبری کروں گا۔ (۲) میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہبری کروں گا۔ (۲) میرے اباجان! آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں شیطان تو رحم وکرم والے اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے۔ (۱)

ابا جان! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر
 کوئی عذاب الٰہی نہ آپڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی
 بن حائیں۔(\*)

پر فائز تھیں تاہم نبیہ نہیں تھیں۔ امت محمدیہ میں بھی صدیقین ہیں۔ اور ان میں سر فہرست حضرت ابو بکر صدیق طلطیّة ہیں جو انبیاء کے بعد امت میں خیرالبشر تسلیم کیے گئے ہیں۔ رضی اللّٰہ عنہ

1. جس سے مجھے اللہ کی معرفت اور اس کا یقین حاصل ہوا، بعث بعد الموت اور غیر اللہ کے پجاریوں کے لیے دائمی عذاب کا علم ہوا۔

۲. جو آپ کو سعادت ابدی اور نجات سے ہمکنار کردے گی۔

سا. لینی شیطان کے وسوسے اور اس کے بہکاوے سے آپ جو ایسے بتوں کی پرستش کرتے ہیں جو سننے دیکھنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ نفع نقصان پہنچانے کی قدرت، تو یہ دراصل شیطان ہی کی پرستش ہے۔ جو اللہ کا نافرمان ہے اور دوسروں کو بھی اللہ کا نافرمان بناکر ان کو اپنے جیسا ہی بنانے پر علا رہتا ہے۔

7. اگر آپ اپنے شرک و کفر پر باقی رہے اور ای حال میں آپ کو موت آگئ، تو عذاب اللی سے آپ کو کوئی نہیں ہوجائیں۔ ہوجائیں اور شیطان کے ساتھی بن کر ہمیشہ کے لیے راندہ بارگاہ اللی ہوجائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ ای آپ کے ادب واحترام کے تقاضوں کو پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے، نہایت شفقت اور پیار کے لہج میں باپ کو توحید کا وعظ سانایہ لیکن توحید کا یہ سبق کتنے ہی شیریں اور نرم لیجے میں بیان کیا جائے، مشرک کے لیے نا قابل برداشت ہی ہو تا ہے۔ چنانچہ مشرک باپ نے اس نرمی اور پیار کے جواب میں نہایت درشتی اور تلخی کے ساتھ موحد بیٹے کو کہا کہ اگر تو میرے معبودوں سے روگر دانی کرنے سے باز نہ آبا تو میں تجھے سگسار کردوں گا۔

قَالَ ٱلْحِثُ انْتَ عَنْ الِهَتِيْ يَكِبْرُهِ يُخْلِّبِنُ ٱلْوَتَنْتَةِ كَرَيْمُنَاكَ وَاهْبُونِيْ مَلِيًّا۞

> قَالَ سَلَمْ عَلَيْكَ سَأَسَتَغْفِرُ لَكَ رَبِّنْ اِنَّهُ كَانَ بِنُ حَفِيًّا ۞

ۅؘٲڡ۫ؾؘڒؙڵڴؙۅ۫ۄٙٵؾۯٷٛڹ؈ؙۮؙۅۑٵۺؗٶٲۮٷٛٳ ڒؠٞۨٷؖۼۺۘٵٙڰٚٲٷؙؽؘڽۮؙۼٲڒڔٞڷۺؘۼؾٞٵ<sup>۞</sup>

ڡؙٛڵؠۜۜٵڠ؆ؘڒؘڷۿؗۯۅؘڡٵؽػؠٮؙٛۮؙۏؽ؈۬ۮؙۏڹؚۘٳڶڵۼ ۅؘۿڹؽٵڵۿؘٳڛڂؾؘۏؽۼڠ۠ۏۘ؆ٷڴ۠ڐڿڡؙڵؽٵڹڽڲٵ۞

٣٦. اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! (عَلَیْطًا) کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کررہا ہے۔ سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پھروں سے مار ڈالوں گا، جا ایک مدت دراز تک مجھ سے الگ رہ۔()

**٣٧**. کہا اچھا تم پر سلام ہو، (۲) میں تو اپنے پرورد گار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، (۳) وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے۔

۸۸. اور میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ تعالی کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی سب کو چھوڑ رہا ہوں۔ صرف اپنے پروردگار کو پکارتا رہوں گا، مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگ کر محروم نہ رہوں گا۔

ابن جب ابراہیم (عَالِیَا الله اس کو اور اللہ کے سوا ان کے سب معبودوں کو چھوڑ چکے تو ہم نے انہیں اسحاق ویعقوب (عَالِمَا اللہ ) عطا فرمائے، (") اور دونوں کو نبی بنادیا۔

ا. مَلِيًّا، درازمدت، ايک عرصه۔ دوسرے معنی اس کے صحیح وسالم کے کیے گئے ہیں۔ لینی مجھے میرے حال پر چھوڑ دے، کہیں مجھ سے اینے ہاتھ پیر نہ تڑوا لینا۔

٢. يه سلام تحيه نبيں ہے جو ايك مسلمان دوسرے مسلمان كو كرتا ہے بلكہ ترك خاطبت كا اظہار ہے جيسے ﴿وَلَاَ اَخْلَاَهُمُ مُنَا اللّٰهِ وَانَ اللّٰهِ وَانَ اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ كَا طَرِيقَة بتلايا كَمانِ إلى اللهُ ال

س. یہ اس وقت کہا تھا جب حضرت ابراہیم عَالیِّلاً کو مشرک کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کی ممانعت کا علم نہیں تھا، جب یہ علم ہوا تو آپ نے دعا کا سلسلہ موقوف کردیا۔ (النوبة: ۱۱۳)

۷۰. حضرت یعقوب غالیتگا، حضرت اسحاق غالیتگا کے بیٹے یعنی حضرت ابراہیم غالیتگا کے پوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر بھی بیٹے کے ساتھ اور بیٹے ہی کی طرح کیا۔ مطلب یہ ہے کہ جب ابراہیم غالیتگا توحید اللی کی خاطر باپ کو، گھر کو اور اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر دیار قدس کی طرف ججرت کرگئے، تو ہم نے انہیں اسحاق ویعقوب غیباتا سے نوازا تاکہ ان کی انس وحجت، باپ کی جدائی کا صدمہ مجلادے۔

ۅؘۅؘۜۿؠؙڹؙٵڶۿؙڎ۫ۺۣؖڽ ڗؙػؘؠڗڹٵۅؘؘؘؘۜۜۜۜٛڮۼڵؽٵڷۿؙڎؙڸؚڛٵڹ ڝۮڗڹٷڸؿٵ۞

ۅؘڵۮؙڴۯڣ۬ٳڶڰٮڷڣؚڡؙۅؙڛۧؽؗٳٮۜۜٷؗػٲڹٛڰ۬ڬؙڶڞٲٷػٲڹ ؘؘۯؽٮؙۅؙڒێؖڹؚۜؿٵؚ۫ؗ؈

وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبُنْهُ نَجِيًّا۞

وَوَهَبْنَالَهُ مِنُ تَرْحُمَتِنَا آخَاهُ هٰرُونَ نِبِيًّا ۞

ۅؘڵۮؙڴۯ۬ؽٳڷؚڮؾڮٳۺؙؠۼؽڷٵۣؾۜۜ؋ػٲؽؘڝٙڵڎؚٯؘ ٳڵۅۘۼؙڽۘۅؘػٳؽؘڛؙٛۅٞڰڒؚؽڽٵ۠ۿ

• 1. اور ان سب کو ہم نے اپنی بہت سی رحمتیں '' عطافر مائیں اور ہم نے ان کے ذکر جمیل کو بلند درجے کا کر دیا۔ (۱)

10. اور اس قرآن میں موسیٰ (عَلَیْمِیْ) کا ذکر بھی کر، جو چنا ہوا اور رسول اور نبی تھا۔ (۳)

۵۲. اور ہم نے اسے طور کی دائیں جانب سے ندا کی اور
 راز گوئی کرتے ہوئے اسے قریب کرلیا۔

اللہ اور اپنی خاص مہربانی سے اس کے بھائی کو نبی بناکر عطافرمایا۔

۵۴. اور اس كتاب مين اساعيل (عَالِيَكِا) كا واقعه بهى بيان كر، وه برا اى وعدے كا سچا تھا اور تھا بھى رسول اور نبى۔

ا. یعنی نبوت کے علاوہ بھی اور بہت سی رخمتیں ہم نے انہیں عطا کیں، مثلاً مال، مزید اولاد اور پھر اسی سلسلۂ نسب میں عرصۂ دراز تک نبوت کے سلسلے کو جاری رکھنا، یہ سب سے بڑی رحمت تھی، جو ان پر ہوئی۔ اسی لیے حضرت ابراہیم علایکا ابو الانہیاء کہلاتے ہیں۔

لِسَانَ صِدْقِ سے مراد ثنائے حسن اور ذکر جمیل ہے۔ لسان کی اضافت، صدق کی طرف کی اور پھر اس کاوصف علو بیان کیا، جس سے اس طرف اشارہ کردیا کہ بندوں کی زبانوں پر جو ان کا ذکر جمیل رہتا ہے، تو وہ واقعی اس کے مستحق ہیں۔ چنانچہ دیکھ لیجے کہ تمام ادیان ساویہ کو ماننے والے بلکہ مشر کین بھی حضرت ابراہیم علیہ اور ان کی اولاد کا تذکرہ بیلے میں اور نہایت ادب واحرام سے کرتے ہیں۔ یہ نبوت واولاد کے بعد ایک اور انعام ہے جو ہجرت فی سمیل اللہ کی وجہ سے انہیں حاصل ہوا۔

سلا مُخْلَصٌ، مُصْطَفَیٰ، مُجْتَبَیٰ اور مُخْتَارٌ چارول الفاظ کا مفہوم ایک ہے۔ لینی رسالت وپیامبری کے لیے چنا ہوا، پندیدہ شخص، رسول، بمعنی مرسل ہے (بھیجا ہوا) اور نبی کے معنی، اللہ کا پیغام لوگوں کو سنانے والا، یا وحی الٰہی کی خبر دینے والا، تاہم مفہوم دونوں کا ایک ہے کہ اللہ جس بندے کو لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے چن لیتا ہے اور اسے اپنی وحی سے نواز تا ہے، اسے رسول اور نبی کہا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم سے ائل علم میں ایک بحث یہ چلی آرہی ہے کہ آیا ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟ فرق کرنے والے بالعموم کہتے ہیں کہ صاحب شریعت یا صاحب کتاب کو رسول اور نبی کہا جاتا ہے اور جو پیغیبر اپنے سابقہ پیغیبر کی کتاب یا شریعت کے مطابق ہی لوگوں کو اللہ کا پیغام کتاب کو رسول اور نبی کہا جاتا ہے اور جو پیغیبر اپنے سابقہ پیغیبر کی کتاب یا شریعت کے مطابق ہی لوگوں کو اللہ کا پیغام میتا رہا وہ صرف نبی ہے، رسول نہیں۔ تاہم قر آن کریم میں ان کا اطلاق ایک دوسرے پر بھی ہوا ہے اور بعض جگہ میتا اللہ کا رہوں کہ تابی۔ مثلاً سورۃ النج آیت: ۵۲ میں۔

وَكَانَ يَأْمُوُاهُلَهُ بِالصَّلُوةِ وَالتَّكُوةِ وَكَانَعِنْكَ رَبِّهِمُوْتِيًا®

ۅٵۮؙڬۯ؈۬ٲڶڮؾ۬ۑٳۮڔؽۻؗٳٮۜٛ؋ڰٲؽڝؚؾۨؽڡۧٲڹؚٛؠؾۧٲ<u>ۨ</u>

#### وَّرَفَعُنْهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۞

قَالَ آلَهُ ١٤

اوُللَيْكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهُمْ مِنَ النَّهِ بَنَ مِنَ دُرِّيَّةِ ادَمَ وَمِمَّنُ حَمَلْنَا مَعَ نُوْمٍ وَمِنْ دُرِّيَةِ الرُّهِيْمَ وَلَسُرَآء يُلُ وَمِمَّنَ هَلَ بَنَا وَلَهُ وَمِنْ الْمُنَا وَالْمَثِينَا وَالْمَثَافِظَةُ الْمُن تُتُلُّ عَلَيْهِمُ اللّهُ الرَّحْمُ لِى خَوْوًا اللّهِ مَا الْوَتُكِينَا اللّهُ الرَّحْمُ لِى خَوْوًا اللّهُ مَا اللّهُ اللّهُ الرَّحْمُ لِى خَوْوًا اللّهُ مَا اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللللّ

> فَخَلَفَ مِنَ بَعْدِهِمُ خَلْفُ أَضَاعُواالصَّلُوةَ وَاتَّبَعُواالشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَرُنَ خَيَّاهُ

۵۵. اور وه این گھر والوں کو برابر نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا تھا، اور تھا بھی این پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول۔ ۵۲. اور اس کتاب میں ادریس (عَالِیَالِاً) کا بھی ذکر کر، وہ بھی نیک کر دار پیغیبر تھا۔

**۵۷**. اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا۔<sup>(۱)</sup>

مرم یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ تعالی نے فضل و کرم کیا جو اولاد آدم میں سے ہیں اور ان لوگوں کی نسل سے ہیں جنہیں ہم نے نوح (عَلَیْکِا) کے ساتھ کشتی میں چڑھالیا تھا، اور اولاد ابراہیم ویعقوب (عَلَیْکَا) سے اور ہماری طرف سے راہ یافتہ اور ہمارے لیندیدہ لوگوں میں سے۔ ان کے سامنے جب اللہ رحمان کی آیتوں کی خلاوت کی جاتی تھی تو یہ سجدہ کرتے اور روتے گڑ گڑاتے گر پڑتے تھے۔(۱) میں ان کے بعد ایسے ناخلف بیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کردی اور نفسانی خواہشوں کے بیچھے پڑگئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آگے گا۔(۱)

ا. حضرت ادریس عَلَیْها، کہتے ہیں کہ حضرت آدم عَلَیْها کے بعد پہلے نبی تھے اور حضرت نوح عَلَیْها کے یا ان کے والد کے دادا تھے، انہوں نے ہی سب سے پہلے کیڑے ہے، رفعت مکان سے کیا مراد ہے؟ بعض مفسرین نے اس کا مفہوم رُفِعَ اِلَی السَّمَآءِ سمجھا ہے کہ حضرت عیی عَلیْها کی طرح انہیں بھی آسان پر اٹھالیا گیا۔ لیکن قرآن کے الفاظ اس مفہوم کے لیے صریح نہیں ہیں اور کسی صحیح حدیث میں بھی یہ بیان نہیں ہوا۔ البتہ اسرائیلی روایات میں ان کے آسان پر اٹھائے جانے کا ذکر ماتا ہے جو اس مفہوم کے اثبات کے لیے کافی نہیں۔ اس لیے زیادہ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے مراد مرتبت کی وہ بلندی ہے جو نبوت سے سر فراز کرکے انہیں عطاکی گئی۔ وَاللهُ أَعْلَمُ .

۲. گویا اللہ کی آیات کو س کر رفت اور بکا کی کیفیت کا طاری ہوجانا اور عظمت اللی کے آگے سجدہ ریز ہوجانا، بندگان الله کی خاص علامت ہے۔ سجدہ تلاوت کی مسنون وعایہ ہے «سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِيْ خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ» (ابوداود، ترمذي، نساني، بحالۂ مشکوٰۃ، باب سجود القرآن) بعض روایات میں اضافہ ہے۔ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ (عون المعبود: جا، ص۵۳۳)

۰۳. انعام یافتہ بندگان الٰہی کا تذکرہ کرنے کے بعد ان لوگوں کا ذکر کیا جارہا ہے، جو ان کے برعکس اللہ کے احکام سے

اِلَامَنُ تَابَ وَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَإِكَ يَدُخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلاَيْظَلَمُوْنَ شَيْعًا ۞

جَنَّتِ عَدُنِ إِكَيِّى وَعَكَ الرَّحْمُنُ عِبَادَةُ بِالْغَيْنِ إِنَّهُ كَانَ وَعُدُهُ كَانِيًا ﴿

ڵڮؽٮٛڬٷؽڣؽۿٳڬٷٞٳٳڵٳڛڶؠٵٷؘڷۿؗۯڔۯ۬ۊؙۿٛڎ ڣؽۿٵڹٛڬؙڗؘةٞ ۊۜۘٚعۺؚؾؖٵ۞

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِّى نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِ نَامَنُ كَانَ تَقِيًّا ۞

۲۰. بجز ان کے جو توبہ کرلیں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں۔ ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کی ذراسی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔(۱)

11. ہیشگی والی جنتوں میں جن کا غائبانہ وعدہ (۲) اللہ مہربان نے اپنے بندوں سے کیا ہے۔ بیشک اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہی ہے۔

۲۲. وہ لوگ وہاں کوئی لغو بات نہ سنیں گے صرف سلام ہی سلام سنیں گے، (۳) ان کے لیے وہاں صبح وشام ان کا رزق ہوگا۔ (۳)

۱۳۰۰ یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے انہیں بناتے ہیں جو متقی ہوں۔

غفلت واعراض کرنے والے ہیں۔ نماز کے ضائع کرنے سے مراد یا تو بالکلیہ نماز کا ترک ہے جو کفر ہے یا ان کے او قات کو ضائع کرنا ہے لیعنی وقت پر نماز نہ پڑھنا، جب جی چاہا، نماز پڑھ لی، یا بلا عذر اکٹھی کرکے پڑھنا یا کبھی دو، مجھی چار، مجھی ایک اور کبھی یا نچوں نمازیں۔ یہ بھی تمام صورتیں نماز کو ضائع کرنے کی ہیں جس کا مرتکب سخت گناہ گار اور آیت میں بیان کردہ وعید کا سزاوار ہوسکتا ہے۔ غَیّا کے معنی ہلاکت، انجام بد کے ہیں یا جہنم کی ایک وادی کانام ہے۔

ا. یعنی جو توبہ کرکے ترک صلوۃ اور اتباع شہوات سے باز آجائیں اور ایمان وعمل صالح کے تقاضوں کا اہتمام کرلیں تو ایسے لوگ مذکورہ انجام بدسے محفوظ اور جنت کے مستحق ہوں گے۔

۲. لیعنی یہ ان کے ایمان ویقین کی پختگی ہے کہ انہوں نے جنت کو دیکھا بھی نہیں، صرف اللہ کے غائبانہ وعدے پر ہی اس کے حصول کے لیے ایمان و تقویٰ کا راستہ اختیار کیا۔

سال بعنی فرشتے بھی انہیں ہر طرف سے سلام کریں گے اور اہل جنت بھی آپس میں ایک دوسرے کو کشت سے سلام کیا کریں گے۔

المبیں تھوک آئے گا نہ رینٹ اور نہ بول وہراز۔ ان کے ہر تن اور کنگھیاں سونے کی ہوں گی، ان کا بخور، خوشبودار انہیں تھوک آئے گا نہ رینٹ اور نہ بول وہراز۔ ان کے ہر تن اور کنگھیاں سونے کی ہوں گی، ان کا بخور، خوشبودار (کلائی) ہوگی۔ ان کا پیپنہ کتوری (کی طرح) ہوگا۔ ہر جنتی کی دو بیویاں ہوں گی، ان کے حسن وہمال کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت کے پیچھے سے نظر آئے گا۔ ان میں باہم بغض اور اختلاف نہیں ہوگا، ان کے دل، ایک دل کی طرح ہوں گے، ضبح وشام اللہ کی شبح کریں گے "۔ (صحیح البخاري، بدء الخلق، باب ماجاء في صفة الجنة وأهلها)

وَمَانَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِرَبِّكَ لَهُ مَابَيْنَ اَيُرِيبَنَا وَمَاخَلْفَنَا وَمَابَيْنَ ذٰلِكَ وَمَاكَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۞

رَبُّ السَّلُوتِ وَالْاَرْضِ وَمَالِيَنْهُمُّا فَاعْبُكُهُ وَاصْطَبِرُ لِعِبَادَتِهُ هَلُ تَعْلَوُ لَهُ سَمِيًّا ۞

وَتَقُولُ الْإِنْسَانُ ءَاذَا مَامِتُ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۞

ٱۅٙڒؽؽ۫ڒڴٳڵٳؽٝٮٮٵؽٵػڶڡٞڹۿؙڡؚؽؘۼۘٞڹڷۅؘڵۄؘؽڲ شَيئًا ۞

ڣٙۯٮؠؚٞڬڵڹؘڎۺٛڒڰۿڎۅؘٳڶۺۜڸڟؽڹ۬ڎۄۜڵڹؙٛڿۻڗٮۜۿڎ ڂۘۅؙڵؘجۿؠٚؠؿؚؿٵ۞

۱۳ اور ہم بغیر تیرے رب کے تھم کے اتر نہیں سکتے،(۱) ہمارے آگے چیچے اور ان کے در میان کی کل چیزیں اس کی ملکیت میں ہیں، تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں۔

لی سے سی بی سی پر پرورو بارت کو کہ ان کے در میان ہے سب کا رب وہی ہے تو اس کی بندگی کر اور اس کی عبادت پر جم جا۔ کیا تیرے علم میں اس کا ہم نام ہم پلہ کوئی اور بھی ہے؟

۲۲. اور انسان کہتا ہے (<sup>۳)</sup> کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا پھر زندہ کرکے نکالا جاؤں گا؟<sup>(۳)</sup>

12. کیا یہ انسان اتنا بھی یاد نہیں رکھتا کہ ہم نے اسے اس سے پہلے پیدا کیا حالائکہ وہ پچھ بھی نہ تھا۔ (۵)

۱۸. تیرے پروردگار کی قسم! ہم انہیں اور شیطانوں کو جمع کرکے ضرور ضرور جہنم کے اردگرد گھٹوں کے بل گرے ہوئے حاضر کردیں گے۔(۱)

ا. نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جراکیل علیہ اللہ سے زیادہ اور جلدی جلدی ملاقات کی خواہش ظاہر فرمائی، جس پر یہ آیت اتری۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ مریم)

- r. لیعنی نہیں ہے، جب اس کے مثل کوئی اور نہیں تو پھر عبادت بھی کسی اور کی جائز نہیں۔
- سر انسان سے مراد یہاں کافر بحیثیت جنس کے ہے، جو قیامت کے وقوع اور بعث بعد الموت کے قائل نہیں۔
- سم. استفہام، انکار کے لیے ہے۔ تعنی جب میں بوسیدہ اور مٹی میں رل مل جاؤں گا، تو مجھے دوبارہ کس طرح نیا وجود عطا کردیا جائے گا؟ لیعنی ایسا ممکن نہیں۔
- ۵. الله تعالی نے جواب دیا کہ جب پہلی مرتبہ بغیر نمونے کے ہم نے انسان کو پیدا کردیا، تو دوبارہ پیدا کرنا ہمارے لیے کیوں کر مشکل ہو گا؟ پہلی مرتبہ پیدا کرنا مشکل ہے یا دوبارہ اسے پیدا کرنا؟ انسان کتنا نادان اور خود فراموش ہے؟ اس خود فراموش نے اس خود فراموش ہے۔

٢. جِیْتٌ ، جَاثٍ کی جُمْع ہے جَثَا یَجْتُو سے۔ جَاثٍ گُشُوں کے بل گرنےوالے کو کہتے ہیں۔ یہ حال ہے۔ لیعنی ہم دوبارہ انہیں کو نہیں بلکہ ان شیاطین کو بھی زندہ کریں گے جنہوں نے ان کو گراہ کیا تھا یا جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ پھر ہم ان سب کو اس حال میں جہنم کے گرد جمع کردیں گے کہ یہ محشر کی ہولناکیوں اور حساب کے خوف سے

ؙؙؿ۫ۄۜڶؽؘڹؙۯۼۜؾۜڝؽ۬ػ۠ڸؚۜۺؽۼۊٟٙٳۜؿؙؙؙؙؙؙؙٛٛٛٛٛٛٛٛٛٛٛۿٲۺؘڷؙٛۼؘٙٙٙٙؽ ٵڶڗڴڹ؏ؿؾٞٳۿ

نْتَوَلَنَحْنُ أَعْلَمُ بِإِلَّانِينَ هُمُوَاوُلِ بِهَاصِلِيًّا۞

ۅؘٳؗ؈ٛؠٞۮؙڮٛٳڷٳۅؘٳڔۮؗۿٲ۠ػٳڽؘۼڸڔؾؚڮؘڂۛؗٛؗؿؖڴٲ ؞ؖڡؙٞڞڰٲ۞

نُتَّرِّتُنَجِّى الَّذِيْنَ الَّقَوِّاوِّنَذَرُالظَّلِمِيْنَ فِيهَا جِثِيًّا®

19. پھر ہم ہر ہر گروہ سے انہیں الگ نکال کھڑا کریں گے جو اللہ رحمٰن سے بہت اکڑے اکڑے پھرتے تھے۔ (۱)

4. پھر ہم انہیں بھی خوب جانتے ہیں جو جہنم کے داخلے کے زیادہ سزاوار ہیں۔ (۱)

اک. اور تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے،
یہ تیرے پرورد گار کے ذمے قطعی، فیصل شدہ امر ہے۔
کلا پھر ہم پر ہیز گاروں کو تو بچالیں گے اور نافر مانوں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑدیں گے۔

گھٹوں کے بل بیٹے ہوں گے۔ حدیث قدی میں ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے (ابن آدم میری تکذیب کرتا ہے۔ حالال کہ یہ اس کے لاکق نہیں۔ ابن آدم مجھ ایذاء پہنچاتا ہے حالال کہ اسے یہ زیب نہیں دیتا۔ اس کا میری تکذیب کرنا تو یہ ہے کہ وہ میری بابت یہ کہتا ہے کہ اللہ ہرگز مجھے اس طرح دوبارہ زندہ نہیں کرے گا جس طرح اس نے مجھے کہیں مرتبہ پیدا کرنا دوسری مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہیں (یعنی کہلی مرتبہ پیدا کرنا حوسری مرتبہ پیدا کرنا ہوں کہتا ہے کہ وہ کہتا ہے میری مشکل اگر ہے تو پہلی مرتبہ پیدا کرنا ہوں، نہ میں نے کی کو جنا اور نہ خود جنا گیا ہوں اور میرا کوئی ہمسر اولاد ہے، حالال کہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں، نہ میں نے کی کو جنا اور نہ خود جنا گیا ہوں اور میرا کوئی ہمسر نہیں ہے)۔ (سی محمد کاری تغیر مورہ اندامی)

ا. عِتِيًّا، بھی عَنَا، یَعْتُوْ سے عَاتِ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں بہت سرکش اور متمرد۔ مطلب یہ ہے کہ ہر گمراہ فرقے کے بڑے بڑے سرکشوں اور لیڈروں کو ہم الگ کرلیں گے اور ان کو اکٹھا کرکے جہنم میں پھینک دیں گے۔ کیوں کہ یہ قائدین دوسرے جہنمیوں کے مقابلے میں سزا وعقوبت کے زیادہ سزاوار ہیں۔ جیسا کہ اگلی آیت میں ہے۔

۲. صِلِيًّا، مصدر سمعی ہے صَلَیٰ یَصْلِیْ کا، معنی ہیں داخل ہونا۔ لینی جہنم میں داخل ہونے اور اس میں جلنے کے کون زیادہ مستحق ہیں، ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔

سال اس کی تفسیر صحیح احادیث میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جہنم کے اوپر پل بنایا جائے گا، جس میں سے ہر مومن و کافر کو گزرنا ہوگا۔ مومن تو اپنے اپنے اعمال کے مطابق جلد یا بدیر گزر جائیں گے، کچھ تو پلک جھیلتے میں، کچھ بحلی اور ہوا کی طرح، کچھ پر ندوں کی طرح، کچھ بر ندوں کی طرح اور کچھ عدہ گھوڑوں اور دیگر سواریوں کی طرح گزرجائیں گے یوں کچھ بالکل صحیح سالم، کچھ زخمی تاہم پل عبور کرلیں گے کچھ جہنم میں گر پڑیں گے جنہیں بعد میں شفاعت کے ذریعے سے نکال لیا جائےگا۔ لیکن کافر اس بل کو عبور کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے اور سب جہنم میں گر پڑیں گے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ (جس کے تین بچ بلوغت سے پہلے وفات پاگئے، اسے آگ نہیں چھوئے گی، مگر صرف قتم حلال کرنے کے لیے) (صحیح البخاری، کتاب الجنانز، ومسلم کتاب البر) یہ قتم وہی ہے جسے اس آیت میں حَدَّمًا مَقْضِینًا

ۅؘٳۮؘٳؿؙؿؙڸ؏ڵؽۿٷٵڮؿؙڗٵڝؾڶؾٵڶ۩ڽؽؾؘػۿۯؙٷ ڸڵڎؽڹؙڶؙڞؙٷٛٲؽ۠ٲڶڣؘڔؽؙڡؘڲؠڹڂؿؙؿ۠ڡۜڡٙٲڡٵۊٳڂڛؽؙ ٮؘڔڲٵ۞

ٷؘػؘٳؘۿؙڵڴؽٵٚڣۘڹڷۿٶؚڡؚٞؽۊٞۯڽۿؙؗۿٲؘڝؙٮؽؙٲؾؙٵؾؙٵ ۨڡٞڔۣڡؙڲ۞

قُلُمَنُ كَانَ فِي الضَّلْلَةِ فَلْيَمُدُدُكُهُ الرَّحُمٰنُ مَتَّا هَ حَتَّى إِذَا اَرَاوُا مَا يُوعَدُونَ اِمَّا الْعَنَا اَبَ وَإِمَّا السَّاعَةُ ثَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَنَتْرُمُّكَا نَّا وَاضْعَفُ جُنْدًا ۞

سک. اور جب ان کے سامنے ہماری روش آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں بتاؤ ہم تم وونوں جماعتوں میں سے کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟ اور کس کی مجلس شاندار ہے؟

**۷۱۷.** اور ہم تو ان سے پہلے بہت سی جماعتوں کو غارت کرچکے ہیں جو سازو سامان اور نام و نمود میں ان سے بڑھ چڑھ کر تھیں۔(۲)

20. کہہ دیجے جو گراہی میں ہوتو اللہ رحمٰن اس کو خوب کمی مہلت دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ ان چیزوں کو دیکھ لیں جن کا وعدہ کیے جاتے ہیں لیعنی عذاب یا قیامت کو، اس وقت ان کو صحیح طور پر معلوم ہوجائے گا کہ کون برے مرتبے والا اور کس کا جھا کمزور ہے۔

(قطعی فیصل شدہ امر) کہا گیا ہے۔ لیعنی اس کا ورود جہنم میں صرف پل پر سے گزرنے کی حد تک ہی ہوگا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے ابن کثیر وایسر التفاسیر)

ا. یعنی قرآنی دعوت کا مقابلہ یہ کفار مکہ فقراء مسلمین اور اغنیائے قریش اور ان کی مجلسوں اور مکانوں کے باہمی موازنے سے کرتے ہیں، کہ مسلمانوں میں عمار، بلال، صہیب ٹھالٹھ جیسے فقیر لوگ ہیں، ان کا دار الشوری دار ارقم ہے۔ جب کہ کافروں میں ابو جہل، نضر بن حارث، عتبہ، شیبہ وغیرہ جیسے رئیس اور ان کی عالی شان کو تھیاں اور مکانات ہیں، ان کی اجتاع گاہ (دار الندوہ) بہت عمدہ ہے۔

الله تعالیٰ نے فرمایا، دنیا کی یہ چیزیں ایس نہیں ہیں کہ ان پر فخر وناز کیا جائے، یا ان کو دیکھ کر حق وباطل کا فیصلہ کیا
 جائے۔ یہ چیزیں توتم سے پہلی امتوں کے پاس تھیں، لیکن تکذیب حق کی پاداش میں انہیں ہلاک کردیا گیا، دنیا کا یہ مال
 واساب انہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا۔ کا۔

۳. علاوہ ازیں یہ چیزیں گر اہوں اور کافروں کو مہلت کے طور پر بھی ملتی ہیں، اس لیے یہ کوئی معیار نہیں۔ اصل اچھے برے کا پنہ تو اس وقت چلے گا، جب مہلت عمل ختم ہوجائے گی اور اللہ کا عذاب انہیں آگھیرے گا یا قیامت برپا ہوجائے گی۔ لیکن اس وقت کا علم، کوئی فائدہ نہیں دے گا، کیوں کہ وہاں ازالے اور تدارک کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

وَيَزِينُ اللهُ الَّنِ يُنَ اهْتَكَ وَاهْكَ قُ وَالْبِقِيثُ الصِّلِحْتُ خَيُرُعِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيُرُ مُرَدًّا

ٱفَرَءِيْتُ الَّذِي كَفَرَ بِالْيَتِنَاوَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَا لَكُوْتَيَنَّ مَالُوَّوَلِكُنُّ الْمُ

ٱڟڵػؚٲڵۼؘؽڔؙٵؘؚؗڡۭٳؾۜٛڬؘۜۼٮؙ۫ۮٵڵڗۣؖڝٝ؈ۼۿڐٳؖؗ ڬڴڒؖۺٮۜػؙؿ۠ؠؙٵؽؿؙۅ۠ڷؙۅؘؿؙڎ۠ڷ؋ڝؘؚٲڵۘۼڬٵٮؚ مَدَّاڰٛ

وَنَرِيثُهُ مَا يَقُولُ وَيَاثِينَا فَرُدًا

اور ہدایت یافتہ اوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت میں بڑھاتا ہے، (() اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں۔ (()

22. کیا تو نے اسے بھی دیکھا جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور کہا کہ مجھے تو مال واولاد ضرور ہی دی جائے گ۔

۸۵. کیا وہ غیب پر مطلع ہے یا اللہ کا کوئی وعدہ لے چکا ہے؟

84. ہرگز نہیں، یہ جو بھی کہہ رہا ہے ہم اسے ضرور لکھ لیں گے، اور اس کے لیے عذاب بڑھائے چلے جائیں گے۔

الیں گے، اور اس کے لیے عذاب بڑھائے چلے جائیں گے۔

الیں گے، اور یہ جن چیزوں کو کہہ رہا ہے اسے ہم اس کے بعد لے لیں گے۔ اور یہ تو بالکل اکیلا ہی ہمارے سامنے حاضر ہوگا۔

ا. اس میں ایک دوسرے اصول کا ذکر ہے کہ جس طرح قر آن ہے، جن کے دلوں میں کفر وشرک اور صلالت کا روگ ہے،
ان کی شقاوت وصلالت میں اور اضافہ ہوجاتا ہے، اس طرح اہل ایمان کے دل ایمان وہدایت میں اور پختہ ہوجاتے ہیں۔
۲. اس میں فقراء مسلمین کو تسلی ہے کہ کفار ومشرکین جن مال واسباب پر فخر کرتے ہیں، وہ سب فنا کے گھاٹ اترجائیں گے
اور تم جو نیک اعمال کرتے ہو، یہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں جن کا اجر وثواب تہمیں اپنے رب کے ہاں ملے گا اور ان کا
بہترین صلہ اور نفع تمہاری طرف لوٹے گا۔

اب ان آیات کی شان نزول میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت عمرہ بن العاص رفیالٹیڈ کا والد عاص بن واکل جو اسلام کے شدید و شمنوں میں سے تھا۔ اس کے دے حضرت خباب بن ارت رفیائیڈ کا قرضہ تھا جو آبن گری کا کام کرتے تھے۔ حضرت خباب رفیائیڈ کا قرضہ تھا جو آبن گری کا کام کرتے تھے۔ حضرت خباب رفیائیڈ نے اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ جب تک تو محمد (سکیاٹیڈیڈ) کے ساتھ کفر نہیں کروں گا۔ اس نے کہا کہ جب تیں رقم نہیں دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کام تو تو مرکر دوبارہ زندہ ہوجائے تب بھی نہیں کروں گا۔ اس نے کہا اچھا پھر ایسے بی سبی، جب مجھے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا اور وہاں بھی مجھے مال واولاد سے نوازا جائے گا تو وہاں ممل بعد رقبارہ اٹھایا جائے گا اور وہاں بھی مجھے مال واولاد سے نوازا جائے گا تو وہاں ممل یہ رقم ادا کردوں گا (صحیح البخاری، کتاب البیوء، باب ذکر الفین والحداد، وتفسیر سورۃ مریم، مسلم، صفۃ القیامۃ، باب سوال میں البیود عن الروح) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو دعویٰ کررہا ہے کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہاں بھی اس کے پاس فیب کا علم ہے کہ وہاں بھی اس کے پاس مال اور اولاد ہوگی؟ یااللہ سے اس کا کوئی عہد ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ صرف تعلیٰ اور آیات الیٰ کا استہزاء وتمسخر ہے، مال اور اولاد کی بات کردہا ہے اس کے وارث تو ہم ہیں یعنی مرنے کے ساتھ بی ان سے اس کا تعلق ختم ہوجائے یہ جس مال واولاد کی بات کردہا ہے اس کے وارث تو ہم ہیں یعنی مرنے کے ساتھ بی ان سے اس کا تعلق ختم ہوجائے یہ جس مال واولاد کی بات کردہا ہے اس کے وارث تو ہم ہیں یعنی مرنے کے ساتھ بی ان سے اس کا تعلق ختم ہوجائے یہ جس مال واولاد کی بات کردہا ہے اس کے وارث تو ہم ہیں یعنی مرنے کے ساتھ بی ان سے اس کا تعلق ختم ہوجائے

وَاتَّخَذُوْ امِنُ دُوْنِ اللهِ الْهَةَ لِيَكُوْنُوا الْهُمُ عِزَّاكُ

ڬؖڒ۠ؗۺؾڪٞڡٛٚٛۯؙۏؘڹۑؚڡؚؠٵۮؾؚڡۣٟ؞ؗۏڲؙۏؙڹٛۏڽؘؗٛػڵؽۿؚ؞ۛ ۻؚڰٙٲۊٞ

ٱلْهُ تَرَانَا ٱلسَّلَنَا الشَّيْطِينَ عَلَى الْكَفِرِينَ تَوُّزُهُمُ ٱزَّا<sup>نَ</sup>

فَلاَتَعُهُلُ عَلَيْهِمْ إِثَّانَعُنُّ أَثُمُّ عَكَّا فَ

يُوْمُرَّكُ مُنْ الْنُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْلِنِ وَفُكَا<sup>فَ</sup>

وَّسَنُوتُ الْمُجْرِمِيْنَ إِلَى جَهَنَّمَ وِرُدًا اللهِ

لَايَمُلِكُونَ الشَّفَاعَةَ لِالاَمِنِ اتَّخَذَكَ عِنْكَ التَّحْمُلِ عَهُدًا۞

۸۱. اور انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے
 بین کہ وہ ان کے لیے باعث عزت ہوں۔

یں ... کیکن ایسا ہرگز ہونا نہیں۔ وہ تو ان کی پوجا سے منکر ہوجائیں گے، اور الٹے ان کے دشمن بن جائیں گے۔ (۱) مسلم. کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم کافروں کے پاس شیطانوں کو جسمجتے ہیں۔ (۱)

۸۳. تو ان کے بارے میں جلدی نہ کر، ہم تو خود ہی ان کے لیے مدت شاری کررہے ہیں۔(۳)

۸۵. جس دن ہم پر ہیز گاروں کو اللہ رحمان کی طرف بطور مہمان کے جمع کریں گے۔

۸۲. اور گناہ گاروں کو سخت بیاس کی حالت میں جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے۔(۳)

۸۷. کسی کو شفاعت کا اختیار نہ ہوگا سوائے ان کے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی قول وقرار لے لیا ہے۔ (۵)

گا اور ہماری بارگاہ میں یہ اکیلا آئے گا، نہ مال ساتھ ہوگا نہ اولاد اور نہ کوئی جتھہ، البتہ عذاب ہوگا جو اس کے لیے اور ان جیسے دیگر لوگوں کے لیے ہم بڑھاتے رہیں گے۔

ا. عِزَّا كا مطلب ہے يہ معبود ان كے ليے عزت كا باعث اور مددگار ہول گے اور ضِدًّا كے معنی ہيں، دشمن، جھٹلانے والے اور ان كے خلاف دوسرول كے مددگار۔ يعنی يہ معبود ان كے گمان كے برعکس ان كے جمايتی ہونے كے بجائے، ان كے دشمن، ان كو جھٹلانے والے اور ان كے خلاف ہول گے۔

۲. لینی گراه کرتے، بہکاتے اور معصیت کی طرف کھینچ کر لے جاتے ہیں۔

س. اور جب وہ مہلت ختم ہوجائے گی تو عذاب الہی کے مورد بن جائیں گے۔ آپ کو جلدی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کم. وَفُدٌ، وَافِدٌ کی جَع ہے جلیے رَکْبٌ، رَاکِبٌ کی جَع ہے، مطلب یہ ہے کہ انہیں اونٹوں، گھوڑوں پر سوار کراکے نہایت عزت واحترام سے جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ وِرْدًا کے معنی پیاسے۔ اس کے برعکس مجرمین کو بھوکا پیاسا جہم میں ہائک دیا جائے گا۔

۵. قول و قرار (عبد) کا مطلب ایمان و تقویٰ ہے۔ یعنی اہل ایمان و تقویٰ میں سے جن کو اللہ شفاعت کرنے کی اجازت

وَقَالُوااتُّغَذَالرَّحُمْنُ وَلِدَّاكُ

لَقَانُحِنُهُمُ شَيْئًا إِذَّاكُ

ٮؖػٳۮؙٳڵؾڬۅ۠ؿؙؾۜؿڡٞڟۜۯؽۄؚؽ۬ۿؙۅۜٙؾؙؽ۫ؾۧٛٛؿؙٞٳڷۯڞ۠ۅؾؘۼۣڗ۠ ٳؙۼؚٳڮۿڴڰ

أَنُ دَعُو الِلرِّعُمِٰنِ وَلَمَا اللَّ

وَمَايَنَبُغِيُ لِلسِّرِ مُنِ أَنَّ يَتَّخِذَ وَلَلاَّهُ

ٳڽؙڰؙڽؘؙؙؙٞٛڡؽ۬؋ۣٵڵؾؠؗڶۅؾۘٷٲڷۯؿۻٳڒۘۘٛڴٳؾؚٳڶڗؙڠٟڮ ۘۼؿڴڰ

لَقَدُ آحُطُهُمْ وَعَكَ هُمُوعَكَا اللهِ

وَكُلُّهُمُ الِّيُهِ يَوْمَ الْقِيمَةِ فَرْدًا ۞

إِنَّ الَّذِينَ المَنْوُاوَعَمِلُواالصَّلِحَتِ سَيَجُعَلُ لَهُوُالرَّعْلِنُ وُدًّا

۸۸. اور ان کا قول تو یہ ہے کہ اللہ رحمٰن نے بھی اولاد اختیار کی ہے۔

٨٩. یقیناً تم بهت بری اور بھاری چیز لائے ہو۔

۹۰. قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسان پھٹ جائیں اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں۔
 ۹۱. کہ وہ رحمان کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے۔ (۱)

97. اور شان رحمٰن کے لائق تنہیں کہ وہ اولاد رکھے۔ 97. آسانوں وزمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ

کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں۔<sup>(۲)</sup>

99. ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔

90. اور یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔(")

97. بیشک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کیے ہیں ان کے لیے اللہ رحمٰن محبت پیدا

دے گا، وہی شفاعت کریں گے، ان کے سواکسی کو شفاعت کرنے کی اجازت بھی نہیں ہوگی۔

ا. إِدًّا كَ معنى بهت بھيانك معاملہ اور دَاهِيَةٌ (بُھارى چيز اور بڑى مصيبت) كے ہيں۔ يہ مضمون بہلے بھى گزر چكا ہے كه الله كى اولاد قرار دينا اتنا بڑا جرم ہے كہ اس سے آسان وزمين بھٹ سكتے ہيں اور پہاڑ ريزہ ريزہ ہوسكتے ہيں۔

۲. جب سب الله کے غلام اور اس کے عاجز بندے ہیں تو پھر اسے اولاد کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور یہ اس کے لائق بھی منہیں ہے۔

۳. لیعنی آدم سے لے کر صبح قیامت تک جتنے بھی انسان، جن ہیں، سب کو اس نے گن رکھا ہے، سب اس کے قابو اور گرفت میں ہیں، کوئی اس سے مخفی ہے نہ مخفی رہ ہی سکتا ہے۔

م. لیعنی کوئی کسی کا مددگار نہیں ہوگا، نہ مال ہی وہاں کچھ کام آئے گا۔ ﴿ يَوْمَلِا لِيَفَعُمُوالْ وَلَائِمُونَ ﴾ (الشعراء: ٨٨) (اس دن نہ مال نفع دے گا، نہ بیٹے) ہر شخص کو تنہا اپنا اپنا حساب دینا پڑے گا اور جن کی بابت انسان دنیا میں یہ سمجھتا ہے کہ یہ میرے وہاں جایتی اور مددگار ہوں گے، وہاں سب غائب ہوجائیں گے۔ کوئی کسی کی مدد کے لیے حاضر نہیں ہوگا۔

كروك گار(ا)

فَاتَّمَايَسَّرُنهُ بِلِمَانكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُثَّقِيِّنَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُكًا ا

آسان کردیا ہے (۳) کہ تو اس کے ذریعے سے پر ہیز گاروں کو خوشنجری دے اور جھڑالو (۳) لوگوں کو ڈرا دے۔

۹۸. اور ہم نے ان سے پہلے بہت سی جماعتیں تباہ کردی ہیں، کیا تو ان میں سے ایک کی بھی آہٹ پاتا ہے یا ان کی آواز کی بھنک بھی تیرے کان میں پڑتی ہے؟ (۳)

92. ہم نے اس قرآن کو تیری زبان میں بہت ہی

ۅؙڴۄؙٲۿؙڵڬؙؽٵؘڣؙۜٛٛڬۿؙۄؙۺؙؚٙٷڒڽٟ؞۠ۿڵؿؙؙۻ۠ٞڡؚؠ۬۫ۿؙۄؙ ڛؚٞؽٲػڽؚٲۅ۫ؾۺؠؘٷڷۿۄ۫ڔؚڴڗٞٵ۞۫

ا. لیعنی دنیا میں لوگوں کے دلوں میں اس کی نیکی اور پارسائی کی وجہ سے محبت پیدا کردے گا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے (جب اللہ تعالی کسی (نیک) بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو اللہ جرائیل علیتیا کو کہتا ہے، میں فلال بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر دیتے ہیں پھر جرائیل علیتیا آسان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلال آدمی سے محبت کرتا ہے، اپس تمام آسان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلال آدمی سے محبت کرتا ہے، اپس تمام آسان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین میں اس کے لیے قبولیت اور پذیرائی رکھ دی جاتی ہے)۔ (صحبح البخاری، کتاب الأدب، باب المقت من الله تعالیٰ) کا محلول اس کے مضمون کی آسان کرنے کا مطلب اس زبان میں اتارنا ہے جس کو پیغیر جانیا تھا یعنی عربی زبان میں، پھر اس کے مضمون کا کھلا ہوا، واضح اور صاف ہونا ہے۔

س. لُدًّا، (أَلَدُّ كي جمع) كي معنى جھُلُر الوك بين مراد كفار ومشركين بين۔

م. احساس کے معنی میں الإدرَاكُ بِالْحِسِّ حس کے ذریعے سے ادراک حاصل کرنا۔ یعنی کیا تو ان کو آنکھوں سے دیکھ سکتا یا ہاتھوں سے چھوسکتا ہے؟ استفہام انکاری ہے۔ یعنی ان کا وجود ہی دنیا میں نہیں ہے کہ تو انہیں دیکھ یا چھوسکے دِکْزٌ صوت خفی کو کہتے ہیں یا ان کی ہلکی سی آواز ہی مجھے کہیں سے سائی دے سکے۔

#### سورہُ طلا مکی ہے اور اس میں ایک سو پینیتیں آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں۔

# شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### ا. طه۔

 ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں بڑجائے۔<sup>(1)</sup>

س. بلکہ اس کی نصیحت کے لیے جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ س. اس کا اتارنا اس کی طرف سے ہے جس نے زمین کو اور بلند آسانوں کو پیدا کیا ہے۔

۵. جو رحمٰن ہے، عرش پر قائم ہے۔

۲. جس کی ملکیت آسانوں اور زمین اور ان دونوں
 کے درمیان اور (کرۂ خاک) کے ینچے کی ہر ایک چیز
 پر ہے۔<sup>(n)</sup>

اور اگر تو اونچی بات کے تو وہ تو ہر ایک یوشیدہ، بلکہ

# يُنْ فَكُونَا مُنْ اللَّهُ اللَّا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّا اللَّا اللَّا الللَّهُ اللَّا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّا

#### 

ظه

مَا ٱنْزُلْنَا عَلَيْكَ الْقُرُ إِنَ لِتَشْقَى ﴿

ٳڷڒؾؘڹٛڮؚڒٙڰ۫ڵؚؠٙڽؙؾٛۼٛؿؽؖ

تَنْزِيُكُارِمِّتَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَانُوتِ الْعُلَى ۞

ٱلتَّحْمُنُ عَلَى الْعُرَّشِ اسْتَوْى۞ كَهُ مَا فِى السَّمُوتِ وَمَا رِفِى الْكَرُضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَخْتُ الشَّرٰى۞

وَإِنْ تَجْهَرُ بِالْقُوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّوَ اَحُفَى ۞

کھل حضرت عمر مُلْالْغُمُّةُ کے قبول اسلام کے متعدد اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ بعض تاریخ وسیر کی روایات میں اپنی بہن اور بہنوئی کے گھر میں سورۂ طہ کا سننا اور اس سے متاثر ہونا بھی مذکور ہے۔ (فق القدیر)

ا. اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو اس لیے نہیں اتارا کہ تو ان کے کفر پر فرط تأسف اور ان کے عدم ایمان پر حرت سے اپنے آپ کو مشقت میں ڈال لے اور غم میں پڑجائے جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے۔ ﴿ فَلَمَ كُلُّكُ بَالْحِمُّ فَقَدُ عَلَىٰ اَفَارِهِ عِلَىٰ اَفَارِهِ عِلَىٰ اَلْحَدِیْتِ اَسَفًا ﴾ (الکہف: ٢) (پی اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا ان کے پیچے اس رنج میں اپنی جان بلاک کرڈالیں گے) بلکہ ہم نے تو قرآن کو نصیحت اور یاد دہانی کے لیے اتارا ہے تاکہ ہر انسان کے تحت الشعور میں ہماری توحید کا جو جذبہ چھپا ہوا ہے، واضح اور نمایاں ہوجائے۔ گویا یہاں شَفَاءٌ عَنَاءٌ اور تَعَبُّ کے معنی میں ہے لیخی تکلیف اور تھکاوٹ۔

۲. بغیر کسی حد بندی اور کیفیت بیان کرنے کے، جس طرح کہ اس کی شان کے لائق ہے تعنی اللہ تعالیٰ عرش پر قائم ہے، لیکن کس طرح اور کیسے؟ یہ کیفیت کسی کو معلوم نہیں۔

سر تُریٰ کے معنی ہیں اسفل السافلين ليني زمين كا سب سے نحيلا حصه

پوشیدہ سے پوشیدہ تر چیز کو تھی بخوبی جانتا ہے۔ (۱)

۸. وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بہترین نام
اسی کے ہیں۔ (۱)

9. اور کیا مخجے موسیٰ (عَالِیَلاً) کا قصہ بھی معلوم ہے؟
 1. جبکہ اس نے آگ دیکھ کر اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ذرا سی دیر تھہر جاؤ مجھے آگ دکھائی دی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ میں اس کا کوئی انگارا تمہارے پاس لاؤں یا آگ کے پاس سے رائے کی اطلاع یاؤں۔

ال. جب وہ وہاں پہنچ تو آواز دی گئی (") اے موسی! (عَالِیَاً) )

11. یقیناً میں ہی تیرا پرورد گار ہوں تو اپنی جو تیاں اتار دے،(۵)

اللهُ لَاللهُ إِلَّاهُو لَهُ الْأَسْمَاءُ الْخُسْنَى

ۅؘۿڵٲؿ۫ڰؘۘۘڂڔؽؿؙؙؙٛٛٛٛٛٷڛؽؖ ٳۮ۫ڒٵڬٲڒؙٷؘقٵڶڸٳۿڸؚۅٳڡؙػؙڰ۫ٷۧٳٳٚؽٞٙٳۺؘؾؙڬٲڒٳ ڰػؚڵٞٳؾؽؙڬؙۄ۫ؾؖڹ۫ػٳڣؘۺڛٲۅؙٲڿؚۮؙػٙڶ۩ؾٛٳڔ ۿؙۮۘؽ°

> فَكَتَآاتُمَانُوْدِىَ يُنُوُسٰى ۗ إِنِّنَآنَا رَبُكَ فَاخْلَمُتَعْلَيْكَ ۚ إِنَّكَ مِالْوَادِ

ا. لیعنی اللہ کا ذکریا اس سے دعا او نجی آواز میں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ تو پوشیدہ سے پوشیدہ تر بات کو بھی جانتا ہے یا اُخفیٰ کے معنی ہیں کہ اللہ تو ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کو اس نے نقدیر میں لکھ دیا اور ابھی تک لوگوں سے اس کو مخفی رکھا ہے۔ لیعنی قیامت تک و قوع پذیر ہونے والے واقعات کا اسے علم ہے۔

۲. لیتی معبود بھی وہی ہے جو مذکورہ صفات سے متصف ہے اور بہترین نام بھی اسی کے ہیں جن سے اس کو پکارا جاتا ہے۔ نہ معبود اس کے سوا کوئی اور ہے اور نہ اس کے سے اسائے حسیٰ ہی کسی کے ہیں۔ پس اسی کی صحیح معرفت عاصل کرکے، اس سے ڈرا جائے، اس سے محبت رکھی جائے، اس پر ایمان لایا جائے اور اس کی اطاعت کی جائے۔ تاکہ انسان جب اس کی بارگاہ میں واپس جائے تو وہاں شر مسار نہ ہو بلکہ اس کی رحمت و مغفرت سے شاد کام اور اس کی رضا سے سعادت مند ہو۔ ساب یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ جب مولی علیہ اس کی رحمت و مغفرت سے شاد کام اور اس کی رضا سے سعادت مند ہو۔ ساب یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ جب مولی علیہ اس کی رحمت و بینی بیوی کے ہمراہ (جو ایک قول کے مطابق حضرت شعیب علیہ اس کی وخر شعیب علیہ اس کی وخر سے اس کی خرورت تھی اور راستہ بھی نامعلوم، اور بعض مفرین کے بقول بیوی کی زچگی کا وقت بالکل قریب تھا اور انہیں حرارت کی ضرورت تھی، یا سردی کی وجہ سے گرمی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اسے میں دور سے انہیں آگ کے شعلے بلند ہوتے ہوئے نظر آئے۔ گھر والوں سے یعنی بیوی سے (یا بعض کہتے ہیں خادم اور بچے بھی تھا اس لیے جمع کا لفظ استعال فرمایا) کہا تم یہاں تھہرو! شاید میں آگ کا کوئی شعلہ وہاں سے لے آؤں یا کم از کم وہاں سے راستے کی نشان وہی ہی ہوجائے۔

٧٠. موسىٰ عَلَيْها جب آگ والى جگه پر پنچ تو وہاں ایک درخت سے (جیسا که سورهٔ تصف: ٣٠ میں صراحت ہے) آواز آئی۔ ٥. جو تیاں اتارنے کا حکم اس لیے دیا که اس میں تواضع کا اظہار اور شرف و تکریم کا پہلو زیادہ ہے، بعض کہتے ہیں که وہ ایسے گدھے کی کھال کی بنی ہوئی تھیں جو غیر مدبوغ تھی۔ کیوں کہ جانور کی کھال دباغت کے بعد ہی پاک ہوتی ہے، گر

الْمُقَتَّاسِ كُلُوِّي شَ

وَآنَااخُتَرْتُكَ فَاسْتَمِعُ لِمَايُوْخِي

ٳٮۜٛۯؽٙٵؘػاﷲؙڷڒٳڵ؋ٳڰۯٲػٵڣؙۼٮؙۮؽ۬ٷۘڷؾؚۄ الصّلوةڸڹۯ۬ۯؚؽۛ

اِتَّ السَّاعَةَ التِيَةُ أَكَادُ أُخِفِيْهُ كَالِثُجْزَى كُلُّ نَفِّسِ بِمَا تَسُعٰى®

فَلَايَصُدَّنَّكُعُهُمَا مَنَ لَايُؤُمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوْلُهُ فَتَرُدُونُ

کیونکہ تو پاک میدان طوی میں ہے۔(ا)

 $\frac{1}{100}$  اب جو وحی کی  $\frac{1}{100}$  اب جو وحی کی حائے اسے کان لگاکر سن۔

100 بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں پس تو میری ہی عبادت کر، (\*\*) اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ (\*\*)

10. قیامت یقیناً آنے والی ہے جسے میں پوشیدہ ر کھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو وہ بدلہ دیا جائے جو اس نے کوشش کی ہو۔

17. پس اب اس کے یقین سے مجھے کوئی ایسا شخص روک نہ دے جو اس پر ایمان نہ رکھتا ہو اور اپنی خواہش کے پیچھے بڑا ہو، ورنہ تو ہلاک ہوجائے گا۔(۵)

یہ قول محل نظر ہے۔ دباغت کے بغیر جو تیاں کیوں کر بن سکتی ہیں؟ یا دادی کی پاکیزگی اس کا سبب تھا، جیسا کہ قرآن کے الفاظ سے داختے ہوتا ہے۔ تاہم اس کے دو پہلو ہیں، یہ حکم دادی کی تعظیم کے لیے تھا یا اس لیے کہ دادی کی پاکیزگ کے اثرات ننگ پیر ہونے کی صورت میں مولیٰ عَلَیْسِاً کے اندر زیادہ جذب ہو سکیں۔ داللہ اعلم

ا. طُویٰ وادی کانام ہے، اسے بعض نے منصرف اور بعض نے غیر منصرف کہا ہے۔ (ت القدر)

۲. لیعنی نبوت ورسالت اور ہمکلامی کے لیے۔

س. لیعنی تکلیفات شرعیہ میں یہ سب سے پہلا اور سب سے اہم حکم ہے جس کا ہر انسان مکلف ہے۔ علاوہ ازیں جب الوہیت کا مستحق بھی وہی ہے تو عبادت بھی صرف اس کا حق ہے۔

۷. عبادت کے بعد نماز کا خصوصی تھم دیا۔ حالال کہ عبادت میں نماز بھی شامل تھی، تاکہ اس کی وہ اہمیت واضح ہوجائے جی کے اس کی جہ لِذِکْرِیْ کا ایک مطلب یہ ہے کہ تو جھے یاد کرے، اس لیے کہ یاد کرنے کا طریقہ عبادت ہے اور عبادات میں نماز کو خصوصی اہمیت وفضیات حاصل ہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب بھی میں تھے یاد آجاؤل نماز پڑھ۔ جس طرح لین اگر کسی وقت غفلت، ذہول یا نیند کاغلبہ ہوتو اس کیفیت سے نکلتے ہی اور میری یاد آتے ہی نماز پڑھ۔ جس طرح کہ نبی طُلُقینِمْ نے فرمایا (جو نماز سے سوجائے یا بھول جائے، تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب بھی اسے یاد آتے پڑھ لے)۔ (صحیح البخاری، کتاب المساجد باب قضاء الصلوٰۃ الفائنة)

۵. اس لیے کہ آخرت پریقین کرنے سے یا اس کے ذکر ومراقبے سے گریز، دونوں ہی باتیں ہلاکت کا باعث ہیں۔

وَمَاتِلُكَ بِيَمِينِكَ يُمُولِنِي

قَالَ هِيَ حَصَائَ أَتَوَكَّوْا عَلَيْهَا وَٱهُشُّ بِهَاعَلَى غَيۡمُ وَلَى فِهۡمَا مَارِكِ ٱخۡوٰى۞

قَالَ الْقِتَهَالِيُمُوْسِي® فَالْقُدْهَا فَإِذَاهِيَ حَيَّنَّةٌ تَسْمُعٰي۞

قَالَخُنْ هَا وَلِاتَغَنْ شَنُعِينُ هَاسِيْرَتَهَا الْأُولِ®

ۘٷڞؙؙؙٛۮؙۄؙۑۘۘڎڵٷٳڸۻؘڷٳڡڬؾؘٷٛڿؠؽؙڞؙڷۥٛٙڡؚڽٛۼؽؙڔ ڛٛۅٚ؞ۣٳؽڐٞٵڠ۠ڒؽ۞ٚ

لِنُورَيكَ مِنَ الْيَتِنَا الْكُلْبُرَى ﴿

إِذُهُبُ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَعْيَ

قَالَ رَبِّ اشْرَحُ لِيُ صَدُرِيُ @

کا. اور اے موسیٰ! (عَلَیْمِاً) تیرے اس دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

یں ،
۱۸ جواب دیا کہ یہ میری لاٹھی ہے، جس پر میں ٹیک لگاتا ہوں اور جس سے میں اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑ لیا کرتا ہوں اور جسی اس میں مجھے بہت سے فائدے ہیں۔
19 فرمایا اے موسی! (عَلَيْمِیُّا) اسے ہاتھ سے نیچے ڈال دے۔
14 ڈالتے ہی وہ سانب بن کر دوڑنے لگی۔

۲۱. فرمایا بے خوف ہوکر اسے پکڑلے، ہم اسے اسی پہلی سی صورت میں دوبارہ لادیں گے۔(۱)

۲۲. اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں ڈال لے تو وہ سفید چیکتا ہوا ہو کر نکلے گا، لیکن بغیر کسی عیب (اور روگ) کے (۲) به دوسرا معجزہ ہے۔

۲۳. یه اس لیے که ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھانا چاہتے ہیں۔

۲۴. اب تو فرعون کی طرف جا اس نے بڑی سرکشی میا رکھی ہے۔

۲۵. موسیٰ (عَلَیْتُلِاً) نے کہا اے میرے پروردگار! میرا سینہ میرے لیے کھول دے۔

ا. یہ حضرت موسیٰ عَالِیُّلِا کو معجزہ عطا کیا گیا جو عصائے موسیٰ عَلَیْکِا کے نام سے مشہور ہے۔

۲. بغیر عیب اور روگ کے، کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ کا اس طرح سفید اور چک دار ہوکر نکلنا، کی بیاری کی وجہ سے نہیں ہے جیسا کہ برص کے مریض کی چڑی سفید ہوجاتی ہے۔ بلکہ یہ دوسرا مججزہ ہے، جو ہم تجھے عطا کررہے ہیں۔ جس طرح دوسرے مقام پر ان دونوں مجزوں کا ذکر کرکے فرمایا ﴿فَدُنُوكُونُوكُونُ وَثِنَّ لِلْ فِرْعُونَ وَمَكَارِمٍ ﴾ (القصص: ۳۲) (پس سے دو دلیلیں ہیں تیرے پروردگار کی طرف سے، فرعون اور اس کے سرداروں کے لیے)۔

س. فرعون کا ذکر اس لیے کیا کہ اس نے حضرت موسی علیمیلا کی قوم بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا اور اس پر طرح طرح کے ظلم روا رکھتا تھا۔ علاوہ ازیں اس کی سرشی وطغیانی بھی بہت بڑھ گئ تھی حتیٰ کہ وہ دعویٰ کرنے لگا تھا ﴿فَقَالَ اَنَارَ بُکُولُوالْاَعْلٰی﴾ (النازعات: ۲۲) (میں تمہارا بلند تر رب ہوں)۔

۲۷. اور میرے کام کو مجھ پر آسان کردے۔
۲۸. اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے۔
۲۸. تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سجھ سکیں۔
۲۹. اور میرا وزیر میرے کنے میں سے کردے۔
۳۰. لیخی میرے بھائی ہارون (عَلَیْشِاً) کو۔
۱۳. تو اس سے میری کمر کس دے۔
۱۳. تو اس سے میری کمر کس دے۔
۳۳. اور اسے میرا شریک کار کردے۔
۱۳. اور اسے میرا شریک کار کردے۔
۳۳. اور بکشرت تیری یاد کریں۔
۳۳. اور بکشرت تیری یاد کریں۔
۳۳. بیٹک تو ہمیں خوب دیکھنے بھالنے والا ہے۔
۳۵. بیٹک تو ہمیں خوب دیکھنے بھالنے والا ہے۔
۳۵. بیٹل تو ہمیں خوب دیکھنے بھالنے والا ہے۔

وَيَتِرُ لِنَ اَمُرُئُ فَ وَاحَلُلُ عُقَدَةً مِّنْ لِسَكِنْ فَ وَاحَلُلُ عُقَدَةً وَلِنَّ وَاجْعَلُ لِنِّ وَذِيْرًا مِّنْ اَهْلِيُٰ هُرُونَ اَخِي فَ اشْكُدُدِيةَ اَنْدِئْ فَ وَاشْرِكُهُ فِنَ اَلْمِی فَ وَاشْرِکُهُ وَ اَلْمَی فَیْ فَ مَنْ نُسَیِّحَك كَثِیْرًا فَ وَنَدُنُكُرُكَ كَا كِثِیْرًا فَ وَنَدُنْكُرُكَ لِا كِثِیْرًا فَ وَنَدُنْكُرُكُ لِا كَثِیْرًا فَ وَالْنَاكُ كُلُونِ اِنْ اِنْمِیْرًا فَ وَالْنَاكُ مَلْكُ اِنْ اِنْمِیْرًا فَوَالِیْ اِنْمُولِی فَالْمَوْلِی فَالْمُولِی فَالِمُولِی فَالْمُولِی فِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فِی فَالْمُولِی فَالْمُولِی فَالِمُولِی فَالْمُولِی فِی فَالْمُولِی فَالْمُولِ

ا. کہتے ہیں کہ موٹی غلیکی جب فرعون کے شاہی محل میں زیر پرورش تھے تو کھور یا موتی کے بجائے آگ کا انگارہ منہ میں واللہ لیا تھا جس سے ان کی زبان جل گئی اور اس میں کچھ کنت پیدا ہوگئی۔ (ابن عیر) جب اللہ تعالیٰ نے انہیں تھم دیا کہ فرعون کے پاس جاکر میرا پیغام پہنچاؤ تو حضرت موٹی غلیکی کے دل میں دو باتیں آئیں، ایک تویہ کہ وہ بڑا جابر اور متلبر بادشاہ ہے بلکہ رب ہونے تک کا دعویدار ہے۔ دوسرا یہ کہ موٹی غلیکی کے باتھوں اس کی قوم کا ایک آدمی مارا گیا تھا اور جس کی وجہ سے موٹی غلیکی کو اپنی جان بیان کی عظمت اور متلبر بادشاہ ہے بلکہ رب ہونے تک کا دعویدار ہے۔ دوسرا یہ کہ موٹی غلیکی کے باتھوں اس کی قوم کا ایک آدمی وجباریت کا خوف اور دوسرا، اپنے ہاتھوں ہونے والے واقعہ کا اندیشہ۔ اور ان دونوں پر زائد تیسری بات، زبان میں وجباریت کا خوف اور دوسرا، اپنے ہاتھوں ہونے والے واقعہ کو اندیشہ۔ اور ان دونوں پر زائد تیسری بات، زبان میں کہ آس نہ نہوں کہ یا اللہ! "میرا سینہ کھول دے تاکہ میں رسالت کا اوجھ اٹھاسکوں، میرے کام کو آسان فرمادے لیعنی جو مہم مجھے در چیش ہے اس میں میری مدد فرما اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ فرعون کے ساتھ میں پوری وضاحت سے تیرا پیغام پہنچا سکوں اوراگر ضرورت چیش آئے تو اپنا دفاع بھی کی کہ میرے بھائی ہارون غلیکی کو رکتے ہیں کہ یہ عمر میں موٹی غلیکی سے بڑے تھی) بطور معین اور مددگار میرا وزیر اور شریک کار بنادے۔" وَزِیْرٌ مُوازِرٌ کے معنی میں ہے لیعنی بوجھ اٹھاتے والا۔ جس طرح آیک وزیر بادشاہ کا بوجھ اٹھاتے والا ساتھی ہیں کہ عہد میں اس کا مشیر ہوتا ہے۔ ای طرح ہم رہا مشیر اور بوجھ اٹھاتے والا ساتھی ہوں کیا تھائی کی کہ اس طرح ہم شبلیغ رسالت کے ساتھ ساتھ تیری شبچے اور آمر ہمکت میں اس کا مشیر ہوتا ہے۔ ای طرح ہم ہم پر احسان کیے، اب بھی اپنے احسان سے ہمیں میں جس طرح تو نے ہم پر احسان کیے، اب بھی اپنے احسانات سے ہمیں موٹی تھے ہم ہیں موٹور نے بھی اپنے احسانات سے احسان کے، اب بھی اپنے احسانات ہم ہم ہر کور نہ رکھ۔

سوالات بورے کردیے گئے۔(۱)

**سے**. اور ہم نے تو تجھ پر ایک بار اور بھی بڑا احسان کیا (<sup>۲</sup>) ہے۔

٣٨. جبكه جم نے تيرى مال كو وہ الہام كيا جس كا ذكر اب كيا جارہا ہے۔

 اسم
 الم
 اسم
 اسم</

وَلَقَدُ مَنَتًا عَلَيْكَ مَرَّةً انْخُرَى ﴿

إِذْ آوُحَيْنَآ إِلَى أُمِّكَ مَا يُؤْخَى ﴿

ٳؘڹ؋ؿٚڔڣؽ؋؈۬ٳڵڰٵؠٛۅ۫ؾؚٵؘڰ۫ڔۏؽؠ؈۬ٲؽڮؚۜ ڡؘؙڸؽؙڷؾؚۅٲڵؽۄؙۨڔٳڵۺٵڿؚڸؽٳ۠ڂؙۮ۫ۀؙٵػڎؙڒؙڸٞۅؘڡؘۮڗٞ۠ ڵٞڎؙٷؘڵڨؘؽؙڎؙۘۼڶؽٙڰۼۜڹؘؘؘؘۜڰ۫ڝؚۜؽ۫ۄٛ۫ۄؘڸؿؙڞؙٮؘؠؘۼڸ عَي۠ؿٛ۞ٛ

إِذْ تَنْشِئَى أَنْتُكَ فَنَقُولُ هَلُ اَدُنْكُوْعَلَى مَنُ "يَكُفُلُهُ فَرَجَعُنْكَ إِلَى أُمِّكَ كَنَ تَقَرَّعُيْمُمَا

1. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کی لکنت کو بھی دور فرمادیا ہوگا۔ اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں کہ موسیٰ علیہ اللہ نے چوں کہ پوری لکنت دور کرنے کی دعا نہیں کی تھی، اس لیے پچھ باتی رہ گئی تھی۔ باتی رہا فرعون کا یہ کہنا ﴿وَلَا يَكُادُ يُمِيْنُ﴾ (الزخرف: ۵۲) (یہ توصاف بول بھی نہیں سکتا) یہ ان کی تنقیص گز شتہ کیفیت کے اعتبار سے ہے۔ (ایراتفایر) بع. جب قبول بھی نہیں سکتا) یہ اللہ تعالیٰ بھین کے اس احسان کا ذکر فرمارہا ہے، جب مولی علیہ اور حوصلے کے لیے اللہ تعالیٰ بھین کے اس احسان کا ذکر فرمارہا ہے، جب مولیٰ علیہ کی ماں نے قتل کے اندیشے سے اللہ کے تھم سے (یعنی القائے اللی) سے انہیں، جب وہ شیر خوار بچ تھے، تابوت میں ڈال کر دریا کے سپر دکر دیا تھا۔

سا. مراد فرعون ہے جو اللہ کا بھی دشمن اور حضرت موئی علیظیا کا بھی دشمن تھا۔ لیعنی لکڑی کا وہ تابوت تیرتا ہوا جب شاہی محل کے کنارے پہنچا تو اسے باہر نکال کر دیکھا گیا، تو اس میں ایک معصوم بچیہ تھا، فرعون نے اپنی بیوی کی خواہش پر پرورش کے لیے شاہی محل میں رکھ لیا۔

م. لیعنی فرعون کے دل میں ڈال دی یا عام لوگوں کے دلوں میں تیری محبت ڈال دی۔

۵. چنانچہ اللہ کی قدرت کا اوراس کی حفاظت و نگہبانی کا کمال اور کرشمہ دیکھیے کہ جس بچے کی خاطر فرعون بے شار بچوں کو قتل کروا چکا ہے، تاکہ وہ زندہ نہ رہے، ای بچے کو اللہ تعالیٰ اس کی گود میں پلوا رہا ہے، اور ماں اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے، لیکن اس کی اجرت بھی مولیٰ علیاً ایک اسی وشمن فرعون سے وصول کررہی ہے۔ «فَشْبْحَانَ ذِي الْجَبَرُ وْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْعَظَمَةِ»..
 وَالْمَلَكُوْتِ وَالْعَظِمَةِ»..

ۅؘڵڗٚۼۜۯ۫ڹڎۅۊؾٙڵؾڹڡ۫ۺؙٵڣؘجۜؽڹڮڝڹٲڵۼٚڿؚ ۅؘڡٞێؖڂۘٷؙؿؙۊٵڎڣڮۺڎڝڛڹڸ۫ڹ؈ٞٙٲۿڸ ڝۘۮؽؽڵٲڠڗڝؚڡؙؾۼڶڨؘۮڔۣؿؠ۠ٷڛؽ

وَاصُطَنَعْتُكَ لِنَفْسِينَ ۗ

إِذْهَبُ أَنْتَ وَأَخُوكَ بِاللِّتِي وَلاَتَنِيَا فِي ذِكْرِي ۗ

کرے، ('' اس تدبیر سے ہم نے تجھے پھر تیری ماں کے پاس پہنچایا کہ اس کی آئکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ مُمگین نہ ہو۔ اور تو نے آئکھیں کو مار ڈالا تھا('') اس پر بھی ہم نے تجھے غم سے بچالیا، غرض ہم نے تجھے اچھی طرح آزمالیا۔ '') پھر تو کئی سال تک مدین کے لوگوں میں تھہرا رہا، '') پھر اے موئی (عَالِیَلِاً) تو تقدیر الٰہی کے مطابق آیا۔ '' پند فرمالیا۔ 'ام. اور میں نے تجھے خاص اینی ذات کے لیے پیند فرمالیا۔

۳۲. اب تو اپنے بھائی سمیت میری نشانیاں ہمراہ لیے ہوئے جا، اور خبر دار میرے ذکر میں سستی نہ کرنا۔(۱)

ا. یہ اس وقت ہوا، جب مال نے تابوت سمندر میں بھینک دیا تو یکی سے کہا، ذرا دیمی رہو، یہ کہاں کنارے لگتا ہے اور کیا معالمہ اس کے ساتھ ہوتاہے؟ جب اللہ کی مشیت سے موسل علیہ اللہ اللہ کا معلی بہتی گئے، شیر خوارگی کا عالم تھا، چنانچہ دودھ پلانے والی عور توں اور آیاؤں کو بلایا گیا۔ لیکن موسل علیہ اللہ سی کا دودھ نہ چیتے۔ موسل علیہ اللہ کی بہن خاموشی سے سارا منظر دیکھ رہی تھی، بالآخر اس نے کہا میں تنہیں ایسی عورت بتلاتی ہوں جو تمہاری یہ مشکل دور کر دے گی، انہوں نے کہا ٹھیک ہے، چنانچہ وہ اپنی مال کو، جو موسل علیہ اللہ کی جب مال نے بیٹے کو چھاتی سے لگایا تو موسل علیہ اللہ کی۔ جب مال نے بیٹے کو چھاتی سے لگایا تو موسل علیہ اللہ کی۔ جب مال نے بیٹے کو چھاتی سے لگایا تو موسل علیہ اللہ کی تدبیر ومشیت سے غناغٹ دودھ پینا شروع کردیا۔

۲. یہ ایک دوسرے احسان کا ذکر ہے، جب موسل علیہ اللہ علیہ ارادی طور پر ایک فرعونی صرف گھونسہ مارنے سے مرگیا،
 جس کا ذکر سورۂ نقص میں آئے گا۔

٣. فَتُونٌ، وخول اور خروج کی طرح مصدر ہے لینی ابْتَلَیْنَاکَ ابْتِلَاءً لینی ہم نے تھے خوب آزمایا۔ یا یہ جمع ہے فتنہ کی، جلے حُبْرَةٌ کی حُبْرَةٌ کی جُبُورٌ اور بُدْرَةٌ کی بُدُورٌ جمع ہے۔ لینی ہم نے تھے کئی مرتبہ یا بار بار آزمایا یا آزمائشوں سے نکالا۔ مثلاً جو سال بچوں کے قتل کا تقا، تھے پیدا کیا، تیری ماں نے تھے سمندر کی موجوں کے سپر دکردیا، تمام دایاؤں کا دودھ تھے پر حرام کردیا، تو نے فرعون کی داڑھی کیکڑلی تھی، جس پر اس نے تیرے قتل کا ارادہ کرلیا تھا، تیرے ہاتھوں قبطی کا قتل ہوگیا، وغیرہ ان تمام مواقع آزمائش میں ہم ہی تیری مدد اور چارہ سازی کرتے رہے۔

م. لینی فرعونی کے غیر ارادی قتل کے بعد تو یہاں سے نکل کر مدین چلا گیا اور وہاں کئی سال رہا۔

۵. لیعنی ایسے وقت میں تو آیا جو وقت میں نے اپنے فیصلے اور تقدیر میں تجھ سے ہم کلامی اور نبوت کے لیے لکھا ہوا تھا۔ یا قَدَرِ سے مراد، عمر ہے لیعنی عمر کے اس مر حلے میں آیا جو نبوت کے لیے موزوں ہے لیعنی چالیس سال کی عمر میں۔ ۷. اس میں داعیان الی اللہ کے لیے بڑا سبق ہے کہ انہیں کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔

# إِذْهَبَآ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ كَافَئَ اللَّهِ

ڡؙڡؙٛٷڵڒڶۿٷؙۅ۠ڒٲؾؚێٲڷڡؙڴڎؙؽؾۜۮؘػٷؖٲۅؙؿۼٛؿ۠ؽ۞ ۊؘٵڒڒڗۜڹۜڶۧٳؿۜٮٚٵۻٚٵػؙٲڽٛؾۜڡ۫ٛڕؙڟڡؘؽؽ۫ٮۧٚٲٷٲڹٛ ؿڟۼ۞

قَالَ لَاتَّغَافَآ إِنَّانِيُ مَعَكُمُنَآ اَسْمَعُ وَآرَى ﴿

فَاثِيلُهُ فَقُوْلَا لِآلَاكُ لَا لَكُولَارَيِّكِ فَأَنْسِلُ مَعَنَا بَنِيَ إِسْرَاءِيُلُ فَوَلائْغَذِيْهُمُّ قَلُحِثُنكَ بِالْيَةٍ مِّنْ رَّيِّةٍ فَالسَّلاُ عَلَى مِن اتَّبَمَ الْهُلْايُ

ٳؾۜٵڠؙۮؙٳٛۉڿؽٳڵؽؽٵۜؽۜٲڵۼۮؘٳڹۼڸڡؽؘػڎٞڹۅٙؾۘۅڵڰ

قَالَ فَمَنْ رَّئُكُمْ الْمُوْسَى ۗ

سمم. تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بڑی سرکشی کی ہے۔

۳۴. اسے نرمی (') سے سمجھاؤ کہ شاید وہ سمجھ لے یاڈر جائے۔ ۳۵. دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے۔

۳۷. جواب ملا که تم مطلقاً خوف نه کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا دیکھتا رہوں گا۔(۱)

27. تم اس کے پاس جاکر کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے پیغیر ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے، انہیں تکلیف نہ دے۔ ہم تو تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی اسی کے لیے ہے جو ہدایت کا یابند ہوجائے۔

۳۸. ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ جو جھٹلائے اور روگردانی کرے اس کے لیے عذاب ہے۔

میں. فرعون نے بوچھا کہ اے موسیٰ! (عَلَیْطِاً) تم دونوں کا رب کون ہے؟

ا. یہ وصف بھی داعیان کے لیے بہت ضروری ہے۔ کیوں کہ سختی سے لوگ بدکتے اور دور بھاگتے ہیں اور نرمی سے قریب آتے اور متاثر ہوتے ہی اگر وہ بدایت قبول کرنے والے ہوتے ہیں۔

۲. تم فرعون کو جاکر جو کہو گے اور اس کے جواب میں جو وہ کہے گا، میں وہ سنتا اور تمہارے اور اس کے طرز عمل کو دیتا رہوں گا۔ اس کے مطابق میں تمہاری مدد اور اس کی چالوں کو ناکام کروں گا، اس لیے اس کے پاس جاؤ، تردد کی کوئی ضرورت نہیں۔

سابی یہ سلام تحید نہیں ہے، بلکہ امن وسلامتی کی طرف دعوت ہے۔ جیسے نبی صَّالَیْنَیْمُ نے روم کے بادشاہ ہر قل کے نام کتوب میں لکھا تھا، ﴿أَسْلِمْ تَسْلَمْ ﴾ (اسلام قبول کرلے، سلامتی میں رہے گا) ای طرح کمتوب کے شروع میں آپ نے ﴿وَالتَكَلُوعَلِي مَنِ اَتَّبَعَ الْهُدُلَى﴾ بھی تحریر فرمایا، (ابن کیر) اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو مکتوب یا مجلس میں مخاطب کرنا ہوتو اسے انہی الفاظ میں سلام کہا جائے، جو مشروط ہے ہدایت کے اپنانے کے ساتھ۔

ۊؘٲڶڒؿؙڹٵڷٙڒؚؽؙٱۼؙڟؽػؙڷۺؙڠٞڂڷٙڡؘۜٷؿٚڗۜۿڶؽ

قَالَ فَكَابَالُ الْقُدُونِ الْأُولِي ۞

قَالَءِلْمُهَاعِنْدَرَتِیْ فِیْکِیْپُلایضِلُّرَیِّ وَلاینشی

ٵێڹؽ۫ڿۘۼڶػٷٛٳٲڒڔڞؘڡٙۿڐٵۜۜۜۜۨۨٞۺۘڵڬؘػؙۮ۫ۏؚؽۿٵ ڛؙڹؙڴڒۊؘٲٮ۬ٛڗ۫ڶڝؚڹٙٵڶؾۜڡؙٳۧ؞ڡؘٵٝٷٞڰؙڴڔؿڹٵڽؚ؋ٙٲۯ۫ۅٙڶڿٵ ڝؚۜڹۜؠٵڝۣۺٙؾٚ؈

كُنُوا وَارْعَوْااَنْهَا مَكُوْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَا يَتِ لِرُولِي النُّهُ اِنْ

۔ جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک
 کو اس کی خاص صورت، شکل عنایت فرمائی پھر راہ سجھا
 دی۔(۱)

اله. اس نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ الطلع زمانے والوں کا حال کیا ہونا ہے؟(۲)

 $\frac{\Delta r}{2}$  ہواب دیا کہ ان کاعلم میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے، نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے نہ جولتا ہے۔  $\frac{(r)}{r}$ 

مرد. اسی نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا ہے اور اس میں تمہارے چلنے کے لیے راتے بنائے ہیں اور آسان سے پانی بھی وہی برساتا ہے، پھر اس برسات کی وجہ سے مختلف قسم کی پیداوار بھی ہم ہی پیدا کرتے ہیں۔

مرد تے خود کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چراؤ۔ (") کچھ شک نہیں کہ اس میں عقلمندوں

ا. مثلاً جو شکل وصورت انسان کے مناسب حال تھی وہ اسے، اور جو جانوروں کے مطابق تھی وہ جانوروں کو عطا فرمائی۔ "راہ مجھائی" کا مطلب ہر مخلوق کو اس کی طبعی ضروریات کے مطابق رہن سہن، کھانے پینے اور بودوباش کا طریقہ سمجھا دیا، اس کے مطابق ہر مخلوق سامان زندگی فراہم کرتی اور حیات مستعار کے دن گزارتی ہے۔

۲. فرعون نے بات کا رخ دوسری طرف پھیرنے کے لیے یہ سوال کیا، لیعنی پہلے لوگ جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہوئے
 دنیا سے چلے گئے، ان کا حال کیا ہوگا؟

سا. حضرت موئی علیها نے جواب میں فرمایا، ان کا علم نہ مجھے ہے نہ مجھے۔ البتہ ان کا علم میرے رب کو ہے، جو اس کے پاس کتاب میں موجود ہے وہ اس کے مطابق ان کو جزاء وسزا دے گا، پھر اس کا علم اس طرح ہر چیز کو محیط ہے کہ اس کی نظر سے کوئی چھوٹی بڑی چیز او جھل نہیں ہوسکتی، نہ اسے نسیان ہی لاحق ہوتا ہے۔ جب کہ مخلوق کے علم میں دونوں نقص موجود ہیں۔ ایک تو ان کا علم محیط کل نہیں، بلکہ ناقص ہے۔ دوسرا، علم کے بعد وہ بھول بھی سکتے ہیں، میرا رب ان دونوں نقصوں سے یاک ہے۔ آگے رب کی مزید صفات بیان کی جارہی ہیں۔

سم. لینی ان انواع واقسام کی پیداوار میں کچھ چیزیں تمہاری خوراک اور لذت وفرحت کا سامان ہیں اور کچھ تمہارے چیایوں اور جانوروں کے لیے ہیں۔

کے لیے (۱) بہت سی نثانیاں ہیں۔

00. اسی زمین میں سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ تم سب کو نکال کھڑا کریں گے۔(۲)

**۵۲**. اور ہم نے اسے اپنی سب نشانیاں دکھا دیں کیکن پھر بھی اس نے جھٹلایا اور انکار کردیا۔

۵۷. کہنے لگا اے موسی! (عَلَیْمِنَّا) کیا تو اسی لیے آیا ہے کہ ہمیں اپنے جادو کے زور سے ہمارے ملک سے باہر نکال دے۔

(\*)

.۵۸. اچھا ہم بھی تیرے مقابلے میں اس جیسا جادو ضرور لائیں گے، پس تو ہمارے اور اپنے در میان ایک وعدے کا وقت مقرر کرلے، (۵) کہ نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تو، صاف میدان میں مقابلہ ہو۔ (۵)

# مِنُهَا حَلَقُنُكُورَفِيهَا نَعِيدُكُكُووَمِنْهَا غُوْرِجُكُوْتَارَةً اخْرى®

وَلَقَدُ أَرَيْنُهُ الْيِتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَآبِي

قَالَ اَجِئْتَنَا الْتُؤْرِكِنَامِنُ اَدْضِنَا بِيعُولِكَ يُمُولِسِ

فَكَنَاتُتِيَّكَ بِسِعُوسِّتْلِهِ فَاجْعَلَ بَيْنَاوَبِيْنَكَ مَوْعِدًا لَاغْلِفُهُ غَنْ وَلَا اَنْتَ مَكَانًا سُعًى

ا. نُهَىٰ، نُهْيَةٌ كى جَمْع ہے، بمعنی عقل - أُولُو النُّهَىٰ، عقل والے عقل كو نُهْيَةٌ اور عقل مند كو ذُوْ نُهْيَةِ، اس ليكها جاتا ہے كه بالآخر انهى كى رائے پر معامله انتہاء پذير ہوتا ہے، يا اس ليے كه يه نفس كو گناہوں سے روكتے ہيں۔ يَنْهَوْنَ النَّهْ سَ عَنِ الْقَبَائِح. (فتح القدير)

۲. بعض روایات میں دفانے کے بعد تین مشمیال (یا کج) مٹی ڈالتے وقت اس آیت کو پڑھنا نبی مُنگاشیکی کے معقول ہے۔ لیکن سندا یہ روایات ضعیف ہیں۔ تاہم آیت کے بغیر تین لیس ڈالنے والی روایت، جو ابن ماجہ میں ہے، صبح ہے، اس لیے دفانے کے بعد دونوں ہاتھوں سے تین تین مرتبہ مٹی ڈالنے کو علماء نے مستحب قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب المجنائز صفحہ: ۱۵۲، وإرواء الغلیل حدیث: ۵۱، ح: ۳۰ من من ۲۰۰۰ (کلاهما للالبانی)

سر. جب فرعون کو دلائل واضحہ کے ساتھ وہ معجزات بھی دکھلائے گئے، جو عصا اور ید بینا کی صورت میں حضرت موسیٰ عَلَیْظِا کو عطا کیے گئے تھے، تو فرعون نے اسے جادو کا کرتب سمجھا اور کہنے لگا: اچھا تو ہمیں اس جادو کے زور سے ہماری زمین سے نکالنا چاہتا ہے؟

٣. مَوعِدٌ مصدر ہے يا اگر ظرف ہے تو زمان اور مكان دونوں مراد ہوسكتے ہيں كه كوئى جُله اور دن مقرر كرلے۔ ٥. مَكَانًا سُوًى صاف ہموار جُله، جہال ہونے والے مقابلے كو ہر شخص آسانی سے ديكھ سكے يا ايسى برابر كى جُله، جہال فريقين سہولت سے پہنچ سكيں۔

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّنْيَةِ وَآنُ يُعْتَمَرَالنَّاسُ ضُعًى

فَتُوَلِّي فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كِيدُكُ لَا تُعَوَّانُ اللهِ

قَالَ لَهُوْمُثُوْسَى وَلِيُكُوْ لِاتَفْتَرُوْاعَلَى اللهِ كَلِيْلًا فَيُسْحِتَكُوْ بِعِدَالِ فَقَدُخَابَ مَنِ افْتَرَى

فَنَنَازَعُوْ ٱلْمُرْهُمْ بَيْنَهُمْ وَالسِّرُو النَّجُوي<sup>®</sup>

قَالْوُآاِنُ هٰذٰنِ لَنعِرنِ بُرِيْدِنِ اَنَّ يُغْرِجُ مُوْمِّنَ ٱرضِكُ تِيمِعِرِهِمَاوَيَذُهُ هَبَالِطَرِيْقَ تِكُوْالْمُثْفَلِ

**۵۹**. موسیٰ (عَلَیْطِاً) نے جواب دیا کہ زینت اور جشن کے دن (<sup>()</sup> کا وعدہ ہے اور یہ کہ لوگ دن چڑھے ہی جمع ہوجائیں۔

۲۰. کیس فرعون لوث گیا اور اس نے اپنے ہتھکنڈے جمع
 کیے پھر آگا۔ (۲)

الله موسیٰ (عَالِيَّا الله) نے ان سے کہا تمہاری شامت آچی، الله تعالیٰ پر جموث اور افتراء نه باندهو که وہ تمہیں عذاب سے ملیامیٹ کردے، یاد رکھو وہ مبھی کامیاب نه ہوگا جس نے جموثی بات گھڑی۔ (")

۱۲. پس یہ لوگ آپس کے مشوروں میں مختلف رائے ہوگئے اور جیپ کر چیکے چیکے مشورہ کرنے لگے۔ (۳)

۱۳. کہنے لگے یہ دونوں محض جادوگر ہیں اور ان کا پختہ ارادہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کریں اور تمہارے بہترین مذہب کو برباد کریں۔ (۵)

1. اس سے مراد نو روز یا کوئی اور سالانہ میلے یا جشن کا دن ہے جسے وہ عید کے طور پر مناتے تھے۔ ۲. لیعنی مختلف شہروں سے ماہر حادوگروں کو جمع کرکے اجتماع گاہ میں ہا گیا۔

سا. جب فرعون اجتماع گاہ میں جادوگروں کو مقابلے کی ترغیب دے رہا تھا اور ان کو انعامات اور قرب خصوصی سے نوازنے کا اظہار کررہا تھا تو حضرت موسی علیہ اللہ اسلامی عداب اللہ سے پہلے انہیں وعظ کیا اور ان کے موجودہ رویے پر انہیں عذاب اللہ سے ڈرایا۔

۷. حضرت موسیٰ علیہ اللہ کا نبی اللہ کا نبی باہم کچھ اختلاف ہوا اور بعض چیکے چیکے کہنے لگے کہ یہ واقعی اللہ کا نبی ہی نہ ہو، اس کی گفتگو تو جادوگروں والی نہیں پنجمبرانہ گئی ہے۔ بعض نے اس کے برعکس رائے کا اظہار کیا۔

۵. مُثْلَلیٰ، طَرِیْقَةٌ کی صفت ہے۔ یہ أَمْثُلُ کی تانیث ہے، افغل کے معنی میں، مطلب یہ ہے کہ اگر یہ دونوں بھائی ایخ "جادو" کے زور سے غالب آگے، تو سادات واشراف اس کی طرف مائل ہوجائیں گے، جس سے ہمارا افتدار خطرے میں اور ان کے اقدار کا امکان بڑھ جائے گا۔ علاوہ ازیں ہمارا بہترین طریقہ یا نمہب، اسے بھی یہ ختم کردیں گے۔ یعنی اپنے مشرکانہ ندہب کو بھی انہوں نے "بہترین" قرار دیا۔ جیسا کہ آج بھی ہر باطل مذہب اور

ڡؘۜٲڿؠؚٷٳڲؽ؆ؙٞڎڒؙؾؖٳٲٮؙؿؙۅٵڝڣۧٳۏۜڡۜؽؗٵڣٛڬڗٳڵؽۅٛۿ ڝؘڹٳۺؾۘۼڸ۞

قَالْوُالِيْنُوسَى إِمَّاآنُ ثُلْقِيَ وَإِمَّاآنُ ثُلُونَ اَوَّلَ مَنْ الْقِي @

قَالَ بَلُ الفُوْأَ فَإِذَا حِبَالُهُمُ وَعِصِيُّهُمْ يُعَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِجُوهِمْ الفَاتَسُعٰي ۞

فَأُوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِينَفَةً ثَمُوسَى

قُلْنَا لَا يَخْفُ إِنَّكَ أَنْتَ الْرَعْلِ @

۱۳۰ تو تم بھی اپنا کوئی داؤ اٹھا نہ رکھو، پھر صف بندی کرکے آؤ۔ جو آج غالب آگیا وہی بازی لے گیا۔

70. كہنے لگے كه اے موسى! (عَلَيْكِا) يا تو تو يہلے وال يا ہم يہلے والے بن جائيں۔

۲۷. جواب دیا کہ نہیں تم ہی پہلے ڈالو۔(۱) اب تو موسیٰ (عَلَیْمِیْا) کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں۔(۲)

**١٧.** پس موسىٰ (عَلَيْسِاً) نے اپنے دل ہی دل میں ڈر محسوس کیا۔

۲۸. ہم نے فرمایا کچھ خوف نہ کر یقیناً تو ہی غالب اور برتر رہے گا۔<sup>(۳)</sup>

فرقے کے پیروکار اس زعم فاسد میں مبتلا ہیں۔ کی فرمایا اللہ نے، ﴿ كُلُّ جِزْتٍ بِمَالَدَيْهِ مِ فَرِيحُونَ ﴾ (الروم: ٣٢) (ہر فرقہ جو اس کے پاس ہے، اس پر ریجھ رہا ہے)۔

ا. حضرت موسی علیہ اللہ النہ انہیں پہلے اپناکر تب دکھانے کے لیے کہا، تاکہ ان پر یہ واضح ہوجائے کہ وہ جادوگروں کی اتنی بڑی تعداد ہے، جو فرعون جمع کرکے لے آیا ہے، اور اسی طرح ان کے ساحرانہ کمال اور کر تبوں سے خوف زدہ نہیں ہیں۔ دوسرا، ان کی ساحرانہ شعبرہ بازیاں، جب مجرد اللہ سے چشم زدن میں ھَبَاءً مَّنْشُوْرًا ہوجائیں گی، تو اس کا بہت اچھا اثر پڑے گا اور جادوگر یہ سوچنے پر مجبور ہوجائیں گے کہ یہ جادو نہیں ہے، واقعی اسے اللہ کی تائید حاصل ہے کہ آن واحد میں اس کی ایک لاٹھی ہمارے سارے کر تبول کو نگل گئی۔

۲. قرآن کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسیاں اور لاٹھیاں حقیقتاً سانپ نہیں بنی تھیں، بلکہ جادو کے زور سے ایسا
 محسوس ہوتا تھا، جیسے مسمریزم کے ذریعے سے نظر بندی کردی جاتی ہے۔ تاہم اس کا اثر یہ ضرور ہوتا ہے کہ عارضی اور وقتی طور پر دیکھنے والوں پر ایک دہشت طاری ہوجاتی ہے، گوشئے کی حقیقت تبدیل نہ ہو۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جادو کتنا بھی اونیچے درجے کا ہو، وہ شئے کی حقیقت تبدیل نہیں کرسکتا۔

سبر اس دہشت ناک منظر کو دیکھ کر اگر حضرت موسی علیہ اے خوف محسوس کیا، تو یہ ایک طبعی چیز تھی، جو کمال نبوت کے منافی ہے نہ عصمت کے۔ کیوں کہ نبی بھی بشر ہی ہوتا ہے اور وہ بشریت کے طبعی نقاضوں سے نہ بالا ہوتا ہے نہ ہوسکتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح انبیاء کو دیگر انسانی عوارض لاحق ہوتے ہیں یا ہوسکتے ہیں، اس طرح وہ بادو کیا تھا، جس کے پچھ اثرات آپ شاہیہ کیا وہ وہ جادو سے بھی متاثر ہوسکتے ہیں، جس طرح نبی شاہیہ کیا ہے جس کے جا اثرات آپ شاہیہ کیا ہود کیا تھا، جس کے پچھ اثرات آپ شاہیہ کیا

ۅؘٲڷؚؾ؞ٵڣٛؽۑؠؽڹڬؾؘڷڡؙٙڡؙٛٮٵڝؘٮؙٚٷٝٳ۠ؿؽٵڝؘٮ۫ڠؙۅٛٳ ڲؽؙڵٮڿۣڔٞۅٙڵؽؙڣٝڸؚٷالسۜٳڿؚۢڂؽڲٛٲؿؖ

ٷؙڷؚۼٙٵڵؾؘۜڡؘۯٷؙڛؙۼٙۘۘڐٵڨٙٵڷؙٷٙٳٵڡؘٮٞٵۧؠڗؾؚۿۄؙۉڹ ۅؘمُٷڛؽ<sup>۞</sup>

قَالَ الْمُنْثَمُّ لَهُ تَبُلُ انْ اذَنَ لَكُوْ النَّهُ لَكِبَ يُمُوُكُوْ الَّذِي َ عَلَمَكُوْ السِّحْ ظَلَاقطِّعَتْ اَيْدِ يَكُوْ وَارَحُبُلُمُّوْ مِّنْ خِلَافٍ قَالَوْصَلِيثَكُمُ فِي جُذُوجِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ ابْتَكَأْ اشَكَّ عَذَا بَالْوَابْفِي ۞

19. اور تیرے دائیں ہاتھ میں جو ہے اسے ڈال دے کہ ان کی تمام کاریگری کو وہ نگل جائے، انہوں نے جو پچھ بنایا ہے یہ صرف جادوگروں کے کرتب ہیں اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔

ک. اب تو تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور پکار ایسے کہ ہم تو ہارون اور موسیٰ (علیمان) کے رب پر ایمان لائے۔
 لائے۔

12. فرعون کہنے لگا کہ کیا میری اجازت سے پہلے ہی تم اس پر ایمان کے آئے؟ بقیناً یہی تمہارا وہ بڑا بزرگ ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے، (س لو) میں تمہارے ہاتھ پاؤل اللے سیدھے(۱) کٹوا کرتم سب کو تھجور کے تنول میں سولی پر لٹلوا دول گا، اور تمہیں پوری طرح معلوم ہوجائے گا کہ ہم میں سے کس کی مار زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔

محسوس کرتے تھے، اس سے بھی منصب نبوت پر کوئی حرف نبیس آتا، کیوں کہ اس سے کارِ نبوت متاثر نبیس ہوتا، اللہ تعالیٰ نبی کی حفاظت فرماتا ہے اور جادو سے وحی یا فریصئہ رسالت کی ادائیگی کو متاثر نبیس ہونے دیتا۔ اور ممکن ہے کہ یہ خوف اس لیے ہو کہ میری لاٹھی ڈالئے سے قبل ہی کہیں لوگ ان کر تبوں اور شعبدہ بازیوں سے متاثر نہ ہوجائیں، کین اغلب ہے کہ یہ خوف اس لیے ہوا کہ ان جادو گروں نے بھی جو کرتب دکھایا، وہ لاٹھیوں کے ذریعے سے ہی دکھایا، جب کہ موسی علیہ گیا کے دل میں خیال آیا کہ دکھنےوالے کہ موسی علیہ گیا کے پاس بھی لاٹھی ہی تھی جے انہیں زمین پر پھینکنا تھا، موسی علیہ گیا کے دل میں خیال آیا کہ دکھنےوالے اس سے شبح اور مغالطے میں نہ پڑجائیں اور وہ یہ نہ سمجھ لیس کہ دونوں نے ایک ہی قتم کا جادو چیش کیا، اس لیے یہ فیصلہ کسے ہو کہ کون سا جادو ہے کون سا معجزہ؟ کون غالب ہے کون مغلوب؟ گویا جادو اور معجزے کا جو فرق واضح کرنا مقصود ہے، وہ نہ نہ کورہ مغالطے کی وجہ سے حاصل نہ ہوسکے گا، اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کو بیا او قات یہ علم بھی نہیں ہوتا کہ ان کے ہاتھ پر معجزات ظاہر فرمائے، بہر حال موسی علیہ گیا ہے اس اندیشے اور خوف کو دور کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا، موسی (علیہ اللہ فرمائے، بہر حال موسی علیہ آگی آتیا کہ اس جہلے کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا، موسی (علیہ کا کام ہے کہ وہ انہیاء کے ہاتھ پر معجزات ظاہر فرمائے، بہر حال موسی علیہ آگی آتیات میں ہے۔ تو علی قالب رہے گا، اس جملے کرتے ہوئے اور دیگر اندیشوں، سب کا بی ازالہ فرمادیا۔ چنانچہ ایسا بی ہوا، جیسا کہ آگی آیات میں ہے۔

قَالُوْالَنُ نُوْثِرُكَ عَلَى مَا جَآءُ نَامِنَ الْبَيْنٰتِ وَاتَّذِى ُ فَطَرَنَا فَافْضِ مَا اَنْتُ قَاضٍ اِتّمَا نَقْضِى لَمْنِهِ الْعَيْنَةِ اللَّهُ ثَيَا۞

ٳڰؘٵڡػٳؠڔٙؾٟڹٳڶۑۼڣؚڔڮڬٵڂڟۑڹٵۅؠٙٵڰۯۿؾڹٵ عکؽۼڝڹٳڵؾڂڔٷٳڵڵؙؙٷۼؠڒ۠ۊؘٲؠڠٚؿ۞

إِنَّهُ مَنُ يَانِّ رَبَّهُ مُغِرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّهُ

27. انہوں نے جواب دیا کہ ناممکن ہے کہ ہم مختجے ترجیح دیں ان دلیلوں پر جو ہمارے سامنے آچکیں اور اس اللہ پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، (۱) اب تو تو جو کچھ کرنے والا ہے کرگزر، تو جو کچھ بھی عظم چلاسکتا ہے وہ اسی دنیوی زندگی میں ہی ہے۔ (۲)

سکے ہم (اس امید سے) اپنے پروردگار پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں معاف فرمادے اور (خاص کر) جادو گری (کا گناہ،) جس پر تم نے ہمیں مجبور کیا ہے، (۳) اللہ ہی ہمیز اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ (۳)

4/2. بات یہی ہے کہ جو بھی گناہ گار بن کر اللہ تعالیٰ کے

ا. یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب وَ الَّذِیْ فَطَرَ نَا کا عطف مَا جَآءَنَا پر ہو۔ اور یہ بھی صحیح ہے۔ تاہم بعض مفسرین نے اسے قسم قرار دیا ہے۔ لینی قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا، ہم تجھے ان دلیلوں پر ترجیح نہیں دیں گے جو ہمارے سامنے آچکیں۔

العنی تیرے بس میں جو کچھ ہے، وہ کرلے، ہمیں معلوم ہے کہ تیرا بس صرف اس دنیا میں ہی چل سکتا ہے۔ جب کہ ہم جس پروردگار پر ایمان لائے ہیں اس کی حکر انی تو دنیا وآخرت دونوں جگہوں پر ہے۔ مرنے کے بعد ہم تیری حکر انی اور تیرے ظلم وستم سے تو بچ جائیں گے، کیوں کہ جسموں سے روح کے نکل جانے کے بعد تیرا اختیار ختم ہوجائے گا۔ لیکن اگر ہم اپنے رب کے نافرمان رہے، تو ہم مرنے کے بعد بھی رب کے اختیار سے باہر نہیں نکل سکتے، وہ ہمیں سخت عذاب دینے پر قادر ہے۔ رب پر ایمان لانے کے بعد ایک مومن کی زندگی میں جو عظیم انقلاب آنا اور دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی دائی زندگی ہیں جو عظیم انقلاب آنا اور دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی دائی زندگی ہیں ہو تکلیفیں آئیں، انہیں جس حوصلہ اور آخرت کی دائی زندگی پر جس طرح یقین ہونا چاہیے اور پھر اس عقیدہ وایمان پر جو تکلیفیں آئیں، انہیں جس حوصلہ وصبر اور عزم واستقامت سے برداشت کرنا چاہیے، جادوگروں نے اس کا ایک بہترین نمونہ بیش کیا کہ ایمان لانے سے قبل کس طرح وہ فرعون سے انعامات اور دنیا وی جاہ ومنصب کے طالب سے، لیکن ایمان لانے کے بعد کوئی ترغیب و تحریض انہیں محر لزل کر سکی، نہ تشدید و تعذیب کی دھمکیاں انہیں ایمان سے منحرف کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

س. دوسرا ترجمہ اس کا یہ ہے کہ "ہماری وہ غلطیاں بھی معاف فرمادے جو موسیٰ (عَلَیْهِا) کے مقابلے میں تیرے مجبور کرنے پر ہم نے عمل جادو کی صورت میں کیں۔" اس صورت میں مَا أَکْرُ هْتَنَا کا عطف خَطَایَانَا پر ہوگا۔

۸. یه فرعون کے الفاظ، ﴿وَلَتَعُلَمُنَّ اَیُّنَا اَسُّلُّ عَذَابًا وَاَبْقِی﴾ (طفائ) کا جواب ہے کہ اے فرعون! تو جو سخت ترین عذاب کی ہمیں دھمکی دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمیں جو اجر وثواب ملے گا، وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر اور پائیدار ہے۔

## لاَيَمُوُكُ فِيُهَاوَ لَايَعُيٰي@

وَمَنُ يَالْتِهُ مُؤْمِنًا قَدُعَمِلَ الصَّلِحَتِ فَأُولِيَكِ لَهُمُ الدَّرَخِتُ الْعُلِيُ

جَنْتُعَدُنِ تَجُوى مِنَ تَحْتِهَا الْاَنْهُارُ خلِدِينَ فِيهُمَا وَذلِكَ جَزْؤُا مَنُ تَزَكَّى ﴿

وَلَقَدُ اَوْحَيُنَاۗ إِلَى مُوْلَى هُ اَنُ اَسُرِ بِعِبَادِ فَ فَاضُرِبُ لَهُمُوطِرُيُقًا فِي الْبَحُرِيَبِسَّا لَا تَخْفُ دَرُكًا وَ لَا تَخْشَى

ڣؘٲؾٛڹۘڠۿؙۯڣۣۯٛٷڽؙؠۼٛٷٛۮؚؠ؋ٚڡؘٚڣؿؽۿؗۄٛٚڡؚۜڹؖٵڷٙؠێؚۄ ٮٵۼٚۺؽؙۿؙ۞

ہاں حاضر ہوگا اس کے لیے دوزخ ہے، جہاں نہ موت ہوگی اور نہ زندگی۔(۱)

22. اور جو بھی اس کے پاس ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا اور اس نے اعمال بھی نیک کیے ہوں گے اس کے لیے بلند وبالا درجے ہیں۔

21. ہیشگی والی جنتیں جن کے نیجے نہریں اہریں لے رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ یہی انعام ہے ہر اس شخص کا جو یاک ہوا۔ (۲)

22. اور ہم نے موسیٰ (عَالِیَا اِلَّی طرف وحی نازل فرمائی کہ تو راتوں رات میرے بندوں کو لے چل، (\*\*) اور ان کے لیے دریا میں خشک راستہ بنالے، (\*\*) پھر نہ تجھے کسی کے آپکڑنے کا خطرہ ہوگا نہ ڈر۔ (۵)

کر عون نے اپنے لشکروں سمیت ان کا تعاقب کیا پھر
 تو دریا ان سب پر چھا گیا جیسا کچھ چھا جانے والا تھا۔ (۲)

ا. یعنی عذاب سے ننگ آکر موت کی آرزو کریں گے، تو موت نہیں آئے گی اور رات دن عذاب میں مبتلا رہنا، کھانے پینے کو زقوم جیسا تلخ ورخت اور جہنیوں کے جسموں سے نچڑا ہوا خون اور پیپ ملنا، یہ کوئی زندگی ہوگی؟ اللهم أَجِرْنَا مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ.

۲. جہنیوں کے مقابلے میں اہل ایمان کو جو جنت کی پر آسائش زندگی ملے گی، اس کا ذکر فرمایا اور واضح کردیا کہ اس کے مستق وہ لوگ ہوں گے جو ایمان لانے کے بعد اس کے نقاضے بھی پورے کریں گے یعنی اعمال صالحہ اختیار اور اپنے نفس کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کریں گے۔ اس لیے کہ ایمان زبان سے صرف چند کلمات ادا کردینے کا نام نہیں ہے بلکہ عقیدہ وعمل کے مجموعے کا نام ہے۔

سر. جب فرعون ایمان بھی نہیں لایا اور بنی اسرائیل کو بھی آزاد کرنے پر آمادہ نہیں ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ عَلَیْسِا کو یہ تھم دیا۔ اس کی تفصیل سورۃ الشعراء میں آئے گی کہ موسیٰ عَلَیْسا نے اللہ کے تھم سے سمندر میں لا تھی ماری، جس سے سمندر میں گررنے کے لیے خشک راستہ بن گیا۔

۵. خطرہ فرعون اور اس کے لشکر کا اور ڈر پانی میں ڈو بنے کا۔

٢. ليني اس خشك راستے پر جب فرعون اور اس كا لشكر چلنے لگا، تو الله نے سمندر كو حكم ديا كه حسب سابق روال دوال

وَاَضَلَ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَاهَدَى

ؽڹؿؘٙٳۺڗٳ؞ؽڶۊٙڬٲۼۘؽؾؙڬڴۄؙۺۣؽؘۘۼۮۨۊڴۉ ۅٙڡ۠ۼڬڹػؙۄ۫ۼٳڹڹٵڶڟۅٝڔؚٳڵۯؽؠٞؠؘؽۅؘٮؘۜڒٞڶؙڹٵ عکیکۄ۠ٵڵؠؾؘۜۅٳڶۺڵۅؽ۞

ؖؖؖٷ۠ٳڡؚڹؙڬڛۣؖڹؾؚڝٵٮؘۯؘڨؙڬؙۄ۫ۅؘڵٳؾڟۼۘۅؗٛٳۏؽؗ؞ؚ ڣؘيحِڷۜٵؽڲؙڶؙۅ۫ۼؘڞؘؚؽ۫ٷڡۜڹ۠ؾۜڂڸڶٵٙڲؽ؋ ۼڞؘؽؽؙڣؘڎۿۅؽ۞

> وَاتِّنُ لَغَثَّارٌ لِنَّمَنُ تَابَ وَامْنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُخَرَاهُتَادى ﴿

9. اور فرعون نے اپنی توم کو گمراہی میں ڈال دیا اور سیدھا راستہ نہ د کھایا۔<sup>(۱)</sup>

• ٨٠ اے بنی اسرائیل! دیکھو ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے کوہ طور کی دائیں طرف کا وعدہ کیا(۲) اور تم پر من وسلوی اتارا۔(۳)

۱۸. تم ہماری دی ہوئی پاکیزہ روزی کھاؤ، اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو، (۴) ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا، اور جس پر میرا غضب نازل ہوجائے وہ یقیناً تباہ ہوا۔ (۵) اور جس پر میرا غضب نازل ہوجائے وہ یقیناً تباہ ہوا۔ (۸۲ اور ہال بیٹک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں ایر راہ راست پر بھی رہیں۔ (۲)

ہوجا، چنانچہ وہ خشک راستہ چشم زدن میں پانی کی موجوں میں تبدیل ہوگیا اور فرعون سمیت سارا لشکر غرق ہوگیا، غَشِیَهُمْ کے معنیٰ میں عَلَاهُمْ وَأَصَابَهُمْ سمندر کا پانی ان پر غالب آگیا۔ مَا غَشِیَهُمْ یہ تکرار تعظیم و تہویل یعنی ہولناکی کے بیان کے لیے ہے۔

ا. اس ليے كه سمندر ميں غرق مونا ان كا مقدر تھا۔

۲. وَوَاعَدْنَاکُمْ میں ضمیر جمع خاطب کی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ موٹی علیباً کوہ طور پر تمہیں لینی تمہارے نما کندے بھی ساتھ لے کر آئیں، تاکہ تمہارے سامنے ہی ہم موٹی علیباً سے ہمکام ہوں، یا ضمیر جمع اس لیے لائی گئ
 کہ کوہ طور پر موٹی علیباً کو بلانا، بن اسرائیل ہی کی خاطر اورانہی کی ہدایت ورہنمائی کے لیے تھا۔

سل مَنَّ وَسَلُوَیٰ کے نزول کا واقعہ، سورہ بقرہ کے آغاز میں گررچکا ہے۔ مَنُّ کوئی میٹھی چیز تھی جو آسان سے نازل ہوتی تھی اور سلوکی سے مراد بھیر پرندے ہیں جو کثرت سے ان کے پاس آتے اور وہ حسب ضرورت انہیں پکڑ کر پکاتے اور کھالیتے۔ (ابن کثیر) کل طُخْیانٌ کے معنی ہیں تجاوز کرنا۔ یعنی طال اور جائز چیزوں کو چھوڑ کر حرام اور ناجائز چیزوں کی طرف تجاوز مت کرو، یا اللہ کی نعتوں کا انکار کرکے یا کفران نعمت کا ارتکاب کرکے یا منعم کی نافرمانی کرکے حد سے تجاوز نہ کرو، ان تمام مفہومات پر طغیان کا لفظ صادق آتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ طغیان کا مفہوم ہے، ضرورت وحاجت سے زیادہ پرندے پکڑنا۔ یعنی حاجت کے مطابق پرندے پکڑو اور اس سے تجاوز مت کرو۔

۵. دوسرے معنی یہ بیان کیے گئے ہیں کہ وہ ہاویہ لیعنی جہنم میں گرا۔ ہاویہ جہنم کا نجلا حصہ ہے لیعنی جہنم کی گہرائی والے جھے کا مستحق ہوگا۔

۲. یعنی مغفرت الہی کا مستحق بننے کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں۔ کفر وشرک اور معاصی سے توبہ، ایمان، عمل صالح اور

وَمَّ آعُجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَلْمُوْسَى

قَالَ هُمُواُولَآءِ عَلَىٓ اَشِرِىۡ وَعَجِلُتُ اِلَيُكَ رَبِّ لِتَرْضِي

قَالَ فَاتَّا قَـٰنُ فَـٰتَتَا قَوۡمُكَ مِنَ بَعۡدِكَ وَاَضَكُهُوُالسَّامِرِيُّ۞

فَرَجَعَ مُوْسَى إلى قَوْمِه غَضْبَان آسِفًا هُ قَالَ يَقَوْمِهُ غَضْبَان آسِفًا هُ قَالَ يَقَوْمِهُ خَضْبَان آسِفًا هُ قَالَ يَقَوْمِهُ أَمُؤَلَّدُ وَعَدًا حَسَنًا هُ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهُدُ أَمُ أَرَدُ ثُنُّمُ أَنْ يَكِلَّ عَلَيْكُمُ عَضَبٌ مِنْ تَرِيّكُمُ فَالْفَدُةُ مُّتَوْعِدِي قَ ﴿ عَلَيْكُمُ اللّٰهُ فَا فَلَمُ اللّٰهُ مُثَوّعِدِي قَ ﴿ عَلَيْكُمُ اللّٰهُ مُثَوّعِدِي قَ ﴿ عَلَيْكُمُ اللّٰهُ مُثَوّعِدِي قَ اللّٰهِ عَلَيْكُمُ اللّٰهُ مُثَوّعِدِي قَ ﴿ عَلَيْكُمُ اللّٰهُ اللّٰهُ مُثَوّعِدِي قَ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰمِ اللّٰمِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰمِ اللّٰمُ اللّٰمِ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ ال

٨٣. اور اے موسیٰ! (عَلَیْظِاً) مجھے اپنی قوم سے (غافل کرکے) کون سی چیز جلدی لے آئی؟

۸۴. کہا کہ وہ لوگ بھی میرے پیچیے ہی پیچیے ہیں، اور میں نے اے رب! تیری طرف جلدی اس لیے کی کہ تو خوش ہوجائے۔(۱)

۸۵. فرمایا! ہم نے تیری قوم کو تیرے پیچھے آزمائش میں ڈال دیا اور انہیں سامری نے بہکادیا ہے۔

۸۷. پس موسیٰ (عَلَیْکِا) سخت غضبناک ہوکر رخی کے ساتھ والی لوٹے، اور کہنے لگے کہ اے میری قوم والو! کیا تم سے تمہارے پروردگار نے نیک وعدہ نہیں کیاتھا؟ (۳) کیا اس کی مدت تمہیں کمبی معلوم ہوئی؟ (۳) بلکہ تمہارا ارادہ ہی یہ ہے کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہو؟

راہ راست پر چلتے رہنا یعنی استفامت حتی کہ ایمان ہی پر اسے موت آئے، ورنہ ظاہر بات ہے کہ توبہ وایمان کے بعد اگر اس نے پھر شرک وکفر کا راستہ اختیار کرلیا، حتی کہ موت بھی اسے کفر وشرک پر ہی آئے تو مغفرت الٰہی کے بجائے عذاب کا مستحق ہوگا۔

ا. سمندر پار کرنے کے بعد موئی علیم بی اسرائیل کے سربر آوردہ لوگوں کو ساتھ لے کر کوہ طور کی طرف چلے، لیکن رب کے شوق ملا قات میں تیز رفتاری سے ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ کر اکیلے ہی طور پر پہنٹج گئے، سوال کرنے پر جواب دیا، مجھے تو تیری رضا کی طلب اور اس کی جلدی تھی۔ وہ لوگ میرے پیچھے ہی آرہے ہیں۔ بعض کہتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ میرے پیچھے کوہ طور کے قریب ہی ہیں اور وہاں میری واپسی کے منظر ہیں۔

۲. حضرت موسی علیظ کے بعد سامری نامی شخص نے بنی اسرائیل کو بچھڑا پو جنے پر لگادیا، جس کی اطلاع اللہ تعالی نے طور پر موسی علیظ کو دی کہ سامری نے تو تیری قوم کو گراہ کردیا ہے۔ فٹنے میں ڈالنے کی نسبت اللہ نے اپنی طرف بہ حیثیت خالق کے کی ہے، ورنہ اس گراہی کا سبب تو سامری ہی تھا جیسا کہ أَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ سے واضح ہے۔

س. اس سے مراد جنت کا یا فتح وظفر کا وعدہ ہے اگر وہ دین پر قائم رہے، یا تورات عطا کرنے کا وعدہ ہے جس کے لیے طور پر انہیں بلایا گیا تھا۔

٨٠. كيا اس عبد كو مدت دراز گزرگئ تھى كەتم جھول گئے، اور جھڑے كى بوجا شروع كردى۔

قَالُوَّامَّااَخُلَفْنَامُوُعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلاِيَّاخُمِّلْنَآاُوْلَارًا مِّنۡ زِیۡنَةَ الْقَوۡمِ فَقَدَ فُنْهَا فَكَدٰلِكَ ٱلْقَى السَّامِرِیُّ<sup>ض</sup>

> ڣؘٲڂ۫ڗؘجٙڵۿؙۄ۫ۼؚۘڰڵجؘڛۘػٲڷۜۜۿڂٛۅٵڒٛڣؘقٵڷؙۅؙڶۿڶؘٲ ٳڵۿڮ۫ۄؙۅٙٳڶۿؙمُۅٛڛؽڐۧڣؘڛٙؿؖ

ٲڡؘؙڵٳڽۯۅؙؽٵٙڰڒؠۯڿؚٷٳڵؽۿۣ؞ٛۊۘٙۅ۠ڴڐٷٙڰڒؽؠٝڸڮٛ ڵۿؙڿڞٙٵۊڰڒؘؽڡؙ۫ٵۿۧ

وَلَقَدُقَالَ لَهُدُهُمُ وَنُ مِنْ قَبْلُ لِقَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُدُ يِهِ وَانَّ رَبَّكُو الرَّحْمُنُ فَائْتِبَعُونِي وَلَيْنِيعُوا اَمْرِيُ®

کہ تم نے میرے وعدے کے خلاف کیا۔(۱)

۸۸. انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے اختیار سے
آپ کے ساتھ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کی۔ (۲) بلکہ
ہم پر زیوراتِ قوم کے جو بوجھ لاد دیے گئے تھے انہیں
ہم نے ڈال دیا، اور اسی طرح سامری نے بھی ڈال دیے۔
ہم نے ڈال دیا، اور اسی طرح سامری نے بھی ڈال دیے۔
۸۸. پھر اس نے لوگوں کے لیے ایک بچھڑا نکال کھڑا کیا
لیعنی بچھڑے کا بت، جس کی گائے کی سی آواز بھی تھی
پھر کہنے لگا کہ یہی تمہارا بھی معبود ہے (۲) اور موسیٰ (عَالِيَلًا)
کا بھی، لیکن موسیٰ (عَالِيَلًا) بھول گیا ہے۔

. کیا یہ گراہ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ وہ تو ان کی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ ان کے کسی برے بھلے کا اختیار رکھتا ہے۔ (\*\*)

• 9. اور ہارون (عَلَیْطًا) نے اس سے پہلے ہی ان سے کہہ دیا تھا اے میری قوم والو! اس بچھڑے سے تو تہہاری

ا. قوم نے موسی عَلِیَّا سے وعدہ کیا تھا کہ ان کی طور سے واپسی تک وہ اللہ کی اطاعت وعبادت پر قائم رہیں گے، یا یہ وعدہ تھا کہ ہم بھی طور پر آپ کے چیچھے بیچھے آرہے ہیں۔ لیکن راستہ میں ہی رک کر انہوں نے گوسالہ پر سی شروع کردی۔

۲. لیعنی ہم نے اپنے اختیار سے یہ کام نہیں کیا بلکہ یہ غلطی ہم سے اضطراری طور پر ہوگئی، آگ اس کی وجہ بیان کی۔
 ۳. زیدنہ شخ سے، زیورات اور القوْم سے قوم فرعون مراد ہے۔ کہتے ہیں یہ زیورات انہوں نے فرعونیوں سے عاریۃ لیے سخے،
 ۱ی لیے انہیں اُوْزَارٌ، وِزْدٌ (بوجھ) کی جتع کہا گیا ہے، کیوں کہ یہ ان کے لیے جائز نہیں سخے، چنانچہ انہیں جتع کرکے ایک گرھے میں ڈال دیا گیا، سامری نے بھی (جو مسلمانوں کے بعض گراہ فرقوں کی طرح) گراہ تھا، کچھ ڈالا، (اور وہ مٹی تھی جیسا کہ آگے صراحت ہے) پھر اس نے تمام زیورات کو تپاکر ایک طرح کا بچھڑا بنادیا کہ جس میں ہوا کے اندرباہر آنے جانے سے ایک فتم کی آواز پیدا ہوتی تھی۔ اس آواز سے اس نے بنی اسرائیل کو گراہ کیا کہ موسیٰ غلیظاً تو گراہ ہو گئے ہیں کہ وہ اللہ سے طور پر گئے ہیں، جب کہ تمہارا اور موسیٰ غلیظاً کا معبود تو یہ ہے۔

٣. الله تعالىٰ نے ان كى جہالت ونادانى كى وضاحت كرتے ہوئے فرمايا كہ ان عقل كے اندھوں كو اتنا بھى نہيں پت چلا كہ يہ بچھڑا كوئى جواب دے سكتا ہے، نہ نفع ونقصان پہنچانے پر قادر ہے۔ جب كہ معبود تو وہى ہو سكتا ہے جو ہر ايك كى فرياد سننے پر، نفع ونقصان پہنچانے پر اور حاجت برآرى پر قادر ہو۔ صرف آزمائش کی گئی ہے، تمہارا حقیقی پروردگار تو اللہ رحمٰن ہی ہے، پس تم سب میری تابعداری کرو۔ اور میری بات مانتے چلے جاؤ۔

91. انہوں نے جواب دیا کہ موسی (عَلَیْمِیْاً) کی واپسی تک تو ہم اس کے مجاور بنے بیٹھے رہیں گے۔ (۱)
91. موسی (عَلَیْمُلِاً) کہنے لگے اے ہارون! (عَلَیْمُلِاً) انہیں گراہ ہوتا ہوا دیکھتے ہوئے تجھے کس چیز نے روکا تھا۔
91. کہ تو میرے پیچھے نہ آیا۔ کیا تو بھی میرے فرمان کا نافرمان بن بیٹھا۔ (۱)

90. ہارون (عَلَيْمِاً) نے کہا اے میرے مال جائے بھائی! میری داڑھی نہ بکڑ، اور سرکے بال نہ تھینج، مجھے تو صرف یہ خیال دامن گیر ہوا کہ کہیں آپ یہ (نہ) فرمائیں (اس کے تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار نہ کیا۔ (۵)

قَالْوْالَنُ تَنَّبُرَحَ عَكِينُه طِلِفِينَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْنَامُوْسِي®

قَالَ لِهُرُونَ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَايْتَهُوْضَلُوٓاۤ۞

ٱلْاِتَتْبِعَنِ ٱفَعَصَيْتَ آمُرِي ۗ

قَالَ يَمْنُوُمَّرُلاتَا مُنْكُ بِلِحْمَةِ وَلاَ بِالْمِعْلِقِّ وَلاَ الْمِعْلِقِيِّ خِشْيُتُ اَنْ تَقُولُ فَرَقْتَ بَيْنَ بَنِيَ اَنِيْ إِسْرَاءِ يُلَ وَلَوْ تَرْقُبُ فَوْلِيْ

ا. حضرت ہارون عَلَیْظِا نے یہ اس وقت کہا جب یہ قوم سامری کے پیچھے لگ کر بیچھڑے کی عبادت میں لگ گئی۔ ۲. اسرائیلیوں کو یہ گوسالہ اتنا اچھا لگا کہ ہارون عَلیْظا کی بات کی بھی پرواہ نہیں کی اور اس کی تعظیم وعبادت چھوڑنے سے انکار کردیا۔

س. لیعنی اگر انہوں نے تیری بات ماننے سے انکار کردیا تھا، تو تجھ کو فوراً میرے پیچھے کوہ طور پر آکر مجھے بتلانا چاہیے تھا۔ تو نے بھی میرے تھم کی پروا نہیں کی، لیعنی جانشینی کا صحیح حق ادا نہیں کیا۔

ان حضرت موسی علیقیا قوم کو شرک کی گراہی میں دیکھ کر سخت غضب ناک شجے اور سیحفتہ سے کہ شاید اس میں ان کے بھائی ہارون علیقیا کی - جن کو وہ اپنا خلیفہ بناکر گئے سے – مداہنت کا بھی دخل ہو، اس لیے سخت غصے میں ہارون علیقیا کی داڑھی اور سر پکڑکر انہیں جھنجوڑنا اور پوچھنا شروع کیا، جس پر حضرت ہارون علیقیا نے انہیں اتنا سخت رویہ اپنانے سے روکا۔

۵. سورہ اعراف میں حضرت ہارون علیقیا کا جواب یہ نقل ہوا ہے کہ (قوم نے بچھے کمزور خیال کیا اور میرے قتل کے در پے ہوگئ) (آیت: ۱۵۰) جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ہارون علیقیا نے اپنی ذمے داری پوری طرح نبھائی اور انہیں سمجھانے اور گوسالہ پرستی سے روکنے میں مداہنت اور کو تاہی نہیں گی۔ لیکن معالمے کو اس حد تک نہیں جانے دیا کہ خانہ جنگی شروع ہوجائے کیونکہ ہارون علیقیا کے قال کے حامیوں اور مخالفوں میں آئیں میں خونی تصادم ہوتا اور بی اسرائیل

قَالَ فَمَاخَطُبُكَ لِسَامِرِيُّ®

قَالَ بَصُرُتُ بِمَالَوْ يَبُصُرُوْا بِ ۗ فَقَيَضُتُ قَبْضَةً مِّنْ ٱثْوِالوَّسُولِ فَنَبَّدْتُهَا وَكَذٰ لِكَ سَوِّلَتُ لِيُ نَفْسِيُ ۞

قَالَ فَاذُهُبُ فَانَّ لَكَ فِى الْحَيْوةِ آنَ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَّ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا اَنْ تُخْلَفَا \*وَانْظُرْ اِلَّ الِهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفَّا لَنْحُرِّقَتَهُ ثُقَّ لَنَشِفَتًا فِي الْيَوِّسَفًا ۞

90. موسی (عَلَیْهِ اَلَّی نِوچها سامری تیراکیا معاملہ ہے۔

97. اس نے جواب دیا کہ مجھے وہ چیز دکھائی دی جو
انہیں دکھائی نہیں دی، تو میں نے فرستادہ الٰہی کے نقش
قدم سے ایک مٹھی بھرلی، پھر اسے اس میں ڈال دیا (ا)
اس طرح میرے دل نے یہ بات میرے لیے بھلی بنادی۔

90. کہا اچھا جا، دنیا کی زندگی میں تیری سزا یہی ہے
کہ تو کہتا رہے کہ مجھے نہ چھونا، (اور ایک اور بھی وعدہ
تیرے ساتھ ہے جو تجھ سے ہرگز نہ ٹلے گا، (اور اب تو
ایخ اس معبود کو بھی دیکھ لینا جس کا اعتکاف کے ہوئے
قاکہ ہم اسے جلاکر دریا میں ریزہ ریزہ اڑا دیں گے۔ (ا)

واضح طور پر دو گروہوں میں بٹ جاتے، جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوتے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْها کو وَلَا حَوْد وہاں موجود نہ سے، اس لیے اس صورت حال کی نزاکت سے بے خبر سے، اس بنا پر حضرت ہارون عَلیْها کو انہوں نے سخت ست کہا۔ لیکن پھر وضاحت پر وہ اصل مجرم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس لیے یہ استدلال صحیح نہیں (جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں) کہ مسلمانوں کے اتحاد وانقاق کی خاطر شرکیہ امور اور باطل چیزوں کو بھی برداشت کرلینا چاہیے۔ کیوں کہ حضرت ہارون عَلیْها نے نہ ایساکیا ہی ہے، نہ ان کے قول کا یہ مطلب ہی ہے۔

ا. جمہور مفسرین نے الوَّ سُوْلِ سے مراد جرائیل عَلَیْهِ کیے ہیں اور مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جرائیل عَلَیْهِ کے گھوڑے کو گزرتے ہوئے سامری نے دیکھا اور اس کے قدموں کے ینچے کی مٹی اس نے سنجال کر رکھ لی، جس میں پچھ خرق عادت اثرات تھے۔ اس مٹی کی مٹھی اس نے پچھلے ہوئے زیورات یا بچھڑے میں ڈالی تو اس میں سے ایک قتم کی آواز نکنی شروع ہوگئی جو ان کے فتنے کا باعث بن گئی۔

۲. لینی عمر بھر تو یہی کہتا رہے گا کہ مجھ سے دور رہو، مجھے نہ چھونا، اس لیے کہ اسے چھوتے ہی چھونے والا بھی اور یہ سامری بھی دونوں بخار میں مبتلا ہوجاتے۔ اس لیے جب یہ کسی انسان کو دیکھتا تو فوراً چیخ اشتا کہ لا مسلسی، کہا جاتا ہے کہ چھر یہ انسانوں کی بہتی سے نکل کر جنگل میں چلاگیا، جہاں جانوروں کے ساتھ اس کی زندگی گزری اور یوں عبرت کا نمونہ بنارہا۔ گویا لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے جو شخص جتنا زیادہ حیلہ وفن اور مکر وفریب اختیار کرے گا، دنیا وآخرت میں اس کی سزا بھی اس حساب سے شدیرتر اور نہایت عبرت ناک ہوگی۔

سر یعنی آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے جو ہر صورت بھگتنا پڑے گا۔

م. اس سے معلوم ہوا کہ شرک کے آثار ختم کرنا بلکہ ان کانام ونشان تک مٹا ڈالنا، چاہے ان کی نسبت کتنی ہی مقدس

ٳڹۜٙؠٵۧڸڵۿڬٛۉڶڵڎؙٲڷڹؚؽٙڷٙۯڶڷ؋ٳؙۛڒۿۅٝ ۅٙ*ڛۼ*ػ۠ڰۺؘؿؙٞۼ**ؠ**ؙٵؚٛ<sup>®</sup>

ۘڲۮ۬ڸڬٮؘڡٞڞؙۼۘؽڬڝڹؙٲۺؙٳٚ؞؆ؘڡؙڶڛؘق ۅؘقَۮؙٵؾؽڹڬ؈ؙڷٞۮ۠؆ٛۮؚڴؙڒٳؖۿ

مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَعِمِلُ يَوْمَ الْقِيمَةِ وِزْرًا<sup>©</sup>

خْلِدِيْنَ فِيْهِ وَسَأْءَلَهُ وَيُومَ الْقِيمَةِ حِمْلًا

يَّوْمَكِنْفَخُ فِي الصَّوْرِوَفَقُثُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَيِنٍ

9A. اصل بات یہی ہے کہ تم سب کا معبود برحق صرف اللہ ہی ہے اس کے سواکوئی پرستش کے قابل نہیں۔ اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی ہے۔

99. اسی طرح ہم تیرے سامنے پہلے گزرے ہوئے حالات بیان فرما رہے ہیں<sup>(۱)</sup> اور یقیناً ہم مخجھے اپنے پاس سے نصیحت عطا فرما چکے ہیں۔<sup>(۲)</sup>

••ا. اس سے جو منہ پھیر لے گا<sup>(۳)</sup> وہ یقیناً قیامت کے دن اپنا بھاری بوجھ لادے ہوئے ہو گا۔ <sup>(۳)</sup>

101. جس میں ہمیشہ ہی رہے گا، (۵) اور ان کے لیے قیامت کے دن (بڑا) برا بوجھ ہے۔

۱۰۲. جس دن صور (۱) چھونکا جائے گا اور گناہ گاروں کو

ہتیوں کی طرف ہو، تو ہیں نہیں، جیسا کہ اہل بدعت، قبر پرست اور تعزیہ پرست باور کراتے ہیں، بلکہ یہ توحید کا منشا اور دینی غیرت کا تقاضا ہے۔ جیسے اس واقعے میں اس آُثَر الرَّ سُوْل کو نہیں دیکھا گیا، جس سے ظاہری طور پر روحانی برکات کا مشاہدہ بھی کیا گیا، اس کے باوجود اس کی پرواہ نہیں کی گئی، اس لیے کہ وہ شرک کا ذریعہ بن گیا تھا۔

ا. یعنی جس طرح ہم نے فرعون اور موسیٰ علیہ کا قصہ بیان کیا ہے، اسی طرح انبیائے ماسبق کے حالات ہم آپ پر بیان کررہے ہیں تاکہ آپ ان سے باخبر ہوں، اور ان میں جو عبرت کے پہلو ہوں، انہیں لوگوں کے سامنے نمایاں کریں تاکہ لوگ اس کی روشنی میں صحیح رویہ اختیار کریں۔

۲. نصیحت (ذکر) سے مراد قرآن عظیم ہے۔ جس سے بندہ اپنے رب کو یاد کرتا، ہدایت اختیار کرتا اور نجات وسعادت کا راستہ اپناتا ہے۔

سا. لینی اس پر ایمان نہیں لائے گا اور اس میں جو کچھ ورج ہے، اس پر عمل نہیں کرے گا۔

م. لینی گناہ عظیم اس لیے کہ اس کا نامۂ اعمال نیکیوں سے خالی اور برائیوں سے پر ہو گا۔

جس سے وہ پنج نہ سکے گا، نہ بھاگ ہی سکے گا۔

٧. صُورٌ سے مراد وہ قَرْنٌ (نرسمگا) ہے، جس میں اسرافیل عالیہ اللہ کے تھم سے چھونک ماریں گے تو قیامت برپا ہوجائے گا۔ (مسندا حمد: ١٩١٢)، ایک اور صدیث میں نبی عَلَیْ اَلْمَیْ اِنْ اسرافیل عالیہ اسے قرن کالقمہ بنایا ہوا ہے، (یعنی اسے منہ لگائے کھڑے ہیں) پیشانی جھائی یا موڑی ہوئی ہے، رب کے تھم کے انتظار میں ہے کہ کب اسے تھم دیا جائے اور وہ اس میں چھونک ماردے" (نرمذي، أبواب صفة القیامة، باب ماجاء في الصور) حضرت اسرافیل عالیہ کے پہلے نفخ سے سب پر موت طاری ہوجائے ماردے"

زُرُقًا الله

يَّتَغَافَتُونَ بَيْنَهُمُ إِنْ لِّبِثْنُو إِلَّا عَشْرًا اللَّهِ عَشْرًا اللَّهِ عَشْرًا اللَّهِ عَشْرًا

ۼؿؙٵ۫ڡؙڬڔؙڽۭؠٙٳؿڠٞٷڵۅؘڽٳۮ۫ێڠؙۏڷٲؘؗڡٛؿؙڵۿۏڟؚڔؽؾؘڐٞ ٳڽؙڰ۪ؠؿؙؿؙؙڗؖٳڒؠؘۅؙڰڵ<sup>ۿ</sup>

وَيُمْتَالُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِي نَسُفًا اللهِ

فَيَنَ رُهَاقًا عًا صَفُصَفًا فَ

ؖٞٞڒڗؙؽ؋ۣؠؗٛؠٵ؏ۅۜۘۜۼٵۊۜڒؘٲڡؙؾٞٵ۞ ۘۘۘۼؚڡؙؠٟڹؾۜؿؚؖۼٷڹٵڵ؆ٵؽٙڵ؏ۅؘڿٙڶڎٷڿۺؘۘؾ ٵڒؘڞۘۅٵؿؙڸڵڗۣڂؠڶ؈ؘڡٛڵڞٙؠٛۼؙٳڷڒۿؠۺٵ<sup>۞</sup>

ہم اس دن (دہشت کی وجہ سے) نیلی پیلی آنکھوں کے ساتھ گھیر لائمیں گے۔

ساا. وہ آپس میں چیکے چیکے کہہ رہے ہوں گے (ا) کہ ہم تو (دنیا میں) صرف دس دن ہی رہے۔

۱۰۴ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کی حقیقت سے ہم باخبر ہیں ان میں سب سے زیادہ اچھی راہ والا<sup>(۲)</sup> کہہ رہا ہوگا کہ تم تو صرف ایک ہی دن رہے۔

100. اور وہ آپ سے پہاڑوں کی نسبت سوال کرتے ہیں، تو آپ کہہ دیں کہ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کرکے اڑادے گا۔

۱۰۲. اور زمین کو بالکل ہموار صاف میدان کرکے چوڑے گا۔

۱۰۷. جس میں تو نہ کہیں موڑ توڑ دیکھے گا نہ اوپ پی پی ۔ ۱۰۸. جس دن لوگ پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے۔(۳) جس میں کوئی کجی نہ ہوگی(۴) اور اللہ رحمٰن کے سامنے تمام

گی، اور دوسرے نفخہ سے بھکم البی سب زندہ اور میدان محشر میں جمع ہوجائیں گے۔ آیت میں یہی دوسرا نفخہ مراد ہے۔ ا. شدت ہول اور دہشت کی وجہ سے ایک دوسرے سے چیکے چیکے باتیں کریں گے۔

۲. لیعنی سب سے زیادہ عاقل اور سمجھ دار، لیعن دنیا کی زندگی انہیں چند دن بلکہ گھڑی دو گھڑی کی محسوس ہوگی۔ جس طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا ﴿وَبَوْمُ تَفُوهُ مُ اللّهُ اللّهُ عَمْدُومُونَ لَا اَلَهُ عُرِصُونَ لَا اَلَهُ عُرَا اَلْهُ عُرْمُ اللّهُ اَعْدَ عَلَيْ اللّهُ عَمْدِ اللّهُ عَلَيْ وَالْهُ وَمُونِ اور بھی متعدد جلّه بریا ہوگی، کافر قسمیں کھاکر کہیں گے کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے) یہی مضمون اور بھی متعدد جلّه بیان کیا گیاہے۔ مثلاً مورۃ المؤمنون: ۱۱۲–۱۱۳، سورۂ فاطر: ۲۳، سورۃ النازعات: ۲۸ وغیرہ۔ مطلب بہی ہے کہ فانی زندگی کو باتی رہنے والی زندگی پر ترجیح نہ دی جائے۔

سم. لیعنی جس دن او نچے نیچے پہاڑ، وادیاں، فلک بوس عمارتیں، سب صاف ہو جائیں گی، سمندر اور دریا خشک ہو جائیں گے، اور ساری زمین صاف چٹیل میدان ہو جائے گی۔ پھر ایک آواز آئے گی، جس کے پیچھے سارے لوگ لگ جائیں گے لیعنی جس طرف وہ داعی بلائے گا، جائیں گے۔

م. لینی اس داعی سے ادھر ادھر نہیں ہوں گے۔

آوازیں پیت ہوجائیں گی، سوائے کھسر پھسر کے بچھے کچھ بھی سنائی نہ دے گا۔ (۱)

> ؽۅؙڡؠۜؠٟ۫ڎٟڵڒۘؾؘڡؘٛۼ۠ٳڶۺۜڡٙٵۼة۠ٳؙڒڡؘؽٵڿ؈ؘڵۿؙۘۘۨڶڵڗۣؖڂڡؖڽٛ ۅٙۯۼؚؗؽڵڎؙۊؙۅؙڒڰ

1•9. اس دن سفارش کچھ کام نہ آئے گی مگر جسے رحمٰن تھم دے اور اس کی بات کو پیند فرمائے۔

يَعْلَوُمُابَيْنَ اَيْدِہُمْ وَمَاخَلَفَهُمْ وَلَايُعِيْطُونَ بِهِ عِلْمًا©

• 11. جو کچھ ان کے آگے بیچھے ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ (")

ۅؘعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْمَتِيّ الْقَيَّةُومِ وَقَدُ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمُناً

ااا. اور تمام چبرے اس زندہ اور قائم ودائم مدبر، الله کے سامنے کمال عاجزی سے جھکے ہوئے ہوں گے، یقیناً وہ برباد ہوا جس نے ظلم لاد لیا۔

ا. یعنی مکمل سنانا ہوگا سوائے قدموں کی آہٹ اور کھسر پھسر کے کچھ سنائی نہیں دے گا۔

۲. لیمنی اس دن کسی کی سفارش کسی کو فائدہ نہیں پہنچائے گی، سوائے ان کے جن کو رحمٰن شفاعت کرنے کی اجازت دے گا، اور وہ بھی ہر کسی کی سفارش نہیں کریں گے بلکہ صرف ان کی سفارش کریں گے جن کی بابت سفارش کو اللہ پہند فرمائے گا۔ اور یہ کون لوگ ہوں گے؟ صرف اہل توحید، جن کے حق میں اللہ تعالیٰ سفارش کرنے کی اجازت دے گا۔ یہ مضمون قرآن میں متعدد جگہ بیان فرمایا گیا ہے۔ مثلاً آیت الکرسی، سورہ انبیاء: ۲۸، سورہ سبا: ۲۳، سورہ بنا؛ ۲۸، سورہ کی النہ؛ ۲۸۔ النہ؛ ۲۸۔

سا. گزشتہ آیت میں شفاعت کے لیے جو اصول بیان فرمایا گیا ہے، اس میں اس کی وجہ اور علت بیان کردی گئی ہے کہ چوں کہ اللہ کے سواکسی کو بھی کسی کی بابت پورا علم نہیں ہے کہ کون کتنا بڑا مجرم ہے؟ اور وہ اس بات کا مستق ہے بھی یانہیں، کہ اس کی سفارش کی جاسکے؟ اس لیے اس بات کا فیصلہ بھی اللہ تعالیٰ ہی فرمائے گا کہ کون کون لوگ انہیاء وصلحاء کی سفارش کے مستحق ہیں؟ کیوں کہ ہر شخص کے جرائم کی نوعیت وکیفیت کو اس کے سواکوئی نہیں جانتا اور نہ جائم کی نوعیت وکیفیت کو اس کے سواکوئی نہیں جانتا اور نہ جان ہی سکتا ہے۔

٧٠. اس ليے كه اس روز الله تعالى عمل انصاف فرمائے گا اور ہر صاحب حق كو اس كا حق دلائے گا۔ حتی كه اگر ایک سینگ والی بحری پر ظلم كیا ہوگا، تو اس كا بھی بدله دلایا جائے گا۔ (صحبح مسلم، كتاب البر، مسئد أحمد: ٣٥، سهم) اس ليے نبی سَلُّیْقِمُ نے اس محبث میں یہ بھی فرمایا ہے، «لَتُوَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلَىٰ أَهْلِهَا» (ہر صاحب حق كو اس كا حق دي وريا پوٹ گا۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا «إِیَّاكُمْ وَالظُّلْمَ؛ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلْمَاتٌ يَوْمُ الْقِيَامَةِ». (صحبح مسلم، كتاب مذكور، باب تحریم الظلم) (ظلم سے بچو اس ليے كه ظلم قیامت كه دن اندھروں كا باعث ہوگا) سب سے نامراد وہ شخص ہوگا جس نے شرك كا بوجھ اپنے اوپر لاد ركھا ہوگا، اس ليے كه شرك ظلم عظیم بھی ہے اور ناقابل معافی بھی۔

ۅؘڡٙڹٞؿؿؙڵڡؚڹ الصّٰڸڮٷۿۅؙڡؙٛۅؙڞؙۣڰڬڰ۬ؽڬ ڟؙڵؠٵۊٞڒۿڞؙٵ

ۅؘڲٮ۬ٳڮؘٲڹٛۯڵؽؙ؋ؙ قُرُاڴٵڡٚڔؘڛۣۜٛٵۊۜڝۜؖٷٚؽٵڣۣ۬ۼڝؚ ٲڵۅؚۼؽڽٳڵڡؘڰۿؙۄ۫ێؾٞڠؙۅڽٵۏؙؿؙڮٮؙػؙڷۿ۫ڿؚػؙۯٳ۞

فَتَعَلَى اللهُ الْمَلِكُ الْحَثَّ وَلاَتَعُجُلْ بِالْقُرُّ الِن مِنْ قَبْلِ اَنْ يُقْضَى اللَيْكَ وَحُيُهُ ۚ وَقُلُ رَّبِّ رِدْ فِي عِلْمًا®

111. اور جو نیک اعمال کرے اور ایمان والا بھی ہوتو اسے بے انصافی کا کھٹکا ہو گا نہ حق تلفی کا۔(۱)

111. اور اسی طرح ہم نے تجھ پر عربی قرآن نازل فرمایا ہے اور طرح طرح سے اس میں ڈر کا بیان سنایا ہے تاکہ لوگ پر ہیر گار بن جائیں (۲) یا ان کے دل میں سوچ سمجھ تو پیدا کرے۔ (۳)

 $^{(n)}$ اللہ عالی شان والا سچا اور حقیقی بادشاہ ہے۔  $^{(n)}$  تو قر آن پڑھنے میں جلدی نہ کر اس سے پہلے کہ تیری طرف جو وحی کی جاتی ہے وہ پوری کی جائے،  $^{(n)}$  ہاں یہ دعاکر کہ پرورد گار! میراعلم بڑھا۔  $^{(n)}$ 

ا. بے انصافی یہ ہے کہ اس پر دوسروں کے گناہوں کا بوچھ بھی ڈال دیا جائے اور حق تلفی یہ ہے کہ نیکیوں کا اجر کم دیاجائے۔ یہ دونوں باتیں وہاں نہیں ہوں گی۔

۲. لینی گناہ، محرمات اور فواحش کے ارتکاب سے باز آجائیں۔

۳. لیعنی اطاعت اور قرب حاصل کرنے کا شوق یا پچھلی امتوں کے حالات وواقعات سے عبرت حاصل کرنے کا جذبہ ان کے اندر پیدا کردے۔

ہم. جس کا وعدہ اور وعید حق ہے، جنت اور دوزخ حق ہے اور اس کی ہربات حق ہے۔

ه. جبرائیل علیه جب وحی لے کر آتے اور ساتے تو نبی منگالیه کی جلدی جلدی ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے، کہ کہیں کچھ حصہ بھول نہ جائیں، اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا اور تاکید کی کہ غور سے، پہلے وحی کو سنیں، اس کو یاد کرانا اور دل میں بٹھا دینا یہ ہمارا کام ہے جیسا کہ سورہ قیامت میں آئے گا۔

آ. لیعنی اللہ تعالیٰ سے زیادتی علم کی دعا فرماتے رہیں۔ اس میں علاء کے لیے بھی تھیجت ہے کہ وہ فتویٰ میں پوری تحقیق اور غور سے کام لیں، جلد بازی سے بچیں اور علم میں اضافے کی صورتیں اختیار کرنے میں کو تاہی نہ کریں۔ علاوہ ازیں علم سے مراد قرآن وحدیث کا علم ہے۔ قرآن میں ای کو علم سے تعبیر کیا گیا ہے اور ان کے حاملین کو علماء، دیگر چیزوں کا علم جو انسان کسب معاش کے لیے حاصل کرتا ہے، وہ سب فن ہیں، ہنر ہیں اور صنعت وحرفت ہیں۔ نبی کریم شائیلیا کی علم ہو انسان کسب معاش کے لیے حاصل کرتا ہے، وہ سب فن ہیں، ہنر ہیں اور صنعت وحرفت ہیں۔ نبی کریم شائیلیا کی جو تم آئی وصدیث میں محفوظ ہے، جس سے انسان کا ربط و تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتا، اس کے اخلاق وکردار کی اصلاح ہوتی اوراللہ کی رضا وعدم رضا کا پیتہ چاتا ہے۔ الی دعاوں میں ایک دعا یہ بھی ہے جو آپ پڑھا کرتے تھے۔ «اَللَّهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ، وَعَلَّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ، وَزِدْنِیْ وَاللہ کی رضا ایک کی گیا ہوتی ما یَنْفَعُنِیْ ، وَزِدْنِیْ

ۅؘڵڡؘٙۜڎؙۼۿٮؙؾؘٚٳڸ۬ڸٙٳۮڡؘۯ؈ؘٛؿڹڷؙ؋ؘۺؘؽۅٙڷۊڿؚۘڎ ٳڽؘۼۥٛؿٳ۞۫

> ۅٳڐ۬ٷؙڷٮؘٚٳڶؙؠڵؠۧڵڲٙۊٳۺۼؙٮ۠ۉٳڶۣٳڎڡٙۯڣٙٮڿٮؙٷٙٲ ٳڒٙۯٳؠ۬ڸؽؾؗڽٵؘڸ۞

نُقْلُنَا يَالَامُ إِنَّ لِهِنَا عَدُّوُّكَ وَلِزَوْمِلِكَ فَلَا يُخْرِحَبَّكُمُ امِنَ الْجَنَّةِ فَتَشُقْقُ

ٳؿؘڮؘٲڰڒۼٷٛۼ؋ؽۿٵۅٙٙڵڗؾڠۯؽ<sup>ۿ</sup>

110. اور ہم نے آدم (عَلَيْظًا) کو پہلے ہی تاکیدی تھم دے دیا تقالیکن وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں کوئی عزم نہیں پایا۔

111. اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم (عَالِیَّا) کو سجدہ کرو تو البیس کے سوا سب نے کیا، اس نے صاف الکار کردیا۔

112. تو ہم نے کہا اے آدم! (عَلَيْطًا) یہ تیرا اور تیری بوی کا دشمن ہے (خیال رکھنا) ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے کہ تو مصیبت میں پڑجائے۔(۲)

١١٨. يهال تو تخفي يه آرام ہے كه نه تو جموكا مو تا ہے نه نگا۔

ا. نسیان، (بھول جانا) ہر انسان کی سرشت میں داخل ہے اور ارادے کی کمزوری لیغنی فقدان عزم۔ یہ بھی انسانی طبائع میں بالعموم پائی جاتی ہے۔ یہ دونوں کمزوریاں ہی شیطان کے وسوسوں میں کچنس جانے کا باعث بنتی ہیں۔ اگر ان کمزوریوں میں اللہ کے تھم سے بغاوت وسرکشی کا جذبہ اور اللہ کی نافرمانی کا عزم مصمم شامل نہ ہو، تو بھول اور ضعف ارادہ سے ہونے والی . علطی عصمت و کمال نبوت کے منافی نہیں، کیوں کہ اس کے بعد انسان فوراً نادم ہو کر اللہ کی بارگاہ میں جھک حاتا اور توبہ واستغفار میں مصروف ہوجاتا ہے۔ (جیسا کہ حضرت آدم عَلَيْلًا نے بھی کیا) حضرت آدم عَلَيْلًا کو الله نے سمجھایا تھا کہ شیطان تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے، یہ تمہیں جنت سے نہ نکلوا دے۔ یہی وہ بات ہے جسے یہاں عہد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آدم عَالِيُّكِ اس عهد كو بھول گئے اور اللہ تعالی نے حضرت آدم عَالِيُّكِ كو ايك درخت كے قريب جانے بعني اس سے بچھ كھانے ہے منع فرماما تھا۔ حضرت آدم عَلَيْلًا کے دل میں یہ بات تھی کہ وہ اس درخت کے قریب نہیں جائیں گے۔ لیکن جب شیطان نے اللہ کی قشمیں کھاکر انہیں یہ باور کرایا کہ اس کا کھل تو یہ تاثیر رکھتا ہے کہ جو کھالیتا ہے، اسے حیاتِ جاوداں اور دائمی بادشاہت مل جاتی ہے۔ تو ارادے پر قائم نہ رہ سکے اور اس فقدان عزم کی وجہ سے شیطانی وسوسے کا شکار ہوگئے۔ ۲. یہ شقا، محنت ومشقت کے معنی میں ہے، یعنی جنت میں کھانے بینے، لباس اور مسکن کی جو سہولتیں بغیر کسی محنت کے حاصل ہیں، جنت سے نکل جانے کی صورت میں ان چاروں چیزوں کے لیے محنت ومشقت کرنی بڑے گی، جس طرح کہ ہر انسان کو دنیا میں ان بنیادی ضروریات کی فراہمی کے لیے محت کرنی پڑرہی ہے۔ علاوہ ازیں صرف آدم عَالَيْلًا سے کہا گیا کہ تو محنت ومشقت میں برجائے گا۔ دونوں کو نہیں کہا گیا حالاں کہ درخت کا کھل کھانے والے آدم عَلَيْظًا وحوا دونوں ہی تھے۔ اس کیے کہ اصل مخاطب آدم عَلَيْكِا ہی تھے۔ نیز بنیادی ضروریات کی فراہمی بھی مرد ہی کی ذمہ داری ہے، عورت کی نہیں۔ اللہ تعالٰی نے عورت کو اس محنت ومشقت سے بحاکر گھر کی ملکہ کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ کیکن آج عورت کو یہ "اعزاز الٰہی" "طوق غلامی" نظر آتا ہے، جس سے آزاد ہونے کے لیے وہ بے قرار اور مصروف جدوجہد ہے آہ! اغوائے شیطانی بھی کتنا موٹر اور اس کا جال بھی کتنا حسین اور دلفریب ہے۔

وَٱتَّكَالِانْظُهُواْفِيْهَا وَلَاتَضْلَى

فَوَسُوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطُنُ قَالَ يَالْمُرُهَلِّ اَدُنُّكَ عَلَى شَيْحَرَةِ الْخُلُدِ وَمُلْكٍ لَا بَمُلِ

فَأَكُلَامِنْهَا فَبَدَتُ لَهُمَاسُواتُهُمُ اَوَلَفَقَا يَخْصِفْنِ عَلَيْهِمَا مِنْ َوْرَقِ الْجُنَّاةُ وَعَطَى الْمُرْ رَبَّهُ فَغَرَىٰ ۚ

تُعَاجَتبلهُ رَبُّهُ فَتَأْبَ عَلَيْهِ وَهَدلى ٣

قَالَ اهْمِطَامِنْهَاجَمِيمُعَانِعَضُكُوْ لِمَعْضِ عَدُوُّ فَامَّا يَأْتِيَكُّوُمِّتِّقُ هُدَّى ۚ فَمَنِ النَّبَعَ هُكَاكَ فَلَايَضِلُّ وَلاَيْشَتْغُ ۞

وَمَنَ اعْرَضَ عَنْ فِي كُرْيُ فَانَّ لَهُ مَعِيشَةً

119. اور نہ تو یہاں پیاسا ہو تا ہے نہ دھوپ سے تکلیف اٹھا تا ہے۔

•17. کیکن شیطان نے اسے وسوسہ ڈالا، کہنے لگا کہ کیا میں تجھے دائمی زندگی کا درخت اور بادشاہت بتلاؤں کہ جو کبھی پرانی نہ ہو؟

171. چنانچہ ان دونوں نے اس درخت سے کچھ کھالیا پس ان کے ستر کھل گئے اور وہ بہشت کے پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانکنے لگے۔ اور آدم (عَلَيْلًا) نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس بہک گیا۔(۱)

۱۲۲. پھر اس کے رب نے اسے نوازا، اس کی توبہ قبول کی اور اس کی رہنمائی کی۔(۲)

۱۲۳. فرمایا، تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو، اب تمہارے پاس جب کھی میری طرف سے ہدایت پہنچ تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ بہکے گا نہ تکلیف میں پڑے گا۔

کا بیروی کرے نہ تو وہ بہکے گا نہ تکلیف میں پڑے گا۔

۱۲۴ اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس

ا. یعنی درخت کا کھاک کھاکر نافرمانی کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مطلوب یا راہ راست سے بہک گیا۔

7. اس سے بعض لوگ استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیتاً سے مذکورہ عصیان کا صدور، نبوت سے قبل ہوا، اور نبوت سے اس کے بعد آپ کو نوازا گیا۔ لیکن ہم نے گزشتہ صفحے میں اس "معصیت" کی جو حقیقت بیان کی ہے، وہ عصمت کے منافی نہیں رہتی۔ کیوں کہ ایبا سہو ونسیان، جس کا تعلق تبلیغ رسالت اور تشریع سے نہ ہو، بلکہ ذاتی افعال سے ہو اور اس میں بھی اس کا سبب ضعف ارادہ ہو تو یہ دراصل وہ معصیت ہی نہیں ہے، جس کی بنا پر انسان غضب اللی کا مستحق بنتا ہے۔ اس پر جو معصیت کا اطلاق کیا گیا ہے تو محض ان کی عظمت شان اور مقام بلند کی وجہ سے کہ بڑوں کی معمولی غلطی کو بھی بڑا سمجھ لیا جاتا ہے، اس لیے آیت کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے اس کے بعد اسے نبوت کے لیے چن لیا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ندامت اور توبہ کے بعد ہم نے اس کے بعد اسے نبوت کے لیے چن لیا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ندامت اور توبہ کے بعد ہم نے اس کے بعد اسے نبوت کے لیے چن لیا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ندامت اور توبہ کے بعد ہم نے اس کے بعد ہم نے اس کے بعد اسے نبوت کے لیے چن لیا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ندامت اور توبہ کے بعد ہم نے اس کے بیا انہیں حاصل تھا۔ ان کو زمین پر اتارنے کا فیصلہ ہماری مشیت اور حکمت ومصلحت پر مبنی تھا، اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ یہ ہماراعتا ہے جو آدم علیگا پر مبائل ہوا ہے۔

ضَنْكًا وَنَحَشُوهُ يَوْمَ الْقِيمَة اَعْلَى

قَالَ آلَهُ ١٤

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي ٓ أَعْلَى وَقَالُ كُنْتُ بَصِيرًا ﴿

قَالَكَذَٰ لِكَ اَتَتُكَ النِّتُنَا فَنَسِيْبَهَا ۚ وَكَذَٰ لِكَ الْيَوْمَ تُشْلى⊚

ۅؘڲڬڵڸػۼٙڔۣ۬ؽؘڡؘ؈ؘٛٲۺۯڡؘۅؘڶۊؙؽؙۅؙؙڝؚڽٛٳڵڸؾؚۯٮؚۨؠۨؖؗ؋ ۅؘڵعَۮؘٵٮٜٛاڵٳڿڒۣۊٲۺؘػ۠ۊٲڹڠ۬ۑ®

ٱفَكَوۡ يَهُولَهُوۡ كَوۡاهۡلَكُنَا تَبۡلَهُ ۗ مۡ مِّنَ الْقُرُوۡنِ يَشُوُنَ فِى مَسٰكِدِهِوۡ إِنَّ فِى ذٰلِكَ لَابِتِ لِأُولِ النَّٰمُ۞

ۅؘڷٷڵػڸؠؘڎؙۺۜؠؘقتٛ؈ٛڗؾؚڮڶػٳؽڶۣۯٳؗڡٵۊٞٳڿڮ۠ ؙۺؠڲ۫۞ۛ

کی زندگی تنگی میں رہے گی، (۱) اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کرکے اٹھائیں گے۔(۲)

110. وه كبح كاكه البي! مجھے تونے اندھا بناكر كيوں اٹھايا؟ حالانكه ميں تو ديكھنا بھاليا تھا۔

۱۲۷. (جواب ملے گاکہ) اسی طرح ہونا چاہیے تھا تو میری
آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلاد یا جاتا ہے۔

۱۲۷. اور ہم ایسابی بدلہ ہرائش محض کو دیا کرتے ہیں جو حدسے
گزرجائے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے، اور بیشک
آخرت کا عذاب نہایت ہی سخت اور باقی رہنے والا ہے۔
آخرت کا عذاب نہایت ہی سخت اور باقی رہنے والا ہے۔

۱۲۸. کیا ان کی رہبری اس بات نے بھی نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی بستیاں ہلاک کردی ہیں جن نے ان سے پہلے بہت سی بستیاں ہلاک کردی ہیں جن کے رہنے سینے کی جگہ یہ چل پھر رہے ہیں۔ یقیناً اس میں عقلندوں کے لیے بہت سی نظاناں ہیں۔

1۲۹. اور اگر تیرے رب کی بات پہلے ہی سے مقررشدہ اور وقت معین کردہ نہ ہوتا تو اسی وقت عذاب آجیٹتا۔

ا. اس تنگی سے بعض نے عذاب قبر اور بعض نے وہ قلق واضطراب، بے چینی اور بے کلی مراد لی ہے جس میں اللہ کی یاد سے غافل بڑے بڑے دولت مند مبتلا رہتے ہیں۔

۲. اس سے مراد فی الواقع آگھوں سے اندھا ہونا ہے یا پھر بصیرت سے محرومی مراد ہے۔ لیعنی وہاں اس کو کوئی الیمی دلیل نہیں سوجھے گی جے پیش کرکے وہ عذاب سے چھوٹ سکے۔

سا بعنی یہ مکذبین اور مشرکین مکہ دیکھتے نہیں کہ ان سے پہلے کئی امتیں گزرچکی ہیں، جن کے یہ جانشین ہیں اور ان کی رہائش گاہوں سے گزر کر آگے جاتے ہیں، انہیں ہم ای تکذیب کی وجہ سے ہلاک کرچکے ہیں جن کے عبر تناک انجام میں اہل عقل ودائش کے لیے بڑی نشانیاں ہیں، لیکن یہ اہل کہ ان سے آتکھیں بند کیے ہوئے انہی کی روش اپنائے ہوئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے پہلے سے یہ فیصلہ نہ کیا ہوتا کہ وہ اتمام جست کے بغیر اور اس مدت کے آنے سے پہلے جو وہ مہلت کے لیے کسی قوم کو عطا فرماتا ہے، کسی کوہلاک نہیں کرتا، تو فوراً انہیں عذاب اللی آچٹتا اور یہ ہلاکت سے دوچار ہو چکے ہوتے۔ مطلب یہ ہے کہ تکذیب رسالت کے باوجود اگر ان پر اب تک عذاب نہیں آیا تو یہ نہ سمجھیں کہ دوچار ہو چکے ہوتے۔ مطلب یہ ہے کہ تکذیب رسالت کے باوجود اگر ان پر اب تک عذاب نہیں آیا تو یہ نہ سمجھیں کہ دوچار ہو چکے ہوتے۔ مہلت ممل

ڡؘٵڞۑڔؙػڵ؆ؘؽؿؙۅؙڶۅ۫ؽؘۅؘسؚؾٞڂۭڝؚؠٙ۫ۮڒؾؚػؚ ؿؠڶٛڟؙۄؙڗ التَّمُسِوقَتُلَ غُرُو يِها ۠ۅٛڡؚڽٛٵٮٚٵۣٙٚؿٵڷؠؽڶۿؘٮؚێؖڂ ۅؘٱڟڒٳڡٵڶٮٞۿارِلعَڰڬڗڗؙڟؽ®

> ۅؘڵڗؠؙڎۜڽؘۜٛػؽڹؽڮٳڸؽٵڡٮۜٛۼؙؾڵڔ؋ٙڒؘۅٵڲٵ ڡؚٞؠؙؙؙؙؙؙٛؗ؋ۯۿؙۯؘةڶڬۑؗۅۊٵڵڎؙؽٵؗؗۿڶؚؽڣؙؾۿؙۿۏڣؽڐ ۅؘڔۮؙؿؙ؆ڛػڂؘڽ۠ڒۣۊٲڹۼۛ؈

• ۱۳۰۰. پس ان کی باتوں پر صبر کر اور اپنے پروردگار کی تشبیح اور تحریف بیان کرتا رہ، سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے، رات کے مختلف وقتوں میں بھی اور دن کے حصول میں بھی تشبیح کرتا رہ، (۱) بہت ممکن ہے کہ تو راضی ہوجائے۔ (۱)

اسما. اور اینی نگامیں ہرگز ان چیزوں کی طرف نہ دوڑانا جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو آرائش دنیا کی دے رکھی ہیں تاکہ انہیں اس میں آزمالیں (۳) اور تیرے رب کا دیا ہوا ہی (بہت) بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے۔ (۳)

ختم ہوجانے کے بعد ان کو عذاب اللی سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

ا. بعض مفسرین کے نزدیک تنبیج سے مراد نماز ہے اور وہ اس سے پاپنچ نمازیں مراد لیتے ہیں۔ طلوع منمس سے قبل فجر، غروب سے قبل عصر، رات کی گھڑیوں سے مغرب وعشاء اور اطراف النہار سے ظہر کی نماز مراد ہے کیوں کہ ظہر کا وقت، یہ نہار اول کا طرف آخر اور نہار آخر کا طرف اول ہے۔ اور بعض کے نزدیک ان او قات میں ویسے ہی اللہ کی تسبیح و تخمید ہے جس میں نماز، تلاوت، ذکر اور اذکار، دعا ومناجات اور نوافل سب داخل ہیں۔مطلب یہ ہے کہ آپ ان مشرکین کی تندیب سے بد دل نہ ہوں۔ اللہ کی تسبیح و تخمید کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا، ان کی گرفت فرمالے گا۔

۲. یہ متعلق ہے فَسَبِّحْ سے۔ لیعنی ان او قات میں نتیج کریں، یہ امید رکھتے ہوئے کہ اللہ کے ہاں آپ کو وہ مقام ودرجہ حاصل ہوجائے گا جس سے آپ کا نفس راضی ہوجائے۔

۳. یہ وہی مضمون ہے جو اس سے قبل سورۃ آل عمران: ۱۹۷-۱۹۷، سورۃ الحجر: ۸۵-۸۸ اور سورۃ الکہف: ک، وغیرها میں بیان ہوا ہے۔

مم. اس سے مراد آخرت کا اجر و تواب ہے جو دنیا کے مال واسباب سے بہتر بھی ہے اور اس کے مقابلے میں باقی رہنے والا بھی۔ حدیث ایلاء میں آتا ہے کہ حضرت عمر رفائٹیڈ نبی منگائٹیڈ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ آپ ایک کھر دری چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور بے سروسامانی کا یہ عالم، کہ گھر میں چڑے کی دو چیزوں کے علاوہ کچھ نہیں۔ حضرت عمر رفائٹیڈ کی آتکھوں میں بے اختیار آنسو آگئے۔ نبی کریم منگائٹیڈ کی آتکھوں میں بے اختیار آنسو آگئے۔ نبی کریم منگائٹیڈ کی نبی ہو تھی اور آپ کا -باوجود اس بات کے کہ آپ افضل اللہ منگائٹیڈ اقیصر و کسر کی کس طرح آرام وراحت کی زندگی گزار رہے ہیں اور آپ کا -باوجود اس بات کے کہ آپ افضل الحلام میں ہو؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے آرام کی چیزیں دنیا میں الحلق ہیں۔ یہ حال ہے؟ فرمایا، "عمر کیا تم اب تک شک میں ہو؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے آرام کی چیزیں دنیا میں ہو کہ دو کے دی گئی ہیں۔" یعنی آخرت میں ان کے لیے کچھ نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری، سورۃ النحریم ومسلم، باب الایلاء)

وَامُرُا هَٰكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَيْرُ عَلَيْهَا ۗ لاَشُّعُلْكَ رِزُقًا مُخَنُّ تَرُزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقُوٰى©

ۅؘقاڵۉٵڵٷڵٳؽٲؾؽڹٳؠٳؽڐٟۺٞڗۜؾؚ؋ٵۅؘڵۉؾڶڷۣڡ۪ۿ ؠڽۣۜؽڎؙٵڣۣٳڶڞؙٷڹٲڵٷڸؖ®

ۅؘڵٷٲڰۜٵۿڵڪٺۿۮ۫ۑؚعؘڬٵٮ۪ڡؚۜڹٛۿؽٝڸڡڷڡۜٙٵڷؙٷٳ ڒؠۜڹٵڵٷڵٲۯؙۺڵٛػٳڶؽؙٮؙڶۯۺ۠ٷڰڒڣٛٮٚڰڹؠۼٳڸؾؚڮ ڡؚؽؙۿڹؙڸٳٲڽؙؙؿۜۮڽڰٷۼؿ۠ؽ؈

قُلْ كُلُّ شُكَرَبِّضٌ فَتَرَبَّصُواْ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحُبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمِن الْمَتَلَى شَ

۱۳۲. اور اپنے گھرانے کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی اس پر جما رہ،(۱) ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں، آخر میں بول بالا پر ہیزگاری ہی کا ہے۔

سام اور انہوں نے کہا کہ یہ نبی ہمارے پاس اپنے پروردگار! کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لایا؟ (۲) کیا ان کے پاس اگلی کتابوں کی واضح دلیل نہیں پہنچی؟ (۳) میا اس کے پاس اگلی کتابوں کی واضح دلیل نہیں عذاب سے مالک کردیتے تو یقیناً یہ کہہ اٹھتے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمارے پاس اپنا رسول کیوں نہ بھجا؟ کہ ہم تیری آیتوں کی تابعداری کرتے اس سے پہلے کہ ہم ذلیل ورسوا ہوتے۔

الشخار میں رہو۔ انجمی انجمی قطعاً جان لوگے کہ راہ راست والے کون ہیں اور کون راہ یافتہ ہیں۔

ا. اس خطاب میں ساری امت نبی مُنَافِیْکِم کے تابع ہے۔ یعنی مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود بھی نماز کی پابندی کرے اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید کرتا رہے۔

۲. لینی ان کی خواہش کے مطابق نشانی، جیسے شمود کے لیے او مٹنی ظاہر کی گئی تھی۔

سا، ان سے مراد تورات، انجیل اور زبور وغیرہ ہیں۔ یعنی کیا ان میں نبی سکالٹیٹر کی صفات موجود نہیں ہیں، جن سے ان کی نبوت کی تصدیق ہوتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ کیا ان کے پاس پچھلی قوموں کے یہ حالات نہیں پنچے کہ انہوں نے جب اپنی حسب خواہش معجزے کا مطالبہ کیا اور وہ انہیں دکھادیا گیا لیکن اس کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے، تو انہیں ہلاک کردیا گیا۔

- هم. مراد آخر الزمال بيغيمر حضرت محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم بين-
- ۵. لینی مسلمان اور کافر دونوں اس انتظار میں ہیں کہ دیکھو کفر غالب رہتا ہے یا اسلام غالب آتا ہے؟

۲. اس کاعلم تہمیں اس سے ہوجائے گاکہ اللہ کی مدد سے کامیاب اور سر خرو کون ہوتا ہے؟ چنانچہ یہ کامیابی مسلمانوں کے ھے میں آئی، جس سے واضح ہوگیا کہ اسلام ہی سیدھا راستہ اور اس کے حاملین ہی ہدایت یافتہ ہیں۔

# الْكُلِينَا الْأَلِينَا اللَّهُ الْأَلِينَا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ ال

### بِسُ عِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

## ٳڨ۬ۘڗؘڔؘڮٳڶٮۜٛٵڛؚڃڛٵڹٛۿؙۄ۫ۅؘۿؙؙٛؗؗؗڡٛڕ*ڨ* ۼؘڡٛٮ۬ۘڮۊٟؠؙٞۼڕۣڞ۠ۏڹ۞ٝ

ڡٵؽٲؾۛؿۅۿ۫ڞۜۏۮػڔۣڡؚۨڽۜڗۜؿؚۜۿۨڠؖۮٮؘڟٟٳڵٳڶۺػؘٷٛٷ ۅؘۿؙؙؙۄؽڶۼٷڹٛ

ڵٳۿۣڽةؑ ڤَلُوْيُهُوُّ وَٱسَرُّواالنَّجُوَى ۖ النَّزِيْنَ طَلَكُوُّا ۗ هَلُ هٰنَا اِلاَئِبَرُّسِّمُلُكُوْ اَفَتَاثُوْنَ السِّعَرَوَانُثُو تُبُصِرُونَ ۞

> ڠ۬ڶۮٙۑٞۜؽۼؙڬٛۉاڶڤٙۊؙڶ؋۬؋ٳڵۺۜؠٙٳ۫ٙۅٙۘۘٳڵۯڞؙ ۅؘۿۅؘٳڵڛؖؠؽؙۼؙٳڷ۬ۼڸؿۿؚؖ

ؠؘڷۊؘٵڬٛٳٲڞؗۼٵؿؙٲڂڵٳؠؘڵۑٳۏؙؾۧڵۿؠؘڵۿۅٙ ۺٵۼۣٷؖؽؙڵؽٲؾؾٳؠٳڮۊػؠٙٵۯؖڛڶٳڶڒٷڵۏڽ۞

#### سورۂ انبیاء کلی ہے اور اس میں ایک سو بارہ آبیتیں اور سات رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا<sup>(۱)</sup> پھر بھی وہ بے خبری میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔<sup>(۲)</sup>

ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو بھی نئی نئی است ہیں۔ (۳) سخت ہیں۔ (۳) سخت ہیں۔ (۳) سے وہ کھیل کو د میں ہی سنتے ہیں۔ (۳) سے ان کے دل بالکل غافل ہیں اور ان ظالموں نے چپکے چپکے سرگوشیاں کیں کہ وہ تم ہی جیسا انسان ہے، پھر کیا وجہ ہے جو تم آگھوں دیکھتے جادو میں آجاتے ہو۔ (۳)

م. پینمبر نے کہا میر ا پروردگار ہر اس بات کو جو آسان وزمین میں ہے بخوبی جانتا ہے، وہ بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اتنا ہی نہیں بلکہ یہ تو کہتے ہیں کہ یہ قرآن پراگندہ
 خوابوں کا مجموعہ ہے بلکہ اس نے ازخود اسے گھڑلیا ہے

ا. وقت صاب سے مراد قیامت ہے جو ہر گھڑی قریب سے قریب تر ہورہی ہے۔ اور وہ ہر چیز جو آنے والی ہے، قریب ہے۔ اور ہر انسان کی موت بجائے خود اس کے لیے قیامت ہے۔ علاوہ ازیں گزرے ہوئے زمانے کے لحاظ سے بھی قیامت قریب ہے کیونکہ جتنا زمانہ گزرچکا ہے۔ باتی رہ جانے والا زمانہ اس سے کم ہے۔

۲. لیعنی اس کی تیاری سے غافل، دنیا کی زینتوں میں گم اور ایمان کے نقاضوں سے بے خبر ہیں۔

سا. یعنی قرآن جو و قباً فوقاً حسب حالات و ضروریات نیا نیا اترتا رہتا ہے، وہ اگرچہ انہی کی تصبحت کے لیے اترتا ہے،
لکن وہ اسے اس طرح سنتے ہیں جیسے وہ استہزاء و مذاق اور تھیل کررہے ہوں یعنی اس میں تدبر وغور و فکر نہیں کرتے۔
ملایعنی نبی کا بشر ہونا ان کے لیے ناقابل قبول ہے پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ تم دیکھ نہیں رہے کہ یہ تو جادوگر ہے، تم اس
کے جادو میں دکھتے بھالتے کیوں چھنتے ہو؟

۵. وہ تمام بندوں کی باتیں سنا ہے اور سب کے اعمال سے واقف ہے، تم جو جھوٹ بکتے ہو، اسے سن رہا ہے اور میری سیائی کو اور جو دعوت متہیں دے رہا ہوں، اس کی حقیقت کو خوب جانتا ہے۔

بلکہ یہ شاعر ہے، (۱) ورنہ ہمارے سامنے یہ کوئی الی نشانی لائے جیسے کہ اگلے پینمبر بھیجے گئے تھے۔ (۱)

۲. ان سے پہلے جتنی بستیاں ہم نے اجاڑیں سب ایمان سے خالی تھیں۔ تو کیا اب یہ ایمان لائیں گے۔ (۱)

ک. اور تجھ سے پہلے بھی جتنے پینمبر ہم نے بھیج سبھی مرد تھے (۱) جن کی طرف ہم وحی اتارتے تھے اپس تم اہل کتاب سے یوچھ لو اگر خود تہہیں علم نہ ہو۔ (۵)

مَّالْمَنَتُ تَبُكُهُ مِّنْ قَرْيَةٍ إَهْلَكُنْهَا أَفَهُمْ يُؤُمِنُونَ<sup>©</sup>

وَمَاۤارَسُلُنا قَبُلُك إِلَّارِجالَاتْنُوجِي َالَيْهِمُ قَسُّئُوۡاَ اَهۡلَ الذِّكْرِ ان كُنْتُهُ لِاَتَّعَلَمُوۡنَ۞

ا. ان سرگوشی کرنے والے ظالموں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ کہا کہ یہ قرآن تو پریشان خواب کی طرح پراگندہ افکار کا مجموعہ، بلکہ اس کا اپنا گھڑا ہوا ہے، بلکہ یہ شاعر ہے اور یہ قرآن کتاب ہدایت نہیں، شاعری ہے۔ یعنی کسی ایک بات پر ان کو قرار نہیں ہے۔ ہر روز ایک نیا پینترا بدلتے اور نئی سے نئی الزام تراشی کرتے ہیں۔

٢. ليني جس طرح صالح عليناً كے ساتھ اونٹنی، اور موسی عليناً كے ساتھ عصا اور يد بينا وغيره۔

سر یعنی ان سے پہلے جتنی بستیاں ہم نے ہلاک کیں، یہ نہیں ہوا کہ ان کی حسب خواہش معجزہ دکھلانے پر وہ ایمان لے آئی ہوں، بلکہ معجزہ دیکھ لینے کے باوجود وہ ایمان نہیں لائیں، جس کے نتیج میں ہلاکت ان کامقدر بنی۔ تو کیا اگر اہل کمہ کو ان کی خواہش کے مطابق کوئی نشانی دکھلادی جائے، تو وہ ایمان لے آئیں گے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ بھی تکذیب وعناد کے رائے پر ہی بدستور گامزن رہیں گے۔

مل. لیعنی تمام نبی مرد انسان تنے، نہ کوئی غیر انسان کبھی نبی آیا اور نہ غیر مرد، گویا نبوت انسانوں کے ساتھ اور انسانوں میں بھی مردول کے ساتھ ہی خاص رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی عورت نبی نہیں بنی۔ اس لیے کہ نبوت بھی ان فرائض میں سے ہے جو عورت کے طبعی اور فطری دائرہ عمل سے خارج ہے۔

۵. أهْلَ الذِّحْرِ (اہل علم) سے مراد اہل کتاب ہیں، جو سابقہ آسانی کتابوں کا علم رکھتے تھے، ان سے پوچھ لو کہ پچھلے انبیاء جو ہو گزرے ہیں، وہ انسان تھے یا غیر انسان؟ وہ تہمیں بتلائمیں گے کہ تمام انبیاء انسان ہی تھے۔ اس سے بعض حضرات "تقلید" کا اثبات کرتے ہیں۔ جو غلط ہے۔ "تقلید یہ ہے کہ ایک معین شخص، اور اس کی طرف منسوب ایک معین فقہ کو مرجع بنایا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ دو سرا، یہ کہ بغیر دلیل کے اس بات کو تسلیم کیا جائے جب کہ آیت میں اہل الذکر سے مراد کوئی متعین شخص نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ عالم ہے جو تورات وانجیل کا علم رکھتا تھا۔ اس سے تو تقلید شخصی کی نفی ہوتی ہے؟ اس میں تو علاء کی طرف رجوع کرنے کی تاکید ہے، جو عوام کے لیے ناگزیر ہے، جس سے کسی کو مجال انکار نہیں ہے۔ نہ کہ کسی ایک ہی خود ساختہ فقہیں؟
 کی ایک ہی شخصیت کا دامن پکڑ لینے کا حکم۔ علاوہ ازیں تورات وانجیل، منصوص کتابیں تھیں یا انسانوں کی خود ساختہ فقہیں؟
 اگر وہ آسانی کتابیں تھیں تو مطلب یہ ہوا کہ علاء کے ذریعے سے نصوص شریعت معلوم کریں، جو آیت کا صحیح مفہوم ہے۔"

وَمَاجَعَلَنْهُمُ جَسَدًا الَّايَأَكُلُوْنَ الطَّعَامَر وَمَاكَانُوْ الْخِلدِيْنَ

تُتَصَدَقَهُ مُ الْوَعَدَ فَانْجَيْنَاهُمُ وَمَنَ نَّشَاءُ وَاهْلُلْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ﴿ وَاهْلُلْنَا

ڵڡؘۜۮٲڹؙۯؙڵؽؖٳڵؽڴؙۉڵٟؾٵڣؽؙٷۮؚڴۯؙڴؙۄٝ ٵؘڡٛڵڒؾؘۼۛؿڵۯؙڹ۞۫

ۅؘڲۄٛۊٞڝٙؠؙؾٵڡۣڹٛۊؘۯؽۊٟڮانتُڟڵؚؠة ٞۅۜٲٮؗۺؙٲؙڬٵ ؚۼڡؙۮۿٳڨٷۿٵڵڂؘڔؿڹ۞

فَكَتَّا اَحَشُوْ ابَالْسَنَا إِذَا هُمُ مِّنْهَا يَرُكُضُونَ اللهِ

ڮٮۜڗؙػؙڞؙۏؗٳۏٳڝ۫ۼؚٷٙٳڸڶڡۧٲٲؾؙڗۣڣٙؾٝڎ۫ۏؽ۬ؠٷڡٙٮڶڮؽڹ۠ۿ ڮڰڴڎؙۺؙڂڵۏؽ۞

٨. اور ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ
 کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔(۱)

9. پھر ہم نے ان سے کیے ہوئے سب وعدے سچے کیے انہیں اور جن جن کو ہم نے چاہا نجات عطا فرمائی اور حد سے نکل جانے والوں کو غارت کر دیا۔

• ا. یقیناً ہم نے تمہاری جانب کتاب نازل فرمائی ہے جس میں تمہارے لیے ذکر ہے، کیا پھر بھی تم عقل نہیں رکھتے ؟

11. اور بہت سی بستیاں ہم نے تباہ کردیں (\*) جو ظالم تھیں اور ان کے بعد ہم نے دوسری قوم کو بیدا کردیا۔

17. جب انہوں نے ہمارے عذاب کا احساس کرلیا تو لگے اس سے بھاگئے۔ (\*)

الله بھاگ دوڑ نہ کرو<sup>(۵)</sup> اور جہاں تہمیں آسودگی دی گئ تھی وہیں واپس لوٹو اور اپنے مکانات کی طرف جاوَ<sup>(۲)</sup>

ا. بلکہ وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور موت سے ہم کنار ہو کر راہ گیرانِ عالم بقا بھی ہوئے، یہ انبیاء کی بشریت ہی کی دلیل دی جارہی ہے۔

۲. لیعنی وعدے کے مطابق نبیوں کو اور اہل ایمان کو نجات عطا کی اور حد سے تجاوز کرنے والے لیعنی کفار ومشر کین کو ہم نے ہلاک کردیا۔

٣٠. قَصَمَ كَ مَعَىٰ بِين تَوْرُ پُوورُ كَرَ رَهَ دِينا اور كَمْ صِغَهُ كَتْشِر ہے۔ يعنى كُتَى بَى بستيوں كو بَم نے ہلاك كرديا، تَوْرُ پُورُ كَرَ رَهُ دِيا، جَس طرح دوسرے مقام پر فرمايا (قوم نوح كے بعد ہم نے كتى بى بستياں ہلاك كرديں)۔ (بني إسرائيل: ١١) ٢٠. احساس كے معنیٰ بین، حواس كے ذريعے سے ادراك كرلينا۔ يعنی جب انہوں نے عذاب يا اس كے آثار كو آتے ہوئے آئھوں سے ديكھ ليا، يا كڑك گرج كى آواز س كر معلوم كرليا، تو اس سے بچنے كے ليے راہ فرار ڈھونڈ سے لگے۔ معنی ہوتے بین كہ آدمی گھوڑے وغیرہ پر بیٹھ كر اس كو دوڑانے كے ليے ايڑ لگائے۔ يہيں سے يہ بھاگئے معنی میں استعال ہونے لگا۔

۵. یہ فرشتوں نے ندا دی یا مومنوں نے استہزاء کے طور پر کہا۔

۲. یعنی جو نعتیں اور آسائشیں تہہیں حاصل تھیں جو تمہارے کفر اور سرکشی کا باعث تھیں اور وہ مکانات جن میں تم

قَالُوْ الِدَيْكِنَا اَتَاكُتًا ظِلْمِينَ@

ڡؘؠٵڒؘٳڵڡؖ۬ڗۨڵڰۮٷ؇ؙؙؠٛػڷٚۼڡڵڹۿؙٶٛڂڝؽٮۘٵ ڂؠؚٮؚؽؙڽۛ

وَمَا خَلَقُنَا السَّمَاءَ وَالْرَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمُ الْعِبِينَ®

ڵٷۯۮؙؽۜٵؘؽؙؾۜٛڿٙۮؘڵۿۅٞٳڒؾۜٛڂؽؙڬ۠ڡؙڡؚؽؙڷٞٛ۠ؽؙ؆ؖ ٳؽؙڴؾٵڣ۬ڡؚڶؽؽؘ۞

بَلُ نَقُرِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدُمَغُهُ فَإِذَا هُوزَاهِتُ وَلَكُوْ الْوَيُلُ مِمَّاتَصِفُونَ ۞

تاکہ تم سے سوال تو کرلیا جائے۔(۱)

۱۳. کہنے لگے ہائے ہماری خرابی! بیشک ہم ظالم تھے۔

10. پھر تو ان کا یہی قول رہا<sup>(۱)</sup> یہاں تک کہ ہم نے انہیں جڑ سے کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی پڑی آگ (کی طرح) کردیا۔<sup>(۱)</sup>

17. اور ہم نے آسان وزمین اور ان کے در میان کی چیزوں کو کھیلتے ہوئے نہیں بنایا۔ (م)

11. اگر ہم یوں ہی کھیل تماشے کا ارادہ کرتے تو اسے اپنے پاس سے ہی بنالیتے، (۵) اگر ہم کرنے والے ہی ہوتے۔ (۱)

11. بلکہ ہم چ کو جھوٹ پر پھینک مارتے ہیں پس چ جھوٹ کا سر توڑ دیتا ہے اور وہ اسی وقت نابود ہوجاتا ہے،() تم جو باتیں بناتے ہو وہ تمہارے لیے باعث

رہتے تھے اور جن کی خوبصورتی اور پائیداری پر فخر کرتے تھے ان کی طرف باپو۔

ا. اور عذاب کے بعد تمہارا حال احوال تو پوچھ لیا جائے کہ تم پر یہ کیا بیتی، کس طرح بیتی اور کیوں بیتی؟ یہ سوال بطور طنز اور مذاق کے ہے، ورنہ ہلاکت کے شلخ میں کے جانے کے بعد وہ جواب دینے کی پوزیش میں ہی کب رہتے تھے؟
 ۲. لیعنی جب تک زندگی کے آثار ان کے اندر رہے، وہ اعتراف ظلم کرتے رہے۔

۳. حَصِيْدٌ، کُلْ ہوئی کیتی کو اور خُمُودٌ آگ کے بجھ جانے کو کہتے ہیں۔ لینی بالآخر وہ کُل ہوئی کیتی اور بجھی ہوئی آگ کی طرح راکھ کا ڈھیر ہوگئے، کوئی تاب وتوانائی اور حس وحرکت ان کے اندر نہ رہی۔

۷. بلکہ اس کے کئی مقاصد اور حکمتیں ہیں، مثلاً بندے میرا ذکر وشکر کریں، نیکوں کو نیکیوں کی جزاء اور بدوں کو برائیوں کی سزا دی جائے۔ وغیرہ

۵. یعنی اپنے پاس سے ہی کچھ چیزیں کھیل کے لیے بنالیتے اور اپنا شوق بورا کر لیتے۔ اتنی کمبی چوڑی کا نئات بنانے کی اور پھر اس میں ذی روح اور ذی شعور مخلوق بنانے کی کیا ضرورت تھی؟

۲. "اگر ہم کرنے والے ہی ہوتے"۔ عربی اسلوب کے اعتبار سے یہ زیادہ صحیح ہے بہ نسبت اس ترجمہ کے کہ "ہم کرنے والے ہی نہیں"۔ (فع القدی).

ک. لینی تخلیق کائنات کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ ہے کہ یہاں حق وباطل کی جو معرکہ آرائی اور خیرو شر کے

خرابی ہیں۔

ۅؘڵؘ؋ؙڡڽؙ؋ۣٳڶۺؠڶۅؾؚۅٙٲڵۯۻۣٝۅٙڡۜڹؙ؏ؽ۫ٮۜڎ ڵڒؽۺؘٮٞڵؿؚڒؙۉؙڹؘعؘڽؙ؏ؠؘٵۮؾؚ؋ۅؘڵڒؽۺؙؾٞڂ۫ڛڒؙۏؙڹۧ<sup>ڰ</sup>

يُسَيِّحُونَ البُّلَ وَالنَّهُ الرَّلَايَفُ تُرُونَ

آمِراتَّغَنُ وْ اَالِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمُرُنْتِيْرُوْنَ<sup>®</sup>

لُوْكَانَ فِيُهِمَّ اللِهَ أَلِّاللهُ لَفَسَدَتَا فَسُبُحٰنَ اللهِ رَبِّ الْعَرُشِ عَبَّا يَصِفُونَ ۞

19. اور آسانوں اور زمین میں جو ہے اسی اللہ کا ہے (۲) اور جو اس کے پاس ہیں (۳) وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔

۲۰. وه دن رات تشبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا سی بھی ستی نہیں کرتے۔

۲۱. کیا ان لوگوں نے زمین (کی مخلوقات میں) سے ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو زندہ کر دیتے ہیں؟ (م)

۲۲. اگر آسان و زمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہوجاتے، (۵) پس

درمیان جو تصادم ہے، اس میں ہم حق اور خیر کو غالب اور باطل اور شر کو مغلوب کریں۔ چنانچہ ہم حق کو باطل پر یا تھے کو جھوٹ پر یا خیر کو شر پر مارتے ہیں، جس سے باطل، جھوٹ اور شر کا بھیجا نکل جاتا ہے اور چشم زون میں وہ نابود ہوجاتا ہے۔ دَمْغٌ سر کی ایسی چوٹ کو کہتے ہیں جو دماغ تک پہنچ جائے۔ زَهَقَ کے معنی، ختم یا ہلاک و تلف ہوجائے کے ہیں۔ ا. لیعنی رب کی طرف تم جو بے سرویا باتیں منسوب کرتے یا اس کی بابت باور کراتے ہو، (مثلاً یہ کائنات ایک کھیل ہے، ایک کھانڈرے کا شوق فضول ہے وغیرہ) یہ تمہاری ہلاکت کا باعث ہے۔ کیونکہ اسے کھیل تماشہ سیجھنے کی وجہ سے تم حق سے گریز اور باطل کو اختیار کرنے میں کوئی تامل اور خوف محسوس نہیں کرتے، جس کا نتیجہ بالآخر تمہاری بربادی اور ہلاکت ہی

۲. سب اسی کی ملیت اور اسی کے غلام ہیں۔ پھر جب تم کسی غلام کو اپنا بیٹا اور کسی لونڈی کو بیوی بنانے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے مملوکین اور غلاموں میں سے بعض کو بیٹا اور بعض کو بیوی کس طرح بناسکتا ہے؟

س. اس سے مراد فرشتے ہیں، وہ بھی اس کے غلام اور بندے ہیں، ان الفاظ سے ان کا شرف واکرام بھی ظاہر ہورہا ہے کہ وہ اس کی بارگاہ کے مقربین ہیں۔ اس کی بیٹیاں نہیں ہیں جیسا کہ مشرکین کا عقیدہ تھا۔

۷م. استفہام انکاری ہے لینی نہیں کر سکتے۔ پھر وہ ان کو، جو کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے، اللہ کا شریک کیوں تھہراتے اور ان کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟

۵. یعنی اگر واقعی آسان وزمین میں دو معبود ہوتے تو کائنات میں تصرف کرنے والی دو ہستیاں ہوتیں، دو کا ارادہ وشعور اور مرضی کار فرما ہوتی اور جب دو ہستیوں کا ارادہ اور فیصلہ کائنات میں چپاتا تو یہ نظم کائنات اس طرح قائم رہ ہی نہیں سکتا تھا جو ابتدائے آفرینش سے، بغیر کسی ادنی توقف کے، قائم چلا آرہا ہے۔ کیونکہ دونوں کا ارادہ ایک دوسرے سے

اللہ تعالی عرش کا رب ہر اس وصف سے پاک ہے جو یہ مشرک بیان کرتے ہیں۔

۲۳. وہ اپنے کامول کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں اور سب (اس کے آگے) جواب دہ ہیں۔

۲۳ کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں،
ان سے کہہ دو لاؤ اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ ہے میرے
ساتھ والوں کی کتاب اور مجھ سے اگلوں کی دلیل۔ (() بات
یہ ہے کہ ان میں کے اکثر لوگ حق کو نہیں جانتے اسی
وجہ سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

۲۵. اور تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سواکوئی معبود برحق خبیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔(۱)

۲۷. اور (مشرک لوگ) کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد والا ہے (غلط ہے) اس کی ذات پاک ہے، بلکہ وہ سب اس کے باعزت بندے ہیں۔

۲۷. کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں۔(۳) لايْسْعَلْ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْعَلُونَ®

آمِراتَّخَذُوْامِنُ دُوْنِهَ اللِهَةَ قُلُ هَاتُوْا بُرُهَانَكُوْرَ هَنَادِدُوْمَنُ مَّعِى وَذِكُوْمَنُ قَبُلِ \* بَلُ آكُ تَرُّهُ هُ لَا يَعَكَمُونَ الْحَقَّ فَهُوْمُنُّ عُرِضُونَ ۞

وَمَاۤارَسُلۡتَامِنُ تَبُلِكَ مِنُ رَّسُوۡلِ إِلَّالُنُوۡمِيُّ ۗ إِلَيْهِ اَنَّهُ لِاَلِلهُ إِلَّااَتَافَاعُبُدُوۡنِ۞

ۅؘۊؘڵڷۅؗٳٳؾۜڿؘڶٳڷڗۣڞڶؽۅؘڵڴٳڛؙڹؖڂێؗؗ؋ؙڋڷؚۛۼؚؠٵڎٛ ۺ۠ڴۯؙٷؽؙ۞

لاَسَيْبِقُوْنَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِ هِ يَعْمَلُونَ ®

نگراتا، دنوں کی مرضی کا آپس میں تصادم ہوتا، دونوں کے اختیارات ایک دوسرے کی خالف سمت میں استعال ہوتے۔
جس کا متیجہ ابتری اور فساد کی صورت میں رونما ہوتا۔ اور اب تک ایسا نہیں ہوا تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ کائنات
میں صرف ایک ہی ہستی ہے جس کا ارادہ ومشیت کار فرما ہے، جو کچھ بھی ہوتا ہے، صرف اور صرف اس کے حکم پر
ہوتا ہے، اس کے دیے ہوئے کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے وہ اپنی رحمت روک لے، اس کو دینے والا کوئی نہیں۔
ا. ذِکْرُ مَنْ مَّعِيَ سے قرآن اور دوسرے ذکر سے سابقہ کتب آسانی مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن میں اور اس سے
قبل کی دیگر کتابوں میں، سب میں صرف ایک ہی معبود کی الوہیت وربوبیت کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن یہ مشرکین اس حق کو
تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اور بدستور اس توحید سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

۲. یعنی تمام پیغیبر بھی یہی توحید کا پیغام لے کر آئے۔

m. اس میں مشرکین کا رد ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ فرمایا، وہ بیٹیال نہیں، اس کے ذی عزت

يُعُـُكُوْمَا بَكِنْ ايْدِ يْهِمْ وَمَاخَلْفَهُمُ وَلاَيَتْفَعُوْنَ ْإِلَالِمِنِ ارْتَظٰى وَهُمُومِّنُ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ<sup>©</sup>

وَمَنْ يَقُلُ مِنْهُوْ إِنِّ اللَّهِ مِنْ دُونِهِ فَذَٰ لِكَ بَجُزِنْ يِهِ جَهِ نَمْ \*كَالِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِ يُنَ۞

ٱۅؘؖڵۄ۫ؽڒۘٳڷێڹؽ۬ڪؘفَرُۅٛٞٵؽۜالسۜؠڵۅؾ ۅاڵۯۯڞؘػٲڹٮۜٵڒؿؙڤٵڣؘڡٞتڠؙڹۿؠٵۏۧڿۼڵڹٵڝٵڶؠٵۧ؞

۲۸. وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے وہ کئی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو<sup>(1)</sup> اور وہ تو خود ہیبت اللہی سے لرزاں و ترساں ہیں۔

19. اور ان میں سے اگر کوئی بھی کہہ دے کہ اللہ
 کے سوا میں لائق عبادت ہوں تو ہم اسے دوزخ کی سزا
 دیں (۱) ہم ظالموں کو اس طرح سزا دیتے ہیں۔

• ۳۰. کیا کافر لوگوں نے یہ نہیں دیکھا(۳) کہ آسان وزمین باہم ملے جلے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا(۴) اور ہر زندہ

بندے اور اس کے فرمال بردار ہیں۔ علاوہ ازیں بیٹے، بیٹیوں کی ضرورت، اس وقت پڑتی ہے جب عالم پیری میں ضعف واضحلال کا آغاز ہوجاتا ہے تو اس وقت اولاد سہارا بن جاتی ہے، اسی لیے اولاد کو عصائے پیری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن بڑھاپا، ضعف واضحلال، ایسے عوارض ہیں جو انسان کو لاحق ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات ان تمام کمزوریوں اور کو تاہیوں سے پاک ہے۔ اس لیے اسے اولاد کی یا کسی بھی سہارے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں بار بار اس امر کی صراحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد منہیں ہے۔

ا. اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء وصالحین کے علاوہ فرشتے بھی سفارش کریں گے۔ حدیث صحیح سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لیکن یہ سفارش انہی کے حق میں ہوگی۔ جن کے لیے اللہ تعالیٰ پند فرمائے گا۔ اور ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سفارش انہی کے حق میں ہوگی۔ جن کے لیے اللہ تعالیٰ پند فرمائے گا۔ اور ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سفارش اپنی نیروں کے لیے بنید فرمائے گا۔ اپنی نافرمان بندوں کے لیے بنید فرمائے گا۔ بیند فرمائے گا۔ بعنی ابل ایمان و توجید ہی کے لیے بند فرمائے گا۔ بینی ابل ایمان و توجید ہی کے لیے بند فرمائے گا۔ بینی ابل ایمان و توجید ہی جہنم میں بھینک دیں گے۔ یہ شرطیہ کلام ہے، جس کا و توع ضروری نہیں۔ مقصد، شرک کی تردید اور توجید کا اثبات ہے۔ جیسے ﴿قُلُ إِنْ کَانَ لِلْرِحْمَانِ اللّٰ اللّٰ اللّٰ کِنَ اللّٰ ہونے کی تردید اور توجید کا اثبات ہے۔ جیسے ﴿قُلُ إِنْ کَانَ لِلْرِحْمَانِ کَانَ لِلْرِحْمَانِ کَانَ لِلْرِحْمَانِ کَانَ لِلْرِحْمَانِ کَانَ لِلْوَمْنَ رَحْنُ کَلَ اولاد ہوتو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والوں میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والوں میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والوں میں سب سے بہلے اس کی عبادت کرنے والوں میں جن کا و توع غیر ضروری ہے۔

٣. اس سے رؤیت عینی نہیں، رؤیت قلبی مراد ہے لیعنی کیا انہوں نے غورو فکر نہیں کیا؟ یا انہوں نے جانا نہیں؟
٨. رَتْقٌ کے معنی، بند کے اور فَتْقٌ کے معنی کھاڑنے، کھولنے اور الگ الگ کرنے کے ہیں۔ لیعنی آسان وزمین، ابتدائے امر میں، باہم ملے ہوئے اور ایک دوسرے سے الگ کیا، آسانوں کو اور کریا جس سے بارش برسی ہے اور زمین کو ایک چوست تھے، ہم نے ان کو ایک دوسرے سے الگ کیا، آسانوں کو اور کردیا جس سے بارش برستی ہے اور زمین کو ایک جگہ پر رہنے دیا، یوں وہ پیداوار کے قابل ہوگئی۔

## كُلِّ شَيًّ حَيِّ الْفَلَايْؤُمِنُونَ۞

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ انُ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَ الْجَاجُ السُلِالْكَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ۞

وَجَعَلُمَا السَّمَاءَ سَقُفًا مَّحُفُوطًا الْوَهُوعَ البَهَا مُعْرِضُونَ

وَهُوَالَّذِي َخُكُنَّ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمُسَ وَالْقَتَمَرِيْكُلُّ فِي فَلَاثٍ يَتَّبَعُونَ۞

چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا<sup>(۱)</sup> کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔

اسل اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنادیے تاکہ وہ مخلوق کو ہلا نہ سکے، (۲) اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں بنادیں (۳) تاکہ وہ راستہ حاصل کریں۔

سر اور آسان کو محفوظ حصت (۳) بھی ہم نے ہی بنایا ہے۔ لیکن لوگ اس کی قدرت کے نمونوں پر دھیان ہی نہیں دھرتے۔

ساس اور وہی اللہ ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے۔ (۵) ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے مدار میں تیرتے پھرتے ہیں۔ (۲)

ا. اس سے مراد اگر بارش اور چشموں کا پانی ہے، تب بھی واضح ہے کہ اس سے روئمیدگی ہوتی اور ہر ذی روح کو حیاتِ نو ملتی ہے اور اگر مراد نطفہ ہے، تو اس میں بھی کوئی اشکال نہیں کہ ہر زندہ چیز کے وجود کا باعث وہ قطرۂ آب ہے جو نر کی صلب سے نکلتا اور مادہ کے رحم میں جاکر قرار پکڑتا ہے۔

لیعنی اگر زمین پر یہ بڑے بڑے پہاڑ نہ ہوتے تو زمین میں جنبش اور لرزش ہوتی رہتی، جس کی وجہ سے انسانوں اور حیوانوں کے لیے زمین مسکن اور مستقر بننے کی صلاحیت سے محروم رہتی۔ ہم نے پہاڑوں کا بوجھ اس پر ڈال کر اسے ڈانوا ڈول ہونے سے محفوظ کردیا۔

سا، اس سے مراد زمین یا پہاڑ ہیں، یعنی زمین میں کشادہ راستے بنا دیے یا پہاڑوں میں درے رکھ دیے، جس سے ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں آنا جانا آسان ہو گیا۔ یَھْتَدُوْنَ کا ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے تاکہ وہ ان کے ذریعے سے اپنی معاش کے مصالح ومفادات حاصل کر سکیں۔

٣٠. سَقْفًا مَّحْفُوظًا زمين كے ليے محفوظ حجيت، جس طرح خيمے اور قبے كى حجيت ہوتى ہے۔ يا اس معنى ميں محفوظ كه ان كو زمين پر گر پڑيں تو زمين كا سارا نظام ته وبالا ہوسكتا ہے۔ يا شياطين سے محفوظ۔ جيسے فرمايا ﴿وَحَفِظُهٰهُ كَامِنْ عُلِي شَيْطِي تَجِيْدٍ ﴾ (الحجر: ١٤)

۵. لینی رات کو آرام اور دن کو معاش کے لیے بنایا، سورج کودن کی اور چاند کو رات کی نشانی بنایا، تأکه مهینوں اور سالوں
 کا حساب کیا جاسکے، جو انسان کی اہم ضروریات میں سے ہے۔

٢. جس طرح پيراک سطح آب پر تير تا ہے، اس طرح چاند اور سورج اپنے اپنے مدار پر تيرتے لعنی روال دوال رہتے ہيں۔

وَمَاجَعَلْنَالِبَشَرِمِّنُ قَبُلِكَ الْخُلُلُ ۚ اَفَاٰبِنُ مِّتَّ فَهُوُالْخَلِدُونَ۞

كُلُّ نَفْسِ ذَ إِنصَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبَلُؤُكُو بِالشَّيِّرِ وَالْخَلْمِ فِنْنَةٌ وَالْمِيْنَا تُرْجَعُونَ۞

ڡٙٳۮؘٳۯٳڮٳڷڒڽؽؘػڡٞۯؙٷٙٳ؈ۜؾۜؾ۫ڿۮؙۏٮؘڬ ٳڷڒۿؙڕؙۉٵۿؘؙؙ؉ڶٳڷڹؿؘؾۮڬٷٳڸۿؾؙڴٷٛۅۿڡؙۄ ڹؚۮۣٷٟٳڶڗٟۜٛػؠؙ؈ۿ۫ٷڬۏ۞

ڂ۠ڸؚۊٙٵڷٳؽؙٮٮٙٵڽؙڡؚڽؙۼڮٟڸۣۺٲ۠ۅڔؚؽۿؙٳڸؾؚؽ ڣؘڵڗۺؘؾؙۼۘڣڵۅؙڹ۞

سر اور آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے ہمیشگی نہیں دی، کیا اگر آپ مرگئے تو وہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے۔(۱)

سر ہر جان دار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ ہم بطریق المتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤگ۔ (۳) بیل اور یہ منکرین تجھے جب بھی دیکھتے ہیں تو تمہارا مذاق ہی اڑاتے ہیں کہ کیا یہی وہ ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر برائی سے کرتا ہے، اور وہ خود ہی رحمٰن کی یاد کے باکل ہی منکر ہیں۔ (۳)

۔ انسان جلد باز مخلوق ہے۔ میں شہبیں اپنی نشانیاں ابھی ابھی دکھاؤں گا تم مجھ سے جلد بازی نہ کرو۔ (۵)

ا. یہ کفار کے جواب میں، نبی سَکُلَیْفِیْم کی بابت کہتے تھے کہ ایک دن اسے مربی جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، موت تو ہر انسان کو آنی ہے اور اس اصول سے بقینا محمد رسول اللہ سَکُلیْفِیْم بھی مشیٰ نہیں۔ کیونکہ وہ بھی انسان بی ہیں اور ہم نے کسی انسان کے لیے بھی دوام اور بیشگی نہیں رکھی ہے۔ لیکن کیا یہ بات کہنے والے خود نہیں مریں گے؟ اس سے صنم پرستوں کی بھی تردید ہوگئ جو دیو تاوں کی اور انبیاء واولیاء کی زندگی کے قائل ہیں اور اسی بنیاد پر ان کو حاجت روا اور مشکل کشا کسیحتے ہیں۔ فَنَعُوْذُ بُاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْعَقِیْدَةِ الْفَاسِدَةِ الَّتِیْ تُعَارِضُ الْقُرْآنَ.

۲. لیعنی کہی مصائب وآلام سے دوچار کرکے اور کہی دنیا کے وسائل فراواں سے بہرہ ور کرکے۔ کہی صحت و فراخی کے ذریعے سے اور کہی فقر وفاقہ میں مبتلا کرکے آزماتے کے ذریعے سے اور کہی فقر وفاقہ میں مبتلا کرکے آزماتے ہیں۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ شکر گزاری کون کرتا ہے اور ناشیری کون؟ شیر اور صبر، یہ رضائے الٰہی کا اور کفران فعت اور ناصبری غضب الٰہی کا موجب ہے۔

سا. وہاں تمہارے عملوں کے مطابق اچھی یا بری جزاء دیں گے۔ اول الذکر لوگوں کے لیے بھلائی اور دوسروں کے لیے برائی۔ سم. اس کے باوجود یہ رسول الله عَلَّيْقِمْ کا استہزاء وہذاق اڑاتے ہیں۔ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَلَاَا اَوْكَا اَلَّهُ اِللَّهُ وَمُولَا ﴾ (الفرقان: ۱۳) (جب اے بیٹیمر! یہ کفار مکہ مجھے دیکھتے ہیں تو تیرا مذاق اڑانے لگ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کیا یہی وہ شخص ہے جے اللہ نے رسول بناکر بھیجا ہے؟)

۵. یہ کفار کے مطالبۂ عذاب کے جواب میں ہے کہ چونکہ انسان کی فطرت میں عجلت اور جلد بازی ہے۔ اس لیے وہ

وَيَقُولُونَ مَنَّى لَهٰ ذَا الْوَعُدُ إِنَّ كُنْتُمْ صَدِقِينَ ﴿

ڵۅؙؽۼۘڵۄؙٵێۮؚؽ۬؆ؘڡۜڡؙٚؗؗڕؙۉٳڿؽ۬؆ڵٳڲؙڡۨٛۏ۠ڹۼۛ ۊؙؙؙؙ۠ۼۅ۫ۿؚۿۄ۠ٳڵؾۜٵڒۅٙڵٳۼڽؙڟۿؙۅڔۿؚۄؙ ۅٙڵٳۿؙڂؙؽؙڣػڔؙۏؙڹ۞

ۘڹڵؾؘۜٲؾؙؠۿؚ؞ٛڹۼؗؾڐٞڣۜٮؙؠؘٛؿؙۿؙٷڣؘڵڵۺؗؾؘڟؚؽٷؽ ڒڐۿٲۅؘڵٳۿؙۄ۫ؽؙؽؘڟۯۅؙڹؘ۞

> ۅؘڵڡٙڮٳٲۺؙؿؙۿۯؽٞؠۯڛؙڸۺؙۜؿؙڲڮڬڣؘػٲؾٙ ڽؚٵڷٙڬؚؿؙڹؘ؊ڿۯؙۏٳڝڹ۫ۿؙۄؙ۠ۿۜٵػٲۮؙۅؙٳڽؚؠ ۘؽۺؙػؠؙۯؙٷؘڹۧ۞۫

۳۸. اور کہتے ہیں کہ اگر سے ہوتو بتادو کہ یہ وعدہ کب ہے؟

٣٩. کاش! يه کافر جانت که اس وقت نه تو يه کافر آگ کو اپني چېرول سے مثاسکيں گے اور نه اپني پيٹھول سے اور نه ان کی مدد کی جائے گی۔ (۱)

• ٣٠. (١١) اوعدے كى گھڑى ان كے پاس اچانك آجائے گى اور انہيں ہكابكا كردے گى، (٢) پھر نہ تو يہ لوگ اسے ئال سكيں گے اور نہ ذرا سى بھى مہلت ديے جائيں گے۔ (٢)

اس، اور تجھ سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ہنسی مذاق کیا گیا پس ہنسی کرنے والوں کو ہی اس چیز نے گھیرلیا جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے۔(")

پینمبر سے بھی جلدی مطالبہ کرنے لگ جاتا ہے کہ اپنے اللہ سے کہہ کر ہم پر فوراً عذاب نازل کروا دے۔ اللہ نے فرمایا، جلدی مت کرو، میں عنقریب اپنی نشانیاں تمہیں دکھاؤں گا۔ ان نشانیوں سے مراد عذاب بھی ہو سکتا ہے اور صدافت رسول مُنالِیْقِاً کے دلاکل وہراہین بھی۔

ا. اس کا جواب محذوف ہے، تعنی اگر یہ جان لیتے تو پھر عذاب کا جلدی مطالبہ نہ کرتے یا یقیناً جان لیتے کہ قیامت آنے والی ہے یا کفر پر قائم نہ رہتے بلکہ ایمان لے آتے۔

۲. لیعنی انہیں کچھ سجھائی نہیں دے گا کہ وہ کیا کریں؟

۳. که وه توبه واعتذار کا انهمام کرلیں۔

۱۳۰ رسول الله مَنَّ النَّيْمَ کو تعلی دی جارہی ہے کہ مشرکین کے استہزاء اور تکذیب سے بدول نہ ہوں، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، تھے سے پہلے آنے والے پیغیروں کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا گیا، بالآخر وہی عذاب ان پر الٹ پڑا، یعنی اس نے انہیں گھیرلیا، جس کا وہ استہزاء وہذاق اڑایا کرتے سے اور جس کا وقوع ان کے نزدیک مستبعد تھا۔ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَلَقَتُ كُذِّنَبْتُ رُسُلُ مُنِّنَ وَبَيْكَ فَصَبَرُوْاعَلَى مَا اللهِ اَوْدُوا وَلَقَتُ كُذِّنِبْتُ رُسُلُ مُنْ وَبَیْكَ فَصَبَرُوْاعَلَى مَا اللهِ مَنْ اللهِ وَلَقَتُ كُذِّنِبْتُ رُسُلُ مِنْ وَبَيْنِ وَكُلُونَ وَاللهِ مَنْ اللهِ وَلَقَتُ مُنْ كُنُونَ وَلَا عَلَى مَا اللهِ مَنْ اللهِ وَلَمْ مَا اللهُ مَنْ اللهِ مَنْ اللهِ مَنْ الله وَ الله مَنْ الله مِنْ الله مَنْ الله وَعَلَمْ مَنْ الله مَنْ الله مَنْ الله وَعَلَمْ مَنْ وَمِنْ مَنْ الله مَنْ الله مَنْ الله وَعَلَمْ مَنْ وَعَمِد بھی ہے۔

قُلُمَنُ يُكُلُؤُكُو بِالْيَلِ وَالنَّهَالِمِنَ الرَّحُلِينَ بَلُ هُوْعَنُ ذِكْرِ رَبِّهِمُ مُّعْرِضُونَ

ٱمْرُلَهُمُّ الْهِهُ تُمَنَّعُهُمُ مِّنُ دُونِنَا ۚ لايسُ تَطِيْغُونَ نَصُرَ اَنْفُسِهِمُ وَلاهُمُّ مِّنَا يُصُّحُبُونَ ۞

بَلْ مَتَّعُنَا هَؤُلَا وَابَآءَ هُوُحِتُّى طَالَ عَيَهُو الْعُنُرُ الْفَكَرِيَرُونَ اَتَّانَأْتِي الْاَرْضَ تَنْقُصُهُ الْعِلْبُونَ اطَرَافِهَا أَفَهُ الْغِلِبُونَ ۞

قُل إِنَّمَا ٱنُذِوْكُو لِالْوَحْيِّ وَكِيَسُمُ الصَّمُّ الدُّعَآ : إِذَا مَا نُنْكَذُرُونَ۞

۳۲. ان سے پوچھے کہ رحمٰن سے، دن اور رات تمہاری حفاظت کون کر سکتا ہے؟ (۱) بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے پھرے ہوئے ہیں۔

٣٣٠. کيا ہمارے سوا ان کے اور معبود ہیں جو انہیں مصیبتوں سے بچالیں۔ کوئی بھی خود اپنی مدد کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ کوئی ہماری طرف سے رفاقت دیا جاتا ہے۔

المم. بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو زندگی کے سروسامان دیے یہاں تک کہ ان کی مدت عمر گزرگئی۔(۳) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں،(۳) اب کیا وہی غالب ہیں؟(۵)

۳۵. کہہ دیجے میں تو تنہیں اللہ کی وی کے ذریعے آگاہ کررہا ہوں مگر بہرے لوگ بات نہیں سنتے جب کہ انہیں

1. یعنی تمہارے جو کرتوت ہیں، وہ تو ایسے ہیں کہ دن یا رات کی کسی بھی گھڑی میں تم پر عذاب آسکتا ہے؟ اس عذاب سے دن اور رات تمہاری کون حفاظت کرتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا بھی کوئی اور ہے جو عذاب اللہ سے تمہاری حفاظت کرسکے؟

۲. اس کے معنی ہیں وَ لَا هُمْ یَجْأُرُوْنَ مِنْ عَذَابِنَا "نہ وہ ہمارے عذاب سے ہی محفوظ ہیں"۔ یعنی وہ خود اپنی مدد پر اور اللہ کے عذاب سے بھی چر ان کی طرف سے ان کی مدد کیا ہوئی ہے اور وہ انہیں عذاب سے کس طرح بچاسکتے ہیں؟

س. لیعنی ان کی یا ان کے آباء واجداد کی زندگیال اگر عیش وراحت میں گزر گئیں تو کیا وہ یہ سیجھتے ہیں کہ وہ صیح راستے پر ہیں؟ اور آئندہ بھی انہیں کچھ نہیں ہوگا؟ نہیں، بلکہ یہ چند روزہ زندگی کا آرام تو ہمارے اصول مہلت کا ایک حصہ ہے، اس سے کسی کو دھو کہ اور فریب میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔

۷. لیعنی ارض کفر بندرت کھٹ رہی ہے اور دولت اسلام وسعت پذیر ہے۔ کفر کے پیروں تلے سے زمین کھسک رہی ہے اور اسلام کا غلبہ بڑھ رہا ہے اور مسلمان علاقے پر علاقہ فتح کرتے چلے جارہے ہیں۔

۵. لیعنی کفر کو سمٹنا اور اسلام کو بڑھتا ہوا دیکھ کر بھی کیا وہ کافریہ سیھتے ہیں کہ وہ غالب ہیں؟ استفہام انکاری ہے۔ لیعنی وہ غالب نہیں، مغلوب ہیں۔ فاتح نہیں، مفتوح ہیں۔ معزز وسر فراز نہیں، ذات وخواری ان کا مقدر ہے۔

آگاه کیا جائے۔(۱)

وَلَمِنُ مَّسَّ تُهُوْ نَفُحَة ُضِّنُ عَذَا بِرَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يُونِيُنَا إِنَّاكُتُ الْطِلِمِينَ ۞

وَنَضَعُ الْهُوَّازِيْنَ الْقِسْطَالِيُّومِ الْقِيْمَةِ فَلَانْظُلُهُ نَفْسُ شَيْئًا ﴿ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدُلِ اَتَيْنَابِهَا ﴿ وَكَفَىٰ بِنَاحْسِبِبُنِ ۞

۳۷. اور اگر انہیں تیرے رب کے کسی عذاب کا جھو نکا بھی لگ جائے تو بکار اٹھیں کہ ہائے ہماری بد بختی! یقیناً ہم گناہ گار تھے۔(۲)

کم اور قیامت کے دن ہم در میان میں لا رکھیں گے ملک ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر پچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے لا حاضر کریں گے، اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔(۳)

ا. یعنی قرآن سناکر انہیں وعظ و تقیحت کررہا ہوں اور یہی میری ذینے داری اور منصب ہے۔ کیکن جن لوگوں کے کانوں کو اللہ نے حق کے سننے سے بہرا کردیا، آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور دلوں پر مہر لگادی، ان پر اس قرآن کا اور وعظ و تقیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۲. لیعنی عذاب کا ایک بلکا سا جیپٹا اور تھوڑا حصہ بھی پہنچے گا تو پکار اٹھیں گے اور اعتراف ظلم کرنے لگ جائیں گے۔
 سا. مَوَاذِیْنُ، مِیْزَانٌ (ترازو) کی جمع ہے۔ وزن اعمال کے لیے قیامت کے دن یا تو کئی ترازو کیں ہوں گی یا ترازو تو ایک بی ہوگی، محص تفخیم شان کے لیے یا تعدد اعمال کے اعتبار سے جمع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ انسان کے اعمال تو اعراض ہیں ہوں بیٹی یعنی ان کا کوئی ظاہری وجود یا جہم تو ہے نہیں، پھر وزن کس طرح ہو گا؟ یہ سوال آئ سے قبل تک تو شاید کوئی ایمیت رکھتا ہو۔ لیکن آج سائنی ایجادات نے اسے ممکن بنادیا ہے، اب ان ایجادات کے ذریعے سے اعراض کا اور بھیت رکھتا ہو۔ لیکن آج سائنی ایجادات نے اسے ممکن بنادیا ہے، اب ان ایجادات کے ذریعے سے اعراض کا اور بھیت وزن کرنا کون سا مشکل امر ہے، اس کی توشان ہی عکمیٰ گلِّ شَییْءِ قَدِیْرٌ ہے۔ علاوہ اذیں یہ بھی کا، جو اعراض ہیں وزن کرنا کون سا مشکل امر ہے، اس کی توشان ہی عکمیٰ کُلِّ شَییْءِ قَدِیْرٌ ہے۔ علاوہ اذیں یہ بھی ممیں بعن اعمال کے جسم ہونے کا ثبوت ما تا ہے۔ مثلاً صاحب قر آن کے لیے قر آن ایک خوش شکل نوجوان کی شکل میں اعمال کے جسم ہونے کا ثبوت ما تا ہے۔ مثلاً صاحب قر آن کے لیے قر آن ایک خوش شکل نوجوان کی شکل میں عمل صالح ایک خوش رنگ اور معطر نوجوان کی شکل میں آئے گا اور کافر ومنافق کے پاس اس کے برعکس شکل میں۔ (مسند أحمد: ۲۵/۲۱) اس کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سورۃ الأعراف آیت کے کا حاشیہ۔ القیسط مصدر اور مسند أحمد: ۲۵/۲۱) اس کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سورۃ الأعراف آیت کے کا حاشیہ۔ القیسط مصدر اور مسند أحمد: ۲۵/۲۱) اس کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سورۃ الأعراف آیت کے کا حاشیہ۔ القیسط مصدر اور مسند أحمد: ۲۵/۲۱) اس کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سورۃ الأعراف آیت کے کا حاشیہ۔ القیسط مصدر اور مسند أحمد: ۲۵/۲۱) اس کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سورۃ الأعراف آیت کے کا حاشیہ۔ القیسط مصدر اور مسند أحمد: ۲۵/۲۱) اس کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سورۃ الأعراف آیت کے کا حاشیہ۔ القیسط مصدر اور مسند آخمہ: کی صفت ہے۔ معنی ہیں ذو آئ قیسلے انصاف کرنے والی ترازو کیں۔

وَلَقَدُ التَّيُنَا مُوْسَى وَهُـرُونَ الْقُرُقَانَ وَضِيَآءٌ وَذِكُوالِّلُمُثَقِيْنَ ﴿

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمُ بِالْفَيْنِ وَهُمُّ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ۞

ۅٙۿڶٳۜۮؚػۯ۠ڞؙڹڗڮٵٛٮؗٛڒؘڷڬۿ۫ٵڡؘٲٮ۫ٛؾؙٛۄؙڷؖۿ مُنۡكِرُونَ۞۫

ۅؘۘڵڡۜٙۮؙڶؾؙؽؙێؖٳۧڷؚڔٝڵۿؚؽۄٙۯۺؙػ؇ڡؚڽؙڣۜڵٷڴؽؙٵ ڽؚ؋ۼڶؚؠؽٙڽ۞ۧ

إِذْ قَالَ لِاَ مِيْهِ وَقُوْمِهِ مَاهٰذِهِ التَّمَاشِيُّلُ الَّتِيَّ اَنْتُو لَهَاعْكِفُوْنَ ۞

سے ہی نازل کر دہ کتاب ہے۔

اور یہ بالکل سی ہے کہ ہم نے موسیٰ وہارون (علیہاءً)
 کو فیصلے کرنے والی نورانی اور پر ہیز گاروں کے لیے وعظ ونصیحت والی کتاب عطا فرمائی ہے۔

99. وہ لوگ جو اپنے رب سے بن دیکھے خوف کھاتے ہیں اور قیامت (کے تصور) سے کا نینے رہتے ہیں۔(۲)

• ه. اور یه تقیحت وبر کت والا قر آن ہے جسے ہم ہی نے نازل فرمایا ہے کیا پھر بھی تم اس کے منکر ہو۔ (۳)

10. اور یقیناً ہم نے اس سے پہلے ابراہیم (عَلَیْکِاً) کو اس کی سمجھ بوجھ بخشی تھی اور (\*) ہم اس کے احوال سے بخوبی واقف تھے۔(۵)

۵۲. جب کہ اس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مور تیاں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو کیا ہیں؟ (۱)

ا. یہ تورات کی صفات بیان کی گئی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ اگلیا کو دی گئی تھی۔ اس میں بھی متقین کے لیے ہی نصیحت تھی، جیسے قرآن کریم کو بھی ﴿هُدُی لِلْنَقَقِیْنَ﴾ (البقرة: ۲) کہا گیا ہے، کیونکہ جن کے دلوں میں اللہ کا تقویٰ نہیں ہوتا، وہ اللہ کی کتاب کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے، تو آسانی کتاب ان کے لیے نصیحت اور ہدایت کا ذریعہ کس طرح بنے؟ نصیحت یا ہدایت کے لیے تو ضروری ہے کہ اس کی طرف توجہ کی جائے اور اس میں غور وقکر کیا جائے۔

۲. یہ متقین کی صفات ہیں، جیسے سورہ بقرہ کے آغاز میں اور دیگر مقامات پر بھی متقین کی صفات کا تذکرہ ہے۔
 ۳. یہ قرآن، جو یاد دہانی حاصل کرنے والے کے لیے ذکر اور نصیحت اور خیر وبرکت کا حامل ہے، اسے بھی ہم نے ہی اتارا ہے۔ تم اس کے مُنزَّ لُ مِّنَ اللهِ ہونے سے کیوں انکار کرتے ہو، جب کہ تمہیں اعتراف ہے کہ تورات اللہ کی طرف

۴. مِنْ قَبْلُ سے مراد یا تو یہ ہے کہ ابراہیم عَالَیْلاً کو رشد (ہدایت یا ہوش مندی) دینے کا واقعہ، موسی عَالیَّلاً کو ایتائے تورات سے پہلے کا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ ابراہیم عَالیَّلاً کو نبوت سے قبل ہی ہوش مندی عطا کردی تھی۔

لیغنی ہم جانتے تھے کہ وہ اس رشد کا اہل ہے اور وہ اس کا تھیجے استعال کرے گا۔

٩. تَمَاثِيلُ، تِمْثَالُ کی جُع ہے۔ یہ اصل میں کی چیز کی ہو بہو نقل کو کہتے ہیں۔ جیسے پھر کا مجسمہ یا کاغذ اور دیوار وغیرہ پر کسی کی تصویر، یہاں مراد وہ مورتیاں ہیں جو قوم ابراہیم علیاً نے اپنے معبودوں کی بنا رکھی تھیں اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ عَاکِفٌ، عُکُوْفٌ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کے معنی کسی چیز کو لازم پکڑنے اور اس پر جھک

قَالُوْا وَجَدُنَا ابْأَءَ نَالَهَا عُبِدِينَ ۞

قَالَ لَقَدُكُنُتُهُ ٱلنَّهُ وَالْأَوُّكُوْ فِي صَلْلِ مُّبِينِ @

قَالُوُ ٱلْجِعُ تَنَا بِالْحَقِّ اَمُ ٱنْتَ مِنَ اللَّعِبِينَ®

قَالَ بَلُ دَّيَّكُمُ رَبُّ السَّلْمُوتِ وَالْأَرْضِ الَّـذِى فَطَوَهُنَّ وَانَاعَلَى ذَٰ لِكُمُ مِّنَ الشَّهِـدِينَ ﴿

وَتَاللّٰهِ لَا كِيْدَانَّ اَصْنَامَكُوْ بَعُدَانُ تُولُوْا مُدُبِرِيْنَ ۞

**۵۳**. سب نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو انہی کی عبادت کرتے ہوئے یایا۔ (۱)

۵۴. آپ نے فرمایا! پھر تو تم اور تمہارے باپ دادا مسبھی یقیناً کھلی گمر اہی میں مبتلا رہے۔

۵۵. کہنے گلے کیا آپ ہمارے پاس سے کی حق لائے ہیں یا یوں ہی مذاق کررہے ہیں۔(۲)

04. آپ نے فرمایا نہیں، در حقیقت تم سب کا پروردگار تو وہ ہے جو آسانوں اور زمین کا مالک ہے جس نے انہیں پیدا کیا ہے، میں تو اسی بات کا گواہ اور قائل ہوں۔ (۳) میں اللہ کی قسم میں تمہارے ان معبودوں کے ساتھ جب تم علیحدہ پیٹھ کھیر کر چل دوگے ایک چال چلول گا۔ (۳)

کر، جم کر بیٹھ رہنے کے ہیں۔ اس سے اعتکاف ہے، جس میں انسان اللہ کی عبادت کے لیے جم کر بیٹھنا اور یکسوئی اور انہاک سے انہاک سے اس کی طرف لو لگاتا ہے۔ یہاں اس سے مراد بتوں کی تعظیم وعبادت اور ان کے تھانوں پر مجاور بن کر بیٹھنا ہے۔ یہ تمثالیں (مورتیاں اور تصویریں) قبر پرستوں اور پیر پرستوں میں آج کل بھی عام ہیں اور ان کو بڑے اہتمام سے گھروں اور دکانوں میں بطور تبرک آویزاں کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالی انہیں سمجھ عطا فرمائے۔

ا. جس طرح آج بھی جہالت وخرافات میں بھنے ہوئے مسلمانوں کو بدعات ورسومات جاہلیہ سے روکا جائے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم انہیں کس طرح چھوڑیں، جب کہ ہمارے آباء واجداد بھی یہی کچھ کرتے رہے ہیں۔ اور یہی جواب وہ حضرات دیتے ہیں جو نصوص کتاب وسنت سے اعراض کرکے علماء ومشاخ کے آراء وافکار سے چھٹے رہنے کو ضروری خیال کرتے ہیں۔

۲. یہ اس لیے کہا کہ انہوں نے اس سے قبل توحید کی یہ آواز ہی نہیں سی تھی انہوں نے سوچا، پیھ نہیں، ابراہیم (عَلَيْكِا) ہمارے ساتھ مذاق تو نہیں کررہا ہے؟

س. لیعنی میں مذاق نہیں کررہا، بلکہ ایک الیک چیز پیش کررہا ہوں جس کا علم ویقین (مشاہدہ) مجھے حاصل ہے اور وہ یہ کہ تمہارا معبود یہ مورتیاں نہیں، بلکہ وہ رب ہے جو آسانوں اور زمین کا مالک اور ان کا پیدا کرنے والا ہے۔

۷۰. یہ حضرت ابراہیم علیم المیم علیم کے اپنے دل میں عزم کیا، بعض کہتے ہیں کہ آہتہ سے کہا، جس سے مقصود بعض لوگوں کو سانا تھا۔ وَاللهُ أَعْلَمُ. کید (تدبیر) سے مرادیہاں وہ عملی سعی ہے جو وہ زبانی وعظ کے بعد تغییر مکر کے عملی اہتمام کی

فَجَعَلَهُمْوُبُلِدًا إِلَّا كِيثِيَّالَّهُمْ لَعَلَّهُمُ الَّيْهِ يَرُجِعُونَ۞

قَالُوُامَنُ فَعَلَ هٰذَالِبَالِهَتِنَأَلِتَهُ لَمِنَ الظّٰلِمِينَ

قَالْوُاسَبِعْنَافَتَّى تَدُكُرُهُمُ يُقَالُ لَكَ الْمُؤْمُونُقَالُ لَكَ الْمُؤْمِنُ الْمُؤْمِنُ الْمُؤْمِنُ

قَالُوۡافَاتُوۡارِهٖ عَلَىٰ اَعُیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُوۡ یَتْهُدُوۡنَ ۞

قَالُوْآءَ آنْتُ فَعَلُتَ هٰذَا رِالِهَتِنَا لِيَابُرُهِ يُوْقُ

قَالَ بَلُ فَعَلَهُ ۗ كَبِيُرُهُمُوهِكَافَئُكُوُهُمُو إِنْ كَانُوْ النَّطِقُونَ ۚ

کیس اس نے ان سب کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے،
 ماں صرف بڑے بت کو چھوڑدیا یہ بھی اس لیے کہ وہ سب اس کی طرف ہی لوٹیں۔(۱)

09. کہنے گگ کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کس نے کیا؟ ایسا شخص تو یقیناً ظالموں میں سے ہے۔(۱)

۲۰. بولے ہم نے ایک نوجوان کو ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا جسے ابراہیم (عَلَیْكِاً) کہا جاتا ہے۔ (۳)

ال. سب نے کہا اچھا اسے مجمع میں لوگوں کی نگاہوں کے سامنے لاؤ تاکہ سب دیکھیں۔ (م)

۱۲. کہنے لگے! اے ابراہیم (عَلَیْلِاً) کیا تو نے ہی جارے فداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟

۳۲. آپ نے جواب دیا بلکہ اس کام کو ان کے بڑے نے کیا ہے تم اپنے خداؤں سے ہی پوچھ لو اگر یہ بولتے جوا۔

شکل میں کرنا چاہتے تھے، یعنی بتوں کی توڑ پھوڑ۔

ا. چنانچہ وہ جس دن اپنی عید یا کوئی جشن مناتے تھے، ساری قوم اس کے لیے باہر چلی گئی اور ابراہیم علیہ اِلی نے موقع غنیمت جان کر انہیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ صرف ایک بڑا ہت چھوڑدیا، بعض کہتے ہیں کہ کلہاڑی اس کے ہاتھ میں پکڑادی، تاکہ وہ اس سے یوچیس۔

r. لینی جب وہ جشن سے فارغ ہوکر آئے تو دیکھا کہ معبود تو ٹوٹے پڑے ہیں، تو کہنے لگے، یہ کوئی بڑا ہی ظالم شخص ہے جس نے یہ حرکت کی ہے۔

س. ان میں سے بعض نے کہا کہ وہ نوجوان ابراہیم (عَلَیْظً) ہے نا، وہ ہمارے بتوں کے خلاف باتیں کرتا ہے، معلوم ہوتا ہے یہ اس کی کارستانی ہے۔

۴. لینی اس کو سزا ملتی ہوئی دیکھیں تاکہ آئندہ کوئی اور یہ کام نہ کرے۔ یا یہ معنی ہیں کہ لوگ اس بات کی گواہی دیں کہ انہوں نے ابراہیم عَلَیْشًا کو بت توڑتے ہوئے دیکھا یا ان کے خلاف باتیں کرتے ہوئے سا ہے۔

۵. چنانچہ حضرت ابراہیم عَلَیْشِا کو مجمع عام میں لایا گیا اور ان سے پوچھا گیا، حضرت ابراہیم عَلَیْشِا نے جواب دیا کہ یہ کام تو اس بڑے بت نے کیا ہے، اگر یہ (ٹوٹے ہوئے بی) بول کر بتلا سکتے ہیں تو ذرا ان سے پوچھو تو سہی۔ یہ انہوں نے

## ۱۲۲. پس یہ لوگ اپنے دلول میں قائل ہوگئے اور کہنے لگے واقعی ظالم تو تم ہی ہو۔(۱)

فَرَجَعُوۡۤٳڸڶٙٲڡٚٛڝؙۿؚۄؙڡؘڤٲڵٷۧٳٳ؆ٞڵؙۄؙٲٮؙ۬ٛٛؾؙۄؙ الظّٰڸۿۅؙؽ۞

بطور تعریض اور تبکیت کے کہا تاکہ وہ یہ بات جان لیں کہ جو نہ بول سکتا ہو نہ کسی چیز سے آگاہی کی صلاحیت رکھتا ہو، وہ معبود نہیں ہوسکتا، نہ اس پر اللہ کا اطلاق ہی صحیح ہے۔ ایک حدیث صحیح میں حضرت ابراہیم علیتیا کے اس قول بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُ هُمْ كو لفظ كذب سے تعبير كيا گيا ہے۔ كه ابراہيم عَلَيْكِا نے تين جھوٹ بولے، دو اللہ كے ليے، ايك إنَّىٰ سَمِقِيْمٌ اور دوسرا يهي - اور تيسرا حضرت ساره ايني بيوي كو بهن كهنا، (صحيح البخاري، كتاب الأنبياء، باب واتخذ الله إبراهيم حلیلا) زمانۂ حال کے بعض مفسرین نے اس حدیث صحیح کو قرآن کے خلاف باور کرکے اس کا انکار کردیا ہے اور اس کی صحت پر اصرار کوغلو اور روایت پرستی قرار دیا ہے۔ لیکن ان کی یہ رائے صحیح نہیں۔ یقیناً حقیقت کے اعتبار سے انہیں جھوٹ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن ظاہری شکل کے لحاظ سے ان کو کذب سے خارج بھی نہیں کیا جاسکتا۔ گو یہ کذب اللہ کے ہاں قابل مؤاخذہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اللہ ہی کے لیے بولے گئے ہیں۔ درآں حالیکہ کوئی گناہ کا کام اللہ کے لیے نہیں ہو سکتا۔ اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ ظاہری طور پر کذب ہونے کے باوجود وہ حقیقاً گذب نہ ہو، جیسے حضرت آدم عَالِيَظا کے لیے عَصَیہ' اور غَوَیٰ کے الفاظ استعال ہوئے ہیں، حالانکہ خود قرآن میں ہی ان کے فعل اکل شجر کو نسان اور ارادے کی کمزوری کا نتیجہ بھی بتلایا گیا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے دو پہلو بھی ہوسکتے ہیں۔ من وجہ اس میں استحسان اور من وجہ ظاہری قباحت کا پہلو ہو۔ حضرت ابراہیم عَالِیِّلاً کا یہ قول اس پہلو سے ظاہری طوریر کذب ہی ہے کہ یہ واقعے کے خلاف تھا، بتوں کو انہوں نے خود توڑا تھا۔ لیکن اس کا انتساب بڑے بت کی طرف کیا۔ کین چونکہ مقصد ان کا تعریض اور اثبات توحید تھا اس لیے حقیقت کے اعتبار سے ہم اسے حجموٹ کے بجائے اتمام حجت کا ایک طریق اور مشرکین کی بے عقلی کے اثبات واظہار کا ایک انداز کہیں گے، علاوہ ازیں حدیث میں ان کذبات کا ذکر جس طعمن میں آیا ہے، وہ بھی قابل غور ہے اور وہ ہے میدان محشر میں اللہ کے روبرو جاکر سفارش کرنے سے اس لیے گریز کرنا کہ ان سے دنیا میں تین موقعوں پر لغزش کا صدور ہوا ہے۔ درآں حالیکہ وہ لغزشیں نہیں ہیں یعنی تقیقت اور مقصد کے اعتبار سے وہ جھوٹ نہیں ہیں۔ مگر وہ اللہ کی عظمت وجلال کی وجہ سے اتنے خوف زدہ ہوں گے کہ یہ باتیں جھوٹ کے ساتھ ظاہری مماثلت کی وجہ سے قابل گرفت نظر آئیں گی۔ گویا حدیث کا مقصد حضرت ابراہیم علیٹلا کو جھوٹا ثابت کرنا ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کیفت کا اظہار ہے جو قیامت کے دن، خشت الہی کی وجہ سے ان پر طاری ہو گی۔

ا. حضرت ابراہیم عَلَیْظاً کے اس جواب سے وہ سوچ میں پڑگئے اور ایک دوسرے کو، لاجواب ہوکر، کینے گئے، واقعی ظالم تو تم ہی ہو، جو اپنی جان سے دفع مضرت پر اور نقصان پہنچانے والے کا ہاتھ پکڑنے پر قادر نہیں، وہ مستحق عبادت کیوں کر ہوسکتا ہے؟ بعض نے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ معبودوں کی عدم حفاظت پر ایک دوسرے کو ملامت کی اور ترک حفاظت پر ایک دوسرے کو ظالم کہا۔

تُحَنَّكِ مُنُواعَلِى رُءُوُسِهِمُ لَقَدُ عَلِمُتَ مَاهَوُلُاءَ يُنْطِقُونَ

قَالَاَفَتَنَمُنُاوُنَ مِنُ دُونِ اللهِ مَالاَيْفَعَكُمْ شَيْئًا وَلايضُنُوكُمْ ﴿

اُقِّتَّلَكُوُّ وَلِمَا تَعَبُّدُونَ مِنُ دُوْنِ اللهِ ۗ إَفَلاتَعُقِلُونَ ⊕

قَالُوُاحَرِقُوهُ وَانْصُرُوۤاالِهَتَكُمُ إِنْ كُنْتُهُ فَعِلِينَ ۞

قُلْنَا لِنَا رُكُونِ نُرِدًا وُسَلَّمًا عَلَى إِبْرُهِ يُهِ فَ

10. پھر اپنے سروں کے بل اوندھے ہوگئے (اور کہنے لگے کہ) یہ تو تجھے بھی معلوم ہے کہ یہ بولنے چالنے والے نہیں۔()

17. الله کے خلیل نے اسی وقت فرمایا افسوس! کیا تم الله کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ بھی نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان۔

٧٤. تف ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ کیا تمہیں اتنی سی عقل بھی نہیں؟ (۲) مرد کرو کلیے کہ اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے۔ (۳)

۲۹. ہم نے فرمادیا اے آگ! تو شینڈی پڑجا اور ابراہیم (عَلَیْمِیاً) کے لیے سلامتی (اور آرام کی چیز)
 بن جا!

ا. پھر اے ابراہیم (علیہ اُلی اُن جمیں یہ کیوں کہہ رہا ہے کہ ان سے پوچھو اگر یہ بول سکتے ہیں، جب کہ تو اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ بولنے کی طاقت سے محروم ہیں۔

۲. لینی جب وہ خود ان کی بے بی کے اعتراف پر مجبور ہوگئے تو پھر ان کی بے عقلی پر افسوس کرتے ہوئے کہا کہ اللہ
 کو چھوڑ کر ایسے بے بسوں کی تم عبادت کرتے ہو؟

سو حضرت ابراہیم علیہ اس کے جب یوں اپنی جبت تمام کردی اوران کی صلالت وسفاہت کو ایسے طریقے سے ان پر واضح کردیا کہ وہ لا جواب ہوگئے۔ تو چونکہ وہ توفیق ہدایت سے محروم شخے اور کفر وشرک نے ان کے دلوں کو بے نور کردیا تھا۔ اس لیے بجائے اس کے کہ وہ شرک سے تائب ہوتے، الٹا ابراہیم علیہ اس کے خلاف سخت اقدام کرنے پر آمادہ ہوگئے اور اس لیے معبودوں کی دہائی دیتے ہوئے انہیں آگ میں جھونک دینے کی تیاری شروع کردی۔ چنانچہ آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ تیار کیا گیا اور اس میں حضرت ابراہیم علیہ اس کے کہ مجنی کے دریعے سے پھیکا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ ابراہیم علیہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ اس کی خمٹرک ابراہیم علیہ اس کے لیے برد وسلامتی بن جا۔ علاء کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ، خمٹری کے ساتھ "سلامتی" نہ فرماتا تو اس کی خمٹرک ابراہیم علیہ اس کے لیے باتا براہیم علیہ اس کی خمٹرک ابراہیم علیہ اس کی خمٹرک ابراہیم علیہ اس کی خمٹرک ابراہیم علیہ کے لیے اللہ کی مشیت سے ظاہر ہوا۔ اس موری دعمرت ابراہیم علیہ اس کے لیے اللہ کی مشیت سے ظاہر ہوا۔ اس طرح اللہ نے اپنے بندے کو وشنوں کی سازش سے بجالیا۔

وَ أَمَادُوْ الِهِ كَيْتُ افَجَعَلْنَهُمُ الْأَخْسَرِينَ ٥

وَنَجَيْنُهُ وَلُوُطًا إِلَى الْاَرْضِ الَّتِقُ لِمُرْلَنَا فِيْهَا لِلْعَلَمِينَ ﴿

وَوَهَـٰبُنَالُةَ إِسْحَقْ ۗ وَيَعْقُونُ بَافِلَةً ۗ وَكُلَّلَاجَعَلُمَاصلِحِلْينَ ۞

وَجَعَلْنُهُمْ اَبِمَّةً يَّهُدُّونَ بِأَمْرِنَا وَٱوْحَيْنَا اِلْيُهِمُ فِعُلِّ الْخَيْرُتِ وَإِقَامَ الصَّلْوَةِ وَالْيَنَاءَ الزَّكُوةِ وَكَانُواْلنَاغِيدِيْنَ

ۅؘؙڵؙۅڟٳٵؾؽ۬ڹۿڂٛڴؠٵۊؘۼڷؠٵۊۜٮؘڿٙؽڹۿ؈ؘ ٳڷڨۯؾ؋ٳڰؿٙػٳڹؾؙؾۼؽڵٳڵۼڹٚؠٟڞٞٳؾۿؗڎ ػٲٮؙؙۅٛٲڨؙۅڝۘڔؙۼۣڟۑۊؽؽ۞

وَادْخَلْنُهُ فِي رَحْمَتِنَا ﴿إِنَّهُ مِنَ الصَّلِحِينَ ٥

ک. اور گو انہوں نے ابراہیم (علیہ ) کا برا چاہا، لیکن ہم
 نے انہیں ناکام بنادیا۔

اک. اور ہم ابراہیم اور لوط (عَیْنَالْم) کو بچاکر اس زمین کی طرف لے چلے جس میں ہم نے تمام جہان والوں کے لیے برکت رکھی تھی۔(۱)

72. اور ہم نے اسے اسحاق (عَلَیْکِاً) عطافرمایا اور یعقوب (عَلَیْکِاً) اس پر مزید۔ (۲) اور ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا۔
73. اور ہم نے انہیں پیشوا بنادیا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کی رہبری کریں اور ہم نے ان کی طرف نیک کاموں کے کرنے اور نمازوں کے قائم رکھنے اور زکوۃ دینے کی وحی (تلقین) کی، اور وہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔

اسے اس بستی سے نوط (عَلَیْظًا) کو بھی تھم اور علم دیا اور اسے اس بستی سے نجات دی جہاں کے لوگ گندے کاموں میں مبتلا تھے۔ اور تھے بھی وہ بدترین گناہ گار۔

20. اور ہم نے لوط (عَلَیْظًا) کو اپنی رحمت میں داخل کرلیا ہے شک وہ نیکو کار لوگوں میں سے تھا۔ (۳)

ا. اس سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک ملک شام ہے۔ جمے شادابی اور سیلوں اور نبروں کی کثرت نیز انبیاء علیہ کا مسکن ہونے کے لحاظ سے بابرکت کہا گیا ہے۔

۲. نَافِلَةً، زائد کو کہتے ہیں، یعنی حضرت ابراہیم عَلَیْظِا نے تو صرف بیٹے کے لیے دعا کی تھی، ہم نے بغیر دعا کے مزید ہوتا بھی عطا کردیا۔

سابھ عراق سے ہجرت کرکے شام جانے والوں میں سے تھے۔ اللہ نے ان کو بھی علم و حکمت لینی پر ایمان لانے والے اور ان کے ساتھ عراق سے ہجرت کرکے شام جانے والوں میں سے تھے۔ اللہ نے ان کو بھی علم و حکمت لینی نبوت سے نوازا۔
یہ جس علاقے میں نبی بناکر بھیج گئے، اسے عمورہ اور سدوم کہا جاتا ہے۔ یہ فلسطین کے بحیرہ مردار سے متصل بجانب اددن ایک شاداب علاقہ تھا۔ جس کا بڑا حصہ اب بحیرہ مردار کا جزو ہے۔ ان کی قوم لواطت جیسے فعل شنیع، گزر گاہوں پر بیٹھ کر آنے جانے والوں پر آوازے کیا اور انہیں نگ کرنا خزف ریزے پھینکنا وغیرہ میں ممتاز تھی، جسے اللہ نے

وَنُوۡعًا اِذۡنَادَى مِنۡ قَبُلُ فَاسۡتَجَبُنَالَهُ فَعَبَّيۡنَهُ وَلَهۡلَهُ مِنَ الْكُرُبِ الْعَظِيۡوِ۞

وَنَصَرُنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَنَّ بُوْ الْإِلْتِنَا ﴿
وَنَصَرُنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَنَّ بُوُ الْإِلْتِنَا ﴿
وَنَهُمْ كَانُوْ اقَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقُنْهُ مُ اَجْمَعِيْنَ ﴾

وَدَاوْدَوَسُلَيْمُنَ إِذْ يَحْكُمُن فِي الْحَرُثِ إِذْ نَفَشَتُ فِيهُ عَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّ الِحُكِمِهِ مُ شَهِدِيْنَ فَ

فَفَهَّمُنْهَا سُلَيْهُنَ ۚ وَكُلَّا التَيْمَا حُكُمًا وَعِلْمًا ۗ وَّسَخَّرُنَا مَعَ دَا وَدَالْحِبَالَ يُسَبِّحُنَ

21. اور نوح (عَلَيْلًا) كاس وقت كو ياد كيجيے جب كه اس نے اس سے پہلے دعا كى ہم نے اس كى دعا قبول فرمائى اور اسے اور اس كے گھر والوں كو بڑے كرب سے نجات دى۔ 22. اور جو لوگ ہمارى آيتوں كو جھٹلارہے سے ان كے مقابلے ميں ہم نے اس كى مدد كى، يقيناً وہ برے لوگ سے ليں ہم نے اس كى مدد كى، يقيناً وہ برے لوگ سے ليں ہم نے ان سب كو ڈبو دیا۔

۸ک. اور داود اور سلیمان (عَلَیْالُمُ) کو یاد سیجیے جب کہ وہ کھیت کے معاملہ میں فیصلہ کررہے تھے کہ کچھ لوگوں کی بگریاں رات کو اس میں چر عِبُ گئی تھیں، اور ان کے فیصلے میں ہم موجود تھے۔

29. ہم نے اس کا صحیح فیصلہ سلیمان (عَلَیْظً) کو سمجھا دیا۔ (۱) ہاں ہر ایک کو ہم نے حکم وعلم دے رکھا تھا اور

یہاں خبائث (بلید کاموں) سے تعبیر فرمایا ہے۔ بالآخر حضرت لوط عَلَیْظِاً کو اپنی رحمت میں داخل کرکے بعنی انہیں اور ان کے متبعین کو بچاکر قوم کو تیاہ کر دیا گیا۔

وَالطِّيْرُ وَكُنَّا فَعِلِينَ ۞

وَعَكَمُنْهُ صَنْعَـَةَ لَبُوْسٍ لِّكُوْ لِتُحُصِنَكُوْ مِّنَ بَالْسِكُّوْ فَهَلُ أَنْتُهُ شَكِرُوُنَ ⊙

ۉڵؚڛؙڲؽؙؙؙؙؠؗؗؽٵڵڗؽ۫ؾۘۘؗؗٶٵڝڡؘؘڎؖؾؙۼؚۅؽۛۑڹٲڡؙٞۅڰٙٳڶٙ ٵؙڒڒڞؚٵڷؾؿٞڹۯڴؽٵڣؽۿٲٷػؙؿٵڣؚڴؚڷۺؘٞؽؙ ۼڵؚؠڋؽؘ۞

وَمِنَ الشَّيٰطِيُنِ مَنْ يَتُوُصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ وَكُنَّا لَهُوَ خِفِظِيْنَ ﴿

داود (عَالِيَّلِاً) كَ تابع بم نے بہاڑ كرديے تھے بوشنيج كرتے تھے (") اور بم كرنے والے بى تھے۔ (")

• ٨٠. اور بم نے اسے تمہارے ليے لباس بنانے كى كاريگرى سكھائى تاكہ لڑائى كے ضرر سے تمہارا بچاؤ ہو۔ (")
كاريگرى سكھائى تاكہ لڑائى كے ضرر سے تمہارا بچاؤ ہو۔ (")

۸۱. اور ہم نے تند وتیز ہوا کو سلیمان (عَلَیْظِا) کے تابع کردیا<sup>(۵)</sup> جو اس کے فرمان کے مطابق اس زمین کی طرف چلتی تھی جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی، اور ہم ہر چیز سے باخبر ہیں۔

۸۲. اور اسی طرح سے بہت سے شیاطین بھی ہم نے اس کے تابع کیے تھے جو اس کے فرمان سے غوطے لگاتے

ا. اس سے مرادیہ نہیں کہ پہاڑ ان کی نشیع کی آواز سے گوئج اٹھتے تھے (کیونکہ اس میں تو کوئی اعجاز ہی باقی نہیں رہتا) ہر کہ ومہ کی اونچی آواز سے پہاڑوں میں گونج پیدا ہوسکتی ہے۔ بلکہ مطلب حضرت داود علیمیّلا کی نشیج کے ساتھ پہاڑوں کا بھی نشیج پڑھنا ہے۔ نیزیہ مجازاً نہیں حقیقاً تھا۔

٢. يعنى پرندے بھى داود عليه كى پر سوز آواز س كر الله كى شيخ كرنے لگتے۔ وَالطَّيْرَ يا تو منصوب ہے اور اس كا عطف الْجِبَالَ پر ہے يا مرفوع ہے اور خبر مخدوف كا مبتدا ہے لينى وَالطَّيْرُ مُسَخَّرَاتٌ مطلب يہ ہے كه پرندے بھى داود عليه كا كے ليے مسخر كرديے گئے تھے۔ (ثم القدر)

س. لیعنی یہ تفہیم، ایتائے تھم اور تسخیر، ان سب کے کرنے والے ہم ہی تھے، اس لیے ان میں کسی کو تعجب کرنے کی یا انکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ ہم جو چاہیں کرسکتے ہیں۔

م. لیعنی لوہے کو ہم نے داود علیہ کا کے لیے نرم کر دیا تھا، وہ اس سے جنگی لباس، لوہے کی زر ہیں تیار کرتے تھے، جو جنگ میں تمہاری حفاظت کا ذریعہ ہیں۔ حضرت قادہ رفیاتھ ہیں کہ حضرت داود علیہ کا سے پہلے بھی زر ہیں بنتی تھیں لیکن وہ سادہ بغیر کنڈوں اور بغیر حلقوں کے ہوتی تھیں۔ حضرت داود علیہ شخص ہیں جنہوں نے کنڈے دار اور حلقے والی زر ہیں بنائیں۔ (ابن کیڈر)

۵. لینی جس طرح پہاڑ اور پرندے حضرت داود عَلَیْمِا کے لیے مسخر کردیے گئے تھے، اس طرح ہوا حضرت سلیمان عَلَیْمِا ک تابع کردی گئ تھی۔ وہ اپنے اعمیان سلطنت سمیت تخت پر بیٹھ جاتے تھے اور جہال چاہتے، مبینوں کی مسافت، کمحول اور ساعتوں میں طے کرکے وہاں پہنچ جاتے، ہوا آپ کے تخت کو اڈاکر لے جاتی۔ بابرکت زمین سے مراد شام کا علاقہ ہے۔ تھے اور اس کے سوا بھی بہت سے کام کرتے تھے، (۱) اور ان کے نگہبان ہم ہی تھے۔ (۲)

۸۳. اور ایوب (عَلَیْکِا) کی اس حالت کو یاد کرو جب که اس نے اپنے پرورد گار کو پکارا کہ مجھے یہ بیاری لگ گئ ہے اور تو (سب) رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

مرد با اور اس کی سن کی اور جو دکھ انہیں تھا اسے دور کردیا اور اس کو اہل وعیال عطا فرمائے بلکہ ان کے ساتھ ویسے ہی اور، اپنی خاص مہربانی سے، (۳) تاکہ سچ بندوں کے لیے سبب تقیمت ہو۔

۸۵. اور اساعیل اور ادریس اور ذوالکفل، (م) (عیم ) یه سب صابر لوگ شیم -

وَٱيُّوْبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ ٓ أَنِّى مُسَّىنِى الصُّرُّ وَٱنْتَ ٱرْحَــُواللرِّحِــِمِـيْنَ ۚ ۚ

قَاسْتَجَبُنَالَهُ فَكَشَفَنَامَابِهٖ مِنْ ضُرِّ وَالتَّبُنَهُ ٱهۡلَهُ وَ شِنۡكَهُمُ مُّعَهُمُ رَحۡبَةً مِّنْ عِنُدِنَا وَذِكْرِى لِلۡعِٰدِدِيۡنَ⊙

وَاسْلِعِيْلَ وَادْرِيْسَ وَدَاالْكِفَالْ كُلُّ مِّنَ الصَّبِدِيْنَ أَنَّ

ا. جنات بھی حضرت سلیمان عَلَیْشِا کے تابع تھے جو ان کے تھم سے سمندروں میں غوطے لگاتے اور موتی اور جواہر نکال لاتے، اس طرح دیگر عمارتی کام -جو آپ چاہتے- کرتے تھے۔

۲. لیعنی جنوں کے اندر جو سرکشی اور فساد کا مادہ ہے، اس سے ہم نے سلیمان علیہ اُلگا کی حفاظت کی اور وہ ان کے آگے سرتابی کی مجال نہیں رکھتے تھے۔

ساب قرآن مجید میں حضرت ایوب عالیہ کو صابر کہا گیا ہے، (سورۃ ص: ۳۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں سخت آزمانشوں میں ڈالا گیا جن میں انہوں نے صبر وشکر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ یہ آزمانشیں اور تکلیفیں کیا تھیں، اس کی مستند تفصیل تو نہیں ملتی۔ تاہم قرآن کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں مال ودولت دنیا اور اولاد وغیرہ سے نوازا ہوا تھا، بطور آزمائش اللہ تعالی نے ان سے یہ سب نعتیں چھین لیں، حتی کہ جسمانی صحت سے بھی محروم اور بیاریوں میں گھر کر رہ گئے۔ بالآخر کہا جاتا ہے کہ ۱۸ سال کی آزمائشوں کے بعد بارگاہ الٰہی میں وعا کی، اللہ نے وعا قبول فرمائی اور صحت کے ساتھ مال واولاد، پہلے سے دوگنا عطافر مائے۔ (اس کی کھے تغییل سمج ابن کبان کا ایک روایت میں ہتی ہے۔ جس، مرحم کا اظہار حضرت ایوب علیہ اللہ نے کبھی نہیں مرحم منافی ہے، جس کا اظہار حضرت ایوب علیہ اللہ نے کبھی نہیں کیا۔ البتہ وعا صبر کے منافی نہیں ہے۔ اس کے لیے "ہم نے قبول کرکی" کے الفاظ استعال فرمائے۔ اس کے لیے "ہم نے قبول کرکی" کے الفاظ استعال فرمائے۔ اس کے بید بہم نے قبول کرکی" کے الفاظ استعال فرمائے۔ امام ابن کشیر فرمائے ہیں، قرآن میں نہیوں کے ساتھ ان کا ذکر ان کا نہیں جونے کو ظاہر کرتا ہے، والله آغدائی .

وَآدُخُلُفُهُمْ فِي رَحْمَتِناً النَّهُمُ مِّنَ الصَّلِحِينَ ﴿

وَذَاالنُّوْنِ إِذُدَّهَ مَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنُ لَنُ تَقْدِرَ عَكِيهِ فَنَادَى فِي الطُّلُمٰتِ اَنُ لَآ اِلهَ إِلاَّ اَنْتَ سُبُحْنَكَ الْإِلنِّ كُنْتُ مِنَ الظّهِدِينَ قَ

فَاسْتَجَبْنَالَهُ ﴿وَنَجَّـيْنَهُ مِنَ الْغَيِّرِ \* وَكَنَالِكَ نُعْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ۞

ۅؘڒؘػڔؚؾؘۜٳؖۮؙڬٵۮؽڒۺۜ؋ڒؾؚڵڒؾڬۮڹٛ ڣۯؙڎٵۊؙٲڹؙؾڂؽڒٵڶٳڔؿؽڹٞؖ

فَاسْتَجَبْنَالَهُ وُوَهَبْنَالَهُ يَعْنِي وَاصْلَحْنَالَهُ زَوْجَهُ اِنَّهُمُ كَانُوْا بُيْدِعُوْنَ فِي الْخَيْرِ بِ

۸۲. اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کرلیا۔ یقیناً یہ سب لوگ نیک تھے۔

۸۷. اور مچھلی والے ((حضرت یونس عَالِیَّلاً) کو یاد کرو جب کہ وہ غصّے سے چل دیا اور خیال کیا کہ ہم اسے نہ پکڑ سکیں گے۔ بالآخر وہ اندھیروں (\*) کے اندر پکار اٹھا کہ الہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بینک میں ظالموں میں ہوگیا۔

۸۸. تو ہم نے اس کی پکار س کی اور اسے عم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچالیا کرتے ہیں۔

. اور زکریا (عَالِیَاً) کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے پرورد گار! مجھے تنہا نہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے۔

۹۰. ہم نے اس کی دعا کو قبول فرماکر اسے کی (علیقا)
 عطا فرمایا<sup>(م)</sup> اور ان کی بیوی کو ان کے لیے درست

ا. مچھلی والے سے مراد حضرت یونس عَالِيَّا ہیں جو اپنی قوم سے ناراض ہوکر اور انہیں عذاب اللی کی دھمکی دے کر، اللہ کے حکم کے بغیر ہی وہاں سے چل دیے تھے، جس پر اللہ نے ان کی گرفت فرمائی اور انہیں مچھلی کا لقمہ بنادیا، اس کی کچھ تفصیل سورہ یونس میں گزرچکی ہے اور کچھ سورہ صافات میں آئے گی۔

۲. ظُلُمَاتٌ، ظُلْمَةٌ کی جمع ہے، بمعنی اندھیرا۔ حضرت یونس عَلیمِلا متعدد اندھیروں میں گھر گئے۔ رات کا اندھیرا، سمندر
 کا اندھیرا، اور مچھل کے پیٹ کا اندھیرا۔

س. ہم نے یونس عَلَیْشا کی دعا قبول کی اور اسے اندھیروں سے اور مچھلی کے پیٹ سے نجات دی اور جو بھی مومن ہمیں اس طرح شدائد اور مصیبتوں میں پکارے گا، ہم اسے نجات دیں گے۔ حدیث میں بھی آتا ہے۔ نبی مَثَلَ الْفَیْمَ نے فرمایا (جس مسلمان نے بھی ان الفاظ (لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْن) کے ساتھ کسی معاملے کے لیے دعا مائگی تو اللہ نے اسے قبول فرمایا ہے)۔ (جامع ترمذی: ۳۵۰۵، وصححه الالبانی)

۷. حضرت زکر یا علینیا کا بڑھاپے میں اولاد کے لیے دعا کرنا اور اللہ کی طرف سے اس کا عطا کیاجانا، اس کی ضروری تفصیل سورهٔ آل عمران اور سورهٔ طه میں گزر چکی ہے۔ یہاں بھی ان الفاظ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وَيَـٰنُ عُوْنَنَارَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْالَنَا خَشِعِـٰيُنَ۞

وَالَّتِيُّ اَحْصَنَتُ فَرْجَهَا فَنَفَخُنَا فِيهَامِنُ تُوْحِنَا وَجَعَلْهَا وَابْنَهَا اللَّهِ يُقَالِمُكِينَ

> اِنَّ هٰنِهُ أُمَّتُكُو أُمَّتُهُ وَأَمَّةً وَاحِدَةً ۗ وَأَنَارَ يُكُو فَاعُبُدُونِ

وَتَقَطَّعُوْ المُرْهُمُ بَيْنَهُوْ ثُلُّ اليُنَا رَجِعُونَ اللهِ

فَسُ يَعْمَلُ مِنَ الصَّلِحَتِ وَهُوَمُوُمِنُ فَلَا كُفُرُ انَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كُتِبُونَ ﴿

کردیا۔(۱) یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں امید اور خوف سے پکارتے تھے۔ اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔(۲)

91. اور وہ پاک دامن بی بی جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی ہم نے اس کے اندر اپنی روح سے پھونکا اور خود انہیں اور ان کے لڑکے کو تمام جہان کے لیے نشانی بنادیا۔

97. بے شک یہ تمہاری امت ہے جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے، (<sup>(\*)</sup> اور میں تم سب کا پرورد گار ہوں <sup>پ</sup>س تم میری ہی عبادت کرو۔

99. اور مگر لوگوں نے آپس میں اپنے دین میں فرقہ بندیاں کرلیں، سب کے سب ہماری ہی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (۵) محمل کرے اور وہ مومن (بھی) ہوتو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں کی جائے گی۔ اور ہم تو

ا. لینی وہ بانجھ اور ناقابل اولاد تھی، ہم نے اس کے اس نقص کا ازالہ فرماکر اسے نیک بچہ عطا فرمایا۔

۲. گویا قبولیت دعا کے لیے ضروری ہے کہ ان باتوں کا اجتمام کیا جائے جن کا بطور خاص یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً الحاح وزاری کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں دعا ومناجات، نیکی کے کاموں میں سبقت، خوف وطعے کے ملے جلے جذبات کے ساتھ رب کو پکارنا اور اس کے سامنے عاجزی اور خشوع خصفوع کا اظہار۔

سل یہ حضرت مریم اور حضرت علیٹی علیہ کا تذکرہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔

مم. أُمَّةً سے مراد یہاں دین یا ملت ہے بعنی تمہار دین یا ملت ایک ہی ہے اور وہ دین ہے دین توحید، جس کی دعوت تمام انبیاء نے دی اور ملت، ملت اسلام ہے جو تمام انبیاء کی ملت رہی ہے۔ جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا (ہم انبیاء کی جماعت اولاد علات ہیں، (جن کا باب ایک اور مائیں مختلف ہوں) ہمارا دین ایک ہی ہے)۔ (ابن کیر)

۵. لیخی دین توحید اور عبادت رب کو چیور گر مختلف فر قول اور گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ تو مشر کین اور کفار کا ہوگیا اور انبیاء ورسل کے ماننے والے بھی احزاب بن گئے، کوئی یہودی ہوگیا، کوئی عیسائی، کوئی پچھ اور۔ اور بدقتمی سے یہ فرقہ بندیاں خود مسلمانوں میں بھی پیدا ہو گئیں اور یہ بھی بیسیوں فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ان سب کا فیصلہ، جب یہ بارگاہ الٰہی میں لوٹ کر جائیں گے۔ تو وہیں ہوگا۔

اس کے لکھنے والے ہیں۔

90. اور جس بتی کو ہم نے ہلاک کردیا اس پرلازم ہے کہ وہاں کے لوگ پلٹ کر نہیں آئیں گے۔ (۱)

94. یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ (۱)

94. اور سچا وعدہ قریب آگھ گا اس وقت کافروں کی نگاہیں کچٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، (۱۳) کہ ہائے افسوس! ہم اس حال سے غافل شے بلکہ فی الواقع ہم قصوروار شے۔ اس حال سے غافل شے بلکہ فی الواقع ہم قصوروار شے۔ ۹۸. تم اور اللہ کے سواجن جن کی تم عبادت کرتے ہو، سب دوزخ کا ایند سی بنو گے، تم سب دوزخ میں جانے والے ہو۔ (۱۳)

ۅؘڂۯمُرَعَل قَرْيَةٍ ٱهْلَكُنْهَا ٱنَّهُمُ لايرْجِعُون®

ڂؿٝٳۮٚٳ؋ؙؾػػؽٳٛۻٛٷڿٷڡؙٲٝۼۊڿۘۉۿڡٛۺؚ ٷڸٚڝٙڒٮ۪ؾۺ۬ڸۏؽ۞

وَاقْتَرَبَالُوَعُدُالُحَقُّ فَإِذَاهِى شَاخِصَةٌ اَبْصَارُالَّذِيُّنَ كَمَّا وُالْيُوَيُلِنَا قَدُمُنَّالِقُ غَفْلَةٍ مِّنْ لِهٰذَا بَلْ كُثَّا ظِلِمِیْنَ ﴿

اِنَّكُوُّ وَمَا تَعَبُّ لُوُنَ مِنَ دُوْنِ اللهِ حَصَبُ جَهَنَّو ۖ اَنْنُولَهَا وْرِدُونَ ۞

ا. حَرَامٌ، واجب کے معنی میں ہے، جیسا کہ ترجے سے واضح ہے۔ یا پھر لَا یَوْجِعُوْنَ میں لَا زائد ہے، لینی جس بتی کو ہم نے ہلاک کردیا، اس کا دنامیں پلٹ کر آنا حرام ہے۔

۲. یاجوج وہاجوج کی ضروری تفصیل سورہ کہف کے آخر میں گزرچکی ہے۔ حضرت عینیٰ علیہ ایک موجود گی میں قیامت کے قریب ان کا ظہور ہو گا اور اتنی تیزی اور کشرت ہے یہ ہر طرف پھیل جائیں گے کہ ہر اونچی جگہ ہے یہ دوڑتے ہوئ محسوس ہوں گے۔ ان کی فساد انگیزیوں اور شرار توں ہے اہل ایمان ننگ آجائیں گے حتیٰ کہ حضرت عینیٰ علیہ اہل ایمان کو ساتھ لے کر کوہ طور پر پناہ گزین ہوجائیں گے، پھر حضرت عینیٰ علیہ ایک بددعا ہے یہ ہاک ہوجائیں گے۔ ان کی لاشوں کو ساتھ لے کر کوہ طور پر پناہ گزین ہوجائیں گے، اللہ تعالیٰ پرندے بھیج گا جو ان کی لاشوں کو اٹھاکر سمندر ان کی لاشوں کو اٹھاکر سمندر میں بھینک دیں گے۔ پھر ایک زور دار بارش نازل فرمائے گا، جس سے ساری زمین صاف ہوجائے گی۔ (یہ ساری تفسیلت صف ہوجائے گی۔ (یہ ساری تفسیلت کے ایک بین این کی ہو۔ یہ ایک کی ہو۔ ایک بین کے انور ان کی ہوگ

سعنی یاجوج وہاجوج کے خروج کے بعد قیامت کا وعدہ، جو برحق ہے، بالکل قریب آجائے گا اور جب یہ قیامت برپا ہوگی
 تو شدت ہولناکی کی وجہ سے کا فروں کی آئیسیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

مل یہ آیت مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو لات و منات اور عزیٰ و ببل کی پوجا کرتے تھے۔ یہ سب پھر کی مورتیاں تھیں۔ جو جمادات یعنی غیر عاقل تھیں، اس لیے آیت میں مَا تَعْبُدُوْنَ، کے الفاظ ہیں اور عربی میں "مَا" غیر عاقل کے لیے آتا ہے۔ یعنی کہا جارہا ہے کہ تم بھی اور تمہارے یہ معبود بھی جن کی مورتیاں بناکر تم نے عبادت کے لیے رکھی ہوئی ہیں، سب جہنم کا ایندھن ہیں۔ پھر کی مورتیوں کا اگرچہ کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ وہ تو غیر عاقل اور

ڵٷػٲڹۿٷؙڵڒ؞ٳڵۿڐٞ؆ٵۏۯۮؙۉۿٵ ٷػ۠ڵؿ۠ڣؽۿٵڂڸۮؙۏؙڹ۞

لَهُمُ فِيهُا زَفِيْرُ وَهُمُ فِيهُا لَا يَسْمَعُونَ ٥

ٳؾؘٳػۮؚؽؙؽؘ؊ؘػڡٞۘٛػؙڶۿؙۄٛٚۄؚۨؾۜڵٳڵؙڞٛؽ۬ ڵٷڵڽٟػٷؘؠٚٵڡؙڹڠۮۏؽ<sup>۞</sup>

ڵؽؿؘؠٮؙڠؙۏؽؘػٮؚٮؽڛۜؠٵٶۿؙڂڕڣۣٛؗٞٞٞڡؙٵۺٛؾۿۘۛۛ ٲٮؙۿؙٮ۠ۿڂؚڵۮؙٷؘ؈ٛٙ

ڵٳڲٷ۠ٮڞؙۉؙٳڵڡؘڒؘٷٲڵڒؙڴڹڒۏۘؾٙؾٙڷۊ۬ۿؙؠؙٳڷؠٳۧۑؖڷڎ۠ ۿۮؘٳؽۅ۫ڡٛڮٛٷٵؾٙڎؚؽؙڴڎؙؿؙۄٛؿ۠ۏػۮۏڹ۞

99. اگریہ (سیج) معبود ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے،
اور سب کے سب اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔(۱)

••ا. وہ وہال چلا رہے ہول گے اور وہال کچھ بھی نہ سن

عین گے۔(۲)

1.1. بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی گھر چکی ہے۔ وہ سب جہنم سے دور ہی رکھے جائیں گے۔ (۳) 1.4. وہ تو دوزخ کی آہٹ تک نہ سنیں گے اور اپنی من بھاتی چیزوں میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

سا•۱. وہ بڑی گھبر اہٹ <sup>(\*)</sup> (بھی) انہیں ممگین نہ کر سکے گی اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے، کہ یہی تمہارا وہ

بے شعور ہیں۔ کیکن انہیں پجاریوں کے ساتھ جہنم میں صرف مشرکوں کو مزید ذلیل ورسوا کرنے کے لیے ڈالا جائے گا کہ جن معبودوں کو تم اپنا سہارا سبھتے تھے، وہ بھی تمہارے ساتھ ہی جہنم میں، جہنم کا ایندھن ہیں۔

ا. یعنی اگر یہ واقعی معبود ہوتے تو با اختیار ہوتے اور تنہیں جہنم میں جانے سے روک لیتے۔ لیکن وہ توخود بھی جہنم میں بطور عبرت کے جارہے ہیں۔ تتیجتاً عابد ومعبود دونوں ہمیشہ جہنم میں رہیں گ۔ عبرت کے جارہے ہیں۔ تنہیں جانے سے کس طرح روک سکتے ہیں۔ نتیجتاً عابد ومعبود دونوں ہمیشہ جہنم میں رہیں گ۔ ۲. یعنی سارے کے سارے شدت غم والم سے چیخ اور چلا رہے ہوں گے، جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کی آواز بھی نہیں س سکیں گے۔

سا بعض لوگوں کے زبن میں یہ اشکال پیدا ہو سکتا تھا یا مشرکین کی طرف سے پیدا کیا جاسکتا تھا، جیسا کہ فی الواقع کیا جاتا ہے کہ عبادت تو حضرت عیسیٰ وعزیر علیہ الم فرشتوں اور بہت سے صالحین کی بھی کی جاتی ہے۔ تو کیا یہ بھی اپنے عابدین کے ساتھ جہنم میں ڈالے جائیں گے؟ اس آیت میں اس کا ازالہ کردیا گیا ہے کہ یہ لوگ تو اللہ کے نیک بندے سے جن کی نیکیوں کی وجہ سے اللہ کی طرف سے ان کے لیے نیکی لیعنی سعادت ابدی یا بشارت جنت تھہرائی جاچگ ہے۔ یہ جہنم سے دور بی رہیں گے۔ انہی الفاظ سے یہ مفہوم بھی واضح طور پر نکلتا ہے کہ جو لوگ دنیا میں یہ خواہش رکھتے ہوں گے کہ ان کی قبروں پر بھی قبے بنیں اور لوگ انہیں قاضی الحاجات سمجھ کر ان کے نام کی نذر ونیاز دیں اور ان کی پرستش کے دامی سَبَقَتْ کی پرستش کے دامی سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَا الْدُحْسْنٰی میں یقینا نہیں آئے۔

الله بڑی گھر اہٹ سے موت یا صور اسرافیل مراد ہے یا وہ لحہ جب دوزخ اور جنت کے درمیان موت کو ذیج کردیا جائے گا۔ دوسری بات لینی صور اسرافیل اور قیام قیامت سیاق کے زیادہ قریب ہے۔

رہیں گے۔

يُوْمُرَنُطُوى السَّمَآءَكُفِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبُّ كَمَا بَدَاُنَّا اَوَّلَ خَلْقِ تُغِيْدُهُ ۚ وَعَدَّا عَلَيْنَا أَنَّا كُتَّا فِيلِمِنَ

وَلَقَنَدُكَتَبُنَافِ الزَّبُوْدِمِنَ بَعُدِالدِّ كُرِاَنَّ الْاَرْضَ يَرِثْهَاءِبَادِيَ الصَّلِحُوْنَ⊚

إِنَّ فِي هٰذَالَبَلْغًا لِّقَوُمٍ غِبِدِيْنَ ٥

۱۰۴. جس دن ہم آسان کو یوں لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیے جاتے ہیں، (۱) جیسے کہ ہم نے اول دفعہ پیدائش کی تھی اسی طرح دوبارہ کریں گ۔ یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کرکے (ہی)

دن ہے جس کاتم وعدہ دیے جاتے رہے۔

100. اور ہم زبور میں پند ونصیحت کے بعد یہ کھے کچے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے (ہی) ہوں گے۔

(۱)

۱۰۷. عبادت گزار بندول کے لیے تو اس میں ایک بڑا پیغام ہے۔

ا. یعنی جس طرح کاتب لکھنے کے بعد اوراق یا رجسٹر بیٹ کر رکھ دیتا ہے۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَالنّمَاوْتُ مُطُولِيْتُ اِلْكَاوْتُ مُطُولِیْتُ اِللّهِ مِن جَی الرجسٹر کے بیں۔ ایک وائیں ہاتھ میں لیٹے ہوئے ہوں گی سِیجِنِّ کے معنی صحیفے یا رجسٹر کے ہیں۔ لِلْکُتُنُبِ کے معنی ہیں عَلَی الْکِتَابِ بِمَعْنی الْمَکْتُوْبِ (تنیر ابن کٹر) مطلب یہ ہے کہ کاتب کے لیے لکھے ہوئے کاغذات کو لیسٹ لینا جس طرح آسان ہے، ای طرح اللہ کے لیے آسان کی وسعتوں کو اپنے ہاتھ میں سمیٹ لینا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔

7. زُبُورٌ ہے مراد یا تو زبور ہی ہے اور ذکر ہے مراد پند ونصحت، جیسا کہ ترجمہ میں درج ہے یا پھر زبور ہے مراد گزشتہ آسانی کتابیں اور ذکر ہے مراد لوح محفوظ ہے۔ لیعنی پہلے تو لوح محفوظ میں یہ بات درج ہے اور اس کے بعد آسانی کتابیں اور ذکر ہے مراد لوح محفوظ ہے۔ لیعنی پہلے تو لوح محفوظ میں یہ بات درج ہے اور اس کے بعد آسانی نزدیک جنت ہے اور بعض کے نزدیک ارض کفار۔ لیعنی اللہ کے نیک بندے زمین میں افتدار کے مالک ہوں گے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان جب تک اللہ کے نیک بندے رہین ما افتدار اور سرخرو رہے اور آئندہ بھی جب میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان جب تک اللہ کے نیک بندے رہی، وہ دنیا میں باافتدار انہی کے پاس ہوگا۔ اس لیے مسلمانوں کی محروئ افتدار انہی کے پاس ہوگا۔ اس لیے مسلمانوں کی محروئ افتدار کی موجودہ صورت، کسی اشکال کاباعث نہیں بنی چاہے۔ یہ وعدہ مشروط ہے صالحیت عباد کے ساتھ۔ اور افات الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ کے مطابق جب مسلمان اس خوبی سے محروم ہوگئے تو افتدار سے بھی محروم کردیے گئے۔ اس میں گویا حصول افتدار کا طریقہ بتلایا گیا ہے اور وہ ہے صالحیت، لینی اللہ و رسول کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنا اور اس کے حدود وضابطوں پر کار بند رہنا۔

سر فی هذا سے مراد، وہ وعظ و تنبید ہے جو اس سورت میں مختلف انداز سے بیان کی گئی ہے۔ بلاغ سے مراد کفایت ومنفعت

وَمَا اَرْسُلُنكَ إِلَارَحْمَةً لِللْهِ لَمِينَ@

قُلْ إِنَّمَايُوْتَى إِلَّ ٱتَّمَا الْهُكُمْ اِللهُ وَاحِدٌ ۚ فَهَلُ ٱنْتُوْ مُسُلِمُونَ۞

فَإِن تَوَكُواْ فَقُلُ الْاَنْتُكُوْ عَلَى سَوَا ﴿ وَانَ اَدُرِيُّ اللَّهِ مِنْ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّ

**کا.** اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بناکر ہی بھیجا ہے۔ (۱)

۱۰۸. کہہ دیجیے میرے پاس تو بس وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی ہے، تو کیا تم بھی اس کی فرمانبر داری کرنے والے ہو؟(۱)

1•9. پھر اگریہ منہ موڑلیں تو کہہ دیجے کہ میں نے تمہیں کے لیمال طور پر خبر دار کر دیا ہے۔ اور مجھے علم نہیں کہ جس کا وعدہ تم سے کیا جارہا ہے وہ قریب ہے یا دور (م)

ہے، بیخی وہ کافی اور مفید ہے۔ یا اس سے مراد قرآن مجید ہے جس میں مسلمانوں کے لیے منفعت اور کفایت ہے۔ عابدین سے مراد، خشوع و تضوع سے اللہ کی عبادت کرنے والے، اور شیطان اور خواہشات نفس پر اللہ کی اطاعت کو ترجی ویے والے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آپ شکا پینی کی رسالت پر ایمان لے آئے گا، اس نے گویا اس رحمت کو قبول کر لیا اور اللہ کی اس نعت کا شکر اوا کیا، نتیجاً دنیا وآخرت کی سعاد توں سے ہمکنار ہوگا اور چونکہ آپ شکا پینی کی رسالت پورے جہان کے لیے رحمت بن کر یعنی اپنی تعلیمات کے ذریعے سے دین وونیا کی سعاد توں سے ہمکنار کرنے کے لیے آپ شکا پینی پورے جہان کے لیے رحمت بن کر یعنی اپنی تعلیمات کے ذریعے سے دین وونیا کی سعاد توں سے ہمکنار کرنے کے لیے آپ شکا پینی پورے جہان والوں کے لیے رحمت بن کر یعنی اپنی تعلیمات کے ذریعے سے دین وونیا کی رحمت قرار دیا ہے کہ آپ شکا پینی کی وجہ سے یہ امت، بالکلیہ تباہی وبربادی سے محفوظ کردی گئی۔ جیسے پچھلی تومیس اور امت و عوت کے اعتبار سے پوری نوع انسانی رحمت قرار دیا ہے کہ آپ شکا پینی مامت محمد یہ (جو امت اجابت اور امت وعوت کے اعتبار سے پوری نوع انسانی پرشش ہے) پر اس طرح کا کلی عذاب نہیں آئے گا۔ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے لیے بدوعا نہ کرنا، پرششش کی مسلمان کو لعنت یا سب وشتم کرنے کو بھی قیامت کے دن رحمت کا باعث قرار دینا، آپ شکا پینی کے لئے ملین کی سے مسلمان کو لعنت یا سب وشتم کرنے کو بھی قیامت کے دن رحمت کا باعث قرار دینا، آپ شکا پینی کی مسلمان کو لعنت یا سب وشتم کرنے کو بھی قیامت کے دن رحمت کا باعث قرار دینا، آپ شکا پینی کی رحمت کا باعث قرار دینا، آپ شکا پر اللہ کی طرف سے خواملیہ این کی لیے ایک حدیث میں آپ سکو اللہ کی طرف سے فرمان کے لیے ایک ہدیہ ہے)۔

٢. اس ميں يه واضح كيا كيا ہے كه اصل رحمت توحيد كو اپنا لينا اور شرك سے في جانا ہے۔

س. لینی جس طرح میں جانتا ہوں کہ تم میری دعوت توحید واسلام سے منہ موڑ کر میرے دشمن ہو، اس طرح تمہیں بھی معلوم ہونا چاہیے کہ میں بھی تمہارا دشمن ہوں اور ہماری تمہاری آپس میں کھلی جنگ ہے۔

۴. اس وعدے سے مراد قیامت ہے یا غلبہ اسلام مسلمین کا وعدہ یا وہ وعدہ جب اللہ کی طرف سے تمہارے خلاف جنگ کرنے کی مجھے اجازت دی جائے گی۔

ٳٮۜٛۜ؋ؙؽڡؙڬٷٳڶڿۿڒڡؚڹٳڷڨٙٷڸۅؘؽڡؙڬۅؙ مَاتَكُتُهُونَ۞

وَإِنْ ٱدْرِيْ لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ ١

قُلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَثْبَنَا الرَّحْمْنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَاتَصِفُونَ ﴿

•11. البتہ اللہ تعالی تو کھلی اور ظاہر بات کو بھی جانتاہے اور جو تم چھپاتے ہو اسے بھی جانتا ہے۔

111. اور مجھے اس کا بھی علم نہیں، ممکن ہے یہ تمہاری آزمائش ہو اور ایک مقررہ وقت تک کا فائدہ (پہنچانا) ہے۔

111. خود نبی نے کہا<sup>(۱)</sup> اے رب! انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے جس سے مدو طلب کی جاتی ہے ان باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو۔<sup>(۱)</sup>

ا. یعنی اس وعدہ اللی میں تاخیر، میں نہیں جانتا کہ تمہاری آزمائش کے لیے ہے یا ایک خاص وقت تک فائدہ اٹھانے کے لیے مہلت دینا ہے۔

کینی میری بابت جو تم مختلف باتیں کرتے رہتے ہو، یا اللہ کے لیے اولاد تھہراتے ہو، ان سب باتوں کے مقابلے میں
 دہ رب ہی مہربانی کرنے والا اور وہی مدد کرنے والا ہے۔

## سورہُ حج مدنی ہے اور اس کی اٹھتر آیتیں اور دس ر کوع میں۔

## بِسُ التَّحِيْمِ

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ؽؘٲؿڠؙٵڵؾٵڛٛٵؾۜڠؙۅٳڒؾڮؙۄ۫ٵؚؾۜۮڶۯڶؘڎؘٳڛٵۼۊ ۺڗؙۼڟؽؿ

ا. لو گو! اپنے پرورد گار سے ڈرو بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے۔

> ؽۅ۫*ڡؗڔ*ؘؾۜۯۅ۫ڹۿؘٳؾؘۮ۫ۿڶؙػ۠ڷؙ ؙڡؙۯۻۣۼؖڎٟٙؖۜۜۜۼؠۜۧٚؖٲ ٲۯڞٚؾۘٷۊڞؘۼؙػ۠ڷؙڎ۬ٳؾؚػؠؙڸڂؠڶڟ ۅؘؾۯؽٳڵؾٛٵڛڛؙڵٳؽۅٙڡٵۿۄ۫ۘڛؙڬٳؽ ۅؘڶڮؿؘۜۼۮؘٳڹٳڵؿۺؘڍڽؙڋٛ۞

۲. جس دن تم اسے دیکھ لو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچ کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گرجائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش دکھائی دیں گے، حالانکہ در حقیقت وہ نشے میں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔ (۱)

ہٰ۔ اس کے کلی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ اس کا کچھ حصہ مکی اور کچھ مدنی ہے۔ قَالَهُ الْقُرُّ طُبی (خُ القدیر) یہ قرآن کریم کی واحد سورت ہے جس میں دو سجدے ہیں۔

ا. آیت مذکور میں جس زلز لے کا ذکر ہے، جس کے نتائج دوسری آیت میں بتلائے گئے ہیں۔ جس کا مطلب لوگوں پر سخت خوف، دہشت اور گھبر اہٹ کا طاری ہونا ہے، یہ قیامت سے قبل ہوگا اور اس کے ساتھ ہی دنیا فنا ہوجائے گی۔ یا یہ قیامت کے بعد اس وقت ہوگا جب لوگ قبروں سے اٹھ کر میدان محشر میں جمح ہوں گے۔ بہت سے مفسرین بہلی رائے کے قائل ہیں۔ جب کہ بعض مفسرین دوسری رائے کے۔ اور اس کی تائید میں وہ احادیث بیش کرتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالی آدم علیا ہو گئی دیں۔ یہ بات سی کر حمل والیوں کے حمل گرجائیں گے، بیچ بوڑھے ہوجائیں گے اور لوگ مدہوش سے 199 جبئی کے طالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے، صرف عذاب گرجائیں گی شدت ہوگے۔ نبی مثل اللہ تا سے کہ فرمایا، (گھبر او کی شدت ہوگے۔ نبی مثل اللہ تعالی اور اول میں اسطرح ہوگی نشرت ہوگئے۔ نبی مثل اللہ تعالی اور اول میں اسطرح ہوگی نہیں) یہ 199 یاجوج وہاجوج ممیں سے ہوں گے، اور تم میں سے صرف ایک ہوگاہ تمہاری (تعداد) لوگوں میں اسطرح ہوگی بھی سفید رنگ کے بیل کے پہلو میں سفید بال ہوں۔ اور مجھے امید ہو سفید رنگ کے بیل کے پہلو میں سفید بال ہوں۔ اور مجھے امید ہو گلہ دیاں، یا کالے رنگ کے بیل کے پہلو میں سفید بال ہوں۔ اور مجھے امید ہو اللہ جنت میں تم چو تھائی، یا تہائی یا نصف ہوگے، جے س کر صحابہ نش شرخ آئی نظر اللہ اور اس کی بھی تائید اکبر کا نعرہ بلند کیا، (صحیح اللہ جنت میں تائید الحج کیا۔ اس لیے دونوں بی وزنوں بی رائیں صحیح ہو سکتی ہیں، کو نکہ دونوں مو قبوں پر لوگوں کی سفیت میں بیان کی گئی ہے۔

ایس ہوگی، جیسی اس آیت میں اور صحیح بخاری کی روایت میں بیان کی گئی ہو۔

ۅؘڡؚ؈ٙۘٳڶٮۜٛٵڛڡؘؽؙؾؙۘڿٵڍؚڶ؋ۣ؞ٳڶڶۼؠۼؘؽڔۣۘۼڵٟۄ ٷٙؽػٛڹۼؙٷڰۺؘؽؙڟٟۑؠٞڔؽؠٳ۞

> كْتِبَعَلَيْهِ اَنَّهُ مَنْ تَوَلَاهُ فَأَتَّهُ بْضِلُهُ وَيَهُدِيْهِ إِلَى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۞

يَايُهُاالنَّاسُ إِنَ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعَثِ فَاكَا خَلَقُنْكُوْ مِّنْ تُرَابٍ ثُوَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّمِنَ عَلَقَةٍ ثِنْةً مِنَ مُّضَفَّةٍ مُّخَلَقَةٍ وَّغَيُرِ مُخَلَقَةٍ نِنْجَيِنَ المُؤْونُقِرُ فِى الْاَرْحَامِ مَا شَكَاءُ إِلَى اَجَلِ مُّسَمَّى ثُمَّ نُخَرِّخُ كُوْطِفُلًا تُحْلِقَبَلُهُ مُّنَ ثَبْرِيْ اللَّهُ مُنَى يُعْتَوَقَى وَمِنْكُمُ مُنَ ثَبْرُولُ اللَّهُ الْمُنْ الْعُمْرِ لِكَيْدَا يَعْلَمُ مِنْ اَبْعُرِ عِلْمَ الْمُنْ الْعُمْرِ لِكَيْدَا هَامِدَةً قَوَاذَا النَّرُلُنَا عَلَيْهُا الْمُنَاءَ الْمُنْ الْمُنْ

سر. اور بعض لوگ اللہ کے بارے میں بحثیں کرتے ہیں اور وہ بھی بے علمی کے ساتھ اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔(۱)

ہم. جس پر (قضائے الٰہی) لکھ دی گئی ہے (۲) کہ جو کوئی اس کی رفاقت کرے گا وہ اسے گمراہ کردے گا اور اسے آگ کے عذاب کی طرف لے جائے گا۔

6. لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہے تو سوچو ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پیرا کیا پھر نطفہ سے پھر خون بتہ سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو صورت دیا گیا تھا اور بے نقشہ تھا۔ (") یہ ہم تم پر ظاہر کردیتے ہیں، (") اور ہم جے چاہیں ایک تھہرائے ہوئے وقت تک رحم مادر میں رکھتے ہیں (۵) پھر تمہیں بچپن کی حالت میں دنیا میں لاتے ہیں پھر تاکہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو، تم میں سے بعض تو وہ ہیں جو فوت کر لیے

ا. مثلاً یہ کہ اللہ تعالی دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے، یا اس کی اولاد ہے وغیرہ وغیرہ۔

۲. لیعنی شیطان کی بابت تقدیر الہی میں یہ بات شبت ہے۔

سل یعنی نطفے (قطرۂ منی) سے چالیس روز کے بعد عَلَقَةٌ گاڑھا خون اور عَلَقَةٌ سے مُضْغَةٌ گوشت کا لوتھوا ہن جاتا ہے مُخَلَقَةٍ سے، وہ بچہ مراد ہے جس کی پیدائش واضح اور شکل وصورت نمایاں ہوجائے ایسے بچے میں روح چھونک دی جاتی ہے اور جیمیل کے بعد اس کی ولادت ہوجاتی ہے اور غیر مُخلَقَةٍ اس کے برعکس، جس کی شکل وصورت واضح نہ ہو، نہ اس میں روح پھوئی جائے اور قبل از وقت ہی وہ ساقط ہوجائے۔ صحیح احادیث میں بھی رحم مادر کی ان سیفیات کاذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہی درحم عادر کی ان سیفیات کاذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ نطفہ چالیس دن کے بعد عَلقَة (گاڑھا خون) بن جاتا ہے، پھر چالیس دن کے بعد عَلقَة (گاڑھا یا گوشت کی بوئی) کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آتا ہے، جو اس میں روح پھونکتا ہے۔ یعنی چار مہینے کے بعد گئے روح ہوتا ہے اور بچہ ایک واضح شکل میں ڈھل جاتا ہے۔ (صحیح اللہ خاری کتاب الانہاء و کتاب القدر، مسلم کتاب القدر، مسلم کتاب القدر، باب کیفیة الخلق الآدمی)

م. لیعنی اس طرح ہم اپنا کمال قدرت و تخلیق شمارے لیے بیان کرتے ہیں۔

۵. لعنی جس کو ساقط کرنا نہیں ہوتا۔

وَرَبُّ وَ اَنْبُ تَتُ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ۞

ذَلِكَ بِالنَّاللَّهُ هُوَالُّحَقُّ وَاَتَّهُ يُحْمِى الْمَوْقُ وَاَلَّهُ عَلَى كُلِّ شَكَّ قَدِيْكُ وَاَنَّ السَّاعَةَ الِتِيهُ ۖ لَارَيْبَ فِيْهَا ۚ وَاَنَّ اللَّهَ يَبُعُثُ مَنُ فِي الْقَائِورِ ۞

جاتے ہیں ('' اور بعض بے غرض عمر کی طرف پھر سے لوٹادیے جاتے ہیں کہ وہ ایک چیز سے باخبر ہونے کے بعد پھر بے خبر ہو جائے ۔'' تو دیکتا ہے کہ زمین (بخبر اور) خشک ہے پھر جب ہم اس پر بارشیں برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کے رونق دار نباتات اگاتی ہے۔''

۲. یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی مُر دول کو جِلاتا ہے اور وہی مُر دول کو جِلاتا ہے اور وہ ہر ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

کے اور یہ کہ قیامت قطعاً آنے والی ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یقیناً اللہ تعالی قبرول والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔

ا. یعنی عمر اشد سے پہلے ہی۔ عمر اشد سے مراد بلوغت یا کمال عقل وکمال قوت و تمیز کی عمر ہے، جو ۴۰ سے ۴۰ سال کے درمیان کی عمر ہے۔

۲. اس سے مراد بڑھاپے میں توائے انسانی میں ضعف وانحطاط کے ساتھ عقل وحافظہ کا کمزور ہوجانا اور یادداشت اور عقل و قوم میں بیچ کی طرح ہوجانا ہے، جسے سورہ ایسین میں ﴿وَمَنَ تُعَیِّدُو تُنَیِّسَهُ فِی الْتَحَاثِقِ ﴾ (۱۸) (اور جسے ہم بوڑھا کرتے ہیں اسے پیدائش حالت کی طرف پھر الٹ دیتے ہیں) اور سورہ تین میں ﴿ثُوَرَدُدُنْهُ اَسْفَلَ الْمَوْلِيْنَ ﴾ (۵) (پھر اسے نیجا کردیا) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سا یہ احیائے موتی (مردوں کے زندہ کرنے) پر اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی دوسری ولیل ہے۔ پہلی دلیل، جو مذکور ہوئی،

یہ تھی گئہ جو ذات ایک حقیر قطرۂ پانی سے اس طرح ایک انسانی پیکر تراش سکتا اور ایک حسین وجود عطا کر سکتا ہے، علاوہ
ازیں وہ اسے مختلف مراصل سے گزار تا ہوا بڑھا ہے کے ایسے اسٹیج پر پہنچاسکتا ہے جہاں اس کے جہم سے لے کر اس کی
ذہبی ودماغی صلاحیتیں تک، سب ضعف وانحطاط کا شکار ہوجائیں۔ کیا اس کے لیے اسے دوبارہ زندگی عطا کر دینا مشکل ہے؟
ایشینا جو ذات انسان کو ان مراصل سے گزار سکتی ہے، وہی ذات مرنے کے بعد بھی اسے دوبارہ زندہ کرکے ایک نیا قالب
اور نیا وجود بخش سکتی ہے، دوسری دلیل یہ دی ہے کہ دیکھو زمین بنجر اور مردہ ہوتی ہے لیکن بارش کے بعد یہ کس طرح اللہ
زندہ اور نیا وجود بخش سکتی ہے، دوسری دلیل یہ دی ہے کہ دیکھو زمین بنجر اور مردہ ہوتی ہے لیکن بارش کے بعد یہ کس طرح اللہ
تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں کو بھی ان کی قبروں سے اٹھا کھڑا کرے گا۔ جس طرح حدیث میں ہے۔ ایک صحافی ڈاٹھئؤ نے پوچھا اللہ تعالیٰ انسانوں کو جس طرح پیدا فرمائے گا، اس کی کوئی نشانی مخلوقات میں سے بیان فرمائے نبی سکا شیخ کے نبو تھا ہو؟ اس نے کہا۔ ہاں،
فرمایا (کیا تمہارا گزر ایک وادی سے ہوا ہے جو خشک اور بنجر ہو، پھر دوبارہ اسے لہلہاتا ہوا دیکھا ہو؟ اس نے کہا۔ ہاں،
فرمایا (کیا تمہارا گزر ایک وادی سے ہوا ہے جو خشک اور بنجر ہو، پھر دوبارہ اسے لہلہاتا ہوا دیکھا ہو؟ اس نے کہا۔ ہاں،

ۅٙڝؘؘۘٳڶٮۜٛٵڛڡؘؙؾؙؙڲٵؚڋڷ؋ۣ۬ٳڶڵٶؠۼؘؽڔؚۘۼڶؙؚۄؚ ٷٙڒۿٮٞؽٷڒڮٮ۬ۑۺ۠ڹؽڔٟؗ۞

تَاإِنَ عِطْفِهِ لِيُفِسِلَ عَنْ سَمِيْلِ اللَّوْلَهُ فِي اللَّنْنَاخِزُيُّ وَنْدِيقُهُ مَيْوُمُ الْقِيلَمَةِ عَذَابَ الْعَرِيْقِ ©

ۮ۬ڸؘؚڮؠ۪ؠٵۊۜۜؗ؆ؘڡۛؾؙؽڶۘۘۮؘۅؘٳۜؿٙٳٮڵؗؗؗؗؗڡڵؽۺؠۣڟٚڰ*ٚۄٟ* ڵٟڷۼؚۑؽڕ۞۫

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعُبُدُ اللهَ عَلَى حَرْفٍ قَالَ اَصَابَهُ خَيْرُ إِطْمَانَ بِهِ قِالَ اَصَابَتُهُ فِتُنَةُ إِنْقَلَبَعَلَى وَجُهِهٍ ﴿ خَيْرَ اللهُ نَيا وَالْاِحْرَةَ ۗ ذلِكَ هُوَانُشُرَانُ الْمُنِهُ بُنُ

٨. اور بعض لوگ اللہ كے بارے ميں بغير علم كے اور بغير ہدايت كے اور بغير روش كتاب كے جھاڑتے ہیں۔
 ٩. اپنا پہلو موڑنے والا بن كر(۱) اس ليے كہ اللہ كى راہ سے بہكا دے، اسے دنیا میں بھى رسوائی ہوگى اور قیامت كے دن بھى ہم اسے جہنم میں جلنے كا عذاب چھائیں گے۔
 ٠٠. یہ ان اعمال كی وجہ سے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بخیج رکھے تھے۔ یقین مانو كہ اللہ تعالی اپنے بندوں پر ظلم كرنے والا نہیں۔
 کرنے والا نہیں۔

11. اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہوکر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر کوئی نفع مل گیا تو دلچیں لینے لگتے ہیں اور اگر کوئی آفت آگئی تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں، (۲) انہوں نے دونوں جہان کا نقصان اٹھالیا۔ واقعی یہ کھلا نقصان ہے۔

۲. حَرْفٌ کے معنی ہیں کنارہ ان کناروں پر کھڑا ہونے والا، غیر مستقر ہوتا ہے لیعی اسے قرار وثبات نہیں ہوتا۔ اس طرح ہو شخص دین کے بارے میں شک وربب اور تذبذب کا شکار رہتا ہے، اس کا حال بھی یہی ہے، اسے دین پر استقامت نصیب نہیں ہوتی کیونکہ اس کی نیت صرف دنیوی مفادات کی رہتی ہے، ملے رہیں تو ٹھیک ہے بصورت دیگر وہ پھر دین آبائی لیعنی کفر وشرک کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو سچے مسلمان ہوتے اور ایمان ویقین سے سرشار ہوتے ہیں۔ وہ عرویسر کو دیکھے بغیر دین پر قائم رہتے ہیں، نعتوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں تو شکر ادا کرتے اور تکلیفوں سے دوچار ہوتے ہیں تو شکر کرتے ہیں۔ اس کی شان نزول میں ایک مذبذب شخص کا طریقہ بھی اسی طرح کا بیان کیا گیا۔ (صحبح البخاری، تفسیر سورۃ الحج) کہ ایک شخص مدینے آتا، اگر اس کے گھر بچے ہوتے، اسی طرح جانوروں میں برکت ہوتی، تو کہتا، یہ دین براہے۔ بعض روایات میں یہ وصف نومسلم اعرابیوں کا بیان کیا گیا۔ ہے۔ (ٹ اہادی، باب نہ کور)

يَدُعُوۡامِنُدُونِ اللهِ مَالَايَضُّرُّهُ وَمَالَايَنَهَعُهُ ۗ ﴿ لِكَ هُوَ الصَّلَلُ الْبَعِينُ ۚ

يَدُعُوالَمَنَ ضَرُّغًا اَقُرَبُ مِن نَّفُعِهُ لِبِمُسَ الْمُولِل وَلِيثُسَ الْعَشِيْرُ۞

ٳڽۜٞٵڛؖٚڡؙؽؙۮڿڷؙٲڵۮؚؾؙؽٵؗڡؘؿؙٵۅۜٛۼؠڵۅؙٵ ٵڝٝڸڂؾؚۼڽٝؾۼڔؽ؈ٛؾۼؙؾؠۜٵڵۯٮۿٚۅؙ ٳڽۜٵڛٚڎؽڣ۫ۼڷؙڝؙٵؽؙڔؙؽؙ۞

مَنْ كَانَ يَظْنُّ أَنْ لَـنْ يَتْفُكُوهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاِخِرَةِ فَلْيَكُمُ لُدُ بِسَجَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُوَّلِيَقُطُمُ فَلْيُنْظُرُهُ لَ يُنْ هِبَنَّ كَيْدُهُ مَا لَغِيْظُ ﴿

17. الله کے سوا انہیں پکارا کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچاسکیں نہ نفع۔ یہی تو دور دراز کی گمر اہی ہے۔

18. اسے پکارتے ہیں جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے، یقیناً برا ہے وہ کارساز اور برا ہے وہ ساتھی۔

19. ایمان اور نیک اعمال والوں کو اللہ تعالیٰ لہریں لیتی ہوئی نہروں والی جنتوں میں لے جائے گا۔ بے شک اللہ جو ارادہ کرے اسے کرکے رہتا ہے۔

10. جس کا یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مدو دونوں جہان میں نہ کرے گا وہ اونچائی پر ایک رسہ باندھ کر (اپنے علق میں پھندا ڈال کر اپنا گلا گھونٹ لے) پھر دیکھ لے کہ اس کی چلاکیوں سے وہ بات ہٹ جاتی ہے جو اسے تڑیا رہی ہے؟

ا. بعض مفسرین کے نزدیک یدعو، یقول کے معنی میں ہے۔ یعنی غیر اللہ کا پجاری قیامت کے دن کہے گا کہ جس کا نقصان، اس کے نفع ہے قریب تر ہے، وہ کارساز اور ساتھی یقیناً برا ہے۔ یعنی اپنے معبودوں کے بارے میں یہ کہے گا کہ وہاں اس کی امیدوں کے محل ڈھے جائیں گے اور یہ معبود، جن کی بابت اس کا خیال تھا کہ وہ اللہ کے عذاب ہے اسے بچائیں گے، اس کی شفاعت کریں گے، وہاں خود وہ معبود بھی، اس کے ساتھ ہی جہنم کا ایند سفن بنے ہوں گے۔ مولیٰ کے معنی ولی اور مددگار کے اور عَشِیرٌ کے معنی ہم نشین، ساتھی اور قرابت دار کے ہیں۔ مدوگار اور ساتھی تو وہ ہوتا ہے جو مصیبت کے وقت کام آئے، لیکن یہ معبود خود گر قمار عذاب ہوں گے یہ کسی کے کیاکام آئیں گے؟ اس لیے انہیں برا کا رساز اور براساتھی کہا گیا۔ ان کی عبادت ضرر ہی ضرر ہے، نفع کا تو اس میں کوئی حصہ ہی نہیں ہے، پھر یہ جو کہا گیا ہے کہ ان کا نقصان، ان کے نفع ہم زیب تر ہے، تو یہ ایسے ہی جو بعد دوسرے مقام پر فرمایا گیا، ﴿وَ اِلْاَ اَوْاَلَا اُوْلَا کَا لَا مُلَّٰ کُرانِی میں)۔ ظاہر بات ہے کہ ہدایت پر ہیں، یا کملی گرائی میں)۔ ظاہر بات ہے کہ ہدایت پر ہیں، یا کملی گرائی میں)۔ ظاہر بات ہے کہ ہدایت پر وہی ہیں جو اللہ کو مانے والے ہیں۔ لیکن اسے واضی الفاظ میں کہنے کے کیا گا کہ اس کا انکار کرنے والے) بدایت ہوا کہ ایمان سے ہاتھ دھو بیشا، یہ جوا کہ ایمان سے ہاتھ دھو بیشا، یہ دنیا ہے۔ اور مطلب یہ ہوگ کہ غیر اللہ کو پکار نے سے فوری نقصان تو اس کا یہ ہوا کہ ایمان سے ہاتھ دھو بیشا، یہ دوا کہ ایمان سے ہاتی کا تفعیان محقق ہی ہو۔

۲. اس کے ایک معنی تو یہ کیے گئے ہیں کہ ایسا شخص، جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیٹیسر منا لیٹی کم کی مدد نہ کرے، کیونکہ

ۅؙۘػڬٳڮٵؘٮؙؙڗؘڵڹۿٵؽؾٟٵؘؚڽێۣڹؾٟ۫ٚٷٙڷڽۜٵۺؗؗؗڰؽۿؙٮؚؽ ڡۜڽؙؾ۠ڔؽؙۮؚ؈

اِنَّ الَّذِيْنَ امْنُوا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّبِينَ وَالتَّصَارِى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اشْرُكُوْ آثَانَ اللهَ يَفُصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيْمَةُ إِنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيًّ

ٱڬۄؙؾۘٚۯٙٳۜؾٛٵڵڵڡٙؽڛؙڿؙٮؙڵۿؙڡۜڽؙ؋ۣٵڵؾۿۅ۬ؾؚۅٙڡۜڹٞ ڣۣٲڵۯۯۻۣۅؘالشَّمْسُ وَالْقَمَّرُواڵتَّجُومُروَ الِجِبَالُ وَالشَّجُرُوالدَّوَابُّ وَكَذِيْرُضِّنَ النَّاسِ وَكَنِيْرُ

17. اور ہم نے اسی طرح اس قرآن کو واضح آیتوں میں اتارا ہے۔ اور بے شک اللہ جسے چاہے ہدایت نصیب فرماتا ہے۔ اور بے شک اللہ جسے چاہے ہدایت نصیب فرماتا ہے۔ کا. بے شک اہل ایمان اور یہودی اور صابی اور نصر آئی اور محرکین (۲) ان سب کے در میان قیامت کے دن خود اللہ تعالی فیصلے کردے گا، (۳) بے شک اللہ تعالی ہر ہر چیز پر گواہ ہے۔ (۲)

۱۸. کیا تو تنہیں دیکھ رہا کہ اللہ کے سامنے سجدے میں ہیں سب آسانوں والے اور سب زمین والے اور سورج اور چاند اور سازے اور بہت سے انسان سارے اور بہت سے انسان

اس کے غلبہ وفتح سے اسے تکلیف ہوتی ہے، تو وہ اپنے گھر کی حجبت پر رسی الٹکاکر اور اپنے گلے میں اس کا بھندا لے کر اپنا گلا گھونٹ لے، شاید یہ خود کشی اسے غیظ وغضب سے بچالے جو وہ محمد علی الٹیکی کے بڑھتے ہوئے اثر ونفوذ کو دیکھ کر اپنے دل میں پاتا ہے۔ اس صورت میں ساء سے مراد گھر کی حجبت ہوگی۔ دوسرے معنی ہیں کہ وہ ایک رسہ لے کر آسمان دل میں پاتا ہے۔ اس صورت میں ساء سے مراد گھر کی حجبت ہوگی۔ دوسرے معنی ہیں کہ وہ ایک رسہ لے کر آسمان پر چڑھ جائے اور آسمان سے جو وحی یا مدو آتی ہے، اس کا سلسلہ ختم کردے، (اگر وہ کرسکتا ہے) اور دیکھے کہ کیا اس کے بعد اس کا کلیجہ شمنڈا ہوگیا ہے؟ امام ابن کثیر نے پہلے مفہوم کو اور امام شوکانی نے دوسرے مفہوم کو زیادہ لیند کیا ہے۔ اور سیاق سے یہی دوسرا مفہوم زیادہ قریب لگتا ہے۔

ا. مجوس سے مراد ایران کے آتش پرست ہیں جو دو خداؤں کے قائل ہیں، ایک ظلمت کاخالق ہے، دوسرا نور کا، جسے وہ اہر من اور یزداں کہتے ہیں۔

۲. ان میں مذکورہ گراہ فرقوں کے علاوہ جینے بھی اللہ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کرنے والے ہیں، سب آگئے۔

سا. ان میں سے حق پر کون ہے، باطل پر کون؟ یہ تو ان دلائل سے واضح ہوجاتا ہے جو اللہ نے اپنے قرآن میں نازل فرمائے ہیں اوراپنے آخری پنیمبر کو بھی ای مقصد کے لیے بھیجا تھا، ﴿ لِیُظْھِمَ کُا عَلَی اللّٰدِینِ کُیلّٰہِ ﴾ (الفتح: ٢٨) (تاکہ اس ہر دین پر غالب کرے) یہاں فیصلے سے مراد وہ سزا ہے جو اللہ تعالی باطل پر ستوں کو قیامت کے دن دے گا، اس سزا سے بھی واضح ہوجائے گا کہ دنیا میں حق پر کون تھا اور باطل پر کون؟

۷. یہ فیصلہ محض حاکمانہ اختیارات کے زور پر نہیں ہوگا، بلکہ عدل وانصاف کے مطابق ہوگا، کیونکہ وہ باخبر ہستی ہے، اسے ہر چیز کا علم ہے۔

بعض مفسرین نے اس سجدے سے ان تمام چیزوں کااحکام البی کے تابع ہونا مراد لیا ہے، کسی میں مجال نہیں کہ وہ علی سے سرتابی کرسکے۔ ان کے نزدیک وہ سجدہ اطاعت وعبادت مراد نہیں جو صرف عقلاء کے ساتھ خاص ہے۔ جب

کھی۔'' ہاں بہت سے وہ کھی ہیں جن پر عذاب کا مقولہ ثابت ہوچکا ہے'' جے رب ذلیل کردے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں'' ہے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

19. یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرنے ('')

## حَقَّ عَلَيْهِ الْعَدَابُ وَمَنَ يَهُنِ اللهُ فَمَالَهُ مِنْ مُثَلِّمُ مِنْ مُثَلِّمِ إِنَّ اللهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ فَنَ

هذان خَصُمٰنِ اخْتَصَمُوْ إِنْ رَبِّهِمُ وَاللَّذِينَ

کہ بعض مفرین نے اسے مجاز کے بجائے حقیقت پر محمول کیا ہے کہ ہر مخلوق اپنے اپنداز سے اللہ کے سامنے سجدہ رہز ہے۔ مثلاً مَنْ فِیْ السَّمٰوَاتِ سے مراد فرشتے ہیں وَ مَنْ فِیْ الاَّرْضِ سے ہر قسم کے حیوانات، انسان، جنات، چوپائے اور پرندے اور دیگر اشیاء ہیں۔ ہو این این انہائی کرتی ہیں۔ ﴿وَانْ مِنْ اَسُمُواَتِ سے مراد فرشتے ہیں این این این این ہیں۔ ﴿وَانْ مِنْ اَسُمُواَتِ سے مراد فرشتے ہیں اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ مشرکین ان کی عبادت کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، تم ان کو سجدہ کرتے ہو، یہ تو اللہ کو سجدہ کرنے والے اور اس کے ماتحت ہیں اس لیے تم انہیں سجدہ مت کرو، اس ذرات کو سجدہ کرتے ہو، یہ تو اللہ کو سجدہ کرنے والے اور اس کے ماتحت ہیں اس لیے تم انہیں ہیں، مجھ سے رسول اللہ سَوَّاتِیْمُ نِے وَان کا خالق ہے۔ (خم السجدۃ: ۲۷) سیح صیت میں ہے حضرت ابوذر ہوائی ہم والی ہیں، مجھ سے رسول اللہ سَوَّاتِیْمُ نِے جاکر سجدہ ریز ہوجاتا ہے، پھر اسے (طلوع ہونے کا) علم دیا جاتا ہے۔ ایک ہیں۔ فرمایا سورج جاتا ہے اور عرش کے نیچے جاکر سجدہ ریز ہوجاتا ہے، پھر اسے (طلوع ہونے کا) علم دیا جاتا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ اسے کہا جائے گا، والی لوٹ جا لیخی جہال سے آیا وہیں چلا جا۔ (صحیح البخاری، بدہ البخلی، باب صفة الشمس واتفہ رہوں نے خواب میں اپنے ساتھ درخت کو سجدہ کرتے دیکھا۔ (ترمذی، أبواب السفر، باب ماجاء مایقول فی سجود القرآن، تحفة کہ انہوں نے خواب میں این کے سایوں کا دائیں بائیں پائیں پھرنا یا جھکنا الاحوذی، جدنا، صفح: جس کی طرف اشارہ سورۃ الرعد: ۱۵ اور النحل: ۲۸، ۲۹ میں بھی کیا گیا ہے۔

ا. یہ سجدۂ اطاعت وعبادت ہی ہے جس کو انسانوں کی ایک بڑی تعداد کرتی ہے اور اللہ کی رضا کی مستحق قرار پاتی ہے۔ ۲. یہ وہ بیں جو سجدۂ اطاعت سے انکار کرکے کفر اختیار کرتے ہیں، ورنہ تکوینی احکام لیعنی سجدۂ انقیاد میں تو انہیں بھی مجال انکار نہیں۔

۳. کفر اختیار کرنے کا نتیجہ ذلت ورسوائی اور آخرت کا دائمی عذاب ہے، جس سے بچاکر کافروں کوعزت دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

4. ہٰذَانِ حَصْمٰنِ، یہ دونوں تثنیہ کے صیغے ہیں۔ بعض نے اس سے مراد مذکورہ گراہ فرقے اور اس کے مقابلے میں دوسرا فرقہ مسلمان کو لیا ہے۔ یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں جھڑتے ہیں، مسلمان تو اس کی وحدانیت اور اس کی قدرت علی البعث کے قائل ہیں، جب کہ دوسرے اللہ کے بارے میں مختلف گراہیوں میں مبتلا ہیں۔ اس ضمن میں جنگ بدر میں لڑنے والے مسلمان اور کافر بھی آجاتے ہیں، جس کے آغاز میں مسلمانوں میں ایک طرف حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ فرقائش سے اور دوسری طرف ان کے مقابلے میں کافروں میں عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ

كَفَرُ وُا قُطِّعَتُ لَهُمُ شِيَاكِ مِّنَ تَارِ ليصَّبُ مِنَ فَوْقِ رُدُو سِهِمُ الْحَمِيدُونَ

يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمُ وَالْجُلُودُ الْمُ

وَلَهُوُمَّقَامِعُونَ حَدِيْدٍ۞ كُلُّمَا ارَادُوَاانَ يَتَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَدِّ لِعُيْدُوافِيْهَا وَذُوقُواعَذَابَ الْحَرِيْقِ۞

ٳڽۜٙٵڵؾؗڎؽؙۮڿڵٵڷۮؚؽؙؽٵڡؙٮؙؙٷؙٳۉۘۘۘۘۘۘڡٛڡڵۅٛٳ ٵڵڞڸڂؾؚڿڹۨٚؾؾؘۻڔؽڝڽؙؾؘڞؾؚؠۜٵٲڵۯٮ۬ۿڔؙ ؽؙۻڰۅؙؽؘڣؽۿٵڝؽٲڛٵۅڒڡڽڽؙۮؘۿڀ ٷڵٷٛڵٷؙٵٷڸڹٵڛ۠ۿٷڣؽۿٵڂڔؿۯٛ۞

وَهُدُوْ آلِ الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ثُورَهُ دُوَ اللَّهِ مِنَ الْقَوْلِ ثُورَهُ دُوَ اللَّهِ عِنْ الْقَوْلِ

اِتَّ الَّذِيْنَ كَفَرَاوُا وَيَصُّتُ وَنَعَنَ سِيلِ اللهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنَهُ لِلتَّاسِ

والے ہیں، پس کافروں کے لیے تو آگ کے کیڑے کاٹے جائیں گے، اور ان کے سرول کے اوپر سے سخت کھولٹا ہوا پانی بہایا جائے گا۔

۲۰. جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلادی جائیں گی۔

۲۱. اور ان کی سزا کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔
۲۲. یہ جب بھی وہاں کے غم سے نکل بھاگنے کا ارادہ
کریں گے وہیں لوٹا دیے جائیں گے اور (کہاجائے گا) جلنے
کا عذاب چکھو۔(۱)

۲۲. ہے شک ایمان والوں اور نیک کام والوں کو الله تعالی ان جنتوں میں لے جائے گا جن کے در ختوں تلے نہریں لہریں لے رہی ہیں، جہاں انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سیچ موتی بھی۔ وہاں ان کا لباس خالص ریشم ہوگا۔

۲۴. اور ان کو پاکیزه بات کی رہنمائی کردی گئ<sup>(۳)</sup> اور قابل صد تعریف راہ کی ہدایت کردی گئے۔<sup>(۳)</sup>

۲۵. یقیناً جن لو گول نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکنے لیے (۱۵ اللہ کی اور اس حرمت والی مسجد سے بھی جسے ہم نے تمام

تھے۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ الحج) امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ دونوں ہی مفہوم صحیح اور آیت کے مطابق ہیں۔ ا. اس میں جہنیوں کے عذاب کی کچھ تفصیل بیان کی گئی ہے جو انہیں وہاں بھگتنا ہوگا۔

۲. جہنمیوں کے مقابلے میں یہ اہل جنت کا اور ان نعموں کا تذکرہ ہے جو اہل ایمان کو مہیا کی جائیں گ۔

س. لینی جنت الیی جگہ ہے جہال پاکیزہ باتیں ہی ہول گی، وہال بے ہودہ اور گناہ کی بات نہیں ہوگی۔

سم. لیخی الیی جگہ کی طرف جہاں ہر طرف اللہ کی حمد اور اس کی تشبیح کی صدائے دل نواز گونج رہی ہوگی۔ اگر اس کا تعلق دنیا سے ہوتو مطلب قرآن اور اسلام کی طرف رہنمائی ہے جو اہل ایمان کے جے میں آتی ہے۔

۵. روکنے والوں سے مراد کفار مکہ ہیں جنہوں نے ۲ ہجری میں مسلمانوں کو مکہ جاکر عمرہ کرنے سے روک دیا تھا، اور مسلمانوں کو حدید سے واپس آنا پڑا تھا۔

ڛۘۅؘآء۬ٳڷڡؙٵڮڡٛ۠ۏؿؙٷۅٙٲڶڹٵڋٷڡۜڽؙؿ۠ڕۮڣؽٷ ڽؚٳڷحٵۮٟڹڟؙڶؠؙٞڔٮؙ۠ڹۊؙ؎ؙڡ؈ؘٛعؘۮٙٳٮؚٳڸؽ<sub>ۄ</sub>۞

ۅٙٳۮۘڹۘۊۜٲؽ۬ڵٳٮؙؚڔڵۿؚؽؙۄؘڡػٲؽٵڷؙؽؿؙڝؚٲؽؙڰڒؾؙۺؙڔڬ ؚؽۺؘؽٵٞۊۜڟؚۿڒؙۘۻؽڗؽڸڟڵٟۿؽؽؘۘۏٲڷڨٙٳٚؠؚؠؽؽ

لوگوں کے لیے مساوی کردیا ہے وہیں کے رہنے والے ہوں یا باہر کے ہوں، (۱) جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے (۲) ہم اسے دردناک عذاب چھائیں گے۔ (۳) ہم ان دردناک عذاب چھائیں گے۔ (۲) در جب کہ ہم نے ابراہیم (عَلَیْقَاً) کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کردی (۴) اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو

ا. اس میں اختلاف ہے کہ معجد حرام سے مراد خاص معجد (خانہ کعبہ) ہی ہے یا پورا حرم مکہ۔ کیونکہ قرآن میں بعض جگہ پورے حرم کی کے لیے بھی معجد حرام کا لفظ بولا گیا ہے، لغنی جز بول کر کل مراد لیا گیا ہے۔ جہاں تک خاص معجد حرام کا تعلق ہے، اس کی بابت تو یہ بات متفقہ ہے کہ اس میں مقیم وغیر مقیم، ملکی اور آفاقی سب کا حصہ مساوی ہے لیخی بلا شخصیص و تفریق ہر شخص رات اور دن کے کی بھی حصے میں عبادت کر سکتا ہے۔ کسی کے لیے بھی کسی مسلمان کو عبادت سے روکنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ جن علاء نے معجد حرام سے مراد پورا حرم لیا ہے، ان کے ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ پورا حرم کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ بی عبال چیشت رکھتا ہے اور اس کے مکانوں اور زمینوں کاکوئی مالک نہیں۔ اس لیے ان کی خرید وفروخت اور ان کو کرائے پر دینا ان کے نزدیک جائز نہیں۔ جو شخص بھی کسی جگہ سے فج یا عمرے کے لیے مکہ جائے خرید وفروخت اور ان کو کرائے پر دینا ان کے نزدیک جائز نہیں۔ جو شخص بھی کسی جگہ سے فج یا عمرے کے لیے مکہ جائے تو اسے سے کسی کو نہ روکیں۔ دو سری رائے یہ ہے کہ مکانات اور زمینیں ملک خاص ہو سکتی ہیں اور ان میں مالکانہ تصرفات لیخنی بیخنا، کرائے پر دینا جائز ہیں۔ دو سری رائے یہ ہے کہ مکانات اور زمینیں ملک خاص ہو سکتی ہیں اور ان میں اماکانہ تصرفات کے میدان یہ وقف سے کسی کو نہ روکیں۔ دو سری رائے یہ ہے کہ مکانات اور زمینیں ملک خاص ہو سکتی ہیں اور ان میں کسی کی مگیت جائز نہیں۔ یہ مسئلہ قدیم فقہاء کے در میان خاصا مختلف فیہ رہا ہے۔ تاہم آج کل تقریباً تمام عام ہیں۔ ان میں کسی کی ملکیت خاص کے قائل ہو گئر ہیں۔ اور یہ مسئلہ سرے سے اختلافی ہی نہیں دہا۔ موانا مفتی محمد شفیج مرحوم کے تمام عالم ہی ملک مسئلہ مخار دیا ہے۔ (طرح ہو معارف الترآن جدا، موانا مفتی محمد شفیج مرحوم کے تمام عالم ہی ملک مسئلہ مورف الترآن جدان الترآن جدان الترآن جدان

النّحادٌ کے لفظی معنی تو کج روی کے ہیں۔ یہاں یہ عام ہے، کفر وشرک سے لے کر ہر قشم کے گناہ کے لیے۔ حتی کہ بعض علماء الفاظ قرآنی کے پیش نظر اس بات تک کے قائل ہیں کہ حرم میں اگر کسی گناہ کا ارادہ بھی کرلے گا، (چاہے اس پر عمل نہ کرسکے) تو وہ بھی اس وعید میں شامل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ محض ارادے پر مؤاخذہ نہیں ہوگا، جیسا کہ دیگر نصوص سے واضح ہے۔ تاہم ارادہ اگر عزم مصمم کی حد تک ہوتو پھر قابل گرفت ہوسکتا ہے۔ (ٹے القدے)

سل یہ بدلہ ہے ان لوگوں کا جو مذکورہ گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔

مل بعنی بیت اللہ کی جگہ بتلادی اور وہاں ہم نے ذریت ابراہیم علیہ کو جا تھہر ایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نوح علیہ لیا گئی ویر انی کے بعد خانہ کعبہ کی تعمیر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ کا تھوں سے ہوئی ہے، جیسا کہ صحیح حدیث سے بھی ثابت ہے جس میں نی مُنافیہ کی اور اس کے سے بھی ثابت ہے جس میں نی مُنافیہ کی اور اس کے جا اور اس کے جا کیں سال بعد معجد اقصل تعمیر ہوئی)۔ (مسند آحدد ۱۵۰/۵، ۲۱-۱۱/۱ ومسلم کتاب المساجد)

وَ الرُّكِّمِ الشُّجُوْدِ ۞

ۅؘٲڐؚٚڽؙ؋ۣ التَّاسِ بِالْحَجِّ يَٱثُّوُكَ رِجَالَا وَّعَل كُلِّ ضَامِرٍ يُارْتِيُنَ مِنُ كُلِّ فَيِّرِ عَبِيْقٍ ۞

ڵؚؿؿ۫ۿۮؙۉٵڡؘۘٮٚٵڣۼڵۿۿۅۘ۫ڗؽۮ۬ڬۯؙۉٵٲڛۘۘۘۘۘ؏ۘۘٳڵڰؚ؋ۣؽٛٙ ٲؾۜٳۄۭ؆ٞڡؙۮؙۅ۠ڡؾٟٷڸ؉ٵۯڒؘڤۿۅؙۺۜ ۼۿؽؖڐٲڷڒؘڣٵۅٛڣؘٛڴۮؙٳڡڹؙۿٵۅؘڵڟڿؠؗۅٳ ٵڷؙ۪ڹٵٚۧۺۣٵڶ۫ڡؘۊؽڗ۞

شریک نہ کرنا<sup>(۱)</sup> اور میرے گھر کو طواف، قیام، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھنا۔<sup>(۲)</sup>

۲۷. اور لوگوں میں جج کی منادی کردے لوگ تیرے پاس پا بیادہ بھی آئیں گے اور دیلے پتلے اونٹوں پر بھی (۳) دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے۔ (۵)

۲۸. تاکہ اپنے لیے فائدے حاصل کریں (۵) اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں۔(۱) پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔

ا. یہ خانہ کعبہ کی تعمیر کی غرض بیان کی کہ اس میں صرف میری عبادت کی جائے۔ اس سے یہ بنلانا مقصود ہے کہ مشرکین نے اس میں جو بت سجا رکھے ہیں، جن کی وہ یہاں آکر عبادت کرتے ہیں۔ یہ ظلم صری ہے کہ جہاں صرف اللہ کی عبادت کرنی چاہیے تھی، وہاں بتوں کی عبادت کی جاتی ہے۔

۲. کفر، بت پرستی اور دیگر گندگیوں اور نجاستوں ہے۔ یہاں ذکر صرف نماز پڑھنے والوں اور طواف کرنے والوں کا کیا ہے، کیونکہ یہ دونوں عبادات خانہ کعبہ کے ساتھ خاص ہیں۔ نماز میں رخ اسی کی طرف ہوتا ہے اور طواف صرف اسی کے گرد کیا جاتا ہے۔ لیکن الل بدعت نے اب بہت سی قبروں کاطواف بھی ایجاد کرلیا ہے اور بعض نمازوں کے لیے "قبلہ" بھی کوئی اور۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا.

س. جو حیارے کی قلت اور سفر کی دوری اور تھکاوٹ سے لاغر اور کمزور ہوجائیں گے۔

4. یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ مکہ کے پہاڑ کی چوٹی سے بلند ہونے والی یہ نحیف سی صدا، دنیا کے کونے کونے تک پینچ گئی، جس کا مشاہدہ حج اور عمرے میں ہر حاجی اور معتمر کرتا ہے۔

۵. یہ فائدے دینی بھی ہیں کہ نماز، طواف اور مناسک حج وعمرہ کے ذریعے سے اللہ کی مغفرت ورضا حاصل کی جائے۔ اور دنیوی بھی کہ تجارت اور کاروبار سے مال واساب دنیا بھی ملیسر آجائے۔

۲. بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ (پالتو چوپایوں) سے مراد اونٹ، گائے، بکری (اور بھیڑ، دنے) ہیں، ان پر اللہ کا نام لینے کا مطلب ان کو ذرح کرنا ہے جو اللہ کا نام لے کر ہی کیا جاتا ہے اور ایام معلومات سے مراد، ذرح کے ایام "ایام تشریق" ہیں، جو یوم النح (۱۰ اور علی اور ایلم علومات سے مراد، فربانی کی جاسکتی ہے۔ عام طور پر ایام معلومات سے عشرۂ ذوالحجہ اور ایام معدودات سے ایام تشریق مراد لیے جاتے ہیں۔ تاہم یہاں "معلومات" جس سیاق میں آیا ہے، اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایام تشریق مراد ہیں۔ واللہ اعلم۔

ثُمَّ ٱيۡقُضُوا تَفَتَهُ مُولَيُونُوا ثُوانُهُ وَهُوَ وَلَيۡظُوّ فُوا بِالۡبَيۡتِ الْعَرِيۡقِ ۞

ذلِكَ وَمَنُ يُعَظِّمُ حُرُمٰتِ اللهِ فَهُوَخَيُرُلَهُ عِنْدَدَتِهِ وَاُحِلَّتُ لَكُوالْاَفْعَامُ الآلمائشُل عَلَيْكُو فَاجْتَنِبُو الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْتَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْدِ ﴾

۲۹. پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں<sup>(۱)</sup> اور اپنی نذریں پوری کریں<sup>(۲)</sup> اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔<sup>(۳)</sup>

• ". یہ ہے، اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں (۳) کی تعظیم کرے اس کے اپنے لیے اس کے رب کے پاس بہتری ہے۔ اور تمہارے لیے چوپائے جانور حلال کردیے گئے بجز ان کے جو تمہارے سامنے بیان کیے گئے ہیں (۵) پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہیے(۱) اور جموٹی بات سے بھی پر ہیز کرنا چاہیے۔(2)

ا. یعنی ۱۰ ذوالحجہ کو جمرۂ کبریٰ (یا عقبہ) کو کنگریاں مارنے کے بعد حاجی کو تحلل اول (یا اصغر) حاصل ہوجاتا ہے، جس کے بعد وہ احرام کھول دیتا ہے اور بیوی سے مباشرت کے سوا، دیگر وہ تمام کام اس کے لیے جائز ہوجاتے ہیں، جو حالت احرام میں ممنوع ہوتے ہیں۔ میل کچیل دور کرنے کا مطلب یہی ہے کہ چر وہ بالوں، ناخنوں وغیرہ کو صاف کرلے، تیل، خوشبو استعال کرلے اور سلے ہوئے کیڑے بہن لے وغیرہ۔

۲. اگر کوئی نذر مانی ہوئی ہو، جیسے لوگ مان لیتے ہیں کہ اگر اللہ نے ہمیں اپنے مقدس گھر کی زیارت نصیب فرمائی، تو ہم فلاں نیک کا کام کریں گے۔

سل عَتِیْقٌ کے معنی قدیم کے ہیں، مراد خانہ کعبہ ہے کہ حلق یا تقصیر کے بعد طواف افاضہ کرلے، جے طواف زیارت بھی کہتے ہیں، اور یہ حج کا رکن ہے جو وقوف عرفہ اور جرہ عقبہ (یا کبریٰ) کو کنگریاں مارنے کے بعد کیا جاتا ہے۔ جب کہ طواف قدوم بعض کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک سنت ہے اور طواف وداع سنت مؤکدہ (یا واجب) ہے۔ جو اکثر اہل علم کے نزدیک عذر سے ساقط ہوجاتا ہے، جیسے حاکفہ عورت سے بالاتفاق ساقط ہوجاتا ہے۔ (ایر انفایر) کا ان حرمتوں سے مراد وہ مناسک جج ہیں جن کی تفصیل انجمی گزری۔ ان کی تعظیم کامطلب، ان کی اس طرح ادائیگی ہے۔ جس طرح بتلایا گیا ہے۔ یعنی ان کی خلاف ورزی کرکے ان حرمتوں کو یامال نہ کرے۔

۵. "جو بیان کیے گئے ہیں" کا مطلب ہے جن کا حرام ہونا بیان کردیا گیا ہے، جیسے آیت ﴿ حُرِّمَتُ عَلَيْكُو الْمُلَيْتَةُ وَاللّاَمْ ﴾
 (المائدة: ۳) الآية میں تفصیل ہے۔

۲. رِجْسٌ کے معنی گندگی اور پلیدی کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد لکڑی، لوہے یاکسی اور چیز کے بنے ہوئے بت ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا، یہ نجاست ہے اور اللہ کے غضب اور عدم رضا کا باعث، اس سے بچو۔
 کے جھوٹی بات میں، جھوٹی بات کے علاوہ جھوٹی قتم بھی ہے، (جس کو حدیث میں شرک اور عقوق والدین کے بعد

حُنَفَا ٓءَلِلهِ عَيُرَمُشُوكِيُنَ بِهِ ۚ وَمَنَ يُثَثِّرِكُ بِاللهِ فَكَاثَنَا خَرَمِنَ التَّمَاءِ فَتَخُطَفُهُ الطَّايُرُ ٱوْتَهُوِىُ بِهِ الرِّيُحُ فِى مَكَانِ سَجِيْقٍ ۞

ۮڵڬٛۏؘڡؘڽٛؿۘۼڟؚؖۄۺؘۼٳۧڔۘڗڶڵؾۅڣٙٳٮٚۿٲڡؚڽؘٛؾڤۏۘؽ اڵڨؙڵۅؙۑ۞

الله کی توحید کو مانتے ہوئے (۱) اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے۔ سنو، الله کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز کی جگه کھینک دے گی۔ (۲)

**۳۲.** یہ س لیا اب اور سنو، جو اللہ کی نشانیوں کی عزت وحرمت کرے تویہ اس کے دل کی پر ہیز گاری کی وجہ سے ہے۔

تیمرے نمبر پر کبیرہ گناہوں میں شار کیا گیا ہے) اور سب سے بڑا جموٹ یہ ہے کہ اللہ جن چیزوں سے پاک ہے، وہ اس کی طرف منسوب کی جائیں، مثلاً اللہ کی اولاد ہے، فلال بزرگ اللہ کے اختیارات میں شریک ہے، یا فلال کام پر اللہ کس طرح قادر ہوگا؟ جیسے کفار بعث بعد الموت پر تبجب کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ یا اپنی طرف سے اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام چیزوں کو حلال کرلینا، جیسے مشرکین بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حرام چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرلینا سے اجتناب ضروری ہے۔

ا. خُنفَآءُ، حَنیْف ؓ کی جمع ہے۔ جس کے مصدری معنی ہیں مائل ہونا، ایک طرف ہونا، یک رخہ ہونا۔ یعنی شرک سے توحید کی طرف اور کفر وباطل سے اسلام اور دین حق کی طرف مائل ہوتے ہوئے۔ یا ایک طرف ہوکر خالص اللہ کی عادت کرتے ہوئے۔

۲. لیعنی جس طرح بڑے پرندے، چھوٹے جانوروں کو نہایت تیزی سے جھپٹا مار کر انہیں نوچ کھاتے ہیں یا ہوائیں کی کو دور دراز جگہوں پر پھینک دیں اور کی کو اس کا سراغ نہ ملے۔ دونوں صورتوں میں تباہی اس کا مقدر ہے۔ ای طرح وہ انسان جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرتا ہے، وہ سلامت فطرت اور طہارت نفس کے اعتبار سے طہر وصفا کی بلندی پر فائز ہوتا ہے اور جوں ہی وہ شرک کا ار نکاب کرتا ہے تو گویا اپنے کو بلندی سے پہتی میں اور صفائی سے گندگی اور کچھڑ میں گرا لیتا ہے۔
 سلا شَعَیْرَةٌ کی بہت ہے جس کے معنی علامت اور نشانی کے ہیں، جیسے جنگ میں ایک شعار (مخصوص لفظ بطور علامت) اختیار کرلیا جاتا ہے، جس سے وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اس اعتبار سے شعائر اللہ وہ ہیں، جو علامت) اختیار کرلیا جاتا ہے، جس سے وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اس اعتبار سے شعائر اللہ وہ ہیں ایک ملمان کے فیمان سے ایک مسلمان کا امتیاز اور تشخص قائم ہوتا ہے اور دوسرا اہل مذہب سے الگ پہچان لیا جاتا ہے۔ صفا، مروہ پہاڑیوں کو بھی اس لیے شعائر اللہ کہا گیا ہے کہ مسلمان کے وعرب میں ان کے در میان سعی کرتے ہیں۔ یہاں ج کے دیگر مناسک، خصوصاً قربانی کے جانوروں کو شعائر اللہ کہا گیا ہے۔ ان کی تعظیم کا مطلب ان کا استحسان اور استسمان ہے لیعنی عمرہ اور موٹا تازہ جانور قربان کرنا۔ اس تعظیم کو دل کا تقوی قربار دیا گیا ہے لیعنی ہ دل کے ان افعال سے ہیں جن کی بناد تقوی ہے۔

ڵڴؙۄ۫ۏؽؙۿٳڡؘۜٮ۬ٳ۬ڣٷٳڶٳٙٲۘۘۜۼڸۣؿ۫ٞڛڰؽۨؿۅۜڝٙڿڷ۠ۿٳۧ ٳڶٵڶۘڹؽؙؾؚٵڶۛۼؾ۬ؿؾۣڞٛ

ۅؙۘڵڴؚڵۣٱٚڡۜڐٟجَعَلْنَامَنُسَكُالِيّنُدُكُرُوااسُحَاللهِ عَلْمَادَزَقَهُحُوشَ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِرْ فَالهُكُو إلهٌ وَاحِدُ فَكَ اَسُلِمُوا وَيَشِّرِ النُّخْمِتِيْنَ۞

> الّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتُ قُلُو ُبُهُمُ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلَى مَا اَصَابَهُمُ وَالنُقِيْمِي الصّلوةِ وَعِمَّارَزَقَائِمُ يُفِقَوُنَ۞

سرا ان میں تمہارے لیے ایک مقرر وقت تک کا فائدہ ہے۔'' پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ خانۂ کعبہ ہے۔'' بھر اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پراللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔'' سمجھ لو کہ تم سب کا معبود ہر حق صرف ایک ہی ہے تم اس کے تابع فرمان ہوجاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔ موجاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔ مقرا جاتے ہیں، اور انہیں جو برائی پہنچے اس پر صبر کرتے تھرا جاتے ہیں، اور انہیں جو برائی پہنچے اس پر صبر کرتے ہیں، اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے

ا. وہ فائدہ، سواری، دودھ، مزید نسل اور اون وغیرہ کا حصول ہے۔ وقت مقرر سے مراد نحر (ذن کرنا) ہے لیخی ذن کے ہونے تک شہیں ان سے مذکورہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے جانور سے، جب تک وہ ذن نہ ہوجائے، فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ سیح حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ایک آدمی ایک قربانی کا جانور اپنے ساتھ ہائے لے جارہا تھا۔ نبی سی اللہ ہے فرمایا، اس پر سوار ہوجا، اس نے کہا یہ جج کی قربانی ہے، آپ سی السی السی ہو اللہ دن کہا یہ جج کی قربانی ہے، آپ سی السی السی کی اس پر سوار ہوجا، اس نے کہا یہ جج کی قربانی ہے، آپ سی السی السی ہی اس کی سی اس پر سوار ہوجا، اس نے کہا یہ جج کی قربانی ہے، آپ سی السی ہی السی بر سوار ہوجا، اس نے کہا یہ جج کی قربانی ہے، آپ سی السی ہی السی بر سوار ہوجا۔ (صحیح البخاری، کتاب الحج، باب رکوب البدن)

۲. حلال ہونے سے مراد جہاں ان کا ذرج کرنا حلال ہوتا ہے۔ یعنی یہ جانور، مناسک جج کی ادائیگی کے بعد، بیت اللہ اور حرم کی میں پہنچتے ہیں اور وہاں اللہ کے نام پر ذرج کردیے جاتے ہیں، اس مذکورہ فوائد کا سلسلہ بھی ختم ہوجاتا ہے۔ اور اگر وہ ایسے ہی حرم کے لیے ہدی ہوتے ہیں، تو حرم میں پہنچتے ہی ذرج کردیے جاتے ہیں اور فقراء مکہ میں ان کا گوشت تقیم کردیا جاتا ہے۔

٣. مَنْسَكُ، نَسَكَ يَنْسُكُ كَا مصدر ہے، معنی ہیں اللہ کے تقرب کے لیے قربانی کرنا ذَبِیْحَةٌ، (وَنَ شَدہ جانور) کو بھی نَسِیْکَةٌ کہا جاتا ہے، جس کی جَع نُسُكٌ ہے۔ اس کے معنی اطاعت وعبادت کے بھی ہیں۔ کیونکہ رضائے الہی کے لیے جانور کی قربانی کرنا بھی عبادت ہے۔ اس لیے غیر اللہ کے نام پر یا ان کی خوشنودی کے لیے جانور وَنَ کرنا غیر اللہ کی عبادت ہے۔ یا مَنْسَكُ مَنْسِكُ مَنْسِكَ مَنْسِكَ مَنْسِكَ مَنْسِكَ مَنْسِكَ عَبَادَةِ اسی میں عبادت کا طریقہ مقرر کرتے آئے ہیں تاکہ وہ اس کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل مذہب والوں کے لیے وَنَ کا یا عبادت کا طریقہ مقرر کرتے آئے ہیں تاکہ وہ اس کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرتے رہیں۔ اور اس میں عکمت یہ ہے کہ وہ ہمارا نام لیں، لیخی ہم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرتے رہیں۔ اور اس میں عکمت یہ ہے کہ وہ ہمارا نام لیں، لیخی ہم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذریح کریں یا ہمیں یاد رکیس۔

وَالْبُكُنُ نَجَعَلَنْهَالُكُوْمِّنُ شَعَالِواللّهِ لَكُوُ فِيهَا خَيُرُ ۗ فَاذَكُرُ والسّواللهِ عَلَيْهَا صَوَاكَ ۚ فَإِذَا وَجَبَتُ جُنُو بُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَاطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعُ تَرَّكُنْ إِنَّ سَعَنْ نِهَا لَكُو لَعَ لَكُو تَشْكُرُونَ ۞

ائمیں دے رکھاہے وہ اس میں سے دیتے بھی رہتے ہیں۔

السم اور قربانی کے اونٹول کو (۱) ہم نے تمہارے لیے اللہ

تعالیٰ کی نشانیوں میں شامل کردیا ہے ان میں ممہیں نفع

ہے۔ پس انہیں کھڑا کرکے ان پر اللہ کا نام لو، (۱) پھر

جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں (۱) تو اسے (خود

بھی) کھاؤ (۱) اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال

کرنے والوں کو بھی کھلاؤ، (۱۵) اسی طرح ہم نے چوپایوں کو

ا. بُدْنٌ، بَدَنَةٌ کی جُع ہے یہ جانور عام طور پر موٹا تازہ ہوتا ہے۔ اس لیے بَدَنَةٌ کہا جاتا ہے "فربہ جانور" اہل لغت نے اسے صرف او نٹول کے ساتھ خاص کیا ہے لیکن حدیث کی روسے گائے پر بھی بَدَنَةٌ کا اطلاق صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ او نٹ اور گائے، جو قربانی کے لیے جائیں، یہ بھی شعائر اللہ، لینی اللہ کے ان احکام میں سے ہیں جو مسلمانوں کے لیے خاص اور ان کی علامت ہیں۔

۲. صَوَافَّ مَصْفُوْفَةً (صف بستد لینی کھڑے ہوئے) کے معنی میں ہے۔ اونٹ کو اس طرح کھڑے کھڑے نحر کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا بایاں ہاتھ یاؤں بندھا ہوا اور وہ تین یاؤں پر کھڑا ہوتاہے۔

س. لیخی سارا خون نکل جائے اور وہ بے روح ہو کر زمین پر گرجائے۔ تب اسے کاٹن شروع کرو۔ کیونکہ زندہ جانور کا گوشت کاٹ کر کھانا ممنوع ہے۔ مَا قُطِعَ مِن الْبَهِيْمَةِ وَهِي حَيَّةٌ، فَهُو مَيْتةٌ (أبوداود، كتاب الصيد، باب في صيد قطع منه قطعة - ترمذي، أبواب الصيد، باب ما جاء ما قطع من الحي فهو ميت، وابن ماجه) (جس جانور سے اس حال ميں گوشت كاٹا جائے كه وہ زندہ ہوتو وہ (كاٹا ہوا گوشت) مردہ ہے)۔

4. بعض علماء کے نزدیک یہ امر وجوب کے لیے ہے یعنی قربانی کا گوشت کھانا، قربانی کرنے والے کے لیے واجب یعنی ضروری ہے اور اکثر علماء کے نزدیک یہ امر استخباب یا جواز کے لیے ہے یعنی اس امر کا مقصد صرف جواز کا اثبات یا استخباب ہے یعنی اگر کھالیا جائے تو جائز یا مستحب (پہندیدہ) ہے اور اگر کوئی نہ کھائے بلکہ سب کا سب تقییم کردے تو کوئی گئاہ نہیں ہے۔

۵. قانع کے ایک معنی سائل کے اور دوسرے معنی قناعت کرنے والے کے کیے گئے ہیں لینی وہ سوال نہ کرے اور مُعتر کُوٹ کے معنی لیفس نے بغیر سوال کے سامنے آنے والے کے کیے ہیں۔ اور بیفس نے قانع کے معنی سائل اور معتر کے معنی زائر لیعنی ملاقاتی کے ہیں۔ بہر حال اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین جھے کیے جائیں۔ ایک اپنے لیے، دوسرا ملاقاتیوں اور رشتے داروں کے لیے اور تیسرا سائلین اور معاشرے کے ضرورت مند افراد کے لیے۔ جس کی تائید میں یہ حدیث بھی پیش کی جاتی ہے، جس میں رسول الله مُثَاثِیرُ فِلْ فِی فرمایا (میں نے تہمیں (پہلے) تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرکے رکھنے سے منع کیا تھا لیکن اب تہمیں اجازت

تہہارے ماتحت کر دیا ہے کہ تم شکر گزاری کرو۔

24. اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہونچتے نہ ان

کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پر ہیز گاری پہنچتی ہے۔

اسی طرح اللہ نے ان جانوروں کو تمہارا مطیع کر دیا

ہے کہ تم اس کی رہنمائی کے شکریے میں اسکی بڑائیاں

بیان کرو، اور نیک لوگوں کو خوشخبری ساد تیجے۔

ڵؽؙؾۜڹٵڶ۩ؾڎڵٷٛۄؙۿٵۅٙڵٳۮٟڡٵۧٷ۫ۿٵۅٙڵڮؚڽ ؾۜڹٵڵڎؙٵڷؾٞۊ۬ؽؠؚڡڹ۫ڬؙڎ۫ٷڽڶڮڛۜڿۜۅۿٵڶڮۄؙ ڸؾؙڮڹڔٞۅٵ۩ؾڡؘڟؠڡؘاۿٮڶڮ۠ۄ۫ٷۺؚۜڕ ٲؙؠؙؙڎڛڹؽڹؽ۞

ہے کہ کھاؤ اور جو مناسب سمجھو، ذخیرہ کرو)۔ دوسری روایت کے الفاظ ہن (پس کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو) ایک اور روایت کے الفاظ اس طرح ہیں (لیس کھاؤ، کھاؤ اور صدقہ کرو)۔ (صحیح البخاري کتاب الأضاحي، مسلم، کتاب الأضاحي، باب بیان ماکان من النهی عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث... والسنن) لبعض علماء دو حصے كرنے كے قائل ميں۔ نصف اپنے ليے اور نصف صدقے کے لیے، وہ اس سے ماقبل گزرنے والی آیت ﴿فَكُنُو ٓ الْمِنْهَا وَٱلْطُعِبُوا الْمَالِينَ الْفَقَائِرَ ﴾ سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن در حقیقت کسی بھی آیت یا حدیث سے اس طرح کے دویا تین حصوں میں تقییم کرنے کا حکم نہیں نکاتیا بلکہ ان میں مطلقاً کھانے کھلانے کا حکم ہے۔ اس لیے اس اطلاق کو اپنی جگہ بر قرار رہنا چاہیے اور کسی تقسیم کا پابند نہیں بنانا چاہے۔ البتہ قربانی کی کھالوں کی بابت اتفاق ہے کہ اسے یا تو اپنے استعال میں لاؤیا صدقہ کردو، اسے بیچنے کی اجازت نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے، (سند احمر، ۱۵/۲) تاہم بعض علماء نے کھال خود نیچ کر اس کی قیمت فقراء پر تقسیم کرنے کی رخصت دی ہے، (ابن کثیر) ایک ضروری وضاحت: قرآن کریم میں یمال قربانی کا ذکر مسائل حج کے ظلمن میں آیا ہے، جس سے منکرین حدیث یہ استدلال کرتے ہیں کہ قربانی صرف حاجیوں کے لیے ہی ہے۔ دیگر مسلمانوں کے لیے یہ ضروری نہیں۔ لیکن یہ بات تھیجے نہیں۔ قربانی کرنے کا مطلق حکم بھی دوسرے مقام پر موجود ہے، ﴿فَصَلِّ لِوَبِّكَ وَالْحَرْ ﴾ (الکہ ڈ: ۲) (اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر) اس کی تنبین وتشر سے (عملی) نبی مَنَافِیْتِم نے اس طرح فرمائی کہ آپ مَلْ النَّيْظِ خود مدينے ميں ہر سال ١٠ ذوالحجه كو قرباني كرتے رہے اور مسلمانوں كو بھي قرباني كرنے كى تاكيد كرتے رہے۔ چنانچہ صحابہ ڈنگانٹی بھی کرتے رہے۔ علاوہ ازیں آپ مُنگانٹیٹی نے قربانی کی بابت جہاں دیگر بہت سی ہدایات دیں، وہاں یہ بھی فرمایا کہ ۱۰ ذوالحجہ کو ہم سب سے پہلے (عید کی) نماز پڑھیں اور اس کے بعد جاکر جانور ذیح کریں، فرمایا، (جس نے نماز (عید) سے قبل اپنی قربانی کرلی، اس نے گوشت کھانے میں جلدی کی، اس کی قربانی نہیں ہوئی)۔ (صحبح البخاری، کتاب العيدين، باب التبكير إلى العيد، ومسلم، كتاب الأضاحي، باب وقتها) اس سے بھي واضح ہے كم قرباني كا حكم ہر مسلمان كے ليے ہے وہ جہاں بھی ہو۔ کیوں کہ حاجی تو عید الاضحٰی کی نماز ہی نہیں پڑھتے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حکم غیر حاجیوں کے لیے ہی ہے۔ تاہم یہ واجب نہیں ہے "سنت مؤکدہ ہے" اس طرح دکھلاوے کی نیت سے کئی کئی قربانال کرنے کا رواج بھی خلاف سنت ہے۔ حدیث کے مطابق پورے گھر کے افراد کی طرف سے ایک جانور کی قربانی کافی ہے۔ صحابہ کا عمل اس کے مطابق تھا۔ (ترمذي، أبواب الأضاحي، باب ماجاء أن الشاة الواحدة تجزئ عن أهل البيت، وابن ماجه)

اِنَّ اللهَ يُدافِعُ عَن الَّذِيِّنَ امَنُوَ النَّ اللهَ لَايُحِبُّ كُلُّ خَوَّانٍ كَفُوْرِهُ

اذِنَ لِلَّذِيْنَ يُفتَنُونَ بِأَنَّهُمُ وُطْلِمُوْ أُولِنَّ اللهَ عَلَى نَصُرِهِمُ لَقَدِيُرُ ﴿

ٳڷۜڎؽؙؽٲڂٞڔڿٛٵڡڽؙ؞ؽٳڔۿؠ۫ۼؽڔڿؖۜٚٚۊٚٳڷٚۘٚٲڽٛ ؿڠٞۏڵۉٳٮؾؙٵڶڵۿٷٷڶۮڣؙٵڶٮ؈ٳڰٵڛ ڹۼڞؘۿؙڞڔڹۼڞؙۻڷۿڔۨٚڡۺؙڞؘۅؘٳڡۼۅؘؠؽڠ ٷڝڵۅ۠ٮٞٷڝڵڿٮؙؽؙڎڬۯ۫ڣؽۿٵڛٛۄڶڮڲؿؿڗؙ ۅؘڵؽؘٮ۫ڞؙڒؾٞٵٮڵۿڡؘؽؿٞڞؙٷ۠ٳؿٳڵۿڵۼٙۊؿ۠ۼۯؽؖۯ

ٱلَّذِيْنَ إِنَّ مَّكَنَّهُمُ فِي الْوَضِ اَقَامُواالصَّلُوةَ وَاتَوُاالزَّكُوةَ وَامَرُوا بِالْمَعُرُونِ وَنَهَوَاعِنِ الْمُنْكُرُ وَلِلهِ عَامَدُهُ الْأُمْدُرِ ۞

**۳۸.** سن رکھو یقیناً سچے مومنوں کے دشمنوں کو خود اللہ تعالی ہٹا دیتا ہے۔(۱) کوئی خیانت کرنے والا ناشکرا اللہ تعالی کو ہرگز پیند نہیں۔

٣٩٠. جن (مسلمانوں) سے (کافر) جنگ کررہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ (۲) اور بے شک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ ۱۹۰۰ میں جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے۔ اگر اللہ تعالی لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ روکتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجا گھراور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی ڈھادی جاتیں جہاں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی فرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالی بڑی قوتوں

اسم. یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جمادیں تو یہ پوری پابندی سے نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے

1. جس طرح ۲ ہجری میں کافروں نے اپنے غلبے کی وجہ سے مسلمانوں کو مکہ جاکر عمرہ نہیں کرنے دیا، اللہ تعالی نے دو سال کے بعد ہی کافروں کے اس غلبے کو ختم فرماکر مسلمانوں سے ان کے دشمنوں کو ہٹادیا اور مسلمانوں کو ان پر غالب کردیا۔

۲. اکثر سلف کا قول ہے کہ اس آیت میں سب سے پہلے جہاد کا حکم دیا گیا ہے، جس کے دو مقصد یہاں بیان کیے گئے ہیں۔ مظلومیت کا خاتمہ اور اعلائے کلمۃ اللہ۔ اس لیے کہ مظلومین کی مدد اور ان کی داد رسی نہ کی جائے تو پھر دنیا میں زورآور کمزوروں کو اور باوسائل بے وسیلہ لوگوں کو جینے ہی نہ دیں جس سے زمین فساد سے بھر جائے۔ اس طرح اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کوشش نہ کی جائے اور باطل کی سرکوئی نہ کی جائے تو باطل کے غلبے سے بھی دنیا کا امن وسکون اور اللہ کا نام لینے والوں کے لیے کوئی عبادت خانہ باتی نہ رہے (مزیہ توری کے لیے دیجے سرہ بقرہ، آیت ۲۵۱ کا عاشہ)۔ صَوَامِعُ (صَوْمَعَةٌ کی جع) سے چھوٹے گرجے اور بیٹے (بیعَۃٌ کی جع) سے بڑے گرج، صَلَوَاتٌ سے یہودیوں کے عبادت خانے اور مساجد سے مسلمانوں کی عبادت گاہیں مراد ہیں۔

والا بڑے غلبے والا ہے۔

منع کریں۔ $^{(1)}$  اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں  $^{(r)}$ 

ۅٳڽؙؿڮڐڹۅ۬ڮؘڡؘڡٛڎػڴؠػۛڠؘڹڵۿؙؠٝۊٛۄۯڹۅٛڿۊٵۮؙ ٷؿٷۮ۞

سم. اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں (تو کوئی تعجب کی بات نہیں) اس لیے کہ ان سے پہلے جھٹلایا نوح (علیہ اللہ کی قوم اور عاد اور شمود نے۔

ۅڡٞۅؘؙۘػڔٲڹۯۿؚؽؙۄؙٷڡۏؙؙؙۘۘۘؗۯڬۅڟٟ<sup>۞</sup> ۊۜٲڞؖۼڮٸۮؙؠێؘٷٞڵؚڒؚؚۜۜۜۜۻڡٛٷڶؽؽؙڎؙڶڵؚڵؚ<u>ۼڔؠؙؽؘ</u> ؙؙٮٛۊۜٳؘڝؘۮ۬ٮؙڠؙڠٛٷڲؽۘػٵؽٷؚڲڔٟۛ۞

سسم. اور قوم ابراہیم (عَالَیْظِ) اور قوم لوط (عَالِیْطِ)۔ سمم. اور مدین والے بھی اپنے اپنے نبیوں کو جھٹلاچکے ہیں۔ موسی (عَالِیَّلِا) بھی جھٹلائے جاچکے ہیں پس میں نے کافروں کو یوں ہی سی مہلت دی پھر دھر دہایا، (۳) پھر میرا

ا. اس آیت میں اسلامی حکومت کے بنیادی اہداف اور اغراض ومقاصد بیان کیے گئے ہیں، جنہیں خلافت راشدہ اور قرن اول کی دیگر اسلامی حکومتوں میں بروئے کار لایا گیا اور انہوں نے اپنی ترجیات میں ان کو سرفہرست رکھا۔ تو ان کی بدولت ان حکومتوں میں امن وسکون بھی رہا، رفاہیت وخوش حالی بھی رہی اور مسلمان سربلند اور سرفراز بھی رہے۔ آئ بھی سعودی عرب کی حکومت میں بھد اللہ ان چیزوں کا اہتمام ہے، تو اس کی برکت سے وہ اب بھی امن وخوش حالی کے اعتبار سے دنیا کی بہترین اور مثالی مملکت ہے، آج کل اسلامی ملکوں میں فلاحی مملکت کے قیام کا بڑا غلغلہ اور شور ہے اور ہر آنے جانے والا حکمران اس کے دعوے کرتا ہے۔ لیکن ہر اسلامی ملک میں بدامنی، فساد، قتل وغارت اور ادبار وپتی اور زبوں حالی روز افزوں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سب اللہ کے بتلائے ہوئے راستے کو اختیار کرنے کے بجائے مخرب کے جمہوری اور لادینی نظام کے ذریعے سے فلاح وکامرانی حاصل کرنا چاہتے ہیں، جو آسان میں تھگلی لگانے اور ہوا کو مشی میں لینے کے متر ادف ہے۔ جب تک مسلمان ممکنیں قرآن کے بتلائے ہوئے اصول کے مطابق اقامت صلاق وزکوۃ مشی میں لینے کے متر ادف ہے۔ جب تک مسلمان ممکنیں قرآن کے بتلائے ہوئے اصول کے مطابق اقامت صلاق وزکوۃ ممکنیت کے قیام میں بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گریں گی اور اپنی ترجیحات میں ان کو سرفہرست نہیں رکھیں گی، وہ فلاحی ممکنت کے قیام میں بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گی۔

۲. لیعنی ہربات کا مرجع اللہ کا تھم اور اس کی تدبیر ہی ہے اس کے تھم کے بغیر کائنات میں کوئی پیۃ بھی نہیں ہاتا۔ چہ جائیکہ کوئی اللہ کے احکام اور ضالطوں سے انحراف کرکے حقیقی فلاح وکامیابی سے ہمکنار ہوجائے۔

سا. اس میں نبی سَلَیْقِیْم کو تبلی دی جارتی ہے کہ یہ کفار مکہ اگر آپ کی تکذیب کررہے ہیں تو یہ نئی بات نہیں ہے۔ چپلی قومیں بھی اپنے پینمبروں کے ساتھ یہی کچھ کرتی رہی ہیں اور میں بھی انہیں مہلت دیتا رہا۔ پھر جب ان کا وقت مہلت ختم ہوگیا تو انہیں تباہ وبرباد کردیا گیا۔ اس میں تحریض و کنایہ ہے مشرکین مکہ کے لیے کہ تکذیب کے باوجود تم ابھی تک موّاخذہ اللی سے بیچ ہوئے ہوتے ہوتے یہ تسجھ لینا کہ ہمارا کوئی موّاخذہ کرنے والا نہیں۔ بلکہ یہ اللہ کی طرف سے مہلت ہے، جو وہ ہر قوم کو دیا کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس مہلت سے فائدہ اٹھاکہ اطاعت وانقیاد کا راستہ اختیار نہیں کرتی، عذاب كيبا هوا؟(١)

ڡؘػٳؘؾڹؙڡؚڹٞڎؘۯێڐۭٳۿڷڵڶؠٚٵۅۿؽڟڵؚڶػڐ۠ٷٙؽڂٳۅێڐ۠ ۼڬٷٛڗۺۘ؉ؘۏڽؿٟٝڗۣ۠ۺ۠ۼڟٙڮڐٟۊۜڡٞڞؙڔۣ؞ؿۺؽڽٟ<sup>©</sup>

ٱفَكَوْنِيرِيْدُوُافِ الْأَرْضُ فَتَكُونَ لَهُوُقُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا اَوْالدَانٌ يَّسْمَعُونَ بِهَا ۚ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلِكِنَ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّبِيِّ فِي الصُّلُوْدِ۞

وَيَسْتَعُجِلُونَكَ بِالْعَنَابِ وَلَنَ يُتُكِفَ اللهُ وَعُدَاهُ وَاتَّ يُولُا عِنْدَ رَبِّكِ كَالُفِ سَنَاةٍ مِّبَا تَعُدُّونَ۞

ہم نے تہ وبالا کردیا اس
 ہم نے تہ وبالا کردیا اس
 لیے کہ وہ ظالم تھے پس وہ اپنی چھوں کے بل اوند ھی
 ہوئی پڑی ہیں اور بہت سے آباد کنوئیں بیکار پڑے ہیں
 اور بہت سے پکے اور بلند محل ویران پڑے ہیں۔

ان (واقعات) کو سن لیت، بات یہ ہے کہ صرف آ تکھیں کی جو ان کے دل ان باتوں کے سمجھنے والے ہوتے یا کانوں سے ہی ان (واقعات) کو سن لیت، بات یہ ہے کہ صرف آ تکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

اور یہ لوگ آپ مُنگانی کی سے عذاب کا فوری مطالبہ کررہے ہیں اللہ ہرگز اپنا وعدہ نہیں ٹالے گا۔ ہاں البتہ آپ کے رب کے نزدیک ایک دن تمہاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کا ہے۔

تو پھر اسے ہلاک یا مسلمانوں کے ذریعے سے مغلوب اور ذلت ورسوائی سے دوچار کردیا جاتا ہے۔ ا. یعنی کس طرح میں نے انہیں اپنی نعمتوں سے محروم کرکے عذاب ہلاکت سے دوچار کردیا۔

Y. اور جب کوئی قوم صلالت کے اس مقام پر پہنچ جائے کہ عبرت پذیری کی صلاحیت بھی کھو بیٹے، تو ہدایت کے بجائے، گزشتہ قوموں کی طرح تباہی ہی اس کا بھی مقدر بن کر رہتی ہے۔ آیت میں فعل تعقل کا انتساب دل کی طرف کیا گیا ہے، جس سے استدلال کیا گیا ہے کہ عقل کا محل، قلب ہے۔ اور بعض کہتے ہیں محل عقل دماغ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں باتوں میں کوئی منافات نہیں، اس لیے کہ فہم وادراک کے حصول میں عقل اور دماغ دونوں کا آپس میں بڑا گرا ربط و تعلق ہے۔ (ث القدیم، ایر الناہیم)

٣. اس ليے يہ لوگ تو اپنے حماب سے جلدى كرتے ہيں۔ ليكن اللہ تعالىٰ كے حماب ميں ايك دن بھى ہزار سال كا ہے۔ اس اعتبار سے وہ اگر كى كو ايك دن (٢٣ گھنے) كى مہلت دے تو ہزار سال، نصف يوم كى مہلت تو پانچ سو سال، لا گھنے (جو ٢٣ گھنے كا چوتھائى ہے) مہلت دے تو ڈھائى سو سال كا عرصہ عذاب كے ليے دركار ہے، وَهَلُمَّ جَرَّا اس طرح اللہ كى طرف سے كى كو ايك گھنے كى مہلت مل جانے كا مطلب كم وبيش چاليس سال كى مہلت ہے۔ (اير اتفاسر) ايك دوسرے معنى يہ ہيں كہ اللہ كى قدرت ميں ايك دن اور ہزار سال برابر ہيں، اس ليے نقذيم و تاخير سے كوئى فرق نہيں دوسرے معنى يہ ہيں كہ اللہ كى قدرت ميں ايك دن اور ہزار سال برابر ہيں، اس ليے نقذيم و تاخير سے كوئى فرق نہيں

ۅؘػٳؘؾۜؽؗڡؚۜڹؙۊؘۯؾڐۭٲڡؙؽؿٷڵۿٵۅۿؽڟٳڶؠڎ ؿؙۊٳؘڂۮ۫ٮؙۿٵٷٳڰٵڶڝؚؽڒۣ۠

قُلْ يَايَتُهَا التَّاسُ اِتَمَا اَنَا لَكُوْنَذِيرُ مُثِيِّيكُ ۞

ڡٚٲڰۮ۪ؾؙؽؗٳڡؗٮؙڎؙٳۅؘۘۘؗۘۼؠڶۅٳڶڞڸۣڂؾڵۿؗؗۄؙؗٛۜؗۜٛٛٚڡٞۼ۬ڣؘؠؘؖؗۜٞڐٞ ۊۜڔٟۮ۫ؿ۠ڮڒۣؽٷ

وَالَّذِيْنَ سَعُوا فِي التِنَامُعٰجِزِيْنَ أُولَلِكَ الْحَالِيِنَ الْعَلَيْنِينَ أُولَلِكَ الْحَالِينَ الْخَلْقِينَ الْعَلَيْنِينَ الْمُعَلِينَ الْمِلْكِ اللَّهِ عَلَيْنِينَ الْحَالِينَ الْمَعْلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَالِينَ الْمَعْلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعِلَى الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعِلْمِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعَلِينَ الْمُعِلِينَ الْمُعَلِينِ الْمِنْ الْمُعِلِينَ الْمُعِلَّى الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينَ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينَ الْمُعِلِينَ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِينَ الْمُعِلِينَ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلْمِينَ الْمُعِلِينِ الْمُعِلْمِينِ الْمُعِلِينِينِ الْمُعِينِ الْمُعِلِينِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلْمِينِ الْمُعِلِينِ الْمِنْ الْمُعِلْمِينِ الْمُعِلْمِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلْمِينَ

ۅۘۘۘمَٵٛۯۺؙڷڬٵڡؚؽؗۊۜؿڸػڡؚؽ۫ؖڛؙٷڸٟۊٙڵڗڹۣؾۭ؆ۣٳڷٚۯ ٳڎؘٲٮۜػڹ۠ٞٵٞڡؙٚڰؘٵڶۺۜؽڟؽ؋ؽؙٙٲؙڡٛڹؽڲؾڄؖڣؽؘۺ۫ٮؙڂؙٛٵٮڵٷ ؗڡٵؽڵۊؚڝٵۿؽڟؽؙؿۊۘؽٷڮۉٵڵڵٷڶٳؾڄ ۅؘڶڒۿٷڵؠؙٷڰڮڮٷٛ۞

۳۸. اور بہت سی ظلم کرنے والی بستیوں کو میں نے ڈھیل دی پھر آخر انہیں کپڑلیا، اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔(۱)

 $ho_{n}$ . اعلان کردو کہ اے لوگو! میں تمہیں تھلم کھلا ڈرانے والا ہی ہوں۔ $^{(r)}$ 

کی جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کے ہیں ان ہی کے لیے بخشش ہے اور عزت والی روزی۔
 اور جو لوگ ہماری نشانیوں کو پست کرنے کے درپے رہتے ہیں (۳) وہی دوز خی ہیں۔

۵۲. اور ہم نے آپ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ ملادیا، پس شیطان کی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ دور کردیتا ہے پھر اپنی

پڑتا، یہ جلدی مانگتے ہیں، وہ دیر کرتا ہے، تاہم یہ بات تو یقیق ہے کہ وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرکے رہے گا۔ اور بعض نے اسے آخرت پر محمول کیا ہے کہ شدت ہولناکی کی وجہ سے قیامت کا ایک دن ہزار سال بلکہ بعض کو پیچاس ہزار سال کا کے گا۔ اور بعض نے کہا کہ آخرت کا دن واقعی ہزار سال کا ہوگا۔

ا. اس لیے یہاں قانون مہلت کو پھر بیان کیا ہے کہ میری طرف سے عذاب میں کتنی ہی تاخیر کیوں نہ ہوجائے، تاہم میری گرفت سے کوئی نج نہیں سکتا، نہ کہیں فرار ہوسکتا ہے۔ اسے لوٹ کر بالآخر میرے ہی پاس آنا ہے۔

۲. یہ کفار ومشرکین کے مطالبۂ عذاب پر کہا جارہا ہے کہ میراکام تو انذار و تبشیر ہے۔ عذاب بھیجنا اللہ کا کام ہے، وہ جلدی گرفت فرمالے یا اس میں تاخیر کرے، وہ اپنی حسب مشیت و مصلحت یہ کام کرتا ہے۔ جس کا علم بھی اللہ کے سواکسی کو نہیں۔ اس خطاب کے اصل مخاطب اگرچہ اہل مکہ ہیں لیکن چونکہ آپ پوری نوع انسانی کے لیے رہبر اور رسول بن کر آئے تھے، اس لیے خطاب یَا أَیُّهَا النَّاسُ! کے الفاظ سے کیا گیا ہے، اس میں قیامت تک ہونے والے وہ کفار ومشرکین آگئے جو اہل کمہ کا سارویہ اختیار کریں گے۔

٣. مُعْجِزِیْنَ کا مطلب ہے یہ گمان کرتے ہوئے کہ ہمیں عاجز کردیں گے، تھکادیں گے اور ہم ان کی گرفت کرنے پر قادر نہیں ہو سکیں گے۔ اس لیے کہ وہ بعث بعد الموت اور حباب کتاب کے منکر تھے۔

لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطُنُ فِتْنَةً لِلَّذِيُنَ فِي قُلُوْ بِهِمُ مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمُّرُوَ اِنَّ الظّلِمِينَ لَفِي شِقَاتٍ بَعِيْدٍ ۖ

وَّلِيَعْلُمُ الَّذِيْنَ أُوْنُوا الْعِلْمُ النَّهُ الْمَقُّ مِنْ كَرْبِكَ فَيْثُومِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُونِهُمُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ الْمُثَوَّا إِلَى صِرَاطِ أُسْتَقِيْمٍ ۞

باتیں کی کردیتا ہے۔ (') اور اللہ تعالیٰ دانا اور باحکمت ہے۔ ۵۳ میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں کی آزمائش کا ذریعہ بنادے جن کے دلوں میں بیاری ہے اور جن کے دل سخت ہیں۔ ('') اور بیشک ظالم لوگ گہری مخالفت میں ہیں۔

هم. اور اس لیے بھی کہ جنہیں علم عطا فرمایا گیا ہے وہ یقین کرلیں کہ یہ آپ کے رب کی طرف سے سراسر حق ہی ہے چھر وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل اس کی طرف جھک جائیں۔(\*\*) یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو راہ طرف جھک جائیں۔(\*\*)

ا. تَمَنَّى کے ایک معنی ہیں آرزو کی یا دل میں خیال کیا۔ دوسرے معنی ہیں پڑھا یا تلاوت کی۔ ای اعتبار ہے أُمْنِیَّةٌ کا ترجہ آرزو، خیال یا تلاوت ہوگا۔ پہلے معنی کے اعتبار ہے مفہوم ہوگا، اس کی آرزو میں شیطان نے رکاوٹیں ڈالیں تاکہ وہ پوری نہ ہوں۔ اور رسول ونبی کی آرزو بہی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ایمان لے آئیں، شیطان رکاوٹیں ڈال کر زیادہ سے زیادہ لوگ ایمان سے دور رکھنا چاہتا ہے۔ دوسرے معنی کے لحاظ سے مفہوم ہوگا کہ جب بھی اللہ کا رسول یا نبی وحی شدہ کلام پڑھتا اور اس کی تلاوت کرتا ہے تو شیطان اس کی قراءت و تلاوت میں اپنی باتیں ملانے کی کوشش کرتا ہے۔ الاستعمان کی بات لوگوں کو دوسر کے دلوں میں شیم ڈالٹا اور مین میخ نکالٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کی رکاوٹوں کو دوسر فرماکر یا تلاوت میں ملاوٹ کی کوشش کو ناکام فرماکر یا شیطان کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا ازالہ فرماکر اپنی بات کو یا اپنی آیات کو محکم (پکا) فرمادیتا ہے۔ اس میں نبی شکھنائی کو تبلہ دول اور نبی آئے ہوں کہ شیطان کی یہ کارشانیاں صرف کو یا اپنی آیات کو محکم (پکا) فرمادیتا ہے۔ اس میں نبی شکھنائی کو بیاتے رہے تاہم آپ شکھنائی گھر اندی نبیں نبیں، آپ شکھنان کی ان شرارتوں اور سازشوں سے، جس طرح ہم پچھلے اندیاء پینیا کو بیاتے رہے بیں، یقینا آپ شکھنائی کھی محفوظ رہیں گے اور شیطان کے علی الرغم اللہ تعالیٰ اپنی بات کو پکا کرے رہے گا۔ یہاں بعض مفرین نے غرانیق علیٰ کا قصہ بیان کیا ہے جو محققین کے نزدیک ثابت ہی نہیں ہے۔ اس لیے اسے یہاں پیش کرنے مفرین نے غرانیق علیٰ کا قصہ بیان کیا ہے جو محققین کے نزدیک ثابت ہی نہیں ہے۔ اس لیے اسے یہاں پیش کرنے کی کی ضرورت بی سرے سے نہیں سمجھی گئی ہے۔

۲. لینی شیطان یہ حرکتیں اس لیے کرتا ہے کہ لوگوں کو گمراہ کرے اوراس کے جال میں وہ لوگ بھنس جاتے ہیں جن کے دلوں میں کفر ونفاق کا روگ ہوتا ہے یا گناہ کرکے ان کے دل سخت ہو چکے ہوتے ہیں۔

سا لیعن یہ القائے شیطانی، جو دراصل اغوائے شیطانی ہے، اگر اہل نفاق وشک اور اہل کفر وشرک کے حق میں فتنے کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف جو علم ومعرفت کے حال ہیں، ان کے ایمان ویقین میں اضافہ ہوجاتا ہے اوروہ سمجھ جاتے ہیں کہ اللہ کی نازل کردہ بات لیعن قرآن حق ہے، جس سے ان کے دل بارگاہ الٰہی میں جھک جاتے ہیں۔

ۅؘڵٳؽؘۯٳڶٳڰٚڔؽؽػڡؘۜؠؙۉٳ؈ؙٛڡؚۯێڎٟڡؚۧؽؙۿؙ ڂڝۨ۠ؾڷؙؿؠؙٞؠؙٳڶۺٵۼڎؙؠۼؙؾؘڐۘٞٲۅ۫ؽٳؿ۫ڽۿۿؙ عؘۮٳۻؽۅٛۄؚعٙڨؽۄؚۿ

ٱلْمُلُكُ يُوْمَدٍ ذِيِّلُو ْيَحُكُوْ بَيْنَهُوْ فَٱلَّذِيْنَ امَنُوْ اوَعَمِلُواالصَّلِحْتِ فِيُ جَنَّتِ النَّعِيْمِ ﴿

ۅؘٳ؆ڹؿؙؽؘػڡؘٛۯٷٙۅػڎٞؠؙٷٳۑؚٵؽؾٵڡۜٲۅڵڸٟػڵۿؙۄؙ ۼۮۜٳۛػۺ۫ۿؿؿ۠

ۅؙۘڷڵڹؽؙۿٵڿۯٷٳ؈ٛٚڛؠؽڸ١ٮڵۄؙؾٛۊڟؿڴ ٵۅٛڡٲۊ۠ٳڵؽۯؙۏٛؾؘۿؙۄؙٛٳٮڵۿڔۣۮ۫ڟٙڂڛؘڵ

راست کی طرف رہبری کرنے والا ہی ہے۔ (۱)

80. اور کافر اس وحی اللی میں ہمیشہ شک وشبہ ہی کرتے رہیں گے حتیٰ کہ اچانک ان کے سروں پر قیامت آجائے یا ان کے پاس اس دن کا عذاب آجائے جو منحوس ہے۔ (۲)

81. اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہت ہوگی (۳) وہی ان میں فیصلے فرمائے گا۔ ایمان اور نیک عمل والے تو نعتوں میں فیصلے فرمائے گا۔ ایمان اور نیک عمل والے تو نعتوں

۵۷. اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کے لیے ذلیل کرنے والے عذاب ہیں۔

سے بھری جنتوں میں ہوں گے۔

۵۸. اور جن لوگول نے راہ خدا میں ترک وطن کیا پھر
 وہ شہید کردیے گئے یا اپنی موت مر گئے (<sup>(\*)</sup>) اللہ تعالیٰ

ا. دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں اس طرح کہ ان کی رہنمائی حق کی طرف کردیتا ہے اور اس کے قبول اور اتباع کی توفیق سے بھی نواز دیتا ہے۔ باطل کی سمجھ بھی ان کو دے دیتا ہے اور اس سے انہیں بچا بھی لیتا ہے اور آترت میں سیدھے راتے کی رہنمائی یہ ہے کہ انہیں جہنم کے عذاب الیم وعظیم سے بچاکر جنت میں داخل فرمائے گا اور وہاں اپنی نعمتوں اور دیدار سے انہیں نوازے گا۔ اَللَّهُمَّ اَجْعَلْنَا مِنْهُمْ.

۲. یَوْم عَقِیْم (بانجھ دن) سے مراد بھی قیامت کا دن ہے۔ اسے عقیم اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کے بعد کوئی دن نہیں ہوگا، جُس طُرح عقیم اس کو کہا جاتا ہے جس کی اولاد نہ ہو۔ یا اس لیے کہ کافروں کے لیے اس دن کوئی رحمت نہیں ہوگا، جُس طُرح علیہ ہوگا، گویا ان کے لیے خیر سے خالی ہوگا۔ جس طرح باد تند کو، جو بطور عذاب کے آتی رہی ہے الرِّیْح الْعَقِیْم کہا گیا ہے، ﴿إِذَارَسَلَمْنَا عَلَيْهِمُ الْوِیْدَ الْعَقِیْمُ ﴾ (الذاریات: ۵۱) (جب ہم نے ان پر بانجھ ہوا جیجی) یعنی ایسی ہوا جس میں کوئی خیر سے مارش کی نوید۔

سا. لیعنی دنیا میں تو عارضی طور پر بطور انعام یا بطور امتحان لوگوں کو بھی بادشاہتیں اور اختیار واقتدار مل جاتا ہے۔ لیکن آخرت میں کسی کے پاس بھی کوئی بادشاہت اور اختیار نہیں ہو گا۔ صرف ایک الله کی بادشاہی اور اس کی فرمال روائی ہوگا، اس کا مکمل اختیار اور غلبہ ہوگا، ﴿الله عَلَى الله عَلَى الله الله عَلَى الله عَالَى الله عَالَى الله عَالَى الله عَالَى الله عَالَى الله عَالَى الله عَالَ الله عَالَى الله عَالَى الله عَالَى الله عَالَى الله عَالَى کی ادرالله وَ الله عَالَى الله عَالَى

م. تعنی اسی هجرت کی حالت میں موت آگئ یا شهید ہوگئے۔

وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَنْيُوالرُّزِقِينَ ١٠

لَيُدُخِلَقَهُوُمُّدُ خَلَايَّرُضَوْنَهُ وَ اِنَّ اللهَ لَعَــلِيُمُّحَلِيُوُ

ذلكَ وَمَنَ عَاقَبَ بِمِثُلِ مَاعُوْقِبَ بِهِ ثُمَّرُبْغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَّتُهُ اللَّهُ ّإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوُّ غَفُوُرٌ ⊕

انہیں بہترین رزق عطا فرمائے گا۔(۱) اور بیشک اللہ تعالیٰ روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔(۱)

09. انہیں اللہ تعالیٰ الی جگه پہنچائے گا کہ وہ اس سے راضی ہوجائیں گے، (\*) بیشک اللہ تعالیٰ علم اور بر دباری (\*) والا ہے۔

اور جس نے بدلہ لیا اس کے برابر جو اس کے برابر جو اس کے ساتھ کیا گیا تھا پھر اگر اس سے زیادتی کی جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ خود اس کی مدد فرمائے گا۔ (۱) بیشک اللہ در گزر کرنے والا بخشے والا ہے۔ (۱)

ا. لعنی جنت کی نعمتیں جو ختم ہوں گی نہ فنا۔

۲. کیونکہ وہ بغیر حماب کے، بغیر استحقاق کے اور بغیر سوال کے دیتا ہے۔ علاوہ ازیں انسان بھی جو ایک دوسرے کو دیتے بیں تو اس کے دیے ہوئے میں سے دیتے بین، اس لیے اصل رازق وہی ہے۔

٣. كونكه جنت كى نعتيں الى ہول گى، مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَىٰ قَلْبِ بَشَرِ "جنہيں آخ تك نه كى آئكھ نے ديكھا، نه كى كان نے سالہ اور ديكھنا سنا تو كبا، كى انسان كے دل ميں ان كا وہم وكمان بھى نہيں گزرا"۔ بھلا الى نعتوں سے بېرہ ياب ہوكر كون خوش نہيں ہوگا؟

۷۰. "عَلِيْمٌ" وہ نیک عمل کرنے والوں کے درجات اور ان کے مراتب استحقاق کو جانتا ہے۔ کفر وشرک کرنے والوں کی گتاخیوں اور نافرمانیوں کو دیکھتا ہے لیکن ان کا فوری موّاخذہ نہیں کرتا۔

۵. یعنی یه که مهاجرین سے بطور خاص شہادت یا طبعی موت پر ہم نے جو وعدہ کیا ہے، وہ ضرور بورا ہوگا۔

Y. عقوبت، اس سزایا بدلے کو کہتے ہیں جو کی فعل کی جزاء ہو۔ مطلب یہ ہے کہ کی نے اگر کس کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے تو جس سے زیادتی کی گئی ہے، اسے بفترر زیادتی بدلہ لینے کا حق ہے۔ لیکن اگر بدلہ لینے کے بعد، جب کہ ظالم اور مظلوم دونوں برابر سرابر ہو چکے ہوں، ظالم، مظلوم پر چھر زیادتی کرے تو اللہ تعالیٰ اس مظلوم کی ضرور مدد فرماتا ہے۔ لیکن یہ شبہ نہ ہو کہ مظلوم نے معاف کر دینے کے بجائے بدلہ لے کر غلط کام کیا ہے، نہیں، بلکہ اس کی بھی اجازت اللہ بھی نے دی ہے، اس لیے آئندہ بھی وہ اللہ کی مدد کا مستحق رہے گا۔

2. اس میں پھر معاف کردینے کی ترغیب دی گئی ہے کہ اللہ درگزر کرنے والا ہے، تم بھی درگزر سے کام او۔ ایک دوسرے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ بدلہ لینے میں۔ جو بقدر ظلم ظلم ہوگا۔ جتنا ظلم کیا جائے گا، اس کی اجازت چونکہ اللہ کی طرف سے ہے، اس لیے اس پر مواخذہ نہیں ہوگا، بلکہ وہ معاف ہے۔ بلکہ اسے ظلم اور سیئہ بطور مشاکلت کے کہا جاتا ہے، ورنہ انتقام یا بدلہ سرے سے ظلم یا سیئہ ہی نہیں ہے۔

ذلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي النَّيْلِ وَانَّ اللَّهَ سَمِيْعٌ٬ بَصِيْرُ

ذلك بِأَنَّ اللهَ هُوَالْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَكُ عُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ هُوَالْبَاطِلُ وَآنَّ اللهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبْيُرُ

ٱلَوْتُوَاكَ اللهَ ٱلنَّوَلَ مِنَ السَّمَاءُ مَاءً ُ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۚ النَّ اللهَ لَطِيفُ خَبِيُرُوْ

لَهُ مَا فِي السَّلُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ \* وَإِنَّ اللهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيُكُ ۞

اَلُوْتُوَانَةَ اللهَ سَخُولَكُوْ مَّافِي الْأَرْضِ وَالْفُلُكَ تَجُوى فِي الْبَحُوبِ اَمْرِةٌ وَيُسِكُ السَّمَا عَالَهُ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْ نِهِ إِنَّ اللهَ بِالتَّاسِ لَوْدُوْكَ تَحَدُّهُ

11. یہ اس لیے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے<sup>(۱)</sup> اور بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

۱۲. یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے (۲) اور اس کے سوا جے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بیشک اللہ ہی بلندی والا کبر بائی والا ہے۔

۱۳۰۰ کیا آپ نے تنہیں دیکھا کہ اللہ تعالی آسان سے پانی برساتا ہے، پس زمین سرسبز ہوجاتی ہے۔ بے شک اللہ تعالی مہربان اور باخبر ہے۔

۱۳ سانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے (\*\*) اور یقیناً اللہ وہی ہے بے نباز تعریفوں والا۔

10. کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لیے مسخر کردی ہیں (۵) اور اس کے فرمان سے پانی میں چلتی ہوئی کشتیاں بھی۔ وہی آسان کو تھامے ہوئے ہے کہ زمین پر اس کی اجازت کے بغیر

ا. لینی جو اللہ اس طرح کام کرنے پر قادر ہے، وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ اس کے جن بندوں پر ظلم کیا جائے ان کا بدلہ وہ ظالموں سے لے۔

۲. اس لیے اس کا دین حق ہے، اس کی عبادت حق ہے اس کے وعدے حق بیں، اس کا اپنے اولیاء کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرنا حق ہے، وہ اللہ عزوجل اپنی ذات میں، اپنی صفات میں اور اپنے افعال میں حق ہے۔

س. لَطِیْفٌ (باریک بین) ہے، اس کا علم ہر چھوٹی بڑی چیز کو محیط ہے یا لطف کرنےوالا ہے لیخی اپنے بندوں کو روزی پہنچانے میں لطف وکرم سے کام لیتا ہے۔ خبیر ہو، ان باتوں سے باخبر ہے جن میں اس کے بندوں کے معاملات کی تدبیر اور اصلاح ہے۔ یا ان کی ضروریات وحاجات سے آگاہ ہے۔

مم. پیدائش کے لحاظ سے بھی، ملکیت کے اعتبار سے بھی اور تصرف کرنے کے اعتبار سے بھی۔ اس لیے سب مخلوق اس کی مختاج ہے، وہ کسی کا مختاج نہیں۔ کیوں کہ وہ غنی لیغی بے نیاز ہے۔ اور جو ذات سارے کمالات اور اختیارات کا منبع ہے، ہر حال میں تعریف کی مستحق بھی وہی ہے۔

۵. مثلاً جانور، نہریں، درخت اور دیگر بے شار چیزیں، جن کے منافع سے انسان بہرہ ور اور لذت یاب ہو تاہے۔

گر نہ پڑے، (۱) بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر شفقت ونرمی کرنے والا اور مہربان ہے۔ (۲)

ۅؘۿؙۅؘٲڵڹؚؽٙٙٲڝؗٛؽٵػؙۄؙ<sup>ڒ</sup>ؗؾڗۑؙؠؽؾؙڬؙۄٝ۬۬۬ٮٚۊۜؽؙۼڡۣؽڬؙۄؙ ٳڽۜٵڶۣڒڶ۫ڛٵؘڶٙڰػڡؙۅ۠ڒٛ<sub>ڰ</sub>

اور اسی نے تمہیں زندگی بخشی، پھر وہی تمہیں مار ڈالے گا پھر وہی تمہیں زندہ کرے گا، بے شک انسان البتہ ناشکرا ہے۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مُنْسَكًا هُوْنَاسِكُوهُ فَلا نُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اللَّ رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلْ هُنَّى مُّسْتَقِيْدٍ ۞

 $\frac{12}{2}$ . ہرامت کے لیے ہم نے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کردیا ہے، جسے وہ بجا لانے والے (۲) ہیں پی انہیں اس امر میں آپ سے جھگڑا نہ کرنا چاہیے (۵) آپ اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلائیے۔ یقیناً آپ ٹھیک ہدایت پر ہی ہیں۔ (۲)

وَانُجَادَلُوُكَ فَقُلِ اللهُ اعْلَمُ بِمَا تَعْمُلُونِهَا تَعْمُلُونِهَا تَعْمُلُونَ

۲۸. اور پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے الجھنے لگیں
 تو آپ کہہ دیں کہ تمہارے اعمال سے اللہ بخوبی
 واقف ہے۔

ا. یعنی اگر وہ چاہے تو آسان زمین پر گر پڑے، جس سے زمین پر موجود ہر چیز تباہ ہوجائے۔ ہاں قیامت کے دن اس کی مشبت سے آسان بھی ٹوٹ بھوٹ کا شکار ہوجائے گا۔

۲. اس لیے اس نے مذکورہ چیزوں کو انسان کے تابع کردیا ہے اور آسان کو بھی ان پر گرنے نہیں دیتا۔ تابع (مسخر)
 کرنے کا مطلب ہے کہ ان تمام چیزوں سے انتفاع اس کے لیے ممکن یا آسان کردیا گیا ہے۔

سا. یہ بحثیت جنس کے ہے۔ بعض افراد کا اس ناشکری سے نکل جانا اس کے منافی نہیں، کیونکہ انسانوں کی اکثریت میں یہ کفر و جمود بایا جاتا ہے۔

۵. لیعنی اللہ نے آپ کو جو دین اور شریعت عطاکی ہے، یہ بھی مذکورہ اصول کے مطابق ہی ہے، ان سابقہ شریعت والوں
 کو چاہیے کہ اب آپ عَلَا اللّٰیٰ کی شریعت پر ایمان لے آئیں، نہ کہ اس معاملے میں آپ عَلَا اللّٰیٰ کے جھڑیں۔

۷. لینی آپ مُنَافِیْنِمُ ان کے جھڑے کی پرواہ نہ کریں، بلکہ ان کو اپنے رب کی طرف دعوت دیتے رہیں، کیونکہ اب صراط متنقیم پر صرف آپ ہی گامزن ہیں۔ لینی تجھپلی شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں۔

ٱللهُ يَحَكُوْ بَيْنَكُوْ يَوْمَ الْقِيمَا وَفِيمَا كُنْتُوْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ®

ٱلَمُ تَعُلُوُانَ اللّهَ يَعُلُوُما فِي السَّمَا ۚ وَالْأَرْضِ إنَّ ذلِكَ فِي كِيْتٍ إنَّ ذلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيْرُ۞

ۅؘۘؽۼۘؽؙۮؙٷؘؽ؈ٛۮٷڹؚۘٳڵڷٶڡٵڵۄؙؽڹٛڗۜڵ؈ؚ؋ ڛؙڵڟٮٞٵۊۜٵڶؽۺۘڵۿۄ۫ڕ؋ۼڵڠڗۊؠٵڸڵڟ۠ڸؚۄؽۘؽ ڡؚڽؙؙؿٚڝؽڕٟ۞

ۅٙٳۮٙٳٮؙؙؾٝڸ؏ڮؠۿۄٝٳڮؽؙڹٳڽڹؾۘۼۘۅڡؙ؈ٝ ٷۼٛۅٵڷڒؚؽؽػڡؘۯؙۅٳٳڶؠؙڬڴڒؙڲڴۮۏؽڛؙڟۅؽ ڽؚٲڰڹؽؽؘؾؿ۠ۮٷؽۘٵڲؠۿؚۄؙٳڸڗؚؽٵڠ۠ڷٲڡؘٲ۫ڹؠٟۧڰؙڴۄ۫

19. بیشک تم سب کے اختلاف کا فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کرے گا۔(۱)

کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے۔ یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر بالکل آسان ہے۔ (1)
اک. اور وہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کررہے ہیں جس کی کوئی خدائی ولیل نازل نہیں ہوئی نہ وہ خود ہیں اس کا کوئی علم رکھتے ہیں۔ (1) اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

27. اور جب ان کے سامنے ہمارے کلام کی کھلی ہوئی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو آپ کافروں کے چپروں پر ناخوشی کے صاف آثار پہچان کیتے ہیں۔ وہ تو

ا. لیعنی بیان اور اظہار جمت کے بعد بھی اگر یہ جدال ومنازعت سے باز نہ آئیں تو ان کا معاملہ اللہ کے سپر د کردیں کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارے اختلافات کا فیصلہ قیامت کے دن فرمائے گا، پس اس دن واضح ہوجائے گا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ کیونکہ وہ اس کے مطابق سب کو جزاء دے گا۔

الله الله تعالی نے اپنے کمال علم اور مخلوقات کے احاطے کا ذکر فرمایا ہے۔ لیخی اس کی مخلوقات کو جو جو کھ کرنا تھا، اس کو اس کا علم پہلے ہے ہی تھا۔ جن بندوں کو اپنے اختیار وارادے سے نیکی کا راستہ اور جنہیں اپنے اختیار سے برائی کا راستہ اپنانا تھا، وہ وہ ان کو جانتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے علم سے یہ باتیں پہلے ہی لکھ دیں۔ اور لوگوں کو یہ بات چاہے، کتنی ہی مشکل معلوم ہو، اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔ یہ وہی نقذیر کا مسئلہ ہے، اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے، جسے حدیث میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔ (اللہ تعالی نے آسان وزمین کی پیدائش سے بچاس ہزار سال پہلے، جب کہ اس کا عرش پانی پر تھا، مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی تھیں)۔ (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی) اور سنن کی روایت میں ہے، رسول اللہ مُنافیق نے فرمایا (اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم پیدا فرمایا، اور اس کو کہا"لکھ" اس نے کہا، کیا لکھوں؟ اللہ تعالی نے فرمایا، جو کچھ ہونے والا ہے، سب لکھ دے۔ چنانچہ اس نے اللہ کے محم سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا، سب لکھ دیا۔ (آبو داود، کتاب السنة، باب فی القدر، ترمذی آبواب القدر و تفسیر سورة دیّ مسند أحمد: ۱۳۵۹)
عبادت کے اثبات میں بیش کر سکیں۔

ۺؚۜٙڗۣڡؚۜؽؙۮ۬ڵؚؚػٛؠؗٝٵڶٮۜٞٵۯ۠ۅٛعَۮۿٵڶؾ۠ؖؗؗؗ۠۠ٲڷۮؚؽؽ ؙػڡؙۜۯؙۅٛٲٷؠۺؙؙ۞ڶؠٛڝؚؽؙۯؙ۞۫

يَايَهُا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلُّ فَاسْتَمِعُوالَهُ إِلَّهُ الْكَاسُ مُوالَهُ إِلَّا الْآلِكُ اللَّهِ لَكُنَ يَخُلُقُوُا ذُبَا بَا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَ إِنُ يَسُلُبُهُوُ الثُّبَابُ شَيَّا لَا يَسْتَنُقِتُ اُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۞

قریب ہوتے ہیں کہ ہماری آیتیں سنانے والوں پر حملہ کر بیٹھیں، (ا) کہہ دیجیے کہ کیا میں خمہیں اس سے بھی زیادہ برتر خبر دوں۔ وہ آگ ہے، جس کا وعدہ اللہ نے کافروں سے کرر کھا ہے، (۱) اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

سک. لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، ذرا کان لگاکر سن لو اللہ کے سواجن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کرسکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہوجائیں، (۱) بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگ تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، (۱) بڑا بودا ہے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، (۱) بڑا بودا ہے

ا. اپنے ہاتھوں سے وست درازی کرکے یا بد زبانی کے ذریعے سے۔ یعنی مشرکین اور اہل ضلالت کے لیے اللہ کی توحید اور رسالت ومعاد کا بیان نا قابل برداشت ہوتا ہے، جس کا اظہار، ان کے چیرے سے اور بعض دفعہ ہاتھوں اور زبانوں سے ہوتا ہے۔ یہی حال آج کے اہل بدعت اور گمراہ فرقوں کا ہے، جب ان کی گمراہی، قرآن وحدیث کے دلائل سے واضح کی جاتی ہے تو ان کا رویہ بھی آیات قرآنی اور دلائل حدیثیہ کے مقابلے میں ایسا ہی ہوتا ہے، جس کی وضاحت اس آیت میں کی گئی ہے۔ (فتح القدیر).

عنی ابھی تو آیات الٰہی سن کر صرف تمہارے چہرے ہی متغیر ہوتے ہیں۔ ایک وقت آئے گا، اگر تم نے اپنے اس روپے سے توبہ نہیں کی، تو اس سے کہیں زیادہ بدتر حالات سے تمہیں دوچار ہونا پڑے گا، اور وہ ہے جہنم کی آگ میں جانا، جس کا وعدہ اللہ نے اہل کفر وشرک سے کرر کھا ہے۔

ساریعن پر معبودان باطل، جن کو تم، اللہ کو چھوڑ کر، مدد کے لیے پکارتے ہو، پر سارے کے سارے جمع ہوکر ایک نہایت حقیر می مخلوق مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں، تو نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود بھی تم انہی کو اپنا حاجت روا سمجھو، تو تمہاری عقل قابل ماتم ہے۔ اس سے پر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جائی رہی ہے، وہ صرف پھر کی بے جان مورتیاں ہی نہیں ہوتی تھیں، (جیسا کہ آج کل قبر پرستی کا جواز پیش کرنے والے لوگ باور کراتے ہیں) بلکہ یہ عقل وشعور رکھنے والی چیزیں بھی تھیں، لیٹن کا بندے بھی تھے، جن کے مرنے کے بعد لوگوں نے ان کو اللہ کا شریک تھر الیا، اسی لیے اللہ تعالی فرمارہا ہے کہ یہ سب اکٹھ بھی ہوجائیں تو ایک حقیر ترین شے «مکھی" بھی بیدا نہیں کرسے، محض پھر کی مورتیوں کو یہ چیلنج نہیں دیا جاسکا۔

۸. یہ ان کی مزید بے کبی اور لاچار گی کا اظہار ہے کہ پیدا کرنا تو کجا، یہ تو تکھی کو پکڑ کر اس کے منہ سے اپنی وہ چیز تھی واپس نہیں لے سکتے، جو وہ ان سے چھیین کر لے جائے۔ طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے(ا) وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے۔

مَاقَكَدُوااللهَ حَقَّ قَدُرِهِ إِنَّ اللهَ لَقُويٌّ عَرْدُهُ إِنَّ اللهَ لَقُويٌٌ عَرْدُنُ

**''کہ.** انہوں نے اللہ کے مرتبہ کے مطابق اس کی قدر جانی ہی نہیں،'' بےشک اللہ تعالیٰ بڑا ہی زور وقوت والا اور غالب وزبردست ہے۔

> ٱٮؖؿؙڎؙؽڞؙڟڣؽ۫ڝ۬ٲڶۘؠڵؽٟۘڴڐؚۯڛؙڵۘڒۊۧڝؚؽ التَّاسِ إنَّ اللهَ سَمِينُعُ بَصِيُرُقَ

20. فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اللہ ہی چھانٹ لیتا ہے، (۳) بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ (۹)

يَعُكُومَا بَيْنَ آيَٰكِ يُهِوُ وَمَاخُلُفَهُوُ وَالَى اللهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ۞

۷۷. وہ بخوبی جانتا ہے جو پکھ ان کے آگے ہے اور جو پکھ ان کے آگے ہے اور جو پکھ ان کے جائے ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کام لوٹائے جاتے ہیں۔ (۵)

ا. طالب سے مراد، خود ساخت معبود اور مطلوب سے مراد کھی، یا بعض کے نزدیک طالب سے بجاری اور مطلوب سے اس کا معبود مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اس کا معبود مراد ہے۔ حدیث قدی میں معبودانِ باطل کی بے لبی کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح پیدا کرنا چاہتا ہے اگر کس میں واقعی یہ قدرت ہے تو وہ ایک ذرہ یا ایک جو ہی پیداکر کے دکھادے)۔ (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لاندخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا صورة)

۲. یہی وجہ ہے کہ لوگ اس کی بے بس مخلوق کو اس کا ہمسر اور شریک قرار دے لیتے ہیں۔ اگر ان کو اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت، اس کی قدرت وطاقت اور اس کی بے پناہی کا صیح صیح اندازہ اور علم ہو تو وہ کبھی اس کی خدائی میں کسی کو شریک نہ تھہرائیں۔
 کو شریک نہ تھہرائیں۔

اللہ وہ بندوں کے اتوال سنے والا ہے اور بصیر ہے لیے اللہ تعالی نے فرشنوں سے بھی رسالت کا لیمنی پیغام رسانی کا کام لیا ہے، جیسے حضرت جرائیل علیقیا کو اپنی وجی کے لیے منتخب کیا کہ وہ رسولوں کے پاس وجی پہنچائیں، یا عذاب لے کر قوموں کے پاس جائیں اور انسانوں میں سے بھی جنہیں چاہا رسالت کے لیے چن لیا، اور انہیں لوگوں کی ہدایت ورہنمائی پر مامور فرمایا۔ یہ سب اللہ کے بندے تھے، گو منتخب اور چنیدہ تھے۔ لیکن کس لیے؟ خدائی اختیارات میں شرکت کے لیے؟ جس طرح کہ بعض لوگوں نے انہیں اللہ کا شریک گردان لیا۔ نہیں، بلکہ صرف اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے۔

اللہ جی جس طرح کہ بعض لوگوں نے انہیں اللہ کا شریک گردان لیا۔ نہیں، بلکہ صرف اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے۔

اللہ جی جب فرایا۔ یہ اللہ کا مرجح اللہ بی دور بات ہے کہ رسالت کا مستحق کون ہے؟ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا، ﴿ اَللّٰہ بی خوب جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی، پینمبری رکھے)۔

اللہ جی معاملات کا مرجح اللہ بی ہے تو پھر انسان اس کی نافرمانی کرکے کہاں جاسکتا اور اس کے عذاب سے کیوں

المدارة

يَّاكِيُّهُ الكَّذِيُّنَ الْمَنُواارُكَعُوُا وَاسْجُدُوُا وَاعْبُدُوارَبُّكُوُوافْعَكُواالْخَبُرُكَعَ لَكُوُ تَقْدُلِحُوْنَ ۞

وَجَاهِ دُوَافِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهُ مُهُوَ الْجَسَلُمُ وَمَاجَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي السِّينِ مِنْ حَرِحٍ مِلَةَ آبِيُكُمْ وَابْرُهِ يُوَ مُهُوسَلُمْ كُوُ الْمُسُلِمِينَ لَامِنَ قَبُلُ وَفِي هَالْمَا لِيكُونَ الْمُسُلِمِينَ لَامِنَ قَبُلُ وَفِي هَانَا لِيكُونَ

22. اے ایمان والو! رکوع سجدہ کرتے رہو<sup>(۱)</sup> اور اپنے پرورد گار کی عبادت میں گئے رہو اور نیک کام کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔<sup>(۲)</sup>

۸ک. اور الله کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو جیسے جہاد کا حق ہے۔ (۳) اسی نے متہمیں برگزیدہ بنایا ہے اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی، (۳) دین اپنے باپ ابراہیم (۵) (علیہ الله (۲) کے تمہارا باپ ابراہیم (۵) (علیہ الله (۲) کے تمہارا

کر پی سکتا ہے؟ کیا اس کے لیے یہ بہتر نہیں ہے کہ وہ اس کی اطاعت اور فرماں برداری کا راستہ اختیار کرکے اس کی رضا حاصل کرے؟ چنانچہ اگلی آیت میں اس کی صراحت کی جارہی ہے۔

ا. یعنی اس نماز کی پابندی کرو جو شریعت میں مقرر کی گئی ہے۔ آگے عباوت کا بھی حکم آرہا ہے۔ جس میں نماز بھی شامل تھی، لیکن اس کی اہمیت وافضلیت کے پیش نظر اس کا خصوصی حکم دیا۔

۲. لینی فلاح (کامیابی) اللہ کی عبادت اور اطاعت لینی افعال خیر اختیار کرنے میں ہے، نہ کہ اللہ کی عبادت واطاعت سے گریز کرکے محض مادی اسباب ووسائل کی فراہمی اور فراوانی میں، جیسا کہ اکثر لوگ سیھیتے ہیں۔

سا. اس جہاد سے مراد، بعض نے وہ جہاد اکبر لیا ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفار ومشر کین سے کیا جاتا ہے اور بعض نے اوامر الٰہی کی بجا آوری، کہ اس میں بھی نفس امارہ اور شیطان کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اور بعض نے ہر وہ کوشش مراد کی ہے جو حق وصداقت کے غلبے اور باطل کی سرکوبی اور مغلوبیت کے لیے کی جائے۔

۷. لیعنی ایبا تکلم نہیں دیا جس کا متحمل نفس انسانی نہ ہو، (ورنہ تھوڑی بہت محنت ومشقت تو ہر کام میں ہی اٹھانی پڑتی ہے) بلکہ تچھپلی شریعتوں کے بعض سخت احکام بھی اس نے منسوخ کردیے۔ علاوہ ازیں بہت سی آسانیاں مسلمانوں کو عطا کردیں، جو تچھپلی شریعتوں میں نہیں تھیں۔

۵. عرب حضرت اساعیل علیقیا کی اولاد سے تھے، اس اعتبار سے حضرت ابراہیم علیقیا عربوں کے باپ تھے اور غیر عرب بھی حضرت ابراہیم علیقیا کا ایک بزرگ شخصیت کے طور پر اس طرح احترام کرتے تھے، جس طرح بیٹے باپ کا احترام کرتے ہیں، اس لیے وہ تمام ہی لوگوں کے باپ تھے، علاوہ ازیں پیغیبر اسلام کے (عرب ہونے کے ناطے سے) حضرت ابراہیم علیقیا باپ تھے، اس لیے امت محمدیہ کے بھی باپ ہوئے۔ اس لیے کہا گیا، یہ دین اسلام، جے اللہ نے تمہارے لیے لبراہیم علیقیا کا دین ہے، اس کی پیروی کرو۔

آ. ھُو کا مرجع بعض کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ ہیں یعنی نزول قرآن سے پہلے تمہارا نام مسلم بھی حضرت ابراہیم علیہ ہیں۔
 بی نے رکھا ہے اور بعض کے نزدیک مرجع اللہ تعالیٰ ہے۔ یعنی اس نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔

الرَّسُوُلُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُواْشُهَكَ آءَكَى النَّاسِّ فَاقِيْمُواالصَّلَوةَ وَاتُواالِّرُكُوةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللهِ هُوَمُولُكُمُ قَنِعُمَ الْمُولِي وَفِعُوالنَّصِيْرُ۞

نام مسلمان رکھا ہے۔ اس قرآن سے پہلے اور اس میں بھی تاکہ پیغیر تم پر گواہ ہوجائے اور تم تمام لوگوں کے گواہ بن جاؤ۔ (ا) پس تمہیں چاہیے کہ نمازیں قائم رکھو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو مضبوط تھام لو، وہی تمہارا ولی اور مالک ہے۔ پس کیا ہی اچھا مالک ہے اور کتنا ہی بہتر مدد گار ہے۔

ا. یہ گواہی قیامت کے دن ہوگی، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ملاظہ ہو سورہ بقرہ، آیت ۱۴۳ کا عاشیہ۔

## سورۂ مؤمنون کمی ہے اور اس کی ایک سو اٹھارہ آپتیں اور چھ رکوع ہیں۔

# حِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِينِون

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مهربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی۔<sup>(۱)</sup>

۲. جو اپنی نمازول میں خشوع کرتے ہیں۔(۲)

س. اور جو لغوبات سے منہ موڑ کیتے ہیں۔<sup>(۳)</sup>

م. اورجو زكوة اداكرنے والے ہیں۔

اورجو اینی شر مگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قَنُ أَفُلُحُ الْبُهُ مِنْهُ رَنَ فُ النَّنْ رَنِي هُو فِي صَلَاتِهِمُ خَشْعُونَ فَ وَالَّذِيْنَ هُوْعَنِ اللَّغُومُعُرِضُونَ ۖ وَالَّذِيْنَ هُوُ لِلزَّكِ يَوْ فَعِلْوُنَ وَالَّذِينَ هُو لِفُرُوجِهُمُ لِفُونُ فَعُونَ فَا

ا. فَلَاحٌ کے لغوی معنی ہیں، چیرنا، کاٹنا، کاشت کار کو بھی فَلَاحٌ کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ زمین کو چیر پھاڑ کر اس میں نیج بوتا ہے۔ مُفْلَۃُ (کامیاب) بھی وہ ہوتا ہے جو صعوبتوں کو قطع کرتے ہوئے مطلوب تک پہنچ جاتا ہے، یا کامیانی کی راہیں اس کے لیے کھل حاتی ہیں، اس پر ہند نہیں ہوتیں۔ شریت کی نظر میں کاماب وہ ہے جو دنیا میں رہ کر اپنے رب کو راضی کرلے اور اس کے بدلے میں آخرت میں اللہ کی رحمت ومغفرت کا مستحق قرار پاجائے۔ اس کے ساتھ دنیا کی سعادت وکام انی بھی ملیس آجائے تو سجان اللہ۔ ورنہ اصل کاممانی تو آخرت ہی کی کاممالی ہے۔ گو دنیا والے اس کے برعکس دنیوی آسائشوں سے بہرہ ور کو ہی کامیاب سمجھتے ہیں۔ آیت میں ان مومنوں کو کامیابی کی نوید سائی گئی ہے جن میں ذیل کی صفات ہوں گی۔ مثلاً اگلی آبات ملاحظہ ہوں۔

۲. خُشُوعٌ سے مراد، قلب وجوارح کی کیسوئی اور انہاک ہے۔ قلبی کیسوئی یہ ہے کہ نماز کی حالت میں بقصد خمالات ووساوس کے ہجوم سے دل کو محفوظ رکھے اور اللہ کی عظمت وجلالت کا نقش اپنے دل پر بٹھانے کی سعی کرے۔ اعضاء وجوارح کی میسوئی یہ ہے کہ ادھر ادھر نہ دیکھے، کھیل کود نہ کرے۔ بالوں اور کپڑوں کو سنوارنے میں نہ لگارہے۔ بلکہ خوف وخشت اور عاجزی وفرو تنی کی ایسی کیفت طاری ہو، جیسے عام طور پر بادشاہ باکسی بڑے شخص کے سامنے ہوتی ہے۔

س. کُغُو ہر وہ کام اور ہر وہ بات ہے جس کا کوئی فائدہ نہ ہو یا اس میں دینی یا دنیوی نقصانات ہوں۔ ان سے اعراض کا مطلب ہے کہ ان کی طرف النفات بھی نہ کیا جائے۔ جہ جائیکہ انہیں اختیار یا ان کا ارتکاب کیا جائے۔

م. اس سے مراد بعض کے نزدیک زکوۃ مفروضہ ہے، (جس کی تفصیلات لیعنی اس کا نصاب اور زکوۃ کی شرح گو مدینہ میں بتلائی گئی تاہم) اس کا تھم مکہ میں ہی دے دیا گیا تھا اور بھض کے نزدیک ایسے افعال کا اختیار کرنا ہے، جس سے نفس کا تزکیه اور اخلاق و کردار کی تطهیر ہو۔

ٳڷڒٵٚؽٲۯ۫ۅٳڿۿؚۻٲۉٮٚٲٮڵڰؾؙٲؽؠڵ؆ٛٛؗٛٛٛؗؗٛؗؠؙۛۏٳڶۧڰؙٛ ۼؙؿؙۄڵۏ۫ؠؽڹ۞ۛ

فَسَنِ ابْتَعَىٰ وَرَآءُذلكِ فَأُولِلِّكَ هُو الْعَدُونَ ٥

وَالَّذِينَ هُـُو لِأَنْتِهِمُ وَعَهْدِهِمُ لِعُونَ

ۅؘۘۘٲڵڒؽؽۜۿ۬ؠ۬ۼڶڝۘڶۅ۬ؾؚؠؠؙؙڲٵڣڟؙۯ۞ٛ ٵٶؙڵؠ۪۪ٚػۿؙۅؙٵڶۅ۠ڔڎٛۅؙؾ۞ۨ ٵٮۜڒؽؘؽؘؠٙؿؚؿؙٷڷٵڶ۫ڣۯ؞ۘٷۺۿڎۏؽۿٵڂڸۮٷڽ۞ ۅؘڵڡۜۮڂؘڡؙؿؙٵڶڒۺؙٵؽڡؽؙڛؙڵڶ؋ڝؚۜؽؙڔڟؿڹ۞ٞ ڎؙؾۜۜڿۼڴڶڹؙۮؙڹٛڟڣؘڐۧ؈ٛٛػٙۯٳڽۣڰؚڮؿؠؖ۞ٛ

 ۲. ہجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں۔

 جو اس کے سوا کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کرجانے والے ہیں۔<sup>(1)</sup>

۸. اورجو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے
 بیں۔<sup>(۲)</sup>

9. اور جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔<sup>(۳)</sup>

• ا. یہی وارث ہیں۔

اا. جو فردوس کے وارث ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (م)

11. اور یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ (۵)

11. یکر اسے نطفہ بناکر محفوظ جگہ میں قرار دے

دیا۔ (۱)

ا. اس سے معلوم ہوا کہ متعہ کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں ہے اور جنسی خواہش کی تمکین کے لیے صرف دو ہی جائز طریقے ہیں۔ بیوی سے مباشرت کرکے یا لونڈی سے ہم بستری کرکے۔ بلکہ اب صرف بیوی ہی اس کام کے لیے رہ گئ ہے کیونکہ اصطلاحی لونڈی کا وجود فی الحال ختم ہے تاہم جب بھی بھی حالات نے اسے دوبارہ وجود پذیر کیا تو بیوی ہی کی طرح اس سے مباشرت جائز ہوگی۔

- ۲. اََمَانَاتٌ سے مراد مفوضہ ڈیوٹی کی ادائیگی، رازدارانہ باتوں اور مالی امانتوں کی حفاظت ہے اور رعایت عہد میں اللہ سے کیے ہوئے میثاق اور بندوں سے کیے عہد و پیان دونوں شامل ہیں۔
- سا. آخر میں پھر نمازوں کی حفاظت کو فلاح کے لیے ضروری قراردیا، جس سے نماز کی اہمیت وفضیلت واضح ہے۔ لیکن آج مسلمان کے نزدیک دوسرے اعمال صالحہ کی طرح اس کی بھی کوئی اہمیت سرے سے باتی نہیں رہ گئی ہے۔ فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ وَاجِعُوْنَ.

  الن صفات مذکورہ کے حامل مومن ہی فلاح یاب ہوں گے جو جنت کے وارث لینی حق وار ہوں گے۔ جنت بھی جنت الفروس، جو جنت کا اعلیٰ حصہ ہے۔ جہال سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ (صحبح البخاري، کتاب الجهاد، باب درجات المجاهدین في سبیل الله، وکتاب التوحید، باب وکان عرشه علی الماء)
- ۵. مٹی سے پیدا کرنے کا مطلب، ابو البشر حضرت آدم علیظا کی مٹی سے پیدائش ہے یا انسان جو خوراک بھی کھاتا ہے، وہ سب مٹی سے ہی پیدا ہوتی ہیں، اس اعتبار سے اس نطفے کی اصل، جو خلقت انسانی کا باعث بتا ہے، مٹی ہی ہے۔ ۲. محفوظ جگہ سے مراد رحم مادر ہے، جہال نو مہینے بچیہ بڑی حفاظت سے رہنا اور پرورش یاتا ہے۔

تُوَّكَمُتُنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقَنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَنَقَتَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكَسُوْنَا الْعِظْمِ كَمُمَّا فُتُوَّ اَنْشَانُهُ خَلُقًا الْخَرَقَتِ لِكَالَاللهُ أَحْسَنُ الْغُلِقِيْنَ ۞

> ؿؙڗٳ؆ٞڵۄؙؽۼۘۘۮڐڸػڶؠێۣؾؙٶٛؽ<sup>ۿ</sup> ڎؙۊٳ؆ٞڵؙۅؙؽۅؙڡٙٳڶٙؾۣڶڡڗؿؙڹػؿ۫ۏؽ<sup>۞</sup>

وَلَقَدُ خَلَقُنَا فَوْقَاكُمُ سَبْعَ طَرَائِقٌ وَمَا لُكَاعَنِ الْخَلْق

۱۸ پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنادیا، پھر اس خون کے لو تھڑے کو گوشت کے لو تھڑے کو گوشت کے کار یار کو ہم نے گوشت کا کلڑے کو ہم نے گوشت کا کلڑے کو ہم نے گوشت بہنا دیا، (۱) پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کردیا۔ (۲) برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔ (۳)

10. اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مرجانے والے ہو۔ 17. پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤگے۔

اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسان بنائے ہیں (<sup>(()</sup>)

ا. اس کی پچھ تفصیل سورہ جج کے شروع میں گزر چکی ہے۔ یہاں اسے پھر بیان کیا گیا ہے۔ تاہم وہاں مُخلَقَة کا جو ذکر تھا، یہاں اس کی وضاحت مُضْغَة کو ہڈیوں میں تبدیل کرنے اور ہڈیوں کو گوشت پہنانے، سے کردی ہے۔ مُضْغَة گوشت کو ہڈیوں میں تبدیل کرنے سے مقصد، انسانی ڈھانچ کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کرنا ہے۔ یونکہ محض گوشت میں تو کوئی صلابت اور سختی نہیں ہوتی، پھر اگر اسے نرا ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی رکھا جاتا، تو انسان میں وہ حسن ورعنائی نہ آتی، جو ہر انسان کے اندر موجود ہے۔ اس لیے ان ہڈیوں پر ایک خاص تناسب اور مقدار سے گوشت چڑھادیا گیا کہیں کم کہیں زیادہ۔ تاکہ اس کے قدو قامت میں غیر موزونیت اور جھدا پن پیدا نہ ہو۔ بلکہ وہ حسن وجمال کا ایک پیکر اور قدرت کی تخلیق کا ایک شاہ کار ہو۔ اس چیز کو قرآن نے ایک دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا، ﴿لَقَدُ خَلَقَنَا الْاِنْسَانَ فِیْ آَحُسِنَ تَقْوِیہُو ﴾ (النین: ۳) شاہ کار ہو۔ اس چیز کو قرآن نے ایک دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا، ﴿لَقَدُ خَلَقَنَا الْاِنْسَانَ فِیْ آَحُسِنَ تَقْوِیہُو ﴾ (النین: ۳)

۲. اس سے مراد وہ بچیہ ہے جو نو مہینے کے بعد ایک خاص شکل وصورت لے کر مال کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور حرکت واضطراب کے ساتھ سمع وبصر اور ادراک کی توتین بھی اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔

سا. خَالِقِیْنَ، یہاں ان صانعین کے معنی میں ہے، جو خاص خاص مقداروں میں اثباء کو جوڑ کر کوئی ایک چیز تیار کرتے ہیں۔ یعنی ان تمام صنعت گروں میں، اللہ جیسا بھی کوئی صنعت گرہے جو اس طرح کی صنعت کاری کا نمونہ پیش کر سکے جو اللہ تعالیٰ نے انسانی پیکر کی صورت میں پیش کیا ہے۔ پس سب سے زیادہ خیر وبرکت والا وہ اللہ ہی ہے، جو تمام صنعت گروں سے بڑا اور سب سے اچھا صنعت گرہے۔

۳. طَوَائِق، طَوِیْقَةٌ کی جُع ہے مراد آسان ہیں۔ عرب، اوپر تلے چیز کو بھی طریقہ کہتے ہیں۔ آسان بھی اوپر تلے ہیں اس لیے انہیں طرائق کہا۔ یا طریقہ جمعنی راستہ ہے، آسان ملائکہ کے آنے جانے یا ساروں (کواکب) کی گزرگاہ ہے، اس لیے انہیں طرائق قرار دیا۔

#### غفِلدن

وَٱنْزَلْنَامِنَ التَمَآءِمَآءُكِقِتَدِوْفَاشُكَنَّهُ فِي الْاَرْضَ ۗ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابِ بِهِ لَقْدِرُونَ۞

ڡؘٲڹؿۘٲؙٮٚٵڵڴؙۄ۫ٮؚ؋ۭڿڵؾڝؚٞڹۜۼؚؽڸٷٙٲڡ۫ٮ۬ٲٮؚؚٛڷڴۄؙ ڣۣؿۿٵڡؘٛٳڮۿػؿؚۛڽڗؘٷٛٷؖڣٛؠٲؾؙٲػ۠ڶؙۅٛٙؽڽ۠

ۅؘۺؘڿۘڗۘڐٞۼؘۯؙڿٛٷؽٛڟۅۛڔڛؚؖؽؽؙٵۧ؞ؘؚؾڹٛؿؙؿؙڽٳڶڷؙۿؘڹۣ ۅؘڝؚؠ۫؋ٟڵڶڒڮڸؠ۫ڹ<sup>۞</sup>

اور ہم مخلو قات سے غافل نہیں ہیں۔(۱)

۱۸. اور ہم ایک صحیح اندازے سے آسان سے پانی برساتے ہیں، (۲) پھر اسے زمین میں گھررادیے ہیں، (۳) اور ہم اس کے لے جانے پر یقیناً قادر ہیں۔

19. ای پانی کے ذریعے سے ہم تمہارے لیے تھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کردیتے ہیں، جن میں تمہارے لیے بہت سے میوے ہوتے ہیں انہی میں سے تم کھاتے بھی ہو۔ (۵)

۲۰. اور وہ در خت جو طور سینا پہاڑ سے نکاتا ہے جو تیل
 نکالتا ہے اور کھانے والے کے لیے سالن ہے۔<sup>(۱)</sup>

ا. خَلْقٌ سے مراد مخلوق ہے۔ یعنی آسانوں کو پیدا کر کے ہم اپنی زمینی مخلوق سے غافل نہیں ہوگئے بلکہ ہم نے آسانوں کو زمین پر گرنے سے محفوظ رکھا ہے تاکہ مخلوق ہلاک نہ ہو۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہم مخلوق کے مصالح اور ان کی ضروریات زندگی سے غافل نہیں ہوگئے بلکہ ہم اس کا انتظام کرتے ہیں (فخ القدیر) اور بعض نے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ زمین سے جو کچھ ٹکلتا یا داخل ہوتا، اس طرح آسان سے جو اتر تا اور چڑھتا ہے، سب اس کے علم میں ہے اور ہر چیز پر وہ نظر رکھتا ہے اور ہر جگہ وہ اپنے علم کے لحاظ سے تبہارے ساتھ ہوتا ہے۔ (ابن کیر)

۲. لینی نه زیاده که جس سے تباہی پھیل جائے اور نه اتناکم که پیداوار اور دیگر ضروریات کے لیے کافی نه ہو۔

سبر لیعنی یہ انظام بھی کیا کہ سارا پانی برس کر فوراً بہہ نہ جائے اور ختم نہ ہوجائے بلکہ ہم نے چشموں، نہروں، دریاؤں اور تالاہوں اور کنوؤں کی شکل میں اسے محفوظ بھی کیا ہے، (کیوں کہ ان سب کی اصل بھی آسانی بارش ہی ہے) تاکہ ان ایام میں جب بارشیں نہ ہوں، یا ایسے علاقے میں جہاں بارش کم ہوتی ہے اور پانی کی ضرورت زیادہ ہے، ان سے پانی حاصل کر لیا جائے۔ میں جس طرح ہم نے اپنے فضل وکرم سے پانی کا ایسا وسیع انتظام کیا ہے، وہیں ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ پانی کی سطح ہم اتنی نیچی کرویں کہ تمہارے لیے بانی کا صول ناممکن ہوجائے۔

۵. لیعنی ان باغوں میں انگور اور تھجور کے علاوہ اور بہت سے کھل ہوتے ہیں، جن سے تم لذت اندوز ہوتے ہو اور کچھ کھاتے ہو۔

١٠ اس سے زيتون كا در خت مراد ہے، جس كا روغن تيل كے طور پر اور كھل سالن كے طور پر استعال ہوتا ہے۔ سالن كو صِبْغِ رنگ كہا ہے كيوں كه روئی، سالن ميں ڈبو كر، گويا رنگی جاتی ہے۔ طُوْرِ سَيْنَآءَ (پہاڑ) اور اس كا قرب وجوار خاص طور پر اس كی عمدہ قسم كی پيداوار كا علاقہ ہے۔

ۅؘٳڹۜٙڶڬڎؙۏۣٲڶڒٮ۫ٛۼٵڡؚڵۼؠٛڗٷٞۺؿؽۮ۠ۄؚٚؠۜٵڣ ؠڟۏڹۿٵۅٙڲڎؙڣۿٲڡؘٮ۬ڵۼٷػؿؙؽٷۨ۠ڝٞڣ۫؆ٵػٵػ۠ۮ۠ؽۨ

وَعَلَيْهَاوَعَلَ الفُلْكِ شُحُلُونَ ﴿
وَلَقَدَ السَّلَنَانُوعُ اللَّهِ الْفَلْكِ الْمُعَلِّدُونَ ﴿
وَلَقَدَ اللَّهُ عِنْ اللَّهِ عَنْ اللَّهِ عَبْدُوا أَفَلَاتَ تَقُونُونَ ﴿
اللَّهُ مَالَكُوْ مِنَ اللهِ غَيْرُهُ أَفَلَاتَ تَقُونُ وَ ﴿

ڣؘڡۜٙٵڶٲٮۘٮۘڬۉ۠ٵڷڹڔؠٙؽؘڰڡٞۯؙۉٳڡڹٞۊؙڡؙڡ؋؆ڶۿڬۘٲٳڷۘۛۛڒ ۺؾۯؿؿؙؽڬڎٚڔ۫ڽڔؽؙۮٲڽؙۘؾؽڡؘڞۧڶڡٙڬؽڬٛۅٞۅڮۺؙٵۺڎ ڵڒؿؙڒڶڝٙڵؽٟػڐؖٷڛؘۼؽ۬ٳڣۿۮٳڨٙٵڽۧٳ۪ڹٵڵڒۊٳؽؿؖؖ

ٳڹۿؙۅؘٳؙڵڒٮؙؙؙۘۘۮ۠ڷڕؠۼؚؾۜڐؙٛٛڡؘٛڗۜؽٙڞؙۅٲۑؚؠڂؾۨٚڿؽؙڔۣ<sup>۪</sup>

۲۱. اور تمہارے لیے چوپایوں میں بھی بڑی عبرت ہے۔ ان کے پیٹوں میں سے ہم تمہیں دودھ پلاتے ہیں اور بھی بہت سے نفع تمہارے لیے ان میں ہیں ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔

۲۲. اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار کرائے جاتے ہو۔ (۱)
۲۳. اور یقیناً ہم نے نوح (عَلَیْکا) کو اس کی قوم کی طرف رسول بناکر بھیجا، اس نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، کیا تم (اس سے) نہیں ڈرتے۔

77. اس کی قوم کے کافر سرداروں نے صاف کہہ دیا کہ یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے، یہ تم پر فضیلت اور بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ (۲) اگر اللہ کو منظور ہی ہوتا تو کسی فرشتے کو اتارتا، (۳) ہم نے تو اسے اپنے اگلے باپ دادوں کے زمانے میں سنا ہی نہیں۔ (۹)

۲۵. یقیناً اس شخص کو جنون ہے، پس تم اسے ایک وقت مقرر تک ڈھیل دو۔ (۵)

ا. یعنی رب کی ان ان نعمتوں سے تم فیض یاب ہوتے ہو، کیا وہ اس لائق نہیں کہ تم اس کا شکر ادا کرو اور صرف اسی ایک کی عبادت اور اطاعت کرو۔

۲. لیعنی یہ تو تمہارے جیسا ہی انسان ہے، یہ کس طرح نبی اور رسول ہوسکتا ہے؟ اوراگر یہ نبوت ورسالت کا وعویٰ کررہا ہے، تو اس کا اصل مقصد اس سے تم پر فضیلت اور برتری حاصل کرنا ہے۔

س. اور اگر واقعی اللہ اپنے رسول کے ذریعے سے ہمیں یہ سمجھانا چاہتا کہ عبادت کے لائق صرف وہی ہے، تو وہ کسی فرشتے کو رسول بناکر بھیجانہ کہ کسی انسان کو، وہ ہمیں آگر توحید کا مسلہ سمجھاتا۔

مل العنی اس کی دعوت توحیر، ایک نرالی دعوت ہے، اس سے پہلے ہم نے اپنے باپ دادوں کے زمانے میں تو یہ سنی ہی نہیں۔ ۵. یہ ہمیں اور ہمارے باپ دادوں کو بتوں کی عبادت کرنے کی وجہ سے، بے وقوف اور کم عقل سمجھتا اور کہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خود ہی دیوانہ ہے۔ اسے ایک وقت تک ڈھیل دو، موت کے ساتھ ہی اس کی دعوت بھی ختم ہوجائے گی۔ یا ممکن ہے اس کی دیوانگی ختم ہوجائے اور اس دعوت کو ترک کردے۔

قَالَ رَبِّ انْصُرُ فِي بِمَا كَنَّ بُوْنِ

فَاوَحَيْنَآالِيُهِ اِن اصْنَعِ الْفُلُكَ بِاعَيْنِنَا وَوَحْيِنَا فَاذَا جَأَءَا مُرْنَا وَفَارَالتَّنُّورُ نَفَاسُلْكَ فِيُهَامِنُ كُلِّ زَوْجَنِي اشْنَيْنِ وَاهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمُّ وَلَا تُغَاطِبْنِي فِي النَّذِيْنَ طَلَمُوْ الْنَّهُمُ مُّغُوّدُونَ ۞

فَإِذَا اسْتَوَيْتِ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحُمَّدُ يُلِمُ الَّذِي نَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّلِمِينَ۞

۲۷. نوح (عَلَيْكِاً) نے دعاكى اے ميرے رب! ان كے جھٹلانے ير تو ميرى مدد كر۔(۱)

۲۷. تو ہم نے ان کی طرف وحی ہیجی کہ تو ہماری آئھوں کے سامنے ہماری وحی کے مطابق ایک کشی بنا۔ جب ہمارا حکم آجائے (۲) اور تنور اہل پڑے (۳) تو تو ہر فتم کا ایک ایک جوڑا اس میں رکھ لے (۳) اور اپنے اہل وعیال کو بھی، مگر ان میں سے جن کی بابت ہماری بات پہلے گزر چکی ہے۔ (۵) خبر دار جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کے بارے میں مجھ سے پھھ کلام نہ کرنا وہ تو سب ڈبوئے جائیں گے۔ (۱)

۲۸. جب تو اور تیرے ساتھی کتی پر باطمینان بیٹھ جاؤ تو کہنا کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہی ہے جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات عطا فرمائی۔

ا. ساڑھے نو سوسال کی تبلیغ ودعوت کے بعد، بالآخر رب سے دعا کی، ﴿فَنَ عَالَیَّهُ ٱلْمِیْ مُعَلِّدُهِ ﴾ (القدر: ١٠) (نوح علیَّظا نے رب سے دعا کی، میں مغلوب اور کمزور ہوں میر کی مدد کر)۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور تھم دیا کہ میر ک نگرانی اور ہدایت کے مطابق کشتی تیار کرو۔

٢. ليعني ان كي ہلاكت كا حكم آجائے۔

سا. تنور پر حاشیہ سورہ ہود میں گزر چکا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس سے مراد ہمارے ہاں کا معروف تنور نہیں، جس میں روٹی کیائی جاتی ہے، بلکہ روۓ زمین مراد ہے کہ ساری زمین ہی چشمے میں تبدیل ہوگئ۔ ینچے زمین سے پانی چشموں کی طرح اہل پڑا۔ نوح علیاً کو ہدایت دی جارہی ہے کہ جب یانی زمین سے اہل پڑے۔

۷۰. لینی حیوانات، نباتات اور شمرات ہر ایک میں سے ایک ایک جوڑا (نر اور مادہ) کشتی میں رکھ لے تاکہ سب کی نسل باقی رہے۔

۵. لینی جن کی ہلاکت کا فیصلہ، ان کے کفر وطغیان کی وجہ سے ہوچکا ہے، جیسے زوجہ نوح علیہ اور ان کا بسر۔

۲. لینی جب عذاب کا آغاز ہوجائے تو ان ظالموں میں سے کسی پر رحم کھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ تو کسی کی سفارش کرنی شروع کردے۔ کیونکہ ان کے غرق کرنے کا قطعی فیصلہ کیا جاچکا ہے۔

وَقُلْ رَّبِ اَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُارِكًا وَانْتَ خَيْرُ الْمُنْزِ لِيْنَ

اِنَّ فِي ذَالِكَ لَالِيتٍ وَإِنْ كُنَّالَكُبُتَلِيْنَ ؟

تُقَانَشَأَنَا مِنَ بَعُدِهِمْ قَرْنَا اخَرِيُنَ ٥

ڡؘٚٲۯؘڝۘڶڬٵڣؙۑۿۄٞڗڛٛٷڷڒڛؙؙؙٞؗٞٛٛ؋ٲڹۣٵڠؠؙۮؙۅاڶڵؗۿٵڵڴۄؙ ڝؙۜٞٵۣڸڿٟۼؘؿٷٵڣؘڵڗؾۜٙڠؙۏؽؖٚ

۲۹. اور کہنا کہ اے میرے رب! (۱) مجھے بابرکت جگہ اتار اور تو ہی بہترین اتارنے والا ہے۔ (۲)

• اور ہم بیشک آس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں (۳) اور ہم بیشک آزمائش کرنے والے ہیں۔ (۳)

ام. ان کے بعد ہم نے اور بھی امت پیدا کی۔(۵)

سر بھر ان میں خود ان میں سے (بی) رسول بھی بھیجا<sup>(۲)</sup> کہ تم سب اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، <sup>(2)</sup> تم کیوں نہیں ڈرتے؟

ا. کشتی میں بیٹھ کر اللہ کا شکر ادا کرنا کہ اس نے ظالموں کو بالآخر غرق کرکے، ان سے نجات عطا فرمائی اور کشتی کے خیروعافیت کے ساتھ کنارے پر لگنے کی وعا کرنا۔ ﴿رَبِّ إِنْوَلِيْ مُثَوِّلًا ثُلِيْكًا وَٱنْتَ خَدِّرُالْدُنْزِلَيْنَ﴾

۲. اس کے ساتھ وہ دعا بھی پڑھ لی جائے جو نبی مَنْالْتَیْمُ سواری پر بیٹھتے وقت پڑھا کرتے تھے۔ اَللهُ أَكْبَرُ ، اللهُ اللهُ اللهُ أَكْبَرُ ، اللهُ أَكْبَرُ ، اللهُ أَكْبَرُ ، اللهُ اللهُ اللهُ أَكْبَرُ ، اللهُ أَكْبَرُ ، اللهُ أَكْبَرُ ، اللهُ اللهُ اللهُ أَكْبَرُ ، اللهُ الل

سب لیمن اس سر گزشت نوح علیه میں کہ اہل ایمان کو نجات اور کافروں کو ہلاک کردیا گیا، نشانیاں ہیں اس امر پر کہ انبیاء جو کچھ اللہ کی طرف سے لے کر آتے ہیں، ان میں وہ سچے ہوتے ہیں۔ نیزید کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور سکاش حق وباطل میں ہر بات سے آگاہ ہے اور وقت آنے پر اس کا نوٹس لیتا ہے اور اہل باطل کی پھر اس طرح گرفت کرتا ہے کہ اس کے فیلجے سے کوئی نکل نہیں سکتا۔

۴. اور ہم انبیاء ورسل کے ذریعے سے یہ آزمائش کرتے رہے ہیں۔

۵. اکثر مضرین کے نزدیک قوم نوح کے بعد، جس قوم کو اللہ نے پیدا فرمایا اور ان میں رسول بھیجا، وہ قوم عاد ہے کیوں کہ اکثر مقامات پر قوم نوح کے جانشین کے طور پر عاد ہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ قوم ثمود ہے کیوں کہ آگے چل کر ان کی ہلاکت کے ذکر میں کہا گیا ہے کہ صَیْحَةٌ (زبردست چیخ) نے ان کو پکڑلیا، اور یہ عذاب قوم ثمود پر آیا تھا۔ بعض کے نزدیک یہ حضرت شعیب عَلیْلِاً کی قوم اہل مدین ہیں کہ ان کی ہلاکت بھی چیخ کے ذریعے سے موئی تھی۔

۲. یہ رسول بھی ہم نے انہی میں سے بھیجا، جس کی نشو ونما ان کے در میان ہی ہوئی تھی، جس کو وہ اچھی طرح پہچانتے
 ۳. یہ رسول بھی ہم نے انہی میں سے بھیجا، جس کی نشو ونما ان کے در میان ہی ہوئی تھی،

2. اس نے آگر سب سے پہلے وہی توحید کی دعوت دی جو ہر نبی کی دعوت و تبلیغ کا سرنامہ رہی ہے۔

ۅؘۘۘۊؙڶؙٲڶؠؘۘٮؙۮؙڡؙٟڹۘ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَهُوْ اوَكَكَّبُوْ الِبِلقَآءَ الْاخِرَةِ وَاتَرْفَنْهُمُ فِي الْحَيْدِةِ الدُّنْيَا ٱللهَٰنَ الآلامَيَّرُ تِبْتُلُمُّ مُنِّا كُلُ مِثَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَثَرَّبُ مِثَّا تَشَرِّدُونَ۞ٚ

وَلَبِنُ اَطَعُتُو بَشَرًا وِتُمَكَكُو ُ إِنَّكُو اِذًا الَّخْيِرُونَ ﴿

ٳؖۑڡؚۮڬ۠ۄٛٳٮۜۘٛؽؙۮٳۮٳۄؾؙؗٮؗٛۅؙۅؙؽؙڹؿ۫ۄؙؾؗڗٳۘڸٳۊۜۼڟٳٵٲڰۄؙ ڠٛۏڿۅٛڹۜۨ

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُونَ ۗ

ٳڽٛۿٵڒؖڂؽٳؿؙٵڵڷؙؽؙؽٳڹٮؙۅٛٮٛۅؘػؽٳۅۜ؆ڬؽؙ ؠؠؠؙٷؿؙؿ۞۫

سس اور سرداران قوم (۱) نے جواب دیا، جو کفر
کرتے تھے اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے
اور ہم نے انہیں دنیوی زندگی میں خوشحال کررکھا
تھا، (۲) کہ یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے، تمہاری ہی
خوراک یہ بھی کھاتا ہے اور تمہارے پینے کا پانی ہی
یہ بھی پیتا ہے۔ (۳)

سر اوراگر تم نے اپنے جیسے ہی انسان کی تابعداری کرلی تو بے شک تم سخت خسارے والے ہو۔

۳۵. کیا یہ تم سے اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مرکز خاک اور ہڈیاں ہوجاؤگ تو تم پھر زندہ کے جاؤگ۔

سی نہیں نہیں دور اور بہت دور ہے وہ جس کا تم وعدہ (۵) دیے جاتے ہو۔

۳۷. (زندگی) تو صرف دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے جیتے رہتے ہیں اور یہ نہیں کہ ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔

ا. یہ سرداران قوم ہی ہر دور میں انبیاء ورسل اور اہل حق کی تکذیب میں سرگرم رہے ہیں، جس کی وجہ سے قوم کی اکثریت ایمان لانے سے محروم رہتی۔ کیونکہ یہ نہایت بااثر لوگ ہوتے تھے، قوم انہی کے پیچھے چلنے والی ہوتی تھی۔

العنی عقیدہ آخرت پر عدم ایمان اور دنیوی آسائشوں کی فراوانی، یہ دو بنیادی سبب سے، اپنے رسول پر ایمان نہ لانے
 کے۔ آج بھی اہل باطل انہی اسباب کی بنا پر اہل حق کی مخالفت اور دعوت حق سے گریز کرتے ہیں۔

۳. چنانچہ انہوں نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ یہ تو ہماری ہی طرح کھاتا پیتا ہے۔ یہ اللہ کا رسول کس طرح ہوسکتا ہے؟ جیسے آج بھی بہت سے مدعیان اسلام کے لیے رسول کی بشریت کا تسلیم کرنا نہایت گراں ہے۔

90. وہ خمارہ ہی ہے کہ اپنے ہی جیسے انسان کو رسول مان کر تم اس کی فضیلت وبرتری کو تسلیم کرلوگے، جب کہ ایک بشر، دوسرے بشر سے افضل کیوں کر ہوسکتا ہے؟ یہی وہ مغالطہ ہے جو منگرین بشریت رسول کے دماغوں میں رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جس بشر کو رسالت کے لیے چن لیتا ہے، تو وہ اس وحی ورسالت کی وجہ سے دوسرے تمام غیر نبی انسانوں سے شرف وفضل میں بہت بالا اور نہایت ارفع ہوجاتا ہے۔

۵. هَیْهَاتَ، جس کے معنی دور کے ہیں، دو مرتبہ تاکید کے لیے ہے۔

اِنْ هُوَ اِلْاَرَجُلُ إِفْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبَّاقَمَا خَنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ

قَالَ رَبِّ انْصُرُ نِيُ بِمَاكَذَّ بُوُنِ<sup>®</sup>

قَالَ عَمَّاقَلِيْلِ لَيْصُبِحُنَّى نَدِمِيْن<sup>َ</sup>

فَاخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلَهُمُ غُثَآءً ۗ فَبُعُدًا الِّلْقَوْمِ الظّلِمِينَ ۞

'ثُقَرَانُشَأْنَامِنَ بَعُدِهِمُ قُرُونَا اخْرِينَ ﴿

مَاتَسُبِقُ مِنُ اٰمَّةٍ إَجَلَهَا وَمَايَسُتَا ْخِرُونَ صَ

سم. یہ تو بس ایسا شخص ہے جس نے اللہ پر جھوٹ (بہتان) باندھ لیا ہے، (۱) اور ہم تو اس پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

٣٩. نبي نے دعا کی که پروردگار! ان کے جھٹلانے پر تو میری مدد کر۔(۲)

• ۱۲. جواب ملا کہ یہ تو بہت ہی جلد اپنے کیے پر مجھتانے لگیں گے۔ (۳)

الم. بالآخر عدل کے تقاضے کے مطابق چیخ<sup>(۳)</sup> نے پکڑلیا اور ہم نے انہیں کوڑا کر کٹ کرڈالا، (۵) پس ظالموں کے لیے دوری ہو۔

۳۲. ان کے بعد ہم نے اور بھی بہت سی امتیں پیدا کیں۔(۱)

MM. نه تو کوئی امت اپنے وقت مقررہ سے آگے بڑھی

ا. تعنی دوبارہ زندہ ہونے کا وعدہ، یہ ایک افتراء ہے جو یہ شخص اللہ پر باندھ رہا ہے۔

۲. بالآخر حضرت نوح عَلَيْكِ كي طرح اس يغيبر نے بھي بار گاه البي ميں مدو كے ليے وست دعا دراز كرديا-

٣. عَمَّا، ميں مَا زائد ہے جو جار مجرور كے درميان قلت زمان كى تأكيد كے ليے آيا ہے۔ جيسے ﴿فَهَمَارَحُمُةُومِّنَ اللّهِ﴾ (آل عمران: ١٥٩) ميں مَا زائد ہے۔ ليمن اس وقت يہ پچپتانا ان كے پچھے كام نہ آئے گا۔

۷. یہ چیخ - کہتے ہیں کہ- حضرت جبرائیل علیاً کی چیخ تھی، بعض کہتے ہیں کہ ویسے ہی سخت چیخ تھی، جس کے ساتھ باد صر صر بھی تھی۔ دونوں نے مل کر ان کو چیثم زدن میں فنا کے گھاٹ اتار دیا۔

۵. غُفَاءً اس کوڑے کرکٹ کو کہتے ہیں جو سلانی پانی کے ساتھ ہوتا ہے، جس میں در ختوں کے کھو کھلے خشک ہے، تکے،
 اور ای طرح کی چیزیں ہوتی ہیں۔ جب پانی کا زور ختم ہوجاتا ہے تو یہ بھی خشک ہو کر بیکار پڑے ہوتے ہیں۔ یہی حال ان مکذ بین اور متکبر بن کا ہوا۔

٩. اس سے مراد حضرت صالح، حضرت لوط اور حضرت شعیب علیها کی قومیں ہیں۔ کیوں کہ سورہ اعراف اور سورہ ہود میں اس ترتیب سے ان کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ بعض کے نزدیک بنو اسرائیل مراد ہیں قُرُونٌ، قَرْنٌ کی جمع ہے اور یہاں جمعنی امت استعال ہوا ہے۔

اور نه پیچیے رہی۔

ؙؿ۫ۜۼؖٲڛۘڶٮٵڛؙڵڬٲؾؙؿؗڗٝڴێٵۼٵٛؗۄٝڡۜڐٞڛۜٷڶۿٵ ػۮۜڹؙۅٷڣٲؿؙؠۘڡؙؙڬٵؠۼڞۿڂۛڔؠڞٞٵۊۜڿڡڵڶۿڎ ڵڂٳۮؚؽڂٵٞڣؙۼڰٵڵؚڡٞۏؗۄٟ۩ڽؙٷؙۣۄڹؙۏڹٛ

ممر بھر ہم نے لگا تار رسول بھیج، (\*) جب بھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا اس نے جھٹلایا، پس ہم نے ایک کو دوسرے کے پیچھے لگادیا (\*) اور انہیں افسانہ (\*) بنادیا۔ ان لوگوں کے لیے دوری ہے جو ایمان قبول نہیں کرتے۔

ؿٛ؏ۜٲۯۺۘڵؽ۬ٵڡؙٷڶٮؽۅٙٲڿؘٵؗؗؗؗڰؙۿؗ؍ؙۉڹؘۿۑٳ۠ڶێۊؚڹؘٵ ۅؘۺؙؙڟڹۣۺؙؠؽڹۣ۞ٞ

۳۵. پھر ہم نے موسیٰ (علیہؓ) کواور اس کے بھائی ہارون (علیہؓ) کو اپنی آیتوں اور تھلی دلیل (۵ کے ساتھ بھیجا۔

إِلَى فِرُعَوْنَ وَمَلَائِمٍ فَالسَّكَّبَرُوُا وَكَانُوْا قُومًا عَلِيْنَ۞

۲۰۰۰. فرعون اور اس کے لشکروں کی طرف، پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ تھے ہی سرکش لوگ۔(۱)

> فَقَالُوُّا اَنُوُمُّى لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقُومُهُمَالَنَا غِبدُونَ ۚ

کم. کہنے گئے کہ کیا ہم اپنے جیسے دو شخصوں پر ایمان لائیں؟ حالانکہ خود ان کی قوم (بھی) ہمارے ماتحت ہے۔

ا. تعنی یه سب امتیں بھی قوم نوح اور عاد کی طرح، جب ان کی ہلاکت کا وقت موعود آگیا، تو تباہ وبرباد ہو گئیں۔ ایک لمحہ آگے بیچھے نہ ہوئیں، جیسے فرمایا، ﴿إِذَاجِاءًا جَاجَاهُمُوفَلاَیْنَتَانِّوُرُونَ سَاعَةً وَلاَیسْتَقْدِمُونَ ﴾ (بونس: ۳۹)

r. تَتُرًا كِ معنى بين "كي بعد ديگرك" متواتر، لكا تار\_

س، ہلاکت وہربادی میں لینی جس طرح کیے بعد دیگرے رسول آئے، اسی طرح تکذیب رسالت پر یہ قومیں کیے بعد دیگرے، عذاب سے دویار ہوکر ہست سے نیست ہوتی رہیں۔

٧٠. جس طرح أَعَاجِيْبُ، أُعْجُوْبَةٌ كى جَعْ ہے (تعجب انگيز چيز يا بات) اس طرح أَحَادِيْثُ أُحْدُوْثَةٌ كى جَعْ ہے جمعنی زبان زد خلائق واقعات وقصص۔

۵. آیات سے مراد وہ نو آیات ہیں، جن کا ذکر سورہ اعراف میں ہے، جن کی وضاحت گزر چکی ہے اور سُلْطاً ان مُبِیْنِ سے مراد ججت واضحہ اور دلیل وبرہان ہے، جس کاکوئی جواب فرعون اور اس کے درباریوں سے نہ بن یڑا۔

۲. استگبار اور اپنے کو بڑا سمجھنا، اس کی بنیادی وجہ مجھی وہی عقیدۂ آخرت سے انکار اور اسباب ونیا کی فراوانی ہی متھی، جس
 کا ذکر سمجھیلی قوموں کے واقعات میں گزرا۔

2. یہاں بھی انکار کے لیے دلیل انہوں نے حضرت موسیٰ وہارون علیالہ کی "بشریت" ہی پیش کی اور اس بشریت کی تاکید کے لیے انہوں نے کہا کہ یہ دونوں اسی قوم کے افراد ہیں جو ہماری غلام ہے۔

فَكَنَّ بُوهِمُمَا فَكَانُوامِنَ الْمُهْلَكِيْنَ®

وَلَقَدُاتَيْنَامُوسَى أَلِكِتْبَلَعَلَّهُمْ يَهُتَدُونَ<sup>®</sup>

وَجَعَلْمُنَا ابْنَ مَرْيَعَ وَأُمَّةَ الِيَّةَ وَالْوَيْنَ هُمَّآ اللَّ دَبُوةٍ ذَاتِ قَرَارٍ قَمَعِيْنٍ ۞

يَأَيُّهُا الرُّسُلُ كُلُوْامِنَ الطِّيِّبَتِ وَاعْمُوُّا صَالِحًا ۗ

 ہیں انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا آخر وہ بھی ہلاک شدہ لوگوں میں مل گئے۔

۳۹. اور ہم نے تو موسیٰ (عَلَیْمُلِاً) کو کتاب (بھی) دی کہ لوگ راہ راست پر آجا کیں۔(۱)

۵۰ اور ہم نے ابن مریم اور اس کی والدہ کو ایک نشانی بنایا<sup>(۱)</sup> اور ان دونوں کو بلند صاف قرار والی اور جاری پانی والی جگه میں پناہ دی۔<sup>(۳)</sup>

اه. اے پیغبرو! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو<sup>(م)</sup> تم

ا. امام ابن کشیر فرماتے ہیں کہ حضرت مو مل علیہ اللہ کو تورات، فرعون اور اس کی قوم کو غرق کرنے کے بعد دی گئی۔ اور مزول تورات کے بعد اللہ نے کسی قوم کو عذاب عام سے ہلاک نہیں کیا۔ بلکہ مومنوں کو یہ تھم دیا جاتا رہا کہ وہ کا فروں سے جہاد کریں۔

7. کیوں کہ حفزت عیسیٰ علیمیاً کی ولادت بغیر باپ کے ہوئی، جو رب کی قدرت کی ایک نشانی ہے، جس طرح آدم علیمیاً کو بغیر ماں اور باپ کے اور حوا کو بغیر مادہ کے حضرت آدم علیمیاً سے اور دیگر تمام انسانوں کو ماں اور باپ سے پیدا کرنا اس کی نشانیوں میں سے ہے۔

سلا رَبُورَةِ (بلند عَلَى) سے بیت المقد س اور مَعِیْنِ (چشمہ کاری) سے وہ چشمہ مراد ہے جو ایک قول کے مطابق ولادت عینی علیہ الله کے وقت الله نے بطور خرق عادت، حضرت مریم کے پیرول کے بنچ سے جاری فرمایا تھا۔ جیسا کہ سورہ مریم میں گزرا۔

الله طَیّبَاتٌ سے مراد پاکیزہ اور لذت بخش چزیں ہیں، بعض نے اس کا ترجمہ حلال چزیں کیا ہے۔ دونوں ہی اپنی عِلمہ صحیح ہیں کیوں کہ ہر پاکیزہ چز اللہ نے حال قراردی ہے اور ہر حلال چز پاکیزہ اور لذت بخش ہے۔ خبائث کو اللہ نے ای اللہ نے ای اللہ نے ای حرام کیا ہے کہ وہ اثرات و نتائج کے لحاظ سے پاکیزہ نہیں ہیں۔ گو خبائث خور قوموں کو اپنے ماحول اور عادت کی وجہ سے ان میں ایک گونہ لذت ہی محبوس ہوتی ہو۔ عمل صالح وہ ہے جو شریعت یعنی قرآن وحدیث کے موافق ہو، نہ کہ وہ جے ان میں ایک گونہ لذت ہی محبوس ہوتی ہو، نہ کہ وہ جانتا فرائض اسلام اور سنن و مستحبات کا بھی نہیں ہے۔ اکل حلال کے ساتھ عمل صالح کی تاکید سے معلوم ہوتا ہے ، اتنا فرائض اسلام اور سنن و مستحبات کا بھی نہیں ہے۔ اکل حلال کے ساتھ عمل صالح کی تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ اکل حلال سے عمل صالح آسان اور عمل صالح کہ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ اکل حلال سے عمل صالح آسان اور عمل صالح کہ ان کو اکل علال پر آمادہ اور اس پر قناعت کرنے کا سبق دیتا ہے۔ اس لیے اللہ نے تمام پنجمبر مینت کرکے حلال کی روزی کمانے اور کھانے کا اہتمام کرتے رہے، جس طرح حضرت داود کا عظم دیا۔ چنانچہ تمام پنجمبر مینت کرکے حلال کی روزی کمانے اور کھانے کا اہتمام کرتے رہے، جس طرح حضرت داود علیہ علیہ گائی کے بارے میں آتا ہے کان یَا گُوکُ مِنْ کَسْبِ یَکِھ کی

إِنَّ بِهَاتَعُمْكُونَ عَلِيْهُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّه

وَإِنَّ هِنَّهُ أُمَّتُكُمُ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّآكَارَتُكُمُ فَأَتُقُون<sup>®</sup>

فَيُقَطِّعُهُ آامُرَهُمْ بَيْنَةُمُ ذُنُوّا وكُلُّ حِزْبِ بِيمَا

فَذَرُهُمُ فِي عَمْرَتِهِمُ حَتَّى حِيْنِ®

اَيَحْسَبُونَ اَتَّهَانِيْ تُهُمُّ بِهِ مِنْ تَالِ وَبَنِيْنَ فَ

نْسَارِعُ لَهُوْ فِي الْخَبُرُاتِ مِلْ لِاَيْشُعُرُونَ<sup>®</sup>

ِانَّ الَّذِيْنَ هُمُّ مِنَ خَشَيَةِ رَبِّهِمُ مُّشُفِقُونَ<sup>®</sup>

جو کچھ کررہے ہو اس سے میں بخونی واقف ہوں۔ **۵۲**. اور یقیناً تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے<sup>(۱)</sup> اور میں ہی تم سب کا رب ہوں، پس تم مجھ سے ڈرتے رہو۔

**۵۳**. پھر انہوں نے خود (ہی) اینے امر (دین) کے آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیے، ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی پر اترا رہا ہے۔

۵۴. پس آپ (بھی) انہیں ان کی غفلت میں ہی کچھ مدت پڑا رہنے دیں۔(۲)

۵۵. کیا یہ (بول) سمجھ بیٹھے ہیں؟ کہ ہم جو بھی ان کے مال واولاد برهارہے ہیں۔

۵۲. وه ان کے لیے بھلائیوں میں جلدی کررہے ہیں (نہیں نہیں) بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں۔

۵۷. یقیناً جو لوگ اینے رب کی بلیب سے ڈرتے ہیں۔

کمائی سے کھاتے تھے" اور نبی مَثَلَ فِیْکِمْ نے فرمایا (ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں، میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قراریط کے عوض چراتا رہا ہوں)۔ (صحیح البخاری، کتاب الإجارة، باب رعی الغنم علی قراریط) آج کل بلیک میلروں، اسمگلروں، رشوت وسود خوروں اور دیگر حرام خوروں نے محنت مز دوری کرکے حلال روزی کھانے والوں کو حقیر اور بیت طبقہ بناکر رکھ دیا ہے درآں حالیکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ایک اسلامی معاشرے میں حرام خوروں کے لیے عزت وشرف کا کوئی مقام نہیں، چاہے وہ قارون کے خزانوں کے مالک ہوں، احترام و تکریم کے مستحق صرف وہ لوگ ہیں جو محنت کرنے حلال کی روزی کھاتے ہیں چاہے روکھی سوکھی ہی ہو۔ اس لیے نبی مَنْکَالْتُیْمِ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ "اللہ تعالیٰ حرام كمائي والے كا صدقه قبول فرماتا ہے نہ اس كى دعا ہى"۔ (صحيح مسلم، كتاب الزكرة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب) ا. أُمَّةٌ سے مراد دین ہے، اور ایک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سب انساء نے ایک اللہ کی عبادت ہی کی دعوت پیش کی ہے۔ لیکن لوگ دین توحید چھوڑ کر الگ الگ فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے اور ہر گروہ اپنے عقیدہ وعمل پر خوش ہے۔ جاہے وہ حق سے کتنا بھی دور ہو۔

۲. غَمْرَةِ، ماء کثیر کو کہتے ہیں جو زمین کو ڈھانپ لیتا ہے۔ گراہی کی تاریکیاں بھی اتنی گمجھیر ہوتی ہیں کہ اس میں گھرے ہوئے انسان کی نظروں سے حق او جھل ہی رہتاہے۔ غمرہ سے مراد حیرت، غفلت اور ضلالت ہے۔ آیت میں بطور تہدید ان کو جھوڑنے کا حکم ہے، مقصود وعظ ونصیحت سے روکنا نہیں ہے۔

ۅٙٲڵۮؚؽؙڹۿؙٷۛۅڸٛڸؾؚۮؾؚۜۿؚۄؙؽؙٷؙڡڹؙٷؽۜ ڡؘٲڵٙۮؚؽؙۿؙؙؙؙؙؙؠڒؾؚۿؚۄؙڵؽؙؿ۠ڔؚڮؙۏؽ۞

ۅٙڷێڹؽؙؽؙؿؙٷؙڎؙڹؘ؆ٛٵڷٷٳٷڠؙڶۉؠۿؙۄ۫ۅؘڿڵڎ۠ٵٮٞۿۄؙ ٳڶڶڔێؚۜڥٞۄؙڶڿؚۼؙۯڽؖ

اوُلَلِكَ يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرُاتِ وَهُوْ لَهَاسْبِقُونَ ®

ۅٙڵؙڹٛػؚڵٷؘۿؘۺؙٵڗڵۯۅؙۺؙۼۿٵۅٙڶۮؽ۫ٮ۬ٳڬڎڮۨؿؽؙڟؚؿؙ ڽؚٳڂؾٞۅۿؙٷڒؽؙڟڬٷؾ<sup>۞</sup>

ؠڷؙٷؙڵؽؙٷٛؠؙٛٷۼؘڡٛڗۊؚۺٙۿۮٵۅؘڵۿؙۄؙٵڠٵڽؙۺ ۮؙۏڹۮٳڮ؋ؙٛٷۿٳۼۣڵڎؚڹ۞

> حَتِّى إِذَا اَخَدُنَا أَنْتُونَ فِيهُمْ بِإِلْعَنَابِ إِذَاهُمُ يَعَرُونَ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ الله

۵۸. اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ۵۹. اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

١٥ جو لوگ ديت بين جو کچھ ديتے بين اس حال ميں که ان کے دل کپاتے بين که وہ اپنے رب کی طرف لوٹے والے بيں۔

الا یہی ہیں جو جلدی جلدی بھلائیاں حاصل کررہے ہیں۔
اور یہی ہیں جو ان کی طرف دوڑ جانے والے ہیں۔
اور یہی کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے،
(۲) اور ہم کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے،
(۲) اور ہمارے پاس الیک کتاب ہے جو حق کے ساتھ بولتی ہے، اور ان کے اوپر کچھ بھی ظلم نہ کیا حائے گا۔

۳۲. بلکہ ان کے دل اس طرف سے غفلت میں ہیں اور ان کے لیے اس کے سوا بھی بہت سے اعمال ہیں (۳) جنہیں وہ کرنے والے ہیں۔

۱۳۲. یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑلیا<sup>(۳)</sup> تو وہ بلبلانے لگے۔

ا. یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں لیکن اللہ سے ڈرتے بھی رہتے ہیں کہ کسی کوتاہی کی وجہ سے ہمارا عمل یا صدقہ نامقبول قرار نہ پائے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عائشر بڑ شیا نے پوچھا "ڈرنے والے کون ہیں؟ وہ جو شراب پیتے، بدکاری کرتے اور چوریاں کرتے ہیں؟ نبی مَنافِیْکِم نے فرمایا، نہیں، بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے، روزہ رکھتے اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں لیکن ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں یہ نامقبول نہ تھہریں"۔ (ترمذي، تفسير سورة المؤمنون، مسند أحمد: ١١٠/١، ١٩٥)

۲. ایس ہی آیت سورة بقرہ کے آخر میں گزر چی ہے۔

س. لیعنی شرک کے علاوہ دیگر کبائز یا وہ اعمال مراد ہیں، جو مومنوں کے اعمال (خشیت الٰہی، ایمان بالتوحید وغیرہ) کے برعکس ہیں۔ تاہم مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔

الله مُتُرُ فِيْنَ سے مراد آسودہ حال (مُتَنَعِّمِیْنَ) ہیں۔ عذاب تو آسودہ اور غیر آسودہ حال دونوں کو ہی ہوتا ہے۔ لیکن آسودہ حال لوگوں کا نام خصوصی طور پر شاید اس لیے لیا گیا ہے کہ قوم کی قیادت بالعموم انہی کے ہاتھوں میں ہوتی ہے،

# لا تَخْتُرُوا الْيَوْمُ الْكُوْمِ اللَّهُ الْمُتَكُرُونَ @

# قَنُكُونَتُ النِّقُ تُتُلَّى عَلَيْكُمُ قُلْنُكُمُ عَلَى اَعُقَالِكُوُ تَكُوصُونَ ۞

## مُسْتَكِبُرِينَ تَثْمِهِ المِرَاتَهُ جُرُونَ ٠

18. آج مت بلبلاؤ يقيناً تم جارے مقابلہ پر مدد نہ کیے حاؤ گے۔(۱)

 $\frac{11}{2}$  میری آیتیں تو تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں  $\frac{1}{2}$  پھر بھی تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے بھاگتے  $\frac{1}{2}$ 

اکڑتے اینٹھتے (۱) افسانہ گوئی کرتے اسے چھوڑ دیتے ہے۔
 شھے۔(۵)

وہ جس طرف چاہیں، قوم کا رخ پھیر سکتے ہیں۔ اگر وہ اللہ کی نافرمانی کا راستہ اختیار کریں اور اس پر ڈٹے رہیں تو انہی کی دیکھا دیکھی قوم بھی ٹس سے مس نہیں ہوتی اور توبہ وندامت کی طرف نہیں آتی۔ یہاں متر فین سے مراد وہ کفار ہیں، جنہیں مال ودولت کی فراوانی اور اولاد واحفاد سے نواز کر مہلت دی گئی۔ جس طرح کہ چند آیات قبل ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ یا مراد چودھری اور سردار قسم کے لوگ ہیں۔ اور عذاب سے مراد اگر دنیوی ہے، تو جنگ بدر میں جو کفار کمہ مارے گئے بلکہ نبی منگالیا گیا کی بددعا کے نتیج میں بھوک اور قبط سالی کا جو عذاب مسلط ہوا تھا، وہ مراد ہے یا پھر مراد تخرت کا عذاب ہے، مگر یہ سیاق سے بعید ہے۔

ا. یعنی دنیا میں عذاب الہی سے روچار ہوجانے کے بعد کوئی چیخ رکار اور جزع وفزع انہیں اللہ کی گرفت سے چیٹرا نہیں سکتی۔ اسی طرح عذاب آخرت سے بھی انہیں چیٹرانے والا یا مدد کرنے والا، کوئی نہیں ہوگا۔

٢. لعنی قرآن مجيد يا احکام الهی، جن ميں پيغير کے فرمودات بھی شامل ہيں۔

س. نُکُوصُّن کے معنی ہیں رَجْعَةُ قَهُقَرَیٰ (الله پاؤل لوٹا) لیکن بطور استعارہ اعراض اور روگردانی کے معنی ومفہوم میں استعال ہوتا ہے۔ لینی آیات واحکام اللی سن کرتم منہ پھیر لیتے تھے اور ان سے بھاگتے تھے۔

مل بید کا مرجع جمہور مفسرین نے اُلْبَیْتُ الْعَتِیْقُ (خانۂ کعبہ) یا حرم لیا ہے۔ لیخی انہیں اپنی تولیت خانۂ کعبہ اور اس کا خادم وگران ہونے کا جو غرہ تھا، اس کی بنا پر آیت اللی کا انکار کیا اور بعض نے اس کا مرجع قرآن کو بنایا ہے اور مطلب یہ ہے کہ قرآن میں کر ان کے دل میں کبر ونخوت پیدا ہوجاتی جو انہیں قرآن پر ایمان لانے سے روک دیتی۔

۵. سَمَوٌ کے معنی ہیں رات کی گفتگو، یہاں اس کے معنی خاص طور پر ان باتوں کے ہیں جو قرآن کریم اور بی اکرم سُلُوْلِیْمُ کے بارے میں وہ کرتے تھے اور اس کی بنا پر وہ حق کی بات سنے اور اسے قبول کرنے سے انکار کردیتے لیخی چھوڑدیتے۔ اور بعض نے هجو کے معنی نہیان گوئی اور بعض نے فیش گوئی کے بیں۔ لین راتوں کی گفتگو میں تم قرآن کی شان میں بہیان بکتے ہو یا ہے ہودہ اور فخش باتیں کرتے ہو جن میں کوئی کینائی نہیں۔ (فخ اللہ کے اللہ اللہ ایس)

ٱڬۮؘؽؙێؖڗٞڔؙۉٳڵڨٙۅؙڶٲڡ۫ڿٲ؞ڡؙؙۄؙڡۜٵڷۄ۫ێٳٛؾٳڹٳۧ؞ۿؙؠؙ ٳڵٷۜڸڹٛ<sup>۞</sup>

آمرُ لَمْ يَعْرِفُوْ السُّولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ اللهُ

ٲۘؗڡؙؽڠؙۏؙڵۏؽڽ؋ڿ۪ۜٙؿؖ؞ٞٛڹڵڿٲ؞ٛۿؙۄ۫ۑٳٛڂؾۜٷٲڬڗٛۿٛۄؙ ڸڵؾۜٷۣٛٷؽ

ٷٙۅۣٲڷڹۜۼڷؙڂۜؿٛ۠ڷۿٙۅٙٳٛۿ۠ؠؙڶڡؘٮؘٮؾؚاڶۺڬۅڬۅؘٲڵۯڞؙ ۅؘڝٞ؋ڽؚۿ۪ؾۜڹڶٲؾؿؙڶۿڔؚؽؚڒؙڔۣۿ؋ٞۿؠٛۼؽ۫ڎؚڴؚڔۿؚۿ ۺؙڿؚڞؙڎؽ۞

14. کیا انہوں نے اس بات میں غوروفکر ہی نہیں کیا؟<sup>(۱)</sup> بلکہ ان کے پاس وہ آیا جو ان کے اگلے باپ دادوں کے پاس نہیں آیا تھا؟<sup>(۲)</sup>

۲۹. یا انہوں نے اپنے پیٹیبر کو پیچانا نہیں کہ اس کے منکر ہورہے ہیں۔(۳)

کے یا یہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے؟ (<sup>(n)</sup> بلکہ وہ تو ان کے پاس حق لایا ہے۔ ہاں ان میں سے اکثر حق سے چڑنے والے ہیں۔ (<sup>(a)</sup>

12. اور اگر حق ہی ان کی خواہشوں کا پیرو ہوجائے تو زمین وآسان اور ان کے درمیان کی ہر چیز درہم برہم ہوجائے۔(۱) حق تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں ان کی نصیحت سے منہ کی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں۔

ا. بات سے مراد قرآن کریم ہے۔ لیتی اس میں غور کر لیتے تو انہیں اس پر ایمان لانے کی توفیق نصیب ہوجاتی۔

۲. یہ أَمْ منقطعه یا انقالیه لینی بل کے معنی میں ہے لینی ان کے پاس وہ دین اور شریعت آئی ہے جس سے ان کے آباء واجداد زمانہ جاہلیت میں محروم رہے۔ جس پر انہیں اللہ کا شکر ادا کرنا اور دین اسلام کو قبول کرلینا چاہیے تھا۔

سا. یہ بطور توتیج کے ہے، کیونکہ وہ پینمبر کے نسب، خاندان اور اسی طرح اس کی صداقت وامانت، راست بازی اور اخلاق وکروار کی بلندی کو جانتے تھے اور اس کا اعتراف کرتے تھے۔

سم. یہ بھی زجر وتونیخ کے طور پر ہی ہے لینی اس پیغمبر نے ایسا قر آن بیش کیا ہے جس کی نظیر بیش کرنے سے دنیا قاصر ہے، اسی طرح اس کی تعلیمات نوع انسانی کے لیے رحمت اور امن وسکون کا باعث ہیں۔ کیا ایسا قر آن اور الی تعلیمات ایسا شخص بھی بیش کر سکتا ہے جو دیوانہ اور مجنون ہو؟

۵. لینی ان کے اعراض اور انتکبار کی اصل وجہ حق سے ان کی کراہت (ناپندیدگی) ہے جو عرصۂ دراز سے باطل کو اختیار کیے رکھنے کی وجہ سے ان کے اندر پیدا ہوگئی ہے۔

۲. حق سے مراد دین اور شریعت ہے۔ یعنی اگر دین ان کی خواہشات کے مطابق اترے تو ظاہر بات ہے کہ زمین وآسان کا سارا نظام ہی درہم برہم ہوجائے۔ مثلاً وہ چاہتے ہیں کہ ایک معبود کے بجائے متعدد معبود ہوں، اگر فی الواقع ایسا ہو، توکیا نظام کا کات ٹھیک رہ سکتا ہے؟ وَعَلیٰ ھٰذَا الْقِیمَاسِ ان کی دیگر خواہشات ہیں۔

ٳؗؗؗؗؗؗؗڡؙؿػڵۿؙڎؙڂۯڲٳڣڂٙٳڿؙۯؾڮؚػڂؽؙڒٛڐؖٷۿڗڂؽؙڔ ٳڶڒؚڗۊؿؘؽ<sup>؈</sup>

وَانَّكَ لَتَنُّعُوْهُو اللهِ صَرَاطِهُ مُتَقِيْمٍ ﴿
وَانَّ الَّذِيْنَ لَانُؤُومُنُونَ بِالْكِثِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ
لَكِيْنُونَ ﴿
لَكِيْنُونَ ﴿

ۅؘڷۅؙۯۓؚڹؗۿؙۿؗۅؘػۺٛڡؙؙڬٵٙڡٳڽۿؚ؞ؖۺۜؽڞ۠ڗٟۜڵڷجُّو۠ٳڣٛ ڟؙۼ۫ؽٵڹۣۿؚۄؙؾۼۘۿۿؙؽ۞

ۅؘڵڡۜٙڽؙٲڂؘڎ۬ٮ۬ۿؗؗٛؗؗؗؗؗؗؗؗٶڸڷۼۮٙٳٮؚڣٙؠٵۺؾؘػٲٮؙٛۉٳڸڗٷؚۣۿؚؗؗؗ ۅؘڬڸؿؘڞۜڗۼۅؙڽ۞

حَتَّى اِذَافَتَحُنَاعَلَيْهِمُ بَابَّاذَاعَنَ ابِشَرِيْدِ اِذَاهُمُونِيْهِ مُبُلِسُونَ<sup>۞</sup>

27. کیا آپ ان سے کوئی اجرت چاہتے ہیں؟ یاد رکھیے کہ آپ کے رب کی اجرت بہت ہی بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر روزی رسال ہے۔

سک. اور یقیناً آپ تو انہیں راہ راست کی طرف بلارہے ہیں۔ ۷۲. اور بیشک جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ سیدھے راستے سے مڑجانے والے ہیں۔(۱)

20. اور اگر ہم ان پر رحم فرمائیں اور ان کی تکلیفیں دور کردیں تو یہ تو اپنی اپنی سرکثی میں جم کر اور بہلئے لگیں۔(''

21. اور ہم نے انہیں عذاب میں بھی پکڑا تاہم یہ لوگ نہ تو اپنے پرورد گار کے سامنے جھکے اور نہ ہی عاجزی اختیار کی۔

22. یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا تو اسی وقت فوراً مایوس ہو گئے۔

ا. لینی صراطمتقیم سے ان کے انحراف کی وجہ آخرت پر عدم ایمان ہے۔

۲. اسلام کے خلاف ان کے دلوں میں جو بغض وعناد تھا اور کفر وشرک کی دلدل میں جس طرح وہ تھینے ہوئے تھے، اس میں ان کا بیان ہے۔

الله عذاب سے مراد یہاں وہ فکست ہے جو جنگ بدر میں کفار مکہ کو ہوئی، جس میں ان کے ستر آدمی بھی مارے گئے سے یا وہ قط سالی کا عذاب ہے جو نبی سُلُولِیْکُم کی بدوعا کے نتیج میں ان پر آیا تھا۔ آپ سُلُولِیُکُم نے دعا فرمائی تھی «اَللّٰهُم اَعْنَیْ عَلَیْهِم بِسَبْعِ کَسَبْعِ کَسِبْعِ کَسَبْعِ کَسَبْعِ کَسِبْعِ کَسِبْعِ کَسَبْعِ کَسِبْعِ کَسِبْع کا مُنْ اللّمِ مِنْ کَسِبْعِ کَسِبْعُ کَسِبْعِ کَسِبْعِ کَسِبْعِ کَسِبْعِ کَسِبْعِ کَسِبْعِ کَسِبْعِ کَس

ۅؘۿؙۅٲڷۮؚؽۘٲڶٛؿۘٵؘڷػؙۉالسَّمْءَوَالْاَبْصَارَوَالْاَفْدِٽَةَ ؕ قَلِيُلَاهَاتَثُكُوُونَ۞

> وَهُوَالَّذِيُ ذَهَالَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَالَيُهِ تُتُنَّرُونَ<sup>©</sup>

وَهُوَالَّذِي يُحْبَ وَيُعِينُ وَلَهُ اخْتِلَاثُ الَّيْلِ وَالنَّهَ رِا أَفَلاتُعُقِلُونَ ⊙

بَلُ قَالُوْامِثُلَ مَاقَالَ الْكَوَّلُوْنَ®

قَالُوۡٓاءَ اِذَامِتُنَا وَكُنَّا ثُرَايًا وَّعِظَامًاءَ اِنَّا لَبَيْعُوۡ ثُوۡنَ ۞

ڵڡؘۜۮؙۅؙڿۮٮٚٵۼؗٙڽؙٛۅٳڹٳٚۏؙؾؙۿۮٳڡؽؘڰٙڹڷٳڽ ۿۮؘٲٳڒۜڒٙڵڛٙٳڮؿؙۯٵٛڒٷڸۯ؆

۸ک. اور وہ اللہ ہے جس نے تمہارے لیے کان اور آئی کی شکر آئی بہت (ہی) کم شکر کرتے ہو۔
 (ہی) کم شکر کرتے ہو۔

29. اور وہی ہے جس نے تہمیں پیدا کرکے زمین میں
 پھیلادیا اور اس کی طرف تم جع کیے جاؤگ۔ (۲)

١٥٠ يه ون ٢٥ ج جو جلاتا اورمارتا ہے اور رات دن
 ١٥٠ بدل (٣) كا مختار مجى ونى ہے۔ كيا تم كو سمجھ بوجھ نہيں ؟ (٣)

۸۱. بلکہ ان لوگوں نے بھی ویسی ہی بات کہی جو اگلے
 کہتے چلے آئے۔

۸۲. کہ کیا جب ہم مرکر مٹی اور ہڈی ہوجائیں گے کیا پھر بھی ہم ضرور اٹھائے جائیں گے؟

من ہم سے اور ہمارے باپ دادوں سے پہلے ہی سے یہ وعدہ ہوتا چلا آیا ہے کچھ نہیں یہ تو صرف اگلے لوگوں کے افسانے ہیں۔

ا. یعنی عقل و فہم اور سننے کی یہ صلاحیتیں عطاکیں تاکہ ان کے ذریعے سے وہ حق کو پیچانیں، سنیں اور اسے قبول کریں۔ یہی ان نعمتوں کا شکر ہے۔ مگر یہ شکر کرنے والے لیٹن حق کو اپنانے والے کم ہی ہیں۔

۲. اس میں اللہ کی قدرت عظیمہ کا بیان ہے کہ جس طرح اس نے تمہیں پیدا کرکے مختلف اطراف میں پھیلا ویا ہے،
 تمہارے رنگ بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں، زبانیں بھی مختلف اور عادات ورسومات بھی مختلف۔ پھر ایک وفت آئے گا
 کہ تم سب کو زندہ کرکے وہ اپنی بارگاہ میں جمع فرمائے گا۔

س. لینی رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات کا آنا، پھر رات اور دن کا چھوٹا بڑا ہونا۔

۷. جس سے تم یہ سمجھ سکو کہ یہ سب کچھ اس ایک اللہ کی طرف سے ہے جو ہر چیز پر غالب ہے اور اس کے سامنے ہر چیز جھی ہوئی ہے۔

۵. أَسَاطِيثُر، أُسْطُوْرَةٌ كَى جَمْع ہے لیعنی مُسَطَّرَةٌ مَكْتُوبَةٌ لَكھی ہوئی حكایتیں، کہانیاں۔ لیعنی دوبارہ جی الحضے كا وعدہ كب سے ہوتا چلا آرہا ہے، ہمارے آباء واجداد سے! لیكن اجھی تک روبعمل تو نہیں ہوا، جس كا صاف مطلب یہ ہے كہ یہ کہانیاں ہیں جو پہلے لوگوں نے اپنی كتابوں میں لکھ دى ہیں جو نقل در نقل ہوتی چلی آرہی ہیں، جن كی كوئی حقیقت نہیں۔

قُلْلِمِنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ إِنْ كُنْتُوْتَعُلَكُوْنَ<sup>®</sup>

سَيَقُولُونَ بِللَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ٥

قُلْمَنُ رَّبُ التَّمُونِ السَّبُعِ وَرَبُ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

سَيَقُولُونَ بِللهِ قُلْ أَفَلَاتَتُقُونَ<sup>®</sup>

قُلْ مَنَ ٰبِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيُّ وَّهُوَ يُجِيُرُ وَلَا يُجَازُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُوْتُو كُلُوُنَ۞

سَيَقُولُونَ بِلَّهِ قُلُ فَأَنَّى تُشُحُرُونَ ٠

۸۴ یو چھیے تو سہی کہ زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہں؟ بتلاؤ اگر حانتے ہو؟

۸۵. فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کی، کہہ دیجیے کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے۔

۸۲. دریافت کیجیے کہ ساتوں آسانوں کا اور بہت باعظمت
 عرش کا رب کون ہے؟

۸۷. وہ لوگ جواب ویں گے کہ اللہ ہی ہے۔ کہہ دیجیے کہ کہ ہورتے؟(۱)

۸۸. پوچھے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جو پناہ دیتا ہے (۲) اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا، (۳) اگر تم جانتے ہوتو بتلادو؟

۸۹. یبی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔ کہہ دیجے پھر تم کدھر سے جادو کردیے جاتے ہو؟ (۱)

ا. یعنی جب تہمیں تسلیم ہے کہ زمین کا اور اس میں موجود تمام اشیاء کا خالق بھی ایک اللہ بی ہے اور آسان اور عرش عظیم کا مالک بھی وبی ہے، تو پھر تمہیں یہ تسلیم کرنے میں تامل کیوں ہے کہ عبادت کے لائق بھی صرف وہی ایک اللہ ہے، پھر تم اس کی وحدانیت کو تسلیم کرکے اس کے عذاب سے بچنے کا اہتمام کیوں نہیں کرتے؟

۲. لیعنی جس کی وہ حفاظت کرنا چاہے اور اسے اپنی پناہ میں لے لے، کیا اسے کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے؟

س. لیعنی جس کو وہ نقصان پہنچانا چاہے، کیا کائنات میں اللہ کے سوا کوئی الی جستی ہے کہ وہ اسے نقصان سے بحیالے اور اللہ کے مقابلے میں اپنی پناہ میں لے لے؟

۷. یعنی پھر تمہاری عقلوں کو کیا ہوگیا ہے کہ اس اعتراف اور علم کے باوجود تم دوسروں کو اس کی عبادت میں شریک کرتے ہو؟ قرآن کریم کی اس صراحت سے واضح ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اس کی خالقیت ومالکیت اور رزاقیت کے مکر نہیں شے بلکہ وہ یہ سب باتیں تسلیم کرتے شے، انہیں صرف توحید الوہیت سے انکار تھا۔ یعنی عبادت صرف ایک اللہ کی نہیں کرتے شے بلکہ اس میں دوسروں کو بھی شریک کرتے شے۔ اس لیے نہیں کہ آسمان وزمین کی تخلیق یا اس کی تدبیر میں کوئی اور بھی شریک ہے بلکہ صرف اور صرف اس مغالط کی بنا پر کہ یہ بھی اللہ کے نیک بندے شے، ان کو بھی اللہ نے پھے افتیارات دے رکھ ہیں اور ہم ان کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ یہی مغالطہ آج کل کے مردہ پرست اہل برعت کو ہے جس کی بنیاد پر وہ فوت شدگان کو مددے لیے پکارتے، ان کے یہی مغالطہ آج کل کے مردہ پرست اہل برعت کو ہے جس کی بنیاد پر وہ فوت شدگان کو مددے لیے پکارتے، ان کے یہی مغالطہ آج کل کے مردہ پرست اہل برعت کو ہے جس کی بنیاد پر وہ فوت شدگان کو مددے لیے پکارتے، ان ک

بَلْ اَتَيْنَاهُمُ مِإِلْحَقِّ وَإِنَّهُمُ لَكَانِ بُوْنَ<sup>®</sup>

مَا اتَّقَنَا اللهُ مِنُ وَّلَوِ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ اللهِ اِذَّالْنَهَبَكُنُّ اللهِ بِمَاخَلَقَ وَلَعَلَابَضُهُمُ عَلَى بَعْضٍ سُبُحْنِ اللهِ عَمَّا يَصِفُونَ "

عْلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعْلَى عَمَّا يُشُرِكُونَ ﴿

قُلُ رِّبِ إِمَّا تُرِينِي مَا أَبُوعَكُ وَنَ ﴿

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنَى فِي الْقَوْمِ الطَّلِمِينَ ®

وَإِنَّاعَلَى آنُ تُؤْرِيكَ مَانَعِدُهُمُ وَلَقْدِرُونَ ۞

90. حق یہ ہے کہ ہم نے انہیں حق پہنچا دیا ہے اور یہ
 بشک حجوٹے ہیں۔

91. نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے لیے پھر تا اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑ تا۔ جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں ان سے اللہ یاک (اور بے نیاز) ہے۔

97. وہ غائب حاضر کا جاننے والا ہے اور جو شرک یہ کرتے ہیں اس سے بالاتر ہے۔

۹۳. آپ دعا کریں کہ اے میرے پرورد گار! اگر تو مجھے وہ دکھائے جس کا وعدہ انہیں دیا حارہا ہے۔

90. تو اے رب! تو مجھے ان ظالموں کے گروہ میں نہ کرنا۔()

90. اور ہم جو کچھ وعدے انہیں دے رہے ہیں سب آپ کو دکھا دینے پر یقیناً قادر ہیں۔

نام کی نذر و نیاز دیتے اور ان کو اللہ کی عبادت میں شریک گردانتے ہیں۔ حالاتکہ اللہ نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ میں نے کسی فوت شدہ بزرگ، ولی یا نبی کو اختیارات دے رکھے ہیں، تم ان کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرو، یا انہیں مدد کے لیے پکارو یا ان کے نام کی نذر و نیاز دو۔ اس لیے اللہ نے آگے فرمایا کہ ہم نے انہیں حق پہنچادیا۔ یعنی یہ اچھی طرح واضح کردیا کہ اللہ کے سال حق کردیا کہ اللہ کی عبادت میں دوسروں کوشریک کررہے ہیں، تو اس لیے نہیں کہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل ہے، نہیں، بلکہ محض ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اور آباء پرستی کی وجہ سے اس شرک کا ارتکاب کررہے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں یہ بالکل جھوٹے ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ اس کا کوئی شریک، شرک کا ارتکاب کررہے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں یہ بالکل جھوٹے ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ اس کا کوئی شریک، اگر ایسا ہو تا تو ہر شریک اپنے حصے کی مخلوق کا انتظام اپنی مرضی سے کرتا اور ہر ایک شریک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتا۔ اور جب ایسا نہیں ہے اور نظام کائنات میں ایس کشائشی نہیں ہے تو یقیناً اللہ تعالی ان تمام باتوں سے پاک

ا. چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی عَلَیْشِیْم دعا فرماتے سے "وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَیْرُ مَفْتُونِ" (ترمذي، تفسیر سورة ص ومسند احمد، جلد: ۵، ص: ۳۳۳) (اے اللہ جب تو کی قوم پر آزمائش یا عذاب بھیجے کا فیصلہ کرے تو اس سے پہلے بہلے بھے دنیا سے اٹھالے)۔

ٳۮۘڡٚۼؙٵؚڷؾؚؿ۫ۿؚؽؘٲڂۘڛڽؙٳڶۺۣۜێؽؘۊٞڟ۬ؽٚؽؙٲڠڶۄؙۑؠڬؖ ؽڝؚڡؙ۫ۊؙڹ۞

وَقُلُ رَّبِ آعُودُ بِكَ مِن هَمَرْتِ الشَّلطِيْنِ @

وَٱعُوْدُ بِكَ رَبِّ آنَ يَحْضُرُونِ<sup>®</sup>

حَتَّى إِذَاجَآءَ إَحَدُهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ <sup>6</sup>

ڵڡٙڵؙۣٲۼؠڵڞٳٷڣۿٲڗؙػڎؙػؙڵۮٳڹۜٵڮڵڎۿٚۅ ۊؘٳٙڵۿٵۏڝؙٛۊڒٳڽۿۄٞؠۯڗڂ۠ٳڵڽۘۅؙۄ۠ؽؠۘۼؿؙڽٛ؈

97. برائی کو اس طریقے سے دور کریں جو سراسر بھلائی والا ہو، (۱) جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اس سے ہم بخوبی واقف ہیں۔
92. اور دعا کریں کہ اے میرے پرورد گار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (۱)
94. اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ وہ میرے یاں آجائیں۔ (۳)

99. یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے اے میرے پروردگار! مجھے واپس لوٹا دے۔

۱۰۰. که اپنی حجبور ای موئی دنیا میں جاکر نیک اعمال کرلوں، (م) ہرگز ایبا نہیں ہوگا، (۵) میہ تو صرف ایک قول

ا. جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا (برائی ایسے طریقے سے دور کرو جو اچھا ہو، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا دشمن بھی، تمہار گہرا دوست بن جائے گا)۔ (خم السجدة: ۳۵-۳۳)

٢. چنانچه ني مَنَّا لَيْمُ شيطان سے اس طرح استعاده كرتے «أَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطِنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهِ
 وَنَفْخِهِ وَنَفْيْهِ» (أبوداود، كتاب الصلوة، باب ما يستفتح به الصلوة من الدعاء والترمذي، باب مايقول عند افتتاح الصلوة)

م. یہ آرزو ہر کافر موت کے وقت، دوبارہ اٹھائے جانے کے وقت، بارگاہ الٰہی میں قیام کے وقت اور جہنم میں دھکیل دیے جانے کے وقت کرتا ہے اور کرے گا، لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ قرآن کریم میں اس مضمون کو متعدد جگہ بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً الانعام: ۲۵–۲۸، الاعراف: ۵۳، ابراہیم: ۹۳، السجدہ: ۱۲، فاطر: ۳۷، المؤمن: ۱۱–۱۲، الشورئ: ۹۳، المنافقون: ۱۰–۱۱، وَغَیْرَهَا مِنَ الْآیَاتِ.

۵. كَلَّا، وْانْ وْبِكْ كَ لِي بِ يَعِنَى ايسا تَبْعَى نَبِينِ مُوسَلَنا كَهُ انْبِينِ دوباره ونيا مين بَهِيج ويا جائـــ

ہے جس کا یہ قائل ہے، (۱) ان کے پس پشت تو ایک جاب ہے، ان کے دوبارہ جی الطفنے کے دن تک۔ (۲)

1•۱. پس جب کہ صور چھونک دیا جائے گا اس دن نہ تو آپس کی پوچھ گچھ۔ (۳)

آپس کے رشتے ہی رہیں گے، نہ آپس کی پوچھ گچھ۔ (۳)

1•۲. جن کے ترازو کا پلہ بھاری ہوگیا وہ تو نجات والے ہوگئے۔

۱۰۳. اور جن کے ترازو کاپلہ ہاکا ہوگیا یہ ہیں وہ جنہوں نے اپنا نقصان آپ کرلیا جو ہمیشہ کے لیے جہنم واصل ہوئے۔ ۱۰۴ ان کے چہروں کو آگ جھلتی رہے گی (\*\*) اور وہ

فَإِذَانُفِخَ فِى الصُّوْرِفَلاَ أَشَابَ بَيْنَهُمُ

فَمَنُ تَقَلَّتُ مَوَازِيْنُهُ فَاوُلِإِكَ هُمُ الْمُفَلِحُوْنَ<sup>®</sup>

ۅؘڡؘؽؘڂڡٞٛؾؙڡؘۅٙٳڔ۫ؽؙۼؙٷٲٛۅڶڸؘٟ۪ٚۘڰٳڷۮؚؽؙؽڂؘڝٮ۠ۯۅٞٳٙ ٳؘٮؙ۫ڡؙ*ٛ؊ۿؗۿ*۫ٷٛۼۼڹۨٞۄڂڸۮؙۅۛؽ<sup>۞</sup>

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُ والتَّارُوهُ مُوفِيَّهَا كُلِحُونَ 🕾

ا. اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ یہ الی بات ہے کہ جو ہر کافر نزع (جانکنی) کے وقت کہتاہے۔ دوسرے معنی ہیں کہ یہ صرف بات ہی بات ہے عمل نہیں ، اگر انہیں دوبارہ بھی دنیا میں بھیج دیا جائے تو ان کا یہ قول، قول ہی رہے گا، عمل صالح کی توفیق انہیں پھر بھی نصیب نہیں ہوگی۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا۔ ﴿وَلَوْرُدُو وَالْعَانَوُهُوْ اِحْدُهُ ﴾ (الانعام: ٢٨) اسلح کی توفیق انہیں پھر بھی نصیب نہیں ہوگی۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا۔ ﴿وَلَوْرُدُو وَالْعَانَوُهُوْ اِحْدُهُ ﴾ (الانعام: ٢٨) (اگر انہیں دنیا میں لوٹا دیا جائے تو یہ پھر وہی کام کریں گے جن سے انہیں منع کیا گیا تھا)۔ حضرت قادہ ڈاٹھو فرماتے ہیں، کافر کی اس آرزو میں ہمارے لیے بڑا سبق ہے، کافر دنیا میں اپنے خاندان اور قبیلے کے پاس جانے کی آرزو نہیں کرے گا۔ اس لیے زندگی کے لیات کو فنیمت جانتے ہوئے زیادہ سے زیادہ عمل صالح کے لیے دنیا میں تاکہ کل قیامت کو یہ آرزو کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ (این کیر)

۲. دو چیزوں کے درمیان ججاب اور آڑ کو برزخ کہا جاتا ہے۔ دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی کے درمیان جو وقفہ ہے، اسے یہاں برزخ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیوں کہ مرنے کے بعد انسان کا تعلق دنیا کی زندگی سے ختم ہوجاتا ہے اور آخرت کی زندگی کا آغاز اس وقت ہوگا جب تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ یہ درمیان کی زندگی، جو قبر میں یا پرندے کے پیٹ میں یا جلا ڈالنے کی صورت میں مٹی کے ذرات میں گزرتی ہے، برزخ کی زندگی ہے۔ انسان کا یہ وجود جہاں بھی اور جس شکل میں بھی ہوگا، بظاہر وہ مٹی میں مل کر مٹی بن چکا ہوگا، یا راکھ بناکر ہواؤں میں اڑا دیا یا دریاؤں میں بہادیا گیا ہوگا یا کی جانور کی خوراک بن گیا ہوگا، قبل سب کو ایک نیا وجود عطا فرماکر میدان محشر میں جمع فرمائے گا۔

س، محشر کی ہولناکیوں کی وجہ سے ابتداءً ایسا ہو گا۔ بعد میں وہ ایک دوسرے کو پیچانیں گے بھی اور ایک دوسرے سے یوچھ یوچھ کچھ بھی کریں گے۔

۴. چېرے کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہ انسانی وجود کا سب سے اہم اور اشرف حصہ ہے، ورنہ جہنم کی آگ تو پورے جسم کو بی محیط ہوگی۔

ٱڵۏ؆ؙٞڬٛٵڸڗؿؙؾؙٛؿڵ؏ڮؽڮؙۉؚ۫ڡؘٚڴؽؿؙڎ۫ڔۑۿٳ ؿؙڲڒۣڋؽ؈

قَالُوُّا رَبِّبَاغَلَبَتُ عَلَيْنَاشِقُوتُنَا وَكُنَّا قَوْمُمَّا ضَالِيْنَ۞

رَبِّنَا ٱخْرِجْنَامِنْهَا فَإِنْ عُدُنَا فَإِنَّا ظِلِمُونِ

قَالَ اخْسَتُوافِيْهَا وَلَاثُكِلِّمُونِ

اِنَّهُ كَانَ فَوِيْقُ مِنْ عِبَادِى يَقُولُونَ رَتَبَنَا الْمَنَّا فَاغْفِرُلِنَا وَارْحَمْنَا وَانْتَ الرِّحِمِيْنِ ﷺ

ڡؘٛٲڰۜ۬ڬؘڗؙڹ۠ؠٛۅؙۿؙۄؗڛۼٝڔؾۜٳڂؾٚٵۺۘۅؙؙڴۄۮؚڴؚؽ ٷؙؽؙؿؙؙٷڛ۫ٛۿؙؠٞؾؘڞؙػڴۅٛؽ؈

ٳڹٞٚڿڒؘؽؙؾؙۿؙۉٳڷؽۅۛڡڒؠٵڝۜ؉ۯۏٛٳٵڵۿۉۿؙۄٛ ٳڵڣۜٳؠڒؙۉڹ۞

وہاں بدشکل بنے ہوئے ہوں گے۔(۱)

1•۵. کیا میری آئیش تمہارے سامنے تلاوت نہیں کی جاتی تھیں؟ پھر بھی تم انہیں جھٹلاتے تھے۔

1•۲. کہیں گے کہ اے پرورد گار! ہماری بد بختی ہم پر غالب آئی<sup>(۲)</sup> اور (واقعی) ہم تھے ہی گر او۔

2.1. اے ہمارے پرورد گار! ہمیں یہاں سے نجات دے اگر اب بھی ہم ایسا ہی کریں تو بیشک ہم ظالم ہیں۔

۱۰۸. الله تعالی فرمائے گا پیٹکارے ہوئے نیہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔

1•٩. میرے بندوں کی ایک جماعت تھی جو برابر یہی کہتی رہی کہ اے ہمارے پرورد گار! ہم ایمان لاچکے ہیں تو ہمیں بخش اور ہم پر رحم فرما تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

11. (لیکن) تم انہیں مذاق میں ہی اڑاتے رہے یہاں تک کہ (اس مشغلے نے) تم کو میری یاد (بھی) بھلادی اور تم ان سے مذاق ہی کرتے رہے۔

ااا. میں نے آج انہیں ان کے اس صبر کا بدلہ دے دیا ہے کہ وہ خاطر خواہ اپنی مراد کو پہنچ چکے ہیں۔

ا. کَلَحْ کے معنی ہوتے ہیں ہونٹ سکڑ کر دانت ظاہر ہوجائیں۔ ہونٹ گویا دانتوں کا لباس ہیں، جب یہ جہنم کی آگ سے سمٹ اور سکڑ جائیں گے تو دانت ظاہر ہوجائیں گے، جس سے انسان کی صورت بدشکل اور ڈراؤنی ہوجائے گی۔

۲. لذات اور شہوات کو، جو انسان پر غالب رہتی ہیں، یہاں بد بختی سے تعبیر کیا ہے کیوں کہ ان کا نتیجہ دائی بد بختی ہے۔

سر دنیا میں اہل ایمان کے لیے ایک صبر آزما مرحلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ جب دین وایمان کے مقتصیات پر عمل کرتے ہیں تو دین سے ناآشا اور ایمان سے بخبر لوگ انہیں استہزاء وملامت کا نشانہ بنالیتے ہیں۔ کتنے ہی کمزور ایمان والے ہیں کہ وہ ان ملامتوں سے ڈر کر بہت سے ادکام الہیہ پر عمل کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ جیسے داڑھی ہے، پردے کا مسئلہ ہے، شادی بیاہ کی ہندوانہ رسومات سے اجتماب ہے، وغیرہ وغیرہ۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو کسی بھی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے ہوں وہ لوگ وہ کسی بھی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے اور اللہ ورسول کی اطاعت سے کسی بھی موقع پر انحراف نہیں کرتے۔ ﴿ وَلَا يَعَافُونَ لُوّمَةَ لَا يَجِدِ ﴾ (المائلة: ۵۲)

قُل كَمْ لَمِ تُتُمُ فِي الْكَرْضِ عَدَد سِنينَ ١

قَالُوْالِبِثْنَايَوْمَااَوْبَعْضَ يَوْمٍ فَسُـَّلِ الْعَالَةِ يُنِيَ @

ڟ۬ڵٳڶؙڰؚؚۺ۬ٛٷٛٳڷٳۊٙڸؽڷٳڰؙؙٛٷؙٱنڰؙۉؙڬٛڎؙڎؙ ؾؘۘۼؙڵؠٮؙٷؘڽٙ۞

ٲڣؘڡٙڛڹؙؾؙۄٛٱنۜؠؙڵڂؘڷڤ۫ڹڵڎؙۄؘٸڹؿ۠ٲۊٞٲ؆۠ڵۄ۫ٳڷؽڹٵ ڵڒؾؙۯ۫ۼٷڹٙ۞

فَتَعْلَى اللهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ كَرَالهُ إِلَّاهُ وَرَّبُ الْعَرُشِ الْكَرِيْمِ ﴿ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿

111. الله تعالی دریافت فرمائے گا کہ تم زمین میں باعتبار برسوں کی گنتی کے کس قدر رہے؟

ساا. وہ کہیں گے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم، گنتی گنتی سے والوں سے بھی یوچھ لیجے۔(۱)

۱۱۳ الله تعالی فرمائے گا فی الواقع تم وہاں بہت ہی کم رہے ہو اے کاش! تم اسے پہلے ہی سے جان لیتے؟ (۲)

110. کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تہیں یو نہی بکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤگ۔

۱۱۱. اللہ تعالیٰ سچا بادشاہ ہے وہ بڑی بلندی والا ہے، (۳) اللہ تعالیٰ سچا بادشاہ ہے وہ بڑی بلندی والا ہے، (۳) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی بزرگ عرش کا مالک ہے۔ (۳)

الله تعالى قيامت كے دن انہيں اس كى بہترين جزاء عطا فرمائے گا اور انہيں كاميابى سے سرفراز كرے گا۔ جيسا كه اس آيت سے واضح ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ.

ا. اس سے مراد فرشتے ہیں، جو انسانوں کے اعمال اور عمریں لکھنے پر مامور ہیں یا وہ انسان مراد ہیں جو حساب کتاب میں مہارت رکھتے ہیں۔ قیامت کی جولئاکیاں، ان کے ذہنوں سے دنیا کی عیش وعشرت کو محو کردیں گی اور دنیا کی زندگی انہیں ایسے لگے گی جیسے دن یا آدھا دن۔ اس لیے وہ کہیں گے کہ ہم تو ایک دن یا اس سے بھی کم وقت دنیا میں رہے، بے شک تو فرشتوں سے یا حساب جانے والوں سے بچھ لے۔

۲. اس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کی دائی زندگی کے مقالم میں یقیناً دنیا کی زندگی بہت ہی قلیل ہے۔ لیکن اس علتے کو دنیا میں تم نے نہیں جانا۔ کاش تم دنیا میں اس حقیقت سے دنیا کی بے ثباتی سے آگاہ ہوجاتے، تو آج تم بھی اہل ایمان کی طرح کامیاب وکامران ہوتے۔

سب لینی وہ اس سے بہت بلند ہے کہ وہ تہہیں بغیر کسی مقصد کے یوں ہی ایک کھیل کے طور پر بے کار پیدا کرے۔ اور تم جو چاہو کرو، تم سے اس کی کوئی باز پرس ہی نہ ہو۔ بلکہ اس نے تہہیں ایک خاص مقصد کے تحت پیدا کیا ہے اور وہ ہے اس کی عبادت کرنا۔ اس لیے آگے فرمایا کہ وہی معبود ہے، اس کے سواکوئی معبود نہیں۔

م. عرش کی صفت کریم بیان فرمائی کہ وہاں سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

وَمَنُ يَّدُءُ مَعَ اللهِ الهَّا الْحَرَ لاَ بُرُهَانَ لَهُ بِهُ ۚ فَاتَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَرَيِّةٍ إِنَّهُ لاَيُقُلِهُ الْكِفِرُونَ۞

وَقُلُ رَّتِ اغُفِرُوارُحَوُوانَتَ خَيْرُ الرِّحِيدِينَ هَ

112. اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے۔ بیشک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔()

۱۱۸. اور کہو کہ اے میرے رب! تو بخش اور رخم کر اور تو بخش اور رخم کر اور تو سب مہربانی کرنے والا ہے۔

ا. اس سے معلوم ہوا کہ فلاح اور کامیابی آخرت میں عذاب البی سے نیج جانا ہے، محض دنیا کی دولت اور آسائشوں کی فراوانی، کامیابی نہیں، یہ تو دنیا میں کافروں کو بھی حاصل ہے لیکن اللہ تعالی ان سے فلاح کی نفی فرمارہا ہے، جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اصل فلاح آخرت کی فلاح ہے جو اہل ایمان کے جصے میں آئے گی، نہ کہ دنیوی مال واسباب کی کرت، جو کہ بلا تفریق مومن وکافر، سب کو ہی حاصل ہوتی ہے۔

#### سورہ نور مدنی ہے اور اس کی چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

ا. یہ ہے وہ سورت جو ہم نے نازل فرمائی ہے<sup>(۱)</sup> اور مقرر کردی ہے اور جس میں ہم نے کھلی آیتیں (احکام) اتاری بیں تاکہ تم یاد رکھو۔

ایک کو سو کوڑے ومرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔ ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے متہیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہیے، اگر

# يُنْوَلِقُواللُّهُ لِيَّالِي الْمُعَالِدُ الْمُعِلَدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَلِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعِلَّذِ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعِلَدُ الْمُعِلَدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعِلَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعِلَدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعِلَدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعِلَدُ الْمُعَالِدُ الْمُعَالِدُ الْمُعِلَدُ الْمُعِلَدُ الْمُعِلَدُ الْمُعِلَدُ الْمُعِلَدُ الْمُعِلَدُ الْمُعِلِدُ الْمُعِلْمُ الْمُعِلَدُ الْمُعِلِدُ الْمُعِمِي لِعِلْمُعِلَدِ الْمُعِلِدُ

## بِنُ ۔۔۔۔ حِراللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## ڛؙۅۘڒۊ۠ٲٮؘڗٛڷؠٚٵۅؘڡؘۯڞ۬ؠ۬ٵۅٙٲٮٛڗڷؽٵڣؽۿۜٲٳڸؾٟٵؿؚۑٝؠؾ ڰ*ڰڰ*ؙٷڗؽڒڴۄۅؙؽ۞

ٱلزَّانِيَةُ وَالزَّانِ فَالْحَلِدُ وَاكُلَّ وَاحِدِمِّنْهُمُا مِائَةَ جَلْدَةٌ وَلَا تَاخُدُكُمْ بِهِمَازَا فَةٌ فَى دِيْنِ اللّه إِنْ كُنْتُمُ تُوَمِّدُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الْلِخِرْ

ہلا۔ سورہ نور، احزاب اور نساء یہ مینوں سور تیں ایس ہیں، جن میں عورتوں کے خصوصی مسائل اور معاشرتی زندگی کی بابت اہم تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

ا. قرآن کریم کی ساری ہی سورتیں اللہ کی نازل کردہ ہیں، لیکن اس سورت کی بابت جو یہ کہا تو اس سے اس سورت میں بیان کردہ احکام کی اہیت کو احاگر کرنا ہے۔

۲. بدکاری کی ابتدائی سزا، جو اسلام میں عبوری طور پر بتلائی گئی تھی، وہ سورۃ النساء، آیت ۱۵ میں گزر چکی ہے، اس میں کہا گیا تھا کہ اس کے لیے جب تک مستقل سزا مقرر نہ کی جائے، ان بدکار عورتوں کو گھروں میں بند رکھو پھر جب سورۂ نور کی یہ آیت نازل ہوئی تو بی سکھٹی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا، اس کے مطابق بدکار مرد وعورت کی مستقل سزا مقرر کردی گئی ہے، وہ تم مجھ سے سکھ لو، اور وہ ہے کنوارے (غیر شادی شدہ) مرد اور عورت کی مستقل سزا مقرر کردی گئی ہے، وہ تم مجھ سے سکھ لو، اور سنگساری کے ذریعے سے ماردینا۔ (صحبح عورت کے لیے سو سو کوڑے اور شادی شدہ مرد وعورت کو سو سو کوڑے اور سنگساری کے ذریعے سے ماردینا۔ (صحبح چھوٹی سزا ہے) بڑی سزا میں مدغم ہوگئے اور اب شادی شدہ زانیوں کو عملاً سزا دی گئی اور بعد میں تمام امت کے حمید رسالت مآب شکھٹی بھی یہی سزا دی گئی اور بعد میں تمام امت کے فقہاء وعلیاء بھی ای کے قائل رہے اور آج تک قائل ہیں۔ صرف خوارج نے اس سزا کا انکار کیا برصغیر میں اس کے فقہاء وقت بھی کچھ الیے افراد ہیں جو اس سزا کے مکر ہیں۔ اس انکار کی اصل بنیاد ہی انکار صدیث پر ہے۔ کیونکہ رجم کی سزا صحبح اور نہایت قوی اعادیث سے ثابت ہے اور اس کے روایت کرنے والے بھی اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ علیاء نے اسے متواتر روایات میں شار کیا ہے۔ اس لیے حدیث کی جیت کا اور دین میں اس کے مافذ شرعی ہونے کا قائل شخص رجم کی انکار نہیں کرسکا۔

وَلَيَتُهُدُعَذَابَهُمَا طَأَيِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيُنَ®

ٵٮۜٛٵؽ۬ڵٲؽؽٚڮڂؙٳڷٳۮؘٳڹؽڐۘٲۉؙڡٛٛۺ۠ڔػڐٛ ۊٵڶڒۜٳڹؽڎؙڵڒؽٞڮڂۿٳۧڷڵۯؘٳڽٲۉؙڡؙۺٝڔڮؖ ۅؘڂڗۣ؞ٙۮڶؚڮۼڶڷؠؙۏؙڡؚڹؽڹ۞

شہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔ (۱) ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے۔ (۱)

س. زانی مرد بجز زانیہ یا مشر کہ عورت کے اور سے نکاح نہیں کرتا اور زنا کار عورت بھی بجز زانی یا مشرک مرد کے اور نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کردیا گیا ہے۔ (\*\*)

ا. اس کا مطلب یہ ہے کہ ترس کھاکر سزا دینے سے گریز مت کرو، ورنہ طبعی طور پر ترس کا آنا، ایمان کے منافی تہیں، مجملہ خواص طبائع انسانی میں سے ہے۔

۲. تاکہ سزاکا اصل مقصد کہ لوگ اس سے عبرت پکڑیں، زیادہ وسیع پہانے پر حاصل ہوسکے۔ بدفتمتی سے آج کل برسرعام سزاکو انسانی حقوق کے خلاف باور کرایا جارہا ہے۔ یہ سراسر جہالت، احکام الٰہی سے بغاوت اور بزعم خویش اللہ سے بھی زیادہ انسانوں کا جمدرد اور خیر خواہ بنتا ہے۔ درآں حالیکہ اللہ سے زیادہ رؤف رحیم کوئی نہیں۔

سل اس کے مفہوم میں مفسرین کے در میان اختلاف ہے۔

(۱) بعض کہتے ہیں کہ یہ عالب احوال کے اعتبار سے ہے اور مطلب یہ ہے کہ عام طور پر بدکار قتم کے لوگ نکاح کے لیے اپنے ہی جیلے لوگوں کی طرف رجوع کرتے ہیں، چنانچہ زانیوں کی اکثریت زانیوں کے ساتھ ہی نکاح کرنا پیند کرتی ہے اور مقصود اس سے اہل ایمان کو متنبہ کرنا ہے کہ جس طرح زنا ایک نہایت فیتج اور بڑا گناہ ہے، ای طرح زناکاروں کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات قائم کرنا بھی منع اور حرام ہے۔ امام شوکانی نے اس مفہوم کو رائح قرار دیا ہوا احادیث میں اس کا جو سبب نزول بیان کیا گیا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ بعض صحابہ بڑالنگائم نے بدکار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت طلب کی، جس پر یہ آیت نازل ہوئی، لعنی انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔ ای ہوتی سے احدلال کرتے ہوئے علماء نے کہا ہے کہ ایک شخص نے جس عورت سے یا عورت نے جس مر د سے بدکاری کی ہو۔ ان کا آپس میں نکاح جائز نہیں۔ ہاں اگر وہ خالص تو بہ کرلیں تو پھر ان کے در میان نکاح جائز ہے۔ انہ انکاح، سے مراد معروف نکاح نہیں ہے بلکہ یہ جماع کے معنی میں ہے اور مقصد زنا کی شاعت وقباحت بیان کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بدکار مر د لین جنبی خواہش کی ناجائز طریقے سے تمکین کے لیے بدکار عورت کی اور اس طرف اور اس طرح مشرک اللہ کو چپوڑ کر نی ہے، مومنوں کے لیے ایسا کرنا لیعی زناکاری حرام ہے۔ وقباحت بیان کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بدکار مر د لین جنبی خواہش کی ناجائز طریقے سے تمکین کے لیے بدکار عورت کی طرف روجو کرتی ہے، مومنوں کے لیے ایسا کرنا لیعی زناکاری حرام ہے۔ ور میان کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بدکار مرد کی طرف روجو کرتی ہے، مومنوں کے لیے ایسا کرنا لیعی زناکاری حرام ہے۔ دور مرد وعورت کا ذکر اس لیے کردیا کہ شرک بھی زنا سے ماتا جاتا گناہ ہے، جس طرح مشرک اللہ کو چپوڑ کر غیروں سے اپنا منہ کالا دور مرد کی مرد ان کی حدورت کی مناسب یائی جاتی ہو ان کے در میان ایک عرب میں ایک عربی میں ایک عرب میں کر اور ان کے در میان ایک عرب می منوی مناسب یائی جاتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنْتِ ثُمَّالُهُ يَاثُوُّا بِاَرْبُعَادِ شُهَمَاءُ فَاعْلِدُوْمُ تَنْنِيْنَ جَلْدَةً وَلِاَتَفِّبُلُوالْهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولِإِكَهُمُ الْفَسِقُونَ ٥٠٠

ٳؖڒٳڵڵؽؚؽؽؘؾؙٵٛۼٛٷٳڡؽؘؠؘۼڽۮڸؚڮؘۅؘۘٲڞؙڷٷٳ ۼٳؾٞٳٮڵؠڂؘڠؙۏؙۯڗۜڿؽؿٛ

ۅٵڵۮؚؽؖؽؘؠؘۯڡؙٷؽٵۮ۫ۅٵڿۿؗؗؗؗؗ؋ٷڎؠؽؙؗؗؽ۠ڷۿؙۿ ۺؙۿۮٵء۠ٳڷڒٞٲڷڡؙٛۺۿؙڂؙۥڨۺۜؠؘڶڎٷؙٲڂۑۿؚڂٳۯؽۼ ۺؘۿۮڝٟٵۣڶڵؿٚٳؾٞٷڶؠڹٳڟڽڍۊؿؽ۞

وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعُنْتَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَمِنَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَمِنَ الكَٰذِيئِنَ

الرجو لوگ پاک دامن عور توں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں اس کوڑے لگاؤ اور مجھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ یہ فاسق لوگ ہیں۔(۱)

۵. ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کرلیں (۲) تو
 اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہر بانی کرنے والاہے۔

اورجو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہت لگائیں
 اور ان کا کوئی گواہ بجر خود ان کی ذات کے نہ ہو تو ایسے
 لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ
 کی قشم کھاکر کہیں کہ وہ سچوں میں سے ہیں۔

اور پانچویں مرتبہ کے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
 ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔<sup>(۳)</sup>

ا. اس میں قذف (بہتان تراشی) کی سزا بیان کی گئی ہے کہ جو شخص کسی پاک دامن عورت یا مر د پر زنا کی تہت لگائے (اسی طرح جو عورت کسی پاک دامن مر د یا عورت پر زنا کی تہت عائد کرے) اور وہ بطور ثبوت چار گواہ پیش نہ کرسکے تو اس کے لیے تین تھم بیان کیے گئے ہیں۔ (۱) انہیں اسی کوڑے لگائے جائیں، (۲) ان کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے، (۳) وہ عند اللہ وعند الناس فاسق ہیں۔

7. توبہ سے کوڑوں کی سزا تو معاف نہیں ہوگی، وہ تائب ہوجائے یا اصرار کرے، یہ سزا تو بہرحال ملے گی۔ البتہ دوسری دو باتیں جو ہیں، مردود الشہادة اور فاسق ہونا، اس کے بارے میں اختلاف ہے، بعض علماء اس استثناء کو فسق تک محدود رحقتے ہیں یعنی توبہ کے بعد وہ فاسق نہیں رہے گا۔ اور بعض مضرین دونوں جملوں کو اس میں شامل سیحتے ہیں، یعنی توبہ کے بعد مقبول الشہادة بھی ہوجائے گا۔ امام شوکانی نے اسی دوسری رائے کو ترجیح دی ہے اور أَبدًا کا مطلب بیان کیا ہے مما دام قادم فادی جس طرح کہا جائے کہ کافر کی شہادت بھی قبول نہیں، تو یہاں «مجمی» کا مطلب یہی ہوگا کہ جب تک وہ کافر ہے۔

سا. اس میں لعان کا مسّلہ بیان کیاگیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مرد نے اپنی بیوی کو اپنی آ تکھوں سے کسی غیر کے ساتھ بدکاری کرتے ہوئے دیکھا، جس کا وہ خود تو چہم دید گواہ ہے لیکن چونکہ زناکی حد کے اثبات کے لیے چار مردوں کی آ تکھوں دیکھی گواہی ضروری ہے، اس لیے جب تک وہ اپنے ساتھ مزید تین چہم دیدگواہ پیش نہ کرے، اس کی بیوی پر زناکی حد نہیں لگ سکتی۔ لیکن اپنی آ تکھوں سے دیکھ لینے کے بعد ایسی بدچلن بیوی کو برداشت کرنا بھی اس کے لیے ناممکن ہے۔ شریعت نے لگ سکتی۔ لیکن اپنی آ تکھوں سے دیکھ لینے کے بعد ایسی بدچلن بیوی کو برداشت کرنا بھی اس کے لیے ناممکن ہے۔ شریعت نے

ۅٙؽۮڒٷؙٳۘۘعؘؠؗٚؗؠؗٵڵۼڬٵڹٲؽؗؾۺؙۿٮؘٲۯؠٛۼ ۺؘۿڶؾٟٵۣٛڟڒٳٷڵڛ۬ڵڛٙٵڵڬڹؠؽڹؖ۞

وَالْغَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَاللهِ عَلَيْهَ آلِنُ كَانَ مِنَ الصِّيرِقِينَ<sup>©</sup>

ۅؘڷٷڒۏؘڞؙڵٳڵڶۼۘ؏ۼۘڷؽؘڴؙۄؙۅؘڗڂؗؠؿ۠ۿؙۅؘٲؽۜٳڵڶۿڗٙڗٳڮ ڂؚؽؿؙڴ

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوْ بِإِلْإِفْكِ عُصَّبَةً مِّنْكُمُ ۗ

٨. اور اس عورت سے سزا اس طرح دور ہوسكتی ہے كہ
 وہ چار مرتبہ اللہ كی قشم كھاكر كہے كہ يقيناً اس كا مرد حجوث بولنے والوں میں سے ہے۔

9. اور پانچویں دفعہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو
 اگر اس کا خاوند سچوں میں سے ہو۔<sup>(1)</sup>

• ا. اور اگر الله تعالیٰ کا فضل وکرم تم پر نه ہوتا<sup>(۲)</sup> (توتم پر مشقت اترتی) اور الله تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا با حکمت ہے۔

اا. جو لوگ یہ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں (۳) یہ بھی

اس کا حل یہ پیش کیا ہے کہ یہ شخص عدالت میں یا حاکم مجاز کے سامنے چار مرتبہ اللہ کی قسم کھاکریہ کہے گا کہ وہ اپنی بیوی پر زنا کی تہت لگانے میں سچاہے یا یہ بچہ یا حمل اس کا نہیں ہے۔ اور پانچویں مرتبہ کہے گا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعت۔

ا. لینی اگر خاوند کے جواب میں بیوی چار مرتبہ قسم کھاکریہ کہہ دے کہ وہ جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کے کہ اگر اس کا خاوند سچا ہے (اور میں جھوٹی ہوں) تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ تو اس صورت میں وہ زنا کی سزاسے نج جائے گ۔ اس کے بعد ان دونوں کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی ہوجائے گی۔ اسے لعان اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دونوں ہی ایسے بحض واقعات ہی اپ کے آپ کو جھوٹا ہونے کی صورت میں مستحق لعنت قرار دیتے ہیں۔ نبی مَنْ اللّٰهِ عَلَیْ اللّٰہِ میں ایسے بحض واقعات بیش آئے، جن کی تفصیل احادیث میں موجود ہے، وہی واقعات ان آیات کے نزول کا سبب ہے۔

۲. اس کا جواب محذوف ہے، تو تم میں سے جھوٹے پر فوراً اللہ کاعذاب نازل ہوجاتا۔ لیکن چوکلہ وہ تَوَّابْ ہے اور حکیم بھی، اس لیے ایک تو اس نے ستر پو ثی کردی، تاکہ اس کے بعد اگر کوئی سچے دل سے توبہ کرلے تو وہ اسے اپنے دامان رحمت میں ڈھانپ لے گا اور حکیم بھی ہے کہ اس نے لعان جیسا مسئلہ بیان کرکے غیور مردول کے لیے ایک نہایت معقول اور آسان تجویز مہیا کردی ہے۔

سا إِفْكٌ ہے مراد وہ واقعہ افک ہے جس میں منافقین نے حضرت عائشہ دلی پنا کے دامن عفت وعزت کو داغ دار کرنا چاہا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت عائشہ دلی پنا کی براءت نازل فرماکر ان کی پاک دامنی اور عفت کو واضح تر کردیا۔ مخضراً یہ واقعہ یوں ہے کہ حکم حجاب کے بعد غزوہ بنی المصطلق (مریسیج) ہے والی پر نبی شاکھین اور صحابہ کرام دی گائی نے مدینہ کے قریب ایک جگہ قیام فرمایا، صبح کو جب وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت عائشہ دلی پاک اور وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت عائشہ دلی پاک اور وہاں سے روانہ جو خالی تھا، اہل قافلہ نے یہ سمجھ کر اونٹ پر رکھ دیا کہ ام المومنین دلی تھا اس کے اندر ہی ہوں گی۔ اور وہاں سے روانہ جو خالی تھا، اہل قافلہ نے یہ سمجھ کر اونٹ پر رکھ دیا کہ ام المومنین دلی تھا۔

ڵۘٲڠۘٙٮۘڹؙۏؙؿؙؾۧؗڗؖٲڴڋٙؠڷۿۅؘڂؘؽؖڗ۠ڰڬڐ۬ڸػؚ۠ڷٵڣؚۯؽٞ ڝؚٞؠؙؙؗٛٛۿؙ؆ٵڬۺۜٮؘڔڡڹٲڵٟڎٟٝٷٙۘۅٙٲڵۜڹ۬ؽۘؾؘۏڵٚڮڹۘڔٷ ڡؚؠٞ۠ۿؙؙڴٵڂٵۮٵڮٛۼؚڟڸؿ۠ۨ۞

لَوُلِاۤ إِذۡسَيعَتُمُوهُ طَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَا بِانْفُرِهِمۡ خَيُراُ وَقَالُوا لِمَنَا إِنْكُ مُبِينٌ ۚ

تم میں سے ہی ایک گروہ ہے۔(۱) تم اسے اپنے لیے برانہ سمجھو، بلکہ یہ تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔(۲) ہاں ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور ان میں سے جس نے اس کے بہت بڑے جھے کو سرانجام دیا ہے اس کے لیے عذاب بھی بہت ہی بڑا ہے۔(۱) دیا ہے اس کے لیے عذاب بھی بہت ہی بڑا ہے۔(۱) دیا ہے اس کے لیے عذاب بھی بہت ہی بڑا ہے۔(۱) دیا ہے سنتے ہی مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے

حق میں نیک ممانی کیوں نہ کی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ

ہوگے، درآن حالیکہ حضرت عائشہ ڈوائیٹا اپنے ہارکی علاق میں باہر گئی ہوئی تھیں، جب واپس آئیں تو دیکھا کہ تافلہ چلاگیا۔
تو یہ سوچ کر وہیں لیٹ رہیں کہ جب ان کو میری غیر موجودگی کا علم ہوگا تو علاق کے رہ جانے والی آئیں گے۔ تھوڑی دیرے بعد صفوان بن معطل سلمی ڈوائیٹو آگے، جن کی ذمہ داری یہی تھی کہ قافلہ کی رہ جانے والی چزیں سنجال لیں۔
انہوں نے حضرت عائشہ ڈوائیٹو کو تھم تجاب سے پہلے دیکھا ہوا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی إنا لله إلخ پڑھا اور سجھ گئے کہ قافلہ غلطی سے یا بے علمی میں حضرت ام المومنین ڈوائیٹا کو یہیں چھوڑ کر آگے چلاگیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے انہیں اپنے اونٹ معطلی سے یا بے علمی میں حضرت ام المومنین ڈوائیٹا کو یہیں چھوڑ کر آگے چلاگیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے انہیں اپنے اونٹ کر بڑھایا اور خود کئیل تھا ہے پیدل چلتے قافلے سے جالے۔ منافقین نے جب حضرت عائشہ ڈوائیٹا کو اس طرح بعد میں اکیلے حضرت صفوان ڈوائیٹا کو اس طرح بعد میں اکیلے حضرت صفوان ڈوائیٹا کے سبب نہیں، اور یوں انہوں نے دھرت عائشہ ڈوائیٹا کو حضرت صفوان ڈوائیٹا کے سبب نہیں، اور یوں انہوں نے حضرت عائشہ ڈوائیٹا کو حضرت صفوان ڈوائیٹا کے سبب نہیں، اور یوں انہوں نے حضرت عائشہ ڈوائیٹا کو حضرت صفوان ڈوائیٹا کے سبب نہیں، اور یوں انہوں نے حضرت عائشہ ڈوائیٹا کو حضرت صفوان ڈوائیٹا کے اس پروپیگنڈے والی کی طرف سے براءت نازل نہیں ہوئی، سخت میں اور جو اس کے معنی میں ایڈ تعال کی طرف سے براءت نازل نہیں ہوئی، سخت بریشان رہا واقعہ کی پوری تفصیل سے کو اختصار وجامعیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ إفاق کے معنی میں کی چیز کو الٹا دینا۔ اس واقعہ میں بھی چوکھہ منافقین نے معاملے کو انتان را تھی حضرت عائشہ ڈوائیٹا تو ثاناء و تعریف کی مستحق تھیں، عالی نسب اور رفعت کر دار کی مالک تھیں نہ کہ قذف کی۔ لیک ظالموں نے اس کیکر عفت کو اس کے برعکس طعن اور بہتان تراثی کابدف بنالیا۔

ا. ایک گروہ اور جماعت کو عُصْبَةٌ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے کی تقویت اور عصبیت کا باعث ہوتے ہیں۔ ۲. کیونکہ اس سے ایک تو حمہیں کرب اور صدمے کے سبب ثواب عظیم ملے گا، دوسرا آسانوں سے حضرت عائشہ رہافتہ اس کی براءت سے ان کی عظمت ثنان اور ان کے خاندان کا شرف وفضل نمایاں تر ہوگیا، علاوہ ازیں اہل ایمان کے لیے اس میں عبرت وموعظت کے اور کئی پہلو ہیں۔

الله اس سے مراد عبداللہ بن الی منافق ہے جو اس سازش کا سرغنہ تھا۔

تو تھلم کھلا صریح بہتان ہے۔(۱)

الله وه اس پر چار گواه کیوں نه لائے؟ اور جب گواه نہیں لائے تو یہ بہتان باز لوگ یقیناً الله کے نزدیک محض حصوبے ہیں۔

۱۹۱ اور اگراللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتا تو یقیناً تم نے جس بات کے چرچے شروع کرر کھے تھے اس بارے میں تمہیں بہت بڑا عذاب پہنچتا۔

۱۵ جبکہ تم اسے اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے اور اپنے منہ سے وہ بات نکالنے لگے جس کی تمہیں مطلق خبر نہ تھی، گو تم اسے ہلکی بات سجھے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی۔

17. اور تم نے ایس بات کو سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات منہ سے نکالنی بھی لائق نہیں۔ یا اللہ! تو پاک ہے، یہ تو بہت بڑا بہتان ہے اور تہمت ہے۔(۱)

ڵٷڒڿٳٚۥٚۏۘٛڡؘػؽؿۅۑٲۯڽؘۼۺؙۿؘٮۜڵٵٝٷ۠ڶۮؙڮؘؽٲؿؙؗٷ۠ ڔۣٲۺؙٞۿٮۜڵٵٷڶۅڶڸٟػڃٮ۫ػٵۺ*ٷۿ*ؙٳڵڬڶؚڔؙٛۏػ®

ۅؘڷٷٙڒڣؘڞٛڵٳڵڰۅۘؗۘؗڡڷؽڴۄ۫ۅڗڝۘۘۘؿٷڧٳڵڎؙؽؽٳۅٳڵٳڿۯۊ ڮڛۜڴۄ۫ڣۣٛٵۜڣؘڞؗڎؙۏؽٷ؏ؘڬڮ۫ۼڟۣؽٷۛ

ٳۮ۫ؾؘڬڨۜۅٛٮؘؘ؋ۑٲڵڽؚٮؘؘؾڵۄ۫ۅؘڡۜڠؙۏڵۏؽۑٳٛڣٞۅؗٳۿؚڬۄؙ؆ؙڵؽۺۘ ڵڴؙۯڽؚ؋؏ڵڎٷۜۼۜٮٮٛۥٛۏؽؘ؋ۿؾۣؾٵ۠ۏۜۿۅۼٮ۬ۮؘڶڵڸۅۼڂۣؽؗؗؗؗؗؗۿ۠

ۅؘڵۊؙڒٳۮ۬ڛؘڡؚۼۛؿؙٷڰؙڡؙڷؿؙۄٛڡٚٳڮ۠ۏؽڶؽٵڷ؆ۜٞؾػڷۄ ٮڣ۪ۮٲۺؙؖڹؙڬۮۿؽڵؿڠڗٲؽۼڟؿۄ۠ٛ

7. دوسری بات اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ بتلائی کہ اس بہتان پر انہوں نے ایک گواہ بھی پیش نہیں کیا۔ جب کہ اس کے لیے چار گواہ ضروری تھے، اس کے باوجود تم نے ان بہتان تراشوں کو جھوٹا نہیں کہا۔ یہی وجہ ہے کہ ان آیات کے بعد حضرت حیان، مسطح اور حمنہ بنت جمش ڈٹائٹٹٹا کو حد قذف لگائی گئے۔ (مسند أحمد، جلد: ۲، ص: ۳۰، ترمذی: ۱۸۱۱، فرول کے بعد حضرت حیان، مسطح اور حمنہ بنت جمش ڈٹائٹٹٹا کو حد قذف لگائی گئی۔ (مسند أحمد، جلد: ۲، ص: ۴۰ ترمذی: ۱۸۱۱، تومذی: ۱۸۱۱ تومدی اللہ بن ابی کو سزا اس لیے نہیں دی گئی کہ اس کے لیے آخرت کے عذاب عظیم کو ہوا کئی سمجھ لیا گیا اور مومنوں کو سزا دے کر دنیا میں بھی پاک کردیا گیا۔ دوسرا اس کے پیچھے ایک پورا جھھہ تھا، اس کو سزا دینے کی صورت میں کچھ ایسے خطرات تھے کہ جن سے نمٹٹا اس وقت مسلمانوں کے لیے مشکل تھا، اس لیے مصلحتا اسے سزا دینے کی صورت میں کچھ الیہ خطرات تھے کہ جن سے نمٹٹا اس وقت مسلمانوں کے لیے مشکل تھا، اس لیے مصلحتا اسے سزا دینے سے گریز کیا گیا۔ (ٹو القدی)

تیسری بات یہ فرمائی گئی ہے کہ اللہ کا فضل واحمان تم پر نہ ہو تا تو تمہارا یہ رویہ کہ تم نے بلا تحقیق اس افواہ کو آگے پھیلانا شروع کردیا۔ عذاب عظیم کا باعث تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ افواہ سازی اور اس کی نشر واشاعت بھی جرم عظیم ہے جس پر انسان عذاب عظیم کا مستحق قرار پاسکتا ہے۔

ؘڽۼؚڟڬۉ۫ٳٮڵۉٲڽؘۘؾۼۅٛۮۅؙٳڶؠؿٙڸؚۄٙٲڹٮۘٵٳ؈ؙٛػؙڹ۫ؾؙۄ ۺؙؙٷؠڹؽڹۜ۞ۛ

وَيُبَيِّنُ اللهُ لَكُو اللهِ عَلِيمُ عَلَيْمُ عَلَيْمُ عَلَيْمُ عَلَيْمُ عَلَيْمُ عَلَيْمُ وَكِيمُ

اِنَّ الَّذِيُنَ يُحِبُّوُنَ اَنَ تَقِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيُنَ امْنُوْ الْهُمُّ مَنَابُ الِيُوَّقِي النُّنْيَا وَالْحِرَةِ \* وَاللهُ يَعْلَمُ وَانْتُمُّ الْتَعْلَمُوْنَ \*

ۅؘڵٷٙڒٷؘڞؙڶؙٳڵڵؠٸؽؽؙڵۄؙۅڒڝٝؠؗؾؙ؋ۅؘٲؾۧٳڵڷؖ ڒٷٛڡؙ۫ؾٚڝؚؽۄ۠۞

12. الله تعالی متہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر مجھی بھی ایسا کام نہ کرنا اگر تم سیج مومن ہو۔

۱۸. اور الله تعالی تمهارے سامنے اپنی آیتیں بیان فرما رہا
 ہے، اور الله تعالی علم و حکمت والا ہے۔

19. جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزو مند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں، (۱) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔

۲۰. اور اگرتم پر الله تعالی کا فضل اور اس کی رحمت نه ہوتی اور یہ بھی کہ الله تعالی بڑی شفقت رکھنے والا مہربان

چوتھی بات: کہ یہ معاملہ براہ راست حرم رسول عَلَیْتَیْمُ اور ان کی عزت وآبرو کا تھا لیکن تم نے اسے قرار واقعی اجمیت نہیں دی، اور اسے بلکا سمجھا۔ اس سے بھی یہ سمجھانا مقصود ہے کہ محض آبروریزی ہی بڑا جرم نہیں ہے کہ جس کی حد سوکوڑے یا رجم ہے بلکہ کسی کی عزت وآبرو پر اس طرح حملہ کرنا اور کسی عفت مآب خاندان کی تذلیل وابانت کا سروسامان کرنا بھی اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے، اسے بلکا مت سمجھو۔ اسی لیے آگے پھر مزید تاکید کرتے ہوئے کہا کہ تم نے سنتے ہی یہ کیوں نہیں کہا کہ جمیں الی بات منہ سے نکانی بھی لائق نہیں۔ یہ یقیناً بہتان عظیم ہے۔ اسی لیے امام مالک فرماتے ہیں کہ جونام نہاد مسلمان حضرت عائشہ ڈاٹھٹا پر بے حیائی کا الزام عائد کرے وہ کافر ہے کیوں کہ وہ اللہ کی اور قرآن کی تنکذیب کرتا ہے۔ (ایر القابر)

ا. فَاحِشَةٌ کے معنی بے حیائی کے ہیں اور قرآن نے بدکاری کو بھی فاحشہ قرار دیا ہے، (بنی اسرائیل) اور بہاں بدکاری کی ایک جھوٹی خبر کی اشاعت کو بھی اللہ تعالی نے بے حیائی سے تعییر فرمایا ہے اور اسے دنیا وآخرت میں عذاب الیم کا باعث قرار دیا ہے، جس سے بے حیائی کے بارے میں اسلام کے مزاج کا اور اللہ تعالی کی منشاکا اندازہ ہوتا ہے کہ محض بے حیائی کی ایک جھوٹی خبر کی اشاعت عند اللہ اتنا بڑا جرم ہے تو جو لوگ رات دن ایک مسلمان معاشرے میں اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور فلموں ڈراموں کے ذریع سے بے حیائی پھیلا رہے ہیں اور گھر گھر اسے پہنچا رہے ہیں، اللہ کے ہاں یہ لوگ کتنے بڑے مجرم ہوں گے؟ اور ان اداروں میں کام کرنےوالے ملازمین کیوں کر اشاعت فاحشہ کے جرم سے بری الذمہ قرار پائیں گے؟ اس طرح اپنے گھروں میں ٹی وی لاکر رکھنےوالے، جس سے ان کی آئندہ نسلوں میں بے حیائی پھیل رہی ہے، وہ بھی اشاعت فاحشہ کے مجرم کیوں نہیں ہوں گے؟ اور یہی معاملہ فواحش اور منکرات سے بحربور روزنامہ اخبارات کا ہے کہ ان کا بھی گھروں کے اندر آنا، اشاعت فاحشہ کا بی صب ہے، یہ بھی عند اللہ جرم ہوسکتا ہے۔ روزنامہ اخبارات کا ہے کہ ان کا بھی گھروں کے اندر آنا، اشاعت فاحشہ کا بی سب ہے، یہ بھی عند اللہ جرم ہوسکتا ہے۔ کونان مقدور بھر سعی کریں۔

ہے(ا) (تو تم پر عذاب اتر جاتا)۔

ؽۘٳؿٛۿٵڷڬڹؿڹٳڡٮٛۏؙٳڵڒؾؾؖۑٷٟڶڂٛڟڔ<u>ڗٳۺؽڟڽۅٞۄؠڽٛ</u> ٮۜؿۜۑۼڂٛڟڔڐٟٳڵۺۜؽڟڽٷؚٳؾؘ؋ؽٳڡٞٛٷڽٳڷڡٞڂۘۺٵۧ ۅؘڷڡؙؽڴٷؘۅؙڶٷڒڡؘڞؙڵٳڛڮػؽؽؙٷٚۅؽڝۜؠؙؾؙٷٵۮػؙؙڡۣؽٙڬؙۿ ڝؚۜڹٳۜڝٳؠٙڲڵٷٙڶڮؾٙٳڵڵڰؽؙڒڲۣ۠ڡ؈ٛؿۺٵۧٷٙۅٳڵڶۿ ڛٙؠؿۼؙ؏ڸؽۏ۠۞

الم. ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نه چلو۔ جو شخص شیطانی قدمول کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی تھم کرے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی بھی کی فضل وکرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی کردیتا ہے۔ (۱) اور اللہ سب سننے والا سب جاننے والا ہے۔ کردیتا ہے۔ (۱) اور اللہ سب سننے والا سب جاننے والا ہے۔ اللہ قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہ کھالینی چاہیے، بلکہ معاف کردینا ور در گرز کرلینا چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور در گرز کرلینا چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تم نہیں۔

وَلاَيَأْتِلَ اُولُواالْفَضْلِ مِنْكُورُوالسَّعَةَاكَ يُؤْتُواَ اُولِي الْقُرْنِي وَالْمَلْكِيْنَ وَالْمُطِيرِيْنَ فِي سِيئِلِ اللَّهِ عَلَيْعَفُوْ اوَلِيصَفَّحُوْ الْاَيْخِبُوْنَ آنَ يَتَغْفَرُ اللَّهُ لَكُوْرُواللهُ خَفُوْرٌ تَوْجِئُوْ<sup>®</sup>

ا. جواب محذوف ہے، تو پھر اللہ کا عذاب تہمیں اپنی گرفت میں لے لیتا۔ یہ محض اس کا فضل اور اس کی شفقت ورحمت ہے کہ اس نے تمہارے اس جرم عظیم کو معاف فرمادیا۔

7. اس مقام پر شیطان کی پیروی سے ممانعت کے بعد یہ فرمانا کہ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی پاک صاف نہ ہوتا، اس سے یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مذکورہ واقعہ افک میں ملوث ہونے سے کوئی بھی پاک صاف نہ ہوتا، اس سے یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مذکورہ واقعہ افک میں میں بعض مسلمان بہہ گئے تھے۔ یہ محض اللہ کا فضل وکرم ہے جو ان پر ہوا، ورنہ وہ بھی اسی رو میں بہہ جاتے، جس میں بعض مسلمان بہہ گئے سے اس کی طرف شے۔ اس لیے شیطان کے داؤ اور فریب سے بیخے کے لیے ایک تو ہر وقت اللہ سے مدد طلب کرتے اور اس کی طرف رجوع کرتے رہو اور دوسرا جو لوگ اپنے نفس کی کمزوری سے شیطان کے فریب کا شکار ہوگئے ہیں، ان کو زیادہ ہدف ملامت مت بناؤ، بلکہ خیر خواہانہ طریقے سے ان کی اصلاح کی کوشش کرو۔

ساب حضرت مسطح، جو واقعہ افک میں ملوث ہوگئے تھے، فقرائے مہاجرین میں سے تھے، رشتے میں حضرت ابو بکر صدیق طالقیٰڈ کے خالہ زاد تھے، اس لیے ابو بکر طالقیٰڈ ان کے تفیل اور معاش کے ذمے دار تھے، جب یہ بھی حضرت عائشہ بڑا تھا کہ خلاف مہم میں شریک ہوگئے تو ابو بکر صدیق بڑا تھا کہ وہ آئندہ مسطح کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا بھو ایک فطری امر تھا چنانچہ نزول براءت کے بعد غصے میں انہوں نے قشم کھالی کہ وہ آئندہ مسطح کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا بی گے۔ ابو بکر صدیق طالفیٰڈ کی یہ قسم، جو اگرچہ انسانی فطرت کے مطابق ہی تھی، تاہم مقام صدیقیت، اس سے بلند تر کردار کامتقاضی تھا، اللہ تعالی کو پہند نہیں آئی اور یہ آیت نازل فرمائی، جس میں بڑے بیار سے ان کے اس عاجلانہ بشری اقدام پر انہیں متنبہ فرمایا کہ تم سے بھی غلطیاں موانی اور یہ آیت بیں اور تم بھی دوسروں کے بھی غلطیاں موانی فرماتا رہے۔ تو پھر تم بھی دوسروں کے

ٳڽۜٲڵڎؽؙؽؘؠٞٷٛؽٲڰٛڞڶؿٲڵۼڣڵؿٲڷٮٷۛؠ۬ڹؾ ڵ۪ۼٷؙٳڣٵڵڎؙؽؙٳۘۅؙٲڵٳڿۯۼٷۘڴۿۄۘۼۮؘٳڮؘۼڟؽٛٷٛ

> يَّوْمَ تَشَمُّ لُ عَلَيْرِمُ ٱلْسِنَتُهُمُ وَالْيَدِيْمِ وَالْحِلْهُمُ مِنَاكَانُوْ اِيَعُلُونَ<sup>®</sup>

> ؽۅؙڡؘؠٟۮٟؾؙۏڣۧؽڰؚۻؙؙٳٮڵڎؙۮؚؽڹؘۿؙۭؗڷ۬ؖػؘۊؘؘۜۅؘؽۼڷؠۘۮؙؚؽ ٲڽؖٳڶڵڎۿۅؙڶۘٷ۠۠ڷڛؙؚؽ۠

معاف فرمانے والا مہربان ہے۔

۲۳. جو لوگ پاک دامن مجولی مجالی باایمان عورتوں پر تہت لگاتے ہیں وہ دنیا وآخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔(۱)

۲۲. جس دن ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔(۲)

۲۵. اس دن الله تعالی انہیں پورا بورا بدلہ حق وانصاف کے ساتھ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ الله تعالیٰ ہی حق ہے (اور وہی) ظاہر کرنے والا ہے۔

۲۷. خبیث عور تیں خبیث مردوں کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث عور تیں خبیث مرد خبیث عور توں کے لائق ہیں اور پاک عور تیں پاک مردوں کے لائق ہیں اور پاک مرد پاک عور توں کے لائق ہیں۔ (۳) ایسے پاک لوگوں کے متعلق جو پچھ

ساتھ اسی طرح معافی اور در گزر کا معاملہ کیوں نہیں کرتے؟ کیا تم پیند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیاں معاف فرمادے؟ یہ انداز بیان اتنا موثر تھا کہ اسے سنتے ہی ابو بکر صدیق ڈلائٹیڈ بے سامحتہ پکار اٹھے ''کیوں نہیں اے ہمارے رب! ہم ضرور یہ چاہتے ہیں کہ تو ہمیں معاف فرمادے'' اس کے بعد انہوں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کرکے حسب سابق مسطح کی مالی سرپرستی شروع فرمادی۔ (فتح القدی، این کشر)

ا. بعض مفسرین نے اس آیت کو حضرت عائشہ رہ اللہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ خاص قرار دیا ہے کہ اس آیت میں بطور خاص ان پر تہبت لگانے کی سزا بیان کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے لیے توبہ نہیں ہے۔ اور بعض مفسرین نے اسے عام ہی رکھا ہے اور اس میں وہی حد قذف بیان کی گئی ہے، جو پہلے گزرچکی ہے۔ اگر تہبت لگانے والا مسلمان ہے تو لعنت کا مطلب ہوگا کہ وہ قابل حد ہے اور مسلمانوں کے لیے نفرت اور بعد کا مستحق۔ اور اگر کافر ہے، تو مفہوم واضح ہی ہے کہ وہ دنیا وآخرت میں ملعون لیعنی رحمت الی سے محروم ہے۔

۲. جیسا کہ قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر بھی اور احادیث میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔

بواس (بہتان باز) کررہے ہیں وہ ان سے بالکل بری ہیں،
ان کے لیے بخشش ہے اور عزت والی روزی۔()

71. اے ایمان والو! اپنے گھرول کے سوا اور گھرول میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہال کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو،() یہی تمہارے لیے سراسر بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔()

ؘؽٲؿٞۿٵڷڬڔؽڹٵؗؗڡؠؘؙؽٝۅٲڵڗؾۘڎؙڂٛڵۅٛٲۑؙؿۊؙؾؖٵۼؘؽڕؽؙؿۣۊؾڴؙ؞ ڂؿؖؾؙۛؾؗؾڷ۠ؽٮؗۉٵٷڝٞڸۣڵڣۅٵٷڸٙٲۿڸۿٲڐ۠ڶؚڴۄ۫ڂۛؿڒٛڰڴۄ۫ ڮۼڴڴۄؙؾڬڴٷؽ۞

۲. گزشتہ آیات میں زنا اور قذف اور ان کی صدول کا بیان گزرا، اب اللہ تعالیٰ گھرول میں داخل ہونے کے آداب بیان فرارہا ہے تاکہ مرد وعورت کے درمیان اختلاط نہ ہو جو عام طور پر زنا یا قذف کا سبب بنتا ہے۔ اسٹینیناٹ کے معنیٰ ہیں، معلوم کرنا، لیعنی جب تک جہیں بید معلوم نہ ہوجائے کہ اندر کون ہے اور اس نے تہیں اندر داخل ہونے کی اجازت دے دی ہوجائے کہ اندر کون ہے اور اس نے تہیں، جیسا کہ ترجے سے واضح ہے۔ ایک وقت تک داخل بہ ہو۔ بعض نے تسٹائیسٹوا کے معنیٰ تسٹائونٹوا کے جیں، جیسا کہ ترجے سے واضح ہے۔ آیت میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنے کا ذکر پہلے اور سلام کرنے کا ذکر بعد میں ہے۔ لیکن صدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نی تکائیٹوا کہا سلام کرتے اور پھر داخل ہونے کی اجازت طلب کرتے۔ ای طرح آپ شکائیٹوا کا یہ معمول بھی تھا کہ تین مرتبہ آپ شکائیٹوا ہوازت طلب فرماتے، اگر کوئی جواب نہیں آتا تو آپ شکائیٹوا واپس لوٹ آتے۔ اور یہ بھی آپ شکائیٹوا ما ایک مرتبہ آپ شکائیٹوا ہوازت طلب فرماتے، اگر کوئی جواب نہیں آتا تو آپ شکائیٹوا واپس لوٹ آتے۔ اور یہ بھی آپ شکائیٹوا ما مامنا نہ ہو جس میں بے پردگی کا امکان رہتا ہے۔ (ماحلہ ہو صحیح البخاری، کتاب الاستئذان باب النسليم والاستئذان ثلاثا۔ مسئد المامنا نہ ہو جس میں بے پردگی کا امکان رہتا ہے۔ (ماحلہ ہو صحیح البخاری، کتاب الاستئذان باب النسليم والاستئذان ثلاثا۔ مسئد فرمایا کہ اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان ان کی آئی پھوڑدی تو آپ شکائیٹوا نے اس کا مطلب یہ ہے کہ نام کے کر اپنا تعارف کرائے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان تعارف کرائے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان تعارف کرائے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان ان افار میں دنا؟ قال من ذا؟ قال فال من ذا؟ قال وال من ذا؟ قال وال من ذا؟ قال وال من ذا؟ قال وال میں دنا؟ قال ان مسلم، کتاب الاداب باب کراھة قول الدستأذن أنا إذا قبل من هذا؟ وأبو داود، کتاب الادب)

س. لینی عمل کرو، مطلب یہ ہے کہ اجازت طلی اور سلام کرنے کے بعد گھر کے اندر داخل ہونا، دونوں کے لیے اچانک داخل ہونے سے بہتر ہے۔

فَإِلَّ لَا يَتَكِدُوا فِيُهَا اَحَدًا فَلاَتَدُخُ كُوهَا حَثَّى يُؤُدَنَ لَكُّذُولُ قِيْلَ لَكُوْ الْجِعُوا فَالْجِعُوا هُوَا ثَلَاكُمُ لُكُوْ وَاللَّهُ بِمَاتَحَنُونَ عِلِيْمُ

كيش علَيْكُوْجُنَاحُ أَنْ تَدُخُلُواْبُوْتًا عَيْرَمَسْكُونَةٍ فِيْهَامْتَا عُلَكُوْ وَاللَّهُ يَعْلَوْمَالْبُرُونَ وَمَا تَكْتُنُونَ ۖ

ڠؙڷڸۜڵؠؙؙۅؙٛؠڹۣۺؘؽۼؙڞۨ۫ۅٵڝٵؘۘۻٵۘۅۿؚۅۛۏؽۼۘڣڟ۠ۊٵ ڡٛ۠ۯٶؘجۿؗڎ۠ڐڵؚڰٲڒڰڶۿڡؙٵۣۜؾٵٮڵڎۻؚٙؽڒ۠ؽۭؠٙٵ ڽڝؙۛڹٷٛؽ۞

ۅٙۊؙڵ ڸڵؠؙۅؙؙؠڹؾۼڞ۠ڞؙؽ؈ٛٲۺٵڔۿؚڽۜٙۅؾۘڠڡ۬ٚڟؽ ٷ۫ؽۼۿڽۜۅؙڵؽڹٛڔؿڹؽ۬ؽؘڎۺڰؾٳڵٲڡٵڟۿڒڝؚڹ۫ۿٵ

ملے بغیر اندر نہ جاؤ۔ اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے ۔ وار اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم اندر نہ جاؤ۔ اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ، یہی بات تمہارے لیے پاکیزہ ہے، جو کچھ تم کررہے ہو اللہ تعالی خوب جانتا ہے۔ ۲۹. ہاں غیر آباد گھروں میں -جہاں تمہارا کوئی فائدہ یا اسباب ہو- جانے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ (۱) تم جو کچھ کھی ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اللہ تعالی سب کچھ جانتا ہے۔ جاتا ہے۔ جاتا ہے۔ جاتا ہے۔ جاتا ہے۔ جاتا ہے۔ جاتا ہے۔ جو ایک سب کچھ جاتا ہے۔ (۲)

• سلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں پیچی رکھیں۔ (\*) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں۔ (\*) یہی ان کے لیے پاکیزگ ہے، لوگ جو پچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبر دار ہے۔

اسل اور مسلمان عور تول سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیجی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں (۱۵) اور اپنی

ا. اس سے مراد کون سے گھر ہیں، جن میں بغیر اجازت لیے داخل ہونے کی اجازت دی جارہی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ گھر ہیں، جو بطور خاص مہمانوں کے لیے الگ تیار یا مخصوص کردیے گئے ہوں۔ ان میں صاحب خانہ کی پہلی مرتبہ اجازت کافی ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد سرائے ہیں جو مسافروں کے لیے ہی ہوتی ہیں یا تجارتی گھر ہیں، متناع کے معنی، منفعت کے ہیں لیعنی جن میں تمہارا فائدہ ہو۔

۲. اس میں ان او گول کے لیے وعید ہے جو دوسروں کے گھروں میں داخل ہوتے وقت مذکورہ آداب کا خیال نہیں رکھتے۔
 سا. جب کی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت لینے کو ضروری قرار دیا تو اس کے ساتھ ہی غض بھر (آتکھوں کو پیت رکھنے یا بند رکھنے) کا حکم دے دیا تاکہ اجازت طلب کرنے والا بھی بالخصوص اپنی نگاہوں پر کنٹرول رکھے۔
 ۲۰. لینی ناجائز استعال سے اس کو بچائیں یا انہیں اس طرح چھپاکر رکھیں کہ ان پر کسی کی نظر نہ پڑے۔ اس کے یہ دونوں مفہوم صیح ہیں کیوں کہ دونوں ہی مطلوب ہیں۔ علاوہ ازیں نظروں کی حفاظت کا پہلے ذکر کیا کیونکہ اس میں بے احتیاطی ہی حفظ فروج سے غفلت کا سبب بنتی ہے۔

۵. عور تیں بھی اگرچہ غض بھر اور حفظ فروج کے پہلے حکم میں داخل تھیں، جو تمام مومنین کو دیا گیا ہے اور مومنین میں مومن عور تیں بھی بالعموم شامل ہی ہوتی ہیں لیکن ان مسائل کی اہمیت کے پیش نظر عور توں کو بھی بطور خاص دوبارہ وہی

ۅۘڵؽڞؙڔؾٛۼۼ۠ڔۿؾۜۼڵڔؙۿؽٷڛڞۜۏڬ۩ؽؙڽڔؽٙ ۯؿۣٮٞؠۜڽؙؾٙٳڎٳڸؠؙٷۘڷؾڡۣؾٵۉٳؠٵۣۧۿٟؾٵؘۉٳؠٵٛۼٷڲؾۿٟؾٵٷ ٲؠؿٵٞۼٟڡؚؾٵۉٲؠڹٵٞۦؠ۫ٷڷؾۿؾٵۏٳڂٷٳڹۿؾٵۏؽڹؿٛ ٳڂۘۉٳڹۿؾٵۮؠڹؿٵڞڟؾڡۣؾٵۏٳڂٷڹۿؾٵۏڠٵػؽػ ٵؠؙؽٵڹۿ۠ؾٵۅٳڶؾٚؠۼؽڹؿؽۯٷڸٵڵۯۮؠۊڝٵڸڗۣۜڂٳڶ

زینت کو ظاہر نہ کریں، (ا) سوائے اس کے جو ظاہر ہے (۲) اور اپنی اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں، (۳) سوائے اپنے آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، (۹) سوائے اپنے خاوندوں کے (۵) یا اپنے خاوند کے یا اپنے خسر کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں

تکم دیا جارہا ہے جس سے مقصود تاکید ہے بعض علاء نے اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس طرح مردول کے لیے عور توں کو دیکھنا ممنوع ہے۔ اور بعض نے اس حدیث لیے عور توں کو دیکھنا ممنوع ہے۔ اور بعض نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے جس میں حضرت عائشہ ڈھائیا کا صشیوں کا تھیل دیکھنے کا ذکر ہے (صحیح البخاري، کتاب الصلوة، باب أصحاب الحراب فی المسجد) بغیر شہوت کے مردوں کی طرف دیکھنے کی عور توں کو اجازت دی ہے۔

ا. زینت سے مراد وہ آباس اور زیور ہے جو عور تیں اپنے حسن وجمال میں مزید نکھار پیدا کرنے کے لیے پہنی ہیں، جس کی تاکید انہیں اپنے خاوندوں کے سامنے عورت کے لیے ممنوع ہے تو جہم کو عریاں اور نمایاں کرنے کی اجازت اسلام میں کب ہوسکتی ہے؟ یہ تو بطریق اولی حرام اور ممنوع ہوگا۔

۱۰ سے مراد وہ زینت اور حصۂ جسم ہے جس کا چھپانا اور پردہ کرنا ممکن نہ ہو۔ جیسے کسی کو کوئی چیز پکڑاتے یا اس سے لیتے ہوئے ہتھیایوں کا، یا دیکھتے ہوئے آتھوں کا ظاہر ہوجانا۔ اس ضمن میں ہاتھ میں جو انگو تھی پہنی ہوئی یا مہندی گل ہوئی ہو، آتھوں میں سرمہ، کاجل ہو یا لباس اور زینت کو چھپانے کے لیے جو برقعہ یا چادر لی جاتی ہے، وہ بھی ایک زینت ہوئے ہو۔ تاہم یہ ساری زینتیں الی ہیں، جن کا اظہار ہوقت ضرورت یا بوجہ ضرورت مباح ہے۔

س. تاکہ سر، گردن، سینے اور چھاتی کا پردہ ہوجائے، کیونکہ انہیں بھی بے پردہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

سم. یہ وہی زینت (سنگھار) یا آراکش ہے جے ظاہر کرنے کی ممانعت اس سے پہلے کی گئی تھی۔ یعنی لباس اور زبور وغیرہ کی، جو چاور یا برقعہ کے بینچے ہوتی ہے۔ یہاں اس کا ذکر اب استثناء کے ضمن میں آیا ہے۔ یعنی ان ان لوگوں کے سامنے اس زینت کا اظہار جائز ہے۔

6. ان میں سر فہرست خاوند ہے۔ ای لیے خاوند کو سب پر مقدم بھی کیا گیا ہے۔ کیوں کہ عورت کی ساری زینت خاوند ہی کے لیے ہوتی ہے، اور خاوند کے لیے تو عورت کا سارا بدن ہی حلال ہے۔ اس کے علاوہ جن محارم اور دیگر بعض افراد کا ہر وقت گھر میں آنا جانا رہتا ہے اور قربت اور رشتہ داری کی وجہ سے یا دیگر وجوہ سے طبعی طور پر ان کی طرف جنسی میلان بھی نہیں ہوتا، جس سے فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔ تو شریعت نے ایسے لوگوں کے سامنے، جن سے کوئی خطرہ نہ ہو اور تمام محارم کے سامنے زینت ظاہر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ اس مقام پر ماموں اور چھا کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ جہور علاء کے نزدیک یہ بھی ان محارم میں سے ہیں جن کے سامنے اظہار زینت کی اجازت دی گئی ہے اور بعض کے نزدیک یہ مجان میں ہیں۔ (خ القدیر)

ۘٳۅؚالطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَهُ يَظْهَرُوا عَلَى عَوُرْتِ النِّسَاءَ وَلَايَضُرِيْنَ بِالْجُلِعِنَّ النِّعَلَمَ النِّغُونِيِّنَ مِنْ زِيْنَتِعِنَّ وَتُوْنُو اللَّهِ اللهِ جَمِيْعًا اللَّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّمُ تَقْلِمُونَ ©

کے یا اپنے بھیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے (۱) یا اپنے میل جول کی عور توں کے (۲) یا غلاموں کے (۳) یا ایسے نوکر چاکر مر دول کے جو شہوت والے نہ ہول (۳) یا ایسے بچوں کے جو عور توں کے پر دے کی باتوں سے مطلع نہیں۔ (۵) اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہوجائے، (۱) اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ نجات پاؤ۔ (۱)

ا. باپ میں دادا، پردادا، نانا، پر نانا اور اس سے اوپر سب شامل ہیں۔ اسی طرح خسر میں خسر کا باپ، دادا، پردادا، اوپر تک۔ بیٹوں میں پوت، پڑپوت، نیواسہ پر نواسہ بیٹو تک۔ خاوندوں کے بیٹوں میں پوت، پڑپوت، نیٹی تک، بھائیوں میں اس کے بیٹوں قسم کے بھائی (عینی، اخیافی اور علاقی) اور ان کے بیٹے، پوتے، پڑپوت، نواسے، نیچ تک۔ بھیجوں میں ان کے بیٹے، تک اور بھانجوں میں عینوں قسم کی بہنوں کی اولاد شامل ہے۔

7. ان سے مراد مسلمان عور تیں ہیں جن کو اس بات سے منع کردیا گیا ہے کہ وہ کسی عورت کی زینت، اس کا حسن وجمال اور جسمانی خدوخال اپنے خاوند کے سامنے بیان کریں۔ ان کے علاوہ کسی بھی کافر عورت کے سامنے اظہار زینت منع ہے یہی رائے حضرت عمر وعبداللہ بن عباس طاقعیٰ ومجاھد اور امام احمد بن صنبل سے منقول ہے۔ بعض نے اس سے وہ مخصوص عور تیں مراد لی ہیں، جو خدمت وغیرہ کے لیے ہر وقت ساتھ رہتی ہیں، جن میں باندیاں (لونڈیاں) بھی شامل ہیں۔ سلام بعض نے اس سے مراد صرف لونڈیاں اور بعض نے صرف غلام لیے ہیں اور بعض نے دونوں ہی۔ حدیث میں بھی صراحت ہے کہ غلام سے پردے کی ضرورت نہیں ہے۔ (أبو داود، کتاب اللباس باب في العبد ینظر إلی شعر مولانه) اس طرح بعض نے اسے عام رکھا ہے جس میں مومن اور کافر دونوں غلام شامل ہیں۔

سم. بعض نے ان سے صرف وہ افراد مراد لیے ہیں جن کا گھر میں رہنے سے، کھانے پینے کے سواکوئی اور مقصد نہیں۔ بعض نے بے وقوف، بعض نے نامرد اور خصی اور بعض نے بالکل بوڑھے مراد لیے ہیں۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ جن کے اندر بھی قرآن کی بیان کردہ صفت پائی جائے گی، وہ سب اس میں شامل اور دوسرے خارج ہوں گے۔

۵. ان سے ایسے بچے خارج ہوں گے جو بالغ ہوں یا بلوغت کے قریب ہوں کیونکہ وہ عور توں کے پر دوں کی باتوں سے واقف ہوتے ہیں۔

۲. تاکہ پازیبوں کی جھکار سے مرواس کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اس میں اونچی ایڑی کے وہ سینڈل بھی آجاتے ہیں جنہیں عورت کے ہوت کر چلتی ہے تو نک نک کی آواز، زیور کی جھکار سے کم نہیں ہوتی۔ اس طرح احادیث میں آتا ہے کہ عورت کے لیے خوشبولگاکر گھر سے باہر لکنا جائز نہیں، جو عورت ایسا کرتی ہے، وہ بدکار ہے۔ (زمذي، أبواب الاستئذان، أبو داود، کتاب الترجل) کے بہاں پردے کے احکام میں توبہ کا حکم دینے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ زمانۂ جابلیت میں ان احکام کی جو

ۅٙٲٮٚڮٷۘۘۘٵڵڒێٳڡؙؽٮؙڬؙۄؙۯٳڵڟڸۅؿؙؽ؈ٛۼؠٳۮؚڮٛۄۛ ۅؘٳڡٙٳۧڮؙڎۣٳڽؾٮٞٷ۫ٷٵڣڡۜۯٙٵؽٷ۫ڹڥۿٳڶڵڎؙڝؙڣؘڡٚؽڶڸ؋ ۅؘڶڵڎؙۅٛٳڛڿٞۼڸؽڎ۞

ۅؘڷؽٮۜٮٛۜؾۘڣڣؚٳ۩ٚۮؚؽؽؘڮٳۼؚڮۉؙؽۯڬڵٵػؾ۠ ؽۼ۫ڹؽۿؙۉٳڵڵۿڝؙٛڣؘٞڶؠ؋ۅٞٳڰۮؚؽؽؘؽڹؾۘۼ۫ۏٛؽٳڷڮؚۺ

ان کا نکاح کردو<sup>(۱)</sup> اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں ان کا نکاح کردو<sup>(۱)</sup> اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی۔<sup>(۲)</sup> اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا۔<sup>(۳)</sup> اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔

سس اور ان لوگوں کو پاک دامن رہنا چاہیے جو اپنا نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھے (۱۰ یہاں تک کہ اللہ تعالی

ظلف ورزی بھی تم کرتے رہے ہو، وہ چونکہ اسلام سے قبل کی باتیں ہیں، اس لیے اگر تم نے سچے دل سے توبہ کرلی اور ان احکام مذکورہ کے مطابق پردے کا صحیح اہتمام کرلیا تو فلاح وکامیابی اور دنیا وآخرت کی سعادت تمہارا مقدر ہے۔ ال آیکامیٰی، آیٹم کی جمع ہے۔ آیٹم الی عورت کو کہا جاتا ہے جس کا خاوند نہ ہو، جس میں کنواری، بیوہ اور مطلقہ تینوں آجاتی ہیں۔ اور ایسے مرد کو بھی آیٹم کہ تج ہیں جس کی بیوی نہ ہو۔ آیت میں خطاب اولیاء سے ہے کہ نکاح کردو، یہ نہیں فرمایا کہ نکاح کردو، یہ نہیں فرمایا کہ نکاح کردو، یہ نہیں فرمایا کہ نکاح کرنو، کہ مخاطب نکاح کرنے والے مرد وعورت ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت ولی کی اجازت اور رضامندی کے بغیر ازخود اپنا نکاح نہیں کرستی۔ جس کی تائید احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ اس طرح امر کے صیغے سے بعض نے استدلال کیا ہے کہ نکاح کرنا واجب ہے، جب کہ بعض نے اسے مباح اور بعض نے مشحب قرار دیا ہے۔ تاہم استطاعت رکھنے والے کے لیے یہ سنت مؤکدہ بلکہ بعض حالات میں واجب ہے اور اس سے اعراض سخت وعید کا باعث ہے۔ نبی طاقت کم کری سنت نبی طاقت کی شنیّتی ، فکیس مِنّی " (صحیح البخاری: ۵۰۳ ومسلم:۱۳۰۱) "جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں "۔

۲. یہاں صالحیت سے مراد ایمان ہے، اس میں اختلاف ہے کہ مالک اپنے غلام اور لونڈیوں کو نکاح کرنے پر مجبور کرسکتے ہیں یا نہیں؟ بعض اکراہ کے قائل ہیں، بعض نہیں۔ تاہم اندیشہ ضرر کی صورت میں شرعاً مجبور کرنا جائز ہے۔ بصورت دیگر غیر مشروع۔ (ایر اتفایر)

سا بین محض غربت اور نگ وسی نکاح میں مانع نہیں ہونی چاہیے۔ ممکن ہے نکاح کے بعد اللہ ان کی نگ وسی کو اپنے فضل سے وسعت و فراخی میں بدل دے۔ حدیث میں آتا ہے۔ تین شخص ہیں جن کی اللہ ضرور مدد فرماتا ہے۔ (۱) نکاح کرنے والا، جو پاک دامنی کی نیت سے نکاح کرتا ہے۔ (۲) مکاتب غلام، جو ادائیگی کی نیت رکھتا ہے۔ (۳) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ (ترمذی، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی المجاهد، والمکاتب والنکاح)

مم. حدیث میں پاک دامنی کے لیے، جب تک شادی کی استطاعت حاصل نہ ہوجائے، نظی روزے رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ فرمایا (اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہے، اسے (اپنے وقت پر) شادی کر لینی چاہیے، اس لیے کہ اس سے آنکھوں اور شرم گاہ کی حفاظت ہوجاتی ہے اور جو شادی کی طاقت نہیں رکھتا، اسے چاہیے کہ وہ

مِمّاملَكَتُ اِيُمَائُكُوْفَكَالِبَوْهُمُّ اِنْ عَلِمُتُوفِيْهِهُ خَيْرًا قَوَانُوهُهُومِّنَ مَّالِ اللهِ الّذِي اللهُ وَكَلَّ تَكُوهُوافَتَيْنِكُو كَلَ الْبِغَآءِانُ اَرَدُنَ تَصَفَّنَّ لَلْتَبْتَعُوْا عَضَ الْفَيْلِوِّ النَّائِيَا وَمَنْ يَكُوهُهُنَّ فَإِنَّ اللهَ مِنْ بَعْدِ الْمُرَاهِمِينَ غَفُورُ تَحِيْدُهُ۞

انہیں اپنے فضل سے مالدار بنادے، تمہارے غلاموں میں سے جو کوئی کچھ تمہیں دے کر آزادی کی تحریر کرانی چاہے تو تم الی تحریر انہیں کردیا کرو اگر تم کو ان میں کوئی بھلائی نظر آتی ہو، (۱) اور اللہ نے جو مال تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے انہیں بھی دو، (۱) تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انہیں دنیا کی زندگی کے فائدے کی غرض سے بدکاری پر مجبور نہ کرو (۱) اور جو انہیں مجبور کردے تو اللہ تعالی ان پر جبر کے بعد بخش دینے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔ (۱)

(كثرت سے نظى) روزے ركھ، روزے اس كى جنسى خوابش كو قابو ميں ركيں گے)۔ (صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب الصوم لمن خاف على نفسه العزوبة مسلم أول كتاب النكاح)

1. مُکَاتَبٌ، اس غلام کو کہا جاتا ہے جو اپنے مالک سے معاہدہ کرلیتا ہے کہ میں اتنی رقم جمع کرکے ادا کردوں گا تو آزادی کا مستحق ہوجاؤں گا۔ "ہمائی نظر آنے" کا مطلب ہے، اس کے صدق وامانت پر تمہیں یقین ہو یا کسی حرفت وصنعت سے وہ آگاہی رکھتا ہو۔ تاکہ وہ محنت کر کے کمائے اور رقم ادا کردے۔ اسلام نے چونکہ زیادہ سے زیادہ غلامی کی حوصلہ شکنی کی پالیسی اپنائی تھی، اس لیے یہاں بھی مالکوں کو تاکید کی گئی کہ مکاتبت کے خواہش مند غلاموں سے معاہدہ کرنے میں تامل نہ کرو بشر طیکہ تمہیں ان کے اندر ایسی بات معلوم ہو کہ جس سے تمہاری رقم کی ادائیگی بھی ممکن ہو۔ بعض علماء کے نزدیک بید امر وجوب کے لیے اور بعض کے نزدیک استخباب کے لیے ہے۔

م. لینی جن لونڈیوں سے جبراً یہ بے حیائی کا کام کروایا جائے گا، تو گناہ گار مالک ہو گا لینی جبر کرنے والا، نہ کہ لونڈی جو

وَلَقَدُانُوۡلُنَاۤالِيۡكُمُ ٓ النِتِمُّبَيِتْتِ ّوَمَثَلَارِّينَ الَّذِيۡنَ خَلَوَامِنَ تَمْلِكُمُ وَمَوۡعِظَةً لِلْمُثَقِدِينَ۞

ٲڵڵڎؙڬٷۯؙٳڵۺۜؠؙڂؾؚۘۘۘۅٙٲڵۯۻ۠ٙ؞ٛڡؘؾؘڵؙڎ۠ۅ۫ۄٚڮۺٝڬۅ۬ۊ ڣؽۿٳڡڞۘڹٵؖٛٵؙڸڡڞڹٵڂ؈۬ؽۻٵۼڐٵڵڗ۠ۼڶڿڎ ػٲڡۜۜۿٵػٷػڮۮڗؚؿؖؿٛٷػۮڝڹۺؘڿڔۊۺؙڔۯڲۊ ڒؿؿؙۅٛؽۊؚٙڵۺٞۯؾؾۊۊۜڵۯۼؘۯڽؾۊٚێڲۮؽؿؗؠٛڵۻۼٛ ڡؘٷٙڶػۣڗؘۺۺۿؙڬٲڎ۠ڹٛڎۯۜۼڵٷڔ۫ڽۿڮ؈ٳٮڵڎڸڹٛۅڮ ڡڽؙڲؾڬڴٷڝؘۼڔڮٳڶڵڎؙٲڒڡٛؿٵۜڵڸڶٮٵڛ ۅڶڵۿؠ۠ڴؚڸۧۺٞڴۼڸؽۅ۠ۿ

۳۳. اور ہم نے تمہاری طرف کھلی اور روش آیتیں اتاردی ہیں اور ان لوگوں کی کہاوتیں جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور پر ہیز گاروں کے لیے تصیحت۔

اللہ نور ہے آسانوں کا اور زمین کا، (۱) اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ مثل چیکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو وہ چراغ اس بابر کت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے گئے اگر چہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے، (۱) اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے، (۳)

مجبور ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ "میری امت سے، خطا، نسیان اور ایسے کام جو جبر سے کرائے گئے ہول، معاف ہیں"۔ (ابن ماجه، کتاب الطلاق، باب طلاق المکره والناسي)

ا. یعنی اگر اللہ نہ ہوتا تو نہ آسان میں نور ہوتا نہ زمین میں، نہ آسان وزمین میں کسی کو ہدایت ہی نصیب ہوتی۔ پس وہ اللہ تعالیٰ ہی آسان وزمین کو روشن کرنےوالا ہے اس کی کتاب نور ہے، جس طرح چراغ اور بلب سے انسان روشنی حاصل کرتا

ہے۔ حدیث سے بھی اللہ کا نور ہونا ثابت ہے۔ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمُواَتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ (صحیح البخاری، باب النهجد باللیل، ومسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین باب الدعاء فی صلاۃ اللیل) (پی اللہ، اس کی ذات نور ہے، اس کا تجاب نور ہے اور ہم ظاہری اور معنوی نور کا خالق، اس کا عطا کرنے والا اور اس کی طرف ہدایت کرنے والا صرف ایک اللہ ہے)۔ (ایر الغایر) ۲. لیعنی جس طرح ایک طاق میں ایسا چراغ ہو، جو شخشے کی قندیل میں ہو، اس میں ایک بابرکت درخت کا ایسا خاص تیل ڈالا گیا ہو کہ وہ آگ (دیا سلائی) دکھائے بغیر ہی بذات خود روش ہوجانے کے قریب ہو۔ یوں یہ ساری روشنیاں ایک طاق میں مجتمع ہو گئیں اور وہ بقع نور بن گیا۔ اس طرح اللہ کے نازل کردہ دلائل وہراہین کی حیثیت ہے کہ وہ واضح ہیں باری سازی کور ہو مشرق ہے نہ مغربی کا مطلب ہے، وہ درخت ایسے کھلے میدان اور صحرا میں ہے کہ اس پر دھوپ صرف سورج کے چڑھنے کے وقت یا غروب کے وقت بی نہیں پڑتی، بلکہ سارا دن وہ وہ وہ وہ سے ایک درخت ہے جس کا پھل اور موراد اس سے زیتون کا درخت ہے جس کا پھل اور وہ وہ وہ وہ سے ایک درخت ہے جس کا پھل اور

س. نُورٌ سے مراد ایمان واسلام ہے، یعنی اللہ تعالیٰ جن کے اندر ایمان کی رغبت اور اس کی طلب دیکھتا ہے، ان کی اس نور کی طرف رہنمائی فرمادیتا ہے، جس سے دین ودنیا کی سعادتوں کے دروازے ان کے لیے کھل جاتے ہیں۔

تیل سالن کے طور پر بھی استعال ہوتا ہے اور چراغ میں تیل کے طور پر بھی۔

# ؈ؙٛڹؙٷۣٮؾ۪ٲۮؚؽٵڵڵٷٲڽؙڗؙڤٙڗٷؽٚڰۯڣؿۿٵۺؙۿؙ ؽؙٮؾٟڂڷٷڣؠٛڵٳڶڡؙۮؙۊؚٚٷٲڵڞٳڵٛ

ڔؚڃٵٞڵ؆ػؙڷؙۿۣؿۄؚؗڡٞؾؚٵۯٷۜٛٷڵڔؠؘؿڠ۠ٛٸٛڎؚڬۅؚڶڵڡۅؘڶٷؖڡ ٳڞۜڶۅۊۅؘٳؽؾٵۧ؞ٳڶڒۘڮۅ؆ؗؾؽؘٵڡؙٛۏۛؽؽۅؙڡٵۺۜڡٙڰڹڣ ٳڶؿؙڵؙۅٛڹؙۅؘٳڵۯڝٛٵۯ۞۫

لوگوں (کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرمارہا ہے، ('' اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔ **۳۲**. ان گھروں میں جن کے بلند کرنے، اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے<sup>(۲)</sup> وہاں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تشبیح بیان کرتے ہیں۔ (<sup>۳)</sup>

٣٧. ايسے لوگ (م) جنهيں تجارت اور خريد وفروخت الله كے ذكر سے اور نماز كے قائم كرنے اور زكاة اداكرنے سے غافل نہيں كرتى اس دن بہت سے غافل نہيں كرتى اس دن بہت سے

ا. جس طرح اللہ نے یہ مثال بیان فرمائی جس میں اس نے ایمان کو اور اپنے مومن بندے کے دل میں اس کے راشخ ہونے اور بندوں کے احوال قلوب کاعلم رکھنے کو واضح فرمایا کہ کون ہدایت کا اہل ہے اور کون نہیں۔

۲. جب اللہ تعالیٰ نے قلب مومن کو اور اس میں جو ایمان وہدایت اور علم ہے، اس کو ایسے چراغ سے تشبیہ دی جو شیشے کی قدیمل میں ہو اور جو صاف شفاف تیل سے روش ہو۔ تو اب اس کا محل بیان کیا جارہا ہے کہ یہ قدیمل ایسے گھروں میں ہیں، جن کی بابت تھم دیا گیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اللہ کا ذکر کیا جائے۔ مراد معجدیں ہیں، جو اللہ کو زمین کے حصول میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ بلندی سے مراد محض سنگ وخشت کی بلندی نہیں ہے بلکہ اس میں محبوب کو زمین کے حصول میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ بلندی سے پاک رکھنا بھی شامل ہے۔ ورنہ محض مجدول کی عمارتوں کو عمل شان اور فلک ہو بین مطلوب نہیں ہے بلکہ اصادیث میں مجدول کو زر نگار اور زیادہ آراستہ ویراستہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور ایک حدیث میں تو اسے قرب قیامت کی علامات میں سے بتلایا گیا ہے۔ (آبو داود، کتاب الصلوٰۃ، باب فی بناء المساجد) علاوہ ازیں، جس طرح معبول میں تجارت وکاروبار اور شور وشغب ممنوع ہیں کیونکہ یہ معبد کے اصل مقصد، عادت کے منافی ہیں، اس طرح اللہ کا ذکر کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ صرف ایک اللہ کا ذکر کیا جائے، اس کی عادت کی عادت کی جائے اور صرف اس کو مدد کے لیے بیارا جائے۔ ﴿قَانَ الْمَسْاجِدَا مِلْلُهِ فَلَاتَ مُحْوَا مُعَ اللهِ اَحْدَا اللهِ الله کے ساتھ کی کو مت بیاری۔
 کی عادت کی جائے اور صرف اس کو مدد کے لیے بیارا جائے۔ ﴿قَانَ الْمُسْاجِدَا مِلْلُهِ فَلَاتَ مُحْوَا مُعَ اللهِ اَحْدًا ﴾ (الجن: ۱۸)
 کی عادت کی جائے اور صرف اس کو مدد کے لیے بیارا جائے۔ ﴿قَانَ الْمُسْاجِدَا مِلْلُهِ فَلَاتَ مُحْوَا مُعَ اللهِ اَحْدًا ﴾ (الجن: ۱۸)
 کی عادت کی جائے اور صرف اس کو مدد کے لیے بیارا جائے۔ ﴿قَانَ الْمُسْاحِدَا لِلٰهِ فَلَاتَ مُحْوَا مُعَلَّا اللهُ اِسْاحِدی کی عاده کی جائے اور صرف اس کو مدد کے لیے بیارا ہائے۔ ﴿قَانَ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ الله کی سے بین، ہیں اللہ کے ساتھ کی کو مت بیاری۔)۔

۳. شیج سے مراد نماز ہے۔ آصَالٌ، أَصِیْلٌ کی جُمع ہے بمعنی شام۔ یعنی اہل ایمان، جن کے دل ایمان وہدایت کے نور سے روثن ہوتے ہیں، صبح وشام مسجدوں میں اللہ کی رضا کے لیے نماز پڑھتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔

۸. اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ اگرچہ عورتوں کا معجدوں میں جاکر نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ وہ نہایت سادہ لباس میں، بغیر خوشبو لگائے اور با پردہ جائیں، جس طرح کہ عہد رسالت مآب عَلَیْتَیْم میں عور تیں معجد نبوی میں نماز کے لیے حاضر ہوتی تھیں۔ تاہم ان کے لیے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ حدیث میں بھی اس چیز کو بیان کیا گیا ہے۔ (أبو داود، کتاب الصلوٰۃ، باب النشدید فی ذلك، مسند أحمد: ۲۹۷/۱، ۳۹۱)

ڸؚؾۘڂڔؘۣؽۿۉٳڶڵڎٲڂۘڛؘٵۼؠڵۉٳۅۜێڔۣٝؽۜۮ۠ۿؠٞ؈ٞڡؙڡؙڸۄۨ ۅڶڵڰؙؽۯؙۮٛٛؿؙڡؘڽۘؿؿٵٷڽۼؽؙڔڝؚٮٵۑ۞

وَالَّذِيْنَ كَفَرُ وَالْعُمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَعْسَبُهُ الظّمُالُ مَا ۚ حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدُ لاَشَيَّا وَوَجَدَ اللّه عِنْدَكَ لاَ فَوَقْ لُهُ حِسَابَةُ وَاللّهُ سَرِيْعُ الْجِسَانِ

ٱۘۉۘػڟ۠ڵٮؙٮؾؚ؈ٛڲٷؚڷۼۣۜؾێٙۺ۬ۿؙڡۜۅٛڿ۠ڝؚۨڽ۬ۏٙۊؚ؋ڡۜۅٛڿ۠ ڝؚۨٞؿؘٷۊؚ؋ڛٙڬڷؚ؆ڟؙڵٮٮڟڹۼڞ۠ؠڵٷۊ؈ؠؘۼڝ۬ ٳۮٙ۩ؘڂٛۄجۜؽؽؘۂڵۄٝۑػڷؽ۬ڒۣڝٵٷڝٛڷػؘۼۣۼڮڶۣۘٵٮڵۿ

دل اور بہت سی آئنھیں الٹ پلٹ ہوجائیں گی۔(') **17.** اس ارادے سے کہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا

بہترین بدلہ دے بلکہ اپنے فضل سے اور کچھ زیادتی عطا

فرمائے۔ اور اللہ تعالی جے چاہے بے شار روزیاں دیتا

ہے۔(')

٣٩. اور کافروں کے اعمال مثل اس جہکتی ہوئی ریت کے بیں جو چشیل میدان میں ہو جسے پیاسا شخص دور سے پائی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہونچتا ہے تو اس کا پھی نہیں پاتا، ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا پورا چکا دیتا ہے۔ (۱۳) اور اللہ بہت جلد حساب کردینے والا ہے۔

• ۱۲. یا مثل ان اندھیروں کے ہے جو نہایت گہرے سمندر کی تہ میں ہوں جسے اوپر تلے کی موجوں نے ڈھانپ رکھا ہو، پھر اوپر سے بادل چھائے ہوئے ہوں۔ الغرض

ا. یعنی شدت فزع اور ہولنا کی وجہ ہے۔ جس طرح دوسرے مقام پر ہے۔ ﴿وَأَنْدِدْهُمْ يَوْمُرَالْاَذِوَةِ اِلْقَانُوبُ لَدَى الْحَنَاجِدِ گاظِمِیْنَ﴾ (المومن: ۱۸) (ان کو قیامت کے دن سے ڈراؤ، جس دن دل، گلول کے پاس آجائیں گے، غم سے بھرے ہوئے)۔ ابتداءً دلول کی یہ سیفیت سب کی ہی ہوگی، مومن کی بھی اور کافرکی بھی۔

۲. قیامت کے دن اہل ایمان کو ان کی نیکیوں کا بدلہ أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً (کُنُ کُنُ گنا) کی صورت میں دیا جائے گا اور بہت سوں کو بے حساب ہی جنت میں داخل کردیا جائے گا اور وہاں رزق کی فراوانی اور اس میں جو تنوع و تلذذ ہوگا، اس کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔

ساہ اُعْمَالٌ ہے مراد، وہ اعمال ہیں جنہیں کافر ومشرک نیکیاں سمجھ کر کرتے ہیں، جیسے صدقہ و خیرات، صله رحی، بیت اللہ کی تعمیر اور حاجیوں کی خدمت و غیرہ۔ سَرَابٌ، اس چیکی ہوئی ریت کو کہتے ہیں، جو دور سے سورج کی شعاعوں کی وجہ سے پانی نظر آتی ہے۔ سَرَابٌ کے معنی ہی چلئے کے ہیں۔ وہ ریت، چلتے ہوئے پانی کی طرح نظر آتی ہے قیدُعیّہ، قاع کی جمعی میں پانی تھر جاتا ہے یا چشیل میدان۔ یہ کافروں کے عملوں کی مثال ہے کہ جس طرح سراب دور سے پانی نظر آتا ہے حالائکہ وہ ریت ہی ہوتی ہے۔ اس طرح کافر کے عمل عدم ایمان کی وجہ سے اللہ طرح سراب دور سے پانی نظر آتا ہے حالائکہ وہ ریت ہی ہوتی ہے۔ اس طرح کافر کے عمل عدم ایمان کی وجہ سے اللہ علی بال بالکل بے وزن ہوں گے، ان کا کوئی صلم انہیں نہیں ملے گا۔ بال جب وہ اللہ کے پاس جائے گا، تو وہ اس کے عملوں کا بورا بورا ویرا حیاب چکا گا۔

لَهُ نُورًا فَمَالَهُ مِنَ ثُورًا

ٱڬۿڗۜۯٵؾٛ۩ڶڎؽؽڗؚۼٷڶ؋ڡؙؽ۫؋۩ڵڡۜۿۅؾۘۘۅٲڷۯۻ ۅؘٳڵڟؿڔؙۻؖڡٚٚڐؙٟػؙڷؙ۠ڨۮؙۼڸۄٙڝڶڒؾ؋ۅؘۺڹۣؽٷ ۅؘٳٮڵۿۼڸؽٷؠٵؽڣ۫ٷۮڽ۞

اندھیریاں ہیں جو اوپر تلے بے در بے ہیں۔ جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی قریب ہے کہ نہ دیکھ سکے، (۱) اور (بات یہ ہے کہ) جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے یاس کوئی روشنی نہیں ہوتی۔ (۱)

الم. کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسانوں اور زمین کی کل مخلوق اور پر پھیلائے (\*\*) اڑنے والے کل پرند اللہ کی تشییج میں مشغول ہیں۔ ہر ایک کی نماز اور تشییج اسے معلوم ہے، (\*\*) لوگ جو کچھ کریں اس سے اللہ بخوبی واقف ہے۔ (\*\*)

ا. یہ دوسری مثال ہے کہ ان کے اعمال اندھیروں کی طرح ہیں، لیخی انہیں سراب سے تثبیہ دے لو یا اندھیروں سے۔ یا گزشتہ مثال کافر کے اعمال کی تھی اور یہ اس کے کفر کی مثال ہے جس میں کافر ساری زندگی گھرا رہتا ہے، کفر وضلالت کا اندھیرا، اعمال سیئہ وعقائد مشرکانہ کا اندھیرا اور رب سے اور اس کے عذاب افروی سے عدم واقفیت کا اندھیرا۔ یہ اندھیرے اسے راہ ہدایت کی طرف نہیں آنے دیتے۔ جس طرح اندھیرے میں انسان کو اپنا ہاتھ بھی تجھائی نہیں دیتا۔ کا لیعنی دنیا ہیں ایمان کو اپنا ہاتھ بھی تجھائی نہیں دیتا۔ کا لیعنی دنیا ہیں ایمان واسلام کی روشنی نصیب نہیں ہوتی اور آخرت ہیں بھی اہل ایمان کو ملے والے نور سے وہ محروم رہیں گے۔ سلام صحافات اور اس کا مفعول آجینے تھی امل ایمان کو ملے والے نور سے وہ محروم رہیں گوئی النہوں والدون کی معنی پر ندے بھی شامل تھے۔ لیکن یہاں ان کا ذکر الگ سے کیا، اس لیے کہ پرندے، تمام حیوانات میں ایک نہایت ممتاز مخلوق اڑنے پر بھی قدرت رکھتی ہے جس سے دیگر تمام حیوانات محروم ہیں اور زمین پر چلنے کھرنے کی قدرت بھی رکھتی ہے۔ یہ محلوق اڑنے پر بھی قدرت رکھتی ہے جس سے دیگر تمام حیوانات محروم ہیں اور زمین پر چلنے کو نہرے کی قدرت کی قدرت کی قدرت کی قدرت کی تمام حیوانات محروم ہیں اور زمین پر چلنے کی قدرت کی گی کہ کرتے ہوئے کی قدرت کی کھی کے در کھتی ہے۔

۴. یعنی اللہ نے ہر مخلوق کو یہ علم الہام والقاء کیا ہے کہ وہ اللہ کی نتیج کس طرح کرے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بخت واتفاق کی بات نہیں بلکہ آسان وزمین کی ہر چیز کا نتیج کرنا اور نماز ادا کرنا یہ بھی اللہ ہی کی قدرت کا ایک مظہر ہے، جس طرح ان کی تخلیق اللہ کی ایک صنعت بدلیج ہے، جس پر اللہ کے سواکوئی قادر نہیں۔

۵. لیعنی اہل زمین واہل آسان جس طرح اللہ کی اطاعت اور اس کی تشییح کرتے ہیں، سب اس کے علم میں ہے، یہ گویا انسانوں اور جنوں کو تنہیہ ہے کہ تہہیں اللہ نے شعور اور ارادے کی آزادی دی ہے تو تہہیں تو دوسری مخلوقات سے زیادہ اللہ کی تشییح و تحمیداور اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ لیکن معاملہ اس کے برعس ہے۔ دیگر مخلوقات تو تشییح الہی میں مصروف ہیں۔ لیکن شعور اور ارادے سے بہرہ ور مخلوق اس میں کوتاہی کا ارتکاب کرتی ہے۔ جس پر یقیناً وہ اللہ کی گرفت کی مستحق ہوگی۔
 گرفت کی مستحق ہوگی۔

وَيِلُهِ مُلْكُ التَّمَانِيَ وَالْأَرْضِ وَالْ اللهِ الْمَصِيْرِ اللهِ الْمَصِيْرِ

ٱڵۊؘڗؙۘڒٲڽۜٵۺؙؿؙؿؽڛۘٵڴ۪ٵٞٛۼؙؙؿٷڵۅڬؠؽڹڎؙؿٚۊڲۼۘٵۿ ۯڲٵ؆ڡٚڗۜؽٵڶۅڎؙؾؘؿۘۏؙٷڝڽ۫ڿڵڸ؋ٷؽؙڹؚڵ؈ڹ ٳۺػٳٙ؞ۅڽٛڿؠٵڶ؋ڽۿٵڝؙٛڔڿۿڝؙؽٮؚ۠ڮؠؠڡڽ ؿؾٵٷڝٙڡٛڔڡؙٛ؋ۘۘڠڽؙۺڞؿۺٵٚٷ؞ؽػڶۮڛؽٵؠۯۊ؋ ؽڹڎٵٷڝ۫ڣڔڡؙٛڰ۫ؖڠڽؙۺڞؿۺٵٚٷ؞ؽػڶۮڛؽٵؠۯۊ؋

ؽؙڡۜٙڸٮٛٵٮڵڎؙٲڷؽؙڶؘۉۘۘڶڷؠۜٛٵڒۧٳۜۜۜڐ؈۬ٝۮ۬ڸؚڮؘڵۅؙؠڗۘۊٞڵٳؗۅؙڸ ٲڒڡؙڝٵڕ۞

۳۲. اور آسانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

سرم. کیا آپ نے تنہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کو چلاتا ہے، پھر انہیں ملاتا ہے پھر انہیں تہ بہ تہ کردیتا ہے، پھر آپ دیکھتے ہیں کہ ان کے درمیان میں سے مینہ برستا ہے۔ وہی آسان کی جانب سے اولوں کے پہاڑ میں سے اولے برساتا ہے، پھر جنہیں چاہے ان کے پاس انہیں برسائے اور جن سے چاہے ان سے انہیں ہٹادے۔ (۳) بدل ہی سے نکلنے والی بجلی کی چک ایسی ہوتی ہے کہ گویا اب آئھوں کی روشنی لے چلی۔ (۳)

۳۳. الله تعالیٰ ہی دن اور رات کو ردو بدل کرتا رہتا ہے۔
ہے(۵) آگھوں والوں کے لیے تو اس میں یقییناً بڑی بڑی عربی عبر تیں ہیں۔

1. پس وہی اصل حاکم ہے، جس کے تھم کا کوئی تعاقب کرنے والا نہیں، اور وہی معبود برخق ہے جس کے سواکسی کی عبادت جائز نہیں۔ اس کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے، جہاں وہ ہر ایک کے بارے میں عدل وانصاف کے مطابق فیصلہ فرمائے گا۔

7. اس کا ایک مطلب تو یہی ہے جو ترجے میں اختیار کیا گیا ہے کہ آسان میں اولوں کے پہاڑ ہیں جن سے وہ اولے برساتا ہے۔ (ابن کش) دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ساء بلندی کے معنی میں ہے اور جبال کے معنی ہیں بڑے بڑے کہ ساء بلندی کے معنی میں ہے اور جبال کے معنی ہیں بڑے بڑے کہ بڑے کہ ساتا بلکہ بلندیوں سے جب چاہتاہے برف کے بڑے بڑے کہڑے کہ بڑے کہ بادلوں سے جب چاہتاہے برف کے بڑے بڑے کہڑے کہڑے کہڑے کہ بادلوں سے اولے برساتا ہے۔

سم. لینی وہ اولے اور بارش بطور رحمت جنہیں چاہتا ہے پہنچاتا ہے،اور جنہیں چاہتا ہے ان سے محروم رکھتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ژالہ باری (اولے) کے عذاب سے جسے چاہتا ہے دوچار کردیتا ہے، جس سے ان کی فصلیں تباہ اور کھیتیاں برباد ہوجاتی ہیں اور جن پر اپنی رحمت کرنا چاہتا ہے ان کو اس سے بچا لیتا ہے۔

۳. یعنی بادلوں میں جیکنے والی بجلی، جو عام طور پر بارش کی نوید جال فزا ہوتی ہے اس میں اتنی شدت کی چمک ہوتی ہے کہ وہ آئکھوں کی بصارت لے جانے کے قریب ہوجاتی ہے۔ یہ بھی اس کی صناعی کا ایک نمونہ ہے۔

۵. لینی مجھی دن بڑے، راتیں چھوٹی اور مجھی اس کے بر عکس۔ یا مجھی دن کی روشنی کو بادلوں کی تاریکیوں سے اور رات کے اندھیروں کو چاند کی روشنی سے بدل دیتا ہے۔

ۅؘڶٮڵڡؙڂؘڶؘؘۜۜٯٙػؙڴۮٳۜٛڋۊؚڡؚۜڹؙ؆ٛٳٚٷٙؠڹ۫ۿؙؗؗؗؗؠٞۺؙؽٞؿٝۺؽٸڵ ڹڟؙۏ؋ۧٷؽؙؠؙؙؙؙؙٛؠؙۺٞػؿۺؽؘٷڸڔۣڂڮؽڹۣٛٷؽؠ۫ؠؙؙؠٛۺٞؿٞؿؿؿ ٵٚڸٙٲۮ۫ۼٟؿؙڬؙؙؙؙٛڶؿڶڰٵڲۺٛٲڐٝٳڗٵڶڷڰٵڮڴؚڗۺؽ ۼۘۮؙڰٛ ؿۮؙڰٛ

ڵڡؘۜۮؙٲڹٚۯؙڵؽٙٵڵڽڗٟ؞ؙٛٮؠۜؾڹؾٟٷٳٮڷڎؙؽۿۮؚؽؘڡؽؘ ٳڵڶڝٙۯٳڟٟؿؙؙۺؘؾؿؿۄٟ۞

وَيَقُوْلُوْنَ المَثَا اِللّهِ وَبِالرّسُولِ وَاَطَمُنا ثُمّرَ يَتُوَلَّى فَرِيْقٌ مِّنْهُمُو مِّنُ بَعُدِ ذٰلِكَ وَمَا اُولَيِك بِالْمُوْمُونِيُنَ®

ۅؘٳۮؘٳۮؙٷۧٳٳڸٙٳڵڸۅۅؘڗڛؙۅٝڸ؋ڸؽۣڞؙڴڔڹؽڹٛۿؙڎٳۮٵ ۏڔؽؙؿ۠ۜۺٞۿۄٞؿۼڔۻؙۅؽ۞

سلام اور تمام کے تمام چلنے کھرنے والے جانداروں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پانی سے پیدا کیا ہے ان میں سے بعض تو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، (۱) بعض دو پاؤں پر چلتے ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور بعض چار پاؤں پر چلتے ہیں، (۱) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ (۱) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ (۱) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہیں اور اللہ تعالیٰ جے چاہے سیدھی راہ دکھادیتا ہے۔ (۵) ہیں اور اللہ تعالیٰ جے چاہے سیدھی راہ دکھادیتا ہے۔ (۵) کیان کی اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لائے اور فرماں بردار ہوئے، پھر ان میں سے ایک فرقہ اس کے بعد بھی پھر جاتا ہے۔ یہ ایمان والے ہیں (ہی) اس کے بعد بھی پھر جاتا ہے۔ یہ ایمان والے ہیں (ہی)

٣٨. اورجب يه اس بات كى طرف بلائے جاتے ہيں كه الله اور اس كا رسول ان كے جھر كے چكا دے تو جھى ان كى ايك جماعت منه موڑنے والى بن جاتى ہے۔

ا. جس طرح سانب، مجھلی اور دیگر حشرات الارض کیڑے مکوڑے ہیں۔

۲. جیسے انسان اور پرند ہیں۔

۳. جیسے تمام چوپائے اور دیگر حیوانات ہیں۔

م. یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ بعض حیوانات ایسے بھی ہیں جو چار سے بھی زیادہ پاؤں رکھتے ہیں، جیسے کیڑا، مکڑی اور بہت سے زینی کیڑے۔

۵. آیات میراد قرآن کریم ہے جس میں ہر اس چیز کا بیان ہے جس کا تعلق انسان کے دین واخلاق سے ہے جس پر اس کی فلاح وسعادت کا انحصار ہے۔ ﴿ مَا فَتِكُمْنَا فِي الْكَتْبُ مِنْ شَقَی ﴾ (الأنعام: ۴۸) (ہم نے كتاب ميں كس چیز کے بیان میں کو تابی نہیں کی)۔ جے ہدایت نصیب ہونی ہوتی ہے، اللہ تعالی اسے نظر صحیح اور قلب صادق عطا فرمادیتا ہے جس میں کوئی کجی جس سے اس کے لیے ہدایت کا راستہ کھل جاتا ہے۔ صراط متقیم سے مرادیبی ہدایت کا راستہ ہے جس میں کوئی کجی نہیں، اسے اختیار کرکے انسان اپنی منزل مقصود جنت تک پہنچ جاتا ہے۔

۲. یہ منافقین کابیان ہے جو زبان سے اسلام کا اظہار کرتے تھے لیکن دلوں میں کفر وعناد تھا لینی اعتقاد سیحے سے محروم سے۔ اس لیے زبان سے اظہار ایمان کی نفی کی گئی۔

وَانَ كَنْ لَهُوُ الْحَقُّ يَأْتُو ٓ اللَّهِ وَمُذَعِنِينَ<sup>®</sup>

ٳؘ؈۬ ڠؙڵۯؠؚۿؚٟۅٞ؆ۜۯڞٛٳڔٳۯؾٵڹۅٛٙٳٲۯۼۜٵۏ۠ڽٵڹ ؾؖۑؽڶڐ؇ڎۼۘڲۿؚۅٛۅٙڛٛۅ۠ڶڎڹڷٳؙۏڵڸٟػۿؙۮڶڟڸٷ۞

إِنِّمَاكَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا دُعُوَّالِلَ اللهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمُ بَنِيْنَهُمُّ لَنَّ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَاطَعْنَا وَاوْلَيْكَ هُوْلُنْفُلُونُنَ

> وَمَنْ تُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللهَ وَيَتَقَهُ فَاوْلَلِكَهُوْ الْفَالِزُوْنَ

۳۹. اوربال اگر انهی کوحق پینچتا ہو تو مطیع وفرمال بردار ہوکر اس کی طرف چلے آتے ہیں۔ (۱)

کیا ان کے دلوں میں بیاری ہے؟ یا یہ شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں؟ یا انہیں اس بات کا ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان کی حق تلفی نہ کریں؟ بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی بڑے ظالم ہیں۔ (۲)

(1. ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس کے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کردے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ (۳) یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

۵۲. اورجو بھی اللہ تعالیٰ کی، اس کے رسول کی فرمال برداری کریں، خوف اللی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں۔(\*)

ا. کیوں کہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ عدالت نبوی سکا لیکٹی ہے جو فیصلہ صادر ہوگا، اس میں کسی کی رو رعایت نہیں ہوگی، اس لیے وہاں اپنا مقدمہ لے جانے ہے ہی گریز کرتے ہیں۔ ہاں اگر وہ جانتے ہیں کہ مقدمے میں وہ حق پر ہیں اور ان ہی کے حق میں فیصلہ ہونے کا غالب امکان ہے، تو پھر نمو تی نوشی وہاں آتے ہیں إِذْعَانٌ کے معنی ہوتے ہیں، اقرار اور انقیاد واطاعت کے۔

1. جب فیصلہ ان کے خلاف ہونے کا امکان ہوتا ہے تو اس سے اعراض وگریز کی وجہ بیان کی جارہی ہے کہ یا تو ان کے دلوں میں کفر و نفاق کا روگ ہے، یا انہیں نبوت محمدی سکا اُلیّا ہمیں شک ہے، یا انہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول سکا لیکٹی انہیں نبوت محمدی سکا لیکٹی میں شک ہے، یا انہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول سکا لیکٹی انہیں میں میں میں میں مقیقت یہ ہے کہ خود ہی ظالم ہیں۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ جب قضاء و فیصلے کے لیے ایسے حاکم و قاضی کی طرف بلایا جائے جو عادل اور قرآن وسنت کا عالم ہو، تو اس کے پاس جانا ضروری نہیں۔ ادر قرآن وسنت کے علم اور ان کے دلائل سے بہرہ ہوتو اس کے پاس فیصلے کے لیے جانا ضروری نہیں۔

سم یہ اہل کفر ونفاق کے مقابلے میں اہل ایمان کے کردار وعمل کا بیان ہے۔

۷. لیعنی فلاح وکامیابی کے مستحق صرف وہ لوگ ہوں گے جو اپنے تمام معاملات میں اللہ اور رسول کے فیصلے کو خوش دلی سے قبول کرتے اور انہی کی اطاعت کرتے ہیں اور خشیت اللی اور تقویٰ سے متصف ہیں، نہ کہ دوسرے لوگ، جو ان صفات سے محروم ہیں۔

ۉؘٲؿٞٮۘؠؙۉؙٳۑٳڵڷٶؘۘجۿٮؘٲؽؠٙڵڹۣۿؗۅؙڵؠڹٛٲڡۘۯؾٞۿٛ ڵؽۼٞۯؙۻؙؾۨ۫ٷ۫ڷؙڰڒؾؙڤۺؚؠؙۉٵڟڵػؘڎٞ۠ڡۜۼۯۉۘڡ۫ڎٞ ٳٮۜٙٵڵڰڎۼؘڽؽڒٞؽؚؠٵٮٞڠۜؠڶ۠ۊ۫ڹ۞

قُلُ اَطِيْعُوااللهُ وَاَطِيعُواالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَكَّوَا فَإِنَّمَاعَلَيْهِ مَاحْمِل وَعَلَيْكُوُمَّاحُيِّلُةُ وُوالْ تُطِيعُوهُ تَمْتَدُوا وْمَاعَلَ الرَّسُولِ اِلْاالْبَلَهُ الْبُهِيُنُ

وَعَدَاللَّهُ الَّذِينَ الْمُنْوَامِنَكُمْ وَعَمِلُوا الصَّلِحْتِ

ملا. اوربڑی پختگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کھاکر کہتے ہیں(ا) کہ آپ کا تحکم ہوتے ہی فکل کھڑے ہوں گے۔ کہہ دیجیے کہ بس قسمیں نہ کھاؤ (تہہاری) اطاعت (کی حقیقت) معلوم ہے۔(۱) جو کچھ تم کررہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔(۱)

مرد. کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کا تھم مانو، رسول اللہ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے فرے تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کردیا گیا ہے (\*) اور تم پر اکھا گیا ہے (\*) ہدایت تو تم پر اکھا گیا ہے (\*) ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب رسول کی ما تحق کرو۔ (\*) سنو رسول کے ذیے تو صرف صاف طور پر پہنچادینا ہے۔ (\*) سول کے ذیے تو صرف صاف طور پر پہنچادینا ہے۔ (\*)

ا. جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ مِيں جَهْدَ فعل محذوف كامصدر ہے جو بطور تأكيد كے ہے، يَجْهَدُوْنَ أَيْمَانَهُمْ جَهْدًا يا يہ حال كی وجہ سے منصوب ہے یعنی مُجْتَهِدِیْنَ فِیْ أَیْمَانِهِمْ مطلب یہ ہے كہ اپنی وسعت بھر قسمیں کھاكر كہتے ہیں۔ (خُ القدیر) ٢. اور وہ یہ ہے كہ جس طرح تم قسمیں جھوٹی کھاتے ہو، تمہاری اطاعت بھی نفاق پر بنی ہے۔ بعض نے یہ معنی كے ہیں كہ تمہارا معاملہ طاعت معروفہ ہونا چاہیے۔ یعنی معروف میں بغیر كی قسم كے علف كے اطاعت، جس طرح معلمان كرتے ہیں، پس تم بھی ان كے مثل ہوجاؤ۔ (ان كئير)

سر لینی وہ تم سب کے حالات سے باخبر ہے کہ کون فرمال بردار ہے اور کون نافرمان؟ کیں حلف اٹھاکر اطاعت کے اظہار کرنے سے، جب کہ تمہارے دل میں اس کے خلاف عزم ہو، تم اللہ کو دھوکہ نہیں دے سکتے، اس لیے کہ وہ پوشیدہ سے پوشیدہ تر بات کو بھی جانتا ہے اور وہ تمہارے سینول میں پلنے والے رازوں سے بھی آگاہ ہے اگرچہ تم زبان سے اس کے خلاف اظہار کرو۔

- ہ. لیعنی تبلیغ ودعوت، جو وہ ادا کررہا ہے۔
- ۵. لینی اس کی دعوت کو قبول کرکے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا۔
  - ۲. اس کیے کہ وہ صراط متقیم کی طرف دعوت دیتا ہے۔
- 2. کوئی اس کی دعوت کو مانے یا نہ مانے جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا، ﴿ فَالْتَمَا عَلَيْكَ الْبَلَامُ وَعَلَيْنَا الْجِسَابُ ﴾ (الرعد: ٥٠) (الرعد: ٥٠) پنجارینا ہے (کوئی مانتا ہے یا نہیں) یہ حساب جاری ذمہ داری ہے)۔

لَيَسْتَخُلِفَنَهُوُ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنِ مِنُ قَيْلِهِهُ ۚ وَكَيُكِنَّ لَهُمُ دِينَهُ وَلَيْنِ الْآفِى الْقَصْ لَهُمُ وَلَيُنِيِّ لَنَهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِ الْمَثَا يَتَعْبُدُ وُفِزَىٰ لَانْشِرِ كُونَ بِهُ شَيَّا وَمَنْ كَفَرَ بَعْثَ ذَلِكَ فَأُولِلٍ كَ هُوُ الْفَسِقُونَ ۞

نیک اعمال کیے بیں اللہ تعالی وعدہ فرماچکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کرکے جمادے گا جسے ان کے لیے وہ امن وہ پیند فرماچکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن والن سے بدل دے گا، () وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ تھہرائیں گے۔ () اور اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔ ()

ا. بعض نے اس وعدہ اللی کو صحابہ کرام کے ساتھ یا خلفائے راشدین کے ساتھ خاص قرار دیا ہے لیکن اس کی سخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ قرآن کے الفاظ عام ہیں اور ایمان وعمل صالح کے ساتھ مشروط ہیں۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ عہد خلافت راشدہ اور عہد خیر القرون میں اس وعدہ اللی کا ظہور ہوا، اللہ تعالی نے مسلمانوں کو زمین میں غلبہ عطا فرمایا، السخ پہندیدہ دین اسلام کو عروج دیا اور مسلمانوں کے خوف کو امن سے بدل دیا۔ پہلے مسلمان کفار عرب سے ڈرتے تھے، پھر اس کے برعکس معاملہ ہوگیا۔ نبی منگائی کے بھی جو پیش گوئیاں فرمائی تھیں، وہ بھی اس عبد میں پوری ہوئیں۔ مثلاً آپر طواف کرے گی، اسے کوئی خوف آپ سالتہ کا آکر طواف کرے گی، اسے کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہوگا۔ کرنا نے تمہمارے قرمایا تھا الله کا آکر طواف کرے گی، اسے کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہوگا۔ کہریٰ کے خزانے تمہارے قدموں میں ڈھیر ہوجائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام) نبی عالیہ المی فی فرمایا تھا ﴿إِنَّ الله َ زَوٰی لِی الْأَدْضَ، فَرَّ أَیْتُ مَشَارِ فَهَا وَ مِن کُوں اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سکیٹ دیا، پس میس نے اس کے مشرق اور مغربی صے دیکھ، عنقریب میری بعضی (اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سکیٹ دیا، پس میس نے اس کے مشرق اور مغربی صے دیکھ، عنقریب میری بعض کی دائر کا آئر ہو گیات کے دور دراز کے ممالک فتح ہوئے اور کفر وشرک کی جگہ توحید کی مشکلیوں کے حصے میس آئی، اور فارس وشام اور مصر وافریقہ اور دیگر دور دراز کے ممالک فتح ہوئے اور کفر وشرک کی جگہ توحید کی متحد میں کو تانی کے مرتکب ہوئے تو اللہ نے ان کی عزت کو ذلت میں، ان کی عزت کو ذلت میں، ان کی عزت کو ذلت میں، ان کی اقتدار اور غلے کو غلامی میں اور ان کے امن واسخکام کو خوف اور دہشت میں بدل دیا۔

۲. یہ بھی ایمان اور عمل صالح کے ساتھ ایک اور بنیادی شرط ہے جس کی وجہ سے مسلمان اللہ کی مدد کے مستحق، اور اس وصف توحید سے عاری ہونے کے بعد وہ اللہ کی مدد سے محروم ہوجائیں گے۔

س. اس کفر سے مراد، وہی ایمان، عمل صالح اور توحید سے محرومی ہے، جس کے بعد ایک انسان اللہ کی اطاعت سے نکل جاتا اور کفر وفسق کے دائرے میں داخل ہوجاتا ہے۔

وَاَقِيْمُواالصَّلَاةَ وَاتُواالزَّكُوةَ وَلَطِيْعُواالرَّسُولَ لَعُكُلُةُ تُرْحَمُونَ<sup>©</sup>

ڵڗؾۧڞٮؘڹۜٵڷۏؽؙؽػڡؘۜۯؙۏٲڡؙڠڿؚڹؚؿؙؽ؋ٵڵٙۘۮؽڞۧ ۅؘؠٲٛۏؙ؇ؙؙؙٛؗ؋۠ٳڶڎؙڵڗ۠ۅٙڵڽؚۺؙٵؠؙڝؽؙۯۿ

يَائَهُا الَّذِيْنَ امَنْوَالِيَسْتَا ذِنْكُوُ الَّذِيْنَ مَلَكَتُ اَيْمَا نُكُوُ وَالْذِيْنَ لَوْ يَيْلُغُوا الْخُلُو مِنْكُوْ تَكَ مَرِّتٍ مِنْ قَبْلِ صَلْوَةِ الْفَجْرِ وَحِبْنَ تَضَعُوْنَ شِيَا بُكُوْسِ الطَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلْوَةِ الْمِشَاءَ \* شَكُ عُوْرِتِ الْكُوْلِيْنَ عَلَيْكُوْ وَ لَاعْلَمْهُوْ جُنَا ﴿ بَعَدَ هُنَ مُلَوْفُونَ عَلَيْكُوْ بَعْضُكُمُ عَلَى جَنَا ﴿ بَعَدَ هُنَ مُلَوْفُونَ عَلَيْكُوْ بَعْضُكُمُ عَلَى اللهِ عَلَيْهُوْ جَيْدُوْنَ عَلَيْدُوْنَ عَلَيْكُوْنِ وَالله عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ وَالله عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ وَالله عَلَيْهُ عَلَيْهُ وَالله عَلَيْهُ اللهِ عَلَيْهُ وَالله عَلَيْهُ اللهُ عَلَيْهُ وَالله عَلَيْهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْهُ اللهِ اللهُ عَلَيْهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْهُ اللهُ عَلِيْهُ وَاللهُ عَلَيْهُ اللهُ اللهُولُونُ اللهُ اللهُ

24. اور نماز کی پابندی کرو، زکوۃ ادا کرو اور اللہ تعالی کے رسول کی فرمانبر داری میں گے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (۱) علی ہے۔ کے علی آپ بھی بھی نہ کرنا کہ منکر لوگ زمین میں (ادھر ادھر بھاگ کر) ہمیں ہرادینے والے ہیں، (۱) اور ان کا اصلی ٹھکانا جہہ جو یقیناً بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ کو اور انہیں بھی جو تم میں سے جمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پنچے ہوں (اپنے آنے کی) تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ شروری ہے۔ نماز فجر سے پہلے اور عشاء کی نماز کے بعد، (۳) تینوں وقت تمہاری (خلوت) اور پردہ کے ہیں۔ (۳) یہ تینوں کے ماسوانہ تو تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر۔ (۵) تان وقتوں کے ماسوانہ تو تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر۔ (۵) تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکشرت آنے

1. یہاں مسلمانوں کو تاکید کی گئی کہ اللہ کی رحمت اور مدد حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے، اور اسی پر چل کر صحابہ کرام کو اللہ کی رحمت ومدد حاصل ہوئی۔

۲. یعنی آپ کے مخالفین اور مکذیین اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی گرفت کرنے پر ہر طرح قادر ہے۔ سعب غلاموں سے مراد، باندیاں اور غلام دونوں ہیں ثَلَاثَ مَوَّاتٍ کا مطلب او قات، تین وفت ہیں۔ یہ تینوں او قات ایسے ہیں کہ انسان گھر میں اپنی بیوی کے ساتھ بکارِ خاص مصروف، یا ایسے لباس میں ہوسکتا ہے کہ جس میں کسی کا ان کو دکھنا جائز اور مناسب نہیں۔ اس لیے ان او قات ثلاثہ میں گھر کے ان خدمت گزاروں کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ بغیر اجازت طلب کے گھر کے اندر داخل ہوں۔

4. عَوْرَاتِ، عَوْرَةٌ کی جمع ہے، جس کے اصل معنی خلل اور نقص کے ہیں۔ پھر اس کا اطلاق الی چیز پر کیا جانے لگا جس کا ظاہر کرنا اور اس کو دیکھنا پیندیدہ نہ ہو۔ خاتون کو بھی اس لیے عورت کہا جاتا ہے کہ اس کا ظاہر اور عریاں ہونا اور دیکھنا شرعاً ناپہندیدہ ہے۔ یہاں مذکورہ تین او قات کو عورات کہا گیا ہے لینی یہ تمہارے پردے اور خلوت کے او قات ہیں جن میں تم اینے مخصوص لباس اور ہیئت کو ظاہر کرنا پیند نہیں کرتے۔

۵. یعنی ان او قات ثلاثہ کے علاوہ گھر کے مذکورہ خدمت گزاروں کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اجازت طلب کیے بغیر گھر کے اندر آجاسکتے ہیں۔ جانے والے ہو<sup>(۱)</sup> (بی)، اللہ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام تم سے بیان فرمارہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا ہے۔ **80** اور تمہارے نجے (بھی) جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو

09. اور تمہارے بچ (مجمی) جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح الحکے اوگ اجازت مالگتے ہیں انہیں مجمی اجازت مالگتے ہیں انہیں مجمی اجازت مالگ کر آنا چاہیے، (۲) الله تعالی تم سے اس طرح اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے۔ اور الله تعالی ہی علم و حکمت والا ہے۔

اور بڑی بوڑھی عور تیں جنہیں نکاح کی امید (اور خواہش ہی) نہ رہی ہو وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشر طیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں، (۳) تاہم اگر وہ بھی احتیاط رکھیں تو ان

مَاذَا بَكَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُوْ الْحُلُمُ فَلْيَسُتَا فِي نُواكمَ السَّتَأَذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبُلِهِمُ لَكُولُكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُوُ الاِتِهِ \* وَاللهُ عَلِيمُ عَكِيمُ عَكِيمُ فِي

ۅؘٵڷٙۊۜۅٳڡۮؙڡؚؽٳڵۺٮۜٵ؞ٳڵؿؙؖٷڮؽڔؙۻٛۏؽڹؚػٳؖٵ ڣڮۺؙػۼؿۿؾۘڿؙٮٵڂٞٲڽؙڲۻۼؽڿڲٳڹۿڽۜ ۼؘؽڔؙڡؙؙۺڮێؚڂڝٟٳۑڔؽؽ؋ٷٷڶڽڲٞۺؙؾۼڣڣٛؽ ڂؽؙڗ۠ڵۿؿٞٷٳڶؿؗۿڛٙؠؽؙۼؙۼڸؿٷ۞

ا. یہ وہی وجہ ہے جو صدیث میں بلی کے پاک ہونے کی بیان کی گئی ہے۔ «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ؛ إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ» (بلی ناپاک نبیں ہے اس لیے کہ وہ بکثرت تمہارے پاس (گھر کے اندر) آنے جانے والی ہے)۔ (أبو داود، کتاب الطهارة باب سؤر الهرة، ترمذي، کتاب وباب مذکور وغیرہ) خادم اور مالک، ان کو بھی آپس میں ہر وقت ایک دوسرے سے ملئے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اسی ضرورت عامہ کے پیش نظر اللہ نے یہ اجازت مرحمت فرمادی، کیونکہ وہ علیم ہے، لوگوں کی ضروریات اور حاجات کو جانتا ہے اور حکیم ہے، اس کے ہر حکم میں بندوں کے مفادات اور حکمتیں ہیں۔

۲. ان بچوں سے مراد احرار بچ ہیں، بلوغت کے بعد ان کا حکم عام مردوں کا سا ہے، اس لیے ان کے لیے ضروری ہے کہ جب بھی کسی کے گھر آئیں تو پہلے اجازت طلب کریں۔

سل ان سے مراد وہ بوڑھی اور انکار رفتہ عورتیں ہیں جن کو حیض آنا بند ہوگیا ہو اور ولادت کے قابل نہ رہی ہوں۔ اس عر میں بالعموم عورت کے اندر مرد کے لیے فطری طور پر جو جنسی کشش ہوتی ہے، وہ ختم ہوجاتی ہے، نہ وہ کسی مرد سے فکاح کی خواہش مند ہوتی ہیں، نہ مرد ہی ان کے لیے ایسے جذبات رکھتے ہیں۔ ایسی عورتوں کو پردے میں شخفیف کی اجازت دے دی گئی ہے "کپڑے اتاردیں" سے وہ کپڑا مراد ہے جو شلوار تمیص کے اوپر عورت پردے کے لیے بڑی چادر، یا برقعہ وغیرہ کی شکل میں لیتی ہے بشرطیکہ مقصد اپنی زینت اور بناؤ سنگھار کا اظہار نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عورت اپنی جنسی کشش کھوجانے کے باوجود اگر بناؤ سنگھارکے ذریعے سے اپنی "جنسیت" کو نمایاں کرنے کے مرض میں مبتلا ہوتو اس شخفیف پردہ کے تھم سے وہ مشتئی ہوگی اور اس کے لیے مکمل پردہ کرنا ضروری ہوگا۔

کے لیے بہت افضل ہے، (۱) اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔

الا. اندھے پر، لنگڑے پر، بیار پر اور خود تم پر (مطلقاً) کوئی

حرج نہیں کہ تم اپنے گھروں سے کھا لو یا اپنے باپوں کے
گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے
گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے بچاؤں

کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے مائیوں کے
گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان
گھروں سے جن کی گنجیوں کے تم مالک ہویا اپنے دوستوں

گھروں سے جن کی گنجیوں کے تم مالک ہویا اپنے دوستوں

کے گھروں سے جن کی گنجیوں کے تم مالک ہویا اپنے دوستوں

میں ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤ یا الگ الگ۔ (۱) لیس جب تم

ا. یعنی مذکورہ بوڑھی عور تیں بھی پر دے میں تخفیف نہ کریں بلکہ بدستور بڑی چادر یا برقعہ بھی استعال کرتی رہیں تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

الم ایک مطلب تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ جہاد میں جاتے ہوئے صحابہ کرام ڈی اُلڈگئ، آیت میں نہ کور معذورین کو اپنے گھروں کی چابیاں دے جاتے اور انہیں گھر کی چیزیں بھی کھانے پینے کی اجازت دے دیتے۔ لیکن یہ معذور صحابہ ڈی اُلڈگئ اس کے باوجود، مالکوں کی غیر موجود گی میں، وہاں سے کھانا پینا جائز نہ سجھتے، اللہ نے فرمایا کہ نہ کورہ افراد کے لیے اپنے اقارب کے گھروں سے یا جن گھروں کی چابیاں ان کے پاس ہیں، ان سے کھانے پینے میں کوئی حرج (گناہ) نہیں ہے۔ اور بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ تندرست صحابہ ڈی اُلڈگئ معذور صحابہ ڈی اُلڈگئ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا اس لیے ناپند کرتے کہ وہ معذوری کی وجہ سے کم کھائیں گے اور یہ زیادہ کھاجائیں گے، اس طرح ان کے ساتھ کھانے میں ظلم کا ارتکاب نہ ہوجائے۔ اس طرح نود معذور صحابہ ڈی اُلڈگئ بھی دیگر لوگوں کے ساتھ کھانا اس لیے پند نہیں کرتے تھے کہ لوگ ان کے ساتھ کھانے میں کراہت خود معذور صحابہ ڈی اُلڈگئ بھی دیگر لوگوں کے ساتھ کھانا اس لیے پند نہیں کرتے تھے کہ لوگ ان کے ساتھ کھانے میں کراہت خود معذور سحابہ ٹی اللہ نے دونوں کے لیے وضاحت فرمادی کہ اس میں کوئی گناہ والی بات نہیں ہے۔

سا. تاہم بعض علماء نے صراحت کی ہے کہ اس سے وہ عام قتم کا کھانا مراد ہے جس کے کھا جانے سے کسی کو گرانی محسوس نہیں ہوتی۔ البتہ ایسی عمدہ چیزیں جو مالکوں نے خصوصی طور پر الگ چھپاکر رکھی ہوں تاکہ کسی کی نظر ان پر نہ پڑے، اسی طرح ذخیرہ شدہ چیزیں، ان کا کھانا اور ان کو اپنے استعال میں لانا جائز نہیں۔ (ایر انفاسر) اسی طرح یہاں بیٹوں کے گھر انسان کے اپنے ہی گھر ہیں، جس طرح حدیث میں ہے آئت وَ مَالُكَ لِأَبِیْكَ (ابن ماجہ: ۲۲۹۱، مسند أحمد: ۲۹۷۱، ۲۰۳، ۲۱۳۱) ابوداود: ۲۵۹۱ (تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے)۔ دوسری حدیث میں ہے وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ (ابن ماجہ: ۲۱۲۷، ابوداود: ۲۵۹۳) وصححہ الالبانی) (آدمی کی اولاد، اس کی کمائی سے ہے)۔

٨. اس ميں ايك اور تنگی كا ازاله فرماديا گيا ہے۔ بعض لوگ اسليے كھانا پيند نہيں كرتے تھے، اور كسى كو ساتھ بھاكر كھانا

تَعِيَّةً تِّنْءِنْدِاللهِ مُــلِزَكَةً كَلِيِّبَةً ' كَنْالِكَيُبَرِيِّنُ اللهُ لَكُوْالْأَيْتِلَمَلَّكُوُ تَعْقِلُونَ۞

إِثَمَّا المُوَّمِنُونَ الَّذِيرِيَ الْمُنُوا فِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوُ الْمَعَةُ عَلَى آمْرِ عَامِعٍ لَمْ يَنْ هَبُوا حَتَّى يَسُتَأْذِ نُوُلُا إِنَّ اللَّذِينَ يَشْتَأَذِ نُوْلَكَ اُولَلِكَ اللَّذِينَ يُؤْمِنُونَ فِاللَّهِ وَسُولِهُ فَإِذَا اسْتَأْذَ نُولُكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذَنُ لِمِنْ لِمِنْ شِبْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ وُاللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَفُورُدَّ وَيَهُمْ

لاَتَجْعَـلُوُّادُعَآءَ الرَّسُوُلِ بَيْبَكُوْكُنُعَآءِ بَعْضِكُوْ بَعْضًا ثَكَ يَعْلُوُاللهُ الَّذِيثَ يَتَسَكَّلُونَ مِنْكُوُ

گھروں میں جانے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرلیا کرو<sup>()</sup> دعائے خیر ہے جو بابر کت اور پاکیزہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ، یوں ہی اللہ تعالیٰ کھول کھول کر تم سے اپنے احکام بیان فرمارہا ہے تاکہ تم سمجھ لو۔

17. با ایمان لوگ تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسول پر یقین رکھتے ہیں اور جب ایسے معاملہ میں جس میں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہوتی ہے نبی کے ساتھ ہوتے ہیں تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں کہیں نہیں جاتے۔ جو لوگ ایسے موقع پر آپ سے اجازت لے لیتے ہیں حقیقت میں یہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لا چکے ہیں۔ (۱) پس جب ایسے لوگ آپ رسول پر ایمان لا چکے ہیں۔ (۱) پس جب ایسے لوگ آپ سے اپنے کسی کام کے لیے اجازت طلب کریں تو آپ ان میں سے جے چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے این میں سے جے چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے جشش کی دعا مانگیں، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۳۷. تم الله تعالی کے نبی کے بلانے کو ایسا بلاوا نه کرلو جیساکه آپس میں ایک دوسرے کو ہوتا ہے۔(۲) تم میں

ضروری خیال کرتے تھے۔ اللہ تعالی نے فرمایا، اکٹھے کھالو یا الگ الگ، دونوں طرح جائز ہے، گناہ کسی میں نہیں۔ البتہ اکٹھے ہوکر کھانا زیادہ باعث برکت ہے، جیسا کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (ابن کثیر)

ا. اس میں اپنے گھروں میں داخل ہونے کا ادب بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ داخل ہوتے وقت اہل خانہ کو سلام عرض کرو، آدمی کے لیے الین بیوی بچول کو سلام کرنا بالعموم گرال گزرتا ہے۔ لیکن اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق ایسا کریں۔ آخر اپنے بیوی بچول کو سلامتی کی دعا سے کیوں محروم رکھا جائے۔

۲. لینی جعہ وعیدین کے اجماعات میں، یا داخلی و پیرونی مسئلے پر مشاورت کے لیے بلائے گئے اجلاس میں اہل ایمان تو حاضر ہوتے ہیں، اس طرح اگر وہ شرکت سے معذور ہوتے ہیں تو اجازت طلب کرتے ہیں۔ جس کامطلب دو سرے لفظوں میں یہ ہوا کہ منافقین ایسے اجماعات میں شرکت سے اور آپ شکی تیافی کے اجازت مانگنے سے گریز کرتے ہیں۔
 ۱۳. اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جس طرح تم ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو، رسول اللہ شکی تیافی کو اس طرح

لِوَا دَّا فَلْيَحُنْدَرِالَّذِيْنَ يُغَالِفُونَ عَنَّ اَمْرِهَ أَنْ تُصِيْبَهُمُ وِنْنَدُ "أُويُصِيْبَهُمُ عَذَابُ اللَّهُ

ٱلآاِنَّ بِللهِ مَا فِي السَّہٰ لِحُوتِ وَالْاَرْضِ ۚ قَدْيَعْہُ لُهُ مَا اَنْتُوْعَلَيْهِ ۗ وَكِوْمَ يُرْجَعُونَ الِيَّهِ فَيُنَتِّثُهُمُ عِبَاعِمِهُ أُواللهُ يُكِلِّ ثَنَّ عُلِيْرُهُۗ

سے انہیں اللہ خوب جانتا ہے جو نظر بچاکر چیکے سے سرک جاتے ہیں۔ (۱) سنو جو لوگ تھم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے (۲) یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچ۔ ۱۳۸۰ آگاہ ہوجاؤ کہ آسانوں اور زمین میں جو پچھ ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ (۱) جس روش پر تم ہو وہ اسے بخوبی جانتا ہے، (۱) اور جس دن یہ سب اس کی طرف لوٹائے جائیں گے اس دن ان کو ان کے کیے سے وہ خبر دار کردے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سب پچھ جاننے والا ہے۔

مت پکارو۔ مثلاً یا محمر شکالٹینظم نہیں بلکہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ وغیرہ کہو۔ (یہ آپ کی زندگی کے لیے تھا جب کہ صحابہ کرام ڈٹائٹیٹم کو ضرورت بیش آتی تھی کہ آپ سے مخاطب ہوں ) دوسرے معنی یہ ہیں کہ رسول کی بددعا کو دوسروں کی بددعا کی طرح مت سمجھو، اس لیے کہ آپ کی دعا تو قبول ہوتی ہے۔ اس لیے نبی کی بددعا مت او، تم ہلاک ہوجاؤ گے۔ ا. یہ منافقین کا رویہ ہوتا تھا کہ اجتماع مشاورت سے جیکے سے کھسک جاتے۔

۲. اس آفت سے مراد داوں کی وہ بھی ہے جو انسان کو ایمان سے محروم کردیتی ہے۔ یہ نی سَلَیْتَیْمُ کے احکام سے سرتابی اور ان کی مخالفت کرنے کا متیجہ ہے۔ اور ایمان سے محرومی اور کفر پر خاتمہ، جہنم کے دائی عذاب کا باعث ہے۔ جیسا کہ آیت کے اگلے جملے میں فرمایا۔ پس نی سَلَیْتِیْمُ کے منہاج، طریقے اور سنت کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ جو اقوال واعمال اس کے مطابق ہول گے، وہی بارگاہ الی میں مقبول اور دوسرے سب مردود ہوں گے۔ آپ سَلَیْتُمُ کا فرمان ہے مَنْ عَمِلَ اس کے مطابق ہول گے، وہی بارگاہ الی میں مقبول اور دوسرے سب مردود ہوں گے۔ آپ سَلَیْتُمُ کا فرمان ہے مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْهِ أَمْرُنَا فَهُو رَدٌ (صحیح مسلم، کتاب الأقضیة، باب نقض الأحکام الباطلة ورد محدثات الأمور- والسنن) (جس نے ایسا کام کیا، جو ہمارے طریقے پر نہیں ہے، وہ مردود ہے)۔

٣. خلق كے اعتبار سے بھى، ملك كے اعتبار سے بھى اور ما تحتى كے اعتبار سے بھى۔ وہ جس طرح چاہے تصرف كرے اور جس چيز كا چاہے، حكم دے۔ پس اس كے رسول مَنْ اللَّهِ عَمْ مِيں اللَّه سے ڈرتے رہنا چاہے، جس كا تقاضا يہ ہے كہ رسول كے كسى حكم كى مخالفت نه كى جائے اور جس سے اس نے منع كرديا ہے، اس كا ارتكاب نه كيا جائے۔ اس ليے كہ رسول مَنْ اللَّهِ عَمْ كَلَ مِنْ اللَّهِ عَلَى جَعِينِ كَا مَقْعَد بَى بِہ ہے كہ اس كى اطاعت كى جائے۔

۷. یہ مخالفین رسول مُنگالیا کی تعبیہ ہے کہ جو کچھ حرکات تم کررہے ہو، یہ نہ سمجھو کہ وہ اللہ سے مخفی رہ سکتی ہیں۔ اس کے علم میں سب کچھ ہے اور وہ اس کے مطابق قیامت کے دن جزاء وسزا دے گا۔

#### سورہ فرقان کی ہے اور اس میں ستہتر آ بیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہرہان نہایت رحم والا ہے۔

1. بہت بابر کت ہے وہ اللہ تعالی جس نے اپنے بندے پر فرقان<sup>(۱)</sup> اتارا تا کہ وہ تمام لو گوں کے لیے<sup>(۲)</sup> آگاہ کرنے والا بن جائے۔

7. ای اللہ کی سلطنت ہے آسانوں اور زمین کی (\*\*) اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، (\*\*) نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا ساجھی ہے (\*\*) اور ہر چیز کو اس نے پیدا کرکے ایک مناسب اندازہ کھہرا دیا ہے۔ (\*)

س. اور ان لوگول نے اللہ کے سواجنہیں اینے معبود تھمرا

# سُوْرَةُ الْمُزْوَّ إِنَّ الْمُ

### يسْ \_\_\_\_\_ جرالله الرَّحْين الرَّحِيْوِ

## ؆۬ڔٛڮٵڷڎؽؽؙڗۜٛڶٲڡؙٞۯؙۊٵؽۼڸۼؠؙڍ؋ڸؽڴۅٛؽ ڸڶٷڮؠؽڹؘڹؙؿڒڽٞ

ڸڷێؽۘڵ؋ؙٮؙٛڵؙڰؙۘۘۨۨڶۺڵۅٛؾؚٷٲڵۯڞۣٷڶڡٞؽۼۜڿۮۘ۫ۅؘڵۮٵ ٷۜڶڎؠڮؽؙڷ؋ۺؘڔؽڮ۠ڣۣٲڶؠؙڶڮۅۘۅؘڂٙڰؘؾػ۠ڽٞۺؙؿٞ ؘڡٛڡۜٙڰؘڒۼؘڞؙۛڔؿڴؚٳ۞

وَاتَّخَذُوامِنُ دُونِهَ الهَةً لاَيْغَلْقُونَ شَيْعًا وَّهُمُ

ا. فرقان کے معنی ہیں حق وباطل، توحید وشرک اورعدل وظلم کے در میان فرق کرنے والا، اس قرآن نے کھول کر ان امور کی وضاحت کردی ہے، اس لیے اسے فرقان سے تعبیر کیا۔

7. اس سے بھی معلوم ہوا کہ بی سُلُّا اُنْجِیَّا کی نبوت عالم گیر ہے اور آپ تمام انسانوں اور جنوں کے لیے ہادی ور ہنما بناکر بھیج گئے ہیں۔ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿قُلْ یَائِیْھَاالْتَاسُ اِنِّ دَسُولُ اللّٰہِ اِلْدَائِیْ اللّٰہِ اِلْدَائِیْ اللّٰہِ اللّٰہ کی عام طرف نبی بناکر بھیجا گیا ہوں)۔ رسالت و نبوت کے بعد، توحید المیان کیا جارہا ہے۔ یہاں اللّٰہ کی عاد صفات بیان کی گئی ہیں۔

- سا. یہ پہلی صفت ہے یعنی کائنات میں متصرف صرف وہی ہے، کوئی اور نہیں۔
- م. اس میں نصاریٰ یہود اور بعض ان عرب قبائل کا رد ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔
- ۵. اس میں صنم پرست مشر کین اور شویت (دو خداؤل شر اور خیر، ظلمت اور نور کے خالق) کے قائلین کا رد ہے۔
- ۲. ہر چیز کا خالق صرف وہی ہے اور اپنی حکمت ومشیت کے مطابق اس نے اپنی مخلوقات کو ہر وہ چیز بھی مہیا کی ہے جو اس
   کے مناسب حال ہے یا ہر چیز کی موت اور روزی اس نے پہلے سے ہی مقرر کر دی ہے۔

يُخْلَقُونَ وَلاَيَمْلِكُونَ لِاَنْفُوجِهُ ضَرَّا وَلاَنْفُعَا وَّلاَيَمُلِكُونَ مَوْتًا وَلاَحْلِوةً وَّلاَنْتُورًا⊙

ۅؘقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوَّا إِنْ هِلْنَّا الِّذَا اِفْكُ إِفْتَرِلُهُ وَاعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمُ الخَرُوْنَ ۚ فَقَتَ لُ جَانُوۡ ظُلۡمُاوَّرُوۡرًا ۚ

ۅؘقَالُوُٓٱلسَاطِئُوْالُاوِّلِيُنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمُلُ عَلَيْهِ بُكُرُةً وَّاَصِيْلُان

قُلُ ٱنْزَلَهُ ٱلَّذِي يَعُلُوُ السِّرِّ فِي السَّمَوْتِ وَالْكَرُضِ النَّهُ كَانَ خَفُورًا تَحِيْمًا

رکھے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، وہ تو اپنی جان کے نقصان اور نفع کا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت وحیات کے اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کے وہ مالک ہیں۔(۱)

مل. اور کافروں نے کہا یہ تو بس خود اسی کا گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے جس پر اور لوگوں نے بھی اس کی مدد کی ہے، "دراصل یہ کافر بڑے ہی ظلم اور سرتا سر جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔

6. اور یہ بھی کہا کہ یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے کھا رکھے ہیں بس وہی صبح وشام اس کے سامنے یہیں بس وہی صبح وشام اس کے سامنے یہیں۔

Y. کہہ دیجیے کہ اسے تو اس اللہ نے اتارا ہے جو آسانوں اور زمین کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ (۳) بیشک وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (۴)

1. لیکن ظالموں نے ایسے ہمہ صفات موصوف رب کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو رب بنالیا ہے جو اپنے بارے میں بھی کسی چیزکا اختیار نہیں رکھتے چہ جائیکہ وہ کسی اور کے لیے کچھ کرسکنے کے اختیارات سے بہرہ ور ہوں۔ اس کے بعد منکرین نبوت کے شبہات کا ازالہ کیا جارہا ہے۔

۲. مشرکین کہتے تھے کہ محمد (سُلَا اَلْفِیْمَ) نے یہ کتاب گھڑنے میں یہود سے یا ان کے بعض موالی (مثلاً أَبُو فکیهه یسار، عدّاس اور جَبَر وغیرہم) سے مدد لی ہے۔ جیسا کہ سورۃ النحل، آیت ۱۹۰۱ میں اس کی ضروری تفصیل گزر چکی ہے۔ یہاں قرآن نے اس الزام کو ظلم اور جھوٹ سے تعبیر کیا ہے، بھلا ایک ای شخص دوسروں کی مدد سے ایسی کتاب بیش کرسکتا ہے جو فصاحت وبلاغت اور اعجاز کلام میں بے مثال ہو، حقائق ومعارف بیانی میں بھی معجمز نگار ہو، انسانی زندگی کے لیے احکام و توانین کی تفصیلت میں بھی لاجواب ہو اور اخبار ماضیہ اور مستقبل میں و توع پذیر ہونے والے واقعات کی نشاندہی اور وضاحت میں بھی اس کی صدافت مسلم ہو؟

سال یہ ان کے جھوٹ اور افتراء کے جواب میں کہا کہ قرآن کو تو دیکھو، اس میں کیا ہے؟ کیا اس کی کوئی بات غلط اور خلاف واقعہ ہے؟ یقیناً نہیں ہے۔ بلکہ ہر بات بالکل صحیح اور تبی ہے، اس لیے کہ اس کو اتارنے والی ذات وہ ہے جو آسان وزمین کی ہر پوشیدہ بات کو جانتا ہے۔

م. اس لیے وہ عفو ودر گزر سے کام لیتا ہے۔ ورنہ ان کا قرآن سازی کا الزام بڑا سخت ہے جس پر وہ فوری طور پر عذاب الٰہی کی گرفت میں آ کتے ہیں۔

ۅَقَالُوُامَالِ لَهٰنَاالتَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمُشِى فِ الْاَسُوَاقِ لَوْلَاانُزِلَ الْيَهِ مَلَكُ فَيَكُونَ مَعَهُ نَوْيُرًانُ

ٱۅ۫ؽڵڠؘؽٙٳڸؽؗۄڬڗ۫۠ٵٛۉؗؾڴۏڽؙڶ؋ؘڿۜؾڎؙؾٲ۠ػ۠ڵؙڡؚۛؠٚ؆ؙ ۅؘقَالَ الڟۨڸؚۻُۅ۫؈ٳڹۘٮۜؾۜؖڽؚۼؙۅٛڹٳڵٳۯڝؙڵٞٳ ڛۜؿ۫ڿٛۅ۠ۯ۞

> ٱنْظُرُكِيْفَ ضَرَبُوالكَ الْكَمْثَالَ فَصَلُوا فَلابَيْمُتَطِيْعُونَ سَبِيلًا۞

تَبْرُكَ الَّذِيُ إِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنُ ذَلِكَ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهُرُّ وَيَحْعَلُ لَكَ قُصُورًا۞

2. اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے؟ کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھر تاہے، (۱) اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا جاتا؟ کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہوکر ڈرانے والا بن جاتا۔ (۱)

اس کے پاس کوئی خزانہ ہی ڈال دیا جاتا<sup>(۳)</sup> یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس میں سے یہ کھاتا۔ (۴) اور ان ظالموں نے کہا کہ تم ایسے آدمی کے پیچھے ہولیے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ (۵)

9. خیال تو کیجے کہ یہ لوگ آپ کی نسبت کیسی کیسی باتیں بناتے ہیں۔ پس جس سے خود ہی بہک رہے ہیں اور کسی طرح راہ پر نہیں آسکتے۔(۱)

• الله تعالی تو ایسا بابرکت ہے کہ اگر چاہے تو آپ کو بہت سے ایسے باغات عنایت فرمادے جوان کے کھے ہوئے باغ سے بہت ہی بہتر ہوں جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہوں اور آپ کو بہت سے (پختہ) محل

ا. قرآن پر طعن کرنے کے بعد رسول پر طعن کیا جارہا ہے اور یہ طعن رسول کی بشریت پر ہے۔ کیوں کہ ان کے خیال میں بشریت، عظمت رسالت کی متحمل نہیں۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ یہ تو کھاتا پیتا اور بازاروں میں آتا جاتا ہے۔ اور ہمارے ہی جیسا بشر ہے۔ حالاتکہ رسول کو تو بشر نہیں ہونا چاہیے۔

۲. فدکورہ اعتراض سے ینچے اتر کر کہا جارہا ہے کہ چلو کچھ اور نہیں تو ایک فرشتہ ہی اس کے ساتھ ہو جو اس کا معاون
 اور مصدق ہو۔

- س. تأكه وه طلب رزق سے بے نیاز ہوتا۔
- ٨. تاكه اس كي حيثيت تو جم سے كيھ ممتاز ہوجاتي۔
  - ۵. لینی جس کی عقل و فہم سحر زدہ اور مختل ہے۔

۲. لینی اے پینیبر! آپ کی نسبت یہ اس قسم کی باتیں اور بہتان تراثی کرتے ہیں، کبھی ساحر کہتے ہیں، کبھی مسحور ومجنون اور کبھی کذاب وشاعر۔ حالا تکہ یہ ساری باتیں باطل ہیں اور جن کے پاس ذرہ برابر بھی عقل وقہم ہے، وہ ان کا جھوٹا ہونا جانتے ہیں، نہیں راہ راست کس طرح نصیب ہوسکتی ہے؟

کھی وے وے۔(۱)

ؠؘڮػڐٛڹؙٷٳڽؚٳڶۺٵۼۊٷٙۼؾۮؙڬٳڶؠٙ؈ؙٛػڽٞۜڹ ڽؚٳڶۺٵۼۊڛؘڡؚؿڗٳ۞

اور قیامت کے جھٹلانے والوں کے لیے ہم نے بھڑ کتی ہوئی آگ تیار کرر کھی ہے۔

اا. بات به ہے کہ یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھتے ہیں(۱)

ٳڎٙڶۯٲؿؙۿؙؗٛؗۿٷؚۜؽٞ؆ٞػٳڹؠؘۑؽؠڛؠٷٛڶۿٵؾؘؾۘؾ۠ڟٵ ۊۜۯؘڣؽ۫ڒٲ۞

۱۲. جب وہ انہیں دور سے دیکھے گی تو یہ اس کا غصے سے بھرنا اور دہاڑنا سنیں گے۔ (۲)

وَاذَاَالْقُوُّامِنْهَامَكَانَاضِيِّقَامُّقَرِّنِيْنَ دَعَوُا هُنَالِكَ ثُبُورًا۞

الله اور جب یہ جہنم کی کسی ننگ جگہ میں مشکیں کس کر کھینک دیے جائیں گے تو وہاں اپنے لیے موت ہی موت رکار س گے۔

ڵڒٮؘٮؙٷٳٳڵڽۅؙڡٚڗؙؿؙڔٛڗؙٳۊٳڿؚڴٳۊۜٳۮؙٷٳڞؙٛڹٛۅڗٳ ػؿؚؽؙڗؙ۞

۱۱۳ (ان سے کہاجائے گا) آج ایک ہی موت کو نہ بکارو بلکہ بہت سی اموات کو بکارو۔

قُلْ ٱذٰلِكَ خَيْرٌ الْمُرْجَتَّةُ الْخُلْدِ الَّـتِيُ وُعِدَ

ا. یعنی یہ آپ کے لیے جو مطالبے کرتے ہیں، اللہ کے لیے ان کا کردینا کوئی مشکل نہیں ہے، وہ چاہے تو ان سے بہتر باغات اور محلات دنیا میں آپ کو عطا کر سکتا ہے جو ان کے دماغوں میں ہیں۔ لیکن ان کے مطالبے تو تکذیب وعناد کے طور پر ہیں نہ کہ طلب ہدایت اور تلاش نجات کے لیے۔

۲. قیامت کا پیر حجطلانا ہی تکذیب رسالت کا بھی باعث ہے۔

۷۰. لینی جبنی جب جبنم کے عذاب سے نگ آگر آرزو کریں گے کہ کاش انہیں موت آجائے، وہ فناء کے گھاٹ از جائیں۔ تو ان سے کہا جائے گا کہ اب ایک موت نہیں گئ موتوں کو پکارو۔ مطلب یہ ہے کہ اب تمہاری قسمت میں ہمیشہ کے لیے انواع واقسام کے عذاب ہیں لینی موتیں ہیں، تم کہاں تک موت کا مطالبہ کروگے۔

۵. "یہ" اشارہ ہے جہنم کے مذکورہ عذابول کی طرف، جن میں جہنمی حکر بند ہو کر مبتلا ہوں گے۔ کہ یہ بہتر ہے جو کفر

الْمُتَّقُونَ كَانَتُ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرُا

ڵۿڎ۬؋ؿۿٲڡؘٲؽؿؘڷٵٛٷؽڂڸڔۑؿؿڰٵؽٵڵڒڽؚؚۜڰ ۅؘ*ۼ*ۮٞٳۛۺؖٮؙٷٛڒ۞

ۅؘۘؽؘۅٛڡٛڔؘڲؗؿؙٮؙٛۯ۠ۿؙڎؚۅؘػٵؘؽؠ۫ڹؙٮؙٛۏؘڹڝؚڽٛۮؙۊڹؚٳٮڵڣ ڣؘؿڨ۠ۅ۠ڷٵؘٮؙٛڗؙڎؙٲڞٙڶڶۺؙۄؙ؏ڹٵؚڋؽؙۿٷۢڵٳ؞ٙٳڡۛ ۿؙۄ۫ۻڵٷ۠ٳٳڶۺۑؽڷ۞

قَالُوْاسُبُلَعْنَكَ مَاكَانَ يَـنَّبُغِى لَنَّااَنُ تَتَخْفِنَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَّتَعْتُمُهُمُ وَابَاءَهُمُوحَتَّى نَسُواالدِّلْوَيُوكَانُوْا قَوْمًا يُودُا۞

جنت جس کا وعدہ پر ہیز گاروں سے کیا گیا ہے، جو ان کا بدلہ ہے اور ان کے لوٹنے کی اصلی جگہ ہے۔

17. وہ جو چاہیں گے ان کے لیے وہاں موجود ہوگا، ہمیشہ رہنے والے۔ یہ تو آپ کے رب کے ذمے وعدہ ہے جو قابل طلب ہے۔(۱)

1. اور جس دن الله تعالی انہیں اور سوائے الله کے جنہیں یہ پوجھ گا کہ کیا میرے ان بندول کو تم نے گراہ کیا یا یہ خود ہی راہ سے گم ہوگئے؟(۲)

10. وہ جواب دیں گے کہ تو پاک ذات ہے خود ہمیں ہی یہ زیبا نہ تھاکہ تیرے سوا اوروں کو اپنا کارساز بناتے (۳) بات یہ ہے کہ تو نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو آسودگیاں عطا فرمائیں یہاں تک کہ وہ نصیحت مجلا بیٹھے،

وشرک کا بدلہ ہے یا وہ جنت، جس کا وعدہ متقین سے ان کے تقویٰ واطاعت الٰہی پر کیا گیا ہے۔ یہ سوال جہنم میں کیا جائے گا لیکن اسے یہاں اس لیے نقل کیا گیا ہے کہ شاید جہنیوں کے اس انجام سے عبرت پکڑ کر لوگ تقویٰ واطاعت کا راستہ اختیار کرلیں اور اس انجام بدسے نج جائیں، جس کا نقشہ یہاں تھینچا گیا ہے۔

ا. یعنی ایسا وعدہ، جو یقیناً پورا ہوکر رہے گا، جیسے قرض کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح اللہ نے اپنے ذمے یہ وعدہ واجب کرلیا ہے جس کا اہل ایمان اس سے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ یہ محض اس کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اہل ایمان کے لیے اس حسن جزاء کو اپنے لیے ضروری قرار دمے لیا ہے۔

۲. دنیا میں اللہ کے سواجن کی عبادت کی جاتی رہی ہے اور کی جاتی رہے گی۔ ان میں جمادات (پتھر، ککڑی اور دیگر دھاتوں کی بن ہوئی مورتیاں) بھی ہیں، جو غیر عاقل ہیں اور اللہ کے نیک بندے بھی ہیں جو عاقل ہیں مثلاً حضرت عزیر، حضرت مسیح علیا اور دیگر بہت سے نیک بندے۔ ای طرح فرشتے اور جنات کے پجاری بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ غیر عاقل جمادات کو بھی شعور وادراک اور گویائی کی قوت عظا فرمائے گا۔ اور ان سب معبودوں سے بوچھے گا کہ بتلاؤتم نے میرے بندوں کو اپنی عبادت کرنے گراہ ہوئے تھے؟
 میرے بندوں کو اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا تھا یا یہ اپنی مرضی سے تمہاری عبادت کرکے گراہ ہوئے تھے؟

س. لینی جب ہم خود تیرے سواکسی کو کارساز نہیں سمجھتے تھے تو پھر ہم اپنی بابت کس طرح لوگوں کو کہہ سکتے تھے کہ تم اللہ کے بجائے ہمیں اپنا ولی اور کارساز سمجھو۔

فَقَانُكَنَّ بُوْلُمُومِهَا تَقُولُونَ فَهَا شَنْتِطِيَعُونَ صَرُفًا وَلَا نَصُرًا وَمَنْ يَنْظَلِمُ مِّنْ كُونُنِ قُنُهُ عَنَا الْإَكِنِيُرُانَ

وَمَآالُوسَلْنَا مَّبُلُكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّالَانَّهُمُ لَيَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَرَوَ يَمُشُوۡنَ فِي الْاَسُوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعُضَكُمُ لِبَعْضٍ فِتْنَةً \* اَتَصْٰبِرُوُنَ ۚ وَكَانَ دَبُّكَ بَصِيْرًا ۞

یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے۔(۱)

19. تو انہوں نے تو حمہیں تمہاری تمام باتوں میں جھٹلایا، اب نہ تو تم میں عذابوں کے پھیرنے کی طاقت ہے، نہ مدد کرنے کی، (۲) تم میں سے جس جس نے ظلم کیا ہے (۳) ہم اسے بڑا عذاب چھائیں گے۔

۲۰. اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیج سب کے سب کھانا بھی کھاتے تھے (۳) اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے شخے (۵) اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنادیا۔ (۱) کیا تم صبر کروگے؟ اور تیرا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ (۵)

ا. یہ شرک کی علت ہے کہ دنیا کے مال واساب کی فراوانی نے انہیں تیری یاد سے غافل کردیا اور ہلاکت وتباہی ان کا مقدر بن گئی۔

۲. یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے جو مشرکین سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تم جن کو اپنا معبود گمان کرتے تھے، انہوں نے تو جہیں تمہاری باتوں میں جھوٹا قرار دے دیا ہے اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ انہوں نے تم سے براءت کا اعلان کردیا ہے۔ گویا جن کو تم اپنا مدد گار سیحھے تھے، وہ مدد گار ثابت نہیں ہوئے۔ اب کیا تمہارے اندر یہ طاقت ہے کہ تم میرے عذاب کو خود سے پھیر سکو اور اپنی مدد کر سکو؟

س. ظلم سے مراد وہی شرک ہے، جیسا کہ سیاق سے بھی واضح ہے اور قرآن میں دوسرے مقام پر شرک کو ظلم عظیم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ﴿ إِنَّ الشِّرْكَ كَظُلُوْ مَعْظِيْهُ ﴾ (لقمان: ١٣)

ہم. لیعنی وہ انسان تھے اور غذا کے محتاج۔

۵. لیمنی رزق حلال کی فراہمی کے لیے کب و تجارت بھی کرتے تھے۔ مطلب اس سے یہ ہے کہ یہ چیزیں منصب نبوت کے منافی نہیں، جس طرح کہ بعض لوگ سجھتے ہیں۔

۲. لیعنی جم نے ان انبیاء کی اور ان کے ذریعے سے ان پر ایمان لانے والوں کی بھی آزمائش کی، تاکہ کھرے کھوٹے کی جمیز ہوجائے، جنہوں نے آزمائش میں صبر کا دامن پکڑے رکھا وہ کامیاب اور دوسرے ناکام رہے۔ اس لیے آگے فرمایا "میا تم صبر کروگے؟"۔

ۅؘۊؘٵڵٵڵۮؚؽؽڵڒؽڒڂٛٷٛؽڶؚڡٙٵٚٷڶٷڵۘۘۘڒ ٲٷٚڶػۘڸؽؙێٵڷٮڵؠػڐؙٷٮٚؽڒڛۜڹ۠ٲڷقٙۅٳۺؾؙػ۫ڹۯۊٳ ڣٛٵؙڡؙٛڝؙؚۿۄؙۅؘۼۘۘۘٷؙۼؙٷٵڮؚؽڔؖٳ<sup>۞</sup>

ؽۅٛڡٛڔۘڗۜۉڹ الْمَلَلِكَةُ لَائِشُرٰى يُومَيِنِ لِلْمُجْرِمِيْنَ وَتَفُوْلُونَ حِجُوامَّ حُجُورًا۞

۲۱. اور جنہیں ہماری ملاقات کی توقع نہیں انہوں نے کہا کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے جاتے ؟ (۱) یا ہم اپنی آئھوں سے اپنے رب کو دیکھ لیتے ؟ (۱) ان لوگوں نے اپنے آپ کو ہی بہت بڑا سمجھ رکھا ہے اور سخت سرکثی کرلی ہے۔ (۱)

۲۲. جس دن یه فرشتوں کو دیکھ لیں گے اس دن ان گناہ گاروں کو کوئی خوشی نہ ہوگی<sup>(۱)</sup> اور کہیں گے یہ محروم ہی محروم کیے گئے۔<sup>(۵)</sup>

ا. یعنی کسی انسان کو رسول بناکر جھیجنے کے بجائے، کسی فرشتے کو رسول بناکر بھیجا جاتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ پیغیبر کے ساتھ فرشتے بھی نازل ہوتے، جنہیں ہم اپنی آٹھوں سے دیکھتے اور وہ اس بشر رسول کی تصدیق کرتے۔

۲. تعنی رب آکر جمیں کہنا کہ محد (مُنَافِیْنِ) میرا رسول ہے اور اس پر ایمان لانا تمہارے لیے ضروری ہے۔

س. اس التکبار اور سرکش کا نتیجہ ہے کہ وہ اس قتم کے مطالبے کررہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ایمان بالغیب کے ذریعے سے انسانوں کو آزماتا ہے۔ اگر وہ فرشتوں کو ان کی آئھوں کے سامنے اتار دے یا آپ خود زمین پر نزول فرمالے تو اس کے بعد ان کی آزمائش کا پہلو ہی ختم ہوجائے اس لیے اللہ تعالیٰ ایسا کام کیوں کرکرسکتا ہے جو اس کی حکمت تخلیق اور مشت تکون کے خلاف ہے ؟

۱۹. اس دن سے مراد موت کا دن ہے لیعنی یہ کافر فرشتوں کو دیکھنے کی آرزو تو کرتے ہیں لیکن موت کے وقت جب یہ فرشتوں کو دیکھیں گے تو ان کے لیے کوئی خوشی اور مسرت نہیں ہوگ، اس لیے کہ فرشتے انہیں اس موقع پر عذاب جہنم کی وعید ساتے ہیں اور کہتے ہیں اور کہتے ہیں اے خسیث روح خسیث جم سے نکل! جس سے روح دوڑتی اور بھائتی ہے، جس پر فرشتے اسے مارتے اور کو شختے ہیں جیسا کہ سورۃ الانفال: ۵۰ میں ہے۔ اس کے برعکس مومن کا حال وقت احتفار (جان کنی کے وقت) یہ ہوتا ہے کہ فرشتے اسے جنت اور اس کی نعمتوں کی نوید جاں فزاسناتے ہیں۔ جیسا کہ سورۂ حم السجدۃ اسلامیں کی میں ہوتا ہے کہ فرشتے اسے بحد آور اس کی نعمتوں کی روح سے کہتے ہیں، اے پاک روح، جو پاک جم میں ختی، نکل! اور ایس جبال اللہ کی نعمتیں ہیں اور وہ رہ ہے جو تجھ سے راضی ہے)۔ (تفسیل کے لیے دیکھے مسند احمد احمد اسلامی کی خوش بھی اس کے کہ دونوں بی دن ایسے ہیں کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ دونوں بی قول صحیح ہیں۔ اس لیے کہ دونوں بی دن ایسے ہیں کہ فرشتے مومن اور کافر دونوں کے سامنے ظاہر ہوتے کہ دونوں بی دون ایسے ہیں کہ فرشتے مومن اور کافر دونوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں۔

۵. حِجْرٌ کے اصل معنی ہیں منع کرنا، روک رینا۔ جس طرح قاضی کسی کو اس کی بے و توفی یا صغر سی کی وجہ سے اس
 کے اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک دے تو کہتے ہیں حَجَرَ الْقَاضِيْ عَلَیْ فُلَانِ قاضی نے فلال کو تصرف

وَقَدِمُنَاۤ إلى مَاعَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَهُ هَبَآءً مَّنْتُورًا ⊕

ٲڞؗٵؗۼۘڹۜٞۊؘؽۏؠؘؠٟۮ۪ڂؿ۠ڒۣؿ۠ٮؾؘڡۜڗ۠ٵۊۜٲڂٮؽؙ مِقيُلا۞

وَيَوْمُ تَشَقَّقُ السَّمَا ءُوِالْغَامِ وَنُزِّلَ الْمَلْلِكَةُ تَنُونِيلًا

۲۳. اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کردیا۔(۱)

۲۳. البته اس دن جنتیول کا طمکانا بهتر هو گا اور خواب گاه مجمی عمده هو گل۔ <sup>(۲)</sup>

۲۵. اور جس دن آسان بادل سمیت بھٹ جائے گا<sup>(۳)</sup> اور فرشتے لگاتار اتارے حائیں گے۔

کرنے سے روک دیا ہے۔ ای مفہوم میں خانۂ کعبہ کے اس جھے (حطیم) کو جحر کہا جاتا ہے جے قریش مکہ نے خانۂ کعبہ میں شامل نہیں کیا تھا۔ اس لیے طواف کرنے والوں کے لیے اس کے اندر سے طواف کرنا منع ہے۔ طواف کرتے وقت، اس کے بیرونی جھے سے گزرنا چاہیے جے دیوار سے ممتاز کردیا گیا ہے۔ اور عقل کو بھی حجر کہا جاتا ہے، اس لیے کہ عقل بھی انبانوں کو ایسے کاموں سے روکتی ہے جو انبان کے لاکق نہیں ہیں۔ معنی یہ بیں کہ قم ان چیزوں سے محروم ہو جن کی خوش خبری متقین کو دی جاتی ہے۔ لینی یہ کے رامًا مُحَرَّمًا عَلَیْکُمْ کے معنی میں ہے۔ آج جنت الفردوس اور اس کی نعمیں تم پر حرام ہیں، اس کے مستحق صرف اہل ایمان و تقوی ہوں گے۔

ا. هَبَآءً ان باریک ذروں کو کہتے ہیں جو کسی سوراخ سے گھر کے اندر داخل ہونے والی سورج کی کرن میں محسوس ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی انہیں ہاتھ میں کپڑنا چاہے تو یہ ممکن نہیں ہے۔ کا فروں کے عمل بھی قیامت کے دن ان ہی ذروں کی طرح بے جیشت ہوں گے۔ یوں کہ وہ ایمان واخلاص سے بھی خالی ہوں گے اور موافقت شریعت سے بھی عاری۔ جب کہ عند اللہ قبولیت کے لیے دونوں شرطیس ضروری ہیں۔ ایمان واخلاص بھی اور شریعت اسلامیہ کی مطابقت بھی۔ یہاں کا فروں کے اعمال کو جس طرح بے چیشت ذروں کے مثل کہا گیا ہے، اس طرح دوسرے مقامات پر کہیں راکھ سے، کافروں کے اعمال کو جس طرح بے چیشت ذروں کے مثل کہا گیا ہے۔ یہ ساری تمشیلات پہلے گزر چکی ہیں ملاحظہ ہو سورۃ البقرۃ: کہیں سراب سے اور کہیں صاف کیلئے پھر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ ساری تمشیلات پہلے گزر چکی ہیں ملاحظہ ہو سورۃ البقرۃ:

۲. بعض نے اس سے یہ اشدلال بھی کیا ہے کہ اہل ایمان کے لیے قیامت کایہ ہولناک دن اتنا مخضر اور ان کا حساب اتنا آسان ہوگا کہ قیلولے کے وقت تک یہ فارغ ہوجائیں گے اور جنت میں یہ اپنے اہل خاندان اور حورعین کے ساتھ دوپہر کو استر احت فرما ہول گے، جس طرح حدیث میں ہے کہ مومن کے لیے یہ دن اتنا ہلکا ہوگا کہ جینے میں دنیا میں ایک فرض نماز ادا کرلینا۔ (مسند احمد ۱۹۵۸)

س. اس کا مطلب یہ ہے کہ آسان بھٹ جائے گا اور بادل سایہ فکن ہوجائیں گے، اللہ تعالیٰ فرشتوں کے جلو میں، میدان محشر میں، جہاں ساری مخلوق جمع ہوگی، حساب کتاب کے لیے جلوہ فرما ہوگا، جیسا کہ سورۂ بقرہ، آیت: ۲۱۰ سے بھی واضح ہے۔

ٱلْمُلْكُ يُومَينِ لِأَكَتَّ لِلرَّحْمٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكِفِرِيْنَ عَسِيْرًا۞

ۅؘڮؘۅۣٛؗمَێۼڞؙٞٚٞٳڵڟۜڵۮؙٷڶۑؘۮؽڮؽڠؙۅؙؙٝڮؽێؾٙڣ ٳؾٚڬؘڎؙؿؙڡؘۼٳڶڗۜڛٛۅؙڸڛؚۘؽڴ۞

يُوَيُلَتَىٰ لَيُتَنِىٰ لَمُ ٱتَّخِذُ فُلَانَّاخِلِيُلَّا ۗ

ڵڡۜٙۮٲڞؘڵٙؿؙۼڽٳڵڐ۪ػؚٝؽۼۮٳۮؙۻٲٷٛؿ۫ٷػٲڹ ٳۺۜؽڟۯڸڵڒؙۺؙٳڹڂۮؙٷڰ

ۅڰٙٵڶۘٳڷڛؙٛۅ۠ڵ؞ڶڗڝؚۜٳۜؿۜۊٞڡۣؽٳڷۜۜۼؘٮؙٛٮؙۉڶۿۮؘٳ ٳڰؿؙٳڹؘڡؘۿڰؚٛٷؚڰٳ۞

ٷۘػڶڔڮۜۼۘۼڵؾؘٳػؙڷؚ؞ؘؠؾۜۼۘڎۘٷٳۺۜٵڶؠؙۼٛڔؚڡؚؿؙؽؘ ٷػڣ۬ؠڔؘؾؚػۿٳڋڲٳۊۜڝؙٛؿڒؙۯ۞

۲۷. اس دن صحیح طور پر ملک صرف رحمٰن کا ہی ہو گا اور یہ دن کافرول پر بڑا بھاری ہو گا۔

۲۷. اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا ہائے کاش کہ میں نے رسول (مَثَلَّقَیْمِ ) کی راہ اختیار کی ہوتی۔ ۲۸. ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ (۱)

79. اس نے تو مجھے اس کے بعد گراہ کردیا کہ نفیحت میرے پاس آئینچی تھی اور شیطان تو انسان کو (وقت پر) دغا دینے والا ہے۔

• س. اور رسول کہے گا کہ اے میرے پروردگار! بیشک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔ (۲)

اس. اور اس طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بعض گناہ گاروں
کو بنادیا ہے۔ (۳) اور تیرا رب ہی ہدایت کرنے والا اور مدو
کرنے والا کافی ہے۔ (۳)

ا. اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نافرمانوں سے دوستی اور وابنتگی نہیں رکھنی چاہیے، اس لیے کہ صحبت صالح سے انسان اچھا اور صحبت طالح سے انسان برا بنتا ہے۔ اکثر اوگوں کی گمراہی کی وجہ غلط دوستوں کا منتخاب اور صحبت بدکا اختیار کرنا ہی ہے۔ اس لیے حدیث میں بھی صالحین کی صحبت کی تاکید اور بری صحبت سے اجتناب کو ایک بہترین مثال سے واضح کیا گیا ہے۔ (طاحلہ ہو مسلم، کتاب البر والصلة، باب استحباب مجالسة الصالحين...)

۲. مشرکین قرآن پڑھے جانے کے وقت خوب شور کرتے تاکہ قرآن نہ سنا جا سکے، یہ بھی ججران ہے، اس پر ایمان نہ لانا اور عمل نہ کرنا بھی ججران ہے، اس پر غوروفکر نہ کرنا اور اس کے اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب نہ کرنا بھی ججران ہے۔ اس طرح اس کو چھوڑکر کسی اور کتاب کو ترجے دینا، یہ بھی ججران ہے یعنی قرآن کا ترک اور اس کا چھوڑ دینا ہے، جس کے خلاف قیامت کے دن اللہ کے پینجبر اللہ کی بارگاہ میں استغاثہ دائر فرمائیں گے۔

٣. لينى جس طرح اے مُحد! (سَكَاتِيْنِكُم) تيرى قوم ميں سے وہ لوگ تيرے دشمن ہيں جنہوں نے قرآن كو چھوڑديا، اى طرح گزشتہ امتوں ميں بھى تھا، لينى ہر نبى كے دشمن وہ لوگ ہوتے تھے جو گناہ كار تھے، وہ لوگوں كو گمراہى كى طرف بلاتے تھے سورة الأنعام، آيت: ١١٢ ميں بھى به مضمون بيان كيا گيا ہے۔

ہم. لینی یہ کافر کو لوگوں کو اللہ کے رائے سے روکتے ہیں لیکن تیرا رب جس کو ہدایت دے، اس کو ہدایت سے کون

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوالُولَائِزَّلَ عَلَيْهِ الْقُرُالُ جُمُلَةً قَالِمِنَةً عُكَنَالِكَ ثَلِثَثِبَّتَىٰهِ فُوَّادَكَ وَرَتَّلُنْهُ تَرْتِيْكُلُ۞

وَلَايَاثُونَكَ بِمَثْلِ الْآجِئُنكَ بِالْخِقِّ وَاَحْسَ تَفْيُبُرُهُ

ٱلَّذِيْنَ يُخْشَرُوْنَ عَلَى وُجُوهِمْ إلَى جَهَنَّمَ ۗ الْوَلِيكَ شَرُّقَكَ كَانَّةً إَضَلُّ سَبِيلًا

ۅؘڵڡؘۜۮٲؾؽؙٮٚٵڡؙۅ۠ڛؽ۩۫ڲؿڷڹۜۏۘۜۼۼڵؽٵڡٛۼ؋ؖٲڿٲۿ۠ۿۯۅٛؽ ۅؘۯؿؙڒؙؙؙؖ۠

> ڡؙڠؙڷٮ۬ٵۮ۫ۿؠؘۜٳٛڶؽٲڡٞۏۄٳڷێؽؽؽؘۮٞڹؙۉٳۑٳؽؾٵ ڡ۫ؽؘۜۯؿ۠ۿ۫ؠٛڗڽؙۄؙؿؙٳ<sup>۞</sup>

ۅؘۊ۫ۄۛۯۏٛڿٟڰؾٵڬۮۜؠٛۅاڶڗؗڛ۠ڶٲٷٛۊٛۿۿ۫ۄؘڃؘۼڬ۠ڹ۠ۿٝڵڵؚڐٳڛ ٳڽڐٞ۫ٷؘٲڠؙؾۮؙٮ۬ٳڵڟ۠ڸؠؽؘؘ؏ۮؘٵڰؚٳڵۑؽٵڴٛ

سر اور کافروں نے کہا کہ اس پر قر آن سارا کا سارا ایک ساتھ ہی کیوں نہ اتارا گیا() اسی طرح ہم نے (تھوڑا تھوڑا کھوڑا کھوڑا ہو کی اتارا تاکہ اس سے ہم آپ کا دل قوی کھیں، اور ہم نے اسے کھہر کر ہی پڑھ سنایا ہے۔ ()

سر اوریہ آپ کے پاس جو کوئی مثال لائیں گے ہم اس کا سچا جواب اور عمدہ توجیہ آپ کو بتادیں گے۔ ()

سر جو لوگ اپنے منہ کے بل جہنم کی طرف جمع کے جائیں گے۔ وہی بدتر مکان والے اور گمراہ تر راستے والے ہیں۔ گھراہ ان کے بھائی ہارون (غلیظا) کو کتاب دی اور ان کے ہمراہ ان کے بھائی ہارون (غلیظا) کو ان کا وزیر بنادیا۔ کے ہمراہ ان کے بھائی ہارون (غلیظا) کو ان کا وزیر بنادیا۔ اس اور کہہ دیا کہ تم دونوں ان لوگوں کی طرف جاؤ جو ہماری آیتوں کو جھٹلارہے ہیں۔ پھر ہم نے انہیں بالکل ہماری آیتوں کو جھٹلارہے ہیں۔ پھر ہم نے انہیں بالکل میں یامال کردیا۔

سے اور قوم نوح (علیها) نے بھی جب رسولوں کو جھوٹا کہا تو ہم نے انہیں غرق کردیا اور لوگوں کے لیے انہیں

روک سکتا ہے؟ اصل ہادی اور مددگار تو تیرا رب ہی ہے۔

ا. جس طرح تورات، المجيل اور زبور وغيره كتابين بيك مرتبه نازل موئين-

سال یہ قرآن کے وقفے وقفے سے اتارے جانے کی حکمت وعلت بیان کی جارہی ہے کہ یہ مشرکین جب بھی کوئی مثال یا اعتراض اور شبہ پیش کردیں گے اور یول انہیں اور شبہ پیش کردیں گے اور یول انہیں لوگوں کو گمراہ کرنے کاموقع نہیں ملے گا۔

نشان عبرت بنادیا۔ اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

• ۱۰ اور یہ لوگ اس بستی کے پاس سے بھی آتے جاتے ہیں جن پر بری طرح کی بارش برسائی گئی۔ (۵) کیا یہ پھر بھی اسے دیکھتے نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ انہیں مرکر جی اٹھنے کی امید ہی نہیں۔ (۱)

اس. اور تههیں جب مجھی دیکھتے ہیں تو تم سے مسخرا پن کرنے لگتے ہیں۔ کہ کیا یہی وہ شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسول بناکر بھیجا ہے۔ (2)

وَّعَادًاوَّ شَمُوْدَاْ وَآصُعٰبَ الرَّيِّسَ وَقُرُونَا اَبَيْنَ ذلك كَتْنُيرًا®

وَكُلَّاضَرَ بُنَاكُهُ الْأَمْثَالَ وَكُلَّاتَ بَرُنَاتَثِمِ يُرَا®

ۅؙڵڡؘۜڎؙٲػؙۅ۠ٵڬؽٵڵڠٞۯؽۊٙٲڵؿٙٵؙٞؗڡٛڟؚڔػۜڞڟڒٳڵۺۅؙ؞ٝ ٵؘڡؘٛۮؿڲ۠ۉٮؙؙۏٛٵؾڒٷڹۿٵۨۧڹڵػٵٮٚ۠ۏ۠ٵڵٳڽڒؙۻؙۉڽ ڹؙؿ۠ٷۯٳ۞

ۅٙٳۮؘٳڔؘٲۅؙڮٳؽ۫ؾؾٞڿڹؙٛۏۛڹڰٳڰٳۿؙۯ۫ۊٵؙڷۿؽؘٳڰڹؽ ؠۼؿؘٳ۩ؿؙۯڛؙٛٷڰ۞

ا. رَسُّ کے معنیٰ کنویں کے بیں اُصْحَابُ الرَّسِّ، کنویں والے۔ اس کی تعیین میں مضرین کے در میان اختلاف ہے، امام ابن جریر طبری نے کہا ہے کہ اس سے مراد اصحاب الاخدود بیں جن کا ذکر سورۃ البروج میں ہے۔ (ابن کیر)

۲. قَوْنٌ کے صحیح معنی ہیں، ہم عصر لوگوں کا ایک گروہ۔ جب ایک نسل کے لوگ ختم ہوجائیں تو دوسری نسل دوسرا قرن کہلائے گی۔ (ابن کیر)، اس معنی میں ہر نبی کی امت بھی ایک قرن ہوسکتی ہے۔

- س. لیعنی ولائل کے ذریعے سے ہم نے جمت قائم کروی۔
  - ۴. لینی اتمام حجت کے بعد۔
- ۵. بستی ہے، قوم لوط کی بستیاں سدوم اور عمورہ وغیرہا مراد ہیں اور بری بارش سے پھروں کی بارش مراد ہے۔ ان بستیوں کو الٹ دیا گیا تھا اور اس کے بعد ان پر کنکر پھروں کی بارش کی گئی تھی جیسا کہ سورۂ ہود: ۸۲ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ بستیاں شام وفلسطین کے رائے میں برقی ہیں، جن سے گزر کر بی اہل مکہ آتے جاتے تھے۔
- ۲. اس لیے ان تباہ شدہ بستیوں اور ان کے کھٹڈرات دیکھنے کے باوجود عبرت نہیں پکڑتے۔ اور آیات البی اور اللہ کے رسول کی تکذیب سے باز نہیں آتے۔
- 2. دوسرے مقام پر اس طرح فرمایا ﴿ اَهٰ نَا الَّذِي مَيْنَكُوْ الْهَمَتُكُوْ ﴾ (الأنبياء: ٣٦) (کیا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے؟) لعنی ان کی بابت کہتا ہے کہ وہ کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ اس حقیقت کا اظہار ہی مشرکین کے نزدیک ان

ِڵ؆ؙڬۮڬؽۻ۠ڷؙڹٵۼۜڶٳڵۿڗؚڹٵڵۅٛڷٚٳٲڹؖڝڹۯؽٵ ٵؿۿٵٷڛۜۅ۫ڡؾؿڡڷؠۏ۠ؽڿؠڹؽٙؠڗۉڹٲڵڡڬٲڮ ڡؙڶؙٲڞؘڷؙڛؚؠؽڵ۞

ٱرَءَيْتَ مَنِ اتَّغَنَ اللهَ هَوْدُهُ أَفَأَنْتُ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيدُكُ

ٱمْتَعَنَّبُ أَنَّ ٱكْثَرَهُمُ يَسْمَعُونَ ٱوْيَعْقِلُونَ إِنْ هُمُواِلَّا كَالْأَنْعَامِ بِلْ هُوَاصَّلُّ سِبِيلًا

۱۸۲. اگر ہم اپنے عقیدے پر جمے نہ ہوتے تو وہ ہمیں ہمارے معبودوں سے گراہ کردیے ہوتے۔ (۱) اور یہ جب عذابوں کو دیکھیں گے تو انہیں صاف معلوم ہوجائے گا کہ بوری طرح راہ سے بھٹکا ہوا کون تھا؟ (۲)

سرس. کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے کیا آپ اس کے ذمہ دار ہوسکتے میں؟

٣٣٠. كيا آپ اسى خيال ميں بيں كه ان ميں سے اكثر سنت يا سجھتے ہيں۔ وہ تو نرے چوپايوں جيسے ہيں بلكه ان سنت يا سجھتے نيادہ سنتے موئے۔ (")

کے معبودوں کی توہین تھی، جیسے آج بھی قبر پر ستوں کو کہاجائے کہ قبروں میں مدفون بزرگ کا ئنات میں تصرف کرنے کا اختیار نہیں رکھتے، تو کہتے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ کی شان میں گتاخی کررہے ہیں۔

ا. یعنی ہم بی اپنے آباء واجداد کی تقلید اور روایتی ندہب سے وابسکی کی وجہ سے غیر اللہ کی عبادت سے باز نہیں آئے ورنہ اس پیغیر مُکالیفی نے شرکوں کا یہ قول نقل فرمایا کہ اس پیغیر مُکالیفی نے مشرکوں کا یہ قول نقل فرمایا کہ کس طرح وہ شرک پر جمے ہوئے ہیں کہ اس پر فخر کررہے ہیں۔

۲. لیعنی اس دنیا میں تو ان مشرکین اور غیر اللہ کے پجاریوں کو اہل توحید گراہ نظر آتے ہیں لیکن جب یہ اللہ کی بارگاہ میں پنچیں گے اور وہاں انہیں شرک کی وجہ سے عذاب اللہی سے دوچار ہونا پڑے گا تو پتہ لگے گا کہ گمراہ کون تھا؟ ایک اللہ کی عبادت کرنے والے با در در پر اپنی جبینیں جھانے والے؟

سا ایعنی جو چیز اس کے نفس کو اچھی لگی، اس کو اپنا دین و مذہب بنالیا، کیا ایسے شخص کو تو راہ یاب کر سکتا ہے یا اللہ کے عذاب سے چھڑا سکے گا؟ اس کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا " کیا وہ شخص جس کے لیے اس کا برا عمل مزین کردیا گیا، پی وہ اسے اچھا سمجھتا ہے، پس اللہ تعالیٰ ہی جے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جے چاہتا ہے راہ یاب لیس تو ان تو ان پر حمرت وافسوس نہ کر"۔ (ناطر:۸)، حضرت ابن عباس ڈوائٹیا اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں آدمی ایک عرصے تک سفید پھر کی عبادت کرتا رہتا، جب اسے اس سے اچھا پھر نظر آجاتا تو وہ پہلے پھر کو چھوڑ کر دوسرے پھر کی بچا شروع کردیتا۔ (ابن کیش)، مطلب یہ ہے کہ ایسے اشخاص، جو عقل و فہم سے اس طرح عاری اور محض خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہیں۔ اے پیغیمر کیا تو ان کو ہدایت کے رائے پر لگاسکتا ہے؟ لیخی نہیں لگاسکتا۔

الله کی به چویائے جس مقصد کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، اسے وہ سمجھتے ہیں۔ لیکن انسان، جے صرف ایک الله کی عبادت

ٱڵؘۄٞڗۘڒٳڵڒڽڮػؽڡؘٛڡۘ؆ٳڟؚڷۜٷٙۅٛۺؙٚآءڷۼڡؙڵۀ ڛڵؽٵ۫ؿ۫ٞؗؠٞۜۼؘڡؙڵٵڶۺٛؠؙڛؘڡٙؽٷۮڶؚؽڴؗ

ثُقَرَقَبَضُنهُ إِلَيْنَاقَبَضًا لِيَبِيرًا ۞

ۏۘۿؙۅؙٳڷێڹؽۻۘۼڶؘڷڴؙۄ۠ٳڷؽڶڸؚٵڛٵۊۜڶڵۊۜڡٞۛۛؗٛؗۄؙڛۘڹٵؾٵ ۊۜۻۼڶٳڶڰۿٵۯؙۺؙۅ۫ۯٳ۞

وَهُوالَّذِنِ أَرْسُلَ الرِّيْحُ بُشُرًا اَكِنِّى يَكَى رَحْمَتِهُ وَانْزَلْنَامِنَ التَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿

 $\frac{6^{4}}{6}$ . کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے سائے کو کس طرح پھیلادیا ہے  $?^{(1)}$  اگر چاہتا تو اس کھہرا ہوا ہی کردیتا۔ (7) پھر ہم نے آفتاب کو اس پر دلیل بنایا۔ (7)

۳۷. پھر ہم نے اسے آہتہ آہتہ اپنی طرف کھنچ لیا۔ (۴)

۷۸. اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ بنایا<sup>(۵)</sup> اور دن کو اٹھ کھڑے ہونے کا وقت۔ (<sup>2)</sup>

۳۸. اور وہی ہے جو باران رحمت سے پہلے خوش خبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ہم آسان سے پاک پانی

کے لیے پیدا کیا گیا تھا، وہ رسولوں کی یاد دہانی کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کا ار تکاب کرتا اور در در پر اپنا ماتھا شکتا پھرتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ یقیناً چوپائے سے بھی زیادہ بدتر اور گمراہ ہے۔

ا. یہاں سے پھر توحید کے دلائل کا آغاز ہورہا ہے۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے کائنات میں کس طرح سایہ پھیلایا ہے، جو شح صادق کے بعد سے سورج کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔ یعنی اس وقت دھوپ نہیں ہوتی، دھوپ کے ساتھ یہ سمٹنا اور سکڑنا شروع ہوجاتا ہے۔

- ۲. لعنی ہمیشہ سایہ ہی رہتا، سورج کی دھوپ سائے کو ختم ہی نہ کرتی۔
- س. لیخی دھوپ سے ہی سائے کا پہۃ چلتا ہے کہ ہر چیز اپنی ضد سے پیچانی جاتی ہے۔ اگر سورج نہ ہوتا، تو سائے سے بھی لوگ متعارف نہ ہوتے۔
  - ٨. لعنی وه سايه آهسته آهسته هم اپنی طرف تھینچ ليتے ہیں اور اس کی جگه رات کا تمبيمر اند هميرا چھا جاتا ہے۔
  - ۵. یعنی لباس، جس طرح لباس انسانی ڈھانچے کو چھیا لیتا ہے، اس طرح رات متہبیں اپنی تاریکی میں چھیا گتی ہے۔

۲. سبات کے معنی کاٹنے کے ہوتے ہیں۔ نیند انسان کے جہم کوعمل سے کاٹ دیتی ہے، جس سے اس کو راحت سیسر آتی ہے۔ بعض
 کے نزدیک سبات کے معنی تصدد بھیلنے کے ہیں۔ نیند میں بھی انسان دراز ہوجاتا ہے، اس لیے اسے سبات کہا۔ (ایبر الفاہیر وقع القدیر)

کیا نیند، جو موت کی بہن ہے، دن کو انسان اس نیند سے بیدار ہو کر کاروبار اور تجارت کے لیے چھر اٹھ کھڑا ہوتا

ہے۔ صدیث میں آتا ہے کہ بی مُنَالِّيَّا صبح بيدار ہوتے تو يہ وعا پڑھتے۔ «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ» (رواہ البخاری ومشکوٰہ، کتاب الدعوات) (تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا

اور اس کی طرف انتھے ہونا ہے)۔

برساتے ہیں۔

لِنْجْيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقُنَا ٱنْعَامًا وَّانَاسِيَّ كَشِيُرًا۞

ۅؘڵڡؘۜۮؗڝۜڗؖڣۧڬ؞ؙؽؽؙؾۿ؞ٟ۫ٳؽػٞڴۯؙۅ۠ٳڐٷٲؽٙٲڴٛڎؙؚٳڶڵػٳڛ ٳ؆ڬؙۿؙڋڒٳ۞

وَلُوْشِئْنَالَبُعَثْنَافَ كُلِّ قَرْيَةٍ تَذِيْرًا اللهُ

نَلانُطِعِ الْسَغِيرِينَ وَجَاهِدُهُوْدِهِ جِهَادًا لَكَيْرًا

۳۹. تاکہ اس کے ذریعے سے مردہ شہر کو زندہ کردیں
 اور اسے ہم اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپایوں اور انسانوں کو پلاتے ہیں۔

• ۵. اور بیشک ہم نے اسے ان کے در میان طرح طرح سے بیان کیا<sup>(۱)</sup> تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے سوائے ناشکری کے مانا نہیں۔<sup>(۱)</sup>

اله. اور اگر ہم چاہتے تو ہر ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے۔ (م)

۵۲. پس آپ کافرول کا کہنا نہ مانیں اور قرآن کے ذریعے ان سے پوری طاقت سے بڑا جہاد کریں۔

ا. طَهُوْرٌ (بِفَتْحِ الطَّاءِ) فعول كے وزن پر آلے كے معنى ميں ہے لينى الى چيز جس سے پاكيزگى حاصل كى جاتى ہے۔ جيسے وضو كے پانى كو وَضو اور ايند هن كو وَقود كہا جاتا ہے، اس معنى ميں پانى طاہر (خود بھى پاك) اور مطہر (دوسرول كو پاكى كو وَضو كے پانى كو وَضو اور ايند هن كو وَقود كہا جاتا ہے، اس معنى ميں پائى طاہر (خود بھى پاك) اور مطہر (دوسرول كو پاك كرنے والا) بھى ہے۔ حديث ميں بھى ہے «إِنَّ الْمَآءَ طَهُوْرٌ لَا يُنجَّسُهُ شَيْءٌ» (أبو داود، الترمذي: ٢٦، النساني وابن ماجه وصححه الألباني في السن) (پانى پاك ہے، اسے كوئى چيز ناپاك نہيں كرتى) ہاں اگر اس كا رنگ يا ہو يا ذاكفتہ بدل جائے تو ايسا پانى ناپاك ہے۔ كما فى الحديث۔

۲. لینی قرآن کریم کو۔ اور بعض نے صَرَّ فَنَاهُ میں هَا کامر جع بارش قرار دیا ہے، جس کا مطلب یہ ہوگا کہ بارش کو ہم پھیر کر برساتے ہیں لینی مجھی ایک علاقے میں، مجھی دوسرے علاقے میں۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ مجھی ایک ہی شہر کے ایک جھے میں بارش ہوتی ہے، دوسروں میں نہیں ہوتی اور مجھی دوسرے حصوں میں ہوتی ہے، پہلے جھے میں نہیں ہوتی یہ اللہ کی حکمت ومشیت ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے، کہیں بارش برساتا ہے اور کہیں نہیں اور مجھی کی علاقے میں اور مجھی کی کا ور علاقے میں۔

س. اور ایک کفر اور ناشکری یہ بھی ہے کہ بارش کو مشیت الٰہی کے بجائے ستاروں کی گروش کا نتیجہ قرار دیا جائے، جیسا کہ اہل جاہلیت کہا کرتے تھے، کَمَا فِی الْحَدِیْثِ.

الله الكين ہم نے ايسا نہيں كيا اور صرف آپ كو ہى تمام بستيوں بلكہ تمام انسانوں كے ليے نذير بناكر بھيجا ہے۔

۵. جَاهِدْهُمْ بِهِ میں هَا كا مرجع قرآن ہے لینی اس قرآن كے ذریعے سے جہاد كریں، یہ آیت كی ہے، ابھی جہاد كا علم نہیں ملا تھا۔ اس ليے مطلب یہ ہوا كہ قرآن كے اوامر ونواہی كھول كھول كر بیان كریں اور اہل كفر كے ليے جو زجر وتونيخ اور وعيریں ہیں، وہ واضح كریں۔

وَهُوَالَّذِي مُرَجَ الْبَحْدَيْنِ لِمَنَا عَدُبُ فَرَاتُ وَلِمْذَا مِلْحُ أُجَاجُ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَّا بَرْزَخًا وَجُورًا مَتْحُجُورًا

وَهُوَالَّذِي عَٰكُقَ مِنَ الْمَا ۚ يَشَوَّا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِمْرًا وُكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا

میں ملا رکھے اور وہی ہے جس نے دو سمندر آپس میں ملا رکھے ہیں، یہ ہے میٹھا اور مزیدار اور یہ ہے کھاری کڑوا، (۱) اور ان دونول کے در میان ایک حجاب اور مضبوط اوٹ کردی۔ (۲)

۵۴. اور وہ ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، پھر اسے نسب والا اور سسرالی رشتوں والا کردیا۔

ا. آبِ شیریں کو فرات کہتے ہیں، فُرَاتٌ کے معنی ہیں کاٹ دینا، توڑ دینا، میٹھا پانی پیاس کو کاٹ دیتا ہے لیعنی ختم کردیتا ہے۔ أُجَاجٌ سخت کھاری یا کڑوا۔

7. جو ایک دوسرے سے ملنے نہیں ویتی۔ بعض نے حِجْرًا مَحْجُورًا کے معنی کیے ہیں حَرَامًا مُحَرَّمًا، ان پر حرام کردیا گیا ہے کہ عیٹھا پانی کھاری پانی عیٹھا ہوجائے۔ اور اجیض مفسرین نے مَرَج الْبَحْرَیْنِ کا ترجمہ کیا ہے، خلق الْمُمَاتَیْنِ، دو پانی بیدا کیے، ایک عیٹھا اور دوسرا کھاری۔ عیٹھا پانی تو وہ ہے جو نہروں، چشموں اور کنووں کی شکل میں آبادیوں کے درمیان پایا جاتا ہے جس کو انسان اپنی ضروریات کے لیے استعمال کرتا ہے اور کھاری پانی وہ ہے جو مشرق ومغرب میں چھلے ہوئے بڑے بڑے بڑے برے سمندروں میں ہے، جو کہتے ہیں کہ زمین کا تین چوتھائی حصہ ہیں اور ایک چوتھائی دھمہ ہیں اور ایک چوتھائی محصہ خشکی کا ہے جس میں انسانوں اور حیوانوں کا بسیرا ہے۔ یہ سمندر ساکن ہیں۔ البتہ ان میں مدو جزر ہوتا رہتا اور موجوں کا خلاطم جاری رہتا ہے۔ سمندری پانی کے کھاری رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت ہے۔ میٹھا پانی زیادہ دیر تک موجوں کا خلاطم جاری رہتا ہے۔ سمندری پانی کے کھاری رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت ہے۔ میٹھا پانی خوابی ہوتا، کہیں خوابی ہوتا، نو اس میں بدیو بیدا ہوجاتی، جس نہیں کو ذائقہ بدلتا ہے نہ رنگ اور ہو۔ اگر ان ساکن سمندروں کا پانی بھی پڑا اور کی سڑاند اس پر مشزاد۔ اللہ سے انسانوں اور حیوانوں کا زمین میں رہنا مشکل ہوجاتا۔ اس میں مرنے والے جانوروں کی سڑاند اس پر مشزاد۔ اللہ میں مرنے والے جانوروں کی سڑاند اس پر مشزاد۔ اللہ میں ہونے دیتی۔ لیکن اللہ نے ان میں ملاحت (تمکیات) کی اتنی مقدار رکھ دی ہے کہ وہ اس کے پانی میں فرار بھی حلل ہے، نہیں اور ان کا پانی بھی پاک ہے حتیٰ کہ ان کا مردار بھی حلال ہے، نہیں اور ان کا پانی بھی پاک ہے حتیٰ کہ ان کا مردار بھی حلال ہے، نمیں المدیث۔ (موطأ إمام مالك، ابن ماجه، أبو داود، الترمذي، کتاب الطہارة، النسانی، کتاب المیاء، تفسیر ابن کئیں.

٣. نب سے مراد وہ رشتے داریاں ہیں جو باپ یا مال کی طرف سے ہوں اور صهر سے مراد وہ قرابت داری ہے جو شادی کے بعد بیوی کی طرف سے ہو، جس کو ہماری زبان میں سسر الی رشتے کہا جاتا ہے۔ ان دونوں رشتے داریوں کی تفصیل آیت ﴿ مُرِّمَتُ عَلَیْکُوْ ﴾ (انساء: ٢٣) اور ﴿ وَلَائِنَکِوْ اُفَائِکُوْ اَبَاۤ وَکُوْ ﴾ (انساد: ٢٢) میں بیان کردی گئ ہے۔ اور رضاعی رشتے داریاں حدیث کی رو سے نسبی رشتوں میں شامل ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿ یَحْدُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْدُمُ مِنَ النَّسَبِ ﴾ (صحیح البخاری: ٢٢٥، ومسلم: ١٠٥٠)

ۅؘۘؾڹۘڹٮؙٛۉؙؽؘڡؚڹٛۮؙۉڹٳڵڷۅٮٵڒؾؙڣٛڠۿۄؙۅٙڵ ؾڞؙڗ۠ۿؙؿٝۅ۫ػڵؽٳڵٛٛٛٚٵڵڟٳڣۯۼڵڕڗڽؚ؋ڟؘڡۣؠؙڗٳ<sup>®</sup>

وَمَاآدَسُلُنكَ إِلَّامُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

قُلُمَآ ٱسُّكُلُكُوۡ عَلَيْكُومِنَ ٱجۡوِ ِالۡاَمۡنُ شَآءُ ٱنۡ يَتَعۡذِنَ إلى رَبِّهٖ سَمِيۡلًا ۞

ۅؘۘۊۘۅؙڴڷٷٙڵڶڿۜٵڷڹؽڵۯؽٮؙۏٮٛۅڝۜڛٚۧڎؚۼڡۘۮڽ؋ ٷۿؽ۬ڽؚ؋ڔڹۮ۠ۏٛۑۼؚؠڶۮۼڂۣؽٷڴ

إِلَّذِي َ خَلَقَ التَّمَاوِتِ وَالْرَضَ وَمَّا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ آيَاهٍ ثُوَّاسُتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ الْوَصْلَ مَنْكُ بِهِ خَبِيرُكُ

ۅؘٳڎؘٳڡۣؽؙڵۿؙؙۅٛٳٮؙۼؙٮؙۅؙٳڸڗۜڞڶڹۧٵڵۅٛٵۅؘڝٵ ٳڗڝؙٞؠڽٵؘٮؘۼؙٮؙٳؠٵؾؙٲؙڡؙۯؙڽٵۅؘۯٳۮۿؙٷؙڣؙٷۘۯٳڰٞٛ

آپ کا پروردگار (ہر چیز پر) قادر ہے۔

00. اور یہ اللہ کو چھوڑکر ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو انہیں کوئی نقصان پہنچا سکیں، اور کافر تو ہے ہی اپنے رب کے خلاف (شیطان کی) مدد کرنے والا۔

**۵۲**. اور ہم نے آپ کو خوشخبری اور ڈر سنانے والا (نبی) بناکر بھیجا ہے۔

24. کہہ دیجے کہ میں قرآن کے پہنچانے پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راہ کیگڑنا چاہے۔()

۵۸. اور اس جمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں جسے مجھی موت نہیں اور اس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے رہیں، وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبر دار ہے۔

09. وہی ہے جس نے آسانوں اور زمین اور ان کے در میان کی سب چیزوں کو چھ دن میں پیدا کردیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا، وہ رحمٰن ہے، آپ اس کے بارے میں کسی باخبر سے پوچھ لیں۔

اور ان سے جب بھی کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ
 کرو تو جواب دیتے ہیں رحمٰن ہے کیا؟ کیا ہم اسے سجدہ
 کریں جس کا توہمیں تھم دے رہاہے اور اس (تبلیغ) نے
 ان کی نفرت میں مزید اضافہ کردیا۔ (۲)

ا. لینی یہی میرا اجر ہے کہ رب کا راستہ اختیار کرلو۔

٢. رَحْمَٰنٌ، رَحِیْمٌ الله کی صفات اور اسائے صنیٰ میں سے ہیں لیکن اہل جاہلیت، الله کو ان نامول سے نہیں پہچانتے تھے۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی مَثَاثَیْمُ نے معاہدے کے آغاز پر بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کھوایا، تھے۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی مَثَاثِیْمُ نے معاہدے کے آغاز پر بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کھوایا، تو مشرکین ملہ نے کہا، ہم رحمٰن ورحیم کو نہیں جانتے۔ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ کھو۔ (برت ابن جام ۲۱۷۱) مزید دیکھیے سورۂ

تَابُرُكَ الَّـذِى جَعَلَ فِى السَّمَاءِ بُرُوُجًا وَجَعَلَ فِيُهَا سِلِجًا وَقَمَّرًا أُمُّنِيُّرًا ﴿

ۅؘۿؙۅؘٲڷۮؚؽؙجَعَلؘٲڷێڷۅؘٲڶؠۜۜٛٵۯڿؚڵٛڡؘةٞڵؚٮۜڽٛٲڒٲۮ ٲؽؙؾۜڎڴۯٵؘۉٲڒٳڎۺؙڴٷڙٳ<sub>۞</sub>

ۅؘعِبَادُ الرَّصُّلِ الَّذِيْنَ يَمُشُوْنَ عَلَى الْرُضِّ هُونًا وَّلْذَاخَاطَہُمُ الْجَهِلُوْنَ قَالُوْاسَلْمًا®

وَالَّذِينَ يَبِينُونَ لِرَبِّهِمُ سُجَّدًا قَرْقِيَامًا

ۅؘٲڷڒڽؙؽؙێؿؙۏؙڵۅؙؽڒۜؾڹٵڞڔؽؙۼٵٚۼڬۘٵۛۛۛۛ جَهَنَّوُ ۗٳڹٞۼڶٳؠؘۿٳڮڶۼؘۯٳۿٵٚ۞

11. بابرکت ہے وہ جس نے آسان میں برج بنائے (۱) اور اس میں آقاب بنایا اور منور مہتاب بھی۔

۱۲. اور اسی نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا<sup>(۲)</sup> اس شخص کی نصیحت کے لیے جو نصیحت حاصل کرنے یا شکر گزاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

اور رحمٰن کے سے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔

(\*)

۱۳۲. اور جواینے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گزار دیتے ہیں۔

۲۵. اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ، کیونکہ اس

بنی اسرائیل: ۱۱، الرعد: ۳۰، یبال بھی ان کا رحمٰن کے نام سے بدکنے اور سجدہ کرنے سے گریز کرنے کا ذکر ہے۔

ا. بُرُوجٌ بُرْجٌ کی جمع ہے، سلف کی تفسیر میں بروج سے مراد بڑے بڑے شارے لیے گئے ہیں۔ اور اسی مراد پر کلام کا نظم واضح ہے کہ بابر کت ہے وہ ذات جس نے آسان میں بڑے بڑے شارے اور سورج اور چاند بنائے۔ بعد کے مفسرین نے اس سے اہل نجوم کے "اصطلاحی بروج" مراد لے لیے۔ اور یہ بارہ برج ہیں۔ حمل، ثور، جوزاء، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت۔ اور یہ برج سات بڑے ساروں کی منزلیں ہیں۔ جن کے نام ہیں۔ مرتُ، زہرہ، عطارہ، قمر، شمس، مشتری اور زحل۔ یہ کواکب (سیارے) ان برجوں میں اس طرح اترتے ہیں، جیسے یہ ان کے لیے عالی شان محل ہیں۔ (ایر انفایر)

۲. لیعنی رات جاتی ہے تو دن آجاتا ہے اور دن آتا ہے تو رات چلی جاتی ہے۔ دونوں بیک وفت جمع نہیں ہوتے، اس کے فوائد ومصالح محتاج وضاحت نہیں۔ بعض نے خِلْفَةً کے معنی ایک دوسرے کے مخالف کے کیے ہیں لیعنی رات تاریک ہے تو دن روش۔

س. سلام سے مراد یہاں اعراض اور ترک بحث ومجادلہ ہے۔ لیعنی اہل ایمان، اہل جہالت واہل سفاہت سے الجھتے نہیں ہیں بلکہ ایسے موقعوں پر اعراض وگریز کی یالیسی اختیار کرتے ہیں اور بے فائدہ بحث نہیں کرتے۔

كا عذاب جيث جانے والا ہے۔

۲۷. بے شک وہ تھرنے اور رہنے کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے۔

٧٤. اور جو خرچ كرتے وقت كبى نہ تو اسراف كرتے ہيں نہ بخيلى، بلكہ ان دونوں كے درميان معتدل طريقے پر خرچ كرتے ہيں۔ (۱)

۲۸. اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کردیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے، (۲) نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں (۳) اور جو کوئی یہ کام کرے وہ

## اِتُّهَا سَأَةً تُ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا

وَالَّذِينُ إِذَ اَلْفَقُوا لَوْيُسُرِفُوا وَلَـمُ يَقُتُرُوا

وَاتَّذِيْنَ لَايَدُءُوْنَ مَعَ اللهِ الهَّااخَرَوَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيِّ حَرَّمَ اللهُ الِّلَا بِالْحَقِّ وَلاَيْزِنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَقِعُلُ ذلِكَ يَلْقَ اثَامًا ﴿

ا. اس سے معلوم ہوا کہ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو ایک طرف راتوں کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ ڈرتے بھی ہیں کہ کہیں کی غلطی یا کو تاہی پر اللہ کی گرفت میں نہ آجائیں، اس لیے وہ عذاب جہنم سے بھی پناہ طلب کرتے ہیں۔ گویا اللہ کی عبادت واطاعت کے باوجود اللہ کے عذاب اور اس کے مواضدے سے انسان کو بے خوف اور اپنی عبادات وطاعات اللی پر کسی غرور اور گھمنڈ میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ اس مفہوم کو دوسرے مقام پر اسطر تربیان فرمایا گیا ہے واللہ بھی نیون کے ایک بیان فرمایا گیا ہے دل کو اللہ کی بیان کہ ہو تھے دیت ہیں اور ان کے دل واللہ بھی کہ وہ اپنی کہ وہ اپنی کہ وہ اپنی کہ وہ اپنی اور ان کے دل اس کے ساتھ اس کا بھی کہ ان کا صدقہ وخیرات قبول ہوتا ہے یا نہیں؟ حدیث میں آیت کی تفسیر میں آتا ہے کہ حضرت اس کے ساتھ اس کا بھی کہ ان کا صدقہ وخیرات قبول ہوتا ہے یا نہیں؟ حدیث میں آیت کی تفسیر میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رہی گئی نے فرمایہ نہیں، اب ابو بھر (رہائیڈن) کی بیٹی! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھے، نماز پڑھے اور چوری کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے یہ اعمال نامقبول نہ ہو جائیں۔ (النہ مذی کہ اور اللہ کی اطاعت میں خرج نہ کرنا بخیلی اور اللہ کے ادکام واطاعت کے مطابق خرج کرنا اس اف اور مانہ روی نہایت ضروری میں حد اعتدال سے تجاوز بھی اسراف میں آسکتا ہے، خرج کرنا قوام ہے (خ القدر)۔ اس طرح نفقات واجبہ اور مباحات میں حد اعتدال سے تجاوز بھی اسراف میں آسکتا ہے، اس لیے وہاں بھی احتماط اور ممانہ روی نہایت ضروری ہے۔

س. اور حق کے ساتھ قتل کرنے کی تین صورتیں ہیں، اسلام کے بعد کوئی دوبارہ کفر اختیار کرے، جے ارتداد کہتے ہیں، یا شادی شدہ ہوکر بدکاری کا ارتکاب کرے یا کسی کو قتل کردے۔ ان صورتوں میں قتل کیا جائے گا۔

هم. حدیث میں ہے۔ رسول اللہ منگالینیم سے سوال کیا گیا، کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ منگالیم کے فرمایا، یہ کہ تو

اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔

19. اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔

▶ . سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں
 اور نیک کام کریں، (۱) ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ
 نیکیوں سے بدل دیتا ہے، (۱) اور اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے
 والا ہے۔

# يُّضٰعَفُ لَهُ الْعَدَابُ يَوْمَ الْقِيمَةِ وَيَخُلُدُ فِيهُ

ؚٳڵڡؠؙؿ۬ؾٙٲڹۘۅؘٳڡؗ؈ؘۅۼؠڶۘۜۼؠؘۘڵؙؙ۠ڞٳڲٵڣ۠ٲۅڷڵٟڬ ؽؙؠڐؚڶٵڶڷڡؙڛؾٳؾؗڗٟؗؗؠؙڂ؊ڶؾٟۨٞۅٙػٲڹٙٲڶڷڡؙۼٛڡؙٛۅۯؖٳ ڒۜؿؽۣؠٵۨ۞

ا. اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں خالص توبہ سے ہر گناہ معاف ہوسکتا ہے، چاہے وہ کتنا ہی بڑا ہو۔ اور سورہ نساء کی آیت ۹۳ میں جو مومن کے قتل کی سزا جہنم بتلائی گئی ہے، تو وہ اس صورت پر محمول ہوگی، جب قاتل نے توبہ نہ کی ہو اور بغیر توبہ کی ہو اور بغیر توبہ کی تو اللہ نے اسے بغیر توبہ کی تو اللہ نے اسے معاف فرمادیا۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبة)

اب نیکیاں کرتا ہے، پہلے فرک کرتا تھا، اب صرف اللہ واحد کی عبادت کرتا ہے، اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ برائیاں کرتا تھا، اب نیکیاں کرتا تھا، اب صرف اللہ واحد کی عبادت کرتا ہے، پہلے کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے طرف سے کافروں سے لاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ دوسرے معنی میں کہ اس کی برائیوں کو سیس بدل دیا جاتا ہے۔ اس کی تائید حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ رسول اللہ منگائیڈیم نے فرمایا "میں اس شخص کو جانتا ہوں، جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والا اور سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والا ہوگا۔ یہ وہ آدمی ہوگا کہ قیامت کے دن اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کیے جائیں گے، بڑے گناہ ایک طرف رکھ دیے جائیں گے۔ اس کو کہا جائے گا کہ تو نے فلال فلال وان فلال فلال کام کیا تھا؟ وہ اثبات میں جواب دے گا، اذکار کی اسے طاقت نہ ہوگی، علاوہ ازیں وہ اس بات سے بھی ڈر رہا ہوگا کہ ابھی تو بڑے گناہ بھی پیش کیے جائیں گے۔ کہ اسے میں اس سے ہوگی، علاوہ ازیں وہ اس بات سے بھی ڈر رہا ہوگا کہ ابھی تو بڑے گناہ بھی پیش کیے جائیں گے۔ کہ اسے میں اس سے کہا جائے گا کہ جا، تیرے لیے ہر برائی کے بدلے ایک نیکی ہے۔ اللہ کی یہ مہربانی دیکھ کر وہ کہے گا، کہ ابھی تو میرے کہا جائے گا کہ جا، تیرے لیے ہر برائی کے بدلے ایک نیکی ہے۔ اللہ کی یہ مہربانی دیکھ کر وہ کہے گا، کہ ابھی تو میر اللہ عنگائیڈیم بنس پڑے، یہاں تک کہ آپ میں انہیں یہاں نہیں دیکھ رہا، یہ بیان کرکے رسول اللہ منگائیڈیم بنس پڑے، یہاں تک کہ آپ منگائیڈیم کے دانت ظاہر ہوگئے۔" (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب اُدنی اُمل الجنة منزلة فیها)

وَمَنُ تَابَ وَعِمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوكُ إِلَى اللهِ مَتَابًا ۞

ۅؘٲڰۮؚؿؽٙۘڵػؿؿ۫ٞۿۮ۠ڡٞؽٵڵڗ۫ٛٷڒٷٳۮؘٳڡڗؙۅؙٳؠٳڵڰڠؚ ڝۜۯ۠ٷڮڒٵ؆ؙ<sup>؈</sup>

ۅؘڷڵڔ۬ؽڹٙٳۮ۬ۘڶۮ۫ػؚۯۉٳۑٵؽؾؚۯێۣؠؗؠٝڬۄؙۼؚڗؙۊؙٳڡؘڶؽۿٵ ڞ۠ؗڰٵۊؘۜڠؠؙؽٵڬٲ<sub>۞</sub>

وَالَّذِيْنَ)يَقُوْلُونَ رَتَبَاهَبُ لَنَا مِنَ اَزُوَاجِنَا وَذُرِيِّنِيَنَافُرَّةَ لَعُنِي وَّاجُعَلْنَالِلْمُنَّقِيْنَ إِمَامًا۞

اُولِيَّكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةِ بِمَاصَبُرُوْاوَنْلِقَوْنَ فِيهَا خِنَّةٌ وَسُلِگالِ

خِلِدِينَ فِيهَا حُسُنَتُ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا

12. اور جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل کرے وہ تو (حقیقاً) اللہ تعالیٰ کی طرف سیا رجوع کرتا ہے۔ (۱)
24. اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے (۲) اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں۔ (۳)

ساکی اور جب انہیں ان کے رب کے کلام کی آیتیں سائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہوکر ان پر نہیں گرتے۔(\*)

**۷۵.** اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پرورد گار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آئھوں کی ٹھنڈک عطا فرما<sup>(۵)</sup> اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔<sup>(۲)</sup>

22. یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بالاخانے دیے جائیں گے جہاں انہیں دعا سلام پہنچایا جائے گا۔

24. اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے، وہ بہت ہی انچھی جگہ اور عمدہ مقام ہے۔

ا. پہلی توبہ کا تعلق کفر وشرک سے ہے۔ اس توبہ کا تعلق دیگر معاصی اور کو تاہیوں سے ہے۔

۲. زُورٌ کے معنی جھوٹ کے ہیں۔ ہر باطل چیز بھی جھوٹ ہے، اس لیے جھوٹی گواہی سے لے کر کفر وشرک اور ہر طرح کی فاط چیزیں مثلاً لہو ولعب، گانا اور دیگر بیپودہ جاہلانہ رسوم وافعال، سب اس میں شامل ہیں اور عباد الرحمٰن کی یہ صفت بھی ہے کہ وہ کسی بھی جھوٹ میں اور جھوٹ کی مجلسوں میں حاضر نہیں ہوتے۔

س. لَغُوِّ ہر وہ بات اور کام ہے، جس میں شرعاً کوئی فائدہ نہیں۔ یعنی ایسے کاموں اور باتوں میں بھی وہ شرکت نہیں کرتے بلکہ خاموش کے ساتھ عزت وو قار سے گزر جاتے ہیں۔

م. لیعنی وہ ان سے اعراض وغفلت نہیں برتے، جیسے وہ بہرے ہوں کہ سنیں ہی نہیں یا اندھے ہوں کہ دیکھیں ہی نہیں۔ بلکہ وہ غور اور توجہ سے سنتے اور انہیں آویزہ گوش اور حرز جان بناتے ہیں۔

۵. لینی انہیں اپنا بھی فرمال بردار بنا اور ہمارا بھی اطاعت گزار، جس سے ہماری آئکھیں ٹھنڈی ہوں۔

۲. لینی ایسا اچھا نمونه که خیر میں وہ ہماری اقتداء کریں۔

ؿؙڷؙؙؙؙ۠ڝٚٵێۼۘڹٷٛٳڮٟڮؙٷػۣڷٷڵۮؗٵٞٷٛػؙۄؙ۠ڟؘڡۜؽ ػڎٞڹڰؙڗؙۿٮؘۅؙػؾۓٛٷٛڸڶؚٳٲڰ۠

22. کہہ دیجیے اگر تمہاری دعا التجا (پکارنا) نہ ہوتی تو میرا رب تمہاری مطلق پرواہ نہ کرتا، (۱) تم تو جمٹلاچکے اب عنقریب اس کی سزا تمہیں چمٹ جانے والی ہوگی۔ (۲)

ا. دعا والتجاکا مطلب الله کو پکارنا اور اس کی عبادت کرنا ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمہارا مقصد تخلیق الله کی عبادت ہے، اگر یہ نہ ہوتو الله کو تمہاری کوئی پرواہ نہ ہو۔ یعنی الله کے ہاں انسان کی قدر وقعیت اس کے الله پر ایمان لانے اور اس کی عبادت کرنے کی وجہ سے ہے۔

۲. اس میں کافروں سے خطاب ہے کہ تم نے اللہ کو جھٹلادیا ہے سو اب اس کی سزا بھی لازماً تہہیں چکھنی ہے، چنانچہ دنیا میں یہ سزا بدر میں شکست کی صورت میں انہیں ملی اور آخرت میں جہنم کے دائمی عذاب سے بھی انہیں دوچار ہونا پڑے گا۔

# المُنْوَالْمُنْ اللَّهُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَيْكُوا عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلْمُ اللَّهُ عَلَيْكُ عَلَّهُ عَلَيْكُ عَلَّهُ عَلَيْكُ عَلَّهُ عَلَيْكُ عَلَّهُ عَلَّا عَلْ

### بن \_\_\_\_\_ والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

ظستر

تِلْكَ النَّ الْكِتْبِ الْمُبِيْنِ "

لَعَلَّكَ بَاخِعُ نَفْسَكَ الرَّاكِوْنُوْا مُؤْمِنِينَ ®

إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلُ عَلَيْهُوهُ مِّنَ السَّمَآءِ اليَّهُ فَظَلَّتُ اَعْنَا فَهُو لَهَا خُضِعِينَ ﴿

ۅؘ؆ؘؽٳٝؿؖۿۄٞۺؙۏڮٟٛۺۜٵڷڗؙڞؙڔڹۿؙڡٛػٮۛۻؚٳڷٚڒ ػانْوٛٳعَنْهُ مُعۡرضِين۞

ڡؘٛڡۜٙڬؙػؘۮٞڹٛۉٳڡؘڛؘؽڷؿؠۿؚۄۘ۫ٲڹٛڹۜٷ۠ٳڡٵػٳٮٛۊٳڽؚ؋ ؽٮؙؿۿۯٷؽ۞

ٱۅڵۿؙؾۘڒۉٳٳڶٙڸٳڵۯڞۣػۄؙٳٞۺؙؿۜٵڣؠٚٵڡؚڽؙڴؚۨ ڒؘۉڿڮؽۅٛ

### سورہ شعراء کئی ہے اور اس میں دو سو ستائیں آبیتی اور گیارہ رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### ا. طستر

۲. یه آیتی روش کتاب کی ہیں۔

ان کے ایمان نہ لانے پر شاید آپ تو اپنی جان کو دس گے۔ (۱)

اگر ہم چاہتے تو ان پر آسان سے کوئی ایک نشانی اتارتے کہ جس کے سامنے ان کی گردنیں خم ہوجاتیں۔

اور ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے جو بھی نئی نفیحت آئی یہ اس سے روگردانی کرنے والے بن گئے۔
 ان لوگوں نے جھٹلایا ہے، اب ان کے پاس جلدی سے اس کی خبریں آجائیں گی جس کے ساتھ یہ مسخرا پن کر رہے ہیں۔

کیا انہوں نے زمین پر نظریں نہیں ڈالیں؟ کہ
 ہم نے اس میں ہر طرح کے نفیس جوڑے کس قدر

ا. نبی مَنْکَاتِیْمِ کو انسانیت سے جو ہمدردی اور ان کی ہدایت کے لیے جو تڑپ تھی، اس میں اس کا اظہار ہے۔

۲. یعنی جے مانے اور جس پر ایمان لائے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ لیکن اسطرح جبر کا پہلو شامل ہوجاتا، جب کہ ہم نے انسان کو ارادہ واختیار کی آزادی دی ہے تاکہ اس کی آزمائش کی جائے۔ اس لیے ہم نے ایسی نشانی بھی اتارنے سے گریز کیا، جس سے ہمارا یہ قانون متاثر ہو۔ اور صرف انبیاء ورسل بھیجنے اور کتابیں نازل کرنے پر ہی اکتفا کیا۔

سر لین تکذیب کے نتیج میں ہمارا عذاب عنقریب انہیں اپن گرفت میں لے لے گا، جے وہ ناممکن سمجھ کر استہزاء و مذاق کرتے ہیں۔ یہ عذاب دنیا میں بھی ممکن ہے، جیسا کہ کی قومیں تباہ ہوئیں، بصورت دیگر آخرت میں تو اس سے کسی صورت چھکارا نہیں ہوگا۔ مَا کَانُوْا عَنْهُ مُعْدِ ضِیْنَ نہیں کہا بلکہ مَا کَانُوْا بِهِ یَسْتَهْذِءُ وْنَ کہا۔ کیوں کہ استہزاء ایک تو اعراض و تکذیب کو بھی متلزم ہے۔ دوسرا یہ اعراض و تکذیب سے زیادہ بڑا جرم ہے۔ (ٹے القدیر)

اگائے ہیں؟(۱)

٨. بينك اس ميں يقيناً نشانی ہے<sup>(۲)</sup> اور ان ميں سے اكثر
 لوگ مومن نہيں ہیں۔<sup>(۳)</sup>

9. اور تیرا رب یقیناً وہی غالب اور مہربان ہے۔

• ا. اور جب آپ کے رب نے موسیٰ (عَلَیْمُ اِلِ) کو آواز دی کہ تو ظالم قوم کے یاس جا۔ (۵)

11. قوم فرعون کے پاس، کیا وہ پر ہیز گاری نہ کریں گ۔

17. موسیٰ (عَلَیْظِاً) نے کہا میرے پرورد گار! مجھے تو خوف ہے کہ کہیں وہ مجھے جھٹلا (نہ) دیں۔

ال اور میر اسینه ننگ ہورہاہے (۲)میری زبان چل نہیں رہی<sup>(۱)</sup> پس تو ہارون (عَالِیَّلِاً) کی طرف بھی (وحی) بھیج۔(<sup>۸)</sup> إِنَّ فِي دَٰلِكَ لَا يَةً وَمَاكَانَ ٱكْثَرُهُمُ مُّؤْمِنِينَ ۞

وَإِنَّ رَبِّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرِّحِيْثُ

وَإِذْ نَادَى رَبُّكَ مُولِهَى أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّلِمِينَ ۞

قُومَ فِرْعُونَ ٱلاَيَتَّقُونَ الْ

ڡۜٙٵڶۯۻؚٳڹٚؽٞٲڬٵڡؙٵؽؙؾؙڲڹٚؠؙٷؚڹ<sup>۞</sup>

ۅؘێۼؽ۬ؿؙڝٞۮڔؽٙۅؘڵؽؽڟؚؿؙٳڮٵؽٷڡؙٛڡؘٚۯؿڽڵٳڮ ۿرُونؘ۞

ا. زَوْجٌ کے دوسرے معنی یہال صنف اور نوع کے کیے گئے ہیں۔ لینی ہر قشم کی چیزیں ہم نے پیدا کیں جو کریم ہیں لیتی انسان کے لیے بہتر اور فائدے مند ہیں جس طرح غلہ جات ہیں، پھل میوے ہیں اور حیوانات وغیرہ ہیں۔

۲. یعنی جب اللہ تعالی مردہ زمین سے یہ چیزیں پیدا کر سکتا ہے، تو کیا وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟

سا. لینی اس کی یہ عظیم قدرت دیکھنے کے باوجود اکثر لوگ اللہ اور رسول کی تکذیب ہی کرتے ہیں، ایمان نہیں لاتے۔

۷م. لینی ہر چیز پر اس کا غلبہ ہے اور انتقام لینے پر وہ ہر طرح قادر ہے لیکن چونکہ وہ رحیم بھی ہے اس لیے فوراً گرفت نہیں فرماتا بلکہ پوری مہلت دیتا ہے اور اس کے بعد مؤاخذہ کرتا ہے۔

8. یہ رب کی اس وقت کی ندا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ اللہ مدین سے اپنی اہلیہ کے ہمراہ واپس آرہے تھے، راستے میں انہیں حرارت حاصل کرنے کے لیے آگ کی ضرورت محسوس ہوئی تو آگ کی علاش میں کوہ طور پہنچ گئے، جہال ندائے فیبی نے ان کا استقبال کیا اور انہیں نبوت سے سرفراز کردیا گیا اور ظالموں کو اللہ کا پیغام پہنچانے کا فریصنہ ان کو سونب دیا گیا۔

 ۲. اس خوف سے کہ وہ نہایت سرکش ہے، میری تکذیب کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ طبعی خوف انبیاء کو بھی لاحق ہوسکتا ہے۔

ک. یہ اثارہ ہے اس بات کی طرف که حضرت موئی علیماً زیادہ فصیح اللمان نہیں تھے۔ یا اس طرف که زبان پر انگارہ
 رکھنے کی وجہ سے لکنت پیدا ہوگئ تھی، جے اہل تفسیر بیان کرتے ہیں۔

٨. يعنى ان كي طرف جرائيل عَاليُّها كو وحى دے كر بھيج اور انہيں بھى وحى ونبوت سے سرفراز فرماكر ميرا معاون بنا۔

وَلَهُوْعَكَ ذَنْبٌ فَاخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ

قَالَ كَلَّاءَ فَاذْهَبَالِالِتِنَّالِتَالَاتِكَالِتَكَالُونَ مَعَكُوْمُ مُّسْتَمِعُونَ<sup>®</sup>

فَايْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلِآ إِنَّارَسُوْلُ رَبِّ الْعَلَمِينَ<sup>®</sup>

ٲڽؙٲۯڛ۫ڵؘڡؘڡۜٮؘٚٵڹؘؿٙٳڛؗڗٳۧؽڰ۠ ڠٵڶٵػٷؙڗۑڮۏؚؽٮؙٵۅؘڸؽ۠ٵٷڶؠٟؿ۫ؾؘۏؽؾٵڡؚڽؘ۫ۼؙۺؚڬ ڛؚڹؿؙڹؗؽؗ

۱۳ اور ان کا مجھ پر میرے ایک قصور کا (دعویٰ) بھی ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے مار نہ ڈالیں۔(۱)

ہوگا، تم دونوں 10. جناب باری نے فرمایا: ہرگز ایسا نہ ہوگا، تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ<sup>(۱)</sup> ہم خود سننے والے تمہارے ساتھ ہیں۔

17. تم دونوں فرعون کے پاس جاکر کہو کہ بلاشبہ ہم رب العالمین کے بھیج ہوئے ہیں۔

21. کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو روانہ کردے۔ (م)

10. فرعون نے کہا کہ کیا ہم نے تجھے تیرے بجپین کے دمانہ میں اپنے ہال نہیں پالا تھا؟ (۵) اور تو نے اپنی عمر کے

ا. یہ اشارہ ہے اس قبل کی طرف، جو حضرت موکی علیہ اللہ سے غیر ارادی طور پر ہو گیا تھا اور مقتول قبطی لیعنی فرعون کی قوم سے تھا، اس لیے فرعون اس کے بدلے میں حضرت مولی علیہ اللہ کو قبل کرنا چاہتا تھا، جس کی اطلاع پاکر حضرت مولی علیہ اللہ اللہ مصر سے مدین چلے گئے تھے۔ اس واقعی یہ علیہ اللہ اللہ مصر سے مدین چلے گئے تھے۔ اس واقعی یہ اگرچہ کئی سال گزر چکے تھے، گر فرعون کے پاس جانے میں واقعی یہ امکان موجود تھا کہ فرعون ان کو اس جرم میں پکڑ کر قبل کی سزا دینے کی کوشش کرے۔ اس لیے یہ خوف بھی بلا جواز نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے تیلی دی کہ تم دونوں جاؤ، میرا پیغام اس کو پہنچاؤ، تنہیں جو اندیشے لاحق ہیں ان سے ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ آیات سے مراد وہ دلاکل وبراہین ہیں جن سے ہر پیٹیمر کو آگاہ کیا جاتا ہے یا وہ معجزات ہیں جو حضرت موکل علیہ اللہ اللہ عصا۔

سا ایعنی تم جو کچھ کہوگے اور اس کے جواب میں وہ جو کچھ کیے گا، ہم سن رہے ہوں گے۔ اس لیے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تمہیں فریصنۂ رسالت سونپ کر تمہاری حفاظت سے بے پرواہ نہیں ہوجائیں گے۔ بلکہ ہماری مدو تمہارے ساتھ ہے۔ معیت کا مطلب مصاحب نہیں، بلکہ نصرت ومعاونت ہے۔

مم. لیعنی ایک بات یہ کہو کہ ہم تیرے پاس اپنی مرضی سے نہیں آئے ہیں بلکہ رب العالمین کے نمائندے اور اس کے رسول کی جیشیت سے آئے ہیں اور دوسری بات یہ کہ تو نے (چار سو سال سے) بنی اسرائیل کو غلام بنار کھا ہے، ان کو آزاد کردے تاکہ میں انہیں شام کی سرزمین پر لے جاؤں، جس کا اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے۔

۵. فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ اُک وعوت اور مطالبے پر غور کرنے کے بجائے، ان کی تحقیر و تنقیص کرنی شروع کردی اور کہا کہ کیا تو وہی نہیں ہے جو ہماری گود میں اور ہمارے گھر میں بلا، جب کہ ہم بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرڈالتے تھے؟

وَفَعَلْتَ فَعَلْتَكَ الَّتِيُّ فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْلَفِرِيْنَ®

قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَآنَامِنَ الضَّالِيْنَ ٥

ۏؘڡؘٚڒۯؾ۠ڡؚٮٛٮٛڬؙۅؙڷ؆ۜڶڿڡؗۛٛؾڰۏٛٷؘۿؘۘۜۻڔڶٞڒؚڹٞۨػؙڶؖؠؙٵ ٷۜۜۼۘۼڬؽ۬ڝڹٙؗڶؠؙۯڛٙٳڽؙڗڽۛ

ۅؘؾؚڵؙٙٙٙڬڹڠؙؠؘڎؙ۠ؾؙؠ۠ؠ۠ؖٵۘۼؘڰۜٲڽؙۘۼؾۘۘۮۜڠۜڹۻٛٚٳۺڗٳۧؽ<u>ڷ</u><sup>۞</sup>

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَارَبُّ الْعَلْمِينَ ۞ قَالَ رَبُّ السَّمْوٰتِ وَالْارْضِ وَمَابَيْنُهُمُّ الْفُكُمُّةُ مُّوْقِتِينُ ۞

بہت سے سال ہم میں نہیں گزارے؟(۱)

19. اور پھر تو اپنا وہ کام کر گیا جو کر گیا اور تو

19. اور پھر تو اپنا وہ کام کر گیا جو کر گیا اور تو ناشکروں میں ہے۔(۲)

۲۰ (حضرت) موسیٰ (عَالِیَاً) نے جواب دیا کہ میں نے اس کام کو اس وقت کیا تھا جبکہ میں راہ بھولے ہوئے لوگوں میں سے تھا۔<sup>(\*)</sup>

۲۱. پھر تم سے خوف کھاکر میں تم میں سے بھاگ گیا، پھر مجھے میرے رب نے حکم وعلم عطا فرمایا اور مجھے اپنے پیغیروں میں سے کر دیا۔

۲۲. اور مجھ پر تیراکیا یہی وہ احسان ہے؟ جسے تو جتا رہا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ (۵)

۲۳. فرعون نے کہا رب العالمین کیا (چیز) ہے؟ (۲)

۲۳. (حضرت) موئل (عَالِيَّلِاً) نے فرمایا وہ آسانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب ہے، اگر تقین رکھنے والے ہو۔

ا. بعض کہتے ہیں کہ ۱۸ سال فرعون کے محل میں بسر کیے، بعض کے نزدیک ۳۰ اور بعض کے نزدیک چالیس سال۔ لینی اتنی عمر ہمارے پاس گزارنے کے بعد، چند سال ادھر ادھررہ کر اب تو نبوت کا دعویٰ کرنے لگا ہے؟

۲. پھر ہمارا ہی کھاکر ہماری ہی قوم کے ایک آدمی کو قتل کرکے ہماری ناشکری بھی گی۔

۳. لیعنی یہ قتل ارادۃً نہیں تھا بلکہ ایک گھونسہ ہی تھا جو اسے مارا گیا تھا، جس سے اس کی موت ہی واقع ہو گئی۔ علاوہ ازیں یہ واقعہ بھی نبوت سے قبل کا ہے جب کہ مجھ کو علم کی یہ روشنی نہیں دی گئی تھی۔

سم. لیخی پہلے جو کچھ ہوا، اپنی جگہ، لیکن اب میں اللہ کا رسول ہول، اگر میری اطاعت کرے گا تو ج جائے گا، بصورت دیگر ہلاکت تیرا مقدر ہوگی۔

۵. لینی یہ اچھا احسان ہے جو تو مجھے جتلارہا ہے کہ مجھے تو بقیناً تو نے غلام نہیں بنایا اور آزاد جھوڑے رکھا لیکن میری پوری
 قوم کو غلام بنا رکھا ہے۔ اس ظلم عظیم کے مقابلے میں اس احسان کی آخر چیشت کیا ہے؟

۲. یہ اس نے بطور استفہام کے نہیں، بلکہ اعتکبار اور استفار کے طور پر کہا، کیونکہ اس کا دعویٰ تو یہ تھا ﴿مَاعِلْمَتُ لَکُوْمِیْنَ }
 الفیح تیری ﴿ (القصص: ٣٨) (میں اپنے سوا تمہارے لیے کوئی اور معبود جانتا ہی نہیں)۔

قَالَ لِمِنْ حَوْلَةَ الاَتَسْتَمِعُونَ<sup>®</sup>

قَالَ رَكِّكُو وَرَبُ الْبَآلِ كُوُ الْكَوَّلِينَ<sup>®</sup>

قَالَ إِنَّ رَسُّوُلِكُوْ الَّذِي أَنْسِلَ الِيَكُوْلِمَجْنُونَٰ @

قَالَ رَبُّ الْمَشُّرِ قِ وَالْمَغْرِبِ وَمَابَيْتُهُمَّا إِنُّ كُنْتُو تَعُوّلُونَ۞

قَالَ لِمِنِ اتَّخَنْتُ الهَاعَيْرِ فَ لَاجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمُعَلَنَّكَ مِنَ الْمُسْجُونِينَ

قَالَ اوَلَوْجِئُتُكَ بِشَيُّ ثَبِيْنِ<sup>©</sup>

قَالَ فَأْتِ بِهَ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّدِقِيْنَ<sup>®</sup>

فَالْقِي عَصَاهُ فَإِذَاهِي تَعْبَانٌ مُّبِينُ

۲۵. فرعون نے اپنے ارد گرد والوں سے کہاکہ کیا تم س

۲۷. (حضرت) موسیٰ (عَالِیُّلاً) نے فرمایا وہ تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار ہے۔

۲۷. فرعون نے کہا (لوگو!) تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو یقیناً دیوانہ ہے۔

۲۸. (حضرت) موسیٰ (عَلَیْکِاً) نے فرمایا: وہی مشرق ومغرب کا اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب ہے، (۱) اگر تم عقل رکھتے ہو۔

79. فرعون کہنے لگا س لے اگر تو نے میرے سواکسی اور کو معبود بنایا تو میں تجھے قیدیوں میں ڈال دوں گا۔ (\*)

• س. موسیٰ (عَلَیْلِاً) نے کہا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی کھلی چنز لے آؤں؟ (\*)

اس. فرعون نے کہا اگر تو سچوں میں سے ہے تو اسے پیش کر۔

٣٣. آپ نے (اسی وفت) اپنی لا تھی ڈال دی جو اچانک تھلم کھلا (زبروست) اژدہا بن گئی۔(۵)

ا. یعنی کیا تم اس کی بات پر تعجب نہیں کرتے کہ میرے سوا بھی کوئی اور معبود ہے؟

۲. لیعنی جس نے مشرق کو مشرق بنایا، جس سے کواکب طلوع ہوتے ہیں اور مغرب کو مغرب بنایا جس میں کواکب غروب ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کے درمیان جو کچھ ہے، ان سب کا رب اور ان کا انتظام کرنے والا بھی وہی ہے۔

سل فرعون نے جب دیکھا کہ موسیٰ علیہ مل مختلف انداز سے رب العالمین کی ربوبیت کاملہ کی وضاحت کررہے ہیں، جس کا کوئی معقول جواب اس سے نہیں بن پارہا ہے۔ تو اس نے ولائل سے صرف نظر کرکے دھمکی دینی شروع کردی اور موسیٰ علیہ اللہ کو کو حوالہ زنداں کرنے سے ڈرایا۔

۴. لینی الیی کوئی چیز یا معجزہ جس سے واضح ہوجائے کہ میں سیا اور واقعی اللہ کا رسول ہوں، تب بھی تو میری صداقت کو تسلیم نہیں کرے گا؟.

بعض جگہ ثُعْبَانٌ کو حَیَّةٌ اور بعض جگه جَانٌ کہا گیا ہے۔ ثُعْبَانٌ وہ سانپ ہوتا ہے جو بڑا ہو اور جَانٌ جھوٹے سانپ

وَّنْزَءُ بِدَهُ فَإِذَاهِيَ بَيْضَآ أُولِلنَّظِوِينَ ۗ

قَالَ لِلْمَكِلِ مُؤلِّةَ إِنَّ هِ نَالَسْحِرُّ عَلِيُمُوُّ

ؠڗ۠ؽؙٵؙڶؾٝۼؚؚٝۘۓؠؙٛۄؙۺٙٵۯۻ۬ڮٛؠؚۑۼۅؚڰۧڡؙٵۮٵ ؾٲؙٷٛۏڹ۞

قَالْوَا ارْجِهُ وَاخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَ آيِنِ خِثِيثَنَ الْ

ڲؙٲؾؙؙٷڬ ۥٛڂؙؚڸؚۜڛؘڿٙٳ۫ڔۼڸؽۄؚٟ۫

فَجُهِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ بَوْمِيَّمَ فُلُومٍ ﴿

سس. اور اپنا ہاتھ تھینچ نکالا تو وہ بھی اسی وقت ہر دیکھنے والے کو سفید چمکیلا نظر آنے لگا۔

۳۳. فرعون اپنے آس پاس کے سرداروں سے کہنے لگا بھئی یہ تو کوئی بڑا دانا جادو گر ہے۔(۲)

**٣٥.** يه تو چاہتا ہے كہ اپنے جادو كے زور سے تمہيں مہارى سرزمين سے ہى نكال دے، بتاؤ اب تم كيا تحكم ديتے ہو۔ (۳)

ان سب نے کہا آپ اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دیجیے اور تمام شہروں میں ہرکارے بھیج دیجیے۔

السلامی کے اور تمام شہروں میں ہرکارے بھیج دیجیے۔

السلامی کے ایس نک علم جادوگروں کو لے آئیں۔

آئیں۔

۳۸. پھر ایک مقرر دن کے وعدے پر تمام جادو گر جمع کیے گئے۔(۵)

کو کہتے ہیں اور حَیَّۃٌ چھوٹے بڑے دونوں قسم کے سانپوں پر بولا جاتا ہے۔ (ٹُرُّ القدیر) گویا لا ٹھی نے پہلے چھوٹے سانپ کی شکل اختیار کی پھر دیکھتے دکیھتے اژدھا بن گئی۔ وَاللهُ أَعْلَمُ.

ا. یعنی گریبان سے ہاتھ نکالا تو وہ چاند کے گلڑے کی طرح چمکنا تھا۔ یہ دوسرا معجزہ موسی عَلَیْکیا نے پیش کیا۔

۲. فرعون بجائے اسکے کہ ان معجزات کو دیکھ کر، حضرت موسیٰ علیہ ایک تصدیق کرتا اور ایمان لاتا، اس نے تنگذیب وعناد
 کا راستہ اختیار کیا اور حضرت موسیٰ علیہ کی بایت کہا کہ یہ تو کوئی بڑا فن کار جادو گر ہے۔

٣. پھر اپنی قوم کو مزید بھڑکانے کے لیے کہا کہ وہ ان شعبدہ بازیوں کے ذریعے سے تہمیں یہاں سے نکال کر خود اس پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ اب بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ یعنی اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

سم. لیعنی ان دونوں کو فی الحال اپنے حال پر چھوڑ دو، اور تمام شہروں سے جادوگروں کو جمع کرکے ان کا باہمی مقابلہ کیا جائے تاکہ ان کے کرتب کا جواب اور تیری تائید ونصرت ہوجائے۔ اور یہ اللہ ہی کی طرف سے تکوینی انتظام تھا تاکہ لوگ ایک ہی جگہ جمع ہوجائیں اور ان دلاکل وبراہین کا بجیشم خود مشاہدہ کریں، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیثیا کو عطا فرمائے تھے۔

۵. چنانچہ جادو گروں کی ایک بہت بڑی تعداد مصر کے اطراف وجوانب سے جمع کرلی گئی، ان کی تعداد ۱۲ہزار، ۲۱ہزار، ۱۹ہزار، ۳۰ہزار اور ۸۰ہزار (مختلف اقوال کے مطابق) بتلائی جاتی ہے۔ اصل تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کیوں کہ سمی مستند ماخذ میں تعداد کا ذکر نہیں ہے گزر چکی ہیں۔ گویا

وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلُ اَنْتُوْمُّ مُجْمِّعُونَ ۖ

كَعَلَّنَا نَتِّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانْوَاهُوُ الْغُلِيِيْنَ<sup>®</sup>

فَكُتَّاجَاءُ السَّحَرُةُ قَالُوُّ الِفِرْعَوْنَ آبِنَّ لَنَالَاَجُرُّا إِنُ كُنَّا نَحُنُ الْغِلِيثِنَ۞

قَالَ نَعَوُوالنَّكُوْلِذَالَكِنَ النُّقَرَّبِيْنَ<sup>®</sup>

قَالَ لَهُمْ مُّوْلَكِي الْقُوالِمَ الْنُمُومُ مُنْفُونَ @

فَالْقُوْاحِبَالَهُمُ وَعِصِيَّهُمُ وَقَالُوْالِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِثَالَنَكُونُ الْغِلْدُونَ

٣٩. اور عام لوگوں سے بھی کہہ دیا گیا کہ تم بھی مجمع میں حاضر ہوجاؤ گے؟<sup>(۱)</sup>

• ۲۰. تا که اگر جادو گر غالب آجائیں تو ہم ان ہی کی پیروی کریں۔

ام. جادو گر آگر فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم جیت گئے تو ہمیں کچھ انعام بھی ملے گا؟

۳۲. فرعون نے کہا ہاں، (بڑی خوش سے) بلکہ ایس صورت میں تم میرے خاص درباری بن جاؤگ۔

۳۲. (حضرت) موسیٰ (عَالِیَّا اِ) نے حادو گروں سے فرمایا جو

۱۲۳. ( خطرت) منو کی (علیرسا) کے جادو کروں سے کرمایا ہو کچھ متہیں ڈالنا ہے ڈال دو۔ <sup>(۲)</sup>

۳/۸. انہوں نے اپنی رسیاں اور لائھیاں ڈال دیں اور کہنے لگے عزت فرعون کی قشم! ہم یقیناً غالب ہی رہیں گے۔ (۲)

فرعون کی قوم، "قبط" نے اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھانا چاہا تھا، لیکن اللہ تعالی اپنے نور کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ کفر وایمان کے معرکے میں ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ جب بھی کفر نم ٹھونک کر ایمان کے مقابلے میں آتا ہے، تو ایمان کو اللہ تعالی سرخروئی اورغلبہ عطا فرماتا ہے۔ جس طرح فرمایا، ﴿بَلُ نَقْدِن عُرِالْمُوَّ عَلَى اَلْبَاطِلِ فَیَدُمَتُهُ فَاذَا هُوزَاهِقُ ﴾ (الأنبياء: ۱۸) (بلکہ ہم سے کو جھوٹ پر تھینج مارتے ہیں، پس وہ اس کا سر توڑدیتا ہے اور جھوٹ اس وقت نابود ہوجاتا ہے)۔ الدینی عوام کو بھی تاکید کی جارہی ہے کہ تہمیں بھی یہ معرکہ دیکھنے کے لیے ضرور حاضر ہونا ہے۔

۲. حضرت موسی علیها کی طرف سے جادوگروں کو پہلے اپنے کرتب دکھانے کے لیے کہنے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ ایک تو ان کی ساحرانہ شعبدہ ایک تو ان پر یہ واضح ہوجائے کہ اللہ کا پنجبر اتنی بڑی تعداد میں نامی گرامی جادوگروں کے اجتماع اور ان کی ساحرانہ شعبدہ بازیاں ہن خوف زدہ نہیں ہے۔ دوسرا یہ مقصد بھی ہوسکتا ہے کہ جب بعد میں اللہ کے حکم سے یہ ساری شعبدہ بازیاں آن واحد میں ختم ہوجائیں گی تو دیکھنے والوں پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور شاید اس طرح زیادہ لوگ اللہ پر ایمان لے آئیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، بلکہ جادوگر ہی سب سے پہلے ایمان لے آئے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

۳. جیسا کہ سورہ اعراف اور طلہ میں گزرا کہ ان جادوگرول نے اپنے خیال میں بہت بڑا جادو بیش کیا ﴿سَحَوُوْ اَعَیْنَ النّالِیں وَالْسَتَوْهِیُوْهُمُ وَجَایُوْو بِسِیْمِ عَظِیْمٍ ﴾ (الأعراف: ١١١) حتیٰ که حضرت موسیٰ عَلَیْهِا نے بھی اپنے دل میں خوف محسوس کیا، ﴿فَاوْجُسَ فِیْ فَقْیِم جَیْمَةُ مُوسِی ﴾ (طلہ: ۲۷) چنانچہ ان جادوگروں کو اپنی کامیابی اور برتری کا بڑا یقین تھا، جیسا کہ یہاں ان

<u>ۼٛٲڵڠ۠ؠؙؗؗؠؙۅٛڛؠۼڝٙٵٷؘٳۮٳۿؚؾۘؾڵڡٞڡؙٵؽٲڣڴۅۛؽ۞ؖ</u>

ڡؙؙٲؙڡؚۛٙؿٙٵڵۺۜۘۜۘٷڗؙڛؗڿڔؿڹۜ ڡٙٵڡؙؙٛٛٛٳٵڡؙٮۜٛٵۑڗؾؚۘٳڵۼڸؘؠۺؽۨ

رَبِّ مُوسَى وَهُمُ وُنَ<sup>©</sup>

قَالَ امْنَكُوْلُهُ قَبْلَ انْ اذَنَ لَكُوْ الْقُهُ لَكِيْ يُؤْلُوْلُلَّذِى عَتَّمَكُوْ السِّحُوْفَاسُوفَ تَعْلَمُونَ الْاَقْطِعَنَّ اَيُرِيكُمُ وَارْجُلَكُوْ مِّنُ خِلَافٍ وَلَاُوصَلِّمَنَّكُوُ اَجْمُعِينَ ۞

قَالُوُالاَضَيْرَ إِنَّ اللَّهِ رَبِّنَامُنْقَلِبُونَ فَ

۳۵. اب (حضرت) موسیٰ (عَالِیَاً) نے بھی اپنی لا تھی میدان میں ڈال دی جس نے اس وقت ان کے جھوٹ موٹ کے کر تب کو نگانا شروع کر دیا۔

۳۸. یہ دیکھتے ہی جادوگر بے اختیار سجدے میں گرگئے۔ ۲۳. اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ہم تو اللہ رب العالمین پر ایمان لائے۔

۳۸. لیعنی موسلی اور ہارون (علیجااہ) کے رب پر۔

97. فرعون نے کہا کہ میری اجازت سے پہلے تم اس پر ایمان کے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا وہ بڑا (سردار) ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے، (۱) سو تمہیں ابھی ابھی معلوم ہوجائے گا، قتم ہے میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤل الٹے طور پر کاٹ دول گا دور تم سب کو سولی پر لاکا دول گا۔ (۱)

۵۰. انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں، (۳) ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹے والے ہیں ہی۔

الفاظ سے ظاہر ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیٰیا کو تسلی دی، کہ گھبر انے کی ضرورت نہیں ہے۔ ذرا اپنی لا تھی زمین پر چینکو اور پھر دیکھو۔ چنانچہ لا تھی کا زمین پر چینکنا تھا کہ اس نے ایک خوفناک اژدھے کی شکل اختیار کرلی اور ایک ایک کرکے ان کے سارے کر تبوں کو وہ نگل گیا۔ جیسا کہ اگلی آیت میں ہے۔

ا. فرعون کے لیے یہ واقعہ بڑا عجیب اور نہایت حیرت ناک تھا کہ جن جادوگروں کے ذریعے سے وہ فتح وغلبے کی آس لگائے بیٹا تھا، وہی نہ صرف مغلوب ہوگئے بلکہ موقع پر ہی وہ اس رب پر ایمان لے آئے، جس نے حضرت موکل لگائے وہارون علیا آپائے کو دلائل و مجزات دے کر جھیجا تھا۔ لیکن بجائے اس کے کہ فرعون بھی غور وفکر سے کام لیتا اور ایمان لاتا، اس نے مکابرہ اور عناد کا راستہ اختیار کیا اور جادوگروں کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا اور کہا کہ تم سب اس کے شاگر د لگتے ہو اور تمہارا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سازش کی ذریعے سے تم ہمیں یہاں سے بے دخل کردو، ﴿إِنَّ الْمَكُنُّ الْمُكُنُّ مُنْهُ وَلَى اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ کَاللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰ

۲. الٹے طور پر ہاتھ پاؤں کا شئے کا مطلب، دایاں ہاتھ اور بایاں پیر یا بایاں ہاتھ اور دایاں پیر ہے۔ اس پر سولی مشنزاد۔ یعنی ہاتھ پیر کا شئے سے بھی اس کی آتش غضب ٹھنڈی نہ ہوئی، مزید اس نے سولی پر لئکانے کا اعلان کیا۔

m. لَاضَيْر كوئى حرج نہيں يا جميل كوئى پرواہ نہيں۔ يعنى اب جو سزا چاہے دے لے، ايمان سے نہيں پھر سكتے۔

ٳڰؘٵٮؙڟؠۼؙٲؽؙؾۼؙڣۯڵؾٵڒؾٚڹڬڟڸڹٵۧڷؽؙػ۠ؾۜٵۊۜڵ ٵڰٛٷٛڡۣڹؽڹؙؖؿؘؙؙؖ۠

وَآوْحَيْنَآ إِلَى مُوْسَى أَنْ اَسُرِيعِبَادِي ٓ إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ۗ

فَارَسُلَ فِرْعُونُ فِي الْمَكَ آيِسِ لَحِثْوِيُنَ ۗ اِنَّ هَوُٰلُاۤ اَلْوَرْوَمَٰهُ قَلِيُلُوْنَ ۗ وَانَّهُمُ لَكَ الْعَالَمِ الْمُؤْنَ وَانَّا لَحَمِيْعُ مُلْوِدُونَ ۞

فَأَخْرَجْنَهُمْ مِنْ جَنْتٍ وَعُيُونٍ

ٷؙؽؙۏٛڗٟٷٙڡؙڡۜٙٳ۫ڔڮڔؽٟٙ۞ ػڬڮٷٷۯۯڞؙڶ؆ؽؿٙٳڛڗٳ؞ۣؿڸ۞

01. اس بنا پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان والے بنے ہیں<sup>(۱)</sup> ہمیں امید ہے کہ ہمارا رب ہماری سب خطائیں معاف فرمادے گا۔

۵۲. اور ہم نے موسیٰ (عَلَیْمِیْ) کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو نکال لے چل تم سب پیچیا کیے جاؤگ۔'') مس فرعون نے شہر وں میں ہرکاروں کو بھیج دیا۔ میں ہے۔ '') ۵۳. کہ یقیناً یہ گروہ بہت ہی کم تعداد میں ہے۔ '') ۵۵. اور اس پر یہ ہمیں سخت غضب ناک کررہے ہیں۔ '') ۵۲. اور یقیناً ہم بڑی جماعت ہیں ان سے چوکنا رہنے والے۔ '(۵)

۵۷. بالآخر ہم نے انہیں نکال باہر کیا باغات سے اور چشموں سے۔

۵۸. اور خزانوں سے اور اجھے اچھے مقامات سے۔(۲) ۵۹. اس طرح ہوا اور ہم نے ان (تمام) چیزوں کا وارث

ا. أُوَّلُ الْمُوْ مِنِیْنَ اس اعتبار سے کہا کہ فرعون کی قوم مسلمان نہیں ہوئی اور انہوں نے قبول ایمان میں سبقت کی۔

۲. جب بلاد مصر میں حضرت موسیٰ عَلَیْکِا کا قیام کمبا ہوگیا اور ہر طرح سے انہوں نے فرعون اور اس کے درباریوں پر جحت قائم کردی۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایمان لانے پر تیار نہیں ہوئے، تو اب اس کے سواکوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ انہیں عذاب سے دوچار کرکے سامان عبرت بنادیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ عَلَیْکِا کو حکم دیا کہ راتوں رات بنی اسرائیل کو کے کریہاں سے نکل حاکمی، اور فرمایا کہ فرعون تبہارے پیھے آئے گا، گھر رانا نہیں۔

- سل یہ بطور تحقیر کے کہا، ورنہ ان کی تعداد چھ لاکھ بتلائی جاتی ہے۔
- ٨. يعني ميري اجازت كي بغير ان كايهال سے فرار ہونا ہارے ليے غيظ وغضب كاباعث ہے۔
  - ۵. اس کیے ان کی اس سازش کو ناکام بنانے کے لیے ہمیں مستعد ہونے کی ضرورت ہے۔

۲. لیعنی فرعون اور اس کا لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں کیا نکلا کہ پھر پلٹ کر اپنے گھروں اور باغات میں آنا نصیب ہی نہیں ہوا۔ یوں اللہ تعالی نے اپنی حکمت ومشیت سے انہیں تمام نعتوں سے محروم کرکے ان کا وارث دوسروں کو بنادیا۔

بنی اسرائیل کو بنادیا۔

۲۰. پس فرعونی سورج نکلتے ہی ان کے تعاقب میں نکلے۔ اللہ پس جب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا، تو موسیٰ (عَالِیَالِاً) کے ساتھیوں نے کہا، ہم تو یقیناً پکڑ لیے گئے۔ (۳)

۱۲. موسیٰ (عَلَیْمِاً) نے کہا، ہرگز تنہیں۔ یقین مانو، میرا رب میرے ساتھ ہے جو ضرور مجھے راہ دکھائے گا۔ (۵)

۱۳. ہم نے موسیٰ (عَلِیَااً) کی طرف وحی بھیجی کہ سمندر پر اپنی لا شمی مار، (۵) پس اسی وقت سمندر پھٹ گیا اور پانی

فَاتَبُعُوْهُمُومُّشُورِقِيُنَ۞ فَلَمَّاتُرَاءِ الْجَمَعْلِي قَالَ اَصْعَلْبُ مُوسَى إِنَّا لَمُدُّ رُكُونَ۞

ۊٙٵڶػڵٲٳٝڶؘؘؘۜڡٙۼؽٙڒۑ۪ٞٞڛۜۿۮؚؿؙڹ<sup>؈</sup>

ڣؘٲۏؘۘڂؽێٙۘۘڵٳڵؗڡؙۅؙ؈ٙٳڹٳڶڝ۫ڔٮؚۨۑۜڡڝٙٵػٲڵؠۘڂۯؖ؞ ڣؘٵۿؙڵؾٞ؋ؘػٵڹڴڷ۠؋ؚڗؾٟػٵڵڟۅٝڔٲؗۼڟۣؽؠؖ۠

ا. لیعنی جو اقتدار اور بادشاہت فرعون کو حاصل تھی، وہ اس سے چھین کر ہم نے بنی امرائیل کو عطا کردی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد مصر جیسا اقتدار اور دنیوی جاہ وجلال ہم نے بنی امرائیل کو بھی عطا کیا۔ کیونکہ بنی اسرائیل مصر سے نکل جانے کے بعد مصر واپس نہیں آئے۔ نیز سورہ دخان میں فرمایا گیا ہے ﴿وَالْوَسُونَا اَخْدِیْنَ ﴾ (۲۸) کہ (ہم نے اس کا وارث کی دوسری قوم کو بنایا) (ایر انفایر) اول الذکر اہل علم کہتے ہیں کہ قو ما اُخوِیْنَ میں قوم کا لفظ اگرچہ عام ہے لین یہاں سورہ شعراء میں جب بنی اسرائیل کو وارث بنانے کی صراحت آئی ہے، تو اس سے مراد بھی قوم بنی اسرائیل کو وارث بنانے کی صراحت آئی ہے، تو اس سے مراد بھی قوم بنی اسرائیل کو وارث بنانے کی صراحت آئی ہے، تو اس سے مراد بھی وام بنی اسرائیل کو وہ ان کی صراحت کے مطابق مصر سے نگلنے کے بعد بنو اسرائیل کو ارض مقدس میں داخل ہونے کا علم دیا گیا۔ اور ان کے انکار پر چالیس سال کے لیے یہ داخلہ مؤخر کرکے میدان سیہ میں ہونکایا گیا۔ پھر وہ ارض مقدس میں داخل ہوئے کا میں داخل ہوئے دیا گیا۔ اور ان کے انکار پر چالیس سال کے لیے یہ داخلہ مؤخر کرکے میدان سیہ میں ہونکیایا گیا۔ پھر وہ ارض مقدس میں داخل ہوئے دیا ہوئے دیا ہو اس ایک کو عطا کی گئیں۔ میں داخل ہوئے چانچہ حضرت موسی علیا ہی قبر – حدیث اسراء کے مطابق – بیت المقدس کے قریب بی ہے۔ اس لیے میں مجان نہیں بلکہ فلسطین میں، واللہ اُعْدَامُ میں حاصل تھیں، ویکی ہی تعمیں اب بنو اسرائیل کو عطا کی گئیں۔ لیکن مصر میں نہیں بلکہ فلسطین میں، واللہ اُعْدَامُ مُ

۲. لینی جب صبح ہوئی اور فرعون کو پتہ چلا کہ بنی اسرائیل راتوں رات یہاں سے نکل گئے ہیں، تو اس کے پندار اقتدار کو بڑی تھیس پینچی۔ اور سورج نکلتے ہی ان کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔

س. لینی فرعون کے لشکر کو دیکھتے ہی وہ گھبرا اٹھے کہ آگے سمندر ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر، اب بحپاؤ کس طرح ممکن ہے؟ اب پھر دوبارہ وہی فرعون اور اس کی غلامی ہوگی۔

۸۲. حضرت موسیٰ علیکیا نے تسلی دی کہ تمہارا اندیثہ صحیح نہیں، اب دوبارہ تم فرعون کی گرفت میں نہیں جاؤگے۔ میر ارب یقیناً نحات کے رائے کی نشاندہی فرمائے گا۔

۵. چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ رہنمائی اور نشاندہی فرمائی کہ اپنی لا تھی سمندر پر مارو، جس سے دائیں طرف کا پانی دائیں اور

کا ہر ایک حصہ بڑے پہاڑ کے مانند ہوگیا۔(۱)

۱۹۲۰ اور ہم نے اس جگہ دوسروں کو نزدیک لاکھڑا کردیا۔ (۲)

۲۵. اور موسیٰ (عَالِيًا) کو اور اس کے تمام ساتھیوں کو نجات دے دی۔

۲۲. پھر اور سب دوسروں کو ڈبودیا۔

**٧٧**. یفتیناً اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان والے نہیں۔<sup>(۴)</sup>

۲۸. اور بیشک آپ کا رب بڑا ہی غالب ومہربان ہے۔ ۲۹. اور انہیں ابراہیم (غالبیّل) کا واقعہ بھی سنادو۔

-2. جب کہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا
 کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو؟

اک. انہوں نے جواب دیا کہ عبادت کرتے ہیں بتوں کی، ہم نو برابر ان کے مجاور بنے بیٹھے ہیں۔(۵)

## ۅ*ٵؘۯ۬ڶڡؙڹٵڠؠۜٲڵڵڿٙڔؽۣڹ*ۛٛ

وَأَجْيِنْا مُولِى وَمَنْ مَّعَةَ آجْمَعِيْنَ اللهِ

ثُمِّ اَغْرَقْنَا الْلِخَوِينَ أَنَّ

ِكَ فِي دُلِكَ لَايَةً وَمَا كَانَ ٱكْثَرُهُمْ مُتَّوَمُّمِنِينَ ⊕

ۅٳؘؘؙۜؖۛۛۜڗؾۘڮڶۿؘۅؘڷۼڔ۫ؽؙۯ۬ٳڗۜڃؽؙۅ۠ ۅؘٲؾؙڵۼٙؽۼۄڎؘۺؘٵؚٞڹؙڔۿؚؽؙۄۛٛ

اِذُقَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهِ مَاتَعَبُكُونَ

قَالُوُ انَعْبُدُ آصَنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَلِفِيْنِ

بائیں طرف کا بائیں طرف رک گیا اور دونوں کے جے میں راستہ بن گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بارہ قبیلوں کے حساب سے بارہ راستے بن گئے تھے، واللہ اعلم۔

ا. فِرْقِ: قطعهٔ بحر، سمند رکا حصد، طَوْدٌ: بہاڑ۔ لیعنی پانی کا ہر حصد بڑے بہاڑ کی طرح کھڑا ہوگیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزے کا صدور ہوا تاکہ موسیٰ علیہ اُل اور ان کی قوم فرعون سے نجات پالے، اس تائید الٰہی کے بغیر فرعون سے نجات ممکن نہیں تھی۔

۲. اس سے مراد فرعون اور اس کا لشکر ہے لیتی ہم نے دوسروں کو سمندر کے قریب کر دیا۔

سب موسیٰ علیہ اور ان پر ایمان لانے والوں کو ہم نے نجات دی اور فرعون اور اس کا لشکر جب انہی راستوں سے گزرنے لگا توہم نے سمندر کو دوبارہ حسب دستور روال کردیا، جس سے فرعون اینے لشکر سمیت غرق ہوگیا۔

۴. لیعنی اگرچہ اس واقعے میں، جو اللہ کی نصرت و معونت کا واضح مظہر ہے، بڑی نشانی ہے لیکن اس کے باوجود اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں۔

۵. لینی رات دن ان کی عبادت کرتے ہیں۔

قَالَ هَلَ يَسُمَعُونَكُو لِذُتَنَ عُونَ الْ

ٱۅ۫ؠؽؘڡٛٚۼؙۅٛڹڴؙٛؠؙٳۏؽڝٛٚڗۨۅٛؽ۞

قَالُوُابَلُ وَجَدُنَا الْإَنْ كَاكُنْ لِكَ يَفْعَلُونَ <sup>©</sup>

قَالَ أَفَرَّءُ يُتُورِّمًا كُنْتُوْتِعَبُكُوْنَ ۗ

ٱنۡتُوۡوَالٰٖٵٞٷٝؽؙۅؙاڵٲۊٞۮڡؙؙۏؾ۞ۛ ٷؘٲؿۿؙۄۛ۫ۘ؏ۮؙۊ۠ٞڸٚٞٳٞڷؚڒۯۻٙاڵٷڶڸؚؽؿ؆ؖ

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُويَهُدِيْنِ فِ

ۅؘٳڷڒؚؽۘۿؙۅؽڟۼؠ۠ڹؽؙۅؘؽۺۨۊؿڹؖڹ<sup>ۿ</sup> ۅؘٳۮٚٳٶؚڞؙۘٷۿۅؘؿۺ۠ۏؿڹۨ۞

27. آپ نے فرمایا کہ جب تم انہیں پکارتے ہوتو کیا وہ سنتے بھی ہیں؟

سک. یا تمہیں نفع ونقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔(۱) ۲۸. انہوں نے کہا یہ (ہم کچھ نہیں جانتے) ہم نے تو

اپنے باپ دادوں کو اس طرح کرتے پایا۔(۲)

20. آپ نے فرمایا کچھ خبر بھی ہے<sup>(۳)</sup> جنہیں تم پوج رہے ہو؟

۷۲. تم اور تمهارے اگلے باپ دادا۔

22. وہ سب میرے وشمن ہیں۔ (\*) بجز سپے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے۔ (۵)

جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری رہبری فرماتاہے۔<sup>(1)</sup>

(2) ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

•٨. اور جب مين بيار پڙجاؤل تو مجھے شفاء عطا فرما تاہے۔

ا. لینی اگر تم ان کی عبادت ترک کردو تو کیا وہ شہیں نقصان پہنچاتے ہیں؟

۲. جب وہ حضرت ابراہیم علیہ اللے اس کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکے تو یہ کہہ کر چھکارا حاصل کرلیا۔ جیسے آج بھی لوگوں کو قرآن وحدیث کی بات بتلائی جائے تو یہی عذر پیش کیا جاتا ہے کہ ہمارے خاندان میں تو ہمارے آباء واجداد سے یہی کچھ ہوتا آرہا ہے، ہم اسے نہیں چھوڑ کئے۔

أَفَوَا أَيْتُمْ ؟ ك معنى بين فَهَلْ أَبْصَوْتُمْ وَتَفَكَّوْتُهُ ؟ كياتم ن غورو فكركيا؟

۴/ اس لیے کہ تم سب اللہ کو چھوڑ کر دوسرول کی عبادت کرنے والے ہو۔ بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جن کی تم اور تبہارے باپ دادا عبادت کرتے رہے ہیں، وہ سب معبود میرے دشمن ہیں لیعنی میں ان سے بیزار ہوں۔

لینی وہ دشمن نہیں، بلکہ وہ تو دنیا وآخرت میں میرا ولی اور دوست ہے۔

٧. لینی دین ودنیا کے مصالح اور منافع کی طرف۔

کے لین انواع واقسام کے رزق پیدا کرنے والا، اور جو پانی ہم پیتے ہیں اسے مہیا کرنے والا بھی وہی اللہ ہے۔

٨. بياري كو دور كركے شفاء عطا كرنے والا بھى وہى ہے۔ يعنى دواؤں ميں شفاء كى تاثير بھى اسى كے تحكم سے ہوتى ہے۔

ۅٙٳڵۮؚؽؙؽؙؚؽؽؙؾؙۻؙؙٛؿؙۼؖؽؚڲؽؚ<sup>ۣ</sup>

وَالَّذِي كَاطْمَعُ أَنُ يَغْفِرُ إِلْي خَطِيْتُونَي يَوْمُ الدِّيْنِ اللَّهِ

رَبِّ هَبْ إِنْ حُكْمًا وَ الْحِقْنِي بِالطَّلِحِينَ ۗ

وَاجْعَلْ لِّى لِسَانَ صِدُقٍ فِى الْاِخِرِيْنَ ۗ وَاجْعَلْنِى مِنُ وَّرَفَةِ جَنَّةِ النَّعِيثُوِ ۗ وَاخْفِوْ لِإِنِّ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِيُّنِ ۗ

ۅٙڵٲؙڂٛ۫ڔ۬ڹؙؽۅٛٙڡڒؽڹۼؿ۠ۏؽ<sup>ٚ</sup>

۱۵. اور وہی مجھے مار ڈالے گا پھر زندہ کردے گا۔ (۱)
 ۸۲. اور جس سے امید بندھی ہوئی ہے کہ وہ روز جزاء میں میرے گناہوں کو بخش دے گا۔ (۱)

**۸۳.** اے میرے رب! مجھے قوت فیصلہ <sup>(۳)</sup> عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں ملادے۔

ے یک و وں یں ماہ رہے۔  $\Lambda^{(a)}$ . اور میر اذکر خیر پچھلے لوگوں میں بھی باتی رکھ۔  $\Lambda^{(a)}$ .  $\Lambda^{(a)}$ .  $\Lambda^{(a)}$  اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وار ثوں میں سے بنادے۔  $\Lambda^{(a)}$ .  $\Lambda^{(a)}$  اور میرے باپ کو بخش دے یقنیناً وہ گر اہوں میں سے تھا۔  $\Lambda^{(a)}$ 

۸۷. اور جس دن که لوگ دوباره جلائے جائیں مجھے رسوا
 نه کرنا۔ (۱)

ورنہ دوائیں بھی بے اثر ثابت ہوتی ہیں۔ بیاری بھی اگرچہ اللہ کے تھم اور مشیت سے ہی آتی ہے۔ لیکن اس کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی۔ بلکہ اپنی طرف کی۔ یہ گویا اللہ کے ذکر میں اس کے ادب واحرّام کے پہلو کو ملحوظ رکھا۔ 1. یعنی قیامت کے دن، جب وہ سارے لوگول کو زندہ فرمائے گا، مجھے بھی زندہ کرے گا۔

۲. یہاں امید، یقین کے معنی میں ہے۔ کیونکہ کسی بڑی شخصیت سے امید، یقین کے متر ادف ہی ہوتی ہے اور اللہ تعالی تو کا کنات کی سب سے بڑی ہستی ہے، اس سے وابستہ امید یقینی کیوں نہیں ہوگی۔ اسی لیے مفسرین کہتے ہیں کہ قرآن میں جہاں بھی اللہ کے لیے عَسَیٰ کا لفظ استعال ہوا ہے وہ یقین ہی کے مفہوم میں ہے۔ خَطِینَتِیْ، خَطِیئَتِیْ، خَطِیئَتِیْ، خَطِیئَتِیْ واحد کا صیغہ ہے لیکن خَطایَا (جمع) کے معنی میں ہے۔ انبیاء عَلِیہ اُللہ اُل چیہ معصوم ہوتے ہیں۔ اس لیے ان سے کسی بڑے گناہ کا صدور ممکن نہیں۔ پھر بھی اپنے بعض افعال کو کوتانی پر محمول کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عفو طلب ہوں گے۔

٣. تحكم يا حكمت سے مراد علم وفهم، قوت فيصله، يا نبوت ورسالت يا الله كے حدود واحكام كى معرفت ہے۔

۷. لینی جو لوگ میرے بعد قیامت تک آئیں گے، وہ میرا ذکر اچھے لفظوں میں کرتے رہیں، اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں کی جزاء اللہ تعالی دنیا میں ذکر جمیل اور ثنائے حسن کی صورت میں بھی عطا فرماتا ہے۔ جیسے ابراہیم مَلَیْظاً کا ذکر خیر ہر مذہب کے لوگ کرتے ہیں، کسی کو بھی ان کی عظمت و تکریم سے انکار نہیں ہے۔

۵. یه دعا اس وقت کی تھی، جب ان پر یه واضح نہیں تھا کہ مشرک (اللہ کے دشمن) کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں، جب اللہ نے یہ واضح کردیا، تو انہوں نے اپنے باپ سے بھی بیزاری کا اظہار کردیا۔ (التوبة: ۱۱۲)

۲. یعنی تمام مخلوق کے سامنے میرا موّاخذہ کرکے یا عذاب سے دوچار کرکے، حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جب

ؘڽؚۅؘ*ڡۘڒ*ڵؽؘڡؘٛڠؙٵٛڷ۠ٷٙڵؠؘٮؙٛٷؽؖ ٳڵٳڡؘؽٲؿٳڶڵۿڽؘڨڵۑڛڸؽٟۄؚ<sup>ۿ</sup>

وَأُزُلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾

وَتُرِّزَتِ الْحَجِيْهُ لِلْعَٰوِيْنَ <sup>®</sup>

وَقِيْلَ لَهُوۡ ٱيۡمَا لَٰثُتُوۡ تَعۡبُدُ وۡنَ ﴿

مِنْ دُونِ اللهِ هَلْ يَنْصُرُ وَنَكُمُ أَوْ يَنْتَصِرُ وَنَكُ

فَكْبَكِبْوُ افِيهَا هُمْ وَالْغَاوْنَ اللهِ الله

۸۸. جس دن کہ مال اور اولاد کیجھ کام نہ آئے گی۔
 ۸۹. لیکن فائدہ والا وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے
 کے سامنے

• اور پر ہیز گاروں کے لیے جنت بالکل نزدیک لا دی جائے گی۔

91. اور گمراہ لوگوں کے لیے جہنم ظاہر کردی جائے گ۔(۲)

97. اور ان سے پوچھا جائے گا کہ جن کی تم پوجا کرتے رہے وہ کہاں ہیں؟

**۹۳.** جو الله تعالیٰ کے سواتھے، کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں۔ (۱)

۹۴. پس وہ سب اور کل گمراہ لوگ جہنم میں اوندھے منہ ڈال دیے جائیں گے۔ <sup>(۴)</sup>

حضرت ابراہیم عَلِیَّا اپنے والد کو برے حال میں دیکھیں گے، تو ایک مرتبہ پھر اللہ کی بارگاہ میں ان کے لیے مغفرت کی درخواست کریں گے اور فرمائیں گے یا اللہ! اس سے زیادہ میرے لیے رسوائی اور کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنت کافروں پر حرام کردی ہے۔ پھر ان کے باپ کو نجاست میں لتھڑے ہوئے بچو کی شکل میں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح البخاری، سورة الشعراء وکتاب الانبیاء، باب قول الله واتخذ الله إبراهيم خليلا)

1. قلب سلیم یا بے عیب دل سے مراد وہ دل ہے جو شرک سے پاک ہو۔ یعنی قلب مومن۔ اس لیے کہ کافر اور منافق کا دل مریض ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں، بدعت سے خالی اور سنت پر مطمئن دل، بعض کے نزدیک، دنیا کے مال ومتاع کی حجت سے پاک دل اور بعض کے نزدیک جہالت کی تاریکیوں اور اخلاقی رذالتوں سے پاک دل۔ یہ سارے مفہوم بھی صحیح ہوسکتے ہیں۔ اس لیے کہ قلب مومن مذکورہ تمام ہی برائیوں سے پاک ہوتا ہے۔

۲. مطلب یہ ہے کہ جنت اور دوزخ میں دخول سے پہلے ان کو سامنے کردیا جائے گا۔ جس سے کافروں کے غم میں اور اہل ایمان کے سرور میں مزید اضافہ ہوجائے گا۔

سو لینی تم سے عذاب ٹال دیں یا خود اپنے نفس کو اس سے بچالیں۔

م. لینی معبودین اور عابدین سب کو جانورول کی طرح ایک دوسرے کے اوپر ڈال دیا جائے گا۔

ۅؙۘۘۻؙۏؙۮٳؠ۬ۯڸۺٵؘۻؠٷڽ۞ ڡۜٙٵڬ۠ٳٷۿؙڂۏؽؠؙٵڲؿؾڝۿۏڽٛ ؾٲٮڶڡٳڶػؙػٵڶڣؿۻڶڸۺ۠ؠؽڛٟ<sup>ۿ</sup> ٳۮٚؽؙٮڗٷؙؗۿڗۣڽؾؚٵڶۼڶؠڋؽ۞

وَقَالَ الَّذِيْنَ 19

## وَمَا اصَلَّنَا إِلَّا الْمُجُومُونَ "

فَمَالَنَامِنُ شٰفِدِيُنَ۞ وَلاصَدِيْقٍ حَيِيْدٍ۞ فَلُوَانَّ لِمَاكَنَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِثُنَ۞

اِنَّ فِيُ ذَٰلِكَ لَايَةٌ وَمَا كَانَ اكْثَرُهُ وُمُّوْمِنِينَ<sup>®</sup>

90. اور البيس كے تمام كے تمام لشكر تھى،(١)

99. وہاں آپس میں اڑتے جھاڑتے ہوئے کہیں گے۔

94. كه قشم الله كي ! يقيينًا بهم تو تُحلي غلطي پر تھے۔

. جب کہ تنہیں رب العالمین کے برابر سمجھ بیٹھے ۔ (۲)

99. اور ہمیں تو سوا ان بدکاروں کے کسی اور نے گمراہ نہیں کیا تھا۔<sup>(۳)</sup>

••ا. اب تو ہمارا کوئی سفار شی تھی نہیں۔

ا • ا. اور نه کوئی (سیا) غم خوار دوست ـ (۴)

۱۰۲ اگر کاش که ہمیں ایک مرتبہ پھر جانا ملتا تو ہم پکے سے مومن بن جاتے۔(۵)

۱۰۳ یه ماجرا یقیناً ایک زبردست نشانی ہے(۱) ان میں

ا. اس سے مراد وہ لشکر ہیں جو لوگوں کو گراہ کرتے تھے۔

۲. دنیا میں تو ہر ترشا ہوا پھر اور قبر پر بنا ہوا خوش نما قبہ مشر کول کو خدائی اختیارات کا حامل نظر آتا ہے۔ لیکن قیامت
 کے دن پھ چلے گا کہ یہ تو تھلی گراہی تھی کہ وہ انہیں رب کے برابر سمجھتے رہے۔

سا. یعنی وہاں جاکر احساس ہوگا کہ ہمیں دوسرے مجرموں نے گمراہ کیا۔ دنیا میں انہیں متوجہ کیاجاتا ہے کہ فلاں فلال کام گمراہی ہے، بدعت ہے، شرک ہے، تو نہیں مانتے، نہ غوروفکر سے کام لیتے ہیں کہ حق وباطل ان پر واضح ہو سکے۔

۳. گناہ گار اہل ایمان کی سفارش تو اللہ کی اجازت کے بعد انبیاء وصلحاء بالخصوص حضرت نبی کریم مَثَلَّظِیمُ فرمائیں گے۔ لیکن کافروں اور مشرکوں کے لیے سفارش کرنے کی کسی کو اجازت ہوگی نہ حوصلہ، اور نہ وہاں کوئی دوستی ہی کام آئے گی۔

۵. اہل کفر وشرک، قیامت کے روز دوبارہ دنیا میں آنے کی آرزو کریں گے تاکہ وہ اللہ تعالی کی اطاعت کرکے اللہ کو خوش کرلیں۔ لیکن اللہ تعالی نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اگر انہیں دوبارہ بھی دنیا میں بھیج دیا جائے تو وہی پچھے کریں گے۔
 کریں گے جو پہلے کرتے رہے تھے۔

۲. لینی حضرت ابراہیم علیہ ایش کا بتوں کے بارے میں اپنی قوم سے مناظرہ و محاجہ اور اللہ کی توحید کے دلائل، یہ اس بات کی واضح نشانی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ۅؘڵڽۜۯٮۜڮڶۿۅٵڵۼڔ۬ؽؙڒؙٵڒڿؽؙۄ۠ ػۮۜڹٮؙۛٷٞڡؙۯؙۅؙڿٳڸ۫ؠؙٷڛڶؿ۬۞ٛ ٳۮ۫ڡٙٵڵڶۿؙؙٷؙٵڂٛڎۿۯڂٵٛ؆ػٙڰڡؙڎڹؖٛ

> ٳڹؙؙؙؙؙۣٚڵڬؙؙؙؙۯڛٛٷڷٲڡؚؽؙؿؙ ڡٚٲؾٞڠؙۅٳٳٮڵڎٷٳؘڮڶؿٷؽ۞ٞ

وَمَا اَشْتُاكُوْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْوِّالُ اَجْدِي اِلَّاعَلِى رَبِّ الْعَلَمِينَ ۞

فَاتَّقَوُ اللهَ وَالْمِيعُونِ

قَالُوْ ٱلنُّوْمِنُ لَكُوالتَّبَعَكَ الْكَرْذَ لُوْنَ اللَّ

سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں۔(۱)

۱۰۴ اور یقیناً آپ کا پرورد گار ہی غالب مہربان ہے۔

٥٠١. قوم نوح (عَلَيْلًا) نے بھی نبیوں کو جھٹلایا۔(١)

۱۰۱. جب کہ ان کے بھائی (۳) نوح (عَلَيْلِاً) نے کہا کہ کیا تہمیں اللہ کا خوف نہیں ؟

٧٠١. سنو، مين تههاري طرف الله كا امانتدار رسول مول

۱۰۸. پس تمهیس الله سے ڈرنا چاہیے اور میری بات مانن چاہیے۔(۵)

100. اورمیں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں چاہتا، میر ابدلہ تو صرف رب العالمین کے ہاں ہے۔(۱)

11۰. پس تم الله کا خوف رکھو اور میری فرمانبر داری کرو۔ (<sup>2)</sup>

ااا. قوم نے جواب دیا کہ کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں؟ تیری تابعداری تو رذیل لوگوں نے کی ہے۔(^)

ا. بعض نے اس کا مرجع مشر کین مکہ لیعنی قریش کو قرار دیا ہے لیعنی ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں۔

۲. قوم نوح عَلِيَّا نے اگرچہ صرف اپنے پیغیر حضرت نوح عَلیَّا کی تکذیب کی تھی۔ گر چونکہ ایک نبی کی تکذیب، تمام نبیوں کی تکذیب کے متر ادف اور اس کو مستزم ہے۔ اس لیے فرمایا کہ قوم نوح عَلیَّالِ نے پیغیروں کو جھٹلایا۔

س. بھائی اس لیے کہا کہ حضرت نوح عالیّا ان ہی کی قوم کے ایک فرد تھے۔

٣. ليتن الله نے جو بيغام دے كر مجھے بھيجا ہے، وہ بلا كم وكاست تم تك پہنچانے والا ہوں، اس ميں كى بيثى تنبيل كرتا۔

۵. لیعنی میں تمہیں جو ایمان باللہ اور شرک نہ کرنے کی دعوت دے رہا ہوں، اس میں میری اطاعت کرو۔

٩. میں حبیبی جو تبلیغ کررہا ہوں، اس کا کوئی اجر تم سے نہیں مائلاً، بلکہ اس کا اجر رب العالمین ہی کے ذیتے ہے جو
 قامت کو وہ عطا فرمائے گا۔

2. یہ تاکید کے طور پر بھی ہے اور الگ الگ سبب کی بنا پر بھی، پہلے اطاعت کی دعوت، امانت داری کی بنیاد پر تھی اور اب یہ دعوت اطاعت عدم طمع کی وجہ سے ہے۔

٨. الأَزْذَلُوْنَ، أَرْذَلُ كَى جَمْع ہے۔ جاہ ومال نہ ركھنے والے، اور اس كى وجہ سے معاشرے ميں كمتر سمجھ جانے والے اور

قَالَ وَمَاعِلْمِي بِمَا كَانُوْ ايَعْمَلُوْنَ اللَّهِ

إِنْ حِسَابُهُمُ إِلَّاعَلَىٰ رَبِّنَ لَوْتَشْعُووُونَ ۗ

وَمَّااَنَابِطَارِدِالْمُؤْمِنِيْنَ۞ إِنْ اَنَا الْآلِ نَذِيرُ رُمُّيِينَى۞ قَالْوُالَمِنَ كَوْتَنْتَ وَلِبُوْحُ لَتَكُوْنَنَ مِنَ الْمَرُجُوْمِ نُونَى۞

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِيُ كُنَّ بُوْنِ ﴿

ڣؘٵڣٛؾؙۘٷؠؽؙڹۣ۫ۅؠؽڣۿۏٛڣؿؖٵۊۜۼؚڗؽ۫ۅؘڡؘڽٛۿڡؽ؈ؘ ٳڷٷؙؠڹؿؙؽ؈

فَأَخُيُنهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْخُونِ الْمَ

ثُو اَغُرَقُنَا بَعُدُ الْبَاقِينَ اللهُ

۱۱۲. آپ نے فرمایا: مجھے کیا خبر کہ وہ پہلے کیا کرتے رہے ؟(۱)

سااا. ان کا حیاب تو میرے رب کے ذیتے ہے<sup>(۱)</sup> اگر تہمیں شعور ہوتو۔

 $^{(n)}$ . اور میں ایمان والوں کو دھکے دینے والا نہیں۔ $^{(n)}$ . اور میں تو صاف طور پر ڈرا دینے والا ہوں۔ $^{(n)}$ 

۱۱۷. انہوں نے کہا کہ اے نوح! (عَلَيْلِاً) اگر تو بازنہ آيا تو يقيناً مُحْفِ سُنگسار کرديا جائے گا۔

111. آپ نے کہا اے میرے پرورد گار! میری قوم نے مجھے جھٹلادیا۔

۱۱۸. پس تو مجھ میں اور ان میں کوئی قطعی فیصلہ کردے اور میرے باایمان ساتھیوں کو نجات دے۔

119. چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں (سوار کراکر) نجات دے دی۔

· ۱۲۰. بعد ازال باقی کے تمام لوگوں کو ہم نے ڈبو دیا۔

ان ہی میں وہ لوگ بھی آجاتے ہیں جو حقیر سمجھ جانے والے پیشوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ا. یعنی مجھے اس بات کا مکلف نہیں تھہر ایا گیا ہے کہ میں لوگوں کے حسب ونسب، امارت وغربت اور ان کے پیشوں کی تفیش تفیش کروں بلکہ میری ذمہ داری صرف یہ ہے کہ ایمان کی دعوت دوں اور جو اسے قبول کرلے، چاہے وہ کسی چیشت کا حامل ہو، اسے اپنی جماعت میں شامل کرلوں۔

۲. لیعنی ان کے ضائر اور اعمال کی تفتیش یہ اللہ کا کام ہے۔

سا. یہ ان کی اس خواہش کا جواب ہے کہ کمتر جیشت کے لوگوں کو اپنے سے دور کردے، پھر ہم تیری جماعت میں شامل ہوجائیں گے۔

سم. پس جو اللہ سے ڈر کر میری اطاعت کرے گا، وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں، چاہے دنیا کی نظر میں وہ شریف ہو یا رذیل، جلیل ہو یا حقیر۔

۵. یہ تفصیلات کچھ پہلے بھی گزر پچی ہیں اور کچھ آئندہ بھی آئیں گی کہ حضرت نوح عَلَیْلاً کی ساڑھے نو سو سالہ تبلیغ کے باوجود ان کی قوم کے لوگ بداخلاقی اور اعراض پر قائم رہے، بالآخر حضرت نوح عَلَیْلاً نے بددعا کی، اللہ تعالیٰ نے کشتی

إِنَّ فِيُ ذَٰ لِكَ لَائِيَةً وْمَا كَانَ ٱكْتُوْهُو مُّوَّمُونِينَ ۖ

وَإِنَّ رَبَّكِ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿

ؙػڐۜؠۘؾؙؗۘۼۘؗۮڸۣٲؠؗۯؙڛڶؽڹؖۜٛؖ ٳڎؙۊؘٵڶڶۿؙڎٲڂٛۅؙۿؙٷۿٷػٳڵڒؾۜڐؖڠ۠ۅڹؖٛ

ِ إِنِّى ٱلْمُوْرِسُّوُكَ اَمِيْنُ ۞ فَاتَّقُوا الله وَالِمِلْيُعُونِ۞ وَمَا اَسْتُلُمُّوْعَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ إِنْ اَجْدِى اِلْاَعَلٰى رَبِّ الْعَلَمْهُ رَ.۞

ٱتَبَنُّوْنَ بِكُلِّ رِبْعِ الْكَةَّ تُعْبَثُونَ أَهُ

وَتَتَّذِثُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخُدُونَ

۱۲۱. یقیناً اس میں بہت بڑی عبرت ہے۔ ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے تھے بھی نہیں۔

**۱۲۲**. اور بیشک آپ کا پرورد گار البتہ وہی ہے زبر دست رحم کرنے والا۔

**۱۲۳**. عادیوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔(۱)

۱۲۳. جبکہ ان سے ان کے بھائی ہو د (عَلَیْلِاً)<sup>(r)</sup> نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟

**۱۲۵**. میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں۔

۱۲۷. پس الله سے ڈرو اور میر ا کہا مانو!

112. اور میں اس پرتم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میرا ثواب تو تمام جہان کے پروردگار کے پاس ہی ہے۔ ۱۲۸. کیا تم ایک ایک ٹیلے پر بطور کھیل تماشا یادگار (عمارت) بنارہے ہو۔ (۳)

**۱۲۹**. اور بڑی صنعت والے (مضبوط محل تعمیر) کررہے

بنانے کا اور اس میں مومن انسانوں، جانوروں اور ضروری سازو سامان رکھنے کا حکم دیا اور یوں اہل ایمان کو تو بچالیا گیا اور باقی سب لوگوں کو، حتیٰ کہ بیوی اور بیٹے کو بھی، جو ایمان نہیں لائے تھے، غرق کردیا گیا۔

ا. عاد، ان کے جد اعلیٰ کا نام تھا، جس کے نام پر قوم کا نام پڑگیا۔ یہاں عاد کو قبیلہ تصور کرکے کَذَّبَتْ (صیغہ مونث) لایا گیا ہے۔

۲. ہود علیٰ اُلا کو بھی عاد کا بھائی ای لیے کہا گیا ہے کہ ہر نبی ای قوم کا ایک فرد ہوتا تھا، جس کی طرف اسے مبعوث کیا جاتا تھا اور اسی اعتبار سے انہیں اس قوم کا بھائی قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ آگے بھی آئے گا اور انبیاء ورسل کی یہ "بشریت" بھی ان کی قوموں کے ایمان لانے میں رکاوٹ بن رہی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ نبی کو بشر نہیں، مافوق البشر ہوتا چاہیے۔ آج بھی اس مسلمہ حقیقت سے بے خبر لوگ پیغیبر اسلام حضرت نبی کریم شکائیڈی کو مافوق البشر باور کرانے پر تلے جائے۔ آج بھی اس مسلمہ حقیقت سے بے خبر لوگ پیغیبر اسلام حضرت نبی کریم شکائیڈی کو مافوق البشر باور کرانے پر تلے رہے۔ ہیں۔ طال نکہ وہ بھی خاندان قریش کے ایک فرد تھے جن کی طرف اولاً ان کو پیغیبر بناکر بھیجا گیا تھا۔

س. رِیْعٌ، رِیْعَةٌ کی جمع ہے۔ ٹید، بلند جگہ، پہاڑ، درہ یا گھائی یہ ان گزر گاہوں پر کوئی عمارت تعمیر کرتے جو ارتفاع اور علو میں ایک نشانی یعنی ممتاز ہوتی۔ لیکن اس کا مقصد اس میں رہنا نہیں ہوتا بلکہ صرف کھیل کود ہوتا تھا۔ حضرت ہود علیہ اللہ نہیں ہوتا بلکہ صرف کھیل کود ہوتا تھا۔ حضرت ہود علیہ اللہ عند نمنع فرمایا کہ یہ تم ایسا کام کرتے ہو، جس میں وقت اور وسائل کا بھی ضیاع ہے اور اس کا مقصد بھی ایسا ہے جس سے دین اور دنیا کا کوئی مفاد وابستہ نہیں۔

وَإِذَا بَطَشُتُو بَطَثُ ثُو جَبَّارِينَ اللَّهُ

فَاتَّقُواللهُ وَاللِيْعُونِ اللهِ وَاللهِ وَاللّهِ وَاللهِ وَاللّهِ وَاللّهِي وَاللّهِ وَاللّهِ وَاللّهِ وَاللّهِ وَاللّهِ وَاللّهِ وَاللّهِي

ٲڡۜڰؙڎ۫ۅ۬ٲڹڠٵۄۊۜڹؽؽؙؖ ۅؘڿؾ۠ؾٷڠؽۅڹۣۿ

إِنَّ آخَاكُ عَلَيْكُمْ عَدَابَ يَوْمِ عَظِيْرٍ اللَّهِ

قَالُوْاسَوَآءُعَلَيْنَآاوَعَظْتَآمُرُلَوْتَكُنْ مِّنَ الْوَعِطِيْنَ

> ٳؽؗۿڹؘٲٳڷڬڟؙؿؙٲڵٲڟؽڶؽؘ ۅۜڡؘٵۼؘڽؙؠؙٸڴۜؠؽڹ۞ۧ

ہو، گویا کہ تم ہمیشہ لیہیں رہوگے۔

• ۱۳۰۰. اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہوتو سختی اور ظلم سے پکڑتے ہو۔ (۲)

اسا. الله سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔(۳)

۱۳۲. اور اس سے ڈرو جس نے ان چیزوں سے تمہاری امداد کی جنہیں تم جانتے ہو۔

اندیشہ ہے۔  $^{(*)}$  مغراب کا اندیشہ ہے۔  $^{(*)}$ 

۱۳۷۱. انہوں نے کہا کہ آپ وعظ کہیں یا وعظ کہنے والول میں نہ ہوں ہم پر یکسال ہے۔

۱۳۸. اور ہم ہرگز عذاب نہیں دیے جائیں گے۔<sup>(۱)</sup>

ا. اسی طرح وہ بڑی مضبوط اور عالی شان رہائش عمارتیں تعمیر کرتے تھے، جیسے وہ ہمیشہ انہی محلات میں رہیں گے۔ ۲. یہ ان کے ظلم وتشدد اور قوت وطاقت کی طرف اشارہ ہے۔

س. جب ان کے اوصاف قبیحہ بیان کیے جو ان کے دنیا میں انہاک اور ظلم وسرشی پر دلالت کرتے ہیں تو پھر انہیں دوبارہ تقویٰ اور اپنی اطاعت کی دعوت دی۔

م. لیعنی اگر تم نے اپنے کفر پر اصرار جاری رکھا اور اللہ نے تنہیں جو یہ نعتیں عطا فرمائی ہیں، ان کاشکر اوا نہیں کیا، تو تم عذاب الٰہی کے مستحق قرار پا جاؤ گے۔ یہ عذاب دنیا میں بھی آسکتا ہے اور آخرت تو ہے ہی عذاب وثواب کے لیے۔ وہاں تو عذاب سے چھکارا ممکن ہی نہیں ہوگا۔

۵. یعنی وہی باتیں ہیں جو پہلے بھی لوگ کرتے آئے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہم جس دین اور عادات وروایات پر
 قائم ہیں، وہ وہی ہیں جن پر ہمارے آباء واجداد کاربند رہے، مطلب دونوں صورتوں میں یہ ہے کہ ہم آبائی مذہب کو نہیں چھوڑ سکتے۔

٢. جب انہوں نے اس امر كا اظہار كيا كه ہم تو اپنا آبائي دين نہيں چھوڑيں گے، تو اس ميں عقيدة آخرت كا انكار بھي

ڡؙڲڐؘڹٛۅؙ؇ڡؘٵۿٙڲڲؙڹۿؗٶٞٳؽۜ؈۬ٛڎ۬ڸػڵڮةٞٷ؆ٵػٲؽ ٵػؙڗؙۿؙۄ۫ۺ۠ٷؠڹؿڹ۞

> ۅؘٳڽۜۯؾڮڵۿۅٵڵۼڔ۬ؽؙڗ۠ٵڵڗۣڿؽؙۄ۠ ػؙٮۜٛؠؾؗؾؙػٷڎؙٳڶؠٛٷڛٙڵؿڹ۞ٞ ٳۮ۫ۊؘٵڶؘڵؠؙؠؙڵٷڎۿؠٞڟڽؚڰؚٵٞڒۺؾۜٷڹؖ

ٳڹٚؽ۬ٲڴؙۄؙۯڛؙٷڷٵٙڡٟؿڽٛٞٚٛ ڡؘٵؾۧڠؙٳ۩ٮڵؗڎۘٷٙڶڟۣؽٷۏڹ ۅۧؠۜۧٲؽٮؙٛڴؙڴؙ؏ؘڶؽٶڝ۫ٲڿۛۄٟٵۣڽؙٵڿٛۅۣػٳڵڒۘڡؘڵؽڿؚ ۩ؙۼڵؠؽڹؖڰ۫

ٱتُتُرُكُونَ فِي مَالْمُهُنَا الْمِنِيْنَ ﴿

اس لیے ہم نے انہیں تباہ کردیا، (انگیلیا) کو جھٹایا، اس میں نشانی ہے اس کی میں نشانی ہے اور ان میں سے اکثر بے ایمان تھے۔

• ۱۲. اور بایشک آپ کا رب وہی ہے غالب مہربان۔

اسما. شمودیوں (۲) نے بھی پیغیبروں کو حملایا۔

۱۳۲ ان کے بھائی صالح (عَلَيْكِا) نے ان سے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟

۱۳۳۰. میں تمہاری طرف الله کا امانت دار پیغیر ہوں۔

١٣٣. تو تم الله سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

۱۳۵. اور میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگا، میری اجرت تو بس پروردگار عالم پر ہی ہے۔

۱۳۷. کیا ان چیزوں میں جو یہاں ہیں تم امن کے ساتھ چھوڑ دیے جاؤگے؟<sup>(۳)</sup>

تھا۔ اس لیے انہوں نے عذاب میں مبتلا ہونے کا بھی انکار کیا۔ کیونکہ عذاب البی کا اندیشہ تو اسے ہوتا ہے جو اللہ کو مانتا اور روز جزاء کو تسلیم کرتا ہے۔

ا. قوم عاد، دنیا کی مضبوط ترین اور قوی ترین قوم تھی، جس کی بابت اللہ نے فرمایا ہے، ﴿الَّذِی لَوَیْخَتَیْ مِنْکُهُمْ آفِی الّیِلَادِ﴾ (النجر: ٨) (اس جیسی قوم پیدا ہی نہیں کی گئی) یعنی جو قوت اور شدت وجروت میں اس جیسی ہو۔ اس لیے یہ کہا کرتی تھی۔ ﴿مَنْ اَشَدُّوْمِنَا اُقَدِّوَ ﴾ (اس جیسی آفِ اِللہ اللہ اللہ علیہ اللہ علیہ اللہ علیہ کا کرا راستہ چھوڑ کر ایمان و تقوی اختیار نہیں کیا تو اللہ تعالی نے سخت ہوا کی صورت میں ان پر عذاب نازل فرمایا جو مکمل سات راتیں اور آٹھ دن ان پر مسلط رہا۔ باد تند آتی اور آدمی کو اٹھاکر فضاء میں بلند کرتی اور پھر زور سے سر کے بل زمین پر پڑے دیتی۔ جس سے اس کا دماغ چیٹ اور توٹ جاتا اور بغیر سر کے ان کے لاشے اس طرح زمین پر پڑے ہوتے گویا وہ محبور کے کھو کھلے سے ہیں۔ انہوں نے پہاڑوں، کھوؤں اور غاروں میں بڑی بڑی مضبوط عمارتیں بنا رکھی تھیں، چینے کے لیے گہرے کنوئیں کھود رکھے تھے، باغات کی کشرت تھی۔ لیک جب اللہ کا عذاب آیا تو کوئی چیز ان کے کام نہ آئی اور انہیں صفحہ جستی سے مثاکر رکھ دیا گیا۔

۲. شمود کا مسکن حجر تھا جو حجاز کے شال میں ہے، آج کل اسے مدائن صالح کہتے ہیں۔ (ایر اتفایر) یہ عرب تھے۔ نبی مُلَّالَّيْظِ تبوک جاتے ہوئے ان بستیوں سے گزر کر گئے تھے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

س. لینی یہ نعمیں کیا تمہیں ہمیشہ حاصل رہیں گی، نہ تمہیں موت آئے گی نہ عذاب؟ استفہام انکاری اور توبیخی ہے۔

ڣؙۘڿڹ۠ؾٟۊۜۼٛؽؙٷڽٟ<sup>ۿ</sup> ۊٞڗؙۯؙٷ؏ۊۜۼؙ۬ڶۣڟڶؠؙٵۿۻؚؠؙۄ۠۞ٞ

وَتَنْغِتُونَ مِنَ الْعِبَالِ بُيُوتًا فِرِهِينَ<sup>6</sup>

ڡٚٲٮٞڠؙۊؙؗٳٳڵڵؗۿۘٷڶڟۣؽٷؙڽؙؖ ۅٙڒؿڟؚؽٷٛٳؘٲم۫ۯٳڷۺ۠ڕۏؽؽؘ۞۫

الَّذِيْنَ يُفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ وَلاَيْصُلِحُونَ®

قَالُوۡۤااِنَّمَٓااَنَتَ مِنَ الْمُسَجَّرِيْنَ ۖ

مَّااَتُ الاَشِرُ مِثْلُنَا ۗ فَاكْ بِالْيَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَهَاشِرُكِ وَلَكُمْ شِرُبَ يَوْمِ مَّعُلُوْمٍ

١٣٧. ليني ان باغول اور ان چشمول ميں۔

۱۳۸. اور ان کھیتوں اور ان کھجوروں کے باغوں میں جن کے شگوفے نرم ونازک ہیں۔(۱)

۱۳۹. اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر پرتکلف مکانات بنا رہے ہو۔(۲)

> •10. کیس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ سیست

اها. اوربے باک حد سے گزر جانے والوں کی (<sup>(۳)</sup> اطاعت سے باز آجاؤ۔

۱۵۲. جو ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

1<mark>00. وہ بولے کہ بس تو ان میں سے ہے جن پر جادو</mark> کردیا گیا ہے۔

۱۵۳. تو تو ہم جیسا ہی انسان ہے۔ اگر تو سچوں سے ہے تو کوئی معجزہ لے آ۔

100. آپ نے فرمایا یہ ہے اونٹنی، پانی پینے کی ایک

لینی ایسا نہیں ہوگا بلکہ عذاب یا موت کے ذریعے سے، جب اللہ چاہے گا، تم ان نعمتوں سے محروم ہوجاؤگے۔ اس میں ترغیب ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اس پر ایمان لاؤ اور ترہیب ہے کہ اگر ایمان وشکر کا راستہ اختیار نہیں کیا تو پھر تیابی وبربادی تمہارا مقدرہے۔

ا. یہ نعمتوں کی تفصیل ہے جن سے وہ بہرہ ور شے، طَلع، تھجور کے اس شگونے کو کہتے ہیں جو پہلے پہل نکاتا یعنی طلوع ہوتا ہے، اس کے بعد تیمر کہلاتا ہے۔(ایر اتفایر) باغات میں دیگر کھلوں کے ساتھ تھجور کا یہ کھل بھی آجاتا ہے۔ لیکن عربوں میں چونکہ تھجور کی بڑی اہمیت ہے، اس لیے اس کا خصوصی طور پر بھی ذکر کیا۔ هَضِیْمٌ کے اور بھی کئی معانی بیان کے گئے ہیں۔ مثلاً لطیف اور زم ونازک، تہ بہ تہ وغیرہ۔

۲. فَارِ هِیْنَ لِیعیٰ ضرورت سے زیادہ تضنع، تکلف اور فزکارانہ مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے، یا اتراتے اور فخر وغرور کرتے ہوئے۔ بیلے آج کل لوگوں کا حال ہے۔ آج بھی ممارتوں پر غیر ضروری آرائشوں اور فزکارانہ مہارتوں کا خوب خوب مظاہرہ ہوئے۔ جیسے آج کل لوگوں کا حال ہے۔ آج بھی ممارتوں پر غیر وغرور کا اظہار بھی۔

.m. مُسْر فِیْنَ سے مراد وہ روساء اور سر دار ہیں جو کفر وشرک کے داعی اور مخالفت حق میں پیش پیش سے۔

باری اس کی اور ایک مقرره دن کی باری پانی پینے کی تمہاری۔(۱)

وَلاَتَسَّوْهَا لِبُوْءٍ فَيَاخُدُ لَكُمْ عَنَا ابْ يَوْمِ عَظِيْمٍ ۞

101. اور (خبر دار!) اسے برائی سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ ایک بڑے بھاری دن کا عذاب تمہاری گرفت کرلے گا۔

فَعَقَرُوْهَا فَأَصَّبَكُوانِكِ مِيْنَ

102. پھر بھی انہوں نے اس کی کو چیس کاٹ ڈالیں، $^{(n)}$  بس وہ پشیمان ہو گئے۔ $^{(n)}$ 

فَاخَنَهُ ثُمُ العُنَا ابْ إنَّ فِي ْدَالِكَ لَا يَةٌ وَمَاكَانَ ٱكْتُرُهُمْ مُّوَّفِينِينَ ۞

10۸. اور عذاب نے انہیں آ دبوچا۔ (۵) بیشک اس میں عبرت ہے۔ اور ان میں سے اکثر لوگ مومن نہ تھے۔ 109. اور بیشک آپ کا رب بڑا زبر دست اور مہربان ہے۔ 109. قوم لوط(۱) (عَالِيَّلِاً) نے بھی نبوں کو جھٹلا با۔ 190. قوم لوط(۱) (عَالِیَّلاً) نے بھی نبوں کو جھٹلا با۔

ۅؘٳڽۜٙۯؾۜڮڶۿۅٲڵۼڔ۬ؽؙۯ۠ٵڵڗۣڝؽٷٝ ػۮۜۧڹۘؿؙۊؘٛٛٷٛڵۏؚۅٳڷٷڛڵڹؽؙ۞ٙ

ا. یہ وہی اونٹنی تھی جو ان کے مطالبے پر پتھر کی ایک چٹان سے بطور معجزہ ظاہر ہوئی تھی۔ ایک دن اونٹنی کے لیے اور ایک دن ان کے لیے پانی کا مقرر کردیا گیا تھا، اور ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ جو دن تمہارا پانی لینے کا ہوگا، اونٹنی گھاٹ پر نہیں آئے گی اور جو دن اونٹنی کے پانی پینے کا ہوگا، تنہیں گھاٹ پر آنے کی اجازت نہیں ہے۔

۲. دوسری بات انہیں یہ کہی گئی کہ اس او نٹنی کو کوئی بری نیت سے ہاتھ نہ لگائے، نہ اسے نقصان پہنچایا جائے۔ چنانچہ یہ او نٹنی اور گھاس چارہ کھاکر گزارہ کرتی۔ اور کہا جاتا ہے کہ قوم شمود او نٹنی ای پہنی ہی اور گھاس چارہ کھاکر گزارہ کرتی۔ اور کہا جاتا ہے کہ قوم شمود اس کا دودھ دو بتی اور اس سے فائدہ اٹھاتی۔ لیکن پچھ عرصہ گزرنے کے بعد انہوں نے اسے قبل کرنے کا منصوبہ بنایا۔
 ۱۳ یعنی ہاوجود اس بات کے کہ وہ او نٹنی، اللہ کی قدرت کی ایک نشانی اور پیمبر کی صدافت کی دلیل تھی، قوم شمود ایکان نہیں لائی اور کفر وشرک کے راہتے پر گامزن رہی اور اس کی سرشی یہاں تک بڑھی کہ بالآخر قدرت کی زندہ نشانی "او نٹنی" کی کو چیس کاٹ ڈالیں لیعنی اس کے ہاتھوں اور پیروں کو زخمی کر دیا، جس سے وہ بیٹھ گئی اور پھر اسے قبل کر دیا۔
 ۱۳ یہ اس وقت ہوا جب اونٹنی کے قبل کے بعد حضرت صالح علیہ اللہ کہ اب شمہیں صرف تین دن کی مہلت ہے، چو تھے دن شمہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد جب واقعی عذاب کی علامتیں ظاہر ہوئی شروع ہو گئیں، تو پھر ان کی طرف سے بھی اظہار ندامت ہونے لگا۔ لیکن علامات عذاب دیکھ لینے کے بعد ندامت اور قوبہ کا کوئی فائدہ نہیں۔
 ۵. یہ عذاب زمین سے بھونچال (زلز لے) اور اوپر سے سخت چگھاڑ کی صورت میں آیا، جس سے سب کی موت واقع ہوگئی۔
 ۲. حضرت لوط علیہ اللہ مصرت ابراہیم علیہ اللہ کے بھائی ھاران بن آزر کے بیٹے شے۔ ان کو حضرت ابراہیم علیہ اللہ ہی کی زندگ میں نہی بناکر بھیجا گیا تھا۔ ان کی قوم "سدوم" اور "عموریہ" میں رہتی تھی۔ یہ ستیاں شام کے علاقے میں تھیں۔

## إِذْقَالَ لَهُمُ آخُونُهُمُ لُوطٌ الْاِتَتَقَوْنَ الْسَالَةُ الْاِتَتَقَوْنَ

ٳڹٚؽ۬ڷڴۄٛڗڛٛٷڮٵٙڡؚؽؿ۠<sup>ۻ</sup>

فَأَتَّقُوا اللَّهُ وَالْمِيعُونِ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ

وَمَالَتُعُكُمُ عَلَيْهِ مِنْ اَيْمِرَّانُ اَجْرِيَ الْاعْلَ رَبِّ الْعَلَى رَبِّ الْعَلَى رَبِّ الْعَلَى رَبِّ الْعَلَمِينُ شَ

ٱتَأَتُّوْنَ النُّكُوْرَانَ مِنَ الْعَلَمِينَ الْعَالَمِينَ

ۅؘؾڬؘۯۏڹؘڡؘٵڂؘڰؘڶڮڎؙۯؚڮ۠ۮ<sub>ۛۻ</sub>ڽٞٳۯ۫ۅٳڿڴڗؖؠڷٲٮٝٛٙؿؙ ٷؿٵؽۮۏؽ<sup>؈</sup>

قَالُوُالَيِنُ لَوْتِنْتُهُ لِلْوُطْلَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَحِيْنَ®

قَالَ إِنَّ لِعَمَلِكُ وُمِّنَ الْقَالِينَ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ الله

الله. ان سے ان کے بھائی لوط (عَلَيْظِ) نے کہا کیا تم اللہ کا خوف نہیں رکھتے؟

۱۹۲. میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔

الله تعالی سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

۱۲۳ اورمیں تم سے اس پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ پر ہے جو تمام جہان کا رب ہے۔

118. کیا تم جہان والوں میں سے مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو۔

177. اور تمہاری جن عور توں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا جوڑ بنایا ہے ان کو چھوڑ دیتے ہو، (۱) بلکہ تم ہو ہی حدسے گزر جانے والے۔(۲)

الر تو باز انہوں نے جواب دیا کہ اے لوط! (عَلَیْمِهِ) اگر تو باز نہ آیا تو یقیناً نکال دیا جائے گا۔

١٢٨. آپ نے فرمایا، میں تمہارے کام سے سخت ناخوش

ا. یہ قوم لوط کی سب سے بری عادت تھی، جس کی ابتداء اسی قوم سے ہوئی تھی، اسی لیے اس فعل بد کو لواطت سے تعییر کیا جاتا ہے یعنی وہ بدفعلی جس کا آغاز قوم لوط سے ہوا لیکن اب یہ بدفعلی پوری دنیا میں عام ہے بلکہ یورپ میں تو اسے قانوناً جائز تسلیم کرلیا گیا ہے۔ یعنی ان کے ہاں اب یہ سرے سے گناہ ہی نہیں ہے۔ جس قوم کا مزاج اتنا بگڑگیا ہو کہ مرد وعورت کا ناجائز جنسی ملاپ (بشرطیکہ باہمی رضامندی سے ہو) ان کے نزدیک جرم نہ ہو، تو وہاں دو مردوں کا آپس میں بد فعلی کرنا کیوکر گناہ اور ناجائز ہوسکتا ہے؟ أَعَاذَنَا اللهُ مِنهُ.

۲. عَادُوْنَ، عَادٍ کی جمع ہے۔ عربی میں عَادٍ کے معنی ہیں حد سے تجاوز کرنے والا۔ یعنی حق کو چھوڑ کر باطل کو اور حلال کو چھوڑ کر حرام کو اختیار کرنے والا۔ اللہ تعالی نے نکاح شرعی کے ذریع سے عورت کی فرج سے اپنی جنسی خواہش کی تسکین کو حلال قرار دیا ہے اور اس کام کے لیے مرد کی دہر کو حرام۔ قوم لوط نے عورتوں کی شرم گاہوں کو چھوڑ کر مردوں کی دہر اس کام کے لیے استعال کی اور یوں اس نے حد سے تجاوز کیا۔

س. لیعنی حضرت لوط عَلِیْظا کے وعظ و نصیحت کے جواب میں انہوں نے کہا کہ تو بڑا پاکباز بنا پھر تاہے۔ یاد رکھنا اگر تو باز نہ آیا تو ہم اپنی بستی میں تجھے رہنے ہی نہیں دیں گے۔ آج بھی بدیوں کا اتنا غلبہ اور بدوں کا اتنا زور ہے کہ نیکی منہ چھپائے پھرتی ہے۔ اور نیکوں کے لیے عرصۂ حیات نگ کردیا گیا ہے۔

<sup>(۱)</sup>

ڔۜ<u>ڐؚۼۜؾ</u>ؿؙۅؘٲۿؚڸؙۄؚ؆ٙٳؽۼڵؙۏڹ

فَتَنَيْنَاهُ وَ آهُلَهُ اَجْمَعِيْنَ ﴿ اِلْاعِجُوزُ الْقِ الْعَامِرِينَ ﴾

ثُورِينَ ﴿ إِنَّ الْإِخْرِينَ ﴿

وَٱمْطُونَاعَلَيْهِمُ مُّطَوًا فَسَاءً مَطَوْ الْمُنْذَوِيْنَ<sup>®</sup>

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَائِيَّةً وَمَا كَانَ ٱكْثَرُهُمُ وَمُّؤُمِنِيْنَ ۞

ۅؘٳڽۜٙۯؾۜڮڶۿۅؙڷۼڔ۫ؽؙۯ۠ٳڵڗڝؽؙۅ۠ ڮؙڹۜۜٮؘٲڞڮٮٛڬؽػۊڷؽؙۯٛڛڵۯڹؖٛ

179. میرے پروردگار! مجھے اور میرے گھرانے کو اس (وبال) سے بچالے جو یہ کرتے ہیں۔

ب علی ہم نے اسے اور اس کے سب علقین کو بچا لیا۔

121. بجر ایک بڑھیا کے کہ وہ چیچے رہ جانے والوں میں

ہوگئ۔(۱)

۱۷۲. پھر ہم نے باقی سب کو ہلاک کردیا۔

ساکا. اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کا مینہ برسایا، پس بہت ہی برا مینہ تھا جو ڈرائے گئے ہوئے لوگوں پر برسا۔(\*)

۱۷۳ یه ماجرا بھی سراسر عبرت ہے۔ ان میں سے بھی اکثر مومن نہ تھے۔

120. اور بیشک تیرا پروردگار وہی ہے غلبے والا مہربانی والا۔ 121. ایکہ والوں<sup>(\*)</sup> نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔

ا. یعنی میں اسے پیند نہیں کرتا اور اس سے سخت بیزار ہوں۔

۲. اس سے مراد حضرت لوط عَلَيْظِ کی بوڑھی بیوی ہے جو مسلمان نہیں ہوئی تھی، چنانچہ وہ بھی اپنی قوم کے ساتھ ہی ہلاک کردی گئی۔

۳. لیعنی نشان زدہ کنکر پھروں کی بارش سے ہم نے ان کو ہلاک کیا اور ان کی بستیوں کو ان پر الٹ دیا گیا، جیسا کہ سورۂ ہود: ۸۲، ۸۲ میں بیان ہوا۔

الم الآیکة، جنگل کو کہتے ہیں۔ اس سے حضرت شعیب علیقیا کی قوم اور بھی "مدین" کے اطراف کے باشدے مراد میں اور کہا جاتا ہے کہ ایکہ کے معنی ہیں گھنا درخت اور ایبا ایک درخت مدین کی نواحی آبادی میں تھا۔ جس کی پوچا پاٹ ہوتی تھی۔ حضرت شعیب علیقیا کا دائرہ نبوت اور حدود دعوت و تبلیغ مدین سے لے کر اس نواحی آبادی تک تھا، جہاں ایکہ درخت کی پوچا ہوتی تھی۔ وہاں کے رہنے والوں کو اصحاب الایکہ کہا گیا ہے۔ اس لحاظ سے اصحاب الایکہ اور اہل مدین کے پیمبر ایک ہی لیعنی حضرت شعیب علیقیا تھے اور یہ ایک ہی پیمبر کی امت تھی۔ ایکہ، چونکہ قوم نہیں، بلکہ درخت تھا۔ اس لیے اخوت نبی کا یہاں ذکر نہیں کیا، جس طرح کہ دوسرے انبیاء کے ذکر میں ہے۔ البتہ جہاں مدین کے ضمن میں حضرت شعیب علیقیا کا نام لیا گیا ہے، وہاں ان کے اخوت نبی کا

## إِذْقَالَ لَهُمْ شُعَيْبُ الْاتَّقَوْنَ ١٠٠

ٳڹٚؠؙڵڬؙۄ۫ۯڛؙۅٛڵٲڡؚؽؿٛ۞ٚ ڣؘٲؿۜۘڠؙۅٳٳڵڶهؘۅؘٳٙڟۣؽۼۅٛڹ۞ٞ

وَمَآاَشُّهُ كُلُوۡءَكُنِهُ وَمِنَّ اَجْوِّانُ اَجْرِیَ اِلَاّعَلٰی رَبِّ الْعَلَمِیۡنَ۞

<u>ٱ</u>ۏٛٷ۠ٳٲڵڲؽڶۅٙڵػٷٛٷٛٳڡؚڹٙٲڷؠٛڿٛڛڔۣؽڹٛ۞ٛ

ۅٙڒؚ۬ٶٛٳڔٲڷؚڡٮؙڟٵڛاڵڞؙؾؘۊؿۄۣ۞ۧ ۅؘڵػڹۜۼٛڛؙۅٳڶڵؾٵڛؘٲۺ۫ؽٵٙۼؙؙٛ؋ؙۅؘڒڎٙۼؿٛۊٳڣٳڵڒۯڝۣٚ مُفْسِدِيۡن۞ٛ

وَاتَّقُواالَّذِي يَخَلَقَكُمُ وَالْجِيلَّةَ الْزَوَّلِينَ ﴿

221. جب کہ ان سے شعیب (عَلِیَّلِاً) نے کہا کہ کیا مہیں ڈر خوف نہیں؟

۱۷۸. میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔

**۱۷۹**. الله کا خوف کھاؤ اور میری فرمانبر داری کرو۔

۱۸۰. اور میں اس پرتم سے کوئی اجرت نہیں چاہتا، میرا

اجر تمام جہانوں کے پالنے والے کے پاس ہے۔

ا۸۱. ناپ پورا بھرا کرو کم دینے والوں میں شمولیت نہ کرو۔(۱)

المرا. اور سید هی صفیح ترازو سے تولا کرو۔ <sup>(۲)</sup>

۱۸۳. اورلوگوں کو ان کی چیزیں کمی سے نہ دو، (۳) ب باکی کے ساتھ زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ (۳)

۱۸۴. اور اس الله کا خوف رکھو جس نے خود تمہیں اور اگلی مخلوق کو پیدا کیا ہے۔(۵)

ذکر بھی ملتا ہے، کیونکہ مدین، قوم کا نام ہے۔ ﴿وَالِی صَدْیَنَ آخَاهُمُو شُعَیْدًا﴾ (الأعراف: ٨٥) بعض مفسرین نے اصحاب الایکہ اور مدین کو الگ الگ بستیاں قرار دے کر کہا ہے کہ یہ مختلف دو امتیں ہیں، جن کی طرف باری باری حضرت شعیب عَلَیْناً کو بھیجا گیا۔ ایک مرتبہ مدین کی طرف اور دوسری مرتبہ اصحاب الایکہ کی طرف لیکن امام ابن کثیر نے فرمایا ہے کہ صحیح بات یہی ہے کہ یہ ایک ہی امت ہے، اَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ کا جو وعظ اہل مدین کو کیا جارہا ہے، جس سے صاف واضح ہے کہ یہ ایک ہی امت ہے، دو نہیں۔

ا. لیعنی جب تم لوگوں کو ناپ کردو تو اس طرح پورا دو، جس طرح لیتے وقت تم پورا ناپ کر لیتے ہو۔ لینے اور دینے کے پیانے الگ الگ مت رکھو، کہ دیتے وقت کم دو اور لیتے وقت پورا لو۔

۲. اسی طرح تول میں ڈنڈی مت مارو، بلکہ پورا صحیح تول کردو۔

س. لعنی لوگوں کو دیتے وقت ناپ یا تول میں کمی مت کرو۔

٣٠. ليخى الله كى نافرمانى مت كرو، اس سے زمين ميں فساد پھيلتا ہے۔ بعض نے اس سے مراد وہ رہزنى لى ہے، جس كا ارتكاب بھى يہ قوم كرتى تقى۔ جيسا كه دوسرے مقام پر ہے ﴿وَلَائَقَتُعُنُواْ بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُونَ﴾ (الأعراف: ٨١) (راستوں ميں لوگوں كو دُرانے كے ليے مت بيھو)۔ (ابن كثر)

۵. جِبِلَّةٌ اور جِبِلِّ مخلوق ك معنى ميں ہے، جس طرح دوسرے مقام پر شيطان كى بارے ميں فرمايا۔ ﴿وَلَقَدُ أَضَلَّ مِنْكُو

قَالُوۡۤٳٳؖتَّمَاۡاَنۡتَ مِنَ الْمُسَجَّرِيۡنَ۞

ۅٙڡۜٲٱڹؿؗٵؚٳۜڒۺۜٙۯ۠ۺۧڶؙٮٚٵۅٳڽ۫ۘٮۜٞڟؾ۠ڰڮؠڹ الكذيبينؖ۞

فَأَسْقِطُ عَلَيْنَا كِسَعًا مِّنَ السَّمَاءِ إِنَّ كُنْتَ مِنَ السَّمَاءِ إِنَّ كُنْتَ مِنَ السَّمَاءِ إِنَّ كُنْتَ مِنَ الطَّهِ وَيُنَ

قَالَ رَبِّنَ اَعْلَوْبِهِالْتَغُلُونَ

ڡؙؙڷڐؙڹٛٷؙڡؙٲڂؘۮؘۿؙۄٛعؘۮٙٵڮؽۏۄٳڶڟ۠ڵۊٝٳؾؖٷؙػٲؽ عَذَابَيۡوۡمِعۡظِيۡمِ

100. انہوں نے کہا تو تو ان میں سے ہے جن پر جادو کردیا جاتا ہے۔

۱۸۷. اور تو تو ہم ہی جیسا ایک انسان ہے اور ہم تو تیجے جھوٹ بولنے والوں میں سے ہی سبھتے ہیں۔(۱)

102. اگر تو سیچ لوگوں میں سے ہے تو ہم پر آسان کے علامے گرا دے۔ (۱)

۱۸۸. کہاکہ میرا رب خوب جاننے والا ہے جو کچھ تم کررہے ہو۔(۳)

1**۸۹**. چونکہ انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑلیا۔ (۲۰۰۰ وہ بڑسے بھاری دن

جِبِلَّا کَیْتُیْرًا﴾ (بْسَ: ۱۲) (اس نے تم میں سے بہت ساری مخلوق کو گمراہ کیا) اس کا استعال بڑی جماعت کے لیے ہوتا ہے۔ وَهُوَ الْجَمْعُ ذُوْ الْعَدَدِ الْکَثِیْرِ مِنَ النَّاسِ. (فتح القدیر)

ا. یعنی توجو دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے اللہ نے وحی ورسالت سے نوازا ہے، ہم تجھے اس دعوے میں جھوٹا سجھتے ہیں، کیونکہ تو بھی ہم جیسا ہی انسان ہے۔ پھر تو اس شرف سے مشرف کیونکر ہوسکتا ہے؟

۲. یہ حضرت شعیب علیہ اللہ کا تہدید کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اگر تو واقعی سچاہے تو جا ہم مجھے نہیں مانتے، ہم پر آسان کا نکڑا گرا کردکھا۔

س. لیعنی تم جو کفر وشرک کررہے ہو، سب اللہ کے علم میں ہے اور وہی اس کی جزاء تہمیں دے گا، اگر چاہے گا تو دنیا میں بھی دے دے گا، یہ عذاب اور سزا اس کے اختیار میں ہے۔

سم. انہوں نے بھی کفار مکہ کی طرح آسانی عذاب مانگا تھا، اللہ نے اس کے مطابق ان پر عذاب نازل فرمادیا اور وہ اس طرح کہ بعض روایات کے مطابق سات دن تک ان پر سخت گرمی اور دھوپ مسلط کردی، اس کے بعد بادلوں کا ایک سایہ آیا اور یہ سب گرمی اور دھوپ کی شدت سے بچنے کے لیے اس سائے تلے جمع ہوگئے اور کچھ سکھ کا سانس لیا۔ لیکن چند کمچے بعد بی آسان سے آگ کے شعلے برہنے شروع ہوگئے، زمین زلز لے سے لرز اٹھی اور ایک سخت چنگھاڑنے انہیں جیشہ کے لیے موت کی تیند سلادیا۔ یوں تین قسم کا عذاب ان پر آیا اور یہ اس دن آیا جس دن ان پر بادل سایہ فکن ہوا، اس لیے فرمایا کہ سائے والے دن کے عذاب نے انہیں کیولیا۔

کھر امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے تین مقامات پر قوم شعیب عَلیّنیا کی ہلاکت کا ذکر کیا ہے اور تینوں جگہ موقع کی مناسبت سے الگ الگ عذاب کا ذکر کیا ہے۔ سورہ اعراف: ٩١ میں زلزلہ کا ذکر ہے، سورہ ہود: ٩٣ میں صیحة (جیخ)

كا عذاب تھا۔

إِنَّ فِي دُلِكَ لَايَةً وَمَا كَانَ ٱلْثَرُهُمْ مُّؤُمِنِينَ ٠

وَإِنَّ رَبُّكَ لَهُوَالْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۗ

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَلَمِينَ ١

ٮؙڗؘڵڔؚڋٳڵٷٷٵڵۄؘؽؽ۠ ٵؽۊؘڸۣۛڮٳؾػؙۅؙؽ؈ٵڵؠؙٮ۫۬ؽٚڔڔؿؽؖ

> ؠؚڵؚڛٵڹٟٷڔڽٟٞۺؚ۠ؠؿؠۣۿ ۅٙٳڗؙؙؙۜٛ؋ڵؚڣؽؖۯؙؠٛۅؚٳڷۘۘۘڒۊۜڸؠ۫ؽؘؖۛ

ٳٷڮؙڲؙؽؙڷٞۿؙٳؽڐؙڷؽؖۼڶؽۼٛڬڮٷڵڵٷؙٳڹؿٛٳۺڗٳ؞ؚؽڷ

•19. یقیناً اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر مومن نہ تھے۔

191. اور یقیناً تیرا پرورد گار البته وہی ہے غلبے والا مهربانی والا۔

19۲. اور بیشک وشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کانازل فرمایا ہوا ہے۔

19m. اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔(۱)

190. آپ کے دل پر اترا ہے (۲) کہ آپ آگاہ کردینے والوں میں سے ہوجائیں۔ (۳)

190. صاف عربی زبان میں ہے۔

197. اور اگلے (گزشتہ) نبیوں کی کتابوں میں بھی اس قرآن کا تذکرہ ہے۔(\*)

194. کیا انہیں یہ نشانی کافی نہیں کہ حقانیت قرآن کو تو

کا اور یہاں شعراء میں آسان سے مکڑے گرانے کا لینی تین قسم کا عذاب اس قوم پر آیا۔

ا. کفار مکہ نے قرآن کے وحی الی اور منزل من اللہ ہونے کا انکار کیا اور اسی بنا پر رسالت محمدیہ اور وعوت محمدیہ کا انکار کیا۔ اللہ تعالی نے انبیاء علیہ اللہ کے واقعات بیان کرکے یہ واضح کیا کہ یہ قرآن یقیناً وحی الہی ہے اور محمد (سَکَافِیْنَامُ) اللہ کے سچے رسول ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ پیغیر جو پڑھ سکتا ہے نہ لکھ سکتا ہے گزشتہ انبیاء اور قوموں کے واقعات کس طرح بیان کرسکتا تھا؟ اس لیے یہ قرآن یقیناً اللہ رب العالمین ہی کی طرف سے نازل کردہ ہے جے ایک امانت دار فرشتہ لینی جرائیل علیہ اللہ کر آئے۔

۲. دل کا بطور خاص اس لیے ذکر فرمایا کہ حواس باطنہ میں دل ہی سب سے زیادہ ادراک اور حفظ کی قوت رکھتا ہے۔
 ۳۰. یہ نزول قرآن کی علت ہے۔

۷۸. یعنی جس طرح پیغیر آخر الزمال سکالیگیم کے ظہور وبعثت کا اور آپ سکالیگیم کی صفات جمید کا تذکرہ تیجیلی کتابوں میں ہے، اس طرح اس قرآن کے نزول کی خوشخبری بھی صحف سابقہ میں دی گئی تھی۔ ایک دوسرے معنی یہ کیے گئے ہیں کہ یہ قرآن مجید، باعتبار ان احکام کے، جن پر تمام شریعتوں کا اتفاق رہا ہے، کیجیلی کتابوں میں بھی موجود رہا ہے۔

ۅؘڵٷؾۜڒؙڶٮ۠ۿؗؗۼڵؠڡڞؚٳڷۼٛۼۣؿڽ۠ ڡؘڡۜڔۜٙٳؘؗؗؗۼڮؽۼۣؿؙ؆ٵڮڵڎٟٳڽڋڡؙٷ۫ؠڹؽؙڹؽؙ

كَنْ لِكَ سَلَكُنْهُ فِي قُلُوْبِ الْمُجْرِمِينَ ۗ

ڵٳؙڹٛٷ۫ٙڝٛڹؙۅٛڹ ٳڿڂؾ۠ؽڒۅ۠ٳٳڷۼۮٵڹٳڷڒڸؚؽۼ<sup>ۿ</sup>

فَيُّالِيَهُمُ بَغْتَةً وَّهُمُولِاشِتْغُرُونَ<sup>®</sup>

فَيَقُوْلُوْا هَلْ غَنْ مُنْظَرُونَ اللهِ

ٱفَيِعَذَ ابِنَايَسُتَعُجِلُوْنَ<sup>©</sup>

ٲۏٚڗؘؽؙؾٳڶٞ؆ؖؾۜۼؗڹ۠ۿٞڛڹؽڹۘٛ

بنی اسرائیل کے علماء بھی جانتے ہیں۔(۱)

19۸. اور اگر ہم اسے کسی عجمی شخص پر نازل فرماتے۔

199. پس وہ ان کے سامنے اس کی تلاوت کرتا تو یہ اسے ماور کرنے والے نہ ہوتے۔

: • ۲۰۰. اسی طرح ہم نے گناہ گاروں کے دلوں میں اس انکار کو داخل کردیا ہے۔ <sup>(۳)</sup>

۲۰۱. وه جب تک دردناک عذابوں کو ملاحظه نه کرلیں ایکان نه لائیں گے۔

۲۰۲. پس وہ عذاب ان کو ناگہاں آجائے گا اور انہیں اس کا شعور بھی نہ ہوگا۔

۲۰۳. اس وقت کہیں گے کہ کیا ہمیں پچھ مہلت دی جائے گی؟ (۱۲)

۲۰۴۰. پس کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی مجارے ہیں؟ (۵)

**۲۰۵**. اچھا یہ بھی بتاؤ کہ اگر ہم نے انہیں کئی سال بھی فائدہ اٹھانے دیا۔

ا. کیونکہ ان کتابوں میں آپ منگائیٹی کا اور قرآن کا ذکر موجود ہے۔ یہ کفار مکہ ند ہبی معاملات میں یہود کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اس اعتبار سے فرمایا کہ کیا ان کا یہ جاننا اور بتلانا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ محمد منگائیٹی اللہ کے سے رسول اور یہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ پھر یہ یہود کی اس بات کو مانتے ہوئے پینمبر پر ایمان کیوں نہیں لاتے ؟

۲. لینی کسی عجمی زبان میں نازل کرتے تو یہ کہتے کہ یہ تو ہاری سمجھ میں ہی نہیں آتا۔ جیسے حم السجدہ: ۳۳ میں ہے۔

- سل کینی سَلکُناَهُ میں ضمیر کا مرجع کفر و تکذیب اور جحود وعناد ہے۔
- ۷. کیکن مشاہدۂ عذاب کے بعد مہلت نہیں دی جاتی، نہ اس وقت کی توبہ ہی مقبول ہے، ﴿فَكُورُيكُ يَنْفَعُهُمُ إِيْمَا نَهُو َلِتَنَارَأَوْا بَالْسَنَا﴾ - (المؤمن: ۸۵)
  - ۵. یہ اشارہ ہے ان کے مطالبے کی طرف جو اپنے پیغیر سے کرتے رہے ہیں کہ اگر تو سیا ہے توعذاب لے آ۔

ثُمَّ جَاءَهُمُولَا كَانُوا يُوعَدُونَ<sup>ض</sup>

مَّآاَغَتٰىٰعَنْهُمُ مَّاكَانُوْايُمَتَّعُوْنَ<sup>©</sup>

وَمَا الْهُلَكُنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ ٥

ذِكْرِي شُومَاكُنَّا ظُلِمِينَ

ۅؘۜڡٛٲؾؙۜڒؖڷڎڔؠۉٳڶۺۜڸڟؚؠۯؙ۞ٛ ۅمۜٲٳؽڹٛڹؿؽڵۿؙڎۅؘڝٵؽٮٮٛڟؚؽٷؽ۞۠

ٳڹۜۿۄٛۼڹٳڛۺۼڶؠۼۯٚٷڵۅؙڹ<sup>۞</sup>

۲۰۷. پھر انہیں وہ عذاب آلگا جن سے یہ دھمکائے جاتے تھے۔

٧٠٠. تو جو کچھ بھی یہ برتتے رہے اس میں سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچاسکے گا۔(۱)

۲۰۸. اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا ہے مگر اسی حال میں کہ اس کے لیے ڈرانے والے تھے۔

۲۰۹ نصیحت کے طور پر اور ہم ظلم کرنے والے نہیں ہیں۔ (۲)

۲۱۰. اور اس قرآن کو شیاطین نہیں لائے۔

۲۱۱. اور نه وه اس کے قابل ہیں، نه انہیں اس کی طاقت

. ۱۲۲. بلکہ وہ تو سننے سے بھی محروم کردیے گئے ہیں۔
(۳)

ا. لیعنی اگر ہم انہیں مہلت دے دیں اور پھر انہیں اپنے عذاب کی گرفت میں لیں، تو کیا دنیا کا مال ومتاع ان کے پچھے کام آئے گا؟ لیعنی انہیں عذاب سے بچاسکے گا؟ نہیں بھیٹا نہیں۔ ﴿وَمَالْهُوَيِهُ زَحْوْجِهٖ مِنَ الْعَكَاٰكِ إِنْ يُتَعِكَرَ ﴾ (البقرة: ٩١)، ﴿وَمَا يُغَنِّى عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَتَرَدِّى﴾ - (الليل: ١١)

7. یعنی ارسال رسل اور انذار کے بغیر اگر ہم کی بتی کو ہلاک کرویتے تو یہ ظلم ہوتا، ہم نے ایسا ظلم نہیں کیا بلکہ عدل کے نقاضوں کے مطابق ہم نے پہلے ہر بتی میں رسول بھیج، جنہوں نے اہل قریہ کو عذاب الہی سے ڈرایا اور اس کے بعد جب انہوں نے پیغیر کی بات نہیں مانی، تو ہم نے انہیں ہلاک کیا۔ یہی مضمون بنی اسرائیل: ۱۵، اور قصص: ۵۹ وغیرہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

سبر ان آیات میں قرآن کی -شیطانی دخل اندازیوں سے - حفاظت کا بیان ہے۔ ایک تو اس لیے کہ شیاطین کا قرآن لے کر نازل ہونا ان کے لاکق نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا مقصد شر وفساد اور مکرات کی اشاعت ہے، جب کہ قرآن کا مقصد نیکی کا حکم اور فروغ اور مکرات کا سدباب ہے۔ گویا دونوں ایک دوسرے کی ضد اور باہم منافی ہیں۔ دوسرایہ کہ شیاطین اس کی طاقت بھی نہیں رکھتے، تیسرا نزول قرآن کے وقت شیاطین اس کے سننے سے دور اور محروم رکھے گئے، آسانوں پر ستاروں کو چوکیدار بنادیا گیا تھا اور جو بھی شیطان اوپر جاتا یہ ستارے اس پر برق خاطف بن کر گرتے اور بھسم کر دیتے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کو شیاطین سے بجانے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

فَكَاتَنُعُ مَعَ اللهِ الهَّاالْخَرَفَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَثَّرِيثِينَ ﴿

وَٱنْدِرُوعَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ۞ وَاخْفِضُ جَنَاحَكَ لِمِن البَّعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْرَ۞

فَإِنْ عَصَوُكَ فَقُلُ إِنَّ بَرِثَيْ مِ مَا تَعْمُلُونَ اللَّهِ

ۅؘؿۘۅؙڰڷؙۜٛٷڶڵٷڔؽ۬ڗؚٵڵڗۣڝؽۅؚٛ ٵێڔؽؙؾٳٮڬ؎ؚؽڹؘؾؘؿؙٷؙۿٚ ۅؘؿۘٙؿؙڵؠؘڬ؈ٛٵڵٮۣڃڔڋؽؘ۞

ٳؾؙؙؙۜٛۜٛ؋ۿۅؘٳڶۺٙؠؿۼٳڷۼڸؽ۠ۏۨ ۿڵٛٲڹؙڹۜٮؙؙؙۮؙۼٳؽ؈ؙۛڗؾؘڗؙڵٳڷۺۜڸڟؽڽؙ۞۫

۲۱۳. پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار کہ تو بھی سزا پانے والول میں سے ہوجائے۔

۲۱۴. اور اپنے قریبی رشتہ والوں کو ڈرا دے۔

۲۱۵. اور اس کے ساتھ فرو تنی سے پیش آ جو بھی ایمان لانے والا ہوکر تسری تابعداری کرے۔

۲۱۷. اگریہ لوگ تیری نافرمانی کریں تو تو اعلان کردے کہ میں ان کامول سے بیزار ہول جو تم کررہے ہو۔ ۲۱۷. اور اپنا پورا بھروسہ غالب مہربان اللہ پر رکھ۔ ۲۱۸. جو تجھے دیکھا رہتا ہے جب کہ تو کھڑا ہو تاہے۔

۲۱۹. اور سجدہ کرنے والوں کے در میان تیر ا گھومنا پھرنا تھ (۲)

۲۲۰. وہ بڑا ہی سننے والا اور خوب ہی جاننے والا ہے۔
 ۲۲۱. کیا میں متہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں۔

ا. پنجبر کی دعوت صرف رشتے داروں کے لیے نہیں، بلکہ پوری قوم کے لیے ہوتی ہے اور نبی عنگائیٹی تو پوری نسل انسانی کے لیے ہادی اور رہبر بن کر آئے تھے۔ قریبی رشتے داروں کو دعوت ایمان، دعوت عام کے منافی نہیں، بلکہ اس کا ایک ترجیبی پہلو ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیم عالیتیا نے بھی سب سے پہلے اپنے باپ آزر کو توحید کی دعوت دی تھی۔ اس تکم کے بعد نبی عنگائیٹی صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور یا صباحاہ کہہ کر آواز دی۔ یہ کلمہ اس وقت بولا جاتا ہے جب دشمن اچانک جملہ کردے، اس کے ذریعے سے قوم کو خبردار کیا جاتا ہے۔ یہ کلمہ س کرلوگ جمع ہوگئے، آپ نے قریش کے مختلف قبیلوں کے نام لے لے کر فرمایا، بتلاؤ اگر میں تہمیں یہ کہوں کہ اس کی بہاڑ کی پشت پر دشمن کا لشکر موجود ہے جو تم پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے، تو کیا تم مانوگ ؟ سب نے کہا بال، بقیناً ہم تصدیق کریں گے۔ آپ عنگائیٹی نے فرمایا کہ جمجہ اللہ نے نذیر بناکر بھیجا ہے، میں تمہیں ایک سخت عذاب سے ڈراتا ہوں، اس پر ابواہہ بنے کہا تبیاً لک اُمّا ذَعَوْ تَنَا إِلَّا لِهٰذَا تیرے لیے ہلاک ہو، کیا تو نے ہمیں ای لیے بلایا تھا؟ اس کے جواب میں سورہ تبت نازل ہوئی۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ المسد) آپ عنگائی نے اپنی بیٹی فاظمہ ڈوائٹی اور اپنی بھوچی حضرت صفیہ ڈوائٹی کو بھی فرمایا، تم اللہ کے بال بیچاؤ کا بندوبست کرلو، میں وہاں تمہارے کام نہیں آسکوں گا۔ صحیح مسلم کتاب الایمان، باب واندر عشیرتك الاقرین)

r. تعنی جب تو تنہا ہو تا ہے، تب بھی اللہ دیکھتا ہے اور جب لوگوں میں ہو تا ہے تب بھی۔

ؾؘۘڗۜڸٛٷڸڴؚڸۜٲڰؘٳڮٲؿؠٝۄۣ<sup>ڞ</sup> ؽڴڨؙۅؙؽٳڶؾؖمؙۼٙۅؘٲڬ۫ؿٙۯؙۿؙۄٛ۬ڮڶؚڹؙٷؽڞ۠

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوَنَ ﴿

ٱلَمُ تَرَانَّهُمُ رِفَ كُلِّ وَادٍ يَهِمُوُنَ اللهُ

وَاَنَّهُمُ يَقُولُونَ مَالاَيَفَعَلُونَ۞ إِلَّا الَّذِينُ امَنُوا وَعَمِلُواالصَّلِطِتِ وَذَكَرُوااللهَ

۲۲۲. وہ ہر ایک جھوٹے گناہ گار پر اترتے ہیں۔(۱) ۲۲۳. (اچٹتی) ہوئی سنی سنائی پہنچادیتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں۔(۲)

**۲۲۳**. اور شاعر ول کی پیروی وہ کرتے ہیں جو جہتے ہوئے ہوں۔

۲۲۵. کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر فکراتے پھرتے ہیں۔

۲۲۷. اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔

۲۲۷. سوائے ان کے جو ایمان لائے (م) اور نیک عمل

ا. تعنی اس قرآن کے نزول میں شیطان کا کوئی دخل نہیں ہے، کیونکہ شیطان تو جھوٹوں اور گناہ گاروں ( یعنی کاہنوں، نجو میوں وغیرہ) پر اترتے ہیں نہ کہ انبیاء وصالحین پر۔

7. لینی ایک آدھ بات، جو کس طرح وہ سننے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، ان کاہنوں کو آگر بتلا دیتے ہیں، جن کے ساتھ وہ جھوٹی باتیں اور ملالیتے ہیں (جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے)۔ ملاحظہ ہو (صحیح البخاري، کتاب التوحید، باب قراءة الفاجر والمنافق وبدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده، وصحیح مسلم، کتاب السلام باب تحریم الکھانة واتیان الکھان گُلقُونَ السَّمْعَ شیاطین آسان سے سنی ہوئی بعض باتیں کاہنوں کو پہنچا دیتے ہیں، اس صورت میں سمع کے معنی محموع کے ہوں گے۔ لیکن اگر اس کا مطلب حاسم ساعت (کان) ہے، تو مطلب ہوگا کہ شیاطین آسانوں پر جاکر کان لگاکر چوری چھے بعض باتیں سن آتے ہیں اور پھر انہیں کاہنوں یک پہنچا دیتے ہیں۔

اسب شاعروں کی اکثریت چونکہ ایس ہوتی ہے کہ وہ مدح وذم میں، اصول وضابطے کے بجائے، ذاتی پیند وناپیند کے مطابق اظہار رائے کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس میں غلو اور مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں اور شاعرانہ تخیلات میں مطابق افرار اور بھی اور شعرانہ بین۔ اس لیے فرمایا کہ ان کے پیچھے گئے والے بھی گراہ ہیں۔ ای فتم کے اشعار کے لیے صدیث میں بھی فرمایا گیا ہے کہ "پیٹ کا لہو پیپ سے بھر جانا، جو اسے خراب کردے، شعر سے بھرجانے سے بہتر کے حدیث میں بھی فرمایا گیا ہے کہ "پیٹ کا لہو پیپ سے بھر جانا، جو اسے خراب کردے، شعر سے بھرجانے سے بہتر ہوئے ۔ اس کے بیان کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا پیغیر کا بمن ہے نہ شاعر۔ اس لیے کہ یہ دونوں ہی جھوٹے ہیں۔ چنانچہ دوسرے مقامات پر بھی آپ شاھیا گئے کے شاعر ہونے کی نفی کی گئی ہے مثلاً لیے کہ یہ دونوں ہی جھوٹے ہیں۔ چنانچہ دوسرے مقامات پر بھی آپ شاھیا گئے کے شاعر ہونے کی نفی کی گئی ہے مثلاً سے دونوں ہی جھوٹے ہیں۔ چنانچہ دوسرے مقامات پر بھی آپ شاھیا گئے۔

۷۲. اس سے ان شاعروں کو مشتنی فرما دیا گیا، جن کی شاعری صدافت اور حقائق پر مبنی ہے اور استثناء ایسے الفاظ سے فرمایا جن سے واضح ہوجاتا ہے کہ ایماندار، عمل صالح پر کاربند اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا شاعر غلط شاعری، جس

ڮؿؚؿؙڔٞٳۊۜٲٮ۬ٛڞؘۯؙۅٲ؈ٛٵۼڡٛڮۄ؆ٛڟڸؚؠؙۅٛٲۅٞڛٙؽڡؙڵٶٛ ٵؾٚۏؠ۫ڹٷؘڟؠؙٷٞٳٲؾؙؙٞڡؙڹۛڡٞڮؚ؞ؾؽؙڡٞڸڋۏٛؽ۞ٞ

کیے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا، (۱) اور جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ بھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ اللتے ہیں۔ (۱)

میں جھوٹ، غلو اور افراط و تفریط ہو، کرہی نہیں سکتا۔ یہ ان ہی لوگوں کا کام ہے جو مومنانہ صفات سے عاری ہوں۔

ا. لیعنی ایسے مومن شاعر، ان کافرشعراء کا جواب دیتے ہیں، جس میں انہوں نے مسلمانوں کی جو (برائی) کی ہو۔ جس طرح حضرت صان بن ثابت رفیات کافروں کی ججویہ شاعری کا جواب دیا کرتے تھے اور خود نبی صَلَّیْتِیمُ ان کو فرماتے کہ (ان (کافروں) کی ججو بیان کرو، جرائیل عَلَیْتِیمُ ہجی تمہارے ساتھ ہیں)۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخاتی، باب ذکر الملائکة. ومسلم، فضائل الصحابة باب فضائل حسان بن ثابت واللہ اس سے معلوم ہوا کہ ایسی شاعری جائز ہے جس میں گذب ومبالغہ نہ ہو اور جس کے ذریعے سے مشرکین و کفار اور مبترعین وائل باطل کو جواب دیا جائے اور مسلک حق اور توحید وسنت کا اثبات کیا جائے۔

۲. لیعنی أَیَّ مَوْجَعِ يَوْجِعُوْنَ لیعنی كون كی جَلّه وہ لوٹتے بیں؟ اور وہ جہنم ہے۔ اس میں ظالموں كے ليے سخت وعيد ہوگا)۔ ہے۔ جس طرح حديث ميں بھی فرمايا گيا ہے (تم ظلم سے بچو؛ اس ليے كه ظلم قيامت كے دن اندھيروں كاباعث ہوگا)۔ (صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم الظلم)

### سورۂ نمل کی ہے اور اس کی ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. طلس، یه آیتی میں قرآن کی (یعنی واضح) اور روش کتاب کی۔

۲. ہدایت اور خو شخری ایمان والوں کے لیے۔

س. جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

م. جو لوگ قیامت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے انہیں ان کے کرتوت زینت دار کرد کھائے ہیں، (۲) پس وہ جھگتے پھرتے ہیں۔ (۳)

۵. یہی لوگ ہیں جن کے لیے برا عذاب ہے اور آخرت

# المنظافة المنظافة المنظافة المنظافة المنظافة المنظلة ا

## 

طَسَ اللَّهُ اللَّ

هُدًى وَبُنتُ رِي لِلْهُوْمِنِينَ ﴿

الَّذِيْنَ يُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَيُؤْثُونَ الزَّكُوٰةَ وَهُمُ بِالْاَخِرَةِ هُمُوْنُوْقِتُونَ

> ٳؾۜٲڷڹؽ۬ؽؘڵٳؙؿؙٷؙ؈ؙڔٲڷڿۯۊٚۯؾۜٮٞٵڵۿؗؗؗؗؗؗۿ ٲۼۛؠٵڵۿؙڎؙۏؘۿؙۉڽۼۘؠۿۏؙؽ۞ٞ

اُولِيِّكَ الَّذِينَ لَهُمُ سُوِّءُ الْعَنَدابِ وَهُمُ فِي

ا. یہ مضمون متعدد جگہ گزرچکا ہے کہ قرآن کریم ویے تو پوری نسل انسانی کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے لیکن اس سے حقیقاً راہ یاب وہی ہوں گے جو ہدایت کے طالب ہوں گے، جو لوگ اپنے دل ودماغ کی کھڑکیوں کو حق کے دیکھنے اور سننے سے بند یا اپنے دلوں کو گناہوں کی تاریکیوں سے مسخ کرلیں گے، قرآن انہیں کس طرح سید تھی راہ پر لگاسکتا ہے؟ ان کی مثال اندھوں کی طرح ہے جو سورج کی روشنی سے فیض یاب نہیں ہوسکتے، درآں حالیکہ سورج کی روشنی پورے عالم کی درخانی کا سب ہے۔

۲. یہ گناہوں کا وبال اور بدلہ ہے کہ برائیاں ان کو اچھی لگتی ہیں اور آخرت پر عدم ایمان اس کا بنیادی سبب ہے۔ اس کی نسبت اللہ کی طرف اس لیے کی گئی ہے کہ ہر کام اس کی مشیت سے ہی ہوتا ہے، تاہم اس میں بھی اللہ کا وہی اصول کار فرما ہے کہ نیکوں کے لیے بیکی کا راستہ اور بدول کے لیے بدی کا راستہ آسان کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ان دونوں میں سے کسی ایک راستہ کا اختیار کرنا، یہ انسان کے اینے ارادے پر مخصر ہے۔

۳. لیعنی گراہی کے جس راستے پر وہ چل رہے ہوتے ہیں، اس کی حقیقت سے وہ آشا نہیں ہوتے اور صحیح راستے کی طرف رہنمائی نہیں یاتے۔

الْلِخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُ وْنَ ۞

وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْفُرْ النَّامِنُ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۗ

ٳۮۛۊؘٵڶؙڡؙٛۅ۬ڶؽٳڒۿڸڔٙٳڹٞٞٲڶۺؙۘڎؙٮؘٵڒٲۺڶؾػؙۄ۫ؾڹ۫ؠٵ ؚۼؘؠٙٳؘٷڶؿڶٛؠٛۺؚۿٳٮ۪ۼٙڛٙڰڡؙڰۮڗڞڟۮؙڽؘ<sup>۞</sup>

فَكَتَّاجَآءَهَانْوُدِىَآنُ؛ُبُورِكِمَنْ فِىالتَّارِوَمَنُ حَوْلَهَا وَسُبُحٰنَ اللهِ رَبِّ الْعَلِمِيْنَ⊙

يْمُوْسَى إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيْزُ أُلِّكِيْدُ ٥

میں بھی وہ سخت نقصان یافتہ ہیں۔

۲. اور بیشک آپ کو الله کیم وعلیم کی طرف سے قرآن سکھایا جارہا ہے۔

2. (یاد ہوگا) جبکہ موسی (عَلَیْکِا) نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ ویکھی ہے، میں وہاں سے یا تو کوئی خبر لے کر یا آگ کا کوئی سلگتا ہوا انگارہ لے کر ابھی تمہارے پاس آجاؤں گا تاکہ تم سینک تاپ کرلو۔ (۱)

 $\Lambda$ . جب وہاں پنچے تو آواز دی گئی کہ بابر کت ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور برکت دیا گیا ہے وہ جو اس کے آس پاس ہے  $^{(r)}$  اور پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

و. اے موسیٰ! (عَلَیْطِاً) سن بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں غالب باحکت۔ $^{(2)}$ 

ا. یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت موٹی علیہ اللہ مدین سے اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر واپس آرہے تھے، رات کو اندھیرے میں راتے کا علم نہیں تھا اور سر دی سے بچاؤ کے لیے آگ کی ضرورت تھی۔

۲. دور سے جہاں آگ کے شعلے لیکتے نظر آئے، دہاں پنچے لینی کوہ طور پر، تو دیکھا کہ ایک سرسبز درخت سے آگ کے شعلے بلند ہورہے ہیں۔ یہ حقیقت میں آگ نہیں تھی، اللہ کا نور تھا، جس کی تجلی آگ کی طرح محسوس ہوتی تھی مَنْ فی النّارِ میں مَنْ سے مراد اللہ تبارک وتعالی اور نَارٌ سے مراد اس کا نور ہے اور وَمَنْ حَوْلَهَا (اس کے اردگرد) سے مراد موکی عَلیْشا اور فرشتے، حدیث میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے تجاب، (پردے) کو نور (روشنی) اور ایک روایت میں نار آگ) سے تعیر کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ "اگر اپنی ذات کو بے نقاب کردے تو اس کا جلال تمام مخلو قات کو جلاکر رکھ دے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب إن الله لاینام. تفصیل کے لیے دیکھیں فتاری ابن تیمیة ج ۵، ص ۲۵۳-۲۵۳)

٣. يهال الله كى تنزيه وتقديس كا مطلب يه ب كه ال ندائے غيبى سے يه نه سجھ ليا جائے كه ال آگ يا درخت ميں الله طول كيے ہوئے به، جس طرح كه بہت سے مشرك سجھتے ہيں بلكه يه مشاہدة حتى كى ايك صورت ب جس سے نبوت كے آغاز ميں انبياء عليظ كو بالعموم سرفراز كيا جاتا ہے۔ بھى فرشتے كے ذريع سے اور بھى خود الله تعالى اپنى تجلى اور بمكامى سے جيسے يہاں موكى عليظ كے ساتھ معامله پيش آيا۔

۴. در خت سے نداء کا آنا، حضرت موسیٰ عَلِيَّا کے لیے باعث تعجب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، موسیٰ! (عَلَیْاً) تعجب نہ کر میں ہی اللہ ہوں۔

ۅؘٵڷؚۣؾۛٵڝۘٵڬٷؘڮؾٵۯٳۿٵؾڣڗڎ۫۠ڲٲڟٙٵڿٵۧؾ۠ۘۊڵ ؙڡؙۮؠؚڔٵۊڵڎؽؙۼڡؚٞڣؿؠؙٷڛڮڵؾؘۜڬٵؿٚ ڵۮػٵٛڵؠؙۯڛٷؽ۞ؖ

ٳڒڡؽؙڟڮۯؙؿۜۅۜڹڋڶۮؙۺؙٵڹۘڠؗۮڛؙۏٚۼۣڣٙٳڹٞ ۼڡؙؙۅٛۯڒۜۼؚؽۅٛؖ

ۅؘٲۮڿڷؽٮۜڮٷ؈ٛ۬ۼۺڮؾؘڂؙۯڿۺڝٚٲ؞ٙڡؚڽٛۼؽڔ ڛ۠ٷ۫؞ٷؿۺۼٳڸٮٳڶڶڣۯٷڽؘۅؘۊؙڡۣۿڋٳٮٚۿڎ۫ ػٲٮؙٛٷڷٷۿٵڟؠڽۊؽؙؽ۞

فَكَتَاجَآءَتْهُوْ الْـِثْنَامُبُصِرَةً قَالُوُ اهْنَاسِعُرُ مُبِينٌ۞

وَجَحَدُوْابِهَا وَاسْتَيْفَتَنَهُمَّ أَنْشُهُ هُوْظُلُمَا وَعُلُوَّا الْمُؤْمِدِينَ ۚ فَانْظُرُكِينَ فَانْظُرُكِينَ فَانْظُرُكِينَ فَانْظُرُكِينَ فَانْظُرُكِينَ فَانْظُرُكِينَ فَانْظُرُكِينَ فَانْظُرُكِينَ فَانْطُونِينَ فَانْعُلُوالِمِينَ فَانْطُونِينَ فَانْطُونِينَ فَانْعُلُوا اللّهِ فَاللّهُ اللّهُ الللّهُ ا

•ا. اور تو اپنی لا کھی ڈال دے، موسیٰ (عَلَیْمِاً) نے جب اے باتا جاتا دیکھا اس طرح کہ گویا وہ ایک سانپ ہے تو منہ موڑے ہوئے بیبٹھ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا، اے موسیٰ! (عَالِیَاً) خوف نہ کھا، (۱) میرے حضور میں پینیبر ڈرانہیں کرتے۔

11. لیکن جو لوگ ظلم کریں (۲) کچر اس کے عوض نیکی کریں اس برائی کے پیچیے، تو میں بھی بخشنے والا مہربان ہوں۔ (۳)

17. اور اپنا ہاتھ اپنے گربان میں ڈال، وہ سفید چمکیلا ہو کر نکلے گا بغیر کسی عیب کے، (۴) تو نو نشانیاں لے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف جا، (۵) یقیناً وہ بدکاروں کا گروہ ہے۔

ساا. پس جب ان کے پاس ہمارے آ تکھیں کھول دینے والے (۱) معجزے پنچے تو وہ کہنے لگے یہ تو صریح جادو

۱۳ اورانہوں نے صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر انکار کردیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے۔ (<sup>۵)</sup> پس دیکھ لیجے کہ

ا. اس سے معلوم ہوا کہ پیغیمر عالم الغیب نہیں ہوتے، ورنہ موسیٰ عَالِیَّا اپنے ہاتھ کی لا تھی سے نہ ڈرتے۔ دوسرا طبعی خوف پیغیمر کو بھی لاحق ہوسکتا ہے کیونکہ وہ بھی بالآخر انسان ہی ہوتے ہیں۔

٢. ليعنى ظالم كو تو خوف بونا چاہيے كه الله تعالى اس كى گرفت نه فرمالے۔

۳. یعنی ظالم کی توبہ بھی قبول کرلیتا ہوں۔

م. لینی بغیر برص وغیرہ کی بیاری کے۔ یہ لا تھی کے ساتھ دوسرا معجرہ انہیں دیا گیا۔

۵. فِيْ تِسْعِ آيَاتٍ لعِنى يه دو معجزے ان ۹ نشانيوں ميں سے ہيں، جن كے ذريعے سے ميں نے تيرى مددكى ہے۔ انہيں لے كر فرعون اور اس كى قوم كے پاس جا۔ (ان ۹ نشانيوں كى تفصيل كے ليد ديمجے، سورة بني امرائيل آيت: ١٠١ كا عاشيه)

۲. مُبْصِرَةً واضح اور روش یا یہ اسم فاعل مفعول کے معنی میں ہے۔

کی یعنی علم کے باوجود جو انہوں نے انکار کیا تو اس کی وجہ ان کا ظلم اور انتکبار تھا۔

ان فتنه پرداز لو گول کا انجام کیسا کچھ ہوا۔

10. اور ہم نے یقیناً داود اور سلیمان (علیمان) کو علم دے رکھا تھا اُللہ کے لیے ہے کہا، تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان دار بندوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

17. اور داود (عَلَيْطًا) کے وارث سلیمان (عَلَيْطًا) ہوئے (\*) اور کہنے گے لو گو! ہمیں پر ندوں کی بولی سکھائی گئ ہے (\*) اور کہنے گے لو گو! ہمیں سے دیا گیا ہے۔ (\*) بیشک یہ بالکل کھلا ہوا فضل الٰہی ہے۔

12. اور سلیمان (عَالِیَاً) کے سامنے ان کے تمام لشکر جنات اور انسان اور پر ندمیں سے جمع کیے گئے(۵) (ہر ہر قسم کی)

ۅؘڸقَدُ انَيْنَادَ اوْدَ وَسُلَمُن عِلَا قَقَالَا الْحَمُدُ وللهِ الَّذِي ۡ فَصَّلَنَاعَلَ كَذِيرُ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ

ۅؘۅؘڔڬۺؙڲؠؙ۬ؖٛٞڶؽٵۏؙۮۅؘقالؘڲٳؿٞۿٵڶٮۜٵۺ۠ۼٚڵؠۛٮؙڬٲ مَثْطِق الطّيْرُواؙۏؾڹۛٮؘڶۄؽٷؚڷۺٞٷٞ۠ٳٚؾٛۿٵڵۿۅ الْفَضُّلْ الْذِيثِ

ۅؙڂۣؿۯڸڛؗڲۿؽؙڿڹٛۅؙۮ؇ڝؽٲۼؚؾۜۅؘٲڷٟڵۺۣۘۅٲڷڲڶؠۣ ؘڡٞۿؙؠؙٛڿڗؙٷؽ

ا. سورت کے شروع میں فرمایا گیا تھا کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے سکھلایا جاتا ہے، اس کی دلیل کے طور پر حضرت موکی علیہ علیہ علیہ علیہ اس کی دلیل کے طور پر حضرت موکی علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ اس بات کی دلیل ہیں۔ علم سے مراد نبوت کے علم کے علاوہ وہ علم ہے جن سے اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت محمد مُن اللہ کے سیج رسول ہیں۔ علم سے مراد نبوت کے علم کے علاوہ وہ علم ہے جن سے حضرت داود علیہ اور سلیمان علیہ اور حضرت سلیمان علیہ اور حضرت سلیمان علیہ اور حضرت ان دونوں باپ بیٹوں کو اور بھی بہت پھے عطاکیا گیا تھا، لیکن صرف علم کا ذکر کیا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ علم اللہ کی سب سے بڑی نعیت ہے۔

۲. اس سے مراد نبوت اور باوشاہت کی وراثت ہے، جس کے وارث صرف سلیمان علیہ اُلا قرار پائے۔ ورنہ حضرت واود علیہ اللہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ میں ہوتی ہے، جو مال واسباب وہ چھوڑ جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے، جیسا کہ نبی منگائیہ اُلیہ علیہ علیہ میں مناب المجھاد)

۳. بولیاں تو تمام جانوروں کی سکھلائی گئی تھیں لیکن پرندوں کا ذکر بطور خاص اس لیے کیا ہے کہ پرندے سائے کے لیے ہر وقت ساتھ رہتے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صرف پرندوں کی بولیاں سکھلائی گئی تھیں اور چیونٹیاں بھی مجملہ پرندوں کے ہیں۔ (ٹ القدیہ)

٨٠. جس كى ان كو ضرورت تقى، جيسے علم، نبوت، حكمت، مال، جن وانس اور طيور حيوانات كى تنخير وغيره۔

۵. اس میں حضرت سلیمان علیہ کی اس انفرادی خصوصیت وفضیلت کا ذکر ہے، جس میں وہ پوری تاریخ انسانیت میں متناز ہیں کہ ان کی حکمر انی صرف انسانوں پر ہی نہیں تھی بلکہ جنات، حیوانات اور چرند ویرند حتیٰ کہ ہوا تک ان کے

الگ الگ درجه بندی کردی گئی۔(۱)

11. جب وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچ تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمان(عَلَیْمِاً) اور اس کا لشکر میں روند ڈالے۔(۲)

19. اس کی اس بات سے سلیمان (عَالِیَّالِ) مسکر اکر ہنس دیے اور دعا کرنے گئے کہ اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعموں کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھے پر انعام کی ہیں (۳) اور میرے ماں باپ پر، اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے مجھے

حَتَّى َإِذَا ٱتَوَّاعَلَى وَادِ النَّمْلِ ۚ قَالَتُ نَمْكَةٌ ثَيَّا يَقُهَا الثَّمُلُ ادْخُلُو ٱمَسْكِينَكُو ۚ لَا يَحُطِمنَكُمُ سُلَيْمُلُ وَجُنُودُ ثَا وَهُمُ لِكِينَتُعُرُونَ۞

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكَامِّنَ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْنِعْفَى اَنَ اَشُكُرُ نِعْمَتَكَ الَّبِّنِّ اَنْعَمْتُ عَكَّ وَعَل وَالِدَى َوَانَ اُعْلَى صَالِحًا تَرْضُلهُ وَاَدُّخِلْفُ بِرَحْمَتِك فِى ْعِبَادِكَ الصِّلِحِيْنَ<sup>©</sup>

ماتحت تھی، اس میں کہا گیا ہے کہ سلیمان عَالِیَا کے تمام لشکر لعنی جنوں، انسانوں اور پرندوں سب کو جمع کیا گیا۔ یعنی کہیں جانے کے لیے یہ لاؤ لشکر جمع کیا گیا۔

ا. یہ ترجمہ (توزیع بمعنی تفریق) کے اعتبار سے ہے۔ یعنی سب کو الگ الگ گروہوں میں تقییم (قشم وار) کردیا جاتا تھا، مثلاً انسانوں، جنوں کا گروہ، پرندوں اور حیوانات کے گروہ۔ وغیرہ وغیرہ۔ دوسرے معنی اس کے "پی وہ رو کے جایا کرتے سے" یعنی یہ لشکر اتنی بڑی تعداد میں ہوتا تھا کہ راہتے میں روک روک کر ان کو درست کیا جاتا تھا کہ شاہی لشکر بدنظی اور انتشار کا شکار نہ ہویہ وَزَعَ یَزَعْ سے ہے، جس کے معنی روکنے کے ہیں۔ اسی مادے میں ہمزہ سلب کااضافہ کرکے اور انتشار کا شکار نہ ہویہ وَزَعَ یَزَعْ سے ہے، جس کے معنی ایسی چیزیں مجھ سے دور فرمادے، جو مجھے تیری نعمتوں پر تیرا شکر کرنے سے روکتی ہیں۔ اس کو اردو میں ہم الہام و توفیق سے تعبیر کر لیتے ہیں۔ (ٹے القدے، ایر الفایر وائن کثیر)

۲. اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حیوانات میں بھی ایک خاص قشم کا شعور موجود ہے۔ گو وہ انسانوں سے بہت کم اور عظمت وفسیت کے باوجود عالم الغیب نہیں تھے، اس لیے چیونٹیوں کو خطمت وفسیت کے باوجود عالم الغیب نہیں تھے، اس لیے چیونٹیوں کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں بے خبری میں ہم روند نہ دیے جائیں۔ تیسرا یہ کہ حیوانات بھی اس عقیدہ صحیحہ سے بہرہ ور شخص اور بیں کہ اللہ کے سواکوئی عالم الغیب نہیں۔ جیسا کہ آگے آنے والے بدہد کے واقع سے بھی اس کی مزید تائید ہوتی ہے۔ چوتھا یہ کہ حضرت سلیمان عَلَیْظِا پرندوں کے علاوہ دیگر جانوروں کی بولیاں بھی سیجھتے تھے۔ یہ علم بطور اعجاز اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا، جس طرح تسخیر جنات وغیرہ اعجازی شان تھی۔

سر. چیونی جیسی حقیر مخلوق کی گفتگو س کر سمجھ لینے سے حضرت سلیمان عَلَیْمِا کے دل میں شکر گزاری کا احساس بیدا ہوا کہ اللہ نے مجھ پر کتنا انعام فرمایا ہے۔ اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کرلے۔(۱)

• ۲۰ اور آپ نے پرندوں کا جائزہ لیا اور فرمانے لگے یہ کیا

بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھا؟ کیا واقعی وہ غیر حاضر

• ۲۰)

۲۱. یقیناً میں اسے سخت سزا دوں گا، یا اسے ذنگ
 کر ڈالوں گا، یا میرے سامنے کوئی صری دلیل بیان
 کرے۔

۲۲. کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ آکر اس نے کہا میں ایک ایک چیز کی خبر لایا ہوں کہ تجھے اس کی خبر ہی نہیں، (۳) میں سبا(۱۹) کی ایک سچی خبر تیرے پاس لایا ہوں۔

۲۳. میں نے دیکھا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کررہی ہے (۵) جسے ہر قسم کی چیز سے کچھ نہ کچھ دیا گیا

ۅؘؿؘڡؘۛؾۜٛٮٳڵڟؠؙڔؘڡؘقال مالۣ٦ڵڒٲڔؽٳڵۿۮۿٮ۠ٲٛٲؙؙؗٛٛڡ ػٲڹؘڡؚڹٳڶڠٳؠٟؠ۫ؽ۞

ڵۯؙۼڐۣڹؾۜٙ؋ؘعؘۮؘٳۘٵ۪ۺڮؠؽٵٲٷٙڵڒٳۮ۬ۥۼۜؾؘۜ؋ٞٳٷڶؽٳ۫ؾؽؘؿ۫ ڛؚٮؙڵڟڹۣؿؙۭؠۺۣ۞

فَمَّلَتَ غَيْرَ بَعِيْدِ فَقَالَ أَحَمُّتُ بِمَالَمُ تُخُطُ لِهِ وَجِئْنُكَ مِنُ سَبَالِنَمَ إِنَّهُ إِنَّهُ مِنْ

ٳڹٚ٥ؙۅؘػڹؖۮؾؙ۠ٳڡؗۯٳؘؘؗڰٞؾؙؠؙڸڬۿؙۘؗؗؗؗۄؙۅؙٲۉڗؽ۪ؾڡؚؽٙڮؚ۠ڵ ؿؙؿؙٞٷٙڮۿٵۼۯۺٞۼڟؚؽؗۄ۠

ا. اس سے معلوم ہوا کہ جنت، مومنوں ہی کا گھر ہے، اس میں کوئی بھی اللہ کی رحمت کے بغیر داخل نہیں ہوسکے گا۔
ای لیے حدیث میں نبی مَثَّلَ اللّٰہِ کَا فَ فَرَمایا۔ "سیدھے سیدھے اور حق کے قریب رہو اور یہ بات جان لو کہ کوئی شخص بھی صرف اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا"۔ صحابہ رِثَّا اللّٰہُ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ مَثَّا اللّٰہِ بھی؟ آپ مَثَّا اللّٰہُ بِنِی جَالَ اللّٰہ کی رحمت مجھے اپنے دامن میں نہیں وُھالک فرمایا "ہاں، میں بھی اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا، جب تک اللہ کی رحمت مجھے اپنے دامن میں نہیں وُھالک کے گا"۔ (صحیح البخاری: ١٣١٤، مسلم: ٢١٤)

- ٢. لعني موجود تو ہے، مجھے نظر نہيں آرہا يا يہاں موجود ہى نہيں ہے۔
- سا. احاطہ کے معنی ہیں کسی چیز کی بابت مکمل علم اور معرفت حاصل کرنا۔
- ۴. سَبَاً ایک شخص کے نام پر ایک قوم کا نام بھی تھا اور ایک شہر کا بھی۔ یہاں شہر مراد ہے۔ یہ صنعاء (یمن) سے تین دن کے فاصلے پر ہے اور مارب یمن کے نام سے معروف ہے۔ (فتح القدیر)

۵. لیعنی ہدہد کے لیے بھی یہ امر باعث تعجب تھا کہ سامیں ایک عورت حکمران ہے۔ لیکن آخ کل کہا جاتا ہے کہ عورتیں بھی ہر معاملے میں مردول کے برابر ہیں۔ اگر مرد حکمران ہو سکتا ہے تو عورت کیوں نہیں ہو سکتی؟ حالا نکہ یہ نظریہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ بعض لوگ ملکۂ سا (بلقیس) کے اس ذکر سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورت کی سربراہی جائز ہے۔ حالانکہ قرآن نے ایک واقعے کے طور پر اس کا ذکر کیا ہے، اس سے اس کے جواز یا عدم جواز کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ عورت کی سربراہی کے عدم جواز پر قرآن وصدیث میں واضح دلائل موجود ہیں۔

ۅۘڿۜۮؾؙ۠ڟۅٛۊۜۅٛؠۜٵؘؽۺؿؙۮۅؙؽڸۺۜؽ۫ڛ؈ؙ۫ۮؙۏڹؚٳڶؾ۠ڡ ۅؘڒؘؾۜڹؘڬؙٛؠؙٳۺۜؽڟؽؙٲڠٵڵؘؙٛٛٛؠٛ؋۬ڞؘۜۜۛڎۜۿؙۅ۫ۼڹٳڶڛؚۜؽڸ ڡؘۿؙۄۛڒڒڽۿؾۮؙۅؙؽ۞ۨ

ٱلَاَسِيَجُكُ وَالِلهِ الَّذِي يُخُوجُ الْغَبُّ فِي السَّلْمُوتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلُوْمَا تُخُفُونَ وَمَا تُعْلِينُونَ

ٱللهُ لَا الهُ إِلَّا هُوَرَبُ الْعَرْشِ الْعَظِيُونِ ۗ

ہے اور اس کا تخت بھی بڑی عظمت والا ہے۔ (۱) **۲۳** میں نے اسے اور اس کی قوم کو، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کرکے دکھلاکر صحح راہ سے روک دیا ہے (۲) پس وہ ہدایت پر نہیں آتے۔

70. کہ اسی اللہ کے لیے سجدے کریں جو (۳) آسانوں اور زمینوں کی پوشیدہ چیزوں کو باہر نکالتا ہے، (۱۳) اور جو کچھ مجھیاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہ سب کچھ جانتا ہے۔

71. اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی عظمت والے عرش کا مالک ہے۔

ا. کہا جاتا ہے کہ اس کا طول ۸۰ ہاتھ عرض ۴۰ ہاتھ اور اونچائی ۳۰ ہاتھ تھی اور اس میں موتی، سرخ یا قوت اور سبز زمرد جڑے ہوئے تھے، واللہ اعلم۔ (فخ القدر) ویسے یہ قول مبالغ سے خالی نہیں معلوم ہوتا۔ یمن میں بلقیس کا جو محل ٹوٹی پھوٹی شکل میں موجود ہے اس میں اتنے بڑے تخت کی گنجائش نہیں۔

ال اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح پرندوں کو یہ شعور ہے کہ غیب کا علم انبیاء بھی نہیں جانے، جیسا کہ ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ اللہ کو کہا کہ میں ایک ایک اہم خبر لایا ہوں جس سے آپ بھی بے خبر ہیں، اس طرح وہ اللہ کی وحدانیت کا احساس وشعور بھی رکھتے ہیں۔ اس لیے یہاں ہدہد نے حیرت واستعجاب کے انداز میں کہا کہ یہ ملکہ اور اس کی قوم اللہ کے بجائے، سورج کی بجاری ہے اور شیطان کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ جس نے ان کے لیے سورج کی عبادت کو بھلا کرکے دکھلایا ہوا ہے۔

سل أَلَّا يَسْجُدُوْا اس كا تعلق بھى زَيَّنَ كے ساتھ ہے۔ لينى شيطان نے يہ بھى ان كے ليے مزين كرديا ہے كہ وہ الله كو سجدہ نہ كريں۔ يا اس ميں لاَ يَهْتَدُونَ عامل ہے اور لَا زائد ہے۔ لينى ان كى سجھ ميں يہ بات نہيں آتى كہ سجدہ صرف الله كو كريں۔ (فُح القدر)

۴. لیعنی آسان سے بارش برساتا اور زمین سے اس کی مخفی چیزیں نباتات، معدنیات اور دیگر زمینی خزانے ظاہر فرماتا اور نکالتا ہے۔ خَبْءٌ مصدر ہے مفعول مَخْبُوءٌ (چیپی ہوئی چیز) کے معنی میں۔

۵. مالک تو اللہ تعالی کا نتات کی ہرچیز کا ہے لیکن یہاں صرف عرش عظیم کا ذکر کیا، ایک تو اس لیے کہ عرش اللی کا نتات کی سب سے بڑی چیز اور سب سے برتر ہے۔ دوسرا یہ واضح کرنے کے لیے کہ ملکۂ ساکا تخت شاہی بھی گوبہت بڑا ہے لیکن اسے اس عرش عظیم سے کوئی نسبت نہیں ہے، جس پر اللہ تعالی اپنی شان کے مطابق مستوی ہے۔ ہدہد نے چونکہ

قَالَ سَنَنْظُرُ اصَدَ ثُتَ امْرُنْتَ مِنَ الْكَذِيبَيْ

ٳۮ۬ۿۘڹؙؾؚؚڮؾ۬ؽؗؗؗۿۮٵڡٚٵڷؚڡۛ۫ٷٳڷؽۿؚٟ؞ؙٛڗٚڠۜڗۜۊۜڷۜۘڠۨؠٛؗٛؗۿ ڡؘٵٛٮ۫ڟؙٷٵۮٵڽۯڿٷؽ۞

قَالَتُ يَايَّهُمَا الْمَكُوُّ الِنِّيَ ٱلْقِي إِلَىّٰ كِيَّتُ<sup>®</sup>

ٳٮؙۜۧۜٛٛۏؙڡؚڹؙڛؙڲۿؙڹؘۅٳڗۜٷڛؚٮ۫ۅٳٮڷڡٳڶڗؚۜڂؠؙڹ١ڷڗؚۜڃؽ۫ۅؚٚ

ٱلْاَنَعُلُواعَلَى وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ۞

قَالَتُ يَايَّهُا الْمُكُوُّا اَفَتُرُنِ فِي اَمْرِيُّ مَاكُنتُ قَاطِعَةً امْرًا حَتَّى تَتْهَدُونُ ۖ

قَالُوْاغَنُ اللَّهُ الْوَاقُوَّةِ وَالْوُلْوَالِاسِ شَدِيْدٍ ۚ وَالْاَمَرُ اِلْنَكِ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِيْنَ ۞

۲۷. سلیمان (عَلَیْمِلِاً) نے کہا، اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے۔

۲۸. میرے اس خط کو لے جاکر انہیں دے دے پھر ان کے پاس سے ہٹ آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ ()

79. وہ کہنے لگی اے سردارو! میری طرف ایک باو قعت خط ڈالا گیا ہے۔

سا. جو سلیمان (عَالِیَا) کی طرف سے ہے اور جو بخشش کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع ہے۔

اللہ یہ کہ تم میرے سامنے سرکشی نہ کرو اور مسلمان بن کر میرے یاس آجاؤ۔

۳۲. اس نے کہا اے میرے سردارو! تم میرے اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو، میں کسی امر کا قطعی فیصلہ جب تک تمہاری موجودگی اور رائے نہ ہو نہیں کیا کرتی۔

سس. ان سب نے جواب دیا کہ ہم طاقت اور قوت والے سخت لڑنے بھڑنے والے ہیں۔ (۳) آگ آپ کو

توحید کا وعظ اور شرک کا رو کیا ہے اور اللہ کی عظمت وشان کو بیان کیا ہے، اس لیے حدیث میں آتا ہے (چار جانوروں کو قتل مت کرو۔ چیو ٹی، شہد کی مکھی، بدبد اور صرو لیعنی لٹورا)۔ (مسند أحمد ۱۳۲۱، أبوداود، كتاب الأدب، باب في قتل الذر. وابن ماجه، كتاب الصید، باب ما ینهی عن قتله) صرو (لٹورا) اس كا سر بڑا، پیٹ سفید اور پیپٹھ سبز ہوتی ہے، یہ چھوٹے چھوٹے پرندول کو شكار كرتا ہے۔ (عاشیہ این کیش)

ا. یعنی ایک جانب ہٹ کر حیب جا اور دیکھ کہ وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں۔

٢. جس طرح نبی منافظی نے بھی بادشاہوں کو خطوط کھیے تھے، جن میں انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔
 ای طرح سلیمان علیہ نے بھی اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت بذریعہ خط دی۔ آج کل متوب الیہ کا نام خط میں پہلے کھا جاتا ہے۔ لیکن سلف کا طریق یہی تھا جو حضرت سلیمان علیہ نے اختیار کیا کہ پہلے اپنا نام تحریر کیا۔

سا. لیخی ہمارے پاس قوت اور اسلحہ بھی ہے اور لڑائی کے وقت نہایت پامردی سے لڑنے والے بھی ہیں، اس لیے جھکنے اور دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

اختیار ہے آپ خود ہی سوچ کیجھے کہ ہمیں آپ کیا کچھ حکم فرماتی ہیں۔<sup>(۱)</sup>

> قَالَتُ إِنَّ الْمُلُوُلِ إِذَا دَخَلُواْ قَرْيَةً ٱفْسَدُ وُهَا وَجَعَلُوْاَاجِزَّةً اَهْلِهَا اَذِكَةً ۚ وَكَذَالِكَ يَفْعَلُوْنَ®

سس اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں گھتے ہیں ا<sup>(r)</sup> تو اسے اجاڑدیتے ہیں اور وہاں کے باعزت لوگوں کو ذلیل کردیتے ہیں۔ <sup>(r)</sup> اور یہ لوگ بھی الیا ہی کریں گھ

ۅؘٳڹٚؠؙؙٛؗٛۯؙڛؚڵڎؙٞٳڷؽۿؚۄ۫ؠؚۿڔؾۜۊٟڡؘٛڶڟؚڗۊٞ۠ڹؚؚؗ؏ؘؾۯۣڿؙ ٵٮؙؙٛۯ۫ڛؙۏؙڹٛ

9. اور میں انہیں ایک ہدیہ بھیجنے والی ہوں، پھر دیکھ لوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹے ہیں۔ (۵)

1. پہنچا تو آپ نے فرمایا کیا تم مال سے مجھ مدد دینا چاہتے ہو؟ (۲) مجھے تو میرے رب نے اس سے بہت بہتر دے رکھا ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے پس تم ہی اپنے تحفے سے خوش رہو۔ (۵)

ڡؙڵؠۜٵۼٲءؗٛڛؙڲڡ۠ڹۊؘٲڶٲؿؙٮڎؙۏڹؽؠؚؠٳڵڡٛڡۜٵڶڞؚڿٙ ٳٮڵؙؙڎؙڂؿؙٷؾؚؠۜٵڶٮ۬ڴۏٝؠڵٲٮؙڎ۫ۄۿڽؚۜؾؾؙڴ۫ۊؘۿ۬ڗڂٛۯ۞

ا. اس لیے کہ ہم تو آپ کے تابع ہیں، جو حکم ہوگا، بجا لائیں گے۔

۲. لینی طاقت کے ذریعے سے فتح کرتے ہوئے۔

س. لیعنی قتل وغارت گری کرکے اور قیدی بناکر۔

سم. بعض مضرین کے نزدیک یہ اللہ کا قول ہے جو ملکہ ً ساکی تائیر میں ہے اور بعض کے نزدیک یہ بلقیس ہی کا کلام اور اس کا تتمہ ہے اور یہی سیاق کے زیادہ قریب ہے۔

۵. اس سے اندازہ ہوجائے گا کہ سلیمان علیاً اکوئی دنیا دار بادشاہ ہے یا نبی مرسل، جس کا مقصد اللہ کے دین کا غلبہ ہے۔ اگر ہدیہ قبول نہیں کیا تو یقیناً اس کا مقصد دین کی اشاعت وسر بلندی ہے، پھر ہمیں بھی اطاعت کے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔
 نہیں ہوگا۔

العنی تم دیکھ نہیں رہے، کہ اللہ نے مجھے ہر چیز سے نوازا ہوا ہے۔ پھر تم اپنے اس ہدیے سے میرے مال ودولت میں
 کیا اضافہ کر سکتے ہو؟ یہ استفہام انکاری ہے۔ یعنی کوئی اضافہ نہیں کر سکتے۔

ک. یہ بطور توثیخ کے کہا کہ تم بی اس بدیے پر فخر کرو اور خوش ہو، میں تو اس سے خوش ہونے سے رہا، اس لیے کہ ایک تو دنیا میرا مقصود بی نہیں ہے۔ دوسرا اللہ نے مجھے وہ کچھ دیا ہے جو پورے جہان میں کسی کو نہیں دیا۔ تیسرا مجھے نبوت سے بھی سرفراز کیا گیا ہے۔

ٳۯڿؚۼؖٳڵؽۿۏؘڡؘڬٮؘٲؾٮۜۼۜۿۯۼ۪ۼٛۮۮٟڷٳڡٙڹڶڵۿؙۮؠۿٲ ڡؘڬۼٛۯؚڂڹٞۿ۠ۮۺؚڹؙۿٵۧٳۮؚڵڎۘٷۜۿؙۏۛۻۼؚۯؙؽ۞

قَالَ يَانَيُّهُا الْمَكُوُّ الْكُوُّ يَأْتِنْ يُنْ يِعَوْشِهَا قَبُلَ اَنْ يَانُوُنِيْ مُسْلِمِيْنَ

قَالَعِفْرِينُ مِّنَ الْجِنّ اَنَالَيْكَ بِهِ قَبُلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنْ عَكَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِينُ۞

قَالَ الَّذِي عِنْكَ لَا عِلْمُ مِنْ الْكِتْبِ اَنَا الِتِيْكَ بِهِ قَبُلُ اَنُ يَّرُتَكَ الِيُكَ طَرُفُكَ فَكَمَّا رَالُهُ مُسْتَقِرًّا عِنْكَ لَا قَالَ هَلَا امِنْ فَضُل رَبِّيْ

27. جا ان کی طرف واپس لوٹ جا، (۱) ہم ان (کے مقابلہ) پر وہ لشکر لائیں گے جن کا سامنا کرنے کی ان میں طاقت نہیں اور ہم انہیں ذلیل وپت کرکے وہاں سے نکال باہر کریں گے۔ (۱)

٣٨. آپ نے فرمایا اے سردارو! تم میں سے کوئی ہے جو ان کے مسلمان ہو کر پہنچنے سے پہلے ہی اس کا تخت مجھے لادے۔

97. ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا آپ اپنی اس مجلس سے اٹھیں (\*\*) اس سے پہلے ہی پہلے میں اسے آپ کے پاس لادیتا ہوں، یقین مانے کہ میں اس پر قادر ہوں اور ہوں جوں ہوں مجھی امانت دار۔ (۵)

ہوں کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول اٹھا کہ آپ پکک جھائیں اس سے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچاسکتا ہوں۔ (۲) جب آپ نے اسے اپنے پاس موجود

ا. یہاں صیغہ واحد سے مخاطب کیا، جب کہ اس سے قبل صیغہ جمع سے خطاب کیا تھا۔ کیونکہ خطاب میں مجھی اپوری جماعت کو ملحوظ رکھا گیا ہے، مجھی امیر کو۔

۲. حضرت سلیمان علیها نرے باوشاہ ہی نہیں تھے، اللہ کے پیغیر بھی تھے۔ اس لیے ان کی طرف سے تو لوگوں کو ذلیل وخوار کیا جانا ممکن نہیں تھا، لیکن جنگ و قال کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کیونکہ جنگ نام ہی کشت وخون اور اسیری کا ہے اور ذلیت وخواری سے یہی مراد ہے، ورنہ اللہ کے پیغیر لوگوں کو خواہ مخواہ ذلیل وخوار نہیں کرتے۔ جس طرح نبی منگالیا فی طرزعمل اور اسوہ حسنہ جنگوں کے موقع پر رہا۔

٣٠. حضرت سليمان عَلَيْهِ كَ اس جواب سے ملك نے اندازہ لگاليا كہ وہ سليمان عَلَيْه كَا كَا مقابلہ نہيں كر سكيں گے۔ چنانچہ انہوں نے مطبع و منقاد ہوكر آنے كی تيارى شروع كردى۔ سليمان عَلَيْه كو بھى ان كى آمدكى اطلاع مل گئى تو آپ نے انہيں مزيد اپنى اعجازى شان دكھانے كا پروگرام بنايا اور ان كے چنبخ سے قبل ہى اس كا تخت شاہى اپنى منگوانے كا بندوبست كيا۔ هم. اس سے وہ مجلس مراد ہے، جو مقدمات كى ساعت كے ليے حضرت سليمان عَليْه الله صبح سے نصف النہار تك منعقد فرماتے تھے۔ هم. اس سے وہ مجلس مراد ہے، جو مقدمات كى ساعت كے ليے حضرت سليمان عَليْها صبح سے نصف النہار تك منعقد فرماتے تھے۔

۲. یہ کون شخص تھا جس نے یہ کہا؟ یہ کتاب کون سی تھی؟ اور یہ علم کیا تھا، جس کے زور پر یہ دعویٰ کیا گیا؟ اس میں

ڸؠڹڵۅؘڹ٤ٙڔؘٲۺ۬ڴۯٲڡؙٲڰڡٛ۠ۯ۠ٷڡۜؽؙۺؘػڒؘۅٞٳؾؙؠٚٵ ؽۺؙڬۯ۠ڸؘؚڡؘٛؗڛ؋۠ۅؘڡؘڽٛڰڡؘۯٷؚٙڷ؆ٙؠؚۨؽ۫ ۼٙٮڹؾؓ ػؚڔؽڂ۠۞

قَالَ نَكِرُوْالْهَاعَرْشَهَانَنْظُرُاتَهُتَكِئَآمُوَكُا مِنَالَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُونَ۞

فَكَتَاجَآءَتُ قِيْلَ آهَكَنَا عَرُشُكِ ۚ قَالَتُ كَانَّهُ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَاالْعِلْهَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِيبُنَ۞

پایا تو فرمانے گئے یہ میرے رب کا فضل ہے، تاکہ وہ ججھے آزمائے کہ میں شکر گزاری کرتا ہوں یا ناشکری، شکر گزار کرتا ہوں اور شکر گزار کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا پروردگار (بے پروا اور بزرگ) غنی اور کریم ہے۔

ام. تکم دیا کہ اس کے تخت میں کچھ پھیر بدل کردو<sup>(۱)</sup>
تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ راہ پالتی ہے یا ان میں سے
ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے۔<sup>(۲)</sup>

۳۲. پھر جب وہ آگئ تو اس سے کہا (دریافت کیا) گیا کہ ایسا ہی تیرا (بھی) تخت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ گویا وہی ہے، (۲) ہمیں اس سے پہلے ہی علم دیا گیا تھا اور

مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ ان تینوں کی پوری حقیقت اللہ تعالی ہی جانتا ہے۔ یہاں قرآن کریم کے الفاظ سے جو معلوم ہوتا ہے وہ اتنا ہی ہے کہ وہ کوئی انسان ہی تھا، جس کے پاس کتاب اللهی کا علم تھا، اللہ تعالی نے کرامت اور اعجاز کے طور پر اسے یہ قدرت دے دی کہ پلک جھیکتے میں وہ تخت لے آیا۔ کرامت اور معجزہ نام ہی ایسے کاموں کا ہے جو ظاہری اسباب اور امور عادیہ کے کیسر خلاف ہوں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ومشیت سے ہی ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اس لیے نہ شخصی قوت قابل تعجب ہے اور نہ اس علم کے سراغ لگانے کی ضرورت، جس کا ذکر یہاں ہے۔ کیونکہ یہ تو اس شخص کا تعارف ہے جس کے ذریعے سے یہ کام ظاہری طور پر انجام پایا، ورنہ حقیقت میں تو یہ مشیت اللی ہی کی کار فرمائی ہے جو چھم زدن میں جو چاہے کر سکتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ اللہ بھی اس حقیقت سے آگاہ تھے، اس لیے جب انہوں نے دیکھا کہ تخت موجود ہے تو اسے فضل ربی سے تعجیر کیا۔

ا. لیعنی اس کے رنگ روپ یا وضع وہیئت میں تبدیلی کردو۔

۲. لینی وہ اس بات سے آگاہ ہوتی ہے کہ یہ تخت اس کا ہے یا اس کو سمجھ نہیں پاتی؟ دوسرا مطلب ہے کہ وہ راہ ہدایت پاتی ہے یا نہیں؟ لینی اتنا بڑا معجزہ دیکھ کر بھی اس پر راہ ہدایت واضح ہوتی ہے یا نہیں؟

سبر ردوبدل سے چونکہ اس کی وضع وہیئت میں کچھ تبدیلی آئی تھی، اس لیے اس نے صاف الفاظ میں اس کے اپنے ہونے کا اقرار بھی نہیں کیا اور ردوبدل کے باوجود انسان پھر بھی اپنی چیز کو بیچان ہی لیتا ہے، اس لیے اپنے ہونے کی نفی بھی نہیں کی۔ بلکہ نہایت محتاط جواب ہے۔

ہم مسلمان تھے۔(۱)

وَصَدَّهَامَاكَانَتُ تَعَبُّدُمُنِ دُوْنِ اللهِ إِنَّهَا كَانتُمِنْ قَوْمِرِ كِفِرِينَ۞

سم اوراسے انہوں نے روک رکھا تھا جن کی وہ اللہ کے سوا پر ستش کرتی رہی تھی، یقیناً وہ کافر لوگوں میں سے تھی۔ (۲)

قِيْل لَهَا ادْخُلِى الصَّمْحُ فَلَمَّا رَاتُهُ حَسِمَتُهُ لُجَّةٌ وَكَشَفَتُ عَنْ سَاقَيْهَا قَال إِنَّهُ صَرُحُ شُمَّرُدُ مِنْ قَوَارِيُرَةُ قَالَتُ رَبِّ إِنِّي ظَلَمُتُ نَفْسِمُ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلِيمُنَ بِلَّهِ رَبِّ الْعَلْمِيْنِ ۚ

سم اس سے کہا گیا کہ محل میں چلی چلو، جسے دیکھ کر یہ سمجھ کر کہ یہ حوض ہے اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں، (۳) فرمایا یہ تو شیشے سے منڈھی ہوئی عمارت ہے، کہنے لگی میرے پروردگار! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ اب میں سلیمان (عَلَیْمَیْاً) کے ساتھ اللہ رب العالمین کی مطبع اور فرمانبردار بنتی ہوں۔ (۳)

ا. یعنی یہاں آنے سے قبل ہی ہم سمجھ گئے تھے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور آپ کے مطبع ومنقاد ہوگئے تھے۔ لیکن امام ابن کثیر وشوکانی وغیرہ نے اسے حضرت سلیمان علیہ کا قول قرار دیا ہے کہ ہمیں پہلے ہی یہ علم دے دیا گیا تھا کہ ملکہ سبا تابع فرمان ہوکر حاضر خدمت ہوگی۔

۲. یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور صَدَّهَا کا فاعل مَاکانَتْ تَعْبُدُ ہے یعنی اسے اللہ کی عبادت سے جس چیز نے روک رکھا تھا، وہ غیر اللہ کی عبادت تھی، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کا تعلق ایک کافر قوم سے تھا، اس لیے توحید کی حقیقت سے بے خبر رہی بعض نے سیمان علیشا کو قرار دیا ہے۔ لیعنی اللہ نے یا اللہ کے تھم سے سلیمان علیشا نے اسے غیر اللہ کی عبادت سے روک دیا۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ (ٹے القدی)

سل بیہ محل شیشے کا بنا ہوا تھا جس کا صحن اور فرش بھی شیشے کا تھا۔ لُجَّةً گہرے پانی یا حوض کو کہتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ این نبوت کے اعجازی مظاہر دکھانے کے بعد مناسب سمجھا کہ اسے اپنی اس دنیوی شان وشوکت کی بھی ایک حیلک دکھلادی جائے جس میں اللہ نے انہیں تاریخ انسانیت میں ممتاز کیا تھا۔ چنانچہ اس محل میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا، جب وہ داخل ہونے گی تو اس نے اپنے پائنچ چڑھالیے۔ شیشے کا فرش اسے پانی معلوم ہوا جس سے اپنے کپڑوں کو بچانے کے لیے اس نے کپڑے سمیٹ لیے۔

مل بعنی جب اس پر فرش کی حقیقت واضح ہوئی تو اپنی کو تاہی اور غلطی کا بھی احساس ہوگیا اور اعتراف تصور کرتے ہوئے مسلمان ہونے کا اعلان کردیا۔ صاف چکنے گھڑے ہوئے پھر وں کو مُمَوَّدٌ کہا جاتا ہے۔اس سے امرد ہے جو اس خوش شکل بچے کو کہا جاتا ہے جس کے چہرے پر ابھی داڑھی مونچھ نہ ہو۔ جس درخت پر پتے نہ ہوں اسے شجر ق مرداء کہا جاتا ہے۔ (ٹُ القدے) لیکن یہاں یہ تعمیر یا جڑاؤ کے معنی میں ہے۔ یعنی شیشوں کابنا ہوا یا جڑا ہوا محل۔

ملحوظہ: ملکہ سا (بلقیں) کے مسلمان ہونے کے بعد کیا ہوا؟ قرآن میں یاکسی صحیح حدیث میں اس کی تفصیل نہیں

وَلَقَدُالْسَلُنَآاِلِلْ تَنُوْدَاخَاهُمُوصِلِحًا آنِ اعْبُدُواللّٰهَ فَإِذَاهُمُ قَرِيْقُنِ يَغْتَضِمُونَ ۞

قَالَ لِقَوْمِ لِمَ تَسْتَعُجِلُونَ بِالسَّبِسَّةَ قَبُلَ الْحُسَنَةِ ۚ لَوُلَا تَسْتَعُفِرُونَ اللّهَ لَعَ لَكَ لَكُمُ تُرْحَمُونَ ۞

قَالُوااطَّلَيْنُنَابِكَ وَبِمَنُ مَّعَكَّ قَالَ طَيْرُكُوْعِنْكَ اللهِ بَلُ اَنْتُوْ قَوْمُنْفَتَنُوْنَ۞

ٷػٵؽ؋ۣٵڵؠۘڮٲؽڹۜۼؾٮٛۘۼةؙۯۿڟٟؿۨڣ۫ڛۮؙۏؽ؋ۣٵڷۯۯۻ ۘۅؘڮڒؽڞؠڮٷؽ<sup>۞</sup>

70. اور یقیناً ہم نے شمود کی طرف ان کے بھائی صالح (عَالِیَاً) کو بھیجا کہ تم سب اللہ کی عبادت کرو پھر بھی وہ دو فریق بن کر آپس میں لڑنے جھڑنے لگے۔(ا)

۳۷. آپ نے فرمایا اے میری قوم کے لوگو! تم نیکی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں مچارہے ہو؟ (۲) تم اللہ تعالیٰ سے استغفار کیوں نہیں کرتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

۱ور اس شہر میں نو سردار تھے جو زمین میں فساد
 پھیلاتے رہتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔

ملتی۔ تفسیری روایات میں یہ ضرور ملتا ہے کہ ان کا باہم نکاح ہوگیا تھا۔ لیکن جب قرآن وحدیث اس صراحت سے خاموش ہی بہتر ہے۔ وَاللهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

ا. ان سے مراد کافر اور مومن ہیں، جھڑنے کا مطلب ہر فریق کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ حق پر ہے۔

۲. لیعنی ایمان قبول کرنے کے بجائے تم کفر ہی پر کیوں اصرار کررہے ہو، جو عذاب کا باعث ہے۔ علاوہ ازیں اپنے عناد وسرتشی کی وجہ سے کہتے بھی تھے کہ ہم پر عذاب لے آ۔ جس کے جواب میں حضرت صالح علیہ اُلیا نے یہ کہا۔

سل. اُطَیَّرُ نَا اصل میں قطیَّرُ نَا ہے۔ اس کی اصل طیر (اثنا) ہے۔ عرب جب کسی کام کا یا سفر کا ارادہ کرتے تو پرندے کو اڑاتے اگر وہ دائیں جانب اڑتا تو اسے نیک شگون سیحتے اور وہ کام کر گزرتے یا سفر پر روانہ ہوجاتے اور اگر بائیں جانب اڑتا تو اسے بدشگونی اور نیک شگونی جائز نہیں ہے اڑتا تو اسے بدشگونی اور نیک شگونی جائز نہیں ہے البتہ تفاؤل جائز ہے۔

مم. لیعنی اہل ایمان نحوست کا باعث نہیں ہیں جیسا کہ تم سیجھتے ہو بلکہ اس کا اصل سبب اللہ ہی کے پاس ہے، کیونکہ قضاء و تقدیر اسی کے اختیار میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تہمیں جو نحوست (قبط وغیرہ) پینچی ہے، وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس کا سبب تمہارا کفر ہے۔ (ٹی القدیر).

یا گرائی میں ڈھیل دے کر تہمیں آزمایا جارہا ہے۔

قَالْوَّاتَقَاسَمُوْابِاللهِ لَنُبَيِّبَتَكَ وَاهْلَهُ نُتَكَلَقُوُلَنَّ لِولِيَّةٍ مَاشَهِدُنَامَهُلِكَ اَهْلِهِ وَإِثَّالُطْرِقُونَ

وَمَكُرُو امَكُرًا وَمَكُرُنَا مَكُرًا وَهُمْ لِاَشْتُعُرُونَ ©

فَانْظُرْكِيمْفَ كَانَعَاقِبَةُ مُكْرِهِمْ آتَّادَمَّرْنَهُمْ وَقَوْمُهُمْ آجُبُعِيْنَ۞

ڡؘؾؙۘڮؠؙٛؿٷؿؙۿؙۏؙڬٳۅۑؘڐؚٙؠؘ؉ڶڟؘڵؠؗۅٛٳٝٳؾٛ؈۬ڎڸڮ ڵۘۘڵؿؖڒؿؘڎٟ؞ٟؿۼڵؠۅٛؽ۞

97. انہوں نے آپس میں بڑی قشمیں کھا کھا کر عہد کیا کہ رات ہی کو صالح (عَلِیَاً) اور اس کے گھر والوں پر ہم چھاپہ ماریں گے، (۱) اور اس کے وارثوں سے صاف کہہ دیں گے کہ ہم اس کے اہل کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور ہم بالکل سے ہیں۔ (۱)

۵۰. اور انہوں نے مکر (خفیہ تدبیر) کیا<sup>(۳)</sup> اور ہم نے بھی ایک تدبیر کی (۱<sup>۵)</sup> اور وہ اسے سمجھتے ہی نہ تھے۔(۱۵)

ا . (اب) دیکھ لے ان کے کر کا انجام کیبا کچھ ہوا؟ کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو غارت

۵۲. یہ بیں ان کے مکانات جو ان کے ظلم کی وجہ سے اجڑے پڑے ہیں، بےشک جو لوگ علم رکھتے ہیں ان کے لیے اس میں بڑی نشانی ہے۔

ا. یعنی صالح علیِّلاً کو اور اس کے گھر والوں کو قتل کردیں گے، یہ قشمیں انہوں نے اس وقت کھائیں، جب او نٹنی کے قتل کے بعد علی انہوں نے کہا کہ علیّلاً نے کہا کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب آجائے گا۔ انہوں نے کہا کہ عذاب کے آنے سے قبل ہی ہم صالح عَلیّلاً اور ان کے گھر والوں کا صفایا کردیں۔

۲. لیعنی ہم قتل کے وقت وہاں موجود نہ تھے نہ ہمیں اس بات کا علم ہے کہ کون انہیں قتل کر گیا ہے۔

۳. ان کا مکر یہی تھا کہ انہوں نے باہم حلف اٹھایا کہ رات کی تاریکی میں اس منصوبۂ قتل کو بروئے کار لائیں اور تین دن پورے ہونے سے پہلے ہی ہم صالح عَالِیْلِا اور ان کے گھروالوں کو ٹھکانے لگا دیں۔

۴. لین ہم نےان کی اس سازش کا بدلہ دیا اور انہیں ہلاک کردیا۔ اسے بھی مَکَرْنَا مَکْرًا سے مشاکلت کے طور پر تعبیر کیا گیا ہے

۵. الله کی اس تدبیر (مکر) کو سمجھتے ہی نہ تھے۔

۲. لیغی ہم نے ندکورہ ۹ سرداروں کو ہی نہیں، بلکہ ان کی قوم کو بھی مکمل طور پر ہلاک کردیا۔ کیونکہ وہ قوم ہلاکت کے اصل سبب کفر و جحود میں مکمل طور پر ان کے ساتھ شریک تھی اور گو بالفعل ان کے منصوبۂ قتل میں شریک نہ ہو سکی تھی کیونکہ یہ منصوبہ خفیہ تھا، لیکن ان کی منشا اور دلی آرزو کے عین مطابق تھا اس لیے وہ بھی گویا اس مکر میں شریک تھی جو ۹ افراد نے حضرت صالح علیقیا اور ان کے اہل کے خلاف تیار کیا تھا، اس لیے پوری قوم ہی ہلاکت کی مستحق قرار پائی۔

وَٱنْجَيْنُا الَّذِيْنَ الْمَنُوْا وَكَانُوْ ايَتَقُوْنَ ®

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهَ اَتَأْتُونُ الْفَاحِشَةَ وَانْتُوْتُبُصِرُونَ

ٳؠٟ۫ؠۜٛٛٛٛػؙؗؗؗؗۿؙڷؾؘٲؙۊؙٛڽٵڸڗۜۜۜۼٲڶۺۿؘۊؘؘؗٛٛٛٙٛٙ۠ڡؚۜڹٛۮؙۅٛڹ النِّسَاءْ بَلْ ٱنْتُوْتَوْمُرْ تَجْهَلُوْن<sup>©</sup>

فَمَاكَانَ جَوَابَ قَوْمِهَ إلَّا أَنْ قَالُوْا أَخُوجُوا الَّ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُوْ الْقَهْمُ أَنَاسٌ تَيْتَطَهَّرُونَ ﴿ فَانْجَيْنَهُ وَاهْلَةَ إلَّا امْرَاتَتُ فَتَدَرُنْهَا مِنَ الْغِيرِينَ ﴿

وَ ٱمْطَرُنَا عَلَيْهِ وُمَّطَرًا فَنَا ٓءَمَظُوالْمُنْدُورُنَ

**۵۳**. اور ہم نے ان کو جو ایمان لائے تھے اور پرمیز گار تھے بال بال بحالیا۔

۵۴. اور لوط (عَلَيْكِاً) كا (ذكركر) جب كه (۱) اس نے اپنی قوم سے كہا كه كيا باوجود ديكھنے بھالنے كے پھر بھی تم بدكاری كررہے ہو؟ (۲)

مردوں کے جاتا ہے کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے آتے ہو؟ (مردوں کے پاس شہوت سے آتے ہو۔ (مردوں) نادانی کررہے ہو۔ (مردوں)

47. قوم کا جواب بجز اس کہنے کے اور کچھ نہ تھا کہ آل لوط
کو اپنے شہر سے نکال دو، یہ تو بڑے پاکباز بن رہے ہیں۔

40. پس ہم نے اسے اور اس کے سارے اہل وعیال
کو بچالیا سوائے اس کی بیوی کے، اس کا اندازہ تو باتی
رہ جانے والوں میں ہم لگا ہی چکے تھے۔

(2)

۵۸. اور ان پر ایک (خاص قشم کی) بارش برسادی،<sup>(۵)</sup>

ا. یعنی لوط عَالَیْٹا کا قصہ یاد کرو جب لوط عَالِیْلاً نے کہا، یہ قوم عموریہ اور سدوم بستیوں میں رہائش پذیر تھی۔

۲. لیخی یہ جاننے کے باوجود کہ یہ بے حیائی کاکام ہے۔ یہ بصارت قلب ہے۔ اور اگر بصارت ظاہری لیخی آ تکھوں سے دیکھنا مراد ہوتو معنی ہوں گے کہ نظروں کے سامنے یہ کام کرتے ہو، لیخی تمہاری سرکشی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ چھپنے کا تکلف بھی نہیں کرتے ہو۔
 کا تکلف بھی نہیں کرتے ہو۔

س. یہ تکرار تو ی کے لیے ہے کہ یہ بے حیائی وہی لواطت ہے جو تم عور تول کو چھوڑ کر مردول سے غیر طبعی شہوت رانی کے طور پر کرتے ہو۔

٨٠. يا اس كى حرمت سے يا اس معصيت كى سزاسے تم بے خبر ہو۔ ورنه شايد يه كام نه كرتے۔

یہ بطور طنز اور استہزاء کے کہا۔

۲. لیخی پہلے بی اس کی بابت یہ اندازہ لیخی تقدیر الٰہی میں تھا کہ وہ انہی پیچے رہ جانے والوں میں سے ہوگی جو عذاب سے دوجار ہوں گے۔

2. ان پر جو عذاب آیا، اس کی تفصیل پہلے گزر پچی ہے کہ ان کی بستیوں کو ان پر الٹ دیاگیا اور اس کے بعد ان پر تہ ہہ تہ کنکر پھروں کی بارش ہوئی۔ پس ان دھمکائے ہوئے لوگوں پر بری بارش ہوئی۔ ()

98. تو کہہ دے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور

اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے۔ (۲) کیا اللہ تعالیٰ بہتر

ہے یا وہ جنہیں یہ لوگ شریک تظہرا رہے ہیں۔ (۳)

14. بھلا بتاؤ تو؟ کہ آسانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے آسان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے پیدا کیا؟ کس نے آسان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے برش برسائی؟ پھر اس سے برش برسائی؟ پھر اس سے درختوں کو تم ہرگز نہ اگا سکتے، (۳) کیا اللہ کے ساتھ اور درختوں کو تم ہرگز نہ اگا سکتے، (۳) کیا اللہ کے ساتھ اور

کوئی معبود بھی ہے؟<sup>(۵)</sup> بلکہ یہ لوگ ہٹ جاتے ہیں<sup>(۱)</sup>

قُلِ الْحُمَدُ لِللهِ وَسَلَوْ عَلَى عِبَادِ وِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۚ إِللهُ خَيْرٌ اللَّا اللهُ عَنْدُ اللَّهُ اللَّهِ اللهِ عَنْدُ اللَّهُ عَنْدُ اللَّهِ اللَّهِ اللّ

آمَّنْ حَكَقَ السَّمْوٰتِ وَالْكَرْضُ وَٱنْزُلَ لَكُوْمِّنَ السَّمَا إِمَاءً فَانْبَتْنَا بِهِ حَدَالِقَ ذَاتَ بَهُجَةٍ مَمَاكَانَ لَكُوْانَ ثُنْفِتُوا شَجَرَهَا \* عَالَهُ مَّعَ اللَّهِ ثِلُ هُمْ قَوْمُ تَقِيْدِ لُوْنَ فُنْ

ا. یعنی جنہیں پیغیبروں کے ذریعے سے ڈرایا گیا اور ان پر ججت قائم کردی گئی۔ لیکن وہ تکذیب واٹکار سے باز نہیں آئے۔ ۲. جن کو اللہ نے رسالت اور بندوں کی رہنمائی کے لیے چنا تاکہ لوگ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں۔

(سیدهی راه سے)۔

سبب یہ استفہام تقریری ہے۔ لیعنی اللہ بی کی عبادت بہتر ہے کیو تکہ جب خالق، رازق اور مالک وبی ہے تو عبادت کا مستحق کوئی دوسرا کیوں کر ہوسکتا ہے جو نہ کسی چیز کا خالق ہے نہ رازق اور مالک؟ خَینٌ اگرچہ تفضیل کا صیغہ ہے لیکن یہاں تفضیل کے معنی میں نہیں ہے، مطلق بہتر کے معنی میں ہے، اس لیے کہ معبودان باطلہ میں تو سرے سے کوئی خیر ہے بی نہیں۔ حال میں نہیں ہے، مطلق بہتر کے اور اس کے دلائل دیے جارہے ہیں کہ وہی اللہ پیدائش، رزق اور تدبیر وغیرہ میں متفرد ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ فرمایا آسانوں کو اتنی بلندی اور خوبصورتی کے ساتھ بنانے والا، ان میں درخشاں کواکب، روشن سارے اور گردش کرنے والے افلاک بنانے والا، اس طرح زمین اور اس میں پہاڑ، نہریں، چشے، سمندر، اشجار کھیتیاں اور انواع واقسام کے طیور وحیوانات وغیرہ پیدا کرنے والا اور آسان سے بارش برساکر اس کے ذریعے سے بارونق باغات اگانے والا کون ہے؟ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو زمین سے درخت ہی اگاکر دکھادے؟ اس سبب بارونق باغات اگانے والا کون ہے؟ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو زمین سے درخت ہی اگاکر دکھادے؟ اس سبب کے جواب میں مشرکین بھی کہتے اور اعتراف کرتے سے کہ یہ سب بھی کرنے والا اللہ تعالی ہے، جیسا کہ قرآن میں دوسرے مقام پر ہے۔ (مثلاً سورۃ العنکبوت: ۱۳۳)

۵. لیخی ان سب حقیقتوں کے باوجود کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی ہستی ایسی ہے، جو عبادت کے لاکق ہو؟ یا جس نے ان میں سے کسی چیز کو پیدائیا ہو؟ لیعنی کوئی ایسا نہیں جس نے کھھ بنایا ہو یا عبادت کے لاکق ہو۔ آمَّنْ کا ان آیات میں مفہوم یہ ہے کہ کیا وہ ذات جو ان تمام چیزوں کو بنانے والی ہے، اس شخص کی طرح ہے جو ان میں سے کسی چیز پر قادر نہیں؟ (ابن کیر)
 ۲. اس کا دوسرا ترجمہ ہے کہ وہ لوگ اللہ کا ہمسر اور نظیر مشہراتے ہیں۔

امَّنُ جَعَلَ الْكِرْضُ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلْلُهَاۤ اَنْهُارًا وَّجَعَلَ لَهَارَوَاسِىَ وَجَعَلَ بِيُنَ الْبُحُرِيُن حَاجِزًا عَالِهُ مَّعَالِلَهِ بِلُ ٱكْثَرُهُمُ لِا يَعْلَكُونَ ۖ

ٱ؆ۧؽؙؿؙۅؽڹٛٳڶؠؙڞٛڟڗٳۮ۬ٳۮػٲۘؗؗٷۘۛڲؿٛۺؚڡؙٛٳڵۺ۠ۅٛٙۜ ۅؽۼۘۼؙڵؙؙؙۿؙڎؙۿؙڶڡۜٙٵڷڒۯۻٝٷٳڵۮ۠ڡۜۼٳڵڵۊؚٞۊؚٙڸؽڵڒ ؆ٵؾڒٷۏڹؖ

ٱمَّنُ يَّهُٰدِيُكُوْ فَى ظُلْمُتِ الْمَبَرِّ وَالْبَحُرُ وَمَنَ يُرُسِلُ الرِّلِحَ بُشُرًا البَيْنَ يَدَى ُرَحُمَتِهُ \* عَالهُ مَعَ اللهِ تَعَلَى اللهُ عَمَّا يُشْرُرُونَ ۞

۱۲. کیا جس نے زمین کو قرارگاہ بنایا<sup>()</sup> اور اس کے درمیان نہریں جاری کردیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنادی<sup>(۱)</sup> کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر پچھ جانتے ہی نہیں۔

۲۲. بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کرکے سختی کو دور کردیتا ہے؟ (۲) اور تنہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، (۴) کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو۔

۱۳۰ کیا وہ جو شہیں خطکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے (۵) اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوشخریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، (۱) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے جنہیں یہ شریک کرتے ہیں اس سب سے

ا. یعنی ساکن اور ثابت، نہ ہلتی ہے، نہ ڈولتی ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین پر رہنا ممکن ہی نہ ہوتا۔ زمین پر بڑے بڑے پہاڑ بنانے کا مقصد بھی زمین کو حرکت کرنے سے اور ڈولنے سے روکنا ہی ہے۔

۲. اس کی تشریح کے لیے و یکھیں سورۃ الفرقان: ۵۳ کا حاشیہ۔

سر لیعنی وہی اللہ ہے جے شدائد کے وقت پکارا جاتا اور مصیبتوں کے وقت جس سے امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں مُضْطَرُّ (الچار)
اس کی طرف رجوع کرتا اور برائی کو وہی دور کرتا ہے۔ مزید ملاحظہ ہو۔ سورۃ بنی إسرائیل: ۱۷۵، سورۃ النحل: ۳۵۔
۴۸. لیعنی ایک امت کے بعد دوسری امت، ایک قوم کے بعد دوسری قوم اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل پیدا کرتا
ہے۔ ورنہ اگر وہ سب کو ایک ہی وقت میں وجود بخش دیتا تو زمین بھی نگ دامانی کا شکوہ کرتی، اکتباب معیشت میں بھی دشواریاں پیدا ہوتیں اور یہ سب ایک دوسرے کی ٹائگ کھینچنے میں ہی مصروف وسر گردال رہتے۔ لیعنی کیے بعد دیگرے

۵. لیعنی آسانوں پر ستاروں کو درخشانی عطا کرنے والا کون ہے؟ جن سے تم تاریکیوں میں راہ پاتے ہو۔ پہاڑوں اور وادیوں کا پیدا کرنے والا کون ہے جو ایک دوسرے کے لیے سرحدوں کا کام بھی دیتے ہیں اور راستوں کی نشاندہی کا بھی۔
 ۲. لیعنی بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں، جو بارش کی پیامبر ہی نہیں ہوتیں، بلکہ ان سے خشک سالی کے مارے ہوئے لوگوں میں خوشی کی اہر بھی دوڑ جاتی ہے۔

انسانوں کو پیدا کرنا اور ایک کو دوسرے کا جانشین بنانا، یہ بھی اس کی کمال مہربانی ہے۔

الله بلند وبالاتر ہے۔

اَمَّنُ يَبَدُنُ وَّاللَّهَ لَقَ نُتَّعَ يُعِيدُ لا وَمَنُ تَبَرُزُقُكُمْ مِنَ السَّمَا ﴿ وَالْكُوضِ عَاللَهُ مَّعَ اللهِ قُلُ هَا تُواْ بُرُهَا نَكُوُ إِنْ كُنْتُوْ صِوِقِيْنَ ﴿

ہے؟ کہہ دیجیے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔

10 بی ایک کہ میں سے زمین والوں میں سے زمین والوں میں سے زمین والوں میں سے نہیں والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا، (۳) انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کب اٹھا کھڑے

۱۳ کیا وہ جو مخلوق کی اول دفعہ پیدائش کرتا ہے پھر

اسے لوٹائے گا(ا) اور جو تہہیں آسان اور زمین سے

روزیاں دےرہا ہے،(۲) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود

قُلُ لَايعُكُوْمُنَ فِي السَّمْلُوتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ وَمَا لِيَتُعُرُونَ البَّالَ يُبْعَثُونَ۞

ا. لعنی قیامت کے دن تہمیں دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا۔

۲. لینی آسان سے بارش نازل فرماکر، زمین سے اس کے مخفی خزانے (غلہ جات اور میوے) پیدا فرماتا ہے اور یوں آسان وزمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

کے حاکیں گے؟

سببر یعنی جس طرح نذکورہ معاملات میں اللہ تعالی متفرد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس طرح غیب کے علم میں بھی وہ متفرد ہے۔ اس کے سوا کوئی عالم العنیب نہیں۔ نہیں اور رسولوں کو بھی اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا اللہ تعالی وہی والہام کے ذریعے سے انہیں بتلادیتا ہے اور جو علم کسی کے بتلانے سے حاصل ہو، اس کے عالم کو عالم العنیب نہیں کہا جاتا۔ عالم العنیب تو وہ ہے جو بغیر کسی واسطے اور ذریعے کے ذاتی طور پر ہر چیز کا علم رکھی، ہر حقیقت سے باجر ہو اور مخفی سے مخفی سے مخفی ہے وہ اس کے وائرہ علم سے باہر نہ ہو۔ یہ صفت صرف اور صرف اللہ کی ہے اس لیے صرف وہی عالم العنیب ہے۔ اس کے سوا کا نتات میں کوئی عالم العنیب نہیں۔ حضرت عائشہ فراتی ہیں کہ جو شخص یہ مال رکھتا ہیں، اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا اس کے کہ وہ تو فرارہا ہے کہ "آسان وزمین میں غیب کا علم صرف اللہ کو ہے"۔ (صحیح البخاری: ۲۰۸۸) صحیح مسلم:

اللہ کہ وہ تو فرمارہا ہے کہ "آسان وزمین میں غیب کا علم صرف اللہ کو ہے"۔ (صحیح البخاری: ۲۰۸۸) صحیح مسلم:

کر نہت ، رہنمائی کا ذریعہ اور شیطان کو سگسار کرنا۔ لیکن اللہ کے احکام سے بے خبر لوگوں نے ان سے غیب کا علم صاصل کرنے (کہانت) کا ڈھونگ رچالیا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں جو فلال فلال شارے کے وقت نکاح کرے گا تو ایسا ایسا ہو گا، فلال فلال شارے کے وقت نکاح کرے گا تو ایسا ہو گا، فلال فلال شارے کے وقت نکاح کرے گا تو ایسا ایسا ہو گا، فلال قال شارے کے مقت بیدا ہوگا تو ایسا جانوروں سے غیب کا علم کس طرح حاصل ہو سکتا ہے؟ جب کہ اللہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ آسان وزمین میں اللہ کے جانوروں سے غیب کا علم کس طرح حاصل ہو سکتا ہے؟ جب کہ اللہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ آسان وزمین میں اللہ کے جانوروں کوئی غیب نہیں جانا۔ (این کیش)

ؠؘڸۣٳڐڒڮؘۼؚڶؠؙۘۿؙڂٛڔڧٵڴٳڿۯٷؖ؊ؙڷۿؙڂۏ۬ ۺؘڮۜڡؚٞؠ۬ؗؠٵٚۺؙڵۿؙۏۺؙؠؙٵۼٮؙۏؽؖ

ۅؘقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوْاءَ إِذَاكُنَّا تُرُابً وَالْبَآؤُنَّاۤ إِيتَّالَيُخْرَجُونَ ۞

لَقَكُ وُعِدُنَا هِـذَانَحُنُ وَالِأَوُّنَا مِنُ قَبُلُٰ إِنُ هِلْنَا لِلَّا اَسَاطِيُرُ الْرُوَّلِينَ ⊕

قُلْ سِيْرُوُا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كِيفَ كَانَ عَائِمَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۞

ۅؘڵڒؘۼٛڗؘڽؙؗؗۼؽؘۿؚۄؙۅؘڵڰػؙؽؙ؋ؙٛڞؙؽؙٟؾؠؚؖؠۜٵ ؽٮؙڬڒؙٷڹ۞

وَيَقُوْلُونَ مَتَى هٰنَاالُوعَدُ إِنْ كُنْتُوْ طدِقِيْنَ®

17. بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم ختم ہوچکا ہے، ('' بلکہ یہ اس کی طرف سے شک میں ہیں۔ بلکہ یہ اس سے اندھے ہیں۔ (''

اور ہارے باپ دادا بھی، تو کیا جب ہم مٹی ہوجائیں گے اور ہارے باپ دادا بھی، تو کیا ہم پھر نکالے جائیں گے ؟! ۸۸. ہم اور ہمارے باپ دادوں کو بہت پہلے سے یہ وعدے دیے جاتے رہے۔ کچھ نہیں یہ تو صرف اگلوں کے افسانے ہیں۔ (۳)

19. کهه د یجیے که زمین میں چل پھر کر ذرا دیکھو تو سہی که گناه گاروں کا کیبا انجام ہوا؟<sup>(۳)</sup>

-2. اور آپ ان کے بارے میں غم نہ کریں اور ان کی سازشوں سے تنگ دل نہ ہوں۔

اک. اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہے اگر سچے ہو تو بتارہ

ا. یعنی ان کا علم آخرت کے وقوع کا وقت جانے سے عاجز ہے۔ یا ان کا علم آخرت کے بارے میں برابر ہے جیسے نبی منگائیلاً نے حضرت جرائیل علیہاً کے استفسار پر فرمایا تھا کہ "قیامت کے بارے میں مسئول عنہا (نبی اکرم طالیہ اُلی کی سائل (حضرت جرائیل علیہاً) سے زیادہ علم نہیں رکھتے" یا یہ معنی ہیں کہ ان کا علم مکمل ہوگیا، اس لیے کہ انہوں نے قیامت کے بارے میں کیے گئے وعدوں کو اپنی آئکھوں سے دیکھ لیا، گویہ علم اب ان کے لیے نافع نہیں ہے کیونکہ دنیا میں وہ اسے جھلاتے رہے سے کیے گئے وعدوں کو اپنی آئکھوں سے دیکھ لیا، گویہ علم اب ان کے لیے نافع نہیں ہے کیونکہ دنیا میں وہ سے جھلاتے رہے سے جیسے فرمایا ﴿آسٹومِ بِھِمْ وَآبْھِمْ رِوْمَ مَالَوْمُ مِنَ الظّلِمُونَ الْکِوْمُ ضَلِلُ مُوجِیْنٍ ﴾ (مریم: ۲۸) (کیا خوب دیکھنے سننے والے ہوں گے اس دن جبکہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے، لیکن آج تو یہ ظالم لوگ صریح گر اہی میں پڑے ہوئے ہیں)۔

۲. لیعنی دنیا میں آخرت کے بارے میں شک میں ہیں بلکہ اندھے ہیں کہ انتظال عقل وبصیرت کی وجہ سے آخرت پر یقین سے محروم ہیں۔

m. لینی اس میں حقیقت کوئی نہیں، بس ایک دوسرے سے سن کرید کہتے چلے آرہے ہیں۔

۴. یہ ان کافروں کے قول کا جواب ہے کہ سیجیلی قوموں کو دیکھو کہ کیا ان پر اللہ کا عذاب نہیں آیا؟ جو پیغیروں کی صداقت کی دلیل ہے۔ اسی طرح قیامت اور اس کی زندگی کے بارے میں بھی ہمارے رسول جو کہتے ہیں، یقیناً سیجے ہے۔

قُلُ عَسَى اَنُ يَكُونَ رَدِ فَ لَكُوْ بَعُضُ الَّذِي ُ تَسْتَعُجِلُونَ ۞

وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُوْفَضُلِ عَلَى النَّالِسِ وَلِكِنَّ ٱكْثَرَهُمُ وَلاَ يَشَكُّرُوُنَ ۞

وَانَّ رَبَّكَ لِيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُ مُورَهُ مُورَدًا يُعْلِنُونَ

وَمَامِنُ غَالِمِهَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّافِيُ كِتْبِ مُبِيئٍنِ ⊕

> اِنَّ هٰنَاالْقُرُانَ يَقُصُّ عَلَى سَنِئَ اِسُرَآءِيْلَ ٱکْثَرَالَّذِيُ هُوُونِيُهِ يَخْتَلِفُورُنَ۞

وَإِنَّهُ لَهُمَّاى قَرَحْمَةُ لِللَّهُ وُمِنِيْنَ @

42. جواب دیجیے کہ شاید بعض وہ چیزیں جن کی تم جلدی مچارہ ہو تم سے بہت ہی قریب ہوگئ ہوں۔ (۱) حصل کی عرب ہو گئ ہوں۔ (۱) ساک. اور یقیناً آپ کا پروردگار تمام لوگوں پر بڑے ہی فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں۔ (۱) ساک. اور بیشک آپ کا رب ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جنہیں ان کے سینے چھپا رہے ہیں اور جنہیں ظاہر کررہے ہیں۔ (2) اور آسان وزمین کی کوئی پوشیدہ چیز بھی الی نہیں جو روشن اور کھلی کیا۔ میں نہ ہو۔ (۱)

کا بیناً یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے ان اکثر
 چیزوں کا بیان کررہا ہے جن میں یہ اختلاف کرتے
 ہیں۔(\*)

22. اور یہ قرآن ایمان والوں کے لیے یقیناً ہدایت اور رحمت ہے۔

ا. اس سے مراد جنگ بدر کا وہ عذاب ہے جو قتل اور اسیری کی شکل میں کافروں کو پہنچا، یا عذاب قبر ہے رَدِفَ، قرب کے معنی میں ہے، جیسے سواری کی عقبی نشست پر بیٹھنے والے کو ردیف کہا جاتا ہے۔

۲. لیعنی عذاب میں تاخیر، یہ بھی اللہ کے فضل و کرم کا ایک حصہ ہے، لیمن لوگ پھر بھی اس سے اعراض کرکے ناشکری
 کرتے ہیں۔

سل اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔ ان ہی غائب چیزوں میں اس عذاب کا علم بھی ہے جس کے لیے یہ کفار جلدی مچاتے ہیں۔
لیکن اس کا وقت بھی اللہ نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے جے صرف وہی جانتا ہے، اور جب وہ وقت آجاتا ہے جو اس نے
کی قوم کی تباہی کے لیے لکھ رکھا ہوتا ہے، تو پھر اسے تباہ کردیتا ہے۔ یہ مقررہ وقت آنے سے پہلے جلدی کیوں کرتے ہیں؟
۱ بابل کتاب لینی یہود ونصار کی مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ ان کے عقائد بھی ایک دوسرے سے
مختلف تھے۔ یہود حضرت عمینی علیہ اگلی تنقیص اور تو ہین کرتے تھے اور عبیائی ان کی شان میں غلو۔ حتی کہ انہیں، اللہ
مختلف تھے۔ یہود حضرت عمینی علیہ ہوجاتا ہے، اور
یا اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔ قرآن کریم نے ان کے حوالے سے ایک باتیں بیان فرمائیں جن سے حق واضح ہوجاتا ہے، اور
یا اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔ قرآن کروہ حقائق کو مان لیں تو ان کے عقائدی اختلافات ختم اور ان کا تفرق وانتشار کم ہوسکتا ہے۔

۵. مومنوں کا اختصاص اس لیے کہ وہی قرآن سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ انہیں میں وہ بن اسرائیل بھی ہیں جو ایمان
لے آئے تھے۔

ٳٮٛۜ؆ۘڹؘؘۜۘۘڪؘؽؘڤؙۻؚؽٙڹؽؙڹؘۿؙۄ۫ۑؚڂؙػڷؚؚؠ؋ ۅؘۿؙۅٙاڵۼڔ۬ؽؙڒؙاڵڡٙڶؚؽۄؙ۞ٞ

> فَتَوَكَّلُ عَلَى الله ِثِراتَّكَ عَلَى النَّحَقِّ الْمُبُــيُنِ؈

اِتَّكَ لَاشُنْمِعُ الْمَوْقُ وَلَاشُنْمِعُ الصَّحَّرَ النُّعَآءَ إِذَا وَكُواْمُدُيرِيْنَ⊙

وَمَاۤاَنۡتَ بِهٰدِى الْغُثِيعَنُ ضَلَاتِهِمُۗ إِنۡ تُسۡمِعُ اِلّامَنۡ ثِنُوۡمِنُ بِاللِتِنَا فَهُوۡ

۲۸. آپ کا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے سب فیصلے کردے گا، () وہ بڑا ہی غالب اور خوب جاننے والا ہے۔

49. کیس آپ یقیناً الله ہی پر جھروسہ رکھیے، یقیناً آپ سیچ اور کھلے دین پر ہیں۔<sup>(۲)</sup>

٨٠. بيتك آپ نه مُر دول كو سُنا سكتے بيں اور نه بهرول
 كو اپنی پكار سُنا سكتے بيں، (") جب كه وه پييٹھ پھيرے
 روگردال جارہے ہول۔ (")

۸۱ اور نه آپ اندهول کو ان کی گرائی سے ہٹاکر رہنمائی کرسکتے ہیں<sup>(۵)</sup> آپ تو صرف انہیں سُنا سکتے ہیں

ا. یعنی قیامت میں ان کے اختلافات کا فیصلہ کرکے حق کو باطل ہے ممتاز کردے گا اور اس کے مطابق جزاء وسزا کا اہتمام فرمائے گا، یا انہوں نے اپنی کتابوں میں جو تحریفات کی ہیں دنیا میں ہی ان کا پردہ چاک کرکے ان کے درمیان فیصلہ فرمادے گا۔
 ۲. لیعنی اپنا معاملہ اس کے سپرد کردیں اور اسی پر اعتماد کریں، وہی آپ کا مددگار ہے۔ ایک تو اس لیے کہ آپ دین حق پر ہیں، دوسری وجہ آگے آرہی ہے۔

الله یہ ان کافروں کی پرواہ نہ کرنے اور صرف اللہ پر جمروسہ رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ مردہ ہیں جو کسی کی بات من کر فائدہ نہیں اٹھا کتے یا بہرے ہیں جو سنتے ہیں نہ سجھتے ہیں اور نہ راہ یاب ہونے والے ہیں۔ گویا کافروں کو مردوں سے تثبیہ دی جن میں حس ہوتی ہے نہ عقل، اور بہروں سے جو وعظ ونصیحت سنتے ہیں نہ دعوت الی اللہ قبول کرتے ہیں۔ میں وہ حق سے مکمل طور پر گریزاں اور متنظر ہیں کیونکہ بہرہ آدمی رو در رو بھی کوئی بات نہیں من پاتا چہ جائیکہ اس وقت من سکے جب وہ منہ موڑلے اور بیٹھ چھرے ہو۔ قرآن کریم کی اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سائ موق کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ مردے کسی کی بات نہیں سن سکتے۔ البتہ اس سے صرف وہ صورتیں مشتقیٰ ہوں گی جہاں ساعت کی صراحت کسی نص سے ثابت ہوگی۔ جیسے حدیث میں آتا ہے کہ مردے کو جب دفا کر واپس جاتے ہیں جہاں ساعت کی صراحت کسی نص سے ثابت ہوگی۔ جیسے حدیث میں آتا ہے کہ مردے کو جب دفا کر واپس جاتے ہیں بیر میں چھینک دیے گئے تھے۔ نبی شائین نے نطاب فرمایہ جس پر صحابہ نے کہا "آپ شائین کے بروح جسموں سے گفتگو نہ خوالد طور اللہ تعالی نے آپ کی فرمارہے ہیں۔ آپ شائین کے فرمایا کہ یہ تم سے زیادہ میری بات میں رہے ہیں۔ " یعنی مجرانہ طور اللہ تعالی نے آپ کی فرمارہے ہیں۔ آپ شائین کے فرمایا کہ یہ تم سے زیادہ میری بات میں رہے ہیں۔" یعنی مجرانہ طور اللہ تعالی نے آپ کی فرمارہے ہیں۔ آپ شائین کو خوالی نے آپ کی بات میں کو جو اللی نے آپ کی فرمارہے ہیں۔ آپ شائین کو میرانے اور کو سنوادی۔ (صحیح البخاری: ۱۳۵۰)

۵. لیعنی جن کو اللہ تعالیٰ حق سے اندھا کردے، آپ ان کی اس طرح رہنمائی نہیں فرماسکتے جو انہیں مطلوب لیعنی ایمان تک پہنچادے۔

م مسلموري

ۅؘٳۮٙٳۅؘقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمُ ٱخْرَجْنَالُهُمُّ وَاَلَّهُ مِّنَ الْاَرْضِ تُكِيِّمُهُمُّ آنَ النَّاسَ كَانُوْا بِالنِّنَالَا لِمُؤْتِنُونَ۞

ۉؘۘؽۅؙڡؘۯٮؘٛڞۺؙۯؙڡؚؽؗٷٚڷؚٲڡؙۜڐ۪ڣٙۅؙ۫ۘۼٵڝؚؖٙۺؖ ؾؙؗڝػڐؚٮؚ۠ڔٳڶێؚؾؘٵڡٞۿؙڎؽؙۏۯؘڠؙۅؙؽ<sup>۞</sup>

حَتَّى َ إِذَاجِآءُوُ قَالَ ٱلدَّبَثُو بِالنِّي َ وَلَمُ تُحِيْطُوۡ إِيهَاعِلُمَّا اَمَّاذَ الْمُنْتُوتِعُمُلُونَ ⊙

جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں پھر وہ فرمانبر دار ہوجاتے ہیں۔

۸۲. اورجب ان کے اوپر عذاب کا وعدہ ثابت ہوجائے گا<sup>(۱)</sup> تو ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور ٹکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہوگا<sup>(۲)</sup> کہ لوگ ہماری آیوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔ (۲)

ا. تعنی جب نیکی کا تھم دینے والا اور برائی سے روکنے والا نہیں رہ جائے گا۔

7. یہ دابة ونتی ہے جو قرب قیامت کی علامات میں سے ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ نبی مَالَیْتَیْمُ نے فرمایا "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو، ان میں ایک جانور کا نکلنا ہے۔(صحیح مسلم کتاب الفتن، باب في الآیات الذي نکون قبل الساعة، والسنن) دوسری روایت میں ہے "سب سے پہلی نشانی جو ظاہر ہوگی، وہ ہے سورج کا مشرق کے بجائے مخرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت جانور کا نکلنا۔ ان دونوں میں سے جو پہلے ظاہر ہوگی، دوسری اس کے فوراً ابعد بی ظاہر ہوجائے گی"۔ (صحیح مسلم، باب فی خروج الدجال ومکنه فی الأرض)

سا. یہ جانور کے نکلنے کی علت ہے۔ لیعنی اللہ تعالی اپنی یہ نشانی اس لیے دکھلائے گا کہ لوگ اللہ کی نشانیوں یا آیتوں (احکام) پر یقین نہیں رکھتے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ جملہ وہ جانور اپنی زبان سے ادا کرے گا اور اس جانور کے لوگوں سے کلام کرنے میں توکوئی شک نہیں کیونکہ قرآن نے اس کی صراحت کی ہے۔

۷۰. یا قسم قسم کردیے جائیں گے۔ لینی زانیوں کا ٹولہ، شرایوں کا ٹولہ وغیرہ۔ یا یہ معنی ہیں کہ ان کو روکا جائے گا۔ لینی ان کو ادھر ادھر اور آگے پیچے ہونے سے روکا جائے گا اور سب کو ترتیب وار لاکر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ۵. لینی تم نے میری توحید اور دعوت کے دلائل سیجھنے کی کوشش ہی نہیں کی اور اس کے بغیر ہی میری آیتوں کو جھٹلاتے رہے۔ ۲. کہ جس کی وجہ سے تہمیں میری باتوں پر غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔

وَوَقَعَ\لْقُوۡلُعَكِيۡهِمُ بِمَاظَكَمُوۡا فَهُمُ لاَيۡنُطِقُوۡنَ⊚

ٱڵؘۄؘ۫ؾؘڒۅؙٳٲڰٵجۜۼڵؾٵٲؿڽؙڶڸؽڛؙڬڬٛٷٳڣؽٷ ۅؘٳڶؠٞۜٵۯؠؙٛڹڝؚڒٳ؈ڷؿ۬ڎ۬ڵٟڮؘڵٳؽؾٟڵؚڡٓۅؙۄٟ ؙؿؙۼؙؙۣڡۣٷؙؽ۞

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَرْعَ مَنُ فِي السَّلُوٰتِ وَمَنُ فِي الْاَرْضِ اِلَّامَنُ شَأَءَ اللهُ \*وَكُلُّ أَتَّوُهُ لَاجِرِيْنَ ۖ

وَتَزَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَ الْآقِمِيِّ تَمُوُّمَرِّ السَّحَابِ صُنْحَ اللهِ الَّذِئُ اَتَفَنَ كُلُّ شَيُّ اللهِ التَّهُ خَيِيْنُ بِمِا تَفْعَلُونَ ۞

۸۵. اوربسبب اس کے کہ انہوں نے ظلم کیا تھا ان پر
 بات جم جائے گی اور وہ پچھ بول نہ سکیں گے۔<sup>(1)</sup>

۸۷. اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب آسانوں والے اور زمین والے گھر ا اٹھیں گے (\*\*) گر جے اللہ تعالیٰ چاہے، (\*\*) اور سارے کے سارے عاجز ویست ہوکر اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

۸۸. اور آپ پہاڑوں کو دیکھ کر اپنی جگہ جے ہوئے خیال کرتے ہیں لیکن وہ بھی بادل کی طرح اڑتے پھریں گے، (۵) یہ ہے صنعت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط

ا. یعنی ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا کہ جے وہ پیش کر سکیں۔ یا قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ سے بولنے کی قدرت سے ہی محروم ہوں گے اور بعض کے نزدیک یہ اس وقت کی سفیت کا بیان ہے جب ان کے مونہوں پر مہر لگادی جائے گی۔
 ۲. تاکہ وہ اس میں کب معاش کے لیے دوڑ دھوپ کر سکیں۔

سب صور سے مراد وہی قرن ہے جس میں اسرافیل علیکی اللہ کے تھم سے چھونک ماریں گے۔ یہ نفخہ دو یا دو سے زیادہ ہوں گے۔ پہلے نفخہ (چھونک) میں ساری دنیا گھبر اگر ہے ہوش اور دوسرے نفخہ میں موت سے ہمکنار ہوجائے گی۔ تیسرے نفخہ میں سب لوگ قبروں سے زندہ ہوگا جس سے سب میں سب لوگ قبروں سے زندہ ہوگا جس سے سب لوگ میدان محشر میں انکٹھے ہوجائیں گے۔ یہاں کون سا نفخہ مراد ہے؟ امام ابن کشیر کے نزدیک یہ پہلا نفخہ اور امام شوکانی کے نزدیک تیسرا نفخہ ہے جب لوگ قبرول سے اٹھیں گے۔

مم. یہ منتنیٰ لوگ کون ہوں گے۔ بعض کے نزدیک انبیاء وشہداء، بعض کے نزدیک فرشتے اور بعض کے نزدیک سب الل ایمان مبتی گھراہٹ ایمان ہیں۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ تمام مذکورین ہی اس میں شامل ہوں کیونکہ اہل ایمان حقیقی گھراہٹ سے محفوظ ہوں گے (جیسا کہ آگے آرہا ہے)۔

۵. یہ قیامت کے دن ہوگا کہ پہاڑ اپنی جگہول پر نہیں رہیں گے بلکہ بادلول کی طرح چلیں گے اور اڑیں گے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌقِنْهَا وَهُو مِّنْ فَزَرِ يُؤمِينِ الْمِنُونَ®

ۅؘڡۜڹؙڂٵٚءٙڽٳڶڛؚۜڹٮٞۊڡٞڴؠؙؾؗۅؙڿؙۅؙۿۿؗۮ؈ؚ۬ٳڶؿۜٳڔۿڶ ؿؙؙڗؙۏڹٵؚٳڒؽٵػٛڹڗؙۊؘڰؙؠڵۏڹ<sup>®</sup>

ٳؠٞؠۜٵؙڣؙۯٮؙٵؽٵۘۼؠ۠ۮڗۜۼۿڹۅ؋ڷڹڷڎٷٲڷڎؽ ڂٷۜؠؘۿٵۅػٷػ۠ڷ۠ۺٷٞٷڷؚۯڗؙۘٷٵؽٵػٷڗڝؽ ٵڡؙؿڸؚؠؿؘڒؘڰ

ۅؘڵڽؙٲؾؙڷۅٛٵڷڠ۠ۯٳڹٛڡٛؽڹٳۿؾڵؽٷٞٳػٛٳؽۿؾڕؽڸڡٚڣؠڋۧ ۅؘڡۜڽؙڞؘڷٷڠؙڷؙٳؾۜؠٵٙڷڒٳڝڹٳڷؽؿ۫ۮڔؿڹ۞

بنایا ہے، (۱) جو کچھ تم کرتے ہو اس سے وہ باخبر ہے۔

۸۹ جو لوگ نیک عمل لائیں گے انہیں اس سے بہتر
بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف
ہوں گے۔(۲)

• اور جو برائی لے کر آئیں گے وہ اوندھے منہ آگ
میں جھونک دیے جائیں گے۔ صرف وہی بدلہ دیے
جاؤگے جو تم کرتے رہے۔

91. مجھے تو بس یہی تھم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے پروردگار کی عبادت کرتا رہوں جس نے اس حرمت والا بنایا ہے، (۳) جس کی ملکیت ہر چیز ہے اور میں مجھے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ میں فرماں برداروں میں ہوجاؤں۔

97. اور میں قرآن کی تلاوت کرتا رہوں، جو راہ راست پر آئے گا۔ پر آجائے وہ اپنے نفع کے لیے راہ راست پر آئے گا۔ اور جو بہک جائے تو کہہ دیجیے کہ میں تو صرف ہوشیار کرنے والوں میں سے ہوں۔ (م)

ا. یعنی یہ اللہ کی عظیم قدرت سے ہو گا جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے۔ لیکن وہ ان مضبوط چیزوں کو بھی روئی کے گالوں کی طرح کردینے پر قادر ہے۔

۲. لینی حقیقی اور بڑی گھبر اہٹ سے وہ محفوظ ہوں گے۔ ﴿لِيَحَدُّنْهُ وُالْفَتَرُعُ الْأَكْبَرُ ﴾ (الأنبياء: ١٠٣) (وہ بڑی گھبر اہث (جمی) انہیں مُمَّلین نہ کرسکے گی)۔

سل اس سے مراد مکہ شہر ہے اس کا بطور خاص اس لیے ذکر کیا ہے کہ اس میں خانہ کعبہ ہے اور یہی رسول اللہ مُنَّافِیْقِم کو بھی سب سے زیادہ محبوب تھا۔ "حرمت والا" کا مطلب ہے اس میں خون ریزی کرنا، ظلم کرنا، شکار کرنا، درخت کاٹنا حتیٰ کہ کائنا توڑنا بھی منع ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الجنائز، مسلم کتاب الحج باب تحریم مکة وصیدها، والسنن)

٧٠. ليعنى ميراكام صرف تبليغ ہے۔ ميرى وعوت وتبليغ سے جو مسلمان ہوجائے گا، اس ميں اس كا فائدہ ہے كہ اللہ كے عذاب سے في جائے گا، اور جو ميرى وعوت كو نہيں مانے گا، تو مير اكيا؟ اللہ تعالى خود ہى اس سے حساب لے لے گا اور اسے جہنم كے عذاب كا مزہ چكھائے گا۔

90. اور کہہ دیجیے، کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں () وہ عنقریب اپنی نشانیاں دکھائے گا جنہیں تم (خود) پہچان لوگے۔(۲) اور جو پچھ تم کرتے ہو اس سے آپ کا رب غافل نہیں۔(۳)

ۅؘۘڟۣ۫ڸٵۼۘۘۘۘؠؙۮؙۑڶۼڛؽؙڔؿؽؙۄ۫ٳڶؾؚ؋ڡٛٙۼڔۣ۫ڡ۠۠ۅٛٮۿٵ ۅؘۘڡؘٵڒؿ۠ڮڹؚۼٳۏڸؚۘۼؠؖٵؾۼۘؠڵۅؽ۞۫

ا. که جو کسی کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک ججت قائم نہیں کردیتا۔

٢. دوسرے مقام پر فرمایا ﴿سَرُونَهِ فَهِ الْلِتِكَافِى الْاَفَاقِ وَفِي ٱلْفُولِيَّةِ عَلَى يَتَبَكِنَ لَهُمُ اَنَّهُ الْحَقَى ﴿ حم السجدة: ٥٣) (عقریب ہم النہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے)۔ اگر زندگی میں یہ نشانیاں دیکھ کر ایمان نہیں لاتے تو موت کے وقت تو ان نشانیوں کو دیکھ کر ضرور پہچان لیتے ہیں۔ لیکن اس وقت کی معرفت کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی، اس لیے کہ اس وقت ایمان مقبول نہیں۔
 ۱۳. بلکہ ہر چیز کو وہ دیکھ رہا ہے۔ اس میں کافروں کے لیے ترہیب شدید اور تهدید عظیم ہے۔

## سورہ قصص مکی ہے اور اس میں اٹھاسی آ بیتیں اور نو ر کوع ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### ا. طستر

۲. یه آیتی ہیں روش کتاب کی۔

س. ہم آپ کے سامنے موسیٰ (عَلَیْطِاً) اور فرعون کا صحیح واقعہ بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔ (۱) ہم. یقیناً فرعون نے زمین میں سرشی کر رکھی تھی (۲) اور وہاں کے لوگوں کو گروہ بنا رکھا تھا (۳) اور ان میں سے ایک فرقہ کو کمزور کر رکھا تھا (۳) اور ان کے لڑکوں کو تو ذرج کر ڈالتا تھا (۵) اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ نے شک وشیہ وہ تھا ہی مفیدوں میں سے۔

# المُنْ اللَّهُ اللَّهُ

## بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

#### طست ا

تِلُكَ اللَّهُ الكِيْتِ الْمِيدُنِ "

ؘٮٛٛؾؙؙڷؙۅؗٵؗۼڵؽڬڝؚڽؙ؞ۜؽٚڔؗٳڡؙۅؙۘڛؗ؏ڣۣۯۼۅؙؽڔٳڵڂؾۣۜ ڶۣڡؘۜۅ۫؞ٟٷؙؙؚڡڹؙۅؙڹ

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَافِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيعًا يَّنْتَضُعِفُ كَلَّافِنَهُ مِّنْهُمُ رِيْدَتِّهُ اَبْنَاءَهُمُ وَيَسْتَمَى فِينَاءَهُمُ اِلنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ

ا. یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے پیفیبر ہیں کیونکہ وی اللی کے بغیر صدیوں قبل کے واقعات بالکل اس طریقے سے بیان کردینا جس طرح وہ پیش آئے، ناممکن ہے۔ تاہم اس کے باوجود اس سے فائدہ اہل ایمان ہی کو ہوگا، کیونکہ وہی آپ کی باتوں کی تصدیق کریں گے۔

- ٢. يعني ظلم وتتم كا بازار كرم كر ركها تها اور خود كو برا معبود كهلاتا تها.
  - س. جن کے ذمے الگ الگ کام اور ذمہ داریاں تھیں۔
- ۸. اس سے مراد بنی اسرائیل ہیں، جو اس وقت کی افضل ترین قوم تھی لیکن ابتلاء وآزمائش کے طور پر فرعون کی غلام اور اس کی ستم رانیوں کا تخفۂ مشق بنی ہوئی تھی۔

ہیں کی وجہ بعض نجومیوں کی یہ بیش گوئی تھی کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ایک بچے کے ہاتھوں فرعون کی ہلاکت اور اس کی سلطنت کا خاتمہ ہوگا۔ جس کا حل اس نے یہ نکالا کہ ہر پیدا ہونے والا اسرائیلی بچہ قبل کر دیا جائے۔حالا نکہ اس احمق نے یہ نہیں سوچا کہ اگر کا بن سچا ہے تو ایسا یقیناً ہوکر رہے گا چاہے وہ بچے قبل کرواتا رہے۔ اور اگر وہ جھوٹا ہے تو قبل کروانے نے ضرورت ہی نہیں تھی۔ (فٹے القدیہ) بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ ایک طرف سے یہ خوشخبری منتقل ہوتی چلی آرہی تھی کہ ان کی نسل سے ایک بچے ہوگا جس کے ہاتھوں سلطنت مصر کی تباہی ہوگی۔ قبطیوں نے یہ بشارت بنی اسرائیل سے سنی اور فرعون کو اس سے آگاہ کردیا جس پر اس نے بنی اسرائیل کے بچوں کو مروانا شروع کردیا۔ (ابن سیر)

وَنُوِيُهُ أَنَّ نَمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضُعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجُعَلَهُ مُ آبِيَّةٌ وَّنَجُعُلَهُمُ الْوَرِثِيِّينَ ۞

وَنُكِيِّنَ لَهُوْ فِي الْأَرْضِ وَنُزِي فِرْعَوْنَ وَهَامَنَ وَجُنُودُهُمَا مِنْهُوُمَّا كَانُوْ ايَحَدَّرُونَ ۞

وَاوُكِيْنَا إِلَى الْمِرِّمُوسَى اَنُ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَإِذَا خِفْتِ عَكِيْهِ فَالْقِيُّهِ فِي الْكِيِّ وَلَا تَخَافِى وَلَا تَخْزُنَى أَنِّارًا لَا وُهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُوْسَلِمُنَ ۞

اور پھر ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں
 جنہیں زمین میں بے حد کمزور کر دیا گیا تھا، اور ہم انہیں
 پیشوا اور (زمین) کا وارث بنائیں۔<sup>(1)</sup>

۲. اور یہ بھی کہ ہم انہیں زمین میں قدرت واختیار دیں (۲) اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھائیں جس سے وہ ڈر رہے ہیں۔ (۳)

ک. اور ہم نے موسیٰ (عَلَیْلِاً) کی ماں کو وحی کی (م) کہ اسے دودھ پلاتی رہ اور جب بچھے اس کی نسبت کوئی خوف معلوم ہو تو اسے دریا میں بہادینا اور کوئی ڈر خوف یا رنج وغم نہ کرنا، (۵) ہم یقیناً اسے تیری طرف لوٹانے والے ہیں۔

ا. چنانچه ایسا ہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کمزور اور غلام قوم کو مشرق ومغرب کا وارث (مالک و حکمران) بنادیا۔ (الأعداف: ۱۳۷) نیز انہیں دین کا پیشوا اور امام بھی بنادیا۔

۲. یہاں زمین سے مراد ارض شام ہے جہاں وہ کنعانیوں کی زمین کے وارث بنے کیونکہ مصر سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل مصر واپس نہیں گئے، وَاللهُ اُعَلَمُ.

سل یعنی انہیں جو اندیشہ تھا کہ ایک اسرائیلی کے ہاتھوں فرعون کی اور اس کے ملک ولشکر کی تباہی ہوگی، ان کے اس اندیشے کو ہم نے حقیقت کردکھایا۔

مم. وی سے مراد یہاں دل میں بات ڈالنا ہے، وہ وی نہیں ہے، جو انبیاء پر فرشتے کے ذریعے سے نازل کی جاتی تھی اور اگر فرشتے کے ذریعے سے بھی آئی ہو، تب بھی اس ایک وی سے ام مولی عَلَیْظِا کا نبی ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ فرشتے بعض دفعہ عام انسانوں کے پاس بھی آجاتے ہیں۔ جیسے حدیث میں اقرع، ابرض اور اعمی کے پاس فرشتوں کا آنا ثابت ہے۔ (متفق علیہ، صحیح البخاری، کتاب آحادیث الأنبیاء)

۵. لیعنی دریا میں ڈوب جانے یا ضائع ہوجانے سے نہ ڈرنا اور اس کی جدائی کاغم نہ کرنا۔

فَالنَّقَطَةَ الْ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُوْعَكُوُّا وَّحَزَنَا ۚ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامْنَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوْ اخْطِيْنَ۞

ۅؘۛۊۜٚڵؾٵڡٞڔٙٲٮٛ؋ۣۯؙۼۅؙؽ؋ؖڗؙٮٛۼ؈ؚ۬ڵۣ ۅؘڵڬ\*ڵڒؾڨؙؿڵٷٷۥؖۼڛٙ؉ٙڽؙؿؿؙڡ۫ۼۘڹؙٲ ٲۯؙٮ۫ؾٞڿۮؘ؋ۅؘڶٮٵۊۿٶڵڒۺؿؙٷ۠ۏؽ۞

وَآصَبَهِ فُؤَادُ أُمِّرُمُولِي فِرِغًا اللهُ كَادَتُ

 $\Lambda$ . آخر فرعون کے لوگوں نے اس نیجے کو اٹھالیا<sup>(۱)</sup> تاکہ آخر کار یہی بچیہ ان کا دشمن ہو اور ان کے رخ کا باعث بنا  $(x^{(1)})$  بھی شک نہیں کہ فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر تھے ہی خطاکار۔ $(x^{(1)})$ 

9. اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ تو میری اور تیری آئی مکن آئی کھوں کی شخنڈک ہے، اسے قبل نہ کرو، (۳) بہت ممکن ہے کہ یہ ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں (۵) اور یہ لوگ شعور ہی نہ رکھتے تھے۔ (۲)

اور موسیٰ (عَالِیَاً) کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا، (<sup>(2)</sup>

کے آثار اس طرح ظاہر نہیں فرمائے، جس سے وہ فرعون کی چھوڑی ہوئی دائیوں کی نگاہ میں آجائیں۔ اس لیے ولادت کا مرحلہ تو خاموثی کے ساتھ ہوگیا اور یہ واقعہ حکومت کے منصوبہ بندول کے علم میں نہیں آیا، لیکن ولادت کے بعد قتل کا اندیشہ موجود تھا، جس کا حل خود اللہ تعالیٰ نے وحی والقاء کے ذریعے سے موئی علیہ اُلیا کی ماں کو سمجھادیا۔ چنانچہ انہوں نے اسے تابوت میں لٹاکر دریائے نیل میں ڈال دیا۔ (ابن کیر)

ا. یہ تابوت بہتا بہتا فرعون کے محل کے پاس پہنچ گیا، جو لب دریا ہی تھا اور وہاں فرعون کے نوکروں چاکروں نے پکڑ کر باہر نکال لیا۔

۲. یہ لام عاقبت کے لیے ہے۔ یعنی انہوں نے تو اسے اپنا بچہ اور آئکھوں کی ٹھنڈک بناکر لیا تھا، نہ کہ دشمن سمجھ کر۔ لیکن انجام ان کے اس فعل کا یہ ہوا کہ وہ ان کا دشمن اور رخج وغم کا باعث ثابت ہوا۔

س. یہ ما قبل کی تعلیل ہے کہ موسیٰ عَلیمِیا ان کے لیے وشمن کیوں ثابت ہوئے؟ اس لیے کہ وہ سب اللہ کے نافرمان اور خطا کار تھے، اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پران کے پروردہ کو ہی ان کی ہلاکت کا ذریعہ بنادیا۔

مم. انہوں نے یہ اس وقت کہا جب تابوت میں ایک حمین وجمیل بچے دیکھا۔ بعض کے نزدیک یہ اس وقت کا قول ہے جب موسیٰ علیقیاً نے فرعون کی داڑھی کے بال نوج لیے تھے تو فرعون نے ان کو قتل کرنے کا تھم دے دیا تھا۔ (ایسر النفاسیر) جمع کا صیغہ یا تو اکیلے فرعون کے لیے بطور تعظیم کے کہا یا ممکن ہے وہاں اس کے کچھ درباری موجود رہے ہوں۔

۵. کیوں کہ فرعون اولادے محروم تھا۔

۲. کہ یہ بچے، جسے وہ اپنا بچے بنارہے ہیں، یہ تو وہی بچے ہے جس کو مارنے کے لیے سینکڑوں بچوں کو موت کی نیند سلادیا گیا ہے۔
 ک. لیعنی ان کا دل ہر چیز اور فکر سے فارغ (خالی) ہوگیا اور ایک ہی فکر لیعنی موسیٰ عَلَیْتِهِا کا غم دل میں ساگیا، جس کو اردو میں بے قراری سے تعبیر کیا گیا ہے۔

كَتُبُدِى بِهِ لُوْلَا أَنُ تَيْطُنَا عَلَى قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

وَقَالَتُ لِاُخُتِهٖ قُصِّيْهِ وَفَكَّيْهُ وَفَكَرُتُ بِهٖ عَنُ جُنْبٍ وَّهُوُ لاَيَشْعُرُونَ۞

وَحَرَّمُنَاعَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ فَبُلُ فَقَالَتُ هَلُ ٱذْلُكُوْعَلَى آهُلِ بَيْتٍ تَيْكُفُلُوْنَهُ لَكُوُ وَهُــُو لَهُ نَصِحُونَ ۞

فَرَدَدُنهُ اللَّ امِّته كَنْ تَقَرَّ عَيْنُهُمَا وَلاَتَحْزَنَ وَلِتَعْلَمُ إِنَّ وَعُدَاللهِ حَقُّ ثُولَكِنَّ ٱکْ تَرَهُمُ لاَيْعِنْمُوْزَنَ

قریب تھیں کہ اس واقعہ کو بالکل ظاہر کردیتیں اگر ہم ان کے دل کو ڈھارس نہ دے دیتے یہ اس لیے کہ وہ یقین کرنے والوں میں رہے۔(۱)

11. اور موسیٰ (عَلَیْمِهٔ) کی والدہ نے اس کی بہن (۲) سے کہا کہ تو اس کی بہن (۲) سے کہا کہ تو اس کے بیچھے بیچھے جا، تو وہ اسے دور ہی دور سے دیکھتی رہی (۲) اور فرعونیوں کو اس کا علم بھی نہ ہوا۔
11. اور ان کے بہنچنے سے پہلے ہم نے موسیٰ (عَلیمُمِلِاً) پر

دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ (\*) یہ کہنے گئی کہ کیا میں تہمہیں ایسا گھرانہ بتاؤں (۵) جو اس بچہ کی تمہمارے لیے پرورش کرے اور ہوں بھی وہ اس بچے کے خیر خواہ۔

11. پس ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف واپس پہنچا دیا، (۲) تاکہ اس کی آئیسیں ٹھنڈی رہیں اور آزردہ خاطر نہ ہو اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (۵) لیکن نہ ہو اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (۵) لیکن

ا. یعنی شدت غم سے یہ ظاہر کردیتیں کہ یہ ان کا بچہ ہے لیکن اللہ نے ان کے دل کو مضبوط کردیا جس پر انہوں نے صبر کیا اور یقین کرلیا کہ اللہ نے اس موسلی عَلَیْظِاً کو بخیریت واپس لوٹانے کا جو وعدہ کیا ہے، وہ پورا ہوگا۔

٢. نحواہر موسیٰ علیقیا کا نام مریم بنت عمران تھا جس طرح حضرت علییٰ علیقیا کی والدہ مریم بنت عمران تھیں۔ نام اور ولدیت دونوں میں اتحاد تھا۔

سا. چنانچہ وہ دریا کے کنارے کنارے، دیکھتی رہی تھی، حتیٰ کہ اس نے دیکھ لیا کہ اس کا بھائی فرعون کے محل میں چلاگیا ہے۔ ۴. لیعنی ہم نے اپنی قدرت اور تکوینی حکم کے ذریعے سے موسیٰ علیہ اُلا کو اپنی ماں کے علاوہ کسی اور اناکا دورھ پینے سے منع کردیا، چنانچہ بسیار کوشش کے باوجود کوئی انا انہیں دورھ پلانے اور چپ کرانے میں کامیاب نہیں ہوسکی۔

۵. یه سب منظر ان کی جمشیره خاموشی کے ساتھ دیکھ رہی تھیں، بالآخر بول پڑیں کہ میں تمہیں "ایسا گھرانہ بتاؤل جو اس
 بچه کی تمہارے لیے پرورش کرے"۔

جنانچہ انہوں نے ہمشیرۂ موسیٰ علیائیا سے کہا کہ جا اس عورت کو لے آ، چنانچہ وہ دوڑی دوڑی اور اپنی ماں کو، جو موسیٰ علیائیا کی بھی ماں تھی اس تھے لے آئی۔

ک. جب حضرت موسیٰ عَالِیْاً نے اپنی والدہ کا دودھ پی لیا، تو فرعون نے والدہ موسیٰ عالیٰاً سے محل میں رہنے کی استدعا کی تاکہ نیج کی صحیح پرورش اور نگہداشت ہوسکے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میں اپنے خاوند اور بچوں کو چھوڑ کر یہاں نہیں رہ سکتی۔

اکثر لوگ نہیں جانتے۔(۱)

اور جب موسیٰ (عَلَیْکِا) اپنی جوانی کو پینی گئے اور پورے توانا ہوگئے تو ہم نے انہیں حکمت وعلم عطا فرمایا، (۲) اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

10 اور موسیٰ (عَلیْکِا) ایک ایسے وقت شہر میں آئے جبکہ شہر کے لوگ غفلت میں شے۔ (۳) یہاں دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا، یہ ایک تو اس کے رفیقوں میں سے تھا اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں سے آئی اس کی قوم والے نے اس کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں

وَلِتَابِكَغَ اَشُدَّهُ وَاسْتَوْى التَّيْنَاهُ كُلُمُا وَعِلْمًا ﴿ وَلَيَّا لِمُغْسِنِينَ ۞ وَكَمَا لِكَ غَيْرِي الْمُخْسِنِينَ ۞

وكخَلَ الْمَكِينَةَ عَلَى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِنْ اَهْلِهَا فُوَجَدَ فِيهُا كِكُلِّينِ يَقْتَتِلِنِ هْنَامِنُ شِيُعَتِهِ وَهْنَامِنُ عَدُوةٌ فَاسْتَغَاثُهُ الّنِيعُ مِنْ شِيْعَتِهِ عَلَى الّذِي مِنْ عَدُوّةٍ فَوَكَزَةً مُوْسَى فَقَصَى عَلَيْهِ قَالَ هْنَامِنَ عَلِى الشَّيْطِيِّ إِنَّهُ عَدُّوْمُ صُلَّ ثَبْيِينُ

بالآخر یہ طے پایا کہ بچ کو وہ اپنے ساتھ ہی اپنے گھر لے جائیں اور وہیں اس کی پرورش کریں اور اس کی اجرت انہیں شاہی خزانے سے دی جائے گی، سجان اللہ! اللہ کی قدرت کے کیا کہنے، دودھ اپنے بچ کو پلائیں اور تخواہ فرعون سے وصول کریں، رب نے مو کی علینیا کو واپس لوٹانے کا وعدہ کس احسن طریقے سے پورا فرمایا۔ ﴿فَشَبْهُونَ الَّذِیْ بِبِیکِا مَکْکُونْ کُیْ تَشَیٰ ﴾ (یست: ۸۲) رب نے مو کی علینیا کو واپس لوٹانے کا وعدہ کس احسن طریقے سے پورا فرمایا۔ ﴿فَشَبُهُونَ الَّذِیْ بِبِیکِا مَکْکُونْ کُیْ تُنِیْ کُیْ (یست: ۸۲) رک مثال "جو (پس پاک ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے) ایک مرسل روایت میں ہے۔ "اس کاریگر کی مثال "جو اپنی بنائی ہوئی چیز میں ثواب اور خیر کی نیت بھی رکھتا ہے، مو کی علینیا کی ماں کی طرح ہے جو اپنے ہی بنچ کو دودھ پلاتی ہے اور اس کی اجرت بھی وصول کرتی ہے "۔ (مراسیل آبی داود)

ا. یعنی بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے انجام کی حقیقت سے اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں لیکن اللہ کو اس کے حسن انجام کا علم ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ہوسکتا ہے جس چیز کو تم برا سمجھو، اس میں تمہارے لیے خیر ہو اور جس چیز کو تم برا سمجھو، اس میں تمہارے لیے خیر کو برا سمجھو، چیز کو تم پیند کرو، اس میں تمہارے لیے شر کا پہلو ہو) (البقرة: ۲۱۱) دوسرے مقام پر فرمایا (ہوسکتا ہے تم کسی چیز کو برا سمجھو، اور اللہ اس میں تمہارے لیے خیر کثیر پیدا فرمادے) (النساء: ۱۹) اس لیے انسان کی بہتری اس میں میں ہے کہ وہ اپنی پیند وناپند سے قطع نظر ہر معاملے میں اللہ اور رسول کے احکام کی پابندی کرلے کہ اس میں اس کے لیے خیر اور حسن انجام ہے۔ کہ تک میں اس کے لیے خیر اور حسن انجام ہے۔ کم اور علم سے مراد اگر نبوت ہے تو اس مقام تک کس طرح پنتے، اس کی تفصیل اگلی آیات میں ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد نبوت نہیں بلکہ عقل ودانش اور وہ علوم ہیں جو انہوں نے اپنے آبائی اور خاندانی ماحول میں رہ کر سکھے۔

سل اس سے بعض نے مغرب اور عثاء کے درمیان کا وقت اور بعض نے نصف النہار مراد لیا ہے۔ جب لوگ آرام کررہے ہوتے ہیں۔

م. لعنی فرعون کی قوم قبط میں سے تھا۔

سے تھا اس سے فریاد کی، جس پر موسیٰ (عَلَیْکِاً) نے اس کو مکا مارا جس سے وہ مر گیا۔ موسیٰ (عَلَیْکِاً) کہنے لگے یہ تو شیطانی کام ہے، (۱) یقیناً شیطان دشمن اور کھلے طور پر بہکانے والا ہے۔ (۲)

17. پھر دعا کرنے گئے کہ اے پرورد گار! میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا، تو مجھے معاف فرما دے، (۳) اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا، یقیناً وہ بخشش اور بہت مہربانی کرنے والا ہے۔

12. کہنے گئے اے میرے رب! جیسے تو نے مجھ پر یہ کرم فرمایا میں بھی اب ہرگز کسی گناہ گار کا مدد گار نہ

11. صبح ہی صبح ڈرتے (۵) اندیشہ کی حالت میں خبریں لینے کو شبر میں گئے، کہ اچانک وہی شخص جس نے کل ان سے مدد طلب کی تھی ان سے فریاد کررہا ہے۔ موسیٰ (عَلَیْلًا) نے اس سے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ تو تو صرح کے داہ ہے۔ (۲

قَالَ رَبِّ إِنِّى ظَلَمُتُ نَشِّى فَاغْفِرُكِ فَغَفَرِكِ فَغَفَرِكَةٌ \* إِنَّهُ هُوَالْغَفُورُالرَّحِيْمُ۞

قَالَ رَبِّ بِمَأَانَعُمْتَ عَلَىٰٓ فَكَنْ ٱلْمُونَ ظِهِيُرًا لِلْمُجْرِمِيْنَ©

فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآمِنًا تَتَكَرَّقُبُ فَإِذَا الَّذِي اسْنَصُرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْبِرِخُهُ \* قَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّكَ لَغَوِيُّ مُّهِ يُنُنَّ

ا. اسے شیطانی فعل اس لیے قرار دیا کہ قتل ایک نہایت عگین جرم ہے اور حضرت موسی علیہ ایک مقصد اسے ہرگز قتل کرنا نہیں تھا۔

۲. جس کی انسان سے دشمنی بھی واضح ہے اور انسان کو گمراہ کرنے کے لیے وہ جوجو جتن کرتا ہے، وہ بھی مخفی نہیں۔
 ساب یہ انفاقیہ قتل اگرچہ کبیرہ گناہ نہیں تھا، کیونکہ کبائر سے اللہ تعالیٰ اپنے پیغیبروں کی حفاظت فرماتا ہے۔ تاہم یہ بھی ایسا گناہ نظر آتا تھا جس کے لیے طلب بخشش انہوں نے ضروری سمجھا۔ دوسرا، انہیں خطرہ تھاکہ فرعون کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے بدلے انہیں قتل نہ کردے۔

۷۰. لیعنی جو کافر اور تیرے حکموں کا مخالف ہو گا، تو نے مجھ پر جو انعام کیا ہے، اس کے سبب میں اس کا مدد گار نہیں ہوں گا۔ بعض نے اس انعام سے مراد اس گناہ کی معافی لی ہے جوغیر ارادی طور پر قبطی کے قتل کی صورت میں ان سے صادر ہوا۔

۵. خَائِفًا کے معنی ڈرتے ہوئے یَتَرَقَّبُ، ادھر ادھر جھانکتے اور اپنے بارے میں اندیشوں میں مبتلا۔

٢. ليني حضرت موسى عَلَيْكِا في اس كو ڈانٹا كه تو كل بھى الرتا ہوا پايا گيا تھا اور آج پھر تو كسى سے دست بگريبان ہے، تو تو صريح بے راہ ليني جھاڑ الو ہے۔

فَكَتَّأَانُ أَرَادَ أَنُ يَبُطِشَ بِالَّذِي هُوَعَدُوٌ لَهُمَا أَقَالَ لِمُوْسَى آثِرُ بُدُ أَنَ تَقَفُّكِنِي كَمَا قَتَلُتَ نَفْسًا لِالْاَمْشِ إِنْ ثِرْ بُدُ الِّا أَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِ الْاَرْضِ وَمَا ثِرْ بُدُ أَنْ تَكُوْنَ مِن الْمُصْلِحِيْنَ <sup>©</sup> الْمُصْلِحِيْنَ <sup>©</sup>

وَكِأْ وَكُلُّ مِّنْ اَقْصَاالْمَدِ يُنَاةِ يَسُعَىٰ قَالَ لِمُوْسَى إِنَّ الْمَكَا يَاتَتِّرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجُ إِنِّيِ لَكَ مِنَ الشِّحِدِيُنَ⊙

ڣؘڂڔۜۼڡۣم۬ؠؗٵڂٳۣٚٮۿٲؾؙڒؘڤٙٛٛٛٛٛػؙؙ۪ۊٙٲڶڒؾؚۜۼۣۛؿؙڡؚڹ ٳڶڡؘۜۅؙۄٳڶڟڸۯڔؙؙ

19. پھر جب اپنے اور اس کے وشمن کو پکڑنا چاہا<sup>(1)</sup>
وہ فریادی کہنے لگا کہ <sup>(۲)</sup> موسیٰ (عَالِیَّاً) کیا جس طرح
تو نے کل ایک شخص کو قتل کیا ہے مجھے بھی مارڈالنا
چاہتا ہے، تو تو ملک میں ظالم وسرش ہی ہونا چاہتا ہے
اور تیرا یہ ارادہ ہی نہیں کہ اصلاح کرنے والول میں
سے ہو۔

۲۰. اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا<sup>(۳)</sup> اور کہنے لگا اے موسیٰ! (عَلَیْطِاً) یہاں کے سردار تیرے قتل کا مشورہ کررہے ہیں، پس تو بہت جلد چلا جا مجھے اپنا خیر خواہ مان۔

۲۱. پس موسی (عَلَیْمَا) وہاں سے خوفزدہ ہوکر دیکھتے بھالتے نکل کھڑے ہوئے، (م) کہنے لگے اے پروردگار! مجھے ظالموں کے گروہ سے بچالے۔ (۵)

ا. یعنی حضرت موسیٰ عَلَیْظِا نے چاہا کہ قبطی کو پکڑلیں، کیونکہ وہی حضرت موسیٰ عَلَیْظِا اور بنی اسرائیل کا دشمن تھا، تاکہ لڑائی زیادہ نہ بڑھے۔

۲. فریادی (اسرائیلی) سمجھا کہ موسیٰ علیہ شاید اسے پکڑنے لگے ہیں تو وہ بول اٹھاکہ اے موسیٰ! آتُریْدُ أَنْ تَقْتُلَنِیْ... جس سے قبطی کے علم میں یہ بات آگئ کہ کل جو قتل ہوا تھا اس کا قاتل موسیٰ علیہ اس نے جاکر فرعون کو بتلادیا جس پر فرعون نے اس کے بدلے میں موسیٰ علیہ اُکو قتل کرنے کا عزم کرلیا۔

۷. جب حضرت موکا علیها کے علم میں یہ بات آئی تو دہاں سے نکل کھڑے ہوئے تاکہ فرعون کی گرفت میں نہ آسکیں۔
۵. بعنی فرعون اور اس کے درباریوں سے، جنہوں نے باہم حضرت موکا علیها کے قتل کا مشورہ کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت موکا علیها کو کوئی علم نہ تھا کہ کہاں جانا ہے؟ کیوں کہ مصر چھوڑنے کا یہ حادثہ بالکل اچانک پیش آیا، پہلے سے کوئی خیال یا منصوبہ نہیں تھا، چنانچہ اللہ نے گھوڑے پر ایک فرشتہ بھیج دیا، جس نے انہیں راستے کی نشاندہی کی۔ وَاللهُ أَعْلَمُهُ. (ابن کیر)

وَلَتَنَاقُوَجَّهُ تِلُقَآءَ مَدُينَ قَالَ عَلَى دِيِّهُ آنُ يَهُدِينِيُ سَوَاءَ السِّبِيْلِ⊕

وَلَتَاوَرَدَمَاءَ مَدُينَ وَجَدَ عَلَيْهِ الْسَّةُ مِّنَ التَّاسِ يَسْفُونَ أَوْ وَوَجَدَمِنُ دُوْنِهِ أُمْ التَّاسِ يَسْفُونَ أَوْ وَوَجَدَمِنَ دُوْنِهِ أُوامَرَاتَيْنِ تَدُنُو لَانَ الرَّسَقِيْ حَتَى يَثُلُولُمُ الْأَوْلَ اللَّهِ عَلَى مَثْلِمُ اللَّهِ اللَّهِ عَلَى مَثْلِي اللَّهِ عَلَى مَثْلِمُ اللَّهُ عَلَى مَثْلِمُ اللَّهُ عَلَى مَثْلُولُ اللَّهُ عَلَى مَثْلُولُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى الْمُعْتَقِلَ عَلَى الْمُؤْلِقِيْ عَلَى الْمُؤْلِقِي عَلَى اللِّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى الْمُؤْلِقِي عَلَى اللْمُؤْلِقِي عَلَى الْمُؤْلِقِي عَلَى الْمُؤْلِقِي عَلَى اللْمُؤْلِقِي عَلَى اللَّهُ عَلَى الْمُؤْلِقِي عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللْمُؤْلِقِي عَلَى اللْمُؤْلِقِي عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللْمُؤْلِقِي عَلَى اللْمُؤْلِقِي عَلَى اللْمُؤْلِقِي عَلَى اللْمُؤْلِقِي عَلَى اللْمُؤْلِقِي عَلَى الْمُؤْلِقِي عَلَى الْمُؤْلِقِي عَلَى اللْمُؤْلِقِي عَلَى الْمُؤْلِقِي عَلَى الْمُؤْلِقِي عَلَى الْمُؤْلِقِ عَلَى اللْمُؤْلِقِي عَلَى الْمُؤْلُولِ عَلَى الْمُؤْلِقِي عَلَى الْمُؤْلِقِ عَلَى الْمُؤْلِقِ عَلَى اللْمُؤْلِقِ عَلَى الْمُؤْلِقِ عَلَى الْمُؤْلِقِ عَلَى الْمُؤْلِقِلْمُ الْمُؤْلِقِ عَلَى الْمُؤْلِقِ عَلَى الْمُؤْلِقِ عَلَى الْمُؤْلِقِ عَلَى الْمُؤْلِقِ عَلَى الْمُؤْلِقِ عَلَى الْمُؤْلِقِ ع

ڡٛٮۜڠ۬ؽڵۿؠؙٵؿ۫ۊۜۘۊؘۅٙڵٙٳٙڸ۩ڶڟؚڵۣڡؘٛڡۜٵڶؘۯؾؚٳڹۨٞ ڸٮؘٲٲٮؙڗؙڮؙٵۯڰؘڡ۪ڹؙڿؽڔۏؘڡؿؿ۠۞

۲۲. اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو کہنے لگے مجھے امید ہے کہ میرارب مجھے سیدھی راہ لے چلے گا۔ (۱) ۲۳ اور جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلارہی ہے (۱) اور دو عور تیں الگ کھڑی اپنے (جانوروں کو) روکتی ہوئی دکھائی دیں، پوچھا کہ تمہاراکیا حال ہے، (۱) وہ بولیں کہ جب تک یہ چرواہے واپس نہ لوٹ جائیں ہم پانی نہیں پلاتیں (۱) اور مارے والد بہت بڑی عمر کے بوڑھے ہیں۔ (۱۵)

۲۲. پس آپ نے خود ان کے جانوروں کو پانی بلادیا پھر سائے کی طرف ہٹ آئے اور کہنے لگے اے پروردگار! تو جو پچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔(۱)

ا. چنانچہ اللہ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور ایسے سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی فرمادی جس سے ان کی دنیا بھی سنور گئی اور آخرت بھی، لیعنی وہ ہادی بھی بن گئے اور مہدی بھی، خود بھی ہدایت یافتہ اور دوسروں کو بھی ہدایت کا راستہ بتلانے والے۔

۲. لیعنی جب مدین پہنچے تو اس کے کنویں پر دیکھا کہ لوگوں کا بچوم ہے جو اپنے جانوروں کو پانی پلارہا ہے۔ مدین یہ قبیلے کا نام تھا اور حضرت ابراہیم علیقیا کی اولاد سے تھا، جب کہ حضرت موسی علیقیا حضرت یعقوب علیقیا کی نسل سے تھے جو حضرت ابراہیم علیقیا کے بوتے (حضرت اسحاق علیقیا کے بیٹے) تھے۔ یوں اہل مدین اور موسی علیقیا کے در میان نسبی تعلق بھی تھا۔ (ایس اتفاہیر) اور یہی حضرت شعیب علیقیا کا مسکن ومبعث بھی تھا۔

۳. دوعور توں کو اپنے جانور روکے کھڑے دیکھ کر حضرت موئ علیہا کے دل میں رحم آیا اور ان سے بوچھا کیا بات ہے تم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلاتیں؟

- ٨. تاكه مردول سے جمارا اختلاط نه ہو۔ رُعَاءٌ رَاع (چرواہا) كى جمع ہے۔
  - ۵. اس لیے وہ خود گھاٹ پر پانی پلانے کے لیے نہیں آسکتے۔

۲. حضرت موسیٰ عَلَيْكِا اتنا لمبا سفر كرك مصر سے مدین پنچے تھے، كھانے كے ليے كچھ نہیں تھا، جب كہ سفر كی تكان اور كھوك سے ندھال تھے۔ چنانچہ جانوروں كو پانی پلاكر ایك درخت كے سائے تلے آگر مصروف دعا ہوگئے۔ خیر كئی چیزوں پر بولا جاتا ہے، كھانے پر، امور خیر اور عبادات پر، قوت وطاقت پر اور مال پر۔ (ایر القابیر) یہاں اس كا اطلاق كھانے پر ہوا ہے۔ یعنی میں اس وقت كھانے كا ضرورت مند ہوں۔

عَبَّاءَتُهُ اِحُدُ مُهُمَا تَقْشَىٰ عَلَى اسْتِثَيَّاءَ قَالَتُ اِنَّ آبِنْ يَدُعُوكَ لِلجِّزِيكَ آجْرَمَا سَقَيْتَ لَنَا ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ فَالَ لَاتَخَفْ ۖ عَجُوتُ مِنَ الْقَوْمِ الظَّلِمِينَ۞

قَالَتُ إِخْدَ مُمْالِكَ بَتِ اسْتَ أَجْرُهُ ۗ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاجُرُتَ الْقِوَىُّ الْزَمِيْنُ۞

۲۵. اتنے میں ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کی طرف شرم وحیاء سے چلتی ہوئی آئی، (۱) کہنے لگی کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہمارے (جانوروں) کو جو پانی پلایا ہے اس کی اجرت دیں، (۲) جب حضرت موسیٰ (عَالِیَا اللّٰ ان کے پاس پہنچے اور ان سے اپنا سارا حال بیان کیا تو وہ کہنے گئے اب نہ ڈر تو نے ظالم قوم سے نجات پائی۔ (۳)

٢٦. ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اباجی! آپ انہیں مز دوری پر رکھ لیجے کونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔

ا. اللہ نے حضرت مولی علیہ کی دعا قبول فرمالی اور دونوں میں سے ایک لڑکی انہیں بلانے آگئ۔ لڑکی کی شرم وحیاء کا قرآن نے بطور خاص ذکر کیا ہے کہ یہ عورت کا اصل زیور ہے۔ اور مردوں کی طرح حیاء و تجاب سے بے نیازی اور بےباکی عورت کے لیے شرعاً ناپہندیدہ ہے۔

7. بچیوں کا باپ کون تھا؟ قرآن کریم نے صراحت سے کسی کا نام نہیں لیا ہے۔ مفسرین کی اکثریت نے اس سے مراد حضرت شعیب عَلَیْشًا کو لیا ہے جو اہل مدین کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ امام شوکانی نے بھی ای قول کو ترجیح دی ہے۔ لیکن امام ابن کشیر فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ کا ہے۔ اس لیے یہاں حضرت شعیب علیہ کا ہے۔ اس لیے یہاں حضرت شعیب علیہ کا برادر زادہ یا کوئی اور قوم شعیب علیہ کا گخص مراد ہے، واللہ اعلم۔ بہر حال حضرت موسی علیہ کی اور قوم شعیب علیہ کا گھوں کے ساتھ جو ہمدردی اور احسان کیا، وہ بچیوں نے جاکر بوڑھے باپ کو بتاایا، جس سے باپ کے دل میں بھی داعیہ پیدا ہوا کہ احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دیا جائے یا اس کی محنت کی اجرت ہی ادا کردی جائے۔

۳. لینی اپنی مصر کی سر گزشت اور فرعون کے ظلم وستم کی تفصیل سنائی جس پر انہوں نے کہا کہ یہ علاقہ فرعون کی حدود حکمر انی سے باہر ہے اس لیے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ نے ظالموں سے نجات عطا فرمادی ہے۔

۷۲. بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ باپ نے بچیوں سے پوچھا تمہیں کس طرح معلوم ہے کہ یہ طاقتور بھی ہے اور امانت دار بھی۔ جس پر بچیوں نے بتلایا کہ جس کنویں سے پانی پلایا، اس پر اتنا بھاری پتھر رکھا ہوتا ہے کہ اسے اٹھانے کے لیے دس آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ہم نے دیکھا کہ اس شخص نے وہ پتھر اکیلے ہی اٹھالیا اور پھر بعد میں رکھ دیا۔ اسی طرح جب میں اس کو بلاکر اپنے ساتھ لارہی تھی، تو چونکہ راستے کا علم مجھے ہی تھا، میں آگے آگے چل رہی تھی اور یہ

قَالَ إِنِّ أُرِيُدُانَ الْكِحَكَ اِحْدَى الْبُنَّقَ هَتَيْنِ عَلَى آنْ تَأْخُرُنْ ثَلَنَى جَتِّحِ عَلَنَ ٱللَّمْتُ عَشُرًا فَنَ عِنْدِكَ وَمَا الرِّيْدُ آنَ الشَّقَ عَلَيْكُ سَتِّعِدُ فِنَّ إِنْ شَأَءَ اللهُ مِنَ الصِّلِيِينَ®

قَالَ ذَلِكَ بَنْفِي ُوَبِينَكَ أَيَّا الْكِلَيْنِ فَضَيتُ فَلَاعُدُوانَ عَلَيِّ وَاللهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿

-1. اس بزرگ نے کہا میں اپنی ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں اس (مہر) پر کہ آپ آٹھ سال تک میرا کام کاح کریں۔ اس اگر آپ دس سال پورے کریں تو یہ آپ کی طرف سے بطور احسان کے ہے میں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ کو کسی مشقت میں ڈالوں، اللہ کو منظور ہے تو آپ مجھے بھلا آدمی یا کیں گے۔ (م)

۲۸. موسیٰ (عَالِیَا اُ) نے کہا، خیر تو یہ بات میرے اور آپ کے درمیان پختہ ہوگئ، میں ان دونوں مدتوں میں سے جسے پورا کروں مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو، (۵) اور ہم یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ (گواہ اور) کارساز ہے۔ (۱)

یتھے چھے۔ لین ہوا سے میری چادر اڑجاتی تھی تو اس شخص نے کہا کہ تو چھے چل، میں آگے آگے چلتا ہوں تا کہ میری نگاہ تیرے جسم کے کسی ھے پر نہ پڑے۔ راستے کی نشاندہی کے لیے چھھے سے پتھر، کنکری ماردیا کر، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَالِ صِحَّدِهِ۔ (ابن کیر)

1. ہمارے ملک میں کسی لڑی والے کی طرف سے نکاح کی خواہش کا اظہار معیوب سمجھا جاتا ہے۔ لیکن شریعت الہیم میں یہ مذموم نہیں ہے۔ صفات محمودہ کا حال لڑکا اگر مل جائے تو اس سے یا اس کے گھر والوں سے لینی لڑکی کے لیے رشتے کی بابت بات چیت کرنا برا نہیں ہے، بلکہ محمود اور پہندیدہ ہے۔ عہد رسالت مآب علی تینی اور صحابہ کرام و فالڈی میں بھی یہی طریقہ تھا۔

۲. اس سے علماء نے اجارے کے جواز پر استدلال کیا ہے لیعنی کرائے اور اجرت پر مرد کی خدمات حاصل کرنا جائز ہے۔

سابر لیعنی مزید دو سال کی خدمت میں مشقت اور ایذاء محسوس کریں تو آٹھ سال کے بعد جانے کی اجازت ہوگی۔

۴. نه جھگڑا کروں گا نہ اذیت پہنچاؤں گا، نہ سختی سے کام لوں گا۔

۵. یعنی آٹھ سال کے بعد یا دس سال کے بعد جانا چاہوں تو مجھ سے مزید رہنے کا مطالبہ نہ کیاجائے۔

۲. یہ بعض کے نزدیک شعیب علیہ یا برادر زادہ شعیب علیہ کا تول ہے اور بعض کے نزدیک حضرت موئ علیہ کا کا مکن ہے دونوں بی کی طرف سے ہو۔ کیونکہ جمع کا صیغہ ہے گویا دونوں نے اس معاملے پر اللہ کو گواہ تھہرایا۔ اور اس کے ساتھ بی ان کی لڑکی اور موئ علیہ کیا کے در میان رشتہ ازدواج قائم ہو گیا۔ باقی تفصیلات اللہ نے ذکر نہیں کی ہیں۔ ویسے اسلام میں طرفین کی رضامندی کے ساتھ صحت نکاح کے لیے دو عادل گواہ بھی ضروری ہیں۔

فَكَتَاقَضَى مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَبِا هُلِهَ انْسَ مِنْ جَانِبِ الظُّوْرِنَارُأْقَالَ لِاهْلِهِ امْكُثُو ۗ النِّنَ السَّتُ نَارًاتَعَلَى التِيكُوْ تِنْمَالِيخَبَرِ اوْجَدُوتَةٍ مِّنَ التَّارِ لَعَكُوْ تَصْطَلُونَ ۞

فَكَتَّااَتُهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئُ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقُتُ الْمُبُرِّكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنُ يُتُوُسَى إِنَّ آنَاللهُ رَبُّ الْعَلِيدِينَ

ڡؘٲؽؙٵؽٚؾ؏ڝؘٛٵڬٷػڷؾٵڒٳۿٵؾۧۿ؆ٞۯ۠ڰٲٮۜٞۿٵ ۻٵۧؿ۠ٷڵڡؙؙٮؙۮؠڔٞٵٷڵڎؽؙۼۊؚٞٞٞٞڣ؇ؽڣۅ۠ڛٙٵؘڣؙؚڶ ۅٙڵڗڠؘۜٷ۫؞ؖٵؚڒڮڰڝؚڹٵٝٳٚؠۏؠؙؿ۞

79. جب حضرت موسیٰ (عَلَیْمِلِاً) نے مدت ('' پوری کر لی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے ('' تو کوہ طور کی طرف آگ و کیھی۔ اپنی بیوی سے کہنے لگے کھہرو! میں نے آگ دیکھی ہے بہت ممکن ہے کہ میں وہاں سے کوئی خبر لاؤں یا آگ کا کوئی انگارہ لاؤں تاکہ تم سینک لو۔

الله. اور یه (مجلی آواز آئی) که این لا تخی دال دے۔ پھر جب اسے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح سینیمنا رہی ہے تو پیدھ پھیر کر واپس ہوگئے اور مراکر رخ مجلی نہ کیا، ہم نے کہا اے موسی! (عَالِیَاً) آگے آ، دُر مت، یقیناً تو ہر طرح امن والا ہے۔ (۵)

ا. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنبما نے اس مدت سے دس سالہ مدت مراد لی ہے، کیونکہ یہی اکمل اور اطیب (بینی خسر موسی علیقیا کے کریمانہ اخلاق نے اپنے بوڑھے خسر کی دلی خسر موسی علیقیا کے کریمانہ اخلاق نے اپنے بوڑھے خسر کی دلی خواہش کے خلاف کرنا لپند نہیں کیا۔ (فتح البادي کتاب الشهادات، باب من أمر بانجاز الوعد)

۲. اس سے معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بیوی کو جہاں چاہے لے جاسکتا ہے۔

۳. لینی آواز وادی کے کنارے سے آرہی تھی، جو مغربی جانب سے پہاڑ کے دائیں طرف تھی، یہاں درخت سے آگ کے شعلے بلند ہورہے تھے جو دراصل رب کی تجلی کا نور تھا۔

٨٠. ليعني اے موسىٰ! (عَالِيُكِا) تجھ سے جو اس وقت مخاطب اور ہم كلام ہے، وہ ميں اللہ ہول رب العالمين-

۵. یہ موسی عَلِیْسًا کا وہ معجزہ ہے جو کوہ طور پر، نبوت سے سر فراز کیے جانے کے بعد ان کو ملا۔ چونکہ معجزہ خرق عادت معاطع کو کہا جاتا ہے لیعنی جو عام عادات اور اسباب ظاہری کے خلاف ہو۔ ایسا معاملہ چونکہ اللہ کے حکم اور مشیت سے ظاہر ہوتا ہے کسی بھی انسان کے اختیار سے نہیں۔ چاہے وہ جلیل القدر پینمبر اور نبی مقرب ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے جب موسی علیہ اور دوڑتی پھنکارتی سانپ بن گئ، تو حضرت موسی علیہ اور موسی علیہ کا خوف دور ہوا اور یہ واضح ہوا کہ اللہ تعالی نے بتایا اور تسلی دی تو حضرت موسی علیہ کا خوف دور ہوا اور یہ واضح ہوا کہ اللہ تعالی نے ان کی صداقت کے لیے بطور دلیل یہ معجزہ انہیں عطا فرمایا ہے۔

اْسُلُكْ يَكَلَكَ فِي ْجَلِيْكِ نَخُرُجُ بِمُضَاءَمِنُ غَيْرِسُونِ ْ وَاضْمُمْ اللَّيْكَ جَنَاحَكَ مِنَالاَهْ ِ فَانِوَاكُوْ اَلْنِ مِنْ تَرَبِّكَ إلى فِرْعَوْنَ وَمَلَاْرِيْمُ إِنَّهُمْ كَانُواْ قَوْمًا فَلِيقِيْنَ ۞

قَالَ رَبِّ إِنِّ قَتَلُتُ مِنْهُمُ نَفُسًا فَآخَاتُ أَنَّ لَكُونِ اللهِ اللهِ عَلَيْهُمُ فَفُسًا فَآخَاتُ أَن يَقُتُ لُونِ اللهِ ا

وَ اَرْخُ هُرُونُ هُوَا فَصُحُرِمِنِّى لِسَانًا قَالَسُلَهُ مَعِى رِدْاً يُصَدِّقُونَ النِّنَ اَخَافُ اَنُ يُكَذِّبُونِ ۞

اس اپنی ہاتھ کو اپنی گریبان میں ڈال وہ بغیر کسی قشم کے روگ کے چمکتا ہوا نکلے گا بالکل سفید، (۱) اور خوف سے (نکخ کے بازو اپنی طرف ملالے، (۲) پس یہ دونوں معجزے تیرے لیے تیرے رب کی طرف سے بیں فرعون اور اس کی جماعت کی طرف، یقیناً وہ سب کے سب بے تکم اور نافرمان لوگ ہیں۔ (۲)

سس موسیٰ (عَلَیْهِا) نے کہا پروردگار! میں نے ان کا ایک آدمی قتل کردیا تھا۔ اب مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے بھی قتل کرڈالیں۔ (")

سر ابھائی ہارون (عَلَیْلاً) مجھ سے بہت زیادہ فضیح زبان والا ہے تو اسے بھی میرا مددگار بناکر میرے ساتھ بھیج<sup>(۵)</sup> تاکہ وہ میری تصدیق کرے، مجھے تو خوف ہے کہ

ا. يه يَدُ بَيْضَآءُ دوسرا معجزه تهاجو انهين عطاكيا كيا- كَمَا مَرَّ.

۲. لا کھی کے اثردھا بن جانے کی صورت میں جو خوف حضرت موسیٰ علیہ ایک کو لاحق ہو تا تھا، اس کا حل بتلادیا گیا کہ اپنا بازو اپنی طرف ملالیا کر بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ عام ہے کہ جب بھی کسی سے کوئی خوف محسوس ہو تو اس طرح کرنے سے خوف دور ہوجائے گا۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ ایک کی اقتداء میں جو شخص بھی گھر اہٹ کے موقع پر اپنے دل پر ہاتھ رکھے گا، تو اس کے دل سے خوف جاتا رہے گا یا کم از کم اذکم ہلکا ہوجائے گا۔ ان شاء اللہ۔

۳. لیغی فرعون اور اس کی جماعت کے سامنے یہ دونوں معجزے اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرو۔ یہ لوگ اللہ کی اطاعت سے نکل چکے ہیں اور اللہ کے دین کے مخالف ہیں۔

م. یہ وہ خطرہ تھا جو واقعی حضرت موسل علیقیا کی جان کو لاحق تھا، کیونکہ ان کے ہاتھوں ایک قبطی کا قتل ہو چکا تھا۔

۵. اسرائیلی روایات کی رو سے حضرت موسل علیقیا کی زبان میں لکنت تھی، جس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ حضرت موسل علیقیا کے سامنے آگ کا انگارہ اور محجور یا موتی رکھے گئے تو آپ نے انگارہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا تھا جس سے آپ کی زبان جس گئی۔ یہ وجہ صحیح ہے یا نہیں ؟ تاہم قر آن کریم کی اس نص سے یہ تو ثابت ہے کہ حضرت موسل علیقیا کی زبان میں گرہ تھی۔ جس کے کھولنے کی دعا متعالم میں حضرت ہارون علیقیا قصیح اللسان تھے اور حضرت موسل علیقیا کی زبان میں گرہ تھی۔ جس کے کھولنے کی دعا انہوں نے نبوت سے سر فراز ہونے کے بعد کی۔ دِدْءًا کے معنی ہیں معین، مدد گار، تقویت پہنچانے والا۔ یعنی ہارون علیقیا کے اپنی فصاحت لیانی سے مجھے مدد اور تقویت پہنچائیں گے۔

وہ سب مجھے حجٹلادیں گے۔

سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تیرے بھائی کے ساتھ تیرا بازو مضبوط کر دیں گے (ا) اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے فرعونی تم تک پہنچ ہی نہ سکیں گے، (ا) بسبب ہماری نشانیوں کے، تم دونوں اور تمہاری تابعداری کرنے والے ہی غالب رہیں گے۔ (ا)

٣٧. اور حضرت موسى (عَالِيَّا) كَمْنِ لِكَ مِيرا رب تعالى السي خوب جانتا ہے جو اس كے پاس كى ہدايت لے كر آتا ہے (٥) اور جس كے ليے آخرت كا (اچھا) انجام ہوتا ہے۔ (١)

قَالَ سَنَشُتُ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَجَعُعُلُ كَكُمَاسُلُطْكَافَلاَيَصِلُوْنَ الْيَكُمُا ثَبِالْلِتِنَا ۚ اَنْتُمَا وَمِنِ اتَّبَعَكُمُا الْغِلِمُونَ ۞

فَكَتَاجَآءَهُءُمُّوْسَى بِالْيَتِنَايِيْنِتِ قَالُوْامَاهُنَاَ اِلاَسِحُرُّ مُّفَتَرَى َّوَمَاسَبِعُنَا بِهِذَا فِقَ أَبَالِمِنَا الْاَوَّلِـايْنَ⊙

وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّى ٓ اَعُاكُو بِمِنَ جَآءَ بِالهُمُاى مِنَ عِنْدِهٖ وَمَنَ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ النَّ ارِرُاتَّهُ لَا يُقْلِحُ الطَّلِيْمُونَ©

ا. لیعنی حضرت موسیٰ عَلَیْسًا کی دعا قبول کرلی گئی اور ان کی سفارش پر حضرت ہارون عَلیّسًا کو بھی نبوت سے سر فراز فرماکر ان کا ساتھی اور مدد گار بنادیا گیا۔

۲. لینی ہم تمہاری حفاظت فرمائیں گے، فرعون اور اس کے حوالی موالی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔

سل یہ وہی مضمون ہے جو قرآن کریم میں متعدد جگہ بیان کیا گیا مثلاً، المائدہ: ۷۷، الأحزاب: ۳۹، المؤمن: ۵۱، ۵۲، الحادله: ۲۱۔

م. لیعنی یہ وعوت کہ کائنات میں صرف ایک بی اللہ اس کے لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ ہمارے لیے بالکل نئی ہے۔ یہ م نے سن ہے نہ ہمارے باپ دادا اس توحید سے واقف تھے۔ مشرکین مکہ نے بھی نبی مطالیۃ آئی کی بابت کہا تھا ﴿ اَجَعَلَ الْدُلِهَ قِلْهِ اَقَا اِحْدُا اِنْ اَلَٰ اَلْمُ عَجُود بنادیا ہے؟ یہ تو بڑی ہی عجب بات ہے)۔
تو بڑی ہی عجب بات ہے)۔

۵. لیعنی مجھ سے اور تم سے زیادہ ہدایت کا جاننے والا اللہ ہے، اس لیے جو بات اللہ کی طرف سے آئے گی وہ صبیح ہوگی
 یا تمہارے اور تمہارے باپ دادوں کی؟

 ۲. اچھے انجام سے مراد آخرت میں اللہ کی رضامندی اور اس کی رحمت و مغفرت کا مستحق قرار پاجانا ہے اور یہ استحقاق صرف اہل توحید کے حصے میں آئے گا۔ یفیناً بے انصافوں کا بھلانہ ہو گا۔

سر اور فرعون کہنے لگا اے درباریو! میں تو اپنے سواکسی کو تمہارا معبود نبیں جانتا۔ سن اے ہامان! تو میرے لیے مٹی کو آگ سے پکوا<sup>(۱)</sup> پھر میرے لیے ایک محل تعمیر کر تو میں موسیٰ (عَالِیَلاً) کے معبود کو جھانک لول<sup>(۱)</sup> اور اسے میں جھوٹوں میں سے ہی گمان کررہا ہوں۔<sup>(۱)</sup>

٣٩. اور اس نے اور اس کے لشکروں نے ناحق طریقے پر ملک میں تکبر کیا<sup>(۵)</sup> اور سمجھ لیا کہ وہ ہماری جانب لوٹائے ہی نہ جائیں گے۔

۳۰. بالآخر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑلیا اور
 دریا برد کردیا، (۱) اب دیکھ لے کہ ان گناہ گاروں کا انجام

وَقَالَ فِرْعُونُ يَا يَنْهَا الْمَكَامُمَاعِلْمُتُ لَكُوُمِّنُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُومِّنُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُومِنَ اللهِ عَلَيْهِ فَكُومِنَ فَا وَقِتَ لَى لِيهَا مُنْ عَلَى الطِّيشِ فَاحْعَلُ لِللهِ اللهِ عَلَى اللهِ مُوسَى وَالنِّي لَكُولِيهِ فِي الْكَلّادِ اللهِ مُؤسَّى وَالنِّي لَكُلُولِهِ فِي الْكَلّادِ اللهِ عَلَى الْكَلّادِ اللهِ عَلَى الْكَلّادِ اللهِ عَلَى اللهِ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ الله

وَاسْتَكَذِّبَرُ هُوَوَجُنُودُهُ فِى الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّواً اَثَّهُمُ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ©

فَأَخَذُنْهُ وَجُنُودَ لا فَنَبَثُ لاَمُ فِي الْيَوِّ وَالْمِيَّةِ فَانْظُولِمِينَ۞ فَانْظُولِمِينَ۞

ا. ظالم سے مراد مشرک اور کافر ہیں۔ کیونکہ ظلم کے معنی ہیں وَضَعُ الشَّیْءِ فِیْ غَیْرِ مَحِلَّهِ کی چیز کو اس کے اصل مقام سے ہٹاکر کی اور جگہ رکھ دینا۔ مشرک بھی چونکہ الوہیت کے مقام پر ایسے لوگوں کو بٹھادیتے ہیں جو اس کے متحق نہیں ہوتے، اس لیے یہ لوگ سب سے بڑے متحق نہیں ہوتے، اس لیے یہ لوگ سب سے بڑے ظالم ہیں اور یہ کامیابی سے لینی آخرت میں اللہ کی رحمت ومغفرت سے محروم رہیں گے۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اصل کامیابی آخرت ہی کی کامیابی ہے۔ دنیا میں خوش حالی اور مال واسباب کی فراوانی حقیقی کامیابی نہیں ہے، اس لیا کہ یہ یہ عارضی کامیابی اللہ کفر واثر کو بھی دنیا میں مل جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالی ان سے کامیابی کی فرمار ہا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حقیقی کامیابی آخرت ہی کی کامیابی ہے نہ کہ دنیا کی چند روزہ عارضی خوش حالی وفراوائی۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حقیقی کامیابی آخرت ہی کی کامیابی ہے نہ کہ دنیا کی چند روزہ عارضی خوش حالی وفراوائی۔ بیکن مٹی کو آگ میں تیار اینیٹیں تیار کر۔ ہمان، فرعون کا وزیر، مثیر اور اس کے معاملات کا انتظام کرنے والا تھا۔ سال یعنی ایک اونچا اور مضبوط محل تیار کر، جس پر چڑھ کر میں آسان پر یہ دیکھ سکوں کہ وہاں میرے سواکوئی اور ب

۷. یعنی موسی (علیقیا) جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ آسانوں پر رب ہے جو ساری کا نتات کا پالنہار ہے، میں تو اسے جھوٹا سمجھنا ہوں۔
۵. زمین سے مراد ارض مصر ہے جہاں فرعون حکر ان تھا اور انتکبار کا مطلب، یغیر استحقاق کے اپنے کو بڑا سمجھنا ہے۔
یعنی ان کے پاس کوئی دلیل ایسی نمبیں تھی جو موسیٰ علیقیا کے دلائل و معجزات کا رد کرسکتی لیکن انتکبار بلکہ عدوان کا مظاہرہ
کرتے ہوئے انہوں نے ہے دھرمی اور انکار کا راستہ اختیار کیا۔

٢. يعنى جب ان كاكفر وطغيان حد سے بڑھ گيا اور كسى طرح بھى وہ ايمان لانے پر آمادہ نہيں ہوئے تو بالآخر ايك صبح ہم

كيبا كچھ ہوا؟

وَجَعَلَنٰهُمُ اَبِتَهُ تَتِّكُ عُوْنَ إِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَرَ الْقِيْمَةِ لَا يُنْصَرُونَ ۞

وَٱتَّبَعُنْهُمُ فِيُ هَاذِهِ التُّنْيَالَعُنَةُ ۗ وَيَوْمَ الْقِيمَةِ هُمُوْسِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۞

وَلَقَدُ التَّيُنَامُوُسَى الْكِتْبُ مِنْ بَعُدِمَّ آ اَهُكَكُتُ الْقُدُوُنَ الْأَوْلَ بَصَابِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى قَرَحُمَةً تَّعَلَّهُمُّ يَتَنَكَّرُونَ ۞

وَمَاكُنْتَ عِِجَانِبِ الْغَرِّيِّ إِذْ قَضَيْنَاۤ إِلَى مُوْسَى الْاَمُرُومَا كُنْتَ مِنَ الشَّهِدِينَ۞

اس، اور ہم نے انہیں ایسے امام بنادیے کہ لوگوں کو جہنم کی طرف بلائیں (۱) اور روز قیامت مطلق مدد نہ کیے جائیں گے۔

۳۲. اور ہم نے اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے اپنی لعنت لگادی اور قیامت کے دن بھی وہ بدحال لو گوں میں سے ہوں گے۔

مرے اور ان اگلے زمانے والوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ علیہ ایک کا کو الی کتاب عنایت فرمائی (م) جو لو گوں کے لیے دلیل اور ہدایت ورحمت ہو کر آئی تھی (م) تاکہ وہ نصیحت حاصل کرلیں۔ (۵)

الم اور طور کے مغربی جانب جب کہ ہم نے موسی (عَالِيَّا اِ) کو حکم احکام کی وحی پہنچائی تھی، نہ تو تو موجود تھا اور نہ تو دیکھنے والوں میں سے تھا۔(۱)

نے انہیں دریا میں غرق کردیا۔ (جس کی تفصیل سورہ شعراء میں گزر چکی ہے)

ا. یعنی جو بھی ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ کی توحید یا اس کے وجود کے منکر ہوں گے، تو ان کا امام ویلیشوا یہی فرعونی سمجھے جائیں گے جو جہنم کے داعی ہیں۔

لینی دنیا میں بھی ذات ورسوائی ان کا مقدر بنی اور آخرت میں بھی وہ بدحال ہوں گے۔ لینی چہرے سیاہ اور آئکھیں
 نیگوں۔ جیسا کہ جہنیوں کے تذکرے میں آتا ہے۔

س. لینی فرعون اور اس کی قوم یا قوم نوح وعاد و شود وغیرہ کی ہلاکت کے بعد موسی علیظا کو کتاب (تورات) دی۔

سم. جس سے وہ حق کو پیچان لیں اور اسے اختیار کریں اور اللہ کی رحمت کے مستحق قرار پائیں۔

۵. لیعنی اللہ کی نعتوں کا شکر ادا کریں اور اللہ پر ایمان لائمیں اور اس کے پیغمبروں کی اطاعت کریں جو انہیں خیر ورشد اور فلاح حقیقی کی طرف بلاتے ہیں۔

٢. ليني كوه طور پر جب ہم نے موسىٰ عَالِيّا ہے كلام كيا اور اسے وحى ورسالت سے نوازا، اے مُحر! (صلى الله عليه وسلم)
 تو نہ وہاں موجود تھا اور نہ يہ منظر ديكھنے والوں ميں سے تھا۔ بلكہ يہ غيب كى وہ باتيں ہيں جو ہم وحى كے ذريعے سے تھے
 بتلا رہے ہيں جو اس بات كى دليل ہيں كہ تو اللہ كا سچا پنجبر ہے۔ كيونكہ نہ تو نے يہ باتيں كى سے سكھى ہيں نہ خود ہى

ۅؘڵڸڬۜٵؘڹؙؿٲٚٮ۬ٲڨؙۯؙۏٵڡؙڟؘٳۅؘڵۼؘؽ۬ڔٛۿٵڵڠۺ۠ڒۊڝٙٵڬؙڹٛؾ ؿٚٳۅڲٳڣۣٛٵٙۿؙؙؚڸڝؘۮؾڹؾؾؙؾؙٷٳۼؘڲؽؚۿٳڶۑۊؾٵٚ ۅؘڵڮؚؾٚٵۮؾٵڞؙۯڛؚڸؽؘ۞

ۅؘؘۘۘؗڡٚٲػؙؽؙؿؘۼؚٳڹۑؚٵڵڟ۠ۅؙڔۣٳۮؙٮؘٵۮؽؙؽٵۅؙڵڮؚ؈۬ڗڂڡٞڐ ڡ۪ڽٞڗۜؾؚػڶؚۺؙۮؚ۬ۯۊٙۅٛڡٵۿٵؘڷٮؙۿؙؗؠٞۻۨؿؙڹۜۮؚؠؙٟ ڡؚڽؙؿؘڹڵۣػ ڵعؘڰۿؙۄ۫ڽؾؘؽٚػٞٷۯؽ۞

70. اور لیکن ہم نے بہت سی نسلیں پیدا کیں (۱) جن پر کبی مدتیں گزر گئیں، (۲) اور نہ تو مدین کے رہنے والوں میں سے تھا<sup>(۳)</sup> کہ ان کے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا بلکہ ہم ہی رسولوں کے جھینے والے رہے۔ (۳)

۲۷. اور نہ تو طور کی طرف تھا جب کہ ہم نے آواز دی (۵) بلکہ یہ تیرے پروردگار کی طرف سے ایک رحمت ہے، (۲) تاکہ تو ان لوگوں کو ہوشیار کردے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں پہنچا، (۵) کیا عجب کہ وہ

ان کا مشاہدہ کیا ہے۔ یہ مضمون اور بھی متعدد جلّہ بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۂ آل عمران: ۴۴م، سورۂ ہود: ۴۶م، ۱۰۰ سورۂ یوسف: ۱۰۲، سورۂ طہ: ۹۹، وَ غَیْر هَا وِینَ الْآیَاتِ۔

ا. قُرُونٌ، قَرُنٌ کی جمع ہے، زمانہ ۔ لیکن یہاں امتوں کے معنی میں ہے لیعنی اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے اور موسیٰ عَلَیْظِا کے درمیان جو زمانہ ہے اس میں ہم نے کئی امتیں پیدا کیں۔

۲. لینی مرور ایام سے شرائع واحکام بھی متغیر ہوگئے اور لوگ بھی دین کو بھول گئے، جس کی وجہ سے انہوں نے اللہ
 کے حکموں کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے عہد کو فراموش کردیا اور یوں اس کی ضرورت پیدا ہوگئ کہ ایک نئے نبی
 کو مبعوث کیا جائے یا یہ مطلب ہے کہ طول زمان کی وجہ سے عرب کے لوگ نبوت ورسالت کو بالکل ہی بھالا بیٹھے، اس
 لیے آپ کی نبوت پر انہیں تجب ہورہا ہے اور اسے ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

سر جس سے آپ خود اس واقع کی تفصیلات سے آگاہ ہوجاتے۔

۳. اور ای اصول سے ہم نے آپ کو رسول بناکر بھیجا ہے اور پچھلے حالات وواقعات سے آپ کو ہاخبر کررہے ہیں۔ معالد نگ ہوں اسام حد معالد میں الباللہ میں مقد میں علم تھے ہوں کا معالدہ میں میں معالدہ میں میں میں میں میں می

لیعنی اگر آپ رسول برحق نه ہوتے تو موسیٰ علیہا کے اس واقعے کا علم بھی آپ کو نہ ہوتا۔

۲. لیعنی آپ کا یہ علم، مشاہدہ ورؤیت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ آپ کے پرورد گار کی رحمت ہے کہ اس نے آپ کو نبی بنایا
 اور وحی سے نوازا۔

اس سے مراد، اہل مکہ اور عرب ہیں جن کی طرف نبی منگالیفی سے پہلے کوئی نبیں آیا، کیونکہ حضرت ابراہیم علیکی کے بعد نبوت کا سلسلہ خاندان ابراہیمی ہی میں رہا اور ان کی بعثت بنی اسرائیل کی طرف ہی ہوتی رہی۔ بنی اساعیل یعنی عربول میں نبی منگلیفی پہلے نبی شخص اور سلسلۂ نبوت کے خاتم شخص ان کی طرف نبی سیجنی کی ضرورت اس لیے نہیں سیجنی گئی ہوگی کہ دوسرے انبیاء کی دعوت اور ان کا پیغام ان کو پہنچتا رہا ہوگا۔ کیونکہ اس کے بغیر ان کے لیے کفر وشرک پر ججے رہنے کا عذر موجود رہے گا اور یہ عذر اللہ نے کسی کے لیے باتی نہیں چھوڑا ہے۔

نصيحت حاصل كركين-

ۅؘڵۏڒٵؖؽؙٮڞؙۣؽڹۿؙؠؗٞڡٞ۠ڝؽڹةۨ۠ڽؙؠڬٲڡٙڎۜڡۘٮؙ ٲؽؙٮؚؽڡؚۄ۫ڣؘؽٙڡؙ۠ۅؙڷۅؙٲڒۺۜڶٷڒٙٲۺڵڎٳڷؽٮ۫ڬٲ ڒڛؙۅ۠ڰٷؘؽۜؿۜۼٳڶيڗڮۅؘػڮ۠ۅ۠ؽڡؚڹ اڵؠؙٷؚ۫ۛڡڹؽؙڹ۞

فَكُتَّاجَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَاقَالُوْالَوْلَا اوْقَ مِثْلَمَالُوْقِ مُوْسَىٰ آوَلَوْتِيَمُّمُوْلَ بِمَالُوْقِ مَمُوسِى مِنْ قَبُلُ قَالُوُاسِحُرْنِ تَظَاهَرًا "وَقَالُوْآلِكَا يضِلِّ كَفِرُوْنَ۞ تَظَاهَرًا "وَقَالُوْآلِكَا يضِلِّ كَفِرُوْنَ۞

کم. اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ انہیں ان کے اپنے ہاتھوں آگے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت کپنچی تو یہ کہہ اٹھتے کہ اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا؟ کہ ہم تیری آیتوں کی تابعداری کرتے اور ایمان والوں میں سے ہوجاتے۔(۱) ہمر بھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آپہنچا تو

٢٨٠. پھر جب ان كے پاس ہمارى طرف سے حق آ پہنچا تو كون ميں ان ہيں ہو وہ كيوں نہيں ديا گيا جيسے ديے گئے تھے موسىٰ (عَلَيْمِاً) کو جو پچھ ديا گيا تھا اس كے ساتھ لوگوں نے كفر نہيں كيا تھا، (") صاف كہا تھا كہ يہ دونوں جادوگر ہيں جو ايك دوسرے كے مدد گار ہيں اور ہم تو ان سب كے منكر ہيں۔ (")

ا. یعنی ان کے اس عذر کو ختم کرنے کے لیے ہم نے آپ کو ان کی طرف نبی بناکر بھیجا ہے۔ کیونکہ طول زمانی کی وجہ سے گزشتہ انبیاء کی تعلیمات مسنح اور ان کی وعوت فراموش ہو چکی ہے اور ایسے ہی حالات کسی نئے نبی کی ضرورت کے متقاضی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے پیغیر آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ مُثَاثِیْتِمُ کی تعلیمات (قرآن وحدیث) کو مشخ ہونے اور تغییر وتحریف سے محفوظ رکھا ہے اور ایسا تکوینی انتظام فرمادیا ہے جس سے آپ کی وعوت دنیا کے کونے کو نئے تک پہنچ گئی ہے اور مسلسل پہنچ رہی ہے تاکہ کسی نئے نبی کی ضرورت ہی باتی نہ رہے۔ اور جو شخص اس "ضرورت" کا دعویٰ کرکے نبوت کا ڈھونگ ربیاتا ہے، وہ جموٹا اور دجال ہے۔

۲. لیعنی حضرت موسیٰ علینیا کے سے معجزات، جیسے لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا جمکنا وغیرہ۔

سا بعنی مطلوبہ مجرات اگر دکھا بھی دیے جائیں تو کیا فائدہ؟ جنہیں ایمان نہیں لانا ہے، وہ ہر طرح کی نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی ایمان سے محروم ہی رہیں گے۔ کیا موسی علیہ ایکا کے مذکورہ معجزات دیکھ کر فرعونی مسلمان ہوگئے تھے، انہوں نے کفر نہیں کیا؟ یا یکفُرُوْا کی ضمیر قریش مکہ کی طرف ہے بعنی کیا انہوں نے نبوت محمدیہ سے پہلے موسی علیہ ایکا کے ساتھ کفر نہیں کیا؟

سم. پہلے مفہوم کے اعتبار سے دونوں سے مراد حضرت موسیٰ وہارون ﷺ ہوں گے اور سِمٹ رَانِ بمعنی سَاحِرَانِ ہوگا۔ اور دوسرے مفہوم میں اس سے قرآن اور تورات مراد ہوں گے لیعنی دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور ہم سب کے لیعنی موسیٰ عَلیْظًا اور محمد (مَثَلَّشَیْمً) کے منکر ہیں۔ (خُ القدیر)

قُلُ فَاتُتُوْالِكِتُكِ مِّنَ عِنْدِاللهِ هُوَاهَدَاى مِنْهُمَآاتِّبَعُهُ ۚ إِنَّ كُنْتُوْطِدِتِيْنَ۞

فَانَ لَانْ يَنْتَجِيْبُوْ الكَ فَاعْلَمُ اَتَّبَا يَتَبِعُوْنَ اَهُوَاءَهُمُوْوَمَنُ اَصَّلُّ مِثَنِ اتَّبَعَهَ هَوْلهُ بِغَيْرٍ هُدًى مِّنَ اللهِ إِنَّ اللهَ لا يَهْدِى الْقَوْمَ الطَّلِمِيْنَ ۞

وَلَقَنُ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلُ لَعَلَّهُمُ بِيَتَنَكَّرُونَ ٥

ٱلّذِيْنَ التَيْنَهُ وُ الْكِتْبَ مِنْ قَبْلِهِ هُوْرِيهِ يُوْمِنُونَ <sup>©</sup>

6. کہہ دے کہ اگر سے ہو تو تم بھی اللہ کے پاس سے کوئی الیم کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو میں اس کی پیروی کروں گا(')۔

۵۰. پھر اگریہ تیری بات نہ مانیں (۲) تو تو یقین کرلے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کررہے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو<sup>(۳)</sup> بغیر اللہ کی رہنمائی کے؟ بیشک اللہ تعالی ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (۲)

ا در ہم برابر پے دریے لوگوں کے لیے اپنا کلام سیجے اس کے ایک ایک کلام سیجے درہے اور دو نصیحت حاصل کرلیں۔ (۲)

**۵۲**. جس کو ہم نے اس سے پہلے کتاب عنایت فرمائی وہ تو اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔<sup>(2)</sup>

ا. تعنی اگر تم اس دعوے میں سیچے ہو کہ قرآن مجید اور تورات دونوں جادو ہیں، تو تم کوئی اور کتاب البی پیش کردو، جو ان سے زیادہ ہدایت والی ہو، میں اس کی پیروی کرلوں گا۔ کیونکہ میں تو ہدایت کا طالب اور پیرو ہوں۔

۲. کیعنی قرآن وتورات سے زیادہ ہدایت والی کتاب پیش نہ کر سکیں اور یقییاً نہیں کر سکیں گے۔

۳. لینی الله کی طرف سے نازل کردہ ہدایت کو چھوڑ کر خواہش نفس کی پیروی کرنا یہ سب سے بڑی گر اہی ہے اور اس لحاظ سے یہ قریش مکہ سب سے بڑے گراہ ہیں جو اس حرکت کا ارتکاب کررہے ہیں۔

اس میں اللہ کی ای سنت (طریقے) کا بیان ہے جو ظالموں کے لیے اس کے بال مقرر ہے کہ وہ ہدایت سے محروم رہے ہیں۔ اس لیے کہ انبیاء کی تکذیب، آیات الٰہی سے اعراض اور مسلسل کفر وعناد ایسا جرم ہے کہ جس سے قبول حق کی استعداد اور اثر پذیری کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد انسان ظلم وعصیان اور کفر وشرک کی تاریکیوں میں بھی بھی تا ہی بھی ہوتی۔

۵. لیعنی ایک رسول کے بعد دوسرا رسول، ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب ہم سیھیج رہے اور اس طرح مسلسل، لگاتار ہم اپنی بات لوگوں تک پہنچاتے رہے۔

۲. مقصد اس سے یہ تھا کہ لوگ چھلے لوگوں کے انجام سے ڈر کر ہماری باتوں سے نصیحت حاصل کرکے ایمان لے آئیں۔
 ک. اس سے مراد وہ یہودی ہیں جو مسلمان ہوگئے تھے، جیسے عبداللہ بن سلام ڈٹائٹیڈ وغیرہ۔ یا وہ عیسائی ہیں جو حبشہ سے نبی عنائشیڈ کی خدمت میں آئے تھے اور آپ کی زبان مبارک سے قرآن کریم سن کر مسلمان ہوگئے تھے۔ (ابن کیش)

ۅٙٳۮؘٳؿ۬ڶٷؽۿٷۛۊٵڵۅٛٙٳٲڡػٵڽۿٙٳؾۜۿٵڵۛۛٛػؾٞ۠ڝؚؽؗڗۜؾێؚؽٙ ٳؾٵؗؽؙؾٵڝؽۛڣٙڸؚؠۿؙڞؚڸؠؽڽٛ

اُولَلِكَ يُؤْتَوَنَ آجُرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَاصَبُرُوْا وَيَدُّرُتُوُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِبَّئَةَ وَمِثَّارَ بَنُ قُطُهُرُ يُنْفِقُونَ©

وَاِذَاسَمُوااللَّغُوَاعُرَضُواعَنُهُ وَقَالُوْالنَّا اَعُمَالُنَاوَلَكُمُ اِتُعَمَالُكُةُ سَلَّوْعَلَيُكُةُ لِاتَّبُتَغِي الْجُهِلِيْنِيَ۞

00. اور جب اس کی آیتیں ان کے پاس پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کے ہمارے رب کی طرف سے حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے ہم تو اس سے پہلے ہی مسلمان ہیں۔(۱)

مهر کے بدلے میں جنہیں انکے صبر کے بدلے میں دوہرا اجر دیا جائے گا۔ (۲) یہ نیکی سے بدی کو ٹال دیتے ہیں (۳) اور ہم نے جو انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرج کرتے رہتے ہیں۔

00. اور جب بیبودہ بات (م) کان میں پڑتی ہے تو اس سے کنارہ کر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے عمل ہمارے لیے، تم پر سلام ہو، (۵) ہم جاہلوں سے الجھنا نہیں چاہتے۔

ا. یہ ای حقیقت کی طرف اشارہ ہے جسے قرآن کریم میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر دور میں اللہ کے پیغیبروں نے جس دین کی دعوت دی، وہ اسلام ہی تھا اور ان نیبول کی دعوت پر ایمان لانے والے مسلمان ہی کہلاتے تھے۔ یہود یا نصاریٰ وغیرہ کی اصطلاحیں لوگوں کی اپنی خود ساختہ ہیں جو بعد میں ایجاد ہوئیں۔ اسی اعتبار سے نبی کریم منگائی پر ایمان لانے والے اہل کتاب (یہود یا عیمائیوں) نے کہا کہ ہم تو پہلے سے ہی مسلمان چلے آرہے ہیں۔ لیبی سابقہ انبیاء کے پیروکار اور ان پر ایمان رکھنے والے ہیں۔

۲. صَبُوْ ہے مراد ہر قسم کے حالات میں انبیاء اور کتاب اللی پر ایمان اور اس پر ثابت قدمی سے قائم رہنا ہے۔ پہلی کتاب آئی تو اس پر، اس کے بعد دوسری پر ایمان رکھا۔ پہلے نبی پر ایمان لائے، اس کے بعد دوسرا نبی آگیا تو اس پر ایمان لائے۔ ان کے لید دوسرا نبی آگیا تو اس پر ایمان لائے۔ ان کے لیے دوہرا اجر ہے، حدیث میں بھی ان کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نبی صَافِیْتُوْ نے فرمایا، تین آدمیوں کے لیے دوہرا اجر ہے، ان میں ایک وہ اہل کتاب ہے جو اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا اور پھر مجھ پر ایمان لے آیا۔ (صحبح البخاری، کتاب العلم، باب تعلیم الرجل أمنه وأهله. ومسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا صلی الله علیه وسلم)
۳. سال ایعنی برائی کا جواب برائی سے نبیس دیے، بلکہ معاف کردہے اور در گزر سے کام لیے ہیں۔

اللہ بہال لغو سے مراد وہ سب وشتم اور دین کے ساتھ استہزاء ہے جو مشر کین کرتے تھے۔

۵. یہ سلام، سلام تحیہ نہیں بلکہ سلام متارکہ ہے یعنی ہم تم جیسے جاہلوں سے بحث اور گفتگو کے روادار ہی نہیں۔ جیسے اردو میں بھی کہتے ہیں، جاہلوں کو دور ہی سے سلام، ظاہر ہے سلام سے مراد ترک مخاطبت ہی ہے۔

ٳێۜٛڬؘڵڗؘۿ۫ۑؽ۠ڡؘڽٛٲڂؙڹڹؙؾؘۅٙڶڮڽؘۜٲٮڵ۬ۿ ؽۿۑؽؙڡۜڽؙؾۜؿٵٛٷٛۿۅؘٲۼ۫ڮۄ۠ۑٳڶؠ۠ۿؗؾڒؽؙؽ<sup>۞</sup>

وَقَالُوْاَلِنَ تَنْتِيعِ الْهُدَاى مَعَكَ نُتَخَطَّفُ مِنُ اَرْضِنَا اَوَلَهُ نُمَكِّنُ لَهُمُ حَرَمًا المِنَا أَنْجُنِي النَّيهِ تَمَرِكُ كُلِّ شَيُّ إِرِّنُ قَامِّنُ لَدُتَّا وَلَاِنَّ اَكْثَرُهُ وُلِاَيْفُلُمُونَ ۞

ۅؘڬۉؘٳۿڵڴڬٵڡؚؽ قَرٛؽڎٟڹٙڟؚڔؘٙۘۘؗڞڡؚۼۺؘؾۘ؆ؙٷؾڷػ ڡٙٮٮڮٮؙۿڎڶڎڗؙٮؗػؽؙڡؚۜؽؙڹۼؙٮؚۿؚۮٳڷٳڡٙڸؽڵڐ ٷڴؿٵۼٙؽ۠ڷڶۅۯؿؚۯؽ۞

٥٦. آپ جسے چاہے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے۔

02. اور کہنے گئے اگر ہم آپ کے ساتھ ہوکر ہدایت کے تابعدار بن جائیں تو ہم تو اپنے ملک سے اچک لیے جائیں، (۲) کیا ہم نے انہیں امن وامان اور حرمت والے حرم میں جگہ نہیں دی؟ (۳) جہاں تمام چیزوں کے کھل کھنچے کیے آتے ہیں جو ہمارے پاس سے بطور رزق کے ہیں، (۵) کیکن ان میں سے اکثر کچھ نہیں جائے۔

۵۸. اور ہم نے بہت سی وہ بستیاں تباہ کردیں جو اپنی عیش وعشرت میں اترانے لگی تھیں، یہ ہیں ان کی رہائش کی جگہیں جو ان کے بعد بہت ہی کم آباد کی

ا. یہ آیت اس وقت نازل ہوئی، جب بی سَکُانِیْنِم کے ہدرد اور غم گسار چیا جناب ابو طالب کا انتقال ہونے لگا تو آپ سَکُانِیْمِم نے کوشش فرمائی کہ چیا اپنی زبان سے ایک مرتبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہہ دیں تاکہ قیامت کے دن میں اللہ سے ان کی مغفرت کی سفارش کر سکوں۔ لیکن وہاں دوسرے رؤسائے قریش کی موجودگی کی وجہ سے ابو طالب قبول ایمان کی سعادت سے محروم رہے اور کفر پر ہی ان کا خاتمہ ہوگیا۔ بی سَکُانِیْنِمُ کو اس بات کا بڑا قاتی اور صدمہ تھا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرماکر نبی سُکُانِیْنِمُ پر واضح کیا کہ آپ کا کام صرف تبلیخ ودعوت اور رہنمائی ہے۔ لیکن ہدایت کے راستے پر چیاوینا، یہ ہمارا کام ہے، ہدایت اسے ہی ملے گی جے ہم ہدایت سے نوازنا چاہیں نہ کہ اسے جے آپ ہدایت پر دیکھنا لینہ کریں۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورة الفصص. ومسلم، کتاب الإیمان، باب أول الإیمان قول لا إله إلا الله)

۲. لیعنی ہم جہاں ہیں، وہاں ہمیں رہنے نہ دیا جائے گا اور ہمیں اذیتوں سے یا مخالفین سے جنگ و پیکار سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یہ بعض کفار نے ایمان نہ لانے کا عذر پیش کیا۔

سا. اللہ نے جواب دیا.. یعنی ان کا یہ عذر غیر معقول ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو، جس میں یہ رہتے ہیں، امن والا بنایا ہے۔ جب یہ شہر ان کے کفر وشرک کی حالت میں ان کے لیے امن کی جگہ ہے تو کیا اسلام قبول کر لینے کے بعد وہ ان کے لیے امن کی جگہ نہیں رہے گا؟

۴. یه مکه کی وه خصوصیت ہے جس کا مشاہدہ لاکھوں حاجی اور عمرہ کرنے والے ہر سال کرتے ہیں کہ مکه میں پیداوار نہ ہونے کے باوجود نہایت فراوانی سے ہر قسم کا کپھل بلکہ دنیا بھر کا سامان ملتا ہے۔

ۅؘٮٵػٲڹڒؾ۠ػؘڡٛۿڸػٲڶڠ۠ۯؽڂؾۨٚؽؠۼػؽۏٛؠٞۧٲڡٟٚۿٲ ڝؙٛٷڷٳؾۧڷؙٷٵڡؘػؿؚڝۮٳڮڹڗٵٷڡػٲۮؙػٵڡؙۿڸڮؽ اڵڡؙ۠ڹٛؽٳڗٚۮۅؘٲۿڶؙؠٵڟڸؠٛٷؿ

ۅؘڡؖٵؙٞٲۅ۫ؾٟؽؙؾؙۅٛڝؚۜٞڽؙۺؘڴؙ؋ؘٮٮۜٵۘؗٷٵڬؾڶۅؚٙۊۘٳڵڷؙۺؙؽٵ ۅؘۯڹؽؘؿؙٵٷڝٵۼٮؙۮاڵڶٶؚڂؘؽڒٷٵڹۛڠ۬ ٵڣؘڵڒؾؘٷڟؚۏؙؽ۞

ٱفَمَنْ وَعَدُنْهُ وَعُلَاحَسَنَافَهُولارِقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعُنْهُ مَتَاءَالْحَيْوَةِ الدُّنْيَانُةَ هُوَ يَوْمَالْقِيجَاقِمِنَ الْمُحْضَرِيْنَ®

گئیں (۱) اور ہم ہی ہیں آخر سب کچھ کے وارث۔ (۲)

89. اور تیرا رب کسی ایک بستی کو بھی اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان کی کسی بڑی بستی میں اپنا کوئی پیغیر نہ بھیج دے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنادے (۱۳) اور ہم بستیوں کو اسی وقت ہلاک کرتے ہیں عبادے (۱۳) دور ہم بستیوں کو اسی وقت ہلاک کرتے ہیں جب کہ وہاں والے ظلم وستم پر کمر کس لیں۔ (۱۳) کا سامان اور اس کی رونق ہے، ہاں اللہ کے پاس جو ہے وہ بہت ہی بہت ہی بہتر اور دیریا ہے۔ کیا تم نہیں سبحق۔ (۱۵)

14. کیا وہ شخص جس سے ہم نے نیک وعدہ کیا ہے جے وہ قطعاً پانے والا ہے مثل اس شخص کے ہوسکتا ہے جے وہ قطعاً پانے والا ہے مثل اس شخص کے ہوسکتا ہے جے بالآخر وہ قیامت کے روز پکڑا باندھا حاضر کیا جائے گا؟ (۱۲)

ا. یہ اہل مکہ کو ڈرایا جارہا ہے کہ تم دیکھتے نہیں کہ اللہ کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر اللہ کی ناشکری کرنے اور سرکثی کرنے والوں کا انجام کیا ہوا؟ آج ان کی بیشتر آبادیاں کھنڈر بنی ہوئی ہیں یا صرف صفحات تاریخ پر ان کا نام رہ گیا ہے۔ اور اب آتے جاتے مسافر ہی ان میں پچھ دیر کے لیے سستالیں تو سستالیں، ان کی نحوست کی وجہ سے کوئی بھی ان میں مستقل رہنا پہند نہیں کر تا۔
 ۲. لیعنی ان میں سے تو کوئی بھی باتی نہ رہا جو ان کے مکانوں اور مال ودولت کا وارث ہوتا۔

سا ایعنی اتمام جبت کے بغیر کسی کو ہلاک نہیں کرتا۔ اُمَّهَا (بڑی بستی) کے لفظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چھوٹے بڑے علاقے میں نبی نہیں آیا، بلکہ مرکزی مقامات پر نبی آتے رہے اور چھوٹے علاقے اس کے ذیل میں آجاتے رہے ہیں۔ کم ایعن نبی تھیجنے کے بعد وہ بستی والے ایمان نہ لاتے اور کفر وشرک پر اپنا اصرار جاری رکھتے تو پھر انہیں ہلاک کردیا جاتا۔ یہی مضمون سورہ ہود: ۱2 میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

۵. لیعنی کیا اس حقیقت سے بھی تم بے خبر ہو کہ یہ دنیا اور اس کی رونقیں عارضی بھی ہیں اور حقیر بھی، جب کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے اپنے پاس جو نعمیں، آسائشیں اور سہولئیں تیار کررکھی ہیں، وہ دائی بھی ہیں اور عظیم بھی۔ حدیث میں ہے (اللہ کی قسم دنیا، آخرت کے مقابلے میں ایک ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبوکر نکال لے، دیکھے کہ سمندر کے مقابلے میں انگلی میں کتنا پانی ہوگا؟) (صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فناء الدنیا وبیان الحشر)
 ۲. لیعنی سزا اور عذاب کا مستحق ہوگا۔ مطلب ہے اہل ایمان، وعدہ الہی کے مطابق نعتوں سے بہرہ ور اور نافرمان عذاب

٦٢. اور جس دن الله تعالى انهيس بكار كر فرمائے گا كه تم

جنہیں اپنے گمان میں میرا شریک تھہرا رہے تھے کہاں

۳۳. جن ير بات آچکي وه جواب دس گے(۲) که اے

ہمارے پروردگار! یہی وہ ہیں جنہیں ہم نے بہکا رکھا

تھا، (۱۳) ہم نے انہیں اسی طرح برکاما جس طرح ہم بہکے تھے،(\*) ہم تیری سرکار میں اپنی وست برداری کرتے

۲۴. اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ، (2) وہ بلائیں گے

ہیں، (۵) یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ (۱)

وَ وَمُ مُنَادِنُهُ وَفَقُدُ لُ آرُنَ شُرَكّا وَيَ اللَّهُ مَن كُنْتُهُ تَوْعُيُهُ رَبُ

قَالَ الَّذِينَ حَتَّى عَلَيْهِمُ الْقَدُلُ رَتَنَاهَةُ لَآءٍ الَّذِينَ اَغُونِياً اَغُونَنْهُ مُ كَمَاغُونْنَا مِثَيَّزُاناً إِلَيْكَ مَاكَانُوْ التّانَا يَعَبُدُوْنَ 🐨

وَقِيْلَ ادْعُوا الْنُرَكَاءَكُوْ فَكَعُوهُمْ فَلَهُ

سے دوحار۔ کیا یہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟

ا. یعنی وہ اصنام ما اشخاص ہیں، جن کو تم د نیامیں میری الوہیت میں شریک گردانتے تھے، انہیں مدد کے لیے پکارتے تھے اور ان کے نام کی نذر ونیاز دیتے تھے، آج کہاں ہیں؟ کیا وہ تمہاری مدد کرسکتے اور تمہیں میرے عذاب سے جھڑاسکتے ہیں؟ یہ تقریع وتو پنتے کے طور پر اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا، ورنہ وہاں اللہ کے سامنے کس کو مجال دم زدنی ہو گی؟ یہی مضمون الله تعالیٰ نے سورۃ الأنعام، آیت: ۹۴ اور دیگر بہت سے مقامات پر بیان فرمایا ہے۔

۲. یعنی جو عذاب الٰہی کے مستقق قرار پاچکے ہوں گے، مثلاً سرئش شاطین اور داعیان کفر وشرک وغیرہ، وہ کہیں گے۔ سل یہ ان جاہل عوام کی طرف اشارہ ہے جن کو داعمان کفر وضلال نے اور شاطبین نے گمر اہ کما تھا۔

ہم. لینی ہم تو تھے ہی گمراہ لیکن ان کو بھی اپنے ساتھ گمراہ کے رکھا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان پر کوئی جمر نہیں کیا تھا، بس ہمارے ادفیٰ سے اشارے پر ہماری طرح ہی انہوں نے بھی گر اہی اختیار کرلی۔

۵. لعنی ہم ان سے بیزار اور الگ ہیں، ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہاں یہ تابع اور متبوع، چیلے اور گرو ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔

۲. بلکه در حقیقت اپنی ہی خواہشات کی پیروی کرتے تھے۔ لینی وہ معبود، جن کی لوگ دنیا میں عمادت کرتے تھے، اس بات سے ہی انکار کردیں گے کہ لوگ ان کی عبادت کرتے تھے۔ اس مضمون کو قرآن کریم میں کئی جگہ بان كيا كيا يــ مثلاً سورة البقرة: ١٦٧-١١٧، سورة الأنعام: ٢٩، سورة مريم: ٨١-٨٢، سورة العنكبوت: ٢٥، سورة الأحقاف: ۵-۲ وغيرها من الآبات.

ک. لینی ان سے مدد طلب کروجس طرح دنیا میں کرتے تھے۔ کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں؟ پس وہ یکاریں گے۔ لیکن وہاں کس کو یہ جرات ہوگی کہ جو یہ کیے کہ ہاں ہم تمہاری مدد کرتے ہیں؟

ؽۜۺڿؚؽڹٛۊؚاڵۿؙڋۅؘۯٳٙۉ۠ٵڵۼۮؘٵڹٝڷۅٛٲٮٚۿؗڎؙ ڮٵٮؙٚۉ۠ٳؽۿؙؾۮ۠ۏؽ۞

ۅؘؽۅٛڡٙڒؽؙؽٵۮؚؽۿؚۮؙڣؘؿڤ۫ۅٛڷڡٵۮۜٲٲجۘؠٛؿؙۯؙ ٵڷؙٮؙۯڛٳؿؙڽ

فَعِينَتُ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَآءُ يَوْمَبِينِ فَهُمُ لَا يَتَسَاءَلُونُ ®

فَأَمَّامَنُ تَابَ وَامَنَ وَعَلَ صَالِعًا فَعَلَى أَنْ تَيُكُونَ مِنَ الْمُقْلِحِيْنَ۞

ۅؘڗٮۨ۠ڮڲۼٛڵؿؙڡؘۘؗڡؘڸؽؘؿؘٵٚٷڲۼ۬ؾٵۯ۠ڡٵػٲڽٙڵۿؙ ٵۼؚ۬ؾۘڔؘۊ۠ۺؙۼڶؽٳڛڵٶۏٙۼڵۼٵؽؿؙڔۣڵۏڹٛ

وَرَبُّكَ بَعْلَمْ مَا تُكِنَّ صُدُورُهُمُ وَمَا يُعْلِنُونَ @

کیکن انہیں وہ جواب تک نہ دیں گے اور سب عذاب دیکھ لیں گے،(۱) کاش یہ لوگ ہدایت پالیتے۔(۲)

**٦٥.** اور جس دن انہيں بلاكر پوچھے گا كہ تم نے نبيوں كو كما جواب دما؟<sup>(٣)</sup>

77. تو اس دن ان کی تمام دلیلیں گم ہوجائیں گی اور ایک دوسرے سے سوال تک نہ کریں گے۔(۱۰)

٧٤. ہاں جو شخص توبہ كرلے ايمان لے آئے اور نيك كام كرے يقين ہے كہ وہ نجات پانے والوں ميں سے ہوجائے گا۔

۲۸. اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جے چاہتا ہے چن لیتا ہے، ان میں سے کسی کو کوئی اختیار نہیں، (۵) اللہ ہی کے لیے پاکی ہے وہ بلند تر ہے ہر اس چیز سے جو کہ لوگ شریک کرتے ہیں۔

19. اور ان کے سینے جو کھ چھیاتے اور جو کھھ ظاہر کرتے

ا. لعنی یقین کرلیں گے کہ ہم سب جہنم کا ایند هن بننے والے ہیں۔

۲. لیعنی عذاب دیکھ لینے کے بعد آرزو کریں گے کہ کاش دنیا میں ہدایت کا راستہ اپنالیتے تو آج وہ اس حشر سے نیج جاتے۔ سورۃ الکہف: ۵۲، ۵۳ میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔

سال اس سے پہلے کی آیات میں توحید سے متعلق سوال تھا، یہ ندائے ثانی رسالت کے بارے میں ہے، لیعنی تمہاری طرف ہم نے رسول بھیج تھے، تم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا، ان کی دعوت قبول کی تھی؟ جس طرح قبر میں سوال ہوتا ہے، ہم نے رسول بھیج تھے، تم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا، ان کی دعوت قبول کی تھی؟ جس طرح قبر میں سوال ہوتا ہے۔ گین کافر کہتا ہے ھاہ ھاہ آڈری معلوم نہیں، اس طرح قیامت کے دن انہیں اس سوال کا کوئی جواب نہیں سوجھ گا۔ اس لیے آگے فرمایا "ان پر تمام خبریں اندھی ہوجائیں گی"۔ یعنی کوئی دلیل ان کی سمجھ میں نہیں آئے گی جے وہ پیش کر سکیں۔ یہاں دلائل کو اخبار سے تعبیر کرکے اس طرف اشارہ فرمادیا کہ ان کے باطل عقائد کے لیے حقیقت میں ان کے پاس کوئی دلیل ہے ہی نہیں، صرف قصص و حکایات ہیں۔ جیسے آج بھی قبر پرستوں کے پاس من گھڑت کراماتی قصوں کے سوا پچھ نہیں۔ ہی نہیں، سوف قصوں کے سوا پچھ نہیں۔ ہی نہیں یقین ہو چکا ہوگا کہ سب جہنم میں داخل ہونے والے ہیں۔

۵. لینی اللہ تعالی مخار کل ہے۔ اس کے مقابلے میں کسی کو سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں، چہ جائیکہ کوئی مختار کل ہو۔

وَهُوَاللهُ لَا إِلهُ اللهُوَ لَهُ الْحَمَدُ فِي الْأُولِلَ وَالْكِفِرَةِ وَلَهُ الْخَكْةُ وَالْيَهِ تُرْجَعُونَ

قُلُ ارَءَكِنْهُ إِنْ جَعَلَ اللهُ عَلَيْكُو اللَّيْلَ سَرُمَدًا إلى يَوْمِ القِيمَاةِ مَنَ اللهُ عَيْرُ اللهِ يَالْتِيكُمْ بِضِيّاً ﴿ اَفَكَ تَسْمُعُونَ۞

قُلْ آرَءُ يُتُوُّ إِنْ جَعَلَ اللهُ عَلَيْكُو النَّهَ آرسَوْمَدًا إلى يَوْمِر الْفِيمَةِ مَنْ اللهُ عَيْرُ اللهِ يَاثِيَّكُوْ بِلَيْلٍ تَشْكُنُونَ فِيْ قِرْ أَفَكُ تُبْعِثُونَ ۞

وَمِنُ تَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُوْ اللَّيْلُ وَالنَّهُ اللِّسَكَنُوْا فِيْهُ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضُلِهِ وَلَعَلَّكُوْ تَشْكُوُونَ

ہیں آپ کا رب سب کچھ جانتا ہے۔

• کے اور وہی اللہ ہے اس کے سواکوئی لائق عبادت نہیں،

دنیا اور آخرت میں اس کی تعریف ہے۔ اس کے لیے

فرمانروائی ہے اور اس کی طرف تم سب لوٹائے جاؤگ۔

12. کہہ دیجیے کہ دیکھو تو سہی اگر اللہ تعالی تم پر رات

ہی رات قیامت تک برابر کردے تو سوائے اللہ کے کون

معبود ہے جو تمہارے پاس دن کی روشنی لائے؟ کیا تم

معبود ہے جو تمہارے پاس دن کی روشنی لائے؟ کیا تم

27. بوچھے کہ یہ بھی بتادو کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت تک دن ہی دن رکھے تو بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود ہے جو تمہارے پاس رات لے آئے؟ جس میں تم آرام حاصل کرو، کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو؟

27. اور اس نے تو تمہارے لیے اپنے فضل وکرم سے دن رات مقرر کردیے ہیں کہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں اس کی جیجی ہوئی روزی تلاش کرو، (۱) یہ اس لیے میں اس کی جیجی ہوئی روزی تلاش کرو، (۱) یہ اس لیے

ا. دن اور رات، یہ دونوں اللہ کی بہت بڑی تعمیں ہیں۔ رات کو تاریک بنایا تاکہ سب لوگ آرام کر عیس۔ اس اندھیرے کی وجہ سے ہر مخلوق سونے اور آرام کرنے پر مجبور ہے۔ ورنہ اگر آرام کرنے اور سونے کے اپنے اپنے اپنے او قات ہوتے تو کوئی بھی مکمل طریقے سے سونے کا موقع نہ پاتا، جب کہ محاثی تگ ودو اور کاروبار جہاں کے لیے نیند کا پورا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر توانائی بحال نہیں ہوتی۔ اگر پچھ لوگ سورہے ہوتے اور پچھ جاگ کر مصروف تگ و تاز ہوتے، فرسون و تالا ہوئے و الوں کے آرام وراحت میں خلل پڑتا، نیز لوگ ایک دوسرے کے تعاون سے بھی محروم رہتے، جب کہ دنیا کا نظام ایک دوسرے کے تعاون سے بھی اساری مخلوق بیک وقت کا نظام ایک دوسرے کے تعاون ہوئی میں انسان اپنا کا دوسرے کے اور کوئی کسی کی نیند اور آرام میں مخل نہ ہوسکے۔ اس طرح دن کو روشن بنایا تاکہ روشنی میں انسان اپنا کاروبار بہتر طریقے سے کرسکے۔ دن کی یہ روشنی نہ ہوتی تو انسان کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا، اسے ہر شخص بآسائی سمجھتا اور اس کا ادراک رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ان نعمتوں کے حوالے سے اپنی توحید کا اثبات فرمایا ہے کہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ دن اور رات کایہ نظام ختم کرکے ہمیشہ کے لیے تم پر رات ہی مسلط کردے۔ تو کیا اللہ کے سواکوئی اور معبود ایسا ہے جو تہمیں دن کی روشنی کہ تم شکر ادا کرو۔(۱)

وَيَوْمَ يُنَادِيهِهُ فَيَقُولُ اَيْنَ شُرَكَاءِ يَ الَّذِينَ كُنْنُوْ تَرْعُنُونَ ۞

ۅؘٮؘٚۯؘٷؘؽٵڡؚؽؙڴؚڷٟٲڰۊۺؘۿؽۘۘۘٲٲڡؘٛؿؙڶڬٵۿٵٮۛٷٵ ۘڹۯۿٵٮؘػۮٷڡؘؽڵؠٷٙٳڷؿٲڵؾۜۧڽڶؿۅڝؘٙڰۼۿۿؙ ڛٞٵػاٮٛٷٳؽڡؙػۯؙٷؿؘ۞۫

اِنَّ قَادُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِمُوْلَى فَبَغَىٰ عَلَيْهُوْ وَالتَّيْنَهُ مِنَ الْكُنُوْزِمَاإِنَّ مَقَايِتَهُ لَتَنُوَّا بِالْمُصُّبِةِ أُولِي الْقُوَّةِ الدُّقَالَ لَهُ قَوْمُهُ لِانَقُرُّ حُرِاتًا لِلْهُ لَا يُعِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۞

2/ اور جس دن انہیں پکار کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جنہیں تم میرے شریک خیال کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟

4/ اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ الگ کرلیں گے(\*)

کہ اپنی دلیلیں پیش کرو(\*) پس اس وقت جان لیں گے

کہ حق اللہ تعالیٰ کی طرف ہے،(\*) اور جو پچھ افتراء وہ

جوڑتے تھے سب ان کے پاس سے کھوجائے گا۔(\*)

حرف اللہ تقائی موکی (عَلَیْشِا) سے، لیکن ان پر ظلم

کرنے لگا تھا(\*) ہم نے اسے (اس قدر) خزانے وے رکھے

کرنے لگا تھا(\*) ہم نے اسے (اس قدر) خزانے وے رکھے

تھے کہ کئی کئی طاقتور لوگ بمشکل اس کی تخیاں اٹھاسکتے

تھے،('' ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اترا

عطاکردے؟ یا اگر وہ بمیشہ کے لیے دن ہی دن رکھے تو کیا کوئی تمہیں رات کی تاریکی سے بہرہ ور کرسکتا ہے، جس میں تم آرام کرسکو؟ نہیں۔ یقیناً نہیں۔ یہ صرف اللہ کی کمال مہربانی ہے کہ اس نے دن اور رات کا ایبا نظام قائم کردیا ہے کہ رات آتی ہے تو دن کی روشن سے کہ رات آتی ہے تو دن کی روشن سے کائنات کی ہر چیز نمایاں اور واضح تر ہوجاتی ہے اور انسان کسب و محنت کے ذریعے سے اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرتا ہے۔ کائنات کی ہر چیز نمایاں اور واضح تر ہوجاتی ہے اور انسان کسب و محنت کے ذریعے سے اللہ کا فضل (روزی) تلاش کر تا ہے۔ اللہ کی حمد و شاء بھی بیان کرو (یہ زبانی شکر ہے) اور اللہ کی دی ہوئی دولت، صلاحیتوں اور توانائیوں کو اس کے احکام وہدایات کے مطابق استعال کرو۔ (یہ عملی شکر ہے)

۲. اس گواہ سے مراد پیغمبر ہے۔ لیعنی ہر امت کے پیغمبر کو اس امت سے الگ کھڑا کردیں گے۔

سا ایعنی ونیا میں میرے پینمبروں کی وعوت توحید کے باوجود تم جو میرے شریک تھبراتے تھے اور میرے ساتھ ان کی تھی وار مجی عبادت کرتے تھے، اس کی دلیل پیش کرو۔

٨٠. يعني وه حيران اور ساكت كھڑے ہول گے، كوئي جواب اور دليل انہيں نہيں سوجھے گا۔

۵. لینی ان کے کام نہیں آئے گا۔

۲. اپنی قوم بنی اسرائیل پر اس کا ظلم یه تھا که اپنے مال ودولت کی فراوانی کی وجہ سے ان کا استخفاف کرتا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ فرعون کی طرف سے یہ اپنی قوم بنی اسرائیل پر عامل مقرر تھا اور ان پر ظلم کرتا تھا۔

2. تَنُوْءُ کے معنیٰ میں تَمِیْلُ (جَمَانا) یعنی جس طرح کوئی شخص بھاری چیز اٹھاتا ہے تو بوجھ کی وجہ سے ادھر الو کھڑاتا ہے، اس کی چاہیوں کا بوجھ اتنا زیادہ تھا کہ ایک طاقت ور جماعت بھی اسے اٹھاتے ہوئے دفت اور گرانی محسوس کرتی تھی۔

وَابْتَغِ فِيمَا اللهُ اللهُ الدَّارَ الْاِخْرَةَ وَلَا تَشَ نَصِيبُكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنُ كَمَا اَحْسَنَ اللهُ إِيَّكَ وَلاَتَّمْخِ الفُسَادَ فِي الْاَثْمُ ضِ إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۞

قَالَ إِنَّمَآ ٱوْتِيْتُهُ عَلَى عِلْمِ عِنْدِى ۚ ٱوَلَوْ يَعِنُكُو ٱتَّ اللهَ قَدُ ٱهۡ لَكَ مِنْ تَبْلِهٖ مِنَ الْقُوُّوْنِ مَنْ هُوَ

مت! (۱) الله تعالی اترانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ (۲) کے۔ اور جو کچھ الله تعالی نے تخیے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ (۳) اور اپنے دنیوی جھے کو بھی نہ بھول (۳) اور جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر (۵) اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو، (۲) یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپند رکھتا ہے۔

کارون نے کہا یہ سب کچھ مجھے میری اپنی سمجھ کی بنا پر ہی دیا گیا ہے، (۵) کیا اسے اب تک یہ نہیں معلوم کہ

ا. یعنی مال ودولت پر فخر اور غرور مت کرو، بعض نے بخل، معنی کیے ہیں، بخل مت کر۔

۲. لینی تکبر اور غرور کرنے والوں کو یا بخل کرنے والوں کو پیند نہیں کرتا۔

سم. لیخی اپنے مال کو ایسی جگہوں اور راہوں پر خرج کر، جہاں اللہ تعالیٰ پیند فرماتا ہے، اس سے تیری آخرت سنورے گی اور وہاں اس کا تخجے اجر وثواب ملے گا۔

۷. لینی دنیا کے مباحات پر بھی اعتدال کے ساتھ خرچ کر۔ مباحات دنیا کیا ہیں؟ کھانا پینا، لباس، گھر اور نکاح وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح تجھ پر تیرے رب کا حق ہے، اسی طرح تیرے اپنے نفس کا، بیوی بچوں کا اور مہمانوں وغیرہ کا بھی حق ہے، ہر حق والے کو اس کا حق دے۔

۵. الله نے تجھے مال دے کر تجھ پر احمان کیا ہے تو مخلوق پر خرچ کرکے ان پر احمان کر۔

۲. لیغی تیرا مقصد زمین میں فیاد پھیلانا نہ ہو۔ اسی طرح مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کے بجائے بدسلوکی مت کر، نہ معصیتوں کا ارتکاب کر کہ ان تمام باتوں سے فیاد پھیلتا ہے۔

2. ان تضیحوں کے جواب میں اس نے یہ کہا۔ "اس کا مطلب ہے کہ مجھے کسب و تجارت کا جو فن آتا ہے، یہ دولت تو اس کا نتیجہ اور ثمر ہے، اللہ کے فضل و کرم سے اس کا کیا تعلق ہے؟" دوسرے معنی یہ کے گئے ہیں کہ اللہ نے مجھے یہ مال دیا ہے تو اس نے اپنے علم کی وجہ سے دیا ہے کہ میں اس کا مستحق ہوں اور میرے لیے اس نے یہ پند کیا ہے۔ جیسے دوسرے مقام پر انسانوں کا ایک اور قول اللہ نے نقل فرمایا ہے "جب انسان کو تکلیف پیچی ہے تو ہمیں پکارتا ہے، پیر جب ہم اسے اپنی نعمت سے نوازدیتے ہیں تو کہتا ہے ﴿ وَالنَّمَا اُوتِیْتُ عُلَی عِلْمِ عِیْدِی ﴾ (انقصص: ٤٨) آئی: عَلیٰ عِلْم مِیل میں اس کا مستحق تھا"۔ ایک مقام پر ہے "جب ہم انسان پر تکلیف کے بعد اپنی رحمت کرتے ہیں تو کہتا ہے ﴿ اُسْ اَلْ اِللّٰهِ عِنْ جُعِے یہ نقمت اس لیے ملی ہے کہ اللہ کے علم میں میں اس کا مستحق تھا"۔ ایک مقام پر ہے "جب ہم انسان پر تکلیف کے بعد اپنی رحمت کرتے ہیں تو کہتا ہے ﴿ اُسْ اَلٰ عَلٰم یہاں یہی مراد ہے اس کیمیا گری سے اس نے ہے "۔ (ابن کیش) بچھ ہیں کہ قارون کو کھیا (سونا بنانے کا) علم آتا تھا، یہاں یہی مراد ہے اس کیمیا گری سے اس نے سے "۔ (ابن کیش) بھی ہیں کہ قارون کو کھیا (سونا بنانے کا) علم آتا تھا، یہاں یہی مراد ہے اس کیمیا گری سے اس نے سے "۔ (ابن کیش) بھی ہیں کہ قارون کو کھیا (سونا بنانے کا) علم آتا تھا، یہاں یہی مراد ہے اس کیمیا گری سے اس نے سے "۔ (ابن کیش) بھی ہیں کہ قارون کو کھیا (سونا بنانے کا) علم آتا تھا، یہاں یہی مراد ہے اس کیمیا گری سے اس نے اس نے اس کیمیا گری ہوں کہتا تھا، یہاں یہی مراد ہے اس کیمیا گری سے اس نے اس نے اس کے اس کے اس کیمیا گری ہوں کیمیا گری ہون کو کیمیا کیمیا کیمی ہونے کیمیا گری ہون کیمی ہونے کیمیا گری ہون کیمی ہونے کیمی ہونے کیمیا گری ہون کیمیا گری ہون کو کھیا گری ہیں ہونے کیمیا گری ہون کیمیا گری ہون کیمی ہونے کیمیا گری ہون کیمی ہونے کیمیا گری ہون کیمی ہونے کیمیا گری ہون کیمیا گری ہون کیمی ہونے کیمی ہونے کیمیا گری ہونے کیمی ہونے کیمیں کرنے کیمی ہونے کیم

ٱۺؘڰ۠ڡؚڹؗۿؙٷؘۊؙڐۜۊؖٲڰ۫ڗؘٛڔؘۼٮڡ۬ٵٝۅٙڵٳؽ۠ؽٵٛۼڽؗ ۮ۠ٮؙٚۏ۫ؠؚۿؚڂٳڷؠؙڿڔۣڝؙۅٛ<sup>۞</sup>

غَنَيَعَ عَلَى قُولِهِ فِي زِيْنَتِهُ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيْوةَ الدُّنْيَالِلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوْقِ قَارُونُ إِنَّهُ لَنُ وُحَظِّ عَظِيْهِ۞

وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُواالِعِلْمَ وَيُلَكُوُثُوَاكِ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنَ الْمَنَ وَعِلَ صَالِكٌ ۚ وَلَائِلُقُهُمَاۤ الَّلِ الطّبِيرُونَ©

الله تعالیٰ نے اس سے پہلے بہت سے بستی والوں کو غارت کردیا جو اس سے بہت زیادہ قوت والے اور بہت بڑی جمع پونجی والے والے سے ان کے گناہوں کی بازیرس نہیں کی جائیگی۔(۲)

2. پس قارون پوری آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکاہ (۳) تو دنیاوی زندگی کے متوالے کہنے لگے (۹) کاش کہ ہمیں بھی کسی طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ یہ تو بڑا ہی قسمت کا دھنی ہے۔

۱۹۰ اور ذی علم لوگ انہیں سمجھانے لگے کہ افسوس! بہتر چیز تو وہ ہے جو بطور ثواب انہیں ملے گی جو اللہ پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں (۵) یہ بات انہی کے (۲) دل میں

اتنی دولت کمائی تھی۔ لیکن امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ علم سراسر جھوٹ، فریب اور دھو کہ ہے۔ کوئی شخص اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ کسی چیز کی ماہیت تبدیل کردے۔ اس لیے قارون کے لیے بھی یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ دوسری دھاتوں کو تبدیل کرکے سونا بنالیا کرتا اور اس طرح دولت کے انبار جمع کرلیتا۔

ا. یعنی قوت اور مال کی فراوانی، یه فضیلت کا باعث نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو تیجیلی قومیں تباہ وبرباد نہ ہوتیں۔ اس لیے قارون کا اپنی دولت پر گھمنڈ کرنے اور اسے باعث فضیلت گرداننے کا کوئی جواز نہیں۔

۲. لیعنی جب گناہ اتنی زیادہ تعداد میں ہول کہ ان کی وجہ سے وہ مستحق عذاب قرار دے دیے گئے ہول تو پھر ان سے باز پرس نہیں ہوتی، بلکہ اچانک ان کا موّاخذہ کرلیا جاتا ہے۔

۳. لعنی زینت وآراکش اور خدم و حشم کے ساتھ۔

۸. یہ کہنے والے کون تھے؟ بعض کے نزدیک ایمان والے ہی تھے جو اس کی امارت وشوکت کے مظاہر سے متاثر ہوگئے تھے اور بعض کے نزدیک کافریتھے۔

8. اینی جن کے پاس دین کا علم تھا اور دنیا اور اس کے مظاہر کی اصل حقیقت سے باخبر سے، انہوں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ پچھ سمی نہیں۔ اللہ نے اہل ایمان اور اعمال صالح بجا لانے والوں کے لیے جو اجر وثواب رکھا ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ جیسے حدیث قدی میں ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے (میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی ایسی چیزیں تیار کررگی ہیں جنہیں کی آئکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا اور نہ کسی کے وہم و گمان میں ان کا گزر ہوا)۔ (صحیح البخاری، کتاب النوحید، باب قول الله تعالی یویدون أن بیدلوا کلام الله. ومسلم، کتاب الإیمان، باب ادنی أهل الجنة منزلة)

٣. يعني يُلَقًاهَا ميں هَا كامر جع، كلمه ہے اور يہ قول الله كا ہے۔ اور اگر اسے اہل علم ہى كے قول كا تتمہ قرار ديا جائے

ڈالی جاتی ہے جو صبر وسہار والے ہوں۔

۸۱. (آخر کار) ہم نے اسے اس کے محل سمیت زمین میں دھنسادیا<sup>(۱)</sup> اور اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد کے لیے تیار نہ ہوئی نہ وہ خود اپنے بچانے والوں میں سے ہوسکا۔

۸۲. اور جو لوگ کل اس کے مرتبہ پر پینچنے کی آرزو کررہے تھے وہ آج کہنے لگے کہ کیا تم نہیں دیکھتے (۲) کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کردیتا ہے اور نگل بھی؟ اگر اللہ تعالیٰ ہم پر فضل نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنیا دیتا، (۳) کیا دیکھتے نہیں ہو نشکروں کو کبھی کامیانی نہیں ہوتی؟ (۳)

فَخَسُفْنَالِهٖ وَبِدَارِةِ الْأَرْضَّ ۗفَا كَانَ لَهُ مِنُ فِئَةٍ يَّيْضُرُونَهُ مِنُ دُونِ اللَّهِ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ النُنْتَصِوِيْنَ۞

ۅٙٲڞؙۼڔؘٳڰڹؽؘؾؘؾۘٮۜٞۊٚٳۘڡڬۘٵڬ؋ڽٳڷٲۺؽؿٞۅ۬ڷؽ ڡؘؿڲٲڽٞٳ؇ڐؽڹۺؙڟٳڸڗڒۛڨٙڸڡڽؙؾۜۺٙٵٷڡؽۼؚڹٳۮؚۄ ۅؘؿؿؙڔڒٷٙڰؚٲٲؽؙۺؿٳٮڵڎۼڶؽؽٵڵڂۜڛڡؘڽڹٵ۠ ۅؿڲٵؿٷڵٳؽڞ۫ڸڂۥٲڬڶڣڒؙۏؽ۞۠

تو ھا کا مرجع جنت ہوگی لینی جنت کے مستحق وہ صابر ہی ہوں گے جو دنیاوی لذتوں سے کنارہ کش اور آخرت کی زندگی میں رغبت رکھنے والے ہوں گے۔

ا. لعنی قارون کو اس کے سکبر کی وجہ سے اس کے محل اور خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ حدیث میں ہے کہ رسول الله سکا فیو آئی ازار زمین پر لئکائے جارہا تھا (الله کو اس کا یہ سکبر پہند نہیں آیا) اور اسے زمین میں دھنسا دیا گیا، لیس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلاجائے گا)۔ (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جَرَّ فَوَبَهُ من الخیلاء)

۲. مکان سے مراد وہ دنیاوی مرتبہ ومنزلت ہے جو دنیا میں کی کو عارضی طور پر ملتا ہے۔ جیسے قارون کو ملا تھا، اُمس، گزشتہ کل کو کہتے ہیں۔ مطلب زمانہ قریب ہے۔ وَیْکاَنَ، اصل میں "وَیْلَکَ إِعْلَمُ أَنَّ ہے اس کو مخفف کرکے وَیْکاَنَ، بادیا گیا ہے، بعض کے نزدیک یہ آلمُم تر کے معنی میں ہے۔ (ابن کیر) جیسا کہ ترجے سے واضح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قارون کی سی دولت وحشمت کی آرزو کرنے والوں نے جب قارون کی عی دولت وحشمت کی آرزو کرنے والوں نے جب قارون کا عبرت ناک حشر دیکھا تو کہا کہ مال ودولت اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صاحب مال سے راضی بھی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی کو مال زیادہ دے دیتا ہے اور کی کو کم۔ اس کا تعلق اس کی مشیت اور حکمت بالغہ سے ہے جے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، مال کی فراوائی اس کی رضا کی اور مال کی کی اس کی مشیت اور حکمت بالغہ سے جہ جے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، مال کی فراوائی اس کی رضا کی اور مال کی کی اس کی ناراضی کی دلیل نہیں ہے نہ یہ معیار فضیات ہی ہے۔

سر یعنی ہم بھی اسی حشر سے دوچار ہوتے جس سے قارون دوچار ہوا۔

م. لیعنی قارون نے دولت یا کر شکر گزاری کے بجائے ناشکری اور معصیت کا راستہ اختیار کیا تو دیکھ لو اس کا انجام بھی کیسا

تِلْكَ الدَّادُ الْاحْرَةُ نَجْعَلُهَا لِكَيْنِ يُسْنَ لَا يُرِيُدُونَ عُلُوَّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِيَةُ لِلْشَقِيْنَ۞

مَنُ جَاءَ بِالْحُسَنَةِ فَلَهُ خَيْرُهِّ ثُمَّا وَمَنُ جَاءَ بِالسِّيِّئَةِ فَلَا يُجُزَى النَّنِيُّنَ عَمِلُوا السَّيِّنَاتِ اِلْامَا كَانُوْ اِيَعُمَلُوْنَ ۞

اِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرُّانَ لَرَآدٌْكَ اِللَّ مَعَادٍ قُلُ رُبِّنَّ اَعْلَوُمِنُ جَآءَ بِالْهُلای وَمَنُ هُوَ فَضَلالٍ مُبِّدِیْنٍ ⊕

ملا. آخرت کا یہ مجلا گھر ہم ان ہی کے لیے مقرر کردیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں۔ اور پر ہیز گاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔ (۱)

مرد جو شخص نیکی لائے گا اسے اس سے بہتر ملے گا(\*) اور جو برائی لے کر آئے گا تو ایسے بد اعمالی کرنے والوں کو ان کے انہی اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کرتے تھے۔ (\*) ملک کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کرتے تھے۔ (\*) وہ مرد جس اللہ نے آپ پر قرآن نازل فرمایا ہے (\*) وہ آپ کو دوبارہ کیملی جگہ لانے والا ہے، (۵) کہہ دیجیے کہ میرا رب اسے بھی بخوبی جانتا ہے جو ہدایت لایا ہے اور اسے بھی جو کھلی گراہی میں ہے۔ (۱)

ہوا؟ دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔

ا. عُلُوٌٌ کا مطلب ہے ظلم وزیادتی، لوگوں سے اپنے کو بڑا اور برتر سجھنا اور باور کرانا، تکبر اور فخر وغرور کرنا، اور فساد کے معنی ہیں ناحق لوگوں کا مال ہتھیانا، یا نافرمانیوں کا ار تکاب کرنا کہ ان دونوں باتوں سے زمین میں فساد پھیلتا ہے۔ فرمایا کہ متقین کا عمل واخلاق ان برائیوں اور کو تاہیوں سے پاک ہوتا ہے اور تکبر کے بجائے ان کے اندر تواضع، فرو تی اور معصیت کیش کے بجائے اطاعت کیش ہوتی ہے اور آخرت کا گھر لیعنی جنت اور حسن انجام انہی کے جھے میں آئے گا۔

اللہ یعنی کم از کم ہر نیکی کا بدلہ دس گنا تو ضرور ہی ملے گا، اور جس کے لیے اللہ چاہے گا، اس سے بھی زیادہ، کہیں زیادہ، عطا فرمائے گا۔

س. لیعنی نیکی کا بدلہ تو بڑھا چڑھا کر دیا جائے گا لیکن برائی کا بدلہ برائی کے برابر ہی ملے گا۔ لیعنی نیکی کی جزاء میں اللہ کے فضل وکرم کا اور بدی کی جزاء میں اس کے عدل کا مظاہرہ ہوگا۔

٨. يا اس كى تلاوت اور اس كى تبليغ ودعوت آب پر فرض كى ہے۔

۵. لیعنی آپ کے مولد مکہ، جہاں سے آپ نظنے پر مجبور کردیے گئے تھے۔ حضرت ابن عباس ڈھالٹھُؤ سے صحیح بخاری میں اس کی یہی تقسیر نقل ہوئی ہے۔ چنانچہ ہجرت کے آٹھ سال بعد اللہ کا یہ وعدہ پورا ہوگیا اور آپ ۸ ہجری میں فاتحانہ طور پر مکہ میں دوبارہ تشریف لے گئے۔ بعض نے معاد سے مراد قیامت کی ہے۔ یعنی قیامت کے دن آپ کو اپنی طرف لوٹائے گا اور تبلیغ رسالت کے بارے میں بوچھے گا۔

٨. يه مشركين كے اس جواب ميں ہے جو وہ نبی مَنَالَيْنِا كو ان كے آبائی اور روايتی مذہب سے انحراف كی بنا پر ممراہ سمجھتے

وَمَاكُنُتَ تَرُجُواۤ اَنَ يُنْفَقَى اِلَيْكَ الكِتِلَٰ اِلَّارَحْمَةً مِّنْ تَرْبِّكَ فَلَا عَلُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِلكَفِرِينَ۞

وَلاَيَصُنُّ تَكَ عَنُ النِّتِ اللهِ بَعُكَ اِذُ اُنْزِلَتُ اِلْيُكُ وَادُّعُ اللَّ رَبِّكَ وَلاَ تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

وَلاَتَنُءُ مَعَ الله ِ إِلهَا اخَرَ لَاَ الهُ اِلَاهُوَّ كُلُّ شَىُّ هَالِكُ ۚ إِلَّا وَجُهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَ اللَّهِ

۸۲. اور آپ کو تو مجھی اس کا خیال بھی نہ گزرا تھا کہ آپ کی طرف کتاب نازل فرمائی جائے گی<sup>(۱)</sup> لیکن یہ (قرآن مجید) آپ کے رب کی مہربانی سے اترا۔ (۲) اب آپ کو ہرگز کافروں کا مددگار نہ ہونا چاہیے۔ (۳)

۸۷. اور خیال رکھے کہ یہ کفار آپ کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تبلیغ سے روک نہ دیں (۳) اس کے بعد کہ یہ آپ کی جانب اتاری گئیں، تو آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔

۸۸. اور الله تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبودکو نہ پکارنا<sup>(۵)</sup> بجز الله تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی

تھے۔ فرمایا "میرارب خوب جانتا ہے کہ گراہ میں ہول جو اللہ کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہول، یا تم ہو جو اللہ کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہول، یا تم ہو جو اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کو قبول نہیں کررہے ہو؟"

ا. یعنی نبوت سے قبل آپ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آپ کو رسالت کے لیے چنا جائے گا اور آپ پر کتاب البی کا نزول ہو گا۔

۲. لیعنی یہ نبوت و کتاب سے سرفرازی، اللہ کی خاص رحمت کا نتیجہ ہے جو آپ پر ہوئی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ نبوت کوئی کہی چیز نبیں ہے، جے محنت اور سعی وکاوش سے حاصل کیا جاسکتا رہا ہو۔ بلکہ یہ سراسر ایک وہی چیز تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جے چاہتا رہا، نبوت ورسالت سے مشرف فرماتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ مَانَّ اللّٰهِ عَالَیْ اللّٰہِ عَالٰ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہ عَالٰہِ اللّٰہ عَالٰہ اللّٰہ اللّٰہ عَالٰہ اللّٰہ عَالٰہ اللّٰہ عَالٰہ اللّٰہ عَالٰہ اللّٰہ ا

۳. اب اس نعت اور فضل الهي كا شكر آپ اس طرح اداكرين كه كافرون كي مدد اور جمنوائي نه كرين-

م. لیخی ان کافروں کی باتیں، ان کی ایذاء رسانی اور ان کی طرف سے تبلیغ ودعوت کی راہ میں رکاوٹیں، آپ کو قرآن کی تلاوت اور اس کی تبلیغ سے نہ روک دیں۔ بلکہ آپ پوری تندہی اور یکسوئی سے رب کی طرف بلانے کا کام کرتے رہیں۔

۵. یعنی کسی اور کی عبادت نه کرنا، نه دعا کے ذریعے سے، نه نذر ونیاز کے ذریعے سے، نه ہی قربانی کے ذریعے سے، که یہ سب عبادات ہیں جو صرف ایک اللہ کے لیے خاص ہیں۔ قرآن میں ہر جگه غیر اللہ کی عبادت کو پکارنے سے تعبیر کیا گیا ہے، جس سے مقصود اسی نکتے کی وضاحت ہے کہ غیر اللہ کو مافوق الاسباب طریقے سے پکارنا، ان سے استداد واستغاثہ کرنا، ان سے دعائیں اور التجائیں کرنا یہ ان کی عبادت ہی ہے جس سے انسان مشرک بن جاتا ہے۔

ہے مگر اس کا منہ () (اور ذات)۔ اس کے لیے فرمانروائی ہے (<sup>(r)</sup> اور تم اس کی طرف لوٹائے جاؤگے۔

<u>ڗؙٛ</u>ۻۼؙۅٛؽ۞ٞ

ا. وَجْهَهُ (اس کا منه) سے مراد الله کی ذات ہے جو وجہ (چہرہ) سے متصف ہے۔ لینی الله کے سوا ہر چیز ہلاک اور فنا ہوجانے والی ہے۔ ﴿ کُلُّ مُنَّ عَلَيْهَا فَإِن \* وَيَنْتُقَى وَجُهُ رَبِّكَ دُوالْجَلْلِ وَالْدِكُواْمِ ﴾ - (الرحلن: ۲۱، ۲۷) (جو کچھ بھی زمین پر ہے سب فنا ہوجانے والا ہے۔ اور صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باتی رہ جائے گی)۔

۲. لینی اس کا فیصلہ، جو وہ چاہے، نافذ ہوتا ہے اور اس کا حکم، جس کا وہ ارادہ کرے، چلتا ہے۔

س. تاکه وه نیکول کو ان کی نیکیول کی جزاء اور برول کو ان کی برائیول کی سزا دے۔

### سورۂ عنکبوت کلی ہے اور اس کی انہتر آیتیں اور سات رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

### ا. التّه ـ

۲. کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟<sup>(۱)</sup>

سر اور ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا۔ (۲) یقیناً اللہ تعالی انہیں بھی جان لے گا جو سے کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں۔

م. کیا جو لوگ برائیاں کررہے ہیں انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہمارے قابو سے باہر

# فَنُوْلِوْالْغِنْكِوْنِيْ فَ فَالْمُوْلِوْالْغِنْكِوْنِيْ

## بنسم الله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

### الخن الخالة

آحَسِبَ النَّاسُ آنُ يُنْ تُرَكُّوْ آآنُ يَقُوْلُوْ ٓ الْمُنَّاوَهُمُ لا يُفْتَنُونَ ۞

وَلَقَتُ فَتَتَّا الَّذِينَ مِنْ قَبُلِهِمُ فَلَيَعُلُمَنَّ اللهُ الَّذِينَ صَدَّقُوا وَلِيَعْلَمَنَّ الكَٰذِيبُنَ⊙

> ٱمُرحَسِبَ الكَّـزِيْنَ يَعْمُلُوْنَ السَّيِّيَّالْتِ اَنَ تَسْبِيقُوْنَا سَاءَ مَا يَعَلَّمُوْنَ ۗ

ا. یعنی یہ گمان کہ صرف زبان سے ایمان لانے کے بعد، بغیر امتحان لیے، انہیں چھوڑ دیا جائے گا، صحیح نہیں۔ بلکہ انہیں جان ومال کی تکالیف اور دیگر آزمائشوں کے ذریعے سے جانچا پر کھا جائے گا تاکہ کھرے کھوٹے کا، سیچ جھوٹے کا اور مومن ومنافق کا پیتہ چل جائے۔

البین یہ سنت الہیں ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے۔ اس لیے وہ اس امت کے مومنوں کی بھی آزمائش کرے گا، جس طرح پہلی امتوں کی آزمائش کی گئی۔ ان آیات کی شان نزول کی روایات میں آتا ہے کہ صحابہ کرام شکائیڈ نے اس ظلم وستم کی شکلیت کی جس کا نشانہ وہ کفار ماہ کی طرف سے بنے ہوئے سے اور رسول اللہ سکائیڈ کے سے دعا کی در خواست کی تاکہ اللہ تعالی ان کی مدد فرمائے۔ آپ سکائیڈ کے نے فرمایا کہ (یہ تشدر وایذاء تو اہل ایمان کی تاریخ کا حصہ ہے۔ تم سے پہلے بعض مومنوں کا یہ حال کیا گیا گیا گیا گیا گیا گیا ہے۔ اور سول پر آرا چلادیا گیا، جس سے ان کے یہ حال کیا گیا کہ انہیں ایک گڑھا کو وہ کے اس کے سرول پر آرا چلادیا گیا، جس سے ان کے جسم دو حصول میں تقسیم ہوگئے، ای طرح لوہ کی کنگھیاں ان کے گوشت پر ہڈیوں تک پھیری گئیں۔ لیکن یہ ایڈائیل انہیں دین حق سے پھیرنے میں کامیاب نہیں ہو گیں)۔ (صحیح البخاری، کتاب أحادیث الانبیاء، باب علامات النبوۃ فی الإسلام) حضرت شار، ان کی والمدہ حضرت سمیہ اور والمد حضرت یاسر، حضرت صہیب، بلال ومقداد وغیرہم رضوان اللہ علیم اجمعین پر اسلام کے ابتدائی دور میں جو ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، وہ صفحات تاریخ میں محفوظ ہیں۔ یہ واقعات ہی ان آیات کے نزول کا سبب بے۔ تاہم عموم الفاظ کے اعتبار سے قیامت تک کے اہل ایمان اس میں داخل ہیں۔

مَنْكَانَ يَرْجُو القَاءَ اللهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللهِ لَاتٍ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيُو

وَمَنُ جُهَدَ فَإِثْمَاكُمُ إِهِدُ لِنَفْشِهُ إِنَّ اللهُ لَعَنِيُّ عَنِ الْعُلَمِيْنَ ﴾ لَعَنِيُّ عَنِ الْعُلَمِيْنَ

وَالَّذِيْنَ الْمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَتِ لَنُكُفِّرَتَ عَنْهُمُ سَيِّا إِنِهِمُ وَلِنَجُزِيَّهُمُ اَحْسَ الَّذِي كَانُوْلِيُمُلُونَ

ۉؖۊڟؖؽڹٵٳ۠ٳۺ۬ٵؽؠۅٙٳڸۮؽۼڂؙۺٵٷٳڹ ڂۿٮۮٷڸؿؙۺۅٷؠ٥۫ڡٵؽۺؙۘڵڰڽ؋ؚؗۼڵۿ

ہو جائیں گے، (') یہ لوگ کیسی بری تجویزیں کررہے ہیں۔ ('') **۵**. جسے اللہ کی ملاقات کی امید ہو پس اللہ کا تھہرایا ہوا وقت یقیناً آنے والا ہے، ('') اور وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ ('')

۲. اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش
 کرتا ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے نیاز

2. اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے مطابق سنت کام کیے ہم ان کے تمام گناہوں کو ان سے دور کردیں گے اور انہیں ان کے نیک اعمال کے بہترین بدلے دیں گے۔(۱) ۸. اور ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تصیحت کی ہے(۱) ہاں اگر وہ یہ کوشش

ا. یعنی ہم سے بھاگ جائیں گے اور ہماری گرفت میں نہ آسکیں گے۔

۲. لیعنی اللہ کے بارے میں کس خلن فاسد میں یہ مبتلا ہیں، جب کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر بات سے باخبر بھی۔ پھر اس کی نافرمانی کرکے اس کے موّاخذہ وعذاب سے بچنا کیوں کر ممکن ہے؟

سم. لیعنی جھے آخرت پر یفین ہے اور وہ اجر و تواب کی امید پر اعمال صالحہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی امیدیں برلائے گا اور است اس کے عملوں کی مکمل جزاء عطا فرمائے گا، کیونکہ قیامت یفیناً برپا ہو کر رہے گی اور اللہ کی عدالت ضرور قائم ہوگ۔
مم. وہ بندوں کی باتوں اور دعاؤں کا سننے والا اور ان کے چھپے اور ظاہر سب عملوں کو جاننے والا ہے۔ اس کے مطابق وہ جزاء وہزا بھی یفیناً دے گا۔

۵. اس کامطلب وہی ہے جو ﴿مَنْ عَبِلَ صَالِحًا فِلْتَقْسِهِ﴾ (الجائية: ١٥) کا ہے (لیعنی جو نیک عمل کرے گا، اس کا فاکدہ اس کو ہوگا)۔ ورنہ اللہ تعالی تو بندوں کے افعال سے بے نیاز ہے۔ اگر سارے کے سارے متقی بن جائیں تو اس سے اس کی سلطنت میں تو واضافہ نہیں ہوگا اور سب نافرمان ہوجائیں تو اس سے اس کی بادشاہی میں کی نہیں ہوگا۔ الفاظ کی مناسبت سے اس میں جہاد مع الکفار بھی شامل ہے کہ وہ بھی مجملہ اعمال صالحہ ہی ہے۔

۲. لیعنی باوجود اس بات کے کہ اللہ تعالی تمام مخلوق سے بے نیاز ہے، وہ محض اپنے فضل وکرم سے اہل ایمان کو ان کے مملوں کی بہترین جزاء عطا فرمائے گا۔ اور ایک ایک نیکی پر کئی گئی گنا اجر وثواب دے گا۔

کے قرآن کریم کے متعدد مقامات پر اللہ تعالی نے اپنی توحید وعبادت کا حکم دینے کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک

فَلاتُطِعُهُمَا ﴿إِلَّىٰ مَرُحِفِكُمْ فَأَنْبِتَكُمُ بِيَا كُنْتُهُ تَعْمَلُون۞

ۅؘٲڰۮؚؽڹٵڡؘڹؙٷٳۅؘعؚٙؠڶۅۛٳڶڞڸۣڂؾڵڹؙۮڿڵؾٞۿؙڎ ۪ڣٳڶڟڸڿؽڹ۞

ۅٙڝؚؽؘۘٵڵؾٚٳڛڡۜ؈ؙڲڣؙٷڵۘٳڡؙٮۜٞٵۑؚٵٮڵۼۏؽؘٳٛۮٛٳۉۮؽ ڣۣٳٮڵؿۄۼۘۼڶڣؿؙٮؘڎٞٳڵؾٵڛػۼۮٵٮؚٵٮڵؿ ۅؘڵؠؽؙڿٳٛۦٛؽڞؙڒڝؚۨڽڗڽؚۨڮڵؽٙڠؙۅ۠ڵؾٞٳڰٵڬٮٞٵ ڡؘۼؙۘۘػؙؿ۫۫ٳٚۅؘػؽۺٳٮڵؿؙۑٲۼڷۄؘؠؠٵڣٛڞؙۮؙۅؙڔ

کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کرلیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانے، (۱) تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے پھر میں ہر اس چیز سے جو تم کرتے تھے تہہیں خبر دوں گا۔

9. اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک کام کیے انہیں میں اپنے نیک بندوں میں شار کرلوں گا۔ (۲)

10. اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو زبانی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں لیکن جب اللہ کی راہ میں کوئی مشکل آن پڑتی ہے تو لوگوں کی ایذاء دہی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح بنالیتے ہیں، (۲) ہاں اگر اللہ کی مدد

کی تاکید کی ہے جس سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ ربوبیت (اللہ واحد) کے نقاضوں کو صحیح طریقے سے وہی سمجھ سکتا اور ادا کرسکتا ہے جو والدین کی اطاعت و خدمت کے نقاضوں کو سمجھتا اور ادا کرسکتا ہے۔ جو شخص یہ بات سمجھنے سے قاصر ہے کہ دنیا میں اس کا وجود والدین کی باہمی قربت کا نتیجہ اور اس کی تربیت وپرداخت، ان کی غایت مہربانی اور شفقت کا ثمرہ ہے۔ اس لیے جمجھے ان کی خدمت میں کوئی کو تاہی اور ان کی اطاعت سے سر تابی نہیں کرنی چاہیے، وہ یقیناً خالق کا نکات کو سمجھنے اور اس کی توحید وعبادت کے نقاضوں کی ادائیگی سے بھی قاصر رہے گا۔ اس لیے احادیث میں بھی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی تاکید آئی ہے۔ ایک حدیث میں والدین کی رضا مندی کو اللہ کی رضا اور ان کی ادائیگی کو رب کی ناراضگی کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

ا. لعنی والدین اگر شرک کا تھم دیں (اور اسی میں دیگر معاصی کا تھم بھی شامل ہے) اور اس کے لیے خاص کوشش بھی کریں۔ (جیسا کہ مجاہدہ کے لفظ سے واضح ہے) تو ان کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ «لَا طَاعَةَ لاَّحدِ فِي مَعْصِميةِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ» (مسند أحمد: ٢٦/٥، والصحيحة للالباني: ٢٩١) "الله کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں"۔

اس آیت کے شان نزول میں حضرت سعد بن انی و قاص رفیانی کا واقعہ آتا ہے کہ ان کے مسلمان ہونے پر ان کی والدہ نے کہا کہ میں نہ کھاؤں گی نہ بیوں گی، یہاں تک کہ مجھے موت آجائے یا پھر تو مجمہ (سکان پینیا) کی نبوت کا انکار کردے، بالآخر یہ اپنی والدہ کو زبروستی منہ کھول کر کھلاتے، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، ترمذي، تفسیر سورۃ العنکبوت) کل بینی والدہ کو زبروستی منہ کھول کر کھلاتے، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، ترمذي، تفسیر سورۃ العنکبوت) کل یعنی اگر کسی کے والدین کے ساتھ نہیں۔ اس لیے کہ گو والدین دنیا میں اس کے بہت قریب رہے ہوں گے لیکن اس کی محبت دینی اہل ایمان ہی کے ساتھ تھی بنا بریں الْمَوْءُ مَا کھیں میں ہوگا۔

سم. اس میں اہل نفاق یا کمزور ایمان والوں کاحال بیان کیا گیا ہے کہ ایمان کی وجہ سے انہیں ایذاء پہنیجی ہے تو عذاب

الْعٰلَمِينَ ۞

وَلِيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِيْنَ الْمُنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِيْنَ الْمُنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ اللهُ اللهُ الدِينَ الْمُنْفِقِينَ اللهُ المُنْفِقِينَ اللهُ المُنْفِقِينَ اللهُ المُنْفِقِينَ اللهُ الله

ۅؘۊؘٲڶٵ؆ڹؽڹػڡٞۯؙۉٳڸڰؚڔ۬ؽڹٲڡؙڹؗۅٳٮؾۜؠڠؙۅٛٳ ڛؚؠؽڶڬٵۅڷؙۼؠؙؚڶځڟؽڬؙڎ۠ٷڡٵۿؙٷڿؠڶؚڸڹٛ ڡؚڽؙڂڟؽۿؙۮ۫ڔؚۨؖ؈ٛۺٷٞٵٞؠؙٞ؆ٛٞڷڬۏڹٛٷؘڹٛ<sup>®</sup>

آجائے (۱) تو پکار اٹھتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھی ہیں (۲) میں دنیا جہان کے سینوں میں جو پکھ ہے اس سے اللہ تعالیٰ واقف نہیں ہے؟ (۱)

اا. اور جو لوگ ایمان لائے اللہ انہیں بھی ظاہر کرکے رہے گا اور منافقوں کو بھی ظاہر کرکے رہے گا۔(م

11. اور کا فروں نے ایمان والوں سے کہا کہ تم ہماری راہ کی تابعداری کرو تمہارے گناہ ہم اٹھالیں گے، (۵) حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی نہیں اٹھانے والے، یہ تو محض جھوٹے ہیں۔(۱)

الٰہی کی طرح وہ ان کے لیے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ نیتجناً وہ ایمان سے پھر جاتے اور دین عوام کو اختیار کر لیتے ہیں۔ ۱. یعنی مسلمانوں کو فنتح وغلبہ نصیب ہوجائے۔

۲. لیعنی تمہارے دینی بھائی ہیں۔ یہ وہی مضمون ہے جو دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا گیاہے کہ "وہ لوگ تہمیں دیکھتے رہتے ہیں، اگر تہمیں اللہ کی طرف سے فتح ملتی ہے، تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ اور اگر حالات کافروں کے لیے کچھ سازگار ہوتے ہیں تو کافروں سے جاکر کہتے ہیں کہ کیا ہم نے تم کو گھیر نہیں لیا تھا اور مسلمانوں سے تم کو نہیں بچایا تھا"۔ (النساء:۱۳۱۱)
 سابر لیعنی کیا اللہ ان باتوں کو نہیں جانتا جو تمہارے دلوں میں ہے اور تمہارے ضمیروں میں پوشیدہ ہے۔ گو تم زبان سے مسلمانوں کا ساتھی ہونا ظاہر کرتے ہو۔

٧٠. اس كا مطلب ہے كہ اللہ تعالى خوشى اور تكليف دے كر آزمائے گا تاكہ منافق اور مومن كى تميز ہوجائے جو دونوں حالتوں ميں اللہ كى اطاعت كرے گا وہ مومن ہے، اور جو صرف خوشى اور راحت ميں اطاعت كرے گا تو اس كے معنی حالتوں ميں اللہ كى اطاعت كرے گا تو اس كے معنی يہ ہيں كہ وہ صرف اپنے خظ نفس كا مطبع ہے، اللہ كا نہيں۔ جس طرح دوسرے مقام پر فرمايا ﴿وَلَيْدُونُكُونُحُقُى تَعْلَمُ الْمُيْوِيْنِيْنَ وَمِنْكُو وَالطَّيْدِيِيْنَ وَمَنْهُ وَالْمُعْلِيْنِ وَمَنْهُ وَالْمُعْلِيْنِ وَاللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ كَمَا مَعْنَى عَلَى مَا اللهُ عَلَيْ عَلَى مَا اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَيْنَ عَلَى مَا اللهُ عَلَيْنَ عَلَى مَا اللهُ عَلَيْنَ عَلَى مَا اللهُ عَلَيْنَ عَلَى مَا اللهُ الله

۵. لیعنی تم اسی آبائی دین کی طرف لوٹ آؤ، جس پر ہم ابھی تک قائم ہیں، اس لیے کہ وہی دین صحیح ہے۔ اگر اس روایتی مذہب پر عمل کرنے سے تم گناہ گار ہوگے تو اس کے ذمے دار ہم ہیں، وہ بوجھ ہم اپنی گردنوں پر اٹھائیں گے۔
 ۲. اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ جھوٹے ہیں۔ قیامت کا دن تو ایسا ہوگا کہ وہاں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ﴿وَلاَ تَوْدُوَالْإِدَةُ أُولَا لَاَدُوْرُ اللهِ عَلَى عَلَى اللهِ عَلَى عَلَى عَلَى اللهِ عَلَى الْهِ عَلَى اللهِ عَلَى

وَلَيَحْمِلُنَّ)َاثُقَالُهُمْ وَاثْقَالًا مَّحَ اَثْقَالِهِمُ وَلَيُسْعَلْنَّ يَوْمَرالْقِيمَةِ عَبَّاكَانُوْايَفُ تَرُوْنَ⊕ُ

وَلَقَدُ ٱلسُّلُنَا نُوْعًا إِلَّى قَوْمِهِ فَلِبَثَ فِيهُومُ الْفُ سَنَةِ اِلَّاخَسُٰيُنَ عَامًا فَأَخَذَ هُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمُ ظَالِمُونَ ۞

> فَٱنْجَيْنْهُ وَاصْحٰبَالسَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنُهَاۤ ایَةً لِلْعُلَمِیۡنَ⊚

ۅٙٳڔؙۛۯۿؚؚؽؙۄؘٳۮؙۊۜٵڶڸؚڡؘۜۅؙڡؚ؋ٵػؠ۠ۮؙۅٳٳڵؗۿۅؘٳڷڡۜٛۊؙٷؗ؇ ۮٳٮڴۄ۫ڂؘؽڒۘڰڴڕٵؽؙػٛٛڎؙؿؙۅٛؾۼڶؽۅ۠ڹ۞

سال اور البتہ یہ اپنے بوجھ ڈھولیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ ہی اور بوجھ بھی۔ (۱) اور جو کچھ افتراء پردازیاں کررہے ہیں ان سب کی بابت ان سے باز پرس کی جائے گی۔

۱۱۲ اور ہم نے نوح (عَلَیْکِا) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان میں ساڑھے نو سو سال تک رہے، (۱) پھر ان (کی قوم) کو طوفان نے آ کپڑا اور وہ تھے بھی ظالم۔

10. پھر ہم نے انہیں اور کشتی والوں کو نجات دی اور اس واقعہ کو ہم نے تمام جہان کے لیے عبرت کا نشان بنادیا۔

11. اور ابراہیم (عَالِیَا) نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو، اگر تم میں دانائی ہے تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔

قِدِّدُمَا تُحْلَى ﴾ (فاطر: ۱۸) وہال تو ایک دوست، دوسرے دوست کو نہیں ابو چھے گا چاہے ان کے در میان نہایت گہری دوستی ہو۔ ﴿وَكَلاَ يَسْنَعُلُ حَمِيْهُ عَمِيْهُمَا﴾ (المعارج: ۱۰) حتی كه رشتے دار ایک دوسرے كا بوجھ نہیں اٹھائیں گے ﴿وَإِنْ مَتَنَامُ وَلَا يَسْمُ مُثَقِّلَةُ اللّٰ حِمْلِهَا لَا يَحْمَلُ مِنْهُ فَتَى مُنْفَقَالُهُ اللّٰ حِمْلُها لَا يَحْمَلُهُمَا لَوَ يَهِاللّٰ مِنْ فَى فَى اَلْ عِمْدُ مَنْفَقَالُهُ اللّٰ عَلَى اَللّٰ عِمْدُ اِللّٰ مِنْ اِللّٰ عَلَى اَللّٰ عَلَى اَللّٰ عَلَى اَللّٰ عَلَىٰ اَللّٰ عَلَىٰ اَللّٰ عَلَىٰ اِللّٰ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰ

ا. یعنی یہ ائمہ کفر اور داعیان صلال اپنا ہی ہوجھ نہیں اٹھائیں گے، بلکہ ان لوگوں کے گناہوں کا ہوجھ بھی ان پر ہوگا جو ان کی سعی وکاوش سے گراہ ہوئے تھے۔ یہ مضمون سورۃ النحل آیت: ۲۵ میں بھی گررچکا ہے۔ حدیث میں ہے (جو ہدایت کی طرف بلاتا ہے، اس کے لیے اپنی نیکیوں کے اجر کے ساتھ ان لوگوں کی نیکیوں کا اجر بھی ہوگا جو اس کی وجہ سے قیامت تک ہدایت کی پیروک کریں گے، بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کوئی کمی ہو۔ اور جو گراہی کا دائی ہوگا، اس کے لیے اپنے گناہوں کے علاوہ ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی ہوگا جو قیامت تک اس کی وجہ سے گراہی کا راستہ اختیار کرنے والے ہوں گے، بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کوئی کی ہو)۔ (أبو داود، کتاب السنة، باب لزوم السنة - ابن ماجه، المقدمة، باب من سن سنة حسنة أو بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کوئی کی ہو)۔ (أبو داود، کتاب السنة، باب لزوم السنة - ابن ماجه، المقدمة، باب من سن سنة حسنة أو سینة) ای اصول سے قیامت تک ظلم سے قتل کیے جانے والوں کے خون کا گناہ آدم علیج اس کے کہ بہلے بیٹے (قائیل) پر ہوگا۔ اس لیے کہ سب سے پہلے ای نے ناحق قتل کیا تھا۔ (مسند أحمد: ۱۳۸۳ وقد أخرجه الجماعة سوی أبی داود من طرق)

۲. قرآن کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی دعوت و تبلیغ کی عمر ہے۔ ان کی پوری عمر کتنی تھی؟ اس کی صراحت نہیں کی گئے۔ بعض کہتے ہیں چالیس سال نبوت سے قبل اور ساٹھ سال طوفان کے بعد، اس میں شامل کر لیے جائیں۔ اور بھی کئی اقوال ہیں، وَاللهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

إِنَّهَا نَعُبُكُ وُنَ مِنُ دُوْنِ اللهِ اَوْتَانَا وَّ تَخُلُقُوْنَ إِفْكَا ْإِنَّ الَّـنِ يُـنَ تَعُبُكُ وْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ لِاَيْمُلِكُوْنَ لَكُوْرِنَ قَا فَابْتَعُوْا عِنْكَ اللهِ الرِّزْقَ وَاعْبُكُوْنَ وَاشْكُوُرُونَ لَهُ ْ لِلَيْهِ مِنْ يُوْمِعُونَ ©

# ۅٙٳڶٛ تُكَدِّبُوٛٳڡؘڡؘۜۮڮڎۜۘڹٲڡۘٮڟڔۺؽ ڡۜڹڵؚڴۄ۫ٷمٵعل الرَّسُوْلِ إِلَّا الْبَلغُ

11. تم تو اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی پوجا پاٹ کررہے ہو اور جھوٹی باتیں دل سے گھڑ لیتے ہو۔'' سنو، جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا پاٹ کررہے ہو وہ تو تمہاری روزی کے مالک نہیں پس تمہیں چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ ہی سے روزیاں طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کی شکر گزاری کرو'' اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگ۔'' گزاری کرو'' اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگ۔'' اور اگر تم جھٹلاؤ تو تم سے پہلے کی امتوں نے بھی جھٹلایا ہے،'' رسول کے ذمے تو صرف صاف طور پر

ا. أَوْثَانٌ، وَثَنٌ كَى جَمْع ہے۔ جس طرح أَصْنَامٌ، صَنَمٌ كى جَمْع ہے۔ دونوں كے معنی بت كے ہیں۔ بعض كہتے ہیں صنم، سونے، چاندى، پیتل اور پھر كى مورت كو اور وثن مورت كو بھى اور چونے كے پھر وغيرہ كے بنے ہوئے آسانوں كو بھى كہتے ہیں۔ تخطُقُونَ إِفْكًا كَ معنی ہیں تَكْذِبُونَ كَذِبُا، جیسا كہ متن كے ترجمہ سے واضح ہے۔ دوسرے معنی ہیں تَعْمَلُونَهَا وَتَنْجِتُونَهَا لَا يُولُونُ لَهُونَ إِفْكًا كَ معنی ہیں تَکْذِبُونَ كَذِبًا، جیسا كہ متن كے ترجمہ سے واضح ہے۔ دوسرے معنی صحیح ہیں۔ یعنی اللہ كو چھوٹر كر لِلْإِفْكِ، جھوٹے مقصد كے ليے انہيں بناتے اور گھڑتے ہو۔ مفہوم كے اعتبار سے دونوں ہى معنی صحیح ہیں۔ یہنی اللہ كو چھوٹر كم جن بتوں كى عبادت كرتے ہو، وہ تو پھر كے ہنے ہوئے ہیں جو س سکتے ہیں نہ ديكھ سكتے ہیں، نقصان پہنچاسکتے ہیں نہ نفع۔ اپنے دل سے ہى تم نے انہيں گھڑلیا ہے كوئى دلیل تو ان كی صدافت كی تمہارے پاس نہیں ہے۔ یا یہ بت تو وہ ہیں جنہیں تم خود اپنے ہاتھوں سے تراشتے اور گھڑتے ہو اور جب ان كی ایک خاص شكل وصورت بن جاتی ہے تو تم سجھتے ہو كہ اب ان میں خدائی اختیارات آگئے ہیں اور ان سے امیدیں وابستہ كركے انہيں حاجت روا اور مشكل كشا باور كر ليتے ہو۔

۲. لیعنی جب یہ بت تمہاری روزی کے اسباب ووسائل میں سے کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہیں، نہ بارش برسا سکتے ہیں،
 نہ زمین میں درخت اگا سکتے ہیں اور نہ سورج کی حرارت پہنچا سکتے ہیں اور نہ حمہیں وہ صلاحیتیں دے سکتے ہیں، جنہیں بروے کار لاکر تم قدرت کی ان چیزوں سے فیض یاب ہوتے ہو، تو پھر تم روزی اللہ ہی سے طلب کرو، اس کی عبادت اور اس کی شکر گزاری کرو۔

سم. لیعنی مرکر اور پھر دوبارہ زندہ ہوکر جب اس کی طرف لوٹنا ہے، اس کی بارگاہ میں بیش ہونا ہے تو پھر اس کا در چھوڑکر دوسروں کے دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ اور دوسروں کو عاجت روا اور مشکل کشا کیوں سمجھتے ہو؟ حاجت روا اور مشکل کشا کیوں سمجھتے ہو؟

سم. یہ حضرت ابراہیم علیظاً کا قول بھی ہو سکتا ہے، جو انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ یا اللہ تعالیٰ کا قول ہے جس میں اہل مکہ سے خطاب ہے اور اس میں نبی علیظائے کو تسلی دی جارہی ہے کہ کفار مکہ اگر آپ کو جھٹلارہے ہیں، تو اس سے گھبر انے کی ضرورت نہیں ہے۔ پیغمبروں کے ساتھ یہی ہوتا آیا ہے پہلی امتیں بھی رسولوں کو جھٹلاتی اور اس کا نتیجہ بھی وہ ہلاکت وتباہی کی صورت میں بھگتتی رہی ہیں۔

الْمُيْدِينُ ۞

ٱۅؘڵڎؘؾڒۘۅؙٳػؽڡؙۜؽؠؙڔ؈ؙٛٞٵٮڵڎؙٵڵۛڂڵٛٛٛٙۛۛۛڞ ؽؙۼۣؽؙٮؙڰ؇ۥٳڽۧۮٳڮؘۼڶٙٳڵڮؘۼڶٳڶڵڿؚؽڛؽڒؙ۞

قُلُسِيُرُوۡ اِنِ الْاَئۡمِ ضِ فَانْظُوُوۡ اِكَیْفَ بَــٰہَا الۡخَـٰلۡقَ شُحَّا اللّٰهُ یُـنۡشِیُ ۖ النَّشُالَةَ الْاِخِرَةَ اللّٰهَ عَلٰ کُـٰڸِ شَکَّ قَـٰکِ یُنُوُۤ

> ؽؙػڐؚۨڹؙڡؙؽؙؿڟٵٛٷؘؾڕؙڂۘٷؙڡؽؙڴڟٵٛ ۅٳڵؽٷؿؙؙڡؙڹؙٷؙؽ۞

وَمَاۤاَنُثُوُ يِمُعُجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآء ُوَمَا لَكُوْمِّنُ دُوْكِ اللهِ مِنُ تَّرَلِيّ وَلاَنصَارُهُ

یہنچادینا ہی ہے۔

19. کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح مخلوق کی ابتداء کی چر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا، (۲) یہ تو اللہ تعالیٰ پر بہت ہی آسان ہے۔ (۳)

۲۰. کہہ دیجے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی (۴)
 کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ابتداءً پیدائش کی۔ پھر اللہ تعالیٰ ہر چیز تعالیٰ ہر چیز عالیٰ ہر چیز عادر ہے۔
 یر قادر ہے۔

۲۱. جسے چاہے عذاب کرے جس پر چاہے رحم کرے،
 تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤگ۔(۵)

۲۲. اور تم نه تو زمین میں الله تعالیٰ کو عاجز کر کتے ہو نه آسان میں، الله تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی والی ہے نه مدد گار۔

ا. اس لیے آپ بھی تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ اس سے کوئی راہ یاب ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کے ذمے دار آپ نہیں ہیں، نہ آپ سے اس کی بابت پوچھا جائے گا، کیونکہ ہدایت دینا نہ دینا صرف اللہ کے اختیار میں ہے، جو اپنی سنت کے مطابق، جس میں ہدایت کی طلب صادق دکھتا ہے، اس کو ہدایت سے نواز دیتا ہے اور دوسروں کو ضلالت کی تاریکیوں میں بھکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔

۲. توحید ورسالت کے اثبات کے بعد، یہاں سے معاد (آخرت) کا اثبات کیا جارہا ہے جس کا کفار انکار کرتے تھے۔ فرمایا پہلی مرتبہ پیدا کرنے والا بھی وہی ہے جب تمہارا سرے سے وجود ہی نہیں تھا، پھر تم دیکھنے سننے اور سبھنے والے بن گئے اور پھر جب مرکز تم مٹی میں مل جاؤگے، بظاہر تمہارا نام ونشان تک نہیں رہے گا، اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ فرمائے گا۔
 ۱۳. لیخی یہ بات چاہے تمہیں کتی ہی مشکل گئے، اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔

م. یعنی آفاق میں چھلی ہوئی اللہ کی نشانیاں دیکھو زمین پر غور کرو، کس طرح اسے بچھایا، اس میں پہاڑ، وادیاں، نہریں اور سمندر بنائے، ای سے انواع واقسام کی روزیاں اور چھل پیدا کیے۔ کیا یہ سب چیزیں اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ انہیں بنایا گیا ہے اور ان کا کوئی بنانے والا ہے؟

۵. لیخی وہی اصل حاکم اور متصرف ہے، اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ تاہم اس کا عذاب یا رحمت، یوں ہی الل ٹپ نہیں
 ہوگی، بلکہ ان اصولوں کے مطابق ہوگی جو اس نے اس کے لیے طے کر رکھے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْ إِبِالْيِتِ اللهِ وَلِقَالِهِ ٱولِيِّكَ يَمِسُوُ امِنُ تَكْمَنِيُ وَاوْلِلِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيُدُ

فَمَاكَانَجَوَابَ قَوْمِهَ إِلَّا اَنْ قَالُوااقَتُلُوهُ اَوْمِرِّقُونُهُ فَانَجْمُهُ اللهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَايْتِ لِقَوْمِ يُغُومِهُونَ

۲۳. اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کی ملاقات کو بھلاتے ہیں وہ میری رحمت سے نا امید ہوجائیں(۱) اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۲۴. ان کی قوم کا جواب بجز اس کے پکھ نہ تھا کہ کہنے گئے کہ اسے مار ڈالو یا اسے جلادو۔ (۲) آخرش اللہ نے انہیں آگ سے بچالیا، (۳) اس میں ایمان والے لوگوں کے لیے تو بہت می نشانیاں ہیں۔

ا. اللہ تعالیٰ کی رحمت، دنیا میں عام ہے جس سے کافر اور مومن، منافق اور مخلص اور نیک اور بدسب کیاں طور پر مستقیض ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو دنیا کے وسائل، آسائشیں اور مال ودولت عطا کررہا ہے یہ رحمت اللہی کی وہ وسعت ہے جے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَدَحَمْتِیْ وَسِیْتَ کُلُّ مَیْنَ ﴾ (الاعراف: ۱۵۱) (میری رحمت نے ہر چیز کو گھیرلیا ہے)۔ لیکن آخرت چونکہ دار الجزاء ہے، انسان نے دنیا کی کھیتی میں جو پچھ بویا ہوگا، اس کی فصل اسے وہاں کا ٹی ہوگی، جیسے عمل کیے ہوں گے، اس کی جزاء اسے وہاں سلے گی۔ اللہ کی بارگاہ میں بے لاگ فیصلے ہوں گے۔ دنیا کی طرح اگر آخرت میں بھی نیک وبد کے ساتھ کیاں سلوک ہو اور مومن وکافر دونوں ہی رحمت اللی کے مستحق قرار پائیس تو اس سے ایک تو اللہ تعالیٰ کی صفت عدل پر حرف آتا ہے، دوسرا قیامت کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے۔ قیامت کا دن تو اللہ نے رکھا ہی اس لیے ہے کہ وہاں نیکوں کو ان کی نیکیوں کے صلے میں جنت اور بروں کو ان کی برائیوں کی جزاء میں جبتم دی جائے۔ اس لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت صرف اہل ایمان کے لیے خاص ہوگی۔ جے یہاں بھی بیان بہنم دی جائے۔ اس لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت صرف اہل ایمان کے لیے خاص ہوگی۔ جے یہاں بھی بیان رحمت اللی نبیس آئے گی۔ سورۂ اعراف میں اس کو ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ ﴿ فَسَا کُونُهُ کُولُونُ کُونُ کُونُونُ کُونُونُ کُونُ کُیکُونُ کُونُ کُونُ

7. ان آیات سے قبل حضرت ابراہیم عَالِیَا کا قصہ بیان ہورہا تھا، اب پھر اس کا بقیہ بیان کیا جارہا ہے۔ در میان میں جملیہ معترضہ کے طور پر اللہ کی توحید اور اس کی قدرت وطاقت کو بیان کیا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ سب حضرت ابراہیم عَالِیا ہی کے وعظ کا حصہ ہے، جس میں انہوں نے توحید ومعاد کے اثبات میں دلائل دیے ہیں، جن کا کوئی جواب جب ان کی قوم سے نہیں بنا تو انہوں نے اس کا جواب ظلم و تشدد کی اس کارروائی سے دیا، جس کا ذکر اس آیت میں ہے کہ اسے قبل کروو یا جلا ڈالو۔ چنانچہ انہوں نے آگ کا ایک بہت بڑا اللؤ تیار کرے حضرت ابراہیم عَالِیا کو منجنین کے ذریعے سے اس میں چھنک دیا۔

۳۰. لینی اللہ نے اس آگ کو گلزار کی صورت میں بدل کر اپنے بندے کو بچالیا، جیسا کہ سورہ انبیاء میں گزرا۔

وَقَالَ إِمَّا اتَّنَانُ تُوْمِنُ دُوْنِ اللهِ اَوْتَانًا اَ مُّكَانَّا اللهِ اَوْتَانًا اللهُ اَلَّ اللهُ اَل مُّوَدَّةً بَينُزِكُمْ فِي الْمَلْوِقِ اللهُ نُيكَ الْخُوَّ يَوْمَ الْقِيلُمَةِ يَكُفُّرُ بَعْضًا فُوْمَا وْلَمَا وْلَاكُوْ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنُ نُصِرِينَ أَنَّ

فَامَٰنَ لَهُ نُوُطُ ۗ وَقَالَ إِنَّى مُهَاجِرٌ إِلَى دَبِّقٌ ۗ إِنَّهُ هُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيُثُو

وَوَهَبُمَا لَهُ السُّحٰقَ وَيَعُقُوْبَ وَجَعَلُمَا فِيُ ذُرِّيَّتِهِ الشُّبُوَّةَ وَالْكِتْبَ وَالتَّيْنَـٰهُ ٱجُرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْاِضِرَةِ لَـِسَ

70. اور (حضرت ابراہیم علیہ اللہ نے) کہا کہ تم نے جن بتوں کی پرستش اللہ کے سواکی ہے انہیں تم نے اپنی آپس کی دنیوی دوستی کی بنا تھہرالی ہے، (۱) تم سب قیامت کے دن ایک دوسرے سے کفر کرنے لگو گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرنے لگو گے۔ (۱) اور تم سب کا ٹھکانہ دوسرے پر لعنت کرنے لگو گے۔ (۱) اور تم سب کا ٹھکانہ دونرخ ہوگا اور تمہارا کوئی مدد گار نہ ہوگا۔

۲۷. پس حضرت ابراہیم (عَلَیْطِاً) پر حضرت لوط (عَلَیْطِاً) ایمان لائے (ابراہیم عَلَیْطِاً) کہنے لگے کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ (۱) وہ بڑا ہی غالب اور حکیم ہے۔

۲۷. اور ہم نے انہیں (ابراہیم عَلَیْکِا کو) اسحاق ویعقوب (عَلَیْکا) عطا کیے اور ہم نے ان کی اولاد میں ہی نبوت اور کتاب کردی (۵) اور ہم نے دنیا میں بھی

ا. لینی یہ تمہارے قومی بت ہیں جو تمہاری اجتماعیت اور آپس کی دوستی کی بنیاد ہیں۔ اگر تم ان کی عبادت چھوڑدو تو تمہاری قومیت اور دوستی کا شیرازہ بکھر جائے گا۔

۲. یعنی قیامت کے دن تم ایک دوسرے کا انکار اور دوستی کے بجائے ایک دوسرے پر لعنت کروگے اور تابع، متبوع کو ملامت اور متبوع، تابع سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔

سر. حضرت لوط عَلِيُّكِا، حضرت ابراہيم عَلَيْكِا كے برادر زاد تھے، يہ حضرت ابراہيم عَلَيْكِا پر ايمان لائے، بعد ميں ان كو بھى "سدوم" كے علاقے ميں نبى بناكر بھيجا گيا۔

٧٠. يه حضرت ابراہيم عَلَيْهِا نے کہا اور بعض کے نزديک حضرت لوط عَلَيْهِا نے۔ اور بعض کتبے ہیں دونوں نے ہی ہجرت کی۔ یعنی جب ابراہیم عَلَیْهِا اور ان پر ایمان لانے والے لوط عَلَیْها کے لیے اپنے علاقے، "کوثی" میں، جو حران کی طرف جاتے ہوئے کو ایک بتی تھی، اللہ کی عبادت کرنی مشکل ہوگئ تو وہاں سے ہجرت کرکے شام کے علاقے میں چلے گئے۔ تیسری ان کے ساتھ حضرت ابراہیم عَلَیْها کی اہلیہ سارہ تھیں۔

۵. لینی حضرت اسحاق عَلَیْشا سے یعقوب عَلَیْشا ہوئے، جن سے بنی اسرائیل کی نسل چلی اور انہی میں سارے انہیاء ہوئے، اور کتابیں آئیں۔ آخر میں حضرت نبی کریم مَثَلَّیْشِاً حضرت ابراہیم عَلَیْشِا کے دوسرے بیٹے حضرت اساعیل عَلیْشِا کی نسل سے نبی ہوئے اور آپ مَثَلِیْشِاً پر قرآن نازل ہوا۔

الصِّلِحِيْنَ<sup>®</sup>

وَلُوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهَ إِنَّكُوْلَتَا تُوْنَ الْفَاحِثَةَ مَاسَبَقَكُوْبِهَا مِنْ اَحَدٍمِّنَ الْعَلَمِيْنَ

أَيِتُكُوْلَتَأْثُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطُعُوْنَ السِّبِيْلَ لَهُ وَتَأْتُوْنَ فِي نَادِ بُيُّوْ الْمُنْكَرَّ فَمَا كَانَ جَوَابَ

اسے ثواب دیا<sup>(۱)</sup> اور آخرت میں تو وہ صالح لوگوں میں سے ہے۔

۲۸. اور حضرت لوط (عَلَيْكِاً) كا بھى ذكر كرو جب كه انہوں نے اپنى قوم سے فرمایا كه تم تو اس بدكارى پر اتر آئے ہو<sup>(۱)</sup> جے تم سے پہلے دنیا بھر میں سے كسى نے نہیں كيا۔

ا. اس اجر سے مراد رزق دنیا بھی ہے اور ذکر خیر بھی۔ یعنی دنیا میں ہر مذہب کے لوگ (عیبائی، یہودی وغیرہ حتیٰ کہ مشرکین بھی) حضرت ابراہیم علیائیا کی عزت و تکریم کرتے ہیں اور مسلمان تو ہیں ہی ملت ابراہیمی کے پیرو، ان کے ہاں وہ محترم کیوں نہ ہوں گے؟

۲. یعنی آخرت میں بھی وہ بلند درجات کے حامل اور زمرہ صالحین میں ہوں گے۔ اسی مضمون کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا ﴿وَالتَیْنَاهُ فِی اللّٰهُ مِیۡا صَنَعَةً وَالتَّهُ فِی اللَّهُ مِیۡا صَنَعَةً وَالتَّهُ فِی اللَّهُ مِیۡا صَنَعَةً وَالتَّهُ فِی اللَّهُ مِیۡا صَنَعَةً وَالتَّهُ وَالتَّهُ وَالتَّهُ مِیۡا صَنَعَالَ الصَّلِحِیْنَ ﴾ (النحل: ۱۳۲)

س. اس بدکاری سے مراد وہی لواطت ہے جس کا ارتکاب قوم لوط عَلَيْكِ نے ہی سب سے پہلے كيا، جيسا كہ قرآن نے صراحت كى ہے۔

۷۹. یعنی تمہاری شہوت پرتی اس انتہاء کو پہنچ گئی ہے کہ اس کے لیے طبعی طریقے تمہارے لیے ناکافی ہوگئے ہیں اور غیر طبعی طریقہ تم نے افتیار کرلیا ہے۔ جنسی شہوت کی تسکین کے لیے طبعی طریقہ اللہ تعالیٰ نے بیویوں سے مباشرت کی صورت میں رکھا ہے۔ اسے چھوڑ کر اس کام کے لیے مردوں کی دبر استعال کرنا غیر فطری اور غیر طبعی طریقہ ہے۔

8. اس کے ایک معنی تو یہ کیے گئے ہیں کہ آنے جانے والے مسافروں، نوواردوں اور گزرنے والوں کو زبرد تی کپڑ کپڑ کر تم ان سے بے حیائی کا کام کرتے ہو، جس سے لوگوں کے لیے راستوں سے گزرنا مشکل ہوگیا اور لوگ گھروں میں بیٹے رہنے میں عافیت سبھے ہیں۔ دوسرے معنی ہیں کہ تم آنے جانے والوں کو لوٹ لیتے اور قتل کردیتے ہو یا ازراہ شرارت انہیں کنگریاں مارتے ہو۔ تیسرے معنی یہ کیے گئے ہیں کہ سرراہ ہی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جس سے وہاں سے گزرتے ہوئے لوگ شرم محسوس کرتے ہیں۔ ان تمام صورتوں سے راستے بند ہوجاتے ہیں۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ کسی ایک خاص سبب کی تعیین تو مشکل ہے تاہم وہ ایسا کام ضرور کرتے تھے، جس سے عملاً راستہ بند ہوجاتا تھا، قطع طریق کے ایک معنی قطع نسل کے بھی کیے گئے ہیں۔ یعنی عورتوں کی شرم گاہوں کو استعال کرنے کے بجائے مردوں کی در استعال کرکے تم اپنی نسل بھی منقطع کرنے میں گئے ہیں۔ یعنی عورتوں کی شرم گاہوں کو استعال کرنے کے بجائے مردوں کی در استعال کرکے تم اپنی نسل بھی منقطع کرنے میں گئے ہوئے ہو۔ (ثر القدی)

قَوْمِهَ إِلَّاآنُ قَالُواائُتِنَابِعَذَابِ اللهِ إِنْ كُنُتَ مِنَ الصَّدِقِيْنَ<sup>©</sup>

قَالَ رَبِّ انْصُرُ فِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ٥

ۅؘۘڵؾۜٵۼۜٲڔؘؘۛۘۛٛٷڛؙؙڵؾؘٵۧٳڹڒۿؚؽؙۄؘڽؚٲڷڹٛؿ۠ڒؽؖڵۊؘٵڵٷٞٳٙ ٳؾٵڡؙۿڸڪ۠ۅؘٛٙٲٳۿؙڶۣۿڶؚۏٳڷڨؘڗؙؽۊ۪ ٳڽٙٲۿڶۿٵػؘٲٷ۠ٷڶڟڸؠڋؿۧ۞ؖ

قَالَ إِنَّ فِيُهَا لُوُطًا ۚ قَالُوُانَحُنُ آعُكُو بِمَنْ فِيهَا لَنُنْجِّينَةَ وَآهُ لَهُ إِلَّا امْرَاتَهُ ۚ كَانَتُ مِنَ الْغِيرِيْنَ

میں بے حیائیوں کا کام کرتے ہو؟ (۱) اس کے جواب میں اس کی قوم نے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہا کہ بس جا اگر سچا ہے تو ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آ۔ (۲)

• س. حضرت لوط (عَلَيْظًا) نے دعا کی کہ پرورد گار! اس مفسد قوم پر میری مدد فرما۔ (۳)

اس. اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے حضرت ابراہیم (عَلَیْمُاً) کے پاس بشارت لے کر پہنچ تو کہنے لگے کہ اس بستی والوں کو ہم ہلاک کرنے والے ہیں، (الله یقیناً یہاں کے رہنے والے گناہ گار ہیں۔

سر (حضرت ابراہیم علیقیا نے) کہا اس میں تو لوط (علیقیا) ہیں، فرشتوں نے کہا یہاں جو ہیں ہم انہیں بخوبی جانتے ہیں۔ (۵) لوط (علیقیا) کو اور اس کے خاندان کو ہم بچلیں گے سوائے اس کی بیوی کے، کہ وہ بیجھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

ا. یہ بے حیانی کیا تھی؟ اس میں بھی مختلف اقوال ہیں، مثلاً لوگوں کو کنگریاں مارنا، اجنبی مسافر کا استہزاء واستخفاف، مجلسوں میں پاد مارنا، ایک دوسرے کے سامنے اغلام بازی، شطرنج وغیرہ قشم کی قماربازی، رنگے ہوئے کپڑے پہننا، وغیرہ۔ امام شوکانی فرماتے ہیں "کوئی بعید نہیں کہ وہ یہ تمام ہی منکرات کرتے رہے ہوں"۔

- ٢. حضرت لوط عَلَيْلًا نے جب انہیں ان منكرات سے منع كيا تو اس كے جواب ميں كہا۔
- m. لیعنی جب حضرت لوط علیم فی اصلاح سے ناامید ہوگئے تو اللہ سے مدد کی دعا فرمائی۔

م. لیعنی حضرت لوط عَلَیْها کی دعا قبول فرمالی گئی اور الله تعالی نے فرشتوں کو ہلاک کرنے کے لیے بھیج دیا۔ وہ فرشتے پہلے حضرت ابراہیم عَلَیْها کے پاس گئے اور انہیں اسحاق عَلیْها ویعقوب عَلیْها کی خوش خبری دی اور ساتھ ہی بتلایا کہ ہم لوط عَلیْها کی بتی ہلاک کرنے آئے ہیں۔ کی بستی ہلاک کرنے آئے ہیں۔

- یعنی ہمیں علم ہے کہ اخیار اور مومن کون ہیں اور اشر ار کون؟
- ٢. ليعنى ان بيچھے رہ جانے والوں ميں سے، جن كو عذاب كے ذريعے سے ہلاك كيا جانا ہے وہ چونكہ مومنہ نہيں تھى بلكہ
   اپن قوم كى طرفدار تھى، اس ليے اسے بھى ہلاك كرديا گيا۔

وَلَمَّاَانُ جَآءَتُ رُسُلْنَا لُوْطًا سِفَى َ بِهِـهُ وَضَاقَ بِهِـمْ ذَرُعًا وَّقَالُوْالاَ تَخَفُ وَلاَ تَحُزَنُ ۖ إِنَّا مُنَجَّوْكَ وَ اَهْلَكَ الَّالِ امْرَاتَكَ كَانَتُ مِنَ الْغَابِرِيْنَ ۖ

ٳٮۜٛٵؗڡؙٛڹٝۯؚڵۅؙڹۘ؏ڸٙۿڸۿڮ؋ٳڷڠٙۯؽڐڔۣڂڔٞٞٳڝۜ

ۅؘڵۊۜۮؙڰڒؖؽؙڬٳڡؚڹٝۿٲٵؽڐؙۘڹێؚڹٚڎؘڐٞڵؚۣڤؘۅؙۄٟ ؾۜۼڨؚۮؙۏؘ۞

سرس. اور پھر جب ہمارے قاصد لوط (علیقیاً) کے پاس پہنچ تو وہ ان کی وجہ سے ممگین ہوئے اور دل ہی دل میں رخ کرنے لگے۔ (۱) قاصدوں نے کہا آپ نہ خوف کھائے نہ آزردہ ہوں، ہم آپ کو مع آپ کے متعلقین کے بچالیں گے (۱) مگر آپ کی بیوی کہ وہ عذاب کے لیے باقی رہ جانے والوں میں سے ہوگ۔

سر ہم اس بستی والوں پر آسانی عذاب نازل کرنے والے ہیں اس وجہ سے کہ یہ بے تھم ہورہے ہیں۔

اللہ اور یقیناً ہم نے اس بستی کو صریح عبرت کی نشانی بنادیا (۱۳) ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔

ا. سِنْ ءَ بِهِمْ کِ مَعَیٰ ہیں۔ ان کے پاس ایسی چیز آئی جو انہیں بری لگی اور اس سے ڈرگئے۔ اس لیے کہ لوط علیہ ان ان فرشتوں کو، جو انسانی شکل میں آئے سے، انسان ہی سمجھا۔ ڈرے اپنی قوم کی عادت بد اور سرشی کی وجہ سے کہ ان خوبصورت مہمانوں کی آمد کا علم اگر انہیں ہو گیا تو وہ ان سے زبردسی بے حیائی کا ارتکاب کریں گے، جس سے میری رسوائی ہوگی۔ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا یہ کنایہ ہے عاجزی سے۔ جیسے ضَاقَتْ یَدُہُ (ہاتھ کا نگ ہونا) کنایہ ہے فقر سے۔ یعنی ان خوش شکل مہمانوں کو بدخصلت قوم سے بچانے کی کوئی تدبیر انہیں نہیں سوجھی، جس کی وجہ سے وہ مُگین اور دل ہیں بریشان شھے۔

۲. فرشتوں نے حضرت لوط عَلَيْكِ كى اس پریشانی اور غم وحزن كى سفیت كو دیکھا تو انہیں تىلى دى، اور كہا كہ آپ كوئى خوف اور حزن نہ كریں، ہم اللہ كى طرف سے بھیج ہوئے فرشتے ہیں۔ ہمارا مقصد آپ كو اور آپ كے گھروالوں كو، سوائے آپ كى بيوى كے، نجات دلانا ہے۔

سا. اس آسانی عذاب سے وہی عذاب مراد ہے جس کے ذریعے سے قوم لوط کو ہلاک کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جبرائیل علیہ اس کی بستیوں کو زمین سے اکھیڑا آسان کی بلندیوں تک لے گئے، پھر ان کو انہی پر الٹادیا گیا، اس کے بعد تھنگر پھروں کی بارش ان پر ہوئی اور اس جگہ کو سخت بدبودار بحیرہ (چھوٹے سمندر) میں تبدیل کردیا گیا۔ (ابن کیر)

سم. لیغنی پھروں کے وہ آثار، جن کی بارش ان پر ہوئی ساہ بدبودار پانی اور الٹی ہوئی بہتیاں، یہ سب عبرت کی نشانیاں ہیں، مگر کن کے لیے؟ دانش مندوں کے لیے۔

۵. اس لیے کہ وہی معاملات پر غور کرتے، اسباب وعوامل کا تجزیہ کرتے اور نتائج وآثار کو دیکھتے ہیں لیکن جو لوگ عقل وشعور سے لیے تعلق؟ وہ تو ان جانوروں کی طرح ہیں جنہیں ذئے کے لیے

وَاللَّ مَدُينَ اَخَاهُمُ شُعَيْبُا ۚ فَقَالَ لِقَوْمِ اعْبُدُوااللهَ وَارْمُواالْيُومُ الْاِخْرَ وَلَاتَعْتَوُا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ⊙

ڡؘ۫ػۜڎٞؠؙٷٷڡؘٛڶؘڂؘۮؘؾؖۿ۠ۉالڗۜۼؚڣؘة۠ڡٚٲڝٛڹػٷٳ ڣٛۮٳڔۿؚۓڂؚؿؚڣؽؘڰ

ۅؘعَادًاۊۜؿٛۘۘۮُوٛۮٵٛۅؘقَۮؙؾۜؠۜؾۜڹڵڬ۠ۄٝۺؙۣۜۺڶڮڹۿؚۺۜۧ ۅؘڒٙؾڹڵۿڎ۠ٳڵۺؽٙڟڹؙٳۼؗؠٵڵۿؙڎۏڞؘڰۿؠؙۼڹ ٵڛۜڽؠؙڸۅؘػٳڹٚۏؙٳڞؙؿؿۻۣڔؽؗڹٛ

اور مدین کی طرف<sup>(۱)</sup> ہم نے ان کے بھائی شعیب (عَالِیَاً) کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو قیامت کے دن کی توقع رکھو<sup>(۱)</sup> اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔<sup>(۱)</sup>

**س.** پھر بھی انہوں نے انہیں جھٹلایا آخرش انہیں زلزلے نے پکڑلیا اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے مردہ ہوکر رہ گئے۔ (")

۳۸. اور ہم نے عادیوں اور شمودیوں کو بھی غارت کیا جن کے بعض مکانات تمہارے سامنے ظاہر ہیں (۵) اور شیطان نے انہیں ان کی بداعمالیاں آراستہ کر دکھائی تھیں اور انہیں راہ سے روک دیا تھا باوجود یکہ یہ آنکھوں والے

ذئ خانے لے جایا جاتا ہے لیکن انہیں اس کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ اس میں مشرکین مکہ کے لیے بھی تعریض ہے کہ وہ بھی تکذیب کا مظاہرہ کررہے ہیں جو عقل ودانش سے بے بہرہ لوگوں کا وطیرہ ہے۔

ا. مدین حضرت ابراہیم علیہ یا کہ علیہ کا نام تھا، بعض کے نزدیک یہ ان کے بوتے کا نام ہے، بیٹے کانام مدیان تھا۔ ان ہی کے نام پر اس قبیلے کا نام پڑگیا، جو ان ہی کی نسل پر مشتل تھا۔ اس قبیلۂ مدین کی طرف حضرت شعیب علیہ اگو نبی بناکر بھیجا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مدین شہر کا نام تھا، یہ قبیلہ یا شہر لوط علیہ اس کی تحریب ہی تھا۔

اللہ کی عبادت کے بعد، انہیں آخرت کی یاد دہانی کرائی گئی یا تو اس لیے کہ وہ آخرت کے منکر تھے یا اس لیے کہ وہ اے فراموش کردے، وہ گناہوں میں مبتلا تھے اور جو قوم آخرت کو فراموش کردے، وہ گناہوں میں دلیر ہوتی ہے۔ جیسے آج مسلمانوں کی اکثریت کا حال ہے۔

س. ناپ تول میں کی اور لوگوں کو کم دینا، یہ بیاری ان میں عام تھی اور ار تکاب محاصی میں بھی انہیں باک نہیں تھا، جس سے زمین فساد سے بھر گئی تھی۔

۷. حضرت شعیب عَلَیْمِیاً کے وعظ ونفیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا بالآخر بادلوں کے سائے والے دن، جر ائیل عَلَیْمِیا کی ایک سخت چیخ سے زمین زلزے سے لرز اٹھی، جس سے ان کے دل ان کی آئھوں میں آگئے اور ان کی موت واقع ہوگئی اور وہ گھٹوں کے بل بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔

۵. قوم عاد کی بتی۔ احقاف، حضر موت (یمن) کے قریب اور شمود کی بستی، ججر، جے آج کل مدائن صالح کہتے ہیں، ججاز کے شال
 میں ہے۔ ان علاقوں سے عربوں کے تجارتی قافلے آتے جاتے تھے، اس لیے یہ بستیاں ان کے لیے انجان نہیں، بلکہ ظاہر تھیں۔

اور ہوشیار تھے۔(۱)

ۅؘقَالُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَالْمَنَّ ۖ وَلَقَدُ جَآءَهُمُ مُّوْسَى بِالْبَيِّنْتِ فَاسْتَكْبَرُوْ إِنِي الْرَئْضِ وَمَا كَانُوُّا سْبِقِيْنَ۞

س. اور قارون اور فرعون اور ہلمان کو بھی، اور ان کے پاس حضرت موسیٰ (عَلَیْظِ) کھلے مطبح معجزے لے کر آئے تھے پھر بھی انہوں نے زمین میں تکبر کیا<sup>(۲)</sup> لیکن ہم سے آگے بڑھنے والے نہ ہوسکے۔<sup>(۳)</sup>

فَكُلَّا اَخَنُ نَالِدَ نَتِهَ فَفِنْهُمْ مَّنَ السَّلْنَاعَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمُ مَّنَ اَخَذَنْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمُ مَّنْ حَسَفُنَا لِهِ الْأَرْضَ وَمِثْهُمُ مَّنَ اَخْرَقُنَا \* وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُ مُو وَالِانُ كَانُوۤ اَنْفُنْمَهُمُ

• ٣٠. پھر تو ہرایک کو ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں گرفتار کرلیا، (()) ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا (()) اور ان میں سے بعض کو زوردار سخت آواز نے دبوج لیا (۱) اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا (()

ا. یعنی تھے وہ عقل مند اور ہوشیار۔ لیکن دین کے معاملے میں انہوں نے اپنی عقل وبصیرت سے پچھ کام نہیں لیا، اس لیے یہ عقل اور سبھھ ان کے کام نہ آئی۔

۲. لینی دلائل و معجزات کا کوئی اثر ان پر نہیں ہوا، اور بدستور متکبر بنے رہے لینی ایمان و تقویٰ اختیار کرنے سے گریز کیا۔

سا لینی ہماری گرفت سے نیج کر تنہیں جاسکے اور ہمارے عذاب کے شکنج میں آگر رہے۔ ایک دوسرا ترجمہ ہے کہ "یہ کفر میں سبقت کرنے والے تنہیں ستھے" بلکہ ان سے پہلے بھی بہت کی امتیں گزرچکی ہیں جنہوں نے ای طرح کفر وعناد کا راستہ اختیار کیے رکھا تھا۔

م. لیعنی ان مذکورین میں سے ہر ایک کی، ان کے گناہوں کی پاداش میں، ہم نے گرفت کی۔

۵. یہ قوم عاد تھی، جس پر نہایت تند و تیز ہوا کا عذاب آیا۔ یہ ہوا زمین سے کنگریاں اڑا اڑا کر ان پر برساتی، بالآخر اس کی شدت اتنی بڑھی کہ انہیں ایک کر آسان تک لے جاتی اور انہیں سر کے بل زمین پر دے مارتی، جس سے ان کا سر الگ اور دھڑ الگ ہوجاتا گویا کہ وہ محجور کے کھوکھلے سے ہیں۔ (این کثیر)

بعض مفسرین نے حاصبا کا مصداق قوم لوط عَلَیْمِلاً کو تھہرایا ہے۔ لیکن امام ابن کثیر نے اسے غیر صحیح اور حضرت ابن عباس ڈلائٹیڈ کی طرف منسوب قول کو منقطع قرار دیا ہے۔

٣. یه حضرت صالح عَالیمیاً کی قوم شمود ہے۔ جنہیں ان کے کہنے پر ایک چٹان سے اونٹٹی نکال کر دکھائی گئی۔ لیکن ان ظالموں نے ایمان لانے کے بجائے اس اونٹٹی کو ہی مار ڈالا۔ جس کے تین دن بعد ان پر سخت چنگھاڑ کا عذاب آیا، جس نے ان کی آوازوں اور حرکتوں کو خاموش کردیا۔

ک. یہ قارون ہے، جے مال ودولت کے خزانے عطا کیے گئے تھے، لیکن یہ اس گھمنٹر میں مبتلا ہو گیا کہ یہ مال ودولت اس

يَظْلِمُونَ©

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْامِنُ دُونِ اللهِ اَوْلِيَآءُ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِلتَّنَدَّتُ بَيْتًا وُ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُنُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْكَانْوْايَعْلَمُوْنَ ۞

ٳۜۛۛڽؘٞۜۘۘۘۨۨۨٳڵڵڎؘۘؽۼؙؙۘػۄؙ۫ڡؙٵؽۘٮؙڠؙۏۘڹڡؚڽؙۮؙۏڹؚ؋؈ؗ ۺؙؿ۠ۏۿؙۅٵڵۼڔ۬ؽؙۯ۠ٳڬڮؽؿ۠۞

> ۅؘؾڵؘؘؙٛٛٷٱڵۯؙڡؗٛٛؾؙٲڶٛڹؘٚڞ۬ڔؙۿٳڶؚڵؾٚٳڛٷڡؘٵ ؽۼۛڨؚڵۿٳۧٳڰٳاڵۼڸؠ۠ۅؙؽ<sup>۞</sup>

اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا، (۱) اللہ تعالیٰ ایبا نہیں کرتا کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔(۲)

الله جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز مقرر کرر کھے ہیں ان کی مثال مگڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے، حالائکہ تمام گھروں سے زیادہ بودا گھر مگڑی کا گھر ہی ہے، حالائکہ آگاش! وہ جان لیتے۔

۳۲. الله تعالی ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جنہیں وہ اس کے سوا بکار رہے ہیں، وہ زبردست اور ذی حکمت ہے۔
سرم. اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لیے بیان فرما رہے ہیں۔
ہیں (۲) اور انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں۔

بات کی دلیل ہے کہ میں اللہ کے ہال معزز و محترم ہوں۔ مجھے موسی علیہ آگی بات ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ اسے اس کے خزانوں اور محلات سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا۔

ا. یہ فرعون ہے، جو ملک مصر کا حکمر ان تھا، لیکن حد سے تجاوز کرکے اس نے اپنے بارے میں الوہیت کا دعویٰ بھی کر دیا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْظًا پر ایمان لانے سے اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو، جس کو اس نے غلام بنا رکھا تھا، آزاد کرنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر ایک صبح اس کو اس کے پورے لشکر سمیت دریائے قلزم میں غرق کر دیا گیا۔

۲. لیعنی اللہ کی شان نہیں کہ وہ ظلم کرے۔ اس لیے بچھلی قومیں، جن پر عذاب آیا، محض اس لیے ہلاک ہوئیں کہ کفر وشرک اور تکذیب ومعاصی کا ارتکاب کرکے انہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔

سب یعنی جس طرح کمڑی کا جالا (گھر) نہایت بودا، کمزور اور ناپائیدار ہوتا ہے، ہاتھ کے ادنی سے اشارے سے وہ نابود ہوجاتا ہے۔ اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا معبود، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا بھی بالکل ایسا ہی ہے، یعنی بالکل ایسا ہی ہے، یعنی بالکل ایسا ہی کسی کے کام نہیں آسکتے۔اس لیے غیراللہ کے سہارے بھی کمڑی کے جالے کی طرح کیسر ناپائیدار ہیں۔ اگر یہ پائیدار یا نفع بخش ہوتے تو یہ معبود گزشتہ اقوام کو تباہی سے بچالیتے۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ انہیں نہیں بجائید۔

4. لیعنی انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے، شرک کی حقیقت سے آگاہ کرنے اور ہدایت کا راستہ سجھانے کے لیے۔ ۵. اس علم سے مراد اللہ کا، اس کی شریعت کا اور ان آیات ودلائل کا علم ہے جن پر غور وفکر کرنے سے انسان کو اللہ کی معرفت حاصل ہوتی اور ہدایت کا راستہ ماتا ہے۔

خَكَقَ اللهُ السّباط بن وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ اللهُ إِنَّ فِي ذَٰ لِكَ لَاكِةً لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿

وَالْمُنْكُرِ ۚ وَلَٰذِ كُوَّاللَّهِ ٱكْبَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعُلُّمُ

أتُلُ مَآ أُوْرِي إِلَيْكَ مِنَ الْكِتْبِ وَآقِهِ الصَّلُونَةُ إِنَّ الصَّلُوةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ

۱۳۸ الله تعالی نے آسانوں اور زمین کو مصلحت اور حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، <sup>(۱)</sup> بے شک ایمان والوں کے لیے تو اس میں بڑی بھاری ولیل ہے۔<sup>(۲)</sup>

۳۵. جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے یڑھے(") اور نماز قائم کریں، " یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، (۵) بیشک اللہ کا ذکر بہت

ا. لینی عبث اور بے مقصد نہیں۔

۲. لینی اللہ کے وجود کی، اس کی قدرت اور علم و حکمت کی۔ اور پھر اسی دلیل سے وہ اس نتیحے پر پہنچتے ہیں کہ کائنات میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں۔

س. قرآن کریم کی تلاوت متعدد مقاصد کے لیے مطلوب ہے۔ محض اجر وثواب کے لیے، اس کے معانی ومطالب پر تدبر و تفکر کے لیے، تعلیم و تدریس کے لیے، اور وعظ و نصیحت کے لیے، اس حکم تلاوت میں ساری ہی صورتیں شامل ہیں۔ سم. کیوں کہ نماز سے (بشر طیکہ نماز ہو) انسان کا تعلق خصوصی اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوجاتا ہے، جس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے جو زندگی کے ہر موڑیر اس کے عزم وثبات کاباعث، اور ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔ اسی لیے قرآن کریم میں کہا گیا ہے (اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مددحاصل کرو) (ابقرۃ: ۱۵۳) نماز اور صبر کوئی مرئی چیز تو ہے نہیں کہ انسان ان کا سہارا پکڑ کر ان سے مدد حاصل کرلے۔ یہ تو غیر مرئی چیز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے ذریعے سے انسان کا اپنے رب کے ساتھ جو خصوصی ربط و تعلق پیدا ہو تا ہے وہ قدم تدم پر اس کی دستگیری اور رہنمائی کرتا ہے اس لیے نبی منگالٹیٹا کو رات کی تنہائی میں تبجد کی نماز بھی پڑھنے کی تاکید کی گئی، کیوں کہ آپ منگالٹیٹا کے ذمے جو عظیم کام سونیا گیا تھا، اس میں آپ مُنگافیا کی اللہ کی مدد کی بہت زبادہ ضرورت تھی اور یہی وجہ ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جب كونى ابهم مرحله ورييش موتاتو آپ مَنْ اللهُ عَلَى الهُمَّامُ نمازكا اجتمام فرمات «إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ فَرِعَ إِلَى الصَّلُوقِ»- (مسند أحمد، وأبو داود) ۵. یعنی، بے حمائی اور برائی کے روکنے کا سبب اور ذریعہ بنتی ہے جس طرح دواؤں کی مختلف تاثیرات ہیں اور کہا جاتا ہے کہ فلاں دوا فلاں بہاری کو رو کتی ہے اور واقعتاً ایہا ہو تا ہے لیکن کب؟ جب دو ہاتوں کا التزام کما حائے۔ ایک دوائی کو بابندی کے ساتھ اس طریقے اور شرائط کے ساتھ استعال کیا جائے جو حکیم اور ڈاکٹر بتلائے۔ دوسرا پر ہیز، یعنی ایسی چیزوں سے اجتناب کیا جائے جو اس دوائی کے اثرات کو زائل کرنے والی ہوں۔ اسی طرح نماز کے اندر بھی یقیناً اللہ نے ایس روحانی تاثیر رکھی ہے کہ یہ انسان کو بے حیائی اور برائی سے رو کتی ہے لیکن اس وقت، جب نماز کو سنت نبوی مُثَاثِیْرُم کے مطابق ان آداب وشر الط کے ساتھ پڑھا جائے جو اس کی صحت و قبولیت کے لیے ضروری ہیں۔ مثلاً اس کے لیے پہلی چیز اخلاص ہے، دوسری طہارت قلب، لینی نماز میں اللہ کے سواکسی اور کی طرف التفات نہ ہو، تیسری باجماعت اوقات مقررہ پر اس کا اہتمام۔ چوتھی ارکان صلوة (قراءت، رکوع، تومه، سجده وغیره) میں اعتدال واطمینان، یانچویں خشوع وخصوع اور رفت کی سیفیت۔

مَاتَصُنَعُونَ@

وَلاَنْجُادِلُوَّالَهُلَ الْكِتْبِ اِلَّا بِالَّتِيُّ هِيَ اَحْسُنُ اللَّالَةِ مِنْ اَحْسَنُ اللَّالَةِ مِنْ اَللَّهُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّ

ٷػڶٳڮٵؙٮۛ۬ۯؘڵؽۜٵٳۧڸؽػٵڰؚؠؿڹٞٛڡؘٵڷڐؽڹٵؾێؙٮڟؙۄؙ ٵڰؚؾڹؽؙٷؙڡؚٞٮؙٷٙٮۑڄۧۅؘڝ۬ۿۅؙؙڵڒٙۦۭٙڡ؈ؙؿ۠ٷ۬ڝؚڽؙڔڽ؋ ۅؘڡٵؿۼؘؚۘۘڪۮڽٳڵؾٟؾڵٙٳٙڰٵڰڵڣۯۏڹ۞

بڑی چیز ہے، (۱) اور تم جو کچھ کررہے ہو اس سے اللہ خبر دار ہے۔

۱۳۸. اور اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عدہ ہو، (۲) مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم بیں (۳) اور صاف اعلان کردو کہ ہمارا تو اس کتاب پر بھی ایمان ہے جو ہم پر اتاری گئی ہے اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی ہے داور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی ہے۔ اور ہم سب اتاری گئی (۵) ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ اور ہم سب اتاری گئی (۵)

کم. اور ہم نے اسی طرح آپ کی طرف اپنی کتاب نازل فرمائی ہے، پس جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں (۵) اور ان (مشرکین) میں بعض اس

چھٹی مواظبت لیمنی پابندی کے ساتھ اس کا الترام، ساتویں رزق حلال کا اہتمام۔ ہماری نمازیں ان آداب وشر الط سے عاری ہیں، اس لیے ان کے وہ اثرات بھی ہماری زندگی میں ظاہر نہیں ہورہے ہیں، جو قر آن کریم میں بتلائے گئے ہیں۔ بعض نے اس کے معنی امر کے کیے ہیں۔ لیمنی نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ بے حیائی کے کاموں سے اور برائی سے رک جائے۔ ا. لیمنی بے حیائی اور برائی سے رک جائے۔ ایمنی اللہ کاؤکر، اقامت صلاق سے بھی زیادہ موثر ہے۔ اس لیے کہ آدمی جب تک نماز میں ہوتا ہے، برائی سے رکا رہتا ہے۔ لیکن بعد میں اس کی تاثیر کمزور ہوجاتی ہے، اس کے برعکس ہر وقت اللہ کا ذکر اس کے لیے ہر وقت برائی میں مانع رہتا ہے۔

۲. اس لیے کہ وہ اہل علم وقعم ہیں، بات کو سمجھنے کی صلاحیت واستعداد رکھتے ہیں۔ بنابریں ان سے بحث و گفتگو میں تلخی اور تندی مناسب نہیں۔

٣. يعنی جو بحث و مجادلہ ميں افراط سے کام ليں تو تهہيں ہمی سخت لب واہجہ اختيار کرنے کی اجازت ہے۔ بعض نے پہلے گروہ سے مراد وہ اہل کتاب ليے ہيں جو مسلمان ہوگئے تھے اور دوسرے گروہ سے وہ اشخاص جو مسلمان نہيں ہوئے بلکہ يہوديت وفسرائيت پر قائم رہے اور بعض نے ظالَمُوْ امِنْهُمْ کا مصداق ان اہل کتاب کو ليا ہے جو مسلمانوں کے خلاف جارحانہ عزائم رکھتے تھے اور جدال وقال کے بھی مرتکب ہوتے تھے۔ ان سے تم بھی قال کرو تا آئکہ مسلمان ہوجائیں، یا جزیہ دیں۔ ملک تورات وانجیل پر۔ یعنی یہ بھی اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اور یہ کہ یہ بعثت محمدیہ تک شریعت الہيہ تھیں۔ ۵۔ اس سے مراد عبد اللہ بن سلام دلی اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اور یہ کہ یہ بعثت محمدیہ تک شریعت الہیہ تھیں۔ ۵۔ اس سے مراد عبد اللہ بن سلام دلی اللہ کی طرف سے ایتائے کتاب سے مراد اس پر عمل ہے۔ گویا اس پر جو عمل نہیں کرتے، انہیں یہ کتاب دی ہی نہیں گئی۔

پر ایمان رکھتے ہیں (<sup>۱۱</sup> اور ہماری آیوں کا انکار صرف کافر ہی کرتے ہیں۔

> وَمَاكُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبُلِهِ مِنْ كِتْبٍ وَّلَا تَخْطُهُ بِيَمِيْنِكَ إِذَا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ۞

۳۸. اور اس سے پہلے تو آپ کوئی کتاب پڑھتے نہ تھ<sup>(۱)</sup> اور نہ کسی کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھتے تھ<sup>(۱)</sup> کہ یہ باطل پرست لوگ شک وشبہ میں پڑتے۔

بَلُ هُوَالِيتُ بَيِّنْتُ فِيُصُدُولِالَّذِيْنَ اُوْتُواالْعِلْمُّ وَمَا يَجُحَدُ بِالْتِيَارِلَاالظِّلِمُونَ®

م. بلکہ یہ (قرآن) تو روش آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں، (۵) ہماری آیتوں کا منکر بجز ظالموں کے اور کوئی نہیں۔

ۅؘقَالُوُالوَلَاَ أَثِرِلَ عَلَيْهِ إِنكَ مِّنَ رَبِّهِ فَنُ إِثَمَا الْأَلِيُّ عِنْدَاللَّهِ فَكُ إِثَمَا الْأَلِيُّ عِنْدَاللّهِ وَائِمَا اَنَانَوْ يُرْتُمُ لِيُنْ

۵۰. اور انہوں نے کہا کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کچھ نشانیاں (معجزات) کیوں نہیں اتارے گئے؟ آپ کہہ دیجیے کہ نشانیاں تو سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں (۱) اور میں تو صرف تھلم کھلا آگاہ کردینے والا ہوں۔

ٳؘۅؙڶۊؘؠڲ۬ڣۿٵٙٳٵۜٲڶڗ۠ڶٮؙٵڡؘؽڮٵڰؚؽڹؽؿڶڡؘؽۿؠٝؗٳؖۜٛڷ؈ٛ۬ ۮڵؚڮڵڔؘڂؠةۜٷٙۮؚػؙۯؽڸڨٷۄؚؿ۠ٷؙڡڹؙٷڽۿ

ال. کیا انہیں یہ کافی نہیں؟ کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمادی جو ان پر پڑھی جارہی ہے، (2) بے شک اس

ا. ان سے مراد اہل مکہ ہیں جن میں سے کچھ لوگ ایمان کے آئے تھے۔

- ۲. اس کیے کہ ان پڑھ تھے۔
- الله اس لیے کہ لکھنے کے لیے بھی علم ضروری ہے، جو آپ نے کسی سے حاصل ہی نہیں کیا تھا۔
- ۷. لینی اگر آپ مَنَافِیْظِم پڑھے لکھے ہوتے یا کسی استاد سے کچھ سکھا ہوتا تو لوگ کہتے کہ یہ قرآن مجید فلال کی مدد سے یا اس سے تعلیم حاصل کرنے کا نتیجہ ہے۔
- ۵. لیعنی قرآن مجید کے حافظوں کے سینوں میں۔ یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ لفظ بہ لفظ سینے میں محفوظ ہوجاتا ہے۔
   ۲. لیعنی یہ نشانیاں اس کی حکمت ومشیت، جن بندوں پر اتار نے کی مقتضی ہوتی ہے، وہاں وہ اتار تا ہے، اس میں اللہ کے سواکسی کا اختیار نہیں ہے۔
- 2. لیعنی وہ نشانیاں طلب کرتے ہیں۔ کیا ان کے لیے بطور نشانی یہ قرآن کافی نہیں ہے جو ہم نے آپ پر نازل کیا ہے اور جس کی بابت انہیں چیننج دیا گیا ہے کہ اس جیسا قرآن لاکر دکھائیں یا کوئی ایک سورت ہی بناکر چیش کردیں۔ جب قرآن کی اس معجزہ نمائی کے باوجود یہ قرآن پر ایمان نہیں لارہے ہیں تو حضرت موئی وعیسیٰ عینالما کی طرح انہیں معجزے دکھا بھی دیے جائیں، تو اس پر یہ کون سا ایمان لے آئیں گے؟

میں رحمت (بھی) ہے اور نصیحت (بھی) ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

من الله تعالی کا گواہ ہونا کافی ہے دیجے کہ مجھ میں اور تم میں الله تعالی کا گواہ ہونا کافی ہے (\*) وہ آسان وزمین کی ہر چیز کا عالم ہے، جو لوگ باطل کے ماننے والے اور الله تعالی سے کفر کرنے والے ہیں (\*) وہ زبر دست نقصان اور گھاٹے میں ہیں۔ (\*) محمد اوگ آپ سے عذاب کی جلدی کررہے ہیں۔ (۵) اگر میری طرف سے مقرر کیا ہوا وقت نہ ہوتا تو ابھی تک ان کے پاس عذاب آچکا ہوتا، (۱) یہ بینی بات ہے کہ اچانک ان کی پاس عذاب آچکا ہوتا، (۱) یہ بینے گا۔ (۵)

۵۳. یه عذاب کی جلدی مچارہے ہیں اور (تسلی رکھیں) جہنم کافروں کو گھیر لینے والی ہے۔(۱۸)

قُلْ كَفَىٰ بِاللهِ بَنْيَنَ وَبَيْنَكُوْشَهِيدًا لَيُعُمُّمُ الْمَالِيَّا السَّمُوتِ وَالْرَضِّ وَالَّذِيْنَ امَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللهِ اوْلِيَافِهُ الْخُورُونُ

وَيَسْتَعُجُولُونَكَ بِالْعُنَالِ ۗ وَلَوْلَااَجَكُ مُّسَمَّى كَبَآءَهُمُ الْعَذَاكِ وَلَيَاتِيَنَّهُحُرِيَّةَةً وَّهُولِايَثَتُعُووْنَ⊛

ؽٮؙؾۼؙڿؚڵۏؙؽڬڽؚاڵڡؙۮؘٵۑٷٳڷۜڿۿڷٶؘڵؠؙڿؽڟة ڽؚٵڰڶۼڕؙؽ۞

ا. یعنی ان لوگوں کے لیے جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے آیا ہے، کیوں کہ وہی اس سے متمتع اور فیض یاب ہوتے ہیں۔

- r. اس بات پر کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور جو کتاب مجھ پر نازل ہوئی ہے، یقیناً من جانب اللہ ہے۔
- سا کینی غیر الله کو عبادت کا مستحق تھراتے ہیں اور جو فی الواقع مستحق عبادت ہے، لیعنی الله تعالیٰ، اس کا انکار کرتے ہیں۔ سم کیوں کہ یہی لوگ فساد عقلی اور سوء فہم میں مبتلا ہیں، اسی لیے انہوں نے جو سودا کیا ہے کہ ایمان کے بدلے کفر اور ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی ہے، اس میں یہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔
  - ۵. لینی پینمبرکی بات ماننے کے بجائے، کہتے ہیں کہ اگر تو سچاہے تو ہم پر عذاب نازل کروا دے۔
- ۲. لینی ان کے اعمال واقوال تو یقیناً اس لائق ہیں کہ انہیں فوراً صفحہ جستی سے ہی مٹادیا جائے۔ لیکن ہماری سنت ہے کہ ہر قوم کو ایک وقت خاص تک مہلت دیتے ہیں، جب وہ مہلت عمل ختم ہوجاتی ہے تو ہمارا عذاب آجاتا ہے۔
- 2. لین جب عذاب کا وقت مقرر آجائے گا تو اس طرح اچانک آئے گا کہ انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔ یہ وقت مقرر وہ ہے جو اس نے اہل مکہ کے لیے لکھ رکھا تھا، لیعنی جنگ بدر میں اسارت وقتل، یا پھر قیامت کا وقوع ہے جس کے بعد کافروں کے لیے عذاب ہی عذاب ہی عذاب ہے۔
- ٨. يبلا يَسْتَعْجِلُوْ نَكَ بطور خبر كے تھا اور يہ دوسرا بطور تعجب كے ہے يعنى يہ امر تعجب الكيز ہے كہ عذاب كى جگه (جہنم)

يَوْمَرَيْفُشْلَهُمُ الْعَكَ ابُ مِنْ فَوْقِهِوْ وَمِنْ تَعَبُ اَرْجُولِهِمْ وَيَقُولُ دُوْقُواْمَا لُمُنْتُوْتَعَمَلُوْنَ ﴿

يُعِيَادِيَ الَّذِينَ امْنُوَّالِنَّ اَرْضِي وَلِسِعَةٌ فَالِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ﴿

كُلُّ نَفْسٍ ذَ إِنَّةُ الْمُونُتِّ ثَمَّ اللَّيْنَا تُرْجَعُونَ

وَٱلْذِيْنَ امْنُوْا وَعَمِلُواالصَّلِحَتِ لَنُبَّوِّئُمُّمُ مِّنَ الْجَنَّةُ عُرُفًا تَجُرِئُ مِنْ تَخْتِمَ الْأَنْهُرُ خُلِدِيْنَ فِيُمَا تِوْحُوَا جُوُالْعُمِلِيْنَ ﴿

اكَذِيْنَ صَبُرُواوَعَلَى رَبِّهِمْ يَتُوكَلُونَ؈

**۵۵.** اس دن ان کے اوپر تلے سے انہیں عذاب ڈھانپ رہا ہو گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا<sup>(۱)</sup>کہ اب اپنے (بد) اعمال کا مزہ چکھو۔

**۵۲**. اے میرے ایمان والے بندو! میری زمین بہت کشادہ ہے سوتم میری ہی عبادت کرو۔ (۲)

**۵۷.** ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تم سب ہاری ہی طرف لوٹائے جاؤگ۔(۲)

مر اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے انہیں ہم یقنیاً جنت کے ان بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیجی چھیے چھیے چھیے ہے۔ نیچے چھیے بہہ رہے ہیں (۴) جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، (۵) کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔

09. وہ جنہوں نے صبر کیا<sup>(۱)</sup> اور اپنے رب تعالی پر

ان کو اپنے گیرے میں لیے ہوئے ہے۔ پھر بھی یہ عذاب کے لیے جلدی مچارہے ہیں؟ حالاں کہ ہر آنے والی چیز قریب ہی ہوتی ہے، اسے دور کیوں سبھتے ہیں؟ یا پھر یہ تکرار بطور تاکید کے ہے۔

ا. يَقُوْلُ، كا فاعل الله بي يا فرشتے، يعنى جب چاروں طرف سے ان پر عذاب ہورہا ہو گا تو كہا جائے گا۔

۲. اس میں این جگہ سے، جہال اللہ کی عبادت کرنی مشکل ہو اور دین پر قائم رہنا دو بھر ہورہا ہو، ہجرت کرنے کا حکم
 ہے۔ جس طرح مسلمانوں نے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف اور پھر بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

٣. لينى موت كا جرعهُ تلخ تو لامحاله ہر ايك كو پينا ہے، ججرت كروگ تب بھى اور نه كروگ تب بھى، اس كيے تمہارے كيے وطن كا، رشتے داروں كا، اور دوست احباب كا چھوڑنا مشكل نہيں ہونا چاہيے۔ موت تو تم جہاں بھى ہوگ آجائے گى۔ البتہ الله كى عبادت كرتے ہوئے مروگ تو تم اخروى نعمتوں سے شاد كام ہوگ، اس كيے كه مركر تو الله ہى كے ياس جانا ہے۔

۴. لیعنی اہل جنت کے مکانات بلند ہوں گے، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ یہ نہریں پانی، شراب، شہد اور دودھ کی ہوں گی، علاوہ ازیں انہیں جس طرف پھیرنا چاہیں گے، ان کا رخ اسی طرف ہوجائے گا۔

۵. ان کے زوال کا خطرہ ہوگا، نہ انہیں موت کا اندیشہ نہ کسی اور جگہ پھر جانے کا خوف۔

۲. لینی دین پر مضبوطی سے قائم رہے، ججرت کی تکلیفیں برداشت کیں، اہل وعیال اور عزیز وا قرباء سے دوری کو محض اللہ
 کی رضا کے لیے گوارا کیا۔

بھروسہ رکھتے ہیں۔(۱)

ۅؘػٳؘؾؽؙڝؚۨٞؽؘۮٲۼۊٟڰػۻ۫ڮڔڹٝۊۿٵڐۧڶٮڬؽڒۯ۠ڨۿٵ ۅٵؿٵڴؙڎ۫ؖۅٛۿؙۅؘالسّؠؽۼٵڶ۫ڡڮڵؽ۠ۉ

ۅؘڵڽٟڽؙڛٲڵؾؙۿؙڎؙۺؙڂڰؾؘٳڶۺڶۅ۠ؾؚۅٙٳڵۯۯڞؘۅٙۺۼۘۯ ٳڶۺؙۜڛٞۏٳڶڨٙؠڒؘۘڮؿؙٷڵؾٳڵڎ۠ٞٷٙڵؿ۠ؠٷٛػڴۅ۫ڹ۞

> ٱللهُ يَبُسُطُ الرِّزْقَ لِمَنَ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِم وَيَقُدِرُ لِهُ إِنَّ اللهَ يِكُلِّ شَيْعً عَلِيُـهُ

• ١٠. اور بہت سے (٢٠) جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے تہیں پھرتے، (٣) ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے، (۵) اور وہ بڑا ہی سننے جاننے والا ہے۔ (۵)

۱۲. اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ زمین وآسانوں کا خالق اور سورج چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے؟ تو ان کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ، (١٠) پھر کرھر اللے جارہے ہیں۔ (۵)

۱۲. الله تعالی اپنے بندوں میں سے جسے چاہے فراخ روزی دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ۔(۱۸) یقیناً الله تعالی ہر

ا. دین اور دنیا کے ہر معاملے اور حالات میں۔

۲. كَأَيِّنْ كِ معنى بين كَتْنِ بي يا بهت سے۔

٣٠. كول كه الخاكر لے جانے كى ان ميں ہمت ہى نہيں ہوتى، اى طرح وہ ذخيرہ بھى نہيں كركتے۔ مطلب يہ ہے كه رزق كسى خاص جكه كے ساتھ مختص نہيں ہے بلكہ اللہ كا رزق اپنى مخلوق كے ليے عام ہے وہ جو بھى ہو اور جہال بھى ہو، بلكہ اللہ تعالى نے ہجرت كو جانے والے صحابہ وَكُاللَّمُ كو پہلے سے كہيں زيادہ وسيع اور پاكيزہ رزق عطا فرمايا، نيز تھوڑے ہى عرصے كے بعد انہيں عرب كے متعدد علاقوں كا حكمران بناديا۔ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ.

۷م. لیعنی کوئی کمزور ہے یا طاقتور، اساب و وسائل سے بہرہ ور ہے یا بے بہرہ، اپنے وطن میں ہے یا مہاجر اور بے وطن، سب کا روزی رسال وہی اللہ ہے جو چیونٹی کو زمین کے کونول کھدرول میں، پرندول کو ہواؤل میں اور محھلیول اور دیگر آبی جانورول کو سمندر کی گہرائیول میں روزی پہنچاتا ہے۔ اس موقع پر مطلب یہ ہے کہ فقر وفاقہ کا ڈر ہجرت میں رکاوٹ نہ ہے، اس لیے کہ اللہ تعالی تمہاری اور تمام مخلوقات کی روزی کا ذمے دار ہے۔

۵. وہ جاننے والا ہے تمہارے اعمال وافعال کو اور تمہارے ظاہر وباطن کو، اس لیے صرف اس سے ڈرو، اس کے سواکسی
 سے مت ڈرو، اس کی اطاعت میں سعادت و کمال ہے اور اس کی معصیت میں شقاوت ونقصان۔

١٠. لعنی يه مشركين، جو مسلمانوں كو محض توحيد كی وجہ سے ايذائيں پہنچارہے ہيں، ان سے اگر پوچھا جائے كه آسان وزمين
 كو عدم سے وجود ميں لانے والا اور سورج اور چاند كو اپنے اپنے مدار پر چلانے والا كون ہے؟ تو وہاں يه اعتراف كيے بغير
 انبيں جارہ نہيں ہوتا كه به سب کچھ كرنے والا اللہ ہے۔

2. لینی دلائل واعتراف کے باوجود حق سے یہ اعراض اور گریز باعث تعجب ہے۔

٨. يه مشركين كے اعتراض كاجواب ہے جو وہ مسلمانوں پر كرتے تھے كه اگر تم حق پر ہو تو پھر غريب اور كمزور كيوں ہو؟

چیز کا جاننے والا ہے۔(۱)

ۅؘڵؠۣؽؙڛٵڷؾۘۿٷۛ؆ٞڹۨڗٞڶڡؚڹٙاڶؾۜۿٳٙۥ؆ٙٵٞٷؘڬڝؙٳۑۅ ٵڵۯؘۻؘڡؚؽؙڹۼۮؚ؞ڡٞۯؾۿٵڶؽڠٞۅڶڹۜۧٵٮڵڎ۠ڨ۠ڶؚٵڬؖؠۮ۠ ڽڵۊؚڹڵٲڰٛڎؙۿؙٷڵؽۼۛۊڵۏؾڿٞ

۱۳۰ اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسان سے پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کس نے کیا؟ تو یقیناً ان کا جواب یہی ہو گا اللہ تعالی نے۔ آپ کہہ دیں کہ ہر تعریف اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے، بلکہ ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔

وَمَاهٰنِوالْخَيْوٰةُ التَّنْيَآ اِلَّالَهُوُّ وَكَعِبُّ وَإِنَّ اللَّاارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوَكَافُوْ اَيَعْلَمُوْنَ۞

۱۹۳. اور دنیا کی یہ زندگانی تو محض کھیل تماشا ہے (x,y) البتہ آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے،(x,y) کاش! یہ جانتے ہوتے۔(x,y)

فَإِذَا كِنُوْافِي الْفُلْكِ دَعَوْااللّهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ السِّيْنَ ةَ فَكَتَانَجُّ هُمُ اِلَى الْبَرِّلْذَاهُمُ يُشْرِكُونَ ۞

۲۵. پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کرکے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔(۱)

اللہ نے فرمایا کہ رزق کی کشادگی اور کمی اللہ کے اختیار میں ہے وہ اپنی حکمت ومشیت کے مطابق جس کو چاہتا ہے کم یا زیادہ دیتا ہے، اس کا تعلق اس کی رضا مندی یا غضب سے نہیں ہے۔

ا. اس کو بھی وہی جانتا ہے کہ زیادہ رزق کس کے لیے بہتر ہے اور کس کے لیے نہیں؟

۲. کیوں کہ عقل ہوتی تو اپنے رب کے ساتھ پتھروں کو اور مردوں کو رب نہ بناتے۔ نہ ان کے اندر یہ تناقض ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت وربوبیت کے اعتراف کے باوجود، بتوں کو حاجت روا اورلائق عبادت سمجھ رہے ہیں۔

س. لیعن جس دنیانے انہیں آخرت سے اندھا اور اس کے لیے توشہ جمع کرنے سے غافل رکھا ہے، وہ ایک کھیل کود سے زیادہ جیشت نہیں رکھتی، کافر دنیا کے کاروبار میں مشغول رہتا ہے، اس کے لیے شب وروز محنت کرتا ہے لیکن جب مرتا ہے تو خالی ہاتھ ہوتا ہے۔ جس طرح بچے سارا دن مٹی کے گھروندوں سے کھیلتے ہیں، پھر خالی ہاتھ گھروں کو لوٹ جاتے ہیں، سوائے تھکاوٹ کے انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

٨٠. ال لي ايس عمل صالح كرنے چاہي جن سے آخرت كا يه گھر سنور جائے۔

۵. کیوں کہ اگر وہ یہ بات جان لیتے تو آخرت سے بے پرواہ ہو کر دنیا میں مگن نہ ہوتے۔ اس لیے ان کا علاج علم ہے، علم شریعت۔
 ۲. مشرکین کے اس تناقش کو بھی قرآن کریم میں متعدد جگہ بیان فرمایا گیا ہے۔ اس تناقش کو حضرت عکرمہ ڈاٹائٹۂ سمجھ گئے تھے جس کی وجہ سے انہیں قبول اسلام کی توفیق حاصل ہوگئ۔ ان کے متعلق آتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد یہ مکہ

ڶۣڲڶڡٛ۠ۯ۠ۊٳڽؠٵۜڶؾؽؙڶۿۉ۫ۨٚٶٙڸؽؾؘۜؽۜؾۧٷؗٳ<sup>؈</sup>ۜڡؘٚٮۅٛؽ ؽۼڵؠؙۅؙڹ۞

اَوَلَهُ بَرَوْااَتَا جَعَلْنَا حَرَمَا الْمِنَّا وَيُنْخَطَّفْ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَيالْبَاطِل بُؤْمِنُوْنَ وَبِيْعْمَةِ اللهِ يَكُفُرُوْنَ ۞

وَمَنَ اَظْلَا مُعِينِ افْتَرَى عَلَى اللهِ كَذِيبًا اَوْكَذُّبَ بِالدُّتِّ لَيُنَاجَاً ءَةُ النِّسُ فِي جَهَنَّوَمَنُوُّى

۲۷. تاکہ ہماری دی ہوئی نعمتوں سے مکرتے رہیں اور برتے رہیں۔(۱) ابھی ابھی پہتہ چل جائے گا۔

٧٤. كيا يه نہيں ديكھتے كہ ہم نے حرم كو با امن بناديا ہے حالانكہ ان كے ارد گرد سے لوگ اچك ليے جاتے ہيں، (۲) كيا يہ باطل پر تو يقين ركھتے ہيں اور اللہ تعالى كى نمتوں پر ناشكرى كرتے ہيں۔ (۲)

۲۸. اور اس سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ تعالی پر جھوٹ باندھے (\*\*) یا جب حق اس کے پاس آجائے تو اسے (۵)

سے فرار ہوگئے تاکہ نبی مَنَافِیْمُ کی گرفت سے فی جائیں۔ یہ حبشہ جانے کے لیے ایک کشی میں بیٹے، کشی گرداب میں کبیش گئ، تو کشی میں سوار لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ پورے خلوص سے رب سے دعائیں کرو، اس لیے کہ یہاں اس کے علاوہ کوئی نجات دینے والا نہیں ہے۔ حضرت عکرمہ ڈٹافٹنڈ نے یہ س کر کہا کہ اگر یہاں سمندر میں اس کے سواکوئی نجات نہیں دے سکتا۔ اور اسی وقت اللہ سے عہد کرلیا کہ اگر میں یہاں سے بخیریت ساحل پر پہنچ گیا تو میں محمد (سَنَافِیْمُ اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا یعنی مسلمان ہوجاؤں گا۔ چنانچ یہاں سے نجات پاکر انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ رضی اللہ عند (ان کثیر بوالہ سرت محمد بن احاق)

ا. یہ لام کئی ہے جو علت کے لیے ہے۔ یعنی نجات کے بعد ان کا شرک کرنا، اس لیے ہے کہ وہ کفران نعمت کریں اور دنیا کی لذتوں سے متمتع ہوتے رہیں۔ کیوں کہ اگر وہ یہ ناشکری نہ کرتے تو اخلاص پر قائم رہتے اور صرف اللہ واحد کو ہی ہمیشہ پکارتے۔ بعض کے نزدیک یہ لام عاقبت کے لیے ہے، لیعنی گو ان کا مقصد کفر کرنا نہیں ہے لیکن دوبارہ شرک کے ارتکاب کا نتیجہ بہر حال کفر ہی ہے۔

الله تعالی اس احسان کا تذکرہ فرمارہا ہے جو اہل مکہ پر اس نے کیا کہ ہم نے ان کے حرم کو امن والا بنایا جس میں اس
 باشدے قبل وغارت، اسیری، لوٹ مار وغیرہ سے محفوظ ہیں۔ جب کہ عرب کے دوسرے علاقے اس امن وسکون
 محروم ہیں قبل وغارت گری ان کے ہاں معمول اور آئے دن کا مشغلہ ہے۔

٣. ليعنى كيا اس نعمت كاشكريبى ہے كه وہ الله كے ساتھ شريك تظہر ائيں، اور جھوٹے معبودوں اور بتوں كى پرشش كرتے رہيں۔ اس احسان كا اقتضاء تو يہ تھا كہ وہ صرف ايك الله كى عبادت كرتے اور اس كے پيغير مُثَالِّيْتَةِ كَلَى تَصَديق كرتے۔ ٩٠. ليعنى دعوىٰ كرے كه مجھ پر الله كى طرف سے وحى آتى ہے درآں حاليكہ ايسا نہ ہو يا كوئى يہ كے كہ ميں بھى وہ چيز الله كا طرف ہے اور مدعى مفترى۔

۵. یہ تکذیب ہے اور اس کا مرتکب مکذب۔ افتراء اور تکذیب دونوں کفر ہیں جس کی سزا جہنم ہے۔

حمطائے؟ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہ ہوگا؟

19. اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں (۱) ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے۔(۲) اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا ساتھی ہے۔(۳)

لِلُكِفِرِينَ⊙ وَ النَّذِينَ جُهَدُولِفِيْنَالَنَهُدِيَنَّهُمُوسُبُلَنَا وَإِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ۞

ا. لیعنی دین پر عمل کرنے میں جو دشواریاں، آزمائشیں اور مشکلات پیش آتی ہیں۔

۲. اس سے مراد دنیا وآخرت کے وہ راستے ہیں جن پر چل کر انسان کو اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔
 سا. احسان کا مطلب ہے اللہ کو حاضر وناظر جان کر ہر نیکی کے کام کو اخلاص کے ساتھ کرنا، سنت نبوی منگیتی کے مطابق کرنا، برائی کے بدلے میں برائی کے بجائے حسن سلوک کرنا، اپنا حق چپوڑدینا اور دوسروں کو ان کے حق سے زیادہ دینا۔
 یہ سب احسان کے مفہوم میں شامل ہیں۔

#### سورہ روم کمی ہے اور اس میں ساٹھ آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### ا. القر

۲. رومی مغلوب ہو گئے ہیں۔

سم. نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے۔

مم. چند سال میں ہی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اور اس روز مسلمان شادمان ہوں گے۔

۵. الله کی مدو سے، (۱) وہ جس کی جاہتا ہے مدو کرتا ہے۔

# سِنُولِوَّالِ وَرِيْلِ

### بن \_\_\_\_\_ مالله الرَّحْمِن الرَّحِيْمِ

الة

غُلِبَتِ التُّوُوُمُ ﴿

ؚڣٛٞٲۮ۬ؽؘٲڵؙٲۯۻؘۅؘۿؙۄٝڝۨٚؽؘڹۼؗٮؚۼؘڷڽؚۿؚۄؙ ڛؘؽۼ۬ڸؠؙٷؽ۞

نِ بِضْعِ سِنِيْنَ لَا يِلْهِ الْأَمْرُونَ قَبُلُ وَمِنَ بَعْكُ ۚ وَيَوْمَبِ نِ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ﴿

بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ تَيْتَ أَوْ

ا. عہد رسالت میں دو بڑی طاقیت تھیں۔ ایک فارس (ایران) کی، دوسری روم کی۔ اول الذکر حکومت آتش پرست اور دوسری عیسائی یعنی اہل کتاب تھی۔ مشرکین مکہ کی جمدردیاں فارس کے ساتھ تھیں کیوں کہ دونوں غیر اللہ کے پجاری سے، جب کہ مسلمانوں کی جمدردیاں روم کی عیسائی حکومت کے ساتھ تھیں، اس لیے کہ عیسائی بھی مسلمانوں کی طرح الل کتاب سے اور وحی ورسالت پر لیتین رکھتے تھے۔ ان کی آپس میں ٹھنی رہتی تھی۔ نبی سگائیٹی کم بعثت کے چند سال بعد ایسا ہوا کہ فارس کی حکومت عیسائی حکومت پر غالب آگئی، جس پر مشرکوں کو خوشی اور مسلمانوں کو غم ہوا، اس موقعہ پر قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہوئیں، جن میں یہ پیش گوئی کی گئی کہ بیضع میسنیٹن کے اندر رومی پھر غالب آجائیں گے اور غالب مغلوب اور مغلوب افار مغلوب اور مغلوب غالب ہوجائیں گے۔ بظاہر اساب یہ پیش گوئی ناممکن العمل نظر آتی تھی۔ تاہم مسلمانوں کو اللہ کے اس فران ہو کہیں تھا کہ ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ اس لیے حضرت ابو بکر صدیق ڈائیٹوئے نے ابو جہل سے یہ شرط باندھ کی کہ رومی پانچ سال کے اندر دوبارہ غالب آجائیں گے۔ نبی شکاٹیٹوئے کے علم میں یہ بات آئی تو فرمایا کہ بوشع کیا نیے استعال ہو تا ہے تم نے ۵ سال کی مدت کم رکھی ہے، اس میں اضافہ کر لو۔ پیش تیز ط باندھ کی کہ رومی پانچ سال کے اندر اندر یعنی ساتویں سال دوبارہ فارس پر غالب آگئے، جس سے یقینا مسلمانوں کو بڑی خوش ہوئی۔ ورمیوں کو یہ فتح اس وقت ہوئی، جب بدر میں مسلمانوں کو بڑی دوش ہوئے۔ رومیوں کو یہ فتح قر آن کریم کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ نزد یک

وَهُوَ الْعَزِيُزُ الرَّحِيْدُ ﴾

وَعُدَاللَّهِ لِالنِّخْلِفُ اللَّهُ وَعُدَاةٌ وَلَكِنَّ ٱكْثَرَ السَّاسِ لا يَعْلَمُونَ ۞

يَعْلَمُونَ ظَاهِمًا امِّنَ الْحَيَّوةِ الثَّنْيَا الْحُوهُمُ عَنِ الْإِخْرَةِ هُوْغْفِلُونَ۞

ٱۅؘڵڎؙؾۜڡؘٛڴۯٷٳۿؘٲڶڡٛٚڛۣۿ؆ٞڷٵڂؘڷؘۜڶڶڵۿؙؗۨۨۨۨڶڶۺؙڶۅؾ ۅٙٲڶٲۯڞؘۅؘڡٙٲڹؽؙٮ۬ۿؠٵۧٳؙڷڒڽٳؙڬؾؚۜٚۅٲۻڸٟڞٞۺٞؿ ۅٳۊۜڲؿ۫ؿڔؖٵڝؚۜٞڶڵؾؖٳڛؠؚڸؚڡٙڷٙؿؙۯؾۣٚڥۣۿڵڬڣ۠ۯۏۛؽ

ٱۅۘٙڵڡ۫٤ يَسِيْرُو ٞٳفِي ٱلْأَرْضِ فَيَنْظُرُو ٱلْيَفَ كَانَ

اصل غالب اور مہربان وہی ہے۔

۲. الله کا وعدہ ہے، (۱) الله تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ک وہ تو (صرف) دنیوی زندگی کے ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں اور آخرت سے تو بالکل ہی بے خبر ہیں۔(۲)

٨. كيا ان لوگوں نے اپنے دل ميں يہ غور تنيں كيا؟ كہ اللہ تعالى نے آسانوں كو اور زمين كو اور ان كے در ميان جو پچھ ہے سب كو بہترين قرينے سے مقرر وقت تك ك ليے(بى) پيدا كيا ہے، (٣) ہاں اكثر لوگ يقيناً اپنے رب كى ملا قات كے مكر ہیں۔ (٣)

9. کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کریہ نہیں دیکھا<sup>(۵)</sup>

کی زمین سے مراد، عرب کی زمین کے قریب کے علاقے ہیں، یعنی شام وفلسطین وغیرہ، جہال عیمائیوں کی حکومت تھی۔

ا. یعنی اے محمد! (سَکَاتِیْمِ اُنْ ہِم آپ کو جو خبر دے رہے ہیں کہ عنقریب رومی، فارس پر دوبارہ غالب آجائیں گے، یہ اللہ کا سیا وعدہ ہے جو مدت موعود کے اندر یقیناً یورا ہوکر رہے گا۔

۲. لیخی اکثر لوگوں کو دنیوی محاملات کا خوب علم ہے۔ چنانچہ وہ ان میں تو اپنی چابک دستی اور مہارت فن کا مظاہرہ
 کرتے ہیں جن کا فائدہ عارضی اور چند روزہ ہے لیکن آخرت کے محاملات سے یہ غافل ہیں جن کا نفع مستقل اور پائیدار ہے۔ یعنی دنیا کے امور کو خوب پیچانتے ہیں اور دین سے بالکل بے خبر ہیں۔

سا. یا ایک مقصد اور حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، بے مقصد اور بیکار نہیں۔ اور وہ مقصد ہے کہ نیکوں کو ان کی نیکیوں کی جزاء اور بروں کو ان کی برائی کی سزا دی جائے۔ یعنی کیا وہ اپنے وجود پر غور نہیں کرتے کہ کس طرح انہیں نیست سے ہست کیا اور پانی کے ایک حقیر قطرے سے ان کی تخلیق کی۔ پھر آسان وزمین کا ایک خاص مقصد کے لیے وسیع وعریض سلسلہ قائم کیا، نیز ان سب کے لیے ایک خاص وقت مقرر کیا یعنی قیامت کا دن۔ جس دن یہ سب پچھ فنا ہوجائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ ان باتوں پر غور کرتے تو یقیناً اللہ کے وجود، اس کی ربوبیت والوہیت اور اس کی قدرت مطلقہ کا انہیں ادراک واصاس ہوجاتا اور اس کی ایمان لے آتے۔

۴. اور اس کی وجہ وہی کا نئات میں غوروفکر کا فقدان ہے ورنہ قیامت کے انکار کی کوئی معقول بنیاد نہیں ہے۔

۵. یه آثار و کھنڈرات اور نشانات عبرت پر غورو فکر نه کرنے پر تونیخ کی جارہی ہے۔ مطلب ہے که چل پھر کروہ مشاہدہ
 کر بچلے ہیں۔

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِ عَ كَانُوَّا اَشَكَّ مِنْهُمُ قُوَّةً وَاَتَارُواالْأَرْضَ وَعَمَرُوْهَاَ اَكْ تُرَعِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاءَتَهُوُ رُسُلُهُمُ بِالْبَيِّنِةِ ثَمَاكَانَ اللهُ لِيُظْلِمُهُمُ وَلِكِنْ كَانْوَ ٱلنَّفُسُهُ يَظْلِمُوْنَ قَ

ُثُمَّ كَانَ عَاقِبَتَ ٱلَّذِيْنِ)َسَاءُ واالسُّوَآنَ ٱنۡكَذَّ بُوۡ اِبَالِتِ اللهِ وَكَانُوۡ اِبَالِينُتَهُوۡ ُوۡنَۗ

ٱللهُ بَيْدَ وُّا الْخَلْقُ ثُتَمَّ يُعِيْدُهُ الْخَلْقِ الْبِيهِ فِنْ جُعُونَ ®

کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیما (برا) ہوا؟ (ا) وہ ان سے بہت زیادہ توانا (اور طاقتور) تھے (۱) اور انہوں نے (بھی) زمین بوئی جوتی تھی (۱) اور ان سے زیادہ آباد کی تھی (۱) اور ان کے پاس ان کے رسول روش دلائل لے کر آئے تھے۔ (۵) یہ تو ناممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر ظلم کرتا (دراصل) وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے

الحرار الحرف والول كا بهت بى برا انجام ہوا، (۱۰)
 اللہ تعالى كى آيتوں كو جھٹلاتے تھے اور ان كى بنتى اڑاتے تھے۔

11. الله تعالیٰ ہی مخلوق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا<sup>(۹)</sup> پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے۔ (۱۰)

ا. لیعنی ان کافروں کا، جن کو اللہ نے ان کے کفر باللہ، حق کے انکار اور رسولوں کی تکذیب کی وجہ سے ہلاک کیا۔

- ۲. لیعنی قریش اور اہل مکہ سے زیادہ۔
- سعنی اہل مکہ تو کیتی باڑی سے نا آشا ہیں لیکن تھچیلی قومیں اس وصف میں بھی ان سے بڑھ کر تھیں۔
- ۷. اس لیے کہ ان کی عمریں بھی زیادہ تھیں، جسمانی قوت میں بھی زیادہ تھے اسباب معاش بھی ان کو زیادہ حاصل تھے، پس انہوں نے عمارتیں بھی زیادہ بنائیں، زراعت وکاشتکاری بھی کی اور وسائل رزق بھی زیادہ مہیا کیے۔
- - ۲. کہ انہیں بغیر گناہ کے عذاب میں مبتلا کردیتا۔
  - کی تعنی اللہ کا انکار اور رسولوں کی تکذیب کرکے۔
- ٨. سُوْآى، بروزن فُعْلىٰ، سُوْءٌ سے أَسْوَأُكَ تانيف ہے جیسے حُسْنٰی، أَحْسَنُ كَى تانيث ہے۔ لينى ان كا جو انجام ہوا،
   بدترین انجام تھا۔
- 9. لینی جس طرح اللہ تعالی پہلی مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے، وہ مرنے کے بعد دوبارہ انہیں زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس لیے کہ دوبارہ پیدا کرنا، پہلی مرتبہ سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔
  - ١٠. يعني ميدان محشر اور موقف حساب مين، جہال وہ عدل وانصاف كا اجتمام فرمائے گا۔

وَيُومُ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُحْبِرِمُونَ ﴿

ۅؘڵۄ۫ؽڝؙ۠ؽؙڵۿڎ۠ڔۺۨ۬ۺ۫ڗػٳٚڣؚۿؚۄؙۺ۠ڡؘٚۼۧٷ۠ٳ ۅؘػانْوُابِۺؙ۫ڗػٳٚؠؚۿؚؚۿڬڣڔؚؽڹڽ۞

وَيَوْمُ تَقُوْمُ السَّاعَةُ بَوْمَبٍ نِ يِّتَقَرَّقُونَ

فَاَمَّاالَّـذِيْنَامَنُوْاوَعَمِـلُواالصَّلِحْتِ فَهُوُ فِيُرُوضَةٍ يُنْحُبُرُونَ۞

وَامَّا الَّذِينَ كَفَهُو اوَكَدَّ بُوْ إِلَّالِيْنَا وَلِقَا أَيُ الْاخِررَةِ فَاوُلِلِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿

11. اور جس دن قیامت قائم ہو گی تو گناہ گار حیرت زوہ رہ جائیں گے۔(۱)

سلا. اور ان کے تمام تر شریکوں میں سے ایک بھی ان کا سفارشی نہ ہو گا<sup>(۱)</sup> اور (خودیہ بھی) اپنے شریکوں کے منکر ہوجائیں گے۔ (۳)

۱۲ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن (جماعتیں) الگ الگ ہوجائیں گی۔ (۴)

10. جو ایمان لاکر نیک اعمال کرتے رہے وہ تو جنت میں خوش وخرم کردیے جائیں گے۔(۵)

17. اور جنہوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھوٹا تھہرایا تھا وہ سب عذاب میں پکڑ کر حاضر رکھے جائیں گے۔(۲)

ا. إِبْلَاسٌ كِ معنی بین، اپنے موقف كے اثبات میں كوئی دلیل پیش نه كرسكنا اور حیران وساكت كھڑے رہنا۔ اى كو نااميدى كے معنی بین، اپنے موقف كے اثبات میں كوئی دلیل فوہ ہوگا جو نااميد ہوكر خاموش كھڑا ہو اور اسے كوئی نااميدى كے مفہوم سے تعبير كر ليتے ہیں۔ اس اعتبار سے مُبْلِسٌ وہ ہوگا جو نااميد ہوكر خاموش كھڑا ہو اور اسے كوئى دليل نه سوجھ ربى ہو، قيامت كے دن كافروں اور مشرك ايمى حال ہوگا يعنی معاينۂ عذاب كے بعد وہ ہر خبر سے مايوس اور دليل وجمت بيش كرنے سے قاصر ہوں گے مُبٹر مُوْنَ سے مراد كافر ومشرك بیں جیسا كہ اگلی آیت سے واضح ہے۔ ٢. شريكوں سے مراد وہ معبودان باطله بیں جن كی مشركين، بيہ سمجھ كر عبادت كرتے تھے كہ بيہ اللہ كے بال ان كے سفارشي ہوں گے، اور انہيں اللہ كے عذاب سے بحالیں گے۔ لیكن اللہ نے بہاں وضاحت فرمادى كہ اللہ كے ساتھ شرك كا ار تكاب كرنے والوں كے ليے اللہ كے بال كوئى سفارشي نہيں ہوگا۔

س. لیعنی وہاں ان کی الوہیت کے مکر ہوجائیں گے کیوں کہ وہ دیکھ لیں گے کہ یہ تو کسی کو کوئی فائدہ پہنچانے پر قادر نہیں ہیں۔ (فخ القدر) دوسرے معنی ہیں کہ یہ معبود اس بات سے انکار کردیں گے کہ یہ لوگ انہیں اللہ کا شریک گردان کر ان کی عبادت کرتے تھے۔ کیوں کہ وہ تو ان کی عبادت سے ہی بے خبر ہیں۔

۷. اس سے مراد ہر فرد کا دوسرے فرد سے الگ ہونا نہیں ہے۔ بلکہ مطلب مومنوں کا اور کافروں کا الگ الگ ہونا ہے۔ اہل ایمان جنت میں اور اہل کفر وشرک جہنم میں چلے جائیں گے اور ان کے درمیان دائمی جدائی ہوجائے گی، یہ دونوں پھر مجھی اکٹھے نہیں ہوں گے یہ حساب کے بعد ہوگا۔ چنانچہ اسی علیحدگی کی وضاحت اگلی آیات میں کی جارہی ہے۔

۵. لینی انہیں جنت میں اکرام وانعام سے نوازا جائے گا، جن سے وہ مزید خوش ہول گے۔

۲. لین ہمیشہ اللہ کے عذاب کی گرفت میں رہیں گے۔

فَسَبُعُنَ اللهِ حِيْنَ تُشْوُونَ وَحِيْنَ تُصْبِحُونَ

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمُونِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُطْهِرُونَ ۞

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمِيَّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيَّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُخِي الْاَرُضَ بَعُ مَمُّ تِهَا ْ وَكَذَالِكَ تُخْرَجُونَ ۞

ۅؘڝؙؙٳڸؾؚ؋ٙڶڽؙڂؘڵڡؘۜڴۄؙڝؚۜٞؿؙؾؙڗٳۑؚڎؙۄۜٳۮؘٳٳؘڶڎؙٳ ؘؘؙۻڗٛؿؙٮؘٚؾؿٷؙۏڹۘ

12. پس اللہ تعالیٰ کی شبیع پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو۔

۱۸. اور تمام تعریفوں کے لائق آسانوں اور زمین میں صرف وہی ہے تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت بھی (اس کی پاکیزگ بیان کرو)۔(۱)

19. (وبی) زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔(۲) اور وبی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم بھی نکالے جاؤگ۔(۳)

۲۰. اور الله کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر آب انسان بن کر (چلتے پھرتے) پھیل رہے ہو۔
 رہے ہو۔

ا. یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی ذات مقدسہ کے لیے تشیع و تخمید ہے، جس سے مقصد اپنے بندوں کی رہنمائی ہے کہ ان او قات میں، جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں اور جو اس کے کمال قدرت وعظمت پر دلالت کرتے ہیں، اس کی تشیع و تخمید کیا کرو۔ شام کا وقت، رات کی تاریک کا پیش خیمہ اور سپیدہ سحر دن کی روشن کا پیامبر ہوتا ہے۔ عشاء شدت تاریکی کا اور ظہر خوب روشن ہوجانے کا وقت ہے۔ پس وہ ذات پاک ہے جو ان سب کی خالق ہے اور جس نے ان تمام اوقات میں الگ الگ فوائد رکھے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تشیع سے مراد نماز ہے اور دونوں آیات میں مذکور اوقات پانچ نمازوں کے اوقات ہیں۔ نُمْسُوْنَ میں مغرب وعشاء، نُصْبِحُوْنَ میں نماز فجر، عَشِیاً (سہ پہر) میں عصر اور ثُظْهِرُونَ میں نماز ظہر آجاتی ہے۔ (ٹی القدی) ایک ضعیف حدیث میں ان دونوں آیات کو صبح وشام پڑھنے کی یہ فضیلت بیان ہوئی ہے کہ اس سے شب وروز کی کوتا ہموں کا ازالہ ہوتا ہے۔ (ابو داود، کتاب الادب، باب ما یقول إذا أصبح)

۲. جیسے انڈے کو مرغی سے، مرغی کو انڈے سے۔ انسان کو نطفے سے، نطفے کو انسان سے اور مومن کو کافر سے، کافر کو مومن سے پیدا فرماتا ہے۔

س. لینی قبروں سے زندہ کرکے۔

٣٠. إِذَا فُجَائِيَّة ہے۔ مقصود اس سے ان اطوار کی طرف اشارہ ہے جن سے گزر کر بچے پورا انسان بتا ہے جس کی تفصیل قرآن میں دوسرے مقامات پر بیان کی گئی ہے۔ تَنتَیشِدُ وْنَ سے مراد انسان کا کسب معاش اور دیگر حاجات وضروریات بشریہ کے لیے چلنا بھرنا ہے۔

وَمِنُ النِتِهَ أَنُ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُو ٱزُواجًا لِتَسَكُنُوۡۤ اللَّيۡهَا وَجَعَلَ بَدُيۡنَكُوۡ مِّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ﴿ لِتَّافِئُوۡ اللّٰهِ اللّٰهِ لِقَوْمِ لِتَنْفَكُرُوُنَ ۞

وَمِنُ اليَّتِهِ خَلَقُ السَّمُوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ الْسِنَتِكُةُ وَالْوَائِكُوْ الَّى فِى دَٰ الِكَ لَا لِمِتِ لِلْعَلِمِیْنَ ۞

11. اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں () تاکہ تم ان سے آرام پاؤ () اس نے تمہارے در میان محبت اور جمدردی قائم کردی () یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

۲۲. اور اس (کی قدرت) کی نشانیوں میں سے آسانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف (بھی) ہے، (شمین مندوں کے لیے اس میں یقیناً بڑی

ا. یعنی تمہاری ہی جنس سے عورتیں پیدا کیں تاکہ وہ تمہاری بیویاں بنیں اور تم جوڑا جوڑا ہوجاؤ زَوْجٌ عربی میں جوڑے کو کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے مرد عورت کے لیے اور عورت مرد کے لیے زوج ہے۔ عورتوں کے جنس بشر ہونے کا مطلب ہے کہ دنیا کی پہلی عورت «حضرت حوا» کو حضرت آدم عَالِیَّا کی بائیں کہلی سے پیدا کیا گیا۔ پھر ان دونوں سے نسل انسانی کا سلسلہ چلا۔

۲. مطلب یہ ہے کہ اگر مرد اور عورت کی جنس ایک دوسرے سے مختلف ہوتی، مثلاً عورتیں جنات یا حیوانات میں سے ہوتیں،
 تو ان سے وہ سکون کبھی حاصل نہ ہوتا جو اس وقت دونوں کے ایک ہی جنس سے ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ ایک دوسرے سے نفرت ووحشت ہوتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کمال رحمت ہے کہ اس نے انسانوں کی بیویاں، انسان ہی بنائیں۔

سال مود گائے ہے کہ مرد بوی سے بے پناہ پیار کرتا ہے اور ایسے ہی بیوی شوہر سے۔ جیسا کہ عام مشاہدہ ہے۔ ایسی محبت جو میاں بیوی کے در میان ہوتی ہے دنیا میں کسی بھی دو شخصوں کے در میان نہیں ہوتی۔ اور رحمت یہ ہے کہ مرد بیوی کو ہر طرح کی سہولت اور آسائشیں بہم پہنچاتا ہے، جس کا مکلف اسے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور ایسے ہی عورت بھی اپنے قدرت واختیار کے دائرہ میں۔ تاہم انبان کو یہ سکون اور باہمی پیار انہی جوڑوں سے حاصل ہوتا ہے جو قانون شریعت کے مطابق باہم نکاح سے قائم ہوتے ہیں اور اسلام انہی کوجوڑا قرار دیتا ہے۔ غیر قانونی جوڑوں کو وہ جوڑا ہی تسلیم نہیں کرتا بلکہ انہیں زائی اور بدکار قرار دیتا ہے اور ان کے لیے سخت سزا تجویز کرتا ہے۔ آج کل مغربی تہذیب کے علم بردار شیاطین ان ندموم کوشٹوں میں مصروف ہیں کہ مغربی معاشروں کی طرح اسلامی ملکوں میں بھی نکاح کو غیر ضروری قرار دیتا ہوئے بدکار مرد وعورت کو "جوڑا" (couple) تسلیم کروایا جائے اور ان کے لیے سزا کے بجائے وہ حقوق منوائے جائیں، جو ایک قانونی جوڑے کو حاصل ہوتے ہیں۔ قانکا گھ ہُ اللہ آئی یُوْ فَکُوْنَ.

مم. دنیا میں اتنی زبانوں کا پیدا کردینا بھی اللہ کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے، عربی ہے، ترکی ہے، انگریزی ہے، اردو، ہندی ہے، پشتو، فارسی، بلوچی وغیرہ ہے۔ پھر ایک ایک زبان کے مختلف کہجے اور اسلوب ہیں۔ ایک انسان ہزاروں اور لاکھوں کے مجمع میں اپنی زبان اور اپنے لہج سے پہچان لیا جاتا ہے کہ یہ شخص فلاں ملک اور فلال علاقہ کا ہے۔ صرف زبان ہی اس کا مکمل تعارف کرادیتی ہے۔ اسی طرح ایک ہی ماں باپ (آدم وحوا عیالیہ) سے ہونے کے باوجود رنگ ایک

نشانیاں ہیں۔

ۉڡۣڽٛٵؽؾ؋ڡؘٮٙٵڡؙػؙۄۯڽٳڰؽڸؚۅؘٵڵۿٵڕ ۅؘٳۺۼٵۉؙػؙۄؙۺۜڞؘڶڸ؋ٵؾۜ؈۬ٝڎڵڮڵٳۑؾٟ ڵٟڡۜۊؙۄٟؿؽٮٞؠۼؙۅؙڹٛ۞

وَمِنُ النِتِهُ يُرِيُكُوُ الْكِرُقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُكِرِّلُ مِنَ السَّمَا مِنَا مُنَّهُ فِيهُمْ بِهِ الْأَرْضَ بَعُنَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَا لِيتٍ لِقَوْمٍ يَعُقِ لُونَ ﴿

ۅؘڡؚڹؗٳڸؾؚ؋ۜٲؽؘؾؘڨؙۅؙڡؘٳڸۺۜؠٙٵٞٷٳڵۯۻٛۑٲڡؙڔۣۄٝڷٚؾڗۜ ڶؚۮؘٳۮؘۼٵڬؙٷۮۼۘۅؘۊؙؖڐؖۺؚۜٵڵڒڔؙۻؚٳۮٙٳؘٲٮؙ۫ڎؙۄؙ ۼڂٛڿٛۏؽ۞

۲۳. اور (بھی) اس کی (قدرت کی) نشانی تمہاری راتوں اور دن کی نیند میں ہے اور اس کے فضل (یعنی روزی) کو تمہارا تلاش کرنا بھی ہے۔ (اس جو لوگ (کان لگاکر) سننے کے عادی ہیں ان کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ ۲۳. اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ (بھی) ہے کہ وہ تمہیں ڈرانے اور امیدوار بنانے کے لیے بجلیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے بارش برساتا ہے (اس سے مردہ زمین کو زندہ کردیتا ہے، اس میں (بھی) عقلمندوں کے زمین کو زندہ کردیتا ہے، اس میں (بھی) عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔

۲۵. اور اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسان وزمین اس کے علم سے قائم ہیں، پھر جب وہ متہیں آواز دے گا تو صرف ایک بارکی آواز کے ساتھ ہی تم سب زمین سے نکل آؤ گے۔ (۳)

دوسرے سے مختلف ہیں۔ کوئی کالا ہے، کوئی گورا، کوئی نیگوں ہے تو کوئی گندی رنگ کا، پھر کالے اور سفید رنگ میں بھی است درجات رکھ دیے ہیں کہ بیشتر انسانی آبادی دو رنگوں میں تقسیم ہونے کے باوجود ان کی بیسیوں فتسمیں ہیں اور ایک دوسرے سے یکسر الگ اور ممتاز۔ پھر ان کے چہروں کے خدوخال، جسمانی ساخت اور قدو قامت میں ایسا فرق رکھ دیا گیا ہے کہ ایک انسان الگ سے پہچان لیا جاتا ہے۔ لیعنی باوجود اس بات کے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے نہیں ملت، حتی کہ ایک بھائی دوسرے بھائی سے مختلف ہے لیکن اللہ کی قدرت کا کمال ہے کہ پھر بھی کسی ایک انسان سے بھر بھی کسی ایک بین ملک کے باشدے، دوسرے ملک کے باشدوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

ا. نیند کا باعث سکون وراحت ہونا چاہے وہ رات کو ہو یا بوقتِ قیلولہ، اور دن کو تجارت وکاروبار کے ذریعے سے اللہ کا فضل تلاش کرنا، یہ مضمون کئی جگہ گزرچکا ہے۔

۲. لیعنی آسان میں بجلی چکتی اور بادل کڑکتے ہیں، تو تم ڈرتے بھی ہو کہ کہیں بجل گرنے یا زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے کھیتیاں برباد نہ ہوجائیں اور امیدیں بھی وابستہ کرتے ہو کہ بارشیں ہوں گی تو فصل اچھی ہوگ۔

سع. لیعنی جب قیامت برپا ہو گی تو آسان وزمین کا یہ سارا نظام، جو اس وقت اس کے حکم سے قائم ہے، درہم برہم ہوجائے گا اور تمام انسان قبرول سے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔

وَلَهُ مَنْ مِنْ السَّلْمُوتِ وَالْاَدْضِ ُكُلُّ لَهُ قَيْتُونَ⊚

وَهُوالَّذِى بَبُدُ وَّالْغَلْقَ ثُتَّايُعِيدُ هُ وَهُوَاهُوَنُ عَلَيُهِ ۚ وَلَهُ الْمُتَّلُ الْرُغْلِ فِي السَّمْوٰتِ وَالْارَضِّ وَهُوالْغَزِيْزُ الْكِلِيْهُ ۚ

ضَرَبَ لَكُوْ مَّشَلُامِّنَ اَنْشِكُوْ هَلَ لَكُوْمِّنَ مَّامَلَكَتُ اَيْمَاكُوْ مِّنَ شُرَكاءَ فِي مَا رَنَ قُنْكُوْ فَانْتُوْفِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُوُ كَخِيْفَتِكُوْ اَنْشُكُو كَذَالِكَ نُفَصِّلُ الْأَبْتِ لِقَوْمٍ يَتْخِقُونُ۞

۲۷. اور آسانوں و زمین کی ہر ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور ہر ایک اس کے فرمان کے تحت ہے۔

10 ہر ایک اس کے فرمان کے تحت ہے۔

12 اور وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر بہت ہی آسان ہے۔

13 بہترین اور اعلی صفت ہے،

14 بہترین اور وہی غلبے والا حکمت والا ہے۔

15 بہترین میں بھی اور وہی غلبے والا حکمت والا ہے۔

۲۸. الله تعالی نے تمہارے لیے ایک مثال خود تمہاری ہی بیان فرمائی، جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کیا اس میں تمہارے غلاموں میں سے بھی کوئی تمہارا شریک ہے؟ کہ تم اور وہ اس میں برابر درجے کے ہو؟ (م) اور تم ان کا ایبا خطرہ رکھتے ہو جیسا خود اپنوں کا، (م) ہم عقل رکھنے والوں کے لیے اسی طرح کھول کھول کر آیات بیان کردیتے ہیں۔ (۵)

ا. یعنی اس کے تکوینی تھم کے آگے سب بے بس اور لاچار ہیں۔ چیسے موت وحیات، صحت ومرض، ذلت وعزت وغیرہ میں۔

۲. یعنی اسنے کمالات اور عظیم قدرتوں کا مالک، تمام مثالوں سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ ﴿لَیْسَ کَمِشْلِه شَکْمُ ﴾ (الشوریٰ: ۱۱)

۱۳. یعنی جب تم یہ پیند نہیں کرتے کہ تمہارے غلام اور نوکر چاکر، جو تمہارے ہی جیسے انسان ہیں، وہ تمہارے مال ووولت میں شریک اور تمہارے برابر ہوجائیں تو پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اللہ کے بندے، چاہے وہ فرشتے ہوں،

پنجیر ہوں، اولیاء وصلیاء ہوں یا شجر و حجر کے بنائے ہوئے معبود، وہ اللہ کے ساتھ شریک ہوجائیں جب کہ وہ بھی اللہ کے علام اور اس کی مخلوق ہیں؟ یعنی جس طرح پہلی بات نہیں ہوسکتی، دوسری بھی نہیں ہوسکتی۔ اس لیے اللہ کے ساتھ دوسروں کی بھی عبادت کرنا اور انہیں بھی حاجت روا اور مشکل کشا سبھنا کیسر غلط ہے۔

٧٠. يعنى كياتم اپنے غلاموں سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح تم (آزاد لوگ) آپس ميں ايک دوسرے سے ڈرتے ہو، يعنی جس طرح مشتر كه كاروبار يا جائيداد ميں سے خرچ كرتے ہوئ ڈر محسوس ہوتا ہے كه دوسرے شريك بازپرس كريں گے۔ كيا تم اپنے غلاموں سے اس طرح ڈرتے ہو؟ يعنی نہيں ڈرتے۔ كيوں كه تم انہيں مال ودولت ميں شريك قرار دے كر اپنا ہم مرتبہ بنا ہى نہيں سكتے تو اس سے ڈر بھى كيا؟

۵. کیوں کہ وہ اپنی عقلوں کو استعال میں لاکر اور غورو فکر کا اجتمام کرکے آیات تَنْزِیْلِیَّـهٔ اور تَکْوِیْنِیَّـهٔ سے فائدہ اٹھاتے میں، اور جو ایسا نہیں کرتے ان کی سمجھ میں توحید کا مسلہ بھی نہیں آتا جو بالکل صاف اور نہایت واضح ہے۔

ؠڸؚٵڰٮؘۼۘٵڷڔ۬ؽؽؘڟؙؠؙٷٛٲۿۅؙٵؘٷۿؙۅؙۑۼؽؙڔۣۼڵۄؚٷ۫ڣؽؙ ؿۜۿۮؚؽؙڡڽؙٲڞؘڷٙٵڵڷٷۨڡۜڡٵڷۿؙۅ۫ۺۜؿۨڝٚۛڔؽؙؽ۞

فَأَقِهُ وَجُهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ فِطُرَتَ اللهِ الَّتِّى فَطَرَالنَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبُدِيْلَ لِخَلْقِ اللهِ ۚ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَرِيَّةُ ۗ وَلَلِكَنَّ ٱكْثَرَ النَّاسِ لاَيْعُكُمُونَ ۚ

مُنِيْبِيْنَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوُّهُ وَاَقِيْـمُواالصَّلْوَةَ وَلَاتَكُوْنُوامِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۞

79. بلکہ بات یہ ہے کہ یہ ظالم تو بغیرعلم کے خواہش پرستی کررہے ہیں، (۱) اسے کون راہ دکھائے جے اللہ تعالی راہ سے ہٹادے، (۱) اور ان کا ایک بھی مددگار نہیں۔ (۱) میں آپ کیسو ہوکر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کردیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، (۱) اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں، (۱) کہی سیدھا دین ہے (۱) کین اکثر لوگ نہیں سیجھے۔ (۱) سیدھا دین ہے (ایک نام کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس

سے ڈرتے رہو اور نماز کو قائم رکھو اور مشرکین میں سے

ا. لینی اس حقیقت کا انہیں ادراک ہی نہیں ہے کہ وہ علم سے بے بہرہ اور ضلالت کا شکار ہیں اور اسی بے علمی اور گراہی کی وجہ سے وہ اپنی عقل کو کام میں لانے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور اپنی نفسانی خواہشات اور آرائے فاسدہ کے پیروکار ہیں۔

۲. کیوں کہ اللہ کی طرف سے ہدایت اسے ہی نصیب ہوتی ہے جس کے اندر ہدایت کی طلب اور آرزو ہوتی ہے، جو اس طلب صادق سے محروم ہوتے ہیں، انہیں گر اہی میں بھٹلنے کے لیے چھوڑدیا جاتا ہے۔

سب لینی ان گر اہول کا کوئی مددگار نہیں جو انہیں ہدایت سے بہرہ ور کردے یا ان سے عذاب کو پھیر دے۔

م. لیعنی الله کی توحید اوراس کی عبادت پر قائم رئیں اور ادیان باطله کی طرف النفات ہی نہ کریں۔

۵. فطرت کے اصل معنی خلقت (پیدائش) کے ہیں۔ یہاں مراد ملت اسلام (وتوحید) ہے مطلب یہ ہے کہ سب کی پیدائش - بغیر مسلم وکافر کی تفزیق کے اسلام اور توحید پر ہوتی ہے، اس لیے توحید ان کی فطرت یعنی جبلت میں شامل ہے جس طرح کہ عہد اَکست سے واضح ہے۔ بعد میں بہت سوں کو ماحول یا دیگر عوارض، فطرت کی اس آواز کی طرف نہیں آنے دیتے، جس کی وجہ سے وہ کفر پر ہی باقی رہتے ہیں جس طرح نبی شاھینی کی حدیث ہے (ہر بچے فطرت پر پیدا ہوتا ہے، لیکن پھر اس کے ماں باپ، اس کو یہودی، عیسائی اور مجوسی وغیرہ بنادیتے ہیں)۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورة الروم، ومسلم کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة)

۲. لین اللہ کی اس خلقت (فطرت) کو تبدیل نہ کرو بلکہ صحیح تربیت کے ذریعے سے اس کی نشوونما کرو تا کہ ایمان وتوحید
 بچوں کے دل ودماغ میں راسخ ہوجائے۔ یہ خبر جمعنی انشاء ہے لین نفی، نہی کے معنی میں ہے۔

2. لیعنی وہ دین جس کی طرف میسو اور متوجہ ہونے کا حکم ہے، یا جو فطرت کا نقاضا ہے وہ یہی دین قتیم ہے۔

٨. اسى ليے وہ اسلام اور توحيد سے ناآشا رہتے ہيں۔

نه ہوجاؤ۔

ڡؚڹٙٲێۯؽؙڹٛٷۜۊؙۅؙ۠ٳڋؽؠٞۿؙۄؙۅػٲڹ۫ۅؙٳۺؽٵ۠ٷ۠ڷ ڿۯ۫ٮٟۣؠؠٵڶۮؽڣؚۿؚۏڣٙۯؙٷ۞

ۅؘٳڎٙٳڡؘۺٵڵؾٚٵڛؘ؋۫ڗ۠ۮٷؖٳڒٟۿۿؙۄؙۺ۬ؽڣؚؽؽٳڵؽؖۅ ٮؙڂڔٞٳۮٙٳڎؘٳڎؘڟۿۿۄٞۺڹڎٮڂؠڐٙٳڎٳڣۣؽؿ۠ۺٞؠؙۿؠؚڔؾؚۯؠؙ ؽؿڔؙۮؙۯڽٚ

لِيَكُفْرُوْا بِمَالَتِيُنَهُمُ فَتَمَتَّعُوْاً فَسَوْفَ تَعُلَمُونَ عَلَمُونَ

ٱمۡٵؘٮؗٛڗؘڶڹٵۼۘؽٙۯؗؗؗٛؠؙڛؙڶڟؽٵڡٞۿۅؘێؾۜػڵۮؠۣؠٵػٵٮؗٛۏٳۑڄ ؽؿ۫ڔڴۏڹ۞

سر ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو شکڑے مکڑے کردیا اور خود بھی گروہ ہوگئے (۲) ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔ (۳)

سر اور لوگوں کو جب کبھی کوئی مصیبت پینچی ہے تو اپنے رب کی طرف (پوری طرح) رجوع ہوکر دعائیں کرتے ہیں، پھر جب وہ اپنی طرف سے رحمت کا ذائقہ چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے۔

المسل تاکہ وہ اس چیز کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں دی ہے (<sup>()</sup> اچھا تم فائدہ اٹھالو عنقریب تہہیں معلوم ہوجائے گا۔

۳۵. کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل نازل کی ہے جو اسے بیان کرتی ہے جسے یہ اللہ کے ساتھ شریک کررہے ہیں۔(۵)

ا. یعنی ایمان و تقوی اور اقامت صلوة سے گریز کرکے، مشرکین میں سے نہ ہوجاؤ۔

لیعنی اصل دین کو چھوڑ کر یا اس میں من مانی تبدیلیاں کرکے الگ الگ فرقوں میں بٹ گئے، جیسے کوئی یہودی، کوئی نفر انسانی، کوئی مجوسی وغیرہ ہو گیا۔

سا الیمن ہر فرقہ اور گروہ سمجھتا ہے کہ وہ حق پر ہے اور دوسرے باطل پر، اور جو سہارے انہوں نے تلاش کررکھے ہیں، جن کو وہ دلائل سے تعبیر کرتے ہیں، ان پر خوش اور مطمئن ہیں، بد قسمی سے ملت اسلامیہ کا بھی یہی حال ہوا کہ وہ بھی مختلف فرقوں میں بٹ گئ اور ان کا بھی ہر فرقہ اس زعم باطل میں مبتلا ہے کہ وہ حق پر ہے، حالانکہ حق پر موف مرف ایک ہی گروہ ہے جس کی پیچان نبی مُنگی اُنٹی کم بتلادی ہے کہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر چلنے والا ہوگا۔

اللہ ہو ہی مضمون ہے جو سورہ عنکبوت کے آخر میں گزرا۔

۵. یہ استفہام انکاری ہے۔ یعنی یہ جن کو اللہ کا شریک گردانتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں، یہ بلا دلیل ہے۔ اللہ
 نے اس کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ بھلا اللہ تعالی شرک کے اثبات وجواز کے لیے کس طرح کوئی دلیل اتار سکتا تھا
 جب کہ اس نے سارے پیغیبر بھیج ہی اس لیے تھے کہ وہ شرک کی تردید اور توحید کا اثبات کریں۔ چنانچہ ہر پیغیبر نے

ۅؘٳۮٙٳٲڎؘڡؙٚٮٚٳڶێٵڛڗڂۼؖ؋ؽٷٳؠۿٵٷٳؽڗڝؙٛؠۿؙؠؙ ڛؚۜێػڎ۫ؠؠٵۊؘ؆ؘڡٮؙٲؽؙؽؚڰؚؠٝٳڎٳۿؙۅؙؿڣؖڟۅٛؽ۞

ٱۅؘڷۄؙؙۘٮؚڒۘۅؙٲٲۜٲ۩ڵۿ؞ؘؽۺؙڟٵڵؚڗڒؘؿڶؚ؈ۜٛؿۺٵٛ ۅؘؿؘؿؙؚۮؚۯٵڰڕ؈ٛ۬ڎڵڮػڵٳڝۭڵڣۜۅؗڝٟۨؿؙٷؙۣ۫ۄۺؙۅؙؽ®

فَاٰتِ ذَاالَّقُرُ لِى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابَنَ السَّيِيْلِ ذَٰ لِكَ خَيْرٌ لِلَّذِيْنَ بُرِيْدُونَ وَجُهَ اللهِ َ

٣٧. اور جب ہم اوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ خوب خوش ہوجاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو ایک دم وہ محض نامید ہوجاتے ہیں۔(۱)

الله تعالی جے چاہے کشادہ روزی دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ، (۲) اس میں بھی کشادہ روزی دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ، (۲) اس میں بھی ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں نشانیاں ہیں۔

ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں نشانیاں ہیں۔

ایک کو اس کا حق دیجے، (۳) یہ ان کے لیے بہتر ہے جو ایک کو اس کا حق دیجے، (۳) یہ ان کے لیے بہتر ہے جو

آکر سب سے پہلے اپنی قوم کو توحید ہی کا وعظ کیا۔ اور آج اہل توحید مسلمانوں کو بھی نام نہاد مسلمانوں میں توحید وسنت کا وعظ کرنا پڑرہا ہے۔ کیوں کہ مسلمان عوام کی اکثریت شرک وبدعت میں مبتلا ہے۔ هَدَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ.

ا. یہ وہی مضمون ہے جو سورہ ہود میں گزرا اور جو انسانوں کی اکثریت کا شیوہ ہے کہ راحت میں وہ اترانے لگتے ہیں اور مصیبت میں ناامید ہوجاتے ہیں۔ البتہ اہل ایمان اس سے مشتنیٰ ہیں۔ وہ تکلیف میں صبر اور راحت میں اللہ کا شکر لیعن عمل صالح کرتے ہیں۔ یوں دونوں حالتیں ان کے لیے خیر اور اجر وثواب کا باعث بنتی ہیں۔

7. لیعنی اپنی حکمت و مصلحت سے وہ کسی کو مال ودولت زیادہ اور کسی کو کم دیتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ عقل وشعور میں اور ظاہری اسباب ووسائل میں دو انسان ایک جیسے ہی محسوس ہوتے ہیں، ایک جیسا ہی کاروبار کبھی شروع کرتے ہیں۔ لیکن ایک کے کاروبار کو خوب فروغ ملتا ہے اور اس کے وارے نیارے ہوجاتے ہیں، جب کہ دوسرے شخص کا کاروبار محدود ہی رہتا ہے اور اسے وسعت نصیب نہیں ہوتی۔ آخر یہ کون ہستی ہے، جس کے پاس تمام اختیارات ہیں اور وہ اس قسم کے تصرفات فرماتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ کبھی دولت فراوال کے مالک کو مختاج اور مختاج کو مال ودولت سے نواز دیتا ہے۔ یہ سب اسی ایک اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

سا جب وسائل رزق تمام تر اللہ بی کے اختیار میں ہیں اور وہ جس پر چاہے اس کے دروازے کھول دیتا ہے تو اصحاب شروت کو چاہیے کہ وہ اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے ان کا وہ حق ادا کرتے رہیں جو ان کے مال میں ان کے مستحق رشتے داروں، مسائین اور مسافروں کا رکھا گیا ہے۔ رشتے دار کا حق اس لیے مقدم کیا کہ اس کی فضیلت زیادہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ غریب رشتے دار کے ساتھ احسان کرنا دوہرے اجر کا باعث ہے۔ ایک صدقے کا اجر اور دوسرا صله رحمی کا۔ علاوہ ازیں اسے حق سے تعبیر کرکے اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ امداد کرکے ان پر تم احسان نہیں کروگے بلکہ ایک حق کی بی ادائیگی کروگے۔

# وَاوُلِلِّكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۞

ومَآانَيَكُوْ مِّنُ رِّبًا لِيَرُدُو اْفِيَّ آمُوَالِ التَّاسِ فَلايرُبُوُاعِنْدَاللَّهِ وَمَّاانَتِبُّوْمِّنْ زَكُوةٍ شُرِيُدُونَ وَجُهَاللَّهِ فَاوُلَإِكَ هُمُ الْمُضُعِفُونَ<sup>©</sup>

ؙڵڵڡؗٲڵڹؚؽؗڂؘڷڨؘؙۘڴۄؙؙڗ۫ڿۧۯڒؘؿؘڴۄؙڗٚ۬ۼؖۑ۠ؠؽؾۛڴؙۄؙؿ۠ۊ ؽؙڂؚؠؠ۬ڝۓٛڎۿڵ؈ؚؽۺؙۯػٚٳۧؠؙؙۅ۫ڞؘؽؾڡ۬ڡ۬ۘۘ ڡؚؿؙۮٳڮ۠ۄ۫ڝؚٞڽٛۺٛؿؙٝٞۺ۠ۼؾۂۅؘؘۛۛۛۛڡؙڬڸؙۼٵؽۺ۬ڔؚػۅٛؽ۞۫

ڟؘۿڔٙٳڵڡ۬ٚ؊ؘۮؙڣۣٵڵؠڒۜٷٲڶؠڂڔٮؠٵۜۺڹٮؙؗۺؙؽۑؽ التّاسؚڸؽ۠ۮؽڨؘۿؙۄ۫ؠۼڞؘ۩ۜۮڹؽؙۼؠڵٷٛٳڵڡٙڰۿؙۄؙ ؘڽۯؙڿؚٷؙڽٛ۞

الله تعالیٰ کا منہ دیکھنا چاہتے ہیں، (۱) اور ایسے ہی لوگ نجات یانے والے ہیں۔

٣٩. اور تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا۔ (۲) اور جو بڑھتا رہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا۔ (۲) اور جو پچھ صدقہ زکوۃ تم اللہ تعالیٰ کا منہ دیکھنے کے لیے دو تو ایسا لوگ ہی ہیں جو اپنا (مال) دوچند کرنے والے ہیں۔ (۳)

• ٣٠. الله تعالى وه ہے جس نے تمهیں پیدا کیا پھر روزی دی پھر مار ڈالے گا پھر زندہ کردے گا بتاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو ان میں سے کھھ بھی کر سکتا ہو؟ الله تعالیٰ کے لیے پاکی اور برتری ہے ہر اس شریک سے جوبہ لوگ مقرر کرتے ہیں۔

الم. منتکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد چھیل گیا۔ اس لیے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالی چکھادے (بہت) ممکن ہے کہ وہ

ا. لینی جنت میں اس کے دیدار سے مشرف ہونا۔

۲. یعنی سود سے بظاہر اضافہ معلوم ہوتا ہے لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہوتا، بلکہ اس کی نحوست بالآخر دنیا وآخرت میں تباہی کا باعث ہے۔ حضرت ابن عباس ڈلائٹی اور متعدد صحابہ و تابعین ٹیکائٹی نے اس آیت میں رِبًا سے مراد سود (بیاج) نہیں، بلکہ وہ بدیہ اور تحفہ لیا ہے جو کوئی غریب آدمی کی مال دار کو یا رعایا کا کوئی فرد بادشاہ یا حکمران کو اور ایک خادم این مخدوم کو اس نیت سے دیتا ہے کہ وہ اس کے بدلے میں جھے اس سے زیادہ دے گا۔ اسے رِبًا سے اسی لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ دیتے وقت اس میں زیادتی کی نیت ہوتی ہے۔ یہ اگرچہ مباح ہے تاہم اللہ کے بال اس پر اجر نہیں طعم گا، ﴿ فَلَكُتِ يُوْوِلُونُكُ اللّٰهِ ﴾ سے اس اخروی اجر کی نفی ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا "جو تم عطیہ دو، اس نیت سے کہ واپی کی صورت میں زیادہ ملے، پس اللہ کے بال اس کا ثواب نہیں "۔ (ان کیش ایر انقاسی)

٣. زكوة وصد قات سے ایک تو روحانی و معنوی اضافہ ہوتا ہے لیمن بقیہ مال میں اللہ کی طرف سے برکت ڈال دی جاتی ہے۔ دوسرا قیامت کے دن اس کا اجر و ثواب کئی گئی گنا ملے گا، جس طرح صدیث میں ہے کہ حلال کمائی سے ایک تھجور کے برابر موجائے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ)

باز آجائیں۔(۱)

قُلُ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُ وَاكِيفُ كَانَ عَافِبَهُ الْكَرْضِ فَانْظُرُ وَاكِيفُ كَانَ عَافِبَهُ الكَذِيْنَ مِنْ مَثْمُرِكِبُنَ۞ فَاقِوْمُ وَجْهَكَ لِللّاِيْنِ الْقَيِّدِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَاتِيْقَ يَوْمُوْلُا مَرَدِّلَهُ مِنَ اللّهِ يَوْمُدِنْ قِبْلِ الْنَّاكُونَ۞ يَوْمُولُومَرَدِّلَهُ مِنَ اللّهِ يَوْمُدِنِ يَقِضَّكُ عُوْنَ۞

انجام کیا ہوا۔ جن میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا۔ جن میں اکثر لوگ مشرک ہے۔ (۱) میں آپ اپنا رخ اس سچے اور سیدھے دین کی طرف ہی رکھیں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس کا لی جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ہی نہیں، (۱) اس دن سب متفرق ہوجائیں گے۔ (۱)

ا. بخشگی سے مراد انسانی آبادیاں، اور تری سے مراد سمندر، سمندری راستے اور ساحلی آبادیاں ہیں۔ فساد سے مراد ہر وہ بگاڑ سے جس سے انسانوں کے معاشرے اور آبادیوں میں امن وسکون نہ وبالا اور ان کے عیش وآرام میں خلل واقع ہو۔ اس لیے اس کا اطلاق معاصی وسیئات پر بھی صحیح ہے کہ انسان ایک دوسرے پر ظلم کررہے ہیں، اللہ کی صدوں کو پامال اور افاقی ضابطوں کو توڑ رہے ہیں اور قتل وخوز برین عام ہوگئ ہے اور ان ارضی وساوی آفات پر بھی اس کا اطلاق صحیح ہے۔ انسان اللہ کی طرف سے بطور سزا و تنہیہ نازل ہوتی ہیں۔ جیسے قطء کثرت موت، خوف اور سیلاب وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ جب انسان اللہ کی طرف سے بطور سزا و تنہیہ نازل ہوتی ہیں۔ جیسے قطء کثرت موت، خوف اور سیلاب وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ جب انسان اللہ کی نافرہانیوں کو اپنا وطیرہ بنالیں تو پھر مکافات عمل کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے اعمال و کر دار و نہر برائیوں کی طرف بھی نزول ہوتا ہے۔ مقصد کا رخ برائیوں کی طرف بھی نزول ہوتا ہے۔ مقصد اس سے بہی ہوتا ہے کہ اس عام برگاڑ یا آفات الہی کے ساتھ العق بعض دفعہ آفات ارضی و ساوی کا بھی نزول ہوتا ہے۔ مقصد اللہ کی طرف ہوجائے۔ اس کے برعس جس معاشرے کا نظام اطاعت اللی پر قائم ہو اور اللہ کی حدیں نافذ ہوں، ظلم کی جگہ علی کا دور دورہ ہو۔ وہاں امن و سکون اور اللہ کی طرف سے خیر وہرکت کا نزول ہوتا ہے۔ جس طرح آیک حدیث میں آتا اللہ کی طرف ہو بال امن و سکون اور اللہ کی طرف سے خیر وہرکت کا نزول ہوتا ہے۔ جس طرح آیک حدیث میں آتا تعلی برائر سے بہتر ہے)۔(النسانی، کتاب البوناق، باب النہ غیب فی إقامة الحد، وابن ماجه) آئ طرح ہے حدیث ہے کہ (جب ایک برکار (فاجر)) آدمی فوت ہوجاتا ہے وابن سکورات الموت. مسلم، کتاب البوناق، باب ماجاء فی مستریح و مستراح منہ)

۲. شرک کا خاص طور پر ذکر کیا، کہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ علاوہ ازیں اس میں دیگر سینات ومعاصی بھی آجاتی ہیں۔ کیوں کہ ان کا ار نکاب بھی انسان اپنے نفس کی بندگی ہی اختیار کرکے کرتا ہے، ای لیے اسے بعض لوگ عملی شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔
 ۱۳. لیخی اس دن کے آنے کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس لیے اس دن (قیامت) کے آنے سے پہلے پہلے اطاعت اللی کا راستہ اختیار کرلیں اور نیکیوں سے اپنا دامن بھرلیں۔

ہم. لینی دو گروہوں میں تقسیم ہوجائیں گے، ایک مومنوں کا دوسرا کافروں کا۔

مَنْ كَفَرَ فَعَكَيْهِ كُفُرُ لا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِالنَّفُسِٰ هِمْ يَمُهَدُونَ ۚ

لِيَجْزِىَ الَّذِيْنَ امَنْوُ اوَعَمِـلُوا الطَّلِيطَٰتِ مِنْ فَضْلِهُ إِنَّهُ لَاِيْعِبُّ الكَفِيرِ بُينَ۞

وَمِنَ النِتِهَ ٱنَّ يُُرْسِلَ الرِّيْحَ مُبَشِّرٰتٍ ٷڸؽۮؽؙڡۜػؙۄٞۺۜٷٞڞڹٷڶڰٙۼؚٛڕؽٵڶڡؙؙڵڰؠٲڞؚ؋ ۅؘڸؾؘؿؘڠؙۅؙؙٳ؈ؘٛڡٛڞ۫ڸ؋ۅؘڶعڰڴۄ۫ؾۺؙڴۯؙۉڽ۞

ۅؘڵقَدُاڒڛؙڵێامِن َقَبْلِك رُسُلًا إلى قَوْمِهِمُ فَجَاءُوُهُمُ مِالْبِيِنَّتِ فَانْتُقَمِّنَامِنَ الَّذِينَ آجُرِمُوْا وْكَان حَقَّا عَلَيْنَافَصُرُ

سمس. کفر کرنے والوں پر ان کے کفر کا وبال ہوگا اور نیک کام کرنے والے اپنی ہی آرام گاہ سنوار رہے ہیں۔(۱)

میں. تاکہ اللہ تعالی انہیں اپنے فضل سے جزاء دے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، (۲) وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

۲۷. اور اس کی نشانیوں میں سے خوش خبریاں دینے والی ہواؤں کو چلانا بھی ہے (<sup>۳)</sup> اس لیے کہ تمہیں اپنی رحمت سے لطف اندوز کرے، (<sup>۳)</sup> اور اس لیے کہ اس کے تعلم سے کشتیاں چلیں (<sup>۵)</sup> اور اس لیے کہ اس کے فضل کو تم ڈھونڈو (<sup>۲)</sup> اور اس لیے کہ آس کے فضل کو تم ڈھونڈو (<sup>۲)</sup> اور اس لیے کہ تم شکر گزاری کرو۔ (<sup>2)</sup>

کم. اور ہم نے آپ سے پہلے بھی اپنے رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا وہ ان کے پاس دلیلیں لائے۔ پھر ہم نے گناہ گاروں سے انتقام لیا۔ اور ہم پر مومنوں کی

ا. مَهْدٌ كَ معنى بين راستہ ہموار كرنا، فرش بجهانا، لينى يہ عمل صالح كے ذريعے سے جنت ميں جانے اور وہاں اعلى منازل حاصل كرنے كے ليے راستہ ہموار كررہے ہيں۔

۲. لیعنی محض نیکیاں دخول جنت کے لیے کافی نہیں ہوں گی، جب تک ان کے ساتھ اللہ کا فضل بھی شامل حال نہ ہوگا۔ پس وہ اپنے فضل سے ایک ایک نیکی کا اجر دس سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے زیادہ بھی دے گا۔

۳. لعنی یہ ہوائیں بارش کی پیامبر ہوتی ہیں۔

٨. ليني بارش سے انسان بھي لذت ومرور محسوس كرتا ہے اور فصليس بھي لهلها اٹھتي ہيں۔

۵. یعنی ان ہواؤں کے ذریعے سے کشتیاں بھی چلتی ہیں۔ مراد بادبانی کشتیاں ہیں۔ اب انسان نے اللہ کی دی ہوئی دماغی صلاحیتوں کے بھر پور استعال سے دوسری کشتیاں اور جہاز ایجاد کرلیے ہیں جو مشینوں کے ذریعے سے چلتے ہیں۔ تاہم ان کے لیے بھی موافق اور مناسب ہوائیں ضروری ہیں، ورنہ اللہ تعالی انہیں بھی طوفانی موجوں کے ذریعے سے غرق آب کردینے پر قادر ہے۔

۲. یعنی ان کے ذریعے سے مختلف ممالک میں آ جاکر تجارت وکاروبار کرکے۔

ے. ان ظاہری وباطنی نعتوں پر، جن کا کوئی شار ہی نہیں۔ یعنی یہ ساری سہولتیں اللہ تعالی تمہیں اس لیے بہم پہنچاتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اللہ کی بندگی واطاعت بھی کرو۔

الْمُؤْمِنِينَ ۞

اَللهُ الَّذِي يُرُسِلُ الرِّلِيحَ فَتُتِيْرُسَحَابًا فَيَبُسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفُ كَيْنَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدُقَ يَغُرُبُرُ مِنْ خِللهِ ۚ فَإِذَا اَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادٍ إِلَا إِذَا هُو يُشْتُبُشِرُونَ ۞

وَ إِنْ كَانُوْامِنُ قَبُلِ اَنُ يُنَزَّلَ عَلَيْهُمُوِّنُ تَبْلِهِ لَنَبُلِينُنَ ۞

فَانْظُوْرِالِنَّ الْثِرِيَحُمَّتِ اللهِ كِيفَّ يُعْمِّى الْأَرْضَ بَعْنَ مَوْتِهَا آرِتَّ ذٰلِكَ لَمُعْمِى الْمُوَثَّى وَهُوَعَل طُلِّ شَکُمُ قَوْرُیُرُ۞

مدد کرنا لازم ہے۔(۱)

۳۸. اللہ تعالی ہوائیں چلاتا ہے وہ ابر کو اٹھاتی ہیں (۲) پھر اللہ تعالی اپنی منشا کے مطابق اسے آسان میں پھیلا دیتا ہے (۳) اور اس کے گلڑے گلڑے کردیتا ہے (۳) پھر آپ وکیھتے ہیں کہ اس کے اندر سے قطرے نکلتے ہیں، (۵) اور جنہیں اللہ چاہتا ہے ان بندوں پر وہ پانی برساتا ہے تو وہ خوش ہوجاتے ہیں۔

میں اور یقیناً وہ ان پر بارش برسنے سے پہلے مایوس ہورہے تھے۔

کیس آپ رحمت الٰہی کے آثار دیکھیں کہ زمین کی موت کے بعد کس طرح اللہ تعالیٰ اسے زندہ کردیتا ہے؟
 کچھ شک نہیں کہ وہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے، (۲)

ا. یعنی اے جھ الر منگی تیکی اس طرح ہم نے آپ کو رسول بناکر آپ کی قوم کی طرف بھیجا ہے، اس طرح آپ سے پہلے بھی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجا ہے، اس طرح آپ سے پہلے بھی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیج، ان کے ساتھ دلائل اور معجزات بھی تھے، لیکن قوموں نے ان کی تکذیب کی، ان پر ایمان نمیں لائے۔ بالآخر ان کے اس جرم تکذیب اور ار نکاب معصیت پر ہم نے انہیں اپنی سزا وتعزیر کا نشانہ بنایا اور اہل ایمان کی نصرت وتائید کی جو ہم پر لازم ہے۔ یہ گویا نبی سکاٹیٹی اور ان پر ایمان لانے والے مسلمانوں کو تسلی دی جارتی ہے کہ کفار ومشرکین کی روش تکذیب سے گھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہر نبی کے ساتھ اس کی قوم نے یہی معاملہ کیا ہے۔ نیز کفار کو تنبیہ ہے کہ اگر وہ ایمان نہ لائے تو ان کا حشر بھی وہی ہوگا جو گزشتہ توموں کا ہوچکا ہے۔ یوں کہ اللہ کی مدد تو بالآخر مومنوں ہی کو حاصل ہوگی، جس میں پیغیر اور اس پر ایمان لانے والے سب شامل ہیں۔ حقّاً کان کی خبر ہے، جو مقدم ہے نَصْرُ الْمُوْمِنِیْنَ اس کا اسم ہے۔

- ۲. لیعنی وہ بادل جہاں بھی ہوتے ہیں، وہاں سے ہوائیں ان کو اٹھاکر لے جاتی ہیں۔
- - ۴. لینی ان کو آسان پر پھیلانے کے بعد، تجھی ان کو مختلف عکروں میں تقسیم کردیتا ہے۔
- ۵. وَدْقٌ کے معنی بارش کے ہیں، لیعنی ان بادلوں سے اللہ اگر چاہتا ہے تو بارش ہوجاتی ہے، جس سے بارش کے ضرورت مند خوش ہوجاتے ہیں۔

٢. آثار رحت سے مراد وہ غلہ جات اور میوے ہیں جو بارش سے پیدا ہوتے اور خوش حالی وفارغ البالی کا باعث ہوتے

وَكَيِنُ ارْسُلُنَا رِعُافَرَا وَهُ مُصَفَّرً التَّظَلُّوا مِنُ بَعُدِهٖ يَكُفْرُ وُنَ®

فَاتَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ اللُّ عَلَمَ اِذَا وَلُوَامُدُيرِيْنَ@

وَهَاآنَتُ بِهِدِ الْعُثْمِ عَنْ ضَلَلَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤُمِنُ بِإِينِنَا فَهُوْمُ مُسْلِبُونَ ﴿

اور وہ ہر ہر چیز پر قادر ہے۔

اa. اور اگر ہم بادِتند چلادیں اور یہ لوگ انہی کھیتیوں کو (مرجھائی ہوئی) زردیٹی ہوئی دیکھ لیں تو پھر اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں۔(۱)

۵۲. بیشک آپ مُر دول کو نهیس سنا سکتے (۲) اور نه بهرول کو (اپنی) آواز سنا سکتے ہیں <sup>(۳)</sup> جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر مڑ گئے ہوں۔

۵۳. اور نه آپ اندهول کو ان کی گرائی سے ہدایت کرنے والے ہیں (۵) آپ تو صرف ان ہی لوگوں کو ساتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں (۱) پس وہی

ہیں۔ دیکھنے سے مراد نظر عبرت سے دیکھنا ہے تاکہ انسان اللہ کی قدرت کا اور اس بات کا قائل ہوجائے کہ وہ قیامت کے دن اسی طرح مر دوں کو زندہ فرمادے گا۔

ا. یعنی ان ہی کھیتوں کو، جن کو ہم نے بارش کے ذریعے سے شاداب کیا تھا، اگر سخت (گرم ما مھنڈی) ہوائیں چلاکر ان کی ہر مالی کو زردی میں بدل دیں۔ یعنی تیار فصل کو تباہ کردیں تو یہی بارش سے خوش ہونے والے اللہ کی ناشکری پر اثر آئیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کو نہ ماننے والے صبر اور حوصلے سے بھی محروم ہوتے ہیں۔ ذراسی بات پر مارے خوشی کے کچولے نہیں ساتے اور ذرا سی ابتلاء پر فوراً نامید اور گربہ کناں ہوجاتے ہیں۔ اہل ایمان کا معاملہ دونوں حالتوں میں ان سے مختلف ہو تا ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

۲. لینی جس طرح مردے فہم وشعور سے عاری ہوتے ہیں، اسی طرح یہ آپ منگالینی کی دعوت کو سمجھنے اور اسے قبول کرنے سے قاصر ہیں۔

۳. لینی آپ مَلَّاتِیْکُم کا وعظ و نصیحت ان کے لیے بے اثر ہے جس طرح کوئی بہرا ہو، اسے تم اپنی بات نہیں سنا سکتے۔ م. یہ ان کے اعراض وانح اف کی مزید وضاحت ہے کہ مردہ اور بہرہ ہونے کے ساتھ وہ پیٹھ پھیر کر جانے والے ہیں، حق کی بات ان کے کانوں میں کس طرح پڑسکتی اور کیوں کر ان کے دل ودماغ میں ساسکتی ہے؟

۵. اس لیے کہ یہ آئکھوں سے کما حقہ فائدہ اٹھانے سے یا بصیرت (دل کی بینائی) سے محروم ہیں۔ یہ گر اہی کی جس دلدل میں سے ہوئے ہیں، اس سے کس طرح نکلیں؟

۲. لینی یہی سن کر ایمان لانے والے ہیں، اس لیے کہ یہ اہل تفکر وتدبر ہیں اور آثار قدرت سے مؤثر حقیقی کی معرفت حاصل كركيت بين- اطاعت کرنے والے ہیں۔(۱)

میں پیدا کیا گھر اس کمزوری کے بعد توانائی دی، (۲) کھر اس کمزوری کے بعد توانائی دی، (۲) گھر اس کمزوری کے بعد توانائی دی، (۲) گھر اس توانائی کے بعد کمزوری اور بڑھایا دیا (۲) جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، (۵) وہ سب سے پورا واقف اور سب پر پورا قادر ہے۔

۵۵. اور جس دن قیامت (۲) برپا ہوجائے گی گناہ گار لوگ قشمیں کھائیں گے کہ (دنیا میں) ایک گھڑی کے سوا ٱللهُ الَّذِي خَلَقَكُمُ مِّنْ ضُعَفِ نُتَوَجَلَ مِنَ اللهُ الَّذِي خَلَمِنَ اللهُ الَّذِي خَلَمِنَ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ ا

وَيَوْمَرَّنَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِدُ الْمُجْرِمُوْنَ هُ مَالِبُنْوُا غَيْرَسَاعَةٍ كَذَالِكَ كَانُوْلِيُوُفَكُونَ۞

ا. لعنی حق کے آگے سرتسلیم خم کردینے والے اور اس کے پیروکار۔

۲. یہاں سے اللہ تعالی اپنی قدرت کا ایک اور کمال بیان فرمارہا ہے اور وہ ہے مختلف اطوار سے انسان کی تخلیق۔ ضعف (کمزوری کی حالت) سے مراد نطفہ لیعنی قطرۂ آب ہے یا عالم طفولیت۔

سر یعنی جوانی، جس میں قوائے عقلی وجسمانی کی سیمیل ہوجاتی ہے۔

ملا کروری سے مراد کہولت کی عمر ہے جس میں عقلی وجسمانی قولوں میں نقصان کا آغاز ہوجاتا ہے اور بڑھاپے سے مراد شخوخت کا وہ دور ہے جس میں ضعف بڑھ جاتا ہے۔ ہمت بہت، ہاتھ پیروں کی حرکت اور گرفت کمزور، بال سفید اور تمام ظاہری وباطنی صفات متغیر ہوجاتی ہیں۔ قرآن نے انسان کے یہ چار بڑے اطوار بیان کے ہیں۔ بعض علماء نے دیگر چھوٹے اطوار بیان کے بیں۔ بعض علماء نے دیگر چھوٹے اطوار بھی شار کرکے انہیں قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے جو قرآن کے اجمال کی توضیح اور اس کے اعجاز بیان کی شرح ہے مثلاً امام ابن کشر فرماتے ہیں کہ انسان کیے بعد دیگرے ان طلات واطوار سے گزرتا ہے۔ اس کی اصل مٹی ہے۔ یعنی اس کے باپ آدم علیہ اگلی تخلیق مٹی سے ہوئی تھی۔ یا انسان جو کچھ کھاتا ہے، جس سے وہ منی پیدا ہوتی ہے جو رحم مادر میں جاکر اس کے وجود و تخلیق کا باعث بنتی ہے، وہ سب مٹی بی کی پیداوار ہے پھر وہ نطفہ سے علقہ، پھر ہڈیاں، جنہیں گوشت کالباس بہنایا جاتا ہے۔ پھر اس میں روح پھوکی جاتی ہے۔ پھر ماں کے بیٹ سے اس حال میں نکاتا ہے کہ نحیف ونزار اور نہایت نرم ونازک ہوتا ہے۔ پھر بتدریج نشو ونما پاتا، بچپن، بلوغت اور جوانی کو پہنچتا ہول میں نکاتا ہے کہ نحیف ونزار اور نہایت نرم ونازک ہوتا ہے۔ پھر بتدریج نشو ونما پاتا، بچپن، بلوغت اور جوانی کو پہنچتا ہو اس میں روح پھو کہ بتدریج رہد سے اس کے اس میں لے لیتی ہے۔

۵. انبی اثباء میں ضعف وقوت بھی ہے۔ جس سے انسان گزرتا ہے جیسا کہ ابھی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ ۲. ساعت کے معنی ہیں، گھڑی، لمحہ، مراد قیامت ہے، اس کو ساعت اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کا وقوع جب اللہ چاہے گا، ایک گھڑی میں ہوجائے گا۔ یا اس لیے کہ یہ اس گھڑی میں ہوگی جو دنیا کی آخری گھڑی ہوگی۔

وَقَالَ الَّذِيُنَ أُوْتُواالُعِلْمَ وَالْإِيْمَانَ لَقَدُ كِبَثْتُورْ فِي كِيْنِ اللهِ إلى يَوْمِ الْبَعَثِ ُ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَكِثَكُونُ مُنْتُولِا تَعْلَمُونَ ۞

ڣۜؽۄ۫ؠٙڹٟڵٳؽٮٞڡؙڠؙٵڷۮؚؽؙؽؘڟؘػۯٛٳڡؘۼۮؚۯؿۿؙؗؗؗؗؗۛ ۅؘڵۿؙۘڎؙؽؙؿٮٞڠؾڹؙٷؽ؈

ۅؘڵڡۜٙۮؙۻؘۯڹڹٳڶڵ؆ٛڛ؋ٛ ۿۮؘٵٲڡۛٚۯ۠ڮ؈ٛػؙؙؚؚٚٚ ؘڡؘؿؘڸٝٷۺؘڿؚؿٞؗٞؗؗؗؗؗ؆ؙؠٳڮڎٟڵؽڠؙٷڷٮۜٵڷۮؚؽؗؽۘػڡٞۯؙۅؙٙٲ ٳؽؙؖٲڬؿؙؙۅؙٳ؆ۯؙؠؙڟؚٷؽ۞

نہیں کھبرے، (۱) اسی طرح یہ بہتے ہوئے ہی رہے۔ (۲) **۵۲** اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا وہ جواب دیں

گ<sup>(7)</sup>کہ تم تو جسیا کہ کتاب اللہ میں ہے (۲<sup>)</sup> یوم قیامت

تک کھبرے رہے۔ (۱۵) آج کا یہ دن قیامت ہی کا دن ہے

لیکن تم تو یقین ہی نہیں کرتے تھے۔ (۲)

۵۷. پس اس دن ظالموں کو ان کا عذر بہانہ کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان سے توبہ اور عمل طلب کیا جائے گا۔(2)

۵۸. اور بیشک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے سامنے کل مثالیں بیان کردی ہیں۔ (۱) آپ ان کے پاس کوئی بھی نشانی لائیں، (۹) یہ کافر تو یہی کہیں گے کہ تم (بے ہودہ گو) بالکل جھوٹے ہو۔ (۱)

ا. دنیا میں یا قبروں میں۔ یہ اپنی عادت کے مطابق جھوٹی قشم کھائیں گے، اس لیے کہ دنیا میں وہ جتنا عرصہ رہے ہوں گے، ان کے علم میں ہی ہوگا اور اگر مراد قبر کی زندگی ہے تو ان کا حلف جہالت پر ہوگا کیوں کہ وہ قبر کی مدت نہیں جانتے ہوں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ آخرت کے شدائد اور ہولناک احوال کے مقابلے میں دنیا کی زندگی انہیں گھڑی کی طرح ہی لگے گی۔

- ۲. اَفَكَ الرَّ جُلُ كَ معنی ہیں۔ پچ سے پھر گیا، مطلب ہو گا، اس پھرنے كے مثل وہ دنیا میں پھرتے رہے یا بہتے رہے۔ ۱۳. جس طرح یہ علماء دنیا میں بھی سمجھاتے رہے تھے۔
  - ٣. كِتَابِ اللهِ عن مراد الله كاعلم اور اس كا فيصله ليعني لوح محفوظ-
    - ۵. لینی پیدائش کے دن سے قیامت کے دن تک۔
  - ۲. که وه آئ گی بلکه استهزاء اور تکذیب کے طور پر اس کا تم مطالبه کرتے تھے۔
- 2. لینی انہیں دنیا میں بھیج کر یہ موقعہ نہیں دیا جائے گا کہ وہاں توبہ واطاعت کے ذریعے سے عتاب اللّٰہی کا ازالہ کرلو۔ ۸. جن سے اللّٰہ کی توحید کا اثبات اور رسولوں کی صداقت واضح ہوتی ہے اور اسی طرح شرک کی تردید اور اس کا بطلان نمایاں ہوتا ہے۔
  - 9. وہ قرآن کریم کی پیش کردہ کوئی دلیل ہو یا ان کی خواہش کے مطابق کوئی معجزہ وغیرہ۔
- ۱۰. لیعنی جادو وغیرہ کے پیروکار۔ مطلب سے ہے کہ بڑی سے بڑی نشانی اور واضح سے واضح دلیل بھی اگر وہ دکھے لیں، تب بھی ایمان بہر حال نہیں لائیں گے، کیوں؟ اس کی وجہ آگے بیان کردی گئی ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے

09. الله تعالی ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے یوں ہی مہر لگادیتا ہے۔

۲۰. پس آپ صبر کریں (۱) یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے۔
 اور آپ کو وہ لوگ ہلکا (بے صبر ۱) نہ کریں (۲) جویقین نہیں رکھتے۔

كَذَالِكَ يَفْلِحُ اللهُ عَلَى قُلُوْبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۞ كَانْ يُولِي لَكِيْرِي مِنْ اللهِ حَيْثُ مِنْ اللهِ عَنْ اللهِ عَلَيْهِ اللهِ عَنْ اللهِ عَلَيْهِ اللهِ عَنْ

فَاصْدِرُ إِنَّ وَعُدَاللهِ حَثَّ وَلاَيَسُتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَايُوْقِنُونَ ۚ

جو اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ ان کا کفر وطغیان اس آخری حد کو پہنچ گیا ہے جس کے بعد حق کی طرف والیسی کے تمام رائے ان کے لیے مسدود ہیں۔

ا. یعنی ان کی مخالفت وعناد پر اور ان کی تکلیف دہ باتوں پر، اس لیے کہ اللہ نے آپ سے مدد کا جو وعدہ کیا ہے، وہ یقیناً حق ہے جو بہر صورت پورا ہوگا۔

۲. لینی آپ کو غضب ناک کرکے صبر وحلم ترک کرنے یا مداہنت پر مجبور نہ کردیں بلکہ آپ اپنے موقف پر ڈٹے رہیں اور اس سے سرمو انحاف نہ کریں۔

## سورہ لقمان کی ہے اور اس میں چونتیں آیتیں اور چار رکوع ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

### ا. الله - الله

۲. یه حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

۳. جو نیکو کاروں کے لیے (۲) رہبر اور (سراسر) رحمت ہے۔ ۲. جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر (کامل) یقین رکھتے ہیں۔ (۳)

ہیں لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

# يُنْ كُونُونُ اللَّهِ اللَّهِ عَلَيْكُ اللَّهِ اللَّهِ عَلَيْكُ اللَّهِ اللَّهِ عَلَيْكُ اللَّهِ عَلَيْكُ اللَّ

### بن \_\_\_\_\_ مالله الرَّحْمِن الرَّحِيْمِ

تِلُكَ النَّ الكِتْبِ الْحَكِيْدِ ﴿

هُدًى وَرَحْمَةً لِلْمُحْسِنِينَ ٥

الّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَنُؤُنُّونَ الثَّكُوٰةَ وَهُوُ بِالْاِحْرَةِ هُمُّمُ يُوْقِئُونَ<sup>©</sup>

ٱۅڵڵٟڮؘعلى هُدًى مِّنُ رَبِّهِمُ وَأُولِلِكُ هُمُ الْمُفُكِّونَ

ا. اس کے آغاز میں بھی یہ حروف مقطعات ہیں، جن کے معنی ومراد کا علم صرف اللہ تعالی کو ہے۔ تاہم بعض مفسرین نے اس کے دو فوائد بڑے اہم بیان کیے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ قرآن اسی قتم کے حروف مقطعات سے ترتیب و تالیف پایا ہے جس کے مثل تالیف پیش کرنے سے عرب عاجز آگئے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قرآن اللہ ہی کا نازل کردہ ہے اور جس پنجبر پر یہ نازل ہوا ہے وہ سچا رسول ہے، جو شریعت وہ لے کر آیا ہے، انبان اس کا مختاج ہے اور اس کی اصلاح اور سعادت کی شخیل اسی شریعت سے ممکن ہے۔ دوسرا، یہ کہ مشرکین اپنے ساتھیوں کو اس قرآن کے سننے سے اصلاح اور سعادت کی شخیل اسی شریعت سے ممکن ہے۔ دوسرا، یہ کہ مشرکین اپنے ساتھیوں کو اس قرآن کے سننے سے فرمایا تاکہ وہ اس کے سننے پر مجبور ہو جائیں کیوں کہ یہ انداز بیان نیا اور اچھوتا تھا۔ (ایر انقابر) واللہ اعلم۔

۲. مُحْسِنِیْنَ، مُحِسِنِیْنَ، مُحِسِنِیْنَ اور کے ساتھ رائے والا، لیخی برائیوں سے مجتنب اور کیا کا کا کا معنی ہیں اللہ کی عبادت نہایت اخلاص اور خشوع و خضوع کے ساتھ کرنے والا۔ جس طرح حدیث جبرائیل علیہ میں ہے، اَنْ تَعْبُدَ الله کَانَّکَ تَرَاهُ... قرآن ویسے تو سارے جہاں کے لیے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ ہے لیکن اس سے اصل فائدہ یو نکہ صرف محنین اور متعین ہی اٹھاتے ہیں، اس لیے بہاں اس طرح فرمایا۔

۳. نماز، زکوۃ اور آخرت پر یقین۔ یہ مینوں نہایت اہم ہیں، اس لیے ان کا بطور خاص ذکر کیا، ورنہ محسنین و متقین تمام فرائض و سنن بلکہ متحبات تک کی پابندی کرتے ہیں۔

م. فلاح کے مفہوم کے لیے دیکھیے سورہ بقرۃ اور سورہ مومنون کا آغاز۔

ۅؘڝؘؖڶڵێٵڛڡۜڽؙؿؿؙؾؘۄؽ۫ڵۿۅؙڵڮڔؽڿڔڸؽۻڷ ۘۼؽؙڛؘؚؽڸؚ۩ڶڵؾؠۼؘؽڔۼڷۭڐؖٷۜؾؾؖڿ۬ڹۿٵۿؙڒؙٷٲ ٳۅؙڵڸٟٙػڵۿؙڎؙؚٶؘڎؘٳڰؚؿ۠ڣؿؙؿٛ

ۅٙٳۮؘٳؾؙؿڸ؏ؽڽؖ؋ٳڸؾؙؽٵۅڸؖؽؙ؞ٛۺؾػؽؚؠۯٳػٲؽڰۛ ڛۜٮٛٮۼۿٳػٲؾٛ؈ٛٙٲڎ۠ڹؽؙ؋ۅٙڤڗٵٷؘؠۺؚۨٞۯٷ ؠۼڬٵٮٟٳڸؽۅۣۛ

إِنَّ الَّذِيْنَ امَنُواوَعِلُوا الصَّلِيطِتِ لَهُمُّ حَبَّتُ التَّعِيۡمِوِ<sup>ن</sup>ِ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں ہیں اللہ کی راہ سے ہیں اگر اللہ کی راہ سے بہائیں اور اسے بنی بنائیں، (۲) یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ (۳)

2. اور جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا اس طرح منہ چھیرلیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں ڈاٹ لگے ہوئے ہیں، (م) آپ اسے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجی۔ ۸. بیشک جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور کام بھی نیک (مطابق سنت) کیے ان کے لیے نعتوں والی جنتیں ہیں۔

ا. اہل سعادت، جو کتاب اہلی سے راہ یاب اور اس کے ساع سے فیض یاب ہوتے ہیں، ان کے ذکر کے بعد ان اہل شقاوت کا بیان ہورہا ہے جو کلام اہلی کے سننے سے تو اعراض کرتے ہیں۔ البتہ سازوموسیقی، نغمہ وسرود اور گانے وغیرہ خوب شوق سے سنتے اور ان میں دلچیں لیتے ہیں۔ خریدنے سے مراد یہی ہے کہ آلات طرب شوق سے اپنے گھروں میں لاتے اور پھر ان سے لذت اندوز ہوتے ہیں۔ لَهْوَ الْحَدِیْثِ سے مراد گانا بجانا، اس کا سازو سامان اور آلات، سازوموسیقی اور ہر وہ چیز ہے جو انسانوں کو خیر اور معروف سے غافل کردے۔ اس میں قصے، کہانیاں، افسانے، ڈراھے، ناول اور جنسی اور سنسنی خیز لٹریچر، رسالے اور بے حیائی کے پرچارک اخبارات سب بی آجاتے ہیں اور جدید ترین ایجادات ریڈیو، ٹی وی، وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں وغیرہ بھی۔ عبد رسالت میں بعض لوگوں نے گانے بجانے والی لونڈیاں بھی اسی مقصد کے لیے خریدی تھیں کہ وہ لوگوں کا دل گانے ساکر بہلاتی رہیں تاکہ قرآن واسلام سے وہ دور رہیں۔ اس اعتبار سے اس میں گلوکارائیں بھی آجاتی ہیں جو آج کل فنکار، فلمی سارہ اور ثقافتی سفیر اور پتہ نہیں کیسے کیسے مہذب، خوش نما اور دل فریب ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔

۲. ان تمام چیزوں سے یقیناً انسان اللہ کے رائے سے گراہ ہوجاتے ہیں اور دین کو استہزاء و تسنح کا نشانہ بھی بناتے ہیں۔
 ۱۳. ان کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کرنے والے ارباب حکومت، ادارے، اخبارات کے مالکان، اہل قلم اور فیچر نگار بھی ای عذاب مہین کے مستحق ہوں گے۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ.

۷۴. یہ اس شخص کا حال ہے جو مذکورہ ابو ولعب کی چیزوں میں مگن رہتا ہے، وہ آیات قرآنیہ اور اللہ ورسول کی باتیں سن کر بہرا بن جاتا ہے حالال کہ وہ بہرا نہیں ہوتا اور اس طرح منہ پھیرلیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں، کیوں کہ اس کے سننے سے وہ ایذاء محسوس کرتا ہے، اس لیے اس سے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ وَقُرًّا کے معنی ہیں کانوں میں ایسا بوجھ جو اسے سننے سے محروم کردے۔

خِلدِيْنَ فِيهَا وَعُدَاللهِ حَقًّا وَهُو الْعَزِيْزُ الْعَكَيْمُ ۞

خَكَقَ السَّمْوْتِ بِغَيْرِعَمَدٍ تَزُوْفَا وَالْفَى فِى الْاَرْضُ رَوَاسِى اَنْ تَعِيْدَ بِكُوْوَبَتَّ فِيهَامِنُ كُلِّ دَالْهَةٍ وَانْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَا ءَفَانَبُتُنَافِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْجٍ © كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْجٍ ©

ۿڬؘٲڂۘڷؿؙٲٮڵؾٷؘٲۯٷؽؚٚٞڡ۫ٵڎٙٲڂؘػؘقؘٵڷۜۮؚؽؙؽؘڡؚؽؙ ۮؙۏ۫ڽۥٞٵؚڸؚٳڵڟ۠ڸؚؽؙٷؽۏ۬ڞڶڸ؆ٞؠؚؽڹۣ۞۫

9. جہال وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا سچا وعدہ ہے، (ا) اور وہ
 بہت بڑی عزت وغلبہ والا اور کامل حکمت والا ہے۔

بہت برن رک و معبہ والا اور باس ملت والا ہے۔

• اسی نے آسانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا ہے تم

انہیں دیکھ رہے ہو<sup>(۲)</sup> اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو

ڈال دیا تاکہ وہ تمہمیں جنبش نہ دے سکے <sup>(۳)</sup> اور ہر طرح

کے جاندار زمین میں پھیلا دیے۔ <sup>(۳)</sup> اور ہم نے آسان

سے پانی برساکر زمین میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اگا

دیے۔ <sup>(۵)</sup>

اا. یہ ہے اللہ کی مخلوق (۱۰ اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ<sup>(2)</sup> (پچھ نہیں)، بلکہ یہ

ا. يعنى يه يقينًا لورا موكًا، اس ليح كه يه الله كى طرف سے ہے۔ وَاللهُ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

۲. تَرُونَهَا، اگر عَمَدٌ کی صفت ہو تو معنی ہوں گے ایسے ستونوں کے بغیر جنہیں تم دیکھ سکو۔ لینی آسان کے ستون ہیں
 لیکن ایسے کہ تم انہیں دیکھ نہیں سکتے۔

اللہ رَوَاسِيَ، رَاسِيَةٌ کی جَع ہے جس کے معنی ثَابِيّةٌ کے ہیں۔ لیعنی پہاڑوں کو زمین پر اس طرح بھاری ہوجھ بناکر رکھ دیا ہے کہ جن سے زمین ثابت رہے لیعنی حرکت نہ کرے۔ اس لیے آگے فرمایا، أَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ لیعنی کَرَاهَةَ أَنْ تَمِیْدَ (تَمِیْلَ) بِکُمْ أَوْ لِئَلَّا تَمِیْدَ لِیمیٰ اس بات کی ناپہندیدگی سے کہ زمین تمہارے ساتھ ادھر ادھر ڈولے، یا اس لیے کہ زمین ادھر ادھر نہ ڈولے۔ جس طرح ساحل پر کھڑے بحری جہازوں میں بڑے بڑے لنگر ڈال دیے جاتے ہیں تاکہ جہاز نہ ڈولے زمین کے لیے پہاڑوں کی بھی یہی حیثیت ہے۔

۷. لینی انواع واقسام کے جانور زمین میں ہر طرف پھیلادیے جنہیں انسان کھاتا بھی ہے، سواری اور بار برداری کے لیے مجھی استعال کرتا ہے اور بطور زینت اور آراکش کے بھی اپنے پاس رکھتا ہے۔

۵. زَوْجِ يہال صِنْفِ كے معنى ميں ہے لينى ہر قسم كے غلے اور ميوك پيدا كيد ان كى صفت كريم، ان كے حسن لون اور كثرت منافع كى طرف اشاره كرتى ہے۔

لا. هٰذَا (یه) اشاره ب الله کی ان پیدا کرده چیزون کی طرف جن کا گزشته آیات میں ذکر ہوا۔

2. لینی جن کی تم عبادت کرتے اور انہیں مدد کے لیے پکارتے ہو، انہوں نے آسان وزمین میں کون سی چیز پیدا کی ہے؟ کوئی ایک چیز تو بتلاؤ؟ مطلب یہ ہے کہ جب ہر چیز کا خالق صرف اور صرف اللہ ہے، تو عبادت کا مستحق بھی صرف وہی ہے۔ اس کے سوا کائنات میں کوئی ہستی اس لا کق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسے مدد کے لیے پکارا جائے۔

ظالم تھلی گمراہی میں ہیں۔

11. اور ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی() کہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر کر (\*) ہر شکر کرنے والا اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے جو بھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔

الله اور جب که لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بیچ! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا(اللہ بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔(اللہ

 $\frac{1}{1}$  اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، (۵) اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھاکر (۲)

ۅؘڵڡؘۜۮٵؿؙڹٵڷؙڡٞٚڹڶڮڴؠؘڎؘٳؘؽٳۺٛػؙۯڽڷٷۅٛڡۜؽؖؿؿٛڴۯؙ ڡؘؚٵڝٞٵؽۺٞڴۯؙڸڹؘڡٛؗڛ؋ۧۅٛڡؽػڣؘڕڡؘٳؾۜٵٮڷڡۼؘؿڴ ڂؚؠؽڴ۞

ۅٙٳۮؙۊؘٵڶڷؙڡؙٞٮؙؽؙڸٳؠڹ؋ۅؘۿۅؘؽۼڟؙٷؽؠؙۼۜڰۯؿؙؿ۬ڔٟڮۛڽؚٳڶڶؾؖ؞ۧ ٳڽؖٵۺؚٞۯڮٷڟؙؽؙٷۼڟۣؽ۠ٷ

ۅۘٙۅۜڞۜؽٮؙٚٵڵؙڒۣۺٚٵڹؠؚۅٳڸۘٮۯڽٷۜػػؾؙۿؙٲۺ۠؋ۅؘۿٮ۠ٵۼڶ ۅٙۿ؈ۣۊڣۻڵؙۿؚ۬ؽؙٵڡؽڽ۬ٳؘڹٲۺ۠ڴۯڶٷڸٳڵٳؽڵڴ

ا. حضرت لقمان، الله کے نیک بندے تھے جنہیں الله تعالی نے حکمت لینی عقل و فہم اور دینی بصیرت میں ممتاز مقام عطا فرمایا تھا۔ ان سے کسی نے پوچھا تمہیں یہ فہم و شعور کس طرح حاصل ہوا؟ انہوں نے فرمایا، راست بازی، امانت کے اختیار کرنے اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب اور خاموثی کی وجہ سے۔ ان کا حکمت ودائش پر جنی ایک واقعہ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ غلام تھے، ان کے آ قانے کہا کہ بکری ذرج کرکے اس کے سب سے بہترین دو حصے لاؤ، چنانچہ وہ زبان اور دل نکال کر لے گئے۔ ایک دوسرے موقع پر آ قانے ان سے کہا کہ بکری ذرج کرکے اس کے سب سے بدترین حصے دل نکال کر لے گئے۔ ایک دوسرے موقع پر آ قانے ان سے کہا کہ بکری ذرج کرکے اس کے سب سے بدترین حصے بہتر بین اور دل، اگر صبح ہوں تو یہ سب سے بہتر بیں اور دل، اگر صبح ہوں تو یہ سب سے بہتر بیں اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ (این کئیر)

۲. شکر کا مطلب ہے، اللہ کی نعمتوں پر اس کی حمد وثناء اور اس کے احکام کی فرماں برداری۔

سال اللہ تعالی نے حضرت لقمان کی سب سے پہلی وصیت یہ نقل فرمائی کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو شرک سے منع فرمایا، جس سے یہ واضح ہوا کہ والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کوشرک سے بچانے کی سب سے زیادہ کوشش کریں۔

اللہ یہ بعض کے نزدیک حضرت لقمان ہی کا قول ہے اور بعض نے اسے اللہ کا قول قرار دیا ہے اور اس کی تائید ممیں وہ صدیث پیش کی ہے جو ﴿الَّذِيْنَ الْمَنْوَا وَلَوْ يَلِيْسُو َ اِلِيْهَا لَهُو يُولِيْنُ وَ اللهٰ اللهُ عَلَيْهِ ﴾ کا حوالہ دیا۔ (صحیح البخاری: عنوان کے فرمایا تھا کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے اور آیت ﴿ اِنَّ الشِّرُولُ اَلظُو مُحْطَابُهُ ﴾ کا حوالہ دیا۔ (صحیح البخاری: منافی مراد شرک ہے اور آیت ﴿ اِنَّ الشِّرُولُ اَلظُو مُحَطِیْهُ ﴾ کا حوالہ دیا۔ (صحیح البخاری: منافی میں اللہ کا قول ہونے کی نہ تائید ہوتی ہے نہ تردید۔

۵. توحید وعبادت اللی کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید سے اس نصیحت کی اہمیت واضح ہے۔
 ۲. اس کامطلب ہے کہ رحم مادر میں بچہ جس حساب سے بڑھتا جاتا ہے، ماں یر بوجھ بڑھتا جاتا ہے جس سے عورت کمزور

### إِلَىَّ الْمُصِيرُنُ

وَانُ جَهَلُوَعُلَىٰ اَنْ تُشْرِكَ فِي مَالَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمُ فَلَانُولِعُهُمَا وَصَاحِمُهُمَا فِي اللَّ ثَيَامَعُرُوفًا ُ وَاتَّنِهُ سَدِيلَ مَنْ اَنَابَ إِلَىٰ ثُقَرًا إِلَّىٰ مُرْحِمُكُو فَانْكِنَّكُمُ هِمَا كُنْ تُوْ تَعْمَلُوْنَ ®

يُبُنَّىُ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرُدَ لٍ فَتَكُنُ فِي مُفَوِّرَةٍ أَوْفِي السَّلْمُوتِ أَوْفِي الْرَرْضِ

اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے (اُن کہ تو میری اور اپنے مال باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

10. اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، بال دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اسکی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو<sup>(۱)</sup> پھر تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے پھر تم جو پچھ کرتے ہو اس سے میں تمہیں خبر دار کردول گا۔

17. پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو<sup>(\*)</sup> پھر وہ (بھی) خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسانوں میں ہو

سے کمزور تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ مال کی اس مشقت کے ذکر سے اس طرف بھی اشارہ نکلتا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کرتےوقت مال کو مقدم رکھا جائے، جیسا کہ حدیث میں بھی ہے۔

ا. اس سے معلوم ہوا کہ مدت رضاعت دو سال ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

۲. لیعنی مومنین کی راہ۔

سا این میری طرف رجوع کرنے والوں (اہل ایمان) کی پیروی اس لیے کرو کہ بالآخر تم سب کو میری ہی بارگاہ میں آنا ہے، اور میری ہی طرف سے ہر ایک کو اس کے (اچھے یا برے) عمل کی جزاء ملنی ہے۔ اگر تم میرے راتے کی پیروی کروگے اور جھے یاد رکھتے ہوئے زندگی گزاروگے تو امید ہے کہ قیامت کے روز میری عدالت میں سرخرو ہوگے بصورت دیگر میرے عذاب میں گرفتار ہوگے۔ سلسلۂ کلام حضرت لقمان کی وصیتوں سے متعلق تھا۔ اب آگے پھر وہی وصیتیں بیان کی جارہی ہیں جو لقمان نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔ در میان کی دو آیتوں میں اللہ تبارک وتعالی نے جملۂ معرضہ کے بیان کی جارہی ہیں جو لقمان نے اپنے میٹے کو کہ تھیں۔ در میان کی دو آیتوں میں اللہ تبارک وقعان نے یہ وصیت اپنے طور پر ماں باپ کے ساتھ احسان کی تاکید فرمائی، جس کی ایک وجہ تو یہ بیان کی گئی ہے کہ لقمان نے یہ وصیت اپنے بیٹے کو نہیں کی تھی کیونکہ اس میں ان کا اپنا ذاتی مفاد بھی تھا۔ دوسرا یہ واضح ہوجائے کہ اللہ کی توحید وعبادت کے بعد والدین کئی حدمت واطاعت ضروری ہے۔ تیسرا یہ کہ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اس کا حکم والدین بھی دیں، تو ان کی بات نہیں مانن چاہیے۔

۳. إِنْ تَكُ كَا مرجع خَطِيْئَةٌ بوتو مطلب گناہ اور اللہ كى نافرمانى والا كام ہے اور اگر اس كا مرجع خَصْلَةٌ بوتو مطلب اچھائى يا برائى كى خصلت ہوگا۔ مطلب يہ ہے كہ انسان اچھا يا براكام كتنا بھى جھپ كركرے، اللہ سے مخفی نہيں رہ سكتا، قيامت

يَاتِ بِهَا اللهُ إِنَّ اللهَ لَطِيْفٌ خَبِيُرُ

يْبُنَىٰۗ اَقِيرِ الصَّلَوةَ وَأَمُرُ بِالْمُعُرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكُرِ وَاصْبِرُعَلَ مَا اَصَابِكَ الِّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزُورِ الْأُمُوْفِ

ۅؘڵڒڞؙۼؖۯڂؘڰٙڮڶؚڷڰٳڛٷ؆ؾؠؙۺ؋ۣٵڷؙڒۯؙۻؚ ؘڡۜڔۧۜڲٵ۫ٳؾٞٳٮڶۼۘڵڲؙۼؚڽ۠ػ۠ٷؙؾٳڸۼٷٛڕٟۉۧ

یا زمین میں ہو اسے اللہ تعالی ضرور لائے گا بے شک اللہ تعالی بڑا باریک بین اور خبر دار ہے۔

1. اے میرے بیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا(۱) (یقین مان) کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے۔(۱)

۱۸. اور لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا<sup>(۳)</sup> اور زمین پر اترا کر نہ چل۔<sup>(۳)</sup>کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو

کے دن اللہ تعالیٰ اسے حاضر کرلے گا۔ لینی اس کی جزاء دے گا، ایتھ عمل کی اچھی جزاء، برے عمل کی بری جزاء ۔ رائی کے دانے کا مثال اس لیے دی کہ وہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ جس کا وزن محسوس ہوتا ہے نہ تول میں وہ ترازو کے پلڑے کو جھکا سکتا ہے۔ اس طرح چٹان (آبادی سے دور جنگل، پہاڑ میں) مخفی ترین اور محفوظ ترین جگہ ہے۔ یہ مضمون حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا "اگر تم میں سے کوئی شخص بے سوراخ کے پتھر میں بھی عمل کرے گا، جس کا کوئی دروازہ ہو نہ کھڑکی، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں پر ظاہر فرمادے گا، چاہے وہ کیا ہی عمل ہو"۔ (مند احمد، ۲۸/۳) اس لیے دروازہ ہو نہ کھڑکی، اللہ تعالیٰ اس کا علم مخفی ترین چیز تک محیط ہے، اور خبیر ہے، اندھیری رات میں چلنے والی چیو نئی کی حرکات وسکنات سے بھی وہ باخبر ہے۔

ا. إِقَامَةُ صَلَاةٍ، أَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ، نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ اور مصائب پر صبر كا اس ليه ذكر كياكه يه تينول اجم ترين عبادات اور امور خير كى بنياد بين.

7. لیعنی ندکورہ باتیں ان کاموں میں سے ہیں جن کی اللہ تعالی نے تاکید فرمائی ہے اور بندوں پر انہیں فرض قرار دیا ہے۔ یا یہ ترغیب ہے عزم وہمت پیدا کرنے کی کیوں کہ عزم وہمت کے بغیر طاعات ندکورہ پر عمل ممکن نہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک ذلاک کا مرجع صبر ہے۔ اس سے پہلے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وصیت ہے اور اس راہ میں شدائد ومصائب اور طعن وطامت ناگزیر ہے، اس لیے اس کے فوراً بعد صبر کی تلقین کرکے واضح کردیا کہ صبر کا دامن تھاہے رکھنا کہ یہ عزم وہمت کا ایک بڑا ہتھیار ہے۔ اس کے بغیر فریصنہ تبلیغ کی ادائیگی ممکن نہیں۔

سا لیعنی تکبر نہ کر کہ لوگوں کو حقیر سمجھ اور جب وہ تجھ سے ہم کلام ہوں تو تو ان سے منہ پھیر لے۔ یا گفتگو کے وقت اپنا منہ پھیرے رکھے۔ صَعر ایک بیاری ہے جو اونٹ کے سر یا گردن میں ہوتی ہے۔ جس سے اس کی گردن مڑجاتی ہے۔ یہاں بطور تکبر منہ پھیر لینے کے معنی میں یہ لفظ استعال ہوا ہے۔ (ابن کیر)

م. لیعنی الیمی چال یا رویہ، جس سے مال ودولت یا جاہ ومنصب یا قوت وطاقت کی وجہ سے فخر وغرور کا اظہار ہوتا ہو، یہ

الله تعالى يبند نهيس فرماتا-

19. اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، (۱) اور اپنی آواز پہت کر (۲) یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔

۲۰ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے آسانوں اور زمین کی ہر چیز کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے<sup>(۱)</sup> اور تمہیں اپنی ظاہری وباطنی نعتیں جرپور دے رکھی ہیں،<sup>(۱)</sup>

ۅٙڷڞؚ۫ۮ؈ؙ۬ٛڡۺؙۑڬٙۅٙٳۼ۬ڞؙڞ۫ڡؚؽؙڝؙۘۅؾڬٞ ٳڽۜٲٮؙڰۯڶۯڞؙۅٳؾڵڝٙۅؙؿؙڵۼؠؽڕۨۿ

ٱلَهُ تَرَوْااَتَ الله مَسَخَّرَكُمُ تَافِى السَّمُونِ وَمَافِى الْاَرْضِ وَالسَّبَغَ عَلَيْكُمْ فِعَهُ ظُلْهِمَ ةً قَبْلِطِنَةً وَمِنَ التَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللهِ بِغَيْرِعِلْمٍ قَلَاهُدًى

اللہ کو ناپند ہے، اس لیے کہ انسان ایک بندہ عاجز وحقیر ہے، اللہ تعالیٰ کو یہی پیند ہے کہ وہ اپنی حقیت کے مطابق عاجزی وانکساری ہی اختیار کیے رکھے اس سے تجاوز کرکے بڑائی کا اظہار نہ کرے کہ بڑائی صرف اللہ ہی کے لیے زیبا ہے جو تمام اختیارات کا مالک اور تمام خوبیوں کا منبع ہے۔ اس لیے حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ (وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا، جس کے دل میں ایک رائی کے وانے کے برابر بھی کمر ہوگا) (مسند أحمد: ۱۲۱۱، ترمذي، ابواب البر، ماجاء في الكبر) (جو تنكبر کے طور پر اپنے كبڑے کو تحفیج ( تحسیلتے) ہوئے چلے گا، اللہ اس کی طرف ( قیامت کے ون) نہیں و کھے گا۔ (مسند أحمد: ۹۵، ۱۰ وانظر البخاري، كتاب اللباس) تاہم تكبر كا اظہار كے بغیر اللہ كے انعامات كا ذكر یا اچھا لباس اور خوراک وغیرہ كا استعال جائز ہے۔

ا. یعنی چال اتنی ست نہ ہو جیسے کوئی بیار ہو اور نہ اتنی تیز ہو کہ شرف وو قار کے خلاف ہو۔ اس کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا ﴿ يَمْشُونَ عَلَى الْاَضِ هُونًا ﴾ (الفرقان: ۱۳) (اللہ کے بندے زمین پر و قار اور سکونت کے ساتھ چلتے ہیں)۔

۲. یعنی چنج یا چلاکر بات نہ کر، اس لیے کہ زیادہ او فجی آواز سے بات کرنا لیندیدہ ہوتا تو گدھے کی آواز سب سے اچھی سمجھی جاتی لیکن ایسا نہیں ہے، بلکہ گدھے کی آواز سب سے بدتر اور کریہہ ہے۔ اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ (گدھے کی آواز سب سے الحلق اور مسلم وغیرہ)

کی آواز سنو تو شیطان سے بناہ مانگو)۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق اور مسلم وغیرہ)

سارے وغیرہ ہیں۔ انہیں اللہ تعالی نے ایسے ضابطوں کا پابند بنادیا ہے کہ یہ انسانوں کے لیے کام کررہے ہیں اور انسان اللہ تعالی نے ایسے ضابطوں کا پابند بنادیا ہے کہ یہ انسانوں کے لیے کام کررہے ہیں اور انسان ان سے فیض یاب ہورہے ہیں۔ دوسرا مطلب تخیر کا تالع بنادیا ہے۔ چنانچہ بہت کی زیمنی مخلوق کو انسان کے تالع بنادیا گیا ہے جنہیں انسان اپنی حسب منشا استعال کرتا ہے جیسے زمین اور حیوانات وغیرہ ہیں۔ گویا تخیر کا مفہوم یہ ہوا کہ آسمان وزمین کی تمام چیزیں انسانوں کے فائدے کے لیے کام میں لگی ہوئی ہیں، چاہے وہ انسان کے تالع اور اس کے زیر تصرف ہوں با اس کے تعرف اور تابعیت سے بالا ہوں۔ (خ اتقدیہ)

مم. ظاہری سے وہ نعتیں مراد ہیں جن کا ادراک عقل، حواس وغیرہ سے ممکن ہو اور باطنی نعتیں وہ جن کا ادراک واحساس انسان کو نہیں۔ یہ دونوں قتم کی نعمیں اتنی ہیں کہ انسان ان کو شار بھی نہیں کرسکتا۔

# وَلاَكِتْكِ مُّنِيْرٍ ۞

ۅؘٳڎٙٳۊؽڶ ڵۿؙؙۉٳڗۜؠۼؙۅؙٳڡۜٵؘٮؙؗڗؙڶٳڶڵۿؙۊؘڵۏؙٳؠؘڷ ٮؘٮۜؿؚۼؙڡٵۅؘڮۘڋٮۜٵۼڮؽٵڵٵۜٷٵٷػٷػٲؽٳۺؿؙؽڟڽؙ ؽۘۮۼٛۅ۠ۿۯٳؚڸؙۼٙۮٳڔٳڶۺٙۼۣؽ۫۞

وَمَنْ تُشُلِهُ وَجُهَةَ إِلَى اللهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمُسَكَ بِالْعُرُوقِ الْوُنْفُلْ وَإِلَى اللهِ عَاقِبَةُ الْمُوْدِ

وَمَنُ كَفَنَ فَلَا يَعُزُنُكَ كُفُرُهُ لِلْيَنَامَرُحِعِهُمُ فَنْنِيّنُهُمُ بِمَا عَمِلُوا النّااللّهَ عَلِيُونِنِدَاتِ الصُّدُونِ

بعض لوگ اللہ کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں۔(۱)

71. اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کی تابعداری کرو تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو جس طریق پر اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اس کی تابعداری کریں گے، (۱) اگرچہ شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو۔

۲۲. اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے (۳) اور ہو بھی وہ نیکوکار (۳) یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا، (۵) اور تمام کامول کا انجام اللہ کی طرف ہے۔

۲۳. اور کافرول کے کفر سے آپ رنجیدہ نہ ہوں، (۱) آخر ان سب کا لوٹنا تو ہماری جانب ہی ہے پھر ہم ان کو بتاکیں گے جو انہول نے کیا ہے، (۵) بے شک اللہ سینول کے بھیدول تک سے واقف ہے۔ (۸)

ا. لینی اس کے باوجود لوگ اللہ کی بابت جھڑتے ہیں، کوئی اس کے وجود کے بارے میں، کوئی اس کے ساتھ شریک گرداننے میں اور کوئی اس کے احکام وشرائع کے بارے میں۔

۲. لیعنی طرقکی یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی عقلی دلیل ہے، نہ کسی ہادی کی ہدایت اور نہ کسی صحیفہ آسانی سے کوئی ثبوت، گویا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تکوار بھی نہیں۔

- س. لینی صرف الله کی رضا کے لیے عمل کرے، اس کے تھم کی اطاعت اور اس کی شریعت کی پیروی کرے۔
  - م. تعنی مامور به چیزوں کااتباع اور منہیات کو ترک کرنے والا۔
  - ۵. لینی اللہ سے اس نے مضبوط عہد لے لیا کہ وہ اس کو عذاب نہیں کرے گا۔

۲. اس لیے کہ ایمان کی سعادت ان کے نصیب میں ہی نہیں ہے۔ آپ کی کو ششیں اپنی جگہ بجا اور آپ کی خواہش بھی قابل قدر لیکن اللہ کی نقدیر اور مشیت سب پر غالب ہے۔

- 2. لینی ان کے عملوں کی جزاء دے گا۔
- ۸. پس اس پر کوئی چیز چیپی نہیں رہ سکتی۔

ُنُمَّتِّعْهُمُ قِلِيُلَانْتَوَنَفُطَرُّهُمُ اللَّ عَنَابِ غِلِيُظِ®

ۅٙۘڵؠڹۛ؊ٲڵؾۿؙۄ۫ۺٞڹڂؘڷؾؘۘٵڶۺؖۿۏؾؚۘۘۘۘۘۘۊڷڒۯؙڞٙ ڵؽڠٞۅؙڷؾٙٳؠڵۿڐڟؙۣٳٲڂؠؘۘۮؙڽڶؾؗۊؚؠڶٲػؙۺؘۯؙۿؙٶٛ ڵڒؽۼڷؠؙۅؙۯٛ®

ىلەماڧالسىلۈت وَالْاَرْضِ ْإِنَّى اللهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْغِینُ الْغِینُ

ۅؘڬۊؘڵۺۜٵڣۣٵڵۯڞؚڡؚؽۺؘڿۊٲڨ۠ڵۿؖٷۘٳڵؠۘۘۘۘڂۯؙ ڝؘؠ۠ڽؙ۠؋ؙڡؚؽؘڹڡؙٮؚ؋ڛۘڹؙۼٲۘٵؙڣؙؙۅٟڟؘڵڣؘۮ ڮڶؠٮؙٛٵڵٷٳڷٵڵڮۼۯڹڗٛ۠ڂڮڸڋٛ۞

۲۲. ہم انہیں گو کچھ یو نہی سا فائدہ دے دیں لیکن (بالآخر) ہم انہیں نہایت بیچارگی کی حالت میں سخت عذاب کی طرف ہنکالے جائیں گے۔(۱)

۲۵. اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسانوں وزمین کا خالق کون ہے؟ تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ، '') تو کہہ دیجے کہ سب تعریفوں کے لاکق اللہ ہی ہے، ''' کیکن ان میں کے اکثر بے علم ہیں۔

۲۷. آسانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے (<sup>(\*)</sup> یقیناً اللہ تعالی بہت بڑا بے نیاز <sup>(6)</sup> اور سزاوار حمد و شاء ہے۔

۲۷. اور روئے زمین کے (تمام) در خت اگر تعلم بن جائیں اور سیابی اور اس کی مدد کو سات سمندر اور ہول تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوسکتے، (۵) بیشک اللہ تعالیٰ

ا. یعنی دنیا میں آخر کب تک رہیں گے اور اس کی لذتوں اور تعتوں سے کہاں تک شاد کام ہوں گے؟ یہ دنیا اور اس کی لذتیں تو چند روزہ ہیں، اس کے بعد ان کے لیے سخت عذاب ہی عذاب ہے۔

۲. لیعنی ان کو اعتراف ہے کہ آسان وزمین کا خالق اللہ ہے نہ کہ وہ معبود جن کی وہ عبادت کرتے ہیں۔

- سر اس لیے کہ ان کے اعتراف سے ان پر جمت قائم ہو گئی۔
- ٨. ليعني ان كا خالق بهي وبي ہے، مالك بهي وبي اور مدبر و متصرف كائنات بهي وبي۔
- 4. بے نیاز ہے اپنے ماسوا سے، تیعنی ہر چیز اس کی محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔

۲. اپنی تمام پیدا کردہ چیزوں میں۔ پس اس نے جو کچھ پیدا کیا اور جو احکام نازل فرمائے، اس پر آسان وزمین میں سزاوار حد وثناء صرف اس کی ذات ہے۔

2. اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی، جلالت شان، اس کے اسائے حنیٰ اور صفات علیا اور اس کے وہ کلمات جو اس کی عظمتوں پر دلالت کناں میں کا بیان ہے کہ وہ اشنے میں کہ کسی کے لیے ان کا احاطہ یا ان سے آگاہی یا ان کی کنہ اور حقیقت تک پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی ان کو شار کرنا اور حیطۂ تحریر میں لانا چاہے، تو دنیا بھر کے در ختوں کے قلم گھس جائیں، سمندروں کے پانی کی بنائی ہوئی سیاہی ختم ہوجائے، لیکن اللہ کی معلومات، اس کی تخلیق وصنعت کے علم گھس جائیں، مسئدروں کے عالی کہ خالم کو شار نہیں کیا جاسکتا۔ سات سمندر بطور مبالغہ ہے، حصر مراد نہیں ہے۔

غالب اور با حکمت ہے۔

۲۸. تم سب کی پیدائش اور مرنے کے بعد جِلانا ایسا ہی ہے جیسے ایک جی کا، (۱) بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا سے۔

۲۹. کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور دن کو رات میں کھیادیتا ہے، (۲) سورج اور چاند کو اسی نے فرمال بردار کرر کھا ہے کہ ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے، (۳) اور اللہ تعالیٰ ہر اس چیز سے جو تم کرتے ہو

مَاخَلْقُكُمْ وَلاَبَعُتُكُمْ اِلْاَكْنَفْسِ وَّاحِدَةٍ إِنَّ اللهَ سَمِيْعُ يَصِيْرُ۞

ٱلْوَتُوَانَّ اللهَ يُولِجُ النَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي النَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّهْسَ وَالْقَمَّرُ كُلُّ يَعْجُونَيَ النَّ اَجَلِ مُّسَمَّى َوَانَّ اللهَ بِمَاتَعْمَلُونَ خَيْرُ،

اس لیے کہ اللہ کی آیات و کلمات کا حصر واحصاء ممکن ہی نہیں ہے (ابن کیر) اسی مفہوم کی آیت سورہ کہف کے آخر میں گزر چکی ہے۔

ا. لینی اس کی قدرت اتنی عظیم ہے کہ تم سب کا پیدا کرنا یا قیامت کے دن زندہ کرنا، ایک نفس کے زندہ کرنے یا پیدا کرنے کی طرح ہے۔ اس لیے کہ وہ جو چاہتا ہے لفظ کُنْ سے پلک جھیکتے میں معرض وجود میں آجاتا ہے۔

۲. لیعنی رات کا پکھ حصہ لے کر دن میں شامل کردیتا ہے، جس سے دن بڑا اور رات چھوٹی ہوجاتی ہے۔ جیسے گرمیوں میں ہوتا ہے، اور پھر دن کا پکھ حصہ لے کر رات میں شامل کردیتا ہے، جس سے رات بڑی اور دن چھوٹا ہوجاتا ہے۔ جیسے سر دیوں میں ہوتا ہے۔

سابر "مقررہ وقت تک" ہے مراد قیامت تک ہے لیعن سورج اور چاند کے طلوع و غروب کا یہ نظام، جس کا اللہ نے ان کو پابند کیا ہوا ہے، قیامت تک یوں ہی قائم رہے گا دوسرا مطلب ہے "ایک متعینہ منزل تک" لیعنی اللہ نے ان کی گردش کے لیے ایک منزل اور ایک دائرہ متعین کیا ہوا ہے جہاں ان کا سفر ختم ہوتا ہے اور دوسرے روز پھر وہاں سے شروع ہوکر پہلی منزل پر آکر تھہر جاتا ہے۔ ایک حدیث سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ نبی منگائیڈ کم خفرت ابوذر رفائیڈ سے فرمایا، جانتے ہو، یہ سورج کہاں جاتا (غروب ہوتا) ہے؟ ابوذر رفائیڈ کہ ہیں، میں نے کہا "اللہ اور اس کے رفائیڈ کم ہونے ہو، یہ سورج کہاں جاتا (غروب ہوتا) ہے؟ ابوذر رفائیڈ کہ ہیں، میں نے کہا "اللہ اور اس کے رسول منگائیڈ کم ہونے ہو بال جاتا ہے اور زیر عرش سجدہ ریز ہوتا ہو گا۔ بھی من سجدہ رفائیڈ کم ہونے کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ جیسا ہے بھر (وہاں سے نگلنے کی) اپنے رب سے اجازت ما گمتا ہے ایک وقت آئے گا کہ اس کو کہا جائے گا۔ ارجعی من حیث جئت "تو جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا" تو وہ مشرق سے طلوع ہونے کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا"۔ جیسا کہ قرب قیامت کی علامات میں آتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، ومسلم، کتاب الایمان، باب بیان الذمن الذي لایقبل فیه الایمان) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "سورج رہٹ کی طرح ہے، دن کو آسان پر اپنے مدار پر چاتا رہتا ہے بہاں تک کہ مشرق سے طلوع ہوجاتا ہے، تو رات کو زمین کے بینچ اپنے مدار پر چاتا رہتا ہے بہاں تک کہ مشرق سے طلوع ہوجاتا ہے۔ اس طرح چاند کا معاملہ ہے "۔ (ابن کیش)

خبر دار ہے۔

ۮ۬ڵٟڮؘڔۣٲؾؘۜٲٮڷٲۿٷٲڬۧؾؙٞٷٙؽۜٵؘۑؽٷؙؽؘڡٟؽؙۮۏۘڹڎؚ ٲڵڹٳڟڵٛٷٙڷؽۜٲٮڷٵۿٷٲڵۼڽؿ۠ٲڰؚؽؽؙڋٛ۞۠

ٱلَمۡتَرَاتَ الۡفُلۡکَ تَجۡرِیُ فِی الۡبَحۡرِ بِنِعۡمَتِ اللهِ لِیُرِیکُهۡمِّنُ الیّبۃ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَایتٍ بِکُمِلِّ صَبّارٍ شَکُوۡرِ®

وَاذَاغَشَهُمُ مِّرُجُّ كَالظُّلِ دَعُوااللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ةَ فَلَتَاجَٰهُمُ وَلِي الْمَاتِرِ فَمِنْهُمُ القِّيْنِ فَقَتَصِدُ وَمَا يَجْحَدُ بِالنِّرِنَا الْاكُنُّ خَتَارِكَفُورِ ۞

س. یہ سب (انظامات) اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور اس کے سوا جن جن کو لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں<sup>(۱)</sup> اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بلندیوں والا اور بڑی شان والا ہے۔<sup>(۲)</sup>

اسم. کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ دریا میں کشتیاں اللہ کے فضل سے چل رہی ہیں اس لیے کہ وہ تہمیں اپنی نشانیاں دکھائے، (۳) یقیناً اس میں ہر ایک صبر وشکر کرنے والے (۴) کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔

سر اور جب ان پر موجیں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو وہ (نہایت) خلوص کے ساتھ اعتقاد کرکے اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں۔ $^{(a)}$  پھر جب وہ (باری تعالیٰ)

ا. یعنی یہ انتظامات یا نشانیاں، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ظاہر کرتا ہے تاکہ تم سمجھ لو کہ کائنات کا نظام چلانے والا صرف ایک اللہ ہے، جس کے حکم اور مشیت سے یہ سب کچھ ہورہا ہے، اور اس کے سوا سب باطل ہے لیعنی کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے بلکہ سب اس کے مختاج ہیں کیوں کہ سب اس کی مخلوق اور اس کے ماتحت ہیں، ان میں سے کوئی بھی ایک ذرے کو بھی ہلانے کی قدرت نہیں رکھتا۔

۲. اس سے برتر شان والا کوئی ہے نہ اس سے بڑا کوئی۔ اس کی عظمت وشان، علو مرتبت اور بڑائی کے سامنے ہر چیز حقیر اور پست ہے۔

سا. لیخی سمندر میں کشتیوں کا چلنا، یہ بھی اس کے لطف وکرم کا ایک مظہر اور اس کی قدرت تنخیر کا ایک نمونہ ہے۔ اس نے ہوا اور پانی دونوں کو ایسے مناسب انداز سے رکھا کہ سمندر کی سطح پر کشتیاں چل سکیں، ورنہ وہ چاہے تو ہوا کی تندی اور موجوں کی طغانی سے کشتیوں کا چلنا ناممکن ہوجائے۔

م. تکلیفول میں صبر کرنے والے، راحت اور خوشی میں اللہ کا شکر کرنے والے۔

۵. لیعنی جب ان کی کشتیاں ایسی طوفانی موجوں میں گھر جاتی ہیں جو بادلوں اور پہاڑوں کی طرح ہوتی ہیں اور موت کا آہنی
پنجہ انہیں اپنی گرفت میں لیتا نظر آتا ہے تو پھر سارے زینی معبود ان کے ذہنوں سے نکل جاتے ہیں اور صرف ایک
آسانی اللہ کو پکارتے ہیں جو واقعی اور حقیقی معبود ہے۔

انہیں نجات دے کر نحشکی کی طرف پہنچاتا ہے تو کچھ ان میں سے اعتدال پر رہتے ہیں، (۱) اور ہماری آیوں کا انکار صرف وہی کرتے ہیں جو بدعہد اور ناشکرے ہوں۔(۱)

> ڲۘٲؽؙۿٵڵڰٵۺؙٲؾۜڠؙۅ۠ٵۯؾڮۄ۫ۅٙٵڂٝۺؘۅٝٳؽۅ۫ڡۘٵڰٳؽڿؚۯؚؽ ۅٳڮٷٷۜۊڵڮ؋ؙٷػؠڬۅؙڶۏڎۿۅؘۼٳڹٟٷڽ ٷڶڸؚڽ؋ۺؘؽٵٳٝؾؘۅؘڠۮٵٮڵؿڂؿۜ۠ۏؘڵڒؾۼؙڗۨڰڰؙۄ۠ٳڂٙؽؠۏؿؙ ٵڵڎؙؽؽٵۨٷٙٚڒؽۼؙڗؿٞڪ۠ڎ۫ؠٳڶڵؿٳڷۼۯٷۯ۞

سرس اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اپنے بیٹے کو کوئی نفع نہ پہنچاسکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کا ذرا سابھی نفع کرنے والا ہوگا<sup>(۳)</sup> (یادر کھو) اللہ کا وعدہ سچا ہے (دیکھو) تہہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) تہہیں دھوکے میں ڈال دے۔

ٳۜۛۛۛؾٵٮڵڐڝۜؽ۬ٮػٷۼؚڷؙۉٳڶۺٵۼ؋ٷؽؙڹٙڗٚڷٵڷۼؽؙڎٛ ۅؘؽۼڬۄؙػٳڣٵڷۯۯؙڠٳڡؚؗڕۅؘػٵؾڎڔؽٞڹڣڞؙ؆ڐٵ ڰۺؙٮٛۼؽٙٵ؞ۅؘڡٵؾڎڔؽؙڹڣۺٛ۫؈ٳٙۑٙٳػؚٵۯڞؚ ؾۘۘؠ۠ٷؿٵٳؿٵڵڰٷڸڎٷؚڿؠؿۯ۠ڞ۠

الله تعالی ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل فرماتا ہے اور مال کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے کل کیا (کھی) نہیں جانتا کہ کل کیا (کھی) کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں

ا. بعض نے مُقْتَصِدٌ کے معنی بیان کیے ہیں عہد کو پورا کرنے والا، یعنی بعض ایمان، توحید اور اطاعت کے اس عہد پر قائم رہتے ہیں جو موج گرداب میں انہوں نے کیا تھا۔ ان کے نزدیک کلام میں حذف ہے، نقد پر کلام یوں ہوگا۔ فَدِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ کَافِرْ "لا بحض ان میں سے مومن اور بعض کافر ہوتے ہیں"۔ (فخ القدر) دوسرے مفسرین کے نزدیک اس کے معنی ہیں اعتدال پر رہنے والا اور یہ باب انکار سے ہوگا۔ لینی اسنے ہولناک حالات اور پھر وہاں رب کی اتنی عظیم آیات کا مشاہدہ کرنے اور اللہ کے اس احسان کے باوجود کہ اس نے وہاں سے نجات دی، انسان اب بھی اللہ کی مکمل عبادت واطاعت نہیں کرتا؟ اور متوسط راستہ انتیار کرتا ہے، جب کہ وہ حالات، جن سے گزر کر آیا ہے، مکمل بندگی کا قاضا کرتے ہیں، نہ کہ اعتدال کا۔ (این کی اگر پہلا مفہوم سیاق کے زیادہ قریب ہے۔

۲. خَتَّارِ غدار کے معنی میں ہے۔ بدعبدی کرنے والا، کَفُورِ ناشکری کرنے والا۔

٣. جَازِ اسم فاعل ہے جَزَى يَجْزِيْ ہے، بدلہ دینا، مطلب یہ ہے کہ اگر باپ چاہے کہ بیٹے کو بچانے کے لیے اپنی جان کا بدلہ، یا بیٹا باپ کے لیے اپنی جان بطور معاوضہ پیش کردے، تو وہاں یہ ممکن نہیں ہوگا۔ ہر شخص کو اپنے کی کی سزا بھگتنی ہوگی۔ جب باپ بیٹا ایک دوسرے کے کام نہ آسکیں گے تو دیگر رشتے داروں کی کیا حیثیت ہوگی؟ اور وہ کیوں کر ایک دوسرے کو نفع پہنچاسکیں گے؟ مرے گا۔<sup>(1)</sup> (یاد ر کھو) اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔

ا. حدیث میں بھی آتا ہے کہ پائی چیزیں مفای الغیب ہیں، جنہیں اللہ کے سواکوئی نہیں جانا۔ (صحیح البخادی، تفسیر سورۃ لقمان و کتاب الاستسقاء باب لایدری متی یجیء المطر إلا الله) (ا) قرب قیامت کی علامات تو نبی عکا پینی غیم اللہ کے سواکسی کو نہیں، کسی فرضتے کو، نہ کسی نبی مرسل کو۔ (۲) بارش کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ آثار وعلامات سے تخیینہ تو لگایا جاتا اور لگایا جاسکتا ہے لیکن یہ بات ہر شخص کے تجربہ اور مشاہدے کا حصہ ایسا ہی ہے۔ کہ یہ تخیینہ بھی صحیح فیلئے ہیں اور بھی فلط۔ حتیٰ کہ محکمہ موسمیات کے اعلانات بھی بعض وفعہ صحیح ثابت نہیں ہوتے۔ ہی سے صاف واضح ہے کہ بارش کا یقینی علم بھی اللہ کے سواکسی کو نہیں۔ (۳) رحم مادر میں مشینی ذرائع سے جنسیت کاناقص اندازہ تو شاید ممکن ہے کہ برش کا ایٹن علم بھی اللہ کے سواکسی کو نہیں۔ (۳) رحم مادر میں مشینی ذرائع سے با بربخت، کاناقص ہوگا یا کامل، خوب رو ہوگا کہ برشکل، کالا ہوگا یا گورا، وغیرہ باتوں کا علم اللہ کے سواکسی کے پاس نہیں۔ (۳) انسان کا کسی ہوگا کی کاناقس ہوگا یا کامل، خوب رو ہوگا کہ برشکل، کالا ہوگا یا گورا، وغیرہ باتوں کا علم اللہ کے سواکسی کے پاس نہیں۔ (۳) انسان کسی کیا کرے بارے میں علم نہیں ہے کہ وہ اس کی زندگی میں آئے گا بھی یا نہیں؟ اور اگر آئے گا تو وہ اس میں کیا پچھ کرے گا؟ (۵) موت کہاں آئے گا؟ گھر میں یا گھر سے باہر، اپنے وطن میں یا دیار غیر میں، جوانی میں آئے گی یا بڑھا ہے میں، اپنی آرزووں اور خواہشات کی بخیل کے بعد باہر، اپنے وطن میں یا دیار غیر میں، جوانی میں آئے گی یا بڑھا ہے میں، اپنی آرزووں اور خواہشات کی بخیل کے بعد آئے گی یا اس سے پہلے؟ کسی کو معلوم نہیں۔

### سورۂ سجدہ کلی ہے اور اس میں تنیس آ بیتیں اور تین رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### ا. القر

۲. بلاشبہ اس کتاب کا اتارنا تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔<sup>(1)</sup>

س. کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے۔ (۲) (نہیں نہیں) بلکہ یہ تیرے رب تعالیٰ کی طرف سے حق ہے تاکہ آپ انہیں ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا<sup>(۳)</sup> تاکہ وہ راہ راست پر آ جائیں۔ میں اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسانوں وزمین کو اور جو

مم. الله تعالى وہ ہے جس نے آسانوں وزمین كو اور جو كچھ ان كے درميان ہے سب كو چھ دن ميں پيدا كرديا كرديا كرديا كرديا كرديا كرديا كرديا كرديا كوڭى كير عرش پر قائم ہوا، (\*) تمهارے ليے اس كے سوا كوئى

# فينونة التيفانة المناهدة

## بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

#### الق

تَنْزِيْلُ الْكِتْبِ لَادَيْبَ فِيهُ مِنُ رَّبِّ الْعَلَمِيْنَ ٥

اَمْ يَقُوُلُونَ افْتَرَكْ بَلْ هُوَالْحَقُّ مِنْ تَرِبِّكَ لِتُنْذِرَقُوْمًا مَّا اَتْلَهُمُ مِّنْ تَذِيرُ مِّنْ قَبُلِكَ لَكَنَّهُمُّ يَهُتَدُونَ

ٱللهُ الَّذِي عَنَكَ السَّمَاوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَالِيدُنَهُمَّا فِى سِنَّتَةَ البَّامِ تُعَامُنَتُولى عَلَى الْعَرْشِ مَالكُوْرْمِّنَ دُونِهٖ مِنُ وَ إِلَّ وَلاَشِيْدُمِ الْفَلاَتَانَ كُرُونَ۞

الدُّ مدیث میں آتا ہے کہ نبی مَنَّ اللَّهُ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الّم السَّجْدَة (اور دوسری رکعت میں) ﴿هَلُ آئی عَلَی اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ مِیں آتا ہے کہ نبی مَنَّ اللَّهُ البخاري ومسلم کتاب الجمعة، باب ما يقرأ في صلوٰة الفجر يوم الجمعة) اس طرح يد مجمى صحيح سند سے ثابت ہے کہ نبی مَنَّ اللَّهُ اللَّهُ السَّجْدَة اور سورة ملک پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی: ۹۲۰، ومسند أحمد: ۳۲۰/۳)

ا. مطلب یہ ہے کہ یہ جھوٹ، جادو، کہانت اور من گھڑت قصے کہانیوں کی کتاب نہیں ہے بلکہ رب العالمين کی طرف سے صحفۂ ہدایت ہے۔

۲. یہ بطور توثیخ ہے کہ کیا رب العالممین کے نازل کردہ اس کلام بلاغت نظام کی بابت یہ کہتے ہیں کہ اسے خود (محمد منگاللیّظِ نے) گھڑ لیا ہے؟

سببی یہ نزول قرآن کی علت ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا (جیسا کہ پہلے بھی وضاحت گزر پھی ہے) کہ عربوں میں نبی منگا ﷺ پہلے نبی متعدد نبی قرار دیا ہے۔ واللہ اَعلم۔ اس نبی منگاﷺ پہلے نبی تھے۔ بعض لوگوں نے حضرت شعیب عَالِیّلاً) کو بھی عربوں میں مبعوث نبی قرار دیا ہے۔ واللہ اَعلم۔ اس اعتبار سے قوم سے مراد پھر خاص قریش ہوں گے جن کی طرف کوئی نبی آپ منگاﷺ سے پہلے نہیں آیا۔

٨. اس كے ليے ديكھيے سورة أعراف: ٥٨ كا حاشيه يبال اس مضمون كو دہرانے سے مقصد يه معلوم ہوتا ہے كه الله تعالى

مدد گار اور سفار شی نہیں۔ (۱) کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ <sup>(۲)</sup>

> يُكَبِّرُ الْأَمْوَمِنَ السَّمَاءِ الْمَ الْرَضِ ثُمَّ يَعُوْجُ الَيْهِ فِنْ يُوْمِ كَانَ مِقْدَا ازْفَا لَفَ سَنَةٍ مِّمَّا لَعُنُّوْنَ ۞

0. وہ آسان سے لے کر زمین تک (ہر) کام کی تدبیر کرتا ہے گئر (وہ کام) ایک ایسے دن میں اس کی طرف چڑھ جاتا ہے جس کا اندازہ تمہاری گئتی کے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

(\*\*)

ذلكَ علِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْثُ

۲. یہی ہے چھیے کھلے کا جاننے والا، زبر دست غالب بہت ہی مہربان۔

الَّذِي كَاحُسَنَ كُلُّ شَيْعً خَلَقَهُ وَبَدَا خَلْقَ

جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی<sup>(۵)</sup> اور

کے کمال قدرت اور عجائب صنعت کے ذکر سے شاید وہ قرآن کو سنیں اور اس پر غور کریں۔

ا. یعنی وہاں کوئی ایسا دوست نہیں ہوگا، جو تمہاری مدد کر سکے اور تم سے اللہ کے عذاب کو ٹال دے، نہ وہاں کوئی سفارش ہی ایسا ہوگا جو تمہاری سفارش کر سکے۔

۲. لینی اے غیر اللہ کے پجاریو اور دوسروں پر بھروسہ رکھنے والو! کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

سا. آسان سے، جہال اللہ کا عرش اور لوح محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ زمین پر احکام نازل فرماتا لیعنی تدبیر کرتا اور زمین پر ان کا نفاذ ہوتا ہے۔ جیسے موت اور زندگی، صحت اور مرض، عطاء اور منع، غناء اور فقر، جنگ اور صلح، عزت اور ذلت، وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر سے اپنی تقدیر کے مطابق یہ تدبیریں اور تصرفات کرتا ہے۔

مل العنی پھر اس کی یہ تدبیر یا امر اس کی طرف واپس لوٹنا ہے ایک ہی دن میں، جے فرشتے لے کر جاتے ہیں اور صعود (چڑھنے) کا یا آنے جانے کا فاصلہ اتنا ہے کہ غیر فرشتہ ہزار سال میں طے کرے۔ یا اس سے قیامت کا دن مراد ہے کہ اس دن انسانوں کے سارے اعمال اللہ کی بارگاہ میں چیش ہوں گے۔ اس "یوم" کی تعیین وتفسیر میں مفسرین کے در میان بہت اختلاف ہے۔ اس لیے حضرت ابن عباس ڈلائنیڈ نے اس کے بارے میں توقف کو پیند فرمایا اور اس کی حقیقت کو اللہ کے سپر د کردیا ہے۔ امام شوکانی نے ۱۵، ۱۲ اقوال اس ضمن میں ذکر کیے ہیں، صاحب ایسر النفاسیر کہتے ہیں کہ قرآن میں یہ تین مقامت پر آیا ہے اور سینوں جگہ الگ الگ دن مراد ہے سورہ جج (آیت: ۲۸) میں "یوم" کا لفظ عبارت ہے اس زمانہ اور مدت سے جو اللہ کے بال ہے اور سورہ معارج میں، جہاں یوم کی مقدار پیچاس ہزار سال بتلائی گئی ہے، یوم حساب مراد ہے اور اس مقام (زیر بحث) میں یوم سے مراد دنیا کا آخری دن ہے، جب دنیا کے تمام معاملات فنا ہوکر اللہ کی طرف لوٹ جائیں گے۔

۵. لینی جو چیز بھی اللہ نے بنائی ہے، وہ چوں کہ اس کی حکمت ومصلحت کا اقتضاء ہے، اس کیے اس میں اپنا ایک حسن اور

الْإِنْسَانِ مِنْ طِيْنِ أَ

مُّ جَعَلَ تَسُلُهُ مِنْ سُللَةٍ مِّنْ مَّا اَءٍ مِّهِمِيْنٍ ٥

ْثْتَسَوْلهُ وَفَقَوْنِيُهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُوُالسَّمُعَ وَالْاَبْصَارَوَالْاَفِيْدَةَ تَوْلِينُلَامَّا تَشْكُرُونَ ۞

وَقَالُوۡٓاءَادَافَالَمُنَافِى الۡوَرۡضِءَ اِتَّالَـفِى ۡ خَلْقٍ جَدِيْدٍ دْبَلُ هُمُو بِلِقَاۤا ِ رَبِّهِ مُكُونُونَ ⊙

ڠ۠ڵؙؽؾؘۅٙۿٚڴۄ۫ڡۜٙڮڬؙٲڵؠۅٛؾٵۜێڹؽؙٷڲؚڵؘؠؚڴۄؙٛڟٚڗۜ ٳڵڶۯڝؚؚۜڮ۠ٷ۫ٷٛڿۼٷؽ۞۫

انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی۔(۱)

کچر اس کی نسل ایک بے وقعت پانی کے نچوڑ سے چلائی۔<sup>(۱)</sup>

9. جسے ٹھیک ٹھاک کرکے اس میں اپنی روح پھو تکی، (<sup>(n)</sup>) اور اسی نے تمہارے کان آئکھیں اور دل بنائے (<sup>(n)</sup>) (اس پر بھی) تم بہت ہی تھوڑا احسان مانتے ہو۔ <sup>(۵)</sup>

• ا. اور انہوں نے کہا کیا جب ہم زمین میں رل مل جائیں گے'' کیا پھر نئی پیدائش میں آ جائیں گے' بلکہ (بات یہ ہے) کہ وہ لوگ اپنے پرورد گار کی ملاقات کے منکر ہیں۔

11. کہہ ویجے کہ شہیں موت کا فرشتہ فوت کرے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے'' پھر تم سب اپنے پرورد گار کی

انفرادیت ہے۔ یوں اس کی بنائی ہوئی ہر چیز حسین ہے اور بعض نے أَحْسَنَ کے معنیٰ أَثَقَنَ وَأَحْکَمَ کے کیے ہیں، یعنی ہر چیز مضبوط اور پختہ بنائی۔ بعض نے اسے أَلْهَمَ کے مفہوم میں لیا ہے، یعنی ہر مخلوق کو ان چیزوں کا البهام کردیا جس کی وہ مختاج ہے۔ ا. یعنی انسان اول "آوم عَلَيْظًا" کو مٹی سے بنایا، جن سے انسانوں کا آغاز ہوا۔ اور اس کی زوجہ حضرت حواکو آوم عَلَيْظًا کی بائیں پہلی سے بیداکردیا جیساکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

لیعنی من کے قطرے سے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک انسانی جوڑا بنانے کے بعد، اس کی نسل کے لیے ہم نے یہ طریقہ مقرر کردیا کہ مرد اور عورت آلیں میں نکاح کریں، ان کے جنسی ملاپ سے جو قطرۂ آب عورت کے رحم میں جائے گا، اس سے ہم ایک انسانی پیکر تراش کر باہر سیجتے رہیں گے۔

سلا یعنی اس بچے کی ماں کے پیٹ میں نشوونما کرتے، اس کے اعضاء بناتے سنوارتے ہیں اور پھر اس میں روح پھو تکتے ہیں۔ ۱۴. لعنی یہ ساری چیزیں پیدا کیں تاکہ وہ اپنی تخلیق کی بنکیل کردے، پس تم ہر سننے والی بات کو سن سکو، دیکھنے والی چیز کو دیکھ سکو اور ہر عقل وقبم میں آنے والی بات کو سمجھ سکو۔

۵. لینی اتنے احسانات کے باوجود انسان اتنا ناشکرا ہے کہ وہ اللہ کا شکر بہت ہی کم ادا کرتا ہے یا شکر کرنے والے آدمی
 بہت تھوڑے ہیں۔

٩. جب کی چیز پر کوئی دوسری چیز غالب آجائے اور پہلی کے تمام اثرات مٹ جائیں تو اس کو ضلالت (گم ہوجائے) سے تعیر کرتے ہیں ضَلَلْنَا فِی الْأَرْضِ کے معنی ہوں گے کہ جب مٹی میں مل کر ہمارا وجود زمین میں غائب ہوجائے گا۔
 ۷. لینی اس کی ذمہ داری ہی یہ ہے کہ جب تمہاری موت کا وقت آجائے تو وہ آکر روح قبض کرلے۔

ۅؘڵۊؘڗۘڒؘؽٳڎؚؚاڵؠؙۼڔۣمُۅ۠ؽ؆ؘڸٮؙۉٳۯ۠ٷڛٟۿؠؚۼٮ۫ٙۮؘڒۣؠۨؖۿۛ ۯۺۜٵٞڹؘڡٛٮؙۯێٵۅؘڛؘٟۼۘٮ۬ٵڡؘٵۯۼؚۣڡٮ۬ٵڡؘڡ۫ٮڵڞڵڮٵٳڽۜٵ مُٷؿۏ۠ۯڽ۞

وَلُوَشِئُنَالُاتَيْنَاكُلَّ نَفْسٍ هُلَامَهَا وَلَكِنَ حَثَّى الْقَوْلُ مِنِّى لِأَمْلَئَ، جَمَّلُومِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ®

فَنُ وَقُوْلِمَا نَسِيئَتُولِقَآءَ بِوَمِكُوٰهِ لَا اَلْتَانِيئِنَكُوْ وَذُوْقُوا عَذَابَ الْحُلْدِيمَا كُنتُونَعُمُلُونَ۞

ٳؿۜڬٳؽ۠ٷڝؙ۬ڔڸڶؾٟؾٵڷڹؽؾٛٳۮٲۮؙێۯۏٳۑۿٵڂڗ۠ۏؖٳ ڛؙڿۜڐٵۊۜۺػٷٳؾٟػؠؙڮڔێؚۿۣۣڂۘۅؘۿؙۄ ڵڒؽڽؙٮٮؙۜػؙؽؙڔؙۏؽ۞۠

طرف لوٹائے جاؤگے۔

11. اور کاش کہ آپ دیکھتے جب کہ گناہ گار لوگ اپنے رب تعالیٰ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے، (۱) کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا(۱) اب تو ہمیں واپس لوٹادے ہم نیک اعمال کریں گے ہم یقین کرنے والے ہیں۔ (۱)

سلا. اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت نصیب فرمادیت، (\*)
لیکن میری یہ بات بالکل حق ہو چکی ہے کہ میں ضرور
بالضرور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے پُر کردوں گا۔ (۵)
السرور جہنم اپنے اس دن کی ملا قات کے فراموش کردینے کا
مزہ چکھو، ہم نے بھی تمہیں بھلادیا (۱۲) اور اپنے کیے ہوئے
اعمال (کی شامت) سے ابدی عذاب کا مزہ چکھو۔

رہیں ہاری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں (۱۵ جنہیں جبہ بین ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں  $\mathbb{Z}$  گرپڑتے ہیں (۱۵ اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی  $\mathbb{Z}$ 

ا. لینی اینے کفر وشرک اور معصیت کی وجہ سے مارے ندامت کے۔

۲. یعنی جس کی تکذیب کرتے تھے، اسے دیکھ لیا، جس کا انکار کرتے تھے، اسے سن لیا۔ یا تیری وعیدوں کی سیائی کو دیکھ لیا اور پیغیمروں کی تصدیق کوسن لیا لیکن اس وقت کا دیکھنا، سننا ان کے پچھ کام نہیں آئے گا۔

الیکن اب یقین کیا تو کس کام کا؟ اب تو الله کا عذاب ان پر ثابت ہوچکا جے بھلتنا ہوگا۔

٨. يعني دنيا مين، ليكن يه بدايت جرى هوتي، جس مين امتحان كي تخائش نه هوتي-

۵. لین انسانوں کی دو قسموں میں سے جو جہنم میں جانے والے ہیں، ان سے جہنم کو بھرنے والی میری بات بچ ثابت ہوگئ۔
 ۲. لین جس طرح تم ہمیں دنیا میں بھلائے رہے، آج ہم بھی تم سے ایسا ہی معاملہ کریں گے ورنہ ظاہر بات ہے کہ اللہ

تو بھو لنے والا نہیں ہے۔

2. لعنی تصدیق کرتے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

٨. لینی الله کی آیات کی تعظیم اور اس کے سطوت وعذاب سے ڈرتے ہوئے۔

تسبیح پڑھتے ہیں (۱) اور تکبر نہیں کرتے ہیں۔ (۲)

14. ان کی کروٹیں اپنے بسروں سے الگ رہتی ہیں (۳)
اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں (۳) اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرج

ان کی آگھوں جانتا جو پچھ ہم نے ان کی آگھوں کی ٹھنٹرک ان کے لیے پوشیدہ کر رکھی ہے، (۱) جو پچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔ (۱)

تَجَّافَى جُنُونُهُوْءَعَنِ الْمَضَاجِعِ يَكُ عُوْنَ رَبَّهُمُّ خُوُفًا قَطِمَعًا وَّمِتًا رَنَى فَنَاهُمُ نُيْفِقُونَ ©

ڡؘؘڮڗۼؙڮٷؘڣؙڽؙ؆ٞٲڂٛڣؽٙڷۿؙؠڝؚٞؽؙڨؙڗ؋ٚٵۼؽؙڽٟؖ جَزَآءؙؚؿٵۘػٵنُوؙٳؽڠڵۅؙؽ۞

ا. یعنی رب کو ان چیزوں سے پاک قرار دیتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں ہیں اور اسکے ساتھ اس کی نعتوں پر اس کی حمر کرتے ہیں جن میں سب سے بڑی اور کامل نعت ایمان کی ہدایت ہے۔ تعنی وہ اپنے سجدوں میں «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ» یا «سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلَیٰ وَبِحَمْدِهِ» وغیرہ کلمات پڑھتے ہیں۔

٣. ليعني راتوں كو اٹھ كر نوافل (تبجد) پڑھتے توبہ واستغفار، تسبيح و تحميد اور دعا والحاح وزارى كرتے ہيں۔

مل لیعنی اس کی رحمت اور فضل وکرم کی امید بھی رکھتے ہیں اور اس کے عتاب وغضب اور موّاخذہ وعذاب سے ڈرتے بھی ہیں۔ محض امید ہی امید نبیں رکھتے کہ عمل سے بے پرواہ ہوجائیں (جیسے بےعمل اور بدعمل لوگوں کا شیوہ ہے) اور نہ عذاب کا اتنا خوف طاری کر لیتے ہیں کہ اللہ کی رحمت سے ہی مایوس ہوجائیں کہ یہ مایوس بھی کفر وضلالت ہے۔

 ه. انفاق میں صدقات واجبہ (زکوق) اور عام صدقہ و خیرات دونوں شامل میں۔ اہل ایمان دونوں کا حسب استطاعت اجتمام کرتے ہیں۔

۲. نَفْسٌ، نکرہ ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے لیعنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان نعتوں کو جو اس نے مذکورہ اہل ایمان کے لیے چھپاکر رکھی ہیں جن سے ان کی آ تکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گی۔ اس کی تفسیر میں نبی شائیٹی نے یہ حدیث قدی بیان فرمائی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے (میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آئکھ نے نہیں دیکھیں، کسی کان نے نہیں سنیں، نہ کسی انسان کے وہم و گمان میں ان کا گزر ہوا)۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ السجدۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت کا مستحق بننے کے لیے اعمال صالحہ کا اجتمام ضروری ہے۔

افَكَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَاسَيْتَوَى ©

ٳ؆ٲڷڹۣؿؘڹٲڡٮؙٛۏؙٳۯۼۧڷؙۅٳڶڞڸڂؾؚڡؘؘڵۿؙؙؙؙؗؗۿڔؘڿۨؾ۠ ٲڵٮٛٲۏؽؗڹؙڗؙؙڰڒؚؠٮٵػڵٷٳؿػؽؙۏؙڹ®

ۅؘٵڝۜٞٵڷڒڔؽؾؘڡٚٮۘڡڠؙۅٵڡٚٮٙٵۏ؇ٛؗٛؗؗؗؗؗؗٛؠٵڵؿٵۮ۠ٷٞڷ؆ ٲڽؙؾڿٞۯؙڿٛۅٳڡؠ۫ؠؘٵؖۼؚؽٮ۠ٷڶؽؚؽۿٵۅڗؿؽڶڵۿؙڎ۫ڎ۫ٷۛٷٳ ڡؘؽؘٵٮؚٵڶٮؾٚٳڔٳڰڹؽؙڴٮؙٛؿ۠ٷڽ؋ؙٮؙػؽؚۜؠڣٛٷؽ۞

وَلَتُكْذِيْفَتَهُمُّ مِّنَ الْعَنَابِ الْأَدُنِي دُوْنَ الْعَنَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّاهُمُ يَرُجِعُونَ ۞

ۅٙڡۜڹٛٲڟ۬ڮۯ۠ڝؠۜٞڹؙڎؙػؚٚۯڔۣٳڶڸۻؚۯڣٟ؋ؿؙۜ ٲٷؙڝٚۼؙؠٚٳٝؾٵڝؘٲڶؠؙۼڔۣؠؙڹۣؠؙؙؽؘؾؿؙۅؙڹ۞۫

۱۸. کیا وہ جو مومن ہو مثل اس کے ہے جو فاسق ہو؟<sup>(۱)</sup> یہ برابر نہیں ہوسکتے۔

19. جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال بھی کیے ان کے این گل والی جنتیں ہیں، مہمانداری ہے ان کے اعمال کے بدلے جو وہ کرتے تھے۔

اور لیکن جن لوگوں نے تھم عدولی کی ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جب بھی اس سے باہر نکلنا چاہیں گے اس میں لوٹا دیے جائیں گے۔ (\*) اور کہہ دیا جائے گا(\*) کہ ایخ جھو۔
 ایخ جھٹلانے کے بدلے آگ کا عذاب چھو۔

۲۱. اور بالیقین ہم انہیں قریب کے جھوٹے سے بعض عذاب (۴) اس بڑے عذاب کے سوا چکھائیں گے تاکہ وہ لوٹ آئیں۔(۵)

۲۲. اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالی کی آیتوں سے وعظ کیا گیا چھر بھی اس نے ان سے منہ

ا. یہ استفہام انکاری ہے لیخی اللہ کے ہاں مومن اور کافر برابر نہیں ہیں بلکہ ان کے در میان بڑا فرق وتفاوت ہوگا مومن اللہ کے مہمان ہوں گے اور اعزاز واکرام کے مستحق اور فاسق وکافر تعزیر وعقوبت کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے جہم کی آگ میں جھلسیں گے۔ اس مضمون کو دوسرے مقامات پر بھی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً سورہُ ص: ۲۸، سورہُ جاثیہ: ۲۱، سورہُ حضرہ ا۔ حضر: ۲۰، وغیرھا۔

۲. لیخی جہنم کے عذاب کی شدت اور ہولناکی سے گھبر اکر باہر نکلنا چاہیں گے تو فرشتے انہیں پھر جہنم کی گہرائیوں میں
 دھکیل دیں گے۔

س. یہ فرشتے کہیں گے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی بہر حال اس میں مکذبین کی ذات ورسوائی کا جو سامان ہے،
 وہ مخفی نہیں۔

م. عذاب ادنی (چھوٹے سے یا قریب کے بعض عذاب) سے دنیا کاعذاب یا دنیا کی مصیبتیں اور بیاریاں وغیرہ مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک وہ قتل اس سے مراد ہے جس سے جنگ بدر میں کافر دوچار ہوئے، یا وہ قط سالی ہے جو اہل مکہ پر مسلط کی گئی تھی۔ امام شوکانی فرماتے ہیں یہ تمام صورتیں ہی اس میں شامل ہوسکتی ہیں۔

۵. یہ آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے جھوٹے عذاب بھیجنے کی علت ہے کہ شاید وہ کفر وشرک اور معصیت سے باز آجائیں۔

پھیرلیا، (ا) (یقین مانو) کہ ہم بھی گناہ گاروں سے انتقام لینے والے ہیں۔

> وَلَقَدُالتَّيْنَامُوُسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنُّ فِنْ مِرْ يَةٍ مِّنُ لِقَالِهِ وَجَعَلُنْهُ هُدًى لِبَنِيَ اسْرَاءِيْلُ ﴿

> وَجَعَلْنَامِنْهُمُ آلِيمَّةً يَّهَدُّوْنَ بِأَمُرِنَالَتَّا صَبَرُوْا شُوكَانُوْا بِالْيِتِنَا يُوْقِئُونَ ۞

ٳڽۜۯؾۜڮۿؙۅؘؽڡؙؙڝؚڶؙ؉ؽ۫ڹۿؙٷؽۏؗۄٙۘۘٳڷۊؚڸؽؗػڐ ڣػؙٵػٳؙۏؙٳڡ۬ۮؽۼؙؾڸڣ۠ۅؙڹٛ۞

۲۳. اور بیشک ہم نے موسیٰ (عَلَیْسًا) کو کتاب دی، پس آپ کو ہرگز اس کی ملاقات میں شک نہ کرنا چاہیے (۲) اور ہم نے اسے (۳) بن اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ بنایا۔ ۲۲ اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ۔ (۳)

رمیان ان (تمام) کے درمیان ان (تمام) باتوں کا فیصلہ قیامت کے دن کرے گا جن میں وہ اختلاف کررہے ہیں۔ (۵)

ا. یعنی اللہ کی آیتیں سن کر جو ایمان واطاعت کی موجب ہیں جو شخص ان سے اعراض کرتا ہے، اس سے بڑا ظالم کون ہے؟ یعنی یہی سب سے بڑا ظالم ہے۔

۲. کہا جاتا ہے کہ یہ اشارہ ہے اس ملاقات کی طرف جو معراج کی رات نبی مَنَّاتِیَّا اور حضرت مولی عَلَیْمِا کے در میان ہوئی، جس میں حضرت مولی عَلَیْمِا نے نمازوں میں تخفیف کرانے کا مشورہ دیا تھا۔

سل. "اسے" سے مراد کتاب (تورات) ہے یا خود حضرت موسیٰ عَلَیْتِلاً۔

۷. اس آیت سے صبر کی فضیلت واضح ہے۔ صبر کا مطلب ہے اللہ کے اوامر کے بجا لانے اور ترک زواجر میں اور اللہ کے رسولوں کی تصدیق اور ان کے اتباع میں جو تکلیفیں آئیں، انہیں خندہ پیشانی سے جھیلنا۔ اللہ نے فرمایا، ان کے صبر کرنے اور آیات اللہ پر یقین رکھنے کی وجہ سے ہم نے ان کو دینی امامت اور پیشوائی کے منصب پر فائز کیا۔ لیکن جب انہوں نے اس کے تبدیل وتحریف کا ارتکاب شروع کردیا، تو ان سے یہ مقام سلب کرلیا گیا۔ چنانچہ اس کے بعد ان کے دل سخت ہوگئے، پھر ان کا عمل صالح رہا اور نہ ان کا اعتقاد صححح۔

۵. اس سے وہ اختلاف مراد ہے جو اہل کتاب میں باہم برپا تھا، ضمناً وہ اختلافات بھی آجاتے ہیں۔ جو اہل ایمان اور اہل کفر، اہل حق اور اہل باطل اور اہل توحید واہل شرک کے در میان دنیا میں رہے اور ہیں چو کلہ دنیا میں تو ہر گروہ اپنے دلائل پر مطمئن اور اپنی ڈگر پر قائم رہتا ہے۔ اس لیے ان اختلافات کا فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی فرمائے گا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اہل حق کو جنت میں اور اہل کفر وباطل کو جہنم میں داخل فرمائے گا۔

ٱۅؘؘۘڷۄ۫ؽؚۿٮؚڵۿۄؙڰۉۘٲۿڶڴڬٵڝٛؿؽ۬ڸۿؚۄۛڡۺۜ ٵؙۿٞڒؙۏڹؽۺؙٷڹؽؙڡؘڵڮڹۿؚؠؙٝٵؚۜڰؘڣ۬ڎڵڮ ڵۘۘٳؠؿۣٵؘڡؘٙڵٳڛؘٮٛۼٷؽ۞

ٱۅؘڵۄ۫ؠۘڗۘۉؗٲػؘٲۺٮۢۅ۫ؾٛٵڵڡؙڬۧٵٙڶڶٲڵۯڞؚٵڶۘڂؚ۠ۯ۠ۯؚ ڡٚٮؙؙڂۛۯۣڿؠ؋ڒۯؙؚعٵؾٵػؙڵؙڡؚٮ۬ؗٛۿٵؽٚڡٵۿۿۄؙ ۅٙٱۿٚۺ۠ۿؙڎٝٵڡؙؔڬڒؿؙڝؚڒؙۏڹ۞

> وَيَقُوُلُونَ مَتَى هٰذَاالُفَتُوُاِنُ كُنْتُو طدِقِينَ⊙

قُلْ يَوْمَالُفَتْحِ لَاِيَنْفَعُ الَّذِيْنَكَفَّهُ ۚ وَالِيُمَانَّهُمُّ وَلَاهُمُّ نِيُظَرُّونَ ۞

۲۷. کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی کو بنجر (غیر آباد) زمین کی طرف بہاکر لے جاتے ہیں پھر اس سے ہم کھیتیاں کا لتے ہیں جسے ان کے چوپائے اور یہ خود کھاتے ہیں، (۲) کیا پھر بھی یہ نہیں دیکھتے؟

۲۸. اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہوگا؟ اگر تم سے ہو (تو بتلاؤ)۔(۲)

79. جواب دے دو کہ فیصلے والے دن ایمان لانا بیانوں کو کچھ کام نہ آئے گا اور نہ انہیں ڈھیل دی جائے گی۔ (")

ا. لیعنی سیجھیلی امتیں، جو سیکنہ ب اور عدم ایمان کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، کیا یہ نہیں دیکھتے کہ آج ان کا وجود دنیا میں نہیں ہے، البتہ ان کے مکانات ہیں جن کے یہ وارث بنے ہوئے ہیں۔ مطلب اس سے اہل مکہ کو تنبیہ ہے کہ تمہارا حشر بھی یہی ہوسکتا ہے، اگر ایمان نہ لائے۔

۲. پانی سے مراد آسانی بارش اور چشموں نالوں اور وادبوں کا پانی ہے، جے اللہ تعالی ارض جرز (بنجر اور بے آباد) علاقوں کی طرف بہاکر لے جاتا ہے اور اس سے پیداوار ہوتی ہے جو انسان کھاتے ہیں اور جو بھوسی یا چارہ ہوتا ہے، وہ جانور کھالیتے ہیں۔ اس سے مراد کوئی خاص زمین یا علاقہ مراد نہیں ہے بلکہ عام ہے۔ جو ہر بے آباد، بنجر اور چشیل زمین کو شامل ہے۔
 ۱س اس فیصلے (فقی) سے مراد اللہ تعالی کا وہ عذاب ہے جو کفار مکہ نبی منگائیڈی سے طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے محد! (سکائیڈیلی تیرے اللہ کی مدد تیرے لیے کب آئے گی؟ جس سے تو ہمیں ڈراتا رہتا ہے۔ فی الحال تو ہم دیکھ رہے ہیں۔
 کہ تجھ پر ایمان لانے والے چھے پھرتے ہیں۔

٣. اس يوم الفتى سے مراد آخرت كے فيصلے كا دن ہے، جہاں ايمان مقبول ہوگا اور نہ مہلت دى جائے گی۔ فتى مكه كا دن مراد ننہيں ہے كيوں كه اس دن تو طلقاء كا اسلام قبول كرليا اليا تھا، جن كى تعداد تقريباً دو ہزار تھی۔ (ابن سير) طلقاء سے مراد، وہ اہل مكہ ہيں جن كو نبی شَائِيْتِيَا نے فتى كہ كے دن، سزا وتعزير كے بجائے معاف فرماديا تھا اور

أَتُلُ مَآ أُوْتِى ٢١ السَّجْلَة ٣٢

فَأَعُرِضُ عَنْهُو وَانْتَظِرُ إِنَّهُ مُّنْتَظِرُ وَنَ ﴾ لله الله عَنْهُ وَانْتَظِرُ إِنَّهُ مُّنْتَظِرُ وَنَ

یہ کر آزاد کردیا تھاکہ آج تم سے تمہاری سیجیلی ظالمانہ کاروائیوں کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ چنانچہ ان کی اکثریت مسلمان ہوگئی تھی۔

ا. یعنی ان مشرکین سے اعراض کرلیں اور تبلیغ ودعوت کا کام اپنے انداز سے جاری رکھیں، جو وحی آپ مَثَاثَیْتُهُم کی طرف نازل کی گئی ہے، اس کی پیروی کریں۔ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ اِتَّنِیعُ مَّاأُوْتِی اَلْیُنْکَ مَنْ تَیِّکُ اَلْیُلُکُ مَنْ تَیِّکُ اَلْیُلُکُ مَنْ تَیِّکُ اَلْیُلُکُ مَنْ تَیْکُ کُلُولُکُوکُ عَنِ الْنُمْشُرِیکِیْنَ ﴾ (الانعام: ۱۰۷) (آپ خود اس طریقے پر چلتے رہیے جس کی وحی آپ کے رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے اللہ کے سواکوئی عبادت کے لائق نہیں اور مشرکین کی طرف خیال نہ سیجیے)۔

۲. لیخی اللہ کے وعدے کا کہ کب وہ پورا ہوتا ہے اور تیرے مخالفوں پر تجھے غلبہ عطا فرماتا ہے؟ وہ بقیناً پورا ہوکر رہے گا۔
 سا. لیخی یہ کافر منتظر میں کہ شاید یہ پیغیبر ہی گردشوں کا شکار ہوجائے اور اس کی دعوت ختم ہوجائے۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ اللہ نے اپنے نبی کے ساتھ کیے ہوئے وعدوں کو پورا فرمایا اور آپ پر گردشوں کے منتظر مخالفوں کو ذلیل وخوار کیا یا ان کو آپ کا غلام بنادیا۔

### سورہ احزاب مدنی ہے اور اس میں تہتر آ بیتیں اور نو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

1. اے نبی! (سَکَالَیْکُمْ) الله تعالیٰ سے ڈرتے رہنا<sup>(۱)</sup> اور کافروں اور منافقوں کی باتوں میں نہ آجانا، بے شک الله تعالیٰ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ (۲)

7. اور جو کچھ آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے (۳) اس کی تابعداری کریں (یقین مانو) کہ الله تمہارے ہر ایک عمل سے باخبر ہے۔ (۳)

1. اور آپ اللہ ہی پر توکل رکھیں، (۵) اور وہ کارسازی کے لیے کافی ہے۔ (۱)

 $\frac{\gamma}{2}$  کسی آدمی کے سینے میں اللہ تعالی نے دو دل نہیں رکھے، (۵) اور اپنی جن بیویوں کو تم مال کہہ بیٹھتے ہو

# مَيْنَ كَالْجَهِ الْخِيلِيْ الْمُ

### ين \_\_\_\_\_ مِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيثِمِ

يَايَّهُاالنَّبِيُّ اثَّقِ اللهَ وَلَا تُطِعِ النَفِرِيُنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ ۚ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيْمًا عَكِيمًا ۚ

ۊۜٵؾؚۜؠۼۛؗڡٵؽٷۼؽٳڶؽڮ؈ڽؙڗؾؚڮ؞ٳؾۜٙٳڛ۠ؗؗڡػٲڹ ؠؚؠٵؾؙۼؙۯؙؽڿؠؽؙڒ<sup>۞</sup>

وَتَوكُّلُ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيْلًا ۞

مَاجَعَلَاللهُ لِرَجُلِ مِّنْ تَلْبَيْنِ فِي جُوْفِةٌ وَمَاجَعَلَ اَدُواجَكُوْ الْنِ تُطْهِرُون مِنْهُنَّ اُمَّهُ مِتَلَقَّومَا جَعَلَ

ا. آیت میں تقویٰ پر مداومت اور تبلیغ ودعوت میں استقامت کا تھم ہے۔ طلق بن حبیب کہتے ہیں، تقویٰ کا مطلب ہے کہ تو اللہ کی اطاعت، اللہ کی دی ہوئی روشنی کے مطابق کرے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھے اور اللہ کی معصیت، اللہ کی دی ہوئی روشنی کے مطابق ترک کردے، اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ (ابن کیر)

- ۲. پس وبی اس بات کا حق دار ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اس لیے کہ عواقب کو وبی جانتا ہے اور اپنے اقوال وافعال میں وہ حکیم ہے۔
- س. لیعنی قرآن کی اور احادیث کی بھی، اس لیے کہ احادیث کے الفاظ کو نبی مَنَاتِیْتُم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہیں لیکن ان کے معانی ومفاہیم من جانب اللہ ہی ہیں۔ اس لیے ان کو وحی خفی یا وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔
  - الله الله سے تمہاری کوئی بات مخفی نہیں رہ سکتی۔
    - ۵. اینے تمام معاملات اور احوال میں۔
  - ٧. ان لوگول كے ليے جو اس پر بھروسہ ركھتے، اور اس كى طرف رجوع كرتے ہيں۔
- 2. بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک منافق یہ دعوی کرتا تھا کہ اس کے دو دل ہیں۔ ایک دل مسلمانوں کے ساتھ ہے اور دوسرا دل کفر اور کافرول کے ساتھ ہے۔ (سند احمد اجتراعت) یہ آیت اس کی تردید میں نازل ہوئی۔ مطلب یہ

ٱدۡعِيٓآءُكُوۡ ٱبۡنَآءُكُوۡ ذٰلِكُوۡ وَلَكُوۡ بِآفُواهِكُوۡ وَاللّٰهُ يَقُوۡلُ الۡحَقَّ وَهُوۡ يَهُدِى السِّبِيۡلَ۞

ٱۮ۫ٷٛۿؙۄؙٳڒڔؘۜٳۧؠۿؚۄ۫ۿؙۅؘٲۺ۫ٮڟؙۼٮ۫۬ٮڬڶڵؾٷ۫ڶڷؙ تَعۡكَبُوٛٱڵڹۜٵؘۿؙۄ۫ۏؘڶڂٞۅٲٮؙٛڴۄ۫؈۬ڶڵڐۣؿؙڹۅؘڡٙۅٙڶڸؽڴۄ۫

انہیں اللہ نے تمہاری (بچ کچ کی) مائیں تنہیں بنایا، () اور نہ تمہارے لے پالک لڑکوں کو (واقعی) تمہارے بیٹے بنایا ہے، () یہ تو تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں، () اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے۔ () اور وہ (سیدھی) راہ سجھاتا ہے۔ ( کھیتی ) باپوں کی طرف نسبت کرکے بلاؤ اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہی ہے۔ (ه) پھر

ہے کہ یہ ممکن بی نہیں ہے کہ ایک دل میں اللہ کی محبت اور اس کے دشمنوں کی اطاعت جمع ہوجائے۔ بعض کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ میں سے ایک شخص جمیل بن معمر فہری تھا، جو بڑا ہوشیار، مکار اور نہایت تیز طرار تھا، اس کا دعویٰ تھا کہ میر ہے تو دو دل ہیں جن سے میں سوچتا سمجھتا ہوں۔ جب کہ محمد (سکالیٹی کا ایک ہی دل ہے۔ یہ آیت اس کے رد میں نازل ہوئی۔ (ایر اتفایر) بعض مفسرین کہتے ہیں کہ آگے جو دو مسئلے بیان کیے جارہے ہیں، یہ ان کی تمہید ہے یعنی جس طرح ایک شخص کے دو دل نہیں ہوسکتے، ای طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کرلے یعنی یہ کہہ دے کہ تیری پشت میرے لیے ایسے ہی ہے جیسے میری مال کی پشت۔ تو اس طرح کہنے سے اس کی بیوی، اس کی مال نہیں بن جائے گی۔ بیوں اس کی بیوی، اس کی مال نہیں بن جائے گی۔ بیوں اس کی دو مائیں نہیں ہو سکتے ہوں اس کا حقیقی بیٹا نہیں بن جائے گی۔ بیوں اس کی دو مائیں نہیں ہو سکتے۔ (ابن کیر)

ا. یہ مسّلۂ ظہار کہلاتا ہے، اس کی تفصیل سورہ مجاولہ میں آئے گ۔

٢. اس كى تفصيل اسى سورت ميں آگے چل كر آئے گا۔ أَدْعِينآءُ، دَعِيٌّ كى جَمْع ہے۔ منه بولا بيٹا۔

سل لیعنی کسی کو مال کہہ دینے سے وہ مال نہیں بن جائے گی، نہ بیٹا کہنے سے وہ بیٹا بن جائے گا، لیعنی ان پر امومت اور بنوت کے شرعی احکام جاری نہیں ہول گے۔

سم. اس کیے اس کا اتباع کرو اور ظہار والی عورت کو مال اور لے پالک کو بیٹا مت کہو، خیال رہے کہ کسی کو پیار اور محبت میں بیٹا کہنا اور بات ہے اور لے پالک کو حقیقی بیٹا تصور کرکے بیٹا کہنا اور بات ہے۔ پہلی بات جائز ہے، یہال مقصود دوسری بات کی ممانعت ہے۔

8. اس محم سے اس رواج کی ممانعت کردی گئی جو زمانہ جاہلیت سے چلا آرہا تھا اور ابتدائے اسلام میں بھی رائج تھا کہ لے پالک بیٹوں کو حقیقی بیٹا سمجھا جاتا تھا۔ صحابہ کرام ڈٹائٹٹر بیان فرماتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ ڈٹائٹٹر کو (جنہیں رسول اللہ مُٹائٹٹر کے آزاد کرکے بیٹا بنالیا تھا) زید بن محمد (سُٹائٹٹیر کیا کہ کر پکارا کرتے تھے، حتیٰ کہ قرآن کریم کی آیت ﴿اُدْعُوهُمُولِلاَبِالِهِهُ ﴾ نازل ہوگئی۔ (صحیح البخاري، تفسیر سورة الاحزاب) اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابو حذیفہ ڈٹائٹٹر کے گھر میں بھی ایک مسئلہ پیدا ہوگیا، جنہوں نے سالم کو بیٹا بنایا ہوا تھا جب منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹا سمجھنے حذیفہ ڈٹائٹٹر کے گھر میں بھی ایک مسئلہ پیدا ہوگیا، جنہوں نے سالم کو بیٹا بنایا ہوا تھا جب منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹا سمجھنے سے روک دیا گیا تو اس سے پردہ کرنا ضروری ہوگیا نبی منگائٹیئر نے حضرت ابو حذیفہ ڈٹائٹٹر کی بیوی کو کہا کہ اسے دودھ پلاکر اپنا

ۅؘڵؽۺۜۘۜۜڡٙٮؽڲؙۄ۫ڂ۪ڹؘٵڂٛۏؽؖٵؙٲڂٛڟٲٛڎؙڔ؋ۅڵڮؚڽؙ ؆ڶڠۜٮۜؾۜۮؘؾٛٷ۠ڶٷٛڹڴڂٷػٲڹٳڶڎۿڂؘڣٛۅ۠ڒٳڷڿؽؚؖۿٲ۞

اگر تمہیں ان کے (حقیقی) بابوں کاعلم ہی نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں، (۱) تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہوجائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، (۲) البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم ارادہ دل سے کرو۔ (۳) اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشے والا مہربان ہے۔

۲. پیغیبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں (<sup>(۵)</sup> اور پیغیبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں، (<sup>(۵)</sup> اور رشتے دار کتاب اللہ کی روسے - بہ نسبت دوسرے

ٱلنَّبِيُّ ٱوْلَى بِالْمُؤْمِنِيُن مِنَ انَفْسِهِمْ وَٱزْوَاجُهَّ اُمُّهَاتُهُمُّ وَاوُلُواالْرَكَامِ بَعَضْهُ مُ اوْلَى بِبَغْضِ فِيُ كِنْنِ اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيُنَ وَالْمُهُجِرِيُنَ الْاَآنُ

رضاعی بیٹا بنا لوکیوں کہ اس طرح تم اس پر حرام ہوجاؤگی۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا (صحبح مسلم، کتاب الرضاع، باب رضاعة الکبیر، أبوداود، کتاب النكاح، باب فیمن حرم به)

ا. یعنی جن کے حقیق بابوں کا علم ہے۔ اب دوسری تسبتیں ختم کرکے انہیں کی طرف انہیں منسوب کرو۔ البتہ جن کے بابوں کا علم نہ ہوسکے تو تم انہیں اپنا بھائی اور دوست سمجھو، بیٹا مت سمجھو۔

۲. اس لیے کہ خطا ونسیان معاف ہے، جیسا کہ حدیث میں بھی صراحت ہے۔

سم. لیمن جو جان بوجھ کر غلط انتساب کرے گا، وہ سخت گناہ گار ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے۔ "جس نے جانت بوجھتے اپنے کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا۔ اس نے کفر کا ارتکاب کیا"۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب باب نسبة الیمن إلی إسماعیل علیه السلام)

اور خیر خوابی کو دیکھتے ہوئے اس آیت میں آپ عَلَیْتُیْمُ کو مومنوں کے اپنے نفوں سے بھی زیادہ حق دار، آپ عَلَیْتُیْمُ کو اس شفقت اور خیر خوابی کو دیکھتے ہوئے اس آیت میں آپ عَلَیْتُیْمُ کو مومنوں کے اپنے نفوں سے بھی زیادہ حق دار، آپ عَلَیْتُیْمُ کو مومنوں محبت کو دیگر تمام محبتوں سے فائق تر اور آپ عَلیْتُیْمُ کے حکم کو این تمام خواہشات سے اہم تر قرار دیا ہے۔ اس لیے مومنوں کے لیے ضروری ہے کہ آپ عَلیْتُیْمُ ان کے جن مالوں کا مطالبہ اللہ کے لیے کریں، وہ آپ عَلیْتُیْمُ پر نچھاور کردیں چاہے انہیں خود کتی ہی ضرورت ہو، آپ عَلیْتُیْمُ ان کے جن مالوں کا مطالبہ اللہ کے لیے کریں۔ (جیسے حضرت عمر رَقَّالِمُوْمُ کَا واقعہ ہے) آپ عَلیْتُیْمُ کے حکم کو سب پر مقدم اور آپ عَلیْتُیْمُ کی اطاعت کو سب سے اہم سمجھیں۔ جب تک یہ خود سپر دگی نہیں ہوگ ایک کو تبیں ہوگ کو میٹون سب کھوں اور آپ عَلیْتُیْمُ کی اطاعت کو سب سے اہم سمجھیں۔ جب تک یہ خود سپر دگی نہیں ہوگ محبت، تمام محبوں پر عالب نہیں ہوگ لا دُیْوْمِنُ آحدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَا لَدِهِ وَوَلَدِهِ... کی روسے مومن نہیں، ٹھیک اس طرح اطاعت رسول عَلَیْتُیْمُ میں کو تابی بھی ﴿ لَا دُیْوُمِنُ آَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَا لُو تَبَعًا لِمَا جِنْتُ بِهِ ﴾ کا مصداق بنادے گی۔

۵. لینی احترام و تکریم میں اور ان سے نکاح نہ کرنے میں۔ مومن مردول اور مومن عورتول کی مائیں بھی ہیں۔

تَفْعَكُوۡٳڵؘۣٲۅؙڸؚێؠؙٟڮؙۄؙڡۜۼؙۯؙۅؙڰ۠ٲػٲؽۮڸڡٛڧؚاڰؚؿڮ مَسۡطُوۡوُڵ۞

ۅؘٳۮ۫ٳؘڂۘۮؙٮؘٚٵڝٙٵڵؾؚؠڽۜڕڝؽؾؙٵڡۜۿؙۄ۫ۅڝ۬ۛڬۅڝؖ ٮؙٚٷ*ڿٷٳؽ*ۿؽؠؘۅٛڞؙؙۅڛۅؘۼۺؾٵؠۛڽۣڝۜۯؽؚؿۜۜۅٞٳٙڂٙۮػٲ ڝؚڹ۫ۿۅؾۘؽؿٵڰٵۼڸؿڟٵٚٞ

ڵؚؿٮؙٛٮٛڶۘٳڟۑڔۊؿ۬ؽؘٷٛڝۮۊؚۿٷٞٳؘڡۜۘڐڶؚڵڵؚڣؗڍؙؽؘ عَذَابًاٳلِيًّاۉ

مومنوں اور مہاجروں کے۔ آپس میں زیادہ حق دار ہیں (۱)
(ہاں) گریہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک
کرنا چاہو۔ (۲) یہ تم کتاب (الٰہی) میں لکھا ہوا ہے۔ (۳)
کے اور جب کہ ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا اور (بالخصوص) آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ (عیار) سے، اور ہم نے ان سے (یکا اور) پختہ عہد لیا۔ (۳)

۸. تاکہ اللہ تعالی سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں
 دریافت فرمائے،<sup>(۵)</sup> اور کافروں کے لیے ہم نے المناک

ا. یعنی اب مہاجرت، اخوت اور موالات کی وجہ سے ورافت نہیں ہوگی۔ اب وراثت صرف قریبی رشتہ کی بنیاد پر ہی ہوگی۔ ۲. ہاں تم غیر رشتے داروں کے لیے احسان اور ہر وصلہ کا معاملہ کرسکتے ہو، نیز ان کے لیے ایک تہائی مال میں سے وصیت بھی کرسکتے ہو۔

س. لیعنی لوح محفوظ میں اصل تھم یہی ہے، گو عارضی طور پر مصلحتاً دوسروں کو بھی وارث قرار دے دیا گیا تھا، لیکن اللہ کے علم میں تھا کہ یہ منسوخ کردیا جائے گا۔ چنانچہ اسے منسوخ کرکے پہلا تھم بحال کردیا گیا ہے۔

۷۴. اس عہد سے کیا مراد ہے؟ بعض کے نزدیک یہ وہ عہد ہے جو ایک دوسرے کی مدد اور تصدیق کا انبیاء ﷺ سے لیا گیا تھا جیسا کہ سورہ آل عمران کی آیت: ۱۳ تھا جیسا کہ سورہ آل عمران کی آیت: ۱۳ میں ہے۔ بعض کے نزدیک یہ وہ عبد ہے، جس کا ذکر سورہ شور کی گیت: ۱۳ میں ہے کہ دین قائم کرنا اور اس میں قفر قد مت ڈالنا۔ یہ عبد اگرچہ تمام انبیاء ﷺ سے لیا گیا تھا لیکن یہاں بطور خاص پانچ انبیاء ﷺ کا نام لیا گیا ہے جس سے ان کی اجمیت وعظمت واضح ہے اور ان میں جبی نبی عَلَیْتُ کُم کا ذکر سب سے پہلے ہورآل حالیکہ نبوت کے لحاظ سے آپ مَلِیْتُ مُلِی عظمت اور شرف کا جس طرح اظہار ہورہا ہے، محتاج وضاحت نہیں۔

۵. یہ لام کئی ہے۔ یعنی یہ عبد اس لیے لیا تاکہ اللہ سے نبیوں سے بو چھے کہ انہوں نے اللہ کا پیغام اپنی قوموں تک ٹھیک طریقے سے پہنچادیا تھا؟ یا دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ انبیاء سے بو چھے کہ تمہاری قوموں نے تمہاری دعوت کا جواب س طرح دیا؟ شبت انداز میں یا منفی طریقے سے؟ جس طرح کہ دوسرے مقام پر ہے کہ (ہم ان سے بھی بو چھیں گے جن کی طرف رسول جھیج گئے اور رسولوں سے بھی بو چھیں گے)۔ (الأعراف: ۱) اس میں داعیان حق کے لیے بھی تنبیہ ہے کہ وہ دعوت حق کا فریضہ پوری تن دہی اور اخلاص سے اداکریں تاکہ بارگاہ اللی میں سرخرہ ہو سکیں، اور ان لوگوں کے لیے بھی وعید ہے جن کو حق کی دعوت یہنچائی جائے کہ اگر وہ اسے قبول نہیں کریں گے تو عند اللہ مجرم اور مستوجب سزا ہوں گے۔

عذاب تیار کر رکھے ہیں۔

9. اے ایمان والو! اللہ تعالی نے جو احسان تم پر کیا اسے یاد کرو جب کہ تمہارے مقابلے کو فوجوں پر فوجیں آئیں پھر ہم نے ان پر تیز و تند آندھی اور ایسے لشکر بھیج جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، (۱) اور جو کچھ تم کرتے ہو

يَّايَّهُا الَّذِيِّنَ الْمَنُوااذُكُوُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُوُاذُ حَاَّيْتُكُوْجُنُودٌ فَالسَّلْنَا عَلَيْهِمْ دِيُّاقَجُنُودٌ تَرَوَّهَا وَكَانَ اللَّهُ عَالَتَّكُونَ بَصِيرًا ۞

ا. ان آیات میں غروہ احزاب کی کھے تفصیل ہے جو ۵ جری میں پیش آیا۔ اسے احزاب اس لیے کہتے ہیں کہ اس موقع پر تمام اسلام دشمن گروہ جمع ہوکر مسلمانوں کے مرکز "مدینہ" پر حملہ آور ہوئے تھے۔ احزاب حزب (گروہ) کی جمع ہے۔ اسے جنگ خندق بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ مسلمانوں نے اپنے بچاؤ کے لیے مدینے کے اطراف میں خندق کھودی تھی تاکہ دشمن مدینے کے اندر نہ آسکیں۔ اس کی مخضر تفصیل اس طرح ہے کہ یہودیوں کے قبیلے بنو نفسیر، جس کو رسول الله منافظی کے اس کی مسلسل بدعهدی کی وجه سے مدینے سے جلاوطن کردیا تھا، یہ قبیلہ خیبر میں جا آباد ہوا، اس نے کفار مکہ کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے تبار کیا، اسی طرح عطفان وغیرہ قبائل محبد کو بھی امداد کا یقین دلاکر آمادۂ قبال کیا اور بوں یہ یہودی اسلام اور مسلمانوں کے تمام دشمنوں کو اکٹھاکرکے مدینے پر حملہ آور ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ مشرکین مکہ کی قیادت ابوسفیان کے پاس تھی، انہوں نے احد کے آس پاس پڑاؤ ڈال کر تقریباً مدینے کا محاصرہ کرلیا، ان کی مجموعی تعداد ۱۰ ہزار تھی، جب کہ مسلمان تین ہزار تھے۔ علاوہ ازیں جنوبی رخ پریہودیوں کا تیسرا قبیلہ بنو قریظہ آباد تھا، جس سے ابھی تک مسلمانوں کا معاہدہ قائم اور وہ مسلمانوں کی مدد کرنے کا یابند تھا۔ کیکن اسے بھی بنو نضر کے یہودی سر دار چی بن اخطب نے ورغلا کر مسلمانوں پر کاری ضرب لگانے کے حوالے سے، اینے ساتھ ملالیا۔ یوں مسلمان چاروں طرف سے دشمن کے نرغے میں گھرگئے۔ اس موقع پر حضرت سلمان فارسی ڈائٹیڈ کے مشورے سے خندق کھودی گئی، جس کی وجہ سے دشمن کا لشکر مدینے کے اندر نہیں آسکا اور مدینے کے باہر قیام پذیر رہا۔ تاہم مسلمان اس محاصرے اور دشمن کی متحدہ ملغار سے سخت خو فزدہ تھے۔ کم وبیش ایک مہینے تک یہ محاصرہ قائم رہا اور مسلمان سخت خوف اور اضطراب کے عالم میں مبتلارہے بالآخر اللہ تعالیٰ نے پردہ غیب سے مسلمانوں کی مدد فرمائی ان آبات میں انہی سراسیمہ حالات اور امداد نیبی کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ پہلے جُنُّو دُّ سے مراد کفار کی فوجیں ہیں، جو جمع ہو کر آئی تھیں۔ تیز و تند ہوا ہے مراد وہ ہوا ہے جو سخت طوفان اور آندھی کی شکل میں آئی، جس نے ان کے خیموں کو اکھاڑ پھینکا، جانور رسیاں تڑا کر بھاگ کھڑے ہوئے، ہانڈیاں الٹ گئیں اور سب بھاگنے پر مجبور ہوگئے۔ یہ وہی ہوا تھی جس کی بابت حدیث مين آتا ع، نُصِرْتُ بالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بالدَّبُورِ (صحيح البخاري، كتاب الاستسقاء، باب نصرت بالصباء. مسلم، باب في ریح الصبا والدبور) "میری مدو صبا (مشرقی ہوا) سے کی گئ اور عاد دبور ( بچھی ) ہوا سے ہلاک کیے گئے"۔ ﴿ وَجُنُودُ اللَّهِ تَدَوْهَا ﴾ سے مراد فرشتے ہیں، جو مسلمانوں کی مدد کے لیے آئے۔ انہوں نے دشمن کے دلوں پر ایسا خوف اور دہشت طاری کردی کہ انہوں نے وہاں سے جلد بھاگ جانے میں ہی اپنی عافت ممجھی۔

الله تعالی سب کچھ ویکھتا ہے۔

ٳۮ۫ۼٵٚٷٛڴۄڝۜٞۏؙۊؙڲؙۄٛۅٙؠڽٛٲڛؗڡؘؘٚڶؘڡؚٮؙڬۄٛۅٳۮ۬ ڒؘڶٷٙؾؚٵڵڒؠؘڞٵۯۅٞؠڬۼٙؾؚٵڶڨؙڵۅ۠ب۠ٲؖڝ۬ٵڿڕ ۅؘؾؙڟؾؙٚۏٛڹٙؠٳٮڵۼٳڶڟٚؾؙؙۅؙڒٲ۞

•ا. جب که (دشمن) تمہارے پاس اوپر سے اور نیچے سے چڑھ آئے'' اور جب که آئکھیں پھر اگئیں اور کلیجے منه کو آگئے اور تم اللہ تعالیٰ کی نسبت طرح طرح کے گان کرنے لگے۔ (۲)

هُنَالِكَ الْبِينِي الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْوِلُوْ الْوَالْرَالْشَدِيْلًا @

اا. یہیں مومن آزمائے گئے اور پوری طرح ججنجموڑ دیے (۳) کئے۔(۳)

وَاذْ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِيْنِ فَ قُلُوْ بِهِوَ مُّكُونُ مَّاوَعَنَانَا اللهُ وَرَسُولُهُ اللهِ عُرُورًا

11. اور اس وقت منافق اور وہ لوگ جن کے دلول میں (شک کا) روگ تھا کہنے گئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے محض دھوکے اور فریب کا ہی وعدہ کیا تھا۔ (۳) سال اور ان ہی کی ایک جماعت نے ہائک لگائی کہ اے مدینہ والو! (۵) تمہارے لیے ٹھکانہ نہیں، چلو لوٹ چلو، (۱) اور ان کی ایک اور جماعت یہ کہہ کر نبی (مُنَّا اللَّمِیْمُ) سے اجازت ما نگنے گئی کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، (کا خالا نکہ اجازت ما نگنے گئی کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، (ک) حالا نکہ وہ (کھلے ہوئے اور) غیر محفوظ نہ تھے (لیکن) ان کا پختہ

ۄٳۮ۬ۊؘٵڵٮٞڟٳۧۿڐؙۺٞڡؙٛۿؙؽۜٳٛۿڵؘڽؾ۬ۯٟ۫ٮؚڮڵۯؙڡ۠ڡٚٲڡٙ ڵڬٛۅٞٷۯڿٟٷٷٷڝؽؙٮٙٵڎؚڽٛڣڔؽٷۨۺٞٞڰؙٵڶڮؚٛؾ ؽڠؙٷڵۏؙڹٳۜؿؙؠؽؙٷؾڹٵڠۉڒڠٞۨٷڡٵۿۣؠڹ۪ۼۅ۠ۯۊ ٳڽؙؿ۠ڔؽۮؙۏڹٳڵٳڣۯڶۯ۞

ا. اس سے مراد یہ ہے کہ ہر طرف سے دشمن آگئے یا اوپر سے مراد غطفان، ہوازن اور دیگر نجد کے مشرکین ہیں اور ینچے کی سمت سے قریش اور ان کے اعوان وانصار۔

- r. یہ مسلمانوں کی اس سیفیت کا اظہار ہے جس سے اس وقت دو چار تھے۔
- سب لیعنی مسلمانوں کو خوف، قال، بھوک اور محاصرے میں مبتلا کرکے ان کو جانچا پر کھا گیا تاکہ منافق الگ ہوجائیں۔ ۸. لیعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کا وعدہ ایک فریب تھا۔ یہ تقریباً ستر منافقین تھے جن کی زبانوں پر وہ بات آگئ جو دلوں میں تھی۔
- ۵. یثرب اس پورے علاقے کانام تھا، مدینہ ای کا ایک حصہ تھا، جے یہاں یثرب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا نام یثرب اس لیے پڑا کہ کسی زمانے میں عمالقہ میں سے کسی نے یہاں پڑاؤ کیا تھا جس کا نام یثرب بن عمیل تھا۔ (خ القدی)
  - ۲. لیغی مسلمانوں کے لشکر میں رہنا تو سخت خطرناک ہے، اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ۔
  - 2. لینی بنو قریظہ کی طرف سے حملے کا خطرہ ہے یوں اہل خانہ کی جان ومال اور آبرو خطرے میں ہے۔

ارادہ بھاگ کھڑے ہونے کا تھا۔(۱)

ۅؘڵۅؘۮؙڿػۘۛؾؘۘۼۘؽؠۿؚۄ۫ڝؚٚڽؗٲڨؙڟٳڔۿٲؿ۠ۊۜڛ۠ؠٟڵۅۘؗؗٳٲڵڣؾؖؽؘڎٙ ڵٳٮۜٷۿٳۅؘڡٵؾٚػڹؿٞٷ۫ٳۑۿٙٳٳ؆ؽؠؽؠؙڔٞ۞

۱۳ اور اگر مدینے کے اطراف سے ان پر (کشکر) داخل کیے جاتے پھر ان سے فتنہ طلب کیا جاتا تو یہ ضرور اسے برپا کردیتے اور نہ لڑتے مگر تھوڑی مدت۔(۲)

ۅؘڵقَدُكَانُوْاعَاهَدُوااللهَ مِنْ قَبُلُ لاِيُوَلُوْنَ الْكَدُبَارِّوْكَانَ عَهُنُاللهِ مَسْتُوُلًا

10. اور اس سے پہلے تو انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ پیٹھ نہ چھیریں گے، (۲) اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدہ کی بازیرس ضرور ہوگی۔ (۴)

> قُلُ لَّنَ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُانُ فَرُرُتُوْمِّنَ الْمَوْتِ أَوِالْقَتْلِ وَإِذَّا لَاثُمَّتَعُونَ الْاَقِلِيلَا

17. کہہ دیجیے کہ گو تم موت سے یا خوف قتل سے بھا گو تو یہ بھا گنا تمہیں کچھ بھی کام نہ آئے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤگے۔(۵)

> قُلُمَّنُ ذَاالَّذِي يَعِصُمُكُوْشِ اللهِ إِنَّ اَرَادَ بِكُوْ سُوَّءًا اَوْارَادَ بِكُوْرَحْمَةً وَلاَ يَجِدُونَ لَهُوُشِّنُ دُوْنِ اللهِ وَلِيَّا وَلاَيْعِيْرُا<sup>©</sup>

1. بوچھے تو کہ اگر اللہ تعالیٰ متہیں کوئی برائی پہنچانا چاہے یا تم پر کوئی فضل کرنا چاہے تو کون ہے جو متہیں بچاسکے (یا تم سے روک سکے؟)،(٢) اپنے لیے بجر اللہ تعالیٰ

ا. لینی جو خطرہ وہ ظاہر کررہے ہیں، نہیں ہے وہ اس بہانے سے راہِ فرار چاہتے ہیں۔ عَوْرَۃٌ کے لغوی اور معروف معنی کے لیے دیکھیے، سورہ نور، آیت: ۸۵ کا حاشیہ۔

۲. لیعنی مدینے یا ان کے گھروں میں چاروں طرف سے دشمن داخل ہوجائیں اور ان سے مطالبہ کریں کہ تم کفر وشرک کی طرف دوبارہ واپس آجاؤ، تو یہ ذرا توقف نہ کریں گے اور اس وقت گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا عذر بھی نہیں کریں گے بلکہ فوراً مطالبۂ شرک کے سامنے جھک جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ کفر وشرک ان کو مرغوب ہے اور اس کی طرف یہ لیکتے ہیں۔

سا. بیان کیا جاتا ہے کہ یہ منافقین جنگ بدر تک مسلمان نہیں ہوئے۔ لیکن جب مسلمان فاتح ہوکر اور مال غنیمت لے کر واپس آئے تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ اسلام کا اظہار کیا بلکہ یہ عہد بھی کیا کہ آئندہ جب بھی کفار سے معرکہ پیش آیا تو وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر ضرور لڑیں گے، یہاں ان کو وہی عہد یاد کرایا گیا ہے۔

- م. لینی اسے بورا کرنے کا ان سے مطالبہ کیا جائے گا اور عدم وفا پر سزا کے وہ مستحق ہوں گے۔
- ۵. یعنی موت سے تو کسی صورت مفر نہیں ہے۔ اگر میدان جنگ سے بھاگ کر آبھی جاؤگے، تو کیا فائدہ؟ کچھ عرصے بعد موت کا پیالہ تو پھر بھی پینا ہی پڑے گا۔

٢. ليني تههين بلاك كرنا، بيار كرنا، يا مال وجائيداد مين نقصان بهنجانا يا قط سالي مين مبتلا كرنا جاہے، تو كون ہے جو تههين

> اَ يَشْعَةَ مَّ مَلَيُكُو وَ وَاذَا جَآءَ الْحَوُفُ رَا يُنَهُ وُ يُنْطُرُونَ الْيَكَ تَكُونُ الْعَيْنُهُ وَكَالَّانِ فَي يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمُوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ الْغَوْثُ سَلَقُونُ وَ بِالسِّنَةِ حِدَادٍ اَشِعَةً عَلَى الْغَيْرِ أُولِيكَ لَمُ يُؤْمِنُواْ فَأَحْبَطُ اللهُ اَحْمَالُهُ وَكَانَ ذَالِكَ عَلَى اللهِ يَسِيْرُونَ اَحْمَالُهُ وَكَانَ ذَالِكَ عَلَى اللهِ يَسِيْرُونَ

11. الله تعالی تم میں سے انہیں (بخوبی) جانتا ہے جو دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔ (۱) اور بھی کبھی ہی الڑائی میں آئے ہیں۔ (۱)

19. تمہاری مدد میں (پورے) بخیل ہیں، (") پھر جب خوف ودہشت کا موقعہ آجائے تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ آپ کی طرف نظریں جمادیتے ہیں اور ان کی آئکھیں اس طرح گھومتی ہیں جیسے اس شخص کی جس پر موت کی عثی طاری ہو۔ (") پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تم پر اپنی تیز زبانوں سے بڑی باتیں بناتے ہیں (۵) مال کے بڑے ہی حریص ہیں، (۲) اللہ تعالی حریص ہیں، (۲) یہ ایمان لائے ہی نہیں ہیں (۵) اللہ تعالی

اس سے بچاسکے؟ یا اپنا فضل و کرم کرنا چاہے تو وہ روک سکے؟

ا. یہ کہنے والے منافقین تھے، جو اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے سے روکتے تھے۔

۲. کیوں کہ وہ موت کے خوف سے پیچے ہی رہتے تھے۔

سا. لیعنی تمہارے ساتھ خندق کھود کر تم سے تعاون کرنے میں یا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں یا تمہارے ساتھ مل کر اونے میں بخیل ہیں۔

هم. یه ان کی بزدلی اور پست همتی کی کیفیت کا بیان ہے۔

۵. لیعنی اپنی شجاعت و مردائلی کی بابت ڈینگیں مارتے ہیں، جو سراسر جھوٹ پر مبنی ہوتی ہیں، یا غنیمت کی تقسیم کے وقت اپنی زبان کی تیزی و طراری سے لوگوں کو متاثر کرکے زیادہ مال حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت قادہ طالغائذ فرماتے ہیں، غنیمت کی تقسیم کے وقت یہ سب سے زیادہ بخیل اور سب سے زیادہ بڑا حصہ لینے والے اور لڑائی کے وقت سب سے زیادہ بزدل اور ساتھیوں کو بے یارہ مددگار چھوڑ کر بھاگ جانے والے ہیں۔

۲. یا دوسرا مفہوم ہے کہ خیر کا جذبہ بھی ان کے اندر نہیں ہے۔ یعنی ندکورہ خرابیوں اور کو تاہیوں کے ساتھ خیر اور بھلائی
 سے بھی وہ محروم ہیں۔

2. لینی دل سے، بلکہ یہ منافق ہیں، کیوں کہ ان کے دل کفر وعناد سے بھرے ہوئے ہیں۔

نے ان کے تمام اعمال نابود کردیے ہیں، (۱) اور اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے۔ (۲)

در اگر سیحتے ہیں کہ لشکر اب تک نہیں گئے، (۳) اور اگر فوجیں آجائیں تو تمنائیں کرتے ہیں کہ کاش وہ صحر المیں بادیہ نشینوں کے ساتھ ہوتے! کہ تمہاری خبریں دریافت کیا کرتے، (۹) اگر وہ تم میں موجود ہوتے (تو بھی کیا؟) نہ لڑتے گر برائے نام۔ (۵)

۲۱. یقینا تمہارے لیے رسول الله (سَکَالِیَمِ ) میں عمدہ نمونہ (مُوجود) ہے، (۱) ہر اس شخص کے لیے جو الله تعالیٰ کی اور

ڲؘٮ۫ؠؙٷؽٵڶڒڂۘۯٵؼۯؙؽڋۿؠؙۉٵٷٳڽ؆ؙۣۻٵڵۯڂۯٵٮ ؽۅۜڎ۠ۉٵڶۅؙٵػۿؙڂڔؙڮٳۮۏؽڧؚٲڵٷػڒڮۺٮؙٛٵڵٷؽ ۘٷٵؿؙ؆ۧؠٟٙڴؙۄٞ۫ۅڰٷٵٷٳڣڲڰؙٷٵڞٷٳٳڰٷڸؽڰ۞

ڵڡۜٙڽؙػٵؽؘڵڬڎ؈۬ڗڛؙۅٝڸٳٮڵۼٳڷۺۘٷڠٞۘڂڛؘڬڎٞٛێؚؠۜؽ ػٵؽؘؠۯڿٛٳٳٮڵؗڎٷٲڶؠۘٷۛمٳڵڒڿۯۅۮؘڰۯٳٮڵڎػؚؿؠؙؙڰؚٲ<sup>۞</sup>

ا. اس لیے کہ وہ مشرک اور کافر ہی ہیں اور کافر ومشرک کے اعمال باطل ہیں، جن پر کوئی اجر وثواب نہیں۔ یا اُحْبَطَ اُظْھَرَ کے معنی میں ہے، لیعنی ان کے عملوں کے بطلان کو ظاہر کردیا، اس لیے کہ ان کے اعمال ایسے ہیں ہی نہیں کہ وہ ثواب کے مقتضی ہوں اور اللہ ان کو باطل کردے۔ (خُ القدیر)

٢. ان كے اعمال كابرباد كردينا، يا ان كا نفاق۔

۳. لینی ان منافقین کی بزدلی، دول ہمتی اور خوف ودہشت کا یہ حال ہے کہ کافروں کے گروہ اگرچہ ناکام ونامراد واپس جاچکے ہیں۔ لیکن یہ اب تک یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ ابھی تک اپنے مورچوں اور خیموں میں موجود ہیں۔

م. لیعنی بالفرض اگر کفار کی ٹولیاں دوبارہ لاائی کی نیت سے واپس آجائیں تو منافقین کی خواہش یہ ہوگی کہ وہ مدینہ شہر کے اندر رہنے کے بجائے، باہر صحرا میں بادیہ نشینوں کے ساتھ ہول اور وہال لوگوں سے تمہاری بابت لوچھتے رہیں کہ محمد (مَثَالِثَیْمَ) اور اس کے ساتھی ہلاک ہوئے یا نہیں؟ یا لشکر کفار کامیاب رہا یا ناکام؟

۵. محض عار کے ڈر سے یا ہم وطنی کی حمیت کی وجہ سے۔ اس میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے جو جہاد سے گریز
 کرتے یا اس سے پیچھے رہتے ہیں۔

۲. لیعنی اے مسلمانو! اور منافقو! تم سب کے لیے رسول اللہ میں بھوکا رہا حتی کہ اسے پیٹ پر پھر باندھنے پڑے، اس کا چرہ اور صبر وثبات میں اس کی پیروی کرو۔ ہمارا یہ پیغیبر جہاد میں بھوکا رہا حتی کہ اسے پیٹ پر پھر باندھنے پڑے، اس کا چرہ زخمی ہوگیا، اس کا ربا کی دانت ٹوٹ گیا، خندق اپنے ہاتھوں سے کھودی اور تقریباً ایک مہینہ دشمن کے سامنے سینہ سپر رہا۔ یہ آیت اگرچہ جنگ احزاب کے ضمن میں نازل ہوئی ہے جس میں جنگ کے موقع پر بطور خاص رسول اللہ منگائی آئے کے اس مقال اللہ منگائی آئے کے تمام اقوال، اسوؤ حسنہ کو سامنے رکھنے اور اس کی اقتداء کرنے کا تھم دیا گیا ہے۔ لیکن یہ تھم عام ہے لیعنی آپ منگائی آئے کم ما مقوال، افعال اور احوال میں مسلمانوں کے لیے آپ منگائی آئے کی اقتداء ضروری ہے چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاشر ت

قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔(۱)

> ۅؙڵؾۜٵۯٵڷؠؙٷؙڝڹؙۏؙڹٲۯڬٷٙٳڹٚۊؘٵڵؙۊؙٳۿؽٵڡٵ ۅؘعؘۮٮٞٵڶڵۿؙٷڝۜٷڷۼؙۉڝؘۮڨٙٵڶڷۿۏڔٙۺؙٷڷۿ ۅؘڡۜڶۯؘٳۮۿؙۿڔٳڰٙۯٳؽ۫ؠٵٷۜؿۺؽؿٵ۞

۲۲. اور ایمان داروں نے جب (کفار کے) کشکروں کو دیکھا تو (بے ساخت) کہہ اٹھے کہ انہیں کا وعدہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بی فرمایا، (۳) اور اس (چیز) نے ان کے ایمان میں اور شیوہ فرماں برداری میں اور اضافہ کردیا۔ (۳)

مِنَ الْمُؤْمِنيُنَ رِجَالُّ صَكَ قُوا مَاعَا هَدُوااللهَ عَلَيْةِ فِنَهُمُ مَّنُ قَطَى فَبَهُ وَمِنْهُمُ مَّنُ يَنْشَظِرُ ۖ

۲۳. مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا انہیں سچا کرد کھایا، (م) بعض نے

ے، معیشت سے، یا سیاست سے۔ زندگی کے ہر شعبے میں آپ کی ہدایات واجب الاتباع ہیں۔ ﴿وَمَاۤالْمَدُوُالْوَسُولُ فَغُذُوهُ﴾ الآیة (الحشر: ۷) اور ﴿إِنْ كُنْتُمْرَ عُنِجُونَ اللّٰهَ﴾ الآیة (آل عمران: ۳) کا مفاد تھی یہی ہے۔

ا. اس سے یہ واضح ہوگیا کہ اسوہ رسول مَنگُیْتُیْمُ کو وہی اپنائے گا جو آخرت میں اللہ کی ملاقات پر یقین رکھتا اور کثرت سے اللہ کا ذکر کر تا ہے۔ آج مسلمان بھی بالعموم ان دونوں وصفوں سے محروم ہیں، اس لیے اسوہ رسول (مُنگیْتِیُمُ) کی بھی کوئی اہمیت ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ ان میں جو اہل دین ہیں ان کے چیثوا، پیر اور مشائح ہیں اور جو اہل دینا واہل سیاست ہیں ان کے مرشد ور ہنما آ قایان مغرب ہیں۔ رسول الله مَنگیْتِیُمُ سے عقیدت کے زبانی وعومے بڑے ہیں، لیکن آپ مَنگینَیْمُ کے کو مرشد اور پیشوا ماننے کے لیے ان میں سے کوئی بھی آمادہ نہیں ہے۔ فَالَی اللهِ الْمُشْتَکیٰ۔

۲. لیعنی منافقین نے تو دشمن کی کثرت تعداد اور حالات کی علینی دیکھ کر کہا تھا کہ اللہ اور رسول (مَثَالَیْقِیم) کے وعدے فریب سے، ان کے برعکس اہل ایمان نے کہا کہ اللہ اور رسول نے جو وعدہ کیا ہے کہ اہتلاء وامتحان سے گزار نے کے بعد متمہیں فتح ونصرت سے جمکنار کیا جائے گا، وہ سیا ہے۔

س. لیعنی حالات کی شدت اور ہولناکی نے ان کے ایمان کو متزلزل نہیں کیا، بلکہ ان کے ایمان میں جذبۂ اطاعت وانقیاد اور تسلیم ورضا میں مزید اضافہ کردیا۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ لوگوں اور ان کے مختلف احوال کے اعتبار سے ایمان اور اس کی قوت میں کمی بیثی ہوتی ہے جیسا کہ محدثین کا مسلک ہے۔

۷۰. یہ آیت ان بعض صحابہ فرکالیُڈا کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے اس موقع پر جاں ثاری کے عجیب وغریب جو ہر دکھائے تھے اور انہیں میں وہ صحابہ فرکالیُڈا بھی شامل ہیں جو جنگ بدر میں شریک نہ ہوسکے تھے لیکن انہوں نے یہ عہد کررکھا تھا کہ اب آئندہ کوئی معرکہ بیش آیا، تو جہاد میں بھر پور حصہ لیں گے، جیسے انس بن نفر وغیرہ فرکالیُڈا، جو بالآخر لڑتے ہوئے جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ان کے جسم پر تلوار، نیزے اور تیروں کے ۸۰ سے اوپر زخم تھے، شہادت

## ۅؘڡٚٵؠۜڐڵٷٵۺؘڔؙؠؙ<u>ڲ</u>ڒٛٛ

ڵؚڽۼڗؚؽٵٮڵڎٵڵڟ؞ڔۊؽڹ؈ؚڝۮۺٟؠۄؘٷؙؿۼڒؚۜٮ ٵڵؠؙؽ۬ڣڡؿؙڹڔٳڽؙۺٵۧٵٷؠؿٷٛۘڹٸٙؽڣۣۿؚڴٳڗۜٵٮڵڎ ػٲؽۼڡؙٞٷڔٲڒڿۣۿؙڴؖ

ۅؘۯڎٙڶڵڬٲڷؘۮؚؽؙؽؘػؘڡٞۯؙۉٳۼؽڟۣۿؚؠٝڵۮ۫ؠێٵڷۅٛٳڂۘؽۯؖٲ ۅػڣؘؽڶٮڵڎؙٲڶؽؙٷؙڡڹؽؙؽٲڵڣؾٵڶ؞ٝٷڲڶؽؘڶڵڬ ۼٙۅؿٳۼڔ۫ؽٷ۠۞۫

ۅؘٲٮؙٚڒؘڵٲڷۮؚؽؙؽؘڟٲۿۯؙٷٛۿؙؙؗؠ۫ۺؙٲۿڸٵڷڮڗ۬ۑڡؚڽؙ ڝٙؽٳڝؽڥڂۅؘۊؘۮؘؽڹ۬ڨؙٷؙڽٷؚۿٵڶڗ۠ۼۘڹۏؚۯؽؾٞٵ

تو اپنا عہد پورا کردیا<sup>(۱)</sup> اور بعض (موقعہ کے) منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔<sup>(۱)</sup>

۲۳. تاکہ اللہ تعالیٰ سیجوں کوان کی سیائی کا بدلہ دے اور اگر چاہے تو منافقوں کو سزا دے یا ان کی توبہ قبول فرمائے، (\*) بخشنے والا بہت ہی مہربان ہے۔ بخشنے والا بہت ہی مہربان ہے۔ ۲۵. اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو غصے میں بھرے ہوئے ہی (نامراد) لوٹا دیا انہوں نے کوئی فائدہ نہیں پایا، (\*) اور اس جنگ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مومنوں کو کافی ہوگیا (۵) اور اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا اور غالب ہے۔

۲۷. اور جن اہل کتاب نے ان سے ساز باز کرلی تھی انہیں (بھی) اللہ تعالیٰ نے ان کے قلعوں سے نکال دیا

کے بعد ان کی ہمشیرہ نے انہیں ان کی انگلی کے بور سے پہچانا۔ (مند احمہ ج:۲، ص:۱۹۲)

ا. نَحْبٌ کے معنی عہد، نذر اور موت کے کیے گئے ہیں۔ مطلب ہے کہ ان صادقین میں سے کچھ نے تو اپنا عہد یا نذر پوری کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرلیا ہے۔

۲. اور دوسرے وہ ہیں جو ابھی تک عروس شہادت سے ہمکنار نہیں ہوئے ہیں تاہم اس کے شوق میں شر یک جہاد ہوتے ہیں اور شہادت کی سعادت کے آرزو مند ہیں، اپنی اس نذر یا عہد میں انہوں نے تبدیلی نہیں گی۔

س. لینی انہیں قبول اسلام کی توفیق دے دے۔

سم. لیعنی مشرک جو مختلف جہات سے جمع ہوکر آئے تھے تاکہ مسلمانوں کا نشان مٹادیں۔ اللہ نے انہیں ان کے غیظ وغضب سمیت واپس لوٹا دیا۔ نہ دنیا کا مال ومتاع ان کے ہاتھ لگا اور نہ آخرت میں وہ اجر وثواب کے مستحق ہوں گے، کسی بھی قتم کی خیر انہیں حاصل نہیں ہوئی۔

۵. لیمنی مسلمانوں کو ان سے لڑنے کی ضرورت ہی چیش نہیں آئی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہوا اور فرشتوں کے ذریعے سے اپنے مومن بندوں کی مدد کا سامان بہم پنجادیا۔ اس لیے نبی صَافَاتُیْمُ نے فرمایا ﴿الَّالِلٰهُ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدُهُ، وَهُزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ» (صحیح البخاری، کتاب العمرة، باب مایقول إذا وضل من سفر الحج وغیره) "ایک اللہ کے سواکوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعده بی کرد کھایا، اپنے بندے کی مدد کی، اپنے لشکر کو سرخروکیا، اور تمام گروہوں کو اکیلے اس نے ہی شکست دے دی، اس کے بعد کوئی شے نہیں "۔ یہ دعا جج، عمره، جہاد اور سفر سے والچی پر بھی پڑھنی چاہیے۔

تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِنُقًا ﴿

ۅؘٲۅۯٮؙۜٛڬٛۄٛٙٲۯڞؘۿٛؠؙؖۅڋؽٳۯۿؙ؞ۛۄۅؘٲڡٛۅٛڶۿڎؙۅٲۯڞ۠ٵڷڎ ٮۜڟٷؙۿٲۅڴٲڹٳ۩ۮۼڵڮ۠ڵۺٛػٛٷڔؽڗٳ۞۫

ؽؘٳؽۘۿؙٵڵێؚؖؿ۠ڡؙؙٞٛڡؙڵ؆ۯٙۯٳڿؚڬٳ؈ؙؙػؙٮؙۛؾؙۜؿؙڎٟۮؽ ڵۼڸۅۊؘٵڵڎؙڹؽٳٶڔ۬ؽؾؘۿٳڡؘؾؘٵڮؽؙٲڡؾؚٞۼڴؾٛ ۅؘٲڛڗؚٚڿڴؾۜڛٙٳڲٵڿؚؠؽڰ۞

وَإِنْ كُنُتُنَّ تُؤِدُنَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالكَّالَرِ الْالْخِزَةَ فِإِنَّ اللهَ اَعَكَالِلْمُحُسِنْتِ مِنْكُنَّ آخِرًا عَظْمُمًا

اور ان کے دلول میں (بھی) رعب بھردیا کہ تم ان کے ایک گروہ کو قتل کررہے ہو اور ایک گروہ کو قیدی بنارہے ہو۔

**72.** اور اس نے حمہیں ان کی زمینوں کا اور ان کے گھربار کا اور ان کے مال کا وارث کردیا<sup>(۱)</sup> اور اس زمین کا بھی جس کو تمہارے قدموں نے روندا نہیں،<sup>(1)</sup> اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر تادر ہے۔

۲۸. اے نی! (سَلَّا اَلَٰتُوَ اَ ) اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم زندگانی دنیا اور زینت دنیا چاہتی ہوتو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلادوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ رخصت کردوں۔ 79. اور اگر تمہاری مراد اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر ہے تو (یقین مانو کہ) تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت زبردست اجر رکھ والیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت زبردست اجر رکھ

ا. اس میں غزوہ بن قریظہ کا ذکر ہے جیسا کہ پہلے گزرا کہ اس قبیلے نے نقض عہد کر کے جنگ احزاب میں مشرکوں اور دوسرے یہودیوں کا ساتھ دیا تھا۔ چنانچہ جنگ احزاب سے واپس آکر رسول اللہ عنائیٹیٹم ابھی عنسل ہی فرماسکے تھے کہ حضرت جرائیل علیٹیٹا آگے اور کہا کہ آپ عنائیٹیٹم کے انتہاں کہ آپ عنائیٹیٹم کی طرف بھیجا ہے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں میں اعلان بنو قریظہ کے ساتھ نمٹنا ہے، مجھے اللہ نے آپ عنائیٹیٹم کی طرف بھیجا ہے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں میں اعلان فرمادیا بلکہ ان کو تاکید کردی کہ عصر کی نماز وہاں جاکر پڑھنی ہے۔ ان کی آبادی مدینے سے چند میل کے فاصلے پر تھی۔ یہ اپنے قلعوں میں بند ہوگئے، باہر سے مسلمانوں نے آن کا محاصرہ کرایا جو کم و بیش پچیس روز جاری رہا۔ بالآخر انہوں نے سعد بن معاذ ڈائٹٹٹ کو اپنا تھم (ثالث) تسلیم کرلیا کہ وہ جو فیصلہ بماری بابت دیں گے، ہمیں منظور ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ ان میں سے لڑنے والے لوگوں کو قبل اور بچوں، عورتوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کردیا جائے۔ نبی منائیٹٹٹ نے یہ فیصلہ آسانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کا بھی ہے۔ اس کے مطابق ان کے جنگو افراد کی گردنیں اڑادی گئیں۔ اور مدینے کو ان کے ناپاک وجود سے پاک کردیا گیا۔ (دیمیے سیح بناری باب خردۂ خدق) آڈؤکل قلعوں سے نیچے اتاردیا، ظاھر و گھم کافروں کی انہوں نے مدد کی۔

۲. بعض نے اس سے خیبر کی زمین مراد لی ہے کیوں کہ اس کے بعد ہی ۲ ججری میں صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں نے نیبر فتح کیا ہے۔ بعض نے نیبر فتح کیا ہے۔ بعض نے ارض فارس وروم کو اس کا مصداق قرار دیا ہے اور بعض کے نزدیک تمام وہ زمینیں ہیں جو قیامت تک مسلمان فتح کریں گے۔ (فتح القدیر)

چھوڑے ہیں۔(۱)

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنُ بَيَّاتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضٰعَفُ لَهَا الْعَذَا كُضِعُفَيْنِ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيُرُا ۞

ۅٙڡۜڹٛؿڠڹؙؾؙڡؚڹ۬ڬؙؾۧۑڵۼۅٙۯڛؙۅؙڸ؋ۅٙٮٙڠؠؙڵ ڝڵڸٵٚؿؙۏؙؾۿٙٲۼٛۯۿاڡڗۜؿؽڹؖٷػٲڠؾؙۮٮٚاڶۿٳ

• س. اے نبی (مَنَّاتَیْمُ ) کی بیویو! تم میں سے جو بھی کھلی ہے۔ جیائی (کا ارتکاب) کرے گی اسے دوگنا عذاب دیا جائے گا، (۲) اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت ہی سہل (سی بات) ہے۔

اسل اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمال برداری کرے گی ہم اسے

ا. فتوحات کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی حالت پہلے کی نسبت کچھ بہتر ہوگئ تو انصار ومباجرین کی عورتوں کو دیکھ کر اداواج مطہرات نے بھی نان ونفقہ میں اضافے کا مطالبہ کردیا۔ نبی طاقتیا کہ خو تک نہیت سادگی پند تھے، اس لیے ازواج مطہرات کے اس مطالبے پر سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کرلی جو ایک میبیئے تک جاری رہی بالآخر اللہ نعال نے یہ آیت نازل فرمادی۔ اس کے بعد سب سے پہلے آپ نے حضرت عائشہ ڈالٹیا کو یہ آیت ساکر انہیں اختیار دیا تاہم انہیں کہا کہ اپنے طور پر فیصلہ کرنے کے بجائے اپنے والدین سے مشورے کے بعد کوئی اقدام کرنا۔ حضرت عائشہ ڈالٹیا نے فرمایا۔ یہ کیلے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے بارے میں مشورہ کروں؟ بلکہ میں اللہ اور رسول شائٹیلی کو پہند کرتی ہوں۔ یہی بات دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی رسول اللہ شائٹیلی کو چپوڑ کر دنیا کرتی ہوں۔ یہی بات دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی کہی اور کسی نے بھی رسول اللہ شائٹیلی کو چپوڑ کر دنیا کہ عیش و آرام کو ترجی نہیں دی (صحیح البخاری، نفسیر سورۃ الاحزاب) اس وقت آپ شائٹیلی کے حبالۂ عقد میں ۹ بیویاں تھیں، پاخی قریش میں سے تھیں۔ حضرت عائشہ، حفصہ، ام حبیب، سورۃ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن اور چار ان کے علاوہ، تھیں، چپی خورت صفیہ، میمونہ، زینب اور جو بر یہ تھیں۔ رضی اللہ عنہن کے بعد اگر عورت علیحہ گی کو طائق بوجائے گی (اور یہ طلاق مجی رجمی ہوگی نہ کہ بائیہ، جیسا کہ بعض علاء کا مسلک ہے) تاہم اگر عورت علیحہ گی ویشینا طائق ہوجائے گی (اور یہ طلاق مجی رجمی ہوگی نہ کہ بائیہ، جیسا کہ بعض علاء کا مسلک ہے) تاہم اگر عورت علیحہ گی نہ تھیں میں رہنا پند کیا تو اس اختیار کو طلاق شار نہیں کیا گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب من خیر نساءہ، مسلم، باب بیان ان خیبر امر آنہ لایکون طلاق آبادہ کو طلاق اللہ کہ اس کیا گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب من خیر نساءہ، مسلم، باب بیان ان خیبر امر آنہ لایکون طلاق آباد کو طلاق اللہ کیا۔

۲. قرآن میں الفاحِشَةُ (مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ) کو زنا کے معنی میں استعال کیا گیا ہے لیکن فاحِشَةٌ (کرہ) کو برائی کے لیے، چیسے یہاں ہے۔ یہاں اس کے معنی بداخلاقی اور ایمناسب رویے کے ہیں۔ کیوں کہ نبی مَنَّ اللَّیْمِ کَا استحد بداخلاقی اور نامناسب رویے کے ہیں۔ کیوں کہ نبی مَنَّ اللَّهُ عَنهن خود بھی نامناسب رویہ، آپ مَنَّ اللَّهُ عَنهن خود بھی متام بلند کی حال تھیں اور بلند مرتبت لوگوں کی معمولی غلطیاں بھی بڑی شار ہوتی ہیں، اس لیے انہیں دوگنے عذاب کی وعید سائی گئی ہے۔

ڔڹؙۊؙٵڮڔؽؠٵ؈

يْنِسَاءُ النَّبِيِّ لَسُنُّيُّ كَأَحَبِ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَاتَخْضُعُنَ بِالْقُوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْمِهِ مَنْ وَقُلْنَ قَوْلَمَّ عُزُونًا

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلاتَبَرُّجُنَ تَكَبُّرَجُ الْجَاهِلِيَّة

اجر (بھی) دوہرا دیں گے<sup>(۱)</sup> اور اس کے لیے ہم نے بہترین روزی تبار کر رکھی ہے۔

7". اے نبی (مُثَاثِیْنِمُ) کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، (۲) اگر تم پر ہیزگاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے (۳) اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو۔ (۳) میں قرار سے رہو (۵) اور قدیم سیس. اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو (۵) اور قدیم

ا. یعنی جس طرح گناه کا وبال دوگنا ہوگا، نیکیوں کا اجر بھی دہرا ہوگا۔ جس طرح نبی سَکَالِیُّیَاِمُ کو اللہ تعالی نے فرمایا ﴿ إِذَّالْاَدَمُنْكَ ضِعْفَ الْعَبَادِةِ وَضِعْفَ الْمَمَانِينَ ﴾ (ہني إسرائيل: ۵۵) (پھر تو ہم بھی آپ کو دہرا عذاب دنیا کا کرتے اور دہرا ہی موت کا)۔

۲. لینی تمہاری حیثیت اور مرتبہ عام عورتوں کا سا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ نے تمہیں رسول اللہ مَا الله مَا الله عَلَیْ الله علی الله علی الله علی الله علی عورتوں کے لیے ہیں۔ اس کی علی الله علی عورتوں کے لیے ہیں۔

س. اللہ تعالیٰ نے جس طرح عورت کے وجود کے اندر مرد کے لیے جنسی کشش رکھی ہے (جس کی حفاظت کے لیے بھی خصوصی ہدایات دی گئی ہیں تاکہ عورت مرد کے لیے فتنے کا باعث نہ بنے) اس طرح اللہ تعالیٰ نے عور توں کی آواز میں بھی فطری طور پر دکشی، نرمی اور نزاکت رکھی ہے جو مرد کو اپنی طرف کھینچی ہے۔ بنابریں اس آواز کے لیے بھی یہ ہدایت دی گئی کہ مردوں سے گفتگو کرتے وقت قصداً ایسا لب واجحہ اختیار کرو کہ نرمی اور لطافت کی جگہ قدرے سختی اور روکھا پن ہو۔ تاکہ کوئی بدباطن لیج کی نرمی سے تمہاری طرف مائل نہ ہو اور اس کے دل میں برا خدال بیدا نہ ہو۔

م. لیعنی یہ روکھا پن، صرف لیج کی حد تک ہی ہو، زبان سے ایسا لفظ نہ نکالنا جو معروف قاعدے اور اخلاق کے منافی ہو۔ إِنِ اتَّقَیْتُنَّ کَہِ کر اشارہ کردیا کہ یہ بات اور دیگر ہدایات، جو آگے آرہی ہیں، متقی عورتوں کے لیے ہیں، کیونکہ انہیں ہی یہ فکر ہوتی ہے کہ ان کی آخرت برباد نہ ہوجائے۔ جن کے دل خوف الٰہی سے عاری ہیں، انہیں ان ہدایات سے کیا تعلق؟ اور وہ کب ان ہدایات کی پرواکرتی ہیں؟

۵. لینی نک کر رہو اور بغیر ضروری حاجت کے گھر سے باہر نہ نکلو۔ اس میں وضاحت کردی گئی کہ عورت کا دائرہ عمل امور سیاست وجہانبانی نہیں، معاشی جھیلے بھی نہیں، بلکہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہ کر امور خانہ داری سر انجام دینا ہے۔

الْاُوُلْ وَاقِمُن الصَّلْوَةَ وَالِتِيْنَ الْأَكُوةَ وَاَطِعْنَ اللهَ وَرَسُوْلَةَ إِنَّمَا يُرِيْدُا اللهُ لِيُنُ هِبَ عَنْكُوْ الرِّجُسَ آهُلَ الْبَيْتِ وَيُطِهِّرَكُوْ تَطُهِيُرًا ﴿ تَطُهِيرًا

وَاذُكُونَ مَايُتُل فِي بُيُورِتكُنِّ مِنَ البِّي اللّٰهِوَالُحِكُمُة ۚ إِنَّ اللّٰهُ كَانَ لَطِيفًا خَوِبُكُرا ﴿

جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤسنگھار کا اظہار نہ کرو<sup>(1)</sup>
اور نماز ادا کرتی رہو اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس
کے رسول کی اطاعت گزاری کرو۔<sup>(۲)</sup> اللہ تعالیٰ یہی چاہتا
ہے کہ اے نبی (مُنَّا ﷺ) کی گھروالیو!<sup>(۳)</sup> تم سے وہ (ہر قسم
کی) گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے۔
کم اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور رسول
کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو، (۳) یقیناً

ا. اس میں گھر سے باہر نکلنے کے آداب بتلادیے کہ اگر باہر جانے کی ضرورت بیش آئے تو بناؤ سکھار کرکے یا ایسے انداز سے، جس سے تبہارا بناؤ سکھار کرکے یا ایسے انداز سے، جس سے تبہارا بناؤ سکھار فاہر ہو، مت نکلو۔ جیسے بے پردہ ہوکر، جس سے تبہارا سر، چہرہ، بازو اور چھاتی وغیرہ لوگوں کو دعوت نظارہ دے۔ بلکہ بغیر خوشبو لگائے، سادہ لباس میں ملبوس اور باپردہ باہر نکلو تبرُّج بے پردگی اور آئندہ زیب وزینت کے اظہار کو کہتے ہیں۔ قرآن نے واضح کر دیا ہے کہ یہ تبرج، جاہلیت ہے، جو اسلام سے پہلے تھی اور آئندہ بھی جب بھی اسے اختیار کیا جائے گا، یہ جاہلیت ہی ہوگی، اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، چاہے اس کا نام کتنا ہی خوش نما، دل فریب رکھ لیا جائے۔

۲. تجیلی بدایات برائی سے اجتناب سے متعلق تھیں، یہ بدایات نیکی اختیار کرنے سے متعلق ہیں۔

سال اہل بیت سے کون مراد ہیں؟ اس کی تعیین میں پچھ اختلاف ہے۔ بعض نے ازواج مطہرات کو مراد لیا ہے، جیسا کہ یہاں قرآن کریم کے بیاق سے واضح ہے۔ قرآن نے یہاں ازواج مطہرات ہی کو اہل البیت کہا ہے۔ قرآن کے دوسرے مقامات پر بھی بیوی کو اہل بیت کہا گیا ہے۔ مثلاً سورہ ہود آیت: سام میں۔ اس لیے ازواج مطہرات کا اہل بیت ہونا نص قرآنی سے واضح ہے۔ بعض حضرات، بعض روایات کی روسے اہل بیت کا مصداق صرف حضرت علی، حضرت فاظمہ اور حضرت حسن و حمین ٹی اُلڈی کو مانتے ہیں اور ازواج مطہرات کو اس سے خارج سیجھتے ہیں، جب کہ اول الذکر، ان اصحاب اربعہ کو اس سے خارج سیجھتے ہیں۔ ازواج مطہرات کی روسے جو صیح سند سے ثابت ہیں جن میں نبی سی الی ایک وجہ سے اور داماد و اولاد ان روایات کی روسے جو صیح سند سے ثابت ہیں جن میں نبی منا اللہ بیت ہیں جن میں نبی خل کہ یہ بھی میرے اہل بیت ان کو اینی چادر میں لے کر فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہل بیت میں شامل فرمادے۔ اس طرح تمام دلائل میں بھی تطبیق ہو جاتھ ہے۔ دیو ازواج مطہرات کی طرح، میرے اہل بیت میں شامل فرمادے۔ اس طرح تمام دلائل میں بھی تطبیق ہو جاتھ ہے۔ دریہ تفسیل کے لیے دیکھے فی انقاری، المؤکانی)

٧٩. ليخى ان پر عمل كرو۔ حكمت سے مراد احادیث ہیں۔ اس آیت سے استدلال كرتے ہوئے بعض علماء نے كہا ہے كه حدیث بھى قرآن كى طرح ثواب كى نیت سے پڑھى جا كتى ہے۔ علاوہ ازیں یہ آیت بھى ازواج مطہرات كے الل بیت ہونے پر دلالت كرتى ہے، اس ليے كہ وحى كا نزول، جس كا ذكر اس آیت میں ہے، ازواج مطہرات كے گھروں میں ہى

الله تعالی لطف کرنے والا خبر دار ہے۔

إِنَّ الْمُشْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَةِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْقَنِيْنَ وَالْقِنْتِ وَالْطُيرِةِ وَالصَّافِقْتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالصَّيرِتِ وَالْخَشِعِيْنَ وَالْمَالْمِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقْتِ وَالصَّامِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُعْفِيْنَ وَلُوْعَهُمُ وَالْمُوظِّتِ وَالدُّكِيْنِ اللهَ فَرُوعَهُمُ وَالْمُوظِّتِ وَالدُّكِي اللهَ كَنِيْرًا وَالدُّكِلْتِ اَعَدَائلهُ لَهُمُ مَّعَفِيْرَةً وَلَجُرًا عَظِيْمًا اللهِ

وَمَاكَانَ لِمُؤْمِنَ وَلاَمُؤْمِنَةٍ إِذَا تَضَى اللهُ وَرَسُولُهُ ٱمُرَّالَنُ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيرَةُ مُنَ امْرِهِمْ وَمَنْ يَعْضِ اللهَ وَسُولُهُ فَقَلُ ضَلَّ ضَلَامٌ بِيْنَا

سلمان مرد اور مسلمان عورتیں (۱) مومن مرد اور مسلمان عورتیں (۱) مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمان برداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، داست باز مرد اور راست بازعورتیں، عاجزی کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والی عورتیں، روزے کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور خفاظت کرنے والے اور خوکر کرنے والیاں بکشرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں بکشرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے

س. اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالی اور اس کے رسول

والیاں ان (سب کے) لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت

اور بڑا ثواب تیار کرر کھا ہے۔

ہوتا تھا، بالخصوص حفرت عائشہ طُلُعُہا کے گھر میں۔ جیسا کہ احادیث میں ہے۔

ا. حضرت ام سلمہ طی افتیا اور بعض دیگر صحابیات نے کہا کہ کیا بات ہے، اللہ تعالی ہر جگہ مردوں سے ہی خطاب فرماتا ہے، عور توں سے نہیں، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مسئدا حمد ۲۰۱۱) ہو مذی: ۳۱۱) اس میں عور توں کی دلداری کا اجتمام کردیا گیا ہے ورنہ تمام احکام میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہیں سوائے ان مخصوص احکام کے جو صرف عورتوں کے لیے ہیں۔ اس آیت اور دیگر آیات سے واضح ہے کہ عبادت واطاعت اللی اور اخروی درجات وفضائل میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی تغریق نہیں ہے۔ دونوں کے لیے کیسال طور پر یہ میدان کھلا ہے اور دونوں زیادہ سے زیادہ نیکیاں اور اجر وثواب کماسکتے ہیں۔ جنس کی بنیاد پر اس میں کی بیشی نہیں کی جائے گی۔ علاوہ ازیں مسلمان اور مومن کاالگ الگ ذکر کرنے سے واضح ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے۔ ایمان کا درجہ اسلام سے بڑھ کر ہے جیسا کہ قرآن وصدیث کے دیگر دلائل بھی اس پر دلالت کرتے ہیں۔

۲. یہ آیت حضرت زیب فیلٹھیا کے نکاح کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی۔ حضرت زید بن حارثہ فیلٹھیا جو اگرچہ اصلاً عرب تھے، لیکن کسی نے انہیں بھین میں زبر دسی پکڑ کر بطور غلام بھی دیا تھا۔ نبی شکلٹیٹیا سے حضرت خدیجہ فیلٹھیا کے نکاح کے بعد حضرت خدیجہ فیلٹھیا کے انہیں اردول اللہ شکلٹیٹیا کو بہہ کردیا تھا۔ آپ شکلٹیٹیا نے انہیں آزاد کرکے اپنا بیٹا بنالیا تھا۔

کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صری گر اہی میں پڑے گا۔

24. اور (یاد کر) جب کہ تو اس شخص سے کہہ رہا تھا جس
پر اللہ نے بھی انعام کیا اور تو نے بھی کہ تو اپنی بیوی
کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے دل میں وہ
بات چھپائے ہوئے تھا جے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تو
لوگوں سے خوف کھاتا تھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا
زیادہ حقدار تھا کہ تو اس سے ڈرے، (۱) پس جب کہ زید
نے اس عورت سے اپنی غرض پوری کرلی (۲) ہم نے اسے

نبی مَنَّالِیَّیْمِ نے ان کے نکاح کے لیے اپنی پھو پھی زاد بہن حضرت زینب طُیُٹیُکا کو نکاح کا پیغام بھیجا، جس پر انہیں اور ان کے بھائی کو خاندانی وجاہت کی بنا پر تامل ہوا، کہ زید طُلِّئیُکْ ایک آزاد کردہ غلام ہیں اور ہمارا تعلق ایک اونچ خاندان سے ہے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے فیصلے کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنا اختیار بروئے کار لائے۔ بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سر تسلیم خم کردے۔ چنانچہ یہ آیت سننے کے بعد حضرت زینب ڈھائیکی وغیرہ نے اپنی رائے پر اصرار نہیں کیا اور ان کا باہم نکاح ہوگیا۔

ا. لیکن چوکہ ان کے مزاج میں فرق تھا، بیوی کے مزاج میں خاندانی نب وشرف رچا ہوا تھا، جب کہ زید ڈالٹھُو کے دامن پر غلامی کا داغ تھا، ان کی آپس میں ان بن رہتی تھی جس کا تذکرہ حضرت زید ڈلٹھُو بی کریم عنگالیو کے سے دامن پر غلامی کا عندیہ بھی ظاہر کرتے۔ لیکن نبی عنگالیو کی ان کو طلاق دینے سے روکتے اور نباہ کرنے کی تلقین فرماتے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالی نے آپ عنگیلیو کو اس پیش گوئی سے بھی آگاہ فرمادیا تھا کہ زید ڈلٹھُو کی طرف سے طلاق واقع ہوکر رہ کی اور اس کے بعد زینب ڈلٹھُ کا نکاح آپ سے کردیا جائے گا تا کہ جاہلیت کی اس رسم جہنیت پر ایک کاری ضرب لگاکر واضح کردیا جائے کہ منہ بولا بیٹا، احکام شرعیہ میں حقیق بیٹے کی طرح نہیں ہوا ور اس کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے۔ اس آیت میں انہی باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت زید ڈلٹھُو پر اللہ کا انعام یہ تھا کہ انہیں قبول اسلام کی توفیق دی رسیت کی۔ ان کو آزاد کا انعام یہ تھا کہ ان کی دینی تربیت کی۔ ان کو آزاد کیا بینا فرار دیا اور اپنی بچو بھی امیہ بنت عبد المطلب کی لڑکی سے ان کا نکاح کرا دیا۔ دل میں جھپانے والی بات کری تھی جو آپ کو حضرت زینب ڈپھٹٹ سے نکاح کی بابت بذریعہ وی بتلائی گئی تھی، آپ شکٹٹ ڈرتے اس بات سے سے کہی تھی کہ اپنی بیو کو سے نکاح کرایا۔ حالا نکہ جب اللہ کو آپ کے ذریعے سے اس رسم کا خاتہ کرانا تھا تو بھر لوگوں سے ورز نے کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ شکٹٹٹ کا یہ خوف اگرچہ فطری تھا، اسکے باوجود آپ شکٹٹٹٹ کو شنیہ فرمائی گئے۔ خاب کرنے سے مراد یہی ہے کہ یہ یہ نکاح ہو گا، جس سے یہ بات سب کے ہی علم میں آجائے گی۔

تیرے نکاح میں دے دیا<sup>(۱)</sup> تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے
پالکوں کی بیویوں کے بارے میں کسی طرح کی تنگی نہ
رہے جب کہ وہ اپنی غرض ان سے پوری کرلیں،<sup>(۲)</sup> اللہ
کا (یہ) تکم تو ہوکر ہی رہنے والا تھا۔<sup>(۳)</sup>

۳۸. جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے مقرر کی ہیں اللہ کا کی ہیں ان میں نبی پر کوئی حرج نہیں، (۳) (یہی) اللہ کا دستور ان میں بھی رہا جو پہلے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے کام اندازے پر مقرر کیے ہوئے ہیں۔(۱)

٣٩. يه سب ايسے تھے كه الله تعالىٰ كے احكام پہنچايا كرتے تھے اور الله كے سوا كرتے تھے اور الله كے سوا كسى سے نہيں ڈرتے تھے، (۵) اور الله تعالیٰ حساب لينے كے ليے كافی ہے۔ (۸)

ڡؘٵػٳؽؘعؘڲۥٳڵێؚٞؾۣڝڹٛڂڗڿ؋ۣؽؠؖٵؘڡٛڝٚٳٮڵڎؙڮٲ ڛؙؾٛ؋ٙٳ؇ؿڡؚ؋ۣ۩ڷڒؽؚؽڂػۊٳڡڹؙڨؘؠؙڵ ۅؘػٳؽٲٷۧٳڵؿۊؘڡؙڒؘڵڰۘڡٞڰؙۮ۫ٷۨ

ٳڷڒڔؿؽؙؽؙؠڵؚۼؙ۫ۅٛ۫ؽڔۣڛڵؾؚٳڵڷۄؘڡؘۼ۫ۺؙۅ۫ڹؘ ۅؘڵڲؿ۬ۺؙۅ۫ؽٲڝؙۜڵٳڒٳٮڵة۠ٷػڣ۬ۑٳڶڵۼڂڛؽؠؖٵ۞

ا. یعنی یہ نکاح معروف طریقے کے برعکس صرف اللہ کے حکم سے نکاح قرار پاگیا، نکاح خوانی، ولایت، حق مہر اور گواہوں کے بغیر ہی۔

۲. یہ حضرت زینب و الله اسے نبی منگالیا کے نکاح کی علت ہے کہ آئندہ کوئی مسلمان اس بارے میں تنگی محسوس نہ کرے اور حسب ضرورت واقتضاء لے یالک بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کیا جاسکے۔

سر لینی پہلے سے ہی تقدیر الہی میں تھا جو بہر صورت ہو کر رہنا تھا۔

۴. یہ ای واقعهٔ نکاحِ زینب وُلِفَهُا کی طرف اشارہ ہے، چونکہ یہ نکاح آپ سَکُلِفَیْمُ کے لیے حلال تھا، اس لیے اس میں کوئی گناہ اور شکی والی بات نہیں ہے۔

۵. لینی گزشته انبیاء نیظ می ایسے کامول کے کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے جو اللہ کی طرف سے ان پر
 فرض قرار دیے جاتے تھے چاہے قومی اور عوامی رسم ورواج ان کے خلاف ہی ہوتے۔

۲. لینی خاص حکمت و مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں، دنیوی حکمر انوں کی طرح وقتی اور فوری ضرورت پر مشتمل نہیں ہوتے،
 اسی طرح ان کا وقت بھی مقرر ہوتا ہے جس کے مطابق وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

ک. اس لیے کسی کا ڈر یا سطوت انہیں اللہ کا پیغام پہنچانے میں مانع بنتا تھا نہ طعن وملامت کی انہیں پرواہ ہوتی تھی۔

٨. يعني ہر جگه وہ اينے علم اور قدرت كے لحاظ سے موجود ہے، اس ليے وہ اپنے بندول كى مدد كے ليے كافى ہے اور الله

مَاكَانَ مُحْتَكَابَاآحَدٍ شِنْ تِجَالِكُمُّ وَلَكِنْ تَسُولَ الله وَخَاتَحَ النَّيبَتِبْ وَكَانَ اللهُ يِكُلِّ شَيْعً عِلِيمُهَا هَ

ؽؘٳؿٞۿٵڷڎؚؽؽؘٵڡٮؘٶ۠ٳٳۮٛػۯۄٳٳ۩۬؋ۮؙػؙڒٵػؿؿؙؖ۠۠ڎٵۨ ٷۜڛؚۜٷؙٷؙڹڬۘۯؘۊؙٷٙڝؽڰ۞

ۿؙۅؙٵ؆ڹؽؙؽڝ۫ڵؘٵؘؽؽؙؙۿ۫ۏڡؘڵڸؚٙػؾ۠ٷڸؽڿٝڔؚۼۘۿؙۄ۫ۺۜ ٵڟ۠ڶؙؙؙؙڟؾٵؚڶٵڶڐ۠ۅ۫ڗٷڰٲڹٳڷڹؙٷ۫ؠڹؽؙڹڗڿؽؗٵ۞

> ۼؚۘؾؘؾؙؿؙۿؠؙؽۅٛڡڔؽڵ۪ڤؘۅٛڹڬڛڵٷؖٛٷٙٵڡؘڰڵۿۄؙ ٲڿؙڒٳػڔۣؽؠؙڰ

سی (لوگو) محمد (سَکَالَیْکُمْ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے بیب نہیں (۱) لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے، (۱) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا (بخوبی) جاننے والا ہے۔

اسم. اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرو۔ ۲۳. اور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔

مرم. وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے (تمہارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں) تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

سرم. جس دن یہ (اللہ سے) ملاقات کریں گے ان کا تحفہ سلام ہوگا،(<sup>(7)</sup> اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے باعزت اجر

کے دین کی تبلیغ ودعوت میں انہیں جو مشکلات آتی ہیں، ان میں وہ ان کی چارہ سازی فرماتا اور دشمنوں کے مذموم ارادول اور سازشوں سے انہیں بحیاتا ہے۔

ا. اس لیے وہ زید بن حارثہ و گانٹیڈ کے بھی باپ نہیں ہیں، جس پر انہیں مورد طعن بنایا جاسکے کہ انہوں نے اپنی بہو سے نکاح کیوں کرلیا؟ بلکہ ایک زید ر گانٹیڈ تو حارثہ کے بیٹے تھے، نکاح کیوں کرلیا؟ بلکہ ایک زید ر گانٹیڈ تو حارثہ کے بیٹے تھے، آپ منگائیڈ کے نو انہیں منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا اور جابلی و ستور کے مطابق انہیں زید بن محمد کہا جاتا تھا۔ حقیقاً وہ آپ منگائیڈ کے صلبی بیٹے نہیں تھے۔ اس لیے ﴿ اُدْعُوهُ وَلِا بَالِهِ هُو ﴾ کے نزول کے بعد انہیں زید بن حمد ر گانٹیڈ بی کہا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت خدیجہ ڈائٹیڈ کی کہا جاتا تھا۔ عالوہ ازیں حضرت خدیجہ ڈائٹیڈ کے آپ منگائیڈ کے تین بیٹے قاسم، طاہر، طیب ہوئے اور ایک بچے ابراہیم ماریہ قبطیہ ڈائٹیڈ کی سلبی بیٹے۔ بنابریں بطن سے ہوا۔ لیکن یہ سب کے سب بچپن میں بی فوت ہوگے، ان میں سے کوئی بھی عمر رجولیت کو نہیں پہنچا۔ بنابریں آپ منگائیڈ کی صلبی اولاد میں سے بھی کوئی مرد نہیں بنا کہ جس کے آپ باپ ہوں۔ (ابن کیز)

۲. خَاتَمٌ مہر کو کہتے ہیں اور مہر آخری عمل بی کو کہا جاتا ہے۔ لیعنی آپ مَنْ اَلْیَامُ پر نبوت ورسالت کا خاتمہ کردیا گیا، آپ مَنْ اللَّهِ عَلَیْ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ نبی نبیس کذاب ودجال ہو گا۔ احادیث میں اس مضمون کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع واتفاق ہے۔ قیامت کے قریب حضرت عیمیٰ عَلَیْظِا کا نزول ہو گا، صحیح اور متواتر روایات سے ثابت ہے، تو وہ نبی کی حیثیت سے نبیس آئیں گے بلکہ نبی مَنْ اللّٰهِ عَلَیْ کے امتی بن کر آئیں گے، اس لیے ان کا نزول عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

m. لینی جنت میں فرشتے اہل ایمان کو یا مومن آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔

تیار کرر کھا ہے۔

مرن والا بھیجا ہے۔ کرنے والا بھیجا ہے۔

**۴۷**. اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔(۲)

62 اور آپ مومنوں کو خوشخری سنا دیجیے کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔

اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانے اور جو ایذاء (ان کی طرف سے پنچے) اس کا خیال بھی نہ کیجے اللہ پر بھروسہ کے رہیں، اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کام بنانے والا۔

ا مومنو! جب تم مومن عور توں سے نکاح کرو کھر ہاتھ لگانے سے پہلے (ہی) طلاق دے دو تو ان پر مہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شار کرو، (۳) پس

ؽؘٲؿؙۿٵڵڷؠۧؿ۠ٳٷۜٲۯڛٛڶڹڮۺٵۿؚٮٵٷٙڡؙؠؘۺؚۨٞڔٵ ٷؘڹ۬ؽۥؙؿٳ<sup>ۿ</sup>

وَّدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرُاكِ

وَيَشِّرِ الْمُؤُمِنِيْنَ بِأَنَّ لَهُمُ مِّنَ اللهِ فَضَلَاكِمِيْرًا ۞

وَلانُطِعِ الْكَفِرِيُنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَدَّعُ اَذْهُمُ وَتَوَكَّلُ عَلَى اللهِ وَكَفَىٰ بِاللهِ وَكِيْلًا۞

ؽٳؽۿٵڷۮؽؙڹٵؗڡؙٮؙؙۅٞڷٳۮٵٮۜػڂٮؙڞؙٵٮؙٛڬۅؙؖڝ۬ڎؾٵ۠ڎۊۜ ڟڰڨؖؿؠؙۅۛۿڹۜڝڽٞۼٙڸؚٳڶؿٞۼؿؙۅؙۿڹۜڣڡٵڵڬؙۄؙ ٵؘؽؿڝؚۺٙڝؚؽ؏ڰۊٟؾٷؾۘڎۏۏۿٵٷؠٙؾۼ۠ٷۿۺ

ا. بعض لوگ شاہد کے معنی حاضر وناظر کے کرتے ہیں جو قرآن کی تحریف معنوی ہے۔ نبی منگالینی امت کی گواہی دیں گے، ان کی بھی جو آپ منگالینی پر ایمان لائے اور ان کی بھی جنہوں نے بحذیب کی۔ آپ منگالین قیامت کے دن اہل ایمان کو ان کے اعضائے وضو سے پہچان لیں گے جو جہتے ہوں گے، ای طرح آپ منگالینی میں گرانبیاء علیہ کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے این اپنی قوموں کو اللہ کا پیغام پہنچادیا تھا اور یہ گواہی اللہ کے دیے ہوئے تینی علم کی بنیاد پر ہوگی۔ اس کے انہوں نے اپنی آپ کو اپنی آپ کھوں سے دیکھتے رہے ہیں، یہ عقیدہ تو نصوص قرآنی کے خلاف ہے۔ کی نہیں کہ آپ منگالین کی تاریکیاں دور ہوجاتے ہیں، اسی طرح آپ منگالین کی دریعے سے کفر وشرک کی تاریکیاں دور ہوئیں۔ علاوہ ازیں اس چراغ سے کسب ضیاء کر کے جو کمال وسعادت حاصل کرنا چاہے، کرسکتا ہے۔ اس لیے کہ یہ چراغ قیامت تک روش ہے۔

س. نکاح کے بعد جن عور توں سے ہم بستری کی جاچکی ہو اور وہ ابھی جوان ہوں، الیی عور توں کو طلاق مل جائے تو ان کی عدت تین حیض ہے۔ (البقرۃ: ۲۲۸) پہل ان عور توں کا حکم بیان کیا جارہا ہے کہ جن سے نکاح ہوا ہے لیکن میال بیوی کے در میان ہم بستری نہیں ہوئی۔ ان کو اگر طلاق ہوجائے تو کوئی عدت نہیں ہے لیٹن الیی غیر مدخولہ مطلقہ بغیر عدت

## وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا

ۣڮٳؽۿٵۘۘۘڵڮٞؿ۠ٳڬۜٲٲؙۘۘۘۘڡؙۘڶڶٮ۬ٵڵػٲۮؙۅؙٳڿػٵڵؾؽٞ ٵؿؾٵؙۻٛۅ۫ۯۿؙؾٞۅٙڡٵڡػڰۛؾؠؽؿؙڬڡؚ؆ٞٵٷٚٳٛ ٵٮڵۿؙػؽؽػۅؘڹڹؾؚۼڽٟٙڰۅؘؽڹؾؚۼؠؾڬۅؘؽڹؾ ڂٳڮۅؘڹڹؾؚڂؠڶؾؚػٵڵؾؿۿٵڿۯؙڽڡؘػڬ ۅٵڞؙۯٲڰۧ۫؆ؙٷؚٛڡڹؘڐٞٳؽ۠ۊۿڹڞؘؙڡٛۺۿٳڶڵؿؚٞؾؚۣٳڹ

تم کچھ نہ کچھ انہیں دے دو<sup>(۱)</sup> اور بھلے طریق پر انہیں رخصت کردو۔<sup>(۱)</sup>

40. اے نبی! (مَعْلَقَتْنِهُمْ) ہم نے تیرے لیے تیری وہ بیویاں حلال کردی ہیں جنہیں تو ان کے مہر دے چکا ہے (اس) اور وہ لونڈیاں بھی جو اللہ تعالی نے غنیمت میں تجھے دی ہیں (۱۹) اور تیرے چپا کی لڑ کماں اور پھو بھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں بھی

گزارے فوری طور پر گہیں تکاح کرنا چاہے، تو کر سکتی ہے، البتہ اگر ہم بستری سے قبل خاوند فوت ہوجائے تو پھر اسے مم
مہینے ۱۰ دن ہی عدت گزار نی پڑے گی۔ (خُ القدی، ابن کیش) چھونا یا ہاتھ لگانا، یہ کنایہ ہے جماع (ہم بستری) سے۔ نکاح کا لفظ خاص جماع اور عقد زواج دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں عقد کے معنی میں ہے۔ ای آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہاں نکاح کے بعد طلاق کا ذکر ہے۔ اس لیے جو فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر فلال عورت سے میں نے نکاح کیا تو اسے طلاق، تو ان کے نظریا اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر فلال عورت سے میں نے نکاح کیا تو اسے طلاق، تو ان کے خرد یک اس طرح بعض جو یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ یہ کہے کہ میں نزدیک اس عورت سے نکاح کیا تو اسے طلاق، تو جس عورت سے بھی نکاح کرے گا، طلاق واقع ہوجائے گی۔ یہ بات ضحے خمیں سے۔ حدیث میں بھی وضاحت ہے۔ «لا طلَاق قَبْلُ نِکاح» (ابن ماجه) «لَا طَلَاقَ قَبْلُ نِکاح» (ابن ماجه) «لَا طَلَاقَ قَبْلُ نِکاح» (ابن ماجه) «لَا طَلَاقَ قَبْلُ نِکاح» اس سے واضح ہے کہ نکاح سے قبل طلاق، ایک فعل (ابوداود، باب فی الطلاق قبل النکاح، ترمذی، ابن ماجه ومسند أحمد: ۱۸۹۳) اس سے واضح ہے کہ نکاح سے قبل طلاق، ایک فعل عیث ہے جس کی کوئی شرعی حیث نہیں ہے۔

ا. یہ متاع، اگر مہر مقرر کیا گیا ہو تو نصف مہر ہے ورنہ حسب توفیق کچھ دے دیا جائے۔

٢. لعنی انہیں عزت واحترام سے، بغیر کوئی ایذاء پہنچائے علیحدہ کردیا جائے۔

سا. بعض احکام شرعیہ میں نبی مَنَا نُیْدِ کَمُ اللّٰی اللّٰ اللّٰ علم کی ایک جماعت کے بقول قیام اللّٰل (تجد) آپ مَنْالِیْدِ کَمْ ایک جماعت کے بقول قیام اللّٰل (تجد) آپ مَنْالِیْدِ کَمْ یر فرض تھا، صدقہ آپ مَنْالِیْدِ کَمْ یر حرام تھا، ای طرح کی بعض خصوصیات کا ذکر قرآن کریم کے اس مقام پر کیا گیا ہے جن کا تعلق نکاح سے ہے۔ جن عورتوں کو آپ مَنْالِیْدِ کَمْ نے مہر دیا ہے، وہ حلال میں چاہے تعداد میں وہ کتی ہی ہوں اور آپ مَنالِیْدِ کَمْ نے حضرت صفیہ وَلَا لَیْنَا ور جویریہ وَاللّٰہُ کَا مهر ان کی آزادی کو قرار دیا تھا، ان کے علاوہ بصورت نقد سب کو مہر ادا کیا تھا۔ صرف ام حبیب وَلَا لَمْ اَن کے علاوہ بصورت نقد سب کو مہر ادا کیا تھا۔ صرف ام حبیب وَلَا لَمُنْا کا مہر نجاثی نے اپنی طرف سے دیا تھا۔

٣. چنانچه حضرت صفیہ فی خیا اور جو بریہ فی خیا مکیت میں آئیں جنہیں آپ سکی تیام نے آزاد کرکے نکاح کرلیا، اور ریحانہ و خیاجا اور ماریہ قبطیہ فی خیابی یہ بطور لونڈی آپ کے پاس رہیں۔

آزاد التَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا ْخَالِصَةً تَكَمِنُ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيُنُ قَنْ عَلَمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فَنَ اَزُواجِهِمْ وَمَا مَلَكَتُ اَيْمَانُهُ مُ لِكِيْلًا بَيُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِيُمًا ۞

ٮؙٛۯؿؽؙڡؽؙؾڟۜٲ؞ؚٛٛڡؚٮ۫ۿؙؾؘۘۏؿؙٷۣؽٙٳڶؽڬڡؽؙؾڟؖٳٞ ۅؘ؈ڶؾؙۼؽؾڝؚڡٙؽٷڒڶؾ؋ڵڮڹٵڂۘػڸؽڬڐ۬ڸڬ ٵۮ۫ؽٲؽؙٮٞڠڗۜٲۼؽؙٮ۠ۿؾۅڵٳڲٷڗۜۊۅؘڽۯڞؽؽؠؠٮۧٵ ٳڶؿؙؠؙۿؿڴۿؾٷٳڵڮؙڲٷۿٵ؈ٛڰؙۮڔڮؙۄ۠

جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے، (') اور وہ باایمان عورت جو اپنا نفس نبی کو ہبہ کردے یہ اس صورت میں کہ خود نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے، (۲) یہ خاص طور پر صرف تیرے لیے ہی ہے اور مومنوں کے لیے نہیں، (۳) ہم ان احکام کو بخوبی جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کرر کے ہیں، (ش) یہ اس لیے کہ تجھ پر حرج واقع نہ ہو، (ف) اور اللہ تعالیٰ بہت بخشے اور بڑے رحم والا ہے۔

10. ان میں سے جے تو چاہے دور رکھ دے اور جے چاہے اور اگر تو ان میں سے بھی کی ہے اپنے پاس رکھ لے، (۱) اور اگر تو ان میں سے بھی کسی کو اپنے پاس بلالے جنہیں تو نے الگ کررکھا تھا تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں، (۵) اس میں اس بات کی زیادہ توقع

ا. اس کا مطلب ہے جس طرح آپ منگانی آغ ہجرت کی، اس طرح انہوں نے بھی مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔ کیونکہ آپ منگانی آغ کے ساتھ تو کسی عورت نے بھی ہجرت نہیں کی تھی۔

۲. لیعنی نبی کریم مَثَّلَیْظِم کو اپنا آپ ہبہ کرنے والی عورت، اگر آپ مَثَلِیْظِمُ اس سے نکاح کرنا پیند فرمائیں تو بغیر مہر کے آپ مَثَلِیْظِم کے لیے اسے اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے۔

سا. یہ اجازت صرف آپ مُنگافیا کے لیے ہے۔ دیگر مومنوں کے لیے تو ضروری ہے کہ وہ حق مہر ادا کریں، تب نکاح جائز ہوگا۔ ۱۲. لیعنی عقد کے جو شر الکا اور حقوق ہیں جو ہم نے فرض کیے ہیں کہ مثلاً چار سے زیادہ عورتیں بیک وقت کوئی شخص اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا، نکاح کے لیے ولی، گواہ اور حق مہر ضروری ہے۔ البتہ لونڈیاں جتنی کوئی چاہے، رکھ سکتا ہے، تاہم آج کل لونڈیوں کا مسئلہ تو ختم ہے۔

اس میں آپ مَاللَیْمْ کی ایک اور خصوصیت کا بیان ہے، وہ یہ کہ بیویوں کے درمیان باریاں مقرر کرنے میں آپ مَاللَیْمْ کو اختیار دے دیا گیا تھا آپ مَاللَیْمُ جس کی باری چاہیں مو قوف کردیں، یعنی اسے ذکاح میں رکھتے ہوئے اس سے مباشرت نہ کریں اور جس سے چاہیں یہ تعلق قائم رکھیں۔

2. لینی جن بیویوں کی باریاں مو قوف کر رکھی تھیں اگر آپ سکا لینیا کم ان سے بھی مباشرت کا تعلق قائم کیا جائے،

اور حلم والا ہے۔

ہے کہ ان عور توں کی آ تکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ رنجیدہ

نہ ہوں اور جو کچھ بھی تو انہیں دیدے اس پر سب کی سب راضی رہیں، (۱) اور تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے اللہ (خوب) جانتا ہے۔<sup>(۲)</sup> اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی علم

۵۲. اس کے بعد اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں

اور نہ یہ (درست ہے) کہ ان کے بدلے اور عور تول سے (نکاح کرے) اگرچہ ان کی صورت اچھی کبھی لگتی ہو<sup>(۳)</sup> وكان الله علمًا جَلْمًا وَكُانَ الله عَلَمًا وَكُلُمًا

لِيَعِلُ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ يَعُدُ وَلَا آنَ تَبَكَّلُ

بِهِنَّ مِنْ أَزُواجٍ وَّلُو أَعْجَبُكَ حُسنُهُر ، إلَّامِ امْلَكَتُ يَبِيْنُكُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْعً ا

تو یہ اجازت بھی آپ مَنْالْیُنْا کُو حاصل ہے۔

ا. یعنی باری مو قوف ہونے اور ایک کو دوسری پر ترجیح دینے کے باوجود وہ خوش ہوں گی، ممگلین نہیں ہوں گی اور جتنا کھ آپ مَنَا لَيْنِمُ كى طرف سے انہيں مل جائے گا، اس پر مطمئن رہيں گی۔ كيوں؟ اس ليے كه انہيں معلوم ہے كه پيغمبر منالٹینز کے سب کچھ اللہ کے حکم اور اجازت سے کررہے ہیں اور یہ ازواج مطہرات اللہ کے فیصلے پر راضی اور مطمئن ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نبی مَنَافِیْتُا کو یہ اختیار ملنے کے باوجود آپ مَنافِیْتِا نے استعال نہیں کیا اور سوائے حضرت سودہ وظافیا کے (کہ انہوں نے اپنی باری خود ہی حضرت عائشہ ڈلاٹیٹا کے لیے ہبہ کردی تھی) آپ مَلَاثِیْما نے تمام ازواج مطہرات کی باریاں برابر برابر مقرر کررکھی تھیں، اسی لیے آپ مکاٹیٹی نے مرض الموت میں ازواج مطہرات سے اجازت لے کر بیاری کے ایام حضرت عائشہ و کھنٹا کے یاس گزارے، ﴿ آنْ تَقَرّا تَعْبُدُونِي ﴾ کا تعلق آپ عَلَاثَيْزُم کے اس طرز عمل سے ہے کہ آپ مَنَا عُلِيْظُ پر تقسيم اگرچہ (دوسرے لوگول کی طرح) واجب نہیں تھی، اس کے باوجود آپ مَنَا لَيْظُ اِنْ ف اختیار فرمایا، تاکہ آپ سکی نینی کی بیویوں کی آئکھیں ٹھنڈی ہوجائیں اور آپ سکی نینی کے اس حسن سلوک اور عدل وانصاف سے خوش ہوجائیں کہ آپ مَا ﷺ نے خصوصی اختیار استعال کرنے کے بجائے ان کی دلجوئی اوردلداری کا اجتمام فرمایا۔ ۲. تعنی تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے، ان میں یہ بات بھی یقیناً ہے کہ سب بیویوں کی محبت دل میں پکسال نہیں ہے۔ کیوں کہ دل پر انسان کا اختیار ہی نہیں ہے۔ اس لیے بیویوں کے درمیان باری میں، نان ونفقہ اور دیگر ضروریات زندگی اور آسائشوں میں مساوات ضروری ہے، جس کا اہتمام انسان کر سکتا ہے۔ دلوں کے میلان میں مساوات چونکہ اختیار ہی میں نہیں ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اس پر گرفت بھی نہیں فرمائے گا بشرطیکہ دلی محبت کسی ایک بیوی سے امتیازی سلوک کا باعث نہ ہو۔ اسی لیے نبی مُنَافِیْظِم فرمایا کرتے تھے (یا اللہ یہ میری تقسیم ہے جو میرے اختیار میں ہے، لیکن جس چیز يرتيرا اختباري، ميں اس ير اختيار نہيں ركھا، اس ميں مجھے ملامت نه كرنا) - (أبوداود، باب القسم في النساء، ترمذي، نسائي، ابن ماجه، مسند أحمد: ٢/ ١٣٣)

س. آیت تخییر کے نزول کے بعد ازواج مطہرات نے دنیا کے اسباب عیش وراحت کے مقابلے میں عسرت کے ساتھ، نبی منگاللیکم ا

ڗۜۊؽڹٵۿ

يَايُهُا الَّذِينَ امَنُوا لا تَنْ خُلُوا بُيُوت النَّيِّيَ الْآلَنُ يُؤُون النَّيِّيَ الْآلَانُ يُؤُون النَّيْقِ الْآلَانُ يُؤُون النَّهُ وَلَالْ الْآلَانُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّآلَانُ اللَّانُ اللَّآلَانُ اللَّآلَانُ اللَّآلَانُ اللَّآلَانُ اللَّآلَانُ اللَّآلَانُ اللَّآلَانُ اللَّالَانَ اللَّآلَانُ اللَّآلَانُ اللَّانُونُ اللَّآلَانُ اللَّانُ اللَّانِ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانِ اللَّالَانُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانَ اللَّانُ الْآلَانُ اللَّانُ اللَّانُونُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانُونُ اللَّانُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ الْمُونُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُ اللَّالْمُونُونُ اللَّانُونُ اللَّانُ اللَّانُونُ اللَّانُونُ اللَّانُ اللَّانُ اللَّانُونُ

مگر جو تیری مملو که ہوں۔(۱) اور الله تعالیٰ ہر چیز کا (پورا) نگہان ہے۔

ملا. اے ایمان والو! جب تک شہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو، کھانے کے لیے ایسے وقت میں کہ اس کے پکنے کا انظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے تو جاؤ اور جب کھاچکو تو نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہوجایا کرو۔ نبی کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ لحاظ کرجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بیان) حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا، (۲) جب تم نبی کی بویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے چیچے نبی کی بویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے چیچے طلب کرو، تو پردے کے چیچے

کے ساتھ رہنا پیند کیا تھا، اس کا صلہ اللہ نے یہ دیا کہ آپ منگالیا گُلِ کو ان ازواج کے علاوہ (جن کی تعداد اس وقت 9 تھی) دیگر عور توں سے نکاح کرنے سے منع فرمادیا۔ بعض کہتے ہیں عور توں سے نکاح کرنے یا ان میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی اور سے نکاح کرنے سے منع فرمادیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بعد میں آپ منگالیا گُلِم کو یہ اختیار دے دیا گیا تھا، لیکن آپ منگالیا گُلِم نے کوئی نکاح نہیں کیا۔ (این کیش)

ا. یعنی لونڈیاں رکھنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ بعض نے اس کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ کافر لونڈی بھی رکھنے کی آپ شکالٹیا کو بیش نظر اسے آپ بھی رکھنے کی آپ شکالٹیا کو بیش نظر اسے آپ منگالٹیا کی کہ کافر اسے آپ منگالٹیا کی کہ حال نہیں سمجھا۔ (ٹ القدر)

7. اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ نبی سَا اللّیٰیَا کی وعوت پر حضرت زینب و اللّیٰیا کے ولیمے میں صحابہ کرام و اللّیٰی تشریف لائے جن میں سے بعض کھانے کے بعد بھی بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے جس سے آپ سَا اللّیٰیَا کو خاص تکلیف ہوئی، تاہم حیاء واخلاق کی وجہ سے آپ سَا اللّیٰیَا کَ خاص تکلیف ہوئی، تاہم حیاء واخلاق کی وجہ سے آپ سَا اللّیٰیٰی کے لیے کہا نہیں۔ (صحیح البخاری، نفسیر سورہ الاحزاب) چنانچہ اس آیت میں وعوت کے آداب بتلادی گئے کہ ایک تو اس وقت جاؤ، جب کھانا تیار ہوچکا ہو، پہلے سے ہی جاکر دھرنا مار کر نہ بیٹھ جاؤ۔ دوسرا کھاتے ہی اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ، وہاں بیٹھے ہوئے باتیں مت کرتے رہو۔ کھانے کا ذکر تو سبب نزول کی وجہ سے ہے، ورنہ مطلب یہ ہے کہ جب بھی جہیں بلایا جائے چاہے کھانے کے لیے یا کی اور کام کے لیے، اجازت کے بغیر گھر کے اندر داخل مت ہو۔

ساب یہ تھم حضرت عمر رفیانینئو کی خواہش پر نازل ہوا۔ حضرت عمر رفیانینئو نے نبی سکیانینیکم سے عرض کیا، یا رسول الله سکیانیکیکما؟ آپ کے پاس انتھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ امہات المومنین کو پردے کا تھم دیں تو کیا اچھا ہو۔ جس پر اللہ نے یہ تھم نازل فرمایا۔ (صحیح البخاري، کتاب الصلوٰة و تفسیر سورة البقرة. مسلم، باب فضائل عمر بن الخطاب رہے) کامل پاکیزگی یہی ہے، (۱) نہ تمہیں یہ جائز ہے کہ تم رسول اللہ (مثّالیّٰیْفِ) کو تکلیف دو (۲) اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ (یاد رکھو) اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا (گناہ) ہے۔ (۳) می چیز کو ظاہر کرو یا مخفی رکھو اللہ تو ہر ہر چیز کا بخولی علم رکھنے والا ہے۔

00. ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں اور اپنی اور اپنی اور بھائیوں اور بھائیوں اور اپنی (میل جول کی) عورتوں اور ملکیت کے ماتحتوں (لونڈی، غلام) کے سامنے ہوں۔ ((() (عورتو!) اللہ سے ڈرتی رہو۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر شاہد ہے۔ (۵)

ٳ؈ؙؿؙٮؙٛۮؙۉٳۺٙؽٵٞٳٷؿؙٚڡؙٛۏؙٛٷڣٙٳۜۜۜۛۛؾٙٳۺ۬ۿػٲؽۥڴؚؚڷؚ ۺٞؿٞۼؽؚؽؙػٳۛ۞

ڵڒۻؙٵڂ؏ؽڣۄؾٛ؋ٞٵ؆ۧؠٟڡ۪ۜۜۛڜؘۘٷڵۘٲڷ۪ؽؖڵؠٟڡؚؾ ۅؘڵٵٟڎ۬ۅٳ؈ؾٞۅؘڵٵؽٮؙٵ؞ؚڶڎؙۅٳۻؾؘۅؘڵۘٲڷؠؾٵ ٲڂۅؾؚڣؾۜۅٙڵٳۺٵؠڣؾۘۅؘڵٳڡٵڡػڶػڬۘٲؽٮؙٵۿؙؿۧ ۅٵؿٚؾؿؽٵڶڵڎٞٳڰٙٵٮڵڎڬٵؽٷڵٷؚڷؿؙڴ ۺٙۿؽڋٵ۞

ا. یہ پردے کی حکمت اور علت ہے کہ اس سے مرد اور عورت دونوں کے دل ریب وشک سے اور ایک دوسرے کے ساتھ فتنے میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں گے۔

۲. چاہے وہ کی بھی لحاظ ہے ہو۔ آپ مَنَائِیْلِمْ کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا، آپ مَنَائِیْلِمْ کی خواہش کے بغیر گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا، آپ مَنَائِیْلِمْ کی خواہش کے بغیر گھر میں بیٹھے رہنا اور بغیر جاب کے ازواج مطہرات سے گفتگو کرنا، یہ امور بھی ایذاء کے باعث ہیں، ان ہے بھی اجتناب کرو۔
 ۱۳. یہ حکم ان ازواج مطہرات کے بارے میں ہے جو وفات کے وقت نبی مَنَائِیْلِمْ کے حبالۂ عقد میں تحسیل حائل ہیں یا آپ مَنَائِیْلِمْ نے ہم بستری کے بعد زندگی میں طلاق دے کر اپنے سے علیحدہ کردیا ہو، وہ اس کے عموم میں داخل ہیں یا نہیں؟ اس میں دو رائے ہیں۔ بعض ان کو بھی شامل سجھتے ہیں اور بعض نہیں۔ لیکن آپ مَنَائِشْلِمْ کی ایک کوئی بیوی حقی ہی نہیں۔ اس لیے یہ محض ایک فرضی شکل ہے۔ علاوہ ازیں ایک تیسری قشم ان عور تول کی ہے جن سے آپ مَنَائِشْلِمْ کی طلاق دے دی۔ ان سے دو سرے لوگوں کا نکاح درست ہونے نمیں کوئی خزاع معلوم نہیں۔ (تعیر این کو آپ مُنَائِشْلُمْ نے طلاق دے دی۔ ان سے دو سرے لوگوں کا نکاح درست ہونے میں کوئی خزاع معلوم نہیں۔ (تعیر این کو آپ

٧٠. جب عورتوں کے لیے پردے کا تھم نازل ہوا تو پھر گھر میں موجود اقارب یا ہر وقت آنے جانے والے رشتے داروں کی بابت سوال ہوا کہ ان سے پردہ کیا جائے یا نہیں؟ چنانچہ اس آیت میں ان اقارب کا ذکر کردیا گیا جن سے پردے کی ضرورت نہیں۔ اس کی تفصیل سورہ نور کی آیت: اسم ﴿ وَکَا یُبْدِیْنَ زَیْنَتَهُوْنَ ﴾ میں بھی گزرچکی ہے، اسے ملاظم فرمالیا جائے۔

۵. اس مقام پر عورتوں کو تقویٰ کا حکم دے کر واضح کردیا کہ اگر تمہارے دلوں میں تقویٰ ہوگا تو پردے کا جو اصل

اِتَّاللَّهُ وَمَلَلِّكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَايَّهُا الَّذِيْنَ الْمَنْوُاصَّلُوُا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْاتَسُلِيْمُاۤ

۵۷. بے شک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے اس نبی (مُنَا لَّلَيْمَاً) پر رحمت سجیجتے ہیں۔ اسے ایمان والو! تم (بھی) ان پر ورود سجیجو اور خوب سلام (بھی) سجیجتے رہا کرو۔(۱)

مقصد، قلب و نظر کی طہارت اور عصمت کی حفاظت ہے، وہ یقیناً تنہیں حاصل ہوگا، ورنہ حجاب کی ظاہری پابندیاں تنہیں گناہ میں ملوث ہونے سے نہیں بھاسکیں گی۔

ا. اس آیت میں نبی مَنَافَیْتِاً کے اس مرتبہ ومنزلت کا بیان ہے جو ملاً اعلیٰ (آسانوں) میں آپ مَنَافِیْتام کو حاصل ہے اور وہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالی فرشتوں میں آپ مَاللَّیْمُ کی ثنا وتعریف کرتا اور آپ مَاللَّیْمُ پر رحمتیں جھیجا ہے اور فرشتے بھی آپ منافیظ کی بلندی درجات کی دعا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے عالم سفلی (اہل زمین) کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ عَلَیْشِیْم پر صلوۃ وسلام بھیجیں تاکہ آپ عَلَیْشِیْم کی تعریف میں علوی اور سفلی دونوں عالم متحد ہوجائیں۔ حدیث میں آتا ہے، صحابہ کرام شخائشہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں (یعنی التحیات میں اَلسَّلامُ عَكَيْكَ أَيْهَا النَّبِيُّ پِرْ هِيَّ مِينٍ) ہم ورود كس طرح پِرْ هيں؟ اس پر آپ سَلَّ الْيُبَرِّمُ نے وہ ورود ابراہيمي بيان فرمايا جو نماز ميں پڑھا جاتا ہے۔ (صحیح البخاري، تفسیر سورة الأحزاب) علاوہ ازیں احادیث میں درود کے اور بھی صیغے آتے ہیں، جو بڑھے جَاكِتَ ہِيں۔ نيز مخضراً صلى اللہ على رسول اللہ وسلم بھى پڑھا جاسكتا ہے تاہم الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارسُوْلَ اللهِ! پڑھنا اس کیے صحیح نہیں کہ اس میں نبی سَلَالْیَرُمُ سے خطاب ہے اور یہ صیغہ نبی کریم سے عام درود کے وقت منقول نہیں ہے اور التحیات میں السَّلامُ عَلَيْكَ أَیُّهَا النَّبِيُّ چونکه آپ مَنَاللَّهُمُ سے منقول ہے اس وجہ سے اس وقت میں پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں مزید برآل اس کا پڑھنے والا اس فاسد عقیدے سے بڑھتا ہے کہ آپ مَلَافِیْمُ اسے براہ راست سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ فاسدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور اس عقیدے سے مذکورہ خانہ ساز درود پڑھنا بھی غیر تصحیح ہے۔ اسی طرح اذان سے قبل اسے پڑھنا بھی بدعت ہے، جو ثواب نہیں، گناہ ہے۔ احادیث میں درود کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے یا سنت؟ جمہور علاء اسے سنت سمجھتے ہیں اور امام شافعی اور بہت سے علماء واجب۔ اور احادیث سے اس کے وجوب ہی کی تائید ہوتی ہے۔ اس طرح احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے، پہلے تشہد میں بھی درود پڑھنے کی وہی حیثیت ہے۔ اس لیے نماز کے دونوں تشہد میں درود پڑھنا ضروری ہے۔

اس کے دلائل مخضراً حسب ذیل ہے۔

ایک دلیل یہ ہے کہ مند احمد میں صحیح سند سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی مَنَّاتَیْتُمْ سے سوال کیا، یا رسول اللہ مَنَّاتَیْتُمُ اللہ مَنْتَاتِهُمْ پر سلام کس طرح پڑھنا ہے، یہ تو ہم نے جان لیا (کہ ہم تشہد میں السَّلَامُ عَلَیْكَ پڑھتے ہیں) لیکن جب ہم نماز میں ہوں تو آپ مَنَّاتِیْتُمْ پر درود کس طرح پڑھیں؟ تو آپ مَنَّاتِیْتُمْ نے درود ابراہیمی کی تلقین فرمائی (الْتُح الربانی، ہم نماز میں ہوں تو آپ مَنْ اللہ فریمہ میں بھی ہے۔ ہم مندرک حاکم اور این خزیمہ میں بھی ہے۔ اس میں صراحت ہے جس طرح سلام نماز میں پڑھا جاتا ہے یعنی تشہد میں، اس طرح یہ سوال بھی نماز کے اندر درود

إِنَّ الَّذِيْنُ يُؤِذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَكَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاِخِرَةِ وَ اَعَنَّ لَهُمْ عِذَابًا سُّهِمُينًا ۞

ۅۘٲڷۮؚؽؽؙؽؙٷؙۮؙۅٛؽٵڷؠٚٷؙؽڹؽؽۅٲڷؠٚٷؙؽڹڝ۬ۑۼؽڔڡٵ ٵػؙۺۜڹؙٷٳڡؘٛڡٙڽٳٲڂڞٙڵۅؙٳڹؙۿ؆ٵ۫ٵۊۜٳڷۺٵؠ۠ؠؽ۫؆۠۞

20. یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لیے نہایت رسوا کن عذاب ہے۔

۵۸. اور جولوگ مومن مردول اور مومن عورتول کو ایذاء دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ

پڑھنے سے متعلق تھا، نبی مُنَالِیَّا نِے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سلام کے ساتھ درود بھی پڑھنا چاہیے، اور اس کا مقام تشہد ہے۔ اور حدیث میں یہ عام ہے، اسے پہلے یا دوسرے تشہد کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا ہے جس سے یہ استدلال کرنا صحیح ہے کہ (پہلے اور دوسرے) دونوں تشہد میں سلام اور درود پڑھا جائے۔ اور جن روایات میں تشہد اول کا بغیر درود کے ذکر ہے، انہیں سورہ احزاب کی آیت صَلَّوْا عَلَیْهِ وَسَلَّمُوْا کے نزول سے پہلے پر محمول کیا جائے گا۔ گیشتا ہے استفیار پر محمول کیا جائے گا۔ گیشتا ہی ضروری ہوگیا، چاہے وہ درود کے الفاظ بھی بیان فرمادیے تو اب نماز میں سلام کے ساتھ صلوۃ (درود شریف) کا پڑھنا بھی ضروری ہوگیا، چاہے وہ پہلا تشہد ہو یا دوسرا۔ اس کی آیک اور دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ والیان فرمایا کہ نبی مُنَالِیْقِمُ اللہ والیہ کہ نبی مُنالِیْقِمُ اللہ کے بیان فرمایا کہ نبی مُنالِیْقِمُ اللہ والیہ کہ نبی مُنالِیْقِمُ اللہ کے بیان فرمایا کہ نبی مُنالِیْقِمُ اللہ کے بیا مُنالِقِمُ اللہ کیا کہ بی مُنالِیْقِمُ اللہ کے بیا مُنالِع کہ بی مُنالِقِمُ اللہ کے بیا منالے کہ بی مُنالِقِمُ اللہ کے اس میں اینے دیا کہ نبی مُنالِقِمُ اللہ کا میں بیٹھتے تو اس میں اپنے رہ سے دعا کرتے اور اس کے بیغیر مردود پڑھتے اور اس کے بیغیر مردود پڑھتے اور اس کے بیغیر مردود پڑھتے اور پھر دعا کرتے پور سلام پھیروسیے (السن الکبری، للبہفی، ہے: ۲، ص: ۲۰، صن ۲۰، مریہ طرحہ میں الکبل صراحت ہے کہ نبی مُنالِقِمُ نہیں ہو کہ میں بیٹھ کے اس ممل سے تائید ہوجاتی ہو، اس لیے اسے صرف نقلی نماز کا واقعہ ہے لیکن نہ کورہ عمومی دلائل کی آپ مُنالِقِمُ کے اس ممل سے تائید ہوجاتی ہے، اس لیے اسے صرف نقلی نماز کا واقعہ ہے لیکن نہ کورہ عمومی دلائل کی آپ مُنالِقِمُ کے اس ممل سے تائید ہوجاتی ہے، اس لیے اسے صرف نقلی نماز تک میں درود کردینا ہوجاتی ہوگا۔

ا. الله کو ایذاء دینے کا مطلب ان افعال کا ار تکاب ہے جے وہ ناپیند فرماتا ہے۔ ورنہ الله کو ایذاء پہنچانے پر کون قادر ہے؟ چسے مشرکین، یہود اور نصار کی وغیرہ الله کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں۔ یا جس طرح حدیث قدی میں ہے، الله تعالی فرماتا ہے (ابن آدم مجھے ایذاء دیتا ہے، زمانے کو گالی دیتا ہے، حالا تکہ میں ہی زمانہ ہوں اس کے رات اور دن کی گروش میرے ہی تکم سے ہوتی ہے)۔ (صحیح البخاری، نفسیر سورۃ البحاثیة ومسلم، کتاب الانفاظ من الادب، باب النهي عن سب الدهر) میں یہ کہنا کہ زمانے نے یا فلک کے رقار نے ایما کردیا، یہ صحیح نہیں، اس لیے کہ افعال الله کے ہیں، زمانے یا فلک کے نہیں۔ الله کے رسول مَثَاثِثُومُ کو ایذاء پہنچانے اور ان کی تنقیص واہانت کو بھی آپ مَثَاثِیمُ نے ایذاء قرار دیا ازیں بعض احادیث میں صحابہ کرام وَثَاثُمُ کو ایذاء پہنچانے اور ان کی تنقیص واہانت کو بھی آپ مَثَاثِیمُ نے ایذاء قرار دیا ہے۔ لعت کا مطلب، الله کی رحمت سے دوری اور محرومی ہے۔

اٹھاتے ہیں۔

ؽٵؿۜٛۿٵالنَّبَىُّ قُلُ لِآزُواجِكَ وَبَنْتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤُمِنِيْنَ يُكُرنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْيِهِنَّ ذلِكَ أَدْنَا اَنْ يُعْرَفْنَ فَلَابُؤُدِّيَنَ ۖ وَكَانَ اللهُ

09. اے نی! (مَا کَالَیْکِامُ) اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عور توں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لئکالیا کریں، (۲) اس سے بہت جلد

ا. یعنی ان کو بدنام کرنے کے لیے ان پر بہتان باندھنا، ان کی ناجائز تنقیص وتو ہین کرنا۔ جیسے روافض صحابہ کرام وخیاً گئی پر سب وشتم کرتے اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن کا ار تکاب انہوں نے نہیں کیا۔ امام این کثیر فرماتے ہیں "رافضی منکوس القلوب ہیں، معروح اشخاص کی مذمت کرتے اور مذموم لوگوں کی مدح کرتے ہیں"۔

۲. جَلَابِيْتُ، جلْبَابٌ كى جمع ہے، جو اليي برى چادر كو كتے ہيں جس سے يورا بدن دُھك جائے۔ اينے اوپر چادر الكانے سے مراد اپنے چیرے یر اس طرح گھونگٹ نکالنا ہے کہ جس سے چیرے کا بیشتر حصہ بھی حیب جائے اور نظریں جھاکر چلنے سے اسے راستہ بھی نظر آتا جائے۔ یاک وہندیا دیگر اسلامی ممالک میں برقعے کی جو مختلف صورتیں ہیں، عہد رسالت میں یہ برقعے عام نہیں تھے، پھر بعد میں معاشرت میں وہ سادگی نہیں رہی جو عہد رسالت اور صحابہ و تابعین کے دور میں تھی، عورتیں نہایت سادہ لباس پہنتی تھیں، بناؤ سنگھار اور زیب وزینت کے اظہار کا کوئی جذبہ ان کے اندر نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے ایک بڑی جادر سے بھی پر دے کے تقاضے پورے ہوجاتے تھے۔ لیکن بعد میں یہ سادگی نہیں رہی، اس کی جگہ مجمل اور زینت نے لیے کی اور عور توں کے اندر زرق برق لباس اور زبورات کی نمائش عام ہو گئی، جس کی وجہ سے چادر سے پردہ کرنا مشکل ہوگیا اور اس کی جگه مختلف انداز کے برقعے عام ہوگئے۔ گو اس سے بعض وفعہ عورت کو، بالخصوص سخت گرمی میں، کچھ دقت بھی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن یہ ذراسی تکلیف شریعت کے تقاضوں کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ تاہم جو عورت برقع کے بجائے یردے کے لیے بڑی حادر استعال کرتی ہے اور پورے بدن کو ڈھا نکتی اور چبرے پر صحیح معنوں میں گھونگٹ نکالتی ہے، وہ یقیناً پردے کے علم کو بجالاتی ہے، کیونکہ برقعہ الیمی لازمی شے نہیں ہے جے شریعت نے پردے کے لیے لازی قرار دیا ہو۔ لیکن آج کل عورتوں نے چادر کو بے پردگی اختیار کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے۔ پہلے وہ برقعے کی جگہ جادر اوڑ هنا شروع کرتی ہیں۔ پھر جادر بھی غائب ہو جاتی ہے، صرف دویٹہ رہ جاتا ہے اور بعض عورتوں کے لیے اس کا لینا بھی گراں ہوتا ہے۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ اب برقع کا استعال ہی صحیح ہے کیوں کہ جب سے برقع کی جگہ چادر نے لی ہے، بے پردگ عام ہوگئ ہے بلکہ عورتیں نیم بر ہنگی پر بھی فخر کرنے لگی ہیں فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ بهرحال اس آیت میں نبی مُثَافَتُهُم کی بیویوں، بیٹیوں اور عام مومن عورتوں کو گھر سے باہر نکلتے وقت پر دے کا تھم دیا گیا ہے، جس سے واضح ہے کہ پر دے کا تھم علماء کا ایجاد کر دہ نہیں ہے، جیسا کہ آج کل بعض لوگ باور کراتے ہیں، یا اس کو قرار واقعی اہمیت نہیں دیتے، بلکہ یہ اللہ کا تھم ہے جو قرآن کریم کی نص سے ثابت ہے، اس سے اعراض، انکار اور بے پردگی پر اصرار کفرتک پہنچاسکتا ہے۔ دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ نبی سُکالِیْنِظ کی ایک بیٹی نہیں تھی جیسا کہ رافضیوں کا عقیدہ ہے، بلکہ آپ سُکالِیْنِظ کی ایک سے زائد بیٹیاں تھیں جیسا کہ نص قرآنی سے واضح ہے اور یہ چار تھیں جیسا کہ تاریخ وسیر اور احادیث کی کتابوں سے ثابت ہے۔

#### عَفُوْرًارِّحِيْمًا؈

لَبِنُ لَّهُ يَنْتَهِ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمُ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُونَ فِى الْمَكْ مِنْتَةَ لَنُغُوِيبَكَ بِهِمُ نُتَّةِ لِكِيُّاوِرُونَكَ فِيْهَا الْمَكْوِيْدَكُ فَيْ إِنِّمُ نُتَّةً لِكِيْبًا وِرُونَكَ فِيْهَا إِلَّا قِلْيُلُّنُ

مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ أَيُنَمَّا ثَقِقُوْ أَا الْخِذُوْ أَوَقُبِّلُوا تَقُتِيلًا ۞

سُتَّة الله فِ الَّذِينَ خَكَوَامِنُ مَّبُلُ وَ لَنَ يَجَدَلُوامِنُ مَّبُلُ وَلَنَ يَجَدَلُوامِنُ مَّبُلُ وَلَكُ

يَسْعُلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلُ اِنْمَاعِلُمُهَاعِنْكَ اللهِ وَمَا يُدُرِدُكِ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرْيُبًا⊕

إِنَّ اللهَ لَعَنَ الْكَفِرِيْنَ وَأَعَلَّا لَهُمُ سَعِيْرًا ﴿

خلِدِيْنَ فِيْهَا آبَدًا الكيجِدُونَ وَلِيُّا وَلَا نَصِيْرًا قَ

ان کی شاخت ہوجایا کرے گی کچر نہ سائی جائیں گی،(') اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۰. اگر (اب بھی) یہ منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیاری ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں غلط افواہیں اڑانے والے ہیں (ک) بازنہ آئے تو ہم آپ کو ان (کی تباہی) پر مسلط کردیں گے پھر تو وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس (شم) میں رہ سکیں گے۔

۱۲. ان پر پیشکار برسائی گئی، جہاں بھی مل جائیں پکڑے جائیں اور خوب گئرے کردیے جائیں۔ (۳)

۲۲. ان سے اگلوں میں بھی اللہ کا یہی دستور جاری رہا۔
اور تو اللہ کے دستور میں ہرگز رد وبدل نہ پائے گا۔

۲۳. لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے، اور آپ کو کیا خبر بہت ممکن ہے قیامت بالکل ہی قریب ہو۔
آپ کو کیا خبر بہت ممکن ہے قیامت بالکل ہی قریب ہو۔

۲۳. بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور

۲۵. جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ وہ کوئی حامی ومددگار نہ پائیں گے۔

ان کے لیے بھڑ کتی ہوئی آگ تنار کرر تھی ہے۔

ا. یہ پردے کی حکمت اور اس کے فائدے کا بیان ہے کہ اس سے ایک شریف زادی اور باحیاء عورت اور بے شرم اور بدکار عورت کے درمیان پہچان ہوگی۔ پردے سے معلوم ہوگا کہ یہ خاندانی عورت ہے جس سے چھیڑ چھاڑی جر اُت کسی کو نہیں ہوگی، اس کے برعکس بے پردہ عورت اوباشوں کی نگاہوں کا مرکز اور ان کی بولہوی کا نشانہ بے گی۔

۲. ملمانوں کے حوصلے پت کرنے کے لیے منافقین افواہیں اڑاتے رہتے تھے کہ مسلمان فلال علاقے میں مغلوب ہوگئے، یا دشمن کا لشکر جرار حملہ آور ہونے کے لیے آرہا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

سال یہ تھم نہیں ہے کہ ان کو پکڑ کر مارڈالا جائے، بلکہ بددعا ہے کہ اگر وہ اپنے نفاق اور ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو ان کا نہایت عبرت ناک حشر ہو گا بعض کہتے ہیں کہ یہ تھم ہے۔ لیکن یہ منافقین نزول آیت کے بعد اپنی حرکتوں سے باز آگئے تھے، اس لیے ان کے خلاف یہ کاروائی نہیں کی گئی جس کا تھم اس آیت میں دیا گیا تھا۔ (فٹر انقدیہ)

يَوْمَرْتُقَكَّبُ وُجُوْهُهُ فَى النَّارِ نَقْوُلُونَ لِلَيْتَنَا اَطَعَنَا اللهَ وَاَطَعُنَا الرَّسُولِا ۞

وَقَالُوُارِيَّبَاۤ إِثَّااَطُعُنَاسَادَتَنَاوِكُبَرَآءَنَافَاَصَلُّوْنَا السِّيئِيلا@

ڒۜۺۜٵۧٳؾۿ۪؞ؙۻۣۼڡؘؽڹۣڡؚڹٲڵۘۼڎٙڶؚڔؚۅٲڵۼۜڗؙٛؗؗؗٛؠؙٛڬڡ۠ٵٚ ڮؚۜؽؙڒٲ۞۫

ؽؘٳؿؙؿٵڷڬڹؿؘؽٳڡؙٮؙٷٳڵؾؙڴۏؙٮٛۏٳػٲڰڹۣؽؽٵۮۏٳ ڡؙٷڛؽڡؘڔؖٵٷؙٳٮڶؿؙڡؚۺٵڨٵڵۅ۠ٲۅؘػٵؽڝڹ۫ۮٳڶڶؾ ۅؘڿۣؠۿٙ۞

۲۷. اس دن ان کے چہرے آگ میں الث پلٹ کیے جائیں گے۔ (حسرت وافسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالٰی اور رسول کی اطاعت کرتے۔

٧٤. اور كہيں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سر داروں اور اپنے بڑوں كى مانى جنہوں نے ہميں راہ راست سے بھٹكاديا۔

۲۸. پرورد گار تو انہیں دو گنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت نازل فرما۔

79. اے ایمان والو! ان لوگوں جیسے نہ بن جاؤ جنہوں نے موسیٰ (عَلَیْمُوْ) کو تکلیف دی پس جو بات انہوں نے کہی تھی اللہ نے انہیں اس سے بری فرمادیا، (۲) اور وہ اللہ

ا. یعنی ہم نے تیرے پغیبروں اور داعیان دین کے بجائے اپنے ان بڑوں اور بزرگوں کی پیروی کی، لیکن آج ہمیں معلوم ہوا کہ انہوں نے ہمیں تیرے پغیبروں سے دور رکھ کر راہ راست سے بھٹکائے رکھا۔ آباء پرستی اور تقلید فرنگ آج بھی لوگوں کی گمراہی کا باعث ہے۔ کاش مسلمان آیات اللی پر غور کرکے ان بگڈنڈیوں سے نکلیں اور قرآن وحدیث کی صراط مستقیم کو اختیار کرلیں کہ نجات صرف اور صرف اللہ اور رسول کی پیروی ممیں ہی ہے۔ نہ کہ مشائخ واکابر کی تقلید میں یا آباء واجداد کے فرسودہ طریقوں کے اختیار کرنے میں۔

۲. اس کی تفسیر حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ حضرت موسی علیہ اپنیت باحیاء تھے، چنانچہ اپنا جہم انہوں نے کبھی لوگوں کے سامنے نہیں کھوال۔ بنو اسرائیل کہنے گئے کہ شاید موسی علیہ ایک میں برص کے داغ یا کوئی اس قسم کی آفت ہے جس کی وجہ سے یہ ہر وقت لباس میں ڈھکا چھپار ہتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت موسی علیہ انہا تنہائی میں عنسل کرنے گئے، کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیے۔ پتھر (اللہ کے حکم سے) کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت موسی علیہ اس کے پتھچ چھچ دوڑے، حتی کہ بنی اسرائیل کی ایک مجلس میں پہنچ گئے، انہوں نے حضرت موسی علیہ اور برقتم کے داغ اور عیب سے پاک تھے۔ دیکھا تو ان کے سارے شبہات دور ہوگئے۔ موسی علیہ انہاں اور ہرقتم کے داغ اور عیب سے پاک تھے۔ یوں اللہ تبارک وتعالی نے مجرانہ طور پر پتھر کے ذریعے سے ان کی اس الزام اور شبح سے براءت کر دی جو بنی اسرائیل کی طرف سے ان پر کیا جاتا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب الانبیاء) حضرت موسی علیہ ان کی اس ایک ایک اور جس سے بنای ایک ایک تھے۔ کہ تم ہمارے تیغیر آخر الزمان حضرت محمد منافیہ انہا کی طرح ایذاء مت پہنچاؤ اور آپ شکیلیہ کی بابت الی بات مت کرو جے س کر آپ شکیلیہ قاتی اور اضطراب محموس کریں، جسے ایک موقع پر مال غنیمت کی تقسیم میں ایک بات مت کرو جے س کر آپ میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ جب آپ شکیلیہ تک یہ یہ الفاظ پہنچ تو غضب ناک ہوئے بیت ایک کہ کہا کہ اس میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ جب آپ شکالیہ تک یہ الفاظ پہنچ تو غضب ناک ہوئے کہا کہ اس میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ جب آپ شکالیہ تھر الفاظ پہنچ تو غضب ناک ہوئے

کے نزدیک باعزت تھے۔

کے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی
 سیرھی سیدھی

12. تاکہ اللہ تعالی تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے، (۲) اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔

21. ہم نے اپنی امانت کو آسانوں پر زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈرگئے (مگر) انسان نے اسے اٹھالیا، ؽٙٳؿۜۿٵڷڿؽؙٵؗڡٮؙٛۏٵٮٞٛڡۛۊؙٵٮڵ؋ۘٷڡؙٛٷٛۅؙٛٲۊؙۅؙڰ ڛؘۮؚؽػڵ<sup>ؿ</sup>

ؿ۠ڞڸٷڷڬؙۉٲۼۘۘۘؗ؉ٲڵۿؙۅٛؽۼؙڣؿؙ۩ؙڮٛۏۮؙڹؙۊؠٛڴۄ۠ۅ۫ڡۜؽ ؿؙڟۣ؏ٳڵڵۮۅۜڛٛٷڮٷڡؘقۮۘڣٲۯٷٙڗؙٳۼڟؽؗۿٵ۞

ٳ؆ٵۘۼڔڞ۬ۘؽٵڵۯڡۜٵؽةۜۼڶ۩ڛۜؠۏؾؚۊٲڷۯۻ ۏٳؙۼؠڵڸ؋ٲڹؽڹٛٲڽ۠ڲ۫ۼؚؠڵؠٛۜٵۅٙٲۺؙڡٚڨؘؽ؞ٟؠ۫ؠؗٵ ۅڂؠڵۿٵٳڒۣۺٚٵڽ۠ٳؾٛٷػٳؽڟڵۅ۫ڡڴڿۿۅڰ۞ٚ

حتى كه آپ سَنَافَيْنَهُم كا چيرة مبارك سرخ بوگيا آپ سَنَافَيْنَهُم نه فرمايا "موسى عليها يي رالله كى رحمت بو، انهيس اس سے كبيس زياده ايذاء كينچائى گئى، كيكن انهول نه صبر كيا" - (صحيح البخاري، كتاب الأنبياء. مسلم، كتاب الزكوة، باب إعطاء المؤلفة قلوبهم على الإسلام...)

ا. لیعنی ایسی بات جس میں مجی اور انحراف ہو، نہ دھو کہ اور فریب۔ بلکہ تج اور حق ہو۔ سَدِیْدٌ، تَسْدِیْدُ السَّهْمِ سے بے، لیعنی جس طرح تبر کو سیدھا کیا جاتا ہے تاکہ ٹھیک نشانے پر گلے۔ اسی طرح تبہاری زبان سے نکلی ہوئی بات اور تمہارا کردار راستی پر مبنی ہو، حق وصدافت سے بال برابر انحراف نہ ہو۔

۲. یہ تقویٰ اور قول سدید کا نتیجہ ہے کہ تمہارے عملوں کی اصلاح ہوگی اور مزید توفیق مرضیات سے نوازے جاؤگے اور کچھ کمی کو تاہی رہ جائے گی، تو اسے اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔

سببببب اللہ تعالیٰ نے اہل اطاعت کا اجروثواب اور اہل معصیت کا وبال اور عذاب بیان کردیا تو اب شرعی احکام اور اس کی صعوبت کا تذکرہ فرمارہا ہے۔ امانت سے وہ احکام شرعیہ اور فرائض وواجبات مراد ہیں جن کی ادائیگی پر ثواب اور ان کے اٹھانے سے اعراض وانکار پر عذاب ہوگا۔ جب یہ تکالیف شرعیہ آسان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کی گئیں تو وہ ان کے اٹھانے سے ذرگئے۔ لیکن جب انسان پر یہ چیز پیش کی گئی تو وہ اطاعت الٰہی (امانت) کے اجر وثواب اور اس کی فضیلت کو دیکھ کر اس بار گراں کو اٹھانے پر آمادہ ہوگیا۔ احکام شرعیہ کو امانت سے تجبیر کرکے اشارہ فرمادیا کہ ان کی ادائیگی انسانوں پر اس بار گراں کو اٹھانے پر آمادہ ہوگیا۔ احکام شرعیہ کو امانت سے تجبیر کرکے اشارہ فرمادیا کہ ان کی ادائیگی انسانوں پر ای طرح واجب ہے، جس طرح امانت کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔ چیش کرنے کا مطلب کیا ہے؟ اور آسان وزمین اور پہاڑوں نے کس طرح اس کا جواب دیا؟ اور انسان نے اسے کس وقت قبول کیا؟ اس کی پوری کیفیت نہ ہم جان سکتے ہیں نہ اسے بیان کر سکتے ہیں۔ ہمیں لیقین رکھنا چا ہے کہ اللہ نے این ہر مخلوق میں ایک خاص قسم کا احساس وشعور رکھا ہے، گو ہم اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں، لیکن اللہ تعالی تو ان کی بات سمجھنے پر قادر ہے، اس نے ضرور اس امانت کو ان کر چیش کیا ہوگا ہے قبول کرنے سے آگاہ نہیں ہیں، لیکن اللہ تعالی تو ان کی بات سمجھنے پر قادر ہے، اس نے ضرور اس امانت کو ان پر پڑش کیا ہوگا ہے قبول کرنے سے آگاہ نہیں ہیں کیا بیکر اور یہ ان کی بات سمجھنے پر قادر ہے، اس نے شور اس امانت کو ان

بے شک وہ بڑا ہی ظالم وجاہل ہے۔ (۱) **102.** (یہ اس لیے) کہ اللہ تعالی منافق مردوں اور منافق عور توں اور مشرک عور توں کو سزا دے اور مشرک عور توں کو سزا دے اور مومن مردوں اور مومن عور توں کی توبہ قبول فرمائے، (۱) اور اللہ تعالی بڑا ہی بخشنے والا اور مہر بان ہے

لِيُعَدِّبُ اللهُ الْمُنْفِقِيِّنَ وَالْمُنْفِقْتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالنَّشُرِكْتِ وَيَتُوْبَ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيُّنَ وَالْمُؤْمِنْتُ وَكَانَ اللهُ عَفْوُرًا يَحِمُّا ﴿

اس میں یہ خوف کار فرما تھا کہ اگر ہم اس امانت کے نقاضے پورے نہ کر سکے تو اس کی سخت سزا ہمیں بھگتی ہو گی۔ انسان چو کلہ جلد باز ہے، اس نے عقوبت و تعزیر کے پہلو پر زیادہ غور نہیں کیا اور حصول فضیلت کے شوق میں اس ذمے داری کو قبول کرلیا۔

ا. یعنی یہ بار گرال اٹھاکر اس نے اپنے نفس پر ظلم کا ار تکاب اور اس کے متفنیات سے اعراض یا اس کی قدر وقیت سے غفلت کرکے جہالت کا مظاہرہ کیا۔

۲. اس کا تعلق حَمَلَهَا ہے ہے لیعنی انسان کو اس امانت کا ذمے دار بنانے سے مقصد یہ ہے کہ اہل نفاق واہل شرک کانفاق وشرک اور اہل ایمان کا ایمان ظاہر ہوجائے اور چھر اس کے مطابق انہیں جزاء وسزا دی جائے۔

#### سورہ سبا مکی ہے اور اس میں چون آ بیش اور چھ رکوع ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

1. تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے سزاوار ہیں جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو آسانوں اور زمین میں ہے ۔'' اور مین میں ہے ۔'' اور فریف اس کے لیے ہے'' اور وہ (بڑی) حکمتوں والا اور (پورا) خبر دار ہے۔

ار جو زمین میں جائے (") اور جو اس سے نظے، جو آسان سے اترے (") اور جو چڑھ کر اس میں جائے (۵) وہ سب بخش والا ہے۔
سے باخبر ہے۔ اور وہ مہربان نہایت بخش والا ہے۔
سا اور کفار کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئیگی۔ آپ کہہ دیجے کہ مجھے میرے رب کی قسم! جو عالم الغیب ہے کہ وہ یقیناً تم پر آئے گی (۱) اللہ تعالیٰ سے ایک ذرے

## بِسُ عِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

ٱلْحَمَدُ يُلِيهِ الَّذِى لَهُ مَا فِي السَّمَلُوتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمَّدُ فِي الْاَخِرَةِ \* وَهُوَ الْمَكِيدُمُ الْنَجِيدُرُو

يَعُلُومَايِلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخُرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنُولُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعُرُجُ فِيهَا وَهُوَالتَّحِيْمُ الْغَفُولُ

ۅؘڰؘاڵٲڒؽؙؽؘػڡؙٚۯؙۉٲڵڒؾ۬ڷٟؾؽٮۜٵڶۺۜٵۼؖڎ۠۫ڠؙڷڹڮڶ ۅٙڔۣٞ؈ٞڶؾؘڷؾؽڰؙڡ۠ڒۼڸۄؚٳڶۼؽؙۻؚۧڵڒؿۼۯؙڹۘٛۘۜۼٮؙۿؙۺؙٙڡٙٵڵ ڎؘڗؖ؋ٟڣۣٳڶۺۜڶۅ۫ڝؚٷڵڔڣۣٲڷۯڞؘۣۅؘڴٳؘڞۼؘۯؙؙؙ؈ٛ

ا. یعنی ای کی ملکیت اور تصرف میں ہے، ای کا ارادہ اور فیصلہ اس میں نافذ ہوتا ہے۔ انسان کو جو نعت بھی ملتی ہے، وہ ای کی پیدا کردہ ہے اور ای کا احسان ہے، ای لیے آسان وزمین کی ہر چیز کی تعریف دراصل ان نعمتوں پر اللہ ہی کی حمد و تعریف ہے جن سے اس نے اپنی مخلوق کو نوازا ہے۔

۲. یه تعریف قیامت کے دن اہل ایمان کریں گے مثلاً ﴿وَقَالُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُواالْحَمَدُولِلُوالَالِهَ كَالَهُ مَن الْآیاتِ تاہم دنیا میں الآدی الله کی حمد وتعریف، عبادت ہے جس کا مکلف انسان کو بنایا گیا ہے اور آخرت میں یہ اہل ایمان کی روحانی خوراک ہوگی، جس سے انہیں لذت وفر حت محسوس ہوا کرے گی۔ (ٹے القدیر)

- ٣. مثلاً بارش، خزانه اور دفینه وغیره-
- ۸. بارش، اولے، گرج، بجلی اور برکات الہی وغیرہ، نیز فرشتوں اور آسانی کتابوں کا نزول۔
  - ۵. لیعنی فرشتے اور بندوں کے اعمال۔

٣. قشم جھی کھائی اور صیغہ بھی تاکید کا اور اس پر مزید لام تاکید لیعنی قیامت کیوں نہیں آئے گی؟ وہ تو بہر صورت یقیناً
 آئے گی۔

# ۮ۬ڸڮؘۅٙڷؚڒٙٲػؙڹڒؙٳڷڒ؈۬ڮؾ۬ؠۺ۠ؠؽؙڹ

لِيَجْزِى الذَّنِينَ امْنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَتِ الْوَلَلِكَ لَهُدُمَّ غَفِمَ اللّٰهِ وَيْنَ قُكِرَيُمٌ۞

ۅؘٲڰڹؽؙؽؘڛؘۘۼۅؙڔڣۧٳڵؾؚؾ۬ٵڡؙۼڿؚڔ۬ؽڹٲۅؙڵڸٟٙڮ ڵۿؙؙۮٶؘؽٵڰؚۺؙٞڗڿ۫ڔۣ۫ٳڵؽۄ۠۞

وَيَرَى الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيِّ أُنْزِلَ النَّكَ مِنُ رَّيِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهُدِئَ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَبِيْدِ ۞

کے برابر کی چیز بھی پوشیدہ نہیں (۱) نہ آسانوں میں اور نہ زمین میں، بلکہ اس سے بھی چھوٹی اور بڑی ہر چیز کھلی کتاب میں موجود ہے۔(۱)

مم. تاکہ وہ ایمان والوں اور نیکوکاروں کو مجلا بدلہ عطا فرمائے، (۲) یہی لوگ ہیں جن کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

6. اور ہماری آیتوں کو نیچا دکھانے کی جنہوں نے کوشش کی ہے (<sup>(\*)</sup> یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔

 Y. اور جنہیں علم ہے وہ دیکھ لیں گے کہ جو گچھ آپ

 کی جانب آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ

 (سراسر) حق ہے ( $^{(a)}$ ) اور خوبیوں والے غالب اللہ کی راہ

ا. لَا يَعْزُبُ، غائب اور پوشيره اور دور نبيں، يعنی جب آسان وزمين کا کوئی ذره اس سے غائب اور پوشيره نبيں، تو پھر تمہارے اجزائے منتشرہ کو، جو مٹی ميں مل گئے ہوں گے، جمع کرکے دوبارہ تمہیں زندہ کردینا کیوں ناممکن ہوگا؟
 ٢. لیعنی وہ لوح محفوظ میں موجود اور درج ہے۔

سب یہ وقوع قیامت کی علت ہے لینی قیامت اس لیے برپا ہوگی اور تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ اس لیے دوبارہ زندہ فرمائے گا کہ وہ نیکوں کو ان کی نیکیوں کی جزاء عطا فرمائے، کیونکہ جزاء کے لیے ہی اس نے یہ دن رکھا ہے۔ اگر یہ یوم جزاء نہ ہوتو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نیک وبد دونوں کیساں ہیں۔ اور یہ بات عدل وانصاف کے قطعاً منافی اور بندوں بالخصوص نیکوں پر ظلم ہوگا۔ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ مِلْكُمْ مِلْدِد.

4. لینی ہماری ان آیتوں کے بطلان اور تکذیب کی جو ہم نے اپنے پیغیروں پر نازل کیں۔ مُعْجِزِیْنَ، یہ سیجھتے ہوئے کہ ہم ان کی گرفت سے عاجز ہوں گے، کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد جب ہم مٹی میں مل جائیں گے تو ہم کس طرح دوبارہ زندہ ہوکر کسی کے سامنے اپنے کے دھرے کی جواب دہی کریں گے؟ ان کا یہ سیجھنا گویا اس بات کا اعلان تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا مؤاخذہ کرنے پر قادر ہی نہیں ہوگا، اس لیے قیامت کا خوف ہمیں کیوں ہو؟

۵. یہاں رؤیت سے مراو رؤیت قلبی لیعنی علم یقینی ہے، محض رؤیت بصری (آئکھ کا دیکھنا) نہیں۔ اہل علم سے مراد صحابہ کرام رُفَائین یا مومنین اہل کتاب یا تمام ہی مومنین ہیں لیعنی اہل ایمان اس بات کو جانتے اور اس پر یقین رکھتے ہیں۔

کی رہبری کرتا ہے۔(۱)

ۅؘۛۊؘٳڶٲڷڒؽؙؽػڡٞۯؙۏٳۿڶڹؽؙڎؙڰٝۄؙۼڸؽڝٟ۠ ؿ۠ؿ۪ؿ۠ٛٛٛٛٛٛڞٛ۠ۿ۫ٳۮؘٳڡ۠ڗؚٞڨ۬ڗؙؙۄٛڴڷۜڡؙؠڗٞؾٟٚٳؾٞٛٛٛٛٛٛ ڮ؈ؙٛۼؘڷ۪ؾڮؚڔؽۮٟ۞ۧ

2. اور کافروں نے کہا<sup>(۱)</sup> (آؤ) ہم تمہیں ایک ایبا شخص بتلائیں<sup>(۱)</sup> جو تمہیں یہ خبر پہنچا رہا ہے<sup>(۱)</sup> کہ جب تم بالکل ہی ریزہ ریزہ ہوجاؤگے تو تم پھر سے ایک نئی پیدائش میں آؤگے۔<sup>(۵)</sup>

ٱفْتَرَى عَلَى اللهِ كَذِبًا أَمْرِهِ حِثَّةٌ بَلِ الَّذِيْنَ كِرُبُوۡمِنُوۡنَ بِالْاِحۡرَةِ فِى الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ۞

٨. (ہم نہیں کہہ سکتے) کہ خود اس نے (ہی) اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اسے دیوائل ہے (۲) بلکہ (حقیقت یہ ہے) کہ آخرت پر یقین نہ رکھنے والے ہی عذاب میں اور دور کی گر اہی میں ہیں۔

ٲۘۜڡؘؙڬۘۄؙؾۯؘۅؙٳٳڸ۬ڡٵؠؽؽٙٲؽؚۑؽۿؚؚۄۘۅۘۊڵڂڵڣۿۄؙۺ ٳڛۜمٳٙۅٵؙۯڒۻٝٳڽؙ؞ۜٞۺؘٲؙۼ۫ٞۑڡ۫ؠۿؙؚؚؗ؋ٳڷڒڞؘ

9. پس کیا وہ اپنے آگے پیچھے آسان وزمین کو دیکھ نہیں رہے ہیں؟ (۱) اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں

ا. یہ عطف ہے حق پر، لینی وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ قرآن کریم اس راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو اس اللہ کا راستہ ہے جو کائنات میں سب پر غالب ہے اور اپنی مخلوق میں محمود (قابل تعریف) ہے۔ اور وہ راستہ کیا ہے؟ توحید کا راستہ جس کی طرف تمام انسیاء ﷺ اپنی اپنی قوموں کو دعوت دیتے رہے۔

۲. یہ اہل ایمان کے مقابلے میں منکرین آخرت کا قول ہے جو آپس میں انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔
 ۱۳. اس سے مراد حضرت مجمد مصطفیٰ طَالِیْتُوا بَاس جو ان کی طرف اللہ کے نی بن کر آئے تھے۔

٨. يعني عجيب وغريب خبر، نا قابل فهم خبر-

۵. لیعنی مرنے کے بعد جب تم مٹی میں مل کر ریزہ ریزہ ہوجاؤگ، تمہارا ظاہری وجود ناپید ہوجائے گا، تمہیں قبروں سے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور دوبارہ وہی شکل وصورت تمہیں عطا کردی جائے گی جس میں تم پہلے تھے۔ یہ گفتگو انہوں نے آپس میں استہزاء اور مذاق کے طور پر کی۔

٢. لين دو باتوں ميں سے ايك بات تو ضرور ہے، كہ يہ جھوٹ بول رہا ہے اور اللہ كى طرف سے وحى ورسالت كا دعوكا،
 يہ اس كا اللہ پر افتراء ہے۔ يا پھر اس كا دماغ چل گيا ہے اور ديوائل ميں اليى باتيں كررہا ہے جو غير معقول ہيں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بات اس طرح نہیں ہے، جس طرح یہ گمان کررہے ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ عقل وفہم اور اوراک حقائق سے یہی لوگ قاصر ہیں، جس کی وجہ سے یہ آخرت پر ایمان لانے کے بجائے اس کا انکار کررہے ہیں، جس کا نتیجہ آخرت کا دائی عذاب ہے اور یہ آج الیم گمراہی میں مبتلا ہیں جو حق سے غایت درجہ دور ہے۔

٨. ليني اس ير غور نہيں كرتے؟ الله تعالى ان كى زجر وتوتيخ كرتے ہوئے فرمارہا ہے كه آخرت كا يه انكار، آسان و زمين

ٲۅؙۺ۬ڡؚٙڟؗٷؽۿٷڮٮؘڡٞٳ۫ۺٙٵۺؠٵۧٵؚ۠ؖڗۜ؈۬۬ۮڶڮ ڒڵؽڐٞؾؚػؙڸۣۜٚۼؠؙڽٟۺ۠ؽؠ۞۫

ۅؘۘڵڡؘۜۮۘٲؾؙؽ۬ٵۮٲۏۮؘڝڰٵڣؘڞؙڰٵ؞ڸۼؚڹٵڵٲۅؚۨٞؠؚؽ مَعَهُۥٛۅٙٲڵڟؙؽڒۛۅؘٲڵڰٵۮؙڵڮڔؽؽ<sup>۞</sup>

آن اعْمَلُ سِيغْتٍ وَقَدِّرُ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا

یا ان پر آسان کے ککڑے گرا دیں، (۱) یقیناً اس میں پوری دلیل ہے ہر اس بندے کے لیے جو (دل سے) متوجہ ہو۔

• ا. اور ہم نے داود (عَلَيْكِا) پر اپنافضل كيا، (۲) اے پہاڑو!

اس كے ساتھ رغبت سے تسبيح پڑھاكرو اور پرندول كو بھی (۳)

(يبى حكم ہے) اور ہم نے اس كے ليے لوہا نرم كرديا۔ (۲)

ال كہ تو پورى يورى زر ہيں بنا (۵) اور جوڑوں ميں اندازہ ركھ (۲)

کی پیدائش میں غور وفکر نہ کرنے کا نتیجہ ہے، ورنہ جو ذات آسان جیسی چیز، جس کی بلندی اور وسعت ناقائل بیان ہے اور زمین جیسی چیز، جس کا طول وعرض بھی ناقابل فہم ہے، پیدا کر سکتا ہے۔ اس کے لیے اپنی ہی پیدا کردہ چیز کا دوبارہ پیدا کردینا اور اسے دوبارہ اسی حالت میں لے آنا، جس میں وہ پہلے تھی، کیوں کر ناممکن ہے؟

ا. یعنی یہ آیت دو باتوں پر مشتمل ہے، ایک اللہ کے کمال قدرت کا بیان جو ابھی مذکور ہوا، دوسری، کفار کے لیے سنبیہ و تبدید، کہ جو اللہ آسان وزمین کی مخلیق پر اس طرح قادر ہے کہ ان پر اور ان کے مابین ہر چیز پر اس کا تصرف اور غلبہ ہے، وہ جب چاہے ان پر اپنا عذاب بھیج کر ان کو تباہ کر سکتا ہے۔ زمین میں دھنساکر بھی، جس طرح قارون کو دھنسایا یا آسان کے کمارے گرا کر، جس طرح اصحاب الایکہ کو ہلاک کیا گیا۔

۲. یعنی نبوت کے ساتھ بادشاہت اور کئی امتیازی خوبیوں سے نوازا۔

سل ان میں سے ایک حسن صوت کی نعت تھی، جب وہ اللہ کی شیخ پڑھتے تو پھر کے ٹھوس پہاڑ بھی شیخ خوانی میں مصروف ہوجاتے، اڑتے پرندے کھر جاتے اور زمزمہ خوال ہوجاتے أَوِّبِيْ کے معنی ہیں شیخ دہراؤ۔ لیعنی پہاڑوں اور پرندوں کو ہم نے کہا، چنانچہ یہ بھی داود عَلَیْمِلاً کے ساتھ مصروف شیخ ہوجاتے وَالطَّیْرَ کا عطف یا جِبَالُ کے محل پر ہے۔ اس لیے کہ جِبَالُ تقدیراً منصوب ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے نَادَیْنَا الْجِبَالَ وَالطَّیْرَ (ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو پکارا) یا پھر اس کا عطف فَضْلًا پر ہے اور معنی ہوں گے وَسَخَّرْنَا لَهُ الطَّیْرَ (اور ہم نے پرندے ان کے تائع کردیے)۔ (خُ القدیر)

۷۰. لینی لوہے کو آگ میں تپائے اور ہتھوڑی سے کوٹے بغیر، اسے موم، گوندھے ہوئے آٹے اور گیلی مٹی کی طرح، جس طرح چاہتے موڑ لیتے، بٹ لیتے اور جو چاہتے بنالیتے۔

۵. سَابِغَاتٍ مَذوف موصوف کی صفت ہے دُرُوعًا سَابِغَاتٍ لَعنی پوری کمبی زرہیں، جو لڑنے والے کے بورے جسم کو صحیح طریقے سے دھانک لیں اور اسے دشمن کے وار سے محفوظ رکھیں۔

۲. تاکہ چھوٹی بڑی نہ ہوں، یا سخت یا زم نہ ہوں لیعنی کڑیوں کے جوڑنے میں کیل اسنے باریک نہ ہوں کہ جوڑ
 حرکت کرتے رہیں اور ان میں قرار و ثبات نہ آئے اور نہ اسنے موٹے ہوں کہ اسے توڑی ڈالیں یا جس سے حلقہ

# صَالِكًا إِنِّي بِمَاتَعَمْلُوْنَ بَصِيْرُ

وَلِسُكِينُهُنَ الرِّيُّعَ غُدُّوُهَا شَهُرُّ وَرَاحُهَا شَهُرُّ وَاسَلُنَالَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنُ يَعْمَلُ بَيْنَ يَكَبُهِ بِإِذْنِ رَبِّمُ وَمَنَ تَيْزِعُ مِنْهُمُ عَنَ اَمْرِنَا نَٰذِقُهُ مِنْ عَذَارِ السَّعِيْرِ

ؽۼڡڵۏڹۘڵ؋ؘڡؙٳؽؿٚٵٛۼڡڹٛۼٵڔؽڹۘۅٙؾڡۘٵؿؽڷۅڿڣٙٳڹ ڰڵۼۅٳٮؚۅٙڨؙۮؙڡڔۣڵڛۣؽؾۭٳۼڡڵۊٙٲڶۮڶۏۮۺٛڴۄٞٵ ۅؘقؚؽؽڷ۠ۺٞ عبَاڍؽٵڵۺۜڴۅؙۯٛ۞

تم سب نیک کام کیا کرو۔(' (یقین مانو) کہ میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔

11. اور ہم نے سلیمان (عَلَیْظِاً) کے لیے ہوا کو مسخر کردیا کہ صبح کی منزل اس کی مہینہ بھر کی ہوتی تھی اور شام کی منزل بھی (۱) اور ہم نے ان کے لیے تانبے کا چشمہ بہادیا۔ (۱) اور اس کے رب کے تھم سے بعض جنات اس کی ماضی میں اس کے سامنے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو بھی ہمارے تھم سے سرتانی کرے ہم اسے بھڑ کتی ہوئی آگ کے عذاب کا مزہ چھائیں گے۔ (۱)

سل جو کچھ سلیمان (عَلَیْلِاً) چاہتے وہ جنات تیار کردیتے مثلاً قلعے اور مجسّم اور حوضوں کے برابر لگن اور چولہوں پر جمی ہوئی مضبوط دیگیں، (۵) اے آل داود (عَلَیْلاً) اس

نگ ہوجائے اور اسے پہنا نہ جاسکے۔ یہ زرہ بافی کی صنعت کے بارے میں حضرت داود علیہ ایک ہدایات دی کئیں۔

ا. یعنی ان نعتوں کے بدلے میں عمل صالح کا اہتمام کرو تاکہ میرا عملی شکر بھی ہوتا رہے۔اس سے معلوم ہوا

کہ جس کو اللہ تعالیٰ دنیوی نعموں سے سر فراز فرمائے، اسے اسی حساب سے اللہ کا شکر بھی ادا کرنا چاہیے اور شکر
میں بنیادی چیز یہی ہے کہ منعم کو راضی رکھنے کی بھرپور سعی کی جائے یعنی اس کی اطاعت کی جائے۔ اور نافرمانی
سے بچا جائے۔

7. لیعنی حضرت سلیمان علیه ای معایان سلطنت اور لفکر، تخت پر بیٹھ جاتے، اور جدهر آپ کا تھم ہوتا ہوائیں اسے اتن رفتار سے لے جاتیں کہ ایک مہینے جتنی مسافت، صبح سے دوپہر تک کی ایک منزل میں طے ہوجاتی اور پھر اسی طرح دوپہر سے رات تک، ایک مہینے جتنی مسافت طے ہوجاتی۔ اس طرح ایک دن میں دو مہینوں کی مسافت طے ہوجاتی۔ اس طرح ایک دن میں دو مہینوں کی مسافت طے ہوجاتی۔ سلال یعنی جس طرح حضرت داود علیه ایک لیے لوہا نرم کردیا گیا تھا، حضرت سلیمان علیه ایک کے لیے تانبے کا چشمہ ہم نے حاری کردیا تاکہ تانبے کی دھات سے وہ جو جاہی بنائیں۔

۷۲. اکثر مفسرین کے نزدیک یہ سزا قیامت کے دن دی جائے گی۔ لیکن بعض کے نزدیک یہ دنیوی سزا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر فرمادیا تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا سونٹا ہوتا تھا۔ جو جن حضرت سلیمان عَلَیْمِنْا کے حکم سے سرتابی کرتا، فرشتہ وہ سونٹا اسے مارتا، جس سے وہ جل کر جسم ہوجاتا۔ (جُنْ القديہ)

۵. مَحَادِيْبَ، مِحْرَابٌ كي جمع ہے، بلند جگه یا اچھی عمارت، مطلب ہے بلند محلات، عالی شان عمارتیں یا مساجد ومعابد

کے شکریے میں نیک عمل کرو، میرے بندوں میں سے شکر گزار بندے کم ہی ہوتے ہیں۔

۱۱۰ پھر جب ہم نے ان پر موت کا تھم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے کے جو ان کی عصا کو کھارہا تھا۔ پس جب (سلیمان علیہا اُل کی گریے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہے۔ (۱) قوم سبا کے لیے اپنی بستیوں میں (قدرت الٰہی کی) نشانی تھی (۱) ان کے دائیں بائیں دو باغ تھے (۲) (ہم نے نشانی تھی (۲) ان کے دائیں بائیں دو باغ تھے (۳)

فَكَمَّا فَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمُوْتَ مَادَلَّهُ وَعَلَ مَوْتِهَ الِآدَابَّةُ الْاَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَاتَهُ ۚ فَلَمَّا حَرَّ بَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ ثَوْكَا نُوْايَعُلَمُوْنَ الْغَيْبُ مَالِبُنُّوْافِي الْعَذَابِ الْمُهِيِّنِ

ڵڡۜٙڎؙػٲؽڶڛؠٙٳڣٛ؞ؘڝؙػڹڝؚ؞ٝٳؽڐ۫۫ۼؖؾٙؿ۬ؽٸؽؠؽؠ ٷۺٛٵٟڸڎػ۠ڵۅؙٳ؈۫ڗؚۮ۫ؾؚۯڛؚٞ۠ٚٷٳۺ۬ػ۠ۯ۠ۊٲڵۿ

تَمَا اَیْنُ ، تِهْ مُنْالٌ کی جمع ہے، تصویر۔ یہ تصویرین غیر حیوان چیزوں کی ہوتی تھیں، بعض کہتے ہیں کہ انبیاء وصلیاء کی تصاویر متجدوں میں بنائی جاتی تھیں تاکہ انبیں دیکھ کر لوگ بھی عبادت کریں۔ یہ معنی اس صورت میں صبح ہے جب تسلیم کیا جائے کہ حضرت سلیمان عالیہ کی شریعت میں تصویر سازی کی اجازت تھی۔ جو صبح نہیں۔ تاہم اسلام میں تو نہایت سختی کے ساتھ اس کی ممانعت ہے۔ جِفانٌ، جَفْنَةٌ کی جمع ہے، لگن، جَوَابٌ، جَابِیةٌ کی جمع ہے، حوض، جس میں پانی جمع کیا جاتا ہے۔ یعنی حوض جینے بڑے لگن، قُدُورٌ دیگیں، رَاسِیاتٌ جمی ہوئیں۔ کہاجاتا ہے کہ یہ دیگیں پہاڑوں کو تراش کر بنائی جاتی تھیں۔ جنہیں ظاہر ہے اٹھا کر ادھر ادھر نہیں لے جایا جاسکتا تھا، اس میں بیک وقت نہراروں افراد کا کھانا پک جاتا تھا۔ یہ سارے کام جنات کرتے تھے۔

ا. حضرت سلیمان عَلَیْلًا کے زمانے میں جنات کے بارے میں مشہور ہوگیا تھا کہ یہ غیب کی باتیں جانتے ہیں، اللہ تعالی نے حضرت سلیمان عَلَیْلًا کی موت کے ذریعے سے اس عقیدے کے فساد کو واضح کردیا۔

۲. سَبَا، وہی قوم تھی، جس کی ملکہ سامشہور ہے جو حضرت سلیمان علیہ اسے نمان ہوگئ تھی۔ قوم ہی کے نام پر ملک کا نام بھی سابھ ان کل یمن کے نام سے یہ علاقہ معروف ہے۔ یہ بڑا خوش حال ملک تھا، یہ ملک بری و بحری تجارت میں بھی ممتاز تھا اور زراعت و باغبانی میں بھی نمایاں۔ اور یہ دونوں ہی چزیں کی ملک اور قوم کی خوش حالی کا باعث ہوتی ہیں۔ اسی مال ودولت کی فراوانی کو یہاں قدرت الٰہی کی نشانی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اسب کہتے ہیں کہ شہر کے دونوں طرف پہاڑ تھے، جن سے چشموں اور نالوں کا پانی بہہ بہہ کر شہر میں آتا تھا، ان کے عکمر انوں نے پہاڑوں کے در میان پشتے تعمیر کرادیے اور ان کے ساتھ باغات لگادیے گئے، جس سے پانی کا رخ بھی متعین ہوگیا اور باغوں کو بھی سیرانی کا ایک قدرتی ذریعہ ملیسر آگیا۔ انہی باغات کو، دائیں بائیں دو باغوں، سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں، جنتین سے دو باغ نہیں، بلکہ دائیں بائیں کی دو جہتیں مراد ہیں اور مطلب باغوں کی کثرت ہے کہ جد سر نظر اٹھاکر دیکھیں، باغات، ہریالی اور شادانی ہی نظر آتی تھی۔ (ٹے القدر)

بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبَّ غَفُورُ

فَأَعُوضُواْ فَأَرُسَلُنَا عَلَيْهِمُ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّالُنْهُمُّ عِِتَنَدِّهُمُ جَنَّنَيُنِ ذَوَاتَى الْكُلِ خَمُطٍ قَانَيُل ّوَشَيْ مِّنَ سِدُدٍ قِلدِيل ۞

ذلك جَزَيْنِهُ مُ بِمَاكَفَنُ أُوا وَهَلُ نُجْزِئَ الْكَالْكُفُورَ

وَجَعَلْنَابِيْنَهُمُووَيَئِنَ الْقُرَىالِيَّى الْكِثِّى لِوَكْنَافِيهَا فُرَّى ظَاهِرَةٌ وَقَدَّرْنَافِيهُا السَّيْرِ سِيْرُوْ افِيهُاليَالِيَ وَاتَّامًا المِنْكِنَ ۞

ان کو تھم دیا تھا کہ) اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھاؤ<sup>(۱)</sup> اور اس کا شکر ادا کرو<sup>(۲)</sup> یہ عمدہ شہر<sup>(۳)</sup> اور وہ بخشنے والا رب ہے۔<sup>(۳)</sup>

17. کیکن انہوں نے روگردانی کی توہم نے ان پر زور کا سلاب بھیج دیا اور ہم نےان کے (ہرے بھرے) باغوں کے بدلے دو (ایسے) باغ دیے جو بدمزہ میووں والے اور (بکثرت) جھاؤ اور پچھ بیری کے در ختوں والے تھے۔(۵)

12. ہم نے ان کی ناشکری کا یہ بدلہ انہیں دیا۔ اور ہم (الیم) سخت سزا بڑے بڑے ناشکروں ہی کو دیتے ہیں۔
1۸. اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے در میان جن میں ہم نے برکت دے رکھی تھی چند بستیاں اور (آباد) رکھی تھیں جو برسر راہ ظاہر تھیں، (\*) اور ان میں چلنے کی رکھی تھیں جو برسر راہ ظاہر تھیں، (\*) اور ان میں چلنے کی

ا. یہ ان کے پیغیروں کے ذریعے سے کہلوایا گیا یا مطلب ان نعمتوں کا بیان ہے، جن سے ان کو نوزا گیا تھا۔ ۲. لیعنی منعم و محسن کی اطاعت کرو اور اسکی نافرمانی سے اجتناب۔

٣. ليعنى باغول كى كثرت اور سچلول كى فراوانى كى وجه سے يہ شهر عمدہ ہے۔ كہتے ہيں كه آب وہوا كى عمد گى كى وجه سے يه شهر كهي، مچھر اور اس قتم كے ديگر موذى جانورول سے مجى پاك تھا، والله أعلم۔

۴. لین اگر تم رب کا شکر کرتے رہوگے تو وہ تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا۔ اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ انسان توبہ کرتے رہیں تو چر گناہ ہلاکت عام اور سلب انعام کا سبب نہیں بنتے، بلکہ اللہ تعالیٰ عفو ودرگزر سے کام لیتا ہے۔

۵. لین انہوں نے پہاڑوں کے درمیان پشتے اور بند تعمیر کرکے پانی کی جو رکاوٹ کی تھی اور اسے زراعت وباغبانی کے کام میں لاتے تھے، ہم نے تند و تیز سلاب کے ذریعے سے ان بندوں اور پشتوں کو توڑ ڈالا اور شاداب اور پھل دار باغوں کو ایسے باغوں سے بدل دیا جن میں صف قدرتی جھاڑ جھٹاڑ ہوتے ہیں، جن میں اول تو کوئی پھل لگتا ہی نہیں اور کسی میں لگتا ہی نہیں اور کسی میں لگتا ہی نہیں اور کسی میں گتا ہی نہیں کوئی کھا ہی نہیں سکتا۔ البتہ کچھ بیری کے درخت تھے جن میں بھی کانٹے زیادہ اور بیر کم تھے۔ عَدِمٌ، عَدِمةٌ کی جمع ہے، پشتہ یا بند۔ لیعنی ایسا زور کا پانی بھیجا جس نے اس بند میں شگاف ڈال دیا اور پانی شہر میں بھی آگیا، جس سے ان کے مکانات ڈوب گئے اور باغول کو بھی اجاڑ کر ویران کردیا۔ یہ بند سد مارب کے نام سے مشہور ہے۔
 ۲. برکت والی بستیوں سے مراد شام کی بستیاں ہیں۔ لیعنی ہم نے ملک سیا (یمن) اور شام کے درمیان لب سڑک بستیاں

منزلیں مقرر کردی تھیں<sup>(۱)</sup> ان میں راتوں اور دنوں کو بہ امن وامان چلتے پھرتے رہو۔<sup>(۲)</sup>

19. لیکن انہوں نے پھر کہا کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفر دور دراز کردے (۳) چونکہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنا براکیا اس لیے ہم نے انہیں (گزشتہ) فسانوں کی صورت میں کردیا (۳) اور ان کے طکڑے ککڑے اڑا دیے، (۵) بلا شبہ ہر ایک صبر وشکر کرنے والے کے لیے اس (ماجرے) میں بہت سی عبر تیں ہیں۔

فَقَالُوْارَتَبَابِعِدُبَيُنَ اَسْفَارِنَا وَظُلَمُوَّااَفَشُهُمْ فَجَعَلُنْهُمُ اَحَادِيْتَ وَمَرَّقْنُهُمُ كُلَّ مُمَرََّ قِ اِنَّ فِي ذلِكَ لَالِتٍ بِكُلِّ صَبَّارِيشَكُوْرِ۞

آباد کی ہوئی تھیں، بعض نے ظاھِرَۃٌ کے معنی مُتوَاصِلَةٌ، ایک دوسرے سے پیوست اور مسلسل کے کیے ہیں۔ مفسرین نے ان بستیوں کی تعداد ہم ہزار سات سو بتلائی ہے۔ یہ ان کی تجارتی شاہراہ تھی جو مسلسل آباد تھی، جس کی وجہ سے ایک تو ان کے کھانے پینے اور آرام کرنے کے لیے زاد راہ ساتھ لینے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ دوسرا، ویرانی کی وجہ سے لوٹ مار اور قتل وغارت کا جو اندیشہ ہوتا ہے، وہ نہیں ہوتا تھا۔

ا۔ لینی ایک آبادی سے دوسری آبادی کا فاصلہ متعین اور معلوم تھا، اور اس کے حساب سے وہ بآسانی اپنا سفر طے کر لیتے شے۔ مثلاً صبح سفر کا آغاز کرتے تو دوپہر تک کسی آبادی اور قریے تک پہنچ جاتے، وہاں کھائی کر قیاولہ کرتے اور پھر سرگرم سفر ہوجاتے تو رات کو کسی آبادی میں جا پینچتے۔

۲. یہ ہر قسم کے خطرے سے محفوظ اور زاد راہ کی مشقت سے بے نیاز ہونے کا بیان ہے کہ رات اور دن کی جس گھڑی
 میں تم سفر کرنا چاہو، کرو، نہ جان ومال کا کوئی اندیشہ نہ رائے کے لیے سامان سفر ساتھ لینے کی ضرورت۔

سا ایعنی جس طرح لوگ سفر کی صعوبتوں، خطرات اور موسم کی شدتوں کا تذکرہ کرتے ہیں، ہمارے سفر مجھی اسی طرح دور دور کردے، مسلسل آبادیوں کے بجائے در میان میں سنسان وویران جنگلت اور صحراؤں سے ہمیں گزرنا پڑے، گرمیوں میں دھوپ کی شدت اور سر دیوں میں نئخ بستہ ہوائیں ہمیں پریشان کریں اور راستے میں بھوک اور پیاس اور موسم کی شختیوں سے بچنے کے لیے ہمیں زاد راہ کا بھی انتظام کرنا پڑے۔ ان کی یہ دعا اسی طرح کی ہے، جیسے بنی اسرائیل نے من وسلوی اور دیگر سہولتوں کے مقابلے میں دالوں اور سبزیوں وغیرہ کا مطالبہ کیا تھا۔ یا زبان حال سے اس کی یہ دعا تھی۔

۷. یعنی انہیں اس طرح ناپید کیا کہ ان کی ہلاکت کا قصہ زبان زد خلائق ہوگیا۔ اور مجلسوں اور محفلوں کا موضوع گفتگو بن گیا۔

۵. لیعنی انہیں متفرق اور منتشر کردیا، چنانچہ سبا میں آباد مشہور قبیلے مختلف جگہوں پر جاآباد ہوئے، کوئی یثرب وملہ آگیا،
 کوئی شام کے علاقے میں چلاگیا کوئی کہیں اور کوئی کہیں۔

وَلَقَدُصَدَّقَ عَلَيْهِمُ البُلِيسُ ظَنَّهُ فَاسَّبَعُونُهُ اِلَا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنِ۞

وَمَاكَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلُطِنِ الِّالِنَعُلُوَمَنُ تُؤْمِنُ بِالْاِخِرَةِ مِثَنَّ هُومِثْمَا فِى شَكَِّ وَرَبُّكَ عَلى كُلِّ شَمْعً حَفِيْظٌ ﴿

قُلِ ادُعُوالَّلَذِيْنَ نَعَمُنُهُ مِّنْ دُوْنِ اللَّهِ لايمُلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّلْوٰتِ وَلا فِي الْدَرُضِ وَمَالَهُمُ فِيْهِمَامِنْ شِرُكْدٍ وَّمَالَهُ مِنْهُمُوسِّنَ ظَهِيُنِ

ۅؘٙڵڗؾؙڡؘؙڠؙؗٵۺؘۜڡؘاعةؙۼٮ۫ۮ؋ۧٳڷٳڸؠٙڽؙٳڿڹٙڵۿؙػؿؖٚ ٳۮٙٳڣؙڒۣۨ؏ۘۼڽڠؙٷٷۅۑڥؚؗۄؙۊٵڶؙؙؙؙؙؙؙؗؗؗٳڡڵۮؘٳٚڨٵڶڒؖؽ۠ڴ۪ۄ۫ۨ

۲۰. اور شیطان نے ان کے بارے میں اپنا گمان سچاکر
 دکھایا یہ لوگ سب کے سب اس کے تابعدار بن گئے
 سوائے مومنوں کی ایک جماعت کے۔

71. اور شیطان کا ان پرکوئی زور (اور دباؤ) نہ تھا گر اس لیے کہ ہم ان لوگوں کو جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ظاہر کردیں ان لوگوں میں سے جو اس سے شک میں ہیں۔ اور آپ کا رب (ہر) ہر چیز پر تگہبان ہے۔

72. کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان

ہے (سب) کو بکارلو، (۱) نہ ان میں سے کسی کو آسانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرّے کا اختیار ہے (۲) نہ ان کا ان میں کوئی دللہ کا کا ان میں کوئی دللہ کا مدد گار ہے۔ (۳)

۲۳. اور شفاعت (سفارش) بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی بجر ان کے جن کے لیے اجازت ہوجائے۔ (۵) یہاں

ا. لیخی معبود ہونے کا۔ یہاں زَعَمْتُمْ کے دو مفعول محذوف ہیں۔ زَعَمْتُمُوْهُمْ آلِهَةً، لینی جن کو تم معبود گمان
 کرتے ہو۔

لیغنی انہیں نہ خیر پر کوئی اختیار ہے نہ شر پر۔ کسی کو فائدہ پہنچانے کی قدرت ہے، نہ نقصان سے بچانے کی۔ آسان وزمین کا ذکر عموم کے لیے، کیوں کہ تمام خارجی موجودات کے لیے یہی ظرف ہیں۔

سل. نه پیدائش مین، نه ملکیت مین اورنه تصرف مین۔

م. جو کسی معاطع میں بھی اللہ کی مدد کرتا ہو، بلکہ اللہ تعالی ہی بلاشر کت غیر تمام اختیارات کا مالک ہے اور کسی کے تعاون کے بغیر ہی سارے کام کرتا ہے۔

قَالُواالْحَنَّ وَهُوَالْعَلِيُّ ٱلْكَبِيْنُ

ڡؙٛڷؙڡٞڽؙؾٞۯڒؙۉڴۄؙڝؚۧٵڶۺؖۘڬۅؾؚۅٙٲڵۯۻٝڠؙڸٳڶڵۿؙ ۅٙٳڵٵۤٲٷڶؾۜٳ۠ػ۠ۄؙػٙۼڶۿٮٞؽٲۅٛڣۣ۫ڞؘڶٟڸۺ۠ۑؿؙڽۣ<sup>©</sup>

قُلْ لَاشُكُلُونَ عَمِّلَا كَجُومُنَا وَلِانْنُكَلُ عَمَّا تَعَلَّوُنَ®

ڠؙڷڲؙڣػٷؙؠؽؙڹؘٵڔؘۘؿؙٵؙٛؗ؋ۜؽڡؙٛڠٷؠؽؘڹؾٙٵڽؚٳڰؚ۬ؾٙ ۅؘۿؙۅڶڶڣؾۜٵڂٳڷۼڸؽؙۄ۠۞

ڠ۠ڵٵۯؙٷؽؘٵڵۮؚؽۜٵڵڂڠڷڎؙۅڽ؋ۺؙڗڰٚٵۧػڷؖڒٝ ڽڵۿؙۅؙٳٮڵۿؙٳڵۼۥؙؿؙۯؙٳ۠ڰڮۮ۞

تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبر اہٹ دور کردی جاتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ تمہارے پرورد گار نے کیا فرمایا؟ جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا() اور وہ بلند وبالا اور بہت بڑا ہے۔

۲۳. بوچھے کہ تمہیں آسانوں اور زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے؟ (خود) جواب دیجیے: کہ اللہ تعالیٰ (سنو) ہم یا تم یا تو یقیناً ہدایت پر ہیں یا کھلی گراہی میں ہیں۔

(۱)

۲۵. کہہ دیجیے: کہ ہمارے کیے ہوئے گناہوں کی بابت تم سے کوئی سوال نہ کیا جائے گا نہ تمہارے اعمال کی باز پرس ہم سے کی جائے گا۔

۲۷. انہیں خبر دے دیجے کہ ہم سب کو ہمارا رب جمع کرکے پھر ہم میں سچے فیصلے کردے گا۔ (۳) اور وہ فیصلے کے خانے والا اور دانا ہے۔

٢٧. كهه ديجيے: كه اچھا مجھے بھى تو انہيں د كھادو جنہيں تم الله كا شريك تھمراكر اس كے ساتھ ملا رہے ہو، ايسا ہرگز

ہی کرسکیں گے، کافر ومشرک اور اللہ کے باغیوں کے لیے نہیں۔ قرآن کریم نے دوسرے مقام پر ان دونوں ککتوں کی وضاحت فرمادی ہے۔ ﴿مَنْ قَا الَّذِيْ يَدَ مُنْ قَا الَّذِيْ يَ يَسْتُمُ عِمْدُكُا لَمُ اللّهِ بِهِ اللّهِ وَ اللّهِ وَ اللّهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُولِ الللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُو

۲. ظاہر بات ہے گر ائی پر وہی ہو گا جو الی چیزوں کو معبود سمجھتا ہے جن کا آسان وزمین سے روزی پہنچانے میں کوئی حصہ نہیں ہے، نہ وہ بارش برساسکتے ہیں، نہ کچھ اگا سکتے ہیں۔ اس لیے حق پر یقیناً اہل توحید ہی ہیں، نہ کہ دونوں۔
 ۱۳. لیعنی اس کے مطابق جزاء دے گا، نیکوں کو جنت میں اور بروں کو جہنم میں داخل فرمائے گا۔

ۅؘؠٚٙٲۯؙۺۘڵڹڬٳڵٵٛٷۧؿٞڷڵؿٵڛؽۺۣؽۘٷۊؾؘۮؽؖٵ ٷڵڮؾۜٵػؙؿٙۯڶڰٵڛڶڮۼۘڵڮۏؙڹ

ۅؘێؿؙۅؙڵۉڹؘڡٙؿؗۿۮؘٵڵۅؘعؙۮٳڹؙٛػٚڹڗؙؙۊۻۑۊؚڹڹؖ ڠؙڷڴڬؙۅؚؠۜؽۼٵۮؽٷۄٟڵٳۺۜؾٵڿۯؙۅٛڹؘۼڹڎؙڛٵۼةٞ ٷٙڵڗۺۜؿڠؙڔؙۿؙۅٛڹؘؙ

نہیں، (۱) بلکہ وہی اللہ ہے غالب باحکمت۔

17. اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشنجریاں
سانے والا اور ڈرانے والا بناکر بھیجا ہے ہاں مگر (یہ صحیح
ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے۔ (۱)
17. اور پوچھتے ہیں کہ وہ وعدہ ہے کب؟ سیجے ہوتو بتادو۔ (۱)
18. اور پوچھتے ہیں کہ وہ وعدے کا دن ٹھیک معین ہے جس
سے ایک ساعت نہ تم پیچھے ہے سکتے ہو نہ آگے بڑھ

ا. یعنی اس کا کوئی نظیر ہے نہ ہم سر، بلکہ وہ ہر چیز پر غالب ہے اور اس کے ہر کام اور قول میں حکمت ہے۔ ۲. اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک تو نبی کریم مُنَافِیْظُ کی رسالت عامہ کا بیان فرمایا ہے کہ آپ مُنَافِیْظُم کو پوری نسل انسانی کا ہادی اور رہنما بناکر بھیجا گیا ہے۔ دوسرا، یہ بیان فرمایا کہ اکثر لوگ آپ مَنَالِثَیْرِ کی خواہش اور کوشش کے باوجود ایمان سے محروم رہیں گے۔ ان دونوں باتوں کی وضاحت اور تھبی دوسرے مقامات پر فرمائی ہے۔ مثلاً آپ سَلَّ الْقَيْلِم كى رسالت كے ضمن ميں فرمايا، ﴿قُلْ يَأَيُّهُ النَّاسُ إِنَّ رَسُولُ اللهِ الدُّكُمْ جَيمِيْعًا ﴾ (الأعراف: ١٥٨) ﴿ تَبْرَكَ الَّذِي مَنْزُلُ الْمُؤْقَانَ عَلَى عَبْدِ لالِيَكُونَ لِلْعَلِيدِينَ مَذِيكُ ﴿ (الفرقان: ١) ايك حديث مين آب مَنْ اللَّيْزُ الْح فرمايا "مجھ ياني چزين ايى وي گئي مين جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ (۱) مہینے کی مسافت پر دشمن کے دل میں میری دھاک بٹھانے سے میری مدد فرمائی گئی ہے۔ (۲) تمام روئے زمین میرے لیے مسجد اور پاک ہے، جہاں بھی نماز کا وقت آجائے، میری امت وہاں نماز ادا کرلے۔(۳) مال غنیمت میرے لیے حلال کر دیا گیا، جو مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال نہیں تھا۔ (۴) مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔ (۵) پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیحا جاتا تھا، مجھے کائنات کے تمام انسانوں کے لیے ثي بناكر بحيجا كيا بي " - (صحيح البخاري، كتاب التيمم. صحيح مسلم، كتاب المساجد) ايك اور حديث مين فرمايا بُعِثْتُ إلَى الْأَحْمَر وَالْأَسْوَدِ (صحيح مسلم، كتاب المساجد) احمر واسود سے مراد بعض نے جن وانس اور بعض نے عرب وعجم کے ہیں۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں، دونوں ہی معنی صحیح ہیں۔ اسی طرح اکثریت کی بے علمی اور گر اہی کی وضاحت فرمائی۔ ﴿ وَمَآ أَكُنَّوُ النَّالِسِ وَلَوْمَ عَرَضْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾ (يوسف: ١٠٠) (آپ مَنْ النَّيْظِ كَي خوابَش كے باوجود اكثر لوگ ايمان نہيں لائميں گے) ﴿ وَإِنْ تُطِعُ أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِينُ فِي الْمُرْتِ عِنْ سِيمِيلِ اللهِ ﴾ (الأنعام: ١١١) (اگر آب الل زمين كي اكثريت كے بيجھے جلس كے تو وہ آپ کو گمراہ کردیں گے) جس کا مطلب یہی ہوا کہ اکثریت گمراہوں کی ہے۔

ہم. یعنی اللہ نے قیامت کا ایک دن مقرر کر رکھا ہے جس کا علم صرف اسی کو ہے، تاہم جب وہ وقت موعود آجائے گا تو

س. یہ بطور استہزاء کے یو چھتے تھے، کیول کہ اس کا وقوع ان کے نزدیک مستبعد اور ناممکن تھا۔

ا يك ساعت بهي آك بيجه نهيں مو گا۔ ﴿إِنَّ ٱجَلِّ اللَّهِ إِذَاجَآ اَلا يُؤَخَّرُ ﴾ (نوح: ٣)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَهُ وَالَنَ نُؤْمِنَ بِهِذَا الْقُوْانِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهُ وَلَوْ تَنَى اِذِ الظّٰلِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَقِيمٌ أَيْمُ حِمْبَعُضُّهُمُ اللَّبَعْضِ اِلْقَوْلَ يُقُولُ الدِيْنَ اللَّهِ مُنَا الْمُؤْمِنِينَ ۞ السَّكُهُ رُولُولُولَ النَّذِي لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۞

قَالَالَتِدِيْنَ الْسَّكُبْرُوْلِلِلَّذِيْنَ السَّفُّمِوْفُوٓاَاَعَنُ صَدَدُنَكُوْعِنِ الْهُلٰى بَعْدَادِدْجَاۤءَكُوْبَلُ كُنْتُو شُجُومِيْنَ ۞

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوالِلَّذِينَ اسْتَكْبُرُوابِكُ مَكُوْلِكِيلِ وَالنَّهَ الرِاذُ تَأْمُرُونَنَّا اَنُ تَكُفُّرُ بِاللهِ وَخَعْلَ لَهُ اَنْدَادًا وَلَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَتَادَاوُا الْعَدَابُ وَجَعْلَنَا الْأَعْلَ فِي آعَنَاقِ الذِّيْ

اس. اور کافروں نے کہا کہ ہم ہرگز نہ تو اس قرآن کو مانیں گے نہ اس سے پہلے کی کتابوں کو (۱) اے دیکھنے والے کاش! کہ تو ان ظالموں کو اس وقت دیکھا جب کہ یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوئے ایک دوسرے کو الزام دے رہے ہوں گے (۱) کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے (۱) اگر تم نہ ہوتے تو ہم تو مومن ہوتے۔

ا. جیسے تورات، زبور اور انجیل وغیرہ، بعض نے بَیْنَ یَدَیْهِ سے مراد دارِ آخرت لیا ہے۔ اس میں کافروں کے عناد وطغیان کا بیان ہے کہ وہ تمام تر دلاکل کے باوجود قرآن کریم اور دارآخرت پر ایمان لانے سے گریزاں ہیں۔

۲. لیعنی دنیا میں یہ کفر وشرک میں ایک دوسرے کے ساتھی اور اس ناطے سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے سے، لیکن آخرت میں یہ ایک دوسرے کے دشمن اور ایک دوسرے کو مورد الزام بنائیں گے۔

۳. لینی دنیا میں یہ لوگ، جو سوچے سمجھے بغیر، روش عام پر چلنے والے ہوتے ہیں، اپنے ان لیڈروں سے کہیں گے جن کے وہ دنیا میں پیروکار بنے رہے تھے۔

م. لیعنی تم ہی نے ہمیں پیفیبروں اور داعیان حق کے پیچھے چلنے سے روکے رکھا تھا، اگر تم اس طرح نہ کرتے تو ہم یقینا ایمان والے ہوتے۔

۵. لینی ہمارے پاس کو نبی طاقت تھی کہ ہم تمہیں ہدایت کے رائے سے روکتے، تم نے خود ہی اس پر غور نہیں کیا اور
 البی خواہشات کی وجہ سے ہی اسے قبول کرنے سے گریزال رہے، اور آج مجرم ہمیں بنا رہے ہو؟ حالا نکہ سب کچھ تم نے خود ہی ہو نہ کہ ہم۔

كَفَرُ وُاهْلُ يُجْزَوْنَ اللَّهِمَا كَانْوُ اِيَعْلُوْنَ 🕏

ۅۜڡۜٲٲۯڛۘڵٮ۬ٳؿٷٞؽ؋ٟۺؖؿڹؽڔۣٳڷۘۘڵۊؘٵڶؙڡؗٛڗٞۅڡؙ۠ۏۿٵۜ ٳػٳؠؠٵۧۯؙڛڸٛڎٶ۫ڔؠ؇ۼۯۏڽ۞

وَ قَالُواْ خَنُ ٱکْتُرُ آمُوالَّاوَّا وَلَادًا أَوْمَا خَنُ

ہوا، (۱) اور عذاب کو دکیھتے ہی سب کے سب دل میں پشیمان ہورہے ہول گے، (۲) اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈال دیں گے (۴) انہیں صرف ان کے کیے کرائے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ (۳)

المس. اور ہم نے تو جس بستی میں جو بھی آگاہ کرنے والا بھیجا وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ جس چیز کے ساتھ کفر کرنے ماتھ کفر کرنے والے ہیں۔

الله اور کہا ہم مال واولاد میں بہت بڑھے ہوئے ہیں یہ منبیں ہو سکتا کہ ہم عذاب دیے جائیں۔(۱)

ا. یعنی ہم مجرم تو تب ہوتے، جب ہم اپنی مرضی سے پنجیروں کی تکذیب کرتے، جب کہ واقعہ یہ ہے کہ تم رات دن ہمیں گراہ کرنے پر اور اللہ کے ساتھ کفر کرنے اور اس کا شریک تھرانے پر آمادہ کرتے رہے، جس سے بالآخر ہم تمہارے پیچے لگ کر ایمان سے محروم رہے۔

۲. لینی ایک دوسرے پر الزام تراشی تو کریں گے لیکن دل میں دونوں ہی فریق اپنے اپنے کفر پر شرمندہ ہوں گے۔ لیکن شاتت اعداء کی وجہ سے ظاہر کرنے سے گریز کریں گے۔

س. یعنی ایسی زنجیریں جو ان کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں کے ساتھ باندھیں گی۔

۴. لیعنی دونوں کو ان کے اعمال کی سزا ملے گی، لیڈروں کو ان کے مطابق، اور ان کے پیچھے چلنے والوں کو ان کے مطابق، جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿لِمُحْمِنَ صِعْفٌ وَلَكِنْ لِتَعْلَمُونَ﴾ (الأعراف: ۳۸) لیعنی ہر ایک کو دوگنا عذاب ہوگا۔

۵. یہ نبی کریم مَثَّلَیْدِیَم کو تعلی دی جارہی ہے کہ کھے کے رؤساء اور چود هری آپ مَثَلِیْدِیَم پر ایمان سنیس لارہے ہیں اور آپ مثلیْدِیَم کو ایذائیس پہنچا رہے ہیں تو یہ کوئی نئی بات سنیس ہے۔ ہر دور کے اکثر خوش حال لوگوں نے تینجبروں کی تکذیب ہی کی ہے اور ہر پینجبر پر ایمان لانے والے پہلے پہل معاشرے کے غریب اور نادار قسم کے لوگ ہی ہوتے تکذیب ہی کی ہے اور ہر پینجبر پر ایمان لانے والے پہلے پہل معاشرے کے غریب اور نادار قسم کے لوگ ہی ہوتے لائیں ہوتے ایش کرنے کا اُلڈو کُونی (الشعراء: الله) (کیا ہم تجھ پر ایمان لائیس جب کہ تیرے پیروکار کمینے لوگ ہیں)۔ ﴿وَمَا سَرْاللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ

٢. ليني جب الله نے جميں دنيا ميں مال واولاد كى كثرت سے نوازا ہے، تو قيامت بھى اگر بريا ہوئى تو جميں عذاب نہيں

ڠؙڵٳڽۜڔٙؾٚؽؠؙٮٛڟٳڸڗؚۯ۬ۊٙڸؠٙڽؙؾؘؽٵٛۥؙۅؘؽڠ۬ڔۮ ۅٙڸػٵؽؙڎؙڗڵؗؗؗڐؙڛڶٳۑۘڠؙػؠؙۅؙؽ۞۠

وَمَآ اَمُوَالُكُوْ وَلَا اَوْلَادُكُوْ بِالَّذِيُّ ثَقْرًا بُكُوْ عِنْدَنَا ذُلْفَىٰ الْاَمَنُ امَنَ وَعَمِلَ صَالِعًا ۚ فَاوْلِيْكَ لَهُمُّ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَاعَمِلُوْا وَهُوْ فِي الْغُرُوٰقِ الْمِنُونَ۞

وَالَّذِينَ يَسُعُونَ فِئَ الْيَتِنَامُعُجِزِيُنَ اُولَلِكَ فِي الْعَذَابِمُحْضَرُونَ ۞

٣٦. کہہ دیجے کہ میرا رب جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کردیتا ہے اور نگ بھی کردیتا ہے، (۱) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

27. اور تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تمہیں ہمارے پاس (مر تبوں سے) قریب کردیں (۲) ہاں جو انمیان لائیں اور نیک عمل کریں (۳) ان کے لیے ان کے اعمال کا دوہرا اجر ہے (۵) اور وہ نڈر وبے خوف ہو کر بالا غانوں میں رہیں گے۔

۳۸. اور جو لوگ ہماری آیتوں کے مقابلے کی تگ ودو میں لگے رہتے ہیں یہی ہیں جو عذاب میں پکڑ کر حاضر رکھے جائیں گے۔

ہوگا۔ گویا انہوں نے دار آخرت کو بھی دنیا پر قیاس کیا کہ جس طرح دنیا میں کافر ومومن سب کو اللہ کی نعتیں مل رہی ہیں، آخرت میں بھی ای طرح ہوگا، حالانکہ آخرت تو دار الجزاء ہے، وہاں تو دنیا میں کیے گئے اعمال کی جزاء ملئی ہے، اچھے اعمال کی جزاء اچھی اور برے اعمال کی بری۔ جب کہ دنیا دار الامتحان ہے، یہاں اللہ تعالیٰ بطور آزمائش سب کو دنیاوی نعمتوں سے سر فراز فرماتا ہے۔ یا انہوں نے دنیاوی مال واساب کی فراوانی کو رضائے اللی کا مظہر سمجھا، حالانکہ ایسا بھی نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے فرماں بردار بندوں کوسب سے زیادہ مال واولاد سے نوازتا۔

ا. اس میں کفار کے مذکورہ مغالطے اور شہبے کا ازالہ کیا جارہا ہے کہ رزق کی کشادگی اور تنگی اللہ کی رضا یا عدم رضا کی مظہر نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق اللہ کی حکمت ومشیت سے ہے۔ اس لیے وہ مال اس کو بھی دیتا ہے جس کو وہ پہند کرتا ہے اور اس کو بھی جس کو ناپند کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے فقیر رکھتا ہے۔ رکھتا ہے۔

۲. یعنی یہ مال اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہمیں تم سے محبت ہے اور جاری بارگاہ میں تہمیں خاص مقام حاصل ہے۔
ساب لیعنی ہماری محبت اور قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تو صرف ایمان اور عمل صالح ہے جس طرح حدیث میں فرمایا (الله تعالیٰ تمہاری شکلیں اور تمہارے مال نہیں دکھتا، وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دکھتا ہے)۔ (صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم)

م. بلکہ کئی گئی گنا، ایک نیکی کا اجر کم از کم دس گنا مزید سات سو گنا بلکہ اس سے زیادہ تک۔

قُلْ إِنَّ رَبِّيُ يَبُسُطُ الِرِّزُقَ لِمِنُ يَشَاءُ مِنُ عِبَادِهٖ وَيَقُدِرُ لَكُ وَمَااَنُفَقُ تُوْمِنُ شَيُّ فَهُو يُخْلِفُكُ وَهُوَ خَيْرُ الزِيرَ قِيْنَ

ۅؘؽۅؙڡۘڒؽڞؙۯ۠ۿؙۅٛڂؠؽٵؙؾٚۄؘۜؽڠؙۏڵڸڷٮڵؠٟٝڲٙۊ ٳۿٙٷٝڒٵ؞ٳؾٵػؙٷٵٷؙٳڮۺؙۮۏڹ۞

٣٩. کہہ دیجے کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کردیتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ کردیتا ہے، (۱) تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا(۱) اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ (۳) اور ان سب کو اللہ اس دن جمع کرکے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ (۳)

ا. پس وہ مجھی کافر کو بھی خوب مال دیتا ہے، لیکن کس لیے؟ استدراج کے طور پر، اور مجھی مومن کو نتگ وست رکھتا ہے، کس لیے؟ اس کے اجر وثواب میں اضافے کے لیے۔ اس لیے مجرد مال کی فراوانی اس کی رضا کی،اور اس کی کمی اس کی ناراضی کی دلیل نہیں ہے۔ یہ تکرار بطور تاکید کے ہے۔

۲. إِخْلَافٌ کے معنی بیں، عوض اور بدلہ دنیا میں بھی ممکن ہے اور آخرت میں تو یقینی ہے۔ حدیث قدی میں آتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ (صحیح البخاري، سورة هود) (تو خرچ كر، میں تجھ پر خرچ كرول گا) (یعنی بدله دول گا) دو فرضت ہر روز اعلان كرتے ہیں، ایک كہتا ہے «اَللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا» (یا اللہ نہ خرچ كرنے والے كالله علی منافع كردے) دوسرا كہتا ہے، «اَللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا» (اے اللہ! خرچ كرنے والے كو بدله عطا فرما)۔ (صحیح البخاري، كتاب الزكرة، باب فاما من أعطیٰ واتفیٰ)

سل کیونکہ ایک بندہ اگر کسی کو کچھ دیتا ہے تو اس کا یہ دینا اللہ تعالیٰ کی توفیق و تیسیر اور اس کی تقدیر سے ہی ہے۔ حقیقت میں دینے والا اس کا رازق نہیں ہے، جس طرح بچوں کا باپ بچوں کا، یا بادشاہ اپنے لفکر کا تفیل کہلاتا ہے حالانکہ امیر اور مامور بچے اور بڑے سب کا رازق حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب کا خالق بھی ہے۔ اس لیے جو شخص اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے کسی کو کچھ دیتا ہے تو وہ ایسے مال میں تصرف کرتا ہے جو اللہ ہی نے اسے دیا ہے، پس در حقیقت رازق بھی اللہ ہی ہوا۔ تاہم یہ اس کا مزید فضل وکرم ہے کہ اس کے دیے ہوئے مال میں اس کی مرضی کے مطابق تصرف (خرج کرنے) پر وہ اجر وثواب بھی عطا فرماتا ہے۔

٧٠. يه مشركين كو ذليل وخوار كرنے كے ليے الله تعالى فرشتوں سے بوچھے گا، جيسے حضرت عيى عَلَيْلِاً كے بارے ميں آتا ہے كہ الله تعالى ان سے بھى بوچھے گا (كيا تو نے لوگوں سے كہا تھا كہ مجھے اور ميرى ماں (مريم) كو، الله كے سوا، معبود بنالينا؟) (المائدہ: ١١١) حضرت عيى عَلَيْلِاً فرمائيں گے "يا الله تو پاك ہے، جس كا مجھے حق نہيں تھا، وہ بات ميں كيوں كر كہ سكتا تھا؟" اى طرح الله تعالى فرشتوں سے بھى بوچھے گا، جيسا كہ سورة الفرقان (آیت: ١١) ميں بھى گزراد كہ كيا يہ تمہارے كھنے پر تمہارى عادت كرتے تھے؟

قَالُوۡاسُنُعَنَكَ اَنۡتَ وَلِيُّنَامِنُ دُوۡنِهِوۡ ۚ بَلُ كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ الۡجِنَّ ٱكۡتُرُهُوۡ بِهِوۡهُ مُّوۡمِنُوۡنَ

ڡٛٵٚؽؘۅؙڡۛڔڵۘؽؽؙڔڮؙ؞ڽۼڞؙػ۠ٷڸؠۼڞۣ؞ۜٛڡؘڡؙٵۊۜڵۘۘۘۘڬۻؖٵ ۅؘؿؘڨ۠ۅؙڵڸؚڵڹڎۣؽؽؘڟڵؠؙۉٳۮؙٷڟٵۼۮؘٲڹٵڵؗؗ؆ڔٳڷڸؚؿ ڴؽؙؾؙٷڽۿٲڰڮڐۣؠٛٷؽ۞

وَإِذَا شُتُلَى عَلَيْهِمُ النِّنْنَا بَيِّنْتِ قَالُوَا مَالْهُنَا الْاَرْجُلُ يُّنِينُكُ أَنْ يَصُدَّكُمُ عَمَّاكَانَ يَعَبُّكُ الْبَاقُكُمُ وَقَالُوا مَا لَهٰنَ الاِلْاَ افْكُ مُفْتَرًى ۖ وقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَتَنَاجَآءَهُمُ \* إِنْ لِهٰنَا الاَّلِيْحُرُنْئِبُيْنُ ۞

ام. وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ<sup>(۱)</sup> بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے،<sup>(۲)</sup> ان میں سے اکثر کا انہی پر ایمان تھا۔

۳۳. پس آج تم میں سے کوئی (بھی) کسی کے لیے (بھی کسی فتم کے) نفع ونقصان کا مالک نہ ہوگا۔ (۳) اور ہم ظالموں (۵) سے کہہ دیں گے کہ اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے رہے۔

سرم اورجب ان کے سامنے ہماری صاف صاف آیتیں پر طفی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایسا شخص ہے (۵) جو ہمہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے روک دینا چاہتا ہے (اس کے سوا کوئی بات نہیں)، اور کہتے ہیں کہ یہ تو گھڑا ہوا جبوٹ ہے (ا<sup>1</sup>) اور حق ان کے پاس آچکا پھر بھی کافر یہی کہتے رہے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔ (ا

ا. یعنی فرضتے بھی حضرت علیمی علیمیا کی طرح اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرکے اظہار براءت کریں گے اور کہیں گے کہ ہم تو تیرے بندے میں اور تو ہمارا ولی ہے، ہمارا ان سے کیا تعلق؟

۲. جن سے مراد شیاطین ہیں۔ یعنی یہ اصل میں شیطانوں کے پجاری ہیں کیونکہ وہی ان کو بتوں کی عبادت پر لگاتے اور انہیں گمراہ کرتے تھے۔ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿إِنْ تَیْنَ عُمُونَ وَمِنْ دُونِهَ اِللّاَ اِللّٰهَا وَاللّٰهَ یَاللّٰہُ عُمُونَ اِللّٰهَ یَطْنَا اَمْرِیْدًا ﴾ (انساء: ۱۱).
 سا. یعنی دنیا میں تم یہ سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے کہ یہ تمہیں فائدہ پہنچائیں گے، تمہاری سفارش کریں گے اور اللّٰہ
 کے عذاب سے تمہیں نجات دلوائیں گے۔ جیسے آج بھی پیر پرستوں اور قبر پرستوں کا حال ہے لیکن، آج دیکھ لوکہ یہ لوگ کسی بات پر قادر نہیں۔
 لوگ کسی بات پر قادر نہیں۔

۷. ظالموں سے مراد، غیر اللہ کے پیجاری ہیں، کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے اور مشرکین سب سے بڑے ظالم۔

۵. مخص سے مراد، حضرت نبی کریم مُنگافید کم ہیں۔ باپ دادا کا دین، ان کے نزدیک صحیح تھا، اس کیے انہوں نے آپ مُنگافید کم کا "جرم" یہ بیان کیا کہ یہ تمہیں ان معبودوں سے روکنا چاہتا ہے جن کی تمہارے آباء عبادت کرتے رہے۔

۲. اس دوسرے هٰذَا سے مراد قرآن كريم ہے، اسے انہوں نے تراثا ہوا بہتان يا گھڑا ہوا جھوٹ قرار ديا۔

2. قرآن کو پہلے گھڑا ہوا جھوٹ کہا اور یہال کھلا جادو۔ پہلے کا تعلق قرآن کے مفہوم ومطالب سے ہے اور دوسرے کا تعلق قرآن کے معجوانہ نظم واسلوب اور اعجاز وبلاغت سے۔ (نتح القدر)

ۅٙمَاۤٵٮؾؽؙڹ۠ۿۄڝؚۜڽؙػؙؿؙٮ۪ؾۜۮۯڛٛۅؙٮؘۿٵۅؘڡؘٵٙۯڛۘڷێٙٵ ٳؽؠٛۄؙۥػؘؿؙڮؘڡؚڽؙؙؾٚڔؽؙڔۣؖ۞

ۅؙػؙۮۜٞۘٛڹۘۘۘٲڷۜڎؚؽؙؽڡؚؽؙ؋ؘؽڸۿٷٚۅۜٵڵڬٷؙ۫ٳڡؙڡؙۺؙٳۯ ڡۧٵڶؾؽؙڶۿؙۏۊؘڴۮٞؠؙٷٳۯؙۺؙڷٚٛٷڲؽؙڡؘٛڰٲؽٮؘؘڮؽؙڕ۞۫

قُلُ اِنَّهُمَّ اَحِظُكُمْ بِواجِكَاةٍ ۚ ٱنَ تَقُوْمُوالِلَّهِ مَثْنُى وَفُرَادَى شُوَّ سَتَقَكَّرُوا ۖ مَابِصَاجِبِكُمُ مِّنُ جِنَّةٍ ۚ إِنَّ هُوالَّالِنَائِيرُ لَكُمُ بَيْنَ يَكَى عَذَا بِ شَدِيْدٍ۞

۳۴. اور ان (مکہ والوں) کو نہ تو ہم نے کتابیں دے رکھی ہیں جنہیں یہ پڑھتے ہوں اور نہ ان کے پاس آپ سے پہلے کوئی آگاہ کرنے والا آیا۔(۱)

۳۵. اور ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی ہماری باتوں کو جھٹلایا تھا اور انہیں ہم نے جو دے رکھا تھا یہ تو اس کے دسویں ھے کو بھی نہیں پہنچ، پس انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا، (پھر دیکھ کہ) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا۔ (

۳۱. کہہ دیجے کہ میں شہیں صرف ایک ہی بات کی نصحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے واسطے (ضد چھوڑکر) دو دو مل کر یا تنہا تنہا کھڑے ہوکر سوچو تو سہی، شہارے اس رفیق کو کوئی جنون نہیں، (۳) وہ تو شہیں ایک بڑے (سخت) عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے۔ (۳)

ا. اس لیے وہ آرزو کرتے تھے کہ ان کے پاس بھی کوئی پیغیر آئے اور کوئی صحیفہ آسانی نازل ہو۔ لیکن جب یہ چیزیں آئیں تو انکار کردیا۔

۲. یہ کفار مکہ کو سنبیہ کی جارہی ہے کہ تم نے تکذیب واٹکار کا جو راستہ اختیار کیا ہے، وہ نہایت خطرناک ہے۔ تم سے چھلی امتیں بھی، اس رائے پر چل کر تباہ و برباد ہو چکی ہیں۔ حالانکہ یہ امتیں مال ودولت، قوت وطاقت اور عمرول کے لحاظ سے تم سے بڑھ کر تھیں، تم تو ان کے دسویں ھے کو بھی نہیں چینچے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اللہ کے عذاب سے نہیں نی سیسے اس مضمون کو سورۂ احقاف کی آیت: ۲۲ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

سا ایعنی میں تمہیں تمہارے موجودہ طرز عمل سے ڈراتا اور ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ تم ضد، اور اناست چھوڑ کر صرف اللہ کے لیے ایک ایک دو دو ہو کر میری بابت سوچو کہ میری زندگی تمہارے اندر گزری ہے اور اب بھی جو دعوت میں تمہیں دے رہا ہوں کیا اس میں کوئی ایس بات ہے کہ جس سے اس بات کی نشاندہی ہو کہ میرے اندر دیوا تگی ہے؟ تم اگر عصبیت اور خواہش نفس سے بالا ہوکر سوچو گے تو یقیناً تم سمجھ جاؤگ کہ تمہارے رفیق کے اندر کوئی دیوا گئی نہیں ہے۔

۷۰. لینی وہ تو صرف تمہاری ہدایت کے لیے آیا ہے تاکہ تم اس عذاب شدید سے نے جاؤ جو ہدایت کا راستہ نہ اپنانے کی وجہ سے تمہیں جمگتنا پڑے گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی مَثَالِيَّتِمُ ایک دن صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور فرمایا "یا صباحاہ" جے

قُلُمَاسَالْتُكُوُّمِّنُ اَجْرِ فَهُوَلَكُوُّ اِنَ اَجْرِيَ إِلَّاعَلَى اللهِ ۚ وَهُوَعَلَى كُلِّ شَيْ أَنْ شَهِيْكُ۞

قُلُ إِنَّ رَبِّىُ يَقُذِ ثُ بِالْحُقِّ عَكَاهُمُ الْغُيُوبِ ⊙

قُلُ جَأَءَالُحَقُّ وَمَا يُبُدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيبُكُ

قُلُ إِنْ ضَلَلُتُ فَإِنَّهَا آضِكُ عَلَىٰ نَفْسِئٌ وَإِن اهْتَدَيْتُ فَهَمَايُونِي ٓ إِلَّارَتِي رِبِّتُهُ سَمِيتُ قَرِيْبُ۞

٧٧. كهد ديجي كه جو بدله ميں تم سے مانگوں وہ تمہارك ليے ہے () ليے ہے () مير ابدله تو الله تعالى ہى كے ذمے ہے۔ اور وہ ہر چيز سے باخبر (اور مطلع) ہے۔

۳۸. کہہ دیجیے کہ میرا رب حق (سچی وحی) نازل فرماتا ہے(۲) وہ ہر غیب کا جاننے والا ہے۔

۲۹. کہہ دیجیے کہ حق آچکا باطل نہ تو پہلے کچھ کرسکا ہے اور نہ کرسکے گا۔(")

کہہ دیجے کہ اگر میں بہک جاؤں تو میرے بہکنے
 (کا وبال) مجھ پر ہی ہے اور اگر میں راہ ہدایت پر
 ہوں تو بسبب اس وحی کے جو میرا پروردگار مجھے

سن کر قریش جمع ہوگئے، آپ سَکَالِیْکُمْ نے فرمایا "بتلاؤ، اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن صبح یا شام کو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے، تو کیا تم میری تصدیق کروگے؟" انہوں نے کہا "کیوں نہیں" آپ سَکَالِیْکُمْ نے فرمایا "تو پھر سن لو کہ میں حمہیں سخت عذاب آنے سے پہلے ڈراتا ہوں" یہ سن کر ابو لہب نے کہا تباً لَکُ! اَلَهٰذَا جَمَعْتَنَا "تیرے لیے ہلاکت ہو، کیا اس لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا؟" جس پر اللہ تعالی نے سورہ ﴿تَبَّتُ یَدَاکَالِیْ لَهُ یَا وَیَالِیْ لَهُ عَلَیْ اَلٰ فرمانی۔ ( میج جماری)، تغیر سورہ با) اللہ اس میں ایک بے غرضی اور دنیا کے مال ومتاع سے بے رغبتی کا مزید اظہار فرمادیا تاکہ ان کے دلوں میں اگر یہ شک وشہ پیدا ہو کہ اس دعوائے نبوت سے اس کا مقصد کہیں دنیا کمانا تو نہیں، تو وہ دور ہوجائے۔

۲. قَدَفَ کے معنی، تیراندازی اور خشت باری کے بھی ہیں اور کلام کرنے کے بھی۔ یہاں اس کے دوسرے معنی ہی ہیں اور کلام کرنے کے بھی۔ یہاں اس کے دوسرے معنی ہی ہیں اور کلام کرنے کے بھی۔ یہاں اس کے دوسرے معنی ہی ہیں ایعنی وہ حق وہ حق وہ حق وہ حق وہ ان کے ذریعے سے لوگوں کے لیے حق واضح فرماتا ہے۔ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿یُلِقِی الرُّوْمَ مِنْ اَمْرِهُ عَلٰی مَنْ یَشْکَا اُونِ عِمْلَدِهِ ﴾ (المؤمن: ۱۵) لیعنی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے، فرشتے کے ذریعے سے اپنی وی سے نواز تا ہے۔

سا. حق سے مراد قرآن اور باطل سے مراد کفر وشرک ہے۔ مطلب ہے اللہ کی طرف سے اللہ کا دین اور اس کا قرآن آگیا ہے، جس سے باطل مضحل اور ختم ہوگیا ہے، اب وہ سر اٹھانے کے قابل نہیں رہا، جس طرح فرمایا ﴿ بَلُ نَفْتِن فُولِلْفِيّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدُمَعُهُ فَاذَا هُوزَاهِقُ ﴾ (الأنبياء: ۱۸) (بلکہ ہم کج کو جھوٹ پر پھینک مارتے ہیں لیس کج جھوٹ کا سر توڑ دیتا ہے اور وہ اسی وقت نابود ہوجاتا ہے) حدیث میں آتا ہے کہ جس دن مکمہ فتح ہوا، نبی مَنَّ اللَّهُ عَلَیْ خَانهُ کعبہ میں داخل ہوئے، چاروں طرف بت نصب سے، آپ مَنَّ اللَّهُ مِنْ مَان کی نوک سے ان بتوں کو مارتے جاتے اور یہ آیت اور سورہ بنی اسرائیل کی چاروں طرف بت نصب سے، آب اَلِمُ اللَّهُ اللهِ اللهِ

کر تا ہے<sup>(۱)</sup> یقیناً وہ بڑا ہی سننے والا اور بہت ہی قریب ہے۔<sup>(۲)</sup>

> وَلَوْتَزَى إِذْ فَزِعُوا فَلافَوْتَ وَالْخِذُوامِنُ مَكَانٍ قَرِيبٍ ﴿

01. اور اگر آپ (وہ وقت) ملاحظہ کریں جب کہ یہ کفار گھبرائے پھریں گے پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگ<sup>(۳)</sup> اور قریب کی جگہ سے گرفتار کرلیے جائیں گے۔

وَّقَالُوُٱامْتَابِهٖ ۚ وَٱنْ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنُ مُكَانٍ بَعِيْدٍ ۚ

۵۲. اور اس وقت کہیں گے کہ ہم اس قرآن پر ایمان لائے لیکن اس قدر دور جگہ سے (مطلوبہ چیز) کیسے ہاتھ آسکتی ہے۔

ۅؘۘقَدُكُفَمُ وُالِهِ مِنْ ثَبُلْ ۚ وَيَقَدُو ْفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مُكَانِ بَعِيْدٍ ۞

**۵۳**. اور اس سے پہلے تو انہوں نے اس سے کفر کیا تھا، اور دور دراز سے بن دیکھے ہی چھینکتے رہے۔(۵)

ا. یعنی بھلائی سب اللہ کی طرف ہے ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جو وحی اور حق مین نازل فرمایا ہے، اس میں رشد وہدایت ہے، صبح راستہ لوگوں کو اس سے ملتا ہے۔ پس جو گراہ ہوتا ہے، تو اس میں انسان کی اینی ہی کوتابی اور ہوائے نفس کا دخل ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا وبال بھی اس پر ہوگا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود وظائفۂ جب کسی سائل کے جواب میں اینی طرف سے کچھ بیان فرماتے تو ساتھ کہتے، «أَقُوْلُ فِیْهَا بِرَأْییْ؛ فَإِنْ یَکُنْ صَوَابًا فَمِنَ اللهِ، وَإِنْ یَکُنْ خَطَا فَمِنَیْ وَمِنَ اللهِ، وَإِنْ یَکُنْ خَطَاً فَمِنَیْ وَمِنَ اللهِ، وَاللهُ وَرَسُولُهُ بَرِیْمَانِ مِنْهُ (ابن کئیر) (میں اپنی رائے کے مطابق یہ کہہ رہا ہوں، اگر یہ صبح ہو تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے اللہ تعالیٰ اور اس کے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مَنْ اللّٰهُ مِنْ اللّٰهُ عَبِی جِیں)۔

٢. جس طرح صديث ميں فرمايا «إنَّكُمْ لَاتَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّمَا تَدْعُونَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا مُحِيْبًا» (صحيح البخاري،
 کتاب الدعاء، باب الدعاء إذا علا عقبة) (تم بهرى اور غائب ذات كو نهيں پكار رہے ہو بلكہ اس كو پكار رہے ہو جو سننے والا،
 قريب ہے، اور قبول كرنے والا ہے)۔

سل فَلا فَوْتَ كَهِين بِها لله كالين عليل عليه على الله على ا

4. تَنَاوُشٌ کے معنی تناول لیعنی کپڑنے کے ہیں لیعنی اب آخرت میں انہیں ایمان کس طرح حاصل ہو سکتا ہے جب کہ دنیا میں اس سے گریز کرتے رہے گویا آخرت ایمان کے لیے، دنیا کے مقابلے میں دورکی جگہ ہے، جس طرح دور سے کسی چیز کو کپڑنا ممکن نہیں، آخرت میں ایمان لانے کی گنجائش نہیں۔

۵. لین این گمان سے کہتے رہے کہ قیامت اور حماب کتاب نہیں۔ یا قرآن کے بارے میں کہتے رہے کہ یہ جادو، گھڑا

ۅٙڿؽڵؠؽڹٞػؙٷؠۜڒؽؙٵڛؙٛؠۜٛٷڽؘػٳڶۼۛڶڔٳڷۺؙٳۼٟۿ ڡؚڽؙٞٛۏؿٙڵ۠ٳٳٞڴٷػۯؙۏٳ؈ؙٛۺڮۨؠ۠ۯۣڽڿۣ۞

الم اور ان کی چاہتوں اور ان کے درمیان پردہ حاکل کردیا گیا<sup>(۱)</sup> جیسے کہ اس سے پہلے بھی ان جیسوں کے ساتھ کیا گیا، (<sup>۲)</sup> وہ بھی (انہی کی طرح) شک وتردد میں (یڑے ہوئے) تھے۔ (<sup>۳)</sup>

ہوا جھوٹ اور پچھلوں کی کہانیاں ہیں یا محمد منگالی آئے اسے میں کہتے رہے کہ یہ جادو گر ہے، کائن ہے، شاعر ہے یا مجنون ہے۔ جب کہ کسی بات کی بھی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں تھی۔

ا. یعنی آخرت میں وہ چاہیں گے کہ ان کا ایمان قبول کرلیا جائے، عذاب سے ان کی نجات ہوجائے، لیکن ان کے درمیان اور ان کی اس خواہش کے درمیان بردہ حاکل کردیا یعنی اس خواہش کو رد کردیا جائے گا۔

۲. لیعنی تحچیلی امتوں کا ایمان بھی اس وقت قبول نہیں کیا گیا جب وہ عذاب کے معاینہ کے بعد ایمان لائیں۔

س. اس لیے اب معاینہ عذاب کے بعد ان کا ایمان بھی کس طرح قبول ہو سکتا ہے؟ حضرت قنادہ ڈیکٹٹٹ فرماتے ہیں "ریب وشک سے بچو، جو شک کی حالت میں فوت ہوگا، اس حالت میں اٹھے گا اور جو یقین پر مرے گا، قیامت کے دن یقین پر ہی اٹھے گا"۔ (ابن کثیر)

## سورۂ فاطر کمی ہے اور اس میں پینتالیس آئیتیں اور پانچ رکوع ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

1. اس الله کے لیے تمام تعریفیں سزاوار ہیں جو (ابتداءً) آسانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا<sup>(۱)</sup> اور دو دو تین تین چار چار پروں والے فرشتوں کو اپنا پیغیبر (قاصد) بنانے والا ہے، (<sup>۳)</sup> مخلوق میں جو چاہے اضافہ کرتا ہے (<sup>۳)</sup> الله تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔

7. الله تعالی جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کردے سو اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں (۴) اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

۳. اے لوگو! تم پر جو انعام اللہ تعالیٰ نے کیے ہیں انہیں ماد کرو۔ کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے جو تمہیں

# سَنُونِكُونَ الْإِنْ الْمُ

## 

ٱڬؖٮٮؙۮؙٮڸڬۏڶڟۣٳڶۺۜڵۏؾؚٷٲڷۯڞۣۻٵۼڸ الْمَلَيِّكَةؚڽُسُلًا اوْلَ]آجْفِحَة مَّتْنَى وَتُك وَرُلعٌ يَزِيدُنِ الْخَلْقِ مَايِشَآءٌإِنَّ لله عَلى كُلِّ شَّئَ قَدِيرٌ۞

> كَانَفَتَحِ اللهُ لِلنَّاسِ مِنْ تَحْةٍ فَكُمُّسِكَ لَهَا \* وَمَايُسُكُ فَلَامُرُسِلَ لَهُ مِنْ بَعُكِمْ \* وَهُوَالْعَرِيْرُ أَخْرِيُورُ الْعَرِيْرُ أَخْرِيُورُ \*

ێۘٲؽؙۿٵڶێٞٲڛٵۮ۫ڬؙۯؙۉٳۼڡ۬ؠٙؾٵڶڷۊؚڡؘڲؽػؙؙؠٝۿڶ؈ٛ ڂڲڸؚؾۼۘؿؙۯڶڟۄؠؘۯۯؙۊؙڴۅۺۜڹٳۺػٲ۫؞ۅٙٲڶۯۻ۫

ا. فَاطِو کے معنی بیں مخترع، پہلے پہل ایجاد کرنے والا، یہ اشارہ ہے اللہ کی قدرت کی طرف کہ اس نے آسان وزمین پہلے پہل بغیر نمونے کے بنائے، تو اس کے لیے دوبارہ انسانوں کو پیدا کرنا کونسا مشکل ہے؟

۲. مراد جبر ائیل، میکائیل، اسر افیل اور عزر ائیل علیه فرشته بین جن کو اللہ تعالی انبیاء کی طرف یا مختلف مہمات پر قاصد بناکر بھیجتا ہے۔ ان میں سے کسی کے دو، کسی کے تین اور کسی کے چار پر بین، جن کے ذریعے سے وہ زمین پر آتے اور زمین سے آسان پر جاتے ہیں۔

سا. لیمن بعض فرشنوں کے اس سے بھی زیادہ پر ہیں، جیسے حدیث میں آتا ہے نبی عَلَیْتَیَّمْ نے فرمایا، میں نے معراج کی رات جبرائیل عَلَیْتُیْا کو اصلی صورت میں ویکھا، ان کے چھ سو پر تھے۔ (صحیح البخادي، تفسیر سورة النجم، باب فکان قاب قوسین او اُذنی) بعض نے اس کو عام رکھا ہے، جس میں آئکھ، چیرہ، ناک اور منہ ہر چیز کا حسن واخل ہے۔

م. ان ہی نعتوں میں سے ارسال رسل اور انزال کتب بھی ہے۔ لینی ہر چیز کا دینے والا بھی وہی ہے، اور واپس لینے یا روک لینے والا بھی وہی۔ اس کے سوانہ کوئی معطی اور منعم ہے اور نہ مانع و قابض۔ جس طرح نبی سَلَیْ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ «اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِی لِمَا مَنَعْتَ».

# لَا إِلَّهُ إِلَّاهُو ۚ فَأَنَّى ثُوُّ فَكُونَ ۞

ۅٙڶؿؙڲڒۜڹؙٷڬؘڡؘٚڷؙۮؙڵڐؚؠٮؖٛۯڛؙٛڵۺؙۜۏٞۼۛڸڮٛۅۧٳڶ ڶڵٶڗؙٛڎۼؙٵڒؙۯؙڡٛۅؙٛۯ

ۗ يَانَهُمُا النَّاسُ إِنَّ وَعُدَاللهِ حَقٌّ فَلَاتَغُرَّ تُكُوُ الْحَلِوةُ الدُّنْيَا "وَلاَنِغُرَّكُمُ بِاللهِ الْغُزُورُ۞

ٳڽۜٲڵۺۜؽڟؽؘڵڬؙؠؙؙۼۮؙۊؙٞڣٲۼٞؽؙٷؙۼٮؙڰؖٳٝٳٮٛۛؽۜٵؠؽڠؙۅٛٳڿۯؘڽ؋ ڸؚؽؽؙۅٛٮؙؙۉٵڡۣڽؙٲڞؙۼڔ۩ڛۜۼؽڕڽ

آسان وزمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم کہاں الٹے جاتے ہو؟ (۱)

مل اور اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے کے تمام رسول بھی جھٹلائے جانچکے ہیں۔ اور تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ (۱)

6. اے لوگو! اللہ تعالی کاوعدہ سچا ہے (۳) جنہیں دنیوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے، (۳) اور نہ دھوکے باز شیطان میں ڈالے۔ (۵)

الد رکھو شیطان تمہارا دشمن ہے، تم اسے دشمن جانو (۲)
 وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لیے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں۔

ا. یعنی اس بیان ووضاحت کے بعد بھی تم غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو؟ تُوْ فَکُوْنَ اگر أَفَكَ سے ہوتو معنی ہوں گے پھرنا، تم کہاں پھرے جاتے ہو؟ اور اگر إِفْكٌ سے ہوتو معنی بین جھوٹ، جو بچ سے پھرنے کا نام ہے۔ مطلب ہے کہ تمہارے اندر توحید اور آخرت کا انکار کہاں سے آگیا، جب کہ تم مانتے ہو کہ تمہارا خالق اور رازق اللہ ہے۔ (خُ القدیر)

اس میں نبی مَثَانِیْقِم کو تسلی ہے کہ آپ مَثَانِیْقِم کو جھٹلاکر یہ کہاں جائیں گے؟ بالآخر تمام معاملات کا فیصلہ تو ہمیں ہی کرنا ہے۔ جس طرح پچپلی امتوں نے اپنے پیغیروں کو جھٹلایا، تو انہیں سوائے بربادی کے کیا ملا؟ اس لیے یہ بھی اگر باز نہ آئے، تو ان کو بھی ہلاک کرنا ہمارے لیے مشکل نہیں ہے۔

س. کہ قیامت بریا ہوگی اور نیک وبد کو ان کے اعمال کی جزاء وسزا دی جائے گا۔

بم. لیعنی آخرت کی ان نعتوں سے غافل نہ کردے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں اور رسولوں کے پیرو کاروں کے لیے تیار کر رکھی ہیں۔ پس اس دنیا کی عارضی لذتوں میں کھوکر آخرت کی دائمی راحتوں کو نظر انداز نہ کرو۔

۵. لیعنی اس کے داؤ اور فریب سے فی کر رہو، اس لیے کہ وہ بہت دھوکے باز ہے اور اس کا مقصد ہی تمہیں دھوکے میں مبتلا کرکے اور رکھ کے جنت سے محروم کرنا ہے۔ یہی الفاظ سورہ لقمان: ۱۳۳ میں بھی گزر کیے ہیں۔

۲. لینی اس سے سخت عداوت رکھو، اس کے دجل و فریب اور چھانڈوں سے بچو، جس طرح دشمن سے بچاؤ کے لیے انسان کرتا ہے۔ دوسرے مقام پر اس مضمون کو اس طرح ادا کیا گیا ہے۔ ﴿ اَفَتَتَخِنُ اُونَا وَ وُلِیَا اَوْلِیا اَوْلِیا اَوْلِیا اَلَٰ مِعْمُ اللَّهُ عَدُونُ وَهُمُ اللَّهُ عَدِی اِلِیا اِللَّهِ وَمِی اِللَّهُ اِللَّهُ اِللَّهُ اِللَّهُ اِللَّهُ اللَّهُ اِللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

ٱكَذِيْنَ كَفَرُوْالَهُمُ عَذَاكِ شَدِيكُ هُ وَالَّذِيْنَ الْمَنُوْا وَعِمْوُاالصَّلِدَتِلَامُ مَعْفِرَةٌ وَاجْزُكِيدُرُّ

اَحْمَنُ ذُبِّنَ لَهُ سُوَّءُ عَمَلِهِ فَرَالاُحَسَنَا ۚ فَانَّ اللهَ يُضِلُّ مَنْ يَنْنَا ۚ وَيَهْدِى مَنْ يَنْنَا ۚ وَقَلَا تَنُهَبُ نَصْنُكَ عَلَيْهِمْ حَسَراتٍ إِنَّ اللهَ عَلِيْوُنِمَا يَصْنَعُونَ ۞

ۘٷڵڵۿٲڵۮؽٞٲۯۺؙڵٳڵؚڽۣۼؗٷؿؙؿ۫ؿؙۘؿؙۺؗۜٵٛٛڣؙڡؙٛڡ۫ٛڶڠٳڵؠڮٙۅ ڡۜؠؾؾٟٷؘڲؘؽێٳۑڢٳڷٳۯؙڞؘؠؘۼػڡٞۅؙؾۿٵڰۮٳڮ ٵڎٚۺؙٛٷٛڽ

2. جو لوگ کافر ہوئے ان کے لیے سخت سزا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ان کے لیے بخشش ہے اور (بہت) بڑا اجر ہے۔()

٨. كيا پس وہ شخص جس كے ليے اس كے برے اعمال مزين كرديے گئے ہيں پس وہ انہيں اچھا سمجھتا ہے (۲)
 (كيا وہ ہدايت يافتہ شخص جيسا ہے)، (لقين مانو) كہ اللہ جے چاہے گر اہ كرتا ہے اور جسے چاہے راہ راست دكھاتا ہے۔ (۳) پس آپ كو ان پر غم كھا كھا كر اپنى جان ہلاكت ميں نہ ڈالنى چاہيے، (۳) يہ جو كچھ كررہے ہيں اس سے يقيناً اللہ تعالىٰ بخوبی واقف ہے۔ (۵)

9. اور الله بی ہوائیں چلاتا ہے جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم بادلوں کو خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں اور اس سے اس زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کردیتے

ا. یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے دیگر مقامات کی طرح ایمان کے ساتھ، عمل صالح کو بیان کرکے اس کی اجمیت کو واضح کر دیا ہے تاکہ اہل ایمان عمل صالح سے کسی وقت بھی غفلت نہ برتیں، کہ مغفرت اور اجر کبیر کا وعدہ اس ایمان پر ہی ہے جس کے ساتھ عمل صالح ہوگا۔

٢. جس طرح كفار وفجار بين، وه كفر وشرك اور فنق وفجور كرتے بين اور سيحقة يه بين كه وه اچھا كررہے بين ايسا
 شخص جس كو اللہ نے گراہ كرديا ہو، اس كے بچاؤ كے ليے آپ كے پاس كوئى حيلہ ہے؟ يا يه اس شخص كے برابر ہے جے اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے؟ جواب نفی میں ہی ہے، نہيں يقيناً نہيں۔

س. الله تعالی اپنے عدل کی رو سے اپنی سنت کے مطابق اس کو گمراہ کرتا ہے جو مسلسل اپنے کر تو توں سے اپنے کو اس کا مستحق مھبرا چکتا ہے اور ہدایت اپنے فضل وکرم سے اسے دیتا ہے جو اس کا طالب ہوتا ہے۔

۲۲. کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت پر اور علم تام پر مبنی ہے، اس لیے کسی کی گراہی پر اتنا افسوس نہ کریں کہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال لیں۔

۵. لینی اس سے ان کا کوئی قول یا فعل مخفی نہیں، مطلب یہ ہے کہ اللہ کا ان کے ساتھ معاملہ ایک علیم و نہیر اور ایک علیم کی طرح کا ہمیں کی طرح کا نہیں ہے جو اپنے اختیارات کا الل ٹپ استعال کرتے ہیں، کبھی سلام کرنے سے بھی ناراض ہوجاتے ہیں اور کبھی دشام پر ہی خلعتوں سے نواز دیتے ہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلُهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ (لِيَّهُ يَصُعَدُ الْخَالِطِيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمَكُوْوْنَ السِّينَافِ لَهُمُّ عَنَاكِ شَرِينًا وَمَكُوُلُولَ إِلَّهِ هُوَ يُنُوُرُنَ

ہیں۔ اسی طرح دوبارہ جی اٹھنا (بھی) ہے۔ (۱)

• ا. جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کی ساری عزت ہے، (۲) تمام تر ستھرے کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں (۳) اور نیک عمل ان کو بلند کرتا ہے، (۹) جو لوگ برائیوں کے داؤں گھات میں لگے رہتے ہیں (۵) ان کے لیے سخت تر عذاب ہے، اور ان کا یہ مکر برباد ہوجائے گا۔ (۲)

ا. یعنی جس طرح بادلوں سے بارش برساکر خشک (مردہ) زمین کو ہم شاداب (زندہ) کردیتے ہیں، ای طریقے سے قیامت کے دن تمام مردہ انسانوں کو بھی ہم زندہ کردیں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ "انسان کا سارا جسم بوسیدہ ہوجاتا ہے، صرف ریڑھ کی ہڑی کا ایک چھوٹا ساحصہ محفوظ رہتا ہے، ای سے اس کی دوبارہ تخلیق وترکیب ہوگی"۔ ﴿کُلُّ جَسَدِ ابْنِ آدَمَ یَبْلَی، إِلَّا عَجب الذَّنَب، مِنْهُ خُلِقَ، وَمِنْهُ یُرَکَّبُ ﴾ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ عمَّ. مسلم، کتاب الفتن، باب مابین النفختین)

۲. لیعنی جو چاہتا ہے کہ اسے دنیا اور آخرت میں عزت کے، تو وہ اللہ کی اطاعت کرے، اس سے اسے یہ مقصود حاصل ہوجائے گا۔ اس لیے کہ دنیا وآخرت کا مالک اللہ ہی ہے، ساری عزتیں اس کے پاس ہیں وہ جس کو عزت دے، وہی عزیز ہوگا، جس کو وہ ذلیل کردے، اسے دنیا کی کوئی طاقت عزت نہیں دے سمق دوسرے مقام پر فرمایا۔ ﴿ لِلّٰ اللّٰهِ مِنْ اللّٰهُ مُنْ اللّٰهِ وَقَاللّٰهُ اللّٰهِ وَقَاللّٰهُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اللّٰهِ وَقَاللّٰهُ اللّٰهِ وَقَاللّٰهُ اللّٰهِ وَقَاللّٰهُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ وَقَاللّٰهُ اللّٰهِ وَقَاللّٰهُ اللّٰهِ وَقَاللّٰهُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اللّٰهِ وَقَاللّٰهُ اللّٰهِ وَقَاللّٰهُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰمُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ الل

سر الْكَلِمُ، كَلِمَةٌ كَى جَع ہے، سَقرے كلمات سے مراد الله كى شيخ و تحميد، تلاوت، امر بالمعروف و نهى عن المنكر ہے۔ چڑھتے ہيں كا مطلب، قبول كرنا ہے۔ يا فرشتوں كا انہيں لے كر آسانوں پر چڑھنا ہے تاكہ الله ان كى جزاء دے۔ ٢٠ . يَر فَعُدُهُ، ميں صغير كا مرجع كون ہے؟ بعض كہتے الْكَلِمُ الطَّيْبُ ہے۔ يعنی عمل صالح كلمات طيبات كو الله كى طرف بلند كرتا ہے۔ يعنی محض زبان سے الله كا ذكر (تشيح و تحميد) کچھ نہيں، جب تك اس كے ساتھ عمل صالح يعنی احكام وفرائض كى ادائيگى بھى نہ ہو۔ بعض كہتے ہيں يَرْ فَعُدُ ميں فاعل كى ضمير الله كى طرف راجع ہے۔ مطلب ہے كہ الله تعالى عمل صالح كو كلمات طيبات پر بلند فرماتا ہے اس ليے كہ عمل صالح سے ہى اس بات كا تحقق ہوتا ہے كہ اس كا كرنے والا فى الواقع الله كى تشيح و تحميد ميں مخلص ہے (ثم الله ي قول، عمل كے بغير، الله كے بال بے حيثيت ہے۔

۵. خفیہ طریقے سے کسی کو نقصان پہنچانے کی تدبیر کو مکر کہتے ہیں کفر وشرک کا ارتکاب بھی مکر ہے کہ اس طرح اللہ کے راستہ کو نقصان پہنچایا جاتا ہے، نبی مُثَاثِیْتُم کے خلاف قتل وغیرہ کی جو سازشیں کفار مکہ کرتے رہے، وہ بھی مکر ہے، ریا کاری بھی مکر ہے۔ یہاں یہ لفظ عام ہے، مکر کی تمام صورتوں کوشامل ہے۔

۲. لعنی ان کا مکر بھی برباد ہو گا اور اس کا وبال بھی انہی پر پڑے گا جو اس کا ارتکاب کرتے ہیں، جیسے فرمایا۔ ﴿وَلَا يَحِینُ الْمَكُو اللَّهِ بِينَ إِلَّا رِبَاهُ لِلهِ ﴾ (فاطر: ۳۳) (اور بری تدبیر وں کا وبال ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے)۔

ۅؘۘۘڶٮڵؗؗؗ۠۠ٛڂؘڷڡۜٙڴؙۅٞۺؙٞڗؙٳٮؙ۪ٛؾٛۊؖؠڽ۬ڗ۠ڟڡؘڐٟڗٛٚۄۜ ڿۘۘۘۼٮػڬٛۅٛٵۮؘۅٵجٞٲۅػٳػؿؙؠڵؙۺؙٲڹ۫ؿٝۅٙڵٳٮۜڞؘۼ ٳڷڒڽؚڡؚڶؚؠ؋ؖۅػٵؽؙۼؠۜۜۧۯڡؽؙؠٞ۠ۼؠۜڔۜۊڵٳؽؙڣڞؙ؈ٛۼؙڕٵٙ ٳڵڒڣؽڮڹؖ۫ڂ۪ٳۜڎؘۮڸػٷٙڶڟۼؽۜڛؿۯۨ۞

ۅٙڡؘٳؽٮؙٮۛؾۅؽٳڶؠڿؙۯڹۣؖڟؽٙٳڡؽؙڮٛٷٳؾٛڛٳٙؠۼ۠ ۺۘڗٳؽ؋ۅؘۿۮؘٳڡؚڷٷٵۼٷ؈ٛٷڵ؆ۣٞػٲڴۅؙۏ ڬؠؙٵڟڔۣڲٳٷٙؿٮؾٙڂٟڿٷؽڿڶؽةٞؾڷۺٮؙۏؠۜؠٵٷڗۜؽ ٳڶڣ۠ڵػڣؽ؋ڡۘۅٳڂڒڸؾۘڹؿڠؙۊٳڝڽؙڣڞ۬ڸ؋ ۅؘڶۼڴڴۊٚۺؙڴٷؽ۞

11. اور لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا ہے، (ا) پھر تمہیں جوڑے جوڑے (مرد وعورت) بنادیا ہے، عور توں کا حاملہ ہونا اور بچوں کا تولد ہونا سب اس کے علم سے ہی ہے، (ا) اور جو بڑی عمر والا عمر دیاجائے اور جس کسی کی عمر گھٹے وہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ (ا) یقیناً اللہ تعالیٰ پر یہ بات بالکل آسان ہے۔ ہوا ہے۔ (ا) یقیناً اللہ تعالیٰ پر یہ بات بالکل آسان ہے۔ اللہ اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا ہے بیاس بجھاتا پینے میں خوشگوار اور یہ دوسرا کھاری ہے کڑوا، تم ان دونوں میں خوشگوار اور یہ دوسرا کھاری ہے کڑوا، تم ان دونوں میں کم پہنتے ہو۔ اور آپ دیکھتے ہیں کہ بڑی بڑی کشتیاں پانی کو چیرنے پھاڑنے والی (ا) ان دریاوں میں ہیں تاکہ تم کی خوشکول میں کا شکر کرو۔ اس کا فضل ڈھونڈو اور تاکہ تم اس کا شکر کرو۔

ا. یعنی تمہارے باپ آدم علیٰ کو مٹی سے اور پھر اس کے بعد تمہاری نسل کو قائم رکھنے کے لیے انسان کی تخلیق کو نطفے سے وابستہ کردیا، جو مرد کی پشت سے نکل کر عورت کے رحم میں جاتا ہے۔

۲. لینی اس سے کوئی چیز مخفی نہیں، حتی کہ زمین پر گرنے والے پنے کو اور زمین کی تاریکیوں میں نشوونما پانے والے نیچ کو بھی وہ جانتا ہے۔ (الأنعام: ۵۹)

سال اس کا مطلب یہ ہے کہ عمر کی طوالت اور اس کی تقصیر (کم ہونا) اللہ کی تقدیر وقضاء سے ہے۔ علاوہ ازیں اس کے اساب بھی ہیں جس سے عمر لمبی یا چھوٹی ہوتی ہے، طوالت کے اساب میں صلۂ رحمی وغیرہ ہے، جیسا کہ احادیث میں ہے اور تقصیر کے اساب میں کثرت سے محاصی کا ار تکاب ہے۔ مثلاً کسی آدمی کی عمر 2 سال ہے لیکن بھی اساب زیادت کی وجہ سے اللہ اس میں کثرت سے محاصی کا ار تکاب ہے۔ مثلاً کسی کر دیتا ہے جب وہ اساب نقصان اختیار کرتا ہے۔ ور یہ سب کچھ اس نے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اس لیے عمر میں یہ کی بیثی ﴿ فَافَاجَاءُ اَجُلُهُ ۗ لِکَشَتُنا ُوْدُونَ سَاعَةً وَلَائِمَتَ اَوْر یہ سب کچھ اس نے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اس لیے عمر میں یہ کی بیثی ﴿ فَافَاجَاءُ اَجُلُهُ ۗ لِکَشَتُنا ُوْدُونَ سَاعَةً وَلَائِمَتُ وَاللّٰهُ مُلِلّٰ اَللّٰ کَاس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ وَلَ تَسَامِقُ اللّٰهُ مُلِلّٰ اللّٰ کُیاس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ اُگرائِکُنْ کُونُ کُی اللّٰ کو اس اور جہ کہ ہوتی ہے ﴿ یَمْحُوااللّٰهُ مُلِلّٰ اُور مُنْفِقُ اللّٰہُ اللّٰ کَ اس قول سے بھی ہوتی ہے ﴿ یَمْحُوااللّٰهُ مُلِلّٰ اللّٰہُ کَا اللّٰ کَاس اللّٰ اللّٰ کَاس اللّٰ اللّٰہُ کَاس اللّٰ اللّٰہُ کَاس اللّٰ اللّٰہُ کَاس اللّٰہُ کَاس اللّٰہُ کُلُونَا اللّٰہُ مُلِلّٰ اللّٰہُ کَاس اللّٰہُ کی اس اللّٰہ کہ اس اللّٰہ کے اللّٰہُ کُلُونِتُ کُلُونِیْنَا اور جُب کُرا سے اللّٰہ کے اس اللّٰہ کے اس اللّٰہ کو اللّٰہُ کُلُونِیْنَ اللّٰہُ کَاس اللّٰہ کُلُونِیْنَ اللّٰہُ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنِ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونُیْنَا اور خُب کُرا سے اس کے بیاس الوح محفوظ ہے)۔ (ان اللہ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰہُ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَا اور خُب کُرانی اللّٰہ اللّٰہ کے اس اللّٰ اللّٰ کُلُونِیْنَ کُلُونِیْنَا وَاللّٰہُ کُلُونِیْنَا وَاللّٰ کُلُونِیْنَا کُلُونِیْنَا وَاللّٰ کُلُونِیْنَا کُلُونِیْنَا وَاللّٰ کُلُونِیْنَا کُلُونِیْنَا کُلُونِیْنَا وَ

۷۰. مَوَاخِرَ، وه کشتیال جو آتے جاتے پانی کو چیرتی ہوئی گزرتی ہیں، آیت میں بیان کردہ دوسری چیزوں کی وضاحت سورة الفرقان میں گزرچکی ہے۔

يُولِجُ الآيُلَ فِي النَّهَ الرَّوَيُولُجُ النَّهَارِ فِي الَّذِلِ وَسَتَحَرَ الشَّهُسَ وَالْقَمَرَّ كُلُّ يَجْرِي لِاَجَلِ مُّسَمَّى ۚ ذَلِكُو اللهُ رَبُّهُ وَلَهُ الْمُلُكُ وَالَّذِينَ تَدَّمُونَ مِنْ وَفِنهِ مَا يَمُلِكُونَ مِنْ قِطِيدُونَ

ٳڹۘؾؙڎؙٷۿؙۿڒڵۺؠۘ۫ٮڠؙۅ۠ٳۮؗۼٵٞڴۄ۠ٷٙڮۅؙڛؘڝڠۅؙٳ ۛڡٵڛؙؾۜۼٲڹٛۅؙٳڵڴۅؙٷؿۅ۫ڡٳڵڣۣڮۊؾڴڨ۠ڕ۠ۏڹ ؚۺؚؿۯڮڴۄ۫ٷڒؽؙێؠۜؿ۠ػؿۺ۠ڴڿؠؿڕۣڟٞ

يَآيَّهُ التَّاسُ آنْتُمُ الْفُقَرَ آءُ إِلَى اللَّهِ

يايهالناس المرافقة راءراي الله

ا. یعنی مذکورہ تمام افعال کا فاعل ہے۔

اللہ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ ہر ہوادر آفتاب وماہتاب کو اسی نے کام میں لگادیا ہے۔ ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے۔ یہی ہے اللہ(۱) تم سب کا پالنے والا اس کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو تھجور کی سطحلی کے چیک کے کبی مالک نہیں۔(۱)

 $(0, 1]^{(n)}$  اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے،  $(0, 1)^{(n)}$  بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کرجائیں گے۔  $(0, 1)^{(n)}$  اور آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبر دار خبریں نہ دے گا۔  $(0, 1)^{(n)}$ 

10. اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو (٤) اور اللہ بے نیاز (١)

۲. لینی اتنی حقیر چیز کے بھی مالک نہیں، نہ اسے بیدا کرنے پر ہی قادر ہیں۔ قِطْدِیْرٌ اس جھلی کو کہتے ہیں جو کھجور اور اس کی محصلی کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ پتلا ساچھلکا محصلی پر لفانے کی طرح چڑھا ہوا ہوتا ہے۔

سا. لیعنی اگر تم انہیں مصائب میں بکارو تو وہ تہماری بکار سنتے ہی نہیں ہیں، کیونکہ وہ جمادات ہیں یا منوں مٹی کے نیچے مد فون۔

۸. لیعنی اگر بالفرض وہ سن بھی لیں تو بے فائدہ، اس لیے کہ وہ تمہاری التجاؤں کے مطابق تمہارا کام نہیں کر سکتے۔ ۔

۵. اور کہیں گے ﴿مَا كُمْنَاوْاْيَانَاتَعْبُلُونَ﴾ (یونس: ۲۸) (تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے) ﴿ اِن کُمْنَاعَنَ عِبَادَتِکُو لَغُولِیْنَ﴾ (یونس: ۲۹) (ہم تو تمہاری عبادت ہے یہ جی معلوم ہوتا ہے کہ جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے، وہ سب پھر کی مورتیاں ہی نہیں ہول گی، بلکہ ان میں عاقل (ملائکہ، جن شیاطین اور صالحین) بھی ہول گے۔ تب ہی تو یہ انکار کریں گے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کو حاجت براری کے لیے یکارنا شرک ہے۔

۲. اس لیے کہ اس جیسا کامل علم کسی کے پاس نہیں ہے۔ وہی تمام امور کی کنہ اور حقیقت سے پوری طرح باخبر ہے جس میں ان یکار کے جانے والوں کی بے اختیاری، یکار کو نہ سننا اور قیامت کے دن اس کا انکار کرنا بھی شامل ہے۔

2. نَاسٌ كا لفظ عام ہے جس ميں عوام وخواص، حتی كه انبياء عَلِيظام وصلحاء سب آجاتے ہيں۔ اللہ كے در كے سب ہى محتاج ہيں۔ ليكن اللہ كسى كا محتاج نہيں۔

٨. وه اتنا بے نياز ہے كه سب لوگ اگر اس كے نافرمان ہوجائيں تو اس سے اس كى سلطنت ميں كوئى كى اور سب اس

خوبیوں والا ہے۔

ٳڽؙۜؿۺٚٲؽؙؙؽٛۿؚؠؙؙؙؙۘڝؙؙٛ*ۄؙۅؘؽ*ٲۺؚڹؚۼؘڷؙٟؾڿؚٮؽؠ<sup>ٟۿ</sup>

۱۷. اگر وہ چاہے تو تم کو فناء کردے اور ایک نئی مخلوق پیدا کردے۔(۲)

وَمَاذَٰ لِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيْزٍ۞

وَاللهُ هُوَالْغَنِيُّ الْحَبِينُهُ

12. اور یہ بات اللہ کو کچھ مشکل نہیں۔

وَلاَتَزِرُوَازِرَةٌ وِّنْرَاخُرِٰي ۚ وَإِنْ يَتُكُو ۗ مُثْقَلَةٌ اللَّحِمُلِهَا لاَيُعُمَّلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوَكَانَ دَا قُرُبِلْ إِنَّنَمَانُ نُونُ رُالَّذِينَ يَخْشَوُنَ رَتَّهُهُ وَانْعَانِيَا وَاقَامُواالصَّلْوَةُ وَمَنْ تَزَكُٰ وَانْعَانِيَا ثَرَكْ لِنَفْسِهِ وَالىاللَّهِ الْمَصِيرُو

۱۸. اور کوئی بھی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، (۳) اگر کوئی گراں بار دوسرے کو اپنا بوجھ اٹھانے کا بارے گا تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ اٹھائے گا گو قرابت دار ہی ہو۔ (۳) تو صرف انہی کو آگاہ کرسکتا ہے جو غائبانہ طور پر اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں (۵) اور جو بھی پاک ہوجائے وہ اپنے ہی نفع کے لیے اور جو بھی پاک ہوجائے وہ اپنے ہی نفع کے لیے

کے اطاعت گزار بن جائیں، تو اس سے اس کی قوت میں زیادتی نہیں ہو گی۔ بلکہ نافرمانی سے انسانوں کا اپنا ہی نقصان ہے اور اس کی عبادت واطاعت سے انسانوں کا اپنا ہی فائدہ ہے۔

ا. یعنی محمود ہے اپنی نعمتوں کی وجہ سے۔ پس ہر نعمت، جو اس نے بندوں پر کی ہے، اس پر وہ حمد وشکر کا مستحق ہے۔

۲. یہ بھی اس کی شان بے نیازی ہی کی ایک مثال ہے کہ اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کے گھاٹ اتار کے تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق پیدا کردے جو اس کی اطاعت گزار ہو، اس کی نافرمان نہیں، یا یہ مطلب ہے کہ ایک نئی مخلوق اور نیا عالم پیدا کردے جس سے تم نا آشا ہو۔

س. بال جس نے دوسروں کو گمراہ کیا ہوگا، وہ اپنے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائے گا، جیسا کہ آیت ﴿وَلَيْحَوْلُنَّ اَلْقَالُهُمُو وَاَقْتَالُا مُعَ اَلْقَالِهُمُ ﴾ (العنكبوت: ۱۱) اور حدیث (اَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَبِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ الصحة مسلم، كتاب الزكوۃ، باب الحث على الصدقة ، سے واضح ہے ليكن يہ دوسرول كا بوجھ بھی درصرول كا بوجھ بھی درصرول كو گمراہ كيا تھا۔

۷. مُثْقَلَةٌ، أَيْ: نَفْسٌ مُثْقَلَةٌ، ایسا شخص جو گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوگا، وہ اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے اپنے رشتے دار کو بھی بلائے گا تو وہ آمادہ نہیں ہوگا۔

 پاک ہو گا۔ (۱) اور لوٹنا اللہ ہی کی طرف ہے۔

19. اور اندھا اور آئھوں والا برابر نہیں۔

۲۰. اور نہ تاریکیاں اور روشنی۔ (۲)

۲۱. اور نه چهاوک اور دهوپ\_<sup>(۳)</sup>

الله اور زندے اور مردے برابر نہیں ہوسکتے، (\*) الله تعالی جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے، (۵) اور آپ ان لوگول کو نہیں سنا سکتے جو قبرول میں ہیں۔ (۲)

۲۳. آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔

۲۳. ہم نے ہی آپ کو حق دے کر خوشنجری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بناکر بھیجا ہے اور کوئی امت الیی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گزرا ہو۔

۲۵. اور اگریہ لوگ آپ کو جھٹلادیں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا تھا ان کے پاس

وَمَاٰ يَمُنْتَوِى الْاَعْلَى وَالْبَصِيْرُ۞ وَلَاالظُّلْمُكُ وَلَاالنُّوْرُ۞

وَلَاالظِّلُّ وَلَاالْحَرُورُقَ

ۅؘۘڡٚٳؽٮٛؾٙٶۣؽٵڵڮؽؠۜڵٷڒڵٵڵۯڡؘۘۅؙٳؿ۠ٳ؈۠ڶ؈ؽۺڡؚۼ ڡۜڹڲؿؽٵٷٷٙڡٵۧٲٮؙؾؘۑؚڡؙۺؙڡؚڿ؆ٞٮڹ۫ڕڣ ٵٮؙٞڨؙڹؙٷڕ۞

إِنُ آنْتَ إِلَّا نَذِيْرُ

ٳ؆ٛٙٲۯۺؙڵڹڬ ڽٵڵڂؾؚۜؠۺؽڗٵۊڬۮؚؽڗؙ ۅٵۣڽؙڡؚؖڹؙٲؙ۫؆ڐٟٳڰڒڂٙڵڒڣؽڰٵڬۮؿڗٛ

وَإِنْ يُكِنِّدُ بُوُكَ فَقَدُكُنَّ بَالَّذِيْنَ مِنْ قَبُلِهِوْ ۚ جَآءَتُهُمُ رُسُلُهُ مُ بِالْبُيِنَّةِ وَبِالتَّرْبُو وَبِالْكِتْبِ

ا. تَطَهَّرٌ اور تَزَكِّی کے معنی ہیں شرک اور فواحش کی آلودگی سے پاک ہونا۔

۲. اندھے سے مراد کافر اور آئکھوں والا سے مومن، اندھیروں سے باطل اور روشنی سے حق مراد ہے۔ باطل کی بے شار انواع ہیں، اس لیے اس کے لیے جمع کا اور حق چو کلہ متعدد نہیں، ایک ہے، اس لیے اس کے لیے واحد کا صیغہ استعال کیا۔

- س. یہ تواب وعقاب یا جنت ودوزخ کی تمثیل ہے۔
- م. أَحْيَاءٌ سے مومن اور أَمْوَاتٌ سے كافر، يا علاء اور جابل، يا عقل مند اور غير عقل مند مراد بيں۔
- ۵. لینی جے اللہ ہدایت سے نوازنے والا ہو تا ہے اور جنت اس کے لیے مقدر ہوتی ہے، اسے حجت ودلیل سننے اور پھر اسے قبول کرنے کی توفیق دے دیتا ہے۔

۲. لیعنی جس طرح قبروں میں مردہ اشخاص کو کوئی بات نہیں سائی جاسکتی، اسی طرح جن کے دلوں کو کفر نے موت سے ہمکنار کردیا ہے، اے پیغیبر! منگائیلیم تو انہیں حق کی بات نہیں ساسکتا۔ مطلب یہ ہوا کہ جس طرح مرنے اور قبر میں دفن ہونے کے بعد مردہ کوئی فائدہ نہیں اٹھاسکتا، اسی طرح کافر ومشرک جن کی قسمت میں بدیختی کلھی ہے، دعوت وتبلیغ سے انہیں فائدہ نہیں ہوتا۔

2. لعنی آپ مَنْ الله کا کام صرف دعوت وتبلیغ ہے۔ ہدایت اور ضلالت اللہ کے اختیار میں ہے۔

الْمُنِيرُنِ

تُحَمَّ اَخَذُتُ الَّذِينَ كَفَمْ وَا فَكَيِّفَ كَانَ نِكِيُرِهَ

ٱلَـُوْتُـرَ ٱنَّالِلَّهُ ٱنْزُلَ مِنَ السَّمَا ۗ مَا ۗ فَأَخْرَجْنَا بِهِ تَمَرُّتٍ عُنْتَلِفاً ٱلْوَانْهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدْ بِيُضُّ وَّحُمُرُ مُّخْتَلِفُ ٱلْوَانْهَا وَغَرَابِيُثُ مُودُّ۞

وَمِنَ النَّاسِ وَالنَّوَآتِ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ ٱلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ إِثَّمَا يَخْتَنَى اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلْلُوَّا اللَّهَ عَزِيْرُ ظَفُورُ۞

بھی ان کے پیغیبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے۔(۱)

۲۷. پھر میں نے ان کافروں کو پکڑلیا سو میرا عذاب کیما ہوا؟<sup>(۲)</sup>

۲۷. کیا آپ نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالی نے آسان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعے سے مختلف رنگتوں کے مختلف مختلف رنگتوں کے مختلف ہیں سفید اور سرخ کہ ان کی بھی رنگتیں مختلف ہیں اور بہت گہرے سیاہ۔ (۳)

۲۸. اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ ان کی رشکیل مختلف ہیں، (۵) الله سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں (۲)

ا. تاكه كوئى قوم يه نه كهه سك كه جميل تو ايمان وكفر كا پية بى نبيس، اس ليه كه جمارے پاس كوئى پينجبر بى نبيس آيا۔ بنا بريں الله نے ہر امت ميں نبی بيجا، جس طرح دوسرے مقام پر بھی فرمايا ﴿قَرِلكُلِّ قَوْمِ هَادٍ ﴾ (الرعد: ٤) ﴿ وَلَقَدُ بَعَنْهَا فِي كُلِّ إُمْسَاقِ لَتُسُولًا ﴾ (النحل: ٣١).

۲. لینی کیسے سخت عذاب کے ساتھ میں نے ان کی گرفت کی اور انہیں تباہ وبرباد کردیا۔

سر یعنی جس طرح مومن اور کافر، صالح اور فاسد دونوں قسم کے لوگ ہیں، ای طرح دیگر مخلوقات میں بھی تفاوت اور اختلاف ہے۔ مثلاً مجلول کے رنگ بھی مختلف ہیں اور ذاکتے، لذت اور خوشبو میں بھی ایک دوسرے سے مختلف۔ حتی کہ ایک ایک گیل کئی رنگ اور ذاکتے ہیں جیسے محبور ہے، انگور ہے، سیب ہے اور دیگر بعض پھل ہیں۔ سر ایک طرح پہاڑ اور اس کے جھے یا رائے اور خطوط مختلف رنگوں کے ہیں، سفید، سرخ اور بہت گہرے سیاہ، جُددٌ جُددٌ بُددٌ کی جمع ہے، راستہ یا کیر۔ غَرَابِیْٹ، غِرْبِیْٹِ کی جمع اور سُودٌ، اَسْوَدُ (سیاہ) کی جمع ہے۔ جب سیاہ رنگ کے گہرے پن کو ظاہر کرنا ہوتو اسود کے ساتھ غربیب کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اسود غربیب، جس کے معنی ہوتے ہیں، بہت گہرا سیاہ۔ ۵ یعنی انسان اور جانور بھی سفید، سرخ، ساہ اور زرد رنگ کے ہوتے ہیں۔

۲. یعنی اللہ کی ان قدرتوں اور اس کے کمال صناعی کو وہی جان اور سمجھ کیتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں، اس علم سے مراد کتاب وسنت اور اسرار الٰہی کا علم ہے اور جتنی انہیں رب کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اتنا ہی وہ رب سے ڈرتے ہیں، گویا جن کے اندر خشیت الٰہی نہیں ہے، سمجھ لو کہ علم صبح سے بھی وہ محروم ہیں سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ علماء

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتُنُونَ كِتْبَ اللهِ وَاقَامُوا الصَّلْوَةَ وَانْفَقُو المِتَّارَةَ وَنُفَعُمُ سِتَّا وَعَلَانِيَةً يُرْجُونَ يَجَارَةً لَنْ تَبُورَقُ

ڵۣؽۅۜڣۜێۿؙؗٛۄٝٲؙٛڋٛۅؘڒۿؙۄٛۅؘێڔۣؽۘۮۿؙۄٞۺۣٞڡؘٛڡؙٚڶڸ؋ ٳڽؙٞۼؙڣؙؗۯٷؿڒؙۄ۞

واقعی اللہ تعالی زبر دست بڑا بخشنے والا ہے۔ (') **۲9**. جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں ('') اور نماز

کی پابندی رکھتے ہیں ('') اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا

ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرج کرتے ہیں ('')

وہ الی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ

مدگی (۵)

• ۳۰. تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے (۱) بیشک وہ بڑا بخشنے والا قدردان ہے۔ (۱)

کی تین فشمیں ہیں۔ عالم باللہ اور عالم بامر اللہ، یہ وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا اور اس کے حدود وفرائض کو جانتا ہے۔ دوسرا صرف عالم باللہ، جو اللہ سے تو ڈرتا ہے لیکن اس کے حدود وفرائض سے بے علم ہے۔ تیسرا، صرف عالم بامر اللہ، جو حدود وفرائض سے باخبر ہے لیکن خشیت الہی سے عاری ہے۔ (این کیش)

ا. یہ رب سے ڈرنے کی علت ہے کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ نافرمان کو سزا دے اور توبہ کرنے والے کے گناہ معاف فرمادے۔

۲. کتاب الله سے مراد قرآن کریم ہے "تلاوت کرتے ہیں" لیعنی پابندی سے اس کا اجتمام کرتے ہیں۔

س. اقامت صلوۃ کا مطلب ہوتا ہے، نماز کی اس طرح ادائیگی جو مطلوب ہے، تینی وقت کی پابندی، اعتدال ارکان اور خشوع وخضوع کے اہتمام کے ساتھ پڑھنا۔

- م. لینی رات دن، علانیہ اور پوشیدہ دونوں طریقوں سے حسب ضرورت خرج کرتے ہیں، بعض کے نزدیک پوشیدہ سے نظی صدقہ اور علانیہ سے صدقۂ واجبہ (زکوة) مراد ہے۔
  - ۵. لینی ایسے لوگوں کا اجر اللہ سے ہال لیٹنی ہے، جس میں مندے اور کمی کا امکان نہیں۔
- ٩. لِيُوَفِّيهُمْ، متعلق ہے لَنْ تَبُوْرَ ہے، یعنی یہ تجارت مندے ہے اس لیے محفوظ ہے کہ اللہ تعالی ان کے اعمال صالحہ پر پورا اجر عطا فرمائے گا۔ یا پھر فعل محذوف ہے متعلق ہے کہ وہ یہ نیک اعمال اس لیے کرتے ہیں، یا اللہ نے انہیں ان کی طرف ہدایت کی تاکہ وہ انہیں اجر دے۔

ے. یہ تَوْفِیَة اور زیادت کی علت ہے کہ وہ اپنے مومن بندوں کے گناہ معاف کرنے والا ہے بشر طیکہ وہ خلوص دل سے توبہ کریں، ان کے جذبۂ اطاعت وعمل صالح کا قدردان ہے، اس لیے وہ صرف اجر بی نہیں دے گا بلکہ اپنے فضل وکرم سے مزید بھی دے گا۔

وَالَّذِيِّ اَوْحَيْنَا الِيُكَ مِنَ الْمِيْبِ هُوالْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَابَيْنَ يَدَيُوْلِنَّ اللهَ بِعِبَادِمُ لَخِيدٌ بَصِيْرُ

ُثُوَّا أُوْرُثُنَا الْكِتٰب الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۗ فَيِنْهُمُ طَالِوَّيْنَفُسِهُ وَمِنْهُمُ مُّقَتَصِدٌ وَمِنْهُمُ سَابِقُ بِالْخَيْرِتِ بِارْدُنِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَصُّلُ الْكِيدُيُّ

اسل. اور یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر جھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے ('' جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ ('') اللہ تعالی اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا ہے۔ ('') 

اللہ پوری خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ ('') کا وارث بنایا جن کو ہم نے ان لوگوں کو (اس) کتاب ('') کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پیند فرمایا۔ پھر ان میں سے بعض تو اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں ('د) اور ان میں سے بعض متوسط درجے کے ہیں ('') اور ان میں سے بعض اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترتی اور ان میں سے بعض اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترتی کے چلے جاتے ہیں۔ ('')

ا. لینی جس پر تیرے لیے اور تیری امت کے لیے عمل کرنا ضروری ہے۔

۲. تورات اور المجیل وغیرہ کی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کریم اس اللہ کا نازل کردہ ہے جس نے چھپلی کتابیں نازل کی تھیں، جب ہی تو دونوں ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کرتے ہیں۔

سا. یہ اس کے علم وخبر ہی کا نتیجہ ہے کہ اس نے نئی کتاب نازل فرمادی، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میچیلی کتابیں تحریف وتغیر کا شکار ہوگئی ہیں اور اب وہ ہدایت کے قابل نہیں رہی ہیں۔

٣٠. كتاب سے قرآن اور چنے ہوئے بندول سے مراد امت محدیہ ہے۔ لین اس قرآن كا وارث ہم نے امت محمدید كو بنایا ہے جم ہے دوسرى امتوں كے مقابلے ميں چن ليا اور اسے شرف وفضل سے نوازا۔ يہ تقريباً وہى مفہوم ہے جو آیت ﴿وَكَنَاكِكَ بَعَدُنَا فُوْاَ الْمُعَلِّى الْمُعَلِّى الْمُعَلِّى ﴿ البقرة: ٣٣١) كا ہے۔

۵. امت محمدید کی تین قشمیں بیان فرمائیں۔ یہ پہلی قشم ہے، جس سے مراد ایسے لوگ ہیں جو بعض فرائض میں کو تاہی اور بعض محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ انہیں اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اس لیے کہا کہ وہ اپنی پچھ کو تاہیوں کی وجہ سے اپنے کو اس اعلیٰ درج سے محروم کرلیں گے جو باقی دو قسموں کو حاصل ہوں گے۔

١٠. يه دوسرى قسم ہے۔ لينى ملے جلے عمل كرتے ہيں يا بعض كے نزديك وہ ہيں جو فرائض كے پابند، محرمات كے تارك
 ١٥ ييش نہيں ہيں۔
 پيش نہيں ہيں۔

ک. یہ وہ بیں جو دین کے معاملے میں پیچھلے دونوں سے سبقت کرنے والے ہیں۔

لینی کتاب کا وارث کرنا اور شرف و فضل میں متاز (مصطفیٰ) کرنا۔

جَنْتُ عَدُنِ يَّدُخُلُوْ نَهَا يُحَلَّوُنَ فِيهُا مِنْ ٱسَاوِرَمِنُ ذَهْبٍ وَّلْوُلُوُّ الْوَالِمَاسُهُمْ فِيْمُا حَرِيُرُ۞

وَقَالُواالُحَمُدُ لِلهِ الَّذِي َاذْهَبَ عَتَاالُحَزَنَ ۗ إِنَّ مَ بَنَا لَغَفُورٌ شَكُورُ۞

ٳڰڹؽؙٲڪڰێٵۮٵۯٲڵٮؙؙڤٲڡڎٙڡۣڽؙڡؙڞؙڸ؋ ڵڔؽٮۺؙٮٵڣؽۿٵڡؘڡۜۘۘڰؚۊڵٳؠؠۺؙؽٵڣؽۿٵڵٷٛڮٛ<sup>۞</sup>

ۅؘۘٲڷڔ۬ؿؙڹؘڬؘڡؙٚۯؙٳڷۿۄؙؾٵۯڿۿؾٛۏٙٷڵؽڡٞ۬ڟؽڡؘۘڶؽۿؚۄؙ ڣؘؽٮؙۅٛؿؙۉٵۅٙڵٳۑ۠ڂۜڡٞڡؙۼؿۿٶۺؽڡؘڎٳؠۿٲ ػٮ۬ٳڮٮؘؿؙڿؚڔ۬ؽؙڴڽۜػڡؙٛۅ۞

ۅؘۿؙۄٛۑڝٛڟڔڂٛۅؙؽؘ؋ؽۿٲڐڔۜۜڹۜٵۜٲڂٛڔۻٛٵڬڡؙۘؠڷ ڝٵڸڴٵۼؽؙڒٵڷڹؽؙڴؾؙٵڡٚؠٛڵٵٛٷؠڵٵۘٷڷۄؙٮؙؙۼۺؚٞۯڴۄؙ ڡۜٵڽؾۘۘڎؘػٷ۫ؠؽ۬ۼؠڽؙڽؾۮڴڒۅؘۻٵٙػ۠ۿؙٳڶٮٞٚڶؚؿؙڽؙ ڣۮؙۏڰؙٷڬٳڵڟ۠ڸؚؠڋؘؽ؈ؙؿٚڝٛؠ۫۞۫

سر یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل ہوں گے (ا) جہاں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے، اور وہال ان کی پوشاک ریشم کی ہوگی۔(۱) مرس اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بیشنے والا بڑا

مدرون ہے۔

"" جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام
میں لااتارا جہال نہ ہم کو کوئی تکلیف پنچے گی اور نہ ہم کو
کوئی خستگی بہنچے گی۔

۳۷. اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضاء ہی آئے گی کہ مربی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا۔ ہم ہر کافر کو الی ہی سزا دیے ہیں۔

سے اور وہ لوگ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے پرورد گار! ہم کو نکال لے ہم اچھے کام کریں گے برخلاف ان کامول کے جو کیا کرتے تھے، (اللہ کم گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا (اللہ عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ

ا. بعض کہتے ہیں کہ جنت میں صرف سابقون جائیں گے، لیکن یہ صحیح نہیں۔ قرآن کا سیاق اس امر کا متقاضی ہے کہ سینوں قسمیں جنتی ہیں۔ یہ اللہ بات ہے کہ سابقین بغیر صاب کتاب کے اور مقتصدین آسان صاب کے بعد اور ظالمین شفاعت سے یا سزا بھکتنے کے بعد جنت میں جائیں گے۔ جیسا کہ احادیث سے واضح ہے۔ محمد بن حنفیہ کا قول ہے "یہ امت مرحومہ ہے، ظالم یعنی گناہ گار کی مغفرت ہوجائے گی، مقتصد، اللہ کے ہاں جنت میں ہوگا اور سابق بالخیرات درجات عالیہ پر فائز ہوگا۔" (ابن گیر)

۲. حدیث میں آتا ہے کہ (ریشم اور دیباج دنیا میں مت پہنو، اس لیے کہ جو اسے دنیا میں پہنے گا، وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا)۔ (صحیح البخاري، وصحیح مسلم، کتاب اللباس)

سل لینی غیروں کے بجائے تیری عبارت اور معصیت کے بجائے اطاعت کریں گے۔

م. اس سے مراد کتنی عمر ہے؟ مفسرین نے مختلف عمرین بیان کی ہیں۔ بعض نے بعض احادیث سے استدلال کرتے ہوئے

سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا، (۱) سو مزہ چکھو کہ (ایسے) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ سم. بیشک اللہ تعالی جانے والا ہے آسانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا، (۱) بیشک وہی جانے والا ہے سینوں کی ہاتوں کا۔ (۱۳)

سو جو شخص کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اس پر پڑے گا۔ اور کافرول کے لیے ان کا کفر ان کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے، اور کافرول کے لیے ان کا کفر خیارہ ہی بڑھنے کا إنَّ اللهُ عَلِمُ غَيْبِ السَّمَلُوتِ وَالْرَرُضِ إِنَّهُ عَلِيْهُ لِيَرَاتِ الصُّدُوٰوِ

ۿؙۅاڵؽڹؽؘڿؘڡڬڴۄؙڂڵڸٟڡۜڣاڷۯڞۣڡٚۻؙڬڡٞۯ ڡٚۼۘڷؽؙ۽ڴڡؙؙٞٛٷٚڰڵۣؾڔ۬ؽ۠ٵڶڴڣۣٚڔؠٞؽڴڡؙؙٞۿؙۄٛڃڹٮ ڔؾؚۿؚ؞ؙٵڰڒڡؘڨؾٵٷڶاێڔ۬ؽ۠ٵڷڬڣؚٚڔؠؿػؙڡؙؙٛۿؙۿؙۄؙ ٳڵڒۻؘٵۯٵ۞

کہا ہے کہ ۲۰ سال کی عمر مراد ہے۔ (ابن کٹی) لیکن ہمارے خیال میں عمر کی تعیین تصبح نہیں، اس لیے کہ عمریں مختلف ہوتی ہیں، کوئی جوانی میں، کوئی کہولت میں اور کوئی بڑھاپے میں فوت ہوتا ہے، پھر یہ ادوار بھی کھے گزرال کی طرح مختطر نہیں ہوتے، بلکہ ہر دور خاصا ممتد (لبا) ہوتا ہے۔ مثلاً جوانی کا دور، بلوغت سے کہولت تک اور کہولت کا دور شیخوخت بڑھاپے تک اور بڑھاپے کا دور موت تک رہتا ہے۔ کسی کو سوچ بچار، نفیحت خیزی اور اثر پذیری کا دور شیخوخت بڑھاپ تک اور سب سے یہ سوال کرنا کے لیے چند سال، کسی کو اس سے زیادہ اور کسی کو اس سے بھی زیادہ سال ملتے ہیں اور سب سے یہ سوال کرنا صبح ہوگا کہ ہم نے تجھے اتن عمر دی تھی کہ اگر تو حق کو سمجھنا چاہتا تو سمجھ سکتا تھا، پھر تو نے حق کو سمجھنے اور اسے اختیار کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟

ا. اس سے مراد نبی کریم سَکُانْیَکُم ہیں۔ یعنی یاد دہانی اور نصیحت کے لیے پیغیر سَکُانْیکُمُ اور اس کے منبر و محراب کے وارث علاء اور دعاۃ تیرے پاس آۓ، لیکن تو نے اپنی عقل وقہم سے کام لیا نہ داعیان حق کی باتوں کی طرف دھیان کیا۔

۲. یہال یہ بیان کرنے سے یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ تم دوبارہ دنیا میں جانے کی آرزو کررہے ہو اور دعویٰ کررہے ہو کہ اب نافرمانی کی جگہ اطاعت اور شرک کی جگہ توحید اختیار کروگے۔ لیکن ہمیں علم ہے کہ تم ایسا نہیں کروگے۔ تہیں اگر دنیا میں دوبارہ بھیج بھی دیا جائے، تو تم وہی کچھ کروگے جو پہلے کرتے رہے ہو۔ جیسے دوسرے مقام پر اللہ نے فرمایا ﴿ وَوَالِي مَا اللّٰهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ الل

س. یہ تھیلی بات کی تعلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو آسان اور زمین کی پوشیدہ باتوں کاعلم کیوں نہ ہو، جب کہ وہ سینوں کی باتوں اور رازوں سے بھی واقف ہے جو سب سے زیادہ مخفی ہوتے ہیں۔ باعث ہوتا ہے۔

قُلُ آرَءُ يُنُوُ شُرِكَآءَكُمُ اللّذِينَ تَدُعُونَ مِنُ دُونِ اللّهُ آرُدْنِي مَاذَاخَلَقُوْامِنَ الْارْضِ آمُ لَهُمُ شِمْرُكُ فِي السَّهٰوْتِ آمُراتَيْنُهُمُ كِتْبًا فَهُمْ عَلَى يَيّنَتٍ مِّنْهُ ثَبُلُ إِنْ يَتِعِدُ الظّلِمُونَ بَعْضُهُ مَ وَبَعَضًا اِلْاعْرُورُورُ

• ١٦. آپ کہيے کہ تم اپنے شريكوں كا حال تو بتلاؤ جن كو تم اللہ كے سوا پوجا كرتے ہو۔ لينى مجھ كو يہ بتلاؤ كہ انہوں نے زمين ميں سے كون سا (حصة) بنايا ہے؟ يا ان كا آسانوں ميں کچھ ساجھا ہے؟ يا ہم نے ان كو كوئى كتاب دى ہے كہ يہ اس كى دليل پر قائم ہوں؟ (٢) بلكہ يہ ظالم ايك دوسرے سے نرے دھوكے كى باتوں كا وعدہ كرتے ہيں۔ (٣)

اِنَّ اللهُ يُمُسِكُ التَّمُوٰتِ وَالْأَرْضَ اَنْ تَزُوْلَاهُ وَلَمِنْ زَالَتَاۤ اِنَ اَمُسَكَّهُمَا مِنُ اَحَدٍ مِّنَ بَعْدُ ۚ ﴿ إِنَّهُ كَانَ حِلِيمًا خَفُوۡرُا۞

ام. یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں (م) اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا۔(م) بے شک

ا. یعنی اللہ کے ہاں کفر کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا، بلکہ اس سے اللہ کے غضب اور ناراضی میں بھی اضافہ ہوگا اور انسان کے اپنے نفس کا خسارہ بھی زیادہ۔

۲. لیعنی ہم نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہو، جس میں یہ درج ہو کہ میرے بھی کچھ شریک ہیں جو آسان وزمین کی تخلیق میں ھےدار اور شریک ہیں۔

سال بعنی ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو گراہ کرتے آئے ہیں۔ ان کے لیرٹر اور پیر کہتے تھے کہ یہ معبود انہیں نفع پہنچائیں گے، انہیں اللہ کے قریب کردیں گے اور ان کی شفاعت کریں گے۔ یا ہی ہونیائیں مشرکین سے کہتے تھے۔ یا اس سے وہ وعدہ مراد ہے جس کا اظہار وہ ایک دوسرے کے سامنے کرتے سے کہ وہ مسلمانوں پر غالب آئیں گے جس سے ان کو اپنے کفر پر جے رہنے کا حوصلہ ملتا تھا۔

﴿ كَرَاهَةَ أَنْ تَزُولًا يَ لِئَلًا تَزُولًا يہ الله تعالى كے كمال قدرت وصنعت كا بيان ہے۔ بعض نے كہا، مطلب يہ ہے كہ ان كے شرك كا اقتضاء ہے كہ آسان وزمين اين حالت پر بر قرار نہ رئيں بلكہ ٹوٹ پھوٹ كا شكار ہوجائيں۔ جيسے آيت
 ﴿ تَكَادُ النَّهُونُ يَنْفَظُونَ مِنْهُ وَتَفْتُشُ الْأَوْضُ وَتَغَرِّ الْعِبَالُ هُلًا \* أَنْ دَعُولِ اللَّهُ عَلَى وَاللَّهُ مِنْ اللَّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُولُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُولُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُولُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُولُ اللَّهُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُولُ اللَّهُ عَلَيْكُولُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَيْكُولُ اللَّهُ عَلَيْكُولُ اللَّهُ عَلَيْكُولُ اللَّهُ عَلَيْكُ اللَّهُ عَلَيْكُولُ اللَّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ عَلَيْكُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْكُ اللّهُ عَلَيْكُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ عَلَيْكُولُولُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْكُولُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْكُولُولُ اللّهُ اللّهُ

۵. یعنی یہ اللہ کے کمال قدرت کے ساتھ اس کی کمال مہربانی بھی ہے کہ وہ آسان وزمین کو تھامے ہوئے ہے۔ اور انہیں اپنی جگہ سے بلنے اور ڈولنے نہیں دیتا ہے، ورنہ پلک جھیکتے میں دنیا کا نظام تباہ ہوجائے۔ کیونکہ اگر وہ انہیں تھامے نہ رکھے اور انہیں اپنی جگہ سے پھیردے تو اللہ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو ان کو تھام لے إِنْ أَمْسَكَهُمُمَا میں إِنْ نافیہ ہے۔ اللہ نے اللہ نے اس احسان اور نشانی کا تذکرہ دوسرے مقامات پر بھی فرمایا ہے مثلاً ﴿وَیُهُسِكُ السَّمَا عَانَ نَقَعَ عَلَى اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَيْ اللهُ اللهُ عَلَيْ اللهُ اللهُ عَلَيْ اللهُ اللهُ عَلَيْ اللهُ ال

وہ حلیم ہے غفور ہے۔

ۅؘٲڡٞٚٮٮۘٮؙۅؙٳۑٳٮڵؾڿۿؗۮٵؽؙؠٙٳڹۿؚۘؗۿڵؠڹؙڄٲٚٷۿؙۄؙ ٮؘۮؚؿؙۯۣڷؽڴٷؙٮٛۜٛٵۿڶؽڡؚڽؙٳڂۘۮؽٱڷؙؙؙؙؙؙڡؘڿؚۧٛڣڵؾٵ ڿٲۧٷۿۏڹۮؚؿۯۨٷڒۯۮۿ۫ٶٳ۫ڒٮ۠ڡؙ۠ٷڒ۞ٚ

سم. اور ان کفار نے بڑی زور دار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے تو وہ ہر ایک امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہونگے۔(\*) پھر جب ان کے پاس ایک پیغمبر آپنچ (\*) تو بس ان کی نفرت ہی میں اضافہ ہوا۔

ٳڛٝؾؙؚڋٵػٳڣٳٲڒۯۻۣۅؘڡڬۯٳڵۺؾؚؾٞ ۅۘٙڵڒؽڿؿؙڨؙٳڷۘؠػؙۯؙٵڶۺؾؚؿ۠ٳ؆ڒڽٳؘۿڶؚۿ۪؞ڣۿڶ ؽؿؙڟ۠ۯؙۉڹٳڰڒۺؙڹٛؾٲڵڒڐڸؿؙ؆۫ڣڬؽ۫ؾؘڿؚۮ ڸؚڛ۠ێۜؾؚٳٮڵؿؗۅڹۜڹؙۮؚؽ۫ڰٳڎۧۅؘڶؽٛۼ۪ۜۮڸۺؙێۜؾؚٳٮڵؿۅ

سرم. دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے، (م) اور ان کی بری تدبیروں کا وجہ سے (۵) اور بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے، (۲) سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا<sup>(۱)</sup>

الْكَرْضِ اِلْكَر بِلَدْ نَيْهِ ﴾ (الحج: ٦٥) (اس نے آسان کو زمین پر گرنے سے روکا ہوا ہے، مگر جب اس کا تھم ہوگا)۔ اور ﴿وَمِنَ البِّهِ آنَ نَقُوْمُ السَّمَا اُوالْدُرْضُ بِأَمْرِهِ ﴾ (الروم: ٢٥) (اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسان وزمین اس کے تھم سے قائم ہیں)۔

ا. اتنی قدر توں کے باوجود وہ حلیم ہے۔ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے کہ وہ کفر وشرک اور نافرمانی کررہے ہیں، پھر بھی وہ ان کی گرفت میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ڈھیل دیتا ہے، اور غفور بھی ہے کوئی تائب ہوکر اس کی بارگاہ میں جھک جاتا ہے، توبہ واستغفار وندامت کا اظہار کرتا ہے تو وہ معاف فرمادیتا ہے۔

۲. اس میں اللہ تعالیٰ بیان فرمارہا ہے کہ بعثت محمدی سے قبل یہ مشرکین عرب قسمیں کھاکھاکر کہتے تھے کہ اگر ہماری طرف کوئی رسول آیا، تو ہم اس کا خیر مقدم کریں گے اور اس پر ایمان لانے میں ایک مثالی کردار ادا کریں گے۔ یہ مضمون دیگر مقامات پر بھی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ الانعام: ۱۵۹–۱۵۵، سورۃ الصافات: ۱۷۷–۱۵۰۔

m. لیعنی حضرت محمد منگافیفراً ان کے پاس نبی بن کر آگئے جن کے لیے وہ تمنا کرتے تھے۔

م. لیعنی آپ مَنَّاتِیْنِیَّم کی نبوت پر ایمان لانے کے بجائے، انکار و مخالفت کا راستہ محض اسکبار اور سرکشی کی وجہ سے اختیار کیا۔ ۵. اور بری تدبیر لیعنی حیلہ، وھو کہ اور عمل فتیج کی وجہ سے کیا۔

۲. یعنی لوگ مکر وحیلہ کرتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ بری تدبیر کا انجام برا ہی ہوتا ہے اور اس کا وبال بالآخر مکروحیلہ
 کرنے والوں پر ہی پڑتا ہے۔

2. لیعنی کیا یہ اپنے کفر وشرک، رسول منگافینی کی مخالفت اور مومنوں کو ایذائیں پہنچانے پر مصر رہ کر اس بات کے منتظر میں کہ انہیں بھی اس طرح ہلاک کیا جائے، جس طرح سیجھلی قومیں ہلاکت سے دوچار ہوئیں؟

تَعُويُلان

ٱۅؘۘۘڬۄ۫ؽڛؚؽؙۯۉٳڣۣ اڵۯۯۻ؋ؽڹڟ۠ۯۅؙؖٵػؽڡٛػٵڹ ٵڣؚؠڐؙ۩ێڔؽؙؽؘڝؚڽٛڣۜڹڵؚۿۄۘۅػٵٮؙٛۉٞٳٲۺؘۜؗؗٛ ڡؚٮ۬ۿؙۄۛڨٷڰۧٷڝٵػٲڹ۩ؿ۠؋ڵؽڠڿؚڒؘۿڡؚڽٛ ۺٛؿؙؙٞڣؚۿٳ۩ؽۄڮۅۅؘڒڣۣٳڵۯڞۣٝٳؾۜڎڰٲڹ ۼڸؽۜؠؙڴٵڡٙۮۣؽۘڗ۠ٳ۞

وَلَوْيُوُاخِنُ اللهُ التَّاسِبِمَا كَسَبُوُا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهُرِهَا مِنُ دَآبَةٍ وَّ لَاكِنُ يُؤَيِّخُرُهُوُ إِلَّى آجَلِ شُسَعَّى ۚ فَإِذَا جَآءَ آجَلُهُمُ فِإِنَّ اللهَ كَانَ بِعِبَادِةٍ بَصِيْرًا۞ آجَلُهُمْ فِإِنَّ اللهَ كَانَ بِعِبَادِةٍ بَصِيرًا۞

ہے۔ سو آپ اللہ کے دستور کو تبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے،(۱) اور آپ اللہ کے دستور کو تبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے۔(۱)

سم میں اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا؟ حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے، اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اس کو ہرا دے نہ آسانوں میں اور نہ زمین میں۔ یقیناً وہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔

مرا اور اگر اللہ تعالی لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب داروگیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک جاندار کو نہ چھوڑتا، اکیک اللہ تعالی ان کو ایک میعادِ معین اللہ تعالی ان کو ایک میعادِ معین مہلت دے رہا ہے، سو جب ان کی وہ میعاد آپنچے گی تو اللہ تعالی اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا۔ (۵)

ا. بلکہ یہ اسی طرح جاری ہے اور ہر مکذب (جھٹلانے والے) کا مقدر ہلاکت ہے یا بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ کے عذاب کو رحمت سے بدلنے پر قادر نہیں ہے۔

البیعن کوئی اللہ کے عذاب کو دور کرنے والا یا اس کا رخ پھیرنے والا نہیں ہے لیعنی جس قوم کو اللہ عذاب سے دوچار کرنا چاہ، کوئی اس کا رخ کسی اور قوم کی طرف پھیر دے، کسی میں یہ طاقت نہیں ہے۔ مطلب اس سنت اللہ کی وضاحت سے مشرکین عرب کو ڈرانا ہے کہ ابھی بھی وقت ہے، وہ کفر وشرک چھوڑ کر ایمان لے آئیں، ورنہ وہ اس سنت الٰہی سے نے نہیں سکتے، ویر سویر اس کی زد میں آکر رہیں گے، کوئی اس قانون الٰہی کو بدلنے پر قادر ہے اور نہ عذاب الٰہی کو پھیرنے پر۔
 انسانوں کو تو ان کے گناہوں کی پاداش میں اور جانوروں کو انسانوں کی خوست کی وجہ سے۔ یا مطلب ہے کہ تمام اہل زمین کو ہلاک کر دیتا، انسانوں کو بھی اور جن جانوروں اور روزیوں کے وہ مالک ہیں، ان کو بھی۔ یا مطلب ہے کہ آسان سے باندار مرجاتے۔

م. یہ میعاد معین دنیا میں بھی ہوسکتی ہے اور یوم قیامت تو ہے ہی۔

۵. یعنی اس دن ان کا محاسبہ کرے گا اور ہر شخص کو اس کے عملوں کا پورا بدلہ دے گا۔ اہل ایمان واطاعت کو اجر وثواب اور اہل کفر ومعصیت کوعماب وعقاب۔ اس میں مومنوں کے لیے تسلی ہے اور کافروں کے لیے وعید۔

#### سورۂ لیلین مکی ہے اور اس میں تراسی آیتیں اور يانچ رکوع ہیں۔

## حِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مهربان نہایت رحم والا ہے۔

ڛؙۜۅٛڒٷؙڛۯٲؙٛٛ

ا. يسّ-(١)

۲. قشم ہے قرآن باحکمت کی۔(۲

س. کہ بے شک آپ پیغمبرول میں سے ہیں۔

م. سيدهے راستے پر ہیں۔<sup>(۴)</sup>

۵. یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو زبروست ہے مہربان ہے۔

وَالْقُرُانِ الْعَكِيْدِ ٥ اِتَّكَ لِمِنَ الْمُؤْسَلِمُونَ عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْدٍ ﴿ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْدِ ٥

يْسُ

🛣 سورہ کیبین کے فضائل میں بہت سی روایات مشہور ہیں۔ مثلاً یہ کہ قرآن کا دل ہے، اسے قریب المرگ شخص پر یڑھو، وغیرہ۔ لیکن سند کے لحاظ سے کوئی روایت بھی درجۂ صحت کو نہیں پہنچتا۔ بعض بالکل موضوع ہیں یا پھر ضعیف ہیں۔ قلب قرآن والی روایت کو شیخ البانی نے موضوع قرار دیا ہے۔ (الضعیفة: حدیث: ۱۲۹)

ا. بعض نے اس کے معنی یا رجل یا انسان کے کیے ہیں۔ بعض نے اسے نبی مَنْالْیَّیْرُا کے نام اور بعض نے اسے اللہ کے اسائے حسنی میں سے بتلایا ہے۔ لیکن یہ سب اقوال بلا دلیل ہیں۔ یہ بھی ان حروف مقطعات میں سے ہی ہے۔ جن کا معنی ومفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۲. یا قرآن محکم کی، جو نظم و معنی کے لحاظ سے محکم لیعنی پختہ ہے۔ واؤ قشم کے لیے ہے۔ آگے جواب قشم ہے۔ س. مشرکین نبی منافیتی کی رسالت میں شک کرتے تھے، اس لیے آپ منافیتی کی رسالت کا انکار کرتے اور کہتے تھے، ﴿ لَمُنْ اللَّهُ اللَّهِ عَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ عَلَى تَهِيلِ مِن تَهِيلِ ہے)۔ الله نے ان کے جواب میں قرآن حکیم کی قشم کھاکر کہا کہ آپ مَنَالِيَّتُكِمْ يَقِينًا اس كے پیغمبروں میں سے ہیں۔ اس میں آپ مَنَالِّیْکِمْ كے شرف وفضل كا اظہار ہے۔ اللہ تعالی نے كسى ر سول کی رسالت کے لیے قشم نہیں کھائی یہ بھی آپ مُنگانِیمُ کے امتیازات اور خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ مَلَالْفَيْظُ کی رسالت کے اثبات کے لیے قسم کھائی۔ مَثَالِثَیْظُ ۔

٨. يه إنَّكَ كى دوسرى خبر ہے۔ يعني آپ مَنَا لَيْكُمُ ان يغيرول كے رات پر ہيں جو پہلے گزر يكے ہيں۔ يا ايسے رات پر ہيں جو سیدھا اور مطلوبہ منزل (جنت) تک پہنچانے والا ہے۔

۵. لینی اس الله کی طرف سے نازل کردہ ہے جو عزیز ہے لینی اس کا انکار اور اس کے رسول کی تکذیب کرنے والے سے انتقام لینے پر قادر ہے رحیم ہے یعنی جو اس پر ایمان لائے گا اور اس کا بندہ بن کررہے گا، اس کے لیے نہایت مہربان ہے۔

لِتُنْذِرَقَوْمًا مَّآانُنْذِرَ ابْآؤُهُمْ فَهُمْ غَفِلْوُنَ<sup>®</sup>

لَقَدُحَقَّ الْقُولُ عَلَى ٱكْثَرِهِ فِهُ فَهُمُ لِايْكُونُمِنُونَ ۞

ٳٮۜٞٵجَعَلْنافِی ٓٲعُناقِهِمُ اَعُـللاَفَهِی اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَهُوۡمُّقُمُّمُوۡنَ۞

وَجَعَلْنَا مِنُ بَيْنِ اَيْدِيهِ هُ سَتَّا اقَّمِنُ خَلْفِهِمُ سَنَّا فَاغَشَيْنُهُ هُوُ فَهُمُ لَا يُبْصِرُونَ

۲. تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے تھے، سو (اسی وجہ سے) یہ غافل ہیں۔ (۱)
 ک. ان میں سے اکثر لوگوں پر بات ثابت ہو چکی ہے سو یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ (۱)

 $\Lambda$ . ہم نے ان کی گرونوں میں طوق ڈال دیے ہیں پھر وہ ٹھوڑیوں تک ہیں، جس سے ان کے سر اوپر کو الٹ گئے ہیں۔ $\binom{(n)}{2}$ 

9. اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کردی اور ایک آڑ ان کے سامنے کردی اور ایک آڑ ان کے چھیے کردی (۳) جس سے ہم نے ان کو ڈھانک

ا. یعنی آپ مَنَافَیْقِمَ کو رسول اس لیے بنایا ہے اور یہ کتاب اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ مَنَافِیْقِمَ اس قوم کو ڈرائیں جن میں آپ مَنَافِیْقِمَ سے بہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، اس لیے ایک مدت سے یہ لوگ دین حق سے بے خبر ہیں۔ یہ مضمون پہلے بھی کئی جگہ گزرچکا ہے کہ عربوں میں حضرت اساعیل عَلَیْقِا کے بعد، نبی مَنَافِیْقِمَ سے پہلے براہ راست کوئی نبی نہیں آیا۔ یہاں بھی اس چیز کو بیان کیا گیا ہے۔

7. چیے ابوجہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ۔ بات ثابت ہونے کا مطلب، اللہ تعالیٰ کایہ فرمان ہے کہ (میں جہنم کو جنوں اور انسانوں ہے جمر دوں گا) (السجدۃ: ۱۱) شیطان سے بھی خطاب کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا تھا (میں جہنم کو تجھ سے اور تیرے پیروکاروں سے بھر دوں گا)۔ (صّ: ۱۸) لیعنی ان لوگوں نے شیطان کے پیچھے لگ کر اپنے آپ کو جہنم کا مستحق قرار دے لیا، کیونکہ اللہ نے تو ان کو اختیار وحریت ارادہ سے نوازا تھا، لیکن انہوں نے اس کا استعال غلط کیا اور یوں جہنم کا ایندھن بین گئے یہ نہیں کہ اللہ نے جبراً ان کوائیمان سے محروم رکھا،کیونکہ جبرکی صورت میں تو وہ عذاب کے مستحق ہی قرار نہ بیا ہے۔

سا جس کی وجہ سے وہ ادھر ادھر دیکھ سکتے ہیں، نہ سر جھا سکتے ہیں، بلکہ وہ سر اوپر اٹھائے اور نگاہیں نیچی کیے ہوئے ہیں۔ یہ ان کے عدم قبول حق کی اور عدم انفاق کی تمثیل ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ان کی سزائے جہنم کی کیفیت کا بیان ہو۔ (ایر الفائیر)

م. یعنی دنیا کی زندگی ان کے لیے مزین کردی گئی، یہ گویا ان کے سامنے کی آڑ ہے، جس کی وجہ سے وہ لذائذ دنیا کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتے اور یہی چیز ان کے اور ایمان کے درمیان مانع اور تجاب ہے اور آخرت کا تصور ان کے ذہنوں میں ناممکن الوقوع کردیا گیا، یہ گویا ان کے پیچھے کی آڑ ہے جس کی وجہ سے وہ توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں، کیونکہ آخرت کا کوئی خوف ہی ان کے دلوں میں نہیں ہے۔

دیا<sup>(۱)</sup> سویه نهیں دیکھ سکتے۔

•ا. اور آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں دونوں برابر ہیں، یہ ایمان نہیں لائیں گے۔(۲)

11. بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں (\*) جو نصحت پر چلے اور رحمٰن سے بے دیکھے ڈرے، سو آپ اس کو مغفرت اور باو قار اجر کی خوش خبریاں سناد یجیے۔

11. بیشک ہم مُر دوں کو زندہ کریں گے، (\*) اور ہم کھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے جیجیج ہیں (۵)

وَسَوَآءٌعَلَيْهُوْءَ آنُذَرْتَهُوْآمُرُلُوْتُنْوِرُهُوْ لايْؤِمِنُونَ ۞

ٳٮۜٛڡٚٵؿؙڹۏۯڡؘڹٳؾڹۼٳڶڋٚڴۯۅٙڂۺؽٳڵڗؖڂؠؗؽ ڽؚٳڵۼؽؙۑ۪ؖٚۏؘؠۺؾٞۯۿؠؚؠۼؙڣ۫ۯٙۊ۪ۊٞٲڿٟڔۣڮڔؽۄؚۛ

ٳ؆ٞڶڬۘڎؙڹؙڎ۫ڿۣ؞ٳڵؠۅؙٛۺ۬ۅؘٛڵػؙۺؙؙٵڡؘڐؽٙڡ۠ۅٛٳ ۅٵڬٵڒۿؙۄ۫ؖۊۧػڴؙڷۺؖؽؙٞٵٞڂٙڝؽڹ۠ڬ؞ؙٚڣٚٙٳٙڡٵۄؚڔ

ا. یا ان کی آتھوں کو ڈھانک دیا بعنی رسول منگائیٹی سے عداوت اور آپ سکاٹیٹیم کی دعوت حق سے نفرت نے ان کی آتھوں پر پٹی باندھ دی، یا انہیں اندھا کردیا ہے جس سے وہ دیکھ نہیں سکتے۔ یہ ان کے حال کی دوسری تمثیل ہے۔
 ۲. لعنی جو اپنے کر توتوں کی وجہ سے گر ای کے اس مقام پر پہنچ جائیں، ان کے لیے انذار بے فائدہ رہتا ہے۔
 ۳. لعنی انذار سے صرف اس کو فائدہ پہنچتا ہے۔

۲۴. یعنی قیامت کے دن۔ یہاں احیائے موتی کے ذکر سے یہ اشارہ کرنا بھی مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں میں سے جس کا دل چاہتا ہے، زندہ کردیتا ہے جو کفر وصلالت کی وجہ سے مردہ ہو بھی ہوتے ہیں۔ پس وہ ہدایت اور ایمان کو ابنا لیتے ہیں۔ ۵. مَا قَدَّمُوْ اَ ہے وہ اعمال مراد ہیں جو انسان خود اپنی زندگی میں کرتا ہے اور آثارَ ہُمْ ہے وہ اعمال جن کے علی نمونے (ایجھے یا برے) وہ دنیا میں چھوڑجاتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کی اقتداء میں لوگ وہ اعمال بجالاتے ہیں۔ جس طرح حدیث میں ہے (جب نے اسلام میں کوئی نیک طریقہ جاری کیا، اس کے لیے اس کا اجر بھی ہے اور اس کا بھی ہو اور جس نے کوئی برا طریقہ جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا۔ بغیر اس کے کہ ان میں سے کی کے اجر میں کی ہو اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا، اس پر اس کے اپنے گانہ کا بھی بوجھ ہوگا اور اس کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا، بغیر اس کے کہ ان میں سے کی کے اجر میں کی ہو اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا، اس پر اس کے اپنے گانہ کا بھی ہو گا اور اس کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا، بغیر اس کے کہ ان میں سے کی کے بوجھ میں کی ہو)۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الحث علی صدقۃ ولو بشق تمرہ) ای طرح یہ حدیث فائدہ اٹھائیں، (۲) نیک اولاد جو مرنے والے کے لیے دعا کرے، (۳) یا صدقۂ جاریہ، جس سے اس کے مرنے کے بعد بھی لوگ فیض یاب ہوں"۔ (صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وہانہ) دوسرا مطلب آثارَ ہُمْ کا فائدہ قدم ہے۔ یعنی انسان نیکی یا بدی کے لیے جو سفر کرتا اور ایک جگہ سے دوسری جاتا ہے تو قدموں کے یہ نشانات قدم ہے۔ یعنی انسان نیکی یا بدی کے لیے جو سفر کرتا اور ایک جگہ سے دوسری جاتا ہے تو قدموں کے یہ نشانات قدم ہے۔ یعنی انسان نیکی یا بدی کے لیے جو سفر کرتا اور ایک جگہ سے دوسری جاتا ہے تو قدموں کے یہ نشانات کیر کی میں بیہ بیات آئی تو آپ سکی گائیڈ کے نائبیں مسجد کے قریب منتقل ہونے سے روک دیا اور فرمایا کیا، جب نبی مُنگنڈ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ سکی گائیڈ کے انہیں مسجد کے قریب منتقل ہونے سے روک دیا اور فرمایا

مُّبِينٍ ﴿

ۅٙٳڞ۬ڔٮؚٷۿۄؙۄٞؾؘڐؘڴٳٲڞڂۘۻٳڵڠٞؗؗۯؙؽۊؙٛٳۮ۫ جَآءَۿٵڵٮؙٛۯ۫ڛٙڵؙۅٛڹ۞۫

ٳۮ۬ٲۯۺڵؽؘٵۘٳڵؽۿؚۣؗؗۿٳؿؙٮؽؽٷڲۮٞڹٛۏۿؙٵڡؘٛۼڗٞۯؙؽٵ ؠۣؿؘٳڸڎٟ۪ۏؘڡٙٵڵؙٷٙٳڒٵٞٳڶؿڴۄ۫ۺٞۯڛڵ۠ۏؽ۞

قَالُوُامَآٱنۡتُوُ اِلاَشِنَوُمِّتُلُنَا ۚ وَمَاۤٱنُولَ الرَّحُلُنُ مِنْ شَيْ ۚ إِنْ ٱنۡتُوۡ اِلاَسَكُذِبُونَ ۞

قَالُوُّا رَبُّنَايَعُ لَمُ إِنَّا إِلَيْكُمُ لَمُوْسَلُوْنَ<sup>®</sup>

وَمَاعَلَيْ نَآ إِلَّا الْبَلْغُ الْمُبِينُ

اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑجاتے ہیں، اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔(۱)

ال اور آپ ان کے سامنے ایک بستی والوں کی مثال (اس وقت کا) بیان سیجیے جب کہ اس بستی میں (کئی) رسول آئے۔ $^{(r)}$ 

۱۲. جب ہم نے ان کے پاس دو کو بھیجا سو ان لوگوں نے (اول) دونوں کو جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے سے تائید کی سو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہارے پاس بھیج گئے ہیں۔(۳)

10. ان لوگوں نے کہاکہ تم تو ہماری طرح معمولی آدمی ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں گی۔ تم نرا جھوٹ بولتے ہو۔

ان (رسولوں) نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ بیشک
 ہم تمہارے پاس بیصیح گئے ہیں۔

12. اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر پہنچادینا ہے۔

دِیَار کُمْ تُکْتُبُ آثَار کُمْ (دو مرتبہ فرمایا) لیعنی "تمہارے گھر اگرچہ دور ہیں، لیکن وہیں رہو، جینے قدم تم چل کر آتے ہو، وہ لکھے جاتے ہیں"۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل کثرۃ الخطیٰ إلی المساجد) امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔ دونوں منہوم اپنی جگہ صحیح ہیں، ان کے درمیان منافات نہیں ہے۔ بلکہ اس دوسرے مفہوم میں سخت تنبیہ ہے، اس لیے کہ جب قدموں کے نشانات تک لکھ جاتے ہیں، تو انسان جو اچھایا برا نمونہ چھوڑ جائے جس کی لوگ بعد میں پیروی کریں تو دو اطریق اولی لکھ جائیں گے۔

ا. اس سے مراد لوح محفوظ ہے اور بعض نے صحائف اعمال مراد لیے ہیں۔

۲. تاکہ اہل مکہ یہ سمجھ لیں کہ آپ کوئی انوکے رسول نہیں ہیں، بلکہ رسالت و نبوت کایہ سلسلہ قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے۔
 ۱۳. یہ تین رسول کون تھے؟ مفسرین نے ان کے مختلف نام بیان کیے ہیں، لیکن نام مستند ذریعے سے ثابت نہیں ہیں بحض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ حضرت عیسی علیہا کے فرستادہ تھے، جو انہوں نے اللہ کے حکم سے ایک بہتی میں تبلیغ ودعوت کے لیے جھیجے تھے۔ بہتی کا نام انطاکیہ تھا۔
 کے لیے جھیجے تھے۔ بہتی کا نام انطاکیہ تھا۔

قَالُوْآ اِتَّانَطَيَّرُنَا بِكُوْلَيِنُ لَمُ تَّنْتَهُوُّا لَنَرْجُمَنَّكُمُ وَلَيَسَّتَنَّكُوْمِتَّاعَدَابٌ لَلِيُّهُ۞

قَالُوُا طَآبِرُكُمْ مَّعَكُوْ آبِنْ ذُكِّرْتُمُّ بَلْ اَنْ تُوْقُومُرُّمُّسُرِفُونَ۞

ۅؘۘۘۼۜڵؘٷڽؙٲڡؙؙڝٵڵؠٙڔؽؽۊٙڔۘڿ۠ڷ۠ڲۺڠؽؗۊؘٵڶ ڸقۅؙڡؚڔٳۺۜؠٷٳٳڵؠۯؙڛٙڸڹڹؘ۞ٚ

اتَّبِعُوا مَن لَا يَسْعَلُكُمُ ٱجُرًا وَّهُمُ مُّهُتَدُونَ⊙

وَمَالِيَ لَآاعُبُدُالَّذِي فَطَرِيْنَ وَالَيْهِ تُرْجَعُونَ ۞

۱۸. انہوں نے کہا کہ ہم تو تم کو منحوس سیحتے ہیں۔ (۱) اگر
 تم بازنہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کردیں گے
 اور تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہنچے گی۔

19. ان رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے، (۲) کیا اس کو نحوست سیجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی جائے بلکہ تم حد سے نکل جانے والے لوگ ہو۔

۲۰ اور ایک شخص (اس) شہر کے آخری جھے سے دوڑ تا
 ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم! ان رسولوں کی راہ
 پر چلو۔ (۳)

11. ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ راہ راست پر ہیں۔

۲۲. اور مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم سب اس کی طرف لوٹائے جاؤگے۔(")

ا. ممكن ہے كچھ لوگ ايمان لے آئے ہوں اور ان كى وجہ سے قوم دو گروہوں ميں بٹ گئی ہو، جس كو انہوں نے رسولوں كى نعُودُ ذُ بِاللهِ مُوحُوت قرار ديا۔ يا بارش كا سلسلہ مو قوف رہا ہو، تو وہ سمجھ ہوں كہ يہ ان رسولوں كى مُحوست ہے۔ نعُودُ ذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ، جیسے آج كل بھى بدنہاد اور دین وشریعت سے بے بہرہ لوگ، اہل ایمان و تقوىٰ كو بى "منحوس" سمجھتے ہیں۔

۲. لیعنی وہ تو تمہارے اپنے اعمالِ بد کا نتیجہ ہے جو تمہارے ساتھ ہی ہے نہ کہ ہمارے ساتھ۔

س. یہ شخص مسلمان تھا، جب اسے پہ چلا کہ قوم پغیروں کی دعوت کو نہیں اپنا رہی ہے، تو اس نے آکر رسولوں کی حمایت اور ان کے اتباع کی ترغیب دی۔

۷۴. اپنے مسلک توحید کی وضاحت کی، جس سے مقصد اپنی قوم کی خیرخواہی اور ان کی صحیح رہنمائی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی قوم نے اس سے کہا ہو کہ کیا تو بھی اس معبود کی عبادت کرتا ہے، جس کی طرف یہ مرسلین ہمیں بلارہے ہیں اور ہمارے معبودوں کو تو بھی چھوڑ بیٹھا ہے؟ جس کے جواب میں اس نے یہ کہا۔ مفسرین نے اس شخص کا نام حبیب نجار ہتایا ہے، واللہ اعلم۔

ءَٱتَّخِنُ مِنُ دُونِهَ الِهَةَ إِنَّ يُرِدُنِ الرَّحُمٰنُ بِضُرِّ ؖڒٮتُنُزِعَنِّ شَفَاعَتُهُمُ شَيْئًا قَلَا يُنْقِدُونِ<sup>©</sup>

> ٳڽٚؽٙٳۮؙٳڵڣؽؙڞؘڶڸۣ؆ؙؠؽڹۣؖ ٳڹٞٞٲؙڶٮؘؙٮؙٛؿڔ؆ڽؙؚػؙۏؙڶڛؙؠڠؙۅٛڹ<sup>®</sup>

قِيْلَ ادُخُلِ الْجَنَّةُ ثَالَ لِلَيْتَقُوْفِي يَعُلَمُوُنَ<sup>®</sup>

ؚؠؠؘٵۼؘڤؘۯؚڶؙۯؚۑٞ٥۫ۅؘجَعؘڵڹؽؙڡؚڹؘٲڷؠؙػؙۯڡؚؽؙڹٙ

٢٣. كيا ميں اسے چھوڑ كر ايسوں كو معبود بناؤں كه اگر (الله) رحمٰن مجھے كوئى نقصان پہنچانا چاہے تو ان كى سفارش مجھے كچھ بھى نفع نه پہنچاسكے اور نه وہ مجھے بچاسكيں۔(۱)

۲۴. پھر تو میں یقیناً کھلی گر اہی میں ہوں۔

۲۵. میری سنو! میں تو (سیچ دل سے) تم سب کے رب پر ایمان لاچکا۔

۲۷. (اس سے) کہا گیا کہ جنت میں چلاجا، کہنے لگا کاش! میری قوم کو بھی علم ہوجاتا۔

۲۷. کہ مجھے میرے رب نے بخش دیا اور مجھے باعزت لوگوں میں سے کردیا۔

ا. یہ ان معبودان باطلہ کی بے بسی کی وضاحت ہے جن کی عبادت اس کی قوم کرتی تھی اور شرک کی اس گراہی سے نکالنے کے لیے رسول ان کی طرف بھیج گئے تھے۔ نہ بچاسکیں کا مطلب ہے کہ اللہ اگر مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو یہ بچانہیں سکتے۔

۲. لیخی اگر میں بھی تمہاری طرح، اللہ کو چھوڑ کر ایسے بے اختیار اور بے بس معبودوں کی عبادت شروع کردوں،
 تو میں بھی کھلی گراہی میں جاگروں گا۔ یا ضلال، یہال خسران کے معنی میں ہے، لیعنی یہ تو نہایت واضح خسارے
 کا سودا ہے۔

سال اس کی دعوت توحید اور اقرار توحید کے جواب میں قوم نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے پیغیروں سے خطاب کرکے یہ کہا، مقصد اپنے ایمان پر ان پیغیروں کو گواہ بنانا تھا۔ یا اپنی قوم سے خطاب کرکے کہا جس سے مقصود دین حق پر اپنی صلابت اور استقامت کا اظہار تھا کہ تم جو چاہو کرلو، لیکن اچھی طرح سن لو کہ میرا ایمان اسی رب پر ہے، جو تمہارا بھی رب ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو مار ڈالا اور کسی نے ان کو اس سے نہیں روکا۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَیٰ

۷۹. لینی جس ایمان اور توحید کی وجہ سے مجھے رب نے بخش دیا، کاش میری قوم اس بات کو جان لے تاکہ وہ بھی ایمان وتوحید کو اپنا کر اللہ کی مغفرت اور اس کی نعمتوں کی مستحق ہوجائے۔ اس طرح اس شخص نے مرنے کے بعد بھی اپنی قوم کی خیرخواہی کی۔ ایک مومن صادق کو ایسا ہی ہونا چاہیے کہ وہ ہر وقت لوگوں کی خیرخواہی ہی کرے، برخواہی نہ کرے، بیٹک لوگ اسے جو چاہے کہیں اور جس قسم کا سلوک بدخواہی نہ کرے، بیٹک لوگ اسے جو چاہے کہیں اور جس قسم کا سلوک

وَمَاَ اَنْزَلْنَاعَلَىٰ قَوْمِهٖ مِنْ يَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍمِّنَ التَّمَا وَمَاكُنَّانُوْزِلِيْنَ

إِنْ كَانَتُ إِلَّا صَيْعَةً وَّاحِدَةً فَإِذَاهُوْخُمِدُونَ

ؽڬٮٛڗۊؙٞۘۼٙڶٳڵۼؚؠؘٳڿۧ؆ٙڲٳؙؾ۬ؿۿۣۮۺۜ؆ڛۘۅؙڸٟ ٳڰڒػٲۮ۫ٳۑ؋ؽٮؙؠۜ*ڗؙؿؙٷۯ*ڽٛ

ٱڵؿ۬ڒۣۜۉٚٳڮٛۏٳۿڵػؽؙڬٲڡٞؠڷۿؙؠٝڛۜؽٲڶڨ۠ۯؙۏڹؚٲڴۿؙؗڎ ٳڵؽڔ۠ؠؙڵڮڒؙڿۼٷڹ۞

وَإِنْ كُلُّ لَكَّاجَمِيْعُ لَكَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿

۲۸. اور اس کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسان سے کوئی لشکر نہ اتارا، (۱) اور نہ اس طرح ہم اتارا کرتے ہیں۔ (۲)

۲۹. وه تو صرف ایک زور کی چیخ تھی که یکایک وه سب کے سب بجھ بجھا گئے۔(۲)

• س. (ایسے) بندول پر افسوس! (۳) مجھی کھی کوئی رسول ان کے پاس نہیں آیا جس کی ہنی انہوں نے نہ اڑائی ہو۔ ۱۳۰۰ کیا انہوں نے نہ اڑائی ہو۔ ۱۳۰۰ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہم نے غارت کردیا (۵) کہ وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

**۳۲**. اور نہیں ہے کوئی جماعت مگر یہ کہ وہ جمع ہو کر ہمارے سامنے حاضر کی جائے گی۔<sup>(۱)</sup>

چاہیں کریں، حتیٰ کہ اسے مارڈالیں۔

ا. تعنی حبیب نجار کے قتل کے بعد ہم نے ان کی ہلاکت کے لیے آسان سے فرشتوں کاکوئی لشکر نہیں اتارا۔ یہ اس قوم کی تحقیر شان کی طرف اشارہ ہے۔

۲. لینی جس قوم کی ہلاکت کسی دوسرے طریقے سے لکھی جاتی ہے تو وہاں ہم فرشتے نازل بھی نہیں کرتے۔

سا. کہتے ہیں کہ جرائیل علیہ ایک ایک چنے ماری، جس سے سب کے جسموں سے روحیں نکل گئیں اور وہ بجھی آگ کی طرح ہوگئے۔ طرح ہوگئے۔ گوبا زندگی، شعلۂ فروزاں ہے اور موت، اس کا بچھ کر راکھ کا ڈھیر ہوجانا۔

م. حرت وندامت کا یہ اظہار خود اپنے نفول پر، قیامت کے دن، عذاب دیکھنے کے بعد کریں گے کہ کاش انہوں نے اللہ کے بارے میں کو تاہی نہ کی ہوتی یا اللہ تعالی بندول کے رویے پر افسوس کررہا ہے کہ انکے پاس جب بھی کوئی رسول آیا انہوں نے اس کے ساتھ استہزاء ہی کیا۔

 ۵. اس میں اہل کلہ کے لیے تعبیہ ہے کہ تکذیب رسالت کی وجہ سے جس طرح پیچیلی قومیں تباہ ہوئیں یہ بھی تباہ ہو کتے ہیں۔

۲. اس میں إِنْ نافیہ ہے اور لَمَّا، إِلَّا کے معنی میں۔ مطلب یہ ہے کہ تمام لوگ گزشتہ بھی اور آئندہ آنے والے بھی،
 سب اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہول گے جہاں ان کا حساب کتاب ہوگا۔

وَايَةٌ لَهُوُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةَ ۗ آَحَيَيْهٰ اَوَكَنْهُ الْحَرَيْهُ الْمَاوَاخُرَجُنَا مِنْهَاحَبًا فِينَهُ يَاكُلُونَ۞

ۅؘۘۼعَلُنَافِيمُنَاجَنَّتٍ مِّنُ تُغِيْرٍ وَّاعَنَابِ وَّفَجَّرُنَا فِيهُامِنَ الْعُيُوْنِ ﴿

> ڔؽٵٛڬٛؽؙٳڡؚؽؙۺؘڔ؋ٚۅؘٵۼؠڵؾؙؗؗ؋ٲؽۨۨۮؚؽڡؚؚۅؙ ٵڡؘؘڵٳؽؿؙػؙۯؙۏڹ<sup>©</sup>

سُجُنَناآلَذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَهَامِیّا نُیُّیْتُ الْاَثْضُ وَمِنَ اَنْفُرِهُمُ وَمِیّالایهُ اَنْوَی

سس اور ان کے لیے ایک نشانی (ا (خشک) زمین ہے جس کو ہم نے زندہ کردیا اور اس سے غلہ نکالا جس میں سے وہ کھاتے ہیں۔

سمس اور ہم نے اس میں کھجوروں کے اور انگور کے بادی باغات پیدا کردیے ہیں۔ کردیے ہیں۔

**^7.** تاکہ (لوگ) اس کے کھل کھائیں، <sup>(۳)</sup> اور اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا۔ <sup>(۳)</sup> کھر کیوں شکر گزاری نہیں کرتے۔

٣٧. وہ پاک ذات ہے جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہوں، خواہ خود ان کے نفوس ہوں خواہ وہ (چیزیں) ہوں جنہیں یہ جانتے ہیں نہیں۔(۵)

ا. لینی اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی قدرت تامہ اور مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر نشانی۔

۲. لیعنی مردہ زمین کو زندہ کر کے ہم اس سے ان کی خوراک کے لیے صرف غلہ ہی نہیں اگاتے، بلکہ ان کے کام ودہن کی لذت کے لیے انواع واقسام کے پیل بھی کثرت سے پیدا کرتے ہیں، یہاں صرف دو پھلوں کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہ کثیر المنافع بھی ہیں اور عربوں کو مرغوب بھی، نیز ان کی پیداوار بھی عرب میں زیادہ ہے۔ پھر غلے کا ذکر پہلے کیا یکونکہ اس کی پیداوار بھی زیادہ بھی زیادہ ہے اور خوراک کی حیثیت سے اس کی اہمیت بھی مسلمہ۔ جب تک انسان روٹی یا چاول وغیرہ خوراک سے اپنا پیٹ نہیں بھر تا، محض پھل فروٹ سے اس کی غذائی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔

س. لیعنی بعض جگہ چشمے بھی جاری کرتے ہیں، جس کے پانی سے پیدا ہونے والے پھل لوگ کھائیں۔

۷. امام ابن جریر کے نزدیک یہاں "مَا" نافیہ ہے لینی غلوں اور سچلوں کی یہ پیداوار، اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے۔ اس میں ان کی سعی و محنت، کدوکاوش اور تصرف کا دخل نہیں ہے۔ پھر بھی یہ اللہ کی ان لغتوں پر اس کا شکر کیوں نہیں کرتے؟ اور بعض کے نزدیک "مَا" موصولہ ہے جو اَلَّذِیْ کے معنی میں ہے بعنی تاکہ وہ اس کا پھل کھائیں اور ان چیزوں کو جن کو ان کے ہاتھوں نے بنایا۔ ہاتھوں کا عمل ہے، زمین کو ہموار کرکے نیج بونا، اس کا کھل کھائیں اور ان چیزوں کو جن کو ان کے ہاتھوں نے بنایا۔ ہاتھوں کا کارس پینا، مختلف سچلوں کو ملاکر چاہ بنانا، وغیرہ۔ کرے سیان کو جن کو بیادار میں بھی ہم نے ز اورمادہ دونوں پیدا کیے ہیں۔ علاوہ ازیں آسانوں میں اور کی خارج زمین کی ہر پیداوار میں بھی ہم نے ز اورمادہ دونوں پیدا کیے ہیں۔ علاوہ ازیں آسانوں میں اور

ۅؘٳؽۘۊؙ۠ڰۿؙۅ۠ٳڷؽؙڷؙؙؖڂؖۺؘڶۼؙٶؚؽ۬ۿؙٳڵؠؙۜۜٵۯٷٙٳڎؘٳۿؙۘؖؗؗؗؗؗۿ ؙؙڞؙڟڸؚۻؙٷؽؘ۞ٚ

ۅٙٳڵۺۜٛڡؙڞۼٙؽؚؽڶؚؠؙۺؾڡۜٙڗؚؚڵۿٲڎ۬ٳڮؘؾؘڡؙۛڋؽؙڔؖٲۼڔ۬ؽڔ ٲڵۼڸؽۅ۠

وَالْقَمَرَ قَلَّارُنِهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَكَالْعُرْجُونِ الْقَدِيْمِ

سے ہم اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے جس سے ہم دن کو تھینج دیتے ہیں تو وہ یکایک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔(۱)

سر. اور سورج کے لیے جو مقررہ راہ ہے وہ اسی پر چلتا رہتا ہے۔ $^{(7)}$  یہ ہے مقرر کردہ غالب، باعلم اللہ تعالیٰ کا۔

اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں، $^{(r)}$ یہاں تک کہ وہ لوٹ کر پرانی ٹہنی کی طرح ہوجاتا ہے۔ $^{(r)}$ 

زمین کی گہرائیوں میں بھی جو چیزیں تم سے غائب ہیں، جن کا علم تم نہیں رکھتے، ان میں بھی زوجیت (نر اور مادہ) کا یہ نظام ہم نے رکھا ہے۔ چی تمام مخلوق جوڑا جو، نباتات میں بھی نر اور مادے کا یہی نظام ہے۔ حتیٰ کہ آخرت کی زندگی، دنیا کی زندگی کے لیے بمنزلہ زوج ہے اور یہ حیات آخرت کے لیے ایک عقلی دلیل بھی ہے۔ صرف ایک اللہ کی ذات ہے جو مخلوق کی اس صفت سے اور دیگر تمام کو تاہیوں سے پاک ہے۔ وہ وتر (فرد) ہے، زوج نہیں۔

ا. لین اللہ کی قدرت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ دن کو رات سے الگ کردیتا ہے، جس سے فوراً اندھیرا چھاجاتا ہے۔ سَلَخ کے معنی ہوتے ہیں جانور کی کھال کا اس کے جہم سے علیحدہ کرنا، جس سے اس کا گوشت ظاہر ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اللہ دن کو رات سے الگ کردیتا ہے۔ أَظْلَمَ کے معنی ہیں، اندھیرے میں داخل ہونا۔ جیسے أَصْبَحَ اور أَمْسَیٰ اور أَظْهَرَ کے معنی ہیں، ضِح شام اور ظہر کے وقت میں داخل ہونا۔

العنی اپنے اس مدار (فلک) پر چلتا رہتا ہے، جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کردیا ہے، ای سے اپنی سیر کا آغاز کرتا ہے اور وہیں پر ختم کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اس سے ذرا ادھر ادھر نہیں ہوتا، کہ کی دوسرے سارے سے فکرا جائے۔ دوسرے معنی ہیں "اپنے کھیرنے کی جگہ تک" اور اس کا یہ مقام قرار عرش کے پنچ ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے جو صفحہ ۱۹۵۸ پر گزر چکی ہے کہ سورج روزانہ غروب کے بعد عرش کے پنچ جاکر سجدہ کرتا ہے اور پھر وہاں سے طلوع ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے (صحیح بناری، تغیر مورہ لین) دونوں مفہوم کے اعتبار سے لِہُ ستقریر میں لام، علت کے لیے ہو آئی: لِا جُجلِ مُستَقَدِ لَّهَا لِحض کہتے ہیں کہ لام، إلی کے معنی میں ہے، پھر مستقر یوم قیامت ہوگا۔ یعنی سورج کا یہ چینا قیامت کے دن تک ہے، قیامت کے دن اس کی حرکت ختم ہوجائے گی۔ یہ تینوں مفہوم اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ یہ چاند کی ۲۸ منزلیں ہیں، روزانہ ایک منزل طے کرتا ہے، پھر دو راتیں غائب رہ کر تیسری رات کو نکل آتا ہے۔ ساج بیند کی منزل پر پہنچتا ہے تو بالکل باریک اور چھوٹا ہوجاتا ہے جیسے تھجور کی پرانی ٹبنی ہو، جو سو کھ کر ٹیڑھی ہوجاتی ہے۔ چاند کی ۲۸ منزلی پر پہنچتا ہے تو بالکل باریک اور چھوٹا ہوجاتا ہے جیسے تھجور کی پرانی ٹبنی ہو، جو سو کھ کر ٹیڑھی ہوجاتی ہے۔ چاند کی انہی گردشوں سے سکان ارش اپنے دنوں، مہینوں اور سالوں کا حساب اور اپنے او قات عبادات کا تعین کرتے ہیں۔

ڵؚۘۯالشَّمُسُ كَثِيَغِيُّ لَهَآ اَنۡ تُدُدِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيۡلُ سَابِقُ التَّهَارِّوۡکُلُّ فِیۡ فَلَكِ تَیۡبُحُوۡن

وَايَةٌ لَهُمْ أَتَا حَمَلُنَا ذُرِيَّتَهُمُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْخُونِ ﴿

وَخَلَقُنَالَهُمُ مِنِّنَ مِّثْتِلِهِ مَايُرَكِبُوْنَ<sup>®</sup>

ۄٙٳڹؙۜۺؘٲڹؙۼ۫ڔۣڠٙۿؙؗؠؘٛۏؘڵۅؘڔؽۼؘڶۿؙۄؙۅٙڵۿؙؠٝؠ۠ؿؘڡٙڎؙۅٛؾ<sup>ؖ</sup>

ٳ*ڰٚۯڔؙڂ*ؠؘڎؘؙٞڝٞڹۜٵۏؘڡؘؾٵؘٵٳڶڸڿؽؙڹٟ؈

ۅؘٳڎٳۊؽڶڵۿؙؗۯٳؾٞڠؙۅؙٵٵؽڽؙٵؽۑٝؽڴۄۅۜٵڂؙڶڡ۫ڵۄؙ ڵػڴؙؙۮؿؙۯؗٛٷٛۯ۞

الم. اور ان کے لیے ایک نشانی (یہ بھی) ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔ (\*)

ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔ (\*)

الم اور ان کے لیے اسی جیسی اور چیزیں پیدا کیں جن یر یہ سوار ہوتے ہیں۔ (۵)

۲۳ اور اگر ہم چاہتے تو انہیں ڈبودیتے۔ پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہوتا نہ وہ بچائے جائیں۔

۳۴. کیکن ہم اپنی طرف سے رحمت کرتے ہیں اور ایک مدت تک کے لیے انہیں فائدے دے رہے ہیں۔ ہیں۔

۳۵. اور ان سے جب (مجھی) کہا جاتا ہے کہ اگلے پچھلے (گناہوں) سے بچو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ا. یعنی سورج کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ چاند کو جا بکڑے جس سے اس کی روشنی ختم ہوجائے بلکہ دونوں کا اپنا اپنا راستہ اور الگ الگ حد ہے۔ سورج دن ہی کو اور چاند رات ہی کو طلوع ہوتا ہے اس کے بر عکس بھی نہیں ہوا، جو ایک مدبر کا کنات کے وجود پر ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

۲. بلکہ یہ بھی ایک نظام میں بندھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔

س، کُلُّ سے سورج، چاند یا اس کے ساتھ دوسرے کواکب مراد ہیں، سب اپنے اپنے مدار پر گھومتے ہیں، ان کا باہمی عکراؤ نہیں ہوتا۔

۷. اس میں اللہ تعالی اپنے اس احسان کا تذکرہ فرما رہا ہے کہ اس نے تمہارے لیے سمندر میں کشتیوں کا چلنا آسان فرمادیا، حتی کہ تم اپنے ساتھ بھری ہوئی کشتیوں میں اپنے بچوں کو بھی لے جاتے ہو۔ دوسرے معنی یہ کے گئے ہیں کہ ذُرِّیَةٌ سے مقصود آبائے ذریت ہیں۔ اور کشتی سے مراد کشتی نوح عَلَيْكِ ہے۔ یعنی سفینی نوح عَلَيْكِ میں ان لوگوں کو بھایا جن سے بعد میں نسل انسانی چلی۔ گویا نسل انسانی کے آباء اس میں سوار تھے۔

۵. اس سے مراد ایک سواریاں ہیں جو کشتی کی طرح انسانوں اور سامان تجارت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہیں، اس میں قیامت تک پیدا ہونے والی چیزیں آگئیں۔ جیسے ہوائی جہاز، بحری جہاز، ریلیں، کاریں اور دیگر نقل وحمل کی اشیاء۔

وَمَا تَايَّنَهُوْمُوِّنَ اليَّةِمِّنْ النِّورَةِ الْآكَانُواعَنُهَا مُعْرِضِيُنَ⊙

ۅؘڶۮٳۊؽڵڵۿؙؗٞؗؗؗؗٞؠٲڶڣٛڠۛۯٳۼٵۮؘۊڴؙؙۅ۠ڶڵڬٞٷؘڶڶٲێڔؽۛڹ ػڣۯٞۅؙڶڸۧێڔ۬ؽؽٵٮٮٛٷۘٵؽڟڝؚڿؙڡٮؙٞڰۅؽؾؘؽٙٵٛٵٮڶڰ ٲڟۼؠٙۿٙڎؖٳ؈ؙٲٮٛٞڰٛؠؙٳڵٳ؈۬ڞڶڸۣٷؚڽؽڽۣ۞

وَيَقُولُونَ مَتَى هٰذَاالْوَعُدُانِ كُنْتُوطِدِقِينَ ®

مَايْنْظُوُوْنَ إِلَّاصَيْعَةٌ وَّاحِدَةٌ تَانْثُنْهُمُ وَهُمْ يَغِيْمُونَ

۳۲. اور ان کے پاس تو ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں آتی جس سے یہ بے رخی نہ برستے ہوں۔()

کم. اور ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرو، (۲) تو یہ کفار ایمان والوں کو جواب دیتے ہیں کہ ہم انہیں کیوں کھائیں جنہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا پلا دیتا؟ (۳) تم تو ہو ہی کھی گر اہی میں۔ (۳)

۳۸. اور وه کېتے بين که يه وعده کب موگا؟ سيح موتو بتلاؤ۔

ا. لیعنی توحید اور صداقت رسول کی جو نشانی بھی ان کے سامنے آتی ہے، اس میں یہ غور ہی نہیں کرتے کہ جس سے ان کو فائدہ ہو، ہر نشانی سے اعراض ان کا شیوہ ہے۔

۲. لیعنی غرباء ومساکین اور ضرورت مندول کو دو۔

سب لینی اللہ چاہتا تو ان کو غریب ہی نہ کرتا، ہم ان کو دے کر اللہ کی مشیت کے خلاف کیول کریں۔

مل. لیعنی یہ کہہ کر کہ، غرباء کی مدد کرو، کھلی غلطی کا مظاہرہ کررہے ہو۔ یہ بات تو ان کی صحیح تھی کہ غربت وناداری اللہ کی مشیت ہی سے تھی، لیکن اس کو اللہ کے حکم سے اعراض کا جواز بنالینا غلط تھا، آخر ان کی امداد کرنے کا حکم دینے والا مجمی تو اللہ بی تھا، اس لیے اس کی رضا تو اس میں ہے کہ غرباء ومساکین کی امداد کی جائے۔ اس لیے کہ مشیت اور چیز ہے اور رضا اور چیز۔ مشیت کا تعلق امور تکوینی سے ہے جس کے تحت جو کچھ بھی ہوتا ہے، اس کی حکمت ومصلحت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور رضا کا تعلق امور تشریعی سے ہے، جن کو بجالانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے تاکہ ہمیں اس کی رضا حاصل ہو۔

۵. لیغنی لوگ بازاروں میں خرید و فروخت اور حسب عادت بحث و تکرار میں مصروف ہوں گے کہ اچانک صور پھونک دیا
 جائے گا اور قیامت برپا ہوجائے گی یہ نفخہ اولی ہو گا جے نفخہ فزع بھی کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد دوسرا نفخہ ہوگا۔
 نَفْحَةُ الصَّعْق جس سے اللہ تعالیٰ کے سوا، سب موت کی آغوش میں چلے جائیں گے

فَلايَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيةً قَالَاإِلَىٰ اَهْلِهِمُ يَرْجِعُوْنَ َ

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَاهُمُ مِّنَ الْكِبُدَاثِ إِلَى رَبِّمُ يَشِلُونَ®

قَالُوُالِوَيُلِنَامَنُ؛بَعَثَنَامِنُ مَّرُقَوِنَا ۖ ۚ ۚ ۚ ۚ ۗ ۗ مَا وَعَدَالرَّحْمُنُ وَصَدَقَ الْمُرْسِلُونَ

إِنُ كَانَتُ إِلَّاصِيْعَةً قَالِحِدَةً فَإِذَاهُمُ جَمِيعُمُّ لَدَبُنَا عُصُرُونَ ®

ڡؘؙڵؽۏؘڡڒڒؿؙڟڮؘۏؘۿؙۺٞۺؙؽٵۊٙڒؿؙۼۯ۫ۏڹٳڒڡٵؽؙڹؿؗؗؗۿ تعؘۘؠؙڵۏڹ۞

إِنَّ أَصْعَابَ الْجَنَّةِ الْبَوْمُ فِي شُغُولِ فَكِهُونَ ٥

هُمُووَازُوَاجُهُمُ فِي ظِلْلٍ عَلَى الْكِرَآبِكِ مُتَّكِئُونَ ۞

لَهُمْ فِيْهَا فَالِهَةٌ وَّلَهُمْ قَالِيَّعُونَ ٥

سَلْمُ عَنَّ وَلَامِّنُ رَّبِّ رَّحِيْمِ

• ۵. اس وقت نه تو یه وصیت کرسکیس گے اور نه اپنے اہل
 کی طرف لوٹ سکیس گے۔

اور صور کے کھو نکے جاتے ہی<sup>(۱)</sup> سب کے سب اپنی
 قبرول سے اپنے پروردگار کی طرف (تیز تیز) چلنے لگیں
 گے۔

**۵۲.** کہیں گے ہائے ہائے! ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھاد یا؟ (۲) کہی ہے جس کا وعدہ رحمٰن نے دیا تھا۔ اور رسولوں نے سچ سچ کہہ دیا تھا۔

۵۳ یہ نہیں ہے گر ایک چیخ، کہ پھر یکایک سارے کے سارے کے سارے مارے مارے جائیں گے۔

۵۳. پس آج کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور تہبیں نہیں بدلہ دیا جائے گا مگر صرف ان ہی کاموں کا جو تم کیا کرتے تھے۔

**۵۵**. جنتی لوگ آج کے دن اپنے (دلچیپ) مشغلوں میں ہشاش بیا۔ (۲)

۵۱. وہ اور ان کی بیویاں سابوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہول گے۔

۵۷. ان کے لیے جنت میں ہر قشم کے میوے ہول گے اور وہ سب بھی جو وہ طلب کریں گے۔

۵۸. مهربان پروردگار کی طرف سے انہیں "سلام" کہا

ا. پہلے قول کی بنا پر یہ نفخ ثانیہ اور دوسرے قول کی بنا پر یہ نفخ ثالثہ ہوگا، جے نَفْخَةُ الْبَعْثِ وَالنَّشُورِ کہتے ہیں، اس
 سے لوگ قبروں سے زندہ ہوکر اٹھ کھڑے ہول گے۔ (این کیٹر)

۲. قبر کو خواب گاہ سے تعبیر کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قبر میں ان کو عذاب نہیں ہوگا۔ بلکہ بعد میں جو ہولناک مناظر اور عذاب کی شدت دیکھیں گے، اس کے مقابلے میں انہیں قبر کی زندگی ایک خواب ہی محسوس ہوگی۔
 ۳. فاکِھُوْنَ کے معنی بیں فَر حُوْنَ خوش، مرت بکنار۔

جائے گا۔

**69**. اور اے گناہ گارو! آج تم الگ ہو جاؤ۔<sup>(۱)</sup>

۱۲. اور میری ہی عبادت کرنا۔ (۵) سید سی راہ یہی ہے۔ (۲) 1 ور شیطان نے تو تم میں سے بہت ساری مخلوق کو بہکادیا۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے ؟!( $^{(2)}$ 

۳۲. یہی وہ دوزخ ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

وَامْتَازُواالْيَوْمَ إِيُّكَاالْمُجُرِمُونَ®

ٱڮۄؙڵڡٛۿڬٳڵؽؘػؙٷۑڹڹٙٛٙٳۮڡٙڔٲؽ؆ۜڗؾۘؠؙٮؙؙؙۘۅٳٳڵۺؽڟؽ ٳؿؘٷڵؙؙؙڴؙۼۮؙۊ۠۫ۺؙؚؽڗؙڽٛ

> ٷٳٙڹٵڡؙؠؙٮؙۉ؈ۣ۬ۿٙؽٳڝڒڟۺؙۺؾؘڣؿؗۅٛ ۅؘڶڡۜٮؙٲۻڷٙ؞ؚڡ۫ڹڴۄڿؚڽؚڰڒؿؿؙڒٵٵٚڡؘڵۄۛ؆ؙۏٛۏٛٵ ؾۘڡؙؙؿؚڵۅٛڹ۞

> > هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّٰتِيۡ كُنْتُونُوْعَكُونَ ®

ا. الله كايه سلام، فرشتے اہل جنت كو پہنچائيں گے۔ بعض كہتے ہيں كہ الله تعالى خود سلام سے نوازے گا۔

۲. لیعنی اہل ایمان سے الگ ہوکر کھڑے ہو۔ لیعنی میدان محشر میں اہل ایمان واطاعت اور اہل کفر ومعصیت الگ الگ کردیے جائیں گے۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَیَوْمَ تَقُومُ السّاعَةُ يُوْمَ مِنِ اِنْكَمَ وَهُونَ ﴾ (الروم: ۱۳) ﴿ يَوْمَ مِنْ وَنْ قَتَيْنِ (اس دن لوگ دو گروہوں میں بٹ جائیں گے)۔ دوسرا یقضد عُون ﴾ (الروم: ۱۳) أَيْ: یَصِیْرُ وْنَ صِدْعَیْنِ فِرْ قَتَیْنِ (اس دن لوگ دو گروہوں میں بٹ جائیں گے)۔ دوسرا مطلب ہے کہ مجرمین ہی کو مختلف گروہوں میں الگ الگ کردیا جائے گا۔ مثلاً یہودیوں کا گروہ، عیبائیوں کا گروہ وغیرہ وغیرہ۔

سا اس سے مراد عبد الست ہے جو حضرت آدم علیاً کی پشت سے نکالنے کے وقت لیا گیا تھا یا وہ وصیت ہے جو پیٹیمبروں کی زبانی لوگوں کو کی جاتی رہی۔ اور بعض کے نزدیک وہ دلائل عقلیہ ہیں جو آسان وزمین میں اللہ نے قائم کے ہیں۔ (فع القدیہ)

م. یہ اس کی علت ہے کہ تمہیں شیطان کی عبادت اور اس کے وسوسے قبول کرنے سے اس لیے روکا گیا تھا کہ وہ تمہارا کطا دشمن ہے اور اس نے تمہیں ہر طرح گراہ کرنے کی قشم کھا رکھی ہے۔

۵. لیخی یہ بھی عبد لیا تھا کہ جنہیں صرف میری ہی عبادت کرنی ہے، میری عبادت میں کی کو شریک نہیں کرنا۔
 ۲. لیخی صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا، یہی وہ سیدھا راستہ ہے، جس کی طرف تمام انبیاء لوگوں کو بلاتے رہے اور یہی منزل مقصود لیخی جنت تک پہنیانے والا ہے۔

2. یعنی اتنی عقل بھی تمہارے اندر نہیں کہ شیطان تمہارا دشمن ہے، اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔ اور میں تمہارا رب ہوں، میں ہی تمہیں روزی دیتا ہوں اور میں ہی تمہاری رات دن حفاظت کرتا ہوں للبذا تمہیں میری نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔ تم شیطان کی عداوت کو اور میرے حق عبادت کو نہ سمجھ کر نہایت بے عقلی اور نادانی کا مظاہرہ کررہے ہو۔

إصْلَوْهَا الْيُؤْمَرِبِمَا كُنْتُوْتَكُفْرُ وُنَ®

ٱلْيُوَمَ نَخْتِهُ عَلَىٓ اَفُواهِهِمۡ وَتُكَلِّمُنَا اَيُدِيۡرُمُ وَتَتَّفُهَكُ اَرۡجُلُهُمُ بِمَا كَانُوا يَكۡسِبُونَ۞

وَلُوۡنَشَآ ۢ لُطُمَّسُنَا عَلَى الْعُيُّرِمُ فَاسْتَبَقُواالِصِّرَاطَافَاَنَّ يُبْصِرُونَ⊙

وَلَوْنَتَآ ا لَكَسَخُناهُمُ عَلَى مَكَانَتِهِمُ فَمَااسُتَطَاعُوُا مُضَّا وَلَيۡرَعِوْوَن۞

وَمَنْ نُعُبِّرُهُ نُكِّسُهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعُقِلُونَ ۗ

۱۲. اپنے کفر کا بدلہ پانے کے لیے آج اس میں داخل ہوجاؤ۔(۱)

70. ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہیں لگادیں گادیں گا اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے، ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے۔ (۲)

۲۷. اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آئھیں بے نور کر دیتے پھر یہ راستے کی طرف دوڑتے پھرتے لیکن انہیں کیسے دکھائی دیتا؟ (۳)

۱۹۷. اور اگر ہم چاہتے تو ان کی جگہ ہی پر ان کی صورتیں مسخ کر دیتے پھر نہ وہ چل پھر سکتے اور نہ لوٹ سکتے۔ (۲) ۸۲. اور جسے ہم بوڑھا کرتے ہیں اسے پیدائش حالت کی طرف پھر الٹ دیتے ہیں (۵) کیا پھر بھی وہ نہیں

ا. یعنی اب اس بے عقلی کا نتیجہ مجگتو اور اپنے کفر کے سبب سے جہنم کی تختیوں کا مزہ چکھو۔

۲. یہ مہر لگانے کی ضرورت اس لیے پیش آئے گی کہ ابتداءً مشرکین قیامت کے دن بھی جھوٹ بولیں گے اور کہیں گے ﴿ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ اللّٰهِ تعالى اللهِ تعالى اللهِ عنائے انسانی کو مونہوں پر مہر لگادے گا، جس سے وہ خود تو بولنے کی طاقت سے محروم ہوجائیں گے، البتہ الله تعالى اعضائے انسانی کو قوت گویائی عطا فرمادے گا، باتھ بولیں گے کہ ہم سے اس نے فلال فلال کام کیا تھا اور پاؤل اس پر گواہی دیں گے۔ یول گویا اقرار اور شہادت، دونوں مرحلے طے ہوجائیں گے۔ علاوہ ازیں ناطق کے مقابلے میں غیر ناطق چیزوں کا بول کر گواہی دینا، ججت واستدلال میں زیادہ بلیخ ہے کہ اس میں ایک اعجازی شان پائی جاتی ہے۔ (ﷺ الله میں زیادہ میں ایک اعزادی شان پائی جاتی ہے۔ (ﷺ الله میں نیادہ وسیح ملم، تاب انہو)

۳. لینی بینائی سے محرومی کے بعد انہیں راستہ کس طرح دکھائی دیتا؟ لیکن یہ تو ہمارا حلم وکرم ہے کہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔ ۸. لینی نہ آگے جاسکتے، نہ پیچھے لوٹ سکتے، بلکہ پھر کی طرح ایک جگہ پڑے رہتے۔ مسنح کے معنی پیدائش میں تبدیلی کے ہیں، لینی انسان سے پھر یا جانور کی شکل میں تبدیل کردینا۔

۵. لینی جس کو ہم کمبی عمر دیتے ہیں، اس کی پیدائش کو بدل کر بر عکس حالت میں کردیتے ہیں۔ لینی جب وہ بچہ ہوتا ہے تو اس کی نشو نما جاری رہتی ہے اور اس کی عقلی اور بدنی قوتوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے حتی کہ وہ جوانی اور کہوات سمجھتے۔

ۅؘ؆ٵػؠٝڹڬٛٵڶۺۜۼڔؘۅؘڡؘٳؽٮؙڹٛۼؿڶۂ۫ٳؽۿۅٳڷٳۮۮؚؚڴۯۊڎۯٳڮٛ ۺؙؠڔٛٷٚ

اس کے لائق ہے۔ وہ توصرف نصیحت اور واضح قرآن ہے۔ -

٢٩. اور نه تو جم نے اس پینمبر کو شعر سکھائے اور نه به

لِّيْنْذِرَمَنْ كَانَ حَبَّالَوَ يَحِقُ الْقَوْلُ عَلَى الْكَفِرِيْنَ ۞

کا تاکہ وہ ہر اس شخص کو آگاہ کردے جو زندہ ہے، (۳)

کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کے بر عکس اس کے قوائے عقلیہ وبدنیہ میں ضعف وانحطاط کا عمل شروع ہوجاتا ہے، حتی کہ وہ ایک بیج کی طرح ہوجاتا ہے۔

ا. کہ جو اللہ اس طرح کرسکتا ہے، کیا وہ دوبارہ انسانوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟

۲. مشرکین مکہ نبی سکافیٹی کی تنگذیب کے لیے مختلف قسم کی باتیں کہتے رہتے تھے، ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ آپ شاعر ہیں اور یہ قرآن پاک آپ کی شاعر انہ تک بندی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نفی فرمائی کہ آپ شاعر ہیں اور نہ قرآن شعری کلام کا مجموعہ ہے بلکہ یہ قو صرف تصحت اور موعظت ہے۔ شاعری میں بالعموم مبالغہ، افراط و تقریط اور محض تخیلات کی ندرت کاری ہوتی ہے، یوں گویا اس کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں شاعر محض گفتار کے غازی ہوتے ہیں، کردار کے نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے نہ صرف یہ کہ اپنے پیغیر کوشعر نہیں سے علائے، نہ اشعار کی اس پر وقی کی، بلکہ اس کے مزاح وطبیعت کو ایسا بنایا کہ شعر سے اس کو کوئی مناسبت نہیں سہد ہم نے نہ رضوف یہ کہ آپ شکھی کسی کا شعر پڑھتے تو اکثر صحیح نہ پڑھ پاتے اور اس کا وزن ٹوٹ جاتا۔ ہی نہیں ہے۔ بہی وجہ ہے کہ آپ شکھی کسی کا شعر پڑھتے تو اکثر صحیح نہ پڑھ پاتے اور اس کا وزن ٹوٹ جاتا۔ کسی مثالیں احادیث میں موجود ہیں۔ یہ احتیاط اس لیے کی گئی کہ مکرین پر اتمام جبت اور ان کے شبہات کا خاتمہ کر یا جائے۔ اور وہ یہ نہ کہ سکیں کہ یہ تو آئ اس کی شاعرافہ تک بندی کا نتیجہ ہے، جس طرح آپ کی اُٹیت بھی گڑھ کر اس کو قطع شبہات کے لیے تھی تا کہ لوگ قرآن کی بابت یہ نہ کہہ سکیں کہ یہ تو اس نے فلاں سے سکھ پڑھ کر اس کو ورث مرعوں کی طرح ہوتے کی دلیل نہیں بن سکتے۔ کیونکہ ایسا آپ کے قصد مرتب کرلیا ہے۔ البتہ بعض مطابق ہوتے، آپ کے شاعر ہونے کی دلیل نہیں بن سکتے۔ کیونکہ ایسا آپ کے قصد ورادہ کے بغیر ہوا اور ان کا شعری قالب میں ڈھل جانا ایک اتفاق تھا، جس طرح حنین والے دن آپ کی زبان پر وارادہ کے بغیر ہوا اور ان کا شعری قالب میں ڈھل جانا ایک اتفاق تھا، جس طرح حنین والے دن آپ کی زبان پر انہ انجار کی زبان پر انہاں ہو کہ کے اختیار یہ رہز جاری ہوگیا۔

أَنَا النَّبِيُّ لَاكَ ذِبْ أَنَا الْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

ایک اور موقع پر آپ مُنالِیْظِم کی انگلی زخمی ہوگئ تو آپ مُنالِلیْظِم نے فرمایا۔

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِي سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ

(صحيح البخاري ومسلم، كتاب الجهاد).

س. یعنی جس کا دل صحیح ہے، حق کو قبول کرتا اور باطل سے انکار کرتا ہے۔

اور کا فرول پر حجت ثابت ہوجائے۔(۱)

الد. کیا یہ تنہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی<sup>(۲)</sup> ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے چوپائے<sup>(۳)</sup> (بھی) پیدا کردیے، جن کے یہ مالک ہوگئے ہیں۔<sup>(۳)</sup>

27. اور ان مویشیوں کوہم نے ان کا تابع فرمان بنادیا ہے۔(۵) جن میں سے بعض تو ان کی سواریاں ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں۔

ساک. اور انہیں ان سے اور بھی بہت سے فائدے ہیں '' اور پیٹی کی چیزیں۔ کیا پھر (بھی) یہ شکر ادا نہیں کریں گے؟ میں اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بناتے ہیں تاکہ وہ مدد کے جائیں۔ (<sup>2)</sup>

24. (حالانکہ) ان میں انکی مدد کی طاقت ہی نہیں، (لیکن) پھر بھی (مشرکین) ان کے لیے حاضرباش

ٱوَلَمْ يُرَوُّا أَنَّا خَلَقُنَا لَهُمْ يُتَّاعِلَتُ اَيْدِينَا آنَعَامًا فَهُمُ لَهَا لَلِكُونِ

وَذَلَانَهٰ الهُمْ فِينُهُ ارْكُوبُهُمْ وَمِنْهَ ايْأَكُلُونَ ۞

وَلَهُمْ فِيْمُامَنَافِمْ وَمَشَالِكِ أَفَلَايَشُكُرُون @

وَاتَّخَنُوامِنُ دُونِ اللهِ الهَةَ لَعَلَّهُمُ مُنْصَرُونَ عَ

لاَيْسَتَطِيعُونَ نَصْرَهُمُ وَهُمُ لَهُمُ اللهُ عُنْكُ فَخَفَّرُونَ<sup>©</sup>

ا. یعنی جو کفر پر مصر ہو، اس پر عذاب والی بات ثابت ہوجائے۔ لیٹنڈر میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔

۲. اس سے غیروں کی شرکت کی نفی ہے، ان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے، کسی اور کا ان کے بنانے میں حصہ نہیں ہے۔

- سل أَنْعَامٌ، نَعَمٌ كى جمع ہے۔ اس سے مراد چوپائے لعنی اونٹ، گائے، بكرى (اور بھير، دنبه) ہيں۔
- ۸. لیغی جس طرح چاہتے ہیں ان میں تصرف کرتے ہیں، اگر ہم ان کے اندر وحتی پن رکھ دیتے (جیسا کہ بعض جانوروں میں ہے) تو یہ چوپائے ان سے دور بھاگتے اور وہ ان کی ملکیت اور قبضے میں ہی نہ آسکتے۔
- ۵. لیعنی ان جانوروں سے وہ جس طرح کا بھی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، وہ انکار نہیں کرتے، حتی کہ وہ انہیں ذہ مجھی کردیتے ہیں اور چھوٹے بچے بھی انہیں کھنچے چرتے ہیں۔
- ۲. لینی سواری اور کھانے کے علاوہ بھی ان سے بہت سے فوائد حاصل کیے جاتے ہیں مثلاً ان کی اون اور بالوں سے کئی
   چیزیں بنتی ہیں، ان کی چربی سے تیل حاصل ہوتا ہے اور یہ بار برداری اور کھیتی باڑی کے بھی کام آتے ہیں۔
- 2. یہ ان کے کفران نعمت کا اظہار ہے کہ مذکورہ نعمیں، جن سے یہ فاکدہ اٹھاتے ہیں، سب اللہ کی پیدا کردہ ہیں، لیکن بجائے اس کے کہ یہ اللہ کی ان نعموں پر اس کا شکر ادا کریں یعنی اللہ کی عبادت واطاعت کریں، غیروں سے امیدیں وابستہ کرتے اور انہیں معبود بناتے ہیں۔

لشكرى ہیں۔(۱)

فَلا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُ مُ إِنَّانَعْلَمُ مَايُسِرُّونَ وَمَايُعْلِنُونَ<sup>®</sup>

21. پس آپ کو ان کی بات غمناک نه کرے، ہم ان کی پوشیدہ اور علانیہ سب باتوں کو (بخوبی) جانتے ہیں۔

> ٲۅؘڬۄؘ؆ۣٳڵۣۺ۬ٵؽؗٲ؆ٞٲڂؘڷڨٙڹۿؙڡؚؽ۬ٮؙٛؿؙڟڣڐٟڣؘٳۮؘٳۿۅڂڝؚؽؠٞ ؿؠؚؽڹؙٛ

22. کیا انسان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطف سے پیدا کیا ہے؟ پھر یکا یک وہ صریح جھڑالو بن بیٹھا۔

وَضَرَبَ لَنَامَثَلَاقَ نَبِى خَلْقَهُ تَالَ مَن يُجِي الْعِظَامَ وَهِى رَمِيْهُ

اور اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور اپنی
 (اصل) پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا ان گلی سڑی ہڑیوں کو
 کون زندہ کر سکتا ہے؟

قُلُ يُحِيِيهَا الَّذِيُّ اَنْشَاهَا الَّالَ مَرَّةً وَهُوَيِخُلِّ خَلِقَ عَلِيُوْفُ

29. آپ جواب دیجے کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں اول مرتبہ پیدا کیا ہے، (۲) جو سب طرح کی پیدائش کا بخوبی جاننے والا ہے۔

> ٳڵێۑؽۼۘۼۘٙڵۘۘڴڬؙۄ۠ۺٙٵۺۜٛۼؚڔۣٲڒڬٛڞ۬ڔؽؘٳۯٳ؋ٚٳڎؘٳٲٮٛػؙۄؙ ڡؚڹۨٷٷ۫ڎٷڽ۞

 $^{\Lambda}$ . وہی جس نے تمہارے لیے سبز در خت سے آگ پیدا کردی جس سے تم یکا یک آگ سلگاتے ہو۔  $^{(r)}$ 

ا. جُندٌ سے مراد بتوں کے حمایتی اور ان کی طرف سے مدافعت کرنے والے، مُحْضَرُوْنَ دنیا میں ان کے پاس حاضر ہونے والے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ جن بتوں کو معبود سیجھتے ہیں، وہ ان کی مدد کیا کریں گے؟ وہ تو خود اپنی مدد کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ انہیں کوئی برا کہے، ان کی مذمت کرے، تو یہی ان کی حمایت ومدافعت میں سرگرم ہوتے ہیں، نہ کہ خود ان کے وہ معبود۔

۲. یعنی جو اللہ تعالی انسان کو ایک حقیر نطفے سے پیدا کرتا ہے، وہ دوبارہ اس کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟ اس کی قدرت احیائے موتی کا ایک واقعہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ مرنے کے بعد اسے جلاکر اس کی آدھی راکھ سمندر میں اور آدھی راکھ تیز ہوا والے دن خطی میں اڑادی جائے۔ اللہ تعالی نے ساری راکھ جمع کرکے اسے زندہ فرمایا اور اس سے بوچھا تو نے ایساکیوں کیا؟ اس نے کہا، تیرے خوف سے۔ چنانچہ اللہ نے اسے معاف فرمادیا۔ (صحیح البخاری، الأنبیاء، والوقاق، باب الخوف من الله)

۳. کہتے ہیں عرب میں دو درخت ہیں مرخ اور عفار، ان کی دو لکڑیاں آپس میں رگڑی جائیں تو آگ پیدا ہوتی ہے، سبز درخت سے آگ پیدا کرنے کے حوالے سے اس طرف اشارہ مقصود ہے۔

ٱۅؘۘڵؽۺؘ۩ؙڬؚؽؙڂؘڰؘٵۺۜڶۅؾؚۘۅؘڶڷڒڞؘۑڣ۠ۑڔ عَڵؘٲڽؙۼٛڶؿٞڣؿؙڴۿ۫ڹۧڮ۠ٶۿۅٵٛۼٚڵؿٛٵڰۘڮڸڋ۠<sup>ۄ</sup>

إِثَّا ٱمُرُهَ إِذَ ٱلْرَادَ شَيْئًا اَنُ يَتُقُولَ لَهُ كُنْ فِيَكُونُ⊕

فَسُهُ حَنَ الَّذِي بِيَدِهٖ مَكَمُّوتُ كُلِّ شَيُّ وَّالَيْهِ تُرْجَعُونَ ۞

۸۱. جس نے آسانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے کیا وہ ان جیسوں (۱) کے پیدا کرنے پر قادر نہیں، بے شک قادر ہے۔ اور وہی تو پیدا کرنے والا دانا (بینا) ہے۔

۸۲. وہ جب بھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اتنا فرمادینا (کافی ہے) کہ ہوجا، وہ اسی وقت ہوجاتی ہے۔ (۲) کہ بوجا، وہ اسی وقت ہوجاتی ہے۔ (۲) کی باتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے (۱۳) اور جس کی طرف تم سب لوٹائے حاؤگے۔ (۱۹)

ا. یعنی انسانوں جیسے۔ مطلب، انسانوں کا دوبارہ پیدا کرنا ہے جس طرح انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا۔ آسان وزمین کی پیدائش سے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر استدلال کیا ہے۔ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ لَکَفَاتُیُّ السَّلَمَاؤِتِ وَالْاَرْضِ الْمُدَّرِضُ خَلْقِ السَّلَمَانِ پیدائش ہے دیادہ اکْشُرُمِسُ خَلْقِ السَّلَمانِ اللہِ اللہِ اللہُ اللہ سے زیادہ مشکل کام ہے)۔ سورۂ اتقاف: ۳۳ میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔

۲. لینی اس کی شان تو یہ ہے، پھر اس کے لیے سب انسانوں کا زندہ کردینا کونیا مشکل معاملہ ہے؟

۳. ملک اور ملکوت دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، بادشاہی، چیسے رَحْمَةٌ اور رَحَمُوتٌ، رَهْبَةٌ اور رَهَبُوتٌ، جَبْرٌ اور جَبُوتٌ مِنْ مَلکُ وَ اللہ ہے۔ جَبَرُوتٌ وغیرہ ہیں۔ (ابن کیر) بعض اس کو مبالغہ کا صیغہ قرار دیتے ہیں۔ (فُّ اللہ) لینی مَلکُوْتٌ مُلْكُ کا مبالغہ ہے۔ کم. لیعنی یہ نہیں ہوگا کہ مٹی ممیں رل مل کر تمہارا وجود ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائے، نہیں، بلکہ اسے دوبارہ وجود عطاکیا جائے گا۔ یہ بھی نہیں ہوگا کہ تم بھاگ کر کسی اور کے پاس پناہ طلب کرلو۔ تمہیں بہرطال اللہ ہی کی بارگاہ میں عاضر ہونا ہوگا، جہال وہ اعمال کے مطابق الحجی یا بری جزاء دے گا۔

## سورۂ صافات کمی ہے اور اس میں ایک سو بیاسی آبیتیں اور پانچ رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔ ا. قسم ہے صف باندھنے والے (فرشتوں) کی۔ الا پھر بری طرح ڈانٹنے والے (فرشتوں) کی۔ اللہ کے ذکر کی تلاوت کرنے والوں کی۔ اللہ کے ذکر کی تلاوت کرنے والوں کی۔ اللہ عبود ایک ہی ہے۔

6. آسانوں اور زمین اور ان کے در میان کی تمام چیزوں
 اور مشر قول کا رب وہی ہے۔<sup>(1)</sup>

٧. ہم نے آسان دنیا کو ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا۔

# يُنْوَنُوْ الْمُنْافِلُونَا الْمُنْافِينَا اللَّهُ اللَّاللَّ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّا

## بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

وَالضَّفَّتِ صَفَّانَ قَالتُّجِرُتِ زَجُرًاقٌ قَالتُّلِيْتِ ذِكْرًاقٌ إِنَّ الْهَكُوْلَوَاحِكُ<sup>©</sup> رَبُّ السَّمُوٰتِ وَالْرَضِ وَمَابَيْنَهُمَا وَرَبُ الْمَشَارِقِ® الْمُشَارِقِ®

اِتَّازَتَيَّتَاالسَّمَاءُالدُّنْيَابِزِيْنَةِ اِلكُواكِبِ ٥

ا. صَافَّاتٌ، زَاجِرَاتٌ، تَالِيَاتٌ فرشتوں کی صفات ہیں۔ آسانوں پر اللہ کی عبادت کے لیے صف باند صنے والے، یا اللہ کے حکم کے انتظار میں صف بستہ، وعظ ونصیحت کے ذریعے سے لوگوں کو ڈانٹے والے یا بادلوں کو، جہاں اللہ کا حکم ہو، وہاں ہائک کرلے جانے والے۔ اللہ کے ذکر یا قرآن کی علاوت کرنے والے۔ ان فرشتوں کی فشم کھاکر اللہ تعالیٰ نے مضمون یہ بیان فرمایا کہ تمام انسانوں کا معبود ایک ہی ہے۔ متعدد نہیں، جیسا کہ مشرکین بنائے ہوئے ہیں۔ عرف عام میں فشم تاکید اور شک دور کرنے کے لیے کھائی میں فشم تاکید اور شک دور کرنے کے لیے کھائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے یہاں فشم ای شک کو دور کرنے کے لیے کھائی ہے جو مشرکین اس کی وحدانیت والوہیت کے بارے میں پھیلاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر چیز اللہ کی مخلوق اور مملوک ہے، اس لیے وہ جس چیز کو بھی گواہ بناکر اس کی فشم کھائی بائ جائز ہے۔ لیکن انسانوں کے لیے اللہ کے سواکس اور کی فشم کھائی جائز ہے۔ لیکن انسانوں کے لیے اللہ کے سواکس اور کی فشم کھائی جائز ہے، اسے گواہ بنانا مقصود ہوتا ہے۔ اور کواہ اللہ کے سواکوئی نہیں بن سکتا، کہ عالم الغیب نہیں۔

۲. مطلب ہے مشارق ومغارب کا رب۔ جمع کا لفظ اس لیے استعال کیا گیا ہے جیسا کہ، بعض کہتے ہیں کہ سال کے دنوں کی تعداد کے برابر مشرق ومغرب ہیں۔ سورج ہر روز ایک مشرق سے نکلتا اور ایک مغرب میں غروب ہوتا ہے اور سورہ رحمٰ میں مشیر قینن اور مَغٰوِ بَیْنِ شنیہ کے ساتھ ہیں لیخی دو مشرق اور دو مغرب۔ اس سے مراد وہ مشرقین اور مغربین ہیں جن سے سورج گرمی اور سردی میں طلوع وغروب ہوتا ہے لینی ایک انتہائی آخری مشرق ومغرب اور دوسرا مختصر یا قریب ترین مشرق ومغرب اور جہاں مشرق ومغرب کو مفرد ذکر کیا گیا ہے، اس سے مراد وہ جہت ہے جس سے سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔ (فخ القدر)

ک. اور حفاظت کی سرکش شیطان سے۔ (۱)

۸. عالم بالا کے فرشتوں (کی باتوں) کو سننے کے لیے وہ کان

جبی نہیں لگاستے، بلکہ ہر طرف سے مارے جاتے ہیں۔

۹. جمگانے کے لیے اور ان کے لیے دائی عذاب ہے۔

10. مگر جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے بھاگے تو (فوراً

بی) اس کے پیچھے دہتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے۔

بی) اس کے پیچھے دہتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے۔

۱۱. ان کا فروں سے پوچھو تو کہ آیاان کا پیدا کرنازیادہ دشوار ہے یا (ان کا) جنہیں ہم نے (ان کے علاوہ) پیدا کیا؟ (۳)

ہم نے (انسانوں) کو لیس دار مٹی سے پیدا کیا ہے؟ (۳)

۱۲. بلکہ تو تعجب کررہا ہے اور یہ مسخرا پن کررہے ہیں۔ (۳)

۱۳. اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے یہ نہیں مانتے۔

۱۳. اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے یہ نہیں مانتے۔

۱۳. اور جب کسی معجزے کو د کھتے ہیں تو مذاتی اڑاتے ہیں۔ (۳)

۱۱. اور جب کسی معجزے کو د کھتے ہیں تو مذاتی اڑاتے ہیں۔

10. اور کہتے ہیں کہ یہ تو بالکل تھلم کھلا جادو ہی ہے۔

ۅؘ*ڿ*ڣٛڟؙٳڡؚٞڹٛػؙؚڸۜۺؘؽڟڹ؆ٙٳڔۮٟ۫ٛ

ڵۘؽؾۜؠۧۼؙۅؙؙؽٳڸٙ الْمَلَاِالْظَلْ وَيُقَذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ٰ۞

ۮؙٷ۫ڒٳۊۜڷۿۄۛ۬؏ؘؽؘڶۘۘۘ۠ٛ۠ٷۊٳڝڰ<sup>۪</sup>

ٳٙڒٳڡؘڽڂؘڟؚڡؘٲؙۼۘڟڡؘةؘۏؘٲؾڹۘۼ؋ۺؠٵڣ۪ؿٵۊڣ<sup>؈</sup>

ۼٲڛ۫ڗڡ۫ؾۉۼؠٲۿؙۅٞٳۺؘڎؙڂؙڷڨٵڡٞڗۺۜؽ۫ڂؘڷڡٞێٵٳٞٷڂٙڷڡٝڹۿؙؠ ڝؚۜڽؙڟۣؽڽ؆ڒڔؚٮۣ

> ؠڵۼؚؠؙٮؗؾۘٷؘؽۼٛٷؽ ۅٳڎٵڎؙڴؚٷٳڶڒؽڋٷۉؽ۞ ۅٳڎٳڒٳۉٳٳؽڰٙؿۺۺڿۏ۠ۏؽ۞ ۅؘڠٵڵۊؙٳٳڶۿڵڸڒڒڛٷٷ۠ؠؠؙؿ۠۞ٞ

ا. یعنی آسان دنیا پر، زینت کے علاوہ ستاروں کادوسرا مقصد یہ ہے کہ سرکش شیاطین سے حفاظت ہو۔ چنانچہ شیطان آسان پر کوئی بات سننے کے لیے جاتے ہیں تو ستارے ان پر ٹوٹ کر گرتے ہیں جس سے بالعوم شیطان جل جاتے ہیں۔ جیسا کہ اگل آیات اور احادیث سے واضح ہے۔ ستاروں کا ایک سیسرا مقصد رات کی تاریکیوں میں رہنمائی بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں دوسرے مقام پر بیان فرمایا گیا ہے۔ ان مقاصد سہ گانہ کے علاوہ ستاروں کا اور کوئی مقصد بیان نہیں کیا گیا ہے۔

۲. یعنی ہم نے جوزمین، ملائکہ اور آسمان جیسی چیزیں بنائی ہیں جو اپنے جم اور وسعت کے لحاظ سے نہایت انو کھی ہیں۔
کیا ان لوگوں کی پیدائش اور دوبارہ ان کو زندہ کرنا، ان چیزوں کی تخلیق سے زیادہ سخت اور مشکل ہے؟ یقیناً نہیں۔
سلا یعنی ان کے باپ آدم علیائیا کو تو ہم نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ انسان آخرت کی زندگی کو اتنا مستبعد کیوں سبھتے ہیں درآن حالیکہ ان کی پیدائش ایک نہایت ہی حقیر اور کمزور چیز سے ہوئی ہے۔ جب کہ خلقت میں ان سے زیادہ قوی، عظیم اور کامل واتم چیزوں کی پیدائش کا ان کو انکار نہیں۔ (خ القدیہ)

م. لیعنی آپ کو تو منکرین آخرت کے انکار پر تعجب ہورہا ہے کہ اس کے امکان بلکہ وجوب کے اسنے واضح دلائل کے بادجود وہ اسے مان کر نمیں دے رہے اور وہ آپ کے دعوائے قیامت کا مذاق اڑارہے ہیں کہ یہ کیوں کر ممکن ہے؟ ۵. لیعنی یہ ان کا شیوہ ہے کہ نصیحت قبول نہیں کرتے اور کوئی واضح دلیل یا معجزہ بیش کیا جائے تو استہزاء کرتے اور انہیں جادو باور کراتے ہیں۔

ءَ إِذَامِتُنَا وَكُنَّا ثُرَابًا وَّعِظَامًا مَانَّا لَسَغُوْتُونَ ۗ

ٳۘۅٳڵ۪ٵٞۊؙؽٵڶڒۊۜڵۏؽ<sup>۞</sup> ڠؙؙڶۼڠۄ۫ۅؘٲڬؿؙۄؙۮڿۯۏڹ۞ٙ

فَاشًاهِيَ رَجُرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَاهُ وَيَنْظُرُونَ<sup>®</sup>

وَقَالُوُ الْبِوَيْلِكَا لَهَ لَا يَوْمُ الدِّيْنِ \*

ۿڬٳؽۅؙڡؙۯڵڡٚڡؘڝؙڸٲڵؾڹؽؙڴٮٚؿؙۄ۫ڽؚ؋ؿؙػڐؚڹٛۅڹ۞۠ ٱڂۺؙۯۅٲٲڵۮؚؠؙؾؘڟڶؠؙۅٛٳۅؘڶۯؘۊؙٳڿۿؙ؋ۅۜڡؘٲػٲڹٛۏٛٳ ڽؿڹؙۮۅٛڹ۞۫

11. کیا جب ہم مر جائیں گے اور خاک اور ہڈی ہوجائیں گے پھر کیا (تیج مج) ہم اٹھائے جائیں گے؟

۱۸. آپ جواب د سیجے کہ ہاں ہاں، اور تم ذلیل (بھی) بو گے\_(ا)

19. وہ تو صرف ایک زور کی جھڑ کی ہے<sup>(۲)</sup> کہ یکایک یہ و کیھنے لگیں گے۔<sup>(۳)</sup>

۲۰. اور کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی یہی جزاء (سزا)
 کا دن ہے۔

۲۱. یہی فیصلہ کا دن ہے جمعے تم جھٹلاتے رہے۔ (<sup>(\*)</sup> ۲۲. ظالموں کو <sup>(۵)</sup> اور ان کے ہمراہیوں کو <sup>(۲)</sup> اور (جن) جن کی وہ پرستش کرتے تھے (ان سب کو)

ا. جس طرح دوسرے مقام پر بھی فرمایا ﴿وَكُلُّ ٱلتَوْكُا دُخِورِیْنَ﴾ (النمل: ۸۵) (سب اس کی بارگاہ میں ذلیل ہوکر آئیں گے)۔ ﴿إِنَّ اللّٰذِیْنَ یَسْتَکُورُونَ عَنْ عِبَادَ تِی سَیکُ خُلُونَ جَهَاتُو دُخِورِیْنَ﴾ (المؤمن: ۲۰) (جو لوگ میری عبادت سے اثکار کرتے ہیں، عنقریب وہ جہنم میں ذلیل وخوار ہوکر داخل ہول گے)۔

- ۲. لینی وہ اللہ کے ایک بی حکم اور اسرافیل علیہ اس کے بی چونک (نفیہ ثانیہ) سے قبروں سے زندہ ہو کر نکل کھڑے ہوں گے۔
   ۳۰. لینی ان کے سامنے قیامت کے ہولناک مناظر اور میدان محشر کی سختیاں ہوں گی جنہیں وہ دیکھیں گے۔ نفخہ یا چیخ کو زَجْرَةٌ (ڈانٹ) سے تعبیر کیا، کیونکہ اس سے مقصود ڈانٹ ہی ہے۔
- 4. وَيْلٌ كَا لَفظ ہلاكت كے موقع پر بولا جاتا ہے، لينى معاينة عذاب كے بعد انہيں اپنی ہلاكت صاف نظر آرہى ہوگى اور اس سے مقصود ندامت كا اظہار اور اپنی كو تاہيوں كا اعتراف ہے لين اس وقت ندامت اور اعتراف كا كوئى فائدہ نہيں ہوگا۔ اس ليے ان كے جواب ميں فرشة اور اہل ايمان كہيں گے كہ يہ وہى فيصلے كا دن ہے جے تم مانتے نہيں تھے۔ يہ بھى ممكن ہے كہ آپس ميں ايك دوسرے كو كہيں گے۔
  - ۵. لینی جنہوں نے کفر وشرک اور معاصی کا ارتکاب کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محکم ہوگا۔

۲. اس سے مراد کفر وشرک اور تکذیب رسل کے ساتھی یا بعض کے نزدیک جنات وشیاطین ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیویاں ہیں جو کفر وشرک میں ان کی ہمنوا تھیں۔

جمع کرو۔(۱)

۲۳. (ان سب کو) الله کو حجیوژ کر، پھر انہیں دوزخ کی راہ

۲۳ اور انہیں تھہر الو، (۲۰ (اس لیے) کہ ان سے (ضروری) سوال کیے جانے والے ہیں۔

۲۵. متهمیں کیا ہو گیاہے کہ (اس وقت) تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔

٢٧. بلکه وه (سب کے سب) آج فرمانبر دار بن گئے۔

**۲۷**. اور وہ ایک دو سرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال وجواب کرنے لگیں گے۔

۲۸. کہیں گے کہ تم تو ہمارے پاس ہماری دائیں طرف سے آتے تھے۔<sup>(۱)</sup>

**۲۹.** وہ جواب دیں گے کہ نہیں بلکہ تم ہی ایمان دار نہ تھے۔ <sup>(م)</sup>

• اور کچھ ہمارا زور تو تم پر تھا (ہی) نہیں۔ بلکہ تم (خور) سرکش لوگ تھے۔ <sup>(۵)</sup> مِنْ دُونِ اللهِ فَاهُدُوهُمْ إلى صِرَاطِ الْجَيْدِ ﴿

ۅؘڣٷٛۿؙؠؙٳٮۜٚۿؙۮۄۜۧۺٷٛڵۏؽ<sup>ۿ</sup>

مَالَكُمُ لِزَيْنَاصَرُوْنَ<sup>©</sup>

ىل ھُحُ الْبَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ<sup>©</sup>

وَاقْبُلَ بَعْضُهُمُ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَا َ رَافُونَ ®

قَالُوَالِّكُمُ مُنْتُمُ مَانُوْنَنَاعَنِ الْيَمِيْنِ

ڰٙٵڵۊؙٳؠڶڰۏؾۘۘڴۏؙٷٳڡؙٛۅؙٙڡڹۣؽڹؖ<sup>ۿ</sup>

ۉٵؙڮٲؽؙڵؽٵۼڵؽڴؙۄ۫ڡؚؚٞڹٛڛٛڵڟڔۣڹۧڔڽؙڴؙڎؾؙۄ۫ۊؘۉٵڟۼڹؽ۞

ا. مَا، عام ہے تمام معبودین کو، چاہوہ مورتیاں ہوں یا اللہ کے نیک بندے، سب کو ان کی تذلیل کے لیے جمع کیا جائے گا۔ تاہم نیک لوگوں کو تو اللہ جہنم سے دور ہی رکھے گا، اور دوسرے معبودوں کو ان کے ساتھ ہی جہنم میں ڈال دیا جائے گا تاکہ وہ دیکھ لیں کہ یہ کسی کو نفع ونقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہیں۔

٢. يه حكم جنهم ميں لے جانے سے قبل ہوگا، كيونكه حساب كے بعد ہى وہ جنهم ميں جائيں گے۔

س. اس کا مطلب ہے کہ دین اور حق کے نام سے آتے تھے لیعنی باور کراتے تھے کہ یہی اصل دین اور حق ہے۔ اور بعض کے نزدیک مطلب ہے، ہر طرف سے آتے تھے، وَالشَّمَالِ مُخذوف ہے۔ جس طرح شیطان نے کہا تھا (میں ان کے آگے، پیچھے سے، ان کے دائیں بائیں سے ہر طرف سے ان کے پاس آؤں گا اور انہیں گراہ کروں گا۔ (الأعراف: ١٤)

۴. لیڈر کہیں گے کہ ایمان تم اپنی مرضی سے نہیں لائے اور آج ذمے دار ہمیں تھہرارہے ہو؟

۵. تابعین اور متبوعین کی یہ باہمی تکرار قرآن کریم میں کئی جگه بیان کی گئی ہے۔ ان کی ایک دوسرے کو یہ ملامت

عَيِّعَ عَلَيْنَا قَوْلُ رَتِيَنَا اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ الْفَوْنَ®

فَآغَوْنَيْكُوُ إِنَّاكُنَّا غُوِيْنَ ۞ فَإِنَّهُمُ يُوْمَبِذِ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ۞

ٳؾٚٲػڹٳڮؘڹڡؘٛۼڶۑٳڷؠؙۼٛۄؚڡٟؽؽ

ٳڹؙؙؙۧٛٛٛٛمُ كَانْوٛٳٳۮٙٳڣؽ۬ڶڷۿؙۅؙڒٙٳڶۮٳؖڒٳٮڵڎؙؽؘٮ۫ؾٞڴؠؚڔؙۅٛؽ۞۫

ۅؘۘؽڠؙٷڵٷؽٳٙؠۜٵڵؾٵڔڴٷٙٵڶؚۿؾڹٵۺٵ؏ٟڰڣؙٷٛڽ

اس. اب تو ہم (سب) پر ہمارے رب کی یہ بات ثابت ہو چکی کہ ہم (عذاب) چکھنے والے ہیں۔

س. پس ہم نے تہ ہیں گراہ کیا ہم تو خود بھی گراہ ہی تھے۔(') سس سے سو اب آج کے دن تو (سب کے سب) عذاب میں شریک ہیں۔(')

سر جم گناہ گاروں کے ساتھ اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ " سی یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے۔ "

۳۷. اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑدیں؟<sup>(۵)</sup>

عرصهُ قیامت (میدان محشر) میں بھی ہوگی اور جہنم میں جانے کے بعد جہنم کے اندر بھی۔ ملاحظہ ہو: الأعراف: ٣٨-٣٩، الأحزاب: ٧٤-٦٨، سبا: ٣١-٣٢، المؤمن: ٣٧- ٨٨ وَغَيْرِ هَا مِنَ الْآيَاتِ.

ا. یعنی جس بات کی پہلے، انہوں نے نفی کی، کہ ہمارا تم پر کون سازور تھا کہ تمہیں گر اہ کرتے۔ اب اس کا یبال اعتراف ہے کہ ہاں واقعی ہم نے تمہیں گر اہ کیا تھا۔ لیکن یہ اعتراف اس تنبیہ کے ساتھ کیا کہ ہمیں اس ضمن میں مورد طعن مت بناؤ، اس لیے کہ ہم خود بھی گر اہ بی تھے، ہم نے تمہیں بھی اپنے جیسا ہی بنانا چاہا اور تم نے آسانی سے ہماری راہ اپنالی۔ جس طرح شیطان کہ ہم خود بھی گر اہ بی تھے، ہم نے تمہیں بھی اپنے جیسا ہی بنانا چاہا اور تم نے آسانی سے ہماری راہ اپنالی۔ جس طرح شیطان کی اس روز کے گا۔ ﴿وَقَالَ اللَّهُ يُطْنُ لِلَّا اللَّهُ مِنْ اللَّهُ وَعَدَالُحُقِيّ وَوَعَدَ اللَّهِ وَوَعَدَ اللَّهِ وَوَعَدَ اللَّهِ وَاللَّهِ اللَّهِ مِنْ اللَّهِ مِنْ اللَّهِ اللَّهُ مِنْ اللَّهِ اللَّهُ وَعَدَ اللَّهِ وَعَدَ اللَّهِ وَعَدَ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَعَدَ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ اللّٰ اللّٰ وَاللّٰ اللّٰ الللّٰ اللّٰ الللّٰ الللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ ال

r. اس لیے کہ ان کا جرم بھی مشتر کہ ہے، شرک، معصیت اور شروفساد ان سب کا وطیرہ تھا۔

س. لیعنی ہر قشم کے گناہ گاروں کے ساتھ ہمارا یہی معاملہ ہے اور اب وہ سب ہمارا عذاب بھکتیں گے۔

٧٠. لينى دنيا ميں، جب ان سے كہا جاتا تھا كہ جس طرح مسلمانوں نے يہ كلمہ پڑھ كر شرك ومعصيت سے توبہ كرلى ہے تم بجى يہ بچى يہ پڑھ او، تاكہ تم دنيا ميں بجى مسلمانوں كے قہر وغضب سے نئ جاؤ اور آخرت ميں بجى عذاب الله سے تم بيں دوچار ہونا نہ پڑے، تو وہ تكبر كرتے اور انكار كرتے۔ نبى مَكَالْيَّا كُمَان ہے۔ ﴿ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّىٰ يَمُوْلُوْا: لَا الله عَمَانَ فَعَدْ عَصَم مِنَى مَالَهُ وَنَفْسَهُ ﴾ (متفق عليه، مشكوٰة، كتاب الإيمان بوالد ابن كثير) لا إلله إلّا الله كا اقرار نه كرليں۔ ( جُھے اس بات كا حكم ديا گيا ہے كہ ميں اس وقت تك لوگوں سے قال كروں جب تك وہ لا الله الا الله كا اقرار نه كرليں۔ جس نے يہ اقرار كرايا، اس نے اپنى جان اور مال كی حفاظت كرلی۔

۵. یعنی انہوں نے نبی کریم مَنَالِیَّنِیُّم کو شاعر اور مجنون کہا اور آپ کی دعوت کو جنون (دیوانگی) اور قرآن کو شعر سے تعبیر

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّ قَ الْمُوْسِلِيُنَ®

ٳ؆ٛڬؙٷڵڬٙٳٙڣٟڡٞۅٵڵڡٙڬٵٮؚٵڵڒؚڸؽۄؚؖ ۅڡۜٵۼٛڗؘۅؙؽٳڒڡٵػؙؽػؙۏؾڠٮؙڬۅٛؽ۞ ٳٙڒۼؚڹٵۮٳؠڵۅٳڷؠؙڂٛڝؽؽ۞ ٳۉڵڵٟۣػڵۿؙؠٞڔڔۯ۫ڨ۠ؠۜٙۼڵۅٛؿۨٞ ڣۅٙڮڂ ۅؘۿؙۄۛ؆ٛڴۄؙ؈ٛٚ ڣ٤ڿؿٚؾٳڵۼۑؽۅؚۨ ۼڸۺؙڔڔؠٞؾڟڽڸؽ۞

ؽڟڬؙؗؗؗؗۼؾؘڣۿؗۄؘڮٲڛۺۜؽ۫؞ٞۼؿڹ۞ٞ ؠؘڝؙٚٵٙۦٙڶػۜٷٙڵۺ۬ڔۑؽڹ۞۠ ڵۯڣۿٵۼٙۯ۠۠ٷٙڵۿؙۮؙٷ۫ؠؙٵؽ۠ؿؘۯٷ۠ۯ۞

**سے.** (نہیں نہیں) بلکہ (نبی) تو حق (سچا دین) لائے ہیں اور سب رسولوں کو سچا جانتے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

٣٨. يقيناً تم دردناك عذاب (كا مزه) چكھنے والے ہو۔

**٣٩**. اور تتهمیں اس کابدلہ دیاجائے گاجو تم کرتے تھے۔<sup>(۱)</sup>

• م. مگر اللہ تعالیٰ کے خالص برگزیدہ بندے۔ (۳)

اسم. انہیں کے لیے مقررہ روزی ہے۔

٢٣. (ہرطرح كے) ميوسى، اور وہ باعزت واكرام ہونگے۔

**سرس**م. نعمتوں والی جنتوں میں۔

۳۳. تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے (بیٹھے) ہول گے۔

۲۵. جاری شراب کے جام کا ان پر دور چل رہا ہو گا۔ (<sup>(\*)</sup>

٣٦. جو صاف شفاف اور پينے ميں لذيذ ہو گی۔<sup>(۵)</sup>

ک م. نه اس سے در دِسر ہو اور نه اس کے پینے سے بہکیں (<sup>(۲)</sup>

کیا اور کہا کہ ایک دیوانے کی دیوانگی پر ہم اپنے مبعودوں کو کیوں چھوڑدیں؟ حالانکہ یہ دیوانگی نہیں، فرزانگی تھی، شاعری نہیں، حقیقت تھی اور اس دعوت کے اپنانے میں ان کی ہلاکت نہیں، نجات تھی۔

1. یعنی تم جمارے پینیمبر کو شاعر اور مجنون کہتے ہو، جب کہ واقعہ یہ ہے کہ وہ جو کچھ لایا اور پیش کررہا ہے وہ بچ ہے، اور وہی چیزہے جو اس سے قبل تمام انبیاء بھی پیش کرتے رہے ہیں۔ کیا یہ کام کی دیوانے کا یاکسی شاعر کے تخیلات کا نتیجہ ہوسکتا ہے؟ ۲. یہ جہنیموں کو اس وقت کہا جائے گا جب وہ کھڑے ایک دوسرے سے یوچھ رہے ہوں گے اور ساتھ ہی وضاحت کردی

۱. یہ جنہیوں تو آل وقت کہا جانے کا جب وہ سفرے آیک دو سرنے سے پوچھ رہنے ہوں نے اور ساتھ ہی وصاحت سردی جائے گی کہ یہ ظلم نہیں ہے بلکہ عین عدل ہے کیونکہ یہ سب تمہارے اپنے اعمال کا بدلہ ہے۔

سر لینی یہ عذاب سے محفوظ ہوں گے، ان کی کو تاہیوں سے بھی در گزر کردیا جائے گا اگر کچھ ہوں گی، اور ایک ایک نیکی کا اجر انہیں کئی کئی گنا دیا جائے گا۔

۷. کَأَسٌ، شراب کے بھرے ہوئے جام کو اور قدح خال جام کو کہتے ہیں۔ مَعِیْنِ کے معنیٰ ہیں "جاری چشمہ" مطلب یہ ہے کہ جاری چشمے کی طرح، جنت میں شراب ہر وقت میسر رہے گی۔

۵. دنیا میں شراب عام طور پر بدرنگ ہوتی ہے، جنت میں وہ جس طرح لذیذ ہوگی خوش رنگ بھی ہوگی۔
 ۲. یعنی دنیا کی شراب کی طرح اس میں تے، سر درد، بدمتی اور بہننے کا اندیشہ نہیں ہوگا۔

وَعِنْكُمُ قَصِرَتُ الطَّرُفِ عِيْنُ

ػٲٮؙٞۿؙڹۜٛؠۘؽڞ۠؆ؙؽؙٷٛڹٛ<sup>®</sup>

فَأَقُبُلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَّتَسَأَءُلُونَ

تَالَ قَالِلٌ مِنْهُمُ إِنِّى كَانَ لِي قَرِيْنُ `` عَالَ قَالِلٌ مِنْهُمُ إِنِّي كَانَ لِي قَرِيْنُ

يَقُولُ مُ اِنَّكَ لِمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ®

عَاذَ امِنْنَا وَكُنَّا ثُرًا بًا وَّعِظَامًا عَ إِنَّا لَمَدِ يُنُونَ®

قَالَ هَلَ اَنْتُومُ قَالِعُونَ ﴿ فَاتَصَلَعَ فَرَاهُ فِي سَوَآءِ الْجَحِيْدِ

۸م. اور ان کے پاس نیچی نظروں اور بڑی بڑی آ تکھوں والی (حوریں) ہوں گی۔<sup>(۱)</sup>

P9. الی جیسے چھیائے ہوئے انڈے۔(۲)

۵۰. (جنتی) ایک دوسرے کی طرف رخ کرکے پوچیس گے۔(۳)

۵۱. ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا۔

**۵۲** جو (مجھ سے) کہا کرتا تھا کہ کیا تو (قیامت کے آنے کا) یقین کرنے والوں میں سے ہے؟<sup>(۱)</sup>

مر کر مٹی اور ہڈی ہوجائیں گے کیا اس وقت ہم جزاء دیے جانے والے ہیں؟ (۵)

۵۴. کم چاہتے ہو کہ جھانک کردیکھ لو؟(۱)

۵۵. جھا کلتے ہی اسے بیچوں نے جہنم میں (جلتا ہوا) دکھے گا۔

ا. بڑی اور موٹی آ تکھیں حسن کی علامت ہے لیعنی حسین آ تکھیں ہوں گی۔

۲. لیخی شتر مرغ اپنے پروں کے نیچے چھپائے ہوئے ہوں، جس کی وجہ سے وہ ہوا اور گرد وغبار سے محفوظ ہوں گے۔
 کہتے ہیں شتر مرغ کے انڈے بہت خوش رنگ ہوتے ہیں، جو زردی مائل سفید ہوتے ہیں اور ایسا رنگ حسن وجمال کی دنیا میں سب سے عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تشبیہ، صرف سفیدی میں نہیں ہے بلکہ خوش رنگی اور حسن ورعنائی میں ہے۔

- سا بنتی، جنت میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹے ہوئے، دنیا کے واقعات یاد کریں گے اور ایک دوسرے کو سنائیں گے۔ ۸. لیخی یہ بات وہ استہزاء اور نداق کے طور پر کہا کرتا تھا، مقصد اس کا یہ تھا کہ یہ تو ناممکن ہے کیا ایسی ناممکن الوقوع بات پر یقین رکھتا ہے؟
  - ۵. لینی ہمیں زندہ کرکے ہمارا حساب لیا جائے گا اور پھر اس کے مطابق جزاء دی جائے گی؟
- ۲. لینی وہ جنتی، اپنے جنت کے ساتھیوں سے کہے گا کہ کیا تم پند کرتے ہو کہ ذرا جہنم میں جھانک کر دیکھیں، شاید مجھے
  یہ باتیں کہنے والا وہاں نظر آجائے تو تنہیں بتلاؤں کہ یہ شخص تھا جو یہ باتیں کرتا تھا۔

31. کیے گا واللہ! قریب تھا کہ تو مجھے (بھی) برباد کردے۔

20. اور اگر میرے رب کا اصان نہ ہوتا تو میں بھی دوزخ میں حاضر کیے جانے والوں میں ہوتا۔

(۵۸. کیا (یہ صحیح ہے) کہ ہم مرنے والے ہی نہیں؟

(۵۸. کیا (یہ صحیح ہے) کہ ہم مرنے والے ہی نہیں؟

(۵۸. کیا دیے میں موت کے،

(۵) اور نہ ہم عذاب کیے حانے والے ہیں۔

۲۰. پھر تو (ظاہر بات ہے کہ) یہ بڑی کامیابی ہے۔ (۴)
 ۱۲. ایسی (کامیابی) کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔ (۵)

۲۲. کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا سینڈھ (زقوم) کا درخت؟ (۲)

قَالَ تَاللهِ إِنْ كِدُتُّ لَتُرُدِيْنِ اللهِ

وَلَوُلانِعْمَةُ رَبِّى لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ @

ٱڣۜؠؘٲڹٛڂؖؽؙؠؚؠؾۣؾؚؽؽ<sup>ۿ</sup>

اِلْاَمُوْتَتَنَاالْأُوْلَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ

إِنَّ هٰنَالَهُوَالْفَوْزُالْعَظِيْمُ

لِمِثْلِ لهٰذَافَلْيَعُمُلِ الْعٰمِلُونَ٠

ٳؖ ٳڋڵؚڰڿؘؽڒؙڹٛڒؙڒٳٵۘۯۺؘڿڗۘۊؙٵڵڗؘۜڠٞۅؙۄ<sub>ؚ</sub>؈

ا. یعنی جھا نکنے پر اسے جہنم کے وسط میں وہ شخص نظر آجائے گا اور اسے یہ جنتی کیے گا کہ مجھے بھی تو گراہ کرکے ہلاکت میں ڈالنے لگا تھا، یہ تو مجھ پر اللہ کا احسان ہوا، ورنہ آج میں بھی تیرے ساتھ جہنم میں ہوتا۔

۲. جہنیوں کاحشر دیکھ کر جنتی کے دل میں رشک کا جذبہ مزید بیدار ہوجائے گا اور کبے گا کہ ہمیں جو جنت کی زندگی اور اس کی تعتیں ملی ہیں، کیا یہ دائمی نہیں؟ اور اب ہمیں موت آنے والی نہیں ہے؟ یہ استفہام تقریری ہے یعنی اب یہ زندگیاں دائمی ہیں، جنتی ہیشہ جہنم میں رہیں گے، نہ انہیں موت آئے گی کہ جہنم کے عذاب سے چھوٹ جائیں اور نہ ہمیں، کہ جنت کی تعتوں سے محروم ہوجائیں، جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں جنت اور دوزخ کے در میان لاکر ذیج کر دیا جائے گا کہ اب کی کو موت نہیں موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں جنت اور دوزخ کے در میان لاکر ذیج کر دیا جائے گا کہ اب کی کو موت نہیں گئے گی۔

سر جو دنیا میں آپکی۔ اب ہمارے لیے موت ہے نہ عذاب۔

٨. اس كي كه جہنم سے في جانے اور جنت كى نعتوں كا مستحق قرار پاجانے سے بڑھ كر اور كيا كاميابي ہوگى؟

۵. لینی اس جیسی نعمت اور اس جیسے فضل عظیم ہی کے لیے محنت کرنے والوں کو محنت کرنی چاہیے، اس لیے کہ یہی سب سے نفع بخش تجارت ہے۔ نہ کہ دنا کے لیے جو عارضی ہے۔ اور خسارے کا سودا ہے۔

١٠. زَقُوْمٌ، تَزَقُّمٌ ہے مشتق ہے، جس کے معنی بدبودار اور کریہ چیز کو نگلنے کے ہیں۔ اس درخت کا پھل کھانا بھی اہل جہنم کے لیے سخت ناگوار ہوگا۔ کیوں کہ یہ سخت بدبودار، کڑوا اور نہایت کریہ ہوگا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دنیا کے درختوں میں سے ہے اور عربوں میں متعارف ہے، یہ قطرب درخت ہے جو تہامہ میں پایا جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کوئی دنیاوی درخت نہیں ہے، اہل دنیا کے لیے یہ غیر معروف ہے۔ (اُن القدر) لیکن پہلا قول زیادہ صبح ہے۔ اور یہ

إِنَّاجَعَلْنُهَا فِتُنَةً لِلظَّلِمِينَ

ٳڹٞۿؘٳۺؘڮڗؘۊ۠ۼٞۯؙۼؙڔؿٛٳٙڞڸٳڶڮؘڿؽؙۅ۞ٚ ڬڵڡؙۼۘۿٵڰٲؾٞڎؙۯٷٛۺٳۺۜؽڟؿؠ۞

فَإِنَّاهُمْ لِأَرِكُلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ 🕏

تُتَرَانَ لَهُمُ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيْهٍ ﴿ تُتَرَانَ مُرْجِعَهُمُ لِأَلْلَ الْجَحِيْمِ ﴿

> ٳٮۜٛۿؙۮؙٵڶڣؘٷٳٳڵٳٚۦؘۿؙۮۻؘڵڵؽؽؘ۞ٚ ڣۿؙۯ۫ۼڵٳٳؿڒۿؚؠؙٮؙۿۯٷۯ۞

۳۲. جمے ہم نے ظالموں کے لیے سخت آزمائش بنا رکھا ہے۔(۱)

۱۲۰. بے شک وہ درخت جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے۔ (۲)

10. جس کے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں (۳)

۲۷. (جہنمی) اسی درخت میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔(°)

کیر اس پر گرم جلتے جلتے پانی کی ملونی ہوگی۔ (۵)
 کیر ان سب کا لوٹنا جہنم کی (آگ کے ڈھیر کی)
 طرف ہوگا۔ (۱)

۲۹. یقین مانو که انہوں نے اپنے باپ دادا کو بہکا ہوا پایا۔
 ۷۵. اور یہ انہیں کے نشان قدم پر دوڑتے رہے۔

وہی درخت ہے جے اردو میں سینڈھ یا تھوہر کہتے ہیں۔

ا. آزمائش اس لیے کہ اس کا پھل کھانا بجائے خود ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ بعض نے اسے اس اعتبار سے آزمائش کہا کہ اس کے وجود کا انہوں نے انکار کیا کہ جہنم میں جب ہر طرف آگ ہی آگ ہوگی تو وہاں در خت کس طرح موجود رہ سکتا ہے؟ یہاں ظالمین سے مراد وہ اہل جہنم میں جن پر جہنم واجب ہوگی۔

۲. لینی اس کی جڑ جہنم کی گہرائی میں ہوگی البتہ اس کی شاخیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہوں گ۔

سم. اسے شاعت وقباحت میں شیطانوں کے سروں سے تشبیہ دی، جس طرح اچھی چیز کے بارے میں کہتے ہیں گویا کہ وہ فرشتہ ہے۔

م. یہ انہیں نہایت کراہت سے کھانا پڑے گا جس سے ظاہر بات ہے پیٹ بو جھل ہی ہوں گے۔

۵. لین کھانے کے بعد انہیں پانی کی طلب ہو گی تو کھولتا ہوا گرم پانی انہیں دیا جائے گا، جس کے پینے سے ان کی انتزیاں
 کٹ حائمیں گی۔ (مورہ محمد: ۱۵).

۲. لینی زقوم کے کھانے اور گرم پانی کے پینے کے بعد انہیں دوبارہ جہنم میں کھینک دیا جائے گا۔

2. یہ جہنم کی مذکورہ سزاؤں کی علت ہے کہ اپنے باپ دادوں کو گر ابنی پر پانے کے باوجود یہ انہی کے نقش قدم پر چلتے رہے اور دلیل وجحت کے مقابلے میں تقلید کو اپنائے رکھا، إِهْرَاعٌ إِسْرَاعٌ کے معنی میں ہے یعنی دوڑنا اور نہایت شوق

وَلَقَدُ ضَلَّ تَبْلُهُمُ ٱكْثَرُ الْأَوَّلِيُنَ۞ وَلَقَدُ اَرْسُلُنَا فِيهُومُ مُّنُذِيرِيُنَ۞

غَانُظُوْكِيفَ كَانَ عَاقِبَ أَلْمُنُنَدِيْنَ ﴿

ٳڵڒؚۘؗؗ؏ؠؘٲۮٲٮڵؿٳٲٮؙٛڿؙڵڝؚؽ۬ڹؘؖ۞ۛ۠ ۅؘڵڡۜٙػؙٮؙڬٳۮٮڬٲڹؙٷڂٷؘڶڹۼ۫ػۄٳڷؠؙڿؚؽڹۘٷڹؘؖ۞ؖ

وَجَيِّبْنَاهُ وَآهُلَهُ مِنَ الكُونِ الْعَظِيُونِ

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُوُ الْبَاقِيْنَ اللَّهِ

ہے اور لیک کر پکڑنا اور اختیار کرنا۔

سے اور لیک کر پکڑنا اور اختیار کرنا۔

ا. لینی یہی گمراہ نہیں ہوئے، ان سے پہلے لوگ بھی اکثر گمراہی ہی کے راہتے پر چلنے والے تھے۔

۲. لیعنی ان سے پہلے لوگوں میں۔ انہوں نے حق کا پیغام پہنچایا اور عدم قبول کی صورت میں انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا، لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا نیتجاً انہیں تباہ کر دیا گیا، جیسا کہ اگلی آبیت میں ان کے عبرت ناک انجام کی طرف اشارہ فرمایا۔

سل لینی عبرت ناک انجام سے صرف وہ محفوظ رہے جن کو اللہ نے ایمان و توحید کی توفیق سے نواز کر بچالیا۔ مُخْلَصِیْنَ، وہ لوگ جو عذاب سے بچے رہے، مُنْلَدِیْنَ (تباہ ہونے والی توموں) کے اجمالی ذکر کے بعد اب چند مُنْلَدِرِیْنَ (سَیْغِبروں) کا ذکر کیا جارہا ہے۔

4. لین ساڑھے نو سو سال کی تبلیغ کے باوجود جب قوم کی اکثریت نے ان کی تکذیب ہی کی اور انہوں نے محسوس کرلیا کہ ایمان لانے کی کوئی امید نہیں ہے تو اپنے رب کو پکارا۔ ﴿فَکَاعَادُیَّا آئِیْ مُعْلُونِ کُانْتُصِدٌ ﴾ (القدر: ١٠) (یا الله میں مغلوب ہوں، میری مدد فرما)۔ چنانچہ ہم نے نوح عَلِيْلِا کی دعا قبول کی اور ان کی قوم کو طوفان بھیج کر ہلاک کردیا۔

۵. اَهْلٌ سے مراد، حضرت نوح عَلِيَّلاً پر ايمان لانےوالے ہيں، جن ميں ان کے گھر کے افراد بھی ہيں جو مومن سے۔ بعض مضرين نے ان کی کل تعداد ۸۰ بتلائی ہے۔ اس ميں آپ کی بيوی اور ايک لڑکا شامل نہيں، جو مومن نہيں سے، وہ بھی طوفان ميں غرق ہوگئے۔ کرب عظیم (زبردست مصيبت) سے مراد وہی سلاب عظیم ہے جس ميں يہ قوم غرق ہوئی۔ ۲. اکثر مضرين کے قول کے مطابق حضرت نوح عَلِيَّلاً کے تين بيٹے تھے۔ حام، سام، يافث۔ انہی سے بعد کی نسل انسانی

12. اور ان سے پہلے بھی بہت سے اگلے بہک چکے ہیں۔ ()

42. اور ان میں ہم نے ڈرانے والے (رسول) بھیج

تھے۔ (۲)

**40.** اب تو دیکھ لے کہ جنہیں دھرکایا گیا تھا ان کا انجام کیسا کچھ ہوا۔

۸۲. سوائے اللہ کے بر گزیدہ بندوں کے۔(۳)

<mark>24. اور ہمیں نوح (عَالِیَّل</mark>اً) نے بِکارا تو (دیکھ لو کہ) ہم کیسے اچھے دعا قبول کرنے والے ہیں۔<sup>(م)</sup>

47. اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو<sup>(۵)</sup> اس زبر دست مصیبت سے بچالیا۔

**ک**ے. اور اس کی اولاد کو ہم نے باقی رہنے والی بنادیا۔<sup>(۲)</sup>

وَتَرَكُنَاعَلَيْهِ فِي الْلِخِرِيْنَ<sup>6</sup>

سَلَوْعَلَىٰ نُوْجٍ فِى الْعَلَمِيْنَ ۗ إِنَّا كَذَالِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيُنِ

ٳؾۜٞ؋؈ؙؗۼؚۘ؉ٳۮڬٵڵٮٛٛٷٞڡۻؚؽؙؽ۞ ؿؙۄۜٵۼٛۯڨؙڬٵڵڵڂٚڔؽؙؽؘ ۅؘٳڽۜ؈ؙۺؙػؾ؋ڵڔؙٛڔۿٷ۞

ٳۮؙؙۘۘۼٵٞءٙۯؾؙٷ۪ۑڡٙڶؠٟڛڸؽۄؚۛ ٳۮ۫ۊؘٵڶڵٳؠؽٶۊٙۊؙۄؚؠ؋؆ؘۮ۬ٲؾؘۼؙڹؙڎؙۅؘؽ<sup>ۿ</sup>۫

آيِفْگَاالِهَةَّ دُوْنَ اللهِ تُرِيْدُوْنَ

**29**. نوح (عَلَیْکِا) پر تمام جہانوں میں سلام ہو۔

• ۸۰. ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلے دیتے ہیں۔

(۲)

ایمان دار بندول میں سے تھا۔

۸۲. پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا۔

۸۳۰ اور اس (نوح عَلَيْهِ کَلُ عَالِيهِ کَلُ العِداری کرنے والوں میں سے (ہی) ابراہیم (عَلِیمُلِا بھی) شے۔(۲)

۸۳. جب کہ اپنے رب کے پاس بے عیب دل لائے۔
۸۵. انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کیا
پوج رہے ہو؟

٨٨. كياتم الله كے سوا گھڑے ہوئے معبود چاہتے ہو؟(٥٠)

چلی۔ اسی لیے حضرت نوح علیمیلاً کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے لینی آدم علیمیلاً کی طرح، آدم علیمیلاً کے بعد یہ دوسرے ابوالبشر ہیں۔ سام کی نسل سے عرب، فارس، روم اور یہود ونصاری ہیں۔ حام کی نسل سے سوڈان (مشرق سے مغرب تک) لیعنی سندھ، ہند، نوب، زنج، حبشہ قبط اور بربر وغیرہم ہیں اور یافث کی نسل سے صقالبہ، ترک، خزر اور یاجوج ماجوج وغیرہم ہیں۔ (فتح القدے) وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

ا. یعنی قیامت تک آنے والے اہل ایمان میں ہم نے نوح عالیّلاً کا ذکر خیرباتی چھوڑویا ہے اور وہ سب نوح عالیّلاً پر سلام سیجتے رہیں گے۔

۲. لیعنی جس طرح نوح علیشا کی دعا قبول کرے، ان کی ذریت کو باتی رکھ کے اور پچھلوں میں ان کا ذکر خیر باتی رکھ کے ہم نے نوح علیشا کو عزت و تکریم بخشی۔ اس طرح جو بھی اپنے اقوال وافعال میں محن اور اس باب میں رائخ اور معروف ہوگا، اس کے ساتھ بھی ہم ایسا معاملہ کریں گے۔

۳. شِینْعَةٌ کے معنی گروہ اور پیروکار کے ہیں۔ یعنی ابراہیم عَلَیْهِا بھی اہل دین واہل توحید کے اسی گروہ سے ہیں جن کو نوح عَلِیَّهِا ہی کی طرح انابت الی اللہ کی توفیق خاص نصیب ہوئی۔

۴۲. لیعنی اپنی طرف سے ہی جھوٹ گھڑ کے کہ یہ معبود ہیں، تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو، درآں حالیکہ یہ پتھر اور مورتال ہیں۔

فَهَا ظَنُّكُو بِرَتِّ الْعُلَمِينَ

فَنَظَرَنَظُرَةً فِي النَّجُوُمِ ٥

فَقَالَ إِنِّىُ سَقِيْدُوْ فَتَوَكُّوا عَنْهُ مُدْيِرِيْنَ®

فَرَاغَ إِلَى الِهَتِهِمُ فَقَالَ الاَتَأْكُلُونَ ﴿

مَالَكُوُلَاتَنْطِقُونَ۞ فَرَاغَعَلَيْهِـمُ ضَرُئالِالْيُويُن۞

۸۷. تو یہ (بتلاؤ کہ) تم نے رب العالمین کو کیا سمجھ رکھا ہے؟ ()

۸۸. اب ابراہیم (عَلَیْطِاً) نے ایک نگاہ ستاروں کی طرف اٹھائی۔

**٨٩**. اور كها مين تو بيار هول-(٢)

• اس پر وہ سب اس سے منہ موڑے ہوئے واپس
 چلے گئے۔

91. آپ (چپ چپاتے) ان کے معبودوں کے پاس گئے اور فرمانے لگے تم کھاتے کیوں نہیں؟ (۱۳)

**٩٢**. همهیں کیا ہو گیا کہ بات تک نہیں کرتے ہو۔

99. پھر تو (پوری قوت کے ساتھ) دائیں ہاتھ سے انہیں مارنے پر بل پڑے۔(۱)

ا. لینی اتنی فتیج حرکت کرنے کے باوجود کیا وہ تم پر ناراض نہیں ہوگا اور تمہیں سزا نہیں دے گا۔

۲. آسان پر غوروفکر کے لیے دیکھا جیسا کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں۔ یا اپنی قوم کے لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے کے لیے ایسا کیا، جو کہ تاروں کی گردش کو حوادث زمانہ میں مؤثر مانتے تھے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب ان کی قوم کا وہ دن آیا، جے وہ باہر جاکر بطور عید اور قومی تہوار منایا کرتی تھی۔ قوم نے حضرت ابراہیم علیہ او موقع چلے کی دعوت دی۔ لیکن ابراہیم علیہ ان اور موقع کی تلاش میں تھی، تاکہ ان کے بتوں کا تیا پانچہ کیا جاسکے۔ چنانچہ انہوں نے یہ موقع غنیمت جانا کہ کل ساری قوم باہر میلے میں چلی جائے گی تو میں اپنا منصوبہ بروے کار لے آؤں گا۔ اور کہہ دیا کہ میں بیار ہونے والا ہوں۔ یہ بات بالکل جھوٹی تو نہیں تھی، ہر انسان کہ میں بیار ہونے والا ہوں۔ یہ بات بالکل جھوٹی تو نہیں تھی، ہر انسان کہ میں بیار ہوتا ہی ہے، علاوہ ازیں قوم کا شرک حضرت ابراہیم علیہ ان کے درکا کا ایک متعقل روگ تھا، جے دیکھ کر وہ کر ھے نہیں ہوتا لیکن مخاطب کر ھے۔ یوں حضرت ابراہیم علیہ ان کے طریق اور توریے کا اظہار فرمایا جو اگرچہ جھوٹ نہیں ہوتا لیکن مخاطب اس کی ضروری تفصیل سورہ انساء ، ۱۳ ہے۔ اس لیے حدیث خلاث کذبات میں اسے جھوٹ سے تعیمر کیا گیا ہے، جسا کہ اس کی ضروری تفصیل سورہ انساء ، ۱۳ میس گررچکی ہے۔

س. لینی جو حلویات بطور تبرک وہاں پڑی ہوئی تھیں، وہ انہیں کھانے کے لیے پیش کیں، جو ظاہر بات ہے انہیں نہ کھانی تھیں نہ کھائی متحق نہیں دیا۔

٣٠. رَاغَ كَ معنى بين، مَالَ، ذَهَبَ، أَقْبَلَ، يه سب قريب المعنى بين، ان كى طرف متوجه بوئ ضَرْبٌ بِالْيَمِيْن كا

## فَأَقْبَكُوْ إَلِيُهِ يَزِيْفُونَ ٩

قَالَ اَتَعَبُّدُ وُنَ مَا تَلْخِتُونَ فَ

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ @

قَالْواابْنُوْالَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُونُهُ فِي الْجَحِيْمِ @

فَأَرَادُوْا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَهُمُ الْرَسُفَلِيُنَ<sup>®</sup>

وَقَالَ اِنِّى ُ ذَاهِبُ الله رِبِّى سَيَهُدِينِ®

رَبِّ هَبُ لِيُ مِنَ الصَّلِحِيْنَ

مطلب ہے ان کو زور سے مار مار کر توڑ ڈالنا۔

ا. یَزِفُّوْنَ، یُسْرِعُوْنَ کے معنی میں ہے، دوڑتے ہوئے آئے۔ لیعنی جب میلے سے آئے تو دیکھا کہ ان کے معبود ٹوٹے پھوٹے پڑے ہیں تو فوراً ان کا ذہن ابراہیم علیہ کی طرف گیا، کہ یہ کام اسی نے کیا ہوگا، جیسا کہ سورہ انبیاء میں تفصیل گزرچکی ہے چنانچہ انبیس پکڑ کر عوام کی عدالت میں لے آئے۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ کو اس بات کا موقع مل گیا کہ وہ ان پر ان کی بے عظی اور ان کے معبودوں کی بے اضیاری واضح کریں۔

۲. لینی وہ مورتیاں اور تصویریں بھی جنہیں تم اپنے ہاتھوں سے بناتے اور انہیں معبود سیھتے ہو، یا مطلق تہارا عمل جو بھی تم کرتے ہو، ان کا خالق بھی اللہ ہے۔ اس سے واضح ہے کہ بندوں کے افعال کا خالق اللہ ہی ہے، جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

س. لینی آگ کو گلزار بناکر ان کے مکر و حیلے کو ناکام بنا دیا، پس پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندوں کی چارہ سازی فرماتا ہے، اور آزمائش کو عطاء میں اور شر کو خیر میں بدل دیتا ہے۔

۷. حضرت ابراہیم علینیا کا یہ واقعہ بابل (عراق) میں پیش آیا، بالآخر یہاں سے ہجرت کی اور شام چلے گئے اور وہاں جاکر اولاد کے لیے دعا کی۔ (فٹر القدر)

۹۴. وہ (بت پرست) دوڑے بھاگے آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔

90. تو آپ نے فرمایا تم انہیں پوجتے ہو جنہیں (خود) تم تراشتے ہو؟

**97**. اور حالا نکہ شہبیں اور شہباری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔<sup>(1)</sup>

92. وہ کہنے لگے اس کے لیے ایک مکان بناؤ اور اسے (ربھتی ہوئی) آگ میں ڈال دو۔

انہوں نے تو اس (ابرائیم عَلَیْلِاً) کے ساتھ مکر کرنا چاہا لیکن ہم نے انہیں کو نیچا کردیا۔

99. اور اس (ابراہیم عَالِیَّا اِ) نے کہا میں تو ہجرت کرکے اپنے پروروگار کی طرف جانے والا ہوں۔ (۵) وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔

• ال میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔

فَبَشِّرُنِكُ بِغُلِمِ حَلِيبُو

فَكَتَابَكَغَ مَعَهُ السَّعُى قَالَ يَبُنَّىَ إِنِّ اَذِي فِي الْمَنَامِ اِنِّنَ اَدُبُوْكَ فَانْظُوْمَاذَ اتَوْىُ قَالَ يَابَتِ افْعَلُ مَاتُوْمُرُ سَتِّعِدُ نِنَ إِنْ شَاءَ اللهُ مِنَ الصِّبِرِيْنَ۞

فَكَتَّأَ السُلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ اللهِ الْحَبِيْنِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ الله

وَنَادُيْنُاهُ أَنَ أَيَّا بِالْهِيْمُ ﴿ قَدُصَكَ قُتَ النُّهُ مِيَا النَّاكَ لَالِكَ خَيْرِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿

اِنَّ هٰذَالَهُوَالْبَلَّوُ النِّيْدِيُنَ⊙

1. آو ہم نے اسے ایک بردبار بیج کی بشارت دی۔ (۱۰۲ کیر جب وہ (بیجہ) اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے، (۲) تو اس (ابراہیم علیدیا) نے کہا میرے پیارے بیج! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذرج کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ (۲) بیٹے نے جواب دیا کہ ابا جان! جو تکم ہوا ہے اسے بیلائے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے بیالائے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے بائیں گے۔

۱۰۳. غرض جب دونوں مطبع ہوگئے اور اس (باپ) نے اس (بیٹے) کو پیشانی (م) کے بل گرادیا۔
۱۰۳. تو ہم نے آوازدی کہ اے ابراہیم! (عَلَیْلًا)۔
۱۰۵. یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچاکر دکھایا، (۵) بیشک ہم نیک کرنے والوں کو اسی طرح جزاء دیتے ہیں۔

۱۰۲. در حقیقت یه کھلا امتحان تھا۔(۱)

ا. حَلِيْم كَهِ كُر اشاره فرمادياكه بچيه برا موكر بردبار موگا

۲. لیعنی دوڑ دھوپ کے لاکق ہوگیا یا بلوغت کے قریب پہنچ گیا، بعض کہتے ہیں کہ اس وقت یہ بچہ ۱۳ سال کا تھا۔
 ۱۳. پیغیبر کا خواب، وی اور تھم اللی ہی ہوتا ہے۔ جس پر عمل ضروری ہوتا ہے۔ بیٹے سے مشورے کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ بیٹا بھی امتثال امر اللی کے لیے کس حد تک تیار ہے؟

٣٠. ہر انسان كے منہ (چېرے) پر دو جبينيں (دائيں اور بائيں) ہوتی ہيں اور درميان ميں پيشانی (جَبْهَةٌ) اس ليے لِلْجَبِيْنِ كازيادہ صحيح ترجمہ "كروٹ پر الله، جس طرح جانور كو ذح كرتے وقت قبلہ رخ كروٹ پر الله جاتا ہے۔ "پيشانی يا منہ كے بل لٹانے كا" ترجمہ اس ليے كيا جاتا ہے كہ مشہور ہے حضرت اساعيل عَلَيْظًا في وصيت كى كہ انہيں اس طرح لٹايا جائے كہ چېرہ سامنے نہ رہے جس سے پيار وشفقت كا جذبہ امر اللي پرغالب آنے كا امكان نہ رہے۔

۵. یعنی دل کے پورے ارادے سے بچے کو ذخ کرنے کے لیے زمین پر لٹادینے سے ہی تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا
 ہے، کیونکہ اس سے واضح ہو گیا کہ اللہ کے حکم کے مقابلے میں تھے کوئی چیز بھی عزیز تر نہیں ہے، حتی کہ اکلو تا بیٹا بھی۔
 ۲. یعنی لاڈلے بیٹے کو ذخ کرنے کا حکم، یہ ایک بڑی آزمائش تھی جس میں تو سرخرو رہا۔

وَفَدَنَيْهُ بِذِبُحِ عَظِيمٍ ۞ وَتَرَكُنَاعَلَيُهِ فِي الْاضِرِينَ۞ سَلْوُعَلَى إِبْرُهِيُمَ۞ كَنْالِكَ نَعْرِي الْمُحْسِنِينَ۞ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۞ وَيَشَّرُنْهُ بِإِسْحَقَ نِبَيًّا مِّنَ الطّبِلِحِيْنَ۞

ۘٷڹۯؙڬٵؘڡؘؽؽ؋ۅؘٷڵٳڛڂؾٞۏڡؚڽؙۮ۫ڗؚڲؾؠٟڡٵڠؙۺڽٛ ٷڟٳڮؠؙێڣڛ۫؋ڡؙؠؚؽڹٛ۫

کا. اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں وے دیا۔ () ۱۰۸ اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا۔ (۱۰۹ ابراہیم (عَلَیْمُلِاً) پر سلام ہو۔

11. ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

۱۱۱. بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔

۱۱۲. اور ہم نے اس کو اسحاق (عَلَیْکِا) کی بشارت دی جو نبی ہوگا صالح لوگوں میں ہوگا۔

الله اور ہم نے ابراہیم واسحاق (علیہ الله الله بر برکتیں نازل فرمائیں، (۳) اور ان دونوں کی اولاد میں بعض تو نیک بخت ہیں اور بعض اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والے ہیں۔ (۴)

ا. یہ بڑا ذبیحہ ایک مینڈھا تھا جو اللہ تعالیٰ نے جنت سے حضرت جمرائیل علیہ یک ذریعے سے بھیجا۔ (ابن نیز) اساعیل علیہ یک کی جگہ اسے ذبح کیا گیا اور پھر اس سنت ابراہیمی کو قیامت تک قرب الہی کے حصول کا ایک ذریعہ اور عید الأضحیٰ کا سب سندیدہ عمل قرار دے دیا گیا۔

المجان الراہیم علیہ کے ذکورہ واقعے کے بعد اب ایک بیٹے اسحاق علیہ کا اور اس کے نبی ہونے کی خوش خبری دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جس بیٹے کو ذہح کرنے کا تھم دیا گیا تھا، وہ اسماعیل علیہ اسمال علیہ جس بیٹے کو ذہح کرنے کا تھم دیا گیا تھا، وہ اسماعیل علیہ اسمال تھے۔ جو اس وقت ابراہیم علیہ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اسحاق علیہ کی بابت اختلاف ہے کہ ذیح کون ہے، اسماعیل علیہ کی یا اسحاق علیہ کی اسمال کی بات تھے ہے۔ امام شوکانی نے اس میں توقف اختیار کیا ہے۔ (تنسیل کے حضرت اسماعیل علیہ کی گو اور این کثیر اور اکثر مفسرین نے حضرت اسماعیل علیہ کو ذیج قرار دیا ہے اور یہی بات تھے ہے۔ امام شوکانی نے اس میں توقف اختیار کیا ہے۔ (تنسیل کے لیے دیکھے تغیر فق القدیر اور تغیر این کیش)

س. لینی ان دونوں کی اولاد کو بہت پھیلایا اور انہیاء ورسل کی زیادہ تعداد انہیں کی نسل سے ہوئی۔ حضرت اسحاق علیہ اللہ کے بیٹے یعقوب علیہ ہوئے، جن کے بارہ بیٹوں سے بنی اسرائیل کے ۱۲ قبیلے بنے اور ان سے بنی اسرائیل کی قوم بڑھی اور پھیلی اور اکثر انبیاء ان ہی میں سے ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ اگر کے دوسرے بیٹے اساعیل علیہ اس سے عربوں کی نسل چلی اور ان میں آخری بیٹیمبر حضرت محمد رسول اللہ شکالیہ ہوئے۔

مم. شرک و معصیت اور ظلم و فساد کا ارتکاب کرکے۔ خاندان ابراہیمی میں برکت کے باوجود نیک وبد کے ذکر سے اس طرف اشارہ کردیا کہ خاندان اور آباء کی نسبت، اللہ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ وہاں تو ایمان اور عمل صالح کی

وَلَقَدُ مُنَكَاعِلِي مُوسى وَهِمُ وُنَ اللهِ

وَنَجَّيْنُهُمَّا وَقُومُهُمَّا مِنَ الكَّرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿

وَتَصَرُّنَهُمُ فَكَانُوا هُمُ الْغَلِيدُينَ هُ وَاتَيُنْهُمَا الْكِتْبَ الْمُسْتَبِينِينُ وَهَدَيْنُهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسُتَقِيْدِهُ وَتَرَكُنَا عَلَيْهِمَا فِي الْلِخِرِيْنَ الْ

> سَلاْوَعَلَى مُوُسٰى وَهُرُاوُنَ۞ إِثَاكَنْلِكَ بَخِزى الْمُخْسِنِيْنَ۞

ٳڵٙڡٞۘۘۿؙۘٮٵڝؽؘۼؠؘٳۮؚڬٵڷٮٮٷٛڡۣڹؽ۬ؽ<sup>©</sup> ڡؘٵڰٳڷؽٳؘڞڮٙؠؽٵڷڡؙۯؙڛڵؽؽ

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهَ ٱلاَتَتَّقُونَ

۱۱۳ اور یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہاہُ) پر بڑا احسان کیا۔

110. اور انہیں اور ان کی قوم کو بہت بڑے دکھ درد سے نجات دے دی۔(۲)

١١٦. اور ان كي مدد كي تو وبي غالب رہے۔

11/ اور ہم نے انہیں (واضح اور) روش کتاب دی۔

۱۱۸. اور انہیں سیدھے راستہ پر قائم رکھا۔

119. اور ہم نے ان دونوں کے لیے بیٹھیے آنے والوں میں یہ بات باقی رکھی۔

• ۱۲. که موسی اور ہارون (عیبالہ) پر سلام ہو۔

**۱۲۱.** بے شک ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلے دیا کرتے ہیں۔

۱۲۲. یقیناً یه دونول جارے مومن بندول میں سے تھے۔

۱۲۳. اور بے شک الیاس (عَلَیْکِا) بھی پیغیبرول میں سے
تھے۔(\*\*)

١٢٣. جب كه انهول في اپني قوم سے فرمايا كه كياتم الله

ا. لیعنی انہیں نبوت ورسالت اور دیگر انعامات سے نوازا۔

۲. لینی فرعون کی غلامی اور اس کے ظلم واستبداد سے۔

سال یہ حضرت ہارون عَلیْظِا کی اولاد میں سے ایک اسرائیلی نبی تھے۔ یہ جس علاقے میں بھیج گئے تھے اس کانام بعلبک تھا، بعض کہتے ہیں اس جگہ کا نام سامرہ ہے جو فلسطین کا مغربی وسطی علاقہ ہے۔ یہاں کے لوگ بعل نامی بت کے پجاری تھے۔ (بعض کہتے ہیں یہ دیوی کا نام تھا)

سے ڈرتے نہیں ہو؟(۱)

ٱتَكُونَ بَعُلَاوً تَذَرُونَ ٱحْسَنَ الْخَلِقِيْنَ ﴿

اللهَ رَكَانُمُ وَرَبُ إِبَالِكُو الْرَوِّ لِنْنَ

فَكَذَّ بُولُهُ فَإِنَّهُمْ لَلْمُخْضَرُونَ ۗ

ٳ؆ۅۻٵۮٳٮڶٶٳڷؽڂٛڵڝؽڹ۞ ۅؘٮۜڗڰؙؽٵۼڵؽٷڣۣٳڷٳڿؚڕؿؖؽؘ۞

سَلَّهُ عَلَى إِلْ يَاسِئِنَ© إِثَّاكَنٰ لِكَ بَحْزِى الْمُحْسِنِيْنَ© إِنَّهُ مِنْ حِبَادِ كَا الْمُؤْمِنِيْنَ©

**۱۲۵**. کیا تم بعل (نامی بت) کو پکارتے ہو؟ اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑدہتے ہو؟

۱۲۷. الله جو تمهارا اور تمهارے اگلے تمام باپ دادوں کا رب ہے۔

**۱۲۷**. کیکن قوم نے انہیں جھٹلایا، پس وہ ضرور (عذاب میں) حاضر رکھے جائیں گے، <sup>(۳)</sup>

۱۲۸. سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے۔

119. اور ہم نے (الیاس عَلَیْاً) کا ذکر خیر پچھلوں میں بھی باقی رکھا۔

• ۱۲. که الیاس (عَلَیْکِاً) پر سلام ہو۔

اسال ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔
اسلال بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے
تھے۔(۵)

ا. لینی اس کے عذاب اور گرفت سے، کہ اسے چھوڑ کر تم غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔

۲. لینی اس کی عبادت وپرستش کرتے ہو، اس کے نام کی نذر ونیاز دیتے اور اس کو حاجت روا سجھتے ہو، جو پتھر کی مورتی ہے اور جو ہر چیز کا خالق اور اگلول کچھلوں سب کا رب ہے، اس کو تم نے فراموش کرر کھا ہے۔

سا لینی توحید وایمان سے انکار کی پاداش میں جہنم کی سزا بھٹنیں گے۔

۸. الیاسین، الیاس عَلَیْهِ ای کا ایک تلفظ ہے، جیسے طور سینا کو "طورسینین" بھی کہتے ہیں۔ حضرت الیاس عَلَیْهِ کو دوسری کتابوں میں "ایلیا" بھی کہا گیا ہے۔

۵. قرآن نے نبیوں اور رسولوں کا ذکر کرکے، ان کے لیے اکثر جگہ یہ الفاظ استعال کیے ہیں کہ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔ جس سے دو مقصد ہیں۔ ایک ان کے اخلاق وکردار کی رفعت کا اظہار جو ایمان کا لازمی جزء ہے۔ تاکہ ان لوگوں کی تردید ہوجائے جو بہت سے پینمبروں کے بارے میں اخلاقی کمزوریوں کا اثبات کرتے ہیں، جیسے تورات وانجیل کے موجودہ نسخوں میں متعدد پینیمبروں کے بارے میں ایسے من گھڑت قصے کہانیاں درج ہیں۔ دوسرا مقصد ان لوگوں کی تردید ہے جو بعض انبیاء کی شان میں غلو کرکے ان کے اندر اللی صفات واختیارات ثابت کرتے ہیں۔ لیعنی وہ پینیمبر ضرور تھے لیکن تھے بہرحال اللہ کے بندے اور اس کے غلام نہ کہ اللہ یا اس کے جزء یا اس کے شریک۔

وَإِنَّ لُوُطًا لَكِنَ الْمُرْسَلِيِّنَ ﴿ إِذْ نَجَيْنُكُ وَاهْلَةَ أَجْمَعِيْنَ ﴿

ٳڵڒۼۘٛۼٛۅ۫ڒؙٳڣ۬ٳڵڣ۬ۑڔؾؗؽ۞ ؙٛڎ۫؞ۜۜۮڡۜڡٞۯٮؘٵٳڵڂؘڔؚٮؙؿ۞ ۅؘٳڰڴۄؙڵؾؠؙڒؙۅؙؽؘٷؽۿۣۿؚ؞ٝۺ۠ڞڛؚڿؽڹڰٞ

وَبِالِيُّلِ اَنَّلَاتَعُقِلُونَ۞ وَإِنَّ يُوْفُسَ لِمِنَ الْمُؤْسِلِيِّنَ۞ إِذْ اَبَقَ إِلَى الْقُلْكِ الْمَشْخُونِ۞ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدُ حَضِيْنَ۞ فَالْتُمْنَكُ الْخُوْتُ وَهُوَمُلِيْمُ۞

اسس اور بیشک لوط (عَلَیْکِاً) بھی پیغیر وں میں سے تھے۔ ۱۳۳۷ ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو سب کو نجات دی۔

**١٣٥**. بجزاس بڙهيا کے جو پيچھے رہ جانے والوں ميں رہ گئ۔<sup>(1)</sup>

١٣٦. پير ہم نے اوروں كو ہلاك كرديا۔

۱۳۷. اور تم تو صبح ہونے پر ان کی بستیوں کے پاس سے گزرتے ہو۔

۱۳۸. اور رات کو بھی، کیا پھر بھی نہیں سبھتے؟<sup>(۱)</sup>

اسم الشبہ یونس (عَلَیْکِا) نبیوں میں سے تھے۔

• ۱۲. جب بھاگ کر پہنچے بھری کشتی پر۔

۱۳۱. پھر قرعہ اندازی ہوئی تو یہ مغلوب ہو گئے۔

۱۳۲. تو پھر انہیں مجھلی نے نگل لیا اور وہ خود اپنے آپ کو ملامت کرنے لگ گئے۔ (۳)

ا. اس سے مراد حضرت لوط عَلَيْظِا كى بيوى ہے جو كافرہ تھى، يہ اہل ايمان كے ساتھ اس بستى سے باہر نہيں گئی تھى، كيونكه اسے اپنی قوم كے ساتھ ہلاك ہونا تھا، چنانچہ وہ بھى ہلاك كردى گئى۔

۲. یہ اہل کمہ سے خطاب ہے جو تجارتی سفر میں ان تباہ شدہ علاقوں سے آتے جاتے، گزرتے تھے۔ ان کو کہا جا رہا ہے کہ تم صح کے وقت بھی اور رات کے وقت بھی ان بستیوں سے گزرتے ہو، جہاں اب بحیرہ مردار ہے، جو دیکھنے میں بھی نہایت کریہہ ہے اور سخت متعفن اور بدبودار۔ کیا تم انہیں دیکھ کر یہ بات نہیں سبجھتے کہ تکذیب رسل کی وجہ سے ان کا یہ بد انجام ہوا، تو تمہاری اس روش کا انجام بھی اس سے مختلف کیوں کر ہوگا؟ جب تم بھی وہی کام کررہے ہو، جو انہوں نے کیا تو پھر تم اللہ کے عذاب سے کیوں کر محفوظ رہوگے؟

سر حضرت یونس علیگیا عراق کے علاقے نینوی (موجودہ موصل) میں نبی بناکر بھیجے گئے تھے، یہ آشوریوں کا پایہ تخت تھا،
انہوں نے ایک لاکھ بنو اسرائیلیوں کو قیدی بنایا ہوا تھا، چنانچہ ان کی ہدایت ور جنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت یونس علیگیا کو بھیجا، لیکن یہ قوم آپ پر ایمان نہیں لائی۔ بالآخر اپنی قوم کو ڈرایا کہ عنقریب تم عذاب الہی کی گرفت میں آجاؤگے۔ عذاب میں تاخیر ہوئی تو اللہ کی اجازت کے بغیر ہی اپنے طور پر وہاں سے نکل گئے اور سمندر پر جاکر ایک کشتی میں سوار ہوگئے۔ اپنے علاقے سے نکل کر جانے کو ایسے لفظ سے تعبیر کیا جس طرح ایک غلام اپنے آ تا سے بھاگ کر چلا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ بھی اللہ کی اجازت کے بغیر ہی اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ کشتی سواروں اور

ڡٚڷٷڷۘٳٵڰؘٷػڶؽڡؚؽٵڷؙۺؾؚۜڿؽؙڹٛ ڵڸٙؠٟػ؋ۣؿؙڟؾ؋ٳڵڮۄؙۄؙؽڹڠؙۊ۠ؽؘ۞۫

فَنَبُكُنْهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَسَقِيْدُ

وَالْبُنَّتُنَاعَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنَ يَقْطِيْنٍ

وَٱرْسُلْنَهُ إِلَى مِائَةَ ٱلْفِ آوُيُزِيْدُونَ<sup>®</sup>

فَأُمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمُ إلى حِيْنِ ١

فَاسْتَفْتِهِمُ ٱلربِيِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُو الْبَنُونَ فَ

آمُ خَلَقْنَا الْمَلَإِكَةَ إِنَا ثَاقًا وَهُوْشُهِ دُونَ @

۱۳۳ کی اگریہ پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔
۱۳۳ تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس کے
پیٹ میں ہی رہتے۔(۱)

۱**٬۵۵** پس انہیں ہم نے چٹیل میدان میں ڈال دیا اور وہ اس وقت بیار تھے۔ (۲)

۱۳۲. اور ان پر سایہ کرنے والا ایک بیل دار در خت <sup>(۳)</sup> ہم نے اگادیا۔

۱۴۷۷. اور ہم نے انہیں ایک لاکھ بلکہ اور زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا۔

۱۴۸. پس وہ ایمان لائے، (۳) اور ہم نے انہیں ایک زمانہ تک عیش و عشرت دی۔

۱۳۹. ان سے دریافت کیجیے کہ کیا آپ کے رب کی تو بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے ہیں؟

• 10. یا یہ اس وقت موجود تھے جب کہ ہم نے فرشتوں

سامانوں سے بھری ہوئی تھی۔ کشتی سمندر کی موجوں میں گھر گئی اور کھڑی ہوگئ۔ چنانچہ اس کا وزن کم کرنے کے لیے ایک آدھ آدمی کو کشتی سے سمندر میں چھیکنے کی تجویز سامنے آئی تاکہ کشتی میں سوار دیگر انسانوں کی جائیں۔ لیکن یہ قربانی دینے کے لیے کوئی تیار نہیں تھا۔ اس لیے قرعہ اندازی کرنی پڑی، جس میں حضرت یونس علیکیا کا نام آیا۔ اور وہ مغلوبین میں سے ہوگے، یعنی طوعاً وکرہا اپنے کو بھاگے ہوئے غلام کی طرح سمندر کی موجوں کے سپرد کرنا پڑا۔ اور وہ مغلوبین میں سے ہوگے، یعنی طوعاً وکرہا تابت نگل لے اور یوں حضرت یونس علیکیا اللہ کے حکم سے مجھلی کے پیٹ اور بیل حضرت یونس علیکیا اللہ کے حکم سے مجھلی کے پیٹ میں چلے گئے۔

ا. یعنی توبہ واستعفار اور اللہ کی تشیح بیان نہ کرتے، (جیسا کہ انہوں نے ﴿ لَآ اِللَّ اَنْتَ سُبُطْنَكَ ۗ اِنْ كُذُتُ مِنَ الطَّلِلمِينَ ﴾ (الأنبياء: ٨٧) كہا) تو قيامت تك وه مجھل كے پيك ميں ہى رہتے۔

r. جیسے ولادت کے وقت بچہ یا جانور کا چوزہ ہو تا ہے، مصمحل، کمزور اور ناتواں۔

۳. یَقْطِیْنِ ہر اس بیل کو کہتے ہیں جو اپنے سے پر کھڑی نہیں ہوتی، جیسے لوکی، کدو وغیرہ کی بیل۔ لینی اس چٹیل میدان میں جہال کوئی درخت تھا نہ عمارت۔ ایک سایہ دار بیل اگا کر ہم نے ان کی حفاظت فرمائی۔

۴. ان کے ایمان لانے کی کیفیت کا بیان سورۂ یونس: ۹۸ میں گزر چکا ہے۔

كو مؤنث پيدا كيا۔(١)

نی ... ... ... ... ... اوگ صرف این افتراء پردازی سے کہد رہے ہیں۔

197. کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔ یقیناً یہ محض جھوٹے ہیں۔ 197. کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بیٹیوں کو بیٹوں پر ترجیح دی۔

۱۵۴. تنہیں کیا ہو گیا ہے کیسے حکم لگاتے پھرتے ہو؟
100. کیا تم اس قدر بھی نہیں سیجھتے؟

181. یا تمہارے پاس اس کی کوئی صاف دلیل ہے۔ 184. تو حاؤ اگر سے ہو تو اپنی ہی کتاب لے آؤ۔ (6)

10۸. اور ان لوگوں نے تو اللہ کے اور جنات کے درمیان بھی قرابت داری کھیرائی ہے، (۵) حالانکہ خود جنات کو معلوم ہے کہ وہ (اس عقیدہ کے لوگ عذاب کے سامنے) پیش کے حائیں گے۔ (۱)

ٱڵٙٳٳٮؘٚۿؙۮ ؚڡؚؚؖڹٳڣؙڮۿؚؠٝڵؽڠٛٷڷۅٛؽۿ

ۅؘڵۮؘۘاللهُ ٚۅٚٳٮٚۿؙڂۯػڶۮؚؠؙۅؙؽ۞ ٲڞؙڟڣؘؽٲڵڹٮؘۜٵؾٷؽٵڶڹڹؙؠٛڹ<sup>۞</sup>

مَالَكُوْ َ كَيْفُ تَعْكُمُوْنَ ﴿
اَفَلَا تَذَكَرُّوْنَ ﴿
اَمَلَكُوْ سُلُطَٰنَ مُّبِيئَ ﴿
اَمْلُكُوْ سُلُطَٰنَ مُّبِيئِنَ ﴿
فَاتُوْ الْكِتْبِكُوْ إِنْ كُنْتُوصُلودَيْنَ ﴿
وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدُ عَلِمَتِ
الْجِنَّةُ إِنْهُوْ لَمُحْضَوُونَ ﴾
الْجِنَّةُ إِنْهُوْ لَمُحْضَوُونَ ﴾

ا. لینی فرشتوں کو جو یہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں تو کیا جب ہم نے فرشتے پیدا کیے تھے، یہ اس وقت وہاں موجود تھے اور انہوں نے فرشتوں کے اندر عورتوں والی خصوصیات کا مشاہدہ کیا تھا۔

٢. جب كه يه خود الني لي بيتيال نهين، بيني پند كرتے ہيں۔

سال که اگر الله کی اولاد ہوتی تو ذکور ہوتی، جس کو تم بھی پیند کرتے اور بہتر سبجھتے ہو، نہ کہ بیٹیاں، جو تمہاری نظروں میں کمتر اور حقیر ہیں۔

م. لینی عقل تو اس عقیدے کی صحت کو تسلیم نہیں کرتی کہ اللہ کی اولاد ہے اور وہ بھی مؤنث، چلو کوئی نقلی دلیل ہی د کھادو، کوئی کتاب جو اللہ نے اتاری ہو، اس میں اللہ کی اولاد کا اعتراف یا حوالہ ہو؟

۵. یہ اشارہ ہے مشرکین کے اس عقیدے کی طرف کہ اللہ نے جنات کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کیا، جس سے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ یہی بنات اللہ، فرشتے ہیں۔ یوں اللہ تعالی اور جنوں کے درمیان قرابت داری (سسرالی رشتہ) قائم ہوگیا۔
 ۲. حالا تکہ یہ بات کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا ہو تا تو اللہ تعالیٰ جنات کو عذاب میں کیوں ڈالٹا؟ کیا وہ اپنی قرابت داری

٩. حالاتلہ یہ بات یول کر سی ہو سی ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالی جنات تو عذاب میں یول والیا؟ کیا وہ الی حرابت داری کا لحاظ نہ کر تا؟ اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ خود جنات بھی جانے ہیں کہ انہیں عذاب الٰہی بھیتنے کے لیے ضرور جہنم میں جانا ہوگا، تو پھر اللہ اور جنوں کے در میان قرابت داری کس طرح ہو سکتی ہے؟

سُبُحٰنَ اللهِ عَمَّا يَصِفُونَ فَ

اِلاعِبَادَ اللهِ الْمُخْلَصِيْنَ ⊕ فَاتَّلُو وَمَالَعُبُدُ وَنَ۞ مَا اَنْتُهُ عَلَيْهِ بِفِلْتِينِيْنَ۞ إِلاَمَنُ هُو صَالِ الْجُجِيْمِ

وَمَامِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامُ مَّعُلُومُ شُ

ٷٳٷڶؾؘڂؽؗۘٵڵڝۜٙٲڐؙ۫ۏؽؖ ۅٙٳ؆۠ڶؽؘڂؽؙٵڶؠؙڝؾؚڂۏؽ۞ ڡؘڶؽػڶٷڶڷؽڠٷ۠ۯؽ۞ؙ ڶٷٙٲؾٞڿٮؙۮڬٳڋڬ۫ڗٵڛؚۜؽٵڶۯۊٙڸؠ۫ؽ۞ٚ ڵڰؙڹٙٵڝٵۮٳۺٳڶٷؙڵڝؽڗۥ۞

109. جو کھے یہ (اللہ کے بارے میں) بیان کررہے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ بالکل پاک ہے۔

14. سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔

ا۱۲. یقین مانو که تم سب اور تمهارے معبودان (باطل)۔

171. کسی ایک کو بھی بہکا نہیں سکتے۔

۱۹۳ بجر اس کے جو جہنمی ہی ہے۔

۱۹۴ اور (فرشتوں کا قول ہے کہ) ہم میں سے تو ہر ایک کی جگہ مقرر ہے۔ (۳)

140. اور ہم تو (بندگی الہی میں) صف بستہ کھڑے ہیں۔

۱۲۲. اور اس کی شبیح بیان کررہے ہیں۔

١٦٧. اور كفار تو كها كرتے تھے۔

١٢٨. كه اگر جارك سامنے الكے لوگوں كا ذكر ہوتا۔

149. تو ہم بھی اللہ کے چیدہ بندے بن جاتے۔<sup>(۵)</sup>

ا. یعنی یہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں نہیں کہتے جن سے وہ پاک ہے۔ یہ مشرکین ہی کا شیوہ ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جہنم میں جنات اور مشرکین ہی حاضر کیے جائیں گے، اللہ کے مخلص (چنے ہوئے) بندے نہیں۔ ان کے لیے تو اللہ نے جنت تیار کر رکھی ہے۔ اس صورت میں یہ لَمُحْضَدُوْنَ سے استثناء اور تشیح جملیہ معترضہ ہے۔

۲. لیعنی تم اور تمہارے معبودان باطله کسی کو گمراہ کرنے پر قادر نہیں ہیں، سوائے ان کے جو اللہ کے علم میں پہلے ہی جہنمی ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ کفر وشرک پر مصر ہیں۔

س. یعنی الله کی عبادت کے لیے۔ یہ فرشتوں کا قول ہے۔

سم. مطلب یہ ہے کہ فرشتے بھی اللہ کی مخلوق اور اس کے خاص بندے ہیں جو ہر وقت اللہ کی عبادت میں اور اسکی تشبیح وتقدیس میں مصروف رہتے ہیں، نہ کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں۔

۵. ذکر سے مراد کوئی کتاب الٰہی یا پیغیر ہے۔ لیعنی یہ کفار نزول قرآن سے پہلے کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس بھی کوئی آسانی کتاب ہوتی، جس طرح پہلے لوگوں پر تورات وغیرہ نازل ہوئیں۔ یا کوئی ہادی اور منذر ہمیں وعظ وقیحت کرنے والا ہوتا، توہم بھی اللہ کے خالص بندے بن جاتے۔

فَكَفَرُ وُايِهِ فَسَوُفَ يَعُلَمُونَ @

وَلَقَدُ سَبَقَتُ كُلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيُنَ ۗ

النهو لهم المنصورون وَإِنَّ جُنْكَ نَالَهُمُ الْغِلِبُونَ @ فَتَوَلَّ عَنْهُمُ حَتِّي حِيْن<sup>©</sup> وَّالَبْضِرُهُمُ فَسُوفَ يُبْجِرُونَ ﴿

اَفِيعَذَالِبَاٰيَسُتَعُوجِلُوْنَ@ فَإِذَانَزَلَ بِسَاحَتِهِمُ فَسَأَءُ صَبَاحُ الْمُنْذَرِثَنَ فَ

### وَتَوَلَّ عَنْهُمُ حَتَّى حِيْنِ اللهِ

ا. یعنی ان کی آرزو کے مطابق جب رسول مُنالِّنْیْزا ہادی بن کر آگئے، قرآن مجید بھی نازل کر دیا گیا تو ان پر ایمان لانے کے بجائے ان کا انکار کردیا۔

٢. يه تهديد ووعيد ہے كه اس تكذيب كا انجام عنقريب ان كو معلوم موجائے گا-

 بیسے دوسرے مقام پر فرمایا، ﴿ مُتَبَاللَّهُ لَا عُلِينَ آنَاوَدُسُونَ ﴾ (المحادلة: ١١) (الله تعالى لكھ چكاہے كہ بينك ميں اور ميرے پیغمبر غالب رہیں گے)۔

٨. لعني ان كي باتول اور ايذاؤل ير صبر تيجيه

۵. که کب ان یر الله کا عذاب آتا ہے؟

۲. مسلمان جب خیبر پر حمله کرنے گئے، تو یہودی انہیں دیکھ کر گھبراگئے، جس پر نبی مُثَاثِیْتُمَ نے بھی اللہ اکبر کہہ کر فرمایا تها - «خَربَتْ خَيبُرُ، إنَّا إذا نَزَلْنَا بسَاحَةِ قَوْم فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذُريْنَ» (خيبر خراب مو (لعني الل خيبر مارے مقابله میں ناکامیاب ہوں) بیٹک ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو جن کو پہلے سے ڈرا دیا گیا ہے ان کی صبح بہت يُركي بموتى ج) - (صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب ما يذكر في الفخذ، مسلم، كتاب الجهاد باب غزوة خيبر)

• کال کیکن پھر اس قرآن کے ساتھ کفر کر گئے،(۱) پس اب عنقریب جان لیں گے۔(۲)

اكا. اور البته جارا وعده پہلے ہى اپنے رسولوں كے ليے صادر ہوچکا ہے۔

۱۷۲. که یقیناً وه هی مدد کے جائیں گے۔

۱۷۳ اور جمارا ہی لشکر غالب (اور برتر) رہے گا۔ (<sup>(۳)</sup>

۱۷۴ اب آپ کچھ دنوں تک ان سے منہ پھم کیجے۔

**۵۵**ا. اور انہیں د مکھتے رہے، <sup>(۵)</sup> اور یہ بھی آگے چل کر ویکھ لیں گے۔

١٤٦. كيا به جمارے عذاب كى جلدى مجاري بين؟

آئے گا اس وقت ان کی جن کو متنبہ کردیا گیا تھا بڑی بری صبح ہو گی۔(۱)

١٤٨. اور آپ کچھ وقت تک ان کا خيال جھوڑد يجيـ

12. اور دیکھتے رہیے یہ بھی ابھی ابھی دیکھ لیں گے۔ (۱)
10. پاک ہے آپ کا رب جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر
10. پاک ہے آپ کا رب جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر
10. اور پیغیبروں پر سلام ہے۔ (۱)
11. اور سیغیبروں پر سلام ہے۔ (۱)
11. اور سب طرح کی تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہاں کا رب ہے۔ (۱)

\$ -2. -293 1-9v

سُبُحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَبَّايِصِفُونَ ﴿

وَسَسلاُعُلَى الْمُرُسَلِيُنَ۞ وَالْحُمَدُ دِللهِ رَبِّ الْعَلِمِيْنَ۞

رَّايُصِرُفُسُوفَ بِيُصِرُونِ ﴿ وَّالْيَصِرُفُسُوفَ بِيصِرُونَ

ا. یہ بطور تاکید دوبارہ فرمایا۔ یا پہلے جملے سے مراد دنیا کاوہ عذاب ہے جو اہل مکہ پر بدر واُحد اور دیگر جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں کافروں کے قتل وسلب کی صورت میں آیا۔ اور دوسرے جملے میں اس عذاب کا ذکر ہے جس سے یہ کفار ومشر کین آخرت میں دوچار ہوں گے۔

۲. اس میں عیوب و فقائص سے اللہ کے پاکیزہ ہونے کا بیان ہے جو مشرکین اللہ کے لیے بیان کرتے ہیں، مثلاً اس کی اولاد ہے، یا اس کا کوئی شریک ہے۔ یہ کو تاہیاں بندوں کے اندر ہیں اور اولاد یا شریکوں کے ضرورت مند بھی وہی ہیں، اللہ ان سب باتوں سے بہت بلند اور پاک ہے۔ کیونکہ وہ کسی کا محتاج ہی نہیں ہے کہ اسے اولاد کی یا کسی شریک کی ضرورت بیش آئے۔

M. کہ انہوں نے اللہ کا پیغام اہل دنیا کی طرف پہنچایا، جس پر یقیناً وہ سلام و تبریک کے مستحق ہیں۔

<sup>4.</sup> یہ بندوں کو سمجھایا جارہا ہے کہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے، پینمبر بھیے، کتابیں نازل کیں اور پینمبروں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچایا، اس لیے تم اللہ کا شکر ادا کرو۔ بعض کہتے ہیں کہ کافروں کوہلاک کرکے اہل ایمان اور پینمبروں کو بیچایا، اس پر شکر الہٰی کرو۔ حمد کے معنی ہیں بقصدِ تقطیم ثناءِ جمیل، ذکرِ خیر اور عظمتِ شان بیان کرنا۔

### سورہُ ص کمی ہے اور اس میں اٹھاسی آ بیتیں اور 'یانچ رکوع ہیں۔

# \_\_\_\_\_ إلله الرَّحْمِن الرَّحِيْمِ

المُوْرُقُونِ اللهُ

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مهربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. ص السيحت والے قرآن كى قسم (١)

صُ وَالْقُرُ إِن ذِي الدِّكُونَ بَلِ اللَّذِينَ كَفَرُو إِنْ عِزَةٍ وَتِشِقَاقِ © كَمُ الْفُلَكُنَامِنُ قَبُلِهِمْ مِّنْ قَرُنِ فَنَادَ وَاقَلَاتَ جين مَنَاصِ

۲. بلکہ کفار غرور ومخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔(۲

وَعَجِيُوا آنَ حَاءَهُمُ مُنْنَ رُبِّنُهُمُ وَقَالَ الْكِفْرُونَ هٰ فَكَالْمِيمُ كُنَّاكُ اللَّهُ

m. ہم نے ان سے پہلے بھی بہت سی امتوں کو تباہ کرڈالا<sup>(۳)</sup> انہوں نے ہر چند چیخ ویکار کی کیکن وہ وقت

آجِعَلَ الْالِهَةِ الْهَاوَّالِحِيَّا اللَّهِ هِذَا لَشَيْعٌ عُمَاكِ @

سم. اور کافرول کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے باس ایک ڈرانے والا ان ہی میں سے آگیا(۵) اور کہنے لگے کہ یہ تو حادوگر اور جھوٹاہے۔

۵. کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کاایک ہی معبود

ا. جس میں تمہارے لیے ہر قشم کی نصیحت اور ایسی باتیں ہیں، جن سے تمہاری دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی۔ بعض نے ذی الذکر کا ترجمہ شان اور مرتبت والا، کیے ہیں۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔ دونوں معنی صحیح ہیں۔ اس کیے کہ قرآن عظمت وشان کا حامل بھی ہے اور اہل ایمان و تقویٰ کے لیے نصیحت اور درس عبرت بھی۔ اس قشم کا جواب مخذوف ہے کہ بات اس طرح نہیں ہے جس طرح کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد (سُلَّ ﷺ) ساحر، شاعر یا کاذب ہیں۔ بلکہ وہ اللہ کے سیج رسول ہیں جن پر یہ ذی شان قرآن نازل ہوا۔

۲. لیغی یہ قرآن تو یقیناً شک سے پاک اور ان کے لیے نصیحت ہے جو اس سے عبرت حاصل کریں البتہ ان کافروں کو اس سے فائدہ اس کیے نہیں بہنچ رہا ہے کہ ان کے دماغوں میں اعتکبار اور غرور ہے اور دلوں میں مخالفت وعناد۔ عزت کے معنی ہوتے ہیں، حق کے مقابلے میں اکرنا۔

۳. جو ان سے زیادہ مضبوط اور قوت والے تھے لیکن کفر و تکذیب کی وجہ سے برے انجام سے دوچار ہوئے۔

سم. لینی انہوں نے عذاب دیکھ کر مدد کے لیے بکارا اور توبہ پر آمادگی کا اظہار کیا لیکن وہ وقت توبہ کا تھا نہ فرار کا۔ اس لیے نہ ان کا ایمان نافع ہوا اور نہ وہ بھاگ کر عذاب سے پچ سکے لَاتَ، لَا ہی ہے جس میں ت کا اضافہ ہے جیسے ثُمَّ کو ثَمَّةَ بھی بولتے ہیں مَنَاصِّ، نَاصَ يَنُوْصُ كا مصدر ہے، جس كے معنی بھاگنے اور پیچھے سلنے كے ہیں۔

لیعنی انہی کی طرح کا ایک انسان، رسول کس طرح بن گیا۔

کردیا واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔

وَانْطَلَقَ الْمَكَوْمِنُهُمُ آنِ امُشُوْاوَاصْبِرُواعَلَ الِهَتِكُوْ ۗ إِنَّ هٰذَا لَثَنَيُّ تُرَادُنَّ

اور ان کے سرداریہ کہتے ہوئے چلے کہ چلو جی اور اپنے معبودوں پر جے رہو، (۲) یقیناً اس بات میں تو کوئی غرض ہے۔ (۳)

مَاسَمِعْنَابِهٰذَافِىالْمِلَّةِ الْاِخِرَةِ ۚ أَنْ هٰذَا لِلَا اخْتِلَاقُ ۚ ۚ

ہم نے تو یہ بات پچھلے دین میں بھی نہیں سئی، (\*)
 کچھ نہیں یہ تو صرف گھڑنت ہے۔ (۵)

ٵؙٷ۬ڶۘ؏ٙؽؽؙٵڵێؚٙػؙؙۯؙڝؚؽۜؠؽ۫ڹڬٲؠٛڶۿؙؗٛؠٛۏٛۺٛڮۨۺۜ ۮؚڒؙڔٷ۫ڹڶ؆ؾۜؽڎؙۏؙٷ۠ٳۼڎٳۑ۞۠

 $\Lambda$ . کیا ہم سب میں سے اسی پر کلام الٰہی نازل کیا گیا ہے۔ (۱) دراصل یہ لوگ میری وحی کی طرف سے شک میں ہیں، (۱) بلکہ (صحیح یہ ہے کہ) انہوں نے اب تک میرا عذاب چکھا ہی نہیں۔ (۱)

ا. تعنی ایک ہی اللہ ساری کا نئات کا نظام چلانے والا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی طرح عبادت اور نذرونیاز کا مستحق بھی صرف وہی ایک ہے؟ یہ ان کے لیے تعجب انگیز بات تھی۔

- ۲. کینی اپنے دین پر جمے رہو اور بتوں کی عبادت کرتے رہو، محمد (مُثَاثِیَّتُمُ) کی بات پر کان مت دھرو۔
- س. لیعنی یہ ہمیں ہمارے معبودوں سے چھڑا کر دراصل ہمیں اپنے بیچھے لگانا اور اپنی قیادت وسیادت منوانا چاہتا ہے۔
- ۷۰. پچھلے دین سے مراد یا تو ان کا ہی دین قریش ہے، یا پھر دین نصاری کی یعنی یہ جس توحید کی دعوت دے رہا ہے، اس کی بابت تو ہم نے کسی بھی دین میں نہیں سا۔
- ۵. لیعنی یہ توحید صرف اس کی اپنی من گھڑت ہے، ورنہ عیسائیت میں بھی اللہ کے ساتھ دوسروں کو الوہیت میں شریک تسلیم کیا گیا ہے۔ تسلیم کیا گیا ہے۔

ال سین مکہ میں بڑے بڑے چود هری اور رئیس بیں، اگر اللہ کسی کو نبی بنانا ہی چاہتا تو ان میں سے کسی کو بناتا۔ ان سب کو چھوڑ کر وحی ورسالت کے لیے محمد (سکانٹیٹیٹم) کا امتخاب بھی جیب ہے؟ یہ گویا انہوں نے اللہ کے امتخاب میں کیرے کا لے چھوٹ کر وحی ورسالت کے لیے محمد (سکانٹیٹیٹم) کا امتخاب میں مضمون بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ زخرف اسا۔ سسے کا لیے نہیں ہے بندی ان کا افکار اس لیے نہیں ہے کہ انہیں محمد شکانٹیٹیٹم کی صدافت کا علم نہیں ہے یا آپ کی سلامت عقل سے انہیں انکار ہے بلکہ یہ اس وحی کے بارے میں ہی ریب وشک میں مبتلا ہیں جو آپ پر نازل ہوئی، جس میں سب سے نمایاں توحید کی دعوت ہے۔

٨. كيونكه عذاب كا مزه چكھ ليت تو اتنى واضح چيز كى تكذيب نه كرتے۔ اور جب يه تكذيب كا واقعى مزه چكھيں گے تو وه
 وقت ايسا ہوگا كه چر نه تقديق كام آئے گى، نه ايمان ہى فائده دے گا۔

ٱمْرِعِنْدَهُ هُوْخَزَآيِنُ رَحْمَةِ رَبِّبِكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَابِ<sup>©</sup>

آمُرلَهُ مُثَلُثُ التَّمُوتِ وَالْكَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا " فَايُزَتَّغُو افِ الْكُبْبَابِ ©

جُنْدٌ مَّاهُمَالِكَ مَهُزُومٌ مِّنَ الْرَحْزَابِ®

ۘػڬۜڹؾؘؙڨٙؠ۬ڵۿؙؙؙۄؙڠٙۅؙڡؙٛڒڹۏڿٟٷۜٵڎ۠ٷڣؚٛٷڽٛۮۅٲڵۄؘؾٙٳ<sup>ڰٚ</sup>

وَتُنُودُووَوُمُرِلُوطٍ وَّاصَّعٰبُ لَيَكُةُ اُولَيِّكَ الْكَاةُ الْوَلَيِّكَ الْكَافَةُ الْوَلَيِّكَ الْمُعْرِكُ الْمُعْلِكُ الْمُعْلِكُ الْمُعْلِكُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ الْمُعْلَى الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُعْلَى الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُعْلَى الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُعْلَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُعْلَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُعْلَى اللَّهُ اللْمُواللِيلِيْلِي اللْمُولِيلِي اللْمُولِيلِيلِي اللْمُولِمُ اللْمُولِمُ اللْمُولِمُ اللْمُولِمُ اللْمُولِمُ اللْمُولِمُ الْ

9. یا کیا ان کے پاس تیرے زبردست فیاض رب کی رحمت کے خزانے ہیں۔(۱)

•ا. یا کیا آسانوں وزمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز کی بادشاہت ان ہی کی ہے، تو پھر یہ رسیاں تان کر چڑھ جائیں۔(۲)

11. یہ تجمی (بڑے بڑے) لشکروں میں سے شکست پایا ہوا (چھوٹا سا) لشکر ہے۔<sup>(۳)</sup>

11. ان سے پہلے بھی قوم نوح اور عاد اور میخوں والے فرعون (\*) نے جمٹلایا تھا۔

سلا. اور شمود نے اور قوم لوط نے اور ایکہ کے رہنے والوں (۵) نے بھی، یہی (بڑے) لشکر تھے۔

ا. کہ یہ جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں، انہی خزانوں میں نبوت بھی ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے، بلکہ رب کے خزانوں کا مالک وہی وہاب ہے جو بہت دینے والا ہے، تو پھر انہیں نبوت محمدی سُکالْیُرُمُ سے انکار کیوں ہے؟ جسے اس نوازنے والے رب نے اپنی رحمت خاص سے نوازا ہے۔

۲. لینی آسان پر چڑھ کر اس وحی کا سلسلہ منقطع کر دیں جو محمد (سکانٹیٹیم) پر نازل ہوتی ہے۔ اساب، سبب کی جمع ہے۔ اس کے لغوی معنی ہر اس چیز کے ہیں جس کے ذریعے سے مطلوب تک پہنچا جائے، چاہے وہ کوئی می بھی چیز ہو۔ اس لیے اس کے مختلف معنی کیے گئے ہیں۔ رسیوں کے علاوہ ایک ترجمہ دروازے کا بھی کیا گیا ہے، جن سے فرشتے زمین پر اترتے ہیں۔ یعنی سیڑھیوں کے ذریعے سے آسان کے دروازوں تک بھنچ جائیں اور وحی بند کر دیں۔ (فرق القدی)

٣. جُندٌ، مبتدا محذوف هُمْ کی خبر ہے اور مَا بطور تاکید تعظیم و تحقیر کے لیے ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی سَالَیْتَا کی مدد اور کفار کی شکست کا وعدہ ہے۔ یعنی کفار کایہ لشکر جو باطل کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے، بڑا ہے۔ یا حقیر، اس کی قطعاً پرواہ نہ کریں نہ اس سے خوف کھائیں، شکست اس کا مقدر ہے۔ هُنَالِكَ مكان بعيد کی طرف اشارہ ہے جو جنگ بدر اور یوم فُحْ کمہ کی طرف بھی ہوسکتا ہے۔جہاں کافر عبرت ناک شکست سے دوچار ہوئے۔

4. فرعون کو میخوں والا اس لیے کہا کہ وہ ظالم جب کسی پر غضب ناک ہوتا تو اس کے ہاتھوں، پیروں اور سر میں میخیں گاڑویتا، یا اس سے مقصد بطور استعارہ اس کی قوت وشوکت اور مضبوط حکومت کا اظہار ہے لیعنی میخوں سے جس طرح کسی چیز کو مضبوط کردیا جاتا ہے، اس کالشکر جرار اور اس کے پیروکار بھی اس کی سلطنت کی قوت واستحکام کا باعث ہے۔

۵. اُصْحَاتُ الْأَنْكَة کے لیے دکھیے سورۂ شعراء: ۱۲کا کا حاشیہ۔

إِنْ كُلُّ اِلْاِكَدُّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ فَ

وَمَاينَظُوْ هَ وُلَاء إلا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۞

وَقَالُوُارَبَّنَاعَجِّلُ لَّنَاقِطَّنَا قَبُلُ يَوْمِر الْحِسَاٰب®

اِصْبِرُعَلَ مَا يَقُوُلُونَ وَاذْكُوعَبُكَ نَادَاؤُدُ ذَالْالْكِيْدِ إِنَّهُ اَوَّابٌ ۞

ٳڰٵڛؘۜڂٞۯ۬ٵٳۼٟۘؾٵڶؘؘڡؘۼؘۘڎؙؽڛۜڽ۪ۨڂؽ ڽؚٲڵڡؾؿؚؾ ۅؘٲڵۯؿ۬ۯٳۊؘؚ۞ٚ

وَالطَّنِرَ مَعْشُوْرَةً كُلُّ لَهُ اَوَّابُ®

۱۱۰ ان میں سے ایک بھی ایبا نہ تھا جس نے رسولوں کی تکذیب نہ کی ہو پس میری سزا ان پر ثابت ہو گئی۔

10 اور انہیں صرف ایک جیخ کا انتظار ہے (۱) جس میں کوئی توقف (اور ڈھیل) نہیں ہے۔ (۲)

17. اور انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! ہماری سرنوشت تو ہمیں روز حساب سے پہلے ہی دے دے۔ (۳)

21. آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور ہمارے بندے داود (عَلِیَّالِاً) کو یاد کریں جو بڑی قوت والا تھا، (\*) یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا تھا۔

11. ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کرر کھا تھا کہ اس کے ساتھ شام کو اور صبح کو تشبیع خوانی کریں۔

19. اور پرندوں کو بھی جمع ہوکر، سب کے سب اس کے

ا. لعنی صور پھو تکنے کا جس سے قیامت بریا ہوجائے گا۔

۲. دودھ دوہنے والا ایک مرتبہ کچھ دودھ دوہ کر بچے کو اونٹنی یا گائے بھینس کے پاس چھوڑ دیتا ہے تاکہ اس کے دودھ پینے سے تھنوں میں دودھ اتر آئے، چنانچہ تھوڑی دیر بعد بچے کو زبردسی پیچے ہٹاکر خود دودھ دوہنا شروع کردیتا ہے۔ یہ دو مرتبہ دودھ دوہنے کے درمیان کا جو وقفہ ہے، یہ فَوَاقْ کہلاتا ہے۔ لینی صور پھوٹکنے کے بعد اتنا وقفہ بھی نہیں ملے گا، بلکہ صور پھوٹکنے کی دیر ہوگی کہ قیامت کا زلزلہ بریا ہوجائے گا۔

سم. قِطٌّ کے معنیٰ ہیں، حصہ، مراد یہاں نامۂ عمل یا سرنوشت ہے۔ لینی ہمارے نامۂ اعمال کے مطابق ہمارے جھے میں اچھی یا بری سزاجو بھی ہے، یوم حساب کے آنے سے پہلے ہی ہمیں دنیا میں دے دے۔ یہ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ والی بات ہی ہے۔ یہ وقوع قیامت کو ناممکن سجھتے ہوئے انہوں نے استہزاء اور خسٹر کے طور پر کہا۔

۷۰. یہ أَیْدِ، یَدٌ (ہاتھ) کی جمع نہیں ہے۔ بلکہ یہ آد یَیْیْدُ کا مصدر أَیْدِ ہے، قوت وشدت۔ اس سے تائید بمعنی تقویت ہے۔ اس قوت سے مراد دینی قوت وصلابت ہے، جس طرح حدیث میں آتا ہے (اللہ کوسب سے زیادہ محبوب نماز، داود عَلَیْسِاً کی نماز اور سب سے زیادہ محبوب روزے، داود عَلَیْساً کے روزے ہیں، وہ نصف رات سوتے، پھر اٹھ کر رات کا تہائی حصہ قیام کرتے اور پھر اس کے چھٹے جھے میں سوجاتے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ کرتے اور جنگ میں فرار نہ ہوتے)۔ (صحبح البخاری، کتاب الأنبیاء، باب وآتینا داود زبورا. ومسلم، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدھر)

زیر فرمان رہتے۔(۱)

وَشَكَدُنَا مُلَكَهُ وَالْتَيْنَاةُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ®

وَهَلَ اللَّهُ اللَّهُ الْخَصْمِ الْذَشَوَّرُوا الْحُرَابُ

اِذْدَخَلُواعَلَى دَاوُدَ فَفَرَعَ مِنْهُمْ قَالُوُالِاتَخَفَّ خَصْمُنِ بَغَى بَعْضُنَاعَلَى بَعْضِ فَاحُكُمْ بَيْنَنَا بِالْحُقِّ وَلَاتُشْطِطُ وَاهْرِنَا إلى سَوَاۤ ۚ الصِّمَالِوا®

ٳڽؙۜۿڶؘڵٲڿؿ۫؆ڬۏؾٮٛۼۘٷٙؾٮٮؙۼۏڹٮؘۼۻؙۛٷڸؽڹۼؘڎٞ ٷٳڿٮۘڗؙ۠؆ڡؘؙؿٚٵڶ۩ٞڣڶؚڹؽۿٳٶػڗؽ۬؋ٳڵڿڟٵڔ<sup>®</sup>

۲۰. اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا<sup>(۱)</sup> اور اسے حکمت دی تھی<sup>(۱)</sup> اور بات کا فیصلہ کرنا۔<sup>(۱)</sup> **۲۱**. اور کیا تجھے جھگڑا کرنے والوں کی (بھی) خبر ملی؟ جب کہ وہ دیوار بھاند کر محراب میں آگئے۔<sup>(۵)</sup>

۲۲. جب یہ (حضرت) داود (عَالِیَلاً) کے پاس پہنچ، پس یہ ان سے ڈر گئے، (۱) انہوں نے کہا خوف نہ سیجیے، ہم دو فراقِ مقدمہ ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، پس آپ ہمارے در میان حق کے ساتھ فیصلہ کردیجے اور ہمیں سید ھی راہ بتا دیجیے۔ (۱)

۲۳. (سنیے) یہ میرا بھائی ہے (۸) اس کے پاس نناوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے لیکن یہ

ا. یعنی اشراق کے وقت اور آخر دن کو پہاڑ بھی داود علیہ اللہ کی ساتھ مصروف سیج ہوتے اور اڑتے جانور بھی زبور کی قراءت سن کر ہوا ہی میں جمع ہوجاتے اور ان کے ساتھ اللہ کی سیج کرتے۔ محشورة کا معنی مجموعة ہے۔

۲. ہر طرح کے مادی اور روحانی اسباب کے ذریعے سے۔

m. لیعنی نبوت، اصابت رائے، قول سداد اور فعل صواب۔

۴. لینی مقدمات کے فیصلے کرنے کی صلاحیت، بصیرت و تفقہ اور استدلال وبیان کی قوت۔

 مِحْوَابٌ سے مراد کمرہ ہے جس میں سب سے علیحدہ ہو کر یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے۔ دروازے پر پہرے دار ہوتے، تاکہ کوئی اندر آگر عبادت میں مخل نہ ہو۔ جھڑا کرنے والے پیچھے سے دیوار پھاند کر اندر آگئے۔

٩. ڈرنے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ایک تو وہ دروازے کے بجائے عقب سے دیوار چڑھ کر اندر آئے۔ دوسرا، انہوں نے اتنا بڑا اقدام کرتے ہوئے بادشاہ وقت سے کوئی خوف محسوس نہیں کیا۔ ظاہری اسباب کے مطابق خوف والی چیز سے خوف کھانا، انسان کا ایک طبعی نقاضا ہے۔ یہ منصب و کمال نبوت کے ظلف ہے نہ توحید کے منافی۔ توحید کے منافی غیراللہ کا وہ خوف ہے وہ واورائے اسباب ہو۔

ک. آنے والوں نے تسلی دی کہ گھبر انے کی ضرورت نہیں ہے، ہمارے در میان ایک جھڑا ہے، ہم آپ سے فیصلہ کرانے آئے ہیں، آپ حق کے ساتھ فیصلہ بھی فرمائیں اور سیدھے راتے کی طرف ہماری رہنمائی بھی۔
 ۸. بھائی سے مراد دینی بھائی باشر یک کاروبار یا دوست ہے۔ سب پر بھائی کا اطلاق صیح ہے۔

مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اپنی یہ ایک بھی مجھ ہی کو دے دے ('') اور مجھ پر بات میں بڑی سخی برتا ہے۔ ('')

77. آپ نے فرمایا! اس کا اپنی دنبیوں کے ساتھ تیری ایک دنبیوں کے ساتھ تیری ایک دنبیوں کے ساتھ تیری ایک دنبیوں کے ساتھ تیری اور ایک طلم ہے اور اکثر حصہ دار اور شریک (ایسے ہی ہوتے ہیں کہ) ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں، (''') سوائے ان کے جو ایمیان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں (''') اور (حضرت) داود (علیہ اللہ) سمجھ گئے کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے، پھر تو اینے رب سے استغفار کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے، پھر تو اینے رب سے استغفار

۲۵. کیس ہم نے بھی ان کا وہ (قصور) معاف کردیا، (۱) یقیناً وہ ہمارے نزدیک بڑے مرتبہ والے اور

کرنے لگے اور عاجزی کرتے ہوئے گر بڑے<sup>(۵)</sup> اور (بوری

قَالَ لَقَدُ ظُلَمَكَ بِسُوَّالِ فَعَبَّتِكَ اللَّ نِعَاجِهُ وَانَّ كَثِيرًا مِّنَ اللَّهِ فَالَّهِ وَانَّ كَثِيرًا مِنْ الْفُحُدُمُ مُعَلِّ مَعْلَى اللَّهِ اللَّهِ عَلَيْكُ مَا مُعْمَلًا اللَّهِ اللَّهُ اللْمُنْمِ اللْمُنْ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُنْ اللِهُ اللَّهُ اللْمُنْ الْمُنْ اللِمُ اللَّالِمُ اللْمُنْمُ اللَّهُ

فَغَفَرُنَالَهُ ذَٰلِكَ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَالُوُلُغَى وَحُسُنَ مَالِي®

ا. تعنی یه ایک و نبی بھی میری دنبیوں میں شامل کردے تاکہ میں ہی اس کا بھی ضامن اور کفیل ہوجاؤں۔

۲. دوسرا ترجمہ ہے "اور یہ گفتگو میں مجھ پر غالب آگیا ہے" لیعنی جس طرح اس کے پاس مال زیادہ ہے، زبان کا بھی مجھ سے زیادہ تیز ہے اور اس تیزی وطراری کی وجہ سے لوگوں کو قائل کرلیتا ہے۔

طرح) رجوع کیا۔

س. لیعنی انسانوں میں یہ کو تاہی عام ہے کہ ایک شریک دوسرے پر زیادتی کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ دوسرے کا حصہ بھی خود ہی ہڑپ کرجائے۔

م. البتہ اس اخلاقی کو تابی سے اہل ایمان محفوظ ہیں، کیونکہ ان کے دلوں میں اللہ کا خوف ہو تاہے اور وہ عمل صالح کے پابند ہوتے ہیں۔ اس لیے کسی پر زیادتی کرنا اور دوسروں کامال ہڑپ کرجانے کی سعی کرنا، ان کے مزاج میں شامل نہیں ہوتا۔ وہ تو دینے والے ہوتے ہیں، لینے والے نہیں۔ تاہم ایسے بلند کردار لوگ تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔

﴿ وَخَوْرُ الْكِمَا ﴾ كا مطلب يهال سجدے ميں گريژنا ہے۔

۲. حضرت داود علیه کام کیا تھا جس پر انہیں کو تاہی کا اور توبہ وندامت کے اظہار کا احساس ہوا، اور اللہ نے اسے معاف فرمادید قرآن کریم میں اس اجمال کی تفصیل نہیں ہے اور کسی مستند حدیث میں بھی اس کی بابت کوئی وضاحت نہیں ہے۔ اس لیے بعض مفسرین نے تو اسرائیلی روایات کو بنیاد بناکر ایسی باتیں بھی لکھ دی ہیں، جو ایک نبی کی شان سے فروتر ہیں۔ بعض مفسرین مثلاً ابن کثیر نے یہ موقف اختیار کیا کہ جب قرآن وحدیث اس معاملے میں خاموش ہیں

بہت اچھے ٹھکانے والے ہیں۔

۲۷. اے داود! (عَالِيَّا) ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنادیا تم لوگوں کے در میان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے حساب کے دن کو مجلادیا ہے۔

يلاً اؤدُ اِتَّاجَعَلْنكَ خَلِيْفَةً فِي الْكَرْضِ فَاحْكُوْبَيْنَ التَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَاتَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيْضِلَّكَ عَن سَبِيْلِ اللهِ مَلَّ اللهِ مَلْ اَيْدِيْنَ كَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ لَهُوْعَلَاكِ شَدِيدُنْ إِمَّانَتُواْ لِوَوْمَ الْحِسَابِ ۞

تو ہمیں بھی اس کی تفصیلات کی کرید میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مفسرین کا ایک تیسرا گروہ ہے جو اس واقعے کی بعض جزئات اور تفصیلات بیان کرتا ہے تاکہ قرآن کے اجمال کی کچھ توضیح ہوجائے۔ تاہم یہ کسی ایک بیان پر متفق نہیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت داود علیہ اللہ نوجی کو تھم دیا تھا کہ وہ اپنی ہوی کو طلاق دے دے اور یہ اس زمانے کے عرف میں معیوب بات نہیں تھی۔ حضرت داود عَلیَّالِا کو اس عورت کی خوبیوں اور کمالات کا علم ہوا تھا، جس کی بنا پر ان کے اندر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس عورت کو تو ملکہ ہونا چاہیے نہ کہ ایک عام سی عورت۔ تاکہ اس کی خوبیوں اور کمالات سے یورا ملک فیض یاب ہو۔ یہ خواہش کتنے بھی اچھے جذبے کی بنیاد پر ہو، لیکن ایک تو متعدد بیویوں کی موجود گی میں یہ نامناسب سی بات لگتی ہے۔ دوسرے بادشاہ وقت کی طرف سے اس کے اظہار میں جبر کا پہلو مجی شامل ہوجاتا ہے۔ اس لیے حضرت داود عَالِیّلِا کو ایک تمثیلی واقعے سے اس کے نامناسب ہونے کا احساس دلایا گیا اور انہیں فی الواقع اس پر تینہ ہو گیا۔ لعض کہتے ہیں کہ آنے والے یہ دو شخص فرشتے تھے جو ایک فرضی مقدمہ لے کر حاضر ہوئے، حضرت داود علیتیا سے کو تاہی یہ ہوئی کہ مدعی کا بیان سن کر ہی اپنی رائے کا اظہار کر دیا اور مدعا علیہ کی بات سننے کی ضرورت ہی محسوس نہیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے رفع درجات کے لیے اس آزمائش میں انہیں ڈالا، اس غلطی کا احساس ہوتے ہی وہ سمجھ گئے کہ یہ آزمائش تھی جو اللہ کی طرف سے ان پر آئی اور بارگاہ الٰہی میں جھک گئے۔ بعض كت بين كه آنے والے فرشتے نہيں تھے، انسان بى تھے اور يہ فرضى واقعہ نہيں، ايك حقيقى جھڑا تھا، جس كے فيصلے کے لیے وہ آئے تھے اور اس طرح ان کے صبرو خمل کا امتحان لیا گیا، کیونکہ اس واقعے میں ناگواری اور اشتعال طبع کے کئی پہلو تھے، ایک تو بلا احازت دیوار بھاند کر آنا۔ دوسرا، عبادت کے مخصوص او قات میں آکر مخل ہونا۔ تیسرا، ان کا طرز تکلم بھی آپ کی حاکمانہ شان سے فروتر تھا (کہ زیادتی نہ کرنا وغیرہ) لیکن اللہ نے آپ کو توفیق دی کہ مشتعل نہیں ہوئے اور کمال صبرو تحل کا مظاہرہ کیا۔ لیکن دل میں جو طبعی ناگواری کا باکا سا احساس بھی پیدا ہوا، اس کو بھی اپنی کو تاہی یر محمول کیا، یعنی یہ اللہ کی طرف سے آزمائش تھی، اس لیے یہ طبعی انتباض بھی نہیں ہونا چاہیے تھا، جس پر انہوں نے توبه واستغفار كا اجتمام كيا- وَاللهُ أَعْلَمُ بالصَّوَابِ.

ۅؘۜڡٙٲڂڵڨٞٵڵۺۜٙڡٙٲٷڷۯۯۻٛۅڡۜٲؽؽؙؿؙۿؙٵڹۧٳڟؚڵۘۛ ۮ۬ڵٟڡؘڟڽؙؙٲؾۮؠؙڹؽڰڡ۫ۯؙۅ۠ٲٷؘؽؽؙڷؙڷؚڷڎؠؙؿڲڡٚٛۯۊؙ ڡؚؽٵڵؿۜٵڕ۞

ٱمرْجَعَكُ الَّذِيْنَ امَنُوا وَعَلُواالصَّلِكَ كَالْمُفَيدِيْنَ فِي الْرَوْنَ الْمُجَعِّكُ الْمُتَّقِيْنِ كَالْفُجَّارِ

كِنْبُ اَنْزَلْنَهُ الِيُكَ مُلِرَكٌ لِيِّكَ بَرُوَالِيتِهِ وَلِيَتَذَكَّرُ اُولُواالُالْمُانِ®

وَوَهَبْنَالِمَا وَدَسُلَيْمُنَ نِعْمَالُعَبْنُ النَّهُ آوَّاكِ ٥

إِذْعُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَثِينِ الصَّفِنْتُ الْجِيادُ

ڡؘۊٵڶٳۏۣٞٲؙۮؘؠؘؿؙڂۻٵڬٛؽؘؠؚؗٷٛۮؚۯؚ۫ڕٙؠٞ۠ػؾۨٚ ٮٙۅٙڒؿۛۑٳڮؙؚڿٳڹۛۜ

رُدُّوْهَاعَكَ ۗ فَطَفِقَ مَسْعًا بَالسُّوْقِ وَالْكَعْنَاقِ ۗ

۲۷. اور ہم نے آسان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو ناحق پیدا نہیں کیا، (۱) یہ گمان تو کافروں کا ہے، سو کافروں کے لیے خرابی ہے آگ کی۔

۲۸. کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے برابر کردیں گے جو (ہمیشہ) زمین میں فساد میات دیں گے؟
مچاتے رہے، یا پر ہمیزگاروں کو بدکاروں جیسا کردیں گے؟
19. یہ بابر کت کتاب ہے جے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غوروفکر کریں اور عقلند اس سے نصیحت حاصل کریں۔
10. اور ہم نے داود کو سلیمان (علیاً اُنا) (نامی فرزند) عطا فرمایا، جو بڑا اچھا بندہ تھا اور بے حد رجوع کرنے والا تھا۔

فرمایا، جو بڑا اچھا بندہ تھا اور بے حد رجوع کرنے والا تھا۔

اسل جب ان کے سامنے شام کے وقت تیز رو خاصے گھوڑے پیش کیے گئے۔

۳۲. تو کہنے گئے میں نے اپنے پروردگار کی یاد پر ان گوڑوں کی محبت کو ترجیح دی، یہاں تک کہ (آفاب) حصیب گیا۔

ساس. ان (گھوڑوں) کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ، پھر تو پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کردیا۔<sup>(۳)</sup>

ا. بلکہ ایک خاص مقصد کے لیے پیدائیاہے اور وہ یہ کہ میرے بندے میری عبادت کریں، جو ایبا کرے گا، میں اسے بہترین جزاء سے نوازوں گا اور جو میری عبادت واطاعت سے سرتابی کرے گا، اس کے لیے جہنم کا عذاب ہے۔

۲. صَافِنَاتٌ، صَافِنٌ یا صَافِنَةٌ کی جَع ہے، وہ گوڑے جو تین ٹائلوں پر کھڑے ہوں۔ جِیَادٌ جَوَادٌ کی جَع ہے جو تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ اللہ نے بخر ض جہاد جو گھوڑے پالے ہوئے تھے، وہ عمرہ اصیل تیز رو گھوڑے حضرت سلیمان علیہ اللہ پیش کیے گئے۔ عَشِیٌ، ظہر یا عصر سے لے کر آخر دن تک کے وقت کو کہتے ہیں، حضرت سلیمان علیہ پیش کے لئے بیش کیے گئے۔ عَشِیٌ، ظہر یا عصر سے لے کر آخر دن تک کے وقت کو کہتے ہیں، جھے ہم شام سے تعبیر کرتے ہیں۔

٣. اس ترجے کی روسے أَحْبَبْتُ، بمعنی آثَوْتُ (ترجِيُّ دینا) اور عَنْ بمعنی عَلَیٰ ہے۔ اور تَوَارَتْ کا مرجع شَمْسٌ ہے جو آیت میں پہلے مذکور نہیں ہے، لیکن قرینہ اس پر دال ہے۔ اس تفسیر کی روسے اگلی آیت میں ﴿مَسْعَالْبِالسُّوْقِ وَالْحَفْلَاقِ﴾ کا

ۅؘڵڡٙۜۮؙۏؘؾۜؾٚٲڛؙؗؽؽؠ۬ؽؘۅٲڷڨٙؽڹٵۼڮ۬ػؙۄۣڛؚؚؠ؋ڿؘڛڴٲؿ۠ۊۜ ٲڬٲؼ۞

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيُ وَهَبُ لِيُ مُلُكُالَا يُنْبَغِيُ لِكَتِهِ مِّنْ بَعُدِيْ ثَالِتُكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ®

سر اور جم نے سلیمان (عَلَیْلاً) کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک جمع ڈال دیا<sup>(۱)</sup> پھر اس نے رجوع کیا۔

سر کہا کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے سواکسی (شخص) کے لائق نہ ہو، (۲) تو بڑا ہی دینے والا ہے۔

ترجمہ بھی ذک کرنا ہوگا لیعنی مَسْحًا بِالسَّیْفِ کا منہوم۔ مطلب ہوگا کہ گھوڑوں کے معاینہ میں حضرت سلیمان عَلَیْهِا کی عصر کی نماز یا وظیفے خاص رہ گیا جو اس وقت وہ کرتے تھے۔ جس پر انہیں سخت صدمہ ہوا اور کہنے گئے کہ میں گھوڑوں کی محبت میں اتنا وار فقہ اور گم ہوگیا کہ سورج پردہ مغرب میں جیپ گیا اور اللہ کی یاد، نماز یا وظیفے سے غافل رہا۔ چنانچہ اس کی تالفی اور ازالے کے لیے انہوں نے سارے گھوڑے اللہ کی راہ میں ذبح کرڈالے۔ امام شوکانی اور ابن کثیر وغیرہ نے اس تفسیر کو ترجیح دی ہے۔ ویگر بعض مفسرین نے اس کی دو سری تفسیر کی ہے۔ اس کی رو سے عَنْ أَجَلِ کے معنی میں ہے آئی: لِأَجْلِ ذِخْرِ رَبِّي، لیعنی رب کی یاد کی وجہ سے میں ان گھوڑوں سے محبت رکھتا ہوں۔ لیعنی اس کے ذریعے سے اللہ کی راہ میں جہار ہوتا ہے۔ پھر ان گھوڑوں کو دوڑایا حتیٰ کہ وہ نظروں سے او جمل ہوگئے۔ انہیں دوبارہ طلب کیا اور پیار ومحبت کی پنڈ کیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا خَیْرٌ، قرآن میں مال کے معنی میں استعال ہوا ہے۔ یہاں یہ لفظ گھوڑوں کے لیے آیا ہے۔ تَوَارَتْ کا مرجع گھوڑے ہیں۔ امام ابن جریر نے اس دوسری تفسیر کو ترجیح دی ہے اور یہی تفسیر مقسیر کو ترجیح دی ہے اور یہی تفسیر متعدد وجوہ سے صیح گئی ہے۔ وَاللهُ أَغَامُهُ.

ا. یہ آزمائش کیا تھی، کرسی پر ڈالا گیا جہم کس چیز کا تھا؟ اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کی بھی کوئی تفصیل قرآن کریم یا حدیث میں نہیں ملتی۔ البتہ بعض مضرین نے صحیح حدیث سے ثابت ایک واقعے کو اس پر چپال کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان غلیّظ نے ایک مرتبہ کہا کہ میں آج کی رات اپنی تمام بیویوں سے (جن کی تعداد ۲۰ یا ۹۰ تھی) ہمبرتری کرول گا تاکہ ان سے شاہ سوار پیدا ہوں جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ اور اس پر ان شاء اللہ نہیں کہا (یعنی صرف اپنی ہی تدبیر پر سارا اعتماد کیا) نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے ایک بیوی کے کوئی بیوی حاملہ نہیں ہوئی۔ اور حاملہ بیوی نے بھی جو بچ جن ورسے جناہ وہ نہیں آدھا تھا۔ نبی مُنگینی مُن اللہ کو ایا اگر سلیمان علیکی ان شاء اللہ کہہ لیت تو سب سے مجاہد پیدا ہوتے۔ (صحیح جاند ورسے مسلم، کتاب الایمان، باب الاستثناء) ان مضرین کے خیال میں شاید ان شاء اللہ نہ کہنا یا صرف اپنی تدبیر پر اعتماد کرنا یہی فتنہ ہو، جس میں حضرت سلیمان غلیکی مبتل ہوئے اور کرسی پر ڈالا جانے والا جہم یہی ناقص الخاقت بجہ ہو۔ وَاللهُ اُعْلُمُ .

۲. لیعنی شاہ سواروں کی فوج پیدا ہونے کی آرزو، تیری حکمت ومشیت کے تحت پوری نہیں ہوئی، لیکن اگر مجھے الی بااختیار بادشاہت عطا کردے کہ ولیمی بادشاہت میرے سوا یا میرے بعد کسی کے پاس نہ ہو، تو پھر اولاد کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ یہ تھی۔
 رہے گی۔ یہ دعا بھی اللہ کے دین کے غلبے کے لیے ہی تھی۔

فَسَ عُرْنَالَهُ الِدِيْءَ عَجْرِي بِامْرِهٖ رُبْخَآءً حَيْثُ آصَابَ ۗ

ۅٙالشَّيْطِينَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَعَوَّاصٍ

وَّاخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْرَصْفَادِ

هٰذَاعَطَأَوُٰنَافَامُنُنُ أَوْ ٱمْسِكُ بِغَيْرِ حِسَارٍ ٣

وَإِنَّ لَهُ عِنْدَانَالُوُلْفِي وَحُسُنَ مَالِبِ<sup>®</sup>

ۅؘڵۮؙڴۯۼۘڹؙػڒؘؖٲڲٛۅ۫ۘڹٛٳۮ۬ؽؙڶۮؽۯؾۜۜۿؘٳۜؽٞڡۺۜؽٙ الشَّيْطُنُ بِنُصُبٍ وَعَذَابِ۞

۳۷. پس ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کردیا وہ آپ کے کا محت کردیا وہ آپ کے کم سے جہال آپ چاہتے نرمی سے پہنچادیا کرتی تھی۔(ا) ۳۷. اور (طاقت ور) جنات کو بھی (ان کا ماتحت کردیا) ہر عمارت بنانے والے کو اور غوطہ خور کو۔

**۳۸**. اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے۔(۱)

• م. اور ان کے لیے ہمارے پاس بڑا تقرب ہے اور بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

ام. اور ہمارے بندے ایوب (عَلَیْکِا) کا (بھی) ذکر کر، جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رخ اور دکھ پہنچایا ہے۔

ا. یعنی ہم نے سلیمان علیہ کی یہ دعا قبول کرلی اور ایسی بادشاہی عطا کی کہ جس میں ہوا بھی ان کے ماتحت تھی، یہاں ہوا کو نرمی سے چلنے والا بتایا ہے، جب کہ دوسرے مقام پر اسے تند و تیز کہا ہے، (الانبیاء: ۸۱) جس کا مطلب یہ ہے کہ ہوا پیدائش قوت کے لحاظ سے تند ہے۔ لیکن سلیمان علیہ کا کے لیے اسے نرم کردیا گیا، یا حسب ضرورت وہ مجھی تند ہوتی مجھی زم، جس طرح حضرت سلیمان علیہ چاہتے۔ (فق القدیم)

۲. جنات میں سے جو سرکش یا کافر ہوتے، انہیں بیڑیوں میں جکڑدیا جاتا، تاکہ وہ اپنے کفر یا سرکشی کی وجہ سے سرتابی نہ کر سکیں۔

سم. لیعنی تیری دعا کے مطابق ہم نے تھے عظیم بادشاہی سے نوازدیا، اب انسانوں میں سے جس کو تو چاہے دے، جسے چاہے نہ دے، تجھ سے ہم حساب بھی نہیں لیں گے۔

۳. لینی دنیوی جاہ ومرتبت عطا کرنے کے باوجود آخرت میں بھی حضرت سلیمان علیہ ایک قرب خاص اور مقام خاص حاصل ہوگا۔ حاصل ہوگا۔

۵. حضرت ابوب علیه کی بیاری اور اس میں ان کا صبر مشہور ہے۔ جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اہل ومال کی تباہی اور بیاری کے ذریعے سے ان کی آزمائش کی، جس میں وہ کئی سال مبتلا رہے۔ حتیٰ کہ صرف ایک بیوی ان کے ساتھ رہ گئی جو صبح وشام ان کی خدمت بھی کرتی۔ یہاں پر متعدد جو صبح وشام ان کی خدمت بھی کرتی۔ یہاں پر متعدد

اُرُكُفْن بِرِجُلِكَ ۚ هَٰذَامُغُتَسَلُّ بَارِدٌ وَّشَرَابُ۞ وَوَهَبُنَالَهُ اَهُلُهُ وَمِثْلَهُمُومَّعَهُمُ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرى لِأُولِى الْأَلْبَابِ

ۅؘڂؙۮؙڛۣيٳٷۻ۬ڠؙٵؘڡٛٲڞ۬ڔؚٮۛؾؚ؋ۅؘڵٳؾۘۘٞڬٛڎ۠ٳ؆ٞٵ ۅؘۘجڬٮ۬ۿؙڝؘٳؠۯ۠ٳۼٶؙٳڶڣؠؙۮؙٵؚؽۜۿٲۊٛٳٮ۪ٛٛ

۳۲. اپنا پاؤل مارو، یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے۔ '' ۳۳. اور ہم نے اسے اس کا پورا کنبہ عطا فرمایا بلکہ اتنا ہی اور بھی اسی کے ساتھ اپنی (خاص) رحمت سے، '' اور عقلمندوں کی نصیحت کے لیے۔ '''

سم اور اپنے ہاتھ میں تکوں کا ایک مٹھا (جھاڑو) لے کر مار دے اور قسم کے خلاف نہ کر، (م) سچ تو یہ ہے کہ ہم نے اسے بڑا صابر بندہ پایا، وہ بڑا نیک بندہ تھا اور یقیناً

تفسیری روایات کا ذکر کیا جاتا ہے، گر اس میں سے کتنا کچھ صحیح ہے اور کتنا نہیں، اسے معلوم کرنے کا کوئی مستند ذریعہ نہیں۔ نُصْبِ سے جسمانی تکالیف اور عذاب سے مالی ابتلاء مراد ہے۔ اس کی نسبت شیطان کی طرف اس لیے کی گئی ہے درآل حالیکہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ ہی ہے، کہ ممکن ہے شیطان کے وسوسے ہی کسی ایسے عمل کا سبب بنے ہول جس پر یہ آزمائش آئی یا پھر بطور ادب کے ہے کہ خیر کو اللہ تعالی کی طرف اور شرکو اپنی یا شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

الله تعالی نے حضرت ابوب عالیہ کی دعا قبول فرمائی اور ان سے کہا کہ زمین پر پیرمارو، جس سے ایک چشمہ جاری ہو گیا۔ اس کا پانی چینے سے اندرونی بیاریاں اور عنسل کرنے سے ظاہری بیاریاں دور ہو گئیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دو چشمے سے، ایک سے عنسل فرمایا اور دوسرے سے پانی بیا۔ لیکن قرآن کے الفاظ سے پہلی بات کی تائید ہوتی ہے۔ لیعنی ایک ہی چشمہ تھا۔
 ۲. بعض کہتے ہیں کہ پہلا کنبہ جو بطور آزمائش ہلاک کردیا گیا تھا، اسے زندہ کردیا گیا اور اس کے مثل اور مزید کنبہ عطا کردیا گیا۔ لیکن یہ بات کی متلد ذریعے سے ثابت نہیں ہے۔ زیادہ صبح بات بہی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ نے پہلے سے ذیادہ مال واولاد سے انہیں نوازدیا جو پہلے سے دوگنا تھا۔
 زیادہ مال واولاد سے انہیں نوازدیا جو پہلے سے دوگنا تھا۔

سر بینی ابوب علیه ابوب علیه ابوب علیه ابوب علیه ابتدا کریں اور وہ بھی ابتلاء وشدائد پر اسی طرح صبر کریں جس طرح ابوب علیه ابتلاء وشدائد پر اسی طرح صبر کریں جس طرح ابوب علیه ابتلاء کی ابتدائد پر اسی طرح صبر کریں جس طرح ابوب علیه ابتدائی کہ ابلا دانش اس سے نصیحت حاصل کریں اور وہ بھی ابتلاء وشدائد پر اسی طرح صبر تابوب علیه الله نصی میں خدمت گزار بیوی کو کسی بات سے ناراض ہوکر حضرت ابوب علیه الله نصی محت یاب ہونے کے بعد الله تعالی نے فرمایا، کہ سو تنکوں والی جھاڑو نے کر ایک مرتبہ اسے ماردے، تیری قشم پوری ہوجائے گی۔ اس امر میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ رعایت صرف حضرت ابوب علیه الله کی ساتھ خاص ہے یا دوسرا کوئی شخص بھی اس طرح سو کوڑوں کی جگہ سو تنکوں والی جھاڑو مار کر حانث ہونے سے بی سکتا ہے؟ بعض پہلی رائے کے قائل بیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر نیت ضرب شدید کی نہ کی ہوتو اس طرح عمل کیا جاسکتا ہے۔ (خ القدیم) ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہو کہ نہی مگاڑ اپنے مقدور کمزور زانی کو سو کوڑوں کی جگہ سو تنکوں والی جھاڑو مار کر سزادی۔ (مسند احمد: ۲۲۲/۱ ابن معدود، باب الحدود، باب

بہت رجوع کرنے والا تھا۔

ۅؘڵڎؙڴۯۼؠڶٮؘؽۜٚٳؽؙڒۿؽ۬ۄۅٙٳۺؖڂؾؘۏؘێڠؙڤؙؗۉۘۘۘۘڮٳ ٵڵؙۯؽڋؽٞۅؘٲڵٙػڹؙڝؘڵؚؚ۞

إِنَّا آخُكُ صُنْهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِنْرَى الدَّارِ اللَّارِ

وَإِنَّهُمُ عِنْدَنَالِكِنَ الْمُصْطَفَيْنِ الْكَفْيَارِقِ وَاذْكُرُا سُلِعِيْلَ وَالْمِسَعَ وَذَالْكِفُلِ وَكُلُّ مِّنَ الْكَفْيَارِقِ

هلذا ذِكْرٌ وَإِنَّ لِلمُتَّقِينَ لَحُسُنَ مَابٍ ٥

جَنْتِ عَدُنِ مُفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْدُائِكَ

مُتَّكِيِينَ فِيهُايَكُ عُونَ فِيهُابِفَاكِهَ قِكَثِيرَةٍ وَتَثَرَابِ @

وَعِنْكَ هُوْ فَصِرْتُ الطَّرْفِ اتْرَابْ ®

**67.** اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (عَیَّهُمُ) کا بھی لوگوں سے ذکر کرو جو ہاتھوں اور آئھوں والے تھے۔<sup>(۱)</sup>

۳۷. ہم نے انہیں ایک خاص بات لیعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔(۲)

۳۷. اوریه سب ہمارے نزدیک برگزیدہ اور بہترین لوگ تھے۔ ۴۸. اور اساعیل، یسع اور ذوالکفل (علیما) کا بھی ذکر کردیجیے۔ یہ سب بہترین لوگ تھے۔ (۳)

۳۹. یہ نصیحت ہے اور یقین مانو کہ پر ہیز گاروں کے لیے بڑی اچھی جگہ ہے۔

۵۰ (لیعنی جیشگی والی) جنتیں جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔

01. جن میں بافراغت تکیے لگائے بیٹھے ہوئے طرح طرح کے میوے اور قشم قشم کی شرابوں کی فرمائشیں کررہے ہیں۔ 01. اور ان کے پاس نیچی نظروں والی ہم عمر حوریں ہوں گی۔

ا. یعنی عبادت الی اور نصرت دین میں بڑے توی اور دینی وعلمی بصیرت میں ممتاز تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ أَیدیْ بمعنی نِعَمٌ ہے۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام واحسان ہوا یا یہ لوگوں پر احسان کرنے والے تھے۔
 ۲. یعنی ہم نے ان کو آخرت کی یاد کے لیے چن لیا تھا، چنانچہ آخرت ہر وقت ان کے سامنے رہتی تھی (آخرت کا ہر وقت استحضار، یہ بھی اللہ کی ایک بڑی نعمت اور زہد و تقویٰ کی بنیاد ہے) یا وہ لوگوں کو آخرت اور اللہ کی طرف بلانے میں کوشاں رہتے تھے۔

٣. يسع علينًا كتب بين حفرت الياس علينًا ك جانشين تهي، ألُ تعريف ك ليے ب اور مجمى نام ب، ذوالكفل ك ليے ديكھيے سورة الأنهياء آيت: ٨٥ كا حاشيد- أَخْيَارٌ، خَيْرٌ يا خَيَرٌ كى جَمْع به جيسے مَيِّتٌ كى جَمْع أَمْوَاتٌ بـ

۴. لیعنی جن کی نگامیں اپنے خاوندوں سے متجاوز نہیں ہوں گی اُنٹر ابٌ، تِرْبٌ کی جمع ہے، ہم عمر یا لازوال حسن وجمال کی حامل۔ (فتح القدر)

هنداماتوعدون ليوم الحِساب

إِنَّ هٰذَ الرِزْقُنَامَالَهُ مِنْ ثَفَادٍ ۗ

هُ نَا وُ إِنَّ لِلطُّغِينَ لَتَوْرَمَا لِبِ ٥

جَهَّنَّوْنِيَمُلُوْنَهَا فَبُثُسَ الْمِهَادُ۞

ۿڬٲؙٚڡؘٚڶؽۮؙۅڰ۬ٷؙٷۻؠؽ۫ۄؙۜۊۜۼؘۺۘٲؾٛ۠ ۅٞٵڂۯؙڝٛۺؙػؚڸ؋ٙٲۯ۫ۅٵجٞ۠۞ ۿڬٵڡؘۅٛۼؿؙڡٞؾڿؚۄ۠ڡٙػػؙۄٝ۫ٙ۫ڵؘؘڡؘۯڂڹٳڹؚۿؚۄٞڗ ٳٙػؙؙؙؙؙؙؙٛٛڞٵڵؙۅؙٵڶؾؙٳ؈ٛ

ه. یہ ہے جس کا وعدہ تم سے حساب کے دن کے لیے کیا جاتا تھا۔

۵۴. بیشک روزیاں (خاص) ہمارا عطبیہ ہیں جن کا مجھی خاتمہ ہی نہیں۔(۱)

**۵۵**. یہ تو ہوئی جزاء، (۱) (یاد رکھو کہ) سرکشوں کے لیے (۱) بری جگہ ہے۔

**۵۲**. دوزخ ہے جس میں وہ جائیں گے (آہ) کیا ہی برا بچھونا ہے۔

۵۷. یہ ہے، پس اسے چکھیں، گرم پانی اور پیپ۔

**۵۸**. اور اس کے علاوہ اور طرح طرح کے عذاب<sup>(۵)</sup>

09. یہ ایک قوم ہے جو تمہارے ساتھ (آگ میں) جانے والی ہے، (ا) ان کے لیے کوئی خوش آمدید نہیں ہے (ا) یہی

ا. رزق، جمعنی عطیہ ہے اور لھذَا سے ہر قشم کی مذکور نعتیں اور وہ اکرام واعزاز مراد ہے جن سے اہل جنت بہرہ یاب ہوں گے۔ نفاد کے معنی انقطاع اور خاتنے کے ہیں۔ یہ نعتیں بھی غیر فانی ہوں گی اور اعزاز واکرام بھی دائی۔

۲. هٰذَا، مبتدا محدوف کی خبر ہے لینی اَلْأَمْرُ هٰذَا یا هٰذَا مبتدا ہے، اس کی خبر محدوف ہے لینی هٰذَا کَمَا ذُکِرَ لِعِنی مذکور اہل خیر کا معاملہ ہوا۔ اس کے بعد اہل شر کا انجام بیان کیا جا رہا ہے۔

٣. طَاغِیْنَ، جَنهوں نے اللہ کے احکام سے سرکتی اور رسولوں کی تکذیب کی۔ یَصْلُوْنَ کے معنی ہیں یَدْخُلُوْنَ، داخل ہوں گے۔ ۴ حجیدہ وَ عَسَّاقٌ، هٰذَا کی خبر ہے لیعنی هٰذَا حَمِیْمٌ وَغَسَّاقٌ فَلْیَلُوْقُوْهُ یہ ہے گرم پانی اور پیپ، اسے چکھو۔ حَمِیْمٌ، گرم کھولتا ہوا پانی، جو ان کی آنٹوں کو کاٹ ڈالے گا۔ غَسَّاقٌ، جَنہیوں کی کھالوں سے جو پیپ اور گندا لہو نکلے گا۔ یاسخت طعندا یانی، جس کا پینا، نبایت مشکل ہو گا۔

۵. شَکْلِهِ، اس جیسے أَذْوَاجٌ انواع واقسام لیعنی حمیم وعساق جیسے اور بہت سی قشم کے دوسرے عذاب ہوں گے۔
 ۲. جہنم کے دروازوں پر کھڑے فرشتے، ائمۂ کفر اور پیٹوایان صلالت سے کہیں گے، جب پیروکار قشم کے کافر جہنم میں جائیں گے۔
 جائیں گے۔ یا ائمۂ کفر وصلالت آپس میں یہ بات پیروکاروں کی طرف اشارہ کرکے کہیں گے۔

2. یہ لیڈر، جہنم میں داخل ہونے والے کافروں کے لیے، فرشتوں کے جواب میں یا آپس میں کہیں گے۔ رَحْبَةٌ کے معنی وسعت و فراخی کے ہیں۔ مرحبا یہ کَلِمَةٌ تَرْحِیْبٍ لِعنی خیر مقدمی الفاظ ہیں جو آنے والے مہمان کے استقبال کے وقت کہے جاتے ہیں۔ لَا مَرْحَبًا اس کے برعکس ہے۔

تو جہنم میں جانے والے ہیں۔(۱)

• الح. وہ کہیں گے بلکہ تم ہی ہو جن کے لیے کوئی خوش آمدید نہیں ہے تم ہی نے تو اسے پہلے ہی سے ہمارے سامنے لا رکھا تھا، (۲) پس رہنے کی بڑی بری جگہ ہے۔
۱۱. وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جس نے (کفر کی رسم) ہمارے لیے پہلے سے نکالی ہو (۳) اس کے حق میں جہنم کی دوگئی سزا کردے۔ (۳)

۲۲. اور جہنی کہیں گے کیا بات ہے کہ وہ لوگ ہمیں دکھائی نہیں دیتے جنہیں ہم برے لوگوں میں شار کرتے ہے۔ (۵)

۲۳. کیا ہم نے ہی ان کا مذاق بنا رکھا تھا<sup>(۱)</sup> یا ہماری نگاہیں ان سے ہٹ گئ ہیں۔<sup>(2)</sup>

۱۳. یفین جانو که دوزخیول کا به جھکڑا ضرور ہی ہو گا۔<sup>(۸)</sup>

قَالُوْا بَلَ اَنْتُوْ ۚ لَامَرْحَبَا بِكُوْ ٱنْتُوفَقَّ مُثْمُوهُ لَنَا ٰ قِينِشُ الْقَرَ الْرَ©

قَالُوْارَتَبْنَامَنُ قَنَّمَلِنَاهٰذَا فَيزِدُهُ عَذَابًاضِعُفًا فِي النَّارِ ۞

وَقَالُوُّامَالَنَالاَنزىرِيجَالاُكْتَانَعُكُ هُمُوِّقِنَ الْاَشْرَارِ ۞

اَتُّخَاذُ نَهُمُ سِغُرِيًّا المُزَاغَتُ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ

### إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَغَاصُمُ اَهُلِ النَّارِشَ

ا. یہ ان کا خیر مقدم نہ کرنے کی علت ہے۔ یعنی ان کے اور ہمارے مابین کوئی وجہ امتیاز نہیں ہے، یہ بھی ہماری طرح جہنم میں داخل ہورہے ہیں اور جس طرح ہم عذاب کے مستحق تھرے ہیں، یہ بھی عذاب جہنم کے مستحق قرار پائے ہیں۔ ۲. لعنی تم ہی کفر وضلالت کے رائے کو ہمارے سامنے مزین کرکے پیش کرتے تھے، یوں گویا اس عذاب جہنم کے پیش کار تو تم ہی ہو۔ یہ بیروکار، اپنے مقتداؤں کو کہیں گے۔

سب لینی جنہوں نے ہمیں کفر کی دعوت دی اور اسے حق وصواب باور کرایا۔ یا جنہوں نے ہمیں کفر کی طرف بلاکر ہمارے لیے یہ عذاب آگے بھیجا۔

٨. يه وبى بات ہے جيے اور تھي کئي مقامات پر بيان کيا گيا ہے۔ مثلاً سورة الأعراف: ٣٨، سورة الأحزاب: ٢٨۔

۵. أَشْرَارٌ سے مراد فقراء مومنین ہیں۔ چسے عمار، خباب، صہیب، بلال وسلمان وغیرہم۔ رضی الله عنہم، انہیں رؤسائے
 مکہ ازراہ خبث "برے لوگ" کہتے تھے اور اب بھی اہل باطل حق پر چلنے والوں کو بنیاد پرست، دہشت گرد، انہتا پیند وغیرہ القاب سے نوازتے ہیں۔

٢. لعنی دنیا میں، جہاں ہم غلطی پر تھے؟

یا وہ بھی ہمارے ساتھ ہی یہیں کہیں ہیں، ہماری نظریں انہیں نہیں دیکھ پارہی ہیں؟

٨. ليني آلپن مين ان کي تکرار اور ايک دوسرے کو مورد طعن بنانا، ايک اليي حقيقت ہے، جس مين تخلف نہيں ہو گا۔

قُلُ إِنَّمَا آنَا مُنْذِئَ ۚ وَمَامِنَ اِلْهِ إِلَّا اللهُ الْوَاحِدُ الْعَالَمِ اللهِ اللهُ الْوَاحِدُ الْعَ

رَبُّ التَّمْلُوتِ وَالْرُرْضِ وَمَابَيْنُهُمُ الْعَزِيْرُ الْغَقَّارُ®

قُلُ هُوَ نَبَوُّاعِظِيُوْ

اَنْتُوْعَنْهُ مُغْرِضُونَ ٠٠

مَا كَانَ لِيَ مِنُ عِلْمِ رِيالْمَلَا الْأَعْلَى إِذْ يَغْتَصِمُونَ<sup>®</sup>

إِنْ يُتُوْخَى إِلَيَّ إِلَّا أَنْهَا أَنَّا أَنَا نَذِيُرٌ مُّبُينٌ

ٳۮ۬ۊؘٵڶۯؾؙڮٳڵؽڵؖؠٟٚٙۜڪٙ؋ۣٳڹٞؽؙڂٳڮ۠ڹۺؘۯٳ ڝؚۜڽؙڟۣؽ؈

10. کہہ دیجیے کہ میں تو صرف خبر دار کرنے والا ہوں (۱) اور بجز اللہ واحد غالب کے اور کوئی لائق عبادت نہیں۔

17. جو پرورد گار ہے آسانوں کا اور زمین کا اور جو پچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا، وہ زبردست ہے اور بڑا بخشنے والا ہے۔

٧٢. آپ کهه د يجي که يه بهت برای خبر ہے۔(۲)

۲۸. جس سے تم بے يرواه هو رہے ہو۔

**۲۹. مجھے ان بلند قدر فرشتوں کی (بات چیت کا) کوئی علم** ہی نہیں جب کہ وہ تکرار کررہے تھے۔<sup>(r)</sup>

-2. میری طرف فقط یہی وحی کی جاتی ہے کہ میں تو صاف صاف آگاہ کردینے والا ہوں۔

اک. جب کہ آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا<sup>(۵)</sup> کہ میں مٹی سے انسان کو پیدا کرنے والا ہوں۔ (۲)

ا. یعنی جو تم گمان کرتے ہو، میں وہ نہیں ہول بلکہ تنہیں اللہ کے عذاب اور اس کے عتاب سے ڈرانے والا ہوں۔

۲. لینی میں تمہیں جس عذاب اخروی سے ڈرا رہا اور توحید کی دعوت دے رہا ہوں یہ بڑی خبر ہے، جس سے اعراض و فضلت نه برتو، بلکہ اس پر توجہ دینے اور سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

س. ملاً اعلیٰ سے مراد فرشتے ہیں، لینی وہ کس بات پر بحث کررہے ہیں؟ میں نہیں جانیا۔ ممکن ہے، اس اختصام (بحث و تکرار) سے مراد وہ گفتگو ہو جو تخلیق آدم علیظا کے وقت ہوئی۔ جیسا کہ آگے اس کا ذکر آرہا ہے۔

سم. لیعنی میری ذمے داری یہی ہے کہ میں وہ فرائض وسنن شہیں بنادوں جن کے اختیار کرنے سے تم عذاب اللی سے نئی جاؤگ اور ان محرمات ومعاصی کی وضاحت کردوں جن کے اجتناب سے تم رضائے اللی کے اور بصورت دیگر اس کے عضب وعقاب کے مستحق قرار پاؤگے۔ یہی وہ انذار ہے جس کی وحی میری طرف کی جاتی ہے۔

ھ. یہ قصہ اس سے قبل سورۂ بقرہ، سورۂ اعراف، سورۂ حجر، سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ کہف میں بیان ہوچکا ہے۔ اب
 اسے یہاں بھی اجمالاً بیان کیاجارہا ہے۔

۲. انسان کو بشر، زمین سے اس کے تعلق کی وجہ سے کہا۔ یعنی زمین سے ہی اس کی ساری وابستگی ہے اور وہ سب کچھ
 اس زمین پر کرتاہے۔ یا اس لیے کہ وہ بادی البشرة ہے۔ یعنی اس کا جسم یا چیرہ ظاہر ہے۔

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَلَفَغُتُ فِيُهِمِنُ رُّوْفِيُ فَقَعُوالَهُ الْجِدِينَنَ®

ڡ۫ڛٙجَدالْمَلَلِٕڮَةُ كُلْهُوۡ اَجۡمَعُوۡنَ۞ ٳڵػٙٳبؙڸۺؙڵٳڛ۫ؾؙڷؙؠڒٷػانؘڡؚڹٵڷڬؚڣڕؿؙ۞

قَالَ يَالِيُلِيُّ مَامَنَعَكَ اَنْ تَسَعُجُدَ لِمَاخَلَقُتُ بِمِيدَىِّ اَسُتَكْبَرُتَ اَمْرِكُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ

 $\frac{27}{4}$ . سو جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کرلوں (۱) اور اس میں اپنی روح پھونک دول، (۲) تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گرپڑنا۔ (۳)

. **۳۷**. چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ <sup>(۳)</sup> **۷۲**. گر ابلیس نے (نہ کیا)، اس نے تکبر کیا<sup>(۵)</sup> اور وہ تھا کا فروں میں ہے۔ <sup>(۲)</sup>

22. (الله تعالى نے) فرمایا اے البیس! مجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔ (2) کیا تو کھھ گھمٹڈ میں آگیا ہے؟ یا تو بڑے

ا. یعنی اسے انسانی پیکر میں ڈھال لوں اور اس کے تمام اجزاء درست اور برابر کرلوں۔

۲. لعنی وہ روح، جس کا میں ہی مالک ہوں، میرے سوا اس کا کوئی اختیار نہیں رکھتا اور جس کے پھو تکتے ہی یہ پیکر خاکی، زندگی، حرکت اور توانائی ہے بہرہ یاب ہوجائے گا۔ انسان کے شرف وعظمت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ اس میں وہ روح پھوکی گئی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی روح قرار دیا ہے۔

٧٠. يہ انسان كا دوسرا شرف ہے كہ اسے مسجود ملائك بنايا۔ يعنی فرشتے جيسی مقدس مخلوق نے اسے تعظيماً سجدہ كيا۔ كُلُّهُمْ سے ظاہر ہوتا ہے كہ ایک فرشتہ بھی سجدہ كرنے ميں پيچے نہيں رہا۔ اس كے بعد أَجْمَعُونْ كہد كريہ واضح كرديا كہ سجدہ بھی سب نے بیك وقت ہی كيا۔ مختلف او قات ميں نہيں۔ بعض كہتے ہيں كہ يہ تاكيد در تاكيد تعميم ميں مبالغ كے ليے ہے۔ (خُ القدير) ٥٠. اگر ابليس كو صفات ملائكہ سے متصف مانا جائے تو يہ استثناء متصل ہوگا يعنی ابليس اس تعلم سجدہ ميں داخل ہوگا، بصورت ديگر يہ استثناء منقطع ہے يعنی وہ اس تعلم ميں داخل نہيں تھا ليكن آسان پر رہنے كی وجہ سے اسے بھی تعلم ديا گيا۔ مگر اس نے تكبر كی وجہ سے انكار كرديا۔

آ. یہ کان صار کے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت اور اس کی اطاعت سے استکبار کی وجہ سے وہ کافر ہوگیا۔ یا اللہ کے علم میں وہ کافر تھا۔

2. یہ بھی انسان کے شرف وعظمت کے اظہار ہی کے لیے فرمایا، ورنہ ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے۔

درجے والول میں سے ہے۔

21. اس نے جواب دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا، اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔ (۱)

22. ارشاد ہوا کہ تو یہاں سے نکل جا تو مر دود ہوا۔

24. اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت و پھٹکار ہے۔

29. کہنے لگا میرے رب مجھے لوگوں کے اٹھ کھڑے ہونے کے دن تک مہرات دے۔

٨٠. (الله تعالى نے) فرمایا تو مہلت والوں میں سے ہے۔
 ٨١. متعین وقت کے دن تک۔

۸۲. کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قشم! میں ان سب کو یقیناً بہکادوں گا۔

۸۳. بجز تیرے ان بندول کے جو چیدہ اور پسندیدہ ہوں۔ ۸۴. فرمایا سچ تو یہ ہے، اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں۔ ۸۵. کہ تجھ سے اور تیرے تمام ماننے والوں سے میں (بھی) جہنم کو بھر دوں گا۔

 $\frac{\Lambda Y}{r}$  کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس پر کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا $^{(r)}$  اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔ $^{(r)}$ 

قَالَ)نَاخَيُرُّيِّنَهُ ْخَلَقْتَبَىٰ مِنْتَاإِرِّقِخَلَقْتَڬ مِنْ طِيْنِ©

قَالَ نَاخُرُمُ مِنُهَا فَانَّكَ رَحِيْهُ۞ وَانَّ عَلَيْكَ لَعُنَقَ ٓ إلى يُؤمِر الدِّيْنِ قَالَ رَبِّ فَانْظِرْ نِنَّ إلى يَوْمِر يُبُعَثُونَ۞

> قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿ إِلَى يَـوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿ قَالَ فِبِعِزَّتِكَ لَاغُوِينَّهُ مُواَجْمَعِيْنَ ﴿

ٳڵٳۼؚؠٵۮڬٙڡؚڹٝۿؙڎؙٳڶؠؗٛڂٛڵڝؽڹۘ۞ قَالَۏؘالۡحُقُّ ؙۉٳڂؖؾۜٙٲڨٞۯ۠۞ٛ ڶڒٙۿڬؿۜڿۿ؆ٞۮؘڝڹ۫ڬۏؘڝؚؠۜۧؽ۬ڗؘؠۼػڡؚؠڹ۫ۿؙڎؙ

آجيعان

قُلُ مَا اَسْعَلُكُوْعَلَيْهِ مِنْ اَجُرِوَّمَا اَنَامِنَ الْمُتَكِلِّفِيْنِ ﴿

ا. یعنی شیطان نے اپنے زعم فاسد میں یہ سمجھا کہ آگ کا عضر مٹی کے عضر سے بہتر ہے۔ حالانکہ یہ سب جواہر متجانس (جم جنس یا قریب قریب ایک درجے میں) ہیں۔ ان میں سے کسی کو، دوسرے پر شرف کسی عارض (خارجی سبب) ہی کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہ عارض، آگ کے مقابلے میں، مٹی کے جھے میں آیا، کہ اللہ نے ای سے آدم علیاتیا کو اپنے ہوتوں سے بنایا، پھر اس میں اپنی روح پھوئی۔ اس لحاظ سے مٹی ہی کو آگ کے مقابلے میں شرف وعظمت حاصل ہے۔ علوہ ازیں آگ کا کام جلاکر خاکسر کروینا ہے،جب کہ مٹی اس کے برعکس انواع واقسام کی پیداوار کا ماخذ ہے۔

لیعنی اس وعوت و تبلیغ سے میرا مقصد صرف امتثال امر الہی ہے، دنیا کمانا نہیں۔

الله لین طرف سے گھڑ کر اللہ کی طرف ایس بات منسوب کردوں جو اس نے نہ کہی ہو یا میں تہیں ایس بات کی

۸۷. یہ تو تمام جہان والوں کے لیے سراسر نصیحت (وعبرت) ہے۔ (۱)
۸۸ اور بقدناً تم اس کی حقیقت کو کیچھ ہی وقت کے بعد

۸۸. اور یقیناً تم اس کی حقیقت کو پچھ ہی وقت کے بعد (صحیح طور پر) جان لوگے۔<sup>(۲)</sup>

إِنْ هُوَ إِلَّاذِكُو ٰ لِلَّهُ عَلَيْنَ ۞

وَلَتَعُلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعُ لَا حِيْنٍ ٥

طرف وعوت دوں جس کا تکم اللہ نے مجھے نہ دیا ہو۔ بلکہ کوئی کی بیثی کے بغیر میں اللہ کے احکام تم تک پہنچارہا ہوں۔
حضرت عبد اللہ بن مسعود رفائقۂ فرماتے تھے، جس کو کسی بات کا علم نہ ہو، اس کی بابت اسے کہہ دینا چاہیے، اللہ اعلم یہ کہنا بھی علم بی ہے، اس لیے کہ اللہ نے اپنے تیفیبر کو کہا، فرماد یجیے ﴿وَمَاكَاكُونَ الْمُتَكِلُونِينَ ﴾ (ابن کئیر) علاوہ ازیں اس سے عام معاملات زندگی میں بھی تکلف و نصنع سے اجتناب کا تکم معلوم ہوتا ہے۔ جیسے نبی عنگائی ہ فرمایا «نُھیننا عَنِ اللهِ عَلَيْ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ عَلَيْ اللهِ اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّى اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ الله

ا. یعنی یہ قرآن، یا وقی یا وہ دعوت، جو میں بیش کررہا ہوں، دنیا بھر کے انسانوں اور جنات کے لیے نصیحت ہے۔ بشر طیکہ کوئی اس سے نصیحت حاصل کرنے کا قصد کرہے۔

۲. لیعنی قرآن نے جن چیزوں کو بیان کیا ہے، جو وعدے وعید ذکر کیے ہیں، ان کی حقیقت وصداقت بہت جلد تمہارے سامنے آجائے گی۔ چنانچہ اس کی صداقت یوم بدر کو واضح ہوئی، فتح کمہ کے دن ہوئی یا پھر موت کے وقت تو سب پرہی واضح ہوجاتی ہے۔

### سورہ زمر کلی ہے اور اس میں پچھتر آیتیں۔ اور آٹھ رکوع ہیں۔

# \_\_\_\_\_هِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمُوِ

سُوْرَةُ النَّحْرُ الْمُعَالِثُ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَنْزِيْلُ الْكِتْبِ مِنَ اللهِ الْعَزِيْزِ الْعَكِيْمِوِ

ا. اس کتاب کا اتارنا غالب با حکمت الله تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

> ٳێۜٲڬٛۯؙڬٵٙٳڵؽؙڬٲڶڮؿڹۑٳڰؾؚۜٷۼؠؙڔٳٮڵۊ ؙۼؙڶۣڝۧٲڵڎؙٳڵێؿؘڹ<sup>ڽ</sup>

۲. یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ
 نازل فرمایا ہے<sup>(۱)</sup> پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی
 کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔<sup>(۲)</sup>

ٱڮ؇ؿٵڵڔؿؙؽؙٵڬٛٵڮڞٷ۩ٙێڔؽؿۜٲۼۜٛڬ۠ۉٲڡؚؽؙۮۏؽ؋ ٲۅؙڵؽٳۜۼؘٛٵؙڬڣؙۮؙۿٷٳڰڒڸؽؙۼۧڔۣٷۏؽۜٳڶؽڶڟٷۮؙڶڠ۠ ٳؿٙٵڵڎؽۼٷؙڔۘؽؽڠؙؠ؋۫ؿؘٵۿؙ؋ڣۣٛڲۼؿؘؾڶؚڣؙۅؘؽڎ

س. خبر دار! الله تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے (۳) اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے

کلا. حدیث میں آتا ہے کہ رسول الله عَلَیْتَا لِمُ مِن رات سورهٔ بنی اسرائیل اور سورهٔ زمر کی تلاوت فرماتے تھے۔ (صححه الالبانی فی صحیح الترمذی)

ا. یعنی اس میں توحید ورسالت، معاد اور احکام و فرائض کا جو اثبات کیا گیا ہے، وہ سب حق ہے اور انہی کے ماننے اور اختیار کرنے میں انسان کی نجات ہے۔

۲. دین کے معنی یہاں عبادت اور اطاعت کے ہیں اور اظلاص کا مطلب ہے صرف اللہ کی رضا کی نیت سے نیک عمل کرنا۔ آیت، نیت کے وجوب اور اس کے اظلاص پر دلیل ہے۔ حدیث میں بھی اظلاص نیت کی اہمیت یہ کہہ کر واضح کردی گئی ہے کہ «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنَّيَّاتِ» (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) لینی جو عمل خیر اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے گا، (بشر طیکہ وہ سنت کے مطابق ہو) وہ متبول اور جس عمل میں کی اور جذبے کی آمیزش ہوگی، وہ نامتبول ہوگا۔

سلابیہ اس اخلاص عبادت کی تاکید ہے جس کا تھم اس سے پہلی آیت میں ہے کہ عبادت واطاعت صرف ایک اللہ ہی کا حق ہے، نہ اس کی عبادت میں کی کو شریک کرنا جائز ہے۔ نہ اطاعت ہی کا اس کے علاوہ کوئی حق دار ہے۔ البتہ رسول مُنَّالَّيْنِظِ کی اطاعت کو چونکہ خود اللہ نے اپنی ہی اطاعت قرار دیا ہے اس لیے رسول مُنَّالِّیْنِظِ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے، کسی غیر کی نہیں۔ تاہم عبادت میں یہ بات بھی نہیں۔ اس لیے عبادت اللہ کے سوا، کسی بڑے سے بڑے رسول کی بھی جائز نہیں ہے۔ چہ جائیکہ عام افراد واشخاص کی، جنہیں لوگوں نے اپنے طور پر خدائی اختیارات کا حامل قرار دے رکھا ہے۔ ﴿ مُنَا اللّٰهُ بِھَاٰمِنَ سُلُطِنِ ﴿ روسف: ٣٠) (اللّٰہ کی طرف سے اس پر کوئی دلیل نہیں ہے)۔

### إِنَّ اللَّهُ لَا يَهُدِئُ مَنْ هُوَكُذِبٌ كَقَالُ

ڵٷٙۘۯٳۮٳٮڵڎؙٲڶؙؿؙؾٛۜڿؚڹؘۮؘۅؘڸػٲڷٳڞڟۼڸؠؾٵؽڂٛڶؿؙ ؗڡٵؽؿؘٵٛۼۨۺؙڹڂڬٷ؞ۿۅٳٮڵڎٲڵۅٳڿٮؗٵڶۛڡٙۼۜٳ۠۞

ڂؘڷؘؾؘۘۜۜۘۜٳڵڷؙؗؗؗؗؗؗؗؗۿڶڗؾۘٷٲڵۯڞ؞ڽٵڷڂؾٞٚڲؙڲۜڗؙۯڷؽؙڷٸٙٙٙٙ ٳڵؠٞۜؠؙڵڕۅؽػؚٷؚڗ۠ٳڵؾٞۿڶۯٸٙؽٲؽؖڮۅۥۜٛٮۜٛۼۜۯٲۺؖٛٛؗڡؙۺ ۅؘٲڷڡؘۜؠۘڔ۫ڴؙؙٷ۠ڲؿؚ۫ڔؚؽؙٳڵڂڮڶۣۺؙڛۺؿؿ ٵڒۿۅؘٲڶۼۯؚؽڗؙڷؙڶۼؘڨۜٵۯؙ۞

ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرادیں، (') یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کررہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔ (۲) جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالی راہ نہیں دکھاتا۔ (۳)

سم. اگر اللہ تعالی کا ارادہ اولاد ہی کا ہوتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا۔ (لیکن) وہ تو پاک ہے، (م) وہ وہی اللہ تعالی ہے یگانہ اور قوت والا۔

6. نہایت اچھی تدبیر سے اس نے آسانوں اور زمین کو بنایا وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے (۵) اور اس نے سورج چاند کو کام پر لگا رکھا ہے۔ ہر ایک مقررہ مدت تک چل رہا ہے یقین مانو کہ وہی زبردست اور گناہوں کا بخشنے والا ہے۔

ا. اس سے واضح ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ ہی کو خالق، رازق اور مدبر کائنات مانتے تھے۔ پھر وہ روسروں کی عبادت کیوں کرتے تھے؟ اس کا جواب وہ یہ دیتے تھے جو قرآن نے یہاں نقل کیا ہے کہ شاید ان کے ذریعے سے ہمیں اللہ کا قرب حاصل ہوجائے یا اللہ کے ہاں یہ ہماری سفارش کردیں۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ لَمُؤَلِّكُمُ شَفَعَا أُوْتَاعِمْدُنَا اللّٰهِ ﴾ (یونس: ۱۸) (یہ اللہ کے یاس ہمارے سفارش کیویں)۔

۲. کیوں کہ دنیا میں تو کوئی بھی یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہے کہ وہ شرک کا ارتکاب کررہاہے یا وہ حق پر نہیں ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ فرمائے گا اور اس کے مطابق جزاء وسزا دے گا۔

سا. یہ جھوٹ ہی ہے کہ ان معبودان باطلہ کے ذریعے سے ان کی اللہ تک رسائی ہوجائے گی یا یہ ان کی سفارش کریں گے اور اللہ کو چھوٹر کر بے اختیار لوگوں کو معبود سمجھنا بھی بہت بڑی ناشکری ہے۔ ایسے جھوٹوں اور ناشکروں کو ہدایت کس طرح نصیب ہوسکتی ہے؟

۷. لیتی پھر اس کی اولاد لڑکیاں ہی کیوں ہوتیں؟ جس طرح کہ مشرکین کا عقیدہ تھا۔ بلکہ وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو پند کرتا، وہ اس کی اولاد ہوتی، نہ کہ وہ جن کو وہ باور کراتے ہیں، لیکن وہ تو اس نقص سے ہی پاک ہے۔ (ابن کش) کہ پند کرتا، وہ اس کی اولاد ہوتی، نہ کہ وہ جن کو وہ باور کراتے ہیں، لیکن وہ تو اس نقص سے ہی پاک ہے۔ (ابن کش) کہ گئے ویڈ کو ڈھانپنا ہے حتیٰ کہ ہوجائے اور دن کو رات پر لپیٹ دینے کا مطلب، دن کا رات کو ڈھانپنا ہے حتیٰ کہ اس کی روشنی ختم ہوجائے اور دن کو رات پر لپیٹ دینے کا مطلب، دن کا رات کو ڈھانپنا ہے حتیٰ کہ اس کی تاریکی ختم ہوجائے۔ یہ وہی مطلب ہے جو ﴿فَیْشِیْنَ النَّهَارَ ﴾ (الاعراف: ۵۲) (وہ شب سے دن کو ایسے طور پر چھیا وہتا ہے)۔

خَلَقَكُمْ مِّنَ نَّفْسِ قَالِحِدَةٍ ثُمَّةِ جَعَلَ مِنْهَ اَزُوجَهَا وَاَنْزَلَكُمْ مِّنَ الْكُنْعَارِ تَعْلِينَةَ اَزُواجٍ يُغُلْقُكُمْ فِي وَطُونِ الْمَهْ مِنْكُوخُلُقا مِّنَ بَعْلِ خَلْقِ فِي طُلْمَتٍ تَلْثِ ذَلِكُو اللهُ رَئِّمُولَهُ الْمُلُكُ لَاللهَ إِلَّا هُوَ فَاَثْنَ تُصْرَفُونَ ٥٠ تُصْرَفُونَ ٥٠

ٳؽؘ؆ٞڷؙڡؙٞٚۯؙٷٲڣٙٲڷؘٲڶڵڡؘۼٙؿٙ۠ٛۼٮٛ۠ڴؙۄٛ<sup>؞؞</sup>ٷڵٳڽۯڟؽ ڸۣڝ۬ٳڍۼؚ۩ؙڵڡؙٞٷٳڶؿؙۺؙػؙڒٛۏٲڽڔڞؙۿؙڵڴ۠ۅٞۅڵٳؾٙۯ ۅڶڔۣۯة۠ ٞڐؚۯ۫ڒٲڂٛۯؿڎؿٵڶۯؾؚڵؙ۪ۅٛ؆ٞٛؿۼؚڴڎؘڣؽڹۜؾؚؽ۠ڴؙڎ

۱. اس نے تم سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے، (۱)
پھر اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا (۲) اور تمہارے لیے
چوپایوں میں سے (آٹھ نر وہادہ) اتارے (۳) وہ تمہیں
تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری
بناوٹ پر بناتا ہے (۳) تین تین اندھیروں میں، (۵) یہی اللہ
تعالی تمہارا رب ہے اس کے لیے بادشاہت ہے، اس کے
سواکوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں بہک رہے ہو۔ (۲)
کی اگر تم ناشکری کرو تو (یاد رکھو کہ) اللہ تعالی تم (سب)
سے بے نیاز ہے، (۵) اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے
خوش نہیں اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لیے
خوش نہیں اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لیے

ا. یعنی حضرت آدم عُلیِّیاً ہے، جن کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا اور اپنی طرف سے اس میں روح چوکی تھی۔ ۲. یعنی حضرت حوا کو حضرت آدم عُلیِّیاً کی بائیں پہلی سے پیدا فرمایا اور یہ بھی اس کا کمال قدرت ہے کیونکہ حضرت حوا کے علاوہ کسی بھی عورت کی تخلیق، کسی آدمی کی پہلی سے نہیں ہوئی۔ یول یہ تخلیق امر عادی کے خلاف اور اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے۔

سال یہ وہی چار قسم کے جانوروں کا بیان ہے بھیڑ، بکری، اونٹ، گائے، جو نر اور مادہ مل کر آٹھ ہوجاتے ہیں، جن کا ذکر سورہ اُنعام، آیت: ۱۲۳-۱۴۳۰ میں گزر چکا ہے۔ اُنڈو کَ بِمَعْنیٰ خَلَقَ ہے یا ایک روایت کے مطابق، پہلے اللہ نے انہیں جنت میں پیدا فرمایا اور پھر انہیں نازل کیا، پس یہ انزال حقیقی ہوگا۔ یا اُنڈو کی اطلاق مجازاً ہے اس لیے کہ یہ جانور چارے کے بغیر نہیں رہ سکتے اور چارہ کی روئیدگی کے لیے پانی ناگزیر ہے۔ جو آسان سے ہی بارش کے ذریعے سے اثر تا ہے۔ یوں گویا یہ چویائے آسان سے اتارے ہوئے ہیں۔ (فتح القدر)

٧. لینی رحم مادر میں مختلف اطوار سے گزارتا ہے، پہلے نُطْفَةً پھر عَلَقَةً پھر مُضْغَةً، پھر ہڈیوں کا ڈھانچہ، جس کے اوپر گوشت کا لباس۔ ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد انسان کامل تیار ہوتا ہے۔

۵. ایک مال کے پیٹ کا اندھیرا، دوسرا رحم مادر کااندھیرا اور تیسرا مشیمة کا اندھیرا، وہ جھل یا پردہ جس کے اندر بچیے
 لپٹا ہوا ہوتا ہے۔

۲. یا کیوں تم حق سے باطل کی طرف اور ہدایت سے گراہی کی طرف پھر رہے ہو؟
 ۲. اس کی تشریح کے لیے دکھیے سورۂ ابراہیم آیت: ۸ کا حاشیہ۔

بِمَاكُنْتُمُ تَعَلُونَ إِنَّهُ عَلِيمُ الشِّكُ وُنِ

وَإِذَا مَسَى الْإِنْسَانَ فُتُّدُ عَارَبَّهُ مُنِيْمُا الْيُهُ وُتُوَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِى مَا كَانَ يَنْعُوَ اللَّهُ وَمِنُ قَبُلُ وَجَعَلَ لِلهِ اَنْهَ اللَّيْضِلَ عَنْ سَيْمُلِمُ قُلُ تَمْتَعُمْ بِكُفْمِ لِكَ قَلِيلًا قَالِيَكُ فَلِي الثَّالِي الثَّالِي

ٱڞۜؽؙۿۅؘۊٙٳڹٮؖٵٮٙٵٙٵڷؽڸڛڶؚڿٮۘٵۊٙۊٙڵؚؚؚۭؖۿٳؾۘۜڬۮۯ ٵۯڵڿڒۜۊٞٷؘؽڒڿٷٳڔڂؠڎٙؾؚ؋ؖڨؙڷۿڵڮۺٮؖۅؽ ٵڵڹؚؿۘڹؽؿؙڲڣؙڮۯؙؽۅؘٵڒڹؿۘ؆ڵؿۼڵٷؽڽ۫ٳۨۺٵۜؽؾۮؘڴٷ

پیند کرے گا۔ (۱) اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا پھر تم سب کا لوٹنا تمہارے رب ہی کی طرف ہے۔ تمہیں وہ بتلادے گا جو تم کرتے تھے۔ یقیناً وہ دلوں تک کی باتوں سے واقف ہے۔

٨. اور انسان کو جب کبھی کوئی تکلیف پہنچی ہے تو وہ خوب رجوع ہوکر اپنے رب کو پکارتا ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس سے نعمت عطا فرمادیتا ہے تو وہ اس سے پہلے جو دعا کرتا تھا اسے (بالکل) بھول جاتا ہے (۲) اور اللہ تعالیٰ کے شریک مقرر کرنے لگتا ہے جس سے (اوروں کو بھی) اس کی راہ سے بہکائے، آپ کہہ دیجیے (اوروں کو بھی) اس کی راہ سے بہکائے، آپ کہہ دیجیے کہ اپنے کفر کا فائدہ کچھ دن اور اٹھالو، (آخر) تو دوز خیوں میں ہونے والا ہے۔

9. بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں (عباوت میں) گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو، (") بتاؤ تو علم

ا. یعنی کفر اگرچ انسان الله کی مشیت ہی ہے کرتا ہے، کیوں کہ اس کی مشیت کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا نہ ہی ہوسکتا ہے۔ تاہم کفر کو الله تعالی پیند نہیں فرماتا۔ اس کی رضا حاصل کرنے کا راستہ تو شکر ہی کا راستہ ہے نہ کہ کفر کا۔ یعنی اس کی مشیت اور چیز ہے اور اس کی رضا اور چیز ہے، جیسا کہ پہلے بھی اس کلتے کی وضاحت بعض مقامات پر کی جاچگی ہے۔ دیکھیے سورۂ نمل کی آیت: ۲۵ کا حاشیہ۔

۲. یا اس تکایف کو بھول جاتا ہے جس کو دور کرنے کے لیے وہ دوسروں کو چھوڑ کر، اللہ سے دعا کرتا تھا یا اس رب کو بھول جاتا ہے، جسے وہ رکارتا تھا اور اس کے سامنے تضرع کرتا تھا، اور پھر شرک میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

سب مطلب یہ ہے کہ ایک یہ کافر ومشرک ہے جس کا یہ حال ہے جو ابھی مذکور ہوا اور دوسرا وہ شخص ہے جو بھی اور خوشی میں، رات کی گھڑیاں اللہ کے سامنے عاجزی اور فرمال برداری کا اظہار کرتے ہوئے، سجود وقیام میں گزارتا ہے۔ آخرت کا خوف بھی اس کے دل میں ہے اور رب کی رحت کا امیدوار بھی ہے۔ لینی خوف ورجاء دونوں کیفیتوں سے وہ سرشار ہے، جو اصل ایمان ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ نہیں، یقیناً نہیں۔ خوف ورجاء کے بارے میں حدیث ہے، حضرت انس رٹھائٹی بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ منائٹی ایک شخص کے پاس گئے جب کہ اس پر سکرات الموت کی کیفیت طاری تھی، آپ منائٹی کے اس سے بوچھا "تو اپنے آپ کو کیسے یاتا ہے؟" اس نے کہا "میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اور طاری تھی، آپ منگران کے اس سے مید رکھتا ہوں اور

## اوُلُواالْكِلْبَابِ٥

قُلْ يَعِبَادِ اللّذِينَ الْمَثْواالْقُوُّا رَبَّكُوْ لِللّذِينَ آحُسَنُوْافِي هٰنِوِ الثُّنْيَاحَسَنَةٌ وَاَكْثُ اللهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوقَى الصَّيِرُوْنَ آجُرَهُمْ يِغَيْرِ حِسَابِ ۞

والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟<sup>(۱)</sup> یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔ <sup>(۲)</sup>

•1. کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، (۳) جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لیے نیک بدلہ ہے (۴) اور اللہ تعالیٰ کی زمین بہت کشادہ ہے (۵) ہے شک صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا ہے شار اجر دیا جاتا ہے۔ (۲)

اینے گناہوں کی وجہ سے ڈرتا بھی ہوں۔" رسول اللہ مَالَیْتِهُمْ نے فرمایا "اس موقع پر جس بندے کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیزعطا فرمادیتاہے جس کی وہ امید رکھتاہے اور اس سے اسے بچالیتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے"۔ (ترمذی، ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب ذکر الموت والاستعداد له)

ا. یعنی وہ جو جانتے ہیں کہ اللہ نے ثواب وعقاب کا جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے، اور وہ جو اس بات کو نہیں جانتے، یہ دونوں برابر نہیں۔ ایک عالم ہے اور ایک جابل۔ جس طرح علم وجہل میں فرق ہے، ای طرح عالم وجابل برابر نہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عالم وغیر عالم کی مثال سے یہ سمجھانا مقصود ہو کہ جس طرح یہ دونوں برابر نہیں، اللہ کا فرماں بردار اس کا نافرمان، دونوں برابر نہیں۔ بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ عالم سے مراد وہ شخص ہے جو علم کے مطابق عمل بھی کرتا ہے۔ کیوں کہ وہ علم سے فائدہ حاصل کرنے والا ہے اور جو عمل نہیں کرتا وہ گویا ایسے ہی ہے کہ مطابق علم بی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے یہ عامل اور غیر عامل کی مثال ہے کہ یہ دونوں برابر نہیں۔

۲. اور یہ اہل ایمان ہی ہیں، نہ کہ کفار۔ گو وہ اپنے آپ کو صاحب دانش وبصیرت ہی سیحتے ہوں۔ لیکن جب وہ اپنی عقل ودانش کو استعال کرتے قور و تدبر ہی نہیں کرتے اور عبرت ونصیحت ہی حاصل نہیں کرتے تو ایسے ہی ہے گویا وہ چیایوں کی طرح عقل ودانش سے محروم ہیں۔

سل. اس کی اطاعت کرکے، معاصی سے اجتناب کرکے اور عبادت واطاعت کو اس کے لیے خالص کرکے۔

4. یہ تقویٰ کے فوائد ہیں۔ نیک بدلے سے مراد جنت اور اس کی ابدی تعتیں ہیں۔ بعض فیٹی هٰدِهِ الدُّنْیَا کو حَسَنَةٌ سے متعلق مان کر ترجمہ کرتے ہیں "جو نیکی کرتے ہیں، ان کے لیے دنیا میں نیک بدلہ ہے" یعنی اللہ انہیں دنیا میں صحت وعافیہ، کا میابی اور غنیمت وغیرہ عطا فرماتا ہے۔ لیکن پہلا مفہوم زیادہ صحیح ہے۔

۵. یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اگر اپنے وطن میں ایمان و تقویٰ پر عمل مشکل ہو، تو وہاں رہنا پیندیدہ نہیں، بلکہ وہاں سے ہجرت اختیار کرکے ایسے علاقے میں چلا جانا چاہیے جہاں انسان احکام البٰی کے مطابق زندگی گزار سکے اور جہاں ایمان و تقویٰ کی راہ میں رکاوٹ نہ ہو۔

۲. اسی طرح ایمان و تقوی کی راہ میں مشکلات بھی ناگزیر اور شہوات ولذات نفس کی قربانی بھی ضروری ہے، جس کے

قُلْ إِنِّنَ ٱمُرْتُ آنَ آعَبُك اللهَ مُغْلِصًا لَكُ اللِّيْيِينَ ۗ

وَأُرُتُ لِاَنْ ٱكُونَ اَقُلَ الْمُسُلِمِيْنَ ®

وَمَالِیَ ۲۳

فُلُ إِنَّ أَخَانُ إِنْ عَصِيْتُ رَبِّي عَذَاجَ يَوْمِ عَظِيمٍ ﴿

قُلِ اللهَ آعُبُدُ عُنُلِصًا لَهُ دِيْنِي اللهَ اللهَ عَبُدُ اللهِ عَلَيْ اللهِ عَلَيْهِ عَلَيْهُ عَلَيْهِ عِلْمِ عَلَيْهِ عَلِمِ عَلَيْهِ عَلْمِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ عَلْمِ عَلْمِي عَلَيْهِ عَلَيْهِ عَلْمِ عَلَيْهِ عَلَيْ

فَاعْبُدُوْامَاشِئُتُوُصِّ دُوْنِةٍ قُلُ إِنَّ الْخِيرِيُنَ الَّذِيْنَ خَيرُوَّااَنُشُهُمْ وَاهْلِيْهِمْ يَوَمَّ الْقِيمَاتُرُ اَلَاذِلِكَ هُوَالْخُنْرُانُ الْبُهِيْنُ

ڵؘؘؙؙؗؠؙؙۻۜٷٙڣۣۿؚؠٞڟؙڵڷ۠ۺٙٵڵؾۜٳڔۅؘڝؙڠٞؾؚۯؠؙؖڟڵڷ۠ ۮڸڰؙؿؙۼۜۏۜڡؙؙٵڵڷؙۯۑ؋؏ڹٲۮٷؙڸؽڮٳۮؚڡؘٲڲۛۊ۠ڽؚ<sup>۞</sup>

۱۱. آپ کہہ دیجیے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 ک اس طرح عبادت کروں کہ اس کے لیے عبادت کو خالص کراوں۔

11. اور مجھے تھم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرماں بردار بن جاؤں۔(۱)

اللہ و سیجیے کہ مجھے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے بڑے دن کے عذاب کا خوف لگتا ہے۔

۱۳ کہہ دیجیے کہ میں تو خالص کرکے صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں۔

10. تم اس کے سواجس کی چاہو عبادت کرتے رہو، کہہ دیجے کہ حقیقی زیال کار وہ ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیں گے، یاد رکھو کہ تھلم کھلا نقصان یہی ہے۔

۱۷. انہیں ینچے اوپر سے آگ کے (شعلی) سائبان (کے مانند) ڈھانک رہے ہوں گے۔(۲) یہی (عذاب) ہے جن

لیے صبر کی ضرورت ہے۔ اس لیے صابرین کی فضیات بھی بیان کردی گئ ہے، کہ ان کو ان کے صبر کے بدلے میں اس طرح پورا پورا اجر دیا جائے گا کہ اسے حنات کے پیانوں سے ناپنا ممکن ہی نہیں ہوگا۔ لیتی ان کا اجر المتناہی ہوگا۔
کیوں کہ جس چیز کا حساب ممکن ہو، اس کی تو ایک حد ہوتی ہے اور جس کی کوئی حد اور انتبا نہ ہو، وہ وہی ہوتی ہے جس کو شار کرنا ممکن نہ ہو۔ صبر کی یہ وہ عظیم فضیات ہے جو ہر مسلمان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ جزع وفرع اور بے صبری سے نازل شدہ مصیبت ٹل نہیں جاتی، جس خیر اور فائدے سے محروی ہوگئی ہے، وہ حاصل نہیں ہوجاتا اور جو ناگوار صورت حال پیش آچکی ہوتی ہے، اس کا ازالہ ممکن نہیں۔ جب یہ بات ہے تو انسان صبر کرکے وہ اجر عظیم کیوں نہ حاصل کرے جو صابرین کے لیے اللہ تعالی نے رکھا ہے۔

ا. پہلا اس معنی میں کہ آبائی دین کی مخالفت کرکے توحید کی دعوت سب سے پہلے آپ ہی نے پیش کی۔

۲. ظُلُلٌ، ظُلُةٌ کی جمع ہے، سایہ۔ یہاں اطباق النار مراد ہیں، لعنی ان کے اوپر نیچے آگ کے طبق ہوں گے، جو ان پر بھڑک رہے ہوں گے۔ (ٹُ القدیہ)

ۅؘٲڰڒؿڹٵۻٛؾۜڹۘؠؙۅؗٵڶڟٵۼؙۘۅؙؾٲڽۘڲۼٮؙٛۮ۠ۅٛۿٵ ۅؘٲڬڵ۪ٷٛٳڶٙؽڶڵٳڮڵؙؙٛٷؙ۩ؙڹۺؙۯؿؘۧڣؘۺۣٞؿؙۼؠؙۮۅٛٚ

الَّذِيْنَ هَلَمُّمُ اللهُ وَالْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ اُولِلِكَ الَّذِيْنَ هَلَمُّمُ اللهُ وَاُولِلِكَ هُمُ اوْلُواالْالْبَاكِ

ٱفۡمَنۡحَىٰٓحَكَيْهِ كَلِمَةُ الۡعَدَابِ ۗ ٱفَاَنَتُٱتُوۡثُ مَنۡ فِي النَّالِۚ

ڵڮڹٳڷێڔؽۘؾٲؿٞڠؙۄؙٳڗٞؿؙؙٛؠؙؙڵؙٛؠؙۼؙٷػۺؽۏۊؠٙٵۼٛڔػ۠ ۺۜؠؽؾۜڎٚ؆ٚۼٞۄؚؽ؈ؽۼۧؾ؆ٲڷٲڹؙۿۯ؋ٶۘۼڵٲٮڵڶٷڷٳؿؙڂٟڮ ٵٮڵۿٲڵؠؽۼٵۮ۞

سے اللہ تعالی اپنے بندوں کو ڈرا رہا ہے، () اے میرے بندو! پس مجھ سے ڈرتے رہو۔

1. اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے پر ہیز کیا اور (ہمہ تن) اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے وہ خوش خبری سنا خبری کے مستحق ہیں، میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجے۔

۱۸. جو بات کو کان لگاکر سنتے ہیں۔ پھر جو بہترین بات ہو<sup>(۲)</sup> اس کی اتباع کرتے ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقلمند بھی ہیں۔

19. بھلا جس شخص پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہے، (\*) تو کیا آپ اسے جو دوزخ میں ہے چھڑا سکتے ہیں۔ (۵)

۲۰ بال وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالاخانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالا خانے ہیں (۱۰) (اور) ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ رب کا

ا. یعنی یہی ندکور خسر ان مبین اور عَذَابِ ظُلَلْ ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تاکہ وہ اطاعت اللی کا راستہ اختیار کرکے اس انجام بدسے فئے جائیں۔

۲. آخسن سے مراد محکم اور پختہ بات، یا مامورات میں سے سب سے اچھی بات، یا عزیمت ورخصت میں سے عزیمت یا عقوبت کے مقابلے میں عفو وور گزر اختیار کرتے ہیں۔

سل کیوں کہ انہوں نے اپنی عقل سے فائدہ اٹھایا ہے، جب کہ دوسروں نے اپنی عقلوں سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

م. لیعنی قضاء وتقدیر کی رو سے اس کا استحقاق عذاب ثابت ہو چکا ہے، اس طرح کہ کفر وظلم اور جرم وعدوان میں وہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا، جہال سے اس کی واپسی ممکن نہیں رہی۔ جیسے ابوجہل اور عاص بن وائل وغیرہ۔ اور گناہوں نے اس کو یوری طرح گھیر لیا اور وہ جہنمی ہوگیا۔

۵. نبی مَنَا ﷺ چونکہ اس بات کی شدید خواہش رکھتے تھے کہ آپ کی قوم کے سب لوگ ایمان لے آئیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی مناﷺ کو تعلیٰ دی اور آپ کو بتلایا کہ آپ کی خواہش اپنی جگہ بالکل صیح اور بجا ہے لیکن جس پر اس کی تقدیر غالب آئی اور اللہ کا کلمہ اس کے حق میں ثابت ہوگیا، اسے آپ جہنم کی آگ سے بچانے پر قادر نہیں ہیں۔
 ۲. اس کا مطلب ہے کہ جت میں درجات ہوں گے، ایک کے اوپر ایک۔ جس طرح یہاں کشیر المنازل عمارتیں ہیں،

وعدہ ہے (۱) اوروہ وعدہ خلافی نہیں کر تا۔

71. کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسان سے پانی اتارا اور اسے زمین میں چشموں کی شکل میں جاری فرمایا، (۲) پھر اسی کے ذریعہ سے مختلف قتم کی کھیتیاں اگاتا ہے (۳) پھر وہ خشک ہوجاتی ہیں اور آپیں زرد رنگ دیکھتے ہیں پھر انہیں ریزہ ریزہ کردیتاہے، (۳) اس میں عقل مندوں کے لیے بہت زیادہ نسیحت ہے۔ (۵)

۲۲. کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے پس وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک ٵڬۄؙڗۯٵۜٙٳڶؾؗۿٲٮ۫ٛۯڶ؈ٵڶۺۜٙۘٙٙؗڡٲۘٳ۫ڡۛڡۘڶڴڬؽؙڵٳؽۼ ڣؚٵڷۯڝؙٮؙؿڲۼٛڕڿڔڽڎۯٵڠ۠ؿٙڲڟٲڶۅٵؽؙڰؙ؆ٙڲڡؚۼؙۼ ؿؘڗڮڎؙڡؙڞڡؘٞٵؚؾؙػؾۼػۿڂڟٲٵۨٳ؈ٚؽٝڐڸػ ڵڮۯڴۯؽڸٳ۠ۅڸٵڷۯڵؠٵٮؚ۞ٞ

ٱفَمَنْ شَرَحَ اللهُ صَدَّرَهُ لِلْرِسْلَامِ فَهُوَعَلَىٰ نُورِمِّنِ رَّلِهٖ فَوَیْلُ لِلْقِیبَةِ قُلُونُهُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللهِ

جنت میں بھی درجات کے حساب سے ایک دوسرے کے اوپر بالاغانے ہوں گے، جن کے درمیان سے اہل جنت کی خواہش کے مطابق دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں چل رہی ہوں گی۔

ا. جو اس نے اپنے مومن بندول سے کیا ہے اور جو یقیناً پورا ہو گا، کہ اللہ سے وعدہ خلافی ممکن نہیں۔

۲. یَنَابِیْعَ، یَنْبُوْعٌ کی جمع ہے، سوتے، چشے، لیعنی بارش کے ذریعے سے پانی آسان سے اتر تا ہے، پھر وہ زمین میں جذب ہوجاتا ہے اور پھر چشموں کی صورت میں نکلتا ہے یا تالابوں اور نہروں میں جمع ہوجاتا ہے۔

۳. لینی اس پانی سے، جو ایک ہو تاہے، انواع واقسام کی چیزیں پیدا فرماتا ہے، جن کا رنگ، ذائقہ، خوشبو ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔

۴. لیعنی شادابی اور تروتازگی کے بعد وہ تھیتیاں سو کھ جاتی اور زرد ہوجاتی ہیں اور پھر ریزہ ریزہ ہوجاتی ہیں۔ جس طرح ککڑی کی شہنیاں خشک ہو کر ٹوٹ کھوٹ کا شکار ہوجاتی ہیں۔

۵. لیخی اہل دانش اس سے سمجھ لیتے ہیں کہ دنیا کی مثال بھی ای طرح ہے، وہ بھی بہت جلد زوال وفنا سے ہم کنار ہوجائے گی۔ اس کی رونق و بہجت، اس کی شادائی وزینت اور اس کی لذتیں اور آسائشیں عارضی ہیں، جن سے انسان کو دل نہیں لگانا چاہیے۔ بلکہ اس موت کی تیاری میں مشغول رہنا چاہیے جس کے بعد کی زندگی دائی ہے، جے زوال نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ قرآن اور اہل ایمان کے سینوں کی مثال ہے اور مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسان سے قرآن اتارا، جے وہ مومنوں کے دلوں میں داخل فرماتا ہے، پھر اس کے ذریعے سے دین باہر نکالتا ہے جو ایک دوسرے سے بہتر ہوتا ہے، لی مومن تو ایمان ویقین میں زیادہ ہوجاتا ہے اور جس کے دل میں روگ ہوتا ہے، وہ اس طرح خشک ہوجاتا ہے ور جس کے دل میں روگ ہوتا ہے، وہ اس طرح خشک ہوجاتا ہے جس طرح کھتی خشک ہوجاتی ہے۔ (ف القدیہ)

## ٱولِيِّكَ فِي ْضَلالِ مُّبِيَّنٍ ®

الله نُزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتْبَالْمُتَتَابِهُ الْتَلَانَ تَقَتَّعِرُّمِنَهُ جُلُودُ اللَّذِينَ يَغْتَوُنَ رَبَّهُوُ ثَتَّى تَلِكُنُ جُلُودُهُمُ وَقُلُونُهُمُ إلى ذِكْرِ اللهِ ذَلِكَ هُدَى اللهِ يَهَدِي فِهِ مَنْ يَتَنَاءُ وْمَنَ ثَيْطِيل الله فَمَالَهُ مِنْ هَادِنَ

نور پر ہے (۱) اور ہلاکت ہے ان پر جن کے دل یاد الہی سے (اثر نہیں لیتے بلکہ) سخت ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ صر کے گراہی میں (مبتلا) ہیں۔

۲۳. الله تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایک کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیوں کی ہے، (۲) جس سے ان لوگوں کے رو نگلے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں (۳) آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف نرم ہوجاتے ہیں، (۳) یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت جس کے ہوجاتے ہیں، (۳)

ا. لیعنی جس کو قبول حق اور خیر کا راستہ اپنانے کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل جائے پس وہ اس شرح صدر کی وجہ سے رب کی روشنی پر ہو، کیا یہ اس جیسا ہو سکتا ہے جس کا دل اسلام کے لیے سخت اور اس کا سینہ نگگ ہو اور وہ گراہی کی تاریکیوں میں ہونک رہا ہو۔

آخسنَ الْحَدِیْثِ سے مراد قرآن مجید ہے، ملتی جلتی کا مطلب، اس کے سارے قصے حسن کلام، اعجاز وبلاغت، صحت معانی وغیرہ خوبیوں میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ یا یہ بھی سابقہ کتب آسانی سے ملتا ہے لیعنی ان کے مشابہ ہے۔ مثانی، جس میں قصص وواقعات اور مواعظ واحکام کو بار بار دہرایا گیا ہے۔

س. کیونکہ وہ ان وعیدوں کو اور تخویف وتہدید کو سجھتے ہیں جو نافرمانوں کے لیے اس میں ہے۔

ہم. یعنی جب اللہ کی رحمت اور اس کے لطف وکرم کی امید ان کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے تو ان کے اندر سوزوگداز پیدا ہوجاتا ہے اور وہ اللہ کے ذکر میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ حضرت قادہ والنفئ فرماتے ہیں کہ اس میں اولیاء اللہ کی صفت بیان کی گئی ہے کہ اللہ کے خوف سے ان کے دل کانپ اٹھتے، ان کی آ تکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے ہیں اور ان کے دلوں کو اللہ کے ذکر سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ مدہوش اور حواس باختہ ہوجائیں اور عقل وہوش باقی نہ رہے، کیونکہ یہ بدعتیوں کی صفت ہے اور اس میں شیطان کا دخل ہوتا ہے۔ (ابن کیر) جیسے آج بھی بدعتیوں کی قوالی میں اس طرح کی شیطانی حرکتیں عام ہیں، جے وہ "وجد وحال یا سکرو متی" سے تعبیر کرتے ہیں۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں، اہل ایمان کا محاملہ اس بارے میں کافروں سے بوجوہ مختلف ہے۔ ایک یہ کہ اہل ایمان کا ساع، بے حیاء مغتیات کی آوازوں میں گانا بجانا، سننا ہے۔ (جیسے اہل بدعت کا ساع مشرکانہ غلو پر مبنی توالیاں اور نعتیں ہیں) دوسرا، یہ کہ اہل ایمان قرآن س کر ادب وخشیت سے رجاء وحجت سے اور علم مشرکانہ غلو پر مبنی توالیاں اور نعیس ہیں) دوسرا، یہ کہ اہل ایمان قرآن س کر ادب وخشیت سے رجاء وحجت سے اور علم الل ایمان ساع قرآن کے وقت ادب وقاضع اختیار کرتے ہیں، چیسے صحابہ کرام کی عادت مبار کہ تھی، جس سے ان کے ایک ایمان ساع قرآن کے وقت ادب وتواضع اختیار کرتے ہیں، چیسے صحابہ کرام کی عادت مبار کہ تھی، جس سے ان کے ایک ایمان ساع قرآن کے وقت ادب وتواضع اختیار کرتے ہیں، چیسے صحابہ کرام کی عادت مبار کہ تھی، جس سے ان کے ایل ایمان ساع قرآن کے وقت ادب وتواضع اختیار کرتے ہیں، جیسے صحابہ کرام کی عادت مبار کہ تھی، جس سے ان ک

ٱفَمَنُ يَتَقَىٰ بِوَجُهِهٖ سُوَّءَ الْعَدَابِ يَوْمُ الْقِيمَةِ \* وَقِنْلِ لِلظِّلِمِينَ ذُوْقُوا مَا كُنُتُوْتُكُوبُونَ ﴿

> كَنَّ بَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَّلَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَبْثُ لاَيَتُعُورُونَ®

فَأَذَاقَهُوُلِللهُ الْخِزْى فِي الْحَيْوِةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاِخِرَةِ ٱكْبُرُ كَوْكَانُوْ الْعُلْدُونَ۞

وَلَقَدُ خَرَ بُنَالِلنَّاسِ فِي هُ نَا القُرُّ إِلَى مِنُ كُلِّى مَثَلِ تَعَكَّمُ مُنَيِّ نَكَرُّوْوَنَ ۚ

قُرُانًا عَرِبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوجٍ لَعَلَّهُ وُ يَتَّقُونَ @

ذریعہ جسے چاہے راہ راست پر لگادیتا ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ ہی راہ بھلادے اس کا ہادی کوئی نہیں۔

۲۳. بھلا جو شخص قیامت کے دن کے بدترین عذاب کی سپر (ڈھال) اپنے منہ کو بنائے گا۔ اور (ایسے) ظالموں سے کہا جائے گاکہ اپنے کیے کا (وبال) چکھو۔(۱)

۲۵. ان سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا، پھر ان پر وہاں سے عذاب آپڑا جہاں سے ان کو خیال بھی نہ تھا۔(۲)

۲۷. اور الله تعالیٰ نے انہیں دنیوی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا<sup>(۳)</sup> اور ابھی آخرت کا تو بڑا بھاری عذاب ہے کاش کہ یہ لوگ سمجھ لیں۔

۲۷. اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں بیان کردی ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کرلیں۔(\*)

۲۸. قرآن ہے عربی میں جس میں کوئی کجی نہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ پر ہیز گاری اختیار کرلیں۔(۵)

رو مُلَّتْ كَفِرْك ہوجاتے اور ان كے دل الله كى طرف جمك جاتے تھے۔ (ابن كثير)

ا. یعنی کیا یہ شخص، اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جو قیامت کے دن بالکل بے خوف اور امن میں ہوگا؟ لینی محذوف عبارت ملاکر اس کا یہ مفہوم ہوگا۔

٢. اور انہيں ان عذابول سے كوئى نہيں بيا سكا۔

س. یہ کفار مکہ کو تنبیہ ہے کہ گزشتہ قوموں نے پیغیمروں کو جھٹلایا، تو ان کا یہ حال ہوا، اور تم اشرف الرسل اور افضل الناس کی تکذیب کررہے ہو، تہمیں بھی اس تکذیب کے انجام سے ڈرنا چاہیے۔

ہم. لیغیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں باتیں بیٹھ جائیں اور وہ نصیحت حاصل کریں۔

۵. لینی قرآن واضح عربی زبان میں ہے، جس میں کوئی کجی، انحراف اور التباس نہیں ہے تاکہ لوگ اس میں بیان کردہ
 وعیدوں سے ڈریں اور اس میں بیان کیے گئے وعدوں کا مصداق بننے کے لیے عمل کریں۔

ڞٙڒٮؘٳٮڵڎؙڡۘڞؘڷڒڗۘڿؙڵڒڣۣ؋ۺ۠ڒٷۜٷٛڡؙؾؿؘٵڮٮؙۅؙڽ ۅؘڒۼؙڒڛٙڵؠٵڵؚڒۼؙڸڽڡڶؽڛ۫ؾؚۑڹؽۺؙڷۮٵڰؠٮؙۮۑڵۊ ڹڵٲػ۫ڗٛٷ۫ۼڵڒؽۼڵؠؙٷؽ۞

ٳٮۜٛڬػؘڡؘؚؾؚٮٛ ۜ*ۊ*ٳٮۜٛۿؙؙۿؚ؆ؚؚؾؿؙۏؽ۞۫

ثُوَّ إِنَّكُوْ يَوْمَ الْقِيمَةِ عِنْدَارَ تَكِفُوْ تَخْتَصِبُونَ ۗ

79. الله تعالی مثال بیان فرمارہا ہے ایک وہ شخص جس میں بہت سے باہم ضد رکھنے والے ساتھی ہیں، اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے، کیا یہ دونوں صفت میں کیسال ہیں، (۱) الله تعالیٰ ہی کے لیے سب تعریف ہے۔ (۲) بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ سبجھتے نہیں۔ (۲)

سل یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اوریہ سب بھی مرنے والے ہیں۔

اس. پھر تم سب کے سب قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھڑو گے۔(م)

1. اس میں مشرک (اللہ کا شریک کھبرانے والے) اور مخلص (صرف ایک اللہ کے لیے عبادت کرنے والے) کی مثال بیان کی گئی ہے۔ یعنی ایک غلام ہے جو کئی شخصوں کے در میان مشتر کہ ہے، چنانچہ وہ آپس میں جھڑے تے رہتے ہیں اور ایک غلام ہے، جس کامالک صرف ایک ہی شخص ہے، اس کی ملکیت میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ کیا یہ دونوں غلام برابر ہوسکتے ہیں؟ نہیں یقیناً نہیں۔ اس طرح وہ مشرک جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی بھی عبادت کر تا ہے۔ اور وہ مخلص مومن، جو صرف ایک اللہ کی عبادت کر تا ہے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کھبراتا برابر نہیں ہوسکتے۔ اس بے ساتھ کسی کو شریک نہیں کھبراتا برابر نہیں ہوسکتے۔ اس بات پر کہ اس نے ججت قائم کردی۔

س. اس کیے اللہ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔

فَمَنَ اَظْالُومِ مَنَ كَنَبَ عَلَى اللهِ وَكَنَّبَ بِالصِّدُقِ إِذْ جَاءَهُ الشِّن فِي جَهَثَوَ مَثْوًى لِلْكِفِي مِنَ

وَاتَّذِي ُجَآءَ بِالصِّنْقِ وَصَدَّقَ بِهَ اُولِيكَ هُوُ الْمُتَّقُونُ ۞

ڵٙۿؙۄؙؗؗڝۜٵؘؽۺؙٵٛٷڹؘۼڹ۫ٮؘۯؾؚۿۣۄؖ۠ڎ۬ڸڬؘؘؘۘۘۘۻٚۯٷؙٛٳ ٵؠؙؙؙؙؙؙٛڡؙڛؽؙڹؙؖ

ڸؽڰڣٞڒٳڶڵهؙۘٛعَنُهُۄٝٱسُوَاڷێ؈ٛٚۼؠڵ۠ۊٳۅؘؾڿڔۣؽۿۄۛ ٲڂؚڔۜۿؙۄ۫ڕڽؚٲڂؙڛٙڹۣٲڵڹؽؙػٵٮؙؙۏؙٳؽۼؙؠڵۏ۫ڹٛ۞

سر اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے؟<sup>(1)</sup> اور سچا دین جب اس کے پاس آئے تو اسے جھوٹا بتائے؟<sup>(۲)</sup> کیا ایسے کفار کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟

سس. اور جو سیچ دین کو لائے (۳) اور جس نے اس کی تصدیق کی (۴) یہی لوگ پارسا ہیں۔

سر ان کے لیے ان کے رب کے پاس (ہر) وہ چیز ہے جو یہ چاہیں، (۵) نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے۔ (۲)

70. تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کردے اور جو نیک کام انہوں نے کیے ہیں ان کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔

ا. یعنی دعویٰ کرے کہ اللہ کی اولاد ہے یا اس کا شریک ہے یا اس کی بیوی ہے درآں حالیکہ وہ ان سب چیزوں سے پاک ہے۔ ۲. جس میں توحید ہے، احکام وفرائض ہیں، عقیدہ بعث ونشور ہے، محرمات سے اجتناب ہے، مومنین کے لیے خوش خبری اور کافروں کے لیے وعیدیں ہیں۔ یہ دین وشریعت جو حضرت محمد مُنافِظِیم کے کر آئے، اسے وہ جمیوٹا بتلائے۔

س. اس سے پیغیبر اسلام حضرت محمد منگافلیکی مراد ہیں جو سچا دین لے کر آئے۔ بعض کے نزدیک یہ عام ہے اور اس سے ہر وہ شخص مراد ہے جو توحید کی دعوت دیتا اور اللہ کی شریعت کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔

مم. بعض اس سے حضرت ابو بکر صدیق ڈاٹنٹی مراد لیتے ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ مُثَاثِیْتِاً کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے۔ بعض نے اسے بھی عام رکھا ہے، جس میں سب مومن شامل ہیں جو رسول اللہ مُثَاثِیْتِاً کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ کو سچا مانتے ہیں۔

۵. لیعنی اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بھی معاف فرمادے گا، ان کے درج بھی بلند فرمائے گا، کیونکہ ہر مسلمان کی اللہ سے یہی خواہش ہوتی ہے علاوہ ازیں جنت میں جانے کے بعد ہر مطلوب چیز بھی ملے گی۔

۲. مُحْسِنِیْنَ کا ایک مفہوم تو یہ ہے جو نیکیاں کرنے والے ہیں۔ دوسرا، وہ جو اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے ہیں، جیسے صدیث میں "احسان" کی تعریف کی گئی ہے، أَنْ تَعْبُدُ الله کَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ (تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ تصور ممکن نہ ہوتو یہ ضرور ذہن میں رہے کہ وہ تہمیں دیکھ رہا ہے)۔ تیسرا، جو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ چوتھا، ہر نیک عمل کو اچھے طریقے سے ذشوع وخضوع سے اور سنت نبوی مَنَّلَیْتُمْ کے مطابق کرتے ہیں۔ کثرت کے بجائے اس میں "حسن" کا خیال رکھتے ہیں۔

ٱلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَةٌ وَغُخِوْفُوْلَكَ بِالَّذِينَ مِنُ دُونِهٖ ۗ وَمَنُ تُنْضُلِلِ اللهُ فَمَالَهُ مِنَ هَادٍ ﴿

وَمَنْ يَهُدِاللهُ فَمَالَهُ مِنْ ثُمِضٍ ۖ ٱلَيْسَ اللهُ بِعَزِيْدٍ ذِى انْتِقَامِ

وَكَبِيُ سَكَالُتَهُمُّ مِّنْ خَلَقَ السَّمُوْتِ وَالْكَرْضَ لَيَقُولُنَ اللهُ قُلْ اَفَرَءَ يُدَوُّ مَا تَكُ عُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ إِنْ اَكَ اَدَ فِي اللهُ بِفُرِّ هَلُ هُنَّ كَشِفْتُ ضُرِّ اَ اَوْاَرَادَ فِي بِرَحْمَةٍ هَلُ هُنَّ مُنْسِكُ نَحْمَتِهُ قُلُ اللهُ عَلَى اللهُ \* عَلَيْ فِي يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۞

اللہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ (۱) یہ لوگ آپ کو اللہ کے سوا اوروں سے ڈرا رہے ہیں اور جسے اللہ گر اہ کردے اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں۔ (۲)

سے اور جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گراہ کرنے والا نہیں (۳) کیا اللہ تعالیٰ غالب اور بدلہ لینے والا نہیں ہے؟ (۳)

٣٨. اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ آپ ان سے کہیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ جھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھے پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے، (۵) توکل کرنے ہیں۔ (۱)

ا. اس سے مراد نبی کریم طَلِقَیْمِ میں۔ بعض کے نزدیک یہ عام ہے، تمام انبیاء ﷺ اور مومنین اس میں شامل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کو غیر اللہ سے ڈراتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب آپ کا حامی وناصر ہو تو آپ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ وہ ان سب کے مقابلے میں آپ کو کافی ہے۔

۲. جو اس گر اہی سے نکال کر ہدایت کے راستے پر لگادے۔

۳. جو اس ہدایت سے نکال کر گر اہی کے گڑھے میں ڈال دے۔ لینی ہدایت اور گر اہی اللہ کے ہاتھ میں ہے، جس کو چاہے گر اہ کردے اور جس کو چاہے ہدایت سے نوازے۔

م. کیوں نہیں، یقیناً ہے۔ اس لیے کہ اگر یہ لوگ کفر وعنادسے باز نہ آئے، تو یقیناً وہ اپنے دوستوں کی حمایت میں ان سے انتقام لے گا اور انہیں عبرت ناک انجام سے دوچار کرے گا۔

۵. بعض کہتے ہیں کہ جب نبی مَنگینظِ نے مذکورہ سوال ان کے سامنے پیش کیا، تو انہوں نے کہا کہ واقعی وہ اللہ کی تقدیر کو نہیں ٹال سکتے، البتہ وہ سفارش کریں گے، جس پریہ ککڑا نازل ہوا کہ مجھے تو میرے معاملات میں اللہ ہی کافی ہے۔

٣. جب سب کچھ اسى كے اختيار ميں ہے تو پھر دوسروں پر بھروسہ كرنے كاكيا فائدہ؟ اس ليے الل إيمان صرف اس پر

قُلُ لِقَوْمِ اعْمَلُوْاعَلَىٰ مَكَانَتِكُوْ إِنِّىُ عَامِلٌ ۚ فَمَوْتَ تَعُلَمُوْنَ ﴿

مَنُ يَاْتِيُهِ عَنَاكِيُّغِزِيُهِ وَيَعِلُّ عَلَيْهِ عَنَاكِ مُقِيُعُ

ٳڰؘٵؗٮؙٷؙڷٮٵۼؽؽػٵڷؚڮۺ۬ؼڶڸٮۜٛٵڛۑؚٵڷڂؚؾٞٚٛڡؘؠٙڹ ٵۿؾؘڵؽۏؘڶؽڡؘٛڛ؋ٷؠۜڽؙۻؘڷۏٙٳٮٛٞؠٚٵؽۻؚڷؙ عَلَيُهٵٷۧٵٞڶڹؙؾؘۘۼڷؽۿؚؚۿڔؚڽٷؚؽؽڸٟ۞۫

٣٩. کہہ دیجیے کہ اے میری قوم! تم اپنی جگہ پر عمل کے جان کیے جاؤ میں بھی عمل کررہا ہوں،(۱) ابھی ابھی تم جان لوگے۔

• م. که کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے<sup>(۲)</sup> اور کس پر دائمی مار اور ہیشگی کی سزا ہوتی ہے۔<sup>(۳)</sup>

اس. آپ پر ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب لوگوں کے لیے نازل فرمائی ہے، پس جو شخص راہ راست پر آجائے اس کی اس کے اپنے لیے نفع ہے اور جو گراہ ہوجائے اس کی گراہی کا (وبال) اسی پر ہے، آپ ان کے ذیے دار نہیں۔

توکل کرتے ہیں، اس کے سواکسی پر ان کا اعتماد نہیں۔

ا. یعنی اگر تم میری اس وعوت توحید کو قبول نہیں کرتے جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے، تو ٹھیک ہے، تمہاری مرضی، تم اپنی اس حالت پر رہتا ہوں جس پر مجھے اللہ نے رکھا ہے۔

۲. جس سے واضح ہوجائے گا کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون؟ اس سے مراد دنیا کا عذاب ہے جیسا کہ جنگ بدر میں ہوا۔ کافرول کے ستر آدمی قتل اور ستر ہی آدمی قید ہوئے۔ حتیٰ کہ فتح مکہ کے بعد غلبہ وتمکن بھی مسلمانوں کو حاصل ہوگیا، جس کے بعد کافرول کے لیے سوائے ذات ورسوائی کے کھھ باتی نہ رہا۔

سر اس سے مراد عذاب جہنم ہے جس میں کافر ہمیشہ مبتلا رہیں گے۔

م. نبی سَا اللّیہ کو اہل مکہ کا کفر پر اصرار بڑا گراں گزرتا تھا، اس میں آپ سَا اللّیہ کو تبلی دی گئی ہے کہ آپ سَا اللّیہ کا کام صرف اس کتاب کو بیان کردینا ہے جو ہم نے آپ سَا اللّیہ کا باللّی ہے، ان کی ہدایت کے آپ سَا اللّیہ کا کا کا کہ وہ میں انہی کا فائدہ ہے اور اگر ایسا نہیں کریں گے تو خود ہی نقصان اٹھا کیں گے۔ اگر وہ ہدایت کا راستہ اپنالیں گے تو اس میں انہی کا فائدہ ہے اور اگر ایسا نہیں کریں گے تو خود ہی نقصان اٹھا کیں گے۔ وکیل کے معنی مکلف اور ذمے دار کے ہیں۔ یعنی آپ سَلَ اللّیہ وکیل کے معنی مکلف اور ذمے دار کے ہیں۔ یعنی آپ سَلَ اللّیہ ان کی ہدایت کے ذمے دار نہیں ہیں۔ اگلی آیت میں اللّه تعالیٰ اینی ایک قدرت بالغہ اور صنعت عجیبہ کا تذکرہ فرمارہا ہے جس کا مشاہدہ ہر روز انسان کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب وہ سوجاتا ہے تو اس کی روح اللّٰہ کے حکم ہے گویا دوبارہ بھیج دی جاتی ہے، جس سے اس کے حواس بحال ہوجاتے ہیں۔ البتہ جس کی زندگی کے دن پورے ہو بھی ہوتے ہیں، اس کی روح واپس نہیں آتی اور وہ موت سے ہمکنار ہوجاتا ہیں۔ البتہ جس کی زندگی کے دن پورے ہو بھی ہوتے ہیں، اس کی روح واپس نہیں آتی اور وہ موت سے ہمکنار ہوجاتا ہے۔ اس کو بعض مفرین نے وفات کبرئی اور وفات صغرئی سے بھی تعیمر کیا ہے۔

اَللهُ يَتُوَفَّى الْاَنْفُسُ حِيْنَ مُوْتِهَا وَالَّتِّى لَوُ تَمُتُ فِي مَنَامِهَا \*فَيُمُسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرُسِلُ الْأُخْوَلَى إِلَى اَجَلٍ مُّسَمَّى إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَالِتٍ لِقَدُورٍ يَتَعَكَّرُونَ ۞

آمِراتَّخَذُوُامِنْ دُوُنِ اللهِ شُفَعَاءَ ۚ قُـُلُ ٱوَلَوُ كَانُوُ الاَيْمُلِكُونَ شَيًّا وَلاَ يَعْقِلُونَ ۞

قُلْ بِتلهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهُ مُلْكُ السَّلُوتِ وَالْوَرْضُ ثُنْتُهِ الدِّهِ ثُرْجَعُونَ۞

اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت (۱) اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کرلیتا ہے، (۲) پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک لیتا ہے (۳) اور دوسری (روحوں) کو ایک مقرر وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ (۳) غور کرنے والوں کے لیے اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ (۵)

اوروں کی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا (اوروں کو) سفارشی مقرر کر رکھا ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ گو وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں۔

۳/۳. کہہ دیجیے کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے۔ (<sup>(2)</sup> تمام آسانوں اور زمین کا راج اسی کے لیے ہے تم سب اس کی طرف پھیرے جاؤگے۔

ا. یہ وفات کبریٰ ہے کہ روح قبض کرلی جاتی ہے، واپس نہیں آتی۔

۲. یعنی جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا، تو سونے کے وقت ان کی روح بھی قبض کرکے انہیں وفات صغریٰ سے دوچار کردیا جاتا ہے۔

سا. یہ وہی وفات کبریٰ ہے، جس کا انجمی ذکر کیا گیا ہے کہ اس میں روح روک کی جاتی ہے۔

مل لیخی جب تک ان کا وقت موعود نہیں آتا، اس وقت تک کے لیے ان کی روعیں واپس ہوتی رہتی ہیں، یہ وفات صغریٰ ہے، یہی مضمون سورۃ الأنعام: ۲۰-۱۲ میں بیان کیا گیا ہے، تاہم وہال وفات صغریٰ کا ذکر پہلے اور وفات کبریٰ کا بعد میں ہے۔ جب کہ یہاں اس کے برعکس ہے۔

۵. لیعنی یہ روح کا قبض اور اس کا ارسال اور توفی اور احیاء، اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور قیامت کے دن وہ مردوں کو بھی یقیناً زندہ فرمائے گا۔

۲. لیعنی شفاعت کا اختیار تو کجا، انہیں تو شفاعت کے معنی و مفہوم کا بھی پیۃ نہیں، کیوں کہ وہ پتھر ہیں یا بے خبر۔

2. لینی شفاعت کی تمام اقسام کا مالک صرف اللہ ہی ہے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش ہی نہیں کرسکے گا، پھر صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کیوں نہ کی جائے تاکہ وہ راضی ہوجائے اور شفاعت کے لیے کوئی سہارا ڈھونڈھنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔

وَاِذَاذُكِرَاللّٰهُ وَحْدَاهُ اشْمَازَّتُ قُلُوبُ الَّذِينَ لِاَيْوُمِنُونَ بِاللّٰخِرَةِ ۚ وَاذَاذُكِرَا لَّذِينَ مِنُ دُوْرَةَ اِذَاهُمْ يَسْتَنْبُورُونَ۞

قُلِ اللَّهُٰةَ فَاطِرَ السَّلُوٰتِ وَالْاَكْضِ عَلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ آنتُ تَحْكُوْ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَاكَانُوْا فِيْهِ يَغْتَلِفُوْنَ۞

وَكُوْاَتَّ لِلَّذِيْنَ طَلَمُوْامَا فِي الْكُمْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلُهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْالِهِ مِنُ سُوِّءالْعَدَابِ يَوْمِ الْقِلِيمَةِ وَبَكَ الْهُوُمِّنَ اللهِ مَالَمُ يَكُوْنُوْا يَغْتَسِبُوْنَ ۞

راور جب الله اسليم كا ذكر كيا جائے تو ان لوگوں كے دل نفرت كرنے لگتے ہيں (۱) جو آخرت كا يقين نہيں ركھتے اور جب اس كے سوا (اور كا) ذكر كيا جائے تو ان كے دل كھل كر خوش ہوجاتے ہيں۔ (۲)

٣٧. آپ کهه ديجي که اے الله! آسانوں اور زمين کي پيدا کرنے والے، چھي کھلے کے جانئے والے تو ہى اپنے بندوں ميں ان امور کا فيصله فرمائے گا جن ميں وہ الجھ رہے تھے۔ (")

کی، اور اگر ظلم کرنے والوں کے پاس وہ سب کچھ ہو جو روئے زمین پر ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو، تو کھی بدترین سزا کے بدلے میں قیامت کے دن یہ سب کچھ دے دیں، (۳) اور ان کے سامنے اللہ کی طرف سے

ا. یا کفر اور انتکبار، یا انقباض محسوس کرتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ مشر کین سے جب یہ کہا جائے کہ معبود صرف ایک ہی ہے تو ان کے دل یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

ال جب یہ کہا جائے کہ فلال فلال بھی معبود ہیں، یا وہ بھی آخر اللہ کے نیک بندے ہیں، وہ بھی کچھ اختیار رکھتے ہیں، وہ بھی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرستے ہیں، تو پھر مشرکین بڑے خوش ہوتے ہیں۔ منحر فین کا یہی حال آج بھی ہے۔ جب ان سے کہا جائے کہ صرف "یا اللہ مدد "کہو، کیونکہ اس کے سواکوئی مدد کرنے پر تادر نہیں ہے، تو تیخ پا ہوجاتے ہیں، یہ جملہ ان کے لیے سخت ناگوار ہوتا ہے۔ لیکن جب "یاعلی مدد" یا "یارسول اللہ مدد" کہا جائے، ای طرح دیگر مردول سے استمداد واستغاثہ کیا جائے مثلاً "یا شخ عبد القادر شیئا للہ" وغیرہ تو پھر ان کے دل کی کلیاں کھل اٹھتی ہیں۔ فَتشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ...
 سا. حدیث میں آتا ہے نبی مُثَاثِیْلًا رات کو تبجد کی نماز کے آغاز میں یہ پڑھا کرتے سے «اَللَٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلُ وَإِسْرَافِیْلُ، فَاطِرَ السَّمُواتِ وَاللَّرْضِ، عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا كَانُواْ فِیْهِ وَلِ اللَّهُ قَالُورُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ اللَّهُ وَلَى اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلِیْ وَمِیْکَائِیْلُ وَاللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ» (صحیح مسلم، یَخْتَلِفُونَ، اَهْدِنِیْ لِمَا المسافرین باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل وقیامہ)

٣. ليكن پهر بهى وه قبول نهيں ہوگا، جيسا كه دوسرے مقام پر وضاحت ہے۔ ﴿فَكُن يُتُفَهُلَ مِنْ اَحَدِهِ فَرَسِّ لُ اُلْأَرْضِ ذَهَبَّا وَ لِوَافْتَكَاى بِهِ﴾ (آل عموان: ٩) (وه زمين بھر سونا بھى بدلے ميں دے ديں، تو وه قبول نہيں كيا جائے گا)۔ اس ليے كه ﴿وَلَالْمُؤْتِكَا مُنْهُا عَنْكُ ﴾ (البقرة: ٨٥) (وہال معاوضہ قبول نہيں كيا جائے گا)۔

وَبَكَالَهُوْ سَيِّاكُ مَاكَسُبُواوَحَاقَ بِهِمُ مَّاكَانُوُ إِيه يَسُتَهُزُءُونَ⊙

فَإِذَامَسَ الْإِنْسَانَ ضُرُّدَعَانَا ْ نُتُحَّرَ إِذَاخَوِّلُنَاهُ نِعْمَةً مِّتَّا ْقَالَ إِنَّمَا الْمِتِيْنَةُ عَلَىعِلْمِ ْ لِبَلْهِي فِتْنَةُ وَلِكِنَّ اكْثَرُهُ لِلْإِيكُلُونَ۞

قَدُ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمُ ثَمَّا اَعْنَىٰ عَنْهُمُ تَاكَانُوْا يَكِشِبُونَ ۞

فَأَصَابِهُمُ سَيِيًّاكُ مَاكسَبُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا

وہ ظاہر ہو گا جس کا گمان بھی انہیں نہ تھا۔(۱)

**٣٨**. اور جو کچھ انہوں نے کيا تھا اس کی برائياں ان پر کھل پڑیں گی<sup>(۲)</sup> اور جس کا وہ مذاق کرتے تھے وہ انہيں آگھيرے گا۔<sup>(۲)</sup>

۵۰. ان ہے اگلے بھی یہی بات کہہ چکے ہیں پس ان کی کاروائی ان کے پچھ کام نہ آئی۔ (^)

**۵۱**. پھر اُن کی کی ہوئی تمام برائیاں<sup>(۹)</sup> ان پر آپڑیں، اور

1. یعنی عذاب کی شدت اور اس کی ہولناکیاں اور اس کی انواع واقسام ایسی ہوں گی کہ مبھی ان کے گمان میں نہ آئی ہوں گ۔ ۲. یعنی دنیا میں جن محارم و مآثم کا وہ ارتکاب کرتے رہے تھے، اس کی سزا ان کے سامنے آجائے گی۔

سع. وہ عذاب انہیں گھیر لے گا جسے وہ دنیا میں ناممکن سبھتے تھے، اس لیے اس کا استہزاء کرتے تھے۔

۴. یہ انسان کا باعتبار جنس، ذکر ہے۔ یعنی انسانوں کی اکثریت کا یہ حال ہے کہ جب ان کو بیاری، فقر وفاقہ یا کوئی اور تکلیف پہنچتی ہے تو اس سے نجات پانے کے لیے اللہ سے دعائیں کرتا اور اس کے سامنے گڑ گڑاتا ہے۔

۵. لیخی نعمت ملتے ہی سرکشی اور طغیان کا راستہ اختیار کرلیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس میں اللہ کا کیا احسان؟ یہ تو میری اپنی دانائی کا نتیجہ ہے۔ یا جو علم وہنر میرے پاس ہے، اس کی بدولت یہ نعتیں حاصل ہوئی ہیں یا مجھے معلوم تھا کہ دنیا میں یہ چیزیں مجھے ملیں گی کیوں کہ اللہ کے ہاں میرا بہت مقام ہے۔

٢. یعنی بات وہ نہیں ہے جو تو سمجھ رہا یا بیان کررہا ہے، بلکہ یہ نعتیں تیرے لیے امتحان اور آزمائش ہیں کہ تو شکر کرتا ہے یا کفر؟
 ۲. اس بات سے کہ یہ اللہ کی طرف سے اسدراج اور امتحان ہے۔

٨. جس طرح قارون نے بھی کہا تھا، لیکن بالآخر وہ اپنے خزانوں سمیت زمین میں دھنسادیا گیا۔ فَمَا أَغْنیٰ میں مَا
 استفہامیہ بھی ہوسکتا ہے اور نافیہ بھی۔ دونوں طرح معنی صبح ہے۔

9. برائیوں سے مراد ان کی برائیوں کی جزاء ہے، ان کو مشاکلت کے اعتبار سے سیئات کہا گیا ہے، ورنہ برائی کی جزاء، برائی نہیں ہے۔ جیسے ﴿وَجَزَوْاُسَیِّنَاتُهِ سَیِّدِعُتْ لُقَالُهُ (الشوریٰ: ۴۰) (اور برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے) میں ہے۔ (ٹے القدیہ)

ڡؚڽؘٛۿٷؙڒؘڒٙۅؘڛؽڝؽڹۿؙۮڛؾۨڶؾؙؗؗؗؗؗؗؗٛؗؗڡٵػڛۜڹؙٷٳڵۅٙێٵۿؙۄ۫ ؠؚؠؙڠڿؚڔ۬ؽ۬ؽؘ۞

ٲۅؘڵڎۘۑۼڷؠؙٛۅٛٳٲؿؘٳؠڵۿٙؽڹؙڛؙڟٵڵڗؚۮ۬ؾٙڸ؈ؙؾۜۺؘٲٛٷٛ ۅؘؽڨ۫ڽؚۯؙڎٳؾٛڹٛڎ۬ڵڮػڵٳؾۭڵؚؚڡٙٷڝٟؿؙۄؙؙۣڝڹؙۅؙٛؾ<sup>ۿ</sup>

قُلْ يَعِبَادِى الَّذِيْنَ اَسُرَفُواعَلَى اَنْفُسِهِمُ لِاتَقْنَطُوْا مِنْ تَتَّصُمُةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ اللَّهُ فُوبَ جَمِيعًا ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْهُ ﴿

ان میں سے بھی جو گناہ گار ہیں ان کی کی ہوئی برائیاں
اِن پر آپڑیں گی، یہ (ہمیں) ہرادینے والے نہیں۔(۱) **۵۲** کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے
چاہے روزی کشادہ کردیتاہے اور نگ (بھی)، بے شک ایمان

لانے والوں کے لیے اس میں (بڑی بڑی) نشانیاں ہیں۔(۲) **۵۳** جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت
سامید نہ ہوجاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو
بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔(۳)

ا. یہ کفار مکہ کو تنبیہ ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، یہ بھی گزشتہ قوموں کی طرح قحط، قتل واسارت وغیرہ سے دوچار ہوئے، اللہ کی طرف سے آئے ہوئے ان عذابوں کو یہ روک نہیں سکے۔

۲. لیعنی رزق کی کشادگی اور سنگی میں بھی اللہ کی توحید کے دلائل ہیں لیعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات میں صرف اس کا حکم وتصرف چلتا ہے، اس کی تدبیر مؤثر اور کارگر ہے، اس لیے وہ جس کو چاہتا ہے، رزق فراوال سے نوازدیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے فقر وننگ دستی میں مبتلا کردیتا ہے۔ اس کے ان فیصلوں میں، جو اس کی حکمت ومشیت پر مبنی ہوتے ہیں، کوئی دخل انداز ہوسکتا ہے نہ ان میں ردو بدل کرسکتا ہے۔ تاہم یہ نشانیاں صرف اہل ایمان ہی کے لیے ہیں کیوں کہ وہی ان پر غور وفکر کرکے ان سے فائدہ اٹھاتے اور اللہ کی مغفرت حاصل کرتے ہیں۔

سع. اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی وسعت کا بیان ہے۔ اسراف کے معنیٰ جیں گناہوں کی کثرت اور اس میں افراط۔ "اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو" کا مطلب ہے کہ ایمان لانے سے قبل یا توبہ واستغفار کا احساس پیدا ہونے سے پہلے کتنے بھی گناہ کے ہوں، انسان یہ نہ سمجھے کہ میں تو بہت زیادہ گناہ گار ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ کیوکر معاف کرے گا؟ بلکہ سے دل سے اگر ایمان قبول کرلے گا یا توبہ النصوح کرلے گا تو اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف فرمادے گا۔ شان نزول کی روایت سے بھی یہی مفہوم ثابت ہوتا ہے۔ پھی کافر ومشرک شے جنہوں نے کشرت سے قبل اور زناکاری کا ارتکاب کی روایت سے بھی یہی مفہوم ثابت ہوتا ہے۔ پھی کافر ومشرک شے جنہوں نے کشرت سے قبل اور زناکاری کا ارتکاب کیا تھا، یہ نبی شاہیا گیا گیا گیا گیا گی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ شاہیا گیا کی دعوت صبح ہے لیکن ہم لوگ بہت زیادہ خطاکار بیں، اگر ہم ایمان لے آئیں تو کیا وہ سب معاف ہوجائیں گے، جس پر اس آیت کا نزول ہوا۔ (سمج بناری، تغیر مورہ زیر) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ کی رحمت ومغفرت کی امید پر خوب گناہ کے جاؤ۔ اس کے خضب وانتقام کو دعوت دے پرواہ نہ کرو اور اس کے حدود اور ضابطوں کو بے دردی سے پامال کرو۔ اس طرح اس کے غضب وانتقام کو دعوت دے کر اس کی رحمت ومغفرت کی امید رکھنا نہایت نادائش مندی اور خام خیالی ہے۔ یہ تخم خطل بوکر شمرات وفواکہ کی امید رکھنے کے مشرادف ہے۔ ایسے لوگوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ جہاں اپنے بندوں کے لیے غَفُورٌ رَّ حِیْمٌ ہے، وہاں وہ رکھنے کے مشرادف ہے۔ ایسے لوگوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ جہاں اپنے بندوں کے لیے غَفُورٌ رَّ حَیْمٌ ہے، وہاں وہ

وَانِينُبُوَّا إِلَى رَبِّئِهُ وَاسْلِمُوْالَهُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَانِيَكُوْالْعَذَاكِ تُعَرِّلاً تُثَمِّرُونَ

وَاتِّكُوُّواَ اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلْيُكُوُّمِّنُ رَّ تَبَّوُّ مِّنَ قَبْلِ اَنُ يَتَاْتِيكُوْ الْعَدَابُ بَغْنَةٌ وَّاَنْتُوْ لاَشَّتُوْرُونَ۞

ٱؽ۫ؾؘڨُۅٝڶ نَفَشُ يُعَنُونُ عَلَى مَافَرَّطُتُّ فِيُ جَنْبِاللهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّخِرِيْنَ ﴿

ٱوْتَقُولَ لَوْاَنَّ اللهَ هَاللهِ كَاللَّهُ عِنْ لَكُنْتُ مِنَ اللَّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلْ

ٲۅؙؾٙڨ۠ۯڵڿؽ۫ؽڗٙؽٳڵڡؘۮؘٲڹڵۏؖٲؽۜڸٛػڒؖۊٞ ڣؘٵػ۠ۅ۠ؽؘڝؚؽٳڵؠؙڂڛڹؽؙڹٛ<sup>۞</sup>

۵۴. اور تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔

**۵۲**. (ایبا نہ ہو کہ) کوئی شخص کیے ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کو تاہی کی (۲) بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں ہی رہا۔

**۵۷.** یا کیے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پارسا لوگوں میں ہوتا۔ (۲)

۵۸. یا عذاب کو دیکھ کر کھے کاش! کہ کسی طرح میرا لوٹ جانا ہوجاتا تو میں بھی نیکوکاروں میں ہوجاتا۔

نافرمانوں کے لیے عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامِ بھی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں متعدد جگہ ان دونوں پہلووں کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا، مثلاً ﴿ نَتِیْ عِبَلَا عُنَیْ الْفَقُو الرَّحِیْةُ ﴿ وَاَنَّ عَدَالِی هُوَالْعَدَابُ الْلَائِمُ ﴾ (الحجر: ۲۹-۵۰) غالباً بہی وجہ ہے کہ بہال آیت کا آغاز یَا عِبَادِی (میرے بندوں) سے فرمایا، جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو ایمان لاکر یا بھی توبہ کرکے صحیح معنوں میں اس کا بندہ بن جائے گا، اس کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں گے تو وہ معاف فرمادے گا، وہ اپنے بندوں کے لیے یقیناً غفور ورحیم ہے۔ جیسے حدیث میں سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ کا واقعہ ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، مسلم، کتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل وإن کثر قتله)

ا. یعنی عذاب آنے سے قبل توبہ اور عمل صالح کا اہتمام کرلو، کیوں کہ جب عذاب آئے گا تو اس کا تنہیں علم وشعور بھی نہیں ہوگا، اس سے مراد دنیوی عذاب ہے۔

۲. فییْ جَنْبِ اللهِ کا مطلب، الله کی اطاعت تعنی قرآن اور اس پر عمل کرنے میں کو تاہی ہے۔ یا جَنْبٌ کے معنی قرب اور جوار کے ہیں۔ یعنی الله کا قرب اور اس کا جوار (یعنی جنت) طلب کرنے میں کو تاہی کی۔

٣. يعنى اگر الله مجھے ہدايت دے ديتا تو ميں شرك اور معاصى سے فئ جاتا۔ يه اس طرح ہى ہے جيسے دوسرے مقام پر مشركين كا قول نقل كيا كيا ہے، ﴿ لَوُشَكَا اللهُ مَا اَشْرِكُنَا﴾ (الأنعام: ١٣٨) (اگر الله چاہتا تو ہم شرك نه كرتے) ان كايه قول كَلِيمَةُ حَقَّ أُدِيْدَ بِهَا الْبَاطِلُ... كا مصداق ہے (ث القدي)۔

بلى قَدُجَآءَتُكَ اليَّيُ فَكَذَّبْتَ بِمَا وَاسْتَلْبُرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَفِي يُنَ۞

وَكِوْمُ الْقِيْمُةَ تَرَى الَّذِيْنَكَذَبُواْ عَلَى اللهِ وُجُوْهُهُمُ مُّشُوَدٌةٌ اليُسَ فِيُ جَهَـ ثُمَ مَتْوًى لِلْهُ تَكَايِّرِيْنَ۞

> وَيُنْجِي اللهُ الَّذِينَ التَّقَوُ الِمَغَازَتِهِ هُوْلَا يَمَشُّهُمُ السُّوَّءُ وَلَاهُمُ يَغُزَنُونَ ۞

ٱٮڵؙؙڡؙڂٳڶؚؿؙػ۠ڷؚۺؘٛؽؙٞٷٛۿۅؘۼڶػ۠ڷۣۺؙؽٞٝٷ<u>ٙ</u>ؽؽ۬ٛڽٛ

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوِتِ وَالْكِرُضِ وَالَّذِينَ كَفَرُوْا

**69.** ہاں (ہاں) بیشک تیرے پاس میری آبیتیں پہنچ چکی تصیں جنہیں تو نے جیٹلایا اور غرور و تکبر کیا اور تو تھا ہی کافروں میں۔(<sup>()</sup>

اور جن لوگول نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چیرے سیاہ ہوگئے ہول گے کہا تکبر کرنے والول کا ٹھکانا جہنم میں نہیں جہیں ہوں۔

اور جن لو گول نے پر ہیز گاری کی انہیں اللہ تعالی ان
 کی کامیابی کے ساتھ بچالے گاہ (<sup>(()</sup>) انہیں کوئی دکھ چھو بھی نہ سکے گا اور نہ وہ کسی طرح ممگین ہول گے۔ <sup>(۵)</sup>

۲۲. الله ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر انگرہبان ہے۔(۱)

۳۳. آسانوں اور زمین کی تنجیوں کا مالک وہی ہے،(۵)

ا. یہ اللہ تعالیٰ ان کی خواہش کے جواب میں فرمائے گا۔

۲. جس کی وجہ عذاب کی ہولناکیاں اور اللہ کے غضب کا مشاہدہ ہوگا۔

سل حدیث میں ہے «الْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ» (حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر سمجھنا، کبر ہے) یہ استفہام تقریری ہے۔ یعنی اللہ کی اطاعت سے تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

٣٠. مَفَازَةٌ، مصدر ميمي ہے۔ يعنی فَوْرٌ (كاميابی) شر سے في جانا اور خير اور سعادت سے ہم كنار ہوجانا، مطلب ہے، الله تعالى پرہيزگاروں كو اس فوز وسعادت كی وجہ سے نجات عطا فرمادے گا، جو الله كے ہاں ان كے ليے پہلے سے ثبت ہے۔ ٥. وہ دنيا ميں جو كچھ چھوڑ آئے ہيں، اس پر انہيں كوئى غم نہيں ہوگا، وہ چونكہ قيامت كی ہولناكيوں سے محفوظ ہوں گے، اس ليے انہيں كس بات كا غم نہ ہوگا۔

۲. لینی ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے اور مالک بھی وہی، وہ جس طرح چاہے، تصرف اور تدبیر کرے۔ ہر چیز اس کے ماتحت اور زیر تصرف ہے۔ کسی کو سر تابی یا انکار کی مجال نہیں۔ وکیل، جمعنی محافظ اور مدبر۔ ہر چیز اس کے سپر و ہے اور وہ بغیر کسی کی مشارکت کے ان کی حفاظت اور تدبیر کررہا ہے۔

ک. مَقَالِیْدُ، مِقْلِیْدٌ اور مِقْلَادٌ کی جمع ہے۔ (فُح القدیر) بعض نے اس کا ترجمہ "چابیاں" اور بعض نے "خزانے" کیا ہے، مطلب دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے۔ تمام معاملات کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے۔

بِالبَّتِ اللهِ أُولَيِكَ هُمُ الْخْسِرُونَ ﴿

قُلُ اَفَعَيُرُ اللهِ تَأْمُرُونَ فِي آعُبُكُ اَيُّهَا الْجِهِلُونَ ﴿

وَلَقَدُا أُوْمِي اللَيْكَ وَاللَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبُلِكَ \* لَإِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَسِرِيْنَ ۞

بَلِ اللهَ فَاعْبُدُ وَكُنْ مِّنَ الشَّكِرِيْنَ@

ۅٙۘۘمَاڤَدَرُوااللهَ حَقَّ قَدُرِهٖ ۗ وَٱلْارُضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيمَةِ وَالتَّمُوثُ مَطُولِيْتُ

جن جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی خسارہ یانے والے ہیں۔<sup>(1)</sup>

۱۲۰ آپ کہہ دیجیے (اسے جاہلو!) کیا تم مجھ سے اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کو کہتے ہو۔

10. اور یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام میوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہوجائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہوجائے گا۔

۲۲. بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر<sup>(۳)</sup> اور شکر کرنے والوں میں سے ہوجا۔

۲۷. اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی،(۵) ساری زمین قیامت کے دن اس

ا. یعنی کامل خساره۔ کیونکہ اس کفر کے نتیجے میں وہ جہنم میں چلے گئے۔

۲. یہ کفار کی اس دعوت کے جواب میں ہے جو وہ پیغیبر اسلام حضرت محمد رسول الله مَثَالِثَیْرٌ کو دیا کرتے تھے کہ اپنے آبائی دین کو اختیار کرلیں، جس میں بتوں کی عبادت تھی۔

سا. "اگر تونے شرک کیا" کا مطلب ہے، اگر موت شرک پر آئی اور اس سے توبہ نہ کی۔ خطاب اگرچہ نبی منگاٹیٹیا سے ہے جو شرک سے پاک بھی تھے اور آئندہ کے لیے محفوظ بھی۔ کیونکہ پیغبر اللہ کی حفاظت وعصمت میں ہوتا ہے، ان سے ارتکاب شرک کا کوئی امکان نہیں تھا، لیکن یہ دراصل امت کے لیے تعریض اور اس کو سمجھانا مقصود ہے۔

٣٠. إِيَّاكَ نَعْبُدُ كَى طَرِح يَهِالَ بَعِى مَفْعُولَ (الله) كو مقدم كرك حصر كا مفہوم پيدا كرديا گيا كه صرف ايك الله كى عبادت كرو۔ ٥. كيونكه اس كى بات بھى نہيں مانی، جو اس نے پيغيرول كے ذريع سے ان تك پينچائی تھى اور عبادت بھى اس كے ليے خالص نہيں كى بلكہ دوسرول كو بھى اس ميں شريك كرايا۔ حديث ميں آتا ہے كہ ايك يہودى عالم نبى عَنَّالَيْهُمُ كى خدمت ميں آيا اور كہا كہ ہم الله كى بابت (كتابول ميں) يہ بات پاتے ہيں كہ وہ (قيامت كے دن) آسانول كو ايك انگلى پر، زمينول كو ايك انگلى پر، درختول كو ايك انگلى پر، ورختول كو ايك انگلى پر، پانى اور شرى (ترى) كو ايك انگلى پر اور تمام مخلوقات كو ايك انگلى پر ركھ لے گا اور فرمائى على بادشاہ ہول"۔ آپ عَنَّالَيْهُمُ نے مسكراكر اس كى تصديق فرمائى اور آيت وَمَا فَدَرُوا الله كى تلاوت فرمائى۔ (حجی خدی ميں ہے، (جس طرح اس آيت ميں ہاتھ كا اور حديث ميں انگليول كا اثبات ہے) ان پر بلاكيف و تشبيہ اور بغير تاويل و تحريف كے ايمان طرح اس آيت ميں ہاتھ كا اور حديث ميں انگليول كا اثبات ہے) ان پر بلاكيف و تشبيہ اور بغير تاويل و تحريف كے ايمان

بِيَمِيْنِهِ شَبْلُحْنَهُ وَتَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّلْمُوتِ وَمَنُ فِى الْأَرْضِ الِّلَامَنُ شَاءَانتُهُ \* تُقَّ نِفْوَزِفِيْهِ الْخُدٰى فَإِذَاهُمُ مِّيَامُتَيْنُظُرُونَ۞

ۅؘٲۺٛٚۯقؘؾؚٲڵٲۯڞ۠ۑڹؙۏؙڔڒؾۭٙۿٵۅۘۏۻۼٲڷؚؽڹ۠ۘۮڝؚٳٚڬۧؿؙ ڽؚٵڹۜڽڹڹۜ٤ٵڶۺؙٞۿۮٵءؚۅؘڨؙؿؘؽؘڹؽڹۿؙۿۑؚٵڵۘٷؚؾ ۅؙۿؙۄؙڵڒڟؙڬڎؙۯ۞

کی مٹی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لیٹے ہوئے ہوں گے،(ا) وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جے لوگ اس کا شریک بنائیں۔

19. اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی، (۵) نامئہ انمال حاضر کیے جائیں گے نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا(۱) اور لوگوں کے در میان حق کے ساتھ

ر کھنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ یہاں بیان کردہ حقیقت کو مجر د غلبہ و قوت کے مفہوم میں لینا صحیح نہیں ہے۔

ا. اس کی بابت بھی حدیث میں آتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا آَنَا الْمَلِكُ، آَیْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ؟ (میں باوشاہ ہوں۔ زمین کے باوشاہ (آج) کہاں میں؟) (حوالہ ذکورہ)

سر لینی جن کو الله چاہے گا، ان کو موت نہیں آئے گی، جیسے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل ﷺ بعض کہتے ہیں رضوان فرشتہ، حَمَلَةُ الْعَرْشِ (عرش اٹھانے والے فرشتے) اور جنت وجہنم پر مقرر دارونے۔ (ف القدیر)

۴. چار نفنوں کے قائلین کے نزدیک یہ چوتھا، تین کے قائلین کے نزدیک تیسرا اور دو کے قائلین کے نزدیک یہ دوسرا نفنہ ہے۔ بہر حال اس نفنح سے سب زندہ ہو کر میدان محشر میں رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہوجائیں گے، جہاں حیاب کتاب ہوگا۔

۵. اس نور سے بعض نے عدل اور بعض نے حکم مراد لیا ہے لیکن اسے حقیقی معنوں پر محمول کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے، کیونکہ اللہ آسانوں اور زمین کا نور ہے۔ (قَالَهُ الشَّوْ کَانِی فِیْ فَتْح الْقَدیْر)

٧. ببيول سے يو چھا جائے گا كه تم نے ميرا پيغام اپنى اپنى امتول كو پہنچاديا تھا؟ يا يه يو چھا جائے گا كه تمهارى امتول نے

فیطے کردیے جائیں گے اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔ (')

• کے۔ اور جس شخص نے جو کچھ کیا ہے بھر پور دے دیا جائے

گا، جو کچھ لوگ کررہے ہیں وہ بخوبی جاننے والا ہے۔ (')

12. اور کافروں کے غول کے غول جہنم کی طرف ہنکا کے

جائیں گے، (') جب وہ اس کے پاس بہنچ جائیں گے اس

کے دروازے ان کے لیے کھول دیے جائیں گے، (') اور

وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے

وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے

وہاں تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے

رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات

تے ڈراتے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں درست

ہے ڈراتے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں درست

ۅؘٷٚؾؚٙؾؙػ۠ڷؙۏؙۺؙٟ؆ٞٵۼؠڶؾۢۅؘۿؙۅٲۼڵۄؙ ڽؚؠؘٵؽڡؙؙػڵؙۅؙؽڿٞ

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَمُ وَالِلْ جَهَنَّ وَزُمَوا تَحَتَّى إِذَا جَاءُوْهَا فَتِحَتُ ابْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمُ خَزَنَتُهُا الَهُ يَأْتِكُو رُسُلُ صِّنْكُمْ يَشَلُونَ عَلَيْكُو الِيتِ رَسِّكُوْ وَيُنْذِرْ وُنَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُو هٰذَا "قَالُوا بِلْ وَلِكِنْ حَقَّتُ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكِفِرِيْنَ

تمہاری دعوت کا کیا جواب دیا، اسے قبول کیا یااس کا انکار کیا؟ امت محمدید کو بطور گواہ لایا جائے گا جو اس بات کی گواہی دے گی کہ تیرے پیغیروں نے تیرا پیغام اپنی اپنی قوم یا امت کو پہنچادیا تھا، جیسا کہ تو نے ہمیں اپنے قرآن کے ذریعے سے ان امور پر مطلع فرمانا تھا۔

ا. یعنی کسی کے اجر و واب میں کی نہیں ہوگی اور کسی کو اس کے جرم سے زیادہ سزا نہیں دی جائے گا۔

۲. لینی اس کو کسی کاتب، حاسب اور گواہ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اعمال نامے اور گواہ صرف بطور حجت اور قطع معذرت کے ہول گے۔

اور گروہ کے لیے بھی استعال ہوتا ہے، مطلب ہے کہ کافروں کو جہنم کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جایا جائے گا، اور گروہ کے لیے بھی استعال ہوتا ہے، مطلب ہے کہ کافروں کو جہنم کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جایا جائے گا، ایک گروہ کے پیچھے ایک گروہ ے بلاوہ ازیں انہیں مار دھکیل کر جانوروں کے ربوڑ کی طرح ہکایا جائے گا۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا، ﴿ يَوْمُ مِنْ مُحُونَ اِلْ نَارِیجَهَا مُرَمُّا ﴾ (الطور: ۱۳) (یعنی جس ون انہیں جہنم کی طرف سختی سے دھکیلا جائے گا)۔

م. لینی ان کے چینچتے ہی فوراً جہنم کے ساتوں دروازے کھول دیے جائیں گے تاکہ سزا میں تاخیر نہ ہو۔

۵. لیعنی جس طرح دنیا میں بحث و تکرار اور جدل ومناظرہ کرتے تھے، وہاں سب کچھ آتھھوں کے سامنے آجانے کے بعد، بحث وجدال کی مخبائش ہی باقی نہ رہے گی، اس لیے اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔

۲. یعنی ہم نے پیغیروں کی تکذیب اور مخالفت کی، اس شقاوت کی وجہ سے جس کے ہم مستحق تھے، جب کہ ہم نے حق سے گریز کرکے باطل کو اختیار کیا، اس مضمون کو سورۃ الملک: ۸-۱۰ میں زیادہ وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

قِيْلَ ادُخُلُوٓ اَلْمُوابَ جَهَنَّمَ خِلدِيْنَ فِيهَا \* فِيَثُسَ مَثُوَى الْمُتَكَيِّرِيْنَ ۞

وَسِنْقِ الَّذِيْنِ النَّقَوْارَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةُ زُمُوا ْحَتَّى إِذَاجَاءُوْهَا وَفُتِحَتُ اَبُوابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَمُ عَلَيَكُمْ طِبْتُمْ فَادُخُلُوْهَا خَرِلِدِيْنَ ۞ خَلِدِيْنَ

ۅؘۛۊۜٵڵۅۘؗۘٵڵڂؠؙۮؙؠڵؿؚٵڷۮؚؽ۫ڝؘۮڨؘٮٚٲۅؘڡٛۮ؋ؙ ۅؘٲۅؙۯؿؘٮٚٵڶٳٚػؙڕٛڞؘٮؘؿڹۜٷٞٳؙڡؚڹٵڵۼٮۜٛۊڿؽڮ۫

27. کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ جہاں ہمیشہ رہیں گے، پس سرکشوں کا ٹھکانا بہت ہی براہے۔

سک. اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کیے جائیں گے (۱) یہاں تک کہ جب اس کے پاس آجائیں گے اور دروازے کھول دیے جائیں گے اور دروازے کھول دیے جائیں گے (۲) اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے تم پر سلام ہو، تم خوش حال رہو تم اس میں ہمیشہ کے لیے جاؤ۔

۷۲. اور یہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ یورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنادیا کہ جنت

ا. اہل ایمان و تقویٰ بھی گروہوں کی شکل میں جنت کی طرف لے جائے جائیں گے، پہلے مقربین، پھر ابرار، اس طرح درجہ بدرجہ، ہر گروہ ہم مرتبہ لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ مثلاً انبیاء علیظ ، انبیاء علیظ کے ساتھ، صدیقین، شہداء اپنے ہم جنسوں کے ساتھ، علاء اپنے اقران کے ساتھ، لینی ہر صنف اپنی ہی صنف یا اس کے مثل کے ساتھ ہوگ۔ (ابن کثیر)

مدیث میں آتا ہے، جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک ریان ہے، جس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے۔ (صحیح البخاری: ۲۵۵) مسلم: ۸۰۸) ای طرح دو سرے دروازوں کے بھی نام ہوں گے، جیسے باب الصلاق، باب الصدقة، باب الصدقة کے برابر ہوگ، ہر دروازے کی چوڑائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہوگ، اس کے باوجود یہ بھرے ہوئے ہوں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزهد) سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھنگھٹانے والے نی سال نی سال کی مسافت کے برابر ہوگ، ہوں گے۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب آنا أول الناس یشفع) جنت میں سب سے پہلے جانے والے گروہ کے چہرے چودھویں رات کی چاند کی طرح اور دوسرے گروہ کے چہرے آسمان پر چیکنے والے ساروں میں سے دوشن ترین سارے کی طرح چیکت ہوں گے۔ جنت میں وہ بول وبراز اور تھوک، بلغم سے پاک ہوں گے، ان کی سیسے روشن ترین سارے کی طرح ساٹھ ہاتھ ہوگا۔ کی انگیٹیٹھیوں میں خوشبودار لکڑی ہوگی، ان کی بیویاں الحور العین ہوں گی، ان کا قد آدم غلیٹیٹا کی طرح ساٹھ ہاتھ ہوگا۔ (صحیح البخاری، أول کتاب الانبیاء) صحیح بخاری ہی کی ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مومن کو دو ہویاں ملیں گی، ان کی حصن وجمال کا یہ حال ہوگا کہ ان کی پیڈلی کا گودا گوشت کے بیجھے سے نظر آئے گا۔ (کتاب بدء الخلق، باب ما روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مومن کو دو بویاں میں جاء فی صفۃ البخنة) بعض نے کہا یہ دو بیویاں حوروں کے علاوہ، دنیا کی عور توں میں سے ہوں گی۔ لیکن چونکہ ۲۲ حوروں والی روایت سندا صحیح نہیں۔ اس لیے بظاہر یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ ہر جنتی کی کم از کم حور سمیت دو بیویاں ہوں گی۔ تائم وَلَهُمْ فِیْهَا مَا یَشْتُهُوْنَ کَ کے حَت زیادہ بھی ممکن ہیں۔ واللہ اعلی طرزیہ دیکھ نے البدی ببند کرد)

نَشَآءٌ قَنِعُمَ أَجُرُ الْعُلِمِلِينَ @

ۅؘڗؘؽ الْمَلَيِّكَةَ حَاقِيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَوْشِ يُسَيِّحُونَ بِحَمْدِ رَيِّمْ ۚ وَفْضَى بَيْنَكُمْ مُ رِالْحُقِّ وَوَلِّلُ الْمَكُولُورِةِ الْعَلَمِ مِنْ

میں جہاں چاہیں مقام کریں پس عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔

20. اور تو فرشتوں کو اللہ کے عرش کے اردگرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے دیکھے گا<sup>(1)</sup> اور ان میں انصاف کا فیصلہ کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ساری خوبی اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔<sup>(1)</sup>

\_

ا. قضائے اللی کے بعد جب اہل ایمان جنت میں اور اہل کفر وشرک جہنم میں چلے جائیں گے، آیت میں اس کے بعد کا نقشہ بیان کیا گیا ہے کہ فرشتے عرش اللی کو گھیرے ہوئے نشیج و تخمید میں مصروف ہوں گے۔

۲. یہاں حمد کی نسبت کسی ایک مخلوق کی طرف نہیں کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز (ناطق وغیر ناطق) کی زبان پر حمد الٰہی کے ترانے ہوں گے۔

### سورۂ مومن مکی ہے اور اس میں پچاہی آیتیں اور نو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### ا. لحقرً

 اس کتاب کا نازل فرمانا<sup>(۱)</sup> اس الله کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے۔<sup>(۲)</sup>

س. گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول فرمانے والا (۳) سخت عذاب والا (۱۳) انعام وقدرت والا، (۵) جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے۔

الله تعالی کی آیتوں میں وہی لوگ جھڑتے ہیں جو کافر ہیں<sup>(۱)</sup> پس ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو

# مُنْوَلِقُوالْمُؤْمِينِ مُنْوَالْمُؤْمِينِ مُنْوَالْمُؤْمِينِ مِنْ مُنْوَالْمُؤْمِينِ مِنْ مُنْوَالْمُؤْمِينِ

## بنسم الله الرَّحْمَن الرَّحِيْوِن

#### احم()

تَنْزِيْلُ الْكِتْبِ مِنَ اللهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْدِ

غَافِرِالنَّدَيُّ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْمِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَرَالِهُ إِلَّاهُو لِلَيْهِ الْمَصِيْدُ

مَايُعُادِلُ فِنَّ الْبِاللهِ اللهِ الَّذِينَ كَفَرُوافَلَا يَغُرُرُكَ تَقَتُّبُهُمْ فِي الْمِلَادِ۞

🖈. اس سورت کو سورة غافر اور سورة الطول بھی کہتے ہیں۔

ا. یا تَنْزِیْلٌ، مُنزَّلٌ کے معنی میں ہے، لعنی اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے جس میں جھوٹ نہیں۔

۲. جو غالب ہے، اس کی قوت اور غلبے کے سامنے کوئی پر نہیں مار سکتا۔ علیم ہے، اس سے کوئی ذرہ تک پوشیدہ نہیں چاہے وہ کتنے بھی کشیف پر دوں میں چھیا ہو۔

سا. گزشتہ گناہوں کو معاف کرنے والا اور مستقبل میں ہونے والی کو تاہیوں پر توبہ قبول کرنے والا ہے۔ یا اپنے دوستوں کے لیے غافر ہے اور کافر ومشرک اگر توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

٣. ان كے ليے جو آخرت پر دنيا كو ترجيح ديں اور تمر د وطغيان كا راستہ اختيار كريں يہ اللہ كے اس قول كى طرح بى ہے۔
﴿ وَيَّى عِبْلُوكَ اَنِّى اَلْاَلْفَقُو اُلْاَئِيْمُ ﴾ وَاَنْ عَذَائِي هُوَالْعَدَائِ الْلَائِمُ ﴾ (الحجر: ٢٩-٥٠) (ميرے بندوں كو بتلادو كہ ميں غفور
ورجيم بول اور ميرا عذاب بھى نہايت دردناك ہے) قرآن كريم ميں اكثر جُله يہ دونوں وصف ساتھ ساتھ بيان كيے گئے
ہيں تاكہ انسان خوف اور رجاء كے درميان رہے۔ كيونكہ محض خوف بى خوف، انسان كو رحمت ومغفرت اللى سے مايوس
كرسكتا ہے اور نرى اميد گنابوں ير دلير كرديتى ہے۔

۵. طَوْلٌ کے معنی فراخی اور تو نگری کے ہیں، لینی وہی فراخی اور تو نگری عطا کرنے والا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کے معنی ہیں، انعام اور تفضل۔ لینی اپنے بندول پر انعام اور فضل کرنے والا ہے۔

۲. اس جھڑے سے مراد ناجائز اور باطل جھڑا (جدال) ہے جس کا مقصد حق کی تکذیب اور اس کی تردید وتغلیط ہے۔ ورنہ

دھوکے میں نہ ڈالے۔(۱)

كَنَّ بَتْ تَبَلُهُمْ قَوْمُ نُثُوْجٍ وَ الْكَفْزَاكِ مِنَ الْكَفْزَاكِ مِنَ الْكَافِرِهُمُ وَكَافُوا الْمِنْ بَعْدِ هِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّا إِبْرَسُولِهِمْ لِيَا خُذُوهُ وَجَادَ لُوابِالْبَاطِلِ لِيُدُحِثُوا لِيهِ الْحَقَّ فَانَفْنُهُمُّ فَكَيْفَ كَانَ عِقَالِ

6. ان سے پہلے قوم نوح (عَلَيْكِا) نے اور ان كے بعد كے گروہوں نے بھی جھٹلایا تھا۔ اور ہر امت نے اپنے رسول كو گر قار كرلينے كا ارادہ كيا<sup>(1)</sup> اور باطل كے ذريع كى بحثياں كيں، تاكہ ان سے حق كو بگاڑديں<sup>(1)</sup> پس ميں نے ان كو پکڑليا، سو ميرى طرف سے كيبى سزا ہوئى۔<sup>(1)</sup> بى اور اسى طرح آپ كے رب كا حكم كافروں پر ثابت ہوگيا كہ وہ دوز فى ہیں۔<sup>(۵)</sup>

ۉۘڲؽ۬ڶڮػڂٞۛؾؙؖػڟؚؠػؙۯؾؚػٷٙڸٵڷۜۮؚؽؽؘػڡؙٚؠؙٛۉٙٳ ٲڎٞۿؙۄٞٳڞؗۼٮ۠ٵڶؾٚٳڕ۞ٙ

2. عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس
کے (فرشتے) اپنے رب کی شیخ حمد کے ساتھ ساتھ
کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں
کے لیے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے
پروردگار! تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر

ٱلّذِيْنَ يَكِمُلُونَ الْعُرْشَ وَمَنُ حُولُهُ يُسَبِّحُونَ عِمَدِ رَبِّهِمُ وَيُؤُمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِيْنَ امْنُواْ رَبِّنَا وَسِعُتَ كُلَّ شُكُلُّ رَّحُمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرُ لِلَّذِيْنَ تَالْمُوا وَاتَّبَعُواْ اسِيلُكَ وَقِهِمُ عَذَابَ الْمَجَعِيْمِ ۞

جس جدال (بحث ومناظرہ) کا مقصد ایضاح حق، ابطال باطل اور منگرین و معترضین کے شبہات کا ازالہ ہو، وہ مذموم نہیں نہایت محمود و مستحن ہے۔ بلکہ اہل علم کو تو اس کی تاکید کی گئی ہے، ﴿ لَنَّئِيَةٌ اَلِلْتَابِسِ وَلَا تَکْتُهُوْنَهُ ﴾ (آل عمران: ۱۸۵) (تم است کو گویانا انتا سخت اسے لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرنا، اسے چھپانا نہیں)۔ بلکہ اللہ کی نازل کردہ کتاب کے دلائل وبراہین کو چھپانا اتنا سخت جرم ہے کہ اس پر کائنات کی ہر چیز لعنت کرتی ہے۔ (البقرة: ۱۵۹)

ا. یعنی یہ کافر ومشرک جو تجارت کرتے ہیں، اس کے لیے مختلف شہروں میں آتے جاتے اور کثیر منافع حاصل کرتے ہیں، یہ اپنے کفر کی وجہ سے جلد ہی مؤاخذہ الهی میں آجائیں گے، یہ مہلت ضرور دیے جارہے ہیں لیکن انہیں مہمل نہیں چھوڑا جائے گا۔
 ۲. تاکہ اسے قید یا قتل کردیں یا سزا دیں۔

سب لیعنی اپنے رسولوں سے انہوں نے جھڑا کیا، جس سے مقصود حق بات میں کیڑے نکالنا اور اسے کمزور کرنا تھا۔ ۱۲. چنانچہ میں نے ان حامیان باطل کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیا، پس تم دیکھ لو ان کے حق میں میرا عذاب کس طرح آیا اور کیسے انہیں حرف غلط کی طرح مٹادیا گیا یا انہیں نثان عبرت بنادیا گیا۔

۵. مقصد اس سے اس بات کا اظہار ہے کہ جس طرح سیجیلی امتوں پر تیرے رب کا عذاب ثابت ہوا اور وہ تباہ کردی گئیں، اگر یہ اہل مکہ بھی تیری تکذیب اور خالفت سے باز نہ آئے اور جدال بالباطل کو ترک نہ کیا تویہ بھی اسی طرح عذاب البی کی گرفت میں آجائیں گے، پھر کوئی انہیں بچانے والا نہیں ہوگا۔

ر کھا ہے، پس تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔(۱)

> رَبَّنَا وَادُخِلُهُمُ جَنِّتِ عَدُنِ إِلَّتِي وَعَدُتَّهُوُ وَمَنُ صَلَحَ مِنُ الْبَأَبِهِوُ وَ اَزُواجِهِمُ وَذُرِّيْتِ تِومُرُّاتِّكَ اَنْتَ الْعَرَزِيُزُ الْحَكِيْمُ

٨. اے ہمارے رب! تو انہیں ہیشگی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک ہیں۔ (۲) یقیناً تو تو غالب وباحکمت ہے۔
 ۹. انہیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ، (۳) حق تو یہ ہے کہ اس دارت نے جہ کہ اس دیں جہ کہ اس دین اور اس دین جہ کہ اس دین جہ کہ اس دین جہ کہ اس دین ہیں۔ اس دین جہ کہ اس دین ہو تو خوا دین جہ کہ اس دین ہو تو خوا دین کے دین ہو تو خوا دین کے دین

ۅؘقِهِمُ السِّيّاتِ وَمَنْ تَقِ السِّيّاتِ يَوْمَبٍ نِ فَقَدُ رَعِمْتَهُ وَذَٰ لِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۚ

اس دن تونے جسے برائیوں سے بچالیا اس پر تونے رحمت کردی اور بہت بڑی کامیابی تو یہی ہے۔

ا. اس میں ملائکہ مقربین کے ایک خاص گروہ کا تذکرہ اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اس کی وضاحت ہے، یہ گروہ ان فرشتوں کا ہے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے ارد گرد ہیں۔ ان کا ایک کام یہ ہے کہ یہ اللہ کی تتبیح و تحمید کرتے ہیں، یعنی نقائص سے اس کی تنزیہ، کمالات اور خوبیوں کا اس کے لیے اثبات اور اس کے سامنے عجز و تذلل یعنی (ایمان) کا اظہار کرتے ہیں۔ دوسراکام ان کا یہ ہے کہ یہ اٹل ایمان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتے چار ہیں، گہا جاتا ہے کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتے چار ہیں، مگر قیامت کے دن ان کی تعداد آٹھ ہوگی۔ (این کیر)

۲. لیخی ان سب کو جنت میں جع فرمادے تاکہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اس مضمون کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا گیا ہے، ﴿وَالَّذِیْنَ اَمْتُوْاُ وَاتَّبَعَتُهُمُ فَرْتِیَّتُهُمُ بِلِیْمَانِ اَلْحَقْمَا اِبِهِمَ فَرْتِیَتَهُمُ وَمَا اَلْتَنْهُمْ مِیْنِ عَبَلِهِمُ وَمِنَ اَلْتَنْهُمْ مِیْنِ عَبَلِهِمُ وَرَیّا اَلْتَنْهُمْ مِیْنِ عَبَلِهِمُ وَرَیّا اَلْتَنْهُمْ مِیْنِ عَبَلِهِمُ وَمِنَ اللّهِ اللّهِ عَلَى بیروی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ کی، ملادیا ہم نے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور ہم نے ان کے عملوں میں سے کچھ کم نہیں کیا)۔ یعنی سب کو جنت میں اس طرح کیساں مرتبہ دے دیا کہ اونی کو بھی اعلیٰ مقام عطاکر دیا۔ یہ نہیں کیا کہ اعلیٰ مقام میں کی کرکے انہیں اونیٰ مقام پر لے آئے، بلکہ ادنیٰ کو اٹھاکر اعلیٰ کر دیا اور اس کے عمل کی کی کو اپنے فضل وکرم سے پورا کر دیا۔

سل سیئات سے مراد یہاں عقوبات ہیں یا پھر جزاء محذوف ہے لیعنی انہیں آخرت کی سزاؤں سے یا برائیوں کی جزاء سے بچانا۔ ۱۲ بیعنی آخرت کے عذاب سے فئے جانا اور جنت میں داخل ہوجانا، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اس لیے کہ اس جیسی کوئی کامیابی نہیں اور اس کے برابر کوئی نجات نہیں۔ ان آیات میں اہل ایمان کے لیے دو عظیم خوشخریاں ہیں، ایک تو یہ کہ فرشتے ان کے لیے دو عظیم خوشخریاں ہیں، ایک تو یہ کہ فرشتے ان کے لیے فائبانہ دعا کرتے ہیں۔ (جس کی حدیث میں بڑی فضیلت وارد ہے) دوسری یہ کہ اہل ایمان کے خاندان جنت میں اکٹھے ہوجائیں گے۔ جَعَلَنَا اللهُ مِنَ الَّذِیْنَ یُلْحِقُهُمُ اللهُ بِآبَائِهِمُ الصَّالِحِیْنَ.

اِتَّاكَ ذِينُنَ كَفَرُوْائِينَادَوْنَ لَمَقُتُ اللَّهِ ٱكْبَرُونُ مَّقْتِكُوْ اَنْفُسُكُوْ اِذْ تُدُعُوْنَ اِلَى الْإِيْمَانِ فَتَكُفُّرُونَ⊙

قَالُوُارَتَبَنَآاَمُثَنَااثُنَتَيْنِ وَاحْيِيْتَنَااثُنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْكَايِدُ نُوْرِيَافَهَلُ إِلَى خُرُوجٍ مِّنُ سَبِيْلِ®

ذٰلِكُوْ بِيَاتُنَّهُ ٓ اِذَا دُعَى اللهُ وَحْمَىٰهُ كَفَرُ تُوُوَّلُ يُشْرُكُوُ بِهِ تُؤُمِنُواْ فَالْحُكُوْلِللهِ الْحَلِيِّ الْكَيْمُوِ۞

• ا. بے شک جن لوگوں نے کفر کیا انہیں یہ آواز دی جائے گی کہ یقیناً اللہ کا تم پر غصہ ہونا اس سے بہت زیادہ ہے جو تم غصہ ہوتے سے اپنے جی سے، جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے سے پھر کفر کرنے لگتے ہے۔ (۱) ال. وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو بار ہی جلایا، (۳) اب ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں، (۳) تو کیا اب کوئی راہ نکلنے کی بھی ہے؟ (۳) اقراری ہیں، (۳) تو کیا اب کوئی راہ نکلنے کی بھی ہے؟ (۳) اللہ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار کرجاتے سے اور اگر اس کے اللہ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار کرجاتے سے اور اگر اس کے

ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان کیتے تھے<sup>(۵)</sup> پس

ا. مَقْتٌ، سخت ناراضی کو کہتے ہیں۔ اہل کفر جو اپنے کو جہنم کی آگ میں جھلتے دیکھیں گے، تو اپنے آپ پر سخت ناراض ہول گے، اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ دنیا میں جب تنہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم انکار کرتے تھے، تو اللہ تعالی اس سے کہیں زیادہ تم پر ناراض ہوتا تھا جتنا تم آج اپنے آپ پر ہورہے ہو۔ یہ اللہ کی اس ناراضی ہی کا نتیجہ ہے کہ آج تم جہنم میں ہو۔

۲. جمہور مضرین کی تفسیر کے مطابق، دو موتوں میں سے پہلی موت تو وہ نطفہ ہے جو باپ کی پشت میں ہوتا ہے۔ لینی اس کے وجود (ہست) سے پہلے اس کے عدم وجود (ہیست) کو موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور دوسری موت وہ ہے جس سے انبان اپنی زندگی گرزار کر ہمکنار ہوتا اور اس کے بعد قبر میں دفن ہوتا ہے اور دو زندگیوں میں سے پہلی زندگی، یہ دنیوی زندگی ہے، جس کا آغاز ولادت سے اور اختیام وفات پر ہوتا ہے۔ اور دوسری زندگی وہ ہے جو قیامت کے دن قبروں سے الحضے کے بعد عاصل ہوگی۔ انہی دو موتوں اور دو زندگیوں کا تذکرہ، ﴿ کَیْفُ تَکُفُرُونَ بِاللّٰهِ وَ کُونِدُونَ اللّٰهِ وَ کُونِدُونَ اللّٰهِ وَ کُونِدُونَ اللّٰهِ وَ کُونِدُونَ اللّٰهِ کَ ساتھ کیے کفر کرتے ہو؟ حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تہیں زندہ کیا، پھر تہیں مار ڈالے گا، پھر زندہ کرے گا) میں بھی کیا گیا ہے۔

سل لینی جہنم میں اعتراف کریں گے جہال اعتراف کا کوئی فائدہ نہیں اور وہال پشیمان ہونگے جہال پشیمانی کی کوئی حیثیت نہیں۔ ۸. یہ وہی خواہش ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کیا گیا ہے کہ ہمیں دوبارہ زمین پر بھیج دیا جائے، تاکہ ہم نیکیاں کماکر لائیں۔

۵. یہ ان کے جہنم سے نہ نکالے جانے کا سبب بیان فرمایا کہ تم دنیا میں اللہ کی توحید کے مکر شے اور شرک تمہیں
 مرغوب تھا، اس لیے اب جہنم کے دائی عذاب کے سوا تمہارے لیے کچھ نہیں۔

اب فیصله الله بلند وبزرگ ہی کا ہے۔(۱)

اور وہی ہے جو تہہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور تہہارے لیے آسان سے روزی اتارتا ہے، (۲) نصیحت تو صرف وہی حاصل کرتے ہیں جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتے ہیں۔ (۳)

۱۳ تم الله کو پکارتے رہو اس کے لیے دین کو خالص کرکے گو کافر برا مانیں۔(۴)

10. بلند درجوں والا عرش کا مالک وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی نازل فرماتا ہے، (۵) تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔

۱۲. جس دن سب لوگ ظاہر ہوجائیں گے، (۱) ان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گی۔ آج کس کی بادشاہی

هُوَاتَّذِي مُنْ ِنَكُمُ البَيّهِ وَيُنَزِّلُ لَكُوُمِّنَ السَّمَا ۚ دِزُقًا وَمَالِتَنَكَّرُ الِآمَنُ ثُيْنِيُ ۞

فَادُعُوااللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْكِرَهُ الْكَفِرُونَ۞

ۯ؋ؽڠؙٵڵڐڒڂؚؾؚۮؙۅٲڷۼۯؿڷ۠ؽؙڷؚؚٙٙٙٙٙڡٵڷڗؙۅٛػؚؠڽٛ ٱمُرِ؋ٚعَلٰمَنۘڲؾؘؽٚٲءؙڡؚڹؙ؏ؠڹڶۅ؋ڸؽؙٮؙٝۏڒؽۅؙڡؘ السَّلاقِ۞۫

يَوْمَرُهُمُ بَارِنُ وُنَ ةَ لَايَخْفَى عَلَى اللهِ مِنْهُمُ شَيْعٌ ْلِمِنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ْبِللهِ الْوَاحِدِ الْقَفَّالِرِ ۞

ا. اس ایک اللہ کا تھم ہے کہ اب تمہارے لیے جہنم کا عذاب ہمیشہ کے لیے ہے اور اس سے نگلنے کی کوئی سبیل نہیں۔ جو عَلِيٌّ لیعنی ان باتوں سے بلند ہے کہ اس کی ذات یا صفات میں کوئی اس جیسا ہو اور کَبِیرٌ لیعنی ان باتوں سے بہت بڑا ہے کہ اس کے کوئی مثل ہو یا بیوی اور اولاد ہو یا شریک ہو۔

۲. یعنی پانی جو تمہارے لیے تمہاری روزیوں کا سبب ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے اظہار آیات کو انزال رزق کے ساتھ جمع فرمادیا کے اللہ اور روزیاں ابدان کی بنیاد میں۔ یوں یہاں دونوں بنیادوں کو جمع فرمادیا گیا ہے۔ (ٹی اللہ).

سال الله کی اطاعت کی طرف، جس سے ان کے دلوں میں آخرت کا خوف پیدا ہوتا ہے اور احکام وفرائض اللی کی پابندی کرتے ہیں۔ کرتے ہیں۔

سم. لیعنی جب سب کچھ اللہ ہی اکیلا کرنے والا ہے تو کا فرول کو چاہے کتنا بھی ناگوار گزرے، صرف اسی ایک اللہ کو پکارو، اس کے لیے عبادت واطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔

۵. رُوْحٌ سے مراد وقی ہے جو وہ بندوں میں سے ہی کسی کو رسالت کے لیے چن کر، اس پر نازل فرماتاہے، وقی کو روح سے اس طرح وقی سے بھی سے اس لیے تعبیر فرمایا کہ جس طرح روح میں انسانی زندگی کی بقاء وسلامتی کا راز مضمر ہے۔ اس طرح وقی سے بھی ان انسانی قلوب میں زندگی کی اہر دوڑجاتی ہے جو پہلے کفر وشرک کی وجہ سے مردہ ہوتے ہیں۔

۲. لینی زندہ ہوکر قبروں سے باہر نکل کھڑے ہوں گے۔

ے؟ (۱) فقط اللہ واحد وقہار کی۔ <sup>(۲)</sup>

12. آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج (کسی قشم کا) ظلم نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔(۳)

1. اور انہیں بہت ہی قریب آنے والی ('') (قیامت سے) آگاہ کرد بیجی، جب کہ دل حلق تک پہنچ جائیں گے اور سب خاموش ہوں گے، (۵) اور ظالموں کا نہ کوئی ولی دوست ہوگا نہ سفار شی، کہ جس کی بات مانی جائے گ۔ 19. وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو (خوب) جانتا ہے۔ (۱)

ٱڵؽۅؙۛڡٞڒؙۼ۠ڂؽػؙڷؙٮؘٚڡٚۺٟٳؠؠٵڰٮڹؖڐؙڒڟ۠ڵۄؘ اڵؽۅٛڡڒ۠ٳڽۜٙٳڵڵؗؗؗڡۺڔؽؙڠٳڶؙؚۣڛٵڔ۞

ۅؘٲٮ۬ؽ۬ۯۿؙۄ۫ۑؘۅ۫ڡؘۘۯٲڵڒۏؚڡؘڐٳۮؚٲڨؙڷؙۅ۠ۘٛڹؙڷٮٙؽٵػ۬ڬٵڃؚڔ ڰٵڟؚؠؽڹؘڎ؞ۘۘٮٵڸڵڟ۠ڸؠؽڹ؈ؙػڡؚؽڡۭۅۜۊٙڵڶۺؘڣؽۄ۪ ؿؙڟٵڂ۞

يَعْلَمُ خَالِمَنَةَ الْزَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۞

ا. یہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے گا، جب سارے انسان اس کے سامنے میدان محشر میں جمع ہوں گے، اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مشی میں اور آسان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا، اور کھے گا میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ (سجے بناری، سورۂ زمر)

۲. جب کوئی نہیں بولے گا تو یہ جواب اللہ تعالی خود ہی دے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک فرشتہ منادی کرے گا، جس کے ساتھ ہی تمام کافر اور مسلمان بیک آواز یہی جواب دیں گے۔ (فٹر القدیر)

M. اس لیے کہ اسے بندوں کی طرح غوروفکر کرنے کی ضرورت نہ ہوگ۔

- ٣٠. آزِفَةٌ ك معنى مين قريب آنے والى۔ يه قيامت كا نام ہے، اس ليے كه وه تھى قريب آنے والى ہے۔
- ۵. لینی اس دن خوف کی وجہ سے دل اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے۔ کاظِمِیْنَ عُم سے بھرے ہوئے، یا روتے ہوئے، یا خاموش، اس کے تینوں معنی کیے گئے ہیں۔

١٠. اس ميں اللہ تعالىٰ كے علم كامل كا بيان ہے كہ اسے تمام اثياء كا علم ہے۔ چھوٹی ہو يا بڑی، باريک ہو يا موٹی، اعلیٰ مرتبے كی ہو يا چھوٹ مرتبے كی۔ اس ليے انسان كو چاہيے كہ جب اس كے علم واحاطہ كا يہ حال ہے تو اس كی نافرمانی سے اجتناب اور صحیح معنوں ميں اس كا خوف اپنے اندر پيدا كرے۔ آگھوں كی خيانت يہ ہے كہ دزديدہ نگاہوں سے ديكھا جائے۔ جيسے راہ چلتے كى حسين عورت كو تنكھوں سے ديكھا۔ (سينوں كی باتوں ميں) وہ وسوسے بھی آجاتے ہیں جو انسان كے دل ميں پيدا ہوتے رہتے ہیں، وہ جب تك وسوسے ہی رہتے ہیں لیعنی ایک لحمہ گزراں كی طرح آتے اور ختم ہوجاتے ہیں، تب تک تو وہ قابل مؤاخذہ نہيں ہوں گے۔ ليكن جب وہ عزائم كا روپ دھارلیں تو پھر ان كا مؤاخذہ ہوسكتا ہے، چاہے ان پر عمل كرنے كا انسان كو موقع نہ ملے۔

وَاللهُ يَقْضِى بِالْمَحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدُ عُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ لَا يَقْضُوْنَ بِشَىٰ ۚ إِنَّ اللهَ هُوَالسَّمِيُعُ الْبَصِيْرُ ۚ

اَوَكَمْ يَمِينُوُوْافِى الْوَرُضِ فَيَنْظُرُوُا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوُامِنَ تَبُلِاهِمْ كَانُوْاهُمُ اَشَكَّ مِنْهُمُ قُوْقًةٌ قَاثَارًا فِي الْوَرْضِ فَاَخَدَهُمُ اللهُ بِذُنْوُبِهِمُ وْمَاكَانَ لَهُمُوسِّنَ اللهِ مِنُ قَاقٍ™َ اللهُ بِذُنْوُبِهِمُ وْمَاكَانَ لَهُمُوسِّنَ اللهِ مِنُ قَاقٍ™َ

ذلكَ بِأَنَّهُوُكَانَتُ تَّانِيُهِوَ رُسُلُهُوُ رِبَالْبَتِنْتِ فَكَفَرُوْا فَاخَذَهُ هُوْاللَّائِنَّةُ قَوِيٌّ شَدِيْنُ الْعِقَابِ

اور الله تعالى شيك شيك فيصله كردے كا اس
 عوا جنهيں يہ لوگ پكارتے ہيں وہ كسى بھى چيز كا فيصله نہيں كركتے، (۱) بيشك الله تعالى خوب سنتا خوب
 ديكھا ہے۔

۲۱. کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ جو اوگ ان سے پہلے تھے ان کا نتیجہ کیما پھھ ہوا؟ وہ باعتبار قوت وطاقت کے اور باعتبار زمین میں اپنی یادگاروں کے ان سے بہت زیادہ تھے، پس اللہ نے انہیں ان کے گناہوں پر پکڑلیا اور کوئی نہ ہوا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچا لیتا۔ (۲)

۲۲. یہ اس وجہ سے کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر معجزے لے لے کر آتے تھے تو وہ انکار کردیتے تھے، (۳) پس اللہ انہیں کیڑلیتا تھا۔ یقیناً وہ طاقتور اور سخت عذاب والا ہے۔

ا. اس لیے کہ انہیں کی چیز کا علم ہے نہ کی پر قدرت، وہ بے خبر بھی ہیں اور بے اختیار بھی، جب کہ فیصلے کے لیے علم واختیار دونوں چیزوں کی ضرورت ہے اور یہ دونوں خوبیاں صرف اللہ کے پاس ہیں، اس لیے صرف ای کو یہ حق پہنچنا ہے کہ وہ فیصلہ کرے اور وہ یقیناً حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا، کیونکہ اسے کسی کا خوف ہوگا نہ کی سے حرص وطعے۔

۲. گزشتہ آیات میں احوال آخرت کا بیان تھا، اب دنیا کے احوال سے انہیں ڈرایا جارہا ہے کہ یہ لوگ ذرا زمین میں چل پھر کر ان قوموں کا انجام دیکھیں، جو ان سے پہلے اس جرم تکذیب میں ہلاک کی گئیں جس کا ارتکاب یہ کررہے ہیں۔ درآں حالیکہ گزشتہ قومیں قوت وآثار میں ان سے کہیں بڑھ کر تھیں، لیکن جب ان پر اللہ کا عذاب آیا تو انہیں کوئی نہیں بچا سکا۔ اس طرح تم پر بھی عذاب آیا تو انہیں کوئی نہیں بچا سکا۔ اس طرح تم پر بھی عذاب آسکتا ہے، اور اگر یہ آگیا تو پھر کوئی تمہارا پشت پناہ نہ ہوگا۔

سل یہ ان کی ہلاکت کی وجہ بیان کی گئی ہے، اور وہ ہے اللہ کی آیتوں کا انکار اور پیغیمروں کی تکذیب۔ اب سلسلہ نبوت ورسالت تو بند ہے تاہم آفاق وانفس میں بے شار آیات الہی بھری اور پھیلی ہوئی ہیں۔ علاوہ ازیں وعظ و تذکیر اور دعوت و تبلیغ کے ذریعے سے علماء اور داعیان حق ان کی وضاحت اور نشاندہی کے لیے موجود ہیں۔ اس لیے آئ بھی جو آیات الہی سے اعراض اور دین وشریعت سے غفلت کرے گا، اس کا انجام مکذبین اور مکرین رسالت سے مخلف نہیں ہوگا۔

وَلَقَدُ أَرُسُكُنَا مُولِسي بِالْيِتِنَا وَسُلَطِن مُّبِينِينَ ﴿

الى فِرْعُوْنَ وَهَامُنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوُاسْحِرُ كَنَّابُ۞

فَكَمْنَا جَآءُهُمُ بِالْحُقِّ مِنُ عِنْدِنَا قَالُواافَتُلُوَّا ٱبْنَآءَالَانِيُنَا اٰمُنُوَّامِعَهُ وَاسْتَحُيُّوانِسَاءَهُمُوُّ وَمَاكَيْدُالْكِفِرِيْنَ الِّافِيْ ضَلْلٍ ۞

۲۳. اور ہم نے موسیٰ (عَلَیْمِلاً) کو اپنی آیتوں اور کھلی دلیلوں کے ساتھ بھیجا۔ (۱)

۲۳. فرعون ہامان اور قارون کی طرف تو انہوں نے کہا (یہ تو) جادو گر اور جھوٹا ہے۔

۲۵. پس جب ان کے پاس (موسیٰ عَلَیْمِلًا) ہماری طرف سے (دین) حق لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ اس کے ساتھ جو ایمان والے ہیں ان کے لڑکوں کو تو مار ڈالو اور ان کی لڑکوں کو زندہ رکھو<sup>(۳)</sup> اور کافروں کی جو حیلہ سازی ہے وہ غلطی میں ہی ہے۔

ا. آیات سے مراد وہ نو نشانیاں بھی ہوسکتی ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، یا عصا اور بد بیناء والے دو بڑے واضح مجزات بھی، سُلْطَانِ مُّبِیْنِ سے مراد قوی دلیل اور ججت واضحہ، جس کا کوئی جواب ان کی طرف سے ممکن نہیں تھا، بجز ڈھٹائی اور بے شرمی کے۔

۲. فرعون، مصر میں آباد قبط کا بادشاہ تھا، بڑا ظالم وجابر اور رب اعلیٰ ہونے کا دعوے دار۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ اللہ فرعون کی تعدد مقامات پر
 کی قوم بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا اور اس پر طرح طرح کی شختیاں کرتا تھا، جیسا کہ قرآن کے متعدد مقامات پر
 اس کی تفصیل ہے۔ بامان، فرعون کا وزیر اور مشیر خاص تھا۔ قارون اپنے وقت کا مال دار ترین آدمی تھا، ان سب نے پہلے لوگوں کی طرح حضرت موسیٰ علیہ اللہ کا قائل کے تکذیب کی اور انہیں جادوگر اور کذاب کہا۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا گیا، پہلے لوگوں کی طرح جو گذائی ماآئی الکویٹی میں قبل الا قائل اللہ کا اللہ اللہ اللہ کا کہ کہ کہ دیا کہ یا تو یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔ کیا یہ لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں، ان کے پاس جو بھی نبی آیا۔ انہوں نے کہہ دیا کہ یا تو یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔ کیا یہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے گئے ہیں؟ نبیں بلکہ یہ سب کے سب سرش ہیں)۔

سا، فرعون یہ کام پہلے بھی کررہا تھا تاکہ وہ بچے پیدا نہ ہو، جو نجومیوں کی بیش گوئی کے مطابق، اس کی بادشاہت کے لیے خطرے کا باعث تھا۔ یہ دوبارہ تھم اس نے حضرت موکا علیقا کی تذلیل وابات کے لیے دیا، نیز تاکہ بن اسرائیل موسیٰ علیقا کے وجود کو اپنے لیے مصیبت اور نحوست کا باعث سمجھیں، جیسا کہ فی الواقع انہوں نے کہا، ﴿أَوْوَ بُیّنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَالَیْتِیْنَا وَمِنْ بَعْلِ مَاجِئَتَمَنَا ﴾ (الاعراف:۱۹۱) (اے موسیٰ! (علیقا) تیرے آنے سے قبل بھی ہم اذیتوں سے دوچار سے اور تیرے آنے کے بعد بھی ہم اذیتوں سے دوچار سے اور تیرے آنے کے بعد بھی ہمارا یہی حال ہے)۔

م. لینی اس سے جو مقصد وہ حاصل کرنا چاہتا تھا کہ بنی اسرائیل کی قوت میں اضافہ اور اس کی عزت میں کی نہ ہو۔ یہ اسے حاصل نہیں ہوا، بلکہ اللہ نے فرعون اور اس کی قوم کو ہی غرق کردیا اور بنی اسرائیل کو بابرکت زمین کا وارث بنادیا۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنَ ٓ) قَتُلُمُوْلِي وَلَيْدُعُ رَبُّهُ ۚ ۚ إِنِّنَّ ٓ اَخَاتُ اَنُّ يُّيَدِّلَ دِيْنَكُوْ اَوْاَنُ يُظْهِـِـرَ فِي الْاَئْرُضِ الْفَسَـادَ⊙

وَقَالَ مُوْسَى إِنِّى عُدُثُ بِرَ بِنَ وَرَتِيِكُمُ مِّنُ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ۞

۲۷. اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ (عَالِيَّلِاً)
کو مار ڈالوں<sup>(۱)</sup> اور اسے چاہیے کہ اپنے رب کو پکارے،<sup>(۲)</sup>
مجھے تو ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں کوئی (بہت بڑا) فساد بریا نہ کردے۔<sup>(۳)</sup>

۲۷. اور موسیٰ (عَالِیَاً) نے کہا میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس تکبر کرنے والے شخص (کی برائی) سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتے۔(۲)

۲۸. اور ایک مومن شخص نے -جو فرعون کے خاندان میں سے تھا اور اپنا ایمان چیپائے ہوئے تھا- کہا کہ کیا تم ایک شخص کو محض اس بات پر قبل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور تمہارے رب کی طرف سے ولیلیں لے کر آیا ہے، (۵) اگر وہ جھوٹا ہوتو اس کا جھوٹ اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہو، تو جس (عذاب) کا وہ تم سے وعدہ کررہا ہے اس میں سے پچھ نہ پچھ تو تم پر

ا. یہ غالباً فرعون نے ان لوگوں سے کہا جو اسے مولی علیمیا کو قتل کرنے سے منع کرتے تھے۔

۲. یہ فرعون کی دیدہ دلیری کا اظہار ہے کہ میں دیکھوں گا اس کا رب اسے کیسے بچاتا ہے، اسے پکار کر دیکھ لے، یا رب ہی کا انکار ہے کہ اس کا کون سا رب ہے جو بچالے گا، کیونکہ رب تو وہ اپنے آپ کو کہتا تھا۔

سا العنی غیر اللہ کی عبادت سے ہٹاکر ایک اللہ کی عبادت پر نہ لگادے یا اس کی وجہ سے فساد نہ پیدا ہوجائے۔ مطلب یہ تھا کہ اس کی دعوت اگر میری قوم کے کچھ لوگوں نے قبول کرلی، تو وہ نہ قبول کرنے والوں سے بحث و تکرار کریں گے جس سے ان کے درمیان لڑائی جھڑا ہوگا جو فساد کا ذریعہ ہے گا یوں دعوت توحید کو اس نے فساد کا سبب اور اہل توحید کو فسادی وہ خود تھا اور غیر اللہ کی عبادت ہی فساد کی جڑ ہے۔

٧٠. حضرت موى عَلَيْكِا كَ عَلَم ميں جب يہ بات آئى كہ فرعون مجھے قتل كرنے كا ارادہ ركھتا ہے تو انہوں نے اللہ سے اس كے شر سے بچنے كے ليے دعا مائى۔ نبى مَكَافَئْنِا كَم كو جب دشمن كاخوف ہوتا تو يہ دعا پڑھتے «اَكَلُّهُم إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْدِهِمْ وَنَعُودُ ذُبِكَ مِنْ شُرُوْدِهِمْ» (مسند أحمد: ٣١٥/٣) (اے اللہ! ہم تجھ كو ان كے مقابلے ميں كرتے ہيں اور ان كى شرارتوں سے تيرى پناہ طلب كرتے ہيں)۔

۵. لینی اللہ کی ربوہیت پر وہ ایمان یوں ہی نہیں رکھتا، بلکہ اس کے پاس اپنے اس موقف کی واضح ولیلیں ہیں۔

آپڑے گا، <sup>(۱)</sup> اللہ تعالیٰ اس کی رہبری نہیں کرتا جو حد سے گزرجانے والا اور جھوٹا ہو۔<sup>(۲)</sup>

79. اے میری قوم کے لوگو! آج تو بادشاہت تمہاری ہے کہ اس زمین پر تم غالب ہو<sup>(۳)</sup> کیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آگیا تو کون ہماری مدد کرے گا؟<sup>(۳)</sup> فرعون بولا، میں تو تمہیں وہی رائے دے رہا ہوں جو خود دیکھ رہا ہوں اور میں تو تمہیں بھلائی کی راہ ہی بتلا رہا ہوں۔<sup>(۵)</sup>

• ۳۳. اور اس مومن نے کہا اے میری قوم (کے لوگو) مجھے تو اندیشہ ہے کہ تم پر بھی ویسا ہی روزِبد (عذاب) نہ آئے جو اور امتول پر آیا۔

اس. جیسے امت نوح اورعاد وشمود اور ان کے بعد والول کا (حال ہوا)، (۱۲) اللہ اینے بندول پر کسی طرح کا ظلم کرنا يْقَوْمِلْكُوُّ الْمُلْكُ الْيُوْمَظْهِرِيْنَ فِي الْأَرْضُ فَمَنَ يَتْصُرُّنَا مِنَ بَاشِ اللهِ إِنْ جَاءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَّاْ رُِيكُوُ اِلْامَا الذِي وَمَا اَهُدِيكُوُ اِلْاَسِيْدِلَ الرَّشَادِ۞

> وَقَالَ الَّذِئَ امَنَ لِقُوْمِ إِنِّيُّ آخَافُ عَلَيْكُمُّ مِّثْلَ يَوْمِ الْرَحْزَابِ۞

مِثْلَ دَابِ قَوْمِ نُوْجٍ وَّعَادٍ وَّعَنُوُدُوَ الَّذِينَ مِنَّ بَعُدِهِمُ وَمَااللهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْمُعِبَادِ۞

ا. یہ اس نے بطور تنزل کے کہا، کہ اگر اس کے دلائل سے تم مطمئن نہیں اور اس کی صداقت اور اس کی دعوت کی صحت تم پر واضح نہیں ہوئی، تب بھی عقل ووانش اور احتیاط کا تقاضا ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑدیا جائے، اس سے تعرض نہ کیا جائے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی اسے اس جھوٹ کی سزا دنیا وآخرت میں دے دے گا۔ اور اگر وہ سچا ہے اور تم نے اسے ایذائیں پہنچائیں تو پھر یقیناً وہ تمہیں جن عذابوں سے ڈراتا ہے، تم پر ان میں سے کوئی عذاب آسکتا ہے۔ ۲ اس کا مطلب ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہوتا (جیسا کہ تم باور کراتے ہو) تو اللہ تعالیٰ اسے دلائل و معجزات سے نہ نوازتا، جب کہ اس کے پاس یہ چیزیں موجود ہیں۔ دوسرا مطلب ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی اسے ذلیل اور ہلاک کردے گا، تمہیں اس کے خلاف کوئی اقدام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سا. لیعنی یہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ متہیں زمین پر غلبہ عطا فرمایا اس کا شکر ادا کرو، اور اس کے رسول کی محکذیب کرے اللہ کی ناراضی مول نہ لو۔

م. یہ فوجی اور لشکر تنہارے کچھ کام نہ آئیں گے، نہ اللہ کے عذاب ہی کو ٹال سکیں گے اگر وہ آگیا۔ یہاں تک اس مومن کا کلام تھا جو ایمان چھیائے ہوئے تھا۔

۵. فرعون نے اپنے دنیوی جاہ وجلال کی بنیاد پر جھوٹ بولا اور کہا کہ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں، وہی تمہیں بتلا رہا ہوں اور میری بتلائی ہوئی راہ ہی صحیح ہے۔ حالا نکہ ایسا نہیں تھا۔ ﴿وَمَمَا ٱلْمَدُونِوَ عَوْنَ يُرَشِيدِ إِنْ ﴿ هُودَ: ٩٤) (اور فرعون کا کوئی حکم درست تھا ہی نہیں)۔

٢. يه اس مومن آدمي نے دوبارہ اپني قوم كو ڈرايا كه اگر الله كے رسول كى تكذيب ير ہم اڑے رہے، تو خطرہ ہے كه

نہیں جاہتا۔

**۳۲**. اور مجھے تم یر ہانک ریار کے دن کا مجھی ڈر

سام جس دن تم پیش کھیر کر لوٹو گے، (۳) ممہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کردے اس کا مادي کوئي نہيں۔

سمس اور اس سے پہلے تمہارے یاس (حضرت) بوسف (عَالِيَّا) وليلين لے كر آئے،(۵) پھر بھى تم ان كى لائى ہوئی (دلیل) میں شک وشبہ ہی کرتے رہے<sup>(۱)</sup> یہال تک کہ جب ان کی وفات ہو گئ (2) تو کہنے لگے ان کے بعد تو وَيٰقُوُمِ إِنَّ أَخَافُ عَلَيْكُ عُمُ يَوُمَ التّنادِ

يَوْمَ تُولِّونَ مُدْبِرِينَ مَالكُوْسِ اللهِ مِنْ عَامِمٍ وَمَنْ يُضِلِل اللهُ فَمَالَهُ مِنْ هَادِ

وَلَقَانُ جَأْءَكُو يُؤْسُفُ مِنُ قَبُلُ بِالْبَيّنَاتِ فَهَا زِلۡتُمۡ فِيۡ شَكِّي مِّمَّا جَأۡءَكُو بِهِ حَتَّى إِذَا هَلَكَ قُلُمُمُ كَنْ يَيْبُعَثُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِمْ رَسُولُا كَذَا لِكَ يُضِلُّ اللهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابُ اللهُ

گزشتہ قوموں کی طرح عذاب الہی کی گرفت میں آجائیں گے۔

ا. یعنی اللہ نے جن کو بھی ہلاک کیا، ان کے گناہوں کی یاداش میں اور رسولوں کی میکنریب و مخالفت کی وجہ سے ہی ہلاک کیا، ورنہ وہ شفیق ورحیم رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے کا ارادہ ہی نہیں کرتا۔ گویا قوموں کی ہلاکت ان پر اللہ کا ظلم نہیں ہے بلکہ قانون مکافات کا ایک لازمی نتیجہ ہے جس سے کوئی قوم اور فرد مشتنیٰ نہیں ۔

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

۲. تَنَادِيْ ك معنى جير ايك دوسرے كو يكارنا، قيامت كو «يَوْمُ التّنَادِ» اس ليے كہا گيا ہے كہ اس دن ايك دوسرے کو بکاریں گے۔ اہل جنت اہل نار کو اور اہل نار اہل جنت کو ندائیں دیں گے۔ (الأعراف ۴۸-۹۹) بعض کہتے ہیں کہ میزان کے پاس ایک فرشتہ ہوگا، جس کی نیکیوں کا بلزا ہاکا ہوگا، اس کی بد بختی کا یہ فرشتہ چنج کر اعلان کرے گا، بعض کہتے ہیں کہ اعمال کے مطابق لوگوں کو یکارا جائے گا، جیسے اہل جنت کو اے جنتیو! اور اہل جہنم کو اے جہنمیو! امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ امام بغوی کا یہ قول بہت اچھا ہے کہ ان تمام باتوں ہی کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا ہے۔

س. یعنی موقف (میدان محشر) سے جہنم کی طرف حاؤگے، یا حیاب کے بعد وہاں سے بھا گو گے۔

۴. جو اسے ہدایت کا راستہ بتا سکے لیعنی اس پر حلا سکے۔

۵. لعنی اے اہل معر! حضرت موسی عَلَیْلًا ہے قبل تمہارے اسی علاقے میں، جس میں تم آباد ہو، حضرت بوسف عَلَیْلًا بھی دلائل وبراہین کے ساتھ آئے تھے۔ جس میں تمہارے آباء واجداد کو ایمان کی دعوت دی گئی تھی لیمنی جَآءَکُہْ سے مراد جَآءَ إلىٰ آبَائِكُمْ ہے لین تمہارے آباء واجداد کے پاس آئے۔

۲. لیکن تم ان پر بھی ایمان نہیں لائے اور ان کی دعوت میں شک وشبہ ہی کرتے رہے۔

لیخی نوسف علیتیل پیغیبر کی وفات ہوگئی۔

الله کسی رسول کو بیجیج گا ہی نہیں، (۱) اسی طرح الله گر اہ کر تا ہے ہر اس شخص کو جو حد سے بڑھ جانے والا شک وشبہ کرنے والا ہو۔(۱)

> ٳڷڬڔ۫ؿؘؽؙۼۘٳڋڵٷؽ؋ٛٵڸؾؚٵٮڷڡۣڽؚۼؽڛۣ۠ڵڟۑٵؾؙؠؙؠؙ ػؙڹؙۯڡٙڨٞٵۼٮ۫ڬٳٮڵڡۅؘۼٮ۫ۮٵڰۮؽؽٵڡؙٮؙؙۊؖٵػڶٳڮ ۘؽڟؚؠۼؙٳٮڵڎؙٷڵػؙؚڸ؆ٙڨؙڮؙڝؙؾڲؠڗٟڿڹٵ۪ڔۣ۞

٣٥. جو بغير کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آيتوں ميں جھاڑتے ہيں، (٢) اللہ کے بزديک اور مومنوں کے بزديک يہ تو بہت بڑی ناراضگی کی چيز ہے، (٩) اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر ايک مغرور سرکش کے دل پر مہر کرويتا ہے۔ (۵)

ۅؘقَالَ فِرْعُونُ لِهَامْنُ ايْنِ لِيُ صَرِّحًا لَّكِيْلُ ٱبْلُغُ الْزَسْبَابَ

۳۷. اور فرعون نے کہا اے ہامان! میرے لیے ایک بالاخانہ بنا<sup>(۱)</sup> شاید کہ میں دروازوں تک بینچ حاؤں۔

ا. یعنی تمہارا شیوہ چونکہ ہر پینجبر کی تکذیب اور مخالفت ہی رہا ہے، اس لیے سیجھتے تھے کہ اب کوئی رسول ہی نہیں آئےگا، یا یہ مطلب ہے کہ رسول کا آنا یا نہ آنا، تمہارے لیے برابر ہے یا یہ مطلب ہے کہ اب ایسا باعظمت انسان کہاں پیدا ہو سکتا ہے جو رسالت سے سر فراز ہو۔ گویا بعد از مرگ حضرت یوسف عَلِیسًا کی عظمت کا اعتراف تھا۔ اور بہت سے لوگ ہر اہم ترین انسان کی وفات کے بعد یہی کہتے ہیں۔

۲. لیعنی اس واضح گراہی کی طرح، جس میں تم مبتلا ہو، اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بھی گراہ کرتا ہے جو نہایت کثرت سے گناہوں کا ارتکاب کرتا اور اللہ کے دین، اس کی وحدانیت اور اس کے وعدوں وعیدوں میں شک کرتا ہے۔
 ۳. لیعنی اللہ کی طرف سے اتاری ہوئی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہے، اس کے باوجود اللہ کی توحید اور اس کے احکام میں جھڑتے ہیں، جیسا کہ ہر دور کے اہل باطل کا وطرہ رہا ہے۔

- م. لینی ان کی اس حرکت شنیعہ سے اللہ تعالی ہی ناراض نہیں ہوتا، اہل ایمان بھی اس کو سخت ناپیند کرتے ہیں۔
- ۵. لیعنی جس طرح ان مجادلین کے دلول پر مہر لگادی گئی ہے، اسی طرح ہر اس شخص کے دل پر مہر لگادی جاتی ہے، جو اللہ کی آیتوں کے مقابلے میں تنگبر اور سرکشی کا اظہار کرتا ہے، جس کے بعد معروف ان کو معروف، اور منکر منکر نظر نظر نظر تنہیہ بعض دفعہ منکر ان کے ہاں معروف، اور معروف منکر قرار یاتا ہے۔

۲. یہ فرعون کی سرکشی اور تمرد کا بیان ہے کہ اس نے اپنے وزیر ہامان کو ایک بلند عمارت بنانے کا حکم دیا تاکہ اس کے ذریعے سے وہ آسان کے دروازوں تک چینے جائے۔ اسباب کے معنی دروازے، یا راستے کے ہیں۔ مزید دیکھیے سورۃ القصص آیت: ۳۸۔

آسُبَاب التَّمَوْتِ فَأَطَّلِمَ إِلَى الْهُمُوْسِ وَاتِّى كَظُنْهُ كَاذِبًا ْوَكَدْلِكَ زُبِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوِّءُ عَمَلِهِ وَصُدَّعَنِ السِّبِيُلِ وَمَاكَيْدُ فِرْعَوْنَ الْاقِ تَبَاعِ ۞

وَقَالَ الَّذِيِّ الْمَنَ يَقَوْمِ التَّبِعُونِ آهْدِكُوْسِيدِّلَ الرَّسَادِقَ

يقَوُمِ إِنَّمَا هَذِهِ الْحَيُوةُ الدُّنْيَا مَتَاعُ وَإِنَّ الْإِخِرَةِ فِي دَارُ الْقَرَارِ ۞

مَنُ عَمِلَ سَيِّنَةً فَلايُجُزَى الْامِثْلَهَا وْمَنَ عَمِلَ صَالِحًا مِّنُ ذَكَرٍ اوْأُنْثَى وَهُومُؤُمِنُ

سر آسانوں کے دروازوں تک اور موسیٰ (عَلَیْمُالِ) کے معبود کو جھانک لوں (۱) اور بیشک میں سمجھتا ہوں وہ جھوٹا ہے (۲) اور اسی طرح فرعون کی بدکرداریاں اسے بھلی دکھائی گئیں (۱) اور راہ سے روک دیا گیا<sup>(۱)</sup> اور فرعون کی (کہ) حیلہ سازی تباہی میں ہی رہی۔ (۵)

۳۸. اور اس مومن شخص نے کہا کہ اے میری قوم (کے لوگو) تم (سب) میری پیروی کرو میں نیک راہ کی طرف تمہاری رہبری کروں گا۔(۱)

ا. ليني ديكھوں كه آسانوں يركيا واقعي كوئي الله ہے؟

۲. اس بات پر کہ آسان پر اللہ ہے جو آسان وزمین کا خالق اور ان کا مدبر ہے۔ یا اس بات میں کہ وہ اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہے۔
 ۳۰. لینی شیطان نے اس طرح اسے گمراہ کیے رکھا اور اس کے برے عمل اسے اچھے نظر آتے رہے۔

٨. ليني حق اور صواب (درست) راستے سے اسے روک دیا گیا اور وہ گر اچیوں کی جول تعلیوں میں جھکتا رہا۔

۵. تَبَابٌ، خسارہ، ہلاکت۔ لینی فرعون نے جو تدبیر اختیار کی، اس کا نتیجہ اس کے حق میں برا ہی نکلہ اور بالآخر اپنے لشکر سمیت یانی میں ڈبودیا گیا۔

٩. فرعون کی قوم میں سے ایمان لانے والا پھر بولا۔ اور کہا کہ دعویٰ تو فرعون بھی کرتا ہے کہ میں تہمیں سیدھے راتے پر چلارہا ہوں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ فرعون بھڑکا ہوا ہے، میں جس راتے کی نشاندہی کررہا ہوں، وہ سیدھا راستہ ہے اور وہ ی رات ہے وہ دی راہتہ ہے، جس کی طرف تہمیں حضرت موسیٰ عَلِیْلِاً دعوت دے رہے ہیں۔

2. جس کی زندگی چند روزہ ہے۔ اور وہ بھی آخرت کے مقابلے میں صبح یا شام کی ایک گھڑی کے برابر۔

٨. جس كو زوال اور فناء نہيں، نہ وہاں سے انتقال اور كوچ ہوگا۔ كوئى جنت ميں جائے يا جہنم ميں، دونوں كى زندگياں
 ابدى ہوں گی۔ ایک راحت اور آرام كى زندگی۔ دوسرى، شقاوت اور عذاب كى زندگی۔ موت اہل جنت كو آئے گى نہ
 اہل جبنم كو۔

9. یعنی برائی کے مثل ہی جزاء ہوگی، زیادہ نہیں۔ اور اس کے مطابق ہی عذاب ہوگا۔ جو عدل وانصاف کا آئمینہ دار ہوگا۔

فَاوُلِلِكَ يَدُخُلُونَ الْجِنَّةَ يُونَى تُونَ فِيهَا بِغَيْرِحِسَابٍ ۞

وَيْقَوْمِمَالِنَّ اَدُعُوْكُوْلِلَى النَّجُوةِ وَتَدُعُوْنَخِيَّ اللَّجُوةِ وَتَدُعُوْنَخِيَّ اللَّ

تَّنُ عُوْنَنِيْ لِأَكْفُرَ بِاللهِ وَأَشُوكَ بِهِ مَالَيْسُ لِيُ بِهِ عِنْهُ ۚ وَّاَنَا ٱدُّعُونُمُ لِلَّا الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۞

لاَجَوَمَ اَمَّاكَ عُوْنَنِيُّ اِلْيُعِلِيْسَ لَهُ دَعُوَةٌ فِي التُّنْيَا وَلا فِي الْرِخِرةِ وَاَنَّ مَرَّدًىٰۤ اِلْيَاللهِ

ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہوتو یہ لوگ (۱) جنت میں جائیں گے اور وہاں بے شار روزی پائیں گے۔ (۲)  $\frac{1}{7}$  اور اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تہہیں نجات کی طرف بلارہا ہوں (۳) اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلارہ ہوں (۳) اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلارہے ہو۔ (۲)

۱۳۲. تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور اس کے ساتھ اسے شریک کروں جس کا کوئی علم مجھے نہیں اور میں تہیں غالب بخشنے والے (معبود) کی طرف دعوت دے رہا ہوں۔(۵) سرمیں یہ یقینی امر ہے(۲) کہ تم مجھے جس کی طرف بلارہے ہو وہ تو نہ دنیا میں یکارے جانے کے قابل ہے(۵) نہ

ا. یعنی وہ جو ایماندار بھی ہوں گے اور اعمال صالحہ کے پابند بھی۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اعمال صالحہ کے بغیر محض ایمان یا ایمان کے بغیر اعمال صالحہ کی حیثیت اللہ کے ہاں کچھ نہیں ہوگ۔ عند اللہ کامیابی کے لیے ایمان کے ساتھ عمل صالح اور عمل صالح کے ساتھ ایمان ضروری ہے۔

۲. لینی بغیر اندازے اور حساب کے نعمتیں ملیں گی اور ان کے ختم ہونے کا بھی کوئی اندیشہ نہیں ہوگا۔

س. اور وہ یہ کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔ جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کے اس رسول کی تصدیق کرو، جو اس نے تمہاری ہدایت اور رہنمائی کے لیے بھیجا ہے۔

م. لیعنی توحید کے بجائے شرک کی دعوت دے رہے ہو جو انسان کو جہنم میں لے جانے والا ہے، جیسا کہ اگلی آیت میں وضاحت ہے۔

۵. عَزِیزٌ (غالب) جو کافروں سے انتقام لینے اور ان کو عذاب دینے پر قادر ہے۔ غَفَّارٌ، اپنے ماننے والوں کی غلطیوں،
 کو تاہیوں کو معاف کردینے والا اور ان کی پردہ پوشی کرنے والا۔ جب کہ تم جن کی عبادت کرنے کی طرف مجھے بلارہے
 ہو، وہ بالکل حقیر اور کم تر چیزیں ہیں، نہ وہ من سکتی ہیں نہ جواب دے سکتی ہیں، کسی کو نفع پہنچانے پر قادر ہیں نہ نقصان پہنچانے پر۔

٧. لَاجَرَمَ يه بات يقيني ہے، يا اس ميں جموث نہيں ہے۔

2. لینی وہ کسی کی بکار سننے کی استعداد ہی نہیں رکھتے کہ کسی کو نفع پہنچا سکیں یا الوجیت کا استحقاق انہیں حاصل ہو۔ اس کا تقریباً وہی مفہوم ہے جو اس آیت اور اس جیسی دیگر متعدد آیات میں بیان کیا گیا ہے، ﴿وَمَنْ أَصَلُ مِتَنْ يَدْ مُؤْامِنُ دُوْنِ اللّٰهِ

وَأَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُوْ أَصْعُبُ النَّارِ

هَسَتَدُكُوُوْنَ مَاَ اَقُولُ لَكُوْ وَاُفَوِّصُ اَمُوِيُ إِلَى اللهْ ِإِنَّ اللهُ بَصِيْدٌ بِالْعِبَادِ ۞

فَوَقْلُهُ اللهُ سَيِّتااتِ مَامَكُوُوُاوَمَاقَ بِالِ فِرْعُونَ سُوِّءُ الْعُذَابِ ۞

آخرت میں، (۱) اور یہ (بھی یقینی بات ہے) کہ ہم سب کا لوٹنا اللہ کی طرف ہے (۲) اور حد سے گزرجانے والے ہی (تقییناً) اہل دوزخ ہیں۔ (۳)

سم میں پس آگے چل کر تم میری باتوں کو یاد کروگے (\*) میں اپنا معاملہ اللہ کے سپر د کرتا ہوں، (۵) یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کا نگران ہے۔ (۲)

می تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام بری چالوں سے اس کی حفاظت فرمائی<sup>(2)</sup> اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا۔<sup>(۸)</sup>

ا. یعنی آخرت میں بی وہ پکار سن کر کسی کو عذاب سے چھڑانے پر یا شفاعت ہی کرنے پر قادر ہوں؟ یہ بھی ممکن نہیں ہے۔ ایسی چیزیں مجلا اس لاکق ہوسکتی ہیں کہ وہ معبود بنیں اور ان کی عبادت کی جائے؟

۲. جہال ہر ایک کا صاب ہو گا اور عمل کے مطابق اچھی یا بری جزاء دی جائے گی۔

سا. لیعنی کافر ومشرک، جو الله کی نافرمانی میں ہر حد سے تنجاوز کرجاتے ہیں، اس طرح جو بہت زیادہ گناہ گار مسلمان ہوں گے، جن کی نافرمانیاں "اسراف" کی حد تک پینچی ہوئی ہوں گی، انہیں بھی کچھ عرصہ جہنم کی سزا بھنگتی ہوگی۔ تاہم بعد میں شفاعت رسول سکاٹیٹیٹم یا اللہ کی مشیت سے ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردیا جائے گا۔

۴. عنقریب وہ وفت آئے گا جب میری باتوں کی صدافت، اور جن باتوں سے روکتا تھا، ان کی شاعت تم پر واضح ہوجائے گی، پھر تم ندامت کا اظہار کروگے، مگر وہ وفت ایسا ہوگا کہ ندامت بھی کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

۵. لین ای پر بھروسہ کرتا اور ای سے ہر وقت استعانت کرتا ہوں اور تم سے بیزاری اور قطع تعلق کا اعلان کرتا ہوں۔
 ۲. وہ انہیں دیکھ رہا ہے۔ ایل وہ مستحق ہدایت کو ہدایت سے نواز تا اور ضلالت کا استحقاق رکھنے والے کو ضلالت سے ہمکنار کرتا ہے۔
 کرتا ہے۔ ان امور میں جو محکمتیں ہیں، ان کو وہی خوب جانتا ہے۔

ک. لینی اس کی قوم قبط نے اس مومن کے اظہار حق کی وجہ سے اس کے خلاف جو تدبیریں اور سازشیں سوچ رکھی تھیں، ان سب کو ناکام بنادیا اور اسے حضرت موسیٰ عَلِیْشِا کے ساتھ نجات دے دی۔ اور آخرت میں اس کا گھر جنت ہوگا۔ ۸. لیعنی دنیا میں انہیں سمندر میں غرق کردیا گیا اور آخرت میں ان کے لیے جہنم کا سخت ترین عذاب ہے۔

ٱڵٮ۠ٵۯؙۑؙۼۯڞؙۅٛڹ؏ۘؽۿٵۼؙۮؙۊۧٵۊۜۘۼۺؚؾ۠ٵٷۘؽۅٛۘػ تَڠؙۅؙؙؙٛڝؙؙٳڶڛۜٵۼڎؙٵٙۮڿٮؙۅٞٵڵ؋ۯۼۅؙڹ ٳۺؘڰٲڶۘۼۮؘٵٮؚ۞

وَاِذْ يَتَعَاَّجُوُنَ فِى النَّارِفَيَقُوْلُ الضُّعَفِّوُاُ لِلَّذِيْنَ اسْتَكُبُرُوْلَانَاكُتَّا لَكِئَا الْصُّعْرِ تَبَعًا فَهَلُ اَنْ تُوْمُّغُنُونَ عَثَّانَضِيْبًا مِّنَ التَّارِ⊚

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكُمْرُوْا لِنَّاكُنُّ فِيْهَا لِنَّالِهُ وَيُهَا لِنَّالِكُ لِللَّهِ وَلَيْهَا لِنَّالِكُ قَدُحُكُو بَيْنَ الْمِبَادِ@

آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح وشام لائے
 جاتے ہیں (۱) اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہوگا
 کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔ (۱)

کم. اور جب کہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھڑیں گے تو کمزور لوگ تکبر والوں سے (جن کے یہ تابع تھے) کہیں گے کہ ہم تو تمہارے پیرو تھے تو کیا اب تم ہم سے اس آگ کا کوئی حصہ ہٹاسکتے ہو؟

۳۸. وہ بڑے لوگ جواب دیں گے ہم تو سبھی اس آگ میں ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے در میان فیصلے کرچکا ہے۔

ا. اس آگ پر برزخ میں لینی قبروں میں وہ لوگ روزانہ ضح وشام پیش کیے جاتے ہیں، جس سے عذاب قبر کااثبات ہوتا ہے۔ جس کا بعض لوگ انکار کرتے ہیں، احادیث میں تو بڑی وضاحت سے عذاب قبر پر روشنی ڈالی گئ ہے، مثلاً حضرت عائشہ وُلی گئا کے سوال کے جواب میں نبی مَکی اُلی گئے نہ فرمایا نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقِّ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب الغبر) (بال! قبر کاعذاب حق ہے)۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا گیا "جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو قبر میں) اس پر صبح وشام اس کی جگہ پیش کی جاتی ہے لینی اگر وہ جنتی ہے تو جنت اور جہنمی ہے تو جہنم اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیری اصل جگہ ہے، جہاں قیامت کے دن اللہ تعالی تیجے بھیج گا"۔ (صحیح البخاری، باب المیت یعرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی. مسلم، کتاب الجنة، باب عرض مقعد المیت) اس کا مطلب ہے کہ مشرین عذاب قبر قرآن وحدیث دونوں کی صراحتوں کو تسلیم نہیں کرتے۔

اس ہے بالکل واضح ہے کہ عرض علی النار کا معاملہ، جو صبح وشام ہوتا ہے، قیامت سے پہلے کا ہے اور قیامت سے پہلے برزخ اور قبر ہی کی زندگی ہے۔ قیامت کے دن ان کو قبر سے نکال کر سخت ترین عذاب لیعنی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔
 آل فرعون سے مراد فرعون، اس کی قوم اور اس کے سارے پیروکار ہیں۔ یہ کہنا کہ جمیں تو قبر میں مردہ آرام سے پڑا نظر آتا ہے، اسے اگر عذاب ہوتو اس طرح نظر نہ آئے۔ لغو ہے کیونکہ عذاب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ جمیں نظر بھی آئے۔ اللہ تعالی ہر طرح عذاب دینے پر قادر ہے۔ کیا ہم دیکھتے نہیں ہیں کہ خواب میں ایک شخص نہایت المناک مناظر دیکھ کر سخت کرب واذیت محس کرتا ہے۔ لیکن دیکھتے نہیں ہیں کہ خواب میں ایک شخص نہایت المناک مناظر دیکھ کر سخت کرب واذیت محس کرتا ہے۔ لیکن دیکھتے والوں کو ذرا محسوس نہیں ہوتا کہ یہ خوابیدہ شخص شدید تکیف سے دوچار ہے۔ اس کے باوجود عذاب قبر کا انکار، محض ہٹ دھر می اور بے جا تحکم ہے۔ بلکہ بیداری میں بھی انسان کو جو تکالیف ہوتی ہیں وہ خود ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ صرف انسان کا تؤینا اور تلملانا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ بھی اس صورت میں جبکہ وہ تؤیہ اور تلملائے۔

وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِلِغَزَنَةِ جَهَنَّهَ ادْعُوَا رَبَّكُوْ يُخَفِّفُ عَتَّا يَوُمًا مِّنَ الْعَنَابِ ۞

قَالُوَّااَوَلَهُ تَكُ تَالَّتِكُهُ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَتِ ۗ قَالُوَا بَلِ قَالُوا فَادُ عُوْا وَمَادُ غَوُا الْكِغِمْ بِيَ الِآرِقِ ضَلَى ۚ

ٳڰٵڵٮۜڹؙڝؙۯۯڛؙڵڬٵۅٵڰڹؽڹٵڡٮٛٷٳڧٵڬؽۅۊ ٵڵڎؙڹ۫ؽٵۅؘڮۅٛۄؘؽڠ۠ۅؙؙؙۄٵڵؙۯۺؙٙۿٵۮؗ۞

97. اور (تمام) جہنی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پرورد گار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کردے۔

۵۰. وہ جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول معجزے لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں، وہ کہیں گے کہ پھر تم ہی دعا کرو(۱) اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے۔(۲)

01. یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد دنوی زندگی میں بھی کریں گے<sup>(۳)</sup> اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے <sup>(۳)</sup> کھڑے ہوں گے۔

ا. ہم ایسے لوگوں کے حق میں اللہ سے کیوں کر کچھ کہہ سکتے ہیں جن کے پاس اللہ کے پیغیبر دلائل و معجزات لے کر آئے لیکن انہوں نے پرواہ نہیں کی؟

 ۲. لیعنی بالآخر وہ خود ہی اللہ سے فریاد کریں گے لیکن اس فریاد کی وہاں شنوائی نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ دنیا میں ان پر
 جحت تمام کی جاچکی تھی۔ اب آخرت تو، ایمان، توبہ اور عمل کی جگہ نہیں، وہ تو دار الجزاء ہے، دنیا میں جو کچھ کیا ہوگا، اس کا متیجہ وہاں بھکتنا ہوگا۔

سال لیمن ان کے دشمن کو ذلیل اور ان کو غالب کریں گے۔ بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ بعض نی قتل کردیے گئے، جیسے حضرت کی وزکر یا عین اور بعض ہجرت پر مجبور ہوگئے جیسے ابراہیم علین اور ہمارے پیغیمر مگانین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، وعدہ امداد کے باوجود ایسا کیوں ہوا؟ دراصل یہ وعدہ غالب حالات اور اکثریت کے اعتبار سے ہے، اس لیے بعض حالتوں میں اور بعض اشخاص پر کافروں کا غلبہ اس کے منافی نہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ عارضی طور پر بعض دفعہ اللہ کی حکمت ومشیت کے تحت کافروں کو غلبہ عطا فرماد یا جاتا ہے۔ لیکن بالآخر الل ایمان ہی غالب اور سرخرہ ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت کی وزکر یا عین اگر کے قاتلین پر بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کو مسلط فرماد یا، جنہوں نے ان کے خون سے لینی بیاس بجھائی اور انہیں ذلیل وخوار کیا، جن یہودیوں نے حضرت عیسی علین کا عذاب چکھایا۔ پیغیمر اسلام مگانین ان کے رفتاء یقیناً بجرت پر مجبور ہوئے لیکن اس کے بعد جنگ بدر، احد، احزاب، غروہ خیم اور پھر فتح مکہ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے جس طرح مسلمانوں کی مدد فرمائی اور اپنی ایس ایس کیان کو جس طرح مسلمانوں کی مدد فرمائی اور اپنی ایس کیان کو جس طرح مسلمانوں کی مدد فرمائی اور اپنی ایس کیان کو جس طرح مسلمانوں کی مدد فرمائی اور اپنی ایس کیاں ایس کے بعد اللہ کی مدد کرنے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟ (این کیر)

يَوْمَ لَايَـنْفَعُ الظّلِـمِيْنَ مَعُنِوَدَتُهُمُّ وَلَهُمُ اللَّعَنَةُ وَلَهُمُ سُوِّءُ الدَّارِ

ۅؘڵڡۜٙۮٵؾؽؙڹٵمُٷڛٙٵٮۿؙڵؽۅؘٲۏۯڬٛڹٵ ڹڽ۬ؿٞٳۺؙڒٳٙؠ۠ڵۣٵڰؚؿڶ۞

هُدًى وَّذِكُولى لِأُولِى الْأَلْبَابِ ﴿ فَأَصْبِرُ إِنَّ وَعُدَاللهِ حَقِّ وَّاسْتَعُفِرُ

ڡڞڔڔڹ٥ۅعدالله عن واستعفر ٳۮؘڹؙڹؚڰؘۅؘسؘبؚؠڂ۫ڔؚڂمُڔ؆ڔڛۜڰڔؠٲڵڠۺؚؾ

۵۲. جس دن ظالموں کو ان کی (عذر) معذرت کچھ نفع نه دے گی ان کے لیے لعنت ہی ہوگی اور ان کے لیے برا گھر ہوگا۔()

**۵۳.** اور ہم نے موسیٰ (عَلَیْطِاً) کو ہدایت نامہ عطا فرمایا<sup>(۲)</sup> اور بنو اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنایا۔<sup>(۳)</sup>

۵۴. که وه ہدایت و نصیحت تھی عقل مندوں کے لیے۔

۵۵. پس اے نبی! تو صبر کر اللہ کا وعدہ بلاشک (وشبہ)

سچا ہی ہے تو اپنے گناہ کی <sup>(۵)</sup> معافی مانگتا رہ اور صبح شام <sup>(۱)</sup>

دیں گے۔ یا فرشتے اس بات کی گواہی دیں گے کہ یا اللہ پیفیمروں نے تیرا پیغام پہنچادیا تھا لیکن ان کی امتوں نے ان کی تکذیب کی۔ علاوہ ازیں امت محمدیہ اور نبی کریم سُکالٹیٹِم بھی گواہی دیں گے۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوچکا ہے۔ اس لیے قیامت کو گواہوں کے گھڑا ہونے کا دن کہا گیا ہے۔ اس دن اہل ایمان کی مدد کرنے کا مطلب ہے ان کو ان کے اجھے اعمال کی جزاء دی جائے گی اور انہیں جنت میں واخل کیا جائے گا۔

ا. لین الله کی رحمت سے دوری اور پیٹکار۔ اور معذرت کا فائدہ اس لیے نہیں ہوگا کہ وہ معذرت کی جگہ نہیں، اس لیے یہ معذرت، معذرت باطلہ ہوگ۔

۲. لینی نبوت اور تورات عطا کی۔ جیسے فرمایا، ﴿ إِنَّآ ٱنْزَلْتَا التَّوْرُكَّ فِيهَاهُدَّى وَنُورُ ﴾ (المائدة: ۴٣) (جم نے تورات نازل فرمانی ہدایت ونور ہے)۔

سب لیعنی تورات، حصرت موسی علیتیا کے بعد بھی باقی رہی، جس کے نسلاً بعد نسل وہ وارث ہوتے رہے۔ یا کتاب سے مراد وہ تمام کتابیں ہیں جو انبیائے بنی اسرائیل کو بنایا۔

۴. هُدًى وَذِكْرَىٰ، مصدر بين اور حال كى جَد واقع بين، اس ليے منصوب بين - بمعنی هَادٍ اور مُذَكِّرٍ بدايت دين والى اور نفيحت كرنے والى عقل مندوں سے مراد عقل سليم كے مالك بين ـ كيونكه وہى آسانی كتابوں سے فائدہ اٹھاتے اور بدايت ونفيحت حاصل كرتے ہيں ـ دوسرے لوگ تو گدھوں كى طرح بين جن پر كتابوں كا بوجھ تو لدا ہوتا ہے ليكن وہ اس سے بے خبر ہوتے ہيں كہ ان كتابوں ميں كيا ہے؟

۵. گناہ سے مراد وہ چھوٹی چھوٹی لغزشیں ہیں، جو بتفاضائے بشریت سرزد ہوجاتی ہیں، جن کی اصلاح بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کردی جاتی ہے۔ اجر وثواب کی زیادتی کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا ہے، طرف سے کردی جاتی ہے۔ یا استغفار بھی ایک عبادت ہی ہے۔ اجر وثواب کی زیادتی کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا ہے، یا مقصد امت کی رہنمائی ہے کہ وہ استغفار سے بے نیاز نہ ہوں۔

٢. عَشِي سے دن كا آخرى اور رات كا ابتدائى حصه، اور أَبْكَارٌ سے رات كا آخرى اور دن كا ابتدائى حصه مراد ہے۔

وَالْإِبْكَارِ۞

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِ لُوُنَ فِنَ الْيَتِ اللهِ بِغَيُرِ سُلُطْنِ اَتُسْهُمُ النِّ فِنْ صُدُوْدِهِ مُ الَّلِاكِبُرُّ مَّاهُمُ مِبالِغِيْهُ فَاسُتَعِدُ بِاللهِ \* اِنَّهُ هُوَ السَّمِيمُ الْبُصِيرُوْ

لَخَنْقُ السَّهٰوتِ وَالْأَرْضِ ٱكْبَرُمِنْ خَلْقِ السَّاسِ وَلِكِنَّ ٱکْتُرَالنَّاسِ لَا يَعُـ لَمُوُنَ ⊛

> وَمَايَسُتَوِى الْأَعْلَى وَالْبَصِيْرُهُ وَالَّـٰذِيْنَ الْمَنُوا وَعَمِلُواالصَّلِحْتِ وَلَاالْمُشِيِّعُ \* قَلِيكُلُّ مَّاتَتَنَاكُرُونَ۞

اِنَّ السَّاعَةَ لَارْتِيَةٌ ثَلارَيُبَ فِيهُمَا ُوَلِكِنَّ ٱكْتُرَ النَّاسِ لَايُوْمِنُونَ۞

وَقَالَ رَبُّكُو ادُعُونَ آسُتَجِبُ لَكُوْد إِنَّ الَّذِيْنَ يَسُتُكِرُ وُنَ عَنُ عِبَادَ تِنْ

اپنے پرورد گار کی تشبیح اور حمد بیان کرتا رہ۔

20. آسانوں اور زمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے، لیکن (یہ اور بات ہے کہ) اکثر لوگ بے علم ہیں۔(۱)

۵۸. اور اندھا اور بینا برابر نہیں نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور بھلے کام کیے بدکاروں کے (برابر ہیں)، (۲) تم (بہت) کم نصیحت حاصل کررہے ہو۔

99. قیامت بالیقین اور بلاشبہ آنے والی ہے، کیکن (یہ اور بات ہے کہ) بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

14. اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہوچکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا<sup>(\*)</sup> یقین

ا. یعنی وہ لوگ جو بغیر آسانی دلیل کے بحث وجت کرتے ہیں، یہ محض تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، تاہم اس سے جو ان کا مقصد ہے کہ حق کمزور اور باطل مضبوط ہو، وہ ان کو حاصل نہیں ہوگا۔

۲. یعنی پھر یہ کیوں اس بات سے انکار کررہے ہیں کہ اللہ تعالی انسانوں کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ جب کہ یہ کام آسان وزمین کی تخلیق سے بہت آسان ہے۔

سا، مطلب ہے جس طرح بینا اور نابینا برابر نہیں، اسی طرح مومن وکافر اور نیکو کار اور بد کار برابر نہیں۔ بلکہ قیامت کے دن ان کے درمیان جو عظیم فرق ہوگا، وہ بالکل واضح ہو کر سامنے آئے گا۔

م. گرشتہ آیت میں جب اللہ نے وقوع قیامت کا تذکرہ فرمایا، تو اب اس آیت میں ایک رہنمائی دی جارہی ہے، جے افتیار کرکے انسان آخرت کی سعادتوں سے ہمکنار ہوسکے۔ اس آیت میں دعا سے اکثر مفسرین نے عبادت مراد لی ہے۔ یعنی صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔ جیسا کہ صدیث میں بھی دعا کو عبادت بلکہ عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ اللّه عَادُ هُوَ الْعِبَادَةُ الْعِبَادَةِ (مسند أحمد: ۲۷/۳، مشكوۃ، الدعوات) علاوہ ازیں اس کے بعد یَسْتَکْبُروْنَ

سَيَدُ خُلُونَ جَهَدُّمُ لَاخِرِينَ ۞

ٱللهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُوُ الَّيْلَ لِتَمْكُنُوْ افِيُهُ وَالنَّهَا رَمُبُعِمًا لِمَّ اللهَ لَدُوْفَضُلِ عَلَى النَّاسِ وَالْإِنَّ اكْتُرَالتَّاسِ لَاَيْشُكُوُونَ۞

ۮ۬ڸڬٛۉٳڵڎؙۘۮؘۘۘڲؙڷۯؘڿٛٵڷؿؙػؙڷۣؾٞؿٛۼؙٞڷؖؖٚۘۘۯٳڵۿٳؖۛڗۮۿۅؘ<sup>ۯ</sup> ڣؘٲؽ۠ٚڗؙٷؙڣڴۏؙؽ؈

كَنْدُلِكَ يُؤُفُّكُ الَّذِيثِنَ كَانُوْ الِالْتِ اللهِ يَجْحَدُونَ @

اللهُ اكَّذِي جَعَلَ لَكُو الْرَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ

مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔(۱)

۱۲. الله تعالی نے تمہارے لیے رات بنادی کہ تم اس میں آرام حاصل کرو<sup>(۲)</sup> اور دن کو دیکھنے والا بنا دیا،<sup>(۳)</sup> بیشک الله تعالی لوگوں پر فضل وکرم والا ہے <sup>لیک</sup>ن اکثر لوگ شکرگزاری نہیں کرتے۔<sup>(۳)</sup>

۱۲. یہی اللہ ہے تم سب کا رب ہر چیز کاخالق اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو؟ (۵)

۳۳. اسی طرح وہ لوگ بھی پھیرے جاتے رہے جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

۱۳۲ الله ہی ہے(۱) جس نے تمہارے لیے زمین کو

عَنْ عِبَادَتِيْ كَ الفاظ سے بھى واضح ہے كہ مراد عبادت ہے۔ بعض كہتے ہيں كہ دعا سے مراد دعا ہى ہے بعنی اللہ سے جلب نفع اور دفع ضرر كا سوال كرنا، كيوں كہ دعا كے شرعى اور حقيقى معنی طلب كرنے كے ہيں، دوسرے مفہوم ميں اس كا استعال مجازى ہے۔ علاوہ ازيں دعا اپنے حقیقى معنی كے اعتبار سے اور حدیث مذكور كی رو سے بھى عبادت ہى ہے، كيونكہ مافوق الاسباب طریقے سے كسى سے كوئى چيز مائكنا اور اس سے سوال كرنا، يہ اس كی عبادت ہى ہے۔ (فق اللہ ب) مطلب دونوں صورتوں ميں ايك ہى ہے كہ اللہ كے سواكسى اور كو طلب حاجات اور مدد كے ليے بكارنا جائز نہيں ہے۔ كيونكہ اس طرح مافوق الاسباب طریقے سے كسى كو حاجت روائى كے ليے بكارنا اس كی عبادت ہے اور عبادت اللہ كے سواكسى كى جائز نہيں۔ مافوق الاسباب طریقے سے كسى كو حاجت روائى كے ليے بكارنا اس كى عبادت ہے اور عبادت اللہ كے سواكسى كى جائز نہيں۔ اللہ كى عبادت ہے اور عبادت اللہ كے سواكسى كى جائز نہيں۔ اللہ كى عبادت سے انكار واعراض يا اس ميں دوسروں كو بھى شريك كرنے والوں كا انجام ہے۔

r. یعنی رات کو تاریک بنایا، تاکه کاروبار زندگی معطل ہوجائیں اور لوگ امن وسکون سے سوسکیں۔

سل. لعنی روشن بنایا تا که معاشی محنت اور تگ ودو میں تکلیف نه ہو۔

مم. الله کی نعتوں کا، اور نه ان کا اعتراف ہی کرتے ہیں۔ یا تو کفر و جود کی وجہ سے، جیسا کہ کافروں کا شیوہ ہے۔ یا منعم کے واجبات شکر سے اہمال وغفلت کی وجہ سے، جیسا کہ جاہلوں کا شعارہے۔

۵. لینی چرتم اس کی عبادت سے کیول بدکتے ہو اور اس کی توحید سے کیول چرتے اور این میں ہو۔

٣. آگ نعتول کی پیچھ قشمیں بیان کی جارہی ہیں تاکہ اللہ کی قدرت کاملہ بھی واضح ہوجائے اور اس کا بلا شرکت غیرے معبود ہونا بھی۔

ؠِنَاءُ وَّصَوَّرُكُمُ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمُ وَتَهَزَقَكُمُ مِّنَ الطَّيِّبَتِ "ذَالِكُوُ اللهُ رَبِّكُمُ ۚ فَتَا لِرَكَ اللهُ رَبُّ الْعُلَمِينَ ۞

هُوَ الْحَثُ كَا الدَّالِاهُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِيْنَ كَهُ الدِّيْنَ ٱلْحَمُدُ لِللهِ رَبِّ الْعُلَمِيْنَ ®

قُلْ إِنِّى نَهِيْتُ آنُ اَعُمُكُ الَّذِيْنَ تَنْ عُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ لَتَنَاجَآءِنِ الْمَيِّنْتُ مِنُ ثَرِيِّىُ ﴿ وَاصُرُتُ آنُ الْسُلِمَ لِرَبِّ الْعَلَمِيْنَ ﴿

کھبرنے کی جگہ (۱) اور آسان کو حصت بنادیا (۲) اور تمہاری صور تیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں (۳) اور تمہیں عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو عطا فرمائیں، (۴) یبی اللہ تمہارا پروردگار ہے، ایس بہت ہی برکتوں والا اللہ ہے سارے جہان کا پرورش کرنے والا۔

14. وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو، (۵) تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

۱۷. آپ کہہ دیجیے کہ مجھے ان کی عبادت سے روک دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا بکار رہے ہو،(۱) اس بنا پر کہ میرے پاس میرے رب کی دلیلیں پہنچ چکی ہیں، مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے رب کا تابع

ا. جس میں تم رہتے، چلتے پھرتے، کاروبار کرتے اور زندگی گزارتے ہو، پھر بالآخر موت سے ہمکنار ہوکر قیامت تک کے لیے اسی میں آسودۂ خواب رہتے ہو۔

۲. لیعنی قائم اور ثابت رہنے والی حصیت۔ اگر اس کے گرنے کا اندیشہ رہتا تو کوئی شخص آرام کی نیند سوسکتا تھا نہ کسی کے لیے کاروبار حیات کرنا ممکن ہوتا۔

سم. جیتنے بھی روئے زمین پر حیوانات ہیں، ان سب میں (تم) انسانوں کو سب سے زیادہ خوش شکل اور متناسب الاعضاء بنایا ہے۔ مم. لینی اقسام وانواع کے کھانے تمہارے لیے مہیا کیے، جو لذیذ بھی ہیں اور قوت بخش بھی۔

۵. لیخی جب سب پچھ کرنے والا اور دینے والا وہی ہے۔ دوسرا کوئی بنانے میں شریک ہے نہ اختیارات میں، تو پھر عبادت کا مستحق بھی صرف ایک اللہ ہی ہے، دوسرا کوئی اس میں شریک نہیں ہوسکتا، استمداد واستغاثہ بھی اس سے کرو کہ وہی سب کی فریادیں اور التجائیں سننے پر قادر ہے۔ دوسرا کوئی بھی مافوق الأسباب طریقے سے کسی کی بات سننے پر قادر ہی نہیں ہے، جب یہ بات ہے تو دوسرے مشکل کشائی اور حاجت روائی کس طرح کرسکتے ہیں؟

٩. چاہے وہ پھر کی مورتیاں ہوں، انبیاء ﷺ اور صلحاء ہوں اور قبروں میں مدفون اشخاص ہوں۔ مدد کے لیے کسی کو مت پالاو، ان کے ناموں کی نذر ونیاز مت دو، ان کے ورد نہ کرو، ان سے خوف مت کھاؤ اور ان سے امیدیں وابستہ نہ کرو۔ کیوں کہ یہ سب عبادت کی قشمیں ہیں جو صرف ایک اللہ کا حق ہے۔

فرمان ہوجاؤں۔(۱)

ۿؙۅٙٵڲڹؽؙڂؘڷڡۜٙڴۄؙۺؙٞڗؙٳۑؙۨؿۜۄٞ؈ؙؿؙڟڡؘۊٟٮٛٚؾٞ ڝڹٛۘۼڷڡۜٙڐٟؿٚڰۓؙۼٛڔڂؚڲۯؙڟۣڣ۫ڰڵڎؙۊؙڸۺؙڵٷ۫ۉٙٳۺؙڰۘڴۄٛ ؿ۫ۊڸؾڴۏٮٷٳۺؙؽؙۅؙڟٵٷڝؚؽڴۄ۫ۺؽؙۺٷڣٝ؈ؘۿؠڷ ۅڸۺۜڵۼ۠ٷٛٳٵڿڰڒؙۺٮڴؿٷڡڰڴۄ۫ؾڠۛڦؚڸڵۏڹ۞

اللہ وہ وہی ہے جس نے تہہیں مٹی سے پھر نطفے سے (۱) پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پھر تہہیں بچ کی صورت میں نکالتا ہے، پھر (تہہیں بڑھاتا ہے کہ) تم اپنی پوری قوت کو بہنچ جاؤ پھر بوڑھے ہوجاؤ۔ (۱۳) تم میں سے بعض اس سے پہلے ہی فوت ہوجاتے ہیں، (۱۳) (وہ تہہیں جھوڑ دیتا ہے) تاکہ تم مدت معین تک پہنچ جاؤ (۱۵) اور تاکہ تم موچ سمجھ لو۔ (۲)

ا. یہ وہی عقلی اور نقلی دلائل ہیں جن سے اللہ کی توحید لیعنی اللہ کے واحد اللہ اور رب ہونے کا اثبات ہوتا ہے، جو قرآن میں جا بجا ذکر کیے گئے ہیں اسلام کے معنی ہیں اطاعت وانقیاد کے لیے جھک جانا، سر اطاعت خم کردینا۔ لیعنی اللہ کے احکام کے سامنے میں جھک جاؤں، ان سے سرتائی نہ کروں۔ آگے پھر توحید کے پچھ دلائل بیان کیے جارہے ہیں۔

۲. لیعنی تمہارے باپ آدم علیہ کو مٹی سے بنایا جو ان کی تمام اولاد کے مٹی سے پیدا ہونے کو متلزم ہے۔ پھر اس کے بعد نسل انسانی کے بعد نسل اور اس کی بقاء و تحفظ کے لیے انسانی تخلیق کو نطفے سے وابستہ کردیا۔ اب ہر انسان اس نطفے سے پیدا ہوتا ہے جو صلب پدر سے رحم مادر میں جاکر قرار پکڑتا ہے۔ سوائے حضرت عیمیٰ علیہ کے ، ان کی پیدائش معجزانہ طور پر بغیر باپ کے ہوئی۔ جیسا کہ قرآن کریم کی بیان کردہ تفصیلات سے واضح ہے اور جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

- س. لیعنی ان تمام کیفیتوں اور اطوار سے گزارنے والا وہی اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔
- ۷. لیعنی رحم مادر میں مختلف ادوار سے گزر کر باہر آنے سے پہلے ہی مال کے پیٹ میں، بعض بچپن میں، بعض جوانی میں اور بعض بڑھایے سے قبل کہولت میں فوت ہوجاتے ہیں۔
- ۵. لیعنی اللہ تعالیٰ یہ اس لیے کرتا ہے تاکہ جس کی جنتی عمر اللہ نے لکھ دی ہے، وہ اس کو پہنچ جائے اور اتنی زندگی دنیا میں گزار لے۔

۲. لیعنی جب تم ان اطوار اور مراحل پر غور کروگ که نطفے سے علقہ، پھر مضغہ پھر بچہ، پھر جوانی، کہولت اور بڑھاپا، تو تم جان لوگ کہ تمہارا رب بھی ایک ہی ہے اور تمہارا معبود بھی ایک، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی سمجھ لوگ کہ جو اللہ یہ سب پچھ کرنے والا ہے، اس کے لیے قیامت کے دن انسانوں کو دوبارہ زندہ کردینا بھی مشکل نہیں ہے اور وہ یقیناً سب کو زندہ فرمائے گا۔

هُوَالَّاذِئُ يُنْجُى وَيُبِيئُ ۚ فَإِذَا قَضَى ٱمُواْفِاتَّنَا يَقُولُ لَهَ كُنُ فَيَكُونُ۞

اَلَهُ تَرَالَى الَّذِينَ يُعَادِلُونَ فِيَّ النِسِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ الله

اتَّذِيْنَ كَنَّابُوْ ابِالْكِتْبِ وَبِمَا ٱرْسَلْنَابِهِ رُسُلَنَا "فَنَتُوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۞

ٳۮؚؚٲڷۯؘؙڡٛ۬ڵڷ۬؋ۣٞٲؘڡؙڬٲڡۣٙۿۄؙۅٙٳڶۺۜڵڛڵؙ ؽؙٮؙٛػڹؙٛۏڹؘڰ۫

فِي الْحَمِيْمِ أَنْ تُعَمَّرِ فِي التَّارِئِيسُجَرُونَ ﴿

تُحَّرِقِيُلَ لَهُمُ إَيْنَ مَا نُنْتُمْ تُثْثِرِكُوْنَ ﴿

مِنْ دُوْنِ اللهِ قَالُوْا صَلْوُاعَقَّا بَلُ لَّوْنَكُنُ تَنْ عُوْامِنَ قَبُلُ شَيْئًا كَنَ إِلكَ يُضِلُّ اللهُ

۲۸. وہی ہے جو جِلاتا ہے اور مار ڈالتا ہے، (۱) پھر جب وہ کسی کام کا کرنا مقر رکرتا ہے تو اسے صرف یہ کہتا ہے کہ ہوجا اپس وہ ہوجاتا ہے۔

19. کیا تو نے انہیں دیکھا کہ جو اللہ کی آیتوں میں جھڑتے ہیں، (۳) وہ کہاں پھیردیے جاتے ہیں؟ (۳)

کی جن لوگوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اسے بھی جو ہم
 نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا انہیں ابھی ابھی حقیقت حال معلوم ہوجائے گی۔

اک. جب کہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں ہوں گی گھییٹے جائیں گے۔<sup>(۵)</sup>

27. کھولتے ہوئے پانی میں اور پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے۔(۱)

سك. پھر ان سے پوچھا جائے گا كه جنہيں تم شريك كرتے تھے وہ كہاں ہيں؟

۷۲. جو الله کے سواتھ (۵) وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے بہک گئے (۸) بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی کو بھی پکارتے ہی

ا. زندہ کرنا اور مارنا، ای کے اختیار میں ہے۔ وہ ایک بے جان نطفے کو مختلف اطوار سے گزار کر ایک زندہ انسان کے روپ میں ڈھال دیتا ہے۔ اور پھر ایک وقت مقررہ کے بعد اس زندہ انسان کو مارکر موت کی وادی میں سلا دیتا ہے۔

۲. اس کی قدرت کا یہ حال ہے کہ اس کے لفظ گُنْ (ہوجا) سے وہ چیز معرض وجود میں آجاتی ہے، جس کا وہ ارادہ کرے۔

۳. انکار و تکذیب کے لیے با اس کے رد وابطال کے لیے۔

٨. لينى ظهور دلائل اور وضوح حق كے باوجود وہ كس طرح حق كو نبيس مائے۔ يہ تعجب كا اظہار ہے۔

٥. به وه نقشه ہے جو جہنم میں ان مكذبین كا ہو گا۔

۲. مجاہد اور مقاتل کا قول ہے کہ ان کے ذریعے سے جہنم کی آگ بھڑ کائی جائے گی، یعنی یہ لوگ اس کا ایند سفن بنے ہول گے۔

۷. کیا وہ آج تمہاری مدد کر سکتے ہیں؟

ایعنی پیة نہیں، کہاں چلے گئے ہیں، وہ ہماری مدد کیا کریں گے؟

الْكِفِر ايْنَ®

ۮڵؚڴؙۅؙڽؚٮٵڬٛٮ۫ؾؙٷؘڡٞڡؙٞۯڂۘٷؾ؋۬۩۬ۯۯۻؠۼؘؽڔۨ الۡحَقِّ وَبِؠٵٚػؙٮٛ۫ڠؙڗؾٞٮۯٷؽ۞ٛ

اُدُخُانُوَا اَبُوَابَ جَهَّتُمَ خلِدِينَ فِيهُا قَيِّشً مَثُوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ۞

فَاصْبِرُ إِنَّ وَعُدَاللهِ حَقُّ ۚ فَإِمَّا نُرِيتُكَ بَعُضَ اكّذِى نَعِدُ هُوُ ٱوْنَتَوَقَّيَتَكَ فَإِلَيْنَا أَيُرْجَعُونَ ۞

نہ تھے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کافروں کو اسی طرح گمراہ کرتا ہے۔ (۲)

20. یہ بدلہ ہے اس چیز کا جو تم زمین میں ناحق پھولے نہ ساتے تھے۔ اور (بے جا) اتراتے پھرتے تھے۔ (۱)

21. (اب آؤ) جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لیے (اس کے) دروازوں میں داخل ہوجاؤ، کیا ہی بری جگہ ہے تکبر کرنے والوں کی۔ (۱)

22. کیل آپ صبر کریں اللہ کا وعدہ قطعاً سچا ہے، (۵)
انہیں ہم نے جو وعدے دے رکھے ہیں ان میں سے کچھ
ہم آپ کو دکھائیں(۱) یا (اس سے پہلے) ہم آپ کو وفات

ا. اقرار کرنے کے بعد، پھر ان کی عبادت کا ہی انکار کردیں گے۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا۔ ﴿وَاللّٰهِ وَبِهُمَا كُفْنَا مُشْرِكِيْنَ﴾ (الأنعام: ٢٣) (اللّٰه کی قتم! ہم تو کسی کو شریک کھیراتے ہی نہیں ستھے)۔ کہتے ہیں کہ یہ بتوں کے وجود اور ان کی عبادت کا انکار نہیں ہے بلکہ اس بات کا اعتراف ہے کہ ان کی عبادت باطل تھی کیونکہ وہاں ان پر واضح ہوجائے گا کہ وہ الیمی چیزوں کی عبادت کرتے رہے جو من سکتی تھیں، نہ دیکھ سکتی تھیں اور نقصان پہنچا سکتی تھیں نہ نفع۔ (فتح القدیم) اور اس کا دوسرا معنی واضح ہے اور وہ یہ کہ وہ شرک کا سرے سے انکار ہی کریں گے۔

۲. لیعنی ان مکذبین ہی کی طرح، اللہ تعالیٰ کافروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسلسل تکذیب اور کفر، یہ ایک چیزیں ہیں کہ جن سے انسانوں کے دل سیاہ اور زنگ آلودہ ہوجاتے ہیں اور پھر وہ ہمیشہ کے لیے قبول حق کی توفیق سے محروم ہوجاتے ہیں۔
 محروم ہوجاتے ہیں۔

۳. لیعنی تمہاری یہ گراہی اس بات کا نتیجہ ہے کہ تم کفر و تکذیب اور فسق وفجور میں اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ ان پر تم خوش ہوتے اور اتراتے تھے۔ اترانے میں مزید خوشی کا اظہار ہے جو تکبر کو متلزم ہے۔

٣. يه جہنم پر مقرر فرشة، اہل جہنم كو كہيں گے۔

۵. کہ ہم کافروں سے انتقام لیں گے۔ یہ وعدہ جلدی بھی پورا ہوسکتا ہے۔ یعنی دنیا میں ہی ہم ان کی گرفت کرلیں یا حسب مشیت اللی تاخیر بھی ہوسکتی ہے، یعنی قیامت کے دن ہم انہیں سزا دیں۔ تاہم یہ بات یقینی ہے کہ یہ اللہ کی گرفت سے بچ کر کہیں جا نہیں سکتے۔

۲. لیعنی آپ کی زندگی میں ان کو مبتلائے عذاب کردیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اللہ نے کافروں سے انتقام لے کر مسلمانوں
 کی آتھوں کو ٹھنڈا کیا، جنگ بدر میں ستر کافر مارے گئے، ۸ ججری میں مکہ فتح ہوگیا اور پھر نبی منگائیٹیٹا کی حیات مبار کہ میں ہی پورا جزیرہ عرب مسلمانوں کے زیر نگیس آگیا۔

دے دیں، ان کا لوٹایا جانا تو ہماری ہی طرف ہے۔ (')

۸ک. اور یقیناً ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے (واقعات) ہم آپ سے بیان کرچکے ہیں اور ان میں سے بعض کے (قص) تو ہم نے آپ سے بیان ہی نہیں کیے ('') اور کسی رسول کایہ (مقدور) نہ تھا کہ کوئی معجزہ اللہ کی اجازت کے بغیر لاسکے ('') پھر جس وقت اللہ کا حکم آئے گا ('') حق کے ساتھ فیصلہ کردیا جائے گا (ف) اور اس جگہ اہل باطل

وَلَقَدُ السَّلْنَا السُّلَامِّنُ قَبُلِكَ مِنْهُمُ مَّنُ قَصَصْنَاعَكَيْكَ وَمِنْهُمُ مَّنَ لَّهُ نَقُصُصُ عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُولِ انْ يَالْقَ بِالْيَةِ اللَّا بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِذَا جَاءَ أَمُرُ اللهِ قَضِّى بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبُطِلُونَ ۞

ا. یعنی اگر کافر دنیوی مؤاخذہ وعذاب سے ﷺ بھی گئے تو آخر جائیں گے کہاں؟ آخر میرے پاس ہی آئیں گے، جہاں ان کے لیے سخت عذاب تیار ہے۔

۲. اور یہ تعداد میں، بہ نسبت ان کے جن کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ بہت زیادہ ہیں۔ اس لیے کہ قرآن کریم میں
 تو صرف ۲۵ انبیاء ورسل کا ذکر اور ان کی قوموں کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

سال آیت سے مراد بہاں مجوزہ اور خرق عادت واقعہ ہے، جو پینجبر کی صدافت پر دلالت کرے۔ کفار پینجبروں سے مطالبے کہ حمیں فلال فلال چیز دکھاؤہ جینے خود نبی کریم شاہی اللہ اللہ کیا میں موجود ہے۔ اللہ تعالی فرمارہا ہے کہ کسی پینجبر کے اختیار میں بھا کہ وہ اپنی توموں سور کہ بنی اسرائیل: ۹۰سام میں موجود ہے۔ اللہ تعالی فرمارہا ہے کہ کسی پینجبر کے اختیار میں تھا، بعض نبیوں کو تو ابتداء ہی سے معجزے دے دے دیے گئے تھے۔ بعض قوموں کو ان کے مطالبے پر مجوزہ دکھلایا گیا اور بعض کو مطالبے کے باوجود نہیں دکھلایا گیا اور بعض کو مطالبے کے مطابق اس کا فیصلہ ہوتا تھا۔ کسی نبی کہ ہوتھ میں یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ جب چاہتا، مجزہ صادر کرکے دکھلاد یا۔ ہاری مشیت کے مطابق اس کا فیصلہ ہوتا تھا۔ کسی نبی کہ ہوتھ میں یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ جب چاہتا، مجزہ صادر کرکے دکھلاد یتا۔ اس سے ان لوگوں کی واضح تردید ہوتی ہے، جو بعض اولیاء کی طرف یہ باتیں منسوب کرتے ہیں کہ وہ جب چاہتا مجزہ صادر کرا ہات کا اظہار کردیتے تھے۔ جیسے شخ عبدالقادر جیلائی کے لیے بیان کیا جاتا ہے۔ یہ سب من گھڑت تھے کہانیاں ہیں، جب اللہ نے پینجبر کو یہ اختیار نہیں دیا، جن کو اینی صدافت کے ثبوت کی جوت کے ایک مضرورت بھی تھی، تو کسی ولی کو یہ اختیار کیوں کر مل سکتا ہے؟ بالخصوص جب کہ ولی کو اس کی ضرورت بھی نہیں کے مجوزہ ان کی ضرورت تھی۔ لیکن اللہ کی عکمت و مشیت اس کے مقت نہ تھی، اس لیے یہ توت کسی نہیں ہے، اس لیے انہیں میں خورت کے ایکن اللہ کی عکمت و مشیت اس کی مقتضی نہ تھی، اس لیے یہ توت کسی نہیں ہے، اس لیے انہیں دیا خبرے اور کرامات کی ضرورت بوت میں نہیں ہے۔ انہیں اللہ تعالی بیہ اختیار بلا ضرورت کیوں عطا کرسکتا ہے؟

٨. يعنى دنيا يا آخرت ميں جب ان كے عذاب كا وقت معين آجائے گا۔

۵. لینی ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردیا جائے گا۔ اہل حق کو نجات اور اہل باطل کوعذاب۔

خسارے میں رہ جائیں گے۔

29. الله وہ ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے پیدا کے (۱) جن میں سے بعض پر تم سوار ہوتے ہواور بعض کو تم کھاتے ہو۔ (۲) میں تمہارے لیے اور بھی بہت سے نفع بیں (۳) اور تاکہ تم اپنے سینوں میں چھی ہوئی حاجتوں کو ان پر سواری کرکے حاصل کرلو اور تم ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر سوار کے جاتے ہو۔ (۳)

۸۱. اور الله حمهیں اپنی نشانیاں و کھاتا جارہا ہے، <sup>(۵)</sup> پس تم الله کی کن کن نشانیوں کے منکر بنتے رہوگے۔ <sup>(۱)</sup>

۸۲. کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر اپنے سے پہلوں کا انجام نہیں دیکھا؟<sup>(2)</sup>جو ان سے تعداد میں زیادہ سے قوت میں سخت اور زمین میں بہت ساری یادگاریں چھوڑی تھیں،<sup>(۸)</sup> ان کے کیے کاموں نے انہیں کچھ بھی

ٱللهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُوْالْأَنْكَامَرِ لِتَرَّكُبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ۞

ۅؘڵڬؙڎ۫ڔڣؽۿٵمَنٵڣٷڔڶؾٙؠٮؙٛڬ۫ٷ۫ٳڡؘڮؽۿٵڂٲڿڎٞ ۪ؽ۬ڞ۠ۮؙۮڔؚػ۠ۄٛۅؘڡٙڮۿٳۅؘعؘٙؽٲڶڡؙ۫ڷڮؚؾؙڂ۫ڡۜؠڵۏٛڹ۞۫

وَيُرِيُكُوُ الْمِيَامِ ﴿ فَأَكَّ الْمِيَا اللَّهِ تُنْكِرُونَ ۞

اَفَكُوكِيكِيْرُوُافِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْاكِيُفَ كَانَ عَلَقِبَ ۗ اللّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانْوَااكُثَرَ مِنْهُمُ وَاشَكَ قُوَّةً لَا الْخَارَافِي الْاَرْضِ فَهَاآغَنَىٰ عَنْهُمُ مَّاكَانُوْابِكِيْبُوْنَ ۞

ا. الله تعالی اینی ان گنت نعبتوں میں سے بعض نعبتوں کا تذکرہ فرمارہا ہے۔ چوپائے سے مراد اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑے۔ یہ نز، مادہ مل کر آٹھ ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الانعام: ۱۳۳۳–۱۳۸۹ میں ہے۔

۲. یه سواری کے کام میں بھی آتے ہیں، ان کا دودھ بھی پیا جاتا ہے، (جیسے بکری، گائے اور او مٹنی کا دودھ) ان کا گوشت انسان کی مرغوب ترین غذا ہے اور بار برداری کا کام بھی ان سے لیا جاتا ہے۔

س. جیسے ان سب کے اون اور بالوں سے اور ان کی کھالوں سے کئی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ ان کے دودھ سے گھی، مکھن، پنیر وغیرہ بھی بنتا ہے۔

٨. ان سے مراد بي اور عورتيں ہيں جنہيں ہودج سميت اونث وغيرہ پر بھاديا جاتا تھا۔

a. جو اس کی قدرت اور وحدانیت پر دلالت کرتی میں اور یہ نشانیاں آفاق میں ہی نہیں میں تمہارے نفول کے اندر بھی میں۔

٣. لعنی يه اتنی واضح، عام اور کثير بين جن کاکوئی منکر انکار کرنے کی قدرت نہيں رکھتا۔ يه استفہام انکار کے ليے ہے۔

ے. یعنی جن قوموں نے اللہ کی نافرمانی اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی، یہ ان کی بستیوں کے آثار اور کھنڈرات تو دیکھیں جو ان کے علاقول میں ہی ہیں کہ ان کا کہا انجام ہوا؟

۸. لینی عمارتوں، کارخانوں اور کھیتیوں کی شکل میں ان کے کھنڈرات واضح کرتے ہیں کہ وہ کاریگری کے میدان میں بھی
 تم سے بڑھ کر تھے۔

فائده نه پهنچایا۔

فَلَمَّاجَآءَتُهُمُّرُسُلُهُمُّ رِالْمِيَّتَاتِ فَرِحُوْابِمَاعِنَكُهُمُّ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمُ مَّاكَانُوْ ابِهِ يَسْتَهُزُءُونَ ⊕

> فكتَّارَأُوْا بَالْسَنَاقَالُوْاَامَنَّارِاللهِ وَحُدَهُ وَكُفَّرُنَابِمَاكْتَارِهِ مُشْرِكِيْنَ ۞

فَكُوْ يَكُ يَنْفَقُهُمُ إِيْمَانُهُمُ لَتَّا رَاوُا بَالْسَنَا ۗ سُنَّتَ اللهِ الَّتِيْ قَنُ خَلَتُ فِي عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكُوْرُونَ۞

ملک کی جب مجھی ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ اپنے پاس کے علم پر اترانے کی ان کے بالآخر جس چیز کو مذاق میں اڑا رہے تھے وہی ان پر الٹ پڑی۔

۸۴. ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے گگے کہ ہم اللہ واحد پر ایمان لائے اور جن جن کو ہم اس کا شریک بنارہے تھے ہم نے ان سب سے انکار کیا۔

۸۵. لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا۔ اللہ نے اپنا معمول یہی مقرر کر رکھا ہے جو اس کے بندوں میں برابر چلا آرہا ہے (۳) اور اس جگہ کافر خراب وخستہ ہوئے۔

ا. فَمَا أَغْنَىٰ میں مَا استفہامیہ بھی ہو سکتا ہے اور نافیہ بھی۔ نافیہ کا مفہوم تو ترجے سے واضح ہے۔ استفہامیہ کی رو سے مطلب ہوگا۔ ان کو کیا فائدہ پہنچایا؟ مطلب وہی ہے کہ ان کی کمائی ان کے کچھ کام نہیں آئی۔

۲. علم سے مراد ان کے خود ساختہ مزعومات، توہمات، شبہات اور باطل دعوے ہیں۔ انہیں علم سے بطور استہزاء تعبیر فرمایا وہ چونکہ انہیں علمی دلاکل سجھتے تھے، ان کے خیال کے مطابق ایسا کہا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی باتوں کے مقابلے میں یہ اپنے مزعومات پر اتراتے اور فخر کرتے رہے۔ یا علم سے مراد دنیوی باتوں کا علم ہے، یہ احکام وفرائض اللی کے مقابلے میں انہی کو ترجیح دیتے رہے۔

س. لیخی الله کا یہ معمول چلا آرہا ہے کہ عذاب دکھنے کے بعد توبہ اور ایمان مقبول نہیں۔ یہ مضمون قرآن کریم میں متعدد جلّہ بیان ہوا ہے۔

الم. یعنی معاینہ عذاب کے بعد ان پر واضح ہو گیا کہ اب سوائے خسارے اور ہلاکت کے ہمارے مقدر میں کچھ نہیں۔

#### سورۂ حم السجدۃ کلی ہے اور اس میں چوں آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

## بِنُ مِي اللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيمِ

سُيُّوْرَةُ خِمَّ السِّخْرَةِ

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### حون

#### ا. لحقر

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّعْمِٰنِ الرَّحِيْوِثَ

اتاری ہوئی ہے بڑے مہربان بہت رخم والے کی طرف ہے۔

كِتْبُ فُصِّلَتُ النَّهُ قُرُانًا عَرَبِيًّا لِقَوْمِ تَعْلَمُونَ فَ

س. (الین) کتاب ہے جس کی آیتوں کی واضح تفصیل کی گئی ہے، (اس حال میں کہ) قرآن عربی زبان میں ہے (r) اس قوم کے لیے جو جانتی ہے۔ (r)

اللہ اس سورت کا دوسرا نام فُصِّلَتْ ہے۔ اس کی شان نزول کی روایات میں بتالیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ سرداران قریش نے بہم مشورہ کیا کہ مجر (شکالینیم میں کا روایات میں دن ہد دن اضافہ ہی ہورہا ہے، ہمیں اس کے سدباب کے سرور کی کھر کرنا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے میں سے سب سے زیادہ بلیغ وقصیح آدمی "عتبہ بن ربید" کا انتخاب کیا، تاکہ وہ آپ شکالینیم کے سرور آپ سکالینیم کی کہ اس نئی دعوت سے اگر آپ شکالینیم کی اور آپ شکالینیم کی کہ اس نئی دعوت سے اگر آپ شکالینیم کا مقصد مال ودولت کا حصول ہے، تو وہ ہم پیدا کرنے کا الزام عائد کر کے پیشکش کی کہ اس نئی دعوت سے اگر آپ شکالینیم کا مقصد مال ودولت کا حصول ہے، تو وہ ہم جمع کے دیتے ہیں، قیادت وسیادت منوانا چاہتے ہیں تو آپ شکالینیم کی کہ اس نئی دعوت سے اگر آپ شکالینیم کا مقد میں کی حسین عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو آب شکالینیم کہ کردیتے ہیں۔ آپ شکالینیم کردیتے ہیں۔ آپ شکالینم کردیتے ہیں۔ آپ وہ جو کیز بیش کو بتالیا کہ وہ جو چیز بیش کرتا ہے وہ جادو اور کہانت ہے نہ شعر وشاعری۔ مطلب اس کا آپ شکیلیم اس کے سحر کا سرح کو اسیر ہوگیا ہے۔ یہ روایات مختلف انداز سے اہل سیرہ تفسیر نے بیان کی ہیں۔ امام این کثیر اور امام شوکانی فرماتے ہیں "یہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قریش کا اجماع ضرور ہوا، انہوں نے عتبہ کو اسیم کو گئا گئی نے جی "یہ اور ایک میں سے دہ بیا گا۔ سام شوکانی فرماتے ہیں "یہ دوایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قریش کا اجماع ضرور ہوا، انہوں نے عتبہ کو گئی گئی گئی گئی نے اس سورت کا ابتدائی حصہ سایا "۔

ا. یعنی کمیا حلال ہے اور کمیاحرام؟ یا طاعات کمیا ہیں اور معاصی کمیا؟ یا ثواب والے کام کون سے ہیں اور عقاب والے کون سے؟ ۲. یہ حال ہے لیعنی اس کے الفاظ عربی ہیں، جن کے معانی مفصل اور واضح ہیں۔

m. لینی جو عربی زبان، اس کے معانی ومفاہیم اور اس کے اسرار واسلوب کو جانتی ہے۔

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاعْرَضَ اكْتَرْهُمْ فَهُمُ لَا يَسْمَعُونَ ۞

ۉۜڠٵڵٷ۠ٳڠؙڵۅ۫ؠؙڬٳڣٛٙ۩ێؾۊڝۜ؆ڶؽؙٷۅ۫ٮؘٚٵڸؽٮۅۅڣٛ ٳڎٳڹؽٵۅۛڡڎ۫ڒٷۜڝڽؙؽؽڹؚؽٵۅؘؠؽڹڮڿٵڣ؋ٵڠؙڵ ٳؾۜٮؙٵۼؚڷۅڽ۞

قُلُ إِنَّمَا اَكَابَتُوُوْتُهُ كُلُوْيُوْتَى إِلَىَّ اتَّمَا الْهُكُوْالَهُ وَاحِتُ فَاسْتَقِينُهُ وَالْيُهِ وَاسْتَغْفِرُوُوْ وَوَيُلُّ الْمُشْرِكِيْنَ۞

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُونَ الرَّكُوةَ وَهُمُ بِاللَّخِرَةِ

". خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والاہے، (۱) پھر بھی ان کی اکثریت نے منہ پھیرلیا اور وہ سنتے ہی نہیں۔ (۲)

6. اور انہوں نے کہا کہ تو جس کی طرف ہمیں بلا رہاہے ہمارے دل تو اس سے پردے میں ہیں اور ہمارے کانول میں گرانی ہے (۳) اور ہم میں اور تجھ میں ایک حجاب ہے، اچھا تو اب اپنا کام کیے جا ہم بھی یقیناً کام کرنے والے ہیں۔ (۵)

۲. آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم ہی جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے <sup>(۱)</sup> سو تم اس کی طرف متوجہ ہوجاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو، اور ان مشرکوں کے لیے (بڑی ہی) خرابی ہے۔

جو ز کوۃ نہیں دیتے<sup>(2)</sup> اور آخرت کے بھی منکر ہی

ا. ایمان اور اعمال صالحہ کے حاملین کو کامیابی اور جنت کی خوش خبری سنانے والا اور مشرکین و مکذبین کو عذاب نار سے ڈرانے والا۔

عنی غورو فکر اور تدبر و تعقل کی نیت سے نہیں سنتے کہ جس سے انہیں فائدہ ہو۔ ای لیے ان کی اکثریت ہدایت سے محروم ہے۔
 اگریّتّہ، کِنَانٌ کی جمع ہے "پردہ" یعنی ہمارے دل اس بات سے پردوں میں ہیں کہ ہم تیری توحید وایمان کی دعوت کو سمجھ سکیں۔

- ٨٠. وَقُرُ كَ اصل معنى بوجھ كے بين، يهال مراد بهرا بن ہے، جو حق كے سنے ميں مانع تقا۔
- ۵. لیعنی ہمارے اور تیرے درمیان ایسا پردہ حائل ہے کہ تو جو کہتا ہے، وہ س نہیں سکتے اور جو کرتا ہے، اسے دیکھ نہیں
   سکتے۔ اس لیے تو ہمیں ہمارے حال پر چھوڑدے اور ہم مجھے تیرے حال پر چھوڑدیں، تو ہمارے دین پر عمل نہیں کرتا،
   ہم تیرے دین پر عمل نہیں کرسکتے۔
- ل. لینی میرے اور تمہارے در میان کوئی امتیاز نہیں ہے۔ بجز وحی البی کے۔ پھر یہ بعد و تجاب کیوں؟ علاوہ ازیں میں جو
   دعوت توحید پیش کررہا ہوں، وہ بھی الی نہیں کہ عقل و فہم میں نہ آسکے، پھر اس سے اعراض کیوں؟
- ک. یہ سورت کی ہے۔ زکوۃ ججرت کے دوسرے سال فرض ہوئی۔ اس لیے اس سے مراد یا تو صد قات ہیں جس کا عظم ملمانوں کو مکہ میں بھی دیا جاتا رہا، جس طرح پہلے صرف صبح وشام کی نماز کا عظم تھا، پھر ہجرت سے ڈیڑھ سال قبل

رہتے ہیں۔

٨. بيشك جو لوگ ايمان لائين اور بھلے كام كريں ان كے ليے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

9. آپ کہہ ویجیے کہ کیا تم اس (اللہ) کا انکار کرتے ہو اور تم اس کے شریک مقرر کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین پیدا کردی، (۲) سارے جہانوں کا پروردگار وہی ہے۔

• 1. اور اس نے زمین میں اس کے اوپر سے پہاڑ گاڑ دیے (۳) اور اس میں برکت رکھ دی (۳) اور اس میں (رہنے والوں کی) غذاؤں کی تجویز بھی اس میں کردی (۵) (صرف) چار

هُمْ كِفِي وُرى ©

ٳڽٞٳڷڮڹؙؽٳڡٮؙٷٳۅؘۼؚڵۅٳڸڞڸۣڂؾؚڷۿؙۄ۫ٳؘؙڋڒ ۼؿۯؙڡؙٮٮؙٛٷڹۣ۞ٞ

قُلْ إَيِّنَكُوْ لَتَكَفُّرُونَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْأَرْضَ فِيُ يَوْمَيُنِ وَجَعَلُونَ لَهَ اَنْدَادًا لَا لِكَ رَبُّ الْعَلَيْثِينَ ۞

وَجَعَلَ فِيْهَارَوَاسِيَ مِنْ فَوْمَا وَلِرَكَ فِيهَا وَقَكَّارَ فِيْهَاۤ اَقُواتَهَا فِىۡ اَدۡبَعَةَ اَيَّامِ ؕ سَوَاءً لِسَاۤ إِلِيۡنَ⊙

لیلة الإسراء کو پانچ فرض نمازوں کا تھم ہوا۔ یا پھر زکوۃ سے یہاں مراد کلمۂ شہادت ہے، جس سے نفس انسانی شرک کی آلودگیوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ (ابن کیر)

ا. ﴿ أَجُرْغَيْرُ مُنْوَنِ ﴾ كا وبى مطلب ہے جو ﴿ عَطَاءُ عَيْرَ مَعْنُ وُ إِنْ ﴿ (هود: ١٠٨) كا ہے۔ ليعنى نه ختم ہونے والا اجر۔

۲. قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ذکر کیا گیا ہے کہ "اللہ نے آسانوں اورزمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا" یہاں اس کی کچھ تفصیل بیان فرمائی گئی ہے۔ فرمایا، زمین کو دو دن میں بنایا۔ اس سے مراد ہیں یَوْمُ الْاَحَد (اتوار) اور یَوْمُ الْاِذْنَیْنِ (بیر)، سورہ نازعات میں کہا گیا ہے ﴿وَالْاَرْضَ بَعْکُ ذَلِكَ دَحْهَا﴾ (النازعات: ۴۰) (اور اس کے بعد زمین کو (ہموار) بچھادیا) جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ زمین کو آسان کے بعد بنایا گیا ہے جب کہ یہاں زمین کی تخلیق کا ذکر آسان کی تخلیق سے پہلے کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس بڑالٹھ نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے کہ تخلیق اور چیز ہے اور دَحیٰ جو اصل میں دَحْقُ ہے (بچھانا یا پھیلانا) اور چیز۔ زمین کی تخلیق آسان سے پہلے ہوئی، جیسا کہ یہاں بھی بیان کر ایا گیا ہے اور دَحْقٌ کا مطلب ہے کہ زمین کو رہائش کے قابل بنانے کے لیے اس میں پانی کے ذفائر رکھے گئے، اسے پیداواری ضروریات کا مخزن بنایا گیا۔ ﴿آخَیَہُمُهُمُ اُمَازُهُا وَمُوحُهُمُ ﴾ (النازعات: ۳۱) (اس میں سے پانی اور چارہ نکال) اس میں پہاڑ، ٹیلے اور جارہ نول میں کیا گیا۔ یوں زمین اور اس میں پہاڑ، ٹیلے اور جارہ نول میں مکمل ہوئی۔ (سی جاری تورے چارہ نول میں کیا گیا۔ یوں زمین اور اس میں کیا گیا۔ یوں زمین اور اس میں کیا گیا۔ وردوں میں مکمل ہوئی۔ (سی کو بادی میں اور اس میں کیا گیا۔ یوں زمین اور اس میں کیا گیا۔ وردوں میں مکمل ہوئی۔ (سیمین عادی وردوں میں کیا گیا۔ یوں زمین اور اس

سم. لیعنی پہاڑوں کو زمین میں سے ہی پیدا کرکے ان کو اس کے اوپر گاڑدیا تاکہ زمین ادھر یا ادھر نہ ڈولے۔

۴. یہ اشارہ ہے پانی کی کثرت، انواع واقسام کے رزق، معدنیات اور دیگر اسی قشم کی اشیاء کی طرف، یہ زمین کی برکت ہے، کثرت خیر کا نام ہی برکت ہے۔

۵. أَقْوَاتٌ، قُوْتٌ (غذا، خوراك) كى جمع ہے۔ يعنى زمين پر بينے والى تمام مخلوقات كى خوراك اس ميں مقدر كردى ہے

تُخَوَّاسُتَوْنَى إِلَى السَّمَا ۚ وَهِى دُخَانُ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ اغْتِيَا طَوْعًا اَوْكَرُهُمُّ قَالَتَاۤاَتُيۡنَاطَاۡلِعِيۡنَ۞

ڡ۬ڡؘۜڞ۬؞ۿؙڹۜ؊ڹۼڛڶۅؘٳؾؚ؈۬ؽۅ۫ڡؽڽۅؘٲۅؙڂؽ؈ٛٙڴؚڷ ڛۜٙٳٚ؞ۣٳٲڔۿٵۅؘۯۜؾۜٵڶۺٵ۫ٵڶڎ۠ڹؽٳؠڡڝٲڽؽۼؖٷؖۅڝڡٛڟٲ ڎڵۣػٮؘڨ۬ڋؽڒؙۯڵۼڒؿڒۣٳڷۼڸؽ؈ؚ

ۏؘٳڽؙٵۼۘۯڞؙۅٛٳڡؘڡؙؙڷٲٮ۬ۮؘۯؾؙڴۄؗۻڡؚڡۧةٞؠؚۜٞۺٛڵۻڡؚڡٙۼ ۼٳڍۊۜڎؠؙۅ۠ۮ۞

ٳۮ۫ۘۘۼٵۧٸؘۛڞؙڎ۠ٳڵڗؙڛؙٛڷڡٟؽؘڹؽڹۣٵؘؽۑؽۿؚۄۘ۫ۅؘڝؚڽ۬ ڂؘڶڣۿؚۻٲڒػۼؠ۠ۮ۠ۉٙٳڷٳٳڶڵڎؖڠٵڮ۠ٳڵۅٛۺٵٙۯؾٞڹٵڵؘۯؙۏٚڶ

دن میں، (') ضرورت مندول کے لیے کیسال طور پر۔ (')

11. پھر آسان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھوال (سا) تھا
پی اس سے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ
یا ناخوشی سے۔ ('') دونوں نے عرض کیا ہم بخوشی حاضر ہیں۔

14. پی دو دن میں سات آسان بنادیے اور ہر آسان
میں اس کے مناسب احکام کی وحی بھیج دی ('') اور ہم نے
آسان دنیا کو چراغول سے زینت دی اور نگہبانی کی، (ش) یہ تدبیر اللہ غالب ودانا کی ہے۔

تدبیر اللہ غالب ودانا کی ہے۔

ال اب بھی یہ روگرداں ہوں تو کہہ دیجیے کہ میں متہمیں اس کڑک (آسانی عذاب) سے ڈراتا ہوں جو عادیوں اور شمودیوں کی کڑک کے مانند ہوگی۔

۱۳ ان کے پاس جب ان کے آگے پیچھے سے پیغمبر آئے کہ تم اللہ کے سواکسی کی عبادت نہ کرو تو انہوں نے

یا بندوبست کردیا ہے۔ اور رب کی اس تقدیر یا بندوبست کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ کوئی زبان اسے بیان نہیں کر سکتی، کوئی قلم اسے رقم نہیں کر سکتا اور کوئی سکتاولیٹر اسے گن نہیں سکتا۔ بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ہر زمین کے دوسرے حصول میں پیدا نہیں ہو سکتیں۔ تاکہ ہر علاقے کی یہ مخصوص پیداوار ان ان علاقوں کی تجارت و معیشت کی بنیادیں بن جائیں۔ چنانچہ یہ مفہوم بھی اپنی جگہ صحیح اور بالکل حقیقت ہے۔

ا. یعنی تخلیق کے پہلے دو دن اور وحی کے دو دن سارے دن ملا کے یہ کل چار دن ہوئے، جن میں یہ سارا عمل سیمیل کو پہنچا۔
 ۲. سَو آء کا مطلب ہے، ٹھیک چار دن میں۔ یعنی لوچھنے والوں کو بتلادو کہ تخلیق اور دَحْوٌ کا یہ عمل ٹھیک چار دن میں ہوا۔ یا پورا یا برابر جواب ہے سائلین کے لیے۔

سال یہ آناکس طرح تھا؟ اس کی کیفیت نہیں بیان کی جاسکتی۔ یہ دونوں اللہ کے پاس آئے جس طرح اس نے چاہا۔ بعض نے اس کا مفہوم لیا ہے کہ میرے تھم کی اطاعت کرو، انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم حاضر ہیں۔ چنانچہ اللہ نے آسان کو تھم دیا، سورج، چاند اور سارے نکال، اور زمین کو کہا نہریں جاری کردے اور پھل نکال دے (ابن کیر) یا مفہوم ہے کہ تم دونوں وجود میں آجاؤ۔ کار یعنی خود آسانوں کو یا ان میں آباد فرشتوں کو مخصوص کاموں اور اوراد ووظائف کا یابند کردیا۔

۵. یعنی شیطان سے نگہبانی، جیسا کہ دوسرے مقام پر وضاحت ہے، ساروں کا ایک تیسرا مقصد دوسری جگہ اھبتداءٌ (راستہ معلوم کرنا) بھی بیان کیا گیا ہے۔ (النحل: ۱۱)

مَلَيِّكَةً فَإِنَّابِمَا أُرْسِلُتُمُّ نِهِ كَفِيْ وَنَّ

فَأَمَّا عَادُ فَاسْتَكُبُرُوْ ا فِي الْوَرْضِ بِغَيْرِ الْحِقِّ وَقَالُوْامَنُ اَشَكُّ مِنَّافَقَةٌ أَوَلَمُ يَرُوُاكَ اللهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَكُّ مِنْهُمُ وُقَةً وَكَانُوْ الِالَيْتِنَا يَجْحَدُونَ يَجْحَدُونَ

فَالْسُلْنَا عَلَيْهِمْ دِيُعَا مَوْمَرًا فِنَ آيَّا مِغِّسَاتٍ لِنْنِ يُقَهُمُ عَدَّابِ الْخِزْيِ فِي الْخَيُوةِ التُّنْيَا" وَكَذَابُ الْإِخْرَةِ الْخُرِي وَهُمُّ لِائْيُصَرُونَ

جواب دیا کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتوں کو بھیجا۔ ہم تو تمہاری رسالت کے بالکل منکر ہیں۔<sup>(1)</sup>

10. اب عاد نے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کردی اور کہنے گئے کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے؟ (۲) کیا انہیں یہ نظر نہ آیا کہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے (بہت ہی) زیادہ زور آور ہے، (۳) اور وہ (آخر تک) ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔

11. بالآخر ہم نے ان پر ایک تیز و تند آندهی (۵) منحوس دنوں میں (۱) بھیج دی کہ انہیں دنیاوی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چھادیں، اور (یقین مانو) کہ آخرت کا عذاب اس سے بہت زیادہ رسوائی والا ہے اور وہ مدد نہیں کیے جائیں گے۔

ا. لینی چونکہ تم ہماری طرح ہی کے انسان ہو، اس لیے ہم تمہیں نبی نہیں مان سکتے۔ اللہ تعالی کو نبی بھیجنا ہوتا تو فرشتوں کو بھیجنا نہ کہ انسان کو۔

۲. اس فقرے سے ان کا مقصود یہ تھاکہ وہ عذاب روک لینے پر قادر ہیں، کیونکہ وہ درازقد اور نہایت زورآور تھے۔ یہ انہوں نے اس وقت کہا جب ان کے پیغیر حضرت ہود علیہ انہوں نے ان کو انذار وتنبیہ کے لیے عذاب الہی سے ڈرایا۔

س. لیعنی کیا وہ اللہ سے بھی زیادہ زور آور ہیں، جس نے انہیں پیدا کیا اور انہیں قوت وطاقت سے نوازا۔ کیا ان کو بنانے کے بعد اس کی اپنی قوت وطاقت ختم ہوگئ ہے؟ یہ استفہام، استنکار اور توثیخ کے لیے ہے۔

۳. ان معجزات کا جو انبیاء کو ہم نے دیے تھے، یا ان دلائل کا جو پیغیروں کے ساتھ نازل کیے تھے یا ان آیات تکوینیہ کا جو کائنات میں پھیلی اور بکھری ہوئی ہیں۔

۵. صَوْصَرٍ، صُرَّةٌ (آواز) ہے ہے۔ لین الی ہوا جس میں سخت آواز سخی۔ لین نہایت تند اور تیز ہوا، جس میں آواز سخی۔ لین نہایت تند اور تیز ہوا، جس میں آواز سخی ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ صور ہے ہے، جس کے معنی برد (طُسْدُک) کے ہیں۔ لیعنی الی پالے والی ہوا جو آگ کی طرح جلا ڈالتی ہے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں وَالْحَقُّ أَنَّهَا مُتَصِفَةٌ بِجَمِیْعِ ذٰلِكَ، وہ ہوا ان تمام ہی باتوں سے متصف تھی۔
 ۲. نَحِسَاتٌ كا ترجمہ، بعض نے متواتر پے درپے كا كيا ہے۔ كونكہ یہ ہوا سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی۔ بعض نے سخت، بعض نے گردوغبار والے اور بعض نے نوست والے كيا ہے۔ آخری ترجمہ كا مطلب یہ ہوگا كہ یہ ایام جن مطلقاً منحوس ہیں۔
 جن میں ان پر سخت ہوا كا طوفان جاری رہا، ان كے ليے منحوس ثابت ہوئے۔ یہ نہیں كہ ایام ہی مطلقاً منحوس ہیں۔

وَامَّا ثَتُودُوْهَكَ يُنْاهُمُ فَاسْتَحَبُّوْاالْعَلَى عَلَى الْهُالِي فَاَخَنَ تَهُوُّ طِعِقَةُ الْعَكَابِ الْهُوُنِ بِمَاكَانُوْا يُكْشِبُونَ ۚ

وَنَعَيْنَا الَّذِينَ الْمَنْوُا وَكَانُوْ ايَتَّقُوْنَ شَ

وَيُوْمَرُيُحْشُرُاعُدَآءُ اللهِ إِلَى التَّارِ فَهُمُّر يُوْزَعُونَ<sup>©</sup>

حَتَّى إِذَ امَاجَآءُوُهَاشَهَا عَلَيْهِمُ سَمُعُهُمُ وَٱبْصَارُهُمُ وَجُلُودُهُمُ بِمَاكَانُوْ اَيَعُلُونَ

 $\frac{1}{2}$  اور رہے شود، سو ہم نے ان کی بھی رہبری کی (۱) پھر بھی انہوں نے ہدایت پر اندھے پن کو ترجیح دی (۲) جس بنا پر انہیں (سرایا) ذلت کے عذاب کی کڑک نے ان کے کر تو توں کے باعث پکڑ لیا۔ (۲)

اور (ہاں) ایمان دار اور پارساؤں کو ہم نے (بال
 بال) بحیالیا۔

19. اور جس دن (۱۳) الله کے دشمن دوزخ کی طرف لائے جائیں گے اور ان (سب) کو جمع کردیا جائے گا۔ (۵)

۲۰ یہاں تک کہ جب بالکل جہنم کے پاس آجائیں گے تو ان کی آئیسیں اور ان کی

کھالیں ان کے اعمال کی گواہی دس گی۔(1)

ا. یعنی ان کو توحید کی دعوت دی، اس کے دلائل ان کے سامنے واضح کیے اور ان کے پیغیر حضرت صالح عَلَیْها کے ذریعے سے ان پر ججت تمام کی۔

۲. لیعنی انہوں نے مخالفت اور تکذیب کی، حتی کہ اس او نٹنی تک کو ذئح کرڈالا جو بطور معجزہ ان کی خواہش پر چٹان سے ظاہر کی گئی تھی اور پیغیبر کی صدانت کی دلیل تھی۔

٣. صَاعِقَةٌ، عذاب شديد كو كهتے بين، ان پريه سخت عذاب چنگھاڑ اور زلزلے كى صورت ميں آيا، جس نے انہيں ذلت ورسوائي كے ساتھ تباہ وبرباد كرديا۔

سم. یہاں اڈکُر محذوف ہے، وہ وقت یاد کرو جب اللہ کے دشمنوں کو جہنم کے فرشتے جمع کریں گے لیخی اول سے آخر تک کے دشمنوں کا اجماع ہوگا۔

۵. أَيْ: يُحْسَسُ أَوَّلُهُمْ عَلَىٰ آخِرِهِمْ لِيُلَاحِقُوْا (ثُقَ القدير) لعنى ان كو روك روك كر اول وآخر كو باہم جمع كيا جائے گا۔
 (ال لظ كل مزيد تشرئ كے ليے ديكھے مورة النمل آیت نبر ١٥ كا عاشيہ)

٩. ليعنى جب وہ اس بات سے انکار کریں گے کہ انہوں نے شرک کا ارتکاب کیا، تو اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگادے گا اور ان کے اعضاء بول کر گواہی دیں گے کہ یہ فلال فلال کام کرتے رہے إِذَا مَا جَاءُوْهَا میں مَا زائد ہے تاکید کے لیے۔ انسان کے اندر پانچ حواس ہیں۔ یہاں دو کا ذکر ہے۔ تیسری جلد (کھال) کا ذکر ہے جو مس یا کمس کا آلہ ہے۔ یوں حواس کی تین قسمیں ہو گئیں۔ باقی دو حواس کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ ذوق (چکھنا) بوجوہ کمس میں داخل ہے، کیونکہ یہ چکھنا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اس شے کو زبان کی جلد پر نہ رکھا جائے۔ اس طرح سونگھنا

ۅؘقَالُوُّالِجُلُوْدِ هِمُ لِوَشَهِدُتُوْءَكَلِيُنَا ۚ قَالُوَّا ٱنْطَقَىٰاللهُ الَّذِئَ ٱنْطَقَ كُلَّ شَیُّا وَهُوَ خَلَقَکُمُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ اللّهِ تُرْجِعُوْنَ۞

وَمَاكُنْ تُوْمَّنُ تَرَرُونَ اَنْ يَنَثْهَدَ عَلَيْكُوْ سَمُعُكُمُ وَلاَ اَبْصَارُكُوْ وَلاَجُلُودُكُمْ وَلاِنْ ظَنَنْتُوْ اَنَّ اللهَ لاَ يَعْلَمُ كُنْ اللهِ عَلَيْهِ الْعَنْمُلُونَ ۞

71. اور یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی، (۱) وہ جواب دیں گی کہ ہمیں اس اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولئے کی طاقت بخش ہے، اسی نے متہیں اول مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤگے۔(۱)

۲۲. اور تم (اپنی بداعالیاں) اس وجہ سے پوشیدہ رکھتے ہی نہ سے کہ تم پر تمہارے کان اور تمہاری آ تکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں گی، (۳) ہاں تم یہ سیجھتے رہے کہ تم جو کچھ بھی کررہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بے خبر ہے۔ (۳)

(شم) اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ وہ شے ناک کی جلد پر نہ گزرے۔ اس اعتبار سے جلو د کے لفظ میں تین حواس آجاتے ہیں۔ (فق القدیر).

ا. یعنی جب مشر کین اور کفار دیکھیں گے کہ خود ان کے اپنے اعضاء ان کے خلاف گواہی دے رہے ہیں، تو از راہ تعجب یا بطور عماب اور ناراضی کے ان سے یہ کہیں گے۔

۲. بعض کے نزدیک وَهُوَ سے اللہ کا کلام مراد ہے۔ اس لحاظ سے یہ جملہ متانفہ ہے۔ اور بعض کے نزدیک جلود انسانی اعتبار سے یہ انہی کے کلام کا تتمہ ہے۔ قیامت کے دن انسانی اعتباء کے گواہی دینے کا ذکر اس سے قبل سورہ نور: ۲۲، سورہ لیسین: ۲۵، میں بھی گزرچکا ہے اور صحیح احادیث میں بھی اسے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً جب اللہ کے علم سے انسانی اعتباء بول کر بتلائیں گے تو بندہ کہے گا، بُعْدًا لَّکُنَّ وَسُحْقًا؛ فَعَنْکُنَّ کُنْتُ أَنْاضِلُ (صحیح مسلم، کتاب الزهد) (تمہارے لیے ہلاکت اور دوری ہو، میں تو تمہاری ہی خاطر جھڑرہا اور مدافعت کررہا تھا)۔ ای روایت میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ بندہ کہے گا کہ میں اپنے نفس کے سواکسی کی گواہی نہیں مانوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا میں اور میرے فرشتے کراماً کا تعبی گواہی نہیں۔ پھر اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے اعضاء کو بولئے میں دیا حائے گا۔ (عواد نہ کورہ).

سل اس کا مطلب ہے کہ تم گناہ کا کام کرتے ہوئے لوگوں سے تو چھپنے کی کوشش کرتے تھے لیکن اس بات کا کوئی خوف تمہیں نہیں تھا کہ تمہارے خلاف خود تمہارے اپنے اعضاء بھی گواہی دیں گے کہ جن سے چھپنے کی تم ضرورت محسوس کرتے۔ اس کی وجہ ان کا بعث ونشور سے انکار اور اس پر عدم یقین تھا۔

م. اس لیے تم اللہ کی حدیں توڑنے اور اس کی نافرمانی کرنے میں بے باک تھے۔

وَذٰلِكُوۡ ظَنُّكُو۠ الَّذِیۡ ظَنَنۡتُوۡ بِرَسِّکُوۡ اَرَدٰکُوۡ فَاصَبۡحَتُوۡمِیۡ الۡخِیرِیۡنَ

فَإِنَّ يَصِّبِرُوْافَالتَّالِمَتُوَّى لَهُوْوَ إِنْ يَسْتَغْتِبُوُّا فَهَاهُمُوسِّ الْمُغْتَبِينَ۞

وَقَيَّضُنَالَهُمُ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوْالَهُمُ مَّالِيُنَ اَيْدِيْهِمُ وَمَاخَلْفَهُمُ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوُلْ فِي الْمِيْدِينَ الْهِرِينَ الْهِرِينَ الْهِرِينَ وَالْإِنْسُ إِلَّهُمُ كَانُوْا خِيرِينَ ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ كُفَّ وُالْالشَّهُ عُوْ الْهِذَا الْقُرْانِ

۲۳ اور تمہاری اسی بد گمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کررکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا<sup>(۱)</sup> اور بالآخر تم زیاں کاروں میں ہوگئے۔
۲۳ اب اگر یہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ اور اگر یہ (عذرو) معافی کے خواستگار ہوں تو بھی (معذور و) معاف نہیں کیے جائیں گے۔(۱)

73. اور ہم نے ان کے کچھ ہم نشیں مقرر کر رکھے تھے جنہوں نے ان کے اگلے پچھلے اعمال ان کی نگاہوں میں خوبصورت بنا رکھے تھے "اور ان کے حق میں بھی اللہ کا قول ان امتوں کے ساتھ پورا ہوا جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں کی گزر چکی ہیں۔ یقیناً وہ زیاں کار ثابت ہوئے۔ انسانوں کی گزر چکی ہیں۔ یقیناً وہ زیاں کار ثابت ہوئے۔ اللہ کا گروں نے کہا اس قرآن کو سنو ہی مت (م)

ا. یعنی تمہارے اس اعتقاد فاسد اور گمان باطل نے کہ اللہ کو ہمارے بہت سے اعمال کا علم منہیں ہوتا، تمہیں ہلاکت میں ڈال دیا،
کیوں کہ اس کی وجہ سے تم ہر قسم کا گناہ کرنے میں دلیر اور بےخوف ہوگئے تھے۔ اس کی شان نزول میں ایک روایت ہے۔
حضرت عبد اللہ بن مسعود رفیانٹیڈ فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ کے پاس دو قرشی اور ایک ثقفی یا دو ثقفی اور ایک قرش ہم ہم ہوئے۔ فربہ
بدن، قلیل الفہم۔ ان میں سے ایک نے کہا "کیا تم سجھتے ہو، ہماری باتیں اللہ سنتا ہے؟" دوسرے نے کہا" ہماری جہری باتیں سنتا
ہے اور سری باتیں نہیں سنتا"۔ ایک اور نے کہا"اگر وہ ہماری جہری (اونچی) باتیں سنتا ہے تو ہماری سری (پوشیدہ) باتیں بھی یقیناً
سنتا ہے"۔ جس پر اللہ تعالی نے آیت ﴿ وَمَا كُنْ مُو صَدِّمَة مِرْدُونَ ﴾ نازل فرمائی۔(صحیح البخاری، تفسیر سورۃ حم السجدۃ)

۲. ایک دوسرے معنی اس کے یہ کیے گئے ہیں کہ اگر وہ منانا چاہیں گے (عُدَّبی رضا طلب کریں گے) تاکہ وہ جنت میں چلے جائیں تو یہ چیز ان کو بھی حاصل نہ ہوگی۔ (ایر اتفایر وفق القدیر) بعض نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ وہ دنیا میں دوبارہ بھیج جانے کی آرزو کریں گے جو منظور نہیں ہوگی۔ (ابن جریہ طبری) مطلب یہ ہے کہ ان کا ابدی ٹھکانا جہنم ہے، اس پر صبر کریں (تب بھی رحم نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ دنیا میں بعض دفعہ صبر کرنے والوں پر ترس آجاتا ہے) یا کسی اور طریقے سے وہاں سے نکلنے کی سعی کریں، مگر اس میں بھی انہیں ناکامی ہی ہوگی۔

سا ان سے مراد وہ شیاطین انس وجن ہیں جو باطل پر اصرار کرنے والوں کے ساتھ لگ جاتے ہیں، جو انہیں کفر ومعاصی کو خوبصورت کرکے دکھاتے ہیں، پس وہ اس گراہی کی دلدل میں سینے رہتے ہیں، حتی کہ انہیں موت آجاتی ہے اور وہ خسارہ ابدی کے مستحق قرار یاتے ہیں۔ .

٨. يه انہول نے باہم ايك دوسرے كو كہا۔ بعض نے لا تَسْمَعُوْا كے معنى كيے ہيں، اس كى اطاعت نه كرو

# وَالْغَوْافِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغُلِبُونَ

فَكَنُ نِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْاعَذَابَّاشَدِيْنَا وَّلَنَجُزِيَةَهُوۡاَسُوَاالَّذِيۡ كَانْوُا يَعۡمَلُوْنَ⊙

ذلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللهِ النَّالُ ۚ لَهُ مُوفِيُهَا دَارُالُخُلُدِ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِالْيَتِنَا يَجْحَدُونَ ۞

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا رَّبَّنَا آرِيَا الَّذَيْنِ اَضَلْتَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَعْتَ اَقْدُامِنَا لِيَكُونَامِنَ الْرَسْفَلِيْنَ© لِيَكُونَامِنَ الْرَسْفَلِيْنَ©

(اس کے پڑھے جانے کے وقت) اور بیہودہ گوئی کرو<sup>(۱)</sup> کیا عجب کہ تم غالب آجاؤ۔<sup>(۲)</sup>

۲۷. پس یقیناً ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور انہیں ان کے بدترین اعمال کا بدلہ (ضرور) ضرور دیں گے۔(\*)

۲۸. الله کے دشمنوں کی سزا یہی دوزخ کی آگ ہے جس میں ان کے لیے جمینگی کا گھر ہے (یہ) بدلہ ہے ہماری آیتوں سے انکار کرنے کا۔

79. اور کافر لوگ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں جنوں اور انسانوں (کے وہ دونوں فریق) دکھا جنہوں نے ہمیں گر اہ کیا<sup>(م)</sup> (تاکہ) ہم انہیں اپنے قدموں تلے ڈال دیں تاکہ وہ جہنم میں سب سے ینچے (سخت عذاب میں) ہو جائیں۔<sup>(۱)</sup>

ا. یعنی شور کرو، تالیاں، سِٹیاں بجاؤ چیخ چیخ کر باتیں کرو تا کہ حاضرین کے کانوں میں قر آن کی آواز نہ جائے اور ان کے دل قر آن کی بلاغت اور خوبیوں سے متاثر نہ ہوں۔

مل. آیتوں سے مراد جیسا کہ پہلے بھی بتلایا گیا ہے، وہ دلائل وبراہین واضحہ ہیں جو اللہ تعالی انسیاء پر نازل فرماتا ہے یا وہ مجرات ہیں جو انہیں عطا کیے جاتے ہیں یا وہ دلائل تکوینیہ ہیں جو کائنات لینی آفاق وانفس میں تھیلے ہوئے ہیں۔ کافر ان سب بی کا انکار کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ ایمان کی دولت سے محروم رہتے ہیں۔

۵. اس کا مفہوم واضح ہی ہے کہ گر اہ کرنے والے شیاطین ہی نہیں ہوتے، انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی شیطان کے زیر اثر لوگوں کو گمر اہ کرنے میں مصروف رہتی ہے۔ تاہم بعض نے جن سے ابلیس اور انسان سے قابیل مر اد لیا ہے، جس نے انسانوں میں سب سے پہلے اپنے بھائی ہائیل کو قتل کرکے ظلم اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا اور حدیث کے مطابق قیامت تک ہونے والے ناجائز قتلوں کے گناہ کا ایک حصہ بھی اس کو ملتا رہے گا۔ ہمارے خیال میں پہلا مفہوم زیادہ صحیح ہے۔
 ۲. لیعنی اپنے قدموں سے انہیں روندیں اور اس طرح ہم انہیں خوب ذلیل ورسوا کریں۔ جہنیوں کو اپنے لیڈروں پر جو

اِتَّااَكَذِيْنَ قَالُواْرَتُبْنَااللهُ ثُوَّااسُقَامُواْتَتَنَرَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَلِكَةُ ٱلَاَتَخَافُوا وَلاَتَحْزَنُواْ وَابْشِرُوا بِالْجَنَّةِ النِّقُ كُنْتُوْ تُوْعَدُونَ⊙

نَحُنُ اَوْلِلَيُّكُوْ فِي الْحَلِوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْطِيرَةَ وَلَكُوْ فِيْهَا مَا لَتَشْيَعِي اَفُسُكُوْ وَلَكُوْ فِيهَا مَا تَنَّعُونَ ۖ

نُزُلُامِ فَهُوْرٍ رِّحِيْمٍ ﴿

(واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اللہ ہمارا پروردگار اللہ ہے (ایم کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں (اس کہ تم کہتے ہوئے) آتے ہیں (اس کہ تم کہتے ہوئے) آتے ہیں (اس کہتے ہوئے) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو۔ (۵)

اسل. تمہاری دنیوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے، (۱) جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لیے (جنت میں موجود) ہے۔ السلام غفور و رحیم (معبود) کی طرف سے یہ سب کچھ لطور

غصہ ہوگا، اس کی تشفی کے لیے وہ یہ کہیں گے۔ ورنہ دونوں ہی مجرم ہیں اور دونوں ہی کیساں جہنم کی سزا بھکتیں گے۔ جیسے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لِکُلِّ ضِعْفُ وَلِکُنُ لَاَعْکُمُونَ﴾ (الأعراف: ٣٨) (سب ہی کا دوگنا ہے، لیکن تم کو خبر نہیں) جہنیوں کے تذکرے کے بعد اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا تذکرہ فرمارہا ہے، جیسا کہ عام طور پر قرآن کا انداز ہے تاکہ ترہیب کے ساتھ ترغیب اور ترغیب کے ساتھ ترہیب کا بھی اہتمام رہے۔ گویا اندار کے بعد اب تبشیر۔

ا. تعنی ایک اللہ وحدہ لاشریک۔ رب بھی وہی اور معبود بھی وہی۔ یہ نہیں کہ ربوبیت کا تو اقرار، کیکن الوہیت میں دوسرول کو بھی شریک کیا جارہا ہے۔

سا، لیخی موت کے وقت، بعض کہتے ہیں فرشتے یہ خوش خبری تین جگہوں پر دیتے ہیں، موت کے وقت، قبر میں اور قبر سے دوبارہ اٹھنے کے وقت۔

- م. لینی آخرت میں پیش آنے والے حالات کا اندیشہ اور دنیا میں مال واولاد جو چھوڑ آئے ہو، ان کا غم نہ کرو۔
  - ۵. لعنی دنیا میں جس کا وعدہ شہیں دیا گیا تھا۔

٣. يه مزيد خوش خبرى ہے، يہ اللہ تعالىٰ كا فرمان ہے۔ بعض كے نزديك يه فرشتوں كا قول ہے، دونوں صورتوں ميں مومن كے ليے يہ عظيم خوش خبرى ہے۔

مہمانی کے ہے۔

وَمَنُ اَحُسَنُ تَوْلاَمِتَّنُ دَعَالِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًاوَّقَالَ إِنَّنِيُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ®

ۅؘڵٳۺؙؾۘٚۅؽ الْحَسَنَةُ وُكِالسَّيِّيَّةُ ۗ ۚ [َوْفَعُ بِالَّيِّيَ هِيَ ٱحۡسَنُ فَإِذَا الَّذِي َبَيْنُكَ وَبَيْنَكَ عَدَاوَةٌ كَانَةُ وَلِنَّ جَمِيۡوُ

> ۅؘڡؙٳؽؙڵڟۨؠٚٵۧٳڵٳٳڷڒؠؿؘڝؘڹۯؙۏٲؙۅڡٵؽڵڟۨؠٵۧ ٳڵڒڎؙۏؙڂڐؚٟٚٚٵۼڟۣؽؚۅ۞

وَامَّا يَثْرُغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطِينَ تَرَّغُّ فَاسْتَعِدُ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوالسِّمِيْعُ الْعِلِيُوْ

سس اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کھے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔ (۱)

سر اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔(۲) برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے در میان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔(۲)

جو صبر اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں (a,b) اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی (a,b) نہیں پاسکتا۔ (a,b)

اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو۔ (۱) یقیناً وہ بہت ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ (۵)

ا. لینی لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے کے ساتھ ساتھ خود بھی ہدایت یافتہ، دین کا پابند اور اللہ کا مطیع ہے۔ منا میں منا

۲. بلکہ ان میں عظیم فرق ہے۔

سابی یہ ایک بہت ہی اہم اخلاقی ہدایت ہے کہ برائی کو اچھائی کے ساتھ ٹالو۔ یعنی برائی کا بدلہ احسان کے ساتھ، زیادتی کا بدلہ عفو کے ساتھ، غضب کا صبر کے ساتھ، بے ہودگیوں کا جواب چہتم پو تی کے ساتھ اور مکروہات (نالپندیدہ باتوں) کا جواب برداشت اور حکم کے ساتھ دیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا دشمن، دوست بن جائے گا، دور دور رہنے والا قریب ہوجائے گا اور خون کا پیاسا، تمہارا گرویدہ اور جانٹار ہوجائے گا۔

م. یعنی برائی کو بھلائی کے ساتھ ٹالنے کی خوبی اگرچہ نہایت مفید اور بڑی ثمر آور ہے لیکن اس پر عمل وہی کر سکیں گ جو صابر ہوں گے۔ غصے کو پی جانے والے اور نالپندیدہ ہاتوں کو برداشت کرنے والے۔

۵. حَظًّ عَظِيْم (بڑا نصيب) سے مراد جنت ہے لیعنی ندکورہ خوبیاں اس کو حاصل ہوتی ہیں جو بڑے نصیبے والا ہو تا ہے، لیعنی جنتی جس کے لیے جنت میں حانا لکھ دیا گیا ہو۔

۲. لینی شیطان، شریعت کے کام سے پھیرنا چاہے یا احسن طریقے سے برائی کے دفع کرنے میں رکاوٹ ڈالے تو اس کے شرسے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ طلب کرو۔

ک. اور جو ایسا ہو لیتنی ہر ایک کی سننے والا اور ہر بات کو جاننے والا، وہی پناہ کے طلب گاروں کو پناہ دے سکتا ہے۔ یہ

ومِنْ النِيوالَيْنُ وَالنَّهُ الْرُوالشَّمُسُ وَالْفَمَّرُ لَا شَّجُنُ وُا لِلشَّمْسِ وَلَالِلْفَهَرِ وَالْجُنُدُو اللهِ الَّذِي خَلَفَهُنَّ إِنْ كُنْتُوْلِيَّاهُ نُعَبُّدُونَ

فَإِنِ الْسَكَّةُ بُوُلُوْ اللَّذِيْنَ عِنْدَرَتِكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِالنَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوْلِائِينَ عُوْنَ ۖ

وَمِنُ النِيَّهَ اَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا اَنْزَلْنَا عَلَيُهَاالُمَا َ الْهَتَرَّتُ وَرَبَتُ إِنَّ الَّذِينَّ الْحَيَاهَ اللَّهُمِي الْمُوَّقُ إِنَّهُ عَلَى كُلِّلِ شَمَّ قَرَيْثٍ

٣٩. اور اس الله کی نشانیوں میں سے(یہ بھی) ہے کہ تو زمین کو دبی دبائی دیکھتا ہے (<sup>(۱)</sup> پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ تروتازہ ہوکر ابھرنے لگتی ہے۔ <sup>(۱) ج</sup>س نے اسے زندہ کیا وہی لیقینی طور پر مردوں کو بھی زندہ

کررہے ہیں اور (کسی وقت بھی) نہیں اکتاتے۔

ما قبل کی تعلیل ہے۔ اس کے بعد اب پھر بعض ان نشانیوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو اللہ کی توحید، اس کی قدرت کاملہ اور اس کی قوت وتصرف پر دلالت کرتی ہیں۔

ا. یعنی رات کو تاریک بنانا تاکہ لوگ اس میں آرام کر سکیں، دن کو روشن بنانا تاکہ کسب معاش میں پریشانی نہ ہو۔ پھر کیے بعد دیگرے ایک دوسرے کا آنا جانا اور بھی رات کا لمبا اور دن کا چھوٹا ہونا۔ اور بھی اس کے بر عکس دن کا لمبا اور رات کا چھوٹا ہونا۔ اسی طرح سورج اور چاند کا اپنے اپنے وقت پر طلوع وغروب ہونا اور اپنے اپنے مدار پر اپنی منزلیں طے کرتے رہنا اور آپس میں باہمی تصادم سے محفوظ رہنا، یہ سب اس بات کی دلیلیں ہیں کہ ان کا بقیناً کوئی خالق اور مالک ہے۔ نیز وہ ایک اور صرف ایک ہے اور کا نئات میں صرف اس کا تصرف اور تھم چلتا ہے۔ اگر تدبیر وامر کا اختیار رکھنے والے ایک سے زیادہ ہوتے تو یہ نظام کا نئات ایسے مستحکم اور لگے بندھے طریقے سے کبھی نہیں چل سکتا تھا۔

۲. اس لیے کہ یہ بھی تمہاری طرح اللہ کی مخلوق ہیں، خدائی اختیارات سے بہرہ ور یا ان میں شریک نہیں ہیں۔

س. خَلَقَهُنَّ، میں جمع مونث کی ضمیر اس لیے آئی ہے کہ یہ یا تو خَلَقَ هٰذِهِ الْأَذْبَعَةَ الْمَذْكُوْرَةَ كے مفہوم میں ہے، كيونكه غير عاقل كى جمع كا حكم جمع مونث ہى كا ہے۔ يا اس كا مرجع صرف شمس وقمر ہى ہیں اور بعض ائمہ نحاۃ كے نزديك شفنہ بھى جمع ہے با پھر مراد الآبات ہیں۔ (خُ القدر)

٣. خَاشِعَةً كا مطلب، خشك اور قط زده ليعني مرده

ایعنی انواع واقسام کے خوش ذائقہ کھل اور غلے پیدا کرتی ہے۔

ٳۜۛۜۛٵ۩ۜڎؚؠؙؽؽؽٛڿۮؙۏؽۏٞٳڶؾؚڹٵڵؽۼٛڡ۫ۅؘؽۘ؏ۘڸؽؙٵ ٵڡ۫ٮؘؿؙؿ۠ڵڣؽڧٳڮٳڿؽؙؿٵٞڡؙٷؽؾٳ۫ؿٙٵٚڡۣػٵڲۄۿ ٵڣٙڝڐٳ۫ڠؙڶۊٳڝٵۺڴٷٳڵٷڛؠٵڠڡٛڵۏٛؽڹڝؚؽٷ

> ٳؾؘٳؾۜڔؽؽؘڰڣٙۯ۫ٳڽٳڵڐؚڴؚڔڵؾٵڿٲٷۿؙٷ ٷڸڒۜٷڮؿڮٷؚؽؙڒؙٛ

ؙۜؖڵڮٳ۫ؿؙؿؗٷٲڹٵؚڟڵؙڡؚؽؙڹؽڹؽڒؽٷۅؘڵٳ؈ؙڂڶؚڡ؋ تئۯؽؙؙٙڽ۠ڝؙٞٞڂڮؽۄٟڂؚؠؽڔ۞

کرنے والا ہے، ('' ہے شک وہ ہر (ہر) چیز پر قادر ہے۔

• م. بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں ('') وہ ہم سے (کچھ) مخفی نہیں، ('') (بتلاؤ تو) جو آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا وہ جو امن وامان کے ساتھ قیامت کے دن آئے؟ ('') تم جو چاہو کرتے چلے جاؤ، (۵) ہے شک وہ تمہارا سب کیا کرایا دیکھ رہا ہے۔

الم. یقیناً جن لوگوں نے اپنے پاس قرآن پہنی جانے کے باوجود اس سے کفر کیا، (وہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں)(۱) اور بھٹک یہ بڑی باوقعت کتاب ہے۔(2)

٣٢. جس كے پاس باطل بھنگ بھى نہيں سكتا نہ اس كے آگے سے نہ اس كے بيچھے سے، يہ ہے نازل كردہ محكمتوں

ا. مردہ زمین کو بارش کے ذریعے سے اس طرح زندہ کردینا اور اسے روئیدگی کے قابل بنادینا، اس بات کی ولیل ہے کہ وہ مردوں کو بھی بقیناً زندہ کرمے گا۔

۲. لیعنی ان کو مانتے نہیں بلکہ ان سے اعراض، انحواف اور ان کی تکذیب کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الحاد کے معنی کیے ہیں وَضْعُ الْکَلَامِ عَلَیٰ غَیْرِ مَوَاضِعِه، جس کی رو سے اس میں وہ باطل فرقے بھی آجاتے ہیں۔ جس جو اپنے غلط عقائد و نظریات کے اثبات کے لیے آیات الٰہی میں تحریف معنوی اور دجل وتلبیس سے کام لیتے ہیں۔ میں جو اپنے غلط عقائد و نظریات کے اور کے لیے سخت وعید ہے۔
 ۱۳. یہ ملحدین (چاہے وہ کسی قشم کے ہوں) کے لیے سخت وعید ہے۔

۸. لینی کیا یہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ تنہیں، یقیناً تنہیں۔ علاوہ ازیں اس سے اشارہ کردیا کہ ملحدین آگ میں ڈالے جائیں گے اور اہل ایمان قیامت کے دن بے خوف ہوں گے۔

۵. یہ امر کا لفظ ہے، لیکن یہاں اس سے مقصود وعید اور تہدید ہے۔ کفر وشرک اور معاصی کے لیے اذن اور اباحت نہیں ہے۔
 ۲. قوسین میں دیے گئے الفاظ إِنَّ کی خبر محذوف کا ترجمہ ہیں بعض نے کچھ اور الفاظ محذوف مانے ہیں۔ مثلاً یُجَازَوْنَ بِکُمْوِهِمْ (انہیں ان کے کفر کی سزا دی جائے گی) یا ھالِکُوْنَ (وہ ہلاک ہونے والے ہیں) یا یُعَذَّبُوْنَ (انہیں عذاب دیا جائے گا)۔
 دیا جائے گا)۔

2. لینی یہ کتاب، جس سے اعراض وانحراف کیا جاتا ہے معارضے اور طعن کرنے والوں کے طعن سے بہت بلند اور ہر عیب سے پاک ہے۔

مَايُقَالُ لِكَ اِلاَمِا قَدُقِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ تَمْيلِكُ إِنَّ رَبِّكِ لَنُ وَمَغْفِرَ قِوَّدُوْجِقَاكِ الِيْمِ⊛

ۅؘڵۅۛڿۘۼڵؽڬٷؙڒٵڴٲۼٛؠؿؖٳڵڡۜٛٵڵۅٛڶۅؙڒۮڡؚٛ۠ڝٚڵۘۛۛۛڬ ٳڸؾؙٷٷٙۘٵؘۼۼؠؿٞ۠ۊۜۼٷڽٷٞڠ۠ڷۿۅؘڸڵڹۮؽؽٵڡٮٛٛۅ۠ٳ ۿۮٞؽۊۺۣڡؘڴٷٷڷڹۮؽؽؘڵٳؽؙٷ۫ڡؚٮؙۏؽٷٛٙٲۮٳڹۿؚؚڡٛ

والے خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے۔(۱) **۳۳**. آپ سے وہی کہا جاتا ہے جو آپ سے پہلے کے رسولوں سے بھی کہا گیا ہے،(۲) یقیناً آپ کا رب معافی والا (۳) اور دردناک عذاب والا ہے۔(۹)

سمم. اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بناتے تو کہتے (۵)
کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی
گئیں؟(۱) یہ کیا کہ عجمی کتاب اور آپ عربی رسول؟(2)

ا. یعنی وہ ہر طرح سے محفوظ ہے، آگے سے کا مطلب ہے گی، اور پیچے سے کا مطلب ہے زیادتی، یعنی باطل اس کے آگے سے آگر اس میں اضافہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی تغییر و تحریف ہی کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کی طرف سے نازل کردہ ہے جو اپنے اقوال وافعال میں حکیم ہے اور حمید یعنی محمود ہے۔ یا وہ جن باتوں کا حکم دیتا ہے اور جن سے منع فرماتا ہے، عواقب اور غایات کے اعتبار سے سب محمود جیں، یعنی اچھے اور مفید ہیں۔ (این کیش).

۲. لینی تیجیلی قوموں نے اپنے پیغیروں کی تکذیب کے لیے جو کچھ کہا کہ یہ ساحر ہیں، مجنون ہیں، کذاب ہیں وغیرہ و وقیرہ و وہ کچھ کہا کہ یہ ساحر ہیں، مجنون ہیں، کذاب ہیں وغیرہ و وغیرہ و وہ کچھ کفار مکہ نے بھی آپ مَنَا اَلَیْنَا اَلَیْ اَلَیْنَا اِلَا اَلَیْنَا اَلَیْ اَلْمَا اِللَّمَا اَلْمَالِیَ مَنَا اَلْمَالِی مَنَا اَلَیْ اَلْمُو اَلْمِی کہ ہوتا آیا ہے جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ كَذَٰ لِللَّ مَنَا اَلَیْ اللّٰهِ مِی وَ اللّٰهِ اللّٰهِ مِی وَ اللّٰهِ اللّٰهِ اَلْمَالُو اللّٰمِ وَالْمُو اَلِمُ وَاللّٰمِ اللّٰمِ وَاللّٰمِ اللّٰهِ وَاللّٰمِ اللّٰمِ وَاللّٰمِ اللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ اللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمُ وَاللّٰمِ وَاللّٰمُ وَاللّٰمِ وَاللّٰمُ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمُ وَاللّٰمِ اللّٰمِ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ الْمُلْمُ وَاللّٰمِ اللّٰمِ اللّٰمِ اللّٰمُ الْمُلْمَ الللّٰمُ الْمُلْمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّم

۷. ان کے لیے جو کافر اور اللہ کے پیغیروں کے دشمن ہیں۔ یہ آیت بھی سورہ تجرکی آیات ﴿نِیَّیْ عِبَادِیُّ آیَّ آنَاالْفَقُوْرُ الرَّحِیْنُوْ \* وَآنَّ عَذَابِیُ هُوَالْفَذَابُ الْکِلِیْمُ \*(۵۰-۵۰) (میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں۔ اور ساتھ ہی میرا عذاب بھی نہایت دردناک ہے)۔ کی طرح ہے۔

۵. لیمن عربی کے بجائے کسی اور زبان میں قرآن نازل کرتے۔

۲. لیعنی ہماری زبان میں اسے بیان کیوں نہیں کیا گیا، جسے ہم سمجھ کتے، کیونکہ ہم تو عرب ہیں، مجمی زبان نہیں سمجھتے۔
 ک. یہ بھی کافروں ہی کا قول ہے کہ وہ تعجب کرتے کہ رسول تو عربی ہے اور قرآن اس پر عجمی زبان میں نازل ہوا ہے۔

ۘۅؘؿٝڒۜۊٞۿؙۅؘۘۼڵؽۿؚۼۘٷۧڴٲۏڷڸؚڮؽؙڹٵۮۏڹۜڡؚڽؙ؆ٞػٳڹ ڹۼؚؽؠٳ۞۫

وَلَقَدُاتَيُنَامُوُسَى الْكِتْبَ فَاخْتُلِفَ فِيلُهُ \* وَلَوْلَاكِلِمَهُ شَبَقَتُ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِى بَيْنَهُهُمْ وَاِنَّهُمُ لِفِي شَقْدٍ يِّنَهُ مُورِيُبٍ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهُ وَمَنُ ٱسَآءُ فَعَلَيْهَا ﴿ وَمَارَتُهُ بِظَلَّامِ لِلْعَبِيْنِ ۞

# إلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَاتَخُرُجُ مِنْ

آپ کہہ دیجے کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت وشفاء ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں تو (بہرا پن اور) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھا پن ہے، یہ وہ لوگ بیں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے پکارے جارہے ہیں۔ (۱) میں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے پکارے جارہے ہیں۔ (۱) اور یقیناً ہم نے موسیٰ (عَلَیْکِا) کو کتاب دی تھی، سو اس میں بھی اختلاف کیا گیا اور اگر (وہ) بات نہ ہوتی (جو) آپ کے رب کی طرف سے پہلے ہی مقرر ہو پکل (جو) آپ کے درمیان (بھی کا) فیصلہ ہو چکا ہو تا، (اکھی کا) فیصلہ ہو چکا ہو تا، (اکھی کا کہ یہ کے درمیان (بھی کا) فیصلہ ہو چکا ہو تا، (ادر یہ لوگ تو اس کے بارے میں سخت بے چین کرنے والے شک میں ہیں۔ (۱)

٣٧. جو شخص نيك كام كرے گا وہ اپنے نفع كے ليے اور جو براكام كرے گا اس كا وبال بھى اسى پر ہے۔ اور آپ كا رب بندول پر ظلم كرنے والا نہيں۔

**۷۲. قیامت کا علم الله ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے (۲**) اور

مطلب یہ ہے کہ قرآن کو عربی زبان میں نازل فرماکر اس کے اولین مخاطب عربوں کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہنے دیا ہے۔ اگر یہ غیر عربی زبان میں ہوتا تو وہ عذر کر سکتے تھے۔

ا. یعنی جس طرح دور کا شخص، دوری کی وجہ سے پکارنے والے کی آواز سننے سے قاصر رہتا ہے، اسی طرح ان لوگوں کی عقل و فہم میں قرآن نہیں آتا۔

٢. كه ان كو عذاب دينے سے پہلے مہلت دى جائے گى۔ ﴿ قَالَ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اَجَلِ مُسَتَعَى ﴾ (فاطر: ٣٥)
 ٣٠. لينى فوراً عذاب دے كر ان كو تباہ كرديا كيا ہو تا۔

٧٠. ليعنى ان كا انكار عقل وبصيرت كى وجه سے نہيں، بكه محض شك كى وجه سے ہے جو ان كو بے چين كيے ركھتا ہے۔
٥. اس ليے كه وہ عذاب صرف اى كو ويتا ہے جو گنا ہگار ہوتا ہے، نه كه جس كو چاہے يوں ہى عذاب ميں مبتلا كروے۔
٢. ليعنى الله كے سوا اس كے وقوع كاكى كو علم نہيں۔ اى ليے جب حضرت جرائيل عَلَيْكِا نے نبى كريم مَثَلَ اللَّهِ اَسْ قامت كے واقع ہونے كے بارے ميں يو چھا تھا تو آپ مَثَل اللَّهِ أَنْ فرمايا تھا، «مَا الْمَسْتُونُ لُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّاقِلِ» "اس كى بات مجھے بھى اتنا ہى علم ہے جتنا تجھے ہے، ميں تجھ سے زيادہ نہيں جانا۔" دوسرے مقامات پر الله تعالى نے فرمايا: ﴿ وَاللهِ مَا اللهِ مَا اللهِ وَاللهِ كَا اللهِ وَاللهِ كَا اللهُ وَاللهِ وَاللهِ كَا اللهُ وَاللهِ وَاللهِ كَا اللهُ وَاللهِ وَاللهُ وَاللهُ وَاللهِ وَاللهِ وَاللهُ وَاللهِ وَاللهِ وَاللهِ وَاللهِ وَاللهِ وَاللهِ وَاللهُ وَاللهِ وَ

تُمَرُّاتٍ مِّنُ ٱلْمَامِهَاوَمَاتَّعُِلُ مِنُ انْثَىٰ وَلِاتَضَعُ اللَّا بِعِلْمِهِ \* وَيَوْمَ يُنَادِيُهِمُ اَيْنَ شُرُكَاْءِ يُ قَالُواْلذَنْكَ مَامِتَا مِثَامِنَ شَهِيْدٍ ﴿

وَضَلَّ عَنْهُمُ قَاكَانُوْ اِيَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُواْ مَالَهُمُوسِّنُ يَجِيضٍ۞

ڵڒؽؽۓؙۄؙٳڒۣۺ۫ٵؽؙڡؚڹؙۮٵۧ؞ٳڬٛڹڔۣؗۏٳ؈ؙؠۜڡؙٳڶڟٞڗؙ ڣؘؽؙٷۺڡٞٷڟۛ

جو جو کھل اپنے شگوفوں میں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حمل سے ہوتی ہے اور جو بنتی ہے سب کا علم اسے ہوتی ہے اور جو بنتی ہے سب کا علم اسے ہے (۱) اور جس دن اللہ تعالی ان (مشرکوں) کو بلاکر دریافت فرمائے گا میرے شریک کہاں ہیں، وہ جواب دیں گے کہ ہم نے تو تجھے کہہ سنایا کہ ہم میں سے تو کوئی اس کا گواہ نہیں۔(۱)

۱۳۸ اور یہ جن (جن) کی پرستش اس سے پہلے کرتے تھے وہ ان کی نگاہ سے گم ہوگئے (۳) اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب ان کے لیے کوئی بچاؤ نہیں۔

۲۹. بھلائی کے مانگئے سے انسان تھکتا نہیں (۵) اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مایوس اور ناامید ہوجاتا ہے۔(۱)

کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا)۔

1. یہ اللہ کے علم کامل و محیط کا بیان ہے اور اس کی اس صفت علم میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ یعنی اس طرح کا علم کامل کسی کو حاصل نہیں۔ حتیٰ کہ انہیاء علیہ آٹا کو بھی نہیں۔ انہیں بھی اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا اللہ تعالی انہیں وحی کے ذریعے سے بتلادیتا ہے۔ اور اس علم وحی کا تعلق بھی منصب نبوت اور اس کے نقاضوں کی ادائیگی سے متعلق ہی ہوتا ہے نہ کہ دیگر فنون ومعاملات سے متعلق۔ اس لیے کسی بھی نبی اور رسول کو، چاہے وہ کتنی ہی عظمت شان کا حامل ہو، عالم مما کان وَ مَا یَکُونُ کُ کہنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ صرف ایک اللہ کی شان اور اس کی صفت ہے۔ جس میں کسی اور کو شریک ماننا شرک ہوگا۔

1. یعنی آج ہم میں سے کوئی شخص ہہ ماننے کے لیے تار نہیں کہ تیرا کوئی شریک ہے؟

س. لینی وہ ادھر ادھر ہوگئے اور حسب مگمان انہوں نے کسی کو فائدہ نہیں پہنچایا۔

٣٠. يه گمان، يقين كے معنى ميں ہے يعنى قيامت كے دن وہ يه يقين كرنے پر مجبور ہوں گے كه انہيں الله كے عذاب سے يجانے والا كوئى نہيں۔ جيسے دوسرے مقام پر فرمايا۔ ﴿وَرَا الْمُعْجِرُمُونَ النَّارُ فَظُنُّوْ اَلنَّارُ فَظُنُّوْ اَلنَّارُ فَظُنُّوْ اَلنَّارُ فَظُنُّوْ اَلنَّارُ فَظُنُّوْ اَلنَّارُ فَظُنُّوْ اَلنَّارُ فَظُنُو اَلْعَامِی الله کے مقام پر فرمايا۔ ﴿وَرَا النَّهُ مُحْرِفًا ﴾ درالكهند: ٥٣) (اور گناه گار جہنم كو ديكھ كر سمجھ ليں گے كہ وہ اى ميں جمو كئے جانے والے ہيں ليكن اس سے بحد كى جگه نه مائيں گے)۔

۵. لینی دنیا کا مال واسباب، صحت و قوت، عزت ورفعت اور دیگر دنیوی نعمتوں کے مانگنے سے انسان نہیں تھکتا، بلکہ مانگتا ہی رہتا ہے۔ انسان سے مراد انسانوں کی غالب اکثریت ہے۔

٢. يعني تكليف ينبني پر فوراً مايوس كا شكار موجاتا ہے، جب كه الله كے مخلص بندوں كا حال اس سے مختلف موتا ہے۔ وہ

وَلَمِنُ اَذَقَنُهُ رَحْمَةً مِنْنَامِنُ بَعْدِ خَوَآءَ مَتَتُهُ لَيُقُولَنَّ لِهِذَالِنَ وَمَااَظُنُ السَّاعَةَ قَالِمَهُ فَلَيْنَ رُّحِتُ اللهِ رَبِّقَ إِنَّ لِيُ عِنْدَهُ لَلْحُسْنَ ۚ فَلَنُنَتِ ثَنَّ الَّذِينَ كَفَرُهُ البِمَاعَمِلُوا وَلَنُذِيْقَتَهُمُ مُّ مِنْ عَذَابٍ غَلِيْظِ

ۅؘٳۮٚٲٲٮؙٚڡؙٮؙٮؗٚٵۼٙڶٳڷٳۺ۫ؖؽٳڹٲۼۛۯۻؘۅؘؽٚٳۼؚٳڹڽؚ؋ ۅٳۮؘٲڡۜۺۜۿؙالشَّرُّ فَۮؙۅٛۯؙڠٳٝ؞ٟۼڔۣؽۻؚۣ۞

قُلُ ٱرَءَيْتُو ُ إِنُ كَانَ مِنْ عِنْدِاللَّهِ ثُمَّ كَفَرُ تُمُّو بِهِ مَنُ اَضَلُّ مِتَّنَ هُوَ فِي شِقَا إِنَ بَعِيْدٍ ﴿

• 0. اور جو مصیبت اسے پہنچ چکی ہے اس کے بعد اگر ہم اسے کسی رحمت کا مزہ چکھائیں تو وہ کہہ اٹھتا ہے کہ اس کا تو میں حقدار ہی تھا<sup>(1)</sup> اور میں تو خیال نہیں کر سکتا کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر میں اپنے رب کے پاس واپس کیا گیا تو بھی یقیناً میرے لیے اس کے پاس بہتری ہے، (۲) یقیناً ہم ان کفار کو ان کے اعمال سے خبر دار کریں گے اور انہیں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

16. اور جب ہم انسان پر اپنا انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیرلیتا ہے اور کنارہ کش ہوجاتا ہے (۲) اور جب اسے مصیبت پڑتی ہے تو بڑی کمبی چوڑی دعائیں کرنے والا بن جاتا ہے۔ (۳)

۵۲. آپ کہہ دیجے کہ جملایہ تو بتلاؤ کہ اگریہ قرآن اللہ کی طرف سے آیا ہوا ہو پھر تم نے اسے نہ مانا تو اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہوگا<sup>(۵)</sup> جو مخالفت میں (حق سے)

ایک تو دنیا کے طالب نہیں ہوتے، ان کے سامنے ہر وقت آخرت ہی ہوتی ہے، دوسرا تکلیف بینچنے پر بھی وہ اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے مایوس نہیں ہوتے، بلکہ آزمائشوں کو بھی وہ کفارۂ سیئات اور رفع درجات کا باعث گردانتے ہیں۔ گویا مایوسی ان کے قریب بھی نہیں چھکتی۔

ا. یعنی اللہ کے ہاں میں محبوب ہوں، وہ مجھ سے خوش ہے، اس لیے مجھے وہ اپنی نعمتوں سے نواز رہا ہے۔ حالاں کہ دنیا کی کمی بیشی اس کی محبت یا ناراضی کی علامت نہیں ہے۔ بلکہ صرف آزمائش کے لیے اللہ ایسا کرتا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ نعمتوں میں اس کا شکر کون کررہا ہے اور تکلیفوں میں صابر کون ہے؟

۲. یہ کہنے والا منافق یا کافر ہے، کوئی مومن ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ کافر ہی یہ سمجھتا ہے کہ میری دنیا خیر کے ساتھ گزر
 رہی ہے تو آخرے بھی میرے لیے ایسی ہی ہوگی۔

س. لیعن حق سے منہ نیچیرلیتا اور حق کی اطاعت سے اپنا پہلو بدل لیتا ہے اور تکبر کا اظہار کرتا ہے۔

۸. لیعنی بارگاہ الہی میں تضرع وزاری کرتا ہے تاکہ وہ مصیبت دور فرمادے۔ لیعنی شدت میں اللہ کو یاد کرتا ہے، خوشحالی میں بھول جاتا ہے، نزول نقمت کے وقت اسے وہ یاد نہیں رہتا۔

۵. لینی الیی حالت میں تم سے زیادہ گر اہ اور تم سے زیادہ دشمن کون ہو گا۔

دور چلا جائے۔(۱)

ڝۜۺ۫ؽڣؚۿؖٵڵۣؾٮؘٵڣۣ۩ڵٷؾؚٷڣٛٲڵڡٛ۠ڛ<del>ڰؠٛ</del>ػڴۨ ؘڝۜڹۜؾۜڹڰۿۿٲؾۜٵڶڂؾ۠۫ٲۅؙڶۼؘؽڵڣؠڗؾڮؚٵێؖۿ ۼڵٷڸۜؿؙؽؙڴ۫ۺؘۿؚؽ۠ڰ

> ٱڵۘٵؚڶۜڡؙٛڡؙٷٛڡؚۯؽڎۣۺٷڵؚڨٙٲۘۼۯؾؚۿ۪ڎ ٵڒٳٷؽڽڴۣڷڡؙٛڴؙۼٛؽڟڿ

الله عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے، (۲) کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے واقف وآگاہ ہونا کافی نہیں۔

۵۴. یقین جانو! کہ یہ لوگ اپنے رب کے روبرو جانے سے شک میں ہیں، (م) یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا اطلہ کیے ہوئے ہے۔ (۵)

ا. شِفَاقِ کے معنی ہیں، ضد، عناد اور مخالفت۔ بَعِیْدِ مل کر اس میں اور مبالغہ ہوجاتا ہے۔ یعنی جو بہت زیادہ مخالفت اور عناد سے کام لیتا ہے، حتیٰ کہ اللہ کے نازل کردہ قرآن کی بھی تکذیب کردیتا ہے، اس سے بڑھ کر گمراہ اور بد بخت کون ہوسکتا ہے؟

۲. جن سے قرآن کی صدافت اور اس کا من جانب اللہ ہونا واضح ہوجائے گا۔ لیعنی آنّهٔ میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔ بعض نے اس کا مرجع اسلام یا رسول اللہ عَلَیْتِیْم کو بتلایا ہے۔ مال سب کا ایک ہی ہے۔ آفاقی، آفیٰقی گی جمع ہے۔ کنارہ، مطلب ہے کہ ہم اپنی نشانیاں باہر کناروں میں بھی دکھائیں گے اور خود انسان کے اپنے نفوں کے اندر بھی۔ چنانچہ آسان وزمین کے کناروں میں بھی قدرت کی بڑی بشانیاں ہیں مثلاً سورج، چاند، سارے، رات اور دن، ہوا اور بارش، گرج چیک، بکی، کڑک، نباتات و جمادات، اشجار، پہاڑ، اور انہار و بحار و غیرہ۔ اور آیات انفس سے انسان کا وجود، جن ناظاط ومواد اور ہیئتوں سے مرکب ہے وہ مراد ہیں۔ جن کی تفصیلات طب و حکمت کا دلچپ موضوع ہے۔ بعض کہتے ہیں، آفاق سے مراد شرق و غرب کے وہ دور دراز کے علاقے ہیں۔ جن کی فتح کو اللہ نے مسلمانوں کے لیے آسان فرماد یا اور انفس سے مراد خود عرب کی سرزمین پر مسلمانوں کی پیش قدمی ہے، جیسے جنگ بدر اور فتح کمہ و غیرہ فتوحات میں مسلمانوں کو عزت و سر فرازی عطاکی گئی۔

٣. استفہام اقراری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اقوال وافعال کے دیکھنے کے لیے کافی ہے، اور وہی اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو اس کے سیچ رسول حضرت محمد مُثَاثِیرُمْ پر نازل ہوا۔

مم. اس لیے اس کی بابت غوروفکر نہیں کرتے، نہ اس کے لیے عمل کرتے ہیں اور نہ اس دن کا کوئی خوف ان کے دلوں میں ہے۔

۵. بنا بریں اس کے لیے قیامت کا وقوع قطعاً مشکل امر نہیں کیوں کہ تمام مخلوقات پر اس کا غلبہ وتصرف ہے وہ اس میں جس طرح بیاہے تصرف کرے، کرتا ہے، کر سکتا ہے اور کرے گا، کوئی اس کو روکنے والا نہیں ہے۔

#### سورۂ شوریٰ مکی ہے اور اس میں ترین آیتیں اور پانچ رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### ا. حمر

#### ٢. عَسَقَ\_

سر. الله تعالی جو زبر دست ہے اور تحکمت والا ہے اس طرح تیری طرف اور تجھ سے اگلوں کی طرف وحی بھیجیا رہا۔

سم. آسانوں کی (تمام) چیزیں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اس کا ہے وہ برتر اور عظیم الشان ہے۔

6. قریب ہے آسان اوپر سے بھٹ پڑیں ('') اور تمام فرشتے اپنے رب کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کررہے ہیں۔ ('') خوب سمجھ رکھو کہ اللہ تعالی ہی معاف فرمانے والا رحمت والا ہے۔ ('')

# شِيْفِكُوْ الشِيْفِكِيْنِ اللَّهِ اللَّهِ فَاكْتُ

### بِسُ \_\_\_\_ مِ اللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

چون مارات

عَسَقَ®

ػۘٮ۬ڶڸؚڬؽؙٷڿؽؘٙٳڶؽڮؘۅٙٳڶؽ۩ۜێڹؽ۬ؽڡۣڽ۬ ؿؘؠٝڸڬۨ ٵٮڵ۠ۿٵڵۼڒؚؽؙڒ۠ٳڰ۬ڲؚۑؠؙۄٛ

> لَهُ مَا فِي التَّمَاوِتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُوْ

ٮۜٛػٵۮؙٵۺػڵۅؗؿؙ؉ٙڡۜڡٛڟڔؘؽڡؚؽؘ؋ٚۅٙڡۣڞۜٷٲڡؙػڷٟؽؖڎؙ ؽؙٮڽؚۜٮۨٷڽؘڿؚػؠؙڮۯؾؚۜٳؠؗٶؿڛؙؾٙۼٛۄ۠ۯڽڸٮؽ۫؋ۣ ٲڵۯڝٝٵؘڵڒٳؿٵؠڵڰۿۅٲڡٞڠؙۅ۠ۯؙٵڵڗڿؽؙۄ۠۞

1. یعنی جس طرح یہ قرآن تیری طرف نازل کیا گیا ہے اس طرح تجھ سے پہلے انبیاء پر صحیفے اور کتابیں نازل کی گئیں۔ وی، اللہ کا وہ کلام ہے جو فرشتے کے ذریعے سے اللہ تعالی اپنے پیٹیبروں کے پاس بھیجا رہا ہے۔ ایک صحابی نے رسول اللہ طَالَّا اللهُ طَالَا اللهُ طَالَتُ اللهُ کا وہ کلام ہے جو فرشتے کے ذریعے سے اللہ تعالی اپنے پیٹیبروں کے پاس بھیجا رہا ہے۔ ایک صحابی نے رسول اللہ طَالَا اللهُ طَالِقَ اللهُ عَلَی آواز کے مثل آتی ہے اور یہ مجھ پر سب سے سخت ہوتی ہے ہوتی ہے بوتی ہوتی ہے وار مجھ سے کلام کرتا ہے اور جو آت ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور وہ جو کہتا ہے میں یاد کرلیتا ہوں۔ حضرت عائشہ ڈالُو اُلی بین، میں نے سخت سردی میں مشاہدہ کیا کہ جب وی کی کیفیت ختم ہوتی تو آپ لینینے میں شر ابور ہوتے اور آپ کی پیشانی سے لینئے کے قطرے گررہے ہوتے۔ (صحیح البخاری، ہاب بدہ الوحي) کی اللہ کی عظمت وجلال کی وجہ ہے۔

سل یہ مضمون سورهٔ مومن کی آیت: ۷ میں بھی بیان ہوا ہے۔

4. اپنے دوستوں اور اہل طاعت کے لیے یا تمام ہی بندوں کے لیے، کیوں کہ کفار اور نافرمانوں کی فوراً گرفت نہ کرنا بلکہ انہیں ایک وقت معین تک مہلت دینا، یہ بھی اس کی رحمت ومغفرت ہی کی قشم سے ہے۔

ۅؘٲڵڒؠ۬ڹٵؾٞڬؘۮؙۉٳڡؚڽ۬ۮؙۅ۫ڹ؋ؘٳۉڶۣؽٵۧٵڶڵؗۿڂؚڣؽڟ۠ٵڡؘڮؽۿؚۣۄؖڐؖ ۅؘڡۧٲٲٮ۫ٛؾؘٛڡؘڲؽۿؚؚۮؠؚۅؘڮؽڸۣ۞

ڡؙػٮٝٳڮٵؘۅؙػؽؽٵۧٳڷؽڬڨ۠ڗٵٮٵٚ؏ٙؠؚؿؖٵؾٞؿؙڹۯ ٲؙ؞ٞٞٳڶڠؙؙڒؠۅؘڡۧڹۧڂٟۘڶۿٵڗؙؿڹۯؽۜڎٟٵڷٙڿؠؙڿڵڒؽڽ ڣؽٷۏؚؽؿٞ۠؋ۣٵۼۘؾٞڐۏٙۏؚؽؿٞ۠ڣٚٵۺۼؿۅ

> ۅؘڷۅٛۺٵٛٵؗؗؗؗؗؗؗؗڐؙڰؘڮۼۘڵۿۿ۬ٳ۠ۺۜڐٞٷٳڝۮۊٞ ٷڵڮؚڽؙؿؙۮڿڶؙڡؘڽؙؾۺٵٷؚ؈ٛػؠڗڿ

۲. اور جن لوگوں نے اس کے سوا دوسروں کو کارساز بنالیا ہے اللہ تعالیٰ ان پر نگران ہے $^{(1)}$  اور آپ ان کے ذیحے دار نہیں ہیں۔ $^{(1)}$ 

2. اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف عربی قرآن کی وحی کی ہے (m) تاکہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو خبر دار کردیں (m) اور جمع ہونے کے دن ہے (m) جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ڈرادیں۔ ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا۔

۸. اور اگر اللہ تعالی چاہتا تو ان سب کو ایک ہی امت
 کا بنا دیتا<sup>(2)</sup> لیکن وہ جے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل

ا. لینی ان کے اعمال کو محفوظ کررہا ہے تاکہ اس پر ان کو جزاء دے۔

۲. لینی آپ اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ ان کو ہدایت کے راستے پر لگادیں یا ان کے گناہوں پر ان کا مؤاخذہ فرمائیں، بلکہ یہ کام ہمارے ہیں، آپ کا کام صرف ابلاغ (پہنچادینا) ہے۔

س. لیخی جس طرح ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا، اسی طرح ہم نے آپ پر عربی زبان میں قرآن نازل کیا ہے، کیوں کہ آپ کی قوم یہی زبان بولتی اوسیجھتی ہے۔

٣٠. أُمِّ الْقُرَىٰ، كُو كَا نام ہے۔ اسے "بستیوں كی ماں" اس لیے كہا گیا كہ یہ عرب كی قدیم ترین بستی ہے۔ گویا یہ تمام بستیوں كی ماں ہے جنہوں نے اس سے جنم لیا ہے۔ مراد اہل مكہ ہیں۔ وَمَنْ حَوْلَهَا میں اس كے شرق وغرب كے تمام علاقے شامل ہیں۔ ان سب كو ڈرائیں كہ اگر وہ كفر وشرك سے تائب نہ ہوئے تو عذاب اللي كے مستحق قرار پائیں گے۔ هي قیامت كے دن كو جمع ہونے والا دن اس لیے كہا كہ اس میں اگلے پچھلے تمام انسان جمع ہوں گے علاوہ ازیں ظالم مظلوم اور مومن وكافر سب جمع ہوں گے اور اپنے ایمال كے مطابق جزاء وسزا سے بہرہ ور ہوں گے۔

۲. جو الله کے احکام کو بجا لایا ہوگا اور اس کی منہیات و محرمات سے دور رہا ہوگا وہ جنت میں، اور اس کی نافرمانی اور محرمات کا ارتکاب کرنے والا جہنم میں ہوگا۔ یہی دو گروہ ہوں گے۔ تیسرا گروہ نہیں ہوگا۔

2. اس صورت میں قیامت کے دن صرف ایک ہی گروہ ہوتا لیخی اہل ایمان اور اہل جنت کا لیکن اللہ کی حکمت ومشیت نے اس جبر کو پیند نہیں کیا بلکہ انسانوں کو آزادی دی، جس نے اس آزادی کا صبح استعمال کیا، اس نے ظلم کا ارتکاب کیا کہ اللہ کی مستحق ہوگیا، اور جس نے اس کا غلط استعمال کیا، اس نے ظلم کا ارتکاب کیا کہ اللہ کی دی ہوئی آزادی اور اختیار کو اللہ ہی کی نافرمانی میں استعمال کیا۔ چنانچہ ایسے ظالموں کا قیامت کے دن کوئی مدد گار نہیں ہوگا۔

ۉٵڵڟٚڸٮؙۅٛڹؘ؞ٵڷۿؙۄۺۜڹٛٷڸؾۜٷڶڒڝؘؽ۞ ڶٟڡٳڷۼۜؽؙۉٛٳڝڽؙۮؙۅ۫ڹڎٖٲۉؙڸؽٳۜٚۦٛٷڶڵڮ۠ۿؙۅٵڵۅڸؙ ۅۿؙۅٞؽ۠ؿؙؚٵڵؠۘۯؿؙۏۿۅؘۼڵڮ۠ڸ؆ٞۺؙڴؙۊۑؿڒ۠۞ٞ

وَمَااخْتَكَفْتُمْ فِنْهِ مِنْ شَيْعُ فَكُمُنْهُ إِلَى اللهِ ذلِكُو اللهُ رَبِّى عَلَيْهُ تَوكَّلُتُ وَالْمِيهِ أَنِيبُ ۞

فَاطِرُ التَّمَانِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُوْسِّنَ اَنْفُسِكُمْ اَذُواجًا وَّصِ الْاَنْعَامِ اَنْوَاجًا نَّذُ رَقُّكُمْ فِيْعِ لَيْسُ كَمِثْلِهِ تَنَىُّ وَهُوَ السّمِيْعُ البَّصِيْرُ

کرلیتا ہے اور ظالموں کا حامی اور مددگار کوئی نہیں۔
9. کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز بنالیے ہیں، (حقیقتاً تو) اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے وہی مُر دوں کو زندہ کرے گا اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔(۱)

1. اور جس جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے، (\*) یہی اللہ میرا رب ہے جس پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور جس کی طرف میں جھکتا ہوں۔

11. وہ آسانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس کے جوڑے بنادیے ہیں (\*) اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں (\*) تحمیس وہ اس میں اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں (\*) تحمیس وہ اس میں پیمیلا رہا ہے (\*) اس جیسی کوئی چیز نہیں (\*) وہ سننے اور پیمیلا رہا ہے (\*)

ا. جب یہ بات ہے تو پھر اللہ تعالی ہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو ولی اور کارساز مانا جائے نہ کہ ان کو جن کے پاس کوئی اختیار ہی نہیں ہے، اور جو سننے اور جواب دینے کی طاقت رکھتے ہیں، نہ نفع ونقصان پہنچانے کی صلاحیت۔

اس اختلاف ہے مراد دین کا اختلاف ہے جس طرح یہودیت، عیبائیت اور اسلام وغیرہ میں آپس میں اختلافات ہیں اور ہر مذہب کا پیروکار دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا دین سچا ہے، درآل حالیکہ سارے دین بیک وقت صحیح نہیں ہوسکتے۔ سچا دین تو صرف ایک ہی ہے اور ایک ہی ہوسکتا ہے۔ دنیا میں سچا دین اور حق کا راستہ پہچاننے کے لیے اللہ تعالیٰ کا قرآن موجود ہے۔ لیکن دنیا میں لوگ اس کلام اللی کو اپنا حکم اور ثالث ماننے کے لیے تیار نہیں۔ بالآخر پھر قیامت کا دن ہی رہ جاتا ہو جود ہے۔ لیکن دنیا میں لوگ اس کلام اللی کو اپنا حکم اور ثالث ماننے کے لیے تیار نہیں۔ بالآخر پھر قیامت کا دن ہی رہ جاتا ہو جس میں اللہ تعالیٰ ان اختلافات کا فیصلہ فرمائے گا اور سچوں کو جنت میں اور دوسروں کو جہنم میں داخل فرمائے گا۔
 سابہ لیخی یہ اس کا احسان ہے کہ تمہاری جنس سے ہی اس نے تمہارے جوڑے بنائے، ورنہ اگر تمہاری بیویاں انسانوں کے بجائے کئی اور مخلوق سے بنائی جاتیں تو تمہیں یہ سکون حاصل نہ ہوتا جو اپنی ہم جنس اور ہم شکل بیوی سے ماتا ہے۔
 سابہ لیخی یہی جوڑے بنانے (مذکر ومونث) کا سلسلہ ہم نے چوپایوں میں بھی رکھا ہے، چوپایوں سے مراد وہی نر اور مادہ آٹھ جانور ہیں جن کا ذکر سورۃ الانعام میں کیا گیا ہے۔
 آٹھ جانور ہیں جن کا ذکر سورۃ الانعام میں کیا گیا ہے۔

۵. یَذْرَؤُکُمْ کے معنی پھیلانے یا پیدا کرنے کے ہیں لینی وہ متہیں کثرت سے پھیلارہا ہے۔ یا نسلاً بعد نسل پیدا کر رہا ہے۔ انسانی نسل کو بھی اور چوپائے کی نسل کو بھی فیڈیو کا مطلب ہے فیٹ ذٰلِكَ الْخُلْقِ عَلَىٰ هٰذِهِ الصَّفَةِ، لَعَیٰ اس پیدائش میں اس طریقے پر وہ متہیں ابتداء سے پیدا کرتا رہا ہے۔ یا "رحم میں" یا "پیٹ میں" مراد ہے۔ یا فیڈیو بمعنی بو ہے لیعی میں "مہارا جوڑا بنانے کے سب سے متہیں پیدا کرتا یا پھیلاتا ہے کیوں کہ یہ زوجیت ہی نسل کا سب ہے۔ (فتح القدر وابن کشر) کم نہ ذات میں نہ صفات میں، پس وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے، واحد اور بے ناز۔

د یکھنے والا ہے۔

ڮؙؙؙۘڡؙڡؙٙؾؘڵڸؽؙؙۮٳڶؾؙؙؖؗؗڡؗؗۏؾؚٷٳڵٲۮۻٝۦٛؽۺؙڟٳڸڗؚۮ۫ق ڶؚ؈ٞؾۺٵٷؘؿڤ۬ڮۯ۠ڗٳٮٛٛٷؚڴؚؚڷۺؙٛؽؙٝۼڵؽؙڋٛ

17. آسانوں اور زمین کی تنجیاں اسی کی ہیں، (۱) جس کی چاہے روزی کشادہ کردے اور تنگ کردے، یقیناً وہ ہر چیز کو جانبے والا ہے۔

شَرَعَ لَكُوْمِسَ اللِّهِ فِي مَا وَصَّى بِهِ نُوْحًا وَالَّذِي َ اَوْحَيُنَا اللَّيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهَ اِبْرُهِيْهُ وَمُولَى وَعِيْسَى اَنْ اَقِيْمُواالدِّيْنَ وَلاَتَتَ عَرَّقُوا فِيْهُ كَبُوعَلَى الْنُشُرِكِيْنَ مَا تَتْ عُوهُمُ اللَّهُ اللهُ يَعَنِّبَى لِلَيْهِ مَنْ يَنْنَا ءُويَهُدِئَ اللَّهُ مَنْ تَيْنَا ءُويَهُدِئَ اللَّهُ مَنْ تَيْنِيْبُ شَ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کردیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ اُل) کو حکم دیا تھا اور جو (بذریعہ وحی) ہم نے تیری طرف بھیجا ہے، اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہ اُل) کو دیا اُل حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہ اُل) کو دیا اُل حکم اس دین کو قائم رکھنا اُل اور اس میں کو دیا اُنہیں بلارہے کھوٹ نہ ڈالنا (اُن) مشرکین پر گرال گزرتی ہے، (ف) اللہ تعالیٰ بیں وہ تو (ان) مشرکین پر گرال گزرتی ہے، (ف) اللہ تعالیٰ بیں وہ تو (ان) مشرکین پر گرال گزرتی ہے، (ف) اللہ تعالیٰ میں بیارہے

ا. مَقَالِيْدُ، مِقْلِيْدٌ اور مِقْلَادٌ كى جَمْع ہے۔ خزانے يا چابيان۔

۲. شَوَعَ کے معنی ہیں، بیان کیا، واضح کیا اور مقرر کیا، لَکُمْ، (تمہارے لیے) یہ امت محمدیہ سے خطاب ہے۔ مطلب ہے کہ تمہارے لیے وہی دین مقرر یا بیان کیا ہے جس کی وصیت اس سے قبل تمام انبیاء کو کی جاتی رہی ہے۔ اس ضمن میں چند جلیل القدر انباء کے نام ذکر فرمائے۔

م. صرف ایک الله کی عبادت اور اس کی اطاعت (یا اس کے رسول کی اطاعت جو دراصل الله ہی کی اطاعت ہے) وحدت وائتلاف کی بنیاد ہے اور اس کی عبادت واطاعت سے گریز یا ان میں دوسروں کو شریک کرنا، افتراق وانتشار انگیزی ہے، جس سے "چھوٹ نہ ڈالنا" کہد کر منع کیا گیا ہے۔

۵. اور وہ وہی توحید اور اللہ ورسول کی اطاعت ہے۔

وَمَا تَفَرُّ قُوْلَالِامِنَ بَعُيهِ مَاجَاءَ هُوُ الْعِلْعُ

يَغُمَّا لِكَنْهُمُ وَلَوْ لَا كِلْمَةُ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكِ إِلَى ٱجِلِ مُّسَمَّى لَقُضِيَ بَيْنَهُمُ وَ إِنَّ الَّذِيْنَ أُوْرِثُوا الْكِتْبَ مِنْ بَعُدِهِمُ لَفِي شَاقِيِّ مِنْهُ مُرْبُبِ

فَلْنَالِكَ فَأَدُعُ وَاسْتَقِتُوكُكُمَّ أَمُورُكَ وَلَا تَتَّبِعُ آهُوَآءَهُمُّ وَقُلُ امَنْتُ بِمَآانُزُلَ اللهُ مِنْ كِتْبِ وَالْمِرْتُ لِرَعُدِلَ بَيْنَكُمُو اللهُ رَبُّنَا وَرَيُّكُو لِنَا اعْمَالْنَا وَلَكُوْ اعْمَالُكُو لَا حُجَّة

جسے حابتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے () اور جو تھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔<sup>(۱)</sup> الر ان لو گول نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد ہی اختلاف کیا (اور وہ بھی) ماہمی ضد بحث سے <sup>(۳)</sup> اور اگر آپ کے رب کی بات ایک وقت مقرر تک کے لیے پہلے ہی سے قرار یا گئ ہوئی نہ ہوتی تو یقیناً ان کا فیصلہ ہوچکا ہو تا<sup>(\*\*)</sup> اور جن لو گول کو ان کے بعد کتاب دی گئی ہے وہ بھی اس کی طرف سے الجھن والے شک میں بڑے ہوئے ہیں۔

10. پس اسی کے آپ لوگوں کو بلاتے رہیں اور جیسے آپ کو تھم دیا گیا ہے مضبوطی سے جم جائیں(۱) اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں (2) اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے اور مجھے

ا. یعنی جس کو ہدایت کا مستحق سمجھتا ہے، اسے ہدایت کے لیے چن لیتا ہے۔

۲. لینی اینا دین اپنانے کی اور عبادت کو اللہ کے لیے خالص کرنے کی توفیق اس شخص کو عطا کر دیتاہے جو اس کی اطاعت وعبادت کی طرف رجوع کرتا ہے۔

۳. لینی انہوں نے اختلاف اور تفرق کا راستہ علم لینی ہدایت آجانے اور اتمام جمت کے بعد اختیار کیا، جب کہ اختلاف کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ لیکن محض بغض وعناد، ضد اور حسد کی وجہ سے ایسا کیا۔ اس سے بعض نے یہود اور بعض نے قریش مکہ مراد لیے ہیں۔

٨. ليني اگر ان كي بابت عقوبت ميں تاخير كا فيصله يہلے سے نه ہوتا تو فوراً عذاب بھيج كر ان كو ہلاك كرديا جاتا۔

۵. اس سے مرادیہود ونصاریٰ ہیں جو اپنے سے ماقبل کے یہود ونصاریٰ کے بعد کتاب لیخی تورات وانجیل کے وارث بنائے گئے۔ یا مراد عرب ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنا قرآن نازل فرمایا اور انہیں قرآن کا وارث بنایا۔ پہلے مفہوم کے اعتبار سے "الكتاب" سے تورات والجيل اور دوسرے مفہوم كے لحاظ سے اس سے مراد قرآن كريم ہے۔

۲. لینی اس تفرق اور شک کی وجہ ہے، جس کا ذکر پہلے ہوا، آپ ان کو توحید کی دعوت دیں اور اس پر جمے رہیں۔ ک. لینی انہوں نے اپنی خواہش سے جو چزس گھڑ لی ہیں، مثلاً بتوں کی عبادت وغیرہ، اس میں ان کی خواہش کے پیچھے مت چلیں۔

ؘۺؙؽؘٵۅؘۜۘ؆ؽ۫ؽؙڴؙۅٛٲ؆ڎؙڲۼۘٮٮٛۼۘؠؽؽڹٵۅٛٳڷؽؙٶ ٵؠؙٛڝؚؽؙٷؖ

ۅؘڷڵۮؚؽؘؾؙڲؙٵۧڿؙۅٛڹ؋ؚ؞ٳٮڶؾۅ؈ؘٛڹۼٮؚٵۺؾؙؙؚؽۘڹڮ ڂڿٞڹؙؠؙٞ؞ٞۮٳڿڞؘڎؙٞۼٮ۫۬ۮڒؠؚؚۜۿۿۅؘڡؘػؽۿۣۄؙۼٛڟؘٮڰ ٷۜۯؙؙؙۿؙؠؘڬڶڰؚۺؘڕؽؖڰ

ٱللهُ ٱلَّذِيُّ اَنْزَلَ ٱلْكِتْبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانُ وَمَا يُدُرِيْكِ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيُكِ®

تکم دیا گیا ہے کہ تم میں انصاف کرتا رہوں۔(۱) ہمارا اور تم میں انصاف کرتا رہوں۔(۱) ہمارا اور تم سب کا پرورد گار اللہ ہی ہے ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں، ہم تم میں کوئی کٹ حجق نہیں (۱) اللہ تعالی ہم (سب) کو جمع کرے گا اور اس کی طرف لوٹا ہے۔

17. اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی باتوں میں جھڑا ڈالتے ہیں اس کے بعد کہ (مخلوق) اسے مان چکی<sup>(\*)</sup> ان کی کٹ حجتی اللہ کے نزدیک باطل ہے، <sup>(\*)</sup> اور ان پر غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

12. الله تعالیٰ نے حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے اور تر اتاری ہے) (۱) اور آپ کو کیا خبر شاید قیامت

ا. لیعنی جب بھی تم اپنا کوئی معاملہ میرے پاس لاؤگے تو اللہ کے احکام کے مطابق اس کا عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔

٢. ليني كوئي جھُرُا نبين، اس ليے كه حق ظاہر اور واضح ہو چكا ہے۔

سا ایعنی یہ مشرکین مسلمانوں سے لڑتے جھگڑتے ہیں جنہوں نے اللہ اور رسول کی بات مان کی ہے، تاکہ انہیں پھر راہ ہدایت سے ہٹادیں۔ یا مراد یہود ونصاریٰ ہیں جو مسلمانوں سے جھگڑتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے اور ہمارا نبی بھی تمہارے نبی سے پہلے ہوا ہے، اس لیے ہم تم سے بہتر ہیں۔

۴. دَاحِضَةٌ ك معنى كمزور، باطل، جس كو ثبات نهيں۔

۵. الْکِتَابَ سے مراد جنس ہے لیعنی تمام پنیمروں پر جنتی کتابیں بھی نازل ہوئیں، وہ سب حق اور پی تھیں۔ یا بطور خاص قرآن مجید مراد ہے اور اس کی صدافت کو واضح کیا جارہا ہے۔ میزان سے مراد عدل وانصاف ہے۔ عدل کو ترازو سے اس لیے تعییر فرمایا کہ یہ برابری اور انصاف کا آلہ ہے۔ اس کے ذریعے سے ہی لوگوں کے درمیان برابری ممکن ہے۔ اس کے ذریعے سے ہی لوگوں کے درمیان برابری ممکن ہے۔ اس کے ہم معنی یہ آیات بھی ہیں۔ ﴿لَقَدُالْسُلْمُنَا اللّٰمِیْنَا اللّٰمِیْنَا وَاللّٰمِیْنَا اللّٰمِیْنَا وَاللّٰمِیْنَا اللّٰمِیْنَا تو اللّٰمِیْنَا ہم نے اللّٰمِی میں کی بیشی نہ کرو۔ انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھک رکھو اور تول میں کی نہ کرو)۔

قریب (۱) ہی ہو۔

يَىنْتَعُجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَائِغُونُونَ بِهَا ۚ وَالَّذِينَ الْمُنُوا مُشْفَقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ الْمَالُاتُقُّ الْكَرَانَ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لِفِي صَلْلِ بَعِيْدٍ ۞ صَلْلِ بَعِيْدٍ ۞

> ٱلله لطِيفُ بِعِبَادِم يَرِنُرُقُ مَن يَّتَأَنَّ وَهُوالْقَوِيُ الْعَزِيُنُ

مَنْ كَانَ يُولِيُ حَرْثَ الْاِحْرَةِ نَزِدُ لَهُ فِيُ حَرُّتِهُ وَمَنْ كَانَ يُرِيُدُ حَرُثَ الدُّنْيَا لُؤُتِهِ مِنْهَا وْمَالُهُ فِي الْلِحِرَةِ مِنْ تَصِيْبٍ۞

(\*) اس کی جلدی انہیں پڑی ہے جو اسے نہیں مانے (\*) اور جو اس پر یقین رکھتے ہیں وہ تو اس سے ڈر رہے ہیں (\*) انہیں اس کے حق ہونے کا پورا علم ہے۔ یاد رکھو جو لوگ قیامت کے معاملہ میں لڑ جھگڑ رہے ہیں، (\*) وہ دور کی گر اہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ (۵)

19. الله تعالی اینے بندوں پر بڑا ہی لطف کرنے والا ہے، جسے چاہتا ہے کشادہ روزی دیتا ہے اور وہ بڑی طاقت، بڑے غلبہ والا ہے۔

۲۰. جس کا ارادہ آخرت کی تھیتی کا ہو ہم اسے اس کی تھیتی میں ترقی دیں گے(۱) اور جو دنیا کی تھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں سے ہی پچھ دے

ا. قَرِیْب، مذکر او رمونث دونوں کی صفت کے لیے آجاتا ہے۔ خصوصاً جب کہ موصوف مونث غیر حقیق ہو۔ ﴿ إِنَّ أَرْضَتُ اللهُ وَقَرِیْكِوِّنَ الْمُعْصِینِیْنَ﴾ - (ٹُ القدر)

۴. یعنی استہزاء کے طور پر یہ سیحتے ہوئے کہ اس کو آنا ہی کہاں ہے؟ اس لیے کہتے ہیں کہ قیامت جلدی آئے۔
سلا اس لیے کہ ایک تو ان کو اس کے وقوع کا پورا یقین ہے۔ دوسرا ان کو خوف ہے کہ اس روز بے لاگ حساب ہوگا،
کہیں وہ بھی مواخذہ الٰہی کی زو میں نہ آجائیں۔ جیسے دوسرے مقام پر ہے۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْوُنُونَ مَاۤالْتُواْوَقُلُونُهُمُّ وَجِلَةُ ٱلمُّهُمُّ لَا لِلَّائِدِیْنَ ﴾ (المؤمنون: ۱۰)

٨. يُمَارُوْنَ، مُمَارَاةٌ سے ب جس كے معنى الزنا جھارنا جي مِنيةٌ سے ب، بمعنى ريب وشك

۵. اس لیے کہ وہ ان دلائل پر غوروفکر ہی نہیں کرتے جو ایمان لانے کے موجب بن کیتے ہیں حالائکہ یہ دلائل روزوشب ان کے مشاہدے میں آتے ہیں۔ ان کی نظروں سے گزرتے ہیں اور ان کی عقل وفہم میں آگے ہیں۔ اس لیے وہ حق سے بہت دور جایڑے ہیں۔

٩. حَوْثُ کے معنی تخم ریزی کے ہیں۔ یہاں یہ بطریق استعارہ اٹمال کے ثمرات وفوائد پر بولا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں اپنے اٹمال ومحنت کے ذریع سے آخرت کے اجر وثواب کا طالب ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی کھیتی میں اضافہ فرمائے گا کہ ایک ایک نیکی کا اجر دس گنا سے لے کرسات سو گنا بلکہ اس سے زیادہ تک بھی عطافرمائے گا۔

ٱمۡرُلَهُمُوشُوكُوُّا شَرَعُوَالَهُمُومِّنَ الدِّيْنِ مَالَمُ يَاذُنَّ لِهِ اللهُ ۚ وَلَوْلاَ كِلِمَةُ الْفَصْلِلَقَضِى بَيْنَهُمُّ وَانَّ الطُّلِمِيْنَ لَهُمُّ عَذَابٌ اَلِيْدُوْ

ترى الظّلِيبِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمّاكَسَبُوُا وَهُوَ وَاقِحُّ يِهِمُ وَالَّانِيْنَ الْمَثُوَّا وَعَمِلُوا الصَّلِحٰتِ فِي دُوضِتِ الْجَنَّتِ لَهُمُوْمًا يَشَاءُونَ عِنْدَرَتِّهِمُ لَالِكَ هُوَ الْفَضُلُ الْكِلِيُرُونَ

ذلك الّذِي يُبَشِّرُ اللهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ المُنُواوَعِلُوا الصِّلِيِّ قُلُ آلَاَسُنَاكُمُ عَلَيْهِ اجْرًا الْاللَّوَةَ قَلْ القُرُّ لِيُّ وَمَنُ يَنَقُ تَرِثُ حَسَنَةً ثَرْدَلَهُ فِيهُمَا حُسْنًا

دیں گے، (۱) ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (۲) را کے اللہ کے ایسے شریک (مقرر کر کے کیان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک (مقرر کر دیے کرر کھے) ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔ (۳) اگر فیصلے کے دن کا وعدہ نہ ہوتا تو (ابھی) ان میں فیصلہ کردیا جاتا۔ یقیناً (ان) ظالموں کے لیے ہی دردناک عذاب ہے۔

رہے ہوں گے <sup>(م)</sup> جن کے وبال ان پر واقع ہونے والے ہیں، <sup>(۵)</sup> اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہ بوٹ واگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہ بہشتوں کے باغات میں ہوں گے وہ جو خواہش کریں گے اینے رب کے پاس موجود پائیں گے یہی ہے بڑا فضل۔

۲۳. یہی وہ ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ان ہندوں کو دے رہا ہے جو ایمان لائے اور (سنت کے مطابق) نیک عمل کیے تو کہہ دیجیے کہ میں اس پر تم سے کوئی

ا. یعنی طالب دنیا کو دنیا تو ملتی ہے لیکن اتنی نہیں جتنی وہ چاہتا ہے بلکہ اتنی ہی ملتی ہے جتنی اللہ کی مشیت اور نقتریر کے مطابق ہوتی ہے۔

۲. یہ وہی مضمون ہے جو سورہ بنی اسرائیل: ۱۸ میں بھی بیان ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اتنی ضرور دیتا ہے جتنی اس نے لکھ دی ہے، کیوں کہ وہ سب کی روزی کا ذمہ لیے ہوئے ہے، طالب دنیا کو بھی اور طالب آخرت کو بھی۔ تاہم جو طالب آخرت ہوگا لیتنی آخرت کے لیے کب ومحنت کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے آخرت کو بھی۔ تاہم جو طالب آخرت ہوگا لیتنی آخرت میں سوائے جہنم کے عذاب کے پچھ آخرت میں سوائے جہنم کے عذاب کے پچھ نہیں ہوگا۔ اب یہ انسان کو خود سوچ لینا چاہیے کہ اس کا فائدہ طالب دنیا بننے میں ہے یا طالب آخرت بننے میں۔
 س. لیتنی شرک ومعاصی، جن کا حکم اللہ نے نہیں دیا ہے، ان کے بنائے ہوئے شریکوں نے انسانوں کو اس راہ پر لگایا ہے۔
 س. لیتنی شرک ومعاصی، جن کا حکم اللہ نے نہیں دیا ہے، ان کے بنائے ہوئے شریکوں نے انسانوں کو اس راہ پر لگایا ہے۔
 س. لیتنی قامت کے دن۔

۵. حالاتکه ڈرنا بے فائدہ ہو گا کیوں کہ اینے کیے کی سزا تو انہیں بہرحال بھگتنی ہوگی۔

إنَّ اللهَ غَفُورُشُكُورُ ۗ

ٱمۡنَهُوۡلُوۡنَ افۡتَرَىٰعَلَى اللهِ كَنِابًاٷَلَ يَتَوَاللهُ يُغۡتِمۡعُ لَقُدِّهُ وَيَمۡهُ اللهُ الۡبَاطِلَ وَيُعِثُّ الْحَقَّ يَخِلِمَهٖ إِنَّهُ عَلِيۡهُ وَيَاٰتِ الصَّدُوۡقِ

بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت رشتہ داری کی، (۱) جو شخص کوئی نیکی کرے ہم اس کے لیے اس کی نیکی میں اور خوبی بڑھادیں گے۔ (۱) بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا (اور) بہت قدردان ہے۔ (۱)

۲۳. کیا یہ کہتے ہیں کہ (پینمبر نے) اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، اگر اللہ تعالی چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگادے (۲۰) اور اللہ تعالی اپنی باتوں سے جھوٹ کو مٹا دیتا

ا. قبائل قریش اور نبی منگانیو کی در میان رشتے داری کا تعلق تھا، آیت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ میں وعظ ونصیحت اور تبلیغ ودعوت کی کوئی اجرت تم سے نہیں مانگا، البتہ ایک چیز کا سوال ضرور ہے کہ میرے اور تمہارے در ممان جو رشتے داری ہے، اس کا لحاظ کرو، تم میری دعوت کو نہیں مانتے تو نہ مانو، تمہاری مرضی۔ کیکن مجھے نقصان پہنجانے سے تو باز رہو، تم میرے دست وبازو نہیں بن سکتے تو رشتہ داری وقرابت کے ناطے مجھے ابذاء تو نہ پہنجاؤ اور میرے راستے کا روڑہ نہ بنو کہ میں فریصنہ رسالت ادا کر سکوں۔ حضرت ابن عباس ڈاللہ اس کے معنی کے ہیں کہ میرے اور تمہارے ورمیان جو قرابت (رشتہ داری) ہے اس کو قائم رکھو۔ (صحبح البخاری، تفسیر سورۃ الشوریٰ) نبی کریم مَلَیْلَیْمِ کی آل، یقیناً حسب ونسب کے اعتبار سے دنیا کی اشرف ترین آل ہے اس سے محبت، اس کی تعظیم وتوقیر جزو ایمان ہے۔ اس لیے کہ نبی عَلَالْیَمُ نے بھی احادیث میں ان کی تکریم اور حفاظت کی تاکید فرمائی ہے کیکن اس آیت کا کوئی تعلق اس موضوع سے نہیں ہے، جیسا کہ شیعہ حضرات کھینچا تانی کرکے اس آیت کو آل محمد منگانٹیٹی کی محبت کے ساتھ جوڑتے ہیں اور پھر آل کو بھی انہوں نے محدود کردیا ہے، حضرت علی وظائفنا و حضرت فاطمہ ڈلائٹا اور حضرت حسنین ڈلائٹا تک۔ نیز محبت کا مفہوم بھی ان کے نزدیک یہ ہے کہ انہیں معصوم اور الٰہی اختیارات سے متصف مانا جائے۔ علاوہ ازس کفار مکہ سے اپنے گھرانے کی محبت کا سوال بطور اجرت شبلیغ نہایت عجیب بات ہے جو نبی مَلَالْیٰیَا کی شان ارفع سے بہت ہی فروتر ہے آپ مَلَالْیٰیَا کی تبلیغ کو قبول نہ کرنے کے باوجود آپ مُکالِیْنِاً کی طلب تو صرف قرابت اور صلۂ رحمی کی بنیاد پر محبت برقرار رکھنے کی تھی پھر یہ آیت اور سورت مکی ہے جب کہ حضرت علی ڈاٹلٹیڈ اور حضرت فاطمہ ڈاٹلٹیڈا کے در میان انجھی عقد زواج بھی قائم نہیں ہوا تھا۔ لینی ابھی وہ گھرانہ معرض وجود میں ہی نہیں آیا تھا جس کی خود ساختہ محبت کا اثبات اس آیت سے کیا جاتا ہے۔ ۲. لینی اجر وثواب میں اضافہ کرس گے۔ یا نیکی کے بعد اس کا بدلہ مزید نیکی کی توفیق کی صورت میں دس گے جس طرح بدی کا بدلہ مزید بدیوں کا ارتکاب ہے۔

سم. اس کیے وہ پردہ پوشی فرماتا اور معاف کردیتا ہے اور زیادہ سے زیادہ اجمر دیتا ہے۔

۷. لینی اس الزام میں اگر صداقت ہوتی تو ہم آپ کے دل پر مہر لگادیت، جس سے وہ قرآن ہی محو ہوجاتا جس کے گھڑنے کا انتشاب آپ کی طرف کیا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کو اس کی سخت ترین سزا دیتے۔ ہے<sup>(۱)</sup> اور سیج کو ثابت رکھتا ہے۔ وہ سینے کی باتوں کو جاننے والا ہے۔

۲۵. اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے (۲) اور گناہوں سے در گزر فرماتا ہے اور جو پچھ تم کررہے ہو (سب) جانتا ہے۔

۲۷. اور ایمان والول اور نیکوکار لوگول کی سنتا ہے<sup>(۳)</sup> اور انہیں اپنے فضل سے اور بڑھا کر دیتا ہے اور کفار کے لیے سخت عذاب ہے۔

72. اور اگر اللہ تعالی اپنے (سب) بندوں کی روزی فراخ کردیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کردیتے (اللہ کین وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے پورا خبر دار ہے اور خوب دیکھنے والا ہے۔ 17. اور وہی ہے جو لوگوں کے نا امید ہوجانے کے بعد بارش برساتا ہے (اکا اور اپنی رحمت کھیلا دیتا ہے۔ وہی

ۅؘۿؙۅٲڵۮؽؙؽڤؙڹڵؙٲڵؾۜٛۅؙڹۼؘۘٷؽۼؠڵۮؚ؋ۅؽؘۼڡٛٛٛۅٝٳۼڹ ٳۺۜڽؾٵٚؾؚۅؘؽۼڮٷ؆ؘؾڡ۫ۼڮٛۏؽ<sup>۞</sup>

ۅؘؽۺ۫ۼؚٙؽڹؙٵڷڹ۬ؿٙؽؗٳڡؙٮؙٛۏٳۅؘۼؚڶؗؗۏٳڶڟٮؚڸڂؾؚۉؘؽڔ۬ؽۮؙۿؙۄؙ ۺۜٷؘڞؙڸ؋ٷڷڬڣۯؙٷڵؘڮۿؙۏػڵۿؙڎؙ۫ۼۮٙڷڰ۪ۺٙۮؚؽڰ۠<sup>۞</sup>

ۅؘڵۅؙۺؘٮڟٳۺؙ۠ؗۿٳڷؚڗ۫ۊؘڸۼؠڶۮ؋ڵڹۼؙۅٝٳڧٳڷۯۯڞ ٷڸڵؿؙێڗٚڷؠۣڨؘۮڔۣ؆ۧٳۺۜٲٵٟٝٳ۫ڰؙۑۼؠڶۮ؋ڿؘؠؙؿ۠ۻؚؽؙؿۨٛ

ۉۿؙۅؘٳڷڹؽؙؽؙڒٞڵؙٳڶۼؘؽؙػ؈ؙٛڹۼؗٮؚڡٵڡؘۜڹڟۅؙٳ ۅؘؽؙۺؙۯؙۯؘؙڡٛٮۜؾؘڎ۠ٷۿۅٵڷۅڸؿ۠۠ٳڶڮؠؽؽؙ۞

ا. یہ قرآن بھی اگر باطل ہوتا (جیسا کہ مکذبین کا دعویٰ ہے) تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو بھی مٹا ڈالٹا، جیسا کہ اس کی عادت ہے۔

۲. توبہ کا مطلب ہے، معصیت پر ندامت کا اظہار اور آئندہ اس کو نہ کرنے کا عزم۔ محض زبان سے توبہ توبہ کرلینا یا اس
گناہ اور معصیت کے کام کو تو نہ چھوڑنا اور توبہ کا اظہار کیے جانا، توبہ نہیں ہے۔ یہ استہزاء اور مذاق ہے۔ تاہم خالص اور
سچی توبہ اللہ تعالیٰ یقیناً قبول فرماتا ہے۔

سع. یعنی ان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی خواہشیں اور آرزوئیں پوری فرماتا ہے۔ بشر طیکہ دعا کے آداب وشر الط کا بھی پورا اہتمام کیا گیا ہو۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ (اللہ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری مع کھانے پینے کے سامان کے، صحر اء، بیابان میں گم ہوجائے اور وہ نا امید ہوکر کسی درخت کے پنجے لیٹ جائے کہ اچانک اسے اپنی سواری مل جائے اور فرط مسرت میں اس کے منہ سے نگل جائے، اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب یعنی شدت فرح میں وہ غلطی کرجائے)۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی الحض علی التوبة والفرح بھا) ہم یعنی اگر اللہ تعالی ہر شخص کو حاجت وضرورت سے زیادہ بیسال طور پر وسائل رزق عطا فرمادیتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ کوئی کی تختی قبول نہ کرتا، ہر شخص شر وفساد اور بغی وعدوان میں ایک سے بڑھ کر ایک ہوتا، جس سے زیادہ مفید اور اہم ہے۔ یہ بارش جب نا امیدی کے بعد ہوتی ہے تو اس نعت

ہے کارساز اور قابل حمد وثناء۔

۲۹. اور اس کی نشانیوں میں سے آسانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور ان میں جانداروں کا پھیلانا ہے۔ اور وہ اس پر بھی قادر ہے کہ جب چاہے انہیں جمع کردے۔ (۲) مسل اور متہیں جو پچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرقوت کا بدلہ ہیں، اور وہ تو بہت سی باتوں سے در گزر فرمادیتا ہے۔ (۲)

اس. اور تم ہمیں زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہو،<sup>(۴)</sup>

وَمِنُ النِّهِ خَلْقُ السَّلُوتِ وَالْاَرْضِ وَمَابَكَّ فِيُهِمَامِنَ ذَاتِثَةٍ وَهُوعَلَى جَمْعِهِمُ إِذَا يَشَاءُ قَدِيْرُ

ۅؘ؆ٞٲڝۜٲڹڴۏ۫ۺؚٞڽؙؗؗؠؙٞڝؚؽٮۊ۪ۏؘؚۼٲڲٮۘڹٮؙؾؙٵؽ۫ۮؚؽؙڵۄٛ ۅؘؽۼڡؙؙۅؙؙٳۼڽٛڲؿؿڔۣؗؗڟ

وَمَآ اَنْتُوْرِبُمُعْجِزِيْنَ فِي الْرَضِ ﴿ وَمَالَكُوْمِينَ

کا صحیح احساس بھی اس وفت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس طرح کرنے میں حکمت بھی یہی ہے کہ بندے اللہ کی نعمتوں کی قدر کرس اور اس کا شکر بچالائیں۔

ا. کارساز ہے، اپنے نیک بندوں کی چارہ سازی فرماتا ہے، انہیں منافع سے نوازتا اور شرور ومہلکات سے ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ اپنے ان انعامات بے پایاں اور احسانات فراواں پر قابل حمد وثنا ہے۔

۲. دَارِیّةِ (زمین پر چلنے پھرنے والا) کا لفظ عام ہے، جس میں جن وانس کے علاوہ وہ تمام حیوانات شامل ہیں، جن کی شکلیں، رنگ، زبانیں، طبائع، اور انواع واجناس ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں۔ اور وہ روئے زمین پر چیلے ہوئے ہیں۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک ہی میدان میں جمع فرمائے گا۔

سل اس کا خطاب اگر اہل ایمان سے ہوتو مطلب ہوگا کہ تمہارے بعض گناہوں کا کفارہ تو وہ مصائب بن جاتے ہیں جو تہمہیں گناہوں کی پاداش میں پہنچتے ہیں اور کچھ گناہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ یوں ہی معاف فرمادیتا ہے اور اللہ کی ذات بڑی کریم ہے، معاف کرنے کے بعد آخرت میں اس پر مؤاخذہ نہیں فرمائے گی۔

حدیث میں بھی آتا ہے کہ "مومن کو جو بھی تکلیف اور غم وحزن پنچتا ہے، حتی کہ اس کے بیر میں کائنا بھی چبتا ہے اور غم وحزن پنچتا ہے، حتی کہ اس کے بیر میں کائنا بھی چبتا ہے اور اللہ تعالی اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے "۔ (صحیح البخاری، کتاب المدرضیٰ، باب ما جاء فی کفارۃ المدرض. مسلم، کتاب البر، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض) اگر خطاب عام ہوتو مطلب ہوگا کہ تہمیں جو مصائب و نیا پہنچتے ہیں، یہ تمہارے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے طالال کہ اللہ تعالی بہت سے گناہوں سے تو در گزر ہی فرمادیتا ہے لیعنی یا تو ہمیشہ کے لیے معاف کردیتا ہے۔ یا ان پر فوری سزا نہیں دیتا۔ (اور عقوبت و تعزیر میں تاخیر، یہ بھی ایک گونہ معافی ہی ہے) جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَلُولُوكُو اَلْمُ اللّٰهُ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمُ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمُ اللّٰمَ وَاللّٰمَ اللّٰمَ الللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ الللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ ال

دُونِ اللهِ مِنْ وَرِلِّي وَلَانَصِيْرِ ﴿

وَمِنُ البِيهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْرَعْ لَاهِ الْ

ٳڶٛؾؿؙٲؽؿڮڹٳڵؾؚۼۘٷؘؿ۫ڟڶڶڹؘۯۘڗۅٳڮٮۘٵؽڟۿڔ؋ۨ ٳؾٙ؋ۣٛۮڸڮؘڵٳڽڗٟڵؚڴؚڷۣڝۺٳڔۺؙڴۅ۫ڕؗؗٚ

ٱۅ۫ؽؙۅ۫ؠؚۊؙۿؾ ؠؚؠٙٲڲٮۘڹؙۅؗٳۅؘؾۼؙڡؙؙۼڽؙڮؿؠؙرٟ<sup>ۿ</sup>

وَيَعُلَمُ الَّذِيْنَ يُجَادِلُونَ فِي الْيِتِنَا مَا لَهُوُمِّنُ تَعِيْضٍ ۞

ڡٚؠۜٙٲٲۏ۫ؾؙؽؙۊؙڝؚۨٞڹؘۺؘؿٛٞ۫ڡ۫ؠؘؾؘٵٷٵڶڿؽۅۊؚٳڵڎؙٮؗؽٵ ۅؘؠٵڝؚڹؙۮٳۺڝڂؘؿڒٷٲڹڠ۬ؠڷۣڐڹؿؗٵڡٮؙٷٲۅؘعڸ ۯێۿؚۏؾۘٷػڴۅ۫ؽ۞ٛ

اور تمہارے لیے سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی کارساز ہے نہ مددگار۔

**۳۲**. اور دریا میں چلنے والی پہاڑوں جیسی کشتیاں اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

سس اگر وہ چاہے تو ہوا بند کردے اور یہ کشتیاں سمندروں پر رکی رہ جائیں۔ یقیناً اس میں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے نشانیاں ہیں۔

سمس. یا انہیں ان کے کر تو توں کے باعث تباہ کردے، <sup>(۲)</sup> وہ تو بہت سی خطاؤں سے در گزر فرمایا کرتا ہے۔ <sup>(۳)</sup>

900. اور تاکہ جو لوگ ہماری نشانیوں میں جھگڑتے ہیں (\*)
وہ معلوم کرلیں کہ ان کے لیے کوئی چھٹکارا نہیں۔(۵)

س. تو تمہیں جو کچھ دیا گیاہے وہ دنیوی زندگی کا کچھ یو نہی سا اساب ہے، (۱) اور اللہ کے پاس جو ہے وہ اس سے بدرجہا کہتر اور پائیدار ہے، (۵) وہ ان کے لیے ہے جو ایمان لائے اور صرف اینے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

ا. اَلْجِوَارِ یا اَلْجَوَارِیْ جَارِیَةٌ (چلنے والی) کی جمع ہے، جمعنی کشتیاں، جہاز، یہ اللہ کی قدرت تامہ کی دلیل ہے کہ سمندروں میں پہاڑوں جیسی کشتیاں اور جہاز اس کے حکم سے چلتے ہیں، ورنہ اگر وہ حکم دے تو یہ سمندروں میں ہی کھڑے رہیں۔

۲. لیعنی سمندر کو تھم دے اور اس کی موجوں میں طغیانی آجائے اور یہ ان میں ڈوب جائیں۔

سر. ورنہ سمندر میں سفر کرنے والا کوئی بھی سلامتی کے ساتھ واپس نہ آسکے۔

م. لعنی ان کا انکار کرتے ہیں۔

۵. لین اللہ کے عذاب سے وہ کہیں بھاگ کر چھٹکارا حاصل نہیں کرسکتے۔

۲. لینی معمولی اور حقیر ہے، چاہے قارون کا خزانہ ہی کیوں نہ ہو، اس لیے اس سے دھوکے میں مبتلا نہ ہونا، اس لیے
 کہ یہ عارضی اور فانی ہے۔

2. لینی نیکیوں کا جو اجر و ثواب اللہ کے ہاں ملے گا وہ متاع دنیا سے کہیں زیادہ بہتر بھی ہے اور پائیدار بھی، کیوں کہ اس کو زوال اور فنا نہیں، مطلب ہے کہ دنیا کو آخرت پر ترجیح مت دو، ایسا کروگے تو پچھتاؤگے۔

ۅؘٲڷۜۮؚؽؙؽؘؽۻٛؾڣٛٷؽؘػڵؚٙڮڗٳڵٳٛؗڗ۫ۼؚۅٙٲڵڡؘٛۅؘٳۻۛ ۅٙٳۮؘٳمؘٵۼٙۻٛڹؙٷٳۿؙۄؙؽۼ۫ڣ۫ۯ۠ۏؽ۞ٛ

ۅؘٵؾۜڹؚؽٵۺؖۼۜٵڹٛۅؙٳڸڔٙؾؚڥۄؙۅٵؘڡؘۜٵڡٛۅاڶڝۜڵۏؿۜ ۅٵؙؠؙٛۯؙۿؙؠۺ۠ۯؽؠؽڹۿؙۿٷڝؚۜٵڒؘؿۧڶۿۮؽؽ۫ڣڠۏؽ۞

**س.** اور کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بیجتے ہیں اور غصے کے وقت (بھی) معاف کردیتے ہیں۔(۱) **.۳۸** اور اپنے رب کے فرمان کو قبول کرتے ہیں<sup>(۲)</sup> اور نماز کی پابندی کرتے ہیں<sup>(۳)</sup> اور ان کا (ہر) کام آلیں کے مشورے سے ہوتا ہے،<sup>(۳)</sup> اور جو ہم نے انہیں دے رکھا

ا. یعنی لوگوں سے عفو وور گزر کرنا ان کے مزاج وطبیعت کا حصہ ہے نہ کہ انتقام اور بدلہ لینا۔ جس طرح نبی منگائینی کی بارے میں آتا ہے۔ «مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنتَهَكَ حُرْمَاتُ الله». (صحیح البخاري، کتاب الأدب، باب یسروا ولا تعسروا. مسلم، کتاب الفضائل، باب مباعدته صلی الله علیه وسلم للانام) (نبی منگائین فی نا الله علیه وسلم للانام) الله تعالی کی حرمتوں کا توڑا جانا آپ کے لیے نا قابل برداشت تھا)۔

۲. لیعنی اس کے تھم کی اطاعت، اس کے رسول کا اتباع اور اس کے زواجر سے اجتناب کرتے ہیں۔ ۳. نماز کی پابندی اور اقامت کا بطور خاص ذکر کیا کہ عبادات میں اس کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔

سے کرتے ہیں، اپنی ہی رائے کو حرف آخر نہیں سبھتے خود نبی مَلَاللَّیْمُ کو بھی اللّٰہ نے حکم دیا کہ مسلمانوں سے مشورہ کرو (آل عمران: ۱۵۹) چنانچہ آپ جنگی معاملات اور دیگر اہم کاموں میں مشاورت کا اہتمام فرماتے تھے۔ جس سے مسلمانوں کی بھی حوصلہ افزائی ہوتی اور معاملے کے مختلف گوشے واضح ہوجاتے۔ حضرت عمر دخالفۂ جب نتنجر کے وار سے زخمی ہوگئے اور زندگی کی کوئی امید باقی نه رہی تو امر خلافت میں مشاورت کے لیے چھ آدمی نامز د فرماد ہے۔ عثان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالر حمٰن بن عوف دٹی کُٹیز ۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا اور دیگر لو گوں سے بھی مشاورت کی اور اس کے بعد حضرت عثان رقائلۂ کو خلافت کے لیے مقرر فرمادیا۔ بعض لوگ مشاورت کے اس حکم اور تاکید سے ملوکیت کی تردید اور جمہوریت کا اثبات کرتے ہیں۔ حالانکہ مشاورت کا اہتمام ملوکیت میں بھی ہوتا ہے۔ بادشاہ کی بھی مجلس مشاورت ہوتی ہے، جس میں ہر اہم معاملے پر سوچ بچار ہوتا ہے اس لیے اس آیت سے ملوکیت کی نفی قطعاً نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں جمہوریت کو مشاورت کے ہم معنی سمجھنا یکس غلط ہے۔ مشاورت ہر کہ ومہ سے نہیں ہوسکتی، نہ اس کی ضرورت ہی ہے۔ مشاورت کا مطلب ان لو گوں سے مشورہ کرنا ہے جو اس معاملے کی نزاکتوں اور ضرورتوں کو سمجھتے ہیں جس میں مشورہ درکار ہوتا ہے۔ جیسے بلڈنگ، بل وغیرہ بنانا ہوتو، کسی تانگہ بان، درزی بارکشہ ڈرائپور سے نہیں، کسی انجینئر سے مشورہ کیا جائے گا، کسی مرض کے بارے میں مشورے کی ضرورت ہوگی تو طب و حکمت کے ماہرین کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ جب کہ جمہوریت میں اس کے برعکس ہر بالغ شخص کو مشورے کا اہل سمجھا جاتا ہے، چاہے وہ کورا ان پڑھ، بے شعور اور امور سلطنت کی نزاکتوں سے میسر بے خبر ہو۔ بنا برس مشاورت کے لفظ سے جمہوریت کا اثبات، تحکم اور دھاندلی کے سواکیچھ نہیں، اور جس طرح سوشلزم کے ساتھ اسلامی کالفظ لگانے سے سوشلزم مشرف بہ اسلام نہیں ہوسکتا، اسی طرح "جمہوریت" میں "اسلام" کی ہوند کاری سے مغربی

وَالَّذِيْنَ إِذَا آصَابَهُ مُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۞

وَجَزْوُاسَيِّنَةٍ سَيِّئَةُ ثُمِّتُنُكُهَا ۚ فَمَنُ حَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجُوْهُ عَلَى اللهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظِّلِمِيْنَ۞

> وَلَمَنِ انْتَصَرَبَعُدَ ظُلِمِهِ فَأُولِإِكَ مَاعَلَيْهِمْ مِنْ سَمِيلِ ﴿

اِتْمَاالسَّوِينُكُ عَلَى الَّذِيثِنَ يَظْلِمُوْنَ التَّاسَ وَ يَبَعُونَ فِي الْاَرْضِ بِعَيْرِ الْحَقِّ الْوَلْمِكَ لَهُوْ عَذَاكِ الِنُوْقِ

وَلَمَنُ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَالِكَ لَمِنْ عَزُمِ الْأُمُورِ ﴿

ۅؘڡٙؽؙؿ۠ڡؙٚۑؚڮؚٳ؞ڶڷٷڣؘٵڶ؋ڝۛٷڸۣؠۜۺؙٞڹۼٮؚ۠؋ٞۅؘڗۘؽ الڟڸڽؿؽؘڶؾۜڶۯٙۅٛ۠اڵڡ۬ۮؘابؘؽڤؙۅٝڵۅ۫ڽؘۿڶٳڶؽ؆ٙڗ ڛؚۨؿڛؽڶ۞ۛ

ہے اس میں سے (ہمارے نام پر) دیتے ہیں۔

اس بی ان پر ظلم (وزیادتی) ہوتو وہ صرف بدلہ

لے لیتے ہیں۔ (۱)

• ٣٠. اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے، (۲) اور جو معاف کردے اور اصلاح کرلے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہیں فرے خیک اللہ تعالی ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔

الم. اور جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے لئے لو ایسے لوگوں پر (الزام کا) کوئی راستہ نہیں۔

الم کریں اور زمین میں ناحق فساد کرتے پھریں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

الر جو شخص صبر کرلے اور معاف کردے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کامول میں سے ہے۔

٣٣٠. اور جے اللہ تعالیٰ بہکادے اس کا اس کے بعد کوئی چارہ ساز نہیں، اور تو دیکھے گا کہ ظالم لوگ عذاب کو دیکھ کر کہد رہے ہوں گے کہ کیا واپس جانے کی کوئی راہ ہے۔

جمہوریت پر خلافت کی قباراست نہیں آسکتی۔ مغرب کا یہ بودا اسلام کی سرزمین پر نہیں پنپ سکتا۔

۲. یہ قصاص (بدلہ لینے) کی اجازت ہے۔ برائی کا بدلہ اگرچہ برائی نہیں ہے لیکن مشاکلت کی وجہ سے اسے بھی برائی
 بی کہا گیا ہے۔

وَتَوَائِهُمُ يُعُوضُونَ عَلَيْهَا لَحْشِعِيْنَ مِنَ الذَّلِّ يُنْظُرُونَ مِنْ طَرُفِ خَفِيْ وَقَالَ الآذِيْنَ الْمُنْوَّا إِنَّ الْخِيرِيْنَ الآذِيْنَ خَبِرُوَّا انْفُسُمُ وَلَفِيلُومُ يَوْمَ الْقِيمَةِ الزَّارَةِ الظّلِمِيْنَ فَي عَذَا بِ مُّقِيلُوٍ

وَمَا كَانَكَهُمُّ مِّنَ ٱوْلِيَاءَ بَنَصُرُونَهُ مِّنَ دُوْنِ اللَّهِ وَمَنْ يُنْضُلِلِ اللَّهُ فَهَا لَهُ مِنْ سَبِيْلِ ۞

ٳڛٛؾڿؚؽڹٷٳڶڔڗڲؚۉ۫ۊٮٞۊؘؽڶؚٲ؈ؙؾٳٛٙؾؙؽۅٛڠٛڰۘۘۘڰۯٷڬ ڡؚٮؘٳٮڶۼٵڵڴۅٛ۫ۺؙٞۺڶۼٳؿۏؙؠٙۮ۪ۊۜٵڵڴۅ۫ۺۨڲؽڎٟٟۛ

فَانَ اَعُضُوا فَمَ الرَّسَلَنكَ عَلَيْهُمْ حَفِيظًا أَنَ عَلَيْكَ الرِّكَالَيْكَ الرَّالَةِ فَا الرِّلْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ

المراق النہیں دیکھے گا کہ وہ (جہنم کے) سامنے لاکھڑے کیے جائیں گے مارے ذلت کے جھکے جارہ ہوں گے اور کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے، ایمان والے صاف کہیں گے کہ حقیقی زیاں کار وہی ہیں جنہوں نے آج قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان میں ڈال دیا۔ یاد رکھو کہ یقیناً ظالم لوگ دائی عذاب میں ہیں۔ (۱)

۲۹. اور ان کے کوئی مددگار نہیں جو اللہ تعالیٰ سے الگ ان کی امداد کر سکیں اور جسے اللہ گمراہ کردے اس کے لیے کوئی راستہ ہی نہیں۔

کم. اپنے رب کا تھم مان لو اس سے پہلے کہ اللہ کی جانب سے وہ دن آجائے جس کا ہٹ جانا ناممکن ہے، (۲) مہمیں اس روز نہ تو کوئی پناہ کی جگہ ملے گی نہ حجیب کر انجان بن جانے کی۔ (۲)

۲۸. اگر یہ منہ کھیرلیں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہان بناکر نہیں بھیجا، آپ کے ذیے تو صرف پیغام پہنچا دینا

ا. یعنی دنیا میں یہ کافر ہمیں ہو قوف اور دنیوی خمارے کا حامل سمجھتے تھے، جب کہ ہم دنیا میں صرف آخرت کو ترجیح دیتے تھے اور دنیا کے خماروں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔ آج دیکھ لو حقیقی خمارے سے کون دوچار ہے۔ وہ جنہوں نے دنیا کے عارضی خمارے کو نظر انداز کیے رکھا اور آج وہ جنت کے مزے لوٹ رہے ہیں یا وہ جنہوں نے دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ رکھا تھا اور آج ایسے عذاب میں گرفتار ہیں، جس سے اب چھٹکارا ممکن ہی نہیں۔

. ٢. لینی جس کو رو کرنے ٹالنے کی کوئی طاقت نہیں رکھے گا۔

سال یعنی تمہارے لیے کوئی ایس جگہ نہیں ہوگی، کہ جس میں تم چیپ کر انجان بن جاؤ اور پیچانے نہ جاسکو یا نظر میں نہ آسکو جیسے فرمایا ﴿ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَيْنِ الْمَعَنُّو \* كَلَّا لَاوَذَرَ \* إِلَى رَبِّكَ يَوْمَيْنِ الْمُعْتَدُّ \* (القیامة: ۱۰-۱۱) (اس دن انسان کیے گا، کہیں بھاگئے کی جگہ ہے، ہرگز نہیں، کوئی راہ فرار نہیں ہوگی، اس دن تیرے رب کے پاس ہی ٹھکانا ہوگا)۔ یا نکیر بمعنی انکار ہے کہ تم اپنے گناہوں کا انکار نہ کرسکوگے کیوں کہ ایک تو وہ سب کلھے ہوئے ہوں گے۔ دو سرا خود انسان کے اعضاء بھی گواہی دیں گے۔ یا جو عذاب تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے دیا جائے گا تم اس عذاب کا انکار نہیں مرسکوگے، کیوں کہ اعتراف گناہ کے بغیر تمہیں بیارہ وگا۔

بِهَا وَإِنْ تُصِيْهُمُ سَيِّئَةُ لِمَاقَدَّمَتُ اَيُدِيْمِمُ فِأَنَّ الْرِنْسَانَ كَفُورُ۞

ڽڵۼٷؙڵؙڬٳڵۜؽڟۅؾۅٙٲڷۯڞؚ۫؞ۼؖٛڶؿؙ؆ؙڽؿؘڷٷ۫ڽڡۜۘۘ ڶؚؠٙڹۛ ؾۜؿٵٛٷؚٳڬٲٷٙؿۿؘؚۘڮڶؠڽؙؾۜؽٵٛٵڵۮؙٷ۞

ٳۏؽؙڒٙۊؚ<sup></sup>ڿۿؠؙۮؙڒڒٵ؆ۊٳڬٲڟٷؘؽۼۼڵؠڽٛؾؿٵٚ؞ٛ<u>ۼ</u>ڨؽڴٵ

ہے، (۱) اور ہم جب مجھی انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھاتے ہیں (۲) تو وہ اس پر اترا جاتا ہے (۳) اور اگر انہیں ان کے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت پینچتی ہے (۳) تو بے شک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔ (۵)

99. آسانوں کی اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہ جو چاہتا ہے بیدا کرتا ہے (۲) جس کو چاہتا ہے بیڈیال دیتا ہے۔ بیڈیال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیڈے دیتا ہے۔

۵۰. یا انہیں جمع کردیتا ہے<sup>(۱)</sup> بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی

۲. لینی وسائل رزق کی فراوانی، صحت وعافیت، اولاد کی کثرت، جاه ومنصب وغیره۔

س. لیعنی تکبیر اور غرور کا اظہار کرتا ہے، ورنہ اللہ کی نعمتوں پر خوش ہونا یا اس کا اظہار ہونا، نالیندیدہ امر نہیں، لیکن وہ تحدیث نعمت اور شکر کے طور پر ہو نہ کہ فخر و ریاء اور تکبر کے طور پر۔

ہم. مال کی کمی، بیاری، اولاد سے محرومی وغیرہ۔

۵. لینی فوراً نعتوں کو بھی بھول جاتا ہے اور مُنْعِمٌ (نعتیں دینے والے) کو بھی۔ یہ انسانوں کی غالب اکثریت کے اعتبار سے ہے جس میں ضعیف الایمان لوگ بھی شامل ہیں۔ لیکن اللہ کے نیک بندے اور کامل الایمان لوگوں کا حال ایسا نہیں ہوتا۔ وہ تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں اور نعتوں پر شکر۔ جیسا کہ رسول اللہ طُلِینی اللہ عُلینی اللہ عُلینی فیکن اَصَابَتُهُ صَرَّا اَهُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَهُ وَلَیْسَ ذٰلِکَ لِأَحْدِ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ» (صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب المؤمن أمره خیر کله). (اگر مومن کو خوثی حاصل ہو تو اس پر شکر کرے تو یہ اس کے لیے خیر ہے اور اگر کوئی تکلیف پہو نچے تو اس پر صبر کرے تو بھی یہ اس کے لیے خیر ہے اور یہ دونوں چیزیں سوائے مومن کے کی اور کو حاصل نہیں)۔ لا یعنی کا کنات میں صرف اللہ ہی کی مشیت اور اس کی تدبیر چلتی ہے، وہ جو چاہتا ہے، ہوتا ہے، جو نہیں چاہتا، نہیں ہوتا۔ کوئی دوسرا اس میں دخل اندازی کرنے کی قدرت واختیار نہیں رکھتا۔

2. لینی جس کو چاہتا ہے، مذکر اور مونث دونوں دیتا ہے۔ اس مقام پر اللہ نے لوگوں کی چار قشمیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک وہ جن کو صرف بیٹے دیے۔ دوسرے وہ جن کو صرف بیٹیاں، تیسرے وہ جن کو بیٹے بیٹیاں دونوں اور چوتھے وہ جن کو بیٹا نہ

إِنَّهُ عَلِيْمُ قَدِيرٌ۞

کو سناتے رہے۔

وَمَاكَانَ لِيَسَرِ أَنْ كَيْكُمُ اللهُ الآوَحُيَّا أَوْمِنْ قَدَ آئِ جَابِ أَوْيُرْسِلَ سُنُولًا فَيْرِي بِإِذْنِهِ مَا يَشَأَةُ إِنَّهُ عَلِيْ حَكِيْهُ ﴿

وَكَدَالِكَ أَوْحَيْنَا الِيُكَ دُوْحًا مِّنَ أَمُرُيَا أَمُلُتُتَ تَدُرِيُ مَا الْكِتَبُ وَلَا الْرَيْمَانُ وَالِكِنْ جَعَلْنَهُ نُورًا تَهْدِي بِهِ مَنْ تَشَاءْمِنُ عِبَادِناً وَإِنَّكَ لَتَهُدِئ إِلَى صِرَاطٍ شُسْتَقِيْمِ

اور جسے چاہے بانجھ کردیتا ہے، وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے۔

10. اور ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے چیچے سے یا کسی فرشتہ کو بیچے اور وہ اللہ کے تھم سے جو وہ چاہے وحی کرے،(۱) بیٹک وہ برتر ہے حکمت والا ہے۔

مرت اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے محم سے روح کو اتارا ہے، (\*) آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے سے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے؟ (\*) لیکن ہم نے اسے نور بنایا، اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جے چاہتے ہیں، ہدایت دیتے ہیں، (\*) بیشک آپ راہ راست کی

بیٹی۔ لوگوں کے در میان یہ فرق و تفاوت اللہ کی قدرت کی نظانیوں میں سے ہے، اس تفاوت اللی کو دنیا کی کوئی طاقت بدلنے پر قادر نہیں ہے۔ یہ تقسیم اولاد کے اعتبار سے ہے۔ باپوں کے اعتبار سے بھی انسانوں کی چار قشمیں ہیں۔ (۱)آدم علیہ اللہ کو صرف مٹی سے پیدا کیا، ان کا باپ ہے نہ مال، (۲) حضرت حوا کو آدم علیہ اللہ سے بعنی مرد سے پیدا کیا، ان کی مال نہیں ہے۔ (۳) دوخرت عیسی علیہ ان کا باپ نہیں ہے، (۳) اور باقی تمام انسانوں کو مرد اور عورت دونوں کے ملاپ سے۔ ان کے باپ بھی ہیں اور مائیں بھی۔ فَسُبْحَانَ اللهِ الْعَلِيْم الْقَدِيْرِ (ابن سِمُن).

ا. اس آیت میں ومی اللی کی تین صور تیں بیان کی گئی ہیں پہلی یہ کہ دل میں کی بات کا ڈال دینا یا خواب میں بتلادینا اس لیقین کے ساتھ کہ یہ اللہ بی کی طرف سے ہے۔ دوسری، پردے کے پیچھے سے کلام کرنا، جیسے حضرت موسی علیہ اس سے کوہ طور پر کیا گیا۔ تیسری، فرشتے کے ذریعے اپنی ومی بھیجنا، جیسے جبرائیل علیہ اللہ کا پیغام لے کر آتے اور پنجبروں سے کوہ طور پر کیا گیا۔ تیسری، فرشتے کے ذریعے اپنی ومی بھیجنا، جیسے جبرائیل علیہ اللہ کا پیغام لے کر آتے اور پنجبروں

۲. رُوْحٌ سے مراد قرآن ہے۔ لیعنی جس طرح آپ سے پہلے اور رسولوں پر ہم وحی کرتے رہے، اس طرح ہم نے آپ پر قرآن کی وحی کی ہے۔ قرآن کو روح سے اس لیے تعبیر کیا ہے کہ قرآن سے دلوں کو زندگی حاصل ہوتی ہے جیسے روح میں انسانی زندگی کا راز مضمر ہے۔

اللہ کتاب سے مراد قرآن ہے، یعنی نبوت سے پہلے قرآن کا بھی کوئی علم آپ کو نہیں تھا اور اسی طرح ایمان کی ان تفصیلات سے بھی بے خبر تنے جو شریعت میں مطلوب ہیں۔

الله لیعنی قرآن کو نور بنایا، اس کے ذریعے سے اپنے بندوں میں سے ہم جسے چاہتے ہیں، ہدایت سے نوازدیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن سے ہدایت ورہنمائی انہی کو ملتی ہے جن میں ایمان کی طلب اور نڑپ ہوتی ہے وہ اسے طلب رہنمائی کررہے ہیں۔

**۵۳**. اس الله کی راه کی (۱) جس کی ملکیت میں آسانوں اور زمین کی ہر چیز ہے۔ آگاہ رہو سب کام الله تعالیٰ ہی کی طرف لوٹیتے ہیں۔ (۲)

ڝڒڶڟؚٳڵڵٶٲڵڋؽؙڵ؋ؙٵڣٳڵۺۜڸۅ۠ؾؚۏۘڡۘڵڣٳڷۯڝٛٚ ٵڒۜڔٳڸٳؠڵڮۊڝۜؽڒؙٳڶڒؙڡؙؙٷۯؙ۞۫

ہدایت کی نیت سے پڑھتے، سنتے اور غوروفکر کرتے ہیں، چنانچہ اللہ ان کی مدد فرماتا ہے اور ہدایت کا راستہ ان کے لیے ہموار کردیتا ہے جس پر وہ چل پڑتے ہیں ورنہ جو اپنی آگھوں کو ہی بند کرلیں، کانوں میں ڈاٹ لگالیں اور عقل و فہم کو ہی بروۓ کار نہ لائیں تو انہیں ہدایت کیوں کر نصیب ہو سکتی ہے، جیسے فرمایا ﴿قُولُ اللّٰهُ وَلِلّذِیْنَ الْمُنْوَا اللّٰهُ وَالّٰذِیْنَ الْمُنْوَا اللّٰهُ وَاللّٰذِیْنَ اللّٰهُ وَاللّٰذِیْنَ اللّٰهُ وَاللّٰهِ مِنْ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مِنْ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰمُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰمُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰمُ وَاللّٰمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰهُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰهُ وَاللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰمِ اللّٰمُ الللّٰمُ اللّٰمُ الللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ الللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللللّٰمُ اللللّٰمُ اللللّٰمُ اللللّ

ا. یہ صراط متنقیم، اسلام ہے۔ اس کی اضافت اللہ نے اپنی طرف فرمائی ہے۔ جس سے اس راستے کی عظمت وفیامت شان واضح ہوتی ہے اور اس کے واحد راہ نجات ہونے کی طرف اشارہ بھی۔

۲. لینی قیامت کے دن تمام معاملات کا فیصلہ الله ہی کے ہاتھ میں ہوگا، اس میں سخت و عید ہے، جو مجازات (جزاء وسزا) کو مستزم ہے۔

#### سورۂ زخرف مکی ہے اور اس میں نواسی آیتیں اور سات رکوع ہیں-

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### ا. حمر

۲. قشم ہے اس واضح کتاب کی۔

س. ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے () تاکہ تم سمجھ لو۔

م. اور یقیناً یہ لوح محفوظ میں ہے اور ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے۔<sup>(۲)</sup>

6. کیا ہم اس نصیحت کو تم سے اس بنا پر ہٹالیں کہ تم صدیے گزرجانے والے لوگ ہو۔(۲)

۲. اور ہم نے اگلے لوگوں میں بھی کتنے ہی نبی بھیج۔

اور جونی ان کے پاس آیا انہوں نے اس کا مذاق اڑایا۔

# سُونَوْ الْجُرِيْنِ }

### بن سيرالله الرَّحْمَن الرَّحِيْوِن

ا سنج

وَالْكِتْبِ الْمُبِيْنِ الْ

إِنَّا جَعَلُنَهُ قُرُانًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ٥

وَإِنَّهُ فِي أُمِّرِ الْكِنْفِ لَدَيْنَالَعَلِيُّ حَكِيبُونَ

اَفَنَضُرِبُ عَنَكُوُ الدِّاكُرُ صَفْعًا اَنَ كُنْنَةُ وَقُومًا شُمُوفِيُنَ⊙

وَكُوْ أَرْسَلُنَامِنُ بَيِي فِي الْأَوَّ لِيُنَ<sup>©</sup>

وَمَايَاثِيُهِمُومِّنُ ّنِيِّ إِلَّاكَانُوْابِهٖ يَسُتَهُزِءُوْنَ<sup>©</sup>

ا. جو دنیا کی قصیح ترین زبان ہے، دوسرے اس کے اولین مخاطب بھی عرب تھے، انہی کی زبان میں قرآن اتارا تاکہ وہ سمجھنا چاہیں تو آسانی سے سمجھ سکیں۔

٣. اس میں قرآن کریم کی اس عظمت اور شرف کا بیان ہے جو ملا اعلیٰ میں اسے حاصل ہے تاکہ اہل زمین بھی اس
 کے شرف وعظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو قرار واقعی اہمیت دیں اور اس سے ہدایت کا وہ مقصد حاصل کریں جس کے
 لیے اسے دنیا میں اتارا گیا ہے أُمُّ الْکِتَاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔

سال اس کے مخلف معنی کیے گئے ہیں مثلاً (۱) تم چوں کہ گناہوں میں بہت منہک اور ان پر مصر ہو، اس لیے کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم تہمیں وغلو وضیحت کرنا چھوڑدیں گے؟ (۲) یا تبہارے کفر اور اسراف پر ہم تہمیں کچھ نہ کہیں گے اور تم سے درگزر کرلیں گے۔ (۳) یا ہم تہمیں ہلاک کردیں اور کسی چیز کا تہمیں عکم دیں نہ منع کریں۔ (۴) چوں کہ تم قرآن پر ایمان لانے والے نہیں ہو، اس لیے ہم انزال قرآن کا سلسلہ ہی بند کردیں۔ پہلے مفہوم کو امام طبری نے اور آخری مفہوم کو امام طبری نے اور آخری مفہوم کو امام بن کثیر نے زیادہ پسند کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ اللہ کا لطف و کرم ہے کہ اس نے خیر اور ذکر حکیم (قرآن) کی طرف وعوت دینے کا سلسلہ موقوف نہیں فرمایا، اگرچہ وہ اعراض وانکار میں حدسے تجاوز کررہے تھے، تاکہ جس کے لیے طرف وعوت دینے کا سلسلہ موقوف نہیں فرمایا، اگرچہ وہ اعراض وانکار میں حدسے تجاوز کررہے تھے، تاکہ جس کے لیے ہدایت مقدر ہے وہ اس کے ذریعے سے ہدایت اپنالے اور جن کے لیے شقاوت کبھی جاچگی ہے ان پر ججت قائم ہوجائے۔

فَأَهُلَكُنَا اللَّهَ لَيْمِنُهُ هُو بَطْشًا وَّمَضَى مَثَلُ الْكَوْلِيْنَ © الْرَوِّلِيْنَ ©

وَلَمِنُ سَأَلَتُهُمُّ مِّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَدِيْزُ الْعَلِيْهُ ۚ

ٳؾۜڹؽ۫ڿؘػڶڮٷٛٳڷڒۯۻٛ؞ٙۿٮ۠ٵۊۜڿۜۜۜۜۼڵڷڮؙڗۣ۬ڣۣؽۿؙٵ ڛؙؙؠؙڴڰؘؿڴٷؿؘۊؙؾۮؙۏڹؖ

ۅۘٙٲؾٚڹؚؽؙڹۜڗٞڵڡؚڽؘۘٵڶؾۜٙؽٙٲٚۼٵٞۼؘؙؙؚڣؘػڕٟٝڡؘٲؽ۬ۺٛۯڹٵ ڽ؋ؠؙڵۮة۠ڰٙؠؙؿٵڰڬڶڸػؿؙڂٛڔٛٷڽ۞

٨. لپس ہم نے ان سے زیادہ زور آوروں<sup>(۱)</sup> کو تباہ کرڈالا
 اور اگلوں کی مثال گزر چکی ہے۔<sup>(۲)</sup>

9. اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یقیناً ان کا جواب یہی ہو گا کہ انہیں غالب ودانا (اللہ) نے ہی پیدا کیا ہے۔

• ا. وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش (بیکھونا)<sup>(۱)</sup> بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے بنادیے تاکہ تم راہ پالیا کرو۔<sup>(۵)</sup>

11. ای نے آسان سے ایک اندازے کے مطابق پائی نازل فرمایا، (۱) پھر ہم نے اس سے مردہ شہر کو زندہ کردیا۔ اس طرح تم نکالے جاؤگ۔ (۱)

ا. یعنی اہل مکہ سے زیادہ زورآور سے، جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ كَانْوَ ٓ ٱكْثَرُ مِنْهُمْ وَ اَشَكَ قُوَّةً ﴾ (المؤمن: ٨٢) (وہ الن سے تعداد اور قوت میں کہیں زیادہ تھے)۔

۲. لیعنی قرآن مجید میں ان قوموں کا تذکرہ یا وصف متعدد مرتبہ گزرچکا ہے۔ اس میں اہل کمہ کے لیے تہدید ہے کہ پیچلی قومیں رسولوں کی تکذیب کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ اگر یہ بھی تکذیب رسالت پر مصر رہے تو ان کے مثل یہ بھی ہلاک کردیے جائیں گے۔
 ہلاک کردیے جائیں گے۔

س. لیکن اس اعتراف کے باوجود انہیں مخلوقات میں سے بہت سول کو ان نادانوں نے اللہ کا شریک تھہرالیا ہے۔ اس میں ان کے جرم کی شاعت وقباحت کا بھی بیان ہے اور ان کی سفاہت وجہالت کا اظہار بھی۔

۸. ایسا پچھونا، جس میں ثبات و قرار ہے، تم اس پر چلتے ہو، کھڑے ہوتے اور سوتے ہو اور جہاں چاہتے ہو، پھرتے ہو، اس نے اس کو پہاڑوں کے ذریعے سے جمادیا تاکہ اس میں حرکت و جنبش نہ ہو۔

۵. لین ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کے لیے راستے بنادیے تاکہ کاروباری، تجارتی اور دیگر مقاصد کے لیے تم آجاسکو۔

۲. جس سے تمہاری ضرورت پوری ہوسکے، کیونکہ قدر حاجت سے کم بارش ہوتی تو وہ تمہارے لیے مفید ثابت نہ ہوتی اور زیادہ ہوتی تو وہ طوفان بن جاتی، جس میں تمہارے ڈوبنے اور ہلاک ہونے کا خطرہ ہوتا۔

2. لینی جس طرح بارش سے مردہ زمین شاداب ہوجاتی ہے، اسی طرح قیامت کے دن تمہیں بھی زندہ کرکے قبروں سے نکال لیا جائے گا۔

ۅؘٲؾۜڹؽڂػؘڷٲڵڒؙۏؙٳڿػؙڵۿٵۅۜجؘۼڶڷڵؙۄ۫ڡؚڹۜٵڶڡ۠ڶڮ ۅؘڵڒؙؽٚٵ۫ۻ؆ڗؘؽڮؙۏڹ

لِتَسْتَوُاعَلَى ظُهُوْرِهِ ثُقِّرَتُكُ لُوُوْلِغُمَةَ رَسِّكُوْرُاذَا اسْتَوَيْتُوْعَكِيهُ وَتَقُولُوُ اسْبُحْنَ الَّذِي سُّخَرَلَنَا هٰذَا وَمَاكُنُنَا لَهُ مُقْرِنِيْنَ ﴿

وَإِثَّا إِلَى رَبِّنَا لَئُنْقَلِمُونَ @

وَجَعَلُوْالَهُ مِنْ عِبَادِم جُزْءًا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ سِّبُيْرِيْنَ

اَمِ اتَّغَذَمِمَّا يَغُلُقُ بَنْتٍ وَّاصْفَكُو بِالْبَنِينَ

17. جس نے تمام چیزوں کے جوڑے بنائے () اور تمہارے لیے کشتیال بنائیں اور چوپائے جانور (پیدا کیے) جن پرتم سوار ہوتے ہو۔

سال تاکہ تم ان کی پلیٹھ پر جم کر سوار ہوا کرو<sup>(1)</sup> پھر اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو جب اس پر ٹھیک ٹھاک بلیٹھ جاؤ، اور کہو پاک ذات ہے اس کی جس نے اسے ہمارے بس میں کردیا حالانکہ ہمیں اسے قابو کرنے کی طاقت نہ تھی۔

۱۳ اور بالیقین ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ (۴)

10. اور انہوں نے اللہ کے بعض بندوں کو اس کا جزء کھر ادیا (۵) یقیناً انسان تھلم کھلا ناشکرا ہے۔

١٦. كيا الله تعالى نے اپنى مخلوق ميں سے بيٹياں تو خود

ا. یعنی ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا، نر اور مادہ، نباتات، کھیتیاں، کھل، کیمول اور حیوانات سب میں نر اور مادہ کا سلسلہ ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد ایک دوسرے کی مخالف چیزیں ہیں جیسے روشنی اور اندھیرا، مرض اور صحت، انصاف اور ظلم، خیر اور شر، ایمان اور کفر، نرمی اور سختی وغیرہ۔ بعض کہتے ہیں ازواج، اصناف کے معنی میں ہے۔ تمام انواع واقسام کا خالق اللہ ہے۔

لِتَسْتَوُوْا بِمَعْنٰی لِتَسْتَقِرُّوْا یا لِتَسْتَعْلُوا جَم کر بیٹھ جاؤی یا چڑھ جاؤے ظُھُوْرِہٖ میں ضمیر واحد باعتبار جنس کے ہے۔
 یعنی اگر ان جانوروں کو ہمارے تالع اور ہمارے بس میں نہ کرتا تو ہم انہیں اپنے قابو میں رکھ کر ان کو سواری، باربرداری اور دیگر مقاصد کے لیے استعال نہیں کرسکتے تھے، مُقْرنیْنَ، ہمتنی مُطِیْقِیْنَ ہے۔

٧٠. نبي كريم مَنَّ اللَّهُ عَبِ سوارى پر سوار ہوتے تو تين مرتبہ اَللهُ أَكْبَرُ كَتِ اور سُبْحُنَ الَّذِيْ ... ہے لَـمُنْقَلِبُوْنَ تَك آيت پڑھے۔ علاوہ ازيں خير وعافيت كى دعا مانگتے، جو دعاؤں كى كتابوں ميں ديكھ لى جائے۔ (صحيح مسلم، كتاب الحج، باب مايقول إذار كب.) ٥. عِبَادٌ ہے مراد فرشتے اور جُزْءٌ ہے مراد بيٹياں ليمن فرشتے، جن كو مشركين الله كى بيٹياں قرار دے كر ان كى عبادت كرتے تھے۔ يوں وہ مخلوق كو الله كا شريك اور اس كا جزء مانتے تھے، حالاں كہ وہ ان چيزوں سے پاك ہے۔ بعض نے جزء سے يہاں نذر ونياز كے طور پر ذكالے جانے والے وہ جانور مراد ليے بيں جن كا ايك حصہ مشركين الله كے نام پر اور ايك حسم بتوں كے نام پر ذكال كرتے تھے جس كا ذكر سورۃ الأنعام: ١٣١ ميں ہے۔

ر کھ لیں اور تمہیں بیٹوں سے نوازا۔

12. (حالاتکہ) ان میں سے کسی کو جب اس چیز کی خبر دی جائے جس کی مثال اس نے (اللہ) رحمٰن کے لیے بیان کی ہے تو اس کا چیرہ سیاہ پڑجاتا ہے اور وہ ممکنین ہوجاتا ہے۔

۱۸. کیا (الله کی اولاد کر کیاں ہیں) جو زیورات میں پلیں اور جھکڑے میں (اپنی بات) واضح نہ کر سکیں؟ (۲)

19. اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے عبادت گزار ہیں عورتیں قرار دے لیا۔ کیا ان کی پیدائش کے موقع پر یہ موجود تھے؟ ان کی یہ گواہی لکھ کی جائے گی اور ان سے (اس چیز کی) باز پرس کی جائے گی۔(")

اور کہتے ہیں اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ
 کرتے۔ انہیں اس کی کچھ خبر نہیں، (۳) یہ تو صرف اٹکل

ۅؘٳۮؘٳؠؙۺۜۯؘػۘۮؙۿؙۄؙؠؠٵ۬ڡؘڗؘۘؼٳڵڗؚۜڟڹۣؽۘۺۘٞڷڒڟڷ ۅؘۼۿڎؙؙۺؙۅڐٞٳۊٞۿؙٷؘڣڸؿؙۅ۠

> ٳؘۅؘڡؘڽۢؿٞؿۜٷٛٳڧٳڮ۬ڵؽۊٙۅٞۿۅؘ؈۬ٳؾؗڝٵڡؚڔ ۼؘؽؙۯؙمؙۑؽڹۣ۞

ۅؘجَعَلُواالْمُلَلِّكَةَ الَّذِيْنَۿُوْعِلْدُالرَّحْلِن إِنَاثَاڟَشَهِدُواْخَلْقَهُمُ سَّتُكْتُبُ شَهَادَتُهُوُ وَيُبْتَلُونُ®

ۅؘقَالُوْالُوشُكَآءَ الرَّحْمُنُ مَاعَيْنُاثُمُّ مَالَهُمُ بِنالِكَ مِنْعِلُوِ اِنْ هُمُوالِّا يَغُرُّضُونَ۞

1. اس میں ان کی جہالت اور سفاہت کا بیان ہے جو انہوں نے اللہ کے لیے اولاد بھی تظہر ائی ہوئی ہے جے یہ خود تالبند

کرتے ہیں۔ حالاں کہ اللہ کی اولاد ہوتی تو کیا ایسا ہی ہوتا کہ خود تو اس کی لڑکیاں ہوتیں اور تہمیں وہ لڑکوں سے نوازتا۔

۲. یُنَشَّوُّا، نُشُوْءٌ ہے ہے، بمعنی تربیت اور نشو و نما۔ عورتوں کی دو صفات کا تذکرہ بطور خاص بہاں کیا گیا ہے۔ (۱) ان کی تربیت اور نشو و نما زیورات اور زینت میں ہوتی ہے، یعنی شعور کی آئکصیں کھولتے ہی ان کی توجہ حسن افزا اور جمال کی تربیت اور نشو و نما زیورات اور زینت میں ہوتی ہے، یعنی شعور کی آئکصیں کھولتے ہی ان کی توجہ حسن افزا اور جمال افروز چیزوں کی طرف ہوجاتی ہے۔ مقصد اس وضاحت سے یہ ہے کہ جن کی حالت یہ ہے، وہ تو اپنے ذاتی محاملات کے درست کرنے کی بھی استعداد وصلاحت نہیں رکھتیں۔ (۲) اگر کسی سے بحث و تکرار ہوتو وہ اپنی بات بھی صبح طریق سے دوطری دوست کی وہ دو فطری دوسری جاب کی وجہ سے) واضح نہیں کر سکتیں نہ فریق خالف کے دلائل کا توڑ ہی کر سکتی ہیں۔ یہ عورت کی وہ دو فطری کروریاں ہیں جن کی بنا پر بڑی کے مقابلے میں بچ کیوں کہ گفتگو اسی ضمن میں یعنی مرد وعورت کے درمیان جو فطری تفاوت ہے، جس کی بنا پر بڑی کے مقابلے میں بچ کی ولادت کو زیادہ پہند کیا جاتا تھا، ہور ہی ہے۔

سر یعنی جزاء کے لیے۔ کیوں کہ فرشتوں کے بنائ اللہ ہونے کی دلیل ان کے پاس نہیں ہوگی۔

مم. لینی اپنے طور پر اللہ کی مشیت کا سہارا، یہ ان کی ایک بڑی دلیل ہے کیوں کہ ظاہراً یہ بات صحیح ہے کہ اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا، نہ ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ اس کی مشیت، اس کی رضا سے مختلف

پچو (جھوٹ باتیں) کہتے ہیں۔

٢١. كيا جم نے انہيں اس سے پہلے كوئى (اور) كتاب دى ہے جے يہ مضبوط تھامے ہوئے ہيں۔(١)

۲۲. (نہیں نہیں) بلکہ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک مذہب پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل کر راہ یافتہ ہیں۔

۲۲. اور ای طرح آپ سے پہلے بھی ہم نے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے یہی جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو (ایک راہ پر اور) ایک دین پر پایا اور ہم تو انہیں کے نقش پاکی پیروی کرنے والے ہیں۔

۲۲. (نبی نے) کہا بھی کہ اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بہت بہتر (مقصود تک پہنچانے والا) طریقہ لے کر آیا ہوں جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کے منکر ہیں جسے دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے۔ (۲)

آمرُ النَّيْنَةُ مُ كِنْبَامِّنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمُسِكُونَ<sup>®</sup>

بَلُقَالُوُلَاتَاوَجَدُنَآ الْبَاءَنَاعَلَى اٰمَّةٍ وَّرَاثَاعَلَ الْتَرِهِمُوتُهُنَدُاوُنَ©

ۉۘۘڬڎ۠ٳڬڡؘٵٞٲۯڛؙۘڵؾٵڝؙؿٙؽڸػ؋ٛٷٞۯؙؽةٕڝؚڽۨ ؆ؙؽؚؽڔۣٳڵڒڠؘٲڶؙڡؙڗؙۯٷؙۉۿٵۜٵٟػٵۏجؘۮٮۧٵٞٲ؇۪ۧۥٙػٵۼڷ ٲۺةٟٷٳػٵۼڷٙٵڟؚڕۿؚۄؙۺؙڠؙؾػؙٷڹ۞

قَلَ ٱوَلَوْجِئُنَكُو بِاهُدُاى مِمَّاوَجَدُ تُوْعَلَيْهِ ابَآعَكُوۡ قَالُوۡاَ اِتَا بِمَٱلۡوُسِلُتُوۡ بِهِ كَفِرُونَ۞

چیز ہے۔ ہر کام یقیناً اس کی مشیت ہی ہے ہوتا ہے لیکن راضی وہ انہی کاموں ہے ہوتا ہے جن کا اس نے حکم دیا ہے نہ کہ ہر اس کام سے جو انسان اللہ کی مشیت سے کرتا ہے، انسان چوری، بدکاری، ظلم اور بڑے بڑے گناہ کرتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کسی کو یہ گناہ کرنے کی قدرت ہی نہ دے فوراً اس کا ہاتھ پکڑلے، اس کے قدموں کو روک دے اس کی نظر سلب کرلے۔ کین یہ جر کی صورتیں ہیں جب کہ اس نے انسان کو ارادہ واختیار کی آزادی دی ہے تاکہ اسے آزمایا جائے، اس لیے اس نے دونوں قتم کے کاموں کی وضاحت کردی ہے، جن سے وہ راضی ہوتا ہے ان کی بھی اور جن سے ناراض ہوتا ہے، ان کی بھی۔ انسان دونوں قتم کے کاموں میں سے جو کام بھی کرے گا، اللہ اس کا ہاتھ نہیں پکڑے گا، لیک استعال غلط کیون اگر وہ کام جرم ومعصیت کا ہوگا تو یقینا وہ اس سے ناراض ہوگا کہ اس نے اللہ کے دیے ہوئے اختیار کا استعال غلط کیا۔ تاہم یہ اختیار اللہ دنیا میں اس سے واپس نہیں لے گا، البتہ اس کی سزا قیامت کے دن دے گا۔

ا. یعنی قرآن سے پہلے کوئی کتاب، جس میں ان کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جسے انہوں نے مضبوطی سے تھام رکھا ہے؟ یعنی ایسا نہیں ہے بلکہ تقلید آباء کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

۲. یعنی اپنے آباء کی تقلید میں اتنے پختہ تھے کہ پیغمبر کی وضاحت اور دلیل بھی انہیں اس سے نہیں پھیر سکی۔ یہ آیت

فَائْتُقَىٰنُنَامِنُهُمُ فَانْظُوْكِيفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَدِّبِيئِنَ۞

ۅؘٳۮ۫ۊؘٵڶٳؠؗڒۿۣؽؙۄٝٳڒؠؚؽٷڡٙۘۊؙڡؚؗؠ؋ٙٳؾٚؽؗؠؙڔۜٳٛٷڝۜؠۜٵ ؾۘڹؙۮؙۉڹ۞ٛ

ٳ؆ٳڷۜڹؽؙڡؘٛڟڒؽ۬ٷٛڵ<sup>ؾ</sup>ٛ؋ڛؘؽۿڔيؙڹ۞

وَجَعَلَهَاكِلِمَةً لِبَاقِيَةً فِي عَقِيهِ لَعَكَّهُمُ يَرْجِعُونَ<sup>©</sup>

ؠڶؘؙؙؙؗؗؗؗڡؾؙۜڡؙؙٷؙڴڒؙۅؘٵڵ۪ٵٙۄؙۿؙۅٛڂؾ۠ٚڮٵؘۜۿۄؗٳڷڂؾؙؙ ۅؘڛؙۉ؇ؠٞؠڽ؈ٛ

۲۵. پس ہم نے ان سے انتقام لیا اور دیکھ لے جھٹلانے والوں کا کیبا انحام ہوا؟

۲۷. اور جب کہ ابراہیم (عَلَیْکاً) نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیز وں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

۲۷. بجر اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا۔(۱)

۲۸. اور (ابراہیم عَلَیْطِ) اسی کو اپنی اولاد میں بھی باقی رہے والی بات قائم کر گئے (<sup>(1)</sup> تاکہ لوگ (شرک ہے) باز آتے رہیں۔ <sup>(\*)</sup>

۲۹. بلکہ میں نے ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادوں کو سامان (اور اسباب) دیا، (م) یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف سانے والا رسول آگیا۔ (۵)

اند کھی تقلید کے بطلان اور اس کی قباحت پر بہت بڑی دلیل ہے۔ (تعصیل کے لیے ویکیھیے فتح القدیر، ملشوکانی)

ا. یعنی جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہ مجھے اپنے دین کی سمجھ بھی دے گا اور اس پر ثابت قدم بھی رکھے گا، میں صرف اس کی عبادت کروں گا۔

لیعنی اس کلمہ لا إله إلا الله کی وصیت اپنی اولاد کو کرگئے۔ جیسے فرمایا ﴿وَوَضَى بِهَا آبْرَهِمُ مَیْنِیْدُو کَیْفُوْبُ﴾ (البقرۃ: ۱۳۱)
 (اور اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب (علیہ الله علیہ الله کی علیہ اللہ کو قرار دیا ہے۔ لیعن اللہ نے اس کلے کو ابراہیم علیہ اللہ کی عبادت کرتے رہے۔
 اللہ نے اس کلے کو ابراہیم علیہ کے بعد ان کی اولاد میں باتی رکھا اور وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے رہے۔

سا لیعنی اولاد ابراہیم علیہ میں یہ موصدین اس لیے بیدا کیے تاکہ ان کے توحید کے وعظ سے لوگ شرک سے باز آتے رہیں۔ لَعَلَّهُمْ میں ضمیر کا مرجع اہل مکہ ہیں لیعنی شاید اہل مکہ اس دین کی طرف لوٹ آئیں جو حضرت ابراہیم علیہ اللہ کہ دین تھا جو خالص توحید یر مبنی تھا نہ کہ شرک یر۔

۷. یہاں سے گیر ان نعتوں کا ذکر ہورہا ہے جو اللہ نے انہیں عطا کی تھیں اور نعمتوں کے بعد عذاب میں جلدی نہیں کی بلکہ انہیں پوری مہلت دی، جس سے وہ دھوکے میں مبتلا ہوگئے اور خواہشات کے بندے بن گئے۔

۵. حق سے قرآن اور رسول سے حضرت محمد رسول الله منافیر الله علی الله میافیر الله میافیر الله میان کرنے والا یا جن کی رسالت واضح اور ظاہر ہے، اس میں کوئی اشتباہ نہیں۔

وَلَمَّا عَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُواهٰ نَاسِحُرُّ وَإِثَّالِيهِ كِفُونَ۞

ۅؘڡٞٵڵؙٷڶٷڵڒڹؙڗڵۿۮٵڵڠؙۯٳڮؙٷڵڔڿٛڸۺۜ ٵڵڡٞۯؘؾؘؿؙؽ؏ٙڟؚؽۄؚ۞

ٱۿؙؗؗؗؗؗؗۿؗ يَقْسِمُۅؙڹۮؘڡػڗٮۜڮ۠ٷؙؙٛ۠ٛٛٛٛڡٛۺۘۮڹٵؠؽؗۿؗڎ ڡۜۜۼؽؙۺۜؾٞۿٟڣۣٵڶؽڸۊٙٳڶڷ۠ؿؙؽٵۅۯؘڡؙڬٵۼڞٞۿؙۄٞۏڽ ؠۼڞۣػڗڂؾؚٳٞؽؾۜڿۮؘؠڂڞؙۿؙٛٛٛ؋ۼڞ۠ٲۺۼ۫ؗڔؾٞٵ ۅڒڂۘؽۘٷڒڽؚڰڂؙؿؙڒ۠ۼؠٚڵۼؠٞۼٷؽ۞

۳۰. اور حق کے پہنچتے ہی یہ بول پڑے کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں۔(۱)

اس. اور کہنے لگے، یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا۔(۲)

۳۲. کیا آپ کے رب کی رحمت کو یہ تقیم کرتے ہیں؟ (۳) ہم نے ہی ان کی دنیوی زندگی کی روزی ان میں تقیم کی ہے اور ایک کو دوسرے سے بلند کیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو ماتحت کرلے (۳) جسے یہ لوگ سمیلتے پھرتے ہیں اس سے آپ کے رب کی رحمت بہت ہی

ا. قرآن کو جادو قرار دے کر اس کا انکار کردیا، اور اگلے الفاظ میں حضرت نبی کریم مَنَّ اللَّیْمِ کی تحقیر و تنقیص کی۔

۲. دونوں بہتیوں سے مراد مکہ اور طائف ہے اور بڑے آدمی سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک کے کا ولید بن مغیرہ اور طائف کا عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ بعض نے کچھ اور لوگوں کے نام ذکر کیے ہیں تاہم مقصد اس سے ایسے آدمی کا انتخاب ہے جو پہلے سے ہی عظیم جاہ ومنصب کا حامل، کثیر المال اور اپنی قوم میں مانا ہوا ہو، لینی قرآن اگر نازل ہوتا تو دونوں بہتیوں میں سے کسی ایسی ہی شخصیت پر نازل ہوتا نہ کہ محمد (مَنَّا اللَّهُ اللَّهُ ) پر، جن کا دامن دولت دنیا سے بھی خالی ہے، اور اپنی قوم میں قیادت وسیادت کے منصب پر بھی فائز نہیں ہیں۔

سر رحت، نعمت کے معنی میں ہے، اور یہاں سب سے بڑی نعمت، نبوت، مراد ہے۔ استفہام انکار کے لیے ہے۔ لیعنی یہ کام ان کانہیں ہے کہ رب کی نعمتیں بالخصوص نعمت نبوت یہ اپنی مرضی سے تقییم کریں، بلکہ یہ صرف رب کا کام ہے کیوں کہ وہی ہر بات کا علم اور ہر شخص کے حالات سے پوری واقفیت رکھتا ہے، وہی بہتر سمجھتا ہے کہ انسانوں میں سے نبوت کا تاج کس کے سریر رکھنا ہے اور اپنی وی ورسالت سے کس کو نوازنا ہے۔

مل. یعنی مال ودولت، جاہ ومنصب اور عقل و فہم میں ہم نے یہ فرق وتفاوت اس لیے رکھا ہے تاکہ زیادہ مال والا، کم مال والے سے، اونجے منصب والا چھوٹے منصب دارول سے، اور عقل و فہم میں حظ وافر رکھنے والا، اپنے سے کم تر عقل و شعور رکھنے والے سے کام لے سکے۔ اللہ تعالیٰ کی اس حکمت بالغہ سے کا کنات کا نظام بحس و خوبی چل رہا ہے۔ ورنہ اگر سب مال میں، منصب میں، علم و فہم میں، عقل و شعور میں اوردگر اسب دنیا میں برابر ہوتے تو کوئی کسی کا کام کرنے کے لیے تیار نہ ہوتا، اسی طرح کم تر اور حقیر سمجھے جانے والے کام بھی کوئی نہ کرتا۔ یہ احتیاج انسانی ہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرق تیاد نہ و تفاوت کے اندر رکھ دی ہے جس کی وجہ سے ہر انسان دوسرے انسان بلکہ انسانوں کا محتاج ہے، تمام حاجات و ضروریات انسانی، کوئی ایک فیض، چاہے وہ ارب پڑی ہی کیوں نہ ہو، دیگر انسانوں کی مدد حاصل کے بغیر خود فراہم کرہی نہیں سکتا۔

(۱) <u>- ب</u>ر بهر

ۅؘۘڵۅٛڒۘٳٙٲؽؙ؆ؙۣڴۅ۫ؽٵڵؾۜٵڛٛٲ۠ڡۜڐۜۘۊۜڶڝؚٮۜۊٞۘڵۻۘڝڵؽٵ ڶؚؠؘؽؙ؆ؙؽؙڡؙٛڔٛۑؚٲڵڗۜڂؠڶۑؽؙؽۣڗؾؚۿؚڡؙڛؙڠۘڡٞٵڝۜؽ۫ڣؚڞۜڐ ۊۜڡػڒڔۼۥؘػؽؙؠؙؙٛؽڟۿڔؙؙۯؽ۞

وَلِنُيُوتِهِمُ اَبُوابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكُونُ فَ

وَزُفُرُفًا وَإِنْ كُلُّ ذَٰلِكَ لَتَّامَتَاءُ الْحَيَٰوَةِ التُّهُيَّا ۗ وَالْاِخِرَةُ عِنْدَرَبِّكِ لِلْمُتَّقِيْنَ ۚ

وَمَنُ يَعْشُعَنُ ذِكْرِ الرَّحْلِنِ نُقَيِضٌ لَهُ شَيُطْئًا فَهُو لَهُ قَرِينُ۞

سس. اور اگریہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ ایک ہی طریقہ پر ہوجائیں گے (<sup>۱)</sup> تو رخمٰن کے ساتھ کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھوں کو ہم چاندی کی بنادیتے۔ اور زینوں کو (بھی) جن پر چڑھا کرتے۔

سم. اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی جن یر وہ تکیہ لگا لگا کر بلیٹھتے۔

70. اور سونے کے بھی، (") اور یہ سب کچھ یو نہی سا دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور آخرت تو آپ کے رب کے نزدیک (صرف) پر ہیزگاروں کے لیے (سی) ہے۔ (")

٣٦. اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرے<sup>(۵)</sup> ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں وہی اس کا ساتھی

ا. اس رحت سے مراد آخرت کی وہ نعمتیں ہیں جو اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لیے تیار کر رکھی ہیں۔

۲. لیعنی دنیا کے مال واساب میں رغبت کرنے کی وجہ سے طالب دنیا ہی ہوجائیں گے اور رضائے الّٰہی اور آخرت کی طلب سب فراموش کردیں گے۔

سا. یعنی بعض چیزیں چاندی کی اور بعض سونے کی، کیوں کہ تنوع میں حسن زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کا مال ہماری نظر میں اتنا بے وقعت ہے کہ اگر ندکورہ خطرہ نہ ہوتا تو اللہ کے سب مکروں کو خوب دولت دی جاتی لیکن اس میں خطرہ یہی تھا کہ پھر سب لوگ ہی دنیا کے پرستار نہ بن جائیں۔ دنیا کی حقارت اس صدیث سے بھی واضح ہے جس میں فرمایا گیا ہے۔ «لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقیٰ کَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَآءٍ» (ترمذي، ابن ماجه، کتاب الزهد) (اگر دنیا کی اللہ کے ہاں اتن حیثیت بھی ہوتی جتنی ایک مچھر کے پر کی ہوتی ہے تو اللہ تعالی کسی کافر کو اس دنیا ہے۔ ایک گھونٹ یانی بھی بینے کو نہ دیتا)۔

م. جو شرک ومعاصی سے اجتناب اور اللہ کی اطاعت کرتے رہے، ان کے لیے آخرت اور جنت کی نعمتیں ہیں جن کو زوال و فنا نہیں۔

۵. عَشَا يَعْشُوْ كِ معنى بين آكھوں كى بيارى رتوند يا اس كى وجہ سے جو اندھا بين ہوتا ہے۔ ليعنى جو اللہ كے ذكر سے اندھا ہوجائے۔ رہتا ہے۔

ۅؘٳٮؙؖۿؙڎۛڵڽؘڞ۠ڎؙۅٛڹۿؗۯۼڹؚٳڶڛۜۑؽڸؚۅؘؾۼۘٮۘڹٷڹؘٳۜ؆ؙٛؠٛ ۺ۠ؿٮۮۅؙؽ۞

حَتَّى إِذَاجَآءَنَا قَالَ لِلْيُتَ بَيْنِيُّ وَبَيْنَكَ بُعْنَ الْشُوْرِقَيْنِ فِيشَلِ الْقِرِيْنُ⊙

> وَكَنْ تَيْفَعَكُوْ الْيَوْمَ اِذْظَكَمْتُمُ ٱلَّكُوْفِ الْعَكَابِ مُشْتَرِكُونَ

ٱقَانَتُ تُشْمِعُ الصُّمَّ اُوْتَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْكَانَ فِيُ ضَلْلٍ مُبِيْنِي

فَإِمَّانَنْهُ هَبَنَّ بِكَ فَإِنَّامِنْهُمْ مُّنْتَقِمُونَ ﴿

کسل اور وہ انہیں راہ سے روکتے ہیں اور یہ اس خیال میں رہتے ہیں کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں۔(۲)

۳۸. یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو کیے گا کاش! میرے اور تیرے در میان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی (تو) بڑا برا ساتھی ہے۔(۱)

97. اور جب کہ تم ظالم کھبر چکے تو تمہیں آج ہرگز تم سب کا عذاب میں شریک ہونا کوئی نفع نہ دے گا۔

 ۳۰. تو کیا تو بہرے کو سنا سکتاہے یا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے اور اسے جو تھلی گر اہی میں ہو۔

اس، پس اگر ہم مجھے بہاں سے لے بھی جائیں (۵) تو بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں۔(۲)

ا. وہ شیطان، اللہ کی یاد سے غافل رہنے والے کا ساتھی بن جاتا ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا اور نیکیوں سے روکتا ہے۔ یا انسان خود اسی شیطان کا ساتھی بن جاتا ہے اور اس سے جدا نہیں ہوتا بلکہ تمام معاملات میں اس کی پیروی اور اس کے تمام وسوسوں میں اس کی اطاعت کرتا ہے۔

۲. لیخی وہ شیطان ان کے حق کے رائے کے در میان حائل ہوجاتے ہیں اور اس سے انہیں روکتے ہیں اور انہیں برابر
 تجھاتے رہتے ہیں کہ تم حق پر ہو، حتیٰ کہ وہ واقعی اپنے بارے میں یہی گمان کرنے لگ جاتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں۔ یا
 کافر شیطانوں کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہیں اور ان کی اطاعت کرتے رہتے ہیں۔ (ٹ القدیر)

٣. مَشْرِ قَيْنِ (تثنيه ہے) مراد مشرق اور مغرب ہیں۔ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ کا مخصوص بالذم محذوف ہے۔ أَنْتَ أَیُّهَا الشَّیْطُنُ اے شیطان تو بہت برا ساتھی ہے۔ یہ کافر قیامت کے دن کھے گا۔ لیکن اس دن اس اعتراف کا کیا فائدہ؟

4. لینی جس کے لیے شقاوت ابری لکھ دی گئی ہے، وہ وعظ ونصیحت کے اعتبار سے بہرہ اور اندھا ہے، تیری دعوت و تبلیغ سے وہ راہ راست پر نہیں آسکتا۔ یہ استفہام انکاری ہے۔ جس طرح بہرہ سننے سے، نابینا دیکھنے سے محروم ہے، اسی طرح کھی گمر ابی میں مبتلاحق کی طرف آنے سے محروم ہے۔ یہ نبی مگالٹیوم کو تعلی ہے تاکہ ایسے لوگوں کے کفرسے آپ زیادہ تشویش محسوس نہ کریں۔

۵. لینی تجھے موت آجائے، قبل اس کے کہ ان پر عذاب آئے، یا تجھے کمے سے نکال لے جائیں۔

۲. ونیا میں ہی، اگر ہماری مشیت متقاضی ہوئی، بصورت دیگر عذاب اخروی سے تو وہ کسی صورت نہیں نچ سکتے۔

ٱوْنُرِينَّكَ الَّذِي وَعَدْ نَهُمُ فِأَنَّا عَلِيْهِمُ مُّقْتَدِرُونَ

فَاسُمُّسِكُ بِالَّذِئَ أُوْجِى إِلَيْكَ أَرَّكَ عَلَى صِرَاطٍ شُنتَقِيْمِ®

وَإِنَّهُ لَذِكُرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُشْعَلُوْنَ ٣

وَسُكُلُمَنُ ٱدۡسَــُلُنَامِنُ تَبۡلِكَ مِنُ تُسُلِنَٱ ۚ ٱجَعَلۡنَامِنُ دُوۡنِ الرَّحُمٰنِ الْلِهَـٰةُ يُّتُبَكُونَ۞ۚ

۳۲. یا جو کچھ ان سے وعدہ کیا ہے (۱) وہ تجھے وکھا دیں ہم ان پر بھی قدرت رکھتے ہیں۔(۱)

. سرم. پس جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اسے مضبوط تھامے رہیں<sup>(۱)</sup> بیشک آپ راہ راست پر ہیں۔<sup>(۱)</sup> مہینگ آپ راہ راست پر ہیں۔

۱۳۴۳ اور یقیناً یہ (خود) آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے نصیحت ہے<sup>(۵)</sup> اور عنقریب تم لوگ پو چھے جاؤگے۔

6.7. اور ہمارے ان نبیوں سے پوچھو جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا<sup>(۱)</sup> کہ کیا ہم نے سوائے رخمٰن کے اور معبود مقرر کیے تھے جن کی عبادت کی جائے؟<sup>(2)</sup>

ا. یعنی تیری موت سے قبل ہی، یا مکے میں ہی تیرے رہتے ہوئے ان پر عذاب بھیج دیں۔

لیعنی ہم جب چاہیں ان پر عذاب نازل کر کتے ہیں، کیوں کہ ہم ان پر قادر ہیں۔ چنانچہ آپ کی زندگی میں ہی بدر کی جنگ میں کافر عبرت ناک شکست، اور ذلت سے دوجار ہوئے۔

سا یعنی قرآن کریم کو، چاہے کوئی بھی اسے جھٹلاتا رہے۔

م. یہ فَاسْتَمْسِكُ كَى علت ہے۔

۵. اس شخصیص کا یہ مطلب نہیں کہ دوسروں کے لیے نصیحت نہیں۔ بلکہ اولین مخاطب چوں کہ قریش تھے، اس لیے ان کا ذکر فرمایا، ورنہ قرآن تو پورے جہان کے لیے نصیحت ہے۔ ﴿وَمَا هُوَالَا فِرُولِلَا لَمِیْنَ﴾ (القلم: ۵۲) جیسے آپ کو حکم دیا گیا کہ ﴿وَالْمَانِ وَمَا الْوَالْمِ وَالْدَوْلُولِلِهُ لِلِمُ لِلِمَّا الْمَالُولُولِ وَلَّمِ اللّٰمِ اللّٰهِ کَا دیا ہُولِ کَا اللّٰمِ کَا مطلب یہ نہیں کہ اللّٰہ کا بیام صرف رشتہ داروں کو بی پہنچانا ہے۔ بلکہ مطلب ہے تبلیخ کی ابتداء اپنے بی خاندان سے کریں بعض نے یہاں ذکر بہمنی شرف لیا ہے۔ لیخی یہ قرآن تیرے لیے اور تیری قوم کے لیے شرف وعزت کا باعث ہے کہ یہ ان کی زبان میں اترا، اس کو وہ سب سے زیادہ سمجھنے والے ہیں اور اس کے ذریعے سے وہ پوری دنیا پر فضل وبرتری پاسکتے ہیں، اس لیے ان کو چاہیے کہ اس کو اپنائیں اور اس کے مقتضاء پر سب سے زیادہ عمل کریں۔

٢. پيغيبروں سے يہ سوال يا تو اسراء ومعراج كے موقع پر، بيت المقدس يا آسان پر كيا گيا، جہاں انبياء عليه سے نبى كريم منافية على كي كي منافية كي مالا قاتيں ہوئيں۔ يا أَتْبَاعَ لفظ مخدوف ہے۔ ليعنى ان كے بيرو كاروں (اہل كتاب، يہود ونصارىٰ) سے يو چھو، كيوں كہ وہ ان كى نقليمات سے آگاہ ہيں اور ان پر نازل شدہ كتابيں ان كے پاس موجود ہيں۔

2. جواب یقیناً نفی میں ہے۔ اللہ نے کسی بھی نبی کو یہ تھم نہیں دیا۔ بلکہ اس کے برعکس ہر نبی کو دعوت توحید ہی کا تھم دیا گیا۔

وَلَقَدُ اَرْسَكُنَامُوْسَى بِالْتِنَاۤ اللهِ فِرْعَوُنَ وَمَكُوْبٍهِ فَقَالَ اِتِّنۡ رَسُوُلُ رَبِّ الْعَلَمِينَ۞

فَكَتَاجَآءَهُمْ بِالْتِنَآاذَاهُمْ مِّنْهَايضُحَكُونَ<sup>®</sup>

وَمَانُرِيُهِمُقِّنَ الِيَّةِ الَّذِهِيَ ٱكْبُرُمِنَ أُغْتِمَا ۗ وَاَخَذَ نَهُمُ بِالْعَنَابِ لَعَكَهُمُ يَرْجِعُونَ۞

وَقَالُوْالِيَالَيُّهُ السَّاحِرُادُعُ لَنَارَتَبْكَ بِمَاعَهِمَ

۷۸. پس جب وہ ہماری نشانیاں لے کران کے پاس آئے تو وہ بے ساختہ ان پر بننے لگے۔(۲)

۳۸. اور ہم انہیں جو نشانی دکھاتے تھے وہ دوسری سے بڑھی چڑھی ہوتی تھی<sup>(۳)</sup> اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تاکہ وہ باز آجائیں۔<sup>(۳)</sup>

۹۳. اور انہوں نے کہا اے جادوگر!(۵) ہمارے لیے

ا. قریش مکہ نے کہا تھا کہ اگر اللہ کسی کو نبی بناکر بھیجنا ہی تو کے اور طائف کے کسی ایسے شخص کو بھیجنا جو صاحب مال وجاہ ہوتا۔ جیسے فرعون نے بھی حضرت موسی علیتیا کے مقابلے میں کہاتھا کہ «میں موسی علیتیا سے بہتر ہوں اور یہ مجھ سے کمتر ہے، یہ تو صاف بول بھی نہیں سکتا" جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ غالباً ای مشابہت احوال کی وجہ سے یہاں حضرت موسی علیتیا و فرعون کا قصہ دہرایا جارہا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں حضرت نبی کریم مشاہیتیا کو بھی بہت می آلی کا پہلو ہے کہ حضرت موسی علیتیا کو بھی بہت می آزمانشوں سے گزرنا پڑا، انہوں نے صبر اور عزم سے کام لیا، اس طرح آپ بھی کفار مکہ کی ایذاؤں اور ناروا رویوں سے دل برداشتہ نہ ہوں، صبر اور حوصلے سے کام لیں۔ حضرت موسی علیتیا کی طرح بالآخر فقح وکام انی آب ہی کی ہے اور یہ اہل مکہ فرعون ہی کی طرح ناکام ونامراد ہوں گے۔

۲. لیعنی جب حضرت موسی علیه این نے فرعون اور اس کے درباریوں کو دعوت توحید دی تو انہوں نے ان کے رسول ہونے کی دلیل طلب کی، جس پر انہوں نے وہ دلائل و مجزات پیش کیے جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے تھے۔ جنہیں دیکھ کر انہوں نے استہزاء اور مذاق کیا اور کہا کہ یہ کون سے الی چیزیں ہیں۔ یہ تو جادو کے ذریعے ہم بھی پیش کر سکتے ہیں۔
 ۳. ان نثانیوں سے وہ نثانیاں مراد ہیں جو طوفان، ٹڈی دل، جو کیں، مینڈک اور خون وغیرہ کی شکل میں کیے بعد دیگرے انہیں دکھائی گئیں، جن کا تذکرہ سورہ اعراف آیات: ۱۳۵-۱۳۵ میں گزرچکا ہے۔ بعد میں آنے والی ہر نشانی پہلی نشانی سے بڑی چڑھی ہوتی، جس سے حضرت موسی علیقیا کی صداقت واضح سے واضح تر ہوجاتی۔

٨. مقصد ان نشانيول يا عذاب سے يہ ہوتا تھا كه شايد وه تكذيب سے باز آجائيں۔

۵. کہتے ہیں اس زمانے میں جادو ندموم چیز نہیں تھی اور عالم فاضل شخص کو جادو گر کے لفظ سے ہی بطور تعظیم خطاب
 کیا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں مججزات اور نشانیوں کے بارے میں بھی ان کا خیال تھا کہ یہ موسی علیہ ایک فن جادو گری کا کمال
 ہے۔ اس لیے انہوں نے موسی علیہ کیا گو جادو گر کے لفظ سے مخاطب کیا۔

عِنْكَ الْأَرْآتُكَالَمُهُتَكُونَ ۞

فَلَمَّا كَشَفُنَاعَنُهُمُ الْعَذَابَ إِذَاهُمُ يِثَكُثُونَ<sup>©</sup>

وَنَادٰى فِرْعُونُ فِي ْقَوْمِهٖ قَالَ لِقَوْمِ الَيْسَ لِيُ مُلْكُ مِمْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهُرُ تَبْعِرِيْ مِنْ تَخْتِحُ أَفَلَا تُمْصِرُونَ ۖ

> ٲڡؙؙۯؙٮۜٚٲڂؘؿڒڝؖڹؙۿڶٵڷۜڿؿؙۿؙػؘڡؚؿؙؽ۠ڎۊٙڵؽڮٵۮ ڛؙؿؙؽٛ

> فَكُوْلَا الْقِي عَلَيْهِ السورةُ مِن دَهَبِ اَوْجَاءَمَعَهُ

اپنےرب سے (۱) اس چیز کی دعا کر جس کا اس نے تجھ سے وعدہ کر رکھا ہے، (۲) یقین مان کہ ہم راہ پر لگ جائیں گئے۔ (۳)

کھر جب ہم نے وہ عذاب ان سے ہٹالیا تو انہوں نے
 اسی وقت اینا قول و قرار توڑدیا۔

10. اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی (\*) اور کہا اے میری قوم! کیا مصر کا ملک میرا نہیں؟ اور میرے (محلول کے) ینچے یہ نہریں بہہ رہی ہیں، (۵) کیا تم دیکھتے نہیں؟

 $\frac{\Delta r}{r}$  بلکہ میں بہتر ہوں بہ نسبت اس کے جو بے توقیر ہے  $\frac{(2)}{r}$  اور صاف بول بھی نہیں سکتا۔

۵۳. اچھا اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں آپڑے (^) یا

ا. "اپنے رب سے" کے الفاظ اپنی مشر کانہ ذہنیت کی وجہ سے کہے کیونکہ مشر کوں میں مختلف رب اور اللہ ہوتے تھے، موسیٰ عَلَیْظِا اپنے رب سے یہ کام کروالو۔

۲. یعنی ہمارے ایمان لانے پر عذاب ٹالنے کا وعدہ۔

۳. اگر یہ عذاب ٹل گیا تو ہم مجھے اللہ کا سچا رسول مان لیں گے اور تیرے ہی رب کی عبادت کریں گے۔ لیکن ہر دفعہ وہ اپنا یہ عہد توڑدیتے، جیسا کہ اگل آیت میں ہے اور سورۂ اعراف میں بھی گزرا۔

۷. جب حضرت موسیٰ عَلَیْشِا نے ایسی کئی نشانیاں پیش کردیں جو ایک سے بڑھ کر ایک تھیں تو فرعون کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں میری قوم موسیٰ علیمِشا کی طرف ماکل نہ ہوجائے۔ چنانچہ اس نے اپنی ہزیمت کے داغ کو چھپانے اور قوم کو مسلسل دھوکے اور فریب میں مبتلا رکھنے کے لیے یہ نئی چال چلی کہ اپنے اختیار واقتدار کے حوالے سے موسیٰ عَلیمِشا کی بے توقیری اور کمتری کو نمایاں کیا جائے تا کہ قوم میری سلطنت وسطوت سے ہی مرعوب رہے۔

a. اس سے مراد دریائے نیل یا اس کی بعض شاخیں ہیں جو اس کے محل کے نیچے سے گزرتی تھیں۔

٢. أَمْ اضراب كے ليے ليمنى بَلْ (بلكه) كے معنى ميں ہے، لعض كے نزديك استفہاميه ہى ہے۔

یہ حضرت موسی علیہ کی کنت کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ سورہ طہ میں گزرا۔

۸. اس دور میں مصر اور فارس کے بادشاہ اپن امتیازی شان اور خصوصی حیثیت کو نمایاں کرنے کے لیے سونے کے کڑے
 ۸. اس دور میں مصر اور فارس کے باتھوں میں بھی سونے کے کڑے اور گلے میں سونے کے طوق اور زنجیریں

الْمَلَيْكَةُ مُقْتَرِنِينَ⊕

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَالطَاغُولُا إِنَّهُمُوكَانُوْا قَوْمًا فِيقِيْنَ۞

فَكَتَّا اسَفُونَا انْتَقَمُنَامِنْهُمْ فَأَغُوفَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ @

فَجَعَلْنَهُمُ سَلَفًا وَّمَتَلًا لِلْاخِرِينَ ٥

ۅؘۘڵؠۜۜٵڞؙڔؚۘڔٵڹؙؽؙٷٛؽۄؘڡؘؿۘڵڐٳۮؘٲۊۜٙۅؙٮؙڬڡؚؾ۫هؙ ؽڝؚڎؙۅؙڹٛ

ۅؘقاڵۏٛٵ٤ڶۿؿؙٮ۬ٵڂؽؙڗٵۿؙٷڴ؇ڞٙڒؽؙۅٛٷڵػٳڷڵڿٮؘۮڵؖ ؠڶۿؙٷؿ۠ڂڝۿۏؽڽ

اس کے ساتھ پرا باندھ کر فرشتے ہی آجاتے۔(۱)

اس نے اپنی قوم کو بہلایا پیسلایا اور انہوں نے اس کی مان کی، (۲) یقیناً یہ سارے ہی نافرمان لوگ تھے۔

۵۵. پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان

سے انتقام لیا اور سب کو ڈبو دیا۔

**۵۲**. پس ہم نے انہیں گیا گزرا کر دیا اور پچھلوں کے لیے مثال بنادی۔<sup>(۴)</sup>

**۵۷**. اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم (خوشی سے) چیخنے لگی ہے۔

۵۸. اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟
 تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھڑے کی غرض سے ہے،
 بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھڑ الو۔ (۱۹)

ڈال دی جاتی تھیں جو ان کی سرداری کی علامت تستجھی جاتی تھی۔ اسی اعتبار سے فرعون نے حضرت موسیٰ عَلَیْنِا کے بارے میں کہا کہ اگر اس کی کوئی حیثیت اور امتیازی شان ہوتی تو اس کے ہاتھ میں سونے کے کڑے ہونے چاہیے تھے۔

ا. جو اس بات کی تصدیق کرتے کہ یہ اللہ کا رسول ہے یا بادشاہوں کی طرح اس کی شان کو نمایاں کرنے کے لیے اس کے ساتھ ہوتے۔

لینی اسْتَخَفَّ عُقُوْلَهُمْ (ابن کیر) اس نے اپنی قوم کی عقل کو ہلکا سمجھا یا کردیا اور انہیں اپنی جہالت وصلالت پر قائم
 رہنے کی تاکید کی، اور قوم اس کے پیچیے لگ گئی۔

سلا آسَفُوْنَا بَمِعَنَ أَسْخَطُوْنَا یا أَغْضَبُوْنَا، سَلَفٌ، سَالِفٌ کی جَمّع ہے جیسے خَدَمٌ، خَادِمٌ کی اور حَرَسٌ، حَارِسٌ کی ہے۔ معنی جو اپنے وجود میں دوسرے سے پہلے ہو۔ لینی ان کو بعد میں آنے والوں کے لیے نصیحت اور مثال بنادیا۔ کہ وہ اس طرح کفر وظم اور علو وفساد نہ کریں جس طرح فرعون نے کیا تاکہ وہ اس جیسے عبرت ناک حشر سے محفوظ رہیں۔ ہم شرک کی تردید اور جموٹے معبودوں کی بے وقعتی کی وضاحت کے لیے جب مشرکین مکہ سے کہا جاتا کہ تمہارے ساتھ تمہارے معبود بھی جہنم میں جائیں گے تو اس سے مراد وہ پھر کی مورتیاں ہوتی ہیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے، نہ کہ وہ نیک لوگ، جو اپنی زندگیوں میں لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے رہے، مگر ان کی وفات کے بعد ان کے معتقدین نے انہیں بھی معبود سجھنا شروع کردیا۔ ان کی بابت تو قرآن کریم نے ہی واضح کردیا ہے کہ یہ جہنم سے دور رہیں گے ﴿النَّ بِہُا ہِی سَالُونُ سَیْقَتُ لَهُوْ مِیْتُنَا الْحُسْنَی اُولَٰ اِکْ عَنْهُ اَمْعُونُونَ ﴾ (الأبیاء: ۱۱) (بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی اگذین سَیقتُ لَهُوْ مِیْتَنَا الْحُسْنَی اُولَٰ کِ کَهُ اَمْعُونُونَ ﴾ (الأبیاء: ۱۱) (بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی اگذین سَیقتُ لَهُوْ مِیْتَنَا الْحُسْنَی اُولَٰ کِ کُهُ ہُمُانُونُ کُونَ ﴾ (الأبیاء: ۱۱) (بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی

إِنْ هُوَ اِلْاَعَبُدُّالَعَمَّنَاعَلَيْهِ وَجَعَلُنٰهُ مَثَلًا لِبُنِيۡ اِمُعَاۤ ءِيۡلِ ۚ

ۅؘڵۅؘٛؿؘؿؘٲٷؙڷؘۼۘۼڵێٳڡؚٮؙ۫ڬؙۄؙ۫ڡٞڷڸؚؚۧٙڲةٞ؋ۣٵڷٳۯۻ ؿۼؙڶڡؙ۠ۏؙڹ۞

ۅؘڷتَّهؙڶۼڵؿٞ ڵؚڵۺٵعٙ؋ؘفڵٲؾ۫ۼڗؙڽۜؠۿٵۅٙڷؿؚٞۼؙۅ۫ڹۣ ۿۮٙٳڝڒڵڟؙڡؙٞۺؾؘؿؿؿٛ۞

09. عینیٰ (عَلَیْمِیْ) بھی صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے نشان قدرت بنایا۔''
۱۹. اور اگر ہم چاہتے تو تمہارے عوض فرشتے کر دیتے جو زمین میں حاشینی کرتے۔''

۱۲. اور یقیناً عینی (عَلَیْها) قیامت کی علامت ہے (۳) پس تم (قیامت) کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری

تھر چکی ہے۔ وہ سب جہنم سے دور ہی رکھے جائیں گے)۔ کیونکہ اس میں ان کا اپنا کوئی قصور نہیں تھا۔ اس لیے قرآن نے اس کے لیے جو لفظ استعال کیا ہے، وہ لفظ ما ہے جو غیر عاقل کے لیے استعال ہوتا ہے ﴿ اِنْکُمْ وَمَاتَعُبُ کُونَ اللهِ حَصَبُ جَهَا کُونَ کُونُونِ اللهِ حَصَبُ جَهَا کُونَ کُونُونِ اللهِ حَصَبُ جَهَا کُونَ کُونُونِ کُلُون کی جو لفظ استعال کیا ہے، وہ لفظ ما ہے جو غیر عاقل کے باتھ ان کی شکلوں کی بنائی ہوئی مورتیاں بھی اللہ تعالی جہنم معبود بنائے رکھا ہوگا۔ یعنی یہ تو ممکن ہے کہ دیگر مورتیوں کے ساتھ ان کی شکلوں کی بنائی ہوئی مورتیاں بھی اللہ تعالی جہنم میں ڈال دے لیکن یہ شخصیات تو بہر حال جہنم سے دور ہی رہیں گی۔ لیکن مشرکین نبی حَلَیْتُ کی زبان مبارک سے حضرت میں ڈال دے لیکن یہ شخصیات تو بہر حال جہنم میں دور ہی رہیں گی۔ لیکن مشرکین نبی حَلَیْتُ کا کہ در جب حضرت عیں علیہ ان اس مبارک سے حضرت انہیں معبود بنایا ہوا ہے، تو پھر ہمارے معبود کیوں برے؟ کیا وہ بھی بہتر نہیں؟ یا اگر ہمارے معبود جہنم میں جائیں گے تو حضرت عیسی علیہ اور حضرت عزیر علیہ ایک پھر جہنم میں جائیں گے۔ اللہ نے یہاں فرمایا، ان کا خوش سے چلانا، ان کا حدل مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ جھر نے والا جانتا ہے کہ اس کے پاس دلیل کوئی نہیں ہے لیکن محض اپنی بات کی تات میں بحث و تکرار سے گریز نہیں کرتا۔

ا. ایک اس اعتبار سے کہ بغیر باپ کے ان کی ولادت ہوئی، دوسرا، خود انہیں جو مجرات دیے گئے، احیائے موتی وغیرہ، اس لحاظ سے بھی۔

الدین جہیں ختم کرکے تمہاری جگہ زمین پر فرشتوں کو آباد کردیتے، جو تمہاری ہی طرح ایک دوسرے کی جائینی کرتے، مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کا آسان پر رہنا ایبا شرف نہیں ہے کہ ان کی عبادت کی جائے یہ تو ہماری مشیت اور قضاء ہے کہ فرشتوں کو آسان پر اور انسانوں کو زمین پر آباد کیا، ہم چاہیں تو فرشتوں کو زمین پر بھی آباد کر سکتے ہیں۔
 علا عیلہ جمعنی علامت ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب ان کا آسان سے نزول ہوگا، جیسا کہ صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ یہ نزول اس بات کی علامت ہوگا کہ اب قیامت قریب ہے اس لیے بعض نے جیسا کہ صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ یہ نزول اس بات کی علامت ہوگا کہ اب قیامت قریب ہے اس لیے بعض نے اسے عین اور لام کے زبر کے ساتھ (عَدَمْمْ) پڑھا ہے، جس کے معنی ہی نشانی اور علامت کے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک انہیں قیامت کی نشانی قرار دینا، ان کی معجزانہ ولادت کی بنیاد پر ہے۔ یعنی جس طرح اللہ نے ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ ان کی یہ پیدائش اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ فرمادے گا، اس لیے قدرت اللی کو دیکھتے ہوئے وقوع قیامت میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ إِنَّهُ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیمی علیا ایس ہیں۔

کرو، یہی سید تھی راہ ہے۔

**۱۲.** اور شیطان متهیں روک نه دے، یقیناً وہ تمہارا صر یک دشمن ہے۔

سالا. اور جب عیسیٰ (عَلَیْکِاً) معجزے لائے تو کہا۔ کہ میں تمہارے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لیے آیا ہوں کہ جن بعض چیزوں میں تم مختلف ہو، انہیں واضح کردوں، (۱) پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

۱۳ بینک میرا اور تمہارا رب فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس تم سب اس کی عبادت کرو۔ راہ راست (یہی) ہے۔ 14 بھر (بنی اسرائیل کی) جماعتوں نے آپس میں اختلاف کیا، (۲) پس ظالموں کے لیے خرابی ہے دکھ والے دن کی آفت ہے۔

17. یہ لوگ صرف قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آپڑے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

۲۷. اس دن (گہرے) دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے پر ہین گارول کے۔(۲)

ۅؘڵڒؽڝؙؙۛڎۜ؆ٞڴؙٷؚٳڶۺۜؽڟڹٛ؞ۧٳٮۜٛٷؘڵؘڝؙؙۄؘ۫ۘ۫ؖٛ۠ڡڬۊ۠ ۺؙؚؽڽٛ؈

التهويرة ٢٥٠

ۅؘڵؾۜٵڿٵۧۼڡؽڶؠۑٳڷؿؾۣڹؾۊؘٲڶۊؘۮڿؙؙؙؚٛٛۺؙڴۄٛ ڽٳٛڂؚڴؠۊۅؘڵڔؙػؾۣؽڵڴؙۅؙڹۼڞؘ۩ٙڹؽؿٞۼٛؾڵؚڡؙ۠ۏؽۏؚؽٷٞ ۏؘٲؿٞڠؙۅٵڵڬۘٷؘڵڝؚڸڠٷۏڽ؈

ٳؾٙۘؖٵٮڵڎۿؙ*ۅٛۯ*ڔۣٞؽٞۅٞۯؿؙؠؙؙٛۄ۫ڡؘٛٵڠؠؙٮؙٷؙ۠ڟؽ۬ٵڝؚڔٳڟؙ ؠؙ*۠ۺ*ؾؘۊؽ<sub>ڰؙ۞</sub>

فَاحْتَكَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ وَفُوْلُلِّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوُا مِنْ عَذَابِ يَوْمِ إَلِيْهٍ<sup>©</sup>

ۿڵؙێؙڟؙۯؙۏڹٳؖڵٵڶڛۜٵۼؘڎٙٲؽؙ؆ٙڷؚؿڮۿؙۄؙڹۼؙؾؘڎٞ ۊۜۿؙۄٝڒؽؿؙڠڔؙٷؽ۞

ٵۘڷڿ۬ڷٚڒٛٷؙؠؘؠۣڹٟڹۼڞ۠ۿؠؙڶؠٷۻۣۣۘۘۘۼٮؙۊؖ۠ٳڷڒ ٵڷؠؙؾۜٙۊؿؙڹؘ<sup>ؿ</sup>

ا. اس کے لیے دیکھیے آل عمران، آیات: ۴۹- ۵۱ کا حاشید

۲. اس سے مراد یہود ونصاری ہیں، یہودیوں نے حضرت عیمیٰ علیہ ایک تنقیص کی اور انہیں نعوذ باللہ ولد الزنا قرار دیا، جب کہ عیمائیوں نے غلو سے کام لے کر انہیں معبود بنالیا۔ یا مراد عیمائیوں ہی کے مختلف فرقے ہیں جو حضرت عیمیٰ علیہ اللہ کے بارے میں ایک دوسرے سے شدید اختلاف رکھتے ہیں۔ ایک انہیں ابن اللہ، دوسرا اللہ اور ثالث ثلاثہ کہتا ہے اور ایک فرقہ مسلمانوں ہی کی طرح انہیں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول تسلیم کرتا ہے۔

سل کیوں کہ کافروں کی دوستی، کفر وفسق کی بنیاد پر ہی ہوتی ہے اور یہی کفر وفسق ان کے عذاب کا باعث ہوں گے، جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو مورد الزام مھہرائیں گے اور ایک دوسرے کے دشمن ہوجائیں گے۔ اس کے برعکس اہل ایمان وتقویٰ کی باہمی محبت، چوں کہ دین اور رضائے الٰہی کی بنیاد پرہوتی ہے اور یہی دین وایمان خیروثواب کا باعث ہے۔ ان سے ان کی دوستی میں کوئی انقطاع نہیں ہوگا۔ وہ اسی طرح برقرار رہے گی جس طرح دنا میں تھی۔

يْعِبَادِلَاخَوُثُ عَلَيْكُو الْيُؤَمِّرُولَا اَنْتُو تَعَزَّنُونَ

ٱڵۮؚؿؙؽٳڡٛٮؙٷٳۑٵێؾؚڹٵۅؘػٳٮؙٷٳڡؙۺڸؚؠؽڹ<sup>ڰ</sup>

ٱدْخُلُوا الْجِنَّةَ ٱنْتُوْوَ ٱزْوَاجُكُوْ تُعُبُرُوْنَ

ؽڟٵڡؙٛؗؗؗڡؘۘڵؽۿۣۮؠڝؚڝٵڣۺؙؖڎؘۿڡٷٲڷؗۉٵڽ۪ۧ ۅؘڣۣۿٵڝٵؾۺؙؾۿؽؙۼٵڶڒؘؙڡٛۺٛۅؘؾڬڎؙ۫۠ٵڵۯؘۼؙؽؙڽٛ ۅؘٵٮؙٛؿؙٷ۫ڣؽۿٳڂڸۮٷڽ۞ٛ

وَتِلْكَ الْحَنَّةُ الَّتِيَّ الْوَيْتُمُّوْهَا بِمَا كُنْتُوْتَعُمُلُوْنَ

ڵؙؙؙڡؙۯڣؙۣۿٵڣٚٳڮۿة۠ ڪَؿؚؽڗؘة۠ بِتَنْهَا تَاكُمُونَ®

إِنَّ الْمُحُرِمِيْنَ فِي عَذَابِجَهَنَّمَ خِلِدُوْنَ ۗ لَا يُفَتَّرُعَنُهُوُ وَهُوْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۚ

۲۸. اے میرے بندو! آج تو تم پر کوئی خوف (وہراس)
 ہوگ۔(ا)
 ہوگ۔(ا)

79. جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور تھے بھی وہ مسلمان (فرمال بردار)۔

کی تم اور تههاری بیویاں هشاش بشاش (راضی خوشی)
 جنت میں چلے جاؤ۔<sup>(۱)</sup>

12. ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیاں اور سونے کے گاسوں کا دور چلایا جائے گا، (۳) ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس سے ان کی آ تکھیں لذت پائیں، سب وہاں ہو گا اور تم اس میں ہمیشہ رہوگ۔ (۳) در یہی وہ بہشت ہے جس کے تم اپنے اعمال کے بدلے وارث بنائے گئے ہو۔

سک. یہاں تمہارے لیے بکثرت میوے ہیں جنہیں تم کھاتے رہوگے۔

4/2. بیشک گناہ گار لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ 2/2. یہ عذاب مجھی بھی ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ

ا. یہ قیامت کے دن ان متقین کو کہا جائے گاجو دنیا میں صرف اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے۔ جیسا کہ احادیث میں بھی اس کی فضیلت وارد ہے۔ بلکہ اللہ کے لیے بغض اور اللہ کے لیے محبت کو کمال ایمان کی بنیاد بتلایا گیا ہے۔

۲. اَذْ وَاجُحُکُمْ، سے بعض نے مومن بیویال، بعض نے مومن ساتھی اور بعض نے جنت میں ملنے والی حور عین بیویال مراد لی ہیں۔ یہ سارے ہی مفہوم صبح ہیں کیوں کہ جنت میں یہ سب پچھ ہی ہوگا۔ تُحْبَرُوْنَ حَبْرٌ سے مانحوذ ہے لیعنی وہ فرحت و مسرت جو انہیں جنت کی فحمت میں وجہ سے ہوگی۔

٣. صِحَافٌ، صَحْفَةٌ کی جَمْع ہے، رکانی، سب سے بڑے برتن کو جَفْنَةٌ کہا جاتا ہے، اس سے چھوٹا قَصْعَةٌ (جس سے دس آدمی شکم سیر ہوجاتے ہیں) پھر صَحْفَةٌ (قَصْعَةٌ سے نصف) پھر مِکِیْلَةٌ ہے۔ مطلب ہے کہ اہل جنت کو جو کھانے ملیں گے، وہ سونے کی رکابیوں میں ہوں گے۔ (ٹے القدی)

مم. لیخی جس طرح ایک وارث، میراث کا مالک ہوتا ہے، اسی طرح جنت بھی ایک میراث ہے جس کے وارث وہ ہوںگے جنہوں نے دنیا میں ایمان اور عمل صالح کی زندگی گزاری ہوگی۔

وَمَا ظَلَمْنَاهُ مُووَلِكِنْ كَانُوْاهُ مُالطِّلِيتِنَ @ وَنَادَوْ الْمِلْكُ لِيَقُضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ

لَقَدُجِئُنُكُو بِالْحَقِّ وَالْكِنَّ ٱكْثَرَكُو لِلْحَقِّ كِرِهُون

آمْ ٱبْرُمُوْ آاَمُرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿

آمرَيَحْسَبُونَ أَنَّا لَاسْتَهُعُ سِرَّهُمُ وَخَوْلُهُمْ نَلِّي وَرُسُلُنَا لَدَ يُهِمْ يَكُتُبُورَى

مّ كِنْوُرْنَ

٨٧. ہم تو تمہارے ياس حق لے آئے ليكن تم ميں سے ا کثر لوگ حق سے نفرت رکھنے والے تھے۔<sup>(ھ</sup>

٧٤. اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود ہی ظالم تھے۔

22. اور یکار کر کہیں گے کہ اے مالک!<sup>(۲)</sup> تیرا

رب ہمارا کام ہی تمام کردے،(۳) وہ کیے گا کہ تمہیں تو

اسی میں مایوس پڑے رہیں گے۔<sup>(۱)</sup>

(ہمیشہ) رہنا ہے۔

24. کیا انہوں نے کسی کام کا پختہ ارادہ کر لیا ہے، تو یقین مانو کہ ہم بھی پختہ کام کرنے والے ہیں۔(۱)

۸۰. کیا ان کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی یوشیدہ باتوں کو اور ان کی سر گوشیول کو نہیں سنتے، (یقیناً ہم برابر سن رہے ہیں)(2) بلکہ ہمارے بھیج ہوئے ان کے پاس ہی

ا. لعنی نجات سے مایوس۔

۲. مالک، داروغهء جہنم کا نام ہے۔

سر لینی ہمیں موت ہی دے دے تاکہ عذاب سے جان چھوٹ جائے۔

م. لیعنی وہاں موت کہاں؟ کیکن یہ عذاب کی زندگی موت سے بھی بدتر ہوگی، تاہم اس کے بغیر حیارہ بھی نہیں ہوگا۔ ۵. یہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے یا فرشتوں کا ہی قول بطور نابت الہی ہے۔ جیسے کوئی افسر مجاز "ہم" کا استعال حکومت کے مفہوم میں کرتا ہے۔ اکثر سے مراد کل ہے، یعنی سارے ہی جہنمی، یا پھر اکثر سے مراد رؤسا اور لیڈر ہیں۔ باقی جہنمی ان کے پیروکار ہونے کی حیثیت سے اس میں شامل ہوں گے۔ حق سے مراد، اللہ کا وہ دین اور پیغام ہے جو وہ پیغیروں کے ذریعے سے ارسال کرتا رہا۔ آخری حق قرآن اور دین اسلام ہے۔

٣. إِنْهَ أَمْ كَ مَعَىٰ مِين، القان واحكام، پخته اور مضبوط كرنا، أَمْ اضراب كے ليے ہے ماْ كے معنی ميں۔ لينی ان جہنيوں نے حق کو ناپیند ہی نہیں کیا بلکہ یہ اس کے خلاف منظم تدبیریں اور سازشیں کرتے رہے۔ جس کے مقابلے میں پھر ہم نے بھی اپنی تدبیر کی اور ہم سے زیادہ مضبوط تدبیر کس کی ہوسکتی ہے؟ اس کے ہم معنی یہ آیت ہے۔ ﴿ أَمْ يُولِينُهُونَ كَيْدُا فَالْكَوْيِّنَ كَفِّهُ وَالْمُكِيدُونَ﴾ - (الطور: ٣٢) (كما يه لوگ كوئي فريب كرنا ڇايتے ہيں؟ تو يقين كرليں كه فريب خوردہ خود کافر ہی ہیں)۔

ک. لعنی جو پوشیدہ باتیں وہ اپنے نفول میں چھپائے پھرتے ہیں یا خلوت میں آ ہتگی سے کرتے ہیں یا آپس میں سر گوشیال

لکھ رہے ہیں۔

اُاقِّلُ الْعَبِدِينِينَ ۞ [٨. آپ کهه دیجیے که اگر بالفرض رحمٰن کی اولاد ہو تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوتا۔(٢)

۸۲. آسانوں اور زمین اور عرش کا رب جو کھ یہ بیان کرتے ہیں اس سے (بہت) یاک ہے۔

۸۳. اب آپ انہیں اسی بحث مباحثہ میں اور کھیل کود میں چھوڑ دیجیے، (۱۳) یہاں تک کہ انہیں اس دن سے سابقہ پڑجائے جس کا یہ وعدہ دیے جاتے ہیں۔ (۵)

۸۲. اور وہی آسانوں میں معبودہ اور زمین میں بھی وہی قابل عبارت ہے ( ) اور وہ بڑی حکمت والا اور پورے علم والا ہے۔

۸۵. اور وہ بہت برکتوں والا ہے جس کے پاس آسانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی بادشاہت ہے، (<sup>(2)</sup> اور

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرِّحْلِي وَلَكُ ۚ فَأَنَا اقِلُ الْعِلِدِينَ ۞

سُبُّضَىَ رَبِّ التَّمَاوٰتِ َوالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرُشِ عَمَّالَصِفُونَ⊙

فَذَرُهُمْ يُغُوضُوا وَيَلْعُبُوا حَتَّى يُلِقُو ايَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ

> وَهُوَاتَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اللهُّ وَفِي الْاَرْضِ اللهُّ وَهُوَ الْحَكِيْتُ مُ الْعَلِيْمُ

وَتَلْاِكَالَّذِيُ لَهُ مُلُكُ التَّمَوٰتِ وَالْاَثِينِ وَمَايَنَتُهُمَا ْوَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ⊙

کرتے ہیں، کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم وہ نہیں سنتے؟ مطلب ہے ہم سب سنتے اور جانتے ہیں۔

ا. یعنی یقیناً سنتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہمارے جھیج ہوئے فرشتے الگ ان کی ساری باتیں نوٹ کرتے ہیں۔

۲. کیوں کہ میں اللہ کا مطبع اور فرماں بردار ہوں۔ اگر واقعی اس کی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں ان کی عبادت کرنے والا ہوتا۔مطلب مشرکین کے عقیدے کا ابطال اور رو ہے جو اللہ کی اولاد ثابت کرتے ہیں۔

سا. یہ اللہ کا کلام ہے جس میں اس نے اپنی سنزیہ و نقدیس بیان کی ہے، یا رسول سَکَالِیُنِیَّم کا کلام ہے اور آپ سَکَالِیُنِیِّم نے بھی اللہ کے تھم سے اللہ کی ان چیزوں سے سنزیہ و نقدیس بیان کی جن کا انتساب مشرکین اللہ کی طرف کرتے تھے۔

م. لینی اگر یہ ہدایت کا راستہ نہیں اپناتے تو اب انہیں اپنے حال پر چھوڑدیں اور دنیا کے کھیل کود میں لگا رہنے دیں۔ یہ تہدید و تنبیہ ہے۔

a. ان کی آ تکھیں اس دن گھلیں گی جب ان کے اس رویے کا انجام ان کے سامنے آئے گا۔

٣. یہ نہیں ہے کہ آسانوں کا معبود کوئی اور ہو اور زمین کا کوئی اور بلکہ جس طرح ان دونوں کا خالق ایک ہے، معبود بھی ایک ہی ہے۔ اس کے ہم معنی یہ آیت ہے۔ ﴿وَهُوَاللّٰهُ فِي التّمَاٰوتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِوَّكُمْ وَجَهُو كُمْ وَيَعْلَمُ مَا كُلِّسُبُونَ ﴾ (الانعام: ٣) آسانوں اور زمین میں وہی اللہ ہے، وہ تمہاری پوشیدہ اور جری باتوں کو جانتا ہے اور جو چھ تم کرتے ہو، وہ بھی اس کے علم میں ہے)۔
 کہ الیی ذات کو، جس کے یاس سارے اختیارات اور زمین وآسان کی بادشاہت ہو، اسے تبلا اولاد کی کیا ضرورت ہے؟

قیامت کا علم بھی اسی کے پاس ہے (۱) اور اس کی جانب تم سب لوٹائے جاؤگ۔(۲)

۸۲. اور جنہیں یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے، (۳) ہاں (مستحق شفاعت وہ ہیں) جوحق بات کا اقرار کریں اور انہیں علم بھی ہو۔ (۳) یک. اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے، پھر یہ کہاں اللے جاتے ہیں؟

۸۸. اور ان کا (پیغیبر کا اکثر) یہ کہنا<sup>(۵)</sup> کہ اے میرے رب! یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

۸۹. پس آپ ان سے منہ کھیرلیں اور کہہ دیں۔ (اچھا بھائی) سلام!(۱) انہیں عنقریب (خود ہی) معلوم ہوجائے گا۔

وَلاَيَمُلِكُ اكْنِيْنَ يَدُعُونَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّهَاعَةَ اِلْاَمَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ⊙

ۅؘڵؠۣڹ۫؊ٲڵؾؘۿؙۮؚ؆ۜڹٛڂؘڵقؘۿؙؠٝڵؽڠؙۅؙڷؾۜٳٮؾ۠ۿؙۏؘٵؽٚ ؽٷ۫ڡؙڴۏؘڹ۞

وَقِيْلِهِ لِرُبِّالِيَّ هَؤُلَاءٍ قَوْمُرُلَا يُؤُمِنُونَ ۞

فَأَصْفَحْ عَنُهُمُ وَقُلْ سَلَمٌ فَسُوْفَ يَعْلَمُونَ ٥

ا. جس کو وہ اپنے وقت پر ظاہر فرمائے گا۔

۲. جہاں وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء وسزا دے گا۔

سا. لینی دنیا میں جن بتوں کی یہ عبادت کرتے ہیں، یہ سبھتے ہوئے کہ یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے۔ ان معبودوں کو شفاعت کا قطعاً کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

م. حق بات سے مراد کلمۂ توحید لااللہ الا اللہ ہے اور یہ اقرار بھی علم وبصیرت کی بنیاد پر ہو، محض رسمی اور تقلیدی نہ ہو۔ یعنی زبان سے کلمۂ توحید ادا کرنے والے کو پتہ ہو کہ اس میں صرف ایک اللہ کا اثبات اور دیگر تمام معبودوں کی نفی ہے، پھر اس کے مطابق اس کا عمل ہو۔ ایسے لوگوں کے حق میں اہل شفاعت کی شفاعت مفید ہوگی۔ یا مطلب ہے کہ شفاعت کرنے کا حق صرف ایسے لوگوں کو ملح گا جو حق کا اقرار کرنے والے ہوں گے، یعنی انبیاء وصالحین اور فرشتے۔ نہ کہ معبودان باطل کو، جنہیں مشرکین اپنا شفاعت کنندہ خیال کرتے ہیں۔

۵. وقیله اس کا عطف وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَة پر بے تعنی وَعِلْمُ قِیْلهِ، الله کے پاس ہی قیامت اور اپنے پیغیر کے شکوے
 کا علم ہے۔

۲. یہ سلام متارکہ ہے، جیسے ﴿سَلَوْعَلَیْكُوْلاَتَجْتَعِی الْجِهِلِیْنَ﴾ (القصص: ۵۵) ﴿قَالُوْاسَلَمَا﴾ (الفرقان: ۱۲) میں ہے۔ یعنی دین کے معاملے میں میری اور تمہاری راہ الگ الگ ہے، تم اگر باز نہیں آتے تو اپنا عمل کیے جاؤ، میں اپنا کام کیے جارہا ہوجائے گا کہ سیا کون ہے اور جھوٹا کون؟

#### سورہ دخان مکی ہے اور اس میں انسٹھ آیتیں۔ اور تین رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

ا. حمّ ا

۲. قشم ہے اس وضاحت والی کتاب کی۔

س. یقیناً ہم نے اسے بابر کت رات (۱) میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔(۲)

 اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

# فُوْلَوْلَالْكُوْلِالْكِ

### بِنُ \_\_\_\_\_ عِراللّهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيبُون

ا تراثج

ٳ؆ٛٲٮٛٚۯڵڬٷؽڬڮڵۊ۪ۺ۠ڶڔۘػۊؚٳ؆ػڰ ؙؙؙڡؙۮڹڔڽؙؽؘ۞

فِيُهَايُفُنَ قُ كُلُّ آمُرِحَكِيْمٍ ﴿

ا. بابرکت رات (لَیْلَةٌ مُّبَارِکَةٌ) ہے مراوشب قدر (لَیْلَةُ الْقَدْرِ) ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر صراحت ہے ﴿ الْمَهُورُ وَمَصَانَ الّٰذِي فَيُ الْفَرْقُ وَلَيْلَةِ الْفَدُولُ وَهِ الْفَرْالُ وَمِيلِا الْفَرْدُ وَهِ (الفَدِهِ وَهِ الْمُولِ وَهِ الْفَرْالُ وَمِيلِ)۔ ﴿ وَالْفَلَدِ وَهِ الْمَالِ لَهِ عَرْمُ الْفِر وَمِيلِ لَكِ مِلْ اللّٰهِ مِن اللّٰهِ مِن اللّٰهِ فَرَالِي اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ وَمَعَلَى اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللللّٰهُ الللّٰهُ الللّ

۲. لیعنی نزول قرآن کامقصد لوگوں کو نفع وضرر شرعی سے آگاہ کرنا ہے تاکہ ان پر ججت قائم ہوجائے۔
 ۱۳. یُفْرَقُ، یُفَصَّلُ وَیُبیَّنُ، فیصلہ کردیا جاتا اور یہ کام کو اس سے متعلق فرشتے کے سپرد کردیا جاتا ہے۔ حَکِیْم، جمعنی پر حکمت کہ اللہ کا ہر کام ہی باحکمت ہوتا ہے یا جمعنی مُحْکَم (مضبوط، پختہ) جس میں تغیر و تبدیلی کا امکان نہیں۔ صحابہ

أمُرًا مِنْ عِنْدِ نَا إِنَّا كُنَّا مُرُسِلِيْنَ ٥

رَحْمَةً مِّنُ رَّتِكِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السِّمِيعُ الْعَلِيمُ ۗ فَ

رَتِالتَّمْلُوتِ وَالْاَرْضِ وَمَابَيْنَهُمُّا إِنَّ ثُنْتُهُ مُّوْقِنِيْنَ<sup>©</sup>

ڵۘۯٳڬٳ؆ۮۿۅؽؙۼؠۏؽؙؠؽؾؙٷڴؠؙٛۄؙۏڒؾ۠ٵڹٵٚؠٟڬۄٛ ٲڒٷڸؿڹ۞

ؠڵۿؙؠؙٷۺٙڮؚۜؾڷۼۘۘۼؙۏڹ۞ ڡٞٵۯؾٙۊؠ٤ؽۅٞم؆ڷۣؿٵڶۺڬٲۮۑۮڂٳڽۺؙؚؠؠٝڕۣ۞

هی ہیں رسول بنا کر ہم ہی ہیں رسول بنا کر ہی جینے والے۔

۲. آپ کے رب کی مہربانی سے۔<sup>(۱)</sup> یقیناً وہ ہی ہے سننے والا۔

ک. جو رب ہے آسانوں کا اور زمین کا اور جو پچھ ان کے در میان ہے ان سب کا۔ اگر تم یقین کرنے والے ہو۔
 ۸. کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے، وہی تمہارا رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی۔ (۳)

9. بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں۔ (\*)

1. آپ اس دن کے منتظر رہیں جب کہ آسان ظاہر دھوال لائے گا۔ (۵)

وتابعین سے اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس رات میں آنے والے سال کی بابت موت وحیات اور وسائل زندگی کے فیصلے لوح محفوظ سے اتار کر فرشتوں کے سپر د کردیے جاتے ہیں۔ (ابن کیر)

ا. یعنی سارے فیصلے ہمارے تھم واذن اور ہماری تقدیر ومشیت سے ہوتے ہیں۔

۲. لیعنی انزال کتب کے ساتھ إِرْسَالُ رُسُلِ (رسولوں کا بھیجنا) یہ بھی ہماری رحمت ہی کا ایک حصہ ہے تاکہ وہ ہماری نازل کردہ کتابوں کو کھول کر بیان کریں اور ہمارے احکام لوگوں تک پہنچائیں۔ اس طرح مادی ضرورتوں کی فراہمی کے ساتھ ہم نے اپنی رحمت سے لوگوں کے روحانی تقاضوں کی سخیل کا بھی سامان مہیا کردیا۔

٣. يه آيات جي سورة اعراف كى آيت كى طرح بين، ﴿ قُلْ يَاتَهُمُ النَّاسُ إِنْ رَسُولُ اللهِ اللَّهِ اللَّهِ عَلَيْكُ مَ اللَّهِ اللَّهُ مَاكُ اللَّهُ اللّلَهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ الللَّا اللَّهُ اللَّالَالَا اللَّالِمُ اللَّالَا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّالِمُ اللَّا

م. لیعنی حق اور اس کے دلائل ان کے سامنے آگئے۔ لیکن وہ اس پر ایمان لانے کے بجائے شک میں مبتلا ہیں اور اس شک کے ساتھ استہزاء اور کھیل کود میں بڑے ہیں۔

۵. یہ ان کفار کے لیے تہدید ہے کہ اچھا آپ اس دن کا انتظار فرمائیں جب کہ آسان پر دھوئیں کا ظہور ہوگا۔ اس کے سبب نزول میں بتلایا گیا ہے کہ اہل مکہ کے معاندانہ رویے سے ننگ آکر نبی منگائیٹی نے ان کے لیے قبط سالی کی بددعا فرمائی، جس کے نتیج میں ان پر قبط کا عذاب نازل کردیا گیا حتی کہ وہ بڈیاں، کھالیں، اور مردار وغیرہ تک کھانے پر مجبور ہوگئے، آسان کی طرف دیکھتے تو بھوک اور کمزوری کی شدت کی وجہ سے انہیں دھواں سا نظر آتا۔ بالآخر ننگ آکر

ێۘۼؙؿؽؖٵڵێٵڝؙ۠ۿۮؘٳڡؘڬڮٵؘڸؽ۫ڋؚۨ ڒؾؘؽٚٵڰ۫ؿۣڡؙٛ؏ؾٞٵڶۼۮؘٳٮؘٳؿٵڞؙٷ۫ڝؿ۫ۏڹۛ

ٵٙڣ۠ٚڵۿؙؙۉؙٳڶۮؚٞػ۬ۯؽۘۏؘۊؘۮؙڂ۪ٲٚٷۿۄ۫ڗڛٛۅٛڷۺؚؚ۠ؽڹٛ<sup>ڰ</sup>

تُوْتَوَكُوا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَكَّمٌ تَجَنُّوُنَ ۞

إِنَّا كَاشِفُواالْعَذَابِ قِلْيُلَّالِنَّكُوٰ عَآبِدُونَ ۖ

يُوْمَ نَبُطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرِي َّإِنَّا مُنْتَقِبُونَ @

ۅؘڵڡؘۜۮؙڣۜؾۜٵٙڣۘڵۿؙۯڣۧۅؙڡؗڒڣۯۼۅؙؽۅؘجٲۼؖۿۄؙ ڛؙٷڮڮؿڰۨ

جو لوگوں کو گھیر لے گا، یہ دردناک عذاب ہے۔
 کہیں گے کہ اے ہمارے رب! یہ آفت ہم سے دور کر ہم ایمان قبول کرتے ہیں۔<sup>(1)</sup>

ان کے لیے نصیحت کہاں ہے؟ کھول کھول کر بیان کرنے والے پیغیبر ان کے پاس آچکے۔

۱۳ پھر بھی انہوں نے ان سے منہ پھیرا اور کہہ دیا کہ سکھایا پڑھایا ہوا باؤلا ہے۔

10. ہم عذاب کو تھوڑا دور کردیں گے تو تم پھر اپنی اس حالت پر آجاؤ گے۔

17. جس دن ہم بڑی سخت کیڑ کیڑیں گے، (۲) بالیقین ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

12. اور یقیناً ان سے پہلے ہم قوم فرعون کو (بھی) آزما چکے ہیں<sup>(۳)</sup> جن کے پاس (اللہ کا) باعزت رسول آیا۔

نی سَکَاتُیْکُمُ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عذاب طلنے پر ایمان لانے کا وعدہ کیا، لیکن یہ کیفیت دور ہوتے ہی ان کا کفر وعناد پھر اسی طرح عود کر آیا۔ چنانچہ پھر جنگ بدر میں ان کی سخت گرفت کی گئی۔ (سیج بناری کتاب النیر) بعض کہتے ہیں کہ قرب قیامت کی دس بڑی بڑی علمات میں سے ایک علامت و حوال بھی ہے جس سے کافر زیادہ متاثر ہوں گے اور مومن بہت کم۔ آیت میں اسی دھو کیس کا ذکر ہے۔ اس تفسیر کی روسے یہ علامت قیامت کے قریب ظاہر ہو گئی۔ امام شوکانی فرماتے ہیں، دونوں باتیں اینی اپنی جگہ صیح ہیں، اس کی شان نزول کے اعتبار سے یہ واقعہ ظہور پذیر ہو چکا ہے جو صیح سند سے ثابت ہے۔ تاہم علامات قیامت میں بھی اس کا ذکر صیح احادیث میں آیا ہے، اس لیے وہ بھی اس کا ذکر سیح احادیث میں آیا ہے، اس لیے وہ بھی اس کا ذکر سیح احادیث میں آیا ہے، اس لیے وہ بھی اس کے منافی نہیں ہے، اس وقت بھی اس کا ظہور ہوگا۔

ا. پہلی تفسیر کی رو سے یہ کفار مکہ نے کہا اور دوسری تفسیر کی رو سے قیامت کے قریب کافر کہیں گے۔

۲. اس سے مراد جنگ بدر کی گرفت ہے، جس میں ستر کافر مارے گئے اور ستر قیدی بنالیے گئے۔ دوسری تفسیر کی رو سے یہ سخت گرفت قیامت کے دن ہوگی۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ یہ اس گرفت خاص کا ذکر ہے جو جنگ بدر میں ہوئی، کیوں کہ قریش کے سیاق میں ہی اس کا ذکر ہے۔ اگرچہ قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ سخت گرفت فرمائے گا تاہم وہ گرفت عام ہوگی، ہر نافرمان اس میں شامل ہوگا۔

٣٠. آزمانے كا مطلب يه ہے كه ہم نے انہيں دنيوى خوشى، خوشحالى وفراغت سے نوازا اور پھر اپنا جليل القدر پيغبر بھى ان

آنُ ٱدُّوْآ اِلَّيَّ عِبَادَ اللهِ اِلْقِ لَكُوْرَسُوُلُ آمِيْنَ ۖ

ۊٙٲؽؙ؆ؾؘۼؙڷؙۊٵڝؙٙٳٮڵۼؖٳٳٚؽٞٳؽؽؙؠٝؠڛٛڵڟۑۣؿٞؠؽؽ<sup>ۿ</sup>

وَالِنَّ عُدَّتُ بِرَبِّ وَرَسِّكُوْ اَنْ تَرُجُمُونِ

وَإِنْ لَهُ ثُونُمِنُوْ إِلَى فَاعْتَزِلُوْنِ

فَكَ عَارَتَهُ آنَ هَؤُلَاءٍ قُومُرُمُّ جُرِمُونَ @

فَاسْرِبِعِبَادِي لَيْ لَكُ إِنَّكُومُ ثُنَّبَعُونَ شَ

10. کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو میرے حوالے کردو، (۱) یقین مانو کہ میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ (۲) 19. اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکثی نہ کرو، (۳) میں تمہارے پاس کھلی دلیل لانے والا ہوں۔ (۳)

۲۰. اور میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ تم مجھے سنگسار کردو۔(۵)

۲۱. اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہی رہو۔(۱)

۲۲. پھر انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ سب گناہ گار لوگ ہیں۔(<sup>2)</sup>

۲۳. (ہم نے کہہ دیا) کہ راتوں رات تو میرے بندوں کو لے کر نکل، یقیناً تمہارا پیچیا کیا جائے گا۔(^)

کی طرف ارسال کیا لیکن انہوں نے رب کی نعتوں کا شکر ادا کیا اور نہ پیغیر پر ایمان لائے۔

ا. عِبَاد اللهِ سے مراد یہاں موسیٰ عَلَیْشِا کی قوم بنی اسرائیل ہے جسے فرعون نے غلام بنا رکھا تھا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْشِا نے اپنی قوم کی آزادی کا مطالبہ کیا۔

- ٢. الله كا پيغام پہنچانے ميں امانت دار ہوں۔
- ۳۰. لینی اس کے رسول کی اطاعت سے انکار کرکے اللہ کے سامنے اپنی بڑائی اور سرکشی کا اظہار نہ کرو۔
- بہ ما قبل کی علت ہے کہ میں ایس ججت واضحہ ساتھ لایا ہوں جس کے انکار کی محجاکش ہی نہیں ہے۔
- ۵. اس دعوت وتبلیغ کے جواب میں فرعون نے مولیٰ علیہ کو قتل کی دھمکی دی، جس پر انہوں نے اپنے رب سے پناہ طلب کی۔
  - ٣. لعنی اگر مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو نہ لاؤ، ليکن مجھے قتل کرنے کی يا اذيت پہنچانے کی کوشش نہ کرو۔
- 2. لینی جب انہوں نے دیکھا کہ دعوت کا اثر قبول کرنے کے بجائے، اس کا کفر وعناد اور بڑھ گیا تو اللہ کی بارگاہ میں دعا کے لیے ہاتھ پھیلادے۔
- ٨. چنانچہ اللہ نے دعا قبول فرمائی اور انہیں تحکم دیا کہ بنی اسرائیل کو راتوں رات لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔ اور دیکھو گھبر انا نہیں، تمہارا پیچیا بھی ہوگا۔

وَاتُولِدِ الْبَحْرِرَهُو اللَّهُ وَجُنْكُ مُغُرِقُونَ ﴿

ػۯؙڗۘۘڒؙٷٛٳڡڹٛڿڹؖؾۊؘڠؽٷٟڽ ۊۜڒؙۯؙۉ۫؏ۊۜٮڡؘۜڡٙٳ*ڡڔڮڔؽ*ؚ؞ؚۿ ۊؘۜٮٛ۫ؠٛڐٟػڵۏٛٳڣؽؗٵڣڮۿؽؽ۞

كَذَالِكَ وَأَوْرَثُنْهَا قَوْمًا اخْرِيْنَ

فَمَابَكَتُ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوُا مُنْظِرِيْنَ ۞

وَلَقَدُ بَعِينَاكِنِي إِسُرَاءِيْل مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ &

مِنْ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُشْرِفِيْنَ ®

وَلَقَدِ اخْتَرُنْهُمُ عَلَى عِلْمِ عَلَى الْعَلَمِينَ أَ

۲۴. اور تو سمندر کو ساکن چپوژ کر چلا جا، (۱) بلاشبه یه لشکر غرق کردیا حائے گا۔

۲۵. وہ بہت سے باغات (۲) اور چشمے جیور گئے۔

٢٦. اور كھيتال اور راحت بخش ٹھكانے۔

**۲۷**. اور وہ آرام کی چیزیں جن میں عیش کررہے تھے۔

۲۸. ای طرح ہو گیا<sup>(۳)</sup> اور ہم نے ان سب کا وارث دوسری قوم کو بنادیا۔<sup>(۴)</sup>

**۲۹.** سو ان پر نه تو آسان وزمین روئے <sup>(۵)</sup> اور نه انہیں مہلت ملی۔

اور بے شک ہم نے (ہی) بنی اسرائیل کو (سخت) رسوا
 کن سزا سے نجات دی۔

اس. (جو) فرعون کی طرف سے (ہورہی) تھی۔ فی الواقع وہ سرکش اور حد سے گزرجانے والوں میں سے تھا۔ سر بنی اسرائیل کو دنیا جہان

1. رَهْوًا بَمْعَنَى ساكن یا خشک۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے لا تھی مارنے سے دریا معجزانہ طور پر ساكن یا خشک ہوجائے گا اور اس میں راستہ بن جائے گا، تم دریا پار کرنے کے بعد اسے اس حالت میں چھوڑ دینا تاکہ فرعون اور اس كا لشكر بھی دریا کو پار کرنے كی غرض سے اس میں داخل ہوجائے اور ہم اسے وہیں غرق كردیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسا كہ پہلے تفصیل گزرچکی ہے۔

۲. گھم، خبریہ ہے جو تنکثیر كا فائدہ دیتا ہے۔ دریائے نیل كے دونوں طرف باغات اور تھیتوں كی كثرت تھی، عالی شان مكانات اور تحوش حالی كے آثار تھے۔ سب کچھ يہيں دنیا میں ہی رہ گیا اور عبرت كے ليے صرف فرعون اور اس كی قوم كا نام رہ گیا۔

سا ليحنی ہم معاملہ اس طرح ہوا جس طرح بیان كیا گیا ہے۔

می، بعض کے نزدیک اس سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ لیکن بعض کے نزدیک بنی اسرائیل کا دوبارہ مصر آنا تاریخی طور پر ثابت نہیں اس لیے ملک مصر کی وارث کوئی اور قوم بنی، بنی اسرائیل نہیں۔

۵. لیعنی ان فرعونیوں کے نیک اعمال ہی نہیں تھے جو آسان پر چڑھتے اور ان کا سلسلہ منقطع ہونے پر آسان روتے، نہ زمین پر ہی وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے کہ اس سے محرومی پر زمین روتی۔ مطلب یہ ہے کہ آسان وزمین میں سے کوئی بھی ان کی ہلاکت پر رونے والا نہیں تھا۔ (خُ القدیہ)

والول پر فوقیت دی۔(۱)

**۳۳۳**. اور ہم نے انہیں الیی نشانیاں دیں جن میں صریح آزمائش تھی۔<sup>(۱)</sup>

۳۳. یه لوگ تو یهی کهتے ہیں۔<sup>(۳)</sup>

**٣٥.** كه (آخرى چيز) يهى جمارا كبلى بار (دنيا سے) مرجانا ہے ہم دوبارہ اٹھائے نہيں جائيں گے۔

٣٧. اگرتم سيج ہوتو ہمارے باپ دادوں كو لے آؤ۔(۵)

**س.** کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تع کی قوم کے لوگ اور جو ان سے بھی پہلے تھے۔ ہم نے ان سب کو ہلاک کردیا یقیناً وہ گناہ گار تھے۔ (۱) وَاتَيْنَهُمُومِّنَ الْاللِتِ مَافِيْهِ بَلَوُّ المُّبِيْنُ

ٳڽۜۿٷؙڵٳٙۥڵؽؘڠؙٷڵٷؽ<sup>۞</sup>

إِنْ هِيَ إِلَّامُوتَتُنَّا الْأُولِلِ وَمَا غَنُ بِمُنْشَرِينَ ۞

ڡؘٲؿؙۅؙٳڽٳٵؠٚۧؠێٙٳ؈ؙؽؙؿؙۄ۫ۻۑۊؚؿؽ۞ ٳۿؙۄ۫ڂؽؙڒۣٳؘۄٛڡٞٷۯؙؿۘۼڔ؆ۅٵػڹؽؘؽ؈ؘٛؿٙڵؚۿؚؠٞٞ ٳۿؙؽڬؙؽۿۄؙٞڗٳڹۧۿٷػٳڹؙۏ۠ٳڡٛڿؚڕڡۣؽ۫ؽ۞

ا. اس جہان سے مراد، بنی اسرائیل کے زمانے کا جہان ہے۔ علی الاطلاق کل جہان نہیں ہے۔ کیوں کہ قرآن میں امت محمدیہ کو کُنتُمْ خَیْرُ أُمَّةِ کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔ یعنی بنی اسرائیل اپنے زمانے میں دنیا جہاں والوں پر فضیلت رکھتے ہے۔ ان کی یہ فضیلت اس استحقاق کی وجہ سے تھی جس کا علم اللہ کو ہے۔

۲. آیات سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت موسیٰ علیشا کو دیے گئے تھے، ان میں آزمائش کا پہلویہ تھا کہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں؟ یا پھر آیات سے مراد وہ احسانات ہیں جو اللہ نے ان پر فرمائے۔ مثلاً فرعونیوں کو غرق کرکے ان کو نجات دینا، ان کے لیے دریا کو پھاڑ کر راستہ بنانا، بادلوں کا سایہ اور من وسلویٰ کا نزول وغیرہ۔ اس میں آزمائش یہ ہے کہ ان احسانات کے بدلے میں یہ قوم اللہ کی فرماں برداری کا راستہ اختیار کرتی ہے یا اس کی ناشکری کرتے ہوئے اس کی بغاوت اور سرکشی کا راستہ اپناتی ہے۔

سال یہ اشارہ کفار مکہ کی طرف ہے۔ اس لیے کہ سلسلۂ کلام ان ہی سے متعلق ہے۔ درمیان میں فرعون کا قصہ ان کی سنیمیہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ فرعون نے بھی ان کی طرح کفر پر اصرار کیا تھا، دیکھ لو، اس کا کیا حشر ہوا۔ اگر یہ بھی اپنے کفر وشرک پر مصر رہے تو ان کا انجام بھی فرعون اور اس کے ماننے والوں سے مختلف نہیں ہوگا۔

م. لیعنی یہ دنیا کی زندگی ہی بس آخری زندگی ہے۔ اس کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور حباب کتاب ہونا ممکن نہیں ہے۔

۵. یہ نبی عَلَیْتِیْمُ اور مسلمانوں کو کافروں کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تمہارا یہ عقیدہ واقعی صحیح ہے کہ دوبارہ زندہ ہونا ہے تو ہمارے باپ دادوں کو زندہ کرکے دکھادو۔ یہ ان کا جدل اور کٹ ججتی تھی کیوں کہ دوبارہ زندہ کرنے کا عقیدہ قیامت سے پہلے ہی دنا ممیں زندہ ہوجانا یا کردینا۔

٢. يعنى يه كفار مكه كياتنج اور ان سے پہلے كى قوميں، عاد وخود وغيره سے زيادہ طاقور اور بہتر ہيں، جب ہم نے انہيں ان

وَمَا خَلَقْنَا التَّمَاٰوتِ وَالْاَرْضَ وَمَابَيْنَهُمُ الْعِبْيَنَ®

مَاخَلَقْنُهُمَّ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلِكِنَّ ٱكْثَرَهُمُ لَايَعُلَمُونَ۞

ٳؾۜؽۅ۫ؗؖؗؗؗؗؗۄٵڵڣؘڞڸ؞ؚؠؙڨٙٲؾؙۿؙۄؙۘڷۻٛۼؽڹۜ<sup>۞</sup> ؽۅ۫ۿڒۘڵؽؙۼ۫ڹؽۿۅٞڸٞٷؽۿۅ۟ڸٞۺؘؽٵۊڵٳ ۿؙۄ۫ؽؙؿڞۯۏڹٛ

إِلَّامَنُ رَّحِوَاللهُ إِنَّهُ هُوَالْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿

۳۸. اور ہم نے زمین اور آسانوں اور ان کے در میان کی چیزوں کو کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا۔(۱)

97. بلکہ ہم نے انہیں درست تدبیر کے ساتھ ہی پیدا کیاہے، (۱) کیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (۳) کیاہے، (۱) کیفی کا دن ان سب کا طے شدہ وقت ہے۔ (۱) اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ان کی امداد کی جائے گی۔ (۵)

۳۲. مگر جس پر اللہ کی مہربانی ہوجائے وہ زبردست اور رحم کرنے والا ہے۔

کے گناہوں کی پاداش میں، ان سے زیادہ قوت وطاقت رکھنے کے باوجود ہلاک کردیا تو یہ کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ تی سے مراد قوم سا ہے۔ سا میں حمیر قبیلہ تھا، یہ اپنے بادشاہ کو تیج کہتے تھے، جیسے روم کے بادشاہ کو قیصر، فارس کے بادشاہ کو کسریٰ، مصر کے حکران کو فرعون اور حبشہ کے فرماں روا کو نجا تی کہا جاتا تھا۔ اہل تاریخ کا اتفاق ہے کہ تبایعہ میں سے بعض کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ حتیٰ کہ بعض مور خیبن نے یہاں تک کہہ دیا کہ وہ ملکوں کو فتح ہوئے سرقند تک بہنچ گئے، اس طرح اور بھی کئی عظیم بادشاہ اس قوم میں گزرے اور اپنے وقت کی یہ ایک عظیم ترین قوم تھی جو قوت بہنچ گئے، اس طرح اور فراغت وخوشحالی میں ممتاز تھی۔ لیکن جب اس قوم نے بھی پیغیروں کی تکذیب کی تو اسے میس نہیں کرکے رکھ دیا گیا (تفسیل کے لیے رکھے مورہ سا کی معلقہ آیت) حدیث میں ایک تیج کے بارے میں آتا ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا تھا، اسے سب وشتم نہ کرو (مجمع الزوائد ۱۸۷۸ء)، صحیح الجامع للالبانی ۱۳۱۹) تاہم ان کی اکثریت نافرمانوں کی بھی رہ ہے جس کی وجہ سے ہلاکت ان کا مقدر بنی۔

ا. یہی مضمون اس سے قبل سورۃ الحجر: ۸۵ سورۃ المؤمنون: ۱۱۵-۱۱۱، سورۂ ص: ۲۷، وغیرہا میں بیان کیا گیا ہے۔

۲. وہ مقصد یا درست تدبیر یہی ہے کہ لوگوں کی آزمائش کی جائے اور نیکوں کو ان کی نیکیوں کی جزاء اور بروں کو ان کی برائیوں کی سزا دی جائے۔

سر لینی وہ اس مقصد سے غافل اور بے خبر ہیں۔ اس لیے آخرت کی تیاری سے لاپرواہ اور دنیا میں منہک ہیں۔

م. یبی وہ اصل مقصد ہے جس کے لیے انسانوں کو پیدا کیا گیا اور آسان وز مین کی تخلیق کی گئی ہے۔

۵. جیسے فرمایا ﴿ فَإِذَا نَفِيحَ فِي الصَّوْرِ فَلَا ٱلْسَابَ بَيْنَهُوهِ ﴾ (المؤمنون: ١٠١) (پس جب كه صور پيونک ديا جائے گا اس دن نه تو آپس كے رشتے بى رئيں گے، نه آپس كى يوچھ پھ) ﴿ وَلائيسَّنَ لُ حَمِدْ يُوحِيمِيمًا ﴾ (المعارج: ١٠) (اور كوئى دوست كى دوست كو نه يوچھ گا)۔

انَّ شَجَرَت الزَّقُوُمِ الْ

طَعَامُ الْأَثِيُونَ

كَالْمُهُلِ \* يَغْلِلُ فِي الْبُطُونِ `` كَغُلِي الْحَيِيدِ®

خُنُ وْهُ فَاعْتِلُوهُ إلى سَوَاءِ الْحِدِيْدِ ﴿

ثُمُّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ الْ دُقُ اللهِ الْعَزِيْزُ الْكُرِنُونَ

> اتَّ هٰذَامَاكُنْتُوْبِهِ تَبْتُرُوْنَ<sup>©</sup> إِنَّ الْكُتَّقِينَ فِي مَقَامِ آمِينِ ٥

> > ڣٛ جَنْتِ وَعُيُونَ<sup>فَ</sup>

ؾۣۜڵؠٙۺؙۅٛڹٙڡؚڔؽؙڛؙڹٛٮۢڛٷٳڛۘٛؾؠؙڗؘٯۨۺؙؾڟ۬ؠڸٲۣڹؽؖٛ<sup>ۿ</sup>

ۘػڎ۬ڸڰؘٷٙۯؘۊؖڂڹؙٛٛٛٛٛٛٛؗٛؗٛٛٛۯؠۼٛۅڕۼؽڹۣ<sup>ۿ</sup>

۳۳. بیشک زقوم (تھوہر) کا درخت۔

مم. گناہ گار کا کھانا ہے۔

۲۵. جوتلچھٹ<sup>(۱)</sup> کے مانند ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے۔ ۲۷. مثل تیز گرم یانی کے۔(۲)

🖊 اسے پکڑلو پھر گھسٹتے ہوئے ﷺ جہنم تک پہنچاؤ۔

۴۸. پھر اس کے سریر سخت گرم یانی کا عذاب بہاؤ۔

٢٩. (اس سے كہا جائے گا) چكھتا جاتو تو بڑا ذي عزت اور بڑے اکرام والا تھا۔

۵۰ یہی وہ چیز ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔ اo. بیشک (اللہ سے) ڈرنے والے امن اور چین کی جگہ میں ہوں گے۔

**۵۲**. باغوں اور چشموں میں۔

۵۳. باریک اور دبیز ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

۵۳. په اسي طرح ہے (۱) اور جم بڑي بڑي آنگھول والي حوروں سے ان کا نکاح کردیں گے۔<sup>(2)</sup>

ا. مُهُلٌ بِگُھلاہوا تانبہ، آگ میں پُھل ہوئی چیز یا تلچے تیل وغیرہ کے آخر میں جو گدلی می مٹی کی تہ رہ جاتی ہے۔ ۲. وه زقوم کی خوراک، کھولتے ہوئے یانی کی طرح پیٹ میں کھولے گا۔

س. به جہنم پر مقرر فرشتوں سے کہا جائے گا، سواء: بمعنی وسط

سم. لیعنی دنیا میں اپنے طور پر تو بڑا ذی عزت اور صاحب اکرام بنا پھر تا تھا اور اہل ایمان کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ ۵. اہل کفر وفسق کے مقابلے میں اہل ایمان و تقوی کامقام بیان کہا جارہا ہے۔ جنہوں نے اپنا دامن کفر وفسق اور معاصی سے بچائے رکھا تھا۔ امین کا مطلب الی جگہ، جہال ہر قشم کے خوف اور اندیشوں سے وہ محفوظ ہول گے۔

۲. لینی متقین کے ساتھ یقیناً ایسا ہی معاملہ ہوگا۔

ک. جُورْ رُ جَوْرَآءُ کی جمع ہے۔ یہ جُورْ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے کہ آکھ کی سفیدی انتہائی سفید اور ساہی انتہائی ساہ ہو۔ حوْ رَآءُ اس لیے کہاجاتا ہے کہ نظریں ان کے حسن وجمال کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ جائیں گی عیْنٌ، عَیْنَآءُ کی جمع ہے،

يَدُعُونَ فِيُهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ المِنِينَ اللهِ

ڵؠؘؽؙٷۛٷؙؽڹؽ؆ٵڷؠۅؙؾٳؖڒٳڵؠۅٛؾۊؘٵڵۯؙۅؙڸؖ ۅؘۅؘۛؿ۠ۿؙؠؙؙ؆ؘۮٳڹٳۼٛڿؽۄؚۨ

فَضُلَامِّنُ تَرَبِّكُ لَا لِكَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

وَاتَّهَا يَتَّرُنِهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُ مُونِيَّذُكُرُونَ

فَارْتَقِبُ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُونَ ﴿

۵۵. دل جمعی کے ساتھ وہاں ہر طرح کے میووں کی فرمائشیں کرتے ہوں گے۔(۱)

07. وہاں وہ موت چکھنے کے نہیں ہاں پہلی موت (۲) (جو وہ مرچکے)، اور انہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی سزاسے بچادیا۔

24. یہ صرف تیرے رب کا فضل ہے، (۳) یہی ہے بڑی کامیابی۔

۵۸. ہم نے اس (قرآن) کو تیری زبان میں آسان کردیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

۵۹. اب تو منتظر ره یه مجھی منتظر ہیں۔

کشادہ چیٹم۔ جیسے ہرن کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ ہم پہلے وضاحت کر آئے ہیں کہ ہر جنتی کو کم از کم دو حوریں ضرور ملیں گ۔ جو حسن وجمال کے اعتبار سے چندے آفتاب وچندے ماہتاب ہوں گی۔ البتہ تر مذی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے، جسے صحیح کہا گیا ہے، کہ شہید کو خصوصی طور پر ۷۲ حوریں ملیں گی۔ (آبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء آی الناس أفضل) ا. آمِنیْنَ (بے خوفی کے ساتھ) کا مطلب ان کے ختم ہونے کا اندیشہ ہوگا نہ ان کے کھانے سے بیاری وغیرہ کاخوف یا موست، تھکاوٹ اور شعطان کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔

۲. لیعنی دنیا میں انہیں جو موت آئی تھی، اس موت کے بعد انہیں موت کا مزہ نہیں چکھنا پڑے گا۔ چیسے حدیث میں آتا ہے "کہ موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لاکر دوزخ اور جنت کے درمیان ذرج کر دیا جائے گا اور اعلان کر دیا جائے گا،
 ۱ے جنتیو! تمہارے لیے جنت کی زندگی دائمی ہے، اب تمہارے لیے موت نہیں۔ اور اے جہنیو! تمہارے لیے جہنم کا عذاب دائمی ہے، موت نہیں" (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ مریم. مسلم، کتاب الجنة، باب النار بدخلها الجبارون والجنة بدخلها الضعفاء) ووسری حدیث میں فرمایا "اے جنتیو! تمہارا مقدر اب صحت و توت ہے، تم کبھی بیار نہیں ہوگ۔ تمہارے لیے اب زندگی ہی زندگی ہی زندگی ہی زندگی ہی دریاں۔ تمہارے لیے نعتیں ہی نعتیں ہیں، ان میں کی نہیں ہوگی اور سدا جوان رہوگ، کبھی بڑھایا طاری نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب القصد والمداومة علی العمل ومسلم کتاب مذکور)

س. جس طرح صدیث میں بھی ہے۔ فرمایا "یہ بات جان لو تم میں سے کی شخص کو اس کا عمل جنت میں نہیں لے جائے گا" صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! طُلُقَیْقِ آپ کو بھی؟ فرمایا "بال مجھے بھی، مگریہ کہ اللہ تعالی جھے اپنی رحمت اور فضل میں ڈھانپ لے گا۔" (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب القصد والمداومة علی العمل ومسلم، کتاب مذکور)

۷. تو عذاب الی کا انظار کر، اگر یہ ایمان نہ لائے۔ یہ منظر ہیں اس بات کے کہ اسلام کے غلبہ ونفوذ سے قبل ہی شاید آپ موت سے جمکنار ہوجائیں۔

## سورۂ جاثیہ کلی ہے اور اس میں سینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### ا. حمر۔

۲. یہ کتاب غالب اور حکمت والے اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی ہے۔

سل آسانوں اور زمین میں ایمان داروں کے لیے یقیناً
 بہت سی نثانبال ہیں۔

م. اور خود تمہاری پیدائش میں اور ان جانوروں کی پیدائش میں جنہیں وہ پھیلاتا ہے یقین رکھنے والی قوم کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔

6. اور رات دن کے بدلنے میں اور جو کچھ روزی اللہ تعالی آسان سے نازل فرماکر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کردیتا ہے، (اس میں) اور ہواؤں کے بدلنے میں بھی ان لوگوں کے بدلنے میں بھی ان لوگوں کے بدلنے میں بھی ان لوگوں کے بدلنے میں بھی ان

بے ہیں اللہ کی آیتیں جنہیں ہم آپ کو راستی سے سارہے ہیں، پس اللہ تعالی اور اس کی آیتوں کے بعد یہ

# فَيُوْلَعُلِكُانِينًا وَ الْمُؤْلِمُولِكُولِكُولِينًا وَ الْمُؤْلِمُولِكُولِينًا وَالْمُؤْلِمُولِكُولِينًا وَا

## بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْوِن

### ار م

تَنْزِيْلُ الْكِتْبِ مِنَ اللهِ الْعَزِيْزِ الْعِكَيْمِ

إِنَّ فِي الشَّمَاوْتِ وَالْكَرْضِ لَايْتٍ لِلْمُؤْمِنِيْنَ <sup>©</sup>

ۅؘ؈۬ٛڂؘڷؚۊڴۄؙۅؘػڶؽۘڰ۠ڝؽۮٳۧؾڗٳڶؽٵڷؚڡ*ۅٞۄ* ؙؿؙۏؾؚۏؙؽؘٞ

ۅؘاخْتِلَافِ النَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَاۤ أَنْزُلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَآ مِنُ رِّزُقِ فَاَحْيَالِهِ الْاَرْضَ بَعُدَمُوْتِهَا و تَصُرِّدُفِ الرِّيْلِوِ النِّكُلِقَوُمِ يَّغْقِلُوْنَ۞

تِلُكَ النَّاللِهُ اللهِ وَالْمِنْ الْوُهُمَا عَلَيْكَ بِالْحُقِّ وَبِأَيِّ حَدِيْثٍ اللهِ وَالْمِنِهِ يُومُونُونَ ﴿

ا. آنان وزمین، انبانی تخلیق، جانورول کی پیدائش، رات دن کے آنے جانے اور آنانی بارش کے ذریعے سے مردہ زمین میں زندگی کی لہر کا دوڑ جانا وغیرہ، آفاق وانفس میں بے شار نشانیاں ہیں جو اللہ کی وحدانیت وربوبیت پر دال ہیں۔

۲. لیخی کبھی ہوا کا رخ شال وجنوب کو، کبھی پورب پچپتم (مشرق ومغرب) کو ہوتا ہے، کبھی بحری ہوائیں اور کبھی بری ہوائیں، کبھی رات کو، کبھی دان کو، کبھی ہوائیں بارش خیز، بعض نتیجہ خیز، بعض ہوائیں روح کی غذا اور بعض سب پچھ جھلسادینے والی اور محض گردو غبار کاطوفان۔ ہواؤں کی اتنی قشمیں بھی دلالت کرتی ہیں کہ اس کا کنات کا کوئی چلانے والا ہے اور وہ ایک ہی ہے۔ دو یا دو سے زائد نہیں۔ تمام اختیارات کا مالک وہی ایک ہے، ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ سارا اور ہر قسم کا تصرف صرف وہی کرتا ہے، کی اور کے پاس ادنی سا تصرف کرنے کا بھی اختیار نہیں۔ اس مفہوم کی آیت: ۱۲۲ بھی ہے۔

کس بات پر ایمان لائیں گے۔

ک. "ویل" اور افسوس ہے ہر ایک جھوٹے گناہ گار پر۔ (۲)

۸. جو آ بیتیں اللہ کی اپنے سامنے پڑھی جاتی ہوئی سنے پھر کھی غرور کرتا ہوا اس طرح اڑا رہے کہ گویا سنی ہی نہیں، (۳) تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر (پہنچا) دیجے۔

9. اور وہ جب ہماری آیتوں میں سے کسی آیت کی خبر پالیتا ہے تو اس کی بنتی اڑاتا ہے، (۳) یہی لوگ ہیں جن کے لیے رسوائی کی مار ہے۔

• ا. ان کے پیچھے دوزخ ہے، (۵) جو پیچھ انہوں نے حاصل کیا تھا وہ انہیں پیچھ بھی نفع نہ دے گا(۱) اور نہ وہ (پیچھ کام آئیں گے) جن کو انہوں نے اللہ کے سوا کارساز(۱)

ٷؽؙڵٞؾؚٚڡٚڷٵٞٳۮؚٲؿؠٛۅٚ ؿٙڡٛػؙٳڶؾؚٳٮڶڶؿۘؾؙڟٷؽؽٷۼؖٛؠۜڝؗٷؙۺؙؾڴۑڔٵػٲڽڰۄ۫ ڝۜٮٛػۿٵۧڣۜؿۨٞۯٷڽۼڒڮٵڸؽۅ۞

ۅؙٳڎٙٳۼڸۅٙ؈۬ٳڵؾؚڹٙٲۺؙؽٵٳؾٞڬؘۮۿٲۿؙۯ۫ۅؖٵ۠ۅٛڵؠٟڬ ڵۿؙۄ۫ؗۼۮٳڹۺؚٝؠؿڹٛ<sup>ڽ</sup>

مِنُ وَرَآءِمُ جَهَنُّهُ وَلاَيْغُنِيُ عَنُّمُ مَاكْسَبُواشَيُّا وَلَامَا اَغَنُدُوامِنُ دُوْنِ اللهِ اَوْلِيَا ۚ وَلَهُمُ عَنَابٌ عَظِيُرُ ۚ

ا. یعنی اللہ کا نازل کروہ قرآن، جس میں اس کی توحید کے ولائل وبراہین ہیں۔ اگر یہ اس پر بھی ایمان نہیں لاتے تو اللہ کی بات کے بعد کس کی بات ہے اور اس کی نشانیوں کے بعد کون سی نشانیاں ہیں، جن پر یہ ایمان لائیں گے؟ بَعْدَ اللهِ کا بات کے بعد کس کی بات ہے۔ جیسے ﴿اللهُ نَوَّلُ اَحْسَى الْحَدِيْثِ ﴾ کا مطلب ہے، بَعْدَ حَدِیْثِ اللهِ وَبَعْدَ آیاتِهِ یہاں قرآن پر حدیث کا اطلاق کیا گیا ہے۔ جیسے ﴿اللهُ نَوَّلُ اَحْسَى الْحَدِیْثِ ﴾ (الذہر: ۲۲) میں ہے۔

- ٢. أَفَّاكٍ بَمَعَىٰ كَذَّاب، أَثِيْم، بهت كناه كار و يُلٌ بمعنى الماكت يا جبنم كي ايك وادى كا نام
- س. لیعنی کفر پر اڑا رہتا ہے اور حق کے مقابلے میں اپنے کو بڑا سمجھتا ہے اور اسی غرور میں سنی ان سنی کردیتا ہے۔
- مم. لیعنی اول تو وہ قرآن کو غور سے سنتا ہی نہیں ہے اور اگر کوئی بات اس کے کان میں پڑجاتی ہے یا کوئی بات اس کے علم میں آجاتی ہے تو اسے استہزاء اور مذاق کا موضوع بنا لیتا ہے۔ اینی کم عقلی اور نافہمی کی وجہ سے یا کفر ومعصیت پر اصرار وائتکبار کی وجہ سے۔
  - ۵. لینی ایسے کردار کے لوگوں کے لیے قیامت میں جہم ہے۔
- ۲. لیعنی دنیا میں جو مال انہوں نے کمایا ہوگا، جن اولاد اور جھے پر وہ فخر کرتے رہے ہوں گے، وہ قیامت کے دن انہیں
   کوئی فائدہ نہیں پہنچا سیس گے۔
- 2. جن کو دنیا میں اپنا دوست، مدد گار اور معبود بنا رکھا تھا، وہ اس روز ان کو نظر ہی نہیں آئیں گے، مدد تو انہوں نے کیا کرنی ہوگی؟

ۿڬؘٲۿػؙؽۧٵڷؾؽؗؽػڡؙٛٷٛٳڸڵؾؚٷۜؠٟٞۿؙڵۿؙؠؙؙۘؗڡؙڵڮ ڡؚۜڹڗڋڔؚ۬ٳڸؽۅٞ۠

ڵێڬؖڐڵڒؽۘڛڿۜۯڵػٛۄ۠ٳڵۼؘۘۯڸۼۧۯۣؽٳڷڡؙؙڵػؙ؋ۣؽۅڔٲڡ۫ڕ؋ ۅؘڸٮٙؠٛٮٚۼؙۅٝٳڡڽؙڡؘڞ۬ڸ؋ۅؘڵۼڵڴؙڗؙۺؙڴٷٛؽ<sup>۞</sup>

ۅۜٮۜڂٞۯؚۘڲؙڡؙۄ۫ؿٵڣۣالتَملوتِوَوَافِيٱلْاَرْضِ جَمِيعًا مِّنَهُ ۚ إِنَّ فِى ذٰلِكَ لَا يَبِّ لِقَوْمِ تَبَفَكُرُونَ۞

بنار کھا تھا، ان کے لیے تو بہت بڑا عذاب ہے۔

ال یہ (سرتاپا) ہدایت ہے (ا) اور جن لوگوں نے اپنے

رب کی آیتوں کو نہ مانا ان کے لیے بہت سخت دردناک
عذاب ہے۔ (۲)

الہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو تابع بنادیا $^{(n)}$  تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں $^{(n)}$  اور تم اس کا فضل تلاش کرو $^{(a)}$  اور تاکہ تم شکر بجالاؤ۔ $^{(r)}$ 

ال اور آسانوں اور زمین کی ہر ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے تابع کردیا ہے۔ (<sup>2)</sup> جو غور کریں یقیناً وہ اس میں بہت سی نشانیاں پالیں گ۔

ا. یعنی قرآن۔ کیوں کہ اس کے نزول کا مقصد ہی یہ ہے کہ اوگوں کو کفر وشرک کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لایا جائے۔ اس لیے اس کے سرتا یا ہدایت ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ لیکن ہدایت ملے گی تو اسے ہی جو اس کے لیے اپنا سینہ واکرے گا۔ بصورت دیگر تو بقولِ شاع: ط "راہ دکھلائیں کے رہرو منزل ہی نہیں "والا معاملہ ہوگا۔

٢. اَلِيْم، عَذَابٌ كَي صفت ہے، بعض اسے رِجْز كى صفت بناتے ہيں۔ رِجْزٌ بمعنى عَذَابٍ شَدِيْدٍ.

س. لینی اس کو ایسا بنادیا کہ تم نشتیوں اور جہازوں کے ذریعے سے اس پر سفر کر سکو۔

مل کین سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کا چلنا، یہ تمہارا کمال اور ہنر نہیں یہ اللہ کا تھم اور اس کی مشیت ہے۔ ورنہ اگر وہ چاہتا تو سمندروں کی موجوں کو اتنا سرش بنادیتا کہ کوئی کشتی اور جہاز ان کے سامنے کھہر ہی نہ سکتا۔ جیسا کہ مجھی وہ اپنی قدرت کے اظہار کے لیے ایسا کر تا ہے۔ اگر مستقل طور پر موجوں کی طغیانیوں کا یہی عالم رہتا تو تم مجھی بھی سمندر میں سفر کرنے کے قابل نہ ہوتے۔

۵. لین تجارت کے ذریعے ہے، اور اس میں غوطہ زنی کرکے موتی اور دیگر اشیاء نکال کر اور دریائی جانوروں (مچھلی وغیرہ)
 کا شکار کرکے۔

٩. یہ سب پھھ اس لیے کیا کہ تم ان نعمتوں پر اللہ کا شکر کرو جو اس تسخیر بحر کی وجہ سے تہمیں حاصل ہوتی ہیں۔
 ٨. مطبع کرنے کا مطلب یہی ہے کہ ان کو تمہاری خدمت پر مامور کردیا ہے، تمہارے مصالح ومنافع اور تمہاری معاش سب انہی سے وابستہ ہے، جیسے چاند، سورج، روشن ستارے، بارش، بادل اور ہوائیں وغیرہ ہیں۔ اور اپنی طرف سے کا مطلب، اپنی رحمت اور فضل خاص ہے۔

قُلُ لِلنَّذِينَ امْنُواكِغَفِرُ وَالِلَّذِينَ لاَيَرْجُونَ ٱلْيَامِرَاللهِ لِيجْزِى قَوْمًالِمَا كَانْوُا يَكْسِبُونَ©

مَنُ عَمِلَ صَالِحًا قِلنَفُيهِ ۚ وَمَنُ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ نُوَّ إِلَىٰ رَبِيُّ وُرُجُوُن ۞

ۅؘڵڡۜٙۮؙٲؾؽؖٵڹؿؙٳٚڹؿؙٳڝۯٳ؞ؽڶٳڷڮؾ۬ٵۅڷڬػ۫ۄۘۘۅٲڵڹٞۢٷۜڐ ۅٞڒڎۛڨ۠ڹٛؗٛؠؙؙڝۜٵڷػؚڸؾڹؾؚۅؘڡؘڞۜڶۿۿؙٷڶ۩ؗۼڵؠؽڹ۞۫

وَالْيَنْهُمُ بِيِّنْتِ مِّنَ الْوَمْرُ فَمَاانْتَلَفُوْ آ اللَّامِنُ بَعْدِ

۱۳ آپ ایمان والوں سے کہہ دیں کہ وہ ان لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ کے دنوں کی توقع نہیں رکھتے، (1) تاکہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کو ان کے کر توقوں کا بدلہ دے۔ (1) 18. جو نیکی کرے گا وہ اپنے ذاتی بھلے کے لیے اور جو برائی کرے گا اس کا وبال اس پر ہے، (1) پھر تم سب اپنے پرورد گارکی طرف لوٹائے حاؤگے۔ (1)

پرورد کار کی حرف و نام جاد کے۔

17. اور یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت (۵)

اور نبوت دی تھی، اور ہم نے انہیں پاکیزہ (اور نفیس)

روزیال دی تھیں (۲) اور انہیں دنیا والوں پر فضیات دی
تھی۔ (۵)

12. اور ہم نے انہیں دین کی صاف صاف ولیلیں دیں، (^)

ا. یعنی جو اس بات کا خوف نہیں رکھتے کہ اللہ تعالی اپنے ایماندار بندوں کی مدد کرنے اور دشمنوں کو بیست ونابود کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ مراد کافر ہیں۔ اور ایام اللہ سے مراد وقائع ہیں۔ ﴿وَدَكُنْوَهُمْ بِاللّٰهِ اللّٰهِ ﴾ (ابراهیم: ۵) میں ہے۔ مطلب ہے کہ ان کافروں سے عفو و درگزر سے کام او، جو اللہ کے عذاب اور اس کی گرفت سے بے خوف ہیں۔ یہ ابتدائی حکم تھا جو مسلمانوں کو پہلے دیا جاتا رہا تھا بعد میں جب مسلمان مقابلے کے قابل ہو گئے تو پھر سختی کا اور ان سے عکرا جانے (جہاد) کا حکم دے دیا گیا۔

۲. لیغی جب تم ان کی ایذاؤل پر صبر اور ان کی زیاد تیول سے در گزر کروگے، تو یہ سارے گناہ ان کے ذمے ہی رہیںگے، جن کی سزا ہم قیامت کے دن ان کو دیں گے۔

سب لینی ہر گروہ اور فرد کا عمل، اچھا یا برا، اس کا فائدہ یا نقصان خود کرنے والے کو ہی پہنچے گا، کسی دوسرے کو نہیں۔ اس میں نیکی کی ترغیب بھی ہے، اور بدی سے ترہیب بھی۔

م. پس وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء دے گا۔ نیکوں کو نیک اور بروں کو بری۔

۵. کتاب سے مراد تورات، حکم سے حکومت وبادشاہت یا فہم وقضاء کی وہ صلاحیت ہے جو تنازعات کو نمٹانے اور لوگول
 کے در میان فیصلے کرنے کے لیے ضروری ہے۔

۲. وہ روزیاں جو ان کے لیے حلال تھیں اور ان ہی میں من وسلویٰ کا نزول بھی تھا۔

کی تعنی ان کے زمانے کے اعتبار سے۔

٨. كه يه حلال بين اور يه حرام- يا معجزات مراد بين- يا نبي مَنْ النَّيْظُ كى بعثت كا علم، آپ كى نبوت كے شواہد اور آپ كى

پھر انہوں نے اپنے پاس علم کے پہنچ جانے کے بعد آپس

کی ضد اور بحث سے ہی اختلاف بریا کرڈالا، <sup>(۱)</sup> یہ جن جن

چزوں میں اختلاف کررہے ہیں ان کا فیصلہ قیامت کے

١٨. پير ہم نے آپ كو دين كى (ظاہر) راہ ير قائم

کردیا، (۲) سو آپ اسی پر لگے رہیں اور نادانوں کی

19. (یاد رکھیں) کہ یہ لوگ ہرگز اللہ کے سامنے آپ

کے کچھ کام نہیں آسکتے۔ (سمجھ لیں کہ) ظالم لوگ آپس

میں ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں اور پر ہیز گاروں

۲۰. یه (قرآن) لوگوں کے لیے بصیرت کی باتیں

ہیں <sup>(۴)</sup> اور ہدایت ورحمت ہے <sup>(۵)</sup> اس قوم کے لیے جو

٢١. كما ان لوگوں كا جو برے كام كرتے ہيں يہ كمان ہے

کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایمان لائے

دن ان کے در میان (خود) تیرا رب کرے گا۔

خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں۔(

کا کارساز اللہ تعالیٰ ہے۔

یقین رکھتی ہے۔

مَاجَاءُهُوُ الْعِلْهُ نِعَثَالِبَيْنِهُوْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيُ بَيْنَهُ مُ نِوْمَ الْقِيلِمَةِ فِيمُا كَانُوْ افِيُهِ ىختىلفۇن 🛭

تُوتَحِعَلُنكَ عَلى شَيرِنعَةٍ مِن الْأَمْرِ فَالْتَبَعْهَا وَلَاتَتْبِعُ آهُوَآءِ الَّذِيْنَ لَايَعُلَمُونَ

انْهُمْ لَنْ يُغْنُو اعْنَكُ مِنَ اللهِ شَنَّا وَإِنَّ الظِّلِمِينَ بَعْضُهُمُ اَولِيّا ءُبَعْضٍ وَاللهُ وَلِيَّ الْمُتَّقِينَ ١

> هٰنَابِصَٱبُولِلتَّاسِوَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمِ يُّوْقِنُوْنَ©

آمر حسب الذين اجتركواالسبياات أن بجعكه كَالَّذِيْنَ امَّنُواْ وَعِلْواالصِّلِياتِ سَوَاءً تَعَيْاهُمُ

ہجرت گاہ کی تعیین مراد ہے۔

ا. بَغْيًا بَيْنَهُمْ كا مطلب ہے، آپس میں ایک دوسرے سے حسد اور بغض وعناد كا مظاہرہ كرتے ہوئے یا جاہ ومنصب كی خاطر۔ انہوں نے اپنے دین میں، علم آجانے کے باوجود، اختلاف یا نبی مَنَافِیْکِم کی رسالت سے انکار کیا۔

۲. شریعت کے لغوی معنی ہیں، راستہ ملت اور منہاج۔ شاہراہ کو بھی شارع کہا جاتا ہے کہ وہ مقصد ومنزل تک پہنجاتی ہے۔ پس شریعت سے یہاں مراد، وہ دین ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر فرمایا ہے تاکہ لوگ اس پر چل کر الله كي رضاكا مقصد حاصل كرلين- آيت كا مطلب ہے- ہم نے آپ كو دين كے ايك واضح راستے يا طريقے ير قائم كرديا ہے جو آپ کو حق تک پہنیادے گا۔

- m. جو الله کی توحید اور اس کی شریعت سے ناواقف ہیں۔ مراد کفار مکہ اور ان کے ساتھی ہیں۔
- ہم. لینی ان دلائل کا مجموعہ ہے جو احکام دین سے متعلق ہیں اور جن سے انسانی ضروریات وحاجات وابستہ ہیں۔
  - a. لینی دنیا میں ہدایت کا راستہ بتلانے والا ہے اور آخرت میں رحمت الہی کا موجب ہے۔

وَمَمَا تُهُمُ شَآءَمَا يَخَكُمُونَ ﴿

ۅؘڂؘػٙٵٮڵڎؙٳڵؾػڶۅؾۅؘٲڷۯڞؘڔٳڷؾۜۜٷڸؾؙؙۼؖۯ۬ؽ ػؙؙڰؙڹٛڡؘۺۣ۬ڔؠؠٵػٮؘؠؘؾٞٷ۫ۿ۬ڒڬؿ۠ڟؽۏٛڹ۞

ٱفَوَيُّتَ مَنِ اتَّغَنَّا اِلهَهُ هُوبهُ وَاضَلَّهُ اللهُ عَلَيْهِ وَّخَدَوَ عَل سَمْعِهِ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَل بَصَرِهِ غِشُوَّةً فَتُنَّ يَنْهُدِيْهِ مِنْ ابْعَلِ اللهِ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۖ

اور نیک کام کیے کہ ان کا مرنا جینا یکسال ہوجائے، (۱) برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کررہے ہیں۔

۲۲. اور آسانوں اور زمین کو اللہ نے بہت ہی عدل کے ساتھ پیدا کیا ہے اور تاکہ ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے کام کا پورا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہ کیا حائے گا۔ (۲)

۲۲. کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے<sup>(۳)</sup> اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کردیا ہے<sup>(۳)</sup> اور اس کے کان اور دل

ا. لینی دنیا اور آخرت میں دونوں کے درمیان کوئی فرق نہ کریں۔ اس طرح ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یا مطلب ہے کہ جس طرح دنیا میں وہ برابر تھے، آخرت میں بھی وہ برابر ہی رہیں گے کہ مرکر یہ بھی ناپید اور وہ بھی ناپید؟ نہ بدکار کو سزا، نہ ایمان وعمل صالح کرنے والے کو انعام۔ ایسا نہیں ہوگا۔ اسی لیے آگے فرمایا ان کا یہ فیصلہ برا ہے جو وہ کررہے ہیں۔
ع. اور یہ عدل یہی ہے کہ قیامت کے دن بے لاگ فیصلہ ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق اچھی یا بری جزاء دے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ نیک وبد دونوں کے ساتھ وہ کیساں سلوک کرے، جیسا کہ کافروں کا زعم باطل ہے، جس کی تردید گزشتہ آیت میں کی گئی ہے۔ کیوں کہ دونوں کو برابری کی سطح پر رکھنا ظلم یعنی عدل کے خلاف بھی ہے اور مسلمات سے انحواف بھی۔ اس طرح کانٹے بوکر انگور کی قصل حاصل نہیں کی جاسحتی، اس طرح بدی کا ارتکاب کرے وہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا جو اللہ نے اہل ایمان کے لیے رکھا ہے۔

سال پی وہ ای کو اچھا سجھتا ہے جس کو اس کا نفس اچھا اور اس کو برا سجھتا ہے جس کو اس کا نفس برا قرار دیتا ہے۔
ایشی اللہ اور رسول کے احکام کے مقابلے میں اپنی نفسانی خواہش کو ترجیج دیتا یا اپنی عقل کو اہمیت دیتا ہے۔ حالانکہ عقل کھی ماحول سے متاثر یا مفادات کی اس ہوکر، خواہش نفس کی طرح، غلط فیصلہ کرسکتی ہے۔ ایک معنی اس کے یہ کیے گئے ہیں، جو اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہدایت اور برہان کے بغیر اپنی مرضی کے دین کو اختیار کرتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے ایسا شخص مراد ہے جو پھر کو بوجتا تھا، جب اسے زیادہ خوب صورت پھر مل جاتا، تو وہ پہلے پھر کو بھینک کہ اس سے ایسا شخص مراد ہے جو پھر کو بوجتا تھا، جب اسے زیادہ خوب صورت پھر مل جاتا، تو وہ پہلے پھر کو بھینک کردوسرے کو معبود بنالیتا۔ (ٹے انقدیر).

م. یعنی بلوغ علم اور قیام جحت کے باوجود، وہ گراہی ہی کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ جیسے بہت سے پندار علم میں مبتلا گراہ اہل علم کا حال ہے۔ ہوتے وہ گراہ ہیں، موقف ان کا بے بنیاد ہوتا ہے۔ لیکن "ہم چوہا دیگرے نیست" کے گھمنڈ میں وہ اپنے «دلائل" کو ایسا سجھتے ہیں گویا آسمان سے تارے توڑلائے ہیں۔ اور یوں "علم وفہم" رکھنے کے باوجود وہ گراہ ہی نہیں ہوتے، دوسروں کو بھی گراہ کرنے پر فخر کرتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ هٰذَا الْعِلْمِ الضَّالِّ وَالْفَهُمْ السَّقِيْمِ وَالْعَقْلِ الزَّائِعْ۔

پر مہر لگادی ہے ('') اور اس کی آئکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، ('') اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔ ('') کیا اب بھی تم نصیحت نہیں کپڑتے۔ ('') کیا اب بھی تم نصیحت نہیں کپڑتے۔ ('') زندگی ہو صرف دنیا کی زندگی ہی ہے۔ ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہی مار ڈالتاہے، (دراصل) انہیں اس کا پچھ علم ہی نہیں۔ یہ تو صرف (قیاس اور) اٹکل سے ہی کام علم ہی نہیں۔ یہ تو صرف (قیاس اور) اٹکل سے ہی کام لے رہے ہیں۔

73. اور جب ان کے سامنے ہماری واضح اور روش آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے، تو ان کے پاس اس قول کے سوا کوئی دلیل نہیں ہوتی کہ اگر تم سے ہوتو ہمارے باپ دادوں کو لاؤ۔

وَقَالُوْامَاهِىَ الِّلَامِيَالْتُنَا الدُّنْيَانَمُوْثُ وَتَحَيَّا وَمَا يُهْلِكُنَّا الَّلَا الدَّهُوُّ وَمَا لَهُوُ بِذِالِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنَّ هُوُ الْاَيْظُنُّوْنَ۞

وَاذَانُتُلِ عَلَيُهِمُ النُّنَا ابَرِنْتِ مَّاكَانَ حُجَّتَهُمُ اِلْاَ اَنْ قَالُواانُتُوُّا لِأَبَا إِنْنَاكِنَ كُنْتُوُ طىدِقِيْنَ®

ا. جس سے اس کے کان وعظ ونصیحت سننے سے اور اس کا دل ہدایت کے سمجھنے سے محروم ہوگیا۔

۲. چنانچه وه حق کو دیکھ بھی نہیں یا تا۔

س. جیسے فرمایا ﴿مَنْ يُضْلِلِ اللهُ فَلَاهَادِی لَهُ وَيَذَرُهُمْ فِي طَغْمَانِهُمْ وَيَعْمَهُونَ ﴾ (الأعراف: ۱۸۷) (جس کو الله تعالی گراه کردے اس کوکوئی راه پر نہیں لاسکیا۔ اور الله تعالی ان کو ان کی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے چپوڑ دیتا ہے)۔

٧٠. يعني غورو فكر نہيں كرتے تاكه حقيقت حال تم پر واضح اور آشكارا ہوجائے۔

۲. یہ ان کی سب سے بڑی دلیل ہے جو ان کی کٹ حجتی کا مظہر ہے۔

۵. یہ دہریہ اور ان کے ہم نوا مشرکین ملہ کا قول ہے جو آخرت کے مشر تھے۔ وہ کہتے تھے کہ بس یہ دنیا کی زندگی ہی پہلی اور آخری زندگی ہے، اس کے بعد کوئی زندگی نہیں اور اس میں موت وحیات کا سلسلہ، محض زمانے کی گردش کا نتیجہ ہے۔ جیسے فلاسفہ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ہر چھتیں ہزار سال کے بعد ہر چیز دوبارہ اپنی حالت پر لوٹ آتی ہے۔ اور یہ سلسلہ، بغیر کسی صافع اور مدہر کے، ازخود یوں ہی چل رہا ہے اور چلتا رہے گا، نہ اس کی کوئی ابتداء ہے نہ انتہاء۔ یہ گروہ دوریہ کہلاتا ہے (ابن کشی) ظاہر بات ہے، یہ نظریہ، اسے عقل بھی قبول نہیں کرتی اور نقل کے بھی خلاف ہے۔ حدیث قدس ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے۔ (ابن آدم جھے ایذاء پہنچاتا ہے۔ زمانے کو ہرا بھلا کہتا ہے (یعنی اس کی طرف افعال کی نسبت کرکے، اسے ہرا کہتا ہے) حالا نکہ (زمانہ بحاج) خود کوئی چیز نہیں) میں خود زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں تمام اختیارات ہیں، رات دن بھی میں ہی پھیرتا ہوں)۔ (صحیح البخاری، نفسیر سورۃ الجائیة. مسلم، کتاب الألفاظ من الأدب، باب النہی عن سب الدھر)

قُلِ اللهُ يُخِينِكُ وَتُعَرِيمُ لِمُنَّكُ وَخُوَّ يَجْمَعُكُوُ إلَّ يَوْمِ الْفِيلِمَةَ لَارَيْبَ فِيْهِ وَلَكِنَّ ٱكْثَرَالتَّاسِ لَايَهُ لَمُوْنَ ۚ

ۅؘؠڵۼڡؙڵڬٛٵڶۺؠڵۅؾۘۘۅؘٲڵۯڝ۬ٝۏؠؘۜۅۘڡؘؽۊۘڡٞؗۄؙڡؙۯڶۺۜٵۼةؙ ؽۊؙڡؠۣۮؾٞۼٛۺؙۯؙٲڵٮؙڹڟؚڵۅٛڹ۞

ۅؘڗ۬ؽػ۠ڷۜٲؙڡۜؾۊٟڿٳؿڰٙؿڟ۠ڷؙٲڡٚؾڗؙڎ۬ؽۧٳڸڮؿؚؚ۬ۿ<sup>ٳ</sup> ٲؽؙۅٞڡڒؿؙڋٚۯؘۏؘؘڡٲڴٛڎؙڎ۫ۼؠڵۏ۫ؽ۞

هذاكِتِبُنَايَنُطِقُ عَلَيُكُمُ بِالْحَقِّ إِتَّالُكَا نَسُتَنُسِخُ مَاكُنُتُوتَ عَمُلُونَ۞

فَأَمَّا الَّذِينَ الْمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِيٰتِ فَيُكُخِلُهُمُ رَبُّهُمُ فِي رَحْمَةِ لِمَ لِكَهُوا لَفُوزُ الْمُبِينُ®

۲۷. آپ کہہ دیجے اللہ ہی تنہیں زندہ کرتا ہے پھر منہیں مارڈالتا ہے پھر منہیں قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ کے اور آسانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن اہل باطل بڑے نقصان میں پڑیں گے۔

۲۸. اور آپ دیکھیں گے کہ ہر امت گھٹوں کے بل گری ہوئی ہوگی۔(۱) ہر گروہ اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا، آج تمہیں اپنے کیے کا بدلہ دیا جائے گا۔

۲۹. یہ ہے ہماری کتاب جو تمہارے بارے میں سے سے بول رہی ہے، (۲) ہم تمہارے اندال کھواتے جاتے ہے۔ (۳)

۳۰. پس لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے (<sup>(\*)</sup> تو ان کو ان کا رب اپنی رحمت تلے

ا. ظاہر آیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر گروہ ہی (چاہے وہ انبیاء کے پیروکار ہول یا ان کے مخالفین) خوف ودہشت کے مارے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے (فع القدر) تا آئکہ سب کو حساب کتاب کے لیے بلایا جائے گا، جیسا کہ آیت کے اگلے ھے سے واضح ہے۔

۲. اس کتاب سے مراد، وہ رجسٹر ہیں جن میں انسان کے تمام اعمال درج ہوں گے۔ ﴿وَوْفِعَ الْكُنْجُ وَحِائَى بِالنّبِہِنَ وَالنّمُ هَدَا إِنَّهِ اللّهِ اللّهُ عَلَيْ إِللّهِ بَيْنَ وَاللّهُ هَدَا عَلَيْ اللّهُ عَلَيْ اللّهُ عَلَيْ عَلَيْ اللّهُ عَلَيْ اللّهُ اللّهُ عَلَيْ اللّهُ اللّهُ عَلَيْ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَيْ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ ال

۳. لینی ہمارے علم کے علاوہ، فرشتے بھی ہمارے تھم سے تمہاری ہر چیز نوٹ کرتے اور محفوظ رکھتے تھے۔ ۴. یہال بھی ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر کرکے اس کی اہمیت واضح کردی اور عمل صالح وہ اعمال خیر ہیں جو سنت

کے مطابق ادا کیے جائیں نہ کہ ہر وہ عمل جے انسان اپنے طور پر اچھا سمجھ لے اور اسے نہایت اہتمام اور ذوق وشوق کے ساتھ کرے جیسے بہت سی بدعات مذہبی حلقوں میں رائح ہیں اور جو ان حلقوں میں فرائض وواجبات سے بھی زیادہ اہمیت لے لے گا، <sup>(۱)</sup> یہی صریح کامیابی ہے۔

اسب لیکن جن لوگوں نے کفر کیا تو (میں ان سے کہوں گا) کیا میری آ بیتی حمہیں سائی نہیں جاتی تھیں؟ (۲) پھر جھی تم تکبر کرتے رہے اور تم شے ہی گناہ گار لوگ۔ (۳) قیامت اور جب بھی کہا جاتا کہ اللہ کاوعدہ یقیناً سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں تو تم جواب دیتے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ ہمیں پچھ کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ ہمیں پچھ کو بی سا خیال ہوجاتا ہے لیکن ہمیں یقین نہیں۔ (۳) کا وہ مذاق اڑا رہے تھے اس نے انہیں گھیر لیا۔ (۵) کا وہ مذاق اڑا رہے تھے اس نے انہیں گھیر لیا۔ (۵) کہ تم تہ ہم تہ ہیں بھلادیں گے جیسے کہ تم نہ بین بھلادیں گے جیسے کہ تم نہ بین بھلادیں گے جیسے کہ تم نہ نہیں بھلادیں گے جیسے کہ تم نہ نہیں اور جس کے تھیا اور تہ ہم تہ ہم تا کہ نے کو بھلادیا تھا (۱) اور تہارا

ۅؘٲڟۜٵڷۜڹؠ۫ؽػڡؙۯ۠ۅٲ؇ؘڡؘڮڗؙڴؽ۠ڶڸؾؚؿؙؾؙؿڶ؏ڮؽڮؙۅؙ ڡٚٲۺؾڬڹٞڔ۫ؿ۫ۄؙۅڴڹ۫ؿؙۊ۫ۊؙڡؙٲڞؙڿڔؚڡؚؽڹ۞

وَاذَا قِيْلَ اِنَّ وَعُدَاللهِ حَثَّ ُوَالسَّاعَةُ لَارَيْبَ فِيْهَا فُلْتُوْمَّا نَدُرِي مَاالسَّاعَةُ اِنٌ ثَظُقُ اِلَّلِظَتَّا وَمَا مَحْنُ بِمُسْتَيْقِينِيْنَ ۞

وَبَكَالُهُوْسَيِّاكُمَا عَمِكُواوَحَاقَ بِهِمُ مِّاكَانُوُالِهِ يَسْتَهُزِءُونَ۞

وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَفْسَكُوْكِمَا ضِيْتِتُوْلِقَاءَ يَوْمِكُوْهَٰلَا وَمَاۡوَلِكُوُ التّارُومَالَكُوْ مِّنَ تِّضِيرِيْنَ

ر کھتی ہیں۔ اسی لیے فرائض وسنن کا ترک تو ان کے ہاں عام ہے لیکن بدعات کا ایسا التزام ہے کہ اس میں کسی قسم کی کو تاہی کا تصور ہی نہیں ہے۔ حالال کہ نبی مُنافِیدِم نے بدعات کو شر الأمور (بدترین کام) قرار دیا ہے۔

ا. رحمت سے مراد جنت ہے، لینی جنت میں داخل فرمائے گا، جیسے حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ جنت سے فرمائے گا أَنْتِ رَحْمَتِيْ أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ (صحبح البخاري، تفسير سورة قَ) "تو ميرى رحمت ہے تيرے ذريعے سے (لیعنی تجھ میں داخل كركے) میں جس پر چاہوں گا، رحم كروں گا"۔

۲. یہ بطور تو یہ کے ان سے کہاجائے گا، کیوں کہ رسول ان کے پاس آئے تھے، انہوں نے اللہ کے احکام انہیں سنائے تھے، کین انہوں نے پرواہ بی نہیں کی تھی۔

سب لینی حق کے قبول کرنے سے تم نے تکبر کیا اور ایمان نہیں لائے، بلکہ تم شخے ہی گناہ گار۔

٨٠. لعني قيامت كا وقوع، محض ظن وتخين ہے۔ ہميں توليقين نہيں كه يه واقعي ہوگا۔

۵. لعنی قیامت کا عذاب، جے وہ مذاق لعنی انہونا سمجھتے تھے، اس میں وہ گر فتار ہوں گے۔

٢. چيے حديث ميں آتا ہے۔ اللہ اپنے بعض بندوں سے كہے گا "كيا ميں نے تجھے بيوى نہيں دى تھى؟ كياميں نے تيرا اكرام نہيں كيا تھا؟ كيا ميں نے گھوڑے اور بيل وغيرہ تيرى ما تحتى ميں نہيں ديے تھے؟ تو سردارى بھى كرتا اور چنگى بھى وصول كرتا رہا"۔ وہ كہے گا بال يہ تو ٹھيك ہے ميرے رب! اللہ تعالى اس سے پوچھے گا "كيا تھے ميرى ملاقات كا يقين تھا؟ وہ كہے گا، نہيں۔ اللہ تعالى فرمائے گا۔ (فَالْيُوْمَ أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيْتَنِيْ» لي آج ميں بھى (تھے جہم ميں ڈال كر)

ۮ۬ڸڵۄٞڔۣٵ۫ػؙڴۄٛٳڷۼۜڬؙڎؙٷٳڵؾؚٵٮڵٳۼۿۯؙۅٞٳۊۜۼٙڗؖؾٛڬٷٛ ٳڬؾۅؿؙٳڶڰؙؿؗٳٷڶڷٷؘڮۯڮٷۯڿؙۏڹؠؠٙٵ ۅٙڵٷ؞ؿٛٮؾۼؿٷۯؽ۞

فَيللهِ الْحَمْدُ دَتِ السَّلْوَتِ وَرَتِ الْاَرْضِ رَتِ الْعَلَيْمِيْنَ⊙

> وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّلُوتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْرُ الْحَكِيثُمُ ﴿

ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا مدد گار کوئی نہیں۔

سے ہو اس لیے ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی بنی اڑائی تھی اور دنیا کی زندگی نے تمہیں وھوکے میں ڈال رکھا تھا، پس آج کے دن نہ تو یہ (دوزخ) سے نکالے جائیں گے اور نہ ان سے عذر ومعذرت قبول کیا حائے گا۔(1)

٣٠٨. پس الله کی تعریف ہے جو آسانوں اور زمین اور تمام جہان کا یالنہار ہے۔

**سے.** اور تمام (بزرگی اور) بڑائی آسانوں اور زمین میں اس کی ہے<sup>(۱)</sup> اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔

بھول جاؤل گا جیسے تو مجھے بھولے رہا"۔ (صحیح مسلم، کتاب الزهد)

ا. یعنی الله کی آیات واحکام کا استهزاء اور دنیا کے فریب وغرور میں مبتلا رہنا، یہ دو جرم ایسے ہیں جنہوں نے تنہیں عذاب جہنم کا مستق بنادیا، اب اس سے نگلنے کا امکان ہے اور نہ اس بات کی ہی امید که کسی موقعے پر تمہیں توبہ اور رجوع کا موقعہ وے دیا جائے، اور تم توبہ ومعذرت کرکے الله کو منالو لَایُسْتَعَبُّوْنَ أَيْ لَا یُسْتَرْضَوْنَ وَلَا یُطْلَبُ مِنْهُمُ اللهُ کُو مُنالو لَایُسْتَعَبُّوْنَ أَیْ لَا یُسْتَرْضَوْنَ وَلَا یُطْلَبُ مِنْهُمُ اللهِ کُو مُنالو لَایُسْتَعَبُوْنَ أَیْ لَا یُسْتَرْضَوْنَ وَلَا یُطْلَبُ مِنْهُمُ اللهِ کُو مُنالو لَایُسْتَعَبُونَ أَیْ لَا یُسْتَرِفَوْنَ وَلَا یُطْلَبُ مِنْهُمُ اللهِ الل

۲. چیے صدیث قدی میں اللہ تعالی فرماتا ہے: «الْعَظَمَةُ إِزَادِيْ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ، فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا أَسْكَنْتُهُ نَادِيْ» (بزرگی میرا ازار ہے اور بڑا پن میری چادر ہے جو ان میں سے کی کو بھی مجھ سے لینے کی کوشش کرے گا میں اس کو اپنی جہنم میں ڈال دول گا)۔ (صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الکبر)

#### 1291

## سورۂ احقاف مکی ہے اور اس میں پینتیس آ بیتی اور چار رکوع ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

### ا. حقر ا

۲. اس کتاب کا اتارنا غالب اور حکمت والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

س. ہم نے آسانوں اور زمین اور ان دونوں کے در میان کی تمام چیزوں کو بہترین تدبیر کے ساتھ ہی ایک مدت معین کے لیے پیدا کیا ہے، (۱) اور کافر لوگ جس چیز سے ڈرائے جاتے ہیں منہ موڑ لیتے ہیں۔ (۱)

الله کے سوا کی کہ ویجے جھلا دیکھوتو جنہیں تم اللہ کے سوا کیارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا کلڑا بنایا ہے یا آسانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟ (\*) اگر تم سے ہوتو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا

# مِنْ مُؤْلِعُ الْخَفَافِي اللهِ اللهِ

## بن سيرالله الرَّحْمَن الرَّحِيْوِن

#### (1)

تَنْزِيْلُ الكِتْبِ مِنَ اللهِ الْعَزِيْزِ الْحُكِيُو

مَاخَلَقُنَاالسَّمُلُوتِ وَالْاَرْضَ وَمَابَيْنَهُمَّاالَّالِ بِالْحَقِّ وَلَجَلِ شُسَمَّى وَالَّذِينِ كَفَمُواْحَثَّا الْنُذِرُوّا مُغْرِضُوْنَ ©

قُلْ اَرَءَيْتُهُ مَّاتَكُ عُوْنَ مِنُ دُوْنِ اللَّهِ اَدُوْزِنَ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْكِرْضِ اَمْ لَهُمُ شِرُكُ فِي السَّلُوتِ الْيُتُونِيُ لِكِتْبِ مِّنَ قَبْلِ هَلَا الْوَاسَةِ وَ مِنْ عِلْمِ انْ كُنْتُمُ طُولِةِ يَنَ

ا. یہ فَوَاتِحُ سُورِ، ان متشابھات میں سے بیں جن کا علم صرف اللہ کو ہے، اس لیے ان کے معانی ومطالب میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم ان کے دو فائدے بعض مفسرین نے بیان کیے ہیں، جنہیں ہم سورۂ لقمان کی پہلی آیت کے عاشیہ میں بیان کر آئے ہیں۔

لعنی آسان وزمین کی پیدائش کا ایک خاص مقصد بھی ہے اور وہ ہے انسانوں کی آزمائش۔ دوسرا، اس کے لیے ایک وقت بھی مقرر ہے۔ جب وہ وقت موعود آجائے گا تو آسان وزمین کا یہ موجودہ نظام سارا بھر جائے گا۔ نہ آسان، یہ آسان ہوگا، نہ زمین، یہ زمین ہوگ۔ ﴿ یَوْمَتُلِکَ لُ الْأَرْضُ عَلَیْمُ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ ﴾ ۔ (ابراهیم: ۸۸)

س. لینی عدم ایمان کی صورت میں بعث، حساب اور جزاء سے جو انہیں ڈرایا جاتا ہے، وہ اس کی پرواہ ہی نہیں کرتے، اس پر ایمان لاتے ہیں، نہ عذاب اخروی سے بیجنے کی تباری کرتے ہیں۔

4. اَرَأَيْنُمْ بَمِعَیٰ اَخْبِرُوْنِیْ یا اَرُوْنِیْ لیمِن الله کو چپورٹر جن بنول یا شخصیات کی تم عبادت کرتے ہو، مجھے بتلاؤ یا دکھلاؤ کہ انہوں نے زمین وآسان کی پیدائش میں کیا حصہ لیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جب آسان وزمین کی پیدائش میں بھی ان کا کوئی حصہ نہیں ہے بلکہ مکمل طور پر ان سب کا خالق صرف ایک اللہ ہے تو پھر تم ان غیر حق معبودوں کو اللہ کی کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو، میرے پاس لے آؤ۔ (۱)

8. اور اس سے بڑھ کر گمر اہ اور کون ہو گا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔ (۲)

7. اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کرجائیں گے۔ (۳)

2. اور انہیں جب ہاری واضح آ بیتیں پڑھ کر سائی جاتی ہیں تو مکر لوگ سچی بات کو جب کہ ان کے پاس آ چکی، میں تو مکر لوگ سچی بات کو جب کہ ان کے پاس آ چکی،

کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو صری جادو ہے۔

وَمَنَ اَضَلُّ مِثَّنَ تَيْمُؤُامِنَ دُوْنِ اللهِ مَنَ كَاكِسُتَخِيْبُ لَهَ إِلى يُوْمِ الْقِيمَاتُوكُمُ عَنَ دُعَا بِهِ خِفِنْلُونَ۞

ۅٙڶۮؘڵڂؿؚڔؘٳڵؿٚٲڛؙػٲٮؙٷٲڵۿڿٳؘٛٛٛٛٛۜٛ۫ڝؙػٳٙٷۜڰٲٮؙٷٳ ڽؚۼؚڹٵۮؾؚۿ۪ۿڒؚؽؽڽٛڽ

وَإِذَا تُتُلَّى عَلِيُهُوهُ الْيُتَنَابِيِّنْتِ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَّرُوالِلْحَقِّ لَتَنَاجَآءُ هُمُوْلِمَانَ الْسِعُرُسُّبِينُ ۞

عبادت میں کیوں شریک کرتے ہو؟.

ا. یعنی کسی نبی پر نازل شدہ کتاب میں یا کسی منقول روایت میں یہ بات کلھی ہو تو وہ لاکر دکھاؤ تاکہ تمہاری صداقت واضح ہو سکے۔ بعض نے آُفارَةِ مِّنْ عِلْمٍ کے معنی واضح علمی دلیل کے کیے ہیں، اس صورت میں کتاب سے نقلی دلیل اور آُفارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ سے عقلی دلیل مراد ہوگی۔ یعنی کوئی عقلی اور نقلی دلیل پیش کرو۔ پہلے معنی اس کے اثر سے ماخوذ ہونے کی بنیاد پر روایت کے کیے ہیں یا بَقِیَّةٍ مِّنْ عِلْمٍ پہلے انبیاء عَلِیْلًا کی تعلیمات کا باقی ماندہ حصہ جو قابل اعتاد دریعے سے نقل ہوتا آیا ہو، اس میں یہ بات ہو۔

لیغنی یہی سب سے بڑے گراہ ہیں جو پھر کی مورتیوں کو یا فوت شدہ اشخاص کو مدد کے لیے پکارتے ہیں جو قیامت
 تک جواب دینے سے قاصر ہیں اور قاصر ہی نہیں بلکہ بالکل بے خبر ہیں۔

سال یہ مضمون قرآن کریم میں متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ کونس: ۲۹، سورہ مریم: ۱۸-۸۸، سورہ عکبوت: ۲۵ وغیرها من الآیات۔ دنیا میں ان معبودوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو غیر ذی روح جمادات ونباتات اور مظاہر قدرت (سورج، آگ وغیرہ) ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو زندگی اور قوت گویائی عطا فرمائے گا، اور یہ چزیں بول کر بتلائیں گی کہ جمس قطعاً اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ ہماری عبادت کرتے اور جمیں تیری خدائی میں شریک گردانتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبان قال سے وہ اپنے جذبات کا اظہار کریں گی۔ واللہ اعلم۔ معبودوں کی دوسری قسم وہ ہو انبیاء عظیم انکار کریں گا۔ واللہ انسانی بین، یہ اللہ کی برگاہ اور صالحین میں سے ہیں۔ جیسے عیبی، حضرت عزیر عظیم انکار کریں میں متقول ہے۔ علاوہ ازیں شیطان بارگاہ میں ای طرح کا جواب دیں گے جیسے حضرت عیسیٰ علیم انکار کریں گے۔ جیسے قرآن میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے۔ ﴿وَرَانَ کریم میں متقول ہے۔ علاوہ ازیں شیطان ایکار کریں گے۔ جیسے قرآن میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے۔ ﴿وَرَانَ کریم میں متقول ہے۔ علاوہ ازیں شیطان جی انکار کریں گے۔ جیسے قرآن میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے۔ ﴿وَرَانَ کَرِیم میں کرتے تھے)۔

ٱمُكِقُونُونَ افْتَرابُهُ ۚ قُلُ اِنِ افْتَرَيْتُهُ فَكَا تَمُلِكُونَ لِى مِنَ اللهِ شَيْئًا هُمُو ٱعَكُمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِي لِأَكِفَل بِهِ شَهِيئًا الْمُكِنِيُ وَبَيْنَكُمُ وَهُوالْغَفُورُ الرَّحِيمُوْنَ

وعراس العوا سرياد و راودراد

قُلُ مَا كُنْتُ بِدُعًا مِّنَ الرُّسُٰلِ وَمَاۤ اَدْدِیُ مَایُفُعَلُ بِیۡ وَلاکِمُمۡ اِنَ اَتَّبِهُم ِالَّامَایُوۡتَی اِلَیَّ وَمَاۤ اَنَالِلَا نَذِیرُسُّیهُ بُنُ

٨. كيا وہ كہتے ہيں كہ اسے تو اس نے خود گھڑليا ہے (۱)
 آپ كہہ ديجے كہ اگر ميں ہى اسے بنا لايا ہوں تو تم ميرے ليے اللہ كى طرف سے كسى چيز كا اختيار نہيں ركھتے، (۲) تم اس (قرآن) كے بارے ميں جو كھے كہہ سن رہے ہو اسے اللہ خوب جانتا ہے، (۳) ميرے اور تمہارے در ميان گواہى كے ليے وہى كافی ہے، (۳) اور وہ بخشنے والا مهربان ہے۔ (۵)

9. آپ کہہ دیجے کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغیر تو نہیں (۲) نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ (۵) میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا

ا. اس حق سے مراد، جو ان کے پاس آیا، قرآن کریم ہے، اس کے اعجاز اور قوت تاثیر کو دیکھ کر وہ اسے جادو سے تعییر کرتے، پھر اس سے بھی انحراف کرکے یا اس سے بھی بات نہ بنتی تو کہتے کہ یہ تو محمد (سُکالینیکم) کا اپنا گھڑا ہوا کلام ہے۔

۲. یعنی اگر تمہاری یہ بات صحیح ہو کہ میں اللہ کا بنایا ہوا رسول نہیں ہوں اور یہ کلام بھی میرا اپنا گھڑا ہوا ہو، پھر تو نیس جھوڑے گا۔ اور اگر ایس کوئی گرفت یعینا میں بڑا مجرم ہوں، اللہ تعالی اسے بڑے جھوٹ پر جھے کیڑے بغیر تو نہیں چھوڑے گا۔ اور اگر ایس کوئی گرفت ہوئی قو پھر سمجھ لینا کہ میں جھوٹا ہوں اور میری کوئی مدد بھی مت کرنا۔ بلکہ ایس حالت میں جھے مؤاخذہ اللی سے بچانے کا تمہیں کوئی اختیار بی نہیں ہوگا۔ اس مضمون کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔ ﴿وَلَوْتَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَادِيْلِ \* لاَحَادُ نَامِنْهُ يَالْبَدِيْنِ \* لُوْدَ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ

۳. لینی جس جس انداز سے بھی تم قرآن کی تکذیب کرتے ہو، تبھی اسے جادو، تبھی کہانت اور تبھی گھڑا ہوا کہتے ہو۔ اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ لینی وہی تمہاری ان مذموم حرکوں کا تمہیں بدلہ دے گا۔

۷. وہ اس بات کی گواہی کے لیے کافی ہے کہ یہ قرآن اسی کی طرف سے نازل ہوا ہے اور وہی تمہاری تکذیب ومخالفت کا بھی گواہ ہے۔ اس میں بھی ان کے لیے سخت وعید ہے۔

۵. اس کے لیے جو توبہ کرلے، ایمان لے آئے اور قرآن کو اللہ تعالیٰ کا سچا کلام مان لے۔ مطلب ہے کہ ابھی بھی وقت ہے کہ توبہ کرکے اللہ کی مغفرت ورحمت کے مستحق بن جاؤ۔

۲. لینی پہلا اور انو کھا رسول تو نہیں ہوں، بلکہ مجھ سے پہلے بھی متعدد رسول آچکے ہیں۔

2. لینی دنیا میں۔ میں مکے میں ہی رہوں گا یا یہاں سے نکلنے پر مجھے مجبور ہونا پڑے گا۔ مجھے موت طبعی آئے گی یا تمہارے ہاتھوں میرا قتل ہوگا؟ تم جلدی ہی سزاسے دوچار ہوگے یا لمبی مہلت تنہیں دی جائے گی؟ ان تمام باتوں کا علم

ہوں جو میری طرف وحی مجھیجی جاتی ہے اور میں تو صرف علی الاعلان آگاہ کردینے والا ہوں۔

> قُلُ اَرَهَيْثُمُّ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِاللّهِ وَكَفَرْتُوْ رِبِهِ وَشَهِدَ شَاهِكُ مِّنْ اَبَنِيَّ اِسُرَا مِيْلَ عَلى مِثْلِهِ قَالْمَنَ وَاسْتَكَبُّرَتُوُّ إِنَّ اللّهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمُ الظِّلِمِيْنَ

• ا. آپ کہہ دیجیے اگریہ (قرآن) اللہ ہی کی طرف سے ہو اور تم نے اسے نہ مانا ہو اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس جیسی کی گواہی بھی دے چکا ہو اور وہ ایمان بھی لاچکا ہو اور تم نے سرکشی کی ہو، (۱) تو بیشک اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔

ۅؘقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْ الِلَّذِيْنَ امْنُوْ الْوَكَانَ خَيْرًالِمَّا سَبَقُوْنَا الِيُهِ وَاذْ لَوْيَهْتَدُوْ الِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰنَآ اِنْكُ قَدِيْرُ

11. اور کافروں نے ایمان داروں کی نسبت کہا کہ اگر یہ (دین) بہتر ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے سبقت کرنے نہ پاتے، اور چونکہ انہوں نے اس قرآن سے ہدایت نہیں پائی پس یہ کہہ دیں گے کہ قدیمی جھوٹ ہے۔(۲)

صرف اللہ کو ہے، مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ یا تمہارے ساتھ کل کیا ہوگا؟ تاہم آخرت کے بارے میں بھینی علم ہے کہ اہل ایمان جنت میں اور کافر جہنم میں جائیں گے۔ اور حدیث میں جو آتا ہے کہ نبی عنگائیٹی آئے بعض صحابہ ڈکائٹی کی وفات پر، جب ان کے بارے میں حن ظن کا اظہار کیا گیا، تو فرمایا «وَاللهِ مَا أَدْدِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ» (صحیح البخاری، مناقب الانصار، باب مقدم النبی وأصحابه المدینة) (اللہ کی فتم مجھے اللہ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کو میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟) اس سے کسی ایک معین شخص کے قطعی انجام کے علم کی نفی ہے۔ اللہ کہ بات بھی نص موجود ہو۔ جیسے عشرہ مبشرہ اور اصحاب بدر وغیرہ۔

ا. اس شاہد بن اسرائیل سے کون مراد ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ یہ بطور جنس کے ہے۔ بنی اسرائیل میں سے ہر ایمان لانے والا اس کا مصداق ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کے میں رہنے والا کوئی بنی اسرائیلی مراد ہے، کیونکہ یہ سورت کی ہے۔ بعض کے نزد یک اس سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں اور وہ اس آیت کو مدنی قرار دیتے ہیں۔ صحیحین کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے (صحیح البخاری، مناقب الانصار، باب مناقب عبداللہ بن سلام، مسلم، فضائل الصحابة) اس لیے امام شوکانی نے اس مائید ہوتی ہے دی ہے۔ کہ اللہ ہونے کو ترجیح دی ہے۔ کہ گیالیہ (اس جیس کتاب کی گواہی) کا مطلب ہے تورات کی گواہی جو قرآن کے منزل من اللہ ہونے کو متازم ہے۔ کیونکہ قرآن بھی توحید ومعاد کے اثبات میں تورات ہی کے مثل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اہل کیا ہی گواہی اور ان کے ایمان لانے کے بعد اس کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں رہ جاتا ہے۔ اس لیے اس کے بعد تمہارے انکار واشکبار کا بھی کوئی جواز نہیں ہے۔ تمہیں اپنے اس روپے کا انجام سوچ لینا چاہیے۔

1 کفار مکہ، حضرت بلال، عمار، صہیب اور خباب رضی اللہ عنہم جیسے مسلمانوں کو، جو غریب وقلاش قسم کے لوگ شے،

ۅؘڝؚڽؙڎٙؽڸ؋ڮڎڮٛٷڝؖؽٳ؆ٵ۠ٵۊۜڮڂٛڡڐۘٷۿۮؘٳڮڗ۠ ڞ۠ڝۜڐؿؙٞڵۣڛٵؽٵػڔۺۣۧٵڸؿؙؿۏڔٙٲڷۜۮؚؽؽڟڬٷٲ ۅؙؿؙؿؙؙۯؽڸڶؠؙػٛڝؚڹؽؽ۞

ٳۜؖؗؿؙ۩ٙؾٚۯؚؽؘٵٞڷؙٷ۬ٳۯؾؙؿٵ۩۠ٷؿؙۊٳؗۺؾؘڡۜٙٵڡؙٷٳڡؘؘڵڒڂؘۅؙڡٛٞ عَكَيْهِۄٞۄؘۅٙڵٳۿؙؗؗۿؙۄٞڲٷٛٷٛؿ۞ؖ

ؖٲۅڵڵ۪ڮٲڞؙۼٮٛؗٳڷڮۘؾۜٛۊڂڸڔؽڹۏؽؠؙؠۜٲڂٛؽٚٳٞءؚٞؽٵػٲٮؙ۠ۯٳ ڽۼؙؠؙؙڵۏڒ۞

ۅٙڡٞڝۜؽڹٵڵۯڵۺؙٵؽؠۅٳڸۮؽڔٳڂڛڵٵ۠ڂؠۘػؾڎؗٲ۠ڞ۠ ػؙڔۿٵۊۅڞؘۼؾؙۿػؙڔۿٵٷڂؠڵۿۅڣۻڵۿؙڬڬۺ۠ۏڹۺؘۿڒٞٲ ڂۺۧٳڎٳڹػۼ۩ۺؙ؆ۿۅؠػڂٙۯؽۼؚؽڹڛؘؾڐۜڠٲڶڔٙؾؚ ٳۅٛڹۣڠؚڹؿۤٲڹؙٳۺٛػؙڔ۫ۼڰؠؘۜؾڮٵڵٟۊؿٙٵڣ۫ۼؠؿؗڝڮۜٷۜٷۼڸ

17. اور اس سے پہلے موسیٰ (عَلَیْمِیْا) کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی۔ اوریہ کتاب ہے تصدیق کرنے والی عربی زبان میں تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکوکاروں کو بشارت ہو۔

10. بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ممکین ہوں گے۔

۱۲ یہ تو اہل جنت ہیں جو سدا اسی میں رہیں گے، ان اعمال کے مدلے جو وہ کما کرتے تھے۔

10. اور ہم نے انسان کواپنے مال باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی مال نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کرکے اسے جنا۔ (۱) اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ

لین اسلام قبول کرنے میں انہیں سابقیت کا شرف حاصل ہوا، دیکھ کر کہتے کہ اگر اس دین میں بہتری ہوتی تو ہم جیسے ذی عزت وذی مرتبہ لوگ سب سے پہلے اسے قبول کرتے نہ کہ یہ لوگ پہلے ایمان لاتے۔ لیخی اپنے طور پر انہوں نے اپنی بابت یہ فرض کرلیا کہ اللہ کے بال ان کا بڑا مقام ہے، اس لیے اگر یہ دین بھی اللہ کی طرف سے ہوتا تو اللہ تعالی ہمیں اس کے قبول کرنے میں پیچھے نہ چھوڑتا، اور جب ہم نے اسے نہیں اپنایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک پرانا جھوٹ قرار دیا ہے۔ جیسے وہ اسے اُسَاطِیْرُ الْاُوَّلِیْنَ بھی کہتے تھے، حالا نکہ ونوی مال ودولت میں ممتاز ہونا، عند اللہ مقبولیت کی دلیل نہیں۔ (جیسے ان کو مغالطہ ہوایا شیطان نے مغالطے میں ڈالا) عند اللہ مقبولیت کے لیے تو ایمان واخلاص سے وہ جس کو چاہتا ہے، نواز تا عبد اللہ مقبولیت کے لیے تو ایمان واخلاص کی ضرورت ہے۔ اور اس دولت ایمان واخلاص سے وہ جس کو چاہتا ہے، نواز تا ہے، چیسے وہ مال ودولت آزمائش کے طور پر جس کو چاہتا ہے، دیتا ہے۔

ا. اس مشقت و تکلیف کا ذکر، والدین کے ساتھ حسن سلوک کے تھم میں مزید تاکید کے لیے ہے۔ جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مال، اس تھم احسان میں، باپ سے مقدم ہے، کیونکہ نو ماہ تک مسلسل حمل کی تکلیف اور پھر زچگی معلوم ہوتا ہے کہ مال، اس تھم احسان میں، باپ سے مقدم ہے، کیونکہ نو ماہ تک مسلسل حمل کی تکلیف اور پھر زچگی مال کے روضع حمل) کی تکلیف، صرف تنہا مال ہی اٹھاتی ہے، باپ کی اس میں شرکت نہیں۔ اس لیے حدیث میں بھی مال کے ساتھ حسن سلوک کو اولیت دی گئی ہے اور باپ کا درجہ اس کے بعد بتلایا گیا ہے۔ ایک صحابی ڈاٹھٹی نے نبی علی شیخ ہے اور باپ کا درجہ اس کے بعد بتلایا گیا ہے۔ ایک صحابی ڈاٹھٹی نے نبی علی شیخ کے بھر یہی پوچھا، پوچھا میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ علی شیخ کے فرمایا تمہاری مال، اس نے پھر یہی بوچھا، آپ علی شیخ نے نبی جو اس میں جو اب دیا، چو تھی مر تبہ بوچھنے پر آپ علی شیخ کے فرمایا، پھر تمہارا بیا۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب آول)

وَالِدَىِّ وَانُ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضُدُهُ وَاَصُلِمُ لِيُ فِي دُرِّيَّةِيُّ إِنِّيْ ثَبُتُ اِلَيْكَ وَإِنِّى مِنَ الْمُسْلِدِيْنَ ۞

اُولِلِّكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمُ اَحْسَىَ مَاعِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْسِيِّارِّهُمْ فِرَّاصُوْبِ الْجَنَّةِ وْعَدَ الصِّدُقِ الَّذِيْ كَانْوْ الْوْعَدُوْنِ

وَالَّذِيُّ قَالَ لِوَالِدَيْهِ أَقِّ لِكُمَّا اَتَعِدْ نِنِيَّ اَنُ اُخْرَجَ وَقَدُّخَلَتِ التَّمُّوُنُ مِنْ قَمْلِ \* وَهُمَايَسُتَغِيْتُنِ اللَّهَ

تمیں مہینے کا ہے۔ (') یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا<sup>(۱)</sup> تو کہنے لگا اے میرے پرورد گار! مجھے توفیق دے (<sup>۳)</sup> کہ میں تیری اس نعت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے مال باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہوجائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

17. یہی وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال تو ہم قبول فرمالیتے ہیں، فرمالیتے ہیں، اور جن کے بداعمال سے در گزر کر لیتے ہیں، (یہ) جنتی لوگوں میں ہیں۔ اس سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا جاتا تھا۔

12. اور جس نے اپنے مال باپ سے کہا کہ تم سے میں تنگ آگیا، (۴) تم مجھ سے یہی کہتے رہوگ کہ میں مرنے

ا. فِصَالٌ کے معنی، دودھ چھڑانا ہیں۔ اس سے بعض صحابہ رفیالَیْمُ نے اسدال کیا ہے کہ کم از کم مدت حمل چھ مہینے ہے۔ ایعنی چھ مہینے کے بعد اگر کسی عورت کے ہاں بچے پیدا ہوجائے تو وہ بچے حلال ہی کا ہوگا، حرام کا نہیں۔ اس لیے کہ قرآن نے مدت رضاعت دو سال (۲۳ مہینے) بتلائی ہے (لقمان: ۱۲۳ البقرة: ۲۳۳) اس حساب سے مدت حمل صرف چھ مہینے ہی باقی رہ جاتی ہے۔

۲. کمال قدرت (اَشُدَّهُ) کے زمانے سے مراد جوانی ہے، بعض نے اسے ۱۸ سال سے تعبیر کیا ہے، حتیٰ کہ پھر بڑھتے بڑھتے چالیس سال کی عمر کو پہنچ گیا۔ یہ عمر قوائے عقلی کے مکمل بلوغ کی عمر ہے۔ اس لیے مفسرین کی رائے ہے کہ ہر بی کو چالیس سال کے بعد ہی نبوت سے سر فراز کیا گیا۔ (ٹُخ القدیہ)

٣. أَوْزِعْنِيْ بَمِعَىٰ ٱلْهِمْنِيْ ہِ، مِجھے توفیق دے۔ اس سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے کہا ہے کہ اس عمر کے بعد انسان کو یہ دعا کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے۔ لیعنی رَبِّ أَوْزِعْنِیْ سے مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ تک۔

م. مذکورہ آیت میں سعادت مند اولاد کا تذکرہ تھا، جو مال باپ کے ساتھ حسن سلوک بھی کرتی ہے اور ان کے حق میں دعائے خیر بھی۔ اب اس کے مقابلے میں بدبخت اور نافرمان اولاد کا ذکر کیا جارہا ہے جو مال باپ کے ساتھ گستاخی سے چیش آتی ہے۔ اُف ؓ گُکما افسوس ہے تم پر، اف کا کلمہ، ناگواری کے اظہار کے لیے استعال ہوتا ہے۔ لینی نافرمان

وَيْكَ امِنَّ إِنَّ وَعُدَاللهِ حَقُّ ۚ فَيَقُولُ مَا لهٰذَا اللَّهِ اَسَاطِيُرُ الْاَقِّ لِيُنَ۞

ٱۅؙڵؠٟٚڬٲڵۏؽ۫ڹػڞۜۼۘؽٙؠٞؠؙٲڷقۅ۠ڷؙ؈ٛٙٛٲؙٛٞٞڡۄٟۊٙۮ۫ڂٙڬ ڡٟڽؙڣٙؽؚڸۿۣڡ۫ۺۜؽٳڷ۪ڿؚڹۣٞۅٙڷٳڵۺ۫ٳڗۜۿؙڡؙ۫ػؙػٲٮؙٛۏٛٳ ڂۑڔؿۘؿ۞

ۅٙڸڬؙڸۣۜ؞ڗڂٮؾٛؠؚؠۜؠۜٵۼڵۏٳٷڸۑؘۏۣڣؽۿؗؗؗۿٵؙۼڵۿۿ ۅؘۿؙۿؙڒؽؙڟڵؠٛۊٛڹ۞

وَيَوْمَرُيُعُرَضُ الَّذِيْنَ كَفَنُّوا عَلَى النَّارِ ﴿ أَذْ هَبُتُو

کے بعد پھر زندہ کیا جاؤں گا مجھ سے پہلے بھی امتیں گزر چکی ہیں، (۱) وہ دونوں جناب باری میں فریادیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں تجھے خرابی ہوتو ایمان لے آ، بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے، وہ جواب دیتا ہے کہ یہ تو صرف اگلوں کے افسانے ہیں۔ (۲)

1۸. وہ لوگ ہیں جن پر (اللہ کے عذاب کا) وعدہ صادق آگیا، (۳) ان جنات اور انسانوں کے گروہوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں، (۳) یقیناً یہ نقصان پانے والے تھے۔

19. اور ہر ایک کو اپنے اپنے انمال کے مطابق درجے ملیں گ<sup>(۵)</sup> تاکہ انہیں ان کے اعمال کے پورے بدلے دے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔(۲)

۲۰. اور جس دن کافر جہنم کے سرے پر لائے

اولاد، باپ کی ناصحانہ باتوں پر یا دعوت ایمان وعمل صالح پر ناگواری اور شدت غیظ کا اظہار کرتی ہے جس کی اولاد کو قطعاً اجازت نہیں ہے۔ یہ آیت عام ہے، ہر نافرمان اولاد اس کی مصداق ہے۔

1. مطلب ہے کہ وہ تو دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں نہیں آئے۔ حالائکہ دوبارہ زندہ ہونے کا مطلب قیامت کے دن زندہ ہونا ہے جس کے بعد حساب ہوگا۔

r. ماں باپ مسلمان ہوں اور اولاد کافر، تو وہاں اولاد اور والدین کے در میان اسی طرح تکرار اور بحث ہوتی ہے جس کا ایک نمونہ اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔

٣. جو پہلے ہى اللہ كے علم ميں تھا، يا شيطان كے جواب ميں جو اللہ نے فرمايا تھا۔ ﴿ لَأَمْ لَكُنَّىَ جَمَّ لَكُومَتُكَ وَمِيَّنَ تَبِعَكَ مِنْهُوهُ اَجْعَبُونِيَ ﴾ (صَ: ٨٥) (كم تجھ سے اور تيرے تمام مانے والول سے ميں (بھی) جہنم كو بھر دول گا)۔

م. لیعنی یہ بھی ان کافروں میں شامل ہوگئے جو انسانوں اور جنوں میں سے قیامت کے دن نقصان اٹھانے والے ہوں گ۔ ۵. مومن اور کافر، دونوں کا، ان کے اعمال کے مطابق، اللہ کے ہاں مرتبہ ہوگا۔ مومن مراتب عالیہ سے سر فراز ہوں گے۔ اور کافر جہنم کے پیت ترین درجوں میں ہوں گے۔

۲. گناہ گار کو اس کے جرم سے زیادہ سزا نہیں دی جائے گی اور نیکو کار کے صلے میں کمی نہیں ہوگ۔ بلکہ ہر ایک کو خیر
 اپ شر میں سے وہی کچھ ملے گا جس کا وہ مستحق ہوگا۔

كِبِّنتِكُوْ فِيُحَيَاتِكُوُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعُتُوْ بِهَا ۚ فَالْيُوْمَ تُخُوْرُونَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَاكُنْتُو تَسُتَكِيْرُونَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُوْ تَقَسُّقُونَ هَ

ۅؘۘٲڎؙڬؙۯٲڂٵۼٳڋٳۮؙٲٮؙٚۮؘڗٷؘڡۿ؋ۑۘٵڷػڠۛڠٳڣ ۅؘقَدۡڂؘڵؾؚٵڵڐؙۮؙۯؙڝؚڽۢٵؠؽ۬ڹۣؽۮؽۼۅڡؚڡؙ

جائیں گے() (کہا جائے گا) تم نے اپنی نکیاں دنیا کی زندگی میں ہی برباد کردیں اور ان سے فائدے اٹھا چکے، پس آج شہیں ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی، (۲) اس باعث کے تم زمین میں ناحق شکبر کیا کرتے تھے اور اس باعث بھی کہ تم حکم عدولی کیا کرتے تھے۔ (۳) اس باعث بھی کہ تم حکم عدولی کیا کرتے تھے۔ (۳) اس باعث بھی کہ تم حکم عدولی کیا کرتے تھے۔ (۳)

کو احقاف میں ڈرایا('') اور یقیناً اس سے پہلے بھی ڈرانے

ا. یعنی اس وقت کو یاد کرو، جب کافروں کی آگھوں سے پروے ہٹادیے جائیں گے اور وہ جہنم کی آگ دیکھ رہے یا اس کے قریب ہوں گے۔ بعض نے یُعْرَضُوْنَ کے معنی یُعَذَّبُوْنَ کے کیے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کلام میں قلب ہے۔ مطلب ہے، جب آگ ان پر پیش کی جائے گی تُعْرَضُ النَّارُ عَلَيْھِمْ۔ (ٹُ القدیر)

۲. طیسے بات سے مراد وہ نعمیں ہیں جو انسان ذوق وشوق سے کھاتے پیتے اور استعال کرتے اور لذت و فرحت محسوس کرتے ہیں۔ لیکن آخرت کی فکر کے ساتھ ان کا استعال ہوتو بات اور ہے، جیسے مومن کرتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ ادکام اللی کی اطاعت کرکے شکر اللی کا بھی اہتمام کرتا رہتا ہے۔ لیکن فکر آخرت سے بے نیازی کے ساتھ ان کا استعال انسان کو سرش اور باغی بنادیتا ہے جیسے کافر کرتا ہے اور یوں وہ اللہ کی ناشکری کرتا ہے۔ چنانچہ مومن کو تو اس کے شکر واطاعت کی وجہ سے یہ نعمیں بلکہ ان سے بدر جہا بہتر نعمیں آخرت میں پھر مل جائیں گی۔

جب کہ کافروں کو وہی کچھ کہا جائے گا جو یہاں آیت میں مذکور ہے۔ ﴿ أَذْهَبْتُمْ طِّبِنْبِكُوْ ﴾ کا دوسرا ترجمہ ہے (دنیا کی زندگی میں تم نے اپنے مزے اڑالیے اور خوب فائدہ اٹھالیا)۔

سا. ان کے عذاب کے دو سبب بیان فرمائے، ناحق تکبر، جس کی بنیاد پر انسان حق کا اتباع کرنے سے گریز کرتا ہے اور دوسرا فسق۔ بے خوفی کے ساتھ معاصی کا ارتکاب۔ یہ دونوں باتیں تمام کافروں میں مشتر کہ ہوتی ہیں۔ اہل ایمان کو ان دونوں باتوں سے اپنا دامن بچانا چاہیے۔

ملحوظة: بعض صحابہ کرام فَیُکَالَّیُّمُ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے سامنے عمدہ چیز آتی تو یہ آیت انہیں یاد آجاتی اور وہ اسے اس ڈرسے ترک کردیتے کہ کہیں آخرت میں ہمیں بھی یہ نہ کہہ دیا جائے کہ تم نے اپنے مزے دنیا میں لوٹ لیے۔ تو یہ ان کی وہ کیفیت ہے جو غایت ورع اور زہد و تقویٰ کی مظہر ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اچھی نعتوں کا استعال وہ جائز نہیں سمجھتے تھے۔

٣٠. أَحْقَافٌ، حِقْفٌ كى جَمْع ہے۔ ربت كا بلند مستطيل سيد، بعض نے اس كے معنى پہاڑ اور غار كے كيے ہيں۔ يہ حضرت بود علاقياً كى قوم -عاد اولى - كے علاقے كا نام ہے۔ جو حضر موت (يمن) كے قريب تھا۔ كفار مكه كى تكذيب كے پيش نظر بي عَلَيْهِم كَ عَلَيْهِم كَ واقعات كا تذكره كيا جارہا ہے۔

خَلْفِهَ ٱلاَتَعْبُكُوۡ ٓ الاّلاللهُ ۚ إِنَّىٰ ٓ اَخَافُ عَلَيْكُمُ عَذَابَ يَوۡمِ عَظِيۡمٍ ۞

قَالُوْاَ اَجِئَتَنَالِتَا فِكَنَا عَنُ الِهَتِنَا ۚ قَالَٰتِنَا ۚ وَاللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ ا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينُ ۞

قَالَ إِنَّمَاالُعِـلُوُعِنْدَاللهِ َوَابُلِقِعُكُو مَّاَاْدُسِلْتُ بِهِوَلِكِنِّنَ ۡ اَرٰكُوۡ تَوۡمًا نَجُهُلُوۡنَ۞

فَكَمَّارَاوُهُ عَارِضًا مُّسَتَقُيلَ اَوْدِيتِهِمُّ قَالُوُاهِلَاا عَارِضٌ مُّمُطِرُنَا مِّلُ هُومَااسْتَعُجَلْتُوْ بِهِ رِيمُّ فِهُاعَذَاكَ الِلهُّ

والے گزر چکے ہیں اور اس کے بعد بھی یہ کہ تم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی عبادت نہ کرو۔ بیشک میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے خوف کھاتا ہوں۔(۱)

۲۲. قوم نے جواب دیا، کیا آپ ہمارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں اپنے معبودوں (کی پرستش) سے باز رکھیں؟ (۱) پس اگر آپ سیچ ہیں تو جس عذاب کا آپ وعدہ کرتے ہیں اسے ہم پر لا ڈالیں۔

۲۳. (حضرت ہو دعالیہ اللہ ہی کے پار اس کا) علم تو اللہ ہی کے پاس ہے، میں تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا تھا وہ تمہیں پہنچا رہا ہوں (۳) لیکن میں دیکھا ہوں کہ تم لوگ نادانی کررہے ہو۔ (۳)

۲۲ پھر جب انہوں نے عذاب کو بصورت بادل دیکھا اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے تو کہنے لگے، یہ ابر مم پر برسنے والا ہے، (م) (نہیں) بلکہ دراصل یہ ابر وہ (عذاب) ہے جس کی تم جلدی کررہے تھے، (۲) ہوا ہے

ا. یوم عظیم سے مراد قیامت کا دن ہے، جسے اس کی ہولناکیوں کی وجہ سے بجا طور پر بڑا دن کہا گیا ہے۔

۲. لِتَأْفِكَنَا، لِتَصْرِفَنَا يا لِتَمْنَعَنَا يا لِتُزِيْلَنَا، سب متقارب المعنى بين تاكه تو جمين جارك معبودون كى پرستش سے پھير دے، روك دے، مثادے۔

سر بعنی عذاب کب آئے گا؟ یا دنیا میں نہیں آئے گا، بلکہ آخرت میں تنہیں عذاب دیا جائے گا، اس کا علم صرف اللہ کو ہے، وہی اپنی مشیت کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے، میرا کام تو صرف پیغام پہنچانا ہے۔

۷. کہ ایک تو کفر پر اصرار کررہے ہو۔ دوسرا، مجھ سے ایسی چیز کا مطالبہ کررہے ہو جو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ ۵. عرصۂ دراز سے ان کے ہاں بارش نہیں ہوئی تھی، امنڈتے بادل دیکھ کر خوش ہوئے کہ اب بارش ہوگ۔ بادل کو عارض اس لیے کہا ہے کہ بادل عرض آسان پر ظاہر ہوتا ہے۔

 جس میں دردناک عذاب ہے۔(۱)

تُدَمِّرُكُلَّ شَىُّ بِالْمُورَىِّ قِهَا فَاصْبَحُوْالَا يُزَى إلَّا مَلْكِنُهُمُّ ثَلَالِكَ نَجُّرِى الْقَوْمَ الْمُجُرِمِيْنَ۞

۲۵. جو اپنے رب کے تھم سے ہر چیز کو ہلاک کردے گی، پس وہ ایسے ہوگئے کہ بجز ان کے مکانات کے اور پچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔(۲) گناہ گاروں کے گروہ کو ہم یو نہی سزا دیتے ہیں۔

وَلَقَتُلُ مَكَنَّهُمْ فِينُمَا إِنْ مَّكَنَّكُ مُونِكِهِ وَجَعَلُنَا لَهُمُ سَمْعُا وَاَبْصُارًا وَافِ مَةَ قَنَمَا اعْفَىٰ عَنُهُمُ سَمْعُهُمُ وَلَا اَبْصَارُهُمُ وَلَا اَفِهَ تُهُمُ مِّنْ ثَنَىُ اللهِ عَمَاكُ وُلِيَابِهِ بِالْتِ اللهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّاكَانُوا بِهٖ يَشْتَهُزِءُونَ أَنْ

۲۷. اور بالیقین ہم نے (قوم عاد) کو وہ مقدور دیے تھے جو متہیں تو دیے بھی نہیں اور ہم نے انہیں کان، آ تکھیں اور دل بھی دے رکھے تھے۔ لیکن ان کے کانوں اور آگھوں اور دلوں نے انہیں پچھ بھی نفع نہ پہنچایا<sup>(۳)</sup> جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرنے لگے اور جس چیز کا وہ نہانی کرتے تھے وہی ان پر الٹ یڑی۔

ا. یعنی وہ ہوا، جس سے اس قوم کی ہلاکت ہوئی، ان بادلوں سے بی اضی اور نکلی اور اللہ کی مشیت سے ان کو اور ان کی ہر چیز کو تیاہ کرگئے۔ ای لیے حدیث میں آتا ہے، حضرت عائشہ وُلَّ اُلْتُنَا نے رسول مُلْلِقَیْمُ سے پوچھا کہ لوگ تو بادل دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ بارش ہوگی، لیکن آپ مُلِّقَیْمُ کے چہرے پر اس کے برعکس تشویش کے آثار نظر آتے ہیں؟ آپ مُلَّاتُیْمُ نے فرمایا: عائشہ وُلُّی بیک اس بادل میں عذاب نہیں ہوگا، جب کہ ایک قوم ہوا کے عذاب سے بی ہلاک کردی گئی، اس قوم نے بھی بادل دیکھ کر کہا تھا "یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا"۔ (صحیح کے عذاب سے بی ہلاک کردی گئی، اس قوم نے بھی بادل دیکھ کر کہا تھا "یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا"۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ الأحقاف. مسلم، کتاب صلوۃ الاستسقاء باب التعوذ عندرؤیۃ الربح والغیم والفرح بالمطل ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب باد تند چلق تو آپ مُلُّیُّمُ یہ دعا پڑھے «اللَّهُمَّ إِنِّی اَسْالُکُ خَیْرَهَا، وَخَیْرَ مَا فِیْهَا، وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ، وَاللَّهُمَّ إِنِّی اَسْالُکُ خَیْرَهَا، وَخَیْرَ مَا فِیْهَا، وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ، وَاللَّهُمَّ اِنِّی اَسْالُکُ خَیْرَهَا، وَخَیْرَ مَا فِیْهَا، وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ، اور جب آسان پر بادل گہرے ہوجاتے تو آپ مُلَّیُمُ کا رنگ متغیر ہوجاتا اور خوف کی می ایک سیفیت آپ مُلُّیکُمُ پر طاری ہوجاتی جس سے آپ مُلَّیکُمُ اطمینان کا سانس لیتے۔ (سی سلم، بب نہ کور) داخل ہوتے، کبھی آگر اطمینان کا سانس لیتے۔ (سی سلم، بب نہ کور) داخل ہوتے، کبھی آگر والے) سب تباہ ہوگئے اور صرف مکانات (گھر) نثان عبرت کے طور پر باقی رہ گئے۔

سا. یہ اہل مکہ کو خطاب کرکے کہا جارہا ہے کہ تم کیا چیز ہو؟ تم سے پہلی قومیں، جنہیں ہم نے ہلاک کیا، قوت وشوکت میں تم سے کہیں زیادہ تھیں، لیکن جب انہوں نے اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں (آئکھ، کان اور دل) کو حق کے سنے، دیکھنے اور اسے سبھنے کے لیے استعمال نہیں کیا، تو بالآخر ہم نے انہیں تباہ کردیا اور یہ چیزیں ان کے کچھ کام نہ آسکیں۔
 سم. لیخی جس عذاب کو وہ انہونا سبھ کر بطور استہزاء کہا کرتے تھے کہ لے آ اپنا عذاب جس سے تو ہمیں ڈراتا رہتا ہے،

وَلَقَدُ اَهُ لَكُنَا مَاحُولَكُوْ مِّنَ الْقُرٰى وَلَقَدُ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرِّفُنَا اللَّالِيتِ لَعَلَّهُ مُ يَرُجِعُونَ ۞

فَكُوْلَانْصَرَهُمُ الَّذِيْنَ التَّحَنُ وُامِنُ دُوْنِ اللهِ قُرُبَانًا الِهَةً بُلُ صَّلَوُا عَنْهُمُ وَذِلِكَ إِفْلُهُمُ وَمَا كَانُوا اِنْهُ تَرُوْنَ

ۅؙٳۮ۫ڡۘۘۘۘۯڣؙڬۧٳڶؽڬ نَفَرُاڞؚٵڷڿۣڹۜؽٮٛڗٙۼٷڽ الْقُرُانَ ۚ فَلَيَّاحَضَرُوهُ قَالْوَٱلْضِتُوا ۚ فَلَيَّا فَضِيَ وَتَوُالِلْ قَوْمِهِمُ مُّنْذِرِيْنَ ۞

۲۷. اور یقیناً ہم نے تمہارے آس پاس کی بستیاں تباہ کردیں<sup>(۱)</sup> اور ہم نے اپنی طرح طرح کی نشانیاں بیان کردیں تاکہ وہ رجوع کرلیں۔<sup>(۱)</sup>

۲۸. پس قرب الهی حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اللہ کے سواجن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے اللہ ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ وہ تو ان سے کھوگئے، (بلکہ دراصل) یہ ان کا محض جھوٹ اور (بالکل) بہتان تھا۔ (۳) وراصل) یہ ان کا محض جھوٹ اور (بالکل) بہتان تھا۔ (۳) وراصل کے بیا کہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے) پاس پہنچ گئے تو درسرے سے) کہنے گئے خاموش ہوجاؤ، (۱) دوسرے سے) کہنے گئے خاموش ہوجاؤ، (۳)

وہ عذاب آیا اور اس نے انہیں ایسا گھیرا کہ پھر اس سے نکل نہ سکے۔

ا. آس پاس سے عاد، شمود اور لوط کی وہ بستیاں مراد ہیں جو تجاز کے قریب ہی تھیں اور یمن اور شام وفلسطین کی طرف آتے جاتے ان سے ان کا گزر ہوتا تھا۔

۲. لیعنی ہم نے مختلف انداز سے اور مختلف نوع کے دلائل ان کے سامنے پیش کیے کہ شاید وہ توبہ کرلیں۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔

10.49

پھر جب پڑھ کر ختم ہو گیا<sup>()</sup> تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے۔

سل کہنے گئے اے ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سن ہے جو موسیٰ (عَلَیْمِاً) کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تقدیق کرنے والی ہے جو سپے دین کی اور راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

اسم. اے ہماری قوم! اللہ کے بلانے والے کا کہا مانو، اس پر ایمان لاوُ<sup>(۲)</sup> تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں المناک عذاب سے بناہ دے گا۔<sup>(۳)</sup>

۳۲. اور جو شخص الله کے بلانے والے کا کہا نہ مانے گا پس وہ زمین میں کہیں (بھاگ کراللہ کو) عاجز نہیں قَالُوُالِقَوُمَتَآلِاتَاسَوِعَنَاكِتْبَاٱنْزِلَ مِنَ بَعُدِ مُوسىمُصَرِّقًا لِّمَابَيْنَ يَكَنِّهِ يَهُدِئَ إِلَى الْحَقِّ وَالْى طَوِيْقِ مُّسْتَقِيْمُ

ؽۊؘؗۄؙڡؘۜٵٞڮؽڹؙۉاۮاعؽٵٮڵۼۉڵڡ۪ڹؙۉٳڽ؋ؽۼ۬ڣۯؙڵڴۄۺ ڎؙۏؙۯۣڮؙڎؙۅؽڿؚۯڴڎ۫ۺؽؘڡؘڬٳٮ۪ٵڸؽٝۄؚؚؚ

ۅؘڡۜڹؙؖڰٳڲؙڣؚۮٳ؏ؘٵۺٶڣؘڲۺؘؠؚؠؙڠڿٟڔ۬ڣۣٵڷۯڝ۬ ۅؘڲۺٞڵ؋ؘڡؚڽؙۮؙٷڹۊٖۤٲٷڸؽٲٷ۠ڶڸٟڮڣٛۻؘڶڸؿٞؠؽڹ<sup>۞</sup>

کہ اس کے بعد آپ سُکاٹیٹیٹا جنوں کی دعوت پر ان کے ہاں بھی تشریف لے گئے اور انہیں جاکر اللہ کا پیغام سنایا، اور متعدد مرتبہ جنوں کا وفد آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ (فتح الباری، تغیر ابن کثیر وغیرہ)

ا. یعنی آپ مَنَافَیْنِا کی طرف سے تلاوت قرآن ختم ہو گئی۔

۲. یہ جنوں نے اپنی قوم کو نبی منگالی کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ اس سے قبل قرآن کریم کے متعلق بتلایا کہ یہ تورات کے بعد ایک اور آسانی کتاب ہے جو سے دین اور صراط متنقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

سا. یہ ایمان لانے کے وہ فائدے بتلائے جو آخرت میں انہیں حاصل ہوں گے۔ مِنْ ذُنُو بِکُمْ میں مِنْ تبعیض کے لیے ہو یعنی بعض گناہ معاف فرمادے گا اور یہ وہ گناہ ہوں گے جن کا تعلق حقوق اللہ ہے ہوگا۔ کیوں کہ حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے۔ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ثواب وعقاب اور اوامر ونواہی میں جنات کے لیے بھی وہی حکم ہے جو انسانوں کے لیے ہے۔

اس امر میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے کہ اللہ تعالی نے جنات میں جنوں میں سے رسول بھیج یا نہیں؟ ظاہر آیات قرآنیہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جنات میں کوئی رسول نہیں ہوا، تمام انبیاء ورسل علیہ انسان ہی ہوئے ہیں۔ ﴿وَمَا اَرْسَلْمَا اَمْتُلُکُ مِنَ الْمُوْسِلِيْنَ اِلْكَلَا تَهُو كُلِيَ الْمُواْقِ وَرَالَا تَهُو كُلِي اللّٰمِ اللّٰمَ اللّٰمُ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ الللّٰمُ اللّٰمَ اللّٰمُ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمُ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمَ اللّٰمُ اللّٰمَ اللّٰمُ اللّٰمَ الل

ٱۅؘڵۄ۫ؾڒۘۅٝٵڷۜۜۊٵٮڵڎٵڵۮؚؽ۫ڂؘڵۜڨٙٵڵۜڡڬۅ۠ؾؚۘٷٲڵۯڞؙ ۅؘڵ؎ؙؽۼؙؽۼٷڣڣۣڝؚڽۧؠڣ۬ۑڔٟعٙڵٲؽؙؿٝٷٟٞٵڵٮٷٙؿٝ ؠڵٙ؞ٳٷ؞ؘۼڵٷڵۣؿؘؿؙٷ۫ڗڽؿ<sup>ۅ</sup>ٛ

وَيُوْمَيُغُرَضُ الَّذِيْنِ كَفَمُّوا عَلَى النَّائِرُ الْكَيْنَ هَٰذَا بِالْحُقِّ قَالُوا بَلِ وَرَبَّنِا قَالَ فَدُوْقُواالْعَذَابَ بِمَاكُنْتُوَتُلَفُرُونَ۞

فَاصْبِرُ كَمَاصَبَرَاُولُواالْعَزُمُرِمِنَ الرُّسُلِ وَلَاَتُسْتَعُجِلُ لَهُمْ كَانَّهُمُ يَوْمَيْرَوْنَ مَايُوْعَكُونَ لَمُ يَلْبَثُوْ الْإِلَسَاعَةَ مِّنُ نَهَارٍ ط بَلُغُ ۚ فَهَلُ بُهُلِكُ إِلَّاللَّهَ وَمُالْفِيهُونَ هُوَ

کر سکتا، (۱) نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کے مددگار ہوں گے، <sup>(۲)</sup> یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

سس کیا وہ نمیں دیکھتے کہ جس اللہ نے آسانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے نہ تھکا، وہ یقیناً مر مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے؟ کیوں نہ ہو؟ وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔

المسل اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا جس دن جہنم کے سامنے لائے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا کہ) کیا یہ حق نہیں ہے؟ تو جواب دیں گے کہ ہاں قسم ہے ہمارے رب کی (۱۳ (حق ہے) (اللہ) فرمائے گا، اب اپنے کفر کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو۔(۵)

70 بی (اے پیغیر!) تم ایسا صبر کرو جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا اور ان کے لیے (عذاب طلب کرنے میں) جلدی نہ کروہ (۱) یہ جس دن اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا وعدہ دیے جاتے ہیں تو (یہ معلوم دیکھ لیں گے جس کا وعدہ دیے جاتے ہیں تو (یہ معلوم

ا. یعنی ایبا نہیں ہوسکتا کہ وہ زمین کی وسعتوں میں اس طرح کم ہوجائے کہ اللہ کی گرفت میں نہ آسکے۔

۲. جو اسے اللہ کے عذاب سے بچالیں۔ مطلب یہ ہوا کہ نہ وہ خود اللہ کی گرفت سے بچنے پر قادر ہے نہ کسی دوسرے کی مدد سے اللہ مکن ہے۔ مدد سے ایسا ممکن ہے۔

سل راک سے، رؤیت قلبی مراد ہے، لیتن کیا انہول نے نہیں جانا۔ اُلَمْ یَعْلَمُوْا یا اُلَمْ یَتَفَکَّرُوْا، کہ جو الله آسان وزمین کو پیدا کرنے والا ہے، جن کی وسعت وبے کرانی کی انتہا نہیں ہے اور وہ ان کو بناکر تھکا بھی نہیں۔ کیا وہ مُردول کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا؟ یقیناً کرسکتا ہے، اس لیے کہ وہ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کی صفت سے متصف ہے۔

۴. وہاں اعتراف ہی تنہیں کریں گے بلکہ اپنے اس اعتراف پر قسم کھاکر اسے مؤکد کریں گے۔ لیکن اس وقت کا یہ اعتراف با متراف کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ آئکھوں سے دیکھ لینے کے بعد اعتراف تنہیں تو کیا انکار کریں گے؟.

۵. اس لیے کہ جب ماننے کا وقت تھا، اس وقت مانا نہیں، یہ عذاب اس کفر اور انکار کا بدلہ ہے، جو اب تنہیں بھکتنا ہی بھکتنا ہے۔ ۲. یہ کفار مکہ کے رویے کے مقابلے میں نبی منافیقیا کو تعلی دی جارہی ہے اور صبر کرنے کی تلقین کی جارہی ہے۔ الآخقان ٢٩ المار الآخقان ٢٩ المار الآخقان ٢٩ المار الم

ہونے لگے گا کہ) دن کی ایک گھڑی ہی (دنیا میں) گھہرے تھے، (۱) یہ ہے پیغام پہنچا دینا، (۱) پس بدکاروں کے سوا کوئی ہلاک نہ کیا جائے گا۔ (۱)

ا. قیامت کا ہولناک عذاب دیکھنے کے بعد انہیں دنیا کی زندگی ایسے ہی معلوم ہوگی جیسے دن کی صرف ایک گھڑی یہاں گزار کر گئے ہیں۔

۲. یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ آئی: هٰذَا الَّذِیْ وَعَظْتَهُمْ بِهِ بَلَاغٌ یہ وہ نصیحت یا پیغام ہے جس کا پہنچانا تیرا کام ہے۔
 ۳. اس آیت میں بھی اہل ایمان کے لیے خوش خبری اور حوصلہ افزائی ہے کہ ہلاکت اخروی صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو اللہ کے نافرمان اور اس کی حدود پامال کرنے والے ہیں۔

## سورۂ محمد (عَنْظِیمُ) مدنی ہے اور اس میں اڑتیں آبیتن اور چار رکوع ہیں۔

# 

ڛؙؙۅٛڒٷؙۼؙڮؠڵؙ

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

## ٱلَّذِيْنَ كُفَّرُواوَصَدُّواعَنْ سَبِيْلِ اللَّهِ اَضَلَّ ٱخْلَاهُوْنَ

ا. جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا<sup>(۱)</sup> اللہ نے ان کے اعمال برباد کردیے۔<sup>(۲)</sup>

> وَالَّذِينَ الْمُنُواوَعِلُواالصِّلِحٰتِ وَامَنُوا بِمَانُزِّلَ عَلَّ هُمَّدٍ وَهُوَالْحَقُّ مِنْ رَّيِّرِهُمُّ كَفَّى عَنْهُمُ سِيّدِانِهِمُوَاصُّلِزَ بَالْهُمُ ۞

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد (منگالٹیٹیٹر) پر اتاری گئی ہے (<sup>m</sup>) اور دراصل ان کے رب کی طرف سے سچا (دین) بھی وہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ دور کر دیے (<sup>m</sup>) اور ان کے حال کی اصلاح کر دی۔ (<sup>a)</sup>

🖈. سورة محمد مَنَا لَيْنَا مِنْ اس كا دوسرا نام القتال بهي ہے۔

ا. بعض نے اس سے مراد کفار قریش اور بعض نے اہل کتاب لیے ہیں۔ لیکن یہ عام ہے ان کے ساتھ سارے ہی کفار اس میں داخل ہیں۔

۲. اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم سیکھیٹی کے خلاف جو سازشیں کیں، اللہ نے انہیں ناکام بنادیا اور انہی پر ان کو الث دیا۔ دوسرا مطلب ہے کہ ان میں جو بعض مکارم اخلاق پائے جاتے تھے، مثلاً صلۂ رحی، قیدیوں کو آزاد کرنا، مہمان نوازی وغیرہ یا خانۂ کعبہ اور حجاج کی خدمت۔ ان کا کوئی صلہ انہیں آخرت میں نہیں ملے گا۔ کیونکہ ایمان کے بغیر انمال پر اجر وثواب مرتب نہیں ہوگا۔

۳. ایمان میں اگرچہ وحی محمدی لیعنی قرآن پاک پر ایمان لانا بھی شامل ہے کیکن اس کی اہمیت اور شرف کو مزید واضح اور نمایاں کرنے کے لیے اس کا علیحدہ بھی ذکر فرمادیا۔

م. لینی ایمان لانے سے قبل کی غلطیاں اور کو تاہیاں معاف فرمادیں۔ جیسا کہ نبی مَثَالِیْنِیُم کا بھی فرمان ہے کہ "اسلام ما قبل کے سارے گناہوں کو مٹادیتا ہے"۔ (صحیح الجامع الصغیر لالباني)

۵. بَالَهُمْ: کے معنی آَمْرَهُمْ، شَانْهُمْ، حَالَهُمْ، یہ سب متقارب المعنی ہیں۔ مطلب ہے کہ انہیں معاصی سے بچاکر رشد وخیر کی راہ پر لگادیا، ایک مومن کے لیے اصلاح حال کی یہی سب سے بہتر صورت ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ مال ودولت کے ذریعے سے ان کی حالت درست کردی۔ یکونکہ ہر مومن کو مال ماتا بھی نہیں، علاوہ ازیں محض دنیوی مال اصلاح احوال کا نقیقی ذریعہ بھی نہیں، بلکہ اس سے فساد احوال کا ذیادہ امکان ہے۔ اس لیے نبی منگالیفیم نے کشرت مال کو پیند نہیں فرمایا۔

ذٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوااتَّبَعُواالْبَاطِلَ وَآنَّ الَّذِيْنَ امْمُو التَّبَعُواالُحُنَّ مِنْ تَيِّرُمُ كُذٰلِكَ يَضُوبُ اللهُ لِلتَّاسِ اَمْثَالَهُمْ

ڡؘؚٳۮؘٳڶؿؽٮؙ۠ڡؙٳڷڔ۬ؽڹػڡٞۯؙۅٲڡٚڡؘۯۘۘۜۜڹٳڷڗۊۜٳٮؚ۪۪۪ٝؗڝٙۺۧٳۮؘٲ ۩ؘڂڡؙڹٛؿؙۅۿؠٛڡؘؿؙٮؙۅٳٳڷۅؿٵؽٷٳۺٵ؞ڟؙٳۼٮٮؙۅٳ؆ ڿڬٲٷڝڴؿڝٙۼٳڰٮۯڣٵۏۯٳڕۿٵڋۧڎڸػڐٷۅ ڝؿٵٛ؞ٛٳٮڰۿؙڵۯؿڝۜڗڝؙؠؙ۠ڞٷڮڝڮڽڽڽؽڽڷۅٵ۫ؠۻڞڴۄؙ ڛؚۼڞٟ۫ڐۅٳڷڒؽؙؽڨؙٷٷ؈ڛؚؽڸٳڶڵڡڡؘڡٚڶؽؿ۠ڝؚڷ

سل بیہ اس لیے(۱) کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اس دین حق کی اتباع کی جو ان کے اللہ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ لو گوں کو ان کے احوال اس طرح بتاتا ہے۔(۲)

س. تو جب کافروں سے تمہاری مڈ بھیر ہوتو گردنوں پر وار مارو۔ (۳) جب ان کو اچھی طرح کیل ڈالو تو اب خوب مضبوط قید وبند سے گرفتار کرو، (۳) (پھر اختیار ہے) کہ خواہ احسان رکھ کر چھوڑدو یا فدیہ لے کر (۵) تاو قتیکہ لڑائی ایخ ہتھیار رکھ دے۔ (۱) یہی حکم ہے (۵) اور اگر اللہ چاہتا

ا. ذٰلِكَ، يه مبتدا ہے، يا خبر ہے مبتدا محذ وف كى أَيْ: الْأَمْرُ ذٰلِكَ يه اشارہ ہے ان وعيدوں اور وعدوں كى طرف جو كافرول اور مومنوں كے ليے بيان ہوئے۔

۲. تا کہ لوگ اس انجام سے بچیں جو کافروں کا مقدر ہے اوروہ راہ حق اپنائیں جس پر چل کر ایمان والے فوز وفلاح ابدی سے جمکنار ہوں گے۔

سر جب دونوں فریقوں کا ذکر کردیا تو اب کافروں اور غیر معاہد اہل کتاب سے جہاد کرنے کا تھم دیا جارہا ہے۔ قبل کرنے کے بجائے، گر دنیں مارنے کا تھم دیا، کہ اس تعبیر میں کفار کے ساتھ غلظت وشدت کا زیادہ اظہار ہے۔ (فتح القدر) میں بعنی زور دار معرکہ آرائی اور زیادہ سے زیادہ ان کو قتل کرنے کے بعد، ان کے جو آدمی قابو میں آجائیں، انہیں قیدی بنالو اور مضبوطی سے انہیں جکڑ کر رکھو تا کہ وہ بھاگ نہ سکیں۔

۵. مَنْ کا مطلب ہے بغیر قدیہ لیے بطور احسان چھوڑدینا اور فِدَاءُ کا مطلب، کچھ معاوضہ لے کر چھوڑنا ہے۔ قیدیوں کے بارے میں اختیار دے دیا گیا جو صورت، حالات کے اعتبار سے اسلام اور مسلمانوں کے حق میں زیادہ بہتر ہو وہ اختیار کرلی جائے۔
 ۲. یعنی کا فروں کے ساتھ جنگ ختم ہوجائے، یا مراد ہے کہ محارب دشمن شکست کھاکر یا صلح کر کے ہتھیار رکھ دے یا اسلام غالب آجائے اور کفر کا خاتمہ ہوجائے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک یہ صورت حال نہ ہوجائے، کا فروں کے ساتھ تمہاری معرکہ آرائی جاری رہے گی جس میں تم انہیں قتل بھی کروگے قیدیوں میں خمہیں مذکورہ دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ بعض کہتے ہیں، یہ آیت منسوخ ہے اور سوائے قتل کے کوئی صورت باقی نہیں ہے۔ لیکن صبح بات یہی ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے۔ اور امام وقت کو چاروں باتوں کا اختیار ہے، کا فروں کو قتل کرے یا قیدی بنائے۔ قیدیوں میں سے جس کو یا سب کو چاہے بطور احسان چھوڑد کے یا معاوضہ لے کر چھوڑد ہے۔ (ثق القہ)
 کہ یا تم اس کو یا سب کو چاہے بطور احسان چھوڑد کے یا معاوضہ لے کر چھوڑد ہے۔ (ثق القہ)
 کہ یا تم اس طرح کرو، افع کُلُوا ذٰلِكَ، یا ذٰلِکَ حُکُمُ الْکُھُار.

أعَالُهُمُ الْمُحْ

سَيَهُدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمُونَ

وَئْذُخِلْهُمُوالْجَنَّةَ عُرَّفَهَالَهُمُونَ

يَانَهُا الَّذِينَ الْمُنُوَّالِنُ شَفْرُوااللهَ يَنْصُرُكُمُ وَيُتَزِّتُ اَقْدَامَكُوْ

تو (خود) ہی ان سے بدلہ لے لیتا، (۱) لیکن (اس کا منشا یہ ہے) کہ تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے کے ذریعہ سے لے لے، (۲) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کردیے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ (۲) میں راہ دکھائے گا اور ان کے حالات کی اصلاح کردے گا۔ (۲)

Y. اور انہیں اس جنت میں لے جائے گا جس سے انہیں شاسا کردیا ہے۔(۵)

2. اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگ تو وہ تمہاری مدد کرے گا(۱) اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔(۱)

ا. مطلب کافروں کو ہلاک کرکے یا انہیں عذاب میں مبتلا کرکے۔ لیعنی متہیں ان سے لڑنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔
 ۲. لیعنی متہیں ایک دوسرے کے ذریعے سے آزمائے تاکہ وہ جان لے کہ تم میں سے اس کی راہ میں لڑنے والے کون ہیں؟ تاکہ ان کو اجر وثواب دے اور ان کے ہاتھوں سے کافروں کو ذلت وشکست سے دوچار کرے۔

- ٣. ليني ان كا اجر وثواب ضائع نهيں فرمائے گا۔
- م. لیعنی انہیں ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن سے ان کے لیے جنت کا راستہ آسان ہوجائے گا۔
- ۵. لیعنی جے وہ بغیر رہنمائی کے پیچان لیں گے اور جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ازخود ہی اپنے اپنے گھروں میں جا داخل ہوں گے۔ اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں نبی عَنَائیْتُمْ نے فرمایا (قتم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ایک جنتی کو اپنے جنت والے گھر کے راستوں کا اس سے کہیں زیادہ علم ہوگا، جتنا دنیا میں اسے این اس سے کہیں زیادہ علم ہوگا، جتنا دنیا میں اسے این کے گھر کا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیامة)

۱۲. اللہ کی مدد کرنے سے مطلب، اللہ کے دین کی مدد ہے۔ کیونکہ وہ اسباب کے مطابق اپنے دین کی مدد اپنے مومن بندے اللہ کے دین کی حفاظت اور اس کی تبلیغ وہ عوت کرتے ہیں تو اللہ تعدیم اللہ کے دین کی حفاظت اور اس کی تبلیغ وہ عوت کرتے ہیں تو اللہ تعالی ان کی مدد فرماتا ہے یعنی انہیں کافرول پر فتح وغلبہ عطا کرتا ہے۔ جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قرون اولی کے مسلمانوں کی روش تاریخ ہے، وہ دین کے ہوگئے تھے تو اللہ بھی ان کا ہوگیا تھا، انہول نے دین کو غالب کیا تو اللہ نے انہیں بھی دنیا پر غالب فرمادیا۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَلَيْنَصُونَ اللهُمْنَ يَنْصُونُ ﴾ (الدج: ٢٠) (اللہ اس کی ضرور مدد فرماتا ہے جو اس کی مدد کرتا ہے)۔

2. یہ لڑائی کے وقت تَشْبِیْتُ أَقْدَامِ یہ عبارت ہے مواطن حرب میں نصر ومعونت ہے۔ بعض کہتے ہیں اسلام، یا بل صراط یر ثابت قدم رکھے گا۔

وَالَّذِينَ كُفَّ وُافَتَعُسَّا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْلَاهُمْ

حم ٢٤

ذلِكَ بِأَنَّهُمُ كُرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَا لَهُمُ ۞

ٱڬڵۄؙٙؽڛؿؙۯؙٵڣۣٵڷڒۯڞؚ؋ؽڹڟ۠ۯۏٳڲڡٛػٲڶ ٵؚؿٙؿۨٵڷڎؚؽؽؘ؈ؿؘڵؚڥۿؚڗ۠ۮۺۧۯٳڵڎ۠ڡٛڡٙڶؽۿؚۄؙ ۘۏڸڷڮڣؠ۬ؿڹٵؘڡؙؾؙٵۿۿ۞

ذلِكَ بِأَنَّ اللهَ مَوْلَى الَّذِينَ الْمَثُوْاوَانَّ الْكِفِرِينَ لَامَوْلِي لَهُوُهُ

اِتَاللَّهُ يُدُخِلُ الَّذِينَ الْمَنُوا وَعَمِلُوا الْطِّلَةِ جَنَّتٍ تَجُوِيُ مِنْ تَخْتَا الْاَنْهُرُ وَالَّذِينَ كَفَهُوُا يَتَمَتَّعُونَ وَيَاْكُلُونَ كَمَا تَاكُلُ الْاَنْعَامُ وَالتَّارُ مَتُونَي لَهُدُ®

۸. اور جو لوگ کافر ہوئے انہیں ہلاکت ہو اور اللہ ان
 کے اعمال غارت کردے گا۔

9. یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے، (۱) پس اللہ تعالیٰ نے (بھی) ان کے اعمال ضائع کردیے۔(۱)

•1. کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر اس کا معائد نہیں کیا کہ ان سے پہلے کے لوگوں کا متیجہ کیا ہوا؟ (\*\*) اللہ نے انہیں ہلاک کردیا اور کافروں کے لیے اس طرح کی سزائیں ہیں۔ (\*\*)

11. وہ اس لیے کہ ایمان والوں کا کارسازخود اللہ تعالیٰ ہے اور اس لیے کہ کافروں کاکوئی کارساز نہیں۔(۵)

17. جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے انہیں اللہ تعالی یقیناً ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچ نہریں جاری ہیں اور جو لوگ کافر ہوئے وہ (دنیا ہی کا) فائدہ اٹھارہے ہیں اور چوپایوں کے مانند کھارہے

ا. یعنی قرآن اور ایمان کو انہوں نے ناپسند کیا۔

۲. اعمال سے مراد، وہ اعمال ہیں جو صورۃ اعمال خیر ہیں لیکن عدم ایمان کی وجہ سے اللہ کے ہاں ان پر اجر وثواب نہیں ملے گا۔
 ۳. جن کے بہت سے آثار ان کے علاقوں میں موجود ہیں۔ نزول قرآن کے وقت بعض تباہ شدہ قوموں کے کھٹڈرات اور آثار موجود تھے، اس لیے انہیں چل چر کر ان کے عبرت ناک انجام دیکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی کہ شاید ان کو دیکھ کر بی یہ ایمان لے آئیں۔
 دیکھ کر بی یہ ایمان لے آئیں۔

۷. یہ اہل مکہ کو ڈرایا جارہاہے کہ تم کفر سے باز نہ آئے تو تمہارے لیے بھی ایسی ہی سزا ہو سکتی ہے؟ اور گزشتہ کافر توموں کی ہلاکت کی طرح، تمہیں بھی ہلاکت سے دوچار کیا جاسکتا ہے۔

۵. چنانچہ جنگ احد میں کافروں کے نعروں کے جواب میں مسلمانوں نے جو نعرے بلند کیے۔ مثلاً اُعْلُ هُبَلْ، اعْلُ هُبَلْ، (هبل بت کا نام بلند ہو) کے جواب میں اَللهُ أَعْلَىٰ وَأَجَلُّ، کافروں کے انہی نعروں میں سے ایک نعرے لَنَا اللهُ مَوْ لَا عُزَیٰ وَلَا عُزَیٰ لَکُمْ مَے جواب میں مسلمانوں کانعرہ تھا اَللهُ مَوْ لَا نَا وَلَا مَوْ لَیٰ لَکُمْ (صحیح البخاري، غزوۃ أحد) "الله تمارا مددگار ہے، تمہارا کوئی مددگار نہیں"۔

ۅؘػٳؘؾۨڹ؞ؚٞٷٙۯؘێۊۿۣٵۺؘڷ۠ۊؙۊؘۜۊٞڝۨۏؘۊٛڒؾڔؚڬٳڵؾؽؖ ٲڂ۫ڔڂؿڬٛٲۿؙڵڬ۠ۿؙۮۿؘڵڵڵڝڒڵۿۿۄ

احم ٢٤

اَفَىنَ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّنَ رَّبِّهِ كَمَنُ ذُيِّنَ لَهُ سُوَّءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوۡاَاٰهُوۡاَءَهُوۡ۞

ۛڡؘؾۢڶؙٵڷؚۼۜؾٚۊٳڷؿٙٷڝؚۮۘۘۘٲۿؙؾٞڠؙۯؽ۬؋ؽۿٵٙٲٮ۫ۿڒۺ ؆ٞٳٚۼؽڔٳڛؽۧۅٲٮ۫ۿڒۺۜ؆ڹڽٟػؽؿؘۼؿۜۯڟۼؙٷٲۿڴ ۺؚڽؙڂؠ۫ڔۣؾڎۜٛۊؚڵؚۺٚڔۣؠؽؽؘ؋ۅۘٲٮۿ۬ڒ۠ۺڹؙڂڛؘڸ

ہیں،(۱) اور ان کا (اصل) ٹھکانا جہنم ہے۔

اس اور کتنی بستیاں جو طاقت میں تیری اس بستی سے زیادہ تھیں جس سے تجھے نکالا ہم نے انہیں ہلاک کردیا ہے، پھر ان کا کوئی مددگار نہ اٹھا۔

۱۳ کیا پس وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پر ہو اس شخص جیسا ہوسکتا ہے؟ جس کے لیے اس کا برا کام مزین کردیاگیا ہو اور وہ اپنی نفسانی خواہشوں کا پیرو ہو؟

10. اس جنت کی صفت جس کا پر ہیز گاروں سے وعدہ کیا گیاہے، یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے والا نہیں، (۳) اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ

ا. یعنی جس طرح جانوروں کو پیٹ اور جنس کے نقاضے پورے کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہوتا۔ یہی حال کافروں کا ہے، ان کا مقصد زندگی بھی کھانے پینے کے علاوہ کچھ نہیں، آخرت سے وہ بالکل غافل ہیں۔ اس سے ضمنا کھڑے کھڑے کھانے کی ممانعت کا بھی اثبات ہوتا ہے، جس کا آج کل دعوتوں میں عام رواج ہے کیوں کہ اس میں بھی جانوروں سے مشابہت ہے جسے کافروں کا شیوہ بتلایا گیا ہے۔ احادیث میں کھڑے کھڑے پانی پینے سے نہایت سختی سے منح کیا گیا ہے، جس سے کھڑے کھڑے کوری کے اس لیے جانوروں کی طرح کھڑے ہوکر کھانے جس سے کھڑے کھڑے کوری ہے۔ دیکھیے زاد المعاد۔

۲. برے کام سے مراد، شرک ومعصیت ہیں، مطلب وہی ہے جو پہلے بھی متعدد جگہ گررچکا ہے کہ مومن وکافر، مشرک وموحد اور نیکوکار وبدکار برابر نہیں ہو سکتے۔ ایک کے لیے اللہ کے ہاں اجر وثواب اور جنت کی نعمیں ہیں، جب کہ دوسرے کے لیے جہنم کا ہولناک عذاب۔ اگلی آیت میں دونوں کا انجام بیان کیا جارہا ہے۔ پہلے اس جنت کی خوبیاں اور محاس، جس کا وعدہ متقین سے ہے۔

٣. آسِنِ کے معنی، متغیر۔ لینی بدل جانے والا، غیر آس نہ بدلنے والا۔ لینی دنیا میں تو پانی کسی ایک جگہ کیھ دیر پڑا رہے تو اس کا رنگ متغیر ہوجاتا ہے اور اس کی بو اور ذائقے میں تبدیلی آجاتی ہے جس سے وہ مضر صحت ہوجاتا ہے۔ جنت کے پانی کی یہ خوبی ہوگا کہ اس میں کوئی تغیر نہیں ہوگا۔ لینی اس کی بو اور ذائقے میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔جب بیو، تازہ، مفرح اور صحت افزا جب دنیا کا پانی خراب ہوسکتا ہے تو شریعت نے اس کی بابت کہا ہے کہ یہ پانی اس وقت تک پاک ہے، جب تک اس کا رنگ یا بو نہ بدلے، کیونکہ رنگ یا بو متغیر ہونے کی صورت میں پانی ناپاک ہوجائے گا۔

مُّصَفَّى ْ وَلَهُوْ فِيُهَا مِنْ كُلِّ الشَّيَراتِ وَمَغْفِرَةٌ يِّسُ تَرْتِهِوُ كُمَنُ هُوَخَالِكُ فِى النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ امْعَا هُوُ

> وَمِنْهُمُ مَّنَ يَّسُوَّمُ اللَيْكَ حَتَّى اِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُو اللَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ

نہیں بدلا، (۱) اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پنے والوں

کے لیے بڑی لذت ہے (۱) اور نہریں ہیں شہد کی جو بہت صاف ہیں (۱) اور ان کے لیے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے، کیا یہ اس کے مانند ہیں جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہے؟ اور جنہیں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو شکڑے کردے گا۔ (۱)

17. اور ان میں بعض (ایسے بھی ہیں) کہ تیری طرف کان لگاتے ہیں، یہاں تک کہ جب تیرے پاس سے

ا. جس طرح دنیا میں وہ دودھ بعض دفعہ خراب ہوجاتا ہے جو گایوں، بھینسوں اور بکریوں وغیرہ کے تھنوں سے نکاتا ہے۔ جنت کا دودھ چونکہ اس طرح جانوروں کے تھنوں سے نہیں نظے گا، بلکہ اس کی نہریں ہوں گی، اس لیے جس طرح وہ نہایت لذیذ ہوگا، خراب ہونے سے بھی محفوظ ہوگا۔

۲. دنیا میں جو شراب ملتی ہے، وہ عام طور پر نہایت تلخی، برمزہ اور بدبودار ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اسے پی کر انسان بالعموم حواس باختہ ہوجاتا ہے، اول فول بکتا ہے اور اپنے جسم تک کا ہوش اسے نہیں رہتا۔ جنت کی شراب دیکھنے میں حسین، ذاکتے میں اعلیٰ اور نہایت خوشبودار ہوگی اور اسے پی کر کوئی انسان بہتے گا، نہ کوئی گرانی محسوس کرے گا۔ بلکہ ایسی لذت وفرحت محسوس کرے گا جس کا تصور اس دنیا میں ممکن نہیں جیسے دوسرے مقام پر فرمایا۔ ﴿لَافِيهَا عَوْلُ وَلَافُهُمْ عَنْهَا يُؤْمُونَ ﴾ (الصافات: ۲۵) (نہ اس سے چکر آئے گا نہ عقل جائے گی)۔ مزید دیکھیے سورۃ الواقعہ: 19۔

سا ایعنی شہد میں بالعموم جن چیزوں کی آمیرش کا امکان رہتا ہے، جس کا مشاہدہ دنیا میں عام ہے جنت میں ایسا کوئی اندیشہ نہیں ہوگا، بلکہ اس کی بھی اندیشہ نہیں ہوگا، بلکہ اس کی بھی اندیشہ نہیں ہوگا۔ بالکل صاف شفاف ہوگا، بلکہ اس کی بھی نہریں ہول گی۔ اس لیے حدیث میں آتا ہے۔ نبی مُنافِیْقِم نے فرمایا۔ (جب بھی تم سوال کرو تو جنت الفردوس کی وعا کرو اس لیے کہ وہ جنت کا درمیانہ اور اعلیٰ درجہ ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے)۔ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب درجات المجاهدین فی سبیل اللہ)

سم. لیعنی جن کو جنت میں وہ اعلیٰ درجے نصیب ہوں گے جو مذکور ہوئے کیا وہ ایسے جہنیوں کے برابر ہیں جن کا یہ حال ہوگا؟ ظاہر بات ہے ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک درجات میں ہوگا اور دوسرا درکات (جہنم) میں۔ ایک نعتوں میں داد طرب وعیش دے رہا ہوگا، دوسرا عذاب جہنم کی سختیاں جھیل رہا ہوگا۔ ایک اللہ کا مہمان ہوگا جہاں انواع واقسام کی چیزیں اس کی تواضع اور اگرام کے لیے ہوں گی اور دوسرا اللہ کا قیدی، جہاں اس کو کھانے کے لیے زقوم جیسا تلخ و سیلا کھانا اور پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی ملے گا۔

انِفَا ۗ أُولِيكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللهُ عَلَى قُلُوْبِهِمُ وَاتَّبَعُوۡاَاهُوۡاَءُهُمُو

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْازَادَهُمُهُمُ مُكَى وَّالْتُهُمُ تَقُوْمُمُ ۞

فَهَلُ يُنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَالِّدِيَهُمُ بَغْتَةً ۚ فَقَدُ جَآءَ أَشُرَاطُهَا ۚ فَأَتَّى لَهُمُ إِذَا جَآءَ ثَهُمُ ذِكُرِىهُمُ ۞

فَاعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلهُ إِلَّا اللهُ وَالسَّغُفِرُ لِذَنْتِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللهُ يَعَلَّمُ مُتَقَلَّمَكُمُ

جاتے ہیں تو اہل علم سے (بوجہ کندذہنی اور لاپروائی کے) پوچھے ہیں کہ اس نے ابھی کیا کہا تھا؟<sup>(۱)</sup> یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کردی ہے اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔

10. اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ نے انہیں ہدایت میں اور بڑھا دیا ہے اور انہیں ان کی پر ہیز گاری عطا فرمائی ہے۔

11. تو کیا یہ قیامت کا انظار کررہے ہیں کہ وہ ان کے پاس اوپانک آجائے یقیناً اس کی علامتیں تو آچکی ہیں، (۳) کی جب کہ ان کے پاس قیامت آجائے تو انہیں تصیحت حاصل کرنا کیسے ممکن ہو گا؟ (۳)

19. سو (اے نبی! مَنْالَتُمْ الله کے سوا کوئی معبود نبیں (۵) اور اینے گناہوں کی بخشش مانگاکریں اور

ا. یہ منافقین کا ذکر ہے، ان کی نیت چونکہ تصحیح نہیں ہوتی تھی، اس لیے نبی مُثَاثِیَّاتِم کی باتیں بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں وہ مجلس سے باہر آکر صحابہ رشخالَنْا کے لیچھے کہ آپ مُنَاثِیْنِا نے کیا فرمایا؟

۲. لیعنی جن کی نیت بدایت حاصل کرنے کی ہوتی ہے تو اللہ ان کو ہدایت کی توفیق بھی دے دیتا ہے اور ان کو اس پر
 ثابت قدمی بھی عطا فرماتا ہے۔

سر یعنی نبی مَنْ اللَّهُ عَلَیْ این بعث بجائے خود قرب قیامت کی ایک علامت ہے، جیسا کہ آپ مَنْ اللّٰهُ عَلَیْ ایک علامت ہے، جیسا کہ آپ مَنْ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (صحبح البخاري نفسیر سورة النازعات) (میری بعثت اور قیامت ان دو الگلیول کی طرح ہے)۔ آپ مَنْ اللّٰهُ اللّٰهُ کَا اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰلّٰلِيلُولِ اللّٰلِلْمُ اللّٰلِلْمُ اللّٰلّٰلَّلِلْمُ اللّٰلِلْمُلّٰلِلللّٰلِلْمُلْمُ اللّٰلِلْمُلّٰلِلللّٰلِلْمُلّٰلِمُ اللّٰلِمُ اللّٰلِمُلّٰلِلْمُلْمُلِمُ الللّٰلِمُلْمُلِمُلّٰلِمُلْمُ اللّٰلِمُلْمُلّٰلِمُلّٰلِمُ اللّٰلِمُلْمُلُمُلّٰلِ

۵. لیعنی اس عقیدے پر ثابت اور قائم رہیں، کیونکہ یہی توحید اور اطاعت الٰہی، مدار خیر ہے اور اس سے انحراف لیعنی
 شرک اور معصیت، مدا رشر ہے۔

#### وَمُتُوالِكُمُ اللَّهُ اللَّهُ

وَيَقُولُ الَّذِينَ امْنُوالُولُا نُزَّلْتُ سُورَةً فَاذَا

أُنُولَتُ سُورَةً مُّحُكَمَةً وَّذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ وَآيِتَ الَّذِينَ فِي قُلُوْ بِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ نَظْرَ الْمَغَثِينِي عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأَوْلِي لَهُوْفُ

طَاعَةً وَّقُولٌ مِّعْوُونِ فَإِذَاعَوْمِ الْأَمْوُ فَكُوصَ قُوا

مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی،<sup>(۱)</sup> اللہ تم لوگوں کی آمد ورفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔

۲۰. اور جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نازل نہیں کی گئی؟(۳) پھر جب کوئی صاف مطلب والی سورت ('' نازل کی حاتی ہے اور اس میں قبال کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ د کھتے ہیں کہ جن لوگوں کے دلوں میں بہاری ہے وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے اس شخص کی نظر ہوتی ہے جس پر موت کی بیہوشی طاری ہو،<sup>(۵)</sup> پس بہت بہتر تھا ان کے لیے۔

۲۱. فرمان کا بجالانا اور اچھی بات کا کہنا۔ (۱) پھر جب کام

ا. اس میں نبی مَنْالَیْنِظُ کو استغفار کا حکم دیا گیا ہے، اپنے لیے بھی اور مومنین کے لیے بھی۔ استغفار کی بڑی اہمیت اور فضيات ہے۔ احاديث ميں تھی اس پر بڑا زور ديا گيا ہے۔ ايک حديث ميں نبي مَثَاثِيْنَا نِے فرمايا يَآ أَيُّهَا النَّاسُ! تُوْبُوْ ا إِلَىٰ رَبِّكُمْ فَإِنِّيْ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتَّوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْم أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی الیوم واللیلة) (لوگو! بارگاہ الٰہی میں توبہ واستغفار کیا کرو، میں بھی اللہ کے حضور روزانہ ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ واستغفار کرتا ہوں)۔

۲. لیغنی دن کو تم جہاں پھرتے اور جو کچھ کرتے ہو اور رات کو جہاں آرام کرتے اور استقرار پکڑتے ہو، اللہ تعالٰی حانتا ہے۔ مطلب ہے شب وروز کی کوئی سرگرمی اللہ سے مخفی نہیں ہے۔

س. جب جہاد کا حکم نازل نہیں ہوا تھا تو مومنین، جو حذبۂ جہاد سے سمشار تھے جہاد کی احازت کے خواہش مند تھے اور کہتے تھے کہ اس بارے میں کوئی سورت نازل کیوں نہیں کی جاتی؟ لیعنی جس میں جہاد کا حکم ہو۔

م. ليعني اليي سورت جو غيرمنسوخ ہو۔

۵. یه ان منافقین کا ذکر ہے جن پر جہاد کا حکم نہایت گراں گزرتا تھا، ان میں بعض کمزور ایمان والے بھی بعض دفعہ شامل ہوجاتے تھے۔ سورہ نساء، آیت: ۷۷ میں بھی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

۲. یعنی حکم جہاد سے گھبرانے کے بجائے ان کے لیے بہتر تھا کہ وہ سمع وطاعت کا مظاہرہ کرتے اور نبی مَنَافِیْتُمْ کی بابت، گتاخی کے بجائے، اچھی بات کہتے۔ یہ اُوْ لیٰ معنی أَجْدَرُ (بہتر) ہے، جسے ابن کثیر نے اختیار کیا ہے۔ بعض نے اولی کو تہدید ووعید کا کلمہ لینی بدوعا قرار دیا ہے۔ مَعْنَاهُ قَارَیَهُ مَا یُهْلِکُهُ (ان کی ہلاکت قریب ہے) مطلب ہے، ان کی بزدلی

الله كَكَانَ خَيْرًا لُهُمُونَ

فَهَلُ عَسَيْتُوْ إِنْ تَوَكَّيْتُوْ أَنْ تُفْسِدُوْ افِي الْكَرْضِ وَتُقَطِّعُوَّا اَرْحَامُكُمْ

اُولِيكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُوُ اللهُ فَاصَمَّهُوُ وَاعْمَى الْفِي اللهُ فَاصَمَّهُو وَاعْمَى الْمِثَارَهُوْ

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرُّالَ اَمْعَلَىٰ قُلُوْبٍ اَقْفَالُهُا

ٳؾۜٲڷێڹۛؽٵۯۘؾۘڎ۠ۅٵۼٙۜڶؘٙۘۮڹٳۅۿؚۄ۫ۺۜٷڹڡؙؠٵۺۜڲؽؘڶۿۄؙ ٵۿ۠ۮؽٚٳڶۺۜؽڟؽڛڗؘڶڮؙؠؙٝٷٲٮٝڶڵۿۄٛٛ

مقرر ہوجائے، (۱) تو اگر اللہ کے ساتھ سے رہیں (۲) تو ان کے لیے بہتری ہے۔ (۳)

۲۲. اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپاکردو<sup>(۱)</sup> اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔

۲۳. یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی ساعت اور آئکھوں کی روشنی چھیین کی ہے۔<sup>(۵)</sup>

۲۳. کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا دلوں پر ان کے تالے لگ گئے ہیں۔(۱)

۲۵. جو لوگ اپنی پیٹھ کے بل الٹے پھر گئے اس کے بعد کہ ان کے لیے ہدایت واضح ہو چکی (<sup>(2)</sup> یقیناً شیطان نے

اور نفاق ان کی ہلاکت کا سب بنے گا۔ اس اعتبار سے طَاعَةٌ وَّقُوْلٌ مَّعْرُوْفٌ جملۂ متانفہ ہو گا اور اس کی خبر محذوف ہوگی خَیْرٌ لَّکُمْ۔ (ٹُ القدیر، ایسر الناسیر)

ا. لیعنی جہاد کی تیاری مکمل ہوجائے اور وقت جہاد آجائے۔

۲. لینی اگر اب بھی نفاق چھوڑ کر، اپنی نیت اللہ کے لیے خالص کرلیں، یا رسول کے سامنے رسول سَکَالَٰیُکُمُ کے ماتحت ہو کر لڑنے کا جو عہد کرتے ہیں، اس میں اللہ سے سے رہیں۔

سعر لیتنی نفاق اور مخالفت کے مقابلے میں توبہ واخلاص کا مظاہرہ بہتر ہے۔

م. ایک دوسرے کو قتل کرکے۔ لیعنی اختیار واقتدار کاغلط استعال کرو۔ امام ابن کثیر نے تو گیٹٹم کا ترجمہ کیا ہے "تم جہاد سے پھر جاد اور اس سے اعراض کرو" لیعنی تم پھر زمانۂ جاہلیت کی طرف لوٹ جاؤ اور باہم خون ریزی اور قطع رحمی کرو۔ اس میں فساد فی الارض اور صلۂ رحمی کی تاکید ہے، جس کا اس میں فساد فی الارض اور صلۂ رحمی کی تاکید ہے، جس کا مطلب ہے کہ رشتے داروں کے ساتھ زبان سے، عمل سے اور بذل اموال کے ذریعے سے اچھا سلوک کرو۔ احادیث میں بھی اس کی بڑی تاکید اور فضیلت آئی ہے۔ (ابن کیش)

۵. لینی ایسے لوگوں کے کانوں کو اللہ نے (حق کے سننے سے) بہرہ اور آئکھوں کو (حق کے دیکھنے سے) اندھا کردیا ہے۔ یہ نتیجہ ہے ان کے مذکورہ اعمال سنئہ کا۔

Y. جس کی وجہ سے قرآن کے معانی ومفاہیم ان کے دلوں کے اندر نہیں جاتے۔

2. اس سے مراد منافقین ہی ہیں جنہوں نے جہاد سے گریز کرکے اپنے کفر وار تداد کو ظاہر کردیا۔

ان کے لیے (ان کے اعمال کو) مزین کر دیا ہے اور انہیں ڈھیل دے رکھی ہے۔(ا

۲۱. یہ (۳) اس لیے کہ انہوں نے ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ کی نازل کردہ وحی کو برا سمجھا یہ کہا<sup>(۳)</sup> کہ ہم بھی عنقریب بعض کاموں<sup>(۳)</sup> میں تمہارا کہا مانیں گے، اور اللہ ان کی یوشیدہ باتیں خوب جانتا ہے۔<sup>(۵)</sup>

۲۷. پس ان کی کیسی (درگت) ہوگی جب کہ فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہوئے ان کے چرول اور ان کی سرینوں پر ماریں گے۔(۱)

۲۸. یہ اس بنا پر کہ یہ وہ راہ چلے جس سے انہوں نے اللہ کو ناراض کردیا اور انہوں نے اس کی رضا مندی کو برا جانا، تو اللہ نے ان کے اعمال اکارت کردیے۔

۲۹. کیا ان لوگوں نے جن کے دلوں میں بیاری ہے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اللہ ان کے کینوں کو ظاہر ہی نہ کر رکھا ہے کہ اللہ ان کے کینوں کو ظاہر ہی نہ کر رکھا

ۮڸڬؠؚٲ؆ٞٛؗٛؗٛؠؙٞڠٲۊؙٳڵێۯؽ۬ؽڮؚۄ۠ڡٛۏٲٵؙٮؙۧٛٛػڶڵڡ۠؞ٞسؙڟؚؽڠؙڴ ڣۣٛڹۼڞؚٲڶۯؙمڑٷڶڵڎؙؽۼۘڶڎٳۥؙٮٛػڶۯۿؙٷ<sup>۞</sup>

فَكَيْفَ إِذَاتَوَ ثَنَّهُ مُ الْمَلَيِّكَةُ يَضُرِبُونَ وُجُوْهَهُمُ وَاذَبَارِهُمُ

ۮ۬ڸػڔۣٲؘؙؙؙؙٛٛٞٛٞٞٛٛٛؗٛٛڴٲؿۜٮۘٛٷؙٳڡؘٲٲڛۛ۬ڎؘڟ<sub>ٳڵ</sub>ؿۄؘٷٙڮؚۿۅؙٳڔڞ۫ۅانَهؙ ڡٙٲڂڹڟٳڠٵۿٷڞ

> ٱمُ حَسِبَ الَّذِينَ فَى قُلُو بِهِمُّ مَرَضٌ اَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللهُ اَضْغَانَهُمُ ۞

ا. اس کا فاعل بھی شیطان ہے۔ یعنی مَدَّ لَهُمْ فِي الْأَمَلِ وَوَعَدَهُمْ طُوْلَ الْعُمرِ یعنی انہیں کمی آرزوؤں اور اس دھوکے میں مبتلا کردیا کہ ابھی تو تمہاری بڑی عمر ہے، کیول لڑائی میں اپنی جان گنواتے ہو؟ یا فاعل اللہ ہے، اللہ نے انہیں ڈھیل دی۔ یعنی فوراً ان کا مؤاخذہ نہیں فرمایا۔

۲. "يه" سے مراد ان كا ارتداد ہے۔

۳. لعنی منافقین نے مشر کین سے یا یہود سے کہا۔

٧٠. ليعني نبي مَنَا لَيْنِيمُ اور آب مَنَالَيْنِمُ كَ لائع موع دين كي مخالفت ميں۔

۵. جیسے دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَاللَّهُ يَكُنُّ مُا يُكِيِّنُونَ﴾ (انساه: ۸۱) (ان کی راتوں کی بات چیت الله لکھ رہا ہے)۔

۲. یہ کافروں کی اس وقت کی سیفیت بیان کی گئی ہے جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ روحیں فرشتوں سے بیخ کے لید رچیتی اور ادھر اوھر بھاگئی ہیں تو فرشتے سختی اور زور سے انہیں پکڑتے، کھینچتے اور مارتے ہیں۔ یہ مضمون اس سے قبل سورۂ انعام: ۹۳ اور سورۂ انغال: ۵۰ میں بھی گزرچکا ہے۔

ك. أَضْعَانٌ، ضِعْنٌ كى جمع ب، جس كے معنى حسد، كينه اور بغض كے ہيں۔ منافقين كے دلول ميں اسلام اور مسلمانول كے

ۅؘڵۅٞڹۺۜٲٷڒؽؽؙڬۿؙۄ۫ڣؘڵۘۼۯڣ۫ؾۿڎڛؚؽۣڶۿؙٷٷٛڵؾڠڔۣڣٙؠؙٚٛۿ ۪؈۬ٛڶڞؚڹٳڷڡۜٙٷڵؚٷٳٮڵڮؙؽۼڵٷٳؘڠؠٵڵڴؙۉ۞

ۅؘڵؽؘڹؙۅؙڴؙۮؙػؾ۠ۜۼؘڬٲٳڬؙؽۿؚڔؠؙؽؘ؞ٟڡٮ۬ػؙۮؙۅؘاڵڞڔڔؽؙ ۅؘڹؘؠڶ۠ۅ۠ٲڂٝؠٵڒٷٛ۞

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيلِ اللهِ وَشَاقُوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَكِّنَ لَهُوُ الْهُلْ كَالَنْ يَغِنُرُوا اللهَ شَيْئًا وَسَعُمِطُ أَغَالَهُمْ

يَائَيُّهُا الَّذِينَ الْمُنْوَآ لَطِيعُوا اللهَ وَالطِيعُوا الرَّسُولَ

• سب اور اگر ہم چاہتے تو ان سب کو تحقی دکھا دیتے ہیں تو انہیں ان کے چہرے سے ہی پہچان لیتا، (۱) اور یقیناً تو انہیں ان کی بات کے ڈھب سے پہچان لے گا، (۲) تمہارے سب کام اللہ کو معلوم ہیں۔

اس. اور یقیناً ہم تمہارا امتحان کریں گے تاکہ تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو ظاہر کردیں اور ہم تمہاری حالتوں کی بھی جانچ کرلیں۔<sup>(\*)</sup>

سر بقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکا اور رسول کی خالفت کی اس کے بعد کہ ان کے لیے ہدایت ظاہر ہو چکی وہ ہرگز ہرگز اللہ کا کچھ نقصان نہ کریں گے۔ (\*) عنقریب وہ (اللہ تعالیٰ) ان کے اعمال غارت کردے گا۔ (۵)

ساسل اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا

خلاف بغض وعناد تھا، اس کے حوالے سے کہا جارہا ہے کہ کیا یہ سیھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے پر قادر نہیں ہے؟

ا. یعنی ایک ایک شخص کی اس طرح نشان دہی کردیتے کہ ہر منافق کو عیاناً پہچان لیا جاتا۔ لیکن تمام منافقین کے لیے اللہ نے ایسا اس لیے نہیں کیا کہ یہ اللہ کی صفت ستاری کے خلاف ہے، وہ بالعموم پردہ پوشی فرماتا ہے، پردہ دری نہیں۔ دوسرا اس نے انسانوں کو ظاہر پر فیصلہ کرنے کا اور باطن کا محاملہ اللہ کے سپرد کرنے کا تھم دیا ہے۔

البتہ ان کا لہجہ اور انداز گفتگو ہی ایسا ہو تا ہے جو ان کے باطن کا غماز ہو تا ہے، جس سے اسے پیفیمبر تو ان کو یقیناً پہچان سکتا ہے۔ یہ عام مشاہدے میں آنے والی بات ہے، انسانوں کے دل میں جو پہھ ہو تا ہے، وہ اسے لاکھ چھپائے لیکن انسان کی گفتگو، حرکات و سکنات اور بعض مخصوص سیفیات، اس کے دل کے راز کو آشکارا کردیتی ہیں۔

س. الله تعالی کے علم میں تو پہلے ہی سب کچھ ہے۔ یہاں علم سے مراد اس کا وقوع اور ظہور ہے تاکہ دوسرے بھی جان لیں اور دیکھ لیں۔ اس کے وقوع کو جان لیں۔ ابن عبل اس کے وقوع کو جان لیں۔ ابن عباس رضی الله عنہا اس قسم کے الفاظ کا ترجمہ کرتے تھے لِنَریٰ، تاکہ ہم دیکھ لیں۔ (ابن کیر) اور یہی معنی زیادہ واضح ہے۔ ۸۔ بلکہ اینا ہی بیڑا غرق کرس گے۔

۵. کیونکہ ایمان کے بغیر کسی عمل کی اللہ کے ہاں کوئی اہمیت نہیں۔ ایمان واخلاص ہی ہر عمل خیر کو اس قابل بناتا ہے کہ اس پر اللہ کے ہاں اسے اجر ملے۔

وَلاَ يُتِطِلُوْاَ اعْمَالِكُوْ

ٳؿۜٳؾۜڔؽ۫ؽؘػڡؘۯؙۅٛٳۅؘڝۘڎؙۅؙٳٸؽڛؚؽڸٳؠڵڮڎؿٛ ؘڡٵؿؙۅٛٳۅۿؙۅؙؙڴڡؘۜٲڒؙڣؘڶؽؙؿۼ۬ڣؚۯٳڶڶهؙڵۿۿ۞

فَلاَتَهِنُواوَتَدُعُوَالِلَ السَّلْمِةُ وَانْتُوْالْرَعْنُونَ ۗ وَاللهُ مَعَكُوْوَلَنَ يَتِرَكُوْاَعْالَكُونُ

ٳٮۜٛؠؘٵڵڂؽۏؗٷ۠ڶڷؙڎؙؽٚٵٚڮڰؚٷۜڶۿٷٝۏٵؽٮؙٷؙڡؙؚڹٛۉ ۅؘؾۜؾۧڠ۠ۅٝٳؽؙٷؙڗٟؾڬ۠ڎؙٲ۠ڹٛٷۯڴۏۅٙڵؽؽٮؙڡٛٞڵڴۏٛٲڡٛۅٲڵڴۏ<sup>۞</sup>

مانو اور اپنے اعمال کوغارت نہ کرو۔(۱)

سمس. بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے اوروں کو روکا پھر کفر کی حالت میں ہی مر گئے (یقین کرلو) کہ اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔

سر بن تم بودے بن کر صلح کی درخواست پر نہ اثر آؤ جب کہ تم ہی بلند وغالب رہوگ (۲) اور اللہ تمہارے ساتھ ہے، (۳) ناممکن ہے کہ وہ تمہارے اعمال ضائع کردے۔ (۹) بس واقعی دنیوی زندگی تو صرف کھیل کود ہے (۵) اور اگر تم ایمان لے آؤگ اور تقویٰ اختیار کروگ تو اللہ تمہیں تمہارے اجر دے گا اور وہ تم سے تمہارے مال نہیں مانگا۔ (۲)

ا. یعنی منافقین اور مرتدین کی طرح ارتداد ونفاق اختیار کرکے، اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔ یہ گویا اسلام پر استقامت کا علم ہے۔ بعض نے کبائر وفواحش کے ارتکاب کو بھی حبط اعمال کا باعث گردانا ہے۔ اس لیے مومنین کی صفات میں ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ بڑے گناہ اور فواحش سے بچتے ہیں۔ (النجم: ۳۲) اس اعتبار سے کبائر وفواحش سے بچتے ہیں۔ (النجم: ۳۲) اس اعتبار سے کبائر وفواحش سے بچنے کی اس میں تاکید ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی عمل خواہ کتنا ہی بہتر کیوں نہ معلوم ہوتا ہو اگر اللہ اور اس کے رسول منگا اللہ اور اس کے رسول منگا اللہ اور سے تو رائیگاں اور برباد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب تم تعداد اور قوت وطاقت کے اعتبار سے وشمن پر غالب اور فائق تر ہو تو ایسی صورت میں کفار کے ساتھ صلح اور کمزوری کامظاہرہ مت کرہ، بلکہ کفر پر ایسی کاری ضرب لگاؤ کہ اللہ کا دین سر بلند ہوجائے۔ غالب وبر تر ہوتے ہوئے کفر کے ساتھ مصالحت کا مطلب، کفر کے اثر و نفوذ کے بڑھانے میں مدد دینا ہے۔ یہ ایک بڑا جرم ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کافروں کے ساتھ صلح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ اجازت یقیناً ہے، لیکن ہر وقت نہیں۔ صرف اس وقت ہے جب مسلمان کافروں کے ساتھ صلح میں زیادہ فائدہ ہے تاکہ مسلمان تعداد میں کم اور وسائل کے لحاظ سے فروتر ہوں۔ ایسے حالت میں لڑائی کی بہ نسبت صلح میں زیادہ فائدہ ہے تاکہ مسلمان اس موقع سے فائدہ اٹھاکر بھر پور تیاری کرلیں، جیسے خود نبی منگر شیارت ہے۔ جس کے ساتھ اللہ ہو، اس کو کون شکست سال سمیں مسلمانوں کے لیے دشمن پر فتح و نصرت کی عظیم بشارت ہے۔ جس کے ساتھ اللہ ہو، اس کو کون شکست دے سکا ہے؟

- م. بلکہ وہ اس پر بورا اجردے گا اور اس میں کوئی کی نہیں کرے گا۔
- ۵. لیعنی ایک فریب اور دھوکہ ہے، اس کی کسی چیز کی بنیاد ہے نہ اس کو ثبات اور نہ اس کا اعتبار۔
- ۲. یعنی وہ تمہارے مالوں سے بے نیاز ہے۔ اس لیے اس نے تم سے زکوۃ میں کل مال کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ اس کے ایک نہایت

ٳڽؙؾٞؽٮؙٛػؙڵٛؠ۠ٷؚ۫ۿٵڣٛؿؙۼؚڣڴۄ۫ڗؠڂٛڵٷٵۅؘؿۼٝڔڿؖٵڞؙۼٵٮ۫ڴۄٛ<sup>۞</sup>

ۿٙٵڬٛڎ۫ۄٚۿؙٷؙڵڒٷػٮٛٷؽڶؚؿؿڣڠؗٷٳ؈ٛڛؚؽڸڶۺۼؖ ڣٙٮٮؙٚڮؙڎڞٛؾؠؙڂڶ۠ٷڡٮؘؿؠؙڂڷ؋ٵۺڮڬڴ ؿؙٞڝ۫ؠ؋۫ٷٳٮؿڮۮڷۼڹؿؙٷٲٮٛؿٷٳڷڡٛ۫ڡۜڔٙڵٷڮڶ ٮۜؾٷڷٷؠۺ۫ؾؠ۫ۮؚڶڨۊۜۄٵۼؽڔڴڿٚڎ۫ؾڒڵؠڲٷٷٛٳڷ ٳڝٛڟڮٷڿٛ

سے اگر وہ تم سے تمہارا مال مانگے اور زور دے کر مانگے تو تم اس سے بخیلی کرنے لگوگے اور وہ تمہارے کینے ظاہر کردے گا۔()

سر خبر دار! تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرج کہ کرنے کے لیے بلائے جاتے ہو، (۲) تو تم میں سے بعض بخیلی کرنے کے لیے بلائے جاتے ہو، (۲) تو تم میں سے بعض بخیلی کرنے لیے ہیں اور جو بخل کرتا ہے وہ تو دراصل اپنی جان سے بخیلی کرتا ہے۔ (۳) اور اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم فقیر (اور محتاج) ہو (۳) اور اگر تم روگردان ہوجاو (۵) تو وہ تمہارے بدلے تمہارے سوا اور لوگوں کو لائے گا جو پھر تم جیسے نہ ہوں گے۔ (۲)

قلیل جھے کا لینی صرف ڈھائی فی صد کا اور وہ بھی ایک سال کے بعد اپنی ضرورت سے زیادہ ہونے پر، علاوہ ازیں اس کا مقصد بھی تمہارے اپنے ہی بھائی بندوں کی مدد اور خیر خواہی ہے نہ کہ اللہ اس مال سے اپنی حکومت کے اخراجات پورے کرتا ہے۔

1. لیعنی اگر ضرورت سے زائد کل مال کامطالبہ کرے اور وہ بھی اصرار کے ساتھ اور زور دے کر تو یہ انسانی فطرت ہے کہ تم بخل بھی کروگے اور اسلام کے خلاف اپنے بغض وعناد کا اظہار بھی۔ لینی اس صورت میں خود اسلام کے خلاف بھی تمہارے دلوں میں عناد پیدا ہوجاتا کہ یہ اچھا دین ہے جو ہماری محنت کی ساری کمائی اپنے دامن میں سمیٹ لینا چاہتا ہے۔

7. لیعنی کچھ جھے زکوۃ کے طور پر اور کچھ اللہ کے رائے میں خرج کرو۔

س. لیعنی اپنے ہی نفس کو انفاق فی سبیل اللہ کے اجر سے محروم رکھتا ہے۔

م. لیعنی اللہ تنہیں خرج کرنے کی ترغیب اس لیے نہیں دیتا کہ وہ تمہارے مال کا ضرورت مند ہے۔ نہیں، وہ تو غنی ہے، بے نیاز ہے، وہ تو تمہارے ہی فائدے کے لیے تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ اس سے ایک تو تمہارے اپنے نفول کا تزکیہ ہو۔ دوسرا تمہارے ضرورت مندوں کی حاجتیں پوری ہوں۔ تیسرا تم وشمن پر غالب اور برتر رہو۔ اس لیے اللہ کی رحمت اور مدد کے مختاج تم ہو نہ کہ اللہ تمہارا مختاج ہے۔

لیعنی اسلام سے کفر کی طرف پھر جاؤ۔

۲. بلکہ تم سے زیادہ اللہ اور رسول کے اطاعت گزار اور اللہ کی راہ میں خوب خرج کرنے والے ہوں گے۔ نبی منگائینے کے اس کی بابت پوچھا گیا تو آپ منگائینے کے حضرت سلمان فاری و ٹائینی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "اس سے مراد یہ اور اس کی قوم ہے۔ فتم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر ایمان ثریا (ستارے) کے ساتھ بھی لئکا ہوا ہو تو اس کو فارس کے کچھ لوگ حاصل کرلیں گے "۔ (الندمذی، ذکرہ الالبانی فی الصحیحة: ۱۳۱۳)

#### سورہ فتح مدنی ہے اور اس میں انتیں آ بیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

ا. بے شک (اے نبی سَلَّاتِیَاً) ہم نے آپ کو ایک کھلی فتح دی ہے۔

۲. تاکہ جو کچھ آپ کے گناہ آگے ہوئے اور جو پیچیے
 سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، (۱) اور تجھ پر اپنا احسان

# ينونوا المتاع المنافع المنافع

#### بن \_\_\_\_\_ مالله الرَّحْمِن الرَّحِيْمِ

# إِنَّا فَتَعْنَالُكَ فَتُعَّامُّهُمُنَّانًا

# ڵۣؿۼ۫ۼۯڮٵٮڵڎؙٵڡٚڡؘۜ؆ۜٙڡؘ؈ٛۮڹٛۑؚڬۅٙ؆ٵؾٲڂۜۅۘؽێڗۊۜ ڹۼۘٮۘؾۘڎؙۼڮؽڮۅٙؽۿؚۮۑڲڝڗٳڟٲۺؙٮؿٙڣؽ؆<sup>ٛ</sup>

چلا۔ ۲ ججری میں رسول اللہ منگائینی اور ۱۳ سو کے قریب صحابہ و ڈوائی عمرے کی نیت سے مکہ تشریف لے گئے، لیکن مکہ کے قریب صحابہ و ڈوائی عمرے کی نیت سے مکہ تشریف لے گئے، لیکن مکہ کو اپنا نما عندہ بناکر مکہ جھیجا تاکہ وہ رؤسائے قریش سے گفتگو کرکے انہیں مسلمانوں کو عمرہ کرنے کی اجازت دینے پر آپ سکائیٹی کے اور دوسائے قریش سے گفتگو کرکے انہیں مسلمانوں کو عمرہ کرنے کی اجازت دینے پر آپ سکائیٹی نے اور کی لیا دوسوان کہلاتی ہے۔ یہ افواہ پھیل گئی، جس پر آپ سکائیٹی نے اعدان کی شہادت کی افواہ پھیل گئی، جس پر آپ سکائیٹی نے اجبر کا ایکن محابہ فرائیٹی کے بعد ان کی شہادت کی افواہ پھیل گئی، جس پر آپ سکائیٹی نے اجبر نظار کے اجازت نہیں دی اور مسلمانوں نے آئندہ سال کے وعدے پر واپنی کا ارادہ کرلیا، وہیں اپنے سر بھی منڈالیے اور قربانیاں کرلیں۔ نیز کفار سے اور بھی چند باتوں کا معاہدہ ہوا، جنہیں صحابہ فرائی کی اکثریت ناپند کرتی تھی لیکن نگاہ رسالت نے اس کے دور رس انزات کا اندازہ لگاتے ہوئے، کفار کی شرائط پر ہی صلح کو بہر سمجھا۔ حدیبیہ سے مدینے کی طرف آتے ہوئے راہتے میں یہ سورت انزی، جس میں صلح کو فتح مہین سے تعبیر فرمایا گیا چونکہ یہ صلح فتح کہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور اس کے دوسال بعد ہی مملمان مکہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے۔ اس لیے بعض صحابہ و ڈوائی کہتے سے کہ می بہت فرمایا کہ فتح کہ کم کو فتح شار کرتے ہو لیکن ہم حدیبیہ کی صلح کو فتح شار کرتے ہیں۔ اور نبی شکائی کے بعض صحابہ و ڈوائی کہتے سے کہ کم میں فتحانہ کو فتح شار کرتے ہیں۔ اور نبی شکائی کیا نہ کی بابت فرمایا کہ فتح کہ تم خور اللہ کی بردہ موسورۃ الفتح، کتاب المغازی، باب غزوۃ المدیبیۃ و نفسیر سورۃ افالتہ)

ا. اس سے مراد ترک اولی والے معاملات یا وہ امور ہیں جو آپ سکی الیا گئے نے اپنے فہم واجتہاد سے کیے، لیکن اللہ نے انہیں نالپند فرمایا، جیسے عبد اللہ بن ام مکتوم ر گاٹھ وغیرہ کا واقعہ ہے جس پر سورہ عبس کا نزول ہوا، یہ معاملات وامور اگرچہ گناہ اور منافی عصمت نہیں، لیکن آپ سکی گئے ہے کہ شان ارفع کے پیش نظر انہیں بھی کو تاہیاں شار کرلیا گیا، جس پر معافی کا اعلان فرمایا جارہا ہے۔ لیعفیر میں لام تعلیل کے لیے ہے۔ یعنی یہ فتح مبین ان تین چیزوں کا سبب ہے جو آیت میں فرکور ہیں۔ اور یہ مغفرت ذنوب کا سبب، اس اعتبار سے ہے کہ اس صلح کے بعد قبول اسلام کرنے والوں کی تعداد میں بھی۔ بکترت اضافہ ہوا، جس سے آپ سکی ایم عظیم میں بھی خوب اضافہ ہوا اور حیات وبلندی درجات میں بھی۔

# پورا کردے(۱) اور مجھے سیدھی راہ چلائے۔(۲) سم. اور آپ کو ایک زبردست مدد دے۔

م. وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون (اور اطمینان) ڈال دیا تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں، (االلہ اور آسانوں اور زمین کے (کل) لشکر اللہ ہی کے ہیں۔ (اور اللہ تعالیٰ دانا باحکمت ہے۔

الکہ مومن مردول اور عورتوں کو ان جنتوں میں لے جائے (۵) جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہال وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان سے ان کے گناہ دور کردے، اور اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

#### وَيَنْصُرُكِ اللهُ نَصُرًا عَنِيْزًا ۞

هُوَالَّذِنِيَّ اَنْزَلَ السَّكِيْتُ اَنْ قُلُوبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيُزُودُ وُوَالِيْمَا نَّامَ إِيْمَ أَنِهُ وَيِلْتِهِ جُنُودُ السِّمُونِ وَالْارْضِ وَكَانَ اللهُ عَلِيمًا حَكِيْمًا ۚ

لِّيُكْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّتٍ بَغُرِيْ مِنْ تَخْتِهَا الْاَفْهُرُخِلِدِيْنَ فِيْمَا وَكُلِّقِرْعَنُهُخُرَسِيَّالِقِهُمُّ وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۖ

ا. اس دین کو غالب کرکے جس کی تم وعوت دیتے ہو۔ یا فتح وغلبہ عطا کرکے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مغفرت اور ہدایت پر استقامت یہی اتمام نعمت ہے۔ (فتح القدیہ)

- ۲. لیعنی اس پر استفامت نصیب فرمائے۔ ہدایت کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجات سے نوازے۔
- سل لین اس اضطراب کے بعد، جو مسلمانوں کو شرائط صلح کی وجہ سے لاحق ہوا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں سکینت نازل فرمادی، جس سے ان کے دلوں کو اطمینان، سکون اور ایمان مزید حاصل ہوا۔ یہ آیت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔
- ٧٩. ليخي اگر الله تعالى چا ہے تو اپنے کسی لفکر (مثلاً فرشتوں) سے کفار کو ہلاک کروا دے۔ لیکن اس نے اپنی حکمت بالغه کے تحت ایسا نہیں کیا اور اس کے بجائے مومنوں کو قال وجہاد کا حکم دیا۔ اسی لیے آگے اپنی صفت علیم و حکیم بیان فرمائی ہے۔ یا مطلب ہے کہ آسان وزمین کے فرشتے اور اسی طرح دیگر ذی شوکت وقوت لفکر سب الله کے تابع ہیں اور ان سے جس طرح چاہتا ہے کام لیتا ہے۔ بعض دفعہ وہ ایک کافر گروہ کو ہی دوسرے کافر گروہ پر مسلط کر کے مسلمانوں کی امداد کی صورت پیدا فرما دیتا ہے۔ مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اے مومنو! الله تعالی تمہارا محتاج نہیں ہے، وہ اپنے پینجبر اور اپنے دین کی مدد کا کام کسی بھی گروہ اور لفکر سے لے سکتا ہے۔ (این کیر والد انتقابی)
- ۵. حدیث میں آتا ہے کہ جب مسلمانوں نے سورہ فق کا ابتدائی حصہ سنا لِیَغْفِرَ لَكَ اللهُ تو انہوں نے نبی عَلَّائِیْمُ ہے کہا "آپ عَلَّائِیْمُ کو مبارک ہو، ہمارے لیے کیا ہے؟" جس پر اللہ نے آیت لِیدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ نازل فرمادی (صحیح البخاري، بابعض کہتے ہیں کہ یہ لِیکُوْدادُوْد یا یَنْصُرَكَ سے متعلق ہے۔
   باب غزوۃ الحدیبیۃ) بعض کہتے ہیں کہ یہ لِیکُوْدادُوْد یا یَنْصُرَكَ سے متعلق ہے۔

وَّيُعَدِّبَ الْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُنْفِقْتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكِتِ الطَّلْآيِّنَ بِاللهِ طَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمُ دَايِّرَةُ السَّوْءِ وَخَضِبَ اللهُ عَلَيْهُمُ وَكَعَمَّهُمُ وَاعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمُ وَسَأَءْتُ مَصِيرًا

وَيِللهِ جُنُودُ السَّلْوِتِ وَالْاَيْضِ وَكَانَ اللهُ عَزِيْرًا عَكِيْمًا ۞

ٳ؆ٛٙٲڒۺؙڵڹڬۺٳۿٮٵۊۜڡٛڹۺؚٞڔٵۊۜٮؘۮؚؽڗؙٳ<sup>۞</sup>

لِتُوْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوُهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۗ وَ شُيِّنُحُوهُ بُكُرُةً وَّاَصِيلًا ۞

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنْمَايْبَايِعُوْنَ اللَّهُ يُدُاللَّهِ فَوْنَ الْمِيْمُ فَمَنْ مُّكَ وَانْمَا يَنَكُثُ عَلَىٰ نَفْسِمٌ وَمَنْ اَوْفِي مِنَاهُمُهُمَّ عَلَيْهُ اللَّهُ فَسَيُؤُ يَتِيْ وَاجْرًا عَظِيمًا أَنْ

اور تاکہ ان منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو عذاب دے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں، (۱) دراصل) انہیں پر برائی کا پھیرا ہے، (۱) اللہ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لیے دوزخ تیار کی اور وہ (بہت) بری لوٹے کی جگہ ہے۔

اور الله ہی کے لیے آسانوں اور زمین کے لشکر ہیں
 اور الله غالب اور حکمت والا ہے۔ (۳)

٨. یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشنجری سنانے
 والا اور ڈرانے والا بناکر بھیجا ہے۔

9. تاکہ (اے مسلمانو)، تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح وشام۔

• البیشک جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً الله سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر الله کا ہاتھ ہے، (۵) توجو شخص عہدشکنی کرے وہ اپنے نفس پر ہی عہدشکنی

ا. لینی اللہ کو اس کے حکموں پر متہم کرتے ہیں اور رسول اللہ منگالینیم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بارے میں گمان رکھتے ہیں کہ یہ مغلوب یا مقتول ہوجائیں گے اور دین اسلام کا خاتمہ ہوجائے گا۔ (این کیر)

۲. لیعنی یہ جس گردش، عذاب یا ہلاکت کے مسلمانوں کے لیے منتظر ہیں، وہ تو ان ہی کا مقدر بننے والی ہے۔

سل بہاں اسے منافقین اور کفار کے ضمن میں دوبارہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان دشمنوں کو ہر طرح ہلاک کرنے پر قادر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنی حکمت ومشیت کے تحت ان کو جتنی جاہے مہلت دے دے۔

۵. آیت سے وہی بیعت رضوان مراد ہے جو نبی منگالینظ نے حضرت عثان ڈلائھ کی شہادت کی خبر سن کر ان کا انتقام لینے کے لیے حدیبید میں موجود ۱۲ یا ۱۵ سو مسلمانوں سے لی تھی۔

11. دیہاتیوں میں سے جو لوگ پیچے چھوڑد یے گئے سے وہ اب تجھ سے کہیں گے کہ ہم اپنے مال اور بال بچوں میں گئے رہ گئے لی آپ ہمارے لیے مغفرت طلب کیجے۔ (۳) یہ لوگ اپنی زبانوں سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ (۳) آپ جواب دے دیجے کہ تمہارے لیے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا بھی اختیار کون رکھتا ہے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا بھی اختیار کون رکھتا ہے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا بھی اختیار کون کوئی نفع دینا جاہے (۳) تو، بلکہ تم جو کچھ کررہے ہو اس سے کوئی نفع دینا جاہے (۳) تو، بلکہ تم جو کچھ کررہے ہو اس سے

سَيَقُولُ لِكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْأَغْرَابِ شَغَلَتُنَا الْحَوَالُنَا وَاهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لِنَا يَقُولُونَ بِالْسِنَتِهِمْ مَّالَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ قُلُ فَمَنَ يَبْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا إِنْ آزادَ بِكُمْ ضَمَّا الْوَارَادَ بِكُمْ نَفْعًا ثِبُلُ كَانَ اللهُ فِمَا تَعْلُونَ يَبْيُرُا

ا. نَکْتُ (عبد شکنی) سے مراد یہاں بیعت کا توڑ دینا یعنی عبد کے مطابق لڑائی میں حصہ نہ لینا ہے۔ یعنی جو شخص ایسا کرے گا تو اس کا وبال اس پر پڑے گا۔

۲. کہ وہ اللہ کے رسول مُثَلَّقَیْقِم کی مدد کرے گا، ان کے ساتھ ہو کر لڑے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح وغلبہ عطا فرمادے۔

سال اس سے مدینہ کے اطراف میں آباد قبیلی، غفار، مزینہ، جبینہ، اسلم اور دکل مراد ہیں۔ جب نبی منگائی آباد قبیلی، غفار، مزینہ، جبینہ، اسلم اور دکل مراد ہیں۔ جب نبی منگائی آباد قبیلوں نے سوچاکہ موجودہ حالات تو کہ جانے کے بعد (جس کی تفصیل آگے آئے گی) عمرے کے لیے ملہ جانے کی عام منادی کرادی۔ مذکورہ قبیلوں نے سوچاکہ موجودہ حالات تو کہ جانے کے لیے سازگار نہیں ہیں۔ وہاں ابھی کافروں کا غلبہ ہے اور مسلمان کمزور ہیں نیز مسلمان عمرے کے لیے بورے طور پر جھیار بند ہوکر بھی نہیں جاسکتے۔ اگر ایسے میں کافروں نے مسلمانوں کے ساتھ لانے کا مقابلہ کس طرح کریں گے؟ اس وقت مکہ جانے کا مطلب اپنے آپ کو ہلاکت میں فیصلہ کرایا تو مسلمان غالی ہاتھ ان کا مقابلہ کس طرح کریں گے۔ اللہ تعالی ان کی بابت فرمارہا ہے کہ یہ تجھ سے ڈالنا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ آپ منگائی گی ساتھ عمرے کے لیے نہیں گئے۔ اللہ تعالی ان کی بابت فرمارہا ہے کہ یہ تجھ سے مشغولیتوں کا عذر بیش کرکے طلب مغفرت کی التجائیں کریں گے۔

مم. لیعنی زبانوں پر تو یہ ہے کہ ہمارے چیچے ہمارے گھروں کی اور بیوی پچوں کی نگرانی کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ اس کیے ہمیں خود ہی رکنا پڑا، لیکن حقیقت میں ان کا چیچے رہنا، نفاق اور اندیشہ موت کی وجہ سے تھا۔

۵. لیعنی اگر الله تمہارے مال ضائع کرنے اور تمہارے اہل کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کرلے تو کیا تم میں سے کوئی اختیار رکھتا ہے کہ وہ اللہ کو ایسا نہ کرنے دے۔

٧. ليعني تمهيں مدد پہنچانا اور تمهيں غنيمت سے نوازنا چاہے۔ تو کوئی روک سکتا ہے؟ يه در اصل مذکورہ متخلفين (پيچھے

يَلْ طَنَنْتُهُ أَنْ لَكِنْ تَنْقَلَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا ٱۿ<u>ڵ</u>ؽۿؚۼٲٮؘۜۘۘۮٵۊؖڗؙؾؾؘۮٳڮ؈۬ٛڨؙڵۏٛٮڴ۪ۄؙۅؘڟ۬ٮؘٛؽ۫ؾؙۏڟؾ السَّوْءِ اللَّهُ وَكُنْتُو قَوْمًا أَوْرًا

وَمَنْ لَوْيُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُّوْرِلَّهِ فَإِنَّا آعْتَدُنا لِلْكِفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿

وَبِلَّهِ مُلْكُ التَّمَاوِتِ وَالْكِرْضِ يَغُفِرُ لِمَنَّ يَتَنَاءُ وَنُعَذِّ كُ مَنْ بَشَكَاءُ وَكَانَ اللهُ عَفُوْرًا رَجِعًا

سَيَقُوْلُ الْمُخَلِّفُوْنَ إِذَا انْطَلَقْتُوْ إِلَى مَغَانِعَ لِتَاخُذُ ثُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعُكُمْ أَيُرِيْدُونَ آنُ تُبَيِّدٌ لُوا كَلُمُ اللهِ قُلُ كُنْ تَتَبَعُوْنَا

الله خوب باخبر ہے۔(')

١٢. (تہیں) بلکہ تم نے تو یہ مگان کر رکھا تھا کہ پیغیبر اور مسلمانوں کا اینے گھروں کی طرف لوٹ آنا قطعاً ناممکن ہے اور یہی خیال تمہارے دلوں میں رچ بس گما تھا اور تم نے برا گمان کر رکھا تھا۔(۲) دراصل تم لوگ ہو بھی ہلاک ہونے والے۔(۳)

**اللہ اور جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ** لائے تو ہم نے بھی ایسے کافروں کے لیے دہتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

سما. اور زمین اور آسانوں کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب وے۔ اور الله بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔<sup>(م)</sup>

18. جب تم عنیمتیں لینے جانے لگوگے تو حجٹ سے یہ پیچیے چھوڑے ہوئے لوگ کہنے لکس کے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دیجیے، (۵) وہ چاہتے ہیں کہ

رہ جانے والوں) کا رد ہے جنہوں نے گمان کرلیا تھا کہ وہ اگر نبی سکا پینے کم ساتھ نہیں گئے تو نقصان سے محفوظ اور منافع سے بہرہ ور ہوں گے۔ حالاتکہ نفع وضرر کا سارا اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

ا. لینی شہبیں تمہارے اعمال کی بوری جزاء دے گا۔

۲. اور وہ یہی تھا کہ اللہ اپنے رسول مُنَاتِیْنِاً کی مدد نہیں کرے گا۔ یہ وہی پہلا گمان ہے، تکرار تاکید کے لیے ہے۔ ۳. بُوْ زٌ، بَاَئِرٌ کی جمع ہے، ہلاک ہونے والا، یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کا مقدر ہلاکت ہے۔ اگر دنیا میں یہ اللہ کے عذاب سے فیج گئے تو آخرت میں تو فیج کر نہیں جاسکتے وہاں تو عذاب ہر صورت میں بھکتنا ہوگا۔

م. اس میں متحلفین کے لیے توبہ وانابت الی اللہ کی ترغیب ہے کہ اگر وہ نفاق سے توبہ کرلیں تو اللہ تعالی انہیں معاف فرمادے گا، وہ بڑا بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔

۵. اس میں غزوہ خیبر کا ذکر ہے جس کی فتح کی نوید اللہ تعالیٰ نے حدیبہ میں دی تھی، نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہاں سے جتنا بھی مال غنیمت حاصل ہوگا وہ صرف حدیبیہ میں شریک ہونے والوں کا حصہ ہے۔ چنانچہ حدیبیہ سے والی کے بعد آپ منگالینظ نے یہودیوں کی مسلسل عہرشکنی کی وجہ سے خیبر پر چڑھائی کا پروگرام بنایا تو مذکورہ متخلفین

ؙۘػٮ۬ٳڪؙۄٞٷڵڶٳڵڎؙڡؚؽؙۊۜؠؙڵٷٚۺؘؽڟ۫ۅؙڷۅٛؽ ڹڵؾؘڂؙڛؙۮؙۅ۫ڹٮۜٵۻڵػٳٮؙۅٛٳڵٳؽڡؙ۫ڡٞۿۅؙؽ ٳڒۊؘڸؽڵڒ۞

قُلْ لِلْمُخَلِّقِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَنُكْ عَوْنَ اللَّ قَوْمٍ اَوْلَىٰ اَلْمُ خَلِقِيْنَ مِنَ الْاَعْدَاتِلُوْ نَهْمُ اَوْيُسُلِمُونَ قَالَ تُطْلِعُوْ اَيُوْرِّكُونَا لِللَّهُ اَجْرًا حَسَنًا وَانْ تَتَوَكَّوْ الْمَمَا تَوَكَّنَاتُوْرِ مِّنَ قَبْلُ يُعَذِّبْكُوْمَالُا اللَّهُمَّا ۞

اللہ تعالیٰ کے کلام کو بدل دیں (۱) آپ کہہ دیجے کہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرماچکا ہے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چلوگ، (۱) وہ اس کا جواب دیں گے (نہیں نہیں) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو، (۱) (اصل بات یہ ہے) کہ وہ لوگ بہت ہی کم سجھتے ہیں۔ (۱)

11. آپ پیچھے تھوڑے ہوئے بدووں سے کہہ دو کہ عنقریب تم ایک سخت جنگجو قوم کی طرف بلائے جاؤگ کہ تم ان سے لڑوگ یا وہ مسلمان ہوجائیں گے<sup>(۵)</sup> پس اگر تم اطاعت کروگ (<sup>۱)</sup> تو اللہ تمہیں بہت بہتر بدلہ دے گا<sup>(2)</sup> اور اگر تم نے منہ پھیرلیا جیسا کہ اس سے پہلے تم منہ پھیرچکے ہو تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔ <sup>(۸)</sup>

نے بھی محض مال غنیمت کے حصول کے لیے ساتھ جانے کا ارادہ ظاہر کیا، جسے منظور نہیں کیا گیا۔ آیت میں مغانم سے مراد مغانم خیبر ہی ہیں۔

ا. الله ك كلام سے مراد، الله كا خيبر كى غنيمت كو الل حديبير كے ليے خاص كرنے كا وعدہ ہے۔ منافقين اس ميں شريك جوكر الله كے كلام ليعني اس كے وعدے كو بدلنا جاہتے تھے۔

۲. یہ نفی جمعنی نہی ہے یعنی تہمیں مارے ساتھ چلنے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تھم بھی یہی ہے۔

س. لیعنی یہ متخلفین کہیں گے کہ تم ہمیں حمد کی بنا پر ساتھ لے جانے سے گریز کررہے ہو تاکہ مال غنیمت میں ہم تمہارے شریک نہ ہوں۔

م. لینی بات یہ نہیں ہے جو وہ سمجھ رہے ہیں، بلکہ یہ پابندی ان کے پیچھے رہنے کی پاداش میں ہے۔ لیکن اصل بات ان کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

۵. اس جنگو قوم کی تعیین میں اختلاف ہے، بعض مفسرین اس سے عرب کے بی بعض قبائل مراد لیتے ہیں، مثلاً ہوازن یا تغییف، جن سے حنین کے مقام پر مسلمانوں کی جنگ ہوئی۔ یا مسلمۃ الکذاب کی قوم بنو صنیفہ۔ اور بعض نے فارس اور روم کے مجوسی وعیبائی مراد لیے ہیں۔ ان چیچے رہ جانے والے بدویوں سے کہا جارہا ہے کہ عنقریب ایک جنگو قوم سے مقابلے کے لیے حمہیں بلایا جائے گا۔ اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو تمہاری اور ان کی جنگ ہوگی۔

۲. یعنی خلوص دل سے مسلمانوں کے ساتھ مل کر اڑوگے۔

دنامین غنیمت اور آخرت میں پچھلے گناہوں کی مغفرت اور جنت۔

٨. يعنى جس طرح حديبيه كے موقع پرتم نے مسلمانوں كے ساتھ مكه جانے سے گريز كيا تھا، اس طرح اب بھى تم جہاد

ڮڛٛٵۜؽٳٲۯۼٛؠؽڂڗڿٷڵۯٸؽٳڶۯۼۄؙڿٟڂڔڿٷٙڵ ٵٙؽٳڵؠڔؽۻٮػڔٞڿٷڞؙؿ۠ڟؚڃٳڶڵۿۏۘۯڛؙ۠ۏؖڶۿؽۮڿڶؙۿ ؘۼڐٚؾڹٞٷؚؽؙڡۭؽؙؾۧڂؚؾٵٞٲڒٮ۫ۿڒٛٷڡۜڽؙؾۜۅؘڷۜؽؙۼڐؚڹۿ ۼۮٙٳٵٞٳڸۿؙڴؙ

ڵڡۜٙۮؙۻ۬ؽٳٮڵڎؙٸڹٳڵؠؙٷ۫ؠڹؽڹٳۮؙؽؽٳۑٷۏۘؽػڠؖؾ ٳڵؾٞۼڔۊؘڣۼڸۅؘڡٳ؈ٛٷ۠ۅ۫ۑۿؚۓۏؘٲڹٛڷۣٳٳڶؾۜڮؽڹڎؘ ۼؘؽؘؠٛؠٝۅؘٳؿؙٲؠؙؠؙ؋ڠڴٷٞؽؠؙٵٚ<sup>۞</sup>

وَّمَغَانِوَكَثِيْرَةً يَّانَّخُذُونَهَا ثَكَانَ اللهُ عَزِيْزًا

11. اندھے پر کوئی حرج نہیں ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے، (() جو کوئی اللہ اور حرج ہے، (() جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبر داری کرے اسے اللہ الی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے (در ختوں) تلے نہریں جاری ہیں اور جو منہ پھیر لے اسے دردناک عذاب (کی سزا) دے گا۔

11. یقیناً الله تعالی مومنوں سے خوش ہوگیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کررہے تھے۔ (۲) ان کے دلول میں جو تھا اسے اس نے معلوم کرلیا (۳) اور ان پر اطبینان نازل فرمایا (۳) اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔ (۵)

19. اور بهت سی عنیمتیں جنہیں وہ حاصل کریں

سے بھا گوگے، تو پھر اللہ کا دردناک عذاب تمہارے لیے تیار ہے۔

1. بصارت سے محرومی اور کنگڑے پن کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معندوری۔ یہ دونوں عذر تو لازمی ہیں۔ ان اصحاب عذر یا ان جیسے دیگر معندورین کو جہاد سے مشتلی کردیا گیا۔ حرج کے معنی گناہ کے ہیں ان کے علاوہ جو بیاریاں ہیں، وہ عارضی عذر ہیں، جب تک وہ واقعی بیار ہے، شرکت جہاد سے مشتلی ہے۔ بیاری دور ہوتے ہی وہ تھم جہاد میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں گے۔

۲. یہ ان اصحاب بیعت رضوان کے لیے رضائے الٰہی اور ان کے پکے سے مومن ہونے کا سر شفکیٹ ہے، جنہوں نے صدیبیہ میں ایک درخت کے ینچے اس بات پر بیعت کی کہ وہ قریش مکہ سے لڑیں گے اور راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔
 ۱۳. لیخی ان کے دلوں میں جو صدق وصفا کے جذبات تھے، اللہ ان سے بھی واقف ہے۔ اس سے ان دشمنان صحابہ شکالٹی کا رد ہوگیا جو کہتے ہیں کہ ان کا ایمان ظاہری تھا، دل سے وہ منافق تھے۔

مم. لینی وہ نہتے تھے، جنگ کی نیت سے نہیں گئے تھے، اس لیے جنگی ہتھیار مطلوبہ تعداد میں نہیں تھے۔ اس کے باوجود جب نبی مُنَائِیْتُمُ نے حضرت عثان رُلِائِیْنُ کا بدلہ لینے کے لیے ان سے جہاد کی بیعت کی تو بلا ادنی تامل، سب لڑنے کے لیے تیار ہوگئے، یعنی ہم نے موت کا خوف ان کے دلوں سے نکال دیا اور اس کی جگہ صبر وسکینت ان پر نازل فرمادی جس کی بنا بر انہیں لڑنے کا حوصلہ ہوا۔

۵. اس سے مراد وہی فتح خیبر ہے جو یہودیوں کا گڑھ تھا، اور حدیبیہ سے والیسی پر مسلمانوں نے اسے فتح کیا۔

جَكُمُّا®

ۅؘڡۜٮؘڬ۠ڎ۠ٳٮڵٷؗڡۼٵڿٷػؿؙڽڒۘۊٞ؆ٲڂؙۮ۠ۏؙڡۜٚٵڣٚۻؖٙڶڵڴۄؙ ۿڹ؋ۅػڡۜۜٵؽؙڔؽٳڵۺٵڛۘۼٮؙٛڴۏٞۯٳؾڴۅٛڹٳؽۊ ڸؚڷۿۏؙٞڡۣڹؽؙڹؘۅؘؽۿۮۑڴۄ۫ڝؚڒٳڟٳۺٛٮؿٙڨۣؽڴؗ

> ٷٞٲڠٝۯؽڷؘڡٛڗؘڡٞؿڔۯۅ۫ٳۘڡػؽۿٳڡٞڽؙٲڝؘۜٲڟٳڶڷۿ ڽؚۿٲٷػٳؽٳڶڵۿٷڵڮ۠ڷۺٞؿؙٞۊٞڮڔؙؿڔؖٳ۞

ۅؘڬۊؘڠٵؾٙػػؙۅؙٳڷڹڔؽؽػڡؘٚؠؙۉٳڵۅٙڷٷٳٳڵۅڋڹۯڗ۠ڠٞ ڵڔؽۼؚۮۅؙؽؘۅڸؾ۠ٳۊٞڵڒڝ۬ؽڗٳ۞

کے (۱) اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

\*\* الله تعالی نے تم سے بہت ساری غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے (۲) جنہیں تم حاصل کروگے پس یہ تو تہمیں جلدی ہی عطا فرمادی (۱۳) اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے، (۱۳) تاکہ مومنوں کے لیے یہ ایک نشانی ہوجائے (۱۵) اور (تاکہ) وہ تہمیں سیدھی راہ چلائے۔ (۲)

11. اور شہیں اور (علیمتیں) بھی دے جن پر اب تک ثم نے قابو نہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے قابو میں رکھا ہے (<sup>2)</sup> اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

۲۲. اور اگر تم سے کافر جنگ کرتے تو یقیناً پیٹھ و کھاکر بھاگتے پھر نہ تو کوئی کارساز پاتے نہ مدد گار۔(^)

ا. یہ وہ علیمتیں ہیں جو خیبر سے حاصل ہوئیں۔ یہ نہایت زرخیز اور شاداب علاقہ تھا، اسی حساب سے یہاں سے مسلمانوں کو بہت بڑی تعداد میں غنیمت کا مال حاصل ہوا، جے صرف اہل حدیبیہ میں تقسیم کیا گیا۔

۲. یہ دیگر فتوحات کے نتیجے میں حاصل ہونے والی عنسیتوں کی خوش خبری ہے جو قیامت تک مسلمانوں کو حاصل ہونے والی ہیں۔
 ساب لینی فتح خیبر یا صلح حدیبید، کیونکہ یہ دونوں تو فوری طور پر مسلمانوں کو حاصل ہو گئیں۔

4. حدیبیہ میں کافروں کے ہاتھ اور خبیر میں یہودیوں کے ہاتھ اللہ نے روک دیے، یعنی ان کے حوصلے بیت کردیے اور وہ مسلمانوں سے مصروف پریکار نہیں ہوئے۔

۵. لیعنی لوگ اس واقعے کا تذکرہ پڑھ کر اندازہ لگالیں گے کہ اللہ تعالیٰ قلت تعداد کے باوجود مسلمانوں کا محافظ اور دشمنوں پر ان کو غالب کرنے والا ہے یا یہ روک لینا، تمام موعودہ باتوں میں رسول اللہ سَلَّاتِیْمِ کی صداقت کی نشانی ہے۔

۲. لین ہدایت پر استقامت عطا فرمائے یا اس نشانی سے تمہیں ہدایت میں اور زیادہ کرے۔

2. یہ بعد میں ہونے والی فقوات اور ان سے حاصل ہونے والی غنیمت کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح چاردیواری کرکے کسی چیز کو اپنے قبضے میں کرلیا جاتا ہے اور پھر اس کی بابت بے فکری ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اللہ نے ان فقوات کو اپنے حیط اقتدار میں لیا ہوا ہے۔ لیکن اللہ نے انہیں تمہارے لیے اقتدار میں لیا ہوا ہے۔ لیکن اللہ نے انہیں تمہارے لیے اپنے قابو میں کیا ہوا ہے، وہ جب چاہے گا، حتہیں اس پر غلبہ عطا کردے گا، جس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے، اس لیے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بعض نے اَحاطَ کے معنی عَلِمَ کے کیے ہیں، یعنی اسے معلوم ہے کہ وہ علاقے بھی تم فی کروگ۔ ۸. یہ حدیبیہ میں متوقع جنگ کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ اگر یہ قریش مکہ صلح نہ کرتے بلکہ جنگ کا راستہ اختیار

سُنَّةَ اللهِ النَّتِيُّ قَدُخَلَتُ مِنْ قَبُلُ ۗ وَكَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبُدِيلًا ۞

ڡؘۿؙۅؘٲڵڹؽؙػڰٙٵؽؚۮؚؽؠؙؙۼڹؙٛڶؙۄ۫ۅٵٙؽۮؚؽڴؙۄ۫ۼۘٮؙۿۄؙ ؠؚؠڟڹۣڝڴٛڎڝڹٛڹڡؗؽؚٲ؈۫ٲڟٚڡؘڒڴۯۼڲؿۿٟۄٞ ٷڰٲڹ۩ڵڡؙؠؚؠؘٲڞؙڴٷؽۻؚؽڗؙٳ۞

ۿؙؙۿؙٳڷڐۣؽؽ۬ػڡۜٞۯ۠ۊٛٳڡؘڞڎ۠ٷٞڴۄ۫ۼڹٳڷٮۺۜڿڽٳڵڂؖڗٳۄ ۅٳڷۿۮ۫ؽ؞ڡۼۘڴۏؙڐٳڷ؞ٞؿڹؙۼؘۼۣڴڎٷڶٷڒڔڿٳڮ ۺؙٷ۫ؠڹ۠ۊڹؘۏۻٵٚ؞ٛ۫ۺٷؙؠڶٿٛٷؿڠڵٷۿۿؙۅؙڷڽؙڟٷۿۿ

۲۳. اللہ کے اس قاعدے کے مطابق جو پہلے سے چلا آیا ہے، (۱) اور تو مجھی بھی اللہ کے قاعدے کو بدلتا ہوا نہ یائے گا۔

۲۲. اور وہی ہے جس نے خاص مکہ میں کافروں کے ہاتھوں کو آن سے روک لیا ہاتھوں کو آن سے روک لیا اس کے بعد کہ اس نے تہہیں آن پر غلبہ دے دیا تھا، (۲) اور تم جو کچھ کررہے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ ۲۵ میں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو معجد حرام سے روکا اور قربانی کے لیے موقوف جانور کو اس کی قربان گاہ میں چنچنے سے (روکا)، (۳) اور اگر ایسے (بہت قربان گاہ میں چنچنے سے (روکا)، (۳) اور اگر ایسے (بہت

کرتے تو یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے، کوئی ان کا مدد گار نہ ہو تا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم وہاں تہہاری مدد کرتے اور ہمارے مقابلے میں کس کو تظہرنے کی طاقت ہے؟

ا. یعنی اللہ کی یہ سنت اور عادت پہلے سے چلی آرہی ہے کہ جب کفر وایمان کے در میان فیصلہ کن معرکہ آرائی کا مرحلہ آتا ہے اللہ تعالی اہل ایمان کی مدو فرماکر حق کو سر بلندی عطاکرتا ہے، جیسے اس سنت اللہ کے مطابق بدر میں تمہاری مدد کی گئے۔

۲. جب نبی کریم سَکُالیُّیْمُ اور صحابہ کرام وَفَائَیْمُ حدیبیہ میں شے تو کافروں نے ۸۸ آدمی، جو بتھیاروں سے لیس شے، اس نیت سے بیجیج کہ اگر انہیں موقع مل جائے تو دھوکے سے نبی سَکُالیُّیْمُ اور صحابہ وَفَائیْمُ کے خلاف کاروائی کریں چنانچہ یہ مسلح جھے جہ بیت سے بیجیج کہ اگر انہیں موقع مل جائے تو دھوکے سے نبی سَکُلیْکُمُ اور صحابہ وَفَائیْمُ کے خلاف کاروائی کریں چنانچہ یہ مسلح جھے جبل شعیم کی طرف سے حدیبیہ میں آیا، جس کا علم مسلمانوں کو بھی ہوگیا اور انہوں نے ہمت کرکے ان تمام مسلح جھے ہوگی۔ آدمیوں کو گر قبار کر لیا اور بارگاہ رسالت میں بیش کر دیا۔ ان کا جرم تو شدید تھا اور ان کو جو بھی سزا دی جاتی صلح چاہتے سے لیکن اس میں خطرہ یہی تھا کہ پھر جنگ ناگزیر ہوجاتی۔ جب کہ نبی سَکُلُولِیُمُ اس موقع پر جنگ کے بجائے صلح چاہتے سے کیونکہ اس میں خطرہ یہی تھا کہ خواد چانچہ آپ سَکُلُولِیُمُ نے ان سب کو معاف کر کے چھوڑدیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، کیونکہ اس میں مسلمانوں کا مفاد تھا۔ چنانچہ آپ سُکُلُولُیُمُ نے ان سب کو معاف کر کے چھوڑدیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب قول اللہ تعالی وھو الذی کف آیدیہم عنکم) بطن مکہ سے مراد حدیبیہ ہے۔ یعنی حدیبیہ میں ہم نے تمہیں کفار سے اور کفار کو تم سے لڑنے سے روکا۔ یہ اللہ نے اللہ نے احدیان کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔

سا. هَدْيُّ اس جانور کو کہا جاتا ہے جو حاجی یا معتمر (عمرہ کرنے والا) اپنے ساتھ مکہ لے جاتا تھا۔ یا وہیں سے خرید کر ذک کرتا تھا مَحِلُّ (حلال ہونے کی جگہ) سے مراد وہ قربان گاہ ہے جہاں ان کو لے جاکر ذن کی کیا جاتا ہے جاہلیت کے زمانے میں یہ مقام معتمر کے لیے مروہ پہاڑی کے پاس اور حاجیوں کے لیے منی تھا۔ اور اسلام میں ذن کرنے کی جگہ مکہ، منی اور پورے حدود حرم ہیں۔ مَعْکُوْفًا، حال ہے۔ یعنی یہ جانور اس انتظار میں رکے ہوئے تھے کہ مکہ میں واضل ہوں

ڡؘٛڞؙؚؽؽۘڴۄؙڡؚٚٮٛ۬ڡؙؙۿؗۄٞ؆ۧۼۜڗۜۊ۠۬ڹۼؘؽڔڡؚڶۄٵڸؽؙڿڶٳۥڶڵؖؗؗ ڣٛۯؘػؙٮٞؾؚ؋ڝؘؙڲؘؾؽٵٷۊؘؾۯؘؾؖڵؙۅؙٳڶػۜڐۜؠڹٚٵڷڵڔ۬ؽؙؽ ػڡؘؙۯؙۅؙٳڝؙ۬ۿؙۿؙۄٛۼڎؘٳٵؚٞٵڸؽؙؚؠڴ۞

إِذْجَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُو النَّ قُلُوْبِهِمُ الْحَبِيَّةَ حَبِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةَ فَانَزُلَ اللهُ سَكِيْنَتَهُ عَلَى رَسُوْلِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْزَمَهُ هُوَكِلَمَةَ التَّقُولِي وَكَانُوْ أَآحَقَ بِهَا وَاَهْلَهَا \*

ے) مسلمان مرد اور (بہت سی) مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر نہ تھی(ا) یعنی ان کے پس جانے کا احتال نہ ہوتا جس پر ان کی وجہ سے تم کو بھی بے خبری میں ضرر پہنچتا، (او تہیں لڑنے کی اجازت دے دی جاتی (اللہ تعالی این جاتی اللہ تعالی این رحمت میں جس کو چاہے داخل کرے اور اگر یہ اللہ اللہ ہوتے تو ان میں جو کافر سے ہم ان کو دردناک سزا دیتے۔ (۵)

۲۷. جب که (۲۷ ان کافروں نے اپنے دلوں میں حمیت کو جگه دی اور حمیت بھی جاہلیت کی، سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی (۱۵ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقوے کی بات پر

تا کہ انہیں قربان کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کافروں نے ہی تنہیں بھی مسجد حرام سے روکا اور تمہارے ساتھ جو جانور تھے، انہیں بھی اپنی قربان گاہ تک نہیں پہنچنے ویا۔

ا. لینی مکه میں اپنا ایمان چھیائے رہ رہے تھے۔

۲. کفار کے ساتھ لڑائی کی صورت میں ممکن تھا کہ یہ بھی مارے جاتے اور شہیں ضرر پہنچنا، مَعَرَّہٌ کے اصل معنی عیب
 کے ہیں۔ یہاں مراد کفارہ اور وہ برائی اور شر مندگی ہے جو کافروں کی طرف سے شہیں اٹھانی پڑتی۔ یعنی ایک تو قتل خطا
 کی دیت دینی پڑتی اور دوسرا کفار کا یہ طعنہ سہنا پڑتا کہ یہ اپنے مسلمان ساتھیوں کو بھی مار ڈالتے ہیں۔

٣. يه لَوْ لا كامخدوف جواب ہے۔ ليعني اگر يه بات نه ہوتي تو تنهيں مكه ميں داخل ہونے كى اور قريش مكه سے لڑنے كى ا اجازت دے دى جاتى۔

م. بلکہ اہل مکہ کو مہلت دے دی گئ تاکہ جس کو اللہ جاہے قبول اسلام کی توفیق دے دے۔

۵. تَزَيَّلُوْ المِعَىٰ تَمَيِّرُوْا ہِ مطلب یہ ہے کہ مکہ میں آباد مسلمان، اگر کافروں سے الگ رہائش پذیر ہوتے، تو ہم تہمیں اہل مکہ سے الرّنے کی اجازت دے دیتے اور تہمارے ہاتھوں ان کو قتل کرواتے اور اس طرح انہیں دردناک سزا دیتے۔ عذاب الیم سے مرادیہاں قتل، قیدی بنانا اور قبر وغلبہ ہے۔

٢. إِذْ كَا ظَرِفَ مِا تَو لَعَذَّبْنَا ہِ يا وَاذْكُرُوْا مُحَدُوف ہے۔ یعنی اس وقت کو یاد کرو، جب کہ ان کافروں نے.....

کفار کی اس حمیت جالبیر (عار اور غرور) سے مراد اہل مکہ کا مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنا ہے۔ انہوں

نے کہا کہ انہوں نے ہمارے بیٹوں اور بالوں کو قتل کیا ہے۔ لات وعزیٰ کی قسم ہم انہیں مجھی یہاں داخل نہیں ہونے دیں گے بعنی انہوں نے اسے اپنی عزت اور وقار کا مسلم بنالیا۔ اس کو حمیت جاہلیہ کہا گیا ہے، کیونکہ خانہ کعبہ میں عبادت کے لیے آنے سے روکنے کا کسی کو حق حاصل نہیں تھا۔ قریش مکہ کے اس معاندانہ رویے کے جواب میں خطرہ تھا کہ مسلمانوں کے جذبات میں بھی شدت آجاتی اور وہ بھی اسے اپنے وقار کا مسلم بناکر مکہ جانے پر اصرار کرتے، جس سے دونوں کے درمیان لڑائی چیشر جاتی، اور یہ لڑائی مسلمانوں کے لیے سخت خطرناک رہتی (جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جاچکا ہے) اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں میں سکینت نازل فرمادی لینی انہیں صبر و حمل کی توفیق دے دی اور وہ پیغبر منافظیّن کے ارشاد کے مطابق حدیدیہ میں ہی تھبرے رہے جوش اور جذبے میں آکر مکہ جانے کی کوشش نہیں گی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس حمیت حابلیہ سے مراد قریش مکہ کا وہ رویہ ہے جو صلح کے لیے اور معاہدے کے وقت انہوں نے اختیار کیا۔ یہ رویہ اور معاہدہ دونوں مسلمانوں کے لیے بظاہر نا قابل برداشت تھا۔ لیکن انجام کے اعتبار سے چونکہ اس میں اسلام اور مسلمانوں کا بہترین مفاد تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نہایت ناگواری اور گرانی کے باوجود اسے قبول کرنے کا حوصلہ عطا فرمادیا۔ اس کی مختصر تفصیل اس طرح ہے۔ کہ جب رسول اللہ منگالینیا نے قریش مکہ کے بھیجے ہوئے نما ئندوں کی یہ بات تسلیم کرلی کہ اس سال مسلمان عمرے کے لیے مکہ نہیں جائیں گے اور یہیں سے واپس ہوجائیں گے تو چر آپ سَالِيْنَا نِ حضرت على طَاللَّهُ كو معاہدہ لکھنے كا تحكم ديا۔ انہوں نے آپ مَالَيْنَا کے تحكم سے، بسم الله الرَّحْمٰن الرَّ حِيْم كلها۔ انہوں نے اس پر اعتراض كرديا كه رطن، رحيم كو ہم نہيں جانے۔ ہمارے بال جو لفظ استعالَ ہوتا ہے، اس ك ساتُ يعنى باسْمِكَ اللهم (ال الله تير له نام س) لكهيس چنانچه آپ مَنْ اللَّيْمُ في الله الله على الله تير الم نے ککھوایا "یہ وہ دستاویز ہے جس پر محمد رسول الله (علی فیل ) نے اہل مکہ سے مصالحت کی ہے" قریش کے نمائندوں نے کہا، اختلاف کی بنیاد تو آپ مُنگِیْتِیم کی رسالت ہی ہے، اگر ہم آپ مُنگِینِم کو رسول اللہ مان لیں تو اس کے بعد جھڑا ہی کیا رہ جاتا ہے؟ پھر ہمیں آپ منگالٹیٹی سے لڑنے کی اور بیت اللہ میں جانے سے روکنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ آپ منگالٹیٹی يهال "محمد رسول الله" كى جبَّه "محمد بن عبد الله" كلهين- چنانچه آپ نے حضرت على طلائفيُّ كو ايسا ہى كلھنے كا حكم ديا۔ (يد مسلمانوں کے لیے نہایت اشتعال انگیز صورت حال تھی، اگر اللہ تعالی مسلمانوں پر سکست نازل نہ فرماتا تو وہ تبھی اسے برداشت نه كرتے) حضرت على رفحافظة نے اپنے ہاتھ سے "محمد رسول الله" كے الفاظ مثانے اور كاشنے سے انكار كرديا، تو نبى كريم مَثَالِيْظِمْ نِي كَبِاكُه بِهِ لفظ كبال ہے؟ بتانے كے بعد خود آپ مَثَالِيْظِمْ نِي اسے اپنے دست مبارك سے مثاديا اور اس كى جگہ محد بن عبد الله تحریر کرنے کو فرمایا۔ اس کے بعد اس معاہدے یا صلح نامے میں تین باتیں لکھی گئیں۔ (۱) اہل مکہ میں سے جو مسلمان ہوکر آپ کے باس آئے گا، اسے واپس کردیا جائے گا۔ (۲) جو مسلمان اہل مکہ سے جاملے گا، وہ اس کو واپس کرنے کے پابند نہیں ہول گے۔ (۳) مسلمان آئندہ سال مکہ میں آئیں گے اور یہال تین دن قیام کرسکیں گے، تاہم انہیں ہتھیار ساتھ لانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب صلح الحدیبیة في الحدیبية) اور اس کے ساتھ دو باتیں اور کھی گئیں۔ (۱) دس سال لڑائی مو قوف رہے گی۔ (۲) قبائل میں سے جو چاہے مسلمانوں کے ساتھ اور جو جاہے قریش کے ساتھ ہوجائے۔

# وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْعً عِلَيْمًا ﴿

لَقَدُّ صَدَقَ اللهُ دَسُولُهُ الرُّءُ يَا بِالْحَقِّ لَنَدُ خُلُنَّ الْمُسْعِدُ الْحَرَّا لَمَانُ خُلُنَّ الْمُسْعِدُ الْحَرَّامُ إِنْ شَاءً اللهُ المِنْيَنُ خُلِقِيْدَنَ وَرُونَ اللهُ المِنْيَنُ خُلِقِيْدَنَ وَرُونَ فَلَا أَوْنُ فَعَلَمُ مَا لَمُ

ۿؙۅؘٳڷێڹؽؘٞٲۯڛ۫ڶۯڛۢۅؙڶ؋ۑٵڷۿؙۮؽۅڋؽڹٳڵڠؾؚٙ ڸؽڟ۠ۿؚڒؘٷٚۼڶٳڵڒ؞ؿڹ؎ؙٛڲؚڵ؋ٷػڡ۬ؽ۬ۑٳ؉ڶۼ

جمائے رکھا<sup>(۱)</sup> اور وہ اس کے اہل اور زیادہ مستحق تھے اور اللہ تعالیٰ ہرچیز کو خوب جانتا ہے۔

۲۷. یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سیا خواب دکھایا کہ ان شاء اللہ تم یقیناً پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے سرمنڈواتے ہوئے اور سرکے بال کترواتے ہوئے اور سرکے بال کترواتے ہوئے (چین کے ساتھ) نڈر ہوکر، (۲) وہ ان امور کو جانتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے، (۳) پس اس نے اس سے پہلے ایک نزدیک کی فتح تمہیں میسر کی۔ (۳)

۲۸. وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے ہر دین پر غالب کرے، (۵) اور

ا. ان سے مراد کلمہ توحید ورسالت لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ ہے، جس سے حدیبیہ والے دن مشرکین نے انکار کیا اندی کیا اندی کیا اندی کیا یا وہ ایفائے عہد اور اس پر ثبات ہے جو تقویٰ کا تیجہ ہے۔ (ٹ اللہ). تیجہ ہے۔ (ٹ اللہ).

اور مسلمان، اسے بہلے رسول اللہ منگا ﷺ کو خواب میں مسلمانوں کے ساتھ بیت اللہ میں داخل ہو کر طواف و عمرہ کرتے ہوئے دکھایا گیا۔ نبی کا خواب بھی بمنزلۂ و می ہی ہوتا ہے۔ تاہم اس خواب میں یہ تعیین نہیں تھی کہ یہ اس سال ہو گا، لیکن نبی منگا ﷺ اور مسلمان، اسے بشارت عظیمہ سمجھتے ہوئے، عمرے کے لیے فوراً ہی آمادہ ہوگئے اور اس کے لیے عام منادی کرادی گئی اور چل پڑے۔ بالآخر حدیدیہ میں وہ صلح ہوئی، جس کی تفصیل ابھی گزری، درآل حالیکہ اللہ کے علم میں اس خواب کی تعبیر آئندہ سال تھی، جیسا کہ آئندہ سال مسلمانوں نے نہایت امن کے ساتھ یہ عمرہ کیا اور اللہ نے اپنے پینجبر کے خواب کو سچاکر دکھایا۔ سمجہ بعنی اگر حدیدیہ کے مقام پر صلح نہ ہوتی تو جنگ سے مکہ میں مقیم کمزور مسلمانوں کو نقصان پہنچنا، صلح کے ان فوائد کو اللہ ہی جانتا تھا۔

۷۲. اس سے فتح خیبر وفتح مکہ کے علاوہ، صلح کے نتیج میں جو بکثرت مسلمان ہوئے وہ بھی مراد ہے، کیونکہ وہ بھی فتح کی ایک عظیم قسم ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمان ڈیڑھ ہزار تھے، اس کے دوسال بعد جب مسلمان مکہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے تو ان کی تعداد دس ہزار تھی۔

۵. اسلام کا یہ غلبہ دیگر ادیان پر دلائل کے لحاظ سے تو ہر وقت مسلم ہے۔ تاہم دنیوی اور عسری لحاظ سے بھی قرون اولی اور اس کے مابعد عرصهٔ دراز تک، جب تک مسلمان اپنے دین پر عامل رہے انہیں غلبہ حاصل رہا، اور آج بھی یہ مادی غلبہ ممکن ہے بشرطیکہ مسلمان بن جائیں ﴿وَاَنْ مُحْ الْوَعْ لَوْنَ الْوَ كُنْ تُو مُحْ وَمِنْ فَيْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۳۹) (اور تم بی غالب رہوگے، اگر تم ایمان دار ہو) یہ دین غالب ہونے کے لیے بی آیا ہے، مغلوب ہونے کے لیے نہیں۔

#### شَهِيُكَا ١٥

مُحَتَّدُ تُنْمُولُ اللَّهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ آشِتَكَ أَعْمَى الْمُقَارِ رُحَمَّ أَبْنِيْمُمُ تَرْمُمُ رُكَعًا سُجَّدًا تَيْبَتُغُنَ فَضْلَاسِّ اللَّهِ وَضِوَانَا أَشِمَا أَمْ فِي مُؤْمِهِم مِّنِ التَّوْلِيَّ مُؤْمِنَ الْمُؤْمِنِيَ الشَّهُوفِ ذلكَ مَثَنَاهُمُ فِي التَّوْرُنِةُ وَمَتَلَّهُمُ فِي الْرِجْمِينِيَّ مَكُونَ عَلَى الْحَرْبَةِ مَنْطَأً لَهُ فَالرَّرَةُ فَاسْتَغَلَقَافُهُمُ فِي الْمِعْمِينِيَّ مُؤْمِنَا لِللَّهُ اللَّهُ اللَّ الْمُؤْنِينَ الْمُثُولُ وَعَمِدُوا الصِّلِحَةِ فِي مِنْهُمُ مَّتَغُفِرَةً وَاجْرًا عَظْمُ مَا فَا الصَّلِحَة فِي مِنْهُمُ مَتَعْفَرَةً عَلَيْهُمُ اللَّهُ وَمَعْفَورَةً

الله تعالیٰ کافی ہے گواہی دینے والا۔

۲۹. محمد (مَنَا لَيْهُ عَلَى الله ك رسول بين اور جو لوگ ان ك ساتھ بين كافروں پر سخت بين آپس ميں رحمدل بين، تو انہيں د كيھے گا كہ ركوع اور سجدے كررہے بين الله تعالى ك فضل اور رضامندى كى جبتجو ميں بين، ان كا نشان ان كے چېرول پر سجدول كے اثر سے ہے، ان كى يہى مثال تورات ميں ہے اور ان كى مثال انجيل ميں (ا) اس كيتى كے مانند جس نے اپنا انكھوا نكالا (ا) پھر اسے مضبوط كيا اور ه موٹا ہوگيا پھر اپنا انكھوا نكالا (ا) پھر اسے مضبوط كيا اور كي اور كو توش كرنے لگا (ا) تاكہ ان كى وجہ سے كافرول كو چيڑا كي (ان ايمان والوں اور نيك اعمال والوں سے اللہ نے بخشش كا اور بہت بڑے ثواب كا وعدہ كيا ہے۔ (۵)

ا. انجیل پر وقف کی صورت میں یہ معنی ہول گے کہ ان کی یہ خوبیال جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔ ان کی بہی خوبیال تورات والجیل میں مذکور ہیں۔ اور آگے کَزَرْعِ میں اس سے پہلے هُمْ مُحذوف ہوگا۔ اور بعض فِي التَّوْرَاةِ پر وقف کرتے ہیں لینی ان کی مذکورہ صفت تورات میں ہے اور ﴿وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِئْجِيْلِ﴾ کو کَزَرْعِ کے ساتھ ملاتے ہیں۔ لینی انجیل میں ان کی مثال، مانند اس کیتی کے ہے۔ (ٹُر اقدیہ)

٢. شَطْأَةُ سے بودے كا وہ بہلا ظہور ہے جو داند بھاڑكر الله كى قدرت سے باہر ككتا ہے۔

س. یہ صحابہ کرام ٹٹائٹٹئ کی مثال بیان فرمائی گئی ہے۔ ابتداء میں وہ قلیل تھے، پھر زیادہ اور مضبوط ہوگئے، جیسے کھتی، ابتداء میں کمزور ہوتی ہے، پھر دن بدن قوی ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ مضبوط سے پر وہ قائم ہوجاتی ہے۔

٧٠. يا كافر غيظ وغضب ميں مبتلا ہوں۔ يعنی صحابہ كرام ﴿ وَاللَّهُمُ كَا بِرُهَا ہُوا اللهِ ونفوذ اور ان كى روز افزوں قوت وطاقت، كافروں كے ليے غيظ وغضب كا باعث تقى، اس ليے كہ اس سے اسلام كا دائرہ پھيل رہا اور كفر كا دائرہ سمٹ رہا تھا۔ اس آيت سے استدلال كرتے ہوئے بعض ائمہ نے صحابہ كرام وَ وَاللَّهُمُ سے بغض وعناد ركھنے والوں كو كافر قرار ديا ہے۔ علاوہ اذيں اس فرقہ ء ضالہ كے ديگر عقائد بھى ان كے كفرير ہى دال ہيں۔

۵. اس پوری آیت کا ایک ایک جزء صحابہ کرام رفنالڈ کی عظمت وفضیت، اخروی مغفرت اور اجر عظیم کو واضح کررہا ہے، اس کے بعد بھی صحابہ رفنالڈ کے ایمان میں شک کرنے والا مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے تو اسے کیوں کر دعوائے مسلمانی میں سیا سمجھا جاسکتا ہے؟

#### سورۂ حجرات مدنی ہے اور اس میں اٹھارہ آ بیتیں اور دو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. اے ایمان والے لوگو! الله اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو(۱) اور الله سے ڈرتے رہا کرو۔ یقیناً الله تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔

ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اوپی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تہمیں خبر بھی نہ ہو ()

# المُنْ الْمُعْلِمُ اللَّهِ الْمُعْلِمُ اللَّهِ الْمُعْلِمُ اللَّهِ الللَّهِ اللَّهِ الللَّهِ الللَّهِ الللَّهِ اللَّلْعِلْمُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّ

### 

ڲؘٲؿ۠ۿؙٵڷڋؽؙٵڡؙٮؙٛٷٳڵڒڡؙؙػؚڗۜڡؙۅ۠ٳٮڲ۫ؽؘؽۮؠؚٳٮڵۼ ۅؘۯڛؙٷڸ؋ۅٲؾٞڡؙؙۅؙٳٳٮڵڡٞٳ۫ۛؖؗۛۜؾٳٮڵۿڛؘؠؽۼٞٷڸؽ۫ۄ۠ٛ

ڲٲؿٞۿٵڷڒڽؿؘٵؗۛؗؗؗؗؗڡؙٛٷٵڵڗۘۯڡٞٷٛٲڞۘۅٵؾؙؗۄٝ۫ٷۛڽٞڝؘۅ۫ؾ ٵڵڹؚۧؠۣۜٷڒؾؘڿۿۯۊٵؽؠ۫ٳڷڠۅؙڸػڿۿڔؚؠۼۻؚػۄٛ ڸؠۼڞٟ۬ٲڽٛۼؖڹڟٳڠٛٵڵػۄؙؙۅؘٲٮ۫ؗؿؙٷڒۺۜؿؙٷۯۅؙڹ®

الله به طوال مفصل میں پہلی سورت ہے۔ حجرات سے نازعات تک کی سورتیں طِوَالُ مُفَصَّلٍ کہلاتی ہیں۔ بعض نے سورة قو کو پہلی سورت قرار دیا ہے۔ (این کیر وفق القدیر) ان کا فجر کی نماز میں پڑھنا مسنون ومستحب ہے اور عبس سے سورة الشمس تک أَوْسَاطُ مُفَصَّلٍ ہیں۔ ظہر اور عشاء میں اوساط اور مغرب میں قصار پڑھنی مستحب ہیں۔ (ایر الفایر)

ا. اس کا مطلب ہے کہ دین کے معاملے میں اپنے طور پر کوئی فیصلہ نہ کرو نہ اپنی سمجھ اور رائے کو ترجی دو، بلکہ اللہ اور رسول مُنَافِیْنِم کی اطاعت کرو۔ اپنی طرف سے دین میں اضافہ یا بدعات کی ایجاد، اللہ اور رسول مُنَافِیْم سے آگے بڑھنے کی ناپاک جسارت ہے جو کسی بھی صاحب ایمان کے لائق نہیں۔ اسی طرح کوئی فتویٰ، قرآن وحدیث میں غوروفکر کے بغیر نہ دیا جائے اور دینے کے بعد اگر اس کا نص شرعی کے خلاف ہونا واضح ہوجائے تو اس پر اصرار بھی اس آیت میں دیے گئے تھم کے منافی ہے۔ مومن کی شان تو اللہ ورسول مُنَافِیْنِم کے احکام کے سامنے سر تسلیم واطاعت خم کر دینا ہے نہ کہ ان کے مقابلے میں اپنی بات پر یا کسی امام کی رائے پر الرے رہنا۔

7. اس میں رسول اللہ مَثَاثَیْرُ کے لیے اس ادب و تعظیم اور احرّام و تکریم کا بیان ہے جو ہر مسلمان سے مطلوب ہے۔ پہلا ادب یہ ہے کہ آپ مُثَاثِیْرُ کی موجودگی میں جب تم آپس میں گفتگو کرو تو تمہاری آواز نبی مُثَاثِیْرُ کی آواز سے بلند نہ ہو۔ دوسرا ادب، جب خود نبی مُثَاثِیْرُ سے کلام کرو تو نہایت و قار اور سکون سے کرو، اس طرح او نجی او نجی آواز سے نہ ہو۔ دوسرا ادب، جب خود نبی مُثَاثِیرُ سے کلام کرو تو نہایت و تارہ اور سکون سے کرو، اس طرح تم آپس میں بے تکلفی سے ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یا احمد نہ کہو بلکہ ادب سے یا رسول اللہ کہہ کر خطاب کرو اگر ادب واحرّام کے ان تقاضوں کو ملحوظ نہ رکھوگے

ٳۜۜؿٲڵێؽؙؽؘؽۼؙڞٛٚۅؙؽٲڞۅؘٲؾۿؙڎ؏ٮ۫ڬۯڛؙۅ۫ڸؚٳڵڶٶ ٲۅؙڵڽڬٲڵۮؚؽؙٵڞػٙؽٲڵڵهؙڨؙڵۅ۫ڹۿؗؗؗؗؗۄؙڸڵؾٞڡؙؖۅؿ ڵۿۄ۫ۛڡۼٛۼڒؘۊؙٳؙڋۯۼؘڟؽ۫ۄ۠۞

ٳۜڽۜٲڷۜڋؽؙؽؘؽؙێؙڎؙۏؙؽؘػ؈۫ٷڒٙٳ؞ٳڶۘۘػؙۼٛڒؾؚٲڰٛڗؘٛۿؙۄؙ ڵڒؽڣۊڹۏٛڹ۞

ۅؘڵٷٙٲۿۜۄٛڝڹۯۉٳڂؾٝؾٞڂٛڗؙۼ؍ٳڶؽۿؚؚڡؚٝڬػٳڹڿؽڒؙٳڰۿؗڗ۫ ۅٙڶؿڬٷٚۯڗڿؽٷ

ؽٙٳؽۜۿۜٵ۩ۜڹڔؽٵڡٮٛٷٞٳڶؙڂٵٙۦؙٛۯۏڡٚڸڝۨٞٵۣؠڹؽٳڣؘڹۜؾؿۘٷٞ ٲؽؙؿؙڡؽڹؠؙٷڷٷ۫؉ٳڿؠؘۿڵؿۊ۪ڡؘؿڞ۠ؠۣٷٵٸڶ؆ڡ۫ڡؘڵؿ۠ۄ

سر بیشک جو لوگ رسول اللہ (مُنَاتَّیْتِمَ ) کے حضور میں اپنی آوازیں بیت رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پر ہیز گاری کے لیے جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا تواب ہے۔

الله بیشک جو لوگ آپ کو جمروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر (بالکل) بے عقل ہیں۔ (۲)

الله اور اگر یہ لوگ یہاں تک صبر کرتے کہ آپ خود سے نکل کر ان کے پاس آجاتے تو یہی ان کے لیے بہتر ہوتا، (۳) اور اللہ غفور ورجیم ہے۔ (۳)

۲. اے ایمان والو! اگر تہمیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو<sup>(۵)</sup> ایسانہ ہو کہ نادانی میں

تو بے ادبی کا اخمال ہے جس سے بے شعوری میں تمہارے عمل برباد ہو سکتے ہیں اس آیت کی شان نزول کے لیے دیکھیے صحیح بخاری، تفسیر سورة الحجرات، تاہم حکم کے اعتبار سے یہ عام ہے۔

1. اس میں ان لوگوں کی تعریف ہے جو رسول اللہ عَلَیْقِیْم کی عظمت وجلالت کا خیال رکھتے ہوئے اپنی آوازیں پت رکھتے تھے۔

۲. یہ آیت قبیلہ بنو تمہم کے بعض اعرابیوں (گنوار قسم کے لوگوں) کے بارے میں نازل ہوئی، جنہوں نے ایک روز دو پہر کے وقت، جو کہ نبی عَلَیْقِیْم کے قیاولے کا وقت تھا، حجرے سے باہر کھڑے ہو کر عامیانہ اندازسے یا محمد کی آوازیں لگائیں تاکہ آپ عَلیْقِیْم باہر تشریف لے آئیں۔ (مسند أحمد: ۳۸۸/۳ ماریلہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان کی اکثریت کے عقل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی عَلَیْقِیْم کی جلالت شان اور آپ عَلَیْقِیْم کے ادب واحر ام کے نقاضوں کا خیال نہ رکھنا، بے عقل ہے۔

سم. لیعنی آپ مَنَّالَیْکِمْ کے نکلنے کا انتظار کرتے اور آپ مَنَّالِیُکُمْ کو ندا دینے میں جلد بازی نه کرتے تو دین وونیا دونوں لحاظ ہے بہتر ہوتا۔

٨. اس ليے موّاخذہ نہيں فرمايا بلكه آئندہ كے ليے ادب و تعظيم كى تأكيد فرمادى۔

۵. یہ آیت اکثر مفسرین کے نزدیک حضرت ولید بن عقبہ رظائفتہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہیں رسول اللہ عَلَیْتَا کُلِی نَیْتَا اللہ عَلَیْتَا ہُوں نے بنو المصطلق کے صد قات وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ لیکن انہوں نے آکر یوں ہی رپورٹ دے دی کہ انہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کردیا ہے جس پر آپ عَلَیْتِا نے ان کے خلاف فوج کشی کا ارادہ فرمالیا، تاہم پھر پھ لگ گیا کہ یہ بات غلط تھی اور ولید رہائٹی تو وہاں گئے ہی نہیں۔ لیکن سند اور امر واقعہ دونوں اعتبار سے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

ندميري

ۅٵۼۘڵڡٷٛٳٙٲؽۜ؋ۣؽػؙۏ۫ۘڗڛۢۅ۫ڶٳٮڶڶۼٷؽؙڟۣۼڬؙڎ۫ۏؽٙػؚؿڷڔٟ ۺۜٵڵؙۯڡؙڔٟڷۼؠؾٞٞۄؙۅڵڸؿٙٳٮڵڎڂؠۜٙڹٳڷؽڴؙٷڵۯۣؽؠٵؽ ڡؘڒٙؾؽٷؿٛٷؙڮؚڴؠٛٶٛڰٷٳڶؽڬ۠ۉٵڷڬڟۯٵڷڡ۫ٮؙٛۅؙڨٙ ۅؘٳڶؙڡؚڞؽٵؽٵٛۅؙڵڸٟڬۿؙۉٳڶڗ۬ۺۣۮؙۅ۫ؽ<sup>۞</sup>

فَضُلُّا مِّنَ اللهِ وَنِعَمَةٌ وَاللهُ عَلِيْهُ عَكِيْهُ عَكِيْهُ وَإِنْ طَالْمِفَتْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاصَلِحُوا بَيْنَهُمُا فَإِنَّ بَغَثَ إِخَالَ مُهُاعَى الْكُفُرى فَقَاتِلُوا الْيَّقُ تَبْغِى حَتَّى نَفَقَ اللَّى الْمُراللةِ فَالَ فَاَوَتُ فَاصْلِحُوا بَيْنَهُمُ إِللْعَدُلُ وَاقْسُطُواْ إِنَّ اللهَ يُعِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ \*

کسی قوم کو ایذاء پہنچادو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔

2. اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لیں، تو تم مشکل میں پڑجاؤ لیکن اللہ تعالی نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنادیا ہے اور اسے تمہارے دلول میں زینت دے رکھی ہے اور کفر کو اور گناہ کو اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنادیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔

۸. الله کے احمان وانعام سے (۳) اور الله دانا اور باحکمت ہے۔

9. اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑپڑیں تو ان میں میل ملاپ کرادیا کرو۔ (۳) پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف

اس لیے اسے ایک صحابی رسول منگائیٹی پر چہاں کرنا صحیح نہیں ہے۔ تاہم شان نزول کی بحث سے قطع نظر اس میں ایک نہایت ہی اصول بیان فرمایا گیا ہے جس کی انفرادی اور اجہائی دونوں سطحوں پر نہایت اہمیت ہے۔ ہر فرد اور ہر حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کے پاس جو بھی خبر یا اطلاع آئے بالخصوص بدکردار، فاس اور مفسد قسم کے لوگوں کی طرف سے، تو پہلے اس کی شخفیق کی جائے تاکہ غلط فہمی میں کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو۔

ا. جس کا نقاضا یہ ہے کہ ان کی تعظیم اور اطاعت کرو، اس لیے کہ وہ تمہارے مصالح زیادہ بہتر جانتے ہیں، کیونکہ ان پر وحی اترتی ہے۔ پس تم ان کے پیچے چلو، ان کو اپنے پیچے چلانے کی کوشش مت کرو۔ اس لیے کہ اگر وہ تمہاری پیند کی باتیں ماننا شروع کردیں تو اس سے تم خود ہی زیادہ مشقت میں پڑجاؤگے۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَكُوالْبَعُهُ اَلَّیْ اَلْکُواْ اَلْهُ اَلْکُیْ اِللّٰهُ اَلْکُیْ اِلْمُ اِللّٰہُ اللّٰہُ اِللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰہُ اللّٰہِ اللّٰ اللّٰ اللّٰہِ اللّٰ اللّٰ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰ ا

۲. یہ آیت بھی صحابہ کرام رشخانگیز کی فضیلت، ان کے ایمان اور ان کے رشد وہدایت پر ہونے کی واضح دلیل ہے۔ وَلَوْ کَرهَ الْکَافِرُوْنَ۔

سم. اور اس صلح کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں قرآن وصدیث کی طرف بلایا جائے لیٹنی ان کی روشنی میں ان کے اختلاف کا حل تلاش کیا جائے۔ لوٹ آئے، (۱) اگر لوٹ آئے تو پھر عدل کے ساتھ صلح کرادو (۲) اور انصاف کرو بیشک اللہ تعالی انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (۲)

1. (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کروہ (\*) اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔(۵)

الے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ
 الڑائیں ممکن ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے)

ٳڹۜؠؙٵڵؠٝٷ۫ڡڹؙۅؙڹٳڂۅؘڐؙٷؘٲڝٝڸٷٳؠؽڹٵڬؘۅڬؽ۠ڎ ۅؘٲٮۜٞڠؙۊؗٳٳٮڵؗؗؗؗۮػڰڴۿؙڗؙػٷڽؘؙ<sup>۞</sup>

ؽٙٲؿ۠؇ٲڷۮؚؽؽ ٳڡڹؙۅٝٳڵٳؽڿٛۯۊؘۅٛٷۺؽؙۊ۫ۄٟڝٙؽؽٲؽ ؿؙڮؙۅؙڹ۠ۉٵڂؿؙڔٵڝؚٚڹٞۿؙۅڵڒۺٵۧٷڝٞؿٚۺٵٙۼٟڝۧڷؽٲؽ

ا. یعنی اللہ اور رسول مَنَّلَ الْفَیْمَ کے احکام کے مطابق اپنا اختلاف دور کرنے پر آمادہ نہ ہو، بلکہ بغاوت کی روش اختیار کرے تو دوسرے مسلمانوں کی ذمے داری ہے کہ وہ سب مل کر بغاوت کرنے والے گروہ سے لڑائی کریں تا آنکہ وہ اللہ کے تھم کو ماننے کے لیے تیار ہوجائے۔

۲. لیخی باغی گروہ، بغاوت سے باز آجائے تو پھر عدل کے ساتھ لیعنی قرآن وحدیث کی روشنی میں دونوں گروہوں کے درمان صلح کرادی جائے۔

سر. اور ہر معاملے میں انصاف کرو، اس لیے کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پہند فرماتا ہے اور اس کی یہ پہند اس بات کو متتزم ہے کہ وہ انصاف کرنے والوں کو بہترین جزاء سے نوازے گا۔

مل یہ پچھلے تھم کی ہی تاکید ہے۔ لیخی جب مومن سب آپس میں بھائی بھائی بین، تو ان سب کی اصل ایمان ہوئی۔ اس لیے اس اصل کی اہمیت کا تقاضا ہے کہ ایک ہی دین پر ایمان رکھنے والے آپس میں نہ لایں بلکہ ایک دوسرے کے دست وبازو، جمدرد وغم گسار اور مونس وخیر خواہ بن کر رہیں۔ اور جھی غلط فہمی سے ان کے درمیان بعد اور نفرت پیدا ہوجائے تو اسے دور کرکے انہیں آپس میں دوبارہ جوڑ دیا جائے۔ (زید دیکھیے دوء تب، آپ اے کا عاشیہ)

۵. اور ہر معاملے میں اللہ سے ڈرو، شاید اس کی وجہ سے تم اللہ کی رحمت کے مستحق قرار پاجاؤ۔ تُر جِّیْ (امید والی بات) مخاطب کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ اللہ کی رحمت تو اہل ایمان و تقویٰ کے لیے یقینی ہے۔

اس آیت میں باغی گروہ سے قال کا تھم ہے درآل حالیکہ حدیث میں مسلمان سے قال کو کفر کہا گیا ہے۔ تو یہ کفر اس وقت ہوگا جب بلاوجہ مسلمان سے قال کی بنیاد اگر بغاوت ہے تو یہ قال نہ صرف جائز ہے بلکہ اس کا تھم دیا گیا ہے جو تاکید اور استجاب پر دال ہے۔ اسی طرح باغی گروہ کو قرآن نے مومن ہی قراردیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف بغاوت سے، جو کبیرہ گناہ ہے، وہ گروہ ایمان سے خارج نہیں ہوگا۔ جیسا کہ خوارج اور بعض محتزلہ کا عقیدہ ہے کہ مرتکب کبائز ایمان سے خارج ہوجاتا ہے۔ اب بعض نہایت اہم اخلاقی ہدایات مسلمانوں کو دی جارہی ہیں۔

ڲڬۜؾؘڂؘؠٷٳڝؚٞڐؙۿڽۧٷڵڗڷؙڽٟٷۘٚٲٲڡؙٚۺڬؙۄؙ ۅڵڗؾؘٵڹٷٛٳٳڵڷڡٙٵۑٵؚڽٝۻٞٵڸٳۺؙٵڷڣؙٮؙۅؙؿؙؠڡؘػ ٳڒڽؚؽٵڹٷؘؽؘڽؙٷؿؿؙٛڹٷۧڎڵ۪۪ڮۿؙۏٳڵڟڸؠؙۅؙڽ۞

ڸؘۘڲؿۘۿٵڷڒؿؙؾٵڡٞٮؙۅؗٵؠۛۼؾڹؽؗۅٵػؚؾ۫ؠۘؗؗؗؗؗؗۄڟ؈ۜٵڟۜؾؗٙٳڽۜ ؠؘڡ۫ڞؘٵڵڟؚڹٳڹؿ۫ڗ۠ۊڵٳۼۜٙۺٮؙۅؙٳۏڵؽۼؙۛؗۺؙۘؠٞڡؙڞؙڴۄ۫

ان (مذاق اڑانے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عور تیں عور توں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں، (۱) اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ (۲) اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ نام ہے، (۳) اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔ مام ہے، (۳) اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔ 11. اے ایمان والو! بہت بد گمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بد گمانیاں گناہ ہیں۔ (۵) اور بھید نہ مانو کہ بعض بد گمانیاں گناہ ہیں۔ (۵)

ا. ایک شخص، دوسرے کی شخص کا استہزاء لینی اس سے مسخرا پن اسی وقت کرتا ہے، جب وہ اپنے کو اس سے بہتر اور اس کو اپنے سے حقیر اور کم تر سمجھتا ہے۔ حالانکہ اللہ کے بال ایمان وعمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے اور کون نہیں؟ اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ اس لیے اپنے کو بہتر اور دوسرے کو کم تر سمجھنے کا کوئی جواز بی نہیں ہے۔ بنابریں آیت میں اس سے منع فرمادیا گیا ہے اور کہتے ہیں کہ عور توں ممیں یہ اخلاقی بیماری زیادہ ہوتی ہے، اس لیے عور توں کا الگ ذکر کر انہیں بھی بطور خاص اس سے روک دیا گیا ہے۔ اور حدیث رسول سکھیٹے کو کبر سے تعمیر کرکے انہیں بھی بطور خاص اس سے روک دیا گیا ہے۔ اور حدیث رسول سکھیٹے کو کبر سے تعمیر کیا گیا ہے الگیبر بُطُور الْحق وَعَمْمُ النَّاسِ (ابوداود، کتاب اللباس باب ماجاء فی الکبر) اور کبر اللہ کو نہایت بی نالپند ہے۔ کیا گیا ہے الگیبر کیا ہے نا وغیرہ۔ کیا ہوں کا جاء نو الل خاندان کا ہے نا وغیرہ۔ سمجھنے ناموں کو ایسے نام رکھ لینا جو انہیں نالپند ہوں۔ یا اچھے بھلے ناموں کو بگاڑ کر بولنا، یہ تنابز بالالقاب ہے، جس کی یہاں ممانعت کی گئی ہے۔

م. یعنی اس طرح نام بگاڑ کر یا برے نام تجویز کرکے بلانا یا قبول اسلام اور توبہ کے بعد اسے سابقہ دین یا گناہ کی طرف منسوب کرکے خطاب کرنا، مثلاً اے کافر، اے زانی یا شرائی وغیرہ، یہ بہت براکام ہے۔ الاسْمُ یہاں الذِّکْرُ کے معنی میں ہے یعنی بیٹس الاسْمُ الَّذِیْ یُذْکُرُ بِالْفِسْقِ بَعْد دُخُولِهِمْ فِی الْإِیْمَانِ (ثُّ القدی) البتہ اس سے بعض وہ صفاتی نام بعض حضرات کے نزدیک مشتنی ہیں جو کسی کے لیے مشہور ہوجائیں اور وہ اس پر اپنے دل میں رئح بھی محسوس نہ کریں، جیسے لنگڑے پن کی وجہ سے کسی کا نام لنگڑ اپڑجائے۔ کالے رنگ کی بنا پر کالیا یا کالو مشہور ہوجائے۔ وغیرہ (قرامی)

۵. ظَنَّ کے معنیٰ ہیں گمان کرنا۔ مطلب ہے کہ اہل خیر واہل اصلاح و تقویٰ کے بارے میں ایسے گمان رکھنا جو بے اصل ہوں اور تہت وافتراء کے ضمن میں آتے ہوں ای لیے اس کا ترجمہ برگمانی کیا جاتا ہے۔ اور حدیث میں اس کو اُکْدَبُ الْحَدِیْثِ (سب سے بڑا جھوٹ) کہہ کر اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے إِیَّاکُمْ وَ الظَّنَّ (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب یافیها الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن. صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الظن والتجسس) ورنہ فسق و فجور میں مبتلا لوگوں سے ان کے گناہوں پر برگمانی رکھنا، یہ وہ برگمانی نہیں ہے جسے یہاں گناہ کہا

بَعْضًا ۚ أَيُحِبُ أَحَدُمُ ۗ إِنَّ يَأْكُلُ لَحُمَ لَغِيْهِ مَيْتًا فَكُرِهُنُنُو ۗ وُ اَتَّقُوا اللّهَ أِنَّ اللّهَ تَوَّابٌ تَحِيْمُ ۗ

ؘؽٳؾٞۿٵڶێۜٵؗڞٳؾۜٵڂؘڷڡٞڹؙڴۅ۫ۺٙڎڲڔٷۜٲٮ۫ؿٝٶۻۘۼڶؽؙؗؗؗٛۮ ۺؙۼؙٷٵ۪ٞۊؿۜڔٙٳۧڸڶٟؾۼٳۮؙٷ۫ٲٳڷۜٵػؙۯؠڴؙۅٛۼٮؙۮٵڵڰۅ ٵٙؿۛڞڴۄ۫ٳڰٞٵڒڵڎۼڸۮڿڿڽڋ۞

ٹولا کرو(۱) اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔(۲) کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پیند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گئن آئے گی،(۳) اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

سلا. اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد وعورت سے پیدا کیا ہے ( اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پیچانو کنے اور قبیلے بنادیے ہیں، (۵) اللہ کے

گیا ہے اور اس سے اجتناب کی تاکید کی گئ ہے۔ إِنَّ الظَّنَّ الْقَبِيْحَ بِمَنْ ظَاهِرُهُ الْخَيْرُ، لَا يَجُوْزُ، وَإِنَّهُ لَا حَرَجَ فِي الظَّنّ الْقَبِيْح بِمَنْ ظَاهِرُهُ الْقَبِيْحُ۔ (القرطبي)

ا. یعنی اس ٹوہ میں رہنا کہ کوئی خامی یا عیب معلوم ہوجائے تاکہ اسے بدنام کیا جائے، یہ تجبس ہے جو منع ہے اور حدیث میں بھی اس سے منع کیاگیا ہے۔ بلکہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی کی خامی، کوتابی تمہارے علم میں آجائے اس کی پردہ پوشی کرو۔ نہ کہ اسے لوگوں کے سامنے بیان کرتے پھرو، بلکہ جبچو کرکے عیب علاش کرو۔ آج کل حریت اور آزادی کا بڑا چرچا ہے۔ اسلام نے بھی شجس سے روک کر انسان کی حریت اور آزادی کو تسلیم کیا ہے کین اس وقت تک، جب تک وہ کھلے عام بے حیائی کا ارتکاب نہ کرے یا جب تک دو سروں کے لیے ایذاء کا باعث نہ ہو۔ مغرب نے مطلق آزادی کا درس دے کر لوگوں کو فساد عام کی اجازت دے دی ہے جس سے معاشرے کا تم امن وسکون برباد ہوگیا ہے۔

۲. غیبت کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کے سامنے کسی کی برائیوں اور کو تاہیوں کا ذکر کیا جائے جسے وہ براسمجھے اور اگراس کی طرف الیمی باتیں منسوب کی جائیں جو اس کے اندر موجود بھی نہیں ہیں تو وہ بہتان ہے۔ اپنی اپنی جگہ دونوں بھ بڑے جرم ہیں۔

س. یعنی کسی مسلمان بھائی کی کسی کے سامنے برائی بیان کرنا ایسے ہی ہے جیسے مردار بھائی کا گوشت کھانا۔ مردار بھائی کا گوشت کھانا تو کوئی پیند نہیں کرتا۔ لیکن غیبت لوگوں کی نہایت مرغوب غذا ہے۔

م. لیعنی آدم وحوا ﷺ سے۔ لیعنی تم سب کی اصل ایک ہی ہے ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو۔ مطلب ہے کسی کو محض خاندان اور نسب کی بنا پر فخر کرنے کا حق نہیں ہے، کیونکہ سب کا نسب حضرت آدم عَلیّتِالِا سے ہی جاکر ماتا ہے۔

۵. شُعُوْبٌ، شَعْبٌ کی جمع ہے۔ برادری یا بڑا قبیلہ شعب کے بعد قبیلہ، کچر عمارہ، کچر بطن، کچر فصیلہ اور کچر عشیرہ ہے (نُحُ القدیر) مطلب یہ ہے کہ مختلف خاندانوں، برادریوں اور قبیلوں کی تقتیم محض تعارف کے لیے ہے۔ تاکہ آپس میں

قَالَتِ الْكَفُرَاكِ امَنَّا قُلْ لَوْنُوْمِنُواْ وَلِكِنْ قُولُوْاَ ٱسْكَمْنَا وَلَمَّا يَنْحُلِ الْإِيْمَانُ فِي قُلْوَكُوْ وَإِنْ تُطِيعُوا الله وَسَّوْلُ لَالِيَلِثُكُمُ مِّنَ اعْالِكُوْ شَيْئًا ۚ إِنَّ الله عَفُوْرُ تَتَحِيْدُ۞

ٳڹٞٮٚٲڵٮؙٛڡؙٷٛڹؙۏڽؘٲڵؽ۬ؿ۬ٵؠؘٮؗٷٛٳۑڶڷؗۄۅؘۯڛؙۅٛڸ؋ڎؙۊؙڬۄۛ ٮۜؿٟؾ۬ٲڹٛۅؙٳۅؘڂؚۿٮؙۉٳڽٟٲٮٛۅٳڸۿؚڡؚۛۅٲۺؙۣٛؠۿؚڡۛڕ۬ڽؙ ڛؠؽڸٳٮڶؿڐ۪ٲۅڸۧؠػۿؙڞؙٳڶڟٮڍڨؙۏؘؽ۞

نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ (۱) یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔ ۱۳ دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ آپ کہہ در حقیقت تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے (مخالفت چھوڑ کر مطیع ہوگئے) حالانکہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا۔ (۲) تم اگر اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبر داری کرنے لگوگے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کرنے لگوگے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کرے لگوگے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ

10. مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں، (اپنے دعوائے ایمان میں) یہی سے اور راست گو میں ہیں۔

صلہ رحمی کر سکو۔ اس کا مقصد ایک دوسرے پر برتری کا اظہار نہیں ہے۔ جیسا کہ بدقتمتی سے حسب ونسب کو برتری کی بنیاد بنالیا گیا ہے۔ حالانکہ اسلام نے آکر اسے مٹایا تھا اور اسے حاہلیت سے تعبیر کیا تھا۔

ا. لیعنی اللہ کے ہاں برتری کا معیار خاندان، قبیلہ اور نسل ونسب نہیں ہے جو کسی انسان کے اختیار میں ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ معیار تقویٰ ہے جس کا اختیار کرنا انسان کے ارادہ واختیار میں ہے۔ یہی آیت ان علماء کی دلیل ہے جو نکاح میں کفائت نسب کو ضروری نہیں سمجھے اور صرف دین کی بنیاد پر نکاح کو پہند کرتے ہیں۔ (ابن کیر)

7. بعض مضرین کے نزدیک ان اعراب سے مراد بنو اسد اور خزیمہ کے منافقین ہیں جنہوں نے قحط سالی میں محض صد قات کی وصولی کے لیے یا قتل ہونے اور قیدی بننے کے اندیشے کے پیش نظر زبان سے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ ان کے دل ایمان، اعتقاد صحیح اور خلوص نیت سے خالی تھے (خ القدیم) لیکن امام این کشیر کے نزدیک ان سے وہ اعراب (بادیہ نشین) مراد ہیں جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور ایمان ابھی ان کے اندر پوری طرح رائخ نہیں ہوا تھا۔ لیکن دعویٰ انہوں نے اینی اصل حیثیت سے بڑھ کر ایمان کا کیا تھا۔ جس پر انہیں یہ ادب سکھایا گیا کہ پہلے مرتبے پر ہی ایمان کا دعویٰ صحیح نہیں۔ آہستہ ترتی کے بعد تم ایمان کے مرتبے پر پہنچوگے۔

س. نه که وه جو صرف زبان سے اسلام کا اظہار کردیتے ہیں اور مذکورہ اعمال کا سرے سے کوئی اہتمام ہی نہیں کرتے۔

قُلُ ٱتُعَلِّمُونَ اللهَ بِدِيْنِكُمُّ وَاللهُ يَعْلَمُمُا فِي السَّمَاوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلللهُ بِحُلِّ شَّيُّ عَلِيْرُ

> يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ أَنَّ أَسُلَوُاْ قُلُّ لَا تَمُنُّوْا عَكَّ اِسۡلَامَكُوْ ۚ بَلِ اللهُ يَمُنُّ عَلِيۡكُمُ اَنۡ هَلَامُكُوْ اِلْإِيْمَلِي إِنۡ كُنُـتُمُّ وَصِلِ قِيۡنَ۞

اِنَّ اللهُ يَعُلُوُ غَيُبَ السَّلُوتِ وَالْرَضِّ وَاللهُ بَصِيرُوُنِمَاتَعُمُلُونَ ۞

17. کہہ دیجے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری سے آگاہ کررہے ہو، (۱) اللہ ہر اس چیز سے جو آسانوں میں اور زمین میں ہے بخوبی آگاہ ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا جانے والا ہے۔ (۱)

12. اینے مسلمان ہونے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ اپنے مسلمان ہونے کا احسان مجھ پر نہ رکھو، بلکہ دراصل اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے متہیں ایمان کی ہدایت کی، اگر تم راست گو ہو۔ (۲)

الله عقین مانو که آسانول اور زمین کی پوشیده باتیں الله خوب خوب جانتا ہے۔ اور جو پچھ تم کررہے ہو اسے الله خوب دیکھ رہا ہے۔

ا. تعلیم، یہاں اعلام اور اخبار کے معنی میں ہے۔ لینی آمَنَا کہہ کر تم اللہ کو اپنے دین وایمان سے آگاہ کررہے ہو؟ یا اپنے دلول کی کیفت اللہ کو بتلارے ہو؟

۲. تو کیا تمہارے دلوں کی سفیت پر یا تمہارے ایمان کی حقیقت سے وہ آگاہ نہیں؟

سا. یمی اعراب نمی سَنَّ اللَّهِ کَمَ کَمَ کَمَ کَمُ و کَمِتِ که دیکھو ہم مسلمان ہوگئے اور آپ سَنَّ اللَّه پر اسلام لانے کا احسان مت جتلاؤ، اس آپ سَنَّ اللَّه پر اسلام لانے کا احسان مت جتلاؤ، اس لیے کہ الله کو۔ اس لیے یہ الله کا تم پر احسان لیے کہ الله کو۔ اس لیے یہ الله کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تنہیں قبول اسلام کی توفیق دے دی نہ کہ تمہارا احسان الله پر ہے۔

#### سورۂ ق مکی ہے اور اس میں پینتالیس آ بیتیں اور تین ر کوع ہیں۔

## بِسُ \_\_\_\_ مِاللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

# ؾٙ؞ۅٲڵڠؙۯٳڹٲؽڿؚؽڽۯ ؠڵۼؚٷٞٳٙڷڹۼٲٷٛؠؙؙۺؙۏڒؿؠڹٝۿؙۮۏڡؘۜٲڶٲڬۼۯۏڹ ۘۿڬڶؿؙؿؙ۠ۼؚؽؙڰؚ۞ٞ

آق بہت بڑی شان والے اس قرآن کی قشم ہے۔ (۱)
 بلکہ انہیں تعجب ہوا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک آگاہ کرنے والا آیا تو کافروں نے کہا کہ یہ ایک عجیب چیز ہے۔ (۱)

ءَاذَامِتُنَا وَكُنَّا ثُوَا بًا ۚ ذَٰ لِكَ رَجُعٌ بَعِيْدٌ ۗ

س. کیا جب ہم مر کر مٹی ہوجائیں گے۔ پھر یہ والی دور (از عقل) ہے۔

> قَ*ڎؙۼڸٮ*ؙؽٚٲ؆ؙڷڡؙٞڡؙٛڞؙٳڷۯڞؙڡؚؠ۫ٞٲؙؙٛؗٛؗٛٛؗٛؠٷٛٙۼۣؽؙٮۜؽۜٵٙڮؾ۬ؖۛۛڮ ڂؚڣؽڟ۠۞

مل زمین جو کچھ ان میں سے گھٹاتی ہے وہ ہمیں معلوم ہے اور ہمارے پاس سب یاد رکھنے والی کتاب ہے۔ (")

6. بلکہ انہوں نے سچی بات کو جھوٹ کہا ہے جب کہ وہ ان کے پاس پہنچ چکی پس وہ ایک الجھاؤ میں

ؠڵػڐٛڹٛۏٳڽٳڰؾٙڵؾٵۼٵۧءؘۿ۬ۏڣٛٛٛٛٛٛ؋ؽٚٲۄؙٟ<u>ڗؖؠ</u>ۼٟۅ

﴿ نَهِ عَلَا اللَّهُ عَلَى مَهُارَ مَيْنَ سُورَهُ قُلَ اور اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پُرْهَا كُرتَ تَصَد (صحيح مسلم، باب ما يقرأ به في صلاة العيدين) جر جمع كه فطي ميل بهى پُرْهَة تقد (صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلوة والخطبة) امام ابن كثير فرماتے بي كه عيدين اور جمع ميں پُرْهِ كا مطلب يہ ہے كه آپ بڑے مجمعوں ميں يہ سورت پُرْها كرتے تھے، كيونكه اس ميں ابتدائے خلق، بعث ونشور، معاد وقيام، حماب، جنت دوزخ، ثواب وعتاب اور ترغيب وتربيب كا بيان ہے۔

ا. اس کا جواب قشم محذوف ہے لَتُبْعَثُنَّ (تم ضرور قیامت کے دن اٹھائے جاؤگے) بعض کہتے ہیں اس کا جواب ما بعد کا مضمون کلام ہے جس میں نبوت اور معاد کا اثبات ہے۔ (فٹے القدیہ واہن کثیر)

۲. حالانکہ اس میں کوئی تعجب والی بات نہیں ہے۔ ہر نبی اسی قوم کا ایک فرد ہوتا تھا جس میں اسے مبعوث کیا جاتا تھا۔ اسی حساب سے قریش مکہ کو ڈرانے کے لیے قریش ہی میں سے ایک شخص کو نبوت کے لیے چن لیا گیا۔

س. حالانکہ عقلی طور پر اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں ہے۔ آگے اس کی کچھ وضاحت ہے۔

سم. لیعنی زمین انسان کے گوشت، ہڈی اور بال وغیرہ کو بوسیدہ کرکے کھاجاتی ہے لیعنی اسے ریزہ ریزہ کردیتی ہے وہ نہ صرف ہمارے علم میں ہے بلکہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بھی درج ہے۔ اس لیے ان تمام اجزاء کو جمع کرکے انہیں دوبارہ زندہ کردینا ہمارے لیے قطعاً مشکل امر نہیں ہے۔ یڑگئے ہیں۔(۱)

أفَكُهُ بِينْظُونُ وَإِلِي السَّهَا عِنْ قَهْدُ كَمْفَ بَنْدُنْهَا وَزَتَّتُّهَا وَمَالَهَامِنُ فُرُوْجٍ ۞

وَالْأِرْضَ مَنَ دُنْهَا وَالْقَيْنَا فِيهَارُواسِيَ وَانْبَتَنَا فِهُمَامِنُ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ٥

تَبُصِرَةً وَذِكُرى لِكُلِّ عَبُومِيَّنِيْنِ

وَنَوْ لَنَامِرَ السَّمَاءِ مَأَءً مُّارِكًا فَأَنْتُنَا لِهِ جَدَّتٍ وَّحَبِّ الْحَصِيدِ الْمُ

وَالنَّخُلَ لِسِفْتِ لَهَا طَلْعٌ نَّضِيدُ<sup>6</sup>

٧. كيا انہول نے آسان كو اپنے اوپر نہيں ديكھا؟ كه ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے<sup>(۲)</sup> اور زینت دی ہے<sup>(۳)</sup> اس میں کوئی شگاف نہیں۔

 اور زمین کو ہم نے بچھادیا ہے اور اس میں ہم نے یہاڑ ڈال دیے ہیں اور اس میں ہم نے قشم قشم کی خوشما چز س اگادی ہیں۔(۵)

٨. تاكه ہر رجوع كرنے والے بندے كے ليے بيناني اور دانائی کا ذریعہ ہو۔(۱)

9. اور ہم نے آسان سے بابرکت یائی برسایا اور اس سے باغات اور کٹنے والے کھیت کے غلے پیدا

• اور تھجوروں کے بلند وبالا درخت جن کے خوشے تہ

ا. حَقُّ (سِّي بات) سے مراد قرآن، اسلام یا نبوت محمدیہ ہے، مفہوم سب کا ایک ہی ہے مَریْجٌ کے معنی مختلط، مضطرب یا مکتبس کے ہیں۔ یعنی ایسا معاملہ جو ان پر مشتبہ ہو گیا ہے، جس سے وہ ایک الجھاؤ میں پڑگئے ہیں، کبھی اسے جادو گر کہتے ہیں، مجھی شاعر اور مجھی کاہن۔

- ۲. لینی بغیر ستون کے، جن کا اسے کوئی سہارا ہو۔
  - س. لینی ستاروں سے اسے مزین کیا۔
- ٨. اسى طرح كوئي فرق وتفاوت تجمي نہيں ہے۔ جيسے دوسرے مقام ير فرمايا ﴿الَّذِيْ خَلَقَ سَبُعَ سَمُوتٍ طِبَاقًا مُمَاتَزًى فِيُ خَلْقِ الرَّحْنِن مِنْ قَفُوتْ فَارْجِعِ الْبَصَرُهُ لُ تَرَى مِنْ فُطُور \* ثُقَّارُجِ الْبَصَرَكَرَّتَ يُن يَنْقَلِ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِمًا وَهُو حَسِيرٌ ﴿ - (الملك: ٣٠٠)
- ۵. اور بعض نے زوج کے معنی جوڑا کیے ہیں۔ لیعنی ہر قشم کی نباتات اور اشیاء کو جوڑا جوڑا (نر اور مادہ) بنایا ہے۔ بَھییْج کے معنی، خوش منظر، شاداب اور حسین۔
- ۲. یعنی آسان وزمین کی تخلیق اور دیگر اشیاء کا مشاہدہ اور ان کی معرفت ہر اس شخص کے لیے بصیرت ودانائی اور عبرت ونفیحت کا باعث ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔
- کٹنے والے غلے سے مراد وہ کھیتیاں ہیں، جن سے گندم، مکئی، جوار، باجرہ، دالیں اور چاول وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور پھر ان کا ذخیرہ کرلیا جاتا ہے۔

به ته بیل-(۱)

رِّنُ قَالِلْعِبَادِ وَاَحْيَيُنَالِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَنَالِكَ الْخُرُوجُ ۞

كَذَّبْتُ قَبْلَهُمْ قُومُرْنُوجِ وَأَصْعِبُ الرَّسِّ وَتُنْبُودُ ﴿

وعَادُ وَيْورُعُونُ وَاخْوَانُ لُوطٍ

وَّاصُمُكِ الْاَيْكَةِ وَقُومُرُتَبَّجِ الْكُنُّكَةَ بَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۞

اا. بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے پانی سے مردہ شہر کو زندہ کردیا۔ اسی طرح (قبروں سے) نکلنا ہے۔ (۲)

17. ان سے پہلے نوح (عَلَيْلِاً) کی قوم نے اور رس والوں (۳) نے اور شمود نے جھٹلایا۔

الله اور عاد نے اور فرعون نے اور برادران لوط (عَلَيْهِا) نے۔

۱۳ اور ایکہ (۲) والوں نے اور تبع کی قوم (۵) نے (بھی کندیب کی تھی) سب نے پیٹیبروں کو جھٹلایا (۱) پس میرا وعدہ عذاب ان پر صادق آگیا۔

ا. بَاسِفَاتِ کے معنی طِوَالًا شَاهِفَاتِ، بلند وبالا طَلْعٌ تحجور کا وہ گدرا گدرا گیل، جو پہلے پہل نکاتا ہے۔ نَضِیْدٌ کے معنی تد بہ تد۔ باغات میں تحجور کا بھل بھی آجاتا ہے۔ لیکن اسے الگ سے بطور خاص ذکر کیا، جس سے تحجور کی وہ اہمیت واضح ہے جو عرب میں اسے حاصل ہے۔

۲. لینی جس طرح بارش سے مردہ زمین کو زندہ اور شاداب کردیتے ہیں، اسی طرح قیامت کے دن ہم قبروں سے انسانوں کو زندہ کرکے نکال لیں گے۔

س. أَصْحَابُ الرَّسِّ كى تعيين ميں مفسرين كے درميان بہت اختلاف ہے۔ امام ابن جرير طبرى نے اس قول كو ترجيح دى ہے جس ميں انہيں اصحاب اخدود قرار ديا گيا ہے، جس كا ذكر سورة بروج ميں ہے۔ (تفسيل كے ليے ديھيے ابن كثير وثحّ القدر، سورة الفرقان آیت: ۲۸)

- ٣. أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ كَ لِيهِ وَكَلِيهِ سورة الشعراء، آيت: ١٤١ كا حاشيه
  - قَوْمُ تُبَّع ك لي وكيه سورة الدخان، آيت: ٣٤ كا حاشيه

العنی ان میں سے ہرایک نے اپنے اپنے پغیبر کو جھٹا یا۔ اس میں رسول اللہ مَنَّالَیْمِمَ کے لیے تعلی ہے۔ گویا آپ مَنْ اللّٰهِ عَلَیْمِمَ کو کہا جارہا ہے کہ آپ مَنْ اللّٰهِ این قوم کی طرف سے این تکذیب پر مُنگین نہ ہوں، اس لیے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، آپ مَنْ اللّٰهِ انہیاء مِنْظِمُ کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے یہی معاملہ کیا۔ دوسرا اہل مکہ کو تنبیہ ہے کہ بچھلی قوموں نے انبیاء مِنْظِمُ کی تکذیب کی تو دیکھ لو ان کا کیا انجام ہوا؟ کیا تم بھی اپنے لیے یہی انجام پند کرتے ہو؟ اگر یہ انجام پند کرتے ہو؟ اگر یہ انجام پند نہیں کرتے تو تکذیب کا راستہ چھوڑ دو اور پنجمبر مَنْلَیْ اِللّٰ کیان لے آؤ۔

ٱفَعِينُنَا بِالْحَلْقِ الْرَوَّلِ بَلُ هُوُ فِي لَمُسِ مِّنُ خَلْقِ جَدِيدٍ

ۅؘڵڡۜٙۮۘڂؘڵڡؙؙٮٚٵٳٝڒۣۺؙٵؘؽٙۅؘڹۼؙڬۅ۫؆ؙڎ۫ۺؙۅۣۺڔ؋ڹؘۿؙٮ۠ڰؖ ۅؘڂؿ۠ٲۊٝڔٛڔؙٳڵؽؗۼؚڡؚڹؙڂڽؙڶۣٳڵۅڔؽڔ®

10. کیا ہم پہلی بار کے پیدا کرنے سے تھک گئے؟ (۱) بلکہ پیدائش کی طرف سے شک میں ہیں۔ (۲) اللہ اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات الحضے ہیں ان سے ہم واقف ہیں (۳) اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔ (۳)

ا. کہ قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنا ہمارے لیے مشکل ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ جب پہلی مرتبہ پیدا کرنا ہمارے لیے مشکل نہیں تھا تو دوبارہ زندہ کرنا تو پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَهُوالَانِیْ يَبُدُو وَالْفَلْکُنْ تُحْتَیْعِیْدُہُ وَهُوَاَهُونُ عَلَیْهِ﴾ (الروم: ٢٠) (اور وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر بہت ہی آسان ہے)۔ سورہ لیمین، آیت: ۸۵-۵۹ میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اور حدیث قدی میں ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے "ابن آدم یہ کہہ کر مجھے ایذاء پہنچاتا ہے کہ اللہ مجھے ہرگز دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے جس طرح اس نے پہلی مرتبہ مجھے پیدا کیا۔ حالا نکہ پہلی مرتبہ پیدا کرنا، دوسری مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہیں ہے" یعنی اگر مشکل ہے تو پہلی مرتبہ پیدا کرنا نہ کہ دوسری مرتبہ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ الإخلاص) کا . یعنی یہ اللہ کی قدرت کے مشکر نہیں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ انہیں قیامت کے وقوع اور اس میں دوبارہ زندگی کے بارے میں ہی جگ ہے۔

سر اینی انسان جو کچھ چھپاتا اور دل میں مستور رکھتا ہے، وہ سب ہم جانتے ہیں۔ وسوسہ، دل میں گزرنے والے خیالات کو کہا جاتا ہے جس کا علم اس انسان کے علاوہ کسی کو نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ ان وسوسوں کو بھی جانتا ہے۔ اسی لیے حدیث میں آتا ہے (اللہ تعالی نے میری امت سے دل میں گزرنے والے خیالات کو معاف فرمادیا ہے یعنی ان پر گرفت نہیں فرمائے گا۔ جب تک وہ زبان سے ان کا اظہاریا ان پر عمل نہ کرے)۔ (صحیح البخاری، کتاب الإیمان باب إذا حنث ناسیا فی الایمان. مسلم، باب تجاوز الله عن حدیث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر)

مل ورید در فرشتوں سے را را بعض کے کہا جاتا ہے جس کے کٹنے سے موت واقع ہوجاتی ہے۔ یہ رگ حلق کے ایک کنارے سے انسان کے کندھے تک ہوتی ہے۔ اس قرب سے مراد قرب علمی ہے لیعنی علم کے لحاظ سے ہم انسان کے بالکل بلکہ اسے قریب ہیں کہ اس کے نفس کی باتوں کو بھی جانتے ہیں۔ امام ابن کشر فرماتے ہیں کہ نئٹ ڈٹ سے مراد فرشتے ہیں۔ لیعنی ہمارے فرشتے انسان کی رگ جان سے بھی قریب ہیں۔ کیونکہ انسان کے دائیں بائیں دو فرشتے ہر وقت موجود رہتے ہیں، وہ انسان کی ہر بات اور عمل کو نوٹ کرتے ہیں ﴿ یَتَلَقَی النَّمَلَقِینِ ﴾ کے معنی ہیں یَا خُذَانِ وَیُشِیتَانِ. امام شوکانی نے ہیں، وہ انسان کی ہر بات اور عمل کو نوٹ کرتے ہیں ﴿ یَتَلَقَی النَّمَلَقِینِ ﴾ کے معنی ہیں یَا خُذَانِ وَیُشِیتَانِ. امام شوکانی نے اس کا مطلب بیان کیا ہے کہ ہم انسان کے تمام احوال کو جانتے ہیں، بغیر اس کے کہ ہم ان فرشتوں کے محتاج ہوں جن کو ہم نے انسان کے اعال واقوال لکھنے کے لیے مقرر کیا ہے، یہ فرشتے تو ہم نے صرف اتمام ججت کے لیے مقرر کیا ہیں۔ دو فرشتوں سے مراد بعض کے نزدیک رات اور دن ہیں۔

إِذْيُتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيْنِ عَنِ الْيَوِيْنِ وَعَنِ الثِّمَالِ قَعِيدُكُ

مَايَلْفِظُ مِنْ قَوْلِ إِلَّالَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْكُ®

وَجَآءَتُسَكُوۡةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ دٰلِكَ ٱلۡاُنۡتَ مِنْهُ تَعِمْدُ۞

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذِلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ<sup>©</sup>

وَجَأْءَتُ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهُ اسَأَبِنُّ وَشَهِيْكُ<sup>®</sup>

لَقَنَّ كُنْتَ فِي خَفْلَةٍ مِّنُ هَنَا فَكَشَفْنَاعَنْكَ عَطَأَءِكَ فَبَصَرُكَ الْبُوَمَ حَدِيثُ ۞

وَقَالَ قَرِينُهُ هٰذَامَالُدَى عَتِيْدًا ﴿

ٵڵؚۊؾٳڣٛڄؘۿػٞٷڰڰؙػڟٳڔۼڹؽۅٟ<sup>ۿ</sup> ڡۜٮٞٵ؏ڵڶڂؙؿۄؙۼؙؾؠۺ۠ڔؽۑۿ

الحجس وقت دو لينے والے جاليتے ہيں ايک دائيں طرف
 اور ایک بائيں طرف بیٹھا ہوا ہے۔

(انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا گر یہ کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔

19. اور موت کی بے ہوشی حق لے کر آپینچی، (۲) یہی ہے جس سے تو بدکتا پھر تا تھا۔ <sup>(۳)</sup>

۲۰. اور صور پھونک دیا جائے گا۔ وعدہ عذاب کا دن
 یہی ہے۔

اور ہر شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک
 لانے والا ہو گا اور ایک گواہی دینے والا۔ (م)

۲۲. یقیناً تو اس سے غفلت میں تھا لیکن ہم نے تیرے سامنے سے پردہ ہٹادیا پس آج تیری نگاہ بہت تیز ہے۔

۲۳. اور اس کا ہم نشین (فرشتہ) کیے گا یہ عاضر ہے جو کہ میرے پاس تھا۔ (۵)

۲۴. ڈال دو جہنم میں ہر کافر سرکش کو۔

۲۵. جو نیک کام سے روکنے والا حد سے گزر جانے والا اور شک کرنے والا تھا۔

کے فرشتے مراد ہیں۔ رات کے دو فرشتے الگ اور دن کے دو فرشتے الگ۔ (ٹخ القدیر)

ا. رَقِیْبٌ، محافظ، مگران اور انسان کے قول اور عمل کا انتظار کرنے والا۔ عَتِیْدٌ حاضر اور تیار۔

۲. دوسرے معنی اس کے ہیں، موت کی سختی حق کے ساتھ آئے گی، لیعنی موت کے وقت، حق واضح اور ان وعدول کی صداقت ظاہر ہوجاتی ہے جو قیامت اور جنت ودوزخ کے بارے میں انبیاء ﷺ کرتے رہے ہیں۔

سل تَحِيْدُ، تَمِيْلُ عَنْهُ وَتَفِرُّ، أو اس موت سے بدكتا اور بھاكتا تھا۔

4. سَائِقٌ (ہانکنے والا) اور شَهِینٌدُ (گواہ) کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام طبری کے نزدیک یہ دو فرشتے ہیں۔ ایک انسان کو محشر تک ہانک کر لانے والا اور دوسرا گواہی دینے والا۔

۵. لینی فرشته انسان کاسارا ریکارڈ سامنے رکھ دے گا اور کہے گا کہ یہ تیری فرد عمل ہے جو کہ میرے پاس تھی۔

ٳػۜڹؽؙجَعَلَمَعَ الله ِ اللهَ الخَرَفَالْفِيهُ فِي الْعَنَابِ الشَّدِيْدِ®

قَالَ قَرِينُهُ وَتَبَافَآ الطَّغَيْتُهُ وَلكِنَ كَانَ فِي ضَللٍ ا يَعِيْلٍ<sup>©</sup>

قَالَ لَا تَخْتَصِمُوالَدَ تَى وَقَدُ قَدَّمُتُ اللَّهُ مُثَالِكُمُ وَبِالْوَعِيْدِ<sup>©</sup>

مَايُبُدُّكُ الْقُولُ لَدَيَّى وَمَا اَنَابِظُلًامِ لِلْعَبِيْدِ فَ

يَوْمَ نَقُولُ لِعَهَمَّمَ هَلِ امْتَلَكِّتِ وَتَقُولُ هَلُ مِنْ مَوْدِي©

۲۷. جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنالیا تھا پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔ (۱)

۲۷. اس کا ہم نشین (شیطان) کہے گا اے ہمارے رب! میں نے اسے گر اہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود ہی دور دراز کی گر اہی میں تھا۔ (۲)

۲۸. حق تعالی فرمائے گا بس میرے سامنے جھڑے کی بات مت کرو میں تو پہلے ہی تمہاری طرف وعید (وعدہُ عذاب) بھیج چکا تھا۔ (")

۲۹. میرے ہاں بات بدلتی تنہیں (۴) اور نہ میں اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا ہوں۔

• ۳۰. جس دن ہم دوزخ سے پو چھیں گے کیا تو بھر چکی؟ وہ جواب دے گی کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے؟ (۱)

ا. الله تعالیٰ اس فرد عمل کی روشنی میں انصاف اور فیصلہ فرمائے گا۔ اُلْقِیَا سے الشَّیدیْدُ تک اللہ کا قول ہے۔

۲. اس لیے اس نے فوراً میری بات مان لی، اگر یہ تیرا مخلص بندہ ہوتا تو میرے بہکاوے میں بی نہ آتا یہال قَرِیْنٌ (ساتھی) سے مراد شیطان ہے۔

سا. لیعنی اللہ تعالیٰ کافروں اور ان کے ہم نشین شیطانوں کو کہے گا کہ یہاں موقف حساب یا عدالت انصاف میں لڑنے جھڑنے کی ضرورت نہیں نہ اس کا کوئی فائدہ ہی ہے، میں نے تو پہلے ہی رسولوں اور کتابوں کے ذریعے سے ان وعیدوں سے تم کو آگاہ کردیا تھا۔

۴. لیغی جو وعدے میں نے کیے تھے، ان کے خلاف نہیں ہوگا بلکہ وہ ہر صورت میں پورے ہوں گے اور اسی اصول کے مطابق تمہارے لیے عذاب کا فیصلہ میری طرف سے ہوا ہے جس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

۵. کہ بغیر جرم کے جو انہوں نے نہ کیا ہو اور بغیر گناہ کے جس کا صدور ان سے نہ ہوا ہو، میں ان کو عذاب دے دوں؟ ظُلَّام یہاں ظالم کے معنی میں ہے۔ یا محاورہ بولا گیا ہے، جیسے عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فلال شخص اپنے غلاموں پر بڑا ظلم کرتا ہے، فلال شخص بڑا ظالم ہے مقصد، مبالغ کا نہیں بلکہ صرف اس کی طرف سے ظلم کیے جانے کا اظہار ہوتا ہے۔ یا مقصود نفی میں مبالغہ ہے۔ یعنی میں بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا نہیں۔

٢. الله تعالى نے فرمایا ہے ﴿ لَاَمْكُنَ جَهَلَمُون الْحِنْدَة وَالنّاس اَجْمَعِيْن ﴾ (السجدة: ١١) (ميں جہنم كو انسانوں اور جنوں سے بعد دوں گا)۔ اس وعدے كا جب ايفاء ہوجائے گا اور الله تعالى كافر جن وانس كو جہنم ميں ڈال دے گا، تو جہنم سے بعد ہے گا

وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَبِعِيْدٍ @

ۿؽٙٵ؆ؘؿؙؙٷٛػۮؙۏٛؽڸڴؚڷۣٵۊۧٳۑڂڣؽؙڟؚ<sup>ۿ</sup>

مَنُ خَشِي الرِّمُن بِالْغَيْثِ وَجَأْءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ۞

إِدُخْلُوْهَالِسَلْمِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۞

لَهُمُّمَّايَشَا ﴿وُنَ فِيهَا وَلَدَيْنَامَزِيُكُ۞

اللہ اور جنت پر ہین گاروں کے لیے بالکل قریب کردی حائے گی ذرا بھی دور نہ ہوگی۔(۱)

سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کے لیے جو رجوع کرنے والا اور پابندی کرنے والا ہو۔ (۲)

سس جو رجمٰن کا غائبانہ خوف رکھتا ہو اور توجہ والا دل لایا
ہو۔(۳)

سرس. تم اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ۔ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔

**س.** یہ وہاں جو چاہیں گے انہیں ملے گا (بلکہ) ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے۔

کہ تو بھر گئی ہے یا نہیں؟ وہ جواب دے گی، کیا کچھ اور بھی ہے؟ لیتی اگرچہ میں بھر گئی ہوں لیکن یا اللہ تیرے دشمنوں

کے لیے میرے دامن میں اب بھی گنجائش ہے۔ جہنم سے اللہ تعالیٰ کی یہ گفتگو اور جہنم کا جواب دینا، اللہ کی قدرت سے قطعاً بعید نہیں ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے "آگ میں اوگ ڈالے جائیں گے اور جہنم کہے گی: هَلْ مِنْ هَٰزِیْدِ کیا کچھ اور بھی ہیں؟ حتی کہ اللہ تعالیٰ جہنم میں اپنا پیر رکھ دے گا، جس سے جہنم پکار اٹھے گی، قَطَّ قطہ، لیتی لس، اس" (سی اور بھی ہیں؟ حتی کہ اللہ تعالیٰ جہنم میں آتا ہے کہ جنت میں ابھی خالی جگہ باقی رہ جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے بلدی، تغیر سورۂ تن) اور جنت کے بارے میں آتا ہے کہ جنت میں ابھی خالی جگہ باقی رہ جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بنی مخلوق پیدا فرمائے گا جو وہاں آباد ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب النار یدخلھا الجبارون والجنة یدخلھا الضعفاء) اور بعض نے کہا ہے کہ قیامت، جس روز جنت قریب کردی جائے گی، دور نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لامحالہ واقع ہو کر رہے گ

۲. لیعنی اہل ایمان جب جنت کا اور اس کی نعمتوں کا قریب سے مشاہدہ کریں گے تو کہا جائے گا کہ یہی وہ جنت ہے جس کا وعدہ ہر اواب اور حفیظ سے کیا گیا تھا۔ اواب، بہت رجوع کرنے والا، لیمنی اللہ کی طرف، کثرت سے توبہ واستغفار اور تشیخ وذکر الٰہی کرنے والا، خلوت میں اپنے گناہوں کو یاد کرکے اللہ کی بارگاہ میں گڑ گڑ انے والا اور ہر مجلس میں استغفار کرنے والا۔ حفیظ، اپنے گناہوں کو یاد کرکے ان سے توبہ کرنے والا، یا اللہ کے حقوق اور اس کی نعمتوں کو یاد رکھنے والا یا اللہ کے اوام ونوائی کو یاد رکھنے والا یا اللہ کے اوام ونوائی کو یاد رکھنے والا۔ (فتح القدیم)

۳. مُنِيْبِ، الله کی طرف رجوع کرنے والا اور اس کا اطاعت گزار دل۔ یا جمعنی سَلِیْم، شرک ومعصیت کی نجاستوں سے پاک دل۔ ۲۸. اس سے مراد رب تعالیٰ کا دیدار ہے جو اہل جنت کو نصیب ہوگا، جیسا کہ ﴿لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُواْالْخَشْنَیٰ وَزِیَادَةٌ﴾ (یونس: ۲۱) کی تفسیر میں گزرا۔

1000

ۅؘڰۉؘٲۿڶڴڹٵڡٙؠؙڶۿؙٶؙۺۜٷۧڹٟۿؙۄؙٳۺؘڎؙڡڹؙۿؙۄ ۘڹڟۺٵڣؘڡٚؿؙٷڶؚڧٳڸ۫ؠڶٳڎۿڶۻؙڿۜۼڝۣٛ۞

ٳڽۜ؋ٛۦ۬ٳڬؘڶڒؚڬۯؗۑڶؚۺؘػٳڽؘڵ؋ؘۊؙڴڲٵڎؘٲڵڠٙ ٳڵؾۘؠؙۼۘۅؘۿؙۅؘؿؘۿؽؙڎ۠

ۅؘڵڡؘۜڎؙڂؘڰؿؙٵڶڰؙڬڶۅؾۅٲڷڒڞؙۅؘٵڹؽؙۼۿٵٚڣؙڛؾؖۊ ٵؾۜٳۅؖڐٷٵڡؙۺٮؘٵڡؚڽؙڷ۠ۼؙۅؙۑؚ<sup>۞</sup>

> فَاصُبِرُعَلَى مَا يَقُولُونَ وَسَيِتُهُ بِعَمُدِرَتِكِ قَبْلَ طُلُوْحِ الشَّنْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ۞

> > وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِتُهُ وُ اَدْبُارَ السُّبُودِ @

٣٠٨. اور ان سے پہلے بھی ہم بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے طاقت میں بہت زیادہ تھیں وہ شہروں میں وصونڈھتے ہیں (۱) رہ گئے، کہ کوئی بھاگنے کا شھکانا ہے؟

سے بھیناً اس میں ہر صاحب دل کے لیے عبرت ہے اور اس کے لیے جودل $\binom{r}{r}$  سے متوجہ ہو کر کان لگائے  $\binom{r}{r}$  اور وہ حاضر ہو۔ $\binom{r}{r}$ 

۳۸. اور یقیناً ہم نے آسانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کو (صرف) چھ دن میں پیدا کردیا اور ہمیں تکان نے چھوا تک نہیں۔

میں یہ جو کچھ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں اور اپنے رب کی تنبیع تعریف کے ساتھ بیان کریں سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج غروب ہونے سے پہلے کھی۔ (۵)

**۴۰**. اور رات کے کسی وقت بھی تشبیح کریں<sup>(۱)</sup> اور نماز

ا. ﴿ فَنَعَبُو إِنِي اللِّلَا ﴿ ﴾ (شهرول ميں چلے پھرے) كا ايك مطلب يه بيان كيا گيا ہے كه وه ان اہل مكه سے زيادہ تجارت وكاروبار كے ليے مختلف شهرول ميں پھرتے تھے۔ ليكن جارا عذاب آيا تو انہيں كہيں پناہ اور راہ فرار نہيں ملی۔

- ۲. لینی دل بیدار، جو غور وفکر کرکے حقائق کا ادراک کرلے۔
- س. یعنی توجہ سے وہ وحی الہی سے جس میں گزشتہ امتوں کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔
- مم. لینی قلب اور دماغ کے لحاظ سے حاضر ہو۔ اس لیے کہ جو بات کو ہی نہ سمجھ، وہ موجود ہوتے ہوئے بھی ایسے ہے جسے نہیں ہے۔
  - ۵. لیعنی صبح وشام اللہ کی شبیح بیان کرو یا عصر اور فجر کی نماز پڑھنے کی تاکید ہے۔

٩. مِنْ، تبعیض کے لیے ہے۔ یعنی رات کے پچھ جھے میں بھی اللہ کی شیع کریں یا رات کی نماز (تہد) پڑھیں۔ جیسے دوسرے متام پر فرمایا ﴿وَمِنَ الْیَلِ فَتَجَمَّنُ رِهِ مَا اَلْهُ کَا اِسْدَ اِللهِ اللهِ اَللهِ کَا الله کا رات کو اٹھ کر نماز تہجد پڑھیں جو آپ کے لیے مزید ثواب کا باعث ہے) بعض کہتے ہیں کہ معراج سے قبل مسلمانوں کے لیے صرف فجر اور عصر کی نماز اور نبی مَنْ اللهِ اَلٰ مِنْ مُنْ اَللهِ تَجِد کی نماز بھی فرض تھی۔ معراج کے موقع پر پانچ نمازیں فرض کردی گئیں۔ (ابن کیش)

کے بعد بھی۔(۱)

وَالْسَتِمِعُ يَوْمَ مُيْنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانِ قَرِيْبٍ

يَّوْمَرَيْسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْخَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْمِ ®

ٳٮۜٚٵۼؘڽؙٛ غُمِي وَنُمِيْتُ وَإِلَيْنَاالْمَصِيْرُ<sup>®</sup>

ڽؙۅٛڡۘڗؘؾۜڰٞۊؙٵٛۯۯڞٛۼٞؠؙؙ۠ؗٛؠ۫ڛڒٳۼٵڐ۬ڸػڂۺؙڒۘڠۘڶؽڹؙٵ ؽڛؙؿڕٛ

ایم. اور سن رکھیں (۲) کہ جس دن ایک پکارنے والا <sup>(۳)</sup> قریب ہی کی حکمہ سے بکارے گا۔ <sup>(۴)</sup>

۳۲. جس روز اس تند وتیز چیخ کو یقین کے ساتھ سن کیں گے، یہ دن ہو گا نکلنے کا۔<sup>(۵)</sup>

سرم. بیشک ہم ہی جِلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں (') اور ہماری ہی طرف لوٹ کھر کر آنا ہے۔(<sup>2)</sup>

٣٣٠. جس دن زمين پھٹ جائے گی اور يہ دوڑتے ہوئے<sup>(۱)</sup> (نکل پڑیں گے) يہ جمع کرلينا ہم پر بہت ہی آسان ہے۔

ا. یعنی اللہ کی تشیج کریں۔ بعض نے اس سے وہ تسبیحات مراد لی جیں، جن کے پڑھنے کی تاکید نبی سَلَّاتُیْکِمْ نے فرض نمازوں کے بعد فرمائی ہے۔ مثلاً ۱۳۳ مر تبہ سُنبِحان اللهِ، ۱۳۳ مر تبہ اَللهُ اَکْبِرْ، وغیرہ (صحیح البخاری، کتاب الأذان، بالله کو بعد الصلوٰ، کتاب الدامی الله کا کمبیرہ کتاب الاخان، سلم متاب الدامی بعد الصلوٰ، کتاب الدامی بعد الصلوٰ، کتاب الدی بعد دورکعتیں ہیں۔ اس سورت کے مزول کے بہت عرصہ بعد بتائی گئی تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اوبار السجود سے مراد مغرب کے بعد دورکعتیں ہیں۔ کا بعد دورکعتیں ہیں۔ کتاب الدی کی جارہے ہیں، انہیں توجہ سے سنیں۔

س. یہ ریکارنے والا اسرافیل فرشتہ ہو گا یا جمرائیل اور یہ ندا وہ ہو گی جس سے لوگ میدان محشر میں جمع ہوجائیں گے۔ یعنی نفخہ ثانیہ۔

۷. اس سے بعض نے صخرہ بیت المقدس مراد لیا ہے، کہتے ہیں یہ آسان کے قریب ترین جگہ ہے اور بعض کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص یہ آواز اس طرح سے گا، جیسے اس کے قریب سے ہی آواز آرہی ہے۔ (اُن القدر) اور یہی درست معلوم ہوتا ہے۔

۵. لیعنی یہ چیخ لیعنی نفخ قیامت یقیناً ہوگا جس میں یہ دنیا میں شک کرتے تھے۔ اور بہی دن قبروں سے زندہ ہو کر نظنے کا ہوگا۔
 ۲. لیعنی دنیا میں موت سے ہمکنار کرنا اور آخرت میں زندہ کردینا، یہ ہمارا ہی کام ہے، اس میں کوئی ہمارا شر یک نہیں ہے۔
 ک. وہاں ہم ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء دیں گے۔

٨. ليمن اس آواز دين والے كى طرف دوڑيں گے۔ جس نے آواز دى ہوگى۔ مُسْرِعِيْنَ إِلَى الْمُناَدِي الَّذِيْ نَادَاهُمْ
 (ثُق القدے) نبى صَّالَيْنِهُمْ نے فرمایا: (جب زمین پھٹے گی تو سب سے پہلے قبر سے زندہ ہوكر نكلنے والا میں ہوں گا) «أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ»۔ (صحبح مسلم، كتاب الفضائل، باب نفضيل نبينا صلى الله عليه وسلم على جميع الخلائق)

خَنُ أَعْلَوْ بِمَا يَقُولُونَ وَمَاۤ انَتَ عَلَيْهِمُ مِيتَّالٍ ۗ فَذَكِّرُ بِالْقُرُّالِ مَنُ يَتِّخَافُ وَعِيْدِهُ

ا. یعنی آپ مَالَّ الْمَالِمُ اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ ان کو ایمان لانے پر مجبور کریں۔ بلکہ آپ مَالَّ الْمَالِمُ کا کام صرف تبلیغ ودعوت ہے، وہ کرتے رہیں۔

۲. لیمنی آپ مَنَافَیْدَ کی وعوت و تذکیر سے وہی نصیحت حاصل کرے گاجو اللہ سے اور اس کی وعیدوں سے ڈرتا اور اس کے وعدوں پر یفین رکھتا ہوگا۔ ای لیے حضرت قادہ ڈٹافٹ یہ دعا فرمایا کرتے تھے «اَللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ یَخَافُ وَعِیْدَكَ، وَعَیْدِنَ مَعْ عُوْدَكَ، یَا بَارُ یَا رَحِیْمُ» (اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے کر جو تیری وعیدوں سے ڈرتے اور تیرے وعدوں کی امید رکھتے ہیں۔ اے احسان کرنے والے رحم فرمانے والے)۔

#### سورۂ ذاریات کمی ہے اور اس میں ساٹھ آیتیں۔ اور تین رکوع ہیں۔

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. قسم ہے بھیرنے والیوں کی اڑاکر۔<sup>(1)</sup>

۲. پھر اٹھانے والیاں بوجھ کو۔(۲

**س**. پھر چلنے والیال نرمی سے۔<sup>(۳)</sup>

٥. يقين مانو كه تم سے جو وعدے كيے جاتے ہيں (سب)

سيح بيں۔

٢. اور بيشك انصاف ہونے والا ہے۔

# يُنْوَيَعُ اللَّائِكِيْكِ ﴿ يُنَوْيَعُ اللَّائِكِيْكِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ

### بِسُ \_\_\_\_ مِ اللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيمِ

وَالنَّرِيْتِوَدُّرُوَا<sup>©</sup> فَالْخِيلَةِ وَقُرُّا<sup>©</sup> فَالْخَيْرِيْتِ يُشِرًّا<sup>©</sup> فَالنَّقَتِّسِمْتِ اَمْرًا<sup>©</sup> إِنَّمَا تُتُوَعَدُّوْنَ لَصَادِقٌ<sup>©</sup> إِنَّمَا تُتُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ<sup>©</sup>

وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿

ا. اس سے مراد ہوائیں ہیں جو مٹی کو اڑاکر بھیردیتی ہیں۔

۲. وَقْرْ، ہر وہ بوجھ جے کوئی جاندار لے کر چلے، حاملات سے مراد وہ ہوائیں ہیں جو بادلوں کو اٹھائے ہوئے ہیں، یا پھر
 وہ بادل ہیں جو یانی کا بوجھ اٹھائے ہوتے ہیں جیسے چویائے، حمل کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

س. جَارِ يَاتٌ، بإني ميں چلنے والى كشتيان، يُسْرًا آساني سے

ما. مُقَسَّمَاتٌ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کاموں کو تقسیم کرلیتے ہیں۔ کوئی رحمت کا فرشتہ ہے تو کوئی عذاب کا،

کوئی پانی کا ہے توکوئی سختی (لیعنی قبط سالی وغیرہ) کا، کوئی ہواؤں کا فرشتہ ہے تو کوئی موت اور حوادث کا۔ بعض نے ان

سب سے صرف ہوائیں مراد کی ہیں اور ان سب کو ہواؤں کی صفت بنایا ہے، جیسے فاضل مترجم نے بھی اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ لیکن ہم نے امام ابن کثیر اور امام شوکائی کی تقسیر کے مطابق تشریح کی ہے۔ قسم سے مقصد مقسم علیہ کی سیائی کو بیان کرنا ہوتا ہے یا بعض دفعہ صرف تاکید مقصود ہوتی ہے اور بعض دفعہ مقسم علیہ کو دلیل کے طور پر بیش کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہاں قسم کی یہی تیسری قسم ہے۔ آگے جواب قسم یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم سے جو وعدے کیے جاتے ہیں یقیناً وہ سچے ہیں اور قیامت برپا ہوکر رہے گی جس میں انصاف کیا جائے گا۔ یہ ہواؤں کا چانا، بادلوں کا پانی کو اٹھانا، سمندروں میں کشتیوں کا چانا اور فرشتوں کا مختلف امور کو سرانجام دینا، قیامت کے وقوع پر دلیل ہے، یونکہ جو ذات یہ سرارے کام کرتی ہے جو بظاہر نہایت مشکل اور اساب عادیہ کے خلاف ہیں، وہی ذات قیامت کے دن تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ بھی کرسکتی ہے۔

وَالسَّمَاْ وَدَاتِ الْحُبُكِ فَ اِنَّكُوْ لَكُوْ تَوْلِ عُثَنَافِ فَ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ فَ فَتِلَ الْخَرَّ صُونَ فَ الَّذِيْنَ هُوْ فَيْ عَثَمَرٌ قِسَاهُوْنَ فَ يَمْ هُمْ عَلَى النَّارِيْفَتَنُونَ فَ يَوْمُ هُمْ عَلَى النَّارِيْفَتَنُونَ فَ ذُوْ فَوْ اِفْتَنَتَكُو هٰ لَا الدِّنِي كَنْتُمْ رِيهِ تَسْتَعَجُولُونَ فَ ذُوْ فَوْ اِفْتَنَتَكُمُ هٰ لَا الدِّنِي كُنْتُمْ رِيهِ تَسْتَعَجُولُونَ فَ

ٳؾۜٲڵؽؾۜۊؽؘؽؘ؋ۣٛڮؿ۠ؾؚ ۊۜۼ۠ؽٶۑ<sup>ۿ</sup>

اخِذِينَ مَاَاتُهُمُ رَبُّهُمُ إِنَّهُمُ كَانُوْاقَبُلَ ذَلِكَ مُسِيئِنَ ۞

كَانُوْا قِلِيُلَامِّنَ الَّيْلِ مَا يَهُجَعُونَ<sup>©</sup>

فشم ہے راہوں والے آسان کی۔<sup>(1)</sup>

یقیناً تم مختلف بات میں پڑے ہوئے ہو۔

٩. اس سے وہی باز رکھا جاتا ہے جو پھیر دیا گیا ہو۔

• ا. بے سند باتیں کرنے والے غارت کردیے گئے۔

11. جو غفلت میں ہیں اور بھولے ہوئے ہیں۔

١٢. يو چھتے ہيں كه يوم جزاء كب ہو گا؟

سال ہاں یہ وہ دن ہے کہ یہ آگ پر تپائے جائیں گے۔ "") اپنی فتنہ پردازی کا مزہ چکھو، (۵) یہی ہے جس کی تم

جلدی مجارہے تھے۔

1<mark>0. بیشک تقویٰ والے لوگ بہشتوں اور چشموں میں</mark> ہوں گے۔

17. ان کے رب نے جو کچھ انہیں عطا فرمایا ہے اسے لے رہے ہوں گے وہ تو اس سے پہلے ہی نیکو کار تھے۔

12. وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔(۱)

ا. دوسرا ترجمہ، حسن وجمال اور زینت ورونق والا کیا گیا ہے، چاند، سورج، کواکب وسیارات، روشن ستارے، اس کی بلندی اور وسعت، یہ سب چیزیں آسان کی رونق وزینت اور خوب صورتی کا باعث ہیں۔

۲. لیخی اے اہل مکہ! تنہارا کسی بات میں آپس میں اتفاق نہیں ہے۔ ہمارے پیٹیبر کو تم میں سے کوئی جادوگر، کوئی شاعر،
 کوئی کائن اور کوئی کذاب کہتا ہے۔ اسی طرح کوئی قیامت کی بالکل نفی کرتا ہے، کوئی شک کا اظہار علاوہ ازیں ایک طرف اللہ کے خالق اور رازق ہونے کا اعتراف کرتے ہو، دوسری طرف دوسروں کو بھی معبود بنا رکھا ہے۔

سر بعنی نبی مَنْ اللَّهُ عِلَى اللَّهُ سے، یا حق سے بعنی بعث وتوحید سے یا مطلب ہے مذکورہ اختلاف سے وہ شخص پھیر دیا گیا جے اللّه نے اپنی توفیق سے پھیردیا، پہلے مفہوم میں ذم ہے۔ دوسرے میں مدح۔

٧٠. يُفْتَنُوْنَ، كَ مَعَىٰ مِين يُحَرَّقُوْنَ وَيُعَذَّبُوْنَ، جَس طرح سونے كو آگ ميں ڈال كر جانجا پركھا جاتا ہے، اس طرح يہ آگ ميں ڈال كر جانجا پركھا جاتا ہے، اس طرح يہ آگ ميں ڈالے جائيں گے۔

٥. فِتْنَةٌ، تمعنى عذاب يا آك مين جلنا-

٧. هُجُوْعٌ كَ معنى بين، رات كو سونا ما يَهْجَعُونَ مين مَا تاكيد كے ليے ہے۔ وہ رات كو كم سوتے تھے، مطلب ب

IMAA

وَبِالْاَسُّكَارِهُوۡ بِنَتَغُفِرُونَ⊙ وَ فِيۡۤ اَمُوالِهِوۡحَقُّ لِلسَّاۤ إِلِى الْمُحُرُوۡمِ؈

وَ فِي ٱلْأَرْضِ اللَّٰ لِلْمُؤْوِنِيْنَ<sup>©</sup>

وَفِىٰٓ اَنۡشِیکُوۡ اَفَلاَتُبُصِہُوۡنَ۞ وَفِى السَّمَاۤ دِرۡزُقُکُوۡوَائۡوُعَہُوۡنَ۞

ڡٞۅڒؾؚٳڵۺۜڡٲٛ؞ؚٛۅؘڵڶۯڝ۬ٳڽۜٞۿڬؖؾٞ۠؞ۺۨڷؠۧٲٲڰڰٛۄ ؾۜۻٛڨؙۏڹٛ۞

هَلَ ٱتَّاكَ حَدِيثُ ضَيُفِ إِبْرُهِ يُمَ ٱلْمُكْرُمِينَ

اور وقت سحر استغفار کما کرتے تھے۔ (۱)

19. اور ان کے مال میں مانگنے والوں کا اور سوال سے بچنے والوں کا حق تھا۔ (۲)

۲۰. اور یقین والول کے لیے تو زمین میں بہت سی نشانال ہیں۔

اور خود تمہاری ذات میں بھی، تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔
 اور تمہاری روزی اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسان میں ہے۔

۲۳. آسان وزمین کے پروردگار کی قشم! کہ یہ (۴) بالکل برحق ہے ایسا ہی جیسے کہ تم باتیں کرتے ہو۔ ۲۲. کیا مخجے ابراہیم (عَالِیَّالِاً) کے معزز مہمانوں کی خبر بھی پہنچی ہے؟ (۵)

ساری رات سوکر غفلت اور عیش وعشرت میں نہیں گزار دیتے تھے۔ بلکہ رات کا کچھ حصہ اللہ کی یاد میں اور اس کی بارگاہ میں گڑائے ہوئے گزارتے تھے۔ جیسا کہ احادیث میں بھی قیام اللیل کی تاکید ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں فرمایا: (لوگو! لوگوں کو کھانا کھلاؤ، صلئہ رحمی کرو، سلام پھیلاؤ اور رات کو اٹھ کر نماز پڑھو، جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤگے)۔ (مند احمد: ۲۵۱۸)

ا. وقت سحر، تبولیت دعا کے بہترین او قات میں سے ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ (جب رات کا آخری تہائی حصہ باتی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالی آسان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ندا دیتا ہے کہ کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ کوئی بخشش ما تکنے والا ہے کہ میں اس کے سوال کو پورا کردوں۔ یہاں کہ فخر طلوع ہوجاتی ہے)۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب النوغیب فی الدعاء والذکر فی آخر اللیل والإجابة فیه)
 ۲. محروم سے مراہ، وہ ضرورت مند ہے جو سوال سے اجتناب کرتا ہے۔ چنانچہ مستحق ہونے کے باوجود لوگ اسے نہیں دیتے۔ یا وہ شخص ہے جس کا سب کچھ، آفت ارضی وسادی میں، تباہ ہوجائے۔

س. لیعنی بارش بھی آسان سے ہوتی ہے جس سے تمہارا رزق پیدا ہو تا ہے اور جنت، دوزخ، ثواب وعتاب بھی آسانوں میں ہے جن کا وعدہ کیا جاتا ہے۔

٨٠. إِنَّهُ ميں ضمير كا مرجع (يه) وه امور وآيات بين جو مذكور بوئين-

۵. هَلْ استفهام کے لیے ہے جس میں نبی مَا كُلْفِيْم كو يہ تنبيہ ہے كہ اس قصے كا تجھے علم نہيں، بلكہ ہم تجھے وحى كے ذريعے سے مطلع كررہے ہیں۔

44700

إِذْ دَخَلُوْ اعَلَيْهِ فَقَالُوْ اسْلَمَّا قَالَ سَلَوْقُومٌ مُّنْكُرُونَ ۗ

فَوَاغَ إِلَى اَهْلِهِ فَجَآءَ بِعِجُولِ سَمِيْنِ

فَعَرَّبَهُ إِلَيْهِمُ قَالَ الاِ تَأْكُلُونَ<sup>©</sup>

ڣؘٲۉؘڿؘڛؘڡؚؠ۫ٞۿؙڎ۫ڿؽؚؗؽؘڰۧ؞ۊٙڵڷؙۊڶڒؾؘۼۘٛڎ۫ٷۺٞۯؙۉڰۑؚۼٝڵۄؚ عؘڸؽۄۣ۞

فَأَقَبُكِ الْمُزَاتُهُ فِي ُصَرَّةً فَصَكَّتُ وَجُهَهَا وَقَالَتُ عُوْدًا لَكُ اللهُ عَلَيْتُ الْمُ

قَالْوُاكَنَالِكِ قَالَ رَبُّكِ إِنَّهُ هُوَالْحَكِيْمُ الْعَلِيمُ ۞

۲۵. وہ جب ان کے ہاں آئے تو سلام کیا، ابراہیم (عَالِیَّااِ)
نے سلام کا جواب دیا (اور کہا یہ تو) اجنبی لوگ ہیں۔ (۱)
۲۱. پھر (چپ چاپ جلدی جلدی) اپنے گھر والوں
کی طرف گئے اور ایک فربہ بچھڑے (کا گوشت)
لائے۔

۲۷. اور اسے ان کے پاس رکھا اور کہا آپ کھاتے کیوں نہیں؟<sup>(۲)</sup>

رمی و دل ہی دل میں ان سے خوفزدہ ہو گئے (۳) انہوں نے کہا آپ خوف نہ کیجے۔ (۳) اور انہوں نے انہوں نے اس (حضرت ابراہیم عَلَیْکِا) کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔

۲۹. پس ان کی بیوی آگے بڑھی اور جیرت (۵) میں آکر اپنے منہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ میں تو بڑھیا ہوں اور ساتھ ہی بانجھ۔

• انہوں نے کہا ہاں تیرے پروردگار نے اسی طرح فرمایا ہے، بیشک وہ کیم وعلیم ہے۔ (۱)

ا. یہ اینے جی میں کہا ان سے خطاب کرکے نہیں کہا۔

۲. لینی سامنے رکھنے کے باوجود انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ ہی نہیں بڑھایا تو پو چھا۔

۳. ڈر اس لیے محسوس کیا کہ حفرت ابراہیم علیظ سمجے، یہ کھانا نہیں کھارہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آنے والے کسی خیر کی نیت سے نہیں بلکہ شرکی نیت سے آئے ہیں۔

- حضرت ابراہیم علیہ اللہ کے چبرے پر خوف کے آثار دیکھ کر فرشتوں نے کہا۔
  - صَرَّةٍ ك دوسر معنى ميں چيخ وركار، يعنى چيخ ہوك كہا۔

٢. لينى جس طرح ہم نے مجھے کہا ہے، یہ ہم نے اپنی طرف سے نہیں کہا ہے، بلکہ تیرے رب نے ای طرح کہا ہے
 جس کی ہم مجھے اطلاع دے رہے ہیں، اس لیے اس پر تعجب کی ضرورت ہے نہ شک کرنے کی، اس لیے کہ اللہ جو چاہتا
 ہے وہ لا محالہ ہوکر رہتا ہے۔

## قَالَ فَمَاخَطْبُكُوۡ إِيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ®

## قَالُوۡ ٓ الِكَ ٱلۡسِلۡنَا إِلَّ قُومٍ عُجُومِينَ ۗ

ٳڹٛۯؙڛڵڡؘڵؽؠٟؠؗڿٵۯۊٞۺؙۜڟؠؙڽ ؙڞۜۊۜؠؘۘۊٞۘۼٮ۬ۮڒؾؚڮڶڶۺٛؠڔۣڣؽؙڽٛ

فَأَخْرُجُنَا مَنُ كَانَ فِيُهَامِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

فَهَا وَجَدُنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُثْلِمِينَ فَ

الله (حضرت ابراہیم عَلَیْلاً) نے کہا کہ اللہ کے بھیج ہوئے (فرشتو!) تمہارا کیا مقصد ہے؟ (۱)

سر. انہوں نے جواب دیا کہ ہم گناہ گار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔(۲)

سس تاکہ ہم ان پر مٹی کے کنگر برسائیں۔

مس. جو تیرے رب کی طرف سے نشان زدہ ہیں، ان حدسے گزرجانے والول کے لیے۔

۳۵. پس جتنے ایمان والے وہاں تھے ہم نے انہیں نکال لاء

۳۳۸. اور ہم نے وہاں مسلمانوں کا صرف ایک ہی گھر یایا۔(۲)

ا. نحطُبٌ شان، قصد ۔ یعنی اس بشارت کے علاوہ تمہارا اور کیا کام اور مقصد ہے جس کے لیے تمہیں بھیجا گیا ہے۔ ۲. اس سے مراد قوم لوط ہے جن کا سب سے بڑا جرم لواطت تھا۔

۳. برسائیں کا مطلب ہے، ان کنکریوں سے انہیں رجم کردیں۔ یہ کنکریاں خالص پتھر کی تھیں نہ آسانی اولے تھے، بلکہ مٹی کی بنی ہوئی تھیں۔

م. مُسَوَّمَةً (نامز دیا نشان زده) ان کی مخصوص علامت تھی جن سے انہیں پیچان لیا جاتا تھا، یا وہ عذاب کے لیے مخصوص تھیں، بعض کہتے ہیں کہ جس کنکری سے جس کی موت واقع ہونی تھی، اس پر اسکا نام لکھا ہوتا تھا مُسْرِفِیْنَ، جو شرک وضلالت میں بہت بڑھے ہوئے اور فسق وفجور میں حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

۵. لینی عذاب آنے سے قبل ہم نے ان کو وہاں سے نکل جانے کا تھم دے دیا تھا تاکہ وہ عذاب سے محفوظ رہیں۔

۲. اور یہ اللہ کے پیغیر حضرت لوط عُلیّنیا کا گھر تھا، جس میں انکی دو بیٹیاں اور پچھ ان پر ایمان لانے والے تھے۔ کہتے ہیں یہ کل تیرہ آدمی تھے۔ ان میں حضرت لوط عُلیّنیا کی بیوی شامل نہیں تھی۔ بلکہ وہ اپنی قوم کے ساتھ عذاب سے ہلاک ہونے والوں میں سے تھی۔ (ایم الفاجر) اسلام کے معنی ہیں، اطاعت وانقیاد۔ اللہ کے حکموں پر سر اطاعت خم کردینے والا مسلم ہے، اس اعتبار سے ہر مومن، مسلمان ہے۔ اس لیے پہلے ان کے لیے مومن کا لفظ استعال کیا، اور پھر ان ہی کے لیے مسلم کا لفظ استعال کیا، ہور پھر ان ہی لوگ مومن اور مسلم کے درمیان کرتے ہیں۔ قرآن نے جو کہیں مومن اور کہیں مسلم کا لفظ استعال کیا ہے تو وہ ان معانی کے اعتبار سے ہے جو عربی لغت کی روسے ان کے درمیان ہے۔ اس لیے لغوی استعال کیا جاتو وہ ان

ۅؘتَڒؙڲؙڬٳڣۣؽۿۜٲڵؽةٞڵؚڷۮؚؽؙؽؘۼۜٵڡ۠۠ۏۛڽؘ۩ؙڡؘۮؘٳۘۘ ٲڒڔڸؽ۫ڗ<sup>ۿ</sup>

وَفِي مُوْسَى إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَّى فِرْعَوْنَ بِسُلَّطِنِ شَبِينٍ

فَتُوَلَّى بِرُكْنِهِ وَقَالَ سِعِوْاً وَمَعْنُونَ

فَأَخَذُنْهُ وَجُنُوْدَهُ فَنَبَذُنْهُمُ رِفِي الْيَقِّ وَهُومُلِلُمُوْ

وَفِي عَادِ إِذْ آرسُكُنا عَلَيْهُ وُ الرِّيْحَ الْعَقِيدُ ﴿

سے. اور وہاں ہم نے ان کے لیے جو دردناک عذاب کا ڈر رکھتے ہیں ایک (کامل) علامت چھوڑی۔(۱)

۳۸. اور موسیٰ (عَالِیَا کے قصے) میں (بھی ہماری طرف سے تنبیہ ہے) کہ ہم نے اسے فرعون کی طرف کھلی دلیل دے کر بھیجا۔

٣٩. پس اس نے اپنے بل بوتے پر منہ موڑا(۲) اور کہنے لگا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔

• ٣٠. بالآخر ہم نے اسے اور اس کے کشکروں کو اپنے عذاب میں پکڑ کر دریا میں ڈال دیا وہ تھا ہی ملامت کے قابل ۔ (۳)

ام. اور اسی طرح عادیوں میں<sup>(۳) بھی</sup> (ہماری طرف سے

شرعیہ کا اعتبار زیادہ ضروری ہے اور حقیقت شرعیہ کے اعتبار سے ان کے درمیان صرف وہی فرق ہے جو حدیث جرائیل علیہ اسلام کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا، لا اللہ الا اللہ کی شہادت، اقامت صلاق، ایتائے زکوق، مجے اور صیام رمضان۔ اور جب ایمان کی بابت بوچھا گیا تو فرمایا "اللہ پر ایمان لانا، اس کے ملائکہ، کتابول، رسولول، آخرت اور تقدیر (خیر وشر کے من جانب اللہ ہونے) پر ایمان رکھنا " یعنی دل سے ان چیزوں پر یقین رکھنا ایمان اور احکام وفرائض کی ادائیگی اسلام ہے۔ اس لحاظ سے ہر مومن، مسلمان اور ہر مسلمان مومن ہے (فح القدیہ) اور جو مومن اور مسلم کے درمیان فرق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے کہ یہاں قرآن نے ایک ہی گروہ کے لیے مومن اور مسلم کے الفاظ استعال کیے ہیں گین ان کے درمیان جو فرق ہے اس کی روسے ہر مومن، مسلم بھی ہے، لیے مومن اور مسلم کے الفاظ استعال کیے ہیں گین ان کے درمیان جو فرق ہے اس کی روسے ہر مومن، مسلم بھی ہے، تاہم ہر مسلم کا مومن ہونا ضروری نہیں (این کیش) بہر حال یہ ایک علمی بحث ہے۔ فریقین کے پاس اپنے اپنے موقف پر استدال کے لیے دلائل موجود ہیں۔

ا. یہ آیت یا کامل علامت وہ آثار عذاب ہیں جو ان ہلاک شدہ بستیوں میں ایک عرصے تک باقی رہے۔ اور یہ علامت بھی انہی کے لیے ہیں جوعذاب البی سے ڈرنے والے ہیں، کیونکہ وعظ ونصیحت کااثر بھی وہی قبول کرتے اور آیات میں غور وفکر بھی وہی کرتے ہیں۔

۲. جانب اقویٰ کو رکن کہتے ہیں۔ یہاں مراد اس کی اپنی قوت اور لشکر ہے۔ میت

۳. لیعنی اس کے کام ہی ایسے تھے کہ جن پر وہ ملامت ہی کا مستحق تھا۔

٨. أَيْ: تَركْنَا فِيْ قِصَّةِ عَادٍ آيةً عاد ك قص مين جمى بم نے شانی چورلى۔

تنبیہ ہے) جب کہ ہم نے ان پر خیر وبرکت سے خالی آندھی جیجی۔

۲۷. وہ جس جس چیز پر گرتی تھی اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح (چورا چورا) کردیتی تھی۔(۱)

سرم. اور شمود (کے قصے) میں بھی (عبرت) ہے جب ان سے کہا گیا کہ تم کچھ دنوں تک فائدہ اٹھالو۔

۳/۲. لیکن انہوں نے اپنے رب کے عکم سے سرتابی کی جس پر انہیں ان کے دیکھتے دیکھتے (تیز و تند) کڑاکے (م) نے ہلاک کردیا۔

۳۵. پس نه تو وه کھڑے ہوسکے (۵) اور نه بدله لے
سکے (۲)

۲س. اور نوح (عَالِيَلاً) کی قوم کا بھی اس سے پہلے (یہی حال ہو چکا تھا) وہ بھی بڑے نافرمان لوگ تھے۔(<sup>2)</sup>

مَاتَذَرُمِنْ شَمُّ أَتَتُ عَلَيْهِ اِلَّاجَعَلَتُهُ كَالتَّمِيْمِوْ

وَ فِي نَمُودُ دَادِ وَيُلِ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّى حِبُنٍ ۞

فَعَتَوُاعَنَ اَمُرِرَبِّهِمُ فَأَخَلَثُهُمُ الصَّعِقَةُ وُهُمُ يَنْظُرُونَ۞

فَمَاالْسَتَطَاعُوْامِنُ قِيَامِرَوَّمَاكَانُوْامُنْتَصِرِيْنَ<sup>®</sup>

ۅؘۊۘۅٛۿڒٮؙٛۅ۬ڇۺۜؽؘڰؘڹؙۘؖڷ۠ٳڹٛۜۿؙۿ؆ٵٮؙٛۉٳڡۜٙۅؙڡٵ ڣۣؗٮڡؚؽؽؘ۞۫

ا. الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ (بانجھ ہوا) جس میں خیر وبر کت نہیں تھی، وہ ہوا در ختوں کو ثمرآور کرنے والی تھی نہ بارش کی پیامبر، بلکہ صرف ہلاکت اور عذاب کی ہوا تھی۔

۲. یه اس ہوا کی تأثیر تھی جو قوم عاد پر بطور عذاب جمیعی گئی تھی۔ یہ تند و تیز ہوا، سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلتی ربی۔ (الحافة)

سم. لیعنی جب انہوں نے اپنے ہی طلب کردہ مجزے اونٹی کو قتل کردیا، تو ان کو کہہ دیا گیا کہ اب تین دن اور تم دنیا کے مزے لوٹ لو، تین دن کے بعد تم ہلاک کردیے جاؤگے یہ اس طرف اشارہ ہے۔ بعض نے اسے حضرت صالح عَلَيْمِیا کی ابتدائے نبوت کا قول قرار دیا ہے۔ الفاظ اس مفہوم کے بھی متحمل ہیں بلکہ سیاق سے یہی معنی زیادہ قریب ہیں۔

٣. يه صَاعِقَةٌ (كُرُاكا) آسانی چيخ تھی اور اس كے ساتھ نيچ سے رَجْفَةٌ (زلزله) تھا جيسا كه سورهُ اعراف: ٧٨ ميں ہے۔ ٥. چه جائيكه وه بھاگ سكيں۔

۲. یعنی اللہ کے عذاب سے اپنے آپ کو نہیں بھاسکے۔

2. قوم نوح، عاد، فرعون اور شمود وغیرہ سے بہت پہلے گزری ہے۔ اس نے بھی اطاعت الٰہی کے بجائے اس کی بغاوت کا راستہ اختیار کیا تھا۔ بالآخر اسے طوفان میں ڈیودیا گیا۔

ۉٵڵۺۜؠٵٚءٛڹۜؽڹ۠ۿٳؠٲؽٮ۫ۅؚۊٳڷٵڵؠٛۏٛڛڠۏؽ®

وَالْاَرْضَ فَرَشْنَهُا فَنِعُمَ الْمُهِدُونَ@

ۅؘڡؚؽؙػ۠ڸۜ*ۺٞؿؙٞ*ڂؘٞڷڡؙ۫ڬٲڒۅؙٛڿؽۑڶڡۜڴڴڎؙڗؾؘۮؘڴۯۅٛؽ<sup>®</sup>

فَفِيُّ وَآلِلَ اللَّهِ إِنَّ لَكُوْمِتُهُ نَذِيْرٌ مِّبُّ يُنَّ هَٰ

ۅؘڵؾۼؖۼٮؙؙؙؙۅٛٳڡؘۼٳڵڷۼٳڵۿٵڂۜڗٳ۠ڣۣٞڷڴۮ۠ڝؚۨۨؽؙۮؙٮؘٚۮؚؽۯ ۺؙؠڽ۠۞

کم. اور آسان کو ہم نے (اپنے) ہاتھوں سے بنایا ہے (ا) اور یقیناً ہم کشاد گی کرنے والے ہیں۔ (۲)

۳۸. اور زمین کو ہم نے فرش بنادیا ہے۔ (۳) پس ہم بہت ہی اچھے بچھانے والے ہیں۔

**٣٩**. اور ہر چیز کو ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے <sup>(۴)</sup> تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ <sup>(۵)</sup>

کی تم اللہ کی طرف دوڑ بھاگ (لیعنی رجوع)
 کروہ(۱) یقیناً میں تمہیں اس کی طرف سے صاف صاف
 تنبیہ کرنے والا ہوں۔

اور الله کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ تھہراؤ۔ بیشک میں تہہیں اس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔

ا. السَّمَآءَ منصوب ہے۔ بَنَيْنَا مخدوف كى وجہ سے۔ بَنَيْنَا السَّمَآءَ بَنَيْنَاها.

۲. لیعنی آسان پہلے ہی بہت و سیع ہے لیکن ہم اس کو اس سے بھی زیادہ و سیع کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ یا آسان سے بارش برساکر روزی کشادہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں یا مُوسِعٌ کو وُسْعٌ سے قرار دیا جائے (طاقت وقدرت رکھنے والے) تو مطلب ہوگا کہ ہمارے اندر اس جیسے اور آسان بنانے کی بھی طاقت وقدرت موجود ہے۔ ہم آسان وزمین بناکر تھک نہیں ہے۔
 نہیں گئے ہیں بلکہ ہماری قدرت وطاقت کی کوئی انتہاء ہی نہیں ہے۔

س. لیعنی فرش کی طرح اسے بچھادیا ہے۔

م. لیعنی ہر چیز کو جوڑا جوڑا، نر اور مادہ یا اس کی مقابل اور ضد کو بھی پیدا کیا ہے۔ جیسے روشنی اور اندھیرا، تعظی اور تری، چاند اور سورج، پیٹھا اور کڑوا، رات اور دن، خیر اور شر، زندگی اور موت، ایمان اور کفر، شقاوت اور سعادت، جنت اور دوزخ، جن وانس وغیرہ، حتیٰ کہ حیوانات (جاندار) کے مقابل، جمادات (بے جان) اس لیے ضروری ہے کہ دنیا کا بھی جوڑا ہو یعنی آخرت، دنیا کے بالمقابل دوسری زندگی۔

۵. یہ جان لو کہ ان سب کا پیدا کرنے والا صرف ایک اللہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

۲. یعنی کفر ومعصیت سے توبہ کرکے فوراً بارگاہ الہی میں جھک جاؤ، اس میں تاخیر مت کرو۔

2. لینی میں تنہیں کھول کھول کر ڈرا رہا اور تمہاری خیر خواہی کررہا ہوں کہ صرف ایک اللہ کی طرف رجوع کرو، اس پر اعتماد اور بھروسہ کرو اور صرف اسی ایک کی عبادت کرو، اس کے ساتھ دوسرے معبودوں کو شریک مت کرو۔ ایسا کروگے تو یاد رکھنا، جنت کی نعمتوں سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوجاؤگے۔

ػڬڮػ؞مۜٙٲؽٙٵڰۮؚؽؘؽ؈ٛڡٞۛؽڵؚۿٟؠؙڝؖڽٛڗۜڡٮؙۊۛڸ ٳڵڒڡٙٵؿؙٳڝٵڿڒٞٳۏؘۼڹٛٷۜۛ

اتَوَاصَوُا بِهِ بَلُهُمُ قَوْمٌ كِلَاغُونَ اللهِ اللهُ الل

فَتُوَلَّعُنْهُمْ فَآانَتُ بِمَلُوْمِ

وَدَكِّرُ وَإِنَّ الدِّكْرِي تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيُنَ۞

وَمَاخَلَقَتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّالِيَعَبُدُونِ@

مَّااُرِيْدُمِنْهُمُ مِّنُ رِّنُ قِ قَمَّااُرِيْدُانُ تُتْطِعِدُن

37. اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس جو بھی رسول آیا انہوں نے کہہ دیا کہ یا تو یہ جادو گر ہے یا دیوانہ ہے۔

مل کیا یہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے گئے ہیں۔(۱) (نہیں) بلکہ یہ سب کے سب سرش ہیں۔(۲) ملامت نہیں۔ نو آپ ان سے منہ پھیرلیں آپ پر کوئی ملامت نہیں۔

**۵۵**. اور نصیحت کرتے رہیں یقیناً یہ نصیحت ایمان والول کو نفع دے گی۔<sup>(۳)</sup>

**۵۷**. اور میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس کیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

**۵۷**. نه میں ان سے روزی چاہتا ہوں نه میری یه چاہت ہے که یه مجھے کھلائیں۔<sup>(۵)</sup>

ا. یعنی ہر بعد میں آنے والی قوم نے اس طرح رسولوں کی تکذیب کی اور انہیں جادوگر اور دیوانہ قرار دیا، جیسے بچپلی قومیں بعد میں آنے والی قوموں کے لیے وصیت کرکے جاتی رہی ہیں۔ یکے بعد دیگرے ہر قوم نے یہی تکذیب کا راستہ اختیار کیا۔

7. یعنی ایک دوسرے کو وصیت تو نہیں کی بلکہ ہر قوم ہی اپنی اپنی جگہ سرش ہے، اس لیے ان سب کے دل بھی متشابہ ہیں اور ان کے طور اطوار بھی ملتے جلتے۔ اس لیے متاخرین نے بھی وہی بچھ کہا اور کیا جو متقد مین نے کہا اور کیا۔

7. اس لیے کہ تھیجت سے فائدہ انہیں کو پہنچتا ہے۔ یا مطلب ہے کہ آپ تھیجت کرتے رہیں، اس تھیجت سے وہ لوگ یقیناً فائدہ اٹھائیں گے جن کی بابت اللہ کے علم میں ہے کہ وہ ایمان لائیں گے۔

۷. اس میں اللہ تعالیٰ کے اس ارادہ شرعیہ تکلیفیہ کا اظہار ہے جو اس کو محبوب ومطلوب ہے کہ تمام انس وجن صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور اطاعت بھی اس ایک کی کریں۔ اگر اس کا تعلق ارادہ تکوینی سے ہوتا، پھر تو کوئی انس وجن اللہ کی عبادت واطاعت سے انحراف کی طاقت ہی نہ رکھتا۔ یعنی اس میں انسانوں اور جنوں کو اس مقصد زندگی کی یاد دہانی کرائی گئی ہے، جے اگر انہوں نے فراموش کے رکھا تو آخرت میں سخت بازپرس ہوگی اور وہ اس امتحان میں ناکام قرار یائیس گئے جس میں اللہ نے ان کو ارادہ واختیار کی آزادی دے کر ڈالا ہے۔

۵. لینی میری عبادت واطاعت سے میرا مقصود یہ نہیں ہے کہ یہ مجھے کماکر کھلائیں، جیسا کہ دوسرے آ قاؤل کا مقصود
 بوتا ہے، بلکہ رزق کے سارے خزانے تو خود میرے ہی یاس میں میری عبادت واطاعت سے تو خود ان ہی کو فائدہ ہوگا

إِنَّ اللهَ هُوَالرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِينُ

فَإِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْ اذَنُوبًا مِّثْلَ ذَنُوبِ آصُلِهِمُ فَلَايَتَتَعُمِلُونِ®

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَهُ وَامِنُ يُومِهِمُ الَّذِي يُومَدُونَ ٥٠٠

۵۸. بیشک الله تعالی تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔

09. ایس جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انہیں بھی ان کے ساتھیوں کے حصہ کے مانند حصہ ملے گا، (۱) لہذا وہ مجھ سے جلدی طلب نہ کریں۔ (۲)

لیس خرابی ہے منکروں کو ان کے اس دن کی جس کا
 وعدہ دیے جاتے ہیں۔

کہ ان کی آخرت سنور جائے گی نہ کہ مجھے کوئی فائدہ ہوگا۔

ا. ذُنُوبٌ کے معنی جرے ڈول کے ہیں۔ کنویں سے ڈول میں پانی نکال کر تقیم کیا جاتا ہے اس اعتبار سے یہاں ڈول کو ھے کے معنی میں استعال کیا گیا ہے۔ مطلب ہے کہ ظالموں کو عذاب سے حصہ پہنچے گا، جس طرح اس سے پہلے کفر وشرک کا ارتکاب کرنے والوں کو ان کے عذاب کا حصہ ملا تھا۔

۲. لیکن یہ حصہ عذاب انہیں کب پہنچ گا، یہ اللہ کی مثبت پر موقوف ہے، اس لیے طلب عذاب میں جلدی نہ کریں۔

### سورۂ طور مکی ہے اور اس میں انجاس آیتیں ہیں اور دو رکوع ہیں۔

## 

٤

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

قشم ہے طور کی۔<sup>(1)</sup>
 اور لکھی ہوئی کتاب کی۔<sup>(۲)</sup>

**س**. جو جھلی کے کھلے ہوئے ورق میں ہے۔<sup>(۳)</sup>

۳. اور آباد گھر کی۔(۳)

اور او نجی حصت کی۔ (۵)

۲. اور بھڑکائے ہوئے سمندر کی۔(۲)

ۘۅؘالطُّوُرِ ۅؘڮٮڹؠ؆ٞٮٛڟۅٛڕٟٚ ڣ٥ڔٙؾٞ؆ؙۺؙٛٷڒۣ ۊۜٲڹؽۺۘٵڶٮػۿٷڕ۞ ۅؘالسَّقۡڝؘؚٵڶڡؘۯٷؙڗ۞ ۅؘٲڹػؙۅؙۣڶڡؘۺؙڿؙٷڕ۞

ا. طُوْرٌ، وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ عَلِيَّا اللہ سے ہم کلام ہوئے۔ اسے طور سینا، بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ نے اس کے ای شرف کی بنا پر اس کی قسم کھائی ہے۔

۴۔ مَسْطُوْرِ کے معنی ہیں۔ مکتوب، لکھی ہوئی چیز۔ اس کا مصداق مختلف بیان کیے گئے ہیں۔ قرآن مجید، لوح محفوظ، تمام کتب منزلہ یا وہ انسانی اعمال نامے جو فرشتے کھتے ہیں۔

٣. يه متعلق ہے مَسْطُوْرِ سے۔ رَقِّ، وہ باريك چراجس پر كھا جاتا تھا۔ مَنْشُوْرِ بمعنى مَبْسُوْطِ، پھيلا يا كھلا ہوا۔

ملا یہ بیت معمور، ساتویں آسان پر وہ عبادت خانہ ہے جس میں فرشتے عبادت کرتے ہیں۔ یہ عبادت خانہ فرشتوں سے اس طرح بھرا ہوتا ہے کہ روزانہ اس میں ستر ہزار فرشتے عبادت کے لیے آتے ہیں جن کی پھر دوبارہ قیامت تک باری نہیں آتی۔ جیسا کہ احادیث معراج میں بیان کیا گیا ہے۔ بعض بیت معمور سے مراد خانہ کعبہ لیتے ہیں، جو عبادت کے لیے آنے والے انسانوں سے ہر وقت بھرا رہتا ہے۔ معمور کے معنی ہی آباد اور بھرے ہوئے کے ہیں۔

۵. اس سے مراد آسان ہے جو زمین کے لیے بمنزلہ جیت کے ہے۔ قرآن نے دوسرے مقام پر اسے "محفوظ جیت"
 کہا ہے۔ ﴿وَجَعَلْنَا السَّمَاءُ سَقَفًا مَّحَفُوطًا تَوَهُمُ عَنْ البِّيمَا مُعْرِضُونَ ﴾ (الأنبياء: ٣٢) بعض نے اس سے عرش مراد ليا ہے جو تمام مخلوقات کے لیے جیت ہے۔

۷. مسجور کے معنی ہیں، بھڑکے ہوئے۔ بعض کہتے ہیں، اس سے وہ پانی مراد ہے جو زیر عرش ہے جس سے قیامت کے دن بارش نازل ہوگی، اس سے مردہ جسم زندہ ہوجائیں گے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد سمندر ہیں، ان میں قیامت کے دن آگ بھڑک اٹھے قرایا ﴿وَلَوْ الْبِعَارُسُوْ عِرْتُ ﴾ (التكویر: ۲) (اور جب سمندر بھڑكاد ہے جائیں گے)۔ امام شوكانی نے اس مفہوم كو اولی قرار دیا ہے اور بعض نے مَسْجُورٌ كے معنی مَمْلُوءٌ (بھرے ہوئے) كے ليے ہیں، یعنی فی الحال سمندروں

اِنَّ عَلَابَ رَتِكِ لَوَاقِتُمْ أَنَّ اللهُ عَلَابَ رَتِكِ لَوَاقِتُمُ أَنَّ اللهُ عَلَى الْعَلَمُ اللهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّه

ۣڔٷڔڽڔۅڐ؞ ٷؘؾؘڛؽ۫ۯؙٳۼؚۘؠٵڵؙڛؽٷڽ

ڣؘۅٛٮؙ۫ڵؙۣؾۘۅؙؗڡؘؠٟۮؚڗؚڷؙؠؙػڎؚڔؽؘؽ<sup>ۿ</sup>

الّذِينَ<sup>6</sup>مُ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُون<sup>®</sup>

يَوْمُ يُدَتُّونَ إلى تَارِجَهَمُّمُ دَعًا اللهِ

هٰذِقِ التَّارُ الَّتِيَّ كُنْتُمُ بِهَا تُكَذِّبُونَ @

اَفَسِحُرُّهٰنَ اَلَمُ اَنْتُمْ لِالْتُجْوِرُونَ

بیشک آپ کے رب کاعذاب ہو کر رہنے والا ہے۔

٠. اسے کوئی روکنے والا نہیں۔(۱)

9. جس دن آسان تھر تھرانے لگے گا۔(۲)

•ا. اور پہاڑ چلنے پھرنے لگیں گے۔

11. اس دن حمطلانے والوں کی (پوری) خرابی ہے۔

۱۲. جو اپنی بیہورہ گوئی میں اچھل کود کررہے ہیں۔<sup>(۳)</sup>

اللہ جس دن وہ دھکے دے دے کر (۴) آتش جہنم کی طرف لائے حائیں گے۔

۱<mark>۲. یہی وہ آتش دوزخ ہے جسے تم جھوٹ بتلاتے</mark> تھے۔<sup>(۵)</sup>

10. (اب بتاؤ) کیا یہ جادو ہے؟ (۲) یا تم دیکھتے ہی نہیں ہو۔

میں آگ تو نہیں ہے، البتہ وہ پانی سے بھرے ہوئے ہیں، امام طبری نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ اس کے اور بھی کئی معنی بیان کیے گئے ہیں۔ (دیکھیے تغیر ابن کیڑ)

ا. یہ مذکورہ قسموں کا جواب ہے۔ لینی یہ تمام چزیں، جو اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی مظہر ہیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ کا وہ عذاب بھی یقیناً واقع ہوکر رہے گا جس کا اس نے وعدہ کیا ہے، اسے کوئی ٹالنے پر قادر نہیں ہوگا۔

۲. مَوْرٌ کے معنی بین حرکت واضطراب قیامت کے دن آسان کے نظم میں جو اختلال اور کواکب وسیارگان کی ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے جو اضطراب واقع ہوگا، اس کو ان الفاظ سے تعییر کیا گیا ہے، اور یہ مذکورہ عذاب کے لیے ظرف ہے۔ یعنی یہ عذاب اس روز واقع ہوگا جب آسان تھر تھرائے گا اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر روئی کے گالوں اور ریت کے ذروں کی طرح الرّ جائیں گے۔

سم. لیعنی اپنے کفر وباطل میں مصروف اور حق کی تکذیب واستہزاء میں لگے ہوئے ہیں۔

٣. الدَّعُّ كے معنی ہیں نہایت سختی كے ساتھ و هكيلنا۔

یہ جہنم پر مقرر فرشتے (زبانیہ) انہیں کہیں گے۔

٧. جس طرح تم دنیا میں پغیمروں کو جادوگر کہا کرتے تھے، بتلاؤ کیا یہ بھی کوئی جادو کا کرتب ہے؟

یا جس طرح تم دنیا میں حق کے دیکھنے سے اندھے تھے، یہ عذاب بھی تہمیں نظر نہیں آرہا ہے؟ یہ تقریع وتوق کے لیے انہیں کہا جائے گا، ورنہ ہر چیز ان کے مشاہدے میں آچکی ہوگ۔

ٳڝؙۘڶۅؙۿٵڡٚٵڝؙۑۯۏٙٲٲۊڵڒؾڞؠۯۏٲٝ سۜۅٙٲٷڡؘڵؽڬؙۄؙۨ ٳٮٚؠؘٵؿؙۼۯؘۅ۫ڹؘڝٵڪؙڹ۫ؿؙٷؾۼؠڵۅؙڹ۞

ٳڽؙۜٞٚٵڵؙؽؾٞۊؽؙؽڹٛٷۘڿڹؖؾٷٙڹۼؽۅۨ ڣڮڡؽؙؽؠٙٵۜڶڎؙؗٛڞؙڒؿ۠ٛڡؙٛۏ۫ٷۊؘڡٝڰؙٛٛۯڗۜۿۿؙۏؗۘڡؘڎٵڹ ٵۼۘڿؽ۫ۄ<sup>©</sup>

كُلُوُاوَالْشَرَبُوُاهِنِيَّكَائِمَاكُنْتُمْ تَعُلُوُنَ ﴿

مُتَّكِبٍيْنَ عَلَى سُرُ رِمِّ صَفُونَا وَ وَزَقَّجُناهُمُ بِحُوْرِعِيْنٍ ®

ۅؘٵڷڹۣؿۜٵؗڡٮؙٛٷٳۉٳؾؠؘۼۘؠؙؙٞٛؠٛۮؚ۠ڗؚؾۜؿ۠ؗٛؗٛٛؗؠؙڔڸؽؠٵڹٱۘڂڡۛ۬ؾ۬ ؠؚڥۿڎ۫ڒؾۣؾۿڎۅڝٵۧ۩ؾؿڹٛؠٛ؞ڝؙٞۼؠڶۿؚٷۺۜڞؘڰۧ ڴؙڷؙٵؙؙؙؙۄڔڴؙڸؠؘٵػڛؘڮۿؚؿؙ۞

17. جاؤ دوزخ میں، اب تمہارا صبر کرنا اور نہ کرنا میں، تمہارے کیے کا بدلہ دیا جائے گا۔

کا. یقیناً پر ہیز گار لوگ جنتوں میں اور نعمتوں میں ہیں۔'' امنہیں ان کے رب نے جو دے رکھا ہے اس پر خوش خوش ہیں،'' اور ان کے پرورد گار نے انہیں جہنم کے عذاب سے بھی بچالیا ہے۔

91. تم مزے سے کھاتے پیتے رہو ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔(۳)

۲۰. برابر بچھے ہوئے شاندار تختے پر تکیے لگائے ہوئے۔
 اور ہم نے ان کے نکاح بڑی بڑی آئھوں والی (حوروں)
 سے کردیے ہیں۔

71. اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچادیں گے اور ان کے عمل سے ہم پچھ کم نہ

ا. اہل کفر واہل شقاوت کے بعد اہل ایمان واہل سعادت کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

۲. لیعنی جنت کے گھر، لباس، کھانے، سواریاں، حمین وجمیل بیویاں (حور عین) اور دیگر نعتیں ان سب پر وہ خوش ہوںگے، کیونکہ یہ نعتیں دنیا کی نعموں سے بدرجہا بڑھ کر ہوں گی اور «مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَىٰ قَلْب بَشَر» کا مصداق۔
 عَلَىٰ قَلْب بَشَر» کا مصداق۔

سا. دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ عُلُوْا وَالْتُورِيُو الْوَيْنَا إِنْهَا اَسْلَفْتُو فِي الْاَيّامِ الْعَالِيةِ ﴾ (مزے سے کھاؤ پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کیے)۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت حاصل کرنے کے لیے ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بہت ضروری ہیں۔

۷۴. مَصْفُوْ فَقِّ، ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے۔ گویا وہ ایک صف ہیں۔ یا بعض نے اس کا مفہوم بیان کیا ہے کہ ان کے چبرے ایک دوسرے کے سامنے ہوتی ہیں۔ اس مفہوم کو قرآن میں دوسرے کے سامنے ہوتی ہیں۔ اس مفہوم کو قرآن میں دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ﴿عَلیْ اُسُورِ مُتَعَظِیلِیْنَ﴾ (الصافات: ۲۲) (ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر فروکش ہوں گے)۔

وَامُكَدُنهُمُ بِفَالِهَةٍ وَّكَمُ مِثَالَثَتَهُونَ اللهُ

يَتَنَازَعُوْنَ فِيهَا كَأْسًالْالَغُوُّ فِيْهَا وَلاَ تَأْثِيُدُ

کریں گے، (۱) ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا گروی ہے۔ <sup>(۲)</sup> ۲۲. اور ہم ان کے لیے میوے اور مرغوب گوشت کی ریل پیل کردیں گے۔ <sup>(۳)</sup>

۲۳. (خوش طبعی کے ساتھ) ایک دوسرے سے جام (شراب) کی چھینا جھپٹی کریں گے (۳) جس شراب کے سرور میں بیہودہ گوئی ہوگی نہ گناہ۔(۵)

ا. یعنی جن کے باپ اپنے اظام و تقوی اور عمل و کردار کی بنیاد پر جنت کے اعلیٰ درجوں پر فائز ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کی ایماندار اولاد کے بھی درج بلند کرکے، ان کو ان کے باپوں کے ساتھ ملادے گا۔ یہ نہیں کرے گا کہ ان کے باپوں کے درجے کم کرکے ان کی اولاد والے کمتر درجوں میں انہیں لے آئے۔ یعنی اہل ایمان پر دوگنا احسان فرمائے گا۔ ایک تو باپ بیٹوں کو آئیں میں ملادے گا تاکہ ان کی آئیسیں ٹھٹٹری ہوں، بشر طیکہ دونوں ایماندار ہوں۔ دوسرا، یہ کہ کم تر درجو بر فائز فرمادے گا۔ ورنہ دونوں کے ملاپ کا یہ طریقہ بھی ہوسکتا ہے کہ اے کلاس دالوں کو اٹھاکر اونچے درجوں پر فائز فرمادے گا۔ ورنہ دونوں کے ملاپ کا یہ طریقہ بھی ہوسکتا ہے کہ اے کلال والوں کو ابی کلاس دے دے دے، یہ بات چونکہ اس کے فضل واحسان سے فروتر ہوگی، اس لیے وہ ایسا نہیں کرے گا بلکہ کیا کلاس والوں کو اے کلاس عطا فرمائے گا۔ یہ تو اللہ کا وہ احسان سے جو اولاد پر، آباء کے انمال کی برکت سے ہوگا اور حدیث میں آتا ہے کہ اولاد کی دعا واستغفار سے آباء کے درجات میں بھی اضافہ ہوتا ہے ایک شخص کے جب جنت میں درجے بلند ہوتے ہیں تو وہ اللہ سے اس کا سبب پوچتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے تیری اولاد کی تیرے لیے دعائے مغفر سے درجے بلند ہوتے ہیں تو وہ اللہ سے اس کا سبب پوچتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے تیری اولاد کی تیرے لیے دعائے مغفرت کی وجہ سے۔ (مسلہ منقطع ہوجاتا ہے۔ البتہ تین چیزوں کا ثواب، موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے ایک صدقۂ جاریہ۔ دوسرا وہ علم جس سے لوگ فیض یاب ہوتے رہیں اور تیسری نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہو)۔ (مسلم، باب ما یلحق الانسان من النواب بعد وفاته)

۲. رَهِینٌ بمعنی مَوْهُونٌ (گروی شدہ چیز) ہر شخص اپنے عمل کا گروی ہوگا۔ یہ عام ہے، مومن اور کافر دونوں کو شامل ہے اور مطلب ہے کہ جو جیسا (اچھایا برا) عمل کرے گا، اس کے مطابق (اچھی یا بری جزاء پائے گا۔ یا اس سے مراد صرف کافر ہیں کہ وہ اپنے اعمال میں گرفتار ہوں گے، جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿کُنُ تَقْسِ بِهَا کَسَبَتُ رَهِيْبَةٌ ﴿ اِلْاَ اَصْحَالَ الْمَيْبِ ﴾ (المدند: ۲۹-۲۹) (ہر شخص اپنے اعمال میں گرفتار ہوگا۔ سوائے اصحاب الیمین (اہل ایمان) کے)۔

٣. أَمْدَدْنَاهُمْ بَمِعَىٰ زِدْنَاهُمْ، لِعِنى خوب وي كـــ

٧٠. يَتَنَازَعُوْنَ، يَتَعَاطَوْنَ وَيَتَنَاوَلُوْنَ ايك دوسرے سے ليں گے۔ يا پھر وہ معنی ہيں جو فاضل مترجم نے كيے ہيں۔ كأس، اس پيالے اور جام كو كہتے ہيں جوشر اب ياكى اور مشروب سے بھرا ہوا ہو۔ خالى برتن كو كاس نہيں كہتے۔ (اُنَّ القدير) ٥. اس شراب ميں دنياكى شراب كى تأثير نہيں ہوگى، اسے بى كرنہ كوئى بہكے گاكہ لغو گوئى كرے نہ اتنا مدہوش اور مست ہوگاكہ گناہ كا ارتكاب كرے۔

وَيَطْوُفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانُ لَاهُمُّ كَانَّهُمْ لُؤُلُوُّ مَّكُنُونُ ۞

وَٱقْبُلَ بَعْضُهُ مُ عَلَى بَعُضٍ يَّتَسَأَءُ لُوُنَ®

قَالُوْآاِتَّاكُتُّاتَّبُكُ فِيُّ آهُلِنَامُشُفِقِيْنَ<sup>©</sup>

فَمَنَّ اللهُ عَلَيْنَا وَوَقَمْنَا عَنَاابَ السَّمُوْمِ

ٳڰٵػؙؿٵڡؚؽؘڡۘٞڹڷؙؙؽؙػؙٷٛٷٝٳڹۜ؋ۿۅؘٲڶڹڒٞٳڶڗۣۧڿؽؙۅ۠<sup>ۿ</sup>

ڡؘٛڬڴؚۯڣؘؠۜٙٲڶؿؙؾڹۼؙؠؾڂڔؾؚڮڽؚػٳۿٟڹ ٷڵۯ؞ؘۼڹؙٷ؈ۿ

۲۴. اور ان کے اردگرد ان کے نو عمر غلام چل پھر رہے ہوں گے، گویا کہ وہ موتی تھے جو ڈھکے رکھے تھے۔ (۱)
۲۵. اور آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر سوال کریں گے۔ (۱)

۲۷. کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے گھر والول کے در میان بہت ڈرا کرتے تھے۔ (۳)

۲۷. پس الله تعالی نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمیں تیزو تند گرم ہواؤں کے عذاب سے بچالیا۔

۲۸. ہم اس سے پہلے ہی اس کی عبادت کیا کرتے سے ، اس کی عبادت کیا کرتے سے ، (۵) بیٹک وہ محن اور مہربان ہے۔

۲۹. تو آپ سمجھاتے رہیں کیونکہ آپ اپنے رب کے فضل سے نہ تو کاہن ہیں نہ دیوانہ۔(۱)

ا. لیعنی جنتیوں کی خدمت کے لیے انہیں نوعمر خادم بھی دیے جائیں گے جو ان کی خدمت کے لیے پھر رہے ہوں گے اور حسن وجمال اور صفائی اور رعنائی میں وہ ایسے ہوں گے جیسے موتی، جسے ڈھک کر رکھا گیا ہو، تاکہ ہاتھ لگنے سے اس کی چک دیک ماند نہ پڑے۔

۲. ایک دوسرے سے دنیا کے حالات او چھیں گے کہ دنیا میں وہ کن حالات میں زندگی گزارتے اور ایمان وعمل کے تقاضے کس طرح یورے کرتے رہے؟

۳. لیعنی اللہ کے عذاب سے۔ اس لیے اس عذاب سے بیخ کا اہتمام بھی کرتے رہے، اس لیے کہ انسان کو جس چیز کا ڈر ہوتا ہے، اس سے بیخ کے لیے وہ تگ ودو بھی کرتا ہے۔

٨٠. سَمُوْهُم، او، حملسانے والی گرم ہوا كو كہتے ہيں، جہنم كے نامول ميں سے ايك نام جى ہے۔

۵. لینی صرف ای ایک کی عبادت کرتے تھے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کھہراتے تھے، یا یہ مطلب ہے کہ اس سے عذاب جہنم سے بیخ کے لیے دعا کرتے تھے۔

١٠. اس ميں نبی سَلَّ اللَّهِ عَمَا وَ تعلى دى جارئى ہے كہ آپ وعظ و تبليغ اور نصيحت كا كام كرتے رئيں اور يہ آپ كى بابت جو كہ كہتے رہتے ہيں، ان كى طرف كان نه دهريں، اس ليے كه آپ الله كے فضل سے كائن ہيں نه ديوانه (جيسا كه يہ كہتے ہيں) بلكه آپ پر باقاعدہ ہمارى طرف سے وحى آتى ہے، جو كه كائن پر نہيں آتى، آپ جو كلام لوگوں كو سناتے ہيں، وہ دانش وبصيرت كا آئينه دار ہوتا ہے، ايك ديوانے سے اس طرح كى گفتگو كيوں كر ممكن ہے؟

ٱمۡرَيۡقُوۡلُوۡنَ شَاعِرُّنَّ تَرَبَّصُ بِهٖ رَبُّ الۡمُنُوۡنِ۞

ڠؙڵڗؘڒؘؿڣٷٳڣؘٳؽٙؽٙڡؘػڴۄ۬ۺٙٵڵٛٮؙڗؘڗؚڝؚؽڹ<sup>۞</sup>

ٱمۡرَتَامُوٰهُمُ ٱحۡكَامُهُمۡ بِهِكَ ٱلۡمُهُمُ وَقُوْمُ طَاغُونَ ۗ

ٱمۡرِيَقُولُونَ تَقَوَّلُهُ بَلُ لَا يُؤُمِنُونَ ۖ

فَلْيَأْتُوالِمَدِيُثِ مِّتُلِهَ إِنَّ كَاثُوُ اصْدِقِينَ ٥

ٱمْرِخُلِفُوْامِنْ غَيْرِشَيُّ ٱمْرُهُمُ الْغَلِقُونُ

• ۳۰. کیا کافر یوں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے جس پر ہم زمانے کے حوادث (لینی موت) کا انتظار کررہے ہیں۔ ۱۳۰۱ کہہ دیجیے تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔

سی ان کی عقلتیں انہیں یہی سکھاتی ہیں؟<sup>(۳)</sup> یا یہ لوگ ہیں ہی سرش۔<sup>(۴)</sup>

سلا. کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نبی نے (قرآن) خود گھڑ لیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔

۳۲/ اچھا اگریہ سے ہیں تو بھلا اس جیسی ایک (ہی) بات یہ (بھی) تو لے آئیں۔(۲)

۳۵. کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہوگئے ہیں؟ (۱) یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ (۸)

ا. رَیْبٌ کے معنی بیں حوادث، مَنُونٌ، موت کے نامول میں سے ایک نام ہے۔ مطلب ہے کہ قریش مکہ اس انظار میں بیں کہ زمانے کے حوادث سے شاید اس (محمد مُنَافِیْدُ) کو موت آجائے اور ہمیں چین نصیب ہوجائے، جو اس کی دعوت توحید نے ہم سے چھین لیا ہے۔

- ٢. لعني ديھو موت پہلے كے آتى ہے؟ اور ہلاكت كس كا مقدر بنتى ہے؟
- سا. تعنی یہ تیرے بارے میں جو اس طرح اناپ شاپ جیموٹ اور غلط سلط باتیں کرتے رہتے ہیں، کیا ان کی عقلیں ان کو یہی بھاتی ہں؟
  - مم. نہیں بلکہ یہ سرکش اور گمراہ لوگ ہیں، اور یہی سرکشی اور گمراہی انہیں ان باتوں پر برانگیختہ کرتی ہے۔
    - ۵. لینی قرآن گھڑنے کے الزام پر ان کو آمادہ کرنے والا بھی ان کا کفر ہی ہے۔

لا یعنی اگریہ اپنے اس دعوے میں ہے ہیں کہ یہ قرآن محمد (سَکَاتَیْنَام) کا اپنا گھڑا ہوا ہے تو پھریہ بھی اس جیسی کتاب بناکر پیش کردیں جو نظم، اغلا وبلاغت، حسن بیان، ندرت اسلوب، تعیین حقائق اور حل مسائل میں اس کا مقابلہ کرسکے۔

2. لین اگر واقعی ایسا ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ انہیں کسی بات کا حکم دے یا کسی بات سے منع کرے۔ لیکن جب ایسا نہیں ہے بلکہ انہیں ایک پیدا کرنے والے نے پیدا کیا ہے، توظاہر ہے اس کا انہیں پیدا کرنے کا ایک خاص مقصد ہے، وہ انہیں پیدا کرکے یوں ہی کس طرح چھوڑدے گا؟

٨. ليني يه خود تھي اپنے خالق نہيں ہيں، بلكہ يہ اللہ كے خالق ہونے كا اعتراف كرتے ہيں۔

آمُخَلَقُوا السَّمَانِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَانُو قِنُوْنَ فَ

ٱمُوِنْكُهُمُ خَزَابِنُ رَتِكِ ٱمْرُهُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ۗ

ٱمْرُلَهُوْ مُسَلَّوْ يَّيْتِمَعُونَ فِيلُو ۚ فَلْيَاتِ مُسْتَمِعُهُمْ سُّلُطِن مُّبِيئِن۞

أَمْ لَهُ الْبَنْتُ وَلَكُو الْبَنُونَ اللَّهِ الْبَنُونَ اللَّهِ آهُ تَسْتُلُهُمْ آجُوًا فَهُوْ مِينَ مِنْ مِنْ مُثَنَّقَلُوْرَ. ۞

آمْعِنُكَ هُمُ الْغَدُبُ فَهُمُ يَكُتُنُونَنَ اللهُ الْغَدُبُ وَيَ آمْ يُرِيْدُونَ كَنْدًا فَالَّذِينَ كَفَّ وَاهُمُ الْمَكِيدُ وُنَ۞

الاسم. کیا انہوں نے ہی آسانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں۔<sup>(1)</sup>

سے ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں؟ (۲) یا (ان خزانوں کے) یہ داروغہ ہیں۔

٣٨. يا كيا ان كے ياس كوئى سير هى ہے جس ير چڑھ كر سنتے ہیں؟ (اگر ایبا ہے) تو ان کا سننے والا کوئی روشن دلیل پیش کرے۔

**٣٩**. كما الله كى توسب لركمال اور تمهارے مال لركے ميں؟ ٠٠٠. كياتوان سے كوئى اجرت طلب كرتا ہے كہ يہ اس کے تاوان سے بو حجل ہورہے ہیں۔(۵)

الم. کیا ان کے پاس علم غیب ہے جے یہ لکھ لیتے ہیں؟(۱) ٣٢. كما يه لوگ كوئي فريب كرنا جايتے بين؟ (٤) تو يقين کرلیں کہ فریب خوردہ خود کافر ہی ہیں۔(^)

- ا. بلکہ اللہ کے وعدوں اور وعیدوں کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔
- ۲. که به جس کو چاہیں روزی دیں اور جس کو چاہیں نه دیں یا جس کو چاہیں نبوت سے نوازیں۔
- س. مُصَيْطٌ ما مُسَيْطٌ " بسَطْ " سے ہے، لکھنے والا، جو محافظ و نگران ہو، وہ چونکہ ساری تفصیلات لکھتا ہے، اس لیے یہ محافظ اور نگران
- کے معنی میں بھی استعال ہو تا ہے۔ لیعنی کیا اللہ کے خزانوں یا اس کی رحمتوں پر ان کا تسلط ہے کہ جس کو چاہیں دیں یا نہ دیں۔
- ہم. لینی کیا یہ ان کا دعویٰ ہے کہ سیڑھی کے ذریعے سے یہ بھی محمد مُثَاثِیْنِاً کی طرح آسانوں پر جاکر ملائکہ کی باتیں یا ان کی طرف جو وحی کی جاتی ہے، وہ سن آئے ہیں۔
  - لینی اس کی ادائیگی ان کے لیے مشکل ہو۔
  - ۲. کہ ضرور ان سے پہلے محمر مُنگانِیْزُم مر جائیں گے اور ان کو موت اس کے بعد آئے گی۔
    - لین ہمارے پینمبر کے ساتھ، جس سے اس کی ہلاکت واقع ہو جائے۔

٨. لعني كيد ومكر ان بي ير الث يزے كا اور سارا نقصان انبي كو ہوگا۔ جيسے فرمايا: ﴿وَلَا يَحِيْنُ الْمَكُو السّيّةِيُ إِلّا بِأَهُمِلِهِ ﴾ (فاطر: ٣٣) (اور بری تدبیرول کا وبال ان تدبیر والول ہی پر پڑتا ہے) چنانچہ بدر میں یہ کافر مارے گئے اور تھی بہت سی جگہوں پر ذلت ورسوائی سے دوجار ہوئے۔

ٱمْرَكَهُمْ إِللهُ عَيْرُ اللهِ السُّلِحَانَ اللهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۞

وَإِنْ يَرُوْلِكُمُ قَامِّنَ السَّمَا ۚ سَاقِطًا يَقُولُوُ اسَحَاكِ مَرُكُوهُ۞

> ڣؘۮؘۯۿؙۅٛڂؿؖ۠ؽؙڸڨؙۅؙٳؽۅؙڡؘۿؙۄؙٳڷۮؚؽۏؚؽؚؗۅ ؽؙڞؘۼڠؙۅؘٛؾؗ۞ۨ

ؽۅؙؗؗؖؗؗؗؗؗۄڒڮؽؙۼ۬ؽؙؖۼڹۿؙؗٛؗؗۿؙڮؽؙۮؙۿؙۅ۫ۺؘؽٵٞۊٙڵۿؙۄؙ ؽؙڡٛٷۯؙۏؽؗؗ۞۠

وَ إِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْاعَذَا بَادُوْنَ ذَلِكَ وَلَكِنَّ اکْتَوْهُ وُلِائِعُلَمُوْنَ®

ۅٵڞڔۯ ڸڂؙڪٛۅڔؾڮ ڣٳؗؾ۠ڬڔۣٳٛڠؽؙڹڹٵۅؘسٙؠؚۨٚؖڂ ؠڂؠؙڽڔڒؾػڿؽؙڽؘڡٞۊؙؙۅؙؗٛ۫ؗ۞ٚ

سام، کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی معبود ہے؟ (ہرگز نہیں) اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے۔

الم اگر یہ لوگ آسان کے کسی مکڑے کو گرتا ہوا دیکھ لیں تب بھی کہہ دیں کہ یہ تہ بہ تہ بادل ہے۔(ا

میں تو انہیں چھوڑدے یہاں تک کہ انہیں اس دن سے سابقہ پڑے جس میں یہ بے ہوش کردیے جائیں گے۔

۲۸. جس دن انہیں ان کا مکر کچھ کام نہ دے گا اور نہ یہ مدد کے حائیں گے۔

 $2^{\prime\prime}$ . اور بیشک ظالموں کے لیے اس کے علاوہ اور عذاب بھی ہیں  $^{(r)}$  لیکن ان لوگوں میں سے اکثر بے علم ہیں۔  $^{(r)}$ 

۳۸. اور تو اپنے رب کے تھم کے انتظار میں صبر سے کام کے، بیشک تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ صبح کو جب تو اٹھے (۲۰) اینے رب کی یاکی اور حمد بیان کر۔

ا. مطلب ہے کہ اپنے کفر وعناد سے پھر بھی باز نہ آئیں گے،بلکہ ڈھٹائی کامظاہرہ کرتے ہوئے کہیں گے کہ یہ عذاب نہیں، بلکہ ایک پر ایک بادل چڑھا آرہا ہے، جیسا کہ بعض موقعوں پر ایسا ہوتا ہے۔

لين دنيا مين، يهي دوسرے مقام پر فرمايا ﴿وَلَتُكْوِيْقَتْهُمُّوسِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُوْنَ الْعَدَابِ الْأَكْبَرِ لَعَكَهُمُّو
 ليرْحِمُونَ ﴾ - (السجدة: ١١)

سل بات سے کہ دنیا کے یہ عذاب اور مصائب، اس لیے ہیں تاکہ انسان اللہ کی طرف رجوع کریں۔ یہ نکتہ چونکہ نہیں سبھتے اس لیے گناہوں سے تائب نہیں ہوتے بلکہ بعض دفعہ پہلے سے بھی زیادہ گناہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ جس طرح ایک حدیث میں فرمایا کہ (منافق جب بیمار ہوکر صحت مند ہوجاتا ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہے۔ وہ نہیں جانبا کہ اسے کیوں رسیوں سے باندھا گیا۔ اور کیوں کھلا چھوڑدیا گیا؟) (آبوداود، کتاب الجنائز: ۳۰۸۹)

اس کھڑے ہونے سے کونسا کھڑا ہونا مراد ہے؟ بعض کہتے ہیں جب نماز کے لیے کھڑے ہوں۔ جیسا کہ آغاز نماز میں سُبْحانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ... پڑھی جاتی ہے۔ بعض کہتے ہیں، جب نیند سے بیدار ہوکر کھڑے ہوں۔ اس وقت بھی اللہ کی تبیع و تحمید مسنون ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جب کی مجلس سے کھڑے ہوں۔ جیسے حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص کسی مجلس سے المحق وقت یہ دعا پڑھ لے گا تو یہ اس کی مجلس کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔

9°م. اور رات کو بھی اس کی تشبیح پڑھ<sup>(۱)</sup> اور ستاروں کے ڈویتے وقت بھی۔<sup>(۱)</sup>

وَمِنَ الَّذِيلِ فَسَيِبْحُهُ وَإِدْ بَالْ النُّهُوْمِ ﴿

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ. (سنن الترمذي، أبواب الدعوات، باب ما يقو ل إذا قام من مجلسه)

ا. اس سے مراد قیام اللیل لینی نماز تبجد ہے، جو عمر بھر نبی مَثَافِیْتُم کا معمول رہا۔

٢. أَيْ: وَقْتَ إِذْبَارِهَا مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ الله عمراد فجر كى دو سنتين بين، نوافل مين سب سے زيادہ اس كى نبى عَلَيْظِيَّا حفاظت فرماتے تھے۔ اور ایک روایت میں آپ عَلَیْقِیَّا نے فرمایا (فجر كى دو سنتیں دنیا ومافیہا سے بہتر بیں)۔ (صحیح البخاري، كتاب التهجد، باب تعاهد ركعتى الفجر ومن سماهما تطوعا، وصحیح مسلم، كتاب الصلوٰة، باب استحباب ركعتى الفجر)

#### سورۂ مجم کی ہے اور اس میں باسٹھ آئیتیں اور تین رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

ا. قتم ہے شارے کی جب وہ گرے۔(')

 $^{(4)}$ کہ تمہارے ساتھی نے نہ راہ مم کی ہے نہ وہ ٹیڑھی راہ پر ہے۔

س. اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ ۴. وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔<sup>(۳)</sup>

# ١

### بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

وَالنَّجُو ِإِذَاهَا ِيُ مَاضَلَّ صَلْحِبُكُمْ وَمَاخَايِ

> ۅۜٮۜٲؽٮؙ۫ڟؚؾؙۼڹؚٳڷۿۅؗؽ<sup>ڟ</sup> ٳڶؙۿؙۅٳڷڒۅؘڞٛؿ۠ؿؙۅ۬ڂؽۨ

ہلا۔ یہ پہلی سورت ہے جے رسول اللہ مُنگائیٹی کے کفار کے جمح عام میں تلاوت کیا، تلاوت کے بعد آپ سَنگائیٹی نے اور آپ سَنگائیٹی نے اور آپ سَنگائیٹی نے اور آپ سَنگائیٹی کے جمع جتنے لوگ جتے، سب نے سجدہ کیا، سوائے امیہ بن خلف کے، اس نے اپنی مشمی میں مٹی لے کر اس پر سجدہ کیا۔ چناخچہ یہ کفر کی حالت میں بی مارا گیا (سمج بخاری، تغیر سورہ نجم) بعض روایتوں میں اس شخص کا نام عتبہ بن ربیعہ بتلایا گیا ہے (تغیر ابن کیر) وَاللّٰہ اَعْلَمُ ، حضرت زید بن ثابت رُشائیٹ کہتے ہیں کہ میں نے اس سورت کی تلاوت آپ سَنگائیٹی کے سامنے کی، آپ سَنگائیٹی کے اس میں سجدہ کرنا محبور بھی ویا کہ سجدہ کرنا مستحبہ ہوا کہ سجدہ کرنا مستحبہ ہے، فرض نہیں۔ اگر کبھی چھوڑ بھی ویا جائے تو جائز ہے۔

ا. بعض مفسرین نے سارے سے ثریا سارہ اور بعض نے زہرہ سارہ مراد لیا ہے اور بعض نے جنس نجوم۔ هَوَیٰ، اوپر سے نیچے گرنا، یعنی جب رات کے اختتام پر فجر کے وقت وہ گرتا ہے، یا شیاطین کو مارنے کے لیے گرتا ہے یا بقول بعض قیامت کے دن گریں گے۔

7. یہ جواب قشم ہے۔ صاحبہ کم (تمہارا ساتھی) کہہ کر نبی مگالیّتی کی صدافت کو واضح تر کیا گیا ہے کہ نبوت سے پہلے چالیں سال اس نے تمہارے ساتھ اور تمہارا عالی گزارے ہیں، اس کے شب وروز کے تمام معمولات تمہارے سائے ہیں، اس کا اخلاق وکر دار تمہارا جانا پہچانا ہے۔ راست بازی اور امانت داری کے سواتم نے اس کے کر دار میں کبھی کچھ اور بھی دیکھا؟ اب چالیس سال کے بعد جو وہ نبوت کا دعویٰ کررہا ہے تو ذرا سوچو، وہ کس طرح جھوٹ ہو سکتا ہے؟ چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ وہ نہ گراہ ہوا ہے نہ بہکا ہے۔ ضلالت، راہ حق سے وہ انحراف ہے جو جہالت اور لاعلمی سے ہو اور غوایت، وہ کجی ہے جو جانتے بوجھتے حق کو چھوڑ کر اختیار کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں قشم کی گراہیوں سے اپنے پیمبر کی سخریمہ بیان فرمائی۔

سر لیعنی وہ گمراہ یا بہک س طرح سکتا ہے، وہ تو وحی الٰہی کے بغیر لب کشائی ہی نہیں کر تا۔ حتیٰ کہ مزاح اور خوش طبعی

عَلَّمَهُ شَدِيدُ القُوٰى ﴿
دُوُ مِرَّةٌ 'فَاسُتُوٰى ﴿
وَهُوَ مِرَّةٌ 'فَاسُتُوٰى ﴿
وَهُوَ مِرَّالُافُقِ الْمُعُلِ ۚ
ثُمُّدَ دَنَا فَتَكَ لَى ﴿
فَكَانَ قَالَ قَوْسَيُنِ اَوْاَدُ فَلَ ۚ

فَأُونُكَى إلى عَبُدِهِ مَّأَاوُكِي ثَ

مًا كَنَبَ الْفُؤَادُ مَارَايُ اَفَمُّرُونَهُ عَلَى مَايَرِي

اسے بوری طاقت والے فرشتے نے سکھایا ہے۔

۲. جو زورآور ہے (۱) پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

ک. اور وہ بلند آسان کے کناروں پر تھا۔<sup>(۲)</sup>

۸. پیر نزدیک ہوا اور اتر آیا۔

9. ایس وہ دو کمانوں کے بفترر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم\_(<sup>(\*)</sup>

•ا. پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی (<sup>۵)</sup> جو بھی پہنچائی۔

11. دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پیغیبر نے) دیکھا۔(۱)

11. کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغیبر) دیکھتے ہیں۔

کے موقعوں پر بھی آپ منگائیٹی کی زبان مبارک سے حق کے سوا کچھ نہ نکاتا تھا۔ (سنن النرمذي، أبواب البر، باب ما جاء في المنزاح) اى طرح حالت غضب ميں، آپ منگائیٹی کو اپنے جذبات پر اتنا كنٹرول تھا كہ آپ منگائیٹی کی زبان سے كوئی بات خلاف واقعہ نہ نکاتی۔ (أبو داود، كتاب العلم، باب في كتاب العلم)

ا. اس سے مراد جبرائیل علیمی فرشتہ ہے جو قوی اعضاء کا مالک اور نہایت زورآ ور ہے، تیغیبر پر وحی لانے اور اسے سکھلانے والا یہی فرشتہ ہے۔

۲. لینی جبرائیل علیبیا لینی وحی سکھلانے کے بعد آسان کے کناروں پر جا کھڑے ہوئے۔

س. یعنی پھر زمین پر اترے اور آہتہ آہتہ نبی منگالینی کے قریب ہوئے۔

مل. بعض نے ترجمہ کیا ہے، دو ہاتھوں کے بقدر، یہ نبی طَلَّقَیْم اور جرائیل عَلَیْکا کی باہمی قربت کا بیان ہے۔ اللہ تعالی اور نبی ہے کہ اس نبی ہے، جیسا کہ بعض اوگ باور کراتے ہیں۔ آیات کے سیاق سے صاف واضح ہے کہ اس میں صرف جرائیل عَلَیْکا اور پیغبر کا بیان ہے۔ اس قربت کے موقع پر نبی طَلَّیْکا نے جرائیل عَلَیْکا کو ان کی اصل شکل میں دیکھا اور یہ بعثت کے ابتدائی ادوار کا واقعہ ہے جس کا ذکر ان آیات میں کیا گیا۔ دوسری مرتبہ اصل شکل میں معراج کی رات دیکھا۔

۵. لینی جبرائیل علیقیا، اللہ کے بندے حضرت محمد منگی تیا کی کیے جو وحی یا پیغام لے کر آئے تھے، وہ انہوں نے آپ منگی تیا تک پہنچایا۔

۲. یعنی نبی علی الیا کے جبرائیل علیتیا کو اصل شکل میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر ہیں۔ ایک پر مشرق و مغرب کے درمیان فاصلے جتنا تھا، اس کو آپ علی الیا کے دل نے جھلایا نہیں، بلکہ اللہ کی اس عظیم قدرت کو تسلیم کیا۔

سال. اور اس نے تو اسے ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا۔ ۱۳ سدرۃ المنتہٰلی کے پاس۔(۱) ۱۵. اس کے پاس جنہ الماویٰ ہے۔(۲)

 جب که سدره کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی۔<sup>(۳)</sup>

12. نه تو نگاه بهکی نه حد سے بڑھی۔

بقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں
 بعض نشانیاں دیکھ لیں۔<sup>(۵)</sup>

19. کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا۔ ۲۰. اور تیسرے بچھلے منات کو۔<sup>(۱)</sup> وَلَقَدُهُ رَاكُ نَزَلَةٌ أُخُرِي ۗ عِنْدَسِدُرَةِ الْمُثَنَّافِي ۗ عِنْدَهَاجَتَّهُ الْمَاثُوي ۚ إِذْ يَغْشَى السِّدُرَةَ مَا يَغْشَى ۗ

مَازَاغَ الْبُصَرُوَمَاطَعْي ۞ لَقَدُدَالي مِنُ النِّتِ دَيِّهِ الْكُبُرُاي<sup>©</sup>

> اَفَرَءَيْنُهُاللَّتَوَالْعُزّٰى۞ وَمَنْوِةَ التَّالِئَةَ الْأَخْرى⊛

ا. یہ لیلة المعراج کو جب اصل شکل میں جرائیل علیہ اللہ کا بیان ہے۔ یہ سدرۃ المنتهٰی، ایک بیری کا درخت ہے جو چھٹے یا ساتویں آسان پر ہے اور یہ آخری حد ہے، اس سے اوپر کوئی فرشتہ نہیں جاسکتا۔ فرشتے اللہ کے احکام بھی پہیں سے وصول کرتے ہیں۔

۲. اسے جنت الماویٰ، اس لیے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ اُکا ماویٰ ومسکن یہی تھا، بعض کہتے ہیں کہ روحیں یہاں آکر جمع ہوتی ہیں۔ (ثق القدیر).

سال سدرۃ المنتہی کی اس کیفیت کا بیان ہے جب شب معراج میں آپ عَلَیْدُیَّم نے اس کا مشاہدہ کیا، سونے کے پروانے اس کے گرد منڈلا رہے تھے، فرشتوں کا عکس اس پر پڑرہا تھا، اور رب کی تجلیات کا مظہر بھی وہی تھا۔ (ابن کیر وغیرہ) اس مقام پر نبی عَلَیْدُیْم کو تین چیزوں سے نوازاگیا۔ پانچ وقت کی نمازیں، سورہ بقرہ کی آخری آیات اور اس مسلمان کی مغفرت کا وعدہ جو شرک کی آلودگیوں سے پاک ہوگا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذکر سدرۃ المنتھیٰ)

۳. لینی نبی سُکُانِیْنِم کی نگامیں دائیں بائیں ہوئیں اور نہ اس حد سے بلند اور متجاوز ہوئیں جو آپ سُکُانِیْنِم کے لیے مقرر کردی سُکُی متھی۔ (ایسر انقابیر)

ه. جن میں یہ جبرائیل علیظا اور سدرۃ المنتهی کا دیکھنا اور دیگر مظاہر قدرت کا مشاہدہ ہے جس کی کچھ تفصیل احادیث معراج میں بیان کی گئی ہے۔

۲. یہ مشرکین کی توثیخ کے لیے کہاجارہا ہے کہ اللہ کی تو یہ شان ہے جو مذکور ہوئی کہ جبرائیل علیہ اللہ عظیم فرشتوں کا وہ خالق ہے، محمد رسول اللہ مَثَاثِیہ عیسے اس کے رسول ہیں، جنہیں اس نے آسانوں پر بلاکر بڑی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ بھی کروایا اور وحی بھی ان پر نازل فرماتا ہے۔ کیا تم جن معبودوں کی عبادت کرتے ہو، ان کے اندر بھی یہ یا اس قسم

۲۱. کیا تمہارے لیے لڑکے اور اللہ کے لیے لڑکیاں
ہیں؟<sup>(۱)</sup>
۲۲. یہ تو بڑی نا انصافی کی تقسیم ہے۔<sup>(۱)</sup>

## ٱلكُوُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْرُنْثَىٰ ۞

## تِلْكَ إِذَا قِسْمَةٌ ضِيْراى

کی خوبیاں ہیں؟ اس ضمن میں عرب کے تین مشہور بتوں کے نام لطور مثال لیے۔ لَاتٌ، بعض کے نزد یک یہ لفظ اللہ سے ماخوذ ہے، بعض کے نزدیک اُلتَ مَلْت سے ہے، جس کے معنی موڑنے کے ہیں، پجاری اپنی گردنیں اس کی طرف موڑتے اور اس کا طواف کرتے تھے۔ اس لیے یہ نام پڑگیا۔ بعض کہتے ہیں، کہ لات میں تا مشدد ہے۔ لَتَّ يَكُتُّ ہے اسم فاعل (ستو گھولنے والا) یہ ایک نیک آدمی تھا، حاجیوں کو ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا، جب یہ مرگیا تو لوگوں نے اس کی قبر کو عبادت گاہ بنالیا، پھر اس کے مجسمے اور بت بن گئے۔ یہ طائف میں بنو ثقیف کا سب سے بڑا بت تھا۔ عُزَّ یٰ کتے ہیں یہ اللہ کے صفاتی نام عَزیْزٌ سے ماخوذ ہے، اور یہ أَعَزُّ کی تانیث ہے بمعنی عَزیْزَةِ بعض کہتے ہیں کہ یہ عطفان میں ایک درخت تھا جس کی عبادت کی جاتی تھی، بعض کہتے ہیں کہ شیطانی (بھو تی) تھی جو بعض درختوں میں ظاہر ہوتی تھی۔ بعض کہتے ہیں یہ سنگ اییض تھا جس کو پوجتے تھے۔ یہ قریش اور بنو کنانہ کا خاص معبود تھا۔ مَنوٰ ۃ، مَنَی یَمْنی سے ہے جس کے معنی صَبَّ (بہانے) کے ہیں۔ اس کا تقرب حاصل کرنے کے لیے لوگ کثرت سے اس کے پاس جانور ذیج کرتے اور ان کا خون بہاتے تھے۔ یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بت تھا۔ (فع القدیر) یہ قدید کے بالمقابل مشلل جگہ میں تھا، بنو خزاعہ کا یہ خاص بت تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں اوس اور خزرج یہیں سے احرام باندھتے تھے اور اس بت کا طواف بھی کرتے تھے۔ (ایر الفائیر وائن کیز) ان کے علاوہ مختلف اطراف میں اور بھی بہت سے بت اور بت خانے تھیلے ہوئے تھے۔ نبی مَثَاثِیْرُم نے فق مکہ کے بعد اور دیگر مواقع پر ان بتوں اور دیگر تمام بتوں کا خاتمہ فرمادیا۔ ان پر جو تیے اور عمارتیں بنی ہوئی تھیں، وہ مسمار کروادیں، ان در ختوں کو کٹوادیا جن کی تعظیم کی جاتی تھی اور وہ تمام آثار ومظاہر مثا ڈالے گئے جو بت یرستی کی یاد گار تھے، اس کام کے لیے آپ مَنْالْتَیْمُ نے حضرت خالد، حضرت علی، حضرت عمرو بن عاص اور حضرت جریر بن عبد الله البحلی وغیر ہم رضوان الله علیهم اجمعین کو، جہاں جہاں یہ بت تھے، بھیحا اور انہوں نے جاکر ان سب کو ڈھاکر سر زمین عرب سے شرک کا نام مٹادیا۔ (ابن کثیر) قرون اولی کے بہت بعد ایک مرتبہ پھر عرب میں شرک کے یہ مظاہر عام ہو گئے تھے، جس کے لیے اللہ تعالٰی نے مجدد الدعوۃ شیخ محمد بن عبد الوہاب کو توفیق دی، انہوں نے درعیہ کے حاکم کو اپنے ساتھ ملاکر قوت کے ذریعے سے ان مظاہر شرک کا خاتمہ فرمایا اور اسی دعوت کی تجدید ایک م تنہ پھر سلطان عبد العزیز والی نحید و تجاز (موجودہ سعودی حکمرانوں کے والد اور اس مملکت کے بانی) نے کی اور تمام پختہ قبروں اور قبوں کو ڈھاکر سنت نبوی منافظیم کا احیاء فرمایا اور یوں الحمد للد اب پورے سعودی عرب میں اسلامی احکام کے مطابق نہ کوئی پختہ قبر ہے اور نہ کوئی مزار۔

ا. مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے، یہ اس کی تردید ہے، جیسا کہ متعدد جگہ یہ مضمون گزرچکا ہے۔ ۲. ضِینزَیٰ، حق وثواب سے ہٹی ہوئی۔

ٳؽ۬ۿؚؽٳڷۘۘۘڒٲڛ۫ٮۜٵۼ۠ڛۜؾؽؾؙڹٷۿٵٙٲٮٛ۬ؿؙٛۉٵڷؚٵٙٷؙٛٛٛٛٛٛڝؙٛۿ ڝۜٚٲٲٮؙٛڗ۬ڶ۩ڵڎؠۿٵڝؙۺؙڶڟؿٝٳڽؙؾؿۜڽۼؙۅٛڹ ٳػٳڶڟؙؾٞۅؘڝٙٲؾۿۅؘؽٵڷڒڹؙڨؙٛٛٛٛۺ۠ٷڶقڽؙڂٵۧۼۿؙۿ ڝؚٞڽڗڽۣۨڿؠؙٳڶۿؙۮؽ۞

اَمُ لِلْإِنْسَانِ مَاتَمَتْی اَ اَمُ لِلْإِنْسَانِ مَاتَمَتْی اَ اَلْمُولِلِ اَلْمُ اللَّهِ الْلاِخْرَةُ وَالْأُولِلِ اللَّهِ

وَكَوْمِّنُ مَّلَكٍ فِي التَّمَلُوتِ لَاتُغُوْمُ شَفَاعَتُهُمُّ شَيُّكًا إِلَّا مِنْ بَعْدِالَ يَاذُنَ اللهُ لِمِنْ يَشَكَّا وُمَرْضٰي ۞

ٳڽۜٲڷڒؚؽؙؽڵٳؽؙۼٛڡؙؙؚٷ۫ؽؘ؞ٳڷڵٳڂۯۊٙڵؽؘڝۜؾؙ۠ۅؘؽٲڵؠڵڷٟ۪ۧڴڎۜ ۺٙٶ۪ٛڽڰٙٳڒٛڹؿ۬۞

وَمَا لَهُمُوبِهِ مِنْ عِلْمِ إِنَّ يَتَبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الطَّنَّ لَايُغُنِيُّ مِنَ الْحَقِّ شَيْعًا ﴿

فَآعُرِضُ عَنُ مِّنُ تَوَلِّفٌ عَنُ ذِكْرِنَا وَلَوْ يُرِدُ اِلْاَالْحَيْوةَ الكُنْيَاةُ

۲۳. دراصل یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ان کے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ یہ لوگ تو صرف اٹکل کے اور اپنی نفسانی خواہشوں کے بیچھے پڑے ہوئے ہیں اور یقیناً ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے۔

۲۳. کیا ہر شخص جو آرزو کرے اسے ملیسر ہے؟ (۱)  $^{(1)}$  دلگہ ہی کے ہاتھ ہے یہ جہان اور وہ جہان۔ (۲)

۲۷. اور بہت سے فرشتے آسانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی گریہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی اور اپنی چاہت سے جس کے لیے جائے اجازت دے دے۔

۲۷. بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کا زنانہ نام مقرر کرتے ہیں۔

۲۸. اور حالانکہ انہیں اس کا کوئی علم نہیں وہ صرف اپنے گان کے چیچے پڑے ہوئے ہیں اور بیشک وہم (و گمان) حق کے مقابلے میں کچھ کام نہیں دیتا۔

۲۹. تو آپ ان ہے منہ موڑلیں جو ہماری یاد ہے منہ موڑے اور جن کا ارادہ بجز دنیوی زندگی کے اور کچھ نہ ہو۔

ا. لیعنی یہ جو چاہتے ہیں کہ ان کے یہ معبود انہیں فائدہ پہنچائیں اور ان کی سفارش کریں یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

۲. لینی وہی ہو گا، جو وہ چاہے گا، کیونکہ تمام اختیارات اس کے پاس ہیں۔

سم. یعنی فرشے، جو اللہ کی مقرب ترین مخلوق ہے، ان کو بھی شفاعت کا حق صرف انہی لوگوں کے لیے ملے گا جن کے لیے اللہ پند کرے گا، جب یہ بات ہے تو پھر یہ پھر کی مورتیاں کس طرح کسی کی سفارش کر سکیں گی؟ جن سے تم آس لگائے بیٹھے ہو، نیز اللہ تعالیٰ مشرکوں کے حق میں کسی کو سفارش کرنے کا حق بھی کب دے گا، جب کہ شرک اس کے زدیک نا قابل معافی ہے؟

ۮ۬ڵۣڡؘۘڡؘڹڵۼؙۿؙؠٞۺٙٵڵؚۛۼڵؿؚٳڷۜۯؾۜڮؘۿؙۅؘٲۼۛڷۄؙۑؚٮٙؽؙ ۻؘۜۛۛۛۛڷۼڽؙڛؚؽڸ؋ۅؘۿۅؘٲۼۘڷۄ۠ؠؚٮؘڹٳۿؾؘڵؽ۞

وَيِلْهِ مَا فِي السَّلْوِتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاءُوُا بِمَا عَبِلُوَا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ آحْسَنُوْ ابِالْحُنْنَىٰ ۚ

ؙڷێؽؙۣؿؘڲٛۼۘٛؾ۬ڹٛۏٛڹػێٙؠؚڗٵڵؚۯؿ۫ۅؚۅٲڶڡؘٚۅؘٳڿۺؘٳۨ؆ٳڶڵؠٞڡؘۄٞ۬ ٳڹؘۜڒؾڮؘٷڛۼؙڶؠۼ۫ڣؚڗؚة۠ۿۅؙٳ۫ۼڷۄ۠ڔڲٛٳۮٛ ٱنؙؿؘٵڴۄ

• ۳۰. یہی ان کے علم کی انتہاء ہے۔ آپ کا رب اس سے خوب واقف ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہی خوب واقف ہے۔ خوب واقف ہے۔

اسل اور الله ہی کا ہے جو کچھ آسانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ الله تعالیٰ برے عمل کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ عنایت فرمائے۔(۱)

س. ان لو گول کو جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی (۲) سوائے کسی چھوٹے سے گناہ کے (۳) بیشک

ا. یعنی ہدایت اور گراہی ای کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتاہے ہدایت سے نواز تا ہے اور جسے چاہتا ہے، گراہی کے گڑھے میں ڈال دیتا ہے، تاکہ نیکوکار کو اس کی نیکیوں کا صلہ اور بدکار کو اس کی برائیوں کا بدلہ دے ﴿وَبِلْهِ مَا فِي السَّمَاؤِتِ وَمَالِيَ الْآرَافِينَ ﴾ یہ جملہ معترضہ ہے اور لِیَجْزِیَ کا تعلق گزشتہ گفتگو سے ہے۔ (ٹُنُ القدیر)

٣. لَهَمٌ ك لغوى معنى بين، كم اور چھوٹا ہونا، اى سے اس كے يہ استعالات بين أَلَمَّ بِالْهَكانِ (مكان ميں تھوڑى دير تظهرا) أَلَمَّ بِالطَّعَامِ (تھوڑا سا كھايا)، اى طرح كى چيز كو محض چھولينا، يا اس كے قريب ہونا، ياكى كام كو ايك مرتبہ

مِنَ الْاَرْضِ وَاذْ أَنْتُو َ إِحَنَّةً فِي بُطُونِ اُمَّهَ يَكُوْ فَلَا تُوَكُّوا اَنْشُكُو هُوَاعْكُو بِمِنِ اتَّقَى هُ

> ٱفَوَءُيْتَالَّذِي تَوَكَّيُّ وَٱعْظَى قِلِيُلَاقَاكُداى۞ اَعِنْدَلاْعِلُوالْقَيْبِ فَهُوَيِّراى۞

آمُرُكُونُينَبًا بِمَافِي صُعُفِ مُوْسَى اللهِ

تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے، وہ تہمیں بخوبی جانتا ہے جبہ اس نے تہمیں زمین سے پیدا کیا اور جبہہ تم اپنی ماؤں کے بیٹ میں بچ شے (ا) پس تم اپنی پاکیزگ آپ بیان نہ کروہ (ا) وہی پر ہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔

اسس کیا آپ نے اسے دیکھا جس نے منہ موڑلیا؟

اسس کا دیا اور ہاتھ روک لیا۔ (ا)

۳۵. کیا اسے غیب کا علم ہے کہ وہ (سب کچھ) دیکھ رہا ہے؟

٣٧. کيا اسے اس چيز کی خبر نہيں دی گئی جو موسیٰ (عَالِيَّاً) کے صحيفوں میں تھا؟

یا دو مرتبہ کرنا، اس پر دوام واستمرار نہ کرنا، یا محض دل میں خیال کا گزرنا، یہ سب صورتیں لَمَہٌ کہلاتی ہیں۔ (خُ القدر) اس کے اس مفہوم اور استعال کی رو سے اس کے معنی صغیرہ گناہ کیے جاتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بڑے گناہ کے مبادیات کا ارتکاب، لیکن بڑے گناہ سے اجتناب کرنا، یا کسی گناہ کا ایک دو مرتبہ کرنا پھر ہمیشہ کے لیے اسے چھوڑد بنا، یا کسی گناہ کا محض دل میں خیال کرنا لیکن عملاً اس کے قریب نہ جانا، یہ سارے صغیرہ گناہ ہوں گے، جو اللہ تعالی کبائر سے اجتناب کی برکت سے معاف فرمادے گا۔

ا. أَجِنَّةٌ، جَنِیْنٌ کی جمع ہے جو پیٹ کے بچے کو کہا جاتا ہے، اس لیے کہ یہ لوگوں کی نظروں سے مستور ہوتا ہے۔ ٢. لیعنی جب اس سے تمہاری کوئی کیفیت اور حرکت مخفی نہیں، حتیٰ کہ جب تم مال کے پیٹ میں تھے، جہاں تمہیں کوئی و کیھنے پر قادر نہیں تھا، وہاں بھی تمہارے تمام احوال سے وہ واقف تھا، تو پھر اپنی پاکیزگی بیان کرنے کی اور اپنے منہ مشو بننے کی کیا ضرورت ہے؟ مطلب یہ ہے کہ ایسا نہ کرو۔ تاکہ ریا کاری سے تم بچو۔

سر لینی تھوڑا سا دے کر ہاتھ روک لیا۔ یا تھوڑی سی اطاعت کی اور پیچیے ہٹ گیا آُگدُیٰ کے اصل معنی ہیں کہ زمین کھودتے کھودتے سخت پھر آجائے اور کھدائی ممکن نہ رہے۔ بالآخر وہ کھدائی چھوڑدے تو کہتے ہیں اُگذُیٰ یہیں سے اس کا استعال اس شخص کے لیے کیا جانے لگا جو کسی کو پچھ دے لیکن لیدرا نہ دے، کوئی کام شروع کرے لیکن اسے یا یہ جمکیل تک نہ پہنچائے۔

م. لیعنی کیا وہ دیکھ رہا ہے کہ اس نے فی سبیل اللہ خرج کیا تو اس کا مال ختم ہوجائے گا؟ نہیں، غیب کا یہ علم اس کے پاس نہیں ہے بلکہ وہ خرج کرنے سے گریز محض بخل، دنیا کی محبت اور آخرت پر عدم یقین کی وجہ سے کررہا ہے اور اطاعت اللی سے انحواف کی وجوہات بھی یہی ہیں۔ سے اور وفادار ابراہیم (عَلَیْکِا کے صحفوں میں تھا)۔

اللہ کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

اللہ کہ ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی۔

اللہ خود اس نے کی۔

اللہ علیہ کوشش خود اس نے کی۔

۰۷. اور یہ کہ بیثک اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔(۲)

ام. پھر اسے پورا بورا بدلہ دیا جائے گا۔

۳۲. اور یہ کہ آپ کے رب ہی کی طرف پہنچنا ہے۔

وَابُوٰهِيُمَ الَّذِئُ وَثَىٰ ۞ اَلَا تَـٰزِزُ وَازِرَةٌ ۚ وِّذْرَا مُخْوٰى ۞ وَآنُ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ الِّامَاسَعٰى ۞

ۅؘٲڽۧڛؘڠؽۘ؋ڛۜۅٝڬؽ۠ڒؽ®

ؿؙڗڲؙۼۯ۬ٮۿؙٳۼۘٷٙٳٚٵڷڒۏٯ۬ٛ ۅؘٲؾٞٳڸڕڗؚؾؚڰٳؙؽٮؙ۬ؾؘۿؽۨ

ا. یعنی جس طرح کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا ذمے دار نہیں ہو گا، اسی طرح اسے آخرت میں اجر بھی انہی چیزوں کا ملے گا، جن میں اس کی اپنی محنت ہوگی۔ (اس جزاء کا تعلق آخرت سے ہے، دنا سے نہیں۔ جیسا کہ بعض سوشلسٹ قشم کے اہل علم اس کا یہ مفہوم ماور کراکے غیر حاضر زمینداری اور کرایہ داری کو ناحائز قرار دیتے ہیں) البتہ اس آیت سے ان علاء کا استدلال صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچا۔ اس لیے کہ یہ مروہ کا عمل ہے نہ اس کی محنت۔ اسی لیے رسول اللہ عَلَاتِیْمُ نے اپنی امت کو مر دوں کے لیے قرآن خوانی کی ترغب دی نہ کسی نص یا اشارۃ النص سے اس کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اسی طرح صحابہ کرام رخماُنٹی سے بھی یہ عمل منقول نہیں۔ اگر یہ عمل، عمل خیر ہوتا تو صحابہ ڈٹٹائٹٹر اسے ضرور اختیار کرتے۔ اور عبادات و قربات کے لیے نص کا ہونا ضروری ہے، اس میں رائے اور قیاس نہیں چل سکتا۔ البتہ دعا اور صدقہ وخیرات کا ثواب مردوں کو پنچتا ہے، اس پر تمام علاء کا اتفاق ہے، کیونکہ یہ شارع کی طرف سے منصوص ہے۔ اور وہ جو حدیث ہے کہ مرنے کے بعد تین چیزوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، تو وہ یہی دراصل انسان کے اپنے عمل ہیں جو کسی نہ کسی انداز سے اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتے ہیں۔ اولاد کو نبی منگاللینظ نے خود انسان کی این کمائی قرار دیا ہے۔ (سنن النسائی، کتاب البیوع، باب الحث علی الکسب) صدقة جاربیه، وقف کی طرح انسان کے اپنے آثار عمل ہیں۔ ﴿وَنَكُنْهُ مَاقَدُّمُوْا وَاثَارَهُو ﴾ (بسّ: ١١) (اور ہم كھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن كولوگ آگے بھیجتے ہیں) اسی طرح وہ علم، جس کی اس نے لوگوں میں نشر واشاعت کی اور لوگوں نے اس کی اقتداء کی، تو یہ اس کی سعی اور اس کا عمل ہے اور بمصداق حدیث نبوی «مَنْ دَعَا إلیٰ هُدًی، کَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْدِ مِثْل أُجُوْر مَنْ تَبعَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقَصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا» (سنن أبي داود كتاب السنة، باب لزوم السنة) اقتداء كرفي والول كا اجر بهي است پنچتا رہے گا۔ اس لیے یہ حدیث، آیت کے منافی نہیں ہے۔ (ابن کثیر).

۲. لیعنی دنیا میں اس نے اچھایا برا جو بھی کیا، حیب کر کیا یا علائیہ کیا، قیامت کے دن سامنے آجائے گا اور اس پر اسے پوری جزاء دی جائے گی۔

وَانَّهُ هُوَامَاتُ وَاجْلُ۞ وَانَّهُ هُوَامَاتَ وَاجْلُ۞ وَانَّهُ خُلَقَ الزَّوْوَجَلِي الدَّكَرَ وَالْأُنْثَى۞ مِنْ تُطْفَة إِذَاتُمُنَى۞ وَانَّهُ هُوَاغْنَى وَاقْنَى۞ وَانَّهُ هُوَرَبُ الشِّعْرَى۞ وَانَّهُ الْمُلَكَ عَادَا إِلْأُولِ۞ وَانَّهُ الْمُلَكَ عَادَا إِلْأُولِ۞ وَتَهُودُ الْفَاآابُغَى۞ وَقَوْمُ نُوْمِ يِّنْ فَبْلُ إِنَّهُ مُكَانُوا الْمُ اَطْلَا وَاطْغَى۞

وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهُوٰيُ ۗ

نَغَشَّهَامَاغَشَٰی فِیاَیِّاالاَّہِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی

سس اور یہ کہ وہی ہناتا ہے وہی رلاتا ہے۔
مس اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جِلاتا ہے۔
مس اور یہ کہ اس نے جوڑا لیعنی نر و مادہ پیدا کیا ہے۔
مس نظفہ سے جب کہ وہ ٹیکایا جاتا ہے۔
مس اور یہ کہ اس کے ذیتے دوبارہ پیدا کرنا ہے۔
مس اور یہ کہ اس کے ذیتے دوبارہ پیدا کرنا ہے۔
مس اور یہ کہ وہی مالدار بناتا ہے اور سرمایہ دیتا ہے۔
مس اور یہ کہ وہی شعریٰ (سارے) کا رب ہے۔
مال اور یہ کہ اس نے عاد اول کو ہلاک کیا ہے۔
مال اور شود کو بھی (جن میں ہے) ایک کو بھی باقی نہ رکھا۔
مال اور اس سے پہلے قوم نوح کو، یقیناً وہ بڑے ظالم اور
سرکش شے۔
سرکش شے۔
مسرکش شے۔

۵۵. پس (اے انبان) تو اپنے رب کی کس کس نعمت

ا. یعنی کسی کو اتنی تونگری دیتا ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا اور اس کی تمام حاجتیں پوری ہوجاتی ہیں اور کسی کو اتنا سرمایہ دے دیتا ہے کہ اس کے پاس ضرورت سے زائد فئ رہتا ہے اور وہ اس کو جمع کرکے رکھتا ہے۔

الٹ ویا۔

۵۴. پھر اس پر چھا دیا جو چھایا۔

کے بارے میں جھگڑے گا؟<sup>(۲)</sup>

r. رب تو وہ ہر چیز کا ہے، یہاں اس ستارے کا نام اس لیے لیا ہے کہ بعض عرب قبائل اس کو بوجا کرتے تھے۔

سر. قوم عاد کو اولی اس لیے کہا کہ یہ شود سے پہلے ہوئی، یا اس لیے کہ قوم نوح کے بعد سب سے پہلے یہ قوم ہلاک کی گئے۔ بعض کہتے ہیں، عاد نامی دو قومیں گزری ہیں، یہ پہلی ہے جسے باد تند سے ہلاک کیا گیا جب کہ دوسری زمانے کی گردشوں کے ساتھ مختلف ناموں سے چلتی اور بھرتی ہوئی موجود رہی۔

م. اس سے مراد حضرت لوط عَلَيْكِا كى بستيال بي، جن كو ان پر الث ديا كيا-

ایعنی اس کے بعد ان یر پھروں کی بارش ہوئی۔

٧. يا شك كرك كا اور ان كو جھلائ كا، جب كه وه اتنى عام اور واضح بين كه ان كا انكار ممكن ہے نه ان كا انتخاء بى۔

هٰ فَانَذِيۡرُوۡ ۗ فَاللَّٰهُ رِالْاُوۡلِي

ٱڽڹ؋ٙؾؚٵڵٳۯؚڬؘٷ۠ ڵؽۺۘڵۿؘٲڡؚڽؙۮؙۏڹؚٵٮڵ*ڋ*ػٳۺ۬ڣؘڎٞ۠ڰ۫

ٲڡٚٙؠڽؙۿڬٲٵڬؠؽؿؚؾؙۼؙۼڹۘٷؽۿٚ ۅؘؿؘڡٛؗػڬ۠ۅ۫ؾؘۅؘڵڵؠۜڴؙۅؙؽ۞ٚ ۅؘٲڬۛؾؙؙۄؙڛڂؚۮۅؙؽ<sup>؈</sup> ڡؘٚڶٮؙڿؙۮؙۅؙٳؠڵۼۅٵؘۼڹۮؙۅؙٳ۞۫

۵۲. یه (نبی) ڈرانے والے ہیں پہلے ڈرانے والول میں سے۔

۵۷. آنے والی گھڑی قریب آگئی ہے۔

۵۸. اللہ کے سوا اس کا (وقت معین پر کھول کر) د کھانے والا اور کوئی نہیں۔

کی کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو؟ (۱)
 ۱ور ہنس رہے ہو؟ روتے نہیں؟

۱۲. اور (بلکه) تم کھیل رہے ہو۔

۱۲. اب الله کے سامنے سجدے کرو اور (اسی کی) عبادت کرو۔ (۱

ا. بات سے مراد قرآن کریم ہے، لینی اس سے تم تعجب کرتے اور اس کا استہزاء کرتے ہو، حالانکہ اس میں نہ تعجب والی کوئی بات ہے نہ استہزاء وتکذیب والی۔

۲. یہ مشرکین اور مکذبین کی تونیخ کے لیے تھم دیا۔ یعنی جب ان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ قرآن کو ماننے کے بجائے، اس کا استہزاء واستخفاف کرتے ہیں اور ہمارے پیغیبر کے وعظ ونصیحت کا کوئی اثر ان پر نہیں ہورہا ہے، تو اے مسلمانو! تم اللہ کی بارگاہ میں جبکہ کر اور اس کی عبادت واطاعت کا مظاہرہ کرکے قرآن کی تعظیم وتوقیر کا اہتمام کرو۔ چنانچہ اس تھم کی تعمیل میں نبی منگالینیکم نے اور صحابہ کرام نے سجدہ کیا، حتی کہ اس وقت مجلس میں موجود کفار نے بھی سجدہ کیا، جیسا کہ احادیث میں موجود کفار نے بھی سجدہ کیا، جیسا کہ احادیث میں ہے۔

#### سورۂ قمر کلی ہے اور اس میں بچین آیتیں اور تین رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قیامت قریب آگئی<sup>(۱)</sup> اور چاند پھٹ گیا۔ (۲)
 اور یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے۔ (۳)
 اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام تھہرے ہوئے وقت پر مقرر ہے۔ (۳)
 اور ہر کام تھہرے ہوئے وقت پر مقرر ہے۔ (۳)
 اور یقیناً ان کے پاس وہ خبریں آچکی ہیں (۵) جن میں ڈانٹ ڈیٹ (کی نصیحت) ہے۔ (۱)

# سُنونوالقاليكين الله

### 

ٳڡۛ۫ۛؾۜڒؠۜؾؚٳڵۺٵۼڎؙۅؘڶۺؘۜؿٞٳڷؙڡٞٷ ۅڵؿۜڒۣۯٞٳٳڽڎۘؽ۠ڠڕڞؙۅٲۅؘؿۊؙٷ۠ٳڛڞڗ۠ۺ۫ػٙٷ۠

وَكُنَّ بُوْاوَالَّبُعُوْآاهُوٓآءَهُمْ وَكُلُّ آمُرِرُمُسْتَقِرُّ

وَلَقَالُ جَأَءَهُ وُمِّنَ الْأِنْبُأَءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجُرُْثُ

🖈 . یہ بھی ان سورتوں میں سے ہے جنہیں رسول اللہ مَانَالَیْکُم نماز عید میں پڑھا کرتے تھے۔ کَمَا مَرَّ.

ا. ایک تو باعتبار اس زمانے کے جو گزرگیا، کیونکہ جو باقی ہے، وہ تھوڑا ہے۔ دوسرا ہر آنے والی چیز قریب ہی ہے۔ چنانچہ نبی عنائیڈ نم کی نائیڈ آغیر کے اپنی بابت فرمایا کہ میرا وجود قیامت سے متصل ہے، لیعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں آئے گا۔

7. یہ وہ مججوہ ہے جو اہل مکہ کے مطالبے پر دکھایا گیا، چاند کے دو کلڑے ہوگئے حتی کہ لوگوں نے حراء پہاڑ کو اس کے درمیان دیکھا۔ لائسار، درمیان دیکھا۔ لیعنی اس کا ایک کلڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک کلڑا اس طرف ہوگیا۔ (صحیح البخاری، کتاب مناف الانصار، باب انشقاق القمر و تفسیر سورۃ افتربت الساعة وصحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ، باب انشقاق القمر ) جمہور سلف و خلف کا یہی مسلک ہے درمیان یہ بات منفق علیہ ہے کہ انشقاق قمر نبی منگاہی کے زمانے میں ہوا اور یہ آپ منگاہی کی میل کے درمیان یہ بات منفق علیہ ہے کہ انشقاق قمر نبی منگاہی کے زمانے میں ہوا اور یہ آپ منگاہی کی اس کی درمیان کے میں سے ہے، صحیح سند سے ثابت احادیث متوازہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ "

٣. لعنی قریش نے، ایمان لانے کے بجائے، اسے جادو قرار دے کر اپنے اعراض کی روش برقرار رکھی۔

سم. یہ کفار مکہ کی تکذیب اور اتباع اہواء کی تردید وبطلان کے لیے فرمایا کہ ہر کام کی ایک غایت اور انتہاء ہے، وہ کام اچھا ہو یا برا۔ یعنی بالآخر اس کا نتیجہ نکلے گا، اچھے کام کا نتیجہ اچھا اور برے کام کا برا۔ اس نتیج کا ظہور دنیا میں بھی ہوسکتا ہے اگر اللہ کی مشیت مقتضی ہو، ورنہ آخرے میں تو یقیعی ہے۔

۵. یعنی گزشته امتول کی ہلاکت کی، جب انہوں نے تکذیب کی۔

۲. لین ان میں عبرت ونصیحت کے پہلو ہیں، کوئی ان سے سبق حاصل کرکے شرک ومعصیت سے بچنا چاہے تو نیج سکتا
 ہے۔ مُزْ دَجَرٌ اصل میں مُزْ تَجَرٌ ہے زَجْرٌ سے مصدر میہی۔

حِكْمَةُ بَالِغَةُ فَمَا تُغْنِى النُّذُرُ

فَتُولَّ عَنْهُمُ بَوْمُ لِيدُعُ الدَّاعِ إِلَى شَيُّ ثُكْرٍ نُ

ڂٛۺۜۜٵڹڝؙۘۯؗۮۿؙۄؿۼٛٷۼٛۏڹ؈ؘٲڶڒۘڬؠۛۘۮٳڣػٲڹۜۧٛٛٛۀ ۼڒڎؿؙؾۺٷٚ

> مُهُطِعِيْنَ إِلَى التَّااءَ يَقُوْلُ الْكَفِرُوْنَ لَمَنَا يَوْمُّعِيثُرُ۞

ۘڬؽۜڹٮٛؗ قَبُلَهُمُ تَوْمُرُنُومٍ فَكَذَّ بُواعَبُكنَا وَقَالُوْا جُنُونَ قَالْدُجِرَ ۞

فَدَعَارَتَهُ آنِي مَغُلُوثِ فَانْتَصِرُ

اور کامل عقل کی بات ہے (۱) لیکن ان ڈراؤنی باتوں
 بھی کچھ فائدہ نہ دیا۔ (۲)

آلی پس (اے نبی مُنَّالَیْمُنِّمُ) تم ان سے اعراض کرو، جس دن ایک پکارنے والا ناگوار چیز کی طرف پکارے گا۔ (۳) کی یہ جھکی آئکھوں قبروں سے اس طرح نکل کھڑے ہوں گے کہ گویا وہ پھیلا ہوا ٹڈی دل ہے۔ (۳)

۸. بیکارنے والے کی طرف دوڑتے ہوں گے، <sup>(۵)</sup> اور کافر کہیں گے یہ دن تو بہت سخت ہے۔

9. ان سے پہلے قوم نوح (عَالِیَاً) نے بھی ہمارے بندے کو جھٹلایا تھا اور دیوانہ بٹلا کر جھڑک دیا گیا تھا۔<sup>(۱)</sup>

١٠. ليس اس نے اپنے رب سے دعا كى كه ميں بے بس

ا. یعنی ایسی بات جو تباہی سے پھیردینے والی ہے دوسرا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم حکمت بالغہ ہے جس میں کوئی نقص یا خلل نہیں ہے۔ تیسرا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دے یا گمراہ کردے اس میں بھی حکمت ہے جس کو وہی جانتا ہے۔

سلا یَوْمَ سے پہلے اُذْکُر محذوف ہے، لیمنی اس دن کو یاد کرو۔ نُکُرٌ، نہایت ہولناک اور دہشت ناک مراد میدان محشر اور موقف حساب کے اہوال اور آزمائشیں میں۔

٧. يعنی قبروں سے نکل کر وہ اس طرح پھيليں گے اور موقف حساب کی طرف اس طرح نہايت تيزی سے جائيں گے، گويا ٹلری دل ہے جو آناً فاناً فضائے بسيط ميں پھيل جاتا ہے۔

مُهْطِعِیْنَ، مُسْرِعِیْنَ، دوڑیں گے، پیچے نہیں رہیں گے۔

 ہوں تو میری مدد کر۔

11. پس ہم نے آسان کے دروازوں کو زور کے مینہ سے کھول دیا۔ ('

11. اور زمین سے چشموں کو جاری کردیا پس اس کام کے لیے جو مقدر کیا گیا تھا (دونوں) پانی جمع ہو گئے۔(<sup>1)</sup> 11. اور ہم نے اسے تختوں اور کیلوں والی (کشق) پر سوار کرلیا۔(<sup>1)</sup>

۱<mark>۳. جو ہماری آئکھوں کے سامنے چل رہی تھی۔ بدلہ اس</mark> کی طرف سے جس کا *کفر کیا گیا تھا۔* 

10. اور بیشک ہم نے اس واقعہ کو نشانی بناکر باقی رکھا<sup>(\*)</sup> پس کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔<sup>(۵)</sup>

۱۲. بتاؤ میرا عذاب اور میری ڈرانے والی باتیں کیسی رہیں؟

12. اور بیشک ہم نے قرآن کو سبھنے کے لیے آسان کردیا ہے<sup>(۱)</sup> پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

فَعَتَنَا أَبُوابَ السَّمَاءِبِمَاءٍ مُّنْهَمِرُ اللَّهِ

<u> وَفَجَّرُنَا الْأَرْضُ عُبُونًا فَالْتَعَى الْمَآءَ عَلَى اَمْرِقَكُ قُدِرَهُ</u>

وَحَمَلُنٰهُ عَلَىٰ ذَاتِ ٱلْوَاتِ وَّدُسُرِ ۗ

تَجْوِيْ بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِيَنْ كَانَ كُفِيَ

ۅؘڵڡؘۜۮؙؾۧڒؙڬ۫ۿؘٲٳؽڐٞ؋ؘۿڶؙڡؚؽؙۺؖ۠ڐڮٟۅؚ<u>ؚ</u>

فَكَيْفَ كَانَ عَنَا بِنَ وَنُدُرِ®

وَلَقَدُيتَ رُنَا الْقُرُ الْ لِلذِّكْرِ فَهَلُ مِنْ مُّدَّ كِرِ @

ا. مُنْهَمِورٌ، بمعنی کثیر یا زوردار هَمْرٌ، صَبُّ (بہنے) کے معنی میں آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ چالیس دن تک مسلسل خوب زور سے پانی برستا رہا۔

۲. لیعنی آسان اور زمین کے پانی نے مل کر وہ کام پورا کردیا جو قضاء وقدر میں لکھ دیا گیا تھا لیعنی طوفان بن کر سب کو غرق کردیا۔

۵. مُدَّكِدٍ، اصل ميں مُدُنْكِرِ ہے۔ تاكو وال سے بدل ديا گيا اور ذال مجمد كو دال بناكر، دال كا دال ميں ادغام كرديا گيا۔ معنى بين عبرت كيرنے اور نصيحت حاصل كرنے والا۔ (خ القدير)

۲. لینی اس کے مطالب ومعانی کو سمجھنا، اس سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا اور اسے زبانی یاد کرنا ہم نے آسان کردیا
 ۲. لینی اس کے مطالب ومعانی کو سمجھنا، اس سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا اور اسے زبانی یاد کرنا ہم نے آسان کردیا
 ۲. لین کے مطالب ومعانی کو سمجھنا، اس سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا اور اسے زبانی یاد کرنا ہم نے آسان کردیا

كَنَّ بَتْ عَادُ فُكَيِّفُ كَانَ عَنَا إِنْ وَنُدُرِ

ٳؾۜٲۯۺڵؽٵۼؘؽٚڗٟؠؙڔؽؚؖٵڞۯڝڗؙٳڣٛؽۅ۫ۄڔؘڿڛ ؙؙؙؙؙۺؙۼڗۣؖ

تَنْزِعُ النَّاسُ كَأَنَّهُمُ أَعُجَازُنَخُ لِ مُّنْقَعِرِ ۞

فَكَيْفَ كَانَ عَذَالِي وَنُثُرُو

وَلَقَكُ يَسَّرُنَا الْقُرُّ الْ لِلذِّ كُوفَهَلُ مِنُ الْقَرُّ الْ لِلذِّ كُوفَهَلُ مِنُ الْمُدُّ الْ

كَنَّ بَتُ ثَمُوُدُ بِالنَّنُ نُوسِ

ڡؘڨؘٵڵٷۧٳؘؠؘۺڗؙٳڡؚۜێٵۅؘڸڝۮۘٲٮٞؾۜڽؚۼۘ؋ۜٳ۠ؿۜٳۧۮؙٲڵؚڣؽؗڝؘڶڸؚ ٷۜڛؙۼؗڔ؈

 قوم عاد نے بھی حیطلایا پس کیسا ہوا میرا عذاب اور میری ڈرانے والی باتیں۔

19. ہم نے ان پر تیز و تند مسلسل چلنے والی ہوا، ایک پیم منحوس دن میں بھیج دی۔<sup>(۱)</sup>

۲۰. جو لوگوں کو اٹھا اٹھاکر دے پٹختی تھی، گویا کہ وہ جڑ سے کٹے ہوئے کھجور کے تینے ہیں۔(۱)

۲۱. پس کیسی رہی میری سزا اور میرا ڈرانا؟

۲۲. اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کردیا ہے، پس کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟ ۲۳. قوم شمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا۔

۲۳ اور کہنے لگے کیا ہمیں میں سے ایک شخص کی ہم فرمانبر داری کرنے لگیں؟ تب تو ہم یقیناً غلطی اور دیوا گل

شخص تھوڑی ہی توجہ دے تو وہ عربی گرامر اور معانی وبلاغت کی کامین پڑھے بغیر بھی اسے آسانی سے سمجھ لیتا ہے، اسی طرح یہ دنیا کی واحد کتاب ہے، جو لفظ بلفظ یاد کرلی جاتی ہے ورنہ چھوٹی سے چھوٹی کتاب کو بھی اس طرح یاد کرلینا اور اسے یاد رکھنا نہایت مشکل ہے۔ اور انسان اگر اپنے قلب وزبن کے در پچے وار کھ کر اسے عبرت کی آنکھوں سے پڑھے، لفیحت کے کانوں سے سنا اور سمجھنے والے دل سے اس پر غور کرے تو دنیا وآخرت کی سعادت کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں اور یہ اس کے قلب ودماغ کی گہرائیوں میں اثر کر کفر ومعصیت کی تمام آلودگیوں کو صاف کردیتی ہے۔ الی جاتے ہیں اور یہ اس کے قلب ودماغ کی گہرائیوں میں اثر کر کفر ومعصیت کی تمام آلودگیوں کو صاف کردیتی ہے۔ الی جب سے بیت بیدھ کی شام تھی، جب اس تند، شخ اور شاں شال کرتی ہوئی ہوا کا آغاز ہوا، پھر مسلسل کے راتیں اور ۸ دن چلتی رہی۔ یہ ہوا گھروں اور قلعوں میں بند انسانوں کو بھی وہاں سے اٹھاتی اور اس طرح زور سے انہیں زمین پر پٹختی کہ ان کے سر ان کے دھڑوں سے الگ ہوجاتے۔ یہ دن ان کے لیے عذاب کے اعتبار سے منحوس ثابت ہوا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بدھ کے دن میں یا کسی اور دن میں شوست ہے، جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ مُستَدِورٌ کا مطلب، معلی، عداب اس وقت تک جاری رہا جب تک سب ہلاک نہیں ہوگئے۔

۲. یہ درازی قد کے ساتھ ان کی بے لبی اور لاچار گی کا بھی اظہار ہے کہ عذاب الٰہی کے سامنے وہ کچھ نہ کرسکے دراآل طالکہ انہیں اپنی قوت وطاقت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ أَعْجَازُ، عَجْزٌ کی ججع ہے، جو کسی چیز کے پچھلے ہے کو کہتے ہیں۔ مُنْفَعِرٌ، البیٰ جڑ سے اکھڑ جانے اور کٹ جانے واللہ یعنی کھجور کے ان تنوں کی طرح، جو اپنی جڑ سے اکھڑ اور کٹ چکے ہوں، ان کے لاشے زمین پر بڑے ہوئے تھے۔
 کے لاشے زمین پر بڑے ہوئے تھے۔

میں بڑے ہوئے ہول گے۔(۱)

۲۵. کیا ہم سب کے در میان صرف اسی پر وحی اتاری گئی؟ نہیں بلکہ وہ جھوٹا شیخی خور ہے۔(۱)

**۲۷. اب** سب جان کیں گے کل کو کہ کون جھوٹا اور شیخی خور تھا؟<sup>(۳)</sup>

۲۷. بیشک ہم ان کی آزمائش کے لیے او نٹنی بھیجیں گے۔'' پس (اے صالح) تو ان کا منتظر رہ اور صبر کر۔<sup>(۵)</sup> ۲۸. اور ہاں انہیں خبر کردے کہ یانی ان میں تقسیم

شدہ ہے، ('') ہر ایک اپنی باری پر حاضر ہو گا۔ <sup>(2)</sup> **۲9**. انہوں نے اپنے ساتھی کو آواز دی <sup>(۸)</sup> جس نے (او نٹنی پر) وار کیا<sup>(9)</sup> اور (اس کی) کو چیس کاٹ دیں۔ ءَا۠لُقِىَ الذِّكْوُعَلَيْهِ مِنَ بَيْنِنَا بَلُ هُوَكَنَّ اَبُّ اَثِيْرُ<sup>®</sup>

سَيَعْلَمُونَ غَدًا آمِنِ الْكُذَّابُ الْكِشْرُ

ٳ؆ؙؙؙؙؙؙٛٛٛٛۯؙڛؚڶۅؗۘۘؗۘٳٳڵؾٚٵۊٙڔؚۏؿۘڹۘڐٞڰۿؙؙؙؗٛ؋ؙۏؙۯؾٙڡؚۛڹۿۄٛ ۅؘٵڞؙڟؠۯ۞۬

ۅؘڬێ۪ٮۜٞٷؙۿؙؗۯٲؾۜٵڶؠڵٙٷٙۺؠڐؙڹؽؙڹۿؗۿؙؖ۫ٷٞڴڷؙۺۯۑ ۫ڂؾؘڞؘۯ۠۞

فَنَادَوُاصَاحِبَهُو فَتَعَاظِي فَعَقَرَ

ا. لینی ایک بشر کو رسول مان لینا، ان کے نزدیک گر اہی اور دیوائلی تھی۔ شعُرٌ ، سَعِیْرٌ کی جمع ہے، آگ کی لیٹ۔ یہاں اس کو دیوائلی یا شدت وعذاب کے مفہوم میں استعال کیا گیا ہے۔

۲. أَشِرْ، بمعنی مُتَكَبِّرْ، یا کذب میں حد سے تجاوز کرنے والا، یعنی اس نے جھوٹ بھی بولا ہے تو بہت بڑا۔ کہ مجھ پر وقی آتی ہے۔ بھلا ہم میں سے صرف اس ایک پر وحی آتی تھی؟ یا اس ذریعے سے ہم پر اپنی بڑائی جانا اس کا مقصود ہے۔
 ۱۳. یہ خود، پیغیر پر الزام تراثی کرنے والے۔ یا حضرت صالح عَلیسًا؟ جن کو اللہ نے وحی ورسالت سے نوازا۔ غَدًا یعنی کل سے مراد قیامت کا دن ہے یا دنیا میں ان کے لیے عذاب کا مقررہ دن۔

٣٠. كه يه ايمان لاتے بيں يا نہيں؟ يه وہى او مٹنى ہے جو الله نے خود ان كے كہنے پر پتھر كى ايك چٹان سے ظاہر فرمائى تھى۔

۵. لیعنی دیکھ کہ یہ اپنے وعدے کے مطابق ایمان کا راستہ اپناتے ہیں یا نہیں؟ اور ان کی ایذاؤں پر صبر کر۔

٢. لينى ايك دن اونٹنی كے پانی پينے كے ليے اور ايك دن قوم كے پانی پينے كے ليے۔

2. مطلب ہے ہر ایک کا حصہ اس کے ساتھ ہی خاص ہے جو اپنی اپنی باری پر حاضر ہوکر وصول کرے دوسرا اس روز نہ آئے شُد ° ٹ، حصة آ۔

٨. يعنى جس كو انہوں نے اونٹنی كو قبل كرنے كے ليے آمادہ كيا تھا، جس كا نام قدار بن سالف بتلايا جاتا ہے، اس كو پكارا
 كه وہ اپنا كام كرے۔

9. یا تلوار یا او مٹنی کو پکڑا اور اس کی ٹائلیں کاٹ دیں اور پھر اسے ذیح کر دیا۔ بعض نے فَتَعَاطیٰ کے معنی فَجَسَرَ کے میں، پس اس نے جمارت کی۔

فَكَيفَ كَانَ عَدَالِي وَنُدُرِ®

ٳؾۜٛٲڒۺڵڹٵڡۧڵؽڣۣۄ۫ڝؘؽڂةٞٷٙٳڝۮۜةٞڡؘػان۠ۊؙٳ ػۿۺۣؽ۫ۅؚٲٮؙٛٛٛػؙؾؘڟؚڔۣ۞

وَلَقَدُ يَتَّمُونَا الْقُرُانَ لِلذِّكْرِ فَهَلُ مِنْ مُّدَّرِكِ

ػڐۜؠؘؾؙۊؘۘۅؙؗٛڡؙۯؙۅؙٛڟٟڔۑٳڶؾ۫ڎؙڔ۞ ٳٮۜٞٲٲۯۺۘٮؙؙؽڬٵؘۼڶؽۿؚۄ۫ػٳڝؠٞٵٳ۫ڒۜٵڶٷٛڟٟ ۼؿۜؽؿۿڎڛؚؾؘڂڔ۞ٚ

نِعْمَهُ وَسِّنُ عِنْدِنْا كَنْ الكَ جَغِزِي مَنْ شَكَرَ

وَلَقَدُ أَنْذَرَهُمُ مِنْفُصَّتَنَا فَتَمَارَوُ اللَّذُرِ ا

• ۳. پس کیوں کر ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔

اس. ہم نے ان پر ایک چیخ بھیجی پس ایسے ہو گئے جیسے باڑ بنانے والے کی روندی ہوئی گھاس۔(۱)

۳۲. اور یقیناً ہم نے نصیحت کے لیے قرآن کو آسان کر دیا ہے کی کیا ہے کوئی جو نصیحت قبول کرے۔
۳۳. قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کی تکذیب کی۔

اسم. بیشک ہم نے ان پر پھر برسانے والی ہوا بھیجی (۲) سوائے لوط (عَالِیُلِا) کے گھر والوں کے، انہیں ہم نے سحر کے وقت نجات دے دی۔ (۲)

سے احسان سے (۴) ہر ایک شکر گزار کو ہم ای طرح بدلہ دیتے ہیں۔

٣٦. اور یقیناً اس (لوط عَلَیْمِاً) نے انہیں ہماری پکڑسے ڈرایا تھا<sup>(۵)</sup> لیکن انہوں نے ڈرانے والوں کے بارے میں (شک وشبہ اور) جھگڑا کیا۔<sup>(۲)</sup>

ا. حَظِيْرَةٌ ، بمعنی مَحْظُوْرَةٌ ، بارُ جو خشک جھاڑیوں اور لکڑیوں سے جانوروں کی حفاظت کے لیے بنائی جاتی ہے۔ مُحْتَظِرٌ ، اسم فاعل ہے صَاحِبُ الْحَظِيْرَةِ - هَشِيْمٌ ، خشک گھاس يا کئی ہوئی خشک تھيتی يعنی جس طرح ايک بارُ بنانے والے کی خشک لکڑياں اور جھاڑياں مسلسل روندے جانے کی وجہ سے چورا چورا ہوجاتی ہیں وہ بھی اس بارُ کی مانند ہمارے عذاب سے چورا ہوگئے۔

۲. لیعنی ایسی ہوا تجیبی جو ان کو کنگریاں مارتی تھی۔ یعنی ان کی بستیوں کو ان پر الثادیا گیا، اس طرح کہ ان کا اوپر والا حصہ ینچے اور ینچے والا حصہ اوپر، اس کے بعد ان پر تھنگر پتھروں کی بارش ہوئی جیسا کہ سورہ ہود وغیرہ میں تفصیل گزری۔
 ۱۳. آل لوط سے مراد خود حضرت لوط عَلیہ اور ان پر ایمان لانے والے لوگ ہیں، جن میں حضرت لوط عَلیہ کی بیوی شامل نہیں، کیونکہ وہ مومنہ نہیں تھی، البتہ حضرت لوط عَلیہ کی دو بیٹیاں ان کے ساتھ تھیں، جن کو نجات دی گئی۔ سحر سے مراد رات کا آخری حصہ ہے۔

- م. لیعنی ان کو عذاب سے بحیانا، یہ ہماری رحمت اور احسان تھا جو ان پر ہوا۔
  - ۵. تعنی عذاب آنے سے پہلے، ہماری سخت گرفت سے ڈرایا تھا۔
- ۲. کیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی بلکہ شک کیا اور ڈرانے والوں سے جھکڑتے رہے۔

ۅؘڵڡۜٙڎؙۯٳۅؘۮؙۅٛ؇ؗٸؙۻؘؽڣ؋ڟؘڡۺؗٮٚٲٵۘۼؽ۫ؠؘ۬ۜٛٛؗٛؗٛۿؙۏۛۊ۠ڗٳ عَدَايِؽؘۅؘٮؙٛۮؙڕ۞

وَلَقَنُ صَبَّحَهُمُ لَكُرُوا عُنَا الْجُ مُّسُتَقِرُّ

فَنُوْقُواْعَنَا إِنِي وَنُدُرِ۞ وَلَقَدُ يَتَمُونَا الْقُرُالَ لِلذِّكْرِ فَهَلِّ مِنْ مُّدَّكِرٍ۞

> ۅؘۘڵقَدُجَآءُ الۡ فِرُعَوۡنَ النُّدُرُۗ كَدَّبُوۡا بِالنِتِنَاكُلِّهَا فَاَخَدُ نَهُوُ اَخۡدَ عَوۡدُوۡتُقۡتَرِيرِ۞

سر اور یقینا ان (لوط عالیاً) کو ان کے مہمانوں کے بارے میں کھسلایا (ا) پس ہم نے ان کی آئی کھیں اندھی کر دیں (اور کہہ دیا) کہ میرا عذاب اور میرا ڈرانا چھو۔

اور کیہ دیا) کہ میرا عذاب اور میرا ڈرانا چھو۔

اسم. اور یقینی بات ہے کہ انہیں صبح سویرے ہی ایک جگہ پکڑنے والے مقررہ عذاب نے غارت کردیا۔ (ا)

اسم. اور یقینا ہم نے قرآن کو پند و وعظ کے لیے آسان کردیا ہے۔ (اس کیا کوئی ہے تھیدے پکڑنے والا۔

اسم. اور بیشک فرعونیوں کے پاس بھی ڈرانے والے آئے۔ (الم). انہوں نے ہماری تمام نشانیاں جھٹلائیں (الله پس ہم نے انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے پکٹرانے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہیں بڑے پکٹرانے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہوں کیٹرانے والے کی طرح پکڑلیا۔ (انہوں کیٹرانے کیٹرانے کو پکٹرانے والے کیٹرانے کو پکٹرانے کو پکٹرانے کیٹرانے کو پکٹرانے کو پکٹرانے کو پکٹرانے کیٹرانے کو پکٹرانے کیٹرانے کیٹرانے کو پکٹرانے کو پکٹرانے کیٹرانے کو پکٹرانے کیٹرانے کیٹرانے کیٹرانے کو پکٹرانے کو پکٹران

ا. یا بہلایا یا مانگا لوط عَلیّیاً سے ان کے مہمانوں کو۔ مطلب یہ ہے کہ جب لوط عَلیّیاً کی قوم کو معلوم ہوا کہ چند خوبرو نوجوان لوط عَلیّیاً کے ہاں آئے ہیں (جو دراصل فرشتے سے اور ان کو عذاب دینے کے لیے ہی آئے سے) تو انہوں نے حضرت لوط عَلیّیاً سے مطالبہ کیا کہ ان مہمانوں کو جمارے سپرد کردیں تاکہ ہم اپنے بگڑے ہوئے ذوق کی ان سے تسکین کریں۔

۲. کہتے ہیں کہ یہ فرشتے جبرائیل میکائیل اور اسرافیل عَلیّاً شے۔ جب انہوں نے بدفعلی کی نیت سے فرشتوں (مہمانوں) کو لینے پر زیادہ اصرار کیا تو جبرائیل عَلیّاً نے اپنے پر کا ایک حصہ انہیں مارا، جس سے ان کی آگھوں کے ڈھیلے ہی باہر نکل آئے، بعض کہتے ہیں، صرف آگھوں کی بصارت زائل ہوئی، بہر حال عذاب عام سے پہلے یہ عذاب خاص ان لوگوں کو بہنچا جو حضرت لوط عَلیّیاً کے پاس بدنیتی سے آئے۔ اور آگھوں سے یا بینائی سے محروم ہوکر گھر پہنچ۔ اور پھر صبح کو بہنچا جو حضرت لوط عَلیّیاً کے پاس بدنیتی سے آئے۔ (تغیر این کئر)

سا لیعن صبح ان کے پاس عذاب ستقر آگیا۔ ستقر کے معنی، ان پر نازل ہونے والا، جو انہیں ہلاک کیے بغیر نہ چھوڑے۔ سم تیسیر قرآن کا اس سورت میں بار بار ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ قرآن اور اس کے فہم وحفظ کو آسان کردینا، اللہ کا احبان عظیم ہے، اس کے شکر سے انسان کو کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔

نُذُرٌ ، نَذِيرٌ (ورانے والا) کی جمع ہے یا جمعنی إنْذَارِ مصدر ہے۔ (تُح القدیر)

۲. وہ نشانیاں، جن کے ذریعے سے حضرت موسیٰ عَلیہ اُنے فرعون اور فرعونیوں کو ڈرایا۔ یہ نو نشانیاں تھیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

2. لینی ان کو ہلاک کردیا، کیونکہ وہ عذاب، ایسے غالب کی گرفت تھی جو انتقام لینے پر قادر ہے، اس کی گرفت کے بعد کوئی چے نہیں سکتا۔

ٱلْفَتَّارُكُوْخَيْرُسِّنُ الْوَلَيِّ كُمْرَامُرَكُمُّهُ بَرَاءَةً فَيْ فِي التَّنْبُورَ

ٳ؞ؙڔؽڠؙۅؙڵٷؽۼؽٛڿؚؠؽڠؙؙٷٛۺؘڝؚۯؖ

سَيُهُزَمُ الْجَمْعُ وَيُولِّوُنَ اللَّهُ بُرَ®

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِنُهُمُ وَالسَّاعَةُ اَدْهَى وَامَرُّ

ٳؾۜٵڵؙؠ۠ۼڔؚۄؽؘؽؘ؋ؙۣڞؘڶڸۊۜڛؙۼڕٟۘ ؘڽؘۄؙڒؽؽ۫ػڹٮؙۅٛؽ؋ؽاڵٮٞٳڔؘڟؽۅٛۻٛۅۿؠٝٛڋٛۏۛۊٛۅٵڝۜ ؘڛۘڠۯ۞

سرس. (اے قریشیو!) کیا تمہارے کافر ان کافروں سے کچھ بہتر ہیں؟<sup>(۱)</sup> یا تمہارے لیے اگلی کتابوں میں چھٹکارا لکھا ہوا ہے؟<sup>(۲)</sup>

۳۴. یا یہ کہتے ہیں کہ ہم غلبہ پانے والی جماعت ہیں۔ (۳) معنقریب اس جماعت کو شکست وے وی جائے گی اور پدیڑھ دے کر بھاگے گی۔ (۴)

۲۷. بلکہ انہیں (عذاب کے لیے) دیا گیا وقت تو قیامت کا دن ہی ہے اور قیامت بڑی سخت اور کڑوی چیز ہے۔ (۵) کے بیشک گناہ گار گراہی میں اور عذاب میں ہیں۔

۳۸. جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) کہ دوزخ کی آگ

ا. یہ استفہام انکار لینی نفی کے لیے ہے۔ لیعنی اے اہل عرب! تمہارے کافر، گزشتہ کافروں سے، بہتر نہیں ہیں، جب وہ اپنے کفر کی وجہ سے ہلاک کردیے گئے، تو تم جب کہ تم ان سے بدتر ہو، عذاب سے سلامتی کی امید کیوں رکھتے ہو؟ ۲. وُبُورٌ سے مراد گزشتہ انبیاء پر نازل شدہ کتابیں ہیں۔ لیعنی کیا تمہاری بابت کتب منزلہ میں صراحت کردی گئی ہے کہ یہ قریش یا عرب، جو مرضی کرتے رہیں، ان پر عذاب نہیں آئے گا۔

س. تعداد کی کثرت اور وسائل قوت کی وجہ سے، کسی اور کا ہم پرغالب آنے کا امکان نہیں۔ یا مطلب ہے کہ ہمارا معاملہ مجتع ہے، ہم دشمن سے انتقام لینے پر قادر ہیں۔

۵. اَدْهی دَهَاءٌ سے ہے، سخت رسوا کرنے والا، اَمَرُّ مَرَارَةٌ سے ہے، نہایت کروا۔ لینی ونیا میں جو یہ قتل کیے گئے، قیدی بنائے گئے وغیرہ، یہ ان کی آخری سزا نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت سزائیں ان کو قیامت کے دن دی جائیں گی جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

لگنے کے مزے چکھو۔(۱)

۲۹. بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔(۲)

۵۰. اور جارا حکم صرف ایک دفعہ (کا ایک کلمہ) ہی ہوتا
 چیسے آنکھ کا جھیکنا۔

اه. اور بیشک ہم نے تم جیسے بہت سوں کو ہلاک کر دیاہے'' پس کوئی ہے نصیحت لینے والا۔

**۵۲**. اور انہوں نے جو کچھ (اعمال) کیے ہیں سب نامۂ اعمال میں لکھے ہوئے ہیں۔<sup>(۴)</sup>

۵۳. اور (اسی طرح) ہر چیوٹی بڑی بات بھی لکھی ہوئی ہے۔ ۵۳. یقیناً ہمارا ڈر رکھنے والے جنتوں اور نہروں میں ہونگلے۔(۱)

**۵۵**. راستی اور عزت کی بیٹھک میں <sup>(2)</sup> قدرت والے بادشاہ کے پاس۔ <sup>(۸)</sup>

ٳ؆ٛػؙڷۺؙؙڴؙڂؘڷڨؙڬ؋ؙؠؚڠٙۮڔٟ<sup>®</sup>

وَمَآامُوٰنَآاِلُاوَاحِدَةُ كَلَمْجٍ بِالْبَصَرِ ·

وَلَقَدُ اَهُلَكُنَا اَشْيَاعَكُوْ فَهَلُمِنُ مُّتَكِرِهِ

وَكُلُّ شَيٌّ فَعَلُونُهُ فِي الزُّبُرِ

ۅؙػؙڷؙڝؘۼؠؙڔٟٷڲؚۑؽڔۣڡؙٛٮؾؘڟۯؖ ٳؾؘٵڶٛؠؙٛؾٞٛڡٙؿؽؚڧٛػؚڹ۬ۨؾٟۊۜڹۿڕؗ

ڔڣؙؙڡؘڡٞۼڔڝۮڗۣۼڹ۫ۮٙڡؚڶؽڮ۠ۺؙؙڡؙۛؾڔڕؖۿ

ا. سَقَرٌ بھی جہنم کا نام ہے لیعنی اس کی حرارت اور شدت عذاب کا مزہ چکھو۔

۲. ائمہ سنت نے اس آیت اور اس جیسی دیگر آیات سے استدلال کرتے ہوئے تقدیر اللی کا اثبات کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوقات کے پیدا کرنے سے پہلے ہی سب کا علم تھا اور اس نے سب کی نقدیر ککھ دی ہے اور فرقئہ قدریہ کی تردید کی ہے جس کا ظہور عبد صحابہ کے آخر میں ہوا۔ (ان کیر)

٣. لينى گزشته امتول كى كافرول كو، جو كفر ميل تمهار بى جيسے تھے۔ أَشْيَاعَكُمْ أَيْ: أَشْبَاهَكُمْ وَنُظَرَآءَكُمْ- (فتح القدير) ٨. يا دوسر بے معنی بيں، لوح محفوظ ميں درج بيں۔

۵. لین مخلوق کے تمام اعمال، اقوال وافعال لکھے ہوئے ہیں، چھوٹے ہوں یا بڑے، حقیر ہوں یا جلیل، اشقیاء کے ذکر کے بعد اب سعداء کا ذکر کیا جارہا ہے۔

۲. یعنی مختلف اور متنوع باغات میں ہوں گے۔ نَهَرٌ ، بطور جنس کے ہے جو جنت کی تمام نہروں کو شامل ہے۔

2. مَقْعَدِ صِدْقٍ، عزت کی بیٹھک یا مجلس حق، جس میں گناہ کی بات ہوگی نہ لغویات کا ارتکاب۔ مراد جنت ہے۔

٨. مَلِيْكِ مُّقْتَدِدٍ، قدرت والا بادشاه لعنی وه ہر طرح کی قدرت سے بہرہ ور ہے جو چاہے کر سکتا ہے، کوئی اسے عاجز نہیں
 کر سکتا۔ عِنْدَ (یاس) یہ کنایہ ہے اس شرف منزلت اور عزت واحترام سے، جو اہل ایمان کو اللہ کے ہاں حاصل ہوگا۔

### سورۂ رخمٰن مدنی ہے اور اس میں اٹھہۃ آیتیں اور تین رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. رحمٰن نے۔

۲. قرآن سکھایا۔

س. اسی نے انسان کو پیدا کیا۔<sup>(۱)</sup>

م. اور اسے بولنا سکھایا۔<sup>(۳)</sup>

آفاب اور ماہتاب مقررہ حساب سے ہیں۔

۲. اور سارے اور درخت دونوں سجدہ کرتے ہیں۔(۵)

# ينونواله المنافقة الم

#### 

ٱلرَّحُمٰنُ<sup>ڽ</sup>ُ

عَكُمُ الْقُنُّ الَّ

خَلَقَ الْإِنْسَانَ ﴿

عَكَّمَهُ الْبِيَانَ۞

الشَّهُ مُن وَالْقَبَرُ بِحُسُمَانِ فَ

وَّالنِّحُوْ وَالشَّجُوْرِينُجُلنِ 🗨

ہلا۔ اس کو بعض حضرات نے مدنی قرار دیا ہے، تاہم صحیح یہی ہے کہ یہ مکی ہے (فقدیہ) اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوئی ہے، جس میں نبی سکا لیکٹی نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ تم خاموش رہتے ہو، تم سے تو ایجھے جن ہیں کہ جب جن والی رات کو میں نے یہ سورت ان پر پڑھی تو میں جب بھی ﴿ فَیْاَی الْاَوْدَ مَیْکُلُولُولِی پُر شَتّا، تو وہ اس کے جواب میں کہتے (لَا بِشَیْءِ مِّنْ نَعَمِكَ رَبَّنَا نُکلَّ بُ فَلَكَ الْحَمْدُ)۔ (ترمذی، تفسیر سورہ الرحمٰن، ذکرہ الالبانی فی صحیح الترمذی) اللہ بھی ہیں کہ یہ اہل مکہ کے جواب میں ہے جو کہتے تھے کہ یہ قرآن محمد (سُلُلُلُولُولُ) کو کئی انسان سکھاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کے اس قول کے جواب میں ہے کہ رحمٰن کیا ہے؟ قرآن سکھانے کا مطلب ہے، اسے آسان کردیا، یا اللہ نے اپنی بہت سی نعتیں گوائی ہیں۔ چو نکہ تعلیم قرآن ان میں پیغیم کو سکھایا اور پغیمر نے امت کو سکھایا۔ اس سورت میں اللہ نے اپنی بہت سی نعتیں گوائی ہیں۔ چو نکہ تعلیم قرآن ان میں قدر و منزلت اور اہمیت وافادیت کے لحاظ سے سب سے نمایاں ہے، اس لیے پہلے اس نعت کا ذکر فرما یا ہے۔ (شُ القدی) کہ ان کو اس فاق مورت میں اللہ نے بیدا فرمایا ہے جو جانوروں سے الگ ایک مستقل مخلوق ہے۔ انسان کا لفظ بطور جنس النان کو اسی شکل وصورت میں اللہ نے پیدا فرمایا ہے جو جانوروں سے الگ ایک مستقل مخلوق ہے۔ انسان کا لفظ بطور جنس کے ہے۔

س. اس بیان سے مراد برخض کی اپنی مادری بولی ہے جو بغیر سکھے از خود برخض بول لیتا اور اس میں اپنے مانی الضمیر کا اظہار کرلیتا ہے، حتیٰ کہ وہ چھوٹا بچیہ بھی بولتا ہے، جس کو کسی بات کا علم اور شعور نہیں ہوتا۔ یہ اس تعلیم الٰہی کا نتیجہ ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

۷. لینی اللہ کے تھمرائے ہوئے حساب سے اپنی اپنی منزلول پر روال دوال رہتے ہیں، ان سے تجاوز نہیں کرتے۔ ۵. جیسے دوسرے مقام پر فرماما ﴿ اَلْوَتُوَانَّ اللّٰهَ يَسْعُجُدُلُهُ مَنْ فِي السَّمَادِتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّبُسُ وَالْشَبَرُ وَالْدُجُومُرُو لِجُبَالُ وَالشَّجُو

وَالسَّهَأَءُ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ۞ ٱلَّاتَظُّغُوُّ إِنِي الْمِهِيْزَانِ۞

وَكَقِيمُواالْوَزُنَ بِالْقِسُطِ وَلَا تَخْيَرُوا الْمِيزَانَ ٥

ۅؘٲڵۯۯڞؘۅڝؘٚعَهَالِلَانَامِ۞ ڣۣؽؙۿٵفاكِهةٌ ٷالنَّخُلُذَاتُ ٱلْاَلْمَكَامِ۞

> وَالْحَبُّ دُوالْعَصُفِوَالرَّبُّ عَانَ۞ هِاتِي الرَّهِ رَبِّكُمَاتُكِّ بْنِ۞

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنُ صَلْصَالِ كَالْفَقَّارِهُ

ک. اور اسی نے آسان کو بلند کیا اور اسی نے ترازو رکھی۔()
 ۸. تاکہ تم تولنے میں تجاوز نہ کرو۔()

9. اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول میں کم نہ دو۔

• اور اسی نے مخلوق کے لیے زمین بچھادی۔

11. جس میں میوے ہیں اور خوشے والے کھجور کے درخت ہیں۔(۳)

11. اور مجس والا اناج ہے (") اور خوشبودار پھول ہیں۔ 11. کیس (اے انسانو اور جنو!) تم اپنے پرورد گار کی کس کس نعمت کو جیٹلاؤ کے ؟<sup>(۵)</sup>

۱۳ اس نے انسان کو بجنے والی مٹی سے پیدا کیا جو تھیکری کی طرح تھی۔(۲)

وَالدَّوَاَثِی ﴿ السعِ: ١٨) (كيا تو تنميس ديكه رباكه الله ك سامنے سجدے ميں ميں سب آسانوں والے اور سب زمينوں والے اور سورج اور چاند اور ستارے اور بيباڑ اور در خت اور جانور)۔

ا. یعنی زمین میں انصاف رکھا، جس کا اس نے لوگوں کو تھم دیا، جیسے فرمایا ﴿لَقَدُالَوَسُلَمُنَا اللَّبِيّنَةِ وَٱنْزَلْمَنَامُعَهُمُ الْكَابُ وَلِيَّامُ وَالْقَاسُ وِالْقِسُوطِ﴾ (الحدید: ۲۵) (یقیناً ہم نے اپنے پینجبروں کو کھی ولیلیں دے کر جیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں)۔

٢. ليعني انصاف سے تجاوز نه كرو\_

اَّذُمَامٌ، كِمُ كَل جَمْع ب، وِعَآءُ التَّمْرِ، كَجُور پر چُرُها ہوا غلاف۔

۷. حَبُّ سے مراد ہر وہ خوراک ہے جو انسان اور جانور کھاتے ہیں۔ خشک ہوکر اس کا لودا بھس بن جاتا ہے جو جانوروں کے کام آتا ہے۔

۵. یہ انسانوں اور جنوں دونوں سے خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعیتیں گنواکر ان سے پوچھ رہا ہے۔ یہ تکرار اس شخض کی طرح ہے جو کسی پر مسلسل احسان کرے لیکن وہ اس کے احسان کا منکر ہو، جیسے کہے، میں نے تیرا فلاں کام کیا، کیا تو انکار کرتا ہے؟ فلاں چیز تجھے دی، کیا تجھے یاد نہیں؟ تجھ پر فلاں احسان کیا، کیا تھے جارا ذرا ذرا ذیال نہیں؟ (ڈے القدیہ)

۲. صَلْصَالِ خشک مٹی، جس میں آواز ہو۔ فَخَارٌ آگ میں پکی ہوئی مٹی، جے تھیکری کہتے ہیں۔ اس انسان سے مراد
 حضرت آدم عَلَيْلًا ہیں، جن کا پہلے مٹی سے پتلا بنایا گیا اور پھر اس میں اللہ نے روح پھوئی۔ پھر حضرت آدم عَلَيْلًا کی بائیں

ۅۘڂؘڷؾٙٵۼٛٳٚؾ؈ؽ؆ڶڔڿۣۺؽ؆ٳڕؖ ڣؘۑٲؾٞٵڵٳ؞ٙٮٮۜڲؙۭؽٵڰؽڐؚڹڽ۞ ڔۺؙڶؠؿؠؙڗؿؽؽۅؘڔڝؙٵڷؠۘۼؙڔؽۺۣ۞ ڣؘڸٛؾٞٵڵٷ؞ڒڮؙؙؽٵڰؽڐؚڹڽ۞

مَرَجَ الْبَحُرَيْنِ يَلْتَقِيلِيْ

ؠؘؽڹؠؙؙؙؙؙؙؙؙٛػٳؠڗؘڗؘڂۭ۠ڷٳڛۘۼڸڹ<sup>۞</sup>

10. اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔ (۱)

11. پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (۲)

12. وہ رب ہے دونوں مشر قوں اور دونوں مغربوں کا۔ (۳)

14. تو (اے جنو اور انسانو!) تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟

19. اس نے دو دریا جاری کردیے جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔

۲۰. ان دونوں میں ایک آڑ ہے کہ اس سے بڑھ نہیں
 سکتے۔(\*)

کیلی سے حوا کو پیدا فرمایا، اور پھر ان دونوں سے نسل انسانی چلی۔

ا. اس سے مراد سب سے پہلا جن ہے جو ابوالجن ہے، یا جن بطور جنس کے ہے۔ جیسا کہ ترجمہ جنس کے اعتبار سے ہی کیا گیا ہے۔ مارج آگ سے بلند ہونے والے شعلے کو کہتے ہیں۔

۲. لیعنی تمہاری یہ پیدائش بھی اور پھر تم سے مزید نسلول کی تخلیق وافزائش، یہ اللہ کی نعمتوں میں سے ہے۔ کیا تم اس نعمت کا انکار کروگے؟

1. ایک گرمی کا مشرق اور ایک سردی کا مشرق، ای طرح مغرب ہے۔ اس لیے دونوں کو تثنیہ ذکر کیا ہے، موسموں کے اعتبار سے مشرق ومغرب کا مختلف ہونا اس میں بھی انس وجن کے لیے بہت سی مصلحتیں ہیں، اس لیے اسے بھی نعمت قرار دیا گیا ہے۔

مل مَرَجَ بمعنی اُرْسَلَ جاری کردیے۔ اس کی تفصیل سورۃ الفرقان، آیت: ۵۲ میں گزر چکی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو دریاؤں سے مراد بعض کے نزدیک ان کے الگ الگ وجود ہیں، جیسے میٹھے پانی کے دریا ہیں، جن سے تھیتیاں سیراب ہوتی ہیں اور انسان ان کا پانی اپنی دیگر ضروریات میں بھی استعال کرتا ہے۔ دوسری قتم سمندروں کا پانی ہے جو کھارا ہے، جس کے پچھ اور فوائد ہیں۔ یہ دونوں آپس میں نہیں ملتے۔ بعض نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ کھارے سمندروں میں ہی شخصے پانی کی اہریں حمتاز ہی میں بہیں مائٹیں، بلکہ ایک دوسرے سے جدا اور ممتاز ہی رہتی ہیں۔ اس کی اہریں حورت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھارے سمندروں میں ہی گئی مقامات پر میٹھے پانی کی اہریں بھی جاری کی ہوئی ہیں اور وہ کھارے پانی ہی اللہ تعالیٰ نے کھارے سمندروں میں ہی گئی مقامات پر میٹھے پانی کی اہریں کئی حاری کی ہوئی ہیں اور وہ کھارے پانی ہو اور اس کی تہ میں شیچے چشمۂ آب شیریں۔ جیسا کہ واقعتاً بعض مقامات پر ایسا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ جن مقامات پر میٹھے پانی کی تہ میں بینی میدوں دور تک اس طرح ساتھ پانی کے دریا کا پانی سمندر میں جاگر گرتا ہے، وہاں کئی لوگوں کا مشاہدہ ہے کہ دونوں پانی میلوں دور تک اس طرح ساتھ

۲۱. پس اپنے پرورد گار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤگ؟
۲۲. ان دونوں میں سے موتی اور مونگ برآمد ہوتے ہیں۔
۲۳. پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگ؟
۲۳. اور اللہ ہی کی (ملکیت میں) ہیں وہ جہاز جو سمندروں میں پہاڑ کی طرح بلند (چل پھر رہے) ہیں۔
۲۵. پس (اے انسانو اور جنو!) تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

فِهَائِيّ الآو رَبِّئِمُنَا تُنكِّدِينِ۞ يَغُوْئِرُمِنَّهُمَا اللَّوْلُؤُوالْمَرْجَانُ۞ فِهَائِيّ الآورَئِكُمَا لَكَذِّبْنِ۞ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَاكَ فِى الْبَحْرِكَا لَوْمَكُمْ۞

فَوِاَيّ الْكَوْرَتِّكِنْمَا تُكَدِّبْنِ۞

ساتھ چلتے ہیں کہ ایک طرف میٹھا دریائی پانی اور دوسری طرف و سبع وعریض سمندر کا کھارا پانی، ان کے در میان اگرچہ کوئی آڑ نہیں۔ لیکن یہ باہم نہیں ملتے۔ دونوں کے در میان یہ وہ برزخ (آڑ) ہے جو اللہ نے رکھ دی ہے، دونوں اس سے شیاوز نہیں کرتے۔

ا. مَرْ جَانٌ سے چھوٹے موتی یا پھر مونگے مراد ہیں۔ کہتے ہیں کہ آسان سے بارش ہوتی ہے تو سیبیاں اپنے مونہہ کھول دیتی ہیں، جو قطرہ اکلے اندر پڑجاتا ہے، وہ موتی بن جاتا ہے۔ مشہور یہی ہے کہ موتی وغیرہ شیسے پانی کے دریاؤں سے نہیں، بلکہ صرف آب شور لیعنی سمندروں سے ہی نگلتے ہیں۔ لیکن قرآن نے شنیہ کی صغیر استعال کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں سے ہی موتی نگلتے ہیں۔ چونکہ موتی کرت کے ساتھ سمندروں سے ہی نگلتے ہیں، اس لیے اس کی شہرت ہوتی ہے۔ تاہم شیریں دریاؤں سے اس کی نفی ممکن نہیں بلکہ موجودہ دور کے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ میشے دریا میں بھی موتی ہوتے ہیں۔ البتہ ان کے مسلسل جاری رہنے کی وجہ سے ان سے موتی نکالنا مشکل امر ہے۔ بعض نے دریا میں بھی موتی ہوتے ہیں۔ البتہ ان کے مسلسل جاری رہنے کی وجہ سے ان سے موتی نکالنا مشکل امر ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ مراد مجموعہ ہے، ان میں سے کسی ایک سے بھی موتی نکل جائیں تو ان پر شنیہ کا اطلاق صبح ہے۔ بعض نے کہا کہ شیریں دریا بھی عام طور پر سمندر میں ہی گرتے ہیں اور وہیں سے موتی نکالے جاتے ہیں، اس لیے گو منبع دریائے شور ہی ہوئے، لیکن دوسرے دریاؤں کا حصہ بھی اس میں شامل ہے لیکن موجودہ دور کے تجربات کے بعد ان تاویلات شور ہی ہوئے، لیکن دوسرے دریاؤں کا حصہ بھی اس میں شامل ہے لیکن موجودہ دور کے تجربات کے بعد ان تاویلات اور تکلفات کی ضرورت نہیں۔ واللّٰہ اُعْلَمُ

۲. یہ جواہر اور موتی زیب وزینت اور حسن وجمال کا مظہر ہیں اور اہل شوق واہل نڑوت انہیں اپنے ذوق جمال کی تسکین اور حسن ورعنائی میں اضافے ہی کے لیے استعال کرتے ہیں، اس لیے ان کا نعمت ہونا بھی واضح ہے۔

سا. الجَوَارِ، جَارِيَةٌ (چلنے والی) کی جمع اور محذوف موصوف (السُّفُنُ) کی صفت ہے۔ مُنشَاَتٌ کے معنی مرفوعات ہیں، ایعنی بلند کی ہوئیں، مراد بادبان ہیں، جو بادبانی کشتیوں میں حجنڈوں کی طرح اونچے اور بلند بنائے جاتے ہیں۔ بعض نے اس کے معنی مصنوعات کے کیے ہیں لیعنی اللہ کی بنائی ہوئی جو سمندر میں چلتی ہیں۔

٨. ان كے ذريعے سے بھى نقل وحمل كى جو آسانياں ہيں، محتاج وضاحت نہيں، اس ليے يہ بھى الله كى عظيم نعمت ہے۔

كُڻُّ مَنَّ عَكِيْهُا فَارِنَّ۞ وَّيَبُقَى وَجُهُ رُبِّكِ دُوالْجِلْلِ وَالْإِكْرَامِ۞

فَيَأَيِّ الْآرِ رَبِّيُمَا لَتُكَدِّلِنِ<sup>©</sup> يَسْتُلُهُ مَنْ فِى السَّمَلُوتِ وَالْأَرْضِّ كُلُّ يَوُمِوْ فَ شَاْنٍ <sup>©</sup>

> ڣؘؚٲؾؖٵ۬ڒٙ؞ٙڔڗؾؙؙؙؚؖ۠۠ؠٵؿؙػڹٙۨڹؽؚ ڛؘڡؙڡؙؙۯؙڠؙڒٷۯٵؾؙٟٛٵڶؿۛڠڶڶۣ۞ٛ

فَيَأَى الْكَوْرَيِّكُمَا تُكَدِّبِلِي۞ يَمْعُشَّرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِن اسْتَطَعْتُمُ اَنْ تَنْفُنُ وَا مِنْ اقْطَارِالتَّمُولِ فِ وَالْارْضِ فَانْفُنُ وَْالاَ مَنْفُدُونَ اِلْاَئِسُلُطِنِ ۞

۲۷. جو کچھ بھی زمین پر ہے سب فناء ہوجانے والا ہے۔ ۲۷. اور صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔

۲۸. پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگے؟<sup>(۱)</sup> ۲۹. سب آسانوں اور زمین والے اس سے مانگتے ہیں۔<sup>(۲)</sup> ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔

س. پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگے؟ (م) اس. (جنوں اور انسانوں کے گروہو!) عنقریب ہم تمہاری طرف پوری طرح متوجہ ہوجائیں گے۔(۵)

المسل بھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھلاؤگے؟

المسل اے گروہ جنات وانسان! اگر تم میں آسانوں اور

زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو

انکل بھا گو(۱) بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے۔(2)

1. فنائے دنیا کے بعد، جزاء وسزا معنی عدل کا اجتمام ہوگا، لہذا یہ بھی ایک نعت عظمی ہے جس پر شکر الٰہی واجب ہے۔ ۲. لیعنی سب اس کے مختاج اور اس کے در کے سوالی ہیں۔

سب ہر روز کا مطلب، ہر وقت۔ شان کے معنی امر یا معاملہ، یعنی ہر وقت وہ کسی نہ کسی کام میں مصروف ہے، کسی کو بیار کررہا ہے، کسی کو شفایاب، کسی کو تو گر بنارہا ہے تو کسی تو نگر کو فقیر۔ کسی کو گدا سے شاہ اور شاہ سے گدا، کسی کو بلندیوں پر فائز کررہا ہے، کسی کو بست سے نیست اور نیست کو ہست کررہا ہے وغیرہ۔ الغرض کا نئات میں یہ سارے تصرف اس کے امر ومشیت سے ہو رہے ہیں اور شب وروز کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جو اس کی کار گزاری سے خالی ہو۔ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیَّوْمُ، لَا تَأْخُدُهُ مُسِنَةٌ وَّ لَا نَوْمُ۔

م. اور اتنی بڑی ہستی کا ہر وقت بندول کے امور ومعاملات کی تدبیر میں لگے رہنا، کتنی بڑی نعمت ہے۔

۵. اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ کو فراغت نہیں ہے بلکہ یہ محاورۃ بولاگیا ہے جس کا مقصد وعید و تہدید ہے۔ ثَفَلَانِ (جن وانس کو) اس لیے کہا گیا ہے کہ ان کو تکالیف شرعیہ کا پابند کیا گیا ہے، اس پابندی یا بوجھ سے دوسری مخلوق مشتیٰ ہے۔

۲. یہ تہدید بھی نعت ہے کہ اس سے بدکار، بدیوں کے ارتکاب سے باز آجائے اور محن زیادہ نیکیاں کمائے۔

2. لینی اللہ کی نقدیر اور قضاء سے تم بھاگ کر کہیں جاسکتے ہو تو چلے جاؤ، لیکن یہ طاقت کس میں ہے؟ اور بھاگ کر آخر

فَبِ اَیّ الْآءِ رَئِکْمَاتُکَدِّیٰنِ۞ یُرُسُلُ عَلَیۡکُمَاشُواظُوِّنُ تَارِدْتَوُکُاسُ فَلاَ تَنْتَصِرُ نِ۞

فَياأَيّ الزّورَتِكُمَا تُكَدِّبنِ۞

فَإِذَاانْشَقَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتُ وَرُدَةً كَالَّتِ هَانِ ۗ

فِياَيِّ الْكَ<sub>و</sub>ْرَتِكِمُناتُكَدِّ لِنِ ⊙

فَيَوْمَيِدٍ لِالْشُعُلُ عَنُ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَالِجَآنَّ ٥

فَيِاكِيِّ الْأَوْرَكِيُّمَا تُكَدِّبِٰنِ© يُعْرَثُ النُّجُرِمُوْنَ بِسِيمُاهُمُّ فَيُؤُخِنُ بِالنَّوَاصِيُ

۳۳. پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگے؟ ۳۵. تم پر آگ کے شعلے اور دھوال جھوڑا جائے گا<sup>(۱)</sup> پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔<sup>(۱)</sup>

٣٧. پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگے؟

سرخ چیڑا۔ (۳)

۳۸. پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگے؟

97. اس دن کسی انسان اور کسی جن سے اس کے گناہوں

کی پرسش نہ کی جائے گی۔ (۱۹)

۲۰۰۰. کیس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جیٹلاؤگے؟
 ۱۲۰۰. گناہ گار صرف حلیہ سے ہی بیچان لیے جائیں گے (۵)

کہاں جائے گا؟ کون سی جگہ الی ہے جو اللہ کے اختیارات سے باہر ہو۔ یہ بھی تہدید ہے جو مذکورہ تہدید کی طرح نعمت ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ میں کہا جائے گا، جب کہ فرشتے ہر طرف سے لوگوں کو گھیر رکھے ہونگے۔ دونوں ہی مفہوم اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔

ا. مطلب یہ ہے کہ اگر تم قیامت کے دن کہیں بھاگ کر گئے بھی، تو فرشتے آگ کے شعلے اور دھوال تم پر چھوڑ کر یا پگھلا ہوا تائبہ تمہارے سرول پر ڈال کر تمہیں واپس لے آئیں گے۔ نُکاسٌ کے دوسرے معنی پھلے ہوئے تانبے کے کیے گئے ہیں۔

٢. يعنى الله ك عذاب كو ٹالنے كى تم قدرت نہيں ركھوگ۔

سر. قیامت کے دن آسان چیٹ پڑے گا، فرشتے زمین پر اتر آئیں گے، اس دن یہ نار جہنم کی شدت حرارت سے پھل کر سرخ نری کے چڑے کی طرح ہوجائے گا۔ دِھانٌ، سرخ چڑا۔

۷۹. لیعنی جس وقت وہ قبروں سے باہر نکلیں گے۔ ورنہ بعد میں موقف حماب میں ان سے بازپرس کی جائے گی۔ بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ گناہوں کی بابت نہیں پوچھا جائے گا، کیونکہ ان کا تو پورا ریکارڈ فرشتوں کے پاس بھی ہوگا اور اللہ کے علم میں بھی۔ البتہ پوچھا جائے گا کہ تم نے یہ کیوں کیے؟ یا یہ مطلب ہے، ان سے نہیں پوچھا جائے گا بلکہ انسانی اعضاء خود بول کر ہر بات بتلائیں گے۔

۵. تعنی جس طرح اہل ایمان کی علامت ہوگی کہ ان کے اعضائے وضو جیکتے ہوں گے۔ اسی طرح گناہ گاروں کے چبرے سیاہ، آ تکھیں نیلگوں اور وہ دہشت زدہ ہوں گے۔

ۘۅؘٵڵۘۊؙػٵۅؖٛ ڣؚٳٙؠٚٵڵڒ؞ڗؾؚٞٞؠٵڴؽڹۨڹڹ ۿڹ؋ڄؘۿؿؙٞؠؙٲڷؚؿؙؽڲؘڐؚۨٮٛؠۿٵڵؠؙڿؙڔؚڡؙۅؘڽ۞ ؽڟۅؙٷ۫ڹؘؽؽؠٚٵۅؘؠؽؾؘڂؚؠؽۄٟٳڹؖ ٛ

> ڣؘڸؘؾٞٳڵڒۄڗؾؙؙؙؚؠؙٵؿؙػڐؚؠڹۣۛ ٷڸؠٙڽؙڂٵػؘڡؘڠؘڶۄؘڗؾؚۜۥڄؾٞؿ۬ؽ۞ۧ

ڣَياتِي الآءِ رَئِّمَا اثْكَذِّبْنِ ۗ ذَواتَا افْنَانِ ۚ فَيَاتِي الآءِ رَئِّمُما ثَكَدِّبْنِ فِيُمَا عَيُنْنِ تَجْرِيْنِ ۚ فِيَلَتِي الآءِ رَئِّمُما تَكَدِّبْنِ ۞ فِيلَتِي الآءِ رَئِّمُما تُكَدِّبْنِ ۞ فِيفُهَمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجْنِ۞

اور ان کی پیشانیوں کے بال اور قدم کپڑ لیے جائیں گے۔(') ۲۳. کپس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگے؟ ۱۳۳. یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھوٹا جانتے تھے۔ ۱۳۳. اس کے اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے در میان چکر کھائیں گے۔('')

۳۵. پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگے؟ ۳۷. اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہیں۔(۳)

ہونے سے درا دو ہ یں ہیں۔

الکم. پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگ؟

الکم. (دونوں جنتیں) بہت ہی ہٹنیوں اور شانوں والی ہیں۔

الکم. پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگ؟

الکم. ان دونوں (جنتوں) میں دو بہتے ہوئے چشمے ہیں۔

الکم. پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگ؟

الکم. ان دونوں جنتوں میں ہر قشم کے میدوں کی دو

ا. فرشتے ان کی پیشانیاں ان کے قدموں کے ساتھ ملاکر بکڑیں گے اور جہنم میں ڈال دیں گے، یا تبھی پیشانیوں سے اور تبھی قدموں سے انہیں کپڑیں گے۔

٢. لعنی جمی انہیں جمیم کا عذاب دیا جائے گا اور جمیلی مآءً حَمِیْمٌ پینے کا عذاب۔ آن، گرم۔ لعنی سخت کھولتا ہوا گرم پانی، جو ان کی انتزیوں کو کاٹ دے گا۔ أَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهَا.

سا. جیسے حدیث میں آتا ہے۔ (دو باغ چاندی کے ہیں، جن میں برتن اور جو کچھ ان میں ہے، سب چاندی کے ہوں گے۔ دو باغ سونے کے ہیں اور ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے، سب سونے کے ہی ہوں گے)۔ (صحیح البخاري، تفسیر سورۃ الرحمٰن) بعض آثار میں ہے کہ سونے کے باغ خواص مومنین مُقَرَّبِیْنَ اور چاندی کے باغ عام مومنین أُصْحَابُ الْيَوِیْنَ کے لیے ہوں گے۔ (ابن کشر).

۰۸. یه اشارہ ہے اس طرف که اس میں سایه گنجان اور گہرا ہوگا، نیز تھلوں کی کثرت ہوگی، کیونکه کہتے ہیں ہر شاخ اور ٹہنی تھلوں سے لدی ہوگی۔ (ابن کیر)

ایک کا نام تَسْنِیْمٌ اور دوسرے کا سَلْسَبیْلٌ ہے۔

فشمیں ہوں گی۔(۱)

مه . پھر تم اپنے رب کی کس کس نمت کو جھٹاؤگے؟
مه . جنتی ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے
جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے، (۲) اور ان دونوں
جنتوں کے میوے بالکل قریب ہوں گے۔ (۳)
جنتوں کے میوے بالکل قریب ہوں گے۔ (۳)
مه . پس تم اپنے رب کی کس کس نعت کو جھٹلاؤگے؟
میں تم اپنے رب کی کس کس نعت کو جھٹلاؤگے؟
ان سے پہلے کسی جن وانس نے ہاتھ نہیں لگایا۔ (۵)
میل اپنے پالنے والے کی کس کس نعت کو جھٹلاؤگے؟

فَيِاكِيّ الْآوَرَكِيُّمَا لَكُذِّ لِنِ® مُثْكِيدِينَ عَلَىٰ فُرُشِ بَطَالٍ نُهُلِمِنُ اِسْتَثَبُرَقٍ ْ وَجَنَا الْجَنَّتِينِ دَانِ®ً

فَبِمَائِيّ الْآءِ رَبِّئِمَا تُكَذِّبٰنِ<sup>©</sup>

ڣيْهِنَّ فْصِرْتُ الطَّرُفِّ لَمُزَيِّلْمِثُّهُنَّ اِنْسُّ تَبْلَهُمُّ وَلَا جَانُهُ

> فِهَاكَق الْآءِرَبِّلْمَا ثُكَدِّبٰنِ◎ كَانَّفُنَّ الْيَاقُوْكُ وَالْمُرَعَاثُ

ا. یعنی ذائقے اور لذت کے اعتبار سے ہر کھل دو قسم کا ہوگا، یہ مزید فضل خاص کی ایک صورت ہے۔ بعض نے کہا کہ ایک قسم خشک میوے کی اور دوسری تازہ میوے کی ہوگی۔

۲. ابری لیعنی اوپر کا کپڑا ہمیشہ اسر سے بہتر اور خوب صورت ہوتا ہے، یہاں صرف اسر کا بیان ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اوپر (ابری) کا کپڑا اس سے کہیں زیادہ عمدہ ہوگا۔

٣. اتنے قریب ہوں گے کہ بیٹھے بیٹھے بلکہ لیٹے لیٹے بھی توڑ سکیں گے، ﴿قُطُوفُهَا دَانِیکَةٌ ﴾ (الحاقة: ٢٣) (جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے)۔

۴. جن کی نگامیں اپنے خاوندوں کے علاوہ کسی پر تنہیں پڑیں گی اور ان کو اپنے خاوند ہی سب سے زیادہ حسین اور اچھے معلوم ہوں گے۔

۵. لینی باکرہ اور نئی نوبلی ہول گی۔ اس سے قبل وہ کسی کے نکاح میں نہیں رہی ہول گی۔ یہ آیت اور اس سے ما قبل
 کی بعض آیات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جو جن مومن ہول گے، وہ بھی مومن انسانول کی طرح جنت میں
 جائیں گے اور ان کے لیے بھی وہی کچھ ہوگا جو دیگر اہل ایمان کے لیے ہوگا۔

Y. لیعنی صفائی میں یا قوت اور سفیدی وسرخی میں موتی یا موظّے کی طرح ہوں گی۔ جس طرح صحیح احادیث میں بھی ان کے حسن وجمال کو ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ یُری مُخْ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَرَآءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ (صحیح البخادی، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وصحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب أول زمرة تدخل الجنة) (ان کے حسن وجمال کی وجہ سے ان کی پنڈل کا گودا، گوشت اور ہڈی کے باہر سے نظر آئے گا)۔ ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ (جنتیوں کی وجہ سے ان کی پنڈل کا گودا، گوشت اور ہڈی کے باہر سے ایک عورت اہل ارض کی طرف جھانک لے تو آسان وزمین کی بیویاں اتنی حمین وجمیل ہوں گی کہ اگر ان میں سے ایک عورت اہل ارض کی طرف جھانک لے تو آسان وزمین

فَهِ أَيِّ الْآهِ رَبِّكُمُ الْكُدِّبِنِ ﴿
هَلُ جَنَّاءُ الْإِحْسَانِ الْلَا الْإِحْسَانُ۞ فَهِ أَيِّ الْآهِ رَبِّكُمَ الْكُدِّبِي ﴿ وَمِنُ دُونِهِمَا جَتَّانِ۞ فَهَ أَيِّ الْآهِ رَبِّكُمَا تُكِّدِّبِنِ۞ فَهَ أَيِّ الْآهِ رَبِّكُمَا تُكِدِّبِنِ۞

> مُدُهَآثَتُنِيٷ فَبِأَيِّ الآهِ رَبِّكُمَاتُكَذِّبْنِٷ

ڣۣۿۄؠٙٵۼؽؙۻ۬ڶڞۧٵۼٙۺؗ۞ ڣؚٵؘؾٵڵڒ؞ڗؿؙؚۭٞؽٵٮؙٛػڐؠۻ۞ ڣۣۿۄؠٵڡٚٳڮۿڎٞٷؘٷٛڰٷڗۺٵڰ۞

> ڣؘؚٵٙؾٵڵٳۥۯؾؠؚ۠ٞؠٵڰڬڐؚڹؽ<sup>ۿ</sup> ڣؽؙڡؚڽۜڂؽۯڮڂؚ؊ڷڽٛ

99. پس تم اپنے پرورد گار کی کس کس نعت کو جھٹلاؤگے؟
• ۲. احسان کا بدلہ احسان کے سواکیا ہے۔

الا. پس اپنے رب کی کس کس نعت کو جھٹلاؤگے؟

الا. اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔

"کا اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔

"کا اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔

"کا کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔

"کا کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔

۱۳. پس تم اپنے پرورش کرنے والے کی کس کس تعمت کو جھٹلاؤگے؟

۲۴. جو دونوں سیاہی مائل گہری سبز ہیں۔

۲۵. بتاؤ اب اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو حبطاؤگے؟

۲۲. ان میں دو (جوش سے) ابلنے والے چشمے ہیں۔ (")
۲۲. پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت جھٹلاؤگ؟
۲۸. ان دونوں میں میوے اور تھجور اور انار ہول
گے۔ (۵)

۲۹. کیا اب مجی رب کی کسی نعمت کی تکذیب تم کروگے؟
 ۲۰. ان میں نیک سیرت خوبصورت عور تیں ہیں۔ (۱)

کے در میان کا سارا حصہ چمک اٹھے اور خوشبو سے بھر جائے، اور اس کے سر کا دوپٹہ اتنا قیمتی ہوگا کہ وہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے)۔ (صحیح البخاري، کتاب الجهاد، باب الحور العین)

ا. پہلے احسان سے مراد نیکی اور اطاعت الٰہی اور دوسرے احسان سے اس کا صلہ، لیحنی جنت اور اس کی نعتیں ہیں۔

۲. دُوْنِهِمَا سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ یہ دو باغ شان اور فضیلت میں چھلے دو باغوں سے، جن کا ذکر آیت: ۴۸ میں گزرا، کم تر ہوں گے۔

س. کثرت سیرانی اور سبزے کی فراوانی کی وجہ سے وہ ماکل بسیابی ہول گے۔

٨. يه صفت تَجْرِيَانِ ٢ لَكُن ٢ الجَرْيُ أَقُوىٰ مِنَ النَّضْخ - (ابن كَثِر)

۵. جب کہ پہلی دو جنتوں (باغوں) کی صفت میں بتلایا گیا ہے کہ تمام پھل دو قشم کے ہوں گے۔ ظاہر ہے اس میں شرف وفضل کی جو زیادتی ہے، وہ دوسری بات میں نہیں ہے۔

٢. خَيْرًاتٌ سے مراد اخلاق وكرداركى خوبيال بين اور حِسَانٌ كا مطلب ہے حسن وجمال ميں كيتا۔

فِإِلَّىٰ الْآهِ رَبِّئِمُاثُكَدِّبٰنِ حُورٌمَّقَصُورُكُ فِي ٱلْجِيَامِرُهُ

فَهِأَيِّ الْآءِ رَتَّكِمُنَا تُكَدِّبْنِ

ڵۄؙٮٚؿؙؙؚڸؠؿؙۿؾٙٳڣ۫ڽٛۊؠؙڵۿۿؙۅؘۯڵۻٙٲؾٛؖ<sup>ۿ</sup>

فَهَاتِي الْآوِرَتَّكِمُنَا تُكَدِّبِنِ

مُتَّكِ بِينَ عَلَى رَفْرَفٍ خُفُرِوعَ عُنْقِرِيٍّ حِسَانٍ ٥

فَبِأَيِّ اللَّهِ رَبِّكُمَا ثُكَدِّبِي

اک. پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگے؟ ۷۲. (گوری رنگت کی) حوریں جنتی خیموں میں رہنے والیاں ہیں۔(۱)

۳۵. پس (اے انسانو اور جنو!) تم اینے رب کی کس کس نعمت کو حبطلاؤ گے؟

مرك. ان كو ہاتھ نہيں لگايا كسى انسان يا جن نے اس سے قبل۔

24. ایس اینے پرورد گار کی کون کون سی نعمت کے ساتھ تم تکذیب کرتے ہو؟

27. سبز مندول اور عدہ فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوئے ہوں گے۔ (۲)

22. پس (اے جنو اور انسانو!) تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟<sup>(۳)</sup>

ا. حدیث میں نبی مَا النَّا النَّا النَّا النَّا النَّا النَّا النَّا عَرْضَ ساتُه میل ہوگا، اس کے ہر کونے میں جنتی کے اہل ہول گے، جس کو دوسرے کونے والے تہیں دیکھ سکیں گے۔ مومن اس میں گھومے گا)۔ (صحیح البخاري، تفسیر سورة الرحمٰن وکتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة، صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی صفة خیام الجنة)

البخاري، تفسير سورة الرحمن و تتاب بده الحلق، باب ما جاء في صفه الجنه، صحيح مسلم، كتاب الجنه، باب في صفه نحيام الجنه)

7. رَفْرَ فِ، مَند، غَالِيجِهِ يَا اللَّ قَسَم كَا عَمْده فَرْش، عَبْقَرِيًّ، بَرْفَيْس اور اعلى چيز كو كها جاتا ہے۔ نبی صَّالَةُ يُثِمُ في حضرت عمر حُلَاثُنَّهُ كَا لَحْد وصحيح مسلم، فضائل كي ليك يہ لفظ استعمال فرمايا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِيْ فَرْيَه (صحيح البخاري، كتاب المنافب، باب فضل عمر وصحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله عنه) (ميس في كوئي عبقرى ايسا نهيں و يكھا جو عمر طُلَّاتُهُ كى طرح كام كرتا ہو) مطلب الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله عنه) (ميس في كوئي عبقرى ايسا نهيں و يكھا جو عمر طُلِّاتُهُ كى طرح كام كرتا ہو) مطلب يہ ہے كہ جنتى ايسے تختول پر فروش ہوں گے جس پر سبز رئگ كى مندين، غاليچ اور اعلیٰ قسم كے خوب صورت منقش فرش بچھے ہوں گے۔

سا. یہ آیت اس سورت میں اسا مرتبہ آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنی اقسام وانواع کی نعتوں کا ذکر فرمایا ہے، اور ہر نعت یا چند نعتوں کے ذکر کے بعد یہ استفسار فرمایا ہے، حتیٰ کہ میدان محشر کی ہولئاکیوں اور جہنم کے عذاب کے بعد بھی یہ استفسار فرمایا ہے، جس کا مطلب ہے کہ امور آخرت کی یاد دہانی بھی نعمت عظیمہ ہے تاکہ بچنے والے اس سے بچنے کی سعی کرلیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی، کہ جن بھی انسانوں کی طرح اللہ کی ایک مخلوق ہے بلکہ انسانوں کے جد یہ دوسری مخلوق ہے جسے عقل وشعور سے نوازا گیا ہے اور اس کے بدلے میں ان سے صرف اس امر کا تقاضا

کے تیرے پروردگار کا نام بابرکت ہے<sup>(۱)</sup> جو عزت وجلال
 والا ہے۔

تَا بِكَاكَ السُّهُ رَبِّكَ ذِي الْجَلْلِ وَالْإِكْرَامِرَةُ

کیا گیا ہے کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کی کو شریک نہ تھیرائیں۔ مخلوقات میں یہی دو ہیں جو شرعی ادکام وفرائف کے مکلف ہیں، اس لیے انہیں ارادہ واختیار کی آزادی دی گئی ہے تاکہ ان کی آزمائش ہو سکے، تیسرا، نعتوں کے بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ کی نعتوں سے فائدہ اٹھانا جائز ومستحب ہے۔ یہ زہد و تقوی کے خلاف ہو اور نہ تعلق مع اللہ میں مانع، جیسا کہ بعض اہل تصوف باور کراتے ہیں۔ چوتھا، بار بار یہ سوال کہ تم اللہ کی کون کون کون کون کون کون کون نعتوں کی تکذیب کروگے؟ یہ توبی اور تہدید کے طور پر ہے، جس کا مقصد اس اللہ کی نافرمانی سے روکنا ہے، جس نے یہ ساری نعتیں پیدا اور مہیا فرمائیں۔ اس لیے نبی مُن اللہ گئی ہوا ہے۔ لَا بِشَیْءِ مِن نَعْمِل کَرِ ہُمان اللہ کی تافرمانی ہے۔ لَا بِشَیْءِ مِنْ یَعْمِل کَرِ ہُمَان نَعْمَل اللہ کی اللہ کی تعمل کی تکذیب نہیں کرتے، پس تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں)۔ (سنن النومذی والصحیحة للائبانی) لیکن اندرون صلاۃ اس جواب کا پڑھنا مشروع نہیں۔

ا. تَبَارَكَ، بركت سے ہے جس كے معنی دوام وثبات كے ہيں۔ مطلب ہے اس كا نام بميشہ رہنے والا ہے، يا اس كے پاس بميشہ خير كے خزانے ہيں۔ اس كا نام اتنا بابركت يعنی بميشہ خير كے خزانے ہيں۔ اور جب اس كا نام اتنا بابركت يعنی خير اور بلندى كا حامل ہے تو اس كى ذات كتنى بركت اور عظمت ورفعت والى ہوگی۔

#### سورۂ واقعہ کمی ہے اور اس میں چھیانوے آیتیں۔ اور تین رکوع ہیں۔

## 

٤

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. جب قیامت قائم ہوجائے گی۔(۱)

۲. جس کے واقع ہونے میں کوئی حبوٹ نہیں۔

س. وہ پیت کرنے والی اور بلند کرنے والی ہو گ۔ (۲)

٣. جب كه زمين زلزله كے ساتھ ہلادى جائے گا۔

۵. اور بہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کردیے جائیں گے۔(<sup>(۳)</sup>

۲. پھر وہ پراگندہ غبار کے مانند ہوجائیں گے۔

**ک.** اور تم تین جماعتوں میں ہوجاؤگ۔ <sup>(۴)</sup>

ليس دائن ہاتھ والے، كيسے اجھے ہيں دائن ہاتھ والے۔

9. اور بائیں ہاتھ والے، کیا حال ہے بائیں ہاتھ والوں کا۔(۱) إذَ اوَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ أَنَّ كَيْسُ لِوَقَّعَتِهَا كَاذِ بَةً ۞ خَافِضَةُ ثَافِعَةٌ ۞ إذَ ارْجَتِ الْرُصُّ رَجَّا۞ وَكُنْتُوارْوَاجًا ثَلْثَةً ۚ وَكُنْتُوارُوَاجًا ثَلْثَةً ۚ وَكُنْتُوارُوَاجًا ثَلْثَةً ۚ وَكُنْتُوارُواجًا ثَلْثَةً أَنْ

وَاصْعَابُ الْمُشْتَعَةِ لِهُ كَالْمُعْبُ الْمُشْتَعَةِ قُ

ہلا۔ اس سورت کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ سُوْرَۃُ الْغِنَی (تو مگری کی سورت) ہے اور جو مختص اس کو ہر رات پڑھے گا اسے مبھی فاقد نہیں آئے گا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس سورت کی فضیات میں کوئی متند روایت نہیں ہے۔ ہر رات پڑھنے والی اور بچول کو سکھانے والی روائیتیں بھی ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔ (دیکھے الأحادیث الضعیفة للالبانی، حدیث: ۹۱- ۲۰ م ۲۰۵۱) ۱. واقعہ بھی قیامت کے ناموں میں سے ہے، کیونکہ یہ لامحالہ واقع ہونے والی ہے، اس کیے اس کا یہ نام بھی ہے۔

۲. پتی اور بلندی سے مطلب ذلت اور عزت ہے۔ یعنی اللہ کے اطاعت گزار بندوں کو یہ بلند اور نافرمانوں کو پیت کرے گی، چاہے دنیا میں معاملہ اس کے برعکس ہو۔ اہل ایمان وہاں معزز و مکرم ہوں گے اور اہل کفر وعصیان ذلیل وخوار۔ سل رَجًا کے معنی حرکت واضطراب (زلزلہ) اور بَسًا کے معنی ریزہ ریزہ ہوجانے کے ہیں۔

٣. أَزْوَاجًا: أَصْنَافًا كِ مَعْنَى مِينَ ہے۔

۵. اس سے عام مومنین مراد ہیں جن کو ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھوں میں دیے جائیں گے جو ان کی خوش بختی کی علامت ہوگی۔

۲. اس سے مراد کافر ہیں جن کو ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھوں میں پکڑائے جائیں گے۔

وَالسَّيْعَوُنَ السَّيْعُونَ فَ اولَيْك النَّعْدَوُنُ فَ فِي جَمَّنْتِ النَّعِيدِ فَلْهَ وُسِّنَ الْاَوْلِينَ فَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاَحْدِيثِينَ فَ عَلْ سُرُرِيَّوْضُونَ تَةٍ فَ عَلْ سُرُرِيَّوْضُونَ تَةٍ فَ عَلْ سُرُويَّوْضُونَ تَةٍ فَ عَلْ سُرُويَّوْضُونَ تَةٍ فَ عَلْ مُرَعِيْقِ مِينَ عَلَيْهُا مُتَقْبِلِينَ ﴿ يُطُونُ عَلَيْهُ وَلِلَانٌ خَنَدُونَ فَيَ

11. وہ بالکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے ہیں۔

11. وہ بالکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے ہیں۔

11. نعمتوں والی جنتوں میں ہیں۔

11. (بہت بڑا) گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا۔

11. اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے۔

11. اور تھوڑے کے تاروں سے بیخ ہوئے تحتوں پر۔

11. ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

12. ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ (لڑکے ہی)

ا. ان سے مراد خواص مومنین ہیں، یہ تیسری قشم ہے جو ایمان قبول کرنے میں سبقت کرنے اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہیں، اللہ تعالی ان کو قرب خاص سے نوازے گا، یہ ترکیب ایسے ہی ہے، جیسے کہتے ہیں، تو تو ہے اور زید زید، اس میں گویا زید کی اہمیت اور فضیلت کا بیان ہے۔

۲. قُلَقٌ، اس بڑے گروہ کو کہا جاتا ہے جس کا گنتا ناممکن ہو۔ کہا جاتا ہے کہ اولین سے مراد حضرت آدم عَلَیْشا سے لے کر نبی عَلَیْشا ہے لیے کہ عَلیٰ اللہ بڑا گروہ ہے، کیونکہ ان کا زمانہ بہت لمبا ہے جس میں ہزاروں انبیاء کے سابقین شامل ہیں ان کے مقاطح میں کا ایک بڑا گروہ ہے، کیونکہ ان کا زمانہ رہت لمبا ہے جس میں ہزاروں انبیاء کے سابقین شامل ہیں ان کے مقاطح میں است محمدید کا زمانہ (قیامت تک) تھوڑا ہے، اس لیے ان میں سابقین بھی بہ نسبت گرشتہ امتوں کے تھوڑے ہوں گ۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے جس میں ہی عَلَیْشِیْم نے فرمایا ہے کہ (جمعے امید ہے کہ تم جنتیوں کا نصف ہوگے)۔ (صحیح مسلم: ۲۰۰۰) تو یہ آیت کے مذکورہ مفہوم کے مخالف نہیں۔ کیونکہ امت محمدیہ کے سابقین اور عام مومنین ملاکر باقی تمام امتوں سے جت میں جانے والوں کا نصف ہو جائیں گے، اس لیے محض سابقین کی کثرت (سابقہ امتوں میں) سے حدیث میں بیان کردہ تعداد کی نفی نہیں ہوگی۔ مگر یہ قول محل نظر ہے اور بعض نے اولین وآخرین سے اس امت محمدیہ کے میں افراد مراد لیے ہیں۔ یعنی اس کے پہلے لوگوں میں سابقین کی تعداد زیادہ اور پچھلے لوگوں میں تھوڑی ہوگی۔ امام ابن افراد مراد لیے ہیں۔ یعنی اس کے پہلے لوگوں میں سابقین کی تعداد زیادہ اور پچھلے لوگوں میں تھوڑی ہوگی۔ امام ابن کثیر نے اسی دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ اور بہی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔ یہ جملہ معرضہ ہے، فی جَنْتِ النَّعِیْم کشر نے اسی دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ اور بہی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔ یہ جملہ معرضہ ہوئی ہوئی ہوئی النَّعِیْم کشر نہ کے درمیان۔

س. مَوْضُوْنَةً، بنے ہوئے، جڑے ہوئے۔ لیعنی مذکورہ جنتی سونے کے تاروں سے بنے اور سونے جواہر سے جڑے ہوئے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے تکیوں پر بیٹھے ہوں گے لینی رو در رو ہوں گے نہ کہ پشت بہ پشت۔

م. لیعنی وہ بڑے نہیں ہوں گے کہ بوڑھے ہوجائیں نہ ان کے خدوخال اور قدو قامت میں کوئی تغیر واقع ہوگا، بلکہ ایک ہی عمر اور ایک ہی حالت پر رہیں گے، جیسے نو عمر لڑکے ہوتے ہیں۔ رہیں گے آمد ورفت کریں گے۔

 آبخورے اور جگ لے کر اور ایسا جام لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے یر ہو۔

19. جس سے نہ سر میں درد ہو نہ عقل میں فقور آئے۔(۱)

۲۰ اور ایسے میوے لیے ہوئے جو ان کی پیند کے ہوں۔

اور پر ندول کے گوشت جو انہیں مرغوب ہول۔

۲۲. اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔

۲۳. جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں۔(۱)

۲۴. یہ صلہ ہے ان کے اعمال کا۔

**۲۵.** نه وہاں بکواس سنیں گے اور نه گناہ کی بات۔

۲۷. صرف سلام ہی سلام کی آواز ہو گی۔(\*\*)

۲۷. اور دائنے ہاتھ والے کیا ہی اچھے ہیں دائنے ہاتھ والے۔

۲۸. وه بغیر کانٹول کی بیریول میں۔

ڽٵٛٷٛٳٮ۪ٷٙٲ؆ڔؽؾٙ؋ٷڬٳؙڛۺٙؽٙڡۜۼؽؙؿٟٚ

لايصَّدَّ عُوْنَ عَنْهَ اوَلا يُنْزِفُونَ فَ وَفَالِهَةٍ مِّمَّا يَتَّغَيَّرُوْنَ فَ وَكُوطُوعُ يُنْ فَ وَحُورُعُ يُنْ فَ كَأَمُثَالِ اللَّوْلُو الْمُكَنُّوْنِ فَ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمُلُونَ ۚ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمُلُونَ ۚ لاَيسَمْعُوْنَ فِيهَا لَغُولُولَا كَانِّيْهُا فَ الاَيْمِعُونَ فِيهَا لَغُولُولَا كَانُونَهُا الاَيْمِيْدُولَ الْمِكْنُ لَا مَا اَصْحَالُ الْمِينُ فَيْ

## ڣؙڛۮڔۣڴۜۼؙڞؙۅٛڔٟۨ

ا. صُدَاعٌ، ایسے سر درد کو کہتے ہیں جو شراب کے نشے اور خمار کی وجہ سے ہو اور إِنْزَافٌ کے معنی، وہ فتور عقل جو مدہوشی کی بنیاد پر ہو۔ دنیا کی شراب کے نتیج میں یہ دونوں چیزیں ہوتی ہیں، آخرت کی شراب میں سرور اور لذت تو یقیناً ہوگی لیکن یہ خرابیاں نہیں ہوں گی۔ مَعِیْن، چشمۂ جاری جو خشک نہ ہو۔

۲. مَکُنُوْنٌ، جے چھپاکر رکھا گیا، اس کو کسی کے ہاتھ لگھ ہوں نہ گرد وغبار اسے پہنچا ہو۔ ایسی چیز بالکل صاف ستھری اور اصلی حالت میں رہتی ہے۔

سا لیعنی دنیا میں تو باہم لڑائی جھڑے ہی ہوتے ہیں، حتیٰ کہ بہن بھائی بھی اس سے محفوظ نہیں، اس اختلاف ونزاع سے دلول میں کدورتیں اور بغض وعناد پیدا ہوتا ہے جو ایک دوسرے کے خلاف بدزبانی، سب وشتم، غیبت اور چغل خوری وغیرہ پر انبان کو آمادہ کرتا ہے۔ جنت ان تمام اظافی گندگیوں اور بے ہودگیوں سے نہ صرف پاک ہوگی، بلکہ وہاں سلام ہی سلام کی آوازیں سننے میں آئیں گی، فرشتوں کی طرف سے بھی۔ جس کا مطلب ہے کہ وہاں سلام و تحیہ تو ہوگا لیکن دل اور زبان کی وہ خرابیاں نہیں ہوں گی جو دنیا میں عام ہیں حتیٰ کہ بڑے مطلب ہے کہ وہاں سلام و تحیہ تو ہوگا لیکن دل اور زبان کی وہ خرابیاں نہیں ہوں گی جو دنیا میں عام ہیں حتیٰ کہ بڑے دین دار بھی ان سے محفوظ نہیں۔

٨. اب تك سابقين (مُقَرَّبيْنَ) كا ذكر تها، أَصْحَابُ الْيَمِيْن سے اب عام مومنين كا ذكر مورما ہے۔

79. اور تہ بہ تہ کیلول میں۔

79. اور لمبے لمبے سابول میں۔

79. اور لمبے لمبے سابول میں۔

79. اور بہتے ہوئے پانیول میں (ہونگے)۔

79. اور بکثرت کھلوں میں (ہونگے)۔

79. اور اونچے اونچے فرشوں میں ہوں گے۔

79. بیشک ہم نے ان (کی بیویوں کو) خاص طور پر

79. بیشک ہم نے ان (کی بیویوں کو) خاص طور پر

79. بیشک ہم نے انہیں کنواریاں بنایا ہے۔

79. محبت والمیاں اور ہم عمر ہیں۔

70. محبت والمیاں اور ہم عمر ہیں۔

70. محبت والمیاں اور ہم عمر ہیں۔

70. محبت والمیاں کے لیے ہیں۔

وَّطُلُمِ مِّنْضُوْدٍ۞ وَّطْلِلَّ مَّمُنُوْدٍ۞ وَمَا هَمِ تَسُكُوْبٍ۞ وَقَالِهُ قِبَكِنْدُو قِ۞ لَامَقُطُوْعَةٍ وَالدَّمْمُنُوعَةٍ۞ وَقُوْشٍ مَّمُوْوَعَةٍ۞ إِنَّا الْنَشَالُهُ فَى إِنْشَاءً۞

> فَجَعَلْنَهُنَّ اَبُكَارًاكُ عُرُبًا اَتُوَابًاكُ لِاَصُلِفِ الْيَهِيرُنُ

ا. جیسے ایک حدیث میں ہے کہ (جنت کے ایک ورخت کے سائے تلے ایک گھوڑ سوار سو سال تک چاتا رہے گا، تب بھی وہ سایہ ختم نہیں ہوگا)۔ (صحیح البخاري، تفسیر سورة الواقعة. مسلم کتاب الجنة، باب إن في الجنة شجرة...)

۲. لیعنی یہ کھل موسمی نہیں ہوں گے کہ موسم گزرگیا تو یہ کھل بھی آئندہ فصل تک ناپید ہوجائیں، بلکہ ہر وقت دستیاب رہیں گے۔

سل بعض نے فرشوں سے بیویوں اور مرفوعہ سے بلند مرتبہ کا مفہوم مراد لیا ہے۔

مل اَنْشَأَنْهُنَّ کَا مرجع اگرچہ قریب میں نہیں ہے لیکن سیاق کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے مراد اہل جنت کو طعنے والی بیویاں اور حورعین ہیں۔ حوریں، ولادت کے عام طریقے سے پیدا شدہ نہیں ہوں گی، بلکہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر انہیں جنت میں اپنی قدرت خاص سے بنائے گا، اور جو دنیاوی عورتیں ہوں گی، تو وہ بھی حوروں کے علاوہ اہل جنت کو بیویوں کے طور پر ملیں گی، ان میں بوڑھی، کالی، بدشکل، جس طرح کی بھی ہوں گی، سب کو اللہ تعالیٰ جنت میں جوانی اور حسن وجمال سے نواز دے گا، نہ کوئی بوڑھی رہے گی، نہ کوئی بدشکل، بدشکل بلکہ سب باکرہ (کنواری) کی حیثیت میں ہوں گی۔

۵. عُرُبٌ، عَرُوْبَةٌ کی جمع ہے۔ ایس عورت جو اپنے حسن وجمال اور دیگر محاسن کی وجہ سے خاوند کو نہایت محبوب ہو۔ اَتُرَابٌ تِرْبٌ کی جمع ہے۔ ہم عمر، لیعنی سب عورتیں جو اہل جنت کو ملیں گی، ایک ہی عمر کی ہوں گی، جیسا کہ صدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ سب جنتی ۳۳ سال کی عمر کے ہوں گے، (سنن ترمذي، باب ما جاء في سن أهل الجنة) یا مطلب ہے کہ خاوندوں کی ہم عمر ہوں گی۔ مطلب دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے۔

تُلُهُّ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَتُنَّلَهُ مِّنَ الْاِخِوِيْنَ۞ وَاصُّلُهُ النِّمَالِهُ مَا اَصُّلِبُ النِّمَالِ۞

ڣٛۥۜٛٛٛؗؗؗؗؗڡؙؙۉ؋ٷٙڝؘؽؠؗۅۣۨ ۊۜڟڷۺؽڲٷٛۄ۞ ڰڒڹٳڔڋۣۊٞڶڒػڔؽۅؖ ٳڹؙؙؙٞٛۿؙؙڔؙڬٲۏٛٳؿؙڹڶۘۮ۬ڶؚڮؙڡؙؙؿ۬ڒؘۏؿؙڹؘؖ۞ؖٙ

ۅؘڰٲڹٛۅ۠ٵؽڝؚڗ۠ۏ۫ؾۼٙؽٳڶڿڹۛۻٳڵۼڟؚؽؗڔؖٛ ۅؘڰٵڹٛۅٵؿڠۅڷۅ۫ؾؗ؋ٳڽؘڵٳڝؿؙڬٵۅؙڴؾٵؾؙٵ؆ۊٙۼڟٲڡٵ ٵۣؿٵڶؠڹؙٷڗ۫ۊڰ

٣٩. جم غفیر ہے اگلوں میں ہے۔ (۱)
• ٣٠. اور بہت بڑی جماعت ہے پچھلوں میں ہے۔ (۲)
۱٣٠. اور بائیں ہاتھ والے، کیا ہیں بائیں ہاتھ

۳۲. گرم ہوا اور گرم پانی میں (ہوں گے)۔ ۱۳۳۰. اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں۔(۴) ۱۳۳۷. جو نہ ٹھنڈا ہے نہ فرحت بخش۔(۵)

۳۵. بیشک یہ لوگ اس سے پہلے بہت نازوں میں لیے ہوئے تھے۔(۱)

۲۷. اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتے تھے۔ ۷۲. اور کہتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے؟ اور مٹی اور ہڈی ہوجائیں گے؟ تو کیا ہم پھر دوبارہ اٹھا کھڑے کیے حائیں گے؟

ا. یعنی آدم عالیتیا سے لے کر نبی عنگاتیا کم تک کے لوگوں میں سے یا خود امت محدیہ کے انگول میں سے۔

۲. لیعنی نبی سکانٹینٹا کی امت میں سے یا آپ کی امت کے پچھلوں میں سے۔

۲. لینی دنیا میں آخرت سے غافل ہو کر عیش وعشرت کی زندگی میں ڈوبے ہوئے تھے۔

سم. اس سے مراد اہل جہنم ہیں، جن کو ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے، جو ان کی مقدر شدہ شقاوت کی علامت ہوگی۔

٣٠. سَمُوْمٍ، آگ کی حرارت یا گرم ہوا جو مسام بدن میں گئس جائے۔ حَدِیْم، گلواتا ہوا پانی، یَحْمُوْم، حِمَمَةٌ ہے ہے،
 بمعنی ساہ، اور أحم بہت زیادہ ساہ چیز ہوتو کہا جاتا ہے، یَحْمُوْم، کے معنی سخت کالا دھوال مطلب یہ ہے کہ جہنم کے عذاب سے تنگ آکر وہ ایک سائے کی طرف دوڑیں گے، لیکن جب وہال پہنچیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ سایہ نہیں ہے، جہنم ہی کی آگ کا سخت ساہ دھوال ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حَمُّ سے ہے جو اس چربی کو کہتے ہیں جو آگ میں جل جہنم ہی کی آگ کا سخت ساہ دھوال ہو گئی ہو۔ بعض کہتے ہیں، یہ حِمَمٌ سے ہے، جو کو کلے کے معنی میں ہے۔ اس لیے امام ضحاک فرماتے ہیں۔ جل کر سیاہ ہوگئی ہو۔ بعض کہتے ہیں، یہ حِمَمٌ سے ہے، جو کو کلے کے معنی میں ہے۔ اس لیے امام ضحاک فرماتے ہیں۔ آگ بھی سیاہ ہے، اہل نار بھی سیاہ رہ ہول گے اور جہنم میں جو پچھ بھی ہوگا، سیاہ ہی نہیں ہوگا، جو ٹھنڈا ہو، وہ تو جہنم کا دھوال ہوگا، وَ لَا کَوِیْم جس میں کوئی حسن منظر یا خیر نہیں۔ یا طاوت نہیں۔

آوَاكَوْفُنَا ٱلْأَوْلُوْنَ۞ قُلُ إِنَّ ٱلْأَوْلِيْنَ وَالْلِخِدِيْنَ۞ لَمُجُمُّوْ عُوْنَ لَا إِلَى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ۞ نُمُّ الْكُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ نَقُّوْمٍ۞ فَمَا لِكُوْنَ مِنْ هَا ٱلْبُطُونَ۞ فَشَارِ بُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ۞ فَشَرِ بُوْنَ شَكْرُبَ الْهِيْمِ۞ هَنَا أَنْذُلْهُمْ كَوْمُ اللِّيْنِ۞

أَفْرَءَنْهُ مِنَاثِهُ مِنْ الْمُدُونِ فِي الْمُؤْرِثِ فِي الْمُؤْرِثِ فِي الْمُؤْرِثِ فِي الْمُؤْرِثِ فِي الْ

نَعِنُ خَلَقُنُكُهُ فَلَوُ لَا تُصَدِّقُونَ ٥

(۱) اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی؟ (۱)
 (۲۹) آپ کہہ دیجیے کہ یقیناً سب اگلے اور پچھلے۔
 (۵۰) ضرور جمع کیے جائیں گے ایک مقرر دن کے وقت۔
 (۵) پھر تم اے گر اہو جھٹلانے والو!
 (۵) یقیناً تھوہر کا درخت کھانے والے ہو۔

معابی میں کہ روز ک ملات والے ہو۔ (۲)

۵۴. پھر اس پر گرم کھولتا پانی پینے والے ہو۔

۵۵. پیر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح۔<sup>(۳)</sup>

۵۲. قیامت کے دن ان کی مہمانی یہ ہے۔

۵۷. ہم ہی نے تم سب کو پیدا کیا ہے پھر تم کیوں باور نہیں کرتے؟<sup>(۵)</sup>

۵۸. اچھا پھر یہ تو بتلاؤ کہ جو منی تم ٹیکاتے ہو۔

ا. اس سے معلوم ہوا کہ عقیدہ آخرت کا انکار ہی گفر وشرک اور معاصی میں ڈوبے رہنے کا بنیادی سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آخرت کا تصور، اس کے ماننے والوں کے ذہنول میں دھندلا جاتا ہے، تو ان میں بھی فسق وفجور عام ہوجاتا ہے۔ جیسے آج کل عام مسلمانوں کا حال ہے۔

۲. لینی اس کریہ المنظر اور نہایت بد ذائقہ اور تلخ در خت کا کھانا تمہیں اگر چیہ سخت ناگوار ہو گا، لیکن بھوک کی شدت سے تمہیں اس سے اپنا پیٹ بھرنا ہو گا۔

س. هِيْمٌ، أَهْيَمُ كَى جَعْ ہے، ان بياسے اونوْل كو كہا جاتا ہے جو ايك خاص بيارى كى وجہ سے پانى پر پانى پي جاتے ہيں ليكن ان كى بياس نہيں بجھتى۔ مطلب يہ ہے كہ زقوم كھانے كے بعد پانى بھى اس طرح نہيں پيوگے جس طرح عام معمول ہوتا ہے، بلكہ ايك تو بطور عذاب كے تهميں پينے كے ليے كھولتا ہوا پانى ملى گا۔ دوسراتم اسے بياسے اونوْل كى طرح پي جاؤگے ليكن تمہارى بياس دور نہيں ہوگى۔

م. یہ بطور استہزاء اور تھکم کے فرمایا، ورنہ مہمانی تو وہ ہوتی ہے جو مہمان کی عزت کے لیے تیار کی جاتی ہے۔ یہ ایے ہی ہے جیسے بعض مقام پر فرمایا ﴿فَبَرَشِّرُوهُمُ بِعَذَاكٍ لِكِيْمِ ﴾ (آل عمران: ۲۱) (ان کو دردناک عذاب کی خوش خبر کی سناد بجیے)۔

۵. لین تم جانتے ہو کہ تمہیں پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے، پھر تم اس کو مانتے کیوں نہیں ہو؟ یا دوبارہ زندہ کرنے پر یقین کیوں نہیں کرتے؟

ءَانْتُوْتَغُلُقُوْنَهُ آمُرْ نَعُنُ الْغُلِقُونَ ۞

غَنُ قَدَّرُنَا بَيْنَكُوُ الْمُونَ وَمَا غَنُ بِمَسْبُوْ قِيْنَ ۞

عَلَىٰ اَنُ ثُبَٰتِ لَ اَمْثَالَكُوُّ وَنُنْشِئَكُوُ فِيُ مَالاَتَعُلَمُوْنَ®

وَلَقَدُ عَلِمُتُو النَّشَأَةَ الْأُولِي فَلَوْلِاتِنَ كَرُّونَ ٣

ٱفَرَءَيْتُمُ ثَاثَثُوْثُونُ ءَانَتُمُّ تَنْزَعُونَةَ آمَخَنُ الزِّرِعُونَ فَوَنَشَاءُ لَجَعَلُنٰهُ حُطامًا فَظَلْتُوْ تَقَكَّهُوْنَ

**09.** کیا اس کا (انسان) تم بناتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہی ہیں؟<sup>(۱)</sup>

۱۰. ہم ہی نے تم میں موت کو متعین کردیا ہے (۲) اور ہم اس سے ہارے ہوئے نہیں ہیں۔ (۲)

الاً. که تمہاری جگه تم جیسے اور پیدا کردیں اور تمہیں نے سرے سے اس عالم میں پیدا کریں جس سے تم (بالکل) بے خبر ہو۔ (م)

۱۲. اور تمهیں بیتی طور پر پہلی دفعہ کی پیدائش معلوم ہی ہے کچر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے؟(۵)

۱۳۰۰ اچھا پھر یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو۔

۱۲۳ اسے تم ہی اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔

14. اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کرڈالیں اور تم حیرت کے ساتھ ہاتیں بناتے ہی رہ جاؤ۔

ا. یعنی بویوں سے مباشرت کے نتیج میں جو قطرات منی عور تول کے رحمول میں جاتے ہیں، ان سے شکل وصورت بنانے والے ہم ہیں یا تم؟

لین ہر شخص کی موت کا وقت مقرر کردیا ہے، جس سے کوئی تجاوز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ کوئی بچین میں، کوئی جوانی میں اور کوئی بڑھاپے میں فوت ہو تا ہے۔

سل. یا مغلوب اور عاجز نهیں ہیں، بلکہ قادر ہیں۔

م. یعنی تمهاری صورتیں مستح کرے تمہیں بندر اور خزیر بنادیں اور تمہاری جگہ تمہاری شکل وصورت کی کوئی اور مخلوق پیدا کردیں۔ ۵. یعنی کیوں یہ نہیں سبجھتے کہ جس طرح اس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا (جس کا تمہیں علم ہے) وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔

۲. لینی زمین میں تم جو بی بوتے ہو، اس سے ایک درخت زمین کے اوپر نمودار ہوجاتا ہے۔ غلے کے ایک بے جان
 دانے کو کھاڑ کر اور زمین کے سینے کو چیر کر اس طرح درخت اگانے والا کون ہے؟ یہ بھی منی کے قطرے سے انسان بنا

دینے کی طرح ہماری ہی قدرت کا شاہکار ہے یا تمہارے کسی ہنر یا چھومنتر کا نتیجہ ہے؟

2. لین کھیتی کو سرسبز وشاداب کرنے کے بعد، جب وہ کینے کے قریب ہوجائے تو ہم اگر چاہیں تو اسے خشک کرکے ریزہ ریزہ کردیں اور تم حیرت سے منہ ہی تکتے رہ جاؤ۔ تَفَکُّهُ اضداد میں سے ہے اس کے معنی نعمت وخوش حالی بھی ہیں اور حزن ویاس بھی۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں، اس کے مختلف معانی کیے گئے ہیں، تُنَوِّعُونَ کلاَمَکُمْ، تَنْدُمُوْنَ، تَحْزَنُوْنَ،

ٳؾٚٲ**ڶؠؙۼ**۫ڗؘڡؙۏؽ؈ٚٛ

ىَلُ نَعْنُ مَحْرُو مُوْنَ ﴿

ٱفَرَءَيْتُوالْمَا آءَالَّانِيُ تَشُرَيُوْنَ ۗ ءَانْتُوَانُوْ لَتُسُمُونُهُ مِنَ الْمُزُنِ آمَرُ عَنْنُ الْمُنْزِلُونَ®

لَوْنَثَأَاءُ جَعَلُنٰهُ أَجَاجًا فَلَوْلاَ تَشُكُرُونَ @

ٱفَرَءَيْتُوُّ النَّارَ الَّتِيِّ تُثُوِّدُوْنَ۞ ءَ ٱكْتُمُّ ٱنْشَائْتُوْشَجَرَتَهَاۤ ٱمُرْحَنُ الْمُنْشِئُونَ۞

خَنُ جَعَلْنَهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِلْمُقُويُنَ ﴿

۲۲. که هم پر تو تاوان هی پڑگیا۔(۱

٧٤. بلکه هم بالکل محروم هی ره گئے۔

۲۸. اچھا یہ بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو۔

۲۹. اسے بادلوں سے بھی تم ہی اتارتے ہو یا ہم برساتے ہو ؟

 اگر ہماری منشا ہوتو ہم اسے کڑوا زہر کردیں پھر تم ہماری شکر گزاری کیوں نہیں کرتے؟(۲)

اک. اچھا ذرا یہ بھی بتاؤ کہ جو آگ تم سلگاتے ہو۔

27. اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں؟ (۳)

سک. ہم نے اسے سبب نصیحت (<sup>۱)</sup> اور مسافروں کے فائدے کی چیز بنایا ہے۔ <sup>(۱)</sup>

تَعْجَبُوْنَ، تَلاَوَمُوْنَ اور تَفْجَعُوْنَ وغيره - ظَلْتُمْ، اصل ميں ظَلَلْتُمْ بَمَعَنی صِرْتُمْ اور تَفَكَهُوْنَ تَتَفَكَّهُوْنَ ہے۔

ا. يعنى ہم نے پہلے زمين پر ہل چلاکر اسے ٹھيک کيا پھر آج ڈالا، پھر اسے پانی دیتے رہے، لیکن جب فصل کے پکنے کا وقت آيا تو وہ خشک ہوگئ، اور ہميں پھھ بھی نہ ملا يعنی يہ سارا خرج اور محنت، ايک تاوان ہی ہوا جو ہميں برداشت کرنا پڑا۔
تاوان کا مطلب بہی ہوتا ہے کہ انسان کو اس کے مال يا محنت کا معاوضہ نہ ملے، بلکہ وہ يوں ہی ضائع ہوجائے يا زبردسی اس سے پھھ دو صول کرليا جائے اور اس کے بدلے ميں اسے پھھ نہ ديا جائے۔

۲. لینی اس احسان پر ہماری اطاعت کرکے ہمارا عملی شکر ادا کیوں نہیں کرتے؟

سال کہتے ہیں عرب میں دو درخت ہیں، مرخ اور عفار، ان دونوں سے شہنیاں لے کر، ان کو آپس میں رگڑا جائے تو اس سے آگ کے شرارے نکلتے ہیں۔

۴. کہ اس کے اثرات اور فوائد حیرت انگیز ہیں اور دنیا کی بے شار چیزوں کی تیاری کے لیے اسے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ جو ہماری قدرت عظیمہ کی نشانی ہے، پھر ہم نے جس طرح دنیا میں یہ آگرت میں بھی پیدا کرنے پر قادر ہیں۔ جو اس سے ۲۹ درجہ حرارت میں زیادہ ہوگی۔ (کما فی الْحَدِیْثِ)

۵. مُقْوِیْنَ، مُقْوِی کی جمع ہے، قَوَآءٌ یعنی خالی صحر امیں داخل ہونے والا، مراد مسافر ہے۔ یعنی مسافر صحر اوّل اور جنگلوں میں ان در ختوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اس سے روشنی، گرمی اور ایند ھن حاصل کرتے ہیں۔ بعض نے مُقْوِی سے وہ فقراء مراد لیے ہیں جو بھوک کی وجہ سے خالی پیٹ ہوں۔ بعض نے اس کے معنی مُسْتَمْیْعِیْنَ (فائدہ اٹھانے والے) کیے

24. پس اپنے بہت بڑے رب کے نام کی تشیع کیا کرو۔
20. پس میں قشم کھاتا ہوں شاروں کے گرنے کی۔(۱)
21. اور اگر تمہیں علم ہوتو یہ بہت بڑی قشم ہے۔
22. کہ بیشک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے۔(۲)
24. جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے۔(۳)
25. جے صرف پاک لوگ ہی چھوسکتے ہیں۔(۳)
26. جے صرف پاک لوگ ہی چھوسکتے ہیں۔(۳)
27. یہ رب العالمین کی طرف سے اترا ہوا ہے۔
28. پس کیا تم الی بات کو سرسری (اور معمولی) سمجھ رہے ہو؟(۵)

ہیں۔ اس میں امیر، غریب، مقیم اور مسافر سب آجاتے ہیں اور سب ہی آگ سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اسی لیے حدیث میں جن تین چیزوں کو عام رکھنے کا اور ان سے کسی کو نہ روکنے کا حکم دیا گیا ہے، ان میں پانی اور گھاس کے علاوہ آگ بھی ہے، (أبوداود، كتاب البيوع، باب في منع الماء، وسنن ابن ماجه، كتاب الرهون، باب المسلمون شركاء في ثلاث) امام ابن كثير نے اس مفہوم كو زيادہ پيند كيا ہے۔

ا. فَكَدَ أُقْسِمُ مِيں لَا زائد ہے جو تأكيد كے ليے ہے۔ يا يہ زائد نہيں ہے، بلكہ ما قبل كى سمى چيز كى نفى كے ليے ہے۔ يعنى يہ قرآن كہانت يا شاعرى نہيں ہے بلكہ ميں شاروں كے گرنے كى قشم كھاكر كہتا ہوں كہ يہ قرآن عزت والا ہے... مَوَاقِعُ النَّجُومِ ہے مراد ساروں كے طلوع وغروب كى جگہيں اور ان كى منزليں اور مدار ہيں۔ بعض نے ترجمہ كيا ہے "قتم كھاتا ہوں آئيتوں كے الرّنے كى پنجمبروں كے دلوں ميں " (موضح القرآن) ليخى نجوم، قرآن كى آيات اور مواقع، قلوب انبياء بعض نے اس كا مطلب قرآن كا آہتہ آہتہ بندرج اترنا اور بعض نے قيامت كے دن شاروں كا جھڑنا مراد ليا ہے۔ (ابن كُثر)

۲. یہ جواب قشم ہے۔

س. لعنی لوح محفوظ میں۔

٧. لَا يَمَسُّهُ، ميں ضمير كا مرجع لوح محفوظ ہے اور پاك لوگوں سے مراد فرشتے، بعض نے اس كا مرجع، قرآن كريم كو بنايا ہے ليعنى اس قرآن كو فرشتے ہى چھوتے ہيں، ليعنى آسانوں پر فرشتوں كے علاوہ كى كى بھى رسائى اس قرآن تك نہيں ہوتى۔ مطلب مشركين كى ترديد ہے جو كہتے تھے كہ قرآن شياطين لے كر اترتے ہيں۔ اللہ نے فرمايا يہ كيوں كر ممكن ہے۔ يہ قرآن تو شيطانى اثرات سے بالكل محفوظ ہے۔

۵. حدیث سے مراد قرآن کریم ہے مُدَاهَنَةٌ، وہ نرمی جو کفر ونفاق کے مقابلے میں اختیار کی جائے درآں حالیکہ ان کے مقابلے میں سخت تر رویے کی ضرورت ہے۔ لینی اس قرآن کو اپنانے کے معاملے میں تمام کافروں کو خوش کرنے کے

وَهَغُولُونَ دِزْقَكُمُ اَنَّكُمُ ثُكُلِّ بُونَ<sup>©</sup> فَلَوْلَالِذَالِكَفَتِ الْخُلُقُومُ ﴿ وَانْتُمُومِيْنَدِ نِتَنْظُرُونَ ﴿ وَخَنُ أَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمُ وَلَكِنَ لَا تُبْعِمُرُونَ <sup>©</sup> وَخَنُ أَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنَ لَا تُبْعِمُرُونَ

> فَلُوۡلَاانُ كُنۡتُوۡ غَلُوۡمَدِیۡیَٰنُ تَرُحِعُوۡنَهَاۤاِنُ کُنۡتُوۡصٰدِقِیۡنَ

فَامَّلَالُ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيُنَ۞ فَرَوْحٌ وَرَيُحَانُّ لَاوَجَنَّتُ نَعِيْمٍ۞

۸۲. اور اپنے جھے میں یہی لیتے ہو کہ جھٹلاتے پھرو۔ ۸۳. پس جب کہ روح نرخرے تک پہنچ جائے۔ ۸۴. اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے رہو۔ (۱) ۸۵. اور ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں (۲) لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔ (۲) ۸۲. پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں۔ ۸۲. اور اس قول میں سے ہوتو (ذرا) اس روح کو تو لوٹاؤ۔ (۲)

۸۸. پس جو کوئی بارگاہ الٰہی سے قریب کیا ہوا ہوگا۔ (۵)

۸۹. اسے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے۔

لیے نرمی اور اعراض کا راستہ اختیار کررہے ہو۔ حالانکہ یہ قرآن جو مذکورہ صفات کا حامل ہے، اس لا کُق ہے کہ اسے نہایت خوشی سے اپنایا جائے۔

ا. یعنی روح نکلتے ہوئے دیکھتے ہو لیکن اسے ٹال سکنے کی یا اسے کوئی فائدہ پنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔

۲. لیعنی مرنے والے کے ہم تم سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اپنے علم، قدرت اور رویت کے اعتبار سے۔ یا ہم سے مراد اللہ کے کارندے لیعنی موت کے فرشتے ہیں جو اس کی روح قبض کرتے ہیں۔

س. لیعنی اپنی جہالت کی وجہ سے تہمیں اس بات کا ادراک نہیں کہ اللہ تو تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے یا روح قبض کرنے والے فرشتوں کو تم دیکھ نہیں سکتے۔

مل دَانَ يَدِيْنُ كَ معنی بين، ما تحت ہونا، دوسرے معنی بين بدلہ دينا۔ يعنی اگر تم اس بات ميں سے ہو كہ كوئی تمہارا آقا اور مالك نہيں جس كے تم زير فرمان اور ماتحت ہو يا كوئی جزاء وسزاكا دن نہيں آئے گا، تو اس قبض كی ہوئی روح كو اپنی جگہ پر واپس لوٹاكر دكھاؤ اور اگر تم ايسا نہيں كركتے تو اس كا صاف مطلب يہ ہے كہ تمہارا گمان باطل ہے۔ يقيناً تمہارا اكا اللہ كو اس كے عمل كی جزاء دے گا۔ ایک آقا ہے اور يقيناً ایک دن آئے گا جس ميں وہ آقا ہر ایک كو اس كے عمل كی جزاء دے گا۔

۵. سورت کے آغاز میں اعمال کے لحاظ سے انسانوں کی جو تین قشمیں بیان کی گئی تھیں، ان کا پھر ذکر کیا جارہا ہے۔
یہ ان کی پہلی قشم ہے جنہیں مقربین کے علاوہ سابقین بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ نیکی کے ہر کام میں آگے آگے
ہوتے ہیں اور قبول ایمان میں بھی وہ دوسروں سے سبقت کرتے ہیں اور اپنی ای خوبی کی وجہ سے وہ مقربین بارگاہ
الہی قرار باتے ہیں۔

وَٱتَّلَانُكَانَ مِنُ اَصَّعٰبِ الْيَمِيْنِ ۞ فَسَالُوْلِكَ مِنُ اَصِّعٰبِ الْيَمِيْنِ ®

وَٱمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَدِّبِيْنَ الضَّالِّيْنَ الْ

فَنُزُلُّ مِّنُ حَِيثِوِثُ وَّتَصُلِيَةُ جَدِيثُو إِنَّ هَٰذَالُهُوَحَثُّ الْيَقِيْنِ ۚ فَسَيِّحُ بِالسُورَيِّكِ الْعَظِيُورُۚ

• 9. اور جو شخص داہنے (ہاتھ) والوں میں سے ہے۔(۱)

91. تو سلامتی ہے تیرے لیے کہ تو داہنے والوں میں
سے ہے۔

. **97**. اور کیکن اگر کوئی جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہے۔(۱)

> ۹۳. تو کھولتے ہوئے گرم پائی کی مہمائی ہے۔ ۹۳. اور دوزخ میں جانا ہے۔

90. یہ خبر سراسر حق اور قطعاً یقینی ہے۔

**٩٦**. پس تو اپنے عظیم الثان پروردگار کی تشبیح کر۔<sup>(۳)</sup>

ا. یہ دوسری قسم ہے، عام مومنین۔ یہ بھی جہنم سے فی کر جنت میں جائیں گے، تاہم درجات میں سابقین سے کم تر ہوں گے۔ موت کے وقت فرشتے ان کو بھی سلامتی کی خوش خبری دیتے ہیں۔

۲. یہ تیسری قتم ہے جنہیں آغاز سورت میں اُصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ کہا گیا تھا، بائیں ہاتھ والے یا حاملین نحوست۔ یہ اپنے کفر ونفاق کی سزایا اس کی نحوست عذاب جہنم کی صورت میں بھلتیں گے۔

٣. صريث ميں آتا ہے كه وو كلے الله كو بهت محبوب بين، زبال پر بلكے اور وزن ميں بھارى۔ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْم- (صحيح البخاري "آخرى حديث" وصحيح مسلم كتاب الذكر، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء)

#### سورۂ حدید مدنی ہے اور اس میں انتیں آئیتی اور چار رکوع ہیں۔

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

ا. آسانوں اور زمین میں جو ہے (سب) اللہ کی تیبیج کررہے ہیں، (۱) وہ زبردست باحکمت ہے۔

۲. آسانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے، (۲) وہی زندگی دیتا ہے اور موت بھی، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
 ۳. وہی پہلے ہے اور وہی آخر، وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی، (۱) اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

مم. وہی ہے جس نے آسانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی (۲۰) ہو گیا۔ یہ (خوب) جانتا ہے

## المُنْ الْمُعْلِينَ اللَّهُ الْمُعْلِينَ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّ

#### بنسم الله الرَّحْمِن الرَّحِيْمِ

## سَبَّحَ بِللهِ مَا فِي السَّمَاوِتِ وَالْرَضِّ وَهُوَ الْعَزِينُواْ لَعَكِيْدُو

لَهُ مُلُكُ التَّمُوٰتِ وَالْكِرُضِ يُحُى وَيُمِيْتُ وَهُوَعَلَىٰ كُلِّ شَكِّ قَدِيرُرٌ ۞

> ۿؙۅٙٳڷڒؖۊڵۉٳڵٳڂۯۅٳڵڟٳۿڕؙۅٲڷڹٳڟؚڹٛ ۅۿؙۅؘؠڴؚڵۺٞڴۼڸؽۄ۠۞

ۿُوالَّذِي ْخَلَقَ السَّمُوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّتَهَ اَيَّامِ رَثُقَ اسْتَوْى عَلَى الْعَرْشِ ْيَعُلُوْ مَالِيكِمْ فِي الْوَرْضِ وَمَا اسْتَوَاى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلُوْ مَالِيكِمْ فِي الْوَرْضِ وَمَا

ا. یہ تشیع زبان حال سے تنہیں، بلکہ زبان قال سے ہے اس لیے فرمایا گیا ہے، ﴿ وَلَانَ لَا تَفْقَهُونَ مَتَّبِیْ عَهُمُ ﴾ (بنی اسرائیل: ۳۳) (تم ان کی تشیع نہیں سمجھ سکتے )۔ حضرت داود عَلَیْشِا کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے ساتھ پہاڑ بھی تشیع کرتے تھے، (الانبیاء: ۵۹) اگر یہ تشیع حال یا تشیع دلالت ہوتی تو حضرت داود عَلَیْشِا کے ساتھ اس کو خاص کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔

۲. اس لیے وہ ان میں جس طرح چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے، اس کے سوا ان میں کسی کا تھم اور تصرف نہیں چاتا۔ یا مطلب ہے کہ بارش، نباتات اور روزیوں کے سارے خزانے اسی کی ملک میں ہیں۔

الله وہی اول ہے لینی اس سے پہلے کچھ نہ تھا، وہی آخر ہے لینی جب کچھ نہ ہوگا وہ ہوگا، وہی ظاہر ہے لینی وہ سب پر عالب ہے، اس پر کوئی غالب نہیں۔ وہی باطن ہے، اعنی باطن کی ساری باتوں کو صرف وہی جانتا ہے یا لوگوں کی نظروں اور عقلوں سے مخفی ہے۔ (فق الدیم) نہی مَنَّ اللَّهُمَّ أَنْ اللهُ اللهُ

م. اسی مفہوم کی آیات سورہُ أعراف: ۵۴، سورہُ یونس: ۳۰، اور سورۃ السجدۃ: ۴ وغیرها من الآیات میں گزر چکی ہیں۔ ان کے

يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا كَثِيرَ لُ مِنَ السَّمَاءَ وَمَا يَغُوْجُ فِيهُا \* وَهُومَعَكُمُ أَيْنَ مَا كُنْتُو وَاللَّهُ بِمِأْ تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

لَهُ مُلُكُ السَّمَا إِنَّ وَالْإِرْضِ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ۞

يُولِجُ النَّيْلَ فِي النَّهَ إِر وَ نُولِجُ النَّهَ أَرَفِي النَّدُلُّ وَهُوَ عَلِيُو الرابِ الصُّدُورِ ٠

٢. وہى رات كو دن ميں لے جاتا ہے اور وہى دن كو رات میں داخل کردیتا ہے(۱) اور سینوں کے بھیدوں کا

اس چز کو جو زمین میں حائے (۱) اور جو اس سے نکلے (۲)

اور جو آسان سے بنچے آئے (") اور جو پکھ پڑھ کر اس

میں جائے، (\*) اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ

آسانوں کی اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔ اور تمام

ہے (۵) اور جو تم کررہے ہو اللہ دیکھ رہاہے۔

کام اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

حواشي ملاحظه فرماليے حائيں۔

ا. یعنی زمین میں بارش کے جو قطرے اور غلہ جات ومیوہ جات کے جو بیج داخل ہوتے ہیں، ان کی کمیت و کیفیت کو وہ جانتا ہے۔

۲. جو درخت، چاہے وہ تھلوں کے ہوں یا غلوں کے یا زینت وآرائش اور خوشبو والے پھولوں کے بوٹے ہوں، یہ جتنے بھی اور جیسے بھی باہر نگلتے ہیں، سب اللہ کے علم میں ہیں۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَعِنْكُاهُمَاۤ أَعُولُهُمَاۤ ٱللَّهُوُّ ا وَيَعْلَوْمَا فِي الْبُرُوالْبَيْرُومَا لَسُقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ الْالْعِلْمُهُمَا وَلِاَحْبَةٍ فِي ظُلْمِ الْدُرْضِ وَلَرَظِبِ وَلاَ كِإِسِ الِّد في كِتْبِ مُبِينٍ ﴾ (الأنعام: ٥٩) (اور الله تعالى ہی کے پاس میں تمام مخفی اشیاء کے خزانے، ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے، اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں اور جو کچھ درباؤں میں ہیں۔ کوئی یٹا نہیں گر تا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے، اور کوئی دانہ کوئی زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اورنہ کوئی خشک چز گرتی ہے، مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں)۔

س. بارش، اولے، برف، تقدیر اور وہ احکام، جو فرشتے لے کر اترتے ہیں۔

٧٠. فرشة انسانوں كے جو عمل لے كر جراحة بين جس طرح حديث ميں آتا ہے كه (الله كي طرف رات كے عمل دن سے پہلے اور ون کے عمل رات سے پہلے چڑھتے ہیں)۔ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب إن الله لا ينام)

۵. یعنی تم خشکی میں ہو باتری میں، رات ہو یا دن، گھروں میں ہویا صحراؤں میں، ہر جگہ ہر وقت وہ اپنے علم وبصر کے لحاظ سے تمہارے ساتھ ہے لینی تمہارے ایک ایک عمل کو دیکھتا ہے، تمہاری ایک ایک بات کو جانتا اور سنتا ہے۔ یہی مضمون سورهٔ ہود: ۳، سورهٔ رعد: ۱۰، اور دیگر آبات میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

۲. یعنی تمام چیزوں کا مالک وہی ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے، ان میں تصرف فرماتا ہے، اس کے حکم وتصرف سے مجھی رات کمبی، دن چیوٹا اور تبھی اس کے برعکس دن لمیا اور رات چیوٹی ہوجاتی ہے اور تبھی دونوں برابر۔ اس طرح تبھی سر دی، تبھی گرمی، تبھی بہار اور تبھی خزاں۔ موسموں کا تغیر و تبدل بھی اس کے حکم ومشیت سے ہوتا ہے۔

امِنُوْا بِاللّهِ وَنَسُوْلِهِ وَاَنْفِقُوْا مِنْاَ جَعَلَكُهُ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ فَالْآيِيْنَ الْمَنُوْلِمِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْ الْهُوُ آخَهُ كَنْدُنْ

ومَالكُوْلا تُوْمِنُون بِاللهِ وَالرَّسُول يَنْفُوكُمُ لِتُوْمِنُوا بِرَيِّهُ وْقَدُ اَخَذَمِيْنَا قَكُوُ إِنْ كُنْتُو مُّوْمِنِيْن ۞

> ۿؙۅؘٵڰڹؽؽڹؙڒۜڵٵٚؽڵۼؠٛۮ؋ٵڸؾۭؠؽؚڽٚؾ ؚڵؽ۠ڞ۬ڕۻڬؙۄ۫ۺۜٵڶڟ۠ڶؙؙڶؾٳڶٵڶٮؙٛٷڔ ۅٵڽۜٙٵٮڵؿۑۓٛڒڵۯٷٛڡٛ؆ؘڗڽؿؙؖ۞

وَمَالَكُمْ اَلَاثُنُفِقُوا فِي سِيلِ اللهِ وَبِللهِ مِيْرَاكُ التَّمَوٰتِ وَالْاَرْضِ لَايَنْتَوِي مِنْكُوْمَّنُ انْفَقَ

وہ پورا عالم ہے۔

کی اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے (ا) پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔

٨. اور تم الله پر ايمان كيول نبيس لاتے؟ حالانكه خود رسول تمهيس اپنے رب پر ايمان لانے كى دعوت دے رہا ہے اور اگر تم مومن ہوتو وہ تو تم سے مضبوط عہد و پيان كھى لے چكا ہے۔ (۱)

9. وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف کے جائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا رحم کرنے والا سے

• ا. اور تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟ دراصل آسانوں اور زمینوں کی میراث کا مالک

ا. یعنی یہ مال اس سے پہلے کی دوسرے کے پاس تھا۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمہارے پاس بھی یہ مال نہیں رہے گا، دوسرے اس کے وارث بنیں گے، اگر تم نے اسے اللہ کی راہ میں خرج نہ کیا تو بعد میں اس کے وارث بنیں گے، اگر تم نے اسے اللہ کی راہ میں خرج نہ کیا تو بعد میں اس کے خرج کریے تم سے زیادہ سعادت حاصل کر سکتے ہیں اور اگر وہ اسے نافرمانی میں خرج کریں گے تو تم بھی معاونت کے جرم میں ماخوذ ہو سکتے ہو۔ (ابن کیز) حدیث میں آتا ہے کہ (انسان کہتا ہے، میرا مال، میرا مال، حالا کہ تیرا مال، حالا کہ تیرا مال، حالا کہ تو وہ ہے جو تو نے کھا پی کے فناء کردیا، دوسرا وہ ہے جسے پہن کر بوسیدہ کردیا اور تیسرا وہ ہے جو اللہ کی راہ میں خرج کرکے آخرت کے لیے ذخیرہ کرلیا۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے، وہ سب دوسرے لوگول کے جے میں آئے گا)۔ (صحبح مسلم، کتاب الزهد و مسئد أحمد: ۳۲/۳)

۲. ابن کثیر نے اخذ کا فاعل الرسول کو بنایا ہے اور مراد وہ بیعت کی ہے جو رسول اللہ مَنْ اللهُ عَالَیْمَ صحابہ کرام حَن اللهُ عَلَیْمَ سے لیت تھے کہ خوشی اور ناخوشی ہر حالت میں سمع وطاعت کرنی ہے اور امام ابن جریر کے نزدیک اس کا فاعل اللہ ہے اور مراد وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے اس وقت لیا تھا جب انہیں آدم عَلیہ اللهِ کی پیشت سے نکالا تھا، جو عہدالست کہلاتا ہے، جس کا ذکر سورۃ الأعراف: ۱۲۲ میں ہے۔

مِنُ قَبُلِ الْفَتْرِ وَقَالَالُ اُولَلِكَ اَعْظُوْ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْ امِنَ بَعْدُ وَقَالَالُوْ اَوْكُلاَ وَّعَدَ اللهُ النُّهُ النُّسُنَى وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيدٌ ۖ

مَنُ ذَا الَّذِي يُقِرُضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجُرُكِرِ يُوُنُ

(تنہا) اللہ ہی ہے۔ تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قال کیا ہے وہ (دوسرول کے) برابر نہیں، (۱) بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے بین جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے۔ (۲) ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے (۱۳) اور جو کچھ تم کررہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔

اا. كون ہے جو اللہ تعالى كو الجھى طرح قرض دے پھر اللہ تعالى اسے اس كے ليے بڑھاتا چلاجائے اور اس كے

ا. فتح سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک فتح مکہ ہے۔ بعض نے صلح حدیبیہ کو فتح مبین کا مصداق سمجھ کر اسے مراد لیاہے۔
ہم حال صلح حدیبیہ یا فتح مکہ سے قبل مسلمان تعداد اور قوت کے لحاظ سے بھی کم تر شخے اور مسلمانوں کی مالی حالت بھی
ہم جن کہ ور تھی۔ ان حالات میں اللہ کی راہ میں خرج کرنا اور جہاد میں حصہ لینا، دونوں کام نہایت مشکل اور بڑے
دلگردے کے شخے، جب کہ فتح مکہ کے بعد یہ صورت حال بدل گئ۔ مسلمان قوت وتعداد میں بھی بڑھتے چلے گئے اور
ان کی مالی حالت بھی پہلے سے کہیں زیادہ بہتر ہوگئ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے دونوں ادوار کے مسلمانوں کی بابت فرمایا کہ
یہ اجر میں برابر نہیں ہوگئے۔

۲. کیونکہ پہلوں کا انفاق اور جہاد، دونوں کام نہایت کٹھن حالات میں ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل فضل وعزم کو دیگر لوگوں کے مقابلے میں مقدم رکھنا چاہیے۔ اس لیے اہل سنت کے نزدیک شرف وفضل میں حضرت ابوبکر صدیق رفیانٹیڈ سب سے مقدم ہیں، کیوں کہ مومن اول بھی وہی۔ اس لیے رسول اللہ عَلَیٰ اَفِیْدُمْ نے حضرت صدیق اکبر رفیانٹیڈ کو اپنی زندگی اور موجودگی میں نماز کے لیے آگے کیا، اور اس بنیاد پر مومنوں (صحابۂ کرام) نے انہیں استحقاق ظافت میں مقدم رکھا۔ رئیسی الله عَنْهُمْ وَرَضُوْ اعَنْهُ.

سال اس میں وضاحت فرمادی کہ صحابہ کرام ڈیکالٹیڈی کے در میان شرف وفضل میں تفاوت تو ضرور ہے لیکن تفاوت در جات کا مطلب یہ نہیں کہ بعد میں مسلمان ہونے والے صحابہ کرام ڈیکاٹٹیڈ ایمان واخلاق کے اعتبار سے بالکل ہی گئے گزرے تھے، جیسا کہ بعض حضرات، حضرت معاویہ ڈیکاٹٹیڈ، ان کے والد حضرت ابوسفیان ڈیکاٹٹیڈ اور دیگر بعض ایسے ہی جلیل القدر صحابہ کے بارے میں ہرزہ سرائی یا انہیں طلقاء کہہ کر ان کی تنقیص وابات کرتے ہیں۔ نبی شکیلٹیڈ کے بارے میں فرمایا کہ لاکٹٹیڈوا اُصْحابی (میرے صحابہ پر سب وشتم نہ کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے بارے میں میری جان ہے کہ اگرتم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ کی راہ میں خرج کردے تو وہ میرے صحابہ کی جان ہے کہ وکے ایک مد بلکہ نصف مد کے بھی برابر نہیں)۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة)

لیے پیندیدہ اجر ثابت ہوجائے۔

يُومُرَّتُرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسَعَى نُوْرُهُمُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَا بِهِمْ بُشُرِّكُوْ الْيُومُ صَنَّتُ تَّجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهُرُخْلِدِیْنَ فِیهَا لَٰزِلِكَ هُوَالْفَوْرُ الْعَظِیْهُوْ

17. (قیامت کے) دن تو دکھیے گا کہ مومن مردوں اور عور توں کا نور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا<sup>(۱)</sup> آج تہمیں ان جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے میں ہمیشہ کی رہائش ہے۔ یہ بڑی کامیابی۔

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَتُ لِلَّذِينَ الْمَنُوا انْظُرُونَانَقَتِسُ مِنْ ثُورُكُو ۚ قِنْلَ ارْجِعُوا وَرَا عَكُو فَالْتَسِسُوانُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ مِسْوُرِلَةَ بَابَّ بَاطِنْهُ فِيهُ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَنَانِيُ

اس دن منافق مرد وعورت ایمان والول سے کہیں گئے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے پچھ روشیٰ حاصل کرلیں۔ (۳) جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ<sup>(۵)</sup> اور روشیٰ تلاش کرو۔ پھر ان کے اور ان کے در میان (۲) ایک دیوار حائل کردی جائے گی جس میں دروازہ بھی ہوگا۔ اس کے اندرونی حصہ میں تو رحمت (۵)

ا. الله كو قرض حسن دينے كامطلب ہے، الله كى راہ ميں صدقه وخيرات كرنا يه مال، جو انسان الله كى راہ ميں خرچ كرتا ہے، الله ايك كا ديا ہوا ہے، اس كے باوجود اسے قرض قرار دينا، يه الله كا فضل واحسان ہے كه وہ اس انفاق پر اسى طرح الله على ادائيگى ضرورى ہوتى ہے۔

۲. یہ عرصۂ محشر میں بل صراط پر ہوگا، یہ نور ان کے ایمان اور عمل صالح کا صلہ ہوگا، جس کی روشنی میں وہ جنت کا راستہ آسانی سے طے کرلیں گے۔ امام ابن کثیر اور امام ابن جریر وغیرہا نے وَبِأَیْمَانِهِمْ کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ان کے دائیں ہاتھوں میں ان کے اعمال نامے ہوں گے۔

س. یہ وہ فرشتے کہیں گے جو ان کے استقبال اور پیشوائی کے لیے وہاں ہوں گے۔

سم. یہ منافقین کچھ فاصلے تک اہل ایمان کے ساتھ ان کی روشیٰ میں چلیں گے، پھر اللہ تعالیٰ منافقین پر اندھیرا مسلط فرمادے گا، اس وقت وہ اہل ایمان سے یہ کہیں گے۔

8. اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جاکر اس طرح ایمان اور عمل صالح کی پونجی لے کر آؤ، جس طرح ہم لائے ہیں۔ یا استہزاء کے طور پر اہل ایمان کہیں گے کہ پیچھے جہال سے ہم یہ نور لائے تھے وہیں جاکر اسے تلاش کرو۔

۲. لینی مومنین اور منافقین کے در میان۔

اس سے مراد جنت ہے جس میں اہل ایمان داخل ہو چکے ہوں گے۔

يْنَادُوْنَهُوْالَوْنَكُنْ مَّعَكُوْقَالُوْابَلُ وَلِلِتَكُوْفَتَنْتُوْ اَنْفُسُكُوْ وَتَرَبَّضُتُوْ وَارْتَبْنُتُو وَغَرَّتُكُوْ الْوَكَانُ حَتَّى جَاءَ اَمْرُاللهِ وَغَرَّكُوْ بِاللهِ الْغَرُوْرُ®

ڡؘۜٵڵؽۅؙڡۛڒڵؽؙۏ۫ڂؘۮ۠ۄؽؘڵڎؙۊۮؽؾةٞٷٙڵ؈ؽٵڷۜۮؽؽؘڰۿؙۯ۠ۊؖٲ ڝڵۏڵػ۠ۄ۠ٵڶٮۜٵۯ۫ۿؚؽڝؘۅٝڶڶڴؙۄٞۅڽڣؚٞٛۺٵڵؠؙڝؚؽڒٛ۞

ٱلَهُ يَانِى لِلَّذِينَ الْمُنُوَّا آنَ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمُ لِنِكُرِ اللهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يُكُوْنُواْ كَالَّذِينَ اُوْتُوا

ا. یہ وہ حصہ ہے جس میں جہنم ہوگی۔

۲. لیعنی دیوار حائل ہونے پر منافقین مسلمانوں سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے تھے، اور جہاد وغیرہ میں حصہ نہیں لیتے تھے؟

س. کہ تم نے اپنے دلوں میں کفر اور نفاق چھپا رکھا تھا۔

م. که شاید مسلمان <sup>کسی</sup> گردش کا شکار ہوجائیں۔

دین کے معاملے میں، اسی لیے قرآن کو مانا نہ دلائل و معجزات کو۔

٢. جس میں شہبی شیطان نے مبتلا کے رکھا۔

ک. تعنی تههیں موت آگئ، یا مسلمان بالآخر غالب رہے اور تمہاری آرزوؤں پر پانی پھر گیا۔

٨. ليعنى الله كے حلم اور اس كے قانون امہال (مہلت دينے) كى وجہ سے تمہيں شيطان نے دھوكے ميں ڈالے ركھا۔
 ٩. مولى اسے كہتے ہيں جو كى كے كاموں كا متولى ليعنى ذمے دار ہے۔ گوما اب جہنم ہى اس مات كى ذمے دار ہے كہ انہيں

9. مولی اسے کہتے ہیں جو کسی کے کاموں کا متولی لیعنی ذمے دار بنے۔ گویا اب جہنم ہی اس بات کی ذمے دار ہے کہ انہیں سخت سے سخت تر عذاب کا مزا چکھائے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہمیشہ ساتھ رہنے والے کو بھی مولی کہہ لیتے ہیں، لیعنی اب جہنم کی آگ ہی ان کی ہمیشہ کی ساتھی اور رفیق ہوگی۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالی جہنم کو بھی عقل وشعور عطا فرمائے گا پس وہ کافروں کے خلاف غیظ وغضب کا اظہار کرے گی۔ لیتی ان کی والی بنے گی اور انہیں عذاب الیم سے دوجار کرے گی۔

الم الله الله كا حكم آپيل گ كه كيا ہم تمهار ك ساتھ نه شيخ (۱) وہ كہيں گ كه بال شيخ تو سهى ليكن ساتھ نه شيخ آپ كو فتنه ميں پھنسا ركھا تھا(۱) اور انتظار ميں ہى رہے (۱) اور شك وشبه كرتے رہے (۱۵) اور شهبيں تمہارى فضول تمناؤل نے دھوكے ميں ہى ركھا(۱) يہال تك كه الله كا حكم آپہنچا(۱) اور تمہيں الله كے بارے ميں

ہو گی اور باہر کی طرف عذاب ہو گا۔(')

10. الغرض، آج تم سے نہ فدیہ (اور نہ بدله) قبول کیا جائے گا اور نہ کافرول سے تم (سب) کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وہی تمہاری رفیق ہے (۹) اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

دھوکہ دینے والے نے دھوکے میں ہی رکھا۔(^)

17. کیا اب تک ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الی سے اور جو حق اتر چکا ہے اس سے

ٳۼۘڵٮؙۏۤٳٲؾٞٳٮڵڎڲؙۼۣٵڵۯڞؘڹۼ۫ۮػؙۏؾۿٲڠٞۮؠؾۜێؙٳ ڵػ۠ۄؙٳڵٳڿٳڬڲڴۯ۫ۼڠ۪ڵۅٛڹ<sup>۞</sup>

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقْتِ وَاَقْرَضُوااللَّهَ تَرْضًا حَسَّنَايُّضَعَفُ لَهُمُ وَلَهُمُ آجُرُّكِينُوْ

نرم ہوجائیں (۱) اور ان کی طرح نہ ہوجائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی (۲) پھر جب ان پر ایک زمانۂ دراز گزرگیا تو ان کے دل سخت ہو گئے (۳) اور ان میں بہت سے فاسق ہیں۔ (۳)

12. یقین مانو کہ اللہ ہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کردیتا ہے۔ ہم نے تو تمہارے لیے اپنی آیتیں بیان کردیں تاکہ تم سمجھو۔

۱۸. بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جو اللہ کو قرض حسن دے رہے ہیں، ان کے لیے یہ بڑھایا جائے گا<sup>(۵)</sup> اور ان کے لیے پہندیدہ اجر وثواب ہے۔ (۱)

ا. خطاب اہل ایمان کو ہے۔ اور مطلب ان کو اللہ کی یاد کی طرف مزید متوجہ اور قرآن کریم سے کسب ہدایت کی تلقین کرنا ہے۔ خشوع کے معنی ہیں، دلول کا زم ہوکر اللہ کی طرف جھک جانا، حق سے مراد قرآن کریم ہے۔

r. جیسے یہود ونصاریٰ ہیں۔ لیعنی تم ان کی طرح نہ ہوجانا۔

سا. چنانچہ انہوں نے اللہ کی کتاب میں تحریف اور تبدیلی کردی، اس کے عوض دنیا کا مثمن قلیل حاصل کرنے کو انہوں نے شعار بنالیا، اس کے احکام کو پس پشت ڈال دیا، اللہ کے دین میں لوگوں کی تقلید اختیار کرلی اور ان کو اپنا رب بنا لیا، مسلمانوں کو متنبہ کیا جارہا ہے کہ تم یہ کام مت کرو ورنہ تمہارے دل بھی سخت ہوجائیں گے اور پھریہی کام جو ان پر لعنت اللہی کا سبب ہے، تمہیں اچھے لگیں گے۔

۵. لیعنی ایک کے بدلے میں کم از کم دس گنا اور اس سے زیادہ سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ تک۔ یہ زیادتی اظلاس نیت، حاجت وضرورت اور مکان وزمان کی بنیاد پر ہوسکتی ہے۔ جیسے پہلے گزرا کہ جن لو گول نے فتح مکہ سے قبل خرج کیا،
 وہ اجر وثواب میں ان سے زیادہ ہول گے، جنہول نے اس کے بعد خرچ کیا۔

لا. لینی جنت اور اس کی نعمتیں، جن کو مجھی زوال اور فناء نہیں۔ آیت میں مُصَّدِّقِیْنَ اصل میں مُتَصَدِّقِیْنَ ہے۔ تا
 کو صاد میں مرغم کر دیا گیا۔

ۅؘٲػۮؚؽؽٵڡٮؙٛٷٳۑڵؾۅۅؘڛؙڸ؋ٵۏڵڵ۪ػۿؙؙؙٛٛ ٵڵڝؚۜڐؽڠٛۅؙڹؖٷۧۅٲڶۺؙٞۿػٲۼڡٮ۬ۮڒۜؾؚٚٞٚ؋ٞڷۿۄؙٙٲڿٛۯۿؙۄؙ ۅؘٮؙٛٷڒۿؙٷٷڷؾؽؽؘػڡٞۯؙۏٲۅػۮٞڹٛٷٳڽٵؽؾڹٵؙۧۏڵڸٟڬ ٲڞؙڮٵڹٛۼؿؿؖ

اِعْكُمُوَّا أَمَّا الْحَيُوةُ الدُّنْيَالَعِبُ وَلَهُوُّوَرِنْيَةٌ وَّتَفَاخُّوُ نَيْنَكُمْ وَتَكَاشُرُّ فِي الْاَمُوالِ وَالْاَوْلِائِكَتْلِ عَيْثٍ اَعْجَبَ الْلُقَّارَيْنَاتُهُ فَتُرَيَعِيمُ فَتَرِيهُ مُصْفَرًا الْثُو يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْاَحْرَقِ عَنَاكِ شَدِيدُوَّ مَنَا اللهُ عَلَيْكُوْمَ فَعُورَةً مِّنَ الله وَمُوفُولُ قُومُ الْمُحَيْوةُ الدُّنْيَا اللّامَتَاعُ

19. اور جواللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق (۱۱) اور شہید ہیں ان کے لیے ان کا اجر اور ان کا نور ہے، اور جو لوگ کفر کرتے ہیں اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ جہنمی ہیں۔

۲۰ خوب جان رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشا زینت اور آپس میں فخر (وغرور) اور مال واولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے، جیسے بارش اور اس کی پیداوار کسانوں (۱۱) کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر اور اس کی پیداوار کسانوں (۱۱) کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر جب وہ خور وہ بالکل چورا چورا ہوجاتی ہے (۱۱ رنگ میں دیکھتے ہو پھر وہ بالکل چورا چورا ہوجاتی ہے (۱۱ اور آخرت میں سخت عذاب (۱۱ اللہ کی مغفرت اور رضامندی میں سخت عذاب (۱۱ اور اللہ کی مغفرت اور رضامندی

ا. بعض مفسرین نے یہاں وقف کیا ہے۔ اور آگے وَالشَّهَدَآءُ کو الگ جملہ قراردیا ہے صدیقیت کمال ایمان اور کمال صدق وصفاکا نام ہے۔ حدیث میں رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ وصفاکا نام ہے۔ حدیث میں رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے) (متفق علیہ مشکوٰۃ کتاب الآداب، باب حفظ اللسان) ایک اور حدیث میں صدیقین کا وہ مقام بیان کیا گیا ہے جو جنت میں انہیں حاصل ہوگا۔ فرمایا "جنتی، اپنے سے اوپر کے بالا خانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے، بیعت چیکتے ہوئے مشرقی یا مغربی سارے کو تم آسان کے کنارے پر دیکھتے ہو" یعنی ان کے درمیان درجات کا اتنا فرق ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا، یہ انہیاء کے درجات ہوں گے جن کو دوسرے حاصل نہیں کر سکیں گے؟ آپ شکاہ فیٹم فرمایا "ہاں، قسم صحابہ نے پوچھا، یہ انہیاء کے درجات ہوں گے جن کو دوسرے حاصل نہیں کر سکیں گے؟ آپ شکاہ فیٹم فرمایا "ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور پینیم وں کی تصدیق کی "۔ باسخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة و آبھا مخلوقة) لیمان اور تصدیق کا حق اداکیا۔ (خ الباری)

۲. خُفَّارٌ سانوں کو کہا گیا ہے، اس لیے کہ اس کے لغوی معنی ہیں چھپانے والے۔کافروں کے دلوں میں اللہ کا اور آخرت کا اذکار چھپا ہوتا ہے، اس لیے انہیں کافر کہا جاتا ہے۔ اور کاشت کاروں کے لیے یہ لفظ اس لیے بولا گیا ہے کہ وہ بھی زمین میں چھ بوتے یعنی انہیں چھپاویتے ہیں۔

سب یہاں دنیا کی زندگی کو سرعت زوال میں تھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح تھیتی جب شاداب ہوتی ہے تو بڑی بھلی لگتی ہے، کاشت کار اسے دیکھ کر بڑے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن وہ بہت ہی جلد خشک اور زرد ہو کر چورا چورا ہوجاتی ہے۔ اسی طرح دنیا کی زیب وزینت، مال اور اولاد اور دیگر چیزیں انسان کا دل لبھاتی ہیں۔ لیکن یہ زندگی چند روزہ ہی ہے، اس کو بھی ثبات و قرار نہیں۔

م. لیعنی اہل کفر وعصیان کے لیے، جو دنیا کے تھیل کود میں ہی مصروف رہے اور اسی کو انہوں نے حاصل زندگی سمجھا۔

ہے<sup>(۱)</sup> اور دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے سامان کے اور کچھ بھی تو نہیں۔<sup>(۲)</sup>

11. (آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف (۳) اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسان وزمین کی وسعت کے برابر ہے (۳) یہ ان کے لیے بنائی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے (۵) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (۱) حمیں آتی ہے (۵) نہ (خاص) تمہاری جانوں میں، (۸) مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں کھی ہوئی ہے، (۹) پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں کھی ہوئی ہے، (۹) پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں کھی ہوئی ہے، (۹) پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں کھی ہوئی ہے، (۹)

سَابِقُوْاَ الى مَغْمَ قِرِقِنَ تَتِبُّهُ وَحَبَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ التَّكَاءَ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتُ لِلَّذِينَ امْنُوْالِمِللهِ وَرُسُلِهُ ذٰلِكَ فَضُلُ اللهِ يُؤْمِنَّةِ مَنَّ يَشَاءُ وَاللّهُ ذُوالْفَضِّلِ الْعَظِيْرِ<sup>®</sup>

مَّالْصَابَعِينُ مُّصِيِّبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلا فِيَّ انْفُسِكُو الَّلا فِي كِيْتٍ مِّنْ قَبْلِ اَنَّ تُبْلَهَا أَنَّ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيْرُ

ا. یعنی اہل ایمان وطاعت کے لیے، جنہوں نے دنیا کو ہی سب کچھ نہیں سمجھا، بلکہ اسے عارضی، فانی اور دار الامتحان سمجھتے ہوئے اللہ کی ہدایات کے مطابق اس میں زندگی گزاری۔

۲. لیکن اس کے لیے جو اس کے دھوکے میں مبتلا رہا اور آخرت کے لیے کچھ نہیں کیا۔ لیکن جس نے اس حیات دنیا کو طلب آخرت کے لیے استعال کیا تو اس کے لیے یہی دنیا، اس سے بہتر زندگی حاصل کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

٣٠. لينى اعمال صالحه اور توبة النصوح كى طرف كيونكه يهى چيزين مغفرت رب كا ذريعه بين-

م. اور جس کا عرض اتنا ہو، اس کا طول کتنا ہو گا؟ کیونکہ طول، عرض سے زیادہ ہی ہوتا ہے۔

۵. ظاہر ہے اس کی چاہت اس کے لیے ہوتی ہے جو کفر ومعصیت سے توبہ کرکے ایمان وعمل صالح کی زندگی اختیار کرلیتا ہے، اس لیے وہ ایسے لوگوں کو ایمان اور اعمال صالحہ کی توفیق سے بھی نواز دیتا ہے۔

۲. وہ جس پر چاہتا ہے، اپنا فضل فرماتا ہے، جس کو وہ کچھ دے کوئی روک نہیں سکتا، اور جس سے روک لے اسے کوئی
 دے نہیں سکتا، تمام خیر اسی کے ہاتھ میں ہے، وہی کریم مطلق اور جواد حقیقی ہے جس کے ہاں بخل کا تصور نہیں۔

مثلاً قط، سیلاب اور دیگر آفات ارضی وساوی۔

٨. مثلاً بياريان، تعب و تكان اور تنگ دستى وغيره.

9. یعنی اللہ نے اپنے علم کے مطابق تمام مخلوقات کی پیدائش سے پہلے ہی سب باتیں لکھ ویں ہیں۔ جیسے حدیث میں ہے۔ نبی کریم منگاتی آئے فرمایا: «قَدَّرَ اللهُ الْمَقَادِيْرَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْسَمُواتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ» (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی علیهما السلام) (الله تعالی نے آسان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل ہی ساری نقدرس کھ دی تھیں)۔

ڵٟڲؿڵٲؾؘٲڛؙۘۏٵۼڸؠٵڣٵؾؙٞۿ۫ڕؙۊڵٳؾؘڡ۫ٛڔڿۘۉٳؠؠؠٙٵۧڶؿػ۠ۄ۫ۉٳٮڵٷ ڵڔؽؙۼۣٮؙؚ۠ػؙڰۜٷٚؾٳڶۼؘٷؙرۣ۞

> ٳڷۜۮۑؙؽؘؽۼۘٛڬ۠ۮؙؾؘۘٷڲۯؙٷڬۘۘٵڶتۜٲ؈ڽؚٳڷڹٛڞؚٝڵ ۅؘڡۘڽؙؾۜڗۘڰٷؘڰٵۺڶۿۿۅؙڶڶۘۼؘؿ۠ٵڷڿؠؽؙۮ۠®

ڵڡۜٙٮؙٲڒڛؙڬؽٵۯڛؙڬٵۑؚٵڷٜؾؚۣڹؾۅٙٵٮٛ۬ۯڵؽٵڡؘۘۘۼۿؙٷ ٵٮٛڮؿؙڹٵڶؠؽؙڎۣٳؽڸؿڠؙٷػٳڵؿٵۺۑٳڷۊۺؖڟ ٷٵٛڹ۫ۯڵؽٵڰڮؠؽۮڣؽ؋ڹٲۺۺۅؽڎٷۜڡٮٙٵڣڠ ڸڵؿٵڛۏڸؿۼؙۘػٳڵڎ؞ۺؙؿؿ۫ڞؙٷٷۯڛؙڵڎ ڽؚٵڷۼؽؙڽ۪۫ٵؚڰؘٳڵڵڎؘٷؚؿ۠ٞۼۯ۫ؿ۫ؖٷ۠

(کام) اللہ تعالیٰ پر (بالکل) آسان ہے۔

۲۳. تا که تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اترائے جاؤہ () اور اترائے والے شخی خوروں کو اللہ پیند نہیں فرماتا۔

۲۳. جو (خود بھی) بخل کریں اور دوسروں کو (بھی) بخل کی تعلیم دیں۔ سنو جو بھی منہ پھیرے<sup>(۲)</sup> تو اللہ بے نیاز اور سزاوار حمد وثناء ہے۔

70. یقیناً ہم نے اپنے پیغیروں کو کھلی ولیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا<sup>(۳)</sup> تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔ اور ہم نے لوہ کو اتارا<sup>(۳)</sup> جس میں سخت ہیت وقوت ہے<sup>(۵)</sup> اور لوگوں کے لیے اور بھی (بہت سے) فائدے ہیں<sup>(۱)</sup> اور اس لیے

ا. یہاں جس حزن اور فرح سے روکا گیا ہے، وہ وہ غم اور خوشی ہے جو انسان کو ناجائز کاموں تک پہنچا دیتی ہے، ورنہ تکلیف پر رنجیدہ اور راحت پر خوش ہونا، یہ ایک فطری عمل ہے۔ لیکن مومن تکلیف پر صبر کرتا ہے کہ اللہ کی مشیت اور تقدیر ہے۔ جزع فزع کرنے سے اس میں تبدیلی نہیں آسکتی۔ اور راحت پر، اتراتا نہیں ہے، اللہ کا شکر اوا کرتا ہے کہ یہ سے صرف اس کی اپنی سعی کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اللہ کا فضل وکرم اور اس کا احسان ہے۔

r. لینی انفاق فی سبیل اللہ سے، کیونکہ اصل بخل یہی ہے۔

سل میران سے مراد انصاف ہے اور مطلب ہے کہ ہم نے لوگوں کو انصاف کرنے کا تھم دیا ہے۔ بعض نے اس کا ترجمہ ترازو کیا ہے، ترازو کی طرف لوگوں کی رہنمائی کی کہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو رہنمائی کی کہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو تول کر پورا جوں دو۔

۷. یہاں بھی اتارا، پیدا کرنے اور اس کی صنعت سکھانے کے معنی میں ہے۔ لوہے سے بے شار چیزیں بنتی ہیں، یہ سب اللہ کے اس الہام وارشاد کا نتیجہ ہے جو اس نے انسان کو کیا ہے۔

۵. لینی لوہے سے جنگی ہتھیار بنتے ہیں۔ جیسے تلوار، نیزہ، بندوق اور اب ایٹم، توپیں، جنگی جہاز، آبدوزیں، کنیں، راکٹ اور مینک وغیرہ بے شار چیزیں۔ جن سے دشمن پر وار بھی کیا جاتا ہے اور اپنا دفاع بھی۔

۲. لینی جنگی ہتھیاروں کے علاوہ او ہے سے اور بھی بہت سی چیزیں بنتی ہیں، جو گھروں میں اور مختلف صنعتوں میں کام میں آتی ہیں، جیسے چھریاں، چاقو، قینچی، ہتھوڑا، سوئی، زراعت، نجارت (بڑھئی) اور عمارت وغیرہ کا سامان اور چھوٹی بڑی بے شار مشینیں اور سازو سامان۔

بھی کہ اللہ جان لے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد بن دیکھے کون کرتا ہے، (۱) بیشک اللہ قوت والا اور زبردست ہے۔ (۱)

۲۷. اور بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم (علیقالہ) کو (پیغیبر بناکر) بھیجا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں پیغیبری اور کتاب جاری رکھی تو ان میں سے کچھ تو راہ یافتہ ہوئے اور ان میں سے اکثر بہت نافرمان رہے۔

۲۷. ان کے بعد پھر بھی ہم اپنے رسولوں کو پے درپے سجیج رہے اور انکے بعد عیسیٰ بن مریم (عَلَیْظِاً) کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا فرمائی اور ان کے ماننے والوں کے دلوں میں شفقت اور رحم پیدا کردیا<sup>(۳)</sup> ہاں رہبانیت (ترک دنیا) تو ان لو گول نے ازخود ایجاد کرلی تھی<sup>(۳)</sup> ہم نے

ۅؘڵقَڎ۫ٲڒۺڵٮ۬ٵٚۏٛٮۘ۠ٵۊٞٳڹڒۿۣؽۄۘۅؘۜۼعڵٮٙٵٚڣٛڎؙڒؾۣۜؾۿۭؠٵٚ ٵٮٝڹٛٷۜڰؘۅؘٳڶڲٮڶؠڣؠ۫ۿؙۄؙۺ۠ۿؾۮ۪ؖٷڲؿؽڕۣۺٞڣۿۄؙ ڣ۠ڝڠؙۅؙڹ۞

تُقْرَقَقَيْنَاعَلَى اتَّالِهِمْ مِرْسُلنَاوَقَقَيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَالتِّينَٰهُ الْإِنْجِيْلُ وَجَعَلْنَافِى قُلُوْبِ الَّانِبِيُّنَ التَّبَعُولُارَافَةً قَرَحْمَةً قُرَمُمَانِيَّةً إِبْبَتَنَعُوهَا مَاكْتَبُنُهَا عَلَيْهُمُ الْآلِبْتِغَا أَمْرِضُوانِ اللهِ فَمَا رَعُوهُاحَتَّى رِعَايِتِهَا \*فَالتَيْنَاالَّذِيْنَ الْمُنْوَامِنُهُمُ

ا. یہ لِیَقُوْمَ پر عطف ہے۔ لینی رسولوں کو اس لیے بھی بھیجا ہے تاکہ وہ جان لے کہ کون اس کے رسولوں پر اللہ کو د کیھے بغیر، ایمان لاتا اور ان کی مدد کرتا ہے۔

٣. اس كو اس بات كى حاجت نہيں ہے كہ لوگ اس كے دين كى اور اس كے رسولوں كى مدد كريں، بلكہ وہ چاہتو اس
 كے بغير ہى ان كو غالب فرمادے۔ لوگوں كو تو ان كى مدد كرنے كا حكم ان كى اپنى ہى جملائى كے ليے ديا گيا ہے، تاكہ اس
 طرح وہ اپنے اللہ كو راضى كركے اس كى مغفرت ورحمت كے مستحق بن جائيں۔

٣. رَأَفَةٌ ، كَ مَعَىٰ نرمی اور رَحْمَةٌ كَ مَعَیٰ شفقت كے ہیں۔ پیروكاروں سے مراد حضرت عیمیٰ عَالَیْاً كے حواری ہیں۔ پین ان كے دلوں میں ایک دوسرے كے ليے بیار اور محبت كے جذبات بیدا كردي۔ جیسے صحابہ كرام (تَّفَالَّةُ اَلَک دوسرے كے اللہ دوسرے كے مدرد اور غم خوار نہیں، جیسے كے ليے رحيم وشفیل تھے۔ رُحَمَاءً بَیْنَهُمْ . یہود، آپس میں اس طرح ایک دوسرے كے مدرد اور غم خوار نہیں، جیسے حضرت عیمیٰ عَالِیْاً كے بیروكار تھے۔

٧٠. رَهْبَازِيَّةٌ رَهْبٌ (خوف) سے ہے یا رُهْبَانٌ (دروایش) کی طرف منسوب ہے اس صورت میں رے پر چیش رہے گا،
یا اسے رَهْبَانِیَّةٌ کی طرف منسوب مانا جائے تو اس صورت میں رے پر زبر ہوگا۔ رہانیت کا مفہوم ترک دنیا ہے بعنی دنیا
اور علائق دنیا سے منقطع ہوکر کسی جنگل، صحر امیں جاکر اللہ کی عبادت کرنا۔ اس کا لیں منظر یہ ہے کہ حضرت علیی علیہ الله کی عبادت کرنا۔ اس کا لیں منظر یہ ہے کہ حضرت علیہ علیہ الله کے بعد ایسے بادشاہ ہوئے جنہوں نے تورات اور انجیل میں تبدیلی کردی، جے ایک جماعت نے قبول نہیں کیا۔ انہوں
نے بادشاہوں کے ڈر سے پہاڑوں اورغاروں میں پناہ حاصل کرلی۔ یہ اس کا آغاز تھا، جس کی بنیاد اضطرار پر تھی۔ لیکن
ان کے بعد آنے والے بہت سے لوگوں نے اپنے بزرگوں کی اندھی تقلید میں اس شہر بدری کو عبادت کا ایک طریقہ

## ٲۼۘۯۿؙۄ۫ٷڲؿ۬ؽۯۺڹۿۿۏڣڛڠؙۅؙؽ۞

يَالَيُّهُ الَّذِيْنَ امَنُوااتَّقُوااللهَ وَالْمِثُوَّا بِرَسُوُلِهِ يُؤُتِّكُمُ كِفُلَيْنِ مِنَ تَرْضَتِهٖ وَيَجْعَلُ لَكُوُنُورًا تَشُوُنَ بِهِ وَيَغُوْزُلَكُوُ وَاللهُ غَفُورُتَّ عِيْدُوْ

لِثَكَّاكِعُلُوَاهُلُ الْكِتْبِ اَلَّاكِيَّةِ الْأَكْفُونَ عَلَىٰ شَيُّ مِّنْ فَضُّلِ اللهِ وَاَنَّ الْفَضُّلَ بِيَدِاللهِ يُؤْتِيُّهِ مَنُ يَّتَنَاءُ وَاللهُ ذُوالفُضُلِ الْعَظِيْمِ ﴿

ان پر اسے واجب نہ کیا<sup>(۱)</sup> تھا سوائے اللہ کی رضا جوئی کے۔<sup>(۲)</sup> سو انہوں نے اس کی پوری رعایت نہ کی،<sup>(۳)</sup> پھر بھی ہم نے ان میں سے جو ایمان لائے تھے انہیں ان کا اجر دیا<sup>(۳)</sup> اور ان میں زیادہ تر لوگ نافرمان ہیں۔

اجر دیا '' اور ان میں زیادہ تر لوک نافرمان ہیں۔

۲۸. اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرتے رہا

کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تمہیں اپنی رحمت

کا دوہرا حصہ دے گا<sup>(۵)</sup> اور تمہیں نور دے گا جس کی

روشنی میں تم چلو پھروگے اور تمہارے گناہ بھی معاف
فرمادے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

79. یہ اس لیے کہ اہل کتاب (۲) جان لیں کہ اللہ کے فضل کے کسی ھے پر بھی انہیں اختیار نہیں اور یہ کہ (سارا) فضل اللہ ہی کے ہاتھ ہے وہ جسے چاہے دے، اور اللہ ہے ہی بڑے فضل والا۔

بنالیا اور اپنے آپ کو گرجاؤل اور معبدول میں محبوس کرلیا اور اس کے لیے علائق دنیا سے انقطاع کو ضروری قرار دے لیا لیا۔ اس کو اللہ نے ابتداع (خود گھڑنے) سے تعبیر فرمایا ہے۔

ا. یہ تجھیلی بات ہی کی تاکید ہے کہ یہ رہبانیت ان کی اپنی ایجاد تھی، اللہ نے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔

۲. لیعنی ہم نے تو ان پر صرف اپنی رضا جوئی فرض کی تھی۔ دوسرا ترجمہ اس کا ہے کہ انہوں نے یہ کام اللہ کی رضا تلاش کرنے کے لیے کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالی نے وضاحت فرمادی کہ اللہ کی رضا، دین میں اپنی طرف سے بدعات ایجاد کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتی، چاہے وہ کتنی ہی خوش نما ہو۔ اللہ کی رضا تو اس کی اطاعت سے ہی حاصل ہوگی۔

سم. لیعنی گو انہوں نے مقصد اللہ کی رضا جوئی بتلایا، لیکن اس کی انہوں نے پوری رعایت نہیں کی، ورنہ وہ ابتداع (بدعت ایجاد کرنے) کے بچائے اتباع کا راستہ اختیار کرتے۔

ہم. یہ وہ لوگ ہیں جو دین عیسیٰ پر قائم رہے تھے۔

۵. یہ دوگنا اجر ان الل ایمان کو ملے گا جو نبی منگالیفی سے قبل پہلے کسی رسول پر ایمان رکھتے تھے پھر نبی منگالیفی پر بھی ایمان
 لے آئے جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب تعلیم الرجل أمته وأهله وصحیح مسلم، کتاب
 الایمان، باب وجوب الایمان برسالة نبینا) ایک دوسری تفسیر کے مطابق جب الل کتاب نے اس بات پر فخر کا اظہار کیا کہ انہیں
 دوگنا اجر ملے گا، تو اللہ تعالی نے مسلمانوں کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیل کے لیے دیمیے تغیر ابن کیش)

٧. لِتَلَّا مين لَا زائد م اور معنى بين لِيَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنَّهُمْ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلَىٰ أَنْ يَنَالُوْا شَينًا مِّنْ فَضْلِ اللهِ - (ثَ القد)

#### سورۂ مجادلہ مدنی ہے اور اس میں بائیں آیتیں اور تین رکوع میں۔

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں سکرار کررہی تھی اور اللہ کے آگے شکلیت کررہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا، (۱) بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا رکھنے والا ہے۔

اپنی میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں مال کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے، (۲) یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور

## **以外国际**

### 

قَکْسَمِعَ اللّهُ قَوْلَ الّقِیُ تُجَادِلُکَ فِی زَوْجِهَاوَ تَشْتَکِنَ إِلَى اللّهِ ۚ وَاللّهُ يَسَمُعُ تَعَاوُرُكُمَا ۚ إِنَّ اللّهَ سَمِيْعُ بُصِوْدُ ۖ

ٵڰۮؿؽؽڟۿڔؙۏؽ؞ؚڡؚٮ۫ڬؙۄٝۺؚؽڐڛٵۧؠۣۻ؆۠ۿؾٞٲڟٙۊؠۻٝ ٳؽٲڟڟؿؙڂٳڵڒٳڷؚؽٷڷۮؘڽؙٛۻٝۅٳڵڣۜٞڎؙۘڶؽڡؙٛٷ۠ۏؽڡؙؽڰڗٳ ڡؚؚۜڹٲڶقۅٛڸۅۮؘڎۯٵٷڔؾؘٳ؇ڶڎڶؘڡۼۊ۠ڠٛڡؙ۫ۏۯ۠۞

۲. یہ ظہار کا تھم بیان فرمایا کہ تمہارے کہہ دینے سے تمہاری بیوی تمہاری مال نہیں بن جائے گی۔ اگر مال کے بجائے کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن وغیرہ کی پیٹھ کی طرح اپنی بیوی کو کہہ دے تو یہ ظہار ہے یا نہیں؟ امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہا اللہ اسے ظہار قرار دیتے ہیں، جب کہ دوسرے علاء اسے ظہار تسلیم نہیں کرتے۔ (پہلا قول بی شیح معلوم ہوتا ہے) اسی طرح اس میں بھی اختلاف ہے کہ پیٹھ کی جگہ اگر کوئی یہ کے کہ قو میری مال کی طرح ہے، پیٹھ کانام نہ لے۔ تو علاء کہتے ہیں کہ اگر ظہار ہوگا، بصورت دیگر نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایس کے گا تو ظہار ہوگا، بصورت دیگر نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایس کے ایس کے ایس کہ ایس میں ایس کے ایس کے ایس کے بیں کہ ایس کے ایس کے بیں کہ ایس کے بیں کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کے بیں کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ بین کہ بین کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کے بیٹ کہ بین کہ ایس کی بیٹ کہ کوئی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کی بیٹ کہ کوئی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ کی بیٹ کی بیٹ کہ ایس کی بیٹ کہ کی بیٹ کہ کی بیٹ کے بیٹ کی بیٹ کہ کی بیٹ کہ کی بیٹ کی بیٹ کی بیٹ کی کر کی بیٹ کی کی بیٹ کی بیٹ کی بیٹ کی بیٹ کی بیٹ کی بیٹ

جھوٹی بات کہتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالی معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ (۱)

> ۅؘٲڷڔ۬ؽڹۘؽؙڟۿۯۉڹڝٛ۬ڎٚڝٙٳٝؠۿٷڎؙۊۜؽٷۮۉڹ ڸڡٵڡٞٵڷٷٲڡؘٮۜڂؠؽٷڔڗؿؠڗۊ؈ٛۜڰڹڸٲڹۢؾؿڡۜٲۺٵڎ۠ڸۮؙٷ ؿؙۅۛۼڟؙۏؽؠۣٷػڶڟ؋ۑؠٵڡۜۼؠڷؙۏؽڿؘؿٷ۠

س. اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرلیں (۲) تو ان کے ذیے آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے (۲) ایک غلام آزاد کرنا ہے، اس کے ذریعے تم تھیجت کیے جاتے ہو۔ اور اللہ تعالی تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

فَمَنُ لَا يُوكِئُ فَصِيَاهُ شَهُويُنُ مُتَتَابِعَيْنِ مِنَ قَبْلِ ٱنۡ تَيۡمَاۡشَاۡفَمَنَ لَعُنِيۡتَطِعُ وَاطۡعَاٰمُ سِتِّيۡنِيَ مِسْكِيئَا اللهِ ذلِكَ لِتُوۡمُنُوۡ اللهِ وَسَنُولِهُ وَتَلْكَ حُكُوْدُ اللهِ وَلِلْكَفِرِينَ عَذَا كِبَالِيُوْ

الله بال جو شخص نہ پائے اس کے ذیتے دو مہینوں کے لگا تار روزے ہیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگا ئیں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے۔ یہ اس لیے کہ تم اللہ کی اور اس کے رسول کی حکم برداری کرو، یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کفار ہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اگر ایسے عضو کے ساتھ تثبیہ دے گا جس کا دیکھنا جائز ہے تو یہ ظہار نہیں ہوگا، امام شافعی رحمہ اللہ بھی کہتے ہیں کہ ظہار صرف پبیٹھ کی طرح کہنے سے ہی ہوگا۔ (فخ القدیر)

ا. اسی کیے اس نے کفارے کو اس قول منکر اور جھوٹ کی معافی کا ذریعہ بنادیا۔

۲. اب اس تھم کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔ رجوع کا مطلب ہے، بیوی سے ہم بستری کرنا چاہیں۔

سابر لیخی ہم بستری سے پہلے وہ کفارہ ادا کریں۔ (۱) ایک غلام آزاد کرنا۔ (۲) اس کی طاقت نہ ہوتو ہے در ہے بلا ناخہ دو مہینے کے روزے۔ اگر در میان میں بغیر عذر شرعی کے روزہ چھوڑدیا تو سے سرے سے پورے دو مہینے کے روزے رکھنے پڑیں گے۔ عذر شرعی سے مراد بیاری یا سفر ہے۔ امام ابو صنیغہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بیاری وغیرہ کی وجہ سے بھی روزہ چھوڑے گا تو سنے سرے سے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہوتو چھوڑے گا تو سنے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے۔ (۳) اگر ہے در بے دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہوتو ساکین کو کھانا کھلائے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہر مسکین کو دو مد (نصف صاع لیعنی سواکلو) اور بعض کہتے ہیں ایک مد کافی ہے۔ لیکن قرآن کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا اس طرح کھلایا جائے کہ وہ شکم سر ہوجائیں یا آئی ہی مقدار میں بان کو کھانا دیا جائے۔ ایک مرتبہ ہی سب کو کھلانا مجھی ضروری نہیں بلکہ متعدد اقساط میں یہ تعداد پوری کی جاسکتی میں ان کو کھانا دیا جائے۔ ایک مرتبہ ہی سب کو کھلانا ہی ضروری نہیں بلکہ متعدد اقساط میں یہ تعداد پوری کی جاسکتی ہے۔ (افع القدے) تاہم یہ ضروری ہے جب تک یہ تعداد پوری نہ ہوجائے، اس وقت تک بیوی سے ہم بستری جائز نہیں۔

ٳؿٙٵؾۜؽ۬ؿؘڲٛٵٚڎؙڡؙڽٵ؇ڡٷۯٙڛؙٷڷٷؙؽؚۺؙٷڰڬؽؙ ٵڰڹؿؾ؈ٛڡٞؽڵۿؚ؋ٷڡٞڎٲٮٛڗؙڵؽٵۧڸٳڝؚٵێۣؠٚڹؾ ۅؘڵؚڵڲڣڔؽؙؽؘعؘۮؘٵڰ۪ؠٞ۠ۿؽؿ۠۞۫

ؽۅؙڡؙڒؾؙۘۼؿؙۿؙۉؗٳٮڵۿؙۻؽ۫ۼٵڣؽؙڹؾؚۜڹؙٞٛؠٛؠؠٵۼؠڶٷ۠ٳ ٳؖڞؙٮۿٳڵۿٷۺٷٷٷڶڵؿ۠ۼڶڮ۠ڷۣۺٞؿؙۺۿؚؽٮ۠ڰ۫

ٱلَوۡتُوَاكَ اللهَ يَعۡلَوُمَا فِي السَّمُلُوتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُونُ مِن تُحۡوِٰى ثَلْثَةِ اللَّهُ وَرَا بِعُهُمُ وَلَاحۡمُسَةٍ اِلْاَهُوَسَادِسُّهُمُ وَلَاَادۡنَى مِنْ ذَلِكَ وَلَا ٱكْثَرَ اللّهُو مَتَهُمُ آینَ مَا كَانُوا ثَنَوْیْنَبُّهُمْ بِاعْلُوا یَوْمُ الْقِیمَةُ إِنَّ اللّهُ بِکِلِ شَیْ مُعَالِمُوْ

م. بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل کیے جائیں گے (۱) جیسے ان سے پہلے کے لوگ ذلیل کیے گئے تھے، (۲) اور بیشک ہم واضح آ بیتی اتار چکے ہیں اور کافرول کے لیے تو ذلت والا عذاب ہے۔ \bar{\tau} جس دن اللہ تعالی ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں ان کے کیے ہوئے عمل سے آگاہ کرے گا، جے اللہ نے شار کر رکھا ہے اور جے یہ بھول گئے تھے، (۳) اور اللہ تعالی ہر چیز سے واقف ہے۔

ک. کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسانوں کی اور زمین کی ہر چیز سے واقف ہے۔ تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر اللہ ان کا چوشا ہوتا ہے اور نہ پانچ کی مگر ان کا چھٹا وہ ہوتا ہے اور نہ زیادہ کی مگر وہ ساتھ ہی ہوتا ہے ہماں بھی وہ ہوں، (۲) پھر قیامت کے ساتھ ہی ہوتا ہے (۲)

1. كُيتُوْا، ماضى مجبول كا صيغ ب، مستقبل ميں ہونے والے واقع كو ماضى سے تعبير كركے واضح كرديا كہ اس كا وقوع اور تحقق اسى طرح يقينى ہے جيسے كہ وہ ہوچكا ہے۔ چنانچہ ايسا ہى ہوا كہ يہ مشركين مكہ بدر والے دن ذليل كيے گئے، كچھ قيدى ہوگئے اور مسلمان ان پر غالب رہے۔ مسلمانوں كا غلبہ بھى ان كے حق ميں نہايت ذلت تھا۔

کچھ مارے گئے، کچھ قيدى ہوگئے اور مسلمان ان پر غالب رہے۔ مسلمانوں كا غلبہ بھى ان كے حق ميں نہايت ذلت تھا۔

1. اس سے مراد گزشتہ امتيں ہى جو اسى مخالفت كى وجہ سے ہلاك ہوئيں۔

سا. یہ ذہنوں میں پیدا ہونے والے اشکال کا جواب ہے کہ گناہوں کی اتنی کثرت اور ان کا اتنا تنوع کہ ان کا احصاء بظاہر ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے لیے یقیناً ناممکن ہے بلکہ تہمیں تو خود اپنے کیے ہوئے سارے کام بھی یاد نہیں ہوں گے لیکن اللہ کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں، اس نے ایک ایک کا عمل محفوظ کیا ہوا ہے۔

م. اس پر کوئی چیز مخفی نہیں۔ آگےاس کی مزید تاکید ہے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

۵. یعنی ندکورہ تعداد کا خصوصی طور پر ذکر اس لیے تہیں ہے کہ وہ اس سے کم یا اس سے زیادہ تعداد کے در میان ہونے والی گفتگو سے بے خبر رہتا ہے بلکہ یہ تعداد بطور مثال ہے، مقصد یہ بتلانا ہے کہ تعداد تھوڑی ہو یا زیادہ۔ وہ ہر ایک کے ساتھ ہے اور ہر ظاہر اور پوشیدہ بات کو جانتا ہے۔

۲. خلوت میں ہوں یا جلوت میں، شہروں میں ہوں یا جنگل صحراؤں میں، آبادیوں میں ہوں یا بے آباد پہاڑوں بیابانوں
 اور غاروں میں، جہاں بھی وہ ہوں، اس سے چھیے نبیں رہ سکتے۔

دن انہیں ایکے اعمال سے آگاہ کرے گا<sup>(۱)</sup> بیٹک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

۸. کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ جنہیں کانا پھوی سے روک دیا گیا تھا وہ پھر بھی اس روکے ہوئے کام کو دوبارہ کرتے ہیں (۲) اور آپس میں گناہ کی اور ظلم وزیادتی کی اور نافرمانی پیغیبر کی سرگوشیاں کرتے ہیں، (۳) اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے ان لفظوں میں سلام کرتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا (۳) اور اپنے ول میں کہا (۳) اور اپنے ول میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا (۳) اور اپنے ول میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نمیں اس پر جو ہم کہتے ہیں سزاکیوں نہیں دیا، (۵) ان کے لیے جنہم کافی (سزا) ہے۔ جس میں یہ جائیں گے، (۲) سو وہ برا ٹھکانا ہے۔

اَلَهُ تَرَالَى الَّذِيْنَ نُهُواْعَنِ النَّجُوٰى ثُوَّيَعُوُدُوْنَ لِمَا نَهُواْعَنُهُ وَيَتَغَجُونَ بِالْإِنْهُ وَالْعُدُوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَادَّاجَاءُ وُكَ حَيَّوُكُ بِهَالمُ يُعِيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَيَعُولُونَ فِنَ اَنْفُيهِمْ لَوَلاَيْعَيِّبْنَا اللهُ بِمَانَقُولُ حَشْهُمْ جَهَمَّمٌ "يَصُلُونَهَا فَيِشَ الْمَصِيدُونَ

ا. یعنی اس کے مطابق ہر ایک کو جزاء دے گا۔ نیک کو اس کی نیکیوں کی جزاء اور بروں کو ان کی برائیوں کی سزا۔

۲. اس سے مدینے کے یہودی اور منافقین مراد ہیں۔ جب مسلمان ان کے پاس سے گزرتے تو یہ باہم سرجوڑ کر اس طرح سرگوشیاں اور کانا پھوس کرتے کہ مسلمان یہ سبھتے کہ شاید ان کے خلاف یہ کوئی سازش کررہے ہیں، یا مسلمانوں کے کسی لشکر پر دشمن نے حملہ کرکے انہیں نقصان پہنچایا ہے، جس کی خبر ان کے پاس پہنچ گئی ہے۔ مسلمان ان چیزوں سے خوف زدہ ہوجاتے۔ چنانچہ نبی منافقی ہے اس طرح سرگوشیاں کرنے سے منع فرمادیا۔ لیکن کچھ ہی عرصے کے بعد انہوں نے پھر یہ مذموم سلسلہ شروع کردیا۔ آیت میں ان کے ای کردار کو بیان کیا جا رہا ہے۔

سر لینی ان کی سرگوشیاں نیکی اور تقویٰ کی باتوں میں نہیں ہوتیں، بلکہ گناہ، زیادتی اور معصیت رسول سَکَالْیَٰیُمْ پر مبنی ہوتی ہیں مثلاً کسی کی غیبت، الزام تراثی، بے ہودہ گوئی، ایک دوسرے کو رسول سَکَالْتَیْکِمْ کی نافرمانی پر اکسانا وغیرہ۔

٧٠. يعنی اللہ نے تو سلام کا طريقہ يہ بتلايا کہ تم السَّلَامُ عَلَيْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، کَبُو لَيَن يہ يبودی نبی مَالَّيْتُمْ کَل خدمت ميں حاضر ہوتے تو اس کے بجائے کہ السَّامُ عَلَيْکُمْ يا عَلَيْكَ (تم پر موت وارد ہو) اس ليے رسول اللہ مَالَّيْتُمْ ان کے جواب ميں صرف يہ فرمايا کرتے تھے۔ وَعَلَيْکُمْ يا وَعَلَيْكَ (اور تم پر ہی ہو) اور مسلمانوں کو بھی آپ مَالَّيْكُمْ نے تاكيد فرمائی كہ جب كوئی اہل كتاب تمهيں سلام كرے تو تم جواب ميں (عَلَيْكَ) كہا كرو يعنی عَلَيْكَ مَا قُلْتَ (تو نے جو کہا ہے، وہ تجھ پر ہی وارد ہو)۔ (صحيح البخاري ومسلم، كتاب الأدب، باب لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم فاحشا ولا متفحشا).

۵. لیعنی وہ آپس میں یا اپنے دلوں میں کہتے کہ اگر یہ سچانبی ہوتا تو الله تعالیٰ یقیناً ہماری اس فتیج حرکت پر ہماری گرفت ضرور فرماتا۔

۲. اللہ نے فرمایا کہ اگر اللہ نے اپنی مشیت اور حکمت بالغہ کے تحت دنیا میں ان کی فوری گرفت نہیں فرمائی تو کیا وہ

يَّايَّهُا الَّذِينَ المَنْوَالَا التَّنَاجَيْتُهُ فَلاَتَتَنَاجُوُا بِالْوِثْوِوَالْعُدُوانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجُوْا بِالْهِرِّوَالتَّقُوْيُ وَاتَّقُوااللهَ الَّذِيْ َ الْيُوَعُنَّرُونَ®

ٳٮٞٮؘٵڵۼٞٷؠڝؘٵڷڰؽڟؚڽڶؚۑۘڂۯؙڹٲڵۮؚؽڹٵڡۜٮؙۊ۠ٳ ۅؘڵؽڛ؈ڝٙٚٳڗؚۿؠۺؽٵٳڰڔۑٳٛۮٙڹؚٵڶڰڿۅؘػٙڶڶڰۼ ڡؘڵؽٮۜٷڲٞڶ۩ؙؗؽٷ۫ؠڹؙٷڽٛ

يَّالِيُّهُا الَّذِيْنَ الْمُنْوَّالِذَاقِيْلَ لَكُوْنَفَسَّحُوْلِفِي الْمَجْلِسِ فَافْسَحُوْايَفْسَجِ اللهُ لَكُوْ وَلِذَاقِيْلَ

9. اے ایمان والو! تم جب سرگوشی کرو تو یہ سرگوشیاں گناہ اور ظلم (وزیادتی) اور نافرمانی پیغیبر کی نہ ہوں، () بلکہ نیکی اور پر ہیز گاری کی باتوں پر سرگوشی کرو<sup>(1)</sup> اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤگے۔
 1. یقیناً (بری) سرگوشیاں، بس شیطانی کام ہے تاکہ ایمان والوں کو رنج پہنچے۔ (<sup>(1)</sup> گو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتا۔ اور ایمان والوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔ (<sup>(1)</sup>

ال. اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو تو تم جگہ کشادہ کردو(۱۵) اللہ تمہیں

آخرت میں جہنم کے عذاب سے بھی چ جائیں گے؟ نہیں یقیناً نہیں۔ جہنم ان کی منتظر ہے جس میں وہ داخل ہوں گے۔

ا. جس طرح یہود اور منافقین کا شیوہ ہے۔ یہ گویا اہل ایمان کوتربیت اور کردار سازی کے لیے کہا جارہا ہے۔ کہ اگر تم
اینے دعوائے ایمان میں سچے ہوتو تمہاری سرگوشیاں یہود اور اہل نفاق کی طرح اٹم وعدوان پر نہیں ہونی چاہئیں۔

الیعنی جس میں خیر ہی خیر ہو اور جو اللہ اور اس کے رسول مُنافِقْتِهُم کی اطاعت پر مبنی ہو۔ کیونکہ یہی نیکی اور تقویٰ ہے۔

الیعنی اثم وعدوان اور معصیت رسول مُنافِقْتُم پر مبنی سرگوشیاں یہ شیطانی کام ہیں، کیونکہ شیطان ہی ان پر آمادہ کر تا ہے،

تاکہ وہ اس کے ذریعے سے مومنوں کو غم وجزن میں مبتلا کرے۔

مل. لیکن یہ سرگوشیاں اور شیطانی حرکتیں، مومنوں کو کچھ نقصان نہیں پہنچاستیں اِلّا یہ کہ اللہ کی مشیت ہو اس لیے تم اپنے و شمنوں کی ان او کچی حرکتوں سے پریشان نہ ہوا کرو۔ بلکہ اللہ پر بھروسہ رکھو، اس لیے کہ تمام معاملات کا اختیار اس کے ہم سیا ہوتھ میں ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، نہ کہ یہود اور منافقین، جو تہمیں تباہ وبرباد کرنا چاہتے ہیں۔ سرگوشی کے سلسلے میں ہی مسلمانوں کو ایک اظلق ہدایت یہ دی گئی ہے کہ جب تم تین آدمی اکٹھے ہو، تو اپنے میں سے ایک کو چھوڑ کر دو آدمی میں سرگوشی نہ کریں، کیونکہ یہ طریقہ اس ایک آدمی کو غم میں ڈال دے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستندان، باب إذا کانوا اکثر من ثلاثة فلا باس بالمسارة والمناجاة، وصحیح مسلم کتاب السلام، باب تحریم مناجاة الاثنین دون الثالث بغیر رضاه) البتہ اس کی رضامندی اور اجازت سے ایسا کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں دو آدمیوں کا سرگوشی کرنا، کی کے لیے البتہ اس کی رضامندی اور اجازت سے ایسا کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں دو آدمیوں کا سرگوشی کرنا، کی کے لیے تشویش کا باعث نہیں ہوگا۔

۵. اس میں مسلمانوں کو مجلس کے آواب بتلائے جارہے ہیں۔ مجلس کا لفظ عام ہے، جو ہر اس مجلس کو شامل ہے، جس میں مسلمان خیر اور اجر کے حصول کے لیے جع ہوں، وعظ وقعیحت کی مجلس ہو یا جمعہ کی مجلس ہو۔ (تفسیر القرطبي) "کھل کر بیٹھو" کا مطلب ہے کہ مجلس کا دائرہ وسیع رکھو تاکہ بعد میں آنے والوں کے لیے بیٹھنے کی جگہ رہے۔ دائرہ قبلک مت

انْتُرُوْافَانَشُنُوْايَرْفَعِ اللهُ الَّذِينَ الْمَثْوُا مِنْكُمِّ وَالَّذِينَ الْوَتُواالْعِلْمَوْرَطِيَّ وَاللَّمُ بِمَانَعُلُونَ خِيثِرُّ

ڲؘڲؙۿٵڷڵڹؽڹٵڡؙٮؙٛۅؙٙٳۮؘٵٮٚٵڿؿؿؙۯؙٳڵڗڛؙۅ۫ڶڡؘڡٙۛ؆ؚٮؙٷٳ ڹؿؙؽؽػؽۼٛۏٮػؙۄڞػڡۜٙڎؖڐ۬ڸڬڂؘؿ۠ڗ۠ڰػؙۄٵڟۿڗ ڣٵ۫ؽڰۄ۫ؾٙؽۮؙۅؙٳڣٵؾٵ۩ۼۘڠڣؙۯڗٛڿڎڎ۠۞

کشادگی دے گا، (۱) اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہوجاؤ تو تم اٹھ کھڑے ہوجاؤ (۱) اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گئے ہیں درجے بلند کردے گا، (۱) اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کررہے ہو (خوب) خبر دار ہے۔

11. اے ایمان والو! جب تم رسول سَگَالِیَّا ہُمْ سے سرگوشی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو<sup>(\*)</sup> یہ تہمارے حق میں بہتر اور پاکیزہ تر ہے، <sup>(۵)</sup> ہاں اگر نہ پاؤ تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشے والا مہربان ہے۔

رکھو کہ بعد میں آنے والے کو کھڑا رہنا پڑے یا کس بیٹھے ہوئے کو اٹھاکر اس کی جگہ وہ بیٹھے کہ یہ دونوں باتیں ناثائشتہ ہیں۔ چنانچہ نبی مُطَائِنَیْمُ نے بھی فرمایا (کوئی شخص، کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے اٹھاکر خود نہ بیٹھ، اس لیے مجلس کے دائرے کو فراخ اور وسیع کرلو)۔ (صحیح البخاري، کتاب الجمعة، باب لایقیم الرجل آخاہ یوم الجمعة ویقعد في مکانه. وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم إقامة الإنسان من موضعه المباح الذي سبق إلیه)

ا. یعنی اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں وسعت و فراخی عطا فرمائے گا یا جہاں بھی تم وسعت و فراخی کے طالب ہوگے، مثلاً مکان میں، رزق میں، قبر میں۔ ہر جگہ تہہیں فراخی عطا فرمائے گا۔

۲. لینی جہاد کے لیے، نماز کے لیے یاکسی بھی عمل خیر کے لیے۔ یا مطلب ہے کہ جب مجلس سے اٹھ کر جانے کو کہا جائے، تو فوراً چلے جاؤ۔ مسلمانوں کو یہ تھم اس لیے دیا گیا کہ صحابہ کرام ڈی اُٹھی نی منافیقی کی مجلس سے اٹھ کر جانا پہند نہیں کرتے تھے لیکن اس طرح بعض دفعہ ان لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی جو نبی منافیقی سے خلوت میں کوئی گفتگو کرنا چاہتے تھے۔
 چاہتے تھے۔

س. لیعنی اہل ایمان کے درج، غیر اہل ایمان پر اور اہل علم کے درج اہل ایمان پر بلند فرمائے گا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ ایمان کے ساتھ علوم دین سے واقفیت مزید رفع درجات کا باعث ہے۔

٧٠. ہر مسلمان نبی مَنَّ اللَّيْفِيْمَ سے مناجات اور خلوت ميں گفتگو کرنے کی خواہش رکھتا تھا، جس سے نبی مَنَّ اللَّيْفِيْمَ کو خاصی تکليف ہوتی۔ بعض کہتے ہیں کہ منافقین يوں ہی بلا وجہ نبی مَنَّ اللَّيْفِيْمَ سے مناجات ميں مصروف رہتے تھے، جس سے مسلمان تکليف محسوس کرتے تھے، اس ليے اللہ نے یہ حکم نازل فرمادیا، تاکہ آپ مَنَّ اللَّیْفِیْمَ سے گفتگو کرنے کے رجحان عام کی حوصلہ شکنی ہو۔ ٥. بہتر اس ليے کہ صدقے سے تمہارے ہی دوسرے غریب مسلمان بھائیوں کو فائدہ ہوگا اور پاکیزہ تر اس ليے کہ یہ امر بطور ایک عمل صالح اور اطاعت اللی ہے جس سے نفوس انسانی کی تطہیر ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ امر بطور استحاب کے تھا، وجوب کے ليے نہیں۔

ٵؘۺؙڡٚڡٞؿؙڎؙٵؙؽؙؿؙڡۜٙۑۜٮ۠ٷٳؠؘؽؽۑۘٮؽؽڹٷٮڪ۠ؠؙ ڝؘٮڐؾٝٷٲۮ۫ڵۊؘؾؘڡؙڬ۠ۅؙٳۅؘؾٵڹٳٮڵۿؙڡؘڵؽڬ۠ۄ۫ڡؘٲۊؚؽٷٳ ڶڞڵۅةۜۅٵؾؙۅٳٳڒڮۅ۬ۼٙۅؘڶڟؚؿٷٳڶڵۿۅؘڗڛۢٷڵ ۅؘڶڵۿؙڿؚ۫ؽؙٷۜؽؠٵۼۜؠڰٛۏؿ۞۫

ٱلَوْتَوَ إِلَى الَّذِيثِنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللهُ عَلَيْهُمُ مَّا هُمُّ مِّنْكُوُ وَلا مِنْهُمُّ وَيَعْلِفُونَ عَلَى الْكَدِبِ وَهُمُّ يُعْلَمُونَ ۚ يُعْلَمُونَ ۚ

> ٳؘڡٙڰٵڟٷڰؙؙٛڰؙؗؗؠٛۼؘۘڬڶڹٵۺؘڮؽۘڎٲٳ۫ڹٞٞڰؙٛڛڷٛٶٛڡٵػٵٮؙۊؙٳ ؿۼؙڴۅٛؽ۞

ٳؾٚؖڬؙڎؙۊٙٳٳؽؠٵ؆ٛؗؗؠٛ۠ۻؾڐۘڡٚڝۜڎ۠ۏٳۼڽٛڛؚؽڸؚٳ۩ڶڡ ڣؘڰۿڗۼۮٳڲؿ۠ۿؠؿٛ۞

الله کیا تم اپنی سرگوثی سے پہلے صدقہ نکالنے سے ڈرگئے؟
پس جب تم نے یہ نہ کیا اور الله تعالی نے بھی تمہیں معاف فرمادیا() تو اب (بخوبی) نمازوں کو قائم رکھو زکوۃ دیتے رہا کرو اور الله تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی تابعداری کرتے رہو۔() تم جو پچھ کرتے ہو اس (سب) سے الله (خوب) خبر دار ہے۔

۱۳ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ جنہوں نے اس قوم سے دوستی کی جن پر اللہ غضبناک ہوچکا ہے، (۳) نہ یہ (منافق) تمہارے ہی ہیں نہ ان کے ہیں (۵) باوجود علم کے پھر بھی جھوٹ پر قشمیں کھا رہے ہیں۔ (۵)

10. الله تعالی نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، (۱) تحقیق جو کچھ یہ کررہے ہیں برا کررہے ہیں۔

11. ان لوگوں نے تو اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے (۱) اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں (۱) ان کے لیے

ا. یہ امر کو استحباباً تھا، پھر بھی مسلمانوں کے لیے شاق تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے جلد ہی اسے منسوخ فرمادیا۔

۲. لینی فرائض واحکام کی پابندی، اس صدقے کا بدل بن جائے گی، جے اللہ نے تمہاری تکلیف کے لیے معاف فرمادیا ہے۔
 ۱۳. جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا، وہ قرآن کریم کی صراحت کے مطابق یہود ہیں۔ اور ان سے دو تی کرنے والے منافقین ہیں۔ یہ آیات اس وقت نازل ہو کیں، جب مدینے میں منافقین کا بھی زور تھا اور یہودیوں کی سازشیں بھی عروح میں حقیں۔ ابھی یہود کو جلا وطن نہیں کیا گیا تھا۔

۴. لیعنی یہ منافقین مسلمان ہیں اور نہ دین کے لحاظ سے یہودی ہی ہیں۔ پھر یہ کیوں یہودیوں سے دوستی کرتے ہیں؟ صرف اس لیے کہ ان کے اور یہود کے درمیان نبی مَنَّالِیَّظِ اور اسلام کی عداوت قدر مشترک ہے۔

۵. یعنی فتمیں کھاکر مسلمانوں کو باور کراتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری طرح مسلمان ہیں یا یہودیوں سے ان کے رابطے نہیں ہیں۔ ۲. یعنی یہودیوں سے دوستانہ تعلق رکھنے اور جھوٹی فتمیں کھانے کی وجہ سے۔

2. أَيْمَانٌ، يَمِيْنٌ كى جَمْع ہے۔ بمعنی قشم۔ لعنی جس طرح ڈھال سے دشمن کے وار کو روک کر اپنا بحاؤ کرلیا جاتا ہے۔ ای طرح انہوں نے اپنی قسموں کو مسلمانوں کی تلواروں سے بیخے کے لیے ڈھال بنا رکھا ہے۔

٨. ليني جهو ئي قسميں كھاكريہ اپنے كو مسلمان ظاہر كرتے ہيں، جس كى وجہ سے بہت سے لوگوں كو ان كے بارے ميں

رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

12. ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے ہاں کچھ کام نہ آئیں گی۔ یہ تو جہنمی ہیں ہمیشہ ہی اس میں رہیںگے۔

10. جس دن الله تعالی ان سب کو اٹھا کھڑا کرے گا تو یہ جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں (الله تعالیٰ) کے سامنے بھی قسمیں کھانے لگیں گے (الله تعلیٰ) کے سامنے بھی قسمیں کھانے لگیں گے (اور سمجھیں گے کہ وہ بھی کسی (دلیل) پر ہیں، (۲) یقین مانو کہ بیشک وہی جھوٹے ہیں۔

19. ان پر شیطان نے غلبہ حاصل کرلیا ہے، (\*\*) اور انہیں الله کا ذکر تھلادیا ہے (\*\*) یہ شیطانی کشکر ہے۔ کوئی شک نہیں کہ شیطانی کشکر ہی خسارے والا ہے۔ (۵)

۲۰. بیشک اللہ تعالی کی اور اس کے رسول کی جو لوگ

ڶؘؿؙۼؙؿ۬ؾؘۼؘڹٛٛؗٛؠٛ۬ٲڡؙۅؘڶٮ۠ۿٶؙۅڵٲٷڵۮۿؙۅۛۺؚؽؘٳۺڮ شَيۡٵٞٵ۫ٷڷڸٟڮؘٲڞؙڮٵڶػڶڕٷۿٶ۫ؽ۬ۿٵڂڸۮۏؽ<sup>®</sup>

يَوْمَ يَبَعَثْهُمُ اللهُ جَمِيْعًا فَيَحَلِفُونَ لَهُ كَمَا يَعْلِفُونَ لَكُوْ وَيَعْسَبُونَ أَنَّهُمُ عَلَىٰ شَيَّ الرَّالِثَهُ مُرْهُمُ الْكَلِيْ بُونَ©

ٳۺؾؘڂۘۅۜڎؘۼڷؿۿؗۅؙٲڷؿؙؽڟؽؙٷؘٲۺؙڶؠؙؙؙؙؙٛؠٛ؋ۮؙٚۯٵڡڰۊ ٵؙۅڵؠػڿۯؙڹٵڵۺؽڟؿٵٚڒٙٳۜڷۜڿۯ۫ڹٵڵۺۜؽڟڹ ۿؙۅؙٳؙڂؚٚۯؙڎؽ<sup>©</sup>

إِنَّ الَّذِينَ يُعَاِّدُونَ اللهَ وَرَسُولُهُ أُولِيكَ فِي

حقیقت واقعیہ کا علم نہیں ہوتا اور وہ ان کے غر"ے میں آکر قبول اسلام سے محروم رہتے ہیں۔ اور یول یہ لوگول کو اللہ کے رائے سے روکنے کا جرم بھی کرتے ہیں۔

ا. یعنی ان کی بد بختی اور سنگ دلی کی انتها ہے کہ قیامت کے دن، جہاں کوئی چیز مخفی نہیں رہے گی، وہاں بھی اللہ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھانے کی شوخ چشمانہ جہارت کریں گے۔

۲. یعنی جس طرح دنیا میں وہ وقتی طور پر جھوٹی قسمیں کھاکر کچھ فائدے اٹھالیتے تھے، وہاں بھی سمجھیں گے کہ یہ جھوٹی قسمیں ان کے لیے مفید رہیں گی۔

۳. اسْتَحْوَذَ کے معنی ہیں گھیرلیا، احاطہ کرلیا، جمع کرلیا، اس لیے اس کا ترجمہ غلبہ حاصل کرلیا، کیا جاتا ہے کہ غلبے میں یہ سارے مفہوم آجاتے ہیں۔

مم. لیعنی اس نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے، ان سے شیطان نے ان کو غافل کردیا ہے اور جن چیزوں سے اس نے منع کیا ہے، ان کا وہ ان سے ار تکاب کرواتا ہے، انہیں خوب صورت دکھلاکر، یا مغالطوں میں ڈال کر یا تمناؤں اور آرزوؤں میں مبتلا کر کے۔

۵. لینی مکمل خیارہ انہی کے حصے میں آئے گا۔ گویا دوسرے ان کی بہ نسبت خیارے میں ہی نہیں ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے جنت کا سودا گر اہی لے کر کرلیا، اللہ پر جھوٹ بولا اور دنیا وآخرت میں جھوٹی قشمیں کھاتے رہے۔

الْأَذَلِينَ ۞

كَتَبَاللهُ لَاغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِيْ إِنَّ اللهَ قَوِيٌّ عَزِيْزُ ۞

ڵڬۼۣٮؙڨۘۅٛٵێ۠ۏؙڡٮؙٛۏؽڽٳڶڶڡؚۊٵؽڽۊۄٳڷڵڿؚڔؽۅٙۜٳڎ۠ۏؽ ڡٮؙڂڐٛڶڵڎۅؘۯڛؙۅؙڮٷڮٷڬٷٵٞٳٵڮۧۿؙۿٳٙۉ ٲؠؿٵٚءؘۿؙڂٳۏؙٷٳٮٞۿٷٲۅ۫ۼؿؠؙڗ؆ؙؗؗؗ؋ٞ۠ٳ۠ۏڵڸٟڮػٮؘۜڹؽ۬ ڡؙٷۑڥؚۿٳڷٳؽؠؘٵؽۅؘٲؾؽڞؙؠۯۅؙڇؾۨۿ۠ۏۘؽؙڿڶۿؙؠؙڿڐۼ ۼۘؿؚؽؙڝڹؙۼٞؿٵڶۯڟؘؿڂڸڔڹؽۏؽۿڵۻؙؗٵؗۻڰ

مخالفت کرتے ہیں $^{(1)}$  وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔ $^{(7)}$ 

۲۱. الله تعالی لکھ چکا ہے (۳) کہ بیشک میں اور میرے پیغیبر غالب رہیں گے۔ یقیناً الله تعالیٰ زور آور اور غالب ہے۔

۲۲. الله تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ الله اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے (۵) گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔(۱) یہی لوگ ہیں جن کے

ا. مُحَادَّةٌ، اليي شديد مخالفت، عناد اور جُمَّلُرے كو كہتے ہيں كہ فريقين كا باہم ملنا نہايت مشكل ہو، گويا دونوں دو كناروں (حد) پر ہيں جو ايك دوسرے كے مخالف ہيں۔ اسى سے يہ ممانعت كے مفہوم ميں بھى استعال ہوتا ہے۔ اور اسى ليے دربان اور پہرے دار كو بھى حداد كہا جاتا ہے۔ (فخ القدر)

۲. لیعنی جس طرح گزشتہ امتوں میں سے اللہ اور رسول منگائیڈیٹم کے مخالفوں کو ذلیل اور تباہ کیا گیا، ان کا شار بھی انہیں اہل ذلت میں ہو گا اور ان کے حصے میں بھی دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں آئے گا۔

٣. ليعنى تقذير اور لوح محفوظ ميں، جس ميں كوئى تبديلى نہيں ہوسكتى۔ يه مضمون سورة مؤمن: ٥١-٥٢ ميں بھى بيان كيا گيا ہے۔ ٨. جب يه بات لكھنے والا، سب پر غالب اور نہايت زورآ ور ہے، تو پھر اور كون ہے جو اس فيصلے ميں تبديلى كرسكے؟ مطلب يه ہوا كه يه فيصله قدر محكم اور امر مبرم ہے۔

۵. اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ جو ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت میں کامل ہوتے ہیں، وہ اللہ اور اللہ ورسول منگائی کے دشمنوں کی محبت رسول منگائی کی محبت اور تعلق خاطر نہیں رکھتے۔ گویا ایمان اور اللہ ورسول منگائی کی محبت ونصرت ایک دل میں جمع نہیں ہو کتھے۔ یہ مضمون قرآن مجید میں اور بھی کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے، مثلاً سورہ آل عمران: ۲۸، سورہ توہد: ۲۴ وغیرہ۔

١٠. اس ليے ان كا ايمان ان كو ان كى محبت سے روكتا ہے اور ايمان كى رعايت، ابوت، بنوت، انتوت اور خاندان وبرادرى كى محبت ورعايت سے زيادہ اہم اور ضرورى ہے۔ چنانچہ صحابہ كرام ثری اللہ فی اللہ ایسا كركے و كھایا۔ ایک مسلمان صحابی نے عملاً ایسا كركے و كھایا۔ ایک مسلمان صحابی نے اپنے باپ، اپنے بیٹی، اپنے بھائی اور اپنے بیچا، ماموں اور دیگر رشتے داروں كو قتل كرنے سے گریز نہیں كیا، اگر وہ كفر كى حمایت میں كافروں كے ساتھ الرنے والوں میں شامل ہوتے۔ سیرو تواریخ كى كتابوں میں یہ مثالیں درج ہیں۔ اسى کافر كى حمایت میں کافروں كے ساتھ الرنے والوں میں شامل ہوتے۔ سیرو تواریخ كى كتابوں میں یہ مثالیں درج ہیں۔ اسى

مَا يَنْكُ مِكَا لَكُ الْمُجَادَلَةُ ٢٨ عُلَا اللَّهُ ١٥٣٤ المُجَادَلَةُ ٥٨ عَلَى المُجَادَلَةُ ٥٨ عَلَى المُ

## عَنْمُ وَرَضُوْ اعَنْهُ أُولِيْكَ حِزُبُ اللهُ ٱلْأَلْآلِ ۗ حِزْبَ اللهِ هُوُ الْمُفُلِحُونَ ۚ

دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے () اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے () اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچ نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ بہیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں <sup>(1)</sup> یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

ضمن میں جنگ بدر کا واقعہ بھی قابل ذکر ہے، جب اسیران بدر کے بارے میں مشورہ ہوا کہ ان کو فدیہ لے کر چھوڑدیا جائے یا قتل کردیا جائے، تو حضرت عمر دلائٹنڈ نے مشورہ دیا تھا کہ ان کافر قیدیوں میں سے ہر قیدی کو اس کے رشتے دار کے سپر د کردیا جائے جے وہ خود اپنے ہاتھوں سے قتل کرے۔ اور اللہ تعالی کو حضرت عمر دلائٹنڈ کا یہی مشہورہ پہند آیا تھا۔ (تفعیل کے لیے دکیجے سورة الانفال: ۲۷ کا طاثیہ).

ا. لینی راسخ اور مضبوط کردیا ہے۔

۲. روح سے مراد اپنی نفرت خاص، یا نور ایمان ہے جو انہیں ان کی مذکورہ خوبی کی وجہ سے حاصل ہوا۔

سا بعنی جب یہ اولین مسلمان، صحابۂ کرام فی اللہ اسلمان کی بنیاد پر اپنے عزیز واقارب سے ناراض ہوگئے، حتی کہ انہیں اپنے ہاتھوں سے قتل تک کرنے میں تامل نہیں کیا تو اس کے بدلے میں اللہ نے ان کو اپنی رضامندی سے نوازدیا۔ اور ان پر اس طرح اپنے انعامات کی بارش فرمائی کہ وہ بھی اللہ سے راضی ہوگئے۔ اس لیے آیت میں بیان کردہ اعزاز "رضی اللہ عنہم ورضواعنہ" اگرچہ خاص صحابہ کرام فی اللہ سے راضی ہوگئے۔ اس لیے آیت میں بیان کردہ اعزاز "رضی اللہ عنہ مصداق اتم ہیں۔ اس لیے اس کے لغوی مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ندکورہ صفات سے متصف ہر مسلمان رضی اللہ عنہ مصداق اتم ہیں۔ اس لیے اس کے لغوی مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ندکورہ صفات سے متصف ہر مسلمان رضی اللہ عنہ کا مستحق بن سکتا ہے۔ بیلے لغوی مفہوم لوگئے ہے طور پر) کا مستحق بن سکتا ہے۔ بیلی اللہ سنت نے ان کے مفہوم لغوی سے ہٹ کر، ان کو صحابۂ کرام رفی اللہ اور علیم الصلاۃ والسلام کا ردعائیہ جبال المسلمة والسلام کا ردعائیہ جبال المسلاۃ والسلام کا ردعائیہ ہیں۔ بیلی دعائیہ کرام کے لیے اور علیم الصلاۃ والسلام کا ردمائی کا اطلاق انسیاء کی مفہوم کی روسے زندہ اور مردہ دونوں پر ہو سکتا ہے۔ یہ ونکہ یہ ایک دعائیہ کہہ ہے جس کے ضرورت مند زندہ اور انبیاء کی مفہوم کی روسے زندہ اور مردہ دونوں پر ہو سکتا ہے۔ یہ ونکہ یہ ایک دعائیہ کہہ ہے جس کے ضرورت مند زندہ اور مردہ دونوں ہی ہیں۔ لیکن ان کا استعال مردوں کے لیے خاص ہوچکا ہے۔ اس لیے اسے زندہ کے لیے استعال نہیں کیا جاتا۔ مردہ دونوں بی ہیں۔ لیکن ان کو مومنین فلاح سے ہمکنار ہوگا، دوسرے ان کی بہ نسبت ایسے ہی ہوں گے، جیسے وہ فلاح سے بالکل محروم ہوں گے۔

#### سورہ حشر مدنی ہے اور اس میں چو بیس آ بیتیں اور تین رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. آسانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے، اور وہ غالب با حکمت ہے۔

۲. وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافرول کو ان کے گھروں سے پہلے حشر کے وقت نکالا، (۱) تمہارا گمان (بھی) نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ خود (بھی) سمجھ رہے تھے کہ ان کے (علین) قلع انہیں اللہ (کے عذاب) سے بچالیں گے (۱<sup>۱۱)</sup> پس ان پر اللہ (کا عذاب) الیی جگہ سے بچالیں گے انہیں گمان بھی نہ تھا (۱) اور ان کے دلوں سے آیڑا کہ انہیں گمان بھی نہ تھا (۱)

# ٩

### بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

سَبَّحَرِيْلُهِ مَا فِي التَّمُوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْدُ ۞

ۿۅؘۘۘڷڐڹؽٙٲڂٛڗؘٵڷڹؽ۬ؽػڡٞۯؙۉٳڡڹٛٲۿؚڶٲڸڬۺؚڡؚڽ ۮۭؽٳۅۿؙؗٞڔڵٷٙڸٲڂؿؙڗۣٛٙڡٵڟؘٮؘؿ۫ڠؙٲڽٞڲؙۏؙۼٛۅٵۅؘڟؾ۠ۏؖٳ ٲػٞؠ۠ٷڹۼؠؙؙٞۻڂڡٷؠؙؙٛۼٞۺ؊ڶڮٷػٲۻڰؙٵڵٮڰڝؽ ڂؽؙؿؙڬۄؙڲۺڹۏٵۅؘۊڬۮؘڡٙ؈۬ڨ۠ٷؠۿۄؙٵڶڗ۠ڠڹ ؽۼؙڔؙٷڹؠؙڽٛٷؾۿۿڔؠٲؽڕؿؚ۫ڞۭۉٲؿڽؽٲڵٷؙؠڹؽؙڽۜٛ ڣٵٚۼ۫ؾڔؙٷؽڔؙؙؙٷؾۘڰۿۄؠٲؽڽۺٵؚ؈

کھ یہ سورت یہود کے ایک قبیلے بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس لیے اسے سورۃ النضیر بھی کہتے ہیں۔ (صحیح البخاری تفسیر سورۃ الحشر)

ا. مدینے کے اطراف میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے، بنونفیر، بنوقریظہ اور بنوقینقاع۔ بجرت مدینہ کے بعد نبی عَلَیْقَیْمُ نے ان سے معاہدہ بھی کیا لیکن یہ لوگ در پر دہ سازشیں کرتے رہے اور کفار مکہ سے بھی مسلمانوں کے خلاف رابطہ رکھا، حتی کہ ایک موقعہ پر جب کہ آپ عَلَیْقِیْمُ ان کے پاس گئے ہوئے تھے، بنونفیر نے رسول اللہ عَلَیْقِیْمُ پر اوپر سے ایک بھاری پیھر بھینک کر آپ عَلَیْقِیْمُ کو بارڈالنے کی سازش تیار کی، جس کی وحی کے ذریعے سے آپ عَلیْقِیْمُ کو بروقت اطلاع کردی گئی، اور آپ عَلیْقِیْمُ وہاں سے واپس تغریف لے آئے۔ ان کی اس عہدشکنی کی وجہ سے رسول اللہ عَلیْقِیْمُ نے ان پر لشکر کشی کی، یہ چند دن اپنے قلعوں میں محصور رہے، بالآخر انہوں نے جان بخشی کی صورت میں جلاوطنی پر آمادگی کا اظہار کیا، جے رسول اللہ عَلَیْقِیْمُ نے ان کی پہلی جے رسول اللہ عَلَیْقِیْمُ نے ان کی پہلی جلوطنی تھی، جو مدینے سے ہوئی، یہال سے یہ خیبر میں جاکر مقیم ہوگئے، وہاں سے حضرت عمر رفائینُو نے اپنے دور میں جلاوطنی تھی، جو مدینے سے ہوئی، یہال سے یہ خیبر میں جاکر مقیم ہوگئے، وہاں سے حضرت عمر رفائیو نے اپنے دور میں انہیں دوبارہ جلاوطن کیا اور شام کی طرف دھکیل دیا، جہاں کہتے ہیں کہ تمام انبانوں کا آخری حشر ہوگا۔

۲. اس لیے کہ انہوں نے نہایت مضبوط قلع تعمیر کرر کھے تھے جس پر انہیں گھمنڈ تھا اور مسلمان بھی سبھتے تھے کہ اتنی آسانی سے یہ قلعے فتح نہیں ہو سکیں گے۔

m. اور وہ یہی تھا کہ رسول اللہ مَنْالْقَیْمُ نے ان کا محاصرہ کر لیا تھا جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

میں اللہ نے رعب ڈال دیا<sup>()</sup> وہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں اجاڑ رہے تھے<sup>()</sup> اور مسلمانوں کے ہاتھوں (برباد کروا رہے تھے)<sup>()</sup> پس اے آئھوں والو! عبرت حاصل کرو۔<sup>()</sup> سلمانوں کے مقدر نہ کردیا سلم اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر جلاوطنی کو مقدر نہ کردیا ہوتا تو یقیناً انہیں دنیا ہی میں عذاب دیتا، (<sup>()</sup> اور آخرت میں (تو) ان کے لیے آگ کا عذاب ہے ہی۔ میں (تو) ان کے لیے آگ کا عذاب ہے ہی۔ میں رتو اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو

وَلُوْلَاَانَ كَنَبَ اللهُ عَلَيْهِ مُ الْجُلَاّةَ لَعَذَّبَهُمُ فِي الدُّنْيَا وُلَهُمْ فِي الْلِاحْرَةِ مَذَابُ النَّالِ ۞

ذلِك بِأَنَّهُ مُشَاقَوُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَمَن يُشَاقِ اللهَ فَإِنَّ اللهَ شَدِينُا لُمِقابِ۞

ا. اس رعب کی وجہ سے ہی انہوں نے جلاوطنی پر آمادگی کا اظہار کیا، ورنہ عبد اللہ بن ابی (رئیس المنافقین) اور دیگر لوگوں نے انہیں پینامات بھیجے تھے کہ تم مسلمانوں کے سامنے جھکنا نہیں، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم منگائیڈ کو یہ خصوصی وصف عطا فرمایا تھا کہ وشمن ایک مہینے کی مسافت پر آپ منگائیڈ کی سرعوب ہوجاتا تھا۔ اس لیے سخت دہشت اور گھراہٹ ان پر طاری ہوگئی۔ اور تمام تر اساب ووسائل کے باوجود انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور صرف یہ شرط مسلمانوں سے منوائی کہ جتنا سامان وہ لاد کرلے جاسکتے ہیں انہیں لے جانے کی اجازت ہو، چنانچہ اس اجازت کی وجہ سے انہوں نے اپنے گھروں کے دروازے اور شہتیر تک اکھیڑ ڈالے تاکہ انہیں اپنے ساتھ لے جائیں۔

۲. لیعنی جب انہیں یقین ہوگیا کہ اب جلاوطنی ناگزیر ہے تو انہوں نے دوران محاصرہ اندر سے اپنے گھروں کو برباد کرنا شروع کردیا تاکہ وہ مسلمانوں کے بھی کام کے نہ رہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ سامان لے جانے کی اجازت سے پورا فائدہ اٹھانے کے لیے وہ اپنے اپنے اونٹول پر جتنا سامان لاد کرلے جاسکتے تھے، اپنے گھر ادھیر کر وہ سامان انہوں نے اونٹول پر رکھ لیا۔

سا. باہر سے مسلمان ان کے گھروں کو برباد کرتے رہے تاکہ ان پر گرفت آسان ہوجائے یا یہ مطلب ہے کہ ان کے ادھیڑے ہوئے گھروں سے بقیہ سامان نکالنے اور حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں کو مزید تخریب سے کام لینا پڑا۔

۱۹ کہ کس طرح اللہ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالا۔ درآں حالیکہ وہ ایک نہایت طاقت ور اور باوسائل قبیلہ تھا، لیکن جب اللہ تعالی کی طرف سے مہلت عمل ختم ہوگئ اور اللہ نے اپنے مواضدے کے شیخے میں کئے کا فیصلہ کرلیا تو پھر ان کی اپنی طاقت اور وسائل ان کے کام آئے نہ دیگر اعوان وانصار ان کی کچھ مدد کر سکے۔

۵. لیعنی اللہ کی تقدیر میں پہلے ہے ہی اس طرح ان کی جلاوطنی لکھی ہوئی نہ ہوتی تو ان کو دنیا میں ہی سخت عذاب سے دوچار کردیا جاتا، جیسا کہ بعد میں ان کے بھائی یہود کے ایک دوسرے قبیلے (بنوقریظہ) کو ایسے ہی عذاب میں مبتلا کیا گیا کہ ان کے جوان مردوں کو قتل کردیا گیا، دوسروں کو قیدی بنالیا گیا اور ان کا مال مسلمانوں کے لیے غنیمت بنادیا گیا۔

مَاقَطُعْتُوْمِّنُ لِيْنَةٍ اَوْتَرَكْتُهُوْهَاقَإِمَةً عَلَى اُصُولِهَا فِبَاذُنِ اللهِ وَلِيُخْزِى الْفُسِقِيْنِ©

وَمَاْ اَنَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَاَ اَوْجَفَتُوْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلِ وَلارِكَابٍ وَ لَكِنَّ اللهَ يُسَرِّطُ رُسُلَهُ عَلْ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ عَلى كُلِّ شَقُ قَا فِي يُرِيْ

مَّااَفَآءَ اللهُ عَلَى سَعُولِهِ مِنَ اَهْلِ الْقُلْى فَللهِ فَالرَّسُولِ فَلِزِى الْقُرُبِي وَالْيَتْلَى وَالْسَلِيكِنِ فَابْنِ السَّيْئِلِ اللَّ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْمُؤْتِئَاءُ مِنْكُوْرَا اللَّهُ يُوالسَّوُلُ فَخُنُ وَفَا وَمَا نَهْ كُوعَنَهُ فَانْتَهُوْ الْقَوْاللَّهُ لِلَّ اللهِ تَشْكِينُ الْعِقَالِ ٥

الله تعالیٰ بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔

6. تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے یا جنہیں تم نے ان کی جڑوں پر باقی رہنے دیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تھا اور اس لیے بھی کہ فاسقوں کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے۔(۱)

اور ان کا جو مال الله تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ
 لگایا ہے جس پر نہ تو تم نے اپنے گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ بلکہ الله تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہے غالب
 کردیتا ہے، (۱) اور الله تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ک. بستیوں والوں کا جو (مال) اللہ تعالیٰ تمہار ہے لڑے کھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور تیبیوں کا مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ اور

ا. لِيُنَةِ ، مُجُور كَى ايك قسم ہے، جيسے عجوہ، برنی وغيرہ مُجُوروں كى قسميں ہيں۔ يا عام مُجُور كا درخت مراد ہے۔ دوران محاصرہ نبی سَکُلُّ اَلَّیْکَ مَکَم ہے مسلمانوں نے بنونفیر کے مُجُوروں کے درختوں كو آگ لگادی، کچھ كاٹ ڈالے اور پچھ چھوڑد ہے۔ جس سے مقصود دشمن كى آڑكو ختم كرنا اور يہ واضح كرنا تھا كہ اب مسلمان تم پر غالب ہيں، وہ تمہارے اموال وجائيداد ميں جس طرح چاہيں، تصرف كرنے پر قادر ہيں۔ اللہ تعالی نے بھی مسلمانوں كی اس حكمت عملی كی تصویب فرمائی اور اسے يہود كی رسوائی كا ذريعہ قرارديا۔

7. بنونفنیر کا یہ علاقہ، جو مسلمانوں کے قبضے میں آیا، مدینے سے تین چار میل کے فاصلے پر تھا، یعنی مسلمانوں کو اس کے لیے لمباسفر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ لیعنی اس میں مسلمانوں کو اونٹ اور گھوڑے دوڑانے نہیں پڑے۔ اس طرح لڑنے کی بھی نوبت نہیں آئی اور صلح کے ذریعے سے یہ علاقہ فتح ہوگیا، یعنی اللہ نے اپنے رسول مَنَالْتِیْمِ کو بغیر لڑے ان پر غالب فرمادیا۔ اس لیے یہاں سے حاصل ہونے والے مال کو فَیْ قرار دیا گیا، جس کا تھم غنیمت سے مختلف ہے۔ گویا وہ مال فَیْ عُنے ہے، جو دشمن بغیر لڑے چھوڑ کر بھاگ جائے یا صلح کے ذریعے سے حاصل ہو۔ اور جو مال با قاعدہ لڑائی اور غلبہ حاصل کرنے کے بعد ملے، وہ غنیمت ہے۔

الله تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً الله تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

> لِلْفُقْرَآ الْمُنْطِيرِيْنَ الَّذِيْنَ انْخِرِجُوۤا مِنْ دِيَالِهِمُ وَٱمۡوَالِهِمۡ يَبُنَّغُوۡنَ فَضُلَّامِّنَ اللهِ وَرِضُوانًا وَّيَنَصُّرُوۡنَ اللهُ وَرَسُولُهُ "أُولَٰلٍكَ هُوُالصَّٰدِةُوْنَ۞

٨. (فيء كا مال) ان مهاجر مسكينوں كے ليے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نكال دیے گئے ہیں وہ اللہ كے فضل اور اس كى رضامندى كے طلب گار ہیں اور اللہ تعالى كى اور اس كے رسول كى مدد كرتے ہیں يہى راست باز لوگ ہیں۔

ۅۘٵ؆ڹؽڹۘؾۜؾٷؙٵڶڐٵۯۅٙٲڵڹؽٵؽڡؚؽ۬ڰؽڸۿؚۄ۫ڲؚۼٷٛؽ ڡۜڽؙۿٲۼڗٳڶؽۿؚۄٛۅؘڵڒڮڿۮؙۏؾڧڞؙۮۏڔۿؚۄٛ ڂٵڿڐٞؠؠۜ؆ٵٛۏٛؾؙؗۅٵڎؽٷۣؿٷؽؽٵؽؘۺؠۿ ۅؘڶٷػٵؽڔۿؚڂڂڞٵڞڎٚٷٛٷڝؙٛؽؙٷۛؿۺ۠ۼ ڹڡؙٛۺؚ؋ٷؙۮڵڸٟڬڞؙٛٵڶٮٛڡٝڸٷؽ۞۠

9. اور (ان کے لیے) جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ میں) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے (۲) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے کرتے ہیں اور اپنی طرف ججرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو پچھ دے دیا جائے اس سے وہ اینے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے (۳) بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (۵)

ا. اس میں مال فَیْ کا ایک صحیح ترین مصرف بیان کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی مہاجرین کی فضیلت، ان کے اخلاص اور ان کی راست بازی کی وضاحت ہے، جس کی بعد ان کے ایمان میں شک کرنا، گویا قرآن کا انکار ہے۔

۲. ان سے انصار مدینہ مراد ہیں، جو مہاجرین کے مدینہ آنے سے قبل مدینے میں آباد شے اور مہاجرین کے بجرت کرکے آنے سے قبل، ایمان بھی ان کے دلول میں قرار پکڑچکا تھا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ مہاجرین کے ایمان لانے سے پہلے، یہ انصار ایمان لائچ شے، کیونکہ ان کی اکثریت مہاجرین کے ایمان لانے کے بعد ایمان لائی ہے۔ لیمی مِنْ قَبْلِهِمْ
 کا مطلب مِنْ قَبْل هِجْرَتِهمْ ہے۔ اور دَارٌ سے دَارٌ الْهجْرَة لیمیٰ مدینہ مراد ہے۔

س. لیعنی مہاجرین کو اللہ کا رسول مَنگانظِیمُ جو کچھ دے، اس پر حسد اور انقباض محسوس نہیں کرتے، جیسے مال فیء کا اولین مستق بھی ان کو قرار دیا گیا، لیکن انصار نے برا نہیں مانا۔

۷۱. لینی اپنے مقابلے میں مہاجرین کی ضرورت کو ترجیح دیتے ہیں۔ خود بھوکا رہتے ہیں لیکن مہاجرین کو کھلاتے ہیں۔ جیسے حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ رسول اللہ طَالَّيْنِيَّا کے پاس ایک مہمان آیا، لیکن آپ طَالِیْنِیْا کے گھر میں کچھ نہ تھا، چنانچہ ایک انصاری اسے اپنے گھر کے گھر میں تو صرف بچوں کی خوراک ہے۔ چنانچہ ایک انصاری اسے اپنے گھر کیا تو آج بھوکا سلادیں اور ہم خود بھی ایسے ہی کچھ کھائے بغیر سوجائیں گے، البتہ مہمان کو کھلاتے وقت چراغ بجھادینا تاکہ اسے ہماری بابت علم نہ ہو کہ ہم اس کے ساتھ کھانا نہیں کھارہے ہیں، شبج جب وہ صحابی

(بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔(۱)

• اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان جائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان والوں کے لیے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، (اس ممارے رب بیشک تو شفقت ومہر پانی کرنے والا ہے۔

11. کیا تو نے منافقوں کو نہ دیکھا؟ کہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم جلاوطن کیے گئے ۅۘٲڵؽؚؽؽۜڮٙٲٷٛڡٟؽؙڹۼڡؚۿؚۄؙؠؿڠ۠ٷڵٷؽڒؾۜڹٵٵٛۼڠؚۯؽۜٵ ۄڵٟۿؚٷؙٳڹٮٵڷڵؽؚؽؽڛڹڠٞٷٵڽٳڷٳؽؠؙؽ؈ۅؘڵۼڠؖڡؙڶ؋ٛ ڠؙڵٷڹۣٳۼڷڐڒڵڴۮؚؽڹٵڡٮؙٷؗٳڒؾۜڹۧٚٳڗڰۮڔٷڡٞ ڗۜڃؽٷ۠۞ٞ

ٱلَوْتَرَالِي الَّذِيْنَ نَافَقُواْ يَقُوْلُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوامِنُ آهِلِ الْكِتْبِ لَيِنَ الْخُرِجُتُّمُ

رسول الله مَثَّلَ اللهُ مَثَّلَ اللهُ مَثَلَ اللهُ عَلَيْ اللهُ مَثَلَ اللهُ عَلَيْ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ تعالى نے تم دونوں میاں بیوی کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ ﴿وَنَوْمُونُ عَلَى اَنْفُیرِمُ ﴾ الآیة (صحیح البخاری، نفسیر سورة الحشر) ان کے ایثار کی یہ بھی ایک نہایت عجیب مثال ہے کہ ایک افصاری کے پاس دو بویاں تھیں تو اس نے ایک بیوی کو اس لیے طلاق دینے کی پیشش کی کہ عدت گزرنے کے بعد اس سے اس کا دوسرا مهاجر بھائی نکاح کرلے۔ (صحیح البخاری، کتاب النکاح)

ا. حدیث میں ہے "شح سے بچو، اس حرص نفس نے ہی پہلے لوگوں کو ہلاک کیا، اسی نے انہیں خون ریزی پر آمادہ کیا اور انہوں نے محارم کو حلال کرلیا"۔ (صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الظلم)

ڵؘٮؘڂٞۯ۠ۼۜڹؘۜمَعَكُو۫ۅؘڵٳٮؙٛڟۣؽڠؗۏؚؽڲ۠ۉٳؘڂٮۘٵٱڹۘڹٵ<sup>ٳ</sup>ۅۧٳڶ ڠؙڗؾٟڶؿؙڗؙڵؽؘڡؙؙػڒٞڴٷ۫ۅڶڟؗؽؾؿؙۿڎؙٳٮٚۿڠڵڵؽ۬ڔؙٛۏڹ۞

> لِينَ أُخْرِجُواْ لِكِغَوْرُجُونَ مَعَهُمُ ۗ وَلَمِنَ قُوْتِلُواْ لاَيْنَصُّرُوْرُهُمُ وَلَهِنَ نَصَرُوهُمُ لِيُوَلِّنَّ الْكَدُبُارَتَّ رَحُو لاَيُنْصَرُ وَنَ©

ڵڒؘٮ۫ڗؙؙۄ۫ٲۺؗ؆ؙۯۿؙڹڐٞڧٛڞؙۮؙۏڔۿؚۄۛ۫ۺۜ الله ۮ۬ڵؚڮؠٲٮۜٛۿؙۏۘۊؙٷ۠ڒڵڒؽڡؘٛڡٞۿۅٛڽ۞

تو ضرور بالضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے اور تمہارے بارے میں ہم بھی بھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو بخدا ہم تمہاری مدد کریں گے، (ا) لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ قطعاً جموٹے ہیں۔(\*)

11. اگر وہ جلا وطن کیے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ جائیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد (بھی) نہ کریں گے (\*\*) اور اگر (بالفرض) مدد پر آ بھی گئے (\*\*) تو پدیٹھ بھیر کر (بھاگ کھڑے) ہوں گے (۵) پھر مدد نہ کیے جائیں گے۔ (\*)

10. (مسلمانو! یقین مانو) که تمهاری بیبت ان کے دلول میں (مسلمانو! یقین مانو) که تمهاری بیبت الله کی بیبت کے بہت زیادہ ہے، یہ اس لیے کہ یہ ناسمجھ لوگ ہیں۔ (۸)

ا. جیسے پہلے گزر چکا ہے کہ منافقین نے بنونضیر کو یہ پیغام بھیجا تھا۔

۲. چنانچ ان کا جھوٹ واضح ہو کر سامنے آگیا کہ بنو نضیر جلاو طن کر دیے گئے، لیکن یہ ان کی مدد کو پنچ نہ ان کی حمایت میں مدینہ چھوڑنے پر آمادہ ہوئے۔

س. یہ منافقین کے گزشتہ حیوٹے وعدوں ہی کی مزید تفصیل ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، بنو نضیر جلاوطن اور بنو قریظہ قتل اور اسیر کیے گئے، لیکن منافقین کسی کی مدد کو نہیں پہنچے۔

۴. یہ بطور فرض بات کی جارہی ہے، ورنہ جس چیز کی نفی اللہ تعالیٰ فرمادے، اس کا وجود کیوں کر ممکن ہے، مطلب ہے کہ اگر یہود کی مدد کرنے کا ارادہ کریں۔

۵. لعنی شکست کھاکر۔

٩. مراد يبود بين، يعنى جب ان كے مددگار منافقين بى فكست كھاكر بھاگ كھڑے ہوں گے تو يبود كس طرح منصور
 وكامياب ہوں گے؟ بعض نے اس سے مراد منافقين ليے بين كہ وہ مدد نہيں كيے جائيں گے، بلكہ اللہ ان كو ذليل كرے گا
 اور ان كا نفاق ان كے ليے نافع نہيں ہوگا۔

2. یہود کے یا منافقین کے یا سب کے ہی دلوں میں۔

٨. لعني تمهارا يه خوف ان كے دلول ميں ان كي ناسمجھي كي وجه سے ہے، ورنه اگريه سمجھدار ہوتے تو سمجھ جاتے كه

ڵڒؽڡۜٙٳؾڵۏؙٮؙڴۄؙڿٙڡؠؽڠٵٳڷڒۿ۬ٷ۠ڔؽۨۨٚڠ۠ڝۜۜؽڐ ٳۅؙڝؗٛٷۯٳٙ؞ۻؙۮڋؚڹٲ۠ۺ۠ۿ۠؋۫ؠؽؽؘۿؙۄؙۺؘۮؽؖڐ ؾۘڞؽۿۄؙڿؠؽۼٵۊڡٛ۠ڵۏؠۿؙۄؙۺٙؾٝڎڶؚڮ ڔؚؠٵؾٞۿؙؙۄٛۊؘۅؙڰڒڰؽۼۛڦؚڵۏڹ۞۠

كَمَثَلِ اللَّذِينَ مِنْ قَبُلِهِمُ قَوْيُبَاذَاقُوْا وَبَالَ اَمُرِهِمُ وَلَهُمُ عَنَابُ اَلِيُمُوْ

كَمَثِلِ الشَّيُطِي إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ الْفُنَّ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّى بَرِفَيُّ مِّنْكَ إِنِّ أَخَاتُ اللهَ رَبَّ

۱۳ یہ سب مل کر بھی تم سے اور نہیں سکتے ہاں یہ اور بات ہے کہ قلعہ بند مقامات میں ہوں یا دیواروں کی آئر میں ہوں، ان کی اورائی تو ان میں آپس میں ہی بہت سخت ہے (۱) کو آپ انہیں متحد سمجھ رہے ہیں لیکن ان کے دل دراصل ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ (۱) اس لیے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔ (۱)

10. ان لوگوں کی طرح جو ان سے کچھ ہی پہلے گزرے ہیں جنہوں نے اپنے کام کا وبال چکھ لیا<sup>(۵)</sup> اور جن کے لیے المناک عذاب (تیار) ہے۔<sup>(۱)</sup>

17. شیطان کی طرح کہ اس نے انسان سے کہا کفر کر، جب وہ کفر کرچکا تو کہنے لگا میں تو تجھ سے بری

مسلمانوں کا غلبہ وتسلط، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس لیے ڈرنا اللہ تعالیٰ سے چاہیے نہ کہ مسلمانوں سے۔ .

ا. یعنی یہ منافقین اور یہودی مل کر بھی کھلے میدان میں تم سے لڑنے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ البتہ قلعوں میں محصور ہوکر یا دیواروں کے پیچھے جھپ کر تم پر وار کرسکتے ہیں، جس سے یہ واضح ہے کہ یہ نہایت بزدل ہیں اور تمہاری ہیبت سے لرزال وترسال ہیں۔

۲. لیعنی آپس میں یہ ایک دوسرے کے سخت خلاف ہیں۔ اس لیے ان میں باہم تو تکار اور چھکا فضیحتی عام ہے۔
 ساب یہ منافقین کے آپس میں دلوں کا حال ہے۔ یا یہود اور منافقین کا، یا مشرکین اور اہل کتاب کا، مطلب یہ ہے کہ حق کے مقابلے میں یہ ایک نظر آتے ہیں، لیکن ان کے دل ایک نہیں ہیں، وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف بغض وعناد سے بھرے ہوئے۔

م. لینی یہ اختلاف اور تشتت ان کی بے عقلی کی وجہ سے ہے، اگر ان کے پاس سیحفے والی عقل ہوتی تو یہ حق کو پیچان لیتے اور اسے اپنا لیتے۔

۵. اس سے بعض نے مشرکین مکہ مراد لیے ہیں، جنہیں غروہ بنی نضیر سے کچھ عرصہ قبل جنگ بدر میں عبرت ناک شکست ہوئی تھی۔ یعنی یہ بھی مغلوبیت اور ذات میں مشرکین ہی کی طرح ہیں جن کا زمانہ قریب ہی ہے۔ بعض نے یہود کے دوسرے قبیلے بنو قبینقاع کو مراد لیا ہے جنہیں بنونضیر سے قبل جلاوطن کیا جاچکا تھا، جو زمان ومکان دونول لحاظ سے ان کے قریب تھے۔ (ابن کیر)

۲. یعنی یہ وبال جو انہوں نے چکھا، یہ تو دنیا کی سزا ہے، آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہے جو نہایت دردناک ہوگی۔

الْعٰلَمِينَ ٠

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَّا أَنَّهُمَا فِي التَّارِخَالِدَيُنِ فِيهُا \* وَذَٰلِكَ جَزِّوُ الظّٰلِمِينَ۞

> يَاكَهُا الَّذِينَ الْمُنُوااتَّقُوااللهُ وَلَنَظُّرُ نَفُسٌ مَّاقَدَّ مَتُ لِغَدٍ ۚ وَإِتَّقُوااللهُ ۚ إِنَّ اللهُ خَدِيثُرُّ رِبَا تَعْمَلُونَ ۞

وَلَا تُكُوْنُوا كَالَّذِينَ نَسُوااللهَ فَانْسُهُمُ اَنْشُهَهُ مُّ الْوَلِيكَ هُمُ الْفَسِقُونَ ﴿

ہوں، (۱) میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ (۲)

11. پس دونوں کا انجام یہ ہوا کہ آتش (دوزخ) میں ہمیشہ کے لیے گئے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ (۳)

11. اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو (۳) اور ہر شخص دکیھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے۔ (۵) اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔ (۱۹۔ اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنہوں نے اللہ (کے احکام) کو بھلادیا تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں کے سے غافل کردیا، (۵) اور ایسے ہی لوگ نافرمان (فاسق) ہوتے ہیں۔

ا. یہ یہود اور منافقین کی ایک اور مثال بیان فرمائی کہ منافقین نے یہودیوں کو ای طرح بے یارومددگار چھوڑدیا، جس طرح شیطان انسان کے ساتھ معاملہ کرتا ہے، پہلے وہ انسان کو گمراہ کرتا ہے اور جب انسان شیطان کے چیچے لگ کر کفر کا از تکاب کرلیتا ہے تو شیطان اس سے براءت کا اظہار کردیتا ہے۔

۲. شیطان اپنے اس قول میں سپانہیں ہے، مقصد صرف اس کفر سے علیحد گی اور براءت ہے جو انسان شیطان کے گمراہ کرنے سے کرتا ہے۔

۳. لینی خلود فی النار، جہنم کی دائمی سزا۔

مم. اہل ایمان کو خطاب کرکے انہیں وعظ کیا جارہا ہے۔ اللہ سے ڈرنے کا مطلب ہے، اس نے جن چیزوں کے کرنے کا تھا میں دیا ہے، انہیں بجالاؤ۔ جن سے روکا ہے، ان سے رک جاؤ، آیت میں یہ بطور تاکید دو مرتبہ فرمایا کیونکہ یہ تقویٰ (اللہ کاخوف) بی انسان کو نیکی کرنے پر اور برائی سے اجتناب پر آمادہ کرتا ہے۔

۵. اسے کل سے تعبیر کرکے اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ اس کا وقوع زیادہ دور نہیں، قریب ہی ہے۔

۲. چنانچہ وہ ہر ایک کو اس کے عمل کی جزاء دے گا، نیک کو نیکی کی جزاء، بروں کو برائیوں کا بدلہ۔

2. یعنی اللہ نے بطور جزاء انہیں ایسا کردیا کہ وہ ایسے اعمال سے غافل ہو گئے جن میں ان کا فائدہ تھا اور جن کے ذریعے سے وہ اپنے نفول کو عذاب اللی سے بچاسکتے تھے۔ یول انسان خدا فراموثی سے خود فراموثی تک بہن جاتا ہے، اس کی عقل، اس کی صحیح رہنمائی نہیں کرتی، آگھیں اس کو حق کا راستہ نہیں دکھاتیں اور اس کے کان حق کے سننے سے بہرے ہوجاتے ہیں، نیتجناً اس سے ایسے کام سرزد ہوتے ہیں جس میں اس کی اپنی تباہی وبربادی ہوتی ہے۔

لَايَسُتَوِئَ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصُحٰبُ الْجُنَّةُ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَايْرِزُونَ۞

لُوَانْزَلْتُنَاهِلْنَا الْقُوُانَ عَلَى جَمَلِ لَلْرَايَتُنَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعَامِّنْ خَشْيَةِ اللهِ وَيَتْلُكَ الْاَمُثَالُ نَصْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَهُمُو يَتَفَصَّرُونَ۞

۲۰. اہل نار اور اہل جنت (باہم) برابر نہیں۔(۱) جو اہل جنت ہیں وہی کامیاب ہیں (اور جو اہل نار ہیں وہ ناکام ہیں)(۲)

۲۱. اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے (۳) تو تو دیکھتا کہ وہ خوف الہی سے بیت ہو کر عکرے مکڑے ہوجاتا (۵) ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ (۵)

ا. جنہوں نے اللہ کو بھول کر یہ بات بھی بھلائے رکھی کہ اس طرح وہ خود اپنے ہی نفوں پر ظلم کررہے ہیں اور ایک دن آئے گا کہ اس کے نتیج میں ان کے یہ جسم، جن کے لیے دنیا میں وہ بڑے بڑے پاپڑ بیلتے تھے، جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔ اور ان کے مقابلے میں دوسرے وہ لوگ تھے، جہنوں نے اللہ کو یاد رکھا، اس کے احکام کے مطابق زندگی گزاری، ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالی انہیں اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے گا اور اپنی جنت میں انہیں داخل فرمائے گا، جہال ان کے آرام وراحت کے لیے ہر طرح کی تعتیں اور سہولتیں ہوں گی، یہ دونوں فریق یعنی جنتی اور جہنمی برابر ہو بھی کس طرح سکتے ہیں؟ ایک نے اپنے انجام کو یاد رکھا اور اس کے لیے تیاری کر تا رہا، دوسرا اپنے انجام سے غافل رہا اس لیے اس کے لیے تیاری میں بھی مجرمانہ غفلت برتی۔

۲. جس طرح امتحان کی تیاری کرنے والا کامیاب اور دوسرا ناکام ہوتا ہے۔ اسی طرح اہل ایمان و تقوی جنت کے حصول میں کامیاب ہوجائیں گے، کیونکہ اس کے لیے وہ دنیا میں نیک عمل کرکے تیاری کرتے رہے گویا دنیا دار العمل اور دار الامتحان ہے، جس نے اس حقیقت کو جمھے لیا اور اس نے انجام سے بے خبر ہو کر زندگی نہیں گزاری، وہ کامیاب ہوگا اور جو دنیا کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر اور انجام سے غافل، فسق وفجور میں مبتلا رہا، وہ خاسر وناکام ہوگا۔ اَللَّهُمَّ اَجْعَلْنَا مِنَ الْفَاآثِن یْنَ.

m. اور پہاڑ میں فہم وادراک کی وہ صلاحیت پیدا کردیتے جو ہم نے انسان کے اندر رکھی ہے۔

۷۱. یعنی قرآن کریم میں ہم نے بلاغت وفصاحت، قوت واستدلال اور وعظ و تذکیر کے ایسے پہلو بیان کیے ہیں کہ انہیں من کر پہاڑ بھی، باوجود اتن سختی اور وسعت وبلندی کے، خوف الہی سے ریزہ ریزہ ہوجاتا۔ یہ انسان کو سمجھایا اور ڈرایا جارہا ہے کہ سخجے عقل و فہم کی صلاحیتیں دی گئیں ہیں، لیکن اگر قرآن من کر تیرا دل کوئی اثر قبول نہیں کرتا تو تیرا انجام اچھا نہیں ہوگا۔
۵. تاکہ قرآن کے مواعظ سے وہ نصیحت حاصل کریں اور زواجر کو من کر نافرمانیوں سے اجتناب کریں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس آیت میں نبی سکو اللہ تھا ہے کہ ہم نے آپ سکو اللہ تھا ہے کہ ہم نے آپ سکو اللہ تھا ہے کہ ہم نے آپ سکو اللہ تھا کہ اگر ہم اسے کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ ریزہ ریزہ ہوجاتا، لیکن یہ آپ سکو اللہ احسان ہے کہ ہم نے آپ سکو اللہ تھا کہ اگر ہم اسے کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ ریزہ ریزہ ہوجاتا، لیکن یہ آپ سکو اللہ اللہ احسان ہے کہ ہم نے آپ سکو اللہ تھا کہ اللہ تعالی ایک صفات بیان فرمارہا ہے جس سے مقصود تو حید کا اثبات اور شرک کی تر دید ہے۔ نہیں ہے۔ (شے اللہ تعالی این صفات بیان فرمارہا ہے جس سے مقصود تو حید کا اثبات اور شرک کی تر دید ہے۔ نہیں سے۔ (شے اللہ تعالی این صفات بیان فرمارہا ہے جس سے مقصود تو حید کا اثبات اور شرک کی تر دید ہے۔

هُوَاللهُ اكَّذِيُ لَا إِللهُ اِلَّاهُوَّ عَلَمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ \*هُوَالتَّحُمٰنُ التَّحِيُّوُ۞ هُوَاللهُ اكَّذِيُ لَا إِللهُ إِلَّاهُوَ \*الْمُلِكُ الْقُدُّوُسُ السَّلَوُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَدِّمِنُ الْعَزِيْرُ الْهَنَّوُسُ الْمُعَلِّرِ اللهُ عَمَّا لِيُشْرِكُونَ۞ الْجَبَّالُ الْمُتَكِيِّرِ شُبُحٰنَ اللهِ عَمَّا لَيُشْرِكُونَ۞

هُوَائلُهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لُهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسُنَٰىٰ يُمَيِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاٰوِتِ وَالْاَرْضَ وَهُوَ الْعَزِيْرُ الْحَكِيْمُ

۲۲. وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، چھپے(۱) کھلے کا جاننے والا، مہربان اور رحم کرنے والا۔

۲۳. وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ،

اللہ ہے ہیں کے سوا لوی معبود ہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، کامہان، غالب زورآور، اور بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔

(7) وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، وجود بخشے والا، وہور بخشے والا، صورت بنانے والا، اس کے لیے (نہایت) الجھے نام ہیں، (7) ہر چیز خواہ وہ آسانوں میں ہو خواہ زمین میں ہو اس کی پاکی بیان کرتی ہے، (7) اور وہی غالب حکمت والا ہے۔ (8)

<sup>1.</sup> غیب، مخلوقات کے اعتبار سے ہے، ورنہ اللہ کے لیے تو کوئی چیز غیب نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ کائنات کی ہر چیز کو جاتا ہے۔
کو جاتا ہے چاہے وہ ہمارے سامنے ہو یا ہم سے غائب ہو۔ حتیٰ کہ وہ تاریکیوں میں چلنے والی چیونٹی کو بھی جاتا ہے۔

۲. کہتے ہیں کہ خَلْقَ کا مطلب ہے اپنے ارادہ ومشیت کے مطابق اندازہ کرنا اور بَرَاً کے معنی ہیں اسے پیدا کرنا، گھڑنا، وجود میں لانا۔

m. اسائے حسنیٰ کی بحث سورہُ اعراف: ۱۸۰ میں گزر چکی ہے۔

۴. زبان حال سے بھی اور زبان مقال سے بھی، حیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

۵. جس چیز کا بھی فیصلہ کرتا ہے، وہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

#### سورۂ ممتحنہ مدنی ہے اور اس میں تیرہ آ بیش اور دو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

1. اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے اور (خود)
اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ<sup>(۱)</sup> تم تو دوسی سے ان
کی طرف پیغام بھیجتے ہو<sup>(۲)</sup> اور وہ اس حق کے ساتھ جو
تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں، پیغیر کو اور خود
تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم
اینے رب اللہ پر ایمان رکھتے ہو،<sup>(۳)</sup> اگر تم میری راہ میں

## مُنْوَلُوْ الْمُنْجُدِّينِ الْمُنْجُدِّينِ الْمُنْجُدِّينِ الْمُنْجُدِّينِ الْمُنْجُدِّينِ الْمُنْجُدِينِ الْم

### بِنُ ۔۔۔ حِراللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ؽٙٳؿۿٵڷڗؽڹٵڡٮؙۏٵڵڗؾۜڿڹۮ۫ۏٵۘۼۮڔۨؽۅؘڡؘۮۊۘڴۄٛٚٳٙۏڸێؖٵٞ ؿڵڠۅؙڽٳڸؽۼؠؙڔٳڶؠۅڎۊۅٙڨػۿۯؙۏٳڽؠڶۻٵٙٷؙۄؙۺ ٳۻٞؿ۠ۼؙڿۣٷڽٵڷۺٷڶۅٳؿٳڴۄٲڽؿۏؙڡڹۏٳڽڵۼۄڗػؚڸؙۿ ٳ؈ؙؙؙڬڎؙۅؙۻٛۼؙڎڿۿٵڲٳ؈ٛڛؽڶ؈ٲۺۼٵٙ؞ٛڡٛڞٵؾ ؿڽؖٷ؈ٳڶؽۿ۪ۿؠٳ۠ڶؠۅۮٷؖٚٷٳؘڬٵڠڵۉؠؠٮٵڂ۫ڡ۫ڹؾ۫ڎۅڡۧٵۧ ٳۼۘٮٞڎٷٷڞڹۘؿڣۼڰؙؙؙؙؙڡۣؿڬؙٷڣؿػڞؘۜڛٙۅؘٳؘؘٛ

ا. کفار کہ اور نبی مُنَافِیْکِمْ کے درمیان حدید میں جو معاہدہ ہوا تھا، اٹل کہ نے اس کی خلاف ورزی کی، اس لیے رسول اللہ مُنافِیْکُمْ نے بھی مسلمانوں کو خفیہ طور پر لڑائی کی تیاری کا حکم دے دیا، حضرت حاطب بن ابی باتعہ رفافیْنُو ایک مہاجر بدری صحابی سخے، جن کی قریش کے ساتھ کوئی رشتے داری نہیں تھی، لیکن ان کے بیوی بچے مکہ میں ہی شخے، انہوں نے سوچا کہ میں قریش مکہ کو آپ مُنافِیْکُمْ کی تیاری کی اطلاع کردوں تاکہ اس احسان کے بدلے وہ میرے بال بچوں کا خیال رکھیں، میں قریش مکہ کو آپ مُنافِیْکُمْ کی تیاری کی اطلاع کردوں تاکہ اس احسان کے بدلے وہ میرے بال بچوں کا خیال رکھیں، چیانچہ انہوں نے ایک عورت کے ذریعے سے یہ پیغام تحریری طور پر اٹل مکہ کی طرف روانہ کردیا، جس کی اطلاع بذریعہ وی نئی منافِیْکُمْ کو کردی گئی چنانچہ آپ مُنافِیْکُمْ کی خرت مقداد اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ جاوک روغی نئی منافِیْکُمْ کو کردی گئی چنانچہ آپ مُنافِیْکُمْ کو کردی گئی چنانچہ وہ حضرت میں چھیا رکھا تھا، آپ مُنافِیْکُمْ نے حضرت حاطب رفافیْکُمْ سے پوچھا: اس سے یہ رقعہ لے آئے جو اس نے سر کے بالوں میں چھیا دکھا تھا، آپ مُنافِیْکُمْ نے حضرت حاطب رفافیْکُمْ سے کہ دیگر مہاجرین کے رشتے دار کہا گیا گئی انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ کام کفر وارتداد کی بنا پر نہیں کیا بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ دیگر مہابرین کے رشی سے نے تو میں جو ان کے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ میرا وہاں کوئی رشتے دار نہیں ہے تو میں نے یہ سوچا کہ میں ائل مکہ کو بچھ اطلاع کردوں تاکہ وہ میرے احسان مند رہیں اور میرے بچوں کی حفاظت کریں، آپ مُنافِق نے ان کی ساتھ اس طرح کا تعلق مودت قائم نہ کرے۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ الممتحنة، تاکہ آئندہ کوئی مومن کسی کافر کے ساتھ اس طرح کا تعلق مودت قائم نہ کرے۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ الممتحنة، وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة)

٢. مطلب ہے نبی سَکَاتُشِیَّمُ کی خبریں ان تک پہنچاکر ان سے دوستانہ تعلق قائم کرنا چاہتے ہو؟

س. جب ان کا تمہارے ساتھ اور حق کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو تمہارے لیے کیا یہ مناسب ہے کہ تم ان سے محبت اور جمدردی کا رویہ اختیار کرو؟

السَّبِيْلِ 🛈

إِنْ يَتَثَقَقُونُ لُو نُوالكُوْ آعُدَاءً وَيَشِيطُوا النَّكُو ٱۑۡؽؠؙٛٛمۡ وَٱلۡسِنۡتَهُمۡ بِالسُّوۡءِ وَوَدُّوۡالۡوۡتَكُفُرُۗوۡنَ<sup>©</sup>

لَى تَنْفَعَكُمُ الْحَامُكُ وَلَّا أَوْلِادُكُهُ ۚ فَوُمِ الْقَامَةِ ۗ يَفْصِلُ بَيْنَكُو وَاللَّهُ بِمَاتَعَمُلُونَ بَصِيْرٌ

قَدُكَانَتُ لَكُمُ السُّوةُ حَسَنَةٌ فِي البراهِيْءَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۚ

سل تمهاری قرابتین، رشته داربان، اور اولاد تمهین قیامت کے دن کام نہ آئیں گی، (۴) اللہ تعالی تمہارے ورمیان فیصلہ کر دے گا<sup>(۵)</sup> اور جو کچھ تم کررہے ہو اسے اللہ خوب دیکھ رہا ہے۔

جہاد کے لیے اور میری رضا مندی کی طلب میں نکلتے ہو

(تو ان سے دوستیاں نہ کرو)، (<sup>()</sup> تم ان کے پاس محب<sup>ت</sup> کا پیغام پوشیدہ پوشیدہ تبھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے حصیاما اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا وہ یقیناً راہ راست سے بہک

٢. اگر وہ تم پر کہیں قابو یالیں تو وہ تمہارے ( کھلے) دشمن

ہو حائیں اور برائی کے ساتھ تم پر دست درازی اور زبان

درازی کرنے لگیں اور (دل سے) چاہنے لگیں کہ تم بھی

٣. (مسلمانو!) تمهارے لیے حضرت ابراہیم (عَالِیَّلاً) میں اور

ا. یه جواب شرط، جو مخدوف ہے، کا ترجمہ ہے۔

۲. یعنی میرے اور اپنے دشمنوں سے محبت کا تعلق جوڑنا اور انہیں خفیہ نامۂ ویہام بھیجنا، گراہی کا راستہ ہے، جو کسی مسلمان کے شابان شان نہیں۔

جائے گا۔(۲)

کفر کرنے لگ حاؤ۔(۳)

س. لینی تمہارے خلاف ان کے دلول میں تو اس طرح بغض وعناد ہے اور تم ہو کہ ان کے ساتھ محبت کی پینگلیں برطارے ہو؟

م. لینی جس اولاد کے لیے تم کفار کے ساتھ محبت کا اظہار کررہے ہو، یہ تمہارے کچھ کام نہیں آئے گی، پھر اس کی وجہ سے تم کا فروں سے دوستی کرکے کیوں اللہ کو ناراض کرتے ہو۔ قیامت کے دن جو چیز کام آئے گی وہ تو اللہ اور رسول منگالٹینظ کی اطاعت ہے، اس کا اہتمام کرو۔

۵. دوسرے معنی ہیں تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا لینی اہل طاعت کو جنت میں اور اہل معصیت کو جہنم میں داخل کرے گا۔ بعض کتے ہیں آپس میں حدائی کا مطلب ہے کہ ایک دوسرے سے بھاگیں گے۔ جیسے فرمایا ﴿ يَوْمِ يَفِيُّالْمَدُّورُ مِنْ آخِیْهِ ﴾ (عسب: ٣٣) لینی شدت ہول سے بھائی، بھائی سے بھاگے گا۔

إِذْ قَالُوُّ الِقَوْمِهِمْ إِنَّا ثُمِّ أَقُّ الْمِنْكُمُوْوَمِمَّا تَعَبُّدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ كُفَّ إِنَّا لِمُوْرَبَدَا لِيَنْنَا وَبَنَيْكُوْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَعْضُا ءَابَدًا حَتَّى تُوْمُوْ الِاللَّهِ وَحَدَى لَا اللَّهِ قُلَ إِبْرُهِيْ يُرَلِا بِيهِ لِلَاسْتَغْفِرَنَّ لِكَ وَمَا اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى الله الله مِنْ شَعُّ رُبِّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلُنَا وَ اللَّهِ اللَّهِ الْمُنْكَ الْمُنْكَا وَ اللَّهِ الْمُنْكِلُدُ

ان کے ساتھوں میں بہترین نمونہ ہے، '' جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں۔ '' ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض وعداوت ظاہر ہو گئ ''' کیکن ابراہیم (علیہ الله کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی ''کہ میں تمہارے لیے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لیے جھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا کچھ بھی اختیار نہیں۔ اے ہمارے پرورد گار! تحجی پرہم نے بھروسہ کیا ہے ''اور تیری ہی

ا. کفار سے عدم موالات کے مسلے کی توضیح کے لیے حضرت ابراہیم علیمیاً کی مثال دی جارہی ہے، أُسْوَةٌ کے معنی ہوتے بین، ایسا نمونہ جس کی اقتداء کی جائے۔

۲. لیعنی شرک کی وجہ سے ہمارا اور تمہارا کوئی تعلق نہیں، اللہ کے پرستاروں کا بھلا غیر اللہ کے پچاریوں سے کیا تعلق؟
 ۱۳. لیعنی یہ علیحدگی اور بیزاری اس وقت تک رہے گی جب تک تم کفر وشرک چپوڑ کر توحید کو نہیں اپنا لو گے۔ ہاں جب تم ایک اللہ کو ماننے والے بن جاؤگے تو پھر یہ عداوت موالات میں اور یہ بغض محبت میں بدل جائے گا۔

٧٠. يه ايك استناء ہے جو في إِبْرَاهِيْمَ ميں مقدر مخدوف مضاف ہے ہے۔ لين قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ في مقالَاتِ إِبْرَاهِيْمَ إِلَّا قَوْلَهُ لِأَبِيْهِ يا أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ہے استناء ہے، اس ليے كه قول جى مجملہ اسوہ ہے۔ گويا كہا جارہا ہے۔ (قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسُوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ إِبْرَاهِيْمَ فِيْ جَوِيْعِ أَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ إِلَّا قَوْلَهُ لِأَبِيْهِ) (فتح القدير) مطلب يہ ہے کہ حضرت ابراہيم عَليَّلِا كى بورى زندگى ايك قابل تقليد نمونہ ہے، البتہ ان كا اپنے باپ كے ليے مغفرت كى دعا كرنا ايك ايسا عمل ہے جس ميں ان كى پيروى نہيں كرنى چاہيے، كيونكہ ان كا يہ فعل اس وقت كا ہے جب ان كو اپنے باپ كى بابت علم نہيں تھا، چنانچہ جب ان پر يہ واضح ہوگيا كہ ان كا باپ اللہ كا دشمن ہے تو انہوں نے اپنے باپ سے بھى اظہار بابت علم نہيں تھا، چنانچہ جب ان پر يہ واضح ہوگيا كہ ان كا باپ اللہ كا دشمن ہے تو انہوں نے اپنے باپ سے بھى اظہار بابت كر ديا، جيسا كہ سورة براءت: ١١٣ ميں ہے۔ (سورة براءت كرديا، جيسا كہ سورة براءت: ١١٣ ميں ہے۔ (سورة براءت بورة توبہ كو كہا جاتا ہے)

۵. توکل کا مطلب ہے۔ امکانی حد تک ظاہری اسباب ووسائل اختیار کرنے کے بعد معاملہ اللہ کے سپر دکر دیا جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ ظاہری وسائل اختیار کیا جائے، اس سے ہمیں منع کیا گیا ہے، اس لیے توکل کا اظہار کیا جائے، اس سے ہمیں منع کیا گیا ہے، اس لیے توکل کا یہ مفہوم بھی غلط ہوگا۔ نبی شکھی گیا کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اونٹ کو باہر کھڑا کرکے اندر آگیا، آپ شکگی گیا نے پوچھا تو کہا میں اونٹ اللہ کے سپر دکر آیا ہوں، آپ شکگی گیا نے پوچھا تو کہا میں اونٹ اللہ کے سپر دکر آیا ہوں، آپ شکگی گیا نے فرمایا، یہ توکل نہیں ہے۔ «اعقیل وَتَوَکَّلُ» (پہلے اسے کی چیز سے باندھ، پھر اللہ پر بھروسہ کر) (تومذی) انابت کا مطلب ہے، اللہ کی طرف رجوع کرنا۔

رَّبَنَالَاقِعَـُمُنَافِئَنَةً لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا وَاغْفَىٰ لَنَارَبَّبَنَا ۚ إِنَّكَ انْتُ الْعَذِيْزُ الْحَكِيْمُ۞

> ڵڡۜٙۮؙڬٵڹۘڬڬؙڎڣۣۿؚۿؗٳٛۺۘۅؘۊٞ۠ۘ۠۠۠۠ڝۜڹؘڎؖ۠ڵؚۻؙڬٵؽ ؠڔؙڿ۠ٳٳۺڎڡؘٳڵؽٶٙ۩ڶڵڿڒۅڝۜؿؾۜۅؘڰٷٙڷٵۺۿ ۿؙۅؙڵۼؿؙٵ۫ڰۼؚؠؽ۠ۮ۞ٞ

عَسَى اللهُ انَ يَجْعَلَ بَيْنَكُو وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمُ مِّنَهُ وُمُّودَةً وَاللهُ عَدِيرٌ وَاللهُ عَفُورٌ تَرِيدُ

ڵڔؽؠؙٛٚؠٮڴۄٳڵڵۿۼڹٳڷڒؚؽؽؘڮۄؽؙڡۜٳؾٷٛڴۄؙڣٳڵڗؽڹ ۅؘڵۄؙؿۼٛۅ۠ڿٛۅؙٞڴۄۺؙڔؽٳۯڴۄؙٳڽؙؾؘڒؙۨؿۿۄ۫ۅڎؙٞۺۺڟۄٛٳ

طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

8. اے ہمارے رب! تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ
ڈال(۱) اور اے ہمارے پالنے والے! ہماری خطاؤں کو بخش
دے، بیٹک تو ہی غالب، حکمت والا ہے۔

۲. یقیناً تمہارے لیے ان میں (۲) اچھا نمونہ (اور عمده پیروی ہے خاص کر) ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی ملاقات کی امید رکھتا ہو، (۳) اور اگر کوئی روگر دانی کرے (۳) تواللہ تعالی بالکل بے نیاز ہے اور سزاوار حمد وثناء ہے۔

2. کیا عجب که عنقریب ہی الله تعالیٰ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کردے۔(۵) اور الله کو سب قدرتیں ہیں اور الله (بڑا) غفور رحیم ہے۔

 $\Lambda$ . جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی $^{(1)}$  اور تمہیں جلاوطن نہیں

ا. لیعنی کافروں کو ہم پر غلبہ و تسلط عطانہ فرما، اس طرح وہ تسجھیں گے کہ وہ حق پر ہیں، اور یوں ہم ان کے لیے فتنے کا باعث بن جائیں گے، یا یہ مطلب ہے کہ ان کے ہاتھوں یا اپنی طرف سے ہمیں کسی سزاسے دوچار نہ کرنا، اس طرح مجمعی ہمارا وجود ان کے لیے فتنہ بن جائے گا، وہ کہیں گے کہ اگر یہ حق پر ہوتے تو ان کو یہ تکلیف کیوں پہنچتی؟
۲. لیعنی ابراہیم عَالِیَا کے اور ان کے ساتھی اہل ایمان میں۔ یہ شکرار تاکید کے لیے ہے۔

۳. کیونکہ ایسے ہی لوگ اللہ سے اور عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں، یہی لوگ حالات وواقعات سے عبرت کیڑتے اور نفیحت حاصل کرتے ہیں۔

٨. لعني حضرت ابراہيم عَالِيًا ك اسوے كو اپنانے سے گريز كرے۔

۵. لیعنی ان کو مسلمان کرکے تنہارا بھائی اور ساتھی بنادے، جس سے تنہارے مابین عداوت، دوستی اور محبت میں تبدیل ہوجائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، فتح مکہ کے بعد لوگ جوق در جوق مسلمان ہونا شروع ہوگئے اور ان کے مسلمان ہوتے ہی نفر تیں، محبت میں تبدیل ہوگئیں، جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے، وہ دست وبازو بن گئے۔

٩. یہ ان کافروں کے بارے میں ہدایات دی جارہی ہیں جو مسلمانوں سے محض دین اسلام کی وجہ سے بغض وعداوت نہیں رکھتے اور اس بنماد پر مسلمانوں سے نہیں لڑتے، یہ پہلی شرط ہے۔

## اِلَيْهِةُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

إِثَّالِيَهُمْكُواللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتُلُوُكُو فِي اللِّينِ وَاخْرُجُوْلُوْسِّ دِيَارِكُوْوَظَاهُرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُوْلُ تَوَكُّوْهُوْوَسُّ يَتَوَكُّهُوْ فَاوُ لِإِنَّهُ هُوالظَّلِمُوْنَ۞

ؘڲٳؿؖۿٵڷێڔؽڹٵڡؙڹٛٷٙٳۮؘٵڿٲٷٛڵۿۅؙۣ۫ڡڶؾؙڡؙۿۼؚڔڗ ڡؘٵڡ۫ؾؿؙٶ۫ۿؙؾ۠ٵػڵڎٵۼػٷڔٳؽؠٵڹۣۿؽۜٷڶ

کیا(۱) ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ (بھلے) بر تاؤکرنے سے اللہ تعالی تمہیں نہیں رو گا، (۲) بلکہ اللہ تعالی تمہیں نہیں رو گا، (۲) بلکہ اللہ تعالی تو والوں سے محبت کرتا ہے۔ (۳) ج. بختک اللہ تعالی تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائیاں لڑیں اور تمہیں دیس نکالے دیے اور دیس نکالا دینے والوں کی مدد کی جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں (۵) وہ (قطعاً) ظالم ہیں۔ (۵)

• ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کرکے آئیں تو تم ان کا امتحان لو۔ $^{(1)}$  دراصل ان

ا. یعنی تمہارے ساتھ ایسا رویہ بھی اختیار نہیں کیا کہ تم ہجرت پر مجبور ہوجاؤ۔ یہ دوسری شرط ہے۔ ایک تیسری شرط یہ ہے جو اگلی آیت سے واضح ہوتی ہے، کہ وہ مسلمانوں کے خلاف دوسرے کافروں کو کسی فتم کی مدد بھی نہ پہنچائیں۔ مشورے اور رائے سے اور نہ ہتھیاروں وغیرہ کے ذریعے ہے۔

۲. لیعنی ایسے کا فروں سے احسان اور انصاف کا معاملہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔ جیسے حضرت اساء بنت ابی بکر صدیق وی شہرا نے رسول اللہ مَا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ میں حسیح مسلم، کتاب الذب، باب صلة الوالد المشرك مُن رسمیح مسلم، کتاب الذب، باب صلة الوالد المشرك (این مال کے ساتھ صلة رحمی کرو)۔
 (این مال کے ساتھ صلة رحمی کرو)۔

سل اس میں انصاف کرنے کی ترغیب ہے حتی کہ کافروں کے ساتھ بھی۔ حدیث میں انصاف کرنے والوں کی فضیلت یوں بیان ہوئی ہے ﴿إِنَّ الْمُفْسِطِیْنَ عِنْدَ اللهِ، عَلیٰ مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، عَنْ یَّمِیْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ، وَکِلْتَا یَدَیْهِ یَمِیْنٌ. اللَّهِ عُلیٰ مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، عَنْ یَمیْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ، وَکِلْتَا یَدَیْهِ یَمیْنٌ. اللّٰه عَلیٰ اللهِ عَلیْهِ مُ وَمَا وَلُّوا ﴾ (صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضیلة الإمام العادل) (انصاف کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے جو رخمٰن کے دائیں جانب ہوں گے اور رخمٰن کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، جو اپنے فیصلوں میں، اور اپنی رعایا میں افساف کا اجتمام کرتے ہیں)۔

م. تعنی ارشاد الہی اور امر ربانی سے اعراض کرتے ہوئے۔

۵. کیوں کہ انہوں نے ایسے لوگوں سے محبت کی ہے جو محبت کے اہل نہیں سے، اور یوں انہوں نے اپنے نفوں پر ظلم کیا کہ انہیں اللہ کے عذاب کے لیے بیش کردیا۔ ووسرے مقام پر فرمایا۔ ﴿ يَالَيُهَا الَّذِينَ الْمَنُوالْاَتَةَ فِنُ وَالْلَيهُوَّدَ وَالنَّصْلَى اَوْلِيَا اِنْ بَعْضُهُمُّهُ اللَّهُ لَا يَعْفِى الْقَوْمُ الْطُلِيدِينَ ﴾ ۔ (المائدة: ۵۱)

۲. معاہدۂ حدیدیہ میں ایک شق یہ تھی کہ مکہ سے کوئی مسلمانوں کے پاس چلا جائے گا، تو اس کو واپس کرنا پڑے گا۔

عِلْمُتُمُوْهُنِّ مُؤْمِنْتِ فَلاَتَرْجِعُوهُنِّ إِلَى الْكُفَّلِاْ لَاهُنَّ حِلُّ لَهُوْ وَلاَهُوْ يَعِلُّونَ لَهُنَّ وَالتُوْهُوُ مَنَّا اَنْفَقُوْ أُولَامُنِنَا مَعَلَيْكُوْ اَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا الْتَيْتُنُوهُنَ الْبُورُهُنَّ وَلاَثْمُسِكُو اِلِعِصْمِ الْكَوْافِروَ سُنَاوُا مَا اَنْفَقَتْمُ وَلِيَسَنَكُو اللهُ عَلِيحُومُ الْكَوافِروَ سُنَاوُا يَعْكُوْ بَيْنَكُوْ وَلَيْسَنَكُواماً اَنْفَقُواْ الْإِلْمُ حُكْمُ اللهِ

کے ایمان کو بخوبی جانے والا تو اللہ ہی ہے کیکن اگر وہ مہمیں ایمان والیاں معلوم ہوں (۱) تو اب تم انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو، یہ ان کے لیے حلال نہیں اور نہ وہ ان کے لیے حلال نہیں اور نہ وہ ان کے لیے حلال میں، (۲) اور جو خرچ ان کافروں کا ہوا ہو وہ انہیں ادا کردو، (۳) ان عور توں کو ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں (۳) اور کافر عور توں کی ناموس اپنے قبضہ میں نہ رکھو (۵)

لیکن اس میں مرد وعورت کی صراحت نہیں تھی۔ بظاہر "کوئی" (اُحدٌ) میں دونوں ہی شامل تھے۔ چنانچہ بعد میں بعض عورتیں مکہ سے ہجرت کرکے مسلمانوں کے پاس چلی گئیں تو کفار نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا، جس پر اللہ نے اس آیت میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی اور یہ حکم دیا۔ امتحان لینے کا مطلب ہے اس امر کی تحقیق کرو کہ ہجرت کرکے آنے والی عورت جو ایمان کا اظہار کررہی ہے، اپنے کافر خاوند سے ناراض ہوکر یا کسی مسلمان کے عشق میں یا کسی اور غرض سے تو نہیں آئی ہے اور صرف یہاں پناہ لینے کی خاطر ایمان کا دعویٰ کررہی ہے۔

ا. لینی تم اپنی شخقیل سے اس نتیجے پر پہنچو اور تہمہیں گمان غالب حاصل ہوجائے کہ یہ واقعی مومنہ ہیں۔

۲. یہ انہیں ان کے کافر خاوندوں کے پاس واپس نہ کرنے کی علت ہے کہ اب کوئی مومن عورت کسی کافر کے لیے حلال نہیں۔ جیسا کہ ابتدائے اسلام میں یہ جائز تھا، چنانچہ نبی عنائیڈ کمی صاحبزادی حضرت زیب بھی کھیا گا کارہ ابو العاص بن ربیع کے ساتھ ہوا تھا، جب کہ وہ مسلمان نہیں تھے۔ لیکن اس آیت نے آئندہ کے لیے ایسا کرنے سے منع کردیا، اسی لیے یہاں فرمایا گیا کہ وہ ایک دوسرے کے لیے حلال نہیں، اس لیے انہیں کافروں کے پاس مت لوٹاؤ۔ ہاں اگر شوہر مسلمان ہوجائے تو پھر ان کا نکاح بر قرار رہ سکتا ہے۔ چاہے خاوند عورت کے بعد ججرت کرکے آئے۔

س. لیعنی ان کے کافر خاوندول نے ان کو جو مہر ادا کیا ہے، وہ تم انہیں ادا کردو۔

مم. یہ مسلمانوں کو کہا جارہا ہے کہ یہ عورتیں، جو ایمان کی خاطر اپنے کافر خاوندوں کو چھوڑ کر تمہارے پاس آگئ ہیں، تم ان سے نکاح کرسکتے ہو، بشر طیکہ ان کاحق مہر تم ادا کرو۔ تاہم یہ نکاح مسنون طریقے سے ہی ہوگا۔ یعنی ایک تو انقضائے عدت (استبراء رحم) کے بعد ہوگا۔ دوسرا، اس میں ولی کی اجازت اور دو عادل گواہوں کی موجود گی بھی ضروری ہے۔ البتہ عورت مدخول بہا نہیں ہے تو پھر بلا عدت فوری نکاح جائز ہے۔

۵. عِصَمَّ، عِصْمَةٌ کی جُع ہے، یہاں اس سے مراد عصمت عقد نکاح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر خاوند مسلمان ہوجائے اور بیوی بدستور کافر اور مشرک رہے تو الی مشرک عورت کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ اسے فوراً طلاق دے کر اپنے سے علیحدہ کردیا جائے۔ چنانچہ اس تھم کے بعد حضرت عمر ڈٹائٹیڈ نے اپنی دو مشرک بیویوں کو اور حضرت طلحہ ابن عبیداللہ ڈٹائٹیڈ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ (ابن کئیر) البتہ اگر بیوی کتابیہ (یہودی یا عیسائی) ہو تو اسے طلاق دینا

اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہو، ('' مانگ لو اور جو کچھ ان کافروں نے خرچ کیا ہو ('' وہ بھی مانگ لیں یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو تمہارے در میان کررہا ہے، ('') اور اللہ تعالیٰ بڑے علم (اور) حکمت والا ہے۔

11. اور اگر تمہاری کوئی بیوی تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور کافروں کے پاس چلی جائے پھر تمہیں اس کے بدلے کا وقت مل جائے (") تو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں انہیں ان کے اخراجات کے برابر ادا کردو، اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

11. اے پیفیر (مُلَیُّیُّیُمُ)! جب مسلمان عورتیں آپ سے
ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی
کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا کاری نہ
کریں گی، اپنی اولاد کو نہ مارڈالیں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ

وَإِنْ قَاتَكُوْشَىٰ أُمِّنْ اَزُواجِكُوْ إِلَى الْكُفَّادِ فَعَاقَيْنُونُوكُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّشُلَ مَا اَنْفَقُوا ۖ وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِينَ اَنْتُورِهِمُ مُؤْمِنُونَ •

ڲٲؿۿٚٵڵێؚؖؿ۠ٳۮٵجۜٲٷٲٮؙٲٮؙٷؙڡؚڹ۠ؾؙؽڹٳۼؚٮؘڬٵٙٚٚٚٚٚٙٲڽؙ ؆ؽۺٞڔػؽٙۑٳٮڵٶۺؽٵۊٙڶڒڝٮٞڔڨؘؽؘۏڶڒؽؘۯڹؽؽ ۅؘڵؽؿؙؾؙڷؽٵۉڵٳۮۿڽٞۅڶٳؽٲڗؾؽؠڣؿٙٳڽ ؾۜؽؙؿٙڔۓٮ۫ڂۥٚٮؽؙؽٵؽؙڔؽؙ؈ۜۊٲۯۼٛڸۿؚڽٞ

ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ ان سے نکاح جائز ہے، اس لیے اگر وہ پہلے سے ہی بیوی کی حیثیت سے تمہارے پاس موجود ہے تو قبول اسلام کے بعداسے علیحدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ا. یعنی ان عورتوں پر جو کفر پر بر قرار رہنے کی وجہ سے کا فروں کے پاس چلی گئی ہیں۔

۲. لینی ان عورتوں پر جو مسلمان ہوکر ہجرت کر کے مدینے آگئی ہیں۔

سل لینی یہ تھم مذکور کہ دونوں ایک دوسرے کو حق مہر اداکریں بلکہ مانگ کرلیں، اللہ کا تھم ہے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ تھم اس دور کے ساتھ ہی خاص تھا۔ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (فتح القدر) اس کی وجہ وہ معاہدہ ہے جو اس وقت فریقین کے در میان تھا۔ اس فشم کے معاہدے کی صورت میں آئندہ بھی اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔ بصورت دیگر نہیں۔

مل، فَعَاقَبْتُمْ (لِي تَم سزا دو يا بدله لو) كا ايك مفہوم تو يہ ہے كه مسلمان ہوكر آنے والى عور توں كے حق مهر، جو تهيں ان كے كافر شوہروں كو اداكرنے تھے، وہ تم ان مسلمان كو دے دو، جن كى عور تين كافر ہونے كى وجہ سے كافروں كيات على بين على بين اور انہوں نے مسلمانوں كو مهر ادا نہيں كيا۔ (يعنى يہ بھى سزاكى ايك صورت ہے)۔ دوسرا مفہوم بيا ہے كہ تم كافروں سے جہاد كرو اور جو مال غنيمت حاصل ہو، اس ميں تقسيم سے پہلے ان مسلمانوں كو، جن كى بيوياں دار الكفر چلى كئى بين، ان كے خرج كے بقدر اداكردو۔ گويا مال غنيمت سے مسلمانوں كے نقصان كا جر (ازاله) يہ بھى منزا ہے رابر انقابير وائن كيا بي اگر مال غنيمت سے بھى ازاله كى صورت نہ ہو تو بيت المال سے تعاون كيا جائے۔ (اير انقابير) منزا ہے رابر انقابير)

ۅؘڵێڡؙڝؚؽڹڮ؈ٛ۫ٞؠٷۯۏؚ؈ڣٚؠؙٳۑڡ۫ۿؙؾٞۅؘٳڛٛؾڠڣۛڽؙ ڵۿؙؾؙٳٮڵڵٵؚٞؾٳڶڵهؘڂؘڡٛٛۏڗ۠ڗۜڃؽ۫ۮؚ۠۞

يَايَّهُا اكْنِيْنَ الْمُثُوالَاتَتَوَلُّوْا قُومًا غَضِبَ اللهُ عَكَيْهِمْ قَدُيْنِسُوْا مِنَ الْلِخِرَةِ كَمَالِيَسِ الْمُقَارُ مِنْ اَصْحِبِ الْقُبُورُ شِ

باند همیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑلیں اور کسی نیک کام میں تیری تھم عدولی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت کرلیا کریں، (۱) اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں بیٹک اللہ تعالیٰ بخشنے اور معاف کرنے والا ہے۔

11. اے ایمان والو! تم اس قوم سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ کا غضب نازل ہوچکا ہے (\*) جو آخرت سے اس طرح مایوس ہو چکے ہیں جیسے کہ مردہ اہل قبر سے کافر نامید ہیں۔(\*)

ا. یہ بیعت اس وقت لیتے جب عورتیں ہجرت کرکے آتیں، جیسا کہ صحیح بخاری تفسیر سورہ ممتحنہ میں ہے۔ علاوہ ازیں فتح کمہ والے دن بھی آپ عَلَیْ اِللّٰہ کی عورت کے ہاتھ کو آپ عَلَیْ اِللّٰہ کی عورت کے ہاتھ کو آپ عَلَیْ اِللّٰہ کی عورت کے ہاتھ کو آپ عَلَیْ اِللّٰہ کی فتم بیعت میں عہد لیتے۔ کسی عورت کے ہاتھ کو آپ عَلیٰ اِللّٰہ کی فتم بیعت میں نی عَلَیْ اِللّٰہ کی فتم بیعت میں نی عَلیٰ اِللّٰہ کی فتم بیعت میں نی اللہ کی فتم بیعت میں کے اس اور کہا اللہ کی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ بیعت کرتے وقت آپ عَلیٰ اِللہ کی فتم بیعت میں نی اُن اِللہ کی فتم بیعت میں آپ عَلیٰ اِللہ کی فتم بیعت میں اُن اِللہ کی فتم بیعت میں کے ان اُن اِللہ کی فتم بیعت میں آپ عَلیٰ اِللہ کی فراقے کہ میں سے لیتے تھے کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی، مر کے بال نہیں نوجیس گی اور جاہلت کی طرح بین نہیں کریں گی۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم وغیر ہما) اس بیعت میں نماز، روزہ، جج اور زکوۃ وغیرہ کا ذکر نہیں ہے، اس لیعت میں کریں گی۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم وغیر ہما) اس بیعت میں نماز، روزہ، جج اور زکوۃ وغیرہ کا ذکر نہیں ہونے کے اعتبار سے محتاج وضاحت نہیں۔ آپ عَلیٰ اِللہ کے اور زکوۃ وغیرہ کا ذکر نہیں ہے، اس کی بیت کی جن کا عام ار تکاب عور توں سے ہو تا تھا، تا کہ وہ ارکان دین کی پابندی کے ساتھ، ان چیزوں سے بھی اجتناب کریں۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ علماء ودعاۃ اور واعظین حضرات اپنا زور خطابت ارکان دین کے بیان کرنے میں میں عام ہیں اور نماز روزے کے پابند حضرات بھی ان خرابیوں اور رسموں کی بھی پرزور انداز میں تردید کیا کریں جو معاشر سے میں اور نماز روزے کے پابند حضرات بھی ان سے اجتناب نہیں کرتے۔

۲. اس سے بعض نے یہود، بعض نے منافقین اور بعض نے تمام کافر مراد لیے ہیں۔ یہ آخری قول ہی زیادہ صحیح ہے،
 کیونکہ اس میں یہود ومنافقین بھی آجاتے ہیں، علاوہ ازیں سارے کفار ہی غضب اللی کے مستحق ہیں، اس لیے مطلب یہ ہوگا کہ کئی بھی کافر سے دوستانہ تعلق مت رکھو، جیسا کہ یہ مضمون قرآن میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔

س. آخرت سے مایوس ہونے کا مطلب، قیامت کے برپا ہونے سے انکار ہے۔ اصحاب القبور (قبروں میں مدفون اوگوں) سے مایوس ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ آخرت میں دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ ایک دوسرے معنی اس کے یہ کیے گئے ہیں کہ قبرول میں مدفون کافر، ہر قسم کی خیر سے مایوس ہوگئے۔ کیونکہ مرکر انہوں نے اپنے کفر کا انجام دیکھ لیا، اب وہ خیر کی کیا توقع کر سکتے ہیں؟ (ابن جریر طری)

#### سورهٔ صف مدنی ہے اور اس میں چودہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

 زمین و آسانوں کی ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاک بیان کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

۲. اے ایمان والو! (۱) تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

سر تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپیند ہے۔

م. بیشک الله تعالی ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔(۳)

6. اور (یاد کرو) جب کہ موسیٰ (عَالِیَّا) نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم مجھے کیوں سا رہے ہو حالا تکہ منہیں (بخوبی) معلوم ہے کہ میں تمہاری جانب اللہ کا رسول ہوں (۵) پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے

## سُوْنَوْ الشِّدْنِ اللَّهُ اللَّا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّالِي اللَّهُ اللَّا اللَّاللَّ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّا

### بنسب عرالله الرَّحْمٰن الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلهِ مَافِي الشَّمَلُوتِ وَمَافِي الْأَرْضِ وَهُوَالْعَزِيْزُالْعَكِيْثُون

يَائِهُا الَّذِينَ المَنْوُ الِمَ تَقُوْلُونَ مَا لَا تَقَعُلُونَ ©

ؙػؙڹؙۯمَقَتًا عِنْكَاللهِ أَنْ تَقْوْلُوْامَا لَاتَفْعَلُوْنَ©

ِكَّ اللهَ يُحِبُّ الَّذِيُنَ يُقَاتِلُونَ فِي سَيِيلِهِ صَقَّا كَانَّهُوُ بُنْيَانُ مَّرْصُوصٌ ⊙

وَاذْ قَالَ مُوْسَى لِقَوْمِ لِقَوْمِ لِعَوْدُ لِعَنْوُذُوْنَنِي َ وَقَدُ تَعْكَمُوْنَ إِنِّي سُعُولُ اللّهِ الْيَكُوْ فَلَتَازًا غُوَّا اَزَاخَ اللّهُ قُلُوْبَهُوْ وَاللّهُ لَايَمَنِي الْقُوْمُ الْفُسِقِينَ۞

ہلا۔ اس کی شان نزول میں آتا ہے کہ کچھ صحابہ رفی اللہ آپی میں بیٹے کہہ رہے تھے کہ اللہ کو جو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہیں، وہ رسول اللہ مکی اللہ کو چھنے چاہیے تاکہ ان پر عمل کیا جاسکے، لیکن آپ شکی اللہ کو پاک جا کہ کوئی نہیں کررہا تھا۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ سورت نازل فرمادی۔ (مسند أحمد: ٣٥٢٥، وسنن الترمذي تفسير سورة الصف) ا. یہاں ندا اگرچہ عام ہے لیکن اصل خطاب ان مومنوں سے ہے جو کہہ رہے تھے کہ جمیں اُحَبُّ الْاَعْمَالِ کا علم ہوجائے تو ہم انہیں کریں، لیکن جب انہیں بعض پہندیدہ عمل بتلائے گئے تو ست ہوگئے۔ اس لیے ایسے لوگوں کو توزیخ کی جارہی ہے کہ خیر کی جو باتیں کہتے ہو، کرتے کیوں نہیں ہو، جو بات منہ سے نکالتے ہو، اسے پوراکیوں نہیں کرتے؟ جو زبان سے کہتے ہو، اس کی یاسداری کیوں نہیں کرتے؟

- ۲. یہ اس کی مزید تاکید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لو گوں پر سخت ناراض ہو تا ہے۔
  - سا. یہ جہاد کا ایک انتہائی نیک عمل بتلایا گیا جو اللہ کو بہت محبوب ہے۔
- ٨. يه جانتے ہوئے بھي كه حضرت موسىٰ عَلَيْكِ الله كے شيح رسول بين، بني اسرائيل انہيں اپني زبان سے ايذاء پہنجاتے

تو اللہ نے ان کے دلوں کو (اور) ٹیڑھا کردیا، () اور اللہ تعالی نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

۲. اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ (عَلَیْشِاً) نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں (۲) اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی خوشخبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد (مَنَّلَ اللَّمِیْمُ ) ہے۔ (۳) پھر جب وہ ان کے پاس

ۅؘڶۮ۫ۊؘٲڶۼؽۘؽٵڹؽؙڡٙۯؽۄٙؽڹؿٙٳۺڗٳٙ؞ؽڶٳڹٞؽڛؙۅؙڶ ڶڵۼٳڵؽؙڴؙۄ۫ڡ۠۠ڝڋۊٞڵڷٵۘؠؽؘؽؽػۜڝؘٵڵٷؖۯڶڐ ۅؠؙؿۺۧڒؙٳڒڛؙۅ۫ڸ؆ؽۧڷؿؙ؈۠ڹۼڡؠؽٲۺ۠ڴٲڂٮۘٮؙ ڡؘڵؾۜٵڿٲٷؙؠٳڷؽۣؾ۬ڗؚۊٙٵڵٷٳۿڶؘڛٷڗ۠ۼ۫ؿؿؿٛ۞

سے، حتیٰ کہ بعض جسمانی عیوب ان کی طرف منبوب کرتے تھے، حالا تکہ وہ بیاری ان کے اندر نہیں تھی۔

ا. یعنی علم کے باوجود حق سے اعراض کیا اور حق کے مقابلے میں باطل کو، خیر کے مقابلے میں شر کو، اور ایمان کے مقابلے میں کفر کو اختیار کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا کے طور پر ان کے دلوں کو مستقل طور پر ہدایت سے پھیردیا،

کیونکہ یہی سنت اللہ چلی آرہی ہے، کفر وضلات پر دوام واستمرار ہی دلوں پر مہر لگنے کا باعث ہوتا ہے، پھر فسق، کفر اور کیونکہ یہی سنت اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو کلم اس کی طبیعت اور عادت بن جاتی ہے، جس کو کوئی بدلنے پر قادر نہیں ہے۔ اس لیے آگے فرمایا، اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو اپنی سنت کے مطابق گر اہ کیا ہوتا ہے، اب کون اسے ہدایت دے ساتا ہے جسے اس طریقے سے اللہ نے گراہ کیا ہو؟

7. حضرت عیسی علیها کا قصہ اس لیے بیان فرمایا کہ بن اسرائیل نے جس طرح حضرت موسی علیها کی نافرمانی کی، اسی طرح انہوں نے حضرت عیسی علیها کا بھی انکار کیا، اس میں نبی علیه فیلی کو تعلی دی جارہی ہے کہ یہ یہود آپ علیها بی کے ساتھ اس طرح نہیں کررہے ہیں، بلکہ ان کی تو ساری تاریخ بی انبیاء علیها کی تکذیب سے بھری پڑی ہے۔ تورات کی تصدیق کا مطلب یہ ہے کہ میں جو دعوت دے رہا ہوں، وہ وہی ہے جو تورات کی بھی دعوت ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ جو پیغیر مجھ سے پہلے تورات لے کر آئے اور اب میں انجیل لے کر آیا ہوں، ہم دونوں کا اصل ماخذ ایک ہی ہے، اس لیے جس طرح تم موسی وہارون اور داود وسلیمان علیها پر ایمان لائے، مجھ پر بھی ایمان لاؤ، اس لیے کہ میں تورات کی تھدیق کر رہا ہوں نہ کہ اس کی تردید و تکذیب۔

سا. یہ حضرت علیمی علیتیا نے اپنے بعد آنے والے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ علیاتیا کی خوش خبری سانی۔ چنانچہ بی علیتیا کی دعا اور علیمی علیتیا کی بشارت کا مصداق ہوں ''۔ احمد، یہ فاعل سے اگر مبالغ کا صیغہ ہوتو معنی ہوں گے، دوسرے تمام لوگوں سے اللہ کی بشارت کا مصداق ہوں''۔ احمد، یہ فاعل سے اگر مبالغ کا صیغہ ہوتو معنی ہوں گے کہ آپ منگاتینیا کی خوبیوں اور کمالات کی وجہ سے جنتی تحریف آپ منگاتینیا کی کی خوبیوں اور کمالات کی وجہ سے جنتی تحریف آپ منگاتینیا کی گئی۔ (ٹے اللہ ر)

وَمَنُ اَظْلَوْمِ مِنِّنِ افْتَرَى عَلَى اللهِ الْكَذِبَ وَهُوَ بُيْكَعَى إِلَى الْإِسْلَامِرُوا للهُ لَا يَهُدِى الْقَوْمُ الظِّلِمِيْنَ ۖ

ؽ۫ڔؽؙؽؙٷڹٳؽؙڟڣٷٵڬٛۅۯٳڵڶڡؠٲڡٛٚٵۿؚۿٟؠٛٷٳڶڵۿؙڡٛڗؠؙٞ۠ۏٞڔؚٞ؋ ۅؘڵٷٞڮؚۄؘٲڵڬڣۯ۫ٷڽ۞

ۿؙۅؘٲڵڹؽۧٲۯۺۘڵڕۺۘٷڬ؋ۑٵڷۿڵؽۏڍؿۣٵڷؖؾؚۜٞڸؽ۠ڟۿؚٷ ۼۜٵڵڒؿڹػؙڸ؋ٷٷػۣڮٵڷۺٛڔڴٷڽ۞

يَالَيُّهُا الَّذِيْنَ الْمُنْوَاهَلُ الدُّلُّمُ عَلَى تِهَارَةٍ تُنْجِيَكُمُ

کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے، یہ تو کھلا جادو ہے۔ (۱)

2. اور اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہو گا جو اللہ پر جبوث (افتراء) باندھے (۲) حالا نکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے (۳) اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

٨. وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بچھادیں (<sup>(\*)</sup> اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے (<sup>(\*)</sup> کو کافر برا مانیں۔

9. وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے اور تمام مذاہب پر غالب کردے(۱) اگرچہ مشرکین ناخوش ہوں۔(۱)

•ا. اے ایمان والو! کیا میں شمہیں وہ تجارت بتلادوں  $^{(\Lambda)}$ 

ا. یعنی حضرت علیلی علیگا کے پیش کردہ مجزات کو جادو سے تعبیر کیا، جس طرح گزشتہ قومیں بھی اپنے بیغیمروں کو اسی طرح کہتی رہی ہیں۔ بعض نے اس سے مراد نبی مُنگالیا کے ہیں اور قَالُوْا کا فاعل کفار مکہ کو بنایا ہے۔

۲. لیعنی الله کی اولاد قرار دے، یا جو جانور اس نے حرام قرار نہیں دیے، ان کو حرام باور کرائے۔

سر جو تمام دینوں میں اشرف اور اعلیٰ ہے، اس لیے جو شخص ایسا ہو، اس کو کب یہ زیب دیتا ہے کہ وہ کسی پر بھی افتراء گھڑے، چہ جائیکہ اللہ پر افتراء باندھے؟

۷. نور سے مراد قرآن، یا اسلام یا محمد منگانتیکم یا دلائل وبراہین ہیں۔ "منہ سے بجھادیں" کا مطلب، وہ طعن وتشنیع کی باتیں ہیں جو ان کے مونہوں سے نکلتی تھیں۔

۵. لینی اس کو آفاق میں پھیلانے والا اور دوسرے تمام دینوں پر غالب کرنے والا ہے۔ دلائل کے لحاظ ہے، یا مادی غلبے
 کے لحاظ ہے یا دونوں لحاظ ہے۔

۲. یہ گزشتہ بات ہی کی تاکید ہے، اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے پھر دہرایا گیا ہے۔

تاہم یہ لامحالہ ہو کر رہے گا۔

مِنْ عَنَا بِ الِيُوِ

تُونِّمُنُوْنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سِيدِلِ اللهِ بِاَمُوالِكُوْوَالْفُسِكُوْ ذِلِكُونِ أَيْرُكُكُو اِنْ كُنْتُهُو تَعْلَكُونَ ﴾

ؽۼ۫ؿۯؙڵڬؙۅؙۮٛۏٛڔڴۄؙۯؽؙڿڵڬؙۄؙۻڵؾۜۼٙڔؽؙ؈۫ؾٞۼؾۿٵ ٵڷؙڒٮؙؙۿۯؙۅڝڵڮؽؘڂٟڸؠڎؖ؈ٛػڹۨٚؾؚۘۘۼۮؙٳڽ ۮڸڰٲڶڡٞۏؙۯؙٳڷڿڟۣؽؙؙۘٛۥٛؗ۞

> ۅؘٲڂٛڔؽڗ۠ۼؾؙۏؠؘۜٲڷڞۘۯؙڝۜڶڵڶۼۅؘڡؘٛڠٛٷٙڔؽؾ۠ ۅؘؽؿٚڔٳڵڮۏؙؠڹؽڹ۞

يَاتُهُا الَّذِينَ امْنُوا كُونُوَّا اَنْصَارَ اللهِ كَمَاقَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَادِيِّنَ مَنْ اَنْصَارِيَّ إِلَى اللهِ قَالَ

جو تہمیں دردناک عذاب سے بحالے؟

11. الله تعالی پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور الله کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔

11. الله تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیانی ہے۔

سال. اور متہمیں ایک دوسری (نعمت) بھی دے گا جسے تم چاہتے ہو وہ اللہ کی مدد اور جلد فتح یابی ہے، (۱) اور ایمان والوں کو خوشنجری دے دو۔ (۲)

۱۲ اے ایمان والو! تم الله تعالیٰ کے مدد گار بن جاؤ۔ (۳) جس طرح حضرت مریم کے بیٹے حضرت علیمیٰ (علیمُنِاً) نے

(الله نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کا سودا جنت کے بدلے میں کرلیا ہے)۔

ا. یعنی جب تم اس کی راہ میں لڑوگے اور اس کے دین کی مدد کروگ، تو وہ بھی تمہیں فتح ونصرت سے نوازے گا۔ ﴿ إِنَّ مَتَصُّرُ وَاللّٰهُ يَنْصُرُ وَاللّٰهُ عَنْ مُوسِيَّتُ اَقْدَامَكُوْ ﴾ (محمد: ٤) (اگر تم اللّٰہ کے دین کی مدد کروگ تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکے گا)۔ ﴿ وَلَيْنَصُّرَ اللّٰهُ مَنَّ يَتَفُو وَ اللّٰهُ لَكُو مُنَ يَتَفُو وَ اللّٰهُ عَلَيْ مُوسِ وَ اللّٰهِ عَلَيْ اللّٰهُ عَلَيْ مُوسِ وَ اللّٰهِ عَلَيْ مُوسِ وَ اللّٰهِ عَلَيْ اللّٰهُ عَلَيْ مُوسِ وَ اللّٰهِ عَلَيْ اللّٰهُ عَلَيْ مَا اللّٰهُ عَلَيْ وَاللّٰ بِحَلّٰ اللّٰهُ عَلَيْ مَا اللّٰهُ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ وَاللّٰ بِحَلّٰ اللّٰهُ عَلَيْ مَا اللّٰهُ عَلَيْ عَلَيْ اللّٰهُ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ مَا اللّٰهُ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ اللّٰهُ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ اللّٰهُ وَاللّٰ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَيْ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَى اللّٰهُ وَاللّٰ عَلَى عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ وَاللّٰ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ عَلَيْ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ عَلَيْ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ عَلَيْ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَيْ اللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَيْ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلّٰ اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى اللللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى اللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى الللّٰهُ عَلَى اللللّٰهُ عَلَى اللللّٰ

۲. جنت کی مرنے کے بعد اور فتح ونفرت کی دنیا میں۔ بشرطیکہ اہل ایمان ایمان کے نقاضے پورے کرتے رہیں۔ ﴿وَالْنَاتُو اللّٰهِ عَلَيْنَ اللّٰهِ عُلَيْنَ مُؤْمِن بَيْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۳۹) (اور تم بی غالب رہوگے، اگر تم ایمان دار ہو)۔ آگے اللّٰہ تعالیٰ مومنوں کو اپنے دین کی نفرت کی مزید ترغیب دے رہا ہے۔

س. تمام حالتوں میں، اپنے اقوال وافعال کے ذریعے سے بھی اور جان ومال کے ذریعے سے بھی۔ جب بھی، جس وقت بھی اور جس حالت میں بھی منہیں اللہ اور اس کا رسول اپنے دین کے لیے پکارے تم فوراً ان کی پکار پر نسیک کہو، جس طرح حواریین نے عیمیٰ علیہ اللہ کے لکار پر نسیک کہا۔

ڵۘٷٳڔ۠ؿ۠ۏڹؘڡؘٛؽؙٲڶڞؘڶۯؙڶڵٶڣٚٲٚڡ۬ڹؾؙڟٳٚۑڣڎٞ۠ۺٞؽڹؽٙ ٳۺڒٙٳ؞ؽڶٷػڡؘؘڗؘؿڟڒؚڡؘڐ۫؞ڣؘٳؾۜۮڹۜٵڷڮڔؿڹ ٳڡٮؙۏٛٳۼڸۼۮۊؚۿؚۄ۫ڣؘٲڞؙؠڂؙۅؙڶڟؚڝڔڸؽ۞۫

حوار بول سے فرمایا کہ کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار بین؟ حوار بول نے کہا ہم اللہ کی راہ میں مددگار ہیں، (() پس بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت تو ایمان لائی اور ایک جماعت نے کفر کیا(() تو ہم نے مومنوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی پس وہ غالب آگئے۔((\*)

ا. یعنی ہم آپ سَکَانِیْنِا کے اس دین کی دعوت و تبلیغ میں مددگار ہیں جس کی نشر واشاعت کا تھم اللہ نے آپ سَکَانِیْنِا کو دیا ہے۔ اس طرح رسول اللہ سَکَانِیْنِا ایام جج میں فرماتے "کون ہے جو مجھے پناہ دے تاکہ میں لوگوں تک اللہ کا پیغام بہنیا سکوں، اس لیے کہ قریش مجھے فریسٹ رسالت ادا نہیں کرنے دیتے " حتی کہ آپ سَکَانِیْنِا کی اس پکار پر مدینے کے اوس اور خزرج قبیلے نے لبیک کہا، آپ سَکَانِیْنِا کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی اور آپ سَکَانِیْنِا کی مدد کا وعدہ کیا، نیز آپ سَکَانِیْنِا کی کہ اگر آپ سَکَانِیْنِا جرت کر کے مدینہ آجائیں تو آپ سَکَانِیْنِا کی حفاظت کی ذمے داری ہم قبول کرتے ہیں، کو یہ بیکٹش کی کہ اگر آپ سَکَانِیْنِا جرت کر کے مدینہ آجائیں تو آپ سَکَانِیْنِا کی حفاظت کی ذمے داری ہم قبول کرتے ہیں، چنانچہ جب آپ سَکَانِیْنِا ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو وعدے کے مطابق انہوں نے آپ سَکَانِیْنِا کی اور آپ سَکَانِیْنِا کے کا علم می شاور کی بوری مدد کی، حتیٰ کہ اللہ اور اس کے رسول مُنَانِیْنِا کے ان کا نام ہی "انصار" رکھ دیا اور اب یہ ان کا علم بن "ایا۔ رَضِی الله عُنْهُمْ وَارْ ضَاهُمْ (ابن کیر)

۲. یہ یہود تھے جنہوں نے نبوت علیمیٰ علیہ ان کا انکار نہیں کیا بلکہ ان پر اور ان کی مال پر بہتان تراثی کی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اختلاف و تفرق اس وقت ہوا، جب حضرت علیمٰ علیہ اگلا کو آسان پر اٹھالیا گیا، ایک نے کہا کہ علیمٰ علیہ ایک علیمٰ علیہ میں اللہ تعالیٰ نے ہی زمین پر ظہور فرمایا تھا، اب وہ پھر آسان پر چلاگیا ہے، یہ فرقہ یعقویہ کہلاتا ہے۔ نسطوریہ فرقے نے کہا کہ وہ ابن اللہ تھے، باپ نے بیٹے کو آسان پر بلالیا ہے، تیسرے فرقے نے کہا وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے، یہی فرقہ صحیح تھا۔

سر لیعنی نبی عنگالیٹی کو مبعوث فرماکر ہم نے اسی آخری جماعت کی، دوسرے باطل گروہوں کے مقابلے میں مدد کی۔ چنانچہ یہ صحیح عقیدے کی حامل جماعت نبی عنگالیٹی پر بھی ایمان لے آئی اور یوں ہم نے ان کو دلائل کے لحاظ سے بھی سب کا فروں پر غلبہ عطا فرمایا اور قوت وسلطنت کے اعتبار سے بھی۔ اس غلبے کا آخری ظہور اس وقت پھر ہوگا جب قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ کا دوبارہ نزول ہوگا، جیسا کہ اس نزول اور غلبے کی صراحت صحیح احادیث میں تواتر کے ساتھ منقول ہے۔

### سورۂ جمعہ مدنی ہے اور اس میں گیارہ آ یتیں اور دو رکوع میں۔

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

(ساری چیزی) جو آسانوں اور زمین میں ہیں اللہ تعالیٰ
 کی پاکی بیان کرتی ہیں (جو) بادشاہ ہے نہایت پاک (ہے)
 غالب ہے باحکمت ہے۔

۲. وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں (۱) میں ان ہی میں
 سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر ساتا ہے اور انہیں کتاب
 وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گراہی
 میں تھے۔

س. اور دوسروں کے لیے بھی انہی میں سے جو اب تک ان سے نہیں ملے۔(۲) اور وہی غالب باحکمت ہے۔

## مِنْ وَالْعُلِيمُ عِنْ اللَّهُ ع

### 

يُسَتِّرُ يِلْهِ مَافِي السَّمَاوِتِ وَمَافِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوُسِ الْعَزِيُزِ الْحَكِيْمِ<sup>©</sup>

ۿۅؙڷڵڹؽؠۼػؽ؋ۣ۩ڵۅٛؠۜؠٚڹڛؙۅؙڒڟؿڹ۠ؠؙٛؠؿ۫ڶٷٵٸؽڔۿ ٳڵؾ؋ٷؿؙڒٞڲۿٷؚٷؿۼڵڣۿؙٵڶڮڶڹۘۅٳڵڿڵٛڡػ ۅؙڶٷڰڵۏٛٳڝؙؿڣؙڵؙڶڣؽۻڵڸؿ۠ۑؿڹۣ۞

وَّاخَرِيْنَ مِنْهُمُ لَمَّا يَلْحَقُوا بِرَمُ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحُكِيُوْ

کر بنی صَلَّقَاتُهُ جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور منافقون پڑھا کرتے تھے، (صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب ما يقرآ في صلوة الجمعة) تاہم ان کا جمعہ کی رات کو عشاء کی نماز میں پڑھنا صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ البتہ ایک ضعیف روایت میں الب آتا ہے۔ (لسان المیزان لابن حجر ترجمة سعید بن سماك بن حرب)

ا. اُمَّیِّنَ سے مراد عرب ہیں جن کی اکثریت ان پڑھ تھی۔ ان کے خصوصی ذکر کا یہ مطلب نہیں کہ آپ مَکَالْیُکِمُ کی رسالت دوسروں کے لیے نہیں تھی، لیکن چونکہ اولین مخاطب وہ تھے، اس لیے اللّٰہ کا ان پریہ زیادہ احسان تھا۔

۲. یہ اُمیّینَ پر عطف ہے لینی بَعَثَ فِیْ آخَدِیْنَ مِنْهُمْ، آخَدِیْنَ سے فارس اور دیگر غیر عرب لوگ مراد ہیں جو قیامت تک آپ شکیفی پر ایمان لانے والے ہوں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ عرب وعجم کے وہ تمام لوگ ہیں جو عبد صحابہ شکافینی کے بعد قیامت تک ہوں گے چنانچہ اس میں فارس، روم، بربر، سوڈان، ترک، مغول، کرد، چینی اور اہل ہند وغیرہ سب آجاتے ہیں۔ یعنی آپ شکافینی کی نبوت سب کے لیے ہے چنانچہ یہ سب بی آپ شکافینی پر ایمان لائے۔ اور اسلام لانے کے بعد یہ بھی مِنْهُمْ کا مصداق لعنی اولین اسلام لانے والے اُمیّین میں سے ہوگئے کیونکہ تمام مسلمان امت واحدہ ہیں۔ اس ضمیر کی وجہ سے بعض کہتے ہیں کہ آخرین سے مراد بعد میں ہونے والے عرب ہیں کیونکہ مِنْهُمْ کی ضمیر کا مرجع اُمیّینَ ہیں۔ (فران اقدیہ)

ذلِكَ فَضُلُ اللهِ يُؤْتِيُهِ مَنَ يَّشَأَهُ وَاللهُ ذُوالْفَضُلِ الْعَظِيْمِ ۞

مَثَلُ الَّذِينَ حُبِّلُواالتَّوْرَلَةَ ثُقَّلَمَ يَعِيْلُوُهَا لَمَثَلِ الْحُمَارِ عَمِّلُ لَسْفَارًا بِثُسَ مَثَلُ الْفَوْمِ الَّذِينُ كَذَّبُوُا بِالنِّتِ اللهِ وَاللهُ لَا يَمْرِي الْقَوْمُ الظَّلِيهِ بَنَ

قُلْ يَاكِيُّهُ النَّذِيُّ هَادُوَّالُ نَعْتُمُوا تَكُوُ اَوْلِيَا ۚ فِيلَامِ مِنُ دُونِ التَّالِسِ فَتَمَنَّوُ الْمَوْتَ اِنُ كُنْتُمُ صٰدِ قِـ يُنَ ۞

م. یہ الله کا فضل ہے () جسے چاہے اپنا فضل دے اور الله تعالی بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔

6. جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا تھم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہو۔(۱) اللہ کی باتوں کو حبطانے والوں کی بڑی بری مثال ہے اور اللہ (ایسے) ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

 Y. کہہ دیجے کہ اے یہودیو! اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ تم

 اللہ کے دوست ہو دوسرے لوگوں کے سوا<sup>(۳)</sup> تو تم موت

 کی تمنا کرو<sup>(۳)</sup> اگر تم سچے ہو۔<sup>(۵)</sup>

ا. يه اشاره نبوت محمدى (عَلَى صَاحِبِهَا الصَّلَوْةُ وَالتَّحِيَّةُ) كى طرف بهى موسكتا ہے اور اس پر ايمان لانے والوں كى طرف بهى۔

المشفارٌ، سِفْرٌ کی جمع ہے۔ معنی ہیں بڑی کتاب۔ کتاب جب پڑھی جاتی ہے تو انسان اس کے معنوں میں سفر کرتا ہے۔ اس لیے کتاب کو بھی سفر کہا جاتا ہے (خ القدیر) یہ بے عمل یہودیوں کی مثال بیان کی گئی ہے کہ جس طرح گدھے کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی کمر پر جو کتابیں لدی ہوئی ہیں، ان میں کیا لکھا ہوا ہے؟ یا اس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں یا کوڑا کرکٹ۔ اس طرح یہ یہودی ہیں یہ تورات کو تو اٹھائے پھرتے ہیں، اس کو پڑھنے اور یاد کرنے کے وعدے بھی کرتے ہیں، لیکہ اس میں تاویل و تحریف اور تغیر و تبدل سے کرتے ہیں، لیکہ اس میں تاویل و تحریف اور تغیر و تبدل سے کام لیتے ہیں۔ اس لیے حقیقت میں گدھ سے بھی بدتر ہیں، یونکہ گدھا تو پیدائش طور پر فہم وشعور سے ہی عادی ہوتا کام لیتے ہیں۔ اس لیے حقیقت میں گدھ سے بھی بدتر ہیں، کونکہ گدھا تو پیدائش طور پر فہم وشعور سے ہی عادی ہوتا ہے، جب کہ ان کے اندر فہم وشعور ہے لیکن یہ اس سے سی طریق سے استعال نہیں کرتے۔ اس لیے آگے فرمایا کہ ان کی بڑی بری مثال ہے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا، ﴿ اُولِیک کَالُوکھُ اُورِیک ہُ اُولیک کَالُوکھُ اُوریک ہُ اُولیک کا گرفتا میں کہ جو قر آن پڑھتے ہیں، اسے یاد کرتے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گراہی۔ یہی مثال مسلمانوں کی اور بالخصوص علماء کی ہے جو قر آن پڑھتے ہیں، اسے یاد کرتے ہیں اور اس کے معنی ومطالب کو سیجھتے ہیں، لیکن اس کے مقتضاء پر عمل نہیں کرتے۔

سا. جیسے وہ کہا کرتے تھے کہ (ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں)۔ (المائدة: ١٨) اور وعویٰ کرتے تھے کہ (جنت میں صرف وہی جائے گا جو یہودی یا فصرانی ہوگا)۔ (البقرة: ١١١)

م. تاکہ تمہیں وہ اعزاز واکرام حاصل ہو جو تمہارے زعم کے مطابق تمہارے لیے ہونا چاہیے۔

۵. اس لیے کہ جس کو یہ علم ہو کہ مرنے کے بعد اس کے لیے جنت ہے، وہ تو وہاں جلد پینچنے کا خواہش مند ہو تا ہے۔ حافظ

ۅؘڵٳؾؘؗؗمٞێؖۏؽؘ؋ٞٲؠۘڋٲٳؠٮٲۊؘؾۜڡۘؾؙٳؽؚۮؚؽۿؚؠؙ ۅؘٲڵڎؙٷڸڹؙٷڽٳڵڟۣڸؠؿؘ<sup>۞</sup>

قُلُ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِى تَقِرُّوُن مِنْهُ فَانَّهُ مُلْقِيْكُمُ تُمَّرُّرُدُّوُنَ إِلَى عِلْمِ الْغَيْبِ وَالتَّهَا دَقِ فِنَنِيْتُكُمُّ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ أَ

يَايُّهُا الَّذِينَ امْنُوَّا إِذَانُودِيَ لِلصَّلْوِةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُّعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِاللَّهِ وَذَرُواالْبَيْعُ ذِلِكُوخَذِيُّ لِكُمُّ إِنْ كُنْتُوْتَعَلَمُوْنَ ۞

ک. یہ مجھی بھی موت کی تمنا نہ کریں گے ان اعمال کی وجہ سے جو اپنے آگے اپنے ہاتھوں بھیج رکھے ہیں<sup>(۱)</sup> اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

٨. کہہ ديجي کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ تو تمہيں پہنچ کر رہے گی پھر تم سب چھپے کھلے کے جانئے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤگ اور وہ تمہيں تمہارے کیے ہوئے تمام کام بتلادے گا۔

9. اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ (۲) یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

ابن کثیر نے اس کی تفسیر دعوت مباہلہ سے کی ہے۔ یعنی اس میں ان سے کہا گیا ہے کہ اگر تم نبوت محمد یہ سکا گلینی کا انکار اور اپنے دعوائے ولایت و محبوبیت میں سے ہو تو مسلمانوں کے ساتھ مباہلہ کرلو۔ یعنی مسلمان اور یہودی دونوں مل کر بارگاہ اللہ میں دعا کریں کہ یا اللہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے، اسے موت سے ہمکنار فرمادے۔ (دیکھے سورہ بقرہ: ۹۳ کا عاشیہ) اللہ میں تحریف و تغیر کا جو ارتکاب یہ کرتے رہے ہیں، ان کے باعث مجھی بھی یہ موت کی آرزو نہیں کریں گے۔

۲. یہ اذان کس طرح دی جائے، اس کے الفاظ کیا ہوں؟ یہ قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ البتہ حدیث میں ہے جس سے معلوم ہوا کہ حدیث کے بغیر قرآن کو سمجھنا ممکن ہے نہ اس پر عمل کرنا ہی۔ جمعہ کو جمعہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن البخائی ہر چیز کی پیدائش سے فارغ ہوگیا تھا، یوں گویا تمام مخلوقات کا اس دن اجماع ہوگیا، یا نماز کے لیے لوگوں کا اجماع ہوتا ہے اس بنا پر کہتے ہیں۔ (فق القدی) فاسعو القامی فی المطلب یہ نہیں کہ دوڑ کر آؤ، بلکہ یہ ہے کہ اذان کے فوراً بعد آجاؤ اور کاروبار بند کردو۔ کیونکہ نماز کے لیے دوڑ کر آنا ممنوع ہے، وقار اور سکینت کے ساتھ آنے کی تاکید کی گئی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الأذان وصحیح مسلم، کتاب المساجد) بعض حضرات نے ذروا الْبیْع (خرید وفروخت چیوڑدو) سے استدلال کیا ہوئی، کتاب الأذان وصحیح مسلم، کتاب المساجد) بعض حضرات نے ذروا الْبیْع (خرید وفروخت شہروں میں نہیں موتی ہوں میں ہوتی ہوئی گاؤی ایسا نہیں جہاں خرید وفروخت اور کاروبار نہ ہوتا ہو، اس لیے ہے، دیمباتوں میں نہیں۔ صال نکہ اول تو دنیا میں کوئی گاؤی ایسا نہیں جہاں خرید وفروخت اور کاروبار نہ ہوتا ہو، اس لیے ہوں، اذان جمعہ کے بعد انہیں ترک کردیا جائے۔ کیا اہل دیمبات کے مشاغل دنیا نہیں ہوتے؟ کیا تھیتی باڑی، کاروبار اور مشاغل دنیا نہیں ہوتے؟ کیا تھیتی باڑی، کاروبار اور مشاغل دنیا نہیں ہوتے؟ کیا تھیتی باڑی، کاروبار اور مشاغل دنیا نہیں ہوتے؟ کیا تھیتی باڑی، کاروبار اور مشاغل دنیا نہیں ہوتے؟ کیا تھیتی باڑی، کاروبار اور مشاغل دنیا نہیں ہوتے؟ کیا تھیتی باڑی، کاروبار اور مشاغل دنیا نہیں ہوتے؟ کیا تھیتی باڑی، کاروبار اور مشاغل دنیا نہیں ہوتے؟ کیا تھیتی باڑی، کاروبار اور مشاغل دنیا نہیں ہوتے؟ کیا تھیتی باڑی، کاروبار اور مشاغل دنیا نہیں ہوتے؟ کیا تھیتی باڑی، کاروبار اور میتوں۔

فَإِذَا تَضِيَتِ الصَّلَوٰةُ فَانْتَشِرُوۡ إِنِي الْوَرۡضِ وَابَّتَغُوا مِنْ فَضُلِ اللهِ وَاذۡ كُرُواالله ٓ كَثِيُّرًا لَّعَكَمُوۡ تُفُلِحُوۡنَ۞

> ۅؘٳۮٙٳۯٳۉٳۼۜٳۯۊٞٵۉڵۿؙۅٳڸؙ۫ڡؘٛڞ۠۫ۅٞٳٳڵؽۿٳۉؘٮۜۯڴؙۅڮ ڡؘۜٳڽ۪ؠٵ۫؞ڠؙڶؙڡٵۼٮؙڎٳڸڷڿڂؘؽٷ۠؆۩ڷۿؙڕۣۅؘڡؚڹ ٳڸؾۧڿٳۯۊؚٷٳڸڎڂؽؽؙۯٳڶٷۯۊؿڹؽ۞ٞ

الله چرجب نماز ہو چکے تو زمین میں چھیل جاؤ اور الله
 کا فضل علاش کرو(۱) اور بکثرت الله کا ذکر کیا کرو تاکه
 تم فلاح یالو۔

11. اور جب کوئی سودا بکتا دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آجائے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑدیتے ہیں۔ (۲) آپ کہہ دیجیے کہ اللہ کے پاس جو ہے (۳) وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے۔ (۳) اور اللہ تعالیٰ بہترین روزی رسال ہے۔ (۵)

ا. اس سے مراد کاروبار اور تجارت ہے۔ لینی نماز جمعہ سے فارغ ہوکر تم پھر اپنے اپنے کاروبار اور دنیا کے مشاغل میں مصروف ہوجاؤ۔ مقصد اس امر کی وضاحت ہے کہ جمعہ کے دن کاروبار بند رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نماز کے وقت ایسا کرنا ضروری ہے۔

7. ایک مرتبہ نبی کریم مُثلِیْقیِم جمعے کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک قافلہ آگیا، لوگوں کو پہتہ چلا تو خطبہ چھوڑ کر باہر خریدو فروخت کے لیے چلے گئے کہ کہیں سامان فروخت ختم نہ ہوجائے صرف ۱۲ آدمی مسجد میں رہ گئے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی (صحبح البخاري، تفسیر سورۃ الجمعة وصحبح مسلم، کتاب الجمعة، باب وإذا رأوا تجارۃ أو لهوا...) انفِضَاضٌ کے معنی ہیں، ماکل اور متوجہ ہونا، دوڑ کر منتشر ہوجانا۔ إلیّها میں ضمیر کا مرجع تیجارۃ ہے۔ یہاں صرف ضمیر تجارت پر اکتفا کیا، اس لیے کہ جب تجارت بھی، باوجود جائز اور ضروری ہونے کے، دوران خطبہ ندموم ہے تو کھیل وغیرہ کے ندموم ہونے کہ جب تجارت بھی کیا سنت ہے۔ چنانچہ حدیث ہونے میں کیا تاہم کیا ہوئے میں آپ مُثالِثًا میں جمعہ کھڑے ہوکر دینا سنت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہی آتا ہے کہ آپ مُثالِثًا کے دو خطبہ ہوتے تھے، جن کے در میان آپ مُثالِثًا میں بیٹھے تھے، خطبہ میں آپ مُثالِثًا میں ایک ماٹیلی کیا۔ الجمعة)

س. لینی اللہ اور رسول مَنْ اللّٰیُمْ کے احکام کی اطاعت کی جو جزائے عظیم ہے۔

٨. جس كى طرف تم دور كر كئ اور مسجد سے نكل كئے اور خطبة جمعه كى ساعت بھى نہيں كى۔

۵. پس ای سے روزی طلب کرو اور اطاعت کے ذریعے سے ای کی طرف وسیلہ کیڑو۔ اس کی اطاعت اور اس کی طرف انابت تحصیل رزق کا بہت بڑا سبب ہے۔

#### سورهٔ منافقون مدنی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

1. تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، (۱) اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اس کے رسول ہیں۔ (۲) اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔ (۳) کہ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے (۳) تو اللہ کی راہ سے رک گئے (۵) بیشک برا ہے وہ کام جو یہ کررہے ہیں۔

س. یہ اس سبب سے ہے کہ یہ ایمان لاکر پھر کافر ہوگئے(۱) پس ان کے دلوں پر مہر کردی گئی۔ اب یہ نہیں سمجھتے۔

## نَيْوَا لِلْمَافِئِينَ اللَّهُ اللَّهُ

### 

ٳۮٙٵۻۜٙٵٙڬٲڷؙؽڹ۠ڣڠٞۏؽۜۊٵڷٷٲۺٛۿۮٳؾۜڮٙڵڕۺؙٷڵٵۺٷ ۅٙڶڟۿؽۼػٷٳؾۜػڵڔۺۘٷؙڵ؋ٞۅٲڟۿؽؿۿۿڬٳؾۜٲڵؠٛڹڣڣؾؿڹ ػڵۮؚڹٛٷؽ۞ۧ

ٳؾۜڂۮؙۏؙۘٳٙٳؘؽؙٳؘ؆ٛؗٛؗٛؠٛڂؚڹۜةٞڡؘٚڞڎ۠ۅٳٸؽڛؽڸؚٳڶڵڋ ٳٮٞٚڞؙؙ؊ٙٵٚػٲٷؙۯؽڠڵۄٛڹ

ۮ۬ڸؚؚۘڰڹٲ؞ٛٞؠ۠ٳؗؗؗؗؗؗؗؠۯؙۏٲؿؙۘ۫ؗؗؗۘػڡؘٛۯؙۄ۬ٲڡٞ۠ڵؚؠۼۘٸڸؿؙڵۏٛۑۿؚٟؠؙؗڡؘۿؗڡۛ ڵڒؽڡ۫ڡۜۿؙۉڽ۞

ا. منافقین سے مراد عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں۔ یہ جب نبی مَثَاثِیَّا کی خدمت میں حاضر ہوتے تو قسمیں کھا کھا کر کہتے کہ آپ مُناثِیَّا اللہ کے رسول ہیں۔

٢. يہ جملہ معترضہ ہے جو مضمون ما قبل كى تاكيد كے ليے ہے جس كا اظہار منافقين بطور منافقت كرتے ہے۔ اللہ تعالى نے فرمايا يہ تو ويسے ہى زبان سے كہتے ہيں، ان كے دل اس يقين سے خالى ہيں، ليكن ہم جانح ہيں كہ آپ مَا لَيْتَا اللهِ اللهِ كَاللهُ عَلَيْهِمُ واقعى الله كے رسول ہيں۔
 اللہ كے رسول ہيں۔

٣. اس بات ميں كه وه ول سے آپ مَنْ اللَّيْمُ كى رسالت كى گوائى ديتے ہيں۔ لعنی دل سے گوائى نہيں ديتے صرف زبان سے دھوكه دينے كے ليے اظہار كرتے ہيں۔

م. لیعنی وہ جو قشم کھاکر کہتے ہیں کہ وہ تمہاری طرح مسلمان ہیں اور یہ کہ محمد ( ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، انہوں نے این اس قشم کو ڈھال بنا رکھا ہے اس کے ذریعے سے وہ تم سے بچے رہتے ہیں اور کافروں کی طرح یہ تمہاری تلواروں کی زد میں نہیں آتے۔

وسرا ترجمہ ہے کہ انہوں نے شکوک وشبہات پیدا کرکے لوگوں کو اللہ کے رائے سے روکا۔

۲. اس سے معلوم ہوا کہ منافقین بھی صریح کافر ہیں۔

ۅؘڶۮڶۯؙۘؽؿ۫ؠؗٛٛؗٛؗؗٛؗٛؠؙۛٷؙؙۘٲڿٮٵؗڡؙۿۄٝۏٳڽۘؾڡٛٛۅڷۊؗٲۺؠؙػ ڶؚڡٞۅؙڶؚڥۣۿٝػٲڹۜۿؙٷٛڂٛۺ۠ڮۺ۠ۺؾۜؽؘة۠ؾڡۛٮڹٛۏڽػؙڷۜڝؘؽػۊۭ ٵؘؽڔٛؗڞؙ؋ؙۿؙۅٲڶڡٮؙٛۊٛڣٙٵڂۮڒۿؙؠٞٝٵؘڶػؘۿۉڶڶڷؙؗٛٲڷ۠ؽؙؽؙٷؘڴۅ۠ؽ۞

> ۅٳڎؘٳڣؽٙڶؘڵۿؙؗۄؙۘڗؾؘٵڵٷٳؽؘٮۜؾؙۼ۫ڟۣٲؙؠؗٝڗڛٛٷڵٵٮڵ؈ڵۊۜۉ ۯٷٛۊ؊ٛؗۿؙۅؘڒٳٙؽؠؙۜٛؠؙۿؽڝؙڎ۠ۏؽۅؘۿۏۛؠٞ۠ۺؽڵؠؚۯۏؽ®

سَوَاءٌ عَلَيْهِهُ ٱسْتَغَفَّرُتَ لَهُمُ امْرُلُوتَسَتَغُفِّرُ لَهُمُّ لَنَ تَعْفِرَ اللهُ لَهُمُّ إِنَّ اللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمُ الْفُسِقِينَ ۖ

اللہ ك رسول استغفار كريں تو ان كے جسم آپ كو خوشنما معلوم ہوں، (ا) يہ جب باتيں كرنے لگيں تو آپ ان كى باتوں پر (اپنا) كان لگائيں، (ا) گويا كہ يہ لكڑياں ہيں ديوار كے سہارے سے لگائى ہوئيں، (ا) ہر (سخت) آواز كو اپنے خلاف سجھتے ہيں۔ (ا) يہى حقيقى وشمن ہيں ان سے بچو اللہ انہيں غارت كرے كہال سے بھرے جاتے ہيں۔ (اللہ كے رسول استغفار كريں تو اپنے سر مطاتے ہيں (اللہ كے رسول استغفار كريں تو اپنے سر مطاتے ہيں (اور آپ ديميں گے كہ وہ تكبر كرتے ہوئے رك

۲. ان کے حق میں آپ کا استغفار کرنا اور نہ کرنا دونوں
 برابر ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔ (۱۸) بیشک اللہ

- ا. یعنی ان کے حسن وجمال اور رونق وشادابی کی وجہ سے۔
  - ٢. لعنی زبان کی فصاحت وبلاغت کی وجه ہے۔
- س. لیعنی اپنی درازئی قد اور حسن ورعنائی، عدم فہم اور قلت خیر میں ایسے ہیں گویا کہ دیوار پر لگائی ہوئی ککڑیاں ہیں جو دیکھنے والوں کو تو بھلی لگتی ہیں لیکن کسی کو فائدہ نہیں پہنچاستیں۔ یا یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے اور مطلب ہے کہ یہ رسول اللہ منا شیا شیخ کی مجلس میں اس طرح بیٹھتے ہیں جیسے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ککڑیاں ہیں جو کسی بات کو مسجھتی ہیں نہ جانتی ہیں۔ (فرق القدی)

جاتے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

- ۷. لینی بردل ایسے ہیں کہ کوئی زوردار آواز س لیں تو سیھتے ہیں کہ ہم پر کوئی آفت نازل ہو گئ ہے۔ یا گھبرا اٹھتے ہیں کہ ہمارے خلاف کسی کاروائی کا آغاز تو نہیں ہورہا ہے۔ جیسے چور اور خائن کا دل اندر سے دھک دھک کررہا ہوتا ہے۔ ۵. لیمنی استعفار سے اعراض کرتے ہوئے اپنے سرول کو موڑ لیتے ہیں۔
  - ٧. ليني كن والى كى بات سے منه مورلين كے يا رسول الله مَا لَيْنَا سے اعراض كرلين كے-
- ے. اپنے نفاق پر اصرار اور کفر پر استمرار کی وجہ سے وہ ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں استعفار اور عدم استعفار ان کے حق میں برابر ہے۔
- ٨. اگر اى حالت نفاق ميں وہ مرگئے۔ باں اگر وہ زندگی ميں کفر ونفاق سے تائب ہوجائيں تو بات اور ہے، پھر ان کی مغفرت ممکن ہے۔

ۿؙۅؙٳ؆ۧؽڔؠٞؽؘێؿؙۅٛڵۅؙؾڵٲؿؙۼڠؙۊٛٳۼڸ۬ڡۜؽؘۼٮ۫ٙۮٮؘۺؙۅٛڶؚ ٳٮڵٶڂؿٚؽؙؽ۫ڡٞڞ۠ٚٷٞٲۅؘڽڵڡؚڂۯٙٳؿ۠ٳڵۺڶۏٮؚۅؘٳڷڒۯۻ ۅڵڮؾٵڶؙؽڹڣۣۼؿڔٛؾؘڵڒؽڡؙٛڠٙۿؙۅ۠ؾ<sup>©</sup>

ۘؽڠؙٷڵۯڽؘڵؠڽؙڗۼۘۼٮؙٵۧٳڶ۩ڶٮۘۮۑؽۜ۫ڎڐؽۼٛۅڿۜؿٲڵڬۼۛڗ۠ ڡؚؠؙؠؗٵڵڵۮؘڰٞٷڸٮۅٲڵۼؚڗٞۊؙٷڸڗڛۘٷڸ؋ڡؚڵؚڷؠٷؙ۫ڡۣڹؽؙڹ ٷڵؚػٵڷٮؙؿٚڣۣؾؿؙڹؘڵۯؽۼؙػؠٶؙڹ۞۫

تعالی (ایسے) نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ک. یہی وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ (مُعَلَّلَیْمُ اللہ کی اِس بیں ان پر کچھ خرج نہ کرو یہاں تک کہ وہ ادھر ادھر ہوجائیں (ا) حالانکہ آسانوں اور زمین کے کل خزانے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں (۱) لیکن یہ منافق ناسمجھ ہیں۔ (۱)

٨. یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اب لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا۔ (\*\*) سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے (\*\*) لیکن یہ منافق کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے (\*\*) لیکن یہ منافق

ا. ایک غزوے میں (جے اہل سر غزوہ مرسیع یا غزوہ بی المصطلق کہتے ہیں) ایک مہاجر اور ایک انصاری کا جھڑا ہوگیا، دونوں نے اپنی اپنی جمایت کے لیے انصار اور مہاجرین کو پکارا، جس پر عبد اللہ بن ابی (منافق) نے انصار سے کہا کہ تم نے مہاجرین کی مدد کی اور ان کو اپنے ساتھ رکھا، اب دیکھ لو، اس کا نتیجہ سامنے آرہا ہے لیعنی یہ اب تمہارا کھاکر حمہیں پر غرا رہے ہیں۔ ان کا علاج تو یہ ہے کہ ان پر خرج کرنا بند کردو، یہ اپنے آپ تتر ہتر ہوجائیں گے۔ نیز اس نے یہ بھی کہا کہ ہم (جو عزت والے ہیں) ان ذلیلوں (مہاجروں) کو مدینے سے نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقم ڈالٹھنڈ نے یہ کلمات خبیشہ سن لیے اور انہوں نے رسول اللہ مگالٹھنڈ کو آکر بتالیا، آپ سگالٹھنڈ نے حجر اللہ بن ابی کو بلاکر پوچھا تو اس نے صاف انکار کردیا۔ جس پر حضرت زید بن ارقم ڈالٹھنڈ کو سخت ملال ہوا، اللہ تعالی نے حضرت زید بن ارقم ڈالٹھنڈ کی صحف اللہ تعالی نے حضرت زید بن ارقم ڈالٹھنڈ کی صحف اللہ تعالی نے حضرت زید بن ارقم کردیا گیا۔ صحبح البخاری، تفسیر سورہ المنافقون نازل فرمادی، جس میں ابن ابی کے کردار کو پوری طرح طشت از بام کردیا گیا۔ درصوبے البخاری، تفسیر سورہ المنافقون

۲. مطلب یہ ہے کہ مہاجرین کا رازق اللہ تعالیٰ ہے اس لیے کہ رزق کے خزانے ای کے پاس میں، وہ جس کو جتنا چاہے وے اور جس سے چاہے روک لے۔

۱۳. منافق اس حقیقت کو نہیں جانتے، اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ انصار اگر مہاجرین کی طرف دست تعاون دراز نہ کریں تو وہ مجوکے مرجائیں گے۔

سم. اس كا كبنے والا رئيس المنافقين عبد الله بن ابى تقا، عزت والے سے اس كى مراد تقى وہ خود اور اس كے رفقاء اور ذلت والے سے اس كى مراد تقى وہ خود اور اس كے رفقاء اور ذلت والے سے (نعوذ بالله) رسول الله منگائينيم اور مسلمان۔

۵. لیعنی عزت اور غلبہ صرف ایک اللہ کے لیے ہے اور پھر وہ اپنی طرف سے جس کو چاہے عزت وغلبہ عطا فرمادے۔ چنانچہ وہ اپنے رسولوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو عزت اور سر فرازیاں عطا فرماتا ہے نہ کہ ان کو جو اس کے نافرمان جانتے نہیں۔

يَايُّهُا الَّذِيْنِ الْمُثْوَّالِاتُلُهِكُمُّ اَمْوَالُكُّوْوَلاَ اَوَلاَدُكُمْ عَنْ ذِكْوِاللَّهِ وَمَنْ تَقْعَلْ ذَلِكَ فَالْوَلِيَّكَ هُوُ الْخِيرُونَ۞

ۅٙٲٮ۫ڣ۬ڠؙٳڝ۫؆ؙٲۯؘڷؘڨؙڬؙۄ۠ۺؚؽڣۧڸٲڽۛؿڵٛؾٙٲڝؘۮڬؙۄؙ ٲڶؠۅؙٮؙٛڣؘؿڠؙۅؙڶۯؾؚڶٷڷٲڂٞۯؾؿٙٳڸٙٲؘؘؘؘٛڮڸ قؚڔؽڮۣۼٙٲڝٙۜڎۜٯؘۅٙٲڴؽؙڝؚٚٵڟڝ۠ڸڿؿؙڹۛٛ

> وَكَنُ يُؤَخِّرُ اللهُ نَفُسًا إِذَا جَأَءً اَجَلُهَا \* وَاللهُ خَبِيُرُ بِمَا تَعُمُلُونَ أَهُ

9. اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں۔(۲) اور جو ایبا کریں وہ بڑے ہی زیاں کار لوگ ہیں۔

1. اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو<sup>(n)</sup>کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے گلے اے میرے پرورد گار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ (م) کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہوجاؤں۔ اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ برگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخونی باخر ہے۔

ہوں۔ یہ منافقین کے قول کی تردید فرمائی کہ عزنوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور معزز بھی وہی ہے جسے وہ معزز سمجھ، نہ کہ وہ جو اپنے آپ کو معزز یا اہل دنیا جس کو معزز سمجھیں اور اللہ کے ہاں معزز صرف اور صرف اہل ایمان ہوں گے، کافر اور اہل نفاق نہیں۔

ا. اس لیے ایسے کام نہیں کرتے جو ان کے لیے مفید ہیں اور ان چیزوں سے نہیں بچتے جو ان کے لیے نقصان دہ ہیں۔

۲. لیخی مال اور اولاد کی محبت تم پر اتنی غالب نہ آجائے کہ تم اللہ کے بتلائے ہوئے احکام وفرائض سے غافل ہوجاؤ اور اللہ کی قائم کردہ حلال وحرام کی حدوں کی پرواہ نہ کرو۔ منافقین کے ذکر کے فوراً بعد اس تیبیہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ منافقین کا کردار اس کے برعکس ہوتا ہے اور وہ یہ ہے منافقین کا کردار اس کے برعکس ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کویاد رکھتے ہیں، لیمنی اس کے احکام وفرائض کی پابندی اور حلال وحرام کے درمیان تمیز کرتے ہیں۔

سر خرج کرنے سے مراد زکوۃ کی ادائیگی اور دیگر امور خیر میں خرج کرنا ہے۔

۷٪. اس سے معلوم ہوا کہ زکوۃ کی ادائیگی اور انفاق فی سبیل اللہ میں اور اسی طرح اگر جج کی استطاعت ہو تو اس کی ادائیگی میں قطعاً تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ موت کا کوئی پند نہیں کس وقت آجائے؟ اور یہ فرائض اس کے ذمے رہ جائیں کیوئکہ موت کے وقت آرزو کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

#### سورۂ تغابن مدنی ہے اور اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

 (تمام چیزیں) جو آسانوں اور زمین میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں<sup>(۱)</sup> اس کی سلطنت ہے اور اس کی تعریف ہے،<sup>(۱)</sup> اور وہ ہر ہر چیز پر قادر ہے۔

اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے سو تم میں سے بعض تو کافر
 بیں اور بعض ایمان والے ہیں، اور جو کچھ تم کررہے ہو اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے۔

س. اسی نے آسانوں کو اور زمین کو عدل و حکمت سے پیدا کیاہ (۳) اسی نے تمہاری صور تیں بنائیں اور بہت اچھی

# فَيُوْلِعُ النَّجَانِيٰ نَ الْمُعْلِدُ النَّالِينَ النَّالِينَ النَّالِينَ النَّالِينَ النَّالِينَ النَّالِينَ

## بِسُ \_\_\_\_ جِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ بِلَّهِ مَانِى التَّمَاوٰتِ وَمَانِى الْأَرْضِ لَهُ الْمُلُكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُو عَلَى كُلِّ شَىُّ قَدِيْرٌ۞

ۿُۅؘاڵۜؽ۬ؽؙڂؘڵڡؘٙڪؙ؞ؙۏؘڡؚڹؙۘڬؙۿؚػٵڣؚۯۨۊۜڡؚؽ۬ڬؙۄ۫ ۺٷؙڝؚٛ۠ وَاللهُ بِمَاتَعَمَٰڵُونَ بَصِيْرٌ ۗ۞

خَلَقَ السَّماوٰتِ وَالْكِرْضَ بِالْحَتِّ وَصَوَّرُكُوْفَا حُسَّ صُوَرُكُوْ وَالِيَهِ الْمَصِيُّرُ ۞

ا. یعنی آسان وزمین کی ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہر نقص وعیب سے تنزیم و نقدیس بیان کرتی ہے۔ زبان حال سے بھی اور زبان مقال سے بھی، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اب این یہ دونوں خوبیاں بھی ای کے ساتھ خاص ہیں۔ اگر کی کو کوئی اختیار حاصل ہے تو وہ ای کا عطاکر دہ ہے جو عارضی ہے،
 کی کے پاس کچھ حسن و کمال ہے تو ای مبد اُ فیض کی کرم شمتری کا نتیجہ ہے، اس لیے اصل تعریف کا مستحق بھی صرف وہی ہے۔
 بعد اللہ نے انسان کے لیے خیر وشر، نیکی اور بدی اور کفر وایمان کے راستوں کی وضاحت کے بعد اللہ نے انسان کو ارادہ واغتیار کی جو آزادی دی ہے۔ اس کی روسے کسی نے کفر کا اور کسی نے ایمان کا راستہ اپنایا ہے۔ اس نے کسی پر جر نہیں کیا۔ اگر وہ جر کرتا تو کوئی شخص بھی کفر ومعصیت کا راستہ اختیار کرنے پر قادر بی نہ ہوتا۔ لیکن اس طرح انسان کی آزمائش ممکن نہیں تھی، جب کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت انسان کو آزمانا تھا۔ ﴿ اِلَّذِی حَفَقَ ٱلْمُوثَ وَالْحَیُوۃَ اِلْجَیْوُۃُ اِیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اِللہُ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت انسان کو آزمانا تھا۔ ﴿ اِلَّذِی حَفَقَ الْمُوثَ وَالْحَیّوۃَ اِیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اَیْکُوہُ اِیْکُوہُ اِیْکُوہُ اِیْکُوہُ اِیْکُوہُ اَیْکُوہُ اِیْکُوہُ اِیْکُوہُ اِیْکُوہُ اِیْکُوہُ اِیْکُوہُ اِیْکُوہُ اِیْکُوہُ اِیْکُوہُ اِیکُوہُ ایکُوہُ ایک ایک ایک مضی ایک کے جم ایک ایک مومن کا کسب وعمل ہے جس نے اسے اختیار کیا ہے اور اس کسب وعمل میاں کی عملوں کے مطابق جو ایک کے عمل کی کیو نکہ وہ سب کے عمل دیکھ رہا ہے۔

۴. اور وہ عدل و حکمت یہی ہے کہ محسن کو اس کے احسان کی اور بدکار کو اس کی بدی کی جزاء دے، چنانچہ وہ اس عدل کا مکمل اہتمام قیامت کے دن فرمائے گا۔ بنائیں(۱) اور اس کی طرف لوٹنا ہے۔

م. وہ آسانوں اور زمین کی ہر ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور جو کچھ تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو وہ (سب کو) جانتا ہے۔ اللہ تو سینوں کی باتوں تک کو جاننے والا ہے۔<sup>(n)</sup>

6. کیا تمہارے پاس اس سے پہلے کے کافروں کی خبر نہیں پہنچی؟ جنہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھ لیا<sup>(\*)</sup> اور جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔<sup>(۵)</sup>

ان کے رسول واضح کے اس کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے تو انہوں نے کہہ دیا کہ کیا انسان ہماری رہنمائی کرے گا؟ (د) پس انکار کردیا(۱) اور منہ پھیرلیا(۱)

يَعُكُوْمَا فِي السَّمَا وَتِ وَالْأَرْضِ وَيَعُلُوُ مَاثُسِتُّوُونَ وَمَاتُعُلِنُونَ ۖ وَاللَّهُ عَلِيْمُ ۗ إِنَّاكِ الصُّكُ وْدِ ۞

ٱلَوۡيَأۡتِكُوۡنَهُوُ الَّذِينَ كَفَرُوۡامِنۡ تَبُلُ ٰفَنَاافُوۡا وَبَالَ الْمِوْمُ وَلَهُوۡعَنَاكُ اللّهُوْ

ۮٳڮ ؠٲێؖ؋ػٲڹؘػۛ؆ٞڷؾؙؠۄؙۘۄؙۯؙڛؙڵۿؙؠٛ۫ڔٳڶؠۜێۣڹؾ ڡؘٚڡٙٵٷٞٲڵؠؘؿٞۯۣؠٞۿڹؙۉڹۜڬٲڡؙۮؘٷٲۅػۊۜڷٷٵٷٙٳڛؗؾۼؙؽؘ ٳٮڵۿٷٳٮڵۿۼٙؿٞ۠ڂؚؠؽڽ۠<sup>ڽ</sup>ٛ

ا. تمہاری شکل وصورت، قدو قامت اور خدوخال نہایت خوب صورت بنائے، جس سے اللہ کی دوسری مخلوق محروم ہے۔
 جیسے دوسرے مقام پر فرمایا، ﴿ يَأْتُهَا الْإِنْسَانُ مَا عَزَلَهُ بِرَبِّكَ الْكَوْيُمِ \* الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوْلَكَ فَعَدَالَكَ \* فِنْ آيِّ صُورَتُو مَّا شَلَاءً رَكَّبَكَ ﴾
 (الانفطار: ۲-۸) ﴿ وَصَوّرَكُو وَالْكُورَالُو وَسَرَدَكُو وَسَرَدَ قَصَةً عُرْضَ الطّلِيّبَةِ ﴾ (المؤمن: ۲۲)

- ۲. کسی اور کی طرف نہیں، کہ اللہ کے محاسبے اور موّاخذے سے بحیاؤ ہوجائے۔
- س. لیعنی اس کا علم کائنات ارضی وساوی سب پر محیط ہے بلکہ تمہارے سینوں کے رازوں تک سے وہ واقف ہے۔ اس سے قبل جو وعدے اور وعیدیں بیان ہوئی ہیں، یہ ان کی تاکید ہے۔
- ۴. یہ اہل مکہ سے بالخصوص اور کفار عرب سے بالعموم خطاب ہے۔ اور ماقبل کافروں سے مراد قوم نوح، قوم عاد، قوم شمود وغیرہ ہیں۔ جنہیں ان کے کفر ومعصیت کی وجہ سے دنیا میں عذاب سے دوچار کرکے تباہ وبرباد کردیا گیا۔
  - ۵. لینی دنیوی عذاب کے علاوہ آخرت میں۔
  - ٧. ذُلِكَ، يه اشاره ہے اس عذاب كى طرف، جو دنيا ميں انہيں ملا اور آخرت ميں تھى انہيں ملے گا۔
- 2. یہ ان کے کفر کی علت ہے کہ انہوں نے یہ کفر، جو ان کے عذاب دارین کا باعث بنا، اس لیے اختیار کیا کہ انہوں نے ایک بشر کو اپنا ہادی ماننے سے انکار کردیا۔ یعنی ایک انسان کا رسول بن کر لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے آنا، ان کے لیے ناقابل قبول تھا جیسا کہ آج بھی اہل بدعت کے لیے رسول کو بشر ماننا نہایت گراں ہے۔ هَدَاهُمُ اللهُ تَعَالَیٰ.
  - ٨. چنانچه اس بنا پر انہوں نے رسولوں كو رسول ماننے سے اور ان پر ايمان لانے سے انكار كرديا۔
  - 9. لینی ان سے اعراض کیا اور جو دعوت وہ پیش کرتے تھے، اس پر انہوں نے غور وتدبر ہی نہیں کیا۔

اور اللہ نے مجھی بے نیازی کی، (۱) اور اللہ تو ہے ہی بہت بے نیاز (۲) سب خوبیوں والا۔ (۳)

2. ان کافروں نے خیال کیا ہے کہ دوبارہ زندہ نہ کیے جائیں گے۔ (\*) آپ کہہ دیجیے کہ کیوں نہیں اللہ کی قتم! تم سب ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤگے (\*) پھر جو تم نے کیا ہے اس کی خبر دیے جاؤگے (\*) اور اللہ پر یہ بالکل ہی آسان ہے۔ (\*)  $\Lambda$ . سو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر (^) اور اس نور یر جے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ (\*) اور اللہ تعالیٰ یر جے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ (\*) اور اللہ تعالیٰ یر جے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ (\*)

زَعَوَ الَّذِينَ كَفَمُ فَأَانَ لَّنْ يُتُبْعَثُواْ قُلُ بَلْ وَرَبِّىُ لَتُبُعَثْنَ ثُوْلَتُنَبَّوُ تَّ بِمَا عَمِلْتُوُّ وَذَٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِينُوُّ

فَامِنُوْابِاللهِ وَرَسُوُلِهِ وَالنُّوْرِالَّذِيُّ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيئِرُّ۞

ا. لعنی ان کے ایمان اور ان کی عبادت سے۔

۲. اس کو کسی کی عبادت سے کیا فائدہ اور اس کی عبادت سے انکار کرنے سے کیا نقصان؟

س. یا محمود ہے (تعریف کیا گیا) تمام مخلوقات کی طرف سے، لیعنی ہر مخلوق زبان حال و قال سے اس کی حمد و تعریف میں رطب اللسان ہے۔

۴. لینی یہ عقیدہ کہ قیامت کے دن دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے، یہ کافروں کا محض گمان ہے، جس کی پشت پر دلیل کوئی نہیں۔ زعم کا اطلاق کذب پر بھی ہوتا ہے۔

۵. قرآن مجید میں تین مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ تھم دیا کہ وہ اپنے رب کی قشم کھاکر یہ اعلان کرے
 کہ اللہ تعالیٰ ضرور دوبارہ زندہ فرمائے گا۔ ان میں سے ایک یہ مقام ہے اس سے قبل ایک مقام سورہ یونس، آیت: ۵۳، اور دوسرا مقام سورہ سبا، آیت: ۳ ہے۔

الدید و قوع قیامت کی حکمت ہے کہ آخر اللہ تعالی تمام انسانوں کو کیوں دوبارہ زندہ کرے گا؟ اس لیے تاکہ وہاں ہر ایک کو اس کے عمل کی پوری جزاء دی جائے۔ کیونکہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ جزاء مکمل شکل میں بالعموم نہیں ملتی۔ نیک کو نہ بد کو۔ اب اگر قیامت کے دن بھی مکمل جزاء کا اہتمام نہ ہوتو دنیا ایک کھلٹڈرے کا کھیل اور فعل عبث ہی قرار پائے گی، جب کہ اللہ کی ذات ایک باتوں سے بہت بلند ہے۔ اس کا تو کوئی فعل عبث نہیں، چہ جائیکہ جن وانس کی تخلیق کو ہے مقصد اور ایک کھیل سمجھ لیا جائے۔ تَعَالَی اللهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبیْرًا.

ے. یہ دوبارہ زندگی، انسانوں کو کتنی ہی مشکل یا مستبعد نظر آتی ہو، لیکن اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔

٨. فَآمِنُوْا ميں فا فصيحہ ہے جو شرط مقدر پر دلالت كرتى ہے۔ أَيْ: إِذَا كَانَ الْأَمْرُ هٰكَذَا فَصَدَّفُوْا بِاللهِ لِيعن جب معاملہ
 اس طرح ہے جو بيان ہوا، تو الله ير اور اس كے رسول ير ايمان لاؤ، اس كى تصديق كرو۔

9. آپ سَکَاللَّیْا کُم کے ساتھ نازل ہونے والا یہ نور قرآن مجید ہے جس سے گراہی کی تاریکیاں چھٹی ہیں اور ایمان کی روشنی تھیلتی ہے۔

تمہارے ہر عمل سے باخبر ہے۔

9. جس دن تم سب کو اس جمع ہونے کے دن (۱) جمع کرے گا وہی دن ہم سب کو اس جمع ہونے کے دن (۱) جمع کرے گا وہی دن ہے ہار جیت کا (۱) اور جو شخص اللہ پر ائیاں لاکر نیک عمل کرے اللہ اس سے اس کی برائیاں دور کردے گا اور اسے جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچ نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہی گا میائی ہے۔

• 1. اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو حیطالیا وہی جہنمی ہیں (جو) جہنم میں ہمیشہ رہیں گے، وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

11. کوئی مصیبت الله کی اجازت کے بغیر نہیں پہنچ مستق، (۲) جو الله یر ایمان لائے الله اس کے دل کو ہدایت

ؽۅؙۘۘؗٛؗۯڲڣٮۘٛٮؙڬؙؙڎؙڸؽۅؙۄٳڵۼؠؘؙڗڿۮڸػؽۅؙٛؖؗۿؙۯڶؾۜۼٵڹؙۣڎٙۄؘڡڹٛ ؿ۠ٷؙ؈ؙڮٳٮڵۄۅؘؽۼؠؙۘٞٞٛڵڞٳڮٵؿػؚڣٚؠٛۼٮٞؗؗٛٷۺۜٳؾؠ ۅؽؽڿڶؖۿؙڿڹڐؾڗؘڿؚۯؽ؈ؘٛڠ۬ؾؠٵٲڵۯڹ۫ۿۯڂؚڸڔؽؽ ڣؿۿٙٲڔؘۘٮڰٲڎٳػٵڶڡٞۯؙ۫ٳڷۼڟؽٷ۞

ۅٵڰڹؽ۬ؽػڡٞۯؙؙۉٳۅؘڲۘۘۘۮٞڹٛٷٳڽٳڵؽؾٵٞۘٲۅڵڸ۪ٙڮٲڞؙۼؖٛۘۻۘٵڵػٳڔ ڂؚڸڔؿڹؘ؋ۣؠؠؖٵٞۛۛٶؿؚڞؙٵڶؠڝؘؽ۠ۯ۠

مَآاَصَابَمِنُ مُّصِيْمَةِ إلا بِإذْنِ اللهِ ۚ وَمَن يُّوْمِنُ بِاللهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللهُ بِحُلِّ شُى كَعِلْمُوْ

ا. قیامت کو یوم الجمع اس لیے کہا کہ اس دن اول وآخر سب ایک ہی میدان میں جمع ہوں گے۔ فرشتہ پکارے گا تو سب اس کی آواز سنیں گے، ہر ایک کی نگاہ آخر تک پہنچ جائے گی، کیونکہ در میان میں کوئی چیز حاکل نہ ہوگی۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ذَلِكَ يَوْمُ جَمُونُو ﴾ اُلْمَانُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللللّهُ اللّهُ الللللّهُ اللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ الللّهُ الللّهُ اللللّهُ الللّهُ

7. لیعنی ایک گروہ جیت جائے گا اور ایک بار جائے گا، اہل حق اہل باطل پر، ایمان والے اہل کفر پر اور اہل طاعت اہل معصیت پر جیت جائیں گے، سب سے بڑی جیت اہل ایمان کو یہ حاصل ہوگی کہ وہ جنت میں داخل ہوجائیں گے اور وہاں ان گھروں کے بچی وہ مالک بن جائیں گے جو جہنیوں کے لیے تھے۔ اگر وہ جہنم میں جانے والے کام نہ کرتے۔ اور سب سے بڑی بار جہنیوں کے حصے میں آئے گی جو جہنم میں داخل ہوں گے، جنہوں نے خیر کو شر سے، عمدہ چیز کو ردی اور نعموں کو عذاب سے بدل لیا۔ نعبن کے معنی نقصان اور خمارے کے بھی ہیں، لینی نقصان کا دن۔ اس دن کافروں کو تو خمارے کا احماس ہوگا کہ انہوں نے اور زیادہ نیکیاں کرکے خمارے کا احماس ہوگا کہ انہوں نے اور زیادہ نیکیاں کرکے مزید درجات کیوں نہ حاصل کے۔

س. لیعنی اس کی نقدیر اور مشیت سے ہی اس کا ظہور ہوتا ہے۔ لیفض کہتے ہیں اس کے نزول کا سبب کفار کا یہ قول ہے کہ اگر مسلمان حق پر ہوتے تو دنیا کی مصیبتیں انہیں نہ پہنچتیں۔ (فخ القدیر)

وَٱطِيعُوااللهُ وَٱطِيعُواالرَّسُولَ فَإِنَّ تَوَكَيْتُو فَإِنَّمَا عَلِي سُولِنَا الْبُلغُ الْمُبِينُ

ٱللهُ لَا الهُ إِلَّا هُوَ وَعَلَى اللهِ فَلْيَتُوكُّلِ الْمُؤْمِنُونَ

ۗ يَأَيُّهُا الَّذِينَ امَنُوَالَّ مِنَ اَذُواجِكُمْ وَٱوْلادِكُمْ عَدُّوَالْكُمْ فَاحْدَدُوهُمْوْ ۚ وَإِنْ تَعَفُوْا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوْا فِإِنَّ اللهَ غَفُورٌنَّ عِبْدُرُّ

دیتا ہے (۱) اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

17. اور (لوگو) اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو۔ پس

اگر تم اعراض کرو تو ہمارے رسول کے ذمہ صرف
صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ (۲)

سال. اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکل رکھنا چاہیے۔<sup>(۳)</sup>

10 ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بیکے تمہارے دشمن ہیں (<sup>(\*)</sup> پس ان سے ہوشیار رہنا<sup>(۵)</sup> اور اگر تمہارے دشمن ہیں (<sup>\*)</sup> پس ان سے ہوشیار رہنا<sup>(۵)</sup> اور اگر تعالیٰ تم معاف کردو اور در گزر کرجاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (<sup>\*)</sup>

ا. یعنی وہ جان لیتا ہے کہ اسے جو کچھ پہنچا ہے اللہ کی مشیت اور اس کے حکم سے بی پہنچا ہے، پس وہ صبر اور رضا بالقضاء کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، اس کے دل میں یفین رائخ کردیتا ہے جس سے وہ جان لیتا ہے کہ اس کو چینچنے والی چیز اس سے چوک نہیں سکتی۔ (ابن کئیر) کہ اس کو چینچنے والی چیز اس سے چوک نہیں سکتی۔ (ابن کئیر) کا لیعنی ہمارے رسول کا اس سے کچھ نہیں گڑے گا، کیونکہ اس کا کام صرف تبلیغ ہے۔ امام زہری فرماتے ہیں، اللہ کا کام رسول بھیجنا ہے، رسول کا کام تبلیغ اور لوگوں کا کام تسلیم کرنا ہے۔ (فتح القدیر)

۳. لینی تمام معاملات اسی کو سونییں، اسی پر اعتاد کریں اور صرف اسی سے دعا والتجاء کریں، کیونکہ اس کے سوا کوئی حاجت روا اور مشکل کشاہے ہی نہیں۔

٨. ليعني جو تمهيل عمل صالح اور اطاعت البي سے روكيں، سمجھ لو وہ تمهارے خير خواہ نہيں، دشمن ہيں۔

۵. لیعنی ان کے پیچھے لگنے سے بچو۔ بلکہ انہیں اپنے بیچھے لگاؤ تاکہ وہ بھی اطاعت الٰہی اختیار کریں، نہ کہ تم ان کے بیچھے لگ کر اپنی عاقبت خراب کرلو۔

الد اسكا سبب نزول يه بيان كيا كيا به كه مله ميں مسلمان ہونے والے بعض مسلمانوں نے مله چيور كر مدينه آنے كا اراده كيا، جيسا كه اس وقت ہجرت كا حكم نہايت تاكيد كے ساتھ ديا كيا تقاد ليكن الحكے ہيوى بيچ آرے آگے اور انہوں نے انہيں ہجرت نہيں كرنے دى۔ پير بعد ميں جب وہ رسول الله عَلَيْظِيَّم كے پاس آگئے تو ديكھا كه ان سے پہلے آنے والوں نے دين ميں بہت زيادہ سمجھ حاصل كرلى ہے تو انہيں اپنے ہيوى بچوں پر غصه آيا، جنہوں نے انہيں ہجرت سے روكے ركھا، چنانچه انہوں نے ان كو سزا دينے كا اراده كيا۔ الله نے اس ميں انہيں معاف كرنے اور در گزر سے كام لينے كى تلقين فرمائي۔ (سنن الترمذي، نفسير سورة التغابن)

إِنَّهَا اَمُوَالُكُمُّ وَاَوْلِادُكُمْ وَتَنَةٌ ۚ وَاللهُ عِنْدَانَهُ اَجْرُّعَظِيْرُ۞

فَاتَّقُوْ االلهُ مَاالسَّتَطَعْتُهُ وَاسْمَعُوا وَكِطِيعُوُا وَاَفْقُوْاخَبُرالِانْفُسِكُمْ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِه فَاوُلِبِّكَ هُوُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞

ٳڹؙؾؙؿؙڔڞۅٳٳڛؗة قرضًاحَسَنَاێؿ۠ۻۼڡؙؙ؋ڵڮؙۄؗ ۅؘؽۼ۬ڣۯؚڵڮٛڎ۫ٷٳڛڮۺڮؙۅڗ۠ػؚڸؽؗۅ۠

عْلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِينُهُ ﴿

18. تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش بیں۔(۱) میں۔(۲)

یں۔ مرور بہی برہبر بہدت پی کہا۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ<sup>(۳)</sup> اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو جو تمہارے لیے بہتر ہے<sup>(۳)</sup> اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔ اگر تم اللہ کو اچھا قرض دوگے (یعنی اس کی راہ میں خرچ کروگے) تو وہ اسے تمہارے لیے بڑھاتا جائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا۔ (۱) اور اللہ بڑا ور رہار ہے۔

۱۸. وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جانے والا ہے زبردست حکمت والا (ہے)۔

1. جو تمہیں کسب حرام پر اکساتے اور اللہ کے حقوق اداکر نے سے روکتے ہیں، پس اس آزمائش میں تم ای وقت سرخرو ہو سکتے ہو، جب تم اللہ کی معصیت میں ان کی اطاعت نہ کرو۔ مطلب یہ ہوا کہ مال اور اولاد جہاں اللہ کی تعمت ہیں، وہاں یہ انسان کی آزمائش کا ذریعہ بھی ہیں۔ اس طریقے سے اللہ تعالی دیکھتا ہے کہ میرا اطاعت گزار کون ہے اور نافرمان کون؟

۲. یعنی اس شخص کے لیے جو مال واولاد کی محبت کے مقابلے میں اللہ کی اطاعت کو ترجیح دیتا ہے اور اس کی معصیت سے اجتناب کرتا ہے۔

٣. ليعني الله اور رسول سَكَا لَيُنْظِم كي باتوں كو توجہ اور غور سے سنو اور ان پر عمل كرو۔ اس ليے كه صرف سن لينا بے فائدہ ہے، جب تک عمل نه ہو۔

٣٠. خَيْرًا أَيْ: إِنْفَاقًا خَيْرًا، يَكُنْ الْإِنْفَاقُ خَيْرًا انفاق عام ہے، صدقات واجبہ اور نافلہ دونوں کو شامل ہے۔

۵. لینی اخلاص نیت اور طیب نفس کے ساتھ الله کی راہ میں خرچ کروگ۔

۲. لینی کئی کئی گنا بڑھانے کے ساتھ وہ تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا۔

<sup>2.</sup> وہ اپنے اطاعت گزاروں کو أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً اجر وثواب سے نوازتا ہے اور معصیت کاروں کا فوری موَاخذہ نہیں فرماتا۔

#### سورۂ طلاق مدنی ہے اور اس میں بارہ آئیتیں اور دو ر کوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. اے نبی! (عَلَّقَاتِیْکُمُا) (اپنی امت سے کہو کہ) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو('' تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو('') اور عدت کا حیاب رکھو، ''') اور اللہ سے جو تمہارا پروروگار ہے ڈرتے رہو، نہ تم انہیں ان کے گھروں سے نکالو('') اور نہ وہ (خود) نکلیں (<sup>(۵)</sup>

# فَيْوْلَ قُالْطُلَاقِ اللَّهِ اللَّهِ

### بِنُ الرَّحِيْمِ

يَايَّهُا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقَتُمُّ السِّمَا وَفَطَلِقُوْهُنَّ لِحِدَّ تِهِنَّ وَاحْصُوا الْحِدَّةَ وَالتَّقُوا الله رَبَّكُوْ لَا شُوْجُوهُنَّ مِنَ بُيُوْ يَهِنَّ وَلَا يَخُرُجُنَ إِلَّالَ اَنْ يَأْيُنِنَ بِفَاحِتَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللهِ وَمَنْ يَسَتَعَدَّ حُدُودُ اللهِ فَقَدُ طَلَحَ نَفْسَهُ لاَسَدُرِي لَعَلَى الله يُغْرِيثُ بَعَدَ ذلك اَمْرًا

ا. نبی مَنَالْتَیْوَاً سے خطاب آپ کے شرف و مرتبت کی وجہ سے ہے، ورنہ تھم تو امت کو دیا جارہا ہے۔ یا آپ ہی کو بطور خاص خطاب ہے اور جمع کا صیغہ بطور تعظیم کے ہے اور امت کے لیے آپ مَنَالِیْوَاُمُ کا اسوہ ہی کافی ہے۔ طَلَقَتُمُ کا مطلب ہے جاب طلاق دینے کا پختہ ارادہ کرلو۔

اس میں طلاق دینے کا طریقہ اور وقت بتلایا ہے لِعِدَّتِهِیْ میں لام توقیت کے لیے ہے۔ لینی لاُوّلِ یا لاِسْتِقْبَالِ عِدَّتِهِیْ (عدت کے آغاز میں) طلاق دو۔ لینی جب عورت حیض ہے پاک ہوجائے تو اس سے ہم بستری کے بغیر طلاق دو۔ حالت طہر اس کی عدت کا آغاز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حیض کی حالت میں یا طہر میں ہم بستری کرنے کے بعد طلاق دینا غلط طریقہ ہے۔ اس کو فقہا طلاق بدعی سے اور پہلے (صیح) طریقے کو طلاق سنت سے تعمیر کرتے ہیں۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں اپنی بیوی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنبما نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو رسول اللہ منافیلی اس ہوئے اور انہیں اس سے رجوع کرنے کے ساتھ تھم دیا کہ حالت طہر میں طلاق دینا، اور اس کے لیے آپ منافیلی شخص اس آبت سے استدلال فرمایا۔ (صحیح البخاری، کتاب الطلاق) تاہم حیض میں دی گئی طلاق بھی، باوجود بدعی ہونے کے واقع ہوجائے گی۔ محدثین اور جمہور علاء اسی بات کے قائل ہیں۔ البتہ امام ابن تیسے طلاق بدعی کے وقوع کے قائل نہیں ہیں۔ (تفسل کے لیے دیمیے نیل الاوطار، کتاب الطلاق، باب النہی عن الطلاق فی الحیض وفی الطهر اور دیگر شروح حدیث)۔

س. لینی اس کی ابتداء اور انتہاء کاخیال رکھو، تاکہ عورت اس کے بعد نکاح ثانی کرسکے، یا اگر تم ہی رجوع کرنا چاہو، (پہلی اور دوسری طلاق کی صورت میں) تو عدت کے اندر رجوع کرسکو۔

۷۰. لیعنی طلاق دیتے ہی عورت کو اپنے گھر سے مت نکالو، بلکہ عدت تک اسے گھر میں ہی رہنے دو، اور اس وقت تک رہائش اور نان ونفقہ تمہاری ذمے داری ہے۔

۵. لینی عدت کے دوران خود عورت بھی گھر سے باہر نکلنے سے احتراز کرے، اِلّا یہ کہ کوئی بہت ہی ضروری معاملہ ہو۔

ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں، () یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، جو شخص اللہ کی حدول سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناً اپنے اوپر ظلم کیا، (۲) تم نہیں جانے شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کردے۔ (۲)

ا. یعنی بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھے یا بدزبانی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کرے جس سے گھر والوں کو تکلیف ہو۔ دونوں صورتوں میں اس کا اخراج حائز ہوگا۔

کے دیکام ندکورہ، اللہ کی حدیں ہیں، جن سے تجاوز خود اپنے آپ پر ہی ظلم کرنا ہے، کیونکہ اس کے دینی اور دنیوی نقضانات خود تجاوز کرنے والے کو ہی جھننے پڑیں گے۔

س. لینی مرد کے دل میں مطلقہ عورت کی رغبت پیدا کردے اور وہ رجوع کرنے پر آمادہ ہوجائے، جیسا کہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد خاوند کو عدت کے اندر رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ اسی لیے بعض مفسرین کی رائے ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف ایک طلاق دینے کی تلقین اور بیک وقت تین طلاقیں دینے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ اگر وہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے دے (اور شریعت اسے جائز قرار دے کر نافذ بھی کردے) تو پھر یہ کہنا ہے فائدہ ہے کہ شاید اللہ تعالٰی کوئی نئی بات پیدا کردے۔ (فخ القدیر) اسی سے امام احمد اور دیگر بعض علماء نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ رہائش اور نفقے کی جو تاکید کی گئی ہے وہ ان عورتوں کے لیے ہے جن کو ان کے خاوندوں نے پہلی یا دوسری طلاق دی ہو۔ کیونکہ ان میں خاوند کے رجوع کا حق بر قرار رہتا ہے۔ اور جس عورت کو مختلف اوقات میں دو طلاقیں مل چکی ہوں تو تیسری طلاق اس کے لیے طلاق بتہ یا بائنہ ہے، اس کا مُسکُنَیٰ (رہائش) اور نفقہ خاوند کے ذمے نہیں ہے۔ اس کو فوراً خاوند کے مکان سے دوسری جگہ منتقل کردیا جائے گا، کیونکہ خاوند اب اس سے رجوع کرکے اسے اپنے گھر آباد نہیں کرسکنا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. اس ليے اب اسے خاوند كے ياس رہے ا کا اور اس سے نان ونفقہ وصول کرنے کا حق نہیں ہے۔ اس کی تائید حضرت فاطمہ بنت قیس ڈلٹٹیٹا کے اس واقعے سے ہوتی ہے کہ جب ان کے خاوند نے ان کو تبیری طلاق بھی دے دی اور اس کے بعد انہیں خاوند کے مکان سے نگلنے کے لیے کہا گیا تو وہ آمادہ نہیں ہوئی بالآخر محاملہ رسول اللہ مُثَاثِثَیْجًا کے بیاس پہنچا تو آپ مُثَاثِیُرُ نے یہی فیصلہ فرمایا کہ ان کے لیے رہائش اور نفقہ نہیں ہے، انہیں فوراً کسی دوسری جگه منتقل ہوجانا چاہیے۔ بلکہ بعض روایات میں صراحت بهي ب، إنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكُنٰي لِلْمَرْ أَوْ إِذَا كَانَ لِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ (رواه أحمد والنسائي) البته بعض روایات میں حاملہ عورت کے لیے بھی نققہ اور رہائش کی صراحت ہے۔ (تفیل اور حوالوں کے لیے دیکھیے، نیل الأوطار، باب ما جاء فی نفقة المبتوتة وسكناها وباب النفقة والسكني للمعتدة الرجعية) بعض لوگ ان روامات كو قرآن كے مذكوره حكم ﴿ لَا عَرْجُوهُ مُنْ مِنْ بُدُونِيقَ ﴾ کے خلاف باور کرکے ان کو رد کردیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کا حکم اپنی گرد و پیش کے قرائن کے پیش نظر مطلقہ رجعہ سے متعلق ہے۔ اور اگر اسے عام مان بھی لیا جائے تو یہ روایات اس کی مخصوص ہیں

فَإِذَا لِلغَنْ اَجَلَهُمَّ فَأَصُّلُوهُنَّ بِمَعْرُوْفِ اَوْ فَارِفُوهُنَّ بِمَعْرُوْفِ ثَالَتُهْلُوْ أَذَوَىُ عَدْلٍ مِّمْنُكُوْ وَاقِيمُواالثَّهَا اَدَقَٰ لِلهِ ذَلَهُ يُوعَظُّ لِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ فِأَمْلِهُ وَالْمُؤْمِرُ الْمُغِرِهُ وَمَنْ يَسَتَقِى اللهَ يَعْعَلُ لَّهُ عَزْعًا ۞

ۅٞؿۯ۫ڎٛڠۥ۠ڡؚؽڂؽڬٛڵڲۼٙۺٮ۪ٛ۠ٷڡؘؽؖؾۜٷڴڷۼٙڮٳٮڵڮ ڡؘۿۅؘڂٮڹ۠؋ٞٳڽٙٳٮڵڡڔۜٳڶۼٛٲؠۯؚ؋ٚڨٙڎؘۻۼڶٳڶڷڡ۠ڶٟڴؚڵ ۺؙؿؙٞۊڎؙڒڰ

وَالْإِنْ يَسِسُن مِن الْمَحِيْضِ مِنُ يِّسَأَلِكُوْ إِن ارْبَتْهُمُّ فَعِدَّ تُخُفَّ تَلَثُةُ الشَّهُمِ وَالْنِ لَوْ يَضِّنَ وُاوُلاَتُ الْرُحُال اَجَاهُنَّ اَنْ يَضَعُن مُعَلَّمُنَّ وَمُنْ يَتَّقِ اللّهَ

7. پس جب یہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں یا تو قاعدہ کے مطابق اپنے نکاح میں رہنے دو یا دستور کے مطابق انہیں الگ کردو(۱) اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ کرلو(۲) اور اللہ کی رضامندی کے لیے ٹھیک ٹھیک گواہی دو۔(۱) یہی ہے وہ جس کی نصیحت اسے کی جاتی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔(۱)

س. اور اسے الی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپناکام پوراکرکے ہی رہے گا۔ (۵) اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ (۱)

مم. تمہاری عور توں میں سے جو عور تیں حیض سے ناامید ہو گئ ہوں، اگر تمہیں شبہ ہوتو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو<sup>(2)</sup> اور حاملہ عور توں

یعنی قرآن کے عموم کو ان روایات نے مطلقہ رجعیہ کے لیے خاص کردیا اور مطلقہ بائنہ کو اس عموم سے نکال دیا ہے۔ ۱. مطلقہ مدخولہ کی عدت تین حیض ہے۔اگر رجوع کرنا مقصود ہو تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے رجوع کرلو۔ بصورت دیگر انہیں معروف کے مطابق اپنے سے جدا کردو۔

۲. اس رجعت اور بعض کے نزدیک طلاق پر گواہ کرلو۔ یہ امر وجوب کے لیے نہیں، استخباب کے لیے ہے۔ یعنی گواہ بنا لینا بہتر ہے تاہم ضروری نہیں۔

- سل یہ تاکید گواہوں کو ہے کہ وہ کسی کی رو رعایت اور لالج کے بغیر صحیح صحیح گواہی دیں۔
  - م. تعنی شدائد اور آزمائشوں سے نکلنے کی سبیل پیدا فرما دیتا ہے۔
    - ۵. لیعنی وہ جو چاہے۔ اسے کوئی روکنے والا نہیں۔
- ۲. تنگی کے لیے بھی اور آسانی کے لیے بھی۔ یہ دونوں اپنے وقت پر انتہاء پذیر ہوجاتے ہیں۔ بعض نے اس سے حیض اور عدت مراد لی ہے۔
- 2. یہ ان کی عدت ہے جن کا حیض عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے بند ہو گیا، یا جنہیں حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا۔ واضح رہے کہ نادر طور پر ایسا ہوتا ہے کہ عورت سن بلوغت کو پہنچ جاتی ہے اور اسے حیض نہیں آتا۔

يَجْعَلُ لَهُ مِنْ اَمْرِهِ بُيْمُواْ

ۮ۬ڸڬٲڡٞۯؙٳڵۼ؋ٲڹۯؘڵۼٙٳؘڸؽؙڴۄٝۏڡۜؽؙؾۜؾٞؾٳڶڵڡؘؽؙڲ۫ڣؚٚرعنؙهُ ڛؚؾٳؖؾ؋ۅؘؽۼٛڟؚٷڵۿؘٲۼۘڔٞٵ۞

ٱسُكِنُوهُنَّ مِن حَيْثُ سَكَنْتُومِّنَ وُّجْدِكُو وَلاَنْضَالْوُّهُنَّ لِنُضِّيِّةُوا عَلَيْهِنَّ وَإِنْكُنَّ اُولَامِتَ عَل فَٱنْفِقُوْ اعَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَلَّهُنَّ فَإِنْ اَرْضَعْنَ لَكُو

کی عدت ان کے وضع حمل ہے (۱) اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ اس کے (ہر) کام میں آسانی کردے گا۔

۵. یہ اللہ کا تھم ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا ہے اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہ مٹادے گا اور اسے بڑا بھاری اجر دے گا۔

۲. تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان (طلاق والی) عور توں کو رکھو<sup>(1)</sup> اور انہیں تگ کرنے کے لیے تکلیف نہ پہنچاؤ<sup>(1)</sup> اور اگر وہ حمل سے ہوں تو جب تک بچے پیدا ہولے انہیں خرچ دیتے رہا

1. مطلقہ اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے، چاہے دوسرے روز ہی وضع حمل ہوجائے۔ علاوہ ازیں ظاہر آیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر حاملہ عورت کی عدت یہی ہے چاہے وہ مطلقہ ہو یا اس کا خاوند فوت ہوگیا ہو۔ احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (دیمجے صحیح البخاری وصحیح مسلم اور دیگر سنن، کتاب الطلاق) دیگر عورتیں جن کے خاوند فوت ہوجائیں، ان کی عدت ۲ مہینے ۱۰ دن ہے۔ (الرّۃ: ۲۳۲)

7. لیخی مطلقہ رجعیہ کو۔ اس لیے کہ مطلقہ بائنہ کے لیے تو رہائش اور نفقہ ضروری ہی نہیں ہے، جیسا کہ گزشتہ صفحے میں بیان ہوا۔ اپنی طاقت کے مطابق رکھنے کا مطلب ہے کہ اگر مکان فراخ ہو اور اس میں متعدد کرے ہوں تو ایک کرہ اس کے لیے خصوص کردیا جائے۔ بصورت دیگر اپنا کمرہ اس کے لیے خالی کردے۔ اس میں حکمت یہی ہے کہ قریب رہ کر عدت گزارے گی تو شاید خاوند کا دل پسی جائے اور رجوع کرنے کی رغبت اس کے دل میں پیدا ہوجائے۔ خاص طور پر اگر بیچ بھی ہوں تو پھر رغبت اور رجوع کا قوی امکان ہے۔ گر افوس ہے کہ مسلمان اس ہدایت پر عمل نہیں کرتے، جس کی وجہ سے اس حکم کے فوائد و حکم سے بھی وہ محروم ہیں۔ ہمارے معاشرے میں طلاق کے ساتھ ہی جس طرح عورت کو فوراً انچوت بناکر گھر سے نکال دیا جاتا ہے، یا بعض دفعہ لڑکی والے اسے اپنے گھر لے جاتے ہیں، یہ روائ قرآن کریم کی صرح تعلیم کے خلاف ہے۔

سم یعنی نان نققہ میں یا رہائش میں اسے ننگ اور ہے آبرو کرنا تاکہ وہ گھر چھوڑنے پر مجبور ہوجائے۔ عدت کے دوران ایسا رویہ اختیار نہ کیا جائے۔ بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ عدت ختم ہوجانے کے قریب ہوتو پھر رجوئ کرلے اور بار بار ایسا کرے، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں کیا جاتا تھا۔ جس کے سدباب کے لیے شریعت نے طلاق کے بعد رجوئ کرنے کی حد مقرر فرمادی تاکہ کوئی شخص آئندہ اس طرح عورت کو تنگ نہ کرے، اب ایک انسان دو مرتبہ تو ایسا کر سکتا ہے یعنی طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے پہلے رجوئ کرلے۔ لیکن تیسری مرتبہ جب طلاق دے گا تو اس کے رجوئ کا حق بھی ختم ہونے کے گا تو اس کے رجوئ کا حق بھی ختم ہوجائے گا۔

ڣؘٲڎؗۿؙؾٞٵ۠ۼٛۯڟ۫ؾۧٷٲؾؘۅ۠ۉٲؠؽۜٮۜڴۏؠٮۼۧۯ۠ڡڿٟ۫ۅٙڶ ؾۼڵٮۯؾؙؙٷڝٛۺڗؙۻۼڵڣۜٙٲڂٛۯؽؖ

ؚڸؽؙڣڡٞؿؙۮؙۅڛؘۘڬڐٟڝٚؽڛۼؾ؋ۅٛڡؽؗڡؙڲڔۮؘڡؙؖ۠ڎ ڡؘؙڵؽؽڣڨؖٵۣٙٲڶڎۿڶڴۿٙڵڲڲڣٵڶڰڎؘڡؙۛٮٵٳٙڒڡۧٲڵؿۿٵ ڛۜؽۼۘڰؙڶڵڰؙۼػػؙڝؙٛؠۣڲ۫ۺٵۨ

وكايِّنُ مِّنْ تَزَيَةٍ عَتَتُ حَنَّامٌ رَبِّهَا وَسُلِهِ فَحَاسَبُهٰمَا حِمَا الْمَاشَلِ يُلَافَعَنَّ بُنْهَا عَذَا أَكَاثُكُوُا⊙

2. کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے (۵)
اور جس پر اس کے رزق کی شکی کی گئی ہو (۱) اسے چاہیے
کہ جو کچھ اللہ تعالی نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے
(اپنی حسب حشیت) دے، کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں
دیتا گر اتنی ہی جشنی طاقت اسے دے رکھی ہے، (۵) اللہ شکلی کے بعد آسانی وفراغت بھی کردے گا۔ (۸)

۸. اور بہت سی بستی والوں نے اپنے رب کے تھم سے اور اس کے رسولوں سے سر تالی کی (۹) تو ہم نے بھی ان

ا. یعنی مطلقہ خواہ بائنہ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر حاملہ ہے تو اس کا نفقہ و سکنٰی ضروری ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا گیا ہے۔

۲. لیعنی طلاق دینے کے بعد اگر وہ تمہارے بیچ کو دودھ پلائے، تو اس کی اجرت تمہارے ذمے ہے۔

سعنی باہمی مشورے سے اجرت اور دیگر معاملات طے کرلیے جائیں۔ مثلاً بیچے کا باپ عرف کے مطابق اجرت دے
 اور مال، باپ کی استطاعت کے مطابق اجرت طلب کرے، وغیرہ۔

۴. لیعنی آلپس میں اجرت وغیرہ کا معاملہ طے نہ ہوسکے تو کسی دوسری انا کے ساتھ معاملہ کرلے جو اس کے بیچے کو دودھ پلائے۔

- ۵. لیعنی دودھ پلانے والی عورتوں کو اجرت اپنی طاقت کے مطابق دی جائے اگر اللہ نے مال ودولت میں فراخی عطا فرمائی
   بے تو اسی فراخی کے ساتھ موضعة (دودھ پلانے والی) کی خدمت ضروری ہے۔
  - ۲. لیعنی مالی لحاظ سے وہ کمزور ہو۔

2. اس لیے وہ غریب اور کمزور کو یہ تھم نہیں دیتا کہ وہ دودھ پلانے والی کو زیادہ اجرت ہی دے۔ مطلب ان ہدایات کا یہ ہے کہ بیچ کی مال اور بیچ کا باپ دونول ایسا مناسب رویہ اختیار کریں کہ ایک دوسرے کو تکلیف نہ پینچ اور بیچ کو دودھ پلانے کا مسئلہ علین نہ ہو۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿لَائْصَاۤ اَوَالِدَامُ اِلْوَائُوا اَلَهُ وَاللّٰهُ اَلَّ اِللّٰهُ اَلْمُ اَلِدُمُ اَلْوَاللّٰمَ اَلْمُ اِللّٰهُ اِللّٰمَ اَلْمُ اِللّٰمَ اِللّٰمَ اِللّٰمَ اِللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمِ اللّٰمِ اللّٰمَ اللّٰمِلْمُ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمِ اللّٰمَ اللّٰمِلْمُ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمَ اللّٰمِلْمُ اللّٰمِلْمُ اللّٰمَ اللّٰمِلْمُ اللّٰمِلْمُ اللّٰمُ اللّٰمُلْمُ اللّٰمُ الللّٰ

٨. چنانچہ جو اللہ پر اعتماد وتو کل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو آسانی و کشادگی سے بھی نوازدیتا ہے۔

9. عَتَتْ، أَيْ: تَمَرَّدَتْ وَطَغَتْ وَاسْتَكْبَرَتْ عَنِ اتَّبَاعِ أَمْرِ اللهِ وَمُتَابَعَةِ رُسُلِهِ.

سے سخت حساب کیا اور انہیں عذاب دیا ان دیکھا (سخت) عذاب۔(۱)

فَذَاقَتُ وَبَالَ الْمِرْهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسُرًا

9. پس انہوں نے اپنے کر توت کا مزہ چکھ لیا اور انجام کار
 ان کا خسارہ ہی ہوا۔

ٲڡۜۛػٙٵٮڵؿۿؙڵۿؙؠؙٞڡؘۮٙٵڋٵۺٙۮؚؽڲٵٚٷؘٲؾٞڡؙؗؗؗۛ۠ۊٳڶٮڵۿڮٳۮ۫ڸ ٲڵۯڵؠٙٵڝ۪ٛٛٛٛٛۊڷڵۄؽؽٵڡؙٮؙٛٷٲٷؽٲڹٛڒڶ۩ڵۿٳڵؽڲ۫ۿ۫ۮۣڴڗٵۨ

• ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، پس اللہ سے ڈرو اے عقل مند ایمان والو۔ یقیناً اللہ نے تمہاری طرف نصیحت اتاری ہے۔

ۜۜٛٛۜڞڡؙۅٛۘۘڰػؾ۬ڷۅٝٵڡؘػؽڴۊٵڸؾٵٮڵڡڡؙؠؾؚڹ۬ٮؾڵۣۼؙۅ۫ڿٙٵڰٙڹؽۘڽ ٳؗٛؗڡٮؙٷۅؘٷڷؚٳڶڟۑڶٮؾڡؚڹ۩ڟ۠ڵٮؾٳڶٙ۩ڵڎ۫ۯۅڡؽ ؿؙٷ؈ؘٛٵۣڵڟۅۅؘؿڡؙٛڵڞٵڲٲؿؙۮڿڶۿڿڐؾۼۘڔٟؽ؈ٛ ؾؿؠٵٲڒؽٚۿۯڂڸڔؽؽۏؿؠٵۘڹۘڲٵڠؽٲڂڛۜؽٳڶڷۿ ڶڎؘڕۯ۫ڰٵ۞

اا. (یعنی) رسول<sup>(۲)</sup> جو حمهیں اللہ کے صاف صاف احکام پڑھ کر ساتا ہے تاکہ وہ ان لوگوں کو جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں تاریکیوں سے روشنی کی طرف لے آئے، (۳) اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے (۳) اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچ نہریں جاری ہیں جن میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بیشک اللہ نے اسے بہترین روزی دے رکھی ہے۔

ا. نُکُرًا، مُنْکَرًا فَظِیْعًا حماب اور عذاب، دونوں سے مراد دنیاوی مؤاخذہ اور سزا ہے، یا پھر بقول بعض کلام میں تقدیم وتاخیر ہے۔ عَذَابًا نُکُرًا وہ عذاب ہے جو دنیا میں قحط، خسف و مشخ وغیرہ کی شکل میں انہیں پہنچا، اور حِسَابًا شَدِیْدًا وہ ہے جو آخرت میں ہوگا۔ (خُ القدر)

رسول، ذکر سے بدل ہے، بطور مبالغہ رسول کو ذکر سے تعبیر فرمایا، جیسے کہتے ہیں، وہ تو مجسم عدل ہے۔ یا ذکر سے مراد قرآن ہے اور رسولاً سے پہلے آڑ سَلْنا محذوف ہے لینی ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور رسول کو ارسال کیا۔

٣. يه رسول كا منصب اور فريضه بيان كيا كيا كه وه قرآن كے ذريع سے لوگوں كو اخلاقی پيتيوں سے شرك وضلالت كى تاريكيوں سے نكال كر ايمان وعمل صالح كى روشنى كى طرف لاتا ہے۔ رسول سے يہاں مراد الرسول يعنی حضرت محمد رسول الله منا الله عنا الله عنا

میں۔ عمل صالح میں دونوں باتیں شامل ہیں، احکام وفرائض کی ادائیگی اور معاصی ومنہیات سے اجتناب۔ مطلب ہے کہ جنت میں وہی اہل ایمان داخل ہوں گے، جنہوں نے صرف زبان سے ہی ایمان کا اظہار نہیں کیا تھا، بلکہ انہوں نے ایمان کے نقاضوں کے مطابق فرائض پر عمل اور معاصی سے اجتناب کیا تھا۔

17. الله وہ ہے جس نے سات آسان بنائے اور اسی کے مثل زمینیں بھی۔ (۱) اس کا حکم ان کے درمیان ارتا ہے (r) تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو باعتبار علم گھیر رکھا ہے۔ (r)

ٱللهُ الَّذِي خَلَقَ سَبُعَ مَمُوْتٍ وَّمِنَ الْأَرْضِ مِثْنَا هُنَّ \* يَتَنَوَّلُ الْأَرْبِيَتُهُنَّ لِتَعَلَمُوَّا اَنَّ اللهَ عَلَىُحُلِّ شََىُّ قَدِيُرِ وَاَنَّ اللهَ قَنُ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءً عِلْمًا ۚ

ا. آئی خکتی مِن الْاَرْضِ مِثْلُهُنَ یعن سات آسانوں کی طرح، اللہ نے سات زمینیں بھی پیدا کی ہیں۔ بعض نے اس سے سات اقالیم مراد لیے ہیں، لیکن یہ صحیح نہیں۔ بلکہ جس طرح اوپر نیچے سات آسان ہیں، ای طرح سات زمینیں ہیں، جن کے درمیان بعدومسافت ہے اور ہر زمین میں اللہ کی مخلوق آباد ہے (القرابی) احادیث سے بھی اس کی تاکیہ ہوتی ہے، بھی اس کی تاکیہ ہوتی ہے، بھی نیو آرضین الله رقی فاقی الله کی مخلوق آباد ہے (القرابی) احادیث سے بھی اس کی تاکیہ ہوتی ہے، بھی باب تحریم الطلم) (جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی ہتھیالی تو قیامت کے دن اس زمین کا اتنا حصہ ساتوں زمینوں سے طوق بناکر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا)۔ صحیح ہزاری کے الفاظ ہیں «خُسِفَ بِهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِلَیٰ سَبْعِ اَرْضِیْنَ » (اس کو قیامت والے دن ساتوں زمینوں تک وصنادیا جائے گا)۔ (صحیح البخاری، کتاب المطالم باب إنم من ظلم اُرضِیْنَ » (اس کو قیامت والے دن ساتوں زمینوں تک وصنادیا جائے گا)۔ (صحیح البخاری، کتاب المطالم باب إنم من ظلم شیئا من الأرض) بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر زمین میں، اس طرح کا تیغیم ہے، جس طرح کا تیغیم تمہاری زمین پر آیا، مثلاً آدم، آدم کی طرح۔ نوح، نوح کی طرح۔ ابراہیم، ابراہیم کی طرح۔ عسیٰ، عسیٰ کی طرح (اُسِیُمُ اُل کیت کین یہ بات کسی صحیح آدم، آدم کی طرح۔ نوح، نوح کی طرح۔ ابراہیم، ابراہیم کی طرح۔ عسیٰ، عسیٰ کی طرح وزیت ہیں کہ جو زمین میں، اس طرح کا تیغیم عسیٰ کی طرح وزیت ہیں۔ بات کسی صحیح البخان ہیں۔ تابت نہیں۔

۲. لینی جس طرح ہر آسان پر اللہ کا حکم نافذ اور غالب ہے، اس طرح ہر زمین پر اس کا حکم چلتا ہے، آسانوں کی طرح ساتوں زمینوں کی بھی وہ تدبیر فرماتا ہے۔

س. پس اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں، چاہے وہ کیسی ہی ہو۔

#### سورۂ تحریم مدنی ہے اور اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

## مسسح الله الرَّحْمِن الرَّحِيْمِ

٤

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

ڽۘٳؿؙۿٵٳڛۜٛۼۣڽ۠ٳۄٙؿؙڗۣؠؙؙؗؗڡۯٵۘڂڷٳۺ۠ۿڮػ؆ۺؽۼٛ ڡۜۯؙڞؘٲؾٲۯ۫ۉٳڿػٷٳڟۿۼٞڣٛۅٛۯؾٞڿؽڋٛ۞

ا. اے نبی! (مَثَانَیْمِمْ) جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟ (اکیا) آپ این بیویوں کی رضا مندی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

ا. نی مَالَّتُنَیِّا نے جس چیز کو اینے لیے حرام کر لیا تھا، وہ کیا تھی؟ جس پر اللہ تعالی نے اپنی نالپندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اس سلسلے میں ایک تو وہ مشہور واقعہ ہے جو صحیح بخاری ومسلم وغیرہ میں نقل ہوا ہے کہ آپ مُثَاثِیْنِ مضرت زینب بنت جحش رفحه الله عنها رخی و بر مظهرت اور وہاں شہد یتے، حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی الله عنهما دونوں نے وہاں معمول سے زیادہ دیر تک آپ کو تھہرنے سے روکنے کے لیے یہ اسکیم تیار کی کہ ان میں سے جس کے پاس بھی آپ مَنَا لَيْنَا اللَّهُ عَلَيْهِ اللَّهُ عَلَيْهِ مَا الله كَ رسول! آپ مَنَالِيَّانِيُّمُ كَ منه سے مغافير (ايك قشم كا پھول، جس میں بساند ہوتی ہے) کی ہو آرہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ مَنَّاقَیْدُ اِنے فرمایہ میں نے تو زینب((والفہا) کے گھر صرف شہد پیا ہے، اب میں قشم کھاتا ہوں کہ یہ نہیں پیول گا، لیکن یہ بات تم کسی کو مت بتلانا۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورہ التحریم) سنن نسائی میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک لونڈی تھی جس کو آپ مَلَاللَّیْمُ نے اپنے اویر حرام كرليا تھا۔ (شيخ الباني نے اسے صحح قرار ديا ہے) (سنن النسائي: ٨٣/٣) جب كه كچھ دوسرے علماء اسے ضعيف قرار دیتے ہیں۔ اس کی تفصیل دوسری کتابوں میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ یہ حضرت ماریہ قبطیہ طاقتہا تھیں، جن سے نبی مَنَاتِیْنِظُ کے صاحبزادے ابراہیم تولد ہوئے تھے۔یہ ایک مرتبہ حضرت حفصہ ڈلٹٹیا گے گھر آگئی تھیں، جب کہ حضرت حفصہ ولیکٹیا موجود نہیں تھیں۔ اتفاق سے انہی کی موجود گی میں حضرت حفصہ ولیکٹیا آگئیں، انہیں نبی منگالیونیا کے ساتھ اپنے گھر میں خلوت میں دیکھنا ناگوار گزرا، جسے نبی مَنَافِیْا نے بھی محسوس فرمایا، جس پر آپ مَنَافِیْا نے حضرت حفصہ ڈلٹٹٹا کو راضی کرنے کے لیے قتم کھاکر ماریہ ڈلٹٹٹا کو اپنے اوپر حرام کرلیا اور حفصہ ڈلٹٹٹا کو تاکید کی کہ وہ یہ بات کی کو نہ بتلائے۔ امام ابن حجر ایک تو یہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ مختلف طرق سے نقل ہوا ہے جو ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ دوسری بات وہ یہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے بیک وقت دونوں یہ واقعات اس آیت کے نزول کا سبب بنے ہوں۔ (فتح الباری، تفسیر سورۃ التحریہ) امام شوکانی نے تھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے اور دونوں قصوں کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرنے کا اختیار کسی کے باس بھی نہیں ہے حتیٰ کہ رسول اللہ مُلَالِّیْمِ بھی یہ اختیار نہیں رکھتے۔

قَدُ فَرَضَ اللهُ لَكُوْتَحِلَّةَ اَيْمَانِكُوْ وَاللهُ مُوْلَكُمُ ۚ وَهُوَالْعَلِيُمُ الْعُكِيْمُون

وَ إِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعُضِ أَذُوا جِهِ حَدِيثًا فَكَلَّا الْمَكَّا نَبَّاتُ بِهِ وَأَظْهَرُكُ اللهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَاعْرَضَ عَنْ بَعْضِ فَلَتَا اَبْكَامَا بِهِ قَالْتُ مَنْ اَنْبَاكَ هَذَا قَالَ نَبَّانِ الْعَلِيْمُ الْخِيدِيْرُ

إِنْ تَتُونِياً إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُونُكُمَّا ۚ وَإِنْ

۲. یقیناً الله تعالی نے تمہارے لیے قسموں کو کھول ڈالنا مقرر کردیا ہے<sup>(۱)</sup> اور الله تمہارا کارساز ہے اور وہی (پورے) علم والا، حکمت والا ہے۔

سل اور یاد کر جب نبی (مَنَّاتَیْمُ ) نے اپنی بعض عور توں سے ایک پوشیدہ بات کہی، (۲) پس جب اس نے اس بات کی خبر کردی (۳) اور اللہ نے اپنے نبی کو اس پر آگاہ کردیا تو نبی نے تھوڑی سی بات تو بتادی اور تھوڑی سی بات تو بتادی اور تھوڑی سی ٹال گئے، (۳) پھر جب نبی نے اپنی اس بیوی کو یہ بات بتائی تو وہ کہنے گئی اس کی خبر آپ کو کس نے دی۔ (۵) کہا سب جانے والے پوری خبر رکھنے والے اللہ نے مجھے یہ بتلایا ہے۔ (۲)

٣. (اے نبی مَنْکَالَیْمُ کی دونوں بیویو!) اگر تم دونوں اللہ

ا. یعنی کفارہ اداکر کے اس کام کو کرنے کی، جس کو نہ کرنے کی قسم کھائی ہو، اجازت دے دی، قسم کا یہ کفارہ سورہ مائدہ: ۸۹ میں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ نبی سکا پیٹی کا بیان اختلاف ہے کہ اگر کوئی میں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ نبی سکا پیٹی کا قارہ اداکیا۔ (فتح القدر) اس امر میں علاء کے مابین اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرنے تقم سے؟ جمہور علاء کے بزدیک بیوی کے علاوہ کسی چیز کو حرام کرنے سے وہ چیز حرام ہوگی نہ اس پر کفارہ ہے، اگر بیوی کو اپنے اوپر حرام کرے گا تو اس سے اس کا مقصد اگر طلاق ہو، اگر طلاق ہوجائے گی اور اگر طلاق کی نیت نہیں ہے تو رائج تول کے مطابق یہ قسم ہے، اس کے لیے کفارہ یمین (قسم کے کفارہ) کی ادائیگی ضروری ہے۔ (ایر انقابیر)

۲. وہ پوشیدہ بات شہد کو یا ماریہ ڈاٹھٹا کو حرام کرنے والی بات تھی جو آپ مَنَائیٹی نے حضرت حفصہ ڈاٹھٹا سے کی تھی۔
 ۳. لیعنی حفصہ ڈاٹھٹا نے وہ بات حضرت عائشہ ڈاٹھٹا کو جاکر بتلادی۔

مم. لینی حفصہ ڈیکٹٹا کو بتلادیا کہ تم نے میرا راز فاش کردیا ہے۔ تاہم اپنی تکریم وعظمت کے پیش نظر ساری بات بتانے سے اعراض فرمایا۔

ه. جب نبی مَنَاتَیْمَ نے حفصہ وَلَیْمَ کَا کو بتلایا کہ تم نے میرا راز ظاہر کردیا ہے تو وہ حیران ہوئیں کیونکہ انہوں نے حضرت عائشہ وَلَیْمَ کَا عَدَاوہ کی کو یہ بات نہیں بتلائی تھی اور عائشہ وَلَیْمَا سے انہیں یہ توقع نہیں تھی کہ وہ آپ کو بتلادیں گی، کیونکہ وہ شریک معاملہ تھیں۔

۲. اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے علاوہ بھی آپ مُنگالِیُمُ پر وحی کا نزول ہو تا تھا۔

تَظْهَرَاعَلَيْهِ فَإِنَّ اللهُ هُوَمَوُلهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَائِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَلِكَةُ بَعُدَدْ لِكَ ظَهِيْرُ<sup>©</sup>

عَلَى رَبُّةَ إِنْ طَلَقَكْنَّ اَنْ يُبْدِيلَةَ اَذُواجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنْتٍ فِينْتِ تَبْلِتٍ غِيلَاتٍ سَلِيلُتٍ تَثِيِّبْتٍ وَاَبْكَارًا ۞

يَايَّهُا الَّذِيْنَ امْنُوا قُوْاَانَفُسَكُمْ وَاَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِارَةُ عَلَيْهَا مَلَلِكَةٌ غِلَظً

کے سامنے توبہ کراو (تو بہت بہتر ہے)<sup>(1)</sup> یقیناً تمہارے ول جھک پڑے ہیں<sup>(1)</sup> اور اگر تم نبی (سکاٹیٹیٹر) کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کروگی تو یقیناً اس کا کارساز اللہ ہے اور جبریل (علیٹیلا) ہیں اور نیک اہل ایمان اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں۔<sup>(1)</sup>

6. اگر وہ (پنجیر مُنَّالَّیْمُ) تہمیں طلاق دے دیں تو بہت جلد انہیں ان کا رب تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عنایت فرمائے گا، (\*) جو اسلام والیاں، ایمان والیاں اللہ کے حضور جھنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت بجالانے والیاں، روزے رکھنے والیاں ہوں گی بیوہ اور کواریاں۔ (۵)

۲. اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ<sup>(۲)</sup> جس کا ایند ھن انسان ہیں اور پتھر

ا. یا تمہاری توبہ قبول کرلی جائے گی، یہ شرط (إنْ تَتُوْبًا) کا جواب محذوف ہے۔

۲. لیعنی حق سے ہٹ گئے ہیں اور وہ ہے ان کا ایسی چیز کا پیند کرنا جو نبی سَالیٹیا کے لیے ناگوار تھی۔ (فُح القدی)
 ۳۰. لیعنی نبی سَالیٹیا کے مقابلے میں تم جھہ بندی کروگی تو نبی کا کچھ نہیں بگاڑ سکوگی، اس لیے کہ نبی کا مددگار تو اللہ بھی ہے اور مومنین اور ملائکہ بھی۔

٧٠. يہ تنبيہ كے طور پر ازواج مطہرات كو كہا جارہا ہے كہ اللہ تعالى اپنے پنجمبر كو تم سے بھى بہتر بوياں عطا كر سكتا ہے۔
٥. ثَيْبَاتِ، ثَيِّبٌ كى جمع ہے، (لوث آنے والى) بيوہ عورت كو ثَيِّبٌ اس ليے كہا جاتا ہے كہ وہ خاوند سے واپس لوث آتى ہے اور پھر اس طرح بے خاوند رہ جاتی ہے چسے پہلے تھی۔ أَبْكَارٌ، بِكُرٌ كى جمع ہے، كنوارى عورت۔ اسے بكر اى ليے كہا ہوئى ہے۔ (خُ القدر) بعض روايات ميں آتا ہے كہتے ہيں كہ يہ ابھى ابنى اسى پہلى حالت پر ہوتى ہے جس پر اس كى تخليق ہوئى ہے۔ (خُ القدر) بعض روايات ميں آتا ہے كہ ثَيِّبٌ سے حضرت آسيہ (فرعون كى بيوى) اور بِكُرٌ حضرت مريم (حضرت عيلى طاليه على والدہ) مراد ہيں۔ يعنى جنت ميں ان دونوں كو نبى طاليہ كى بيوياں بناد يا جائے گا۔ ممكن ہے كہ ايبا ہو۔ ليكن ان روايات كى بنياد پر ايسا خيال ركھنا يا بيان كرنا صحيح نہيں ہے كيونكہ سنداً يہ روايات يا بيہ اعتبار سے ساقط ہيں۔

۲. اس میں اہل ایمان کو ان کی ایک نہایت اہم ذے داری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور وہ ہے، اپنے ساتھ اپنے گھر
 والوں کی بھی اصلاح اور ان کی اسلامی تعلیم وتربیت کا اہتمام، تاکہ یہ سب جہنم کا ایند ھن بننے سے نی جائیں۔ اس لیے

شِدَادٌ لَايَعُصُونَ اللهَ مَآامَوَهُمُ وَيَفْعَلُونَ مَايْغُمَرُونَ۞

ؽؘٲؿٞۿٵڷۮؚؽؽڬڡٚۯؙۉٳڵڗۼۘؿڹٚڕۯۅٳٳڵۑۅؘڡٞڗٳؾ۫ؠٵ ۼٛۯۏڽؙٵؽؙؽ۬ؿؙؠٛؾڠؠڵۏڹ۞۫

ؽۘٳؿۿٵڷڹڔ۬ؽڹٵڡؙٮؙٷٵٷؽٷٛٳٙڮٙٵٮڶ؈ۘۊؽؠۘڐۘۘؾٛۘٮؙٷۘڝٵ ۼڛؽڒڰ۠ڋٲڽڲ۠ڲڔٚۘۼؽڵۄ۫ڛؾٳڮٷۅؽڮڿڬڴ ڿؾؾۼٛڔؿ؈ڹؙؾۼۛؠٞٵڵۯۘٮۿٷێۏۘۯڒؽۼؙڗؽٳۺڎ ٵڵؿؚؿۜۏڷڵؽڹڹٵڡٮٛٷڶڡػۀٞڶ۫ٷؙۿڂڛؽۼؠؽڽٵؽۮؚؽۿؚؿ ۊڔؚڵؽؿڵۏؚۿۏڲڨؙٷڶۏڹڒؾڹۜٲٲؿؙؚۄڶؽٵڹٛۏ۫ڔؽٵۅٳۼ۫ڣؠؙڶؽٵ ٳٮٙڮۼڵڴۣڴۣۺؿؙۼٞۼڹؽؿ۞

يَايَّهُاالنَّيُّ جَاهِدِالْكُفَّارَوَالْمُنْفِقِيْنَ وَاغْلُطُ عَلَيْهِمُ وَمَاوُلُهُ مَجَهَّةٌ وَبِشُّ الْمُصِيُّرُ<sup>©</sup>

جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جو حکم دیا ہے اسکی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔

کافرو! آج تم عذر وبہانے مت کرو۔ تمہیں صرف تمہارے کرتوت کا بدلہ دیا جارہا ہے۔

٨. اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔ (۱) قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کردے اور تمہیں الیی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچ نہریں جاری ہیں۔ جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ایمان داروں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوانہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے ساتھ ہیں رسوانہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا۔ یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما (۱) اور ہمیں بخش دے بھارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما (۱) اور ہمیں بخش دے بھاری اور منافقوں سے جہاد کرو (۱) اور ان پر سختی کرو (۱) ان کا شکانا جہنم ہے اور وہ کرو (۱)

رسول الله مَنَّ اللَّيْمِ فَنَ فَرِما يَا ہِ کہ جب بجبہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے نماز کی تلقین کرو، اور دس سال کی عمر کے بچول میں نماز سے تسابل و مکیھو تو انہیں سرزنش کرو۔ (سنن أبي داود، وسنن الترمذي، كتاب الصلوٰة) فقہاء نے كہا ہے، اس طرح روزے ان سے رکھوائے جائیں اور دیگر احکام کے اتباع کی تلقین انہیں کی جائے۔ تاکہ جب وہ شعور کی عمر کو بہنچیں تو اس دین حق کا شعور مجمی انہیں حاصل ہوچکا ہو۔ (ابن کیر)

ا. خالص توبہ یہ ہے کہ: (۱) جس گناہ سے وہ توبہ کررہا ہے، اسے ترک کردے۔ (۲) اس پر اللہ کی بارگاہ میں ندامت کا اظہار کرے۔ (۳) آئندہ اسے نہ کرنے کا عزم رکھے۔ (۴) اگر اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو جس کا حق غصب کیا ہے، اس کا ازالہ کرے، جس کے ساتھ زیادتی کی ہے، اس سے معافی مانگے۔ محض زبان سے توبہ توبہ کرلینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔
 ۲. یہ دعا اہل ایمان اس وقت کریں گے جب منافقین کا نور بجھادیا جائے گا، جیسا کہ سورہ حدید میں تفصیل گزری۔ اہل ایمان کہیں گے، جنت میں داخل ہونے تک ہمارے اس نور کو باقی رکھ اور اس کا اتمام فرما۔

۳. کفار کے ساتھ جہاد وقبال کے ساتھ، اور منافقین سے ان پر حدود الی قائم کرکے، جب وہ ایسے کام کریں جو موجب حد ہوں۔ ۸. لینی دعوت و تبلیغ میں سختی اور احکام شریعت میں در شتی اختیار کریں۔ کیونکہ یہ لاتوں کے بھوت ہیں جو باتوں سے بہت بری جگہ ہے۔

•ا. الله تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح (عَلیَیْلاً) کی بیوی اورلوط (عَلیَیْلاً) کی بیوی کی مثال بیان فرمائی<sup>(۱)</sup> یہ دونوں ہمارے بندول میں سے دو (شائستہ اور) نیک بندول کے گھر میں تھیں، پھر ان کی انہوں نے خیانت کی<sup>(۱۳)</sup> پس وہ دونوں (نیک بندے) ان سے اللہ کے (کسی عذاب کو) نہ روک سکے<sup>(۱۳)</sup> اور تھم دے دیا (اے عور تو) دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی چلی جاؤ۔<sup>(۱۵)</sup>

ضَرَبَاللهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَهُواامُرَاتَ دُوئِم وَّامُرَاتَكُوْطٍ ۚ كَانَتَاعَتْ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِ نَا صَالِحَيْنِ فَخَاتَتٰهُمَا فَاكْمُيُفِنِياعَنْهُمَامِنَ اللهِ شَيْئًا وَقِيْلُ ادُخْلَاالتَّارَمَعَ اللهٰ خِلِيْنَ ۞

ماننے والے نہیں ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ حکمت تبلیغ مبھی نرمی کی متقاضی ہوتی ہے اور مبھی سختی کی۔ ہر جگہ نرمی مختی بھی مناسب نہیں اور ہر جگہ سختی بھی مفید نہیں رہتی۔ تبلیغ ودعوت میں حالات وظروف اور اشخاص وافراد کے اعتبار سے نرمی یا سختی کرنے کی ضرورت ہے۔

ا. لینی کا فرول اور منافقوں دونوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

۲. مَثَلٌ كا مطلب ہے كسى اليى حالت كا بيان كرنا جس ميں ندرت وغرابت ہو، تاكہ اس كے ذريع سے ايك دوسرى حالت كا تعارف ہوجائے جو ندرت وغرابت ميں اس كے مماثل ہو۔ مطلب يہ ہوا كہ ان كافروں كے حال كے ليے اللہ
 نے ايك مثال بيان فرمائى ہے۔ جو نوح اور لوط علیہ اللہ كى ہويوں كى ہے۔

س. یہاں خیانت سے مراد عصمت میں خیانت نہیں، کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ کسی نبی کی بیوی بد کار نہیں ہوئی۔ (فُخ القدر) خیانت سے مراد ہے کہ یہ اپنے خاوندوں پر ایمان نہیں لائیں، نفاق میں مبتلا رہیں اور ان کی جمدردیاں اپنی کافر قوموں کے ساتھ رہیں، چنانچہ نوح عَلیہ کی بیوی، حضرت نوح عَلیہ کی بابت لوگوں سے کہتی کہ یہ مجنون (دیوانہ) ہے اور لوط عَلیہ کی بیوی اپنی قوم کو گھر میں آنے والے مہمانوں کی اطلاع پہنچاتی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دونوں اپنی قوم کے لوط عَلیہ کی بیوی اپنی خاوندوں کی چغلیاں کھاتی تھیں۔

۷. لینی نوح اور لوط علیالاً دونوں، باوجود اس بات کے کہ وہ اللہ کے پیغیر تھے، جو اللہ کے مقرب ترین بندوں میں سے ہوتے ہیں، اپنی بیویوں کو اللہ کے عذاب سے نہیں بیاسکے۔

۵. یہ انہیں قیامت کے دن کہا جائے گا یا موت کے وقت انہیں کہا گیا کافروں کی یہ مثال بطور خاص یہاں ذکر کرنے سے مقصود ازواج مطہرات کو تنبیہ کرنا ہے کہ وہ بے شک اس رسول کے حرم کی زینت ہیں، جو تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہے۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگر انہوں نے رسول کی مخالفت کی یا انہیں تکلیف پہنچائی تو وہ بھی اللہ کی گرفت میں آسکتی ہیں، اور اگر ایسا ہوگیا تو بھر کوئی ان کو بچانے والا نہیں ہوگا۔

ۅؘۻؘۯؚڹٳٮڵڡؙؙڡؘؿؙڵٳڷێؽؽٵڡٮؙؗۏٳٳڡ۫ڔؘٲؾ؋ؚۯٟڠۅ۫ؽٛ ٳۮ۫ۊؘڵڝؙۯؾؚ۪ٳڹڹڸٛۼٮؙۮڮؽێؾ۠ڸڧڵۼؽۜۊۏۼٟؾؽ۬ڡ۪ؽ ڣؚۯٷڹٷػؚٙڮ؋ۅۼؚۘؾؽ۫ڝؚٵڶڠۊؙۄؚٳڵڟ۠ڸؠؽؽ۞

وَمَوْيَكَ مَ ابْنَتَ عِمْرانِ الَّذِيِّ آَحُصَنَتُ فَرْجَهَا فَنَفَخْ اَفِيُهِ مِنُ ثُوْحِنَا وَصَدَّقَتُ بِكِلمَتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتُ مِنِ الْقِيْرِيِّنِي ۚ

11. اور الله تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی (۱) جب کہ اس نے دعا کی کہ اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں مکان بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے خلاصی دے۔

11. اور (مثال بیان فرمائی) مریم بنت عمران کی (۲) جس نے اپنی ناموس کی حفاظت کی پھر ہم نے اپنی طرف سے اس میں جان پھونک دی اور اس (مریم) نے اپنے رب کی باتوں (۳) اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ عبادت گزاروں میں سے تھی۔ (۲)

ا. یعنی ان کی ترغیب، ثبات قدمی، استقامت فی الدین اور شدائد میں صبر کے لیے۔ نیز یہ بتلانے کے لیے کہ کفر کی صولت و شوکت، ایمان والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، جیسے فرعون کی بیوی ہے جو اپنے وقت کے سب سے بڑے کا فر کے تحت تھی۔ لیکن وہ اپنی بیوی کو ایمان سے نہیں روک سکا۔

۲. حضرت مریم علیاً کے ذکر سے مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ باوجود اس بات کے کہ وہ ایک بگڑی ہوئی توم کے در میان رہتی تھیں، لیکن اللہ نے انہیں دنیا وآخرت میں شرف وکرامت سے سرفراز فرمایا اور تمام جہان کی عورتوں پر انہیں فضیات عطا فرمائی۔

س. کلمات رب سے مراد، شرائع الہی ہیں۔

مل ایمن ایس لوگوں میں سے یا خاندان میں سے تھیں جو فرمال بردار، عبادت گزار اور صلاح وطاعت میں ممتاز تھا۔ حدیث میں ہے۔ جنتی عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجہ، حضرت فاطمہ، حضرت مریم اور فرعون کی بیوی آسیہ ہیں فراًیا (مردوں آسیہ ہیں فراًیا (مردوں میں فرایا ور خدیجہ بنت میں تو کامل بہت ہوئے ہیں، مگر عورتوں میں کامل صرف فرعون کی بیوی آسیہ، مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد (فرائش ایس اور عائشہ (فرائش) کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ترید کو تمام کھانوں پر فضیلت عاصل ہے)۔ (صحیح اللہ خدیدیہ)

#### سورۂ ملک کلی ہے اور اس میں تنیں آ یتیں اور دو رکوع ہیں۔

## 

١

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

## ؾؙڔٙڮؘٳڷۮؚؽ۫ۑؽڽۏٳڷؠ۬ٛڵڰؙ<sup>ڹ</sup>ۅؘۿۅؘۘۼڶ ػؙؚڸۺؽؙؙڴ۪۫ۊؘڔؽؙۯ۠

1. بہت بابر کت ہے وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے (ا) اور جو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

۲. جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تہمیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے، (۱) اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے۔

ۣٳٮۜٚڹؠؽ۫ڂؘڷؾٙٵڵؠۅؘؙۛۛۛۛۛػۅؘٲۼێۘۏؗڠٙڵۣؽڹؙڶۅؙڴؙۉٲؿ۠ڴؙٛ ٲڂٛڛؽؙۼؘؠٙڵڐٷۿۅاڵۼڔ۬ؽڗ۠ٵڵۼڡٛٚۏٛۯۨۨ

س. جس نے سات آسان اویر تلے بنائے۔ (تو اے دیکھنے

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمُوٰتٍ طِبَاقًا مُمَاتَزَى فِي خَلْق

ا. تَبَارَكَ، بَرَكَةٌ سے ہے، النَّمَآءُ والزِّيَادَةُ، برُحوری اور زيادتی کے معنی ميں۔ بعض نے معنی کي بيں، مخلوقات کی صفات سے بلند اور برتر۔ تفاعل کا صيغ مبالغے کے ليے ہے۔ "اسی کے ہاتھ ميں بادشاہی ہے" يعنی ہر طرح کی قدرت اور غلبہ اسی کو حاصل ہے، وہ کا نئات ميں جس طرح کا تصرف کرے، کوئی اسے روک نہيں سکتا، وہ شاہ کو گدا اور گدا کو شاہ بنادے، امير کو غريب غريب کو امير کردے۔ کوئی اس کی حکمت ومشيت ميں دخل نہيں دے سکتا۔

۲. روح، ایک ایسی غیر مرئی چیز ہے کہ جس بدن سے اس کا تعلق واتصال ہوجائے، وہ زندہ کہلاتا ہے اور جس بدن سے اس کا تعلق منقطع ہوجائے، وہ موت سے ہم کنار ہوجاتا ہے۔ اس نے یہ عارضی زندگی کا سلسلہ، جس کے بعد موت ہے اس کے قائم کیا ہے تاکہ وہ آزمائے کہ اس زندگی کا صحیح استعال کون کرتا ہے؟ جو اسے ایمان واطاعت کے لیے استعال کرتا ہے؟ جو اسے ایمان واطاعت کے لیے استعال کرے گا، اس کے لیے بہترین جزاء ہے اور دوسروں کے لیے عذاب۔

الرَّحْلِن مِنْ تَغُوُّتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرُّهَلُ تَرْى مِنْ فُطُوْرِ ۞

تُثَوَّارُحِعِ الْبُصَرَكَرَّتَيْنِيَيْقَلِبُ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَحَسِيُنُ

ۅؙڵڡۜٙۮؙۯۜؾۜػٚٵڶۺۜٮؘمۜٲٵٮڷ۠ۺؙٵڽٕٮڝٙٳڽؽٛۊ ۅؘجَعَلْنهَاۯجُوٛۄڴٳڵۺۜڶيڟؚؽڹۣۅٙڵڠؘؾۮؙڹٚٵۿڞؙ عَذَابَ السَّعِيْرِ۞

> ۅؘڵڷۮؚؽؙؽؘػؘڡؙٛۯ۠ٵؠؚڔٙؾؚۿؚۄؙۘؗؗۼڎؘٵٮؚٛجۿؘڎٛۄ ۅؘؠؚۺؙؙٵؠؙؠؘڝؚؽؙۯ

إِذَا أَلْقُوا فِيْهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِي تَفُورُنَّ

تَكَادُتَمَيِّزُمِنَ الْغَيْظِ كُلَّمَ ٱلْقِيَ فِيهَا فَوْجُ

والے) اللہ رخمٰن کی تخلیق میں کوئی بے ضابطَّی نہ دیکھے گا، (() دوبارہ (نظریں ڈال کر) دیکھ لے کیا کوئی شگاف بھی نظر آرہا ہے۔(۲)

**م.** پھر دوہرا کر دو دو بار دیکھ لے تیری نگاہ تیری طرف ذلیل (وعاجز) ہو کر تھکی ہوئی لوٹ آئے گا۔<sup>(۳)</sup>

8. اور بیشک ہم نے آسان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا اور انہیں شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بنادیا<sup>(۳)</sup> اور شیطانوں کے لیے ہم نے (دوزخ کا جلانے والا) عذاب تیار کردیا۔

۲. اور اپنے رب کے ساتھ کفر کرنے والوں کے لیے جہنم
 کا عذاب ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے۔

2. جب یہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑے زور کی آواز سنیں گے اور وہ جوش ماررہی ہوگی۔ $^{(a)}$ 

٨. قريب ہے كه (البھى) غصے كے مارے كھٹ جائے،(١)

ا. یعنی کوئی تناقض، کوئی کجی، کوئی نقص اور کوئی خلل، بلکہ وہ بالکل سیدھے اور برابر ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان سب کا پیدا کرنے والا صرف ایک ہی ہے متعدد نہیں ہیں۔

۲. بعض دفعہ دوبارہ غور سے دیکھنے سے کوئی نقض اور عیب نکل آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دعوت دے رہا ہے کہ باربار دیکھو کہ کہا تہمیں کوئی شکاف نظر آتا ہے؟

m. یه مزید تاکید ہے جس کا مقصد اپنی عظیم قدرت اور وحدانیت کو واضح تر کرنا ہے۔

۳. یہاں ساروں کے دو مقصد بیان کیے گئے ہیں ایک آسانوں کی زینت، کیونکہ وہ چراغوں کی طرح جلتے نظر آتے ہیں۔ دوسرا، شیطان اگر آسانوں کی طرف جانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ شرارہ بن کر ان پر گرتے ہیں۔ تیسرا مقصد ان کا یہ ہے جسے دوسرے مقامات پر بیان فرمایا گیا ہے کہ ان سے برو بحر میں راستوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔

۵. شَهِیْقٌ اس آواز کو کہتے ہیں جو گدھا کہلی مرتبہ نکالتا ہے، یہ فتیج ترین آواز ہوتی ہے۔ جہنم بھی گدھے کی طرح چیخ اور جلار بی اور آگ پر رکھی ہوئی ہانڈی کی طرح جوش مار رہی ہوگی۔

٢. يا مارے غيظ وغضب كے اس كے حصے ايك دوسرے سے الگ ہوجائيں گے۔ يہ جہنم كافرول كو ديكھ كر غضب ناك

سَأَلَهُ مُ خَزَنَتُهَا ٱلَّهُ يَأْتِكُمُ نَذِيُرُ۞

قَالُوَّا بَلِي قَدُجَاءُ نَا نَنِ يُرَّهُ فَكَدَّبُنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللهُ مِنْ شَّئُ عَلِّانُ اَنْتُوْالافِي صَلْلِ بَيْمِرِ ۞

وَقَالُوۡالوُكُنَّانَسُمُعُ اَوۡنَعُقِلُ مَاكُنَّا فِنَ اَصُحٰبِ السَّعِيْرِ ۞

ٳڽۜٵڰڹؽؙؽؘؿؘڡٛٛؿؘۅؙٛؽؘۯڹۜۿۄؙڔڸڷۼؽٮؙؚؚڵۿؙۄۨڡۧۼٛڡٚۯۊ۠ ۊۜٲڿٛڒ۠ڲ۪ڹؿؗۯٛ۞

جب تجھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو اس سے جہنم کے داروغے یو چھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟(۱)

9. وہ جواب دیں گے کہ بیشک آیا تھا لیکن ہم نے اسے حصلایا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پچھ بھی نازل نہیں فرمایا۔ تم بہت بڑی گر اہی میں ہی ہو۔

• اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے ہوتے یا عقل رکھتے ہوتے تو دوز خیوں میں (شریک) نہ ہوتے۔ (۳)

ال. اس طرح وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلیں گے (<sup>(())</sup> اب یہ دوزخی دفع ہوں (دور ہوں)۔

۱۲. بیشک جو لوگ این پرورد گار سے غائبانہ طور پر ڈرتے رہے اس بین ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا ثواب ہے۔

ہوگی، جس کا شعور اللہ تعالیٰ اس کے اندر پیدا فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جہنم کے اندر یہ ادراک وشعور پیدا کردینا کوئی مشکل نہیں ہے۔

ا. جس کی وجہ سے تہمیں آج جہنم کے عذاب کا مرہ چکھنا پڑا ہے۔

r. لیعنی ہم نے پیغیبروں کی تصدیق کرنے کے بجائے انہیں حبطایا، آسانی کتابوں کا ہی سرے سے انکار کردیا، حتیٰ کہ اللہ کے پیغیبروں کو ہم نے کہا کہ تم بڑی گمراہی میں مبتلا ہو۔

۳. لیعنی غور اور توجہ سے سنتے اور ان کی باتوں اور تضیحتوں کو آویزۂ گوش بنالیتے، اس طرح اللہ کی دی ہوئی عقل سے مجھی سوچنے سبچھنے کا کام لیتے تو آج ہم دوزخ والوں میں شامل نہ ہوتے۔

٨. جس كى بنا ير مستحق عذاب قرار پائے، اور وہ ہے كفر اور انبياء عليهم كى تكذيب-

۵. لیعنی اب ان کے لیے اللہ سے اور اس کی رحمت سے دوری ہی دوری ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ، سُٹھی، جہنم کی ایک وادی کانام ہے۔

٣. یہ اہل کفر و تکذیب کے مقابلے میں اہل ایمان کا اور ان نعتوں کا ذکر ہے جو انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ملیں گی۔ بِالْغَیْبِ کا ایک مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کو دیکھا تو نہیں، لیکن پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہوئے وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہے۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوگوں کی نظروں سے غائب، یعنی خلوتوں میں اللہ سے ڈرتے رہے۔
 اللہ سے ڈرتے رہے۔

ۅٙڷؠڗ۠ۉٵۊؘۅؙڵػؙۉٲۅٳڂؚۿڒۉٳڮ؋ٳڹۜٛ؋ؙۼڸؽؗۄ۫ٛڒؚؽؚۮؘٳؾ ٳڵڞؙۮؙۉ؈

ٱلاَيَعُكُوْ مَنُ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيْرُ ﴿

هُوَالَّذِي حَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُوُلَا فَامْشُوْا فِي مَنَاكِيهَا وَكُلُوَّا مِنُ لِّذْ قِهْ وَالِيُهِ الشَّفُورُ۞

ءَآمِنْتُوْمُّنُ فِي التَّمَاءِ آنُ يَّخْسِفَ بِكُمُّ الْاَرْضَ فَإِذَاهِيَ تَمُوُرُكُ

**سا**. اور تم اپنی باتوں کو چھپاؤ یا ظاہر کرو<sup>(۱)</sup> وہ تو سینوں کی پوشید گیوں کو بھی بخوبی جانتا ہے۔<sup>(۲)</sup>

۱۳ کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ (۳) پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو۔ (۴)

10. وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو بہت و مطبع کر دیا<sup>(۵)</sup> تاکہ تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو<sup>(۱)</sup> اور اللہ کی روزیاں کھاؤ (پیو) <sup>(۵)</sup> اور اسی کی طرف (تمہیں) جی کر اٹھ کھڑا ہونا ہے۔

17. کیا تم اس بات سے بے خوف ہوگئے ہو کہ آسانوں والا تہمیں زمین میں دھنسادے اور اجانک زمین لرزنے لگے۔(^)

ا. یہ کچر کافروں سے خطاب ہے۔ مطلب ہے کہ تم رسول الله مَنگاتِیَمُ کے بارے میں حیب کر باتیں کرو یا علانیہ، سب اللہ کے علم میں ہے۔ اس سے کوئی بات مخفی نہیں۔

۲. یہ سر وجہر جاننے کی تعلیل ہے کہ وہ تو سینوں کے رازوں اور دلوں کے بھیدوں تک سے واقف ہے، تمہاری ہاتیں کس طرح اس سے پوشیدہ رہ سکتی ہیں؟

سب لیعنی سینوں اور دلوں اور ان میں پیدا ہونے والے خیالات، سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، تو کیا وہ اپنی مخلوق سے بے علم رہ سکتا ہے، استفہام، انکار کے لیے ہے، لیعنی نہیں رہ سکتا۔

م. لَطِیْفٌ کے معنی ہی باریک بین کے ہیں الَّذِیْ لَطُفَ عِلْمُهُ بِمَا فِي الْقُلُوْبِ (فتح القدير) جس كا علم اتنا اطیف ہے كہ دلوں میں پرورش یانے والی باتوں كو بھی وہ جانتا ہے۔

۵. ذَلُوْ لٌ کے معنی، مطیع ومنقاد کے ہیں جو تمہارے سامنے جھک جائے، سر تابی نہ کرے۔ یعنی زمین کو تمہارے لیے نرم
 اور آسان کردیا ہے، اسے اس طرح سخت نہیں بنایا کہ تمہارا اس پر آباد ہونا اور چلنا پھرنا مشکل ہوجاتا۔

۲. مَنَاكِبَ مَنْكِبٌ كَى جَعْ ہے، جانب يہاں اس سے مراد اس كے راستے اور اطراف وجوانب ہيں۔ امر اباحت كے ليے
 ہے، ليخي اس كے راستوں ميں چلو۔

ے. تعنی زمین کی پیداوار سے کھاؤ پیو۔

٨. ليعنى الله تعالى جو آسانوں پر ليعنى عرش پر جلوه گر ہے، يه كافروں كو ڈرايا جارہا ہے كه آسانوں والى ذات جب چاہے متہيں زمين ميں دھنسادے۔ ليعنى وہى زمين جو تمہارى قرار گاہ ہے اور تمہارى روزى كا مخزن ومنبع ہے، الله تعالى اسى زمين كو، جو نہايت پرسكون ہے، حركت و جنبش ميں لاكر تمہارى ہلاكت كا باعث بناسكتا ہے۔

ٱمْرَامِنْتُمُ مُّنُ فِي السَّمَاءِ اَنْ يُّرُسِلَ عَلَيْكُمُ حَاصِبًا فُسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَنِيْرِ۞

وَلَقَدُ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ تَبْلِهِمُ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ۞

ٱۅٙڵۄ۫ؽڒۘۉٚٳٳڮٙٳڶڟؽڔۏؘۊۿۿؙۄۻٙڡٚؾؖۊؘؽڤٙؠؚڝؙڹۧٛ ڡٵؽؙۺٮڴۿؙؾٳڵٳٳڶڗؙٷؿٝٳٮۜۜۼؙؠؚڟۣٚۺؘؙؽؙؙٞڹٞڝؽۯ۞

ٱ؆ٞؽؙۿؽٚٵٳڰۜڹؚؽؙۿۅؘڿؙؽ۠ڐٛڰٛٷؙؠؙؽؙڞؙۯؙڮٛۄ۫ۺ ۮؙۏڹؚٵڵڗۜڞؙڸڹٵڹٵڷڮڟٛٷؽٳڷڒڣٛۼ۠ۯؙۉ۞ۧ ٵ؆ۜؽؙۿؽؘٵٳڰڹؽؘڽۯؙڹ۠ڠؙڴٷڶؽٲڡؙڛڬ ڔٮۯؙۊؘۜٷ۫ڹٛڶ۫ڰڋٛٷٳڣٛۼؙؾٟ۫ۊۜۊؘٛڹؙڡؙٛٛۅ۫ڕٟ۞

ال یا کیا تم اس بات سے نڈر ہوگئے ہو کہ آسانوں والا تم پر پتھر برسادے؟ (۱) پھر تو شہبیں معلوم ہوہی جائے گا کہ میرا ڈرانا کیبا تھا۔ (۲)

۱۸. اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا تو دیکھو ان
 یر میرا عذاب کیسا بچھ ہوا؟

19. کیا یہ اپنے اوپر پر کھولے ہوئے اور ( بھی بھی) سمیٹے ہوئے (اڑنے والے) پر ندوں کو نہیں دیکھتے، (۳) انہیں (اللہ) رحمٰن ہی (ہوا وفضا میں) تھامے ہوئے ہے۔ (۹) بیشک ہر چیز اس کی نگاہ میں ہے۔

۲۰. سوائے اللہ کے تمہارا وہ کونسا لشکر ہے جو تمہاری مدد
 کرسکے(۵) کافر تو سراسر دھوکے ہی میں ہیں۔(۱)

۲۱. اگر اللہ تعالی اپنی روزی روک لے تو بتاؤ کون ہے جو پھر تمہیں روزی دے گا؟<sup>(2)</sup> بلکہ (کافر) تو سرکشی اور بدکنے

ا. جیسے اس نے قوم لوط اور اصحاب الفیل (ہاتھیوں والے ابرہہ اور اس کے لشکر) پر برسائے اور پتھروں کی بارش سے ان کو ہلاک کردیا۔

۲. کنیکن اس وقت یه علم، بے فائدہ ہو گا۔

سم. پرندہ جب ہوا میں اڑتا ہے تو وہ پر پھیلا لیتا ہے اور مجھی دوران پرواز پرول کو سمیٹ لیتا ہے۔ یہ پھیلانا، صَفُّ اور سمیٹ لینا فَبْضٌ ہے۔

م. یعنی دوران پرواز ان پرندول کو تھامے رکھنے والا کون ہے، جو انہیں زمین پر گرنے نہیں دیتا؟ یہ اللہ رخمٰن ہی کی قدرت کا ایک نمونہ ہے۔

۵. یہ استفہام تقریع و تونیخ کے لیے ہے۔ جُندٌ کے معنی ہیں لشکر، جھہ یعنی کوئی لشکر اور جھہ ایسا نہیں ہے جو تمہیں اللہ
 کے عذاب سے بچاسکے۔

٧. جس ميں انہيں شيطان نے مبتلا كر ركھا ہے۔

2. لیعنی الله بارش نه برسائے، یا زمین ہی کو پیداوار سے روک دے یا تیار شدہ فصلوں کو تباہ کردے، جیسا کہ بعض بعض دفعہ وہ ایسا کرتا ہے، جس کی وجہ سے تمہاری خوراک کا سلسلہ موقوف ہوجائے۔ اگر الله نعالی ایسا کردے تو کیا کوئی اور ہے جو اللہ کی اس مشیت کے برعکس تمہیں روزی مہیا کردے؟ یر اڑ گئے ہیں۔(۱)

اَفَمَنُ يَّمُشِى مُكِبًّاعَلَ وَجُهِمَ آهُلَى اَ اَمَّنُ يَهُشِي سَوِيًّا عَلَى صِرَاطٍ مُنْسَتَقِيْمٍ ﴿

قُلُ هُوَالَّذِيُّ اَنْشَاكُمُ وَجَعَلَ لَكُوُ السَّمْعَ وَالْوَبْصَارَوَ الْوَنِّيةَ فَيلِيلًا مِّا تَشْكُرُونَ۞

قُلُ هُوَالَّذِي ذَرَاكُوْرِنِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ تُحْشَرُونَ۞

۲۲. اچھا وہ شخص زیادہ ہدایت والا ہے جو اپنے منہ کے بل اوندھا ہوکر چلے ('') یا وہ جو سیدھا (پیروں کے بل) راست پر چلاہو؟ ('')

۲۳. کہہ دیجیے کہ وہی (اللہ) ہے جس نے تمہیں پیدا کیا<sup>(۵)</sup> اور تمہارے کان آ تکھیں اور دل بنائے<sup>(۵)</sup> تم بہت ہی کم شکر گزاری کرتے ہو۔<sup>(۱)</sup>

۲۴. کہہ دیجیے کہ وہی ہے جس نے تنہیں زمین میں پھیلادیا اور اس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤگ۔

ا. یعنی وعظ ونصیحت کی ان باتوں کا ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا، بلکہ وہ حق سے سرکشی اور اعراض ونفور میں ہی بڑھتے چلے جارہے ہیں، عبرت کپڑتے ہیں اور نہ غوروفکر کرتے ہیں۔

۲. منہ کے بل اوندھا چلنے والے کو دائیں بائیں اور آگے کچھ نظر نہیں آتا، نہ وہ ٹھوکروں سے محفوظ ہوتا ہے۔ کیا ایسا شخص اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے؟ یقیناً نہیں پہنچ سکتا۔ ای طرح دنیا میں اللہ کی معصیتوں میں ڈوبا ہوا شخص آخرے کی کامبانی سے محروم رہے گا۔

سا. جس میں کوئی بھی اور انحواف نہ ہو اور اس کو آگے اور دائیں بائیں بھی نظر آرہا ہو۔ ظاہر ہے یہ شخص اپنی منزل مقصود کو بھنی جائے گا۔ یعنی اللہ کی اطاعت کا سیدھا راستہ اپنانے والا، آخرت میں سرخرو رہے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مومن اور کافر دونوں کی اس کیفیت کا بیان ہے جو قیامت کے دن انکی ہوگی۔ کافر منہ کے بل جہنم میں لے جائے جائیں گے اور مومن سیدھے اپنے قدموں پر چل کر جنت میں جائیں گے، جیسے کافروں کے بارے میں دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَتَحْشَرُونَ بُونِ الْقِیمَةِ عَلَى وَجُوفِهِهُ ﴾ (بني إسرائيل: ٩٥) (ہم انہیں قیامت کے دن منہ کے بل اکٹھا کریں گے)۔ بہ یعنی کہلی مرتبہ بیدا کرنے والا اللہ ہی ہے۔ بہ ایک کہا میں ہے۔

۵. جن سے تم سن سکو، دیکھ سکو اور اللہ کی مخلوق میں غوروفکر کرکے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرسکو۔ تین قوتوں کا ذکر فرمایا ہے جن سے انسان مسموعات، مبصرات اور معقولات کا ادراک کرسکتا ہے، یہ ایک طرح سے اتمام جحت بھی ہے اور اللہ کی ان نعتوں پر شکر نہ کرنے کی ندمت بھی۔ اسی لیے آگے فرمایا، تم بہت ہی کم شکر گزاری کرتے ہو۔
 ۲. لیعنی شُکہًا قَلدُلاً با زَمنًا قَلدُلاً با قلت شکر سے مراد ان کی طرف سے شکر کا عدم وجود ہے۔

2. لعنی انسانوں کو پیدا کرکے زمین میں پھیلانے والا بھی وہی ہے اور قیامت کے دن سب جمع بھی اس کے پاس ہوںگے، کسی اور کے پاس نہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتَى لِهٰذَاالُوَعُدُالِنُ كُنُتُوُ صٰدِقِيْنَ۞

قُل إِنْمَا الْعِلْهُ عِنْدَاللَّهُ وَإِنْمَا الْعِلْهُ عِنْدَاللَّهُ وَإِنْمَا اَنَا نَذِيْرٌ مِنْهِينٌ ۞

فَكَتَّارَاوَهُ زُلْفَةً سِيِّنَتُ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَهُ وَا

قُلُ آرَءُيُثُمُ إِنَّ آهُ لَكَنِّى اللهُ وَمَنُ مَّعِى ٱوْرَحِمَنَا ْفَمَنُ يُجِيُّرُ الْكِفِرِينَ مِنْ عَنَابِ ٱلِيدِّمِ ﴿

قُلُ هُوَالرَّحُمٰنُ الْمَنَّابِ وَعَلَيْ وَتَوَكَّلُنَا "

۲۵. اور (کافر) پوچھتے ہیں کہ وہ وعدہ کب ظاہر ہو گا اگر تم سے ہو (تو بتاؤ؟)۔

۲۷. آپ کہہ دیجے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے، (۲) میں تو صرف کھلے طور پر آگاہ کردینے والا ہوں۔ (۳) میں کے۔ اور جب یہ لوگ اس وعدے کو قریب تریالیں گے (۴)

21. اور جب یہ تو ت ان وعدے و مریب ر پایں ہے۔ (۵)

اس وقت ان کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔ (۵)

اور کہد دیا جائے گا کہ یہی ہے جسے تم طلب کیا کرتے

صفحہ۔ (۲)

۲۸. آپ کہہ دیجے اچھا اگر مجھے اور میرے ساتھیوں کو اللہ تعالی ہلاک کردے یا ہم پر رحم کرے (بہر صورت یہ تو بتاؤ) کہ کافروں کو دردناک عذاب سے کون بجائے گا؟ (

٢٩. آپ كهه ديجيے كه وبى رطن ہے ہم تو اس پر ايمان

ا. يه كافر بطور استهزاء اور قيامت كو مستبعد سبحقة موئ كتب تھے۔

۲. اس کے سواکوئی نہیں جانتا، دوسرے مقام پر فرمایا، ﴿قُلُ إِنْمَاعِلْمُهَاعِنْدُارَةِ ﴾ (آپ فرما دیجے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے یاس ہے)۔ (الأعراف: ۱۸۷)

سعنی میراکام تو اس انجام سے ڈرانا ہے جو میری تکذیب کی وجہ سے تنہارا ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں میراکام انذار
 نفیب کی خبریں بتلانا نہیں۔ الایہ کہ جس کی بابت خود اللہ مجھے بتلادے۔

٨٠. رَأَقُ هُ ميں ضمير كا مرجع اكثر مفسرين كے نزديك عذاب قيامت ہے۔

۵. لیعنی ذلت، ہولناکی اور دہشت سے ان کے چہرول پر ہوائیاں اڑر ہی ہول گی۔ جس کو دوسرے مقام پر چہرول کے ساہ ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (آل عمران: ۱۰۲)

لا. تَدْعُوْنَ اور تُدْعَوْنَ ك ايك بى معنى بيں۔ لينى يہ عذاب جو تم ديكھ رہے ہو، وہى ہے جے تم دنيا ميں جلد طلب
 كرتے تھے۔ جيسے سورة ش: ١٦، اور الأنفال: ٣٢، وغيره ميں ہے۔

2. مطلب یہ ہے کہ ان کافروں کو تو اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے، چاہے اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور اس پر ایمان لانے والوں کو موت یا قتل کے ذریعے سے ہلاک کردے یا انہیں مہلت دے دے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہم باوجود ایمان کے خوف اور رجاء کے درمیان ہیں، پس حمہیں تمہارے کفر کے باوجود عذاب سے کون بچائے گا؟ لا چیک<sup>(۱)</sup> اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ <sup>(۲)</sup> متہبیں عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ صرت گراہی میں کون ہے؟ <sup>(۳)</sup>

• ۳۰. آپ کہہ دیجیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارے (پینے کا) پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو تمہارے لیے نقرا ہوا پانی لائے؟ <sup>(۳)</sup>

فَسَتَعُلَبُونَ مَنُ هُوَ فِي ضَلِل مُّبِينِي 🔞

قُلُ ارَءَيْتُوْانَ اَصُبِحَ مَا وَٰكُوْغُورًا فَمَنْ يَاٰتِيكُوْ بِمَا ۚ مَعِيْنِ ۚ

ا. یعنی اس کی وحدانیت پر، اسی لیے اس کے ساتھ شریک نہیں مظہراتے۔

۲. کسی اور پر نہیں۔ ہم اپنے تمام معاملات اسی کے سپر د کرتے ہیں، کسی اور کے نہیں۔ جیسے مشرک کرتے ہیں۔ ۱۳. تم ہو یا ہم؟ اس میں کافروں کے لیے سخت وعید ہے۔

سم. غَوْرٌ کے معنی ہیں خشک ہوجانا یا اتنی گہرائی میں چلاجانا کہ وہاں سے پانی نکالنا ناممکن ہو۔ لیعنی اگر اللہ تعالی پانی خشک فرمادے کہ اس کا وجود ہی ختم ہوجائے یا اتنی گہرائی میں کردے کہ ساری مشینیں پانی نکالنے میں ناکام ہوجائیں تو بتلاؤ پھر کون ہے جو تہمیں جاری، صاف اور نتھرا ہوا پانی مہیا کردے؟ لیعنی کوئی نہیں ہے۔ یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ تمہاری معصیتوں کے باوجود وہ تہمیں پانی سے بھی محروم نہیں فرماتا۔

#### سورۂ قلم کمی ہے اور اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

## المُؤلِّعُ الْقِبَانِ الْمُؤلِّعُ الْقِبَانِ الْمُؤلِّعُ الْقِبَانِ الْمُؤلِّعُ الْقِبَانِ الْمُؤلِّعُ الْمُؤلِّ

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا

مہربان نہایت رحم والا ہے۔

#### 

ا. نَ، (ا) قسم ہے قلم کی اور (۲) اس کی جو پچھ کہ وہ (فرشتے) کھتے ہیں۔ (۳)

## نَ وَالْقَلَوِ وَمَا يَسُطُرُونَ اللهِ

۲. تو اینے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہے۔

س. اور بے شک تیرے لیے بے انتہاء اجر ہے۔

م. اور بیشک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق یر ہے۔

۵. پس اب تو بھی دیکھ لے گا اور یہ بھی دیکھ

مَا اَنْتَ بِنِعُمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿ وَإِنَّ لَكَ لَاجْرًا غَيْرُمَمُنُوْنٍ ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلْخُلُتِ عَظِيْرٍ فَسَنْبُعِرُ وَيُنْجِرُونَ فَسَنْبُعِرُ وَيُنْجِرُونَ

ا. نَ، ای طرح حروف مقطعات میں سے ہے، جیسے اس سے قبل صَ، قَ اور دیگر فواتح سور گزر چکے ہیں۔ ۲. قلم کی قشم کھائی، جس کی اس لحاظ سے ایک اہمیت ہے کہ اس کے ذریعے سے تبیین وتوضیح ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ خاص قلم ہے جملے اللہ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا اور اس کو نقذیر لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے اہد تک ہونے والی ساری چیزیں لکھ دیں۔ (تفسیر سورة نَ والقلم وقال الألباني صحیح)

سلا یک مطرون کا مرجع اصحاب قلم ہیں، جس پر قلم کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ اس لیے کہ آلئہ کتابت کا ذکر کاتب کے وجود کو مستزم ہے۔ مطلب ہے کہ اس کی بھی قسم جو لکھنے والے لکھتے ہیں یا پھر مرجع فرشتے ہیں، جیسے ترجمہ سے واضح ہے۔ ۱۸ بیہ جواب قسم ہے، جس میں کفار کے قول کا رو ہے، وہ آپ کو مجنون (دیوانہ) کہتے تھے۔ ﴿ یَا یَکُوا الَّذِی نُوِّلَ عَلَیْدِ الدِّکُوْ الَّذِی کُوْلِ مَعَالَمُ اللَّذِی نُوِّلَ عَلَیْدِ الدِّکُوْ اللَّهِ کُوْلُ اللَّهِ کُوْلُ اللّهِ عَلَیْ اللّهِ کُولُ عَلَیْدِ اللّهِ کُولُ وَلَا وَ اللّهِ عَلَیْ اللّهِ کُولُ اللّهِ کَاللّهِ کُولُ اللّهِ کُولُ اللّهِ کَاللّهِ کُولُ اللّهِ کُلُولُ اللّهِ کُولُ اللّهِ کُلُولُ اللّهِ کُلُولُ اللّهِ کُولُ اللّهِ کُلُولُ اللّهِ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ اللّهِ کُلُولُ اللّهِ کُلُولُ اللّهِ کُلُولُ اللّهِ کُلُولُ اللّهِ کُلُولُ کُلِمُ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُلِمُ کُلِمُ کُلِمُ کُلُولُ کُلِمُ کُلُولُ کُلُولُ کُلِمُ کُلِمُ کُلِمُ کُلُمُ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُلِمُ کُلِمُ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُلِمِ کُلُولُ کُلُول

۵. فریصنر نبوت کی ادائیگی میں جتنی زیادہ تکلیفیں برداشت کیں اور دشمنوں کی باتیں تو نے سی ہیں اس پر اللہ تعالی کی طرف سے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ مَنَّ کے معنی قطع کرنے کے ہیں۔

۲. خُلْتِی عَظِیْم سے مراداسلام، دین یا قرآن ہے مطلب ہے کہ تو اس خلق پر ہے جس کا حکم اللہ نے تھے قرآن میں یا دین اسلام میں دیا ہے۔ یا اس سے مراد وہ تہذیب وشائنگی، نرمی اور شفقت، امانت وصداقت، حکم وکرم اور دیگر اخلاقی خوبیال ہیں، جس میں آپ نبوت سے پہلے بھی ممتاز سے اور نبوت کے بعد ان میں مزید بلندی اور وسعت آئی۔ اس لیے جب حضرت عائشہ وظافیا سے آپ مُثَافِیاً کے اخلاق کی بابت سوال کیا گیا تو فرمایا: کَانَ خُلْقُهُ الْقُرْآنَ (صحیح مسلم، کتاب المسافرین، باب جامع صلاۃ اللیل ومن نام عنه أو مرض) حضرت عائشہ دُٹافِیاً کا یہ جواب خلق عظیم کے فرکورہ دونوں مفہوموں پر حاوی ہے۔

لیں گے۔(۱)

٢. كه تم ميں سے كون فتنه ميں پڑا ہوا ہے۔

کے بیشک تیرا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو خوب جانتا

ہے، اور وہ راہ یافتہ لوگوں کو بھی بخوبی جانتا ہے۔

۸. پس تو حبطلانے والوں کی نہ مان۔

 وه تو چاہتے ہیں کہ تو ذرا ڈھیلا ہوتو یہ مجی ڈھیلے پڑجائیں۔<sup>(۳)</sup>

•ا. اور تو کسی ایسے شخص کا بھی کہا نہ ماننا جو زیادہ قشمیں کھانے والا، نے و قار۔

١١. طعنے دینے والا، چغل خور۔

17. بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھ جانے والا، گناہ گار۔ سلا گردن کش، پھر ساتھ ہی بے نسب ہو۔<sup>(^)</sup>

۱۳۰۰ اس کی سرکشی صرف اس کیے ہے کہ وہ مال والا اور (۵)

بیٹوں والا ہے۔<sup>(۵)</sup>

بِإِيِّتُكُوْ الْمَفْتُونُ ۞

اِتَّ رَتَّكِ هُوَاعُلُو بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ٣

وَهُوَاعُلَوْ بِالْمُهْتَدِيْنَ۞

فَلَاثِطِعِ الْمُكَدِّبِيْنَ⊙

وَدُّوُ الوَّتُكُ هِنُ فَيْكُ هِنُونَ۞

ۅؘڵٳٮؙۛڟؚۼؙػؙڷؘڂڷٳڽؚڡٞٙۿؽڹۣ<sup>ڽ</sup>

ۿؠۜۧٳۯؚڡۜۺۘٵٙٵؚؠؚڹٮؽۄؚۨ۞ ۺٵۜ؏؆ؚڶؙڂؘؽؙڔڡؙۼؾؘٮۭٲؿؽۄؚ ۼؙؾؙڷۣڹۼڶۮڶڮۮؘڹؽؙۄۨ ٲڽؙػٲڹۮؘٲڝؘٳٛڸٷٙڹؽؙؿڽٛ

ا. تعنی جب حق واضح ہوجائے گا اور سارے پردے اٹھ جائیں گے۔ اور یہ قیامت کے دن ہوگا۔ بعض نے اسے جنگ بدر سے متعلق قرار دیا ہے۔

r. اطاعت سے مراد یہاں وہ مدارات ہے جس کا اظہار انسان اپنے ضمیر کے خلاف کر تا ہے۔ لینی مشرکوں کی طرف جھکنے اور ان کی خاطر مدارات کی ضرورت نہیں ہے۔

سا لینی وہ تو چاہتے ہیں کہ تو ان کے معبودوں کے بارے میں نرم رویہ اختیار کرے تو وہ بھی تیرے بارے میں نرم رویہ اختیار کریں لیکن باطل پرستی کو چھوڑنے میں ڈھیلے رویہ اختیار کریں لیکن باطل پرستی کو چھوڑنے میں ڈھیلے ہوجائیں گے۔ اس لیے حق میں مداہنت حکمت تبلیغ اور کار نبوت کے لیے سخت نقصان وہ ہے۔

م. یہ ان کافروں کی اخلاقی پستیوں کا ذکر ہے جن کی خاطر پغیبر کو مداہت کرنے سے روکا جارہا ہے۔ یہ صفات ذمیمہ کسی ایک شخص کی بیان کی گئی ہیں یا عام کافروں کی؟ پہلی بات کا مأخذ اگرچہ بعض روایتیں ہیں، گر وہ غیر مستند ہیں۔ اس لیے مقصود عام لیعنی ہر وہ شخص ہے جس میں مذکورہ صفات یائی جائیں۔ زَنْیْہٌ، ولد الحرام یا مشہور وہدنام۔

۵. لینی مذکورہ اخلاقی قباحتوں کا ارتکاب وہ اس لیے کرتا ہے کہ اللہ نے اسے مال اور اولاد کی نعمتوں سے نوازا ہے لیمن وہ شکر کے بجائے کفران نعمت کرتا ہے۔ بعض نے اسے وَلَا تُطِعْ کے متعلق قرار دیا ہے۔ لیمنی جس شخص کے اندر یہ

إِذَا تُتُلَّى عَلَيْهِ الْمِتُنَاقَالَ اَسَاطِيُرُا لُوَّ لِينَ®

سَنَسِمُهُ عَلَى الْغُرُطُومِ ﴿

ٳٮٞٵؠؘۘڷٷڹۿؙٷٙڮؠٵؠٷؘؽٙٵڞڬٵۼۘڹؾۜ؋ ٳۮؙٲڨؙٮٮؙٛۅ۫ٵڶؽڞؙڔؚڡ۠ڹۜۿٵمؙڞؙؠڿؽڹؘ۞۫

وَلا يَسُتَثَنُّوْنَ@

فَطَافَ عَلَيْهَا طَأَيِفٌ مِّنُ رَبِّكَ وَهُوْ نَأَيِمُونَ ®

10. جب اس کے سامنے ہماری آسیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ تو اگلوں کے قصے ہیں۔

١٦. تهم بھی اس کی سونڈ (ناک) پر داغ دیں گے۔(۱)

11. بیشک ہم نے انہیں اسی طرح آزمالیا<sup>(۲)</sup> جس طرح ہم نے باغ والوں کو<sup>(۳)</sup> آزمایا تھا جب کہ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی اس باغ کے کھل اتارلیں گے۔<sup>(۳)</sup>

١٨. اور ان شاء الله نه كها-

19. پس اس پر تیرے رب کی جانب سے ایک بلا چاروں طرف گھوم گئی اور یہ سو ہی رہے تھے۔(۵)

خرابیاں ہوں، اس کی بات صرف اس لیے مان کی جائے کہ وہ مال واولاد رکھتا ہے؟

ا. بعض کے نزویک اس کا تعلق دنیا ہے ہے، مثلاً کہاجاتا ہے کہ جنگ بدر میں ان کافروں کی ناکوں کو تلواروں کا نشانہ بنایا گیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ قیامت کے دن جہنیوں کی علامت ہوگی کہ ان کی ناکوں کو داغ دیا جائے گا۔ یا اس کا مطلب چہروں کی سیابی ہے۔ جیسا کہ کافروں کے چہرے اس دن سیاہ ہوں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ کافروں کا یہ حشر دنیا اور آخرت دونوں جگہ ممکن ہے۔

۲. مراد اہل مکہ بیں۔ لیعن ہم نے ان کو مال ودولت سے نوازا، تاکہ وہ اللہ کا شکر کریں، نہ کہ کفر و تکبر۔ لیکن انہوں
نے کفر وائٹلبار کا راستہ اختیار کیا تو ہم نے انہیں بھوک اور قحط کی آزمائش میں ڈال دیا، جس میں وہ نبی شکی فیٹی کی بددعا
کی وجہ سے کچھ عرصہ مبتلا رہے۔

سر باغ والوں کا قصہ عربوں میں مشہور تھا۔ یہ باغ صَنعَآء (یمن) سے دو فریخ کے فاصلے پر تھا۔ اس کا مالک اس کی پیداوار میں سے غرباء ومساکین پر بھی خرج کرتا تھا۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد جب اس کی اولاد اس کی وارث بنی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے تو اپنے اخراجات ہی بشکل پورے ہوتے ہیں، ہم اس کی آمدنی میں سے مساکین اور سائلین کو کس طرح دیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس باغ کو ہی تباہ کردیا۔ کہتے ہیں یہ واقعہ حضرت عیسیٰ عَلیْشِا کے آسان پر اٹھائے جانے کے تھوڑے عصری عیسیٰ عَلیْشِا کے آسان پر اٹھائے جانے کے تھوڑے عصری عیسیٰ علیہ میں بیش آیا۔ (ٹی القدیر) یہ ساری تفصیل تفسیری روایات کی ہے۔

۴. صَوْمٌ کے معنی ہیں، پھل اور کھیتی کا کائنا، مُصْبِحِیْنَ حال ہے۔ لینی صبح ہوتے ہی کھل اتارلیں گے اور پیداوار کاٹ لیں گے۔

۵. بعض کہتے ہیں، راتوں رات اسے آگ لگ گئ، بعض کہتے ہیں، جبرائیل عَلَیْلًا نے آگر اسے تہس نہس کردیا۔

فَأَصُبَحَتُ كَالطَّيرِنُيرِيُ

فَتَنَادَوُامُصِيحِينَ اللهِ

آنِ اغْدُ وُاعَلَى حَرْثِكُمُ إِنْ كُنْ تُمُّ صرِمِيْنَ®

<u>ۼؘٳڹڟؘػؿؙؗٷۅۿؠ۫ۘ۫ؠؾؘڿٳڣؾؙٷۛؽ</u>

ٲڹؙؖڷٳؽڎڂؙڵؘؿۜٵڶؙؽٷٛۯؘۼڵؽڴۿڗؚۺؽڮؽؙڽٛ<sup>۞</sup>

وَّغَدَوْاعَلَىٰ حَرُدٍ قَلْدِرِيْنَ

فَكَتَّارَآوُهَا قَالُوٓ التَّالَضَآ التُوْنَ

بَلُ نَحُنُ مَحُرُوْمُوْنَ®

۲۰. کیس وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کئی ہوئی کھیتی۔(۱) ۲۱. اب صبح ہوتے ہی انہوں نے ایک دوسرے کو

آوازیں ویں۔ آوازیں ویں۔

۲۲. کہ اگر متہیں کھل اتارنے ہیں تو اپنی کھیتی پر سویرےہی سویرے چل یڑو۔

۲۳. پھر یہ سب چپکے چپکے یہ باتیں کرتے ہوئے چلے۔(\*) ۲۴. کہ آج کے دن کوئی مسکین تمہارے پاس نہ آنے پائے۔(\*)

۲۵. اور لیکے ہوئے صبح صبح گئے۔ (سمجھ رہے تھے) کہ ہم قابو یا گئے۔ ("م

۲۷. جب انہوں نے باغ دیکھا<sup>(۵)</sup> تو کہنے لگے یقیناً ہم راستہ بھول گئے۔<sup>(۱)</sup>

۲۷. نهیں نہیں بلکہ ہاری قسمت کھوٹ گئی۔(۵)

ا. یعنی جس طرح کیتی کٹنے کے بعد خشک ہوجاتی ہے، اس طرح سارا باغ اجڑ گیا۔ بعض نے ترجمہ کیا ہے، ساہ رات کی طرح ہوگیا۔ یعنی جل کر۔

۲. لینی باغ کی طرف جانے کے لیے ایک تو صبح صبح نگلے۔ دوسرا آہتہ آہتہ باتیں کرتے ہوئے گئے تاکہ کسی کو ان کے جانے کا علم نہ ہو۔

۳. لینی وہ ایک دوسرے کو کہتے رہے کہ آج کوئی باغ میں آگر ہم سے کچھ نہ مانگے جس طرح ہمارے باپ کے زمانے میں آبا کرتے تھے اور اپنا حصہ لے جاتے تھے۔

٧٠. حَرْدٍ كَ الكِ معنى تو قوت وشدت، كي كُ بين، جس كو مترجم مرحوم نے "ليكي ہوئے" سے تعبير كيا ہے۔ بعض نے غصہ اور حسد كي بين، لينى مساكين پر غيظ وغضب كا اظہار يا حسد كرتے ہوئے۔ قَادِرِيْنَ حال ہے لينى اپنے معاطم كا انہوں نے اندازہ كرليا، يا اپنے زعم ميں انہوں نے اپنے باغ پر قدرت حاصل كرلى، يا مطلب ہے مساكين پر انہوں نے قابو پاليا۔

لیعن باغ والی جگه کو را کھ کا ڈھیر یا اسے تباہ وبرباد دیکھا۔

۲. لینی پہلے پہل تو ایک دوسرے کو کہا۔

2. پھر جب غور کیا تو جان گئے کہ یہ آفت زدہ اور تباہ شدہ باغ ہمارا ہی باغ ہے جے اللہ نے ہمارے طرز عمل کی پاداش میں ایسا کردیا ہے اور واقعی یہ ہماری حرمال نصیبی ہے۔

قَالَ أَوْسُطُهُمُ الْمُ أَقُلُ لَكُو لُوْلِا شُبِتَّوْنَ ۞

قَالُوُاسُبُحٰنَ رَبِّنَآ إِنَّا كُتَّا ظُلِمِيْنَ۞

فَأَقَبُلَ بَعْضُهُمُ عَلَى بَعْضِ يَّتَلَا وَمُوْنَ ۞

قَالْوَالِيوَيُلِكَآ اِكَاكُنَّا لِمُثَاطِّغِيُنَ۞ عَلَى رَبُّنَآ اَنَ يُبْدِلَنَا خَيُرا اِمِّنُهُ اَلَّاۤ اِللَّ رَبِّنَا رغِبُون ۞

گَنْالِكَ الْعَذَابُ وَلَعَنَابُ الْاَيْحَرَةَ ٱكْبَرُ لَوْكَانُوْ الِيُعْلَمُونَ ۚ

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَرَبِّهِمْ جَنَّتِ النَّعِيْمِ ﴿

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجُومِينَ۞

۲۸. ان سب میں جو بہتر تھا اس نے کہا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ تم اللہ کی پاکیزگی کیوں نہیں بیان کرتے ؟<sup>(۱)</sup>
۲۹. تو سب کہنے گئے ہمارا رب پاک ہے بیشک ہم ہی ظالم تھے۔<sup>(1)</sup>

۳۰ پھر وہ ایک دوسرے کی طرف رخ کرکے آپس میں ملامت کرنے لگے۔

الل. كَهَ لِكُ مِائِ افسوس! يقيناً بهم سركش تنهـ

سر کیا عجب ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس سے بہتر بدلہ دے دے ہم تو اب<sup>(۱)</sup> اپنے رب سے ہی آرزو رکھتے ہیں۔

سرس. یوں ہی آفت آتی ہے <sup>(۲)</sup> اور آخرت کی آفت بہت بڑی ہے۔ کاش انہیں سمجھ ہوتی۔<sup>(۵)</sup>

۳۴۰. بیشک پرہیز گاروں کے لیے ان کے رب کے پاس نعمتوں والی جنتیں ہیں۔

**سی** کیا ہم مسلمانوں کو گناہ گاروں کے مانند کردیں گے۔<sup>(۱)</sup>

ا. بعض نے شیج سے مرادیہاں إِنْ شَاءَ اللهُ كَهنا مراد ليا ہے۔

۲. لیعنی اب انہیں احساس ہوا کہ ہم نے اپنے باپ کے طرز عمل کے خلاف قدم اٹھاکر غلطی کا ارتکاب کیا ہے جس کی سزا اللہ نے ہمیں دی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معصیت کا عزم اور اس کے لیے ابتدائی اقدامات بھی، ارتکاب معصیت کی طرح جرم ہے جس پر مؤاخذہ ہوسکتا ہے، صرف وہ ارادہ معاف ہے جو وسوسے کی حد تک رہتا ہے۔

۳. کہتے ہیں کہ انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ اب اگر اللہ نے ہمیں مال دیا تو اپنے باپ کی طرح اس میں سے غرباء ومساکین کا حق بھی ادا کریں گے۔ اس لیے ندامت اور توبہ کے ساتھ رب سے امیدیں بھی وابستہ کیں۔

۴. لیعنی اللہ کے تھم کی مخالفت اور اللہ کے دیے ہوئے مال میں بخل کرنے والوں کو ہم دنیا میں اسی طرح عذاب دیتے ہیں۔ (اگر ہماری مشیت اس کی مقتضی ہو)

لیکن افسوس وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے، اس لیے پروا نہیں کرتے۔

۲. مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی تو وہاں بھی ہم مسلمانوں سے بہتر ہی ہوں گے، جیسے دنیا میں ہم مسلمانوں سے زیادہ آسودہ حال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا، یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم مسلمانوں لیعنی اپنے

تَلِرُكَ الَّذِي ٢٩

1+1

مَالَكُونَ كَيْفَ تَعَكَّمُونَ<sup>قَ</sup>

ٱمُلكُوۡكِمَٰتُ فِيۡهِ تَكُوُرُسُوۡنَ

إِنَّ لَكُونِفِهِ لَمَا تَعَيَّرُونَ ﴿

ٱمۡلَكُوۡاَيۡمَانُ عَلَيْنَا بَالِغَةُ ۚ إِلَى يَوۡمِ الۡقِيمَةِ ۗ إِنَّ لَكُمُ لَمَا قَـُكُمُوۡنَ ۚ

سَلُهُمُ اَيُّهُمُ بِنَالِكَ زَعِيُكُوْنَ

ٱمۡلَهُمُ شُرُكَاءُ فَلَيَٱتُوابِشُرَكَاۤ بِهِمُ اِنُ كَانُوْا طدِقِيۡنَ۞

يَوْمَ بُكِشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدُ عَوْنَ إِلَى الشُّجُوْدِ فَلَايَهُ تَعَلِيْعُونَ ﴿

 ۳۲. تمہیں کیا ہو گیا، کیسے فیصلے کررہے ہو؟
 ۳۷. کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے<sup>(۱)</sup> جس میں تم پڑھتے ہو؟

۳۸. که اس میں تمہاری من مانی باتیں ہوں؟

٢٠٠٠. يا تم نے ہم سے کچھ قسميں لی ہيں؟ جو قيامت تک باقى رہيں كه تمهارے ليے وہ سب ہے جو تم اپنی طرف سے مقرر كرلو۔(۱)

• ۲. ان سے پوچھو تو کہ ان میں سے کون اس بات کا ذیے دار (اور دعویدار) ہے؟ (۳)

اس. کیا ان کے کوئی شریک ہیں؟ تو چاہیے کہ اپنے اپنے اپنے شریکوں کو لے آئیں اگر یہ سے ہیں۔ (م)

۳۲. جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور سجدے کے لیے بلائے جائیں گے تو (سجدہ) نہ کر سکیں گے۔(۵)

فرمال برداروں کو مجر موں لینی نافرمانوں کی طرح کردیں؟ مطلب ہے کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کے خلاف دونوں کو یکسال کردے۔

ا. جس میں یہ بات لکھی ہو جس کا تم وعویٰ کررہے ہو، کہ وہاں بھی تمہارے لیے وہ کچھ ہو گا جسے تم پیند کرتے ہو؟
 ۲. یا ہم نے تم سے ریاعہد کرر کھا ہے، جو قیامت تک باقی رہنے والا ہے کہ تمہارے لیے وہی کچھ ہو گا جس کا تم اپنی بابت فیصلہ کروگے۔

س. کہ وہ قیامت کے دن ان کے لیے وہی کچھ فیصلہ کروائے گا جو اللہ تعالی مسلمانوں کے لیے فرمائے گا۔

۸۰. یا جن کو انہوں نے نثر یک تھہرار کھا ہے، وہ ان کی مدد کرکے ان کو اچھا مقام دلوادیں گے؟ اگر ان کے نثر یک ایسے ہیں تو ان کو سامنےلائیں تاکہ ان کی صداقت واضح ہو۔

۵. بعض نے کشف ساق سے مراد قیامت کے شدائد اور اس کی ہولناکیاں لی ہیں لیکن ایک صحیح حدیث میں اس کی تفسیر اس طرح بیان ہوئی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی اپنی پنڈلی کھولے گا، (جس طرح کہ اس کی شان کے لائق ہے) تو ہر مومن مرد اور عورت اس کے سامنے سجدہ ریز ہوجائیں گے، البتہ وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھلاوے اور شہرت کے لیے سجدے کرتے تھے، وہ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی ریڑھ کی ہڈی کے منظم، شختے کی طرح ایک ہڈی بن جائیں گے جیکنا ناممکن ہوجائے گا۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورة نَ والقلم) اللہ تعالیٰ کی یہ پنڈلی

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُوْ تَرْهَقُهُوْ ذِلَّةٌ وُقَدُ كَانُوْا يُدُ عَوْنَ إِلَى الشُّجُوْدِ وَهُوُ سلِمُوْنَ ۞

> ڡؘؘۮؘۯؽ۬ۅؘڡؘؽؙۨڲڸۜڔؚۨۜۨۨٛ۠۠ڮۑۿڬۘۘۘٳٳؙڡٙڮؚؠؽؙؿؚۨ ڛؘۺؙؾؙۮڔڂٛۿؙۄ۫ۺۧػؽؙؿؙڵڒؿۼۘڶۿؙۅؙؽ<sup>۞</sup>

> > وَ أَمْرِلَى لَهُمُرُ إِنَّ كَيْدِي مَتِكُنَّ هُ

ٳؘ؞ٛۺؙػؙۿۿۯٳڿڔٳڣۿٷڡؚ<u>؈</u>ٛ؆ۼؙۯۄۭ؆۫ؿؙڡۧڵۏؽؗ

آمُرِعِنْكَ هُوْ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ<sup>®</sup>

۳۳. نگاہیں نیجی ہوں گی اور ان پر ذلت وخواری چھارہی ہوگی، (اس وقت بھی) ہوگی، (اس وقت بھی) بلائے جاتے تھے جب کہ صحیح سالم تھے۔(۱)

الم الم الم مجھے اور اس کلام کو جھٹلانے والے کو جھوڑ دے (<sup>۳)</sup> ہم انہیں اس طرح آہتہ آہتہ کھینچیں گے کہ انہیں معلوم بھی نہ ہوگا۔ (<sup>۳)</sup>

۳۵. اور میں انہیں ڈھیل دوں گا، بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔(۵)

٣٦. كيا تو ان سے كوئى اجرت چاہتا ہے جس كے تاوان سے يہ ديے جاتے ہوں۔(١)

الم الله الله الله الله علم غيب سي جسے وه لكھتے ہول (<sup>(2)</sup>

کس طرح کی ہوگی؟ اسے وہ کس طرح کھولے گا؟ اس کیفیت کو ہم جان سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں۔ اس لیے جس طرح ہم بلاکیف وبلا تثبیہ اس کی آئکھوں، کان، ہاتھ وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں، اس طرح پنڈلی کا ذکر بھی قرآن اور حدیث میں ہے، اس پر بلاکیف ایمان رکھنا ضروری ہے۔ یہی سلف اور محدثین کا مسلک ہے۔

ا. یعنی دنیا کے برعکس ان کا معاملہ ہوگا، دنیا میں تکبر وعناد کی وجہ سے ان کی گردنیں اکڑی ہوتی تھیں۔

۲. لینی صحت مند اور توانا تھے، اللہ کی عبادت میں کوئی چیز ان کے لیے مانع نہیں تھی۔ لیکن دنیا میں اللہ کی عبادت سے یہ دور رہے۔

سر یعنی میں ہی ان سے نمٹ لول گا، تو ان کی فکر نہ کر۔

م. یہ اسی استدراج (وُهیل دینے) کا ذکر ہے جو قر آن میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے اور صدیث میں بھی وضاحت کی گئی ہے ہے کہ نافرمانی کے باوجود، دنیوی مال واسباب کی فراوانی، اللہ کا فضل نہیں ہے، اللہ کے قانون امہال کا منتجہ ہے، پھر جب وہ گرفت کرنے پر آتا ہے تو کوئی بھانے والا نہیں ہوتا۔

۵. یہ گزشتہ مضمون ہی کی تاکید ہے۔ کینڈ خفیہ تدبیر اور چال کو کہتے ہیں، ایجھے مقصد کے لیے ہو تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ اسے اردو زبان کا کید نہ سمجھا جائے جس میں ذم ہی کا مفہوم ہو تا ہے۔

۲. یہ خطاب نبی سَاکُیالیُکُم کو ہے کیکن توتیخ ان کو کی جارہی ہے جو آپ پر ایمان نہیں لارہے تھے۔

2. یعنی کیا غیب کا علم ان کے پاس ہے، لوح محفوظ، ان کے تصرف میں ہے کہ اس میں سے جو بات چاہتے ہیں، نقل کر لیتے ہیں (وہاں سے لکھ لاتے ہیں) اس لیے یہ تیری اطاعت اختیار کرنے اور تجھ پر ایمان لانے کی ضرورت محسوس

فَاصُدِرُكِكُو رَبِّكَ وَلَاتَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ إِذْنَادَى وَهُوَمِكُفُلُوهُ ۞

ڵٷڷٙٲڶؙٛؾ۬ۮػٷڹۼٮؘڎٞ۠ڝؚۜٞٛڹؙڗڽؚؖ؋ڶؽؙۑۮؘۑٵڵۼڔۜٳ؞ ۅؘۿؙۅٮؘۮ۬ڡٛٷ۠۞

فَاجْتَبْلهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّلِحِيْنَ@

ۉڵڽؙۜڲؗٵۮ۠ٲڵۮؚؽؽؗػؘڡؘۜؠؗٛۏٲڵؽؙڗ۠ڶڠۨۯؾڬ؈ؚٳ۫ڹؙڞٳۿٟؗؠؙڵؾۜٵ ڛؘؠڠۄٵڵڶؽؚۨػؙۯۘۅؘؽڠؙۏۛڵۏؘؽٳتٛٷڵٮؘۻٛۏؿٛ۞

 $^{(1)}$ لیں تو اپنے رب کے تھم کا صبر سے (انتظار کر) اور مجھلی والے کی طرح نہ ہوجا جب $^{(1)}$ کہ اس نے غم کی حالت میں دعا کی۔ $^{(2)}$ 

اگر اسے اس کے رب کی نعمت نہ پالیتی تو یقیناً وہ
 برے حالوں میں چشیل میدان میں ڈال دیا جاتا۔ (\*)

۵۰. اسے اس کے رب نے پھر نوازا<sup>(۵)</sup> اور اسے نیکو
 کاروں میں کردیا۔<sup>(۱)</sup>

اه. اور قریب ہے کہ کافر اپن تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلادیں، (<sup>2)</sup> جب مجھی قرآن سنتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں

نہیں کرتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں، ایسا نہیں ہے۔

ا. فَاصْبِرْ مَیں فآء تفریع کے لیے ہے۔ یعنی جب واقعہ ایسا نہیں ہے تو اے پیغیبر! تو فریصنۂ رسالت ادا کر تا رہ اور ان مکذیین کے بارے میں اللہ کے فیصلے کا انتظار کر۔

۲. جنہوں نے اپنی قوم کی روش تکذیب کو دیکھتے ہوئے عجلت سے کام لیا اور رب کے فیصلے کے بغیر ہی ازخود اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔

س. جس کے نتیج میں انہیں مچھلی کے پیٹ میں، جب کہ وہ غم واندوہ سے بھرے ہوئے تھے، اپنے رب کو مدد کے لیے پکارنا پڑا۔ جیسا کہ تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

مم. لیعنی الله تعالی اگر انہیں توبہ ومناجات کی توفیق نہ دیتا اور ان کی دعاء قبول نہ فرماتا تو انہیں ساحل سمندر کے بجائے، جہاں ان کے سائے اور خوراک کے لیے بیل دار درخت اگادیا گیا، کسی بنجر زمین میں پھینک دیا جاتا اور عند الله ان کی حیثیت بھی ندموم رہتی، جب کہ قبولیت دعا کے بعد وہ محمود ہوگئے۔

۵. اس کا مطلب ہے کہ انہیں تو انا و تندرست کرنے کے بعد دوبارہ رسالت سے نواز کر انہیں اپنی قوم کی طرف بھجا گیا۔ جیسا کہ سورۂ صافات: ۱۳۷ سے بھی واضح ہے۔

۲. اسی لیے رسول الله عَنَّالَیْمُ نے فرمایا ہے کہ (کوئی شخص یہ نہ کیے کہ میں یونس بن متی (عَلَیْمُ اِ) سے بہتر ہوں)۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب فی ذکر یونس مالیانا) مزید دیکھے: سورۂ بقرہ آیت ۲۵۳ کا عاشیہ

2. لینی اگر تجھے اللہ کی حمایت و حفاظت نہ ہوتی تو ان کفار کی حاسدانہ نظروں سے تو نظر بدکا شکار ہوجاتا۔ لیعنی ان کی نظر تجھے لگ جاتی۔ امام ابن کثیر نے اس کا یہی مفہوم بیان کیا ہے، مزید لکھتے ہیں: "یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نظر کا لگ جانا اور اس کا دوسروں پر، اللہ کے تھم سے، اثر انداز ہونا، حق ہے۔ جیسا کہ متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے، چنانچہ یہ تو ضرور دلیوانہ ہے۔ (ا) **۵۲**. اور در حقیقت یہ (قرآن) تو تمام جہان والوں کے لیے سراسر نصیحت ہی ہے۔ <sup>(۲)</sup>

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكُرُ ۗ لِلْعُالَمِينَ ۚ

احادیث میں اس سے بچنے کے لیے دعائیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ اور یہ بھی تاکید کی گئی ہے کہ جب متہیں کوئی چیز اچھی کی تو ماشاء اللہ یا بارک اللہ، کہا کرو۔ تاکہ اسے نظر نہ گئے، اسی طرح کسی کو کسی کی نظر لگ جائے تو فرمایا، اسے عشل کرواکے اس کا پانی اس شخص پر ڈالا جائے جس کو اس کی نظر لگی ہے۔" (تفصیل کے لیے دیمھے تغیر ابن کیر اور کتب حدیث) بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ تجھے تبلیغ رسالت سے پھیر دیتے۔

ا. یعنی حسد کے طور پر بھی اور اس غرض سے بھی کہ لوگ اس قرآن سے متاثر نہ ہوں، بلکہ اس سے دور ہی رہیں۔ یعنی آنکھوں کے ذریعے سے بھی یہ کفار نبی مُنگافِیْزُم کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے اور زبانوں سے بھی آپ کو ایذاء پہنچاتے اور آپ کے دل کو مجروح کرتے۔

۲. جب واقعہ یہ ہے کہ یہ قرآن جن وانس کی ہدایت ور ہنمائی کے لیے آیا ہے تو پھر اس کو لانے والا اور بیان کرنے والا مجنون (دیوانہ) کس طرح ہوسکتا ہے؟

#### سورۂ حاقہ کمی ہے اور اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. ثابت ہونے والی

۲. کیا ہے ثابت ہونے والی ؟(۲)

س. اور تحجیے کیا معلوم کہ وہ ثابت ہونے والی کیا ہے؟<sup>(۳)</sup>

م. اس کھڑ کا دینے والی کو شمود اور عاد نے جھٹلادیا تھا۔<sup>(م)</sup>

6. (جس کے نتیجہ میں) ثمود تو بے حد خوفناک (اور اور اور ) اونچی) آواز سے ہلاک کردیے گئے۔(۵)

۲. اور عاد بے حد تیز و تند ہوا سے غارت کردیے گئے (۱)

جے ان پر لگاتار سات رات اور آٹھ دن تک (اللہ

## سُنِينَ عُلِكَ إِنَّ اللَّهُ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

#### بِسُ عِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

ٱلْمَأَقُةُ۞ مَاالْمَأَقُةُ۞ وَمَّاَادُرُكِ مَاالْمَأَقَّةُ۞

كَنَّبَتُ شُوُدُوعَادُ بِالْقَارِعَةِ®

فَأَمَّا شَهُودُ فَأَهُ لِكُوا بِالطَّاعِيةِ

وَٱمَّاعَادٌ فَأَهْلِكُوْ إِبِرِيْجٍ صَرُصَرِ عَالِيَةٍ ۞

سَخَرَهَا عَلَيْهِمُ سَبْعَ لَيَالِ وَتَهٰلِيَةَ أَيَّامِرٌ

ا. یہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اس میں امر الهی ثابت ہو گا اور خود یہ بھی بہر صورت و قوع پذیر ہونے والی ہے، اس لیے اسے اَلْحَاقَّةُ سے تعبیر فرمایا۔

٢. يه لفظاً استفهام ہے ليكن اس كا مقصد قيامت كى عظمت اور فامت شان بيان كرنا ہے۔

سم یعنی کس ذریعے سے تجھے اس کی پوری حقیقت سے آگائی حاصل ہو؟ مطلب اس کے علم کی نفی ہے۔ گویا کہ تجھے اس کا علم نہیں، کیول کہ تو نے انجبی اسے دیکھا ہے اور نہ اس کی ہولناکیوں کا مظاہدہ کیا ہے، گویا کہ وہ مخلوقات کے دائرہ علم نہیں، کیول کہ تونے انجبی اسے دیکھا ہے اس کا علم سے باہر ہے (فخ القدر) بعض کہتے ہیں کہ قرآن میں جس کی بابت بھی صیغہ ماضی مَا أَدْرَاكَ استعمال کیا گیا ہے، اس کو بیان کردیا گیا ہے اور جس کو مضارع کے صیغے وَمَا یُدْرِیْكَ کے ذریعے سے بیان کیا گیا ہے، اس کا علم لوگوں کو نہیں دیا گیا ہے۔ (فخ القدر وائیس النامیر).

٨. اس ميں قيامت كو كھڑكا دينے والى كہا ہے، اس ليے كه يه اپنى مولناكيوں سے لوگوں كو بيدار كردے گا۔

ه. طَاغِيَةٌ الی آواز جو حد سے تجاوز کرجانے والی ہو، لیعنی نہایت خوف ناک اور او پی آواز سے قوم شمود کو ہلاک کیا
 گیا، جیسا کہ پہلے متعدد جگہ گزرا۔

٩. صَوْصَرٍ پالے والی ہوا۔ عَاتِيةِ، سُرَش، کی کے قابو میں نہ آنے والی۔ یعنی نہایت شند و نیز، پالے والی اور بے قابو
 ہوا کے ذریعے سے حضرت ہود عالیہ کی قوم عاد کو ہلاک کیا گیا۔

حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَاصَرُعِي كَانَهُمُ اَعْجَازُفَولِ خَاوِيةٍ ۞

فَهُلُ تَوْلِي لَهُ وُمِّنَ بَاقِيَةٍ ٥

وَجَآ أَوْوَعُونُ وَمَنَ قَبُلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَتُ رِبِالْخَالِطَتُةِ ۞

فَعَصَوُارَسُوُلَ رَبِّهِ ـِمُ فَأَخَٰذَ هُوُٱخُذَةً رَّالِيكَ<sup>8</sup>

اِتَّالَتَنَاطَغَاالْمَنَاءُ حَمَلُنْكُوْ فِي الْجَارِيَةِ ۗ

لِنَجُعَلَهَالُلُوْتَثُلِكِرَةً ۗ وَتَعِيمَآ الْدُنُّ وَالْعِيمَآ الْدُنُّ وَالْعِيمَآ الْدُنُّ

فَإِذَا نُفِخ فِي الصُّورِ نَفُخَةً وَّاحِدَةً ﴿

نے) مسلط رکھا(۱) پس تم دیکھتے کہ یہ لوگ زمین پر اس طرح گرگئے جیسے کہ مجبور کے کھوکھلے سے ہوں۔(۲) ہے؟

۸. کیا ان میں سے کوئی بھی مجھے باقی نظر آرہا ہے؟

9. اور فرعون اور اس سے پہلے کے لوگ اور جن کی بستیاں الٹ دی گئ،(۳) انہوں نے بھی خطائیں کیں۔

• ا. اور اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی (بالآخر) اللہ نے انہیں (بھی) زبر دست گرفت میں لے لیا۔(۳) نہیں رخصی طغیانی آگئ (ق اس وقت ہم نے تہیں کشتی میں چڑھا لیا۔(۲)

11. تاکہ اسے تمہارے لیے نصیحت اور یادگار بنا دیں، (2) اور (تاکہ) یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔ (۸) سال لی جب کہ صور میں ایک پھونگ پھونگ کی حائے گا۔ (۹)

ا. حَسْمٌ کے معنی کاٹنے اور جدا جدا کردینے کے ہیں اور بعض نے حُسُوْمًا کے معنی پے درپے کیے ہیں۔

۲. اس سے ان کے درازی قد کی طرف بھی اشارہ ہے خاوِیَةٌ کھو کھلے۔ بے روح جہم کو کھو کھلے سے سے تشبیہ دی ہے۔ ۱۳. اس سے قوم لوط مراد ہے۔

۷۰. رَابِيَةٌ، رَبَا يَرْبُوْ سے ہے جس کے معنی زائد کے ہیں۔ یعنی ان کی الیی گرفت کی جو دوسری قوموں کی گرفت سے زائد لیعنی سب میں سخت تر تھی۔ گویا أَخَدَةً رَّابِيَةً کا مفہوم ہوا، نہایت سخت گرفت۔

۵. لعنی پانی ارتفاع اور بلندی میں تجاوز کر گیا یعنی پانی خوب چڑھ گیا۔

۲. گُہْ سے مخاطب عہد رسالت کے لوگ ہیں، مطلب ہے کہ تم جن آباء کی پشتوں سے ہو، ہم نے انہیں کشتی میں سوار
 کرکے بھرے ہوئے یانی سے بچایا تھا۔ الْجَاریَة سے مراد سفینہ نوح عَالیّیا ہے۔

2. لیعنی یہ فعل کہ کافروں کو پانی میں غرق کردیا اور مومنوں کو کشتی میں سوار کرائے بچالیا، تمہارے لیے اس کو عبرت ونصیحت بنادیں تاکہ تم اس سے نصیحت حاصل کرو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو۔

٨. يعنى سننے والے، اسے سن كرياد ركھيں اور وہ بھى اس سے عبرت بكريں۔

9. مَذَ بِين كَا انْجَام بِيان كَرِنْ كَ بعد اب بتلايا جارہا ہے كه يه «الْحَاقَةُ» كس طرح واقع بوگى اسرافيل عَلَيْلاً كى ايك بى چونك سے يه بريا بوجائے گى۔

وَّحُمِلَتِ الْارْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَادَكُةً وَّاحِدَةً۞

فَيُومَيِنٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ٥

ۅٙٲؽؙؿؘڠۜؾؚٵڵؾؘؘؘۜٛٛؗٛٛػٲٛٷ۫ڣؚؽٙؽۅؙڡٙؠٟۮٟ۪ۊٞٳۿؚؽڐؙ<sup>ڰ</sup>

ٷؖڶٮۘٙڵڬؙٷٙڵٙٲۏڮٙٳؠؖٲ۬ۅؘؾڿؠڵؙۼۯۺؘۯؾؚڮ ڡٛٷڡۧۿؙڎٮؘؽؘؠڔۣ۬ڎؙڶڹؽة۠۞

يَوْمَدِذِ تُعُرَضُونَ لَاتَخْفَى مِنْكُمُ خَافِئَةٌ ۞

فَأَمَّامَنُ اُوْقِ كِتْبَاهِ بِيَمِيْنِهِ فَيَقُولُ هَأَوْمُرُ اقْرَءُ وُاكِتْنِيهُ ﴿

۱۳ اور زمین اور پہاڑ اٹھالیے جائیں گے (۱) اور ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کردیے جائیں گے۔

10. اس دن ہو برنے والی (قیامت) ہو برے گی۔

17. اور آسان پیٹ جائے گا اور اس دن بالکل بودا ہوجائے گا۔(۲)

1. اور اس کے کنارول پر فرشتے ہوں گے، (<sup>۳)</sup> اور تیرے پرورد گار کا عرش اس دن آٹھ (فرشتے) اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ <sup>(۳)</sup>

1. اس دن تم سب سامنے پیش کیے جاؤگے، (۵) تمہارا کوئی بھید یوشیدہ نہ رہے گا۔

19. سو جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا $^{(1)}$  تو وہ کہنے گئے گا کہ لو میرا نامُہ اعمال مرھو  $^{(2)}$ 

ا. یعنی اپنی جگہوں سے اٹھالیے جائیں گے اور قدرت الہی سے اپنی قرار گاہوں سے ان کو اکھیڑ لیا جائے گا۔

۲. تعنی اس میں کوئی قوت اور استحکام نہیں رہے گا جو چیز بھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے، اس میں استحکام کس طرح رہ سکتا ہے؟

سا. لینی آسان تو کلڑے کلڑے ہوجائیں گے پھر آسانی مخلوق فرشتے کہاں ہوں گے؟ فرمایا، وہ آسانوں کے کناروں پر ہوں گے، اس کا ایک مطلب تو ہوسکتا ہے کہ فرشتے آسان پھٹنے سے قبل اللہ کے حکم سے زمین پر آجائیں گے تو گویا فرشتے دنیا کے کنارے پر ہوں گے، یا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ آسان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوکر مختلف کلڑوں میں ہوگا تو ان کلڑوں پر جو زمین کے کناروں میں اور بجائے خود ثابت ہوں گے، ان پر ہوں گے۔ (ثُنَّ القدیر)

۷. لینی ان مخصوص فرشتوں نے عرش الہی کو اپنے سرول پر اٹھایا ہوا ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس عرش سے مراد وہ عرش ہو جو فیصلوں کے لیے زمین پر رکھا جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائے گا۔ (ابن کیر)

۵. یہ پیشی اس لیے نہیں ہوگی کہ جن کو اللہ نہیں جانتا، ان کو جان لے، وہ تو سب کو ہی جانتا ہے، یہ پیشی خود انسانوں پر ججت قائم کرنے کے لیے ہوگی۔ ورنہ اللہ سے تو کسی کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

۲. جو اسکی سعادت، نجات اور کامیابی کی دلیل ہو گا۔

کے بین وہ مارے خوشی کے ہر ایک کو کہے گا کہ او پڑھ لو، میرا انٹمال نامہ تو مجھے مل گیا ہے، اس لیے کہ اسے پتہ ہوگا کہ

إِنِّى َ طَلَنَتُ اِنِّى مُمْلِي حِسَابِيهُ ۚ فَهُورَنُ عِيْشَةٍ رَّالِفِيةِ ۞ فِى ْجَنَّةٍ عَالِيةٍ ۞ قُطُونُهُمَا دَانِيَةٌ ۞ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيَّا اللهِ مَالَسُلَفُتُو فِي الْوَكَيَّامِ الْخَالِيةِ ۞

وَ ٱمَّامَنُ أُوْنَ كِنْبَهُ بِشِمَالِهِ لَا فَيَقُولُ لِلْنَتِينَ لَوْاُوْتَ كِنْبِيهُ ﴿

> وَلَوْ اَدْدِمَا حِسَابِيهُ ۞ يٰلَيْتُهَا كَانَتِ الْقَاضِيَـةَ۞ مَا اَعْنَىٰ عَنِّى مَالِيـهُ۞

۲۰. مجھے تو کامل یقین تھا کہ مجھے اپنا صاب ملنا ہے۔(۱)
۲۱. پس وہ ایک دل پیند زندگی میں ہوگا۔
۲۲. بلند وبالا جنت میں۔(۲)

۲۳. جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے۔(۳)

۲۳. (ان سے کہا جائے گا) کہ مزے سے کھاؤ پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کیے۔ (۵)

۲۵. اور لیکن جے اس (کے اعمال) کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دی جائے گی، وہ تو کہے گا کہ کاش کہ جھے میری کتاب دی ہی نہ جاتی۔(۵)

۲۷. اور میں جانتا ہی نہ کہ حساب کیا ہے۔(۱)
۲۷. کاش! کہ موت (میرا) کام ہی تمام کر دیتی۔(۱)
۲۸. میرے مال نے بھی مجھے کچھ نفع نہ دیا۔

اس میں اس کی نیکیاں بی نیکیاں ہوں گی، کچھ برائیاں ہوں گی تو وہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادی ہوں گی یا ان برائیوں کو کچی حسات میں تبدیل کردیا ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے ساتھ فضل وکرم کی یہ مختلف صورتیں اختیار فرمائے گا۔ ا. یعنی آخرت کے حساب کتاب یر میرا کامل یقین تھا۔

۲. جنت میں مختلف ورجات ہوں گے، ہر درجے کے درمیان بہت فاصلہ ہوگا، چیسے مجاہدین کے بارے میں نبی طَالْتَیْکُمُ ن نے فرمایا (جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے تیار کیے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان زمین وآسان جنتا فاصلہ ہوگا)۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارة، صحیح البخاری، کتاب الجهاد)

٣. لينى بالكل قريب ہوں گے لينى كوئى ليٹے ليٹے بھى توڑنا چاہے گا تو ممكن ہوگا۔ قُطُوْفٌ، قَطِفٌ كى جَمْع ہے، چنے يا توڑے ہوئے، مراد کھل ہیں۔ مَا يُقْطَفُ مِنَ الثَّمَارِ.

- هم. یعنی ونیا میں اعمال صالحہ کیے، یہ جنت ان کا صلہ ہے۔
- ۵. کیوں کہ نامۂ اعمال کا بائیں ہاتھ میں ملنا بدبختی کی علامت ہوگا۔
- ۲. یعنی مجھے بتلایا ہی نہ جاتا، کیوں کہ سارا حساب ان کے خلاف ہو گا۔
- کی تعنی موت ہی فیصلہ کن ہوتی اور دوبارہ زندہ نہ کیا جاتا تاکہ یہ روزبد نہ دیکھنا پڑتا۔

79. میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا۔ (۱)

70. میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا۔ (۱)

71. بھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ (۲)

71. بھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیائش ستر ہاتھ کی ہے جگڑ دو۔ (۳)

71. بیشک یہ اللہ عظمت والے پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ (۳)

71. اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہ دلاتا تھا۔ (۵)

71. اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہ دلاتا تھا۔ (۵)

71. اور نہ سوائے بیپ کے اس کی کوئی غذا ہے۔ (۲)

71. جے گناہ گاروں کے سواکوئی نہیں کھائے گا۔ (۲)

71. بیس مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو۔

**٣٩**. اور ان چيزوں کی جنهيں تم نهيں د ڪھتے۔<sup>(^)</sup>

هَلَكَ عَنِّى سُلُطنِيهُ ﴿
خُذُنُوهُ فَعُلُوهُ ﴿
خُذُنُوهُ فَعُلُوهُ ﴿
ثُو الْمَحِيْمُ صَلُّوهُ ﴿
ثُو الْمَالِمِ الْمَعْمُ اللَّهُ وَالْمَالِمُ وَالْمَالُوهُ ﴿
فَاسُلُكُوهُ ﴿
فَاسُلُكُوهُ ﴿
فَاسُلُكُوهُ وَالْمَالِمُ الْمُعْمِلِينِ ﴿
وَلَا يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿
وَلَا طَعَامُ الْمَعْمُ وَلَى ﴿
وَلَا طَعَامُ اللّهُ اللّهِ الْمُطْوُونَ ﴿
فَلَا أَقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴾
فَلَا أَقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴾
فَلَا أَقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴾

ا. لیعنی جس طرح مال میرے کام نہ آیا، جاہ ومرتبہ اور سلطنت و حکومت بھی میرے کام نہ آئی۔ اور آج میں اکیلا ہی یمال سزا جھکٹنے پر مجبور ہوں۔

- ۲. یہ اللہ تعالی، ملائکۂ جہنم کو حکم دے گا۔
- سل. یہ ذِرَاعٌ (ہاتھ)، کس کا ذراع ہو گا؟ اور یہ کتنا ہو گا؟ اس کی تعیین ممکن نہیں، تاہم اس سے اتنا معلوم ہوا کہ زنجیر کی لمائی ستر ذراع ہوگی۔
  - م. یه مذکوره سزاکی علت یا مجرم کے جرم کا بیان ہے۔
- ۵. لینی عبادت واطاعت کے ذریعے سے اللہ کا حق ادا کرتا تھا اور نہ وہ حقوق ادا کرتا تھا، جو بندوں کے بندوں پر ہیں۔ گویا اہل ایمان میں یہ جامعیت ہوتی ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔
- ٢. العض كہتے ہيں كہ يہ جہنم ميں كوئى درخت ہے، بعض كہتے ہيں كہ زقوم ہى كو يہاں غيشليْن كہا گيا ہے اور بعض كہتے ہيں كہ يہ جہنيوں كى پيپ يا ان كے جسموں سے نكلنے والا خون اور بدبودار يانى ہو گا أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ.
- 2. خَاطِفُوْنَ سے مراد اہل جہنم ہیں جو کفر وشرک کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس لیے کہ یہی گناہ ایسے میں جو خلود فی النار کا سبب ہیں۔
- ۸. لینی اللہ کی پیدا کردہ وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی قدرت وطاقت پر دلالت کرتی ہیں، جنہیں تم دیکھتے ہو

ٳٮؘؘؙؙۜٛٛۜٛ۠۠۠ڶڡۜٙؗۊؙؙؙڷؙۯڛؙۅ۫ڸڮڔۣؽڽؚۄ۞ٚ ۊۜڡؘٵۿؙۯؠؚڡٞٷڸۺؘٵۼڔۣڂۊڶؽڵڒڞٵٷؙۛۄڹؙٷڹ۞ٚ

وَلَابِقَوْلِ كَاهِنِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُونَ

تَنُونِكُ مِّنُ ثَتِ الْعَلَمِينَ۞ وَلَوْتَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَادِيُكِ۞ لَاَخَذُ نَامِنُهُ فِالْيَمِيْنِ۞ ثُوَّلَقَطَعْنَامِنُهُ الْوَتِيُنَ۞ ثُوَّلَقَطَعْنَامِنُهُ الْوَتِيُنَ۞

• م. که بیشک یه (قرآن) بزرگ رسول کا قول ہے۔ (()
ام. اور یه کسی شاعر کا قول نہیں (۲) (افسوس) تمہیں بہت
کم یقین ہے۔

مر اور نہ کسی کابن کا قول ہے، (۱) (افسوس) بہت کم نفیحت کے رہے ہو۔ (۱)

سهم. (یه تو) رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ <sup>(۵)</sup>

۳۴. اور اگر یه هم پر کوئی مجھی بات بنا لیتا۔ <sup>(۲)</sup>

۳۵. تو البته هم اس کا دابها باتھ کیڑ لیتے۔(<sup>()</sup> ۳۷. پھر اس کی شه رگ کاٹ دیتے۔<sup>(()</sup>

یا نہیں دیکھتے، ان سب کی قشم ہے آگے جواب قشم ہے۔

ا. بزرگ رسول سے مراد حضرت محمد رسول الله مَنَالَيْكِمَ بیں۔ اور قول سے مراد تلاوت ہے بعنی رسول کریم مَنَالَیْكِمَ کی تلاوت ہے اور قول سے مراد الله علیاً الله کی طرف سے تمہیں پہنچاتا ہے۔ کیونکہ قرآن، رسول یا جرائیل علیاً الله کا قول سے مبلکہ الله کا قول ہے، جو اس نے فرشتے کے ذریعے سے پیغیر پر نازل فرمایا ہے، چر پیغیر اسے لوگوں تک پہنچاتا ہے۔

۲. جیسا کہ تم سجھتے اور کہتے ہو۔ اس لیے کہ یہ اصناف شعر سے ہے نہ اس کے مشابہ ہے، پھر یہ کسی شاعر کا کلام کس طرح ہوسکتا ہے؟

- جیسا کہ بعض دفعہ تم یہ دعویٰ بھی کرتے ہو، حالاں کہ کہانت بھی ایک شئے دیگر ہے۔
- م. قلت دونوں جگہ نفی کے معنی میں ہے، لیعنی تم بالکل قرآن پر ایمان لاتے ہونہ اس سے نصیحت ہی حاصل کرتے ہو۔
- ۵. یعنی رسول کی زبان سے ادا ہونے والا یہ قول، رب العالمین کا اتارا ہوا کلام ہے۔ اسے تم مبھی شاعری اور مبھی کہانت کہہ کر اس کی تکذیب کرتے ہو۔
- ۲. لیغی اپنی طرف سے گھڑ کر جاری طرف منسوب کردیتا، یا اس میں کمی بیثی کردیتا، تو ہم فوراً اس کا مؤاخذہ کرتے اور
   اسے ڈھیل نہ دیتے۔ جیسا کہ اگلی آیات میں فرمایا۔
- 2. یا دائیں ہاتھ کے ساتھ اس کی گرفت کرتے، اس لیے کہ دائیں ہاتھ سے گرفت زیادہ سخت ہوتی ہے اور اللہ کے تو دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں۔ (کَمَا فِی الْحَدِیْثِ).

فَهَا مِنْكُوْمِّنَ آحَدٍ عَنْهُ لحجِزِيْنَ®

ۅٙٳؾۜٷؘڶؾؘۮ۬ڮۯؘڐ۠ڷؚڷؠٛؾٞڣؽؘ۞ ۅٳٮۜٵڵٮؘؘٷڮٲڷۜۄٮؙڬؙۄٛۺؙػڗ۫ؠؽڽڰ

> وَإِنَّهُ تَحْسُرُهُ عَلَى الْكُفِرِينَ۞ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْمُقِينُونِ۞ فَسَبَّهُ بِالسُورَتِكِ الْعَظِيْرِ۞

کہ، پھر تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔(۱)

۲۸. اور یقیناً یہ قرآن پر ہیز گاروں کے لیے نصیحت ہے۔
 ۲۹. اور ہمیں پوری طرح معلوم ہے کہ تم میں سے بعض
 ۱س کے جھٹلانے والے ہیں۔

۵۰. اور بیشک (یه حیطانا) کافرول پر حسرت ہے۔
 ۵۱. اور بیشک (وشبہ) یه یقینی حق ہے۔

۵۲. کیس تو اپنے رب عظیم کے نام کی پاکی بیان کر۔(۵)

کردیں گے۔ لہذا اس سے کسی جھوٹے نبی کو اس لیے سچا باور نہیں کرایا جاسکتا کہ دنیا میں وہ مؤاخذہ الی سے بچا رہا۔ واقعات بھی شاہد ہیں کہ متعدد لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے اور اللہ نے انہیں ڈھیل دی اور دنیوی مؤاخذے سے وہ بالعموم محفوظ ہی رہے۔ اس لیے اگر اسے اصول مان لیا جائے تو پھر متعدد جھوٹے مدعیان نبوت کو "سچا نبی" ماننا پڑے گا۔

ا. اس سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول الله مَنَالِيَّةِ مَسِي رسول شے، جن کو الله نے سزا نہیں دی، بلکہ دلائل و معجزات اور اپنی خاص تائید ونصرت سے انہیں نوازا۔

۲. کیوں کہ وہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، ورنہ قرآن تو سارے ہی لوگوں کی نفیحت کے لیے آیا ہے۔

٣. ليعنى قيامت كے دن اس پر حسرت كريں گے، كه كاش بهم نے قرآن كى كنديب نه كى ہوتى۔ يا يه قرآن بجائے خود ان كے ليے حسرت كا باعث ہوگا، جب وہ اہل ايمان كو قرآن كا اجر ملتے ہوئے ديكھيں گے۔

م. لینی قرآن کا اللہ کی طرف سے ہونا بالکل تقینی ہے، اس میں قطعاً شک کی کوئی گنجائش نہیں۔یا قیامت کی بابت جو خبر دی جارہی ہے، وہ بالکل حق اور سجے ہے۔

۵. جس نے قرآن کریم جیسی عظیم کتاب نازل فرمائی۔

#### سورہ معارج کی ہے اور اس میں چوالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

1. ایک سوال کرنے والے (۱) نے اس عذاب کا سوال کیا جو واقع ہونے والا ہے۔

۲. کافروں پر، جسے کوئی ہٹانے والا نہیں۔

س. اس الله کی طرف سے جو سیر هیوں والاہے۔

م. جس کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں (<sup>(\*)</sup> ایک دن میں جس کی مقدار بچاس ہزار سال کی ہے۔<sup>(\*)</sup>

# ١

#### بِنُ الرَّحِيْمِ

سَأَلَ سَأَيِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ اللهِ

لِلُكِغِمْ يُنَ لَيْسَ لَهُ دَافِعُ فَ مِّنَ اللهِ ذِي الْمَعَادِجِ فَ تَعُرُّجُ الْمَلَلِكَةُ وَالرُّوْحُ الَّذِهِ فَيُ يَوُمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ الْفَ سَنَةِ قَ

ا. کہتے ہیں یہ نضر بن حارث تھا یا ابوجہل تھا جس نے کہا تھا، ﴿اللّٰهُو ٓ اِنْ کَانَ هٰ کَا الْحَثَقَ مِنْ عِنْدِاکَ وَاَمْطِرْعَلَیْنَا
 عِجَارَةً مِنَ السّکہا ﴾ الآیة (الانفال: ۳۲) (اے اللہ! اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسان سے پتھر برسا) چنانچہ یہ شخص جنگ بدر میں مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد رسول اللہ مثَلَ اللّٰیَۃِمُ ہیں جنہوں نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی تھی۔
 لیے بددعا کی تھی اور اس کے نتیجے میں اہل مکہ پر قبط سالی مسلط کی گئی تھی۔

r. یا درجات والا، بلندیوں والا ہے، جس کی طرف فرشتے چڑھتے ہیں۔

سم. روح سے مراد حفرت جرائیل علیکی ہیں، ان کی عظمت شان کے پیش نظر ان کا الگ خصوصی ذکر کیا گیا ہے، ورنہ فرشتوں میں وہ بھی شامل ہیں۔ یا روح سے مراد انسانی روحیں ہیں جو مرنے کے بعد آسان پر لے جائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔

اس اوم کی تعیین میں بہت افتلاف ہے، جیسا کہ الم السجدہ کے آغاز میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ یہاں امام ابن کشیر نے چار اقوال نقل فرمائے ہیں۔ پہلا قول ہے کہ اس سے وہ مسافت مراد ہے جو عرش عظیم سے اسفل سافلین (زمین کے ساقیں طبح ہونے والی ہے۔ دوسرا قول ہے کہ یہ دنیا کی کل مدت ہے۔ ابتدائے آفرینش سے وقوع قیامت تک، اس میں سے کتنی مدت گزرگئی اور کتنی باقی ہے، اسے صرف اللہ تعالی جانتا ہے۔ تیسرا قول ہے کہ یہ دنیا وآخرت کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ یہ قیامت کے دن کی مقدار ہے۔ سیسرا قول ہے کہ یہ دنیا وآخرت کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ یہ قیامت کے دن کی مقدار ہے۔ یعنی کافروں پر یہ یوم حساب بچاس ہزار سال کی طرح بھاری ہوگا۔ لیکن مومن کے لیے دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے سے بھی اس کی تائید سے بھی اس کی تائید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہوتی ہے۔ چانچہ ایک حدیث میں زکوۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت کے دن جو عذاب دیا جائے گا اس کی تفصیل بیان

کی تو احجهی طرح صبر کر۔

۲. بیشک یه اس (عذاب) کو دور سمجھ رہے ہیں۔

اور ہم اسے قریب ہی دیکھتے ہیں۔<sup>(1)</sup>

٨. جس دن آسان تيل كي تلچه ك مانند موجائ گا-

۹. اور پہاڑ رنگین اون کے مانند ہوجائیں گے۔

• ا. اور کوئی دوست کسی دوست کو نه پوچھے گا۔

اا. (حالانکہ) ایک دوسرے کو دکھادیے جائیں گے،

گناہ گار اس دن کے عذاب کے بدلے فدیے میں دینا عاہے گا اینے بیٹوں کو۔

> ب . ۱۲. اور اپنی بیوی کو اور اینے بھائی کو۔

۱۳. اور اپنے کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا۔

117. اور روئے زمین کے سب لوگوں کو تاکہ یہ اسے نجات ولادے۔

(مگر) ہر گزیہ نہ ہو گا، یقیناً وہ شعلہ والی (آگ) ہے۔

فَاصْبِرُصَبُرًا جَبِيُلِكُ

إِنَّهُوۡ يَرَوۡنَهُ بَعِيۡكًا۞

وَّنَانُ قَرِيْبًالُ

يَوْمُرَتَّكُونُ السَّهَاءُ كَالْمُهُلِيِّ

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِمْنِ۞

ۅٙڵٳؽؠۘ*ٮٛ*ٷڵڂؚؠؽؙۄ۠ٛڂؚؠؽؙڴ<sup>ٲ</sup>ٛ

يُّبَصَّرُونَهُمُ تِكِدُّ الْمُجْرِمُ لَوْيَفَتَدِى مِنَ عَنَابِ يَوْمِبِ إِبْنِيهُ فِيَّ

ۅؘڝؘڵڃؚؠؘؾ؋ۅؘٲڿؽؙۅ۞ ۅؘڣؘڝؽؙڵؠٙتۄٲڰؿؿٷ۫ؽڡؚ<sup>۞</sup>

وقصِيدلة والري توييو وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَبِينُعُالاتُمَّةٌ يُخِينُه ۞

#### كَلَّا إِنَّهَا لَظَى فَ

فرماتے ہوئے رسول اللہ مَنَّالَیْمُ نے فرمایا، «حَتَّی یَحْکُم اللهُ بَیْنَ عِبَادِهِ فِیْ یَوْمِ کَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِیْنَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعَدُّوْنَ» (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰه، باب إنه مانع الزکوٰه) (یہال تک که الله اپنے بندول کے در میان فیصله فرمائے گا، ایسے دن میں، جس کی مدت تمہاری گنتی کے مطابق پچاس ہزار سال ہوگی)۔ اس تفسیر کی روسے فِیْ یَوْمِ کا تعلق عذاب سے ہوگا، یعنی وہ واقع ہونے والا عذاب قیامت کے دن ہوگا جو کافروں پر پچاس ہزار سال کی طرح بھاری ہوگا۔

ا. دور سے مراد ناممکن اور قریب سے اس کا نیٹنی واقع ہونا ہے۔ لینی کافر قیامت کو ناممکن سجھتے ہیں اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ ضرور آکر رہے گی اس لیے کہ کُلُّ مَا هُوَ آتٍ فَهُوَ قَرِيْبٌ (ہر آنے والی چیز قریب ہے)۔

٢. لعنى وهنى موئى روئى كى طرح، جيسے سورة القارعه ميں ہے۔ ﴿كَالْهِمْنِ الْمُنَفُّوشِ﴾

۳. کیکن سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی، اس لیے تعارف اور شاخت کے باوجود ایک دوسرے کو نہیں یو چھیں گے۔

۴. لیعن اولاد، بیوی، بھائی اور خاندان یہ ساری چیزیں انسان کو نہایت عزیز ہوتی ہیں، لیکن قیامت کے دن مجرم چاہے گا کہ اس سے فدیے میں یہ عزیز چیزیں قبول کرلی جائیں اور اسے چھوڑدیا جائے۔ فَصِیْلَةٌ خاندان کو کہتے ہیں، کیوں کہ وہ قبلے سے جدا ہوتا ہے۔

۵. لینی وه جہنم۔ یہ اس کی شدت حرارت کا بیان ہے۔

۲۱. جو منہ اور سر کی کھال تھینج لانے والی ہے۔ (۱)
 کا. وہ ہر اس شخص کو پکارے گی جو پیچھے ہٹتا اور منہ موڑتا ہے۔

1A. اور جمع کرکے سنجال رکھتا ہے۔(۲)

19. بیشک انسان بڑے کیے دل والا بنایا گیا ہے۔

٠٠. جب اسے مصیبت مینیجی ہے تو ہر برا اٹھتا ہے۔

٢١. اور جب راحت ملتي ہے تو بخل كرنے لگتا ہے۔

۲۲. مگر وه نمازی\_

۲۳. جو اپنی نماز پر ہیشگی کرنے والے ہیں۔(\*)

۲۳. اور جن کے مالول میں مقررہ حصہ ہے۔

۲۵. مانگنے والوں کا بھی اور سوال سے بیخ والوں کا بھی۔(۱)

نَزَّاعَةً لِلشَّاوِئُ ۗ تَدْعُوامَنُ ٱدُبُرَّوَتَوَلَٰى ۗ

وَجَهَعَ فَأُوْغَى ﴿
إِنَّ الْمِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿
إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّحِزُوعًا ﴿
إِذَا مَسَّهُ الْغَيْرُ مَنُوعًا ﴿
وَإِذَا مَسَّهُ الْغَيْرُ مَنُوعًا ﴿
اللّا الْمُصَلِّيْنَ ﴾
اللّذِيْنَ هُوْعَلَى صَلاتِهِمْ وَآبِمُونَ ﴾
وَاللّذِيْنَ هُوْعَلَى صَلاتِهِمْ وَآبِمُونَ ﴾
وَاللّذِيْنَ هُوْعَلَى صَلاتِهِمْ وَمَا إِمْوُنَ ﴾
وَاللّذِيْنَ هُوْمَ عَلَى صَلاتِهِمْ وَمَا إِمْوُنَ ﴾
فَاللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَدُوهُمْ ﴾
فَاللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَدُوهُمْ ﴾
فَاللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَدُوهُمْ ﴾

ا. یعنی گوشت اور کھال کو جلا کر رکھ دے گی۔ انسان صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جائے گا۔

۲. لیعنی جو دنیا میں حق سے پیٹھ پھیرتا اور منہ موڑتا تھا اور مال جمع کرکے خزانوں میں سینت سینت کر رکھتا تھا، اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا تھا نہ اس میں سے زکوۃ نکالتا تھا۔ اللہ تعالیٰ جہنم کو قوت گویائی عطا فرمائے گا اور جہنم بزبان تاللہ فی راہ میں جہنم واجب ہوگی۔ بعض کہتے ہیں، پکارنے والے تو فرشتے ہی ہوں گے اسے منسوب جہنم کی طرف کردیا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کوئی نہیں پکارے گا، یہ صرف تمثیل کے طور پر ایسا کہا گیا ہے۔ مطلب ہے کہ فہ کورہ افراد کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

سب سخت حریص اور بہت جزع فزع کرنے والے کو هَدُّوْعُ کہا جاتا ہے، جس کو ترجے میں بڑے کیے دل والا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ گوں کہ ایسا شخص ہی بخیل وحریص اور زیادہ جزع فزع کرنے والا ہوتا ہے، آگے اس کی صفت بیان کی گئی ہے۔ اس مومن کامل اور اہل توحید، ان کے اندر مذکورہ اخلاقی کمزوریاں نہیں ہوتیں، بلکہ اس کے برعکس وہ صفات محمورہ کے پیکر ہوتے ہیں۔ ہمیشہ نماز پڑھنے کا مطلب ہے، وہ نماز میں کوتائی نہیں کرتے، ہر نماز اپنے وقت پر نہایت پابندی اور التزام کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ کوئی مشغولیت انہیں نماز سے نہیں روکی اور دنیا کا کوئی فائدہ انہیں نماز سے غافل نہیں کرتا۔ 

8. یعنی زکوۃ مفروضہ۔ بعض کے نزدیک یہ عام ہے، صد قات واجبہ اور نافلہ دونوں اس میں شامل ہیں۔

۲. محروم میں وہ شخص بھی داخل ہے جو رزق سے ہی محروم ہے، وہ بھی جو کسی آفت ساوی وارضی کی زد میں آکر اپنی پیغ نے محروم ہوگیا اور وہ بھی جو ضرورت مند ہونے کے باوجود اپنی صفتِ تعقّف کی وجہ سے لوگوں کی عطا اور صد قات سے محروم رہتا ہے۔

ۅؘٵڷڿؽ۬ؽؽؙڝٛڮٷؙؽؘڛؚٷۄؚٳڵڒؾؙؾۣ<sup>۞</sup> ۅؘٵؿۮؚؽؙؽۿٷڝؚۨؽؘۼڎؘٲٮؚڒؾؚڥۿؚۺؙڣڨؙٷؽؖ ٳڽۜۼؘڎٵؼڒؾؚؚۿؚۄؙۼؘؿۯؙؗؗڝٚٲٛڡ۠ٷٛڹۣ<sup>۞</sup>

وَالَّذِينَ هُمُ لِفُرُوجِهِمُ خَفِظُونَ ﴿

ٳڵۘۘٵۼڶٙٲۯؙۅؘٳڿۿؚۄؙٲۅؙڡٵڡڵٙػؘؾؙٲؽؙؠٵٮٛۿۄؙ ڣٙٳٮٞٛڰؙؠؙۼؘؿۯؙڡڵؙۅؙڡؚؿؙڹؖ<sup>۞</sup>

فَمَنِ ا بُتَغَى وَرَآءَ ذَالِكَ فَأُولَلِّكَ هُمُ الْعُدُونَ ۞

وَالَّذِينَ هُوۡ لِٱمۡنٰتِهِهُ وَعَهۡكِ هِوۡ رَعُوۡنَ ۗ

وَالَّذِينَ هُمْ بِثَهُ لِي إِلَّهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِثُهُ لَا يَهُمُ وَالَّذِينَ هُمْ اللَّهُ وَلَ

۲۷. اور جو انصاف کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔ (') ۲۷. اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ (۲) ۲۸. بیشک ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز

۲۹. اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی (حرام سے) حفاظت کرتے ہیں۔

• الله ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں۔ (م)

اس. اب جو کوئی اس کے علاوہ (راہ) ڈھونڈے گا تو ایسے لوگ حدسے گزرجانے والے ہوں گے۔

۳۳. اور جو اپنی امانتوں کا اور اپنے قول و قرار کا پاس رکھتے ہیں۔<sup>(۵)</sup>

ساس. اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے اور قائم رہتے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

ا. یعنی وه اس کا انکار کرتے ہیں نه اس میں شک وشبه کا اظہار۔

۲. لیعنی اطاعت اور اعمال صالحہ کے باوجود، اللہ کی عظمت وجلالت کے پیش نظر اس کی گرفت سے لرزال وترسال رہتے ہیں، اور یقین رکھتے ہیں کہ جب تک اللہ کی رحمت ہمیں اپنے دامن میں نہیں ڈھانک لے گی، ہمارے یہ اعمال نجات کے لیے کافی نہیں ہول گے۔ جیسا کہ اس مفہوم کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

سا. یہ سابقہ مضمون ہی کی تاکید ہے کہ اللہ کے عذاب سے کسی کو بھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر وقت اس سے اور ق ورتے رہنا اور اس سے بیاؤ کی مکنہ تدابیر اختیار کرتے رہنا چاہیے۔

4. لیعنی انسان کی جنسی تسکین کے لیے اللہ نے دو جائز ذرائع رکھے ہیں ایک بیوی اور دوسری ملک یمین (اونڈی)۔ آج کل ملک یمین کا مسئلہ تو اسلام کی بتلائی ہوئی تدابیر کی رو سے تقریباً ختم ہوگیا ہے، تاہم اسے قانونا اس لیے ختم نہیں کیا گیا ہے کہ آئندہ بھی اس فتم کے حالات ہوں تو ملک یمین سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ بہرحال اہل ایمان کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جنسی خواہش کی جمیل و تسکین کے لیے ناجائز ذریعہ اختیار نہیں کرتے۔

 ۵. لین ان کے پاس لو گوں کی جو امانتیں ہوتی ہیں، اس میں وہ خیانت نہیں کرتے اور لو گوں سے جو عہد کرتے ہیں، انہیں توڑتے نہیں، بلکہ ان کی پاسداری کرتے ہیں۔

۲. لیعنی اسے صحیح صحیح ادا کرتے ہیں، چاہے اس کی زو میں ان کے قریبی عزیز ہی آجائیں، علاوہ ازیں اسے چھپاتے بھی نہیں، نہ اس میں تبدیلی ہی کرتے ہیں۔

آتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمُوعَلَ صَلَاتِهِمُ يُحَافِظُوْنَ۞ اُولَلٍكَ فِي جَنَّتٍ مُّكْرَمُونَ۞ فَهَالِ النَّذِيْنَ كَفَرُوْ إِجْهَكَ مُهْطِعِيْنَ۞

عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ۞ اَيَظْمَعُ كُلُّ امْرِئُ مِّنْهُمُ اَنُ يُتُدُخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿

كَلَّا إِنَّاخَلَقُنْهُمُ مِّمَّا يَعُلُمُونَ۞

فَكَ أَقْسِمُ بِرَتِ الْمَشْلِوقِ وَالْمَغْوِبِ إِتَّالَقْلِدُرُونَ ۗ

عَلَّأَنَّ نُبُلِّ لَ خَيْرًا لِمِنْهُمُ ۚ وَمَا نَحْنُ بِمَسْئِوْ قِنُنَ۞

سر اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سر یہی لوگ جنتوں میں عزت والے ہوں گ۔ سر کہن کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ تیری طرف دوڑتے۔

**اللہ** دائیں اور مائیں سے گروہ کے گروہ۔

٣٨. کيا ان ميں سے ہر ايك كى توقع يہ ہے كہ وہ نعمتوں والى جنت ميں داخل كيا جائے گا؟

٣٩. (ایسا) ہرگز نہ ہو گا۔ (۲) ہم نے انہیں اس (چیز) سے پیدا کیا ہے جسے وہ جانتے ہیں۔ (۳)

ہم. پس مجھے قسم ہے مشر قوں اور مغربوں (\*) کے رب
 ک (کہ) ہم یقیناً قادر ہیں۔

الم. اس پر کہ ان کے عوض ان سے انتھے لوگ لے آئیں<sup>(۵)</sup> اور ہم عاجز نہیں ہیں۔<sup>(۱)</sup>

ا. یہ نبی سَکُانِیْنَمُ کے زمانے کے کفار کا ذکر ہے کہ وہ آپ کی مجلس میں دوڑے دوڑے آتے، لیکن آپ کی باتیں سن کر عمل کرنے کے بجائے ان کا نداق اڑاتے اور ٹولیوں میں بٹ جاتے۔ اور دعویٰ یہ کرتے کہ اگر مسلمان بنت میں گئے تو ہم ان سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ اللہ نے اگلی آیت میں ان کے اس زعم باطل کی تردید فرمائی۔

۲. یعنی یه کس طرح ممکن ہے کہ مومن اور کافر دونوں جنت میں جائیں، رسول کو ماننے والے اور اس کی تکذیب کرنے والے دونوں کو اخروی نعتیں ملیں؟ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

سا. لیخی مَآءِ مَهِیْنٍ (حقیر قطرے) ہے۔ جب یہ بات ہے تو کیا تکبر اس انسان کو زیب ویتاہے؟ جس تکبر کی وجہ سے ہی یہ اللہ اور اس کے رسول کی جمکنیب بھی کرتا ہے۔

سم. ہر روز سورج ایک الگ جگہ سے نکاتا اور الگ مغرب میں غروب ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے مشرق بھی بہت ہیں اور مغرب بھی اتنے ہی۔ مزید تفصیل کے لیے سورۂ صافات: ۵ دیکھیے۔

a. لینی ان کو ختم کرکے ایک نئی مخلوق آباد کردینے پر ہم پوری طرح قادر ہیں۔

٢. جب ايسا ہے تو كيا ہم قيامت كے دن ان كو دوبارہ زندہ نہيں اٹھا سكيں گے۔

فَكَارُهُمُ يَغُوصُوا وَيَلْعِيمُ احَتَّى بِلْقُدُارَ مُهُمَّ

بَوْمَ غَوْجُونَ مِنَ الْكُمْدَاتِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَّى

خَاشَعَةً أَيْصَارُهُمْ تَرْهُمَقُهُمْ ذِلَّةٌ خَالِكَ الْيُؤَمُّر

النَّذِي نُوْعَكُ وْنَ

النَّهُ كَانُدُ الْدُعَدُونَ شَ

۳/۱. پس تو انہیں جھڑتا کھیاتا چھوڑ دے () یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

سم جس دن یہ قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے،
گویا کہ وہ کس جگہ کی طرف تیز تیز جارہے ہیں۔ (۱)

مرا کہ ان کی آئکھیں جھی ہوئی ہوں گی، (۳) ان پر ذلت چھا رہی ہوگی، (۴) یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا

۲. أَجْدَاثٌ، جَعْ ہے۔ جَدَثٌ کے معنی قبر بیں۔ نُصُبٌ، تھانے، جہاں بتوں کے نام پر جانور ذن کے کیے جاتے ہیں، اور بتوں کے معنی میں بھی استعال ہے۔ یہاں ای دوسرے معنی میں ہے۔ بتوں کے پجاری، جب سورج طلوع ہوتا تو نہایت تیزی سے اپنے بتوں کی طرف دوڑتے کہ کون پہلے اسے بوسہ دیتا ہے۔ بعض اسے یہاں عَلَمٌ کے معنی میں لیتے ہیں کہ جس طرح میدان جنگ میں فوجی اپنے عَلَمٌ (جھنڈے) کی طرف دوڑتے ہیں۔ ای طرح قیامت کے دن قبروں سے نہیت برق رقاری سے نکلیں گے۔ یُوْفِضُونَ یُسْرِعُونَ کے معنی میں ہے۔

سا. جس طرح مجرموں کی آئکھیں جھی ہوتی ہیں کیونکہ انہیں اپنے کر توتوں کاعلم ہوتا ہے۔

٨. لعنی سخت ذلت انہیں اپنی لییٹ میں لے رہی ہو گی اور ان کے چبرے مارے خوف کے سیاہ ہوں گے۔ اس سے غُلامٌ مُّرَاهِقٌ کی ترکیب ہے، جو قریب البلوغت ہو لعنی غَشِیهُ الاحْتِلَامُ۔ (فتح القدیر)

۵. یعنی رسولوں کی زبانی اور آسانی کتابوں کے ذریعے سے۔

#### سورۂ نوح مکی ہے اور اس میں اٹھائیں آ بیتیں اور دو رکوع ہیں۔

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. یقیناً ہم نے نوح (عَالِیَا) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا<sup>(۱)</sup>
 کہ اپنی قوم کو ڈرا دو (اور خبر دار کردو) اس سے پہلے کہ ان کے پاس دردناک عذاب آجائے۔<sup>(۲)</sup>

۲. (نوح عَلَيْطًا نے) کہا اے میری قوم! میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں۔ $^{(n)}$ 

س. کہ تم اللہ کی عبادت کرو<sup>(م)</sup> اور اسی سے ڈرو<sup>(۵)</sup> اور میرا کہنا مانو۔<sup>(۲)</sup>

ہم. تو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایک وقت مقررہ تک جھوڑدے گا۔ ( $^{(2)}$  یقیناً اللہ کا وعدہ جب آجاتا

## المَيْنَ لِعُوْلِي اللَّهِ الللَّهِ الللَّمِي الللَّهِ الللَّاللَّهِ اللللَّهِ الللَّهِ اللَّهِ الللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّ

#### 

ٳػٛٲڵۺۘڵڹٵڽؙٛۅؙڟٳڸ؋ۘۏڡؚ؋ٙٲؽؙٲؽ۬ۯؚڎۊؙۅ۫ڡۘڰ؈ؙ ؿڹ۠ڸٲڽؙڲٳؿ۫ؾۿؙۄؙۼۮؘٲڳٳڸؽؙ۞

قَالَ لِقَوْمِ إِنَّ لَكُوْ نَذِيرٌ مُّبِيئً ﴿

آنِ اعْبُدُوااللهَ وَالنَّقُونُ وَ اَطِيْعُونِ ۞

يَغُفِرُ لَكُوْمِّنُ ذُنُوبِكُوْ وَيُؤَخِّرُكُوْ اِلَّى اَجَلِ مُّسَتَّى ْ اِنَّ اَجَلَ اللهِ إِذَاجَآءَلاَيُوَخُّرُ مِكُ

ا. حضرت نوح علیه الله جلیل القدر پیغیروں میں سے ہیں، صبح مسلم وغیرہ کی حدیث شفاعت میں ہے کہ یہ پہلے رسول ہیں۔ نیز کہا جاتا ہے کہ انہی کی قوم سے شرک کا آغاز ہوا، چنانچہ اللہ تعالی نے انہیں اپنی قوم کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔
 ۲. قیامت کے دن عذاب یا دنیا میں عذاب آنے سے قبل، چیسے اس قوم پر طوفان آیا۔

۳. اللہ کے عذاب سے، اگر تم ایمان نہ لائے۔ ای لیے عذاب سے نجات کا نسخہ تمہیں بتلانے آیا ہوں۔ جو آگے بیان ہورہا ہے۔ ۸. اور شرک چھوڑ دو، صرف اسی ایک کی عبادت کرو۔

۵. الله کی نافرمانیوں سے اجتناب کرو، جن سے تم عذاب البی کے مستحق قرار پاسکتے ہو۔

لا. لیخی میں تمہیں جن باتوں کا تھم دول، اس میں میری اطاعت کرو، اس لیے کہ میں تمہاری طرف الله کا رسول اور
 اس کا نما ئندہ بن کر آیا ہوں۔

2. اس کے معنی یہ کیے گئے ہیں کہ ایمان لانے کی صورت میں تمہاری موت کی جو مدت مقرر ہے، اس کو مؤخر کرکے تمہیں مزید مہلت عمر عطا فرمائے گا اور وہ عذاب تم سے دور کردے گا جو عدم ایمان کی صورت میں تمہارے لیے مقدر تھا۔ چنانچہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اطاعت، نیکی اور صلۂ رحمی سے عمر میں حقیقاً اضافہ ہوتا ہے۔ حدیث میں بھی ہے۔ صدیث میں بھی ہے۔ صدیث میں بھی ہے۔ صدیث میں بھی ہے۔ مایمان شہر کا باعث ہے"۔ (ابن کیر) بعض کہتے ہیں، تاخیر کا مطلب برکت ہے، ایمان سے عمر میں برکت ہوگا۔ ایمان نہیں لاؤگے تو اس برکت سے محروم رہوگے۔

1419

كُنْ تُوْتَعُلَبُوْنَ@

قَالَ مَ بِّ إِنِّى دَعُوثُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ٥

فَكَوْ يَنِوْدُهُ مُدُعَآءِ فَالَّا فِرَارًا

وَاتِّىٰ كُلَّمَادَعُوْتُهُۥ لِتَغُفِرَلَهُمْ جَعَلُوَّا اَصَابِعَهُمُ فِیۡ الدَّانِهِہُ وَ اسۡتَغُشَوُ اِثِیَابَهُہُ وَاَصَرُّوْا وَاسۡتَکْبُرُوا اسۡتِکْبُارُانَ

تُعُرَانِنُ دَعَوْتُهُمُ حِهَارًا ٥

تُوَّالِقَّ أَعْكَنُتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۞

ہے تو مؤخر نہیں ہو تا<sup>(۱)</sup> کاش کہ تمہیں سمجھ ہوتی۔<sup>(۱)</sup> <mark>۵. (نوح عَالِثَلِا نے) کہا اے میرے پروردگار! میں ۔</mark>

(نوح عَلَيْتِلاً نے) کہا اے میرے پروردگار! میں نے
 اپنی قوم کو رات دن تیری طرف بلایا ہے۔

٢. مگر ميرے بلانے سے يہ لوگ اور زيادہ بھاگئے لگے۔

ک. اور میں نے جب مجھی انہیں تیری بخشش کے لیے بلایا<sup>(۵)</sup> انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں<sup>(۲)</sup> اور انگر کیا۔<sup>(۹)</sup> اور بڑا تکبر کیا۔<sup>(۹)</sup>

٨. پھر میں نے انہیں باواز بلند بلایا۔

9. اور بیشک میں نے ان سے علانیہ بھی کہا اور چیکے چیکے بھی۔ (۱۰)

ا. بلکہ لامحالہ واقع ہو کر رہتا ہے، اس لیے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ ایمان واطاعت کا راستہ فوراً اپنا لو، تاخیر میں خطرہ ہے کہ وعدۂ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں نہ آجاؤ۔

عنی اگر تہمیں علم ہوتا تو تم اے اپنانے میں جلدی کرتے جس کا میں تہمیں تھم دے رہا ہوں یا اگر تم یہ بات
 جانے ہوتے کہ اللہ کا عذاب جب آجاتا ہے تو ٹلتا نہیں ہے۔

سع. لینی تیرے تکم کی تعمیل میں، بغیر کسی کو تاہی کے رات دن میں نے تیرا پیغام اپنی قوم کو پہنچایا ہے۔

۴. لیعنی میری رکارسے یہ ایمان سے اور زیادہ دور ہوگئے ہیں۔ جب کوئی قوم گراہی کے آخری کنارے پر پہنچ جائے تو پھر اس کا یہی حال ہوتا ہے، اسے جتنا اللہ کی طرف بلاؤ، وہ اتنا ہی دور بھائتی ہے۔

۵. لیعنی ایمان اور اطاعت کی طرف، جو سبب مغفرت ہیں۔

۲. تا که میری آواز نه س سکیل-

ک. تاکہ میرا چہرہ نہ دیکھ سکیں یا اپنے سرول پر کپڑے ڈال لیے تاکہ میرا کلام نہ س سکیں۔ یہ ان کی طرف سے شدت عداوت کا اور وعظ و تصحت ہے نیازی کا اظہار ہے۔ بعض کہتے ہیں، اپنے کو کپڑوں سے ڈھائک لینے کا مقصد یہ تھا کہ پیٹیبر ان کو پہچان نہ سکے اور انہیں قبولیت دعوت کے لیے مجبور نہ کرے۔

٨. يعني كفرير مصررب، اس سے باز نہيں آئے اور توبہ نہيں كى۔

9. قبول حق اور انتثال امر سے انہوں نے سخت تکبر کیا۔

ا. لین مختلف انداز اور طریقوں سے انہیں دعوت دی۔ بعض کہتے ہیں کہ اجتماعات اور مجلسوں میں بھی انہیں دعوت دی
 اور گھروں میں فرواً فرداً بھی تیرا پیغام پہنچایا۔

(a)

فَقُلُتُ استَغُفِرُو ارتَّكُو ۗ إنَّهُ كَانَ غَفَّارًا<sup>۞</sup>

ێٛٷڛؚڶۣٵڵۺۜؠٵٚءؘۼڷؽڴۄؙڝۨٞۮؙڒٲڒٲ۞ٚ ٷۜؽؠؙٮۮۮڴۿؚۑؚٲڞؙۯٳڶٷۜڹڹؚؽڹؘۅؘؾڿۼڶ ڷؙؙؙۘٛ۠ڝؙؙڎٟڂڴٚؾٟٷۜؽڿ۫ۼڶڷڰؙڎؙۣٲڶۿڒٲۨ

مَالَكُهُ لَا تَرُجُونَ بِللهِ وَقَارًا ﴿

وَقَدُ خَلَقَكُمُ أَطُوارًا ۞

اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ<sup>(۱)</sup>
 (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔<sup>(۲)</sup>

رادر علی کی وہ سینہ برائے والا ہے۔

11. وہ تم پر آسان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا۔

17. اور ممہیں خوب پے دریے مال اور اولاد میں ترقی

دے گا اور ممہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں

سا. تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی برتری کا عقیدہ نہیں رکھتے۔(۵)

۱۲۰ اور حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح سے پیدا کیا ہے۔(۲)

ا. یعنی ایمان اور اطاعت کا راسته اپنا لو، اور اپنے رب سے گزشته گناہوں کی معافی مانگ لو۔

٢. وه توبه كرنے والول كے ليے برا رحيم وغفار ہے۔

سم بعض علاء ای آیت کی وجہ سے نماز استیقاء میں سورہ نوح علیاً استیفار (جن میں یہ آیت بھی تھی) پڑھ کر عفرت عمر وگائی بھی ایک مرتبہ نماز استیقاء کے لیے منبر پر چڑھے تو صرف آیات استیفار (جن میں یہ آیت بھی تھی) پڑھ کر منبر سے از آئے۔ اور فرمایا کہ میں نے بارش کو، بارش کے ان راستوں سے طلب کیا ہے جو آسانوں میں ہیں۔ جن سے بارش زمین پر ازتی ہے۔ (ابن کیر) حضرت حسن بھری کے متعلق مروی ہے کہ ان سے آکر کسی نے قط سالی کی شکلیت کی اور زمین پر ازتی ہے۔ (ابن کیر) حضرت حسن بھری کے متعلق مروی ہے کہ ان سے آکر کسی نے قط سالی کی شکلیت کی انہوں نے بہی نسخہ بالیا ہے۔ ایک اور شخص نے اپنے باغ کے خشک ہونے کا شکوہ کیا، اسے بھی فرمایا، استیفار کر۔ ایک شخص نے کہا، میر سے گھر اولاد نہیں ہوتی، اسے بھی کہا اپنے رب سے استیفار کر۔ کسی نے جب ان سے کہا کہ آپ نے استیفار بی کی تلقین کے بو ان کے ایک آپ نے ایک ایک آپ نے وہ نسخہ ہو ان کے بیاں سے یہ بات نہیں کی، یہ وہ نسخہ ہے جو ان کے بیاں کے یہ بات نہیں کی، یہ وہ نسخہ ہے دوان کے لیے اللہ نے بتایا ہے۔ (ایر الفایر)

مل. لینی ایمان وطاعت سے تمہیں اخروی نعمتیں ہی نہیں ملیں گی، بلکہ دنیاوی مال ودولت اور بیٹوں کی کثرت سے بھی نوازے حاؤگے۔

۵. و قار، توقیر سے ہے جمعنی عظمت اور رجاء خوف کے معنی میں ہے، یعنی جس طرح اس کی عظمت کا حق ہے، تم اس
 سے ڈرتے کیوں نہیں ہو؟ اور اس کو ایک کیوں نہیں مانتے اور اس کی اطاعت کیوں نہیں کرتے؟

۲. پہلے نطفہ، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر عظام اور کھم اور پھر خلق تام، جیسا کہ سورۃ الاُنعبیاء: ۵، المؤمنون: ۱۳ اور المؤمن: ۲۷ وغیرها میں تفصیل گزری۔

ٱلهُ تَرَوُّاكَيْفَ خَلَقَ اللهُ سَبْعَ سَبْلُوتٍ طِبَاقًا۞

وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ ثُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا®

وَاللَّهُ أَنْ بَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴾

ثُوَّيْعِينِدُ كُمُ فِيهُا وَيُخْرِجُكُو إِخْرَاجًا

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُو الْأَرْضَ بِمَاطًا اللَّهِ

لِّتَسُكُكُوا مِنْهَاسُبُلَا فِجَاجًا ۚ قَالَ نُوْحٌ تَرْتِ إِنَّهُوْ عَصَوْنِيَ وَاتَّبَعُوا مَنُ

10. کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر تلے کس طرح سات آسان پیدا کردیے ہیں۔('

۱۱. اور ان میں چاند کو خوب جگمگاتا بنایا ہے <sup>(۲)</sup> اور سورج کو روشن چراغ بنایا ہے۔ <sup>(۳)</sup>

12. اور تم کو زمین سے ایک (خاص اہتمام سے) اگایا ہے (

۱۸. پھر تہہیں اسی میں لوٹا لے جائے گا اور (ایک خاص طریقہ) سے پھر نکالے گا۔(۵)

19. اور تمہارے لیے زمین کو اللہ تعالیٰ نے فرش بنادیا ہے۔(۱)

۲۰. تاکہ تم اس کی کشادہ راہوں میں چلو پھرو۔ (<sup>(2)</sup>
 ۲۱. نوح (عَلَيْظً) نے کہا اے میرے پروردگار! ان لوگوں

ا. جو اس کی قدرت اور کمال صناعت پر دلالت کرتے اور اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ عبادت کے لا کُل صرف وہی ایک اللہ ہے۔

۲. جو روئے زمین کو منور کرنے والا اور اس کے ماتھے کا جھومر ہے۔

س. تاکہ اس کی روشنی میں انسان معاش کے لیے، جو انسانوں کی انتہائی ناگزیر ضرورت ہے، کسب و محنت کرسکے۔

٧٠. لینی تمہارے باپ آدم علیکی کو، جنہیں مٹی سے بنایا گیا اور پھر اس میں اللہ نے روح پھوکی۔ یا اگر تمام انسانوں کو خاطب سمجھا جائے، تو مطلب ہوگا کہ تم جس نطف سے پیدا ہوتے ہو وہ اسی خوراک سے بنتا ہے جو زمین سے حاصل ہوتی ہے، اس اعتبار سے سب کی پیدائش کی اصل زمین ہی قرار پاتی ہے۔

۵. لینی مرکر، پھر اسی مٹی میں دفن ہونا ہے اور پھر قیامت کے دن اسی زمین سے متہیں زندہ کرکے نکالا جائے گا۔

۲. لعنی اسے فرش کی طرح بچھادیا ہے، تم اس پر اسی طرح چلتے پھرتے ہو، جیسے اپنے گھر میں بچھے ہوئے فرش پر چلتے
 اور اٹھتے بیٹھتے ہو۔

2. سُبُلٌ، سَبِيلٌ کی جمع اور فِجَاجٌ، فَجٌ (کشادہ راستہ) کی جمع ہے۔ لیعنی اس زمین پر اللہ تعالی نے بڑے بڑے کشادہ راستے بنادیے ہیں تاکہ انسان آسانی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ، ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاسکے۔ اس لیے یہ راستے بھی انسان کی کاروباری اور تدنی ضرورت ہیں، جس کا انتظام کرکے اللہ نے انسانوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔

## لَوْ يَزِدُهُ مَالُهُ وَوَلَكُ لَا إِلَّا خَسَارًا أَنَّ

وَمَكَرُوا مَكُرًا كُبُّ ارْأَ

وَقَالُوُالاَتَذَرُنَّ الِهَتَكُمْ وَلاَتَذَرُنَّ وَدُّا وَلاسُوَاعًاهُ وَلاَيغُوْثُ وَيَعُوْقَ وَنَسُرًا۞

وَقَدُ أَضَانُوا كَشِيرًا هُ وَلَا تَزِدِ الظَّلِينِي

نے میری تو نافرمانی کی<sup>(۱)</sup> اور ایسوں کی فرمانبرداری کی جن کے مال واولاد نے ان کو (یقیناً) نقصان ہی میں بڑھایا ہے۔<sup>(۲)</sup>

۲۲. اور ان لوگول نے بڑا سخت فریب کیا۔ (۳)

77. اور انہوں نے کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ جھوڑنا اور نہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو (50,0)

۲۳. اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گراہ کیا(۵) (الٰہی)

ا. تعنی میری نافرمانی پر اڑے ہوئے ہیں اور میری دعوت پر لبیک نہیں کہہ رہے ہیں۔

۲. لیعنی ان کے اصاغر نے اپنے بڑوں اور اصحاب ثروت ہی کی پیروی کی جن کے مال واولاد نے انہیں دنیا اور آخرت کے خمارے میں ہی بڑھایا ہے۔

٣. يه مريا فريب كياتها؟ بعض كهتے بيں، ان كا بعض لوگوں كو حفرت نوح عَليَّا كَ قَلَ كرنے پر ابھارنا تھا، بعض كهتے بيں مال واولاد كى وجہ سے جس فريب نفس كا وہ شكار ہوئے، حتى كه بعض نے كہا، اگر يه حق پر نه ہوتے تو ان كو يه نعتيں كيوں ميسر آتيں؟ اور بعض كے نزديك ان كے بروں كا يه كہنا تھا كہ تم اپنے معبودوں كى عبادت مت چھوڑنا، بعض كے نزد ك ان كا كفر بى، برا كمر تھا۔

ملا یہ قوم نوح عَلِیْلاً کے وہ لوگ تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور ان کی اتنی شہرت ہوئی کہ عرب میں بھی ان کی پوجا ہوتی رہی۔ چنانچہ "وَد" دومۃ الجندل میں قبیلہ کلب کا، "سُواع" ساحل بحر کے قبیلہ بندیل کا، "یَغُوْث" ساک بحر قریب جرف جگہ میں مراد اور بنی عظیف کا، "یَعُوْق"، ہمدان قبیلہ کا اور "دَسُر"، حمیر قوم کے قبیلہ ذوالکلاع کا معبود رہا۔ (ابن کثر وفق القدی) یہ یانچوں قوم نوح علییلا کے نیک آدمیوں کے نام تھے، جب یہ مرگئے تو شیطان نے ان کے عقیدت مندول کو کہا کہ ان کی تصویریں بناکر تم اپنے گھرول اور دوکانوں میں رکھ لو تاکہ ان کی یاد تازہ رہے اور ان کے تصویر سے تم بھی ان کی طرح نیکیاں کرتے رہو۔ جب یہ تصویریں بناکر رکھنے والے فوت ہوگئے تو شیطان نے ان کی نسلوں کو یہ کہہ کر شرک میں ملوث کرد یا کہ تہارے آباء تو ان کی عبادت کرتے تھے جن کی تصویریں تمہارے گھروں میں لئک یہ کر شرک میں ملوث کرد یا کہ تمہارے آباء تو ان کی عبادت کرتے تھے جن کی تصویریں تمہارے گھروں میں لئک

۵. أَضَلُّوْا كا فاعل (مرجع) قوم نوح كے روساء ہيں۔ يعنی انہوں نے بہت سے لوگوں كو گر اہ كيا اس كا مرجع بہی مذكورہ پائخ بت بيں، اس كا مطلب ہو گا كہ ان كے سبب بہت سے لوگ گر اہی ميں مبتلا ہوئے۔ جيسے حضرت ابراہيم عليَّا نے بھی كہا تھا۔ ﴿ رَبِّ إِنْهُونَ اَصْلَلُنَ كَيْشُيُّرا مِّنَ النَّاسِ ﴾ (ابراهيم: ۲۷) (اے ميرے پالنے والے معبود! انہوں نے بہت سے لوگوں كو راہ سے بھنگاد يا ہے)۔

ٳ؆ۻڶڰ۞

مِمّاخَطِيَّئَتِهِمُ أُغَرِقُواْفَأَدُخِلُواْنَارًا لَا فَكُمُ يَجِدُوُالَهُمُومِّنُ دُونِ اللهِ اَنْصَارًا ۞

وَقَالَ نُوُحُرُّتِ لِاَتَنَارُعَلَى الْأَرْضِمِنَ الْكِفِرِيْنَ دَيَّارًا⊛

ٳٮؘؙۜٛٛٛٛڡؘٳڹؙؾؘۮؘۯۿؙۄ۫ؽڣٮڷؙؗۊ۠ٳۘۼؠؘٵۮڮؘٷٙڵٳۑڸؚۮؙۅٛٙٳ ٳڷڒڡٚٳڿۯٵػڡٞٵۯڰ

رَتِّاغْفِرُ لِيُ وَلِوَالِدَى وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنْتِ ۚ وَلَا تَزِدِ الطّلمْنَ إِلَّا تَنَازًا ﴿

تو ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا۔

۲۵. وہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈبو دیے گئے (') اور جہنم میں پہنچا دیے گئے اور اللہ کے سوا اپنا کوئی مدد گار انہوں نے نہ پایا۔

۲۷. اور (حضرت) نوح (عَلَيْلِاً) نے کہا کہ اے میرے پالنے والے! تو روئے زمین پر کسی کافر کو رہنے سہنے والا نہ چھوڑ۔(۲)

۲۷. اگر تو انہیں جھوڑ دے گا تو (یقیناً) یہ تیرے (اور) بندوں کو (بھی) گمراہ کردیں گے اور یہ فاجروں اور ڈھیٹ کافروں ہی کو جنم دیں گے۔

۲۸. اے میرے پرورد گار! تو مجھے اور میرے مال باپ اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں آئے اور تمام مومن مردول اور عورتوں کو بخش دے (۳) اور کا فرول کو سجن دے (۳) در کافرول کو سوائے بربادی کے اور کسی بات میں نہ بڑھا۔ (۹)

ا. مِمَّا مين مَا زائد ع، من خَطِينًا تِهِمْ أَيْ: مِنْ أَجْلِهَا وَبِسَبِهَا أُغْرِقُوا بِالطُّوفَانِ. (فتح القدير)

۲. یہ بددعا اس وقت کی جب حضرت نوح علیہ ان کے ایمان لانے سے بالکل مایوس ہوگئے اور اللہ نے بھی اطلاع کردی کہ اب ان میں سے کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ (هود: ۳۱) دَیَّارٌ، فَیْعَالٌ کے وزن پر دَیْوَارٌ ہے۔ واو کو یا سے بدل کر ادغام کردیا گیا، مَنْ یَسْکُنُ الدِّیَارَ مطلب ہے کی کو باقی نہ چھوڑ۔

m. كافرول كے ليے بددعاكى تو اپنے ليے اور مومنين كے ليے دعائے مغفرت فرمائى۔

جم. یہ بددعا قیامت تک آنے والے ظالموں کے لیے ہے جس طرح مذکورہ دعا تمام مومن مردوں اور تمام مومن عورتوں کے لیے ہے۔

#### سورہُ جن مکی ہے اور اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع میں۔

#### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. (اے محمد منگانگیراً) آپ کہہ دیں کہ مجھے وقی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت (ا) نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔(۲)

۲. جو راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ (۳) ہم اس
 پر ایمان لاچکے (۳) (اب) ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب (۵)
 کا شریک نہ بنائیں گے۔

۳. اور بیشک ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے نہ اس نے کسی کو (اینی) بیوی بنایا ہے نہ بیٹا۔ (۱)

## شُوْلَةُ الْمِنْ الْمُؤْلِدُ الْمُ

#### بِنُ ۔۔۔۔ حِراللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ڠ۠ڶٲڎۣڿٵڸڰۜٲڰٵۺػۧۼؘڬڡؙۯڝۜٚڶڮؚؾۜڡؘڟڷٷٛٳڷٵ ۺؚڡؙڬٵڰٛۯٵ۠ٵۼؚۘڽڴ

ؿۿؙٮؚؽٙٳڶؽۘٵڷڗٛۺٮؚڡٚٲڡؙػٵۑ؋ٷڶؽؙۺؙۅ<u>ٙ</u>ۅٙؠؚڗڛؚۜٛٵٙ ٲؘؘؘؘۘڝۘڰٲ۞ٚ

> ٷۜٲؾؙٞٷۼڵڸڿڎ۠ۯؾؚڹۜٵڡٵٲؾؘؘؘؘۜٛڡؘڎؘڝٵڿؠڐٞ ٷڵٳۅؘڶڴٳ۞

ا. یہ واقعہ سورہ احقاف: ٢٩ کے حاشیے پر گزر چا ہے کہ نبی عَلَیْقَیْم وادی نخلہ میں صحابہ کرام رُقَائَیْم کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ کچھ جنوں کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے آپ عَلَیْقِیْم کا قرآن سنا۔ جس سے وہ متاثر ہوئے۔ یہاں بتایا جارہا ہو کہ اس وقت جنوں کا قرآن سنا، آپ کے علم میں نہیں آیا، بلکہ وحی کے ذریعے سے آپ کو اس سے آگاہ فرمایا گیا۔

۲. عَجَبًا، مصدر ہے بطور مبالغہ۔ یا مضاف محذوف ہے۔ ذَا عَجَبٍ، یا مصدر، اسم فاعل کے معنی میں ہے مُعْجِبًا، مطلب ہے کہ ہم نے ایسا قرآن سنا ہے جو فصاحت وبلاغت میں بڑا عجیب ہے یا مواعظ کے اعتبار سے عجیب ہے یا برکت کے لحاظ سے نہایت تعجب انگیز ہے۔ (فی القدی).

ساب یہ قرآن کی دوسری صفت ہے کہ وہ راہ راست لینی حق وصواب کو واضح کرتا یا اللہ کی معرفت عطا کرتا ہے۔

اللہ کی جم نے تو اس کو س کر اس بات کی تصدیق کردی کہ واقعی یہ اللہ کا کلام ہے، کسی انسان کا نہیں، اس میس کفار کو توزیخ و تنبیہ ہے کہ جن تو ایک مرتبہ س کر ہی اس قرآن پر ایمان لے آئے، تھوڑی سی آیات س کر ہی ان کی کایا پلٹ گئی اور وہ یہ بھی سبجھ گئے کہ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام نہیں ہے لیکن انسانوں کو، خاص طور پر ان کے سرداروں کو اس قرآن سے فائدہ نہیں ہوا، درآں حالیکہ نبی شکی تیا تیا کہ کی زبان مبارک سے انہوں نے متعدد مرتبہ قرآن سنا، علاوہ ازیں خود آپ مگا تا گئی گئی ہوی ان ہی میں سے تھے اور ان ہی کی زبان میں آپ ان کو قرآن سناتے تھے۔

۵. نه اس کی مخلوق میں سے، نه کسی اور معبود کو۔ اس لیے که وہ اپنی ربوبیت میں متفرد ہے۔

۲. جَدُّ کے معنی عظمت وجلال کے ہیں لیعنی ہمارے رب کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ اس کی اولاد یا بیوی ہو۔

وَّانَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللهِ شَطَطُكُا ۞

ٷٵػٵڟؽؘػٲٲؽؙ؆ؽؙؾؙڠؙۊؙڶٵڵؚٳ؞۬ۺؘٛۘۅؘٲڶڿؚؿؙ عَلىاللهِ كَذِبًا۞

قَائَتُهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسُ يَعُوْذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُوُ رَهَقًا ﴿

وَّٱنَّهُمُ ظُنُّواكُمَ اظَنَ لَتُمُوانَ لَنَّ يَبُّعُ كَاللَّهُ اللَّهُ ٱحْلَاقًا

وَّ أَتَّالَمَسُنَا السَّمَا أَءُ فَوَحَدُ نَهَا مُلِئَتُ

م. اوریہ کہ ہم میں کا بیو توف اللہ کے بارے میں خلاف حق باتیں کہا کرتا تھا۔(۱)

اور ہم تو یہی سمجھتے رہے کہ ناممکن ہے کہ انسان اور جنات اللہ پر جھوٹی باتیں لگائیں۔

۲. اور بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے<sup>(۳)</sup> جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔<sup>(۳)</sup>

2. اور (انسانوں) نے بھی تم جنوں کی طرح گمان کر لیا تھا کہ اللہ کسی کو نہ بھیجے گا (یا کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا)۔ (۵)

٨. اور جم نے آسان كو شول كر ديكھا تو اسے سخت

گویا جنوں نے ان مشرکوں کی غلطی کو واضح کیا جو اللہ کی طرف بیوی یا اولاد کی نسبت کرتے تھے، انہوں نے ان دونوں کمزوریوں سے رب کی تنزیمیہ وتقدیس کی۔

ا. سَفِيْهُنَا (جمارے بیو قوف) سے بعض نے شیطان مراد لیا ہے اور بعض نے ان کے ساتھی جن اور بعض نے بطور جنس۔ یعنی ہر وہ شخص جو یہ گمان باطل رکھتا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے۔ شَطَطًا کے کی معنی کیے گئے ہیں، ظلم، جموٹ، باطل، کفر میں مبالغہ وغیرہ۔ مقصد، راہ اعتدال سے دوری اور حد سے تجاوز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ بات کہ اللہ کی اولاد ہے ان بے و قونوں کی بات ہے جو راہ اعتدال وصواب سے دور، حد سے متجاوز اور کاذب وافتراء پرداز ہیں۔

 ۲. اسی لیے ہم ان کی تصدیق کرتے رہے اور اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے رہے۔ حتیٰ کہ ہم نے قرآن سنا تو پھر ہم پر اس عقیدے کا بطلان واضح ہوا۔

سا. زمانۂ جاہلیت میں ایک رواج یہ بھی تھا کہ وہ سفر پر کہیں جاتے تو جس وادی میں قیام کرتے، وہاں جنات سے پناہ طلب کرتے، جیسے علاقے کے بڑے آدمی اور رئیس سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔ اسلام نے اس کو ختم کیا اور صرف ایک اللہ سے بناہ طلب کرنے کی تاکید کی۔

۷۹. لینی جب جنات نے یہ دیکھا کہ انسان ہم سے ڈرتے ہیں اور ہماری پناہ طلب کرتے ہیں تو ان کی سرکثی اور تکبر میں اضافہ ہوگیا۔ رَهَقًا، یہاں سرکثی، طغیانی اور تکبر کے مفہوم میں ہے۔ اس کے اصل معنی ہیں گناہ اور محارم کو ڈھائکنا لیخی ان کا ارتکاب کرنا۔

۵. بَعْثٌ کے دونوں مفہوم ہوسکتے ہیں، جیسا کہ ترجے سے واضح ہے۔

حَرَسًا شَهِينًا وَشُهُيًا ﴿

وَّ اَكَاكُتَانَقُعُكُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يُّمُتَعِعِ الْانَ يَحِدُلُهُ شِهَا كِارَّصَدًا الْ

وَّٱكَالاَندُرِيُّ اَشَوُّ اُرِيُد بِمَنْ فِي الْاَدْضِ ٱمُ ٱدَادَ بِهِـمْ مَ بُّهُمُ رَشَّدًا۞

وَّانَّامِنَّاالصَّلِحُوْنَ وَمِثَّادُوْنَ ذَلِكَ كُنَّا طَرَآيِقَ قِدَدُهُ

ٷٵ؆ؙڟؽؘؾۧٛٲٲڹؙٞڷؽؙٮؙٛؿؙۼڿؚڗؘٳٮڵۿڔڣ۬ٳڵٳۯؙڞؚۅؘڶؽؙ ۨؿ۠ۼڿڒؘ؇ۿؘؠؙٵ<sup>۞</sup>

وَّٱكَالَتَاسَمِعُنَاالْهُلَآى الْمَنَابِهِ ۖ فَمَنْ يُؤْمِنُ برَتِهِ فَلا يَغَاثُ بَغْسًا وَّلا رَهَقًا ۞

چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پر پایا۔(۱)

9. اور اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لیے آسان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے۔(۲) اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے۔(۲)

اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب کا ارادہ ان کے ساتھ بھلائی کا ہے۔

11. اور یہ کہ (بینک) بعض تو ہم میں نیکوکار ہیں اور بعض اس کے برعکس بھی ہیں، ہم مختلف طریقوں سے بیغ ہوئے ہیں۔

11. اور ہم نے سمجھ لیا<sup>(۱)</sup> کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زمین میں ہرگز عاجز نہیں کرسکتے اور نہ ہم بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں۔

سال. اور ہم تو ہدایت کی بات سنتے ہی اس پر ایمان لا چکے اور جو بھی اپنے رب پر ایمان لائے گا اسے نہ کسی نقصان

1. حَرَسٌ، حَادِسٌ (چوکیدار، نگران) کی اور شُهُبٌ، شِهابٌ (شعله) کی جُع ہے۔ لیعنی آسانوں پر فرشتے چوکیداری کرتے ہیں۔ ہیں کہ آسانوں کی کوئی بات کوئی اور نہ سن لے اور یہ ستارے آسان پر جانے والے شیاطین پر شعله بن کر گرتے ہیں۔ ۲. اور آسانی باتوں کی کچھ سن گن پاکر کاہنوں کو بتلادیا کرتے ہے جس میں وہ اپنی طرف سے سو جھوٹ ملادیا کرتے ہے۔ سلاملہ بند کردیا گیا، اب جو بھی اس نیت سے اوپر جاتا ہے، شعلہ اس کی تاک میں ہوتا ہے اور لوٹ کر اس پر گرتا ہے۔

۷۰. لینی اس حراست آسانی سے مقصد اہل زمین کے لیے کسی شر کے منصوبے کو پایہ سکمیل تک پہنچانا لینی ان پر عذاب نازل کرنا ہے یا بھلائی کا ارادہ لینی رسول جھیجنا ہے۔

۵. قِدَدٌ، چیز کا مکرا، صَارَ الْقَوْمُ قِدَدًا اس وقت بولتے ہیں جب ان کے احوال ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔ یعنی ہم متفرق جماعتوں اور مختلف اصاف میں بٹے ہوئے ہیں۔ مطلب ہے کہ جنات میں بھی مسلمان، کافر، یہودی، عیسائی، مجوی وغیرہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان میں بھی مسلمانوں کی طرح قدریہ، مرجئہ اور رافضہ وغیرہ ہیں۔ (شخ القدر)
 ۲. ظَنَّ، یہاں علم اور یقین کے معنی میں ہے، جیسے اور بھی بعض مقامات یر ہے۔

کا اندیشہ ہے نہ ظلم وستم کا۔(۱)

۱۳ اور ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں <sup>(۱)</sup> پس جو فرماں بردار ہوگئے انہوں نے تو راہ راست کا قصد کیا۔

10. اور جو ظالم بین وه جهنم کا ایندهن بن گئے۔ (۳)

11. اور (اے نبی! مَنَّالِیَّا یہ بھی کہہ دو) کہ اگر لوگ راہ راست
پر سیدھے رہتے تو یقیناً ہم انہیں بہت وافر پانی پلاتے۔

11. تاکہ ہم اس میں انہیں آزمالیں، (۳) اور جو شخص

وَّٱكَامِتَا الْمُسُلِمُونَ وَمِتَّا الْقُسِطُونَ ۚ فَمَنَ اَسُلَمَ فَاوْلَلِكَ تَحَرَّوُالسَّنَا۞

ۅؘٲۺۜٵڷڡؗٝڛڟۄؙڹؘ؋ؘػٲڹٛۅ۠ٳڸجؘۿؠٚٞؠؘۘػؘڟؠؙڵ<sup>ۿ</sup> ۊٵؘڹۛ؆ۣۅٳۺؾؘڡٙٵمُۅ۠ٳٸٙڸٳڷڟؚڔۣؽۊڐ۪ڵۯۺڠؽڹۿۄؙ ڝؙۜٲٛٷؘڰڰڰ

لِنَفُتِنَهُمُ ونِيهِ ﴿ وَمَن يُعْرِضُ عَنْ ذِكْرِرَتِهِ

ا. لینی نه اس بات کا اندیشہ ہے کہ ان کی نیکیوں کے اجر وثواب میں کوئی کمی کردی جائے گی اور نہ اس بات کا خوف کہ ان کی برائیوں میں اضافہ ہوجائے گا۔

۲. لینی جو نبوت محمدید پر ایمان لائے وہ مسلمان اور اس کے منکر بے انصاف ہیں۔ قابِسطٌ، ظالم اور غیر منصف اور مُقْسِطٌ، عادل لینی ثلاثی مجر دسے ہوتو معنی ظلم کرنے کے اور مزید فیہ سے ہو تو انصاف کرنے کے۔

سبر اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی طرح جنات بھی دوزخ اور جنت دونوں میں جانے والے ہوں گے۔ ان میں جو کافر ہوں گے وہ جہنم میں اور مسلمان جنت میں جائیں گے۔ یہاں تک جنات کی گفتگو ختم ہوگئی۔ اب آگے پھر اللہ کا کام ہے۔

اللہ اَنْ اَلَٰ اِسْتَقَامُوْا، أَنَّهُ اَسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْحِنِ ِ بِعِفْ ہے لینی یہ بات بھی میری طرف وتی کی گئی ہے کہ… الطّرِیقَةِ سے مراد راہ راست لیعنی اسلام ہے۔ غَدَقٌ، کے معنی کثیر۔ وافر پانی سے مطلب و نبوی خوش حالی ہے۔ لیمن و نبا کا مال واباب دے کر ہم ان کی آزمائش کرتے۔ چیسے دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَلَوْاَقَ اَلْفَرْقُواَ الْفَقْوَا وَالْقَوْاَ اَلْقَوْاَ وَالْقَوْاَ الْفَوْاَ وَالْقَوْاَ وَالْقَوْاَ وَالْقَوْاَ وَالْقَوْاَ وَلَیْقَوْمُ اللّٰہُ ہُو وَالْفَائِنَ اللّٰہُ ہُو وَلَی اسلام ہے۔ اور پر ہیزگاری اختیا کہ کہ المورف وقتی کی بات اہل کتاب کے ضمن میں بھی فرمائی گئی ہے۔ سورہ کرتے تو ہم ان پر آسان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے کہی بات اہل کتاب کے ضمن میں بھی فرمائی گئی ہے۔ سورہ کرتے تو ہم ان پر آسان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے کہی بات اہل کتاب کے ضمن میں بھی فرمائی گئی ہے۔ سورہ کرتے ہیں اس آبت کا نزول اس وقت ہوا تھا جب کفار قریش پر قبط سالی مسلط کردی گئی تھی۔ الطریقی کہ کوش کتا ہوں کہ بیاں مسلط کردی گئی تھی۔ اس معنی کے لحاظ سے یہ مادی خوش حالی استدراج کے طور کے دوسرے معنی کرائی کے راہے کے کیے گئی ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے یہ مادی خوش حالی استدراج کے طور کروں کو بھولے رہے جن کی ان کو لیسجت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کردیے کیا فروالاد بڑھارہ جن کی ان کو لیسجت کی جاتی تھی بولی کی ہو دوسرے میں امام این کثیر کے نزدیک لِنِفْتِنَا ہو کی ایک کی ہو جب کہ امام شوکانی کے نزدیک پہلا زیادہ صحیح ہے۔

يَسُلُكُهُ عَنَابًا صَعَلًاكُ

وَآنَ الْسَلْجِدَيلِهِ فَلَاتَدُعُوا مَعَ اللهِ آحَدًالَ

وَّانَّهُ لَتَنَاقَامَ عَبْدُاللهِ يَدُعُوهُ كَادُوُا يَكُوْنُونَ عَلَيْهِ لِبَدَاقً

قُلُ إِنَّمَا أَدْعُوارَبِّنُ وَلَا أَشْرِكُ بِهَ آحَدًا

قُلُ إِنَّ لَا ٱمُلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَارَشَكُ ا

قُلْ إِنَّ لَنْ يُجِيْرُنِ مِنَ اللهِ آحَدٌ لا وَّلَنْ آجِدَ

اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیرلے گا تو اللہ تعالیٰ اسے سخت عذاب میں مبتلا کردے گا۔()

اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔<sup>(1)</sup>

پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ '' 19. اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر بل پڑیں۔'' ۲۰. آپ کہہ دیجیے کہ میں توصرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔''

۲۲. كهه ديجي كه مجھ برگز كوئى الله سے بچا نہيں سكتا(١)

ا. صَعَدًا، أَيْ: عَذَابًا شَآقًا شَدِيْدًا مُوْجِعًا مُؤْلِمًا (ابن كثر) نهايت سخت، المناك عذاب

محید کے معنی سجدہ گاہ کے ہیں۔ سجدہ بھی ایک رکن نماز ہے، اس لیے نماز پڑھنے کی جگہ کو محید کہا جاتا ہے۔ آیت کا مطلب واضح ہے کہ مسجدوں کا مقصد صرف ایک اللہ کی عبادت ہے، اس لیے مسجدوں میں کسی اور کی عبادت، کسی اور سے دعا و مناجات، کسی اور کی استخافہ واستمداد جائز نہیں۔ یہ امور ویسے تو مطلقاً ہی ممنوع ہیں اور کہیں بھی غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں ہے لیکن مسجدوں کا بطور خاص اس لیے ذکر کیا ہے کہ ان کے قیام کا مقصد ہی اللہ کی عبادت ہے۔ اگر یہاں بھی غیر اللہ کی عبادت ہوگی۔ لیکن بدقتمتی سے بعض نادان مسلمان یہاں بھی غیر اللہ کو پکارنا شروع کر دیا گیا تو یہ نہایت ہی فتیج اور ظالمانہ حرکت ہوگی۔ لیکن بدقتمتی سے بعض نادان مسلمان اب مسجدوں میں ایسے کیتے آویزاں کیے ہوئے ہیں، جن میں اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو بھی مدد کے لیے پکار تے ہیں۔ بلکہ مسجدوں میں ایسے کیتے آویزاں کیے ہوئے ہیں، جن میں اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے استغاثہ کیا گیا ہے۔ آه! فَلْیَبْكِ عَلَی الْإِسْلَام مَنْ کَانَ بَاکِیًا.

۳. عَبْدُ اللهِ سے مراد رسول الله عَلَيْظِ بين اور مطلب ہے كہ انس وجن مل كر چاہتے ہيں كَه الله كے اس نور كو اپنى پھوكلوں سے بجھاديں۔ اس كے اور بھى مفہوم بيان كيے گئے ہيں ليكن امام ابن كشير نے اسے رانح قرار ديا ہے۔

۴. لینی جب سب آپ کی عداوت پر متحد ہوگئے اور مل گئے ہیں تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو صرف اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں، اسی سے پناہ طلب کرتا اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔

۵. یعنی مجھے تمہاری ہدایت یا گر ابی کا یا کسی اور نفع ونقصان کا اختیار نہیں ہے، میں تو صرف اس کا ایک بندہ ہوں جے اللہ نے وحی ورسالت کے لیے چن لیا ہے۔

۲. اگر میں اس کی نافرمانی کروں اور وہ مجھے اس پر عذاب دینا چاہے۔

مِنُ دُوْنِهِ مُلْتَعَكَّانَ

اِلَابَلَغَاقِنَ اللهِ وَرِسُلَتِهِ وَمَنْ يَعْضِ اللهَ وَرَسُوُلَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَجَهَنَّمَ خِلِدِيْنَ فِيهُمَّا آبَدًاهُ

حَتَّى إِذَا رَاوُا مَا يُوْعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ اَضُعَفُ نَاصِرًا وَاقَالُ عَدَدُاهِ

> قُلُ إِنْ اَدُرِئَ اَقَرِيْكِ مَّا تُوْعَدُ وَنَ اَمُرِيجُعَلُ لَهُ رَبِّنَ آمَدًا ﴿

علِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهَ آحَدًا اللهِ

إِلامِن الراتظي مِنْ رَّسُولِ فَإِنَّهُ

اور میں ہرگز اس کے سواکوئی جائے پناہ بھی پانہیں سکتا۔

YTس البتہ (میراکام) اللہ کی بات اور اس کے پیغامات (لوگوں کو) پہنچا دینا ہے، (اب) جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نہ مانے گا اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں السے لوگ ہمیشہ رہیں گے۔

۲۳. (ان کی آنکھ نہ کھلے گی) یہاں تک کہ اسے دیکھ لیں جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے (۲) پس عنقریب جان لیں گے کہ کس کا مدد گار کمزور اور کس کی جماعت کم ہے۔ (۳) کہہ دیجیے کہ مجھے معلوم نہیں کہ جس کا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا میرا رب اس کے لیے دور کی مدت مقرر کرے گا۔ (۳)

۲۷. وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔

۲۷. سوائے اس پیغیر کے جسے وہ پیند کرلے<sup>(۵)</sup>

ا. یہ لاَ أَمْلِكُ لَكُمْ سے مشتنیٰ ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ لَنْ یُّجِیْرِنِیْ سے مشتنیٰ ہو، یعنی اللہ سے کوئی چیز بچاسکتی ہے تو وہ یہی ہے کہ ملائق ہے اللہ پر وہ بہتے رسالات کا وہ فریصنہ بجالاؤں جس کی ادائیگی اللہ نے مجھ پر واجب کی ہے۔ رِسَالَاتِهِ کا عطف اللہ پر ہے، یا بَلاغًا پر۔ یا پھر عبارت اس طرح ہے۔ إِلَّا أَنْ أُبَلِّغَ عَنِ اللهِ وَأَعْمَلَ بِرِسَالَتِهِ. (فنح الفدیر)

۲. یا مطلب یہ ہے کہ نبی عَلَیْظِیْم اور مومنین کی عداوت اور اپنے کفر پر مصر رہیں گے، یہاں تک کہ دنیا یا آخرت میں وہ عذاب دیکھ لیں، جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

س. لیعنی اس وقت ان کو پت گلے گا کہ مومنوں کا مددگار کمزور ہے یا مشرکوں کا؟ اور اہل توحید کی تعداد کم ہے یا غیر اللہ کے پجاریوں کی؟ مطلب یہ ہے کہ پھر مشرکین کا تو سرے سے کوئی مددگار ہی نہیں ہوگا اور اللہ کے ان گنت لشکروں کے مقابلے میں ان مشرکین کی تعداد بھی آٹے میں نمک کے برابر ہی ہوگی۔

سم. مطلب یہ ہے کہ عذاب یا قیامت کا علم، یہ غیب سے تعلق رکھتا ہے جس کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ قریب ہے یا دور؟

۵. لینی اپنے پیغیر کو بعض امور غیب سے مطلع کردیتا ہے جن کا تعلق یا تو اس کے فرائض رسالت سے ہوتا ہے یا وہ اس کی رسالت کی صداقت کی دلیل ہوتے ہیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ اللہ کے مطلع کرنے سے پیغیر عالم الغیب نہیں ہوسکتا۔

يَسُلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيُهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ﴿

لِّيَعْلَمَ اَنَ قَدُ اَبُلَغُوْارِ سِلْتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطُ بِمَالَدَ يُهِمْ وَآحُطِي كُلُّ شَيٍّ عَدَدًا ﴿

لیکن اس کے بھی آگے پیچے پہرے دار مقرر کردیتا ہے۔

۲۸. تاکہ علم ہوجائے کہ انہوں نے اپنے رب کا پیغام پہنچادیا ہے<sup>(7)</sup> اللہ تعالیٰ نے ان کے آس پاس (کی تمام چیزوں) کا احاطہ کرر کھا ہے<sup>(۳)</sup> اور ہر چیز کی گنتی کا شار کرر کھا ہے۔<sup>(۳)</sup>

کیونکہ پیغیر بھی اگر عالم الغیب ہوتو پھر اس پر اللہ کی طرف سے غیب کے اظہار کاکوئی مطلب ہی نہیں رہتا۔ اللہ تعالی اپنے غیب کا اظہار ای وقت اور ای رسول پر کرتا ہے، جس کو پہلے اس غیب کا علم نہیں ہوتا۔ اس لیے عالم الغیب صرف اللہ ہی کی ذات ہے، جیسا کہ یہاں بھی اس کی صراحت فرمائی گئی ہے۔

ا. یعنی نزول وی کے وقت، پینمبر کے آگے پیچے فرضتے ہوتے ہیں۔ جو شیاطین اور جنات کو وی کی باتیں سننے نہیں ویتے۔

۲. لیکٹکم میں ضمیر کا مرجع کون ہے؟ بعض کے نزدیک رسول اللہ شکاٹٹیٹی ہیں تاکہ آپ جان لیں کہ آپ سے پہلے رسولوں نے بھی اللہ کا پیغام ای طرح پنجایا جس طرح آپ نے پنجایا۔ یا نگران فرشتوں نے اپنے رب کا پیغام پنجبر ول کی تک پنجاویا ہے اس صورت میں مطلب ہوگا کہ اللہ تعالی اپنے پنجبروں کی فرشتوں کے ذریعے سے مفاظت فرماتا ہے تاکہ وہ فریصنہ رسالت کی ادائیگی صبح طریقے سے کرسکیں۔ نیز وہ اس وی کی بھی حفاظت فرماتا ہے جو پنجبروں کو کی جاتی ہے تاکہ وہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامت لوگوں تک ٹھیک بھی حفاظت فرماتا ہے جو پنجبروں کو کی جاتی ہے تاکہ وہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامت لوگوں تک ٹھیک گئی پنجا دیے ہیں یا فرشتوں نے پنجبروں تک وی پنجا دی ہے۔ اللہ تعالی کو اگرچہ پہلے ہی سے ہر چیز کا علم ہے لیکن گئیک پنجا دیے ہیں یا فرشتوں نے بینیا مضاہدہ ہے، جسے ﴿ لِنَعْکُمَوں کَانَیْکُولُ ﴿ البَدِونَ الْمُنْوُلُوكُ ﴿ البَدِونَ اللهُ الْکُذِیْنَ الْمُنْوُلُوكُ ﴾ (البقرة: ۱۳۱۳) ایس کے شخص کا عام مشاہدہ ہے، جسے ﴿ لِنَعْکُمُونُ کُولُوگُ ﴿ البَالَٰ اللهُ الْکُونِیْنَ الْمُنْوُلُوكُ ﴾ (البقرة: ۱۳۱۳) (اور جو لوگ ایمان لائے اللہ انہیں بھی ظاہر کرکے رہے گا اور منافقوں کو بھی ظاہر کرکے رہے گا اور میافتوں کو بھی ظاہر کرکے رہے گا آئیلی کا ایکن کیکی

r. فرشتوں کے پاس کی یا پیغمبروں کے پاس کی۔

م. کیوں کہ وہی عالم الغیب ہے، جو ہوچکا اور جو آئندہ ہوگا، سب کا اس نے شار کرر کھا ہے۔ یعنی اس کے علم میں ہے۔

#### سورہ مزمل مکی ہے اور اس میں بیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. اے کیڑے میں لیٹنے والے!<sup>(۱)</sup>

۲. رات (کے وقت نماز) میں کھڑے ہوجاؤ مگر کم۔

س. آدهی رات یا اس سے بھی پھھ کم کرلے۔

 $\frac{\gamma}{2}$ . یا اس پر بڑھادے $^{(r)}$  اور قر آن کو تھہر تھہر کر (صاف) پڑھاکر۔ $^{(r)}$ 

۵. یقیناً عنقریب ہم تجھ پر بہت بھاری بات نازل
 کریں گے۔ (\*)

۲. بیشک رات کا اٹھنا دلجمعی کے لیے انتہائی مناسب
 ۔ بیشک رات کو بہت درست کردینے والا ہے۔ (۲)

# سُيْوَكُ الرَّقِيالِ الْمُعَالِينَ الْمُعَالِينِ الْمُعَلِّينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعِلِّينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَلِّينِ الْمُعَلِّينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَلِّينِ الْمُعِلِينِ الْمُعَلِّينِ الْمُعَلِّينِ الْمُعَلِّينِ الْمُعَلِّينِ الْمُعِلِّينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِّينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِّينِ الْمُعِلِّينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِّينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلَّينِ الْمُعِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلْمِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلَّيِ الْمُعِلَّيِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلَّينِ الْعِلْمِينِ الْمُعِلَّينِ الْمُعِلَّينِ الْمُعِلَّينِ الْمُعِلَي الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلَّينِ الْمُعِلَّينِ الْمُعِلَّينِ الْمُعِيلِينِ الْمُعِلَّينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلَّينِ الْمُعِلَّينِ الْمُعِلِي الْمُعِلَّيِ الْمُعِلِيلِينِ الْعِلْمِيلِي الْمُعِلَّيِ الْمُعِلَّيِي الْمُعِلْمِيلِي الْمُعِلِيلِي الْمُعِلِيلِي الْمُع

#### بِنُ الرَّحِيْمِ

ؽؘٳؿٞۿؙٵڷٮؙٛٷٛڝؚۨڽ۠۞ ڠؙۄؚٳڰؽؙڶٳڰٳۊؘڸؽؙڶڰ۞ ێؚۨڞؙڡؘ*ٚ*ٛٷؘٲۅٳڶۛڡؙڞؙڡؚٮؙؙٷؘڟؚؽڵڰ۠

اَوْزِدُ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُوْرَانَ تَوْيِتُكُلَّاقَ

إِنَّا سَنُلُقِي عَلَيْكَ قَوْلًا تَقِيُّلُانَ

إِنَّ نَاشِئَةَ النَّيْلِ هِيَ اَشَتُّ وَطُا َّوَّا قُوْمَرُ قِيُلاڻ

ا. جس وقت ان آیات کا نزول ہوا، نبی سُکُلِیُنِیْمُ چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے، اللہ نے آپ کی اسی سیفیت کو بیان کرتے ہوئے خطاب فرمایا، مطلب ہے کہ اب چادر چھوڑدیں اور رات کو تھوڑا قیام کریں لیعنی نماز تبجد پڑھیں۔ کہاجاتا ہے کہ اس حکم کی بنا پر نماز تبجد آپ کے لیے واجب تھی۔ (ابن سیر)

۲. یہ قلینگ سے بدل ہے، لیعنی یہ قیام نصف رات سے کچھ کم (ثلث) یا کچھ زیادہ (دو ثلث) ہوتو کوئی حرج نہیں ہے۔
 ۳. چنانچہ اصادیث میں آتا ہے کہ آپ کی قراءت ترتیل کے ساتھ ہی ہوتی تھی اور آپ نے اپنی امت کو بھی ترتیل کے ساتھ، لیعنی تھہر کھہر کھر کر پڑھنے کی تلقین کی ہے۔

٧٠. رات كا قيام چوں كه نفس انسانى كے ليے بالعموم گرال ہے، اس ليے يہ جمليّ معترضه كے طور پر فرمايا ہم اس سے بھى بھارى بات تجھ پر نازل كريں گے، ليعنى قرآن، جس كے احكام وفرائض پر عمل، اس كے حدود كى پابندى اور اس كى اسبخ ودعوت، ايك بھارى اور جال اسل عمل ہے۔ بعض نے ثقالت (بھارى بن) سے وہ بوجھ مراد ليا ہے جو وحى كے وقت بى مَنْ اللهُ اللهُ على اللهُ على بھى آپ ليسنے سے شرابور ہوجاتے۔ (ابن کشر)

۵. اس کا دوسرا مفہوم ہے کہ رات کی ننہائیوں میں کان معانی قرآن کے فہم میں دل کے ساتھ زیادہ موافقت کرتے ہیں جو ایک نمازی تبجد میں پڑھتا ہے۔

۲. دوسرا مفہوم ہے کہ دن کے مقابلے میں رات کو قرآن زیادہ واضح اور حضور قلب کے لیے زیادہ مؤثر ہے، اس

إِنَّ لَكَ فِي النَّهَ أِرِسَبُحًا طَوِيْلاَنْ وَاذْكُرِ السُورَيِّكَ وَتَبَتَّلُ إِلَيْءِ تَبُيِّيُلاَنْ

رَبُّ الْشُورِيَ وَالْمُغْرِبِ لِآلِلهُ إِلَّاهُوَ فَاتَّخِذُهُ وَكِيْلًا ۞

وَاصْبِرْعَلَ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرُهُو هُجُرًا جَمِيْلِكُ

وَذَرْنِى وَالْمُكَيِّبِيْنَ اُولِى النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمُر قَلِيْلُانِ

> ٳؿؘڶٮؘؽؙٮؘۜٲٲڰٵڷٷٙڿؚؽؖٙٵ۞ ۊۜڟۼٲٵۮؙڶڠؙڞۜڐؚ۪ۊٚۼؘۮٵڹٞٲٳؽؠؖٵ۞

يَوْمَ تَرْحُفُ الْوَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ

کی یقیناً تجھے دن میں بہت مصروفیت رہتی ہے۔ (۱)
 ۸. اور تو اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کر اور تمام خلائق سے کٹ کر اس کی طرف متوجہ ہوجا۔ (۱)

مشرق ومغرب کا پروردگار جس کے سواکوئی معبود نہیں
 تو اسی کو اپنا کارساز بنالے۔

اور جو پچھ وہ گہیں تو سہتا رہ اور وضعداری کے ساتھ
 ان سے الگ تھلگ رہ۔

اور مجھے اور ان حجملانے والے آسودہ حال لوگوں کو حجمور دے اور انہیں ذراسی مہلت دے۔

17. یقیناً ہمارے ہاں سخت بیریاں ہیں اور سلکتی ہوئی جہنم ہے۔

18 میں اٹکنے والا کھانا ہے اور درد دینے والا کھانا ہے۔

20 عذاب ہے۔

۱۳ جس دن زمین اور پہاڑ تھرتھرا جائیں گے اور پہاڑ

لیے کہ اس وقت دوسری آوازیں خاموش ہوتی ہیں۔ فضا میں سکون غالب ہوتا ہے اس وقت نمازی جو پڑھتا ہے وہ آوازوں کے شور اور دنیا کے ہنگاموں کی نذر نہیں ہوتا بلکہ نمازی اس سے خوب محظوظ ہوتا اور اس کی اثر آفرینی کو محسوس کرتا ہے۔

ا. سَبْحٌ کے معنی بیں الْجَوْیُ وَالدَّورَانُ (چلنا اور گھومنا پھرنا) لیعنی دن کے وقت دنیاوی مصروفیتوں کا ہجوم رہتا ہے۔ یہ پہلی بات ہی کی تائید ہے۔ یعنی اس پر مداومت کر، دن ہو یا رات، اللہ کی شبع و تحمید اور موثر ہے۔ لیعنی اس پر مداومت کر، دن ہو یا رات، اللہ کی شبع و تحمید اور تکبیر و تہلیل کرتا رہ۔

۲. تَبَتُّلٌ کے معنی انْقِطَاعٌ اور علیحدگی کے ہیں، یعنی اللہ کی عبادت اور اس سے دعاومناجات کے لیے یکسو اور ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہوجانا۔ یہ رہبانیت سے مختلف چیز ہے۔ رہبانیت تو تجرد اور ترک دنیا ہے۔ جو اسلام میں نالپندیدہ چیز ہے۔ اور تَبَتُّلٌ کا مطلب ہے امور دنیا کی ادائیگی کے ساتھ عبادت میں اشتغال، خشوع، خضوع اور اللہ کی طرف یکسوئی۔ یہ محمود ومطلوب ہے۔

٣. أَنْكَالُ، نَكُلُ كَى جَمْع ہِ، قيود (بيرايال) اور بعض نے أَغْلَالُ كَ معنى ميں ليا ہے۔ لينى طوق۔ جَحِيْمًا، بَعْرُ كَلَّ آگ۔ ذَا غُصَّةٍ حلق ميں انك جانے والا، نه حلق سے نيچ اترے اور نه باہر نكلے۔ يه زَقُوْمٌ يا ضَرِيْعٌ كا كھانا ہوگا۔ ضَرِيْعٌ ايك كانٹے دار جھاڑى ہے جو سخت بدبودار اور زہريلى ہوتى ہے۔

 کَتِنُامٌ هَهُلَاهِ

ٳڰٚٲڗؘڛؙڵؾۧٳڶؿڬؙۄ۫ۯڛ۠ۅۛڷڒؗؗ؋ۺٙٳۿڴٵۼڵؿڬ۠ۄؙػؠٙٵۘۯڛڵڹٵۧٳڵ ڣؚۯۼۯ۫ؽڛؙٛٶۛڰ۞۫

فَعَطَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذُنهُ أَخُدُا وَبِيلًا

فَكِيفُ تَتَقُونُ إِنْ كَفَهُ ثُمْ يَوُمُّا يَّجُعُلُ الْوَلِمُانَ شِيْبَانَ ۗ

إِلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ لِهِ كَانَ وَعُدُلاً مَفْعُولُ

إِنَّ هَانِهُ تَتُكُورَةٌ ۚ فَمَنُ شَأَءَ اتَّخَذَ إِلَّى رَبِّهِ سَبِيلًا أَ

إِنَّ رَبِّكَ يَعُلُوُ أَنَّكَ تَقُوُّمُ أَدُنَّى مِنْ شُلْتَى

بھر بھری ریت کے شیاوں کے مانند ہوجائیں گے۔(۱)

10. بیشک ہم نے تمہاری طرف بھی تم پر گواہی دینے والا<sup>(۲)</sup> رسول بھیج دیاہے جیسے کہ ہم نے فرعون کے پاس رسول بھیجا تھا۔

17. تو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت (وبال کی) پکڑ میں پکڑلیا۔(۲)

ہم اگر کافر رہے تو اس دن کسے پناہ پاؤگے جو دن
 بچوں کو بوڑھا کردے گا۔ (م)

1. جس دن آسان بھٹ جائے گا<sup>(۵)</sup> اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہو کر ہی رہنے والا ہے۔

19. بیٹک یہ نصیحت ہے کہل جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے۔

۲۰. یقیناً آپ کارب بخوبی جانتاہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ

ا. یعنی یہ عذاب اس دن ہوگا، جس دن زمین اور پہاڑ بھونچال سے تہ وبالا ہوجائیں گے اور بڑے بڑے پُر ہیت پہاڑ رہت کے ٹیلوں کی طرح بے حیثیت ہوجائیں گے۔ کَثِیْتٌ رہت کا ٹیلہ، مَهِیْلاً بھر بھر کی پیروں کے بنچے سے نکل جانے والی رہت۔
 ۲. جو قیامت کے دن تمہارے اعمال کی گواہی دے گا۔

سل اس میں اہل مکہ کو تنبیہ ہے کہ تمہارا حشر بھی وہی ہوسکتا ہے جو فرعون کا موسی علیّیا کی تکذیب کی وجہ سے ہوا۔ ۸. شِیْبٌ، أَشْیَبُ کی جمع ہے، قیامت کے دن، قیامت کی ہولناکی سے فی الواقع بچے بوڑھے ہوجائیں گے یا تمثیل کے طور پر ایسا کہا گیا ہے۔

حدیث میں بھی آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ آدم علیہ اگر کہ گا کہ اپنی اولاد میں سے جہنم کے لیے نکال لے۔ حضرت آدم علیہ اللہ فرمائی گا، ہر ہزار میں سے ۱۹۹۹ اس وقت حمل والی عورتوں کا حمل گرجائے گا اور بچے بوڑھے ہوجائیں گے۔ یہ بات صحابہ کرام ٹھائٹی کو بہت شاق گزری اور ان کے چہرے فق ہوگئے تو نبی کریم سکاٹیٹی نے فرمایا کہ قوم یاجوج ماجوج میں ۹۹۹ ہوں گے اور تم سے ایک، اللہ کی رحمت سے مجھے امید ہے کہ تمام جنتیوں میں سے آدھا تم ہم لوگ ہونگے۔ الحدیث (صحیح البخاری تفسیر سورۃ الحج)

۵. یہ یوم کی دوسری صفت ہے۔ اس دن ہولناکی سے آسان بھٹ جائے گا۔

۲. یعنی الله تعالی نے جو بعث بعد الموت، حساب و کتاب اور جنت و دوزخ کا وعدہ کیا ہوا ہے، یہ یقیناً لامحالہ ہو کر رہنا ہے۔

اليُّل وَنِصْفَهُ وَشُلْتُهُ وَطَأَيِفَةٌ مِِّنَ الَّذِينَ مَعَكُ وَاللهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارُ عَلِمَ اَنْ لَّنُ تُحُصُّوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمُ فَاقُورُوْن مَا تَيَسَّرَمِنَ الْقُرُ النِّ عَلِمَ اَنُ سَيَكُونُ مِنْكُوْ قَرُضَىٰ وَاخَرُونَ يَضْرِيُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضَلِ اللهِ وَاخَرُونَ يَنْمِونُونَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضَلِ اللهِ وَاخَرُونَ

کے لوگوں کی ایک جماعت قریب دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور ایک تہائی رات کے تبجد پڑھتی ہے<sup>(1)</sup> اور رات دن کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہی ہے،<sup>(۲)</sup> وہ (خوب) جانتا ہے کہ تم اسے ہرگز نہ نبھاسکوگے<sup>(۳)</sup> پس اس نے تم پر مہربانی کی<sup>(۴)</sup> لہذا جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لیے آسان ہو اتنا ہی پڑھو،<sup>(۵)</sup> وہ جانتا ہے کہ تم میں بعض بھار بھی ہوں گے،

ا. جب سورت کے آغاز میں نصف رات یا اس سے کم یا زیادہ، قیام کا تھم دیا گیا تو نبی سکا فیٹی اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت رات کو قیام کرتی، کبھی دو تہائی سے کم، کبھی نصف رات اور کبھی ٹکٹ (ایک تہائی حصہ) جیسا کہ یہاں ذکر ہے۔ لیکن ایک تو رات کا یہ مستقل قیام نہایت گرال تھا۔ دوسرا وقت کا یہ اندازہ نصف رات یا ٹکٹ یا دو ٹکٹ حصہ قیام کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل تر تھا۔ اس لیے اللہ نے اس آیت میں شخفیف کا تھم نازل فرمادیا جس کا مطلب بعض کے نزدیک ترک قیام کی اجازت ہے اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ اس کے فرض کو استجاب میں بدل دیا گیا۔ اب یہ نہ امت کے لیے فرض ہے نہی سکا فیٹی کی کے اس کا پڑھنا ضروری تھا۔ نہی سکا فیٹی کے لیے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ شخفیف صرف امت کے لیے ہے۔ نبی سکا فیٹی کے لیے اس کا پڑھنا ضروری تھا۔ کا بینی اللہ تعالیٰ تو رات کی گھڑیاں گن سکتا ہے کہ کتنی گزرگئی ہیں اور کتنی باقی ہیں؟ تمہاے لیے یہ اندازہ ناممکن ہے۔ سل طرح رہ سکتے ہو۔

٧٠. ليعنى الله نے قيام الليل كے تحكم كو منسوخ كرديا اور اب صرف اس كا استحباب باتى رہ گيا ہے۔ اور وہ بھى وقت كى پابندى كى بدير۔ نصف شب، يا ثلث شب يا دو ثلث كى پابندى بھى ضرورى نہيں۔ اگر تم تھوڑا سا وقت صرف كركے دور كعت بھى پڑھ لوگ تو عند الله قيام الليل كے اجر كے مستق قرار پاؤگے۔ تاہم اگر كوئى شخص ٨ ركعات تبجد كا اجتمام كرے گا جيسا كه نبى كريم مَا اللَّيْظِ كا معمول تھا، تو يہ زيادہ بہتر ہوگا اور نبى مَا اللَّيْظِ كا متبع قرار يائے گا۔

۵. فَاقْرُأُوْا كَا مطلب ہے فَصَلُّوْا، اور قرآن سے مراد اَلصَّلوٰۃ ہے۔ قیام اللیل میں چوں کہ قیام لمبا ہوتا ہے اور قرآن نے زیادہ پڑھا جاتا ہے اس لیے نماز تہجد کو ہی قرآن سے تعبیر کردیا گیا ہے جیسے نماز میں سورہ فاتحہ نہایت ضروری ہے، اس لیے اللہ تعالی نے حدیث قدی میں، جو سورہ فاتحہ کی تفسیر میں گزر چی ہے، سورہ فاتحہ کو نماز سے تعبیر فرمایا ہے، قسمَتُ الصَّلاۃ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ. الْحَدِیْثَ. اس لیے "جتنا قرآن پڑھنا آسان ہو پڑھ لو" کا مطلب ہے۔ رات کو جتنی نماز پڑھ سکتے ہو، پڑھ لو۔ اس کے لیے نہ وقت کی پابندی ہے اور نہ رکعات کی۔ اس آیت سے بعض لوگ استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھی ضروری نہیں ہے جتنا کی کے لیے آسان ہو، پڑھ لے، اگر کوئی ایک آیت بھی کہیں سے پڑھ لے گا تو نماز موجائے گی۔ لیکن اول تو یہاں قراءت بمعنی نماز ہے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ اس لیے آیت کا تعلق اس بات سے نہیں ہے کہ نماز میں کتنی قراءت ضروری ہے؟ دوسرا، اگر اس کا تعلق قراءت سے ہی مان لیا

بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ تعالیٰ کا فضل (یعنی روزی بھی) تلاش کریں گے(ا) اور کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کا راہ میں جہاد بھی کریں گے،(ا) سوتم بآسانی جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو(ا) اور نماز کی پابندی رکھو(ا) اور زلاۃ دیتے رہا کرو اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو۔(۵) اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر سے بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤگے (۱) اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو۔ یقدناً اللہ تعالیٰ بخشے والا مہربان ہے۔

يُقَارِتُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ ﴿ فَاقَرَءُوا مَاتَيَسَرَ مِنْهُ ﴿ وَاقِيمُوا الصَّلْوَةُ وَاتُوا الزَّكُوةَ وَاقْرِضُوا اللهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا هُرُهُوْ لِانْفُسِكُمْ مِّنَ خَيْرُ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللهِ هُوَخَيْرًا وَاعْظَمَ اَجُوًا وَاسْتَغْفِرُوا اللهَ ﴿ إِنَّ اللهَ عَفُورٌ رَّحِيْدٌ ﴿ ﴿

جائے، تب بھی یہ استدلال اپنے اندر کوئی قوت نہیں رکھتا۔ کیوں کہ مَا تَکسَّر کی تفسیر خود نبی طَالِیْکِمْ نے فرمادی ہے کہ وہ کم سے کم قراءت، جس کے بغیر نماز نہیں ہوگی وہ سورہ فاتحہ ہے۔ اس لیے آپ طَالِیْکِمْ نے فرمایا ہے کہ یہ ضرور پڑھو جیسا کہ صحیح اور نہایت قوی اور واضح احادیث میں یہ حکم ہے۔ اس تفسیر نبوی طَالُیْکِمْ کے خلاف یہ کہنا کہ نماز میں سورہ فاتحہ ضروری نہیں، بلکہ کوئی سی بھی ایک آیت پڑھ لو، نماز ہوجائے گی۔ بڑی جسارت اور نبی طَالَیْکِمْ کی احادیث سے باعتمائی کا مظاہرہ ہے۔ نیز اٹھہ کے اقوال کے بھی خلاف ہے جو انہوں نے اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس آیت سے کرک فاتحہ خلف المام پر استدلال جائز نہیں، اس لیے کہ دو آ بیتی متعارض ہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص جمری نماز میں امام کے بیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو بعض احادیث کی رو سے بعض اُئمہ نے اسے جائز کہا ہے اور بعض نے نہ پڑھنے ہی کو ترجیح دی ہے۔ انسیل کے نے فرضت فاتحہ خلف المام پر تحریہ کردہ کتب ماطھ فرائیں)

ا. تعنی تجارت اور کاروبار کے لیے سفر کرنا اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا پڑے گا۔

۲. ای طرح جہاد میں بھی پر مشقت سفر اور مشقیں کرنی پڑتی ہیں۔ اور یہ تینوں چیزیں۔ بیاری، سفر اور جہاد۔ نوبت بہ نوبت ہر ایک کو لاحق ہوتی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے قیام اللیل کے تھم میں تخفیف کر دی ہے۔ کیوں کہ تینوں حالتوں میں یہ نہایت مشکل اور بڑا صبر آزما کام ہے۔

اسباب تخفیف کے ساتھ تخفیف کا یہ حکم دوبارہ بطور تاکید بیان کردیا ہے۔

۴. لعنی پانچ نمازوں کی جو فرض ہیں۔

۵. یعنی الله کی راه میں حسب ضرورت و توفیق خرج کرو، اسے قرض حسن سے اس لیے تعبیر فرمایا که الله تعالی اس کے بدلے میں سات سو گنا بلکه اس سے زیادہ تک اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

۲. یعنی نظی نمازیں، صدقات وخیرات اور دیگر نیکیاں جو بھی کروگے، اللہ کے ہاں ان کا بہترین اجر پاؤگے۔ اکثر مفسرین کے بزدیک یہ آیت: ۲۰ مدینے میں نازل ہوئی ہے، اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اس کا نصف حصہ کی اور نصف مدنی ہے۔ (ایر الفایر)

#### سورۂ مد تر کلی ہے اور اس میں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. اے کیڑا اوڑھنے والے!<sup>(۱)</sup>

۲. کھٹرا ہوجا اور آگاہ کردے۔

س. اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کر۔

م. اور اینے کیڑوں کو پاک رکھاکر۔<sup>(۳)</sup>

اور نایا کی کو حجبور دے۔

۲. اور احسان کرکے زیادہ لینے کی خواہش نہ کر۔<sup>(۵)</sup>

اور اپنے رب کی راہ میں صبر کر۔

٨. پس جب كه صور ميں پيونك مارى جائے گا۔

٩. تو وه دن برا سخت دن هو گا۔

• ا. (جو) کا فرول پر آسان نه ہو گا۔

# سُوْنَوْ اللَّهُ اللَّ

### 

يَايَّهُا الْمُثَاتِّرُنُّ قُوْ فَالَـٰذِرُنُّ وَرَبَّكَ فَكَبِّرُنُّ وَثِيَابِكَ فَكَبِّرُنُّ وَالرُّبُحِزَ فَاهْجُرُنُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرُنُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرُنُ فَذَانُفِمَ فِي النَّاقُورُنُ فَذَالِكَ يُومَيِّذٍ يَوْمُرَّ عَسِيْرُنُ عَلَ الْكِفِرِائِينَ غَيْرُ يَسِيْرٍ فَ عَلَ الْكِفِرِائِينَ غَيْرُ يَسِيْرٍ فَ

- ۲. لیعنی اہل مکہ کو ڈرا، اگر وہ ایمان نہ لائیں۔
- س. لینی قلب ونیت کے ساتھ کیڑے بھی پاک رکھ۔ یہ حکم اس لیے دیا کہ مشرکین مکہ طہارت کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔
  - ٨. ليني بتول كي عبادت جپور دے۔ يه دراصل لوگول كو آپ كے ذريعے سے حكم ديا جارہا ہے۔
    - ۵. لین احسان کرکے یہ خواہش نہ کر کہ بدلے میں اس سے زبادہ ملے گا۔
- ۲. یعنی قیامت کا دن کافروں پر بھاری ہوگا، کیوں کہ اس روز کفر کا نتیجہ انہیں بھلتنا ہوگا، جس کا ارتکاب وہ دنیا میں کرتے رہے ہوں گے۔

ذَرُنِ وَمَن خَلَقَتُ وَحِيْدًا اللهِ وَمَن خَلَقَتُ وَحِيْدًا اللهِ وَمَن خَلَقَتُ وَحِيْدًا اللهِ وَمَن خَلَقَتُ وَحِيْدًا اللهِ وَمَن فَلَا اللهُ مَا الأَرْتَهُ لَهُ وَدًا اللهِ وَمَن اللهِ مَن اللهُ مَنْ مَن اللهِ مَن اللهِ مَن اللهِ مَن اللهِ مَن اللهِ مَن اللهُ مَن اللهِ مَن اللهِ مَن اللهُ مَن اللهِ مَن اللهِ مَن اللهِ مَن اللهُ مَن اللهُ مَن اللهُ مَن اللهِ مَن اللهِ مَن اللهُ مَن اللهُ مَن اللهُ مَن اللهِ مَن اللهُ مَن اللهُ مَن اللهِ مَن اللهُ مَن اللهُ مَن اللهُ مَن اللهُ مَن اللهِ مَن اللهُ مَن اللهُ مَن اللهُ مَن اللهِ مَن الهُ مَن اللهِ مَن اللهُ مَن اللهِ مَن اللهِ مَن اللهُ مَنْ الل

11. مجھے اور اسے چھوڑدے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ہے۔

11. اور اسے بہت سا مال دے رکھا ہے۔

11. اور حاضر باش فرزند بھی۔

11. اور میں نے اسے بہت کچھ کشادگی دے رکھی ہے۔

12. کھر بھی اس کی چاہت ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔

13. کھر بھی اس کی چاہت ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔

14. نہیں نہیں، (۵) وہ ہماری آیوں کا مخالف ہے۔

14. عنقریب میں اسے ایک سخت چڑھائی چڑھاؤں گا۔

15. عنقریب میں اسے ایک سخت چڑھائی چڑھاؤں گا۔

16. اس نے غور کرکے تجویز کی۔

17. اس نے غور کرکے تجویز کی۔

18. اسے ہلاکت ہو کسی (تجویز) سوچی؟

18. دہ پھر غارت ہو کسی طرح اندازہ کیا۔

19. دہ پھر غارت ہو کسی طرح اندازہ کیا۔

ا. یہ کلمہ وعید و تہدید ہے کہ اسے، جے میں نے مال کے پیٹ میں اکیلا پیدا کیا، اس کے پاس مال تھا نہ اولاد، اور مجھے اکیلا چھوڑدو۔ لیخی میں خود ہی اس سے نمٹ لول گا۔ کہتے ہیں کہ یہ ولید بن مغیرہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ کفر وطغیان میں بہت بڑھا ہوا تھا، اس لیے اس کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۲. اسے اللہ نے اولاد ذکور سے نوازا تھا اور وہ ہر وقت اس کے پاس ہی رہتے تھے، گھر میں دولت کی فراوانی تھی، اس لیے بیش نہیں آتی تھی۔ بعض کہتے ہیں، یہ بیٹے سات تھے بعض کے بیٹوں کو تجارت وکاروبار کے لیے باہر جانے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ بعض کہتے ہیں، یہ بیٹے سات تھے ابعض کے نزدیک ۱۲ اور بعض کے نزدیک ۱۳ اور بعض کے نزدیک ۱۳ تھے ان میں سے تین مسلمان ہوگئے تھے، خالد، ہشام اور ولید بن ولید، ڈوالڈ آر (اللہ اللہ)

سب لیعنی مال ودولت میں ریاست وسر داری میں اور درازی عمر میں۔

م. لینی کفر ومعصیت کے باوجود، اس کی خواہش ہے کہ میں اسے اور زیادہ دول۔

۵. لعنی میں اسے زیادہ نہیں دوں گا۔

۲. یہ کَدَّ کی علت ہے۔ عَنیْدٌ اس شخص کو کہتے ہیں جو جانے کے باوجود حق کی مخالفت اور اس کو رد کرے۔

ک. لینی ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا جس کا برداشت کرنا نہایت سخت ہو گا، بعض کہتے ہیں، جہنم میں آگ کا پہاڑ ہو گا
 جس یر اس کو چڑھایا جائے گا۔ إِدْ هَاقٌ کے معنی ہیں۔ انسان یر بھاری چیز لاد دینا۔ (ہُ القدیر)

٨. ليعنی قرآن اور نبی سَکَاتَشِیْم کا پيغام س کر، اس نے اس امر پر غور کيا کہ ميں اس کا کيا جواب دوں؟ اور اپنے جی ميں اس نے وہ تبار کيا۔

9. یہ اس کے حق میں بددعائی کلے ہیں، کہ ہلاک ہو، مارا جائے، کیا بات اس نے سوچی ہے؟

T1. اس نے پھر دیکھا۔<sup>(1)</sup>

۲۲. پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنایا۔

۲۳. پير پيچيے هٿ گيا اور غرور کيا۔

۲۳. اور کہنے لگا یہ تو صرف جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے۔

**۲۵**. سوائے انسانی کلام کے کچھ بھی نہیں۔

٢٧. میں عنقریب اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔

۲۷. اور تخمے کیا خبر کہ دوزخ کیا چیز ہے؟ (۵)

۲۸. نه وه باقی رکھتی ہے نه چھوڑتی ہے۔(۱)

**۲۹**. کھال کو حجلسا دیتی ہے۔

• اور اس میں انمیں (فرشتے مقرر) ہیں۔(ک

اس. اور ہم نے دوزخ کے داروغے صرف فرشت رکھے ہیں۔ اور ہم نے ان کی تعداد صرف کافروں کی آزمائش کے لیے مقرر کی ہے (۱) تاکہ اہل کتاب یقین

ؿؙؙؙٛٛٛڗۜؽؘڟۯۿ

ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿

المُتَحَادُبُرُ وَالسَّتَكُبُرُ اللَّهِ

فَقَالَ إِنَّ هٰنَآ إِلَّاسِحُرُّ يَنْؤُثَرُ ﴿

إِنْ هَلْ فَا إِلَّا فَتُولُ الْبُشَوِقُ

سَأْصُلِيُهِ سَقَـرَ ا

وَمَا آدُرُاكَ مَاسَقَرُهُ

لَاتُبُقِيُ وَلَاتَذَرُهُ

لَوَّاحَةٌ لِلْبَشَرِهُ

عَلَيْهَا تِسْعَةً عَشَرَ خُ

ۉۘڡۜٵڿۘڡؘڬؙڡۜٵۘڞڂٵڶٮؖۛٛ۠ٵڔٳڵٳڡڵڸ۪ۧڴڎٞ ٷۜڡٵڿڡؙڶٮٚٳۼڎۜ؆ؙؙؙؗؠؙٛٳڵڒڣڎٮۜڎٞڵۣڷڎؽؽػڡۜۯؙۉٳٚ ڸؽۺؙؿؽۊؚؽٵڒۮؽؽؙٷ۫ۊؙٳٳڶڮڋۘڮۏۜؽۯٛۮٳڎٳڷڒؽؿ

ا. لعنی پھر غور کیا کہ قرآن کا رد کس طرح ممکن ہے۔

۲. لیعنی جواب سوچنے وقت چیرے کی سلوٹیں بدلیں، اور منہ بسورا، جیسا کہ عموماً کسی مشکل بات پر غور کرتے وقت آدمی ایسا ہی کرتا ہے۔

سم. لیعنی حق سے اعراض کیا اور ایمان لانے سے تکبر کیا۔

٨٠. ليعني كسى سے يہ سيكھ آيا اور وہال سے نقل كر لايا ہے اور دعوىٰ كرديا كه الله كا نازل كردہ ہے۔

۵. دوزخ کے نامول یا درجات میں سے ایک کا نام سقر بھی ہے۔

۲. ان کے جسموں پر گوشت چھوڑے گی نہ ہڑی۔ یا مطلب ہے جہنمیوں کو زندہ چھوڑے گی نہ مردہ، لایکموْتُ فیْھا وَ لَا یَحْونَ فیْھا۔

٤. ليعني جهنم ير بطور دربان ١٩ فرشة مقرر بين-

٨. يه مشركين قريش كارد ہے، جب جہنم كے داروغول كا اللہ نے ذكر فرمايا تو ابو جہل نے جماعت قريش كو خطاب كرتے
 ہوئے كہا كہ كيا تم ميں سے ہر دس آدميوں كا گروپ، ايك ايك فرشتے كے ليے كافی نہيں ہوگا۔ بعض كہتے ہيں كہ كلدہ

امَنُوْآ اِيمَانَا وَلاَيَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتْبَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلِيَقُولَ الَّذِيْنَ فِى قُلُوهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُؤْمُونَ مَاذَا ارَادَ اللهُ بِهٰذَا مَثَلًا كَذَالِكَ يُضِلُّ اللهُ مَنْ يَشْنَاءُ وَيَهُدِى مَنْ يَشَاءُ وَمَا هِى اللاذِكْرَاى لِلْبَشَرِقُ

> كَلَاوَالْقَنَدِ فَ وَالَّيْنِلِ إِذْ اَدُنْبَرَةٍ

کرلیں، (۱) اور اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ ہوجائے (۲)
اور اہل کتاب اور اہل ایمان شک نہ کریں اور جن کے
دلوں میں بیماری ہے وہ اور کافر کہیں کہ اس بیان سے
اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے ؟ (۱) اسی طرح اللہ تعالیٰ جے چاہتا
ہے گمراہ کر تا ہے اور جے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ (۹)
تیرے رب کے لشکرول کو اس کے سواکوئی نہیں جانتا، (۵)
میہ تو کل بنی آدم کے لیے سراسر پند ونصیحت ہے۔ (۱)
سے تو کل بنی آدم کے لیے سراسر پند ونصیحت ہے۔ (۱)
سے تو کل بنی آدم کے جاند کی۔
سے اور رات کی جب وہ چھے ہئے۔ (۱)

نامی شخص نے جے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا، کہا، تم سب صرف دو فرشتے سنجال لینا، کا فرشتوں کو تو میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ کہتے ہیں اس نے رسول اللہ مُثَاثِیْنِ کو کشتی کا بھی کئی مرتبہ جیلنج دیا اور ہر مرتبہ شکست کھائی مگر ایمان نہیں لایا۔ کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ رکانہ بن عبد یزید کے ساتھ بھی آپ مُثَاثِیْنِ نے کشتی لڑی تھی لیکن وہ شکست کھاکر مسلمان ہوگئے تھے۔ (ابن کیر) مطلب یہ ہے کہ یہ تعداد بھی ان کے استہزاء لیعنی آزمائش کا سبب بن گئی۔

ا. یعنی جان لیں کہ یہ رسول برحق ہے اور اس نے وہی بات کی ہے جو مجھلی کتابوں میں بھی درج ہے۔

۲. کہ اہل کتاب نے ان کے پیغمبر کی بات کی تصدیق کی ہے۔

س. بیار دل والوں سے مراد منافقین بیں یا پھر وہ ہیں جن کے دلوں میں شکوک تھے کیوں کہ مکم میں منافقین نہیں تھے۔ لینی یہ لیا چھیں گے کہ اس تعداد کو یہال ذکر کرنے میں اللہ کی کیا حکمت ہے؟

۴. لینی گزشتہ گراہی کی طرح جے چاہتا ہے گراہ، اور جے چاہتا ہے راہ یاب کرتا ہے، اس میں جو حکمت بالغہ ہوتی ہے۔ اسے صرف الله ہی جانتا ہے۔

۵. لیخی یہ کفار ومشرکین سیجھتے ہیں کہ جہنم میں 19 فرشتے ہی تو ہیں نا، جن پر قابو پانا کونیا مشکل کام ہے؟ لیکن ان کو معلوم نہیں کہ رب کے لشکر تو استے ہیں کہ جنہیں اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ صرف فرشتے ہی اتنی تعداد میں ہیں کہ ۷۰ ہزار فرشتے روزانہ اللہ کی عبادت کے لیے بیت المعمور میں داخل ہوتے ہیں، پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔ (صحیح البخاری ومسلم).

۲. لیعنی یہ جہنم اور اس پر مقرر فرشتے، انسانوں کی پندو نصیحت کے لیے ہیں کہ شاید وہ نافرمانیوں سے باز آجائیں۔
 ک گَلَّا، یہ اہل مکہ کے خیالات کی نفی ہے لیعنی جو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم فرشتوں کو مغلوب کرلیں گے ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔
 فشم ہے چاند کی اور رات کی جب وہ پیچھے ہٹے لیعنی جانے لگے۔

وَالصُّبُحِ إِذَ ٱلسُّفَرَى

إِنَّهَا لَاحِمُدَى الْكُبَرِينَ

نَذِيُرًا لِلْبَشَرِ الْ

لِمَنْ شَاءً مِنْكُوْ اَنْ يَتَقَدَّهُ مَا وُيتَاخَّرَ اللهِ

كُلُّ نَفُسٍ بِمَا كَسَبَتُ رَهِيْنَةُ ۗ اِلْاَ اَصْعٰبَ الْيَمِيْنِ ۚ

فِيُ جَنَّتِ يَّتَكَاءَ لُوْنَ فَ

عَنِ الْمُجُرِعِيْنَ۞ مَاسَلَلَكُمُ فَيْ سَقَرَ۞ قَالُوُ الَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ۞ وَكُمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ۞

۳۴. اور صبح کی جب که روش ہوجائے۔

**۳۵**. که (یقیناً وه جہنم) بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔

٣٦. بنی آدم کو ڈرانے والی۔

سے آگے بڑھنا چاہے یا (ایعنی) اسے (ایعنی) اسے (ایعنی) اسے (ایعنی) اسے (ایعنی) اسے (ایعنی بٹنا چاہے یا دیا ہے۔ (ایعنی بٹنا چاہے۔ (ایعنی ایعنی العام الع

۳۸. ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے۔ (۳)
۳۹. مگر دائیں ہاتھ والے۔ (۵)

۴۰. که وه بهشتول میں (بیٹھے ہوئے) سوال کرتے
 ہولگ۔

اس. گناه گاروں سے۔

۳۲. تههیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا۔

۳۳. وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے۔

۳۴. اور نه مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔<sup>(2)</sup>

ا. یہ جواب قشم ہے۔ کُبٹر ، کُبٹر یٰ کی جمع ہے، تین نہایت اہم چیزوں کی قسموں کے بعد اللہ نے جہنم کی بڑائی اور ہولناکی کو بیان کیا ہے جس سے اس کی بڑائی میں کوئی شک نہیں رہتا۔

۲. لیعنی یہ جہنم ڈرانے والی ہے یا اس نذیر سے مراد نبی کریم منگائیٹی ہیں یا قرآن ہے کیوں کہ قرآن بھی اپنے بیان کردہ وعدہ ووعید کے اعتبار سے انسانوں کے لیے نذیر ہے۔

سم. لین ایمان واطاعت میں آگے بڑھنا چاہے یا اس سے پیچے بٹنا چاہے۔ مطلب ہے کہ انذار ہر ایک کے لیے ہے جو ایمان لائے یا کفر کرے۔

۷. رہن گروی رکھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی ہر مخص اپنے عمل کا گروی ہے، وہ عمل اسے عذاب سے چھڑالے گا، (اگر نیک ہوگا)۔ یا اسے ہلاک کروادے گا، (اگر برا ہوگا)۔

۵. لیعنی وہ اپنے گناہوں کے اسیر نہیں ہول گے، بلکہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے آزاد ہول گے۔

٢. فِيْ جَنَّاتٍ، أَصْحَابُ الْيَمِيْن سے حال ہے۔ اہل جنت بالاخانوں میں بیٹے، جہنیوں سے سوال کریں گے۔

2. نماز حقوق الله میں سے اور مساکین کو کھلانا حقوق العباد میں سے ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اللہ کے حقوق ادا کیے نہ بندول کے۔

وَكُتَّا نَغُوضُ مَعَ الْغَالِيضِيْنَ اللَّهِ

ۅؙڴؙٛ۠۠ڰؙڰڵڐؚۜۘڮڔؠؘؽۅ۬ۄؚٳڶؖڐؚؠؙٙڹۣ<sup>ۿ</sup> ڂٙؿۧٞٵؿٮٵڷؽۊؚؽڹ۠ؖ

فَمَانَنُفُعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّفِعِينَ۞

فَمَالَهُمُ عَنِ التَّذُكِرَةِ مُعْرِضِينَ ٥

ڮٲڐٞۿۄ۫ڂٷٛۺ۠ؾڹٛڣۯ؋ٞ۠۞ ڡ۫ڒۜؾٛڡؚ؈ؘٛڡٞٮؙۅۯۊٟ۞

ؠڵؽؙڔؽؙػؙٛڴؙٲؙٲڡؗڔڴؘؙۄؚۨٞڹ۫ۿؙۄؗٲؽ۫ؿؙٷٛڷ صُحؙفًا ڰؙنَشَرَةٌٷٛ

كَلَّا بَلُ لَا يَخَافُونَ الْإِخْرَةَ ٥

**۵٪**. اور ہم بحث کرنے والے (انکاریوں) کا ساتھ دے کر بحث ومباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔(۱)

٣٦. اور روز جزاء كو جھٹلاتے تھے۔

۷۳. یہاں تک کہ ہمیں موت آگئ۔(۲)

ہم. کیں انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ (r)

۲۹. انہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں۔

۵۰. گویا که وه بدکے ہوئے گدھے ہیں۔

اo. جو شیر سے بھاگے ہوں۔<sup>(۳)</sup>

**۵۲**. بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے کھلی ہوئی ۔ کتابیں دی جائیں۔<sup>(۵)</sup>

۵۳. ہرگز ایسا نہیں (ہوسکتا بلکہ) وہ قیامت سے بے خوف ہیں۔(۱)

ا. لینی کج بحثی اور گراہی کی حمایت میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔

۲. یقین کے معنی موت کے ہیں، جیسے دوسرے مقام پر ہے۔ ﴿وَاعْبُدُرُیّاکَ حَتّی یَالْتِیکَ الْیَقِیْنُ﴾ (اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے)۔ (الحجر: ٩٩)

س. لینی جو صفات مذکورہ کا حامل ہوگا، اسے کسی کی شفاعت بھی فائدہ نہیں پہنچائے گی، اس لیے کہ وہ کفر کی وجہ سے محل شفاعت ہی نئیں ہوگا، شفاعت کے قابل ہوں گے۔ محل شفاعت ہی نئیں ہوگا، شفاعت تو صرف ان کے لیے مفید ہوگی جو ایمان کی وجہ سے شفاعت کے قابل ہوں گے۔ اللہ کی طرف سے شفاعت کی اجازت بھی انہی کے لیے ملے گی نہ کہ ہر ایک کے لیے۔

۷۰. لیعنی یہ حق سے نفرت اور اعراض کرنے میں ایسے ہیں جیسے وحثی، خوف زدہ گدھے، شیر سے بھاگتے ہیں جب وہ ان کا شکار کرنا چاہے۔ قَسْوَرَةٌ بمعنی شیر بعض نے تیرانداز معنی بھی کیے ہیں۔

۵. لینی ہر ایک کے ہاتھ میں اللہ کی طرف سے ایک ایک کتاب مفتوح نازل ہو جس میں لکھا ہو کہ محمہ ( صَالَّا الله اللہ کے رسول ہیں۔ بعض نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ بغیر عمل کے یہ عذاب سے براءت چاہتے ہیں، یعنی ہر ایک کو پروائۃ نجات مل جائے۔ (ابن کیر)

۲. لینی ان کے فساد کی وجہ ان کا آخرت پر عدم ایمان اور اس کی مکنیب ہے جس نے انہیں بے خوف کر دیا ہے۔

كَلَّاكَ تُذُكِرَةٌ ﴿

۵۳. سپی بات تو یہ ہے کہ یہ (قرآن) ایک نصیحت اے۔

فَمَنُ شَأَءَ ذَكَرَةُ ﴿ وَمَا يَكُ كُرُونَ إِلَّا أَنْ يَّشَآءً اللهُ هُوَاَهُـُلُ التَّقُوٰى وَاهُلُ الْمُغُفِرَةِ ﴿

ا. لیکن اس کے لیے جو اس قرآن کے مواعظ ونصائح سے عبرت حاصل کرنا چاہے۔

لعنی اس قرآن سے ہدایت اور نصیحت اسے ہی حاصل ہوگی جے اللہ چاہے گا۔ ﴿وَمَا لَتَفَا أَوْنَ إِلَّالَ يَشَاءً اللهُ رَبُّ
 الْعُلَمِينَ ﴾ (التكوير: ٢٩) (اور تم بغير پروردگار عالم كے چاہے كھے نہيں چاہ سكتے)۔

س. لیعنی وہ اللہ ہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی معاف کرنے کے اختیارات رکھتا ہے۔ اس لیے وہی اس بات کا مستق ہے کہ اس کی مغفرت ورحمت کا بات کا مستق ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے تاکہ انسان اس کی مغفرت ورحمت کا سزاوار قرار یائے۔

### سورۂ قیامت کلی ہے اور اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

1. میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔(۱) ۲. اور قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنے والا ہو۔(۱) سل کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع ہی نہیں کرس گے۔(۱)

**۴. ہاں ضرور کریں گے ہم تو قادر ہیں کہ اس کی پور پور** تک درست کردیں۔<sup>(\*)</sup>

کیکہ انسان تو چاہتا ہے کہ آگے آگے نافرمانیاں کرتا چائے۔

۲. پوچھا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا۔(۱)

# يُنون القيامين المناسبة

### بِنُ ۔۔۔۔ حِراللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَّا أَفْسِهُ بِيَوُمِ الْقِيمَةِ ۗ وَلَا أَفْشِهُ بِالنَّفْسِ النَّوَّا مَةِ ۞ اَيَصْنَبُ الْإِنْسَانُ اَكَنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ۞

بَلَى قَٰدِرِئِيَ عَلَى آنُ نُسَوِّى بَنَانَ عُ

بَلْ يُرِيدُالْإِنْسَانُ لِيَفْجُو آمَامَهُ ٥

يَسْعَلُ آيّانَ يَوْمُ الْقِيلِمَةِ ٥

ا. لَا أَفْسِمُ میں لَا زائدہ ہے جو عربی زبان کا ایک اسلوب ہے، جیسے ﴿مَامَتَكُ اَلاَتَنْجُونَ﴾ (الاعراف: ١١) اور ﴿لِلَّلَاَيْعُلُو الْمَالَةُ الْمَلِيْكِ اللّهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ

۵. لیعن اس امید پر نافرمانی اور حق کا انکار کرتا ہے کہ کوننی قیامت آنی ہے۔

۲. یہ سوال اس لیے نہیں کرتا کہ گناہوں سے تائب ہوجائے، بلکہ قیامت کو ناممکن الوقوع سمجھتے ہوئے یوچھتا ہے اسی

پتھر ا جائے گی۔<sup>(۱)</sup>

اور جاند بے نور ہوجائے گا۔ (۲)

اور سورج اور چاند جمع کردیے جائیں گے۔

• ا. اس دن انسان کھے گا کہ آج بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ (۲۰)

اا. نہیں نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں۔<sup>(۵)</sup>

11. آج تو تیرے پرورد گار کی طرف ہی قرار گاہ ہے۔(۱)

11. آج انسان کو اس کے آگے بھیج ہوئے سے اور پیھیے

چیوڑے ہوئے سے آگاہ کیا جائے گا۔(۵)

۱۳. بلکہ انسان خود اپنے اوپر آپ ججت ہے۔ (^)
18. اگرچہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔ (۹)

فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَمُ ۞ وَخَسَفَ الْقَهَرُ۞ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَهَرُ۞ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَهِذِ اَيْنَ الْمَقَتُ۞ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَهِذِ اَيْنَ الْمَقَتُ۞

كَلَّا لَاوَزَرَهُ

ٳڶؽڗؚؚۜػؽؘۅؙڡؘؠؚۮؚٳڷڡؙٮٛؾؘقڗؖ۠۞ ؽؙڹۜؾٷؙاالؚٚڒڶؙڛؘٵؽؽۅؙڡؘؠٟۮ۪ٳؠؚڡٵڡٙڰۜڡؘۄۅٙٲڂۜۯ۞

> بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِه بَصِيْرَةٌ ۞ وَلَوْ اَلَتْي مَعَاذِ يُرَوُهُ

لیے فسق وفجور سے باز نہیں آتا۔ تاہم اگلی آیت میں اللہ تعالی قیامت کے آنے کا وقت بیان فرمارہا ہے۔

ا. وہشت اور حیرانی سے بَرِقَ، تَحَیَّرَ وَانْدَهَشَ جیسے موت کے وقت عام طور پر ہوتا ہے۔

۲. جب چاند کو گر ہن لگتا ہے تو اس وقت بھی وہ بے نور ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ خسف قمر، جو علامات قیامت میں سے
 ہے، جب ہوگا تو اس کے بعد اس میں روشنی نہیں آئے گی۔

m. لینی بے نوری میں۔ مطلب ہے کہ چاند کی طرح سورج کی روشنی بھی ختم ہوجائے گی۔

٣٠. ليعني جب يه واقعات ظهور پذير ہول گے تو پھر اللہ سے يا جہنم كے عذاب سے راہ فرار ڈھونڈے گا، ليكن اس وقت راہ فرار كہال ہوگى؟.

۵. وَزَرَ بِهَارُيا قَلْع كُو كَتِمْ بَيْن جَهَال انسان بِناه حاصل كرك\_ وبال اليي كُونَى بِناه گاه نهيس هوگي۔

۲. جہاں وہ بندوں کے در میان فیصلے فرمائے گا۔ یہ ممکن نہیں ہوگا کہ کوئی اللہ کی اس عدالت سے حیب جائے۔

2. لینی اس کو اس کے تمام انمال سے آگاہ کیا جائے گا، قدیم ہو یا جدید، اول ہو یا آخر، چھوٹا ہو یا بڑا۔ ﴿وَوَجَدُواْ مَاعَمِلُوْاْ حَاضِرًا ﴾ (الكهف: ٢٩) (اور جو کچھ انہوں نے كيا تھا سب موجود يائيں گے)۔

٨. يعنى اس كے اپنے ہاتھ، پاؤں، زبان اور ديگر اعضاء گوائى ديں گے، يا يہ مطلب ہے كہ انسان اپنے عيوب خود جانتا ہے۔
 ٩. يعنى لڑے جھگڑے، ايك سے ايك تاويل كرے، ليكن ايسا كرنا نہ اس كے ليے مفيد ہے اور نہ وہ اپنے ضمير كو مطمئن كرسكتا ہے۔

لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ أَ

إِنَّ عَلَيْنَاجَمُعَهُ وَقُوْرَانَهُ اللَّهِ

فَإِذَا قَرَانُهُ فَالتَّبِعُ قُرُاكَهُ ﴿

ثُوَّاِقَ عَلَيْنَا بَيَانَكُ۞ ڪَلَابَلُ ثُوِّبُّوْنَ الْعَاحِلَةَ۞ وَتَذَرُوْنَ الْاِحْرَةَ۞ وُجُوْهٌ يُوْمَيِنٍ تَاضِرَةٌ۞ إلى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۞

۱۷. (اے نی! مُنَافِیْدًا) آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے)
کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دس۔(۱)

البیشک اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا
 مهارے ذمہ ہے۔

۱۸. ہم جب اسے پڑھ لیں (۳) تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں۔

19. پھر اس کا واضح کردینا ہمارے ذمہ ہے۔

۲۰ نہیں نہیں تم جلدی ملنے والی (دنیا) کی محبت رکھتے ہو۔
 ۲۱. اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو۔

۲۲. اس روز بہت سے چہرے ترو تازہ اور بارونق ہول گے۔
۲۳. اپنے رب کی طرف د کیھتے ہوں گے۔

ا. حضرت جرائیل علیها جب وی لے کر آتے تو نبی مثالیه کی ان کے ساتھ عجلت سے پڑھتے جاتے کہ کہیں کوئی لفظ بھول نہ جائے۔ اللہ نے آپ کو فرشتے کے ساتھ ساتھ اس طرح پڑھنے سے منع فرمادیا۔ (سی بخد)، تفسیر سورۃ القیامۃ) یہ مضمون پہلے بھی گزر چکا ہے۔ ﴿ وَلَا تَعْجُلْ بِالْفُرْ اِن مِنْ قَبْلِ اَنْ يُقْضَى اللَّهِ وَحَدَيْهُ ﴾ (طہ: ۱۱۲) (اور تو قر آن پڑھنے میں جلدی نہ کر اس سے پہلے کہ تیری طرف جو وی کی جاتی ہے وہ پوری کی جائے )۔ چنانچہ اس تھم کے بعد آپ خاموثی سے سنتے۔

۲. لینی آپ کے سینے میں اس کا جمع کروینا اور آپ کی زبان پر اس کی قراءت کو جاری کردینا ہماری ذمہ داری ہے، تاکہ اس کا کوئی حصہ آپ کی یاد داشت سے نہ نکلے اور آپ کے ذہن سے محو نہ ہو۔

الله لعنی فرضتے (جرائیل عَلَیْاً) کے وریعے سے جب ہم اس کی قراءت آپ پر بوری کرلیں۔

۴. لینی اس کے شرائع واحکام لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور ان کا اتباع بھی کریں۔

۵. لیعنی اس کے مشکل مقامات کی تشر ت اور حلال و حرام کی توشیح، یہ بھی ہمارے ذمے ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ نبی سکی انتظام نے قرآن کے مجملات کی جو تفصیل، مبہات کی توشیح اور اس کے عمومات کی جو تخصیص بیان فرمائی ہے، جسے حدیث کہا جاتا ہے، یہ بھی اللہ کی طرف سے ہی الہام اور سمجھائی ہوئی باتیں ہیں۔ اس لیے انہیں بھی قرآن کی طرح ماننا ضروری ہے۔

۲. یعنی یوم قیامت کی تکذیب، مَا أَنْزَلَ اللهُ کی مخالفت اور حق سے اعراض، اس لیے ہے کہ تم نے دنیا کی زندگی کو ہی
سب کچھ سمجھ رکھا ہے اور آخرت تنہیں بالکل فراموش ہے۔

2. یہ اہل ایمان کے چبرے ہوں گے جو اپنے حسن انجام کی وجہ سے مطمئن، مسرور اور منور ہوں گے۔ مزید دیدار الہی سے بھی حظ اندوز ہوں گے۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے۔

ۅؘٷؙۼؚٛٷڰ۠ؾۜۅٛڡؘؠٟؽٟٵڹٳڛڗؖۊ۠۠<u>ۨ</u>

تَظْنُ أَنُ يُّفُعَلَ بِهَا فَاقِرَةً ١

كَلَّرَادَابَلَغَتِ النَّرَاقِ ﴿
وَقِيْلَ مَنْ َرَاقٍ ﴿
وَقِيْلَ مَنْ َرَاقٍ ﴿
وَظَنَّ النَّهُ الْفِرَاقُ ﴿
وَالْتَفَّتِ النِّنَاقُ بِالسَّاقِ ﴿
وَالْتَفَّتِ النِّنَاقُ بِالسَّاقُ ﴿
وَالْمَلِّ قَ وَلاَصَلْ ﴿
وَلَاصَلَّ قَ وَلاَصَلْ ﴿
وَلَاصَلَّ قَ وَلاَصَلْ ﴿
وَلَاصَلَّ قَ وَلاَصَلْ ﴿
وَلَاصَلُ مَنْ اللّهِ الْمَنْ اللّهِ اللهِ اللّهُ اللّهُ اللّهِ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللللّهُ اللّهُ اللللللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّم

۲۳. اور کتنے چہرے اس دن (بدرونق اور) اداس ہوں گے۔ (()
ہوں گے۔ (()
۲۵. سبحت ہوں گے کہ ان کے ساتھ کم توڑد یے والا معاملہ کیا جائے گا۔ (()
۲۸. نہیں نہیں (() جب روح بنلی تک پہنچ گی۔ (()
۲۲. نہیں نہیں (ا) جب روح بنلی تک پہنچ گی۔ (()
۲۲. اور کہاجائے گا کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ (۵)
۲۸. اور اس نے جان لیا کہ یہ وقت جدائی ہے۔ (()
۲۹. اور پنڈلی سے پنڈلی لیٹ جائے گی۔ (()
۳۰. آج تیرے پروردگار کی طرف چینا ہے۔
۱۳۰. اس نے نہ تو تصدیق کی نہ نماز ادا کی۔ (()
۱۳۰. اس نے نہ تو تصدیق کی نہ نماز ادا کی۔ (()

سس. پھر اینے گھر والول کے پاس انزاتا ہوا گیا۔(۱۰)

ا. یہ کافروں کے چبرے ہول گے بَاسِرَةٌ متغیر، زرد، عَمْ وحزن سے سیاہ اور بے رونق۔

۲. اور وه یهی که جہنم میں ان کو کھینک دیا جائے گا۔

س. یعنی یه ممکن نہیں که کافر قیامت پر ایمان لے آئیں۔

سم. تَرَاقِيْ، تَرْقُوَةٌ، كَى جَعْ ہے۔ یہ گردن كے قریب، سینے اور كندھے كے درمیان ایک ہڑى ہے۔ لیعنی جب موت كا آئنی پنچہ تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔

۵. لیعنی حاضرین میں سے کوئی ہے جو جھاڑ پھونگ کے ذریعہ سے تمہیں موت کے پنجے سے چھڑا لے۔ بعض نے اس کا ترجمہ یہ بھی کیا ہے کہ اس کی روح کون لے کر چڑھے؟ ملائکۂ رحمت یا ملائکۂ عذاب؟ اس صورت میں یہ قول فرشتوں کا ہے۔
 ۲. لیعنی وہ شخص یقین کرلے گا جس کی روح ہنلی تک پہنچ گئی ہے کہ اب، مال، اولاد اور دنیا کی ہر چیز سے جدائی کا مرحلہ آگیا ہے۔

2. اس سے یا تو موت کے وقت پنڈلی کا پنڈلی کے ساتھ مل جانا مراد ہے، یا پے دریے تکیفیں۔ جمہور مفسرین نے دوسرے معنی کیے ہیں۔ (فخ القدیہ)

٨. ليعني اس انسان نے رسول اور قرآن كى تضديق كى اور نه نماز پڑھى ليعني الله كى عبادت نہيں كى۔

9. لیعنی رسول کو جھٹلایا اور ایمان واطاعت سے رو گردانی کی۔

٠١. يَتَمَطَّىٰ، اتراتا اور اكرتا موا-

سر افسوس ہے تجھ پر حسرت ہے تجھ پر۔
سر افسوس ہے تجھ پر حسرت ہے تجھ پر۔
سر اوائے ہے اور خرابی ہے تیرے لیے۔
سر کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بیکار چھوڑدیا جائے گا۔
سر کیا وہ ایک گاڑھے پانی کا قطرہ نہ تھا جو ٹرکیایا گیا تھا؟
سر وہ لہو کا لو تھڑا ہو گیا چھر اللہ نے اسے پیدا کیا اور
درست بنادیا۔

۳۹. پھر اس سے جوڑے لیعنی نرومادہ بنائے۔
 ۴۸. کیا (اللہ تعالی) اس (امر) پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کردے۔

اَوُلُى لَكَ فَا َوْلَى ﴿
اللَّهُ اَوُلُى لَكَ فَا وَلَى ﴿
اللَّهُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّالَا اللَّهُ الللَّا اللَّا اللَّالَّ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ الللَّا الللّل

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْمَيُنِ الذَّكَرَوَ الْأَنْثَى ﴿ ٱكَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى اَنْ يُؤْمِئَ الْمُوْلُ ﴿

ا. یہ کلمہ وعید ہے اس کی اصل ہے آُو لَاكَ اللهُ مَا تَكْرَهُهُ الله تَجْھِ الله عِيْرِ سے دوچار كرے جے تو ناليند كرے۔ ٢. لعنی اس كو كسی چيز كا علم دیا جائے گا، نه كسی چيز سے منع كيا جائے گا، نه اس كا محاسبہ ہوگا نه معاقبہ۔ يا اس كو قبر ميں ہميشہ كے ليے چيوڑديا جائے گا، وہاں سے اسے دوبارہ زندہ نہيں كيا جائے گا۔

۳. فَسَوَّىٰ، لَعَن اسے ٹھیک ٹھاک کیا اور اس کی شکمیل کی اور اس میں روح چو تکی۔

۷. لیعنی جو اللہ انسان کو اس طرح مختلف اطوار سے گزار کر پیدا فرماتا ہے کیا مرنے کے بعد دوبارہ اسے زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟

### سورۂ دہر مدنی ہے اور اس میں اکتیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

### 

نُيُزُورَةُ الِلَّاهِٰزِ،

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں ('' جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چز نہ تھا۔

۲. بیشک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے امتحان کے لیے پیدا کیا<sup>(۲)</sup> اور اس کو سنتا دیکتا بنایا۔

س. بیشک ہم نے اسے راہ د کھائی اب خواہ وہ شکر گزار نے خواہ ناشکرا۔ (۴) ۿڵٲؿ۬ۘۼڸٙٳڵؙۮؚؗۺٚٵڹڿؿؙؿٞۺؚۜٵڵڰۿؚڔڵٶؘؽڴؽ ۺؙؽؙٵ؆ۮؙٷڒڰ

ٳ؆ؘڂؘڷڨؙٮٚٵڵٳٮ۫ڛؗٵڹ؈ڽؙؿ۠ڟڡؘ؋ٳڡۺٵؠ؆ؖٙڹۜؠؙؾڸؽؚۄ ۼۘۼڵؽۿڛؠؽڠٳڹڝؽۄؖ۞

> ٳؾۜٵۿؘۮؽڹ۠ڎؙٳۺۜۑؽڶٳۺۜٵۺٛٵڮۯٵٷٳۺٵ ػؘڡؙٛۏۛۯٵ۞

گلا. اس کے مدنی اور مکی ہونے میں افتلاف ہے۔ جمہور اسے مدنی قرار دیتے ہیں۔ بھض کہتے ہیں کہ آخری دس آیات میں باتی سب مدنی۔ (خ القدیم) نبی مُنَّافِیْکُمُ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل السجدة اور سورہ وہر پڑھا کرتے سے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة) اس سورت کو سورة الانسان بھی کہا جاتا ہے۔

ا. هَلْ جَمعَیٰ قَدْ ہے جیسا کہ ترجے سے واضح ہے۔ الإِنْسَانُ سے مراد، بعض کے نزدیک ابو البشر یعنیٰ انسان اول حضرت آدم عَلَیْهِا ہیں اور حِیْنٌ (ایک وقت) سے مراد، روح پھونکے جانے سے پہلے کا زمانہ ہے، جو چالیس سال ہے۔ اور اکثر مضرین کے نزدیک الانسان کالفظ بطور جنس کے استعال ہوا ہے اور حِیْنٌ سے مراد حمل یعنی رحم ماور کی مدت ہے۔ جس میں وہ قابل ذکر چیز نہیں ہوتا۔ اس میں گویا انسان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ ایک پیکر حسن وجمال کی صورت میں جب باہر آتا ہے تو رب کے سامنے اکر تا اور اتراتا ہے، اسے اپنی حیثیت یاد رکھنی چاہیے کہ میں تو وہی ہوں جب میں عالم نیست میں تھا؟

۲. ملے جلے کا مطلب، مرد اور عورت دونوں کے پانی کا ملنا اور پھر ان کا مختلف اطوار سے گزرنا ہے۔ پیدا کرنے کا مقصد، انسان کی آزمائش ہے ﴿لِیَدَیْدُو اَیْکُو اَیْکُو اَیْکُو اَلْمَلْکُ الملك: ۲) (تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے)۔
 ۳. لینی اسے ساعت اور بصارت کی قوتیں عطاکیں، تاکہ وہ سب پھھ دیکھ اور س سکے اور اس کے بعد اطاعت یا معصیت دونوں راستوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرسکے۔

٧٠. لينى ندكورہ قوتوں اور صلاحيتوں كے علاوہ ہم نے خود كبى انبياء عَيْظُهُ، اپنى كتابوں اور داعيان حق كے ذريعے سے صحيح راستے كو بيان اور واضح كرديا ہے۔ اب يہ اس كى مرضى ہے كہ اطاعت اللى كا راستہ اختيار كركے شكر گزار بندہ بن جائے يا معصيت كا راستہ اختيار كركے اس كا ناشكرا بن جائے۔ جيسے ايك حديث ميں نبى مَنْكَ الْمَيْكِمُ نے فرمايا، «كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهُا أَوْ مُوْبِقُهَا» (صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء) (بر شخص الينے نفس كى خريد وفروخت

اِتَّااَعْتَدُنَالِلُكِفِي ثِنَ سَلْسِلَاْ وَٱغْللَاوَّسَعِيْرًا۞

اِتَّ الْأَبْرَارَيْشْ وَبُونَ مِنْ كَايِّس كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا قَ

عَيْنَا يَّتَثُرُبُ بِهَاعِبَادُ اللهِ يُفَجِّرُ وُنَهَا تَفَجُيرًا ۞

ؽٛۅٛڡؙٛۅؙؽڔۘٵڶؾۧٮٛ۬ڔؚۅؘؘۘڲؘٵڡؙٝۅٛڹؘؽۅۛڡٞٵػٲؽۺؘڗ۠ۼ ؙؙؙؙؙ۠ۺؾٙڟؚؿڔؙڰ

وَيُطْعِبُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا

م. یقیناً ہم نے کا فروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور شعلوں والی آگ تبار کر رکھی ہے۔<sup>(۱)</sup>

ه. بیشک نیک لوگ وہ جام پییں گے جس کی آمیزش
 کافور کی ہے۔ (۲)

Y. جو ایک چشمہ ہے۔ (") جس سے اللہ کے بندے پییں گے اس کی نہریں نکال لے جائیں گے (") (جدھر چاہیں)۔

2. جو نذر پوری کرتے ہیں (۵) اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔ (۱)

۸. اور اللہ تعالیٰ کی محبت (۵) میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین،

كرتا ہے، پس اسے آزاد كراليتا ہے يا اسے ہلاك كرويتا ہے) يعنى اپنے عمل وكسب كے ذريعے سے ہلاك يا آزاد كراتا ہے، ا اگر شركمائے گا تو اپنے نفس كو ہلاك اور خير كمائے گا تو نفس كو آزاد كرالے گا۔

ا. یہ اللہ کی دی ہوئی آزادی کے غلط استعال کا نتیجہ ہے۔

۲. اشقیاء کے مقابلے میں یہ سعداء کا ذکر ہے، کاسی اس جام کو کہتے ہیں جو بھرا ہوا ہو اور چھلک رہا ہو۔ کافور ٹھنڈی اور ایک مخصوص خوشبو کی حامل ہوتی ہے، اس کی آمیزش سے شراب کا ذائقہ دو آتشہ اور اس کی خوشبو مشام جان کو معلم کرنے والی ہوجائے گی۔

٣. ليعنى يه كافور ملى شراب، دوچار صراحيول يا مكلول ميں نہيں ہوگى، بلكه اس كا چشمه ہوگا، ليعنى يه ختم ہونے والى نہيں ہوگى۔ ٨. ليعنى اس كو جدهر چاہيں گے، موڑليں گے، اپنے محلات ومنازل ميں، اپنى مجلسوں اور بيشھكوں ميں اور باہر ميدانوں اور تفريح گاہوں ميں۔

۵. لیعنی صرف ایک الله کی عبادت واطاعت کرتے ہیں، نذر بھی مانتے ہیں تو صرف الله کے لیے، اور پھر اسے پورا کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نذر کا پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ بشر طیکہ معصیت کی نہ ہو۔ چنانچہ صدیث میں ہے "جس شخص نے نذر مانی کہ وہ الله کی اطاعت کرے، اور جس نے معصیت اللی کی نذر مانی ہے تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے" لیعنی اسے پورا نہ کرے۔ (صحیح البخاری، کتاب الأیمان، باب النذر فی الطاعة)

١٠. ليني اس دن سے ڈرتے ہوئے محرمات اور معاصی کا ارتکاب نہیں کرتے۔ برائی پھیل جانے کا مطلب ہے کہ اس روز اللہ کی گرفت سے صرف وہی ہے گا جے اللہ اپنے دامن عفو ورحمت میں ڈھانک لے گا۔ باقی سب اس کے شرکی لیسٹ میں ہول گے۔
 ١٤ یا طعام کی محبت کے باوجود، وہ اللہ کی رضا کے لیے ضرورت مندول کو کھانا کھلاتے ہیں۔ قیدی اگر غیر مسلم ہو تب بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے، چیسے جنگ بدر کے کافر قیدیوں کی بابت نبی منگاہی نے صحابہ کو تھے دیا کہ

وَّ اَسِيُرًان

ٳڹ۫ؠٚٵٮؙٛڟۼؠؙڬؙۿڔڶۅؘڿٷٳٮڵۼؚڶٳؿ۫ڔؽؽؙڡؚٮؘٮٚڴۄ۫ڿٙۏٚٳٞؖ ٷۜڵۺؙڴۅؙڒڰ

إِنَّا فَغَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطِرِيرًا

فَوَقَهُمُ اللهُ شَرَّذَ لِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهُمُ نَضَرَةً وَسُرُورًا

وكزنهم بِمَاصَكُرُواجَنَّةً وَّحَرِيْرًا الله

مُّتَكِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَآبِكِ لَا يَرَوُنَ فِيهُا شَهُمُسًا وَلاَ زَمْهَرِ يُرُاقَ

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلْلُهَا وَذُلِّلَتُ قُطُوفُهَا تَثُ لِيُلَّاق

يتيم اور قيديول كو\_

9. ہم تو تہہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔

• 1. بیشک ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو اداسی اور شخی والا ہو گا۔ (۱)

11. پس انہیں اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برائی سے بچالیا<sup>(۲)</sup> اور انہیں تازگی اور خوشی پہنچائی۔<sup>(۳)</sup>

11. اور انہیں ان کے صبر ('' کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے۔

سلا. یہ وہاں تختوں پر سکیے لگائے ہوئے بیٹھیں گے۔ نہ وہاں آفتاب کی گرمی دیکھیں گے نہ جاڑے کی سختی۔(۵) اور ان جنتوں کے سائے ان یر جھکے ہوئے ہوں گے(۱)

ان کی تکریم کرو۔ چنانچہ صحابہ پہلے ان کو کھانا کھلاتے، خود بعد میں کھاتے۔ (ابن کیر) اسی طرح غلام اور نوکر چاکر بھی اسی ذیل میں آتے ہیں جن کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے۔ آپ صَلَّاتِیْکُم کی آخری وصیت یہی تھی کہ "نماز اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا"۔ (ابن ماجه، کتاب الوصایا، باب ہل أوصی رسول الله صلی الله علیه وسلم)

ا. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قَمْطَرِیرٌ کے معنی طویل کے کیے ہیں، عَبُوْسٌ، سخت۔ لینی وہ دن نہایت سخت ہوگا اور سختیوں اور ہولناکیوں کی وجہ سے کافروں پر بڑا لہا ہوگا۔ (ابن کیر)

٢. جيسا كه وه اس كي نثر سے وُرتے تھے اور اس سے بچنے كے ليے اللہ كى اطاعت كرتے تھے۔

سا. تازگی چروں پر ہوگی اور خوشی دلوں میں۔ جب انبان کا دل مسرت سے لبریز ہوتا ہے تو اس کا چرہ بھی مسرت سے گنار ہوجاتا ہے۔ نبی منگانیکی کے بارے میں آتا ہے کہ "جب آپ منگانیکی خوش ہوتے تو آپ کا چرہ مبارک اس طرح روشن ہوتا گویا چاند کا مکڑا ہے "۔ (صحیح البخاری، کتاب المعازی، باب غزوۃ تبوك. مسلم، کتاب التوبة، باب حدیث توبة کعب بن مالك تراثین مهدی ہوتا گویا چاند کا مکڑا ہے وین کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں انہیں خندہ پیشانی سے برداشت كرنا، اللہ كی اطاعت میں نفس کی خواہشات اور لذات كو قربان كرنا اور معصیتوں سے اجتناب كرنا۔

۵. زَمْهُوِیْرٌ، سخت جاڑے کو کہتے ہیں۔ مطلب ہے کہ وہاں جمیشہ ایک ہی موسم رہے گا، اور وہ ہے موسم بہار، نہ سخت گری اور نہ کڑاکے کی سردی۔

۲. گو وہاں سورج کی حرارت نہیں ہوگی، اس کے باوجود در ختوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے یا یہ مطلب ہے

اور ان کے (میوے اور) کچھے یٹیج لڑکائے ہوئے ہول گے۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِالْنِيَةِ مِنْ فِضَّةٍ وَّالْمُوَابِ كَانَتُ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِالْنِيَةِ مِنْ فِضَّةٍ وَّالْمُوَابِ كَانَتُ تَوَاوِرُولُانِ اللهِ عَلَيْهِمْ بِالْنِيَةِ مِنْ فِضَاةٍ وَّالْمُوابِ كَانَتُ لَا جَو شَيْتُ كَ مِول كَــ(٢)

قَوَارِئِيَ أَمِنَ فِضَاةٍ فَتَدَّرُوْهَا تَقَدِّيرًاهِ (ساقی نے) اندازے اورئی آمِن فِضَاةٍ فَتَدَّرُوْهَا تَقَدِیرًاهِ (ساقی نے) اندازے اس اور کی کی اندازے اس اور کی اندازے اس اور کی کی اندازے اس اور کی اندازے اس اور کی اندازے اس اور کی کی ان

11. اور انہیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے جن کی آمیرش زنجبیل کی ہوگی۔(۵)

11. جنت کی ایک نہر سے جس کا نام سلسیل ہے۔ (۱)

19. اور ان کے ارد گرد گھومتے پھر تے ہوں گے وہ کسن

نچے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں (۱) جب تو انہیں دیکھے تو

وَيُهُقَونَ فِيهَا كَأَمَّا كَأَنَ مِزَاجُهَا زَنْجَبُيلًا

عَيْنًا فِيهَا تُسَلِّي سَلْسَيِينًا لاَ

وَيُطْوُفُ عَلَيْهُمُ وِلْنُاكَ عُنَكَّدُونَ ۚ إِذَا رَايَـٰتَهُمُ حَسِبْتَهُمۡ لٰوُلُوُّا مَّنْتُورًا ۞

کہ ان کی شاخیں ان کے قریب ہوں گی۔

ا. یعنی در ختوں کے کھل، گوش بر آواز فرمال بردار کی طرح، انسان کا جب کھانے کو جی چاہے گا تو وہ جھک کراتنے قریب ہوجائیں گے کہ بیٹھے، لیٹے بھی انہیں توڑلے۔ (ابن کثیر)

۲. لینی خادم انہیں لے کر جنتیوں کے درمیان پھریں گے۔

س. لینی یہ برتن اور آب خورے چاندی اور شیشے سے بنے ہوں گے۔ نہایت نفیس اور نازک گویا یہ صنعت الی ہے کہ جس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ہے۔

۷۹. لیغی ان میں شراب ایسے اندازے سے ڈالی گئی ہوگی کہ جس سے وہ سیراب بھی ہوجائیں، تشکی محسوس نہ کریں۔ اور برتنوں اور جاموں میں بھی زائد نہ بڑی رہے۔ مہمان نوازی کے اس طریقے میں بھی مہمانوں کی عزت افزائی ہی کا اہتمام ہے۔

۵. زَنْ جَبِیْلٌ (مونٹھ، خشک ادرک) کو کہتے ہیں۔ یہ گرم ہوتی ہے۔ اس کی آمیزش سے ایک خوشگوار تلخی پیدا ہوجاتی ہے۔ علاوہ ازیں عربوں کی یہ مرغوب چیز ہے۔ چنانچہ ان کے قہوہ میں بھی زنجبیل شامل ہوتی ہے۔ مطلب ہے کہ جنت میں ایک وہ شراب ہوگی جو شمندی ہوگی جس میں کافور کی آمیزش ہوگی اور دوسری شراب گرم، جس میں زنجبیل کی ملاوٹ ہوگی۔ کریں اس شراب زنجبیل کی مجمی نیر ہوگی جے سلسیل کہا جاتا ہے۔

2. شراب کے اوصاف بیان کرنے کے بعد، ساقیوں کا وصف بیان کیا جارہا ہے "ہمیشہ رہیں گے" کا ایک مطلب تو یہ ہے جنتیوں کی طرح ان خادموں کو بھی موت نہیں آئے گی۔ دوسرا، یہ کہ ان کا بھین اور ان کی رعنائی ہمیشہ برقرار رہے گی۔ وہ نہ بوڑھے ہوں گے نہ ان کا حسن وجمال متغیر ہوگا۔ ستمجھے کہ وہ بکھرے ہوئے سپے موتی ہیں۔<sup>(1)</sup> **۲۰**. اور تو وہاں جہاں کہیں بھی نظر ڈالے گا<sup>(۲)</sup> سراسر نعمتیں اور عظیم الثان سلطنت ہی دیکھے گا۔

۲۱. ان کے جسموں پر سبز باریک اور موٹے ریشی کیڑے ہوں گے (اس اور انہیں چاندی کے کنگن کا زیور پہنایا جائے گا۔ (۱) اور انہیں ان کا رب پاک صاف شراب یلائے گا۔

۲۲. (کہا جائے گا) کہ یہ ہے تمہارے اعمال کا بدلہ اور تمہاری کوشش کی قدر کی گئی۔

 $^{(a)}$  بیشک ہم نے تجھ پر بندر نکے قرآن نازل کیا ہے۔  $^{(a)}$  بیس تو اپنے رب کے تھم پر قائم رہ $^{(t)}$  اور ان میں سے کسی گناہ گار یا ناشکرے کا کہا نہ مان۔  $^{(2)}$ 

وَإِذَارَايَتُ ثُوَّرَايَتُ نَعِيمًا وَّمُلُكًا كَبِيرًا ®

ۼڸؽۿؙۄ۫ڔؿؽ۬ڮڛؙڹ۫ۮؙڛؚڂٛڞؙڒۊٳڛ۫ؾؘؠٛۯؾٞٛ ۊۜڂڵۊؘٛٲڛؘٳۅڒڝؽڣڞڐڗٷڛڡ۬ۿۄۛڒڹ۠ۿۄٛۺؘۯٳ؆ؙ ڟۿۅٛڙ؈

ٳؾۜۿڬٲػٲؽڵڴۄؙڿڒؘٲٷڰٲؽڛۘڠؽ۠ڴۄ۫ۺۜٛڴۏؙڗٲۨ

ٳؿؙٵؽؘڂؽؙٮؘۜڗ۠ڶؽٵؗۼؽڬٳڶڨؙۯ۠ڶؽؾؙڹٝۯؽڵڐۜ ڣٵڞڽۯڔڮڮٞۄڒڽؚۜػۅٙڵڒڟؚۼؠڹ۫ؗٛٛؠٛٳؿؠٵٲۉػڣؙۅڗڰٙ

ا. حسن وصفائی اور تازگی وشادابی میں وہ موتیوں کی طرح ہوں گے "بکھرے ہوئے" کا مطلب، خدمت کے لیے ہر طرف تھیلے ہوئے اور نہایت تیزی سے مصروف خدمت ہوں گے۔

- ٢. ثم ظرف مكان ب وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ، أَيْ: هُنَاكَ يعنى وبال جنت ميں جبال كهيں بھى و كيموكـ
  - ٣. سُنْدُس، باريك ريشى لباس اور إِسْتَبْرَقِ، مونا ريشم
  - جیسے ایک زمانے میں بادشاہ، سردار اور ممتاز قشم کے لوگ پہنا کرتے تھے۔
- ۵. لیعنی ایک ہی مرتبہ نازل کرنے کے بجائے حسب ضرورت واقتضاء مختلف او قات میں نازل کیا۔ اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے، یہ تیرا اپنا گھڑا ہوا نہیں ہے، جیسا کہ مشرکین دعویٰ کرتے ہیں۔
   ۲. لیعنی اس کے فیصلے کا انظار کر۔ وہ تیری مدد میں کچھ تاخیر کررہا ہے تو اس میں اس کی حکمت ہے۔ اس لیے صبر اور حصلے کی ضرورت ہے۔

2. یعنی اگر یہ تجھے اللہ کے نازل کردہ احکام سے روکیں تو ان کا کہنا نہ مان، بلکہ تبلیغ ودعوت کا کام جاری رکھ اور اللہ پر بھروسہ رکھ، وہ لوگوں سے تیری حفاظت فرمائے گا، فاجر، جو افعال میں اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہو اور کفور جو دل سے کفر کرنے والا ہو یا کفر میں حد سے بڑھ جانے والا ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد ولید بن مغیرہ ہے جس نے نبی منافیظ سے کہا تھا کہ اس کام سے باز آجا، ہم تجھے تیرے کہنے کے مطابق دولت مہیا کردیتے ہیں اور عرب کی جس عورت سے تو شادی کرنا چاہے، ہم تیری شادی کرا دیتے ہیں۔ (ٹے القدر)

وَاذْكُرِ السَّمَرَتِيكَ بُكُوةً وَّآصِيلًا ﴿

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسُجُدُ لَهُ وَسَبِّحُهُ لَيْلًا طَوِيْلًا®

اِنَّ هَوُّلَاء يُوتِيُّون الْعَاجِلَةَ وَيَذَارُونَ وَرَاءَ هُوُ يَذَارُونَ وَرَاءَ هُوْ يَوْلُونَا فَعَالِمَةً وَيَذَارُونَ

ۼۜڽؙڂؘڷڤ۬ؠ۠ؗؠؙٛۅٙۺؘۮۮؽۜٚٲڛ۫ۯۿؙڿٛۅٳۮ۬ٳۺؽؙڬ ؠڰڶؽٚٲٲڡؙؿٵڷۿٶٛۺؘڮٮ۫ڸڰ۞

ٳؾۜۿۮؚ؋ؾؘۮ۬ڮۯڐ۫ۜٷٙمؘڽؙۺٵٙٵؾٛۜٛۼؘۮٙٳڵڶۯؾؚ<sub>ٛ</sub>؋ ڛؘؚؽڲڰ

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

74. اور اپنے رب کے نام کا صبح وشام ذکر کیا کر۔(۱) 74. اور رات کے وقت اس کے سامنے سجدے کر اور بہت رات تک اس کی تسبیج کیا کر۔(۱)

بہ والے بعد من من من و در ۲۷. بیشک یہ لوگ جلدی ملنے والی (دنیا) کو چاہتے ہیں (۳) اور اپنے چھچے ایک بڑے بھاری دن کو چھوڑ دیتے ہیں۔ (۳) ۲۸. ہم نے انہیں پیدا کیا اور ہم نے ہی ان کے جوڑ اور

بند طن مضبوط کیے (۵) اور ہم جب چاہیں ان کے عوض ان جیسے اورول کو بدل لائیں۔(۱)

۲۹. یقیناً یہ تو ایک نفیحت ہے پس جو چاہے اپنےرب کی راہ لے لے۔

•٣٠. اور تم نه چاہوگے گر یہ که الله تعالیٰ ہی چاہے(^)

ا. صبح وشام سے مراد ہے، تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کر۔ یا صبح سے مراد فجر کی نماز اور شام سے عصر کی نماز ہے۔ ۲. رات کو سجدہ کر، سے مراد بعض نے مغرب وعشاء کی نمازیں مراد لی ہیں۔ اور شبیح کا مطلب، جو باتیں اللہ کے لائق نہیں ہیں، ان سے اس کی پاکیزگی بیان کر، بعض کے نزدیک اس سے رات کی نفلی نماز، یعنی تجد ہے امر ندب واستجاب کے لیے ہے۔

سر لینی یہ کفار مکہ اور ان جیسے دوسرے لوگ دنیا کی محبت میں گر فتار ہیں اور ساری توجہ اس پر ہے۔

۷. لیعنی قیامت کو، اس کی شدتوں اور ہولناکیوں کی وجہ سے اسے بھاری دن کہا اور چھوڑنے کا مطلب ہے کہ اس کے لیے تیاری نہیں کرتے اور اس کی پرواہ نہیں کرتے۔

۵. لیخی ان کی پیدائش کو مضبوط بنایا، یا ان کے جوڑوں کو رگوں اور پیٹوں کے ذریعے سے ایک دوسرے کے ساتھ ملادیا
 ہے، بلنظ دیگر: ان کا مانجھا کڑا کیا۔

لینی ان کو ہلاک کرکے ان کی جگہ کسی اور قوم کو پیدا کردیں یا اس سے مطلب قیامت کے دن دوبارہ پیدائش ہے۔

کینی اس قرآن سے ہدایت حاصل کرے۔

٨. لين تم ميں سے كوئى اس بات پر قادر نہيں ہے كہ وہ اپنے كو ہدايت كى راہ پر لگالے، اپنے ليے كى نفع كو جارى كركے، ہاں اگر اللہ چاہے تو ايما ممكن ہے، اس كى مشيت كے بغير تم كھے نہيں كركتے۔ البتہ صحیح قصد ونيت پر وہ اجر ضرور عطا فرماتا ہے إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوىٰ "ائمال كا دارومدار، نيتوں پر ہے، ہر آدمى كے ليے وہ ہے جس كى وہ نيت كرے"۔

بیشک اللہ تعالیٰ علم والا باحکمت ہے۔(۱)

اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرلے، اور ظالموں
کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔(۲)

عِلِيُمَّا حَكِيمًا ۗ تُكْ خِلْ مَنْ تَتَنَاءُ فَى رَحْمَته ۗ وَا

يُّدُخِلُ مَنْ يَّتَا اُوْقِ رَحْمَتِه وَالظَّلِمِينَ اعَدَّ لَهُوْ عَذَابًا اللِّمَا ﴿

ا. چوں کہ وہ علیم و کیم ہے اس لیے اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے، بنا بریں ہدایت اور گراہی کے فیصلے بھی یوں ہی الل ٹپ نہیں ہوتے، بلکہ جس کو ہدایت دی جاتی ہے وہ واقعی اس کا مستحق ہوتا ہے اور جس کے جصے میں گراہی آتی ہے، وہ حقیقتاً اس لائق ہوتا ہے۔

٢. وَالظَّالِمِيْنَ اس لِي منصوب ہے كہ اس سے پہلے يُعذِّبُ مخدوف ہے۔

### سورہ مرسلات ملی ہے اور اس میں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

1. قسم ہے ان ہواؤں کی جو پے درپے بھیجی جاتی ہیں۔ (۱)
۲. پھر زور سے جھونکادینے والیوں کی قسم۔ (۲)
سل. اور پھر (ابر کو) ابھار کر پراگندہ کرنے والیوں کی قسم۔ (۳)
۲۰ پھر حق وباطل کو جدا حدا کر دینے والے۔ (۳)

اور وحی لانے والے فرشتوں کی قشم۔<sup>(۵)</sup>

۲. جو (وحی) جت پوری کرنے یا آگاہ کردینے کے لیے

# نَيْنَ لَوْلِينَا لِينَا ل

### بِسُ \_\_\_\_ مِ اللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

وَالْمُرْسَلَتِ عُوْفًا ۞ فَالْعُصِفْتِ عَصْفًا ۞ وَالنَّشِرِتِ نَشُرًا۞ فَالنُّمْ قِتِ فَرُقًا۞ فَالْمُلْقِيلِتِ ذِكْرًا۞ عُدُرًا أَوْنُذُرًا۞

ا. اس مفہوم کے اعتبار سے عرفاً کے معنی بے دربے ہوں گے۔ بعض نے مُرْسَلَاتٌ سے فرشت یا انبیاء مراد لیے ہیں۔ اس صورت میں عرفاً کے معنی وحی الٰہی، یا احکام شریعت کے ہوں گے۔ یہ مفعول لہ ہوگا لِأَجْلِ الْعُرْفِ یا مَنْصُوْبٌ بنَزْع الْخَافِض - بالْعُرْفِ..

٢. يا فرشة مراد بين، جو بعض دفعه بواؤل كے عذاب كے ساتھ بيج جاتے بين۔

ساب یا ان فرشتوں کی قشم، جو بادلوں کو منتشر کرتے ہیں یا فضائے آسانی میں اپنے پر پھیلاتے ہیں۔ تاہم امام ابن کشیر اور امام طبری نے ان تینوں سے ہوائیں مراد لینے کو رائح قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ترجے میں بھی ای کو اختیار کیا گیا ہے۔ میں اور شتوں کی قشم جو حق وباطل کے درمیان فرق کرنے والے احکام لے کر اترتے ہیں۔ یا مراد آیات قرآنیہ ہیں، جن سے حق وباطل اور حلال وحرام کی تمیز ہوتی ہے۔ یا رسول مراد ہیں جو وحی اللی کے ذریعے سے حق وباطل کے درمیان فرق کو واضح کرتے ہیں۔

۵. جو الله کا کلام پیغیبروں کو پہنچاتے ہیں یا رسول مراد ہیں جو الله کی طرف سے نازل کردہ وحی اپنی امتوں کو پہنچاتے ہیں۔

ہوتی ہے۔

جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ یقیناً ہونے والی ہے۔<sup>(۲)</sup>

۸. کیل جب سارے بے نور کردیے جانگیں گے۔<sup>(۳)</sup>

9. اور جب آسان توڑ پھوڑ دیا جائے گا۔

اور جب پہاڑ گلڑے گلڑے کرکے اڑا دیے جائیں
 (\*)

11. اور جب رسولول کو وقت مقرره پر لایا جائے گا۔ (<sup>۵)</sup>

11. کس دن کے لیے (ان سب کو) مؤخر کیا گیا ہے؟ (۱) ۱۳. فصلے کے دن کے لیے۔ (۱)

۱۴/ اور مجھے کیا معلوم کہ فیصلے کادن کیا ہے؟

10. اس دن حیطلانے والوں کی خرانی ہے۔

إِنَّهَا تُوْعَدُونَ لَوَاقِعُ

فَإِذَا النَّجُوُمُ طُهِسَتْ۞ وَإِذَا السَّمَأَ ثُورُجَتْ۞ وَإِذَا الْجَبَالُ نُسِفَتْ۞

وَاذَاالرُّسُٰلُ أُقِّتَتُ۞ لِاَيِّ يَوْمِ أُجِّلَتُ۞ لِيَوْمِ الفَصْلِ۞ وَمَاادُرْكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ۞ وَمَاكُرُنِكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ۞ وَيُلُّ يَوْمَمِنٍ إِللَّهُ كُلِّةٍ بِينَ۞

ا. دونوں مفعول لہ ہیں لاَ جُلِ الْاَعْدَارِ وَالْإِنْدَارِ لِعَنی فرضة وحی لے کر آتے ہیں تاکہ لوگوں پر جمت قائم ہوجائے اور یہ عذر باقی نہ رہے کہ ہمارے پاس تو کوئی اللہ کا پیغام ہی لے کر نہیں آیا، یا مقصد ڈرانا ہے ان کو جو انکار یا کفر کرنے والے ہوں گے، یا معنی ہیں مومنوں کے لیے خوشنجری، اور کافروں کے لیے ڈراوا۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ مُوْسَلَاتٌ، عَاصِفَاتٌ، اور مَاشِرَاتٌ ہے مراد ہوائیں، اور فَارِقَاتٌ وَمُلْقِیَاتٌ سے فرشتے ہیں۔ یہی بات رانج ہے۔

۲. قسمول سے مراد، مقسم علیہ کی اہمیت سامعین پر واضح کرنا اور اس کی صدافت کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ مقسم علیہ (یا جواب قسم) یہ ہے کہ تم سے قیامت کا جو وعدہ کیا جاتا ہے، وہ یقیناً واقع ہونے والی ہے، لینی اس میں شک کرنے کی نہیں بلکہ اس کے لیے تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ قیامت کب واقع ہوگی؟ اگلی آیات میں اسے واضح کیا جارہا ہے۔
 ۳. طَمْسٌ کے معنی مٹ جانے اور بے نشان ہونے کے ہیں، لیعنی جب ساروں کی روشیٰ ختم بلکہ ان کا نشان تک مٹ جائے گا۔
 ۸۲. لیعنی انہیں زمین سے اکھیڑ کر ریزہ ریزہ کردیا جائے گا اور زمین بالکل صاف اور ہموار ہوجائے گا۔

ہ. تعنی نصل و قضاء کے لیے، ان کے بیانات من کر ان کی قوموں کے بارے میں فیصلہ کہا جائے گا۔ ۵. یعنی فصل و قضاء کے لیے، ان کے بیانات من کر ان کی قوموں کے بارے میں فیصلہ کہا جائے گا۔

۲. یہ استفہام تعظیم اور تعجب کے لیے ہے لیعنی کیسے عظیم دن کے لیے، جس کی شدت اور ہولناکی، لو گول کے لیے سخت تعجب انگیز ہو گی، ان پیغیمروں کو جمع ہونے کا وقت دیا گیا ہے۔

2. لینی جس دن لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا، کوئی جنت میں اور کوئی دوزخ میں جائے گا۔

٨. ليني بالكت ہے، بعض كت بين، وَيْلٌ جَہْم كى ايك وادى كا نام ہے۔ يہ آيت اس سورت ميں بار بار دہرائى كئى ہے۔

17. کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہیں کیا؟ 12. پھر ہم ان کے بعد پچھلوں کو لائے۔<sup>(1)</sup> 18. ہم گناہ گاروں کے ساتھ اسی طرح کرتے ہیں۔<sup>(1)</sup>

۱۹. اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ویل (تباہی) ہے۔ علامات میں میں اللہ میں الل

۲۰. کیا ہم نے تمہیں حقیریانی سے (منی سے) پیدا نہیں کیا۔ ۲۱. پھر ہم نے اسے مضبوط ومحفوظ جگه میں رکھا۔ (۳)

۲۲. ایک مقرره وقت تک (۴)

۲۳. پھر ہم نے اندازہ کیا<sup>(۵)</sup> اور ہم کیا خوب اندازہ کرنے والے ہیں۔

۲۳. اس دن میکنیب کرنے والوں کی خرابی ہے۔

٢٥. كيا جم نے زمين كو سميٹنے والى تبين بنايا؟

۲۷. زندول کو تھی اور مر دول کو تھی۔(۱

۲۷. اور ہم نے اس میں بلند و بھاری پہاڑ بنا دیے<sup>(2)</sup> اور تہمیں سیراب کرنے والا میٹھا پانی پلایا۔

٢٨. اس دن جيطلانے والول كے ليے وائے اور افسوس ہے۔

ٱكَمُ نُهُلِكِ الْأَوَّلِيْنَ ۞

ثُمِّ نُتُبِعُهُمُ الْاِخِرِينَ ۞

كَنْ لِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجُومِيْنَ

وَيُلُّ يُوْمَدٍ إِللَّهُ كَنِّ بِيُنَ®

ٱڵۉڹؘڂؙڵؙڤڴؙۅٛ۫ڝؚۜڽؙ؆ۧٙ؞ٟۺٙۿؽڹٟ۞ ۏؘجَعَڵڹؙ؋ؙڣۣٛڡٞڒٳڔ؆ڮؽڹ۞

ىبىنىدىق كى قرار بويوسى إلى قَدَر رَمَّعُ لُوُ مِرَّةً

فَقَدُرُنَا اللهِ اللهُ اللهِ المِلْ المِلْمُ المِلْ المِلْمُ اللهِ اللهِ اللهِ المُلْمُ اللهِ اللهِ المُلْمُ المِلْمُ المِلْمُ المِلْمُ اللهِ اللهِ اللهِ المُلْم

وَيُلُّ يَّوْمَبٍ نٍ لِلْمُكَذِّبِ يُنَ

اَلَمُ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ٥

اَحْمَاءً وَآمُوا تُناقَ

وَّجَعَلْنَا فِيُهَا رَوَاسِيَ شَلِيخْتٍ وَٱسْقَيْنَكُوُ مَّا أَعْذُراتًا۞

وَيُلُ يَوْمَبِذِ لِلْمُكَذِّبِينَ

اس لیے کہ ہر مکذب کا جرم ایک دوسرے سے مختلف نوعیت کا ہوگا اور اسی حباب سے عذاب کی نوعیتیں بھی مختلف ہول گی، بنا بریں اس ویل کی مختلف قسمیں ہیں جے مختلف مکذبین کے لیے الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ (فخ القدر) الله عنی کفار مکہ اور ان کے ہم مشرب، جنہوں نے رسول اللہ منگالینی کی تکذیب کی۔

- ٢. يعني سزا ديتے ہيں دنيا ميں يا آخرت ميں۔
  - س. تعنی رخم مادر میں۔
  - هم. لیعنی مدت حمل تک، چھ یا نو مہینے۔

۵. لیعنی رحم مادر میں جسمانی ساخت وترکیب کا صحیح اندازہ کیا کہ دونوں آنکھوں، دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں اور دونوں
 کانوں کے در میان اور دیگر اعضاء کا ایک دوسرے کے در میان کتنا فاصلہ رہنا چاہیے۔

۲. لیعنی زمین زندوں کو اپنی پشت پر اور مردوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔

ک. رَوَاسِیَ، رَاسِیَةٌ کی جُعْد ثَوَابت، جمے ہوئے پہاڑ، شَامِخَاتٌ، بلند۔

بحاسکتا ہے۔

إِنْطَلِقُوْ آاِلَى مَا كُنْتُوْبِهِ تُكَذِّبُونَ<sup>©</sup> اِنْطَلِقُوْآالِي ظِيلٌ ذِي ثَلَثِ شُعَبِ ۗ لَّا ظَلِيْل وَلا يُغْنِيُ مِنَ الدَّهَب شُ

## إِنَّهَا تَرُمِي بِشَرِكَالْقَصُرِ ۗ

كَأَنَّهُ جِلْلَتُ صُفُرَّ اللَّهُ اللَّهُ عُلْقُ وَيُلُّ يَوُمَبٍ إِللْمُكَذِّبِيُنَ® هذايؤمُ لاَنْطِقُونَ اللهِ وَلا يُؤُذِنُ لَهُمُ فَيَعْتَذِرُونَ©

س. یقیناً دوزخ الی چنگاریاں پھینکتی ہے جو محل کے مانند ہیں۔ (م

**۳۳**. گوما که وه زرد اونث مهل (۵)

سم این این جھٹلانے والوں کی در گت ہے۔

ma. آج (کادن) وہ دن ہے کہ یہ بول بھی نہ سکیں گے۔(<sup>()</sup> ٣٣. اور نه انهیں معذرت کی اجازت دی جائے گی۔(<sup>(2)</sup>

۲۹. اس دوزخ کی طرف جاؤ جھے تم جھٹلاتے رہے تھے۔<sup>(۱)</sup>

اس. جو دراصل نه سایه دینے والا ہے اور نه شعلے سے

• ۳۰. چلوتین شاخوں والے سائے کی طرف۔ (۲)

ا. یہ فرشتے جہنمیوں کو کہیں گے۔

۲. جہنم سے جو دھواں آئے گا، وہ بلند ہو کر تین جہتوں میں پھیل جائے گا لیعنی جس طرح دیوار یا درخت کا سابہ ہوتا ہے جس میں آدمی راحت اور عافیت محسوس کرتا ہے، یہ دھوال حقیقت میں اس طرح کا سایہ نہیں ہوگا، جس میں جہنمی کچھ سکون حاصل کرلیں۔

سل لینی جہنم کی حرارت سے بینا بھی ممکن نہیں ہو گا۔

۷. اس کا ایک اور ترجمہ ہے: جو لکڑی کے بوٹے یعنی بھاری فکڑے کے مثل ہیں۔ (بوٹے بمعنی شہتیر کے فکڑے، جے کیلی بھی کہتے ہیں)

۵. صُفْرٌ، أَصْفَرُ (زرد) کی جمع ہے لیکن عرب میں اس کا استعال أَسْهَ د (ساہ) کے معنی میں بھی ہے۔ اس معنی کی بنا یر مطلب یہ ہے کہ اس کی ایک ایک چنگاری اتنی اتنی بڑی ہوگی جیسے محل یا قلعہ۔ پھر ہر چنگاری کے مزید اتنے بڑے بڑے گلڑے ہو جائیں گے جیسے اونٹ ہوتے ہیں۔

۲. محشر میں کافروں کی مختلف حالتیں ہوں گی، ایک وقت وہ ہو گا کہ وہ وہاں بھی جھوٹ بولیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگادے گا اور ان کے ہاتھ یاؤں گواہی دیں گے۔ پھر جس وقت ان کو جہنم میں لے جایا جارہا ہوگا، اس وقت عالم اضطراب ویریشانی میں ان کی زبانیں پھر گنگ ہو جائیں گی۔ بعض کہتے ہیں بولیں گے تو سہی، لیکن ان کے پاس ججت کوئی نہیں ہوگ۔ گویا ان کو بات کرنی ہی نہیں آئے گی۔ جیسے ہم دنیا میں ایسے شخص کی بابت کہتے ہیں جس کے یاس کوئی تسلی بخش دلیل نہیں ہوتی، وہ تو ہمارے سامنے بول ہی نہیں سکا۔

ے. مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس پیش کرنے کے لیے کوئی معقول عذر ہی نہیں ہو گا جے وہ پیش کرکے چوٹکارا پاسکیں۔

ۅؘؽؙ<u>ڷ</u>۠ؾٞۅؘؙؙڡؘؠٟۮٟڷؚڶؙؠؙػۮؚۨڔؚؽؙؽؘ

هٰذَايَوُمُ الْفَصُٰلِ ۚ جَمَعُنكُمُ وَالْزَوَّ لِيُنَ۞

فَانُ كَانَ لَكُوُ كَيْثُ فَكِينُدُونِ

وَيُلُّ يُومَ مِن لِلْمُكَ زِّبِينُنَ ﴿

ٳڹۜٛٵڵؠؙؾٞڣؽؙڹ<u>ٷؙ</u>ڟؚڵڸۊۜۼؙؽؙۅؙڹ<sup>۞</sup>

وَّفُواكِهُ مِمَّايَشُتَهُوْنَ شُ

كُلُوْا وَاشْرَ بُوْ اهْنِيِّكًا إِبْمَا كُنْ تُوْ تَعْمَلُوْنَ ﴿

إِتَّاكَنْالِكَ نَجُزِى الْمُحْسِنِيْنَ ؟

**کس.** اس دن جھٹلانے والوں کی خرانی ہے۔

۳۸. یہ ہے فیصلہ کا دن ہم نے منہیں اور اگلوں کوسب کو جمع کرلیا ہے۔(۱)

٣٩. پس اگر تم مجھ سے کوئی چال چل سکتے ہوتو چل لو۔<sup>(٢)</sup>

• م. وائے ہے اس دن حجطلانے والوں کے کیے۔

الم. بیشک پر ہیز گار لوگ سابوں میں ہیں (۲) اور ہتے چشموں میں۔

۳۳. اور ان میوول میں جن کی وہ خواہش کریں۔

سرم. (اے جنتو!) کھاؤ پیو مزے سے اپنے کیے ہوئے اعمال کے مدلے۔(۵)

۳۶۰. یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزاء دیتے ہیں۔(۱)

ا. یہ اللہ تعالیٰ بندوں سے خطاب فرمائے گا کہ ہم نے تمہیں اپنی قدرت کاملہ سے فیصلہ کرنے کے لیے ایک ہی میدان میں جمع کرلیا ہے۔

۲. یہ سخت وعید اور تہدید ہے کہ اگر تم میری گرفت سے فی سکتے ہو اور میرے تھم سے نکل سکتے ہو تو فی اور نکل کے دکھاؤ۔ لیکن وہاں کس میں یہ طاقت ہوگی؟ یہ آیت بھی ایسے ہی ہے، جیسے یہ آیت ہے ﴿ اَلْمُحْمَثُمُ وَالْإِلْسُ إِنِ اسْتَطَعْمُتُو لَا اَنْ اَلْمُعْمُ وَالْمُولِيَ وَالْاَرْضِ فَالْفَدُولِي وَالْاَرْضِ فَالْفَدُولِي وَالْاَرْضِ فَالْفَدُولِي وَالْدَرْضِ فَالْفَدُولِي وَالْدَرْضِ فَالْفَدُولِي وَالْدَرْضِ فَالْفَدُولِي وَالْدَرْضِ فَالْفَدُولِي وَالْدَرْضِ فَالْفَدُولِي وَلَا اللهِ عَلَى اللهِ اللهِ الله اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو)۔

سا. لینی در ختوں اور محلات کے سائے، آگ کے دھویں کا سایہ نہیں ہوگا جیسے مشرکین کے لیے ہوگا۔

۱۲. ہر قشم کے کھل، جب بھی خواہش کریں گے، آموجود ہوں گے۔

۵. یہ بطور احسان انہیں کہاجائے گا۔ بِمَا کُنتُمْ میں بَا سبب کے لیے ہے یعنی جنت کی یہ تعتیں ان اعمال صالحہ کی وجہ سے تہمیں ملی ہیں جو تم دنیا میں کرتے رہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ -جس کی وجہ سے انسان جنت میں داخل ہوگا۔ اعمال صالحہ ہیں۔ جو لوگ عمل صالح کے بغیر بی اللہ کی رحمت ومغفرت کے امیدوار بن جاتے ہیں، ان کی مثال ایسے بی ہے، جیسے کوئی زمین میں ہل چلائے اور چج بوئے بغیر فصل کا امیدوار بن جائے، یا خطل بوکر خوش ذائقہ سے امیدوار کی امید رکھے۔

۲. اس میں بھی اس امر کی ترغیب و تلقین ہے کہ اگر آخرت میں حسن انجام کے طالب ہوتو دنیا میں نیکی اور بھلائی کا راستہ اپناؤ۔

وَيُلُ يُوْمَيٍ ذِيلَهُكَدِّبِ يُنَ©

كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيُلَا إِنَّكُّوْمُونَ⊕

وَيُلْ يَوْمَبٍ ذِلِلْمُكَلَّةِ بِيثَن® وَإِذَ اقِيْلَ لَهُوُ ارْكَعُوا لاَيْزَكَعُوْنَ⊚

وَيُلُ يُوْمَيِذٍ لِلْمُكَلَّذِينُنَ۞ فِهَايِّ حَدِيْثٍ بَعُدَاهُ يُؤْمِنُونَ۞

مر اس دن سچا نہ جاننے والوں کے لیے ویل (افسوس)
ہے۔(ا)

۳۷. (اے جھٹلانے والو! تم دنیا میں) تھوڑا سا کھالو اور فائدہ اٹھالو بیشک تم گناہ گار ہو۔<sup>(۲)</sup>

۳۷. اس دن جھٹلانے والوں کے لیے سخت ہلاکت ہے۔ ۳۸. اور ان سے جب کہا جاتا ہے کہ رکوع کرلو تو نہیں کرتے۔(۲)

P''. اس دن حجھٹلانے والوں کی تباہی ہے۔

• ۵. اب اس قرآن کے بعد کس بات پر ایمان  $\mathbb{Z}^{(a)}$ 

ا. کہ اہل تقویٰ کے جصے میں تو جنت کی نعتیں آئیں اور ان کے جصے میں بڑی بدیختی۔

۲. یہ مکذبین قیامت کو خطاب ہے اور یہ امر، تہدید ووعید کے لیے ہے، یعنی اچھا چند روز خوب عیش کرلو، تم جیسے مجرمین کے لیے شکنچہ عذاب تیار ہے۔

سل لینی جب ان کو نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے، تو نماز نہیں پڑھتے۔

سم. یعنی ان کے لیے جو اللہ کے اوامر ونواہی کو نہیں مانتے۔

۵. لینی جب اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے تو اس کے بعد اور کونیا کلام ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے؟ یہاں بھی حدیث کا اطلاق قرآن پر ہوا ہے، جیسا کہ اور بھی بعض مقامات پر کیا گیا ہے۔ ایک ضعیف روایت میں ہے کہ جو سورہ تین کی آخری آیت اَئیس الله الآیة پڑھے تو وہ جواب میں کے بَلیٰ وَأَنَا عَلیٰ ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ اور سورہ قیامت کے آخر کے جواب میں اَمَنَا بِاللهِ. کہے۔ (آبو داود، باب مقدار الرکوع والسجود، وضعیف آبی داود. البانی) بعض علماء کے نزدیک سامح کو بھی جواب دینا چاہیے۔

### سورہ نبا کمی ہے اور اس میں چالیس آ بیتیں اور دو رکوع ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. یہ لوگ کس چیز کے بارے میں آپس میں پوچھ کچھ کررہے ہیں۔(۱)

۲. اس بڑی خبر کے متعلق۔

س. جس کے بارے میں یہ اختلاف کررہے ہیں۔(۲) ۴. یقیناً یہ ابھی جان لیں گے۔

کیر بالیقین انہیں بہت جلد معلوم ہوجائے گا۔ (۳)
 ۲. کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا؟ (۳)

۲. نین م سے رین کو سر ک میں بنایا؟)<sup>(۵)</sup>

# يُنونوُ البَّبَالِ

### بِنُ ۔۔۔۔ حِراللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَمِّرِيَتُسَاءَ لُوْنَ أَنَ

عَنِ النَّبْرِ الْعُظِيُونِ الَّذِي هُمُّمُ فِيْهِ عُنْتَلِفُونَ۞ كَلَّاسَيَعُلَمُونَ۞ ثُوَّ كَلَّاسَيَعْلَمُونَ۞ الَـمُ نَبْعُلِ الْارْضَ مِهْدًا۞ وَالْجِمَالُ الْوَتَادُا۞

ا. جب رسول الله سَکَالَیْمَیْمُ کو خلعت نبوت سے نوازا گیا اور آپ نے توحید، قیامت وغیرہ کا بیان فرمایا اور قرآن کی تلاوت فرمائی تو کفار ومشرکین باہم ایک دوسرے سے پوچھتے کہ یہ قیامت کیا واقعی ممکن ہے؟ جیسا کہ یہ شخص دعویٰ کررہا ہے یا یہ قرآن واقعی الله کی طرف سے نازل کردہ ہے جیسا کہ محمد (سَکَالِیَّمِیُّمُ) کہتا ہے۔ استفہام کے ذریعے سے اللہ نے پہلے ان چیزوں کی وہ حیثیت نمایاں کی جو ان کی ہے۔ پھر خود ہی جواب دیا کہ.....

۲. لیعنی جس بڑی خبر کی بابت ان کے در میان اختلاف ہے، اس کے متعلق استفسار ہے۔ اس بڑی خبر سے بعض نے قرآن مجید مراد لیا ہے کافر اس کے بارے میں مختلف باتیں کرتے تھے، کوئی اسے جادو، کوئی کہانت، کوئی شعر اور کوئی پہلوں کی کہانیاں بتلاتا تھا۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد قیامت کا برپاہونا اور دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ اس میں بھی ان کے در میان کچھ اختلاف تھا۔ کوئی بالکل افکار کرتا تھا کوئی صرف شک کا اظہار۔ بعض کہتے ہیں کہ سوال کرنے والے مومن وکافر دونوں بھی شھے، مومنین کا سوال تو اضافۂ یقین اور اضافۂ بھیرت کے لیے تھا اور کافروں کا استہزاء اور تمسخر کے طور پر۔

۳. یہ ڈانٹ اور زجر ہے کہ عنقریب سب کچھ معلوم ہوجائے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ اپنی کاریگری اور عظیم قدرت کا تذکرہ فرمارہا ہے تاکہ توحید کی حقیقت ان کے سامنے واضح ہو اور اللہ کا رسول انہیں جس چیز کی دعوت دے رہا تھا، اس پر ایمان لانا ان کے لیے آسان ہوجائے۔

۷. لینی فرش کی طرح تم زمین پر چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے، سوتے اور سارے کام کان کرتے ہو۔ زمین کو ڈواتا ہوا نہیں رہنے دیا۔ ۵. اَّوْتَادٌ، وَتَدٌّ کی جمع ہے میخیں۔ لینی پہاڑوں کو زمین کے لیے میخیں بنایا تاکہ زمین ساکن رہے، حرکت نہ کرے، کیوں کہ حرکت واضطراب کی صورت میں زمین رہائش کے قابل ہی نہ ہوتی۔ ٨. اور ہم نے تہمیں جوڑا جوڑا پیدا کیا۔
 ٩. اور ہم نے تہماری نیند کو آرام کاسبب بنایا۔ (۱)
 ١٠. اور رات کو ہم نے پردہ بنایا ہے۔ (۳)
 ١١. اور دن کو ہم نے وقت روزگار بنایا۔ (۳)
 ١١. اور تمہارے اوپر ہم نے سات مضبوط آسان بنائے۔ (۳)
 ١١. اور تمہارے اوپر ہم نے سات مضبوط آسان بنائے۔ (۳)
 ١١٠ اور ایک چکتا ہوا روشن چراغ (سورٹ) پیدا کیا۔ (۵)
 ١١٠ اور بدلیوں سے ہم نے بکثرت بہتا ہوا پانی برسایا۔ (۱)
 ١١٠ تاکہ اس سے اناح اور سبزہ اگائیں۔ (۵)
 ١١٠ اور گھنے باغ (بھی اگائیں)۔ (۸)
 ١١٠ بیشکہ فیصلہ کے دن کا وقت مقرر ہے۔ (۹)
 ١٨. جس دن کہ صور میں پھونکا جائے گا۔ پھر تم فوح در

وَخَلَقُنْكُمُ اَذُوَاجُانَ وَجَعَلْنَا لَوْمُكُمُ مُسَبَاتًا ﴿ وَجَعَلْنَا النَّهَا رَبِيَاسًا ﴿ وَجَعَلْنَا النَّهَا رَمَعَاشًا ﴿ وَبَنَيْنَا قُوْقَكُمُ مُسَبُعًا شِسْمَا ادَّالِ وَبَنَيْنَا قُوْقَكُمُ مُسَبُعًا شِسْمَا ادَّالِ وَبَعَلَمُنَا سِرَاجًا وَهَاجًا ﴿ وَجَعَلَمُنَا مِنَ الْمُعُصِرِينَ مَا الْحَالَةُ وَجَعَلْتِ الْفَاقَ فَيَا اللَّهُ وَمِنْ اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ وَ وَمَنَا اللَّهُ اللَّهُ وَ وَمَنَا النَّانَ الْمُعَلِّي اللَّهُ وَوَمَا الْفَاقَ اللَّهُ وَ وَمَنْ اللَّهُ وَ وَمَنْ الْمُعُورِ وَمَنَا النَّوْنَ الْمُعُورِ وَمَنَا النَّانُ وَمَنْ الْمُعْوَرِ وَمَنَا النَّوْنَ الْمُعْوَرِ وَمَنَا النَّوْنَ الْمُعْوَرِ وَمَنَا النَّوْنَ الْمُعْوَرِ وَمَنَا النَّوْنَ الْمُؤْمِرِ وَمَنَا النَّهُ وَلَا اللَّهُ وَاللَّهُ وَالْمُؤْمِرُ وَمَا الْمُؤْمِرُ وَمَنَا النَّوْنَ الْمُؤْمِرُ وَمَنْ الْمُؤْمِرُ وَمَنَا الْمُؤْمِرُ وَمَنَا الْمُؤْمِرِ وَمَنَا النَّوْنَ الْمُؤْمِرُ وَمَنَا اللَّهُ وَمِنْ الْمُؤْمِرُ وَمَنَا اللَّهُ وَالْمُؤْمِرُ وَمَنَا اللَّهُ وَالْمُؤْمِرُ وَمَنْ الْمُؤْمِرُ وَمَا الْمُؤْمِرُ وَمَنَا اللَّهُ وَالْمُؤْمِرُ وَمَنَا الْمُؤْمِرُ وَمَنَا الْمُؤْمِرُ وَمَا الْمُؤْمِرُ وَمُنْ الْمُؤْمِرُ وَمُ الْمُؤْمِرُ وَمَنْ الْمُؤْمِرُ وَمَا الْمُؤْمِرُ وَمُ الْمُؤْمِرُ وَمُ الْمُؤْمِرُ وَمُ الْمُؤْمِرُ وَمَا الْمُؤْمِرُ وَمَا الْمُؤْمِرُ وَمُعُلِي وَا الْمُؤْمِرُ وَمَا الْمُؤْمِرُ وَمُنَا اللّٰمُ وَالْمُؤْمِرُ وَمَا الْمُؤْمِرُ وَمَا الْمُؤْمِرُ وَمُ الْمُؤْمِرُ وَمُنْ الْمُؤْمِرُ وَمُعَالِمُ الْمُؤْمِرُ وَمُنْ الْمُؤْمِرُ وَمُعُلِي الْمُعُورُ وَمُعَالِمُ الْمُؤْمِرُونَ وَالْمُؤْمِرُ وَالْمُؤْمِرُونُ وَالْمُؤْمِرُ وَمُعُلِمُ وَالْمُؤْمِرُ وَالْمُؤْمِرُ وَالْمُؤْمِرُ وَالْمُؤْمِرُ وَالْمُؤْمِرُ وَالْمُؤْمِرُ وَالْمُؤْمِرُ وَالْمُوالِمُونُ وَالْمُؤْمِرُومُ وَالْمُؤْمِرُ وَالْمُؤْمِرُومُ وَالْمُؤْمِرُومُ وَالْمُؤْمِرُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِرُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِرُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِرُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِلُومُ وَالْمُؤْمِل

ا. سُبَاتٌ کے معنی قطع کرنے کے ہیں۔ رات بھی انسان وحیوان کی ساری حرکتیں منقطع کردیتی ہے تاکہ سکون ہوجائے اور لوگ آرام کی نیند سولیں۔ یا مطلب ہے کہ رات تمہارے اعمال کاٹ دیتی ہے یعنی عمل کے سلسلے کو ختم کردیتی ہے۔ عمل ختم ہونے کا مطلب آرام ہے۔

- ۲. لینی رات کا اندهیرا اور سابی ہر چیز کو اپنے دامن میں چھپالیتی ہے، جس طرح لباس انسان کے جسم کو چھپالیتا ہے۔ ۳. مطلب ہے کہ دن کو روشن بنایا تاکہ لوگ کسب معاش کے لیے جدو جبد کر عیس۔
  - ۸. ان میں سے ہر ایک کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت جتنا ہے، جو اس کے استحکام اور مضبوطی کی دلیل ہے۔
    - اس سے مراد سورج ہے اور جَعَلَ جمعنی خَلَقَ ہے۔
- ٢. مُعْصِرَاتٌ وہ بدلیاں جو پانی سے بھری ہوئی ہوں لیکن ابھی بری نہ ہوں۔ جیسے الموْاَةُ الْمُعْتَصِرَةُ، اس عورت کو کہتے ہیں جس کی ماہواری قریب ہو، شَجَّاجًا کثرت سے بہنے والا یانی۔
- 2. حَبُّ (دانہ) وہ اناج جسے خوراک کے لیے ذخیرہ کرلیا جاتا ہے، جیسے گندم، چاول، جو، مکنی وغیرہ اور نباتات، سبزیال اور چارہ وغیرہ جو جانور کھاتے ہیں۔
  - ٨. أَلْفَافًا شَانُول كَى كَثرت كى وجه سے ايك دوسرے سے ملے ہوئے درخت يعني گھنے باغ۔
- 9. لیعنی اولین اور آخرین سب کے جمع ہونے اور وعدے کا دن۔ اسے فیصلے کا دن اس لیے کہا کہ اس دن جمع ہونے کا مقصد ہی تمام انسانوں کا ان کے اعمال کی روشنی میں فیصلہ کرنا ہے۔

در فوج چلے آؤگ۔(۱)

19. اور آسان کھول دیا جائے گا تو اس میں دروازے دروازے دروازے ہوجائیں گے۔(۲)

۲۰. اور پہاڑ چلائے جائیں گے پس وہ سراب ہوجائیں گے۔

۲۱. بیشک دوزخ گھات میں ہے۔

۲۲. سر کشوں کا ٹھکانا وہی ہے۔

۲۳. اس میں وہ مدتوں تک پڑے رہیں گے۔(۵)

۲۴. نه مجهی اس میں خنکی کا مزہ چکھیں گے، نه پانی کا۔

۲۵. سوائے گرم یانی اور (بہتی) پیپ کے۔(۱

وَّ فُتِحَتِ السَّمَأَءُ فَكَانَتُ ٱبْوَابًا ﴿

و شُرِيّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتُ سَرَا بَالْ

اِنَّ جَهَنَّمُ كَانَتُ مِرْصَادًا ۗ لِلطَّٰوِنِيُنَ مَا كَانَّ لَٰسِتْئِنَ فِيْهَا اَحْقَابًا ۚ لَا يَذْ فُوْنَ فِيْهَا اَبُودًا وَّلاَشَرَا بًا ﴿ اِلْاَصِيْمُا وَّغَسَّاقًا ﴾

ا. بعض نے اس کا مفہوم یہ بھی بیان کیا ہے کہ ہر امت اپنے رسول کے ساتھ میدان محشر میں آئے گی۔ یہ دوسرا نفخہ ہوگا، جس سے ہوگا، جس میں سب لوگ قبرول سے زندہ اٹھ کر نکل آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ آسان سے پانی نازل فرمائے گا، جس سے انسان تھیتی کی طرح اگ آئے گا۔ انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہوجائے گی، سوائے ریڑھ کی ہڈی کے آخری سرے کے۔ اسی سے قیامت کے دن تمام مخلوقات کی دوبارہ ترکیب ہوگی۔ (سیج بیاری، تنیر سورہ عم)

۲. لینی فرشتوں کے نزول کے لیے راتے بن جائیں گے اور وہ زمین پر از آئیں گے۔

الله سَرَابٌ، وہ ریت جو دور سے پانی محسوس ہوتی ہو۔ پہاڑ بھی سراب کی طرح صرف دور سے نظر آنے والی چیز بن کر رہ جائیں گے۔ اور اس کے بعد بالکل ہی معدوم ہوجائیں گے، ان کا کوئی نشان تک باقی نہیں رہ کا۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن میں پہاڑوں کی مختلف حالتیں بیان کی گئی ہیں، جن میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ پہلے انہیں ریزہ رزہ کردیا جائے گا ﴿فَنْ کُتَاکُمُةٌ وَالْحِمَةُ ﴾ (الساقة: ۱۲) (۲) وہ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوجائیں گے ﴿کَالُوهُمِنِ الْمُنْفُونِ ﴾ (الفارعة: ۵) ور الواقعة: ۲) (۳) ان کو اڑا دیا جائے گا ﴿ یَفْیفُهُمُ اَرْفِیُ نَسُفُهُمُ اَرْفِیُ نَسُفُهُمُ اَوْفِیُ نَسُفُهُمُ اَلَٰ فِی نَسُولُ اِللّٰ اللّٰ الللّٰ الللّٰ الللّٰ اللل

4. گھات ایک جگه کو کہتے ہیں، جہاں چھپ کر وشمن کا انتظار کیا جاتا ہے تاکہ وہاں سے گزرے تو فوراً اس پر حملہ کردیا جائے۔ جہنم کے داروغے بھی جہنیبوں کے انتظار میں اس طرح بیٹھے ہیں یا خود جہنم اللہ کے حکم سے کفار کے لیے گھات لگائے بیٹھی ہے۔ 4. اُحقَابٌ، حُقُبٌ کی جمع ہے، جمعنی زماند۔ مراد ابد اور جمیثگی ہے۔ ابد الآباد تک وہ جہنم میں ہی رہیں گے۔ یہ سزا کافروں ادرمشرکوں کے لیے ہے۔

۲. جو جہنمیوں کے جسموں سے نکلے گی۔

جَزَاءٌ وِقَاقًا ۞ ٳڶۜۿؙڞؙ۫ڰؙؙڰؙٷؙٳڶڒڽڗؙڿؙ۪ۏڹڿڛٵڴ۞ٚ

وَكُنَّ بُوْا بِالْيِتِنَا كِنَّا أَبَّا ۞

وَكُلَّ شَيُّ أَحْصَيْناهُ كِتٰبًا ﴿ فَذُوتُواْفَكَنُ تُزِيْكِكُوْرِالْاعَدَابًا﴿

اِنِّ لِلْمُنَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿
حَدَا آٰئِقَ وَاعْنَا بًا ﴿
وَكَوَاحِبَ الْتُوابُا ۞
وَكَاٰ شَادِهَا قُنَا ۞

۲۷. (ان کو) پورا پورا بدله ملے گا۔ (۱) ۲۷. انہیں تو حساب کی توقع ہی نہ تھی۔ (۲) ۲۸. اور بےباکی سے ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے۔

۲۹. اور ہم نے ہر ایک چیز کو لکھ کرشار کر رکھا ہے۔ (۳)
• ۳۰. اب تم (اپنے کیے کا) مزہ چکھو ہم تمہارا عذاب ہی
بڑھاتے رہاںگے۔ (۳)

اس. یقیناً پر ہیز گار لوگوں کے لیے کامیابی ہے۔(۵) سس. باغات ہیں اور انگور ہیں۔(۲)

ساس. اور نوجوان کنواری ہم عمر عورتیں ہیں۔<sup>(2)</sup> ۱۳۳۲. اور چھلکتے ہوئے جام شراب ہیں۔<sup>(۸)</sup>

ا. یعنی یه سزا ان کے ان اعمال کے مطابق ہے جو وہ دنیا میں کرتے رہے ہیں۔

۲. یہ پہلے جملے کی تعلیل ہے۔ یعنی وہ مذکورہ سزا کے اس لیے مستحق قرار پائے کہ عقیدۂ بعث بعد الموت کے وہ قائل ہی نہیں تھے کہ حیاب کتاب کی امید رکھتے۔

٣. لينى لوح محفوظ ميں۔ يا وہ ريكارڈ مراد ہے جو فرشتے كلصے رہے۔ پہلا مفہوم زيادہ صحيح ہے، جيسا كہ دوسرے مقام پر فرمايا ﴿وَكُلُّ شَكُمُ اَحْصَيْتُ اُوْ يَامِ مِنْيِا ﴾ (يسَ: ١١) (اور ہم نے ہر چيز كو ايك واضح كتاب ميں ضبط كر ركھا ہے)۔ ٩. عذاب بڑھانے كا مطلب ہے كہ اب يہ عذاب دائمی ہے۔ جب ان كے چڑے گل جائيں گے تو دوسرے بدل ديے جائيں گے۔ (النساء: ٥١) ، جب آگ بجھنے لگے گی، تو پھر بھڑكادى جائيں گے۔ (بني اسوائيل: ٩٥)

۵. اہل شقاوت کے تذکرے کے بعد، یہ اہل سعاوت کا تذکرہ اور ان نعمتوں کا بیان ہے جن سے حیات اخروی میں وہ بہرہ ور ہوں گے۔ یہ کامیابی اور نعمتیں انہیں تقویٰ کی بدولت حاصل ہوں گی۔ تقویٰ، ایمان واطاعت کے نقاضوں کی سخمیل کا نام ہے، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد تقویٰ اور عمل صالح کا اہتمام کرتے ہیں۔ جَعَلَنَا الللهُ مِنْهُمْ

٢. يه مَفَازًا سے برل ہے۔

کَوَاعِبَ کَاعِبَة کی جمع ہے، یہ کَعْبٌ (ٹخنہ) ہے ہے، جس طرح ٹخنہ ابھرا ہوا ہوتا ہے، ان کی چھاتیوں میں بھی ایسا ہی ابعار ہوگا، جو ان کے حسن وجمال کا ایک مظہر ہے۔ آثر اٹ ہم عمر۔

٨. دِهَاقًا، بھرے ہوئے، یا لگاتار، ایک کے بعد ایک۔ یا صاف شفاف۔ کَأْسٌ، ایسے جام کو کہتے ہیں جو لبالب بھرا
 ہوا ہو۔

عَمِّ،٣

لكِينْمَعُونَ فِيمَالَغُوَّا وَلَا كِنَّا بَالْحَ

جَّزَآءً مِّنُ تَرْبِكَ عَطَأَءً حِسَابًا ﴿

رِّبِّ السَّمْوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَالِيَنْهُمُاالرَّحُمْنِ لَايَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿

يَوْمُرَيَّقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَيِّكَةُ مَّقًا لِاَّلَيَّكَلَّمُونَ إِلَّامَنُ اَذِنَ لَهُ الرَّحُمْنُ وَقَالَ مَوَابًا

ذلِكَ الْيُؤَمُّ الْحَقُّ فَمَنُ شَاءَاتَّخَذَ اللَّ رَبِّهِ مَا كِلُ

**٣٥**. وہاں نہ تو وہ بيہودہ باتيں سنيں گے اور نہ جھوٹ سنيں گے۔(۱)

٣٦. (ان کو) تيرے رب کی طرف سے (ان کے نيک اعمال کا) يه بدله ملے گا جو کافی انعام ہو گا۔(۱)

٣٧. (اس رب كى طرف سے ملے گا جو كه) آسانوں كا اور زمين كا اور جو كچھ ان كے در ميان ہے ان سب كا پروردگار ہے اور بڑى بخشش كرنے والا ہے۔ كسى كو اس سے بات چيت كرنے كا اختيار نہيں ہوگا (۱۳)

جس دن روح اور فرشتے صفیں باندھ کر گھڑے ہوں گ $^{(n)}$  تو کوئی کلام نہ کرسکے گا مگر جے رحمٰن اجازت دے دے اور وہ ٹھیک بات زبان سے  $^{(n)}$ 

٣٩. يه دن حق ہے (۱) اب جو چاہے اپنے رب کے پاس (نيک اعمال کرکے) ٹھکانا بنالے۔

ا. یعنی کوئی بے فائدہ اور بے ہودہ بات وہاں نہیں ہوگی، نہ ایک دوسرے سے جھوٹ بولیں گے۔

۲. عَطَاءً ك ساتھ حِسَابِ مبالغ ك ليه آتا ہے، يعني الله كي داد ود بش كي وہاں فراواني ہوگ۔

سر لین اس کی عظمت، ہیب اور جلالت اتنی ہوگی کہ ابتداءً اس سے کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ ہوگی، اس لیے اس کی احازت کے بغیر کوئی شفاعت کے لیے بھی لب کشائی نہیں کر سکے گا۔

سم. یہاں جبرائیل عَلَیْهِ سیت رُوْحٌ کے کئی مفہوم بیان کیے گئے ہیں، امام ابن کثیر نے بنی آدم (انسان) کو أَشْبَهُ (قرین قیاس) قرار دیا ہے۔

۵. یہ اجازت اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو اور اپنے پیغمبروں کو عطا فرمائے گا اور وہ جو بات کریں گے حق وصواب ہی ہوگی، یا یہ مفہوم ہے کہ، اجازت صرف اسی کے بارے میں دی جائے گی جس نے درست بات کہی ہو۔ یعنی کلمۂ توحید کا اقراری رہا ہو۔ ۲. یعنی لامحالہ آنے والا ہے۔

ک. لینی اس آنے والے دن کو سامنے رکھتے ہوئے ایمان و تقویٰ کی زندگی اختیار کرے تاکہ اس روز وہاں اس کو اچھا ٹھکانا مل جائے۔

ٳڰؘٵۘؽؙڬۯؽڬؙۉۼۮٵ؆۪ٞڡٙڔؽؙٵؚٚڐۧڲؘۅ۫ؗڡٚڒؽؙڟ۠ۯٳڶٮۯٷ ڡٵڡۜڐۜڡٮؙؾڵٷ۠ۅؘؾڠؙۊؙڷؙٳڷػٲڣۯڸڵڝٛڗؽؙڴڎؙؾؙ ؿؙٳڴڿٛ

• ٣٠. ہم نے تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرا دیا (اور چوکنا کردیا) ہے۔ (۱) جس دن انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی کو دیکھ لے گا<sup>(1)</sup> اور کافر کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہوجاتا۔ (<sup>1)</sup>

ا. لیعنی قیامت کے دن کے عذاب سے جو قریب ہی ہے۔ کیوں کہ اس کا آنا یقینی ہے اور ہر آنے والی چیز قریب ہی ہے، کیوں کہ بہر صورت اسے آکر ہی رہنا ہے۔

۲. لیعنی اچھا یا برا، جو عمل بھی اس نے دنیا میں کیا وہ اللہ کے ہاں پہنٹی گیا ہے، قیامت کے دن وہ اس کے سامنے آجائے گا اور اس کا مشاہدہ کرلے گا۔ ﴿وَوَجَدُوْ اَمَاعَیمُلُوْ اَحَاضِرًا﴾ (الکھف: ۴۹) (اور جو پھھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے) ﴿ يُنجَوُ الْإِنْسَانُ يُومَينٍ بِمَاقَدُكُمُ وَاَحْدَى ﴿ (القیامة: ۱۱) (آج انسان کو اس کے آگے بھیج ہوئے سے اور پیچھے چھوڑے ہوئے سے آگاہ کیا جائے گا)۔

سا ایعنی جب وہ اپنے لیے ہولناک عذاب دیکھے گا تو یہ آرزو کرے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حیوانات کے درمیان بھی عدل وانصاف کے مطابق فیصلہ فرمائے گا، حتیٰ کہ ایک سینگ والی بکری نے بے سینگ کے جانور پر کوئی زیادتی کی ہوگی، تو اس کا بھی بدلہ دلائے گا اس سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ جانورورں کو حکم دے گا کہ مٹی ہوجاؤ۔ چنانچہ وہ مٹی ہوجائیں گے۔ اس وقت کافر بھی آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی حیوان ہوتے اور آج مٹی بن جاتے۔ (تغیر ابن کئیر)

### سورہ نازعات کی ہے اور اس میں چھیا لیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

- ا. ڈوب کر سختی سے کھنچنے والوں کی قشم<sup>(۱)</sup>
- ۲. بند کھول کر چھڑادینے والوں کی قشم (۲)
- س. اور تیرتے پھرنے والوں کی قشم<sup>(۳)</sup>
- م. پھر دوڑ کر آگے بڑھنے والوں کی قشم <sup>(۴)</sup>
- ۵. پھر کام کی تدبیر کرنے والوں کی قشم (۵)
  - ۲. جس دن کانینے والی کانیے گی۔(۱)
- 2. اس كے بعد ايك چيچے آنے والي (چيچے چيچے)

## ينونوالتالون

### بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

وَالنِّزِعْتِ غَرُقًا ﴿
وَالنِّشِطْتِ نَشُطًا ﴿
وَالنِّيعَٰ صِبَعًا ﴿
فَالنَّيْمِ عِنْ صَبُقًا ﴿
فَالنَّيْمِ عِنْ الْمُؤَا ﴿
يَوْمُ تَرْجُفُ الرَّاحِفَةُ ﴿
تَتُبَعُهُ الرَّاحِفَةُ ﴿
تَتُبَعُهُ الرَّاحِفَةُ ﴿

ا. نَزْعٌ کے معنی سختی سے تعینیا، غَرْقًا ڈوب کر۔ یہ جان نکالنے والے فرشتوں کی صفت ہے فرشتے کافروں کی جان نہایت سختی سے نکالتے ہیں اور جسم کے اندر ڈوب کر۔

۲. نَشْطٌ کے معنی، گرہ کھول دینا۔ یعنی مومن کی جان فرشتے بسہولت نکالتے ہیں، چیسے کسی چیز کی گرہ کھول دی جائے۔
 ۳. سَبْعٌ کے معنی، تیرنا، فرشتے روح نکالنے کے لیے انسان کے بدن میں اس طرح تیرتے پھرتے ہیں جیسے غواص سمندر سے موتی نکالنے کے لیے سمندر کی گہرائیوں میں تیرتا ہے۔ یا مطلب ہے کہ نہایت تیزی سے اللہ کا تکم لے کر آسان سے الترتے ہیں۔
 ۳. انرتے ہیں۔ کیوں کہ تیز رو گھوڑے کو بھی سابح کہتے ہیں۔

۸. یه فرشتے اللہ کی وحی انبیاء تک دوڑ کر پہنچاتے ہیں تاکہ شیطان کو اس کی کوئی سن گن نہ ملے۔ یا مومنوں کی روحیں جنت کی طرف لے جانے میں نہایت سرعت سے کام لیتے ہیں۔

۵. لیعنی اللہ تعالیٰ جو کام ان کے سپر د کرتا ہے وہ اس کی تدبیر کرتے ہیں، اصل مدبر تو اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ ابین حکمت بالغہ کے تحت فرشتوں کے ذریعے سے کام کرواتا ہے تو انہیں بھی مدبر کہہ دیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے پانچوں صفات فرشتوں کی ہیں اور ان فرشتوں کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ جواب قسم محذوف ہے لیعنی ﴿کَثُبُعَتُنْ تُکُوّ لَکُمْ اللّٰہُ تَعَالَیٰ کَ اللّٰہِ تَعَالَیٰ کَ وَ آن نے اس ابعث وجزاء کے لیے کئی مواقع پر قسم کھائی ہے جیسے سورۂ تغابین: کے میں بھی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائر نہ کورہ الفاظ میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ یہ بعث وجزاء کب ہوگی؟ اس کی وضاحت آگے فرمائی۔

٣. يه نفخ اولى ہے جے نفخ فناء كہتے ہيں، جس سے سارى كائنات كانپ اور لرز اٹھے گى اور ہر چيز فناء ہوجائے گا۔

آئے گی۔(۱)

 $\Lambda$ . (بہت ہے) دل اس دن د  $\alpha'$  کتے ہوں گے۔ (۲)  $\Lambda$ . جن کی نگاہیں نیچی ہوں گی۔ (۲)

اوٹائے ہیں کہ کیا ہم پہلی کی سی حالت کی طرف پھر
 اوٹائے جائیں گے ؟<sup>(\*)</sup>

اا. کیا اس وقت جب کہ ہم بوسیدہ ہڈیاں ہوجائیں گے ؟ $^{(a)}$ . اللہ کہتے ہیں کہ پھر تو یہ لوٹنا نقصان دہ ہے۔ $^{(r)}$ 

سال (معلوم ہونا چاہیے) وہ تو صرف ایک (خوفناک) ڈانٹ ہے۔

۱۳ که (جس کے ظاہر ہوتے ہی) وہ ایک دم میدان میں جمع ہوجائیں گے۔(<sup>2)</sup>

10. کیا موسیٰ (عَالِیْلاً) کی خبر تمہیں پہنچی ہے؟

ڨؙڵۅ۠ڮٛڲۅٛؗڡؠؠٟۮ۪ۊٵڿؚڡؘڎۜ۠ٛؗٚؗؗ ٲؠڝؙٳ۠ۿٳڂٵۺۼڎٞ۞ ؽڡ۠ٛڎڵڎؽءٳ؆ؙڶۺڒڎٷڎۯؽ؋ٳڵؖٵۼۯۊ۞

> ٵؚڎؘٲڴؾٛٵؚۼڟٲڡٵؿڿۯۜۊٞٞ ۊٵڷٷٳؾڵؙػٳۮٞٵػٷۜڎٞڂٵڛۯڎٞ۞ ڣؘٳؿؠٵۿؽؘڒۻٛٷٞٷڸؚڝڶٷ۠۞۫

> > فَإِذَا هُمُ بِالسَّاهِمَ وَا

هَلُ اَتُلكَ حَدِيثُ مُولِينَ مُولِينَ

ا. یہ دوسرا نفخہ ہوگا، جس سے سب لوگ زندہ ہو کر قبرول سے نکل آئیں گے۔ یہ دوسرا نفخہ پہلے نفخہ سے چالیس سال بعد ہوگا۔ اسے رَادِفَةٌ اس لیے کہا ہے کہ یہ پہلے نفخہ کے بعد ہی ہوگا۔ لیعنی نفخہ ثانیہ، نفخہ اولیٰ کا ردیف ہے۔

- ۲. قیامت کے احوال اور شدائد سے۔
- سم. یعنی أَبْصَارُ أَصْحَابِهَا، ایسے دہشت زدہ لو گوں کی نظریں بھی (مجر موں کی طرح) جھی ہوئی ہوں گی۔
- ۴. حَافِرَةً، پہلی حالت کو کہتے ہیں۔ یہ مکرین قیامت کا قول ہے کہ کیا ہم پھر اس طرح زندہ کردیے جائیں گے جس طرح مرنے سے پیشتر تھے۔
- ۵. یہ انکار قیامت کی مزید تاکید ہے کہ ہم کس طرح زندہ کردیے جائیں گے جب کہ ہماری ہڈیاں بوسیدہ اور ریزہ ریزہ ہوجائیں گی۔
  - ٣. ليعني اگر واقعی ايسا ہوا جيسا که محمد (مُنَافَيْظِ) کہنا ہے، پھر تو يه دوبارہ زندگی ہمارے ليے سخت نقصان دہ ہوگی۔

2. سَاهِرَةٌ سے مراد زمین کی سطح یعنی میدان ہے۔ سطح زمین کو سَاهِرَةٌ اس لیے کہا گیا ہے کہ تمام جانداروں کا سونا اور بیدار ہونا، اسی زمین پر ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ چشیل میدانوں اور صحراؤں میں خوف کی وجہ سے انسان کی نیند الرّجاتی ہے اور وہاں بیدار رہتا ہے، اس لیے سَاهِرَةٌ کہا جاتا ہے۔ (خُ القدیر) بہرحال یہ قیامت کی منظر کشی ہے کہ ایک بی فخذ سے سب لوگ ایک میدان میں جمع ہوجائیں گے۔

إِذْ نَادْ لَهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدِّسِ مُلُوى ﴿

إِذُهُبُ إِلَى فِوْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَيْ

فَقُلُ هَلُ لَكَ بِالَى اَنُ تَنَوَكُمْ ﴿ وَاهْدِيكَ اِلْى رَبِّكَ فَتَخْشَى ﴿

> فَارَلهُ الَّالِيَةَ الْكُبُرُائُ اللَّهُ الْكُبُرُائُ اللَّهُ الْكُبُرُائُ اللَّهُ الْكُبُرُائُ اللَّهُ اللَّ الْكُنَّ الدُّبَرَيْسُلِي اللَّهِ اللَّ فَحَشَرَكِ فَنَادُى اللَّهِ ال

نے انہیں رسالت عطا فرمادی۔

17. جب کہ انہیں ان کے رب نے پاک میدان طویٰ میں یکارا۔(۱)

الے اس نے سرکشی اختیار کیا ہے۔ (کہ) تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی اختیار کرلی ہے۔ (۲)

۱۸. اس سے کہو کہ کیا تو اپنی در سنگی اور اصلاح چاہتا ہے۔

19. اوریه که میں تجھے تیرے رب کی راہ وکھاؤں تاکہ تو (اس سے) ڈرنے لگے۔(م)

۲۰. پس اسے بڑی نشانی دکھائی۔(۵)

**٢١**. تو اس نے حجھٹلایا اور نافرمانی کی۔<sup>(۱)</sup>

۲۲. پھر پلٹا دوڑ دھوپ کرتے ہوئے۔(<sup>(2)</sup>

ا. یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت موسیٰ عَلَیْشِا مدین سے واپنی پر آگ کی تلاش میں کوہ طور پر پہنی گئے تھے تو وہال ایک درخت کی اوٹ سے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ عَلِیْشِا سے کلام فرمایا، جیسا کہ اس کی تفصیل سورہ ط کے آغاز میں گزری طُوکیٰ اسی جگہ کا نام ہے، ہم کلامی کا مطلب نبوت ورسالت سے نوازنا ہے۔ یعنی موسیٰ عَلِیْشِا آگ لینے گئے اور اللہ تعالیٰ

۲. لینی کفر ومعصیت اور تنکبر میں حدسے تجاوز کر گیا ہے۔

سل یعنی کیا ایبا راستہ اور طریقہ تو پیند کرتا ہے جس سے تیری اصلاح ہوجائے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان اور مطیع ہوجا۔ ۷. یعنی اس کی توحید اور عبادت کا راستہ، تاکہ تو اس کے عقاب سے ڈرے۔ اس لیے کہ اللہ کا خوف اسی دل میں پیدا ہوتا ہے جو ہدایت پر چلنے والا ہوتا ہے۔

۵. لینی اپنی صداقت کے وہ دلائل چیش کیے جو اللہ کی طرف سے انہیں عطا کیے گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد وہ معجزات میں جو حضرت موسیٰ عَلَیْظِا کو دیے گئے تھے۔ مثلاً ید بیفناء اور عصا اور بعض کے نزدیک آیات تسعہ۔

۲. کیکن ان دلائل و معجزات کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ تکذیب ونافرمانی کے راتے پر گامزن رہا۔

2. یعنی اس نے ایمان واطاعت سے اعراض ہی نہیں کیا بلکہ زمین میں ضاد پھیلانے اور موسی علیہ اگا مقابلہ کرنے کی سعی کرتا رہا، چنانچہ جادو گروں کو جمع کرکے ان کا مقابلہ حضرت موسی علیہ ایک موسی علیہ اور جمع کرکے ان کا مقابلہ حضرت موسی علیہ ایک تو موسی علیہ اور جٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ربوہیت اعلی کا اعلان کیا۔

کرتے ہوئے اپنی ربوہیت اعلیٰ کا اعلان کیا۔

فَقَالَ أَنَارَ فَكُو الْرَعْلَ الْ

فَأَخَذَهُ اللهُ نَكَالَ الْلِخِرَةِ وَالْأُولِي

إِنَّ فِي ذَالِكَ لَعِبُرَةً لِّسَنَّ يَخْتَلَى ﴿

ءَانْتُوْ أَشَكُّ خَلْقًا آمِ السَّمَا عُرْبَنْهَا ١

رَفَعَ سَمُكَهَا فَسَوِّ بِهَا اللهِ

وَاَغُطُشَ لَيْكُهَا وَاَخْرَجَ ضُعْلَهَا ۗ

وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَالِكَ دَحْمَاهُ

۲۴. که تم سب کا رب میں ہی ہول۔

70. تو (سب سے بلند وبالا) اللہ نے بھی اسے آخرت کے اور دنیا کے عذاب میں گر فتار کرلیا۔

۲۷. بیشک اس میں اس شخص کے لیے عبرت ہے جو ڈرے۔(۱)

۲۷. کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسان کا؟<sup>(۳)</sup> اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا۔

۲۸. اس کی حبیت کو خوب بلند کیا پھر اسے ٹھیک ٹھاک کردیا۔ (۱۲)

**79**. اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو نکالا۔<sup>(۵)</sup>

• اور اس کے بعد زمین کو (ہموار) بچھا دیا۔

ا. یعنی اللہ نے اس کی الیم گرفت فرمائی کہ اسے دنیا میں آئندہ آنے والے متمردین کے لیے نشان عبرت بنادیا اور قیامت کا عذاب اس کے علاوہ ہے، جو اسے وہال ملے گا۔

۲. اس میں نبی مَنَافِیْکِمَا کے لیے تسلی اور کفار مکہ کو تنبیہ ہے کہ اگر انہوں نے گزشتہ لوگوں کے واقعات سے عبرت نہ پکڑی تو ان کا انجام بھی فرعون کی طرح ہوسکتا ہے۔

سا. یہ کفار مکہ کو خطاب ہے اور مقصود زجر وتو پی ہے کہ جو اللہ اسنے بڑے آسانوں اور ان کے عجائبات کو پیدا کر سکتا ہے، اس کے لیے تمہیں دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ کیا تمہیں دوبارہ پیدا کرنا آسان کے بنانے سے زیادہ مشکل ہے؟ اس بعض نے سَمْكُ کے معنی حصِت بھی کیے ہیں، ٹھیک ٹھاک کرنے کا مطلب، اسے الی شکل وصورت میں ڈھالنا ہے کہ جس میں کوئی تفاوت، کجی، شکاف اور خلل باقی نہ رہے۔

۵. أَغْطَشَ أَظْلَمَ، أَخْدَجَ كا مطلب أَبْرَزَ اور نَهَارَهَا كى جَلَه ضُحْهَا اس ليے كہا كه چاشت كا وقت سب سے اچھا اور عمدہ ہے۔ مطلب ہے كه دن كو سورج كے ذريع سے روش بنايا۔

۲. یہ حم السجدة: ۹ میں گزرچکا ہے کہ خکلَق (پیدائش) اور چیز ہے اور دَحیٰی (ہموار کرنا) اور چیز ہے۔ زمین کی تخلیق آسان سے پہلے ہوئی ہے لیکن اس کو ہموار آسان کی پیدائش کے بعد کیا گیا ہے اور یہاں اس حقیقت کا بیان ہے۔ اور ہموار کرنے یا پھیلانے کا مطلب ہے کہ زمین کو رہائش کے قابل بنانے کے لیے جن جن جن چیزوں کی ضرورت ہے اللہ نے ان کا اہتمام فرمایا، مثلاً زمین سے پانی نکالا، اس میں چارہ اور خوراک پیدا کی، پہاڑوں کو پیخوں کی طرح مضبوط گاڑدیا

ٲڂٛۯڔۣٙۄؠ۬ٞؠؗٵڡٵٙٛٷٵۅؘڡۯڟؠٵۜۜ ۅؘٳڣۣؠٵڶٲۯڛؠٵۿ ڡؘؾٵڟڰڴۄؙۅٳڒڣؙٵڡؚڴۄ۠

فَإِذَاجَآءَتِالطَّلَآمَّةُ ٱلكُبُرِٰى ۗ يَوْمَرَيَّذَكَّرُالِأَنْسَانُ مَاسَعٰى ۗ

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَرْي

فَالْمَا مَنُ طَغَيٰ ۗ وَالثَّرَ الْحَيْوَةَ الثُّنْيَا ۗ فَإِنَّ الْجَوِيُمَ هِي الْمَالُوي ۚ وَالمَّامَنُ خَافَ مَقَامَرَتِهٖ وَنَهَى النَّفْسَ حَنِ الْهُوٰي ۚ

اس. اس میں سے پانی اور چارہ نکالا۔

**س.** اور پہاڑوں کو (مضبوط) گاڑ دیا۔

سس ہے سب تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدے کے لیے (بیں)۔

۳۲۰ پس جب وہ بڑی آفت (قیامت) آجائے گی۔

**٣٥.** جس دن كه انسان اپنے كيے ہوئے كاموں كو ياد كرے گا۔

سر. اور (ہر) دیکھنے والے کے سامنے جہنم ظاہر کی جائے گی۔ (۱) جائے گی۔ (۱)

**سر** تو جس (شخص) نے سرکشی کی (ہوگی)۔(۲)

**۳۸**. اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی (هوگی)۔<sup>(۳)</sup>

**٣٩**. تو (اس کا) ٹھکانا جہنم ہی ہے۔

• م. اور ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوئے سے ڈرتا رہا ہوگا (۵) اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا۔ (۱)

تاکہ زمین نہ ملے۔ جیسا کہ یہاں بھی آگے یہی بیان ہے۔

1. یعنی کافروں کے سامنے کردی جائے گی تاکہ وہ دیکھ لیں کہ اب ان کا دائکی ٹھکانا جہنم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مومن اور کافر دونوں ہی اسے دیکھیں گے، مومن اسے دیکھ کر اللہ کا شکر کریں گے کہ اس نے ایمان اور اعمال صالحہ کی بدولت انہیں اس سے بچالیا، اور کافر، جو پہلے ہی خوف و دہشت میں مبتلا ہوں گے، اسے دیکھ کر ان کے غم و حرت میں اور اضافہ ہوجائے گا۔

1. یعنی کفر ومعصت میں حد سے تجاوز کیا ہو گا۔

1. یعنی کفر ومعصت میں حد سے تجاوز کیا ہو گا۔

- مع. لینی دنیا کو ہی سب بچھ سمجھا ہو گا اور آخرت کے لیے کوئی تیاری نہیں کی ہوگی۔
- م. اس کے علاوہ اس کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوگا، جہاں وہ اس سے پی کرپناہ لے لے۔
- ۵. کہ اگر میں نے گناہ اور اللہ کی نافرمانی کی تو مجھے اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا، اس لیے وہ گناہوں سے اجتناب کرتا رہا ہو۔

۲. لینی نفس کو ان معاصی اور محارم کے ارتکاب سے روکتا رہا ہو جن کی طرف نفس کا میلان ہوتا تھا۔

فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوْي ﴿ يَسْتُلُونَكَ عَنِ السَّاعَةَ ٱيَّانَ مُرُسْمَاۗ

> ڣؽؙۄؘٲؽؘػ؈ٛۮؚڬؙۯؠؗٙڴ ٳڵڶڔٮۜؾؚڮؙمؙؽ۫ؾؘۿؠؠٵۿ ٳٮۜؽۘٵٙٲؿؙؙۘڡؙؽؙۮؚۯؙڡؘڽؙٛڲؙڟؠ؆ڰٝ

ڬٲنَّهُمُ يَوْمُرَيَرُونَهَا لَوْيَلُبُتُوْوَالِّلَاعَشِيَّةً ٱوۡضُعٰهَا ۚ

اس. تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔

۳۲. لوگ آپ سے قیامت کے واقع ہونے کا وقت دریافت کرتے ہیں۔(۲)

۳۳. آپ کو اس کے بیان کرنے سے کیا تعلق؟ (۳) مرم. اس کے علم کی انتہاء تو اللہ کی جانب ہے۔

مم. آپ تو صرف اس سے ڈرتے رہنے والوں کو آگاہ کرنے والے ہیں۔ (م)

٣٦. جس روز يه اسے ديكھ ليں گے تو ايسا معلوم ہوگا كه صرف دن كا آخرى حصه يا اول حصه ہى (دنيا ميں) رہے۔(۵)

ا. جہاں وہ قیام پذیر، بلکہ اللہ کا مہمان ہوگا۔

۲. لینی قیامت کب واقع اور قائم ہوگی؟ جس طرح کشتی اپنے آخری مقام پر پہنٹی کر لنگر انداز ہوتی ہے اس طرح قیامت کے وقوع کا صحیح وقت کیا ہے؟

سر ایعنی آپ کو اس کی بابت یقینی علم نہیں ہے، اس لیے آپ کا اس کو بیان کرنے سے کیا تعلق؟ اس کا یقینی علم تو صرف اللہ ہی کے یاس ہے۔

م. لیعنی آپ کا کام صرف انذار (ڈرانا) ہے، نہ کہ غیب کی خبریں دینا، جن میں قیامت کا علم بھی ہے جو اللہ نے کسی کو بھی نہیں دیا۔ مَنْ یَّخْشَاهَا اس لیے کہاکہ انذار وتبلیغ سے اصل فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوتا ہے، ورنہ انذار وتبلیغ کا تھم تو ہر ایک کے لیے ہے۔

۵. عَشِيَةً، ظہرے لے کر غروب مثس تک اور ضُحیٰ طلوع مثس سے نصف النہار تک کے لیے بولا جاتا ہے۔ یعنی جب کافر جہنم کا عذاب دیکھیں گے تو دنیا کی عیش وعشرت اور اس کے مزے سب بھول جائیں گے اور انہیں ایسا محسوس ہوگا کہ وہ دنیا میں پورا ایک دن بھی نہیں رہے۔ دن کا پہلا حصہ یا دن کا آخری حصہ ہی صرف دنیا میں رہے ہیں یعنی دنیا کی زندگی انہیں اتنی قلیل معلوم ہوگی۔

#### سورۂ عبس مکی ہے اور اس میں بیالیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. وه ترش رو هوا اور منه مورٌ ليا\_

۲. (صرف اس کیے) کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا۔<sup>(۱)</sup>

**س**. اور تخچهے کیا خبر شاید وه سنور جاتا۔<sup>(۲)</sup>

م. یا نصیحت سنتا اور اسے نصیحت فائدہ پہنچاتی۔

۵. جو بے پروائی کرتا ہے۔(<sup>(۳)</sup>

۲. اس کی طرف تو تو پوری توجه کرتا ہے۔

ک. اور حالانکہ اس کے نہ سنورنے سے تجھ پر کوئی الزام نہیں۔(۵) نہیں۔

اور جو شخض تیرے یاس دوڑتا ہوا آتا ہے۔ (۱)

# سُوٰ وَ عَلِينَ اللهِ اللهِ

#### بِنُ سِيرِ اللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

عَبَسَ وَتَوَكَّىٰ ٥ اَنُ جَآءُهُ الْاَعْلَىٰ وَمَالِيُدُرِيُكِ لَعَلَّهُ يَزَّىٰ ۚ اَوْمَيَدٌ كُوْفَتَنْفَعَهُ الدِّكُوٰى اَمَّامِنِ اسْتَغْنَىٰ ٥ فَأَنْتُ لَهُ تَصَدُّى ٥ وَمَاعَلَيُكَ الَّالِيَٰزُكِٰ ۚ وَمَاعَلَيُكَ الْاَيْكَ الْاَيْزَلِيٰ ۚ

### وَآمًّا مَنْ جَآءَكَ بَيْنُعَى ﴿

ہے۔ اس کی شان نزول میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم بطالفیڈ کے بارے میں نازل ہوئی۔
ایک مرتبہ نبی کریم شکاللیڈ کی خدمت میں اشراف قریش بیٹھے گفتگو کررہے تھے کہ اچانک ابن ام مکتوم رفائفیڈ جو نابینا
تھے، تشریف لے آئے اور آکر نبی شکاللیڈ کی سے دین کی باتیں پوچھنے لگے۔ نبی شکاللیڈ کی نے اس پر کچھ ناگواری محسوس کی اور
کچھ بے توجہی میں برقی۔ چنانچہ تنبیہ کے طور پر ان آیات کا نزول ہوا۔ (ترمذی، نفسیر سورہ عبس، صحیحہ الالبانی)
ال ابن ام مکتوم رفائفیڈ کی آمد سے نی شکاللیڈ کے جم بے سرجو ناگواری کے اثرات ظام ہوئے، اسے عبد سے اور لے توجہی

۲. لینی وہ نابینا تجھ سے دینی رہنمائی حاصل کرکے عمل صالح کرتا جس سے اس کا اخلاق وکردار سنور جاتا، اس کے باطن کی اصلاح ہوجاتی اور تیری نصیحت سننے سے اس کو فائدہ ہوتا۔

۳. ایمان سے اور اس علم سے جو تیرے پاس اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ یا دوسرا ترجمہ ہے جو صاحب ثروت وغناء ہے۔ ۸. اس میں آپ ﷺ کو مزید توجہ دلائی گئی ہے کہ مخلصین کو چپوڑ کر معرضین کی طرف توجہ مبذول رکھنا صحیح بات نہیں ہے۔

۵. کیوں کہ تیرا کام تو صرف تبلیغ ہے۔ اس لیے اس قسم کے کفار کے پیچیے پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔
 ۲. اس بات کا طالب بن کر کہ تو خیر کی طرف اس کی رہنمائی کرے اور اسے وعظ ونصیحت سے نوازے۔

9. اور وہ ڈر (بھی) رہا ہے۔ (1)

•1. تو اس سے تو بے رخی برتتا ہے۔ (۲)

•1. یہ ٹھیک نہیں (۳) قرآن تو نصیحت (کی چیز) ہے۔

•1. جو چاہے اس سے نصیحت لے۔ (۳)

•1. جو چاہے اس سے نصیحت لے۔ (۵)

•1. جو چاہے والی یہ عظمت صحفوں میں (ہے)۔ (۵)

•1. جو بلند وبالا اور پاک صاف ہیں۔ (۲)

•1. ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہے۔ (۵)

•1. جو بزرگ اور پاکباز ہیں۔ (۸)

وَهُوَيَخْشَى ﴾
فَانَتُ عَنْهُ تَلَهُى ۞
كُلُّا إِنَّهَا تَذُكِرَةٌ ۞
فَمَنُ شَأَءُ ذَكَرُهُ ۞
فَمَنُ شَأَءُ ذَكَرُهُ ۞
قَرُفُوعَةٍ مُّطَهِّرَةٍ ۞
بَايُدِى سَفَرَةٍ ۞
يَايُدِى سَفَرَةٍ ۞

ا. یعنی اللہ کا خوف بھی اس کے دل میں ہے، جس کی وجہ سے یہ امید ہے کہ تیری باتیں اس کے لیے مفید ہوں گی اور وہ ان کو اینائے گا اور ان پر عمل کرے گا۔

۲. لینی ایسے لوگوں کی تو قدرافزائی کی ضرورت ہے نہ کہ ان سے بے رخی برتنے کی۔ ان آیات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دعوت و تبلیغ میں کسی کو خاص نہیں کرنا چاہیے بلکہ اصحاب حیثیت اور بے حیثیت، امیر اور غریب، آقا وغلام، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے سب کو کیسال حیثیت دی جائے اور سب کو مشتر کہ خطاب کیا جائے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنی حکمت بالغہ کے تحت ہدایت سے نوازدے گا۔ (ابن کیر)

سا بین غریب سے یہ اعراض اور اصحاب حیثیت کی طرف خصوصی توجہ یہ ٹھیک نہیں۔ مطلب ہے کہ آئندہ اس کا اعادہ نہ ہو۔

اللہ بین جو اس میں رغبت کرے، وہ اس سے نصیحت حاصل کرے، اسے یاد کرے اور اس کے موجبات پر عمل کرے۔

اور جو اس سے اعراض کرے اور بے رخی برتے، جیسے اشراف قریش نے کیا، تو ان کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اور جو اس سے اعراض کرے اور بے رخی برتے، جیسے اشراف قریش نے کیا، تو ان کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۵. لیعنی لوح محفوظ میں، کیوں کہ وہیں سے یہ قرآن اترتا ہے۔ یا مطلب ہے کہ یہ صحفے اللہ کے ہاں بڑے محترم ہیں کیوں کہ وہ علم وحکمت سے پر ہیں۔

٢. مَرْ فُوْعَةِ الله كهاں رفیع القدر ہیں، یا شبہات اور تناقض سے بلند ہیں۔ مُطَهَّرَةِ، وہ بالكل پاک ہیں كيوں كہ انہیں
 یاک لوگوں (فرشتوں) کے سواكوئی چھوتا ہی نہیں ہے۔ یا كی بیثی سے یاک ہے۔

2. سَفَرَةِ، سَافِرٌ كَى جَعْ ہے، يه سفارت سے ہے۔ مراد يهال وہ فرشتے ہيں جو الله كى وحى اس كے رسولوں تك پہنچاتے ہيں۔ يعنى الله اور اس كے رسول كے درميان سفارت كا كام كرتے ہيں۔ يه قرآن ايسے سفيروں كے ہاتھوں ميں ہے جو الله اور اس كے رسول كے درميان سفارت كا كام كرتے ہيں۔ يہ قرآن ايسے سفيروں كے ہاتھوں ميں ہے جو الله الله اور محفوظ سے نقل كرتے ہيں۔

۸. لیعنی خلق کے اعتبار سے وہ کریم لینی شریف اور بزرگ ہیں اور افعال کے اعتبار سے وہ نیکوکار اور پاکباز ہیں۔ یہاں
 سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حامل قرآن (حافظ اور عالم) کو بھی اخلاق وکردار اور افعال واطوار میں کِرَامِ بَرَرَةٍ کا مصداق

11. الله كى مار انسان پر، كيما ناشكرا ہے! (۱)

11. الله كى مار انسان پر، كيما ناشكرا ہے! (۱)

19. (اسے الله نے كس چيز سے پيدا كيا؟

19. (اسے) ايك نطفه سے، (۱)

10 كو ايك خاص اندازے سے بنايا۔ (۱)

11. پھر اس كے ليے راستہ آسان كيا۔ (۱)

11. پھر اسے موت دى اور پھر قبر ميں دفن كيا۔ (۱۵)

11. پھر اسے موت دى اور پھر قبر ميں دفن كيا۔ (۱۵)

11. پھر جب چاہے گا اسے زندہ كردے گا۔

12. پھر جب چاہے گا اسے زندہ كردے گا۔

13. برگز نہيں، (۱) اس نے اب تك اللہ كے علم كى بجا

14. انسان كو چاہيے كہ اپنے كھانے كو ديكھے۔ (۱)

قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَاۤ اَكُفَىٰ اَهُۗ مِنُ اَيِّ شَىٰٓ ۚ خَكَقَهُ ۚ قَ مِنۡ ثُطُفَة تٍ ْخَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ۞

> ثُمَّ السَّبِيلُ يتَّ رَهُ ﴿ ثُمَّ آمَاتَهُ فَأَفَّبَرَهُ ﴿ ثُمِّ إِذَاشَآءَ أَشَرَهُ ﴿ كَلَّالَتَّا يَقُضِ مَّا آمَرَهُ ﴿

فَلْيَنْظُوِ الْإِنْسَانُ إِلَّى طَعَامِهُ ﴿

ہونا چاہیے۔ (ابن کیر) صدیث میں بھی سَفَرَةِ کا لفظ فرشتوں کے لیے استعال ہوا ہے۔ نبی مَنَائِیْتُمَ نے فرمایا "جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا ماہر ہے، وہ السَّفَرَةُ الْکِرَامُ الْبَرَرَةُ (فرشتوں) کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن پڑھتا ہے، لیکن مشقت کے ساتھ۔ (یعنی ماہرین کی طرح سہولت اور روانی سے نہیں پڑھتا) اس کے لیے دو گنا اجر ہے"۔ (صحیح البخاري، تفسیر سورة عیس. مسلم، کتاب الصلوة، باب فضل الماهر بالقرآن..)

ا. اس سے وہ انسان مراد ہے جو بغیر کسی سند اور دلیل کے قیامت کی کننیب کرتا ہے، قُتِلَ جمعنی لُعِنَ اور مَا أَكْفَرَهُ! فعل تعجب ہے، کس قدر ناشكرا ہے۔ آگے اس انسان كفور كو غورو فكر كى دعوت دى جارہى ہے كہ شايد وہ اپنے كفر سے باز آجائے۔

٢. لعنى جس كى بيدائش ايسے حقير قطرة آب سے ہوئى ہے، كيا اسے تكبر زيب ديتا ہے؟

٣. اس كا مطلب ہے كہ اس كے مصالح نفس اسے مہيا كيے، اس كو دو ہاتھ دو پير اور دوآ تكھيں اور ديگر آلات وخواص عطا كي۔ ٨. لينى خير اور شركے راستے اس كے ليے واضح كرديے۔ بعض كہتے ہيں اس سے مراد مال كے پيك سے نكلنے كا راستہ ہے۔ ليكن پہلا منہوم زيادہ صحيح ہے۔

۵. لینی موت کے بعد، اسے قبر میں دفانے کا حکم دیا تاکہ اس کا احترام برقرار رہے ورنہ درندے اور پرندے اس کی لاش کو نوچ نوچ کر کھاتے جس سے اس کی بے حرمتی ہوتی۔

۲. لینی معاملہ اس طرح نہیں ہے، جس طرح یہ کافر کہتا ہے۔

2. کہ اسے اللہ نے کس طرح پیدا کیا، جو اس کی زندگی کا سبب ہے اور کس طرح اس کے لیے اسباب معاش مہیا کیے۔ تاکہ وہ ان کے ذریعے سعادت اخروی حاصل کرسکے۔

إِنَّا صَيْنَا الْمَاءَ صَتَّالَى

نُم الله الكرض شَقًّا الله المرض شَقًّا

فَأَنْكُتُنَافِهُا حَيًّا أَمْ

و عنباو قضال

وَّزَنْتُونَا وَنَعُلَاكُ

وَّحَدَالِقَ غُلُمًا ٥

وَّفَاكِهَةً وَّاتَّاهُ

مَّتَاعًالُّكُو وَلِأَنْعَامِكُونَ اللَّهُ وَلِأَنْعَامِكُونَ

فَاذَاجَاءَتِ الصَّاخَّةُ أَ

يَوْمَرَ يَفِرُّ الْهَرْءُمِنَ أَخِيَّهِ فَ وَامْتِهِ وَآبِثُهِ فَ

وصاحت وكنته

لِكُلِّ امْرِيٌّ مِّنْهُوْ يَوْمَهِذِ شَأَنٌ يُّغُنِيهِ ﴿

۲۵. کہ ہم نے خوب یائی برسایا۔

۲۷. پھر زمین کو اچھی طرح بھاڑا۔

٢٧. پير اس ميں سے اناج اگائے۔

۲۸. اور انگور اور ترکاری

۲۹. اور زیتون اور تھجور۔

• ۳. اور گنجان باغات۔

اس. اور میوه اور چاره (گھاس بھی اگایا)۔

**س.** تمہارے استعال وفائدہ کے لیے اور تمہارے چوپایوں کے لیے۔

**سس.** پس جب کہ کان بہرے کردینے والی (قیامت) آجائے گی۔(۲)

سم اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے۔

**سے.** اور اینی مال اور اینے باپ سے۔

۳۲. اور اینی بوی اور اینی اولاد سے۔

سے ہر ایک کو اس دن ایس فکر (دامن گیر) ہوگی جو اس کے لیے کافی ہوگی۔<sup>(")</sup>

ا. أبًّا، وه گھاس جارہ جو خود رو ہو اور جسے جانور کھاتے ہیں۔

۲. قیامت کو صَاخَّةٌ (بہرا کردینے والی) اس لیے کہا کہ وہ ایک نہایت سخت چیخ کے ساتھ واقع ہوگی جو کانوں کو بہرا کرویے گی۔

٣٠. ما اپنے اقرباء اور احباب سے بے نماز اور بے برواہ کردے گا۔ حدیث میں آتا ہے نبی مُنَافِقَیْمُ نے فرماما کہ سب لوگ میدان محشر میں ننگے بدن، ننگے پیر، پیدل اور غیر مختون ہوں گے۔ حضرت عائشہ ڈلاٹڈیا نے یو چھا، اس طرح شرم گاہوں پر نظر نہیں بڑے گی؟ آپ مَنَا لِیُنْفِظُ نے اس کے جواب میں یہی آیت تلاوت فرمائی یعنی ﴿ لِمُکِلِّ الْمُرِیُّ مِنْفُهُو یَوْمِیدِ شَكُنْ یُغُهُ نِیْدُ ﴾ (الترمذي، تفسير سورة عبس، النسائي، كتاب الجنائز، باب البعث) اس كي وجد بعض كے نزد مك مد ي كد انسان ايخ گھر والول ہے اس لیے بھاگے گا تاکہ وہ اس کی وہ تکلیف اور شدت نہ دیکھیں جس میں وہ مبتلا ہو گا۔ بعض کہتے ہیں، اس لیے کہ انہیں علم ہو گا کہ وہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچاسکتے اور ان کے کچھ کام نہیں آسکتے۔ (فتح القدیر)

۳۸. اس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے۔ ۳۹. (جو) بنتے ہوئے اور ہشاش بشاش ہوں گے۔ ۴۸. اور بہت سے چہرے اس دن غبار آلود ہوں گے۔ ۱۲. جن پر ساہی چڑھی ہوئی ہوگی۔(۱) ۲۲. وہ یہی کافر بد کر دار لوگ ہوں گے۔

ٷۘٷٷؿۏؙڡؠٙۮٟ؞ؙٛۺۼؘٳٷ۠ ۻٵڂػڎؙۺ۠ۺؙۺڗؙڎ۠ٷٞ ۅؘٷۼٛۅڰٷڝڽڔ۫ۼۘؽۿٵۼڔۘڒٷ۠ ٮۜۯۿڡٞۿٵڡٞڰڒٷ۠۞ ٲۅڵؠڬۿؙڂؙٳٲڰؘٚۿؘؘؙؙ۫ٷؙڶڶۼڮٙٷؙ۞

ا. یہ اہل ایمان کے چہرے ہوں گے، جنہیں ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں ملیں گے جس سے انہیں اپنی اخروی سعادت وکامیابی کا یقین ہوجائے گا، جس سے ان کے چہرے خوشی سے تمتما رہے ہوں گے۔

۲. لینی ذات اور معاینهٔ عذاب سے ان کے چہرے غبار آلود، کدورت زدہ اور سیاہ ہوں گے، جیسے محرون اور نہایت ممگلین آدمی کا چہرہ ہوتا ہے۔

٣. ليعني الله كا، رسولول كا اور قيامت كا انكار كرني والے بھي تھے اور بدكردار وبداطوار بھي۔ اَللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ.

## سورہ تکویر مکی ہے اور اس میں انتیس آیتیں ہیں۔

# يُنونَوُ العَكُونِيْنِ مِنْ العَلَامِينِيْنِ العَلَامِينِيْنِ العَلَامِينِيْنِ العَلَامِينِيْنِ العَلَامِينِيْن

#### بِسُ \_\_\_\_ مِ اللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا الشَّهُسُ كُوِّرَتُ۞ٞ وَإِذَا النَّهُ وَمُرَانُكُنَّرَتُ۞ وَإِذَا الْبِيَالُ سُيِّرَتُ۞ وَإِذَا الْمِثَالُ سُيِّرَتُ۞ وَإِذَا الْمِثَالُ مُعِلِّكُ۞

> ۅؘٳۮؘٳٳڷۅؙػٛۅؙۺؙػؿؚڔؘؾؙ۞ٞ ۅٙٳۮؘٳٳڶؚؠۼٵۯڛؙڿؚٙڔؾٛٷۜ

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا

- سروح کرتا ہول القد لعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔
  - جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔<sup>(1)</sup>
  - ۲. اورجب سارے بے نور ہوجائیں گے۔(۲)
    - س. اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔<sup>(۳)</sup>
- **۴. اور جب دس ماه کی حامله اونٹنیاں حچوڑ دی جائیں** گی۔(<sup>(۲)</sup>
  - اور جب وحثی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔ (۵)
     ۱ور جب سمندر بھڑ کائے جائیں گے۔ (۲)

1. یعنی جس طرح سر پر عمامہ لپیٹا جاتا ہے، اس طرح سورج کے وجود کو لپیٹ کر پھیک دیا جائے گا۔ جس سے اس کی روشنی الزخود ختم ہوجائے گی۔ حدیث میں ہے «الشّمس وَالقَمَر مکورَان یَوم القِیامَة» (صحیح البخاري، بدہ الخلق، باب صفة الشمس والقمر بحسبان) (قیامت کے دن چاند اور سورج لپیٹ دیے جائیں گے)۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ لپیٹ کر ان دونوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا تاکہ مشرکین مزید ذلیل وخوار ہوں جو ان کی عبادت کرتے تھے۔ (ثُرُ البری، بب ندکور) میں دونوں کو جہنم میں سے گھڑ کر گرحائیں گے لیمن آسمان پر ان کا وجود بی نہیں رہے گا۔

- ۳. لینی انہیں زمین سے اکھیر کر ہواؤں میں چلادیا جائے گا اور وہ دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑیں گے۔
- 4. عِشَارٌ، عُشَرَآءُ کی جمع ہے، حمل والیاں لیعنی گابھن اونٹنیاں، جب ان کا حمل دس مہینوں کا ہوجاتا تو عربوں میں یہ بہت نفیں اور قیتی سمجھی جاتی تھیں۔ جب قیامت برپا ہوگی تو ایسا ہولناک منظر ہوگا کہ اگر کسی کے پاس اس قتم کی قیتی اور نمیں گر کسی کے باس اس قتم کی قیتی اونٹنی بھی ہوں گی تو وہ ان کی بھی بروا نہیں کرے گا۔
  - ۵. لعنی انہیں بھی قیامت کے دن جمع کیا جائے گا۔
  - ۲. لینی ان میں اللہ کے علم سے آگ بھڑک اٹھے گی۔

وَإِذَ اللَّهُوُسُ ذُوِّجَتُ گُ وَإِذَ اللَّهُوَءُ دَةُ شُلِكَ ثَ بِأَيِّ ذَنْكِ تُتِنَكَ ثَ وَإِذَ الصَّحُفُ نُشِرَتُ ثَ وَإِذَ السَّمَ الْمُنْشِطَةُ ثُرُ الصَّحْفَ وَإِذَ الجُحَدِيُمُ شُوِّرَتُ ثَ وَإِذَ الجُحَدِيُمُ شُوِّرَتُ ثَنْ عِلِمَتُ نَفْشٌ مِّمَا اَحْفَرَتُ ثَ

> فَلَا ٱقْيِـهُ بِالْخُنَّيِّسِ۞ الْجَوَارِ الْكُنِّيْسِ۞

اور جب جانیں (جسموں سے) ملادی جائیں گی۔ (۱)
 اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑ کی سے سوال کیا جائے گا۔
 کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی؟ (۱)

• اور جب نامهٔ اعمال کھول دیے جائیں گے۔<sup>(۳)</sup>

اور جب آسان کی کھال اتارلی جائے گی۔ (\*)

۱۲. اور جب جہنم بھڑ کائی جائے گی۔

۱۳. اور جب جنت نزدیک کردی جائے گی۔

۱۳. تو اس دن ہر شخص جان لے گا جو کچھ لے کر آیا ہوگا۔ (۵)

10. میں قشم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے۔

١٦. چلنے پھرنے والے چھپنے والے ستاروں کی۔(١)

ا. اس کے کئی مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ زیادہ قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کو اس کے ہم مذہب وہم مشرب کے ساتھ اور برے کو برول کے ساتھ، یہودی کو یہودیوں کے ساتھ اور عیسائی کو عیسائیوں کے ساتھ۔ وَعَلَیٰ هٰذَا الْقِیَاسِ.

r. اس طرح دراصل قاتل کو سرزنش کی جائے گی کیونکہ اصل مجرم تو وہی ہوگا نہ کہ موءودہ، جس سے بظاہر سوال ہوگا۔

٣. موت كے وقت يہ صحفے لپيك ديے جاتے ہيں، پھر قيامت كے دن حباب كے ليے كھول ديے جائيں گے، جنہيں ہر شخص ديكھ لے گا بلكہ ہاتھوں ميں كيڑا ديے جائيں گے۔

الم. لینی وہ اس طرح ادھیر دیے جائیں گے جس طرح حیبت ادھیر دی جاتی ہے۔

۵. یہ جواب ہے لینی جب مذکورہ امور ظہور پذیر ہول گے، جن میں سے پہلے چھ امور کا تعلق دنیا سے ہے اور دوسرے چھ امور کا آخرت سے۔ اس وقت ہر ایک کے سامنے اس کی حقیقت آجائے گی۔

١٠. اس سے مراد سارے ہیں خُنسَّ ، حَنسَ سے ہے جس کے معنی پیچے بٹنے کے ہیں۔ یہ سارے دن کے وقت اپنے منظر سے پیچے ہٹ جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے۔ اور یہ زحل، مشتری، مرتز، زہرہ، عطارہ ہیں، یہ خاص طور پر سورج کے رخ پر ہوتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ سارے ہی سارے مراد ہیں، کیوں کہ سب ہی اپنے غائب ہونے کی جگہ پر غائب ہوجاتے ہیں یا دن کو چھے رہتے ہیں الْجَوَارِ چلنے والے، الْکُنسَ چھپ جانے والے، جیسے ہرن اپنے مکان اور مسکن میں چھپ جاتے ہاتا ہے۔

وَالَّيُلِ إِذَا عَمُعَسَ ۞ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ۞ إِنَّهُ لَقُولُ رَسُولٍ كَرِيمُو۞ ذِى ثُوَّةٍ قِعِنْدَذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ۞ ذِى ثُوَّةٍ قِعِنْدَذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ۞

مُّطَاءِ ثُمَّامِ أَمِيْنٍ ﴿

وَمَاصَاحِبُكُهُ بِمَجُنُوْنٍ ۞ وَلَقَدُرَاهُ بِالْأُفْقِ الْمُبِينِ ۞

وَمَاهُوَعَلَى الْغُيَبِ بِضَنِيْنٍ ﴿

12. اور رات کی جب جانے لگے۔(۱)

۱۸. اور صبح کی جب حیکنے لگے۔(۲)

19. یقیناً یہ ایک بزرگ رسول کا کہا ہوا ہے۔

۲۰. جو قوت والا ہے، (۵) عرش والے (اللہ) کے نزدیک بلند مرتبہ ہے۔

۲۱. جس کی (آسانوں میں) اطاعت کی جاتی ہے امین ہے۔(۵)

۲۲. اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے۔(۱)

۲۳. اور بیثک اس نے اس (فرشتے) کو آسان کے کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے۔<sup>(2)</sup>

۲۳. اور یہ غیب کی باتوں کو بتلانے میں بخیل بھی نہیں۔(^)

ا. عَسْعَسَ، اضداد میں سے ہے، لینی آنے اور جانے دونوں معنوں میں اس کا استعال ہوتا ہے، تاہم یہاں جانے کے معنی میں ہے۔

- ٢. ليني جب اس كا ظهور وطلوع موجائے، يا وہ چيك اور نكل آئے۔
- ٣. اس ليے كه وه اسے الله كى طرف سے لے كر آيا ہے۔ مراد حضرت جرائيل عليه بين
  - ٨٠. ليني جو كام اس كے سپر دكيا جائے، اسے پورى قوت سے كرتا ہے۔
- ۵. لیعنی فرشتوں کے درمیان اس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ وہ فرشتوں کا مرجع اور مطاع ہے نیز وحی کے سلسلے میں امین ہے۔
   ۲. یہ خطاب اہل مکہ سے ہے اور صاحب سے مراد رسول اللہ منگائیٹی ہیں۔ لیعنی تم جو گمان رکھتے ہو کہ تمہارا ہم نسب اور ہم وطن ساتھی، (مجمد منگائیٹیز) دیوانہ ہے۔ نعوذ باللہ ایسا نہیں ہے، ذرا قرآن پڑھ کر تو دیکھو کہ کیا کوئی دیوانہ ایسے معارف وحقائق بیان کر سکتا ہے اور گزشتہ قوموں کے صحیح صحیح حالات بتلاسکتا ہے جو اس قرآن میں بیان کیے گئے ہیں۔
   ک. یہ پہلے گزرچکا ہے کہ رسول اللہ منگائیٹیز نے حضرت جبرائیل علیٹیا کو دو مرتبہ ان کی اصلی حالت میں دیکھا ہے، جن میں سے ایک کا یہاں ذکر ہے۔ یہ ابتدائے نبوت کا واقعہ ہے، اس وقت حضرت جبرائیل علیٹیا کے چھ سو پر تھے، جنہوں نے آسان کے کناروں کو بھر دیا تھا۔ دوسری مرتبہ معراج کے موقعے پر دیکھا۔ جیسا کہ سورۂ مجم میں تفصیل گزرچکی ہے۔
   ۸. یہ نبی منگائیٹیز کی بابت وضاحت کی جارہی ہے کہ آپ کو جن باتوں کی اطلاع دی جاتی ہے، جو احکام وفرائض آپ کو

74. اور یہ قرآن شیطان مردود کا کلام نہیں۔(۱)
۲۷. گھرتم کہال جارہے ہو۔(۲)
۲۷. یہ تو تمام جہان والوں کے لیے نصیحت نامہ ہے۔
۲۸. (بالخصوص) اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چانا چاہے۔

۲۹. اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں عالم سکتے۔(۳)

وَمَاهُوَ بِقَوْلِ شَيْطِن رَّحِيْدٍ ﴿
قَائِنَ تَذُهُبُونَ۞ اِنْهُو اللَّاذِكُرُ لِلْعَلْمِينَ ﴿ لِنَ هُوَ اللَّاذِكُرُ لِلْعَلَمِينَ ﴿ لِمِنْ شَاءَمِنْ كُوْ أَنْ تَسْتَقِيْدٍ ﴿

وَمَا لَتَنَا أَوْنَ إِلَّا أَنْ يَتَنَاءُ اللهُ رَبُّ الْعَلَمِينَ ﴿

بتلائے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی بات آپ اپنے پاس نہیں رکھتے بلکہ فریضۂ رسالت کی ذمے داریوں کا احساس کرتے ہوئے ہر بات اور ہر حکم لوگوں تک پہنچادیتے ہیں۔

ا. جس طرح نجو میوں کے پاس شیطان آتے ہیں اور آسانوں کی بعض چوری چھی باتیں ادھوری شکل میں انہیں بتلادیتے ہیں۔ قرآن ایسا نہیں ہے۔

٢. ليني كيول اس سے اعراض كرتے ہو؟ اور اس كى اطاعت نہيں كرتے؟

۳. لیعنی تمہاری چاہت، اللہ کی توفیق پر منحصر ہے، جب تک تمہاری چاہت کے ساتھ اللہ کی مشیت اور اس کی توفیق بھی شامل نہیں ہوگی، اس وقت تک تم سیدھا راستہ بھی اختیار نہیں کرسکتے۔ یہ وہی مضمون ہے جو ﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَخْبَدُتَ ﴾ (القصص: ۵۱) وغیرہ آیات میں بیان ہواہے۔

## سورۂ انفطار ککی ہے اور اس میں انتیں آیتیں ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا

مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. جب آسان ميك مائے گا۔(١)

۲. اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔

س. اور جب سمندر بہہ نکلیں گے۔<sup>(۲)</sup>

م. اور جب قبریں (شق کرکے) اکھاڑدی جائیں گی۔<sup>(۳)</sup>

(اس وفت) ہر شخص اپنے آگے بھیجے ہوئے اور پیچیے
 چیوڑے ہوئے (یعنی اگلے پچپلے اعمال) کو معلوم
 کرلے گا۔ (\*)

۲. اے انبان! تجے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکاہ؟(۵)

## مُنِونَةُ النفِظالِدُ مَنْ اللهِ اللهِ

#### بِنُ ۔۔۔ حِراللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ٳڎٙۘۘۘۘٳٳڷۺۜؠۘٵٞٵٛڹڡٞڟۯؾؙ۞ٞ ۅٳڎؘٳٳڰڽٙٳڮؠٵڹؙؾڗؘۘڗؾؙ۞ ۅٳڎٳٳڸ۫ؠۘڂٳۯڣٞؾؚؚۯؿ۞ٚ ۅٳڎٳٳڵڡٞڹؙٷۯؠٛۼؿؚۯؾؙ۞۫ ۼڸؠؿؙؿؘۿؙ؈ؓٵۊٙؽٙؠؙؿؙۅٲڂۧڕؘؾ۞۠

يَاكِتُهُا الْإِنْسَانُ مَاغَرَّكَ بِرَيِّكَ الْكَرِيْرِ ﴿

ا. یعنی اللہ کے حکم اور اس کی ہیت سے پھٹ جائے گا اور فرشتے نینچے اتر آئیں گے۔

۲. اور سب کا پانی ایک ہی سمندر میں جمع ہوجائے گا، پھر اللہ تعالی چھپی ہوا جیسجے گا۔ جو اس میں آگ بھڑ کا دے گ جس سے فلک شگاف شعلے بلند ہوں گے۔

س. لینی قبروں سے مردے زندہ ہوکر باہر نکل آئیں گے۔ بُعْثِرَتْ، اکھیرُدی جائیں گی، یا ان کی مٹی پلٹ دی جائے گی۔ جائے گی۔

٧٠. يعنی جب مذكورہ امور واقع ہوں گے تو انسان كو اپنے تمام كيے دھرے كاعلم ہوجائے گا، جو بھی اچھا يا برا عمل اس نے كيا ہوگا، وہ سامنے آجائے گا۔ چچھے چھوڑے ہوئے عمل سے مراد اپنے چچھے اپنے كردار وعمل كے اچھے يا برے نمونے ہيں جو دنيا ميں وہ چھوڑ آيا اور لوگ ان نمونوں پر عمل كرتے ہيں۔ يہ نمونے اگر اچھے ہيں تو اس كر مرنے كے بعد ان نمونوں پر جو لوگ بھی عمل كريں گے، اس كا ثواب اسے بھی پہنچتا رہے گا اور اگر برے نمونے اپنے چچھے چھوڑگيا ہے تو جو جو بھی اسے اپنائے گا، ان كا گناہ بھی اس شخص كو پہنچتا رہے گا، جس كی مساعی سے وہ برا طریقہ يا كام رائح ہوا۔

۵. لینی کس چیز نے تھے دھوکے اور فریب میں مبتلا کردیا کہ تونے اس رب کے ساتھ کفر کیا، جس نے تجھ پر احسان کیا اور تھے وجود بخشا، مجھے عقل وفہم عطاکی اور اسباب حیات تیرے لیے مہیا کیے۔

الَّذِي مَ خَلَقَكَ فَسَوِّكَ فَعَدَاكَكُ

فِنَ اَيّ صُورَةٍ مَّاشَآءَ رَكَبَكَ ٥ كَلَابَلُ تُنكَذِّبُونَ بِالدِّيْنِ ٥ وَإِنَّ عَلَيْكُو كِلْفِظْيُنَ ٥ كِوامًا كُتِبِيْنَ ٥ يَعْلَمُونَ مَا تَقْعَلُونَ ٥ إِنَّ الْكِبُوارَكِفِي نَعِيدٍ ﴿

جس (رب نے) تجھے پیدا کیا، (۱) پھر ٹھیک ٹھاک کیا، (۲) پھر (درست اور) برابر بنایا۔ (۳)
 ۸. جس صورت میں چاہا تجھے جوڑدیا۔ (۳)
 ۹. ہرگز نہیں بلکہ تم تو جزاء وسزا کے دن کو جھٹلاتے ہو۔ (۵)
 ۱۰. اور یقیناً تم پر نگہبان مقرر ہیں۔

اا. جو عزت والے ہیں لکھنے والے ہیں۔

١٢. جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔(١)

سال یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش وآرام اور) نعمتوں

ا. یعنی حقیر نطفے سے، جب کہ اس سے پہلے تیرا وجود نہیں تھا۔

٢. ليني تحجه ايك كامل انسان بناديا، تو سنتا ہے، ديكتا ہے اور عقل وفتم ركھتا ہے۔

سل بی محتدل، کھڑا اور حسن صورت والا بنایا، یا تیری دونوں آنکھوں، دونوں کانوں، دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کو برابر برابر بنایا۔ اگر تیرے اعضاء میں یہ برابری اور مناسبت نہ ہوتی تو تیرے وجود میں حسن کے بجائے بے ڈھب پن ہوجاتا۔ اس تخلیق کو دوسرے مقام پر اََّحْسَنِ تَقْوِیْم سے تعبیر فرمایا، ﴿لَقَلُ خَلَقْتُنَا الْاِئْسَانَ فِیۡ آَصْسِنَ تَقُویْدِہِ ﴾۔

۴. اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ اللہ بچے کو جس کے چاہے مشابہ بنادے۔ باپ کے، مال کے یا مامول اور پچا کے۔دوسرا مطلب ہے کہ وہ جس شکل میں بھی پیدا کرسکتا ہے لیکن یہ اس مطلب ہے کہ وہ جس شکل میں چاہے، ڈھال دے، حتیٰ کہ فتیج ترین جانور کی شکل میں بھی پیدا کرسکتا ہے لیکن یہ اس کا لطف وکرم اور مہربانی ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتا اور بہترین انسانی شکل میں بی پیدا فرماتا ہے۔

۵. گَلَّ، حَقًّا کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے۔ اور کافروں کے اس طرز عمل کی نفی بھی جو اللہ کریم کی رافت ورحمت سے دھوکے میں مبتلا ہونے پر بنی ہے یعنی اس فریب نفس میں مبتلا ہونے کا کوئی جواز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں اس بات پر یقین نہیں ہے کہ قیامت ہوگی اور وہاں جزاء وسزا ہوگی۔

Y. ایعنی تم تو جزاء وسزا کے محکر ہو، لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا ہر قول اور ہر فعل نوٹ ہورہا ہے۔ اللہ کی طرف سے فرشتے تم پر بطور نگران مقرر ہیں جو تمہاری ہر اس بات کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔ یہ گویا انسانوں کو تنبیہ ہے، کہ ہر عمل اور بات ہے پہلے موج لو کے دہ خوالے تعریف کے النجائی قوید ٹا اللہ کا کو کہ اور بات ہے جو پہلے گزر چی ہے۔ مثلاً ﴿عَن الْمِدَى وَعَن النّجَائِل قوید لُّ عَلَی اللّهِ عَلَی اللّهِ عَن اللّهِ عَن اللّهِ عَن اللّهِ عَلَی اللّهُ عَلَی اور دوسرا بدی لکھتا انسان جو بواتا ہے، اس کے پاس نگران، تیار اور حاضر ہے) لیعن لکھنے کے لیے۔ کہتے ہیں ایک فرشتہ نیکی اور دوسرا بدی لکھتا ہے۔ اور احادیث وآثار سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کے دو فرشتے الگ اور رات کے دو فرشتے الگ ہیں۔ آگے نیکوں اور بروں، دونوں کا ذکر کیا جارہا ہے۔

میں ہول گے۔

۱۳. اور یقیناً بدکار لوگ دوزخ میں ہول گے۔(۱)

18. بدلے والے دن اس میں حائیں گے۔(۲)

۱۲. اور وہ اس سے کبھی غائب نہ ہونے پائیں گے۔<sup>(۳)</sup>

12. اور تحقی کھ خبر بھی ہے کہ بدلے کا دن کیا ہے۔

1۸. میں پھر (کہتا ہوں کہ) تجھے کیا معلوم کہ جزاء (اور سزا) کا دن کہا ہے۔

19. (وہ ہے) جس دن کوئی شخص کسی شخص کے لیے کسی چیز کا مختار نہ ہوگا، اور (تمام تر) احکام اس روز اللہ کے ہی ہوں گے۔(۵)

وَّ إِنَّ الْفُجَّارَ لَغِي جَجِيُوِ ۚ يَّصُلُونَهَا يَوْمُ اللَّذِينِ ۞ وَمَاهُمُ عُنَمَا إِنِغَا إِسِينَ ۞ وَمَا اَدُرُلِكَ مَايُومُ اللَّدِينِ ۞ حُمَّا اَدُرُلِكَ مَايُومُ اللَّدِينِ ۞ حُمَّا اَدُرُلِكَ مَا يَوْمُ اللَّذِينِ ۞

يَوْمَ لِانتَمْلِكُ نَفْشٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۗ وَالْأَمْرُ يَوْمَبٍ ذِيّلُهِ ﴿

ا. جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا، ﴿فَرِیْتُ فِی الْجَنَةُ وَقَرِیْتُ فِی السَّعِیْرِ ﴾ (الشوری: ۷) (ایک گروه جنت میں ہوگا اور ایک گروه جنهم میں ہوگا)۔

۲. لیعنی جس جزاء وسزا کے دن کا وہ انکار کرتے تھے اسی دن جہنم میں اپنے اعمال کی پاداش میں داخل ہوں گے۔
 ۱۳. لیعنی مجھی اس سے جدا نہیں ہوں گے اور اس سے غائب نہیں ہوں گے۔ بلکہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔
 ۱۳. تکرار، اس کی عظمت وضخامت اور اس دن کی ہولناکیوں کی وضاحت کے لیے ہے۔

۵. لینی دنیا میں تو اللہ نے عارض طور پر، آزمانے کے لیے، انسانوں کو کم و بیش کے پچھ فرق کے ساتھ اختیارات وے رکھے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن تمام اختیارات کلیۃ صرف اور صرف اللہ کے پاس ہوں گے۔ جیسے فرمایا ﴿لِمِین الْدُلْكُ الْكُومَ ﴿ لِلْمِی الْدُلْكُ اللّٰهِ عَلَيْ اور اپنی صاحبرادی حضرت فاطمہ وُلِیْ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ اللللّٰهِ الللّٰهِ اللللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ اللللّٰهِ الللللّٰهِ الللللّٰهِ اللللّٰهِ اللللّٰهِ اللللّٰهِ الللللّٰهِ اللللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ الللّٰهِ

## سورۂ مطفقین کمی ہے اور اس میں چھتیں آیتیں ہیں۔

#### شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔
 کہ جب لو گوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔

سر اور جب انہیں ناپ کر یا تول کردیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔(۱)

م. کیا انہیں اپنے مرنے کے بعد جی اٹھنے کا خیال نہیں۔ ۵. اس عظیم دن کے لیے۔

۲. جس دن سب لوگ رب العالمين كے سامنے كھڑے ہوں گے۔ (۲)

# سُنُونَ الْمُلْفِيْنِينَ وَمُعْلِمُ الْمُلْفِيْنِينَ وَمُعْلِمُ الْمُلْفِيْنِينَ

#### بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

ۅؘؽڵؙڷؚڷٮؙڟڣۣٚڣؽڹڽ<sup>ڽ</sup> ؾ؞ڎؠڔ؞ڔڽٷ؆ؿ

الَّذِيْنَ إِذَا الْكُتَالُوُ اعْلَى النَّاسِ يَسْتُوفُونَ 🗟

وَإِذَا كَالْوُهُمُ اَوْقَازَنُوْهُمُ يُغْيِيرُ وَنَ<sup>©</sup>

ٱڮڒؘڟ۠ؿ۠ ٲؙۅڷڸٟڮؘٲ؆ؙؙٞٛٛٛؗٛؠٛٞ مَّؠؙۼؙۅؙؿؙۅؙؽ۞ٚ ڸؚؽۅٞۄٟعؘڟؽۄؚ۞

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعُلَمِينَ ۞

کلا بعض اسے کمی اور بعض مدنی قرار دیتے ہیں، بعض کے نزدیک کھے اور مدینے کے در میان نازل ہوئی۔ اس کی شان نزول میں یہ روایت ہے کہ جب نبی سُکالیُّیْمِ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ ناپ تول کے لحاظ سے خبیث ترین لوگ تھے، چنانچہ اللہ تعالی نے یہ سورت نازل فرمائی، جس کے بعد انہوں نے اپنی ناپ تول صحیح کرلی۔ (ابن ماجه، کتاب التجارات، باب التوفی فی الکیل والوزن)

ا. یعنی لینے اور دینے کے الگ الگ بیمانے رکھنا اور اس طرح ڈنڈی مارکر ناپ تول میں کی کرنا، بہت بڑی اخلاقی بیاری ہے جس کا نتیجہ دین وآخرت میں تباہی ہے۔ ایک حدیث میں ہے، جو قوم ناپ تول میں کی کرتی ہے، تو اس پر قحط سالی، سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم مسلط کردیا جاتا ہے۔ (ابن ماجه: ۴۰۱۹، ذکرہ الالباني في الصحيحة: ۱۰۱ من عدة طرق وله شواهد)

۲. یہ ڈنڈی مارنے والے اس بات سے تہیں ڈرتے کہ ایک بڑا ہولناک دن آنے والا ہے جس میں سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے جو تمام پوشیدہ باقول کو جانتا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ یہ کام وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دلول میں اللہ کا خوف اور قیامت کا ڈر نہیں ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جس وقت رب العالمین کے لیے کھڑے ہوں گا ور روایت ہوں گے تو پسینہ انسانوں کے آدھے کانوں تک پہنچا ہوگا۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ المطففین) ایک اور روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سورج مخلوق کے اتنا قریب ہوگا کہ ایک میل کی مقدار کے قریب فاصلہ ہوگا۔ (حدیث کے میں نہیں جانتا کہ نبی طَالِقَیْمٌ نے میل سے زمین کی مسافت والا میل مراد لیا ہے راوی حضرت سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ نبی طَالَقَیْمٌ نے میل سے زمین کی مسافت والا میل مراد لیا ہے

كَلَّدَاكَ كِنْبَ الْفُجُّدِرِ لَغِنْ سِبِّيْنِي ۞ وَمَا اَدُرىكَ مَاسِجِّدُنُ۞ كِنْكُ ثَوْمُهِ نِلْمُنْكَذِّبِ ثِنَ ۞ وَيُلُ ثَوْمَهِ نِلْمُنْكَذِّبِ ثِنَ ۞ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ۞ وَمَا يُكَذِّبُ بِهَ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَشِيْمٍ ۞

إِذَاتُتُلْ عَلَيْهِ النِّتُنَا قَالَ اَسَاطِ بُرُ الْأَوَّلِيُنَ۞

كَلَابَلُ ۗ رَانَ عَلَى قُلْوُبِهِمْ مَّا كَانُوْ الْكُسِبُونَ ۞

ک. یقیناً بدکاروں کا نامہ اعمال سجین میں ہے۔

٨. اور تجھے کیا معلوم سجین کیا ہے؟

9. (یہ تو) لکھی ہوئی کتاب ہے۔

• ا. اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے۔

اا. جو جزاء وسزا کے دن کو جھٹلاتے رہے۔

11. اور اسے صرف وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے آگے نکل جانے والا (اور) گناہ گار ہوتا ہے۔

اللہ جب اس کے سامنے ہماری آیٹیں پڑھی جاتی ہیں تو کہد دیتا ہے کہ یہ الگلوں کے افسانے ہیں۔ (۲) کہد دیتا ہے کہ یہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے۔ (۲)

یا وہ سلائی جس سے سرمہ آنکھوں میں ڈالا جاتا ہے) پس لوگ اپنے اندال کے مطابق پینے میں ہوں گے، یہ پسینہ کسی کے شخنوں تک، کسی کی کمر تک ہوگا اور کسی کے لیے یہ لگام بنا ہوا ہوگا، لیعنی اس کے منہ تک پسینہ ہوگا۔ (صحیح مسلم، صفة القیامة والدجنة، باب فی صفة یوم القیامة)

ا. سِجِّینٌ، بعض کہتے ہیں سِیجْنٌ (قید خانہ) سے ہے، مطلب ہے کہ قید خانے کی طرح ایک نہایت ننگ مقام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ زمین کے سب سے نچلے ھے میں ایک جگہ ہے، جہاں کافروں، ظالموں اور مشرکوں کی روعیں اور ان کے اعمال نامے جمع اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اس لیے آگے اسے "لکھی ہوئی کتاب" قرار دیا ہے۔

۲. لینی اس کا گناہوں میں انہاک اور حد سے تجاوز اتنا بڑھ گیا ہے کہ اللہ کی آیات س کر ان پر غور وفکر کرنے کے بجائے، انہیں اگلوں کی کہانیاں بتلاتا ہے۔

۳. لیعنی یہ قرآن کہانیاں نہیں، جیسا کہ کافر کہتے اور سبچھتے ہیں۔ بلکہ یہ اللہ کا کلام اور اس کی وحی ہے جو اس کے رسول پر جبرائیل امین علیہ ایک فریعے سے نازل ہوئی ہے۔

مل. یعنی ان کے دل اس قرآن اور وی اللی پر ایمان اس لیے نہیں لاتے کہ ان کے دلوں پر گناہوں کی کشرت کی وجہ سے اس سے پردے پڑگئے ہیں اور وہ زنگ آلودہوگئے ہیں رَیْنٌ، گناہوں کی وہ سابی ہے جو مسلسل ار تکاب گناہ کی وجہ سے اس کے دل پر چھاجاتی ہے۔ حدیث میں ہے (بندہ جب گناہ کر تا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ مکتہ پڑجاتا ہے، اگر وہ توبہ کرلیتا ہے تو وہ سیابی دور کردی جاتی ہے، اور اگر توبہ کے بجائے، گناہ پر گناہ کے جاتا ہے تو وہ سیابی بڑھتی جاتی ہے، حتی میں ہے کہ اس کے پورے دل پر چھاجاتی ہے۔ یہی وہ رَیْنٌ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے)۔ (ترمذي، باب تفسیر سورة المطففين، ابن ماجه، کتاب الذهذ، باب ذکر الذنوب، مسند أحمد: ۲۹۵/۲)

عَمِّ.٣

كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَبِنٍ لَّمَمْجُوبُونَ ٥

ڞؙڗٳڹؘۜۿ۠ٷڷڝؘٵڵۅٳٳڣۘڿؽۣۅۿ ؿؙڗۜؽڡٞٵڵؗۿۮؘٳٳؾؘڹؽؙػؙؽؙؗؗؗؗؗؠ۫ؠؚؠؙػۮؚۨڹؙٶؽ<sup>۞</sup>

كَكَرَانَ كِنْبَ الْأَبْرَارِلَفِيْ عِلْيِّيْنَ ٥ وَمَا اَدْلِكَ مَاعِينَّوْنَ ۞ كِنْبُ مَّرُقُونُ ۞ يَشْهَدُهُ الْفُقَلَّ بُوْنَ ۞ إِنَّ الْاَبْرَارَلِفِيْ نَعِيْدٍ ۞ عَلَ الْاَرْرَابِكِ يَنْظُرُونَ ۞ تَعُرِفُ فِي وُجُوهِم نَضْرَةَ النَّعِيْدِ ۞ تَعُرِفُ فِي وُجُوهِم نَضْرَةَ النَّعِيْدِ ۞

يُسْقَوْنَ مِنُ رَّحِيْقٍ عَنْتُوْمٍ

10. ہرگز نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے حائیں گے۔(۱)

17. پھر یہ لوگ بالیقین جہنم میں جھونکے جائیں گے۔ 12. پھر کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلاتے

رہے.

۱۸. یقیناً یقیناً نیکو کاروں کا نامهٔ اعمال علیین میں ہے۔

اور تحجهے کیا پتا کہ علیین کیا ہے؟

۲۰. (وہ تو) لکھی ہوئی کتاب ہے۔

٢١. مقرب (فرشت) اس كا مشابده كرت بين-

۲۲. یقیناً نیک لوگ (بڑی) نعمتوں میں ہوں گے۔

۲۳. مسہر یوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔

۲۴. تو ان کے چہروں سے ہی نعمتوں کی تروتازگی بہچان لے گا۔ (۲)

**۲۵**. یه لوگ سربمهر خالص شراب پلائے جائیں گے۔<sup>(\*)</sup>

ا. ان کے برعکس اہل ایمان رؤیت باری تعالی سے مشرف ہوں گے۔

۲. عِلِیَّیْن، عُلُوٌ (بلندی) ہے ہے۔ یہ سِجِیْنٌ کے برعکس، آسانوں میں یا جنت میں یا سدرۃ المنتہٰی یا عرش کے پاس جگہ ہے جہاں نیک لوگوں کی روعیں اور ان کے اعمال نامے محفوظ ہوتے ہیں، جس کے پاس مقرب فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔
 سا. جس طرح دنیا میں خوش حال لوگوں کے چہروں پر بالعموم تازگی اور شادابی ہوتی ہے جو ان آسائشوں، سہولتوں اور دنیوی نعتوں کی مظہر ہوتی ہے جو انہیں فراوائی سے حاصل ہوتی ہیں۔ اسی طرح اہل جنت پر اعزاز و تکریم اور نعتوں کی جو ارزانی ہوگی ہے جو انہیں فراوائی سے حاصل ہوتی ہیں۔ اسی طرح اہل جنت پر اعزاز و تکریم اور نعتوں کی جو ارزانی ہوگی، اس کے اثرات ان کے چہروں پر بھی ظاہر ہوں گے، وہ اپنے حسن وجمال اور رونق و بہجت سے پہچان کے کہ یہ جنتی ہیں۔

٧٠. رَحِیْقٌ، صاف شفاف اور خالص شراب کو کہتے ہیں جس میں کسی چیز کی آمیر ش نہ ہو۔ مَخْتُوْمٌ، (سربمبر) اس کے خالص پن کی مزید وضاحت کے لیے ہے، بعض کے نزدیک یہ مخلوط کے معنی میں ہے، لیعنی شراب میں کستوری کی آمیر ش ہوگی جس سے اس کا ذائقہ دو بالا اور خوشبو مزید خوش کن اور راحت افزا ہوجائے گی۔ بعض کہتے ہیں، یہ ختم سے ہے۔ لیعنی اس کا آخری گھونٹ کستوری کا ہوگا۔ بعض خِتَامٌ، کے معنی خوشبو کرتے ہیں، ایسی شراب جس کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی۔ (ابن کشر) حدیث میں بھی یہی لفظ آیا ہے۔ نبی صَّلَالْیَا اِنْ فرمایا ہے "جس مومن نے کسی پیاسے کستوری کی طرح ہوگی۔ (ابن کشر) حدیث میں بھی یہی لفظ آیا ہے۔ نبی صَّلَالْیَا اِنْ فرمایا ہے "جس مومن نے کسی پیاسے

عَـمّ ٣٠٠

خِتُمُهُ مُسُكُّ وَ فَى ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنفِسُونَ۞

وَمِزَاجُهُ مِنْ تَشْنِيُو<sub>ڭ</sub>

عَبْنًا لِّيَثْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ٥

اِتَّ الَّذِيْنَ اَجُومُوْاكَانُوْامِنَ الَّذِيْنَ امَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿

وَإِذَا مَرُّوا بِهِمُ يَتَغَامَزُونَ اللهِ

وَإِذَاانْقَكَبُوۡالِلَ اَهۡلِهِمُ انْقَكَبُوُا فَكِهِیۡنَ۞

وَإِذَارَاوَهُمُ قَالُوْآ إِنَّ هَؤُلَّاءِ لَضَأَلُّونَ ﴿

۲۷. جس پر مثک کی مہر ہوگی، سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی چاہیے۔(۱)

۲۷. اور اس کی آمیرش تسنیم کی ہو گی۔(۲)

۲۸. (لیعنی) وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ پیس گے۔

۲۹. گناہ گار لوگ ایمان والوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔(۲)

اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے آپس میں آئکھ
 اشارے کرتے تھے۔ (\*)

اس. اور جب اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنے تو دل لگیاں کرتے تھے۔<sup>(۵)</sup>

٣٢. اور جب انہیں و کھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ مراہ (بے

مومن کو ایک گھونٹ پانی پلایا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اَلرَّ حِیْثُ الْمَخْتُوْمُ پلانے گا، جس نے کسی بھوکے مومن کو کھانا کھلایا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز کو کھانا کھلایا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز لباس پہنایا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا"۔ (مند احمد: ۱۳/۱-۱۳)

ا. یعنی عمل کرنے والوں کو ایسے اعمال میں سبقت کرنی چاہیے جس کے صلے میں جنت اور اس کی یہ نعمتیں حاصل ہوں۔ جیسے فرمایا، ﴿لِلمِثْلُ لَهٰذَا فَلْیَعْمُلِ الْعَلِمُونَ﴾۔ (الصافات: ١١)

۲. تَسْنِیْمٌ کے معنی، بلندی کے ہیں۔ اونٹ کا کوہان، جو اس کے جسم سے بلند ہوتا ہے، اسے سِنَامٌ کہتے ہیں۔ قبر کے اونچاکرنے کو بھی تَسْنِیْمُ الْقُدُوْرِ کَہَا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس میں تسنیم شراب کی آمیزش ہوگی جو جنت کے بالائی علاقوں سے ایک چشمے کے ذریعے سے آئے گی۔ یہ جنت کی بہترین اور اعلیٰ شراب ہوگی۔

سر لینی انہیں حقیر جانتے ہوئے ان کا استہزاء کرتے اور مذاق اڑاتے تھے۔

م. غَمْزٌ کے معنی ہوتے ہیں، پکوں اور ابروں سے اشارہ کرنا۔ لینی ایک دوسرے کو اپنی پکوں اور ابروَں سے اشارہ کرکے ان کی تحقیر اور ان کے مذہب یر طعن کرتے۔

۵. لیعنی اہل ایمان کا ذکر کرکے خوش ہوتے اور دل لگیاں کرتے۔ دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ جب اپنے گھروں میں لوشتے تو وہاں خوشحالی اور فراغت ان کا استقبال کرتی اور جو چاہتے وہ انہیں مل جاتا۔ اس کے باوجود انہوں نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ اہل ایمان کی تحقیر اور ان پر حسد کرنے میں ہی مشغول رہے۔ (ابن کیش)

راه) بين-(١)

**۳۳**. یه ان پر پاسبان بناکر تو نهیں جھیجے گئے۔(۲)

۳<mark>۳. پ</mark>س آج ایمان والے ان کافروں پر ہنسیں گے۔ (۳)

**سے** اسلام اللہ میں اسلام میں ہوں گے۔

 $^{(n)}$  کہ اب ان منکروں نے اپنے کر توتوں کا پورا پورا  $^{(n)}$  مدلہ مالیا۔

وَ مَآ أَرُسِلُوا عَلَيْهِمُ خفِظِينَ ﴿ فَالْيُومُ الَّذِينَ امَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿ عَلَى الْاَرَابِكِي يَنْظُرُونَ ﴿ عَلَى الْاَرَابِكِ يَنْظُرُونَ ﴿ هَلُ اَتْوَى الْكُفَّارُمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿

ا. یعنی اہل توحید، اہل شرک کی نظر میں اور اہل ایمان اہل کفر کے نزدیک گراہ ہوتے ہیں۔ یہی صورت حال آج بھی ہے۔ گراہ اپنے کو اہل حق اور اہل حق کو گراہ باور کراتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک سراسر باطل فرقہ اپنے سواکسی کو مومن کہتا ہے۔ گراہ اپنے کو اہل حق اللہ تَعَالَیٰ،

۲. لینی یه کافر مسلمانوں پر نگران بناکر تو نہیں جھیج گئے ہیں کہ یہ ہر وقت مسلمانوں کے انمال واحوال ہی دیکھتے اور ان پر تبھرے کرتے رہیں، لینی جب یہ ان کے مکلف ہی نہیں ہیں تو پھر کیوں ایسا کرتے ہیں۔

سم. یعنی جس طرح دنیا میں کافر اہل ایمان پر ہنتے تھے، قیامت کے دن یہ کافر اللہ کی گرفت میں ہوں گے اور اہل ایمان ان پر ہنسیں گے۔ ان کو ہنسی اس بات پر آئے گی کہ یہ گمراہ ہونے کے باوجود جمیں گمراہ کہتے اور ہم پر ہنتے تھے۔ آئ ان کو پیتہ چل گیا کہ گمراہ کون تھا؟ اور کون اس قائل تھا کہ اس کا استہزاء کیا جائے۔

٨. ثُوَّبَ بمعنی أُثِیْبَ، بدله دے دیے گئے، لینی کیا کافرول کو، جو کچھ وہ کرتے تھے، اس کا بدله دے دیا گیا ہے۔

## سورہ انشقاق کی ہے اور اس میں پیپیں آیتیں ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. جب آسان پیٹ جائے گا۔(۱)

۲. اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گا<sup>(۲)</sup> اور اسی کے لائق ہے وہ۔<sup>(۳)</sup>

س. اور جب زمین (تھینچ کر) پھیلا دی جائے گی۔ (۴) م. اور اس میں جو کچھ ہے وہ اسے اگل دے گی اور ج

م. اور اس میں جو کچھ ہے وہ اسے اگل دے گی اور خالی ہوجائے گی۔(۵)

۵. اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گی (۱) اور اس کے لائق ہے وہ۔

۲. اے انسان! تو اپنے رب سے ملنے تک یہ کوشش اور تمام کام اور محنتیں کرکے اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔

## سِيُونَ عُالاشِيَقا فِيْ

#### بنسب عرالله الرَّحْمٰن الرَّحِيْمِ

ٳۮؘۘؗؗۨٳٳڵڛۜؠٵٚٵٛڶؙؿؘڠۜۘؿؗڽ ۅٙٳؘۮؚڹؿؙڸؚۯؾؚۿٵۅؘڂۛڠۜؿؙ۞ٚ

وَ اِذَا الْاَرْضُ مُنَّاتُ ۗ وَالْقَتُ مَا فِيُهَا وَتَغَلَّتُ ۞

وَآذِنَتُ لِرَبِّهَا وَحُقَّتُ۞

ێٙٳؿۜۿٵڷٳ۬ۯۺ۬ٵؽؙٳؾٞػػٳڋڂٛٳڶڶۯٮۜڸؚػػٮؙۘڂٵ ڡؙؠؙڶڡؚؿؿٷ۞

ا. ليتني جب قيامت برپا ہو گ۔

٢. ليعني الله اس كو پھٹنے كا جو تھم دے گا، اسے سنے گا اور اطاعت كرے گا۔

س. لینی اس کے یہی لائق ہے کہ سنے اور اطاعت کرے، اس لیے کہ وہ سب پر غالب ہے اور سب اس کے ماتحت ہیں۔ اس کے حکم سے سرتانی کرنے کی کس کو مجال ہو سکتی ہے؟

۷. لیعنی اس کے طول و عرض میں مزید وسعت کر دی جائے گا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس پر جو پہاڑ وغیرہ ہیں، سب کو ریزہ ریزہ کرکے زمین کو صاف اور ہموار کرکے بچھادیا جائے گا۔ اس میں کوئی اون کی نیچ نہیں رہے گا۔

۵. لیخی اس میں جو مردے دفن ہیں، سب زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے جو خزانے اس کے بطن میں موجود ہیں، وہ انہیں ظاہر کردے گی، اور خود بالکل خالی ہوجائے گی۔

۲. لینی القاء اور تخلی کا جو تھم اسے دیا جائے گا، وہ اس کے مطابق عمل کرے گی۔

2. یہاں انسان بطور جنس کے ہے جس میں مومن اور کافر دونوں شامل ہیں۔ کڈٹ، سخت محنت کو کہتے ہیں، وہ محنت خیر کے کاموں کے لیے ہو یا شر کے لیے۔ مطلب یہ ہے کہ جب مذکورہ چیزیں ظہور پذیر ہوں گی یعنی قیامت آجائے گی

فَأَمَّا مَنُ أُوْ تِيَ كِتْبَهُ بِيَمِيْنِهِ ٥

فَسَوْتَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يُسِيْرًا ﴿ وَيَنْقَلِبُ إِلَى اَهْلِهِ مَسُورُورًا ﴿

وَ آمَّا مَنُ أُوْتِيَ كِتْبَهُ وَرَآءَ ظَهُرِهِ ﴿

ۿٮۜۅؙڬ ؽٮ۬ػؙٷٲٮؿؙڹؙٷۘۘۯٵ۞ ۊۜؽڞڸڛٙڡؚؽڗٵ۞ ٳٮۜٞۜۜٛٷػٲڹ؈۬ٛٚٲۿؙڶؚ؋ؠؘۺۅؙۅؙڗٵ۞ ٳٮۜٛٷؙڟڹۜٲڹؙڵۘڹٛؾۘٷۯ۞۠

ک. تو (اس وقت) جس شخص کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔

۸. اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا۔ (۱)
 ۹. اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف ہنسی خوشی لوٹ آئے گا۔ (۲)
 آئے گا۔ (۲)

•ا. اور ہاں جس شخص کا اعمال نامہ اس کی پنیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔

اا. تو وہ موت کو بلانے لگے گا۔<sup>(۳)</sup>

۱۲. اور بھڑ کتی ہوئی جہنم میں داخل ہو گا۔

الله یه شخص اینه گھر والوں میں (دنیا میں) مگن تھا۔

۱۳ اس کا خیال تھا کہ اللہ کی طرف لوث کر ہی نہ

تو اے انسان! تو نے جو بھی، اچھا یا برا عمل کیا ہوگا، وہ تو اپنے سامنے پالے گا اور اس کے مطابق تھے اچھی یا بری جزاء بھی ملے گا۔ آگے اس کی مزید تفصیل ووضاحت ہے۔

ا. آسان حماب یہ ہے کہ مومن کا اعمال نامہ پیش ہوگا۔ اس کی غلطیاں بھی اس کے سامنے لائی جائیں گی، پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل وکرم سے انہیں معاف فرمادے گا۔ حضرت عائشہ فراتی ہیں کہ رسول اللہ شکھینے نے فرمایا "جس کا حماب لیا گیا وہ ہلاک ہوگیا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! شکھینے اللہ بھی آب پر قربان کرے کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا، جس کے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا گیا، اس کاحماب آسان ہوگا"۔ (مطلب حضرت عائشہ فرانیائی آب کہ والی ہوگا کے وضاحت یہ تھا کہ اس آیت کی رو سے حماب تو مومن کا بھی ہوگا لیکن وہ ہلاکت سے دوچار نہیں ہوگا) آپ شکھینے نے وضاحت فرمائی "یہ تو پیشی ہے۔ (لیعنی مومن کے ساتھ معاملہ حماب کا نہیں ہوگا، ایک سرسری می پیشی ہوگی) مومن رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے، جس کا مناقشہ ہوا یعنی پوچھ گھے ہوئی وہ مارا گیا"۔ (صحیح البخاری تفسیر سورۃ الانشفاق) ایک اور روایت میں حضرت عائشہ فرگائی فرماتی ہیں۔ نبی شکھینی ہوگا فرماتی ہیں۔ نبی شکھینی آبی بعض نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ «اللّٰہ ہم کاسبنی حسابًا گیسیرا اس اس کا اعمال نامہ دیکھی گا اور پھر اسے معاف فرمادے گا۔... (مند احم ۲۱ کا کمیل علی معالی سے ؟ آپ شکھیز والوں میں سے جنتی ہولی اس کا اعمال نامہ دیکھی گا اور پھر اسے معاف فرمادے گا۔... (مند احم ۲۱ کا کیل علی میں نو مارا گیا، ہلاک ہو جنتیوں کو ملیں گے۔ اس قرامی نیا کو والوں میں سے جنتی ہول کے درمیان بڑا خوش تھا۔

\*\* نُبُورًا ہلاکت، خسارہ یعنی وہ چیخ گا، پکارے گا، واویلا کرے گا کہ میں تو مارا گیا، ہلاک ہوگیا۔

\*\*\* میں نیا دین خواہشات میں مگن اور اسے گھر والوں کے درمیان بڑا خوش تھا۔

جائے گا۔

10. کیوں نہیں، (۲) حالانکہ اس کا رب اسے بخوبی دیکھ رہا تھا۔ (۲)

١٦. مجھے شفق کی قشم۔

12. اور رات کی اور اس کی جمع کردہ چیزوں کی قشم۔

اور جاند کی جب کہ وہ کامل ہوجاتا ہے۔<sup>(1)</sup>

19. یقیناً تم ایک حالت سے دوسری حالت پر پہنچو گے۔(2)

٠٠. انہیں کیا ہو گیا کہ ایمان نہیں لاتے۔

٢١. اور جب ان كے پاس قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ

بَلَى ۚ إِنَّ رَبُّ ۗ كَانَ بِهِ بَصِيْرًا ١

فَكَا أَفْشِهُ بِالشَّفَقِ ﴿ وَالْكِيْلِ وَمَا وَسَقَ۞ وَالْقَمَرِ إِذَا الشَّنَقَ۞ لَتَرْكَبُنَّ طَبْقًا عَنْ كَابْقٍ۞

**نَمَ**الَهُمْ لِايُؤْمِنُونَ۞

وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْفُثْمُ الْ لِلسِّعُدُونَ اللَّهِ

۲. ایک ترجمہ اس کا یہ بھی ہے کہ یہ کیے ہوسکتا ہے کہ یہ نہ لوٹے اور دوبارہ زندہ نہ ہو، یا بکلیٰ، کیول نہیں، یہ ضرور اینے رب کی طرف لوٹے گا۔

س. لینی اس سے اس کا کوئی عمل مخفی نہیں تھا۔

م. شَفَقٌ، اس سرخی کو کہتے ہیں جو سورج غروب ہونے کے بعد آسان پر ظاہر ہوتی ہے اور عشاء کا وقت شروع ہونے تک رہتی ہے۔

۵. اندهیرا ہوتے ہی ہر چیز اپنے ماویٰ اور مسکن کی طرف جمع اور سمٹ آتی ہے یعنی رات کا اندهیرا جن چیزوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔

٩. إذا اتَّسَقَ كَ معنى بين، جب وه مكمل بوجائے جيسے وه تير هويں كى رات سے سولھويں تاريخ كى رات تك رہتا ہے۔
 ك. طَبَقٌ كَ اصل معنى شدت كے بيں۔ يہاں مراد وه شدائد بيں جو قيامت كے دن واقع بول گے۔ يعنى اس روز ايك سے بڑھ كر ايك حالت طارى ہوگی۔ (فتح الباري، تفسير سورة الانشقاق) يہ جواب قتم ہے۔

نہیں کرتے۔(۱)

۲۲. بلکہ جنہوں نے کفر کیا وہ جھٹلارہے ہیں۔ (۲)

۲۳. اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں رکھتے ہیں۔ ( $^{(7)}$ 

۲۴. انہیں المناک عذابوں کی خوشخبری سنادو۔

۲۵. ہاں ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کے لیے ہار اور نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

ؠؘڸؚٳڷڹٚڔؽؽؘڮڡٚۯؙۅؙٳؽػڐؚؠٛۏؽؙؖ ۅٙٳ؞ڵڎؙٲۼؙڬۄؙؠؚؠؘٵؽؙۅڠۏؽؘ۞

فَبَشِّرْهُمُ بِعَنَابِ الِيُورِ اِلَّا الَّذِيثَ الْمَنُوُّ اوَعَمِلُوا الصَّلِطِ لَهُمُ اَجْرُّعَيُرُمَنُوْنٍ ۚ

ا. احادیث سے یہاں نبی مَنَالَثِیْزَمُ اور صحابۂ کرام کا سجدہ کرنا ثابت ہے۔

۲. لیعنی ایمان لانے کے بجائے جھٹلاتے ہیں۔

س. تعنی تکذیب، یا جو افعال وہ حیب کر کرتے ہیں۔

## سورہ بروج مکی ہے اور اس میں بائیس آیتیں ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. برجول والے آسان کی قشم۔(۱)

۲. وعدہ کیے ہوئے دن کی قشم۔(۲)

**س**. حاضر ہونے والے اور حاضر کیے گئے کی قشم۔<sup>(r)</sup>

م. (که) خند قوں والے ہلاک کیے گئے۔<sup>(م)</sup>

۵. وه ایک آگ تھی ایند هن والی۔<sup>(۵)</sup>

٢. جب كه وه لوگ اس ك آس ياس بيش سق (١)

اور مسلمانوں کے ساتھ جو کررہے تھے اس کو اپنے

# سُونَوْالْجُرُوعَ الْجُرُاءُ الْجُرُوعَ الْجُرُاءُ الْجُرُاءُ الْجُرُاءُ الْجُرُاءُ الْجُرَاءُ الْجُرَاءُ الْج

#### بِنُ ۔۔۔۔ جرالله الرَّحْمٰن الرَّحِيْمِ

وَالْسَمَاءُ ذَاتِ الْبُرُوْمِ ۞ وَالْبِكُورِالْمُوَعُوْدِ۞ وَشَاهِدٍ وَمَشُهُوْدٍ۞ قَتِلَ اَصْحَابُ الْأَخْدُوْدِ۞ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ۞ إذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُودُ۞ وَهُمْ عَلَيْهَا قُعُودُ۞ وَهُمْ عَلَيْهَا قُعُودُ۞

🛣 بني مَثَلَ عُلِيمٌ ظهر اور عصر مين سورة والطارق اور سورة البروج يراهي شھـ (الترمذي)

ا. بُرُوجٌ بُرْ مُ کُل کی جمع ہے۔ بُوجٌ کے اصل معنی ہیں ظہور۔ یہ کواکب کی منزلیں ہیں جنہیں ان کے محل اور قصور کی حیثیت حاصل ہے۔ ظاہر اور نمایاں ہونے کی وجہ سے انہیں بروج کہا جاتا ہے۔(تفصیل کے لیے دیکھے، الفرقان: ۲۱ کا عاشہ) بعض نے بروج سے مراد ستارے لیے ہیں۔ لیمنی ستارے والے آسان کی قشم۔ بعض کے نزدیک اس سے آسان کے دروازے یا چاند کی منزلیں مراد ہیں۔ (فُح القدر)

٢. اس سے مراد بالاتفاق قیامت كا دن ہے۔

٣. شَاهِدِ اور مَشْهُوْدِ کی تفسیر میں بہت اختلاف ہے۔ امام شوکانی نے احادیث وآثار کی بنیاد پر کہا ہے کہ شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے، اس دن جس نے جو بھی عمل کیا ہوگا یہ قیامت کے دن اس کی گواہی دے گا۔ اور مشہود سے عرفہ (وذوالحجہ) کا دن ہے جہال لوگ جج کے لیے جمع اور حاضر ہوتے ہیں۔

۷م. لیعنی جن لوگوں نے خند قیس کھود کر اس میں رب کے ماننے والوں کو ہلاک کیا، ان کے لیے ہلاکت اور بربادی ہے، قُتِلَ بمعنی لُعِنَ.

۵. النَّارِ، الأُخدُودِ سے بدل اشتمال ہے ذَاتِ الْوَقُودِ، النَّارِ کی صفت ہے۔ لینی یہ خند قیس کیا تھیں؟ ایند ھن والی آگ تھیں، جو اہل ایمان کواس میں جھو کلنے کے لیے دہائی گئی تھی۔

 ۲. کافر باوشاہ یا اس کے کارندے، آگ کے کنارے بیٹھے اہل ایمان کے جلنے کا تماشا دیکھ رہے تھے، جیسا کہ اگل آیت میں ہے۔ سامنے دیکھ رہے تھے۔

٨. اور یہ لوگ ان مسلمانوں (کے کسی اور گناہ کا) بدلہ نہیں لے رہے تھے، سوائے اس کے کہ وہ غالب لا کق حمد اللہ کی ذات پر ایمان لائے تھے۔ (۱)

ۅۜڡۜٵٮؘڡؘۜؠؙۉٳڝڹ۫ۿۄٞٳڵۜٲٲڽ۫ؿؙٷؙڡٟڹؙۉٳؠڵۼٳڷۼڔ۬ؽڹؚ ٳڵۓؠؽڽ۞

ا. لیعنی ان لوگوں کا جرم، جنہیں آگ میں جھو نکا جارہا تھا، یہ تھا کہ وہ الله غالب پر ایمان لے آئے تھے۔ اس واقعے کی تفصیل جو صحیح احادیث سے ثابت ہے، مختصراً ملاحظہ فرمائیں۔

واقعهٔ اصحاب الاخدود: گزشته زمانے میں ایک بادشاہ کا ایک جادوگر اور کائن تھا، جب وہ کائن بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے ایک ذہبن لڑکا دو، جسے میں یہ علم سکھادوں۔ چنانچہ بادشاہ نے ایک سمجھدار لڑکا تلاش کرکے اس کے سپر و کر دیا۔ لڑکے کے رائے میں ایک راہب کا بھی مکان تھا، یہ لڑکا آتے جاتے اس کے پاس بھی بیٹھتا اور اس کی باتیں سنتا، جو اسے اچھی گلتیں۔ اس طرح سلسلہ چلتا رہا۔ ایک مرتبہ یہ لڑکا جارہاتھا کہ رائے میں ایک بہت بڑے جانور (شیر یا سانپ وغیرہ) نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا۔ لڑکے نے سوجا، آج میں پیتہ کرتا ہوں کہ جادوگر تھیجے ہے یا راہب؟ اس نے ایک پتھر کپڑا اور کہا "اے اللہ، اگر راہب کا معاملہ، تیرے نزدیک حادوگر کے معاملے سے بہتر اور پیندیدہ ہے تو اس جانور کو ماردے، تاکہ لوگوں کی آمدورفت حاری ہوجائے "۔ یہ کہد کر اس نے پتھر مارا اور وہ جانور مر گیا۔ لڑکے نے جاکر یہ واقعہ راہب کو بتلایا۔ راہب نے کہا، بیٹے! اب تم فضل وکمال کو پہنچ گئے ہو اور تمہاری آزمائش شروع ہونے والی ہے۔ کیکن اس دور ابتلاء میں میرا نام ظاہر نہ کرنا۔ یہ لڑ کا مادر زاد اندھے، برص اور دیگر بعض بیاریوں کا علاج بھی کرتا تھا۔ لیکن ایمان باللہ کی شرط یر، اسی شرط پر اس نے بادشاہ کے ایک نامینا مصاحب کی آتکھیں بھی، اللہ سے دعا کرکے صحیح کردیں۔ یہ لڑکا یہی کہتا تھا کہ اگر تم ایمان لے آؤگے تو میں اللہ سے دعا کروں گا، وہ شفا عطا فرمادے گا، چنانچہ اس کی دعا سے اللہ شفایاب فرمادیتا۔ یہ خبر بادشاہ تک بھی پہنچی تو وہ بہت پریشان ہوا، بعض اہل ایمان کو تو اس نے قتل کروادیا۔ اس لڑکے کے بارے میں اس نے چند آدمیوں کو کہا کہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے حاکر نیچے پھینک دو، اس نے اللہ سے دعا کی، پہاڑ میں لرزش پیدا ہوئی، جس سے وہ سب گر کر مرگئے اور اللہ نے اسے بحالیا۔ مادشاہ نے اسے دوسرے آدمیوں کے سیر د کرکے کہا کہ ایک کشتی میں بٹھاکر سمندر کے نی میں لے حاکر اسے بھینک دو، وہاں بھی اس کی دعا ہے کشتی الٹ گئی، جس سے وہ سب غرق ہوگئے اور یہ نچ گیا۔ اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا، اگر تو مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک تھلے میدان میں لوگوں کو جمع کرو اور «بیشہ اللهِ رَبِّ الْغُلَام» کہہ کر مجھے تیر مار۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا، جس سے وہ لڑکا مرگیا لیکن سارے لوگ یکار اٹھے، کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ چنانچہ اس نے خند قیس کھدوائیں اور اس میں آگ جلوائی اور تھم دیا کہ جو ایمان سے انح اف نہ کرے، اس کو آگ میں کیپنک دو۔ اس طرح ایمان دار آتے رہے اور آگ کے حوالے ہوتے رہے، حتیٰ کہ ایک عورت آئی، جس کے ساتھ ایک بچہ تھا، وہ ذرا مھیکی، تو بچہ بول پڑا، "امال، صبر کر، تو حق پر ہے"۔ (صحیح مسلم،

1797

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوْتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيُّ شَهِيْدٌ ۚ

إِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُواالُمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤُمِنَٰتِ ثُمَّرًاهُ يُتُوْبُوا فَلَهُمْ عَنَابٌ جَهَنَّهَ وَلَهُمُّ عَدَابُ الْحَرِيْقِ ۚ

إِنَّ الَّذِيْنَ الْمَنُوْ اوَعَمِلُوا الصَّلِحْتِ لَهُمُ جَنَّتُ تَجُورُى مِنْ تَحُتِهَا الْاَنْهُرُ \* ذلك الْفَوْرُ الْكَبِيْرُ شَ

> اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿ اِنَّهُ هُوَيُنْدِئُ وَيُعِيدُ ﴿

> > وَهُوَالْغَفُورُ الْوَدُورُ

ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ٥ فَعَالُ لِمَا يُورُدُهُ

9. جس کے لیے آسان وزمین کی باوشاہت ہے۔ اور ہر
 چزاللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔

• البیشک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو سایا پھر توبہ (بھی) نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا عذاب ہے۔

11. بیشک ایمان قبول کرنے والوں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں بہی بڑی کامیابی ہے۔

۱۲. یقیناً تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

الله وہی کیبلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔(۲)

۱۴. اور وہ بڑا مجنشش کرنے والا اور بہت محبت کرنے والا

10. عرش کا مالک عظمت والا ہے۔ $^{(r)}$  ۲۱. جو چاہے اسے کر گزرنے والا ہے۔ $^{(r)}$ 

ملخصاً، کتاب الزهد والرقاق، باب قصة أصحاب الأخدود) امام ابن کثیر نے اور بھی بعض واقعات نقل کیے ہیں جو اس سے مختلف ہیں اور کہا ہے، ممکن ہے اس فتم کے متعدد واقعات مختلف جگہول پر ہوئے ہوں۔ (تفسیل ک لے دیمیے تغیر ابن کثیر) ا. یعنی جب وہ اپنے ان دشمنول کی گرفت پر آئے جو اس کے رسولول کی مخلفت کرتے اور اس کے حکمول کی مخالفت کرتے ہیں۔ تو پھر اس کی گرفت سے انہیں کوئی نہیں بچاسکتا۔

۲. یعنی وہی اپنی قوت اور قدرت کاملہ سے پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور پھر قیامت کے دن دوبارہ انہیں اس طرح پیدا فرمائے گا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔

٣. يعنى تمام مخلوقات سے معظم اور بلند ہے اور عرش، جو سب سے اوپر ہے، وہ اس كا مستقر ہے۔ جيسا كه صحابہ و تابعين اور محدثين كا عقيدہ ہے۔ المَحِيْد صاحب ففل وكرم۔ يه مر فوع اس ليے ہے كه يه ذُو يعنى رب كى صفت ہے، عرش كى صفت نہيں۔ اگرچه بعض لوگ اسے عرش كى صفت تسليم كركے اسے مجرور پڑھتے ہیں۔ معنى وونوں صحيح ہيں۔ (ابن كير) مهد يعنى وہ جو چاہے كر گزرتا ہے، اس كے حكم اور مشيت كو نالنے والا كوكى نہيں ہے نہ اس سے كوكى يو چھنے والا ہى ہے۔ حضرت ابو بكر صديق رفائين المهوت ميں كسى نے يو چھا، كياكس طبيب نے آپ كو ديكھا؟ انہوں نے فرمايا، حضرت ابو بكر صديق رفائين المهون نے ميں كسى نے يو چھا، كياكس طبيب نے آپ كو ديكھا؟ انہوں نے فرمايا،

12. سنجھے کشکروں کی خبر بھی ملی ہے؟ (۱)
18. (یعنی) فرعون اور شہود کی۔
19. (یکھ نہیں) بلکہ کافر تو جھٹلانے میں پڑے ہوئے ہیں۔
بیں۔
۲۰. اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔
(۱)
۲۲. بلکہ یہ قرآن ہے بڑی شان والا۔
۲۲. لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)۔ (۲)

ۿڵٲؾؙڬؘڂٮؚؠؽؙٵۼٛٷ۫ۅٚؗ ڣۯ۫ٷڽؘۅؘؿؙؠؙۅٛڎ۞ ؠڶؚٵڷۜۮؚؽؙؽػڡؘٛٷٳڣٛؾؙؙۮؚؠؠٟۨۨۨ

وَّاللهُ مِنُ وَرَآءِمِمُ مُخِيطُ

ؠؘڶۿؙۅؘڨؙۯٵؽ۠ۼؚؖؽۮ۠؈ؗٚ ڣٛڵۅؙڇڰۘڡؙ۫ڡٛٛۏڟٟۿ

ہاں۔ پوچھا، اس نے کیا کہا؟ فرمایا، اس نے کہا ہے، إِنِّیْ فَعَالٌ لِّمَا أُرِیْدُ میں جو چاہوں کروں، میرے معاملے میں کوئی دخل دینے والانہیں۔ (ابن کیر) مطلب یہ تھا کہ معاملہ اب طبیبوں کے ہاتھوں میں نہیں رہا، میرا آخری وقت آگیا ہے اور اللہ بی اب میرا طبیب ہے، جس کی مشیت کو ٹالنے کی کسی کے اندر طاقت نہیں ہے۔

ا. یعنی ان پر جب میرا عذاب آیا اور میں نے انہیں اپنی گرفت میں لیا، جے کوئی ٹال نہیں سکا۔

٢. يه ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ أَشَهِ يُكُ ﴾ بى كااثبات اور اس كى تأكيد ہے۔

سا. یعنی لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، جہاں فرشتے اس کی حفاظت پر مامور ہیں، اللہ تعالی حسب ضرورت واقتضاء اسے نازل فرماتا ہے۔

عَمِّ،٣٠

APFI

## سورہ طارق کمی ہے اور اس میں سترہ آیتیں ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. قشم ہے آسان کی اور اندھیرے میں روشن ہونے والے کی۔

۲. اور مخجے معلوم بھی ہے کہ وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے؟

س. وہ روشن ستارہ ہے۔

م. کوئی ایسا نہیں جس پر نگہبان فرشتہ نہ ہو۔<sup>(۱)</sup>

انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔

٧. وه ايك اچھلتے پانی سے پيدا کيا گيا ہے۔

## سُونَةُ الطّارِقِ السَّارِينَ اللَّهُ السَّارِينَ اللَّهُ السَّارِينَ اللَّهُ السَّارِينَ اللَّهُ السَّارِينَ

#### بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ أَ

وَمَا ادرُريكَ مَا الطَّارِقُ فَ

النَّجُمُ الثَّاقِبُ الْ

إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّلَنَّا عَلَيْهَا حَافِظُ ۞ فَلَينَظُو الْإِنْسَانُ مِعَّ خُلِقَ۞ خُلِقَ مِنُ مَّا إِ دَافِق ۞

ا. طارق کے کیا مراد ہے؟ خود قرآن نے واضح کردیا۔ روشن سارہ۔ طارِقٌ، طُرُوقٌ سے ہے جس کے لغوی معنی کھٹکھٹانے کے ہیں، لیکن طارق رات کو آنے والے کے لیے استعال ہوتا ہے۔ ساروں کو بھی طارق اس لیے کہا ہے کہ یہ دن کو جھی جاتے اور رات کو نمودار ہوتے ہیں۔

۲. لیعنی ہر نفس پر اللہ کی طرف سے فرشتے مقرر ہیں جو اس کے اچھے یا برے سارے عمل لکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں، یہ انسانوں کی حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں، جیسا کہ سورہ رعد کی آیت: ۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی حفاظت کے لیے بھی انسان کے آگے پیچھے فرشتے ہوتے ہیں، جس طرح قول وفعل لکھنے والے ہوتے ہیں۔

س. لینی منی ہے، جو قضائے شہوت کے بعد زور سے نکلتی ہے۔ یہی قطرۂ آب (منی) رحم عورت میں جاکر اگر الله کا حکم ہوتا ہے تو حمل کا باعث بنتا ہے۔

عَـمّ ٣٠

يَوْمَرْتُبُلِي السَّرَآلِورُ ﴿ فَهَالَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلا نَاصِينَ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ أَنَّ وَالْأِنْ ضِ ذَاتِ الصَّدُعِ ﴿ اتَّهُ لَقَوْلٌ فَصُلُّ اللهِ لَقَوْلُ اللهِ اللهِ

يَّخُرُجُ مِنَ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَ آلِبِ٥ إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرُ ٥

 جو بیٹھ اور سینے کے در میان سے نکاتا ہے۔<sup>(1)</sup> ٨. بينك وه اسے پھيرلانے ير يقىناً قدرت ركھنے

 ۹. جس دن پوشیده بهیدول کی جانچ پژتال هوگی۔<sup>(۳)</sup> • ا. تو اس کے یاس کچھ زور ہو گانہ مدد گار۔ اا. بارش والے آسان کی قشم<sup>(۵)</sup>

۱۲. اور نھٹنے والی زمین کی قشم (۲)

ا. کہا جاتا ہے کہ پیٹھ، مر د کی اور سینہ عورت کا، ان دونوں کے پانی سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے۔ کیکن اسے ایک ہی یانی اس لیے کہا کہ یہ دونوں مل کر ایک ہی بن جاتا ہے۔ تَرَائِبُ، تَریْبَةٌ کی جمع ہے، سینے کا وہ حصہ جو ہار پہنے کی جگہ ہے۔

۲. لینی انسان کے مرنے کے بعد، اسے دوبارہ زندہ کرنے پر وہ قادر ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ وہ اس قطرہُ آب کو دوبارہ شرمگاہ کے اندر لوٹانے کی قدرت رکھتا ہے جہال سے وہ نکلا تھا۔ پہلے مفہوم کو امام شوکانی اور امام ابن جریر طبری نے زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

س. لینی ظاہر ہوجائیں گے، کیوں کہ ان پر جزاء وسزا ہوگی۔ بلکہ حدیث میں آتا ہے" ہر غدر (بدعہدی) کرنے والے کے سرین کے پاس جھنڈا گاڑدیا جائے گا اور اعلان کرویا جائے گا کہ یہ فلال بن فلال کی غداری ہے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الجزية، باب إثم الغادر للبر والفاجر. مسلم، كتاب الجهاد، باب تحريم الغدر) مطلب به ب كه وبال كسي كاكوئي عمل مخفى نهيس رسے گا-

ہم. لیغنی خود انسان کے پاس اتنی قوت ہوگی کہ وہ اللہ کے عذاب سے نیج جائے، نہ کسی اور طرف سے اس کو کوئی ایسا مدد گار مل سکے گا جو اسے اللہ کے عذاب سے بچاسکے۔

۵. رَجْعٌ کے لغوی معنی ہیں، لوٹنا پلٹنا۔ بارش بھی بار بار اور پلٹ پلٹ کر ہوتی ہے، اس لیے بارش کو رَجْعٌ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بادل، سمندروں سے ہی یانی لیتا ہے اور پھر وہی یانی زمین پر لوٹا دیتا ہے، اس لیے بارش کو رَجْعٌ کہا۔ بعض کہتے ہیں بطور تفاوَل عرب بارش کو رَجْعٌ کہتے تھے تاکہ وہ بار بار ہوتی رہے۔ (نُحُ القدير)

۲. لینی زمین کھٹی ہے تو اس سے بودا باہر نکاتا ہے، زمین کھٹی ہے تو چشمہ جاری ہوجاتا ہے اور اس طرح ایک دن آئے گا کہ زمین پھٹے گی، سارے مردے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔ اس کیے زمین کو پھٹنے والی اور شگاف والی کہا۔ ے. یہ جواب قشم ہے، یعنی کھول کر بیان کرنے ولا ہے جس سے حق اور باطل دونوں واضح ہوجاتے ہیں۔ عَمَّ.٣٠ الطَّارِق٣٠٨

10. اوریہ ہنی کی (اور بے فائدہ) بات نہیں۔ (۱)
10. یقیناً گافر داؤ گھات میں ہیں۔ (۲)
11. اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں۔ (۳)
12. تو کافروں کو مہلت دے (۳) انہیں تھوڑے دنوں ان
2 حال پر جھوڑ دے۔

ٷۜٙڡؘٵۿؙۅ۫ڽٳڷۿڒٛڸ۞ۛ ٳڹؙٞۿؙؠڲڮؽٮؙۏۛؾڲؽڐٵ۞ ٷٙڒؽؽۮػؽٮڰٲ۞ؖ ۻؘۿٳ؞ٳڶڮڣؿؿؽٵؘڡٛۿڴۿؙۅؙۯۅؘؽڰٲ۞۫

ا. یعنی کھیل کود اور نداق والی چیز نہیں ہے، هَوْلٌ، جِدٌّ (قصد وارادہ) کی ضد ہے۔ یعنی ایک واضح مقصد کی حامل کتاب ہے، لہو ولعب کی طرح بے مقصد نہیں ہے۔

۲. لینی نبی مَنَّالِیْکِمْ جو دین حق لے کر آئے ہیں، اس کو ناکام کرنے کے لیے سانشیں کرتے ہیں، یا نبی مَنَّالِیْکِمْ کو دھوکہ اور فریب دیتے ہیں اور منہ پر ایس باتیں کرتے ہیں کہ دل میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔

سال یعنی میں ان کی چالوں اور سازشوں سے غافل نہیں ہوں، میں بھی ان کے خلاف تدبیر کررہا ہوں یا ان کی چالوں کا توڑ کررہا ہوں۔ گیڈ خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں، جو برے مقصد کے لیے ہوتو بری ہے اور مقصد نیک ہوتو بری نہیں۔

اللہ کی سالہ معنی کا خوال کے تعجیل عذاب کا سوال نہ کر، بلکہ انہیں کچھ مہلت دے دے۔ رُویْدًا: قَلِیْلاً یا قَرِیْباً یہ امہال واستدراج بھی کافروں کے حق میں اللہ کی طرف سے ایک کید کی صورت ہے جیسے فرمایا ﴿ سَمَتُ مَدِّنُ حَدِّفُ لِاَیْعَلُمُونَ \* وَاسْدراج بھی کافروں کے حق میں اللہ کی طرف سے ایک کید کی صورت ہے جیسے فرمایا ﴿ سَمَتُ مَدِّنُ حَدِّفُ لاَیْعَلُمُونَ \* وَالْمَوْلُ لَهُمُ اللهُ کی طرف سے ایک کید کی صورت ہے جیسے فرمایا ﴿ سَمَالُ مَدِّنُ حَدِّفُ لاَیْعَلُمُونَ \* وَالْمَوْلُ لَهُمُ اللهُ کی طرف سے ایک کید کی صورت ہے جیسے فرمایا ﴿ سَمَالُ مَدِّنَ حَدِّنَ اللهُ کی طرف سے ایک کید کی صورت ہے جیسے فرمایا ﴿ سَمَالُ مَدِّنَ وَ مُرَاللَّ مُنْ اللهُ کی طرف سے ایک کید کی صورت ہے جیسے فرمایا ﴿ سَمَالُ مُنْ اللهُ کی طرف سے ایک کید کی صورت ہے جیسے فرمایا ﴿ سَمَالُ مَاللہُ کی اللہُ کی طرف سے ایک کید کی صورت ہے جیسے فرمایا ﴿ سَمَالُ مَاللہُ کی مُنْ کُرِ اللّٰ اللّٰ کی طرف سے ایک کید کی صورت ہے جیسے فرمایا ﴿ سَمَالُ کُونُ کُونُ کُونُ کُونُ کُرِ کُونُ کُنُونُ کُنُونُ کُنُونُ کُنُونُ کُنُونُ کُونُ کُونُ کُنُونُ کُونُ کُونُ کُنُونُ کُنُونُ کُنُونُ کُمُونُ کُنُونُ کُونُ کُلُونُ کُلُونُ کُنُونُ کُنُونُ کُونُ کُرِ کُونُ کُونُ کُنُونُ کُلُونُ کُنُونُ کُنُونُ کُونُ کُنُونُ کُونُ کُنُونُ کُنُونُ کُنُونُ کُلُونُ کُلُونُ کُنُونُ کُونُ کُونُ کُلُونُ کُنُونُ کُلُونُ کُلُونُ کُلُونُ کُلُونُ کُلُونُ کُلُونُ کُنُونُ کُلُونُ کُنُونُ کُلُونُ کُلُ

## سورۂ اعلیٰ مکی ہے اور اس میں انتیں آیتیں ہیں۔

### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر۔(۱)

۲. جس نے پیدا کیا اور صیح سالم بنایا۔ (۲)

س. اور جس نے (ٹھیک ٹھاک) اندازہ کیا اور پھر راہ دکھائی۔(<sup>(\*)</sup>

م. اور جس نے تازہ گھاس بیدا کی۔<sup>(م)</sup>

کچر اس نے اس کو (سکھاکر) سیاہ کوڑا کر دیا۔<sup>(۵)</sup>

٢. ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تو نہ بھولے گا۔(١)

# سِنُونَوُ الأَعْلِيٰ ﴿

#### بِنُ الرَّحِيْمِ

سَتِم اسْمَرَتِكَ الْأَعْلَىُ
الَّذِي عَنَكَ فَسَوْىُ فَ
الَّذِي عَنَكَ فَسَوْىُ فَ
وَالَّذِي فَكَ الْمَرْعَى فَ
وَالَّذِي فَكَ الْمُرْعَى فَ
فَجَعَلَهُ غُتَا أَعُ الْمُرْعَى فَ
سَنُقُم لُكَ فَلَا تَنْسَى فَ
سَنُقُم لُكَ فَلَا تَنْسَى فَ

کی رسول الله مَثَاثِیْتُم یہ سورت اور سورۃ الغاشیہ عیدین اور جمعہ کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ اس طرح وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۂ اخلاص پڑھتے تھے۔ حضرت معاذ رشائِنُو کو جن سورۃ ال کافرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھتے تھے۔ حضرت معاذ رشائِنُو کو جن سورۃ ال کے پڑھنے کی تھی، ان میں ایک یہ بھی تھی (صحاح میں یہ ساری تفصیل موجود ہے)۔

1. یعنی ایسی چیزوں سے اللہ کی پاکیزگی جو اس کے لائق نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی منگالیفیم اس کے جواب میں پڑھا کرتے تھے، سُبْحَانَ رَبِّی الْأَعْلَیٰ۔ (مسند أحمد: /۲۳۲ أبوداود، كتاب الصلوٰة، باب الدعاء في الصلوٰة وقال الألباني صحيح)

7. و کھے سورة الانفطار كا حاشمہ نمبر کے۔

سم. لیعنی نیکی اور بدی کی۔ اسی طرح ضروریات زندگی کی۔ یہ بدایت حیوانات کو بھی عطا فرمائی۔ قَدَرٌ کا مفہوم ہے، اشیاء کی جنسوں، ان کی انواع وصفات اور خصوصیات کا اندازہ فرماکر انسان کی بھی ان کی طرف رہنمائی فرمادی تاکہ انسان ان سے استفادہ کرسکے۔

۸۔ جے حانور جرتے ہیں۔

۵. گھاس خشک ہوجائے تو اسے غُفَاءً کہتے ہیں، اُحْوَیٰ سیاہ کردیا۔ لینی تازہ اور شاداب گھاس کو ہم سکھاکر سیاہ کوڑا بھی کردیتے ہیں۔

۲. حضرت جبرائیل علیه وی لے کر آتے تو آپ اے جلدی جلدی پڑھے تاکہ بھول نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس طرح جلدی نہ کریں۔ نازل شدہ وی ہم آپ کو پڑھوائیں گے بعنی آپ کی زبان پر جاری کردیں گے، پس آپ اے بھولیں گے نہیں۔ مگر جے اللہ چاہے گا، لیکن اللہ نے ایسا نہیں چاہا، اس لیے آپ کو سب کچھ یاد ہی رہا۔ بعض نے کہا کہ اس کا مفہوم ہے کہ جن کو اللہ منسوخ کرنا چاہے گا وہ آپ کو سجلوا دے گا۔ (فتح القدیر)

کہ مگر جو پچھ اللہ چاہے۔ وہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے۔ (۱)
 ۸. اور ہم آپ کے لیے آسانی پیدا کر دیں گے۔ (۲)
 و. تو آپ نصیحت کرتے رہیں اگر نصیحت پچھ فائدہ دے۔ (۳)
 ا. ڈرنے والا تو نصیحت لے گا۔ (۳)
 ۱۱. (ہاں) بد بخت اس سے گریز کرے گا۔ (۵)
 ۱۲. جو بڑی آگ میں جائے گا۔
 ۱۳. جہاں پھر نہ وہ مرے گا نہ جے گا، (۱) (بلکہ حالت نرع میں پڑا رہے گا)۔

ٳڷڒٵۺؙٵٙٵٮڵڡ۠ٵؚؾۜٚۿؽڡؙڬۅ۠ٵڵڿۿؙۯۅٙڡٵڲۼؖڡ۠ؖ ۅؙؿؙؾؠۨۯؙڬۅٞڸؽٞؽؿڒؿؖ ڡؘۮؘڮٞڔ۠ٳڽۘٮۜٛڡؘڡؘؾؚٵڵێؚؚٚۮڶ۞ ڛؘؽؙڬٷٞڡڽ۫ؾؿ۫ڟؽ۞ ۅؽۼۜؾۜ۫ڔؙ؉ٵۯۺڠؿ۞ ٲؿۜڹؽؙؽڞٙڶؽٵڎٵۮڵؿۼؽؿ۞ ڎ۫ڽٞڒؽؠؙٷؿؙڣؽۿٵۅؙڒؽۼؽؿ۞

ا. یہ عام ہے، جبر قرآن کا وہ حصہ بھی ہے جے رسول اللہ مُنَافِیکُم یاد کرلیں، اور جو آپ کے سینے سے محو کردیا جائے، وہ مخفی ہے۔ اس طرح جبر اونچی آواز سے پڑھے، خفی لیت آواز سے پڑھے۔ خفی، جھپ کر عمل کرے اور جبر ظاہر، ان سب کو اللہ جانتا ہے۔

۲. یہ بھی عام ہے، مثلاً ہم آپ پر وحی آسان کردیں گے تاکہ اس کو یاد کرنا اور اس پر عمل کرنا آسان ہوجائے۔ ہم آپ کی اس طریقے کی طرف رہنمائی کریں گے جو آسان ہوگا۔ ہم جنت والا عمل آپ کے لیے آسان کردیں گے، ہم آپ کے لیے ایسی افعال واقوال آسان کردیں گے جن میں خیر ہو اور ہم آپ کے لیے ایسی شریعت مقرر کریں گے، جو سہل، متقیم اور معتدل ہوگی، جس میں کوئی کجی، عمر اور تنگی نہیں ہوگی۔

سر بینی وعظ ونصیحت وہاں کریں جہاں محسوس ہو کہ فائدہ مند ہوگا۔ یہ وعظ ونصیحت اور تعلیم کے لیے ایک اصول اور ادب بیان فرمادیا۔ (ابن کیر) امام شوکانی کے نزدیک مفہوم یہ ہے کہ آپ نصیحت کرتے رہیں، چاہے فائدہ دے یا نہ دے۔ کیونکہ انذار و تبلیغ دونوں صور توں میں آپ کے لیے ضروری تھی۔ لینی أَوْلَمْ تَنْفَع یہاں محذوف ہے۔

۷۰. لیعنی آپ کی نصیحت سے وہ یقیناً عبرت حاصل کریں گے جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوگا، ان میں خشیت اللی اور اپنی اصلاح کا جذبہ مزید قوی ہوجائے گا۔

۵. لیخی اس نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے کیوں کہ ان کا کفر پر اصرار اور اللہ کی معصیتوں میں انہاک جاری رہتا ہے۔
 ۲. ان کے برعکس جو لوگ صرف اپنے گناہوں کی سزا بھکننے کے لیے عارضی طور پر جہنم میں رہ گئے ہوں گے انہیں اللہ تعالیٰ ایک طرح کی موت دے دے گا۔ حتیٰ کہ وہ آگ میں جل کر کوئلہ ہوجائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ انبیاء عینیا ہم وغیرہ کی سفارش سے ان کو گروہوں کی شکل میں نکالے گا، ان کو جنت کی نہر میں ڈالا جائے گا، جنتی بھی ان پر پانی ڈالیں گے، جس سے وہ اس طرح جی اٹھیں گے جیسے سلاب کے کوڑے پر دانہ اگ آتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب اشفاعة وإخراج الموحدین من النار)

۱۴. بینک اس نے فلاح پالی جو پاک ہوگیا۔(۱) 10. اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔

١٧. ليکن تم تو دنيا کي زندگي کو ترجيح ديتے ہو۔

اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقاء والی ہے۔

۱۸. یه باتیں پہلی کتابوں میں بھی ہیں۔

**19**. (لیعنی) ابراہیم اور موسیٰ (عیبالہ) کی کتابوں میں۔

ۊؙۘۘۮؙٲڡ۬ڶڮؘڡٙؽ۬ؾؘٷڴؿؖ ۅؘۮؙػۯٳۺ۫ۓۯڽؚۜڄڣؘڞڷۣڰ۫

بَلُ تُؤْثِرُونَ الْحَيُوةَ الدُّنْيَا ۞ وَالْاَخِرَةُ حَيْرُو اَبْقَى ۞ إِنَّ لِهٰذَا لَفِي الضَّحُو الْرُؤُولِ۞ صُحُفِ إِبْرُاهِيْمُ وَمُوْلِى ۞

ا. جنہوں نے اپنے نفس کو اخلاق رذیلہ سے اور دلوں کو شرک ومعصیت کی آلودگیوں سے پاک کرلیا۔ ۲. کیوں کہ دنیا اور اس کی ہر چیز فانی ہے، جب کہ آخرت کی زندگی دائمی اور ابدی ہے، اس لیے عاقل فانی چیز کو باقی رہنے والی پر ترجیح نہیں دیتا۔

## سورۂ غاشیہ مکی ہے اور اس میں چھبیس آیتیں ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. کیا تھے بھی چھپالینے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے۔(۱)

۲. اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے۔<sup>(۲)</sup>

m. (اور) محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہول گے۔<sup>(۳)</sup>

سم. وہ رہتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔

اور ان کو نہایت گرم چشمے کا پانی بلایا جائے گا۔

۲. ان کے لیے سوائے کانٹے دار در ختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہوگا۔

ک. جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا۔

٨. بهت سے چېرے اس دن تروتازه اور (آسوده حال)

# لَيُوْلِكُ الْعُلِيثِينَ اللَّهِ اللَّلْمِي اللَّهِ الللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ الللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ

#### بنسب عرالله الرَّحْمٰن الرَّحِيْمِ

ۿڵٲۺٚڬڂڔؽڞؙٲڵۼؘٳۺٙؽڐؚ<sup>٥</sup> ۅؙڿؙۅؙڰێٞۅؙڡؠڹٟڿٵۺڬڎ۠ ٵؘؠڷةٞٵڝؚڹڎ۠۞ ؾڞؙڶؽٵۯٵڂٳؠؽؘڐ۞ ۺؙڠ۬ؠ؈ؙۼۺۣٳڹؽڐ۪۞ ڵؽ۫ڛؘڵۿؙۘۅؙڟۼٵۿٳڰٳڡڽ۬ڞٙڔؽ۫ۼ۞

ؖ؆ؽؙۺؗؠڹٛۅؘڵؽۼ۬ڹؽؙڡؚڽؙڿٛۏ؏۪۞ٞ ۅؙؙڋٛۅ۫ڰ۠ؾٞۅؙڡؠٙؠؚڹ؆ؘؚ۠عؚڡة۠۞

ہلا۔ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ منگانیکی جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ کے ساتھ سورہ غاشیہ بھی پڑھتے تھے۔ (موطأ إمام مالك، باب القراءة في صلاة الجمعة)

ا. هَلْ بَمْعَىٰ قَدْ ہے۔ غَاشِيةٌ سے مراد قيامت ہے۔ اس ليے كه اس كى ہولناكياں تمام مخلوق كو ڈھانك ليں گا۔

۲. لیعنی کافروں کے چیرے۔ خاشِعَةٌ تھے ہوئے، بیت اور ذلیل۔ جیسے، نمازی، نماز کی حالت میں اللہ کے سامنے عاجزی اور تذلل سے چھکا ہوتا ہے۔

سل نَاصِبَةٌ کے معنی ہیں، تھک کر چور ہوجانا۔ لیعنی انہیں اتنا پرمشقت عذاب ہوگا کہ اس سے ان کا سخت برا حال ہوگا۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں عمل کر کر کے تھے ہوئے ہوں گے لینی بہت عمل کرتے رہے ہوں گے۔ لیکن وہ عمل باطل مذہب کے مطابق یا بدعات پر مبنی ہوں گے، اس لیے "عبادات" اور "اعمال شاقہ" کے باوجود جہنم میں جائیں گے۔ چنانچہ اس مفہوم کی روسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے ﴿عَاٰمِلَهُ تَاٰمِیَهُ ﴾ سے نصاری مراد لیے ہیں۔ (صحیح گے۔ چنانچہ اس مفہوم کی روسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے ﴿عَاٰمِلَهُ تَاٰمِیَهُ ﴾ سے نصاری مراد لیے ہیں۔ (صحیح البخاری نفسیر سورة الغاشیة)

٨٠. يهال وه سخت كھولتا ہوا پانی مراد ہے جس كی گرمی انتہاء كو بینچی ہوئی ہو۔ (فتح القدیر)

۵. یہ ایک کانٹے دار درخت ہوتا ہے جسے خشک ہونے پر جانور بھی کھانا پیند نہیں کرتے۔ بہر حال یہ بھی زقوم کی طرح
 ایک نہایت تلخ، بدمزہ اور نایاک ترین کھانا ہوگا، جو جزو بدن بنے گا نہ اس سے بھوک ہی مٹے گی۔

ہول گے۔

اپنی کوشش پر خوش ہوں گے۔

• ا. بلند وبالا جنتوں میں ہوں گے۔

اا. جہاں کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے۔

۱۲. جهال بهتا هوا چشمه هو گا۔

ال میں اونچے اونچے تخت ہول گے۔

ما. اور آبخورے رکھے ہوئے (ہول گے)۔

10. اور ایک قطار میں لگے ہوئے تکیے ہول گے۔

۱۲. اور مخملی مسندیں پھیلی ہوئی ہوں گا۔

12. کیا یہ اونٹول کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا کے گئے ہیں۔ (۲)

1. اور آسان کو کہ کس طرح اونجا کیا گیا ہے۔(n)

19. اور بہاڑوں کی طرف کہ کس طرح گاڑدیے گئے ہیں۔

۰۰. اور زمین کی طرف که کس طرح بچهانی گئی

لِسَعْيِهَارَاضِيَةٌ ﴾

فِي ْجَنَّةٍ عَالِيَةٍ ٥

لَّاتَسُمُعُ فِيْهَالَاغِيَةُ أَنْ

فِيْهَاعَيْنُ جَارِيَةٌ ١

ونيها سُرُم مَرْفُوعَة الله

وَّٱكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةُ ﴿

وَّنَمَامِ قُ مَصُفُوْفَةً ۗ

<u> قَزَرَا ِيُّ مَبْثُونَةٌ هُ</u>

ٱفَكَالَيْنُظُرُونَ إِلَى الْإِرِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتُ ثَ<sup>ا</sup>

ۅؘٳڶٙؗ٥السَّمَآءِ كَيْفُرُفِعِتُ ۗ ۅَٳڶٙؽٳڮ۫ۼٵؚڶػؽؙڡؘٛڹؙڝؚڹؿؗٛ

وَ إِلَى الْأَرْضِ كَيْفُ سُطِحَتُ ۞

ا. یہ اہل جنت کا تذکرہ ہے، جو جہنیبوں کے بر عکس نہایت آسودہ حال اور ہر قسم کی آسائشوں سے بہرہ ور ہوںگ۔ عَیْنٌ لطور جنس کے ہے لینی متعدد چشے ہوں گے۔ نَمَارِقُ بمعنی وَسَائِد (سیکے) ہے زَرَابِیُّ مندیں، قالین اور گدے بستر مُبْثُونَةٌ پھیلی ہوئی۔ لیعنی یہ مندیں جگہ جگہ جگھی ہوں گی۔ اہل جنت جہاں آرام کرنا چاہیں گے، کر سکیں گے۔

الدین عرب میں عام تھے اور ان عربوں کی غالب سواری یہی تھی، اس لیے اللہ نے اس کا ذکر کرکے فرمایا کہ اس کی خلقت پر غور کرو، اللہ نے اے کتنا بڑا وجود عطا کیا ہے اور کتنی قوت وطاقت اس کے اندر رکھی ہے۔ اس کے باوجود وہ تمہارے لیے نرم اور تابع ہے، تم اس پر جتنا چاہو بوجھ لاد دو، وہ انکار نہیں کرے گا، تمہارا ماتحت ہوکر رہے گا۔ علاوہ ازیں اس کا گوشت تمہارے کھانے کے، اس کا دودھ تمہارے پینے کے اور اس کی اون، گرمی حاصل کرنے کے کام آئی ہے۔
 سل یعنی آسان کتنی بلندی پر ہے، پانچ سوسال کی مسافت پر، پھر بھی بغیر ستون کے وہ کھڑا ہے۔ اس میں کوئی شگاف اور کہی نہیں ہے۔ نیز ہم نے اسے ساروں سے مزین کیا ہوا ہے۔
 کم بھی نہیں ہے۔ نیز ہم نے اسے ساروں سے مزین کیا ہوا ہے۔

سم. لیعنی کس طرح انہیں زمین پر میخوں کی طرح گاڑدیا گیا ہے تاکہ زمین حرکت نہ کرے۔ نیز ان میں جو معدنیات اور دیگر منافع ہیں، وہ اس کے علاوہ ہیں۔ (1) -<u>-</u>-

. ۲۱. پس آپ نصیحت کردیا کریں (کیونکہ) آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

۲۲. آپ کچھ ان پر داروغه نهیں ہیں۔

**۲۳. ہاں!** جو شخص روگردانی کرے اور کفر کرے۔

۲۴. اسے اللہ تعالی بہت بڑا عذاب دے گا۔

۲۵. بیشک ہاری طرف ان کا لوٹنا ہے۔

٢٧. پھر بيتك ہمارے ذمہ ہے ان سے حساب لينا۔(۵)

فَذَكِرُ ۗ إِتَّمَا النَّتَ مُذَكِّرُ ۗ

ڵٮؙؾؘۘۼۘڲؠۿۄؙڔؠٮؙڟؽڟؚڕ۞ ٳڷڒڞؘڽؙؾؘۘٷڶ۠ٷػڡؘڒۿ ؿؘۼڹۜڹۿؙٳٮؿؙڶٳؽٵڹۿٷۿ ٳڽٞٳػڽڹٵۧٳؽٵڹۿٷ۞ ؿؙٵڽؘۼٮٛڹؙٵڝٵؽۿٷ۞

ا. یعنی کس طرح اسے ہموار کرکے انسان کے رہنے کے قابل بنایا ہے، وہ اس پر جیلتا پھر تا، کاروربار کرتا اور فلک بوس عمارتیں تعبیر کرتا ہے۔

٢. ليني آپ كاكام صرف تذكير اور تبليغ ودعوت ب، اس كے علاوہ يا اس سے بڑھ كر نہيں۔

سل كه انہيں ايمان لانے پر مجور كريں۔ بعض كہتے ہيں كه يہ جمرت سے قبل كا حكم ہے جو آيت سيف سے منسوخ ہوگيا، كول كه اس كے بعد نبى عَلَيْظُ نے فرمايا۔ «أُمِرْتُ أَنْ أُفَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُوْلُوْا: (لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ) فَإِذَا قَالُوْا: (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ) عَصَمُوْا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمُوالَهُمْ إِلَّا بِحَقَّهَا؛ وَحِسَائُهُمْ عَلَى الله» (صحيح البخاري، باب وجوب الزكوة. مسلم كتاب الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله واللفظ لمسلم) ( مجھ حكم ديا گيا ہے كه ميں لوگوں سے قبال كرول يہاں تك كه وہ لا الله الا الله كا اقرار كرليں كے تو انہوں نے مجھ سے اپنے خونوں اور يہال كول كو يوليا۔ مواتے حق اسلام كے، (جو اگر ہمارے علم ميں نہ آيا تو) ان كا حساب الله كے ذمے ہے)۔

۴. لینی جہنم کا دائمی عذاب۔

۵. مشہور ہے کہ اس کے جواب میں اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنَا حِسَابًا يَّسِيْرًا پڑھا جائے۔ یہ دعا تو نبی مَثَانَیْمُ ہے ثابت ہے جو آپ مثل پڑھنا، یہ آپ مُثَانَیْمُ اپنی بعض نمازوں میں پڑھنے تھے، جیسا کہ سورہ انشقاق میں گزرا۔ لیکن اس کے جواب میں پڑھنا، یہ آپ مُثَلِیمُ ہے ثابت نہیں ہے۔

# سورۂ فجر مکی ہے اور اس میں تیس آیتیں ہیں۔

# سِنُونَ قُالْهِ جَيْنَ الْمُحْتَا

# 

ۘۅؘٵڷڣؘڿؙڔ۞ ۅؘڵؽٵڸٟۓۺؙڔ۞ ٷٵۺۜڡ۫ۼۅٵڷۅؘؿ۠ڔ۞ ڡؘٲؿڸڸٳڎؘٳؽٮٛٮڔ۞ ۿڶ؋ۣؿڎڸػؘڨؘٮػٷڵؚڽڹؿڿڿٟڕ۞ ٲڶٷؘڗؙػؽؙڣؘڡؘٚعؘڶڕؿ۠ڮڽۼٳڋ۞

#### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. قسم ہے فجر کی۔()

۲. اور دس راتوں کی۔<sup>(۲)</sup>

**س**. اور جفت اور طاق کی۔<sup>(۳)</sup>

م. اور رات کی جب وہ چلنے لگے۔<sup>(م)</sup>

کیا ان میں عقلمند کے واسطے کافی قشم ہے؟ (۵)

۲. کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عادیوں کے ساتھ کیا کیا۔(۱)

ا. اس سے مراد مطلق فخر ہے، کسی خاص دن کی فخر نہیں۔

۲. اس سے اکثر مفسرین کے نزویک ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ جن کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے۔ نبی سَلَّا اَلْیَا مُعْرِد فَرِمِیل اللہ بھی اتنا پہندیدہ نہیں، فرمایا (عشرہ ذوالحجہ میں کیے گئے عمل صالح اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حتیٰ کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا پہندیدہ نہیں، سوائے اس جہاد کے جس میں انسان شہید ہی ہوجائے)۔ (صحیح البخاری، کتاب العبدین، باب فضل العمل في أيام النشريق)

س. اس سے مراد جفت اور طاق عدد ہیں یا وہ معدودات جو جفت اور طاق ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں، کہ یہ دراصل مخلوق کی قشم ہے، اس لیے کہ مخلوق جفت (جوڑا) یا طاق (فرد) ہے۔ اس کے علاوہ نہیں۔ (ایسر انفاییر)

٨. ليني جب آئے اور جب جائے، كول كه سَيْرٌ (چلنا) آتے جاتے دونوں صورتوں ميں ہوتا ہے۔

۵. ذٰلِكَ سے مذكورہ مقسم بہ اثباء كى طرف اشارہ ہے ليمنى كيا ان كى قسم اہل عقل ودانش كے واسطے كافى نہيں ہے؟ حِجْرٌ كہا كے معنی ہوتے ہيں، روكنا، منع كرنا۔ انسانى عقل بھى انسان كو غلط كاموں سے روكتی ہے، اس ليے عقل كو بھى ججر كہا جاتا ہے، جس طرح اى مفہوم كے اعتبار سے اسے نُهيةٌ بھى كہتے ہيں۔ جواب قسم يا مقسم عليه لَتُبْعَثُنَّ ہے كيوں كہ كى سورتوں ميں عقيد كى اصلاح پر زيادہ زور ديا گيا ہے۔ بعض كے نزديك جواب قسم آگے آنے والے الفاظ ﴿ إِنَّ رَبِّكَ كُنَ لِهُ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ كَا كُنُ لِهُ اللهُ كَا كُلُ كُلُ كُلُ مَن مقصد اہل مكہ كو تنبيہ ہے كہ اگر تم ہمارے رسول مَنْ اللهُ عَلَى كَا كَلُهُ مِن اللهُ مَن اللهُ في اس طرح مؤاخذہ ہوسکتا ہے، جسے گزشتہ قوموں كا اللہ نے كہا اگر تم ہمارے رسول مَنْ اللهُ عَلَى كَا كُن بِي اللهُ كَا كُن مُن اللهُ عَلَى اس طرح مؤاخذہ ہوسکتا ہے، جسے گزشتہ قوموں كا اللہ نے كیا۔

٢. ان كى طرف حضرت مود عَلَيْكِ بي بناكر بيهيم كئ شخص انهول نے تكذيب كى، بالآخر الله تعالىٰ نے سخت موا كا عذاب ان

إرَمَزَدَاتِ الْعِمَادِنَ

الَّتِي لَوْيُخُلُّقُ مِثُلُهَا فِي الْبِلَادِكْ

وَتَمُوُدُ الَّذِينَ جَابُواالصَّخُرَ بِالْوَادِ ٥

وَفِرْعَوْنَ فِي الْأَوْتَادِ ۗ الَّذِينَ طَعَوُافِي الْبِلَادِ ۗ فَأَكُنُّرُوْافِهُ الْفَسَادَ ۗ

فَصَبَّ عَلَيْهُمُ رَبُّكَ سَوْطَ عَنَابِ ۗ

إِنَّ رَبِّكَ لَيَا لَيِهِ وَصَادِهُ

ستونول والے ارم کے ساتھ۔<sup>(1)</sup>

۸. جس کی مانند (کونکی قوم) ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی۔(۲)

9. اور شمود لیوں کے ساتھ جنہوں نے وادی میں بڑے بڑے پھر تراشے تھے۔(۳)

•ا. اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا۔

اا. ان سبھول نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا۔

۱۲. اور بهت فساد مچا رکھا تھا۔

ال سب پر عذاب کا کوڑا میں۔ آخر تیرے رب نے ان سب پر عذاب کا کوڑا برسایا۔

۱۳. یقیناً تیرا رب گھات میں ہے۔

پر نازل کیا جو متواتر سات راتیں اور آٹھ دن جلتی رہی (الحاقة: ۱۰-۵) اور انہیں تہس نہس کرکے رکھ دیا۔

1. إِرَمَ، عَادٍ سے عطف بيان يا بدل ہے۔ يہ قوم عاد كے داداكا نام ہے۔ ان كا سلسلہ نسب ہے، عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح۔ (فتح اللہ) اس كا مقصد يه وضاحت ہے كه يه عاد اولى ہے۔ ذات العماد (ستونوں والے) سے اشارہ ہے ان كى قوت وطاقت اور دراز قامتى كى طرف۔

علاوہ ازیں وہ فن تعمیر میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے اور نہایت مضبوط بنیادوں پر عظیم الثان عمارتیں تعمیر کرتے تھے۔ ذات العماد میں دونوں ہی مفہوم شامل ہوسکتے ہیں۔

۲. لیعنی ان جیسی دراز قامت اور قوت والی قوم کوئی اور پیدا نبیس ہوئی۔ یہ قوم کہا کرتی تھی ﴿مَنْ اَشَدُّ مِتَا أُوَّةً ﴾ (خم السجدة: ۱۵) (ہم سے زیادہ کون طاقتور ہے؟)۔

٣. يه حضرت صالح عليه الله ن قوم تھی، الله نے اسے پھر تراشنے کی خاص صلاحیت وقوت عطا کی تھی، حتیٰ کہ يه لوگ پہاڑوں کو تراش کر ان میں اپنی رہائش گاہیں تعمیر کر لیتے تھے، جیسا کہ قر آن نے کہا ہے ﴿ وَتَخْوَمُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُورِ اَلْحِوْدَ ﴾ (الشعداء: ۱۳۹) (اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر پر تکلف مکانات بنا رہے ہو)۔

۴. اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑے لشکروں والا تھا جس کے پاس خیموں کی کثرت تھی جنہیں میخین گاڑ کر کھڑا کیا جاتا تھا۔ یا اس سے اس کے ظلم وستم کی طرف اشارہ ہے کہ میخوں کے ذریعے سے وہ لوگوں کوسزائیں دیتا تھا۔ (فٹ القدیر)

۵. لیعنی ان پر آسان سے اپنا عذاب نازل فرماکر ان کو تباہ وبرباد کردیا، یا انہیں عبرت ناک انجام سے دوچار کردیا۔

۲. لیعنی تمام مخلوقات کے اعمال دیکھ رہا ہے اور اس کے مطابق وہ دنیا اور آخرت میں جزاء دیتا ہے۔

فَاكْنَا الْإِنْسَانُ إِذَامَا ابْتَلْلَهُ رَبُّهُ فَاكْرِمَهُ وَنَعَبَهُ لَا فَيَقُولُ رَبِّنَ ٱكْرَشِنِ ﴿

وَأَمَّاَاِذَامَاالِتَلَهُ فَقَدَرَعَلَيْهِ رِزُقَهُ لَا فَيَقُولُ رَبِّنُ آهَانِنَ۞

كَلَّا بَلُ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيْءَوْ

وَلاَتَحَضُّوُنَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ &

ۅۘؾٲؙڬ۠ۏٛڹؘٳڷؾؗڗٳڬؘٳڬڵڒؖڷڽؖٵۿ ۊٙؾؙۼڹٞ۠ۏڹٳڶؠٵڶڂؠؖٵڿؠؖٵ۞ ػڰڒٳۮٙٳۮػؾؚٳڵڒڝٛ۫ۮڴٵۮڴٵۿ

10. انسان (کایہ حال ہے کہ) جب اس کا رب اسے آزماتا ہے اور عزت و نعمت دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا۔

اور جب وہ اس کو آزماتا ہے اور اس کی روزی نگل کردیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی (اور ذلیل کیا)۔ (۲)

12. ایسا ہرگز نہیں <sup>(۳)</sup> بلکہ (بات یہ ہے) کہ تم (ہی) لوگ نتیموں کی عزت نہیں کرتے۔ <sup>(۳)</sup>

11. اور مسکینوں کے کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے۔

19. اور (مردول کی) میراث سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو۔<sup>(۵)</sup> ۲۰. اور مال کو جی بھر کر عزیز رکھتے ہو۔<sup>(۲)</sup>

یقیناً جس (<sup>(2)</sup> وقت زمین کوٹ کوٹ کر برابر کردی

ا. لینی جب اللہ کسی کو رزق ودولت کی فراوانی عطا فرماتا ہے تو وہ اپنی بابت اس غلط فنہی کا شکار ہوجاتا ہے کہ اللہ اس پر بہت مہربان ہے، حالانکہ یہ فراوانی امتحان اور آزماکش کے طور پر ہوتی ہے۔

۲. لیعنی وہ تنگی میں مبتلا کرکے آزماتا ہے تو اللہ کے بارے میں بد کمانی کا اظہار کرتا ہے۔

سل بینی بات اس طرح نہیں ہے جیسے لوگ سیحتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مال اپنے محبوب بندوں کو بھی دیتا ہے اور ناپسندیدہ افراد کو بھی، تنگی میں بھی وہ اپنوں اور بیگانوں دونوں کو مبتلا کرتا ہے۔ اصل مدار دونوں حالتوں میں اللہ کی اطاعت پر ہے۔ جب اللہ مال دے تو اللہ کا شکر کرے، تنگی آئے تو صبر کرے۔

۷۰. لیعنی ان کے ساتھ وہ حسن سلوک نہیں کرتے جس کے وہ مستحق ہیں، نبی مَنَّا الْیُمْ کَا فرمان ہے (وہ گھر سب سے بہتر ہے جس میں اس کے ساتھ برسلوکی کی جائے۔ پھر اپنی ہے جس میں اس کے ساتھ برسلوکی کی جائے۔ پھر اپنی انگلی کے ساتھ اشارہ کرکے فرمایا، میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں ساتھ ملی ہوئی ہیں)۔ (آبوداود، کتاب الادب، باب فی ضم النیتیم)

٥. ليني جس طريق سے بھي حاصل ہو، حلال طريق سے يا حرام طريق سے لَمَّا بمعنى جَمْعًا.

٢. جَمًّا جَمْعَىٰ كَثِيْرًا.

یا تمہارا عمل ایسا نہیں ہونا چاہیے جو مذکور ہوا، کیوں کہ ایک وقت آنے والا ہے جب.....

وَّكَاءُرَبُّكَ وَالْمِلَكُ صَفًّاصَفًّا ﴿

ۅؘڝؚٵٞؽؙڲۅؙڡٙۑۮٳؚڝؘۿڹٛۄٞ؞ٚؽۅؙڡؠۣٙۮ۪ؠۜؾۘؾڬػٞۯ ٵڵٟۺ۬ٵؽؙۅؘٲؿ۠۠ڶۮ۠ڶڵؚؚۨڪؙۯؽ۞

يَقُولُ لِلْكِتَنِيُ قَدَّمُتُ لِعَيَالِيُّ أَنَّ

فَيُوْمَهِ إِلَّا يُعَدِّبُ عَذَابَهُ آحَدُ اللَّهِ

وَّلَايُوْشُ وَكَا قَكَ ۗ آحَدُّهُ يَايَّتُهُاالتَّفُسُ الْمُطْمَيِّتَهُ ۚ

جائے گی۔

۲۲. اور تیرا رب (خود) آجائے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر (آجائیں گے)۔(۱)

ان ون جہم جھی لائی جائے گی $^{(r)}$  اس ون انسان کو سمجھ آئے گی گر آج اس کے سمجھنے کا فائدہ کہاں $^{(r)}$ 

۲۴. وہ کہے گا کہ کاش کہ میں نے اپنی اس زندگی کے لیے پچھ پیشگی سامان کیا ہوتا۔

۲۵. پس آج اللہ کے عذاب جیسا عذاب کس کا نہ ہوگا۔

۲۷. اور نه اس کی قید وبند جیسی کسی کی قید وبند ہو گی۔ (۵) ۲۷. اے اطمینان والی روح!

ا. کہا جاتا ہے کہ جب فرشتے، قیامت کے دن آسان سے نیچ اتریں گے تو ہر آسان کے فرشتوں کی الگ صف ہوگی، اس طرح سات صفیں ہوں گی جو زمین کو گھیرلیں گی۔

۲. ستر ہزار لگاموں کے ساتھ جہنم جکڑی ہوئی ہوگی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے تھنچ رہے ہوں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی شدہ حرنار جہنم وبعد قعرها. ترمذي، أبواب صفة جہنم، باب ماجاء فی صفة النار) اسے عرش کے بائیں جانب کھڑا کر دیا جائے گا، پس اسے دیکھ کر تمام مقرب اور انبیاء عین گھٹوں کے بل گر پڑیں گے اور «یَارَبِّ انفُسِیْ» پکاریں گے۔ (ثُنَّ القدیم)

سبا لیعنی یہ ہولناک منظر دیکھ کر انسان کی آ تکھیں گھلیں گی اور اپنے کفر ومعاصی پر نادم ہو گا، لیکن اس روز اس ندامت اور نصیحت کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

۸. یه افسوس اور حسرت کا اظہار، ای ندامت کا حصہ ہے جو اس روز فائدہ مند نہیں ہوگی۔

۵. اس لیے کہ اس روز تمام اختیارات صرف ایک اللہ کے پاس ہوں گے۔ دوسرے، کسی کو اس کے سامنے رائے یا دم زنی نہیں ہوگا حتی کہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش تک نہیں کرسکے گا۔ ایسے حالات میں کافروں کو جو عذاب ہوگا اور جس طرح وہ اللہ کی قید وہند میں جکڑے ہوں گے، اس کا یہاں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا چہ جائیکہ اس کا پھھ اندازہ ممکن ہو۔ یہ تو مجر موں اور ظالموں کا حال ہوگا لیکن اہل ایمان وطاعت کا حال اس سے بالکل مختلف ہوگا، جیسا کہ اگلی آیات میں ہے۔
 آگلی آیات میں ہے۔

وَادُخُلِيُ جَنَّتِيٌّ ﴿

۲۸. تو اپنے رب کی طرف (۱) لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش۔
 ۲۹. کیں میرے خاص بندوں میں داخل ہوجا۔
 ۳۰. اور میری جنت میں چلی جا۔

ائ جِعِي َ إلى رَبِّكِ دَاضِيَةٌ مَّرُضِيَّهُ هَّرُضِيَّهُ هَّرُ فَادُخُلُ فِي عِبْدِي ﴾

ا. یعنی اس کے اجر وثواب اور ان نعتول کی طرف جو اس نے اپنے بندول کے لیے جنت میں تیار کی ہیں۔ بعض کہتے ہیں قیامت کے دن کہا جائے گا، بعض کہتے ہیں کہ موت کے وقت بھی فرشتے خوشخبری دیتے ہیں، اس طرح قیامت کے دن کھی اسے یہ کہا جائے گا جو یہال مذکور ہے۔ حافظ ابن کثیر نے ابن عماکر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نی کریم مُثَاثِیْنَا نے ایک آدمی کو یہ وعا پڑھنے کا حکم دیا، «اَللَّهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ نَفْسًا بِكَ مُطْمَئِنَّةً، تُؤْمِنُ بِلِقَائِكَ، وَرَبْنَ كَبِيرِ)

# سورۂ بلد مکی ہے اور اس میں بیس آیتیں ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. میں اس شہر کی قشم کھاتا ہوں۔(۱)

۲. اور آپ اس شهر میں مقیم ہیں۔

س. اور (قشم ہے) انسانی باپ اور اولاد کی۔(۲)

بھیناً ہم نے انسان کو (بڑی) مشقت میں پیدا کیاہے۔

۵. کیا یہ گمان کر تا ہے کہ یہ کسی کے بس میں ہی نہیں؟ (<sup>۱۸)</sup>

 ۲. کہتا (پھرتا) ہے کہ میں نے تو بہت پھھ مال خرچ

 کر ڈالا۔( $^{(a)}$ )

2. کیا (یوں) سمجھتا ہے کہ کسی نے اسے دیکھا (ہی) نہیں ؟<sup>(۱)</sup>

A. کیاہم نے اس کی دو آئیس نہیں بنائیں۔(2)

# سُوْنَوُ البَالِيْ الْمُ

#### بِسُ عِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

لَّا أُقْسِوُ بِهِذَا الْبُكبِ الْ وَانْتَ حِلُّ بِهِذَا الْبُكبِ الْ وَوَالِبِ وَمَا وَلَدَ الْ لَقَلُ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَيْهِ الْ اَيُسُبُ اَنْ كُنُ يَقْتُورَ عَلَيْهِ إَحَلُ الْ يَقُولُ اَهْلَكُ مُا لَالْبُكا الْ

اَيُعْسَبُ أَنْ لَوْيَرَةُ أَحَدُ فَ

## ٱلَوْغَعُكُ لَكَ عَيْنَيْنِ

ا. اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے جس میں اس وقت، جب اس سورت کا نزول ہوا، نبی طَلَّقَیْقِ کا قیام تھا، آپ سَلَقَیْقِ کا مولد بھی یہی شہر تھا۔ یعنی اللہ نے آپ سَلَقِیْقِ کے مولد ومسکن کی قسم کھائی، جس سے اس کی عظمت کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

۲. بعض نے اس سے مراد حضرت آدم عَلیّشًا اور ان کی اولاد لی ہے، اور بعض کے نزدیک یہ عام ہے، ہر باپ اور اس کی اولاد اس میں شامل ہے۔

- سل لینی اس کی زندگی محنت ومشقت اور شدائد سے معمور ہے۔ امام طبری نے اس مفہوم کو اختیار کیا ہے، یہ جواب قشم ہے۔ مل لینی کوئی اس کی گرفت کرنے پر قادر نہیں ؟
- ۵. لُبَدًا، کثیر، ڈھیر۔ یعنی دنیا کے معاملات اور فضولیات میں خوب بیسہ اڑاتا ہے، پھر فخر کے طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا پھرتا ہے۔

٩. اس طرح الله كى نافرمانى ميں مال خرج كرتا ہے اور سمجھتا ہے كه كوئى اسے ديكھنے والا نميں ہے؟ حالانكہ الله سب يجھ ديكھ رہا ہے۔ جس پروہ اسے جزاء دے گا۔ آگے الله تعالىٰ اپنے بعض انعامات كا تذكرہ فرمارہا ہے تاكہ ایسے لوگ عبرت پكڑیں۔
 ٢. جن سے یہ دیکھتا ہے۔

9. اور زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے)(ا)
 10. اور ہم نے دکھا دیے اس کو دونوں راستے۔(۱)
 11. سو اس سے نہ ہوسکا کہ گھاٹی میں داخل ہو تا۔(۳)
 11. اور کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا؟
 11. اور کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا؟
 11. یا بھوک والے دن کھانا کھلانا۔
 12. یا جاکسار مسکین کو۔
 14. یا خاکسار مسکین کو۔(۹)
 14. یا خاکسار مسکین کو۔
 15. بھر ان لوگوں میں سے ہوجاتا جو ایمان

وَلِمَانَا وَتَفَقَتُنُونَ فَ وَهَدَيْنَهُ النَّجُورَيُنِ فَ فَلَا اَتَخَوَ الْعَقَبَةَ أَنَّ وَمَادَدُرِكَ مَا الْعَقَبَةُ فَ فَكُ رَقَبَةٍ فَ اَوْ الطَّعُونُ فِي يُومِ ذِي مَسْعَبَةٍ فَ يَتِيْمُ اذَا مَقْرَبَةٍ فَ اَوْسِكِيْنَا ذَا مَثْرَبَةٍ فَ وَمُسِكِيْنَا ذَا مَثْرَبَةٍ فَ

ا. زبان سے وہ بولتا اور اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے۔ ہو شؤں سے وہ بولنے اور کھانے کے لیے مدد حاصل کرتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ اس کے چیرے اور منہ کے لیے خوب صورتی کا بھی باعث ہیں۔

۲. یعنی خیر کا بھی اور شرکا بھی، کفر کا بھی اور ایمان کا بھی، سعادت کا بھی اور شقاوت کا بھی۔ جیسے فرمایا، ﴿إِنَّاهَدَيْنَالُهُ السَّيِيثَالَ إِشَّالِهَ لَكُورًا وَ إِلَّمَا كَفُورًا ﴾ (الدهر: ۳) (ہم نے اسے راہ دکھائی اب خواہ وہ شکر گزار ہے خواہ ناشکرا)۔ نَجْدٌ کے معنی ہیں، اونچی جگد۔ اس لیے بعض نے یہ ترجمہ کیا ہے "ہم نے انسان کی (مال کے) دو پیتانوں کی طرف رہنمائی کردی" یعنی وہ عالم شیر خوارگی میں ان سے اپنی خوراک حاصل کرے۔ لیکن پہلا مفہوم زیادہ صحیح ہے۔

اسب عَقَبَةٌ گُھائی کو کہتے ہیں لیخی وہ راستہ جو پہاڑ میں ہو۔ یہ عام طور پر نہایت دشوار گزار ہوتا ہے۔ یہ جملہ یہاں استفہام بمعنی انکار کے مفہوم میں ہے۔ لیخی اَفَلَا افْتَحَمَ الْعَقَبَةَ کیا وہ گھائی میں داخل نہیں ہوا؟ مطلب ہے نہیں ہوا۔ یہ ایک مثال ہے اس محنت ومشقت کی وضاحت کے لیے جو نیکی کے کاموں کے لیے ایک انسان کو شیطان کے وسوسوں اور نفس کے شہوانی تقاضوں کے خلاف کرنی پڑتی ہے، جیسے گھائی پر چڑھنے کے لیے سخت جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ (شخ القدر) کما. مَسْغَبَةٍ، مَجَاعَةٍ (بھوک) یَوْم ذِيْ مَسْغَبَةٍ، بھوک والے دن۔ ذَا مَتْزُبَةٍ (مٹی والا) لیعنی جو فقر وغربت کی وجہ سے مٹی (زمین) پر پڑا ہو۔ اس کا گھر بار بھی نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ کسی گردن کو آزاد کردینا، کسی بھوک کو، رشتے دار بیٹیم کو یا مسکین کو کھانا کھلادینا، یہ دشوار گزار گھائی میں داخل ہونا ہے جس کے ذریعے سے انسان جہنم رشتے دار بیٹیم کو یا مسکین کو کھانا کھلادینا، یہ دشوار گزار گھائی میں داخل ہونا ہے جس کے ذریعے سے انسان جہنم کی کافات و لیے بی بڑی فضیت سے ج کہ کسی گردن کو آزاد کرنے کی بھی بڑی فضیت سے ج کہ کسی داخل میں آئی ہے۔ آج کل اس کی ایک صورت کسی مقروض کو قرض کے بوجھ سے نجات دلادینا ہوسکتی ہے، یہ بھی امیار گونہ فَکُ رَفَتَ ہے۔ آج کل اس کی ایک صورت کسی مقروض کو قرض کے بوجھ سے نجات دلادینا ہوسکتی ہے، یہ بھی الک گونہ فَکُ رَفَتَ ہے۔

لاتے (۱) اور ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کرنے کی وصیت کرتے ہیں۔ (۲)

۱۸. یہی لوگ ہیں دائیں بازو والے (خوش بختی والے)۔

19. اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا وہ
مائیں بازو (کم بختی) والے ہیں۔

۲۰. انہی پر آگ ہوگی جو چاروں طرف سے گیری ہوئی ہوگی۔(۲)

وَتُواصَوُا بِالْمَرْحَمَةِ ٥

اُولِيِكَ أَصْعُبُ الْمَيْمَنَةِ ٥

وَالَّذِيْنَ كُفَّرُ وَا بِالْنِتِنَاهُ مُ إَصْعُبُ الْمُشُمَّةِ ٥

عَلَيْهِمْ نَارُمُّوْصَلَةٌ ۞

ا. اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ اعمال خیر، اسی وقت نافع اور اخروی سعادت کا باعث ہوں گے جب ان کا کرنے والاصاحب ایمان ہوگا۔

۲. ابل ایمان کی صفت ہے کہ وہ ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کی تلقین کرتے ہیں۔

۳. مُوْصَدَةٌ کے معنی مُغْلَقَةٌ (بند) یعنی ان کو آگ میں ڈال کر چارول طرف سے بند کردیا جائے گا، تاکہ ایک تو آگ کی یوری شدت حرارت ان کو پہنچے۔ دوسرا وہ بھاگ کر کہیں نہ جاسکیں۔

# سورہ سمس مکی ہے اور اس میں پندرہ آیتیں ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. قشم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی۔<sup>(۱)</sup>

۲. قسم ہے چاند کی جب اس کے پیچیے آئے۔(۲)

س. قسم ہے دن کی جب سورج کو نمایاں کرے۔(۳)

الم. قسم ہے رات کی جب اسے ڈھانی لے۔

۵. قشم ہے آسان کی اور اس کے بنانے کی۔<sup>(۵)</sup>

٢. قشم ہے زمین کی اور اسے ہموار کرنے کی۔(١)

کی قشم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی۔ (<sup>2)</sup>

٨. پھر اس کی بدی اور اس کی پر ہیز گاری اسے بتادی۔

9. جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا۔<sup>(9)</sup>

• ا. اور جس نے اُسے خاک میں ملادیا وہ ناکام ہوا۔

# يُنْ يُنُونُوا النَّمْيِينُ اللَّهُ اللَّاللَّهُ اللّل

#### بِسُ حِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيمِ

وَالشَّمْسِ وَصُغَهَا اللهُ وَالشَّمْسِ وَصُغَهَا اللهُ وَالشَّمْرِ إِذَا تَلْهَا اللهُ وَالشَّمَا وَالشَّمَا وَالشَّمَا وَمَا بَلْهَا اللهُ وَمَا بَلْهَا اللهُ وَمَا بَلْهَا اللهُ وَمَا اللهُ وَمِنْ اللهُ وَاللَّذُا اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ اللّهُ اللّهُ الل

ا. یا اس کی روشنی کی، یا مطلب ضخی سے دن ہے۔ لینی سورج کی اور دن کی قسم۔

٢. يعنى جب سورج غروب ہونے كے بعد وہ طلوع ہو، جيساكه پہلے نصف مبينے ميں ايسا ہوتا ہے۔

سا. یا تاریکی کو دور کرے، ظلمت کا پہلے ذکر تو نہیں ہے لیکن سیاق اس پر دلالت کرتا ہے۔ (ش القدر)

۴. تعنی سورج کو ڈھانی لے اور ہر سمت اندھیرا چھاجائے۔

۵. یا اس ذات کی جس نے اسے بنایا۔ پہلے معنی کی روسے مَا بمعنی مَنْ ہوگا۔

٢. ياجس نے اسے ہموار كيا۔

2. یا جس نے اسے درست کیا۔ درست کرنے کا مطلب ہے، اسے متناسب الاعضاء بنایا، بے ڈھب اور بے ڈھنگا نہیں بنایا۔ ٨. الهام کا مطلب با تو یہ ہے کہ انہیں اچھی طرح سمجھادیا اور انہیں انساء ﷺ اور آسانی کتابوں کے ذریعے سے خیر وشر

۱۰۰۰ انجام کا مصلب یا تو یہ ہے کہ ان کی عقل اور فطرت میں خیر اور شر، نیکی اور بدی کا شعور ودیعت کردیا۔ تا کہ وہ کی بچپان کروادی۔ یا مطلب ہے کہ ان کی عقل اور فطرت میں خیر اور شر، نیکی اور بدی کا شعور ودیعت کردیا۔ تا کہ وہ نیکی کو اینائیں اور بدی سے اجتناب کرس۔

9. شرک سے، معصیت سے اور اخلاقی آلاکٹوں سے پاک کیا، وہ اخروی فوز وفلاح سے ہمکنار ہوگا۔

۱۰. لینی جس نے اسے گراہ کرلیا، وہ خسارے میں رہا۔ دَسٌّ، تَدْسِیْسٌ سے ہے، جس کے معنی ہیں۔ ایک چیز کو دوسری

كَذَّبَتُ نَبُودُ يُطِغُونِهَا اللهُ

إذِ انْبُعَثَ أَشُقْهَا ﴿

فَقَالَ لَهُ مُرْرَسُولُ اللهِ نَاقَةَ اللهِ وَسُقَيْهَا اللهِ وَسُقَيْهَا اللهِ وَسُقَيْهَا

ڣؙڵڎؙڹٛۅ۠ٷڡٛۼ*ۯٚۅٝ*ۿٲؙڡٚؗۮٮۮؙٲۼۘڶؽۿؚؚۄ۫ۘۯڒؙڣۿۛڔڹؚۮؘڹؖؽؚۿؚ؞ٛ ڛؙڂۣۿ۞

وَلَايَخَانُ عُقُبْهَا قَ

11. (قوم) شمود نے اپنی سرکشی کے باعث جھٹلایا۔ (1)

17. جب ان میں کا بڑا بد بخت اٹھ کھڑا ہوا۔ (۲)

18. اللہ کے رسول نے فرمادیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹی اور اس کے پینے کی باری کی (حفاظت کرو)۔ (۳)

19. ان لوگوں نے اپنے پیٹیبر کو جھوٹا سمجھ کر اس او نٹنی کی کوچیں کاٹ دیں، (۳) پس ان کے رب نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی (۵) اور پھر ہلاکت کو عام کردیا اور اس بستی کو برابر کردیا۔ (۱)

10. اور وہ نہیں ڈرتا اس کے تباہ کن انجام ہے۔ (۵)

چیز میں چھپا دینا۔ دَسَّاهَا کے معنی ہوں گے جس نے اپنے نفس کو چھپا دیا اور اسے بے کار چھوڑ دیا اور اسے اللہ کی اطاعت اور عمل صالح کے ساتھ مشہور نہیں کیا۔

ا. طُغْیَانٌ، وہ سرکشی جو حد سے تجاوز کرجائے اسی طغیان نے انہیں تکذیب پر آمادہ کیا۔

۲. جس کا نام مفسرین قدار بن سالف بتلاتے ہیں۔ اس نے ایساکام کیا کہ یہ رکیس الاشقیاء بن گیا سب سے بڑا شقی (بد بخت)۔
 سا. لیعنی اس او نٹنی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے، اسی طرح اس کے لیے پانی پینے کا جو دن ہو، اس میں بھی گڑبڑ نہ کی جائے۔ او نٹنی اور قوم شمود دونوں کے لیے پانی کا ایک ایک دن مقرر کردیا گیا تھا۔ اس کی حفاظت کی تاکید کی گئی۔ لیکن ان ظالموں نے پرواہ نہیں کی۔
 ظالموں نے پرواہ نہیں کی۔

۷۰. یہ کام ایک ہی شخص قدار نے کیا تھا۔ لیکن چوں کہ اس شرارت میں قوم بھی اس کے ساتھ تھی اس لیے اس میں سب کو برابر کا مجرم قرار دیا گیا۔ اور جکنریب اور او مٹی کی کوچیں کاٹنے کی نسبت پوری قوم کی طرف کی گئی۔ جس سے یہ اصول معلوم ہوا کہ ایک برائی کا ارتکاب کرنے والے اگر چند ایک افراد ہوں لیکن پوری قوم اس برائی پر تکبیر کرنے کے بجائے اسے پیند کرتی ہوتو اللہ کے ہاں پوری قوم اس برائی کی مرتکب قرار پائے گی اور اس جرم یا برائی میں برابر کی شریک سمجھی جائے گی۔ هدار کیا۔

۲. عام کردیا، لیخی اس عذاب میں سب کو برابر کردیا، کسی کو نہیں چھوڑا، چھوٹا بڑا، سب کو نبیت ونابود کردیا گیا۔ یا زمین
 کو ان پر برابر کردیا لیخی سب کو تہ خاک کردیا۔

2. لینی اللہ تعالیٰ کو یہ ڈر نہیں ہے کہ اس نے انہیں سزا دی ہے کہ کوئی بڑی طاقت اس کا اس سے بدلہ لے گی۔ وہ انجام سے بے نوف ہے کیوں کہ کوئی الی طاقت نہیں ہے جو اس سے بڑھ کر یا اس کے برابر ہی ہو، جو اس سے انتقام لینے کی قدرت رکھتی ہو۔

# سورۂ کیل مکی ہے اور اس میں اکیس آیتیں ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

- ا. قسم ہے رات کی جب چھا جائے۔
- ۲. اور قشم ہے دن کی جب روشن ہو۔(۲)

س. اور قشم ہے اس ذات کی جس نے نر ومادہ کو پیدا (۳)

م. یقیناً تمہاری کو شش مختلف قسم کی ہے۔<sup>(۴)</sup>

جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور (اپنے رب سے)
 ڈرا۔

۲. اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا۔(۲)

ک. تو ہم بھی اس کو آسان رائے کی سہولت دیں گے۔

۸. اور لیکن جس نے بخیلی کی اور لایرواہی برتی۔ <sup>(۸)</sup>

# فَيْضَ قَاللَّهُ لِنَّ اللَّهِ اللَّهُ اللَّاللَّمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّا اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ ال

#### ين \_\_\_\_\_ إلله الرَّحُمٰن الرَّحِينِو

ۅؘٲڰؽؙڸٳۮٙٵؽۼ۫ؿ۠ؽ ۅٙٲڶؾٞۿٳڔٳڎؘٲۼۘۜٙڰ۠ؿ ۅؘمؘٵڂؘڬؘٙٲڶۮ۠ػۯؘۅٲڶۯؙؿؿٙؽؖ

ٳۜۜٛۜۜ؈ۜڡؙؾڲؙۄؙڷۺؘؾ۠ؖ۞۠ ڡؙٲؙڡؘۜٵڡؘڽؙٲڠڟؽۅٙٳؾۜڟ۬ؽۨ

وَصَدَّقَ بِالْمُسُنٰىٰ ۞ فَسَنُيْسِّرُهُ لِلْيُسُلٰى وَ آَسًا مَنْ؛ بَخِلَ وَاسُتَغُنٰىٰ ۞

- ا. لعنی افق پر چھاجائے جس سے دن کی روشیٰ ختم اور اندھیرا ہوجائے۔
  - ٢. ليعنى رات كا اند هيرا ختم اور دن كا اجالا ليهيل جائـ
- سر یہ اللہ نے اپنی قسم کھائی، کیوں کہ مرد وعورت دونوں کا خالق اللہ ہی ہے ما موصولہ ہے۔ بمعنی الَّذِیْ۔
- سم. لیخی کوئی ایتھے عمل کرتا ہے، جس کا صلہ جنت ہے اور کوئی برے عمل کرتا ہے جس کا بدلہ جہنم ہے۔ یہ جواب قسم بے شَتَّیٰ، شَبَیْتُ کی جَمْع ہے، چیسے مَرِیْشِ کی جَمْع مَرْضِیٰ۔
  - یعنی خیر کے کاموں میں خرچ کرے گا اور محارم سے بیچ گا۔

۲. یا اجھے صلے کی تصدیق کرے گا، یعنی اس بات پر یقین رکھے گا کہ انفاق اور تقویٰ کا اللہ کی طرف سے عمدہ صلہ ملے گا۔
 ک. یُسْرَیٰ کا مطلب نیکی اور الْخَصْلَةُ الْحُسْنَیٰ ہے۔ یعنی ہم اس کو نیکی واطاعت کی توفیق دیتے اور ان کو اس کے لیے آسان کر دیتے ہیں۔ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رفی اللہ نی بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے چھے غلام آزاد کے، جنہیں اہل مکہ مسلمان ہونے کی وجہ سے سخت اذبت دیتے تھے۔ (اُجُ القدر)
 ۸. یعنی اللہ کی راہ میں خرچ نبیں کرے گا اور اللہ کے حکم سے بے برواہی کرے گا۔

1411

وَكَنَّ بَ بِالْحُسُنَى الْمُ الْمُكُسُنَى اللهِ الْمُكْسُنَى اللهُ فَسَنَى اللهُ المُكْسُنِي اللهُ المُكْسُرِي اللهُ المُكْسُرِي اللهُ المُكْسُرِي اللهُ المُكْسُرِي اللهُ المُكْسُرِي اللهُ ا

وَمَا يُغُنِي عَنْهُ مَالُهُ ٓ إِذَا تَرَدُّى ١٠

اِنَّ عَلَيْنَا لَلُهُمُلٰى ﴿
وَانَّ لَنَالُلُا خِرَةً وَالْأُولِ
فَائَذَرُتُكُونَا رَّاتَكُظِّى ﴿
فَائَذَرُتُكُونَا رَّاتَكُظِّى ﴿
لَا يَصْلَمُهَا إِلَّا الْأَشْقَى ﴿
الَّذِي كَلَا بَهُ وَتَوَلَّى ﴿

9. اور نیک بات کی تکذیب کی۔(۱)

•ا. تو ہم بھی اس کی تنگی ومشکل کے سامان میسر کردیںگے۔(۲)

اا. اور اس کا مال اسے (اوندھا) گرنے کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔<sup>(۳)</sup>

11. بیشک راہ و کھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔

اللہ اور ہمارے ہی ہاتھ آخرت اور دنیا ہے۔

۱۴ میں نے تو متہیں شعلے مارتی ہوئی آگ سے ڈرادیا ہے۔

10. جس میں صرف وہی بدبخت داخل ہو گا۔

17. جس نے جھٹلایا اور (اس کی پیروی سے) منہ پھیرلیا۔<sup>(۱)</sup>

ا. یا آخرت کی جزاء اور حساب کتاب کا انکار کرے گا۔

۲. عُسْرَیٰ (تنگی) سے مراد کفر ومعصیت اور طریق شر ہے۔ لینی ہم اس کے لیے نافرمانی کا راستہ آسان کردیں گے، جس سے
اس کے لیے خیر وسعادت کے راستہ مشکل ہوجائیں گے۔ قرآن مجید میں یہ مضمون کئی جگہ بیان کیا گیا ہے کہ جو خیر ورشد کا
راستہ اپناتا ہے، اس کے صلے میں اللہ اسے خیر کی توفیق سے نواز تا ہے اور جو شر ومعصیت کو اختیار کرتا ہے، اللہ اس کو اس
کے حال پر چھوڑدیتا ہے اور یہ اس نقدیر کے مطابق ہی ہوتا ہے جو اللہ نے اپنے علم سے لکھ رکھی ہے۔ (ابن کیر) یہ مضمون
حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ نبی منگافینی کے فرمایا (تم عمل کرو، ہر شخص جس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے، وہ اس کے لیے
آسان کردیا جاتا ہے، جو اہل سعادت سے ہوتا ہے، اسے اہل سعادت والے عمل کی توفیق دے دی جاتی ہے اور جو اہل شقاوت
سے ہوتا ہے، اس کے لیے اہل شقاوت والے عمل آسان کردیے جاتے ہیں)۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ اللیل)
سع لین دے جنم میں گر رگا تھ ال جمع دو خرجہ نہیں کرتا تھاں کے کام نہ آر کا گا

سم. لیعنی حلال اور حرام، خیر اور شر، بدایت اور ضلالت کو واضح کرنا اور بیان کرنا ہمارے ذمے ہے۔ (جو کہ ہم نے کر دیا ہے) ۵. لیعنی دونوں کے مالک ہم ہی ہیں، ان میں جس طرح چاہیں تصرف کریں اس لیے ان دونوں کے یا ان میں سے کسی ایک کے طالب ہم سے ہی مانگیں کیوں کہ ہم طالب کو ہم ہی اپنی مشیت کے مطابق دیتے ہیں۔

١٠. اس آيت سے مرجئه فرقے نے (جو ايک باطل فرقه گزرا ہے)ائدلال کيا ہے که جہنم ميں صرف کافر ہی جائيں گے۔
 کوئی مسلمان چاہے کتنا ہی گناہ گار ہو، وہ جہنم ميں نہيں جائے گا۔ ليکن يہ عقيدہ ان نصوص صريحہ کے خلاف ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مسلمان بھی، جن کو اللہ تعالیٰ کچھ سزا دینا چاہے گا، کچھ عرصے کے لیے جہنم ميں جائيں گے،

1. اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پر ہیز گار ہو گا۔ <sup>(1)</sup>

11. جو پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے۔ (۲)

19. اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا

۲۰. بلکہ صرف اپنے بزرگ وبلند پروردگار کی رضا چاہنے کے لیے۔ (۱۹)

اور یقیناً وہ (اللہ بھی) عنقریب رضا مند ہوجائے گا۔ (<sup>(۵)</sup>

وَسَيْجَنَّبُهُا الْأَتُّقَى الْ

الَّذِي ُيُؤِّقُ مَالَهُ يَــَتَزَكُّ ۚ وَمَالِلَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِّعُمَةٍ تُجُزِّى۞

ٳڷڒٲڹؾؚۼؘٵٚءٙۅٙۻ<u>۫</u>ۅڔٙؾؚؚٶٲڵۯڠڶؽؖ

وَلَسَوُفَ يَرُضَى ﴿

پھر وہ نبی طَلَّیْتِیْم ملائکہ اور دیگر صالحین کی شفاعت سے نکال لیے جائیں گے، یہاں حصر کے انداز میں جو کہا گیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ جو لوگ کیے کافر اور نہایت بدبخت ہیں، جہنم دراصل ان ہی کے لیے بنائی گئ ہے، جس میں وہ لازمی اور حتی طور پر اور ہمیشہ کے لیے داخل ہوں گے۔ اگر کچھ نافرمان قشم کے مسلمان جہنم میں جائیں گے تو وہ لازمی اور حتی طور پر اور ہمیشہ کے لیے نہیں جائیں گے، بلکہ بطور سزا ان کا یہ دخول عارضی ہوگا۔ (فتح القدر)

ا. لعنی جہنم سے دور رہے گا اور جنت میں داخل ہو گا۔

۲. کینی جو اپنا مال اللہ کے تھم کے مطابق خرچ کرتا ہے تاکہ اس کا نفس بھی اور اس کا مال بھی پاک ہوجائے۔

۳. لینی بدله اتارنے کے لیے خرچ نه کرتا ہو۔

٨٠. بلكه اخلاص سے الله كى رضا اور جنت ميں اس كے ديدار كے ليے خرج كرتا ہے۔

۵. یا وہ راضی ہوجائے گا، یعنی جو شخص ان صفات کا حامل ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کی نعمتیں اور عزت وشرف عطا فرمائے گا، جس سے وہ راضی ہوجائے گا۔ اکثر مفسرین نے کہا ہے بلکہ بعض نے اجماع تک نقل کیا ہے کہ یہ آیات حضرت ابو بکر صدیق رفاہی کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ تاہم معنی ومفہوم کے اعتبار سے یہ عام ہیں، جو بھی ان صفات عالیہ سے متصف ہوگا، وہ بارگاہ الٰہی میں ان کا مصداق قرار پائے گا۔

# سورۂ ضحیٰ مکی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔

#### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. قتم ہے چاشت کے وقت کی۔(۱)

۲. اور قشم ہے رات کی جب چھا جائے۔

س. نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ بیزار ہوگیا ہے۔ ہوگیا ہے۔

م. یقیناً تیرے لیے انجام آغاز سے بہتر ہو گا۔<sup>(۳)</sup>

محقیح تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (ونوش) ہوجائے گا۔

٢. كيا اس نے تجھے يتيم پاكر جگه نہيں دى؟(١)

اور تجھے راہ مجمولا یا کر ہدایت نہیں دی۔

# سُنِفَ لِقُالِقُ جَحَلَ

#### بِسُ عِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

**وَالضُّحٰ**ىٰ

وَالَّيْلِ إِذَا سَجِي اللَّهِ إِنَّا اللَّهِ إِنَّا اللَّهِ فَيَ

مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَالَى ﴿

وَلَلْاخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأَوْلِيُّ

وَلَسَوُفَ يُعُطِيُكَ رَبُّكَ فَتَرُضَى ٥

ٱلمُرِيَحِبُهُ كَ يَتِيمُنَا فَالْوَى ﴿

وَوَجَدَكَ ضَأَلًّا فَهَدَى ٥

گئے۔ ایک مرتبہ نبی مَنَّ اللَّیْمَ عَبَار ہوگئے دو تین راتیں آپ نے قیام نہیں فرمایا، ایک عورت آپ مَنَّ اللَّیْمَ کے پاس آئی اور کہنے گئی۔ اے محمد! (مَنَّ اللَّهِ عَلَمَ ہوتا ہے کہ تیرے شیطان نے مجھے چھوڑدیا ہے، دو تین راتوں سے میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ تیرے قریب نہیں آیا۔ جس پر اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (صحبح البخاری، تفسیر سورة الضحیٰ) یہ عورت ابولہب کی بیوی ام جمیل تھی۔ (قُ اہادی)

ا. چاشت (ضُعطًى) اس وقت كو كہتے ہيں، جب سورج بلند ہو تا ہے۔ يہاں مراد پورا دن ہے۔

۲. سَجَیٰ کے معنیٰ ہیں سَکَنَ، جب ساکن ہوجائے، یعنی جب اندھیرا مکمل چھاجائے، کیونکہ اس وقت ہر چیز ساکن ہوجاتی ہے۔
 ۳. جیسا کہ کافر سمجھ رہے ہیں۔

م. یا آخرت دنیا سے بہتر ہے۔ دونوں مفہوم معانی کے اعتبار سے صحیح ہیں۔

۵. اس سے دنیا کی فتوحات اور آخرت کا اجر وثواب مراد ہے۔ اس میں وہ حق شفاعت بھی داخل ہے جو آپ سَکَاتَیْکِامُ کو این امت کے گناہ گاروں کے لیے ملے گا۔

۲. لینی باپ کے سہارے سے بھی تو محروم تھا، ہم نے تیری دست گیری اور چارہ سازی کی۔

ک. لینی تجھے دین شریعت اور ایمان کا پیۃ نہیں تھا، ہم نے مجھے راہ یاب کیا، نبوت سے نوازا اور کتاب نازل کی، ورنہ اس

٨. اور تخیجے نادار پاکر تو نگر نہیں بنادیا؟ (۱)
 ٩. پس تو بھی یہتیم پر سختی نہ کیا کر۔ (۲)
 ١٠. اور نہ سوال کرنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ۔ (۳)
 ١١. اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتا رہ۔ (۳)

وَوَجَدَكُ عَآبِكُ فَاغُنَیْ فَ فَاتَاالْیَتَیِئُوفَلَاتَفُکُرُ فَ وَامَّاالْیَتَالِیَا لِلَ فَلَاتَنْکُمُ ا وَامَّالِینِعُمَةُ رَبِّكَ فَحَبِّثُ أَهْ

سے قبل تو ہدایت کے لیے سرگردال تھا۔

ا. تونگر کا مطلب ہے، اپنے سوا تجھ کو ہر ایک سے بے نیاز کردیا، پس تو فقر میں صابر اور غناء میں شاکر رہا۔ جیسے خود نی سُکُالیْنَیْمِ کا کھی فرمان ہے کہ (تونگری، سازو سامان کی کثرت کا نام نہیں ہے، اصل تونگری دل کی تونگری ہے)۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب لیس الغنیٰ عن کثرة العرض)

سال بعنی اس سے سختی اور سکبر نہ کر، نہ درشت اور تلخ لہجہ اختیار کر۔ بلکہ جواب بھی دینا ہوتو پیار اور محبت سے دو۔

اللہ بعنی اللہ نے سمجھ پر جو احسانات کیے ہیں، مثلاً ہدایت اور رسالت و نبوت سے نوازا، یتیمی کے باوجود سری کفالت و سرپرستی کا انتظام کیا، سمجھ قناعت و تو گری عطاکی و غیرہ۔ انہیں جذبات تشکر و ممنونیت کے ساتھ بیان کرتا رہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے انعامات کا تذکرہ اور ان کا اظہار اللہ کو پہند ہے لیکن سکبر اور فخر کے طور پر نہیں بلکہ اللہ کے فضل وکرم اور اس کے احسان سے زیر بار ہوتے ہوئے اور اس کی قدرت وطاقت سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ ہمیں ان نعتوں سے محروم نہ کردے۔

۲. بلکہ اس کے ساتھ نرمی واحسان کا معاملہ کر۔

# سورہُ الم نشرح مکی ہے اور اس میں آٹھ آپیتی ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ ا. کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔ ۲. اور تجھ پر سے تیرا بوجھ ہم نے اتاردیا۔ ۳. اور تجھ پر سے تیرا بوجھ ہم نے اتاردیا۔ ۳. اور ہم نے تیری پسیٹھ توڑدی تھی۔ ۴. اور ہم نے تیرا ذکر بلند کردیا۔

# المُوْلُونُ الْمِنْكِينِ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ المُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ لِلْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ لِلْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ لِلْمُؤْلِدُ الْمُؤْلِدُ الْ

#### بِسُ \_\_\_\_ هِ اللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيْمِ

اَلَهُ نَشُرَهُ لِكَ صَدُرَكَ ٥ وَوَضَعُنَاعَنُكَ وِمُ رَكَ ٥ الَّذِي َ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ٥ وَرَفَعُنَالِكَ ذِكُوكَ ٥ وَرَفَعُنَالِكَ ذِكُوكَ ٥

الله الله الله الله الله الله دور زندگی سے متعلق ہے۔ اس دور میں اگرچہ الله نے آپ مَنْ الله علی عبادت واطاعت کا نہ آپ مُنْ الله علی عبادت واطاعت کا نہ آپ مُنْ الله کی اس لیه عدم عبادت وعدم اطاعت کا بوجھ تھا، جو حقیقت میں تو نہیں تھا، لیکن آپ مَنْ الله علی الله عدم عبادت وعدم اطاعت کا بوجھ تھا، جو حقیقت میں تو نہیں تھا، لیکن آپ مَنْ الله علی الله عدم عبادت وعدم اطاعت کا بوجھ تھا، الله عدم عبادت وعدم اطاعت کا بوجھ تھا، الله علی مفہوم ہے جو ﴿ لِلَهُ وَاللهُ مَا اللهُ مَنْ اللهُ مَا اللهُ عَلَى اللهُ مَنْ اللهُ مَا اللهُ عَلَى اللهُ مَنْ اللهُ عَلَى اللهُ ع

س. لیعنی جہاں اللہ کا نام آتا ہے وہیں آپ مَنْاللَّيْظِ کا نام بھی آتا ہے۔ مثلاً اذان، نماز اور ديگر بہت سے مقامات پر، گزشتہ

۵. پس یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔
 ۲. بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔
 کی بس جب تو فارغ ہوتو عبادت میں محنت کر۔
 ۸. اور اپنے پرورد گار ہی کی طرف دل لگا۔

فَاكَّ صَعَ الْعُسُرِيُسُوًا ۞ إِنَّ مَعَ الْعُسُرِيُسُوَّا فَإِذَا فَرَغُتَ فَانْصَبُ وَإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبُ وَإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبُ ۞

کتابوں میں آپ سَکَالِیْکُم کا تذکرہ اور صفات کی تفصیل ہے، فرشتوں میں آپ سَکَالِیْکُم کا ذکر خیر ہے، آپ سَکَالِیُکُم کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت کا بھی علم دیا، وغیرہ۔ اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت کا بھی علم دیا، وغیرہ۔

ا. یہ آپ سَکَالِیْکُم کے لیے اور صحابہ رِشَالَیْکُم کے لیے خوشخبری ہے کہ تم اسلام کی راہ میں جو تکلیفیں برداشت کررہے ہوتو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد ہی اللہ تہمیں فراغت وآسانی سے نوازے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، جسے ساری دنیا جانتی ہے۔

۲. لینی نماز سے، یا تبلیغ سے یا جہاد سے، تو دعا میں محنت کر، یا اتنی عبادت کر کہ تو تھک جائے۔ ۳. لینی اسی سے جنت کی امید رکھ، اسی سے اپنی حاجتیں طلب کر اور تمام معاملات میں اسی پر اعتاد اور بھروسہ رکھ۔

# سورۂ تین مکی ہے اور اس میں آٹھ آیتی ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

ا. قشم ہے انجیر کی اور زیتون کی۔ ۲. اور طور سینین کی۔<sup>()</sup>

س. اور اس امن والے شہر کی۔<sup>(۲)</sup>

م. یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ (۳) ۵. پھر اسے نیجوں سے نیجا کر دیا۔ (۴)

۲. لیکن جو لوگ ایمان لائے اور (پھر) نیک عمل کے تو

# سُونَ الْمِيْنِ اللهِ الله

#### بِسُ عِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيمِ

ۅؘالتِّيْنِوَالزَّنْتُوْنِ<sup>۞</sup> وَطُورُسِيْنِيْنَ۞

وَهٰنَاالْبَكَدِالْلَمِيْنِ الْ

ڵڡۜٙڷڂؙڵڡؙٞٮۜٛٵٳڵۣڶۺٵؽ؋ۣٛٲؘؘؘؙؙۘڞڛؚؾؘڡؙٞۅؚۣ؞ؠ۫ۄٟ۞ ؿؙۄۜۯۮۮڹؙۮؙٲۺڡؙڶڛڣۣڸؿڹ۞

ٳؖڒٳڷڒؽؚؽٵڡۜڹؙٷٳٶؘۼؚڶۅٳڶڞڸڶؾؚڣؘڵۿؙٲۻٛۊٛۼؽۯڡۘٮٛۏٛڽؚ۞

ا. یہ وہی کوہ طور ہے جہاں اللہ تعالی حضرت موسیٰ عَالِیّا اِسے ہم کلام ہوا تھا۔

۲. اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے، جس میں قال کی اجازت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں جو اس میں داخل ہوجائے، اسے بھی امن حاصل ہوجاتا ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دراصل تین مقامات کی قشم ہے، جن میں سے ہر ایک جگہ میں جلیل القدر، صاحب شریعت پینیمبر مبعوث ہوا۔ انجیر اور زیتون سے مراد وہ علاقہ ہے جہاں اس کی پیداوار ہے اور وہ ہے بیت المقدس، جہاں حضرت عینی غلیظا پینیمبر بن کر آئے۔ طور سینا یا سینین پر حضرت موسی غلیظا کو نبوت عطاکی گئی اور شہر مکہ میں سید الرسل حضرت محمد رسول اللہ منگائیڈا کی بعثت ہوئی۔ (ابن کیر)

سل یہ جواب قسم ہے۔ اللہ تعالی نے ہر مخلوق کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ اس کا منہ پنچے کو جھکا ہوا ہے صرف انسان کو دراز قامت، سیدھا بنایا ہے جو اپنے ہاتھوں سے کھاتا پیتا ہے۔ پھر اس کے اعضاء کو نہایت تناسب کے ساتھ بنایا، ان میں جانوروں کی طرح بے ڈھنگا پن نہیں ہے۔ ہر اہم عضو دو دو دبنائے اور ان میں نہایت مناسب فاصلہ رکھا، پھر اس میں جانوروں کی طرح بے ڈھنگا پن نہیں ہے۔ ہر اہم عضو دو دو بنائے اور ان میں نہایت مناسب فاصلہ رکھا، پھر اس میں عقل و تدبر، فہم و حکمت اور سمح وبھر کی قوتیں ودیعت کیں، انسان کی پیدائش میں ان تمام چیزوں کا اہتمام ہی احسن تقویم ہے، جس کا ذکر اللہ نے تین قسموں کے بعد فرمایا۔ (خ اقدیر)

مل. یہ اشارہ ہے انسان کے ارذل عمر (بہت زیادہ عمر) کی طرف۔ جس میں جوانی اور قوت کے بعد بڑھاپا اور ضعف آجاتا ہے اور انسان کی عقل اور ذہمن بچے کی طرح ہوجاتا ہے۔ بعض نے اس سے کردار کا وہ سفلہ بن لیا ہے جس میں مبتلا ہوکر انسان انتہائی بیت اور سانپ بچھو سے بھی زیادہ گیا گزرا ہوجاتا ہے اور بعض نے اس سے ذلت ورسو ائی کا وہ عذاب مراد لیا ہے جو جہنم میں کافروں کے لیے ہے۔ گویا انسان اللہ اور رسول مَنَّاثَیْمُ کی اطاعت سے انحراف کرکے اپنے کو احسن تقویم کے بلند رتبہ واعزاز سے گراکر جہنم کے اسفل سافلین میں ڈال لیتا ہے۔

ان کے لیے ایسا اجر ہے جو تبھی ختم نہ ہو گا۔(۱) **ک**. پس مجھے اب روز جزاء کے جھٹلانے پر کون سی چیز آمادہ کرتی ہے۔<sup>(۲)</sup>

٠. کيا الله تعالیٰ (سب) حاکموں کا حاکم نہيں ہے۔

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعُدُ بِالدِّيُنِ<sup>©</sup>

أَلَيْسَ اللهُ بِأَخْكُو الْخُكِمِيْنَ ﴿

ا. آیت ما قبل کے پہلے مفہوم کے اعتبار سے یہ جملہ مینہ ہے، مومنوں کی کیفیت بیان کررہا ہے اور دوسرے تیسرے مفہوم کے اعتبار سے، ماقبل کی تاکید ہے کہ اس انجام سے اس نے مومنوں کا استثناء کردیا۔ (فٹے القدر)

۲. یہ انسان سے خطاب ہے، زجر وتو یخ کے لیے۔ کہ اللہ نے تیجے بہترین صورت میں پیدا کیا اور وہ تیجے اس کے برعکس تعر ندات میں بھی گرانے کی قدرت رکھتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں۔ اس کے بعد بھی تو قیامت اور جزاء کا انکار کرتا ہے؟

۳. جو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور اس کے عدل ہی کا یہ تقاضا ہے کہ وہ قیامت برپا کرے اور ان کی داد رس کرے جن پر دنیا میں ظلم ہوا۔ پہلے گزرچکا ہے کہ ایک ضعیف حدیث میں اس کا یہ جواب دینا منقول ہے۔ بَلَیٰ، وَأَنَا عَلَیٰ ذُلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ۔ (الترمذي)

# سورہُ علق مکی ہے اور اس میں انتیں آیتیں ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

1. پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ (۱)

۲. جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ (۲)

س. تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔ (۲)

۸. جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ (۴)

۵. جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔

۲. سے گئ انسان تو آیے سے باہر ہوجاتا ہے۔

# سُنُونَا الْعِلْقِيْ الْعِلْقِيْدِ اللَّهِ الللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ الللَّهِ الللَّمِي الللَّهِ الللّالِي الللَّمِي الللللَّمِ الللَّهِ الللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّ

#### بِنُ \_\_\_\_\_ جِراللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ٳڨ۫ۯٲۑٳۺۅؚۯؾؚڮٵڷڹۏؽؙڂؘۘػؘقَ٥ٛ ڂؘڮٙٵٛٳٝٳۺٚٵڹ؈ؽٵؾ۪۞ ٳڨ۫ۯٲؙۉڒؿ۠ڲٲڒڬۯؙڡ۠۞ ٵؿڹؽؙۘۼڰۯڽٳڶڨڮٙ۞ ۼڰۄؙٳڵۅۺٵڹؘڡٵڮۄ۫ؿۼڬۉ۞ ػڰۯٳؾٵڷؚۅڶۺٵڹؘڡٵڮۄ۫ؿۼڬۉ۞ ػڰۯٳؾٵڷؚۅڶۺٵڹڮؽڟۼؽٙ۞

ا. یہ سب سے پہلی وی ہے جو نبی مَنَا اَیْنَا کُلِی اِس وقت آئی جب آپ مَنَا اَیْنَا عَالَ حَراء میں مصروف عبادت تھے۔ فرشتے نے آکر کہا، پڑھ، آپ مَنَا اَیْنَا کُل کُل زور سے جھینیا، فی آکر کہا، پڑھ، آپ مَنَا اَیْنَا کُل کُل زور سے جھینیا، اور کہا پڑھ، آپ مَنَا اَیْنَا کُل کُل زور سے جھینیا، اور کہا پڑھ، آپ مَنَا اَیْنَا کُل کُل کُل زور سے جھینیا، اور کہا پڑھ، آپ مَنَا اَیْنَا کُل کُل کُل زور سے جھینیا، اور کہا پڑھ، آپ مَنَا اَیْنَا کُل کُل کُل زور سے جھینیا، اور کہا پڑھ، آپ مَنَا اَلْ ہُو آپ کُل جاتی ہے وہ پڑھ۔ خَلَق، جس نے تمام صحیح البخاری، بدء الوحی، مسلم، الإیمان، باب بدء الوحی) اِقْرَأْ جو آپری طرف وی کی جاتی ہے وہ پڑھ۔ خَلَق، جس نے تمام خلوق کو پیدا کیا۔

کلو قات میں سے بطور خاص انسان کی پیدائش کا ذکر فرمایا جس سے اس کا شرف واضح ہے۔

سال یہ بطور تاکید فرمایا اور اس میں بڑے بلیغ انداز سے اس اعتذار کا بھی ازالہ فرمادیا، جو آپ منگالی آغ بیش کیا کہ میں تو قاری ہی نہیں۔ اللہ نے فرمایا، اللہ بہت کرم والا ہے پڑھ، یعنی انسانوں کی کوتا ہیوں سے در گزر کرنا اس کا وصف خاص ہے۔

الله قَدَمٌ کے معنی ہیں قطع کرنا، تراشا، قلم بھی پہلے زمانے میں تراش کرہی بنائے جاتے تھے، اس لیے آلہ کتابت کو قلم سے تعبیر کیا۔ کچھ علم تو انسان کے ذہن میں ہوتا ہے، کچھ کا اظہار زبان کے ذریعے سے ہوتا ہے اور کچھ انسان قلم سے کاغذ پر لکھ لیتا ہے۔ زبان سے جس کا اظہار کرتا ہے، وہ انسان کے ساتھ ہی چلا جاتا ہے۔ زبان سے جس کا اظہار کرتا ہے، وہ بھی محفوظ نہیں رہتا۔ البتہ قلم سے لکھا ہوا، اگر وہ کسی وجہ سے ضائع نہ ہو تو ہمیشہ محفوظ رہتا ہے، ای قلم کی بدولت تمام علوم، پچھلے لوگوں کی تاریخیں اور اسلاف کا علمی ذخیرہ محفوظ ہے۔ حتیٰ کہ آسانی کتابوں کی حفاظت کا بھی ذریعہ ہے۔ اس سے قلم کی اہمیت محتاج وضاحت نہیں رہتی۔ اس لیے اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس کو زریعہ ہے۔ اس سے تھلم کی اہمیت محتاج وضاحت نہیں رہتی۔ اس لیے اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس کو تقدیر کھنے کا حکم دیا۔

آن رّالهُ اسْتَغَنَّىٰ ٥

إِنَّ إِلَّى رَبِّكَ الرُّجْعَي ۗ

آرَءَتُ الَّذِي يَنْهَي<sup>©</sup>

عَنْكَالِذَاصَلِيٰ اللهِ

أرَّوَيْتُ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُذَّ يَ

اوُامَرَبالتَّقُوٰي ﴿

آرَءَيْتَ إِنْ كَنَّ بَوَتُولِيْ

اَلَهُ بَعْلَهُ بِأَنَّ اللهَ يَرِاي شَ

كَلَّا لَهِنَ لَّمُ يَنْتَهِ لِهُ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيةِ ﴿

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ الْ

اس لے کہ وہ اپنے آپ کو بے برواہ (ماتونگر) سمجھتا ہے۔

٨. يقيناً لوشاتيرے رب كى طرف ہے۔

9. (بھلا) تو نے اسے بھی دیکھا جو بندے کو روکتا ہے۔

• ا. جب که وه بنده نماز ادا کرتا ہے۔(۱)

اا. تجلا بتلا تو اگر وه مدایت پر هو۔

۱۲. یا پر هیز گاری کا حکم دیتا هو۔<sup>(۳)</sup>

**۱۳**. بھلا دیکھو تو اگر یہ حجٹلاتا ہو اور منہ پھیرتا ہوتو۔<sup>(۳)</sup>

١٨. كيا اس نے نہيں جانا كه الله تعالى اسے خوب ديكھ

10. یقیناً اگر یہ بازنہ رہاتو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھسیٹیں گے۔(۱)

١٦. اليي پيشاني جو جھوڻي خطا کار ہے۔

ا. مفسرین کہتے ہیں کہ روکنے والے سے مراد ابوجہل ہے جو اسلام کا شدید دشمن تھا۔ عَبْدًا سے مراد نبی مَنْ لَلْيَامُ ہیں۔

۲. لینی جس کو یہ نماز بڑھنے سے روک رہا ہے، وہ ہدایت پر ہو۔

سر لینی اخلاص، توحید اور عمل صالح کی تعلیم، جس سے انسان جہنم کی آگ سے نچ سکتا ہے۔ تو کیا یہ چیزیں (نماز پڑھنا اور تقویٰ کی تعلیم دینا) ایس ہیں کہ ان کی مخالفت کی جائے اور اس پر اس کو دھمکیاں دی جائیں؟

م. لیعنی یہ ابوجہل اللہ کے پیغیر کو جھٹا تا ہو اور ایمان سے اعراض کرتا ہو اُرَأَیْتَ بمعنی اََحْدِرْنِیْ (مجھے بتلاؤ) ہے۔

۵. مطلب یہ ہے کہ یہ شخص جو مذکورہ حرکتیں کررہا ہے کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے، وہ اس کی اس کو جزاء دے گا۔ لینی یہ أَلَمْ تَعْلَمْ مَد کورہ شرطوں ﴿أَرْمَيْتَانُ كَانَ عَلَى الْهُدْتَى ﴿ أَوْآمَرَ بِالتَّقَوٰى ﴾ ﴿ إِنْ كُذَّبَ وَتُولُّى ﴾ کی جزاء ہے۔

y. یعنی نبی مَثَالِیْکِم کی مخالفت اور دشمنی سے اور آپ مَثَالِیْکِم کو نماز پڑھنے سے جو روکتا ہے، اس سے باز نہ آیا لَنَسْفَعَنَّ کے معنی میں لَنَا خُذُنَّ تو ہم اسے اس کی پیشانی سے پکڑ کر گھسٹیس گے۔ حدیث میں آتا ہے" ابوجہل نے کہا تھا کہ اگر محمہ (مُنَافِیَّتِیْ) کیلیے کے پاس نماز پڑھنے سے باز نہ آیا تو میں اس کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا۔ (لینی اسے روندوں گا اور یوں ذلیل کروں گا) نبی مَثَاثِیْزُم کو یہ بات بینچی تو آپ مَثَاثِیْزُم نے فرمایا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اسے پکڑ لیتے "۔ (صحیح البخاري، تفسير سورة العلق)

ک. پیشانی کی یہ صفات بطور مجاز ہیں، جھوٹی ہے اپنی بات میں، خطا کار ہے اپنے فعل میں۔

کا. یہ اپنی مجلس والوں کو بلالے۔ ۱۸. ہم بھی (دوزخ کے) پیادوں کو بلالیں گے۔<sup>(۱)</sup> ۱۹. خبردار! اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا اور سجدہ کر اور قریب ہوجا۔

ڡؙڵؽػٷۘڬٳۮؚؽٷ۞ ڛؘٮؘؘۮٷالڗٞڮٳڹؽڎٙ۞ ػڰٳ؞ؗڶۯؾؙڟؚٷٷٵۺؙڿۮۅٙٲڨٙڗ**ڔؽ**ؖؖڰؘ۫

ا. حدیث میں آتا ہے کہ نی مُنَافِیْظِ خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل گزرا تو کہا اے محمد! (سَنَافِیْظِ) میں نے سختے منین بڑس کیا تھا؟ اور آپ مَنَافِیْظِ سے سخت و صمکی آمیز باتیں کیں، آپ سَنَافِیْظِ نے کڑا جواب دیا تو کہنے لگا اے محمد! (سَنَافِیْظِ) تو مجھے کس چیز سے ڈراتا ہے؟ اللہ کی قسم، اس وادی میں سب سے زیادہ میرے ہمایتی اور مجلس والے ہیں، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، اگر وہ اپنے ہمایتیوں کو بلاتا تو اسی وقت ملائکۂ عذاب اسے پکڑ لیتے۔ (ترمذی، نفسیر سورہ اقرأ، مسند أحمد: ۱۲۹۱ ونفسیر ابن جریر) اور صحیح مسلم کے الفاظ ہیں کہ اس نے آگے بڑھ کر آپ سَنَافِیْنِ کی گردن پر پیر رکھنے کا ارادہ کیا کہ ایک دم اللے پاؤں پیچھے ہٹا اور اپنے الفاظ ہیں کہ اس نے آبا بہاؤک رخے لگا، اس سے کہا گیا، کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ "میرے اور محمد (شَنَافِیْفِیْم) کے درمیان آگ کی خندق، ہولناک منظر اور بہت سارے پر ہیں "۔ رسول اللہ صَنَافِیْمُ نے فرمایا، "اگر یہ میرے قریب ہوتا تو فرشتے اس کی بوئی بوئی نوج لیت "۔ (کتاب صفة القیامة، باب إن الإنسان لیطغیٰ) الزَّبَانِیَة، داروغے اور پولیس۔ لیعیٰ طاقتور لشکر، جس کا کی بوئی مقابلہ نہیں کرسکا۔

عَـمّ ٣٠ م

# سورۂ قدر مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

## شر وع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔ (۱)
 توکیا سمجھاکہ شب قدر کیا ہے؟ (۲)

س. شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

م. اس میں فرشتے اور روح (جبرائیل عَالِیَا) اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے سرانجام دینے کو۔(م)

# المُنْ اللَّهُ اللَّهُ

#### بِنُ ۔۔۔۔ حِراللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّا اَنْزَلْنَهُ فِي لَيْكَةِ الْقَدُرِثُ

وَمَّا ادْرُيكَ مَالَيْلَةُ الْقَدُرِثِ

لَيْكَةُ الْقَدُرِقِ عَيْرُضِ لَا الْفِ شَهْرِ ﴿

تَنَزَّلُ الْمَلَلِكَةُ وَالرُّوْمُ فِيهُمَا بِإِذْنِ رَبِّهِمُ مِّنَ كُلِّ اَمْرِثْ

گلا۔ اس سورت کے کی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ میں بھی اختلاف ہے۔ قَدُرٌ کے معنی قدر ومنزلت بھی ہیں، اس لیے اسے شب قدر کہتے ہیں، اس کے معنی اندازہ اور فیصلہ کرنا بھی ہیں، اس میں سال بھر کے لیے فیصلے کیے جاتے ہیں، اس لیے اسے کیلیّا اُلٹ کُٹم بھی کہتے ہیں، اس کے معنی تنگی کے بھی ہیں۔ اس رات اتنی کثرت سے زمین پر فرشتے اترتے ہیں کہ زمین تنگ ہوجاتی ہے۔ شب قدر لیعنی تنگی کی رات، یا اس لیے یہ نام رکھا گیا کہ اس رات جو عبادت کی جاتی ہیں میں بھی شدید رات جو عبادت کی جاتی ہے، اللہ کے ہاں اس کی بڑی قدر ہے اور اس پر بڑا تواب ہے۔ اس کی تعیین میں بھی شدید اختلاف ہے۔ (ٹن القدی) تاہم احادیث وآثار سے واضح ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ اس کو مہم رکھنے میں یہی حکمت ہے کہ لوگ پانچوں ہی طاق راتوں میں اس کی فضیات حاصل کرنے کے شوق میں، اللہ کی خوب عبادت کریں۔

ا. لینی اتارنے کا آغاز کیا، یا لوح محفوظ سے اس بیت العزت میں، جو آسان دنیا پر ہے، ایک ہی مرتبہ اتاردیا، اور وہاں سے حسب و قائع نبی مُظَافِّیْمُ پر اتر تا رہا تا آنکہ ۲۳ سال میں پورا ہو گیا۔ اور لیلۃ القدر رمضان میں ہی ہوتی ہے، جیسا کہ قرآن کی آیت ﴿شَهُورُوَصَانَ الَّذِنِیُ اَنْوَلُ فِیْکُوالْقُرْانُ﴾ (البقرة: ۱۸۵) سے واضح ہے۔

۲. اس استفہام سے اس رات کی عظمت واہمیت واضح ہے، گویا کہ مخلوق اس کی تہ تک پوری طرح نہیں پہنچ سکتی، یہ صرف ایک اللہ ہی ہے جو اس کو جانتا ہے۔

٣. ليعني اس ايك رات كى عبادت ہزار مهينوں كى عبادت سے بہتر ہے اور ہزار مبينے ٨٣ سال ٢ مبينے بنتے ہيں۔ يہ امت محمد يہ پر الله كاكتنا احسان عظيم ہے كہ مختصر عمر ميں زيادہ تواب حاصل كرنے كے ليے كيسى سہولت عطا فرمادى۔ ٢٠. روح سے مراد حضرت جرائيل عليه هيں، ليعني فرشتے حضرت جرائيل عليه سميت، اس رات ميں زمين پر اترتے ہيں، ان كاموں كو سر انجام دينے كے ليے جن كا فيصلہ اس سال ميں الله تعالى فرماتا ہے۔

۵. یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے<sup>(۱)</sup> اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)۔

سَلْهُ ﴿ فَهِي حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجُرِ ﴿

ا. یعنی اس میں شر نہیں۔ یا اس معنی میں سلامتی والی ہے کہ مومن اس رات کو شیطان کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔
یا فرشتے اہل ایمان کو سلام عرض کرتے ہیں، یا فرشتے ہی آلیں میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ شب قدر کے
لیے نبی صَّلَائِیْرِ اِن لِطُور خاص یہ وعا بتلائی ہے «اَللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ»۔ (ترمذي أبواب الدعوات، ابن ماجه، کتاب الدعاء، باب الدعاء بالعفو والعافیة)

# سورہ بینہ مدنی ہے اور اس میں آٹھ آیتی ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. اہل کتاب کے کافر (۱) اور مشرک لوگ (۲) جب تک کہ ان کے پاس ظاہر ولیل نہ آجائے باز رہنے والے نہ تھے (وہ دلیل تھی )۔

۲. الله تعالیٰ کا ایک رسول<sup>(۳)</sup> جو پاک صحفے پڑھے۔<sup>(۳)</sup>
 س. جن میں صحح اور درست احکام ہوں۔<sup>(۵)</sup>
 ۲. اور اہل کتاب اپنے پاس ظاہر دلیل آجانے کے بعد ہی (اختلاف میں پڑکر) متفرق ہوگئے۔<sup>(1)</sup>

# 

#### بِنُ ۔۔۔۔ حِراللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ڵؘۄؚ۫ڲڵؙؚؽٵڷڹؚؽ۬ؽؘػڡٞؗۯؙۏٳڡؚؽ۬ٵۿڸؚٵڷڮۺؚ ۅؘ**ٲڶؙۺٛٚۯؚڮ**ؽؙؗٛٛٛڡؙٛڡٞڴۣؽؽؘػؾؖ۠ؾڗؙؾؘؾۿؙڎ۠ٳڷؠؾؚۜؽؘڎٞ۠

رَسُوُلُ مِّنَ اللهِ يَتَلُوْ اصُّعُفَا أَمُطَهَّرَةً ﴿
فِيهَا كُمُنُ عَيِّمَةٌ ﴿
وَمَا فَتَرَّقَ اللَّذِينَ الْوَتُوا الْكِتْبَ إِلَامِنَ
نَعُدِ مَا حَمَا عَرْتُهُ والْبَنِينَ أَوْتُوا الْكِتْبَ إِلَامِنَ
نَعُدِ مَا حَاجَاءُ تَهُو الْبَنِينَةُ أَنْ

اللہ اس کا دوسرا نام سورہ کہ یکٹن بھی ہے۔ حدیث میں ہے، نبی مَثَلَّاتُیْمُ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سورہ ﴿لَحْمَيْكُيْ الَّذِيْنَ كَفَاوُلْ ﴿ تَجْھِے پِڑھ کر ساؤں۔ حضرت ابی رُفَائِنَۃُ نے یو چھا، کیا اللہ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" جس پر (مارے خوشی کے) حضرت ابی رُفائِنہُ کی آکھوں میں آنو آگئے۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورہ لم یکن)

ا. اس سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔

۲. مشرک سے مراد عرب وعجم کے وہ لوگ ہیں جو بتوں اور آگ کے پجاری تھے۔ مُنفُکِیْنَ باز آنے والے، بَیئَنَّ (ولیل) سے مراد نبی کریم مَثَلِیْفِیْم ہیں۔ یعنی یہود ونصاریٰ اور عرب وعجم کے مشرکین اپنے کفر وشرک سے باز آنے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ ان کے پاس محمد (مَثَلِیْفِیْم) قرآن لے کر آجائیں اور وہ ان کی ضلالت وجہالت بیان کریں اور انہیں ایمان کی دعوت دیں۔

- ٣. لعني حضرت محمد صَّالَالِيَّا مِي
- ٨. ليعني قرآن مجيد جو لوح محفوظ مين ياك صحيفول مين درج ہے۔
- یہال کُتُبُ سے مراد احکام دینیہ اور قییمَة، معتدل اور سیدھے۔

لا. لعنی اہل کتاب، حضرت نبی کریم مُثَاثِینًا کی آمد ہے قبل مجتمع ہے، یہاں تک کہ آپ مُثَاثِینًا کی بعثت ہوگئ، اس کے بعد یہ متفرق ہوگئ، ان میں سے کچھ مومن ہوگئ، کین اکثریت ایمان سے محروم ہی رہی۔ نبی مُثَاثِینًا کی بعثت ورسالت کو دلیل سے تعبیر کرنے میں یہی نکتہ ہے کہ آپ مُثَاثِینًا کی صداقت واضح تھی جس میں مجال انکار نہیں تھا۔ لیمن ان

وَمَآاُوُرُوۡۤاَ اِلَّالِيَعُبُ نُوااللّهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّينَ هُ خُنَفَآءُ وَنِقِيمُواالصَّلوَّةَ وَنُؤُتُوَاالرَّكُوةَ وَذَٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۞

ٳؾۜٳڷۜڎؚؽڹۘػڡؘٛۯؙٷڡؚؽٳۿڸٳڷڲۺڮٷٲؠؙٛۺٛڔۣڮؽڹ ڣۣٷڒڔڝٙۿڎٞۼڶڸڔؿؽڣۿٲؙٷڵڸٟػۿؙؿۺۧۯ۠ڶؠڗؚؾؖۊؚڽ

ٳڽۜٙٲۘڷڹٚؽۣؽؘٵؗڡؙٮؙٚۏؙٳۅؘۼؠڵۅۘٳڶڟڸڂؾٞٵؙۅڵڸ۪ٙػۿؙۄ۫ڂؘؽؙۯ ٵٮٛؠٙڗؚؿۊڽٛ

جَزَاؤُهُوْمِنْدَوَيِّمُ جَنْتُ عَدُنِ تَجُرِي مِنْ تَغِيْهَا الْاَفْلُوْلِيدِيْنَ فِيْهَآ اَبْلَاثِضِي اللهُ عَنْهُمُ وَرَضُوا عَنْهُ

اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا<sup>(۱)</sup> کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف<sup>(۲)</sup> کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔<sup>(۳)</sup>

الم بیشک جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین سب دوزخ کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔ (۳) کے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔ (۵)

۸. ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس بیشگی والی جنتیں ہیں
 جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ

لوگوں نے آپ مَنَّیْ اَیْمِ کَا تَکذیب محض حسد اور عناد کی وجہ سے کی۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں تفرق کا ارتکاب کرنے والوں میں صرف اہل کتاب کا نام لیا ہے، حالا تکہ دوسروں نے بھی اس کا ارتکاب کیا تھا، کیوں کہ یہ بہر حال علم والے تھے اور آپ مَنَّا اِیْنِیْمَ کی آمد اور صفات کا تذکرہ ان کی کتابوں میں موجود تھا۔

ا. لیعنی ان کی کتابوں میں انہیں حکم تو یہ دیا گیا تھا کہ.....

۲. حَنِیْفٌ کے معنی میں، مائل ہونا، کس ایک طرف یکسو ہونا۔ حُنفَآء، جمع ہے۔ لیمی شرک سے توحید کی طرف اور تمام ادیان سے منقطع ہوکر صرف دین اسلام کی طرف مائل اور یکسو ہوتے ہوئے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ اللہ کے کیا۔
 نے کیا۔

سل القَيِّمَةُ مُحذوف موصوف كى صفت ہے۔ دِيْنُ الْهِلَّةِ الْقَيِّمَةِ آَيْ: الْمُسْتَقِيْمَةِ يا الْأُمَّةُ الْمُسْتَقِيْمَةُ الْمُسْتَقِيْمَةً الْمُسْتَقِيْمَةً اللَّهُ اللَّ

٧٠. يه الله كے رسولوں اور اس كى كتابوں كا انكار كرنے والوں كا انجام ہے۔ نيز انہيں تمام مخلوقات ميں برترين قرار ديا گيا۔
٥. يعنى جو دل كے ساتھ ايمان لائے اور جنہوں نے اعضاء كے ساتھ عمل كيے، وہ تمام مخلوقات سے بہتر اور افضل ہيں۔
جو اہل علم اس بات كے قائل ہيں كہ مومن بندے ملائكہ سے شرف وفضل ميں بہترين ہيں۔ ان كى ايك وليل يہ آيت
بھى ہے۔ البَرِيَّةُ، بَرَأَ (خَلَقَ) سے ہے۔ اس سے الله كى صفت البارئ ہے۔ اس ليے بَرِيَّةٌ، اصل ميں بَرِيْئَةٌ ہے، ہمزہ كو يا سے بدل كريا كا يا ميں ادغام كرديا گيا۔

ر ہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا<sup>(۱)</sup> اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ (۲) یہ ہے اس کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔ (۳)

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبُّهُ ٥

ا. ان کے ایمان وطاعت اور اعمال صالحہ کے سبب۔ اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے۔ ﴿وَرَضُواَنَّ مِّنَ اللّٰهِ اَکْبُرُ ﴾ (النوبة: ۲۲).

۲. اس لیے کہ اللہ نے انہیں ایک نعمتوں سے نوازدیا، جن میں ان کی روح اور بدن دونوں کی سعاد تیں ہیں۔
 ۳. لیعنی یہ جزاء اور رضامندی ان لوگوں کے لیے ہے جو دنیا میں اللہ سے ڈرتے رہے اور اس ڈر کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی کے ار کاب سے بچتے رہے۔ اگر کسی وقت بتقاضائے بشریت نافرمانی ہوگئ تو فوراً توبہ کرلی اور آئندہ کے لیے اپنی اصلاح کرلی، حتیٰ کہ ان کی موت اس اطاعت پر ہوئی نہ کہ معصیت پر۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ سے ڈرنے والا، معصیت پر اصرار اور دوام نہیں کر سکتا اور جو ایسا کرتا ہے، حقیقت میں اس کا دل اللہ کے خوف سے خالی ہے۔

# سورۂ زلزال مدنی ہے اور اس میں آٹھ آپین ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

جب زمین پوری طرح جبنجوردی جائے گی۔ (۱)
 اور اینے بوجھ باہر نکال سینئے گی۔ (۲)

س. اور انسان کہنے گلے گا کہ اسے کیا ہو گیا؟<sup>(۳)</sup>

م. اس دن زمین این سب خبرین بیان کردے گی۔ <sup>(م)</sup>

۵. اس لیے کہ تیرے رب نے اسے حکم دیا ہو گا۔(۵)

۲. اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر (واپس) لوٹیں گے(۲)

# مُنْ فَالْأِلْكُ اللَّهِ اللَّ

#### بِنُ ۔۔۔۔ حِراللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَاذُلْنِزَلَتِ الْرَرُضُ زِلْزَالَهَا ۞ وَٱخُرَجَتِ الْرَرُضُ اَتُقَالَهَا ۞ وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَالَهَا ۞ يَوْمَهِذٍ تُتَكِّرِ ثُنَا أَخْبَارَهَا ۞ بِأَنَّ رَبِّكَ آوْ حَى لَهَا ۞ يَوْمَهِذٍ يَتِصُدُرُ النَّاسُ اَشْتَا تَادُّ لِيْرُوْدَ

کھر. اس کے مدنی اور کلی ہونے میں اختلاف ہے، اس کی فضیلت میں متعدد روایات منقول ہیں لیکن ان میں سے کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔

ا. اس کا مطلب ہے سخت بھونچال سے ساری زمین لرز اٹھے گی اور ہر چیز ٹوٹ بھوٹ جائے گی، یہ اس وقت ہو گا، جب پہلا نفخہ بھونکا جائے گا۔

۲. لیعنی زمین میں جینے انسان و فن ہیں، وہ زمین کا بوچو ہیں، جنہیں زمین قیامت کے دن باہر نکال چھیکے گی۔ لیمن اللہ کے حکم سے سب زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔ یہ دوسرے نفخہ میں ہوگا، ای طرح زمین کے خزانے بھی باہر نکل آئیں گے۔ سابہ لیمن دہشت زدہ ہو کر کہے گا کہ اسے کیا ہوگیا ہے، یہ کیوں اس طرح بال رہی ہے اور اپنے خزانے اگل رہی ہے۔ کار بیمن کو جرس کیا ہیں؟
 ۲۸. یہ جواب شرط ہے۔ حدیث میں ہے، نی منافظی نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور پوچھا، جانتے ہو، زمین کی خبریں کیا ہیں؟ حصابہ فرائی اور پوچھا، جانتے ہو، خبریں یہ ہیں کہ «جس صحابہ فرائی آئی نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ شکا پیشتے فرمایا، اس کی خبریں یہ ہیں کہ «جس بندے یا بندی نے زمین کی پشت پر جو کچھ کیا ہوگا، اس کی گوائی دے گی۔ کہے گی فلال فلال شخص نے فلال فلال فلال دن میں کیا تھا۔" (ترمذی، آبواب صفة القیامة و تفسیر سورة إذا ذلزلت. مسند أحمد: ۲۲۳۳)

۵. لیعنی زمین کو یہ قوت گویائی اللہ عطا فرمائے گا، اس لیے اس میں تعجب والی بات نہیں ہے، جس طرح انسانی اعضاء میں اللہ تعالیٰ یہ قوت پیدا فرمادے گا، زمین کو بھی اللہ تعالیٰ متکلم بنادے گا اور وہ اللہ کے تھم سے بولے گی۔

٣. يَصْدُرُهُ، يَرْجِعُ (لوليس كَ) يه ورود كى ضد ہے۔ لعنى قبرول سے نكل كر موقف حاب كى طرف، يا حاب كے بعد جنت اور دوزخ كى طرف لوليس كَ۔ أَشْتَاتًا، متفرق، لعنى لوليال لوليال۔ بعض بے خوف ہوں كے، بعض خوف زدہ، بعض كے رنگ سفيد ہوں كے جہنى ہونے كى علامت ہوگا۔
 كے رنگ سفيد ہوں كے جيسے جنتيوں كے ہوں كے اور بعض كے رنگ سياہ، جو ان كے جہنى ہونے كى علامت ہوگا۔

تاكه انہيں ان كے اعمال و كھا ديے جائيں۔(۱) **ك.** پس جس نے ذرہ برابر نيكى كى ہوگى وہ اسے ديكھ لے گا۔(۲)

د کے اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ  $^{(n)}$ 

اَعْمَالُهُ أَنَّ

فَمَنَ يَعْمَلُ مِثُقَالَ ذَرَّة إِخَايُرًا يَرَهُ ٥

وَمَنُ يَعُمُلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا لَّيْرَهُ ﴿

بعض کا رخ دائیں جانب ہوگا تو بعض کا بائیں جانب۔ یا یہ مختلف گروہ ادیان ومذاہب اور اعمال وافعال کی بنیاد پر ہوں گے۔ ۱. یہ متعلق ہے یَصْدُرُ کے یا اس کا تعلق أَوْ حیٰ لَهَا سے ہے۔ لیعنی زمین اپنی خبریں اس لیے بیان کرے گی تاکہ انسانوں کو ان کے اعمال دکھادیے جائیں۔

سا، وہ اس پر سخت پشیان اور مضطرب ہوگا۔ ذَرَّةِ بعض کے نزدیک چیونی سے بھی چھوٹی چیز ہے۔ بعض اہل لغت کہتے ہیں، انسان زمین پر ہاتھ مارتا ہے، اس سے اس کے ہاتھ پر جو مٹی لگ جاتی ہے، وہ ذرہ ہے۔ بعض کے نزدیک سوراخ سے آنے والی سورج کی شعاعوں میں گرد وغبار کے جو ذرات سے نظر آتے ہیں، وہ ذرہ ہے۔ لیکن امام شوکانی نے پہلے معنی کو اولی کہا ہے۔ امام مقاتل کہتے ہیں کہ یہ سورت ان دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جن میں سے ایک شخص، سائل کو تھوڑا سا صدقہ دینے میں تامل کرتا اور دوسرا شخص جھوٹا گناہ کرنے میں کوئی خوف محسوس نہ کرتا تھا۔ (خُ القدیر)

۲. پس وہ اس سے خوش ہو گا۔

# سورۂ عادیات مکی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. ہانیتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قشم۔(۱)

۲. پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والوں کی قشم۔(۲)

m. پھر صبح کے وقت دھاوا بولنے والوں کی قشم۔<sup>(۳)</sup>

م. پس اس وقت گرد وغبار اڑاتے ہیں۔<sup>(۳)</sup>

کیر اسی کے ساتھ فوجوں کے در میان تھس جاتے
 بیں (۵)

٢. يقيناً انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

# يَالِيَا لِمَا الْعَالِيَا اللَّهِ اللَّهُ الللَّالِمُ الللَّا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّا

#### ين الرَّحِيْمِ

وَالْعَارِيْتِ صََّبُعًا ٥ فَالْمُوْرِلِيَّ قَلَاحًا ٥ فَالْمُغِيْرِتِ صُبْعًا ۞ فَاشَرْنَ بِهِ نَقْعًا ۞ فَوَسَفُلْنَ بِهِ جَمْعًا ۞

#### إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُوُدُونَ

ا. عَادِیَاتٌ، عَادِیَاتٌ، عَادِیَةٌ کی جَع ہے۔ یہ عَدْوٌ سے ج جیسے غَزْوٌ ہے۔ غَازِیَاتٌ کی طرح اس کے واو کو بھی یا سے بدل دیا گیا ہے۔ تیز رو گھوڑے۔ ضَبْعٌ کے معنی بعض کے نزدیک ہانینا اور بعض کے نزدیک جنہنا نا ہے۔ مراد وہ گھوڑے ہیں جو ہانیتے یا جنہناتے ہوئے جہاد میں تیزی سے دشمن کی طرف دوڑتے ہیں۔

۲. مُوْدِ يَاتٌ، إِنْرَآءٌ سے ہے۔ آگ نکالنے والے۔ قَدْعٌ کے معنی ہیں۔ صَكٌ چلنے میں گھنوں یا ایرایوں کا حکرانا، یا ٹاپ مارنا۔ اس سے قَدْعٌ بِالزِّنَادِ ہے۔ چھماق سے آگ نکالنا۔ لینی ان گھوڑوں کی قسم جن کی ٹاپوں کی رگڑ سے پتھروں سے آگ نکتی ہے، جیسے چھماق سے نکلتی ہے۔

٣. مُغِيْرَاتٌ، أَغَارَ يُغِيْرُ سے ہے، شب خون مارنے یا دھاوا بولنے والے۔ صُبْحًا صُحَ کے وقت، عرب میں عام طور پر حملہ اس وقت کیا جاتا تھا، شب خون تو وہ مارتے ہیں جو فوجی گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں، لیکن اس کی نسبت گھوڑوں کی طرف اس لیے کی ہے کہ دھاوا بولنے میں فوجیوں کے یہ بہت زیادہ کام آتے ہیں۔

۷. آفَارَ، اڑانا۔ نَقْعُ، گردوغبار۔ لیعنی یہ گھوڑے جس وقت تیزی سے دوڑتے یا دھاوا بولتے ہیں تو اس جگہ پر گردوغبار چھاجاتا ہے۔

۵. فَوَسَطْنَ، ورمیان میں گس جاتے ہیں۔ اس وقت، یا حالت گردو غبار میں۔ جَمْعًا وشمن کے لشکر۔ مطلب ہے کہ اس وقت، یا جب کہ فضاء گردو غبار سے اٹی ہوئی ہے، یہ گھوڑے وشمن کے لشکروں میں گس جاتے ہیں اور گھسان کی جنگ کرتے ہیں۔

٢. يه جواب قسم إ انسان سے مراد كافر، يعنى بعض افراد بين - كَنُودٌ بمعنى كَفُورٍ، ناشكرا

∠. اور یقیناً وہ خود بھی اس پر گواہ ہے۔ (۱)
 ٨. اور یہ مال کی محبت میں بھی بڑا سخت ہے۔ (۲)
 ٩. کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو (چھ) ہے نکال لیا جائے گا۔ (۲)
 ١٠. اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کردی جائیں گا۔ (۳)
 ١١. بیشک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا باخبر ہوگا۔ (۵)

ۅؘٳٮۜٞۜٛٞ؋ؙڡٙ۬۬۬ۜڶڂڸڰڷؿؘۄؽؽ۠۞ ۅٙٳڽٞ؋ؙڮؙؿؚٵڣؘؽؙڔڶۺؘڔؽڎ۠۞ ٳڡؘٛڵؽۼؙڵۂٳۮؘٳڹ۠ۼۺؚۯڡٵڣۣٵڵڡ۫ڹؙٷڕ۞

ۅؘۘڂٛڝؚؖڶؘڡؘٳڣۣ۩ڞ۠ۮۅٛ؈ۣٚ ٳڽۜۯڹۜۿؙڡٝڔۿؚؗۄؙؽۅؙؠؘؠ۪ۮٟػؘۻؽڗؖٛ

ا. یعنی انسان خود بھی اپنی ناشکری کی گواہی دیتا ہے۔ بعض کَشَهِیْدٌ کا فاعل اللہ کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن امام شوکانی نے پہلے مفہوم کو رانج قرار دیا ہے، کیوں کہ مابعد کی آیات میں ضمیر کا مرجع انسان ہی ہے۔ اس لیے یہاں بھی انسان ہی ہونا زیادہ صحیح ہے۔

۲. خَیرٌ ہے مراد مال ہے، جیسے ﴿ اِنْ تَوَائِدَ عَنْدِاً اَلْاَوْصِیدَ ہُ ﴾ (البقرۃ: ۱۸۰) ((جب تم میں سے کوئی مرنے گلے اور) مال جیوڑ جاتا ہو تو (اپنے مال باپ اور قرابت دارول کے لیے)۔ اچھائی کے ساتھ وصیت کرجائے) میں ہے معنی واضح ہیں۔ ایک دوسرا مفہوم یہ ہے کہ نہایت حریص اور بخیل ہے جو مال کی شدید محبت کا لازمی متیجہ ہے۔

M. بُعْثِرَ، نُثِرَ وَبُعِثَ لِعَنى قبرول ك مردول كو زنده كرك الله كحرا كرديا جائے گا۔

٨٠. حُصِّلَ، مُيِّزَ وَبُيِّنَ لِعَنْ سِينول كى باتول كو ظاہر اور كھول ديا جائے گا۔

۵. لیعنی جو رب ان کو قبروں سے نکال لے گا، ان کے سینوں کے رازوں کو ظاہر کردے گا، اس کے متعلق ہر شخص جان سکتا ہے کہ وہ کر ایک کو اس کے عملوں کے مطابق سکتا ہے کہ وہ کر ایک کو اس کے عملوں کے مطابق اچھی یا بری جزاء دے گا۔ یہ گویا ان اشخاص کو عنبیہ ہے جو رب کی تعمیں تو استعال کرتے ہیں، لیکن اس کا شکر ادا کرنے کے بجائے، اس کی ناشکری کرتے ہیں۔ اس طرح مال کی محبت میں گرفتار ہوکر مال کے وہ حقوق ادا نہیں کرتے جو اللہ نے اس میں دوسرے لوگوں کے رکھے ہیں۔

# سورۂ قارعہ کمی ہے اور اس میں گیارہ آ بیتی ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

ا. كھڙ كھڙا دينے والي۔

۲. کیا ہے وہ کھڑ کھڑا دینے والی۔(۱)

س. اور تخیج کیا معلوم کہ وہ کھڑ کھڑا دینے والی کیا ہے۔

م. جس دن انسان بگھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوئیں گے۔(۲)

اور پہاڑ دھنے ہوئے رنگین اون کی طرح ہوجائیں
 اور پہاڑ دھنے ہوئے رنگین اون کی طرح ہوجائیں

۲. پھر جس کے پاڑے بھاری ہوں گے۔(\*)

# سُونُوْالعَالِيَةِ

#### بِسُ التَّحِيمِ اللهِ التَّحْمِنِ التَّحِيمِ

ٱلْقَارِعَةُ ﴾

مَا الْقَارِعَةُ ﴿

وَمَا الدُرلكَ مَا الْقَارِعَةُ أَ

يَوْمَرَكِيُّوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَّاشِ الْمَبْثُوْنِ ٥

وَتُكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْقُوشِ ۞

فَأَمَّا مَنْ ثَقَلْتُ مَوَازِينُهُ فَ

ا. یہ بھی قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ جیسے اس سے قبل اس کے متعدد نام گزر چکے ہیں، مثلاً الْحَاقَةُ، اَلطَّامَّةُ، اَلصَّاخَةُ، الْعَاشِيةُ، اَلسَّاعَةُ، اَلْوَاقِعَةُ وغيره۔ اَلْقَارِعَةُ، اسے اس ليے کہتے ہیں کہ یہ اپنی ہولناکیوں سے دلوں کو بیدار اور اللہ کے دشمنوں کو عذاب سے خبر دار کردے گی، جیسے دروازہ کھٹاھٹانے والا کرتا ہے۔

کو اَشْ، مچھر اور شمع کے گرد منڈلانے والے پرندے وغیرہ۔ مَبْدُوْثٌ، منتشر اور بکھرے ہوئے۔ لیعنی قیامت کے دن انسان بھی پروانوں کی طرح پراگندہ اور بکھرے ہوئے ہوں گے۔

٣. عِهْنٌ، اس اون کو کہتے ہیں جو مختلف رگوں کے ساتھ رگی ہوئی ہو، مَنْفُوْشٌ، دھنی ہوئی۔ یہ پہاڑوں کی وہ کیفیت بیان کی گئ ہے، بیان کی گئ ہے، بیان کی گئ ہے، بیان کی گئ ہے، جو قیامت کے دن ان کی ہوگی۔ قرآن کریم میں پہاڑوں کی یہ کیفیت مختلف انداز میں بیان کی گئ ہے، جس کی تفصیل پہلے گزرچکی ہے۔ اب آگے ان دو فریقوں کا اجمالی ذکر کیا جارہا ہے جو قیامت کے دن اعمال کے اعتبار ہے ہول گے۔

٣. مَوَاذِیْنُ، مِیْزَانٌ کی جَع ہے۔ ترازو، جس میں صحائف اعمال تولے جائیں گے۔ جیسا کہ اس کا ذکر سورہُ اعراف آیت: ٨، سورہُ کہف : ١٠٥ اور سورہُ انبیاء: ٢٥ میں بھی گزرا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں یہ میزان نہیں، موزون کی جع ہے بعنی ایسے اعمال جن کی اللہ کے ہاں کوئی اہمیت اور خاص وزن ہوگا۔ (خُ القدے) لیکن پہلا مفہوم ہی رانج اور صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جن کی شکیاں زیادہ ہوں گی اور وزن اعمال کے وقت ان کی نیکیوں والا پلڑا بھاری ہوجائے گا۔

2. وہ تو دل پہند آرام کی زندگی میں ہوگا۔ (۱)

۸. اور جس کے پلڑے بلکے ہوں گے۔ (۲)

9. اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے۔ (۳)

• 1. اور مجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔ (۴)

11. وہ تند و تیز آگ (ہے)۔ (۵)

فَهُوَ فِيُ عِيْشَةٍ تِرَاضِيَةٍ ٥ وَامَّامَنُ خَفَّتُ مَوَازِينُ هُ ۞ فَأَمُّهُ لَا هَاوِيةٌ ۞ وَمَاادَرُلكَ مَاهِيَهُ ۞ نَالْكَامِيةُ ۞

ا. لینی ایسی زندگی، جس کو وہ صاحب زندگی پیند کرے گا۔

۵. جس طرح صدیث میں ہے کہ انسان دنیا میں جو آگ جلاتا ہے، یہ جہنم کی آگ کا ستروال حصہ ہے، جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ۲۹ درجہ (گنا) زیادہ ہے۔ (صحیح البخاري، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار وأنها مخلوقة. مسلم، کتاب الجنة، باب فی شدہ حر نار جہنم) ایک اور حدیث میں ہے کہ (آگ نے اپنے رب سے شکایت کی کہ میرا ایک حصہ دوسرے حصے کو کھائے جارہا ہے، اللہ تعالی نے اسے دو سانس لینے کی اجازت فرمادی۔ ایک سانس گرمی میں اور ایک سانس سردی میں پس جو سخت سردی ہوتی ہے، وہ جہنم کا گرم سانس ہے)۔ لیس جو سخت سردی ہوتی ہے یہ اس کا شخت اسانس ہے، اور نہایت سخت گرمی جو پڑتی ہے، وہ جہنم کا گرم سانس ہے)۔ (جارہ نگری زیادہ سخت ہوتو نماز شخت کی کر کے پڑھو، اس لیے کہ گرمی کی شدت جوتو نماز شخت کی کو جو ش کی وجہ سے ہے)۔ (حوالہ ندکور مسلم، کتاب المساجد)

۲. تعنی جس کی برائیاں نیکیوں پر غالب ہوں گی، اور برائیوں کا بلزا بھاری اور نیکیوں کا ہلکا ہوگا۔

سا، هَاوِيَةٌ جَہْم كانام ہے، اس كو ہاويہ اس ليے كہتے ہيں كہ جَہْنى اس كى گہرائى ميں گرے گا۔ اور اس كو أُمُّ (مال) سے اس ليے تعبير كيا كہ جس طرح انسان كے ليے مال، جائے پناہ ہوتی ہے اس طرح جہنيوں كا ٹھكانا جہنم ہوگا۔ بعض كہتے ہيں كہ ام كے معنى دماغ كے ہيں۔ جہنى، جہنم ميں سركے بل ڈالے جائيں گے۔ (ابن كيش)

۴. یہ استفہام اس کی ہولناکی اور شدت عذاب کو بیان کرنے کے لیے ہے کہ وہ انسان کے وہم وتصور سے بالا ہے، انسانی علوم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے اور اس کی کنہ نہیں جان سکتے۔

# سورہُ تکاثر مکی ہے اور اس میں آٹھ آپین ہیں۔

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔ 1. (مال ودنیا کی) زیادتی کی چاہت نے تہہیں غافل کر دیا۔'' ۲. یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچ۔ '' ۲. یہاں تک کہ تم عنقریب معلوم کرلوگ۔ ۲. ہرگز نہیں پھر تہہیں جلد علم ہوجائے گا۔ ''' ۵. ہرگز نہیں اگر تم یقین طور پر جان لو۔ (۵) ۲. تو بیشک تم جہنم دیکھ لوگ۔ ''' کہ تو بیشک تم جہنم دیکھ لوگ۔ ''' کہ اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔''

# يُنْوَلُوْ النِّبُكُ إِنِّ النَّهُ كَالِمُ اللَّهُ اللَّاللَّا اللَّلَّا اللّالِيلَّا الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّا

#### بِنُ ۔۔۔۔ حِراللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْهَ كُوْالتَّكَاثُرُّ ﴿
حَتَّى زُرْتُحُوالْمَقَائِرَ ﴿
كَلَاسَوْنَ تَعُلَمُوْنَ ﴿
كُلَاسَوْنَ تَعُلَمُوْنَ ﴿
كُلَّا لُوْتَعُلَمُوْنَ عِلْمَ الْمَقِينِ ﴿
كَلَّا لُوْتَعُلْمُونَ عِلْمَ الْمَقِينِ ﴿
لَتَرَوُنَ الْجَحِيْمَ ﴿
نَّمُ لَلْتُورُنَّ الْجَحِيْمَ ﴿
نَّمُ لَلْتُورُنَ عِلْمَ الْمَقِينِ ﴿
نَّمُ لَلْتُورُنَ عِلْمَ الْمَقِينِ ﴿
نَّمُ لَلْتُورُنَ عِلْمَ الْمَقِينِ ﴿
نَّمُ لَلْتُورُنَ عِلْمَ اللَّهِ مِنْ التَّعِينِ ﴿
نَمُ لَلْتُورُنَ عِلْمَ اللَّهِ مِنْ التَّعِينِ ﴿

ا. اَلْهَیٰ یُلْهِیْ کے معنی ہیں، غافل کردینا۔ تَکَانُوْ، زیادتی کی خواہش۔ یہ عام ہے، مال، اولاد، اعوان وانسار اور خاندان و قبیلہ وغیرہ، سب کو شامل ہے۔ ہر وہ چیز، جس کی کثرت انسان کو محبوب ہو اور کثرت کے حصول کی کوشش وخواہش اسے اللہ کے احکام اور آخرت سے غافل کردے۔ یہاں اللہ تعالی انسان کی ای کمزوری کو بیان کررہا ہے، جس میں انسانوں کی اکثریت ہر دور میں مبتلا رہی ہے۔

۲. اس کا مطلب ہے کہ حصول کثرت کے لیے محنت کرتے کرتے شہیں موت آگئ، اور تم قبروں میں جا پہنچ۔
 ۳. لینی تم جس نکاثر وتفاخر میں ہو، یہ صحیح نہیں۔

M. اس کا انجام عنقریب تم جان لوگے، یہ بطور تاکید دو مرتبہ فرمایا۔

۵. اس کا جواب محذوف ہے۔ مطلب ہے کہ اگر تم اس غفلت کا انجام اس طرح یقینی طور پر جان لو، جس طرح دنیا کی کسی دیکھی بھالی چیز کا تنہمیں یقین ہوتا ہے تو تم یقیناً اس تکاثر وتفاخر میں مبتلا نہ ہو۔

۲. یہ قشم محذوف کا جواب ہے لیعنی اللہ کی قشم تم جہنم ضرور دیکھوگے لیعنی اس کی سزا بھگتو گے۔

2. پہلا دیکھنا دور سے ہوگا، یہ دیکھنا قریب سے ہوگا، اسی لیے اسے عیْنُ الْیقیْن (جس کا یقین مشاہدہ مینی سے حاصل ہو) کہا گیا۔

۸. یہ سوال ان نعمتوں کے بارے میں ہوگا، جو اللہ نے دنیا میں عطاکی ہوں گی۔ جیسے آئکھ، کان، دماغ، امن وصحت، مال ودولت اور اولاد وغیرہ لیخ بین، یہ سوال صرف کافروں سے ہوگا۔ بعض کہتے ہیں، ہر ایک سے ہی ہوگا کیوں کہ محض سوال مستزم عذاب نہیں۔ جنہوں نے ان نعتوں کا استعال اللہ کی ہدایات کے مطابق کیا ہوگا، وہ سوال کے باوجود عذاب سے محفوظ رہیں گے، اور جنہوں نے کفران نعمت کا ارتکاب کیا ہوگا، وہ دھر لیے جائمیں گے۔

# سورۂ عصر مکی ہے اور اس میں تین آیتیں ہیں۔

# 

سُورَةُ الْعَصِينَ عُ

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. زمانے کی قشم۔ (۱)

ۅؘالْعَصَٰمِرِڽ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِفِي خُسْمِيُّ

7. بینک (بالیقین) انسان سرتاسر نقصان میں ہے۔ (۲)

۳. بینک (بالیقین) انسان سرتاسر نقصان میں ہے۔ (۳)

۳. سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل (۳)

کیے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی (۳) اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔ (۵)

ڔ؈ڔؖڛٮ؈ڔؽ ٳڷڒٳڷۮۣؽؙڹٵڡؘٮؙؙٷٲۅؘۼؠڵۅٳڶڞڸڂؾ ۘۅؿٙۅؘٳڝۅ۫ٳڽٳٛڬؾؓ؞ٚۅٞڰۅٵڝۅ۬ٳۑٳڵڝۧڋڕڠٞ

ا. زمانے سے مراد، شب وروز کی یہ گردش اور ان کا ادل بدل کر آنا ہے۔ رات آتی ہے تو اندھیرا چھاجاتا ہے اور دن طلوع ہوتا ہے تو ہر چیز روشن ہوجاتی ہے۔ طلوع ہوتا ہے تو ہر چیز روشن ہوجاتی ہے۔ یہی مرور ایام، زمانہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کاریگر کی پر دلالت کرتا ہے۔ اسی لیے رب نے اس کی قسم کھائی ہے۔ یہ پہلے بتلایا جاچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے قسم کھا سکتا ہے کیکن انسانوں کے لیے اللہ کی قسم کے علاوہ کسی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔

۲. یہ جواب قشم ہے۔ انسان کا خسارہ اور ہلاکت واضح ہے کہ جب تک وہ زندہ رہتا ہے، اس کے شب وروز سخت محنت کرتے ہوئے گزرتے ہیں پھر جب موت سے ہمکنار ہوتا ہے تو موت کے بعد بھی آرام وراحت نصیب نہیں ہوتی، بلکہ وہ جہنم کا ایندھن بنتا ہے۔

سا. ہاں اس خسارے سے وہ لوگ محفوظ ہیں جو ایمان اور عمل صالح کے جامع ہیں، کیوں کہ ان کی زندگی چاہے جیسی بھی گزری ہو، موت کے بعد وہ بہر حال ابدی تعمتوں اور جنت کی پر آسائش زندگی سے بہرہ ور ہوں گے۔ آگے اہل ایمان کی مزید صفات کا تذکرہ ہے۔

م. لیخی اللہ کی شریعت کی پابندی اور محرمات ومعاصی سے اجتناب کی تلقین۔

۵. لیخی مصائب وآلام پر صبر، احکام وفرائض شریعت پر عمل کرنے میں صبر، معاصی سے اجتناب پر صبر، لذات وخواہشات کی قربائی پر صبر، صبر بھی اگرچہ تواصی بالحق میں شامل ہے، تاہم اسے خصوصیت سے الگ ذکر کیا گیا، جس سے اس کا شرف وفضل اور خصال حق میں اس کا ممتاز ہونا واضح ہے۔

## سورۂ ہمزۃ کمی ہے اور اس میں نو آیتیں ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹو گنے والا غیبت کرنے والاہو۔ (۱)

۲. جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جائے۔

س. وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا۔ (۳)

م. ہر گز نہیں (<sup>۳)</sup> یہ تو ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں ٹھینک دیا جائے گا۔<sup>(۵)</sup>

۵. اور تخیصے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا ہو گی؟ (۲)
 ۲. وہ اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی۔

# غُيْضَافُوا الْمُسْتَخِينَ الْمُعْلَقِينَ الْمُعْلِقِينَ الْمُعْلِقِينِ الْمُعْلِقِينَ الْمُعْلِقِينَ الْمُعْلِقِينَ الْمُعْلِقِينَ الْمُعْلِقِينَ الْمُعْلِقِينَ الْمُعْلِقِينَ الْمُعْلِقِينَ الْمُعِلِينِ الْمُعْلِقِينَ الْمُعْلِقِينَ الْمُعْلِقِينَ الْمُعْلِقِ

#### بِسُ \_\_\_\_ مِ اللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيمِ

ۅؘؽ<u>ڷ۠</u>ڒؚؖڴؙڸؚۜۿؙؠؘۯؘۊٟڷؙؠۘۯؘۊؚ<sup>ڽ</sup>

ڔٳؾۜڹؽؙڿؘؠۼؘڡٵڰۊۜۼۜڎۮٷٚ ؘۼؙڛؙٵؙ۪ؾٙڡٵڵؘ؋ۤٲڂ۬ڵۮٷ<sup>ۿ</sup>

كَلَالَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ﴿

وَمَا اَدُرُلِكَ مَا الْعُطَمَةُ ٥ نَازُلِلُهِ الْنُوْقَدَةُ ٥

ا. هُمَزَةٌ اور لُمَزَةٌ، بعض كے نزديك ہم معنى بيں۔ بعض اس ميں كچھ فرق كرتے بيں۔ هُمَزَةٌ وہ خُض ہے جو رو در رو برائى كرے اور لُمَزَةٌ، وہ جو پيٹھ بيچھے غيبت كرے۔ بعض اس كے برعكس معنى كرتے ہيں۔ بعض كہتے ہيں هَمْزٌ، آتكھوں اور ہاتھوں كے اشارے سے برائى كرنا ہے اور لَمْزٌ زبان سے۔

۲. اس سے مراد بہی ہے کہ جمع کرنا اور گن گن کر رکھنا لیخی سینت سینت کر رکھنا اور اسے اللہ کی راہ میں خرج نہ کرنا۔ ورنہ مطلق مال جمع کرکے رکھنا مذموم نہیں ہے۔ یہ مذموم اسی وقت ہے جب زکاوۃ وصد قات اور انفاق فی سبیل اللہ کا اجتمام نہ ہو۔

- ۳. أَخْلَدَهُ كَا زيادہ صحیح ترجمہ یہ ہے كه "اسے بمیشہ زندہ رکھے گا" لینی یہ مال، جے وہ جمع كركے ركھتا ہے، اس كی عمر میں اضافہ كردے گا اور اسے مرنے نہیں دے گا۔
  - م. تعنی معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا اس کا زعم اور گمان ہے۔
  - ۵. ایسا بخیل شخص خُطَمَة میں کھینک دیا جائے گا۔ یہ مجھی جہنم کا ایک نام ہے، توڑ کھوڑ دینے والی۔

۲. یہ استفہام اس کی ہولناکی کے بیان کے لیے ہے، لیعنی وہ اتنی ہولناک آگ ہوگی کہ تمہاری عقلیں اس کا ادراک نہیں
 کر سکتیں اور تمہارا فہم وشعور اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

2. جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گا۔(۱) ٨. وہ ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔(۲) ٩. بڑے بڑے ستونوں میں۔

الَّتِى تَطَّلِمُ عَلَى الْاَفْجِدَةِ ٥ إِنَّهَاعَلِمُهُمُ مُّؤْصَدَةً ۞ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۞

ا. یعنی اس کی حرارت دلوں تک پہنچ جائے گی۔ ویسے تو دنیا کی آگ کے اندر بھی یہ خاصیت ہے کہ وہ ہر چیز کو جلاڈالتی ہے لیکن دنیا میں یہ آگ دل تک پہنچ نہیں پاتی کہ انسان کی موت اس سے قبل ہی واقع ہوجاتی ہے۔ جہنم میں ایسا نہیں ہوگا، وہ آگ دلوں تک بھی پہنچ جائے گی، لیکن موت نہیں آئے گی، بلکہ آرزو کے باوجود بھی موت نہیں آئے گی۔ ۲. مُؤْصَدَةٌ بند، یعنی جہنم کے دروازے اور رائے بند کردیے جائیں گے، تاکہ کوئی باہر نہ نکل سکے، اور انہیں لوہے کی مشخوں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا، جو لجے بلے ستونوں کی طرح ہوں گی، بعض کے نزدیک عَمَدِ سے مراد بیڑیاں یا طوق ہیں اور بعض کے نزدیک عَمَدِ سے مراد بیڑیاں یا طوق ہیں اور بعض کے نزدیک عَمَدِ سے مراد بیڑیاں یا طوق

## سورۂ فیل مکی ہے اور اس میں پانچ آیات ہیں۔

#### شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

ا. کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ (۱)

کیا ان کے مگر کو بے کار نہیں کردیا؟ (۲)
 اور ان پر پرندوں کے حینڈ کے حینڈ بھیج

# 

#### بِسُ التَّحِيمِ اللهِ التَّحْمِنِ التَّحِيمِ

ٱڵۏؚؾۘڒڲؽٛڡٛ؋ۼڷڒؿ۠ڮڔۣٲڞڂٮؚٵڷڣؽؙڸڽ

ٱڵۄؙۑڿؙۼڵػؽؙۘڎۿؙۄٝ؈۬ٛٛٛٛٛٚڡٛٚؽڷڟؙؽڸٟ۠ ۊٞٲۯؙڛؘڶۼؘؽڣؚۄؙڟؿڗٵڹٵؚڽؽڶ۞۠

ا. جو يمن سے خانہ كعبہ كى تخريب كے ليے آئے تھے أَلَمْ تَرَ كے معنی ہيں أَلَمْ تَعْلَمْ كيا تَجْهِ معلوم نہيں؟ استفہام تقرير كے ليے ہے، ليعنی تو جانتا ہے يا وہ سب لوگ جانتے ہيں جو تيرے ہم عصر ہيں۔ يہ اس ليے فرمايا كہ عرب ميں يہ واقعہ گزرے ابھی زيادہ عرصہ نہيں ہوا تھا۔ مشہور ترين قول كے مطابق يہ واقعہ اس سال پيش آيا جس سال نبی مَنَّ اللَّيْمَ كَلُّ وَلَادت ہوئى تھی۔ اس ليے عربول ميں اس كی خبريں مشہور اور متواتر تھيں۔ يہ واقعہ مختصراً حسب نيل ہے۔ واقعہ اصحاب الفيل:

حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن میں ابرہۃ الاشرم گورنر تھا، اس نے صنعاء میں ایک بہت بڑا گرجا (عبادت خانہ) تعیمر کیا اور کوشش کی کہ لوگ خانۂ کعبہ کے بجائے عبادت اور حج وعمرہ کے لیے ادھر آیا کریں۔ یہ بات اہل مکہ اور دیگر قبائل عرب کے لیے سخت ناگوار تھی۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے ابرہہ کے بنائے ہوئے عبادت خانے کو غلاظت سے پلید کردیا، جس کی اطلاع اس کو کردی گئی کہ کسی نے اس طرح اس گرجا کو ناپاک کردیا ہے، جس پر اس نے خانۂ کعبہ کو ڈھانے کا عزم کرلیا اور ایک لشکر جرار لے کر مکہ پر حملہ آور ہوا، کچھ ہاتھی بھی اس کے ساتھ سے۔ جب یہ لشکر وادی محسر کے پاس پہنچا تو اللہ تعالی نے پرندوں کے غول بھیج دیے جن کی چونچوں اور پنجوں میں کنگریاں جب یہ لیا مور کے برابر تھیں، جس فوجی یہ کنگری گئی وہ پگھل جاتا اور اس کا گوشت جھڑجاتا اور بالآخر مرجاتا۔ خود ابرہہ کا بھی صنعاء چنچتے یہی انجام ہوا۔ اس طرح اللہ نے اسٹے گھر کی حفاظت فرمائی۔ مکہ کے قریب مرجاتا۔ خود ابرہہ کا بھی صنعاء چنچتے یہی انجام ہوا۔ اس طرح اللہ نے اونٹوں پر قبضہ کرلیا، جس پر عبد المطلب نے آکر ابرہہ سے کہا کہ تو میرے اونٹ واپس کر دے جو تیرے لشکریوں نے بکڑے ہیں۔ باتی رہا خانۂ کعبہ کا مسئلہ، جس کو ڈھانے کے لیے تو آیا ہے تو وہ تیرا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے، وہ اللہ کا گھر ہے، وہی اس کا محافظ ہے، تو جانے اور بیت اللہ کا مالک اللہ جانے۔ (ایر انفایس)

r. یعنی وہ خانۂ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ لے کر آیا تھا، اس میں اس کو ناکام کردیا۔ استفہام تقریری ہے۔

ویے۔

 $\frac{\gamma}{2}$ . جو انہیں مٹی اور پھر کی کنگریاں مار رہے تھے۔

ؾۯؙڡؽؙۿؚۿۛڔۑؚڿٵۯۊۭۺٞڛڿؚؽڸٟ۞۫ ڣؘجَعَڵۿؙؠؗٛػػڞڣؿٞٲڴۉڶ۞۫

ا. ابابیل، پرندے کا نام نہیں ہے، بلکہ اس کے معنیٰ میں غول در غول۔

۲. سِحجِّیْلِ، مٹی کو آگ میں پکاکر اس سے بنائے ہوئے کنکر۔ ان چھوٹے چھوٹے پھروں یا کنکروں نے توپ کے گولوں اور بندوق کی گولیوں سے زیادہ مہلک کام کیا۔

٣. يعني ان كے اجزائے جسم اس طرح بكھر گئے جيسے كھائى ہوئى بھوسى ہوتى ہے۔

## سورۂ قریش کمی ہے اور اس میں چار آیتیں ہیں۔

#### 

الْمِيُوْرَقُ قُرِيْشِرًا ﴿ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ افغان میں کا میں کا الاست

ا. قریش کے مانوس کرنے کے لیے۔

۲. (لیعنی) انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لیے۔(اس کے شکریہ میں)۔

س. پس انہیں چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے ۔ رہیں۔

 $\gamma$ . جس نے انہیں جھوک میں کھانا دیا $^{(r)}$  اور ڈر (اور خوف) میں امن (وامان) دیا۔ $^{(r)}$ 

ڸؚٳؽڵڣؚٷؙۯؽۺۣ۞ٞ الڵڣۿٷڔٮؚڂؙڵة الشِّنتَآءِ وَالصَّيُفِ۞

فَلْيَعَبُدُ وَارَبَّ هٰ فَالْبَيْتِ

الَّذِي ٓ ٱطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٌ وَالْمَنَامُ مِنْ خَوْفٍ ۚ

🖈. اسے سورہ ایلاف بھی کہتے ہیں، اس کا تعلق بھی گزشتہ سورت سے ہے۔

ا. إِيْلَافٌ کے معنی ہیں، مانوس اور عادی بنانا، لیعنی اس کام سے کلفت اور نفرت کا دور ہوجانا۔ قریش کی گزران کا ذریعہ تجارت تھی۔ سال میں دو مرتبہ ان کا تجارتی قافلہ باہر جاتا اور وہاں سے اشیائے تجارت لاتا۔ سردیوں میں یمن، جو گرم علاقہ تھا اور گرمیوں میں شام کی طرف جو ٹھنڈا تھا۔ خانۂ کعبہ کے خدمت گزار ہونے کی وجہ سے تمام اہل عرب ان کی عزت کرتے تھے، اس لیے ان کے قافلے بلا روک ٹوک سفر کرتے، اللہ تعالی اس سورت میں قریش کو بتلامها ہے کہ تم جو گرمی، سردی میں دو سفر کرتے ہوتو ہمارے اس احسان کی وجہ سے کہ ہم نے تمہیں مکہ میں امن عطاکیا ہے اور اہل عرب میں معزز بنایا ہوا ہے۔ اگر یہ چیزنہ ہوتی تو تمہارا سفر ممکن نہ ہوتا۔ اور اصحاب الفیل کو بھی ہم نے اس لیے تباہ کیا ہے کہ تمہاری عزت بھی ہر قرار رہے اور تمہارے سفروں کا سلسلہ بھی ۔جس کے تم خوگر ہو۔ قائم رہے، اگر ابر ہہ کیا ہے کہ تمہاری عزت وسیادت بھی ختم ہوجاتی اور سلسلۂ سفر بھی منقطع ہوجاتا۔ اس لیے خمہیں چاہیے کہ صرف اس بیت اللہ کے رب کی عبادت کریں۔

۲. مذکورہ تجارت اور سفر کے ذریعے سے۔

۳. عرب میں قتل وغارت گری عام تھی لیکن قریش مکہ کو حرم مکہ کی وجہ سے جو احترام حاصل تھا، اس کی وجہ سے وہ خوف وخطر سے محفوظ تھے۔

#### سورہ ماعون مکی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں۔

#### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. کیا تو نے (اسے بھی) دیکھا جو (روز) جزاء کو حمطلاتا ہے؟ (ا

۲. یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔
 ۳. اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔
 ۳. ان نمازیوں کے لیے ہلاکت (اور جہنم کی ویل نامی جگہ) ہے۔

۵. جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔

# سَيُونَوُ المَاجُونِ اللَّهُ ا

#### بِنُ الرَّحِيْمِ اللهِ الرَّحْمِن الرَّحِيْمِ

ٱرءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ <sup>٥</sup>

ڣؘڵڸڰؘٲڷێؽؗؽؙؽؙڰؙٵڶؽؾؿؽ۞ۨ ۅؘڒؽۼڞ۠ٷڶڟٵۄؚڵؽۺڮؽ۫ڹۣؖ ۏؘؽؙڵؙڷؚڶڡؙڞؘڐؚؽڹٛ

#### الَّذِيُنَ أَمْ عَنْ صَلَاتِهِمُ سَاهُونَ فَ

ہڑ. اس سورت کو سُورَۃُ الدِّیْنِ، سُورۃُ اَرَایُّتَ اور سُورۃُ الْبَیْیْمِ بھی کہتے ہیں۔ (ٹُ القدیر) ا. رسول اللہ سَکَالْیَکُوْمِ سے خطاب ہے اور استفہام سے مقصد اظہار تعجب ہے۔ رویت معرفت کے مفہوم میں ہے اور دین سے مراد آخرت کا حساب اور جزاء ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کلام میں حذف ہے۔ اصل عبارت ہے " کیا تو نے اس شخص کو پہچانا جو روز جزاء کو جھٹلاتا ہے؟" آیا وہ اپنی اس بات میں صحیح ہے یا غلط؟

۲. اس لیے کہ ایک تو بخیل ہے۔ دوسرا، قیامت کا منکر ہے، بھلا ایسا شخص بیٹیم کے ساتھ کیوں کر حسن سلوک کرسکتا ہے؟ بیٹیم کے ساتھ تو وہی شخص اچھا بر تاؤ کرے گا جس کے دل میں مال کے بجائے انسانی قدروں اور اخلاتی ضابطوں کی اہمیت و محبت ہوگی۔ دوسرا اسے اس امر کا یقین ہو کہ اس کے بدلے میں مجھے قیامت کے دن اچھی جزاء کھے گی۔

سا. یہ کام بھی وہی کرے گا جس میں فدکورہ خوبیاں ہوں گی ورضہ یہ بیٹیم کی طرح مسکین کو بھی دھکا ہی دے گا۔

اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو نماز یا تو پڑھتے ہی نہیں۔ یا پہلے پڑھتے رہے ہیں، پھر ست ہوگئے یا نماز کو اس کے اپنے مسنون وقت میں نہیں پڑھتے، جب جی چاہتا ہے پڑھ لیتے ہیں یا تاخیر سے پڑھنے کو معمول بنالیتے ہیں یا خشوع وضفوع کے ساتھ نہیں پڑھتے۔ یہ سارے ہی مفہوم اس میں آجاتے ہیں، اس لیے نماز کی فذکورہ ساری ہی کو تاہیوں سے بچنا چاہیے۔ یہاں اس مقام پر ذکر کرنے سے یہ بھی واضح ہے کہ نماز میں ان کو تاہیوں کے مرتکب وہی لوگ ہوتے ہیں جو آخرت کی جزاء اور حباب کتاب پر یقین نہیں رکھتے۔ اس لیے منافقین کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے۔

﴿ وَإِذَا قَامُوْا لِلَّا الصَّالَةِ مِنْ اللّٰ اللّٰ

۲. جو ریا کاری کرتے ہیں۔(') 2. اور برسے کی چیز روکتے ہیں۔('') الَّذِيۡنَڰٛٛمُ يُرَاۤءُوۡنَ۞ وَيَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ۞

تو بڑی کا بلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں، اور یاد اللی تو یو نہی سی برائے نام کرتے ہیں)۔ 1. لیعنی ایسے لوگوں کا شیوہ یہ ہوتا ہے، کہ لوگوں کے ساتھ ہوئے تو نماز پڑھ لی، بصورت دیگر نماز پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھے، یعنی صرف نمود ونمائش اور ریا کاری کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

۲. مَعْنٌ: شَيْءٌ قَلِيْلٌ كو كَبَةٍ بِيں۔ بعض اس سے مراد زكوۃ ليتے بِيں، كيوں كہ وہ بھى اصل مال كے مقابلے ميں بالكل تعورى سى بى بوتى ہے، (ڈھائى فى صد) اور بعض اس سے گھروں ميں برتنے والى چيزيں مراد ليتے بيں جو پڑوسى ايك دوسرے سے عاريتاً مانگ ليتے بيں۔ مطلب يہ ہوا كہ گھريا و استعال كى چيزيں عاريتاً دے دينا اور اس ميں كبيدگى محسوس نہ كرنا اچھى صفت ہے اور اس كے برعكس بخل اور كنجوسى برتنا، يہ منكرين قيامت بى كا شيوہ ہے۔

## سورہُ کوٹر مکی ہے اور اس میں تین آیتیں ہیں۔

#### بِسُ عِراللهِ الرَّحْمِنِ الرَّحِيمِ

٩

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

# 

۲. کیس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ (۲)
 ۳. یقسناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔ (۳)

## إِنَّا أَعْطَيْنُكَ الْكُوْثَرَ ٥

#### ڡ۬ڝؘڸؖڸڔؾڮؘۅؘٲۼؗٷ ٳؾۜۺؘٳڹػڰۿۅٲڵۯؿؘڒٛؖؗٛ

🖈. اس كا دوسرا نام سُوْرَةُ النَّحْرِ بَهِي ہے۔

ا. کُوْنَدُّ، کثرت ہے ہے۔ اس کے متعدد معنی بیان کیے گئے ہیں۔ ابن کثیر نے "خیر کثیر" کے مفہوم کو ترجج دی ہے کیول کہ اس میں ایسا عموم ہے کہ جس میں دوسرے معانی بھی آجاتے ہیں۔ مثلاً سیح احادیث میں بتلایا گیا ہے کہ اس سے ایک نہر مراد ہے جو جت میں آپ منگالیا گیا کو عطاکی جائے گی۔ اس طرح بعض احادیث میں اس کا مصداق حوض بتلایا گیا ہے، جس سے اہل ایمان جنت میں جانے سے قبل نبی سکالیا گیا ہے، جس سے اہل ایمان جنت میں جانے سے قبل نبی سکالیا گیا ہے دست مبارک سے پانی پیس گے۔ اس حوض میں بھی پانی اس جنت والی نہر سے آرہا ہوگا۔ اس طرح دنیا کی فقوعات اور آپ سَکُالیَّیْمُ کا رفع ودوام ذکر اور آخرت کا اجرو وثواب، سب بی چیزیں "خیر کثیر" میں آجاتی ہیں۔ (ابن کئی)

العنی نماز بھی صرف ایک اللہ کے لیے اور قربانی بھی صرف ایک اللہ کے نام پر۔ مشرکین کی طرح ان میں دوسروں کو زمین پر شریک نہ کر۔ نَحْوٌ کے اصل معنی ہیں اونٹ کے طقوم میں نیزہ یا چھری مار کر اسے ذیح کرنا۔ دوسرے جانوروں کو زمین پر لئاکر ان کے گلوں پر چھری پھیری جاتی ہے اسے ذیح کرنا کہتے ہیں۔ لیکن یہاں نحر سے مراد مطلق قربانی ہے، علاوہ ازیں اس میں بطور صدقہ و خیرات جانور قربان کرنا، جج کے موقعے پر منی میں اور عید الأصحیٰ کے موقعے پر قربانی کرنا، سب شامل ہیں۔
 اللہ اللہ اللہ عضیٰ کو کہتے ہیں جو مقطوع النسل یا مقطوع الذکر ہو، تعنی اس کی ذات پر ہی اس کی نسل کا خاتمہ ہوجائے یا کوئی اس کا نام لیوا نہ رہے، جب نبی مؤلینی کی اولاد نرینہ زندہ نہ رہی تو بعض کفار نے نبی مؤلینی کو ابتر کہا، جس پر اللہ تعالی نے آپ مؤلینی کو ابتی کہا، جس پر اللہ بھی باقی رکھا گو اس کا سلسلہ لڑی کی طرف سے ہی ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے آپ مؤلینی کی اولاد معنوی ہی باقی رکھا گو اس کا سلسلہ لڑی کی طرف سے ہی ہے۔ اس طرح آپ مؤلینی کی امت بھی آپ مؤلینی کی اولاد معنوی ہی ہے، جس کی کثرت پر آپ مؤلینی قیامت کے دن فخر کریں گے، علاوہ ازیں آپ مؤلینی کی اوری دنیا میں نہایت عن سے جب کہ آپ مؤلینی ہی وعناد رکھنے والے صرف صفات تاریخ پر ہی موجود رہ گئیں کین کی دل میں ان کا احزام نہیں اور کسی زبان پر ان کا ذکر خیر نہیں۔
 میں لیکن کسی دل میں ان کا احزام نہیں اور کسی زبان پر ان کا ذکر خیر نہیں۔

## سورۂ کافرون مکی ہے اور اس میں چھ آیات ہیں۔

#### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. آپ کہہ دیجے کہ اے کافرو!(۱)

۲. نه میں عبادت کر تا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو۔
 ۳. اور نه تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

اور نه میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔
 اور نه تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کررہا ہوں۔

۲. تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔"'

# يُنوزوًا الكافرون

#### بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

قُلْ يَايَّهُا الْكَفِرُونَ ۞ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُ وَنَ۞

وَلِآ انْتُوْعِبِدُونَ مَا اعْبُدُ ۗ

وَلَا اَنَاعَابِدُ مِّاعَبَدُتُوْنَ وَلَا اَنْتُوْعِبِدُوْنَ مَاۤاَعُبُدُ ۞

لَكُهُ دِينُكُمُ وَ لِيَ دِينِ ﴿

کلاً. تسخیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ مُنَاقِیْدِ طواف کی دو رکعتوں اور فجر اور مغرب کی سنتوں میں ﴿فُلْ یَاکَیْقُکَا الْکُونُورُونَ﴾ اور سورہ اخلاص پڑھتے تھے۔ اس طرح آپ مُنَاقِیْدِ کُم نیا میں محابہ رفنائیڈ کو فرمایا کہ رات کو سوتے وقت، یہ سورت پڑھ کر سوؤ کے تو شرک سے بری قرار یاؤگے۔ (مسند اَحمد: ۵/ ۴۵۲، ترمذی: ۳۴۰۳، أبوداود: ۵۰۵۵، مجمع الزواند: ۱۳/۱۱) بعض روایات میں خود آپ مُناقِیْدِ کا عمل بھی یہ بتلایا گیا ہے۔ (ابن کیر)

ا. الکفوْرُوْنَ میں الف لام جنس کے لیے ہے۔ لیکن یہال بطور خاص صرف ان کافروں سے خطاب ہے جن کی بابت الله کو علم تھا کہ ان کا خاتمہ کفر وشرک پر ہوگا۔ کیوں کہ اس سورت کے نزول کے بعد کئی مشرک مسلمان ہوئے اور انہوں نے اللہ کی عبادت کی۔ (فتح القدیر)

7. بعض نے پہلی آیت کو حال کے اور دوسری کو استقبال کے مفہوم میں لیا ہے، لیکن امام شوکانی نے کہا ہے کہ ان تکلفات کی ضرورت نہیں ہے۔ تاکید کے لیے تکرار، عربی زبان کا عام اسلوب ہے، جے قرآن کریم میں کئی جگہ اختیار کیا گیا ہے۔ جیسے سورہ رحمٰن، سورہ مرسلات میں ہے۔ اسی طرح یہاں بھی تاکید کے لیے یہ جملہ دہرایا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یہ بھی ممکن نہیں کہ میں توحید کا راستہ چھوٹر کر شرک کا راستہ اختیار کرلوں، جیسا کہ تم چاہتے ہو۔ اور اگر اللہ نے تمہاری قسمت ممکن نہیں کہ میں توحید کا راستہ توحید اور عبادت الہی سے محروم ہی رہوگے۔ یہ بات اس وقت فرمائی گئی، جب کفار میں بدایت نہیں کی کہ ایک سال ہم آپ منگلیٹی کے معبود کی اور ایک سال آپ منگلیٹی ہمارے معبودوں کی عبادت کریں۔ سعب یعنی اگر تم اپنے دین پر راضی ہوں، میں اسے کیوں چھوٹروں؟ ﴿ لَكُمَا الْكُمَا الله اللہ کی کہ ایک سال ہم ہم آپ سیس ہوا ور اسے چھوٹرنے کے لیے تیار نہیں ہو، تو میں اپنے دین پر راضی ہوں، میں اسے کیوں چھوٹروں؟ ﴿ لَمَا الْكُمَا الله کیا اللہ کے اللہ کی کہ ایک اللہ کا کہ اللہ کے اللہ کے اللہ کی کول چھوٹروں؟ ﴿ لَاکَمَا الْکُمَا الْکُمَا الْکُمَا الْکُمَا الْکُمَا الْکُمَا اللہ کی اللہ کے اللہ کی کہ ایک اللہ کی کہ ایک اللہ کے دیاں ہم کی کہ ایک اللہ کی کہ ایک اللہ کی کول چھوٹروں؟ ﴿ لَاکُمَا الْکُمَا اللّٰ اللّٰ ہم اللّٰ ہم کی کیا گئی کے دیاں ہم کی کے ایک کی کیا کہ ایک اللہ کی کہ ایک اللہ کی کول جھوٹروں؟ ﴿ لَالْمُ الْمُورِ اللّٰ الل

## سورۂ نصر مدنی ہے اور اس میں تین آ بیتی ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. جب الله کی مدد اور فتح آجائے۔

اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا
 دیکھ لے۔<sup>(1)</sup>

۳. تو اپنے رب کی تشییج کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔(۲)

# سُونُولُولِيَّةُ مِنْ الْمُعَالِيَّةُ مِنْ الْمُعَالِيَّةِ مِنْ الْمُعَالِيَّةِ مِنْ الْمُعَالِيَّةِ مِنْ الْمُعَالِيَةِ مِنْ الْمُعَالِيَةِ مِنْ الْمُعَالِيَةِ مِنْ الْمُعَالِيَةِ مِنْ الْمُعَالِينِ الْمُعَلِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعَالِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلْمِينِي الْمُعِلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِي الْمُعِيلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِينِ الْمُعِلِيلِينِ الْمُعِلِيلِي الْمُعِلِيلِي الْمُعِلِيلِي الْمُعِلِيلِي الْمُعِلِيلِي الْمُعِلِيلِي الْمُعِلِي الْمُعِلِيلِيلِي الْمُعِلِي الْمُعِلِيلِي الْمُعِلِيلِي الْمُعِلِيلِي الْمُعِل

#### بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

إذَاجَاءَنَصَرُ اللهِ وَالْفَتُولُ

وَرَأَيْتُ التَّاسَ يَدُخْلُونَ فِي دِيْنِ اللهِ أَفُواجًا ﴿

فَسَبِّحُ بِعَمْدِرَتِكِ وَاسْتَغْفِرُكُ ۚ إِنَّهُ كَانَ نَوَّابًا ﴿

کرنے کا مرحلہ قریب ہ گیا ہے، اس لیے حمد وتشبیح اللی اور استغفار کا خوب اہتمام کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ زندگی کے

آخری ایام میں ان چیزوں کا اہتمام کثرت سے کرنا چاہے۔

ہلا۔ بزول کے اعتبار سے یہ آخری سورت ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب النفسیر) جس وقت یہ سورت نازل ہوئی تو بعض سحابہ دُکالَّیْنَ سمجھ گئے کہ اب بی عَلَیْشِیْمَ کا آخری وقت آگیا ہے، ای لیے آپ عَلَیْشِیْمَ کو تنبیج و تحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے جیسے حضرت ابن عباس اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ صحیح بخاری میں ہے۔ (تفسیر سورۃ النصر) اللہ کی مدد کا مطلب، اسلام اور مسلمانوں کا کفر اور کافرول پر غلبہ ہے، اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے، جو نبی عَلَیْشِیْمَ کو اور صحابہ کرام تُوَلِیْنِمَ کو وہاں سے بجرت کرنے پر مجبور کردیا تھا، چنانچہ جب کہ اس سے قبل ایک جب کہ جب کہ اس سے قبل ایک جب کہ جب کہ اس سے قبل ایک دو دو فرد مسلمان ہوتے سے۔ فتح مکہ سے لوگوں پر یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ آپ عَلَیْشِیْمَ اللہ کے سے پینیم بیں اور دین اسلام دین حق ہے، جس کے بغیر اب نجات اخروی ممکن نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ایسا ہوتو۔

1. لیخی یہ سمجھ لے کہ تبلیغ رسالت اور احقاق حق کا فرض جبو تیرے ذمے تھا۔ پورا ہوگیا اور اب تیرا دنیا سے کوج

## سورہُ تبت مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

## شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہوگیا۔<sup>(۱)</sup>

ال نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کائے۔ $^{(r)}$ 

س. وه عنقریب بھڑ کنے والی آگ میں جائے گا۔

# شُوْرُلاُتيَّتُ الْمُعْرِيِّةِ الْمُعْرِيقِيِّةً الْمُعْرِيِّةِ الْمُعْرِيِّةِ الْمُعْرِيِّةِ الْمُعْرِيْقِيْلِيْ

#### بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

تَبَّتُ يَكَالِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ٥

مَا اَغُنٰى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ

سَيَصْلَىٰ نَارًاذَاتَ لَهَبٍ ﴿

ہڑا۔ اسے سُورَہُ الْمُسَدِ بھی کہتے ہیں۔ اس کی شان نزول میں آتا ہے کہ جب نبی مَثَّلَ الْفَیْمَ کو تھم ہوا کہ اپنے رشتہ داروں کو انذار و سلینے کریں تو آپ مُثَلِیمَ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر یَا صَبَاحَاہُ! کی آواز لگائی۔ اس طرح کی آواز خطرے کی علامت سمجھی جاتی ہے، چنانچہ اس آواز پر لوگ اکٹھے ہوگئے۔ آپ مُثَلِّتُنِمَ نے فرمایا، ذرا بٹلاؤ، اگر میں تمہیں خبر دول کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک گھڑسوار لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے، تو تم میری تصدیق کروگ ؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں۔ ہم نے کبھی آپ مُثَلِّیمَ کو جھوٹا نہیں پایا۔ آپ مُثَلِّیمَ نے فرمایا کہ پھر میں تمہیں ایک بڑے عذاب سے گوں نہیں۔ ہم نے کبھی آپ مُثَلِّیمَ کو جھوٹا نہیں پایا۔ آپ مُثَلِّیمَ نے فرمایا کہ پھر میں تمہیں ایک بڑے عذاب سے ڈرانے آیا ہوں۔ (اگر تم کفر وشرک میں مبتلا رہے) یہ من کر ابولہب نے کہا تَبًا لَگُ! تیرے لیے ہلاکت ہو، کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟ جس پر اللہ تعالی نے یہ سورہ نازل فرمادی۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورہ نبت) ابو لہب کا اصل نام عبد العزیٰ تھا، اپنے حسن وجمال اور چبرے کی سرخی کی وجہ سے اسے ابولہب (شعلۂ فروزاں) کہا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں اپنے انجام کے اعتبار سے بھی اسے جہنم کی آگ کا ایندھن بننا تھا۔ یہ بی مُثَلِّیمَ کا حقیق بچا تھا، لیکن آپ مُثَلِّیمَ کا شدید وحمٰن تھا اور اس کی بیوی ام جمیل بنت حرب بھی دھنی میں اپنے خاوند سے کم نہ تھی۔

ا. یکا، یک (ہاتھ) کا شنیہ ہے، مراد اس سے اس کا نفس ہے، جز بول کر کل مراد لیا گیا ہے بینی ہلاک وبرباد ہوجائے۔
یہ بددعا ان الفاظ کے جواب میں ہے جو اس نے نبی طَالَیْتُوْم کے متعلق غصے اور عداوت میں بولے سے۔ وَ تَبَ (اور وہ
ہلاک ہوگیا) یہ خبر ہے بیعی بددعا کے ساتھ ہی اللہ نے اس کی ہلاکت اور بربادی کی خبر بھی دے دی۔ چنائچہ جنگ بدر
کے چند روز بعد یہ عدیہ بیاری میں مبتلا ہوا، جس میں طاعون کی طرح گلی سی نکلتی ہے، اس میں اس کی موت واقع
ہوگی۔ تین دن تک اس کی لاش یوں ہی پڑی رہی، حتی کہ سخت بدبودار ہوگی۔ بلائز اس کے لڑکوں نے بیاری کے پھیلنے
اور عار کے خوف سے، اس کے جسم پر دور سے ہی پھر اور مٹی ڈال کر اسے دفنادیا۔ (ایر انفایر)

۲. کمائی میں اس کی رئیسانہ حیثیت اور جاہ ومنصب اور اس کی اولاد بھی شامل ہے۔ لینی جب اللہ کی گرفت آئی تو کوئی چیز اس کے کام نہ آئی۔ م. اور اس کی بیوی بھی (جائے گی،) جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔(۱)

ه. اس کی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہوگی۔(۱)

وَّا مُرَاتُهُ حُبَّالَةَ الْحَطِّبِ أَ

ڣٛڿؽۑۿٲڂڹڷؙۺؚؽؖڡۜڛۅ۪ؖ

ا. یعنی جہنم میں یہ اپنے خاوند کی آگ پر ککڑیاں لالاکر ڈالے گی، تاکہ آگ مزید بھڑے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہوگا، یعنی جہنم میں یہ دیارے یہ اللہ کی طرف سے ہوگا، این جس طرح یہ دنیا میں اپنے خاوند کی، اس کے کفر وعناد میں، مددگار تھی، آخرت میں بھی عذاب میں اس کی مددگار ہوگی۔ اور ہوگی۔ (ابن کثیر) بعض کہتے ہیں کہ وہ کانٹے دار جھاڑیاں ڈھوڈھوکر لاتی اور نبی مُنافِیدِ کے راہتے میں لاکر بچھادیتی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اس کی چغل خوری کی عادت کی طرف اشارہ ہے۔ چغل خوری کے لیے یہ عربی محاورہ ہے۔ یہ کفار قریش کے پاس جاکر نبی مُنافِیدِ کی غیبت کرتی اور انہیں آپ مُنافِیدِ کی عدادت پر اکساتی تھی۔ (خ ابادی).

۲. جِیندٌ گردن۔ مَسَددٌ، مضبوط بی ہوئی رسی۔ وہ مونج کی یا تھجور کی پوست کی ہو یا آئنی تاروں کی۔ جیسا کہ مخلف لوگوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ وہ دنیا میں ڈالے رکھتی تھی جے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن زیادہ صبح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جہنم میں اس کے گلے میں جو طوق ہوگا، وہ آئنی تاروں سے بٹا ہوا ہوگا۔ مَسَددٌ سے تشید، اس کی شدت اور مضبوطی کو واضح کرنے کے لیے دی گئی ہے۔
 کی شدت اور مضبوطی کو واضح کرنے کے لیے دی گئی ہے۔

## سورۂ اخلاص مکی ہے اور اس میں چار آ یتیں ہیں۔

#### 

المُنوعة الإخلاط الم

# شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہر بان نہایت رحم والا ہے۔ 1. آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔ ۲. اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ ۳. اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ ۳. نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ ۲۰ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ ۲۰

قُلْ هُوَاللهُ أَحَدُّ ۚ ٱللهُ الصَّمَٰ لُ ۚ لَوْ يَلِنُ لَا وَلَوْ يُؤلَٰلُ۞ وَلَوْ يَكُنُ لَهُ كُفُوً الْحَدُّ ۞

الله مختصر سی سورت بڑی فضیلت کی حامل ہے، اسے نبی منگانی آئی نے ثلث (ایک تبائی ۱/۳) قرآن قرار دیا ہے اور اسے رات کو پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ (صحبح البخاري، کتاب التوحید، وفضائل القرآن، باب فضل قل هو الله أحد) بعض صحابہ ترفائی الله ترفی الله میں دیگر سورتوں کے ساتھ اسے بھی ضرور پڑھتے تھے، جس پر نبی منگانی آئی نے انہیں فرمایا (تمہاری اس کے ساتھ میں دیت ممیں داخل کروے گی)۔ (صحبح البخاري، کتاب التوحید، کتاب الافان، باب الجمع بین السورتین فی الرکعة. مسلم، کتاب صلاة المسافرین) اس کا سبب نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ مشرکین نے رسول الله منگانی آئی سے کہا کہ اپنے رب کا نسب بیان کرو۔ (مند احمد ۱۳۵۱ء)

ا. لینی سب اس کے محتاج، وہ کسی کا محتاج نہیں۔

۲. لینی نه اس سے کوئی چیز نکلی ہے نه وہ کسی چیز سے نکلا ہے۔

سال اس کی ذات میں، نہ اس کی صفات میں اور نہ اس کے افعال میں۔ ﴿ لَیْسَ کَمِیْتَاہِ اَسَّیْ ﴾ (الشودیٰ: ۱۱) حدیث قدی میں ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے، (انسان مجھے گالی دیتا ہے یعنی میرے لیے اولاد ثابت کرتا ہے، حالانکہ میں ایک ہوں بے نیاز ہول ہول، میں نے کسی کو جنا ہے نہ کسی سے پیدا ہوا ہول اور نہ کوئی میرا ہمسر ہے)۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورة قل هوالله أحد) اس سورت میں ان کا مجمی رد ہوگیا جو متعدد خداؤں کے قائل ہیں اور جو اللہ کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں اور جو اللہ کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں اور جو اس کو دوسروں کا شریک گردانتے ہیں اور ان کا مجمی جو سرے سے وجود باری تعالیٰ ہی کے قائل نہیں۔

## سورۂ فلق مکی ہے اور اس میں پانچ آ بیتیں ہیں۔

#### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ا. آپ کہہ و سیحے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔(۱)



#### بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

قُلُ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَكَقِ<sup>8</sup>

🖈 اس کے بعد سورۃ الناس ہے، ان دونوں کی مشتر کہ فضیلت متعدد احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں نبی مُنَافِیْظُ نے فرمایا "آج کی رات مجھ پر کچھ الیی آیات نازل ہوئی ہیں، جن کے مثل میں نے مجھی نہیں و کیھی" یہ **فرماكر آپ** سَكَافِيْكِمْ نے يه وونول سورتيں پڑھيں۔ (صحيح مسلم، كتاب صلوة المسافرين، باب فضل قراءة المعوذتين، والترمذي) ابو حابس جہنی ڈلٹھنڈ سے آپ سکاٹلٹیڈ نے فرمایا "اے ابو حابس! کیا میں تمہیں سب سے بہترین تعویذ نہ بتاؤں جس کے ذریعے سے پناہ طلب کرنے والے پناہ ما نگتے ہیں، انہوں نے عرض کیا، ہاں، ضرور بتلائے! آپ مَالَيْنَا نِي دونوں سورتوں کا ذکر کرکے فرمایا یہ دونوں معوذ تان ہیں"۔ (صحیح النسائی، للالبانی: ۵۰۲۰) نبی سَکَّاتِیْکِمُ انسانوں اور جنوں کی نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے، جب یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں تو آپ مگانگام نے ان کے پڑھنے کو معمول بنالیا اور باقی دوسری چزیں حيورُ وين - (صحيح الترمذي، للألباني: ٢١٥٠) حضرت عائشه رفيعُها فرماتي مين جب آب عَلَاتِيمُ كو كوئي تكليف موتي تو معوذتين ﴿قُلُ أَعُودُ بِرِبِ الْفَلِقِ﴾ اور ﴿قُلُ أَعُودُ بِرَبِ النَّأْسِ ﴾ يڑھ كر اينے جسم ير پھونك ليتے، جب آب سَلَقَ لَيْنَمُ كى تكليف زيادہ ہو گئ تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ مَا کُلُیْکُم کے ہاتھوں کو برکت کی امید سے، آپ مَالْیُکُمُ کے جسم پر پھیرتی۔ (صحبح البخاري، فضائل القرآن، باب المعوذات. مسلم، كتاب السلام، باب رقية المريض بالمعوذات) جب مي مَثَلَ اللَّيْرَام بر جادو كيا كيا، تو جبراتيل عَالِيَّاكِي بهي دو سورتیں لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا کہ ایک یہودی نے آپ سکی پیٹی پر جادو کیا ہے، اور یہ جادو فلال کنویں میں ہے، آپ مُؤَلِّيْنِ نے حضرت علی ڈلائٹیڈ کو بھیج کر اسے منگوایا، (یہ ایک کنگھی کے دندانوں اور بالوں کے ساتھ ایک تانت کے اندر گہارہ گر ہی برئی ہوئی تھیں اور موم کا ایک پتلا تھا جس میں سوئیاں چھوئی ہوئی تھیں) جبرائیل عَالِيَلا کے حکم کے مطابق آپ سَالْتَیْکُمُ ان دونوں سورتوں میں سے ایک ایک آیت پڑھتے جاتے اور گرہ تھلتی جاتی اور سوئی نکلتی جاتی۔ خاتمے تک بہنچتے بہنچتے ساری گرمیں بھی کھل گئیں اور سوئیاں بھی نکل گئیں اور آپ مُعَافِیدُم اس طرح صحیح ہو گئے جیسے کوئی شخص حکر بندى سے آزاد ہوجائے (صحیح البخاري، مع فتح الباري، كتاب الطب، باب السحر. مسلم، كتاب السلام، باب السحر. والسنن) آپ مُنَافِیْتِمُ کا یہ معمول بھی تھا کہ رات کو سوتے وقت سورۂ اخلاص اور معوذ تین پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں پر پھو مکتے اور پھر انہیں یورے جسم پر ملتے، پہلے سر، چبرے اور جسم کے اگلے ھے پر ہاتھ پھیرتے، اس کے بعد جہاں تک آپ سَلَ الْمِيْرِ کے باته يَنْ يَحْد مِنْ تِين مرتب آب مُثَالِينُ إلى الرق (صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات) ا. فَلَتْ عَ راج معنی صبح کے میں۔ صبح کی شخصیص اس لیے کی کہ جس طرح اللہ تعالی رات کا اندھیرا ختم کر کے دن کی

روشنی لاسکتا ہے، وہ اللہ ای طرح خوف اور دہشت کو دور کرکے پناہ مانگنے والے کو امن بھی دے سکتا ہے۔ یا انسان

۷. اور گرہ (لگاکر ان) میں پھو تکنے والیوں کے شرسے (مجبی) (۳)

۵. اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔

مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ ﴿

وَمِنُ تَنْرِغَاسِقِ إِذَا وَقَبَ

وَمِنْ شَرِّ النَّفْتُاتِ فِي الْمُعَدِّ فَ

وَمِنُ شَرِّحَالِسِ إِذَاحَسَكَ

جس طرح رات کو اس بات کا منتظر ہوتا ہے کہ صبح روشی ہوجائے گی، اس طرح خوف زدہ آدمی پناہ کے ذریعے سے صبح کامیابی کے طلوع کا امیدوار ہوتا ہے۔ (فتر القدیر)

ا. یہ عام ہے، اس میں شیطان اور اس کی ذریت، جہنم اور ہر اس چیز سے پناہ ہے جس سے انسان کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

۲. رات کے اندھیرے میں ہی خطرناک درندے اپنی کچھاروں سے اور موذی جانور اپنے بلوں سے اور اس طرح جرائم پیشہ افراد اپنے ندموم ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے نگلتے ہیں۔ ان الفاظ کے ذریعے سے ان تمام سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ غاصیتی رات، وَقَبَ داخل ہوجائے، چھاجائے۔

٣. نَفَاثَات، مؤنث كاصيغ ہے، جو النَّفُوْسُ (موصوف مخدوف) كى صفت ہے مِنْ شَرِّ النَّفُوْسِ النَّفاثَاتِ يعنى گر ہوں ميں پھوكنے والے مرد اور عورت دونوں ہيں۔ يعنى اللہ عمل كرنے والے مرد اور عورت دونوں ہيں۔ يعنى اس ميں چادوگروں كى شرارت سے پناہ مانگى گئى ہے۔ جادوگر، پڑھ پڑھ كر پھونك مارتے اور گرہ لگاتے جاتے ہيں۔ عام طور ير جس ير جادو كرنا ہوتا ہے اس كے بال يا كوئى چيز حاصل كركے اس ير بيہ عمل كيا جاتا ہے۔

مم. حسد یہ ہے کہ حاسد، محسود سے زوال نعمت کی آرزو کرتا ہے، چنانچہ اس سے بھی پناہ طلب کی گئی ہے۔ کیوں کہ حسد بھی ایک نہایت بری اخلاقی بیاری ہے، جو نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔

#### سورۂ ناس مکی ہے اور اس میں چھ آیتیں ہیں۔

#### شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رخم والا ہے۔

ا. آپ کہہ دیجیے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔<sup>(۱)</sup>

۲. لو گوں کے مالک کی<sup>(۲)</sup> (اور)

س. لو گوں کے معبود کی (پناہ میں)<sup>(۳)</sup>

م. وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے۔ (۱۳)

جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔

# يُنْوَلِكُوالْبُنَاسِيْنَ كُولِهُ الْبُنَاسِيْنَ الْمُنْاسِيْنَ الْمُنْاسِيْنَ الْمُنْاسِيْنَ الْمُنْاسِيْنَ ا

#### بنسم والله الرَّحْمَن الرَّحِيْمِ

قُلْ أَعُوْذُ بِرَتِ التَّاسِ التَّاسِ

مَلِكِ النَّاسِ ﴿ الدِالنَّاسِ ﴿

© (), 41, 90,

مِنْ شَرِّالْوَسُوَاسِ لِهُ الْغَنَّاسِ ۗ

الَّذِي يُوسُوسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ﴿

۲. جو ذات، تمام انسانوں کی پرورش اور نگہداشت کرنے والی ہے، وہی اس لا کُق ہے کہ کا نئات کی حکمر انی اور بادشاہی بھی اس کے پاس ہو۔

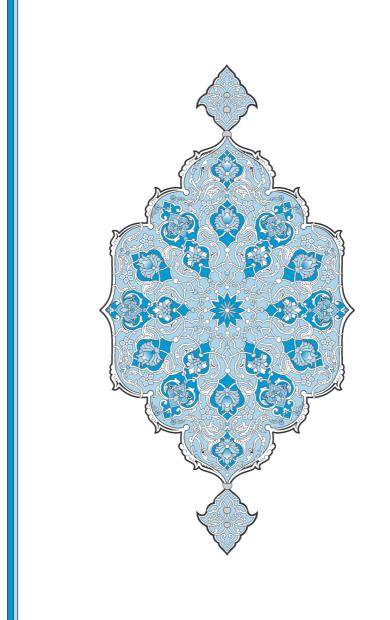
اور جو تمام کائنات کا پرورد گار ہو، پوری کائنات پر اسی کی بادشاہی ہو، وہی ذات اس بات کی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور وہی تمام لوگوں کا معبود ہو۔ چنانچہ میں اسی عظیم وبرتز ہستی کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔

4. الْوَسْوَاسُ، بعض کے نزدیک اسم فاعل الْمُوَسْوِسُ کے معنی میں ہے اور بعض کے نزدیک یہ ذِیْ الْوَسْوَاسِ ہے۔ وسوسہ، مخفی آواز کو کہتے ہیں۔ شیطان بھی نہایت غیر محسوس طریقوں سے انسان کے دل میں بری باتیں ڈال دیتا ہے، اس کو وسوسہ کہا جاتا ہے۔ الحَنَّاسِ، (کھک جانے والا) یہ شیطان کی صفت ہے۔ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو یہ کھک جاتا ہے۔

Y. (خواہ) وہ جنول میں سے ہو یا انسانول میں سے۔<sup>(۱)</sup>

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿

دوسرے شیطان، انسانوں میں سے ہوتے ہیں جو ناصح، مشفق کے روپ میں انسانوں کو گراہی کی ترغیب دیتے ہیں۔
بعض کہتے ہیں کہ شیطان جن کو گراہ کرتا ہے یہ ان کی دو قسمیں ہیں، یعنی شیطان انسانوں کو بھی گراہ کرتا ہے اور
جنات کو بھی۔ صرف انسانوں کا ذکر تغلیب کے طور پر ہے، ورنہ جنات بھی شیطان کے وسوسوں سے گراہ ہونے والوں
میں شامل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جنوں پر بھی قرآن میں "رجال" کا لفظ بولا گیا ہے۔ (الجن: ۲) اس لیے وہ بھی ناس
کا مصداق ہیں۔



# رموز اوقاف قرآن مجيد

ہر زبان کے اہل زبال جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں کھہر جاتے ہیں، کہیں نہیں کھہرتے۔
کہیں کم کھہرتے ہیں، کہیں زیادہ اور اس کھہرنے اور نہ کھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور
اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ قرآن مجید کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں
واقع ہوئی ہے۔ اسی لیے اہل علم نے اس کے کھہرنے نہ کھہرنے کی علامتیں مقرر کردی ہیں،
جن کو رموز او قاف قرآن مجید کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے
ان رموز کو ملحوظ رکھیں اور وہ یہ ہیں:

- → جہال بات پوری ہوجاتی ہے، وہاں چھوٹا سا دائرہ لگادیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول
   (ت) جو بصورت (ق) لکھی جاتی ہے۔ اور یہ وقف تام کی علامت ہے لینی اس پر کھی جاتی۔ چھوٹا سا دائرہ ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کو آیت کھی جاتی۔ چھوٹا سا دائرہ ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کو آیت کھے ہیں۔ دائرہ پر اگر کوئی اور علامت نہ ہوتو رک جائیں ورنہ علامت کے مطابق عمل کریں۔
- ۵ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس موقع پر غیر کوفیین کے نزدیک آیت ہے۔ وقف کریں تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس کا حکم بھی وہی ہے جو دائرہ کا ہے۔
- م یہ علامت وقف لازم کی ہے۔ اس پر ضرور کھی ہنا چاہیے۔ اگر نہ کھی ہرا جائے تو احمال ہے کہ مثلاً ہے کہ مثلاً ہے کہ مثلاً کے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہوجائے۔ اس کی مثال اردو میں یوں سیجھنی چاہیے کہ مثلاً کی کویہ کہنا ہو کہ "اٹھو، مت بیٹھو" جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہی ہے۔ تو اٹھو مت، بیٹھو" ہوجائے گا۔ جس میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احمال ہے۔ اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احمال ہے۔ اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہوجائے گا۔
- ط یہ وقف مطلق کی علامت ہے۔ اس پر تھہرنا چاہیے۔ یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔
  - ج وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں تھہرنا بہتر اور نہ تھہرنا جائز ہے۔

- ز علامت وقف مجوّز کی ہے۔ یہاں نہ تھہرنا بہتر ہے۔
- ص علامت وقف مرخص کی ہے۔ یہاں ملاکر پڑھنا چاہیے لیکن اگر کوئی تھک کر تھہر جائے تو رخصت ہے۔ معلوم رہے کہ (ص) پر ملاکر پڑھنا (ز) کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔
  - صلے الوصل اولی کا اختصار ہے۔ یہاں ملاکر بر هنا بہتر ہے۔
  - ق قیل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے۔ یہاں مھر نا نہیں عاہیے۔
- صل قَدْ یُوْصَلُ کا مخفف ہے۔ یہاں تھہرا بھی جاتا ہے اور بھی نہیں۔ بوقت ضرورت وقف
- قف یہ لفظ قِف ہے۔ جس کے معنی ہیں تھہر جاؤ۔ اور یہ علامت وہاں استعال کی جاتی ہے، جہاں پڑھنے والے کے ملاکر پڑھنے کا اختال ہو۔
  - سکتة سکته کی علامت ہے۔ یہاں کسی قدر مھبر جانا چاہیے گر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔
- وقفة لمب سکته کی علامت ہے۔ یہاں سکته کی نسبت زیادہ تھبرنا چاہیے لیکن سانس نه توڑیں۔ سکته اور وقفه میں یه فرق ہے که سکته میں کم تھبرنا ہوتا ہے، وقفه میں زیادہ۔
- لا لا کے معنی نہیں کے ہیں۔ یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعال کیجاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر۔ عبارت کے اندر ہوتو ہرگز نہیں مشہرنا چاہیے۔ آیت کے اوپر ہوتو اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک مشہرنا چاہیے بعض کے نزدیک نہیں مشہرنا چاہیے لیکن مشہرا جائے یا نہ مشہرا جائے اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔
- ك كذلك كالمخفف ہے، اس سے مراو ہے كہ جو رمز اس سے پہل آيت ميں آچكى ہے، اُس كا تحكم اِس پر بھى ہے۔
- یہ تین نقاط والے دو وقف قریب قریب آتے ہیں۔ ان کو معانقہ کہتے ہیں۔ کبھی اس کو مخضر کرکے (مع) لکھ دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں وقف گویا معانقہ کررہے ہیں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ایک پر مظہرنا چاہیے دوسرے پر نہیں۔ ہاں وقف کرنے میں رموزکی قوت اور ضعف کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

# قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

شار پاره	صفحه نمبر	نام سورت	نمبر شار
1	1	سورة الفاتحة	1
r - r - 1	4	سورة البقرة	۲
<b>~</b> − ٣	177	سورة آل عمران	٣
Y - Q - M	192	سورة النساء	۴
∠ <b>-</b> ∀	<b>r</b> ∠+	سورة المائدة	۵
<b>∧</b> – ∠	٣٢٩	سورة الأنعام	٧
9 - 1	279	سورة الأعراف	4
1 + - 9	70A	سورة الأنفال	۸
11 – 1+	۲۸۲	سورة التوبة	9
11	۵۳۸	سورة يونس	1+
11 - 11	۵۷۵	سورة هود	11
11 - 11	YIY	سورة يوسف	11
11"	TOP	سورة الرعد	Im.
١٣	727	سورة إبراهيم	۱۳
10-11	49+	سورة الحجر	10
16	Z+Y	سورة النحل	14
10	∠rr	سورة بني إسرائيل	14
14 – 10	444	سورة الكهف	1/
14	All	سورة مريم	19
IA	٨٣٢	سورة ظه	۲+
14	IFA	سورة الأنبياء	11
14	<b>^</b>	سورة الحج	77
IA	911	سورة المؤمنون	۲۳
IA	974	سورة النور	20
19 - 11	9∠1	سورة الفرقان	20
19	997	سورة الشعرآء	77
r+ - 19	1+14	سورة النمل	<b>r</b> ∠

شار پاره	صفحه نمبر	نام سورت	نمبر شار
۲٠	1+1~9	سورة القصص	۲۸
r1 - r+	1+/	سورة العنكبوت	49
۲۱	11+1~	سورة الروم	۳+
۲۱	1177	سورة لقمان	۳۱
۲۱	11114	سورة السجدة	2
rr - r1	1110	سورة الأحزاب	prp
۲۲	1122	سورة سبإ	٣٦
۲۲	119∠	سورة فاطر	<b>r</b> a
rr – rr	1111	سورة يٰسَ	٣٧
۲۳	1771	سورة الصافات	٣٧
۲۳	Irar	سورة ص	٣٨
۲ <i>۴</i> – ۲۳	1727	سورة الزمر	m9
۲۳	1192	سورة المؤمن	۴٠
ra - rr	١٣٢٨	سورة حْمّ السجدة	۱۲
ra	ITT	سورة الشوري	64
ra	124+	سورة الزخرف	٣٣
ra	1229	سورة الدخان	44
ra	IMAA	سورة الجاثية	r0
۲۲	11791	سورة الأحقاف	٣٦
77	IMIT	سورة محمد	<u>۲</u> ۷
77	1850	سورة الفتح	MA
ry	IMM	سورة الحجرات	4
ry	Irry	سورة ق	۵٠
r2-r4	1007	سورة الذاريات	۵۱
۲۷	IMAA	سورة الطور	۵۲
۲۷	1520	سورة النجم	۵۳
۲۷	١٣٨٥	سورة القمر	۵۳
۲۷	1494	سورة الرحمٰن	۵۵
۲۷	10+0	سورة الواقعة	ra

شار پاره	صفحه نمبر	نام سورت	نمبر شار
<b>r</b> ∠	1017	سورة الحديد	۵۷
۲۸	1011	سورة المجادلة	۵۸
۲۸	1251	سورة الحشر	۵٩
۲۸	1000	سورة الممتحنة	٧٠
۲۸	1007	سورة الصف	41
۲۸	1641	سورة الجمعة	75
۲۸	1070	سورة المنافقون	44
۲۸	1679	سورة التغابن	70
۲۸	1020	سورة الطلاق	ar
۲۸	1017	سورة التحريم	77
49	1011	سورة الملك	42
49	1097	سورة القلم	٨٢
49	14.0	سورة الحاقة	79
49	1717	سورة المعارج	<b>~</b>
49	AIFI	سورة نوح	41
49	1756	سورة الجن	∠٢
49	1411	سورة المزمل	۷٣
49	1424	سورة المدثر	۷۴
49	1464	سورة القيامة	۷۵
49	IYMA	سورة الدهر	24
49	1700	سورة المرسلات	22
۴.	1771	سورة النبإ	∠۸
۳.	١٢٢٢	سورة النازعات	<b>49</b>
p~+	1724	سورة عبس	۸٠
p~+	1741	سورة التكوير	ΔΙ
p~+	17/1	سورة الانفطار	۸۲
p=+	CAPI	سورة المطففين	۸۳
۳+	179+	سورة الانشقاق	۸۳
۳.	1496	سورة البروج	۸۵

شار پاره	صفحه نمبر	نام سورت	نمبر شار
۳+	APFI	سورة الطارق	YA
۴.	14+1	سورة الأعلى	٨٧
۴.	12+1	سورة الغاشية	۸۸
۴+	12+2	سورة الفجر	19
۴.	1217	سورة البلد	9+
۳+	1210	سورة الشمس	91
۳+	1212	سورة الليل	95
۳+	1210	سورة الضحي	98
۴.	1277	سورة ألم نشرح	91~
۳+	1250	سورة التأين	90
۴.	1274	سورة العلق	44
۳+	1279	سورة القدر	92
۳+	1211	سورة البينة	9/
۳+	1244	سورة الزلزال	99
۳+	1224	سورة العاديات	1++
۳+	1227	سورة القارعة	1+1
۳+	1214	سورة التكاثر	1+1
۳+	1281	سورة العصر	1+1"
۳+	1277	سورة الهمزة	1+1~
۳+	1200	سورة الفيل	1+0
۳+	1244	سورة قريش	1+7
۳+	1282	سورة الماعون	1+4
۴+	1279	سورة الكوثر	1+1
۳+	120+	سورة الكافرون	1+9
۳+	1201	سورة النصر	11+
۳+	1201	سورة تبت	111
۴+	1200	سورة الإخلاص	115
۳+	1200	سورة الفلق	111
۳+	1202	سورة الناس	110

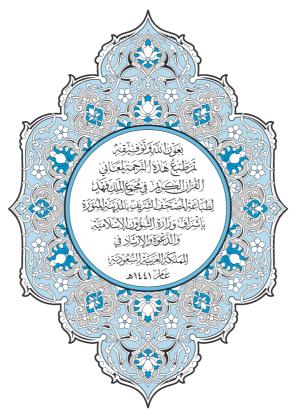
إِنَّ وَزَارَقَ الْشُونَةَ عَلَى فَالْمَلَكَةِ الْمَاسِكَةِ السَّعُوديَةِ فَالْمَلَكِةِ الْمَاسِكَةِ السَّعُوديَةِ المَسْعُوديَةِ المَسْعُوديَةِ المَسْعُوديَةِ المَسْعُوديَةِ المَسْعُوديَةِ عَلَى المَسْرَفَةَ عَلَى فَهَ المَلِكِ فَهَ المِلْكِينَةِ المَسْعُونَ الشَّرَيْفِ المَسْرَفِةَ عَلَى فَهُ المَلِكِ فَهَ المَلِينَةِ المَسْرَقِةَ المَسْعُونَ المَسْرَفِقَ المَسْرَفِقِيقِ المَّوْلِ المَسْعُونِ المَّوْلِ المَسْعُونِ المَّوْلِ المَسْرَفِقِيقِ المَّوْلِ المَسْعُونِ المَّوْلِ المَسْعُونِ المَّوْلِ المَسْعُونِ المَسْرَفِقِيقِ المَسْرَفِقِيقِ المَسْرَفِقِيقِ المَسْرَفِقِ المَسْرَفِقِيقِ المِسْرَفِقِيقِ المَسْرَفِقِيقِ المَسْرَفِقِيقِ المُسْرَفِقِيقِ المَسْرَفِقِيقِ المَسْرَفِيقِيقِ المَسْرَفِيقِيقِيقِ المَسْرَفِقِيقِيقِ المَسْرَفِيقِيقِ المَسْرَفِيقِيقِ المَسْرَفِيقِيقِ المَسْرَفِيقِيقِ المَسْرَفِيقِيقِيقِ

خَاذِمْ لَلْمِكَ مَنْ الْمُنْ الْمُلِكَ مِنْ الْمُلِكَ مِنْ الْمُلِكَ مِنْ الْمُنْ الْمُنْ الْمُنْ الْمُنْ الْمُنْ الْمُنْ اللَّهُ اللَّهُ الْمُنْ الْمُنْ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَى اللَّهُ اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَّهُ اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلِي اللَّهُ وَلِيْ اللَّهُ وَلِي اللَّهُ وَلِيْ اللَّهُ وَلِيْ اللَّهُ وَلِيْ اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَهُ اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَّهُ اللَّهُ وَلَهُ اللَّهُ وَلِي اللَّهُ وَلَهُ اللَّهُ وَلَهُ اللَّهُ وَلِي اللَّهُ وَلِهُ اللَّهُ وَلِمْ اللَّهُ وَلَهُ اللَّهُ وَلَهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللّهُ اللَّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الل

وزارت اسلامی امور، اور دعوت وارشاد
مملکت سعودی عرب
گران
"شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینه منورہ"
کے لیے باعث مسرت ہے کہ کمپلیکس
قرآن شریف کے مطالب کا
یہ اردو ترجمہ شائع کرے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی لوگوں میں اس کا نفع عام کرے اور خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود کو اشاعت قرآن کریم کے سلسلہ میں عظیم کوششوں پر جزاء عطا فرمائے۔

اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔



ڂڠؖۉۊڶڟٙۼۼۼۘڡ۠ۅڟ ؿؙڂۼۜؾڂۯڵڲٳڬۣڣۿؙڋۣٳؙڟؙۣڹؙٳۼڗٝڷڶۻٛؽڿٚڣ۠ڵۺؽڒٚۿڬۣ

ص.ب ٦٢٦٢ - المدينة المنوّرة

www.qurancomplex.gov.sa contact@qurancomplex.gov.sa



حقوق طبع بحق ناشر محفوظ ہیں شاہ فہسہ قر آن شریف پر ٹٹنگ کمپلیکس

پوسٹ بکس نمبر ۲۲۲۲، مدینه منوره

www.qurancomplex.gov.sa contact@qurancomplex.gov.sa مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف ، ١٤٤١ه.
 فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف ترجمة معاني القرآن الكريم إلى اللغة الأُردية / مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف - المدينة المنورة ، ١٤٤١هـ

> ۱۷۹۲ص؛ ۱۵ × ۲۱ سم ردمك: ۹-۷۳-۸۱۸۷-۲۰۳-۹۷۸

۱- القرآن - ترجمة - اللغة الأُردية أ. العنوان ديوي ۲۲۱,٤٩١٤٣٩

رقم الإيداع: ١٤٤٠/١١٦٩٧ ردمك: ٩-٧٧-٦٠٣-٨١٨٧

